مطبع مسلمان لاہور

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا

الصلح خیر

پیغام صلح

آرگن احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا ہفتہ وار

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
آں رسول حق خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۳ | یوم پنجشنبہ ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ مطابق ۳ جنوری ۱۹۳۵ء | نمبر ۱

سپین مشن اور عید

برادران کرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اب تک ہماری جماعت نے بحیثیت جماعت سپین مشن کے کام کی طرف توجہ نہیں دی گو اپنے طور پر بہت سے احباب اس میں حصہ لے رہے ہیں اور بالخصوص اس کے محرک میاں ممتاز احمد فاروقی اور اس کو عمل میں لانے والے مولانا محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر "لائٹ" خاص طور پر قابل شکریہ ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء اس وقت ہمارے محترم دوست مولانا محمد یعقوب خاں صاحب نے سپین مشن کے عید کارڈ چھپوا کر اور عید کے موقع پر "لائٹ" کا ایک مبسوط نمبر سپین نمبر کے نام سے نکال کر ساری مسلمان قوم کو اور بالخصوص ہماری جماعت کو متوجہ کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس تحریک کو بحیثیت قوم ہاتھ میں لینے کا وقت آگیا ہے۔ کس رنگ میں اسے لیا جائیگا یہ ابھی محتاج مشورہ ہے جس پر کچھ وقت لگیگا بہر صورت اس عید کے موقعہ پر کچھ عملی قدم اٹھانا ضروری ہے اسکے لئے میں تین تجاویز پیش کرتا ہوں

۱۔ یہ کہ سب احباب سپین عید کارڈ کے مروج کرنے میں پوری قوت خرچ کریں نہ صرف خود خرید کریہ کارڈ بطور تحفہ احباب کو بھیجائیں بلکہ جہاں تک انکی طاقت میں ہو دیگر مسلمانوں کو بھی توجہ دلائیں کہ بجائے اس کے کہ وہ معمولی عید کارڈوں پر اپنا روپیہ برباد کریں سپین عید کارڈ خریدیں جن کے دو فائدے ہونگے ایک یہ کہ ان کی آمد سب کی سب سپین مشن میں جائیگی اور اس سے بڑھکر یہ کہ بچوں اور نوجوانوں کے دلوں میں اشاعت اسلام کا وہ سچا جذبہ پیدا ہوگا جس پر تحریک اشاعت اسلام کا سارا دارومدار ہے۔

۲۔ یہ کہ عید کے موقع پر صاحب استطاعت احباب ہمارے جہلم کے مخلص دوست سیٹھ سعادت الدین کے اس نیک نمونے پر عمل کریں کہ انہوں نے ایک عید کارڈ بطور تحفہ مجھے بھیجا جس کے اندر بیس روپے کے نوٹ سپین مشن کیلئے تھے جزاہ اللہ خیرا۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہمارا احباب اس خوشی کے موقع پر سپین مشن کو یاد رکھینگے اور جنکو اللہ تعالیٰ توفیق دے وہ اس میں کچھ عطیہ مرحمت فرمائیں۔

۳۔ تیسری تجویز وہ ہے جس پر میں چاہتا ہوں ساری جماعت عامل ہو۔ اور وہ یہ ہے کہ عید کے دن احمدی قوم کا ہر ایک فرد سپین مشن میں کچھ نہ کچھ رقم دے، مرد ہو یا عورت بڑا ہو یا بچہ۔ خواہ وہ رقم بہت ہی قلیل ہو۔ جو احباب عید فنڈ دیتے ہیں وہ اس کے برابر یا کم سے کم اس کی نصف رقم سپین مشن کے لئے دیں۔ بچوں کو جس قدر عیدی ملے اس کی تین چوتھائی وہ اپنے لئے خرچ کریں اور ایک چوتھائی سپین مشن کے لئے دیں۔ بلکہ اس کی بہتر صورت یہ ہو گی کہ بچوں کو عیدی دیتے وقت ایک چوتھائی رقم کاٹ لی جائے اور وہ رقم علیحدہ سپین مشن کے لئے جمع کرا دی جائے اور گھر کی مستورات کو بھی تاکید کی جائے کہ وہ بھی حسب استطاعت اس میں حصہ لیں۔

یہ آخری تجویز وہ ہے جس پر میں خصوصیت سے زور دینا چاہتا ہوں اور اس کو قومی تحریکات کے اندر شامل کرنا چاہتا ہوں میں نے سالانہ جلسہ پر سب احباب سے وعدہ بھی لیا تھا۔ کہ جب کبھی کوئی قومی تحریک ہوگی۔ تو اس میں سارے احباب شامل ہونگے۔ خواہ رقم کتنی ہی کم کیوں نہ ہو پس ہر ایک دوست اس بات کو یاد رکھے کہ

عید کے دن سپین مشن کے لئے

ہر ایک مرد۔ ہر ایک عورت۔ ہر ایک بچہ نے کچھ نہ کچھ دینا ہے ✦ والسلام

محمد علی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح
جلد ۲۳ یوم پنجشنبہ ۲۶ر رمضان ۱۳۵۳ھ نمبر ۱

الحمد للہ رب العٰلمین

جلسہ سالانہ کی کامیابی پر سجدہ شکر

ہمارا سالانہ اجتماع مخالفت کے طوفانوں اور احراریوں کے "استیصال احمدیت" کے مجنونانہ نعروں کے درمیان منعقد ہؤا۔ صوبہ بھر میں دشمنوں کی لگائی ہوئی آگ پورے زور سے بھڑکی ہوئی ہے لاہور میں تو اس کے شعلے بہت ہی بلند دکھائی دے رہے ہیں۔ دل آزاری۔ غلط بیانی۔ ہرزہ سرائی اور سوقیانہ پن کا زبردست طوفان برپا ہے۔ اس کی کوہ پیکر موجیں بار بار نمایاں ہو رہی ہیں لیکن ان آفتوں کے باوجود حضرت مسیح موعودؑ کے جان سپار خدام نے اپنے امیر کی آواز پر حسب معمول لاہور میں جمع ہو کر عشق دین اور عزم بلند کا ایسا شاندار و روح پرور نظارہ پیش کیا جس کی نظیر گذشتہ کئی سالوں میں نہیں ملتی۔

۲۳ر دسمبر کی سہ پہر کو بکیہ دہلی دروازہ لاہور کے باہر احراریوں کا جلسہ منعقد ہو رہا تھا اور ان کے سرغنے رمضان المبارک کے اہتمام و احترام سے بالکل فارغ اور اخلاق و شرافت سے سراسر بے نیاز ہو کر مصروف دشنام طرازی تھے احمدی ملک کے طول و عرض سے مجاہدانہ انداز میں احمدیہ بلڈنگس کے اندر جمع ہو رہے تھے۔ ان کے چہروں پر وہ مومنانہ نور چمک رہا تھا جو صرف سچے مسلمانوں کا حصہ ہے ان کی رفتار و گفتار سے ایک بلند مرتبہ عزم و ثبات کا اظہار ہو رہا تھا عاشقان دین کی آمد کا یہ سلسلہ ۲۲ سے شروع تھا۔ اور ۲۵ تک جاری رہا۔ ان میں سے بعض کے ساتھ خواتین اور بچے بھی تھے۔ ان میں معقول تعداد بوڑھوں اور بیماروں کی بھی تھی۔ یہ اس سردی کے موسم میں محض اس لئے جمع ہوئے کہ مل کر عاجزانہ طور پر اللہ کے آگے گریں۔ اس کے دین کو پھیلانے۔ اس کی پاک کتاب کو دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچانے۔ اس کے آخری رسول حضرت محمد صلعم کے نام کو بلند کرنے کے وسائل سوچیں اور اس مقدس کام کو جو تحریک احمدیت کا مقصد وحید ہے اپنے عمل اور قربانیوں کے ساتھ مزید تقویت پہنچائیں

چنانچہ ان لوگوں نے وہی کچھ کیا جس کے لئے یہ جمع ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے نیک ارادوں میں برکت دی اور امسال جلسہ تعداد۔ کام اور چندہ کے لحاظ سے نہایت کامیاب رہا۔ بیعت کرنے والوں کی تعداد بھی بفضلہ معقول تھی۔ اس دینی اجتماع میں شریک ہونے والے احمدی خدمت دین و استحکام و تنظیم جماعت کا نیا جوش و ولولہ لے کر واپس گئے ہیں۔ گو ناگون موانعات و مشکلات کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اس کامیابی کو دیکھتے ہیں۔ تو سر بے اختیار سجدہ شکر میں جھک جاتا ہے۔ ہم ناچیز انسان ہیں۔ ہمارے ارادے ہمتیں اور کوششیں سب کچھ بے حقیقت ہیں جب تک کہ اللہ کا فضل شامل حال نہ ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا کرم ہے کہ اس نے ہمیں صراط مستقیم پر چلایا۔ مجدد زماں کی شناخت کی توفیق دی۔ افراط و تفریط سے بچا کر اسلام کی صحیح تعلیم پر قائم رکھا۔ اور اپنے دین کی خدمت کا شرف ہمیں بخشا۔ اس کام کے لئے ایثار و قربانی کا جذبہ عطا فرمایا۔ ہماری ناچیز کوششوں میں برکت دی اور ہمیں توقع سے زیادہ کامیاب و بامراد کیا۔ اس کا جس قدر شکر کیا جائے کم ہے۔

اس کے ساتھ ہی ہم ایک اور ضروری بات عرض کر دینا چاہتے ہیں۔ جلسہ سالانہ کو کامیاب بنانے میں اکثر احباب نے حصہ لیا۔ اور اور غیر معمولی کام کیا۔ کوشش و کامیابی کے بعد بعض اوقات طبائع سکون و آرام کی طرف مائل ہو جایا کرتی ہیں۔ اس سے ہمیں اجتناب کرنا چاہیئے۔ حق و باطل کی زبردست جنگ جاری ہے اس میں ہم حق کے سپاہیوں کی حیثیت سے حصہ لے رہے ہیں۔ دوران جنگ میں آرام و سکون ہرگز جائز نہیں ہو سکتا ہے اس لئے ہر ایک فرد سلسلہ کا فرض ہے کہ وہ پورے انہماک و توجہ سے کام میں مصروف رہے۔ تاکہ ہم آئندہ سال پھر جمع ہوں۔ تو عمل و جوش صادق کا اس سے بہتر اندو[illegible] پیش کر سکیں۔

جو دوست کسی مجبوری کی وجہ سے جلسہ میں شریک نہیں ہو سکے انہیں کسی مناسب طریق پر اس غیر حاضری کی تلافی کرنی چاہیئے اور اس پروگرام میں پورا حصہ لینا چاہیئے۔ جو نئے سال کے لئے تجویز ہوا ہے ہمارا مقصد بہت بلند ہے۔ ہمارے مخالفین لاتعداد ہیں۔ ہمیں اپنی رفتار اور زیادہ تیز کرنی چاہیئے تاکہ جلد از جلد منزل مقصود تک پہنچ سکیں +

قادیانی غلو کا تازہ شاہکار

گذشتہ بیس پچیس سال میں قادیانی غلو کے بہت سے شاہکار منظر عام پر آچکے ہیں جناب خلیفہ قادیان اور ان کے مریدوں نے اپنی "جدت پسندیوں" اور "عالی حوصلگیوں" کے وہ وہ نمونے پیش کئے ہیں کہ دیکھ کر دل کانپ اٹھتا ہے۔ اجرائے نبوت کا عقیدہ گھڑا۔ حضرت مسیح موعودؑ کو حضرت نبی کریمؐ سے افضل کہا۔ قادیان کے سالانہ جلسہ کو "ظلی حج" کا نام دیا۔ چالیس کروڑ مسلمانوں کو یکدم دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ لیکن قادیانیوں کی ترقی پسند طبیعت ان کارناموں پر قناعت نہ کر سکی۔ چنانچہ اب وہ قادیان کو "ارض حرم" کہہ رہے ہیں۔

معاصر "الفضل" نے اپنی ۲۰ر دسمبر کی اشاعت کے صفحہ اوّل پر جلی قلم سے چند سطریں شائع کی ہیں جن میں قادیان کے جلسہ سالانہ میں شریک ہونے والوں کا خیر مقدم کیا ہے ان سطور کا عنوان ہے "ارض حرم میں تشریف لانے والوں کو مبارک۔ مبارک۔ مبارک"۔ کچھ عرصہ ہؤا کہ جناب خلیفہ قادیان نے اپنے ایک خطبہ میں قادیان کے متعلق مکہ اللہ کی فضیلت گنوائی تھی۔ اب "الفضل" نے واضح الفاظ میں اس کو "ارض حرم" کہہ دیا ہے دیکھئے اب اسے قبلہ کب قرار دیا جاتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کیا یہ ناقابل برداشت جسارتیں قصر اسلام کی تخریب اور ایک نئے مذہب کے اجرا کی کوشش نہیں ہے؟

جناب خلیفہ قادیان فتنہ اجرائے نبوت کے بانی و مبانی ہیں اور اُن کا ارشاد ہے کہ ہر ایک شخص کوشش سے نبی بن سکتا ہے بہتر ہوتا کہ وہ ذرا کوشش کر کے نبی بن جاتے اور پھر اپنے اس نئے مذہب کی بنیاد رکھتے۔ ایک امتی اور اس کے مریدوں کے لئے یہ جسارت کسی طرح مناسب نہیں

جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد

آج کل معاصر "مدینہ" بجنور اور اخبار "سرفراز" لکھنؤ میں نجدیوں کے متعلق ایک طویل بحث شروع ہے۔ "سرفراز" شیعہ حضرات کا اخبار ہے اس کا دعوےٰ ہے کہ سلطان ابن سعود اور دوسرے نجدی اپنے سوا باقی تمام عالم اسلام کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں معاصر "مدینہ" کو اس سے انکار ہے جو صحیح معلوم ہوتا ہے۔ معاصر موصوف نے اپنی ۲۵ر دسمبر کی اشاعت میں اسی موضوع پر ایک طویل مقالہ افتتاحیہ لکھا ہے جس میں اپنے خیال کی تائید میں نہایت قابلیت سے دلائل و واقعات پیش کئے ہیں۔ اسی سلسلہ میں جماعت احمدیہ لاہور اور اس کے عقائد کا ذکر بھی آگیا۔ اس کے متعلق وہ رقمطراز ہے کہ:-

"معاصر سرفراز نے ہم سے یہ بھی دریافت کیا ہے کہ قادیانیوں کے متعلق تمہارا کیا طرز عمل ہے اس کے جواب میں گذارش ہے کہ ہم قادیانی جماعت کے متعلق قطعی طور پر جانتے ہیں کہ وہ تمام عالم اسلام کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتی ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر آج قادیانی جماعت اعلان کر دے کہ وہ مسلمانان عالم کو کافر نہیں سمجھتی تو اس کے اسی اعلان پر ہم اپنی رائے کو واپس لے لیں گے۔ . . . . . ہم اپنے دعوےٰ کے ثبوت میں جماعت احمدیہ لاہور کے متعلق اپنا خیال پیش کرینگے۔ یہ جماعت مرزا صاحب کو مجدد و پیشوا ماننے کے باوجود تکفیر المسلمین کے مسئلہ سے برأت و بیزاری کا اعلان کرتی ہے اور ہم بلا تکلف تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اس کا عقیدہ ایسا ہی ہے اور ہم یہ ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ وہ محض مسلمانوں کو دھوکا دینے کیلئے ایسا کرتی ہے۔ اس کے عقائد کی گمراہی اور ضلالت دوسری شے ہے لیکن جب کسی شے کے متعلق کسی جماعت کا صریح اعلان موجود ہے تو محض قیاس و ظن کی بنا پر اس اعلان کی تردید کرنا اسلامی ایمانداری اور دیانتداری کے خلاف ہے"۔

معاصر "مدینہ" سے ہمارا اختلاف بالکل واضح ہے لیکن اس کے باوجود ہمارے خیال میں وہ ایک معقول اخبار ہے اس کی مندرجہ بالا سطور سے جس طرز عمل کا اظہار ہوتا ہے وہ موجودہ طوفان مخالفت میں از بس غنیمت ہے خاص کر اس کے یہ الفاظ تو بہت ہی قابل قدر ہیں کہ کسی جماعت کے صریح اعلان کی موجودگی میں محض قیاس ظن کی بنا پر اسکے اعلان کی تردید کرنا اسلامی ایمانداری اور دیانتداری کے خلاف ہے لیکن اس کے ساتھ ہی معزز معاصر نے ہمارے عقائد کی مفروضہ ضلالت اور گمراہی کا ذکر ضروری سمجھا ہے۔ ہم اپنے عقائد کو بار بار نہایت وسعت سے شائع کر چکے ہیں یقین ہے ہمارا معاصر ان سے ناواقف نہیں ہوگا۔ کیا ہم دریافت کر سکتے ہیں کہ اس کو ان میں کونسی گمراہی و ضلالت نظر آئی ہے؟ ہمیں اپنے معزز معاصر کی معقولیت، دیانت اور اصول پسندی سے توقع ہے کہ وہ اس کا جواب دیتے وقت ہمارے اعلان کردہ عقائد کو پیش نظر رکھیگا اور قیاس و ظن کو دخل اندازی کی اجازت ہرگز نہ دیگا کیونکہ یہ اسلامی ایمانداری اور دیانتداری کے خلاف ہے۔

ہمارے مخالفین کا ظالمانہ طرز عمل

ہمارے معاصر کو تسلیم ہے کہ ہم تکفیر المسلمین کے شغل سے برأت و بیزاری کا اعلان کرتے رہتے ہیں اور یہ ایک سورج سے زیادہ روشن حقیقت ہے کہ تکفیر المسلمین کے اتحاد شکن و نامراد مرض کے ہم سب سے بڑھ کر مخالف ہیں اور عرصہ دراز سے اس کے خلاف مصروف جہاد ہیں۔ ہمارا عمل، ہمارے اخبارات، کتابیں اور دوسرا لٹریچر اس کا شاہد ہے۔ ہمارے لائق عزت معاصر کو معلوم ہے اور اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ ان تمام باتوں کے باوجود بے شمار ذمہ دار علماء، جماعت احرار کے لیڈر اور ان کے ہم خیال اخبارات آئے روز ہمارے صریح اعلانات اور واضح طرز عمل کی موجودگی میں ہم پر تکفیر المسلمین کی کوتاہیہ سے بڑا الزام لگا کر ہمیں کافر کہہ رہے ہیں وہ محض قیاس و ظن کی بنا پر ہمارے اعلانات کی تردید کر کے اسلامی ایمانداری اور دیانتداری کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ خود لہ بالا میں لہ انفنا حیہ ہی میں ہمارا ایا ور معاصر یہ صدائے حق بلند کر چکا ہے کہ:

> "کسی مسلمان کو کافر کہنا بدترین ظلم ہے اور اس ظلم سے کسی بے گناہ مسلمان کو متہم کرنا بھی اتنا بڑا گناہ ہے"

ہمیں یقین ہے کہ "مدینہ" جیسے وسیع النظر اخبار سے یہ بات چھپی ہوئی نہیں کہ ہمارے اکثر نا خدا ترس مخالفین ہم پر دہرا ظلم کر رہے ہیں۔ وہ ہمیں کافر بھی کہہ رہے ہیں اور بلا وجہ تکفیر المسلمین کا الزام بھی ہم پر لگا رہے ہیں اور سب سے زیادہ تعجب اس بات پر ہے کہ ہمارا معاصر ان بدترین مظالم اور اسلامی ایمانداری کی خلاف ورزی پر کوئی صدائے احتجاج بلند نہیں کرتا۔ حالانکہ ظلم ہر حالت میں ظلم ہے خواہ وہ کسی سے سرزد ہو اور بے ایمانی اور بد دیانتداری ہر صورت میں بے ایمانی اور بد دیانتی ہے خواہ اس کا ارتکاب کوئی کرے۔

انوار القرآن

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی کتاب "انوار القرآن" جس کا اعلان متعدد مرتبہ پیغام صلح میں چھپ چکا ہے اور جس کا اکثر احباب کو بڑی بے تابی سے انتظار تھا جلسہ سالانہ کے ایام میں شائع ہوگئی جس پر ہم جناب ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں مبارکباد و شکریہ عرض کرتے ہیں۔ اس پر ریویو تو مطالعہ کے بعد ہی کیا جائیگا۔ جو کچھ فرصت بھی چاہتا ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ اس کتاب پر ریویو کی چنداں ضرورت نہیں۔ ڈاکٹر صاحب ممدوح کے پر معارف درس اور مدلل و دلنشین انداز تحریر سے تقریباً تمام احباب واقف ہیں اس کتاب میں ان کے درس اور انداز تحریر کی تمام خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ جلسہ سالانہ پر اکثر اصحاب نے اس کتاب کو خود ملاحظہ فرما لیا ہے ان چند سطور کا مقصد ممالک غیر اور ہندوستان کے بعید علاقوں کے دوستوں کو جو جلسہ سالانہ میں شریک نہیں ہو سکے اطلاع دینا ہے یہ کتاب پارہ عم کی تفسیر ہے جو $\frac{29 \times 22}{8}$ کے ۴۳۴ صفحات پر مشتمل ہے لکھائی چھپائی نہایت دیدہ زیب کاغذ اعلے درجہ کا سفید ولایتی۔ جلد بہت خوبصورت اور مضبوط جس پر کتاب اور مصنف کا نام سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے۔ مجلد کتاب کی قیمت علاوہ محصول ڈاک عہ ہے احباب کا فرض ہے کہ وہ قدردانی کا ثبوت دیں تاکہ ڈاکٹر صاحب کی دوسری تصنیفات کی اشاعت کا بھی اہتمام جلد ہو سکے۔

"سپین عید کارڈ"

جب سے ہندوستان میں انگریزی تعلیم اور مغربی تہذیب کا اثر نمایاں ہوا ہے کرسمس اور سال نو کے کارڈوں کی تقلید میں تعلیمیافتہ مسلمانوں میں عید کارڈ کثرت سے مروج ہو گئے ہیں اور اس تقلید نے نہایت بھونڈی اور نقصان رساں شکل اختیار کر لی ہے۔ اسراف کے علاوہ یہ اخلاقی طور پر بھی بہت مضر ثابت ہو رہے ہیں۔ کیونکہ اخلاق سوز اور جذبات انگیز اشعار۔ بازاری اور عریاں تصاویر، بدمذاقی اور سوقیانہ پن، اکثر عید کارڈوں کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ یہی وجہ ہے ہم نے گذشتہ سالوں میں عیدین کے موقع پر ان کارڈوں کے خلاف نہایت زور سے آواز بلند کی۔ لیکن رسم و رواج اپنے اندر بے پناہ طاقت رکھتے ہیں۔ انہیں انتہائی اور مسلسل جدوجہد کے بغیر ترک کرانا ناممکن ہوتا ہے۔

اللہ تعالے جناب مولانا محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر لائٹ کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے اصلاح کی ایک نہایت مفید صورت نکالی اور سپین عید کارڈ تیار کرا کر عام عید کارڈوں کا ایسا بدل مہیا کر دیا جو تمام مضرتوں سے پاک ہونے کے علاوہ خدمت اسلام کا اچھا ذریعہ ہے جو اصحاب ان کارڈوں کو خریدیں گے وہ اشاعت اسلام کی تحریک کے لئے تقویت کا موجب بنیں گے۔ اپنے جن دوستوں کو وہ یہ کارڈ بھیجیں گے ان میں بیداری و جرأت کی ایک نئی روح پیدا ہو جائیگی۔ یہ تو تقریباً تمام احباب کو معلوم ہے کہ معاصر "لائٹ" کچھ عرصہ سے سپین میں تبلیغی مشن کے قیام کی سعی کر رہا ہے اس کی جدوجہد سے اب تک تین ہزار روپے کے قریب رقم بھی جمع ہو چکی ہے۔ اسی تحریک کے سلسلہ میں یہ کارڈ شائع کئے گئے ہیں۔ جن کا نمونہ اس وقت ہمارے پیش نظر ہے۔

یہ کارڈ نہایت اعلے درجے کے دبیز آرٹ پیپر کے چار صفحوں پر طبع ہوا ہے۔ اور بہت عمدہ لفافے کے اندر بند ہے سائز درسی کتابوں کے برابر ہے جو نہایت موزوں معلوم ہوتا ہے۔ پہلے صفحہ پر خوبصورت حاشیہ کے اندر انگریزی حروف میں "Id Mubarak" اور اس کے نیچے ہلال اور "عید سعید مبارک" کا خوبصورت طغرا ہے یہ ساری چیزیں سنہری چھاپی گئی ہیں۔ نیز اس صفحہ پر بھیجنے والے کا نام لکھنے کے لئے بھی جگہ رکھی گئی ہے۔ دوسرے صفحہ پر سہ رنگے خوبصورت ڈیزائن کے ذریعہ وہ تاریخی نظارہ دکھلایا گیا ہے، جبکہ حضرت طارق نے سپین کو فتح کیا تھا۔ ساحل سپین پر حضرت طارق اسلامی علم کے قریب فاتحانہ انداز سے کھڑے ہیں سمندر میں جہاز جلتے اور تیرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ نیچے اس تاریخی واقعہ کے متعلق سر اقبال کے تین فارسی اشعار درج ہیں اس کے مقابل کے صفحہ پر ایک تصویر نظر آتی ہے جس میں ایک مسلمان نوجوان بہادرانہ اور عازمانہ انداز سے اسلامی علم اٹھائے کرہ ارض کی بلندیوں پر چڑھتا ہوا دکھلایا گیا ہے اور چند ہی الفاظ میں مسلمانوں کے جذبہ اسلامی اور ہمت و عزم سے سوال کیا گیا ہے کہ سپین کی فتح ثانی کب ہوگی؟ اس کو ہم مستقبل کی تصویر کہہ سکتے ہیں۔ یہ مستقبل قریب ہے یا بعید؟ اس سوال کا جواب صرف مسلمانوں کا جذبہ عمل ہی دے سکتا ہے ایک بلند خیال اور آہنی عزم ہی تھا۔ جو حضرت طارق کے دل و دماغ میں پیدا ہوا جس کا نتیجہ سپین کی فتح اول تھی۔ اس کارڈ میں بھی ایک ایسا بلند خیال اور عالی جذبہ پیش کیا گیا ہے۔ جو یقیناً سپین کو دوبارہ فتح کر سکتا ہے۔ ہر سچا مسلمان جو اس کارڈ کو دیکھیگا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے تاریخ اسلامی کا ایک پرشوکت باب آ جائیگا۔ اس کی محو خواب ہمت بیدار ہو جائیگی اور وہ اپنی رگوں میں ایک ایسی چیز کو گردش کرتا ہوا محسوس کرے گا۔ جو انسان کو سربلند و فتحمند کیا کرتی ہے۔

ہم خانصاحب موصوف کو مبارکباد دیتے اور ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ہر ایک فرد جماعت اور ہر ایک ہمدرد ملت مسلمان سے پرزور درخواست کرینگے کہ اس کارڈ کو رواج دینے کی انتہائی سعی کریں۔ اپنے احباب کو بکثرت بھیجیں۔ ان کو خریدنے کی تحریک کریں اپنے شہر کے تاجروں کے ذریعے فروخت کرانے کی کوشش کریں۔ اس طرح قوم بازاری عید کارڈوں کے اخلاق سوز اثر سے محفوظ ہو جائے گی اور اس کے ساتھ ہی ایک بلند عزم کو عملی شکل دینے کے سامان بھی پیدا ہو جائینگے۔

ہم پہلے بھی متعدد مرتبہ کہہ چکے ہیں اب پھر اس کا اعادہ کرتے ہیں کہ مسلمان اندلس کی بربادی پر بہت زیادہ ماتم کر چکے ہیں ہمارے مؤرخوں نے اس سانحہ عظیم پر آنسو بہائے۔ ہمارے شاعروں نے مرثیے لکھے۔ ہمارے سیاحوں نے اندلس کی اسلامی آبادیوں اور مساجد اور محلات کی بربادی کی خونچکاں کیفیت سنائی۔ اب وقت آ گیا ہے کہ نالہ و شیون کا یہ سلسلہ بند کر کے اس ملک پر زبردست تبلیغی یلغار کی جائے، وہاں کی برباد مسجدیں آباد کر دی جائیں وہاں کے باشندوں کو جن میں سے اکثر کی رگوں میں آج بھی عربی خون گردش کر رہا ہے۔ حلقہ بگوش اسلام بنا لیا جائے اس کارڈ کی اشاعت اس راستہ کی ایک اہم منزل طے کر لینے کے برابر ہے۔ بشرطیکہ اس کو کثرت سے پھیلا دیا جائے۔

پہلے فی کارڈ چار آنے قیمت مقرر ہوئی تھی۔ لیکن بعد میں کم استطاعت اصحاب کا خیال رکھتے ہوئے پچاس فیصدی تخفیف کر دی یعنی اب یہ صرف دو آنے میں مل سکتا ہے۔ نفیس لفافہ بھی اسی قیمت میں شامل ہے۔ یہ قیمت لاگت کے قریب قریب ہے لہذا اس میں تخفیف یا کمیشن کی گنجائش مشکل ہے۔ البتہ تاجروں کو اس قیمت پر مناسب نفع لینے کی اجازت ہوگی۔ عید میں بہت کم وقت رہ گیا ہے۔ فوراً طلب کریں۔ اس کے متعلق جملہ خط و کتابت مینیجر اخبار "لائٹ" احمدیہ بلڈنگس لاہور سے کی جائے۔

رہنمایانِ ملت و مدیرانِ جرائد اسلامیہ

کی خدمت میں ایک دردمند دل کی درخواست

(۳)

(از قلم عزیز ضیاء الحسن صاحب خلف الصدق جناب حاجی حافظ محمد حسن صاحب وکیل گجرات)

(سلسلہ کے لئے، دسمبر کی اشاعت ملاحظہ فرمائیں)

اسلام کی کشش صرفِ عمل ہے

مسلمانوں کی خستہ حالی اور انحطاط پذیری کے باوجود اسلام عاجز نہیں ہے۔ اسلام کی کشش برابر دلوں کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ ایک شخص مسلمان کہلا کر جب اسلام کے اصولوں کو ترک کر دیتا ہے تو ذلیل ہو جاتا ہے۔ مگر ایک غیر مسلم جب اسلام کے اصولوں پر عمل شروع کر دیتا ہے تو معزز ہو جاتا ہے۔ اسلام چند اصولوں اور صداقتوں کے مجموعہ کا نام ہے جن پر چلکر انسان نے اپنی زندگی کے مقصد کو حاصل کرنا ہے۔ رسمی طور پر مسلم کہلانے سے کوئی شخص کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی غیر مسلم کہلانے سے کوئی شخص اسلامی صداقتوں اور اصولوں پر عمل پیرا ہونے سے روکا جا سکتا ہے۔ اسلام خدا کی طرف سے سچا مذہب ہے اور بنی نوع انسان کی بہبودی اب صرف اسی مذہب سے وابستہ ہے۔

ان الدین عند اللہ الاسلام پس دوسرے جس قدر مذاہب ہیں وہ اپنی اصلی شکل و صورت کھو بیٹھے ہیں اور دنیا کی کوئی طاقت اب اُن کی موجودہ حالت کو بدل کر اپنی اصلی حالت پر نہیں لا سکتی مصلحتِ ایزدی نے اب ان مذاہب کا نیست و نابود ہو جانا ہی مقدر کر رکھا ہے۔ اسی لئے ان مذاہب کے عظیم الشان بانیوں کی زندگیاں بھی فسانہ ہو گئی ہیں کیونکہ موجودہ زمانہ کی ضروریات اور موجودہ انسانی رجحانات کو مدنظر رکھکر ان زندگیوں کو بطور نمونہ پیش نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں رسول عربی صلعم کی زندگی ایک ایسی زندگی ہے جسے تاریخ نے محفوظ کر لیا ہے۔ اور ہمیشہ کے لئے نوع انسان اسے بطور اسوۂ حسنہ اپنے سامنے رکھ سکتی ہے۔ علاوہ تعلیمات اسلامی اور ہادیٔ اسلام کی زندگی کی محفوظیت کے خدا نے اسلام نے ایک اور طریقہ بھی اسلام کو زندہ رکھنے کا جاری کر رکھا ہے۔ اور وہ ہے مکالماتِ الٰہیہ کا جاری ہونا۔ اللہ تعالیٰ اس امت کے برگزیدگان سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور انہیں خلعت مکالمہ اور مکاشفہ سے سرفراز کرتا ہے یہ باتیں ایسی قطعی یقینی اور مسلّم ہیں کہ مسلم کہلانے والی پبلک کے سامنے انہیں بطور مسلمات اور حقائق ثابتہ کے پیش کیا جا سکتا ہے۔

غلبۂ اسلام پر واقعات کی شہادت

مسلمانوں کی جو کچھ حالت ہے وہ سب پر عیاں ہے۔ بایں ہمہ اسلام دنیا میں غالب آ رہا ہے۔ آئے دن کے واقعات اس پر شاہد ہیں مثلاً یورپ اور امریکہ شراب کی لعنت کو محسوس کر رہے ہیں۔ نئے دن اس لعنت سے بچنے کے لئے سوسائٹیاں بنتی ہیں۔ لیکچر ہوتے ہیں۔ کئی اخبارات محض دختِ رز کی تباہ کاریاں عیاں کرنے کے لئے جاری ہیں تہذیبِ حاضرہ اپنی لامحدود ترقی کے باوجود ابھی تک اس لعنت میں گرفتار ہے اور اب محسوس کر رہی ہے کہ اسلام نے شراب کو حرام قرار دے کر بنی نوع انسان پر ایک بڑا احسان کیا ہے۔ اسلام نے ایک طرف تو شراب کو حرام قرار دے کر ایک عظیم الشان برائی سے اپنے پیروؤں کو آزادی دلائی۔ دوسری طرف یہ کمال دکھایا کہ جو کام آج تعلیم عقل۔ پراپیگنڈا اور قانون کے زور سے کیا جاتا ہے اور کامیابی نصیب نہیں ہوتی وہ کام اسلام نے نبی کریم صلعم کے دہنِ مبارک سے بولے ہوئے چند لفظوں سے کر دیا۔ لکھا ہے کہ جب شراب کی حرمت کا حکم آیا تو شراب مدینہ کی گلیوں میں پانی کی طرح بہتی تھی۔ اور آج تک ملکِ عرب اس لعنت سے پاک ہے۔ اور دنیا میں یہی ایک ملک ہے جہاں نہ شراب بنتی ہے نہ بکتی ہے۔ اور عام طور پر دنیا میں مسلمانوں ہی کی ایک ایسی سوسائٹی ہے۔ جو اس برائی سے محفوظ ہے۔ پس شراب کے خلاف حکمائے فرنگ کا جہاد اسلام کے اصول کی فتحمندی ہے۔

عورتوں کے متعلق اسلامی قوانین

اسی طرح عورت کی پوزیشن کے متعلق زمانہ موجودہ کی روش دن بدن بدل رہی ہے۔ اسلام نے بتایا تھا کہ مردوں اور عورتوں کے حقوق مساوی ہیں۔ دنیا آج تک اس کی منکر رہی۔ ہندو مذہب عیسائی مذہب اور دیگر مذاہب نے عورتوں کو مردوں کے رحم پر چھوڑا۔ مگر آج ان مذاہب کے پیرو اپنے مذاہب کی صریح تعلیم کے خلاف قانون کے ذریعے عورتوں کے حقوق منوانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حال ہی میں ہندو اور مسلم عورتوں کے ایک مشترکہ اجلاس میں ایک عجیب و غریب ریزولیوشن پاس ہوا۔ جسے پڑھکر انسان اسلام کے غلبہ کا بخوبی اعتراف کر سکتا ہے۔ اس مشترکہ اجلاس نے پاس کیا کہ مسلمانوں کے ہاں بجائے رواج کے شریعتِ اسلامی کا قانونِ وراثت جاری ہونا چاہیئے۔ اور ہندو عورتوں کے لئے بجائے ہندو قانون کے نیا قانون بننا چاہیئے۔ تاکہ عورتوں کو جائز حقوق مل سکیں۔ اسی طرح توحیدِ الٰہی کا عقیدہ ہے جو نہایت سرعت کے ساتھ دنیا میں پھیل رہا ہے۔ تمام مشرک قومیں مشرکانہ عقائد سے تائب ہو رہی ہیں۔ یورپ کے تثلیث پرست بھی اب .... آہستہ آہستہ توحید کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ یہ بھی اسلام کے غلبہ کا ایک بڑا ثبوت ہے۔

مسلمانوں کے موجودہ افلاس اور ہر طرح کے زوال کے باوجود اسلام ترقی کر رہا ہے۔ افریقہ کے وحشیوں سے لیکر یورپ اور امریکہ کے مہذب لوگوں میں اسلام پھیلتا چلا جا رہا ہے۔ اور اس کی اشاعت کی یہ ہمہ گیری اس کی عالمگیر تعلیم پر دلالت کرتی ہے۔ اگر افریقہ کا وحشی اس کی تعلیم سے مستفیض ہو کر ایک مہذب اور بااخلاق انسان بن سکتا ہے تو یورپ کا مہذب اور شائستہ انسان اسلام کو قبول کر کے باخدا بن رہا ہے۔

پس اسلام ایک ہمیشہ زندہ رہنے والی طاقت ہے۔ جو مسلمانوں کے رحم پر زندہ نہیں بلکہ اپنی ابدی صداقتوں کی وجہ سے زندہ ہے۔ یہ کبھی مٹ نہیں سکتا۔ امتدادِ زمانہ سے ضروری تھا کہ اسلام کے مصفا چہرہ پر بھی گرد و غبار جمع ہو جاتا اور اس کی اصلی تعلیم کے ساتھ انسانی خیالات کی ملونی شامل ہو جاتی۔ اس کا علاج بھی اسلام کو ہمیشہ تک قائم رکھنے والے خدا نے کر دیا ہے۔ وہ اس طرح ہے کہ اس امت میں انبیاء کے قائمقام مجددین کا سلسلہ قائم کر دیا ہے اور ہر صدی کے سر پر اپنی جناب سے اللہ تعالیٰ ایک عظیم الشان ہستی کو مبعوث فرما دیتا ہے۔ جو اسلام کے صحیح خط و خال آشکار کر دیتی ہے۔ اور امتدادِ زمانہ سے جو گرد و غبار اور کثافتیں اس کے لطیف چہرہ پر جمع ہو گئی تھیں۔ انہیں دور کر دیتی ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ سے روشنی ملتی ہے اور وہ مکالماتِ الٰہیہ سے مشرف ہوتی ہے۔ اس کا نفس عیوب سے پاک کر دیا جاتا ہے۔ اور اسکے قلوب سے علوم کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ وہ نبی کریم صلعم کے پاک نمونے پر چلکر لوگوں کی رہنمائی کرتا ہے اور اپنے پیروؤں میں ایک نئی زندگی بخشتا ہے۔ اس کا استقلال بے نظیر ہوتا ہے۔ اس کے فیض سے ایک دنیا سیراب ہوتی ہے وہ رشد و ہدایت کے بلند مقام پر کھڑا ہوتا ہے۔ اور تمام عالم میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔

احمدیوں کا چیلنج

دورِ حاضر میں سب سے بڑا اعلان۔ سب سے بلند دعا۔ سب سے اونچی پکار وہ ہے جو آج سے چالیس سال پیشتر قادیان سے بلند کی گئی۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے حضور سرورِ کائنات صلعم کی ایک حدیث پیش کی ہے کہ ...... ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا یعنی اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک شخص کو مبعوث فرماتا ہے۔ جو دین کی تجدید کرتا ہے۔ اور کہا کہ چودھویں صدی کا میں مجدد ہوں۔ اور تجدیدِ دین کا کام میرے سپرد ہوا ہے۔ اس دعویٰ کے اعلان کے ساتھ ہی حضرت مرزا صاحب نے تجدیدِ دین کا کام ایک عظیم الشان پیمانہ پر جاری کر دیا۔ یعنی چودھویں صدی کے شروع میں آپ نے دعویٰ کیا چالیس سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے احمدی علماء اسلام کے سامنے اس حدیث کو پیش کر رہے ہیں۔ کوئی محقق مسلمان اس حدیث کی صحت سے انکار نہیں کر سکتا۔ اہلِ حدیث کے تمام فرقے اس حدیث کی صحت کے قائل ہیں۔ اہلِ سنت والجماعت جو اسلامی آبادی کا ایک جزوِ غالب ہیں اس حدیث کی تکذیب نہیں کر سکتے۔ مسلمانوں کے اندرونی مفاسد اور ان کے اخلاق کا انحطاط، اُن کے باہمی جنگ و جدل، ان کا سریع السیر تنزل، ان کے اندر سے صحیح جذبۂ مذہبیت کا فقدان۔ اُن کی صحیح تعلیمات اسلامی سے روگردانی۔ ان کے اندر متعدد بدعتوں اور ضلالتوں کا اجراء۔ بیرونی طور پر اسلامیانِ عالم کا دشمنوں کے حملوں کا آماجگاہ بنا رہنا۔ یورپ کے فلسفہ کے بے پناہ حملے۔ اسلام کے متعلق گمراہ کن پروپیگنڈا کی جارحانہ یورشیں۔ اشاعت اور تبلیغ کے متعلق مسلمانوں کی بے حسی تہذیبِ حاضرہ کے ساتھ دہریت اور الحاد کا غلبہ ایسی چیزیں تھیں جو ایک مجدد کی ضرورت کو ظاہر کر رہی تھیں۔ پس مجدد ظاہر ہوا اور اس کے دعاوی کو پورب نے بھی سنا، پچھم نے بھی سنا۔ اس کی آواز مشرق میں بھی پہنچی اور مغرب کے کان بھی اس سے آشنا ہوئے۔ احمدیوں کی طرف سے ہزارہا جرائد، صحیفے۔ پمفلٹ۔ اشتہار۔ کتابیں۔ تقریریں اور تحریریں اس حدیث کی اشاعت اور دعویٰ کے ابلاغ کے لئے شائع ہوئیں۔ اور آج تک اس پر کسی نے سنجیدگی سے بحث نہ کی۔ حضرت مرزا صاحب کے دعوے کو تسلیم کرنے والوں نے حدیث مجدد کی تصدیق کی۔ منکرین نے اس کی تکذیب کی۔ حدیث پر تو آجتک کوئی جرح نہ کی گئی۔ مگر مخالفتوں کا ایک طوفان بلند کر دیا گیا۔ تمسخر۔ استہزا، تضحیک۔ اور پھبتیاں نہ اس حدیث کا جواب ہو سکتی تھیں نہ ہوئیں گذشتہ چالیس سال کے عرصہ میں جہاں دعویٰ کی تشہیر کی گئی وہاں تجدیدِ دین کا بھی عظیم الشان کام کر کے دکھایا گیا۔ اور دنیا کے سنجیدہ طبقہ نے جس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں شامل ہیں اس کام کی اہمیت فضیلت برکات اور نتائج کو تسلیم کیا۔ اور مسلمانوں کے درد دل رکھنے والے غیر متعصب اصحاب نے پُر زور الفاظ میں تجدیدِ دین کے اس عظیم الشان کام کا اعتراف کیا۔ پس احمدیوں کی طرف سے دوگونہ چیلنج موجود ہے۔ یا تو مسلمان اس حدیث کی واضح طور پر تکذیب کریں۔ یا اس صدی کے مجدد کا نشان بتلا دیں۔

(بقیہ دیکھو صفحہ آئندہ)

حدیثِ مجدد

حدیثِ مجدد ایک صحیح حدیث ہے۔ اس حدیث کے ماتحت حضرت مرزا صاحب نے عین صدی کے آغاز میں دعویٰ کیا ہے۔ تمام دنیا میں ان کے بالمقابل کوئی مدعی موجود نہیں۔ پھر دعویٰ کے ساتھ ہی حضرت مرزا صاحب نے تجدیدِ دین کا کام شروع کر دیا۔ بیشمار کتابیں حضور نے خود تصنیف کیں اور بالآخر دین کے لئے ایک جماعت طیار کی جو رات دن تبلیغ اور اشاعت کا کام کر رہی ہے۔ کئی مشن دنیا میں کھول دیئے ہیں۔ اور دنیا کی مختلف زبانوں میں لٹریچر تیار کر کے شایع کر رہی ہے۔ اور اسلام کے روحانی چشمہ سے ہزارہا بندگانِ خدا کی پیاس بجھا رہی ہے۔ پس چالیس سال سے دعویٰ کی بلند آہنگی موجود ہے۔ اور کام کی عظمت۔ کثرت اور ندرت بھی موجود ہے۔ آنکھوں والے دیکھ رہے ہیں اور کانوں والے سن رہے ہیں۔ پس میرے بزرگو! اور محترمو! اب تمہارے پاس اس کا کیا جواب ہے۔ کیوں اس عظیم الشان کام میں شامل ہو کر تجدیدِ دین کے کام کو تکمیل تک نہیں پہنچاتے؟

میں اس طبقہ سے مخاطب نہیں ہوتا جو اس تحریک کا مقابلہ دشنام دہی، بہتان طرازی اور کذب بیانی سے کرنا چاہتا ہے۔ یہ لوگ مصلحین قوم کا مقابلہ ایسے ہی ہتھیاروں سے کیا کرتے ہیں اور انہیں ان کے حال پر چھوڑ دینا چاہیئے۔ مگر مسلمانوں کے سنجیدہ اور متین لوگ خدا کے ہاں کیا جواب دینگے۔ وہ اس حدیث کے الفاظ پر غور کریں اور دنیا میں اس کا مصداق تلاش کریں۔ وہ دیکھیں گے کہ اس حدیث کے ماتحت مدعی ایک ہی ہے۔ اور اس کا کام بھی دوسروں سے الگ اور یگانہ ہے۔ پس انکے لئے اب کیا چارہ کار رہے۔ بجز اس کے کہ وہ مسلمانوں کی درماندہ قوم کے حال پر رحم کرتے ہوئے اس عظیم الشان تحریک میں شامل ہو کر سپاہیوں کی طرح کام کرنا شروع کر دیں۔ میں نہایت بے باکی اور جرأت سے اسلام کے بلند پایہ فرزندوں کی توجہ اس طرف مبذول کرتا ہوں۔

سید سلیمان صاحب ندوی

میں سید سلیمان صاحب ندوی کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ احمدیت کی گذشتہ چالیس سالہ تاریخ پر نگاہ رکھیں۔ اور اس حدیث پر بحیثیت ایک ناقد نگاہ ڈالیں۔ ان کے علم و فضیلت کو میں تسلیم کرتا ہوں۔ ان کی قلمی خدمات کا بھی اعتراف ہے مگر مجھے تعجب ہے کہ ان کے سامنے دنیا میں سب سے بڑا دعویٰ جو حضور ختمت مآب صلعم کے بعد کیا جا سکتا ہے کیا جا چکا ہے۔ اس دعویٰ کی تائید میں قرآن حکیم کی آیت استخلاف اور حدیث مجدد پیش کی جا رہی ہے اور پھر دعویٰ کے بعد تجدیدِ دین کا عظیم الشان کام کر کے دکھلایا گیا ہے۔ اب کیا کسر باقی رہ گئی ہے کہ سید صاحب اس تحریک میں شامل نہیں ہوتے؟ اس حدیث کے الفاظ کیوں انہیں مضطرب نہیں کرتے وہ کیوں دل میں اسکے متعلق کوئی فیصلہ کئے بغیر آرام کی نیند سو جاتے ہیں؟ ان کا ضمیر کیوں مطمئن ہے؟ وہ کیوں یہ اعلان نہیں کرتے؟ کہ یہ حدیث غلط ہے؟۔ اسکے ماتحت جن بزرگواروں نے دعوے کئے ہیں وہ معاذ اللہ افتراء علی اللہ کرنیوالے تھے۔ اگر ایسا کرنا ان کے لئے ناممکن ہے تو پھر یہ ان کے لئے کیوں ممکن ہو گیا ہے؟ کہ وہ آج تک اس تحریک میں شامل نہیں ہوئے۔ کیا مولویوں کی دھمکیاں اور فتوے ان کی راہ میں روکاوٹ ہیں؟ اسلام کا مایۂ ناز فرزند ایسا کمزور نہیں ہو سکتا۔ جو ملانوں کے فتاویٰ کو جو درحقیقت عظمت و شرافت کے سرٹیفکیٹ ہوتے ہیں۔ جن کے خلاف یہ فتاویٰ شایع ہوتے ہیں درحقیقت انکی خوبیوں نے ملانوں کو آتشِ حسد سے جلا دیا ہوتا ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد

کہاں ہیں حضرت مولانا ابوالکلام آزاد مصنف تذکرہ۔ وہ بزعم خویش حدیثِ مجدد کو سب سے بہتر سمجھنے والا بھی بزرگ ہے مجددینِ دین کے حالات سے سب سے زیادہ واقف یہی فقید المثال عالم ہے۔ تبلیغ اور اشاعتِ اسلام کی ضرورت کو سب سے زیادہ جاننے والا یہی بے نظیر وحید العصر فرزندِ توحید ہے۔ پھر اسے کیا ہو گیا ہے کہ مجددِ اعظم کی تحریک میں شامل ہو کر اسے قوت و طاقت نہیں بخشتا۔ اس کا ایک فیصلہ کن اعلان ہزارہا مضطرب اور مشوش مسلمانوں کو سکون بخشنے لگا؛

مولانا عبدالماجد صاحب دریاآبادی مدیر "سچ"

اخبار "سچ" کے بے باک مدیر مولانا عبدالماجد صاحب کہاں ہیں۔ ان کا دورِ اسلامی کدھر ہے؟ کیا ان کے کانوں نے اس حدیث کو نہیں سنا۔ کیوں انہوں نے کبھی قرآن کریم کی آیۃ استخلاف پر نگاہ نہیں ڈالی؟ کیا احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام کا لٹریچر ان کی آنکھوں کے سامنے نہیں آیا؟ وہ تجدیدِ دین کی اس عظیم الشان تحریک سے اب تک کیوں علیحدہ ہیں؟ کیا انہوں نے حدیثِ مجدد کو وضعی قرار دے لیا ہے؟ کیا اس حدیث کے ماتحت اس صدی کے مجدد کی انہوں نے تلاش کر لی ہے۔ اگر انہوں نے ایسا نہیں کیا تو وہ دنیا میں کس طرح مطمئن زندگی بسر کر رہے ہیں؟ وہ کس طرح سکونِ قلب سے دنیا میں چلتے پھرتے کھاتے پیتے ہیں۔ نیند ان پر کیوں حرام نہیں ہو گئی۔ وہ اضطراب اور تشویش میں کیوں مبتلا نہیں ہیں۔ ان کا ضمیر کیوں شورِ محشر برپا نہیں کرتا؟

مولانا عبدالمجید صاحب قرشی مدیر اخبار "ایمان"

اخبار "ایمان" کا ہنگامہ خیز مدیر کدھر ہے۔ اس کی آواز نے بہت سوتوں کو جگا دیا۔ مگر وہ خود ابھی تک کیوں خوابیدہ ہے؟ حدیثِ مجدد کا اس نے آج تک کیوں کوئی جواب نہیں سوچ لیا۔ وہ دنیا کی شش جہات میں کیوں دوڑا دوڑا نہیں پھرتا۔ تا اس مجدد کا نشان ڈھونڈے۔ جو اس حدیث کا مصداق ہو۔ پٹی کا فاصلہ لاہور سے کچھ دور نہیں۔ لاہوری احمدیوں کی تبلیغ و یکجائی نے کیوں اسے اب تک بیکل نہیں کر دیا۔ وہ کیوں مسلمانوں میں نیا ہیجان پیدا نہیں کرتا۔ اس کا عظیم الشان قلم کیوں تبلیغ و اشاعتِ اسلام کی عظیم الشان تحریک کو قوت نہیں پہنچاتا۔ وہ کیوں پنجاب کی گلی گلی اور کوچہ کوچہ میں مجدد کا پیغام نہیں سناتا؟ وہ کیوں اس جنگ میں ایک بہادر سپاہی کی طرح نہیں کود پڑتا۔ وہ جب اس عزم اور قدرت کا انسان ہے کہ تن تنہا ایک مقصد کو لے کر اٹھا ہے اور اس نے کئی خوابیدہ بستیاں جگا دی ہیں۔ اور کئی مردہ روحوں میں جان ڈال دی ہے۔ تو وہ کیوں اس جماعت کا فرد نہیں بنتا۔

سید حبیب صاحب

کہاں ہیں ہمارے سید حبیب صاحب آف سیاست۔ "تحریک قادیان" کتاب لکھی گئی۔ فروخت بھی ہوئی۔ اسکی تعریفیں بھی ہوئیں سب کچھ ہوا۔ مگر حدیثِ مجددیوں کی توں پڑی ہے۔ سید صاحب ماشاء اللہ ثقہ نویس اور بلند نظر بزرگ ہیں۔ آپ . . . احمدیوں کے کام سے متاثر بھی ہیں۔ مگر اب مجھے بتلائیں کہ حدیثِ مجدد کے متعلق ان کا کیا فیصلہ ہے۔ اس حدیث کو آج تک بزرگانِ دین مانتے چلے آئے ہیں۔ اس کے ماتحت اولیاء اللہ کے دعاوی موجود ہیں۔ آج کیوں اس کے الفاظ غیر مؤثر ہو گئے۔ محترم سید صاحب آپ کی ذمہ داری اوروں سے زیادہ ہے۔ آپ نے اس تحریک کو زیادہ غور سے دیکھا ہے۔ اس کی بنیاد قرآن اور حدیث پر ہے۔ ان بنیادوں کو تو آپ نے نہیں ہلایا۔ پس حضور رسولِ مقبول صلعم کے پاک الفاظ اور بلند ارشادات کے ماتحت احمدیوں نے حضرت مرزا صاحب کو مجدد تسلیم کر لیا۔ اور وہ آج تک تجدیدِ دین کے کام میں مصروف ہیں۔ مسلمانوں میں ہزارہا ہنگامے برپا ہوئے۔ اس قوم پر طرح طرح کے مصائب نازل ہوئے۔ مگر احمدیوں کا پائے ثبات متزلزل نہ ہوا۔ وہ برابر تبلیغ و اشاعتِ اسلام کے کام میں لگے رہے اور اس کام کے نتائج آپ کے سامنے ہیں۔ آپ کو زیادہ بتلانے کی ضرورت نہیں۔ محترم سید حبیب آخر مرزا صاحب کی آواز میں کیا جادو تھا جو ان کے پیروؤں میں سرائیت کر گیا۔ وہ کیوں تبلیغ و اشاعت کے لیے منظم ہو گئے۔ وہ کیوں دوسرے لوگوں سے زیادہ قربانیاں کرتے ہیں۔ پس آپ بھی ان لوگوں میں شامل ہو کر اسلام دوستی کا ثبوت دیں تا دین کو شوکت و قوت حاصل ہو۔ خدا نے آپ کو ایسا قلم دیا ہے جس کے بے پناہ حملے دشمن کو نیچا دکھاتے ہیں۔ آپ کی زبان میں تاثیر ہے۔ آپکے قلب میں اسلام کا درد ہے۔ پس حدیثِ مجدد کا آپ سے تقاضا ہے کہ اسکے پاک الفاظ کے سامنے آپ جھک جائیں۔ یا ہمیں بتلائیں کہ یہ حدیث وضعی ہے اور کسی دشمنِ اسلام نے اسے احادیث میں شامل کر دیا ہے۔ اگر آپ ایسی جرأت کے مرتکب نہیں ہو سکتے تو ہمیں اس مجدد کا نشان بتلایئے جو اس حدیث کے ماتحت اس زمانہ میں مبعوث کیا گیا ہو۔ یا یہ فرمایئے کہ یہ زمانہ اسلام کے لئے ایسا پر امن اور پرشوکت زمانہ ہے کہ خدا نے کسی مجدد کو مبعوث کرنے کی ضرورت ہی نہیں محسوس کی۔ اگر آپ ایسا نہیں کر سکتے تو خدا کے لئے حدیثِ مجدد کی عملاً تکذیب نہ کیجئے۔ آیئے اور ہم میں شامل ہو جایئے تاہم بھی دیکھیں کہ ملانے کس طرح آپ کے پیچھے پڑتے ہیں۔ اور آپ کس طرح ان کے حملوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

پیغام صلح کی ۲۳ ویں جلد کا آغاز!

پیش نظر پرچہ سے پیغام صلح کی ۲۳ ویں جلد کا آغاز ہو رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمارے ناظرین کے لئے یہ سال مبارک کرے۔ گذشتہ تقریباً بائیس سال میں اس نے سلسلہ کی جو خدمت کی ہے اور جماعت کے استحکام میں جس قدر اہم حصہ لیا ہے اور موجودہ وقت میں اس قومی اخبار کی جو ضرورت و اہمیت ہے۔ وہ تمام وابستگان سلسلہ کو بخوبی معلوم ہے اس کے بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس کی توسیع اشاعت کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا۔ وہ بھی اکثر دوستوں نے سن لیا ہے۔ ہم ان تمام باتوں کو یاد دلانا چاہتے ہیں۔ حسن اتفاق سے اس جلد کا آغاز اس وقت ہو رہا ہے جبکہ عید الفطر بالکل قریب ہے احباب سے درخواست ہے کہ وہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے قومی اخبار کیلئے سال مبارک کرے اور اس کو بیش از بیش خدمات دینی کی توفیق ارزانی فرمائے۔ اور اس دعا کے ساتھ ہی آپ اپنے دست کرم اور قدم سعی کو بھی تھوڑی سی حرکت دیں اگر خود خریدار نہیں تو پہلی فرصت میں فرمائش بھیجدیں۔ بصورت دیگر اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو اس کا خریدار بنائیں۔ طلبہ کیلئے تو چار روپے سالانہ رعایتی قیمت مقرر ہے۔ دیگر کم استطاعت اصحاب کے لئے بھی رعایت ممکن ہے۔ موجودہ زمانہ میں پریس کو جو اہمیت حاصل ہے وہ بالکل واضح ہے۔ اگر آپ اپنی جماعت کو مضبوط اور بے شمار دشمنوں کے مقابلہ میں کامیاب بنانا چاہتے ہیں۔ تو اس کے لئے پہلی ضرورت اپنے اخبارات کو مضبوط کرنا ہے۔ اس سے غفلت کسی حالت میں بھی جائز قرار نہیں دی جا سکتی ہے۔

جلسہ سالانہ کی مختصر روئیداد

اجلاس بہ اجلاس کارروائی

جلسہ کی تیاریاں

جیساکہ احباب کو معلوم ہے جلسہ کی تیاریاں کئی روز پہلے سے ہو رہی تھیں - ۲۰ تاریخ کے بعد اس طرف غیر معمولی توجہ دی گئی - حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق تمام انتظامات نہایت حسن و خوبی سے کئے گئے تھے - امسال جلسہ کے مہتمم ہماری جماعت کے مخلص اور باہمت نوجوان جناب ڈاکٹر الہ بخش صاحب مقرر ہوئے تھے - حسب معمول سابق دیگر متعدد اصحاب کو اُن کا معاون مقرر کرکے مختلف کام ان کے سپرد کر دیئے گئے تھے - جلسہ گاہ اور مہمانوں کے استقبال اور طعام و قیام کے انتظامات بحیثیت مجموعی تسلی بخش تھے - ماہ رمضان اور شدید سردی کے باوجود کارکنوں نے اپنے فرائض کو نہایت محنت اور اخلاص سے انجام دیا - اور اس امر کی پوری پوری کوشش کی کہ کسی مہمان کو کوئی تکلیف نہ ہونے پائے - ہم جناب ڈاکٹر صاحب موصوف اور اُن کے تمام معاونین کا شکریہ ادا کرتے ہیں -

مہمانوں کی آمد و رفت

مہمانوں کی باقاعدہ آمد ۲۲ ر دسمبر ۱۹۳۴ء سے شروع ہو گئی تھی - بعض دوست تو اس سے بھی قبل پہنچ گئے تھے - ۲۳ کو اچھا خاصہ اجتماع ہو گیا تھا - آمد کا سلسلہ ۲۵ ر دسمبر تک شروع رہا - ان میں سے اکثر اصحاب ۲۶ ر اور ۲۷ ر دسمبر کو واپس تشریف لے گئے - لیکن ایک معقول تعداد ۲۸ ر تاریخ تک مقیم رہی - اور نماز جمعہ میں شرکت کی - بعض دوست تو اس کے بعد بھی قیام فرما رہے -

جلسہ گاہ کی کیفیت

جلسہ گاہ گذشتہ سال کی طرح مسلم ہائی اسکول کے صحن میں بنائی گئی تھی - بڑے بڑے شامیانے نصب کرکے چاروں طرف قناتیں لگا دی گئی تھیں - صدر دروازے کے بالمقابل اسٹیج اور غربی جانب خواتین کے لئے پردہ دار جگہ بنائی گئی تھی - کرسیوں، بنچوں اور فرش کی نشست کا بہت معقول انتظام تھا - جلسہ گاہ کو قطعات اور جھنڈیوں وغیرہ سے آراستہ کیا گیا تھا - کافی وسعت کے باوجود جلسہ گاہ تمام اجلاسوں میں بھری رہی بلکہ اکثر اجلاسوں میں جگہ کی بے حد قلت محسوس کی گئی - احباب جماعت کے علاوہ تقریباً ہر اجلاس میں غیر از جماعت حضرات بھی شریک ہوتے - بعض اجلاسوں میں ہندو سکھ حضرات بھی تشریف لائے -

نمازیں اور درسِ قرآن

نمازوں میں بھی احباب نہایت باقاعدگی سے شریک ہوتے رہے - ہر نماز کے وقت مسجد نمازیوں سے معمور ہو جاتی - حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا انتہائی عاجزی کے ساتھ مل کر خدا کے حضور گڑگڑانا اور دعائیں کرنا ایک نہایت موثر کیفیت پیدا کرتا - سحری کے وقت بھی عجیب نظارہ دکھائی دیتا - نماز فجر کے بعد جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا دلنشین اور پُر معارف درس قرآن ہوتا تھا - جس میں تمام دوست دلی شوق سے شریک ہوتے - درس کافی دیر تک جاری رہتا - صرف ۲۶ ر دسمبر کو احمدیہ کانفرنس کی وجہ سے ناغہ کیا گیا -

قیام و طعام کا انتظام

مطبخ کا انتظام مسلم ہائی سکول کے اندر ہی تھا - اور مہمانوں کی کافی تعداد کی رہائش کا بندوبست بھی یہیں تھا - اس کے علاوہ مہمانخانہ کے اکثر کمرے اور احمدیہ بلڈنگس کے متعدد مکانات مہمانوں کے لئے مخصوص تھے - جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب پُر ہو گئے بلکہ بعض اوقات مکانوں کی دقت محسوس کی گئی - بعض دوست شہر میں مختلف مقامات پر اپنے عزیزوں کے ہاں بھی مقیم رہے -

جلسہ سالانہ کے صدر صاحبان

مندرجہ ذیل حضرات نے جلسہ سالانہ کے مختلف اجلاسوں کی صدارت فرمائی :-

(۱) جناب شیخ میاں محمد صاحب پروپرائیٹر پریمیئر فلور ملز لائل پور -

(۲) شیخ نیاز احمد صاحب رئیس اعظم وزیر آباد -

(۳) جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پروپرائیٹر شوگر ملز لائلپور

(۴) جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ریٹائرڈ اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر -

(۵) جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب -

(۶) جناب خان بہادر میاں غلام رسول خاں صاحب رئیس جھنگ - (قائمقام صدر)

شیخ محمد دین جان صاحب وکیل جنرل سیکرٹری انجمن (قائمقام صدر)

جلسہ خواتین

امسال خواتین کا جلسہ اور نمائش دستکاری ۲۴ دسمبر کی صبح کو احمدیہ بلڈنگس کے قریب ہی حبیبیہ ہال میں منعقد ہوئی - یہ اجتماع بہت کامیاب رہا -

خواتین سلسلہ کے علاوہ لاہور کی اکثر معزز بیگمات شریک ہوئیں - تمام ہال بھر گیا - اس جلسہ کی مختصر روئیداد اسی پرچہ میں صفحہ ۱۱ پر درج ہے -

اس کے علاوہ خواتین تینوں دن مردانہ جلسے کے تقریباً ہر اجلاس میں شریک ہوتی رہیں -

۲۴ ر دسمبر کی کارروائی

۲۴ ر دسمبر کی کارروائی نماز ظہر کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب جناب شیخ میاں محمد صاحب لائل پوری کی صدارت میں شروع ہوئی - جناب ماسٹر فقیر اللہ صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی - میاں غلام محمد صاحب اختر نے مختصر تمہید کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھے - بعد ازاں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد افتتاحی تقریر ارشاد فرمائی - جس میں جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کے افضال اور موجودہ مخالفت کا ذکر کرنے کے بعد حاضرین کو چند نہایت مفید نصیحتیں فرمائیں - اس تقریر کا خلاصہ پیش لفظ اشاعت کے صفحہ ۲ پر درج ہے - اسکے بعد میر مدثر شاہ صاحب نے "حضرت مسیح موعود کی طرف دعوئے نبوت منسوب کرنا افترا ہے" کے عنوان پر نہایت ہی مدلل اور فیصلہ کن تقریر کی اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے متعدد واضح حوالہ جات پڑھ کر سنائے - جن میں دعوئے نبوت سے صاف انکار تھا - اور اس کو مخالفین کا افترا قرار دیا تھا - تقریر کے بعد سوال و جواب کیلئے وقت رکھا گیا [illegible] ایک صاحب مسلم اہلحدیث مولوی نے چند سوالات کئے میر صاحب موصوف نے ان کے نہایت مسکت و تسلی بخش جوابات دیئے - میر صاحب کے بعد جناب حاجی حافظ محمد حسن صاحب وکیل گجرات نے "احمدیت اور قادیانیت میں امتیاز" کے موضوع پر اپنے مخصوص دلنشین انداز میں تقریر کی - جماعت احمدیہ لاہور کے صحیح و معقول مسلک اور قادیانیوں کے غلو اور مسئلہ تکفیر المسلمین کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ احمدیت اور قادیانیت میں وہی امتیاز ہے جو اتفاق اور افتراق میں ہے - احمدیت ایک پیغام وصال ہے اور قادیانیت پیغام افتراق - نیز آپ نے دونوں جماعتوں کے کام کا موازنہ کرکے بتلایا کہ جماعت لاہور قلت تعداد کے باوجود قادیانیوں اور چالیس کروڑ مسلمانوں [illegible] سے زیادہ اہم اور مفید کام کر رہی ہے - حافظ صاحب کے بعد حضرت مولانا صدر الدین صاحب سٹیج پر تشریف لائے اور سورۃ البقرہ کی چند ابتدائی آیات کی ایمان افروز تفسیر کرنے کے بعد آپ نے حضرت نبی کریم صلعم، صحابہ کرامؓ اور دور حاضرہ میں حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے رفقاء کے عشق قرآن کو بیان کرتے ہوئے خدمت قرآن کے اس عظیم الشان کام کا ذکر کیا - جو کہ جماعت احمدیہ لاہور انجام دے رہی ہے - اس کے علاوہ آپ نے جرمن ترجمۃ القرآن برلن مسجد، ووکنگ مشن اور جماعت کی یورپ میں تبلیغی کوششوں کے متعلق بھی چند موثر کلمات ارشاد فرمائے - اس تقریر پر اجلاس کی کارروائی ختم ہوئی :-

۲۵ ر دسمبر کی کارروائی

پہلا اجلاس

دس بجے کے قریب کارروائی جلسہ بصدارت شیخ نیاز احمد صاحب رئیس اعظم وزیر آباد شروع ہوئی - جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب [illegible] نے نہایت خوش الحانی سے قرآن کریم کی تلاوت کی - اسکے بعد خواجہ [illegible] صاحب مہجور مبلغ انجمن اور جناب داروغہ نبی بخش صاحب نے [illegible]

بجور صاحب کی نظم کا ایک حصہ اسی پرچہ میں صفحہ ۱۲ پر درج ہے۔ نظموں کے بعد مولوی عمرالدین صاحب شملوی نے "تکفیر اہل قبلہ اتحادِ ملت اسلامی کی تباہی کا موجب ہے" کے عنوان پر تقریر کی اور تکفیر المسلمین کی تباہ کاریوں پر روشنی ڈالنے کے علاوہ آپ اُن اعتراضات کے جوابات بھی دئے جو اس بارہ میں مخالفین اور ناواقف لوگ حضرت مسیح موعودؑ اور جماعتِ احمدیہ لاہور پر کرتے ہیں۔ مولوی صاحب موصوف کے بعد شیخ محمد یوسف صاحب گرنھی مبلغ انجمن سٹیج پر تشریف لائے۔ آپ کا مضمون تھا "ہنود وکتب مقدسہ میں رسول کریم صلعم کے متعلق پیشگوئیاں" آپ نے اس موضوع پر بہت ہی مؤثر اور پر از معلومات تقریر فرمائی اور مہابھارت اپنشدوں پرانوں اور ہندوؤں کی دیگر کتب مقدسہ سے نہایت واضح پیشگوئیاں پڑھ کر سنائیں۔ وقت کم تھا۔ ورنہ آپ کی خواہش تھی کہ اس بارہ میں عیسائیوں کی کتبِ مقدسہ سے بھی پیشگوئیاں پیش کریں۔ اس کے بعد جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب، جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیم جھنگ اور مولوی مصطفیٰ خان صاحب نے "میں کیوں احمدی ہوں" کے عنوان پر تقریریں کیں۔ پہلی دو تقریروں سے تو حضرت مسیح موعود کے عہدِ مبارک اور تحریکِ احمدیت کے ابتدائی زمانہ کی ایک جھلک نظر آگئی جس نے ایمانوں کو تازہ کر دیا۔ یہ دونوں تقریریں تمام وکمال نوٹ کر لی گئی ہیں۔ انشاء اللہ فروری کے ماہوار ایڈیشن میں شائع کی جائینگی۔ ان تقریروں کے بعد اجلاس کی کارروائی ختم ہوئی۔

دوسرا اجلاس

نماز ظہر کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب دوسرے اجلاس کی کارروائی بصدارت جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب بیرسٹر ایٹ لا لائلپور شروع ہوئی۔ تلاوتِ قرآن کے بعد بچوں نے نظمیں پڑھیں اس کے بعد جناب مولانا عزیز بخش صاحب سیکرٹری مجلس امتحان دینیات نے گذشتہ امتحان کے نتائج کا اعلان اور آئیندہ کے لئے اس میں شرکت کی اپیل کی۔ اور موعودہ انعامات تقسیم کئے گئے۔ یہ تمام چیزیں جلسہ نمبر اور اس کے بعد کے پرچہ میں شائع ہو چکی ہیں۔ اس کے بعد جناب شیخ محمد دین جان صاحب جنرل سیکرٹری نے مرزا مسعود بیگ صاحب ایم۔ اے [illegible] سیکرٹری کو مختصر الفاظ میں حاضرین جلسہ سے تعارف کرایا اور مرزا صاحب نے انجمن کی سالانہ رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ مطبوعہ رپورٹ اس وقت حاضرین میں تقسیم کر دی گئی تھی۔ اس کا مختصر سا خلاصہ انشاء اللہ ہم بھی کسی آئیندہ اشاعت میں درج کر دینگے۔ رپورٹ کے بعد جناب مسٹر شریف بیترہ نے "البانیہ میں اسلام" کے موضوع پر (انگریزی میں) ایک مضمون پڑھ کر سنایا۔ اس مضمون کا ترجمہ انشاء اللہ عنقریب شائع کیا جائے گا۔ آپ ایک البانوی نوجوان ہیں جو محض علمِ دین کے حصول کی خاطر البانیہ سے ہمارے پاس آئے اور دو ہم وطنوں کے ہمراہ تشریف لائے ہیں اور تحصیلِ علم میں مصروف ہیں۔ بعد ازاں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے "اسلام کا دورِ جدید" کے عنوان سے ایک نہایت پُر مغز تقریر فرمائی جس میں آپ نے یورپ میں اسلام کی تبلیغ کی ضرورت و اہمیت کو واضح کرتے ہوئے بتایا کہ یورپ میں تبلیغ اسلام کا خیال سب سے پہلے حضرت مسیح موعود کے دل میں پیدا ہوا اور آپ ہی نے اس کام کی بنیاد رکھی۔ جس پر احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام ایک شاندار عمارت تعمیر کرنے میں مصروف ہے۔ ہماری طرف سے یورپ میں جو تبلیغی کام ہو رہا ہے اس کا ذکر بھی حضرت ممدوح نے فرمایا۔ تقریر کے آخر پر آپ نے برلن مشن کے لئے چندہ کی اپیل کی جس پر احباب نے نہایت اخلاص سے لبیک کہا اور کافی رقم جمع ہو گئی۔ یہ تقریر تمام وکمال نوٹ کر لی گئی ہے۔ انشاء اللہ عنقریب شائع کی جائے گی۔

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا اجلاس

شام کو ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا اجلاس اور دعوت چائے ہوئی۔ جس میں متعدد نوجوانوں نے مفید و پرجوش تقریریں کیں۔

۲۶ر دسمبر کی کارروائی

پہلا اجلاس

دس بجے کے قریب جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ اس اجلاس کے صدر جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب تھے۔ لیکن وہ ذرا تاخیر سے تشریف لائے۔ ان کے آنے تک فرائض صدارت جناب خان بہادر

جلسہ سالانہ کے مقررصاحبان

مندرجہ ذیل حضرات نے سالانہ جلسہ کے مختلف اجلاسوں میں تقریریں کیں یا نظمیں پڑھیں:۔

(۱) حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ۔
(۲) جناب مولانا صدرالدین صاحب مبلغ انگلستان و جرمنی
(۳) جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ریٹائرڈ اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر۔
(۴) جناب خان بہادر میاں غلام رسول خان صاحب تمیم جھنگ
(۵) جناب حاجی حافظ محمد حسن صاحب وکیل گجرات۔
(۶) جناب مولانا محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر لائیٹ۔
(۷) جناب چودھری یوسف علی صاحب بی۔اے۔ بی۔ٹی ہیڈ ماسٹر
(۸) جناب میر مدثر شاہ صاحب پشاوری۔
(۹) مولوی عمرالدین صاحب شملوی۔
(۱۰) مولوی مصطفےٰ خان صاحب بی۔اے۔ ایڈیٹر اسلامک ورلڈ
(۱۱) مسٹر شریف بیترہ البانوی۔
(۱۲) مسٹر محمود جاوی۔
(۱۳) شیخ محمد یوسف صاحب گرنھی مبلغ انجمن۔
(۱۴) مرزا مسعود بیگ صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری انجمن۔
(۱۵) خواجہ غلام نبی صاحب مہجور مبلغ انجمن۔
(۱۶) جناب ایم۔اے صابر صاحب حنفی کشمیری۔
(۱۷) سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل مبلغ انجمن۔

میاں غلام رسول خان صاحب تمیم جھنگ نے انجام دئے۔ سب سے اول ماسٹر فقیر اللہ صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ اس کے بعد جناب سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور کی خورد سال بچی نے ایک اچھی نعت پڑھی۔ اسکے بعد جناب ایم۔اے صابر حنفی کشمیری نے اپنے چند فارسی اشعار پڑھ کر سنائے۔ اور داد لی۔ بعد ازاں جناب مولوی عصمت اللہ خان صاحب ثنا کی ایک پنجابی نظم [illegible] سنائی۔ اس کے بعد جناب ہیرن عمر ایرنفرز کا ایک انگریزی مضمون جو انہوں نے جلسہ کے لئے ہی لکھ کر بھیجا تھا مرزا مسعود بیگ صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری نے پڑھ کر سنایا جس میں یورپ کی مادہ پرستی اور اُس کے ردِ عمل کو بیان کرنے کے بعد یورپ میں تبلیغ اسلام کی ضرورت بتائی گئی تھی۔ اور اس سلسلہ میں جماعتِ احمدیہ لاہور جو عظیم الشان جدوجہد کر رہی ہے اس کا ذکر بھی کیا گیا تھا۔ ہم اس مضمون کا ترجمہ اخبار میں شائع کرنے کی کوشش کرینگے۔ مضمون کے بعد جناب چودھری یوسف علی صاحب بی۔اے۔ بی۔ٹی ہیڈ ماسٹر کی انگریزی تقریر ہوئی۔

آپ نے تحریکِ احمدیت اور اس کے عظیم الشان مقاصد اور اس تحریک کے موافقین و مخالفین کے طرزِ عمل پر روشنی ڈالتے ہوئے نہایت ہی مدلل طریق پر بتایا کہ صرف احمدیت کے ساتھ ہی اسلام اور مسلمانوں کا مستقبل وابستہ ہے اور احمدیت ہی صحیح اور معقول اسلامی خیالات کی حامل ہے۔ آپ نے نوجوانوں کو بالخصوص اس تحریک میں شرکت کی دعوت دی۔ آخر پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے تقریر فرمائی جس میں جماعت کو نہایت بیش قیمت نصائح فرمائیں۔ یہ تقریر تمام وکمال نوٹ کر لی گئی ہے۔ بہت جلد شائع کی جائے گی۔ اس تقریر کے ساتھ پہلے اجلاس کی کارروائی ختم ہو گئی۔

دوسرا اجلاس

دوسرے اجلاس کی کارروائی نماز ظہر کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب شروع ہوئی۔ اس اجلاس کے صدر جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب تھے۔ لیکن وہ ایک اہم مصروفیت کی وجہ سے تاخیر سے تشریف لائے۔ ان کے آنے تک فرائض صدارت جناب شیخ محمد دین جان صاحب وکیل جنرل سیکرٹری نے انجام دئے۔ تلاوت و نعت کے بعد ایک جاوی نوجوان مسٹر محمود نے "جاوا میں اسلام" کے موضوع پر ایک مضمون پڑھا جس میں جاوا میں اسلام کے داخلہ کی تاریخ۔ ملک کی موجودہ حالت اور مسلمانوں کا زبوں حالی اور عیسائی پادریوں کی وسیع کوششوں کی کیفیت بیان کرنے کے بعد ان شاندار کوششوں کا بھی ذکر کیا جو انجمن کے باہمت مبلغ مرزا ولی احمد بیگ صاحب انجام دے رہے ہیں۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس مضمون کو حاصل کر کے اس کا اردو ترجمہ شائع کریں۔ اس کے بعد سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل مبلغ انجمن نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر توہین انبیا کا الزام" کے موضوع پر نہایت مدلل اور پرجوش اور مؤثر تقریر کی۔ سید صاحب ہماری انجمن کے ہونہار مبلغوں میں سے ہیں۔ آپ نے مخالفین سلسلہ کی چالاکیاں آشکار کرتے ہوئے اس بے بنیاد الزام کو حضرت مسیح موعود کی ذاتِ اقدس سے نہایت کامیابی سے رد کیا۔ ہم نے سید صاحب سے درخواست کی ہے۔ کہ وہ اپنی اس تقریر کو ایک مفصل مضمون کی شکل میں قلمبند کر دیں۔

شاہ صاحب کی تقریر کے بعد جناب مولانا یعقوب خان صاحب سٹیج پر تشریف لائے۔ آپ کی انگریزی تقریر کا اعلان کیا گیا تھا لیکن آپ نے خواتین اور انگریزی ناواقف احباب کی خواہش پر اردو میں تقریر کی جس کا عنوان تھا "آج ہم اسلام کے لئے کیا کر سکتے ہیں؟" آپ نے دنیائے اسلام کے موجودہ حالات اور مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے تحریک احمدیت کی خصوصیات مقاصد اور کام کو پیش کیا اور مسلمانوں سے سوال کیا کہ تم اسلام سے وفاداری کا دعویٰ کرتے ہو تو اس تحریک سے کس طرح علیحدہ ہو سکتے ہو۔ اسکے بعد ایک بنگالی صاحب نے جن کا نام [illegible] تھا ایک مختصر تقریر کی جس میں سلسلہ احمدیہ کی صداقت و کامیابی کا اقرار کیا۔ اسکے بعد نمائش دستکاری کی اشیاء کے متعلق چیزیں فروخت کی گئیں۔ اسکے بعد جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے چند مؤثر کلمات ارشاد فرمائے۔ آخر پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے ایک لمبی دعا کے بعد احباب کو جانے کی اجازت دی۔ اس دعا میں اسلام کے غلبہ، سلسلہ کی ترقی، عالم اسلام کی بہبودی، بیمار، بیکس اور مشکلات میں مبتلا احباب اور [illegible] صاحب کے [illegible] خصوصیت سے دعا کی گئی۔

احمدیہ کانفرنس

احمدیہ کانفرنس ۲۵ دسمبر کو بعد نماز ظہر [illegible] ہوئی تھی۔ اسکی کارروائی بھی انشاء اللہ بہت جلد شائع کی جائے گی۔ اس میں دیگر امور کے علاوہ احمدیہ ہوسٹل کے قیام کی تجویز منظور ہوئی اور اسکے لئے چندہ ہوا۔

قادیانی جماعت کا قدم بالکل غلط راستے پر ہے۔ اس نے اجرائے نبوت اور تکفیر المسلمین کا عقیدہ وضع کر کے سخت غلطی کی ہے۔ کہتے ہیں اھدنا الصراط المستقیم میں انعام نبوت کی دعا ہے گویا یہ مطلب ہے کہ ہر مسلمان یہ دعا کرتا ہے کہ اے خدا تو ہمیں نبی بنا دے۔ ۱۹۱۷ء میں یہاں سے ایک عیسائی نو مسلم منشی فاضل قادیان گئے۔ اُن کی جناب میاں صاحب سے ملاقات ہوئی بسلسلہ گفتگو شروع ہوا تو میاں صاحب نے کہا کہ کوشش سے میں اور آپ ہر ایک شخص نبی ہو سکتا ہے گویا سب کے سب نبی ہو سکتے ہیں۔ پھر امتی کوئی باقی نہ رہے گا۔ یہ نبوت کے ساتھ ایک خطرناک مذاق ہے اس حصہ میں صراط مستقیم پر چلانے کی دعا ہے مومن کا کام دو چیزوں کے لئے کوشش کرنا ہے۔ (۱) ایک خدا کو پالینا۔ (۲) دوسرے اپنے قوا اور طاقتوں کو خدا کی رضا کے حصول کے لئے لگا دینا۔ جس وقت یہ دعا کرو تو ان پاک لوگوں کو جن پر اللہ تعالےٰ کے انعام ہوئے خیال میں رکھو وہ لوگ کون تھے؟ اللہ کے رسول حضرت نبی کریم صلعم اور آپ کے صحابہؓ دعا کرو تمہیں بھی اُنکے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ملے۔ ان الفاظ میں بھی جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ اور ساری قوم کا ذکر ہے جس وقت یہ دعا مانگو تو اپنے غلط کار دوستوں اور سارے مسلمانوں کو بھی اس میں شامل کر لو۔

رمضان کا آخری عشرہ

رمضان کے آخری عشرہ میں ہمیں خصوصیت کے ساتھ یہ دعا کرنی چاہیئے کیونکہ یہ وہ مبارک دن ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو نازل کیا۔ جب کسی قوم پر انعامات ہوتے ہیں تو وہ بسا اوقات غافل بھی ہو جاتی ہے مسلمانوں پر کس قدر انعامات ہوئے لیکن بعد میں وہ اپنے فرائض سے غافل ہو گئے ہمیں اس لحاظ سے بھی بار بار یہ دعا کرنی چاہیئے۔

کام میں بدستور مصروف رہو

ہمارے سامنے ابھی تک بے انتہا کام ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمیں یہ کامیابیاں اپنے فرائض سے غافل کر دیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے حوصلے پست اور ارادے کمزور ہو جائیں۔ ایک مرتبہ حضرت نبی کریمؐ ایسے کسی جنگ میں فتح کے بعد واپس آکر ہتھیار کھولے۔ اسی وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا آپؐ نے تو ہتھیار کھول دیئے ہیں لیکن فرشتوں نے ابھی تک نہیں کھولے۔ میں بھی یہی کہنا چاہتا ہوں تم اپنے ہتھیار نہ کھولو بلکہ بدستور کام میں مصروف ہو۔ اور اپنی ہمتوں اور ارادوں کو زیادہ بلند کرو۔

سپین عید کارڈ

(بعد از اں حضرت ممدوح نے "سپین عید کارڈ" کے متعلق جس کی تفصیلات اسی پرچہ میں کسی دوسری جگہ موجود ہیں فرمایا کہ) میں عید کارڈوں کا ہمیشہ مخالف رہا۔ دوست مجھے اکثر عید کارڈ بھیجتے۔ لیکن ان کارڈوں نے کبھی مجھے اپیل نہ کیا۔ اللہ تعالےٰ مولوی یعقوب خانصاحب کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے اس رواج کی اصلاح کر کے اسے مفید بنا دیا۔ پہلے عید کارڈ اسراف کا ذریعہ تھے لیکن اب خدمت اسلام کا ذریعہ بن گئے ہیں۔ میں تمام دوستوں سے ان کو رواج دینے کی اپیل کرتا ہوں۔

سالِ نو کی تقریب پر

عالیجناب خان شاہنواز خاں صاحب والئے ریاست ممدوٹ کو نواب (خاندانی) کا خطاب عطا ہوا ہے۔ اس عزت افزائی پر ہم ممدوح کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ جلسہ سالانہ کی وجہ سے حضرت ممدوح گذشتہ دنوں بے حد مصروف رہے۔

—— مسجد احمدیہ بلڈنگس میں نماز فجر کے بعد جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب درس قرآن دیتے ہیں۔

—— سال نو کی تقریب پر ہمارے نہایت ہی محترم دوست جناب ڈاکٹر سعید احمد خانصاحب مانسہرہ کو خانصاحب کا خطاب ملا ہے۔ اس عزت افزائی پر ہم ساری جماعت کی طرف سے انکی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں

—— ۲۸ دسمبر ۱۹۴۲ء کی صبح کو بابو حراغدین صاحب محکمہ ٹیلیگراف ریاست جموں کے صاحبزادے صلاح الدین کا عقد چودھری عبدالرحمن صاحب سپرنٹنڈنٹ محکمہ تعلیم ریاست جموں کی صاحبزادی سے بعوض ایک ہزار روپے مہر مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ہوا۔ حضرت امیر و دیگر بزرگان احباب سلسلہ موجود تھے۔ خطبہ نکاح جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے پڑھا۔ جناب بابو صاحب اور چودھری صاحب نے پانچ پانچ روپے انجمن کو دیئے جزاک اللہ۔

—— جناب منشی محمد خلیل الرحمن صاحب مظفر پور (بہار) سے اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی صاحبزادی عطیہ بیگم صاحبہ کا عقد ۲۷ دسمبر کو جناب سراج الدین خانصاحب ٹیمپسٹ کرگر فیکٹری خلف جناب مولوی احمد خاں صاحب اسٹیشن ماسٹر کے ساتھ بعوض پانچ ہزار روپے مہر ہوا منشی صاحب نے اس مسرت میں مبلغ پانچ روپے انجمن کو عطا فرمائے ہیں جزاک اللہ۔

پیغام صلح :- ہماری طرف سے ان دونوں رشتوں پر مبارکباد قبول ہو۔ اللہ تعالیٰ ان تعلقات کو بابرکت بنائے۔ آمین

—— جناب سراج الدین صاحب ذکی سیالکوٹ سے بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی والدہ محترمہ (اہلیہ حاجی محمد اسماعیل صاحب مرحوم) کا انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ۔

—— آغا سید لعل شاہ صاحب برق اپنا در کی اہلیہ کا بھی انتقال ہو گیا ہے انا للہ

پیغام صلح :- یہ دونوں خواتین نہایت ہی نیک بیبیاں تھیں۔ ان کی وفات کو ہم قومی نقصان سمجھتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

—— جناب محمد موسیٰ صاحب منشی فاضل ہیڈ ماسٹر موضع باجی سٹیٹ کشمیر اطلاع دیتے ہیں کہ اُن کے منجھلے صاحبزادے فضل الرحمان کا اکلوتا فرزند انتقال کر گیا۔ انا للہ۔ ہمیں اس حادثہ میں بھی دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا فرمائے۔

—— سید عبد الرشید صاحب سٹینو گرافر ڈپٹی کمشنر راولپنڈی کا صاحبزادہ عزیز محبوب الٰہی ابھی تک بیمار ہے اور بے حد کمزور ہو گیا ہے۔

—— چودھری اسماعیل خانصاحب گوجرانوالہ اور ان کی اہلیہ محترمہ بیمار ہیں۔

ان کے لئے اور دوسرے تمام بیمار دوستوں کے لئے دعائے صحت کی جائے۔ جو دوست مشکلات میں مبتلا ہیں اُن کے لئے بھی دعا کی جائے۔ تہجد میں ان کو خاص طور پر یاد رکھنا چاہیئے۔

استیصالِ احمدیت

کے "شاندار" نتائج

منشی ظفر علی خاں کیلئے سُرمۂ بصیرت

منشی ظفر علی خاں و دیگر احراری سرغنوں کے عوغا کا جو اثر صحیح الخیال مسلمانوں پر ہو رہا ہے اس کا کسی قدر اندازہ مندرجہ ذیل خط سے ہو سکتا ہے۔ (اڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

آرہ $\frac{12}{34}$ ۲۲

بخدمت حضرت مولانا محمد علی صاحب۔ السلام علیکم

میں احمدی نہیں ہوں۔ لیکن آپ کی خدمات دینی کا بیحد مداح ہوں۔ اور خدا سے دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا آپ کو تبلیغ دین کے اور بہتر سامان بہم پہنچائے۔ یقین جانئے۔ ظفر علی خاں اور دوسرے ایسے حضرات جو محض اپنے نام و نمود کے لئے آپ کو اور آپکی انجمن کو بدنام کرنے کی سعی کر رہے ہیں ناکام رہینگے، میں سمجھتا ہوں، ہر وہ شخص خواہ وہ احمدی ہو یا نہ ہو جس کے دل میں اسلام کا کچھ بھی درد ہے وہ آپ ہی کی حمایت کریگا۔ اگر یہ خط وقت پر پہنچ جائے۔ تو سالانہ جلسہ میں پڑھ کر سنوا دیجئے (سنایا گیا۔ مدیر) تاکہ ظفر علی خاں وغیرہ کو معلوم ہو جائے۔ کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے ہمدرد احمدی ہی نہیں۔ بلکہ غیر احمدی بھی ہیں۔ فقط

(ظہیر الدین حیدر۔ نیتر۔ آرہ)

آئندہ اشاعت

پرچہ ۵ جنوری کو شائع ہوگی۔ اس میں چند نہایت ہی ضروری باتیں ہونگی۔ احباب کرام اسے ضرور مطالعہ فرمائیں　(مدیر)

احمدیہ انجمن خواتین اسلام لاہور کے نویں سالانہ جلسہ کی مختصر روئداد

۲۴ دسمبر ۱۹۳۴ء کی صبح کو احمدیہ انجمن خواتین اسلام لاہور کا نواں سالانہ جلسہ حبیبیہ ہال میں گیارہ بجے صبح منعقد ہوا۔ معزز خواتین اس کثرت سے تشریف لائیں کہ ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور برآمدے میں بھی خواتین کھڑی تھیں۔ کم از کم ڈیڑھ ہزار خواتین نے جلسے میں حصہ لیا۔ بیگم محمد عمر صاحبہ (والدہ لیڈی عبد القادر صاحبہ) صدر جلسہ تھیں۔ قرآن کریم کی تلاوت اور نعت خوانی کے بعد خطبہ صدارت پڑھا گیا۔ جس میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی خدمات جلیلہ کا نہایت مناسب الفاظ میں ذکر تھا اور صدر محترمہ نے انجمن کے ان کاموں کو جو وہ انگلستان، برلن، جاوا اور امریکا اور ہندوستان میں کر رہی ہے اور جو تبلیغی اسلامی لٹریچر اس نے پیدا کیا۔ اس کا نہایت وضاحت سے ذکر کیا اور فرمایا کہ تمام ہندوستان میں یہی واحد انجمن ہے جس نے سب سے پہلے اشاعت اسلام کا بیڑا اٹھایا اور اس کو اس خوش اسلوبی کے ساتھ چلایا جس کے نمایاں ثمرات ہمارے سامنے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اگرچہ احمدی نہیں ہوں مگر قریباً عرصہ سولہ سترہ سال سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے کاموں کا نہایت غور سے مطالعہ کر رہی ہوں۔ اور اس نتیجہ پر پہنچی ہوں کہ ان لوگوں کے دلوں میں اسلام کا درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اور نہایت ایثار اور جانفشانی سے خدمت اسلام کر رہے ہیں اور احمدیہ انجمن خواتین اسلام نے جو مفید کام خواتین کے لئے سرانجام دیئے ہیں۔ ان کے لئے صدر صاحبہ نے بیگم حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ اور دیگر کارکنان کو مبارکباد دی۔ اس کے بعد لیڈی عبد القادر صاحبہ کا پیغام پڑھا گیا۔ جو آپ نے انگلستان سے بھیجا ہے جس میں آپ نے بتایا کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے جو خدمات اسلامی یورپ میں کی ہیں۔ ان کی قدر ہندوستان سے باہر جا کر معلوم ہوتی ہے اور یہ آرزو ظاہر کی کہ کاش سب مسلمان مل کر اس انجمن کی مدد کریں تو یہ مفید کام کئی گنا ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد بیگم حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے انجمن خواتین اسلام کی سالانہ رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ اور زکیہ سلطان صاحبہ نے گرلز ایسوسی ایشن کی سالانہ رپورٹ سنائی پھر محترمہ بیگم شاہنواز صاحبہ نے تقریر کی اور نوجوان بچیوں کو نہایت مفید نصیحتیں کیں۔ بیگم قلندر علی خاں نے خلع کی ضرورت پر تقریر کی اور ایک نوجوان مسلمان عورت کو سٹیج پر کھڑا کیا۔ جو اپنے خاوند کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر عیسائیت کے دامن میں پناہ لینے کو آمادہ ہے۔ بیگم لطیف نے اس کی تائید کی۔ اور بیگم حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے بتایا۔ کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے ایک ایسا نکاح نامہ چھپوایا ہے کہ اگر اس پر نکاح کے وقت لکھوا لیا جائے تو عورت کو حق خلع حاصل ہو جائیگا۔ آپ نے وہ نکاح نامہ سب کو دکھایا۔ سب حاضرات نے اس کو بہت پسند کیا۔ اور تحسین کی نظروں سے دیکھا۔ بیگم راجہ ظفر حسین نے اپنی تقریر میں کہا۔ کہ غریب بیوہ عورتوں اور لاوارث بچوں کے لئے ایسی جگہ ہونی چاہیئے۔ جہاں وہ کوئی کام کر کے اپنا پیٹ پال سکیں۔ اور کہا کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو اس ضروری کام کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیئے اس کے بعد خدیجہ بیگم ایم۔اے نے اپنی تقریر میں صحابیات کی زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے مسلمان خواتین کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلائی اور اشاعت اسلام کے لئے چندے کی تحریک کی۔ شکریہ کے بعد دو بجے جلسہ برخاست ہوا۔ اور نمائش شروع ہوئی

معزز حاضرات جلسہ کی طویل فہرست میں سے چند نام درج ذیل ہیں:۔

لیڈی فضل حسین۔ بیگم شاہنواز۔ خدیجہ بیگم صاحبہ ایم۔اے بیگم نسیم حسین۔ بیگم عظیم اللہ۔ بیگم محمد عمر۔ بیگم قلندر علی خاں۔ بیگم دین محمد۔ بیگم راجہ ظفر حسین خاں۔ بیگم خلیفہ شجاع الدین۔ بیگم رفیع۔ بیگم محمد بشیر۔ بیگم رحمت اللہ خاں۔ بیگم محمد لطیف۔ بیگم محمد حیات۔ بیگم ڈاکٹر سعیت الدین کچلو۔ بیگم عبد الحمید۔

عید الفطر کے مسائل!

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

۱۔ عید الفطر کے دن صبح اٹھ کر غسل کرنا، صاف کپڑے پہننا، خوشبو لگانا۔ عیدگاہ کو جانے سے قبل ناشتہ کرنا سنت ہے۔

۲۔ عیدگاہ کو جاتے ہوئے تکبیر و تہلیل یا ذکر الٰہی کرتے جانا افضل ہے۔

۳۔ عید کی نماز سے قبل صدقہ فطر ادا کر دینا چاہیئے۔ خواہ غلہ کی شکل میں ہو خواہ نقدی کی شکل میں۔ جو صدقہ عید کی نماز کے بعد ادا کیا جائیگا وہ معمولی صدقہ میں شمار ہوگا۔ اسے صدقہ عید الفطر نہیں کہا جا سکتا۔ حدیث شریف میں ہے کہ صدقہ عید الفطر روزوں کے ایام میں بعض کمزوریوں کے سرزد ہونے کی تلافی کے لئے ہے دوسرا فائدہ یہ ہے کہ غربا و مساکین کو اناج مل جاتا ہے جس سے وہ بھی اپنی عید منا سکتے ہیں۔ گویا ساری قوم کو عید میں شمولیت کا موقعہ مل جاتا ہے۔ مساکین محروم نہیں رہتے۔ صدقہ عید الفطر ہر ایک فرد پر واجب ہے۔ خواہ وہ عید کی صبح کو ہی پیدا ہوا ہے۔ عورتوں اور بچوں کا اور نوکر اور غلام کا صدقہ ان کے شوہروں والدین اور آقاؤں کے ذمہ ہے۔ جو ان کے رزق کے کفیل ہیں۔ صدقہ فی کس ۲ سیر گیہوں یا اس کے برابر قیمت نقد۔ لاہور کی جماعت نے فی کس ۲ر مقرر کیا ہے۔

۴۔ عید کی نماز دو رکعت ہوتی ہے اس میں اذان و تکبیر و اقامت کوئی نہیں۔ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ سے قبل سات تکبیریں ہیں۔ اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ سے قبل پانچ تکبیریں ہیں۔ تکبیروں کے درمیان ہاتھ کھلے چھوڑ دینے چاہئیں۔ قرأت جہری ہوتی ہے

۵۔ نماز کے بعد خطبہ مسنون ہے۔ ہندوستان میں چونکہ یہاں کی زبان اردو ہے اس لئے قرآن کریم کی تلاوت کے بعد اردو میں مسائل و مہمات شرعیہ پر تقریر کرنی چاہیئے۔ کاغذ کا ایک رول لیکر جو مولوی لوگ پرانا لکھا ہوا عربی کا خطبہ پڑھ دیتے ہیں یہ نہایت لالعینی چیز ہے۔ اس لئے لوگ سنتے سناتے خاک نہیں۔ آپس میں معانقہ کرنے اور سینہ سے سینہ رگڑنے اور عید مبارک کہنے میں مشغول رہتے ہیں۔ بعض خطیب کے سامنے غلہ پھینکتے رہتے ہیں۔ بعض اس کے سر پر پگڑیاں باندھتے رہتے ہیں۔ یہ سب بدعت اور خطبہ کے آداب کے سخت خلاف ہے۔ خطبہ کو غور سے سننا اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اگر خطیب کو کچھ دینا ہے۔ تو نماز سے قبل دے دو۔ یا خطبہ کے بعد۔ صدقہ عید الفطر تو ہمیشہ نماز سے قبل دیدینا چاہیئے۔

۶۔ عید کے خطبہ کے درمیان میں خطیب کو بیٹھنا نہیں چاہیئے۔ جیسا کہ جمعہ کے خطبہ میں درمیان بیٹھا کرتے ہیں۔

۷۔ خطبہ ختم ہونے کے بعد جماعت کی شکل میں چلنا افضل ہے کہ اسلام کی شوکت کا اظہار اس میں ہے اس لئے جس راستہ سے آئے ہیں۔ اس رستہ کی بجائے کسی دوسرے رستہ سے واپس ہونا بھی مستحسن ہے۔

۸۔ عید میں آپس میں ملنا جلنا اور ایک دوسرے کو ہدایا اور تحائف یا طعام میں شریک کرنا تمدن کے لئے نہایت مستحسن چیز ہے عیدگاہ سے واپسی پر گھر میں گھس کر دن کاٹ دینا یہ قومی مردگی کی علامت ہوتی ہے۔

۹۔ چونکہ آج کل اسلام سے بڑھ کر کوئی غریب نہیں اس لئے حضرت

۴ص

۹ص مسیح موعود کے زمانہ سے احمدی جماعت کے افراد صدقہ عید الفطر کا کل یا اکثر حصہ انجمن کے بیت المال میں بھیجتے رہے ہیں۔ اس لئے سب احباب کو اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ نماز عید سے قبل سب کا صدقہ ادا کر دیں۔

۱۰۔ صدقہ عید الفطر کے علاوہ حضرت صاحب کے حکم سے ایک روپیہ فی کس عید فنڈ میں مقرر ہے۔ آخر عید کے دن بچوں اور عزیزوں کو عیدی اور تحائف دیتے ہیں۔ اسی طرح اس خوشی کے دن میں اسلام کا بھی کچھ حق ہے۔ لہذا احباب خاص توجہ اس فنڈ کی طرف مبذول فرمائیں۔ اور عید فنڈ کے روپے جمع کر کے انجمن کے بیت المال میں بھیجدیں۔ یہ حضرت صاحب کا حکم ہے اور ایک مالی جہاد ہے اسے استخفاف کی نظر سے نہ دیکھیں

شذرات

زمینداران پنجاب کی زبون حالی کس حد تک پہنچ چکی ہے اور وہ تباہی و بربادی کے کس قدر قریب ہیں؟ اس کا ایک سرسری اندازہ مندرجہ ذیل اعداد و شمار سے لگایا جا سکتا ہے ۱۹۲۵ء میں زمینداران پنجاب کا کل قرض نوے کروڑ تھا۔ اور اس سے دس سال پہلے یعنی ۱۹۱۵ء میں صرف بیس کروڑ تھا۔ ۱۸۹۵ء سے لیکر ۱۹۲۵ء تک تیس سال کے عرصہ میں اضافہ قرض کی تعداد پچاس کروڑ ہے۔ ۱۹۳۴ء میں اندازہ لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ زمینداروں کے مجموعی قرض کی تعداد دو ارب سے کم نہیں اگر اس پر اٹھارہ فیصدی سالانہ شرح سود بھی تسلیم کر لی جائے۔ تو سود کی سالانہ مقدار کم از کم چھتیس ۳۶ کروڑ روپیہ ہوگی۔ حالانکہ یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ زمیندار اٹھارہ فیصدی سالانہ سے بہت زیادہ سود ادا کرتے ہیں۔

اب ذرا ان بدنصیب لوگوں کی آمدنی کی کیفیت بھی سن لیجئے۔ ۱۹۲۵ء میں صوبہ پنجاب کی زرعی آمدنی ساڑھے بائیس کروڑ روپیہ تھی۔ لیکن آج کل یہ صرف پندرہ کروڑ روپے رہ گئی ہے۔ کیونکہ اجناس کی قیمتیں خوفناک حد تک کم ہو گئی ہیں۔ ۱۹۲۸ء میں پنجاب کی پیدا کردہ اجناس کی مجموعی قیمت چھتر کروڑ اٹھتر لاکھ تھی۔ جو ۱۹۳۲ء میں صرف اڑتالیس کروڑ ترپن لاکھ رہ گئی۔ سال گذشتہ اور سال رواں کے مستند اعداد و شمار فراہم نہیں ہو سکے۔ لیکن یہ صاف ظاہر ہے کہ کوئی خوشگوار و امید افزا تغیر نہیں ہوا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زمینداروں کے سر پر جو ناقابل برداشت بوجھ ہے اس کا سالانہ سود ان کی آمدنی سے دو چند ہے اگر وہ اپنے آپ پر ایک پیسہ بھی خرچ نہ کریں۔ اور حکومت کو مالیانہ و آبیانہ کی ایک پائی تک نہ دیں تو اس صورت میں بھی سالانہ سود کا صرف نصف ادا کر سکتے ہیں۔

مندرجہ بالا اعداد و شمار ایک نہایت ہی ہولناک اور تاریک مستقبل کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ ویسے تو ہندوستان کے ہر ایک حصہ کے کاشتکار ادر مزدور ساہوکاروں کے وحشیانہ مظالم کی وجہ سے برباد ہو رہے ہیں لیکن پنجاب میں سب سے بدتر حالت ہے یہاں باقی صوبوں کی نسبت ساہوکاروں کی تعداد تین گنا زیادہ ہے اور یہ لوگ پوری بے دردی سے زمینداروں کا خون چوس رہے ہیں۔ جس تیزی سے پنجاب کے اندر قرضہ کی مقدار میں اضافہ ہوا۔ اس کی نظیر کسی دوسری جگہ نہیں ملتی افسوس ہے کہ حکومت بھی اتنے برسوں تک بالکل غافل رہی اور ان لوگوں کی تباہی کا تماشہ جو کہ اس کی ریڑھ کی ہڈی ہیں خاموشی سے دیکھتی رہی۔ آج بھی اس کے طرز عمل میں کوئی امید افزا تغیر نہیں ہوا قرضہ بل کو جس طرح سے بے اثر اور کمزور کیا گیا ہے وہ سب کو معلوم ہے ضرورت ہے کہ ارباب حکومت حالات کی نزاکت کا کما حقہ احساس کر کے زمینداروں کو تباہی سے بچانے کی کوئی موثر تدبیر کریں

زمینداران پنجاب کی بہت بڑی اکثریت مسلمانوں پر مشتمل ہے اور غیر مسلم زمیندار نسبتاً بہت کم قرضدار اور تباہ حال ہیں۔ گویا دوسرے الفاظ میں قرضہ اور سود کا تقریباً سارا بوجھ مسلمانوں کے سر پر ہے جس کے تلے وہ دبے اور پسے جا رہے ہیں۔ لیکن کیا ان کے مولویوں اور پیروں کو اس کا ذرہ بھر بھی احساس ہے انہوں نے ان سادہ لوح مسلمانوں کو آنے والی مکمل اقتصادی تباہی سے بچانے کے لئے معمولی حرکت بھی کی ہے؟ جاہل ملانوں اور پیروں کو جانے دیجئے۔ کیا احرار کے سیاسی مولویوں نے بھی اس طرف توجہ فرمائی ہے؟ افسوس ان تمام سوالات کا جواب نفی میں ہے دیہاتی مسلمانوں کو تباہی سے بچانے کی کوشش تو بڑی بات ہے۔ یہ "مقدسین" تو ان کو تباہ کرنے میں غیروں کے معاون ہو رہے ہیں۔ جب کسی قوم سے نیک و بد کی تمیز اٹھ جایا کرتی ہے تو نااہل و خود غرض لوگ اس کے راہنما بن جایا کرتے ہیں آج مسلمانوں کی بھی یہی حالت ہے۔ اللہ تعالےٰ ان پر رحم کرے اور انہیں دوست و دشمن میں امتیاز کی توفیق دے

امریکہ کے کروڑپتیوں نے ۱۹۳۳ء میں جس قدر روپیہ اپنے ملک کے تعلیمی اور مذہبی اداروں کو خیرات دیا۔ اس کی مجموعی تعداد چھ ارب ۹۵ کروڑ ۱۹ لاکھ روپیہ کے قریب ہے اس رقم کا تقریباً نصف حصہ صرف عیسائیت کی تبلیغ کے لئے دیا گیا ۳۳ فیصدی محتاجوں اور غریبوں کی امداد کے لئے وقف کیا گیا۔ ۹ فیصدی طبی اغراض اور ۸ فیصدی تعلیمی اغراض پر صرف ہوا۔ یہ اعداد و شمار مسلمان قوم کے نوابوں، دولتمندوں اور مغرب زدہ اصحاب کے لئے خاص طور پر قابل غور ہیں۔

تازہ ولایتی اخبارات سے مندرجہ ذیل خبر معلوم ہوئی ہے کہ:۔

"حال ہی میں ٹکساس (امریکہ) کے ایک مصنف مسٹر ایڈورسن ایم سٹین نے شکسپیر کے ڈراموں کے متعلق ایک انسائیکلوپیڈیا تیار کیا ہے جو تقریباً ڈیڑھ ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ شکسپیر کے ڈراموں میں جو جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ کتاب، ایکٹ، سین اور سطر کی قید کے ساتھ اس انسائیکلوپیڈیا میں درج ہے۔"

تمام پڑھے لکھے آدمی جانتے ہونگے کہ شکسپیر انگریزی زبان کا ایک مشہور شاعر اور ڈرامہ نویس تھا۔ اس نے فن ڈرامہ اور انگریزی زبان کی بہت خدمت کی۔ انگلستان و امریکہ کے قدردان اہل علم صرف اسی وجہ سے اس کے احسان مند اور اس پر نازاں ہیں اب تک انگریزی اور دوسری زبانوں میں شکسپیر اور اس کے کام کے متعلق ہزاروں کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور آئے دن ہوتی رہتی ہیں۔

سوال ہو سکتا ہے کہ یورپ و امریکہ کے لوگ اپنے ایک شاعر و ڈرامہ نویس کیلئے جو کچھ کر سکتے ہیں۔ کیا کم از کم اسی قدر مسلمانان اسلام قرآن، رسول اور حدیث کے لئے نہیں کریں گے؟ شکسپیر بے شک بہت بڑا آدمی تھا۔ اس کے ڈرامے اور اشعار بیحد مؤثر ہیں۔ انگلستان کا اس پر فخر کرنا بے جا نہیں۔ لیکن اگر شکسپیر نہ ہوتا، تو نوع انسان کا اس سے کچھ زیادہ نقصان نہ تھا کہ انگریزی پڑھنے اور سمجھنے والے لوگ چند پر لطف ڈراموں اور نظموں سے محروم رہ جاتے لیکن قرآن اور محمد رسول اللہ نوع انسانی کی زندگی و فلاح کا سرچشمہ ہیں اگر اولاد آدم اللہ تعالیٰ کے ان انعامات اور برکتوں سے محروم رہتی۔ تو اس کی روحانی و اخلاقی تباہی یقینی تھی۔ آج بھی دنیا کے تمام مصائب کا علاج اسی آب حیات سے ہو سکتا ہے۔ تو پھر کیا مسلمانوں کے لئے فرض نہیں ہے۔ کہ وہ ان نعمتوں اور ہدایتوں کو دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلا دیں قرآن کریم اور سیرت نبوی کے مختلف زبانوں میں تراجم شائع کریں جگہ جگہ تبلیغی مشن قائم کریں۔ یورپ و امریکہ نے اپنے ایک شاعر کے لئے جو کچھ کیا ہے۔ اگر ہم کم از کم اسی قدر اپنے خدا اور رسول کے لئے کر لیں۔ تو دنیا کا نقشہ بدل سکتا ہے۔ تحریک احمدیت اپنے مقدس بانی کی ہدایت کے مطابق اسی پاک کام میں مصروف ہے اور مسلمانوں کو اس طرف بلا رہی ہے۔

کلام مہجور

(از جناب خواجہ غلام نبی صاحب مہجور مبلغ انجمن)

(مندرجہ ذیل اشعار خواجہ صاحب موصوف نے جلسہ سالانہ میں پڑھے)

محمودی حضرات سے خطاب

حضرتِ احمد کی جو عزت ہمارے دِل میں ہے — قادیاں والوں کی وہ لیلیٰ ابھی محمل میں ہے

کفرِ مسلم کی تجھے تاویل اب کرنی پڑی — حامیٔ تختِ خلافت تو بڑی مشکل میں ہے

بدزبانی شیوہٴ اہلِ صفا سے دُور ہے — کیا یہی جنسِ گراں مایہ ترے حاصِل میں ہے

نامِ اصحابِ مجدد سے جلا جاتا ہے تو — نارِ دوزخ ذکر پیغامی ترِی محفل میں ہے

حضرتِ اقدس کی تحریروں کو تو منسوخ کر — قدر اُن کے نقطہ نقطہ کی ہمارے دل میں ہے

میری آنکھوں کا تو تنکا بھی تجھے آیا نظر — اور خود شہتیر تیرے دیدۂ باطل میں ہے

بھائی محمودی تجھے ہم کس طرح دکھلا سکیں — جس قدر تیرے لئے مہر و محبت دِل میں ہے

مشتعل ہوتا ہے مثلِ شعلہ ہائے خار و خس — کس قدر آشفتگی یارب دِلِ جاہل میں ہے

حضرتِ محمود سے ہم کو نہیں ہے دشمنی — یہ عقائد کی لڑائی تو حق و باطِل میں ہے

اہلِ باطل کس طرح مہجور حاصِل کر سکیں — لطف جو کچھ پیرویٔ مرشدِ کامل میں ہے

احمدیت کیا ہے؟

احمدیت ہے سراپا نور ایمان و یقیں — احمدیت ہے جہاں میں اِک نہالِ انگبیں

احمدیت بت شکن ہے فاتحِ دجال ہے — احمدیت دولتِ قرآں سے مالا مال ہے

احمدیت رونقِ دینِ محمد مصطفےٰ — احمدیت ہے بہارِ گلشنِ راہِ ہُدا ہے

احمدیت ساری دنیا کے لئے پیغامِ حق — احمدیت نے کیا روشن جہاں میں نامِ حق

احمدی ہے شرِ شیطاں کو مٹانے کیلئے — احمدی ہے شمعِ یزداں کو جلانے کیلئے

احمدی کا سر خدا کے آستانے کیلئے — احمدی کا دِل نبی سے لو لگانے کیلئے

احمدی جیتا ہے شانِ مصطفےٰ کے واسطے — احمدی مرتا ہے اپنے دلربا کے واسطے

احمدی میں در و ملت بھر دیا ہے کوٹ کر — احمدی یہ دولتیں سب لے گیا ہے لوٹ کر

ہو کے مسلم احمدیت سے رکھے بغض و عناد — رحم کر اس شخص کی حالت پہ یارب العباد

شیخ عبدالرحمن صاحب جج عدالت خفیفہ دہلی

معاصر منادی دہلی نے اپنی ایک تازہ اشاعت میں رشوت کا خاتمہ، صوبہ دہلی کی حکومت پر ایک نظر کے عنوان سے ایک مقالہ افتتاحیہ لکھا ہے جس میں دہلی کے حکام اور ان کے کام پر بھی اظہار رائے کیا گیا ہے۔ ہمارے محترم دوست جناب شیخ عبدالرحمن صاحب جج عدالت خفیفہ دہلی کا ذکر کرتے ہوئے معاصر موصوف لکھتا ہے:

"شیخ عبدالرحمان صاحب جج عدالت خفیفہ دہلی نے انسداد رشوت ستانی کے لئے جو دلیرانہ قدم اٹھایا وہ صوبہ دہلی کے لئے ۱۹۳۔ء میں ایک یادگار اور تاریخی واقعہ سمجھا جائیگا۔ مسٹر ینگ چیف جسٹس نے سر شادی لال سے اپنے عہدہ کا چارج لیتے ہی انسداد رشوت ستانی کے لئے جو اپیل اپنے ماتحت عہدہ داروں سے کی تھی، صوبہ دہلی میں شیخ عبدالرحمان نے سب سے پہلے اس کی تعمیل کی۔ اور ایسے وہ دروازے کھول دیئے جو سالہا سال سے بند تھے اور جن کے اندر بے شمار راستے غبن اور رشوت کی طرف جانے والے بنے ہوئے تھے۔ شیخ عبدالرحمن صاحب مستحق ہیں کہ صوبہ دہلی کی پبلک اور حکومت دونوں ان کو [illegible]

اس نہایت ہی ضروری معاملہ میں خود دہلی تاکہ صوبہ بد دیانتی کی رسوائی اور بدنامی سے محفوظ ہو جائے اس معاملہ کو ہندو مسلم مسئلہ بنانا حکومت سے غداری ملک سے غداری اور ایمان اور دیانت سے غداری سمجھا جائے گا۔ اور پبلک میں اب احساس ہو گیا ہے اور وہ سمجھنے لگی ہے کہ ایسے معاملات کا ہندو مسلم اختلافات سے کچھ بھی تعلق نہیں ہوتا۔ اگر معاملہ کسی ہندو جج نے اٹھایا ہوتا۔ اور ملزم کوئی مسلمان ہوتا۔ تب بھی اس کو ہندو مسلم مسئلہ بنانا جائز نہ ہوتا۔ بہرحال ۱۹۳۲ء جانے سے پہلے فخر کر سکتا ہے کہ اس نے دہلی کی عدالتوں میں دیانتداری کی تخم ریزی کر دی ہے"

"منادی" دہلی کا ایک مقتدر اور ذمہ دار اخبار تسلیم کیا جاتا ہے اس کے مندرجہ بالا الفاظ کو مخلصانہ اور معاصرانہ خراج تحسین کہا جا سکتا ہے جو اس نے شیخ صاحب موصوف کی انصاف پسندی، فرض شناسی اور دلیری کے لئے پیش کیا ہے۔

مولوی "بخار اللہ شاہ عطائی" اور "انقلاب"

پچھلے دنوں مولوی سخی راللہ شاہ صاحب عطائی لاہور تشریف لائے اور حسب معمول دلی دروازے کے باہر باغ میں ایک تقریر فرمائی۔ انقلاب اور اسکے مدیروں پر آپکے الطاف و عنایات کا سلسلہ بہت پرانا ہے بہ حسب عادت آپ نے اپنی تقریر میں ان کو یاد فرمایا اور راقم الحروف [illegible] نام از راہ تفنن "عبدالسلیمان خالک" بتایا۔ اگر ہمیں پہلے سے [illegible] کی زبانی یہ معلوم نہ ہوا ہوتا۔ تو ہم کبھی یقین نہ کرتے کہ شاہ جی سے ایسی [illegible] اور بداخلاقی سرزد ہوئی ہوگی۔ یہ تو وہی مثل ہوئی کہ کسی تیلی نے کہا "جاٹ رے جاٹ تیرے سر پر کھاٹ" اس نے جواب میں کہا تیلی تیرے سر پر کولھو"۔ کسی بانداق آدمی نے کہا۔ کہ قافیہ [illegible]

نے کہا۔ قافیہ نہ ملا تو نہ سہی۔ بوجھ تلے تو مر گیا۔

بخار اللہ شاہ عطائی کا جملہ زبان پر آتے ہی شاہ جی کی مسرورالمزاجی مغلوب الغضبی اور عطائی پن کا نقشہ آنکھوں کے سامنے کھنچ جاتا ہے اور ہم کو اکثر ارباب ذوق اس "صفت تقلیب" کی داد دے چکے ہیں۔ توقع تھی، کہ شاہ جی اس کے جواب میں کچھ بذلہ سنجی فرمائینگے۔ لیکن انہوں نے محض منہ چڑا دیا۔ اور رجھا نیلزم کے دامن میں پناہ لے لی۔ سچ یہ ہے کہ جب یہ آدمی لاجواب ہو کر کھسیانا ہو جائے۔ تو ایسی ہی بے معنی حرکتیں اس سے سرزد ہوا کرتی ہیں اور اہل نظر فوراً بھانپ لیتے ہیں کہ اس شخص کا سرمایہ گفتگو ختم ہو چکا ہے۔ اب اس کا گزارہ محض منہ چڑانے ہی پر رہ گیا ہے۔

(انقلاب)

طارق ابن زیاد فاتح اندلس اور قوت عمل!

(از جناب حکیم احمد شجاع صاحب بی۔ اے علیگ اسسٹنٹ سیکرٹری پنجاب کونسل)

ہمارا قابل صد احترام معاصر لائٹ گذشتہ سال سے سپین مشن کے قیام کی کامیاب جد و جہد کر رہا ہے۔ امسال اس نے عید الفطر کو بطور سپین مشن ڈے منانے کی تحریک کی ہے اور اس سلسلے میں سپین عید کارڈ تیار کرائے ہیں وہ اپنا ایک خاص نمبر بھی نکال رہا ہے۔ ہم مندرجہ ذیل نظم شائع کرتے ہوئے معاصر محترم کی مبارک تحریک میں شرکت کرتے ہیں اس نظم میں حضرت طارق کی بے پناہ قوت عمل، عشق اسلام اور مجاہدانہ جذبہ کو کامیابی سے بیان کیا گیا ہے۔ ۱۹۳۲ء کے جلسہ سالانہ میں جو احباب شامل ہوئے تھے۔ ان کو یاد ہوگا۔ یہ نظم حکیم صاحب موصوف نے ۲۷ دسمبر ۱۹۳۲ء کو اس وقت پڑھی تھی۔ جبکہ جناب بیرن عمر ایرنفلز کو حبیبیہ ہال میں نوجوانان سلسلہ کی طرف سے ٹی پارٹی اور ایڈریس دیا گیا تھا۔ (مدیر)

وہ طارق ابن زیاد[1] جسکی سنان کی نوکوں سے چھد گیا تھا
وفا ہسپانیہ کے جنگی دلاوروں کی دلاوری کا

وہ جسکے اشہب کی ٹھوکروں نے بساطِ مغرب کو روند ڈالا
وہ شیر ہے نقش جبل طارق پہ سکہ جس کی بہادری کا

بہ حکم ابن نصیر[2] کڑکا دیارِ مغرب پہ رعد بنکر
چمک سے شمشیر برق وش کی جلا دیا اندلس[3] کا خرمن

بڑے بڑے زور آزماؤں کے زور بازو کو توڑ ڈالا
بلا تکلف مروڑ ڈالی بڑے بڑے سرکشوں کی گردن

اسی کی ہیبت سے ہیں پرینیز[4] کی چٹانیں گداز اب تک
بحیرۂ روم ہو اسی کے جلال سطوت سے پانی پانی

لکھی ہوئی ہے طلیطلہ اور قرطبہ کی جبین پہ اب تک
اسی لاور کے دور عظمت شکوہ اقبال کی کہانی

مبارک اے سرزمین مغرب کہ تیری تقدیر جاگ اٹھی
کنارۂ اندلس پہ پہنچا بہادرانِ عرب کا لشکر

تری جہالت کی ظلمتوں کو کریگا کافور وہ تمدن
کہ جس کی تنویر کر چکی ہے ممالک شرق کو منور

انہی لیڈروں کی نسل سے اب وہ صاحبان کمال ہونگے
بکھیر دینگے جو تیرے گھر میں علم و فضل و ہنر کے موتی

تجھے سکھائینگے حکمرانی، جہاں گیری، زمیں ستانی
کریگی صیقل تیری ذہانت کو ان کے منطق کی موشگافی

منجم انکے سکھائینگے آسماں سے تاروں کو توڑ لانا
حکیم انکے بتائینگے حکمت و سیاست کے راز تجھ کو

طبیب انکے کرینگے پھر زندہ تیرے یونان کی طبابت
مقنن انکے کرینگے سارے جہاں کا آئین ساز تجھ کو

بھلا دیا ہے جو تو نے دل سے پیام انجیل ابن مریم
اسے یہ توحید کے پیمبر کرینگے پھر زندہ تیرے دل میں

دکھائینگے تجھ کو تجربے سے تیرے عناصر کے تجزیے سے
وہ ممکنات عمل کہ خوابیدہ ہیں ابھی تیرے آب و گل میں

غرض کنارے پہ آلگا اندلس کے جب بیڑا مہیب
اترچکا سرزمین ہسپانیہ پہ جب لشکر حجازی

امیر عسکر نے حکم فرمایا اب جلا دو جہاز سارے
بغیر نصرت نہ ہونگے واپس یہاں سے پھر فرد شغازی

اسی زمیں کو وطن کہینگے یہیں رہینگے یہیں مریں گے
کہ قید و بند وطن سے آزاد ہیں جہاں میں اقوام مسلم

نئے نئے ملک فتح کرنا بنے ہوئے گھر سنبھال لینا
یہی ہے خانہ بدوش اقوام کا طریق اور نظام مسلم

خدا نے چاہا تو دوہی دن میں یہاں بنائینگے قصر شاہی
ہمیں ہے کیا زر و مال کی حاجت ہمیں سفینوں کی کیا ضرورت

بڑھو عرب کے دلیر شیر و! وطن کو اور گھر کو بھول جاؤ
اسی زمیں کو وطن بنا لو اسی کی حاصل کرو حکومت

اگر ہے ایمان تم کو اس پر کہ تم ہو توحید کے پیمبر
تو پھر یہ لازم ہے تم کو پھیلاؤ اب پیغام شش جہت میں

وطن کے عاشق گھروں کے پیارے نہ بادشاہی کے خواب دیکھیں
خدا کے بندوں کو کب جگہ کی کمی ہوئی اس کی مملکت میں

یہ کہکے اسلام کا مجاہد فضائے ہسپانیہ پہ کوندا
عرب کے شیر دلیر گرجے ابھر ابھر کر ہیم ہیم

صدائے تکبیر سے ہوئیں مرتعش پرینیز کی چٹانیں
ادھر ہوئی کپکپی سی طاری ممالک غرب کے جگر

یہ سیل بڑھتا چلا گیا نقش نور توحید کے جمانا
یہ ابر رحمت زمین ہسپانیہ پہ چھایا محیط ہو کر

جو قلب ناآشنا تھے ذکر خدا سے وصفِ مصطفےٰ سے
عرب کے ان بادہ نشینوں نے آکے ان کو کیا منور

خلیفۃ المسلمین کو لکھا کہ فتح و نصرت کی ہو بشارت
زمین مغرب ہے درخشاں خدا کی رحمت سے مہر وار

یہاں کے وسیع سلطنت کیلئے کوئی اب امیر بھیجو
کہ کر چکے ہیں خدا کی خدمت ادا جنگ کے جاں

نہ اس میں تعویق ہو ذرا بھی کہ عمر کا اعتبار کیا ہے
ابھی پیام خدا کی پیاسی خدا کی گنتی ہی بستیاں ہیں

خدا کے خدمت گزار بندے کمر کو باندھے ہوئے کھڑے ہیں
وہ جانتے ہیں اسی کی خدمت کے واسطے انکی ہستیاں ہیں

نہ تھی یہ تیر وں کی خونفشانی نہ تھی یہ شمشیر کی روانی
کہ جس سے ہر گوشہ زمیں پہ رہی ہو اسلام کی حکومت

ہوا ہے جسدن سے یہ مسلماں مطیع او حرص و ہوس کا بندہ
خدا نے خود اس سے ہو کے بیزار چھین لی ہے عمل کی قوت

---

[1] طارق ابن زیاد فاتح اسپین۔ [2] موسے ابن نصیر امیر عساکر غرب [3] اندلس اسپین کا عربی نام ہے۔ [4] پرینیز۔ وہ سلسلہ کوہ جو اسپین کی حدود پر واقع ہے۔

تار کا پتہ مسلمان لاہور

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر

محمد انعام الحق

ہوشیارپوری

جلد ۲۳ | لاہور - یوم شنبہ مطبوعہ ۲۸ رمضان المبارک سنہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۵ جنوری سنہ ۱۹۳۵ء | نمبر ۲

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی

(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

عید مبارک

اخبار پیغام صلح کا یہ پرچہ انشاء اللہ اس وقت احباب کے ہاتھوں میں پہنچے گا۔ جبکہ وہ عید کی تیاریوں میں مصروف ہوں گے۔ اس لیے ہم تمام بزرگان سلسلہ اور ہر ایک بھائی بہن کی خدمت میں خلوص دل کے ساتھ عید مبارک عرض کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ یہ عید ان کے اور ان کے متعلقین کے لیے بے شمار مسرتوں راحتوں اور کامرانیوں کی سرمایہ دار ہو۔ اور خداوند کریم یہ مبارک دن ان کی زندگی میں بار بار لائے۔ اسلام کے تہوار یعنی عیدین تمام مذاہب کے تہواروں میں اعلیٰ درجے کی امتیازی خصوصیات رکھتے ہیں۔ ان میں خدا پرستی، اخوت و مساوات اور تہذیب و معقولیت کا وہ رنگ پایا جاتا ہے جس کی نظیر کہیں دوسری جگہ نہیں مل سکتی۔ اور اسکے ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی جماعت دینی جوش کے لحاظ سے تمام عالم اسلام میں ایک امتیازی درجہ رکھتی ہے۔ اس لئے ہر ایک فرد سلسلہ کو جان لینا چاہیئے ہماری عید اسی صورت میں حقیقی عید ہو سکتی ہے جبکہ ہم اس مقدس تہوار کے اصل منشاء کو پیش نظر رکھیں اور اس کا اس قدر اہتمام کریں جس کی نظیر کسی دوسری جگہ نہ مل سکے۔ عید الفطر کا سب سے بڑا مقصد رمضان المبارک کے مجاہدہ کی ادائیگی پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اور مسلمانوں کا اجتماع ہے۔ تاکہ ان میں جذبات اخوت و محبت ترقی پذیر ہوں اور ان کا قومی نظام مستحکم ہو جائے۔ اس مقصد کے بغیر عید ایسی ہی ہے جیسے جسم بے روح۔ ہم تمام احباب سے درخواست کرینگے کہ وہ اپنی عید کو باروح بنانے کی پوری کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی اس سے بہتر صورت اور کیا ہو سکتی ہے کہ اسکے پاک دین کو پھیلانے اور اسکی مقدس کتاب کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچانے کے لئے کوئی نیا قدم اٹھایا جائے۔ ہماری زندگی کا مقصد وحید ہی اشاعت اسلام ہے اور درحقیقت سچی خوشی بھی کسی کار خیر کے ذریعے ہی حاصل ہو سکتی ہے اور قرآن کو پھیلانا اور اس پر عمل کرنا ہی سب سے بڑی نیکی ہے کیونکہ یہی چشمۂ ہدایت دنیا کی تمام مشکلات و مصائب کا واحد علاج ہے۔ ذیل میں ہم چند ضروری باتیں نہایت ہی مختصر الفاظ میں عرض کیے دیتے ہیں۔ ان کے مطابق آپ عید کا پروگرام بنائیں۔ تاکہ آپ کی عید صحیح معنوں میں عید کہلا سکے۔ (۱) پیش نظر اشاعت کے صفحہ ۳ پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک اہم مضمون "خطبہ عید" کے عنوان سے بطور مقالہ افتتاحیہ شایع ہو رہا ہے جس میں چند ضروری ہدایات درج ہیں۔ تمام دوست اسی توجہ اور استیاط سے مطالعہ فرمائیں خلیب صاحبان خطبہ عید میں بالخصوص ان ہدایات کو پیش نظر رکھیں۔ (۲) سپین مشن کے متعلق حضرت امیر کے ارشادات اس سے قبل بھی شایع ہو چکے ہیں۔ عید کو بطور سپین مشن ڈے منانے کی تجویز بھی آپکے سامنے آ چکی ہے۔ عید کے مبارک دن اس مبارک تجویز کو کامیاب بنانے کی انتہائی سعی کریں۔ سپین مشن فنڈ کو مضبوط بنائیں۔ سپین عید کارڈ اور رلاٹ کے سپین نمبر کو کثرت سے پھیلا دیں۔ (۳) تمام مقامات پر جہاں کہ جماعت کے افراد موجود ہیں خواہ ان کی تعداد کس قدر ہی قلیل کیوں نہ ہو نماز عید کا انتظام ہونا چاہیئے جس میں خواتین اور بچوں کی شرکت بھی ضروری ہے۔ نماز عید کے علاوہ بھی احباب کو اس روز آپس کی ملاقات کیلئے کسی جلسی اجتماع کی کوشش کرنی چاہیئے۔ دوپہر یا شام کے کھانے یا سہ پہر کی چائے پر دوست جمع ہو سکیں تو بہتر ہوگا۔ اگر حالات اجازت دیں تو ان اجتماعات میں شرفا لطبع غیر احمدیوں کو بھی مدعو کیا جا سکتا ہے۔ اسطرح تبلیغ کا ایک اچھا موقعہ پیدا ہو جائے گا۔

صدقہ عید الفطر اور عید فنڈ۔ صدقہ عید الفطر کے مسائل سے دوست بخوبی واقف ہیں۔ صدقہ کی رقم آجکل کے نرخ کے حساب سے تقریباً ۳ فی کس بنتی ہے۔ عورتوں و بچوں کا صدقہ انکے سرپرستوں اور والدین کے ذمہ ہے۔ بھک منگوں یا دوسرے لوگوں کو انفرادی طور پر نہیں دینا چاہیئے بلکہ قومی بیت المال میں جمع ہونا چاہیئے۔ شریعت کا منشاء اور حضرت نبی کریم کا عمل یہی ہے۔ اسکے علاوہ حضرت مسیح موعود نے فی کس ایک پیسہ عید فنڈ مقرر کیا ہوا ہے اسکا ادا کرنا بھی ہر ایک احمدی کے لئے لازمی ہے۔ (ایڈیٹر)

اہلِ تحقیق کے لئے قابلِ غور امر

لاہوری احمدیوں اور قادیانیوں میں فرق

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

سرینگر کشمیر میں خانقاہ معلی ایک بہت متبرک مقام گنا جاتا ہے۔ برگزیدہ الٰہی حضرت سید علی ہمدانی امیر کبیر کی جنہوں نے ملک کشمیر میں اسلام نہایت اہتمام سے پھیلایا یہ عبادت گاہ ہے اس میں ایک سجدہ ہے جس کے احاطہ میں دفن ہونے کو اہالیانِ کشمیر موجبِ نجات سمجھتے ہیں۔ اور سوائے خاص لوگوں کے ہر ایک کو وہاں دفن کرنے کی اجازت نہیں ملتی۔ احمدیوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ وہاں سب جانتے ہیں کہ حضرت مولانا مولوی عبد اللہ صاحب وکیل سرینگر احمدیہ جماعت لاہور سے تعلق رکھتے ہیں لیکن اُن کے علم و فضل اور تقویٰ اور درد اسلام کا اس قدر اہالیانِ سرینگر کے قلب پر اثر ہے کہ اُن کی صاحبزادی آمنہ بیگم کی وفات پر حضرت مولانا کو خاص طور پر اجازت دی گئی کہ وہ مرحومہ صاحبزادی کو وہاں دفن کریں۔ اور جب خانقاہ معلیٰ کے احاطہ میں جنازہ پہنچا تو اس وقت احمدیہ جماعت لاہور کے مبلغ مولوی فاضل سید اختر حسین صاحب کی امامت میں لاہوری احمدیوں کے علاوہ غیر احمدیوں کے ایک انبوہ کثیر نے نمازِ جنازہ پڑھی اور کسی نے اعتراض نہ کیا۔ ہاں قادیانی حضرات میں سے کسی نے نمازِ جنازہ نہ پڑھی اور علیحدہ بھی نہ پڑھی اور سب کے سب وہاں سے رفو چکر ہو گئے۔ کیا اہلِ تحقیق کی نظروں میں یہ واقعہ کوئی درس عبرت نہیں رکھتا۔ کیا اس سے ظاہر نہیں ہوتا کہ قادیانی لوگ لاہوری احمدیوں کو بھی مسلمان نہیں سمجھتے؟ نہ اُن کی امامت میں نماز پڑھتے ہیں نہ اُن کی میت کے لئے دعائے مغفرت کرتے اور نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں۔ تو پھر یہ کہنا کس قدر نادرست ہے کہ یہ دونو جماعتیں در پردہ ایک ہیں۔ میں بمبئی گیا تو وہاں ایک صاحب سے ملاقات ہوئی۔ جن کا نام شاید ضیاء الدین برنی تھا۔ تعارف کے تھوڑی دیر بعد گفتگو کے ضمن میں انہوں نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ کہ یہ لاہوری اور قادیانی کہنے کو دو فریق ہیں۔ ورنہ در پردہ ایک ہی ہیں۔ یہ محض ان لوگوں کی عیاری ہے۔ انہیں اس بات کا ذرا خیال نہ آیا کہ ابتدائی ملاقات میں اس قسم کی گفتگو کس قدر غیر مہذب ہے مگر اچھا اُس پر رہے۔ شاید انہوں نے اپنا فرض سمجھا کہ اپنے خیال کو خواہ وہ کس قدر بھی غلط امور پر مبنی ہو ظاہر کر دیا جائے۔ مگر میں انہیں معذور سمجھتا ہوں کیونکہ یہی قادیانی لوگ جو ہمارے متعلق اپنے مریدوں کو یہ فتویٰ دیتے پھرتے ہیں کہ "پیغامیوں" کے ساتھ مواکلت، موانست، مجالست، سب قطعی حرام ہے اُن کا لٹریچر پڑھنا گناہ ہے اور یہ چلتی پھرتی دوزخ ہیں اور ہماری مثال گوبھی کے سڑے ہوئے چھلکے سے دیتے ہیں۔ یہی لوگ جہاں غیر احمدیوں کو لاہوریوں سے بدظن کرنا منظور ہوتا ہے وہاں برملا یہ کہتے پھرتے ہیں کہ ہم اور یہ ایک ہی ہیں۔ یہ تو گدی کے جھگڑے میں الگ ہو گئے۔ ورنہ دیکھو تو ظلی نبی حضرت مرزا صاحب کو یہ بھی مانتے ہیں ہم بھی مانتے ہیں۔ عامی لوگ اس قدر تحقیق کہاں کیا کرتے ہیں کہ قادیان کا ظلی نبی نبی ہوتا ہے اور لاہوری کا ظلی نبی غیر نبی ہوتا ہے محمودی لوگ اس قسم کا مغالطہ دانستہ طور پر دیتے ہیں اور سوچ سمجھ کر جان بوجھ کر یہ غلط فہمی پھیلاتے ہیں تاکہ غیر احمدی لوگ لاہوریوں سے بھی ویسے ہی متنفر ہو جائیں جیسے ان قادیانیوں کے عقائد ہیں کہ ہر عورت جو بیاہی ہوئی ہے کہ سب عورتیں کنجری نظر آتی ہیں مذہب کے نام پر اس قسم کی دورنگی کارروائی اور چالاکی کیا دہریوں کے لئے مذہب پر ہنسنے کا موقعہ نہیں پیدا کر دیتی۔ مقامِ غور ہے کہ آخر ان قادیانیوں کو مولانا عبد اللہ صاحب کی صاحبزادی کا جنازہ پڑھنا کیوں موت نظر آیا۔ یہ کیوں بھاگ گئے۔ سب کچھ ان کو پتہ تھا۔ مولانا کا پیغام جو شخص خانقاہ معلیٰ کے متولی کے پاس لے گیا وہ قادیانی تھا لیکن پھر کیوں یہ لوگ بھاگ گئے۔ اسی لئے کہ وہ لاہوری احمدیوں کو درحقیقت مسلمان نہیں سمجھتے۔ وجہ یہ کہ اسلام تو سارا سمٹ کر اُنکے خلیفہ میاں محمود احمد صاحب کے قدموں میں آن پڑا ہے۔ اس سے باہر کہیں نظر نہیں آتا۔ جو لوگ اُن کے قدموں کو پا لیتے ہیں انہیں اسلام میں سے گھونٹ مل جاتا ہے۔ باقی ساری دنیا خشک پڑی ہے۔ نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا کوئی نفع دیتا ہے۔ نہ مسیح موعودؑ کی بیعت میں داخل ہونے کا اب کوئی فائدہ ہے۔ جب تک کہ خلیفہ قادیان کی چوکھٹ پر ناصیہ فرسائی نہ کی جائے۔ زمانہ کے نبی سمجھو۔ رسول سمجھو۔ خدا سمجھو وہ میاں محمود احمد صاحب ہیں۔ کیونکہ ان کے بغیر اب کہیں نجات نہیں نہ اسلام ہے۔ پس میں ایک محقق کے لئے لاہوری احمدیوں اور قادیانی محمودیوں کے درمیان چند موٹے موٹے امتیازی نشانات عرض کئے دیتا ہوں تا غلط فہمی کسی حد تک دور ہو سکے۔

قادیانی محمودی

۱۔ مسئلہ تکفیر۔ قادیانی محمودی تمام دنیا کے کلمہ گو مسلمانوں کو جنہوں نے حضرت مسیح موعود کی بیعت نہیں کی کافر اور خارج از دائرہ اسلام سمجھتے ہیں۔ اور اس طرح محمد رسول اللہ صلعم کے کلمہ کو منسوخ ٹھہراتے ہیں۔ کیونکہ اس کو پڑھ کر اب کوئی اسلام میں داخل نہیں ہوتا۔ اور چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر اور خارج از اسلام ٹھہرا کر تیرہ سو برس کی آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہ اور تمام امت کی محنت کو خاک میں ملا دیتے ہیں۔

۲۔ مسئلہ نبوت۔ قادیانی محمودی خاتم النبیین کے معنے نبیوں کے ختم کرنے والے نہیں کرتے بلکہ اس کے اجراء کے قائل ہیں۔ حضرت مسیح موعود کو زمانہ کا نبی قرار دیتے ہیں اور آپ کی بیعت نہ کرنے والے کو خواہ اس نے آپ کا نام بھی نہ سنا ہو کافر خارج از اسلام قرار دیتے ہیں۔ اور خاتم النبیین اور ظلی نبوت کے الفاظ استعمال کر کے اسلامی دنیا کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ خاتم النبیین کا مفہوم بخلاف تمام امت کے اُن کے ہاں اپنی مہر سے نبی کو جاری کرنے والے کے ہیں اور ظلی نبی سے مراد اصلی نبی ہے۔ ظلی کا لفظ طریق حصولِ نبوت کے فرق کو ظاہر کرنے کے لئے یا لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے وہ استعمال کرتے ہیں۔ ورنہ اُن کے ہاں ظلی نبی نبی ہوتا ہے غرضیکہ مسئلہ نبوت میں نبوت کا دروازہ چوپٹ کھول کر وہ آنحضرت صلعم کی ختم نبوت کا بیڑا غرق کر کے دم لیتے ہیں

۳۔ مسئلہ خلافت:۔ جب حضرت مسیح موعود کو نبی بنایا۔ تو اُنکی خلافت بھی قادیانیوں نے چلائی اور اُنہی اصولوں پر چلائی جن پہ بیعت کا پوپ اپنی خلافت منواتا ہے۔ خلیفہ مطاع الکل ہے وہ غلطی نہیں کر سکتا۔ اس کا فیصلہ آخری فیصلہ ہے۔ وہ ہر ایک مرید کی جان۔ مال۔ عزت۔ ایمان کا مالک ہے۔ بہشت کی کنجیاں اسکے ہاتھ میں ہیں۔

۴۔ سیاست۔ قادیانی محمودی لوگ مذہب کے نام پر سیاست میں حصہ لینا ضروری سمجھتے ہیں وہ گورنمنٹ میں رسوخ بڑھا کر دوسروں کی قوم کو اپنی طرف منعطف کرنا چاہتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اس طریق سے

لاہوری احمدی

(۱) لاہوری احمدی تمام دنیا کے کلمہ گو اہلِ قبلہ کو مسلمان سمجھتے ہیں اور ہر ایک کلمہ گو کے مکفر سے عملی طور پر بائیکاٹ کرتے ہیں۔ تاکہ مکفرین اپنی اس حرکتِ قبیح سے باز آئیں۔

(۲) مسئلہ نبوت میں لاہوری احمدیوں کا وہی مذہب ہے جو تمام اکابر اہلِ سنت کا ہے۔ وہ ہر ایک قسم کی نبوت کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم سمجھتے ہیں۔ بلکہ وہ اس امر میں اس قدر متشدد ہیں کہ وہ کسی پرانے نبی مثلاً حضرت عیسیٰ کے آسمان سے آنے کے کبھی قائل نہیں۔ کیونکہ یہ بھی ختمِ نبوت کے منافی ہے۔ وہ خاتم النبیین کے معنے نبیوں کو ختم کرنے والا سمجھتے ہیں۔ اور ظلی نبی سے وہ غیر نبی مراد لیتے ہیں۔ کیونکہ نبوت کا ظل ہمیشہ ولایت ہوتی ہے نہ کہ خود نبوت۔ چونکہ نبوت کے معنے لغوی طور پر مکالمہ مخاطبہ کے ہیں۔ اسلئے نبی کا لفظ اگر کسی ولی کے متعلق استعمال ہوتا ہے تو وہ ہمیشہ لغوی معنوں میں مجاز اور استعارہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ وہ حقیقی طور پر اسلامی اصطلاح کے مفہوم کے ساتھ آنحضرت صلعم کے بعد کسی شخص پر استعمال نہیں ہو سکتا۔

۳۔ مسئلہ خلافت۔ لاہوری احمدی حضرت مسیح موعود کو مجدد یعنی محمد مصطفیٰ صلعم کا خلیفہ جانتے ہیں اور کسی خلافت در خلافت کے قائل نہیں۔ وہ حضرت مسیح موعود کی وصیت کے مطابق انجمن کے ذریعہ اپنی جماعت کا نظام چلاتے اور اشاعتِ اسلام کا کام کرتے ہیں۔ وہ قادیانی خلافت کو قرآن و سنت کے خلاف اور شخصیت پرستی کی منزل اور اسلام کی تعلیم کی روح کے سخت منافی اور ذہنی و علمی ترقی کیلئے زہرِ قاتل سمجھتے ہیں۔

۴۔ سیاست۔ لاہوری احمدی سیاست سے الگ رہتے ہیں۔ انہوں نے تو دنیا کے تمام ملکوں میں ہر ایک قوم اور ہر ایک سلطنت میں اشاعتِ اسلام کرنی ہے۔ اس لئے وہ سیاست میں پڑ کر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ یوم شنبہ ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ نمبر ۲

خطبہ عید کے متعلق چند اہم باتیں

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

میں امور ذیل کی طرف احباب کو توجہ دلاتا ہوں۔

اوّل۔ توسیع جماعت پر زور دیا جائے۔ اس جماعت کو قوت دینے اور اس کا اثر بڑھانے کی ضرورت اسلئے بھی ہے کہ خدمت اسلام کا ایک عظیم الشان کام اس کے سپرد ہے۔ اور اس وقت تبلیغ اسلام کا کام کیا بلحاظ اسلامی مشنوں کے قیام کے اور کیا بلحاظ اعلےٰ درجہ کے مبلغین کے پیدا کرنے کے اور کیا بلحاظ اعلےٰ درجہ کی اسلامی لٹریچر پیدا کرنے کے یہ جماعت بہترین طریق پر کر رہی ہے اور نہ صرف اسلام کی صحیح تعلیم کو دنیا میں پیش کر رہی ہے بلکہ مسیح موعود کی صحیح پوزیشن بھی اسی جماعت کے وجود سے قائم رہ سکتی ہے۔ جماعت قادیان نے جو رنگ اختیار کیا ہے۔ وہ دن بدن اسے اسلام سے دور اور ایک نیا مذہب قائم کرنے کی طرف لیجا رہا ہے۔

دوم۔ جماعت میں اتحاد بڑھانے کی طرف توجہ دلائی جائے۔ اس کے لئے اکٹھا ہونے کے مختلف موقعے پیدا کرنے چاہئیں جمعہ کا قیام ہر جگہ ہونا ضروری ہے جن مقامات پر ایک ایک دو دو آدمی ہیں انہیں اپنی تعداد بڑھانے کے لئے پوری قوت خرچ کرنی چاہئے تاکہ جمعہ کا قیام ہو سکے۔ جمعہ کے علاوہ ہفتہ میں ایک دن اور کم از کم ایسا ہونا چاہئے جس میں احباب جمع ہوں اور سلسلہ کی بہتری کے لئے تجاویز سوچیں علمی مسائل جو تبلیغ اسلام اور توسیع جماعت سے تعلق رکھتے ہیں ان پر بحث ہو علاوہ ازیں جہاں جہاں بڑی جماعتیں ہیں۔ درس قرآن کریم کا انتظام ہونا چاہئے خواہ احباب صرف قرآن کریم کو با ترجمہ ہی اکٹھے ہو کر پڑھ لیں۔ یا کوئی شخص تفسیر بیان القرآن سے ہی کچھ مضمون بیان کر دے۔ کبھی کبھی حضرت مسیح موعود کی کتب کو بھی اسی طرح پڑھنا چاہئے ان سے بھی علم اور نور ملتا ہے۔

اتحاد بڑھانے کا ایک اور ذریعہ ہے جس کی طرف ہماری جماعت کو اب خصوصیت سے توجہ کرنی چاہئے یعنی باہم ناطے اور رشتے کرنے چاہئیں۔ ایک بڑا میلان جو ہماری جماعت میں کسی غلط فہمی سے پیدا ہو گیا ہے یہ ہے کہ لڑکوں کے رشتے تو جماعت سے باہر کرلئے جاتے ہیں اور لڑکیوں کے رشتے جماعت میں تلاش کئے جاتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود نے جب جماعت کے اندر رشتے کرنے کے لئے ہدایت فرمائی۔ تو لڑکوں اور لڑکیوں میں کوئی امتیاز نہیں کیا بلکہ اس وجہ پر یہ ہدایت فرمائی تھی کہ ایک تو جماعت کے دوسرے لوگوں میں مخالفت کی وجہ سے تکلیفیں بہت پیش آتی ہیں۔ اور دوسرے جماعت کا استحکام بھی چاہتا تھا کہ آپس میں میل اور محبت بڑھانے کے جس قدر ذرائع ہیں ان سے کام لیا جائے۔ اس لئے وہ احباب جو دل سے اس بات کے متمنی ہیں کہ یہ جماعت مستحکم ہو ان کو حتی الامکان جماعت کے اندر رشتے تلاش کرنے چاہئیں۔ لڑکوں کیلئے بھی اور لڑکیوں کے لئے بھی بلکہ لڑکیاں تو ہمارے ملک میں بہت کچھ معذور ہیں لیکن لڑکوں کو جو خود بھی خدا کے فضل سے اچھے تعلیم یافتہ ہوتے ہیں۔ خود بھی اس بات کا خیال ہونا چاہئے۔ اور انہیں اپنے والدین پر واضح کر دینا چاہئے۔ کہ ان کے لئے جماعت کے اندر رشتہ تلاش کیا جائے۔ اور اگر ہر لڑکوں کیلئے رشتے باہر تلاش کئے جائیں گے۔ تو لڑکیوں کے رشتے کہاں سے ملیں گے؟ لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه . . . . اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کی لڑکی کا رشتہ جماعت میں ہو۔ تو پھر لڑکے کا رشتہ بھی جماعت میں ہی تلاش کرنا چاہئے۔ یہ بھی واضح کر دینا ضروری ہے کہ آج جماعت میں اس ذریعہ سے اتحاد پیدا کرنے کی ویسی ہی ضرورت ہے جیسی حضرت مسیح موعود کے وقت میں تھی کیا بلحاظ اس مخالفت کے جو جماعت کی ہو رہی ہے اور کیا بلحاظ اس ضرورت کے جو جماعت کو مستحکم کرنے کی ہے۔ جماعت میں رشتے کرنے سے میری مراد یہ ہے کہ جماعت لاہور حتی الوسع اپنے ہی اندر رشتے کریں۔ کوئی شرعی پابندی نہیں مگر استحکام جماعت کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اور ہر جگہ احباب جماعت اس بات کو مدنظر رکھیں۔

سوم تیسری بات جس کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے۔ ہمارا انتظام چندہ ہے۔ انجمن کو جو آئے دن مالی مشکلات پیش آتی رہتی ہیں۔ اس کی وجہ فقط ایک ہی ہے کہ جماعت کے سب دوست باقاعدہ چندہ ادا نہیں کرتے۔ ایک وہ لوگ ہیں جو مطلق چندہ نہیں دیتے۔ ایسے لوگوں کا جماعت کے اندر موجود نہ رہنا چاہئے۔ مگر اس طرح کہ انہیں جماعت سے نکال دیا جائے۔ گو حضرت مسیح موعود نے آخری علاج یہی کہا ہے بلکہ اس طرح کہ جماعت کے دوسرے دوست ان سے ملیں۔ اکیلے اکیلے یا دو دو تین تین اکٹھے ہو کر ملیں اور انہیں توجہ دلائیں۔ کہ برائے نام جماعت میں شمولیت جماعت کو کمزور کرنے کا موجب ہے۔ نئے آدمی جو اس طرح کی جماعت میں شامل ہوں گے۔ وہ بھی برائے نام ہی شامل ہونگے۔ حضرت مسیح موعود دنیا میں اسلئے آئے۔ کہ ایک فوج حفاظت و اشاعت اسلام کے لئے تیار کریں۔ سو وہ لوگ تو اس فوج میں شامل ہو سکتے ہیں۔ جو اپنی زندگیاں اس کام کیلئے وقف کر دیں یا اپنے مالوں کا ایک حصہ اس راہ میں دیں مگر وہ شخص اس فوج کا سپاہی نہیں ہو سکتا۔ جو نہ اپنی جان کو اس کام میں لگاتا ہے اور نہ اپنے مال کو۔ دوسرا گروہ وہ ہے۔ جو چندہ دینے کا وعدہ کرتے ہیں لیکن اپنا ماہوار چندہ باقاعدہ ادا نہیں کرتے اور جب بڑی رقم بقایا کی ہو جاتی ہے۔ تو پھر وہ دینے کے قابل نہیں رہتے۔ گویا جو رقم خدا کے لئے مخصوص کی تھی۔ وہ خود کھا گئے اور خدا کا حق کھانے والے بن گئے۔ یہ بہت ہی بری بات ہے۔ گویا ایک گونہ خیانت ہے میں نے سالانہ جلسہ پر جو احباب جمع تھے ان سب سے یہ عہد لیا تھا۔ کہ وہ اپنا مقررہ چندہ وقت پر ادا کر دیا کریں گے۔ اور اگر کوئی لینے والا نہ بھی آئے۔ تو اس رقم کو الگ کرکے رکھ دیں گے۔ کہ وہ خدا کا حق ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اجتماع عید پر ہر جگہ جماعت کے افراد سے یہ وعدہ لیا جائے۔ کہ وہ چندہ کے لئے اپنا کوئی بقایا نہ رہنے دیں گے بلکہ اپنی مقرر کردہ رقم ماہوار ساتھ کے ساتھ ادا کرتے جائیں گے۔ صرف وہ لوگ جن کا گذارہ زمینوں پر ہے فصل کے موقعہ پر چندہ ادا کریں گے۔

نظام چندہ میں دو اور باتوں کی طرف بھی میں توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں۔ ایک ایک آنہ مستقل فنڈ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ صاحب وسعت احباب جن کی آمدنی تین سو روپیہ ماہوار یا اس سے زیادہ ہے کم از کم ایک روپیہ ماہوار اور ایک سو اور تین سو کے درمیان آمدنی والے لوگ چار آنے ماہوار اور ایک سو سے کم آمدنی والے احباب صرف ایک آنہ ماہوار چندہ مستقل فنڈ کے لئے دیں یہ کوئی بوجھ نہیں لیکن اگر دس سال کے لئے بھی ساری جماعت اس پر عامل ہو جائے۔ تو مجھے کامل یقین ہے۔ کہ دس سال کے بعد ہم انشاء اللہ کوئی نہایت ہی قیمتی کام کر سکیں گے جس کے ساتھ جماعت کا اثر ایک وسیع دائرہ پر پھیل سکیگا مثلاً ایک روزانہ اخبار ہی جاری ہو سکتا ہے۔

دوسرا بچت فنڈ ہے افسوس ہے کہ اس کی طرف جماعت کی توجہ نہیں ہوئی۔ [illegible] اب تک ایک سو روپے ماہوار کی آمد بھی اس کے ذریعے سے نہیں ہوئی ہمارے روزے رکھنے کا کیا فائدہ ہے اگر ہم مہینہ میں تین چار دفعہ اس قدر تکلیف بھی خدا کے رستے میں نہیں اٹھا سکتے۔ کہ اپنے کھانے کا خرچ معمول سے کم کر دیں۔ اور خشک روٹی پر گذارہ کر لیں۔ یا گوشت کی جگہ دال پر گذارہ کر لیں۔ آئندہ کے لئے بجائے تین دن مہینے کے یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ہفتہ میں ایک دن مقرر کر دیا جائے۔ اور یہ جمعرات کا دن ہو جمعرات کے دن تمام احمدی احباب

قادیانی محمودی

بہت سے دنیوی عز و جاہ کے طالب اور ملازمت کے خواہاں خود بخود ہماری طرف کھنچے چلے آئیں گے اس طرح ہمارا جتھا بھی زبردست ہوتا جائے گا۔ جس سے گورنمنٹ پر بھی مزید اثر پڑے گا اور ہماری آمدنی بھی بڑھے گی اور ریاست کی بنیاد بھی پڑ جائے گی۔ اسلئے وہ گورنمنٹ کے مرکزی دفاتر کا طواف کرنا اور سیاسی کاموں میں ظاہرا اور خفیہ طور پر گورنمنٹ کے دست و بازو بننا اپنا شعار بناتے اور اسکے بدلہ میں گورنمنٹ میں رسوخ بڑھانا اور نفع اٹھانا ضروری سمجھتے ہیں اور اسلئے مذہب کے نام سے لاکھوں روپیہ قوم سے لیکر سیاسی خفیہ کارروائیوں میں صرف کر دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ چونکہ ان کے عقائد ہی ایسے باطل ہیں کہ کسی عقلمند کو قبول نہیں ہو سکتے۔ اسلئے سیاسی رنگ میں جتھے بندی کے سوا ان کا مقصد کسی اور طریق سے حاصل ہونا انہیں مشکل نظر آتا ہے۔ بدیں وجہ وہ سیاسی میدان میں کار نمایاں دکھا دکھا کر اپنا جتھا بڑھانے کا کام کرتے رہتے ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۲)

لاہوری احمدی

مختلف قوموں اور سلطنتوں کی نظروں میں اپنا اعتبار کھونا نہیں چاہتے۔ وہ سیاسی کارروائیوں یا جاسوسی وغیرہ کو نہایت نفرت و بیزاری کی نظر سے دیکھتے ہیں وہ بکلی ایک مذہبی جماعت ہے جسے سیاست سے کوئی سروکار نہیں۔ ان کے دلوں میں دین محمد صلعم کی خدمت کے علاوہ اور کوئی تمنا نہیں۔ اُن کی نظر اپنے مرشد حضرت مسیح موعود کے اس شعر پر ہے ؎

نے ز فردوسم حکایت کن نہ از آلام نار
کز غم دین محمدؐ سے زغم شوریدہ وار

اپنے کھانے کا خرچ اس قدر کم کریں کہ نصف کے قریب قریب بچت ہو جائے۔ اور وہ پیسے سی دقت عیند فنڈ میں ڈال دیں۔

چہارم۔ چوتھی بات جس کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ تمام احباب کو خدمت دین کے لئے کچھ نہ کچھ حرکت کرنی چاہیئے یعنی صرف چندہ کا دینا کافی نہ سمجھا جائے۔ بلکہ اس کے علاوہ توسیع جماعت کی کوشش بھی ہو اور ان مفید کاموں کے لئے جو یہ انجمن کر رہی ہے۔ دوسرے لوگوں سے کچھ ماہوار مقررہ امداد بھی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ خواہ ایک ایک یا دو دو آنے ہوں اس کا فائدہ یہ ہوگا۔ کہ جو لوگ اپنے مال اس راہ میں خرچ کریں گے۔ انہیں جماعت کے ساتھ ایک تعلق پیدا ہو جائیگا۔ اور اس طرح شاید اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ ان میں یہ بھی توفیق دیدے۔ کہ وہ جماعت کے اندر شامل ہو کر اس کے لئے پوری قوت کا موجب ہو سکیں۔

پنجم۔ پانچویں یہ کہ سلسلہ کے اخبارات پیغام صلح۔ لائٹ مسلم ریویو اور ینگ اسلام کی توسیع اشاعت کی کوشش کی جائے جلسہ سالانہ پر بھی میں نے اسکی طرف توجہ دلائی تھی۔ اگر ہمارا پریس مضبوط ہو جائے۔ تو جماعت کو اس سے بہت کچھ تقویت پہنچ سکتی ہے پیغام صلح کے متعلق میں بالخصوص کہوں گا کیونکہ اس میں سلسلہ کے متعلق خبریں اور اہم امور ہوتے ہیں جن سے ہر ایک فرد سلسلہ کا باخبر رہنا ضروری ہے۔

ششتم۔ چھٹی بات یہ ہے کہ سب احباب جماعت یہ کوشش کریں کہ اپنے دلوں کے اندر سے ہر قسم کی کدورتوں کو جو ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔ صاف کر دیں باہم محبت سے رہنا اس دنیا کی زندگی کو ایک جنت بنا دیتا ہے۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ بغض و عناد رکھنے سے حاصل کچھ نہیں۔ بلکہ نقصان یہ ہوتا ہے کہ دلوں کے اندر ایک جلن رہتی ہے۔ جس کی وجہ سے عبادات الہی میں بھی پورا حظ نہیں ملتا۔ اور اگر ایک دوسرے سے کچھ اختلاف ہو بھی۔ تو اس اختلاف کو اتنی اہمیت نہ دی جائے کہ قومی کاموں کو نقصان پہنچے۔ اگر سال میں دو دفعہ عیدوں کے موقعوں پر بھی ہم اپنے دلوں کو کدورتوں سے صاف کر دیا کریں۔ تو ہمارے تعلقات انشاء اللہ بہت اچھے ہو جائیں۔ اور ہماری زندگی میں وہ راحت پیدا ہو جائے جس کو ہم چاہتے بھی ہیں۔ لیکن اپنی ہی غلطی کی وجہ سے اس سے محروم رہ جاتے ہیں۔

جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب کی عزت افزائی

سال نو کے خطابات کی جو فہرست شایع ہوئی ہے اس میں ہمیں اپنے ایک بہت ہی عزیز و محترم دوست کا نام دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی ہے یعنی جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن مانسہرہ کو خان صاحب کا خطاب ملا ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نہ صرف ہمارے سلسلہ کے ایک سرگرم رکن ہیں بلکہ ایک سعید الفطرت انسان اور ایک با اخلاق ماہر فن طبیب میں جو خوبیاں ہونی چاہئیں وہ ان سب کا ایک قابل فخر مجموعہ ہیں۔ عرصہ ملازمت میں انہوں نے اپنے فرائض کو نہایت تن دہی اور خوبی سے انجام دیا ہے۔ اُن کے افسر اُن سے مطمئن اور پبلک بےحد خوش رہی ہے۔ ہم اس عزت افزائی پر ان کو اور اُن کے محترم خاندان کو دلی مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ اللہ کرے یہ عزت افزائی اُن کی آیندہ ترقیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو۔

آج سے کچھ عرصہ قبل یہ خیال تھا کہ خطابات صرف حکام کے خوشامدیوں اور اُن لوگوں کو جو اُنکے حصول کیلئے خاص طور پر جد و جہد کرتے ہیں ملتے ہیں۔ پبلک کے خادموں اور جائز حق داروں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ لیکن اب متعدد مثالیں ایسی موجود ہیں جو اس خیال میں تبدیلی کا تقاضا کرتی ہیں۔ جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب کا خطاب بھی ایک ایسی ہی مثال ہے۔ جس پر ہم حکومت کو بھی مبارکباد دیتے ہیں۔

قادیانی ذہنیت کی مضحکہ خیزیاں

"الفضل" کا ایک مضمون نگار اپنے ایک مخالف کی تحریر کا ذکر کرتے ہوئے ۲۳ دسمبر کے پرچے میں رقمطراز ہے کہ :-

"یہ ثابت کرنے کی مضحکہ خیز کوشش کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا"

سچ ہے کہ غلو بہت ہی نامراد اور خطرناک مرض ہے اس سے ذہنیتوں میں کچھ ایسا افسوسناک اور نقصان رساں انقلاب ہو جاتا ہے جس میں معقولیت کے لئے کوئی جگہ نہیں ہوتی۔ اس مرض کا شکار سفید کو سیاہ اور سیاہ کو سفید سمجھنے لگتا ہے۔ اچھے بُرے کی تمیز

احباب جماعت کی خدمت میں ضروری التماس

صدقہ عید الفطر

اور

عید فنڈ

تمام دوست نماز عید سے قبل ادا فرمائیں۔ صدقہ عید الفطر کا انفرادی طور پر تقسیم کرنا منشاء شریعت کے خلاف ہے۔ اس طرح رقم بالکل ضایع ہو جاتی ہے اس کا

قومی بیت المال

میں جمع ہونا اشد ضروری ہے۔ جو لوگ اس پر عمل نہیں کرتے وہ سخت غلطی کرتے ہیں موجودہ نرخ کے حساب سے صدقہ فی کس ۳ آنے کے قریب ہوتا ہے اور عید فنڈ فی کس ایک روپیہ مقرر ہے

(انچارج دفتر تحصیل)

سے وہ یکسر محروم ہو جاتا ہے۔ قادیانیوں کی بھی بالکل یہی کیفیت ہے کہ پہلے انہوں نے قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود کی تعلیمات کے بالکل خلاف محض چند اغراض کی بنا پر اجرائے نبوت کا مضحکہ انگیز عقیدہ ایجاد کیا۔ اور اس پر اس قدر غیر عقلمندانہ اصرار کیا۔ کہ حد ہو گئی۔ اب رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ وہ ختم نبوت کے صحیح اور طے شدہ مسئلہ کو مضحکہ انگیز قرار دے رہے ہیں اور نہیں محسوس کرتے کہ غلو کے نامراد مرض کی وجہ سے خود ان کی ذہنیت مضحکہ خیز ہو گئی ہے اور آئے دن ان سے طرح طرح کی مضحکہ انگیزیاں سرزد ہوتی رہتی ہیں۔ احمدیت کے خلاف موجودہ طوفان مخالفت ان کی مضحکہ انگیزیوں ہی کا شرمندہ احسان ہے۔ یہ لوگ لایعنی عقائد گھڑتے ہیں جب بد باطن یا غلطی خوردہ مخالفین ان عقائد کی وجہ سے تحریک احمدیت اور اس کے مقدس بانی کے خلاف شور مچاتے ہیں تو قادیانی حضرات اصل مرض کا ازالہ کرنے کی بجائے اپنے باطل اور من گھڑت عقائد پر اصرار کرتے ہوئے جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں طرح طرح کی مضحکہ انگیزیاں کرتے ہیں۔ جن سے مخالفین کو تقویت پہنچتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل و ہدایت دے

مخفی تفسیر کے متعلق یاد دہانی

جناب خلیفہ قادیان نے قرآن دانی کے بڑے بڑے دعووں کے بعد ایک تفسیر لکھی ہے۔ جسے اپنے خاص خاص قابل اعتماد مریدوں میں ہی شائع کیا ہے اور ان کو تاکید ہے کہ یہ کتاب بالکل مخفی رکھی جائے اور کسی دوسرے شخص کو خواہ وہ قادیانی ہو۔ یا غیر قادیانی ہرگز نہ دکھلائی جائے۔ ہم نے گذارش کی کہ اس اخفا کی کیا وجہ ہے اور ساتھ ہی التجا کی۔ کہ ایک کاپی ہمیں بھی عنایت ہو۔ پہلے تو کئی ہفتہ تک سکوت رہا۔ پھر ارشاد ہوا۔ کہ اخفا کی وجہ یہ ہے کہ تفسیر کا وہ سرورق نہیں چھپا جس پر قانونی لحاظ سے مطبع وغیرہ کا نام لکھنا ضروری ہوتا ہے۔ خیر اس عذر لنگ کا جواب عرض کر دیا گیا اور ساتھ ہی اپنی التجا کا اعادہ بھی کیا اور بار بار یاد دہانی کرائی۔ مدیر "الفضل" کو خطوط بھی لکھے۔ مگر کسی نے توجہ نہ فرمائی۔ اکتوبر کے آخری عشرہ میں قادیان جانے کا اتفاق ہوا۔ تو ہم نے وہاں سے اس کو حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن اخفا کا اہتمام اس قدر زیادہ تھا۔ کہ ہمارا شوق جستجو کامیاب نہ ہو سکا۔ متعدد ذمہ دار قادیانی حضرات سے بہت کچھ عرض و معروض کی۔ جواب ملا۔ فی الحال اس کا ملنا ناممکن ہے۔ تیار ہو رہی ہے یعنی کتاب پر مطبع کا نام چھاپا جا رہا ہے۔ جلسہ سالانہ تک عوام کے لئے شائع ہو جائے گی۔ اس وقت آپ کو بھی مل جائے گی اب جلسہ سالانہ بھی گذر گیا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ گذشتہ آٹھ نو ماہ کے عرصہ میں مطبع کا نام چھپنے کی مہم بھی سر ہو چکی ہے اس لئے گذارش ہے کہ اب تو اس دور اخفا کو ختم کر کے تفسیر کی نقاب کشائی کی رسم ادا فرما دی جائے یا کم از کم ہمیں ہی ایک کاپی عنایت ہو جائے۔ کہ کاشس قصر خلافت میں ہماری یہ التجائے شوق بار پا سکے۔

سال نو کے خطابات

سال نو کے خطابات کی جو فہرست شائع ہوئی ہے۔ اس میں سے مندرجہ ذیل حضرات کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ اس عزت افزائی پر ہم سب کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

کے سی۔ آئی۔ ای

ہز ہائنس نواب صاحب رادھن پور

آنریری کے۔ سی۔ آئی۔ ای

شیخ حامد بن عیسیٰ الخلیفہ سی۔ ایس۔ آئی شیخ آف بحرین خلیج فارس۔

سی آئی۔ ای

ایم۔ ایس۔ اے حیدری سی۔ ایس۔ ڈپٹی سیکرٹری محکمہ تعلیم حکومت ہند۔

مسٹر محمد عبد المومن صاحب ایم۔ ایل سی سابق کمشنر چاٹگام۔

سر

جسٹس جے۔ ڈی ینگ چیف جج لاہور ہائیکورٹ

نواب محمد حیات خان صاحب نون سابق کمشنر پنجاب۔

او۔ بی۔ ای

میجر احمد خان صاحب صاحبزادہ سول سرجن ہزارہ

مسٹر عبد القادر خان صاحب سابق سول سرجن و سپرنٹنڈنٹ کوہاٹ جیل

بہتان اور افترا پردازی کے شرمناک نمونے

مولوی ظفر علیخاں کو کھلا چیلنج

مولوی ظفر علی نے ۲۴ نومبر کے زمیندار میں لکھا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مریم صدیقہ پر زنا کا کھلا ہوا الزام لگایا ہے۔

یہ نرا بہتان ہے اور اس کے متعلق کوئی حوالہ اب تک مولوی ظفر علی نے پیش نہیں کیا۔ حضرت مرزا صاحب کا مذہب اس کے برخلاف یہ ہے کہ:-

حضرتِ عیسٰی بن باپ پیدا ہوئے

خلق عیسٰی من غیر اب بالقدرة المجردة (مواہب الرحمن صٓ) حضرت عیسٰی کو بغیر باپ کے صرف اپنی قدرت سے پیدا کیا ہم قرآن شریف کی رو سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ حمل محض خدا کی قدرت سے تھا۔ (چشمہ مسیحی صٓ۱۸) مولوی ظفر علی نے باوجود بار بار کے مطالبات کے اب تک کوئی حوالہ پیش نہیں کیا۔ مگر اپنے اخبار ۱۶ دسمبر میں اسی بہتان کا اعادہ کرتے ہوئے حضرت مرزا صاحب کی ایک عبارت کا حوالہ دیا ہے جو اس کا محض افترا ہے اور حضرت مرزا صاحب کی عبارت کو بدل کر کچھ کا کچھ بنا دیا ہے:-

مولوی ظفر علی کا افترا مندرجہ "زمیندار"

پانچواں قرینہ اس بات پر کہ قوم افغان یہودی الاصل ہے اور ان دونوں قوم افغان اور یہودی کے عادات آپس میں ملتی ہیں مثلاً سگائی اور نکاح میں فرق نہ کرنا یعنی بعض افغان قوموں میں نسبت کے بعد لڑکا لڑکی اس قدر خلط ملط ہو جاتے ہیں کہ اکثر اوقات نکاح سے پہلے ہی لڑکیوں کو حمل ہو جاتا ہے۔ یہی رسم یہود میں تھی دیکھو مریم صدیقہ اپنے منسوب یوسف کے ساتھ گھر سے باہر چکر لگایا کرتی تھی۔

حضرت مرزا صاحب کی اصل عبارت (ایام الصلح صٓ۶۶)

پانچواں قرینہ انکے وہ رسوم ہیں جو یہودیوں سے بہت ملتے ہیں مثلاً انکے بعض قبائل ناطہ اور نکاح میں کچھ چنداں فرق نہیں سمجھتے اور عورتیں اپنے منسوب سے بلا تکلف ملتی ہیں اور باتیں کرتی ہیں۔ حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اسی اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے مگر خوانین سرحدی کے بعض قبائل میں یہ مماثلت عورتوں کی اپنے منسوبوں سے حد سے زیادہ ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات نکاح سے پہلے حمل بھی ہو جاتا ہے۔

بفرض محال اگر حضرت مرزا صاحب اس بات کے قائل ہوتے کہ حضرت مریم کو منگنی کے بعد یوسف سے حمل ہو گیا تھا جیسا کہ سر سید مرحوم نے لکھا ہے تو بھی "یہ زنا کا کھلا ہوا الزام" نہیں کیونکہ یہودیوں میں منگنی نکاح کی طرح ہی تھی لیکن وہ تو اس حمل کے قدرتِ خداوندی سے ہونے کے قائل ہیں۔ مولوی ظفر علی کی یہ تحریف جس میں یہ بتانا مقصود ہے کہ حضرت مرزا صاحب حضرت مریم صدیقہ کے قبل نکاح یوسف سے حاملہ ہونے کے قائل ہیں خطرناک بد دیانتی ہے اور ہم اسے یہ چیلنج کرتے ہیں کہ وہ (۱) حضرت مرزا صاحب کی وہ عبارت نقل کرے جس میں حضرت مریم صدیقہ پر زنا کا کھلا ہوا الزام ہو (۲) وہ کتاب ایام الصلح پیش کرے جس میں وہ عبارت موجود ہے جو اس نے زمیندار میں درج کی ہے اور اپنے اس بیان پر تین ریٹائرڈ سیشن ججوں کے دستخط بطور تصدیق کرا دے یعنی حاجی رحیم بخش صاحب۔ شیخ انعام علی صاحب۔ شیخ امیر علی صاحب کہ انہوں نے ان دونوں امور کے متعلق اپنا اطمینان کر لیا ہے اور مولوی ظفر علی ان دونوں باتوں میں سچا ہے اور اگر یہ نہیں کر سکتا تو اپنی روسیاہی کا ایک پوسٹر شایع کر دے کہ میں صرف لوگوں سے روپیہ بٹورنے کیلئے یہ افترا پردازیاں کر رہا ہوں ورنہ ایمانداری سے مجھے روٹی نہیں ملتی۔

المشتہر:- سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

نواب

نواب خواجہ حبیب اللہ صاحب آف ڈھاکہ

نواب (خاندانی)

خان شاہ نواز خان صاحب آف ممدوٹ ضلع فیروز پور

خان بہادر

خانصاحب محمد شاہ زمان خان صاحب آنریری مجسٹریٹ جالندھر۔

خانصاحب سردار دین محمد صاحب پنجاب سول سروس منٹگمری۔

خانصاحب میاں فیروز شاہ صاحب کاکاخیل نوشہرہ چھاؤنی

سید نور حسین شاہ صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس دہلی

منشی ابوالحسن خان صاحب سب رجسٹرار دہلی۔

قاضی عبدالغفور صاحب اسسٹنٹ کمشنر آف انکم ٹیکس صوبہ سرحد

مسٹر رمضان علی صاحب قائم مقام ڈپٹی ڈائرکٹر جنرل۔

خانصاحب

ڈاکٹر سید احمد خان صاحب سول اسسٹنٹ سرجن مانسہرہ ضلع ہزارہ

ملک نذر محمد خان صاحب لاہور

مرزا عبدالرب صاحب۔ پی۔ سی۔ ایس قائم مقام ڈسٹرکٹ سشن جج پنجاب

مولوی محمد عبداللہ صاحب پرنسپل ڈرائنگ سروس پنجاب

پیر اصغر علی صاحب ڈپٹی کلکٹر پی ڈبلیو ڈی پنجاب۔

سید ریاض علی شاہ صاحب ڈسٹرکٹ میڈیکل افسر آف ہیلتھ پنجاب۔

مولوی محمد ظفر صاحب ہیڈ ماسٹر گڑگاؤں۔

چودہری نظیر احمد خان صاحب وکیل منٹگمری

چودہری ریاست علی صاحب ایم۔ ایل سی ایڈوکیٹ گوجرانوالہ

میرزا غلام جیلانی خان صاحب تحصیلدار پشاور۔

منشی حضور علی خان صاحب انسپکٹر پولیس پنجاب۔

(بقیہ صٓ۱)

دنیا کو از سر نو روشن کرتا ہے۔ اسی طرح غبار آلود مطلع صاف ہو کر آفتاب احمدیت کی جلوہ گری کا سامان کر رہا ہے پس میرے احمدی احباب کو مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ اور میرے اس پیغام کو جہاں تک ممکن ہو۔ میرے مخاطبین تک پہنچانے کی کوشش کریں۔ ہماری تعلیمات سچی ہیں۔ ہمارا راستہ سچا ہے۔ ہمارے عقائد سچے ہیں۔ ہمارا کام ایثار پر مبنی ہے ہم آسمانی تحریک کو چلا کر اپنی فلاح وبہبودی کا سامان تیار کر رہے ہیں خوش بخت ہیں وہ جو اس جنگ میں۔ اس مجاہدہ میں۔ اس روحانی تگ ودو میں مخالفتوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ہم بیکساں۔ اور بیچارگاں کا ساتھ دیتے ہیں۔ اور بد باطن حاسدوں اور شوریدہ سر مخالفوں کی ریشہ دوانیوں کی پرواہ نہیں کرتے ہم حق وصداقت کے پھیلانے والے ہیں۔ ہمارے دشمن گمراہی اور ضلالت کے لشکروں سے ہم پر دھاوا بول رہے ہیں۔ ان کی شکست یقینی ہے۔ اور ہماری فتح مقدر ہو چکی ہے۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ. اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ کیا اسی دنیا میں ایسے لوگ نہیں بستے۔ جو ایک خدا کی بجائے ۳۲ کروڑ دیوتاؤں کو پوج رہے ہیں۔ کیا اس سرزمین میں توحید کی بجائے تثلیث کے پجاری موجود نہیں۔ مگر دشمن ان سے نہ صرف تعاون کر رہے ہیں۔ بلکہ ان کے مقاصد کے حصول کے لئے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ آج ان کی اخباروں میں ہندوؤں کے ہمدردانہ پیغامات شایع ہو رہے ہیں۔ اور عیسائیوں کے ریزولیوشن طبع ہو رہے ہیں۔ اور یہ ساری جماعتیں امام وقت کے کفر شکن مشن کی تباہی کے لئے مجتمع ہو رہی ہیں۔ پہلے بھی گمراہیوں اور ضلالتوں کا اس طرح اتحاد ہو چکا ہوا ہے۔ اور ہماری سرکار رسول کریم صلعم کے بے سروسامان پروانوں نے اپنی انتہائی بے کسی اور

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— احباب کی خواہش پر جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے اپنی کتاب "انوار القرآن" (مجلد) کی قیمت ڈھائی روپے کی بجائے دو روپے کر دی ہے۔ محصولڈاک علاوہ ہو گا۔

—— جناب ڈاکٹر صاحب موصوف انشاء اللہ ۷ جنوری کی صبح کو دہلی تشریف لے جائیں گے۔ وہاں دس پندرہ روز قیام کرنے کے بعد اپنے صاحبزادے مسٹر ممتاز احمد فاروقی صاحب کے پاس کلکتہ جائیں گے۔

—— مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں نماز عید کا وقت دس بجے صبح مقرر ہوا ہے۔ دن کا تعین تو رویت ہلال پر منحصر ہے مقامی احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ تمام ۹ بجے تک مسجد میں تشریف لے آئیں۔ خواتین اور سمجھدار بچوں کو بھی ساتھ لانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ خواتین کیلئے پردہ دار جگہ کا معقول انتظام ہو گا۔

—— تمام مقامی اور بیرونی احباب کی خدمت میں نہایت تاکید سے عرض کیا جاتا ہے۔ کہ صدقہ عیدالفطر کی رقوم نماز عید سے قبل ادا کر دی جائیں۔ مسجد احمدیہ بلڈنگس میں باقاعدہ محصل موجود ہوں گے۔ بیرونی جماعتوں کو بھی اس کا کوئی خاطر خواہ انتظام کرنا چاہیئے۔ بلکہ دوستوں کو چاہیئے کہ وہ بغیر طلب کئے جمع کرا دیں۔

—— لائیٹ کا سپین نمبر تیار ہو گیا ہے۔ عید کارڈ بھی دوبارہ چھپوا لئے گئے ہیں اور متعدد مقامات پر احباب کو برائے فروخت بھجوا دیے گئے ہیں۔ احباب ان کو فروخت کرنے کی پوری سعی کریں

—— نماز عید کے بعد اسلام کے غلبے سلسلہ کی ترقی۔ اور جماعت کے تمام بزرگوں، ممبروں اور معاونین کے لئے دردِ دل سے دعا کی جائے۔ جو دوست بیمار یا مشکلات میں مبتلا ہیں اُن کے لئے خاص طور پر دعا ہونی چاہیئے۔

—— سید عبدالرشید صاحب راولپنڈی کا بچہ عزیز محبوب الٰہی بدستور علیل ہے۔

—— چودھری عبدالرحمان صاحب جموں کی صحت کچھ عرصہ سے خراب ہے۔

—— ماسٹر فیروزالدین صاحب محلہ افغاناں جموں بعض مشکلات میں مبتلا ہیں۔ ان سب کے لئے بھی دعا کی جائے۔

—— جناب سراج الدین صاحب ذکی سیالکوٹ کی والدہ محترمہ اور آغا سید لعل شاہ صاحب بخاری پشاور کی اہلیہ محترمہ کی وفات کی خبر اس سے قبل درج اخبار ہو چکی ہے۔ جماعت لاہور نے ان کا جنازہ غائب پڑھا۔ دیگر جماعتوں سے بھی یہی درخواست ہے۔

ضروری اطلاع

بابت اشاعت

عید کی وجہ سے دو روز قبل شایع کی جا رہی ہے آیندہ پرچہ ۱۱ جنوری کو شایع ہو گا۔ قارئین کرام نوٹ فرمالیں۔

(مینیجر)

برادرانِ اسلام کی خدمت میں ایک ضروری درخواست

صدقہ فطر کا نظام قائم کرنے کی ضرورت

(از حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور)

بدقسمتی سے آج مسلمانوں کا ہر کام اس نظام کی حالت کو چھوڑ چکا ہے جو نبی کریم صلعم نے ضروری ٹھیرایا تھا۔ اور مسلمانوں کی تمام قوت اور طاقت اور اُن کا روپیہ اور مال محض نظام کے ماتحت نہ ہونے کی وجہ سے برباد ہو گیا ہے۔ یہی حال صدقہ فطر کا ہے۔

حدیث بخاری میں ہے عن ابن عمر فرض النبی صلعم صدقۃ الفطر او قال رمضان علی الذکر و الانثیٰ والحر و المملوک صاعاً من تمر او صاعاً من شعیر۔ یعنی نبی صلعم نے صدقہ فطر یا صدقہ رمضان مرد اور عورت اور آزاد اور غلام سب پر فرض ٹھیرایا۔ ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو اور بعض احادیث میں ایک صاع کشمش یا ایک صاع پنیر بھی آتا ہے۔ اور بخاری میں ہی ایک باب ہے صدقۃ الفطر علی الصغیر و الکبیر۔ صدقہ فطر چھوٹے اور بڑے سب پر ہے۔ اور یہی عملدرآمد صحابہ کا تھا۔ کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کی طرف سے بھی دیتے۔ صاع ایک حساب کے رو سے تقریباً ۴ سیر اور ایک حساب کے رو سے تین سیر بنتا ہے۔ مگر مختلف اشیاء کے وزن کے لحاظ سے قیمتیں مختلف ہوں گی۔ آجکل کے نرخ کے لحاظ سے جو اور گندم کو ایک ہی حکم میں رکھ کر اس کا اندازہ قریباً تین آنے فی کس ہو گا۔

اسی حدیث کے آخر پر ہے کانو یعطون لیجمع لا للفقرا۔ صدقہ فطر صحابہ اکٹھا کرنے کے لئے دیتے تھے۔ آپ اپنے طور پر فقیروں کو نہ دیتے تھے۔

اور دوسری جگہ بخاری کی حدیث میں ہے کہ ابو ہریرہ کہتے ہیں وکلنی رسول اللہ صلعم بحفظ زکوٰۃ رمضان رسول اللہ صلعم نے میرے سپرد یہ کام کیا تھا کہ میں صدقہ رمضان کی حفاظت کروں جس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلعم خود بھی اسے جمع کرنے کا حکم دیتے تھے۔ اور سارا مال ایک جگہ جمع ہو کر پھر حسب ضرورت تقسیم کیا جاتا تھا۔

اور حدیث ابن عمر ہے کانو یعطون قبل الفطر بیوم او یومین یعنی یہ صدقہ عید سے ایک یا دو دن پہلے ادا کر دیتے تھے۔ ان تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ فطر کو رسول اللہ صلعم نے جمع کرنے کا حکم دیا تھا۔ وہ اس طرح نہ دیا جاتا تھا جس طرح آج مسلمانوں کی بد نظمی کی وجہ سے ہر ایک شخص جہاں چاہے دے چھوڑتا ہے۔ اس طرح الگ الگ اسے تقسیم کر دینے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ روپیہ ضائع جاتا ہے۔ کچھ بھیک مانگنے والوں کے ہاتھ میں چلا جاتا ہے۔ اگر سنت نبوی کی پیروی کی جائے تو صدقہ فطر کو ایک جگہ جمع کر کے اس میں سے حسب ضرورت خرچ کرنا چاہیئے۔

غور کیا جائے تو مسلمان صدقہ فطر کے اس نظام کو توڑ کر جو رسول اللہ نے قائم کیا تھا۔ اپنا روپیہ جو اُن کی قوم کے لئے عظیم الشان قوت کا موجب ہو سکتا ہے برباد کر رہے ہیں مثلاً لاہور کو ہی ہم لے لیں اگر ایک لاکھ آدمی بھی صدقہ فطر ادا کرتا ہو تو اسکی میزان ۳۰ ہزار ہوتی ہے۔ یہ ۳۰ ہزار روپیہ اگر ایک جگہ آئے جیسے رسول اللہ صلعم کا ارشاد تھا۔ تو کس قدر قومی کام اس سے نکل سکتے ہیں۔ کس قدر [illegible] ہے۔ لیکن ہم نے ہاتھوں سے اس روپے کو برباد کر رہے ہیں۔ اور اپنی قوم کو کمزور کر رہے ہیں۔ صرف ایک پنجاب کو ہی لے لو۔ اسکی نصف آبادی نہ سہی ایک تہائی بھی صدقہ ادا کرنے والی ہو اور یقیناً ہے تو ہر سال پنجاب کے مسلمان پندرہ، سولہ لاکھ روپیہ برباد کرتے ہیں جس سے ایک یونیورسٹی بن سکتی ہے یا قوم کی عامہ حالت سدھر سکتی ہے اس وقت مسلمانوں میں کتنی انجمنیں موجود ہیں۔ اگر مسلمان بھائی اپنا صدقہ فطر بجائے اِدھر اُدھر پھینکنے کے اور رسول اللہ صلعم ارشاد کی خلاف ورزی کرنے کے ان انجمنوں کے سپرد کر دیں جیسے مثلاً انجمن حمایت اسلام ہے یا انجمن اسلامیہ ہے یا احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہے یا اور کوئی انجمن ہو تو وہ ان انجمنوں کی قوت کو بڑھا کر اپنی قوم کو کس قدر طاقتور بنا سکتے ہیں۔ مگر موجودہ حالت میں کیا ہو رہا ہے مسلمانوں کی جیبوں سے روپیہ نکلتا بھی ہے اور اپنی طرف سے وہ ایک فریضہ ادا بھی کرتے ہیں۔ لیکن آدھا حکم مانتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کا روپیہ بھی گیا۔ اور حکم نبوی کی اصل غرض پوری نہ ہوئی۔

میری دردِ دل سے سب مسلمان بھائیوں کی خدمت میں یہ درخواست ہے کہ وہ اپنے مال کو جسے اللہ تعالیٰ نے قوم کی زندگی کا موجب بنایا ہے۔ ضایع ہونے سے بچائیں اور سنت نبوی کے مطابق اپنا روپیہ قومی ضروریات کے لئے کسی انجمن کے سپرد کریں۔

خاکسار

(محمد علی پریزیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

سپین عید کارڈ

اخبار انقلاب کا ریویو

اس عید کارڈ میں فتح ہسپانیہ کا نظارہ دکھایا گیا ہے۔ جس میں جبل الطارق کے مقام پر مسلم جرنیل طارق علیہ الرحمۃ اپنی کشتیوں کے بیڑے کو سپرد آتش کر رہے ہیں۔ دوسرے صفحہ پر مسلمانوں کو ترغیب دلائی گئی ہے کہ وہ اس سرزمین کو جو آٹھ سو برس تک اُن کے زیر نگین رہی اور اُن کے عدیم المثال تمدن و تہذیب کا گہوارہ بنی ایک مرتبہ پھر فتح کریں۔ اگر پہلی فتح شجاعت و طاقت کے ذریعہ ایک مکمل فتح تھی۔ تو اس وقت مسلمانوں کو ہسپانیہ پر روحانی فتح حاصل کرنی چاہیئے بالفاظ دیگر سپین میں ایک اسلامی مشن قائم ہو کہ اُن لوگوں کو قرآن مجید اور اسلام کا پیغام پہنچایا جائے۔ اور ایک مرتبہ پھر ان لوگوں کو جن کے آباء و اجداد مسلمان تھے۔ حلقہ بگوش اسلام کر کے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں داخل کیا جائے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے سپین میں ایک اسلامی مشن کھولنے کی تجویز کی ہے۔ جس کے لئے چندہ جمع ہو رہا ہے۔ اور تین ہزار سے زیادہ رقم جمع ہو چکی ہے۔ مسلمان عیدین کے موقع پر

رہنمایانِ ملت و مدیرانِ جرائدِ اسلامیہ کی خدمت میں ایک دردمندِ دل کی درخواست

(۴)

(از قلم عزیز ضیاء الحسن صاحب خلف الرشید جناب حاجی حافظ محمد حسین صاحب وکیل گجرات)

علامہ عنایت اللہ خاں مشرقی

مسلمانوں کی مختلف جماعتوں کی پریشان حالی اور افتراق کو دیکھکر علامہ عنایت اللہ خاں صاحب المشرقی کا دل پسیجا۔ ان کی مشہور عالم تصنیف تذکرہ نے مسلمانوں کے نوجوان طبقہ میں تلاطم برپا کر دیا۔ خود علامہ صاحب دو ہزار کی ملازمت سے دستبردار ہو گئے۔ اور اس درماندہ قوم کی اصلاح کے درپے ہوئے۔ انہوں نے ایک تحریک موسوم بہ تحریک خاکساران جاری کی ہوئی ہے۔ بڑی اچھی تحریک ہے۔ غفلت اور سستی۔ کاہلی اور بے حرکتی کو دور کرنے کا علاج ہے۔ مسلمانوں کو ایک نظام میں رکھنے کی تلقین ہے ان میں جماعتی اخوت اور محبت پیدا کرنے کی سعی ہے۔ یہ تحریک نوجوانوں میں مقبول ہو رہی ہے اور علامہ دن رات اس کو وسیع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مختلف شہروں میں نوجوانوں کے خاموش دستے بیلچے کندھوں پر اٹھائے ہوئے ایک قطار میں گشت کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ دیکھنے والوں کے قلوب پر اثر ہوتا ہے۔ اس تحریک کو دیکھکر ملا اپنی حسب عادت غصہ سے تابناک ہو رہا ہے۔ شاید ابھی تک اس کی جناب سے کوئی فتویٰ تو شائع نہیں ہوا۔ مگر عنقریب وہ فتاویٰ دینے پر مجبور ہو جائے گا۔ اگر یہ تحریک پھیل گئی تو ملا کی زندگی خطرہ میں ہے۔ اس کا عمامہ اور جبہ اس ورلڈ لیش اور پھیلی ہوئی تو ند سب خطرہ میں ہیں۔ یہ تحریک ملاازم کی دشمن ہے۔ اگر علامہ کو کام کرنے کا موقعہ ملتا رہا تو ملا فنا ہو جائے گا اس تحریک کے اصولوں میں ایک یہ بھی ہے کہ کسی فرقہ سے کوئی کاوش نہ رکھی جاوے۔ اور تمام مسلمانوں کی یکساں خدمت کی جاوے بہت اچھا اصول ہے اور اگر اس پر عملدرآمد شروع ہو گیا تو مسلمانوں کی بہت حد تک اصلاح ہو جائے گی۔ اپنے مقاصد کی توسیع و اشاعت کے لئے علامہ نے ایک ہفتہ وار اخبار الاصلاح کے نام سے جاری کیا ہے۔ علامہ کے قلم گوہر رقم سے اس میں نہایت زبردست مقالے سپرد قلم کئے ہیں۔ ابھی تک تین پرچے شایع ہوئے ہیں۔ نہایت بہادر کار آمد باتیں لکھی ہیں۔ پھر طرز تحریر ایسا خوبصورت اور پرجوش ہے کہ پڑھنے والا پھڑک اٹھتا ہے۔

مگر مجھے افسوس سے یہ عرض کرنا ہے کہ علامہ موصوف نے بھی تحریک احمدیت کو اس غیر جانبدارانہ اور ہمدردانہ نگاہ سے نہیں دیکھا جیسی کہ اُن کی شان متقاضی ہے۔ حدیث مجدد پکار پکار کر انہیں بلا رہی ہے کہ آپ تو تحریک خاکساراں جاری کر رہے ہیں مگر تمہاری نظروں کے سامنے ۰ہم سال سے خاکساروں کا ایک گروہ نہایت خاموشی اور خلوص سے کام کر رہا ہے اور ان خاکساروں میں ایک فنا ہوا کی پاکیزہ صورت صاف نظر آ رہی ہے اور معاملہ ایسا صاف ہے کہ یہاں یہ لکھنے کی بھی گنجائش نہیں

خاکساران جہاں را بحقارت منگر
توچہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

شاہسوار کا سب کو علم ہے۔ وہ علم و فضیلت کی رکاب میں قدم رکھے عزم و استقلال کے مرکب پر سوار ہو کر ظلمتوں اور جہالتوں کی فوجوں کو شکست دے رہا ہے۔ اور اسکی جماعت اسکی تقلید میں اپنے پیہم حملوں سے فرزندانِ تاریکی کو پسپا کرتی چلی جا رہی ہے۔ کیا علامہ نے لاہور ہی میں اس جماعت کے کاموں کو نہیں دیکھا۔ کیا یہ جماعت منظم نہیں ہے کہ انہیں کسی دوسری تحریک کو جاری کرنے کی ضرورت پیش آئی؟ کیا اس جماعت کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ تمام کلمہ گو مسلمان ہیں اور کسی شخص کا حق نہیں کہ کسی فرعی اختلاف کی بنا پر کسی کلمہ گو کی تکفیر کرے۔ اور کیا آج یہی اصول آپ مسلمانوں میں رائج کرنا نہیں چاہتے ہیں بار بار ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے الاصلاح میں یہ اعلان کیا ہو کہ قرآن کریم کے معارف کے ساتھ ساتھ حدیث نبوی پرحکمت تعلیمات بھی کھول کھول بیان کی جائیگی۔ مگر قرآن کریم کی آیۃ استخلاف اور حدیث مجدد پر آپ کی موجودگی میں ایک عظیم الشان دعوت کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اور اس پر ایک عظیم الشان عمارت کھڑی کر دیگئی ہے۔ آپ نے اس طرف کوئی توجہ نہیں کی آپ کا مسلمانوں کو کیا ارشاد ہے۔ آیا یہ حدیث وضعی اور جعلی ہے۔ کیا اس حدیث کے ماتحت بزرگان سلف کے دعاوی سب افترا ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ سا علامہ ایسی جرأت نہیں کر سکتا۔ اور اس حدیث کی صحت پر آپ کو پورا یقین ہوگا۔ اگر ایسا ہے تو فرمایئے اس صدی کا مجدد کدھر گیا۔ آپ ولایت بھی تشریف لے گئے۔ مصر کی بھی سیاحت کی۔ دنیا بھر کے علوم سے آپ استفادہ کر رہے ہیں تمام جہان کی خبریں آپ تک پہنچ رہی ہیں۔ کیا تمام عالم اسلام میں آپ ایک فرد ایسا بتلا سکتے ہیں جو اس صدی کا مجدد کہلاتا ہو اور جسے اللہ تعالیٰ نے مبعوث کیا ہو۔ پس اگر آپ ایسا نہیں کر سکتے تو حضرت مرزا صاحب کی جماعت کے ساتھ تعاون کرنے میں آپ کو کیوں عار ہے؟

آپ کے اخبار "الاصلاح" نے مسلمانوں کے زخمی سینوں پر مرہم لگائی۔ آپ کی آواز انہیں ایک دوست کی آواز معلوم ہوتی ہے۔ آپ کا قلب دردِ دل سے بیتاب ہے۔ اور آپ قوم کو بھی اس درد سے بیتاب کرنا چاہتے ہیں۔ . . . .

مگر افسوس کہ احمدیت سے آپ کا سلوک نہایت غیر منصفانہ بلکہ ظالمانہ ہے۔ آپ نے ابتدا ہی میں احمدیت پر نہایت بیدردی سے حملہ کیا ہے۔ اور احمدیوں کے سینوں کو چھلنی کر دیا ہے۔ فرعی اختلافات سے علیحدہ رہ کر کام کرنے کے اعلان کے باوجود آپ کے ادارہ علیہ نہایت بے رحمی سے ظالمانہ طور پر احمدیت پر غلط بیانی کی ہے۔ میں نے جب یہ الفاظ پڑھے تو میرا جگر شق ہو گیا۔ میں خداوند تعالیٰ کی جناب سے داد خواہی کروں گا اور آپ کے خلاف بحیثیت مستغیث انصاف طلب کروں گا۔ فرقہ احمدیہ کو بدنام کرنے کی نہایت افسوسناک کوشش آپ کے پہلے ہی پرچہ میں کی گئی ہے لکھنے والے کا دل احمدیت کے خلاف عناد اور حسد کی جذبات سے پُر ہے۔ جب تک آپ اس خطرناک کذب اور دروغ کی تلافی نہیں کرتے۔ آپ کی تحریک برکات سماوی سے یقیناً محروم رہے گی۔ کیونکہ جھوٹ اور بددیانتی کبھی فروغ حاصل نہیں کر سکتے۔ آپ کا ادارہ جس صفحہ پر یہ جھوٹے الفاظ لکھتا ہے اور قطعاً نہیں شرماتا۔

"فرقہ احمدیہ کے بانی ایک صاحب مرزا غلام احمد ساکن قادیان پنجاب تھے انہوں نے ۵ر نومبر ۱۹۰۱ء کو سرور کائنات علیہ التحیۃ والسلام کے بعد مسیحیت اور نبوت کا دعویٰ کیا"۔ میں آپ کو چیلنج دیتا ہوں۔ آپ مجھے حوالہ سے بتا دیں۔ کہ کب ۵ر نومبر ۱۹۰۱ء کو حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ یہ وہ دروغ بے فروغ ہے جس نے آپ کے وقار کو کم کر دیا ہے۔ مرزا صاحب نے قطعاً نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ آپ حضور رسول مقبول صلعم کو خاتم الانبیاء ہی یقین کرتے تھے۔ اور مدعی نبوت کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے تھے . . . .

پھر اس صفحہ پر یہ لکھا ہے۔ کہ احمدی جہاد بالسیف کے متعلق جس قدر قرآنی آیات ہیں۔ ان کو منسوخ سمجھتے ہیں۔ یا یہ کہ فی زمانہ ان کی ضرورت کے قائل نہیں پھر مزید برآں یہ لکھا ہے۔ کہ عام مسلمانوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے۔ ان کے بیاہ شادی اور نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوتے۔ ان کے ساتھ اپنی لڑکیوں کا رشتہ نہیں کرتے۔ یہ سب دروغ ہے۔ افترا ہے۔ کذب ہے۔ بہتان ہے ارادتاً مسلمانوں کو مشتعل کرنے اور انہیں غلط فہمیوں میں مبتلا کرنے کی ایک ناپاک کوشش ہے اور مسلمانوں کی جماعتوں میں اختلاف افتراق اور منافرت بڑھانے کا پروپیگنڈا ہے جس تحریک کی ابتدا فساد فی الارض کے مواد جمع کر لینے سے ہوگی۔ اس کی انتہا تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں حقیقت یہ ہے کہ علامہ موصوف خوب جانتے ہیں۔ کہ تمام عالم اسلام میں مسلمانوں کے متعدد فرقوں میں سے صرف احمدی فرقہ ہی ایک ایسی جماعت ہے۔ جو قرآن حکیم میں ناسخ منسوخ کی قائل نہیں۔ ان کے اعتقادات میں یہ امر شامل ہے۔ کہ قرآن حکیم کے اوامر و نواہی و دیگر احکام و عبارات میں سے ایک شوشہ بھی منسوخ نہیں ہو سکتا۔ البتہ یہ عقیدہ سب مسلمانوں کا ہے۔ کہ جہاد بالسیف خاص حالات کے ماتحت ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ خود آپکی اور آپکی جماعت خاکساراں تلواروں کی بجائے کندھوں پر بیلچے رکھے ہوئے ہیں۔ اور جہاد کی بجائے خالی گشت کر لیتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے۔ کہ احمدی مسلمانوں سے مل کر نماز نہیں پڑھتے۔ واقعات یہ ہیں۔ کہ مسلمانوں نے احمدیوں کو مسجدوں سے نکالا۔ انہیں نمازوں میں شامل ہونے سے روکا یہاں تک کہ ان کا قتل کرنا مباح سمجھا۔ ان کے نکاح منسوخ کر دیئے۔ اور انہیں دائرہ اسلام سے خارج کر کے ان کے جنازے پڑھنے ناجائز قرار دیئے باایں ہمہ الاصلاح۔ واقعات کو چھپا کر الٹا الزام احمدیوں پر لگا رہا ہے۔ ہماری جماعت کے عقائد اور عمل واضح ہیں۔ ہم صرف مکفر لوگوں کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھتے۔ اور انہیں امامت کے قابل نہیں سمجھتے مگر غیر مکفر مسلمانوں کے ساتھ ہم نمازیں پڑھتے ہیں۔ ان کے جنازے پڑھتے ہیں۔ اور ان سے رشتہ داریاں کرتے ہیں۔ لڑکیاں ان سے لے لیتے ہیں اور دے بھی دیتے ہیں۔ ہمارے بارہا اعلانات کے باوجود الاصلاح نے یہی مناسب سمجھا ہے کہ اپنی زندگی کے آغاز میں ہی ہمارے خلاف لوگوں کو بھڑکائے۔ یہ کام زیادہ تر لوگوں نے بکثرت اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ الاصلاح کا میدان تو اور تھا۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں کی عالمگیر بیماری کے جراثیم علامہ کی تحریک میں بھی سرایت کر گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پس علامہ عنایت اللہ خاں صاحب المشرقی سے یہی مجھے پوچھنا ہے۔ کہ حضور نے حدیث مجدد کی کیا تاویل کی ہے؟ پہلے مجددگان کے دعووں کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے؟ اس صدی کے مجدد کو کہاں تلاش کیا جائے؟ وہ آج تک کیوں خاموش ہے؟ اس نے تبلیغ اور اشاعت کے متعلق کیا کام کیا ہے؟ اس کے معتقدین کہاں ہیں اور کیا کام کر رہے ہیں۔ یہ ایسے سوالات ہیں جن کے متعلق مجھے آپ سے تشفی بخش جواب لینے ہیں۔ اگر آپ روشن ضمیری کے ساتھ بعد تحقیقات ان سوالات کے اطمینان بخش جواب نہیں دے سکتے۔ تو للہ اپنی تحریک خاکساران کو تحریک احمدیت کے ساتھ ملا دیجئے۔ وہ بھی بالکل خاکساروں کی تحریک ہے۔ اور اس تحریک سے بھی بالآخر سرفرازی ملنے والی ہے وہ کندھوں پر بیلچے تو نہیں اٹھائے پھرتے مگر قرآن ان کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔ وہ اس کے معارف اور تعلیمات کو مشرق و مغرب میں پھیلا رہے ہیں

ہیں۔ آپ ان کی امداد فرمائیں۔ ان سے تعاون کریں۔ قرآن کی حکومت دنیا میں قائم کریں۔ مسلمانوں کو باہم متفق و متحد بنائیں۔ ان کے اندر سے وہ تمام غلاظتیں دور کریں۔ جو جاہل ملاؤں اور خود غرض رہناؤں نے پیدا کر دی ہیں۔ جب آپ نے اپنی زندگی اصلاح قوم کے لئے وقف کر دی ہے۔ تو پھر ایک نئی جماعت تیار کرنے کی کیا ضرورت ہے ایک کارکن جماعت موجود ہے۔ جس میں جذبۂ عمل موجود ہے قربانی کی سپرٹ موجود ہے۔ اطاعت و فرمانبرداری کی عادت موجود ہے۔ شریعت اسلام کا احترام اور اس احترام کو دنیا میں قائم کرنے کا شوق موجود ہے۔ ایک نہایت احسن نظام موجود ہے۔ قومی بیت المال موجود ہے غرض ہر وہ چیز جو آپ چاہتے ہیں۔ وہ موجود ہے۔ البتہ جہاد بالسیف کی تیاری موجود نہیں۔ کیونکہ اس کی کوئی شرعی ضرورت موجود نہیں اور نہ ہی آپ کے پاس ایسے سامان موجود ہیں جن سے اسے بطریق احسن سرانجام دیا جا سکتا ہے۔

دنیائے مہذب میں اسلام کے لئے جستجو موجود ہے معرفت الٰہی کی تشنگی ہر سو نظر آ رہی ہے۔ آئیے ساقی بن کر جام پہ جام لنڈھائیے تا اسلام کا نام بلند ہو۔ اسلام کے خدا کا نام بلند ہو۔ خدا کے محبوب کا نام بلند ہو۔ انسانیت کی صحیح تعلیم شروع ہو جائے۔ فتن کا سدباب ہو۔ امن کا دور دورہ ہو۔ سرمایہ داری اور محنت کے تعلقات استوار ہوں سیاسی درندگی فنا ہو۔ بین الاقوامی اخلاق قائم ہوں۔ سیاسیات عالم پر رواداری کا پرتو ہو۔ بدگمانیاں دور ہوں۔ سرور اور آرام کی فضا ہو علوم ترقی کریں۔ تہذیبیں پھیلیں۔ مگر ترقی کا ہر قدم تعمیری ہو۔ تخریبی نہ ہو۔ نوع انسان کا عام قتل بند ہو۔ خدا کی زمین۔ خدا کے پانی اور خدا کی ہوا پر [illegible] ایک مطیع اور منقاد مخلوق کی طرح عطیات قدرت سے بہرہ اندوز ہو۔

علامہ اقبال

اے [illegible] کائنات کے مفسر۔ اے جذبات انسانی کے مترجم اے ترجمان حقیقت۔ اے دنیائے اسلام کے مایۂ ناز شاعر بلند نظر ملفی اے کہ تیری چشم تخیل نے سپہر افلاک میں ماضی اور مستقبل پر سے پردے اٹھا کر جھانکا۔ اے روح اسلام کے شناسا۔ تیری نگاہ شاعری کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ بروز ظل۔ مجاز اور استعارہ کے ادبی جواہر ریزوں کو اس نے نہ پرکھا۔ آنے والے مسیح کے متعلق حدیث نبوی نے جو زمانہ حال کا نقشہ کھینچا ہے۔ وہ تیری آنکھوں سے کیوں اوجھل ہے یاجوج اور ماجوج کی حقیقت سے تو واقف ہے۔ دجال کی ماہیت کیوں تجھ پر ظاہر نہ ہوئی۔ ماہ رمضان میں جو کسوف و خسوف کے اجتماع کی پیشین گوئی تھی۔ اس کے پورا ہونے پر تیرا جذبۂ شعریت کیوں نہ بھڑکا۔ کیوں ایک بے ساختہ نظم میں اس واقعہ کو شہرت دوام کا لباس نہ پہنایا مغرب میں طلوع آفتاب کی پرمعرفت پیشینگوئی کو تو نے کیوں مضمون میں نہ گایا۔ کیوں مسیح موعود کے دامن سے تمہاری شاعری وابستہ نہ ہوئی ثریا سے ایمان واپس لانے کا کیا اچھوتا مضمون تھا۔ کیوں تیرے شعروں میں اس کا تذکرہ نہ ہوا۔ صلیب کو توڑنا اور خنزیر کو قتل کرنا تو ایسی تشبیہیں نہیں۔ جن کو تمہارا شاعرانہ دماغ نہایت مدبرانہ ترنم میں لوگوں کو سنا سکتا تھا۔ دنیا ان حقائق کو سنتی اور وجد میں آتی۔ اشاعت اسلام کی تحریک کو تمہاری شاعری کس قدر قوت پہنچا سکتی تھی۔ . . .

آسمانی ندا آچکی۔ اس کے نغموں سے زمین و آسمان بھر گئے اس کی صدا [illegible] اس کے دعوے کو تسلیم بھی کیا گیا۔ اس کی تعلیم پر عمل بھی شروع ہو گیا۔ اس عمل کے نتائج بھی سامنے آ گئے۔ اس کی [illegible] واقعات عالم [illegible]

سب سے پہلے شاعر کی نگاہ کو دیکھنا چاہیئے تھا۔ مگر افسوس کہ آپ تو ادھر متوجہ نہیں ہوئے۔ سنتا ہوں۔ مجدد کی حدیث کی آپ تردید کیا کرتے ہیں۔ کیا سالقہ اولیاء اللہ سے بھی آپ کو انکار ہے۔ کیا حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے مکتوبات آپ کی نظر سے نہیں گذرے آپ تو دن رات ان کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ کیا وہاں حدیث مجدد کی تصدیق آپ نے نہیں دیکھی حضرت مجدد صاحب کے دعاوے آپ نے نہیں پڑھے؟ پھر آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ ابھی تک تحریک احمدیت سے علیحدہ ہیں۔ اور اسے چار دانگ عالم میں پہنچا دینا آپ نے اپنے ذمہ نہیں لیا۔ ظرافتیں پھبتیاں تمسخر۔ استہزا دوسروں کے حصہ میں آئے ہیں۔ آپ تو متانت اور سنجیدگی۔ عظمت اور وقار کے ایک پیکر ہیں۔ دنیائے اسلام کو آپ پر ناز ہے اور مسلمانوں کے آپ محبوب ہیں۔ پھر کیوں اس مفید اسلامی تحریک کو آپ قوت نہیں بخشتے۔ وقت بہت گذر چکا۔ عمر رواں شباب کی منزل سے گذر گئی۔ شہرت کی تمام سیڑھیاں آپ نے طے کر لیں۔ بلندی اور عظمت کے مدارج بھی طے ہو گئے۔ بہم اعظم ہندوستان میں مسلمانوں کی قیادت آپ کو نصیب ہے۔ آپ کے دل میں تنگ ظرفی اور تعصب نہیں۔ خدارا اس آسمانی تحریک کو انصاف اور ہمدردی سے مطالعہ کیجئے۔ آپ کی شمولیت سے اسے قوت اور طاقت ملے گی۔ اور وہ قوت اور طاقت اسلام کی سرفرازی اور سربلندی کا موجب ہو گی۔

خواجہ حسن نظامی صاحب

مصور فطرت خواجہ! حضور رسول مقبول صلعم کی زبان نبوت سے حدیث مجدد ثابت ہے اس صدی کے حالات اور واقعات بکار بکار کر مجدد کی ضرورت ظاہر کر رہے ہیں ایک مجددیت کا مدعی موجود ہے۔ اس کے کارنامے آپ کے سامنے ہیں۔ یہ کیا نظارہ ہے! کہ اولیاء اللہ کی اولاد صوفیا کرام کی گدیوں پر بیٹھنے والے سجادہ نشینان نہایت اطمینان اور آرام سے اپنے حجروں اور صومعوں میں بیٹھے نعرہ ہائے ہو بلند کر رہے ہیں۔ مگر ان کے ارد گرد ایک جماعت ایسی تیار ہو رہی ہے۔ جس کی مجاہدانہ مساعی نے ایک عالم کو حیرت میں ڈال رکھا ہے۔ اعلاء کلمۃ اللہ کے کام کو وہ اس ترتیب۔ نظام جوش اور استقلال سے کر رہی ہے۔ کہ دشمن اس کی داد دے رہے ہیں۔ وہ اسلام کو حجروں اور صومعوں سے باہر نکال لائی ہے۔ اور پیغام حق لے کر پہاڑوں کی بلندیوں پر چڑھ گئی ہے۔ اور سمندر کے پانیوں میں کود پڑی ہے۔ اس کی تبلیغ کے غلغلے مشرق و مغرب میں بلند ہو رہے ہیں۔ مگر وہ جن کے دلوں میں اسلام کی حمیت اور غیرت چاہیئے تھی۔ جو ایسی مسندوں پر بیٹھے ہیں۔ جہاں سے کبھی فیض اور رحمت کے دریا بہتے تھے۔ آج بے کاری اور غفلت میں پڑے اپنا اپنا وقت عزیز کھو رہے ہیں۔

مجدد کا کام، ولی کا کام، قطب کا کام، مجتہد کا کام، امام وقت کا کام، ایسا کام تھا جسے سب سے پہلے آپ کو شناخت کر لینا چاہیئے تھا۔ تصوف کے ماحول میں آپ کی پرورش ہوئی۔ انوار نبوت کی شعاعیں آپ کی آنکھوں سے کیوں اوجھل رہیں؟ آپ کو خدا نے کیسا شاندار قلم دیا ہے۔ آپ کو زبان پر کیسی قدرت حاصل ہے آپ کی انشاء کیسی بلند اور شاندار ہے۔ کیوں تبلیغ اور اشاعت اسلام کی تحریک کو دنیا میں پھیلانے کے لئے آپ اسے استعمال نہیں کرتے۔ آپ کی آواز تمام سجادہ نشینان۔ پیران طریقت اور صوفیائے عظام کو بیدار کر دے گی۔ ہر گدی تبلیغ کا ایک مرکز بن جائیگی اور حجروں اور صومعوں میں سے اشاعت اسلام کی فوجیں تیار ہو کر نکلا کریں گی۔ اور تمام دنیا میں شرک، کفر، بت پرستی اور عصبیت کو [illegible]

مٹانے کے لئے ان کی بے محابا یورشیں ہوں گی۔ اسلام کو پیروں اور صوفیوں نے بہت گزند پہنچایا ہے۔ قوم کے اعضا انہوں نے نکمے کر دئے ان کی مہربانیوں سے ملت کے قوائے مضمحل ہو گئے۔ وہ وظایف اور اوراد میں پھنسے رہے۔ ان کی زبانوں پر اللہ کا نام جاری رہا۔ مگر دل توحید سے خالی ہو گئے۔ وہ جو اس لئے پیدا کئے گئے تھے۔ کہ مسلمانوں کی رہنمائی کریں۔ کٹھن سے کٹھن منزل میں ان کے ہمراہ رہ کر تمام مشکلات کا مقابلہ کریں۔ ضرورت پڑے تو پہاڑوں سے ٹکرا جائیں۔ سمندر چیر ڈالیں۔ آج قوم کی ناؤ بدعتوں اور ضلالتوں کے پانیوں میں ڈبو رہے ہیں۔

خواجہ صاحب قبلہ! آپ سا مزشناس دنیا میں کون ہوگا؟ آپ کی آنکھ بیدار ہے۔ آپ کا قلب حساس ہے۔ زمانہ کی ضروریات سے آپ واقف ہیں۔ تبلیغ اور اشاعت اسلام کی ضرورت کو بھی آپ خوب جانتے ہیں۔ اس میں حتی الوسع کوشاں بھی ہیں۔ مگر یہ کیوں ہوا۔ کہ انگلستان میں اسلام کے مشن کھل گئے۔ برلن میں مسجد تیار ہو گئی۔ جاوا میں عظیم الشان تبلیغی مشن بن گیا۔ وائنا میں اعلاء کلمۃ الحق کا کام شروع ہو گیا۔ قرآن کریم کا ترجمہ جرمنی زبان میں مکمل ہو گیا۔ ڈچ زبان میں تفسیر لکھی جا چکی انگریزی زبان میں ہزار ہا تعداد میں تفسیر چھپی اور بکی۔ اور ابھی تک اس کی نئی ایڈیشن طبع ہو رہی ہیں۔ مگر اس سارے کام میں آپ کا کچھ حصہ نہیں۔ آپ کے مریدوں کا حصہ نہیں۔ آپ کے قلم کا حصہ نہیں۔ آپ کی تقریر نے کسی کو اس طرف نہیں ابھارا۔ آپ کی کسی تحریر سے مسلمانوں کو ادھر رغبت نہیں ہوئی۔ قادیاں کے چھوٹے سے گاؤں سے ایک انسان اٹھا، اس نے اپنی قلب کی تڑپ سے مسلمانوں کا زاویہ نگاہ بدل دیا خیالات بدل دئے۔ مطمح نظر بدل دیا۔ دلوں میں نئے ولولے پیدا کر دئے اسلام کے متعلق نئی توقعات پیدا کر دیں۔ یورپ کے فلسفہ اور سائنس کو چیلنج دے دئے۔ عیسائیت کو شکست دے دی۔ مگر آپ اور آپ کے دوسرے ہمعصر اس کو تماشا سمجھ کر دیکھتے رہے۔ اگر کسی نے کچھ جنبش کی۔ تو اس اسلام کے جرنیل کے خلاف فتاویٰ کفر پر مہر ثبت کر دی۔ اور اس کے کام میں روکاوٹ پیدا کرنے کی افسوسناک کوشش کی۔

افسوس کہ

مضمون لمبا ہو گیا ہے اور پیغام صلح کے صفحات اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ وگرنہ چاہتا ہوں۔ کہ ہندوستان کے تمام لیڈروں کے نام لے کر انہیں مخاطب کروں۔ ان کے پیروں کو ایک ایک کر کے پکاروں۔ اسلامی انجمنوں کو مخاطب کروں۔ ان کے اراکین کو فرداً فرداً کہوں۔ کہ حدیث مجدد کا احترام دنیا میں قائم کرو۔ اور امام وقت کے دامن سے وابستہ ہو کر آسمانی روشنی سے منور ہو جاؤ۔ صور اسرافیل لے کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ جاؤں۔ اور وہاں سے سوتی بستیوں کو جگاؤں میدانوں میں پہنچوں۔ اور حدیث مجدد کی تبلیغ کروں۔ شہروں میں۔ قریوں میں۔ جنگلوں میں۔ صحراؤں میں جاؤں۔ اور حدیث مجدد ہر ذی بشر کو سناؤں۔ درختوں کے تنوں پر اس حدیث کے الفاظ لکھ دوں۔ اور انسانوں کے مسکنوں کے در و دیوار پر اس کے نقش کندہ کر دوں بچوں کو یہ حدیث ازبر کرا دوں۔ اور کہوں کہ گلیوں میں بازاروں میں۔ محلوں میں چوراہوں میں اس کو پڑھتے رہیں۔ اور اس کے الفاظ دلوں پر نقش کرتے رہیں۔

امام وقت آچکا۔ اس کی بعثت [illegible] پر نصف صدی گذر چکی ناقدردان دنیا نے اس کو دکھ پہنچایا۔ اکثر الناس اس کے مشن کو تباہ و برباد کرنے کے منصوبوں میں لگی رہی۔ اب مخالفت کی نئی رو شروع ہے اور اس شدت اور تیزی سے شروع ہے۔ کہ اپنی تیز رفتاری سے خود ہی مشتعل ہو کر جل اٹھے گی۔ اور آگ واحد میں نند آتش ہو کر ہمیشہ کے لئے فنا ہو جائے گی۔ عنقریب مخالفتیں اور [illegible] ختم ہونے کو ہیں [illegible] گھٹا ٹوپ بادلوں کی طرح [illegible] تغیر [illegible] آفتاب کا خوبصورت چہرہ

تار کا پتہ سلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۸

قُلْ یٰۤاَہْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَ لَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْہَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا نہ نیا نہ پرانا۔
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) صحابہؓ و ائمہ قابل احترام ہیں۔ سب مجددوں کا ماننا فرض ہے۔
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

جلد ۲۳ — لاہور۔ یوم جمعہ مطبوعہ ۵ شوال المکرم ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۱ جنوری ۱۹۳۵ء — نمبر ۳

سپین مشن کیلئے نئی قربانی

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

اللہ تعالیٰ کی نصرت کے دروازے کھلتے ہیں تو انسان کے وہم و گمان سے بڑھ کر کامیابی کے رستے کھل جاتے ہیں۔ جو مشن کا بوجھ ہماری قوم پر اس قدر تھا۔ کہ جب سال گذشتہ سپین مشن کے لئے تحریک شروع ہوئی تو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ کہ ہم جلدی کوئی اور بوجھ اس قسم کا اٹھانے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ آواز ایک دردمند دل سے اٹھی تھی۔ اس لئے اخبار "لائٹ" کے ذریعہ سے دلوں پر اثر کرتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ سال ۱۹۳۴ء کے آخر پر تین ہزار روپے سے اوپر اس کام کے لئے جمع ہو گیا۔ اس عید کے موقعہ پر میں نے تحریک کی تھی۔ کہ ہماری جماعت کا کوئی فرد اس مشن میں حصہ لینے سے خالی نہ رہے اور مجھے خدا کے فضل سے یہ توقع ہے کہ جماعت اس پر لبیک کہے گی۔ صرف جماعت لاہور سے اس موقع پر پونے تین سو روپیہ سپین مشن کے لئے وصول ہو گیا۔ جس میں ہماری جماعت کے مرد عورتیں اور بچے سب شامل تھے عید فنڈ اور فطرانہ کی رقم شامل کر کے اس جماعت نے جو ابھی جلسہ سالانہ کے اخراجات اور چندوں میں کافی سے بڑھ کر حصہ لے چکی تھی۔ پانچ سو روپے سے اوپر عید کے موقع پر چندہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب احباب کو جزائے خیر دے۔

لیکن اس سے بڑھ کر جو خوش کن بات ہے اور جس نے ہماری عید میں دوہری خوشی کا سامان پیدا کر دیا وہ یہ ہے کہ ابھی ہم تو مالی رنگ میں ہی مشن کے فکر میں تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت کے ایک نوجوان نے وہ نمونہ ایثار کا دکھایا۔ جو آج مسلمانوں میں شاذ و نادر ملتا ہے۔ یعنی ہمارے محترم دوست سید امجد علیشاہ صاحب کے نوجوان صاحبزادہ سید اسلم علی شاہ نے جو میڈیکل کالج کی آخری کلاس میں تعلیم پا رہے ہیں۔ اپنے آپ کو ہسپانیہ کی روحانی فتح کے لئے بطور واقف زندگی پیش کر دیا۔ یہ ایثار اس لحاظ سے اور بھی زیادہ قابل قدر ہے کہ سید اسلم علی شاہ اور ان کے والد محترم سید امجد علی شاہ صاحب دونوں یہ چاہتے ہیں۔ کہ اس نوجوان کا کوئی خرچ انجمن پر نہ پڑے۔ میری بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نوجوان کے لئے ایسے رستے کھول دے۔ کہ ان کی گذر اوقات کا سامان بھی پیدا ہو جائے اور اس کے ساتھ ہی وہ ہسپانیہ کے پہلے آنریری مبلغ بھی بن سکیں۔ بیٹے اور باپ کی خط و کتابت جو اس معاملہ میں ہوئی ہے وہ احباب کی آگاہی کے لئے درج اخبار کی جاتی ہے۔ دونوں کے نیک ارادے اور پاک ولولے جماعت کے لئے ایک نمونہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ باپ اور بیٹے دونوں کی عمر میں برکت دے۔ دونوں کو پہلے سے بڑھ کر خدمات دینی کی توفیق دے۔ اور جماعت کے دوسرے بزرگوں کے دلوں میں یہی تڑپ اور نوجوانوں کے دلوں میں یہی ولولے پیدا کرے۔ آمین

محمد علی

خط و کتابت صفحہ ۴ پر ملاحظہ فرمائیں۔

مکتوب برلن

نام نہاد جماعت اسلامیہ برلن کی تاریخ کے چند سیاہ اوراق

(از جناب ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب امام مسجد برلن)

زمیندار کے نامہ نگار خصوصی کا بیان

"زمیندار" کے نامہ نگار خصوصی برلن نے اس کی ۱۴ر اکتوبر کی اشاعت میں ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ جس میں اپنی ڈیڑھ انیٹ کی جماعت کی "روشن تاریخ اور اس کے کارہائے نمایاں" کا ذکر کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ اس جماعت کا وجود مسلمانان برلن کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ کا حکم رکھتا ہے اس جماعت کا سنگ بنیاد پروفیسر عبد الجبار خیری نے رکھا تھا حبیب الرحمان نامہ نگار اخبار "زمیندار" ان کے "اخلاق فاضلہ اور اسلامی اخوت" میں رطب اللسان ہیں۔

چند واقعات

مگر یہ انصاف کا خون ہوگا۔ اگر میں ان کے متعلق ایک دو واقعات عرض نہ کر دوں۔ جو کہ میرے ذاتی تجربہ کی بنا پر مبنی ہیں۔

۱۹۲۸ء میں جب میں برلن آیا تو مسلمانان برلن کی جو ناگفتہ بہ حالت تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ نافع چلپی مرحوم جو کہ جماعت اسلامیہ کے صدر ثانی تھے یہ کسی سفر میں ایک جرمن نو مسلم کے ہمسفر تھے دوران سفر میں کسی رقم کی تقسیم کے معاملہ میں آپس میں جھگڑا ہوا۔ اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ دونوں مسلمان بھائیوں کو "اسلامی اخوت اور برادری" کا ثبوت دینے کیلئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑا۔ اور یہ قصہ یہاں کے جرمن اخبارات میں بھی آیا جس سے "اسلامی اخوت" کا خوب مظاہرہ ہوا۔ یہ خوب یاد رہے کہ فریقین میں سے کسی کا بھی ہم سے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا

پروفیسر عبد الجبار خیری کے کارنامے

پروفیسر عبد الجبار خیری جن کو جماعت اسلامیہ کا روح رواں بیان کیا جاتا ہے اور جن کو "اعتصموا بحبل اللہ جمیعاً" کا مصداق بنایا جا رہا ہے ان کی یہ حالت تھی کہ وہ اپنے حقیقی برادر خورد عبد الستار خیری کے جانی دشمن تھے اور بقول ان کے وہ ان کی اور ان کی بیوی بچوں کی جان تک لینے کے لئے دو ریوالور بھرے ہوئے ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے۔

بھائی کے ساتھ مقدمہ بازی

پھر اسی واعتصموا بحبل اللہ کے مصداق نے اپنے حقیقی بھائی پر عدالت میں مقدمہ کیا۔ اور بنائے مقدمہ یہ تھی کہ وہ اپنے نام کے ساتھ "پروفیسر" کا لفظ ناجائز طور پر استعمال کرتا ہے اور پروفیسر کہلانے کا مستحق صرف وہ خود ہے۔ برادر خورد نے بتایا کہ وہ بیروت یونیورسٹی میں دو نو پروفیسر تھے اور التجا میں یہ بھی کہیں کہ ان کے بیوی بچے ہیں اور ان کا کوئی خاص ذریعہ معاش نہیں ہے اور اگر وہ پروفیسر کا لفظ اپنے نام کے ساتھ استعمال کریں تو ان کو پرائیویٹ ٹیوشن وغیرہ ملنے میں آسانی ہوتی ہے اور اسی پر ان کی بسر اوقات کا دار و مدار ہے۔ مگر یہ "صدر جماعت اسلامیہ" کہاں ماننے والے تھے بالآخر مقدمہ بازی تک نوبت پہنچی یہ ہے ان لوگوں کا "واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً" کا مصداق ہونا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

پروفیسر خیری کے "اخلاص" کا نمونہ

نامہ نگار خصوصی نے ان کے "اخلاص" کا بھی ذکر کیا ہے اس کے متعلق بھی سن لیجئے۔ میں اوپر عرض کر چکا ہوں کہ جب میں ۱۹۲۸ء میں برلن پہنچا۔ تو جماعت اسلامیہ کی حالت بے حد ناگفتہ بہ تھی۔ محمد نافع چلپی مرحوم جن کو اب پروفیسر عبد الجبار صاحب خیری کا صحیح اور حقیقی معنوں میں جانشین پیش کیا جاتا ہے ان دنوں خیری صاحب کا بڑے درجہ کا دشمن تھا۔ انہی ایام میں خیری صاحب کا ہندوستان واپس جانے کا خیال ہوا۔ اب سوال یہ پیدا ہوا کہ ان کا جانشین کون ہو۔ ان کو اس بات کا بیحد خوف تھا۔ کہ ان کے جانے کے بعد کہیں نافع چلپی ان کی گدی پر نہ بیٹھ جائیں اور یہ "جماعت اسلامیہ" (جس کو وہ شاید سونے کی چڑیا خیال کرتے تھے) ان کے ہاتھ میں نہ آ جائے۔ انہوں نے ایسا کیا کہ جملہ مسلمانان برلن کو اکٹھا کر کے اپنا جانشین مقرر کرنا چاہا۔ اس جلسہ کے لئے انہوں نے اپنے رقیب نافع چلپی کو کوئی دعوت نامہ نہ بھیجا

گدی کیلئے مقدمہ بازی کی دھمکی

غرض جلسہ ہوا۔ اور ایک شخص حافظ منظور الدین دصلوی ان کے جانشین مقرر ہوئے مگر چلپی صاحب ان کو کہاں آرام اور چین سے بیٹھنے دیتے تھے انہوں نے دوسرے ہی دن بذریعہ وکیل حافظ مذکور کو ایک خط لکھوایا کہ جس مجلس میں وہ جماعت اسلامیہ کا صدر مقرر ہوا ہے وہ خلاف قانون تھی۔ کیونکہ اس میں جملہ مسلمانان برلن و ممبران جماعت اسلامیہ کو دعوت نہیں دی گئی تھی لہذا وہ۔۔۔۔۔ اپنے آپ کو صدر کہلانے کا مجاز نہیں ہے اور وہ فوراً اپنا استعفےٰ پیش کر دے ورنہ اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائیگی (یہ ان لوگوں کی اسلامی اخوت اور برادری کا ایک اور نمونہ ملاحظہ ہو) یہ خط پڑھ کر حافظ منظور الدین "صدر جماعت اسلامیہ" کے اوسان خطا ہو گئے اور انہوں نے فوراً اپنا استعفےٰ داخل کر دیا

پروفیسر خیری کی درخواست

اب کیا تھا پروفیسر عبد الجبار صاحب کو سخت ندامت اٹھانی پڑی اور بہت تلملائے وہی حریف جن کے پنجہ سے وہ "جماعت اسلامیہ" کو نجات دلوانا چاہتے تھے اب کامیاب ہوتا نظر آتا ہے اسی حیرانی کی حالت میں وہ میرے پاس آئے اور سارا قصہ سنایا اور کہا۔ کہ آپ ایک منظم جماعت کے نمائندہ ہیں مسجد کے امام ہیں اور ایک مستقل مشن کے ہیڈ ہیں لہذا آپ جماعت اسلامیہ کی سرپرستی قبول کر لیں۔

میرا جواب

میں نے پروفیسر صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے عرض کیا۔ کہ اول تو میں یہاں نووارد ہوں مقامی حالات سے بخوبی واقف نہیں ہوں۔ دوسرے مسلمانان برلن کی شب و روز کی خانہ جنگیوں سے بیزار ہوں اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ بموجب آپ کے قواعد کے صدر صرف وہی شخص ہو سکتا ہے جو کہ کم از کم ایک سال سے آپکی جماعت کا ممبر ہو مگر میں تو آپ کا ممبر بھی نہیں ہوں اور مجھے یہاں آئے ہوئے صرف چھ ماہ کا عرصہ ہوا ہے۔

پروفیسر خیری کی "ایمانداری"

اس پر صدر "جماعت اسلامیہ" نے جو الفاظ مجھے کہے وہ بہت ہی افسوسناک تھے۔ انہوں نے ایک ایسے فعل پر آمادگی ظاہر کی جو دیانت کے سراسر خلاف تھا جس پر میں نے کہا۔ کہ بس۔۔ آپ کا یہی اسلام ہے اور آپ اسی اسلام کی اشاعت و تبلیغ کرنا چاہتے ہیں؟ اس واقعہ سے قارئین کرام کو جماعت اسلامیہ کے صدر کا "اخلاص" معلوم ہو گیا ہوگا۔ چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

جماعت اسلامیہ کی "کامیابیاں اور کام"

نامہ نگار مذکور نے آخر پر جماعت اسلامیہ کی کامیابیاں اور کام کے متعلق لکھا ہے کہ "اس کی تفصیل کے لئے صفحے کے کالم درکار ہیں"۔ کاش کہ بجائے ۲ کالم سیاہ کرنے کے صرف ایک آدھ صفحہ ہی اس کام اور کامیابی کے متعلق لکھ دیا ہوتا جس پہ اتنا ناز ہو رہا ہے۔ مگر خوب یاد رہے کہ

این خیال است و محال است و جنوں

آج کل زمانہ بہت ترقی کر گیا ہے پبلک جاہل نہیں رہی محض الفاظ و مضامین سے کچھ نہیں بنتا جماعت اسلامیہ کو اس پر ناز ہے کہ اس نے ایک تاتاری مسلمان کو جو پاسپورٹ کی مصیبت میں پھنس گیا تھا جیل خانہ سے نجات دلوائی ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کی مدد کرنا فرض اسلامی ہے اگر جماعت اسلامیہ نے ایک دفعہ کسی ایسے مسلمان کی مدد کی ہے تو ہم نے بارہا ایسا کیا ہے۔ اسی طرح اگر جماعت اسلامیہ نے ایرانی شاعر فردوسی کی ہزار سالہ برسی منائی ہے۔ تو

جرمن سوسائٹی کا عدیم النظیر اجتماع

ہماری جرمن مسلم سوسائٹی کو ۸ر نومبر کو جو شاندار کامیابی ہوئی اس کی نظیر تاریخ برلن میں ملنی مشکل ہے۔ مسجد کا وسیع ہال برقعایاں تک کہ گرجم لیکچر کا وقت ۸½ بجے شام تھا۔ مگر ۸ بجے کے بعد کوئی جگہ خالی نہ تھی۔ ۸½ بجے کھڑا رہنے کو بھی کوئی جگہ نہ تھی اور اکثر احباب کو با دل نخواستہ واپس جانا پڑا۔ اخباروں کے نمائندے اور فوٹو گرافر کثیر تعداد میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ — یوم جمعہ ۵ شوال المکرم ۱۳۵۳ھ — نمبر ۳

احمدیہ ہوسٹل

ایک نہایت مفید تعمیری قدم

گزشتہ سالانہ جلسہ پر قوم نے جن ضروری کاموں کو انجام دینے کا عزم کیا ہے ان میں احمدیہ ہوسٹل کے قیام کا فیصلہ خاص اہمیت رکھتا ہے۔ ہمارے خیال میں افراد سلسلہ کو اس کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ احمدیہ ہوسٹل کے قیام کی تجویز ۲۶ دسمبر ۱۹۳۴ء کی صبح کو احمدیہ کانفرنس میں پیش ہو کر منظور ہوئی۔ یہ ایک ایسا اجتماع تھا جس میں ہر ایک فرد سلسلہ کو کامل آزادی کے ساتھ اظہار خیال کا پورا موقعہ حاصل تھا۔ چنانچہ اس تجویز کے ہر ایک پہلو پر مختلف دوستوں نے اپنے قیمتی خیالات پیش کئے اور قوم نے اس ... کو ہر لحاظ سے مفید اور ضروری سمجھ کر عملی جامہ پہنانے کا ارادہ کیا۔ ہوسٹل کی آمد سے زائد اخراجات کا تخمینہ تقریباً ایک سو روپیہ ماہوار قرار پایا۔ کہ مستقل طور پر ایک سو روپیہ ماہوار کا انتظام ہونے پر اس کام کو شروع کر دیا جائے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت قوم سے اپیل کی۔ اور اس کار خیر کے لئے مستقل طور پر ایک ایک روپیہ ماہوار دینے والے سو آدمی مانگے۔ احباب نے صدائے امیر پر گرمجوشی سے لبیک کہی۔ تقریباً ۷۵ دوستوں نے اسی وقت وعدے کرنے اور نام لکھانے کے لئے ابھی ۲۵ باہمت اور درکار ہیں۔

ہر اس قوم کے لئے جو زندہ رہنا اور ترقی کرنا چاہتی ہے اپنی آئندہ نسل کی فکر اور اپنے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کا خاص اہتمام ضروری ہے ہماری جماعت بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتی۔ نوجوان قوم کے جسم کے اندر تازہ خون کا درجہ رکھتے ہیں جس طرح صحیح خون کی تیاری کے بغیر صحت و حیات طویل ناممکن ہے۔ اسی طرح باہمت بہترین تعلیم و تربیت یافتہ اور اعلیٰ جسمانی و اخلاقی قوت رکھنے والے نوجوانوں کے بغیر کوئی قوم زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہ سکتی۔ ہماری قوم کے سامنے دنیا کا سب سے بلند نصب العین ہے ایسا بلند کہ دنیا کی کوئی بلندی و بلند خیالی اس کی ہمسری نہیں کر سکتی۔ یہ بات تقاضا کرتی ہے کہ ہم اپنے بچوں اور نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کی طرف غیر معمولی توجہ دیں۔

ہندوستان میں تعلیم کا مسئلہ پیچیدہ ہو رہا ہے۔ سرکاری و غیر سرکاری ترقی تعلیم اس حقیقت کا بزبان حال اقرار کر رہے ہیں کیونکہ موجودہ نظام تعلیم کے نقائص اظہر من الشمس ہیں۔ حکومت اور مختلف اقوام ہند کی ضروریات و مفاد کے تضاد نے اس پیچیدہ مسئلہ کو پیچیدہ تر بنا دیا ہے۔ دیگر خرابیوں کے علاوہ موجودہ نظام تعلیم میں ایک بہت بڑی کمزوری یہ ہے کہ اس میں مذہبی و اخلاقی تربیت کا مطلق خیال نہیں رکھا گیا مگر موجودہ حالات میں ہم اس نظام تعلیم سے قطع تعلق نہیں کر سکتے۔ اور اپنی دینی و قومی ضرورتوں سے تو کسی حالت میں بھی تغافل نہیں برتا جا سکتا۔ اس مشکل کا اب تک جو حل سوچا گیا ہے وہ یہی ہے کہ ایسے سکول و کالج قائم کئے جائیں جن میں دنیوی تعلیم کے ساتھ دینی و اخلاقی تعلیم و تربیت کا بھی انتظام ہو۔ اسی خیال کے ماتحت ہماری انجمن دو ہائی سکول چلا رہی ہے جن میں دینی و دنیوی تعلیم کا خاطر خواہ انتظام موجود ہے۔ اور یہ دونوں درسگاہیں اپنے مقصد قیام کے لحاظ سے بہت بڑی حد تک کامیاب ہیں لیکن موجودہ مذہبی و سیاسی حالات کی تعلیم [illegible]

تاہم ابھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کسی کالج کا قیام بھی سر دست مشکل ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ موجودہ سرکاری و غیر سرکاری کالجوں کی فضا میں مادہ پرستی لامذہبی اسراف مغربیت اور فیشن پرستی کے نامبارک اخلاق کش جراثیم کثرت سے موجود ہیں۔ ان کے تعلیم یافتہ ان توقعات کو ہرگز پورا نہیں کر سکتے جو قوم اپنے نوجوانوں سے رکھتی ہے ہم یقین کرتے ہیں کہ احمدیہ ہوسٹل کا قیام موجودہ حالات میں اس مشکل کا واحد ممکن حل ہے۔

لاہور شمالی ہندوستان میں سب سے بڑا تعلیمی مرکز ہے صوبہ کے اکثر نوجوان اعلیٰ تعلیم کے لئے یہاں آتے ہیں احمدیہ ہوسٹل کے قیام سے کم از کم ان طلباء کے لئے جو کالجوں کے یا پرائیویٹ ہوسٹلوں میں رہ کر ہمدردانہ نگرانی و سرپرستی کے بغیر رہتے ہیں انجمن کی زیر نگرانی رہائش اور دینی تعلیم و تربیت کا اعلیٰ اور کم خرچ انتظام ہو جائے گا۔ حضرت امیر و دیگر بزرگوں کے ارشادات سننے کا انہیں کثرت سے موقعہ ملتا رہے گا۔ اور اس طرح وہ مادہ پرستی مغربیت اور فیشن پرستی سے محفوظ رہنے کے علاوہ دینی تعلیم سے بہرہ ور ہو کر نہایت اچھے اور پرجوش احمدی بن جائیں گے۔

علاوہ ازیں احمدیہ ہوسٹل کا قیام احمدی طلباء کے والدین اور سرپرستوں کیلئے اقتصادی طور پر بھی نہایت مفید ہوگا کالج کے طلباء اسراف اور فیشن پرستی کی وبا کا بہت جلد اور بری طرح شکار ہو جاتے ہیں۔ ان کی یہ بیماری والدین اور سرپرستوں کے لئے زیر باری کا باعث بنتی ہے۔ اس کے علاوہ بسا اوقات وہ ناتجربہ کاری اور عدم واقفیت کی وجہ سے اپنی جائز ضرورتوں پر زیادہ خرچ کر ڈالتے ہیں۔ لاہور بڑا شہر ہونے کی وجہ سے اپنے اندر سینما وغیرہ قسم کی بعض ایسی بری دلچسپیاں بھی رکھتا ہے جو نوجوانوں کے اخلاق کے علاوہ ان کے تعلیمی مشاغل پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں۔ وہ ان دلچسپیوں میں گرفتار ہو کر بعض اوقات اپنے اصل مقصد کو فراموش کر دیتے ہیں۔ احمدیہ ہوسٹل کے قیام سے یہ تمام مشکلات دور ہو جائیں گی طلباء کی دینی تعلیم کے علاوہ ان کے اخراجات اور اخلاق کی پوری پوری نگرانی کی جائے گی۔ کالجوں کی نسبت کم مصارف میں ان کے لئے عمدہ خوراک اور رہائش کا انتظام کیا جائیگا۔ اس طرح ان کے مصارف تعلیم میں نمایاں تخفیف ہو جائے گی جیسا کہ اکثر احباب کو معلوم ہے کہ قبل ازیں بھی ایک مرتبہ احمدیہ ہوسٹل قائم کیا گیا لیکن انجمن روپے کی کمی کی وجہ سے اس کو جاری نہ رکھ سکی۔ لہٰذا اب کے اس کے لئے پہلے ہی مستقل آمد کا انتظام ضروری سمجھا گیا۔ جو احباب وعدہ لکھا چکے ہیں وہ باقاعدگی سے ایک روپیہ ماہوار چندہ کے بھیجتے رہیں۔ ان کے علاوہ باقی صاحب استطاعت افراد سلسلہ میں سے ۲۵ ایسے آدمی تلاش کرنے چاہئیں جو اس معمولی بار کو بخوشی اٹھانا قبول کر لیں۔ ہمارے خیال میں [illegible] زیادہ سے زیادہ مئی تک ہوسٹل کا قائم ہو جانا ضروری ہے تاکہ کالجوں میں داخل ہونے والے طلباء کے قیام کا بندوبست ہو سکے۔

آخر ہم اس مفید تجویز کے محرک جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کا شکریہ ادا کرنا [illegible] اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے میں بھی غیر معمولی حصہ لینگے۔

لاہور میونسپلٹی میں مسلمانوں کی نیابت

یہ ایک نہایت افسوسناک اور ناقابل برداشت حقیقت ہے کہ مسلمان لاہور کی آبادی کا ۵۸ فیصدی ہیں لیکن میونسپلٹی میں ان کی نشستیں ۴۹ فیصدی سے بھی کم ہیں جس بے دردی سے پنجاب کی اس سب سے بڑی میونسپلٹی میں اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کیا گیا ہے اس کی مثال ملنی مشکل ہے مسلمانوں کو اپنی اس ... حق تلفی کا عرصہ سے احساس تھا لیکن وہ ڈالس کمیٹی کی سفارشات کی وجہ سے خاموش تھے اخبار بین حضرات کو یاد ہوگا کہ چند سال ہوئے۔ یہ تحقیقاتی کمیٹی حکومت نے لاہور میونسپلٹی کے معاملات کی جانچ پڑتال کے لئے مقرر کی تھی۔ اس نے بڑے زور سے مسلمانوں کی نشستوں میں اضافہ کی سفارش کی تھی۔ امید تھی وزارت لوکل سیلف گورنمنٹ اس سفارش کو عملی جامہ پہنائے گی جس کی صورت یہ تھی کہ میونسپل انتخاب سے پہلے نئے اسلامی وارڈ تجویز کئے جاتے مگر یہ امید پوری نہ ہوئی انتخاب ہو چکا ہے۔ اور مسلمانوں کو ۵۰ نشستوں میں سے صرف ۱۹ حاصل ہوئی ہیں حالانکہ وہ کم از کم ۲۵ کے حقدار تھے۔ وزارت سیلف گورنمنٹ کی اس غفلت پر مسلمانوں کا پیمانہ صبر لبریز اور مہر سکوت ٹوٹ چکی ہے تمام اسلامی حلقوں میں اس زبردست بے انصافی پر طوفان احتجاج برپا ہے۔ اور مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ حکومت جو نشستیں بذریعہ نامزدگی پر کرنے والی ہے ان میں سے کم از کم چھ مسلمانوں کو دی جائیں۔ یہ مطالبہ ہر لحاظ سے معقول اور مبنی بر انصاف ہے چنانچہ گزشتہ جمعہ کے روز جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے بھی اس کے متعلق ایک تجویز اتفاق رائے سے منظور کر کے ارباب حکومت کو بھیجی گئی ہے۔ امید ہے کہ حکومت مسلمانوں کے اس جائز مطالبہ کو منظور کر کے اپنی دانشمندی کا ثبوت دیگی۔

آنریبل وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ کی خدمت میں

اس معاملہ کا سب سے زیادہ تعلق آنریبل وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ سے ہے اس لئے قدرتی طور پر مسلمانوں کی حق تلفیوں کی ذمہ داری بھی ان پر ہوگی لہٰذا ہم وزیر موصوف کی خدمت میں چند الفاظ خاص طور پر عرض کرنا چاہتے ہیں۔

میونسپل انتخاب سے پہلے موصوف کو کئی مرتبہ ڈالس کمیٹی کی سفارش کی طرف توجہ دلا کر مسلمانوں کی نشستوں میں اضافہ کی درخواست کی گئی جس کا جواب خاموشی میں ملتا رہا۔ چند روز ہوئے گورنر پنجاب کے پرائیویٹ سیکرٹری کی ہدایت کے مطابق وزیر موصوف سے استدعا کی گئی کہ آپ اس معاملہ کے متعلق گفتگو کرنے کے لئے ایک سرکردہ مسلم وفد کو ملاقات کی اجازت دیجئے اس ضروری درخواست کا بھی ابھی تک کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ ان کی اس خاموشی کی وجہ سے اسلامی حلقوں میں تشویش و اضطراب لمحہ بہ لمحہ ترقی کر رہا ہے اور یہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ مسلمانوں کی استدعاؤں کو وزیر موصوف حسب معمول نظر انداز کر رہے ہیں۔ اگر چند روز اور یہی حالت باقی رہی تو یہ احساس لاہور کی حدود سے نکل کر صوبہ کے تمام اسلامی حلقوں میں پھیل جائیگا۔ اور جو طوفان احتجاج و اضطراب آج کل لاہور میں برپا ہے اس کی لہریں پنجاب کے طول و عرض میں اٹھتی ہوئی نظر آئیں گی اس لئے ہماری درخواست ہے کہ وزیر موصوف اپنی پہلی فرصت میں مسلمانان لاہور کے جائز مطالبات کو پورا کر کے اپنی رواداری اور انصاف پسندی کا ثبوت دیں۔ صوبے کی اکثریت کو غیر مطمئن رکھنا ان کے [illegible] نہیں۔

سپین مشن کیلئے نئی قربانی

ایثار پیشہ و قابل فخر باپ بیٹے کی خط و کتابت

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے مضمون مندرجہ صفحہ اول میں جناب سید امجد علی شاہ صاحب اور ان کے صاحبزادے سید اسلم علی شاہ صاحب میڈیکل سٹوڈنٹ کے مابین جس خط و کتابت کا ذکر کیا ہے۔ وہ درج ذیل کی جاتی ہے۔ (مدیر)

سید اسلم علی شاہ صاحب کا خط

از لاہور ۳ر جنوری ۱۹۳۵ء

قبلہ ام جناب والد صاحب بزرگوار سلامت دام اقبالہ

السلام علیکم۔ علاوہ اور چند ضروری باتوں کے ایک بہت اہم بات پیش کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ اس بات کا اظہار از حد سنگ دلی اور عزیز و اقارب سے بے پروائی کا نشان ہوگا۔ لیکن پھر بھی حکم قرآنی کو افضل خیال کر کے اس "گستاخی" کا مرتکب ہوتا ہوں۔ یعنی جس چیز کو آج تک آپ نے اپنا محبوب سمجھا ہے اور ہر دین و دنیا کی بہتری پر مقدم کیا ہے اس کے لئے میں بھی اپنی طبیعت میں کشش پاتا ہوں۔

اس چھوٹی سی تمہید کے بعد میں آپ کو ایک "غمگین کن خوشی" کی گھڑی کا انتظار دلانا چاہتا ہوں۔ یعنی میں سپین مشن کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں۔ خدا استقامت بخشے

جس دن سے میں نے وہ کارڈ (سپین عید کارڈ) دیکھا ہے اس دن سے میں اپنی طبیعت میں ایک خوشی اور ہیجان پاتا ہوں۔ اور مجھے اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ میں اسی مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔

مجھے جس دن سے ہوش آیا ہے اسی دن سے ایک خیال میرے دل میں جاگزین تھا جب کبھی میں کوئی رذیل شرارت کرنے لگتا تھا تو ضمیر اندر سے آواز دیتی تھی کہ کسی دن تیری سوانح حیات کوئی لکھے گا۔ تو اس میں یہ دھبا رہے گا تو میں رک جاتا تھا۔ اور شعور آنے کے بعد میں نے دنیا کے ہر پہلو پر نظر دوڑائی۔ اور تقریباً ہر قسم کی زندگیوں کو دیکھا لیکن کہیں طبیعت کی مناسبت نہ پائی۔ آج مجھے خداوند کریم نے میری کامیابی کا راستہ نمایاں طور پر دکھا دیا ہے۔

جب سپین جانے کا خیال میرے دل میں آتا ہے تو جس خوشی کی لہر میرے چہرے پر دوڑ جاتی ہے اس کا بیان کاغذ پر ہونا از حد مشکل ہے۔

مجھے آج تک اپنے کام میں کبھی راحت نہ ہوتی تھی۔ لیکن سپین کے خیال سے ایک ایسی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ جو ایک دولھا بننے والے نوجوان کو اپنا سامان شادی دیکھ کر ہوتی ہے۔

میرا آئندہ پروگرام

اس عظیم مہم کے لئے میرا چھوٹا سا دماغ جو فیصلہ کر سکا وہ یہ ہے کہ پہلے انتہائی کوشش جلد سے جلد کالج کی تعلیم ختم کرنے کی جائیگی اور اس کے بعد ۱۹۳۶ء میں تعلیم قرآن اور اسکے لوازمات کے حصول میں خرچ کیا جائے گا۔ اور ۱۹۳۷ء کے شروع سے لیکر ۱۹۳۹ء کے اختتام تک میرا ہر منٹ سپین کی تیاری میں صرف ہوگا اور بہرحال بفضل خدا ۱۹۳۹ء کے اختتام تک خادم دین اسلام کا پرچم ہاتھ میں لئے ہوئے قرآن کی تلوار کھینچے ہوئے اور سیرت کا جھنڈا لئے ہوئے کفر و الحاد کے خلاف جنگ کرنے کے لئے سپین کی سرزمین کو اپنے خون میں رنگین کرنے کے لئے اس دور افتادہ سرزمین میں سعت آراء ہوگا۔

میرے خیال میں بیوقوف ہے وہ انسان۔ جو خدا کی رحمت بٹتے وقت لبیک نہ کہے۔

میری مہم کی دشواریاں

میں یہ جانتا ہوں۔ کہ یہ کام سہل نہیں۔ ہزاروں دشواریوں سے پُر ہے۔

(۱) ممکن ہے شہزادہ لطیف والا نیک انجام میرا بھی ہو۔ اس سے بہتر اس دنیا سے حاصل نہیں۔

(۲) ممکن ہے کہ ساری عمر جیل کی ہوا کھانی پڑے۔ یہ بھی عین راحت ہوگی۔ کیونکہ میں نے اپنی زندگی آپ کے منشاء کے مطابق کبھی سہل بنانے کی کوشش نہیں کی۔

(۳) ممکن ہے کہ ساری عمر کے جنج و پکار سے ایک اینٹ بھی اس راستہ میں نہ رکھ سکوں۔

(۴) یہ بھی ممکن ہے۔ کہ میں ہی ڈگمگا جاؤں۔

جہاں یہ باتیں ممکن ہیں وہاں یہ بھی ممکن ہے کہ منشاء ایزدی میں آپ کی دعاؤں کی بدولت مجھے **طارق ثانی** کے نام نامی کا سزاوار بنانا مقصود ہو۔ آمین۔

مجھے اجازت دیجئے

مجھے آپ اجازت بخشیں کہ میں اس ارادہ کو اپنے محرک دل میں جاگزین کر دوں جس جگہ پر لفظ مٹنے کے لئے لکھا جاتا ہے کیونکہ انسانی زندگی اتفاقات کی بنی ہوئی ہے اور آج ایک خیال آتا ہے کل مٹ جاتا ہے۔ لیکن آپ اجازت بخشیں کہ میں اسے مشتہر کر دوں تاکہ بزرگوں اور دوستوں اور عزیز و اقارب کے تکرار سے یہ نیک ارادہ گہرے حروف میں کھد جائے۔ تاکہ پھر مصائب کا پانی اسے مٹا نہ سکے۔ کیونکہ صرف تکرار سے ہی چیزیں ثبات پکڑتی ہیں۔

گو اس وقت مجھے ایک سو دو ۱۰۲ درجہ کا بخار ہے۔ لیکن پھر بھی اس خط کو لکھتے وقت آپ اگر میری حالت دیکھیں۔ تو ضرور اجازت دیدیں۔ آپ مجھے عید سے پہلے اجازت دیدیں تاکہ عید کے موقع پر میں ہر عید کارڈ کے ساتھ اس ارادہ کا اظہار کر دوں اور لوگ اپنی رائیں اس پر دیں تاکہ یہ ارادہ عدا ایمان تک پہنچے۔

ہمارے اسلاف

اگر ہم اپنے اصل کی طرف دیکھیں تو حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کا خون ابھی تک ہماری رگوں میں رواں ہے اور حضرت امام حسینؑ کی قربانی کا نقشہ ابھی تک اس دل کی تختی پر منقش ہے حضرت امام جعفر صادق کی بے نیازی اور علم زہد و تقویٰ کا خیال ابھی تک اس بھول جانے والے دماغ نے بھلایا نہیں۔ ہمارا ضمیر کسی ذلیل مٹی سے نہیں بنا۔ ہندوستان کی سرزمین میں آنے کے بعد سے خیرات کی روٹی کے لئے ہی رہ گیا لیکن اب تک ہمارا پیٹ اس آگ سے بھی پاک ہے۔

آج تک ہم نے دین کو تعلقات۔ زندگی۔ مال و دولت سب پر مقدم کیا ہے۔ اجازت دیں کہ میں بھی اس نیک رشتہ میں منسلک ہو جاؤں جس میں آپ ہیں۔

بلند ارادوں سے بلند پروازی کی طاقت پیدا ہوتی ہے

میں جانتا ہوں کہ ہر کار خیر کے لئے ہمیشہ مصائب انتظار کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ کام خوان یغما نہ ہوگا اور ہزاروں ناکامیاں پیش آئیں گی۔ لیکن ناکامیوں سے انسان انسان بنتا ہے اور پیہم کامیابی۔ راحت عناصر پرستی اور بزدلی پیدا کرتی ہے۔

علاوہ ازیں سپین کی فتح کا خیال میرے لئے ایسا ہی ہے جیسے ایک بچے کے لئے رستم سے پنجہ کرنے کا۔ لیکن بلند ارادوں سے ہی بلند پروازی کی قوت پیدا ہوتی ہے۔

میرا ایمان ہے کہ ذرائع کے سوا انسان کچھ نہیں کر سکتا اس لئے میں اس کام کیلئے ذرائع اور اسباب مہیا کرونگا۔ بجائے اس کے کہ میں اپنے آپ کو بازار میں پھینک دوں تاکہ لوگ مجھ پر قیمت لگائیں

میں انجمن پر اپنا بار نہیں ڈالونگا

میں اس کام کی تکمیل کے لئے حتی الامکان انجمن سے بے نیاز رہونگا۔ اپنا پیٹ اپنے ہاتھ کی کمائی ہوئی سوکھی روٹی سے بھرونگا اور اگر زاد سفر نہ ہوگا تو پیادہ پا یا جس طرح بھی اور صورت ہوگی بہرحال حتی الامکان میں اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر اس کام کو ہاتھ میں لونگا۔

چاہے انجمن مجھے نامزد کرے یا نہ کرے میں بفضل خدا آپکی اجازت کے بعد کسی چیز کو رکاوٹ خیال نہ کرونگا۔

میرا مقصد اس خط سے یہ نہیں کہ انجمن کے اراکین کی رائے زنی کے لئے مجھے آپ بے نقاب کر دیں کیونکہ ابھی تک اس دھونکنی میں سوائے ہوا کے کچھ نہیں۔

میں یہ نہیں چاہتا کہ یہیں سے میرا دماغ سہارے کی تلاش شروع کر دے کیونکہ پست ہمتی سے یہ کار خیر سر انجام نہ ہوگا۔

آپ کو یہ خیال نہ آئے کہ میں اس خیال کے سبز باغ دیکھ کر ایک جھوٹی عزت کے لئے کھو یا گیا ہوں۔

میں نے آج تک دوسروں کی رائے کو اپنے متعلق کبھی کوئی اہمیت نہیں دی میں از حد استقلال اور بردباری اور تحمل اور صبر سے اس خدا کی ذات سے اس کام کی تکمیل کے لئے توفیق چاہونگا۔

درخواست دعا

میں اب آج سے ہی اپنی تمام کوششیں کالج کی پڑھائی پر صرف کرونگا اور کوئی اور کتاب نہ پڑھونگا جب تک پاس نہ ہو جاؤنگا۔ دعا کریں۔ خداوند کریم کامیابی بخشے۔ اور اس کے بعد پھر التجا کرتا ہوں کہ اجازت بخشئے اس نیک کام کی۔ اور دعا کریں کہ خداوند کریم استقامت اور کامیابی بخشے اور آئندہ عموماً اس کا ذکر کرتے رہیں تاکہ یہ ارادہ عدا ایمان تک پہنچے آمین

میں دعا کی درخواست پر اس خط کو ختم کرتا ہوں۔

دعا کریں کہ خداوند کریم اپنی رحمت سے اس عظیم الشان کام کے لئے اس حقیر مٹی کے ڈھیر کو جو ابھی انسان کہلانے کا اہل نہیں چن لے آمین۔

میں ان دقتوں کو جن پر آپ کی نظر ہوگی، سوچ چکا ہوں۔ لیکن قربانی کے سوا اس دنیا سے کچھ حاصل کرنا مشکل

مغرب میں تبلیغ اسلام

ہسپانیہ کی دوسری اسلامی فتح

از ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ نائب صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ہمارے انگریزی اخبار لائٹ نے جو ہسپانیہ پر دوسری اسلامی فتح کی تحریک کی ہے کہ اگر آج سے ایک ہزار سال قبل حضرت طارق بن زیاد نے ایک چھوٹے سے دستہ فوج سے اس ملک کو فتح کیا اور مسلمانوں کے آپس کے نفاق اور افتراق کیوجہ سے وہاں کے لاکھوں مسلمان رومن کیتھولک عیسائیوں کے جبر و تشدد سے مغلوب ہو کر سمندر میں غرق کئے گئے یا تہ تیغ کئے گئے اور آج سوائے الحمرہ و کارڈووا کی عالیشان عمارات کے ان کا نام و نشان باقی نہیں رہا۔ اب جبکہ ہسپانیہ اسلام کے پیغام کو سننے کیلئے تیار ہے۔ اور کیتھولک عیسائیت کا خود وہاں پر خاتمہ ہو چکا ہے۔ یہ وقت ہے کہ اسلام کی روحانی تلوار سے اس ملک پر دوسرا دھاوا کیا جائے۔ پچھلے پانچ چھ ماہ میں اسی اخبار کی تحریک سے ایک روپیہ اور آٹھ آنہ ماہوار سے اس فنڈ میں تین ہزار سے زاید روپیہ جمع ہو چکا ہے۔ عید رمضان کو بطور "سپین ڈے" منانے کی تحریک کی گئی ہے۔ اور اس غرض سے نہایت ہی خوشنما باتصاویر اور پر مغز عید کارڈ جاری کئے گئے۔ جن کی قیمت صرف ۲؍ فی کارڈ ہے۔ تاکہ مسلمان حضرات بجائے دوسرے کارڈوں کے ان کارڈوں کو استعمال کریں۔ ماسوائے ازدیاد ایمان کے جو ان کارڈوں کے مضمون سے حاصل ہوتا ہے اس فنڈ کو بھی تقویت پہنچتی ہے۔ بعض اسلامی اخباروں نے یہ سوال اٹھایا ہے۔ کہ کیا مغرب میں تبلیغ کی بجائے خود ہندوستان میں تبلیغ پر روپیہ خرچ کرنا بہتر نہ ہوگا۔ اس کے جواب میں غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے چند معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں

۱۔ مغرب میں تبلیغ اسلام کی غرض

سوائے اس کے نہیں کہ اعلائے کلمۃ اللہ ہو۔ اور اس کفرستان میں بھی اذان اللہ اکبر اور اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ و اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی آواز آوے اور قرآن مجید اور اسوہ حسنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت ہو چنانچہ اس وقت تک یورپ کی تین زبانوں میں انگریزی، ڈچ اور جرمن میں قرآن مجید کا ترجمہ ہو چکا ہے اول الذکر دونوں زبانوں کا ترجمہ چھپ چکا ہے۔ آخر الذکر یعنی جرمن کا عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ چھپنے والا ہے۔

۲۔ مشرق میں بھی تبلیغ سے ہم غافل نہیں۔

ہندوستان میں تین ہزار سے زیادہ اچھوت گذشتہ تین چار سال میں ہم مسلمان کر چکے ہیں۔ اعلےٰ طبقہ کے ہندو اور عیسائی اصحاب بھی بڑی تعداد میں تعلیم اسلام سے متاثر ہو چکے ہیں۔ بلکہ بہت سے حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں۔ جاوا میں ایک بڑی بھاری کارکن جماعت پیدا ہو گئی ہے۔ جو کہ خود کل انڈونیشیا بلکہ جاپان اور چین تک اسلام کے پیغام کو پہنچا رہی ہے۔ ڈچ ترجمہ قرآن اس چھوٹی سی جماعت نے شائع کیا ہے۔ اور چار اخبار ڈچ زبان میں اس جماعت کے نکل رہے ہیں۔ اور خود ڈاکٹر زویمر نے اپنے رسالہ مسلم ورلڈ میں اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ اس تحریک سے ان ممالک میں عیسائیت کی بڑھتی ہوئی رو بالکل بند ہو چکی ہے بلکہ ہزاروں کی تعداد میں وہ مسلمان جو عیسائی ہو گئے تھے اسلام کی طرف واپس آرہے ہیں۔ چینی زبان میں بھی حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت کا ترجمۃ القرآن خود وہاں کے لوگ چھاپ رہے ہیں۔

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام

صرف مشرق کے لئے نہ تھا۔ بلکہ مغرب و مشرق دونوں کے لئے تھا۔ چنانچہ قرآن مجید میں صاف طور پر ارشاد ہے "للعالمین نذیرا" یعنی کل جہاں کے لئے نذیر اور رسول اور آپ نے خود صاف طور پر فرمایا بُعِثْتُ اِلَى الْاَسْوَدِ وَ الْاَحْمَرِ یعنی میں سیاہ سفید سب کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ اس لئے اس پیغام کو صرف ہندوستان یا ایشیا تک محدود سمجھنا اور یورپ کو اس سے محروم رکھنا آپ کے پیغام کی اہمیت کے خلاف ہے۔

۴۔ اندلسی کا خطاب

ہمارے کرم فرما مولوی ظفر علی خانصاحب نے کئی سال سے ہم کو اندلسی کا خطاب دے رکھا ہے۔ اس وقت سپین مشن کا کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ کچھ تعجب نہیں کہ اللہ کے فضل سے اس ملک میں پیغام حق کو پہنچا سکیں اور اس خطاب کے صحیح طور پر مستحق ہوں۔ آمین

عدو شود سببِ خیر گر خدا خواہد۔

۵۔ مغرب میں ہمارا پیغام کیا ہے؟

اس کے متعلق میں صفائی سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب ۱۹۱۸ء میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب لنڈن میں تبلیغ اسلام کے لئے تشریف لے گئے۔ اور انہوں نے حضرت مولانا نور الدین صاحب مرحوم سے دریافت کیا کہ میں وہاں پر کیا تبلیغ کروں تو آپ نے فرمایا کہ صرف لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تبلیغ کرو جب لوگوں کے ذہن نشین یہ کلمہ ہو جاوے تب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کرو۔

سب کو علم ہے۔ کہ ووکنگ مشن کی ابتدا سے ہی غیر فرقی پالیسی رہی ہے۔ کہ ہم یورپ میں فرقوں کی بحث کو تبلیغ اسلام کے لئے سم قاتل سمجھتے ہیں۔ کیونکہ عیسائیت سے متنفر کا باعث بھی اس کی فرقہ دارانہ تعلیم ہے۔ جو کہ ایک دوسرے سے اتنے جدا ہیں کہ علیحدہ مذہب ہیں۔ مگر اسلامی فرقے سب کے سب اصولی اختلاف نہیں رکھتے۔ فروعات میں اختلاف ہے۔ اس لئے اس بحث کو درمیان میں لانا اصل تعلیم سے دور جانا ہے۔

جرمن مسلم مشن اور آسٹریا میں مشن اور دوسرے ہمارے جس قدر یورپ میں مشن ہیں

سب اسی ایک پالیسی پر ہیں اور یہی پالیسی انشاءاللہ تعالیٰ سپین مشن کی ہوگی۔

۶۔ چالیس مومن دنیا کو فتح کر سکتے ہیں۔

صحیح حدیث ہے۔ پس اپنے اندر ایمان پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے فتح نصرت کا اللہ تعالیٰ کا خود وعدہ ہے اور "مغرب سے طلوع آفتاب" کی جو حدیث ہے اسکا بھی یہی مطلب ہے۔ کہ مغرب میں آفتاب اسلام کا طلوع ہوگا یہ مطلب نہیں کہ قرب قیامت میں نظام شمسی کا نقشہ بدل جائے گا۔

۷۔ ہسپانیہ یورپ کا سب سے مغربی کنارہ ہے

جہاں پر ایک دفعہ پوری شان سے آفتاب اسلام چمک کر اور تمام یورپ کو منور کر کے غروب ہو چکا ہے۔ کچھ تعجب نہیں۔ کہ ان بہادران اسلام کی راکھ سے پھر اسلام کی چنگاڑی بھڑک اٹھے اور اسلام کا آفتاب دوبارہ چمکے اور تمام یورپ کی اقوام کو حلقہ بگوش اسلام کرے۔

۸۔ یورپ خود اس وقت اسلام کا پیغام قبول کرنے کو تیار ہے!

اور موجودہ زمانہ کے یورپین محققین کی یہی رائے ہے۔ کہ موجودہ یورپین مادی تہذیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی قیادت کے بغیر مزید ترقی نہیں کر سکتی۔ اور کامل اور گورے۔ اور اونے اور اعلے۔ کی تمیز بجز پیغام اسلام کے دور نہیں ہو سکتی۔ حال میں (Whether Islam) ایک کتاب ایک انگریز پادری نے لکھی ہے اس کا یہی مضمون ہے۔ اس کے علاوہ بیسیوں اور محققین ہیں جن کی یہی رائے ہے۔ اس لئے اب وقت ہے کہ کمر ہمت باندھ کر اس خدمت کو سرانجام دیا جائے۔ اور جو لوگ کہ اس کام کی اہلیت رکھتے ہیں۔ چاہے احمدی ہوں یا غیر احمدی ان کو اس مبارک تحریک میں مدد دی جائے۔

۹۔ یورپ اگر مسلمان ہو جائے تو ایشیا خود بخود مسلمان ہو جائے گا۔

اس لئے کہ یورپین خیالات ہی ہیں جو اس وقت کل مادی دنیا پر حکومت کر رہے ہیں اگر ان کو یہ بات سمجھ میں آجائے۔ کہ تہذیب کے نقص دور کر کے اس کو درجہ تکمیل تک اسلامی برادری اور وحدت ہی پہنچا سکتی ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ ایشیا اس برکت سے محروم رہے۔

۱۰۔ مسلمانی در کتاب و مسلماں در گور

کسی بزرگ کا قول ہے۔ اس وقت جو چیز کہ غیر اقوام کو اسلام سے دور رکھ رہی ہے وہ خود مسلمانوں کا آپس کا افتراق ہے۔ اور ایک دوسرے کو کافر کہنا ہے۔ اور ان کا اپنا برا نمونہ ہے۔ ورنہ اگر ان کا نمونہ اچھا ہوتا۔ تو مدت کا اسلام تمام دنیا پر حاوی ہو گیا ہوتا۔ اصول اسلام سے تو اس وقت بھی کسی کو انکار نہیں۔ بلکہ سب اقوام ان اصولوں پر آہستہ آہستہ کاربند ہو رہی ہیں۔ صرف ہمارا غیر اسلامی رویہ ہے۔ جو دوسرے لوگوں کے لئے موجب ابتلا ہے۔ اور ہماری تباہی کا موجب بنا ہوا ہے۔ خود حدیث شریف میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ "میری قوم پر کوئی باہر کا دشمن کبھی مسلط نہ ہو سکے گا۔ ان کی بربادی خود ان کے آپس کے تشتت و افتراق سے ہوگی"۔ ہسپانیہ میں بھی یہی ہوا۔ جب مسلمان مٹھی بھر تھے۔ اگرچہ تفرقے تھے مگر وہ کامیاب تھے۔ مگر جب ان کے حسد بغض و کینہ اور باہمی کفر بازی نے ترقی کی۔ تو باوجود کثرت کے تباہ و برباد ہو گئے۔

خدا نہ کرے۔ ہندوستان میں بھی ہماری یہی نوبت آنے والی ہے۔ ہمارا آپس کا نفاق۔ اور بغض و حسد ترقی پر ہے۔ اور ہمارے پاس کوئی ہتھیار باقی نہیں رہا۔ سوائے اس کے کہ ایک دوسرے کو گالیاں دیں۔ اور کافر بنائیں۔ اگر ہم نے اپنے حالات کو نہ بدلا تو تعجب نہیں۔ کہ ہم بھی ہندوستان سے اس طرح سے نکالے جائیں۔ جیسے کہ ہسپانیہ سے نکلے۔ یا ہندوستان میں رہ کر اچھوت کہلائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اس روز بد سے بچائے۔ آمین۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ اسلام کو سب دینوں پر غالب کرے گا یہ یقیناً پورا ہو کر رہے گا اگر ہم اس وعدہ کی اہمیت کو نہ سمجھیں گے تو ہم مٹ جاویں گے مگر ہمارے بعد اور آویں گے جن کے ہاتھوں سے یہ الٰہی نوشتہ پورا ہو کر رہے گا۔

دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہم کو صحیح بصیرت عطا فرماوے اور ہم سب کے سب کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو مضبوط پکڑ کر واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کے حکم پر کاربند ہوں اور باوجود اپنے باہمی اختلاف کے اسلام کی خدمت کے لئے متحد ہو جاویں پھر یقیناً سمجھو کہ اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا اور اس کی نصرت اور آوے گی اور اسلام کو کامیاب کر کے رہے گی۔ آمین۔

جس بات کو کہے کہ کروں گا میں بالضرور ... ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے چند تبلیغی کارنامے

۱۔ ووکنگ مشن جو یورپ کا سب سے پہلا اسلامی مشن ہے اسی انجمن کے ممبروں کی قربانیوں سے قائم ہوا اور ۱۹۱۴ء تک اس کے زیر نگرانی کام کرتا رہا اب علیحدہ ٹرسٹ کی زیر نگرانی کام کر رہا ہے۔

۲۔ جرمن مسلم مشن ۱۹۲۴ء میں برلن دارالخلافہ جرمن میں قائم کیا گیا اور قریب ایک سو جرمن مسلمان ہو چکے ہیں

۳۔ دی آنا مشن۔ آسٹریا کے دارالخلافہ میں ۱۹۳۱ء کے شروع میں قائم کیا گیا۔

۴۔ جاوا مشن۔ جاوا اور سماٹرا کے ۵ کروڑ مسلمانوں کو عیسائیت کی دستبرد سے بچانے کے لئے ۱۹۲۴ء میں قائم کیا گیا۔

۵۔ برلن دارالخلافہ جرمنی میں یورپ کے عین وسط میں ۱½ لاکھ روپے کے خرچ سے عظیم الشان مسجد بنوائی گئی۔

۶۔ قرآن شریف کا ترجمہ یورپ کی تین زبانوں میں ہو چکا ہے۔ انگریزی میں تیس ہزار کاپی اب تک چھپ چکی ہے ڈچ ترجمہ جاوا مشن کی زیر نگرانی ایک دو ماہ میں مطبع سے نکلنے والا ہے۔ جرمن ترجمہ مکمل ہے۔ طبع باقی ہے۔

۷۔ سیرت نبوی کا ترجمہ ذیل کی زبانوں میں ہو چکا ہے۔ انگریزی، ترکی، البانوی، پولش، اٹالین، جاوی، ملائی، ڈچ، چینی، ہندی، سندھی، بنگالی، گورمکھی، تامل، گجراتی، سیامی کو...

(مرزا یعقوب بیگ پبلشر نے حمایت اسلام پریس لاہور میں باہتمام شیخ ... احمدیہ بلڈنگس احمدیہ لاہور سے شائع کیا)

بلکہ ناممکن ہے۔

دعا کریں کہ وہ وقت عنقریب لائے جس دن آپ مجھے اپنی دعاؤں کے ساتھ اس سرزمین کے لئے رخصت کریں۔ آمین۔

آپ کا پیارا بیٹا
اسلم

جناب سید امجد علی شاہ صاحب کا جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ملتان ۶ر جنوری ۱۹۳۵ء

عزیزم اسلم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

تمہارا خط ملا۔ اس دنیا کا وہ قانون جس میں کوئی استثناء نہیں "موت" ہے۔ کل من علیہا فان ہر ایک چیز یا نفس کا کسی چیز یا نفس سے تعلق یقیناً بہت جلد ختم ہو جاتا ہے اس کے بعد دوسرا قانون جو ہر جگہ حاوی ہے، وہ یہ ہے کہ "موت کا کوئی وقت نہیں"۔ اور ہم تو اب درحقیقت اپنی زندگی گذار چکے۔ قویٰ میں ضعف آنا شروع ہو گیا اعضاء نے یکے بعد دیگرے جواب دینا شروع کر دیا جس کے یہ معنی ہیں کہ موت وارد ہو چکی ہاں تکمیل باقی ہے۔ منشاء الٰہی کا علم نہیں وہ شاید کتنا لمبا عرصہ یہاں رکھنا پسند فرمائے۔

تو وہ عرصہ خواہ کتنا ہی لمبا ہو۔ بہرحال متاع قلیل ہے یہ حقیقت وہ ہے جو ہر کافر ومسلم کے سامنے ہے اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

حیات بعد الموت

اس کے علاوہ ایک تیسرا قانون جو ان دونوں سے زیادہ یقینی ہے۔ مگر اس کو دیکھنے اور سمجھنے کے لئے ایک اور نظر بصیرت درکار ہے وہ "حیات بعد الموت" ہے اور اس تمام گورکھ دھندے کو بنانے اور چلانے والا ہمیں واضح طور پر بتاتا ہے کہ جو تعلقات اس دنیا میں نیکی اور صلاحیت پر مبنی ہونگے وہ آئندہ نہ ختم ہونیوالی زندگی میں قائم رہینگے۔ ۔ ۔ ۔ اس کے بعد اپنے واقعات کو لو۔ گو محبت صرف اللہ تعالیٰ سے ہونی چاہیئے اور باقی ہر جگہ سلوک خواہ وہ محبت کا ہو یا کسی اور طرح کا۔ اسی کے حکم کی تعمیل اور رضاجوئی کے لئے ہونا چاہیئے۔

میرا دل جذبہ پدری سے خالی نہیں

مگر دیکھنا یہ ہے کہ ہماری بشریت میل کس طرح رہی ہے جس قدر میں نے عمر خرچ کی۔ اس سے جو کچھ حاصل کیا اس کا جزو کثیر تمہاری زندگی کی بہتری اور آرام کے حصول میں لگا دیا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے اپنی استطاعت کے مطابق تمہاری کسی خواہش کو جو تمہاری عاقبت یا دنیا پر برا اثر ڈالنے والی نہ ہو کبھی رد نہیں کیا۔ یہ میں نے اس امر کے اظہار کیلئے لکھا ہے کہ میرا دل ان جذبات سے خالی نہیں جو باپ کو بیٹے کے متعلق ہو سکتے ہیں اور اس میں تعلق اور علیحدگی کا احساس بھی اسی اندازہ سے ہونا چاہیئے۔

دنیوی زندگی چند روزہ ہے

جب یہ صورت ہے تو وہ کون باپ ہوگا جو چند روزہ محبت کو عدم کر کے دائمی مفارقت کو گوارا کرے۔ اللہ تعالیٰ اس معاملہ میں مجھے ایمان زیادہ سے زیادہ مضبوط عطا فرمائے۔ اس دنیا میں آ کر چند دن آگے اور چند دن پیچھے مر جانے کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتا۔ جس طرح میں اپنی دنیوی ضرورت کے لئے اپنے اہل وعیال اور عزیز و اقارب کو چھوڑ کر یہاں بیٹھا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ یہ ضرورت کے ماتحت ایک عارضی علیحدگی ہے ہم پھر جلد اکٹھے ہو جائینگے یہ ہماری کمزوری بشری ہے کہ ہم اس میں رنج کھاتے ہیں اور یہ بشری کمزوری اللہ تعالیٰ نے بشر کی فطرت میں رکھی ہے جو اپنی حد کے اندر ہو تو رضائے الٰہی اور ابدی زندگی کا ذریعہ بنتی ہے۔ میرے دل میں یہ خیال کبھی نہیں آیا۔ کہ تمہاری اس دنیا میں جوانی یا کمائی کو اپنا سہارا بناؤں اس شرک سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بچایا۔ اور وہ خود میرے ضروریات کا کفیل رہا۔ اور انشاء اللہ رہے گا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر انسان کو دنیا کی تنگی آ بھی جائے تو ایک بیماری کی طرح ختم ہو جانیوالی چیز ہے آخر زندگی ہی کتنی ہے جس کے ساتھ وہ تکلیف وابستہ رہ سکتی ہے۔

تمہاری خواہش میری دلی تمنا ہے

باقی یہ خواہش ہو سکتی ہے کہ اولاد آنکھوں کے سامنے رہے اور ہم اس کی خوشیوں کو دیکھ کر خوش ہوں تو اس پر میں اپنے آپ سے پوچھتا ہوں کہ کتنے دن، کن قویٰ اور کس زندگی اور کس سانس کے بھروسہ پر پس میرے عزیز میں تمہاری اس مفارقت کو جو گو اس دنیا کے لوگوں کی نظروں میں دائمی ہو لیکن حقیقتاً ابدی زندگی حاصل کرنے کیلئے ہو۔ اس خوشی کی نگاہ سے دیکھتا ہوں، جس خوشی سے ایک باپ اپنے بیٹے کو صبح کسی ایسے کام پر روانہ کرتا ہے جہاں سے اسے امید ہے کہ شام کو یہ ہزاروں یا لاکھوں روپیہ لیکر میرے پاس واپس آ جائیگا میں نے کتنے سانس اور لینے ہیں کہ ان میں تم کو سامنے رکھنے کے لئے تمہاری ابدی زندگی اور اپنی عاقبت کو خراب کروں تمہاری یہ خواہش میری وہ تمنا ہے جو ہمیشہ ایک مقصد کے رنگ میں میرے دل میں رہی ہے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری ہمتوں میں بلندی، ارادوں میں مضبوطی اور کوششوں میں برکات عطا فرمائے۔ آمین۔

چند ضروری امور

یہ جواب ہے میرا تمہارے خط کے لحاظ سے لیکن یہیں ختم نہیں ہو جاتا۔ اس کے کچھ اور پہلو بھی ہیں جن کو مدنظر رکھنے کے بغیر کوئی فلاح انسان حاصل نہیں کر سکتا۔ ان میں سب سے افضل یہ ہے کہ کبھی اپنی کوشش پر امید مت رکھو۔ اگر تم کسی بہت بڑی کامیابی کی امید لگا کر کسی کام کا ارادہ کرو تو یہ شرک ہے اگر تم اپنے آپ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی مثال کی تقلید کی توفیق اللہ تعالیٰ سے پانے کی دعا اور امید کرتے ہو۔ تو ایسے کام کا ارادہ کرو، ورنہ مت نام لو۔ کیونکہ اس شرک کے نتیجہ میں فطری ناکامیاں انسان کے لئے سخت ٹھوکر کا باعث بنتی ہیں صرف فرض ادا کر کے اپنے اصل میں ملنے کا خیال ہو اور بس۔ ما ارسلناک علیہم حفیظا ان علیک الا البلاغ کا پیغام افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا جاتا ہے۔

والدہ کا حق

دوسرا امر جس کو میں اجازت کی شرط کے طور پر پیش کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ تمہاری والدہ کا حق تم پر مجھ سے بہت زیادہ ہے اور تم نے اپنے خط میں کچھ نہیں لکھا کہ مجھے خط ان کی اجازت لیکر لکھا یا نہیں۔ میں حضرت مولانا نور الدین علیہ الرحمۃ کو بہت بڑا روحانی زندگی کا مالک سمجھتا ہوں۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب روم اور روس یا یونان کی لڑائی شروع ہوئی میں نوجوان تھا۔ میں نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ ہم اتنے بھائی ہیں آپ مجھے اجازت دیدیں کہ میں خدا تعالیٰ کے راستہ میں اس جہاد میں شریک ہو جاؤں۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ جب میں مرونگی تو کیا تم میرے جنازے پر بھی نہ ہوگے اور اجازت نہ فرمائی" (آپ کی والدہ بڑی خدا پرست بزرگ تھیں آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے توحید والدہ کی گود میں سیکھی لیکن یہ بشری کمزوری تھی) چنانچہ آپ صرف اس لئے کہ والدہ نے اجازت نہ دی۔ اتنے بلند ارادہ سے رک گئے لیکن اس اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اتنا قبول فرمایا۔ کہ آپ کو اس جہاد کی توفیق دی جو اس جہاد سے بدرجہا افضل تھا۔ ہاں تو آپ فرمایا کرتے کہ والدہ کے اجازت نہ دینے کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں ہمارے حالات ہی اس قسم کے ہو گئے۔ کہ والدہ جب فوت ہوئیں تو ان کا کوئی بیٹا بھی جنازہ میں شریک نہ تھا بہرحال یہ اپنا اپنا فرض ہے تم اپنے فرض کو اسی سنت کی پیروی میں مدنظر رکھو۔ تمہاری والدہ کی قلبی کیفیت گو اولاد کی طرف سے مبنیہ کجی کجی نہم والانفتہ ہے لیکن مجھے امید ہے کہ وہ تمہیں اس نیک کام کی اجازت دینے میں دریغ نہیں کرینگی اور وہ میرے ساتھ اس خیال میں شرکت کرینگی۔ کہ ہماری عمریں کتنی ہے اگر ہم مر گئے تو ہمارے لئے تمہارا اچھا جانا بے معنی ہے۔ اگر زندہ رہے اور تم نے اللہ کے راستہ میں کچھ کام کئے تو یہ اس دنیا میں بھی ہماری خوشی اور تقویت کا باعث ہونگے اور اس طرح خدا کے رستے میں پھلتے پھولتے معلوم کرنے کی خوشی اس ظاہری آنکھ سے دیکھتے رہنے سے بدرجہا زیادہ ہوگی اور ظاہر دیکھنے کا بھروسہ ہی کیا ہے۔

عزیزہ سلمہ کے خط میں ایک فقرہ تھا جس میں اس نے تمہارے ارادہ کی طرف اشارہ کیا اور لکھا کہ "خدا ثابت قدم رکھے اور اس نیک ارادے میں کامیاب کرے"۔ مجھے اس جذبہ سے خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اسے بھی اپنی عاقبت سنوارنے کے مواقع اللہ تعالیٰ عطا فرمائے۔ آمین۔ اس سے مجھے یہ خیال تو ہوا کہ تم نے اپنی والدہ سے ذکر کیا ہے لیکن حصول اجازت کے متعلق تم نے لکھا نہیں۔ ان سے اجازت لو۔

نظام کے ماتحت کام کرنے کا عہد کرو

دوسری شرط اجازت کی یہ ہے کہ نظام کے ماتحت کام کرنے کا عہد کرو اور بعض اختلاف طبائع یا اختلاف رائے کی بنا پر بزرگان سلسلہ کی رائے کی تحقیر نہ کرو۔ اور اپنی رائے کو سب پر مقدم نہ کرو۔ یہ میں نہیں کہتا یہ اصول قرآن کریم کا سکھایا ہوا ہے۔ جس کے بغیر کسی کام میں برکت نہیں ہو سکتی۔ دنیا میں معصوم انسان اتنے کمیاب ہوتے ہیں کہ نایاب کہہ سکتے ہیں ہر ایک میں کوئی نہ کوئی پہلو بشری کمزوری کا ہوتا ہے لیکن کوئی پہلو نہایت بلند یا یہ قابل تقلید وحصول ہوتا ہے اور اس قابل ہوتا ہے کہ انسان اسکی روشنی سے اپنے دل کو روشن کرے کمزوری کو دیکھنے والی نکتہ چین نگاہ ہمیشہ اس نور سے محروم رہ جاتی ہے اور جب نکتہ چینی کی عادت ہو جائے تو انسان کہیں سے بھی کوئی فیض نہیں پا سکتا۔

ارشاد قرآنی

کام کے متعلق قرآن کریم کے مندرجہ ذیل ارشاد کو علیحدہ لکھ کر رکھ لو۔ اور اس کے مطابق اپنی طبیعت بناؤ۔

فما اوتیتم من شیء فمتاع الحیٰوۃ الدنیا وما عند اللہ خیر وابقیٰ للذین اٰمنوا وعلیٰ ربہم یتوکلون ۝ والذین یجتنبون کبٰئر الاثم والفواحش واذا ما غضبوا ہم یغفرون ۝ والذین استجابوا لربہم واقاموا الصلوٰۃ وامرہم شوریٰ بینہم ومما رزقنٰہم ینفقون ۝ سورہ الشوریٰ رکوع ۴ پارہ ۲۵

جو کوئی چیز تم کو دی گئی ہے وہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے (اس میں عقل بھی شامل ہے اور اسی طرح بطور خادم کے الٰہیات بھی استعمال ہونی چاہئیے جیسے مال وغیرہ متاع) اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں اور جو لوگ بڑے گناہوں اور بےحیائی کی باتوں سے بچتے ہیں اور جب غصہ میں آئیں تو معاف کر دیتے ہیں اور جو اپنے رب کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور ان کا امر آپس میں مشورہ سے ہوتا ہے اور اس میں سے جو ہم نے ان کو دیا خرچ کرتے ہیں۔

ارشاد نبویؐ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ جماعت اور اطاعت امیر د

چیزوں کی اطاعت کی سخت تاکید فرمائی۔ اور حکم دیا کہ امیر کی اطاعت کرو خواہ وہ گنجے سر والا حبشی ہو۔ حکم دیا۔ سفر میں دو آدمی ہوں تو اپنا ایک امیر مقرر کر لو۔

ہمارا قابل فخر امیر

ہمارا امیر تو خدا کے فضل سے اس وقت دنیا کا بہترین خدا ترس انسان ہے۔ آنے والی نسلیں ان کے نام سے برکت ڈھونڈیں گی۔ آج ہمیں ان کی توجہ اور دعاؤں سے فائدہ حاصل کرنے کے موقعے حاصل ہیں اور ہم اس کی قدر نہیں کرتے کیونکہ وہ میری کے مدعی نہیں۔ خوب یاد رکھو یہ اطاعت اطاعت اولو الامر ہے جس کی قرآن تاکید فرماتا ہے۔ اطاعت نہ کرنے والا اور ہر چیز کو اپنی عقل کے ترازو میں تولنے والا محروم رہ جاتا ہے اس امت پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ اس نے یہ حقائق اپنی کتاب میں اس کے سامنے رکھدیئے جو انبیاء سابق کی نظر سے بھی پوشیدہ تھے۔

سرکشی اور عقل کا غرور سب سے بڑا شیطان ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضرؑ (عبداً من عبادنا بالفاظ قرآن) کے واقعہ سے عبرت پکڑو اور عقل کا غرور سب سے بڑا شیطان ہے اس سے ہمیشہ اپنے آپ کو محفوظ رکھو۔ اللہ تعالیٰ حامی و ناصر ہو۔ جماعت کے اندر اپ نمونے تم کو مل جائیں گے اگر نظر تعمق سے دیکھو کہ چھوٹی چھوٹی ہستیاں جنہوں نے اطاعت کو اپنا شعار بنا یا ہوا ہے۔ اپنے ہم کی برکات کے لحاظ سے ان بزرگ ہستیوں پر سبقت لیجاتی اور زیادہ بارآور معلوم ہوتی ہیں جن میں اس رنگ کی فضیلت موجود ہے مگر اس اطاعت کے جوئے کو انہوں نے برداشت نہیں کیا ۔

این فضیلت بزور بازو نیست — تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اگر ان دو شرائط کو پورا کر سکو۔

(۱) والدہ کی اجازت۔

(۲) اطاعت ہونے والا امیر کا عہد

تو اس کے متعلق اسی خط پر اس کے نیچے نوٹ دیکر بھیجدیں اگر ہو سکے تو جیسے پہلے یہی عہد کارڈ میں میرا یہ خط مع تمہارے اپنے خط کے جو میں واپس کر رہا ہوں حضرت امیر کی خدمت میں بھیجدیں اور کارڈ اپنی طرف سے والنٹیر کے عہد کے ساتھ بھیجیں کریں میری طرف سے دس روپیہ بھی ڈالدیں تاکہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون کا احترام ہو۔

دعا

اللہ تعالیٰ تمہارے ارادوں اور عمر میں برکات دے اور تمنائیں وافقات کے رنگ میں دیکھنی نصیب کرے۔ اس وقت تمہارے ایمان کی مضبوطی کے لئے ایک واقعہ سناتا ہوں اللہ تعالیٰ کا محبوب انسان حضرت مولانا نور الدین علیہ الرحمۃ جب زندگی کے آخری دنوں میں بستر پر تھے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ طاقت بہت کم ہو چکی تھی بڑی تکلیف سے بات کرتے تھے جو مشکل سے سمجھ میں آتی تھی۔ جب میں نے ان میں ہاتھ دیا۔ آپ نے دیکھا مجھے کھینچا اور سینہ مبارک پر میرا سر رکھا اور دعا دی۔ میری دس دن کی رخصت ختم ہو گئی میں واپس لوٹنے پر مجبور ہوا۔ آپ وصیت تحریر کرا چکے تھے اور ترجمہ قرآن کریم کا [illegible] کرنے کی وصیت بھی میری موجودگی کا معاملہ ہے جب میں نے رخصت کے ختم ہونے کے متعلق عرض کر کے اجازت چاہی اور ہاتھ میں ہاتھ [illegible] بزرگ میرے ہاتھ کو پکڑے رکھا اور آنکھیں بند کر کے دعا فرمانے [illegible] میرے منہ پر ہاتھ پھیرا۔ اور فرمایا "تمہارا باپ بڑا [illegible] آدمی تھا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ضائع نہیں کریگا" میرا ایمان ہے کہ اس بزرگ کے یہ الفاظ برکات سے خالی نہیں۔ میں نے اپنی عمر خراب اور ضائع کر دی۔ خدا کرے کہ یہ الفاظ تمہاری ذات کے ساتھ

پورے ہوں۔ کہیں تو آخر انہوں نے پورا ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق اور برکت دے۔ (آنسو کا نشان) یہ ایک قطرہ اس پانی سے ہے جو اس واقعہ کی یاد نے آنکھ سے نکال دیا۔ والسلام

خاکسار:۔ امجد

جب آپ کا خط آیا اس کے پہلے ہی صفحہ دیکھنے کے بعد میں کچھ ایسا از خود رفتہ ہو گیا کہ میں نے اُسے ایک ہی ورق سمجھا۔ آج خط لکھنے کے بعد دوبارہ اٹھایا تو دو ورق پائے اس کو پڑھنے سے مجھے اوّل تو یہ معلوم ہوا کہ ناکامی ظاہر کے امکان کے متعلق جو میں نے لکھا ہے اس کا اندازہ تم نے پہلے سے کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ ذہانت میں برکت دے۔

ایک وضاحت طلب امر

ایک امر اس میں ایسا ہے جس پر کچھ مزید وضاحت کی ضرورت ہے جو آپ کی تحریر میں اسوقت سے پہلے مجھے معلوم نہ تھا۔ میں نے ہمیشہ اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ سہارے یا دوسرے کی روٹی پر خیال رکھنے سے تبلیغ کا کام کبھی نہیں ہوتا اس میں کامیاب وہی ہو سکتا ہے جس کے دل میں خود ہی ایک آگ ہو۔ اس لئے جب میں یہ کہتا ہوں کہ اپنے آپ کو شوریٰ اور امیر کی اطاعت میں رکھو تو اس میں کسی سہارا لینے کا خیال نہیں۔ ہاں خدا اور رسول کے حکم کے خلاف چل کر اپنی ذات پر اعتماد حرام ہے جہاں حکم الٰہی بے نیازی کا تقاضا کرتا ہے وہاں بے نیاز ہو جاؤ۔ اور جہاں حکم الٰہی گداگری کے لئے ہو وہاں محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح دست سوال پھیلا کر اصحاب سے گھروں کے اثاثہ تک مانگ لو جب نیت تعمیل حکم کی ہو تو وہ فعل پست ہمتی نہیں ؎

خلاف پیمبر کسے رہ گزید — کہ ہرگز نخواہد بمنزل رسید

انجمن کی برکت سے قطعاً بے نیاز نہ ہو

انجمن اگر تم کو نہ بھیجے تو تم آزاد ہو پھر سوال ہی کوئی نہیں۔ اور اگر انجمن تم کو نامزد کر دے تو خدا توفیق دے اور انشاء اللہ دیگا۔ کہ تم انجمن سے پیسہ نہ لو لیکن کیا تم ان ہزارہا دعا استغفار الٰہی کی دعاؤں سے بھی بے نیازی کا اظہار کر سکتے ہو جو جماعت کے رنگ میں تمہارے ساتھ ہونگی۔

آخر انجمن کا تعلق تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔ مفید مشورے، ہدایات، علوم دین میں وقتاً فوقتاً رہنمائی وغیرہ

جماعت کی برکت سے بے نیازی کبھی اچھا پھل نہیں لاسکتی

رائے زنی سے مت ڈرو

انجمن کے اراکین کی رائے زنی کے متعلق تمہارا فقرہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ اگر انجمن کے کچھ اراکین کچھ ناگوار رائے زنی بھی کریں۔ تو اس سے خوف کیوں ہو۔ عزیز من! تم نے خود اس اصول کو تسلیم کیا ہے کہ مخالفتیں اور ناگوار باتیں ہمیشہ سننی پڑتی ہیں یہ دھونکنی کی ہوا سوا نگا ہونگے کسی حقیقت کو پیدا نہیں کر لی۔ اعلان اس پر مخالف و موافق آرا یہ سب توفیق الٰہی ہو تو ہوا کو حقیقت بنانیوالی ہوتی ہیں اس کو خیال میں بھی نہیں لانا چاہیئے ہر جگہ اس ذکر کو پہنچنے دو جیسا کہ تم نے خود کہا ہے کہ یہ استقامت کا ذریعہ ہے۔ اعلان کا لفظ تم نے خود استعمال کیا ہے تو اس سے انجمن مستثنےٰ کیوں ہو۔ اپنے بزرگوں کی اس میں تحقیر ہے یہ شق اوّل کی ہوگی۔

اعلان حضرت امیر کی زبان مبارک سے ہونا چاہیئے

تیرا اعلان سے کسی برکت کی فال نہیں لونگا اگر یہ کسی اہل کی زبان سے [illegible] اور اس کے اہل ہمارے حضرت امیر کے سوائے اور کوئی [illegible] حضرت امیر کے مشورہ اور حکم سے باہر ہونا میں احکام قرآن، رسول کے خلاف سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ تمہارے ارادوں

میں برکت دے اور استقامت بخشے۔ سنت رسول کے مطابق جماعت کو برکت سمجھو۔ اللہ تعالیٰ غیر متوقع طور پر اسباب خود جلد سے جلد پیدا کر دے گا۔

فضل الٰہی پر بھروسہ رکھو

اپنی ہمت اور کوشش پر اعتماد مت کرو۔ بلکہ فضل الٰہی پر کرو۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرو کہ یہی تمام کامیابیوں کی کنجی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم ہے کہ مل کر کام کرو۔ یہ مل کر کام کرنے کا سوال ہے کسی کا سہارا لینے یا دست نگر ہونے کا سوال نہیں اور تم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت حضرت امیر کے ہاتھ پر کر چکے ہو وہ عہد قائم ہے اور یہ حکم حضرت مسیح موعود کا ہے اللہ تعالیٰ، رسول اور نائب رسول سب کے مقابلہ میں اپنی رائے کو زیادہ وقعت نہ دو کہ یہ ہلاکت کا راستہ ہے اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔ والسلام

امجد علی

ترکی قوم

کو بدنام کرنے کی افسوسناک کوشش

لاہور کے بدگو اخبار احسان میں ایک ترک کی طرف سے احمدیت کی مخالفت میں ایک مضمون درج کر کے لکھا گیا ہے کہ یہ مضمون ترکوں کے اخبار النفرہ میں شائع ہو چکا ہے۔ اخبار "النفرہ" قریباً شروع سے ہمارے پاس آتا ہے تاہم احتیاط کے طور پر میں نے یکم ستمبر ۱۹۳۴ء سے ایکر ۵ار دسمبر ۱۹۳۴ء (جو سب سے آخری پرچہ آیا ہے) تک کے سب پرچوں کو غور دیکھا۔ ان میں اس قسم کا کوئی مضمون درج نہیں ہوا۔ جہاں تک میرا خیال ہے اس سے پہلے بھی ہماری جماعت کے خلاف اس میں کبھی کوئی مضمون شائع نہیں ہوا پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ ترکی جیسی روشن خیال قوم کی سلطنت میں ہندوستان کے تاریک خیال ملاؤں کی طرح کے آدمیوں کا باقی رہ جانا نہایت تعجب خیز ہے روشنی اور تاریکی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں اس لئے ترکی سلطنت میں احسان اور زمیندار کی ذہنیت کے آدمیوں کا بنینا محال ہے اسی سلطنت میں ہماری کتب سیرۃ خیر البشر اور رسالہ اصول اسلام ترکی زبان میں ترجمہ ہو کر مقبول عام ہو چکے ہیں اور اب ہمارے ایک ترک دوست حضرت امیر کے ترجمۃ القرآن کی مدد سے قرآن کریم کا ترکی ترجمہ کر رہے ہیں جو انشاءاللہ عنقریب شائع ہونے والا ہے۔ ان حالات میں یہ لکھنا کہ ہندی ملانوں کی ذہنیت کے ترک سلطنت ترکی میں موجود ہیں۔ ترکی قوم کی روشن خیالی پر حملہ ہے۔ گذشتہ پندرہ سولہ سال سے ہمارا لٹریچر باقاعدہ ترکی میں پڑھا جا رہا ہے لیکن کسی ایک شخص نے بھی اس کے خلاف آواز نہیں اٹھائی .... یہ ترکی قوم کی ہتک کے مترادف ہے کہ یہ لکھا جائے کہ وہ ایسی معقول تعلیم اسلام کو رد کرتی ہے جیسے ہماری جماعت پیش کر رہی ہے (خاکسار محمد منظور الٰہی)

جمع تھے۔ ایرانی سفیر خود تشریف لائے اسی طرح یونیورسٹی کے پروفیسر اور دیگر سرکاری حکام موجود تھے تلاوت قرآن کریم کے بعد جلسہ کا افتتاح خاکسار نے کیا۔ ازاں بعد جناب کاظم زادہ صاحب کے دو لیکچر ہوئے فارسی اور اطالوی میں اشعار پڑھے گئے۔ جلسہ کے بعد حاضرین کی بسکٹ وغیرہ سے تواضع کی گئی۔ اور اس جلسہ کے اخراجات جرمن مسلم سوسائٹی نے خود برداشت کئے۔

کاش جماعت اسلامیہ کو اپنی آنکھ کا شہتیر نظر آتا اور اپنی اصلاح کی کوشش کرتی۔

حبیب الرحمان کے مضامین کی ایک خصوصیت

اگر ناظرین کرام حبیب الرحمان کے وہ مضامین جو اس نے یہاں کی نام نہاد جماعت اسلامیہ کی شان اور تعریف میں لکھے ہیں بغور پڑھیں تو صاف معلوم ہوگا۔ کہ اگر ایک مضمون میں کسی ایک کارکن کا نام ہوتا ہے تو دوسرے میں وہ غائب اور اس کی جگہ کوئی اور آج کسی کو بطور صدر پیش کیا جاتا ہے تو کل اس کا پتہ ندارد۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ حبیب الرحمٰن چونکہ خود طالبعلم ہے۔ لہٰذا اس کا دیگر طالبعلموں سے اکثر میل جول رہتا ہے اور جونہی کوئی نیا طالب علم برلن آتا ہے۔ یہ اس کو اپنے پھندے میں پھنسانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کو کبھی صدارت کا ٹکٹ دیا جاتا ہے اور کبھی خزانچی کا نو وارد طالب علم چونکہ اصل حالات سے ناواقف ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے پھندے میں پھنس جاتا ہے۔ لیکن جونہی چند دنوں کے بعد اس کو ان حضرت کے افعال شنیعہ کا علم ہوتا ہے وہ بیزار ہو کر ان سے اور ان کی نام نہاد جماعت اسلامیہ سے الگ ہو جاتا ہے۔

حبیب الرحمان کی منطق

اب حبیب الرحمان کی منطق ملاحظہ ہو۔ ایک مضمون میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے عیسائیوں اور مسلمانوں کے برگزیدہ نبی حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سخت سے سخت گالیاں دیکر عیسائیوں کے کلیجہ کو چھلنی کیا ہے اور کہ جرمن پبلک سے پر زور اپیل کی جائیگی کہ وہ اس جماعت کا وجود یہاں سے مفقود کر دے۔" میں اس وقت اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا کہ اس میں کہاں تک صداقت ہے اس کا تفصیلی جواب پیغام صلح کی ۲۷ نومبر ۱۹۳۴ء کی اشاعت میں شائع ہو چکا ہے ایک بات ضرور عرض کرونگا اور وہ یہ کہ حبیب الرحمان خوب جانتا ہے کہ جس یسوع کے متعلق حضرت مرزا صاحب نے سخت الفاظ استعمال کئے ہیں وہ خدا کا برگزیدہ نبی نہیں بلکہ عیسائیوں کا خود تراشیدہ خدا ہے جس کو الوہیت کے تخت پر بٹھانا تو درکنار ایک معمولی انسان کا رتبہ بھی نہیں دیا جا سکتا۔ پھر ہم پر یہ الزام دیا جاتا ہے کہ ہم اسلام کی تبلیغ نہیں کرتے بلکہ در پردہ عیسائیت کی تبلیغ کرتے ہیں چنانچہ قبلہ حضرت مولانا محمد علی صاحب کے نام کے ساتھ پادری کا لفظ لکھا جاتا ہے اور اب میرے نام کے ساتھ بھی یہ لفظ لکھنا شروع کر دیا ہے۔ جس سے مراد صرف اس قدر ہے کہ ہم اصل میں عیسائیت کے مبلغ ہیں۔ واہ کیا خوب، ایک طرف ہم پر عیسائیوں کے برگزیدہ نبیؑ کی توہین کا الزام لگایا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف ہم عیسائیت کا پرچار کرتے ہیں ؎

ببیں عقل و دانش بباید گریست

حبیب الرحمان صاحب کے خفیہ ذرائع

اب ان کی خفیہ پولیس ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں کہ ہم کو اتفاق سے ایک بہت معتبر اور خفیہ ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس تقریب (یعنی ایرانی شاعر فردوسی کی ہزار سالہ برسی) پر دو تین قسم کے جھنڈا ور آلات سماع مہیا کئے جانیوالے ہیں جو کہ مسجد میں بجائے اور سنے جائینگے۔" شاید یہ جھنڈ حبیب الرحمان کے گھر بج رہے ہونگے جبکہ وہ یہ سفید جھوٹ لکھ رہا ہوگا۔ اس سے قارئین کرام کو اس کے معتبر اور خفیہ ذرائع کا بھی علم ہو گیا اور ان کی ایمانداری بھی عیاں ہو گئی۔

حبیب الرحمان کی دو رنگی

حبیب الرحمان لکھتا ہے کہ اب اس نے اور اس کی جماعت نے قطعی فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ وہ مسجد سے قطع تعلق کر لیں۔ اور آئندہ ان سے کسی قسم کا تعلق نہ رہے گا۔ کیونکہ یہ فرقہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔" مگر ان کا عمل اس کے برعکس ہے چند ماہ ہوئے انہوں نے درخواست کی تھی کہ ان کو جرمن مسلم سوسائٹی کا ممبر بنا لیا جائے۔ چنانچہ ان کا پُر شدہ فارم داخلہ ہمارے پاس محفوظ ہے۔ مگر ہم نے ان کی اس درخواست کو رد کر دیا۔ کیونکہ ہمیں ایسے بے اصول آدمیوں کی ضرورت نہیں ہے۔ اب ۱۶ ماہ حال کو ایک کارڈ لکھا جس میں یوں مخاطب ہوئے ہیں " پیارے اسلامی بھائی" اور اختتام پر لکھا ہے "مع اسلامی سلام" اس شخص سے کوئی پوچھے کہ اگر ہم کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں تو ان الفاظ کے کیا معنی؟ کاش اس کا ظاہر و باطن ایک ہوتا۔ اور وہ اس نامناسب روش کو چھوڑ کر اسلام کی کوئی خدمت کرتا۔ والسلام

خاکسار

۱۹ دسمبر ۱۹۳۴ء　　عبداللہ امام مسجد برلن

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— لاہور میں عید ۷ جنوری کو ہوئی۔ نماز عید حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھائی اور ایک نہایت ہی ایمان افروز و پرنصائح خطبہ ارشاد فرمایا جو انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں درج کیا جائیگا۔ اس روز مقامی احباب نے صدقہ فطر اور عید فنڈ کے علاوہ سپین مشن فنڈ میں بھی چندہ دیا۔ کم سن بچوں نے بھی اس میں حصہ لیا۔

— حضرت امیر نے خطبہ عید کی ہدایات میں احباب کو خاص طور پر تاکید کی تھی کہ اپنے لڑکے لڑکیوں کے رشتے حتی الامکان جماعت کے اندر ہی کئے جائیں تاکہ افراد سلسلہ کے تعلقات اخوت ترقی پذیر ہوں۔ اور جماعت زیادہ مستحکم ہو جائے اس کام کو انجمن نے اپنے ہاتھ میں لیا ہے جن بھائیوں کو اس بارہ میں مشورہ و امداد کی ضرورت ہو۔ وہ انجمن سے خط و کتابت کریں۔ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اس کام کے انچارج ہیں اور ان سے بہت اچھا مشورہ مل سکتا ہے۔ جس پر عمل کرنے کا نتیجہ انشاء اللہ بہت بابرکت ہوگا۔

— ۸ جنوری کو مسجد احمدیہ بلڈنگس میں مندرجہ ذیل قرارداد اتفاق رائے سے منظور کی گئی۔

"ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا یہ اجتماع اس امر کو نہایت رنج و تاسف کی نگاہ سے دیکھتا ہے کہ ڈالسن کمیٹی کی سفارش کے باوجود حکومت نے مسلمانوں کو لاہور میونسپل کمیٹی میں واجبی نشستیں نہیں دیں۔ اس لئے حکومت عالیہ بذریعہ نامزدگی تلافی مافات کرے"

— دارالکتب اسلامیہ کی رعایتی اعلان کی میعاد ۱۵ جنوری کو ختم ہونیوالی ہے جن احباب کو کتابوں کی ضرورت ہو وہ فوراً فرمائشیں بھیجدیں۔ اس تاریخ کے بعد یہ رعایت نہیں ملے گی۔

— نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ چودھری فضل حق صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری انجمن کے نانا چودھری نور محمد صاحب ریٹائرڈ کورٹ انسپکٹر جالندھر کا ۷ جنوری کو انتقال ہو گیا۔ انا للہ۔ چودھری فضل حق صاحب تعزیت کیلئے ۸ جنوری کو جالندھر تشریف لے گئے

— پیغام صلح۔ اس حادثہ میں ہمیں چودھری فضل حق صاحب اور مرحوم کے دیگر اعزہ سے دلی ہمدردی ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

— قاضی بشیر محمد صاحب مبلغ علی پور ضلع مظفرگڑھ کے تازہ خط سے معلوم ہوا۔ کہ وہاں جمعۃ الوداع اور عید کی نمازیں نہایت اہتمام اور شاندار طریق پر ہوئیں جن میں غیر از جماعت اصحاب بھی بکثرت شریک ہوئے۔ ان کے خط کا خلاصہ انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں درج . . . . کیا جائیگا۔

خبریں

— حیدر آباد دکن ۹ جنوری۔ اعلیحضرت حضور نظام نے فرمان جاری کیا ہے کہ کوئی مبلغ اور پرچارک اپنی تقریر میں کسی قوم یا فرقے کے خلاف دل آزار الفاظ استعمال نہ کرے ورنہ سزا دی جائے گی۔

— ملک کے طول و عرض میں عید الفطر بخیریت گذر گئی۔ تاحال کہیں سے کسی ناگوار واقعہ کی خبر موصول نہیں ہوئی۔

— لندن ۷ جنوری۔ مسلمانان لندن نے مسجد ووکنگ میں شاندار طریق پر عید منائی چار پانچ سو آدمی نماز عید میں شریک ہوئے سفیر مصر اور مصری سفارتخانہ کا تمام عملہ عراق و ایران کے سفارتخانوں کے نمائندے و دیگر مسلمان بھی موجود تھے۔ سر عبدالقادر نے عید کی نماز پڑھائی اور علامہ عبداللہ یوسف علی نے خطبہ عید پڑھا۔

— لاہور ۸ جنوری۔ آنجہانی سردار عبدالرسول خانصاحب سابق قونصل جنرل افغانستان جو کچھ عرصہ سے میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج تھے۔ ۶ جنوری کو انتقال فرما گئے انا للہ۔ آپ کی میت بذریعہ لاری کابل لیجائی گئی۔ آپ افغانستان کے شاہی خاندان سے بہت قریبی تعلق رکھتے تھے اور بہت بڑے سیاست دان، ادیب اور شاعر تھے۔

— لاہور ۸ جنوری۔ لالہ سندر داس بیرسٹر نائب صدر بلدیہ لاہور ۷ جنوری کو حرکت قلب بند ہو جانیکی وجہ سے انتقال کر گئے

— بمبئی ۸ جنوری۔ محترمہ خالدہ ادیب خانم مشہور و معروف ترکی مصنف خاتون کل صبح جہاز وکٹوریہ سے وارد ہو فرما ہوئیں مدوحہ کو جامعہ ملیہ دہلی نے دولت ترکیہ کے متعلق لیکچر دینے کے لئے مدعو کیا ہے۔

— عربی اور ولایتی اخبارات میں یہ خبر گشت لگا رہی ہے۔ کہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا شاہ البانیہ کی ہمشیرہ سے شادی کرنے والے ہیں۔ غازی موصوف نے اس سے قبل لطیفہ خانم سے شادی کی تھی لیکن بعض وجوہ کی بنا پر ۱۹۲۵ء میں طلاق دیدی تھی۔

— معلوم ہوا ہے کہ گذشتہ دنوں جرمنی کا ڈکٹیٹر ہر ہٹلر مشرقی پروشیا میں ہوائی سیر کر رہا تھا۔ کہ اچانک ایک اور جہاز نے ہر ہٹلر کے جہاز پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی لیکن ہر ہٹلر بال بال بچ گیا۔ معلوم ہوا ہے کہ حملہ آور جہاز غیر ملکی تھا۔

— لاہور ۸ جنوری۔ قانون ترمیم مالیہ اراضی پنجاب جو حال ہی میں پنجاب کونسل نے منظور کیا تھا۔ اس کی گورنر اور گورنر جنرل نے تصدیق کر دی ہے اور اب یہ قانون پنجاب میں نافذ کر دیا گیا ہے۔

— کلکتہ ۹ جنوری۔ کل مسٹر سبھاش چندر بوس بعد و پیر پولیس کی نگرانی میں بذریعہ بمبئی میل عازم یورپ ہو گئے۔

قل یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا الله ولا نشرک به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعودؑ کی عقیدت کا منشاء

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر وشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور آئمہ اور اقطاب اعلام یہ سب مجددین کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۳ | لاہور۔ یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۱۰ رشوال ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء | نمبر ۴

پانچ ہزار سپاہی دیا جائے گا!

جماعت کی تنظیم کیلئے ضروری پروگرام

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

آج سے پینتالیس سال پیشتر حضرت مسیح موعودؑ نے ازالہ اوہام میں حارث والی حدیث کا ذکر کرتے ہوئے یہ لکھا تھا

"اس کے لشکر یعنی اس کی جماعت کا سردار و سرگروہ ایک توفیق یافتہ شخص ہوگا جس کو آسمان پر منصور کے نام سے پکارا جائیگا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ اس کے خادمانہ ارادوں کا جو اس کے دل میں ہونگے آپ ناصر ہوگا۔ اس جگہ اسی منصور کو سپہ سالار کے طور پر بیان کیا ہے مگر اس مقام میں درحقیقت کوئی ظاہری جنگ و جدل مراد نہیں ہے بلکہ یہ ایک روحانی فوج ہوگی۔ کہ اس حارث کو دی جائے گی جیسا کہ

کشفی حالت میں

اس عاجز نے دیکھا کہ انسان کی صورت پر دو شخص ایک مکان میں بیٹھے ہیں ایک زمین پر اور ایک چھت کے قریب بیٹھا ہے تب میں نے اس شخص کو جو زمین پر تھا مخاطب کرکے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ مگر وہ چپ رہا اور اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ تب میں نے اس دوسرے کی طرف رخ کیا جو چھت کے قریب اور آسمان کی طرف تھا اور اسے میں نے مخاطب کرکے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ تب وہ میری اس بات کو سنکر بولا کہ ایک لاکھ نہیں ملے گی۔ مگر پانچ ہزار سپاہی دیا جائیگا۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگرچہ پانچ ہزار تھوڑے سے آدمی ہیں پر اگر خدا تعالیٰ چاہے تو تھوڑے بہتوں پر فتح پا سکتے ہیں۔ اس وقت میں نے یہ آیت پڑھی۔ کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله پھر وہ منصور مجھے کشفی حالت میں دکھایا گیا اور کہا گیا کہ خوشحال ہے خوشحال ہے مگر خدا تعالیٰ کی کسی حکمت خفیہ نے میری نظر کو اس کے پہچاننے سے قاصر رکھا۔ لیکن امید رکھتا ہوں کہ کسی دوسرے وقت دکھایا جائے۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۹۷-۹۸)

اس کشف کی تعبیر

اس کشف کی تعبیر اس قدر کھلی ہے کہ اس پر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ایک مکان جس میں دو شخص بیٹھے ہیں یہی سلسلہ ہے اور یہ دو شخص حضرت مسیح موعودؑ کی دونوں جماعتوں کے نمائندے ہیں ایک وہ ہے جو ایک لاکھ آدمی بھی دے سکتا ہے مگر چپ ہے۔ اور دوسرا وہ ہے جس کے پاس صرف پانچ ہزار آدمی ہیں اور وہ پانچ ہزار ہی دیتا ہے ایک کے زمین پر بیٹھنے اور دوسرے کے آسمان کی طرف ہونے میں اشارہ ہے کہ ایک زمینی انتظامات میں مصروف ہے اور سیاسی جدوجہد میں لگ گیا ہے اور دوسرے کی نظر صرف اعلاء کلمۃ اللہ کی طرف ہے اور سیاسیات سے کچھ غرض نہیں ظاہر ہے کہ اس کشف کی تعبیر سلسلہ احمدیہ کی ساری تاریخ میں اور کوئی نظر نہیں آتی سوائے اس کے جو آج قادیان اور لاہور کی جماعتوں میں صفائی سے دکھائی دیتی ہے ایک طرف گروہ کثیر ہے جسے اپنی کثرت پر فخر ہے۔ مگر وہ عظیم الشان کام جس کی بنیاد حضرت مسیح موعودؑ نے رکھی تھی اور جس کے لئے آپ کی بعثت ہوئی تھی یعنی یورپ میں اسلام کا پھیلانا اور دجال کو مسلمان کرنا وہ اس کے مد نظر نہیں رہا۔ دوسری طرف ایک چھوٹی سی جماعت ہے جس نے حیرت انگیز طریق پر یورپ میں اسلامی مشن قائم کر دیئے ہیں انگلستان جرمنی۔ آسٹریا میں قائم ہو چکے ہسپانیہ اور ہالینڈ میں عنقریب ہوا چاہتے ہیں۔ قرآن شریف کا ترجمہ تین زبانوں میں ہو چکا۔ اور صرف انگریزی ترجمہ تیس ہزار کی تعداد میں دنیا میں پہنچ چکا۔ سیرت نبوی اور تعلیم اسلامی کے تراجم بھی یورپ کی کئی زبانوں میں ہو چکے اور ہزارہا کی تعداد میں یہ کتابیں مفت دنیا کے کناروں تک پہنچ چکیں۔ اس نہایت ہی قلیل جماعت نے جو یہ کام کر دکھایا ہے اس میں خدا کی نصرت کا کھلا ہوا ہاتھ کام کرتا دکھائی دے رہا ہے اس لئے آسمان پر اس کا نام منصور ہوا۔

ایک دوسرا کشف

اس کشف کے آخر پر یہ جو فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت نے مجھے اس کے پہچاننے سے قاصر رکھا لیکن امید رکھتا ہوں کہ کسی دوسرے وقت دکھایا جائے تو اس کے متعلق آپ کا ایک دوسرا کشف مطبوعہ بدر (جلد ۳ نمبر ۲۹ ۱۹۰۴ئہ میں) ہے

"مولوی محمد علی صاحب کو رویا میں دیکھا۔ آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے۔ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔"

پہلے کشف کی تمہید میں بھی آپ نے یہ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے خادمانہ ارادوں کا جو اس کے دل میں ہونگے۔ آپ ناصر ہوگا اور اس کشف میں بھی بدگمانی کرنے والوں کو سمجھایا ہے۔ کہ

تم تو اسے مرتد اور فاسق کہتے ہو۔ مگر وہ نیک ارادہ رکھتا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ اسے اپنے ساتھ بٹھاتے ہیں۔[۵]

میں نے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر احباب سے یہ کہا تھا کہ ہمیں اپنی جماعت کی تنظیم کی طرف خاص توجہ دینی چاہئیے اب اس کشف کو دیکھ کر میں یہ چاہتا ہوں کہ ہم سب سے جلد

پانچ ہزار سپاہی

کی فہرست تیار کریں جماعت کے اندر بہت سے آدمی ہیں جو الگ تھلگ رہتے ہیں اور تحریکات میں حصہ نہیں لیتے اور نوجوان تو بہ کثرت ہیں جو کچھ مدد نہیں کرتے اور خواتین کا بیشتر حصہ بھی الیا ہی ہے ان سب کو بیدار کرنا اور عملی کام میں شامل کرنا ضروری ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ہم پانچ ہزار سپاہی یعنی کارکن پورا کر لیں تو خدا کا وعدہ جو ہمیں لکھے طور پر ملتا ہے کہ کثیرہ پر بھی غالب کر دے گی۔ مگر سپاہی وہ نہیں جو منہ سے تو بہت لمبے چوڑے اقرار کرے اور خدا کے دین کی نصرت کے لئے انگلی بھی نہ ہلائے حضرت مسیح موعودؑ کا یہ حکم کئی دفعہ احباب کو سنایا جا چکا ہے کہ ہر شخص کو

حسب حیثیت ماہوار چندہ

دینا چاہیئے۔ بعض احباب اپنی حیثیت سے بڑھ کر بھی دے رہے ہیں بعض حسب حیثیت دے رہے ہیں اور بعض اس سے کم دے رہے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت ایک بڑا گروہ ایسا ہے کہ مطلق چندہ دان میں شامل نہیں اور یہ ہماری جماعت کے لئے ایک ذلت ہے کہ وہ مومن کہلانے کے باوجود عملی کاروبار میں شامل نہیں ہوتے۔

تو اس پانچ ہزار سپاہیوں کی فہرست میں جو میں تیار کرنا چاہتا ہوں یہ ضروری ہے کہ تمام احباب کو جو بیعت کر چکے ہیں اور تمام نوجوانوں کو جو چودہ سال کی عمر سے اوپر ہو چکے ہیں اور عورتوں کو بھی شامل کیا جائے اسلام کی خواتین تو سیفی جہاد میں بھی حصہ لیتی تھیں تو آج اس علمی جہاد میں وہ یقیناً مردوں کے پہلو بہ پہلو کام کر سکتی ہیں لیکن اس پانچ ہزار کی فہرست میں شامل کرنے کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ

۱۔ جو احباب اس وقت چندہ دے رہے ہیں وہ اپنا چندہ اپنی حیثیت کے مطابق کر دیں۔

۲۔ جو احباب چندہ نہیں دے رہے وہ اپنی حیثیت کے مطابق چندہ ادا کریں اور کم سے کم ۴؍ ماہوار چندہ ہر شخص کے لئے لازمی ہوگا۔

۳۔ دیہات میں جن لوگوں کا گذارہ صرف معمولی زمینوں پر ہے اور ان کی حیثیت زیادہ دینے کی نہیں۔ وہ ایک روپیہ ششماہی ادا کریں۔ جن کا گزارہ معمولی مزدوری پر ہے وہ ۲؍ ماہوار چندہ ادا کریں۔

۴۔ خواتین جن کی ذاتی آمدنی کوئی نہیں وہ کم سے کم ۱؍ ماہوار چندہ ادا کریں۔

۵۔ جو طالب علم کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں وہ کم سے کم ۴؍ ماہوار چندہ ادا کریں۔ اور جو سکولوں میں تعلیم پاتے ہیں وہ کم سے کم ۲؍ ماہوار چندہ ادا کریں۔

بالآخر میں اس بات کو واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ تمام لوگ جو ابتدا سے اس جماعت میں شامل ہیں یا جو بعد میں بذریعہ بیعت داخل ہوئے ہیں اس فہرست میں شامل ہو جائیں تو ہم تین ماہ کے اندر اندر پانچ ہزار کی فہرست کو پورا کر سکتے ہیں۔

اب اس امر کا انحصار ہر ایک جماعت کے احباب کی سرگرمی پر ہے کہ وہ اپنے ہاں کی فہرست کس قدر جلد مرتب کر کے بھیجتے ہیں جہاں جہاں انجمنوں کا نظام باقاعدہ ہے احباب کو چاہیئے کہ اس جگہ میں اس تجویز کو سنا کر ایک ہفتہ کے اندر اندر اپنے ہاں کی فہرست مکمل کر کے دفتر میں بھیجدیں۔ اس سے بڑھ کر خوش قسمت کون ہو سکتا ہے جو اس پانچہزار جماعت میں شامل ہو جائے۔ جو یورپ کو اسلام کیلئے فتح کرنے کے لئے نکلی ہے اور جس کا نام آسمان پر

"منصور"

قرار پا چکا ہے۔

(محمد علی)

بجائے مہینہ میں تین دن کے آئندہ کیلئے ہفتہ میں

جمعرات

کا دن اس غرض کیلئے مقرر کیا گیا ہے کہ اس دن تمام احمدی احباب جو جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھتے ہیں

کھانے میں کم خرچی

اختیار کریں جس قدر پیسوں کی بچت ہو وہ اس صندوقچی میں ڈالتے رہیں جو اس غرض کے لئے ہر ایک احمدی گھر میں رہے گی۔

بچت فنڈ

کا کل روپیہ ایک یورپین مشن پر خرچ ہو رہا ہے اور اسی غرض کے لئے مخصوص رہے گا۔

تمام احمدی احباب

جمعرات کے دن اپنے کھانے کا خرچ نصف تک لانے کی کوشش کریں۔

محمد علی

امتحان دینیات

کے متعلق ضروری اعلان

نومبر گذشتہ میں جو امتحان ہوا تھا اس کا نتیجہ اخبار پیغام صلح کے جلسہ نمبر میں صفحہ ۲۳ پر درج ہو چکا ہے اس کے ساتھ ہی میں نے یہ استدعا کی تھی کہ آئندہ سال جو امتحان اکتوبر یا شروع نومبر میں ہوگا اس کیلئے جو احباب تیاری کرنی چاہتے ہوں جلسہ سالانہ پر اپنے نام نوٹ کرا جاویں لیکن جلسہ کے موقع پر نہ مجھے کوئی وقت مل سکا کہ میں تحریک کر کے دریافت کرتا اور نہ ہی کسی صاحب نے خود بخود اپنا نام نوٹ کرایا۔ البتہ جلسہ کے بعد درخواستیں آنی شروع ہو گئی ہیں اب میری استدعا ہے کہ جو احباب اس نافع الناس کام کے لئے تیار ہوں وہ بہت جلد اپنے نام بھیجدیں۔ ان کی آگاہی کے لئے درجہ اول و دوم و سوم کے کورس ذیل میں شائع کئے جاتے ہیں تاکہ کتابیں منگوا کر فوراً تیاری شروع کر دیں جنہوں نے اب تک درجہ اول کا امتحان پاس نہیں کیا وہ اس درجہ کیلئے تیاری کریں اور جو درجہ اول کا امتحان پاس کر چکے ہیں خواہ ۳۲ء میں پاس کیا ہو یا ۳۴ء میں وہ درجہ دوئم کا امتحان دے سکتے ہیں اور جنہوں نے درجہ دوئم کا امتحان اس سال پاس کیا ہے وہ درجہ سوئم کے لئے تیاری کر سکتے ہیں۔ کورس حسب ذیل ہیں:۔

درجہ اول کیلئے

مضمون	کتب مقرر شدہ
قرآن کریم	بیان القرآن میں سے سورۃ فاتحہ و البقرہ کا ترجمہ و تفسیر
سیرت و تاریخ	سیرت خیر البشر مصنفہ حضرت امیر
مسائل دینیات و حدیث	مسائل طہارت، نماز، روزہ از تصنیف مولوی مصطفٰے خانصاحب
کتب سلسلہ	رسالہ مسیح از حضرت مولانا محمد علی صاحب

درجہ دوئم کے لئے

مضمون	کتب مقرر شدہ
قرآن کریم	بیان القرآن میں سے سورۃ آل عمران نساء، مائدہ
سیرت و تاریخ	تاریخ خلفائے اربعہ از خلافت راشدہ مصنفہ حضرت امیر
مسائل شرعیہ	مسائل زکوٰۃ و حج، از تصنیف مولوی مصطفٰے خانصاحب
کتب سلسلہ	تحریک احمدیت از حضرت مولانا محمد علی صاحب، توضیح مرام، فتح اسلام، ازالہ اوہام از حضرت مسیح موعود

درجہ سوئم کے لئے

مضمون	کتب مقرر شدہ
قرآن کریم	بیان القرآن سورۃ انعام تا آخر سورۃ توبہ
سیرت و تاریخ	سیرت عائشہ صدیقہ، سیرت صحابہ و سیرت صحابیات مصنفہ دار المصنفین اعظم گڑھ
مسائل شرعیہ و حدیث	فضل الباری یعنی اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری از مولانا محمد علی صاحب صفحہ ۱ تا صفحہ ۱۶۱
کتب سلسلہ	آئینہ احمدیت از مولوی دوست محمد صاحب۔ النبوۃ فی الاسلام ۴۱

۴۱ از حضرت مولانا محمد علی صاحب تعلیم اسلام یا اسلامی اصول کی فلاسفی یعنی دو مضمون حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جو جلسہ اعظم مذاہب منعقدہ ۱۸۹۶ء میں پڑھا گیا۔ انجام آتھم معہ ضمیمہ سوائے عربی حصہ کے

عزیز بخش سیکرٹری امتحان دینیات

---

[۵] حضرت مسیح موعودؑ کی اور بھی کئی رؤیا ہیں جن میں اس عاجز کے متعلق ان خدمات کا سرانجام پانا تمثیل از وقت دکھایا گیا ہے [illegible] آپکو دیا ہے اور آپ خواب میں یہ کہتے ہیں کہ یہ قلم میں مولوی محمد علی صاحب کو دیدونگا اور خود ہی اس کی یہ تعبیر بھی فرمائی کہ اللہ تعالیٰ مولوی محمد علی صاحب کے دل میں ایسی طاقت پیدا کر دے کہ وہ مخالفوں کے رد میں اعلیٰ مضامین لکھیں۔ ایسا ہی براہین احمدیہ کا وہ خواب جس میں آپ کو ایک تفسیر قرآن دی جاتی ہے اور ساتھ ہی کہا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جس کو علی نے تالیف کیا ہے۔ ایک اور رؤیا آپ کا جو میں نے کہیں چھپا ہوا نہیں دیکھا مگر حضرت مسیح موعودؑ نے خود مجھ سے بیان کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود اور خاکسار آگے پیچھے دونوں ایک گھوڑے پر سوار ہیں جو نہایت تیز رفتاری سے ایک شہر کے گلی کوچوں کے اندر سے دوڑ رہا ہے اور ہر کونے پر خطرہ ہوتا ہے کہ ٹکرا جائے۔ مگر صاف نکل جاتا ہے یہاں تک کہ ایک کھلے میدان میں ہم پہنچ گئے اور وہاں ایک شخص ہے جس نے خاکسار کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ ان کا نام ہے مجدد الدین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم سہ شنبہ ۸ شوال ۱۳۵۳ھ | نمبر ۴

پیر پرستی کے خلاف جہاد کی ضرورت

ملّا ازم کی تباہ کاریاں، اتحاد سوزیاں اور نفاق پسندیاں بالکل مسلّم ہیں۔ مسلمانوں کی پستی و جہالت کی ایک بہت بڑی وجہ ملّا کا اثر و اقتدار تعصب اغراض پرستی ہے لیکن پیر پرستی ملّا ازم سے بھی بڑی لعنت ہے، پیر ملّا سے زیادہ بیدردی اور ظلم کے ساتھ مسلمانوں کا خون چوستا ہے۔ زیادہ مکاری و ہوشیاری سے اپنا اُلّو بناتا ہے اور زیادہ دیدہ دلیری اور بے حیائی کے ساتھ مذہب کی آڑ لیکر اپنی نفس پرستی و دیگر شیطانی اغراض پورا کرتا ہے۔ ملّا کسی نہ کسی رنگ میں شریعت کا تھوڑا بہت احترام بھی کرتا ہے۔ لیکن پیر اپنے آپ کو ہر طرح سے آزاد و خود مختار سمجھتا ہے کیونکہ اس کے سامنے جاہل و عقل باختہ مریدوں کا ایک گروہ موجود ہوتا ہے۔ جو اس کی ہر بات کی تائید اور ہر حکم کی تعمیل کرنے کیلئے ہمہ تن تیار رہتا ہے۔ ملّانوں کے مدرسوں اور حجروں میں بدعملی و شر انگیزی کی مثالیں نہایت کثرت سے نظر آتی رہتی ہیں لیکن پیروں کی خانقاہوں اور صومعوں میں جو کچھ ہوتا ہے وہ بالکل ناگفتہ بہ ہے بعض کیا اکثر پیر خانے سیاہ کاری و فسق و فجور کے اڈے بنے ہوئے ہیں۔ جن کو بیان کرنے سے قلم رکتا ہے۔ حیا مانع آتی ہے۔ ان ظلمت کدوں میں دین کے ساتھ کھلا ہوا تمسخر شریعت اسلامی کی ناقابل برداشت توہین کی جاتی ہے لوگوں کے دماغوں کو مفلوج و ناکارہ بنایا جاتا ہے آزاد انسانوں کے گلوں میں غلامی کے طوق ڈالے جاتے ہیں مفلس مسلمانوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالا جاتا ہے اخلاق تباہ اور عصمتیں برباد ہوتی ہیں، شیطان اولاد آدم کی اس گمراہی پر خوشی سے بیخود ہو کر قہقہے لگاتا ہے۔

گذشتہ چند سال میں متعدد پیروں اور پیر خانوں کے شرمناک و عبرت انگیز حالات بے نقاب ہو چکے ہیں۔ سندھ میں پیر پگارو کے مقدمے نے بہت راز دل کا افشا کر دیا چند ماہ ہوئے سندھ ہی کے ایک بہت بڑے پیر کے تفصیلی حالات اخبارات میں شائع ہوئے تھے جنہوں نے اپنے مسکن کو بے دینی کا گڑھا اور قمار بازی و زناکاری کا مرکز بنا رکھا ہے معاصر "نقیب" کراچی نے ملواری ضلع حیدر آباد سندھ کی درگاہ کے حالات شائع کئے۔ وہاں کا سجادہ نشین اپنے آپکو باقاعدہ پیر کہواتا ہے۔ جس طرح جناب خلیفہ قادیان اپنے جلسہ سالانہ کو ظلی حج قرار دے چکے ہیں اسی طرح اس سجادہ نشین نے بھی ایک سالانہ میلہ مقرر کر رکھا ہے جو گرد و نواح میں ملواری کے یوم الحج کے نام سے مشہور ہے اس روز سجادہ نشین کے مریدین بغرض "حج" ملواری آتے ہیں۔

جب کسی پیر کی اس قسم کی کوئی نازیبا حرکت علم میں آتی ہے تو اسلامی اخبارات اور اسلامی حلقوں کی طرف سے اضطراری طور پر غم و غصہ کا اظہار ہونے لگتا ہے۔ پیروں، پیرزادوں اور پیر خانوں کی اصلاح کے لئے بے محابا آوازیں اٹھنے لگتی ہیں۔

ہم اس صدائے اصلاح کے معنی سمجھنے سے ہمیشہ قاصر رہے ہیں ہمارا یقین ہے کہ یہ صدا سراسر اضطراب کی پیداوار ہے جس کا عمل و نتائج کی دنیا میں کوئی وجود اور کوئی اثر نہیں۔ کسی مفید و صحیح چیز میں کچھ نقائص اور خامیاں پیدا ہو جائیں تو ان نقائص اور خامیوں کے دور کرنے کا نام اصلاح ہے جو چیز از سر تا پا مجموعہ نقائص و مفاسد ہو۔ اس کی اصلاح کس طرح ہو سکتی ہے خوب یاد رکھیئے جس طرح فحش کاری، قمار بازی، شراب نوشی، جعلسازی، رہزنی اور نقب زنی کی اصلاح ناممکن ہے اس طرح پیر پرستی ۔۔۔۔۔۔ کی اصلاح بھی ناممکن ہے، جب کبھی کوئی مصلح اٹھیگا۔ یہی صدا بلند کریگا۔ کہ ان مفاسد کا بالکل قلع قمع کر دیا جائے۔ فحش کاری کے اڈوں، قمار خانوں، میکدوں کو بالکل بند کر دیا جائے۔ جعلسازی رہزنی اور نقب زنی کے امکانات و وسائل کو مسدود کر دیا جائے۔ بدمعاشوں، جعلسازوں اور چوروں کو گرفتار کر کے سخت ترین سزائیں دی جائیں۔ اس طرح ضروری ہے کہ پیر پرستی کا خاتمہ کر دیا جائے۔ پیر خانے اور خانقاہیں بند کر دی جائیں اور پیروں کے لئے اسلامی سوسائٹی میں کوئی جگہ خالی نہ رکھی جائے ان کے وجود کو کسی لحاظ سے اور کسی صورت میں برداشت نہ کیا جائے۔ پیر پرستی انسانوں کی عقل کو مسلوب اور ان کی روحانیت و اخلاق کو تباہ کرنے مذہب کے نام پر لوگوں کو لوٹنے کا ایک ہولناک ذریعہ ہے۔ پیر پرستی ذہنی غلامی کی علمبردار ہے۔ پیر پرستی شرمناک اخلاقی جرائم کی پردہ پوش اور بعض صورتوں میں ان کے جواز کا پروانہ ہے۔ پیر پرستی شیطان کے فریب اور مکر کا جال ہے۔ پیر پرستی ریاکاری کا دوسرا نام اور خدا اور دین کے ساتھ کھلا ہوا تمسخر ہے۔ خدا کیلئے بتایا جائے۔ کہ اس کی اصلاح کس طرح ہو سکتی ہے مرض کا اصل علاج پیر پرستی کا خاتمہ ہے۔ پیروں کے خلاف وقتی طور پر شور مچانے سے کچھ نہیں ہو سکتا ہے۔

کیا ایک ڈاکو کو ڈاکو رکھتے ہوئے تم اسکی اصلاح کر سکتے ہو؟ اگر نہیں۔ تو پھر یقین جانو۔ پیر پرستی کی اصلاح بھی ناممکن ہے۔ ایک ڈاکو جب شریفانہ مقاصد کا نام لے کر لوٹ مار کرنا چاہے۔ وہ کہے کہ میں امیروں کو قتل اور لوٹ کر غریبوں کی امداد کروں گا بھوکوں کے لئے لنگر اور بیماروں کے لئے شفاخانے جاری کروں گا بیواؤں اور یتیموں کی خبرگیری کرونگا۔ تو کیا قانون اور اخلاق اس ڈاکو کو تباہ کاری کی اجازت دیدیگی؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر جب ایک پیر تنظیم و اصلاح قوم کا نام لیکر تمہارے سامنے آتا ہے تو تم کیوں اس کی اطاعت کا جوا اپنی گردنوں میں ڈال لیتے ہو؟ کیوں اسکو ایک مصلح و لیڈر تسلیم کر لیتے ہو؟ تم پرانی گدیوں اور قدیم پیر خانوں اور خانقاہوں کی بدعنوانیوں کے خلاف شور محشر بپا کر رہے ہو۔ لیکن نئی گدیوں اور نئے پیر خانوں کی تعمیر میں اپنی سادہ لوحی کی وجہ سے امداد دے رہے ہو۔ اور نہیں جانتے کہ آج نہیں تو کل، کل نہیں تو پرسوں یہی گدیاں اور پیر خانے جن کو اصلاح و تنظیم قوم کے نام پر تعمیر کیا جا رہا ہے۔ بدعملی و گمراہی کے مسکن بن جائیں گے۔ کیونکہ پیر پرستی کا نتیجہ کبھی بھی اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوا۔ زہریلے بیج سے زہریلے پھل ہی پیدا ہوا کرتے ہیں۔ تمہاری آنکھیں واقعات کی طرف سے کیوں بند ہو گئی ہیں؟ تم تاریخ کے بار بار دہرائے ہوئے سبق کو کیوں فراموش کر رہے ہو؟

جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں۔ پیر پرستی شیطان کے مکر و فریب کا جال ہے یہ کس قدر ہی مقدس و خوبصورت شکل میں تمہارے سامنے پیش کی جائے۔ تم اسے ٹھکرا دو رد کر دو۔ ایک پیر تمہارے سامنے تنظیم و اصلاح اور تقدس و روحانیت کے خواہ کس قدر بلند بانگ دعاوی کرے۔ تم اس کا ہرگز یقین نہ کرو۔ ضرورت ہے صحیح الخیال مسلمان اٹھیں اور ملّا ازم کے ساتھ ساتھ پیر پرستی اور پیروں کے خلاف بھی پوری کوشش سے جہاد شروع کر دیں۔ کیونکہ اس کے بغیر فرزندان توحید کی فلاح ناممکن ہے احمدیت پیر پرستی کی ضد مقابل ہے پیر پرستی کے خلاف جہاد اس کا ایک بہت بڑا مقصد ہے۔ وہ روز اول سے دیگر منہات دینی کے علاوہ اس جہاد میں بھی مصروف ہے۔ کاش مسلمان آنکھیں کھولیں۔ اور اس سے تعاون کریں۔

"زمیندار" کا سفید جھوٹ

زمیندار اور اس کے ہمنواؤں نے احمدیت کے خلاف جو غیر شریفانہ ہنگامہ برپا کر رکھا ہے اس میں ان کو قدم قدم پر ناکامی ہو رہی ہے۔ اور وہ اپنی ہر نامرادی پر سر پٹکتے ہوئے سانپ کی طرح پیچ و تاب کھا کر بہتان طرازی و بد زبانی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ۲۴ دسمبر کو جیسا کہ اہل لاہور میں احمدیہ انجمن خواتین اسلام کا جو شاندار اور کامیاب سالانہ اجتماع ہوا اس سے ان معاندین کو بہت زیادہ صدمہ پہنچا۔ کیونکہ ان کو معلوم ہو گیا ہے کہ ان کی ہرزہ سرائی اور رذیل و کمینہ شرارتوں کے باوجود لاہور کی تقریباً تمام شریف تعلیم یافتہ اور معزز خواتین اس اجتماع میں شریک ہوئیں ان کی شرکت اس حقیقت کا واضح اعلان ہے کہ وہ ہمارے کام کو اسلام اور مسلمانوں کے لئے مفید سمجھتی ہیں۔ زمیندار نے اپنی ۹ جنوری کی اشاعت میں کسی آمنہ خاتون کے نام سے ایک مضمون لکھوا کر شائع کیا ہے جس میں اپنی نامرادی کا داد بیان سے۔ اعتراف کرنے کے بعد جلسہ کی صدر محترمہ اور دیگر معزز خواتین کو مخاطب کر کے بہت سی لایعنی باتیں لکھی ہیں۔ اس مضمون کا جواب ایک معزز جماعت خاتون لکھ رہی ہیں۔ جو انشاء اللہ آئندہ ماہوار ایڈیشن میں شائع کر دیا جائیگا۔ اس مضمون میں ایک بہت ہی افسوسناک سفید جھوٹ بھی بولا گیا ہے۔ جس کو پڑھ کر ان لوگوں کی جرأت کذب بیانی پر حیرت ہوتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

"برلن میں مسلمانوں نے پہلے مسجد بنائی ہوئی تھی۔ بعد میں احمدیوں نے کسی طریقہ سے وہاں اپنا قبضہ جما لیا۔ اور بعد میں اسے رہن کر دیا۔ جواب از سر نو مسلمانوں نے واگذار کرائی ہے"

واقعات و حقائق کی روشنی میں ان الفاظ کو شرمناک غلط بیانی کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے؟ برلن مسجد۔ جرمن مشن اور وہاں کے دینیار امام ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب کے متعلق یہ لوگ ہر قسم کا جھوٹ بول چکے ہیں۔ پس اب اتنی کسر باقی رہ گئی ہے کہ اس مسجد اور مشن کے وجود ہی سے انکار کر دیا جائے زمیندار کے اس قسم کے سفید جھوٹ اور شرمناک غلط بیانیاں اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ وہ اور اس کے ہمنوا سچائی و معقولیت سے بالکل تہی دست ہو چکے ہیں۔

لاہوری ملانوں کا نیا مشغلہ

لاہور کے بعض جاہل ملانوں نے جو "دیداری پارٹی" سے تعلق رکھتے ہیں آجکل انجمن اسلامیہ لاہور کے خلاف ہنگامہ برپا کر رکھا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ بادشاہی مسجد لاہور کا انتظام اس انجمن کے سپرد ہے اس نے "دیداری پارٹی" کی خواہش کے خلاف وہاں ایک مولوی صاحب کو امام مقرر کر دیا ہے۔ یہ پارٹی چاہتی تھی کہ مولوی معراج حسین کے انتقال کے بعد بھی اس مسجد کی امامت ان کی جاگیر بنی رہے۔ اب نئے امام صاحب کے خلاف شور برپا ہے۔ اور انہی کے ساتھ غریب انجمن کی شامت آئی ہوئی ہے امام صاحب پر سب سے بڑا الزام یہ ہے کہ وہ بدعقیدہ وہابی دیوبندی اور ندوی ہیں۔ عید پر ان لوگوں نے ایک پوسٹر شائع کیا کہ تمام اہل سنت والجماعت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ کسی بدعقیدہ وہابی دیوبندی ندوی مرزائی چکڑالوی کے پیچھے اہل سنت والجماعت کی نماز نہیں ہو سکتی۔ اسلئے کوئی حنفی شاہی مسجد میں نماز عید کے لئے نہ جائے۔ ادھر امام صاحب قسمیں کھا کھا کر اعلان کر رہے ہیں کہ میں صوفی مشرب حنفی ہوں میرا دیوبندیوں اور وہابیوں سے کوئی تعلق نہیں لیکن دیداری پارٹی برابر اپنی رٹ لگائے جا رہی ہے۔ جو لوگ ایک مسجد کی امامت پر اس قدر شرمناک طوفان بے تمیزی برپا کر سکتے ہیں ان کی اخلاقی و مذہبی حالت کا اندازہ لگانا دشوار نہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ دشمن اسلام کے ان دھبوں کو جلد دور کرے جب تک ان فسادی اور غرض پرست ملانوں کا نامبارک وجود موجود ہے مسلمانوں کی بہتری کی کوئی امید نہیں۔

پنڈت مالویہ کی شر انگیزیوں کا جواب

آجکل پنڈت مالویہ کی پارٹی فرقہ وار فیصلہ کے خلاف از سر نو شور مچا رہی ہے۔ حالانکہ پریمیئر کی رپورٹ کی وجہ سے جو اہم مسائل اس وقت ملک کے سامنے ہیں ان کا تقاضا تھا کہ فرقہ وارانہ معاملات کے متعلق کسی قسم کی کشمکش کا آغاز نہ کیا جاتا۔ چونکہ اس فیصلہ کی وجہ سے مسلمانوں کی سیاسی حالت کسی قدر بہتر ہو جانے کی توقع ہے اسلئے پنڈت جی اور ان کے مہاسبھائی رفقاء اس کے نفاذ کو کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کر سکتے کیونکہ اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی ان لوگوں کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد ہے۔ پنڈت مالویہ کے زیر اہتمام اینٹی کمیونل ایوارڈ لیگ نے اعلان کیا ہے کہ وہ ۲۷ جنوری کو اس فیصلہ کے خلاف جگہ جگہ جلسے کرائیں اسلامی حلقوں کی طرف سے اس شر انگیزی اور اسلام دشمنی کا جواب دیا جانا ضروری ہے اس غرض سے خان بہادر حاجی رحیم بخش صاحب جنرل سیکرٹری آل انڈیا مسلم کانفرنس نے ایک بیان شائع فرمایا ہے جس میں صوبہ پنجاب کے تمام مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ ۲۵ جنوری کو نماز جمعہ کے بعد مساجد میں جلسے کریں۔ اور مندرجہ ذیل قرار داد منظور کر کے اس کی نقول [illegible] فرید اسٹریٹ لاہور کے پتہ پر ان کو ارسال کر دیں۔ قرار داد یہ ہے۔

"بعض حلقوں کی طرف سے فرقہ وارانہ فیصلے کو مسلمانوں کے حقوق کے خلاف بدلوانے کے لئے جو [illegible] جماعتانہ اور قومیت کے منافی کوششیں ہو رہی ہیں مسلمانوں کا یہ جلسہ ان کی شدید مذمت کرتا ہے اور حکومت کو متنبہ کرتا ہے اس ضمن میں جو بے حقیقت ایجی ٹیشن جاری کیا گیا ہے اس کے رو برو جھکنے کو مسلمان سخت بے انصافی سمجھیں گے۔ مگر اس طرح حکومت اور عوام کے درمیان عدم اعتماد کی ایک خلیج پیدا ہو جائے گی۔"

ہمارے خیال میں حاجی صاحب موصوف کی یہ اپیل مسلمانان صوبہ کی خاص اور اولین توجہ کی مستحق ہے۔ اگر مالویہ پارٹی اپنے ناپاک مقاصد میں کامیاب ہو گئی تو مسلمانوں کے سیاسی مستقبل کی تباہی یقینی ہے!

زر پرستی کا ہولناک انجام

گذشتہ ولایتی ڈاک میں ایک سبق آموز و عبرت انگیز خبر موصول ہوئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پیرس کا ایک کروڑ پتی حال ہی میں خودکشی کر کے مرا ہے اس کے پاس نقد و طلائی پونڈ کا خزانہ موجود تھا۔ کیونکہ کنجوسی کی یہ کیفیت تھی کہ ایک پیسہ تک بھی نہیں خرچ کرتا تھا۔ اور دولت میں اضافہ کرنے کیلئے سٹہ بازی میں مصروف رہتا تھا۔ ایک دفعہ سٹہ میں اسکو پچاس ہزار پونڈ کا خسارہ ہو گیا جس سے اس کے زر پرست دل کو اتنا صدمہ ہوا۔ کہ خودکشی کا عزم کر لیا۔ گھر سے اٹھکر خود بازار گیا پھانسی کیلئے رسہ خریدا۔ رسّوں کے دکاندار کے ساتھ جھگڑ جھگڑ کر چند پیسے کم کرائے۔ گھر آ کر رسہ باندھا اور پھانسی لیکر مر گیا۔ زر پرستی کی تاریخ میں ایسی بے شمار مثالیں مل سکتی ہیں۔ دولت کے

ماہوار چندوں کا نیا انتظام

قابل توجہ جماعت ہائے بیرونی

سالانہ جلسہ پر یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ماہوار چندہ جو مرکز میں بھیجا جاتا ہے اس کی [illegible] ل حساب مرکز میں رکھے جانے کی بجائے آئندہ ہر جماعت اپنے پاس رکھے جملہ جماعتہائے بیرونی کے سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں التماس ہے کہ سب سے پہلے وہ مہربانی فرما کر اپنی جماعت کے تمام احباب کے نام اور رتبہ اور ان کا موعودہ چندہ لکھ کر دفتر میں بھیجدیں تاکہ اس کا صحیح اندازہ ہو سکے کہ ہر جماعت سے کس قدر رقم چندہ کی آنی چاہیے۔ آئندہ اگر رقم پوری نہ آئی تو مرکز سے انفرادی مطالبات کی بجائے صرف سیکرٹری جماعت کو لکھا جائیگا کہ ان کی اس قدر رقم کم آئی ہے۔ بقایا وغیرہ کا حساب سیکرٹری جماعت کے پاس رہیگا اور دفتر لاہور کی طرف سے خط و کتابت صرف سیکرٹری کے ساتھ کی جایا کریگی۔ البتہ جن مقامات پر جماعتی نظام موجود نہیں اور صرف ایک دو حضرات ہیں وہاں پہلے دستور کے مطابق خط و کتابت کی جایا کرے گی اور وہ براہ راست اپنا چندہ بھیجا کریں گے

مبلغین سلسلہ کو بھی اس انتظام کی اطلاع پہنچ چکی ہے اور امید ہے انہوں نے اپنے اپنے علاقہ کی جماعتوں کو اس سے مطلع کر دیا ہوگا۔ بذریعہ اخبار بھی جملہ جماعتہائے بیرونی کو یاد دہانی کرائی جاتی ہے۔ امید ہے وہ اس نئے انتظام میں ہمارے ساتھ تعاون کر کے عنداللہ ماجور ہونگی چندہ کے رجسٹر عنقریب تمام جماعتوں کو بھیجدیئے جائیں گے۔

المعلن (مسعود بیگ۔ اسسٹنٹ سیکرٹری)

لاتعداد پجاری قربانگاہ حرص پر اپنی جانیں قربان کر چکے ہیں۔ مال سے محبت اور اسکو حاصل کرنے کی غیر محدود خواہش کے مجنونانہ نظارے تو ہر جگہ اور ہر زمانہ میں اس کثرت سے نظر آتے ہیں کہ شمار ناممکن ہے۔ ہندوستان کے بنیوں اور سود خواروں کے واقعات آپ میں سے ہر ایک نے سنے ہونگے اس افراط کے مقابلہ پر ایک محدود تعداد میں تفریط کی مثالیں بھی مل سکتی ہیں عیسائیوں کے بعض راہب اور صوفی مال و ہر نقدی کو چھونا بھی گناہ سمجھتے ہیں۔ افراط و تفریط کے اس طوفان میں اسلام نے حصول و تقسیم زر کی جو حکیمانہ اور معتدل تعلیم دی ہے۔ وہ فی الحقیقت نوع انسان کے لئے ایک پر امن بہتر ماحول پیدا کرتی ہے۔ اسلام نے حصول مال و زر کی اجازت دی لیکن اس کیلئے جائز ذرائع کو لازمی قرار دیا۔ سود کی ممانعت کر دی۔ مال کی خواہش اور اسکو جمع رکھنے سے انسان کی ذہنیت و عادات میں جو نقائص پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسکو فریضہ زکوٰۃ کے ذریعہ دور کیا۔ ترکہ کی تقسیم اس طریق پر کی کہ سرمایہ داری کے مفاسد کبھی پیدا نہیں ہو سکتے۔ غرضیکہ انفرادی اور قومی طور پر اقتصادی افراط و تفریط کا جو طوفان بپا ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے نہایت پر حکمت توازن پیدا کر دیا ہے۔ آجکل سرمایہ و محنت کی جو عالمگیر و مہیب جنگ شروع ہے اس کا حل بھی اسلام اور صرف اسلام کے پاس ہے کاش مسلمان اس شمع ہدایت کو پکڑ سکیں اور گم کردہ راہ دنیا کو راہ نجات دکھلائیں یا جماعت احمدیہ کو جو کہ اس کام کو کر رہی ہے۔ تقویت پہنچائیں۔ اگر یہ نہیں۔ تو کم از کم اسکی مخالفت ہی سے مجتنب رہیں۔

حکومت پنجاب توجہ کرے

مسلمانان لاہور میں میونسپلٹی کی نشستوں کے معاملہ کے متعلق شدید اضطراب پیدا ہو چکا ہے۔ جو لمحہ بہ لمحہ ترقی کر رہا ہے۔ اس کے متعلق ہم گذشتہ اشاعت میں ذرا تفصیل سے لکھ چکے ہیں۔ اسلامی مطالبہ نہایت قوی دلائل پر مبنی ہے۔ جس کو کوئی معقول و انصاف پسند حکومت رد نہیں کر سکتی۔ مسلمان کہتے ہیں کہ ہماری آبادی ساٹھ فی صدی ہے ہمیں اسی تناسب سے نشستیں ملنی چاہئیں ۴۵ میں سے کم از کم ۲۵ نشستیں ہمارا حق ہے گذشتہ دنوں سرکردہ مسلمانوں نے ہز ایکسیلنسی گورنر کے پاس ایک وفد بھیجنا چاہا۔ ممدوح کے پرائیویٹ سیکرٹری نے جواب دیا۔ کہ وفد کو پہلے آنریبل وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ سے ملاقات کرنی چاہیے۔ ۲۴ دسمبر کو ایک مکتوب کے ذریعہ وزیر ممدوح سے وقت مانگا گیا۔ کافی انتظار کے بعد ۳۱ دسمبر کو اس کی یاد دہانی کرائی گئی۔ اس کا بھی کوئی جواب نہ ملا۔ تو ۷ جنوری کو تار بھیجا۔ تا دم تحریر اس کا بھی کوئی جواب نہیں آیا۔ اس خاموشی کا ایک ہی مطلب ہو سکتا ہے۔ وہ یہ کہ وزیر موصوف مسلمانوں کے جائز مطالبہ اور پے در پے احتجاج پر کوئی توجہ نہیں دینا چاہتے۔ اور ان کی خواہش ہے۔ کہ جو بے انصافی عرصہ سے مسلمانوں کے ساتھ ہوتی چلی آئی ہے۔ اسکو جاری رکھا جائے۔ اگر یہ بات درست نہیں۔ تو پھر غالباً وزیر موصوف یہ چاہتے ہوں گے کہ مسلمان درخواست و احتجاج کا کوئی زیادہ موثر اور پر زور طریق اختیار کریں۔ اور اپنی آواز کو اس قدر بلند کریں کہ ان کے کان اسے سننے کے لئے مجبور ہو جائیں۔

آنریبل سر گوکل چند نے قلمدان وزارت سنبھالنے کے بعد صوبہ کی اسلامی آبادی کے ساتھ وہی کچھ کیا جس کی ان جیسے کٹر آریہ سماجی اور مہاسبھائی سے توقع تھی۔ انہوں نے اپنے پیش رو لالہ منوہر لال سے بھی زیادہ بیدردی اور دیدہ دلیری کے ساتھ مسلم حقوق کو پامال کیا ہے۔

لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وزیر موصوف ہر کس و ناکس سے مطلق العنان ہیں؟ کیا ہز ایکسیلنسی گورنر کو ان سے باز پرس کرنے کا اختیار نہیں؟ آخر کیا وجہ ہے کہ حکومت زیر صرف کے متعلق مسلمانوں کی کوئی شکایت نہیں سنتی۔ مسلم وفد نے ہز ایکسیلنسی سے ملاقات کی درخواست کی۔ اس کو ایک بے نتیجہ مشورہ کے ساتھ معرض التوا میں ڈال دیا۔ اتمام حجت کے لئے اس مشورہ پر بھی عمل کیا گیا لیکن آنریبل وزیر کا غرور اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ وہ پے در پے التجاؤں کا جواب تک دینا گوارا نہیں کرتے۔ اس مرحلہ پر حکومت کا فرض ہے کہ وہ معاملہ کی اہمیت و نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے اس میں مداخلت کرے۔ آنریبل سر گوکل چند ذاتی عقائد و خیالات کے لحاظ سے آریہ سماجی اور مہاسبھائی شوق سے ہوں۔ لیکن حکومت کی وزارت کا قلمدان سنبھال کر ان کو اپنی تنگ ذہنیت پر عمل کرنے کی اجازت ہرگز نہیں ہونی چاہیے۔ اگر حکومت بدستور خاموش رہی۔ تو قدرتی طور پر یہ خیال ترقی کریگا کہ وہ مسلمانوں کے حقوق پامال کرنے میں وزیر موصوف کی معاون ہے۔ یا ان سے اس قدر مرعوب ہے کہ ان کی بڑی سے بڑی بے انصافی پر انہیں ٹوک نہیں سکتی۔ یہ سطور لکھی جا چکی تھیں کہ معلوم ہوا۔ وزیر موصوف نے ۱۲ جنوری کو وقت دینے کے باوجود مسلم وفد سے ملاقات نہیں کی۔

روشن خیال مسلمانوں کی "روشنیٔ طبع"

ایک صاحب کی تجویز ہے کہ "مسلمان حج پر ایک سے زائد قربانیاں کرنے میں جس قدر روپیہ خرچ کرتے ہیں وہ روپیہ جمع کر کے حاجیوں کی آمد و رفت کے لئے ایک جہاز بنا دیا جائے۔"

ایک اور صاحب کی تجویز ہے کہ ہر ایک مسلمان سے محرم کی نیازوں اور رمضان میں روزے کھلوانے کا خرچ وصول کر کے ایک تبلیغی کالج قائم کیا جائے۔

ہم مجوزین کرام سے دریافت کرتے ہیں کہ آیا اس امر کا کچھ بھی امکان ہے کہ حاجی صاحبان آپ کو قربانیوں کا تمام روپیہ دے دیں گے۔ اور امت مسلمہ نیاز اور افطاری کی تمام رقمیں آپ کے سپرد کر دے گی؟

ہمیں یقین ہے کہ کوئی ایک مسلمان بھی بقائمی حواس ان سوالوں کا جواب اثبات میں نہیں دے سکتا۔ پھر معلوم نہیں کہ ملک میں ایسی بیکار پریشان اور ناممکن العمل تجویزوں کی اشاعت پر زور کیوں دیا جاتا ہے؟ ممکن ہے کہ مجوزین کرام ایسی ایجادوں کو روشن خیالی کا مقتضیٰ سمجھتے ہوں لیکن ہمارے نزدیک ایسی تجویزیں صحیح طور پر اُن خامیٔ عقل کا ماتم ہیں۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔

آپ مسلمانوں کو دعوت دیجئے کہ وہ اس سال زائد قربانی نہ کریں ... اور روزے نہ کھلوائیں اور یہ تمام روپیہ آپ کو جہاز سازی اور تبلیغ کے لئے دے دیں آپ یاد رکھیں کہ آپ کی اس دعوت کا صرف ایک ہی نتیجہ ہوگا۔ اور یہ کہ وہ لوگ پہلے سے قربانی ... اور افطاری کو ایک بوجھ سمجھ رہے ہیں اسے بالکل ترک کر دیں گے اور روپیہ بچا لیں گے۔ یہ لوگ جہاز سازی اور تبلیغ کے لئے آپ کو ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں دیں گے یعنی آپ کی اس دعوت سے قربانی، ... اور افطاری کو تو ضرور نقصان پہنچ جائیگا۔ مگر جہاز سازی اور تبلیغ کا موہوم جو آپ کے سامنے ہے اسے خاک ذرہ بھی حاصل نہ ہوگا۔

صحیح روش یہ ہے کہ آپ جہاز سازی اور تبلیغ کیلئے الگ چندہ جمع کیجئے۔ تبلیغ اینک یا جہاز سازی کا نام لے کر شریعت کے قائم اور نافذ طریقوں کو نقصان پہنچانا، خدمت اسلام نہیں ہے اور نہ روشن خیالی ہے بلکہ صریح اسلام دشمنی ہے۔ گمراہی ہے۔ بلکہ صدو... کی بے بصیرتی اور تاریک ضمیری ہے خدا مسلمانوں کو ایسی "روشن خیالی" سے بچائے۔ (ایمان)

حضرت امیر کی خدمت میں

جناب سید امجد علی شاہ صاحب کا مکتوب

گزشتہ اشاعت میں جناب سید امجد علی شاہ صاحب کا ایک طویل مکتوب درج ہو چکا ہے جو انہوں نے اپنے صاحبزادہ سید اسلم علی شاہ صاحب کے خط کے جواب میں لکھا تھا امید ہے قارئین کرام نے ان ایثار پیشہ و قابل فخر باپ بیٹے کے خطوں کو غور سے پڑھ کر اپنے دل کے اندر ایک ایمانی لذت محسوس کی ہوگی۔ ذیل میں شاہ صاحب موصوف کا ایک اور خط جو انہوں نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں تحریر کیا تھا درج کیا جاتا ہے اس کے مطالعہ سے بھی موصوف کی قوت ایمانی اور دینی تڑپ کا پتہ چلتا ہے۔ ہماری درخواست ہے کہ تمام احباب ان خطوط کے مطالعہ کے ساتھ اس قابل فخر رکن جماعت اور ان کے صاحبزادوں کی ترقی عمر و ایمان کے لئے دعا کریں۔ (مدیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومنا گرامی سیدنا حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ طالب دعا بعد حمد الٰہی وصلوٰۃ رسول کے عرض کرتا ہے کہ جناب والا کو یاد ہے کہ آج سے قریب تین سال ... میں نے جلسہ کے موقع پر کانفرنس میں عرض کیا تھا کہ دو دست ... کا اپنے خرچ پر تبلیغ کے ... کرنے کا عہد کرتی میرے ... بچے علاوہ بالغ لڑکے اسلم کے تھے میں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ اگر کوئی ایسی رہنمائی انجمن کی ... ہو سکے کہ بچوں کو کس لائن پر تعلیم دی جائے کہ یہ تبلیغ کے لئے ... اور اپنی روزی بھی آپ پیدا کر یں تو اس طریق پر چلنے پر ... بچوں کو سپرد کر دونگا اور خرچ تعلیم کا جس طرح اب ... کر رہا ہوں کرتا رہونگا۔

... لڑکے اسلم کا ذکر اس لئے نہ کیا کہ وہ اب بالغ اور اپنے ارادوں کا مالک ہو گیا تھا مشیت الٰہی نے اس کے ... ایک بچہ کو اپنے پاس بلا لیا۔

میرا ... یہ ایمان ہے کہ ہم صرف پیٹ کے دھندوں میں گرفتار ہیں اور ہمارا مقصد زندگی درحقیقت وہی ہے جس کے لئے انبیاء وقف ہوتے ... جب سے صاحب اولاد ہوا ہوں میں نے اپنی اولاد کے لئے ... سعادت کے لئے بارگاہ الٰہی میں دعائیں کی ہیں اور ... ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ان دعاؤں کو قبول فرمائے بچوں کے انداز سے اپنی اولاد کی قابلیتوں کے متعلق غلط بھی ہوتے ہیں۔ مگر ... غلط ... نہیں لگایا۔ جب سے میرا لڑکا لاہور میں فوت ہوا۔ اس کے بعد یا اس کے قریب ہی ایک خاص تغیر اسلم کی زندگی میں دیکھتا ہوں۔ اس کے بعد اس نے قرآن کریم کے ترجمہ اور جناب والا کی تفسیر کا مطالعہ کیا کتب سیرت اور تصوف پر بلند پایہ بزرگان کی چند کتابیں بھی پڑھیں۔ اور ... نمازوں اور نماز شب کے لئے اس کا شوق بڑھتا ہوا دیکھتا رہا ہوں۔

اس میں خدا کے فضل و کرم سے قوت عمل ہے اور اپنے کالج کے حلقہ میں خدا کے فضل سے خاصہ اثر و اقتدار ... نے پیدا کر رکھا ہے ... کالج یونین میں ... پالیسین کلب ... جو پرنسپل کی خاص منظور نظر اور کالج میں زندگی اور اخلاق کی روح سمجھی جاتی ہے اس کا صدر رہتے مسلم ایسوسی ایشن کی طرف سے گذشتہ سال پر تکلف دعوت دی جس میں ... پروفیسر و طلباء و پرنسپل اور باہر کے مہمان تھے۔ اڑھائی سو کے قریب ٹریکٹ (اسلام) اور مختصر سیرۃ آنجناب کی تصنیف سیرت پر تقسیم کی اور مسٹر رشید الدین رامداس نصاحب کا لیکچر اسلام پر کرایا غرضیکہ اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے میں اپنی مندرجہ بالا امید و غیرہ کے متعلق خیال کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اگر اس ذریعہ سے میری دعاؤں کو قبولیت کا شرف بخشے تو بعید از رحمت نہیں۔

مجھے اس تمام کیفیت کے اظہار کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ میرے سامنے اصحاب بدر کی وہ مثال موجود ہے کہ جہاد کے لئے اپنے آپ کو قابل ثابت کرنے کے لئے بچے ایڑیاں اونچی کر کے کھڑا ہونے کی کوشش کرتے تھے اسی ... میں بھی اس تعارف کی جرأت کرتا ہوں نہ تعریف کے لئے بلکہ قبولیت کے مقام پر پہنچنے کی کوشش کے رنگ میں۔ اللہ تعالیٰ اس بچہ کی ان امنگوں کو زیادہ کرے اور ان کو پورا کرے کہ یہ ... امتحان کا ... ہو۔ التجا ہے کہ اس ... اپنی دعاؤں میں خاص جگہ دیں ہماری اس پیشکش ... کو قبول فرمائیں اور اس کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔ جناب کو یاد ہوگا ... حتی الامکان جناب کو اپنے کسی دنیاوی مقصد کے لئے دعا کی درخواست سے پریشان نہیں کیا۔ اس معاملہ میں مجبور ہوں۔ جوانی کا جوش امر دیگر ہے۔ ... تاہم بچہ خدا کے فضل سے موٹر ... اور اطاعت شعار ہے۔ اور آنجناب کا احترام اس کے دل میں بہت زیادہ ہے۔ واللہ

خاکسار غلام ... امجد

مخالفین احمدیت سے خطاب

(از جناب خواجہ غلام نبی صاحب مہجور مبلغ انجمن)

اے ہمکو بُرا کہنے والو
کیوں جھوٹی تہمت دھرتے ہو
ہم نام خدا پر مرتے ہیں
سرگرم وفا ہم رہتے ہیں
آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں
اے ہمکو بُرا کہنے والو
آؤ جو ہماری محفل میں
کیا لطف ہے شکوہ باطل میں
ہم نام خدا پر مرتے ہیں
اک روز ہمیں آکر دیکھو
ہاں سارا لٹریچر دیکھو
ہم نام خدا پر مرتے ہیں
اے ہمکو بُرا کہنے والو
ہم شاہِ عرب کے متوالے
کیا پاگل ہیں یا مست والے
اک روز ہمیں آکر دیکھو
ہم نام خدا پر مرتے ہیں
اے ہمکو برا کہنے والو
ہم لوگ محبت والے ہیں
یا کبر و رعونت والے ہیں
اک روز ہمیں آکر دیکھو
ہم نام خدا پر مرتے ہیں
اے ہمکو بُرا کہنے والو
کچھ خوفِ خدا بھی ہے تم کو
کچھ پاسِ وفا بھی ہے تم کو
اک روز ہمیں آکر دیکھو
ہم نام خدا پر مرتے ہیں
اے ہمکو بُرا کہنے والو
ہم پریم کے پیالے پیتے ہیں
دن اس پہ ہزاروں بیتے ہیں
اک روز ہمیں آکر دیکھو
ہم نام خدا پر مرتے ہیں
اے ہمکو بُرا کہنے والو
ہے نام سے احمد کے الفت
ہوتی تو ہے حرکت میں برکت
اک روز ہمیں آکر دیکھو
ہم نام خدا پر مرتے ہیں
اے ہمکو برا کہنے والو
تم مُردہ ہو ہم زندہ ہیں،
محوِ فکرِ آئندہ ہیں،
اک روز ہمیں آکر دیکھو
ہم نام خدا پر مرتے ہیں
اے ہمکو برا کہنے والو

اور ہم سے خفا رہنے والو
ناحق کی عداوت کرتے ہو
اور اس کی بڑائی کرتے ہیں
ہر روز جفائیں سہتے ہیں
پر مُنہ سے کچھ نہیں کہتے ہیں
اور ہم سے خفا رہنے والو
پاؤ گے محبت ہر دل میں
ہر روز کی دانت کِل کِل میں
اور اُس کی بڑائی کرتے ہیں
مسجد دیکھو دفتر دیکھو
مسلم ہیں کہ ہم کافر دیکھو
اور اُس کی بڑائی کرتے ہیں
اور ہم سے خفا رہنے والو
کیا بزدل ہیں یا ست والے
ہیں جامد یا حرکت والے،
مسلم ہیں کہ ہم کافر دیکھو
اور اس کی بڑائی کرتے ہیں
اور ہم سے خفا رہنے والو
اسلام کی دولت والے ہیں
یا دل میں کدورت والے ہیں
مسلم ہیں کہ ہم کافر دیکھو
اور اس کی بڑائی کرتے ہیں
اور ہم سے خفا رہنے والو
کچھ شرم و حیا بھی ہے تم کو
سو بار کہا بھی ہے تم کو
مسلم ہیں کہ ہم کافر دیکھو
اور اس کی بڑائی کرتے ہیں
اور ہم سے خفا رہنے والو
پی پی کر اُن کو جیتے ہیں،
تم ہا... ہو ہم جیتے ہیں،
مسلم ہیں کہ ہم کافر دیکھو
اور اس کی بڑائی کرتے ہیں
اور ہم سے خفا رہنے والو
پر کام سے تم کو ہے نفرت
دیتے ہیں تمہیں بھی ہم دعوت
مسلم ہیں کہ ہم کافر دیکھو
اور اس کی بڑائی کرتے ہیں
اور ہم سے خفا رہنے والو
چوں مہرِ فلک تابندہ ہیں
اور نصرت کے جوشندہ ہیں
مسلم ہیں کہ ہم کافر دیکھو
اور اس کی بڑائی کرتے ہیں
اور ہم سے خفا رہنے والو

قرآن کو ہم لے جاتے ہیں
احمد کی شان بڑھاتے ہیں
اک روز ہمیں آکر دیکھو
ہم نام خدا پر مرتے ہیں
اے ہمکو برا کہنے والو
ہم احمد کی اولاد ہوئے
دشمن اپنے برباد ہوئے
اک روز تمہیں آکر دیکھو
ہم نام خدا پر مرتے ہیں

دنیا کو یہی منواتے ہیں
ہم راحت اس میں پاتے ہیں
مسلم ہیں کہ ہم کافر دیکھو
اور اس کی بڑائی کرتے ہیں
اور ہم سے خفا رہنے والو
سب فرقوں سے آزاد ہوئے
مشہور جگت اُستاد ہوئے
مسلم ہیں کہ ہم کافر دیکھو
اور اس کی بڑائی کرتے ہیں

تم جھوٹی تہمت دھرتے ہو
ناحق کی عداوت کرتے ہو

دہلی میں گاندھی جی کی کٹیا

اخباروں میں دھوم مچی ہوئی تھی کہ گاندھی جی ساری دنیا تیاگ کر آج کل ہریجن کی اصلاحات و ترقیات کی فکر میں دہلی کے پاس بادیہ نشین ہو کر ایک کٹیا میں براجمان ہیں۔ مجھے دہلی آنے کا اتفاق ہوا تو صبح کے وقت یہاں کی مال روڈ پر ہوا خوری کے لئے گذر ہوا۔ کئی لوگوں سے سنا کہ مال روڈ کے قریب ہی گاندھی جی کی کٹیا ہے۔ نشان دہی کے مطابق وہ گاؤں تو نظر آ گیا جس کی اصلاح گاندھی جی کے مدنظر ہے۔ لیکن کٹیا نظر نہ آئی۔ البتہ ایک نہایت خوشنما چھوٹا سا بنگلہ اپنی دلفریبی کی وجہ سے میرے لئے جاذب نگاہ بنا ہوا تھا جس کے متعلق مجھے یہی خیال ہوا کہ کسی انگریز نے صحت اور تفریح کے لئے اس پر فضا میدان میں سکونت اختیار کر رکھی ہے۔ کئی مرتبہ گذرا مگر گاندھی جی کی کٹیا کہیں نظر نہ آئی۔ آخر میں نے ایک ہریجن سے پوچھا کہ اس بنگلہ میں کون رہتا ہے کہنے لگا۔ گاندھی جی۔ میں تو حیران رہ گیا۔ ہندوستان بھر میں تو مشہور ہے کہ گاندھی جی دنیا کے سارے عیش و آرام پر لات مار کے ہریجنوں کی خاطر ایک کٹیا میں فقر و فاقہ کی زندگی گذار رہے ہیں۔ اور حقیقت یہ نظر پڑی کہ جسے وہ کٹیا ایک خوشنما بنگلہ ہے۔ جس میں دو مصفا کمرے اور ایک گول بیلپاؤں کا بڑا عالیشان برآمدہ ہے۔ اور دونوں طرف لمبے اور لکڑی کی سیڑھیاں اوپر چھت تک گئی ہیں۔ چھت پر ایک نہایت پُر تکلف خیمہ نصب ہے۔ جو اس بنگلہ پر گنبد کی طرح نظر آتا ہے۔ گرداگرد متعدد نہایت اعلےٰ خیمے اور رنا میانہ استادہ ہیں۔ ہائے ضرور یہ بھی قناتوں سے گھرے ہوئے ہیں۔ سوا راج کا جھنڈا بھی لہرا رہا ہے۔ موٹر بھی قریب ہی کھڑا ہے۔ برآمدہ میں فرش بچھا ہے۔ گاندھی جی دوشالہ اوڑھے بیٹھے ہیں۔ چہرہ دھوپ میں سرخی سے چمک رہا ہے بجائے ہریجنوں کے گجرات کے موٹے موٹے سیٹھ بیٹھے ہیں۔ گجراتی زبان میں باتیں ہو رہی ہیں۔ باہر میدان میں کرسیاں بھی پڑی ہوئی ہیں۔ ملازم کام کر رہے ہیں۔ سامنے گاؤں کی کچی اور بوسیدہ عمارتیں اس تعیش و تنعم کے مسکن پر زبان حال سے خندہ زنی کر رہی ہیں کہ یہ تو وہ کٹیا ہے جو ہریجن تو رہے ایک طرف ہریجن کے آقاؤں میں سے بھی بہتوں کو نصیب نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے کسی ایسے ہی واقعہ سے متاثر ہو کر یہ شعر فرمایا تھا ؎

منعم بکوہ و دشت و بیابان غریب نیست
ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت

اگر "منعم" کی جگہ "گاندھی" پڑھا جائے تو لفظاً بھی درست ہے کہ شعر کا وزن قائم رہتا ہے اور معناً بھی درست ہے کہ بالکل حسب حال ہے۔

راقم
ایک "حقیقت بین"

مکتوب برلن

جرمنی میں ہماری تبلیغی مساعی

ماہ دسمبر میں چار معزز افراد کا قبول اسلام

(از جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن)

ماہ دسمبر بفضلہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ ماہ رمضان المبارک کا آغاز اس ماہ کی ۸ تاریخ کو ہوا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس مبارک مہینے کی برکت ہے کہ اس میں چار اشخاص حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

۳ دسمبر کو ایک جرمن جنکی عمر تقریباً ۲۴ سال ہے برضا و رغبت خاکسار کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ آپ برلن کے رہنے والے ہیں آپ کا خاندانی نام کرسٹی ہے۔ آپ نے اپنا اسلامی نام فاروق تجویز فرمایا ہے۔

۱۵ دسمبر کو ایک اور جرمن نوجوان نے جو کہ ہمبرگ کے رہنے والے ہیں اور جن کا خاندانی نام رسیر ہے اسلام قبول کیا۔ آپ کا اسلامی نام آپ کی خواہش کے مطابق نور رکھا گیا آپ کی عمر ۲۴ سال ہے آپ سکول ٹیچر ہیں۔ آج کل مزید تعلیم کی خاطر یونیورسٹی میں دوبارہ داخل ہو گئے ہیں اور ڈاکٹری کی ڈگری کی تیاری کر رہے ہیں۔

۷ دسمبر کو ایک اور صاحب نے حلقہ بگوش ہونے کی درخواست ارسال کی ہے ان سے خط و کتابت ہو رہی ہے وہ تو مسلمان ہونے کو تیار ہیں۔ مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ ان کے مزید حالات معلوم کرنے کے بعد ان کو جواب دوں

وائنا کے ایک عرب دوست کی معرفت ایک آسٹرین کی درخواست موصول ہوئی ہے ان کا خاندانی نام ہنزبولی ہے آپ کی عمر تقریباً پچاس سال ہے اور آپ سوداگر ہیں۔ آپ نے وائنا میں مندرجہ ذیل تین احباب کی موجودگی میں قبول اسلام کا اعلان کیا۔ اور اپنا اسلامی نام "محمد" تجویز کیا ہے۔

(۱) ڈاکٹر یوسف نبیل مصری کونسل جنرل در وائنا

(۲) ڈاکٹر مظفر علی ہندوستانی

(۳) جناب محمد تقی (صدر وائنا سوسائٹی وائنا) شامی

فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اللھم زد فزد

مذہبی کانفرنس

ماہ رواں کے شروع میں ایک عیسائی دوست کی خواہش پر ایک مختصر سی مذہبی کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس میں رومن کیتھولک عیسائی پروٹسٹنٹ یہودی مذہب اور اسلام کے نمائندے موجود تھے ہر مذہب کے دو دو نمائندوں کو دعوت دی گئی تھی چنانچہ اسلام کی نمائندگی خاکسار اور جناب علامہ ڈاکٹر محمد سید مارقوس صاحب نے کی۔ مسئلہ زیر بحث "نوعیت وحی اور الہام" تھا۔ ہر ایک مقرر نے کم و بیش دس پندرہ منٹ کے عرصہ میں اپنے اپنے مذہب کی رو سے اس اہم مسئلہ پر روشنی ڈالی جس سے حاضرین کو بہت فائدہ ہوا۔ چنانچہ یہ قرار پایا کہ جنوری کے شروع میں اس قسم کی کانفرنس دوبارہ منعقد کی جائے۔ اور لیگن اور اس کی حقیقت پر بحث ہو۔

لیکچر

۷ دسمبر کو حسب معمول زیر اہتمام جرمن مسلم سوسائٹی لیکچر ہوا۔ اس دفعہ ہمارے جرمن نومسلم بھائی جناب فاروق فشر صاحب نے تاریخی نقطہ نگاہ سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی سوانح حیات بیان کی۔ گو صاحب موصوف کو حلقہ بگوش اسلام ہوئے صرف ایک سال کا عرصہ ہوا۔ مگر آپ نے اس قلیل عرصہ میں اچھا خاصہ دینی علم حاصل کر لیا ہے آپ نے تقریباً پون گھنٹہ کے قلیل وقت میں ان ہر دو مایہ ناز ہستیوں کی اخلاقی، تمدنی، روحانی اور سیاسی زندگی پر سیر کن بحث کرتے ہوئے بتلایا کہ ان ہستیوں کی قربانیاں آج تک اسلام کی ترقی کا باعث رہی ہیں۔ اور گو خود مسلمان قعر مذلت میں پڑے ہیں مگر اسلام کا نام ان ہستیوں کے کارہائے نمایاں کی وجہ سے روشن ہے اور انشاء اللہ ابدالاباد تک روشن رہے گا

حکومت جرمن کا نیا قانون

افسوس کہ اس دفعہ لیکچر کے بعد کوئی بحث نہ ہو سکی کیونکہ حکومت نے بذریعہ قانون ہر قسم کی بحث بند کر دی ہے۔ تاہم اختتام لیکچر پر حاضرین کافی عرصہ تک بیٹھے رہے اور یوں ایک دوسرے سے تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ صاحب مقرر کا لیکچر حاضرین کو اس قدر پسند آیا کہ ان کو درخواست کی گئی کہ وہ اس سلسلہ کو جاری رکھیں اور آئندہ کسی موقع پر بقیہ خلفائے راشدین میں سے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی سوانح حیات بیان فرما کر پبلک کو مستفیض فرمائیں۔

جرمن نومسلموں کی پابندئ صوم

احباب یہ سنکر بے حد مسرور ہونگے کہ جرمن نومسلموں پر اسلام بفضلہ تعالیٰ اعلیٰ طور پر اثر کر رہا ہے ماہ رمضان کے آغاز کی اطلاع مسلمانان برلن و جملہ جرمن نومسلموں کو بذریعہ چٹھی دی گئی جس میں اس مبارک مہینے کی فضیلت اور ضروری احکام کا ذکر تھا۔ اس چٹھی کا یہ اثر ہوا کہ بہت سے جرمن نومسلم روزے کے پابند ہو گئے اور بعض نے مزید استفسارات کیلئے خطوط بھی لکھے

ایک معزز خاتون کا قبول اسلام

میں اس خط کو ایک خوشخبری پر ختم کرتا ہوں ہمارے مکرم بھائی عمر شوبرٹ کے نام نامی سے بعض احباب واقف ہونگے۔ آپ ۱۷ فروری ۱۹۳۲ء کو خاکسار کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے اور جرمن مسلم سوسائٹی کی ابتدا سے نہ صرف اس کے پرجوش ممبر ہیں بلکہ مجلس منتظمہ کے ممبر بھی ہیں آپ گذشتہ ۳ سال میں اس کے اسسٹنٹ سیکرٹری رہے اور امسال خزانچی مقرر ہوئے ہیں آپ کے دل میں تبلیغ اسلام کا بیحد جوش ہے آپ نے اسلام پر تقریریں بھی کیں اور ان کے علاوہ اپنے حلقہ اثر میں اسلام کا پروپیگنڈا بھی کرتے رہتے ہیں اس پروپیگنڈا کا اثر ہے کہ ان کی ایک واقفکار خاتون ۳ نومبر ۱۹۳۴ء کو حلقہ بگوش اسلام ہوئیں اور ان کا اسلامی نام **خدیجہ** رکھا گیا۔

عقد

اب ۲۲ دسمبر کو ان نیک خاتون کا عقد نکاح ہمارے مسلم بھائی عمر شوبرٹ سے مسجد میں قرار پایا۔ خطبہ نکاح خاکسار نے پڑھا۔ جس کا حاضرین پر بالخصوص غیر مسلم خواتین پر بڑا اثر ہوا۔ مجلس نکاح کے بعد حاضرین کی خاطر و تواضع چائے اور بسکٹ سے کی گئی۔ دولہا میاں نے اس خوشی کی تقریب پر مبلغ پانچ مارکس مسجد کو عطا کئے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اس عقد کے گواہ بھی جرمن نومسلم تھے یعنی ایلن ابوسفلڈ اور فاروق فشر۔ دردِ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جوڑے کو تا دیر زندہ و سلامت رکھے۔ اور خیر و برکت کا موجب بنائے آمین ثم آمین۔ والسلام

خاکسار

۲۶ دسمبر ۱۹۳۴ء عبداللہ امام مسجد برلن

سائیں لال حسین کا دروغ بیفروغ

اخبار زمیندار ۱۳ جنوری ۱۹۳۵ء میں سائیں لال حسین کی تقریر کا خلاصہ شائع ہوا ہے جو اس نے نیروبی کی مسجد میں کی۔ خدا جانے احمدیت کے مخالفوں کی غیرت و حمیت اسلامی کو کیا ہو گیا۔ کہ نماز خدا میں کھڑے ہو کر جھوٹ بولنے سے بھی نہیں شرماتے۔ سائیں جی نے گپ ہانکی ہے کہ:-

"پنجاب میں بھی مرزائیت فنا کے گھاٹ اتر رہی ہے وہاں تین سال میں اتنے مرزائی نہیں ہوئے، جتنے اس چاہ ضلالت سے نکل آئے ہیں میں ڈھائی سال سے مرزائیت سے تائب ہو کر مسلمان ہو چکا ہوں اور اس عرصہ میں تین سو سے زائد مرزائیوں کو دائرہ اسلام میں لا چکا ہوں"

(زمیندار ۱۳ جنوری ۱۹۳۵ء ص۲)

ہم سائیں جی اور اس کے حامیوں زمیندار اور مجلس احرار کو کھلا چیلنج دیتے ہیں کہ وہ تین سو سے زائد چھوڑ کر صرف ایک سو احمدیوں کے نام معہ پتہ مفصل شائع کریں۔ جنہوں نے سائیں جی یا کسی اور احراری مولوی یا منشی ظفر علی کے ذریعہ سے احمدیت کو ترک کیا ہو۔ جتنے نام وہ شائع کرینگے اس سے دس گنا نام معہ مفصل پتہ جات ہم ان لوگوں کے شائع کر دینگے جو اس اڑھائی سال کے اندر احمدیت میں داخل ہوئے۔

کیا سائیں جی، منشی ظفر علی یا کسی اور دشمن احمدیت میں ہمت و جرأت ہے۔ کہ اس چیلنج کو منظور کرے اسی مقابلہ سے پتہ لگ جائیگا کہ منشی ظفر علی اور اس کے شاگرد "احسان" کے جھوٹے پروپیگنڈا نے احمدیت کو نقصان پہنچایا ہے یا فائدہ۔ اور کہ احمدیت فنا ہو رہی ہے یا مخالفان احمدیت کی جڑیں کٹ رہی ہیں یہ چیلنج انجمن حمایت اسلام نیروبی کے ذریعہ سے سائیں جی کو بھجوایا گیا ہے۔

خاکسار محمد منظور الٰہی

صدائے اسلام

علی پور میں نماز جمعہ اور عید

مولوی بشیر محمد صاحب احمدی مبلغ علی پور ضلع مظفر گڑھ تحریر فرماتے ہیں کہ

میں نے جنوری کے پہلے ہفتہ میں علی پور کے قریب جوار کے دیہات کا پیدل دورہ بغرض تبلیغ احمدیت کیا نیز علی پور کے نو مسلموں کی بستی میں جہاں ہر روز دینی تعلیم کی غرض سے جاتا رہا اکثر نو مسلم مرد و عورتوں نے روزے رکھے جمعۃ الوداع کی نماز مسجد احمدیہ میں خاص اہتمام سے ادا کی گئی مولوی محمد عبد اللہ صاحب سابق اہل حدیث جو نو مبائع ہیں اور مولانا محمد حسین صاحب غیر از جماعت ہیں و دیگر متعدد حضرات نے نماز میں شرکت کی نماز عید میں بھی کافی مجمع تھا غیر از جماعت معززین کی فرمائش پر عید گاہ میں "فلسفہ عید" کے موضوع پر میری تقریر کرائی گئی احباب نے نماز عید مسجد احمدیہ میں ہی ادا کی غیر از جماعت اصحاب بھی نماز سے فراغت پا کر وہیں آ گئے اور تین بجے تک تقریر کا سلسلہ جاری رہا جس میں عقائد سلسلہ خاص طور پر بیان کئے گئے غیر احمدی مولویوں سے حیات و ممات مسیح، نزول مسیح ناصری اور دعاوی حضرت مسیح موعود پر مباحثہ ہوا جس میں اللہ تعالیٰ کا فضل ہمارے شامل حال رہا اور اہل بصیرت ہماری دلائل و خیالات سے بیحد متاثر ہوئے چنانچہ بستی بارو والہ کے چند حضرات و مولوی نور احمد صاحب نے اسی مجمع میں اعلان کیا کہ احمدی صاحبان کے عقائد قرآن و حدیث کے موافق ہیں اور حضرت مرزا صاحب صادق ہیں مفتری ہرگز نہیں اگر جماعت احمدیہ کا وجود مسعود ظہور پذیر نہ ہوتا تو عیسائی اور آریہ یقیناً مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیتے۔

حصہ داران ممتاز بنک کی خدمت میں

ایک نہایت ضروری گذارش

ہم جملہ حصہ داران ممتاز بنک لمیٹڈ کی خدمت میں ایکبار پھر عرض کرتے ہیں کہ اب بھی موقعہ ہے کہ ہم قانونی چارہ جوئی کر کے سرکاری لیکوئی ڈیٹر کے مطالبہ کی رقم کو کم کرا دیں یا بالکل تخفیف کرا دیں جلسہ مورخہ ۲۲؍۱۱؍۳۲ء میں حصہ داران نے فیصلہ کیا تھا کہ قانونی چارہ جوئی کیلئے فی حصہ ایک روپیہ اکٹھا کر کے اجتماعی طور پر مقدمہ کی پیروی کریں لیکن اس وقت جن وکیلوں سے مشورہ لیا گیا انہوں نے مایوس کیا لیکن اس وقت ہمارے پاس مفصلہ ذیل دلیلیں ایسی ہیں جن کو سامنے رکھ کر اپیل دائر کی جائے۔ تو ہمیں یقین ہے کہ ہماری کوشش بالکل ضائع نہ جائیگی۔

(۱) اصل قانون کسی (آرٹیکلز آف ایسوسی ایشن) کی رو سے بنک چلانے کیلئے ...... ہم روپے جمع ہونے چاہئیں تھے لیکن کارکنان بنک نے اس قانون کو خود ہی تبدیل کر کے ...... روپے تک منظوری دیکر بنک چلانا چاہا۔ اس تبدیلی کا کسی کو کوئی حق حاصل نہ تھا۔

(۲) ایک وقت ایسا آیا کہ ڈائرکٹرز میں دو فریق ہو گئے تھے اور ان میں ایک گروہ ایسا بھی تھا جنکو جسٹس رضا صاحب جائنٹ سٹاک کمپنی نے اخیر تک بطور ڈائرکٹر تسلیم نہیں کیا اور ایک عدالت میں راضی نامہ کے طور پر ملک لال خان کا ثالث نامہ منظور کیا گیا جسکی رو سے ڈائرکٹروں کے کاموں پر اخراجات میں تقسیم ہو سکتی ہے اور اسکا فائدہ آخر حصہ داران کو پہنچ جاتا ہے

(۳) جج صاحب کے آخری فیصلہ مورخہ ۲۲؍۱۱؍۳۲ء سے ظاہر ہوتا ہے کہ حساب کی سرکاری طور پر پڑتال کی جائے کیونکہ یقین ہے کہ حصہ داران سے ناجائز اخراجات بھی مانگے جا رہے ہیں حصہ داروں نے اپنے جلسہ مورخہ ۲۳؍۱۱؍۳۲ء میں جج صاحب کے اس فیصلہ کو بنظر تحسین دیکھا

(۴) بنک کا کل قرضہ اتنا نہیں ہے جتنا کہ حصہ داروں سے مانگا جا رہا ہے اسلئے ہمارا یقین ہے کہ یہ اپیل کرنی چاہئیے کہ ہمیں اسی نسبت سے روپیہ دینا چاہئیے اسلئے ایک دفعہ اپیل کرنا نہایت ضروری ہے اور ہم تمام دوستوں کی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ آپ بعد ملاحظہ ہذا بذریعہ منی آرڈر یا رجسٹری وقت کے اخراجات کیلئے کم از کم دو روپے فی حصہ سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور کے نام بھیجدیں۔ اس وقت تک صرف ۲۳ حصہ دار جمع ہوئے ہیں اور مبلغ ۴۳ روپے خرچ ہوئے ہیں اور اب بغیر آپکی توجہ اور فوری امداد کے ہم آگے نہیں چل سکتے

المشتہران:- (۱) ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ لاہور (۲) سید غلام مصطفیٰ شاہ ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور (۳) محمد نصیر ہمایوں سیکرٹری کمیٹی حصہ داران

خبریں

ہندوستان

—— پنڈت مالویہ کی پارٹی یہ کوشش کر رہی ہے کہ جنوری کے آخری ہفتہ میں فرقہ وار فیصلے کے خلاف تمام ہندوستان میں جلسے کئے جائیں پنڈت مالویہ اور دوسرے ہندو فرقہ وار فیصلے کے اس لئے خلاف ہیں کہ اس کی رو سے مسلمانوں کو چند حقوق مل گئے ہیں۔

—— اس کے مقابلے میں خان بہادر حاجی رحیم بخش صاحب ورکنگ سیکرٹری آل انڈیا مسلم کانفرنس نے اعلان کیا ہے کہ مالویہ پارٹی کی شرانگیزیوں کے ازالہ کیلئے ۲۵ر جنوری کو فرقہ وار فیصلے کی حمایت میں ہر جگہ مسلمان جلسے کریں

—— صوبہ متحدہ کے ساہوکار اور ہندو تاجر قرضہ بلوں کے خلاف سخت شور مچا رہے ہیں۔

—— ہندوستان کے مختلف مقامات پر ملک معظم کی سلور جوبلی منانے کی شاندار تیاریاں ہو رہی ہیں۔

—— نئی دہلی ۱۲ر جنوری۔ ۲۴ر جنوری کو اسمبلی میں وائسرائے کی افتتاحی تقریر کے موقع پر ان تمام لوازمات کی پابندی کی جائیگی جو ہر جدید اسمبلی کے افتتام کے موقع پر پیش آتے رہے ہیں وائسرائے جلوس کے ساتھ اسمبلی میں تشریف لائیں گے اور تخت پر تشریف فرما کر تقریر کرینگے۔

—— گذشتہ ہفتہ لاہور میں مسلمان تاجروں نے مسلم ایوان تجارت پنجاب کے نام سے ایک انجمن قائم کی ہے جس کا مقصد اسلامی تجارت کو منظم کرنا اور فروغ دینا ہے۔

—— دہلی ۱۱ر جنوری۔ خالدہ ادیب خانم دہلی پہنچ گئی ہیں۔ اور عنقریب لیکچروں کا سلسلہ شروع کر دیں گی۔

—— مدراس ۱۲ر جنوری۔ سابق کنگ جارج یونان کل کولمبو سے وارد مدراس ہوئے۔ آپ گورنمنٹ ہاؤس میں حکومت کے مہمان ہیں سوموار کو آپ عازم بنگلور ہونگے۔

—— مدراس ۱۲ر جنوری۔ ہندوستانی مرغوں اور انڈوں کی نمائش کا افتتاح کل یہاں کے ورزشی میدان میں ہوا

—— الہ آباد ۱۲ر جنوری۔ معلوم ہوا ہے صوبہ یوپی کے ایک ...... افسر کو عنقریب ریاست جودھپور کا وزیر مقرر کیا جائیگا۔

—— گذشتہ ہفتہ ریاست کوٹھا پور کے ایک گاؤں میں ریاستی پولیس نے مسلمانوں پر گولی چلا دی جس سے ۱۱ مسلمان شہید اور ۲۸ شدید زخمی ہوئے مقتولین میں دو عورتیں بھی شامل ہیں وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ریاستی افسر ایک مسلمان کو گرفتار کرنا چاہتے تھے گاؤں والوں نے اس کو حوالے نہ کیا۔

—— احمد آباد ۱۳ر جنوری۔ کل یوپی کے بیکاروں کا جلسہ سر تیج بہادر سپرو کے زیر صدارت یونیورسٹی کی عمارت میں ہوا جس میں متعدد و مفید تقریریں ہوئیں۔

—— بمبئی ۱۰ر جنوری۔ آج مسٹر سبھاش چندر بوس پولیس کے زیر حراست بذریعہ ناگپور میل یہاں پہنچے۔ مقامی کانگرسیوں نے استقبال کیا۔ دو گھنٹے کے قیام کے بعد جہاز وکٹوریہ سے یورپ روانہ ہو گئے

—— معلوم ہوا ہے کہ حکومت ہند بہت جلد ہندوستان کے اس تجارتی وفد کے متعلق جو کابل جانے والا ہے ایک بیان شائع کرے گی۔

—— مہاراجہ جودھپور بقلم، رفروری کو احرار کے ایک وفد کے ساتھ ملاقات کرینگے۔

ممالک خارجہ

—— مصر کے نئے وزیر اعظم نسیم پاشا نے مصطفیٰ نحاس پاشا سابق وزیر اعظم صدر وفد پارٹی کی پنشن بحال کر دی ہے۔ ان کی یہ پنشن سیاسی سرگرمیوں کی وجہ سے صدقی پاشا کے عہد میں ضبط ہو گئی تھی۔

—— لندن ۱۱ر جنوری۔ برطانیہ اعظم کی مسلم سوسائٹی کے ایک جلسہ کی صدارت کرتے ہوئے لارڈ ہیڈلے نے فرمایا۔ لندن میں مسجد کی تعمیر کے لئے جو قطعہ زمین خرید کیا گیا ہے اس کے لئے اٹھائیس ہزار پونڈ ادا کئے گئے ہیں اور بتیس ہزار پونڈ کی رقم تعمیر مسجد کیلئے محفوظ ہے۔ لارڈ موصوف نے اٹلی کے کاؤنٹ گیوجا اور ان کی صاحبزادی کو قبول اسلام پر مبارکباد دی

—— کولمبو ۱۱ر جنوری۔ تمام جزیرہ سیلون میں ملیریا بخار کا شدید زور ہے آج کل پانچ لاکھ مریض اس میں گرفتار ہیں جن میں سے تقریباً تین لاکھ شفا خانوں میں زیر علاج ہیں اناج اور ادویات کی سخت ضرورت ہے۔

—— آج کل روس میں ریل گاڑیوں سے نقصانات نہایت کثرت سے ہو رہے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں ریلوے کا انتظام سخت ناقص ہے۔

—— مکہ معظمہ کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ امسال مسلمان بلاد اسلامیہ سے بہ تعداد کثیر حج کیلئے آ رہے ہیں۔ عراق و مدینہ کے درمیان موٹروں کی سڑک بنانے کا کام بڑی تیزی سے ہو رہا ہے دونوں حکومتیں کوشش کر رہی ہیں کہ یہ سڑک اس حج سے پہلے مکمل ہو جائے۔

—— گذشتہ جون میں حجاز کے اندر سونے کی ایک کان دریافت ہوئی تھی کان کنی کا کام عنقریب شروع ہو جائیگا۔

—— سار برکن ۱۰ر جنوری۔ علاقہ سار کے متعلق استصواب رائے کے لئے عظیم الشان تیاریاں ہو رہی ہیں فرانس اور جرمنی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں باہر کے ممالک سے بھی کثیر تعداد میں ووٹر آ رہے ہیں۔ جاپان اور امریکہ تک سے ووٹروں کے آمد کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔

—— روم ۱۱ر جنوری۔ مسولینی نے حکومت ایبے سینیا کے وزیر خارجہ کو اس بات کا یقین دلایا ہے کہ اٹلی اور ایبے سینیا کے درمیان سرحد کا مسئلہ عنقریب دوستانہ طریق پر طے کیا جائیگا معلوم ہوا ہے۔ کہ اٹلی کی طرف سے ایک وفد جنیوا پہنچ کر اپنے نقطہ نگاہ کی وضاحت کرے گا۔

—— امریکہ کے ایک جہاز میں شراب سازی کا کارخانہ کھولا گیا ہے اس سے فرزندان عیسائیت کی مے نوشی کا اندازہ ہو سکتا ہے

—— انگلستان کے ایک ۶۲ سالہ بوڑھے مزدور نے حال ہی میں خودکشی کر لی ہے یہ شخص سڑک کوٹنے کا کام کرتا تھا اس کی لاش کا پوسٹ مارٹم کرایا گیا تو معلوم ہوا کہ اس کے دل کے اندر اس قدر چونا پیدا ہو گیا تھا۔ کہ بظاہر دل پتھر کا ٹکڑا معلوم ہوتا تھا۔

—— ایک یورپین سائنسدان نے ایک آلہ ایجاد کیا ہے جس کے ذریعے لاسلکی لہروں کی مدد سے کھانا پکایا جا سکتا ہے۔

—— لندن ۱۰ر جنوری۔ آج کل دھند کے سبب سے لندن کے گرد و نواح میں آمد و رفت میں مزاحمت پیدا ہو گئی جہازوں کے ٹیمز پر جہازوں کی نقل و حرکت ملتوی کر دی گئی۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق ہوشیارپوری

جلد ۲۳ | لاہور - یوم شنبہ مطبوعہ ۱۲ شوال ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹ جنوری ۱۹۳۵ء | نمبر ۵

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) اصحاب اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

ماہوار چندوں کا نیا انتظام

قابل توجہ جماعتہائے بیرونی

سالانہ جلسہ پر یہ فیصلہ ہوا تھا۔ کہ ماہوار چندہ جو مرکز میں بھیجا جاتا ہے۔ اس کا مفصل حساب مرکز میں رکھے جانے کی بجائے آئندہ ہر جماعت اپنے پاس رکھے۔ جملہ شاخہائے بیرونی کے سکرٹری صاحبان کی خدمت میں التماس ہے کہ سب سے پہلے وہ مہربانی فرماکر اپنی جماعت کے تمام احباب کے نام اور پتہ اور ان کا موجودہ چندہ لکھکر مرکز میں بھیجدیں۔ تاکہ ہمیں صحیح اندازہ ہو سکے کہ ہر جماعت سے کس قدر رقم چندہ کی آنی چاہیئے۔ آئندہ اگر رقم پوری نہ آئے گی۔ تو مرکز سے انفرادی مطالبات کی بجائے صرف سیکرٹری جماعت کو لکھا جائیگا کہ ان کی اس قدر رقم کم آئی ہے۔ بقایا وغیرہ کا حساب سیکرٹری جماعت کے پاس رہیگا اور دفتر لاہور کی طرف سے خط و کتابت صرف سیکرٹری کے ساتھ کی جایا کرے گی۔ البتہ جن مقامات پر جماعتی نظام موجود نہیں اور صرف ایک دو حضرات ہیں وہاں پہلے دستور کے مطابق ہی خط و کتابت کی جایا کرے گی۔ اور وہ براہ راست اپنا چندہ بھیجا کریں گے۔

مبلغین سلسلہ کو بھی اس نظام کی اطلاع ہو چکی ہے اور امید ہے۔ انہوں نے اپنے اپنے علاقہ کی جماعتوں کو اس سے مطلع کر دیا ہوگا۔ بذریعہ اخبار بھی جملہ جماعتہائے بیرونی کو یاددہانی کرائی جاتی ہے امید ہے وہ اس نئے انتظام میں ہمارے ساتھ پورا تعاون کرکے عند اللہ ماجور ہونگی۔

چندہ کے رجسٹر عنقریب تمام جماعتوں کو بھیجدیے جائیں گے۔

المعلن
مسعود بیگ اسسٹنٹ سیکرٹری

بجائے مہینہ میں تین دن کے آئندہ کیلئے ہفتہ میں

جمعرات

کا دن اس غرض کیلئے مقرر کیا گیا ہے کہ اس دن تمام احمدی احباب جو جماعت لاہور سے تعلق رکھتے ہیں

کھانے میں کم خرچی

اختیار کرکے جس قدر پیسوں کی بچت ہو وہ اس صندوقچی میں ڈالتے رہیں جو اس غرض کیلئے ہر احمدی گھر میں رہیگی

بچت فنڈ

کا روپیہ ایک یورپین مشن پر خرچ ہو رہا ہے اور اسی غرض کے لئے مخصوص رہے گا۔

تمام احمدی احباب

جمعرات کے دن اپنے کھانے کا خرچ نصف تک لانے کی کوشش کریں

محمد علی

قوم نے سالانہ جلسہ پر احمدیہ کانفرنس میں

احمدیہ ہوسٹل

کے قیام کا فیصلہ کیا تھا اس سے حسب ذیل عظیم الشان فوائد حاصل ہونگے:

۱۔ نوجوانان سلسلہ کی دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ اعلیٰ درجہ کی دینی تعلیم و تربیت بھی ہوتی رہیگی اور وہ لامذہبی، مغربیت اور فیشن پرستی کی وبا سے محفوظ رہیں گے۔

۲۔ انہیں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ و دیگر بزرگان سلسلہ سے ملاقات اور ان کے نصائح سننے کا کثرت سے موقع ملتا رہیگا۔

۳۔ انہیں سلسلہ اور اس کے کاموں سے دلی لگاؤ پیدا ہو جائیگا اور وہ جماعت کے نہایت پرجوش اور فعال رکن بن جائیں گے۔

۴۔ ان کے اخلاق اور صحت کی پوری پوری نگرانی کی جائیگی جو کالجوں کے ہوسٹلوں میں ممکن نہیں۔

۵۔ کالجوں کے ہوسٹلوں کی نسبت ان کے لئے کم خرچ پر اچھی غذا اور رہائش کا انتظام کیا جائیگا۔

۶۔ احمدیہ ہوسٹل میں رہنے والے طلبہ کو ان تمام فضول مشاغل سے باز رکھا جائیگا۔ جو ان کی تعلیم یا اخلاق پر برا اثر ڈالنے والے ہوں۔ یا فضول خرچی کا باعث ہوں۔

۷۔ طلبہ کو اچھا مبلغ، مقرر اور شہری بنانیکی کوشش کی جائیگی۔

۸۔ طلبہ کے اخراجات میں نمایاں تخفیف ہو جائیگی اس ہوسٹل کے اجرا کیلئے ایک سو روپے ماہوار مستقل آمد کی ضرورت ہے جس کے فراہم کرنے کیلئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ سہل طریق تجویز فرمایا ہے کہ جماعت میں کم ازکم ایک سو ایسے افراد نکلیں جو اس کار خیر کیلئے ایک ایک روپیہ ماہوار مستقل طور پر دے سکیں۔

۷۵ اصحاب

نے اسی وقت کانفرنس میں ہی وعدے کرلئے تھے لیکن آغاز کار کیلئے ابھی ایسے

۲۵ باہمت احباب

درکار ہیں یہ تعداد بہت جلد پوری ہو جانی چاہیئے اور زیادہ سے زیادہ ماہ مئی ۱۹۳۵ء تک ہوسٹل قائم ہو جانا ضروری ہے

شذرات

ترکی کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعتہ الوداع کے موقعہ پر غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے نماز جمعہ سے قبل ایک زبردست خطبہ دیا جو بذریعہ ریڈیو تمام مساجد میں سنا گیا، غازی موصوف نے حضرت نبی کریم صلعم کی ایک سوانح عمری حال ہی میں لکھی ہے اس کے چند باب بھی پڑھ کر سنائے آپ نے قوم کو فوجی طاقت مضبوط کرنے کی خاص طور پر تلقین کی، اغیار کے پروپیگنڈہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

"غیر ملکیوں کے اخبارات میں لکھا جاتا ہے کہ ہم نے مذہب کو چھوڑ دیا ہے تاکہ ہم اسلامی دنیا میں ذلیل ہو جائیں اور لوگ ہم سے جو ہمدردی رکھتے ہیں وہ نفرت سے بدل جائے"

اس موقع پر آپ نے اپنی لکھی ہوئی سوانح عمری حضرت رسول مقبول صلعم کا ایک باب پڑھا جس میں مرقوم تھا کہ "دنیا میں مسلمانوں کو اس وقت تک سرفرازی حاصل رہیگی جب تک وہ رحمۃللعالمین کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا رہینگے۔ میں اور میری قوم غرور سے نہیں فخر سے کہہ سکتی ہے کہ انہی نبی آخرالزمان کے دامن کو کبھی نہیں چھوڑا، اور انہیں کی برکت کا نتیجہ ہے۔ کہ آج ترکی کی طاقت سے بڑی بڑی طاقتیں لرز رہی ہیں"

غازی موصوف کی اس تقریر کو اسلامی اخبارات مع مسرت نمایاں طریق پر نقل کرتے ہیں۔ بیشک یہ ہیں خبر رساں ایجنسیوں کے گمراہ کن پروپیگنڈے کے مقابلہ میں اس خبر کو پڑھ کر دلی مسرت ہوتی ہے جنہوں نے ترکوں کو لامذہب اور دشمن اسلام ثابت کرنے کی پوری کوشش کی، غازی موصوف کی یہ تقریر ان کی تمام بہتان طرازیوں کا شافی جواب ہے۔

اس موقع پر ہم اپنے ملک کے صحیح الخیال مسلمانوں کو ایک خاص امر کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ وہ یہ کہ غازی موصوف کا اسلام مُلّا کا اسلام نہیں بلکہ قرآن وحدیث کا سادہ اور صحیح اسلام ہے وہ ملانوں اور پیروں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کو اسلام اور مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن سمجھتے ہیں آپ نے اسی تقریر میں ارشاد فرمایا۔

"ملانوں نے اپنی شقاوت قلبی سے مذہب کو ذلیل کرنیکی ناپاک کوشش کی.... میرا یہ عقیدہ ضرور ہے کہ نام نہاد ملاؤں، نفس پرست صوفیوں اور شورش پسند مشائخ کو سیاسیات سے علیٰحدہ کر دیا جائے ان کے اقتدار کو توڑ دیا جائے کیونکہ یہ لوگ مذہب سے واقف نہیں ہوتے اور مذہب کی آڑ لے کر لوگوں کو لوٹتے ہیں اسلام کو ذلیل کرتے ہیں۔ میں نے ایسا ہی کیا جس کی بنا پر دشمنوں نے پروپیگنڈہ شروع کر دیا ہے کہ میں نے مذہب کو چھوڑ دیا ہے میں قوم کو مذہب کی حقیقت سے آشنا کرانا چاہتا ہوں، اور اسے تلقین کرتا ہوں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر عمل کرے۔

بعض اسلامی اخبارات اور ان کے پڑھنے والے مسلمان غازی موصوف کے ان پاکیزہ خیالات پر خوش ہونے کے ساتھ ساتھ ان پر عمل کرنے کی بھی کوشش کریں،

وہ ملانوں اور پیروں اور ان کے نقلی اور بناوٹی اسلام کو چھوڑ کر قرآن وحدیث کے اصلی وصحیح اسلام کو اختیار کریں بلکہ بجائے غازی موصوف جس اسلام کی تلقین اور جس اسلام پر فخر کر رہے ہیں وہ ملانوں کا اسلام ہرگز ہرگز نہیں۔ وہ قرآن وحدیث کے اسلام کے دالادشیدا ہیں تو پھر آپ کیوں نہیں ملانوں اور پیروں کو ٹھکرا دیتے؟

تحریک احمدیت کا مقصد بھی یہی ہے کہ صحیح اسلام کو لے لیا جائے اور ملانوں اور پیروں کے نام نہاد اسلام کو ترک کر دیا جائے اس میں مسلمانوں کی زندگی اور ملانوں اور پیروں کی موت ہے اسی لئے وہ احمدیت کی مخالفت میں مصروف ہیں لیکن ان کی مخالفت کے باوجود احمدیت کی کوششیں بار آور ہو رہی ہیں عالم اسلام کی روشن خیال قومیں اور افراد اس سے متاثر ہو رہے ہیں ترکی ہی کو لے لیجئے وہاں ملاؤں کا خاتمہ کیا جا رہا ہے خانقاہیں اور پیر خانے بند کر دیئے گئے ہیں لیکن ہماری کتابوں کے تراجم شائع ہو رہے ہیں ہندوستان کے مسلمانوں کو ذرا ٹھنڈے دل سے ان حقائق پر غور کرنا چاہئے

گذشتہ ہفتہ انجمن دارالخواتین کا سالانہ جلسہ ٹاؤن ہال امرتسر میں بصدارت مسز تبلیغی منعقد ہوا، موصوفہ کا خطبہ صدارت اپنی لحاظ سے قابل قدر اور لائق تعریف ہے آپ نے اس میں مسلمان لڑکیوں کی تعلیم و تربیت اور مسلم خواتین کی فلاح و بہبود کے متعلق متعدد مفید تجاویز بیان کیں آپ نے مسلمان خواتین اور لڑکیوں کو خاص طور پر نصیحت کی کہ انکو سینما کی قسم کے کھیل تماشے ہرگز نہ دیکھنے چاہئیں کیونکہ ان سے اخلاق پر بہت برا اثر پڑتا ہے سینما کا مرض مسلمانوں میں نہایت سرعت سے ترقی کر رہا ہے مردوں اور لڑکوں کے بعد عورتیں اور لڑکیاں بھی اس کی شوقین ہو رہی ہیں اور یہ شوق اخلاقی اور اقتصادی لحاظ سے بیحد نقصان رساں ثابت ہو رہا ہے ضرورت ہے کہ نہ صرف مسلمان عورتیں بلکہ مرد بھی مسز تبلیغی کے مفید مشورے پر پوری طرح عمل کریں۔

مہا سبھائی ہندوؤں اور آریہ مہاشوں کو ہندی زبان کے پرچار کا بہت شوق ہے وہ اس ناقص اور محدود زبان کو سارے ہندوستان میں اردو کی جگہ رواج دینے کا مجنونانہ عزم کئے بیٹھے ہیں پنجاب کی عدالتوں اور سرکاری محکموں میں ہندی کو مروج کرنیکی احمقانہ تجویز بھی ان کی طرف سے متعدد مرتبہ پیش ہو چکی ہے حالانکہ ان کے تقریباً سارے اخبار اردو میں ہی شائع ہو رہے ہیں آریہ سماج کی خاص پارٹی کا آرگن "آریہ گزٹ" بھی اردو میں نکلتا ہے۔ اسکے اس نے اعلان کیا۔ کہ وہ اپنا رشی بودھ نمبر ہندی بھاشا میں شائع کریگا اور اس کیلئے زبردست اپیل بھی کی

اس کے ابھی عرصہ دو ماہ کا نتیجہ تقریباً ایک ماہ کے انتظار کے بعد کیا ظاہر ہوا ہے یہ ذرا اس کی اپنی زبانی ہی سنیئے گا ۱۳ جنوری کی اشاعت میں لکھتا ہے "امسال آریہ مہاسبھا میں رشی بودھ نمبر نکالنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ تا دم تحریر صرف دو مقامات سے ہندی نمبر کے لئے ۳۰ پرچوں کے آرڈر آئے ہیں۔ ۱۰ کا ہمیرپور ضلع کانگڑہ سے اور دس کا رہتک سے...... رہتک میں ہندی بھاشا کا زیادہ پرچار ہے، اس لئے...... کو یہ درخواست ہے۔ کہ وہ پہلے اپنے ہندی پرچوں کے آرڈر پر وچار کرینگے"

ہندوؤں کا ایک مذہبی اخبار اپنا ایک خاص نمبر ہندی میں نکالنے کا اعلان اور بار بار اس کے لئے اپیلیں کرتا ہے اس ساری چیخ پکار کے بعد اس کو صرف تیس کاپیوں کے آرڈر ملتے ہیں۔ اس سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ شمالی ہندوستان میں ہندی کس قدر مروج و مقبول ہے اور اس کو عدالتی اور سرکاری زبان بنانے کی تگ و دو کس قدر غیر عقلمندانہ ہے لیکن آریہ سماجیوں کو حقائق سے کیا واسطہ؟۔

ماہوار چندہ
ادا نہ کرنے والوں سے خطاب
(از جناب خواجہ غلام نبی صاحب مہجور مبلغ انجمن)

فنا ہے جذبۂ ایثار کا معدوم ہو جانا | بقا ہے خدمتِ ملّت میں اپنی جان کھو جانا
امام وقت سے عہدِ وفا جو تو نے باندھا تھا | وہ تیرے واسطے اک باغِ جنت کا وثیقہ تھا
وہ ضامن تھا زمانہ میں تجھے عزت دلانیکا | وہ ذمہ دار تھا اللہ سے نصرت دلانیکا
وہ مقناطیس الطاف و کرم کو کھینچ لاتا تھا | خوشا وقتیکہ جب تو دل میں اطمینان پاتا تھا
اسی سے مرنیوالوں نے حیاتِ جاوداں پائی | اسی کے دم سے مردہ قوم نے روحِ رواں پائی
اسی کے فیض سے بحرِ اخوت میں تلاطم تھا | وہی تعویذ تھا جو دافعِ کیفِ توہم تھا
ترے دل میں نہیں اب پاسِ ناموسِ وفا باقی | سنبھل جا مان لے گر کچھ بھی ہے خوفِ خدا باقی
تجھے فرصت نہیں ملتی ہے اب دنیا کے دھندے سے | کہ تیرا ہاتھ بھی رکنے لگا ماہوار چندے سے
نہیں باقی رہا اس کا تعلق احمدیت سے | جو خدمت دین کی کرتا نہیں شوق و محبت سے
تیری غفلت کا خمیازہ اٹھایا ہے جماعت نے | ترے ہاتھوں سے دل پر تیر کھایا ہے جماعت نے
جو چندہ انجمن کو تو برائے نام دیتا ہے | تو اس کے عوض میں اللہ سے انعام لیتا ہے

نویدِ جانفزائے معطیں کی عبارت ہے
ارے پیارے ترے ہی واسطے آئی بشارت ہے

ایک مفید مشورہ

انجمن کے متعدد مبلغ اور محصل آج کل مختلف علاقوں کا دورہ کر رہے ہیں اگر احباب ان کے ذریعے چندہ احمدیہ ارسال فرما دیں تو آسانی و کفایت ہوگی۔

(منیجر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح
جلد ۲۳ | یوم شنبہ ۱۲ شوال ۱۳۵۳ھ | نمبر ۵

پانچ ہزار سپاہیوں کی فوج

تنظیم جماعت کے متعلق حضرت امیر کی ضروری اپیل

گذشتہ اشاعت میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا تنظیم جماعت کے متعلق ایک نہایت ضروری مضمون درج ہو چکا ہے امید ہے وہ تمام احباب کے مطالعہ میں آیا ہوگا۔ اس مضمون کی اہمیت کا یہ تقاضا ہے کہ وابستگان سلسلہ اسے نہایت غور و خوض سے مطالعہ کر کے بہت جلد اس پر عمل پیرا ہوں۔ جو احباب اخبار نہیں منگواتے۔ یا خود مطالعہ نہیں کر سکتے۔ ان تک امیر جماعت کی اس آواز کو پہنچانا خریداران پیغام صلح کا فرض ہونا چاہیئے۔

اس مضمون میں حضرت امیر نے سب سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کا ایک کشف درج کیا ہے۔ جس میں حضور کو ایک مکان کے اندر بیٹھے دو شخص دکھلائے گئے تھے۔ ایک زمین پر اور دوسرا چھت کے قریب۔ پہلے زمین والے شخص کو مخاطب کر کے حضورؑ نے فرمایا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ وہ خاموش رہا۔ اس کے بعد چھت کے قریب بیٹھے شخص سے یہی سوال کیا۔ اس نے جواب دیا کہ ایک لاکھ نہیں ملے گی۔ مگر پانچ ہزار سپاہی دیا جائیگا۔ اس جواب پر حضورؑ نے حالت کشف میں ہی یہ آیت پڑھی۔ کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله

جیسا کہ حضرت امیر نے تحریر فرمایا ہے کہ اس کشف کی تعبیر جماعت قادیان اور لاہور جماعت کے نمائندوں کے رنگ میں بالکل صاف نظر آ رہی ہے۔ ایک جماعت کا نمائندہ ایک لاکھ سپاہی دے سکتا ہے۔ لیکن خاموش ہے اس کی توجہ دینی کاموں کی طرف نہیں بلکہ وہ سیاسیات میں الجھا ہوا ہے۔ اسی کو حالت کشف میں زمین پر بیٹھا ہوا دکھایا گیا۔ دوسرا نمائندہ قلت تعداد کے باوجود خدمت دین میں مصروف ہے وہ حضرت مسیح موعودؑ کے مقصد یعنی یورپ میں تبلیغ اسلام کے لئے عملاً جدوجہد کوشش کر رہا ہے۔ اس گروہ قلیل کے لئے کشف کے اندر کامیاب منصور اور گروہ کثیر پر غالب آنے کی بشارت بھی موجود ہے۔ بشرطیکہ وہ پانچ ہزار سپاہی خدمت دین کے لئے پیش کر دے۔ چنانچہ اسی بنا پر حضرت امیر ایدہ اللہ نے اپیل کی ہے کہ ہمیں سلسلہ کی تنظیم کر کے ایسے پانچ ہزار آدمیوں کی تعداد پوری کرنی چاہیئے۔ جو فی الحقیقت دین کے سپاہی کہلا سکیں اس کے اندر مرد، عورتیں، بوڑھے اور چودہ سال یا اس سے اوپر عمر کے لڑکے لڑکیاں سب شامل ہو سکتے ہیں جو اپنے عمل سے دین کے سپاہی ہونا ثابت کر دیں۔ دین کیلئے قربانی اور اس کو غالب کرنیکے لئے حرکت کریں۔ اس وقت جماعت کا ایک معقول حصہ ایسا ہے جو بالکل الگ تھلگ پڑا ہے اور تحریکات میں حصہ نہیں لیتا۔ یا لیتا ہے تو بہت کم۔ ان میں نوجوانوں اور خواتین کی تعداد کافی ہے۔ چنانچہ حضرت ممدوح نے جماعت کے اس طبقہ کو بیدار کرنے کے لئے اور ان کو کام میں لگا دینے کے لئے مندرجہ ذیل پروگرام تجویز فرمایا ہے:-

۱۔ جو احباب اس وقت چندہ دے رہے ہیں وہ اپنا چندہ اپنی حیثیت کے مطابق کر دیں۔

۲۔ جو احباب چندہ نہیں دیتے ہیں وہ اپنی حیثیت کے مطابق چندہ ادا کریں۔ اور کم سے کم ۴ر ماہوار چندہ ہر شخص کے لئے لازمی ہوگا۔

۳۔ وہ احباب جن لوگوں کا گزارہ صرف معمولی تنخواہوں پر ہے اور ان کی حیثیت زیادہ دینے کی نہیں وہ ایک دو پیسہ ماہوار ادا کریں۔ جن کا گزارہ معمولی مزدوری پر ہے وہ ۲ پیسے ماہوار چندہ ادا کریں۔

۴۔ خواتین جن کی ذاتی آمدنی کوئی نہیں وہ کم سے کم ۲ر ماہوار چندہ ادا کریں۔

۵۔ جو طالبعلم کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں وہ کم سے کم ۴ر ماہوار چندہ ادا کریں۔ اور جو سکولوں میں تعلیم پاتے ہیں وہ کم سے کم ۲ر ماہوار چندہ ادا کریں۔

اور اس پروگرام کو پیش کرنے کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں:-

"بالآخر میں اس بات کو واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ تمام لوگ جو ابتداء سے اس جماعت میں شامل ہیں یا بعد میں بذریعہ بیعت داخل ہوئے ہیں اس فہرست میں شامل ہو جائیں تو ہم تین ماہ کے اندر اندر پانچ ہزار کی فہرست کو پورا کر سکتے ہیں۔"

اب اس امر کا انحصار ہر ایک جماعت کے احباب کی سرگرمی پر ہے کہ وہ اپنے ہاں کی فہرست کس قدر جلد مرتب کر کے بھیجتے ہیں جہاں جہاں انجمنوں کا انتظام باقاعدہ ہے احباب کو چاہیئے کہ اس ہفتہ میں اس تجویز کو سنا کر ایک ہفتہ کے اندر اندر اپنے ہاں کی فہرست مکمل کر کے دفتر میں بھیج دیں اس سے بڑھ کر خوش قسمت کون ہو سکتا ہے جو اس پانچ ہزار جماعت میں شامل ہو جائے۔ جو یورپ کو اسلام کیلئے فتح کرنے کیلئے نکلی ہے اور جس کا نام آسمان پر منصور قرار پا چکا ہے۔"

حضرت ممدوح کا مندرجہ بالا پروگرام نہایت ضروری اہم پر موقع اور سہل ہے ہم یقین کرتے ہیں کہ احباب اور ساری جماعتیں اپنی اپنی جگہ پر اسکی تکمیل میں مصروف ہو گئی ہونگی اور جلد سے جلد اس کام کو ختم کرنیکی کوشش کرینگی زندگی وہی ہے جو کسی نیک اور بلند مقصد کیلئے ہو اور یہ زندگی بغیر سعی اور قربانی سے حاصل نہیں ہو سکتی اگر آپنے اس زندگی کو حاصل کرنیکا ارادہ کر لیا ہے

تو پھر پس و پیش کیا ہے۔ فوراً کام میں لگ جائیے۔

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن مانسہرہ

یہ بات نہایت دل خوش کن اور امید افزا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نوجوانان سلسلہ میں حرکت و بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ اور وہ رفتہ رفتہ دلی شوق سے خدمات دینیہ میں حصہ لینے لگے ہیں لاہور میں تین چار سال سے ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن قائم ہے اور مفید کام کر رہی ہے۔ نوجوانان مرکز کی طرف سے ایک پندرہ روزہ انگریزی اخبار "ینگ اسلام" بھی نکل رہا ہے جو اپنی بساط کے مطابق انگریزی خوان طبقہ میں تبلیغ احمدیت و توسیع جماعت کا کام کر رہا ہے۔ گذشتہ دو سال کے عرصہ میں اس انجمن کی متعدد شاخیں پنجاب و صوبہ سرحد کے مختلف مقامات پر قائم ہو چکی ہیں اب مانسہرہ سے بھی یہ خوشخبری آئی ہے۔

جناب عزیز الرحمٰن صاحب سکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن مانسہرہ کے تازہ خط سے معلوم ہوا کہ ۹۔ جنوری ۱۹۳۵ء کو مقامی احباب کا ایک اجتماع ہوا جس میں ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی گئی۔ اور مندرجہ ذیل حضرات اس کے عہدہ دار قرار پائے۔

۱۔ صدر ۔ شاہ عبد العزیز صاحب بی۔ اے آف داتہ
۲۔ نائب صدر عبد الرؤف صاحب ایس۔ وی آف داتہ
۳۔ سکرٹری عزیز الرحمٰن صاحب آف چھچی ڈھیری۔
۴۔ اسسٹنٹ سکرٹری۔ محمد ابراہیم صاحب آف داتہ۔

اس انجمن کے مقاصد وہی ہیں جو مرکزی ایسوسی ایشن کے ہیں یعنی نوجوانوں میں اسلام کی صحیح تعلیم پیدا کرنا اور ان میں سلسلہ اور بانی سلسلہ سے وابستگی پیدا کرنا۔ ہر ماہ ایسوسی ایشن کا جلسہ ہوا کریگا جس میں احباب مختلف مفید موضوعات پر تقریریں کیا کریں گے۔ اگر ممکن ہوا تو باہر کے احباب کو بھی تقریر کیلئے مدعو کیا جائیگا اور چھوٹے چھوٹے تبلیغی ٹریکٹ چھپوا کر تقسیم کئے جائیں گے تاکہ عوام کو تحریک احمدیت کے متعلق صحیح معلومات حاصل ہوں اور غلط فہمیاں دور ہوں اس کے علاوہ ایک مختصر سا کتب خانہ بھی قائم کیا گیا ہے جس میں سلسلہ کے متعلق کتب و اخبارات کا انتظام کیا گیا ہے۔ فی الحال لائبریرین کے فرائض ایسوسی ایشن کے باہمت سکرٹری عزیز الرحمٰن صاحب ہی انجام دے رہے ہیں۔ قرآن کریم، حدیث شریف اور کتب حضرت مسیح موعودؑ کے درس کا سلسلہ بھی شروع کیا جانیوالا ہے۔

نوجوانان مانسہرہ کی ہمت قابل تعریف ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے نیک ارادوں میں کامیابی عطا فرمائے۔ ہمارے خیال میں ایسوسی ایشن پشتو زبان میں ٹریکٹ شائع کرے تو بہتر ہے انگریزی، اردو، اور عربی وغیرہ کے ٹریکٹ تو مرکز میں بکثرت موجود ہیں جو ضرورت کے مطابق منگوا لئے جا سکتے ہیں۔ لیکن صوبجاتی زبانوں میں ابھی ضرورت کے مطابق لٹریچر ترجمہ نہیں ہوا اگر سرحد کے نوجوانان سلسلہ احمدیت کے متعلق ضروری لٹریچر کو پشتو میں ترجمہ کر کے پھیلا دیں تو اس طرح وہ سلسلہ کے علاوہ اپنے صوبہ کی زبان کی بھی بہت بڑی خدمت انجام دیں گے۔

ابھی ایسے بہت سے مقامات ہیں جہاں نوجوانان سلسلہ کی انجمنیں قائم ہونی چاہئے تھیں لیکن نہیں ہوئیں۔ اس کمی کو بہت جلد پورا ہو جانا چاہئے۔

خطبہ عید الفطر

مؤرخہ ۷ر جنوری ۱۹۳۵ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ:-

اللہ کا احسان

الحمد للہ رب العلمین۔ اللہ کیلئے سب تعریف ہے پہلے تو اس لئے کہ اس نے ہمیں اپنے ایک حکم کو جس کے ساتھ کچھ مشقت اور بھوک اور پیاس کا مقابلہ بھی تھا۔ پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ اس کا احسان ہے درحقیقت اسی کے اندر ساری عید آجاتی ہے اور اسی کے اندر ساری راحت و خوشی ہے

اللہ کے حکم میں خوشی محسوس کرنا بڑا بلند مقام ہے

اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل پر دل کے اندر مسرت و راحت محسوس کرنا بہت بلند مقام ہے۔ اسلام انسان کو اسی مقام تک پہنچانا چاہتا ہے غور کیجئے آج جہاں ہزاروں لاکھوں وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا کے حکم کی تعمیل میں روزے رکھے مشقت اٹھائی اور بھوک پیاس کا مقابلہ کیا۔ وہاں ہزاروں لاکھوں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو مسلمان کہلاتے ہیں جن کے سامنے سارا رمضان گزر گیا لیکن انہوں نے خدا کے حکم کی ایک روز بھی تعمیل نہیں کی۔ آج انکے دلوں میں کوئی راحت موجود نہیں

نیکی سے راحت اور بدی و نافرمانی سے پشیمانی پیدا ہوتی ہے

ایک بات اصول کے طور پر یاد رکھو کہ نیکی سے راحت اور بدی و نافرمانی سے پشیمانی پیدا ہوتی ہے جنہوں نے ماہ رمضان میں اللہ کا حکم مانا اور روزے رکھے۔ ان کا کچھ بگڑ نہیں گیا۔ صحت خراب نہیں ہوئی۔ اور جنہوں نے اس حکم کی تعمیل نہیں کی۔ ان کا کچھ بن نہیں گیا۔ لیکن آج تعمیل کرنیوالوں کے دل ایک راحت اور اطمینان محسوس کر رہے ہیں اور دوسرے اس سے محروم ہیں۔

اللہ کے حکم کی تعمیل میں حقیقی اور پائیدار خوشی ہے

اس کے بعد الحمد للہ رب العالمین ہے اس بات پر کہ اس نے ہمیں اس خوشی کے اجتماع میں شامل ہونیکی توفیق دی انسان بڑا بے بس ہے اس کے اوپر ہزاروں ایسی کلیفیں اور حالات وارد ہوجاتے ہیں کہ وہ بعض اوقات ارادہ کرلینے کے باوجود خوشی کے اجتماعوں میں شریک ہونے سے محروم رہ جاتا ہے حقیقی اور سچی خوشی انسان کی روح اور دل کے اندر اسی وقت پیدا ہوتی ہے جبکہ وہ اللہ کے حکم کی تعمیل میں راحت محسوس کرے یہ خوشی پائیدار ہوتی ہے میلوں اور تیوہاروں کی خوشی فانی اور آنی ہوتی ہے خواہ یہ تیوہار عید ہو یا کرسمس اور ہولی دیوالی وغیرہ۔ خدا کے حکم کی تعمیل سے جو راحت پیدا ہوتی ہے۔ وہ دیرپا ہوتی ہے اور انسان کی نسلوں تک کے اندر اثر کرتی ہے

اللہ تعالیٰ نے ہمیں بکھرے ہوئے اجزا سے ایک بےنظیر قوم بنایا

اللہ تعالیٰ نے ہماری قوم پر ہزاروں انعامات واحسانات کئے جب میں ان کو دیکھتا ہوں تو ہمیشہ مرتبہ اللہ کی حمد میری زبان سے ادا ہوتی ہے۔ سب سے پہلا احسان اللہ کا ہم پر یہ ہے کہ اس نے ہمیں بکھرے ہوئے اجزا سے ایک منظم قوم بنایا۔ یہ جو عمارتیں ہمیں نظر آتی ہیں مٹی چونے پتھر لوہے اور لکڑی وغیرہ سے بنی ہیں اور یہ چیزیں دنیا بھر میں بےشمار مقدار میں بکھری پڑی ہیں اور کوئی اثر نہیں رکھتیں لیکن جب ان اجزا کو ایک موزوں ترکیب اور انداز سے استعمال کیا جاتا ہے مٹی کی اینٹیں بناکر ان کو چونے اور گارے سے چن کر دیواریں اٹھائی جاتی ہیں لکڑی کو کاٹ کر اس کے شہتیر، کھمبے، کواڑ اور دوسری چیزیں بنائی جاتی ہیں تو اسطرح پرشوکت اور خوشنما عمارتیں تیار ہوجاتی ہیں۔ یہی فرق بکھرے ہوئے افراد اور قوموں کا ہے۔ افراد بکھری ہوئی مٹی، چونے اور لکڑی کا درجہ رکھتے ہیں جب انکو منظم کرکے قوم بنایا جاتا ہے تو وہ عمارت کی مانند ہوجاتے ہیں ہم بکھرے ہوئے چند افراد تھے اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں ایک بےنظیر قوم بنایا۔

اللہ نے ہمیں صراط مستقیم پر رکھا

پھر دوسرا احسان یہ ہے کہ ایک قوم بناکر ہمیں صراط مستقیم پر رکھا سیدھے راستے پر رہنا مشکل ہوتا ہے انسان بالعموم افراط تفریط کا شکار ہوجاتے ہیں کیونکہ یہ دونوں رستے آسان ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں افراط اور تفریط سے بچایا۔ قرآن شریف میں جو یہ دعا سکھلائی ہے اہدنا الصراط المستقیم (تو ہم کو سیدھے رستے پر چلا) یہ افراط اور تفریط سے بچانے کے لئے ہے

مسلمانوں کی افراط و تفریط

لیکن باوجود اس دعا کو مانگنے کے کس قدر مسلمان ان کی حقیقت سے بےخبر پڑے ہیں اور افراط و تفریط کے راہ پر گامزن ہیں حدیث میں بالکل صاف اور کھلے الفاظ میں یہ موجود ہے ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک شخص کو مبعوث کرتا ہے جو دین کی تجدید کرتا ہے، اس صدی کے شروع میں ایک شخص اس حدیث کی بنا پر مجدد ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے۔ اور اپنے عظیم الشان کام سے اپنا مجدد ہونا ثابت کردیتا ہے اس کے شناخت کرنے میں کوئی مشکل نہیں۔ لیکن مسلمانوں کی کثیر تعداد نے اس کو اب تک نہیں مانا۔ وہ اس کی دیوانہ وار مخالفت و تکذیب کرتے ہیں ہم بار بار ان سے پوچھتے ہیں ان کی منت و سماجت کرتے ہیں۔ کہ اور کہیں کوئی مجدد نظر آتا ہو تو اس کو مان لو یا اس حدیث کا غلط ہونا ثابت کرو۔ اگر یہ دونوں باتیں نہیں تو پھر اس شخص کو ماننے سے کیوں انکار کرتے ہو۔ جو اس صدی کا مجدد ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے اور روشن واقعات سے اس کا مجدد ہونا ثابت بھی ہوچکا ہے۔ غرضکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس تفریط سے بچایا جس میں کروڑوں مسلمان مبتلا ہیں

قادیانی جماعت کا غلو اور افراط

لیکن دوسری طرف حضرت مسیح موعودؑ کے نام لیواؤں کی ایک جماعت ہے جو مسلمانوں کے بالمقابل افراط اور غلو کے مرض میں مبتلا ہوکر صراط مستقیم سے علیحدہ ہوچکی ہے یعنی قادیانی جماعت وہ خواہ مخواہ حضرت مرزا صاحب کو نبی بنا رہی ہے اور چالیس کروڑ کلمہ گوؤں کی تکفیر کی مرتکب ہو رہی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں کی علانیہ تکذیب کر رہی ہے آپ مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں اور یہ آپ کو ہی مدعی نبوت قرار دیتی ہے آپ صاف الفاظ میں لکھتے ہیں نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے اور یہ دعویٰ نبوت آپ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

قادیانیوں کا الزام عجیب

قادیانی ہمیں بار بار الزام دیتے ہیں کہ تم حضرت مسیح موعودؑ کا رتبہ گھٹاتے ہو حالانکہ یہ بالکل غلط ہے جو جماعت کسی شخص کو مانتی ہے اس کا رتبہ کو ہرگز نہیں گھٹا سکتی تاریخ میں اس قسم کی کوئی مثال نہیں ملتی البتہ غلو کرکے اس کے رتبہ کو اصل سے بڑھانے والے موجود ہیں اور اس قسم کے غلو کی مثالیں بےشمار اور ہر جگہ اور ہر قوم میں ملتی ہیں۔ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا اور خدا تک بنا دیا ہندوؤں اور بعض دوسری اقوام نے اپنے نبیوں میتوں کے متعلق بھی ایسا ہی کیا شیعوں نے بھی حضرت علیؓ، حضرت امام حسنؓ حسینؓ کے متعلق غلو کیا بعض لوگ حضرت سید عبدالقادر جیلانی کے متعلق غلو کرتے ہیں اسی طرح قادیانی حضرت مرزا صاحب کے متعلق غلو کرتے ہیں اور مجدد سے نبی بناکر مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرتے اور کلمہ گوؤں کو کافر قرار دیتے ہیں۔

ہمارا بےنظیر نظام

صراط مستقیم پر قائم رکھنے کے بعد تیسرا فضل اللہ نے تم پر یہ کیا کہ تمہارا نظام قائم کردیا۔ ہمارے سامنے کچھ نظام وہ ہیں جو جسمانی طاقت سے قائم ہیں اور کچھ مسلمانوں کے وہ نظام ہیں جو پیری کی طاقت سے قائم ہیں۔ پیری کی طاقت کو ہم روحانی طاقت تو ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ کوئی پیر اس لئے نہیں بنتا کہ اس میں روحانی طاقت ہوتی ہے بلکہ اس لئے پیر بنتا ہے کہ اس کے مریدوں کے اندر سے روحانی طاقت مفقود ہوجاتی ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے تمہیں پیر پرستی سے محفوظ رکھکر تمہارا بےنظیر نظام قائم کردیا

ہماری جماعت سلطان القلم کے نقش قدم پر چل رہی ہے

گذشتہ بیس سال کے عرصہ میں بعض دوستوں کا یہ خیال بھی رہا کہ پیر کے بغیر نظام قائم نہیں ہوسکتا لیکن اللہ تعالیٰ نے جماعت کی اکثریت کو حضرت مسیح موعودؑ کے نمونہ سے ادھر ادھر نہ ہونے دیا حضرت مسیح موعودؑ پیری مریدی کی کوئی گدی قائم نہ کرنے آئے تھے۔ جن لوگوں نے آپ کا زمانہ دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ آپ کا طریق پیروں سے بالکل مختلف تھا آپ ایک آزاد قوم پیدا کرنا چاہتے تھے جس کا دماغ اور ذہنیت آزاد ہو۔ پیری مریدی سے دماغ اور ذہنیت کی غلامی پیدا ہوتی ہے علمی ترقی رک جاتی ہے وہ شخص جو سلطان القلم تھا جو دنیا میں ایک علمی انقلاب پیدا کرنے کے لئے مبعوث ہوا تھا وہ غلامی کو کس طرح پیدا کر سکتا تھا؟ آج قادیان میں جو نقشہ نظر آتا ہے وہ حضرت صاحب کے منشا اور مقصد کے بالکل خلاف ہے ایک سرسری نظر سے دیکھنے والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ آج سلطان القلم کے نقش قدم پر چلنے والی اور ان کی صحیح جانشین کونسی جماعت ہے۔

اسلامی ڈسپلن پیر پرستی سے علیحدہ چیز ہے

آج ڈسپلن ڈسپلن کا بہت شور مچایا جاتا ہے کبھی کبھی ہمارے بعض دوست بھی اس شور سے متاثر ہوجاتے ہیں میں کہتا ہوں۔ ڈسپلن ضرور ہونی چاہیئے لیکن اس قسم کی ڈسپلن جو حضرت نبی کریمؐ، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ نے کرکے دکھلائی ان مقدس ہستیوں نے بادشاہ ہوکر بھی قوم کو غلام نہ بنایا

حضرت عمرؓ کا رعب اور سادگی

حضرت عمرؓ جنکی سطوت و شوکت مسلّم ہے اور جن کا رعب اسقدر زیادہ تھا کہ مصر، کوفہ، بصرہ، شام وغیرہ کے گورنر سینکڑوں ہزاروں میلوں پر بیٹھے ہوئے یہ محسوس کیا کرتے کہ عمرؓ کا ایک ہاتھ ہمارے نچلے جبڑے پر اور دوسرا اوپر کے جبڑے پر جونہی ہم نے کوئی بےقاعدگی کی وہ ہمارے جبڑے چیر ڈالیں گے۔ مگر اس کے باوجود ان کی سادگی، مساوات اور قوم کی آزاد خیالی کی یہ کیفیت تھی کہ خلیفہ دوسرے معمولی مسلمانوں کے ساتھ مسجد کی چٹائی پر ہی بیٹھ جاتا اور قطعاً کوئی امتیاز نہ رکھتا تھا۔ اجنبی آدمیوں کو دریافت کرنا پڑتا کہ خلیفہ کون ہے؟

حضرت عمرؓ کا ایک سبق آموز واقعہ

ایران میں ایک خطرناک جنگ مسلمانوں کی ایرانیوں سے ہو رہی تھی اس کے متعلق حضرت عمرؓ کو بڑی تشویش تھی۔ ایک روز آپ اسی فکر میں شہر سے دو تین میل باہر نکل گئے۔ کہ ایک قاصد ملا۔ آپنے اس کی رکاب تھام لی۔ اور حالات دریافت کرنے لگے۔ قاصد فتح کی خوشخبری لایا تھا آپ اسی طرح اس کے ساتھ دوڑتے ہوئے شہر کے اندر داخل ہوئے دروازے پر لوگوں نے جب "یا امیر المومنین" کہکر خطاب کیا۔ تو قاصد کانپ اٹھا اور معافی چاہنے لگا۔ کہ مجھے معلوم نہ تھا۔ آپ خلیفہ وقت ہیں۔ آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں ہم سب آپس میں بھائی بھائی اور ہم رتبہ ہیں یہ ہے اسلامی ڈسپلن

اس کے خلاف جو کچھ ہے وہ سب دماغی غلامی ہے سو اللہ تعالیٰ کا یہ کس قدر فضل ہے۔ کہ اس نے بغیر پیر کے ہمارا النظام قائم کر دیا۔

ہم ایک بلند مقصد کے لئے کوشاں ہیں

پھر اس کے بعد ہم پر یہ فضل ہوا کہ ہم نے ایک بلند مقصد اپنے سامنے رکھا جس شخص کی نظر پہاڑ کی بلند چوٹی پر ہوگی وہ کبھی ادھر ادھر نہ دیکھیگا۔ بلکہ اس بلند چوٹی پر پہنچنے کی کوشش میں مصروف رہیگا۔ آج دنیا میں صرف ہماری ہی ایک قوم ہے جس کے سامنے اشاعت اسلام کا بلند مقصد ہے ہماری قوم حضرت نبی کریمؐ کے نقش قدم پر گامزن ہے اس کی نگاہ کج نہیں ہوئی آپ دونوں جماعتوں کا مقابلہ کرکے دیکھ لیں کہ اشاعت اسلام کیلئے کونسی جماعت کوشش کر رہی ہے اور سیاسی امور کی طرف کس کی توجہ ہو گئی ہے الحمد للہ ہماری نگاہ اپنے اصل مقصد سے نہیں ہٹی۔

ہم پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا فضل

ان تمام افضال سے بڑا فضل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے کاموں کوششوں میں برکت و کامیابی دی قومیں بھی بن جاتی ہیں وہ اپنے سامنے بلند مقصد بھی رکھ لیتی ہیں اس کے لئے سعی بھی کرتی ہیں لیکن اس سعی میں برکت خدا ہی ڈالتا ہے یہ بات انسان کی طاقت سے باہر ہے

جاوا اور فجی میں ہمارے آدمیوں کا کام

اللہ تعالیٰ نے ہماری قوم کے اندر وہ زندگی پیدا کی۔ کہ جہاں اس کی کوئی شاخ بھی لگتی ہے وہاں ترقی و زندگی کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں۔ دیکھو جاوا کے اندر ہمارا ایک آدمی گیا۔ وہاں ساڑھے پانچ کروڑ مسلمان موجود تھے لیکن ان میں کوئی حس و حرکت باقی نہ تھی ہمارے ایک آدمی نے اس ملک میں زبردست انقلاب پیدا کر دیا چند سال کے عرصہ میں سارا ملک اسلامی لٹریچر سے بھر دیا اخبارات جاری کر دیئے قرآن شریف کے ترجمے کر دیئے اب ہماری [illegible] میں مشن کے قیام کی تیاری کر رہی ہے فجی کے اندر بھی اسی طرح ہمارے ایک آدمی نے زبردست کام کر دکھلایا ہے

ہماری جماعت اصول اخوت پر قائم ہے

کسی کو یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ یہ ایک چندہ لینے دینے والی جماعت ہے۔ بلکہ یہ جماعت اسلام کے اصول اخوت پر قائم ہے۔ قوم میں امیر غریب مزدور سبھی قسم کے لوگ ہوتے ہیں یہ سب قومی مشینری کے پرزے ہیں۔ اس وقت میں آپ کو ایک ضروری فرض کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں

امیروں کے مال میں غریبوں کا حق ہے

بڑے اور مالدار آدمیوں پر ذمہ داریاں بھی زیادہ ہوتی ہیں اگر کوئی شخص مالدار ہے تو اس کو یہ تو سمجھنا چاہیئے کہ وہ تکلیفوں اور دکھوں سے اوپر اٹھا ہوا ہے۔ خوشحال لوگوں کے مالوں میں حکم قرآنی کے مطابق غریبوں کا بھی حصہ ہونا چاہیئے خدا نے اسے غربا کا حق قرار دیا ہے حق السائل والمحروم۔ انہیں غربا کی امداد کرنی چاہیئے وہ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ انہوں نے اپنے غریب بھائیوں کی امداد کرنی ہے خواہ وہ مالی مدد ہو یا اور کسی رنگ میں۔

اسلام اور اشتراکیت کا فرق

اسلام اور اشتراکیت میں یہی فرق ہے کہ اسلام یہ ذہنیت پیدا کرنا چاہتا ہے کہ اللہ نے انسان کو مال امانت کے طور پر دیا ہے تاکہ وہ اپنے غریب بھائیوں کی امداد کرے۔ اشتراکیت کسی کے پاس مال جمع ہونے کی ہی مخالف ہے جو سراسر غیر قدرتی ہے۔

غربا میں سیر چشمی اور بلند ہمتی ہونی چاہیئے

اس کے ساتھ میں غربا سے بھی کہونگا۔ کہ ان کی نظر اپنے آسودہ اور مالدار بھائیوں پر نہیں ہونی چاہیئے بلکہ اپنی نگاہ کو بلند رکھنا چاہیئے۔ اور اپنی ہمت اور قوت بازو سے روٹی کمانی چاہیئے۔ امرا میں اپنے غریب بھائیوں کی امداد کا جذبہ ہونا چاہیئے اور غربا میں سیر چشمی

غربا پر بھی اللہ تعالیٰ کا حق ہے!

اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ امرا کی طرح غربا پر بھی اللہ تعالیٰ کا حق ہے ایک شخص اگر دس روپے روز کماتا ہے اور دوسرا دس پیسے روز۔ ان دونوں کو چاہیئے کہ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق دینی کاموں میں امداد دیں۔

آپس میں رشتہ داریوں کے تعلقات قائم کرو

اس کے بعد میں ایک اور ضروری بات کہنا چاہتا ہوں اگر آپ اپنی قوم کو مستحکم بنانا چاہتے ہیں تو آپس میں رشتہ داریوں کے تعلقات قائم کرو۔ خطبہ عید کے متعلق میں نے جو ہدایات ۵ جنوری کے پیغام صلح میں لکھی ہیں ان میں اس امر کے متعلق خاص طور پر توجہ دلائی ہے

احباب کی ایک غلطی

اکثر احباب لڑکوں کے رشتے تو جماعت سے باہر کر لیتے ہیں۔ لیکن لڑکیوں کیلئے بر جماعت کے اندر ڈھونڈھتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ جب لڑکوں کی شادیاں باہر ہو جائینگی تو لڑکیوں کو بر کہاں سے ملیں گے؟

آپس میں کشیدگی اور رنج نہ رکھو

اس کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی دوست کو اپنے کسی بھائی سے کوئی رنج ہو تو اسے دور کر دے۔ دل میں رنج رکھ کر اس کو پالنا اچھا نہیں۔ یہ آگ کی چنگاری کی مانند ہے اس کو ہوا دینے کی بجائے پاؤں تلے مسل دینا چاہیئے۔ ویسے تو ہر وقت کدورتوں کو دل سے نکالتے رہنا چاہیئے۔ اگر یہ نہیں تو کم از کم عیدین پر اپنے دلوں کو ہر قسم کی کدورتوں اور رنجوں سے خالی کر دینا چاہیئے۔ دل میں بغض و کینہ رکھنے اور ہر وقت جلنے کڑھنے سے انسان کی صحت پر بھی بہت برا اثر پڑتا ہے اگر تمہارے کسی بھائی نے کسی وقت تمہارے ساتھ کچھ زیادتی بھی کی ہے تو اسکو فراموش کر دو ہماری جماعت بہت چھوٹی سی ہے اگر ہم آپس میں رنجشیں اور کشیدگیاں رکھیں تو یہ بہت نقصان رساں بات ہوگی۔ اپنے ذاتی اختلافات کو خدمت دین کے کاموں میں روک نہ بناؤ

ہر فرد جماعت کا مفید رکن بنے۔

اس کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جماعت کا ہر ایک فرد عزم کرے کہ اس نے قوم کا کوئی نہ کوئی کام کرنا ہے اور جماعت کا مفید رکن بننا ہے

ماہوار چندہ کی باقاعدگی کو قومی شعار بناؤ

اس سلسلہ میں سب سے پہلے ماہوار چندہ کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ بہت سے لوگ ہیں جو اس بارہ میں تساہل کرتے ہیں ماہوار چندہ تمہارے مال میں خدا کا حصہ ہے جو لوگ یہ حصہ نہیں نکالتے یا نکالنے کے بعد اسے اپنے صرف میں لے آتے ہیں وہ گویا ایک قسم کی خیانت کرتے ہیں۔ جو لوگ ماہوار چندہ دیتے ہیں وہ اس سے غریب نہیں ہو گئے جو نہیں دیتے وہ نہ دینے سے امیر نہیں بن گئے۔ میں چاہتا ہوں کہ چندہ ماہوار کی باقاعدہ ادائیگی کو ہر ایک فرد جماعت اپنا قومی شعار بنا لے اور کچھ نہ کچھ رقم ادا کرے

بقایا ہرگز نہ رہنے دو

اگر کبھی اس کے پاس کوئی لینے نہ بھی پہنچے تو اس صورت میں بھی چندہ کی رقم کو علیحدہ محفوظ رکھنا چاہیئے اپنے صرف میں نہ لانا چاہیئے۔ خود تکلیف اٹھا لو لیکن خدا کے اس حصہ کو اپنے صرف میں نہ لاؤ۔ اور ماہوار چندوں کا بقایا ہرگز نہ رہنے دو۔ اور جلسہ سالانہ پر میں نے ساری قوم سے اس بات کا عہد لیا تھا۔ اب میں تم سے دوبارہ یہ عہد لینا چاہتا ہوں (تمام حاضرین نے ہاتھ بلند کرکے یہ عہد کیا)

مستقل فنڈ

ماہوار چندوں کے بعد مستقل فنڈ کا درجہ آتا ہے۔ اس فنڈ میں معمولی آمدنی والوں سے اور متوسط آمدنی والوں سے ہم سا در امرا سے ایک پیسہ ماہوار لیا جاتا ہے گذشتہ تقریباً تین سال کے عرصہ میں فنڈ میں گیارہ بارہ ہزار روپے کی رقم جمع ہو چکی ہے۔ اور دینے سے کسی کا کچھ بگڑتا نہیں۔ آج سے سات آٹھ سال بعد آپ دیکھینگے۔ کہ ان معمولی آنوں سے بہت بڑی رقم جمع ہو چکی ہوگی جس سے آپ کوئی عظیم الشان کام انجام دے سکیں گے۔ مثلاً ایک اعلیٰ قسم کا روزانہ اخبار جاری کر دینگے جو مسلمانوں کی خدمت کے ساتھ ساتھ سلسلہ کی بھی خدمت کریگا۔ اس وقت آپ کے دل بہت بڑی خوشی محسوس کرینگے

بجٹ فنڈ

اس کے بعد بجٹ فنڈ آتا ہے۔ اس کے متعلق میں خواتین کو

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں

جناب مولانا عزیز بخش صاحب کا

سپین عید کارڈ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے عید سے قبل خواہش ظاہر فرمائی تھی کہ جماعت کے صاحب استطاعت اور باحوصلہ احباب عید کارڈوں کے اندر سپین مشن کی امداد کے لئے نوٹ رکھکر ان کے نام بھیجیں۔ حضرت ممدوح کے اس ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے جناب مولانا عزیز بخش صاحب نے جو عید کارڈ پیش کیا۔ اس کے صفحہ ۴ پر مندرجہ ذیل سطور بھی تحریر تھیں ہمیں یقین ہے کہ ہر ایک فرد جماعت جو ان موثر سطور کو پڑھیگا۔ مولانا موصوف کی دعا پر آمین کہیگا (مدیر)

بخدمت اقدس حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ایدہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پشت ہذا[1] پر جو استفسار ہے اس کے جواب میں عرض ہے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے کہ دوسری فتح اندلس کی جو روحانی فتح ہے کب ہوگی؟ ہماری تو دعا ہے کہ خدا کرے جلد ہو۔ اگر جماعت احمدیہ آپ کی ہدایات پر عمل کرے تو جلد کامیابی کی امید ہے۔ آپکی تحریک مندرجہ اخبار پیغام صلح کی تعمیل میں خاکسار بھی پانچ روپے نذر عید مبارک پیش کرتا ہے۔ دعا فرماویں اللہ تعالیٰ قبول فرماوے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو وعدے دین اسلام کو غالب کرنیکے ہیں وہ آپکے ذریعہ سے پورے ہوں کیونکہ آپ حضرت مسیح موعودؑ کے حقیقی جانشین ہیں اور خدا و رسول کے عاشق صادق۔ آمین۔ والسلام۔ خاکسار

عزیز بخش۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷/۱/۳۵

[1] پشت یعنی عید کارڈ کے صفحہ ۳ پر یہ سوال پیش کیا گیا ہے۔ کہ سپین کی فتح ثانی کب ہوگی؟

خاص طور پر توجہ دلاتا ہوں کیونکہ گھروں کے اخراجات انہی کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں۔ پہلے ہم نے مہینے میں تین دن مقرر کئے تھے۔ لیکن یہ تجربہ زیادہ کامیاب ثابت نہیں ہوا۔ اس کی بجائے ہر ہفتہ میں جمعرات کا دن تجویز کیا گیا ہے مثلاً جمعرات کے روز زیادہ کھانا ہے۔ احمدیت سلاسلم کے خلاف ہے۔ سو ہر احمدی اس روز دین کو قوت پہنچانے کی خاطر کم کھائے اور اپنے اخراجات خورد و نوش کو نصف تک کم کرنے کی کوشش کرے۔

ایک بہت بڑی خوشخبری

اس کے بعد میں آپ کو ایک بہت بڑی خوشخبری سنانا چاہتا ہوں۔ چونکہ سب سے زیادہ ہمارے کام کی ترقی کا انحصار نوجوانوں کی ہمت و ایثار پر ہے اس لئے میں کئی دفعہ اپنے خطبات و مضامین میں اس بات کی تحریک کی ہے کہ کچھ نوجوان ایسے نکلیں جو دنیوی عہدوں اور نوکریوں کی بجائے خدمت دین کے غریبانہ مقصد کو سامنے رکھ لیں اور اس کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں۔ جب تک نوجوان اپنی زندگیاں وقف نہیں کرتے۔ اس وقت تک پوری کامیابی مشکل ہے اس وقت میں آپ کو بتلانا چاہتا ہوں کہ ایک نوجوان نے اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی زندگی سپین مشن کیلئے وقف کر دی ہے۔

جناب سید امجد علی شاہ صاحب

ہمارے احباب سید امجد علی شاہ صاحب کے نام سے واقف ہونگے۔ اکثر کی ان سے ذاتی طور پر ملاقات بھی ہوگی۔ جو نہایت نیک انسان ہیں۔ میں ان کی نیکی اور جذبہ خدمت دین سے پہلے سے بھی واقف تھا۔ لیکن گزشتہ دنوں ان کے قیام لاہور کے دوران میں ان کے تقوے اور اخلاص کے بہت نمونے دیکھے

سید اسلم علی شاہ

ان کے بڑے صاحبزادے سید اسلم علی شاہ نے جو کہ سینڈیکل کالج کی آخری کلاس میں تعلیم پا رہے ہیں۔ اپنے والد کی اجازت سے اپنی زندگی سپین مشن کے لئے وقف کر دی ہے اس وقت میرے ہاتھ میں سید امجد علی شاہ صاحب کا خط رکھا ہے جس پر انہوں نے لکھا ہے کہ میں اپنے بڑے لڑکے کو سپین مشن کا پہلا مبلغ بننے کے لئے بطور امیدوار پیش کرتا ہوں۔ یہ ارادہ انہوں نے سید اسلم علی شاہ کی خواہش و درخواست پر ہی کیا ہے اس سعید نوجوان نے اپنے والد سے اس کی اجازت چاہی۔ انہوں نے نہایت خوشی سے اجازت دے کر اپنے لخت جگر کی زندگی خدمت دین کے لئے قوم کے حوالے کر دی۔ ان باپ بیٹوں کی وہ خط و کتابت جو اس معاملہ کے متعلق ہوئی وہ میرے پاس موجود ہے۔ انشاء اللہ اخبار میں دیدونگا

ایک قابل ذکر بات

ایک بات خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ کہ سید اسلم علی شاہ کا ارادہ ہے کہ وہ اپنے خرچ پر سپین جائیں۔ سفر خرچ یا گذارہ کیلئے وہ انجمن سے کچھ نہ لیں۔

سپین مشن کے کام میں غیر متوقع کامیابی

دیکھئے اللہ تعالیٰ کا کس قدر فضل ہے۔ گذشتہ سال ہم نے مشکلات کے باوجود سپین مشن کے قیام کا ارادہ کیا۔ برلن مشن کے اخراجات سے ہم پہلے ہی تھکے ہوئے تھے۔ لیکن اس کے باوجود اخبار رائٹ کی کوشش سے تین ہزار روپیہ زائد رقم اس مشن کیلئے جمع ہوگئی۔ اب ایک نوجوان بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دیا۔ جو اپنے خرچ پر تیار ہی کر کے سپین جانے پر آمادہ ہو گیا۔

دعا کریں

پیر اللہ تعالیٰ کے افضال اور نصرتیں ہیں آپ دعا کریں کہ وہ

۱؎ یہ خط و کتابت ۱۱ جنوری کے پیغام صلح میں صفحہ ۲۰ ۵ پر شائع ہو چکی ہے

اس نیک نوجوان کے نیک ارادوں میں برکت دے اور اس تحریک میں بھی برکت دے سید امجد علی شاہ صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ کو بھی دین و دنیا میں اس قربانی کا اجر دے جنہوں نے اپنے لخت جگر کو خدمت دین کے لئے دیدیا۔ سید امجد علی شاہ صاحب کچھ عرصہ سے علیل بھی رہتے ہیں۔ ان کی صحت کیلئے بھی دعا کی جائے

جناب سید امجد علی شاہ صاحب کی دانشمندی

ہاں اس بات کا ذکر بھی ضروری ہے کہ شاہ صاحب موصوف نے سید اسلم علی شاہ سے عہد لیا ہے کہ انجمن کی ہدایت کے مطابق کام کرنا ہوگا۔ اور اس کے احکام پر چلنا ہوگا اور اس شرط کے ساتھ انہوں نے اجازت دی ہے۔ میں ان کی اس دانشمندی کی بھی تعریف کرتا ہوں۔ ہر ایک انصاف پسند اور عقلمند تسلیم کریگا کہ ہماری جماعت جن اچھے اصولوں پر قائم ہے۔ اور جو مفید کام کر رہی ہے اس کی مثال سے تمام دنیا خالی ہے۔ اسی لئے تو میں کہتا ہوں کہ اگر تمہیں ایسی اچھی جماعت جو اتنا مفید کام کر رہی ہو کہیں اور ملے تو بیشک اس کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ ورنہ اس جماعت میں ہی قائم رہو

ایک یاد رکھنے والی بات

یاد رکھو جو کام انفرادی طور پر کیا جاتا ہے وہ زیادہ کامیاب نہیں ہوتا۔ بلکہ اکثر اوقات بالکل ضائع ہو جاتا ہے اور جو کام جماعتی رنگ میں ہوتا ہے اس میں برکت ہوتی ہے انسانوں کی زندگیاں ختم ہو جاتی ہیں ان کے چہروں پر بڑھاپے کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں لیکن صحیح اصول پر قائم جماعتوں کے چہروں پر ضعف اور بڑھاپے کے آثار نمایاں نہیں ہوتے وہ روز بروز جوان ہوتی چلی جاتی ہیں۔

شیخ صاحبان انگلش ویرہاؤس کا عطیہ

ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے کہ ... انگلش ویرہاؤس کے شیخ صاحبان یعنی شیخ عبدالحمید اور شیخ عبد ... صاحبان نے سپین مشن کیلئے ایک سو روپیہ عنایت فرمایا ہے۔ (جزاک اللہ)

حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم و مغفور

ان کے والد مرحوم جناب شیخ رحمت اللہ صاحب تو آپ جانتے ہیں کہ سلسلہ کے ایک بڑے رکن تھے اور انہوں نے دین کی خاطر بہت قربانیاں کیں۔ اس کے علاوہ وہ ہمیشہ جماعت کے غریب افراد کی دریا دلی سے امداد فرمایا کرتے تھے چند روز ہی ہوئے ایک دوست نے مجھے ان کا ایک واقعہ مجھ سے بیان کیا کہ میں بیکار تھا شیخ صاحب مرحوم سے درخواست کی کہ اپنے ہاں مجھے کوئی کام دیں انہوں نے امداد کا وعدہ کیا۔ دوسرے روز میری قیامگاہ پہنچے اور چپکے سے پچاس روپے کے نوٹ میرے حوالے کر کے فرمانے لگے کہ کام تو اس وقت نہیں امداد حاضر ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کے صاحبزادوں اور دیگر افراد خاندان پر اپنی برکتیں اور رحمتیں نازل فرمائے آمین

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور حضرات دینیہ میں مصروف ہیں گذشتہ اتوار کو حضرت ممدوح ایک روز کیلئے اپنے وطن موضع مرار (؟) ریاست کپورتھلہ تشریف لے گئے تھے۔

— گذشتہ اشاعت میں حضرت ممدوح نے پانچ ہزار سپاہی دو پالیسیاں کے عنوان سے تنظیم جماعت کے متعلق جو تحریک فرمائی ہے اس کی طرف احباب اور جماعتوں کو بہت جلد اور غیر معمولی توجہ دینی چاہئیے۔

— جناب سراج الدین صاحب ڈنگی سیالکوٹ شہر سے اطلاع دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ۱۴ر جنوری کو ان کے گھر فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے (الحمد للہ) اس خوشی میں آپ نے مبلغ دس روپے انجمن کو عنایت فرمائے ہیں (جزاک اللہ)

— پیغام صلح:۔ ہم اس مسرت پر دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت و مسرت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے آمین ثم آمین۔

— جناب سید عبدالرشید صاحب راولپنڈی سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کا صاحبزادہ عزیز محبوب احمد ابھی تک بدستور علیل ہے کمزوری شدید ہے۔ تمام احباب ان کی صحت کیلئے دعا کریں۔

— نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ ہمارے محترم دوست جناب شیخ غلام قادر صاحب سگنیلر انچارج ریلوے سکھر کی خورد سالہ صاحبزادی گیارہ یوم بیمار رہ کر ۱۳ر جنوری کو بوقت شب سکھر میں وفات پاگئی متعدد احمدی و غیر از جماعت احباب شریک جنازہ ہوئے اور قبرستان تک گئے۔

— پیغام صلح:۔ اس حادثہ میں ہم شیخ صاحب موصوف اور ان کی اہلیہ محترمہ سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے۔

— جناب منشی فتح دین صاحب دھرمسالہ ضلع کانگڑہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ۔

(۱) ۲۴ر دسمبر کو غفور خاں صاحب برادرزادہ منشی منیر خاں صاحب فوت ہوگئے۔ انا للہ

(۲) جناب محمد حسین صاحب پنشنر کی اہلیہ بھی فوت ہوگئیں انا للہ

— پیغام صلح:۔ ان اموات پر ہمیں دلی رنج ہے اللہ تعالیٰ مرنے والوں کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔ احباب جنازہ غائب ادا کریں۔

— جناب ایم محمد عبداللہ صاحب سب انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز مولہ تحکام کشمیر آجکل بعض مشکلات میں مبتلا ہیں۔ ان کے لئے تمام دوست درد دل سے دعا کریں۔

— آجکل انجمن کے متعدد مبلغ اور محصل دورہ میں مصروف ہیں خریداران پیغام صلح ان کے ذریعے چندہ اخبار بھیجیں تو آسانی اور کفایت ہوگی

حضرت پیغمبر اسلام کی صداقت

(از حکیم جگناتھ پرشاد صاحب وکیل ایڈووکیٹ حیدرآباد دکن)

دنیا میں جب فساد اور ناخدا ترسی کی کثرت ہو جاتی ہے تو خداوند تعالیٰ کسی نبی یا اوتار اور رسول کو اہل دنیا کی ہدایت کیلئے دنیا میں بھیجتا ہے حضرت پیغمبر اسلام کی بعثت سے قبل عرب کی معاشرتی، تمدنی اور روحانی حالت بہت خراب اور ناقابل اصلاح ہو گئی تھی قدرت نے ضرورت محسوس کی کہ ان خدا کی راہ سے بھٹکے ہوئے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کی جائے چنانچہ حضرت محمد علیہ السلام عرب میں پیدا ہوئے بچپن کے زمانہ ہی میں حضرت ممدوح الشان کی راستبازی، صداقت، اخلاق اور مضبوط کیرکٹر نے اہل عرب کے دلوں میں گھر کر لیا تھا۔ آپکے والدین تو کمسنی ہی میں داغ مفارقت دے چکے تھے۔ لہذا آپکے چچا ابو طالب نے آپکی پرورش کی خدا کے حکم سے آپنے باقاعدہ نبوت کا اظہار فرمایا اور بت پرستی کی مذمت فرمائی۔ اس پر اہل مکہ کے جوش و غضب میں ایک آگ لگ گئی اور انہوں نے ابو طالب سے کہا کہ اپنے بھتیجے کو روکئے کہ وہ ہمارے خداؤں کی مذمت نہ کریں اگر ان کو مال و زر کی خواہش ہے تو اس کی تعمیل ہو سکتی ہے امارت اور سرداری کی ہوس ہے تو ہم اس کیلئے بھی آمادہ ہیں اور اگر حسن و جمال کی طلب ہے تو بہتر سے بہتر حسین عورت پیش کی جا سکتی ہے ورنہ پھر ہم اپنے خداؤں کی عزت و عظمت کی خاطر خون تک بہانے سے بھی دریغ نہ کرینگے۔ ابو طالب نے حضرت محمد سے ان باتوں کا تذکرہ کیا اور قریشیوں کے جوش و غضب سے متاثر ہوتے ہوئے خوف اور گھبراہٹ کا اظہار کیا حضرت پیغمبر اسلام چچا کی گفتگو سن کر دامن جھٹک کر کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے کہ چچا جان آپ غلطی پر ہیں جو آپ سمجھتے ہیں کہ میں محمد کا کفیل ہوں میرے لئے میرا خدا کافی ہے اس صداقت سے لبریز جواب نے ابو طالب کو متحیر کر دیا۔

اس کے بعد کفار کے مظالم کا وہ لرزہ براندام دور شروع ہوتا ہے جس میں حضرت پیغمبر اسلام اور ان کے ساتھیوں پر بے حد ظلم و ستم کیا گیا عرب کے ناسمجھ جاہلوں نے کوئی دقیقہ حضرت محمد کے ستانے میں اٹھا نہیں رکھا لیکن آپکی سچائی اور روحانیت کبھی متزلزل نہیں ہوئی ایسے خون آشام اور سفاک دشمنوں کے مقابلہ میں صرف صداقت ہی ٹھہر سکتی ہے کفار کی مسلسل جفاؤں اور تنگ کرنے کی مشقوں کی وجہ سے آپ نے مدینہ میں ہجرت فرمائی۔ کفار نے آپکا تعاقب کیا لیکن وہ ناکام رہے حضرت محمد اپنے دوست حضرت ابو بکر صدیقؓ کو لیکر مدینہ پہنچے۔ وہاں انصار نے آپ کی جس قدر خاطر و مدارات کی وہ بہر طریقہ بے مثل ہے مدینہ کے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے اہل مکہ کو جو خبر ہوئی کہ خدا کی توحید کے ماننے والے روز بروز ترقی کر رہے ہیں تو بت پرستی کے پوجنے والے بھی جنگ کیلئے تیار ہو گئے

حضرت پیغمبر اسلام نے اپنی زندگی بھر کبھی اپنی طرف سے پیشقدمی نہیں کی اور اپنے مذہب کو پھیلانے کیلئے کبھی تلوار نہیں اٹھائی بلکہ آپ نے ہمیشہ مدافعت کی کیونکہ آپ امن و صلح کے سچے علمبردار تھے اور دنیا کو امن سے بھرنے کیلئے ہی پیدا ہوئے تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کے دشمنوں کو ناکامیوں سے دوچار ہونا پڑا۔ آپ کے صحابہؓ نے بڑی بڑی جانفروشیاں دکھائیں اور اپنے خون کے آخری قطرہ کو بھی خدا کی راہ میں قربان کرنے سے دریغ نہیں کیا۔

تاریخ شاہد ہے کہ دنیا میں کسی رسول اور پیغمبر کو ایسے فدائی اور جان نثار ساتھی نہیں ملے۔ آپ نے بارہا ان دشمنوں کو جو شمشیر کف قتل کے لئے آتے تھے اور آپ کے رعب و وقار کی وجہ سے ایسی ہمت نہ کر سکے معاف فرما دیا۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ خون کے پیاسے جان فدا کرنے کیلئے آمادہ ہو گئے اور ایک ایسی جماعت تیار ہو گئی جس نے بعد میں جا کر قیصر و کسریٰ کی حکومتیں الٹ دیں اور دنیا میں تہلکہ برپا کر دیا حضرت پیغمبر اسلام نے باوجود مال غنیمت کی فراوانی اور فتوحات کے اپنی ذات پر دیگر صحابہؓ سے زیادہ نہیں بلکہ کم مال خرچ کیا۔ اکثر آپ فاقہ کشی اختیار فرماتے تھے۔ پیوند لگے کپڑے آپ زیب تن فرماتے تھے اور دنیا کی زیب و آرائش مال و دولت ایک لمحہ کے لئے بھی آپ کی توجہ کو نہ کھینچ سکی۔ اور مرکز حق ہمیشہ اپنی جگہ پر ہی قائم رہا حالانکہ ظلم و ستم کی آندھیاں بھی آئیں اور دنیوی امارت و دولت کا طوفان بھی پیدا ہوا۔ آپ کی تعلیم اور فیض اثر نے عرب کی واقعی کایا پلٹ دی۔ اور عرب ہی پر کیا موقوف ہے۔ دنیا کے جس گوشہ میں آپ کی تعلیم پہنچی تو اہل دنیا نے بڑی خوشی کے ساتھ اس کا خیر مقدم کیا۔

آپ کی ذات بیوہ عورتوں کی ملجا، یتیموں کی پشت پناہ بیکسوں کی ماویٰ اور غریبوں کے لئے وجہ امن تھی اسی جذبہ ایثار و رحمت نے آپ کو غیر معمولی طور پر ہر دلعزیز بنا دیا اور ہر شخص یہ سمجھتا تھا۔ کہ حضرت محمد مجھ سے ہی زیادہ محبت کرتے ہیں۔

آپ اپنے اصحابؓ کے ساتھ مل جل کر کام کاج کیا کرتے تھے، اور غزوہ خندق میں تو آپ نے خود کدال لیکر مٹی بھی کھودی تھی۔ سچائی اور حق پرستی کا یہ عظیم الشان مظاہرہ تھا۔ غرض بچپن سے کر رحلت تک حضرت پیغمبر اسلام کی زندگی کا کوئی واقعہ بھی ایسا نہیں ہے جو سچائی اور صداقت سے لبریز نہ ہو اور جس کا مقصد خدا پرستی نہ ہو۔

کس قدر نا سمجھ اور کور باطن ہیں وہ لوگ۔ جو ایسے مقدس انسان اور پاکیزہ پیشوا کی ذات پر تعصب آمیز حملے کر کے انسانیت کی توہین کرتے ہیں۔ فقط

(بقیہ صفحہ ۴)

نام معطی صاحبان	فطرانہ	عید فنڈ	بیرون مشن	متفرق
عبدالخالق صاحب ملازم کارخانہ				
شیخ صاحبان لاہور	۶ر	.	.	.
شیخ عبدالحمید و شیخ عبدالمنان صاحب مالکان انگلش ویئر ہاؤس			۱۰۰ روپیہ وعدہ بیرون مشن	
سید سلامت اللہ شاہ صاحب				
معرفت ہمتہ عبدالحق صاحب	۱ر	۴ر	۲ر	.
ڈاکٹر سید شبیر حسین شاہ صاحب				.
" " "	۱۲ر	عہر	۴ر	.
میاں غلام حسین صاحب رنگ				
" " "	۲ر	۱۲ر	۴ر	.
سید شبیر حسین شاہ صاحب	.	.	۴ر	.
سید عنایت حسین شاہ صاحب	۱۲ر	۴ر	.	.
سید صندوقچی سنجانب متفرق احباب	.			
مستورات سے مجموعی طور پر	۱۲ر	۱۵ا ر	بلعہ ۱۲ ر	وعدہ بیرون
سید رحمت علی شاہ صاحب	عہر	عہر	.	.
صاحبزادی سید رحمت علی شاہ صاحب	.	.	عہر	.
مولوی عبدالمجید صاحب ڈرگنگ	۸ر	.	.	.
۱۲ امیر الدین صاحب ورن سحاب	۳ر	.	.	.
عبدالحق صاحب عزیز عبدالشکور صاحب	.	.	.	عہر
میزان	معہ	سہ ۱۰ر	مالعہ ۱ر	للعہ ۱ر

(انچارج دفتر تحصیل)

(باقی آئندہ)

خبریں

— نئی دہلی ۱۶ر جنوری۔ یہاں کے کانگریسی اور دوسرے سیاسی حلقوں میں توقع کی جاتی ہے کہ سر عبدالرحیم اسمبلی کے صدر منتخب ہو جائیں گے۔

— حکومت نظام نے کافی غور و خوض کے بعد اعلان کیا ہے کہ دن کے اس حصہ میں جس وقت مساجد میں نماز پڑھی جا رہی ہو مساجد کے چاروں طرف سو فٹ کے فاصلے پر باجہ بجانا یا کسی اور قسم کا شور و غوغا کرنا منع ہے جہاں مسجد ایسی جگہ واقع ہو کہ اس کے چاروں طرف دوسرے مذاہب کی عبادتگاہیں واقع ہوں تو اس صورت میں دوسرے مذاہب کی عبادتگاہوں میں مخصوص اوقات ختم ہونے کے بعد باجہ بج سکتا ہے۔ خلاف ورزی کرنیوالا ایک ماہ قید محض یا ۲۰۰ روپیہ جرمانہ یا دونوں سزاؤں کا مستوجب سمجھا جائیگا

— صوبہ سار جرمنی کو مل گیا۔ اس کو ۹۰ فیصدی سے زائد ووٹ ملے۔ فرانس کو نصف فیصدی سے بھی کم۔

— پشاور ۱۷ر جنوری۔ شدت برفباری کی وجہ سے درہ خیبر بند ہو گیا ہے۔

— آج کل ہندوستان کے تقریباً ہر ایک علاقے میں شدت کی سردی پڑ رہی ہے لاہور میں اس ہفتہ درجہ حرارت نقطہ انجماد سے بھی ایک درجہ کم رہا۔ جگہ جگہ نمونیا کے کیس کثیر تعداد میں ہو رہے ہیں۔

— مشرقی اور جنوبی ہندوستان میں بھی غیر معمولی سردی پڑ رہی ہے بعض علاقوں میں فصلوں کو شدید نقصان پہنچا ہے ضلع نورن سرائے میں ایک دریا تقریباً تقریباً منجمد ہو گیا ہے۔

— لاہور ۱۶ر جنوری۔ آج ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین اور بعض دیگر سرکردہ مسلمانوں کے وفد نے وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ اور سکرٹری شعبہ متعلقہ سے ملاقات کی اور اس بات پر زور دیا کہ لاہور میونسپلٹی میں مسلمان ارکان کی تعداد بڑھائی جائے۔

— ملکہ دکن یورپ کو جا رہی ہیں۔

— گاندھی جی آجکل دہلی میں براجمان ہیں۔

— مولانا شوکت علی نے اعلان کیا ہے کہ میں اسمبلی میں مسٹر جناح کی زیر قیادت کام کرونگا۔

— توقع کی جاتی ہے کہ امسال بھی مہاراجہ پٹیالہ ایوان والیان کے چانسلر منتخب ہو جائینگے۔

— دہلی ۱۶ر جنوری۔ جامعہ ملیہ دہلی میں خالدہ ادیب خانم کے لیکچروں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ کل موصوفہ نے "ترکی میں مشرق و مغرب کا تصادم" کے موضوع پر لیکچر دیا۔ سامعین کی تعداد کافی تھی۔

— ڈاکٹر ٹیگور ماہ فروری کے وسط میں لاہور آئیں گے۔ ان کے شاندار خیر مقدم کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

— آجکل انگلستان میں اس امر کا پروپیگنڈا بڑے زور کے ساتھ ہو رہا ہے کہ عورتوں کو سزائے موت نہ دی جایا کرے پارلیمنٹ کی ایک خاتون رکن کی طرف سے پارلیمنٹ کے آئندہ اجلاس میں اس کے متعلق باقاعدہ تحریک بھی پیش کی جائے گی۔

— حکومت ترکی نے سرکاری طور پر اعلان شائع کیا ہے کہ ابھی لوگوں کو ترکی چھاؤنیوں سے گزرنے کی سخت ممانعت ہے۔ فوجی محکمہ نے اسی بناء پر نہایت سخت الفاظ میں اعلان کیا ہے کہ افواج ترکیہ کی تصویر لینی قطعاً جرم ہے۔

— سر عبداللہ سہروردی کا ۱۳ر جنوری کو کلکتہ میں مختصر سی علالت کے بعد انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم اسمبلی کے پرانے رکن تھے اور قومی خدمات کی وجہ سے بہت بڑی شخصیت کے مالک تھے۔

قل یا اہل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) اصحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۳ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۱۷ شوال ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۳ جنوری ۱۹۳۵ء | نمبر ۶

قوم نے سالانہ جلسہ پر احمدیہ کانفرنس میں

احمدیہ ہوسٹل

کے قیام کا فیصلہ کیا تھا اس سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہونگے

۱۔ نوجوانان سلسلہ کی دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ اعلیٰ درجہ کی دینی تعلیم و تربیت بھی ہوتی رہیگی اور وہ لامذہبی مغربیت و فیشن پرستی کی وبا سے محفوظ رہینگے

۲۔ انہیں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ و دیگر بزرگان سلسلہ سے ملاقات اور ان کے نصائح سننے کا کثرت سے موقع ملتا رہیگا۔

۳۔ انہیں سلسلہ اور اس کے کاموں سے دلی لگاؤ پیدا ہو جائیگا اور وہ جماعت کے نہایت پرجوش اور فعال رکن بن جائینگے۔

۴۔ ان کے اخلاق اور صحت کی پوری پوری نگرانی کی جائیگی۔ جو کالجوں کے ہوسٹلوں میں ممکن نہیں۔

۵۔ کالجوں کے ہوسٹلوں کی نسبت ان کیلئے کم خرچ پر اچھی غذا اور رہائش کا انتظام کیا جاویگا۔

۶۔ احمدیہ ہوسٹل میں رہنے والے طلبہ کو ان تمام فضول مشاغل سے روکا جائیگا جو ان کی تعلیم یا اخلاق پر برا اثر ڈالنے والے یا فضول خرچی کا باعث ہوں

۷۔ طلبہ کو اچھا مبلغ، مقرر اور شہری بنانیکی کوشش کی جائیگی

۸۔ طلبہ کے اخراجات میں نمایاں تخفیف ہو جائیگی اس ہوسٹل کے اجراء کے لئے ایکسو روپیہ ماہوار مستقل آمد کی ضرورت ہے جس کے فراہم کرنے کیلئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ سہل طریق تجویز فرمایا ہے کہ جماعت میں سے کم از کم ایک سو ایسے افراد نکلیں جو اس کار خیر کیلئے ایک ایک روپیہ ماہوار مستقل طور پر دے سکیں۔

۸۱ اصحاب

نے اسی وقت کانفرنس میں ہی وعدہ کر لئے تھے لیکن آغاز کار کیلئے ابھی ایسے

۱۹ باہمت احباب

اور درکار ہیں یہ تعداد بہت جلد پوری ہو جانی چاہیئے اور زیادہ سے زیادہ ۱۹ مئی ۱۹۳۵ء تک ہوسٹل قائم ہو جانا ضروری ہے

ماہوار چندوں کا نیا انتظام

قابل توجہ جماعتہائے بیرونی

سالانہ جلسہ پر یہ فیصلہ ہوا تھا۔ کہ ماہوار چندہ جو مرکز میں بھیجا جاتا ہے اس کا مفصل حساب مرکز میں رکھے جانے کی بجائے آئندہ ہر جماعت اپنے پاس رکھے۔ جملہ شاخہائے بیرونی کے سکرٹری صاحبان کی خدمت میں التماس ہے کہ سب سے پہلے وہ مہربانی فرما کر اپنی جماعت کے تمام احباب کے نام اور پتے اور ان کا موعودہ چندہ لکھکر مرکز میں بھیجدیں تاکہ ہمیں صحیح اندازہ ہو سکے کہ ہر جماعت سے کس قدر رقم چندہ کی آنی چاہیئے۔ آئندہ اگر رقم پوری نہ آئیگی تو مرکز سے انفرادی مطالبات کی بجائے صرف سکرٹری جماعت کو لکھا جائیگا۔ کہ ان کی اس قدر رقم کم آئی ہے۔ بقایا وغیرہ کا حساب سکرٹری جماعت کے پاس رہیگا۔ اور دفتر لاہور کی طرف سے خط و کتابت صرف سکرٹری کے ساتھ کی جایا کرے گی

جن مقامات پر جماعتی نظام موجود نہیں اور صرف ایک دو ممبرات ہیں۔ وہاں پہلے دستور کے مطابق ہی خط و کتابت کی جایا کرے گی۔ اور وہ براہ راست اپنا چندہ بھیجا کریں گے

مبلغین سلسلہ کو بھی اس نظام کی اطلاع ہو چکی ہے اور امید ہے انہوں نے اپنے اپنے علاقہ کی جماعتوں کو اس سے مطلع کر دیا ہوگا۔ بذریعہ اخبار بھی جملہ جماعتہائے بیرونی کو یاددہانی کرائی جاتی ہے امید ہے وہ اس نئے نظام میں ہمارے ساتھ پورا تعاون کر کے عند اللہ ماجور ہونگی۔ چندہ کے جدید نقشہ جات تمام جماعتوں کو بھیجدیئے جائیں گے۔

(المعلن)
(مسعود بیگ اسسٹنٹ سکرٹری)

پانچ ہزار سپاہی

۵۰۰۰

کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی ضروری تحریک

احباب نے اخبار میں ملاحظہ فرمایا ہوگا حضرت مسیح موعودؑ کا کشف بھی انہوں نے بغور مطالعہ کر لیا ہوگا اس مبارک کشف کی مصداق ہماری ہی جماعت ہے بشرطیکہ ہم پانچ ہزار سپاہی کی تعداد پوری کریں۔ جماعت کے اندر سب سے ایسے افراد ہیں جو الگ تھلگ پڑے ہیں اور تحریکات میں بالکل حصہ نہیں لیتے یا اگر لیتے ہیں تو بہت کم۔ ان میں نوجوانوں اور عورتوں کی تعداد کافی ہے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے اس طبقہ کو بیدار کر کے کام میں لگانے اور پانچ ہزار کی تعداد پوری کرنے کے لئے مندرجہ ذیل پروگرام تجویز کیا ہے۔

۱۔ جو احباب اس وقت چندہ دے رہے ہیں وہ اپنا چندہ اپنی حیثیت کے مطابق کر دیں۔

۲۔ جو احباب چندہ نہیں دیتے وہ اپنی حیثیت کے مطابق چندہ ادا کریں اور کم سے کم ۱؎ ماہوار چندہ ہر شخص کے لئے لازمی ہوگا

۳۔ دیہات میں جن لوگوں کا گذارہ معمولی زمینوں پر ہے اور انکی حیثیت زیادہ دینے کی نہیں وہ ایک روپیہ ششماہی ادا کریں جن کا گذارہ معمولی مزدوری پر ہے وہ ۲؎ ماہوار چندہ ادا کریں

۴۔ خواتین جن کی ذاتی آمدنی کوئی نہیں وہ کم از کم ۲؎ ماہوار چندہ ادا کریں

۵۔ جو طالب علم کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں وہ کم سے کم ۴؎ ماہوار چندہ ادا کریں اور جو سکولوں میں تعلیم پاتے ہیں وہ کم سے کم ۲؎ ماہوار چندہ ادا کریں

اگر وہ تمام لوگ جو اس وقت اس جماعت میں شامل ہیں یا بعد میں بذریعہ بیعت داخل ہوتے ہیں اس فہرست میں شامل ہو جائیں تو تین ماہ کے اندر پانچ ہزار سپاہی کی تعداد پوری ہو سکتی ہے اس فہرست میں مرد، عورتیں بوڑھے اور چودہ سال یا اس سے زیادہ عمر کے لڑکے لڑکیاں سب شامل ہو سکتے ہیں ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ وہ اس ضروری کام کو جلد پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے اپنی پہلی فرصت میں اٹھ کھڑا ہو ٭

شذرات

امسال مولانا ابوالکلام آزاد نے عید الفطر کے موقع پر کلکتہ میں جو خطبہ پڑھا اس کا خلاصہ اخبارات میں شائع ہو چکا ہے جس میں چند نہایت مفید باتیں نظر آتی ہیں۔ موصوف نے سب سے زیادہ زور زکوٰۃ کا نظام قائم کرنے پر دیا۔ اور زکوٰۃ کی رقوم کو انفرادی طور پر خرچ کرنے سے روکا۔ کیونکہ یہ منشائے شریعت کے خلاف ہے۔ اس طرح فائدہ کی بجائے نقصان ہوتا ہے۔ بھیک منگوں اور مفت خوروں کی تعداد بڑھتی ہے مولانا نے صاف فرمایا کہ:۔

"تم میں سے جو لوگ زکوٰۃ نکالتے ہیں وہ اسلامی احکام کے مطابق نہیں نکالتے اور وہ ان لوگوں کے برابر ہیں جو زکوٰۃ نکالتے ہی نہیں۔ تمہاری زکوٰۃ کی رقمیں برباد ہو جاتی ہیں۔ اسلام نے زکوٰۃ کی رقموں کو اجتماعی طور پر خرچ کرنے کا حکم دیا ہے اور تم اپنے انفرادی ہاتھوں سے خرچ کر رہے ہو۔ اسلام کا حکم، صحابہؓ کا عمل اور تاریخ کے اوراق بتاتے ہیں کہ زکوٰۃ کی رقمیں اجتماعی طور سے خرچ ہونی چاہئیں۔ انفرادی طور سے خرچ کرنے کی بدعت خلفائے راشدین کے بعد پڑی"

مولانا نے جو کچھ کہا ہے۔ ہم مدت سے کہہ رہے ہیں۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کے خطبات و مضامین اور پیغام صلح کے مقالات اس پر گواہ ہیں۔ مولانا کا مفید و لائق عمل ارشاد دراصل اپنی خطبات و مضامین کی صدائے بازگشت ہے۔ ہم خوش ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مولانا موصوف کو یہ توفیق دی کہ وہ اپنے سیاسی مشاغل سے تھوڑی سی فرصت نکال کر آواز بلند کر سکیں آپ نے زکوٰۃ کا نظام قائم کرنے کیلئے مسلمانوں کو مندرجہ ذیل پر زور الفاظ میں تاکید کی ہے کہ:۔

"تم فضول لغو اور غیر اسلامی کاموں کیلئے آئے دن انجمنیں بناتے رہتے ہو کیا ایک اسلامی کام کے لئے کوئی ایسی انجمن نہیں بنا سکتے جو تمہاری زکوٰتوں کو اسلامی طریقہ پر خرچ کر سکے"

اس کے بعد مسلمانان کلکتہ کو اس غرض کیلئے ایک انجمن قائم کر لینے کا مشورہ دیا۔

معاصر محترم "انقلاب" مولانا کی تجویز کے متعلق اپنی ایک تازہ اشاعت میں رقمطراز ہے کہ

"ہماری استدعا ہے کہ ہر بڑے شہر میں ایسی جماعتیں بن جانی چاہئیں ہر جگہ ذی اثر علماء کرام اور ذی اثر اصحاب موجود ہیں وہ اگر جمع ہو کر ایسی انجمنیں بنائیں اور بڑے بڑے شہروں سے اس کا آغاز کریں تو بہت جلد ایک وسیع نظام قائم ہو سکتا ہے اور بڑے شہروں کی انجمنوں کو منظم کر کے قصبات اور دیہات کی طرف توجہ کی جا سکتی ہے لیکن افسوس ہمارے علماء کو لغو بیہودہ جھگڑوں اور رقابتوں سے ہی فرصت نہیں ملتی اور مسلمانان اسلام کے اصولی و اساسی ارکان کی برکات سے محروم ہوتے چلے جا رہے ہیں وہ نیکی کرتے ہیں لیکن ان کی نیکی بے روح اور بے جان ہوتی ہے اس لئے کہ اسلام کے احکام اور مقرر کردہ حدود کے مطابق نہیں ہوتی"

ہمارے معاصر نے مولویوں کی فضول اور قابل شرم مصروفیتوں کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ حرف بحرف صحیح ہے اس کی تجویز بھی دلکش اور مفید ہے۔ بشرطیکہ وہ کبھی شرمندہ عمل بھی ہو سکے اس کے متعلق ہم اس قدر عرض کریں گے کہ اگر کسی مقام کے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ اس قسم کی انجمن کے قیام کی توفیق دے تو انہیں ملانوں اور پیروں کو اس میں شریک نہیں کرنا چاہیئے۔ یہی وہ دشمن اسلام اور اغراض پرست گروہ ہے۔ جس نے زکوٰۃ کے نظام کو توڑا ہے اور یہ لوگ کبھی گوارا نہیں کرینگے کہ یہ نظام دوبارہ قائم ہو جائے کیونکہ پھر ان کو زکوٰۃ و صدقات کی رقمیں ہتھیا لینے کا موقع نہیں ملیگا۔

زکوٰۃ کے نظام کا قائم ہو جانا اشد ضروری ہے ہماری دلی خواہش ہے کہ اس قسم کا نظام بہت جلد قائم ہو جائے اور اس کے قیام کی ہم سے زیادہ اور کسی کو خوشی نہ ہوگی مولانا ابوالکلام کا یہ ارشاد بہت بڑی حد تک صحیح ہے کہ

"میں بالکل یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اگر مسلمان اسلام کے اور اصولوں کی پابندی نہ کریں اور صرف زکوٰۃ ہی کے اصول کے پابند رہیں جب بھی ان کی حالت بہت جلد بدل سکتی ہے"

لیکن سوال یہ ہے کہ موجودہ حالات میں اس قسم کے نظام کا قیام ممکن بھی ہے اور اگر قائم ہو جائے تو مسلمان اسے زیادہ دیر تک جاری رکھ بھی سکینگے؟ اس کا جواب مسلمانوں کی موجودہ حالت ان کے مولویوں اور پیروں کی روش یا گذشتہ دس پندرہ سال کے تجربات سے بخوبی مل سکتا ہے کاش مولانا موصوف اور معاصر محترم "انقلاب" اپنی نظر کو ذرا وسیع کرتے تو ان کو نظر آ جاتا۔ کہ اسی ہندوستان کے اندر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام سے ایک ایسا کامیاب نظام تقریباً ربع صدی سے موجود ہے جو اس غرض کو نہایت خوش اسلوبی سے پورا کر سکتا ہے اس کے عقائد اور کام سب کے سامنے موجود ہیں صرف ذرا جرأت رواداری اور انصاف کی ضرورت ہے۔

اللہ کی تجارت

مذہب فروش ملانوں اور پیروں کو نصیحت

اللہ کا نام لے کے روٹی نہ کماؤ
اللہ کے نام کی جلالت نہ گھٹاؤ
اللہ کو پوجو بھی، پوجو بھی، مگر
اللہ کو اسباب تجارت نہ بناؤ

(حکیم آزاد انصاری)

جناب خلیفہ قادیان کا اخبار "الفضل" قادیانی جماعت کو اپنے پیر کے ارشادات پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے ہوئے رقمطراز ہے:۔

"کیا ہر ایک احمدی (قادیانی) حضور (جناب خلیفہ قادیان) کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنی جان اپنا مال اپنی عزت اپنی آبرو اپنا آرام اپنی آسائش غرضیکہ اپنا سب کچھ حضور کے سپرد نہیں کر چکا؟ یقیناً ہر ایک مخلص ایسا ہی کر چکا ہے۔ پھر......"

(۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء)

الفضل کو اس فہرست میں عزت و آبرو وغیرہ کے ساتھ ایمان و عقل کو بھی صراحت کے ساتھ شامل کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ جناب خلیفہ قادیان کے وفا شعار مرید عزت و آبرو وغیرہ کے علاوہ ایمان و عقل بھی اپنے پیر کے حوالے کر چکے ہیں جنہوں نے ایسا نہیں کیا وہ مخلص نہیں منافق ہیں ملاحظہ فرمایا۔ یہ ہے پیر پرستی اور اس کے نتائج۔

کچھ عرصہ سے آریہ سماجیوں کو اپنے مایہ ناز و قابل فخر مسئلہ یوگ کی تائید و تشریح کا مرض از سر نو لاحق ہو گیا ہے "پرکاش" کے ایڈیٹر نے تو "یوگ فلاسفی" کے نام سے ایک خاصی کتاب ہی لکھ ماری۔ آریہ اخبارات ابھی اس کام میں آجکل کافی حصہ لیتے ہیں۔ اس مرتبہ ان کے مخاطب زیادہ تر شاتنی ہیں اگر آریہ سماجی فی الحقیقت یوگ کو ایک معقول و پاکیزہ مسئلہ سمجھتے ہیں تو پھر ان کا فرض ہے کہ بدھوا پوا کو ترک کر کے اپنے مہرشی کی تقلید میں یوگ کو رواج دیں سماج مندروں میں بدھوا پواجوں کی بجائے دھڑلے سے یوگ ہوا کریں اس کے اعلانات و اطلاعات اپنے اخباروں میں نمایاں طریق پر درج کیا کریں۔ بعد ازاں اس کے حسن و قبح کا اندازہ دنیا خود لگا لیگی آریہ مہاشوں کو اسکی کچھ زیادہ فکر نہیں کرنی چاہیئے "پرکاش" کے ایڈیٹر صاحب کو تو ہم خلص طور پر یہ مشورہ دینگے کہ وہ "یوگ فلاسفی" کی اشاعت کے بعد یوگ کو رواج دینے کے لئے اپنی پرتی ندھی سبھا کے زیر سرپرستی ایک زبردست سوسائٹی قائم کریں تا کہ دنیا فلسفہ یوگ کے مطالعہ کے بعد اس کے عملی نتائج کو بھی دیکھ سکے۔

بیس سال سے زائد عرصہ ہوا کہ قادیان سے بصد غرور اعلان ہوا تھا کہ ہمارے مولوی محمد علی صاحب اور ان کی جماعت قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ کب شائع کر سکینگے؟ اس کام کو خلیفہ صاحب کی برکت سے ہم ہی انجام دینگے اور ایک جزو ماہوار کے حساب سے ڈھائی سال میں مکمل ترجمہ چھاپ دیا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسکی دی ہوئی توفیق سے ہمارے ترجمہ کے متعدد مطابق کئی ایڈیشن ہزارہا کی تعداد میں شائع ہو کر تمام دنیا میں مقبول ہو چکے ہیں اور اس کے عظیم الشان نتائج کو ہر ایک صاحب بصیرت دیکھ سکتا ہے اور اس کے بعد جماعت لاہور نے ڈچ ترجمہ بھی چھاپ دیا جرمن ترجمہ تیار رکھا ہے جو انشاء اللہ جلد طبع ہو جائیگا۔ لیکن قادیانی جماعت کا ترجمہ فی الحال تیار ہی ہو رہا ہے کئی بار تحریکیں اور اپیلیں ہوئیں طرح طرح کے جتن کئے گئے لیکن ابھی تک یہ بیل منڈھے نہیں چڑھی خدا جانے پیر پرستی کی برکت کا اثر ہے یا اور کوئی وجہ

چند روز ہوئے اب پھر جناب خلیفہ قادیان نے اس طرف توجہ فرمائی ہے ۴ جنوری کے خطبہ میں اپنی ساڑھے ستائیس ہزار روپیہ کی تحریک کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"زائد رقم کا ایک حصہ یعنی چھ سات ہزار روپیہ تو میں قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ پر خرچ کرنا چاہتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ جلد سے جلد انگلستان آدمی بھیجے جائیں جو اس کی چھپائی وغیرہ کا جلد انتظام کریں"

دیکھیئے اس اعلان کا کیا حشر ہوتا ہے کہیں یہ چھ سات ہزار روپیہ آدمیوں کے سفر خرچ پر ہی نہ اٹھ جائے خیر یہ ترجمہ جب چھپے گا سامنے آ جائیگا۔ اگر صحیح طریق پر قرآن کریم کے تراجم شائع ہوں تو خوشی کی بات ہے مگر ہماری گذارش یہ ہے کہ جناب خلیفہ قادیان کی مخفی تفسیر تو چھپ چکی ہے اگر اس کو بے نقاب کرنے کی رسم جلد ادا کر دی جائے تو اچھا ہے یہ عجیب ناقابل فہم بات ہے کہ جو چیز بیس سال سے تیار ہونے میں نہیں آتی اس کے اہتمام کیلئے قوم سے روپیہ اکٹھا کر کے ولایت آدمی بھیجنے کا عزم ہے اور جو چیز تیار رکھی ہے اس کو باہر نہیں نکالا جاتا ہے آخر قادیان کے انگریزی ترجمہ کی یہی خصوصیت ہوگی کہ اس میں جناب خلیفہ صاحب کے تعلیم کردہ "معارف قرآنی" درج کئے جائیں گے لیکن یہ خصوصیت ترجمہ سے زیادہ جناب خلیفہ صاحب کی اپنی لکھی ہوئی تفسیر میں موجود ہوگی پھر اسے عیب کی طرح کیوں چھپا رکھا ہے آخر کوئی وجہ تو ارشاد ہو کیا ابھی تک ٹائیٹل پیج پر اپنا نام لکھنے کا کام ختم نہیں ہوا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح
جلد ۲۳ | یوم چہار شنبہ، ۷ شوال ۱۳۵۳ھ | نمبر ۶

روحانی جنگ میں کامیابی کے ہتھیار

علم قرآن اور دعا

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۱ جنوری ۱۹۳۵ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا .... انت مولٰنا فانصرنا علی القوم الکافرین (البقرہ ۲: ۲۸۶)

ترجمہ:- اللہ کسی شخص پر کچھ مشقت نہیں ڈالتا مگر جو اس کی طاقت ہو۔ اسی کیلئے ہے جو وہ (اچھی) کمائی کرے اور اسی پر ہے جو وہ (بری) کمائی کرے۔ اے ہمارے رب ہمکو نہ پکڑ اگر ہم بھول جائیں یا خطا کریں۔ اے ہمارے رب اور ہم پر نافرمانی کا بوجھ نہ ڈال جیسا کہ تو نے ان پر ڈالا جو ہم سے پہلے تھے۔ (اے) ہمارے رب اور ہم پر ایسا بوجھ نہ رکھ جسکی طاقت ہم میں نہیں اور ہمیں معاف فرما اور ہماری حفاظت فرما۔ تو ہمارا مولا ہے پس ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت دے۔

سورہ بقرہ کی آخری آیات

حدیث شریف میں تصریح کے ساتھ یہ تاکید پائی جاتی ہے کہ سورہ بقرہ کی آخری آیات کو کثرت سے پڑھو اور ان کو سامنے رکھو۔ کیونکہ ان میں انسان کیلئے نہایت مفید باتیں اور ہدایتیں موجود ہیں سب سے آخری آیت کے آخری الفاظ انت مولٰنا فانصرنا علی القوم الکافرین (تو ہمارا مولا ہے پس ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت دے) پر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلم قوم کو ایسا بنانا چاہتا ہے کہ وہ ہر وقت ایک جہاد میں مصروف رہے

جہاد کے مفہوم کے متعلق مسلمانوں کی غلط فہمی

بدقسمتی سے مسلمانوں نے جہاد کے مفہوم کو ایک بہت ہی تنگ دائرہ کے اندر محدود کر دیا اور وہ لاعلمی کی وجہ سے جہاد سے صرف جہاد بالسیف ہی مراد لیتے ہیں حالانکہ اس کی ضرورت کبھی کبھی پڑتی ہے بلاشبہ یہ بھی جہاد کا ایک ضروری حصہ ہے لیکن جہاد کو اس تنگ دائرہ کے اندر محدود کرنا بہت بڑی غلطی ہے جو قرآن و حدیث پر تدبر نہ کرنے کی وجہ سے سرزد ہو رہی ہے یہ موقع نہیں کہ جہاد کی وسعت کو بیان کیا جائے

دعوت الی الاسلام جہاد کبیر ہے

خود قرآن نے جس چیز کو جہاد کبیر قرار دیا ہے وہ دعوت الی الاسلام ہے افسوس مسلمانوں نے جہاد کے اس سب سے ضروری اور اہم حصہ کو بالکل فراموش کر دیا ہے اور تمام کی تمام مسلمان قومیں اس فریضہ سے غافل پڑی ہیں عام طور پر نماز روزہ حج اور زکوٰۃ یہ چاروں اسلام کے فریضے سمجھے جاتے ہیں لیکن دراصل جہاد بھی ان میں شامل ہے اور یہ پانچواں فریضہ ہے مسلمانوں نے اس پانچویں فریضے کو بھلا دیا ہے اور یہ ان کے دلوں اور دماغوں تک سے نکل چکا ہے

حضرت مسیح موعودؑ کا عظیم الشان کارنامہ

حضرت مسیح موعودؑ نے اس کو از سر نو زندہ کیا اور اسی جہاد کی بنیاد رکھتے ہوئے تبلیغ اسلام کی عظیم الشان تحریک جاری کی جو ابھی تک ایک ابتدائی حالت میں ہے لیکن بتدریج ترقی کر رہی ہے اور رفتہ رفتہ لوگوں کو اس کی عظمت کا اعتراف ہو رہا ہے پچھلے گذشتہ جمعہ کے خطبہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک کشف بیان کیا تھا جس میں پانچ ہزار سپاہی دینے کا ذکر آتا ہے اس میں

یہ ایک بات قابل غور ہے کہ سپاہی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس کی غرض یہ بتلانا ہے کہ تبلیغ اسلام بھی ایک جہاد ہے جس طرح کسی سپاہی یا فوج کو کسی ملک کی حفاظت کرتے ہوئے لڑنا اور جدوجہد کرنی پڑتی ہے اسی طرح اسلام کی حفاظت و تبلیغ کیلئے بھی زبردست جدوجہد کی ضرورت ہے

اس کشف کی مصداق ہماری جماعت ہے

اس خطبہ میں میں نے یہ بھی بتلایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری چھوٹی سی جماعت کو اس کشف کا مصداق بنایا ہے کیونکہ اسی جماعت کے مدنظر اصل اشاعت اسلام کا کام ہے جب ہم قادیان سے نکلے تھے تو اس وقت ہماری کیا حیثیت تھی یہ جماعت ہے ہم آگئے جب انکو بھی معلوم ہے اور دیکھنے والوں کو بھی معلوم ہے اس وقت ہماری نسبت کہا گیا تھا کہ یہ چار پانچ آدمی ہیں ان کی کیا حیثیت ہے دریں کہا گیا تھا کہ آنے کے بعد جب ہماری طرف سے نہایت نرم شرائط پیش ہوئیں کہ ہم آپ سے ملنے کو اور آپکی سرداری بھی تسلیم کرنے کو تیار ہیں بشرطیکہ مسئلہ تکفیر کو علیحدہ کر دیا جائے تو ہماری شرائط پر کوئی توجہ نہ کی گئی، کیونکہ ان کے ذہن میں یہی بات تھی کہ یہ چار پانچ آدمی ہیں عنقریب پشیمان ہو کر ہم سے آ ملینگے یہ تو اس وقت ان کے وہم و گمان میں بھی نہ آ سکتا تھا کہ ایک جماعت بن جائیگی اور اس قدر عظیم الشان کام انجام دیگی جیسا کہ آج نظر آ رہا ہے

قادیانی جماعت کا حقارت آمیز رویہ

مجھے تو بعض دوستوں کی باتوں پر خیال آتا ہے وہ کہتے ہیں کہ دونوں جماعتیں مل جائیں تو بہتر کام ہو سکتا ہے وہ نہیں سوچتے کہ اتحاد و اتفاق تبھی ہو سکتا ہے جب دو جماعتیں اپنے آپ کو برابر کی حیثیت دیں۔ قادیانی ہمیں ہمیشہ تحقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ہمیشہ حقارت سے ہمارا ذکر کرتے ہیں ابھی ایک تازہ خطبہ میں میاں صاحب نے حضرت مولانا نورالدین صاحب کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے ہمارے متعلق جو کچھ کہا وہ اس بات کا کافی ثبوت ہے اور ان کے لفظ لفظ سے تحقیر ٹپکتی ہے کہتے ہیں کہ:-

"پھر انکی (حضرت مولانا نورالدین) کی آنکھیں بند ہوئیں اور لوگوں نے خیال کیا کہ اس کام کو انگریزی خواں لوگ کرتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان (انگریزی خوانوں) کو بھی

نکال کر باہر کیا۔ ان لوگوں کے وقت میں جتنے لوگ جلسہ سالانہ میں شامل ہوتے تھے آج اس سے بہت زیادہ آج میرے جمعہ میں ہیں (الفضل ۱۷ جنوری)

گویا ان کے نزدیک ہم کو خدا نے ان کی پاک جماعت سے نکال کر باہر پھینکدیا ہے۔ غرضیکہ میاں صاحب اور ان کے مرید ہر موقع پر اسی قسم کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔

میاں صاحب نے احمدیت کو بہت نقصان پہنچایا ہے

ہمارے احباب کا رویہ نہایت نرمی کا ہے محض اس لئے کہ میاں صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے فرزند ہیں لیکن کیا اسلام اور سلسلہ کا نفع نقصان بھی کوئی حقیقت رکھتا ہے کیا یہ ایک حقیقت نہیں کہ سلسلہ کو حضرت مسیح کے اس فرزند نے جو نقصان پہنچایا ہے وہ شاید بڑے بڑے دشمنوں سے بھی نہیں پہنچا۔ انہوں نے مسلمانوں کی تکفیر کی بنیاد ڈال کر اسلام میں ایک خطرناک تفرقہ پیدا کر دیا۔ اور سلسلہ کی ترقی کو روک دیا۔

قادیان میں ہمارا زمانہ کونسا تھا؟

میاں صاحب نے ہمارے متعلق تحقیر کے الفاظ استعمال کرتے ہوئے یہ تو کہہ دیا کہ ہمارے زمانہ میں جتنے لوگ سالانہ جلسہ میں ہوتے تھے اس سے بہت زیادہ آج میرے جمعہ میں ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ قادیان میں ہمارا زمانہ کونسا تھا ہم، ہاں حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں تھے یا مولانا نورالدین صاحب کے زمانہ میں۔ گویا ہمارا زمانہ حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ تھا پھر میاں صاحب نے یوں کیوں نہ کہہ دیا کہ حضرت مسیح موعودؑ اور مولانا نورالدین کے زمانہ سے میرا زمانہ اچھا ہے اس زمانہ میں قلت تھی اب کثرت ہے میں کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں کثرت نہ تھی تو کام تھا علم تھا آج یہ چیزیں قادیان سے مفقود ہو رہی ہیں۔

میاں صاحب کا ایک خواب

اسی خطبہ میں جناب میاں صاحب نے اپنا ایک طویل خواب بھی بیان کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کی جماعت کے سرکردہ لوگوں نے ان سے بغاوت (انقلاب) کی، میاں صاحب نے ان کو کسی کام کا حکم دیا تو انہوں نے اس کی مخالفت کی اسکے بعد لڑائی شروع ہو گئی۔ ڈیڑھ دو سو آدمی مخالف تھے میاں صاحب کے ساتھ صرف چار پانچ آدمی رہ گئے پھر غربا ان کی امداد کو آئے لیکن ان کو بھی کسی نے لوٹا دیا غرضیکہ ایک طویل خواب ہے میاں صاحب کے خیال میں یہ خواب انکی زندگی کے بعد کے واقعات سے تعلق رکھتا ہے یہ خواب خواہ موجودہ حالات کا نقشہ ہو یا آئندہ کے واقعات کا لیکن ایکدن ہو کر اسی طرح رہیگا پیر پرستی کے باوجود قادیانی جماعت میں بھی کچھ نہ کچھ سمجھدار لوگ موجود ہیں آخر کب تک ان کی آنکھیں بند رہینگی کب تک وہ قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں کو پس پشت ڈالتے رہینگے۔ اگر کوئی غور کرنیوالا آدمی ہو تو وہ اس خواب کو آج بھی واقعات کے رنگ میں دیکھ سکتا ہے۔ پیری مریدی کی غلامی کے باوجود قادیانی جماعت میں رفتہ رفتہ کچھ نہ کچھ غور و فکر کرنے والے پیدا ہو رہے ہیں۔

قادیانی جماعت اصل مقصد سے ہٹ گئی ہے

اس کہنے سے میرا مطلب یہ ہے کہ اس بات کو تسلیم ہرگز ہرگز نہیں ہونا چاہیئے کہ وہاں کثرت تعداد ہے اور ہمارے ہاں قلت ہے جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ آج کثرت تعداد کے باوجود قادیان میں کام اور علم کی قلت ہے قادیانی جماعت کی توجہ اصل کام سے ہٹ گئی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایک مشکل میں پھنسے ہوئے محسوس کر رہے ہیں دو تین ماہ سے میاں صاحب جو خطبات دے رہے ہیں ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔ ہم نے گورنمنٹ سے یہ کیا اس کی یہ یہ خدمات انجام دیں اس نے ہم سے یہ یہ سلوک روا رکھا۔ ترقی کہاں گئی اس کو تلاش کرو۔ یہ کرو وہ کرو۔ غرضیکہ ایک چکر ہے جو چل رہا ہے اگر کوئی اپنے اصل کام سے غرض رکھتے تو پھر گورنمنٹ اس کے کام میں دخل نہیں دیتی اگر دخل دے بھی تو اس کی پرواہ نہ کرنی چاہیئے

ہم قلت تعداد کے باوجود غالب آسکتے ہیں

حضرت مسیح موعودؑ کے اسی کشف میں جس کا ذکر میں ابھی کرچکا ہوں یہ آیت بھی موجود ہے کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر ہم پانچ ہزار سپاہی کی تعداد پوری کردیں تو بہتوں پر غالب آسکتے ہیں جس نے اپنی جماعت کے آدمیوں کی فہرست تیار کرنے کو کہا تھا یہاں لاہور میں دفتر کے عملہ دو احباب نے مل کر فہرست تیار بھی کی ہے ہمیں عملی کام کو مقدم کرنا چاہیئے اور اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ ہم کیا کام کررہے ہیں اور کس قدر کرسکتے ہیں اور موجودہ کام کو کن ذرائع سے ترقی دے سکتے ہیں خطبہ کی ابتداء میں میں نے جو یہ آیت پڑھی ہے انت مولٰنا فانصرنا علی القوم الکافرین اس آیت کا مقصد یہی ہے کہ مسلمانوں کے اندر نصرت و افضال الٰہی کو جذب کرنے کیلئے ایک تڑپ ہونی چاہیئے جو اس طرح ممکن ہے کہ خدمت دین میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیا جائے حضرت مسیح موعودؑ کے کشف میں ہمکو سپاہی قرار دیا گیا ہے

سپاہی بغیر ہتھیار کے بیکار ہوتا ہے

سپاہی بغیر ہتھیار کے بیکار اور نکما ہوتا ہے ہمیں بتلانا چاہیئے ہوگا کہ وہ ہتھیار کونسے ہیں جن کے استعمال سے ہم اس جنگ میں کامیاب ہوسکتے ہیں ایک ظاہری ہتھیار یعنی علم اور دوسرا باطنی ہتھیار یعنی دعا۔ یہ دونوں ہتھیار ہر ایک سپاہی کے پاس ہونے چاہئیں یعنی وہ کچھ نہ کچھ علم حاصل کرے اور کچھ نہ کچھ دعائیں ضرور کرے بعض اوقات انسان ایک چھوٹی سی تجویز کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے حالانکہ اسکے ذریعہ بڑے بڑے انقلاب ہوسکتے ہیں

علم قرآن کی تحصیل کو زندگی کا دستور العمل بناؤ

قرون اولیٰ میں مسلمانوں کے پاس قرآن شریف ہی تھا جس کے ذریعہ انہوں نے دنیا کو مغلوب کرلیا جس قوم نے بھی عملی طور پر قرآن کو ہاتھ میں لیا۔ وہ دنیا پر غالب آگئی۔ آج یہ ہتھیار مسلمان قوم کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ ان کے پاس فقہ بھی ہے کچھ حصہ کے پاس حدیث بھی ہے لیکن وہ قرآن کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ ہمارا پہلا کام یہ ہونا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے منشا کے مطابق علم قرآن حاصل کریں تمام دوست اس بات کو مدنظر رکھیں اور اس کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنالیں کہ انہوں نے لازماً علم پڑھنا ہے اور اسی پر ہماری کامیابی منحصر ہے۔

ہر ایک شخص علم حاصل کرسکتا ہے

علم کوئی ایسی چیز نہیں جو صرف خاص قسم کے آدمیوں کو حاصل ہو سکتی ہو بلکہ ہر ایک شخص اسے حاصل کرسکتا ہے صرف طلب صادق اور جدوجہد کی ضرورت ہے ہم میں سے ہر ایک کو یہ عہد کرلینا چاہیئے کہ ہم ہر روز کچھ نہ کچھ قرآن پڑھیں۔ اگر زیادہ فرصت نہیں ایک رکوع پڑھ لو ایک آیت پڑھ لو۔ ایک جملہ پڑھ لو تفسیر و ترجمہ کے ساتھ نہیں پڑھ سکتے بلا ترجمہ پڑھ لو۔ لیکن پڑھو ضرور اور اس کو اپنی زندگی کا ایک جزو بنالو۔ اگر تم ہر روز ایک آیت بھی پڑھو تو سال بھر میں ۳۶۵ آیات کا ذخیرہ جمع ہوسکتا ہے مرد ہو عورت ہو بوڑھا ہو بچہ ہو غرضیکہ جماعت کا ہر ایک فرد اس پر ضرور عمل کرے جو قوم قرآن کو ہاتھ میں لیگی اور اس کو اپنی عملی زندگی میں داخل کریگی وہ دنیا میں ناکام نہیں رہ سکتی یہ بھی یاد رکھو کہ علم تھوڑا تھوڑا کرکے حاصل ہوسکتا ہے ایکدم حاصل نہیں ہوسکتا

دعا کی طاقت

دوسرا ہتھیار دعا ہے۔ ہماری نماز اصل میں دعا ہی ہے کیونکہ سورۂ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی اور یہ دعا ہی ہے بعض دلوں میں یہ وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ دن میں پانچ مرتبہ نماز کی کیا ضرورت ہے وہ یہ نہیں سوچتے۔ کہ کھانا پانی وغیرہ دن میں ایکدفعہ کیوں نہیں کافی ہوسکتا جس طرح انسان کو دن میں کئی مرتبہ کھانے کی ضرورت ہے اسی طرح اسے روحانی غذا کی ضرورت بھی کئی مرتبہ ہے اسے ضرورت ہے کہ اللہ کا احساس اس کے دل میں ہر وقت پوری طرح موجود رہے اس کی صرف یہی صورت ہوسکتی ہے کہ انسان بار بار اللہ کے آگے جھکے اور دعا کرے

جیسے کالج کے زمانہ میں ریاضی کا اے۔ بی کو رس لے رکھا تھا اور اس میں نہ صرف اپنے کالج میں بلکہ تمام یونیورسٹی میں اوّل آیا۔ لیکن اب اس کے نام کے سوا کچھ بھی یاد نہیں وجہ یہ کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا جس چیز کو چھوڑ دیا جائے وہ بھول جاتی ہے یہی حال خدا کی یاد اور اس کی ہستی کے احساس کا ہے اور اسلام نے اسی احساس اور یاد کو تازہ رکھنے کیلئے پانچ مرتبہ نماز رکھی ہے

مسلمانوں بادشاہوں کی مثالیں

اگر آپ تاریخ اسلام کو پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ مسلمان بادشاہوں کے دلوں میں تخت شاہی پر بیٹھکر اللہ تعالیٰ کی ہستی کا اس قدر زبردست احساس تھا کہ ہمالیہ کی چوٹیوں پر ریاضت کرنیوالے سادھوؤں اور تنہائی کے گوشوں میں بیٹھنے والے راہبوں کو بھی وہ میسر نہیں۔ سلطان محمود غزنوی کا واقعہ مشہور ہے جب سومنات کے معرکہ میں اس کی فوج کو شکست ہونے لگی تو اس نے فوج کو جوش دلانے اور ہدایات دینے کی بجائے سب سے پہلے کیا کیا تو فوراً گھوڑے سے نیچے اترا اور خاک پر سربسجدہ ہوگیا اسکے بعد فوراً اس کی شکست فتح سے بدل گئی اس سے معلوم ہوا کہ انہیں میدان جنگ میں بھی اسے اپنی فوجوں اور ہتھیاروں کی بجائے خدا پر بہت زیادہ بھروسہ تھا جس شخص کے قلب کی یہ کیفیت ہو وہ مال و زر سے محبت نہیں رکھ سکتا

روحانی فتوحات کیلئے دعاؤں کی زیادہ ضرورت ہے

جب دنیوی فتوحات دعا سے ہوسکتی ہیں تو روحانی فتوحات کیلئے بہت زیادہ دعاؤں کی ضرورت ہے اس لئے میں تاکید کرتا ہوں تم علم اور دعا دونوں ہتھیاروں کو مضبوط پکڑلو انسان بوڑھا ہوجائے اسے یقین ہو کہ بس کل مرجانا ہے اس حالت میں بھی اسے علم حاصل کرنے سے نہ رکنا چاہیئے

حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کا عشق قرآن

حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم کے آخری ایام زندگی میں جب میں انہیں قرآن شریف کے نوٹ سنانے جایا کرتا تھا۔ تو ان میں سخت علالت و کمزوری کے باوجود بالکل تندرستوں کی سی بشاشت پیدا ہوجاتی معلوم بھی نہیں ہوتا تھا کہ یہ کمزور اور بیمار ہیں کیونکہ انہیں قرآن کریم کیساتھ ایک عشق تھا

یورپ سے ہماری عظیم الشان جنگ شروع ہے

اس وقت ہم یورپ سے ایک عظیم الشان جنگ لڑرہے ہیں مغربی تہذیب و تمدن تجارت و سیاست اور علوم نے تمام دنیا پر اپنا اقتدار قائم کررکھا ہے اس جنگ کا ہمارے دلوں میں پورا احساس ہونا چاہیئے میں نے بارہا یہ نظارہ دیکھا ہے کہ مغربی ممالک میں مسجدیں بنی ہوئی ہیں اور ان میں مسلمان صفیں باندھ کر نماز میں مصروف ہیں غدا جانے یہ کشفی حالت ہے یا میرے خیالات کا اثر ہے کچھ بھی ہو اللہ تعالیٰ میں بڑی قدرت ہے اس سے یہ بعید نہیں کہ ہمیں اپنی زندگی میں ہی یہ نظارہ دکھلادے۔

راجہ غلام قادر صاحب

ہماری کمی للہ نہ ہمیں یاد ہے لیکن اس سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ یہ ہمیں بیدار کرنیکے سامان ہیں مخالفین جنکے ہمیں مٹانے اور نقصان پہنچانے کیلئے دیوانے ہورہے ہیں۔ اس وقت یہ آپکے سامنے راجہ غلام قادر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں یہ مولوی ظفر علی صاحب کے چچا ہیں "زمیندار" میں کام کرتے ہوئے ان کے بال سفید ہوگئے آج ان کو اس جرم میں جواب دیدیا گیا ہے کہ احمدی کیوں ہوگئے ہیں۔ ان کی قبول احمدیت کی وجہ سے ان کی تمام خدمات اور حقوق کو فراموش کردیا گیا ہے آج انہیں آٹھ دن کا نوٹس ملا ہے کہ تم آٹھ دن کے اندر احمدیت سے قطع تعلق کرلو ورنہ تمہیں "زمیندار" سے جواب۔ راجہ صاحب نے آٹھ دن کی مہلت سے فائدہ اٹھانا بھی گوارا نہ کیا اور فوراً چارج دیکر چلے آئے اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے

مولوی ظفر علیخاں کی الٹی سمجھ

ذرا مولوی ظفر علیخاں کی سمجھ ملاحظہ ہو کہتے ہیں کہ میں احمدیوں کی اس وقت تک مخالفت ہوں جبتک وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں جس روز وہ مسلمان کہنا چھوڑ دینگے میں ایک لفظ بھی ان کے خلاف نہیں لکھوں گا۔

یہ شخص اس بات پر مصر ہے کہ کسی نہ کسی طرح ایک لاکھ یا پچاس ہزار آدمی دائرہ اسلام سے باہر نکل جائے احمدیوں کے بعد یقیناً اہلحدیثوں شیعوں، بریلوی، اہل قرآن وغیرہ کی باری آئیگی

پوری قوت سے کام میں لگ جاؤ

اس وقت ضرورت ہے کہ ہم پوری قوت سے کام میں لگ جائیں ہمارے کمزور دوست بھی کھڑے ہوجائیں اگر مخالفین نے ہمیں مٹانے کا ارادہ کیا ہے تو ہمیں اس بات کا عزم راسخ کرلینا چاہیئے کہ ہم ہرگز نہیں مٹینگے اس وقت ہمارے سامنے سب سے زیادہ ضروری کام پانچ ہزار سپاہی کی تعداد پوری کرنا ہے اس کو جلد از جلد مکمل کردو

ڈاکٹر حسن علی صاحب کی قابل تعریف مثال

ڈاکٹر حسن علی صاحب امرتسر کی مثال قابل تعریف اور قابل تقلید ہے کہ انہوں نے میری تحریک کو دیکھتے ہی فوراً اپنے گھر کے آٹھ آدمیوں اور انکے چندہ کی فہرست مجھے بھیجدی اگر ہر ایک دوست ایسا کرے تو یہ ضروری کام بہت جلد ختم ہوسکتا ہے +

راجہ غلام قادر صاحب کا بینظیر جذبہ ایمانی

راجہ غلام قادر صاحب منشی ظفر علیخاں صاحب کے چچا اور اخبار "زمیندار" کے بانیوں میں سے ہیں غالباً ۱۹۰۳ء میں منشی صاحب کے والد مولوی سراج الدین احمد صاحب مرحوم نے "زمیندار" جاری کیا۔ موصوف اس وقت سے لیکر اب تک صرف تین چار سال کے قلیل عرصہ سے قطع نظر کرتے ہوئے عملہ "زمیندار" میں منسلک رہے اور اخبار اور اسکے مالکوں کی بے لوث خدمت میں اپنے بال سفید کرلئے

راجہ صاحب ایک سلیم الطبع اور سعید الفطرت بزرگ ہیں آپ عرصہ سے احمدیت کا مطالعہ کررہے تھے اور تنہا میں بھی بالعموم مسجد احمدیہ بلڈنگس میں پڑھتے تھے آخر ان پر صداقت ظاہر ہوگئی اور وہ اپنے ضمیر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اسی سال سالانہ جلسہ کے موقع پر باقاعدہ بیعت کرکے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوگئے ان کے قبول صداقت پر منشی صاحب سے ضبط نہ ہوسکا انہوں نے راجہ صاحب کی تمام خدمات و حقوق کو پس پشت ڈالکر راجہ صاحب کو ۸ / جنوری کو ایک ہفتہ کا نوٹس دیدیا۔ کہ آپ احمدیت کو ترک کردیں ورنہ زمیندار سے وابستہ نہیں رہ سکتے راجہ صاحب نے اس نوٹس کے ملتے ہی عملہ "زمیندار" سے علیحدگی اختیار کرلی اور ایک ہفتہ کی مہلت کو بھی پائے حقارت سے ٹھکرادیا ہم ان کے اس بینظیر جذبہ ایمانی پر دلی مبارکباد عرض کرتے ہوئے انکے لئے دعائے استقامت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر ایک فرد سلسلہ کو اس قسم کی جرأت ایمانی عطا فرمائے

منشی صاحب کے والد مرحوم نے راجہ صاحب کی مخلصانہ خدمات کو ہمیشہ انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھا اور مرحوم کی وصیت تھی کہ موصوف کو تاعمر ادارۂ "زمیندار" سے علیحدہ نہ کیا جائے اور خود منشی ظفر علیخاں صاحب کو اعتراف ہے کہ:-

> "ادارۂ "زمیندار" میں راجہ غلام قادر خانصاحب اگرچہ اس وقت سے منسلک ہیں جبکہ "زمیندار" جاری ہوا تھا اس کے علاوہ میری ان کے ساتھ قرابت بھی ہے اس لحاظ سے "زمیندار" اور مجھ پر ان کے دیرینہ حقوق ہیں"

مگر منشی صاحب نے قرابت دیرینہ حقوق اور اپنے والد مرحوم کی وصیت کسی چیز کا پاس نہ کیا اور اپنے بوڑھے چچا کو جس نے ساری عمر انکی اور ان کے اخبار کی خدمت کی محض قبول صداقت کے جرم میں علیحدہ کردیا۔ "زمیندار" اس حرکت کو منشی جی کا بینظیر جذبہ ایمانی قرار دیتا ہے حالانکہ یہ بدترین قسم کی محسن کشی اور حق تلفی ہے زمیندار کے عملہ میں غیر مسلم اور دہریہ تک کام کرتے رہے ہیں شاید اب بھی کررہے ہوں منشی صاحب کا بینظیر جذبہ ایمانی ہمیشہ خوشاب رہا صرف اپنے بوڑھے اور محسن چچا کی قبول احمدیت پر حرکت میں آیا اصل میں منشی صاحب کی دشمنی کی انتہا کو پہنچ چکے ہیں اور ان پر ایسی حالت طاری ہوچکی ہے جس میں انسان سے کسی معقول و شریفانہ فعل کی توقع نہیں ہوسکتی وہ جو کرگزریں تھوڑا ہے

منشی صلوب کی حرکت بیحد افسوسناک اور ظالمانہ ہے لیکن اس سے اس قدر ضرور ثابت ہوتا ہے کہ احمدیت کی صداقت اور کشش معاندین کے گھروں کے اندر تک بھی اپنا کام کر رہی ہے اور مخالفین کے سرغنوں سے بھی اپنا خراج وصول کر رہی ہے اور اس کے مخالف صداقت و معقولیت سے بالکل تہی دست ہو چکے ہیں اگر منشی صاحب کے پاس سچائی ہوتی تو وہ راجہ صاحب کو علیحدگی کا نوٹس دینے کی بجائے دلائل سے قائل کرتے

اخبار احمدیہ

—حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں آج کل ممدوح بالخصوص ہزار سپاہی کی تحریک کے متعلق خاص طور پر توجہ فرما رہے ہیں مرکز میں یہ کام سرگرمی سے ہو رہا ہے بیرونی اصحاب اور جماعتوں کو بھی اس کے متعلق پوری کوشش کرنی چاہیئے۔

—جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے دہلی سے ۹ر جنوری کو جو والا نامہ تحریر فرمایا ہے اس کی رو سے وہ ۱۲ر جنوری کی شب کو کلکتہ روانہ ہو کر اس پرچہ کی اشاعت تک وہاں پہنچ چکے ہونگے۔ وہاں تقریباً دو ہفتہ تک قیام فرمائیں گے موصوف نے قیام دہلی کے دوران میں روزانہ شام کو مقامی انجمن کے دفتر میں درس قرآن دیتے رہے نماز مغرب و عشا بھی باجماعت ہوتی رہیں

—مولوی دوست محمد صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے بھائی منشی کرم الٰہی صاحب احمدی اسٹنٹ ہیڈ دفتر برج انجینیر نارتھ ویسٹرن ریلوے کی لڑکی سعیدہ بیگم کا نکاح بابو نور الدین صاحب ولد بابو سراج الدین صاحب ریٹائرڈ سب پوسٹ ماسٹر سکنہ کوجہ کو تھیداران لاہور کے ساتھ ۱۹ر جنوری کی شب کو مولانا مولوی صدر الدین صاحب نے پڑھا اور خطبہ نکاح میں عورت اور مرد کے تعلقات پر ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی۔

اس تقریب پر لڑکی کے والد نے مبلغ دس روپیہ اور لڑکے کے والد نے ۵ روپیہ اشاعت اسلام میں دیئے فجزاہم اللہ خیراً۔ دوسرے دن منشی کرم الٰہی صاحب نے احباب کی پُر تکلف دعوت دی دعا ہے اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کیلئے باعث رحمت و برکت بنائے۔

—چودھری محمد اکرم صاحب سب انسپکٹر بنکس لالہ موسیٰ اور ان کی والدہ محترمہ شدید علیل ہیں احباب کرام ان کے لئے دعائے صحت کریں۔

حاجیوں کیلئے ضروری ہدایات

زائرین بیت اللہ الحرام کے لئے پورٹ حج کمیٹی بمبئی کی طرف سے ذیل کی ہدایات جاری ہوئی ہیں۔ بمبئی حج کمیٹی نے حجاج کی ہدایات کے لئے جو مینول شائع کیا ہے اس کی دفعہ ۸ ذیل میں درج کی جاتی ہے تاکہ حجاج اپنی سہولتوں کی خاطر اس دفعہ کا لحاظ فرمائیں اور سفر کی تکالیف سے بچنے کے لئے ان ہدایات پر عمل کریں

اسباب

حاجیوں کا بھاری اسباب جہاز کے لنگر اٹھانے سے پیشتر رجسٹرڈ کیا جائے گا اور اس پر نمبر ڈال کر اس کو اسباب خانہ میں داخل کر دیا جائے گا۔ حجاج کو صرف اسی اسباب کے لیجانے کی اجازت ہوگی۔ جو ان کے لئے ضروری ہوگا۔ ایسے اسباب کا وزن فی کس ایک من سے زیادہ نہ ہونا چاہیئے۔ حجاج کو چاہیئے کہ اپنا اسباب ملازمین جہاز کو سپرد کرنے میں ان کی امداد کریں۔ اس طرح جہاز کے ڈیک پر قیام کے لئے کافی جگہ نکل آئے گی اور حجاج کو بحری سفر میں آرام ملے گا۔

گھی، چاول رکھنے کی ضرورت نہیں

حجاج کے مفاد کو پیش نظر رکھ کر مشورہ دیا جاتا ہے۔ کہ کوئی حاجی اپنے ہمراہ کھانے کا سامان۔ مثلاً گھی۔ چاول، آٹا وغیرہ حجاز کو نہ لے جائے اس قسم کے سامان سے جہاز پر سوار ہونے اور اترنے کی مشکلات کے علاوہ سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ حجاز میں ان کا لے جانا سخت گراں پڑتا ہے کیونکہ وہاں حجاج کے اسباب کے لئے اونٹوں کا کرایہ تجارتی مال سے بھی زیادہ دینا پڑتا ہے۔ حاجی ہر قسم کا سامان سستے سے سستا خود حجاز میں خرید سکتے ہیں۔ اس لئے ان کو یہاں سے کوئی چیز سوائے ضروری اسباب کے (جس کا وزن ایک من سے زائد نہ ہو) اپنے ہمراہ نہ لے جانی چاہیئے۔

حجاج کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ اگر ان کو تکلیف سے بچنا ہے تو وہ ضروری اسباب کے علاوہ اور کوئی سامان اپنے ہمراہ نہ لے جائیں اور اسباب سامان جس کی ضرورت جہاز پر پیدا نہ ہو۔ احتیاط سے باندھ لیا جائے اور اس کا بنڈل بنا لیا جائے اور وہ سامان علیحدہ کر لیا جائے جس کی ضرورت جہاز پر پڑتی ہے اگر اس ہدایت کے بموجب اسباب ہمراہ نہ لیا گیا اور گھر سے روانہ ہونے کے وقت اس کا اچھی طرح بنڈل نہ بنا لیا گیا تو اسباب گم ہونے یا ٹوٹ پھوٹ جانے کی ذمہ داری ان ہی پر عائد ہوگی۔ یا بندرگاہ پر ان کو فضول سامان لے جانے سے روک دیا جائیگا۔

جہاز پر خوراک کا نیا قانون

حجاج کو اطلاع دی جاتی ہے کہ جہاز پر خوراک کے سلسلہ میں حکومت ہند نے مندرجہ ذیل حکم جاری کیا ہے:-

اگر کوئی تیسرے درجہ (ڈیک) کا حاجی پہلے اور دوسرے درجہ کی خوراک حاصل کرنا چاہے تو وہ مزید قیمت حساب سے ادا کر کے اعلیٰ قسم کا کھانا حاصل کر سکتا ہے لیکن ایسے لوگوں کو کھانے کے سیلون میں کھانا کھانے کی اجازت نہ ہوگی۔

مندرجہ بالا بیان پورٹ حج کمیٹی بمبئی کی طرف سے انگریزی میں شائع کیا گیا ہے ہم نے اس کا ترجمہ درج کر دیا گیا مزید معلومات کے لئے اس کمیٹی کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

کن کن تاریخوں کو جہاز روانہ ہونگے

اسلامی جہاز کے بعد مندرجہ ذیل حسب ذیل تاریخوں کو روانہ ہوں گے۔

جہاز اکبر	۳۰ر جنوری ۱۹۳۵ء
جہاز علوی	۵ر فروری ″ ″
جہاز اسلامی	۱۵ر فروری ″ ″
جہاز رحمانی	۱۹ر ″ ″

ان کے بعد پھر یہی جہازات مندرجہ ذیل تاریخوں کو روانہ ہوں گے۔

جہاز اکبر	۲۶ر فروری ۱۹۳۵ء
جہاز علوی	۲۸ ″ ″ ″

علم ہیئت کے بہترین ماہر کی جدید ترین تحقیقات

کیلی ول لینڈ (بذریعہ ڈاک) قومی ادارہ سائنس کے اجلاس میں امریکہ کے سب سے بڑے ہیئت دان نے جو ہارورڈ یونیورسٹی کے ڈائرکٹر شعبہ سائنس ہیں ہیئت دانوں اور سائنس دانوں کے مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے نظام شمسی جیسے ہزارہا نظام شمسی معلوم ہوئے ہیں۔ جو اس نظام سے بدرجہا بڑے اور زیادہ پراسرار معلوم ہوتے ہیں۔ فضائے آسمانی کے متعلق نئے معلومات کو معلوم کر کے ان ہیئت دانوں کے استعجاب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ ان ستاروں اور سیاروں کے شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف ایک تہائی فضا میں ساڑھے ۱۲ لاکھ نظام شمسی نظر آتے ہیں اور ہر ایک نظام میں تقریباً تیس ارب سیارے موجود ہیں۔

ہمارا سورج

ان مختلف نظام ہائے شمسی کے مقابلہ میں ہمارا سورج بالکل اس طرح ہے۔ جیسے کہ ایک جھلملاتی ہوئی موم بتی ہے۔ ان میں سے کئی ایک سورج اس سورج سے ۳۰ ہزار مرتبہ زیادہ چمک اور روشنی رکھتے ہیں۔ ان نظام ہائے شمسی کی اصلیت کا پتہ آج تک نہ چل سکا۔ اور حال میں ہی جب ان ستاروں سے سرخ روشنی میں فوٹو لئے گئے ہیں تو ان کی ماہیت کا احساس ہے انسان کی اس تمام مساعی اور تحقیق سے جو حیرت زا اور عجیب و غریب نتائج معلوم ہوئے اور جن جن اور نظام کا انکشاف ہوا ہے۔ یہ حقیقت میں ایک بحر بے پایاں کا عشر عشیر نہیں اور اسے صرف سمندر کے ایک جھلک سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ ہمارے موجودہ آلات میں دوربین بہت حد تک ترقی کر چکی ہے۔ لیکن اس سے صرف ان سیاروں یا ستاروں کے فوٹو لئے جا سکتے ہیں۔ جن کی روشنی دس کروڑ سال میں یہاں پہنچ سکتی ہے اور اس سے بڑھ کر دیگر بے پناہ اور وسیع و عریض طبقوں کی ماہیت معلوم کرنے کے لئے ہمارے پاس کوئی سامان نہیں ہے۔

کیا جیت کثرت تعداد سے ہی ہے؟

”آسمانی جماعتیں لاکھوں کروڑوں انسانوں سے نہیں جیتا کرتیں اور نہ لاکھوں کروڑوں روپوں سے جیتتی ہیں بلکہ پوری چیز سے جیتتی ہیں اگر جماعت کے سو آدمی ہوں اور سو ہی مل جائیں تو وہ جماعت کامیاب ہو جاتی ہے“

(تقریر میاں محمود احمد صاحب موقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۳۵ء بمقام قادیان مندرجہ الفضل ۱۰ر جنوری ۱۹۳۵ء صفحہ ۱۳ کالم ۳)

فتح کب ہوگی؟

”اگر ایک لاکھ کی جماعت ہے جس میں ۹۹۹۹۹ منافق ہیں اور صرف ایک مومن ہے۔ تو وہ جب میرے پاس آ گیا۔ کامیابی ہو جائے گی“

(″ ″ ″ ″ ″ ″)

نادان وہابی

احادیث نبویہ سے ناواقفیت

(از مولوی ظفر احمد صاحب صدیقی مبلغ انجمن)

یہ تو آپ نے سنا ہی ہوگا۔ کہ مسلمانوں کے بہت سے فرقوں میں ایک ایسا گروہ بھی ہے جو خود کو اہلحدیث قرار دیتا ہے جس کے لفظی معنوں سے یہ شہادت ملتی ہے کہ اس فرقہ کو احادیث سے محبت ہونے کا دعویٰ ہے اور ہم یہی سمجھتے تھے کہ ممکن ہے فی الواقع ایسا ہی ہو۔ لیکن افسوس کہ "اہلحدیث" ۹ر نومبر ۳۴ء کے پرچہ میں ایک ملاں عبدالعزیز صاحب نے ایک مضمون لکھ کر ہمارے اس امکان کو بھی ناممکن سے تبدیل کر دیا اور ہمیں مجبور کر دیا۔ کہ ہم آئندہ انہیں ایسے پاک لفظ سے موسوم نہ کیا کریں۔ بلکہ انہیں اسی خطاب سے مخاطب کیا کریں۔ جو دیر سے ہمارے سنی بھائیوں نے انہیں دے رکھا ہے۔

اخبار مذکور کے صفحہ ۵ پر ملاں صاحب کا ایک مضمون "مرزا قادیانی کی یہود سے مشابہت" شائع ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ کے رسالہ شہادت القرآن کے درج ذیل دو حوالے پیش کئے ہیں۔

(۱) "پھر جب ہم دیکھتے ہیں کہ دوسری طرف ایسی حدیثیں بکثرت پائی جاتی ہیں جن میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آخری زمانہ میں علماء یہودی صفت ہو جائینگے اور دیانت و خدا ترسی اور اندرونی پاکیزگی ان سے دور ہو جائے گی اور اس زمانہ میں صلیبی مذہب کی حکومت اور سلطنت تقریباً تمام دنیا میں پھیل جائیگی ہمارے اس زمانہ کے علماء درحقیقت یہودیوں سے مشابہ ہو گئے ہیں"

یہ حوالہ نقل کر کے ملاں مذکور اپنے مخصوص انداز میں لکھتے ہیں:۔

"وہ کسی حدیث میں نہیں آیا کہ آخر زمانہ میں علماء اس امت کے یہودی صفت ہو جائیں گے۔ اگر ہے تو مریدان مرزا دکھائیں"

میرا زاں دوسرا حوالہ نقل کرتے ہیں:۔

"پھر فرمایا کہ اس امت پر ایک آخری زمانہ آئیگا کہ علماء اس امت کے یہود کے مشابہ ہو جائیں گے اور دیانت و تقویٰ ان میں سے جاتے رہیں گے۔ جھوٹے فتوے اور مکاریاں اور منصوبے ان کا دین ہوگا۔ اور دنیوی لالچوں میں گرفتار ہو جائینگے اور یہود کے ساتھ شدت سے مشابہت پیدا کر لیں گے۔ یہاں تک کہ اگر کسی یہودی نے ماں سے زنا کیا ہے تو وہ بھی کریں گے"

اس کے ذیل میں ملاں جی بہت طمطراق سے لکھتے ہیں:۔

"یہ مضمون جو مرزا صاحب نے لکھا ہے محض افترا علی الرسول ہے" صفحہ ۵ کالم ۲

گرچہ ان دونوں مطالبات کا جواب جناب خانصاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب نے پیغام صلح ۱۶ر نومبر ۳۴ء میں بہترین مدلل طریق میں دے کر ان کی اہلحدیثیت کا پول کھول دیا ہے۔ لیکن ملاں صاحب موصوف کی مزید تشفی اور بے جا دعوے اہلحدیثیت کی قلعی کھولنے کے لئے میں بھی کچھ عرض کئے دیتا ہوں

گر قبول افتد زہے عز و شرف

(۱) یہ تو ملاں صاحب اور ان کے رفقا کو مسلّم ہے کہ یہودیوں نے سبت کے دن زیادتی کی تھی جس وجہ سے ارشاد باری نازل ہوا۔ وقلنا لهم كونوا قردة خاسئين (بقرہ ۶۵) یعنی ہم نے انہیں کہا کہ تم بندر ذلیل ہو جاؤ اور اس کا عملی طور پر ظاہر ہونا بھی آپ کو مسلّم ہے۔ جیسا کہ المائدہ وجعل منهم القردة والخنازير یعنی ان میں سے بعض بندر اور بعض سور ہو گئے۔ اب ادھر ذرا حدیث بھی دیکھو۔ حضور صلعم فرماتے ہیں۔ تكون في امتي فزعة فيصير الناس الى علماءهم فاذا هم قردة وخنازير (کنز العمال جلد ۷ حدیث ۲۰۱۳)

یعنی میری امت میں ایک ایسا وقت آنے والا ہے کہ لوگ اپنے مسائل دینیہ کے لئے علماء کی طرف راغب ہونگے لیکن وہ بندر اور سؤر ہونگے۔

اہلحدیث کہلانے والو! اور حدیث سے واقفیت کا دم بھرنے والو! سنتے اور دیکھتے ہو؟ اب بھی حدیث کا علم ہو گیا ہے یا کہ نہیں

ناظرین کرام! مقام غور ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کس قدر عمدگی سے مسلمانوں کو متنبہ کیا ہے کہ کہیں وہ بھی ایسے رذیل اخلاق اختیار کر کے اس عذاب کے مستحق نہ ہو جائیں اور اس طرف سردار دو عالم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ فاجعہ کی طرف توجہ دلائی کہ یاد رکھو۔ ایسا وقت آنیوالا ہے۔ کہ یہود کے عوام کی حالت میری امت کے خواصوں پر طاری ہوگی اللہ اکبر۔ اور یہ فرمان نبوی کوئی بے حقیقت نہیں بلکہ اس میں ارباب بصیرت کے لئے ایک عبرت ہے کہ وہ اس موقعہ سے محفوظ رہنے کی تدابیر اختیار کریں۔

اب میں اس آیت مطہرہ و حدیث مقدسہ کے نتائج کی طرف ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں۔

اوّل۔ آیت شریفہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہودی قوم کے اخلاق رذیلہ کی انتہا یہاں تک پہنچی کہ وہ بندر اور سؤر ہو گئے۔

اس لحاظ سے یہود اور علماء سوء کو مشابہت ہوئی یا نہ؟

؎ مسلمانو! ذرا انصاف سے کہنا خدا لگتی

کیوں وہابی دوستو! اب بھی یہی کہا کرو گے "کسی حدیث میں نہیں آیا کہ آخر زمانہ میں علماء اس امت کے یہودی صفت ہو جائینگے"

بدنہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

دوم۔ اس آیت میں جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے اخلاق سے بچنے کا سبق دیا ہے ویسے ہی اس نور دو عالم صلعم نے ایسے علماء سے مجتنب رہنے کا حکم دیا ہے۔ تمام مسلمانوں کو ہر دو فرمانوں پر غور کرتے ہوئے اور عمل پیرا ہوتے ہوئے ان گندم نما جو فروشوں سے علیحدہ رہنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

گو صرف یہی ایک آیت اور حدیث پیش کرنے سے ایک مومن کی تسلی ہو سکتی ہے لیکن میں مزید برآں بھی ارشادات نبوی عرض کئے دیتا ہوں۔ تاکہ اور بھی موجب طمانیت و سکون قلب ہو۔

(۲) حضور انور صلعم فرماتے ہیں "علماء هم شر من تحت اديم السماء" (مشکوۃ کتاب العلم مطبع احمدی صفحہ ۳۸)

یعنی اس زمانہ کے علماء اس قدر شریر ہونگے کہ آسمان تلے ان سے بڑھ کر کوئی شریر نہ ہوگا۔

یہ تو ہیں حضور علیہ السلام کے ارشادات اب یہ دیکھنے کی ضرورت باقی ہے کہ آیا یہی وہ زمانہ ہے یا کوئی اور؟

تو اس سوال کا جواب متاخرین نے دیا ہے میں ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے اسے بھی یہاں نقل کئے دیتا ہوں۔

مولانا حالی فرماتے ہیں:۔

بُرے جس سے نفرت وہ تقریر کرنی
جگر جس سے شق ہو وہ تحریر کرنی
گنہگار بندوں کی تحقیر کرنی
مسلمان بھائیوں کی تکفیر کرنی
یہ ہے عالموں کا ہمارے طریقہ
یہ ہے ہادیوں کا ہمارے سلیقہ
کوئی مسئلہ پوچھنے ان سے جائے
تو گردن پہ بار گراں لے کے آئے
اگر بدنصیبی سے شک اس میں لائے
تو قطعی خطاب اہل دوزخ کا پائے
اگر اعتراض اس کی نکلا زباں سے
تو آنا سلامت ہے دشوار واں سے
کبھی وہ گلے کی رگیں ہیں پھلاتے
کبھی جھاگ پر جھاگ ہیں منہ میں لاتے
کبھی خوک اور سگ ہیں اس کو بتاتے
کبھی مارنے کو عصا ہیں اٹھاتے
ستوں چشم بد دور ہیں آپ دیں کے
نمونہ ہیں خُلق رسولِ امیں کے،

ایک اور اہل دل علماء کی حالت کا فوٹو ان الفاظ میں کھینچتے ہیں

در فروعیات دیں در شور و شر
از ضروریات ملت بے خبر
صرف اوقات شاں شر و فساد
معظم ابحاث ایشاں صاد و ضاد
گہ ز علم غیب مے جوشند راز
گہ ز مرغ و خایہ اش گوئید باز
مایہ دوں ہمتاں کین است و بس
شغل شاں تجہیز و تکفین است و بس
مسلک شاں ضد راہ متقین
جمع شاں بہر تفریق بین المومنین
از تعصب عالم فرقہ پرست
اعتبار ملت بیضا شکست
دین حق از کافرے رسوا تر است
زاں کہ مُلّا مومن کافر گر است
وائے برامروز و بر فردائے ما
گر چنیں غافل بود مُلّائے ما

علامہ سر اقبال فرماتے ہیں ؎

دین کافر فکر و تدبیر جہاد
دین مُلّا فی سبیل اللہ فساد

الفوز الکبیر میں لکھا ہے "اگر نمونہ یہود خواہی کہ بینی علماء سُو کہ طالب دنیا باشند" (عث) (یعنی اگر یہود کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہو، تو طالب دنیا علماء سو کو دیکھ لو۔ اس امر کا ثبوت کہ اب مولوی طالب دنیا ہو چکے ہیں اس کے لئے اخبار اہلحدیث کا ہی ایک شعر نقل کئے دیتا ہوں ؎

مولوی اب طالب دنیا کے جیفہ ہو گئے
وارث علم پیغمبر کا پتہ لگتا نہیں۔

(۲۱ رمئی ۱۹۱۲ء)

اب اہلحدیث بننے والوں کو انہی کے ہمنام و مسلم آرگن "اہلحدیث" سے ہی چند اقتباس پیش کرتا ہوں تا ملاں جی کو گھر کی خبر تو معلوم ہو۔

اہلحدیثوں پر "اہلحدیث" کا فتویٰ

(۱) اس زمانہ میں اکثر واعظین اہلحدیث مقلدین میں جا کر اپنی طمع و لالچ کی غرض سے حسب منشا عوام الناس وعظ گوئی کرتے ہیں۔ (اہلحدیث ۲۴ رمئی ۱۹۱۲ء)

(۲) قرآن مجید میں یہودیوں کی مذمت کی گئی ہے کہ کچھ حصہ کتاب کا مانتے ہیں اور کچھ نہیں مانتے افسوس ہے کہ آج ہم اہلحدیثوں میں بالخصوص یہ عیب پایا جاتا ہے" (اہلحدیث ۱۹ اپریل ۱۹۰۹ء)

مؤخر الذکر حوالہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ وہابیوں کو اپنے یہودی ہونے کا اعتراف ہے ؎

ہا دو وہ جو سر چڑھ بولے

کیوں وہابی دوستو! حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ کا یہ ارشاد اب تلخ تو معلوم نہ ہوگا ؎

چوں شمارا شد یہود اندر کتاب پاک نام
پس خدا عیسےٰ مرا کرد است از بہر یہود

عام علماء پر اہلحدیث کا فتوےٰ

(۱) افسوس ہے ان مولویوں پر جن کو ہم ہادی، رہبر، ورثۃ الانبیاء سمجھتے ہیں ان میں یہ نفسانیت یہ شیطنت بھری ہوئی ہے تو پھر شیطان کو کس لئے برا کہنا چاہیئے (اہلحدیث، ۱۰ نومبر ۱۹۱۱ء)

لو دوستو! اب مولویوں کو "اہلحدیث" شیطان کہتا ہے ؎

بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

ایک اور بھی سنئے۔ فرماتے ہیں :-

"آج کل کے تھرڈ کلاس کے مولوی جو ذرہ ذرہ بات پر عدم جواز اقتدا کا فتویٰ دیدیا کرتے ہیں سو ان کی بابت بہت عرصہ ہوا فیصلہ ہو چکا ہے ؎

ھل افسد الناس الا الملوك ۔۔۔ وعلماء سوء ورهبانها

شعر کا مطلب یہ ہے کہ بادشاہوں، علماء سوء اور رہبانوں کے سوا کسی اور چیز نے لوگوں کو کبھی خراب نہیں کیا (اہلحدیث، ۷ جون ۱۹۱۲ء)

یعنی مخلوق کی خرابی کی تمام تر ذمہ داری انہی تین طبقوں پر ہے۔

اب ان تمام حوالجات سے ایک منصف طبع نہایت آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ آیا یہ علماء سوء یہودی ہیں یا نہیں؟ اور اسی سے حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ کی صداقت واضح ہے۔ فافہم وقل لا تکن من الجاھلین اور اسی سے یہ ثابت ہو گیا کہ علماء یہودی صفت ہو گئے جس کا اقرار اہلحدیث کو خود ہے +

خبریں

ہندوستان

—— نئی دہلی ۱۹ جنوری۔ اسمبلی کے کانگریسی ارکان نے فیصلہ کیا ہے کہ اسمبلی کے اجلاس میں ہر روز سفید کھدر کی ٹوپیاں پہن کر جایا کریں۔

—— علاقہ گجرات کاٹھیاواڑ میں سردی کی وجہ سے فصلوں کو کروڑوں روپیہ کا نقصان پہنچا ہے۔

—— نئی دہلی ۲۰ جنوری۔ اسمبلی کی انڈیپنڈنٹ پارٹی کے اجلاس میں مسٹر جناح اتفاق رائے سے لیڈر اور سر کاؤس جی جہانگیر ڈپٹی لیڈر منتخب کئے گئے۔

—— نئی دہلی ۱۹ جنوری۔ پرسوں شام جامعہ ملیہ میں مخزنہ خالدہ ادیب خانم نے گاندھی جی کی صدارت میں اپنا دوسرا لیکچر دیا۔

—— دہلی ۲۰ جنوری۔ ایوان والیان ریاست کے سکرٹری نے اعلان کیا ہے کہ اس خبر میں قطعاً کوئی صداقت نہیں کہ مہاراجہ پٹیالہ اور مہاراجہ بیکانیر ایوان والیان ریاست سے مستعفی ہو گئے ہیں حقیقت صرف اس قدر ہے۔ کہ ان دونوں نے اعلان کیا ہے کہ ہم آئندہ انتخاب میں کسی عہدہ کے لئے امیدوار نہ ہونگے۔

—— دہلی ۲۰ جنوری ہز ہائنس نواب صاحب رامپور ایوان والیان ریاست سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔

—— پنجاب یونیورسٹی نے اپنی گراؤنڈ میں ایک مسجد مسمار کرا دی ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں شدید ہیجان پیدا ہو گیا ہے۔

—— لاہور ۲۱ جنوری۔ کل دوپہر باغ بیرون موچی دروازہ میں مسلمانان لاہور کا ایک عظیم الشان جلسہ اس غرض کے لئے منعقد ہوا کہ لاہور میونسپلٹی میں مسلمانوں کی نیابت کو بذریعہ نامزدگی پورا کیا جائے متعدد اصحاب نے نہایت پر زور اور مدلل تقریریں کیں۔

—— لاہور ۲۰ جنوری۔ کل شام کے ساڑھے سات بجے کے قریب چاند گرہن دکھائی دیا جو رات کے گیارہ بجے تک رہا۔ تین حصے چاند بالکل سیاہ ہو گیا۔

—— کانگریس کی طرف سے کوشش ہو رہی ہے کہ مسٹر شروانی کو اسمبلی کا صدر منتخب کر دیا جائے۔

—— لاہور میں شدت کی سردی پڑ رہی ہے نمونیا سے کثیر التعداد اموات ہو رہی ہیں ۱۹ جنوری کو بھی آٹھ اشخاص نمونیا سے مرے۔

—— امرتسر ۲۰ جنوری۔ ڈپٹی کمشنر امرتسر نے ڈسٹرکٹ کورٹ میں ایک سرکلر کے ذریعے حکم دیا ہے کہ آئندہ صرف گریجوایٹوں کو ہی امیدوار کلرک بھرتی کیا جائے اور میٹرک پاس کو بالکل نہ لیا جائے۔

—— علاقہ اندھرا میں زبردست قحط پڑا ہوا ہے بیس ہزار آدمی پتھر توڑنے کی معمولی مزدوری پر مجبور ہو گئے ہیں اس کام میں ہر عورت کو تین پیسے روزانہ اور ہر مرد کو سوا آنہ روزانہ مزدوری ملتی ہے اور یہ فاقہ کش مزدور اسی سلسلہ میں ہر روز چھ چھ اور آٹھ آٹھ میل سفر کرتے ہیں

—— کانگریس کی ورکنگ کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ ملک معظم کی سلور جوبلی کی تقریبات میں کوئی حصہ نہ لیا جائے۔ کیونکہ ہندوستان کی جس حکومت کے ساتھ ملک معظم کو انتساب حاصل ہے "وہ" ملک کی سیاسی اقتصادی اور اخلاقی ترقی میں نہایت بری طرح روک ہے۔

—— الہ آباد ۱۸ جنوری۔ مسٹر اے جی کرانورڈ سپرنٹنڈنٹ پولیس مرزاپور کے قتل کا مقدمہ کی ابتدائی سماعت ختم ہو گئی ہے اور ملزم کو سشن سپرد کر دیا گیا ہے۔

—— اسمبلی کا اجلاس شروع ہو گیا ہے۔

ممالک خارجہ

—— حکومت حجاز اپنی فضائی قوت کو مضبوط کرنے کی طرف خاص طور پر توجہ دے رہی ہے اس نے اپنی تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے چند روسی نوجوانوں کو ملازم رکھا ہے فضائی قوت کا مرکز طائف ہوگا۔ جدہ میں بھی جہازوں کی حفاظت اور ہوابازوں کی رہائش کے لئے عمارتیں بنائی جا رہی ہیں۔

—— حکومت فرانس شمالی افریقہ کے مسلمانوں پر شدید مظالم کر رہی ہے گذشتہ دنوں قسطنطین میں یہودیوں نے مسلمانوں پر پے در پے حملے کئے تھے اور ان کو مسجدوں کے اندر گھس گھس کر قتل کیا تھا اس کے متعلق حکومت فرانس مسلمانوں کی داد رسی کرنے کی بجائے یہودیوں کی حمایت کر رہی ہے

—— اس کے علاوہ مستقل ظلم یہ ہے کہ سارے شمالی افریقہ میں حکومت فرانس کی اجازت کے بغیر مسلمانوں کی کوئی انجمن قائم نہیں ہو سکتی بربری مسلمانوں کے بچوں کو مساجد اور اسلامی مدارس میں جانے کی اجازت نہیں فرانسیسی زبان کا سیکھنا لازمی قرار دیا گیا ہے بربروں کو عربی عدالتوں کی بجائے فرانسیسی عدالتوں میں جانے کیلئے مجبور کیا جاتا ہے

—— مجلس اقوام کی تجویز ہے کہ یکم مارچ کو علاقہ سار جرمنی کے حوالے کر دیا جائے ابھی تک بعض امور تصفیہ طلب ہیں۔

—— لندن ۱۸ جنوری۔ ڈالر کی قیمت میں اضافہ ہو رہا ہے۔

—— توقع کی جاتی ہے کہ امریکہ جلد مجلس اقوام میں شریک ہو جائیگا

—— ماہ رمضان و شعبان میں حجاز کے اندر کافی بارش ہوئی۔

—— نجف اشرف اور مدینہ منورہ کی شاہراہ کے متعلق جو مشترکہ کمیٹی کام کر رہی ہے وہ اب تک حجاز کا دورہ کر رہی ہے۔

—— تازہ مصری اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ نسیم پاشا کی جدید وزارت نے مصری عوام کو فوری طور پر مطمئن کر دیا ہے مصریوں کا خیال ہے کہ نسیم پاشا کی وزارت انصاف اور اصول سے کام لیگی۔

—— افغانستان کے تمام حلقوں میں سردار عبدالرسول کی وفات پر انتہائی افسوس کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

—— جرمنی میں لوہے اور فولاد کی صنعت روز بروز ترقی کر رہی ہے

—— لندن میں ہوابازوں اور طیاروں کے متعلق ہر قسم کے سامان کے بیمہ کے لئے ایک کمپنی کھولی گئی ہے۔

—— حکومت ہنگری نے مجلس اقوام کو لکھا ہے۔ کہ اس نے ان افسروں کو جو شاہ یوگوسلاویہ کے قتل کے ذمہ دار تھے سزا دیدی ہے غیر ملکیوں کی نگرانی کے لئے اپنے قوانین زیادہ سخت کر دیئے ہیں اور اس بات کا بھی اعادہ کر دیا ہے کہ حادثہ قتل سے بالواسطہ یا بلاواسطہ اس کا کوئی تعلق نہیں۔

—— جنیوا ۱۹ جنوری۔ اعلان کیا گیا ہے کہ سار کی واپسی کے متعلق جرمنی اور فرانس میں معاہدہ تکمیل تک پہنچ گیا ہے۔

—— بغداد ۲۰ جنوری۔ حکومت عراق نے فیصلہ کیا ہے کہ عراق کی ہر عدالت میں شاہ غازی کی قد آدم تصویر آویزاں کی جائے۔

—— بغداد ۲۰ جنوری۔ عراق کے اہل علم اس فکر میں ہیں کہ عرب کے مشہور شاعر متنبی کی ہزار سالہ برسی منائی جائے عراق اور بیرون کے اخبارات اس مسئلہ پر پر زور مضامین لکھ رہے ہیں۔

—— جنیوا ۲۰ جنوری۔ فیصلہ کیا گیا ہے کہ علاقہ سار سے بین الاقوامی افواج کی واپسی یکم فروری سے شروع ہو جائے۔ سب سے پہلے اطالوی فوج واپس آئے گی۔

فہرست وصولی عید فنڈ فطرانہ و سپین مشن فنڈ جماعت لاہور بر موقعہ عید الفطر ۱۹۳۵ء

معرفت جناب مولانا عزیز بخش - ملک عبدالغنی و چوہدری خوشی محمد صاحبان

نام معطی صاحبان	فطرانہ	عید فنڈ	سپین مشن	متفرق
خانصاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب	۱۲ر	عہر	۸ر	۰
میاں عبدالعزیز صاحب باغبانپورہ	۱۵ر	۴ر	۰	۰
محمد حسین صاحب اسلامیہ کالج کرسس	۳ر	ار	۸ر	۰
بشیر احمد صاحب	۰	ار	ار	۰
سید محمد امین صاحب	۰	ار	۰	۰
مستری عبداللہ صاحب گڑھی شاہو	۳ر	۲ر	۲ر	۰
بابو حبیب اللہ صاحب بٹ	۱۰ر	۲ر	۰	۰
افریقن لڑکا دہلی والا مال لاہور	۴ر	۰	۰	۰
سلطان محمود صاحب گجرات	۳ر	۰	۲ر	۰
مولانا احمد صاحب	۴ر	عہر	۴ر	۰
نذیر احمد خانصاحب ملازم کارخانہ شیخ صاحبان	۶ر	۲ر	۰	۰
چوہدری ظہور احمد صاحب	عہر	عہر	۰	۰
والدہ یوسف شاہ صاحب	۰	۰	عہ	۰
" محمد اقبال صاحب	۸ر	۰	۰	۰
نور محمد صاحب	۶ر	۰	۰	۰
چوہدری امجد خانصاحب	۱۲ر	عہر	۴ر	۰
ڈاکٹر غلام محمد صاحب	عہ	عہر	عہر	۰
عبدالغنی صاحب کشمیری	۸ر	۰	۰	۰
داروغہ نبی بخش صاحب	۸ر	عہر	۸ر	۰
چوہدری محمد حیات صاحب	۱۲ر	۰	۰	۰
حیدر خانصاحب	۳ر	۰	۰	۰
حکیم محمد مظہر حسن صاحب علوی	۸ر	۰	۰	۰
محمد صادق باورچی مہمانخانہ	۳ر	۰	۰	۰
ڈاکٹر این اے قریشی صاحب	۳ر	عہر	عہر	۰
مولوی عبدالرحیم صاحب	عہر	عہر	عہر	۰
بابو معراج دین صاحب	۳ر	۰	۰	۰
اہلیہ پیر غلام محی الدین صاحب	۳ر	۰	۰	۰
میاں ناصر الدین صاحب	۰	۸ر	۸ر	۰
سید غلام مصطفٰے شاہ صاحب	عہ ۱۱ر	عہر	۰	۰
عبدالرحمان صاحب	عہر	عہر	۰	۰
ماسٹر غلام محمد صاحب	۰	۸ر	۸ر	۰
مہتہ عبدالحق صاحب	۳ر	ار	۰	۰
ماسٹر فقیر اللہ صاحب	عہ ۹ر	۸ر	۸ر	۰
منشی عبدالغنی صاحب	عہر	۰	۰	۰
عیسٰے جان صاحب طالبعلم	۳ر	۰	عہر	۰
عبدالغفور صاحب	۳ر	۰	۰	۰
میاں شیر محمد زمان صاحب	۳ر	۰	۰	۰
میاں غلام محمد صاحب	۱۲ر	۴ر	۰	۰
میاں محمد امین صاحب	۰	۰	۸ر	۰
قاضی نظر الحق صاحب	۸ر	۰	۸ر	۰
خادم عبداللہ صاحب نومسلم	۰	۰	۲ر	۰

نام معطی صاحبان	فطرانہ	عید فنڈ	سپین مشن	متفرق
مسٹر محمود احمد صاحب	۳ر	۰	۲ر	۰
محرر صاحب	۳ر	۰	۰	۰
ڈاکٹر الٰہ بخش صاحب	عہر	عہر	۸ر	۰
چوہدری عبدالحمید صاحب	۹ر	۸ر	۸ر	۰
" عبدالرحمٰن صاحب	عصر	عہر	عہر	۰
والدہ صاحبہ چوہدری عبدالرحمٰن صاحب	۰	۰	عہر	۰
عزیز احمد صاحب خلف ڈاکٹر الٰہ بخش صاحب	۰	۰	۴ر	۰
غلام حسین صاحب طالبعلم	۳ر	۰	۰	۰
محمد اعظم صاحب " "	۳ر	۰	۰	۰
بابو عبدالرحمٰن صاحب اورسیر	عیر	عہر	۰	۰
عبدالرحمٰن صاحب کشمیری	۸ر	۰	عہر	۰
عبدالکریم صاحب	۲ر	۰	۰	۰
محمد نصیر صاحب طالبعلم	۳ر	۰	۰	۰
میاں غلام محمد صاحب دفتری	عہر	عہر	۲ر	۰
سید امتیاز احمد شاہ صاحب	۰	۰	۴ر	۰
محمد اکبر صاحب بٹ	۹ر	۷ر	۰	۰
عبدالرحمان صاحب	۳ر	عہر	۰	۰
رحمت اللہ صاحب	۶ر	۰	۰	۰
نذیر احمد صاحب	۷ر	۰	۰	۰
بشیر احمد صاحب	۰	۰	۲ر	۰
امانت محمد صاحب	۸ر	۰	۰	۰
منصور احمد صاحب	۸ر	۰	۰	۰
محمد احسن صاحب	۰	۰	۲ر	۰
اعجاز احمد صاحب	۰	۰	ار	۰
خوشی محمد صاحب	۰	۰	ار	۰
عبدالواحد صاحب	۰	۰	۴ر	۰
محمد عالم صاحب	۳ر	۰	۲ر	۰
آفتاب احمد صاحب طالبعلم	۰	۰	۰ر	۰
محمد وارث طالب علم	۰	۰	ار	۰
حبیب الرحمان صاحب	۰	۰	۰ر	۰
منشی عبدالستار صاحب	۱۲ر	۴ر	۰	۰
معرفت داروغہ نبی بخش صاحب بذریعہ مادر	۰	۰	[illegible]	۰
راجہ غلام قادر صاحب	۰	۰	ار	۰
سید ممتاز علی شاہ صاحب	۸ر	عہر	۰	۰
میزان	۳۲ ۱۵ر	۱۹ ۱۲ر	۲۳ [illegible]	

تار کا پتہ "مسلمان" لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا ہفتہ وار آرگن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۳ | لاہور۔ یوم شنبہ مطبوعہ ۲۰ شوال ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۶ جنوری ۱۹۳۵ء | نمبر ۷

پانچ ہزار سپاہی

کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ کی ضروری تحریک

احباب نے اخبار میں ملاحظہ فرمالی ہوگی حضرت مسیح موعودؑ کی کشف بھی انہوں نے بغور مطالعہ کر لیا ہوگا۔ اس مبارک کشف کی مصداق ہماری ہی جماعت ہے بشرطیکہ ہم پانچ ہزار سپاہی کی تعداد پوری کر دیں جماعت کے اندر بہت سے ایسے افراد ہیں جو الگ تھلگ پڑے ہیں اور تحریکات میں بالکل حصہ نہیں لیتے یا اگر لیتے ہیں تو بہت کم۔ ان میں نوجوانوں اور عورتوں کی تعداد کافی ہے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے اس طبقہ کو بیدار کر کے کام میں لگانے اور پانچ ہزار کی تعداد پوری کرنے کے لئے مندرجہ ذیل پروگرام تجویز کیا ہے۔

۱۔ جو احباب اس وقت چندہ دے رہے ہیں وہ اپنا چندہ اپنی حیثیت کے مطابق کر دیں

۲۔ جو احباب چندہ نہیں دیتے وہ اپنی حیثیت کے مطابق چندہ ادا کریں اور کم سے کم ۴ر ماہوار چندہ ہر شخص کیلئے لازمی ہوگا

۳۔ دیہات میں جن لوگوں کا گزارہ صرف معمولی زمینوں پر ہے اور ان کی حیثیت زیادہ دینے کی نہیں وہ ایک روپیہ ششماہی ادا کریں جن کا گزارہ معمولی مزدوری پر ہے وہ ۲ر ماہوار چندہ ادا کریں

۴۔ خواتین جنکی ذاتی آمدنی کوئی نہیں وہ کم سے کم ۲ر ماہوار چندہ ادا کریں

۵۔ جو طالب علم کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں وہ کم از کم ۴ر ماہوار چندہ ادا کریں اور جو سکولوں میں تعلیم پاتے ہیں وہ کم از کم ۱ر ماہوار چندہ ادا کریں۔

مگر وہ تمام لوگ جو ابتدا سے اس جماعت میں شامل ہیں۔ یا بعد میں بذریعہ بیعت داخل ہوئے ہیں۔ اس فہرست میں شامل ہو جائیں۔ تو تین ماہ کے اندر اندر پانچ ہزار سپاہی کی تعداد پوری ہو سکتی ہے اس فہرست میں مرد عورتیں بوڑھے اور چودہ سال یا اس سے اوپر عمر کے لڑکے لڑکیاں سب شامل ہو سکتے ہیں۔

ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ وہ اس ضروری کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اپنی پہلی فرصت میں اٹھ کھڑا ہو

قوم نے سالانہ جلسہ پر احمدیہ کانفرنس میں

احمدیہ ہوسٹل

کے قیام کا فیصلہ کیا تھا اس سے مندرجہ ذیل عظیم الشان فوائد حاصل ہونگے۔

۱۔ نوجوانان احمدیہ کی دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ اعلیٰ درجہ کی دینی تربیت بھی ہوتی رہیگی اور وہ لامذہبی، مغربیت اور دنیا پرستی کی تباہی سے محفوظ رہیں گے

۲۔ انہیں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ و دیگر بزرگان سلسلہ سے ملاقات اور ان کے نقش قدم پر چلنے کا کثرت سے موقع ملتا رہیگا۔

۳۔ انہیں [illegible] اس کے کاموں سے دلی لگاؤ پیدا ہو جائیگا۔ اور وہ جماعت کے نہایت پرجوش اور فعال رکن بن جائینگے۔

۴۔ ان کے اخلاق اور صحت کی پوری پوری نگرانی کی جائیگی جو کالجوں کے ہوسٹلوں میں ممکن نہیں۔

۵۔ کالجوں کے ہوسٹلوں کی نسبت ان کیلئے کم خرچ پر اچھی غذا اور رہائش کا انتظام کیا جائیگا۔

۶۔ احمدیہ ہوسٹل میں رہنے والے طلبہ کو ان تمام فضول مشاغل سے باز رکھا جائیگا۔ جو ان کی تعلیم یا اخلاق پر برا اثر ڈالنے والے ہوں، یا فضول خرچی کا باعث ہوں۔

۷۔ طلبا کو اچھا مبلغ، مقرر اور شہری بنانیکی کوشش کی جائیگی

۸۔ طلبا کے اخراجات میں نمایاں تخفیف ہو جائیگی اس ہوسٹل کے اجرا کیلئے ایک سو ماہوار مستقل آمد کی ضرورت ہے جسکے بہم کرنے کیلئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ سہل طریق تجویز فرمایا ہے کہ جماعت میں کم از کم ایکسو ایسے افراد نکلیں جو اس کارِ خیر کیلئے ایک ایک روپیہ ماہوار مستقل طور پر دیکیں

۸۱ اصحاب

نے اسی وقت کانفرنس میں ہی وعدے کرلئے تھے لیکن آغاز کار کیلئے ابھی بیسے

۱۹ باہمت احباب

اور درکار ہیں یہ تعداد بہت جلد پوری ہو جانی چاہیئے اور زیادہ سے زیادہ ماہ مئی ۱۹۳۵ء تک ہوسٹل قائم ہو جانا ضروری ہے

امتحان دینیات کے کورس

اکتوبر یا نومبر ۱۹۳۵ء میں دینیات کے جو امتحان ہونگے ان کیلئے مندرجہ ذیل کورس مقرر ہے

درجہ اول کے لیئے

مضمون	کتب مقرر شدہ
قرآن کریم	بیان القرآن میں سے سورہ فاتحہ و بقرہ کا ترجمہ و تفسیر
سیرت و تاریخ	سیرت خیر البشر مصنفہ حضرت امیر
مسائل دینیات و حدیث	مسائل طہارت، نماز، روزہ از تصنیف مولوی مصطفےٰ خاں صاحب
کتب سلسلہ	رسالہ مسیح از حضرت مولانا محمد علی صاحب

درجہ دوئم کے لیئے

مضمون	کتب مقرر شدہ
قرآن کریم	بیان القرآن میں سے سورہ آل عمران، نساء، مائدہ
سیرت و تاریخ	تاریخ خلفائے اربعہ از خلافت راشدہ مصنفہ حضرت امیر
مسائل شرعیہ	مسائل زکوٰۃ، حج، از تصنیف مولوی مصطفےٰ خاں صاحب
کتب سلسلہ	تحریک احمدیت از حضرت مولانا محمد علی صاحب توضیح مرام، فتح اسلام، ازالہ اوہام از حضرت مسیح موعودؑ

درجہ سوئم کے لیئے

مضمون	کتب مقرر شدہ
قرآن کریم	بیان القرآن سورہ انعام تا آخری سورہ توبہ
سیرت و تاریخ	سیرت عائشہ صدیقہ، سیرت صحابہ و سیرت صحابیات مصنفہ دار المصنفین اعظم گڑھ
مسائل شرعیہ و حدیث	فضل الباری یعنی اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری از مولانا محمد علی صاحب صفحہ ۱ تا صفحہ ۱۶۱

کتب سلسلہ۔ آئینہ احمدیت از مولوی دوست محمد صاحب۔ النبوۃ فی الاسلام از حضرت مولانا محمد علی صاحب۔ تعلیم اسلام یا اسلامی اصول کی فلاسفی۔ یعنی وہ مضمون حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جو جلسہ اعظم لاہور میں دسمبر ۱۸۹۶ء میں پڑھا گیا و انجام آتھم معہ ضمیمہ سوائے عربی حصہ کے۔

عزیز بخش سکرٹری امتحان دینیات

شذرات

حق و صداقت کا یہ ایک بہت بڑا خاصہ ہے کہ اس کے اشد ترین مخالفین بھی اس کے سامنے جھکنے اور اسکی پیروی کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں وہ بعض اوقات اپنی زبان سے حق و صداقت کے غلبہ کا اقرار نہیں کرتے۔ لیکن ان کا عمل ہمیشہ اس بات کا آئینہ دار ہوتا ہے اسلام کی دنیا میں کس قدر مخالفت ہوئی اور ہو رہی ہے۔ لیکن تاریخ کے صفحات اور ہماری آنکھوں کے سامنے ہونے والے واقعات پکار پکار کر اسبات کی گواہی دے رہے ہیں کہ اسلام کا ہر ایک دشمن بالآخر اُسکے سامنے بے بس و عاجز ہو کر جھکا ہے یورپ نے اسلامی تعلیمات اور اسلامی تہذیب و معاشرت پر کتنے سخت اور پے در پے حملے کئے آج وہی یورپ اپنی سیاسی معاشرتی اور اقتصادی گتھیوں کے سلجھانے کے لئے اسلامی قوانین کی خوشہ چینی کرنے پر مجبور نظر آرہا ہے۔ اس کے چیدہ ترین مفکر نہایت صفائی سے کہہ رہے ہیں کہ نہ صرف یورپ بلکہ تمام دنیا کی مشکلات کا واحد حل اسلام ہے۔ ہندوستان میں آریہ سماجیوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کس قدر زہر چکانی کی ہے لیکن انہیں بھی متعدد امور میں اسلام کے آگے سرنگوں ہونا پڑا ہے آج آریہ سماجی حلقوں میں نیوگ کی بجائے دھوا بواہ کی تحریک جاری ہے آریہ اور ہندو خواتین طلاق اور ترکہ کا حق مانگ رہی ہیں۔

احمدیت کی گذشتہ چالیس پچاس سالہ تاریخ میں یہ بات نہایت واضح طور پر دکھائی دیتی ہے۔ احمدیت کے مخالفین کئی ایک امور میں اس کے سامنے جھکے ہیں۔ اور یہ سلسلہ احمدیت کے مشن کے پورا ہونے تک انشاء اللہ جاری رہیگا۔ اس وقت سے لیکر جبکہ حضرت مسیح موعودؑ نے تبلیغ اسلام کی تحریک جاری کر کے یورپ میں اسلامی لٹریچر کی اشاعت کا عزم کیا اور اس کے لئے جماعت قائم کی اب تک غیروں سے قطع نظر مسلمانوں کے متعدد طبقے احمدیت کے شدید دشمن چلے آتے ہیں اور انہوں نے جماعت احمدیہ کو دکھ دینے، بدنام کرنے، اور نقصان پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی کسی نے یورپ میں اسلام کی تبلیغ کی تجویز کا تمسخر اُڑایا کسی نے اسکو سعی لاحاصل قرار دیا کسی نے کہا کہ یہ لوگ کتابوں کی اشاعت کا نام علمی جہاد رکھ کر مسلمانوں کو بزدل بنانا چاہتے ہیں۔ جو در پردہ عیسائی حکومتوں کی خدمت ہے لیکن اس کے باوجود رفتہ رفتہ تمام سمجھدار مسلمان احمدیت کی تقلید پر مجبور ہو رہے ہیں گو انہیں اب تک عمل کی توفیق نہیں ملی۔ لیکن ایشیا و یورپ میں تبلیغ اسلام کی ضرورت و اہمیت سے ان کو مجال انکار نہیں اسلامی لٹریچر کی اشاعت پر وہ خود زور دے رہے ہیں گو کوئی قابل ذکر عملی قدم اس راہ میں نہیں اُٹھا سکے

جامع ازہر مصر کی مشہور و قدیم درسگاہ ہے عالم اسلام کے تقریباً ہر ایک حصہ سے طلبہ تحصیل علم کے لئے یہاں آتے ہیں۔ اس درسگاہ پر صدیوں تک تاریک خیال اور جمود پسند ملانوں کا قبضہ رہا اب بھی بہت بڑی حد تک ان کا ہی اثر و اقتدار ہے یہی وجہ تھی کہ علماء ازہر تبلیغ اسلام کے فرض سے بالکل غافل اور قرآن کی تعلیم و اشاعت کی ضرورت کے عملاً منکر رہے ہیں یورپ میں اسلام کی تبلیغ کا ان کے دماغوں میں کبھی خیال تک نہ آیا تھا۔ صرف فقہی مسائل۔ فروعی اختلافات یونانی فلسفہ اور کورانہ تقلید کے لئے انکی سرگرمیاں وقف تھیں غربی زبانوں کی تحصیل اور قرآن کریم کے ترجمہ کو ہندوستانی ملانوں کیطرح عرصہ تک تقریباً کفر سمجھتے اور سمجھتے رہے لیکن مصر کے مشہور اخبار "البلاغ" کی ایک تازہ اشاعت سے معلوم ہُوا کہ اب علمائے ازہر کو بھی تبلیغ اسلام کی ضرورت کا احساس ہو رہا ہے۔ اور وہ اس مسئلہ پر خاص طور غور کر رہے ہیں کہ غیر اسلامی ممالک میں اسلامی لٹریچر شائع کیا جائے۔ اور مبلغین بھیجے جائیں۔ امسال ازہر کی مجلس منتظمہ نے اسلامی کتابوں کے انگریزی تراجم کے لئے کچھ روپیہ بھی منظور کیا ہے اور وہ ایسے کارکنوں کی تلاش میں ہے جو عربی سے انگریزی زبان میں اور انگریزی سے عربی میں ترجمہ کر سکیں خدا کرے یہ خبر صحیح ہو۔ اور اگر یہ صحیح ہے تو علماء ازہر کا یہ احساس و عزم احمدیت کی بہت بڑی فتح ہے دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ علماء ازہر کو خلوص و عزم راسخ کی دولت سے مالا مال کرے اور دین کی صحیح خدمت کی توفیق دے۔

علمائے ازہر ہوں یا اور کوئی جو بھی اس تبلیغی میدان میں نکلے گا۔ اسے جلد یا بدیر لازمی طور پر مجدد زمان کے علم الکلام سے امداد لینی پڑے گی۔ اور اسے اسلام کے وہ صحیح و معقول خیالات و عقائد جنہیں احمدیت پیش کرتی ہے لازماً اختیار کرنے پڑیں گے۔ کیونکہ اس کے بغیر کامیابی ناممکن ہے۔ گھر میں بیٹھ کر احمدیت کے عقائد کا مذاق اڑا لینا یا ان کو حقارت سے نظر انداز کر دینا یا اپنے زعم میں ان کی تردید کر دینا آسان ہے لیکن دشمن کے مقابلے پر یہی ایک سپر ہے جو اس کے اعتراضات کے حملوں سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔ اور یہی وہ تلوار ہے جس سے مخالفین اسلام کے باطل دلائل کو مسلمان کاٹ کر پھینک سکتے ہیں وفات مسیح کے مسئلہ ہی کو لیجئے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ علماء ازہر مشرق و مغرب کی کسی تعلیم یافتہ و روشن خیال غیر مسلم قوم میں مبلغ بن کر جائیں اور اپنے علم و فضل کا سارا زور صرف کرنے کے باوجود حیات مسیح کا ان کو قائل کر سکیں؟ یا وہ حیات مسیح کو مان کر پادریوں کا کامیاب مقابلہ کر سکیں۔ یقیناً یہ ناممکن ہے ان کو لازماً وفات مسیح کے صحیح عقیدہ کی پناہ لینی پڑے گی۔ جب وہ تبلیغی میدان میں احمدیت کے مہیا کردہ ان ہتھیاروں کو استعمال کرنے پر مجبور ہوں گے۔ تو یہ احمدیت کی دوسری فتح ہوگی ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہُوا ہے یہاں ہندوستان میں اکرام الحق کے اعتراضات کی ایک ہی ضرب نے "الجمعیتہ" اور "مدینہ" کو حضرت مسیح موعود کے علم الکلام کی پناہ میں آنے پر مجبور کر دیا تھا۔

سارے ملک میں آجکل احمدیت کے خلاف جو طوفان مخالفت بپا ہے وہ اغراض پرستوں کے لئے حصول زر و کامیابی کا ذریعہ بنا ہُوا ہے۔ بہت سے ناکام ملانے مفلس اخبار نویس اور خود ساختہ لیڈر مسلمانوں کی جہالت و سادہ لوحی کے صدقہ میں احمدیت کو گالیاں دے کر کامیاب ہو چکے ہیں اخبار "مدینہ" کی تازہ اشاعت میں احقر محمد طیب عفی عنہ مہتمم دارالعلوم دیوبند" کی ایک "اپیل" نظر سے گذری فرماتے ہیں :-

"وہ وقت آگیا ہے کہ جمہور اہل اسلام بلا کسی تفریق مسلک و مشرب اس فرقہ (جماعت احمدیہ) کے مقابل متحدہ محاذ قائم کر کے مرزائیت کے جراثیم سے دنیا کو پاک کر دیں اور حق و باطل کے اس فیصلہ کن معرکہ میں اموال اور زبان و قلم سے ہر امکانی اعانت کے لئے تیار رہیں ...... اور اسلام اور مرزائیت کے مقابلہ میں غفلت و سستی اور بخل سے کام نہ لیں!!"

مدرسہ دیوبند کے کرتا دھرتا ملانوں میں پیسوں کی تقسیم اور بعض دوسرے معاملات پر خانہ جنگی شروع ہے۔ اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ اعلیٰ حضرت حضور نظام نے تنقیح حسابات و تحقیق حالات کے لئے دکن سے آدمی بھیجے ہیں سُنا جاتا ہے کہ ان پر مدرسہ کے ذمہ دار ملانوں کے حسن انتظام و دیانت و زہد و تقوےٰ کا یہ "خوشگوار" اثر ہُوا ہے کہ اُنہوں نے ...... دولت آصفیہ کی امداد بند کر دینے کا خیال ظاہر کیا ہے ویسے بھی اقتصادی حالت آجکل خراب ہے پیسوں کی کمی رہتی ہے گذشتہ دنوں مسلمانوں سے چندہ کی اپیل کی گئی تھی اسکو کامیاب بنانے کا اس سے سہل طریق اور کیا ہو سکتا ہے کہ مہتمم صاحب جبہ و عمامہ وغیرہ تمام آلات "تقدس" سے مسلح ہو کر احمدیت کی مخالفت کا غیر معمولی عزم فرمالیں۔ اور مسلمانوں کو بھی اس کی تلقین کریں ہم مہتمم صاحب کے "تحفظ ما تقدم" کی داد دیتے ہیں۔

باقی رہا اس اپیل کا ہماری طرف سے جواب۔ سو گذارش ہے کہ ہر قسم اور ہر خیال کے ملانے اور ان کے زیر اثر لوگ روز اول سے احمدیت کی مخالفت کر رہے ہیں متحدہ محاذ بھی قائم ہے ملانوں کی زبانیں بھی قینچی کی طرح چل رہی ہیں کوئی ایسی گالی نہیں جو انہوں نے ہمیں نہ دی ہو ان کے قلم بھی رواں ہیں فحش سے فحش اور لچر سے لچر تحریریں ان کی طرف سے شائع ہو رہی ہیں لیکن ابتک وہ خائب و خاسر ہی رہے ہیں انشاء اللہ آئندہ بھی رہیں گے حق و باطل کا معرکہ بے شک شروع ہے اس میں حق یعنی احمدیت غالب آرہی ہے اور باطل یعنی ملا ازم ناکام اور روسیاہ ہو رہا ہے احمدیت کے خیالات ہندوستان کے صحیح الخیال مسلمانوں کے علاوہ ترکی مصر ایران۔ البانیا عراق وغیرہ اسلامی ممالک میں روز بروز مقبول ہو رہے ہیں۔ اور ملانوں کا اثر و اقتدار رفتہ رفتہ ختم کیا جا رہا ہے۔ ترکی تو ان کے وجود سے تقریباً پاک ہو چکا ہے باقی ممالک میں یہ مبارک کوشش جاری ہے معرکہ انشاء اللہ فیصلہ کن ہی ہے عنقریب اسلامی سوسائٹی میں ملانوں اور پیروں کے لئے کوئی جگہ نہیں رہے گی۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنے خطبہ عید میں نظام زکوٰۃ کے قیام کے متعلق جو تحریک کی تھی اسلامی پریس اس کی تائید میں مصروف ہے "انقلاب" کے بعد معاصر محترم "مدینہ" نے ۱۲ر جنوری کی اشاعت میں اسی موضوع پر پُرزور مقالہ افتتاحیہ لکھا ہے۔ اور مسلمانان ہند کو مندرجہ ذیل الفاظ میں مولانا موصوف کے مشورہ پر عمل کرنے کی تلقین کی ہے۔

"پھر کیا اب آپ کا فرض نہیں کہ سال آئندہ میں زکوٰۃ کا وقت آنے سے پہلے ہر شہر اور بستی میں اجتماعی طور پر زکوٰۃ وصول اور تقسیم کرنے کا ایک ہمہ گیر نظام قائم کر لیں فی الحقیقت ضرورت تو اس امر کی ہے کہ تمام ہندوستان کے مسلمان اشتراک کامل سے ایک "ادارہ زکوٰۃ" قائم کریں اور اسی کی شاخیں ہر ایک شہر اور قریے میں کھول دی جائیں اور تمام روپیہ وصول ہو کر مرکز میں جمع ہو جائے۔ اور وہاں سے ہر ایک اسلامی ضرورت اور ہر محتاج و مسکین کو امداد دی جائے لیکن چونکہ مسلمانوں کا قومی انتشار ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ اور تمام اسلامی ہندوستان کے اجتماعی اشتراک کا انتظار نہیں کیا جا سکتا ہے اسلئے ابتدائی حیثیت میں یہ صورت اختیار کی جائے کہ ہر ایک بستی میں نظام زکوٰۃ قائم ہو جائے" (باقی بر صفحہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح
جلد ۲۳ | یوم شنبہ ۲۱ شوال ۱۳۵۳ھ | نمبر ۷

سید حبیب صاحب کا نیا عزم
کتاب "آئینہ احمدیت" کا جواب لکھینگے

جناب سید حبیب صاحب ایڈیٹر اخبار "سیاست" نے ۱۹۳۳ء میں اپنے اخبار میں "تحریک قادیان" کے عنوان سے ایک طویل سلسلہ مضامین رقم فرمایا تھا جسے بعد میں دفتر سیاست نے معمولی تغیر و تبدل کے ساتھ اسی نام سے کتابی شکل میں بھی شائع کر دیا۔
اس میں موصوف نے حضرت مسیح موعودؑ اور احمدیت پر بہت سے اعتراضات کئے ہیں۔ جو احباب سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اس کے مخالفین کا لٹریچر باقاعدہ مطالعہ کرتے رہتے ہیں، ان کی نظر سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں۔ "تحریک قادیان" کے تقریباً تمام اعتراضات سید صاحب کی .... تحقیق و جستجو کی بجائے ان سے پہلے معترضین احمدیت کی "کوششوں" کا نتیجہ ہیں اور متفرق طور پر ان تمام اعتراضات کے شافی و مسکت جوابات ہماری طرف سے متعدد مرتبہ شائع ہو چکے تھے لیکن سید صاحب کے جواب میں بھی ہم خاموش نہ رہے۔ پہلے موصوف نے وعدہ کیا۔ کہ "تحریک قادیان" کے جواب میں جو کچھ ہماری طرف سے لکھا جائیگا اسے وہ "سیاست" میں شائع کرینگے۔ لیکن بعد میں انہوں نے اس کے متعلق غیر ضروری شرائط پیش کیں۔ جن کی وجہ سے ان کا یہ وعدہ ایفا نہ ہو سکا۔ اس کے باوجود جناب مولوی دوست محمد صاحب نے "آئینہ احمدیت" کے نام سے سید صاحب کے اعتراضات کا جواب لکھا۔ جو تقریباً نصف "پیغام صلح" کے ضمیمہ کی حیثیت سے شائع ہوا بعد ازاں دسمبر ۳۳ء میں اسی نام سے مکمل طور پر کتابی شکل میں چھپکر .... کثیر تعداد میں فروخت و تقسیم ہو چکا ہے۔ دونوں کتابیں دنیا کے سامنے ہیں۔ محقق و انصاف پسند اصحاب ان کے مطالعہ سے خود بخود صحیح نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ اب تک ان سے جو نتیجہ ظاہر ہوا ہے وہ یہ ہے کہ احمدیت کے متعلق بہت سے لوگوں کی غلط فہمیاں دور ہو گئی ہیں اور وہ احمدیت کے قریب آچکے ہیں اور ان میں سے کئی ایک داخل سلسلہ بھی ہو چکے ہیں۔

اب چند روز سے "سیاست" میں منیجر صاحب کی طرف سے ایک اعلان شائع ہو رہا ہے کہ جناب سید حبیب صاحب "آئینہ احمدیت" کا جواب لکھنے کا عزم فرما رہے ہیں۔ ہمیں یہ اعلان پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ کیونکہ ہماری جماعت کو سید صاحب کی اس مکرر کوشش سے بھی انشاء اللہ وہی فوائد حاصل ہونگے۔ جو ان کی پہلی کوشش یعنی "تحریک قادیان" سے حاصل ہو چکے ہیں۔ لہذا ہم ان کے اس عزم کا بصد مسرت خیر مقدم کرتے ہیں۔ نہ صرف احباب سلسلہ بلکہ بہت سے غیر از جماعت دوست بھی "آئینہ احمدیت" کے دوسرے حصے کا تقاضا کر رہے تھے۔ کیا عجب ہے کہ سید صاحب کی مہربانی ہی سے ان کی یہ فرمائش پوری ہو جائے۔

اس وقت "سیاست" کا محولہ بالا اعلان ہمارے پیش نظر ہے اس کے الفاظ اور انداز تحریر کے متعلق کچھ کہنا غیر ضروری ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ یہ اعلان متانت و ثقہ نگاری کے معیار کے مطابق نہیں مگر دیگر معترضین احمدیت کے مقابلے میں غنیمت ہے۔ منیجر صاحب "سیاست" کو اس سے بہتر الفاظ مل سکتے تھے۔ غالباً انہوں نے کسی مصلحت کی وجہ سے ان کو استعمال نہیں کیا۔ خیر یہ ایک جملہ معترضہ تھا۔ لیکن اس اعلان میں بعض ایسی باتیں ہیں جن کو صحیح نہیں کہا جا سکتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

"اس کتاب (تحریک قادیان) کی اشاعت نے احمدی اور مرزائی حلقوں میں ایک ہیجان عظیم پیدا کر دیا۔ ......
دونوں جماعتوں کے اخبارات "پیغام صلح" اور "الفضل" نے سلسلہ وار جوابات کی اشاعت شروع کی۔ مگر دونوں نے بالآخر اس طریق جواب سے ہاتھ اٹھا لیا۔ اور رخاص الخاص اشخاص کو جواب لکھنے پر مامور کیا"

ہیجان عظیم کو خیر چھوڑیئے یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو بعض اوقات بعض انسان اپنی خواہشات اور دلی دماغی کیفیات کی بنا پر خواہ مخواہ محسوس کر لیا کرتے ہیں اس بارہ میں منیجر صاحب "سیاست" کو معذور سمجھا جا سکتا ہے دوسری بات کے متعلق یہ گذارش ہے کہ جہاں تک جماعت احمدیہ لاہور اور "پیغام صلح" کا تعلق ہے "تحریک قادیان" کا جواب مولوی دوست محمد صاحب مصنف "آئینہ احمدیت" ہی نے لکھا ہے یہ جواب نصف کے قریب "پیغام صلح" کے ضمیمہ کی شکل میں شائع ہوا۔ بعد میں مکمل طور پر کتابی شکل میں دسمبر ۳۳ء میں چھپ گیا۔ اور یہ ایک ایسا جواب ہے کہ سید صاحب اس کے متعلق کچھ لکھنے کا ایک سال تک عزم نہ فرما سکے۔

اسی اعلان میں لکھا ہے کہ:۔

"جن احباب کو مرزائیت اور قادیانیوں میں سر پھٹول کرانا مقصود ہو۔ یا جو لوگ بحث عقائد میں ذلیل تحریروں اور استدلال سے مبرا گالیوں کے سننے اور پڑھنے کے شائق ہوں ان کے لئے بعض اخبار موجود ہیں ان کو وہ مبارک ہوں لیکن جو حضرات استدلال کے جواب میں استدلال کو پسند کرتے ہوں جو شریفانہ مگر مدلل بحث و تمحیص سے شاد ہوں جو تحقیق حق کو جوش اور گندہ دہنی پر ترجیح دیتے ہوں۔ جو اخلاص نیت، اخلاص اور نجابت کے دلدادہ ہوں۔ آج ہی سے سیاست کا مطالعہ شروع کر دیں"

یہ عزم نہایت قابل تعریف اور پاکیزہ ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک شریف انسان کو تبادلہ خیالات کے اس طریق پر کاربند ہونے کی توفیق عطا فرمائے مگر ہم یہ عرض کرنے کی نہایت ادب سے اجازت چاہتے ہیں کہ گذشتہ مرتبہ "سید صاحب اور سیاست" بعض موقعوں پر متانت اور ثقہ نگاری کی پابندی سے قاصر رہ گئے تھے امید ہے اس مرتبہ ایسا نہیں ہوگا۔ یہ ایک مخلصانہ اور دوستانہ مشورہ ہے ورنہ آج ہمیں گالیاں دینے والوں کی کمی نہیں بڑے بڑے مولوی اور پیر اور بڑے بڑے لیڈر اور اخبار نویس خدمت دین و ملت کے نام پر دشنام طرازی میں مصروف ہیں۔

"آئینہ احمدیت" کے جواب میں سید صاحب کی خاموشی کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ جماعت قادیان کا جواب شائع نہیں ہوا تھا۔ اب وہ "عرفان" کے نام سے چھپ گیا ہے اس لئے اب سید صاحب جواب الجواب لکھنے کی تیاری میں مصروف ہو گئے ہیں۔ خیر اپنی خاموشی کی وجہ کو سید صاحب خود بہتر طریق پر سمجھ سکتے ہیں۔ اس کے متعلق ہمیں صرف اسی قدر ہی کہنا ہے کہ جماعت لاہور اور قادیان کے عقائد و خیالات اور طریق کار کا فرق اظہر من الشمس ہے۔ امید ہے سید صاحب خلط مبحث سے اجتناب فرمائیں گے۔

اعلان کے آخر میں لکھا ہے کہ:۔

"سید صاحب فریق ثانی کی کتابوں کا مطالعہ کر رہے ہیں لہذا یہ کہنا مشکل ہے۔ کہ کس تاریخ سے جواب کی اشاعت شروع ہوگی"

ہم بھی سید صاحب کو مشورہ دیں گے کہ وہ جو کچھ لکھیں۔ پوری تحقیق و مطالعہ کے بعد لکھیں اور سلسلہ احمدیہ کی اصل کتابوں کو خود مطالعہ فرمائیں۔ یہ مخلصانہ مشورہ ہم اس لئے پیش کر رہے ہیں۔ کہ "تحریک قادیان" میں سید صاحب نے اکثر غیر ثقہ اور غیر ذمہ دار مخالفین کے ناقص اور غلط آمیز حوالوں پر اکتفا کیا تھا اصل کتابوں کے مطالعہ کی زحمت گوارا نہیں فرمائی تھی۔
آخر پر ہم سید صاحب کے اس عزم کا مکرر خیر مقدم کرتے ہیں اور انہیں یقین دلاتے ہیں کہ ان کے اس اقدام کا نتیجہ احمدیت کے لئے مفید ہی ہوگا۔ جیسا کہ گذشتہ تجربہ سے ثابت ہے۔

(بقیہ صفحہ ۲)

تجویز نہایت معقول مفید اور دلکش ہے لیکن موجودہ حالات میں اس کو عملی صورت دینا ممکن بھی ہے اس کا جواب معاصر موصوف کے اسی مقالہ کے مندرجہ ذیل الفاظ سے مل سکتا ہے:۔

"زکوٰۃ کا باقاعدہ نظام مرتب کرنے کی ضرورت پر اس سے بیشتر بارہا زور دیا گیا۔ اور قومی ضرورتوں کا واسطہ دیکر قوم کو بارہا توجہ دلائی گئی لیکن .....
زکوٰۃ کو منظم کرنے کی تمام دعوتیں بیکار ثابت ہوئیں اور اس معاملے میں کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ اور ابتدائی سے ابتدائی کوشش بھی کامیاب نہ ہوئی"

ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس مفید دلکش تجویز کے بعد عمل کی بھی توفیق دے اگر وہ صحیح بنیادوں پر ادارہ زکوٰۃ قائم کر لیں اور اس کو خوش اسلوبی اور کامیابی سے چلا سکیں تو اس سے زیادہ خوشی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے لیکن اگر وہ یہ نہیں کر سکتے۔ تو پھر اس اسلامی ادارہ میں شریک کیوں نہیں ہو جاتے جو تقریباً ربع صدی سے دیگر خدمات دینی کے ساتھ ساتھ اس خدمت کو نہایت صحیح اصولوں پر انجام دے رہا ہے جس کا نام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہے۔ آخر احمدیت کے نام سے اس قدر ڈر اور بے تعلقی کیوں ہے ان لوگوں کی بدنصیبی کس قدر قابل افسوس ہے جو رہنمائی کی قابلیت اور رضاکاری سعادت دونوں نعمتوں سے محروم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔

احمدیت کے اصولوں پر محققانہ تبصرہ

مندرجہ ذیل مضمون کے پوسٹر اور اشتہارات چھپوائے جا رہے ہیں۔ جو انشاء اللہ چار پانچ روز تک تیار ہو جائیں گے۔ جن جن احباب اور جماعتوں کو ضرورت ہو، وہ تعداد کی تصریح کے ساتھ اطلاع دیں۔ (ایڈیٹر)

اخبار "سنتیا" نے اس عنوان کے ماتحت سید حبیب صاحب کے ایک اور سلسلہ مضامین قلمبند کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اور ہمیں اس سے خوشی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس سے پیشتر سید حبیب صاحب نے "تحریک قادیان" کے نام سے جو کتاب لکھی تھی۔ اس میں اگر کوئی چیز نہ تھی۔ تو وہ "احمدیت کے اصولوں پر بحث نہ تھی۔

ذاتی نکتہ چینی

البتہ اس میں بہت تھی لیکن ذاتی نکتہ چینی سے کبھی کسی تحریک کے متعلق صحیح علم نہیں مل سکتا۔ آج تک عیسائی اور آریہ سماجی مناظر اسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ آنحضرت صلعم پر ذاتی نکتہ چینی گویا اصول اسلام پر بحث ہے۔ خود مسلمانوں کے اندر جو لوگ بزرگان دین کو برا کہنے والے ہیں۔ ان کی بنا بھی ذاتی نکتہ چینی پر ہی ہے۔

اگر فی الواقع سید حبیب یا اور کوئی صاحب نیک نیتی سے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم کسی غلطی میں مبتلا ہیں اور وہ اس غلطی سے ہمیں باہر نکالنے کے خواہشمند ہیں تو اس کا طریق ایک ہی ہے۔ کہ

ہمارے اصول کی غلطی

ہم پر واضح کریں۔ جتنا بحث کرنیوالے بزرگ اصل مبحث سے گریز کرتے ہیں۔ اسیقدر زیادہ ہمارا یقین ہوتا جاتا ہے۔ کہ

احمدیت ہی تعلیم اسلام کی صحیح تصویر

پیش کرتی ہے اور دوسرے لوگ اپنی کمزوری کو محسوس کر کے اصولی بحث کی طرف نہیں آتے

احمدیت کے اصول جن پر دونوں فریق متفق ہیں۔ یہ ہیں:۔

۱۔ اللہ تعالےٰ اس امت میں اپنے اولیا سے ہمکلام ہوتا ہے۔

۲۔ ہر صدی کے سر پر مجدد کا آنا ضروری ہے۔

۳۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام دوسرے انبیاء کی طرح وفات پا گئے۔

۴۔ وہ مسیح جس کے اس امت میں آنے کی پیشگوئی ہے۔ وہ اس امت کا ایک مجدد ہے۔

۵۔ کوئی ایسا مہدی نہیں آسکتا۔ جو تلوار سے دین اسلام کو پھیلائے۔ لا اکراہ فی الدین

۶۔ آنے والا مسیح ہی مہدی معہود ہے۔

۷۔ قرآن شریف کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ تا قیامت ہو سکتی ہے۔

۸۔ قرآن شریف کا حکم جہاد منسوخ نہیں لیکن موجودہ وقت میں اس ملک میں شرائط جہاد نہیں پائے جاتے۔

۹۔ اس زمانہ کا جہاد تبلیغ اسلام ہے۔

۱۰۔ دجال اور یاجوج ماجوج کی پیشگوئیوں کی مصداق مغربی اقوام ہیں۔

ان اصول کے ماتحت ہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو چودھویں صدی کا مجدد اور مسیح موعود اور مہدی معہود مانتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کا کوئی فریق نہ مرزا صاحب کو خدا مانتا ہے نہ ابن اللہ۔ اس کے علاوہ جماعت لاہور مندرجہ ذیل دو اصول کو تسلیم کرتی ہے

۱۱۔ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ نہ نیا۔ نہ پرانا۔

۱۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔ جب تک کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا انکار نہ کرے۔

ہم یہ بھی اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ انبیاء تو الگ رہے ہم کسی اس امت کے بزرگ کی تحقیر کو یا اسے برا کہنے کو سخت جرم خیال کرتے ہیں۔ اور یہ تعلیم ہم نے امام زماں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سے حاصل کی۔

ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— نہایت مسرت سے اطلاع دی جاتی ہے کہ شیخ ظہور الحسن صاحب گلشن کلکٹر شاہدرہ لاہور کو اللہ تعالےٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے الحمد للہ۔

—— پیغام صلح۔ ہم مولود مسعود کے والدین اور دادا جناب شیخ فضل الرحمان صاحب ریٹائرڈ اوورسیر کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ مولود مسعود کو صحت و مسرت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔

—— جہلم سے ہمارے دوست شیخ عبد العزیز خلف شیخ قمر الدین صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ۔۔۔ مورخہ ۱۸ر جنوری کو بروز جمعہ میں اپنی دوکان پر جا رہا تھا۔ کہ ایک دکان پر جامع مسجد خانساماں کا امام اور اس کا بھائی اور خود دکاندار اور دکاندار کا بھائی بیٹھے ہوئے آگ سینک رہے تھے۔ مجھے بھی دکاندار نے بلایا کہ آکر آگ سینک لو۔ میں اندر چلا گیا امام مسجد مذکور نے وہیں بیٹھے بیٹھے ہمیں گالیاں دینی شروع کر دیں اس نے اور اس کے بھائی نے مجھے پکڑ کر مارا۔ اور جو انگیٹھی جل رہی تھی اس میں میرا سر رکھ دیا۔ میرا سر جل گیا ہے سخت تکلیف ہے میری نئی شملہ لنگی اور کوٹ اور کپڑے بھی جل گئے۔ سر میں جلنے کے زخم موجود ہیں سخت تکلیف ہے پیپ بھی پڑ گئی ہے۔ اس ظلم کے بعد انہوں نے تمام شہر میں مشہور کر دیا ہے کہ مرزائیوں اور مسلمانوں کی لڑائی ہوئی ہے اور بروز ہفتہ مجھ پر مقدمہ بھی زیر دفعہ ۳۰۰، ۵۰۰ و ۳۲۳ (ایک دو اور دفعات بھی ہیں) دائر کر دیا ہے جس کے لئے کوئی چالیس روپیہ چندہ بھی کر لیا ہے میں نے بھی ڈاکٹری سرٹیفکیٹ لیا ہوا ہے اور بالفعل آج دعویٰ کرنا ہے۔ جملہ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے۔

—— پیغام صلح۔ ہمیں اس محترم بھائی سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالےٰ ان ظالم مولویوں کو ہدایت دے ان کے ظلم اب حد سے بڑھتے جا رہے ہیں۔ حکام کا فرض ہے کہ ان لوگوں کا تدارک واقعی انتظام کریں اور ایسے مجرموں کو عبرتناک سزائیں دیں۔ تاکہ دوسرے لوگوں کو ان کی تقلید کا حوصلہ نہ ہو۔ احباب کرام اپنے اس محترم بھائی کے لئے دلی درد سے دعا کریں۔

—— سیکرٹری صاحب جماعت گوجرانوالہ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سیکشن گوجرانوالہ کا اجلاس خاص بعد از نماز جمعہ مورخہ ۳۵/۱/۱۸ زیر صدارت لوکل پریذیڈنٹ انجمن ہذا دفتر انجمن ہذا میں منعقد ہوا اور حسب ذیل قرار دادیں پیش ہو کر باتفاق پاس ہوئیں:۔

(۱) ممبران انجمن احمدیہ کا یہ جلسہ برٹش گورنمنٹ کا شکر گزار ہے کہ اس نے ملک ہند کو نئی اصلاحات سے روشناس کرایا۔ اور مجوزہ دستور میں اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت فرمائی۔

(۲) ممبران انجمن ہذا کا یہ جلسہ شرکہ انتخابات کی مذمت اور جداگانہ انتخابات کی پرزور حمایت کرتا ہے۔ کیونکہ ہماری ہمسایہ قوم اہل ہنود نے اپنی غیر روادارانہ پالیسی سے اپنے اعتماد کو ضائع کر دیا ہے اور ان کے طرز عمل سے آئندہ بھی اقلیتوں کے ساتھ رواداری کی کوئی امید نہیں ہے۔

(۳) ایڈیٹر "انقلاب" اور "پیغام صلح" اور "ریاست" کی خدمت میں التجا کی جائے۔ کہ وہ براہ مہربانی مندرجہ بالا قراردادوں کو اخبار میں جگہ دے کر ہمارے جذبات کی ترجمانی فرماویں۔ والسلام

محمد رمضان برائے سیکرٹری

عید الفطر پر ملانوں کی حرکات مذبوحی

معاصر "مدینہ" کا دلچسپ تبصرہ

خدا جانے علماء نے سو کو اس بات کا یقین کب آئیگا کہ اسلام نے علماء کو پوپ اور پادریوں کا منشی نہیں بنایا کہ ان کے بغیر کسی کی نماز قبول ہو نہ روزہ ادا ہو، اگر وہ کہدیں کہ نماز ہو گئی تو نماز ہو جائے اور اگر کہدیں نماز نہیں ہوئی تو فرشتے بھی نماز کو لپیٹ کر نمازی کے منہ پر ماردیں بلکہ اسلام میں نماز کی تکمیل کے لئے چند اصول و شروط ہیں جو مسلمان ان پر عمل کرے نماز ہو جاتی ہے اور جو نہ کرے، اس کی نہیں ہوتی خواہ امامت میں مولوی بدھو ہوں یا مولوی جمعو۔

یہ سطور لکھنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ بریلی اور لاہور میں نماز ہونے اور نہ ہونے کا جھگڑا از در شور سے پیش آیا بریلی کے ایک دوست "بریلی کے مولوی" کے عنوان سے ایک نظم ارسال فرماتے ہیں جس کی شان نزول یہ ہے کہ بریلی کی شہور شاہی مسجد نولکھا میں عید کی نماز کیلئے ساڑھے دس بجے کا وقت مقرر کیا گیا تھا لیکن مسجد کے تنخواہ دار امام صاحب جریب و عصا اور جبہ عمامہ کی ترتیب و تزئین اور بشیر بلاؤ کی خدمت میں اس قدر منہمک رہے کہ ساڑھے دس کی بجائے گیارہ بج گئے اور امام صاحب تو در کنار ان کی معنبر زلفوں اور معطر قبا کی ہوا بھی مسجد تک نہ پہنچی۔

بالآخر نمازیوں نے مجبور ہو کر ایک دوسرے بزرگ کو آگے کھڑا کر دیا جنہوں نے چھ تکبیرات زائد واجبہ کے ساتھ حسب اصول شریعت نماز پڑھا دی لیکن ابھی آخری سلام نہیں پھیرا تھا کہ مسجد کے دروازے میں ایک ہڑکا سا دھماکا ہوا۔ اور کسی شخص نے رعد کی سی گرج کے ساتھ فرمایا۔ "نماز نہیں ہوئی ہرگز نہیں ہوئی"۔ نمازیوں نے سلام پھیرنے کے بعد دیکھا تو ان کی طرف امام صاحب غضبناک صورت بنائے آنکھوں سے انگارے برساتے اس طرح دیکھ رہے تھے گویا وہ ملک الموت ہیں اور نمازیوں کی روحیں قبض کرنے کیلئے تشریف لائے ہیں۔ یا تمام نمازی بھیڑ اور بکری کے بچے ہیں اور وہ ایک بھیڑیا ان کو کھا جانیکے لئے دانت تیز کر رہا ہے

نمازیوں کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر امام صاحب پھر گرجے اور اعلان کیا کہ "نماز ہرگز نہیں ہوئی اور پھر سے پڑھائی جائیگی غریب نمازی جو عید کے نمازی تھے اور انہوں نے بڑی مشکلوں سے ادھر ادھر دیکھ کر گھبراہٹ میں ہاتھ باندھے اور چھوڑے تھے یہ سنکر گھبرا گئے اور دل ہی دل میں کہنے لگے چل تو ملال تو آئی بلا کو ٹال تو، لیکن امام صاحب نے خیال کیا کہ یہ دلیل طلب کر رہے ہیں اور ہر چند امام کے قول کی دلیل طلب کرنا ... ہے اور وہابیت کفر ہے تاہم امام صاحب نے از راہ روشن خیالی دلیل بھی بیان فرمادی اور وہ یہ تھی کہ

"میں تو تھا ہی نہیں"

اب لوگوں کو معلوم ہوا کہ امام صاحب اور عید کی نماز لازم و ملزوم ہیں اور انہوں نے بڑی غلطی کی کہ وہ خدا کے حضور ... امام صاحب کے بغیر کھڑے ہو گئے۔

ابھی نہیں پائے تھے کہ امام صاحب نے جریب کو زمین پر مار کر اس انداز میں گرج کر فرمایا۔ گویا ان کا گلا صور اسرافیل ہے اور اس میں سے قیامت کا اعلان صادر ہو رہا ہے تاکہ تمام نمازی جو حیرت و استعجاب سے بے حس و حرکت بیٹھے تھے۔ کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوں۔

"آؤ لوگو میرے پیچھے نماز پڑھو میرے پاس نماز پڑھانے کی سند ہے"!

یہ سنتے ہی نمازیوں کی آنکھیں کھل گئیں، حواس واپس آگئے اور وہ الا اللہ کا نعرہ مار کر اس شان سے اٹھے کہ مولوی صاحب امامت کی سند کو بغل میں دبائے ہوئے یہ کہتے ہوئے روانہ ہوئے گیدڑ کی طرح گھر کی راہ لیں، کہ یہ سب ان پڑھ ہیں اور ان میں سے ایک بھی سند کی حقیقت سے واقف نہیں لیکن چند سر آوردہ لوگوں نے بیچ بچاؤ کر دیا۔

خدا کا شکر ہے کہ عید الفطر نے عید قربان کی صورت اختیار نہیں کی، اور فیصلہ اس امر پر ہوا کہ دوسرے صاحب نے نماز پڑھا دی آپ خطبہ پڑھ دیجئے اور نصف لی دلنصف لک، و ہذا قوم جاہلون کہہ کر معاملے کو رفتہ و گزشتہ کر دیجئے، چنانچہ اس قرارداد کے مطابق امام صاحب نے خطبہ پڑھا، اور آمدنی نصف تقسیم کر دی گئی۔ ع

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

لیکن مصیبت یہ ہوئی کہ یہ "واقعہ ہائلہ" بریلی شریف میں ہی وقوع پذیر ہوا جہاں کی تکفیر بازی مشہور ہے، چنانچہ ہمارے دوست کا بیان ہے کہ شہر میں پوسٹروں کی مشین گنوں سے تکفیر کے کارتوس دنادن چل رہے ہیں اور خدا ہی ہے جو کسی شخص کا اسلام سلامت رہ جائے ورنہ آثار تو یہ کہہ رہے ہیں کہ وقت عاقبۃ سارا بریلی کافر بنا کر رکھ دیا جائیگا۔

دوسرا واقعہ لاہور کا ہے لاہور والوں کا بیان ہے کہ عید الفطر سے ایک روز پہلے جب لوگ اس انتظار میں تھے کہ رمضان شریف تشریف لے جائیں تو ہم توبہ توڑ کر داد خورد و نوش دینا شروع کر دیں کہ دیواروں پر جا بجا ایک پوسٹر چسپاں ہو گیا جس میں اعلان کیا گیا تھا کہ شاہی مسجد کے موجودہ خطیب مولوی غزالدین صاحب کے پیچھے اہل سنت وجماعت کی نماز نہیں ہو سکتی، لیکن آپ جانتے ہیں مسلمان "نماز ہونے اور نہ ہونے" کے فتووں کی حقیقت سے پوری طرح واقف ہو چکے ہیں نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ایک لاکھ مسلمانوں نے مولانا غزالدین صاحب کے پیچھے نماز پڑھ لی، اور چند سادہ لوح مسلمان مکفر اور بد زبان مولویوں کی پیروی کرنے کے لئے رہ گئے، اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے عبادات کا قبول کرنا اپنے اختیار میں رکھا ہے۔ ورنہ اگر کہیں یہ اختیار بھی علمائے سوء کے منہ چڑھ جاتا۔ تو دنیا میں ایک بھی نمازی یا روزہ دار باقی نہ رہتا۔

قادیانی ناصح مشفق!

(از جناب ابوالفضل صاحب)

قادیان کا مشہور زبان دراز اپنے رسوائے عالم اخبار میں "پیغامی مشن" کے زیر عنوان ناصح مشفق بنکر کرم غیر مبائع برادران" سے اپیل کرتا ہے اور توقع رکھتا ہے کہ ہم اپیل پر دھیان دیں کیا ہی بہتر ہوتا کہ یہی ناصح اس بے معنی اپیل کو اپنی مشہور کتاب دین الحق یا ہمارا مذہب کے ساتھ منسلک کر کے ہر ایک قادیانی اور لاہوری احمدی کے پاس بھیج دیتا تاکہ ہر شخص پر جری اللہ فی حلل الانبیاء دنیا میں ایک نبی آیا اور یا ایہا النبی وغیرہ الہامات کی صحیح تفسیر جو خود اس ناصح اور اس کی تمام جماعت اور اس کے موجودہ پیر نے سمجھی وہ سب کی نظر کے سامنے آجاتی۔ یہ الہامات بہرحال اس کی اپنی کتاب اور اس کے پیر کے مضمون "نجات" سے پہلے کے تھے پھر یکم جنوری ۱۹۰۸ء کے الہام یا ایہا النبی کے بعد جو کچھ حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت نے طرز عمل اختیار کیا ہے اس ناصح کی اپنی نصیحت و ہدایت کے لئے کافی سے زیادہ تھا مئی ۱۹۰۸ء یعنی وفات کے مہینہ میں جماعت معبد بار ضلع امرتسر نے اپنے رشتہ داروں سے معاہدہ کیا جس میں یہ لفظ بھی موجود ہیں: "ان معمولی رنگ میں رہنے والے بے شر غیر احمدی رشتہ دار کا جنازہ پڑھ لینگے"! اس پر حضرت مسیح موعود (یا ایہا النبی کے مصداق) نے اپنی قلم سے لکھا،، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جو کچھ لکھا۔ بہت خوب اور مبارک ہے"۔ (اخبار بدر ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء)

پھر اسی یا ایہا النبی کے الہام کے بعد ۱۷ مارچ ۱۹۰۸ء کو ایک شخص نے بلوچستان سے غیر احمدیوں کے پیچھے نمازیں پڑھ لینے کی اجازت دینے کے متعلق آپ کی خدمت میں لکھا۔ اس خط و جواب کو مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر قادیان نے زیر عنوان "کس غیر احمدی کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے" اخبار بدر ۲۴ دسمبر ۱۹۰۸ء میں شائع کیا جس میں صریح الفاظ موجود ہیں کہ "اگر ایسے لوگ ہوں کہ وہ صفائی ثابت کرنے کیلئے اشتہار دیدیں کہ ہم ان مکفر مولویوں کے پیرو نہیں ہیں تو پھر ان کے ساتھ نماز پڑھنا روا ہے"! پھر اسی الہام یا ایہا النبی کے بعد حضرت مسیح موعود ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی لڑکی یعنی میاں محمود احمد صاحب کی سگی سالی کے نکاح کی ایک غیر احمدی رشتہ دار سے اجازت دیتے ہیں آپ کی وفات کے بعد وہ نکاح حضرت مولانا نورالدین صاحب پڑھاتے ہیں، جماعت میں سے نہ تو یا ایہا النبی کے الہامات کے بموجب حضرت مسیح موعود کو نبی ماننے والا کوئی آواز اٹھاتا ہے اور نہ خود خلیفہ یا لڑکی کے احمدی والدین یا خلیفہ در خلیفہ بولتا ہے کہ مسلمان لڑکی کا نکاح کافر سے کیا جاتا ہے پھر لطف یہ ہے کہ ان واقعات کے دو سال بعد ناصح مشفق صاحب خود ایک کتاب جماعت احمدیہ کے مذہب پر لکھتے ہیں ان کا موجودہ پیر ختم نبوت پر لکھتا ہے وہی مذہب بیان کرتے ہیں جسے وہ لوگ اب تک لفظ بہ لفظ مانتے ہیں جن کو اس اپیل میں مخاطب کیا جا رہا ہے۔ انسان کا جب ضمیر مردہ ہو جائے تو وہ وہی کچھ کرتا ہے جو قادیانی ناصح مشفق صاحب کر رہے ہیں اگر ان میں جرأت ہے تو یہ اپیل اپنی کتاب دین الحق کے ساتھ شائع کرنے کی جرأت کر دکھائیں ان کا اپنا عمل بہترین تفسیر ان الہامات کی ہے۔ ریویو کے مضمون بھی حضرت مسیح موعود کے ۱۹۰۸ء کے طرز عمل سے پہلے کے ہیں ؛

نمازی بیچارے ابھی اس معاملے ... نکلنے ... سمجھنے

جزیرہ ٹرینیڈاڈ میں اسلام کی حالت اور منشی ظفر علی کی بے علمی

(از جناب ابوالفضل صاحب)

منشی ظفر علی نے اپنے اخبار ۲۴ر جنوری ۱۹۳۵ء میں ایک بے سر و پا نوٹ لکھکر اپنی بے علمی و ناواقفیت کا ثبوت پیش کیا ہے جس شخص یعنی سید محمد حسین کی اطلاع کی بنا پر اس نے یہ مضمون لکھا ہے۔ خود اس کے متعلق مسلمانان ٹرینیڈاڈ اس کی آمد سے پہلے ہندوستانی اخبارات میں شائع کروا چکے ہیں کہ یہ شخص سخت مطلب پرست اور خود غرض آدمی ہے اور ہندوستانی نوابوں اور جاہل مسلمانوں کی فیاضیوں کے حال سن سن کر اس کے منہ میں بھی پانی بھر آیا اور صرف چندہ جمع کرنے کے خیال سے ہندوستان آیا ہے۔ بس یہی مدعا ہے سید محمد حسین کی ساری تگ و دو کا۔ اور تجربہ سے مسلمانوں پر ظاہر ہو جائیگا کہ اصل حقیقت کیا ہے۔

ہماری جماعت احمدیہ لاہور کے آدمی کے جزیرہ ٹرینیڈاڈ میں جانے سے پہلے جو حالت وہاں کے مسلمانوں کی تھی اس کا مختصر حال خود ترینیڈاڈ نے لکھ دیا ہے کہ مسلمانوں کی تعلیم کی باگ ڈور عیسائی مشنریوں کے ہاتھ میں تھی یہیں تک نہیں بلکہ ان کے نکاح وغیرہ بھی پادری لوگ ہی پڑھاتے تھے اور جنازوں کا بھی یہی حال تھا۔ احمدی مبلغ کے پہنچنے سے وہاں کے مسلمانوں میں بیداری پیدا ہو گئی اور پادریوں کی ریشہ دوانیاں بالکل بند ہو گئیں۔ جتنا عرصہ ہمارا آدمی رہا۔ اس عرصہ تک اس کی ساری طاقت مسلمانوں پر سے پادریوں کا اثر دور کرنے میں صرف ہوتی رہی۔ آخر جب وہاں کے مسلمان اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے تو وہ واپس آگیا۔ اگر اس موقع پر ہمارا آدمی نہ پہنچتا۔ تو آج ایک مسلمان کا نام بھی اس جزیرہ میں موجود نہ ہوتا۔ اور ساری کی نسل عیسائی ہو چکی ہوتی۔ اب اس خدمت اسلام اور ہمدردی مسلمین کا معاوضہ منشی ظفر علی اور اس کے ہم خیالوں سے جو مل رہا ہے وہ ظاہر ہے اصل حقیقت یہی ہے کہ اگر سارے کے سارے مسلمانان ٹرینیڈاڈ عیسائی بن جاتے۔ تو منشی جی کے نزدیک بہتر تھا۔ بہ نسبت اس کے کہ وہ ایک احمدی مبلغ کے ذریعہ اسلام پر قائم ہو گئے۔ کیونکہ منشی جی کے نزدیک عیسائی ہم سے بہتر ہیں۔

ہمارے آدمی کے چلے آنے کے کچھ عرصہ کے بعد پادریوں کو موقع مل گیا اور انہوں نے اپنا کام دوبارہ زور شور سے شروع کر دیا۔ ہندوستان سے ملانوں کو بلایا گیا۔ جنہوں نے بجائے اصلاح کے خود مسلمانوں کو کافر کہنا شروع کر دیا۔ اور اس طرح ایک طوفان بے تمیزی بپا ہو گیا۔ مسلمان نوجوان عیسائیت کی طرف مائل ہونے لگے۔ کیونکہ ملانوں کے فتووں نے ان کوٹ پتلون پہننے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج، کافر کہنا شروع کر دیا۔ ان حالات میں وہاں کے درد دل رکھنے والے مسلمانوں نے ایک نوجوان کو ہمارے پاس تعلیم دینی کے لئے بھیجدیا۔ یہاں اس نے قرآن، حدیث، انجیل وغیرہ کا خوب مطالعہ کیا۔ اور پھر مزید دینی تعلیم کے لئے جامع ازہر مصر میں چلا گیا۔ وہاں کا کورس ختم کرکے اپنے وطن جزیرہ ٹرینیڈاڈ کو واپس گیا۔ جہاں کے سمجھدار اور تعلیمیافتہ طبقہ نے اسے اپنا لیڈر تسلیم کر لیا۔ یہ امر نیم ملانوں اور خود ساختہ پیروں کو سخت ناگوار گذرا۔ اور اپنے اثر و رسوخ کو زائل ہوتے دیکھ کر انہوں نے دہائی مچانی شروع کر دی۔ منٹی مجلس اہل سنت والجماعت سید محمد حسین کی قوت متخیلہ کا نام ہے ورنہ ٹرینیڈاڈ میں نہ اسے کوئی جانتا ہے اور نہ اس کا وجود ہے اگر ایسی کوئی مجلس وہاں ہوتی۔ تو وہ بجائے سید محمد حسین کے خرچ آمد و رفت کا مزید بوجھ برداشت کرنے کے منشی ظفر علی جی سے خط و کتابت کرکے آدمی منگوا سکتی تھی۔

یہ منشی جی اور سید جی کا سفید جھوٹ ہے کہ ہم مخالفین سلسلہ اور غیر از جماعت لوگوں کو اپنی جماعت کا ممبر بیان کرتے ہیں، آخر ممبر نئی حضرات کا ذریعہ اطلاع ہمارے اردو و انگریزی اخبارات: لٹریچر ہی ہے۔ کیا اس میں ہم نے کبھی کسی ایسے شخص کو اپنا ممبر بیان کیا ہے۔ جو فی الحقیقت ہماری جماعت میں شامل نہ ہو۔ جب یہ نہیں تو منشی جی اور سید جی کی جھوٹی کہانی کہاں تک قابل اعتماد ہو سکتی ہے۔ سید جی کو آج کسی نواب سے چند ہزار روپے دلوا دو۔ تو وہ اپنے انبالوی، ندوی، دہلوی، اور لاہوری حامیوں سے ملاقات کئے بغیر ٹرینیڈاڈ کو فی الفور رو ہو جائیں گے، اقتصادی مشکلات سب جگہ زیادہ ہیں، خصوصاً چھوٹے چھوٹے ممالک اور جزیروں میں۔ اور اسی کے حل کے لئے سید جی ہندوستان کو سونے کی چڑیا سمجھ کر تشریف لائے ہیں اور احمدیت کی مخالفت کے نام پر منشی جی طرح کاسہ گدائی پھیلا رہے ہیں ✦

راولپنڈی میں وہابیوں سے کامیاب مناظرہ

بعض غیر از جماعت احباب کے ایما سے لال کرتی راولپنڈی میں ۱۳ر جنوری ۱۹۳۵ء کو۔۔۔ وہابی حضرات سے ایک مناظرہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر قرار پایا ہم سید اختر حسین شاہ صاحب مولوی فاضل کے ساتھ ساڑھے دس بجے دن جائے مناظرہ پر پہنچ گئے۔ راجہ ریاست خان صاحب کے مکان میں زیر صدارت حکیم صاحب بغدادی مناظرہ شروع ہوا۔ وہابیوں کی طرف سے مولوی عبدالحمید صاحب مناظر تھے۔ سید اختر حسین صاحب نے بحیثیت مدعی تقریر شروع کی اور قرآن مجید سے معیار صادقین قائم کرکے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی صداقت کو ثابت کیا۔ مد مقابل نے سید صاحب کی تقریر پر چند اعتراضات کئے جن کا سید صاحب نے مدلل و مسکت جواب دیکر اپنے مطالبات کو دہرایا۔

مگر مولوی عبدالحمید صاحب بالکل ہی رہ گئے چنانچہ مناظرہ کے ارباب حل و عقد نے اس اپنی شکست کو محسوس کرتے ہوئے فوراً صدر بازار سے جو قریباً ایک میل کے فاصلہ پر تھا، حکیم مولوی عبدالرحمن صاحب کو بلایا۔ اور کہا کہ اب ہم مولوی عبدالحمید صاحب کی بجائے مولوی حکیم عبدالرحمن صاحب کو مناظرہ کے لئے پیش کرتے ہیں۔ گو اسی سے ان کی شکست عیاں تھی مگر ہم نے ان کی اس درخواست کو بھی قبول کر لیا اور مولوی حکیم عبدالرحمن صاحب کے ساتھ مناظرہ شروع ہو گیا۔ سید صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر آیۃ فقد لبثت منکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون کو پیش کیا مگر بجائے اس کا جواب دینے کے مولوی حکیم عبدالرحمن صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ کو پڑھ کر سنایا اور کہا کہ اس کے مطابق حضرت مرزا صاحب (نعوذ باللہ) کاذب ثابت ہوتے ہیں۔ سید اختر حسین صاحب نے بتایا کہ یہ تحریر دعا مباہلہ ہے چونکہ مولوی ثناء اللہ نے اس کے مقابل اسی طرح دعا شائع نہ کی اس لئے صرف حضرت مسیح موعودؑ کی دعا سے کچھ نتیجہ مترتب نہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ مباہلہ میں طرفین کی دعا ضروری ہے نیز سید صاحب نے اس امر کو زور سے پیش کیا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی طرف سے اس کے جواب میں یہ شائع کیا گیا۔ کہ یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اسے منظور کر سکتا ہے (اہلحدیث ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء)

اور یہ کہ اہلحدیث کے نائب ایڈیٹر نے اسی پرچہ میں لکھا کہ خدا تعالے جھوٹے دغا باز مفسد نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تو خدا تعالے نے خوب فیصلہ کیا کہ اگر مباہلہ پر نہیں آئے ہو۔ تو تمہیں لمبی عمر دے کر انہی الفاظ کا مصداق ثابت کرتے ہیں سید اختر حسین صاحب نے کہا کہ مولوی ثناء اللہ جب تک زندہ رہینگے لتکون لمن خلفک آیۃ کی طرح حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر ایک زندہ شہادت ہونگے دنیا جان لیگی کہ یہ وہ شخص ہے جس نے ایک مامور من اللہ کے مقابل کہا تھا کہ لمبی عمر تو بدکار اور جھوٹے کو ملا کرتی ہے خدا نے اسے لمبی عمر دیکر اس کے مسلمات کے مطابق سچے اور جھوٹے میں امتیاز کر دیا ہم تو مولوی ثناء اللہ صاحب کیلئے دعا کرتے ہیں کہ

تم جیتے رہو ہزار برس ✦ ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

تاکہ دنیا آپ کے وجود سے عبرت پکڑے

اس کے بعد مولوی حکیم عبدالرحمن صاحب ذاتی حملوں پر (جیسا کہ ان کی دیرینہ عادت ہے) اتر آئے اور کہنے لگے کہ مرزا صاحب نے اپنے اشعار میں کہا ہے کہ اے خدا میں جاہل ہوں۔ امی ہوں۔ اور قرآن کہتا ہے۔ اعرض عن الجاھلین۔ یعنی جاہلوں سے اعراض کرو۔ اس لئے ہم مرزا صاحب سے اعراض کرتے ہیں۔

سید صاحب نے جواب میں کہا حضرت یونسؑ نے کہا تھا کہ انی کنت من الظالمین۔ اے خدا میں ظالموں میں سے ہوں اور اگر مولوی عبدالرحمن صاحب اس وقت ہوتے تو ضرور کہہ دیتے کہ لعنۃ اللہ علی الظالمین کے مطابق (نعوذ باللہ) حضرت یونس علیہ السلام لعنت کا محل بن گئے حالانکہ یہ خدا تعالی کے سامنے اپنے عجز کا اظہار ہے اپنی تمام نیکیوں کے باوجود اعمال کو بالکل کالعدم سمجھا گیا حضرت مرزا صاحب بھی خدا تعالی کے سامنے اپنے علم کو پیش نہیں کرتے فرماتے ہیں کہ میں کچھ نہیں جانتا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا "

یہ تو ان کی صداقت کی دلیل ہے غرضیکہ مخالف کے تمام اعتراضات کا شافی جواب دیکر سید صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کو احسن طریق پر ثابت کر دکھایا اور سامعین پر بہت عمدہ اثر ہوا حتی کہ مولوی عبدالاحسان صاحب نے ایک تقریر میں یہ بھی کہا کہ میں دیکھتا ہوں حاضرین پر احمدی مناظر کا اثر ہوا ہے خدا کے فضل سے وہابیوں کے دونوں مناظرین کو شکست ہوئی جیسے عبد... نہیں کہ وہ عمر بھر نہ بھولیں گی غیر از جماعت اعتراضات مولوی عبدالرحمن نے کئے مگر سید صاحب نے ہر ایک کا جواب نہایت متانت اور معقولیت سے دیتے رہے بالآخر ہم منتظمین مناظرہ کے تہ دل سے مشکور ہیں جنہوں نے تحقیق حق کے لئے اس مناظرہ کا انتظام اپنے مکان پر کیا (خاکسار غلام ربانی از راولپنڈی)

۱۳ ۳۵

بھوپال میں زمین مفت لو

ریاست بھوپال میں عمدہ اور زرخیز زمینیں تقسیم ہو رہی ہیں آباد کاران کو زمین مفت دی جاتی ہے۔ صوبہ سرحد اور پنجاب کے زمینداروں کی ہمدردی اور سہولیت کے لئے ریاست سے یہ کام ہم نے اپنے ذمہ لیا ہے اور ہم محض للہ آنریری طور پر یہ کام کر رہے ہیں ہماری زیر نگرانی دفتر کالونائیزیشن ایجنسی یہاں لاہور میں ریاست کی طرف سے کھولا گیا ہے۔ جہاں اس زمین کے متعلق کل حالات بذریعہ ملاقات یا خط و کتابت دریافت کئے جا سکتے ہیں۔

زمین بہت اعلیٰ ہے اور آب و ہوا نہایت خوشگوار ہے۔ خواہشمند احباب کو اس نادر موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیئے مفصل قواعد و شرائط بپتہ ذیل سے منگوائیں

خانصاحب ڈاکٹر سید محمد حسین پنشنر سول سرجن
دفتر کالونائیزیشن ایجنسی لاہور احمدیہ بلڈنگس

تجار اصحاب کے قابل توجہ

(۱) ابرق شفاف جس کو انگریزی میں مائیکہ (Mica) کہتے ہیں۔

(۲) سنگ جراحت سفید نہایت اعلیٰ جس کو انگریزی میں (Gypsum) کہتے ہیں اور جس کا تیار کیا ہوا پلاسٹر آف پیرس نہایت اچھا ثابت ہوا ہے بڑی مقدار میں ہماری دکان پر تیار موجود ہے (Yellow clay)

(۳) زرد رنگ کی مٹی (Light gray clay)

(۴) نیم سبز رنگ کی مٹی

(۵) شوخ سیاہ رنگ کی مٹی (Dark black clay)

ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔

مستری جلال الدین محلہ مست گڑھ، جموں

حوالہ پولیس کرو

ایک غلط فہمی کا ازالہ

اخبار زمیندار اور احسان میں ایک شخص مسمی محمد اشرف قریشی سکنہ فاروق گنج لاہور نے لکھا ہے کہ کوئی شخص شاہدرہ میں مسجد کے نام پر جماعت احمدیہ کیلئے چندہ جمع کرتا رہتا ہے اور اسکے پاس ہمارا لٹریچر دیکھا گیا چونکہ ہماری طرف سے لاہور میں چندہ جمع کرنے پر صرف میاں عبدالشکور رہیں جو چندہ دہندگان کو باقاعدہ رسید دیا کرتے ہیں وہ مسند رفیع ہے کہ بازار میں کبھی مانگنے نہیں گئے اس لئے اگر کوئی شخص ایسا کرتا ہوا پایا جائے تو اسے حوالہ پولیس کر دیا جائے ایسا شخص یقیناً ہماری جماعت کا ممبر نہیں ہو سکتا بلکہ احسان، زمیندار اور میاں محمد اشرف صاحب کے ہم خیالوں سے ہی کوئی احراری مسلمان ہوگا جو مذہب کے نام پر مسلمانوں کو ٹھگنا چاہتا ہے اور ایسے شخص کی سزا یہی ہے کہ اسے حوالہ پولیس کر دیا جائے۔

محمد منظور الٰہی

آنریری جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

خبریں

ہندوستان

—— دہلی میں اسمبلی کا اجلاس شروع ہے ۲۲ جنوری کو مسٹر ستیہ مورتی کانگریسی ممبر نے اس بات پر تحریک التوا پیش کی کہ حکومت نے اسمبلی کے ایک منتخب رکن مسٹر سرت چندر بوس کو اجلاس میں شامل نہیں ہونے دیا گیا۔ لہذا یہ بات اس ایوان کی توہین ہے۔ مختلف ارکان نے تقریریں کیں آراء شماری ہوئی تو ۴ ۵ کے مقابلہ میں حکومت کو ۵۸ آراء سے شکست ہوئی۔ مسٹر جناح کی پارٹی آراء شماری کے وقت غیر جانبدار رہی۔ یہ اسمبلی میں حکومت کی پہلی شکست ہے

—— اسمبلی کی صدارت کے متعلق سخت جد و جہد ہو رہی ہے کانگریس پارٹی نے مسٹر شیروانی کی طرف سے کاغذات نامزدگی داخل کئے ہیں۔ سرکاری ارکان نے سر عبدالرحیم کی حمایت کا فیصلہ کیا ہے (بعد کی خبر سر عبدالرحیم اسمبلی کے صدر منتخب ہو گئے)

—— ہندوستان کے مختلف علاقوں میں ابھی تک شدید سردی پڑ رہی ہے۔ متعدد صوبوں میں غلہ، پودوں، آم اور مختلف سبزیوں اور پھلوں کی فصلوں کو شدید نقصان پہنچا ہے۔

—— نئی دہلی ۲۴ جنوری۔ پرسوں اور کل ایوان والیان ریاست کا سالانہ اجلاس وائسرائے کی صدارت میں منعقد ہوا۔ وائسرائے نے اپنی تقریر میں بعض اہم امور کا ذکر کیا۔ جائنٹ کمیٹی کی رپورٹ اور بعض دوسرے معاملات کے متعلق متعدد قرار دادیں منظور ہوئیں

—— دہلی میں حکومت کی طرف سے ایک زبردست براڈ کاسٹنگ سٹیشن قائم کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے جو کلکتہ کے اسٹیشن سے تین گنا زیادہ طاقتور ہوگا۔ کوشش کی جا رہی ہے کہ یہ اسٹیشن اکتوبر ۱۹۳۵ء میں مکمل ہو جائے اس کے قیام کا سب سے بڑا مقصد اشتراکی اور انقلابی پروپیگنڈے کا ازالہ ہے۔

—— کپورتھلہ کے زمیندار ابھی تک بدستور غیر مطمئن ہیں

—— حکومت ہند نے سبھاش چندر بوس کی تازہ تصنیف "ہندوستانی جدوجہد ۱۹۲۰–۳۴ء" کا داخلہ ہندوستان میں ممنوع قرار دیا ہے۔

—— ضلع پٹنہ کے مقامی حکام نے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر کے جلسوں اور جلوسوں کی ممانعت کر دی ہے۔

—— نئی دہلی ۲۳ جنوری۔ آج ایوان والیان ریاست کے عہدہ داروں کا انتخاب ہوا۔ مہاراجہ پٹیالہ چانسلر اور مہاراجہ دھولپور پرو چانسلر مقرر ہوئے ہیں۔ سٹینڈنگ کمیٹی میں مندرجہ ذیل ممبر منتخب ہوئے۔ بیکانیر، پٹنہ، سانگلی، بہاولپور، دیواس جونیر، ڈونگا پور، جھالاواڑہ، دینکر، منڈی،

—— طبیہ کالج دہلی میں، ۲۰ جنوری حکیم اجمل خانصاحب مرحوم کی برسی منائی جائے گی۔

—— مشہور نو مسلم انگریز مسٹر محمد مارما ڈیوک پکتھال اس ہفتہ ہندوستان سے اسپین کو روانہ ہو گئے۔ وہاں آپ غالباً مستقل سکونت اختیار کریں گے۔ رخصت سے قبل آپ حکومت حیدر آباد کے ملازم تھے، حکومت مذکور نے آپ کو مبلغ پانچ صد روپیہ ماہوار کا مستقل وظیفہ عطا فرمایا ہے اس کے علاوہ اعلیٰحضرت حضور نظام نے از راہ شفقت و قدر دانی ہیروں کا ایک ہار اور ایک جیتی قیمت گھڑی عنایت فرمائی

—— نئی دہلی ۲۴ جنوری۔ مسٹر ستیہ مورتی نے ایک اور تحریک التوا کا نوٹس دیا ہے جس [illegible] گورنر جنرل بلا [illegible] کونسل کی روشنی [illegible] بحث کی جائیگی۔

ممالک خارجہ

—— لندن ۲۳ جنوری۔ ابی سینا کے تنازعہ کے متعلق اطالیہ و ابی سینا مساویانہ مفاہمت پر متفق ہو گئے ہیں۔ امید مفاہمت کی بنا پر مجلس اقوام کی کونسل نے اس مسئلہ کو آئندہ اجلاس تک ملتوی کر دیا ہے۔

—— روس کی تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۳۱ء سے اب تک ماسکو کی آبادی میں دس لاکھ کا اضافہ ہو گیا ہے گذشتہ دو سال کے اندر لینن گراڈ کی آبادی تعداد میں لاکھ کے بڑھ گئی ہے ماسکو کی اضافہ شدہ آبادی ۳۶ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔

—— لنڈن ۲۴ جنوری، گذشتہ سال برطانیہ سے تقریباً ساٹھ لاکھ خطوط ہوائی ڈاک کے ذریعہ بھیجے گئے۔

—— پیرس ۲۴ جنوری۔ استصواب عام کے بعد سے اب تک سار کے ڈھائی ہزار پناہ گزین فرانس میں داخل ہو چکے ہیں ان میں سے زیادہ تر جنوبی فرانس کو بھیجے گئے ہیں۔

—— جنیوا ۲۳ جنوری۔ مجلس اقوام کی کونسل کا اجلاس پرسوں ختم ہو گیا۔ عراق و ایران کے تنازعہ پر بحث و تمحیص آئندہ اجلاس تک ملتوی کر دی گئی۔

—— لندن ۲۳ جنوری۔ انڈیا بل یا مجوزہ اصلاحات جو جائنٹ کمیٹی کی سفارشات کا نتیجہ ہے۔ جمعرات کے روز پارلیمنٹ کے سامنے پیش ہوگا۔ اس مسودہ قانون ۴۰۰ دفعات ہیں یہ مسودہ قانون ان تمام مسودات سے زیادہ ضخیم ہے جو آج تک پارلیمنٹ میں پیش ہوئے ہیں۔ کیونکہ پارلیمنٹ میں جو مسودات آج تک پیش ہوئے ہیں ان کی زیادہ سے زیادہ دفعات ۲۰۰ تھیں۔ فروری کے وسط میں اس مسودہ کی دوسری قرأت کیلئے تین دن دیئے جائینگے

—— سیلون میں آج کل دبائے ملیریا کا شدید زور ہے اور اندیشہ ہے کہ اگر شدید بارش نہ ہوئی۔ جس کی سہولت موجودہ کوئی توقع نہیں تو آئندہ دو ماہ میں اس سے بھی زیادہ ہولناک صورت میں ملیریا زور پکڑ جائے گا۔ مسلسل خشک سالی کی وجہ سے تالابوں وغیرہ میں پانی کی کمی ہے اس لئے وہ مچھروں کے مسکن بنے ہوئے ہیں حکومت انسدادی تدابیر میں مصروف ہے۔

—— حکومت جرمنی اور باشندگان جرمنی اہل سار کی تالیف قلوب میں مصروف ہیں طرح طرح کے تحائف انہیں دیئے جا رہے ہیں سارے ملک کے نمائندوں کو حکومت جرمنی کے مصارف پر برلن آنے کی دعوت دی گئی ہے۔

—— آسٹریا کی وزارت نے اپنے ایک ہنگامہ خیز اجلاس میں فیصلہ کیا ہے کہ شہزادہ آرک ڈیوک کو جمہوریہ آسٹریا کا صدر مقرر کیا جائے

—— وزیر خارجہ جاپان نے اپنی ایک تقریر میں کہا کہ جاپان و امریکہ کے درمیان کسی جنگ کے آغاز کا اندیشہ نہیں۔

—— پشاور۔ کابل کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت ریاستہائے متحدہ نے حکومت افغانستان کو سرکاری طور پر تسلیم کرتے ہوئے اپنے سفیر متعینہ طہران کو کابل میں وزیر مختار مقرر کر دیا ہے ان کی آمد سے قبل دونوں حکومتوں کے درمیان [illegible] سے پر دستخط بھی ہو جائینگے

—— وزیر مالیہ ایران [illegible] ایران کی صنعت قالین بافی کے تحفظ کے لئے منظور کر دیا ہے [illegible] غیر ملکی قالینوں کی درآمد پر خاص پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں۔

ہماری جماعت پر اللہ تعالیٰ کے افضال و اکرام

جلسہ سالانہ پر احباب کی قابل تعریف قربانیاں

"جو لوگ جلسہ میں شرکت نہیں کرتے وہ ایک بہت بڑی نعمت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ انہیں صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر کس قدر فضل و احسان ہے ہماری قوم بہت چھوٹی سی ہے اس پر ماہوار چندوں کا بھی بوجھ ہے...... اس کے علاوہ وقتی تحریکیں بھی ہوتی رہتی ہیں.... مثلاً فلاں کتاب شائع کرنی ہے فلاں نمبر نکلتا ہے۔ ہر موقع پر احباب امداد کرتے ہیں مگر ان سارے بوجھوں کے باوجود جس شرح صدر سے ہمارے دوست سالانہ جلسہ کی تحریکات پر لبیک کہتے ہیں وہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے جرمن مشن کا بوجھ ہمارے سر پر تھا اس کے بڑھے ہوئے اخراجات کی وجہ سے دیگر کام رک جاتے تھے جلسہ سالانہ پر اس کے لئے میں نے پندرہ ہزار روپے کی اپیل کی۔ اس مختصر سی قوم نے جو سارا سال قربانیاں کرتی رہتی ہے اس اپیل پر لبیک کہا..... اس طرح جرمن مشن کا بوجھ میرے دل سے ہلکا ہو گیا ہے۔" (ماخوذ از خطبہ جمعہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

اب میں ان تمام احباب کی فہرست قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جو جرمن مشن میں مالی قربانی کر رہے ہیں امید ہے کہ جن صاحبان کو اس مد میں اب تک حصہ لینے کا موقع نہیں ملا وہ علاوہ اپنے چندہ ماہوار کے جرمن مشن کی حسب توفیق امداد فرما دیں اور ثواب دارین حاصل کریں۔

(غلام محمد انچارج دفتر تحصیل)

نمبر شمار	اسماء	وعدہ مستقل سالانہ	نمبر شمار	اسماء	وعدہ مستقل سالانہ	نمبر شمار	اسماء	وعدہ مستقل سالانہ
۱	حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ	۶۰ سالانہ	۳۶	چوہدری عبد الکریم صاحب بھکر	۶۰ سالانہ	۷۱	چوہدری عبد الرحمٰن صاحب جموں	۲۰ سالانہ
۲	مولوی عزیز بخش صاحب لاہور	۱۲ "	۳۷	ایم عبد اللہ شاہ صاحب ہیڈ کلرک میراں شاہ	۶۰ "	۷۲	سید عنایت حسین شاہ صاحب لاہور	۱۰ "
۳	ڈاکٹر بشارت احمد صاحب لاہور	۱۲ "	۳۸	ڈاکٹر وزیر احمد صاحب راج سندگاؤں	۶۰ "	۷۳	مستری فضل دین صاحب سیالکوٹ	۱۲ "
۴	ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب سب اسسٹنٹ سرجن ایبٹ آباد	۲۰۰ "	۳۹	میاں خان محمد صاحب مرر دنڈا	۶۰ "	۷۴	چوہدری احمد خان صاحب چک جنوبی	۵ "
۵	غلام حسین صاحب ای۔ اے۔ سی بنوں	۲۴ "	۴۰	ڈاکٹر مہدی حسین صاحب	۲۴ "	۷۵	سلطان محمود و محمد بخش صاحبان جھنگ	۵ "
۶	ماسٹر عطاء اللہ صاحب جہلم	۶ "	۴۱	چوہدری محمد سعید صاحب اوورسیر	۲۴ "	۷۶	مولوی محمد یحییٰ صاحب دیگراں	۵۰ "
۷	ماسٹر صادق علی صاحب بٹالہ	۲۵ "	۴۲	شیخ عبد الحق صاحب دہلی	۱۲ "	۷۷	ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب راولپنڈی	۱۰ "
۸	چوہدری شیخ احمد صاحب چک [illegible]	۱۰ "	۴۳	چوہدری فضل داد صاحب کیمپ کلرک [illegible]	۴—۶ آنے "	۷۸	شیخ عالم دین صاحب وکیل شیخوپورہ	۵۰ "
۹	ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب پنڈی گھیب	۶۰ "	۴۴	ملک غلام سرور صاحب ایس۔ ڈی۔ او سیالکوٹ	۳۰ "	۷۹	ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب لاہور	۵۰ "
۱۰	شیخ محمد حیات صاحب شیخوپورہ	۵۰ "	۴۵	مولانا مولوی عبد الہادی صاحب عظیم کلہ	۱۰۰ "	۸۰	مخدوم محمد اشرف صاحب شملوی	۶۰ "
۱۱	چوہدری خدا بخش صاحب کرسی [illegible]	۶ "	۴۶	چوہدری محمد حسن صاحب گجرات	۱۰۰ "	۸۱	شیخ عبد العزیز صاحب شملوی	۳۶ "
۱۲	عبد العزیز صاحب سینیر کلرک زراعتی فارم سرگودھا	۱۲ "	۴۷	ڈاکٹر نظام الدین صاحب پشاور	۱۰۰ "	۸۲	شیخ محمد حسنین صاحب فیروز پور	۵۰ "
۱۳	ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب لاہور	۲۴ "	۴۸	شیخ نظام الدین صاحب چک سیتھاں	۱۰۰ "	۸۳	بابو اللہ بخش صاحب عرائض نویس لائلپور	۱۰ "
۱۴	اللہ جوایا صاحب بغداد	۱۶ آنے "	۴۹	شیخ عبد الواحد صاحب انسپکٹر پولیس موگا	۱۰۰ "	۸۴	مستری شہاب الدین صاحب جموں	۸—۷ آنے "
۱۵	داؤد احمد صاحب الانصاری بغداد	۳ "	۵۰	ڈاکٹر حسن علی صاحب امرتسر	۵۰ "	۸۵	شیخ شبیر احمد صاحب پنشنر چیف کلرک پشاور	۱۰ "
۱۶	میاں محمد یعقوب صاحب بغداد	۲۴ "	۵۱	ماسٹر محمد اسحاق صاحب	۶ "	۸۶	سیٹھ احمد الدین صاحب عبد المالک صاحب جہلم	۱۰ "
۱۷	خواجہ محمد عمر صاحب بغداد	۸ "	۵۲	پروفیسر شاہت علی صاحب (علیگڈھ)	۲۵ "	۸۷	شیخ قمر الدین صاحب جہلم	۵ "
۱۸	اسمٰعیل محمود صاحب بغداد	۱۵ "	۵۳	شیخ ریاض احمد صاحب میانوالی	۲۰۰ "	۸۸	ملک کرم الٰہی صاحب لاہور	۱۲ "
۱۹	محمد عظیم صاحب بغداد	۱۴—۴ "	۵۴	چوہدری یوسف علی صاحب ہیڈ ماسٹر سجارہ	۲۵ "	۸۹	بابو عبد المنان صاحب جہلم	۱۲ "
۲۰	موسےٰ یوسف صاحب بغداد	۲۰ "	۵۵	قاضی ثناء اللہ صاحب لاہور چھاؤنی	۱۰۰ "	۹۰	بابو فضل کریم صاحب جہلم	۵ "
۲۱	عطا محمد صاحب بغداد	۱۲ "	۵۶	حمید آزاد خان صاحب نائب تحصیلدار	۶۰ "	۹۱	حفیظ اللہ صاحب وزیر آباد	۵ "
۲۲	فیض محمد صاحب بغداد	۸ "	۵۷	غلام ربانی صاحب مانسہرہ	۳ "	۹۲	سید خیر علی شاہ صاحب لائلپور	۵ "
۲۳	ملا داؤد صاحب بغداد	۳ "	۵۸	بابو عبد الرحمٰن صاحب جہلم	۱۰ "	۹۳	میاں غلام محمد صاحب دفتری	۱۲ "
۲۴	عبد المجید صاحب راسنر بغداد	۳ "	۵۹	راجہ حسن اختر صاحب کمشنر لاہور	۵۰ "	۹۴	ملک فضل کریم صاحب راولپنڈی	۱۲ "
۲۵	شیخ عباس صاحب بغداد	۱۶ "	۶۰	میاں غلام عباس صاحب دہلی	۱۰۰ "	۹۵	شیخ فضل الرحمٰن صاحب گورداسپور	۱۲ "
۲۶	شیخ خدا بخش صاحب ای۔ اے۔ سی پنشنر پشاور	۶۰ "	۶۱	چوہدری عشرت علی صاحب	۵ "	۹۶	بابو احمد دین صاحب جانگی	۱۲ "
۲۷	ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب لاہور	۲۰۰ "	۶۲	شیخ عبید اللہ صاحب وزیر آباد	۵ "	۹۷	ڈاکٹر فضل الرحمان صاحب ڈیرہ اسمٰعیل خاں	۶ "
۲۸	ممتاز احمد صاحب فاروقی	۱۲۰ "	۶۳	شیخ محمد عبد اللہ صاحب وزیر آباد	۵ "	۹۸	سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر لاہور	۲۵ "
۲۹	نصیر احمد صاحب فاروقی	۱۲۰ "	۶۴	میاں غلام شبیر صاحب مظفر گڑھ	۲۵ "	۹۹	بابو لال دین صاحب لاہور چھاؤنی	۵ "
۳۰	شیخ عبد الرحمٰن صاحب سب جج دہلی	۱۴۰ "	۶۵	میاں غلام حیدر صاحب لدھیانہ	۲۵ "	۱۰۰	مستری عبد العزیز صاحب باغبانپورہ	۵ "
۳۱	رحیم بخش صاحب نادر	۱۲۰ "	۶۶	شیخ الٰہی بخش صاحب وکیل پشاور	۱۰۰ "	۱۰۱	سید محمد علی صاحب جڑانوالہ	۵ "
۳۲	ڈاکٹر سعید احمد صاحب مانسہرہ	۶۰ "	۶۷	بابو محمد رمضان صاحب پشاور	۱۰ "	۱۰۲	سید امجد علی شاہ صاحب	۲۰ "
۳۳	ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور	۱۲۰ "	۶۸	چوہدری شاہ محمد صاحب گجرات	۶۰ "	۱۰۳	میاں عبد الغنی صاحب بٹ لاہور	۱ "
۳۴	ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی جموں	۶۰ "	۶۹	مسٹر ریاض قریشی صاحب بٹالہ	۴۰	۱۰۴	شیخ حفیظ اللہ صاحب جموں	۵ "
۳۵	خان عبد الاکبر خان صاحب باندہ ضلع کوہاٹ	۱۲۰ "	۷۰	مطیع اللہ خاں صاحب بانس[illegible]	[illegible]			

(باقی آئندہ)

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جلد ۲۳ | لاہور۔ یوم یکشنبہ مطبوعہ ۲۸ شوال ۱۳۵۳ھ مطابق ۳ فروری ۱۹۳۵ء | نمبر ۸

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

عقائد جماعت احمدیہ کی تعلیم

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ...
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں ...
(۴) اصحاب و آئمہ اہل البیت ...
مسیح موعود کی جماعت ...
(۵) اسلام تمام ...

ایک ضروری اطلاع

پیغامِ صلح کے چندوں کا جدید انتظام

برادرانِ مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

اب تک اخبار پیغام صلح کا چندہ بالعموم وی۔پی یا منی آرڈر کے ذریعے انفرادی طور پر وصول کیا جاتا تھا۔ لیکن احباب کی سہولت اور انجمن کے فائدہ کی خاطر آئندہ کے لئے اس طریق میں تبدیلی کر دی گئی ہے۔ جن مقامات پر باقاعدہ جماعتیں قائم ہیں وہاں خریداران پیغام صلح کو انفرادی طور پر یاد دہانی کرانے یا اُن کی خدمت میں وی۔پی بھیجنے کی بجائے صرف سیکرٹری جماعت کو اطلاع دی جایا کرے گی۔ مبلغین و محصلین انجمن کو بھی ہدایت دی گئی ہے کہ احباب اخبار کے متعلق تمام اقوام دفتر کو براہِ راست بھیجنے کی بجائے سیکرٹریان جماعت یا مبلغین و محصلین کو ادا فرما دیا کریں۔ اسی طرح وی۔پی یا منی آرڈر کے خرچ کی بچت ہو جایا کرے گی اور انجمن پر بھی بار بار کی یاد دہانیوں کے اخراجات کا بار نہیں پڑے گا۔ میں تمام خریداران پیغام صلح سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس جدید طریق کو جو اُن کے اور انجمن کے لئے یکساں فائدہ رساں ہے کامیاب بنانے میں میری امداد فرمائیں گے۔ جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان اور مبلغین و محصلین سے بھی درخواست ہے کہ وہ چندہ اخبار کی وصولی کو اپنے فرائض میں شامل سمجھیں اور پوری توجہ سے انجام دیں۔ جن مقامات پر باقاعدہ جماعتیں قائم نہیں وہاں کے احباب سے پہلے دستور کے مطابق ہی چندہ اخبار وصول ہوا کرے گا۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے جلسہ سالانہ پر اخبارات کا سلسلہ بالخصوص پیغام صلح کی توسیع اشاعت کی پرزور الفاظ میں تاکید فرمائی تھی اس وقت اس کی یاد دہانی بھی کرانا چاہتا ہوں۔ اس اخبار میں سلسلہ کے حالات اور اس کے متعلق تحریکات ہوتی ہیں۔ اگر ہر ایک دوست اس کے مطالعہ کو اپنا قومی شعار بنا لے تو قوم کے اندر ایک نئی روح پیدا ہو سکتی ہے۔ ہر ایک تحریک پر دفتر کو جو چٹھیاں لکھنی پڑتی ہیں اُن کی بھی ضرورت پیش نہ آئے۔ سیکرٹریان جماعت اور مبلغین و محصلین کی خدمت میں بھی درخواست ہے کہ اخبار کے خریدار بنانے کی پوری کوشش کریں۔

فراہمی اشتہارات

توسیع اشاعت کے بعد اخبار کیلئے جو چیز سب سے زیادہ مفید ہو سکتی ہے وہ اشتہارات ہیں اگر معقول تعداد میں پیغام صلح کو اشتہارات مل جائیں تو اس کی مالی حالت اچھی ہو جا سکتی ہے۔ جماعت کے تجارت پیشہ احباب سے درخواست ہے کہ وہ اپنے کاروبار کا اشتہار اپنے قومی اخبار میں دیں اس طرح انہیں بھی فائدہ ہوگا۔

خاکسار
فضل حق اسسٹنٹ سیکرٹری انجمن

سفر بمبئی کے تاثرات

شیعہ فرقہ اور قادیانی جماعت

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

عزم سورت

میرا لڑکا نصیر احمد فاروقی سورت میں تھا کئی دفعہ بلا بھیجا۔ آخر وقت آیا جو مجھے سورت جانیکا موقع ملا۔ دہلی ٹھیرتا ہوا فرنٹیر میل سے عازم سورت ہوا فاصلہ طے کرنیکے لئے فرنٹیر میل بجائے خود ایک نعمت الٰہی نظر آئی ہندوستان میں اس سے بڑھ کر تیز رفتار اور کوئی ٹرین نہیں لیکن اس کی تیز رفتاری کا اندازہ کرنا ہوا اور اس سے لطف اٹھانا ہو تو متھرا سے آگے بمبئی تک اس پر سفر کرو جبکہ بی بی سی آئی آر کا ڈریڈ ناٹ انجن گاڑی کو ہوا کی طرح لے کر اڑتا ہے سڑک کے دونوں طرف کے درخت اس سرعت سے گذرتے چلے جاتے ہیں کہ دونوں طرف وقت بجائے علیحدہ علیحدہ نظر آنے کے ایک سلسل موج کیطرح لہریں مارتے نظر آتے ہیں

غازیان اسلام کی جانبازیاں اور فیاضیاں

راجپوتانہ کا میدان اور پہاڑ یکے بعد دیگرے نظر سے گذر رہے تھے کہیں کہیں پہاڑیوں پر پرانے قلعے نظر آتے تھے مجھے خیال آیا کہ یہی وہ سرزمین ہے جسے مسلمانوں نے بڑی بڑی جانبازیوں کے بعد سر کیا اور ذرا سے اقرار اطاعت پر پھر اپنی ہندو راجاؤں کو بخش دیا۔ یہی وہ قلعے ہیں جن کو فتح کرنے میں مسلمانوں نے وہ وہ جانبازیاں دکھائی ہیں کہ شجاعت کی تاریخ میں سنہرے حرفوں سے لکھی ہوئی نظر آتی ہیں آج مسلمانوں کے اس عروج اور جذبہ اور طاقت کے مظاہرہ کی یاد دل میں ایک کسک پیدا کرکے رہ جاتی ہے۔ غرضکہ گاڑی ناقابل بیان سرعت کے ساتھ بجلی کی طرح سنسناتی چلی جارہی تھی اور میں اپنی خیالات میں غرق تھا یہاں تک کہ رات پڑ گئی۔ دیوالی کی تاریک رات تھی اور اس اندھیری رات میں ریل گاڑی ایک مہیب اور خونی دیو کی طرح چیختی چنگھاڑتی بل کھاتی اور سنسان جنگلوں اور ہیبت ناک پہاڑوں میں گونجتی دندناتی چلی جارہی تھی جا بجا جب کوئی آبادی نظر آتی تو دیوالی کی وجہ سے چراغاں نظر آتا۔

شاہان اسلام کی رواداری اور ہندو قوم کی ناشکری

اس وقت مجھے خیال آیا کہ اللہ اللہ صدہا سال اس ملک پر مسلمانوں نے حکومت کی اور اس مذہبی آزادی کو دیکھو کہ ان شہروں میں ہندو ہی ہندو آباد ہیں جنہوں نے رات کو آج دیوالی کے چراغاں سے دن بنا رکھا ہے جو تاریک جنگلوں اور بیابانوں کے بعد اچانک پیش نظر ہو کر نگاہوں کو خیرہ کر دیتے ہیں لیکن ہندو قوم کی ناشکری کو دیکھو کہ مسلمانوں کے مفروضہ مظالم کی داستانوں کو دہراتے دہراتے تھکتے نہیں۔ اگر مسلمان ایسے ہوتے جیسے یہ قوم بیان کرتی ہے تو یہاں کوئی ہندو دولے کے لئے بھی نہ ملتا۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ مسلمانوں نے وہ رواداری اور مذہبی آزادی کا منظر دنیا کے سامنے پیش کیا ہے کہ اس کی مثال تاریخ عالم پیش نہیں کر سکتی۔ ناشکری کا کیا علاج۔

مسلمانوں کا مستقبل

غرضکہ ایک طرف ریل کا مسلسل اور یکساں شور اور اس کی رفتار کا زناٹا۔ اور دوسری طرف میرے دماغ میں خیالات کا یہ ہجوم۔ ماضی سے خیالات نے مستقبل کیطرف پلٹا کھایا کہ آئندہ کیا ہوگا مسلمان اس ملک میں کس طرح زندہ رہیں گے مسلمانوں کی تفرقہ انگیزیوں اور خانہ جنگیوں کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا طبیعت بے چین ہوگئی اس بیکلی میں رات گذر گئی یکا یک دریائے نربدا کے وسیع اور عظیم الشان پل پر سے ریل کے گذرنے کی کھڑکھڑاہٹ نے ہوشیار کر دیا۔ کہ سورت قریب ہے۔ خیال ہوا کہ ساری رات گذر گئی اور پلک نہ جھپکی صبح کے ۴½ بجے اور گاڑی سورت کے پلیٹ فارم پر کھڑی تھی۔ نصیر احمد اللہ کے فضل سے سامنے کھڑے تھے ان سے ملکر الحمد للہ کہ دل کو سکون ہوا۔ ماشاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ۔

سورت

سورت دریائے تاپتی پر سمندر سے آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے دریائے تاپتی کا دہانہ نزدیک ہونے کی وجہ سے سمندر کا پانی دریا میں آتا رہتا ہے۔ یعنی جزر کے وقت تو دریا سمندر میں گرتا ہے اور مد کے وقت سمندر کا پانی دریا میں آتا ہے اور دریا الٹا چڑھاؤ کی طرف بہنے لگتا ہے یہاں وہ پل ہے جہاں سے زمانہ قدیم میں حاجی مکہ معظمہ کو جایا کرتے تھے اسی لئے وہ آج تک مکہ پل ہی کہلاتا ہے یہاں ہی وہ مکان بھی ہے جہاں پہلی مرتبہ انگریزوں نے آکر تجارت کی کوٹھی بنائی اور آخر کار ہندوستان کے بادشاہ بن گئے جب شاہجہاں نے اس کوٹھی کی اجازت دی تھی تو اسے کیا علم تھا کہ آج میں ان لوگوں کی حکومت کی داغ بیل ڈال رہا ہوں۔

رندھیر

دریا پار رندھیر مسلمان تاجروں میمنوں کی ایک بستی ہے جہاں متعدد نہایت خوبصورت اور عالیشان مساجد ہیں ایک دینیات کا مدرسہ بھی ہے ایک لائبریری بھی ہے کئی لاکھ روپے سالانہ آمدنی کے اوقاف ہیں لیکن ملانوں کے صدقہ میں قدامت پرستی کا یہ عالم ہے کہ دنیا سے الگ ایک خطہ نظر آتا ہے۔ معقولیت اور زمانہ شناسی اور علوم جدیدہ کو نزدیک نہیں پھٹکنے دیتے۔ اور مسلمانوں کے اوقاف کا روپیہ یونہی ملانوں کی شکم پری میں صرف ہو جاتا ہے دس دن کے بعد میں بمبئی گیا وہاں چند احباب سلسلہ سے ملاقات ہوئی۔

بمبئی

بمبئی کی سیر بھی کی اس شہر رات بہ نسبت دن کے زیادہ چمکدار اور شاندار ہوتی ہے راتوں کو بھی دکانیں کھلی ہوتی ہیں بالخصوص چار اور قہوہ کی دکانیں تو شب و روز یکساں کھلی رہتی ہیں۔

امارت و غربت کے نظارے

امارت اور دولت کا مظاہرہ جیسا اس شہر میں نظر آتا ہے ہندوستان کے کسی اور شہر میں بہت کم نظر آئے گا۔ لیکن دولت کی اس شان و شوکت کے ہنگامہ میں غربت و فلاکت کے نظارے بھی نہایت دلخراش ہیں ان سڑکوں پر جن کے دونوں طرف کوئی عمارت پانچ منزل سے کم نہیں۔ اور خوشنمائی میں محلات پر چشمک زنی کرتی ہیں۔ ہاں انہی سڑکوں کے دونوں طرف فرش زمین پر خدا کی مخلوق بڑی تعداد میں سوئی پڑی نظر آئی جن کا نہ گھر ہے نہ در ہے نہ پلنگ ہے نہ بستر ہے دن کو مزدوری کی رات کو سڑکوں پر پڑ رہے۔

بمبئی کے مسلمان اور ان کی حالت

مسلمانوں کی تعداد کافی نظر آئی۔ عرب اور پٹھان بھی کثرت سے ہیں مسلمانوں کی سر کی پوشش عموماً ترکی ٹوپی ہے تجارت میں مسلمانوں کا کافی حصہ ہے۔

اوقاف کی بربادی اور ملانوں کی جہالت

لیکن جس چیز کو دیکھ کر صدمہ ہوا وہ یہ تھا کہ ایک ایک مسجد کے متعلق لکھوکھا روپے سالانہ آمد کے اوقاف ہیں اور لاکھوں روپیہ بنک میں پڑا ہے۔ جن کا سود مولوی لوگ لینے نہیں دیتے۔ اور ہزاروں لاکھوں روپیہ سود کے عیسائیوں کے مشن میں چلے جاتے ہیں اور وہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور مسلمانوں کو عیسائی بنانے میں کام آتے ہیں۔

مسلمانوں کے روپیہ سے تعمیر شدہ گرجا

ایک عالیشان گرجا مجھے دکھایا گیا جو مسلمانوں کے اوقاف کے روپے کے محض سود سے تعمیر ہوا ہے اللہ اللہ کیا کوئی صاحب اثر مسلمان نہیں جو ان ناعاقبت اندیش ملانوں اور ان کے مقلد سیٹھوں کو سمجھائے کہ خدا کے لئے اس سود کے روپے کو عیسائیوں کی تحویل میں تو نہ دیں۔ حضرت مجدد وقت کے فتوے کو نہ مانیں تو اپنے جمعیت العلماء کے فتوے پر ہی عمل کریں اور سود کا روپیہ اشاعت و حفاظت اسلام کے کام میں خرچ کریں میں نے تو ایک دوست سے یہاں تک کہا کہ یہ روپیہ جب کافروں کو ہی بخشنا ہے تو ہم احمدیوں کو کافر سمجھ کر ہی دیدیں۔ کہ اس طرح اسلام کی اشاعت اور کافروں کو مسلمان بنانے میں خرچ ہوگا۔ اور مسلمانوں کو کافر بنانے میں تو استعمال نہ ہوگا۔ بڑے بڑے مولانا بمبئی میں جمع ہوتے ہیں اور ہوٹلوں میں عیش کرتے ہیں اور بڑے بڑے لیڈر بمبئی کی سیرگاہ سے لطف اٹھاتے ہیں مگر کسی کو اس طرف توجہ نہیں ہوتی پروا بھی نہیں حضرت مسیح موعود انہی لوگوں کا کیسا صحیح نقشہ کھینچتے ہیں ؎

ہیکسے شد دین احمد ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے در فکر خود با دین احمد کار نیست

بمبئی کے شیعہ

دوسرا امر جو قابل توجہ نظر آیا وہ یہ کہ بمبئی میں شیعہ مذہب بہت نمایاں نظر آیا۔ بوہرے آغا خانی وغیرہ کثرت سے ہیں اور بہت متمول ہیں ان کے بڑے بڑے مجتہد اور پیشوا لاکھوں روپے اپنے مقلدین سے وصول کرتے ہیں اور محلوں میں رہتے اور تعیش و تنعم میں خرچ کرتے اور مزے اڑاتے ہیں اور شیعہ مذہب کا یہ عروج میرے لئے تعجب خیز تھا

شیعہ عقائد حکمت و عقل پر مبنی نہیں

کیونکہ شیعہ مذہب کسی حکمت و عقل پر مبنی نہیں بلکہ محض جذبات و محبت و نفرت پر اس کی بنیاد ہے مقام غور ہے ہمارے آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزکیہم ویعلمہم الکتب والحکمۃ کی قرآنی آیت کے ماتحت اس امر کے مدعی رہے کہ میں قوم کا تزکیہ کرنے اور تعلیم کتاب و حکمت دینے آیا ہوں اور بقول شیعہ واقعہ یوں ہے کہ تمام عمر میں ایک آدمی کا بھی تزکیہ نہ کر سکے۔ اور کسی کو بھی کتاب و حکمت کی تعلیم نہ دے سکے حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تو پیدائشی ولی تھے ان کا تقویٰ طہارت کسی تزکیہ پر مبنی نہیں مانا جاتا۔ باقی رہے صحابہؓ اور ازواج وہ سب کے سب بقول اہل تشیع نعوذ باللہ منافق اور گمراہ تھے۔ تو پھر تزکیہ کس کا ہوا اور تعلیم کس کی ہوئی۔ کسی کی بھی نہیں دعوے اتنا بڑا اور ساری عمر میں ایک کو بھی درست نہ کر سکے نعوذ باللہ آنحضرت صلعم کے دعوے کی تکذیب کے لئے یہ کس قدر خطرناک حربہ ہے! پس کوئی عقلمند جو آنحضرت صلعم کی صداقت پر یقین رکھتا ہے کیا ایسے عقیدہ کو تسلیم کر سکتا ہے ہرگز نہیں

شیعہ عقائد کی بنیاد

یہ عقیدہ محض جذبہ محبت و نفرت کا مظاہرہ ہے پولیٹیکل طور پر حضرت علیؓ کی خلافت کی تائید میں کچھ لوگ اٹھے اہل بیت کی محبت اور صحابہ سے نفرت اور بیزاری کا پروپاگنڈا محض اس مقصد سے کیا گیا تاکہ اپنا جتھا مضبوط کیا جائے اور سلطنت کے حصول کی کوشش کی جائے حضرت علیؓ یا اہل بیت اس میں شامل نہ تھے مگر منصوبہ کرنیوالوں نے ان کے نام سے فائدہ اٹھا کر پروپاگنڈا کیا۔ اور ایسے ایک مذہب کی شکل دیکر دنیا میں قیامت تک کے لئے ایک فتنہ پیدا کر دیا۔ مذہب ایسے اس طرح بنایا گیا کہ عوام الناس کو فرضی روایتیں سنا سنا کر یہ ذہن نشین

کرایا گیا کہ اہل بیت کی محبت تمام گناہوں کا کفارہ ہے اہل بیت کے لئے ایک آنسو گرانا دوزخ کی آگ کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔

شیعہ مذہب کے عروج کی وجہ

لوگ جو دنیا کے کاموں میں منہمک ہوتے ہیں ایسے آسان نسخے کو فوراً قبول کر لیتے ہیں کہ ہلدی لگے نہ پھٹکڑی اور رنگ بھی چوکھا آئے نہ عبادت کی ضرورت نہ عمل کی حاجت محرم میں دس دن رو لئے تمام عمر کے گناہ بخشے گئے۔ اور قیامت میں اہل بیت کے خداموں میں جا پناہ لی۔ اور ہر ایک باز پُرس سے صاف بچ گئے۔ عمر بھر دنیا لوٹی مرنے کے بعد جنت مل گئی۔ ایسی مفت کی نجات کو کون نہ حاصل کرے۔ یس ایسا جذباتی مذہب ہر ایک اس شخص کو اپیل کرتا ہے جو دنیا میں منہمک ہو۔ اور مذہب کی طرف توجہ اور غور کرنے کی اُسے پروا یا فرصت نہ ہو جیسا کہ بالعموم اکثر بمبئی کے تاجروں کی حالت نظر آتی ہے اِلّا ماشاء اللہ مجتہد یا پیشوا کو پیسے دے لئے اور جنت کا پروانہ حاصل کر لیا۔ اہل بیت کی محبت کا اعلان بڑے زور سے کیا یعنی کوشش کر کر کے محرم میں ایک آدھ آنسو گرا دیا۔ اور آنحضرت صلعم کے بعد جو لوگ خلیفہ بنے ان کو گالیاں دیں اور ان پر لعنتیں کیں کہ اُن کے نزدیک یہی شکل اہل بیت کی محبت کے اظہار کی ہے بس کوثر و سلسبیل کے وارث بن گئے غرضکہ شیعہ مذہب کے عروج کی وجہ یہی مذہب کے اصولوں میں عدم تدبر اور عبادات اور اعمال کی طرف سے غفلت ہے۔

مذہب کے پردے میں سیاسیات کے کھیل

ورنہ مذہب کا ان امور سے کیا تعلق ہے کہ نبی کی ایک بیٹی اور ایک داماد سے محبت کرو اور اسی نبی کے دوسرے داماد اور خسر اور بیبیوں اور رشتہ داروں کو گالیاں دو۔ حضرت عثمانؓ بھی تو آنحضرت صلعم کے داماد تھے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ آپ کے خسر تھے تو پھر کیا اہل قرابت میں یہ بزرگ داخل نہیں پھر ان کو گالیاں دینا کیوں ثواب سمجھا جاتا ہے۔ کیا بیبیاں اہل قرابت میں سے نہیں ہوتیں پھر ان پر کیوں لعنتیں بھیجی جاتی ہیں الغرض یہ سب سیاسیات کے کھیل تھے۔ جو کھیلے گئے۔ اور مذہب کی شکل اختیار کر کے پھلتے اور پھولتے رہے

قادیانی جماعت شیعوں کے نقش قدم پر

یہی وہ جذبہ ہے جس نے آج ہماری احمدی جماعت کو سخت نقصان پہنچایا۔ "بیٹا" "بیٹا" بس اسی بیٹے نے بیڑا غرق کر دیا۔ مسئلہ تکفیر مسئلہ نبوت۔ مسئلہ خلافت سب یا ست ان تمام امور نے احمدیت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کا ڈھونگ اگر کوئی اور رچاتا تو کوئی نہ مانتا۔ لیکن چونکہ یہ اختراع "بیٹے" کی ہے اس لئے صحیح ہے کیونکہ بیٹا تو بخشا ہوا ہے اس کی کوئی بات کوئی غلط ہو سکتا ہی نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے دعائیں کی ہوئی ہیں اس لئے اب وہ بیٹا جیتی مکھی حلق سے نگلوائے تو نگل لینگے۔ اور اُسے الائچی سمجھیں گے۔ جس طرح بعض پیر شراب پیتے ہیں اور مرید کہتے ہیں کہ اُن کے لبوں کیسا تھ لگتے ہی وہ دودھ بنجاتا ہے"

ایک پیر کا واقعہ

ایک دفعہ ایک پیر کسی مرید کی بی بی پر عاشق ہو گیا اُسکے شوہر کو لوگوں نے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے وہ کہنے لگا کہ احمقو! پیر صاحب کی ایک آنکھ میں مکہ بستا ہے دوسری آنکھ میں مدینہ۔ وہ میری عورت کو نہیں گھورا کرتے بلکہ مکہ مدینہ دیکھا کرتے ہیں"

"بیٹے" کی ہر بات منظور ہے

جناب میاں محمود احمد صاحب نے آنحضرت صلعم کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کو نبی بنا کر چھوڑا اب کتاب بھی بنوا رہے ہیں لیکن چونکہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے بیٹے ہیں اور بخشے ہوئے ہیں اس لئے وہ جو کہتے ہیں اور کرتے ہیں سب ٹھیک ہے لہٰذا ہم خدا و رسولؐ کے کلام کو پس پشت پھینک دینگے حضرت مسیح موعودؑ کے اقوال کو منسوخ قرار دے لینگے۔ لیکن "بیٹے" کی باتیں رد نہیں کی جا سکتیں۔ باپ تو تمام دنیا کے کافروں کو مسلمان بنانے آیا تھا۔ مگر بیٹے نے اپنے عقیدہ سے کل دنیا کے مسلمانوں کو کافر بنا کے رکھدیا۔ سب کچھ منظور! کیونکہ بیٹے کی باتیں رد نہیں کی جا سکتیں وہ جو کہے سو سچ ہے۔

شخصیت پرستی کی بدترین مثال

میاں محمود احمد صاحب صاف طور پر خطبوں میں اعلان کر رہے ہیں کہ جو میں کہوں گا وہ ماننا پڑے گا خواہ سمجھ میں آوے اور عقل اُسے قبول نہ کرے کیونکہ بیعت کا منشا ہی یہی ہے کہ نامعقول باتیں بھی مانی جائیں ورنہ معقول باتوں کو ماننے کے لئے بیعت کی ضرورت ہی کیا ہے میاں صاحب نے خدا و رسول صلعم کے احکام کو پہلے برائے نام مقدم بتایا۔ پھر ساتھ ہی چٹکی میں مسل کر رکھدیا کہ خدا اور رسولؐ کے احکام میں اجتہاد وہی مقبول ہو گا جو میں کرونگا۔ جس کے صاف معنے ہیں کہ جو خلیفہ حکم دے وہی کرو۔ قرآن اُسکے خلاف ہو تو ہُوا کرے کیونکہ خلیفہ نے خواہ کتنا ہی غلط سمجھا ہو وہ سب ٹھیک ہے شخصیت پرستی کی اس سے بدتر مثال اور نہیں مل سکتی قرآن و حدیث پر غور کرنے اور اسے سمجھ کر کسی استنباط اور اجتہاد کرنے کا دروازہ جب تمام قوم پر بند کر دیا گیا تو قرآن و حدیث کو مقدم کرنے کا نام لینا محض ایک ڈھونگ ہے جسکے نیچے کوئی حقیقت نہیں خلیفہ بجائے خود خدا و رسول کا قائم مقام بن گیا یہ شرک ہے۔ اور خدا اور رسول کی سخت بے ادبی ہے جسکے دماغ میں تھوڑی سی بھی عقل ہوگی وہ ان امور کو سمجھ سکتا ہے لیکن ساری قوم کی آنکھیں بند ہیں کیوں؟ محض اس لئے کہ بیٹا ہے اور بخشا ہُوا ہے کیا بیٹے کے سوا کوئی اور یہ باتیں کرتا۔ تو قوم مان لیتی؟ ہرگز نہیں محض "بیٹا" ہونا اس ساری اسکیم کو چلائے جا رہا ہے۔ "بیٹا" ہے اس کے لئے دعائیں ہو چکی ہیں۔ "بخشا" ہُوا ہے اس لئے سچا ہے۔

گذشتہ جلسہ سالانہ پر خلیفہ قادیان کا اعلان

اور اب کے دفعہ تو سنا ہے خود میاں محمود احمد صاحب نے بھی سالانہ جلسہ پر اعلان کیا ہے۔ کہ وہ اور ان کے بھائی صاحبان سب بخشے ہوئے متقی ہیں اُنہیں جنت کے لئے کسی عمل کی ضرورت نہیں اُن کے اعمال فقط شکریہ کے طور پر ہیں اور قوم سن سنکر سر دھنتی رہی! یہ کیوں؟ اسی لئے کہ وہ حضرت مسیح موعود کے "بیٹے"

اسلام اور سلسلہ پر "بیٹے" کے مظالم

غرضکہ بیٹا ہونا انسانی جذبات سے کھیلنے اور اس سے ناجائز فائدہ اُٹھانے کا بہترین ذریعہ ہے ابتدائے اسلام میں اسلام کی بڑھتی ہوئی رَو کو جن لوگوں نے روک دیا اور اس کی وحدت و جمعیت کو تباہ کر دیا انہوں نے بھی اولاد کی محبت و وقعت کو سامنے لا کر جذبات انسانی کو غلط راہوں پر ڈالا اب آخری زمانہ میں اشاعت اسلام کی بڑھتی ہوئی رَو کو جس نے روکا وہ بد قسمتی سے خود "بیٹا" تھا۔ جس نے جماعت کو نہ صرف توڑ کر رکھدیا بلکہ ایک کثیر حصہ جماعت کو اسی جذبہ کی لپیٹ میں غلط رستہ پر ڈال کر اشاعت اسلام کی بجائے اشاعت تکفیر کو ان کا مسلک بنا دیا اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کو منسوخ کر کے ایک نئی رسالت کی بنیاد ڈالدی۔ اور کیا تعجب ہے کہ آگے چل کر یہ امر کسی نئے مذہب کا پیش خیمہ بن جائے۔

.... ✻ ....

سکندر آباد دکن کے محمودیوں کی نئی حرکت

سکندر آباد دکن سے محمودیوں نے بہت سے ٹریکٹ چھپوا کر شائع کئے ہیں جن میں بزعم خود یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی تھے حیدر آباد دکن کے کسی محمودی تاجر نے سینکڑوں روپے اس ٹریکٹ کی مفت اشاعت کے لئے دئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون؀

حضرت مسیح موعودؑ کو بدنام کرنے اور احمدیت کو لوگوں کی نظروں میں نامقبول اور مردود کرنے کے لئے اسی کوشش کی کسر باقی تھی سو پوری کر لی گئی۔ نہ صرف بمبئی میں بلکہ ہندوستان سے باہر وہ ٹریکٹ بھیجے ہیں جنہوں نے احمدیت سے نفرت کو خوب ترقی دی ہے

احمدیت کے چھپے دشمن

بمبئی میں ایک بڑے سیٹھ نے مجھ سے کہا کہ میرے پاس بھی ایک پولندا ان ٹریکٹوں کا آیا تھا۔ جو میں نے سمندر میں غرق کر دیا مجھ سے کہنے لگے کہ کیا یہ لوگ احمدیت کے دشمن نہیں۔ میں نے کہا کاشکہ کھلم کھلا دشمن ہوتے تو ہم کہنے والے ہنستے کہ دشمنی سے ایسا کہتے ہیں مگر دوست بنکر جو احمدیت کا گلا کاٹ رہے ہیں اس کا کیا علاج؟ ایک بندر تھا جسے کسی امیر نے اپنے بچے کی مکھیاں ہلانے کے لئے رکھا تھا۔ ایک دفعہ مکھیاں کثرت سے بچے کے سر اور چہرہ پر بیٹھی ہوئی تھیں بندر نے مکھیوں کو مارنے کے لئے ایک بڑا سا پتھر اس بچے کے سر پر مارا مکھیاں اُڑ گئیں اور بچہ کا سر کچل گیا پس یہ بندر کی دوستی والا معاملہ ہے یہ حضرت مرزا صاحب کو نبی بنا رہے ہیں اور اُن کو اتنا بڑھا رہے ہیں کہ ان کا انکار کفر قرار دے رہے ہیں نتیجہ یہ ہے کہ اس ضرب سے احمدیت کچلی جا رہی ہے اسے ایک خادم اسلام سلسلہ کی حیثیت سے نکال کر اسلام کا مدمقابل بنایا جا رہا ہے۔ اور یہ حضرت مسیح موعودؑ پر لعنت ڈالتا ہے مگر کون سمجھائے؟ کیونکہ "بیٹا" ہے؀

(بقیہ صفحہ ۱۳)

مگر ہم اسی پر بس کرنا نہیں چاہتے بلکہ عیسائیوں کے گھر سے بھی اس مطلب کی شہادت پیش کرتے ہیں جس سے منگنی کے بعد نکاح کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے۔ ریورنڈ مولوی عماد الدین لایز ڈی ڈی اپنی کتاب تواریخ المسیح حصہ دوم کے صفحہ ۳۴ پر لکھتے ہیں

"جب یوسف کو خدا کی طرف سے خبر دی گئی کہ وہ
حمل روح القدس سے ہے۔ تب اس کے سب
شک و شبہات رفع ہو گئے اور وہ گیا اور اپنی منگیتر
کو حسب دستور ایجاب و قبول سے بعد نکاح اپنے
گھر لے آیا"

الزامی جوابات پر مضمون نگار کا غصہ بے جا

یہ عبارت نہایت واضح ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ یہ نکاح حمل کی حالت میں ہُوا۔ اب اگر جناب بیرسٹر صاحب غور فرماویں تو ان کو ہمارے حضرت امیر کے ان الفاظ کا مفہوم سمجھ لینا چنداں دشوار نہیں ہے۔

"یہ صرف الزامی جواب تھا جس کی ضرورت ایک
دریدہ دہن قوم کو خاموش کرانے کیلئے پیش آئی ہے"

اناجیل میں شوہر اور بیوی کے الفاظ موجود۔ گھر بلوز ندگی کا نقشہ موجود، اندرونی اور بیرونی شہادات موجود۔ اس پر بھی ہمارے لائق اور معزز دوست کو حضرت مسیح موعودؑ پر غصہ ہے کہ "وہ ایک جلیل القدر پیغمبر اور اس کی والدہ کے خلاف شرمناک تہمت طرازیاں کر گذرے"۔ ہماری تو سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ جس حالت میں ہمارے

✻ ہمارے کرم فرما خود مسیح موعود علیہ السلام کی ابوت کے قائل ہیں پھر وہ اس قسم کی عبارتوں سے جو الزامی رنگ میں پیش کی گئی کیوں ناراض ہوتے ہیں۔ (باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم یکشنبہ ۲۸ شوال ۱۳۵۳ھ | نمبر ۸

قادیان میں احراریوں کی شر انگیزیاں

اور حکومت کے فرائض

نام نہاد مجلس احرار شوریدہ سر، اخلاق دشمن اور امن شکن لوگوں کا ایک خطرناک گروہ ہے جن کے سامنے چند پست ذاتی اغراض ہیں۔ اپنی اغراض کی تکمیل کی خاطر انہوں نے موجودہ شرمناک ہنگامہ برپا کر رکھا ہے ان کی حرکتوں پر شرافت و دیانت ماتم کر رہی ہے انصاف و اخلاق سر پیٹ رہے ہیں، ان کے غیر شریفانہ رویہ کی وجہ یہ ہے کہ یہ گروہ شرافت سے عاری ہو چکا ہے یہ لوگ بداخلاقی، بہتان طرازی اور ہرزہ سرائی پر اس لئے اتر آئے ہیں کہ ان کے دلوں میں اخلاق و صداقت اور خوش گفتاری کی کوئی عزت و قدر باقی نہیں رہی یہ تخریب کے اس لئے شائق ہیں کہ ان میں تعمیری کاموں کے انجام دینے کی قابلیت ہی موجود نہیں۔ یہ خانہ جنگی اور امن شکنی کی آگ اس لئے بھڑکا رہے ہیں۔ کہ اتحاد و امن کی صورت میں مسلمان انہیں یقیناً نفرت و حقارت سے ٹھکرا دیں گے جس طرح کسی زمانہ میں حسن بن صباح کے مریدوں سے مسلمان اکابر کی جانیں محفوظ نہیں تھیں اسی طرح آج کل ان نام نہاد احراریوں سے کسی شریف و ہمدرد قوم۔۔ مسلمان کی عزت محفوظ نہیں رہی۔

تقریباً تین سال سے احراری سرغنے غیر معمولی اہتمام سے احمدیت کی معاندانہ مخالفت میں مصروف ہیں۔ ایک برے سے برا انسان بداخلاقی کی انتہائی پستیوں میں گر کر جو کچھ کر سکتا ہے وہ سب کچھ ان لوگوں نے کیا۔ اور کر رہے ہیں۔ "زمیندار" کی سوقیانہ تحریریں، منشی ظفر علیخاں کی بازاری نظمیں، بخاری کی پھکڑ بازیاں، ملا حبیب الرحمن لدھیانوی کی گالیاں سب کے سامنے ہیں، کچھ عرصہ سے ان لوگوں نے بعض دوسرے مقامات کی طرح قادیان اور اس کے نواح کو اپنی شرارتوں اور سازشوں کا خاص مرکز بنا رکھا ہے۔ اس وقت ہم اس کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

تقریباً ایک سال سے قادیان میں احراریوں کا اڈا قائم ہے ان کا ایک کم علم مولوی مسمی عنایت اللہ وہاں مقیم ہے قادیان میں اڈا قائم کرنے کا جو مقصد ہے وہ بالکل ظاہر ہے۔ عنایت اللہ نے شرارتیں تو قادیان میں پہنچتے ہی شروع کر دی تھیں لیکن گذشتہ اکتوبر میں احراری سرغنوں نے تبلیغی کانفرنس کے نام سے جو جلسہ کیا تھا اس کے بعد اس شخص کے حوصلے بہت بڑھ گئے ہیں۔ ہمیں قادیانی اخبارات اور بعض دوسرے ذرائع سے جو حالات معلوم ہوئے ہیں وہ بیحد افسوسناک ہیں۔ عنایت اللہ ہر جمعہ کو نہایت اشتعال انگیز تقریریں کرتا ہے۔ باہر سے بدزبان ملانوں کو بھی اس غرض سے قادیان بلاتا رہتا ہے۔ احراریوں کی طرف سے انتہائی شرمناک اور گندہ لٹریچر کھلے بندوں تقسیم کیا جا رہا ہے جس میں حضرت مسیح موعود کو کھلی کھلی گالیاں دی جاتی ہیں۔ قادیان کے بازاروں اور محلوں میں بازاری نعرے لگائے جاتے ہیں۔ قادیان کے قرب و جوار کے مسلمانوں اور سکھوں کو طرح طرح کی غلط بیانیاں کر کے آمادہ فساد کیا جاتا ہے۔ گذشتہ دنوں ان لوگوں نے ایک بہت ہی گندہ ٹریکٹ "کیا مرزائے قادیانی عورت تھی یا مرد" کثیر تعداد میں تقسیم کیا۔ اس میں شک نہیں کہ حکومت نے اس رسالہ کو اور اس سے پہلے ایک ایسے ہی اور گندے رسالے کو ضبط کر کے اپنی دانشمندی کا ثبوت دیا ہے لیکن اس شوریدہ سر قوم کے لئے یہ تنبیہ کافی نہیں اور یہ برابر اپنی فتنہ انگیزی میں روز بروز ترقی کرتے جا رہے ہیں جس کا الزام قادیانی اخبارات گورنمنٹ کے بعض حکام پر دیتے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب اس معاملہ کی تہ تک پہنچ کر ان حالات کا مناسب انسداد کریں گے۔ ان جملہ معاملات میں ضروری ہے۔ کہ گورنر صاحب بہادر فوری تحقیقات کرائیں اور اگر فی الواقع حکومت کا کوئی جزو احراریوں کی اس شر انگیزی میں معاون ہو تو اس کا قرار واقعی انتظام کریں۔

"الفضل" کے بیان کے مطابق ۱۰ جنوری کو عنایت اللہ مذکور نے ایک بہت ہی اشتعال انگیز تقریر کی جس میں کہا۔ کہ:-

"جلد ہی انہیں (قادیانیوں کو) پتہ لگ جائے گا۔
ابھی یہ حالت ہے کہ خلیفہ سوتا ہے تو موت کے خواب آتے ہیں۔ جاگتا ہے تو موت دکھائی دیتی ہے۔ چلتا پھرتا ہے تو موت نظر آتی ہے۔ سوتا ہے تو کوٹھی کے گرد ۲۵-۲۵ آدمی پہرہ دیتے ہیں اور سات سات کتوں کا پہرہ ہوتا ہے۔ پھر کہا جاتا ہے کہ میں رسول خدا کا نائب ہوں۔ عمرؓ جیسا خلیفہ ہوں کیا کبھی رسول خدا ۲۵-۲۵ آدمیوں کا پہرہ لگاتے اور سات سات کتے رکھتے تھے۔ مگر جس دن موت آئیگی۔ اس دن انہی پچیس میں سے کوئی تجھے مار ڈالیگا اور کوئی تجھے بچا نہ سکیگا۔"

مولوی عنایت اللہ مذکور کے ان الفاظ سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ احراریوں کی شرارتوں سے قادیان کی زندگی کس قدر پر خطر اور مخدوش ہو چکی ہے۔

اس کے علاوہ ہم حکومت سے ایک بات خاص طور پر کہنا چاہتے ہیں جناب خلیفہ قادیان اور قادیانی جماعت نے گذشتہ بیس اکیس سال کے عرصہ میں حکومت کی جو بے بہا اور شاندار خدمات انجام دی ہیں ان کو جناب خلیفہ صاحب اپنے خطبات میں نہایت تفصیل سے بیان کر چکے ہیں انہوں نے حکومت کی مخالف تحریکوں کو دبانے اور ناکام بنانے کے لئے اپنے غریب مریدوں سے جمع کئے ہوئے لاکھوں روپے جو اشاعت و تبلیغ اسلام کے لئے جمع کئے گئے تھے۔ پانی کی طرح بہا دیئے انہوں نے ہنگامہ کانپور اور رولٹ ایکٹ کے زمانہ میں حکومت کی پر جوش حمایت کی۔ انہوں نے خلافت، ہجرت، اور عدم تعاون کی تحریکات کے وقت حکومت کو امداد دی۔ انہوں نے کانگریس کا مقابلہ کیا اور پنجاب میں اس کے دانت کھٹے کر دیئے انہوں نے جنگ عظیم اور کابل کی لڑائی میں ہزاروں آدمی بھیجے۔ انہوں نے حکومت کے لئے وہ وہ کام کئے جنہیں سرکاری آدمی حکومت سے ہزاروں سینکڑوں روپیہ وصول کرنے کے باوجود انجام نہ دے سکے۔ جناب خلیفہ قادیان کی یہ شاندار سرکاری خدمات سلسلہ احمدیہ کے اصل مقصد یعنی تبلیغ اسلام سے بلاشبہ بہت دور پڑی ہوئی ہیں اور اس کی وجہ سے سلسلہ اس رنگ میں بھی کافی بدنام ہو چکا ہے کہ یہ گویا حکومت کے جاسوس ہیں۔ لیکن سرکاری نقطہ نظر سے یہ خدمات نہایت مہتم بالشان اور مفید تھیں۔ حکومت اس بات کو تسلیم کر چکی ہے ان حقائق کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ قادیان میں احراریوں کی شرارتوں کا فوری انسداد نہ صرف قانون کے وقار اور امن کے قیام کے لئے ہی بلکہ حکومت کے مصالح کے لحاظ سے بھی ضروری ہے اگر حکومت بدستور خاموش و بے حرکت رہی تو وہ نہ صرف اپنے فرائض کی ادائیگی سے قاصر رہ جائیگی بلکہ اپنے وفادار آنریری کارکنوں کی ایک بڑی جماعت کی قیمتی امداد سے بھی محروم ہو جائیگی۔ جو بارہا مشکلات کے وقت اس کی نمایاں اور مخفی خدمات انجام دے چکے ہیں۔ حکومت کو اس فاش غلطی کا ہرگز مرتکب نہ ہونا چاہیئے

آہ! شیخ عبد الرحمان صاحب

انتہائی رنج و افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم و مغفور کے برادر عزیز جناب شیخ عبد الرحمان صاحب ریٹائرڈ ای۔ اے سی طویل علالت کے بعد ۲۸/۲۷ جنوری کی درمیانی شب کو لاہور میں انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۲۸ جنوری کی سہ پہر کو بزرگان و احباب سلسلہ و معززین شہر نے نماز جنازہ پڑھی اور مرحوم کو ان کے خاندانی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

مرحوم ہماری جماعت کے ایک پر جوش، دیندار اور بزرگ رکن تھے اپنے دل کے اندر خدمت دین و قوم کا خاص ولولہ رکھتے تھے۔ روشن خیالی کے ساتھ ساتھ شرفائے سلف کی وضعداریاں بھی آپ میں بدرجہ اتم موجود تھیں آپ کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا اپنے خاندان و جماعت کے علاوہ غیر از جماعت اور غیر مسلم طبقوں میں بھی آپ کے سینکڑوں دوست تھے۔ سلسلہ ملازمت میں آپ جن جن مقامات میں رہے وہاں اپنی نیک اور خوشگوار یاد چھوڑ گئے۔ پبلک ہمیشہ آپ سے مطمئن اور حکام خوش رہے۔

ہم اس بزرگ کی بے وقت وفات کو ایک زبردست قومی نقصان سمجھتے ہیں حضرت شیخ صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کے بعد آپ کی ہستی ہی غنیمت تھی اس صدمہ میں ہمیں آپکے صاحبزادوں و دیگر افراد خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعزاز کے ساتھ اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مہاراجہ نیپال اور اچھوت

"ہندوستان بھر میں شہرت رکھنے والے مندر مثلاً پوری، رامیشورم، بنارس اور دوارکا کے جیسے

مندر کے تقدس کی حفاظت ضروری ہے اور ان میں ہریجنوں کو داخل ہونے کی اجازت نہ ہونی چاہئیے یہ وہ یاترائیں (زیارت گاہیں) ہیں جو ہندوستان سے باہر کے لوگوں مثلاً اہل نیپال کے نزدیک بھی بہت اہم ہیں اگر ان یاتراؤں میں سے کسی یاترا کو روایات و رسوم قدیم کے مطابق نہ رکھا گیا ہوتا۔ تو میں ہرگز وہاں نہ جاتا۔ ہندوؤں کا فرض ہے کہ وہ اس معاملہ میں مضبوط رہیں"

ہز ہائینس مہاراجہ نیپال آج کل ہندوستان تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ۳۰ر جنوری کو راجہ کالنگڑھ ایم۔ ایل۔ اے نے موصوف سے ایک طویل ملاقات کرکے ہندو قوم کے متعلق متعدد مسائل پر تبادلہ خیالات کیا۔ جب موصوف سے ہندو مندروں میں ہریجنوں کے داخلہ کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو آپ نے جواب میں مندرجہ بالا الفاظ ارشاد فرمائے اور اپنے ان خیالات کو اخبارات تک پہنچانے کی بخوشی اجازت دی۔ نہ صرف سناتن دھرمی بلکہ آریہ سماجی ہندو بھی ریاست نیپال کو بے حد عزت و عقیدت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس کے حکمرانوں کو ہندو مذہب اور ہندو تہذیب کا پاسبان تصور کرتے ہیں۔ چنانچہ مہاراجہ موصوف کی تشریف آوری پر بھی ہر خیال و طبقہ کے ہندوؤں نے خوشی و عقیدت کا اظہار کیا ہے امید ہے وہ اپنے عالی وقار مہمان کے ان پاکیزہ خیالات سے بھی مستفید ہونے کی کوشش کرینگے

اسلام اچھوت پن کی لعنت کا شدید ترین دشمن ہے ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمارا فرض ہے کہ ہم حتی المقدور ہر اس آواز کی مخالفت کریں جو کہ اس لعنت کی حمایت میں بلند کی جائے لیکن اس کے ساتھ ہی ہم یہ کہینگے۔ کہ مہاراجہ صاحب کے الفاظ ہندو مذہب ہندو تہذیب اور ہندو جذبات و خواہشات کی صحیح ترجمانی کر رہے ہیں۔ انہوں نے وہی کچھ کہا ہے جو کہ ایک راسخ العقیدہ ہندو کو کہنا چاہئیے انہوں نے نام نہاد اچھوت ادھار کرنے والے ہندو لیڈروں کی طرح منافقت سے کام نہیں لیا اس پر ہم موصوف کو مبارکباد دیتے ہیں۔ جو ہندو اچھوت ادھار کا نمائشی شور مچا رہے ہیں۔ دل میں وہ بھی اچھوتوں کو ناپاک ہی سمجھتے ہیں۔ محض سیاسی ضرورتوں کی وجہ سے یہ ڈھونگ رچا رکھا ہے۔

پنجاب کی میونسپلٹیوں میں مسلمانوں کی حق تلفی

مسلمانان لاہور کا مطالبہ ہے کہ ان کو تناسب آبادی کے لحاظ سے میونسپلٹی میں نشستیں دی جائیں۔ ساٹھ فیصدی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر دینا ایک ناقابل برداشت ظلم ہے ان کے اس معقول اور مبنی بر انصاف مطالبہ کو سر گوکل چند کی وزارت نے بہرے کانوں سے سنا۔ اور مسلمانوں کی درخواستوں اور التجاؤں کے ساتھ وہ سلوک کیا جس کو کوئی خوددار قوم خاموشی سے برداشت نہیں کر سکتی چنانچہ لاہور کی اسلامی آبادی میں شدید اضطراب پیدا ہو گیا ہے

پنجاب کی میونسپلٹیوں کے اعداد و شمار کو سامنے رکھا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ اکثر مقامات پر مسلمانوں کے ساتھ نشستوں اور ملازمتوں کے دوسرے معاملات میں سخت بے انصافی ہو رہی ہے۔ فیروزپور لدھیانہ اور ہوشیارپور وغیرہ جیسوں ایسے مقامات ہیں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے لیکن میونسپلٹی میں ان کو نصف سے کم نشستیں حاصل ہیں ملازمتوں کی حالت تو بالکل ناگفتہ بہ ہے صرف چند مقامات سے قطع نظر ہر جگہ ہندو اور سکھ چھائے ہوئے ہیں۔ کسی خالی اسامی پر مسلمان کا تقرر تو بہت بڑی بات ہے چند پرانے مسلمان جو ہیں ان کو بھی چن چن کر نکالا جا رہا ہے۔ میجر دیر صاحب اگزیکٹو افسر کا تقرر جس مہاسبھائی حکمت عملی سے کیا ہے اس سے بھی لوگ بخوبی واقف ہیں سر گوکل چند کی وزارت مسلمانوں کے حق میں بالکل بیری ثابت ہوئی ہے۔ وہ صرف مسلمانوں کو دق کرنا اور ان کے حقوق کے گلے پر چھری چلانا جانتی ہے باقی معاملات میں بالکل بے بس ہے اس لئے ہماری تجویز ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے ایک مضبوط اور منظم تحریک کا آغاز کیا جائے اور متفقہ طور پر ان تمام شکایات و مظالم کے خلاف آواز بلند کی جائے۔ جب مسلمانان پنجاب کو صوبہ کی مختلف میونسپلٹیوں سے بے انفرادی اور مقامی کوششیں کمزور اور بہت بڑی حد تک بے نتیجہ رہینگی ہر شہر کی میونسپلٹی کے متعلق کوئی مؤثر ایجی ٹیشن جاری کی جا سکتی ہے اور نہ ہز ایکسیلنسی گورنر کے پاس وفد بھیجا جا سکتا ہے۔ اگر پنجاب کی تمام میونسپلٹیوں کے سرکردہ مسلمان ممبر لاہور یا امرتسر میں جمع ہو کر تبادلہ خیالات کریں۔ تو یقیناً ایسی تحریک کا آغاز ہو سکتا ہے لاہور اور امرتسر کے مسلمان آبائے شہر کو اس بارہ میں رہنمائی کرنی چاہئیے۔

علیگڑھ کا خط

چند ہفتے ہوئے منشی ظفر علی خاں علیگڈھ پہنچے تھے وہاں انہوں نے وہی حرکتیں کیں جو کہ ان کی زندگی کی خصوصیت ہیں جن میں

رذیل پسند اور شریف ونفر مسلمان جن پر نفرت و حقارت کا اظہار کیا کرتے ہیں۔ یعنی احمدیت اور حضرت مجدد زماں کے خلاف ہرزہ سرائی کی۔ یونیورسٹی کے مسلمان طلبہ کے اخلاق بگاڑے۔ اپنی استادوں اور حکام یونیورسٹی کی حکم عدولی کا درس دیا۔ شہر کے مسلمانوں کو خدمت اسلام کے کاموں کی بجائے لعنت کی تلقین کی۔ اور اپنے ان کرتوت کو زمیندار میں نہایت فخر سے بیان کیا۔ لیکن علیگڈھ کے شریف اور سنجیدہ ملت مسلمانوں پر اس کا کیا اثر ہوا۔ اس کا اندازہ مندرجہ ذیل خط سے ہو سکتا ہے جو کہ وہاں کے ایک بااثر اور معزز غیر از جماعت ناجرنے ہمیں لکھا ہے:-

"دو عدد اخبار موصول ہوئے شکریہ قبول فرمائیے ہر دو اخباروں کو میں نے بغور پڑھا اور پڑھتے پڑھتے میری حیرت میں اضافہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ انتہا نہ رہی۔ اور بیساختہ میرے منہ سے یہ آواز نکلی۔ اے میرے خدا۔ اب تو ان مولویوں اور عالموں پر رحم کر جو مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا ہی جن کا مشغلہ ہے اور جنہوں نے ایک دوسرے کو کافر دجال، بدبخت، کہنا اور لمبی چوڑی تحریریں اور تقریریں کرکے عزت و شہرت حاصل کرنے کو اپنا پیشہ بنا لیا ہے۔ مسلمانوں کی بھولی بھالی قوم ان کے چکر میں آجاتی ہے اور یہ لوگ جو چاہتے ہیں۔ اپنا منشاء پورا کر لیتے ہیں۔ حال ہی میں یہاں پر مولانا ظفر علی خانصاحب تشریف لائے تھے وہ بھی مسلم یونیورسٹی میں زہر بلا تخم بو گئے ہیں خدا اپنا رحم کرے اگر وہ بیج گل سڑ جائے تو اچھا ہے ورنہ اس کا اثر برے نتائج پیدا کرےگا۔"

کاش منشی ظفر علی خاں اور انکے چیلوں کو اس خط کو ٹھنڈے دل سے مطالعہ فرمانے کی توفیق نصیب ہو

سید اسلم علی شاہ

قارئین کرام اس بات سے بخوبی آگاہ ہو چکے ہیں کہ ہمارے محترم دوست جناب سید احمد علیشاہ صاحب کے بڑے صاحبزادے سید اسلم علی شاہ نے اپنے قابل عزت والدین کی اجازت سے تبلیغ اشن کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی ہے ان کے اس مبارک ارادے کو جماعت کے تمام حلقوں میں قدر و محبت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے اور اس پر مسرت و تحسین کا اظہار کیا جا رہا ہے اس ہفتہ ہمیں ان کے متعلق دو اچھی نظمیں موصول ہوئی ہیں جن کو ان کی تصویر کے ساتھ پیش نظر اشاعت میں درج کیا جا رہا ہے۔ واقعی ایک ہونہار نوجوان کا دنیوی کامیابیوں اور ترقیوں کو پس پشت ڈال کر خدمت دین کے لئے اپنی زندگی وقف کر دینا ایک قابل تعریف فعل ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کی اس بیش بہا قربانی کو قبول فرمائے اور اس سے متوقع نتائج مرتب ہوں۔ یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے عزیز موصوف نے جس کام کا عزم کیا ہے وہ بہت محنت و سعی چاہتا ہے ہمیں یقین رکھنا چاہئیے کہ وہ اپنے آپ کو اس کیلئے پوری توجہ سے تیار کرینگے اور قوم نے ان سے جو توقعات وابستہ کر لی ہیں انکو وہ خدا کے فضل سے پورا کر دکھائینگے

خواجہ حسن نظامی صاحب کی اخلاقی جرأت

چند ہفتے ہوئے جناب خواجہ حسن نظامی صاحب نے اپنے روزنامچہ میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق چند ایسے نامناسب الفاظ لکھ دئیے جن کو گستاخی و دل آزاری پر محمول کیا جا سکتا ہے جنکی کہ معاصر محترم "انقلاب" اور بعض دوسرے اخبارات نے اس کے خلاف شدید احتجاج کیا۔ ہم نے بھی خواجہ صاحب کو توجہ دلائی۔ مقام مسرت ہے کہ موصوف نے مندرجہ ذیل اعلان کے ذریعہ اپنے الفاظ واپس لے لئے ہیں۔

"میرے روزنامچہ میں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نسبت بہ سلسلہ تراویح جو الفاظ شائع ہوئے تھے ان کو ادب احترام صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف سمجھا گیا ہے حالانکہ میری نیت ہرگز یہ نہ تھی۔ لہذا میں اخبارات اور احباب کا ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے توجہ دلائی۔ اور مذکورہ الفاظ کو میں واپس لیتا ہوں، میرا عقیدہ ہے کہ چاروں اصحاب اور صحابہ کا ادب و احترام ملحوظ رکھنا میرے لئے اور ہر مسلمان کے لئے دارین سعادت و اخروی نجات کا ذریعہ ہے"

ہمارا پہلے ہی خیال تھا۔ کہ یہ الفاظ خواجہ صاحب سے بے خیالی سے لکھے گئے ہیں ان کا مقصد حضرت فاروق اعظم کی شان میں گستاخی ہرگز نہ تھا۔ بہرحال خواجہ صاحب نے یہ اعلان شائع کرکے ایک قابل تعریف اخلاقی جرأت کا ثبوت دیا ہے جو دوسرے پیروں اور سجادہ نشینوں کے لئے قابل تقلید ہے۔ اب شرافت و اصول پسندی کا تقاضا یہ ہے کہ خواجہ صاحب کی اس معذرت پر معاملہ کو ختم کر دیا جائے۔

سید علی شاہ خلف الرشید جناب سید احمد علی شاہ صاحب

جنہوں نے اسپین میں تبلیغ کیلئے اپنی زندگی وقف کر دی

اُندلس کی فتحیابی

(جنابِ حسن ازما نگر دل)

باندھ لی ہے غازیوں نے فتحِ اُندلس پہ کمر　　آرہی ہے غیب سے نصرٌمن اللہ کی صدا

عزمِ مردانہ پہ اُن کے آفریں صد آفریں　　ہمت و جرأت پہ اُنکی مرحبا صد مرحبا

گرچہ منزل تھی کٹھن لیکن خدا کے فضل سے　　کار فرما جذبہ عشقِ محمدؐ ہو گیا

کون ہوگا۔ کچھ نہیں معلوم ہے سالارِ جنگ　　یہ شرف اللہ نے اسلم علیشاہ کو دیا

طارقِ ثانی کا اُس کو زیب دیتا ہی لقب　　خالدِ دوراں اگر کہئے اُسے ہوگا بجا

حجتِ حق کاٹ دے گی ہر عدوئے دین کا سر　　وار خالی جائے گا ہرگز نہ اس تلوار کا

سطوۂ توحید غالب آئیگی تثلیث پر　　شوکتِ اسلام کا سکہ رواں ہو جائیگا

مسجدیں آباد ہونگی پھر خدا کے حکم سے　　پھر کلیسا سے اُٹھے گی ربنا اللہ کی صدا

پھر وہاں تعمیر ہوگا قصرِ دینِ مصطفیٰؐ　　پھر پڑیگی اُس زمیں میں کاخِ ملت کی بنا

پھر وہاں سے ہوگا جاری چشمۂ علم و ہدیٰ　　پھر وہاں ہوگی فروزاں مشعلِ نورِ خدا

آئے گی اسلام کے اُجڑے چمن میں پھر بہار　　پھر چلے گی گلشنِ توحید میں بادِ صبا

عہدِ ماضی کا سماں آجائیگا سب کو نظر　　مرکزِ توحید پھر ہسپانیہ بن جائیگا

سطوتِ کبریٰ بعالم جلوہ گر خواہد شدن
این جہاں را دوستاں رنگِ دگر خواہد شدن

نذرِ اسلم

(از جناب خواجہ غلام نبی صاحب مجتبیٰ)

اے طارقِ ثانی تجھے اللہ جزا دے　　پھر پرچمِ اسلام کو اُندلس میں اُڑا دے

ہاں جاکے انہیں جامِ محبت سے چھکا دے　　تثلیث پرستوں کو بھی توحید سکھا دے

اے آلِ محمدؐ کے درخشندہ ستارے　　یورپ کے گھٹا ٹوپ میں چمکار دکھا دے

کفارۂ عصیاں لشیرنیک عمل ہے　　اُٹھ لا الٰہ کا آوازہ سب کو سنا دے

ہر وقت تری ساتھ ہو اللہ کی نصرت　　دجال کے فتنہ کو زمانہ سے مٹا دے

فاروقی[1] و یعقوب[2] کی کوشش کا نتیجہ　　سب عالمِ اسلام کو آنکھوں سے دکھا دے

طارق نے سمندر میں سفینوں کو جلایا　　تو قلب سے سب ما سوا اللہ کو جلا دے

دشمن نے تجھے اندلسی کہہ کر ہے پکارا　　اس نام کا حقدار ہے تو اُن کو دکھا دے

اسلام کے بیٹے ہیں بخاری[3] و ظفر[4] بھی　　اُن کو بھی کسی کام کی توفیق خدا دے

کیا خوب ہو جو کوئی ان کا تنا سا　　یہ نظم مری دونوں گروں کو سنا دے

سب کچھ ہے ترے ہاتھ میں اے قادرِ مطلق　　اس قوم کی بگڑی ہوئی تقدیر بنا دے

مجبور ہے آقائے مدینہ کا ثنا خواں

یارب تو اسے خادمِ اسلام بنا دے

[1] مسٹر ممتاز احمد صاحب فاروقی خلف الرشید جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب
[2] مولانا محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائیٹ۔
[3] عطاء اللہ شاہ بخاری　[4] منشی ظفر علی خاں۔

آریہ سماج کی مذہبی موت

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی پوری ہو رہی ہے

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی ہے کہ آریہ سماج سو سال کے اندر اندر ختم ہو جائیگا۔ یہ پیشگوئی اس شان سے پوری ہو رہی ہے کہ ایک معمولی غور و فکر کرنے والا آدمی بھی اس کی صداقت کو نہایت روشن واقعات کے اندر دیکھ سکتا ہے۔ بے شک آریہ سماج کے پاس لاکھوں ممبر اور ہزاروں انسٹی ٹیوشنیں ہیں۔ مردم شماری کے کاغذوں میں ان کی تعداد ہر دس سال کے بعد کافی بڑھ جاتی ہے۔ وہ بے شمار دولت، اور پرچارکوں کی بہت بڑی فوج سماج مندروں، کالجوں، سکولوں، پتریوں، پاٹھ شالاؤں، و گوروکلوں کی سر بفلک عمارتوں اور سینکڑوں اخبارات و رسائل کا مالک ہے۔ لیکن وہ اپنے مذہب کے مسلمہ اور بنیادی اصولوں اور معتقدات کو ترک کر رہا ہے۔ وید آریہ سماج کی الہامی کتاب ہے۔ مگر بڑے بڑے ذمہ دار آریہ سماجی ویدوں سے روگردان ہو رہے ہیں۔ پنڈت دشوبندھو کے ہم خیالوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے آریہ سماج کی ... پارٹی کے اخبار "آریہ گزٹ" نے ۲۰۔ اور ۲۷ر جنوری کی اشاعتوں میں "شردھا کے ابھاؤ" کے عنوان سے ایک طویل مضمون لکھا ہے جس میں اپنے سناتن دھرمی بھائیوں کو مخاطب کر کے آریہ سماج کے تعلیمی، سیاسی اور شوشل کام کو نہایت شاندار طریق پر بیان کیا ہے۔ سناتن دھرمیوں کو تشنیع بھی دی ہے۔ رسالہ لکھتا ہے کہ:-

"پنجاب کے اندر سناتن دھرمی ہندوؤں کی تعداد بہت زیادہ ہے ان کا ایک ڈگری کالج لاہور کے اندر ہے جسے دیکھنے والوں نے اس کی عمارت کو ضرور دیکھا ہوگا۔ اور دیانند کالج لاہور کی عمارات کو بھی دیکھا ہوگا...... لاہور کے علاوہ ایک جالندھر میں ڈگری کالج ہے۔ اور دو ہوشیارپور اور راولپنڈی میں سیکنڈ گریڈ کالج ہیں۔ اگر ہائی سکولوں کا شمار کریں تو تمام غیر آریہ سماجی سکولوں کی تعداد اکیلے آریہ سماج کے ہائی سکولوں کے برابر نہیں۔ کنیاؤں (لڑکیوں) کے مڈل سکول اور پاٹھ شالائیں بھی زیادہ تعداد میں آریہ سماجی ہی چلا رہے ہیں۔"

مذہبی اصلاحات کا ذکر کرتے ہوئے ہمارے معاصر نے لکھا ہے کہ:-

"شوشل سدھار کے معاملہ میں بھی آریہ سماجی ہی سب کے رہنما ہیں وہ کونسی کٹھنائی ہے جو انہوں ہی کے ہاتھوں آریہ سماجیوں نے ودھواؤں، یتیموں اور اچھوتوں کا ادھار کرنے کے معاملہ میں برداشت نہیں کی۔ وہ کونسا کشٹ اور ظلم ہے جب آریہ سماجیوں نے ودھواؤں کے آنسو پونچھنے کے لئے سہن (برداشت) نہیں کیا۔ وہ کونسی بلا ہے جس کا مقابلہ آریہ سماجیوں نے اپنی برادری یا آریہ (ہندو) جاتی کے یتیم بچے اور بچیاں غیروں کے پنجے سے چھڑاتے وقت نہیں کیا؟ ...... آریہ سماجیوں کی کرپا سے اب جا بجا ودھوا آشرم کھلے ہوئے ہیں۔"

آریہ سماجیوں کی حریت پسندی اور حب وطنی کا ڈھنڈورا "آریہ گزٹ" نے مندرجہ ذیل الفاظ میں پیٹا ہے:-

"دیش بھگتی کے معاملہ میں بھی جو شردھا اپنے دیش اور اس کی پرجا میں سمجھنے کے لئے ایک آریہ سماجی کے دل میں موجود ہے وہ مقابلتاً بہت زیادہ ہے..... اگر تمام غیر آریہ سماجی ہندو بھی ویسے ہی محسوس کرنے لگ جائیں تو بیڑا پار ہو سکتا ہے۔ بھارت کے دیش بھگتوں کا سرتاج سورگیہ لالہ لاجپت رائے آریہ سماج نے ہی تیار کر کے ہی ملک کو دیا تھا۔ اس وقت بھی پنجاب میں دیش ہت کا کاریہ (خدمت وطن کا کام) کرنیوالوں میں زیادہ تعداد آریہ سماجیوں ہی کی ہے ..... دوسروں کے دکھ میں دکھی ہونا بھی آریہ سماجی کا ہی کام ہے۔ ملک اور جاتی پر کوئی مصیبت کسی بھی شکل میں آئے (ملک کیلئے سب سے بڑی مصیبت تو خود آریہ سماج ہے: پیغام صلح) وہ پلیگ کی وجہ سے ہو۔ چاہے قحط کے کارن اور چاہے بھونچال کے سبب سے۔ آریہ سماجی اس آڑے وقت میں اپنے آرام اور بال بچوں کی پروا نہ کر کے قوم اور ملک کے کام آتا ہے"

اس کے علاوہ آریہ سماج کی اور بہت سی تعلیمی و علمی خدمات بھی گنوائی گئی ہیں۔ ہم آریہ گزٹ کے ان فخریہ بیانات کا جائزہ تو پھر کبھی لینگے۔ آریہ سماج نے اپنے مایہ ناز مسئلہ نیوگ کو چھوڑ کر اسلامی تعلیمات کے مطابق عقد بیوگان کی تحریک زور شور سے جاری کر رکھی ہے۔ محولہ بالا مضمون میں بھی اس کو نہایت فخر سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق بھی پھر کبھی سوالات کرینگے۔ اس وقت ہم اپنے معاصر کو یہ بھی یاد دلانا نہیں چاہتے کہ لالہ لاجپت رائے جن کو وہ دیش بھگتوں (وطن پرستوں) کا سرتاج قرار دیتا ہے وید کو الہامی کتاب نہیں مانتے تھے اور اپنی آخری عمر میں انہوں نے آریہ سماج سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ سردست ہم یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ "آریہ گزٹ" کے بیان کے مطابق اس قدر تعلیمی، سیاسی اور شوشل کام کرنے والا آریہ سماج اپنے دھرم اور اپنی الہامی کتاب کے لئے کیا کر رہا ہے۔

وید آریہ سماج کی الہامی کتاب ہے وہ باوجود کوشش کے آج تک اس کا ہندی ترجمہ بھی نہیں کر سکا۔ وید کے ترجمہ، تحقیق اور اشاعت کے لئے دونوں پارٹیوں نے علیحدہ فنڈ کھولے ہوئے ہیں۔ ان کی کیا کیفیت ہے؟ یہ ذرا آریہ سماجی اخبارات کی اپنی زبانی ہی سنئے گا اس کے لئے ہم پرانی فائلوں کی ورق گردانی نہیں کریں گے۔ صرف "آریہ گزٹ" کی محولہ بالا دو اشاعتیں ہی کافی ہیں۔ ذرا ملاحظہ ہو۔ ۲۰ر جنوری کی اشاعت میں ہمارا معاصر رقمطراز ہے کہ:-

"وید پرچار فنڈ کے بارے میں اکثر آریہ گزٹ کے کالموں دوارہ آریہ جگت سے پرارتھنائیں و اپیلیں کی جاتی ہیں سبھا کے پردھان منتری جی کے بار بار تحریر لکھنے پر بھی سرد مہری ہی برتی جاتی ہے آخر سبھا کے ادھیکاری ایک ڈیپوٹیشن کی صورت میں باہر نکلے ...... جہاں ادھیکاری اپنے کاروبار کا ہرج کر کے پہنچتے ہیں وہاں تو وید پرچار فنڈ کے لئے دھن اکٹھا ہو جاتا ہے۔ مگر جہاں نہیں پہنچتے وہاں کے آریہ پرش اپنے فرض کو جو کہ وید پرچار کے متعلق ہے محسوس نہیں کرتے"

۲۷ر جنوری کی اشاعت میں مندرجہ ذیل الفاظ نظر آئے ہیں:-

"وید پرچار فنڈ کے ساتھ جس سستی اور لاپرواہی کا سلوک آریہ جگت برت رہا ہے وہ ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہم بار بار اس کی خدمت میں یہ چتاونی دیتے رہیں اور پرارتھنا کرتے رہیں کہ مغربی تعلیم کے جال میں پھنسکر اسے ہی پھیلانے میں نہ لگے رہو۔ بلکہ اپنے مکھیہ اودیش (مقصد اعلیٰ) وید پرچار کی طرف بھی کوئی دھیان دینے کی کرپا کریں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ آریہ پرش اور دیویاں اپنے اس پوتر کام کی طرف توجہ نہیں دیتے"

غیر مناسب نہ ہوگا کہ اس پارٹی کے بعد گھاس پارٹی کے وید پرچار فنڈ کی کیفیت اس کے آرگن "پرکاش" کے الفاظ میں مختصر طور پر پیش کر دی جائے۔ یہ اخبار ۲۰ر جنوری کی اشاعت میں لکھتا ہے:-

"سال رواں (بکرمی سن) کے نو ماہ ختم ہو گئے ہیں اور صرف تین ماہ باقی ہیں (وید پرچار فنڈ کے لئے) ..... ساڑھے پچیس ہزار روپیہ آمدنی کا بجٹ پاس کیا تھا لیکن اس وقت تک اس فنڈ میں قریباً گیارہ ہزار روپیہ موصول ہوا ہے جو کہ سویکار کی ہوئی رقم کے نصف سے بھی کم ہے..... پنجاب کی صدہا سماجوں کے ہوتے ہوئے یہ فنڈ کس مپرسی کا شکار ہو رہا ہے"

ہم کسی کے کام کی تحقیر نہیں کرنا چاہتے۔ آریہ سماج اسلام اور سلسلہ احمدیہ کا ایک بہت بڑا دشمن ہے اپنے کسی دشمن کی صحیح اہمیت کو نظر انداز کرنا بھی غلطی ہے جس کے ہم مرتکب نہیں ہونا چاہتے لیکن یہ ایک قابل غور بات ہے کہ ایک طرف تو آریہ سماج اپنے مسلمہ عقائد اور اصولوں کو یکے بعد دیگرے ترک کرتا چلا جا رہا ہے دوسری طرف وہ اپنی الہامی کتاب کی خدمت سے قاصر ہے وہ اپنے قومی کاموں پر لاکھوں کروڑوں روپیہ خرچ کرتا ہے اس کو ہر کام کیلئے بے شمار روپیہ مل جاتا ہے لیکن وید پرچار فنڈ ہمیشہ کس مپرسی کی حالت میں ہی رہتا ہے ایک قوم غریب ہو یا... اس میں قومی کاموں پر روپیہ خرچ کرنے کی صلاحیت نہ ہو یا اس کو کسی کام کی اہمیت کا صحیح اندازہ نہ ہو تو اس کو معذور سمجھا جا سکتا ہے لیکن آریہ سماجیوں کے پاس روپیہ بھی ہے وہ اپنے دوسرے کاموں پر لاکھوں کروڑوں خرچ بھی کرتے ہیں وید کے ترجمہ و اشاعت کا احساس بھی انہیں ہے۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود یہ کام انجام نہیں پاتا۔ جو قوم اپنے مذہب کے بنیادی اصولوں کو ترک کر دے۔ جو اپنی الہامی کتاب کی خدمت سے قاصر ہے اس کی مذہبی موت میں کسے شک ہو سکتا ہے۔ آریہ سماج پر بھی رفتہ رفتہ مذہبی موت وارد ہو رہی ہے لوگ اس کی درسگاہوں، گروکلوں، آشرموں کی سر بفلک عمارتوں، کامیاب اخباروں کے شاندار دفاتر کو دیکھکر دھوکا کھاتے ہیں لیکن اندر ہی اندر آسمان کے فیصلے پورے ہو رہے ہیں۔ خدا کا ہاتھ مخفی طور پر حرکت کر رہا ہے۔ جس کے نتائج البتہ اہل بصیرت کو نظر آ سکتے ہیں ٭

شذرات

چند روز ہوئے ایک مشہور فاضل ڈاکٹر شیخ جو زینے لاہور کے وائی۔ ایم۔ سی۔ اے ہال میں "انسانی زندگی و معاشرت کی تنظیم نو" کے موضوع پر ایک لیکچر دیا جس کا پنجاب کے علمی و اخباری حلقوں میں کافی چرچا ہو رہا ہے مقرر نے اشتراکیت کا ذکر کرتے ہوئے کہا:-

"انسانی زندگی و معاشرت میں تغیر پیدا کرنے کی غرض سے آج کل زبردست ترین تجربہ روس میں ہو رہا ہے اور الحاد و دہریت کی بنیادوں پر ایک نئی تہذیب و تمدن کی بنیاد رکھی جا رہی ہے اور مذہب کے لئے اس دور میں یہ سب سے بڑا خطرہ ہے...... مذہب کو اس کا جواب دینا چاہئے لیکن یہ دلائل سے نہیں۔ بلکہ ایسی تہذیب پیدا کرکے جو موجودہ نظام معاشرت سے زیادہ حد تک اچھی اور انصاف و عدل پر مبنی ہو"

مذہب کا مقصد بیان کرتے ہوئے فاضل مقرر نے کہا:-

"مذہب محبت، مساوات اور انصاف کے اصولوں پر دنیا میں جنت پیدا کرنے کے مقصد کو لیکر آیا تھا۔ اگر ہم آج مساوات کو قائم رکھتے ہوئے ان اصولوں کے مطابق ایک نیا نظام معاشرت قائم کر دیں اور انفرادی طور پر دولت کو سمیٹنے کی کوشش سے دستبردار ہو جائیں تو مذہب اپنے مدمقابل نظام پر غالب آ سکتا ہے اور اشتراکیت کا نظام بھی اس کو قبول کرنے پر مجبور ہو جائیگا۔ ہمیں غربت کو دنیا سے مٹا دینا چاہیئے اور تمام انسانوں کے لئے انصاف سے ساری دولت حاصل کرنے کے مواقع پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے"

ان الفاظ کو یورپ و امریکہ کی غالب اکثریت اور ایشیا کے کروڑوں انسانوں کی روح اور دل کی آواز کہا جا سکتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اشتراکیت مذہب کے لئے بہت بڑا چیلنج ہے لوگ اسے مجبوراً قبول کر رہے ہیں یا اس کے کسی ایسے بدل کی تلاش میں ہیں جس پر مذہب بھی صاد کرے۔ کیونکہ سرمایہ داری کی خود غرضیاں اور مظالم اور محنت کا صبر و ضبط اب حد اعتدال سے تجاوز کر چکا ہے ان دونوں میں ایک بڑی سخت کشمکش شروع ہے جو دنیا کے امن و سکون کے لئے ایک ناقابل برداشت اور مستقل خطرہ بنی ہوئی ہے۔

ذرا غور کیجئے اشتراکیت مذاہب عالم کو جو چیلنج دے رہی ہے اس کو کونسا مذہب قبول کر سکتا ہے کیا عیسائیت اس چیلنج کو قبول کر سکتی ہے اگر اس میں یہ طاقت ہوتی، تو اشتراکیت کا مغربی نژاد فتنہ جنم ہی نہ لیتا۔ کیا ہندومت اور یہودی مذہب اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ سرمایہ داری و سود خواری ہی کے ساتھ ان دونوں مذہبوں کی زندگی وابستہ ہے اگر آج ان مصیبتوں سے دنیا کو نجات مل جائے تو ہندوؤں اور یہودیوں کا مذہب اور ان کی تہذیب ایک دن کے لئے باقی نہیں رہ سکتے۔ ترمیمی بلوں کی مخالفت میں ہندو لیڈر اور اخبارات جو کچھ کہہ رہے ہیں۔ اسے غور سے مطالعہ کریں تو آپ پر یہ حقیقت خود بخود واضح ہو جائے گی تو کیا بدھ مت کو میدان مقابلہ میں لایا جا سکتا ہے؟ افسوس اس کا جواب بھی نفی میں ہے۔ بدھ مت ایک پیچیدہ اور ناقابل فہم فلسفہ ہے اس کے سوا وہ اور کچھ نہیں۔ اس نے ہمیشہ راہب اور بھکشو پیدا کئے ہیں سرمایہ و محنت کی گتھی کو سلجھانا اس کے بس کی بات نہیں تو پھر سوال ہو سکتا ہے کہ آخر وہ کونسا مذہب ہے جو پورے اطمینان سے اشتراکیت کا چیلنج قبول کر سکتا ہے اس سوال کا واحد جواب "اسلام" ہے۔

یہ کوئی خوش فہمی یا حسن ظنی نہیں۔ بلکہ سورج کی طرح روشن حقیقت ہے جو واقعات کی شکل میں نظر آتی ہے ہر ایک شخص اپنے مذہب و عقیدہ کو اچھا کہتا ہے جادو بیانی اور منطق ہر ایک قوم کے اندر پائے جاتے ہیں جہاں تک مناظروں اور بحثوں کا تعلق ہے بہت سے ایسے غیر مسلم ہونگے جو اشتراکی نظام پر اپنے مذہب کی فوقیت ثابت کر دیں لیکن واقعات کی دنیا میں یہ سب عاجز اور ناکارہ ثابت ہو گئے آج [illegible]

حضرت امیر کی تحریک پر صدائے لبیک!

پانچ ہزار سپاہیوں کی بھرتی

اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہماری چھوٹی سی جماعت کو قربانی اور ایثار کا عدیم المثال جذبہ عطا فرمایا ہے حضرت امیر ایدہ اللہ نے تحریک فرمائی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کشف کے مصداق بننے کیلئے ضرورت ہے کہ ہم فوراً پانچ ہزار سپاہیوں کی فوج تیار کریں جو اس زمانہ کے دینی جہاد میں شریک ہو الحمد للہ اس تحریک پر ہر طرف سے لبیک کی صدائیں آ رہی ہیں۔ اور نہایت ہی قلیل عرصہ میں ایک ہزار کے قریب نام آ چکے ہیں۔ اللھم زد فزد

اس اعلان کے ذریعہ ان تمام جماعتوں اور احباب کی خدمت میں جنہوں نے تاحال اپنے نام دفتر میں ارسال نہیں کئے۔ مکرر یاد دہانی کرائی جاتی ہے کہ وہ جلد از جلد فہرستیں بھیجکر عند اللہ ماجور ہوں اور حضرت مسیح موعود کے کشف کے مصداق بننے کی سعادت حاصل کریں اور دوسرے رشتہ داروں کو بھی شمولیت کی تحریک کریں۔

(مسعود بیگ۔ اسسٹنٹ سیکرٹری)

پریشان مدبر و مفکر دلائل سے عاجز آ چکے ہیں وہ کوئی قابل عمل حل چاہتے ہیں ان کا مذہب سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ کوئی ایسا نظام مہیا کرے جس میں تمام انسانوں کے لئے انصاف کے ساتھ دولت پیدا کرنے کے مساوی مواقع ہوں۔ ان کے اس مطالبہ کو اسلام اور صرف اسلام پورا کر سکتا ہے اسلام نے تمام انسانوں کے پیدائشی حقوق برابر رکھے ہیں وہ ملکوں قوموں رنگوں اور نسلوں کی تفریق کا بالکل پابند و قائل نہیں اس نے سود کو حرام قرار دیکر سود خواری اور ساہوکارہ نظام کی رگ جان پر نشتر رکھ دیا ہے وہ دولتمندوں اور آسودہ حالوں کو مجبور کرتا ہے کہ غریبوں کے لئے زکوٰۃ کے نام سے ایک مقررہ رقم نکالیں۔ اس نے وراثت کے قوانین ایسے حکیمانہ رکھے ہیں کہ سرمایہ داری ذرہ برابر تکلیف دہ صورت اختیار ہی نہیں کر سکتی۔

اشتراکیت کے اصول انسانی فطرت کے سراسر خلاف ہیں [illegible] اور بنی نوع انسان کو ایک ہی سطح پر رکھنا چاہتی ہے اور اپنے اسی اصول کی وجہ سے بالآخر انسانی ترقیوں کو روک دیگی چونکہ وہ مذہب کی غیر منصفانہ ظالمانہ سرمایہ داری اور عیسائی پادریوں کے مذہبی مظالم کا ردعمل ہے اس لئے ترقی کر رہی ہے لیکن اس کی یہ ترقی زیادہ دیر تک جاری نہیں رہ سکتی۔ اس کے مقابل اسلام ہر ایک انسان کیلئے ترقی کے ذرائع مہیا کرتا ہے لیکن کسی کو جد و جہد کے ثمر شیریں حاصل کرنے سے نہیں روکتا وہ مساوات کا علمبردار اعظم ہے وہ ملک و قوم رنگ و نسل ہر قسم کی تفریق کو باطل قرار دیکر سب انسانوں کو میدان جد و جہد میں برابر کھڑا کر دیتا ہے کمزوروں کو سہارا بھی دیتا ہے طاقتوروں پر کچھ پابندی بھی عائد کرتا ہے اس کے بعد ان کو لیس للانسان الا ما سعیٰ کا حکم سناتا ہے اور اس نے اپنے ہر ایک اصول ہر ایک نظریہ اور ہر ایک حکم کو عملی جامہ پہنا کر دکھلایا ہے۔ اسلام کوئی تھیوری نہیں بلکہ فلاح و بہبود اور ترقی و سربلندی کا ایسا درس ہے جو اپنے اندر عمل کی صلاحیتیں بدرجہ اتم رکھتا ہے۔ یہ بات اور کسی مذہب میں نہیں۔ شاید کسی دل میں یہ وسوسہ پیدا ہو کہ بدھ مت بھی ذات پات کا قائل نہیں۔ اس نے بھی مساوات انسانی کا وعظ کہا ہے اس کے متعلق گذارش ہے کہ بدھ مت نے بھکشوؤں کی خانقاہوں میں شاید مساوات کا وعظ کہا ہو لیکن دنیاداروں کے اندر وہ مساوات قائم کرنے سے ہمیشہ عاجز رہا ہے۔ اسلام ہی کی شان اور اسی ہی کی خصوصیت ہے کہ اس نے صحن مسجد، میدان جنگ اور ایوان حکومت ہر جگہ مساوات انسانیت پرور نظارے دکھلائے ہیں۔

دنیا کے کروڑہا کروڑ بیقرار دل اور پریشان دماغ ایک چیز کی تلاش کر رہے ہیں وہ ایک نظام معاشرت کے لئے سرگرداں ہیں جو ان کو الحاد و دہریت کے تاریک غاروں میں پھینکے بغیر سرمایہ داری کی کشمکش دور کر دے ہاں وہ انہی چیزوں کے لئے بالکل انہی چیزوں کے لئے بے چین ہیں جن کو اسلام چودہ صدیوں سے پیش کر رہا ہے۔ افسوس ان لوگوں تک اسلام کا پیغام نہیں پہنچایا گیا۔ اسلام اور ان لوگوں کے درمیان لاعلمی، غلط فہمی، بدگمانی کے بہت سے تاریک پردے حائل ہیں کاش مسلمان اٹھیں اور اپنے جوش تبلیغ سے ان پردوں کو ہٹا دیں، چاک کر دیں اس طرح چند برسوں کے اندر دنیا کا نقشہ بدل سکتا ہے لیکن افسوس اسلام کی برتری و فضیلت کی طرح آجکل کے مسلمانوں کی غفلت و بے حسی بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے تحریک احمدیت کا مقصد وحید ہی ان تاریک پردوں کو ہٹا کر پیغام اسلام پہنچانا ہے لیکن فریب خوردہ و سادہ لوح مسلمان اس تحریک کو امداد دینے اور آگے بڑھانے کی بجائے اس کو برباد کرنے کے درپے ہو رہے ہیں لیکن آسمانوں کے فیصلے آخر زمین پر نافذ ہو کر رہینگے جس خدا نے کروڑوں دلوں کے اندر اسلام کی پیاس اور جستجو پیدا کر دی ہے۔ وہ ان کو اس آب حیات سے ضرور سیراب کریگا۔ احمدیت کا مشن انشاء اللہ پورا ہو کر رہیگا۔

بدری ناتھ ہندوؤں کا مشہور تیرتھ ہے وہ اس کی یاترا کو بہت بڑے ثواب کا موجب سمجھتے ہیں۔ چند روز ہوئے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ دو بنیوں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ رینگ رینگ کر بدری ناتھ کی یاترا کریں چنانچہ وہ رینگتے ہوئے دہلی سے روانہ بھی ہو گئے ہیں۔ دہلی سے بدری ناتھ کا فاصلہ ساڑھے پانچ سو میل ہے جس کو یہ عجیب و غریب جاتری تقریباً آٹھ ماہ کے عرصہ میں طے کرینگے انہوں نے روانہ ہونے سے قبل ایک اخبار کے نامہ نگار سے کہا کہ یاترا کرنے سے دیوی خوش ہوگی۔ اگر وہ راستہ میں مر گئے تو سیدھے سورگ (بہشت) میں جائیں گے توہم پرستی و جہالت بھی انسان کو [illegible]

جذبات کو کس قدر غلط راستے پر لگا کر برباد کرتی ہے۔

آج کل مغرب زدہ مرد و عورتوں کی طرف سے مخلوط تعلیم کی حمایت میں زبردست پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے ان کا ارشاد ہے کہ اس وقت تک ترقی ہو ہی نہیں سکتی۔ جب تک کہ نہ صرف پرائمری سکولوں کے اندر کم عمر لڑکے لڑکیاں بلکہ کالجوں کے اندر نوجوان طلبہ و طالبات میلو بہ پہلو اور شانہ بشانہ تعلیم حاصل نہ کریں۔ ان لوگوں نے اس طریقہ تعلیم کو ترقی کا اس قدر لازمی جزو قرار دے لیا ہے کہ بہت سی درسگاہوں نے مخلوط تعلیم کے جواز کا فتویٰ دے دیا ہے اور ایک حد تک یہ مسئلہ زیر غور ہے ان حالات میں یہ خبر قابل توجہ ہیں۔ انگلستان یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ نے تجربہ کے بعد دس برس سے زیادہ عمر کے لڑکے لڑکیوں کی مشترکہ تعلیم کو ممنوع قرار دیا ہے دوسرے برطانیہ کی پارلیمنٹ میں پیش کرنے کے لئے ایک بل مرتب کیا جا رہا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ برطانیہ کے اندر دس سال سے زیادہ عمر کے لڑکے لڑکیوں کے لئے کمروں میں علیحدہ علیحدہ کمرے مہیا کئے جائیں۔ کیونکہ ڈاکٹروں اور ماہرین تعلیم کی رائے ہے کہ دس سال کی عمر کے بعد بچوں کے جذبات پختہ ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور آئندہ نسلوں کی صحت و اخلاق کو مضر بنا سکتے ہیں یہ بات ضرور ملحوظ رکھنی چاہئے کی گئی ہے۔

گاندھی جی بھی مخلوط تعلیم کے حامی رہے ہیں۔ لیکن اب انہیں بھی اس کے نقائص کا احساس ہونے لگا ہے۔ مسز کلیش، نامور امریکن خاتون کی ایک آزاد خیال و مشہور خاتون ہیں وہ خواتین کانفرنس کراچی میں شرکت کے بعد دہلی پہنچیں اور گاندھی جی سے ملاقات کی۔ برتھ کنٹرول، مخلوط تعلیم وغیرہ کے متعلق تبادلہ خیالات ہوا۔ خاتون موصوفہ نے سوال کیا کہ:۔

"اگر لڑکوں اور لڑکیوں کو شروع سے اس وقت تک جبکہ وہ تعلیم سے فارغ ہوں ساتھ ساتھ تعلیم دی جائے تو آپ کا کیا خیال ہے کہ جنسی امتیازات کو دور کرنے میں اس سے مدد نہ ملیگی؟"

گاندھی جی نے اس کا جواب دیا کہ:۔

"میں قطعی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا کہ یہ تدبیر کامیاب ہوگی یا نہیں۔ مغربی دنیا میں تو وہ کامیاب ہوتی دکھائی نہیں دیتی۔ کچھ سال گزرے کہ میں نے خود اس تدبیر کو آزمایا تھا میں لڑکوں اور لڑکیوں کو ایک ہی برآمدہ میں سلاتا تھا۔ ان کے درمیان کوئی حجاب حائل نہ ہوتا تھا مسز گاندھی اور میں بھی اسی برآمدہ میں سوتے تھے۔ مجھے یاد رکھنا چاہیئے کہ اس سے ناپسندیدہ نتائج برآمد ہوئے"

اسلام وہ پہلا مذہب ہے جس نے عورتوں کو آزادی و حقوق کی نعمت دی۔ اسلام سے قبل عورت غلام تھی اس نے اس کی غلامی کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے حقوق پامال کئے جا رہے تھے۔ اسلام نے اس کے پورا پورا تحفظ کر دیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی مردوں عورتوں کے بے حجابہ و مخلوط اجتماعات کو رد کر دیا۔ غور کیجئے کہ اس کا یہ فعل کس قدر حکیمانہ اور اخلاق پرور ہے۔ دنیا کو بالآخر ان اسلامی احکام و قوانین کا پابند ہونا پڑیگا یا پھر وہ انسانی عصمت کی نعمتوں سے محروم ہو بیٹھیگی۔

کچھ عرصہ سے احراریوں نے قادیان میں اڈا جما رکھا ہے۔ جس کا مقصد محض شرارت و فساد ہے نام نہاد تبلیغی کانفرنس کے بعد ان کے حوصلے بہت بڑھ گئے ہیں۔ قادیان اور اس کے نواح میں ان امن دشمن لوگوں کی شرانگیزیاں روز بروز بڑھتی چلی جا رہی ہیں قادیانی اخبارات اور دوسرے ذرائع سے ہمیں جو حالات معلوم ہوئے ہیں، ان کی بنا پر کہا جا سکتا ہے۔ قادیان کے احراریوں کی حرکتیں اب صبر و ضبط کی حد سے آگے بڑھ چکی ہیں اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو اس کا نتیجہ امن سوزی اور فساد کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا ہر ایک شریف آدمی احراریوں کی ان سرگرمیوں پر نفرین کرے گا۔

"الفضل" مورخہ ۔۔۔ جنوری کے "الفضل" میں جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے ناظر اعلیٰ جماعت قادیان کا ایک مضمون شائع ہوا جس میں موصوف نے مندرجہ ذیل الفاظ میں مسلمانوں سے اپیل کی ہے

"میں اس موقعہ پر شریف مسلمانوں سے بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ احراری اسلام کے سیاسی اتحاد کو توڑنا چاہتے ہیں اور ان کا قادیان پر حملہ اسلام کے جسم میں چھرا گھونپنے کے مترادف ہے آپ کوشش کریں کہ اپنی خاطر پیارے اسلام کی خاطر، ہماری خاطر کہ یہ انگیخت قسم کا جہاد ہمارے خلاف بند کر دیا جائے ورنہ اسلام جیسا کہ مذہبی رنگ میں ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہے۔ سیاسی رنگ میں بھی مسلمانوں کے کئی فرقے ہو جائیں گے اور بعد میں افسوس کرنے اور ہاتھ ملنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔"

ہم سیال صاحب کی اپیل کی پرزور تائید کرتے ہوئے خود ان سے اور ان کی جماعت سے بھی ایک اپیل کرنا چاہتے ہیں "اسلام کا سیاسی اتحاد ضروری ہے" لیکن اس سے بہت زیادہ ضروری مسلمانوں کا مذہبی افتراق دور کرنا ہے جس کی واحد صورت یہ ہے کہ تکفیر المسلمین کے مکروہ و دلخراش حربہ کے استعمال سے توبہ کر لی جائے اور ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھا جائے احراری قادیان میں جو کچھ کر رہے ہیں وہ سیال صاحب کے الفاظ میں "اسلام کے پیٹ میں چھرا گھونپنے کے مترادف ہے"۔ لیکن تکفیر کی لعنت مسلمانوں کی رگ جان پر نشتر چلانے اور اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کے مترادف ہے افسوس بدنصیبی سے جماعت قادیان قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود کی تعلیمات کے ۔۔۔۔ برعکس تکفیر المسلمین کے نقصان رساں فعل کی وسیع پیمانہ پر مرتکب ہو رہی ہے ہم اسلام اور احمدیت کے نام پر اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس خلاف اسلام فعل کو چھوڑ دے کیا سیال صاحب کا ضمیر محسوس نہیں کر رہا کہ جن شریف مسلمانوں سے انہوں نے اسلام کے مقدس نام پر اپیل کی ہے۔ قادیانی عقیدہ کی رو سے وہ کافر ہیں گستاخی معاف دل میں کافر سمجھنا اور زبان سے شریف مسلمان کہنا شرافت و دیانت کے خلاف ہے۔

---

۴۴ اسلام انجام دی ہیں جن کا اوپر مختصر ذکر ہوا ہے کسی قسم کی بدظنی پھیلانا کہاں تک جائز ہے اس جماعت کی کمزوری خدمت اسلام کو ضعف پہنچاتا ہے اس جماعت کی تقویت خدمت اسلام کو تقویت پہنچاتا ہے۔ ہمارے بار بار اعلانات کے باوجود ہمارے خلاف برادران اسلام میں پروپیگنڈا کرنا اسلام سے دوستی نہیں۔ بلکہ دشمنی ہے اور ہر ایسا کرنے والا خواہ وہ مولوی ہو یا اور کوئی اہل غرض۔ خدا اور اس کے رسول کے نزدیک جوابدہ ہوگا۔

(سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (شاخ لاہور) دہلی

تحریک احمدیت

کے متعلق ایک حقیقت کا اعلان

کچھ عرصہ ہوا کہ جماعت دہلی نے مندرجہ ذیل مضمون کا پوسٹر شائع کیا تھا جیکا دہلی اور اس کے نواح میں نہایت اچھا اثر ہوا (افقار مدیر)

احمدیہ جماعت لاہور سب سے پہلی جماعت ہے جس نے قادیانیت کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔

جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد اہل سنت والجماعت کے عقائد ہیں جن میں سے دو بنیادی عقائد یہ ہیں:۔

(۱) حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوے نبوت کفر ہے

(۲) ہر ایک کلمہ گو مسلمان ہے۔ خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو

جماعت احمدیہ لاہور کی خدمات اسلام

(۱) ۔ مغربی ممالک میں تبلیغ اسلام کا اقدام جو ایک تاریخی کارنامہ ہے

(۲) ۔ انگلستان میں اشاعت اسلام کے لئے مشن جس سے سینکڑوں انگریز حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

(۳) ۔ برلن دارالخلافہ جرمنی میں ڈیڑھ لاکھ روپے کے صرف کثیر سے ایک عالیشان مسجد کی تعمیر

(۴) ۔ برلن میں اشاعت اسلام کے لئے مشن کا قیام جس پر ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار خرچ کیا جاتا ہے

(۵) انگریزی میں قرآن کریم کا اسلامی نقطہ نگاہ سے ترجمہ سب سے اول اس جماعت نے شائع کیا جس سے ہزارہا غیر مسلموں اور خود تعلیمیافتہ مسلمانوں کے قلوب میں اسلام کا وقار پیدا ہوا۔

(۶) ڈچ یعنی ملک ہالینڈ کی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع کیا۔

(۷) جرمن زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ تیار کیا جو عنقریب شائع ہونیوالا ہے

(۸) ۔ انگریزی ڈچ اور جرمن میں سیرت نبی کریم پر کتابیں اور دوسرا اسلامی لٹریچر کثرت سے شائع کیا۔ جس نے مغربی ممالک کے تخیل میں اسلام کے متعلق ایک انقلاب پیدا کیا۔

(۹) تحریک شدھی کے بالمقابل یہ جماعت سینہ سپر رہی۔

(۱۰)۔ ہزارہا اچھوتوں کو نور اسلام سے منور کیا۔

بانی سلسلہ احمدیہ پر یہ بہتان ہے کہ انہوں نے نبوت کا دعوے کیا۔ آپ فرماتے ہیں "ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں"

(مجموعہ اشتہارات صفحہ ۲۲۴)

"میں سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلعم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں" (اشتہار ۲ر اکتوبر ۱۸۹۱ء)

"جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں" (تقریر واجب الاعلان بمقام دہلی)

"مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعوے کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں۔ اور کافروں کی جماعت سے جاملوں"

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۷۹)

"کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعوے کرتا ہے۔ قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے۔ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلعم کے بعد رسول اور نبی ہوں"

(انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۲۷)

ہم برادران اسلام کی اسلامی انصاف پسندی سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ کیا ایسی جماعت کے خلاف جو محض خدمت اسلام کے لئے کھڑی ہوئی ہے اور جس کے وہ صحیح عقائد ہیں۔ جو اوپر بیان ہو چکے۔ اور جس نے وہ شاندار خدمات ۴۴

مقاصد اسلام پر مسز سروجنی نائیڈو کی تقریر

اسلام کے حضور ہندو مذہب کا خراجِ تحسین

حیدرآباد دکن سے ہمارے ایک دوست نے بلبلِ ہند مسز سروجنی نیڈو کی ایک مطبوعہ تقریر بھیجی ہے۔ جو موصوفہ نے مقاصد اسلام کے موضوع پر کلکتہ میں فرمائی تھی۔ اس کے ضروری حصہ کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ مقررہ کے الفاظ میں یہ ایک خراجِ تحسین ہے جو انہوں نے اپنے مذہب (ہندو دھرم) کی طرف سے اسلام کے حضور میں پیش کیا ہے۔ (مدیر)

حضرات! آپ میری پست آواز کو معاف فرمائیں۔ اس کو کیا کروں کہ میں ایک عورت ہوں۔ اور زنانہ آواز پائی ہے۔ آپ لوگوں کو میری اس جرأت پر حیرت ہوگی کہ میں ایک غیر مسلم عورت اور اسلام کے مقاصد عالیہ پر تقریر کرنے کھڑی ہوئی ہوں۔ دراصل میری یہ تقریر ایک خراجِ تحسین ہے جو میں اپنے مذہب (ہندو) کی طرف سے دینِ اسلام کی نذر کرتی ہوں۔

حضرات! مقاصدِ حیات اور رازِ ہستی کو مختلف اقوام نے مختلف عنوان سے حل اور تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ یونانیوں کی قومی خصوصیت تھی۔ علم و دانش۔ رومیوں کی سیاست و سطوت، ایرانیوں کی شان و شوکت۔ ہندوؤں کی فلسفہ اور تصوف۔ اسلام کی خصوصیات کیا ہیں؟ مشرق سے مغرب تک پہاڑوں، ریگستانوں اور سمندروں میں اس کی فتوحات کا راز کیا ہے؟ دوسرے لفظوں میں اسلام کیا پیغام لیکر آیا ہے۔ اسلام دنیا کو اعلیٰ ترین قسم کی جمہوریت کا سبق پڑھانے آیا ہے۔ اسلام اس مساوات کی تعلیم کرنے آیا ہے کہ شاہ و گدا کی تمیز باقی نہ رہے۔ اس تعلیم کی بدولت اسلام کو تمام ادیانِ باطل سے ممتاز و ارفع و اعلیٰ رتبہ حاصل ہے۔ خود ہمارا مذہب بھی انہیں عام ادیان میں داخل ہے جس نے خاص خاص ذاتوں کے لئے آزادی کو مخصوص کر رکھا ہے۔ اور نیچ ذاتوں کو دائمی غلامی کا طوق پہنا رکھا ہے۔ عورتوں کو جو رتبہ اسلام نے بخشا، عورتوں کی نہ صرف ہستی بلکہ اہمیت تسلیم کی ہے۔ اور تمام شہری حقوقِ انہیں عطا کئے ہیں۔

اسلام کی جمہوریت و حریت آج سبق لینے کے لائق ہے جمہوریت میں سیاسی معنوں میں نہیں کہتی بلکہ عام معنوں میں بلاتخصیص۔ اسلام نے جب ہسپانیہ میں قدم رکھا تو ملکی عیسائیوں کو اُن کے دماغی، مذہبی اور روحانی اثر سے محروم نہ کیا۔ مفتوحین کو ہر قسم کی آزادی دی۔ عرب فوج یلغار کرتی ہوئی فرانس کے دروازے پر پہنچی تھی تو کیوں؟ کس لئے؟ فتح و ظفر ملک و دولت کی غرض سے نہیں۔ ملک گیری اسلام کا عارضی مقصد رہا ہے۔ اس کا اصلی مقصد حریت و آزادی کی اشاعت عمومی اور غلامی کا استیصال ہے۔ آج کل ہم ملکی طاقت کے لئے مرتے ہیں۔ علاقوں اور زمینوں کا رونا روتے ہیں۔ مگر اسلام کا مطمحِ نظر کوئی صوبہ یا خطہ نہ تھا۔ بلکہ اس کا مقصد ساری دنیا کی نجات تھا مسلم داعی یہی دھن لے کر ملکوں ملکوں مارے پھرتے تھے۔ کیا مسیحی مشنری ہندوستان میں صرف تبلیغ مذہب کا مقصد لے کر آتے ہیں؟ عربوں نے صرف ملک اور زمینیں فتح نہیں کیں بلکہ دل و دماغ فتح کئے ہیں۔ انہوں نے قوموں کے لٹریچر اور خیالات کو متاثر کیا ہے۔ زبان فارسی کو اس قدر شیریں، نازک اور لطیف اور خوبصورت کس نے بنایا؟ اسی آریائی اور سامی اختلاط و امتزاج نے۔ انہیں عربوں کے فیضان نے فارسی کو حافظ و خسرو جیسے شعرا کی دولت بخشی۔ مسلمان ہی تھے جو ہمارے وہم و خواب (فلسفہ) کو حقیقت کا جامہ پہنایا۔ اور ہمارے افکار و تخیلاتِ خالیہ میں حرکت و جان تم ہی نے

ڈالی۔ آؤ ہم ناگوار تاریخی شکوہ و شکایت کو دلوں سے محو کر دیں۔ برائیاں بھلا دیں۔ اور اُن احسانات کو یاد کریں جو اسلام نے ہماری زبان اور ہمارے لٹریچر کے ساتھ کئے ہیں۔ اسلام نے ہمیں ایک ایسی پیاری زبان اردو بخشی ہے جو ہندو مسلم اتحاد کی ایک غیر فانی یادگار ہے۔ ہندوستان کے جس حصے میں چلے جاؤ تم قومی اتحاد کی یہ یادگار کسی نہ کسی حالت میں ضرور پاؤ گے۔

یہ پین اسلامزم (عالمگیر اسلامی اتحاد) کیا ہے؟ میں یہ لفظ سیاسی معنوں میں استعمال نہیں کرتی۔ بلکہ معاشرتی اور جماعتی مفہوم میں یہ وہ عنصر ہے جو اسلامی زندگی کا جزو لاینفک ہے۔ انگلستان جاؤ تو دیکھو گے کہ ہندی، مصری، شامی، رومی، ترک، بربری، طرابلسی، مراکشی، تاتاری، ایرانی اور چینی غرض مختلف الالوان اقوام مختلف حصص عالم کے باشندے ایک مشترک رشتے میں محکم بندھے ہیں۔ اس اخوت و اتحادِ مذہبی نے اسلام کی روح برقرار رکھی ہے۔ یہ وہ زندگی ہے جسے کبھی موت نہیں۔ یوروپ کو جس بین الاقوامی اتحاد کی ضرورت آج محسوس ہو رہی ہے اس کا فیصلہ آج سے تیرہ سو برس پہلے رسولِ عربی (صلعم) نے فرمایا ہے اور وہ عالمگیر اتحاد کی بنیاد ڈال گئے ہیں۔ حج کیا ہے؟ یہ وہ سفر ہے جس کی منزلِ مقصود سے زیادہ اہم اس کی راہ ہے بقول راسخ عظیم آبادی

> کعبہ کہتے ہیں جسے سر راہ ہے منزل نہیں

حج سے مقصود ہے مسلمانانِ عالم کے تعلقات باہمی کا قیام تبادلہ خیالات، اختلاط۔ اتحاد۔ اخوت۔ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کے معنی یہ نہیں کہ کعبہ میں خدا بیٹھا ہے بلکہ اس سے تم سب کو ایک مرکز پر مجتمع و متوجہ رکھنا مقصود ہے۔

روزہ کا راز کیا ہے؟ خدا کی ذات بھوک اور غذا سے پاک ہے۔ اسے کسی کے بھوکے رہنے سے کوئی مزہ نہیں آتا۔ بلکہ مدعا یہ ہے کہ بندے ایک مدت کے لئے اپنے مالک کی یاد اور اس کے جمال و کمال کے احسان میں خود کو ایسا مٹا دیں کہ وہ بھوک پیاس کو بھی بھول جائیں۔

زکوٰۃ اور صدقہ کی غایت کیا ہے؟ تمہیں احسان و کرم کی تربیت کر کے روحانی مسرت بخشنا وہ خالص مسرت اور لذت جو مالی قربانی سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ مسرت اس قدر لطیف جذبہ ہے جس کا تعلق صرف حس سے ہے جسے آپ سب جانتے ہیں اور لفظوں میں ادا نہیں کی جاسکتی۔ صدقہ و خیرات بلاشبہ بے حد عمدہ صفت ہیں۔

محمد رسول اللہ صلعم کی یہ تعلیمات اور قوانین وہ ہیں جو ہر ملک ہر زمانہ اور ہر شعبہ زندگی کے لئے مناسب حال ہیں۔ آپ لوگوں نے اپنے "السلام علیکم" کی حقیقت اور فلسفہ پر بھی غور کیا ہے؟ یہ اسلامی برادری کے حق کا اعلان و اظہار ہے یہ تو ایک فقرہ اشارہ ہے۔ جو ایک اجنبی شخص کو مشارا حصہ دار بنا دیتا ہے جو اس لفظ سے اجنبی شخص تمہاری رعایت برادرانہ کا حقدار بن جاتا ہے۔

افسوس کہ آج مسلمانانِ ہند اپنی اس فیاضی کو بھول بیٹھے ہیں جو کہ ایک وقت میں وہ دنیا پر مبذول کر چکے ہیں۔ انہوں نے اسلامی تعلیمات اور فرض تبلیغ و حریت و مساوات کو دلوں سے فراموش کر دیا ہے۔ انہوں نے خود مسلمانوں کے ایک حصہ کثیر (عوام الناس) کو ان کے خلقی حقوق سے محروم کر دیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اب دور انقلاب شروع ہوگیا ہے۔ بیداری پیدا ہوگئی ہے۔

آپ حضرات جانتے ہیں کہ آپ نے دنیا میں علوم و فنون کی کیا کیا خدمات جلیلہ کی ہیں۔ اخلاق، مردانگی، دلیری اور فیاضی ہمیشہ سے مسلمانوں کی قومی خصوصیات رہی ہیں۔ انہوں نے اشاعت علوم میں کبھی ہم ہندوؤں کی طرح بخل روا نہیں رکھا۔ یہ ہمیشہ بنی نوع انسان کی تعلیم و تربیت کی فکر میں رہے۔ لہذا مسلمانو! تم اپنے بیٹوں سے وہ دولت دریغ نہ رکھو۔ جو تم نے اپنے باپوں سے ترکہ میں پائی ہے۔

پشاور میں سُود خواری کے کرشمے

پچھلے دنوں ہندو اخبارات رو پیٹ رہے تھے کہ پنجاب کی طرح اب صوبہ سرحد کی کونسل میں بھی ایک ساہوکارہ بل پیش ہونے والا ہے اور اب مہاجنی کاروبار کا مستقبل صوبہ سرحد میں بھی تاریک نظر آتا ہے ہندو اخباروں کا یہ رونا پیٹنا بالکل بجا ہے اس لئے کہ سودی قرضوں کے ذریعے سے ان کے بھائی بند اس قدر زیادہ کماتے ہیں کہ دنیا بھر میں اور کسی کاروبار میں اتنی بیافت نہیں۔ مثال کے طور پر ایک تازہ مقدمے کا حال سن لیجئے ۱۹۲۱ء میں پشاور کے ایک مہاجن نے ایک مسلمان تاجر کی جائداد رہن رکھ کر اسے دس ہزار روپیہ ایک پیسہ سینکڑہ ماہوار سود پر قرض دیا۔ ۱۹۳۱ء تک یعنی دس سال کے اندر ساہوکار مقروض سے تین ہزار تین سو روپیہ وصول کر چکا تھا۔ ۱۹۳۲ء میں اس ساہوکار نے مزید تیرہ ہزار روپیہ بابت اصل زر مع سود کا مقروض پر دعوےٰ دائر کر دیا۔

اب مقروض نے اپنی جائداد پھر رہن رکھی اور ساہوکار کو آٹھ ہزار روپیہ اور دیدیا گویا کل بائیس ہزار ادا کیا لیکن ساہوکار صاحب اس پر بھی مطمئن نہ ہوئے اور انہوں نے مزید پانچ ہزار مع آئندہ سود کا مطالبہ کیا۔ خان بہادر محمد ناصر خاں سینیئر سب جج پشاور نے قرار دیا کہ فریقین کے درمیان یہ معاملہ بالکل ناواجب تھا اور مشخواہ اصل زر کی نسبت دگنی سے زیادہ رقم وصول کر چکا ہے اس لئے ساہوکار کا دعوےٰ معہ خرچ کے خارج کیا جاتا ہے۔

اسی قسم کے بلکہ اس سے بھی زیادہ درد انگیز واقعات ہیں جن کی وجہ سے صوبہ سرحد میں بھی ایک خاص قانون کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی ہے۔ (انقلاب)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیرایدہ اللہ تعالےٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ آج کل ''پانچہزار سپاہی'' والی تحریک کی طرف حضرت ممدوح کی خاص توجہ ہے۔

— جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے صاحبزادے مرزا عبدالرحمان بیگ صاحب جنہوں نے چار سال جمالپور ریلوے کالج میں ٹریننگ حاصل کی تھی۔ ان کو مزید تعلیم کے لئے ولایت بھیجنے کا معاملہ ریلوے بورڈ کے زیرِ غور تھا۔ الحمدللہ بورڈ نے انہیں مزید تعلیم کے لئے ولایت جانے کی اجازت دیدی ہے۔ وہ غالباً ماہ فروری کے آخری ہفتے میں دو سال کے لئے ولایت تشریف لے جائیں گے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بخیریت وہاں لے جائے اور کامیاب واپس لائے۔ اس کامیابی پر ہم جناب مرزا صاحب ممدوح کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ انشاء اللہ یہ کامیابی مرزا عبدالرحمٰن بیگ صاحب کی آئندہ ترقیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔

— پیش نظر اشاعت کے صفحہ ۲ اور صفحہ ۱۶ پر جو اعلانات "قادیان کے سرکردہ لوگوں سے اپیل" اور "احمدیت کے اصولوں پر محققانہ تبصرہ" کے عنوانوں سے شائع ہوئے ہیں ان کو پوسٹروں کی شکل میں بھی چھپوایا گیا ہے۔ تمام احباب اور جماعتیں اپنی اپنی ضرورت کے مطابق منگوالیں۔

— پیغام صلح کے چندوں کے متعلق جدید انتظام تجویز ہوا ہے جس کے متعلق مفصل اعلان صفحہ اول پر کیا جا رہا ہے۔ پیغام صلح کے تمام خریدار، بیرونی جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان اور مبلغین و محصلین اسے بغور مطالعہ فرمالیں۔

— ایک صاحب جو سلسلہ احمدیہ میں شامل نہیں ہیں لیکن اس سے محبت رکھتے ہیں بعض مشکلات میں مبتلا ہیں اور وابستگان سلسلہ سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ تمام احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات دور فرمائے اور یہ بھی دعا کریں کہ وہ انہیں قبول حق کی توفیق عطا فرمائے۔

— ہمارے ایک غیر از جماعت دوست جناب شیخ معزالدین صاحب ریلوے [illegible] بخار شدید علیل ہے تمام احباب عزیز مذکور کی [illegible] درد دل سے دعا کریں۔

— لائل پور سے شیخ [illegible] صاحب آڑھتی کی معرفت مبلغ تیس روپیہ [illegible] میاں سلطان محمود صاحب مرحوم جو انہوں نے پانچ روپے فی ماہ کا اشاعت اسلام میں دینے کے لئے کی تھی موصول ہوئے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور اس کے فرزندوں کو دین و دنیا میں کامیاب کرے۔

بروں کی ضرورت

(۱) ایک نوجوان سیدزادی کے لئے جو محکمہ ریلوے میں ایک ذمہ داری کے عہدہ پر متعین ہیں اور ساڑھے تین صد روپیہ ماہوار تنخواہ پاتے ہیں ایک سید رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکا نیک اور برسرروزگار ہونا چاہیئے (۲) ایک سنی لڑکی کے لئے جس کے والد صاحب باحیثیت اور معزز طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں ایک نیک اور برسرروزگار رشتہ کی ضرورت ہے۔

(درخواستیں بنام جائنٹ سیکرٹری)

خبریں

ہندوستان

— جھانسی ۲۹ رجنوری۔ خان بہادر قمرالدین عبدالرحیم صاحب مرحوم بیس سال سے زیادہ آنریری مجسٹریٹی کے فرائض ادا کرتے رہے۔ اپنی زندگی میں ہی انہوں نے حکومت سے التجا کی تھی کہ جس کرسی پر بیٹھ کر انہوں نے ۲۰ سال تک عدالت کی تھی۔ مرنے کے بعد انہیں اسی کرسی کے نیچے دفن کیا جائے۔ چند روز ہوئے ان کی موت واقعہ ہوگئی۔ انہیں حسب وصیت ان کے کمرہ عدالت میں ان کی کرسی کے نیچے دفن کردیا گیا۔

— مہاراجہ کشمیر نے کرنل کالون وزیراعظم ریاست کی میعاد ملازمت میں ایک سال کی توسیع کردی ہے۔

— صوبہ سرحد کا مشہور ڈاکو کریم پولیس سے مقابلہ کرتا ہوا مارا گیا۔

— کپورتھلہ ۲۹ رجنوری۔ مہاراجہ بہادر نے سرعبدالحمید سابق وزیراعظم کی جائداد کے متعلق جو حکم دیا تھا۔ کہ وہ اسے نہ رہن کرسکتے ہیں اور نہ انہیں فروخت کرنے کا حق حاصل ہے۔ وہ اب منسوخ کردیا گیا ہے۔

— نئی دہلی ۳۱ رجنوری۔ اسمبلی کے ڈپٹی پریذیڈنٹ کا انتخاب ۵ رفروری کو عمل میں آئے گا۔

— گذشتہ ہفتہ اسمبلی میں قانون معدنیات کی ترمیم کا بل حکومت کی طرف سے پیش کیا گیا۔ تو ایوان نے اس کے متعلق ایک سلیکٹ کمیٹی مقرر کرنے کا فیصلہ کیا۔

— کرنل فشر ریاست کپورتھلہ کے نئے وزیراعظم کپورتھلہ پہنچ گئے ہیں۔

— اس امر کا فیصلہ ہوگیا ہے کہ ریاستہائے مدراس کے موجودہ ایجنٹ گورنر جنرل لفٹننٹ کرنل، ڈی، ایم فیلڈ کو ریاست جودھپور کا آئندہ چیف منسٹر مقرر کیا جائے۔

— گذشتہ ہفتہ دہلی میں وحشی جانوروں کے تحفظ کے متعلق ایک کانفرنس سرفضل حسین کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں ہندوستان کے تمام حصوں کے نمائندے شریک تھے۔

— کپورتھلہ ۲۹ رجنوری۔ کل چودھری عبدالعزیز بیگووالیہ اور ریاست کے دیگر سیاسی قیدی مہاراجہ بہادر کے حکم کے مطابق رہا کردیئے گئے۔ چودھری صاحب موصوف کو ریاست کی عدالت سشن سے ریاست کے خلاف بغاوت اور جماعتی منافرت پھیلانے کے جرم میں پانچ سال قید سخت اور پانچ ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی تھی۔

— گذشتہ دنوں ریاست کوٹہ پور کے موضع اجرامیں جو مسلمانوں کا بے دردانہ قتل عام ہوا تھا اس کی تحقیقات کے لئے ریاست نے ایک کمیشن کے تقرر کا اعلان کیا ہے۔

— گذشتہ ہفتہ پنجاب کے اکثر مقامات پر جو بارش ہوئی۔ اس کی وجہ سے گندم کا نرخ تقریباً تمام منڈیوں میں گر گیا ہے۔

— لاہور ۳۱ رجنوری۔ آج لاہور ہائیکورٹ سے پالا شاہ کے قاتل محمد صدیق کی اپیل خارج ہوگئی محمد صدیق نے پالا شاہ کو اسلئے قتل کردیا تھا کہ اس نے حضرت پیغمبر اسلامؐ کی شان میں توہین آمیز کلمات کہے تھے عدالت سشن نے محمد صدیق کو سزائے موت دی تھی فاضل جج نے اپنے فیصلہ میں کہا کہ اگر کوئی شخص مذہب کے نام پر قتل کرے تو اسے پھانسی نہ دی جائے یہ نظریہ قانوناً غلط اور اصولاً خطرناک ہے؟

ممالک خارجہ

— بروسلز ۳۱ رجنوری۔ بلجیم اور روس کے تعلقات کشیدہ ہو رہے ہیں وزیرخارجہ بلجیم نے پارلیمنٹ میں اعلان کیا ہے کہ ہم اپنے دارالحکومت میں پروپیگنڈا کے لئے بالشویکوں کا محکمہ دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ چونکہ روس نے بلجیم کے صنعتی و تجارتی اغراض کو تباہ کیا ہے اس لئے اس نے مجلس اقوام میں سویٹ کے داخلہ کے حق میں رائے دینے سے اجتناب کیا تھا۔

— کولمبو ۳۱ رجنوری۔ چینی مسلمانوں کا ایک گروہ جس میں ۸ عورتیں اور چند بچے بھی شامل ہیں حج کی نیت سے آج کولمبو سے گذرا۔

— بعض غیر مصدقہ خبریں مظہر ہیں کہ مانچوکو کی مغربی سرحد پر جاپان اور روس کی فوجوں میں جنگ شروع ہوگئی ہے۔

— امسال افغانستان میں شدید سردی پڑی جس کی مثال گذشتہ پچاس ساٹھ سال میں نہیں ملتی۔ کابل کا درجہ حرارت ماسکو سے بھی کم تھا۔ صرف دارالحکومت میں شدت سرما کی وجہ سے پچیس آدمی مرگئے اب موسم رفتہ رفتہ اعتدال پر آرہا ہے۔

— وائنا ۳۱ رجنوری۔ پرسوں شہزادہ شارہمبرگ وائس چانسلر آسٹریا کو قتل کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن موصوف بال بال بچ گئے آپ کی خالی کار جس پر نشان لہرا رہا تھا کہیں باہر سے وائنا کو آرہی تھی۔ اس پر حملہ آوروں نے گولیوں کی بارش کردی۔ آپ اس کار میں موجود نہ تھے آسٹرین حکومت کا ایک سرکردہ افسر موجود تھا۔ وہ شدید زخمی ہوا ہے دو اشتراکیوں کو شبہ میں گرفتار کرلیا گیا ہے

— گذشتہ ہفتہ تاجدار عراق نے عراق کی جدید پارلیمنٹ کا افتتاح کرتے ہوئے اس امر کا اظہار کیا کہ عراقی قوم کے نمائندے ملت کے مقاصد کی تکمیل کے لئے کابینہ وزارت سے پورا تعاون کریں گے۔

— رومانیہ میں انفلوئنزا کی وبا شدید طور پر پھیلی ہوئی ہے

— الجزائر ۳ رجنوری۔ چند روز ہوئے صحرائے اعظم کے نخلستان بوسعدہ میں برفباری ہوئی جو اس لحاظ سے خاص طور پر اہم ہے کہ یہ وہ علاقہ ہے جہاں عام طور پر انتہا درجہ کی گرمی پڑا کرتی ہے۔

— مکہ معظمہ کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ مختلف ممالک سے حاجی کثیر تعداد میں آرہے ہیں امید ہے امسال حج نہایت بارونق ہوگا

— آجکل عربی ممالک کے اخبارات ایک آل عرب کانفرنس کے انعقاد کی ضرورت کا شدید طور پر اظہار کررہے ہیں۔

— لندن ۳۰ رجنوری۔ موجودہ پروگرام کے مطابق دارالعوام میں انڈیا بل پر کی دوسری خواندگی کے موقعہ پر ۶ ر، ۷ ر اور ۱۱ رفروری کو تین روز بحث ہوگی۔

— کابل کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ ایران و افغانستان کے سرحدی تنازعہ کے متعلق جرنیل فخرالدین پاشا کی زیرقیادت جو کمیشن مقرر ہوا تھا وہ کچھ عرصہ سے اس تنازعہ کے متعلق تحقیقات میں مصروف رہا کمیشن نے اپنا تحقیقاتی کام مکمل کرلیا ہے۔ جرنیل فخرالدین پاشا ۸ رجنوری کو انگورہ تشریف لیگئے ہیں موصوف نزاع مذکور کے متعلق اپنے فیصلہ کا اعلان عنقریب انگورہ میں کردیں گے۔

— حکومت ایران نے اعلان کیا ہے کہ اس کے ملک اور قوم کیلئے "پرشیا" اور "پرشین" کی بجائے "ایران" اور "ایرانی" کے الفاظ استعمال کئے جائیں۔

حضرت مسیح موعودؑ
پر حضرت عیسیٰؑ کی توہین کے اتہامات کی تردید

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹی)

معترضین احمدیت سے شکوہ

اخبار زمیندار مورخہ ۱۱ر جنوری ۳۵ء کے صفحہ اول پر ہمارے مکرم دوست شیخ عبدالقادر صاحب بیرسٹرایٹ لاء سیالکوٹ[1] کا ایک مضمون بعنوان "حضرت مسیح اور مریم صدیقہ کے ناموس پر متنبی قادیان کے شوخ چشمانہ حملے" "گالیاں خود دیں اور منسوب انجیل سے کریں" ہمارے مطالعہ سے گذرا ہمیں جناب شیخ صاحب سے دیرینہ نیاز حاصل ہے اور ہمیں اچھی طرح سے علم ہے کہ ولادت مسیح علیہ السلام کے متعلق شیخ صاحب موصوف کا اپنا عقیدہ کیا ہے۔ اصلی زیر بحث مضمون کو پڑھ کر ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ بے شک ممدوح کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ حضرت مرزا صاحب یا آپ کی دونوں جماعتوں کے ساتھ کسی مسئلہ میں اختلاف کریں مگر ساتھ اس کے یہ بھی عرض ہے کہ جس مسئلہ کی تحقیق کے لئے آپ نے قلم اٹھایا ہے۔ اس کی نسبت اگر اپنا مسلک بھی ظاہر فرما دیتے تو نہایت انسب اور موزون ہوتا ہمیں اپنے معترضین سے زیادہ شکوہ اس بات کا ہی ہے کہ وہ ہماری مخالفت میں تو ایڑی چوٹی کا زور صرف کر دیتے ہیں مگر اپنے عقیدہ کا اظہار نہیں کرتے۔

منشی ظفر علی صاحب کا طرز عمل

مثال کے طور پر مولوی ظفر علی خان کو ہی لے لیجئے۔ وہ معجزات ملائکہ اور معراج جسمانی وغیرہ مسائل میں اہلسنت والجماعت کے ساتھ بھی اتفاق نہیں رکھتے۔ باوجود اس کے انہیں مسائل کے متعلق جب احمدیوں کے برخلاف قلم اٹھاتے ہیں تو انہیں ننگ مد کچھ یاد نہیں رہتا۔ عرصہ ہوا محمڈن ہال میں مسئلہ معراج کے متعلق انہوں نے لیکچر دینا چاہا چنانچہ دوران لیکچر میں معراج جسمانی کے خلاف بڑے شد و مد کے ساتھ دلائل بیان فرما رہے تھے کہ اس پر مسلمانوں میں لیکچرار کے خلاف مخالفت کی ایک لہر اٹھی۔ سامعین کی طرف سے نفرت اور حقارت کے جذبات کا اظہار ہوا اور مجبوراً لیکچر بند کرنا پڑا۔

اپنا عقیدہ ظاہر نہ کرنے کی مصلحت

اور ہم بڑی اچھی طرح سے سمجھتے ہیں کہ مولوی صاحب کی اسی وقت تک خیر ہے جب تک انہوں نے اپنے اعتقادات کو اپنے صحن سینہ میں بند رکھا ہوا ہے جس روز انہوں نے اپنے خیالات مذہبی کا پبلک کے سامنے اظہار کیا۔ اسی دن ہر کہ و مہ مسلمانوں کی لیڈری کی حقیقت معلوم ہو جائیگی جن لوگوں نے ابتدا سے اخبار "زمیندار" کا مطالعہ کیا ہے ان کو اس بات کا اچھی طرح سے علم ہے کہ مولوی صاحب مذکور ہمیشہ دوسروں کی پگڑیاں اچھالنے میں اپنی ہمت صرف کیا کرتے ہیں اور اسی میں ان کی لیڈری کا راز ہے۔ بے شک ہجوگوئی میں ان کو کافی دسترس حاصل ہے۔ مگر یہ کسی نے اور کبھی کہیں نہیں دیکھا ہوگا۔ کہ مسائل مذہبی کی تشریح کے لئے بھی انہوں نے کبھی قلم اٹھایا ہو۔ اور ہمارا خیال بلکہ یقین ہے۔ کہ یہ تلخ گھونٹ وہ کبھی نہیں پئیں گے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ان کے فرضی تقدس کے جامہ کی دھجیاں چند روز میں فضائے آسمانی کے اندر میں اڑتی ہوئی نظر آئیں۔ وہ ہمیشہ دوسروں کے گھر کا تماشہ دیکھنے کے عادی ہیں۔ مگر مزہ تو اس میں ہے کہ وہ اپنا جھونپڑہ پھونک کر بھی کبھی تماشا کریں۔

مضمون نگار کا ولادت و وفات مسیح کے متعلق اپنا عقیدہ

افسوس ہمارے محترم دوست جناب شیخ صاحب نے بھی یہی روش اختیار فرمائی ہے۔ اگر فی الواقعہ مسئلہ ولادت مسیح علیہ السلام کے متعلق صاحب مضمون کا بھی وہی مسلک ہوتا جس کی تائید میں انہوں نے اس قدر سعی فرمائی ہے تو وہ اپنی کوشش میں حق بجانب تھے۔ مگر اس کو کیا کیا جائے۔ کہ یہ ان کی ضمیر کی آواز نہیں۔ بلکہ اوپرے دل کی باتیں ہیں جو مصلحتاً صفحہ قرطاس پر لائی گئی ہیں۔ میں خدا تعالیٰ کو گواہ و آگاہ کر کے حلفیہ عرض کرتا ہوں کہ ممدوح نے بارہا میرے دریافت کرنے پر فرمایا کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت با باپ نیز ان کی وفات کے قائل ہیں۔ پس میں ذاتی علم کی بنا پر ان کی اس تحریر کو ضمیر کی آواز نہیں سمجھتا۔ بلکہ محض تفنن طبع پر محمول کرتا ہوں۔ ہاں اگر وہ اس مضمون کیساتھ اپنا ذاتی عقیدہ بھی ظاہر فرماتے جس کی تائید کے لئے انہیں یہ مضمون لکھنا پڑا۔ اس وقت اصل حقیقت واضح ہو جاتی۔ پھر یا تو سرے سے زحمت تحریر گوارا ہی نہ کی جاتی اور اگر جرأت کی جاتی تو یہ ساری محنت خود بخود رائیگاں دکھائی دیتی۔ کیونکہ ایسی حالت میں پیش کردہ حوالے سراسر مفید مطلب تھے۔ نہ اس قابل تھے۔ کہ ان پر غیظ و غضب کا اظہار کیا جاتا

مضمون نگار کے استدلال کی جانچ پڑتال

مگر چونکہ آپ نے یہ راستہ اختیار نہیں کیا اس لئے جو راہ آپ نے پسند فرمائی ہے اسی کا تقابل کرتے ہوئے ہم آپ کی قوت استدلال کی جانچ پڑتال کرنا چاہتے ہیں شیخ صاحب کو اس بات کا اقرار ہے۔ کہ حاملہ ہونے سے قبل حضرت مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہو چکی تھی، مگر بعد میں شادی یا نکاح کی رسم عمل میں نہیں آئی۔ اور انہوں نے اپنے مضمون میں یہودیوں کی شادی کے تین مراحل لکھے ہیں۔ اول درخواست دوم منگنی۔ سوم شادی یا رخصتانہ۔ مگر ان ہر سہ رسومات کی ادائیگی یا کم از کم ان میں سے ایک یا دوسرے کو جناب مریم کے حالات سے منطبق کر کے نہیں دکھلایا۔ اس تحقیقات سے یہ تو پایا جاتا ہے کہ یہودیوں کے ہاں بیاہ کی تقریب پر یہ رسومات تھیں۔ مگر اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ تصفیہ متنازعہ فیہ میں بھی یہ رسومات ادا ہوئیں۔ کیونکہ یوں بھی ہوتا ہے کہ بعض اوقات رسومات کے خلاف بھی عملدرآمد ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ بیان تشنہ تشریح ہے صرف ایک قانون کا بتلا دینا ہی کافی نہیں۔ بلکہ اس کے مطابق عملدرآمد بھی دکھانا ضروری ہے اور چونکہ ایسا نہیں کیا گیا اس لئے یہ مضمون ادھورا اور ناقص رہا ہے

انجیل متی کا حوالہ

انجیل متی کی جو عبارت شیخ صاحب نے حوالہ کے رنگ میں اپنے بیان میں درج کی ہے۔ اس کے یہ الفاظ قابل غور ہیں:-

"اس کے شوہر یوسف نے جو راستباز تھا" اور اسی طرح حضرت مریم کی نسبت یہ الفاظ استعمال کئے ہیں "اپنی بیوی مریم کو اپنے ہاں لے آنے سے مت ڈر" متی کی ان ہر دو عبارتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مریم اور یوسف میں تمام مراحل رسمی و قانونی طے ہو جانے کے بعد میاں بیوی کا تعلق قائم ہو چکا تھا جبھی تو ان دونوں کی نسبت میاں بیوی کے الفاظ الہامی کتاب میں استعمال ہوئے۔ اس پر مزید قرینہ یہ ہے کہ آپ نے منگنی کی تشریح یہ فرمائی ہے کہ "انہیں تنہائی میں ملنے کی اجازت نہ تھی۔"

واقعات کی شہادت

اب اس کے ساتھ واقعات کی شہادت لو۔ تو معاملہ بالکل صاف ہو جاتا ہے کہ ہر سہ مراحل شادی طے ہو چکے تھے اس جگہ وہ انجیلی بیان جو آپ نے اپنے مضمون میں لکھا ہے پھر غور سے پڑھنا چاہیئے۔ کہ "پھر یوسف اپنی منگیتر کے ساتھ جو حاملہ تھی، مردم شماری کے لئے اپنے وطن بیت اللحم واقعہ یہودیہ کو گیا" اور وہیں سے ان میاں بیوی کا اپنے بچے کو لے کر مصر میں چلا جانا اور ایک مدت مدید تک وہاں قیام پذیر ہونا وغیرہ اتنا بڑا اختلاط و ربط تھا لیکن وہ شیخ صاحب کی تشریح منگنی کے سراسر خلاف تھا کس طرح وقوع میں آ گیا۔ اس پر ہمارے لائق مضمون نگار نے کچھ ارشاد نہیں فرمایا۔ اور مجھے ڈر ہے کہ کبھی بھی کچھ پیش نہیں کر سکیں گے۔ یہ واقعہ صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ یہ جوڑا تمام مراحل رسمی طے کر چکنے کے بعد خاوند اور بیوی کے حقوق کا کما حقہٗ مستحق ہو چکا تھا اور اگر وہ درمیانی سٹیج تک محدود ہوتا۔ تو ایسی صورت میں تو انہیں ایک دوسرے سے تنہائی میں ملنے کی اجازت ہی نہ تھی۔ پھر اس ربط باہمی اور اختلاط کی کیا تعبیر ہو سکتی ہے الفاظ میں اگر کچھ ابہام یا اجمال ہو تو اس کی تشریح واقعات سے ہو سکتی ہے

سرسید مرحوم کا بیان

مزید وضاحت کے لئے اعلیٰ حضرۃ آنریبل ڈاکٹر سرسید احمد خاں مرحوم کی رائے جو انہوں نے نہایت تحقیق اور تنقید کے بعد لکھی ہے "تفسیر القرآن" سے نقل کرتا ہوں۔ امید ہے اس کا مطالعہ بھی ازدیاد علم کا موجب ہوگا۔ وھو ہذا:

> "یہودیوں کے ہاں اس رسم (منگنی) کے ادا ہونے کے بعد مرد اور عورت باہم شوہر اور زوجہ ہو جاتے تھے اور بجز اس کے کہ زوجہ اپنے شوہر کے گھر رہنے کو اس مدت کے بعد بھیجی جائے اور کوئی ایسی رسم جس پر جواز تزوج منحصر ہو عمل میں نہیں آتی تھی۔ یہاں تک کہ اگر بعد اس رسم کے اور قبل رخصت کرنے کے ان دونوں سے اولاد ہو تو وہ ناجائز اولاد تصور نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ بیگناہ شرعی اولاد جائز تصور ہوتی تھی شاید خلاف رسم بات ہونے سے معیوب گنی جاتی ہوگی اور دونوں کو ایک شرم اور خجالت کا باعث ہوتی ہوگی۔"

امر مذکورہ کا ثبوت کیٹو انسیکلوپیڈیا سے بھی ظاہر ہوتا ہے اس میں لکھا ہے۔ کہ جب یہ معاہدہ شادی کا یہودیوں میں ہو جاتا تھا۔ تو زن و مرد ایک دوسرے کے دیکھنے کے مجاز ہوتے تھے جس کی ان کو پہلے اجازت نہیں ہوتی تھی۔ اسی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک نسبت شدہ باکرہ کے بطن سے خدا نے اپنے بیٹے کے پیدا ہونے میں یہ حکمتیں رکھی تھیں اول یہ کہ ان پر غیر مشروع اولاد ہونے کا طعنہ عائد نہ ہو۔ دوم یہ کہ ان کے والدین موافق یہودی شریعت کے سزا کے مستوجب نہ ہوں۔ سوم یہ کہ یوسف کے نسب نامے سے جنکی رشتہ دار مریم تھیں۔ مریم کا نسب نامہ ظاہر ہو جائے۔ چہارم یہ کہ حضرت مسیح کا ایام طفولیت میں کوئی مربی اور سرپرست ہو۔

ریورنڈ عماد الدین کا بیان

یہ تو ایک اندرونی شہادت ہے جو کہ ایک جلیل القدر بزرگ نے بحوالہ کیتھولک سیکلوپیڈیا لکھی ہے جس سے عیاں ہے کہ بحالت منگنی اگر اولاد ہو جائے۔ تو وہ اولاد بیگناہ شرعی جائز اولاد تصور ہوتی ہے

(باقی برصفحہ ۱۴)

---

[1] یہ سیالکوٹ کے ایک بیرسٹر ہیں کسی دوست کو غلط فہمی نہ ہونی چاہیئے (مدیر)

ہماری جماعت پر اللہ تعالیٰ کے افضال و اکرام

جلسہ سالانہ پر احباب کی قابل تعریف قربانیاں

(گذشتہ سے پیوستہ)

نمبر شمار	اسماء	عطیہ سالانہ
۱۰۵	چودھری اللہ دتہ صاحب لاہور	۱۲ روپے
۱۰۶	شیخ میاں محمد صاحب لائلپور	
۱۰۷	شیخ میاں محمد اسمٰعیل صاحب لائلپور	۲۵۰ ″
۱۰۸	شیخ میاں مولا بخش صاحب لائلپور	۲۵۰
۱۰۹	ماسٹر عطا الٰہی صاحب برنالہ	۵ ″
۱۱۰	راجہ عبد المجید صاحب لاہور	۲۰ ″
۱۱۱	مرزا خدا بخش صاحب لاہور	۱۰ ″
۱۱۲	ماسٹر غلام محمد انچارج دفتر تحصیل	۲ ″
۱۱۳	بابو غلام قادر صاحب سکھر	۱۰ ″
۱۱۴	میر مدثر شاہ صاحب پشاور	۱۲ ″
۱۱۵	چودھری سرفراز خاں صاحب بدوملہی	۲۰ ″
۱۱۶	چودھری محمد اسمٰعیل صاحب ای۔ اے سی۔ لاہور	ایک مربع کی آمدنی
۱۱۷	بابو ثناء اللہ صاحب امرتسر	۱۲ ″
۱۱۸	بابو عبد الحمید صاحب	۱۰۰ ″
۱۱۹	ماسٹر حبیب الرحمٰن صاحب مانسہرہ	۳ ″
۱۲۰	محمد اعظم صاحب امرتسر	۵ ″
۱۲۱	غلام قادر صاحب راولپنڈی	۱۲ ″
۱۲۲	احمد دین صاحب ہٹ سری گوبندپورہ	۵ ″
۱۲۳	ملک لال خاں صاحب ایجنٹ لاہور	۵ ″
۱۲۴	شیخ غلام رسول صاحب رجسٹرار جموں	۵ ″
۱۲۵	احمد بخش صاحب بدوملہی	۲ ″
۱۲۶	حافظ محمد بخش صاحب اوکاڑہ	۱۵ ″
۱۲۷	مبارک احمد صاحب علیگڈھ	۲ ″
۱۲۸	مرزا ممتاز احمد صاحب گوجرانوالہ	۵ ″
۱۲۹	چودھری احمد صاحب کاتب	۵ ″
۱۳۰	بابو غلام ربانی صاحب راولپنڈی	۱۰ ″
۱۳۱	منشی سعید احمد مانسہرہ	۶ ″
۱۳۲	مولوی عبد الرحمٰن صاحب دہلی	۵ ″
۱۳۳	شیخ محمد حسین صاحب موگا	۵ ″
۱۳۴	محمد ہاشم صاحب جموں	۱۰ ″
۱۳۵	محمد رمضان صاحب کاندار منڈی بہاؤالدین	۸ آنے
۱۳۶	غلام نبی صاحب چندر کے منگولے	۲ ″
۱۳۷	بابو عبد الرحمٰن صاحب راولپنڈی	۲۴ ″
۱۳۸	شیخ عطاء اللہ صاحب لائلپور	۱۰۰ ″
۱۳۹	ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب	۲۰۰ ″
۱۴۰	شیخ خدا بخش صاحب سکھیکی	۵ ″
۱۴۱	شیخ الٰہی بخش صاحب بدوملہی	۱۰ ″
۱۴۲	بابو چراغ دین صاحب جموں	۶ ″
۱۴۳	چودھری محمد اقبال صاحب چک نمبر ۳۲۵	۱۰ ″
۱۴۴	چودھری عبد اللہ صاحب چک نمبر ۳۱۷	۱۰ ″
۱۴۵	ڈاکٹر سید جلال شاہ صاحب لاہور	۲۰ ″

نمبر شمار	اسماء	عطیہ سالانہ
۱۴۶	ثناء اللہ خاں امرتسر	۱۰ ″
۱۴۷	منشی نواب خاں صاحب جموں	۱۰ ″
۱۴۸	نور حسین خاں صاحب سنگانہ	۲ ″
۱۴۹	بہادر شاہ بایزید خاں صاحب	۲ ″
۱۵۰	ڈاکٹر غلام حیدر صاحب لاہور	۵ ″
۱۵۱	مرزا اقبال احمد صاحب کراچی	۱۰ ″
۱۵۲	عبد الرحمٰن صاحب [illegible]	۱ ″
۱۵۳	قاضی ظہور اللہ صاحب پسرور	۱۰ ″
۱۵۴	غلام سرور صاحب ڈسپنسر سوہاوہ	۳ ″
۱۵۵	شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آباد	۲۶۵ ″
۱۵۶	چودھری امجد خاں صاحب مغلپورہ	۵ ″
۱۵۷	قاضی احسان اللہ صاحب پسرور	۱ ″
۱۵۸	محمد صادق صاحب و دیگراں	۲ ″
۱۵۹	مولوی عبد الرحمٰن صاحب و دیگراں	۴ ″
۱۶۰	ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجرہ	۵ ″
۱۶۱	ڈاکٹر نذیر احمد صاحب اب	۵ ″
۱۶۲	بشیر احمد خاں صاحب کانسٹیبل	۱۰ ″
۱۶۳	قاضی عبد الرحمٰن صاحب مانسہرہ	۱۲ ″
۱۶۴	ماسٹر محمد دین صاحب تحصیل صوابی	۸ ″
۱۶۵	شیخ فاروق احمد صاحب سب جج مظفرگڑھ	۲۵ ″
۱۶۶	میاں رحیم بخش صاحب سانبھ	۱۲۰ ″
۱۶۷	ماسٹر صاحب الدولہ تحصیل صوابی	۸ ″
۱۶۸	ممتاز احمد صاحب سٹوڈنٹ پنڈی	۵ ″
۱۶۹	خان بہادر میاں غلام رسول صاحب جھنگ	۲۰ ″
۱۷۰	قاضی محبوب عالم صاحب گوجرانوالہ	۶۰ ″

جرمن مشن کیلئے احمدی خواتین کی مالی قربانی

نمبر شمار	اسماء	عطیہ
۱	اہلیہ صاحبہ بابو شکر الدین صاحب راولپنڈی	۵ روپے
۲	اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب	۱۲ ″
۳	″ ″ بابو عمر دین صاحب	۱۲ ″
۴	″ ″ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب	۱۲ ″
۵	″ ″ بابو محمد منظور الٰہی صاحب	۳ ″
۶	″ ″ سید امجد علی شاہ صاحب	۴ ″
۷	″ ″ سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب	۲ ″
۸	″ ″ سید ممتاز علی شاہ صاحب	۲ ″
۹	″ ″ ڈاکٹر غلام محمد صاحب	۳ ″
۱۰	بنت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب	۵ ″
	بنت سید امجد علی شاہ صاحب	۲ ″
	بنت داروغہ نبی بخش صاحب	۳ ″
	بنت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب	۵ ″

کل میزان ۲ —— ۶۰۲۲
+ ایک مربع کی آمدنی

عشقِ نبیؐ

غزوۂ اُحد کا ایک ایمان افروز واقعہ

(از جناب میرزا مسعود بیگ صاحب) ایم۔ اے۔ اسسٹنٹ سیکرٹری انجمن)

عشقِ نبیؐ کی داستاں تاریخ میں اسلام کی
ایسی ہے اک مذکور جو رکھتی نہیں اپنی مثال

غزوہ اُحد کا جب ہوا کفّار اور اسلام میں
شوّال کی دسویں تھی وہ تھا تیسرا ہجری کا سال

خبریں ہوئیں مشہور یہ حضرتؐ شہادت پا گئے
دنیائے فانی چھوڑ کر محبوب سے پایا وصال

بڑھیا مدینہ میں تھی اک عاشق رسولِ پاکؐ کی
سنکر وہ بیکل ہوگئی دوڑی سوئے جائے قتال

جاتی تھی وہ آیا نظر اس کو سپاہی اک عرب
اُس سے لگی کہنے بتا مجھ کو نبی صلعم کا حال

اُس نے کہا اے خواہرہ کیا پوچھتی ہے ماجرا
والد جو تھا پیارا تیرا اُس نے کیا ہے انتقال

انا الیہ راجعون خاتونِ بیکل نے کہا
لیکن مجھے جلدی بتا میرے نبیؐ اکرم کا حال

بولا سپاہی بہن سُن ہے خبر بے حد دل شکن
بھائی تیرا بھی چل بسا دیکر تجھے رنج و ملال

افسوس! پر جو کچھ ہوا حق کو یہی منظور تھا
لیکن میں کہتی ہوں بتا مجھ کو میرے پیارے کا حال

ہاں اور سُن شوہر تیرا والی تیرا دلبر تیرا
خنجر اُسے ایسا لگا وہ بھی گرا ہو کر نڈھال

اک آہ بھری خاتون نے بیچین سی وہ ہوگئی
لیکن کیا اب بھی وہی پہلے کیا تھا جو سوال

بولا عرب اے نیکدل تیرا جو تھا لختِ جگر
اُس نے بھی دے دی جان آہ جلتا بنا وہ نونہال

دل پارہ پارہ ہوگیا اس خبر سے خاتون کا
لیکن سنبھل کر پھر کہا مجھکو بتا احمدؐ کا حال

صد شکر ہے اُس نے کہا حضرتؐ سلامت بچگئے
آیا تو تھا پر ٹل گیا فضلِ الٰہی سے وبال

الحمد کا کلمہ پڑھا اُس نیکدل خاتون نے
آثارِ غم جاتے رہے باقی رہا نہ کچھ ملال

میرے اعزّا چل بسے فردوس میں داخل ہوئے
اب نیک روحوں سے ہوا اُن جاں نثاروں کا وصال

کیوں غم کروں بیکل بنوں حسرت سے میں روتی ہوں
زندہ تو ہے میرا ابھی سب سے بڑا پرساں حال

والد یہی بھائی یہی ملجا یہی ماوا یہی تو
مجھ کو عزیزوں سے عزیز اپنا نبیؐ پاکمال

سایہ غریبوں کا یہی مولیٰ یتیموں کا یہی
بیواؤں کا والی یہی یہ نیکدل شیریں مقال

کس پایہ کی بی بی تھی وہ کیسا نبیؐ سے عشق تھا
ایسا بداروں میں مگر ہے آج تو قحط الرجال

احمدیت کے اصولوں پر محققانہ تبصرہ

سید حبیب صاحب کی خاص توجہ کے قابل

اخبار سیاست نے اس عنوان کے ماتحت سید حبیب صاحب کے ایک اور سلسلہ مضامین قلمبند کرنے کا اعلان کیا ہے اور ہمیں اس سے خوشی ہے مگر اس کے ساتھ ہی ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس سے پلے تیر سید حبیب صاحب نے تحریک قادیان کے نام سے جو کتاب لکھی تھی اس میں اگر کوئی چیز نہ تھی تو وہ احمدیت کے اصولوں پر بحث نہ تھی:۔

ذاتی نکتہ چینی

البتہ اس میں بہت تھی لیکن ذاتی نکتہ چینی سے کبھی کسی تحریک کے متعلق صحیح علم نہیں مل سکتا۔ آج تک عیسائی اور آریہ سماجی اسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ آنحضرت صلعم پر ذاتی نکتہ چینی گویا اصول اسلام پر بحث ہے۔ خود مسلمانوں کے اندر جو لوگ بزرگانِ دین کو برا کہنے والے ہیں ان کی بنیاد بھی ذاتی نکتہ چینی پر ہی ہے۔
اگر فی الواقع سید حبیب یا اور کوئی صاحب نیک نیتی سے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم کسی غلطی میں مبتلا ہیں اور وہ اس غلطی سے ہمیں نکالنے کے خواہشمند ہیں تو اس کا طریق ایک ہی ہے۔ کہ

ہمارے اصول کی غلطی

ہم پر واضح کریں۔ جتنا بحث کرنیوالے بزرگ اصل بحث سے گریز کرتے ہیں اسی قدر زیادہ ہمارا یقین ہوتا جاتا ہے کہ احمدیت ہی اسلام کی صحیح تعلیم کی تصویر پیش کرتی ہے اور دوسرے لوگ اپنی کمزوری کو محسوس کر کے اصولی بحث کی طرف نہیں آتے۔ احمدیت کے اصول جن پر دونوں فریق متفق ہیں یہ ہیں:

۱۔ اللہ تعالے اس امت میں اپنے اولیا سے ہمکلام ہوتا ہے۔
۲۔ ہر صدی کے سر پر مجدد کا آنا ضروری ہے۔
۳۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوسرے انبیاء کی طرح وفات پا گئے۔
۴۔ وہ مسیح جس کے اس امت میں آنے کی پیشگوئی ہے وہ اس امت کا ایک مجدد ہے۔
۵۔ کوئی ایسا مہدی نہیں آسکتا جو تلوار سے دین اسلام کو پھیلائے۔ لا اکراہ فی الدین۔
۶۔ آنے والا مسیح ہی مہدی معہود ہے۔
۷۔ قرآن شریف کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ قیامت تک ہو سکتی ہے۔
۸۔ قرآن شریف کا حکم جہاد منسوخ نہیں۔ لیکن موجودہ وقت میں اس ملک میں شرائط جہاد نہیں پائے جاتے۔
۹۔ اس زمانہ کا جہاد تبلیغ اسلام ہے۔
۱۰۔ دجال اور یاجوج ماجوج کی پیشگوئیوں کی مصداق مغربی اقوام ہیں۔

ان اصول کے ماتحت ہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو چودھویں صدی کا مجدد اور مسیح معہود مانتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کا کوئی فریق نہ مرزا صاحب کو خدا مانتا ہے نہ ابن اللہ۔ (اس کے علاوہ جماعت لاہور حسب ذیل اصول تسلیم کرتی ہے۔)

۱۱۔ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ نہ نیا نہ پرانا۔
۱۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں جب تک وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے انکار نہ کرے۔

ہم یہ بھی اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ انبیاء تو الگ رہے ہم کسی اس امت کے بزرگ کی تحقیر کو یا اسے برا کہنے کو سخت جرم خیال کرتے ہیں اور یہ تعلیم ہم نے امام زمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب سے حاصل کی۔

ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

چند سوالات جن سب کا
جواب نفی میں ہے

۱۔ وہ کونسا احمدی ہے جس نے دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا عہد نہیں کیا؟

۲۔ وہ کونسا احمدی ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کے پانچ ہزار سپاہی والے کشف کو سچا نہیں سمجھتا؟

۳۔ وہ کونسا فرد جماعت ہے۔ جو اس کشف کا مصداق جماعت لاہور کو نہیں جانتا؟

۴۔ وہ کونسا فرد جماعت ہے۔ جس کے دل میں امیر قوم کے ارشاد گرامی کی عزت نہیں؟

۵۔ وہ کونسا خادم مسیح موعودؑ ہے۔ جو دین کے سپاہی بننے کو اپنے لئے سب سے بڑی عزت نہیں سمجھتا؟

ظاہر ہے کہ ان سب سوالوں کا جواب نفی میں ہے تو پھر آپ اس آواز پر لبیک کیوں نہیں کہتے جو حضرت امیر قوم نے

پانچ ہزار سپاہی

کے لئے بلند کی ہے۔ اگر ہم اس تعداد کو پوری کر دیں، تو دین دنیا میں کامیاب و سرخرو ہو سکتے ہیں، سپاہی بننے کی شرائط نہایت آسان ہیں، جن کو ہر ایک احمدی مرد، عورت، بوڑھا، جوان اور چودہ سال یا اس سے اوپر کی عمر کے لڑکے لڑکیاں بآسانی پورا کر سکتے ہیں یعنی

۱۔ تمام احباب اپنی حیثیت کے مطابق چندہ دیں۔ کم از کم ۴ ماہوار ہر شخص کے لئے لازمی ہوگا۔

۲۔ دیہات میں جن لوگوں کا گذارہ صرف معمولی زمینوں پر ہے اور ان کی حیثیت زیادہ دینے کی نہیں، وہ ایک روپیہ ششماہی ادا کریں جن کا گذارہ معمولی مزدوری پر ہے وہ ۲ ماہوار ادا کریں

۳۔ خواتین جن کی ذاتی آمدنی کوئی نہیں وہ بھی کم از کم ۲ ماہوار ادا کریں

۴۔ جو طالب علم کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں وہ کم از کم ۴ ماہوار اور جو سکولوں میں تعلیم پاتے ہیں۔ وہ کم از کم ۲ ماہوار چندہ دیں ❖

ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ وہ اس ضروری کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اپنی پہلی فرصت میں اٹھ کھڑا ہو۔

ایک ضروری اطلاع

پیغام صلح کے چندوں کا جدید انتظام

برادران مکرم! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ

اب تک اخبار پیغام صلح کا چندہ بالعموم وی پی یا منی آرڈر کے ذریعے انفرادی طور پر وصول کیا جاتا تھا لیکن احباب کی سہولت اور انجمن کے فائدہ کی خاطر آئندہ کیلئے اس طریق میں تبدیلی کر دی گئی ہے جن مقامات پر باقاعدہ جماعتیں قائم ہیں وہاں خریداران پیغام صلح کو انفرادی طور پر یاددہانی کرانے یا ان کی خدمت میں وی پی بھیجنے کی بجائے صرف سیکرٹری جماعت کو اطلاع دی جایا کریگی مبلغین و محصلین انجمن کو بھی فہرستیں دی جایا کرینگی احباب اخبار کے متعلق تمام رقوم دفتر کو براہ راست بھیجنے کی بجائے سیکرٹریان جماعت یا مبلغین و محصلین کو ادا فرما دیا کریں اس طرح وی پی یا منی آرڈر کے خرچ کی بچت ہو جایا کریگی۔ اور انجمن پر بھی بار بار کی یاددہانیوں کے اخراجات کا بار نہیں پڑیگا میں تمام خریداران پیغام صلح سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس جدید طریق کو جو ان کے اور انجمن کے لئے یکساں فائدہ رساں ہے کامیاب بنانے میں میری امداد فرمائیں گے جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان و مبلغین و محصلین سے بھی درخواست ہے کہ وہ چندہ اخبار کی وصولی کو اپنے فرائض میں شامل سمجھیں اور پوری توجہ سے انجام دیں جن مقامات پر باقاعدہ جماعتیں قائم نہیں۔ وہاں کے احباب سے پہلے دستور کے مطابق ہی چندہ اخبار وصول ہوا کرے گا۔"

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ پر اخبارات سلسلہ بالخصوص پیغام صلح کی توسیع اشاعت کی پرزور الفاظ میں تاکید فرمائی تھی اس وقت اس کی یاددہانی بھی کرانا چاہتا ہوں۔ اس اخبار میں سلسلہ کے حالات اور اس کے متعلق تحریکات ہوتی ہیں اگر ہر ایک دوست اس کے مطالعہ کو اپنا قومی شعار بنالے تو قوم کے اندر ایک نئی روح پیدا ہو سکتی ہے۔ ہر ایک تحریک پر دفتر کو جو چٹھیاں لکھنی پڑتی ہیں ان کی بھی ضرورت پیش نہ آئے سیکرٹریان جماعت و مبلغین و محصلین کی خدمت میں بھی درخواست ہے کہ اخبار کے جدید خریدار بنانے کی پوری کوشش کریں ❖

خاکسار
فضل حق اسسٹنٹ سیکرٹری انجمن

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی تفسیر

"انوار القرآن"

پر رسالہ "ادبی دنیا" کا ریویو

ملک کا مشہور و مقتدر رسالہ "ادبی دنیا" اپنی جنوری ۳۵ء کی اشاعت میں انوار القرآن کے متعلق رقمطراز ہے:۔

"یہ قرآن کے آخری پارے کی تفسیر ہے جسے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے تالیف کیا ہے۔ اس پارے میں قرآنی حقائق و معارف کو چھوٹی چھوٹی سورتوں کی شکل میں نہایت اجمال کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اس لئے اس کی تفسیر ایک خاصا مشکل اور غور طلب کام ہے ڈاکٹر صاحب نے جس آسان اور عام فہم پیرائے میں بعض دقیق نکات بیان کئے ہیں ان کو پڑھ کر قرآن کریم کا یہ حصہ ایک آسان کتاب معلوم ہونے لگتا ہے ان کی تحریر میں ایک مزید خوبی یہ ہے کہ وہ علوم جدیدہ کو پیش نظر رکھ کر اور ضرورت وقت کے مطابق تفسیر لکھنے ہیں ہمیں امید ہے کہ وہ اس سلسلہ کو جاری رکھینگے اور مسلمانوں کو اپنے تفکر و تدبر سے استفادہ کا موقع دیں گے۔ کتاب نہایت حسن انتظام کے ساتھ ۳۳۳ بڑے بڑے صفحات پر چھپی ہے اور مجلد ہے قیمت دو روپے آٹھ آنے منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگ لاہور سے طلب فرمائیے"۔

ہم دیگر معاصرین سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس مفید تالیف پر قریب ترین اشاعتوں میں ریویو فرما کر اپنے علمی فرض سے سبکدوش ہوں۔ یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ بعض احباب کی فرمائش پر ڈاکٹر صاحب موصوف نے کتاب کی قیمت ڈھائی روپے کی بجائے صرف دو روپے کر دی ہے جو کتاب کی ظاہری خوبیوں کے لحاظ سے بھی بہت کم ہے ❖

مکتوب برلن

برلن میں عید الفطر

اسلامی اخوت و اتحاد کے روح پرور مناظر

(از مرزا عزیز الرحمان صاحب)

غیر مسلم جرمنوں پر اسلامی اخوت و سادگی کا اثر

مسجد برلن میں عید الفطر بروز یکشنبہ مورخہ ۶ ماہ جنوری کو منائی گئی اس روز سعید سے چند دن پیشتر جملہ مسلمانان برلن اور اسلام سے دلچسپی رکھنے والے غیر مسلم حضرات کو جرمن مسلم سوسائٹی برلن کی جانب سے دعوت نامے ارسال کئے گئے بمقررہ وقت سے پیشتر ہی مسجد کا وسیع ہال غیر مسلموں اور فرزندان توحید سے کھچا کھچ بھر گیا۔ مغرب نژاد غیر مسلم جرمن نقش بدیوار تھے کہ الٰہی یہ ماجرا کیا ہے اتنا بڑا تیوہار اور اس قدر سادگی۔ نہ ساز و سامان نہ محفل رقص و سرود۔ اور نہ ہی ظاہری بناوٹ اور شان و شوکت، سبز اسلامی جھنڈا مسجد کے باہر لہرا رہا تھا اور محض یہی ایک نشان تھا کہ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ مسجد میں آج کچھ خاص بات ہے۔ محراب کی زینت چند پھول تھے جو ایک جرمن نو مسلم نوجوان نے پیش کئے تھے۔ سب سے بڑی چیز جو رنگ و خون اور نسل و قوم پر ایمان رکھنے والی مغربی اقوام کے قلوب پر گہرا اثر کر رہی تھی وہ اخوت اسلامی تھی۔ وہ حیران تھے کہ کونسی چیز ہے کہ جو انسان کے مدارج اس کی جاہ و مرتبت اس کی قومیت اس کے رنگ و خون کو خاک میں ملا دیتی ہے اور ع

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز

کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پیش کر دیتی ہے۔

تلاوت قرآن و فراہمی فطرانہ

سب سے پہلے جناب فخر الدین صاحب شکرد۔ ترکی امام نے قرآن کریم سے ایک سورۃ تلاوت فرمائی۔ اس کے بعد حاضرین سے فطرانہ کیلئے استدعا کی گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے پچاس مارک کی رقم زندہ دلان اسلام نے اکٹھی کر لی

نماز عید و خطبہ

نماز عید اور خطبہ جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب امام مسجد نے پڑھے خطبہ میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے روزوں کا فلسفہ عالمانہ رنگ میں بیان کرتے ہوئے روز عید کی اہمیت و فضیلت بیان کی۔

مظلومین روس کے لئے دعا

خطبہ کے اختتام پر شیخ صاحب موصوف نے درد بھرے الفاظ میں مسلمانان روس کی حالت زار سے حاضرین کو مطلع کیا کہ کس طرح یہ فرزندان اسلام محض مسلم ہونے کی بنا پر ظلم و تعدی کا نشانہ بنائے جا رہے ہیں جناب محب اللہ حسین صاحب (روسی ترکستان) نے نہایت خوش الحانی اور رقت آمیز لہجہ میں سورہ یوسف سے چند آیات شریفہ مظلوم و معصوم برادران روس کی یاد کو تازہ کرنے کیلئے تلاوت فرمائیں اور بالآخر مسلمانان روس کے لئے خاص طور پر اور جملہ مسلمانان عالم کے لئے عام طور پر دعا کی گئی۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہر قسم کے مصائب و آلام سے نجات دے اور ان کو دنیا اور آخرت میں کامیاب و بامراد کرے

سات مختصر تقریریں

اس کے بعد سات مختلف ممالک کے سات حضرات نے اپنی اپنی زبان میں حاضرین کی خدمت میں اپنے اپنے وطن کی جانب سے دلی مبارکباد پیش کی مختلف ممالک یعنی ترکی، ایران، افغانستان، مصر، عرب، شام، عراق، روس، روسی ترکستان، یوگوسلاویہ، جرمنی اور ہندوستان کے مختلف الالوان اور مختلف النوع مسلمانوں کا ایک دوسرے سے معانقہ اسلامی برادری کا ایک شاندار منظر تھا کہ جس کو مادہ پرست مغرب آج تک سمجھنے سے قاصر رہا۔ پولیٹیکل حالات نے فضا کچھ ایسی خراب کر رکھی ہے کہ بدقسمتی سے مختلف ممالک کے مسلمان بھی ایک دوسرے سے رنجیدہ خاطر ہیں لیکن اللہ اللہ ع

تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

کاش مسلمانوں کا ہر قدم اللہ ہی کے لئے اٹھتا اور ان کی ہر روش زندگی اللہ ہی کی رضا و رغبت کو ڈھونڈھتی۔ کاش انہیں محسوس ہوتا کہ ان کا ہر لمحہ حیات اسی کی سرکار میں گذرتا ہے تو یہ پولیٹیکل لعنت ان کے گلے کا طوق بن کر نہ رہ جاتی اور وہ اپنے آپ کو ہر قوم اور ہر رنگ کے مسلمان سے اسی طرح گلے ملنے کے لئے مستعد پاتے جیسے وہ عید مبارک کے مقدس روز مسجد میں اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ یہی تو اسلام کا آج تک امتیازی نشان رہا۔ اور اسی اخوت کی طرف اسلام بنی نوع انسان کو آج سے چودہ سو سال پیشتر سے لا رہا ہے۔

جملہ حاضرین میں مٹھائی تقسیم کی گئی اور اس طرح وہ ایک دوسرے کے لئے سلامتی کی دعائیں کرتے ہوئے گھروں کو تشریف لے گئے۔

البانیہ میں اسلام

اسی روز شام کے آٹھ بجے مسجد میں دو نہایت اہم تقاریر ہوئیں پہلی تقریر جناب اسمٰعیل آغا کمال صاحب (یوگوسلاویہ) کی تھی آپ ایک ممتاز ہستی ہیں اور اپنے ملک کے مشہور اور مایہ ناز مصنف ہونے کے علاوہ کامل دس سال تک مدینہ مستار (یوگوسلاویہ) کے محافظ اعظم (لارڈ میر) بھی رہے ہیں۔ ان کی تقریر کو سننے کیلئے یوگوسلاویہ کے قونصل برلن اپنی اہلیہ صاحبہ کی معیت میں تشریف لائے۔ ان کے علاوہ معزز حضرات کی کافی سے زیادہ جمعیت تھی کہ جو ہر دو مقرر صاحبان کے خیالات سے مستفید ہونے کیلئے مسجد میں تشریف لائے۔ مضمون کا عنوان "یوگوسلاویہ میں اسلام" تھا۔

البانیہ کے مسلمان

مقرر صاحب نے نہایت دلچسپ رنگ میں برادران یوگوسلاویہ کی حالت کا نقشہ حاضرین کے سامنے پیش کیا اور بتلایا کہ یوگوسلاویہ کی چودہ ملین آبادی میں قریباً ڈیڑھ ملین مسلمان ہیں ملک کے طول و عرض میں ہزاروں مساجد ہیں جن میں روزانہ پانچ وقت عاشقان رسول مقبول اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہو کر اس کے حضور وہ گردنیں کہ جو کسی مخلوق ہستی کے سامنے خم نہیں ہو سکتیں جھکا دیتے ہیں اور اسی سے ہر قسم کی ضروریات اور حاجات کے لئے مدعی ہوتے ہیں۔

البانیہ کے مکتب

مساجد کے علاوہ سینکڑوں مکتب بھی موجود ہیں جو خالص اسلامی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں اور ان میں بچوں کو دنیاوی تعلیم کے علاوہ دینی تعلیم سے بھی مالا مال کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمانوں کی عام حالت اچھی ہے، ہزاروں مسلمان معزز عہدوں پر فائز ہیں۔ وزارت ملکی میں بھی مسلمان موجود ہیں رئیس العلماء کا رتبہ بھی وزیر کے برابر سمجھا جاتا ہے۔ غرضیکہ یہ سن کر کہ وہاں مسلمانوں کی حالت بالفضل ایزدی اچھی ہے جملہ حاضرین کو بہت خوشی ہوئی۔

دوسری تقریر

دوسری تقریر جناب عثمان توکمبت (روسی ترکستان) کی تھی، موضوع "ترکستان میں ماہ رمضان و عید" تھا۔ صاحب مقرر نے بڑے پر لطف الفاظ میں بچوں، نوجوانوں اور بوڑھوں کی عید کا نقشہ . . . . . کھینچا۔ مغربی حضرات کے لئے خاص طور پر یہ تقریر بہت دلچسپی کا باعث ہوئی۔ ان کو مشرقی اور خاص طور پر اسلامی تیوہاروں اور مغربی تیوہاروں میں زمین و آسمان کا فرق نظر آنے لگا۔ مشرق میں انسان ہر خوشی و غمی کی حالت میں انسانیت کے دائرے سے باہر نہیں ہوتا۔ لیکن یہاں مغرب میں رنگ ہی کچھ اور ہے۔ شراب، رقص و سرود اور جوئے کی لعنتیں انسان کو کچھ عرصہ کے لئے قعر مذلت میں گرا دیتی ہیں۔ اور اشرف المخلوقات ذلیل سے ذلیل جانور سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ ان لعنتوں سے مشرق و مغرب کو پاک کرے۔ آمین)

بالآخر حاضرین . . . . کی چائے اور بسکٹ سے تواضع کی گئی اور اس طرح یہ روز سعید اختتام کو پہنچا۔

دعوت طعام

دوسرے دن یعنی روز دوشنبہ کو ایک ایرانی ہوٹل میں مشرقی کھانا مختلف حضرات نے جمع ہو کر شام کے وقت کھایا حاضرین کی تعداد چالیس سے زائد تھی۔ جرمنوں کو یہ کھانا خاص طور پر بہت پسند آیا اسی دوران میں مختلف مسائل پر دلچسپ گفتگو بھی ہوتی رہی۔

آریہ سماجی شرارتیں

قارئین کو یاد ہوگا۔ آریہ سماجیوں کے رسوائے عالم مبلغ و مناظر پنڈت رامچندر دہلوی نے جس کی مذہبی تقریریں عموماً اسلام کے خلاف دل آزار حملوں سے خالی نہیں ہوتیں حیدر آباد دکن میں ایک تقریر کرتے ہوئے مذہب اسلام کے خلاف بعض ناگوار باتیں کہیں جس پر اس کے خلاف مقدمہ دائر کیا گیا۔ کیونکہ ایسی قابل اعتراض تقریریں اعلیحضرت شہریار دکن کی ہندو اور مسلمان رعایا کے درمیان منافرت پیدا کرنے کا موجب ہو سکتی ہیں لیکن آریہ سماجیوں نے بہت شور مچایا اور ہر طرف سے عرضداشتیں بھیجنی شروع کر دیں کہ رامچندر دہلوی کا مقدمہ واپس لے لیا جائے۔ اگرچہ رائے عامہ کی خواہش تھی کہ اس قسم کے ہرزہ سرا شخص کو ضرور کیفر کردار تک پہنچانا چاہیئے لیکن اعلیحضرت نے اپنے مراحم خسروانہ سے کام لیکر مقدمہ واپس لینے کا حکم صادر فرما دیا۔ ساتھ ہی رفع شر کی غرض سے یہ فرمان بھی صادر کر دیا۔ کہ رامچندر آئندہ حدود قلمرو میں داخل نہ ہونے پائے۔

چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ اس مرحمت پر آریہ سماجی اعلیحضرت کے شکر گذار ہوتے۔ لیکن انہوں نے خلاف ورزی احکام پر کمر باندھ لی چنانچہ آل انڈیا آریہ پرتی ندھی سبھا کے صدر نے حال ہی میں اعلیحضرت کی حکومت کی توجہ کے لئے ایک بیان شائع کیا ہے۔ جس میں رامچندر پر سے پابندی اٹھا لینے کی استدعا کی ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ رامچندر امتناع داخلہ کے احکام کی خلاف ورزی کرنا چاہتے ہیں جس سے ناخوشگوار نتائج پیدا ہونگے اس لئے حکومت دکن اپنے حکم پر نظر ثانی کرے۔

ہمارے نزدیک ایک اسلامی حکومت کے خلاف آریوں کی یہ شرارت ناقابل برداشت ہے حکومت دکن نے مقدمہ واپس لے کر جس مرحمت کا اظہار کیا تھا اس کو آریہ سماجیوں نے حکومت مذکورہ کی کمزوری پر محمول کیا ہے اب صحیح علاج یہی ہے کہ اگر رامچندر خلاف ورزی احکام کا ارادہ کرے تو سرحد دکن پر گرفتار کر لیا جائے اور اس کے خلاف مقدمہ دائر کیا جائے۔ اس کے سوا اس فتنہ کے سد باب کا کوئی طریقہ مؤثر نہ ہوگا۔

(انقلاب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم پنجشنبہ ۲ر ذیقعد ۱۳۵۳ھ | نمبر ۹

"قادیانی نوازشیں"

جماعت لاہور کے خلاف تحقیر و دل آزاری کا افسوسناک مظاہرہ

نہ بود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

جناب خلیفہ قادیان اور ان کے مریدوں کا جماعت لاہور اور اس کے اکابر کے متعلق جو رویہ ہے وہ محتاج بیان نہیں قادیانی عوام کو چھوڑ دیئے خود جناب خلیفہ صاحب اور ان کے سرکردہ مریدوں کا طرز عمل ہمیشہ اس قسم کا رہا ہے جو آئین اخلاق و شرافت کے مطابق نہیں اور جس پر کوئی شریف و با اصول آدمی یا جماعت فخر نہیں کر سکتی یہ لوگ دنیا کے سامنے ہمیشہ تقدس و اخلاق اور رواداری و خوش گفتاری کے پیکروں کی شکل میں نمودار ہو کر بڑے چرچے و علا کہنے کے عادی ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ ہم اختلاف رائے کو بغیر کسی قسم کی تلخی کے برداشت کرتے ہیں ہم اپنے مخالفوں کی گالیاں سنکر بھی درگزر کرتے ہیں اور ہر ایک کو ایسا ہی کرنا چاہیئے لیکن جماعت لاہور کا ذکر آتے ہی ان کے یہ وعظ اور درس سخت کلامی اور گالیوں کے جواز کا فتوےٰ بن جاتے ہیں جمعہ کے خطبوں جلسہ سالانہ عرف "ظلی حج" کی تقریروں و اخبارات کے صفحات میں ہمارے متعلق وہ وہ باتیں کہی جاتی ہیں، جن پر قادیانیوں کی آئندہ نسلیں ندامت محسوس کریں گی۔

قادیانی جماعت کئی باتوں میں شیعہ صاحبان کی مقلد ہے ان کے ہاں بھی ایک مقدس گروہ کو جس کا وجود کہ اسلام کی حقانیت کا ایک روشن ثبوت ہے اور جس نے کہ اسلام کی خاطر عظیم الشان قربانیاں کی ہیں گالیاں دینا کار ثواب سمجھا جاتا ہے اسی طرح قادیانیوں کے نزدیک بھی "پیغامیوں" کو برا کہہ لینا۔ ان کو گالی دے دینا، ان کے خلاف غلط بیانی کر لینا، ان کی تحقیر کرنا مستحسن فعل ہے نہ صرف ان کے چھوٹوں بلکہ بڑوں کا طرز عمل اس پر شاہد ہے "پیغامیوں" کی تحقیر جناب خلیفہ قادیان کے "پُر معارف" خطبوں اور تقریروں سے لیکر معمولی قادیانی مبلغ و مضمون نگار تقریر و تحریر کی ایک نمایاں خصوصیت ہے آج کل تحریک احمدیت کو مٹانے اور حضرت مسیح موعودؑ کو بدنام و رسوا کرنے کے لئے زبردست طوفان مخالفت بپا ہے خود قادیان میں احراریوں کا اڈا قائم ہے اور ان کی شرمناک شرارتوں نے قادیانی اکابر پر خواب و خور حرام کر رکھا ہے، احراری اشرار قادیان کے محلوں اور بازاروں میں خود جناب خلیفہ صاحب کے خلاف بازاری نعرے لگاتے ہیں۔ قادیان کے "کمی تک ناگفتہ بہ باتیں کہتے ہوئے سنائی دیتے ہیں۔ احراریوں کا جاہل مولوی ہر جمعہ خلیفہ صاحب کے خلاف "قادیانیوں کے دل و جگر کو پاش پاش کر دینے والی بدزبانی" کرتا ہے گذشتہ دسمبر میں جلسہ سالانہ عرف "ظلی حج" پر بھی احراریوں نے غیر معمولی اہتمام سے اشتعال انگیزی اور فساد کی کوشش کی قادیانی اخبارات کے بیان کے مطابق بعض حکام ضلع بھی احراریوں کی پشت پناہی و حوصلہ افزائی کر رہے ہیں اور حکومت قادیانی جماعت کی شاندار و بیش بہا سرکاری خدمات کو آجکل بالکل فراموش کئے ہوئے ہے لیکن جناب خلیفہ صاحب اور ان کے وفاشعار مریدوں کی وضعداری کی داد دینی چاہیئے کہ وہ اس ہجوم مشکلات و مصائب میں "پیغامیوں کی تحقیر کا مقدس فرض" نہایت باقاعدگی سے انجام دیتے جا رہے ہیں ان کے گذشتہ جلسہ سالانہ عرف ظلی حج کے موقعہ پر جبکہ جلسہ گاہ کے باہر قادیان کے محلوں اور نواح میں احراریوں نے شرمناک بدزبانی اور شرارتوں کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ تو جلسہ گاہ کے اندر جناب خلیفہ قادیان کے ایک نہایت ہی وفاشعار مرید جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس "مسئلہ خلافت" پر تقریر فرما رہے تھے، اور اس تقریر میں جماعت لاہور اور اس کے اکابر کی پوری مٹی پلید کی گئی تحقیر کی گئی اور نہایت بے تکلفی سے "پیغامیوں" کو گالیاں دی گئیں تقریر کرتے کرتے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زخم ناکامی از سر نو تازہ ہو گیا تھا، جو ہمارے ان دوستوں کو حضرت امیر ایدہ اللہ کے ترجمۃ القرآن کی اشاعت اور غیر معمولی مقبولیت سے پہنچ چکا ہے اور غالباً اسی لئے مقرر صاحب نے اپنی جماعت کی اندوختہ عمل سے تہیدستی کو غلط بیانی و سخت کلامی کے پردوں میں چھپانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا:-

> "جب ترجمۃ القرآن تیار ہونے کو تھا۔ تو حضرت خلیفہ اوّل وفات پا گئے اور مولوی محمد علی صاحب پہاڑ پر موسم گرما گذارنے کے بہانے سے قادیان سے رفوچکر ہو کر بیغام بلڈنگس لاہور میں پناہ گزین ہوئے۔ اور ترجمۃ القرآن اپنے نام پر شائع کر دیا۔"

بے شک مسئلہ خلافت پر یہ ایک محکم دلیل ہے چونکہ حضرت مولانا محمد علی صاحب نے اپنے کئے ہوئے انگریزی ترجمۃ القرآن کو اپنے نام سے لاہور سے جا کر شائع کر دیا۔ لہذا عالیجناب میاں محمود احمد صاحب خدا کے مقرر کردہ خلیفہ ہیں اور جو ان کو نہیں مانیگا جہنمی ہے۔ بھلا آپ ہی غور فرمائیں اس قادیانی منطق کا توڑ کہاں سے پیدا ہو سکتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ قادیان کے ضابطہ تصنیف و تالیف میں کسی شخص کا اپنے کئے ہوئے ترجمہ کو اپنے نام شائع کر دینا بہت بڑا جرم ہو گا، ہاں غالباً یہی قاعدہ ہے کہ کتاب کوئی تصنیف و تالیف کرے اور شائع وہ اور کسی کے نام پر ہو۔ جناب خلیفہ قادیان کی مخفی تفسیر بھی شاید اسی اصول پر چھپی ہو گی۔ گذشتہ سال "پیغامیوں" کو گالیاں دینے کا "فرض مقدس" ایک اور کہنہ مشق قادیانی فاضل مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے انجام دیا تھا۔ یہ دونوں بزرگ جناب خلیفہ صاحب کے خاص مصاحبوں میں سے ہیں کچھ عرصہ ہوا۔ ان دونوں بزرگوں کے کارناموں کو معاصر "الحکم" نے نہایت دلفریب انداز میں شائع کر کے ان کو قدوسیوں کی قطار میں کھڑا کر دیا تھا، کاش قادیانیوں کو معلوم ہوتا کہ قائل و عمل کی کمی کو گالیوں سے پورا نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو دنیا کا سب سے بڑا بدزبان اور بے عمل دنیا کا سب سے بڑا مناظر و منطقی بن جاتا۔ چند روز ہوئے ہم نے قادیان کے سرکردہ اصحاب کو ایک فیصلہ کن تبادلہ خیالات کی دعوت دی ہے اگر قادیانی اس دعوت کو قبول کر لیں تو تمام معاملات کا فیصلہ ہو سکتا ہے باقی رہا۔ قادیان سے رفوچکر ہو جانے اور بھاگ جانے کے "ارشادات عالیہ" سو اس کے متعلق گذارش ہے کہ ان غلط بیانیوں کے جواب میں رفوچکر ہو جانے، بھاگ جانے اور بھگائے جانے کے بہت سے حقائق کا انکشاف کیا جا سکتا ہے، ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے بہرحال اگر زیادہ اصرار ہو گا۔ تو ہمیں مجبوراً تعمیل ارشاد کرنی پڑیگی۔

جناب شمس کی زبان درازی میں جو تھوڑی بہت کسر رہ گئی تھی، اس کو جناب خلیفہ صاحب کے ایک خاص اخبار "فاروق" سے پورا کرا دیا گیا ہے اس نے اپنی ۱۴ر جنوری کی اشاعت میں "غیر مبائعین" کے عنوان سے چند رباعیات شائع کی ہیں جن کی بانگی ملاحظہ ہو۔

> چند شوریدہ طبیعت رہتے ہیں لاہور میں
> تلخ پودے ہیں خدا رکھے زمین شور میں
> ان کو دعویٰ ہے کہ ہم دیتے ہیں مُردوں کو حیات
> خود لبقید زندگی لیٹے ہوئے ہیں گور میں

اللہ اکبر! قادیانیوں کو شکایت ہے کہ احراری قادیان کے گلی کوچوں میں بدزبانی اور شرارتیں کرتے ہیں ہمارے خلیفہ کو گالیاں دیتے ہیں اور اس بدزبانی سے ہمارے دل و جگر پاش پاش ہو رہے ہیں قادیانی اخبارات ایک طرف ان شرارتوں اور حکام کی خاموشی کے خلاف نالہ ماتم و شور فغاں بلند کر رہے ہیں اور دوسری طرف خود "پیغامیوں" کو گالیاں دینے میں مصروف ہیں۔ "فاروق" جناب خلیفہ قادیان کے ایک وفاشعار مرید کا اخبار ہے موصوف کو اس بات کا فخر ہے کہ میں خدا کا مقرر کردہ خلیفہ ہوں۔ میری اطاعت ساری دنیا پر واجب ہے اور یہ حقیقت ہے کہ قادیانی اپنے پیر کے اشاروں پر ہی حرکت کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ خلیفہ صاحب کا ایک آرڈیننس جاری ہو جائے کہ قادیان کے پاس ہمدنیوالی احراری کانفرنس میں کوئی نہ جائے سب مرید اس کی تعمیل کرتے ہیں۔ کچھ زیادہ دن نہیں گذرے کہ اسی "فاروق" نے قادیان کی ایک فکر کے متعلق چند انکشافات کئے تھے جناب خلیفہ صاحب نے فوراً اس کے بائیکاٹ کا فرمان جاری فرما دیا جس پر ایڈیٹر "فاروق" کو سربسجود ہو کر اعتراف گناہ اور نیک چلنی کا وعدہ کرنا پڑا۔ لیکن جب یہی "فاروق" اور موصوف کا خاص الخاص سرکاری گزٹ "الفضل" جماعت لاہور اور اس کے اکابر کو گالیاں دیتے ہیں تو جناب خلیفہ صاحب خاموش بیٹھے دیکھتے رہتے ہیں ان کی زبان اور قلم کو جنبش تک نہیں ہوتی لیکن ایسا ہو بھی کیوں جبکہ قادیانی پتلیوں کی طرح اپنے واجب الاطاعت پیر کے اشارے پر حرکت کرتے ہیں۔

یہ تو مریدوں اور مصاحبوں کی "گل افشانیاں" تھیں، اب ذرا خود جناب خلیفہ صاحب کے "ارشادات عالیہ" پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے

ان کالوں بھی، شلغم کے چھلکوں والا مشہور و معروف خطبہ جس میں جماعت لاہور کو بدترین مخلوق اور جہنم کی جلتی بھڑکتی آگ قرار دیا گیا تھا جو اب قدرے پرانا ہو چکا ہے۔ ابھی حال ہی میں جلسہ سالانہ عرف ظلی حج کے بعد موصوف نے ۴ جنوری کے خطبہ جمعہ میں ہمارا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

"پھر ان کی (حضرت مولانا نور الدینؓ) کی آنکھیں بند ہوئیں اور لوگوں نے خیال کیا کہ اس کام کو انگریزی خواں لوگ کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو (انگریزی خوانوں) کو بھی نکال باہر کیا"

ذرا غور کیجئے۔ اس گوہر افشانی کا ایک ایک لفظ کتنی کتنی مرتبہ تحقیر کے زہر میں بجھا ہوا ہے خلیفہ صاحب کے پاس غیر مسلموں، غیر از جماعت لوگوں احراریوں، حکام وقت، غرضیکہ ہر ایک کا ذکر کرنے کے لئے نرم و مہذب الفاظ موجود ہیں۔ قادیانی حلقوں میں اس خوش گفتاری اور شیریں بیانی پر ناز بھی کیا جاتا ہے لیکن جماعت لاہور اور اس کے اکابر کا ذکر کرتے ہوئے اس شیریں بیانی میں تحقیر و سخت کلامی کی تلخی کی آمیزش لازمی خیال کی جاتی ہے قادیان میں احراریوں کی شرارتیں اور حکام کی خاموشی، قادیانی اخبارات کے بیان کے مطابق انتہائی ناگوار اور ناقابل برداشت صورت اختیار کر چکی ہے جس کی وجہ سے جناب خلیفہ صاحب بے حد پریشان نظر آتے ہیں۔ انہیں حکومت کے طرز عمل پر بے حد رنج ہے ان کے خطبوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حکومت کو سخت تنبیہ کرنا یا کوئی موثر دھمکی دینا چاہتے ہیں، لیکن حکومت کا ذکر کرتے ہوئے ان کا ہر لفظ ادا ہونے سے پہلے احتیاط و انکساری و داری کے بیسیوں غلاف پہن لیتا ہے جس سے ان کا اظہار ناراضگی ایک ترانہ وفا اور ان کی دھمکی و تنبیہ ایک شکوہ بیچارگی و تصویر بے بسی بن جاتی ہے۔ برخلاف اس کے خلیفہ صاحب جماعت لاہور کا ذکر کرتے ہوئے ہر احتیاط اور ہر ایک پابندی سے آزاد ہیں۔ وہ بھول جاتے ہیں کہ یہ لوگ بھی آخر انسان ہیں۔ ان کے پہلو میں بھی گوشت پوست کے بنے ہوئے دل ہیں جو اپنے بزرگوں کی تحقیر پر رنج محسوس کرتے ہیں وہ اس بات کو بھی فراموش کر دیتے ہیں کہ بد زبانی، تحقیر اور بہتان طرازی ہر حالت میں قابل افسوس اور لائق نفرت ہے خواہ وہ احراری اشرار قادیانیوں کے خلاف کریں یا قادیانی اکابر و اخبارات جماعت لاہور کے خلاف کریں ہمیں افسوس ہے کہ جہاں تک ہمارا تعلق ہے۔ قادیانی، احراریوں کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ درجے اور ڈگری کا فرق ہو تو علیحدہ بات ہے ظاہر ہے یہ طرز عمل آئین اخلاق کے اعتبار سے قابل نفرت اور شریفوں کے نزدیک مردود ہے بہرحال ہمیں اس طوفان بے تمیزی اور مظاہر بدزبانی و تحقیر کا صبر و خاموشی اور تہذیب و معقولیت سے مقابلہ کرنا چاہیئے ہمارے لئے یہی بہتر ہے کہ ہم غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کی تصحیح دلائل و واقعات سے کرتے رہیں اور گالیوں اور بد زبانیوں کا معاملہ منتقم حقیقی کے سپرد کر دیں۔ تحقیر اور غلط بیانیاں کرنے اور گالیاں دینے والے آج تک کبھی کامیاب و بامراد ہوئے ہیں اور نہ آئندہ ہونگے۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ گالیاں اور غلط بیانیاں بھی ہمارے لئے مفید ہیں۔ دشنام طرازی اور غلط بیانی وہی کرتا ہے جس کے پاس دلائل نہ ہوں لہذا قادیانی لوگوں کا جو ہمارے متعلق طرز عمل ہے۔ غور و فکر کرنے والے انصاف پسند خود بخود اس کی وجہ سمجھ لیتے ہیں اور یہ ایک ایسا فائدہ ہے جس کو سامنے رکھتے ہوئے ہم اپنے زخمی دلوں کے لئے صبر کا مرہم مہیا کر سکتے ہیں۔

قادیان کے سرکردہ لوگوں سے اپیل

کے عنوان سے جو پوسٹر شائع ہوا ہے وہ باہر بھیجا جا چکا ہے۔ جن دوستوں کو نہ پہنچا ہو۔ وہ فوراً منگوا لیں۔

(بقیہ صفحہ ۵)

تھی مگر خود اسے پیر پرستی کے گڑھے میں گرا کر اس کے غور اور فکر کے مادہ کو سلب کر لیا گیا۔ ہم جب بھی اس بات کا نام لیتے ہیں کہ قادیان میں پیر پرستی ہے تو ہم پر ناراضگی کا اظہار ہوتا ہے لیکن کیا پیر پرستی اس کے سوا کچھ اور ہے کہ پیر نے کسی چیز کو سیاہ کہہ دیا تو ساری جماعت میں شور پڑ گیا۔ کہ کس قدر خطرناک سیاہی اس پر چھائی ہوئی ہے اور اسی چیز کو خلیفہ نے سفید کہہ دیا تو ساری جماعت پکارنے لگتی ہے کہ دیکھو اس چیز میں سیاہی کا ایک داغ تک نہیں یہ کیفیت اپنی جماعت کی جماعت کا معلم خود اپنی زبان سے بیان کر رہا ہے آخر حضرت مسیح موعود کی جماعت کا دوسرا حصہ بھی ہے اس کی وہ بری حالت کیوں نہیں ہوئی جو میاں صاحب کو اپنی جماعت میں نظر آ رہی ہے اس لئے کہ وہ پیر پرستی سے بچی رہی۔

دوسرا ارشاد

اس کے بعد دوسرا اقتباس سنیئے:-

"مجھے نہایت افسوس سے معلوم ہوا کہ جامعہ احمدیہ میں جو طلب تعلیم پاتے ہیں انہیں کنوؤں کے مینڈکوں کی طرح رکھا گیا ہے ان میں کوئی وسعت خیالی نہ تھی۔ ان میں کوئی شاندار امنگیں نہ تھیں اور ان میں کوئی روشن دماغی نہ تھی میں نے کرید کرید کر ان کے دماغ میں حل ہو جانا چاہا۔ مگر چاروں طرف سے ان کے دماغ کا راستہ بند نظر آیا اور مجھے معلوم ہوا کہ سوائے اس کے کہ انہیں کہا جاتا ہے کہ وفات مسیح کی یہ یہ آئتیں رٹ لو یا نبوت کے مسئلہ کی یہ دلیلیں یاد کر لو۔ انہیں اور کوئی بات نہیں سکھلائی جاتی .... میں نے جس سے بھی سوال کیا معلوم ہوا کہ اس نے اخبار کبھی نہیں پڑھا اور جب کبھی میں نے ان سے امنگ پوچھی۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم تبلیغ کرینگے اور جب سوال کیا کہ کس طرح تبلیغ کرو گے تو یہ جواب دیا کہ جس طرح بھی ہوگا تبلیغ کریں گے یہ الفاظ کہنے والوں کے ت تو جانتے ہیں مگر عقل تو نہیں جانتے۔ الفاظ سے یہ تو ظاہر ہوتا ہے کہ کہنے والا امید رکھتا ہے مگر یہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ کہنے والے میں عقل نہیں اور نہ وسعت خیالی ہے جس طرح ہوگا تو سؤر کہا کرتا ہے اگر سؤر کی زبان ہوتی اور اس سے پوچھا جاتا کہ تو کس طرح حملہ کریگا تو وہ یہی کہتا کہ جس طرح ہوگا کرونگا بس سؤر کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ سیدھا چل پڑتا ہے آگے نیزہ لیکر بیٹھو تو وہ نیزہ پر حملہ کر دیگا بندوق لیکر بیٹھو تو بندوق کی گولی کی طرف دوڑتا چلا آئیگا۔ پس یہ تو سور والا حملہ ہے کہ سیدھے چلے گئے اور عواقب کا کوئی خیال نہ کیا" (الفضل ۲۴ جنوری ۱۹۳۵ء)

خود کردہ را علاجے نیست

یہ ہے قادیانی جماعت کی حالت اس شخص کی زبانی جو کہ اس جماعت کی تعلیم پر مامور ہے اس کو شکایت ہے کہ اس جماعت کے ہونیوالے مبلغوں میں غور و فکر کا مادہ اور وسعت خیالی نہیں لیکن ہو کس طرح جبکہ ان چیزوں کو خود فنا کر دیا گیا ہو۔ شاگردوں میں روشن خیالی اساتذہ سے آسکتی ہے شاگردوں میں اس لئے نہیں آتی کہ اساتذہ میں نہیں ہے اور اساتذہ میں اس لئے نہیں کہ ان کو غور و فکر کی آزادی نہیں دی گئی شاگردوں کو اچھا بنانے کے لئے صرف اساتذہ کے تبدیل کرنے سے کچھ نہیں ہو سکتا جب تک کہ پیر پرستی کو مٹا کر پہلے جماعت میں آزاد خیالی پیدا نہ کی جائے آزاد خیالی سے ہی علم پیدا ہوتا ہے ہم تو ظاہری حالات کی بنا پر کہتے ہیں کہ قادیانی جماعت سے علم مفقود ہوتا جا رہا ہے برسوں گذر گئے ہیں قادیان سے اسلام کی صداقت پر کوئی مفید کتاب شائع نہ ہوئی حضرت مسیح موعود تو سلطان القلم تھے۔ ان کی جانشین جماعت کا یہ حال نہیں ہو سکتا۔ کل ہی ایک قادیانی دوست سے گفتگو ہوئی کہنے لگے کہ ہماری تعداد بڑھ رہی ہے آپ جلسہ سالانہ پر ... کر رہی ہے اور اس کا علمی

عملی حالت کیا ہے؟ وہ خلیفہ صاحب نے خود بیان کر دی ہے ان کے مبلغوں کے سینوں میں کوئی روشنی نہیں اور ہو بھی کس طرح جبکہ انہیں اس راستہ پر ڈالا ہے کہ جو بات ہم کہہ دیں اسی پر چلنا ہے چنانچہ جو کچھ خلیفہ کہتا ہے وہی مانا جاتا ہے بظاہر شاید یہ خوبی کی بات نظر آئے لیکن اگر یہ غور و فکر کے مادے کو تباہ کرے اور علم و وسعت خیالی کو مفقود کر کے یہ بات حاصل ہوئی ہے تو قابل تعریف نہیں۔ قابل افسوس ہے

قادیانیوں کو تبادلہ خیالات کی دعوت

ابھی حال ہی میں آپ کی مجلس منتظمہ نے ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں اس نے قادیانی جماعت کے سرکردہ اصحاب سے اپیل کی ہے کہ لاہور کے مرکزی مقام پر مسئلہ نبوت و تکفیر کے متعلق تحریری بحث کر لیں اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ بارہ ثالث بھی ہو جائیں۔ چار ثالث ہماری جماعت میں سے ہوں جن کا انتخاب جناب میاں محمود احمد صاحب کریں۔ چار قادیانی جماعت میں سے ہوں جن کا انتخاب میں کروں۔ چار ثالث غیر از جماعت مسلمانوں میں سے ہوں جن میں سے دو کا انتخاب جناب میاں صاحب کریں اور دو کا میں کروں۔ یہ ثالث بحث کو سن کر کثرت رائے سے کوئی فیصلہ دیں تو اس فیصلہ کے ساتھ بحث شائع کر دی جائے ورنہ بغیر فیصلہ کے شائع کر دی جائے یہ ایک سادہ اور معقول تجویز ہے اگر حق پر پہنچنے کی خواہش ہو۔ تو اس تجویز کو منظور کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہو سکتا۔

پانچ ہزار سپاہی کی تحریک

اس کے بعد میں پانچہزار سپاہی والی تحریک کے متعلق چند الفاظ کہنا چاہتا ہوں میرے نزدیک اس کی موجودہ رفتار خاطر خواہ نہیں یہاں لاہور میں مرد تو تقریباً سب شامل ہو گئے ہیں جو چند باقی رہ گئے ہیں۔ ان کو شامل کرنے کا ذمہ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے لیا ہے لیکن خواتین اس تحریک میں بہت ہی کم شریک ہوئی ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر ایک مرد اپنے گھر کا حاکم اور ذمہ دار ہے اگر تم نے اپنی بیویوں، بہنوں اور بیٹیوں کو اس کار خیر میں شریک نہ کیا تو یقیناً خدا قیامت کے روز اس کے متعلق تم سے پوچھیگا۔ اس لئے میری درخواست ہے کہ اس تحریک میں اپنی خواتین کو بھی شریک کرو۔ میں چاہتا ہوں۔ ہر ایک مرد، عورت اور بچے سکے اپنے ہاتھ سے پیسے آئیں تاکہ اس کے دل میں خدمت دین کا جذبہ اور اس کی محبت پیدا ہو۔ اگر ہم کوشش کریں تو یہ پانچہزار کی تعداد بہت تھوڑی مدت میں پوری ہو سکتی ہے۔ مانسہرہ سے ۵۰ آدمیوں کی فہرست آ چکی ہے حالانکہ بہت چھوٹی سی جگہ ہے گو اس میں تین چار بچے بھی ہیں لیکن ہمارا خیال تھا کہ وہاں ہمارے دس پندرہ سے زیادہ آدمی نہیں ہیں

اپنے مولا کو ناراض نہ ہونے دو

اس تحریک کا دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ جن لوگوں کے چندے حیثیت کے مطابق نہیں ہیں وہ انہیں حیثیت کے مطابق کر دیں میں اس غرض سے احباب کے پاس وفد بھی بھیجنے والا ہوں میں ہر ایک کے پاس خود نہیں جا سکتا۔ اس لئے وفد کو میرا قائم مقام ہی سمجھا جائے چندہ ماہوار ہمارے مالوں میں خدا کا حصہ ہے۔ ہماری حیثیت خدا کے سامنے کیا ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ مالک اور غلام کی پھر بھی کوئی حیثیت ہوتی ہے کیونکہ آخر دونوں انسان ہیں ہمیں ہر وقت خیال رکھنا چاہیئے کہ ہمارا مولا ہم سے ناراض نہ ہو جائے۔ مجھے آج ہی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے اطلاع دی ہے کہ آئندہ سے وہ اپنی آمد کا دسواں حصہ چندہ دیا کرینگے اللہ تعالیٰ دیگر دوستوں کو بھی ان کی تقلید کی توفیق دے

نماز باجماعت کی پابندی کرو

تیسری بات میں نماز کے متعلق کہنا چاہتا ہوں بعض دوستوں میں نماز کا وہ شوق نظر نہیں آتا جو کہ ہونا چاہیئے نماز کا قیام مسجد کے اندر اسلام کا اصل نشان ہے۔ اس نشان کو پوری کوشش اور باقاعدگی سے قائم رکھنا چاہیئے۔ کسی کارکن کو یہ خیال نہ ہونا چاہیئے کہ وہ بہرحال خدمت دین کے کام میں ہی مصروف ہے۔ دیر سے مسجد میں پہنچیگا۔ تو کوئی ہرج نہیں۔ کوئی کام نماز سے زیادہ ضروری نہیں جس وقت اذان کی آواز آئے

خطبہ جمعہ

مؤرخہ یکم فروری ۱۹۳۵ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

اذھب الی فرعون انہ طغی۔ قال رب اشرح لی صدری۔ ویسر لی امری۔ واحلل عقدۃ من لسانی۔ یفقھوا قولی۔ واجعل لی وزیرا من اھلی ھرون اخی۔ اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری کی نسبحك كثيرا ونذكرك كثيرا (سورۃ طہٰ ۲۰: ۲۴-۳۴)

ترجمہ:۔ فرعون کے پاس جا کہ وہ حد سے نکل گیا ہے (موسیٰ نے) کہا میرے رب میرا سینہ کھول دے اور میرا کام میرے لئے آسان کردے اور میری زبان کی گرہ کھولدے تاکہ میری بات کو سمجھ لیں اور میرے ساتھیوں میں سے ایک میرا بوجھ بٹانے والا بنادے ہارون میرا بھائی۔ میری قوت کو اس کے ساتھ مضبوط کرا اور میرے کام میں اسے شریک کرتا کہ ہم تیری بہت تسبیح کریں اور تجھے بہت یاد کریں۔

حضرت موسیٰ کی کہانی

قرآن کریم میں حضرت موسیٰ کی کہانی بھی مذکور ہے یہ چند آیات اسی کہانی کی ہیں۔ قرآن کریم کی کہانیاں بھی انسان کو بےحد یقین و معرفت عطا فرماتی ہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ کو حکم دیتا ہے۔ کہ فرعون بڑا سرکش انسان ہے وہ حد سے نکل گیا ہے اس کی طرف جاؤ۔ اس حکم کو سننے کے بعد حضرت موسیٰ کے قلب کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟ کیا وہ یہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ تو مجھے بڑی بڑی فوجیں، سامان جنگ اور خزانے عطا کر کیونکہ فرعون ایک بہت طاقتور اور جابر انسان ہے نہیں بلکہ وہ یہ دعا کرتے ہیں کہ اے میرے رب تو میرا سینہ کھول دے یعنی مجھے دلائل عطا کر۔ تاکہ وہ میری بات سمجھ لیں اور میرے بھائی ہارون کو میرا بوجھ بٹانیوالا بنادے اور اس کے ساتھ میری قوت مضبوط کر۔ وہ شریک کار کس لئے ہے؟ اس لئے کہ ہم تیری بہت تسبیح کریں اور تجھے بہت یاد کریں۔

غلطی خوردہ مسلمانوں کے لئے ایک سبق

جو لوگ آج تک اس غلطی میں مبتلا ہیں کہ اسلام کے اس آخری غلبہ کیلئے جس کا وعدہ قرآن کریم میں ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کے الفاظ میں موجود ہے ضرورت ہے تلوار کی اور سلطنت و حکومت کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کبھی قرآن پر غور و تدبر نہیں کیا ورنہ وہ اس غلطی میں ہرگز مبتلا نہ ہوتے فرعون ایک بہت جابر اور سرکش بادشاہ تھا۔ اس کے مقابلہ پر بھی حضرت موسیٰ نے یہ چیزیں نہیں مانگیں۔ بلکہ جو کچھ مانگا۔ وہ ان آیات سے ظاہر ہے انہوں نے فوجوں اور خزانوں کی بجائے معرفت و دلائل کیلئے دعا کی ہے تاکہ وہ دلائل فرعون کے سامنے بیان کردیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

مذہب کا اصل مقصد

حضرت موسیٰ نے فرعون کے سامنے جو دلائل بیان کئے۔ یہاں انہیں بیان کرنا مقصود نہیں۔ بلکہ اس حقیقت کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول اور اس کے ماننے والوں کے سینوں کو روشن دلائل سے بھر دیتا ہے اور مذہب کا اصل مقصد بھی یہی ہے کہ سینوں کے اندر ایسی معرفت اور روشنی پیدا ہو جائے جس سے دلائل اور علم کا چشمہ پھوٹ پھوٹ کر بہنے لگتا ہے اگر عرب کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ قوم جو جہالت پر فخر کرتی تھی جس کے ملک میں کوئی مدرسہ تھا۔ نہ کوئی کتب خانہ علم سے یہ لوگ بالکل دور تھے اسلام نے انہی لوگوں کے دلوں کو اس طرح دلائل سے بھر دیا۔ کہ وہ کسی مجلس میں گفتگو کرنے سے نہ ہچکچاتے تھے اس زمانہ میں بھی ایک شخص کو دین اسلام کے غالب کرنے کے لئے کھڑا کیا گیا۔ اس کو بھی کیا دیا؟ یہی حقانیت کے دلائل اور معرفت دی۔ مذہب سینوں کے اندر ایک بیداری نور اور روشنی چاہتا ہے۔

نظریہ تعلیم میں زبردست انقلاب

یہی فی الواقعہ اصل چیز ہوتی ہے بچوں کو جو تعلیم دی جاتی ہے اس کے متعلق بھی خیالات میں ایک زبردست انقلاب آگیا ہے پہلے تعلیم کا مقصد یہ سمجھا جاتا تھا۔ کہ انگریزی، اردو اور دوسری مختلف زبانوں کی کتابیں رٹا دی جائیں اور کچھ تاریخ جغرافیہ اور سائنس وغیرہ کے مضامین پڑھا دیئے جائیں لیکن آج انسان کے تجربات اور روشن خیالی نے تعلیم کا یہ مقصد قرار دیا ہے کہ طلبہ کے دماغوں کے اندر ایک بیداری اور ان میں غور و فکر کی عادت پیدا کی جائے یہ تمام ایجادات اور علمی کارنامے دراصل غور و فکر ہی کا نتیجہ ہیں۔ جبکہ دنیا نے آج دنیوی علوم اور اس کی تمام شاخوں کے متعلق یہ نظریہ قائم کیا ہے تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ دینی علم کا مقصد تو یقیناً دلوں کے اندر روشنی و بیداری پیدا کرنا ہی ہوسکتا ہے

مسئلہ نبوت قبول احمدیت میں زبردست روک ہے

اس زمانہ میں ایک شخص اس قدر عظیم الشان علم لیکر اٹھا۔ کہ مادی تہذیب کا سر بھی اس کے سامنے جھک گیا۔ لیکن لوگ اس شخص کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ کیونکہ اس کی قبولیت میں ایک زبردست روک کھڑی کردی گئی ہے اور وہ دعویٰ نبوت کا منسوب کرتا ہے ہم نے تو اپنی جگہ سمجھ لیا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس کی زبردست دلائل بھی ہمارے پاس ہیں۔ لیکن ناواقف لوگ اس کو کیا کریں۔ کہ آپ کی نام لیوا ایک کثیر جماعت جس کی تعداد ہم سے کئی گنا زیادہ ہے اس بات پر مصر ہے کہ آپنے نبوت کا دعویٰ ضرور کیا تھا

علمبردار نبوت کا اپنا طرز عمل

اس وقت دلائل سے تھوڑی دیر کیلئے قطع نظر کرکے نبوت کے علمبرداروں کے طرز عمل کو دیکھو۔ ہم بھی حضرت مرزا صاحب کے متعلق کچھ باتیں منوانا چاہتے ہیں۔ مثلاً آپ اس صدی کے مجدد ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں اور مسیح موعود آپ ہی ہیں ہم نے کبھی کسی سے یہ نہیں کہا کہ تم حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود مانو یا نہ مانو لیکن بیعت کرکے جماعت میں شامل ہو جاؤ۔ لیکن نبوت کے علمبردار شرط بیعت بھی لیتے ہیں یعنی حضرت مرزا صاحب کو نبی تسلیم کرو یا نہ کرو بیعت کر لو۔ ایک طرف نبوت پر اس قدر زور دیا جاتا ہے اور اس کو لوگوں کے قبول حق کے لئے اتنی بڑی روک بنا کر کھڑا کردیا گیا ہے لیکن اس نبوت کی حقیقت یہ ہے کہ اسکو ماننا ضروری نہیں صرف خلیفہ صاحب کی بیعت کرلو۔ تم فی الفور پکے احمدی بن جاؤ گے

نبی بڑا ہے یا خلیفہ؟

ہر ایک عقلمند جس کے سامنے یہ صورت پیش کی جائیگی کہیگا یہ عجیب نبوت اور عجیب بیعت ہے۔ ہمیں تو قادیان سے فاسق اور مرتد کے خطاب ملتے ہیں لیکن جن لوگوں نے ہماری طرح نبوت کو تسلیم نہیں کیا لیکن خلیفہ کو مان لیا ہے وہ مخلص اور پکے مومن ہیں۔ اب بتاؤ نبی بڑا ہوا یا خلیفہ؟ کیا مسیح موعودؑ کی نبوت کے علمبرداروں بھی کہہ سکتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو مانو یا نہ مانو لیکن حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مان لو محمد رسول اللہ صلعم تو نبی ہیں اور حضرت مرزا صاحب آپکے ایک خلیفہ۔ تو اگر یہ جائز ہے کہ نبی کو مانے یا نہ مانے خلیفہ کو مان لینا کافی ہے تو پھر یہ بھی درست ہونا چاہئیے کہ محمد رسول اللہ صلعم کو کوئی شخص مانے یا نہ مانے حضرت مرزا صاحب کو مان لے۔ ایک جماعت جو نبوت کے اتنے بڑے غلو کو لے کر کھڑی ہوئی ہے کم از کم اسے تو یہ نہیں کہنا چاہئیے کہ خلیفہ کا ماننا لازمی ہے اور نبی کا غیر لازمی۔ یہ کتنی مضحکہ انگیز بات ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ قادیانی جماعت کے پاس دلائل نہیں صداقت کے دلائل انسان کے اندر سے خود پھوٹ پھوٹ کر نکلتے ہیں لیکن جھوٹ کے دلائل پیدا نہیں ہوسکتے

خلیفہ قادیان کے اپنے ارشادات

قادیانی جماعت میں غور و فکر کا مادہ نہیں رہا ہماری بات شاید صحیح نہ مانی جائے لیکن ہم تو نہایت نرم الفاظ میں اس حقیقت کا اظہار کرتے ہیں اور شاید اس حد تک نہ جاسکیں جس حد تک محمود جناب میاں صاحب جاچکے ہیں یہ میرے پاس "الفضل" کے پرچے ہیں ان میں سے جناب میاں صاحب کے اصل الفاظ پڑھ کر سناتا ہوں فرماتے ہیں:۔

"میں ابھی جماعت کی کمزوری پر زیادہ کلام نہیں کرتا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی جماعت میں وہ بلوغت نہیں آئی جبکہ عقل پختہ ہوتی ہے ابھی یہ حالت ہے کہ اگر کوئی عیب بیان کیا جائے تو قطع نظر اس کے کہ وہ کہاں تک ٹھیک اور کس حد تک ہے لوگ سمجھنے لگتے ہیں کہ جس میں یہ عیب پایا جاتا ہے اس سے زیادہ ذلیل چیز اور کوئی نہیں اور اسے جلد ممکن ہو مٹا دینا چاہیئے اور اگر کوئی خوبی بیان کی جائے تو یہ غور کریں کہ وہ خوبی کتنی اہمیت رکھتی ہے کہنے لگ جائیں گے کہ اس سے زیادہ مفید اور اچھی چیز کوئی نہیں۔ اس وقت ہماری جماعت کے دوستوں کی مثال اس جھولے کی سی ہے جو بیلوں پہ لگایا جاتا ہے جب اس کا ایک سرا نیچے جاتا ہے تو دوسرا اوپر کو اٹھ جاتا ہے ہماری جماعت کے لوگ وسطی مقام قبول کرنے کو کبھی تیار نہیں ہوتے اور بسا اوقات میں کسی چیز کے متعلق اپنی رائے اس لئے بیان نہیں کرتا کہ جماعت کی حالت ابھی بچوں کی سی ہے اگر کوئی نقص بیان کیا جائے تو سمجھیں گے کہ یونہی مال برباد ہو رہا ہے اور اگر کوئی خوبی بیان کردی تو سمجھیں گے بھلا کوئی عیب بھی ہو سکتا ہے۔ کوئی کالا داغ تک نہیں اور اس لئے کہ بعض کے لئے اس رنگ میں ٹھوکر کا موجب نہ ہو جاؤں بسا اوقات میں اپنی رائے کو مخفی رکھتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں ہر عقلمند خلیفہ جس نے ربانی ہونے کا مقام حاصل کیا ہو۔ ایسی ہی احتیاط کریگا۔ جب تک کہ جماعت میں بلوغت نہ آجائے۔ اپنے ایسے خیالات کو اپنے تک ہی محدود رکھیگا۔ اس مذہب کے ماتحت میں بعض دفعہ اپنی رائے کو چھپائے رکھتا ہوں"۔ (الفضل ۹ رجون ۱۹۳۲ء)

پیر پرستی کے نتائج

میاں صاحب اپنی جماعت کے متعلق کہتے ہیں کہ ابھی اس میں وہ بلوغت نہیں آئی جبکہ عقل پختہ ہوتی ہے اور اس کی حالت ابھی تک بچوں کی سی ہے اس لئے وہ ان کے سامنے بعض باتیں نہیں کہہ سکتے مجھے اس پر ہرگز افسوس نہ ہوتا۔ اگر یہ جماعت خلیفہ صاحب کی اپنی کمائی ہوتی وہ تو اپنی جماعت کو نبی کی جماعت کہتے ہیں ذرا غور کیجئے حضرت مسیح موعود کی ساری عمر گذر گئی پھر چھ سال خلیفہ اول کا زمانہ گذر گیا۔ اور اکیس سال موجودہ خلافت کے گذر گئے اس نصف صدی کے طویل عرصہ میں ابھی تک جماعت سن بلوغ کو نہیں پہنچی نہیں جماعت تو بلوغت کو حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ہی پہنچ گئی

حضرت مسیح موعودؑ

پر حضرت عیسیٰؑ کی توہین کے اتہامات اور اسکی تردید

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹی)

(۲)

دوسری بات ہیڈ ماسٹر صاحب کے غصہ کی یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو الزامی رنگ میں لکھا ہے کہ انجیلی بیان اور کتب معتبرہ عیسائیوں سے پایا جاتا ہے کہ حضرت مسیحؑ شراب پیا کرتے تھے، ہیڈ ماسٹر صاحب کے خیال میں یہ بیان یا الزام حضرت مرزا صاحب کا صحیح نہیں ہے اور ہیڈ ماسٹر صاحب فرماتے ہیں کہ اس اعتراض کا مواد انہوں نے کشتی نوح دافع البلاء اور مرزا صاحب کی ایک تیسری کتاب مکتوبات احمدیہ سے لیا ہے۔ اس کے متعلق انہوں نے ایک نہایت صحیح اور صاف بات لکھی ہے۔ کہ آخری اقتباس میں نے مرزا جی کی کتب سے اور باقی مولانا ظفر علی خاں کی تحریرات سے لئے ہیں۔ مجھے اس تحریر پر رنج ہوا کیونکہ ظفر علی خاں بمقابلہ شیخ صاحب اس راستہ میں ابھی تازہ وارد ہیں وہ بے شک جیسا کہ میں نے اوپر لکھا ہے۔ ہجو گوئی، دشنام طرازی طعنہ بازی، عیب شماری میں کافی مہارت رکھتے ہیں۔ مگر مذہبی میدان کے قطعاً اہل نہیں ہیں۔ اصلی میرا افسوس حق بجانب ہے اول تو ایسے حوالجات پر تردید کا حصر کرنا درست نہیں ہے پھر ایسے شخص سے استمداد چاہنا جو دشمن بھی ہو اور نا اہل بھی۔ محققانہ شان کے خلاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اپنے مضمون میں مکتوبات احمدیہ کو حضرت مرزا صاحب کی کتاب بتلا رہے ہیں۔ حالانکہ مرزا صاحب کی کوئی کتاب مکتوبات احمدیہ نہیں ہے۔ ہم آپ کے نیازمندوں کو آپ کی ہمسائیگی کا فخر حاصل ہے اور ذرا سے اشارے پر جونسی کتاب حضرت مرزا صاحب کی آپ دیکھنا چاہیں وہ ہم حاضر کرنے کو تیار ہیں۔ پھر اصل کو چھوڑ کر غلط ملط حوالجات کو استعمال میں لانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟

اس کے بعد میں اصل اعتراض کے متعلق گذارش کرنا چاہتا ہوں سب سے اول میں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ آپ جیسے عیسائی لٹریچر سے واقف اور وسیع نظر محقق کو مرزا صاحب کی اس تحریر پر اعتراض ہی کیوں ہوا کیا آپ کو اس سے انکار ہے کہ بائیبل نہ صرف حضرت عیسیٰ بلکہ دیگر انبیاء کو بھی شراب نوشی کا مرتکب تسلیم کرتی ہے اور علمائے نصاریٰ کا بھی یہی خیال ہے۔

ایک بات میں تسلیم کرتا ہوں اور اس کے اظہار سے رک نہیں سکتا۔ کہ یہی الزام جب از روئے بائیبل دیگر انبیاء پر لگایا جاتا ہے تو ہمارے مخالف اس کی چنداں پرواہ نہیں کرتے۔ مگر جب یہی اعتراض الزامی رنگ میں عیسائیوں کا منہ بند کرنے کے لئے پیش کیا جائے تو اکثر طبائع حد سے زیادہ مشتعل ہو جاتی ہیں اس حمایت اور طرفداری کی حقیقت باوجود نہایت غور کرنے کے میری سمجھ میں آج تک نہیں آئی جس حالت میں نص صریح بائیبل کے مطابق یہی الزام بعض دیگر نبیوں پر دکھایا جا سکتا ہے تو پھر یہ غصہ عبث معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً سب سے پہلے پیدائش باب ۹ اور اس کی بیسویں آیت کی تلاوت فرمائیں۔ وہاں صاف الفاظ میں یہ عبارت موجود ہے :-

"اور نوح کھیتی باڑی کرنے لگا۔ اور اس نے انگور کا ایک باغ لگایا۔ اور اس کی مے پی کر نشہ میں آیا"

پھر پیدائش باب ۱۹ میں حضرت لوط کی میخواری کا قصہ موجود ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اسی کتاب کے ستائیسویں باب میں حضرت اسحٰق کی مے نوشی کا ذکر ہے۔ علاوہ بریں اگر مے نوشی کی حرمت کے فتوی ملاحظہ کرنے ہوں تو کتاب استثناء باب ۱۱۔ آیت ۱۵۔ ۲ تاریخ باب ۳۱۔ آیت ۵۔ ایوب باب ۱۔ آیت ۱۳۔ زبور $\frac{104}{15}$۔ یرمیا باب ۳۱۔ آیت ۱۲۔ اتھیس باب ۵۔ آیت ۲۳ ملاحظہ فرمائیں۔ ان شواہد کی موجودگی میں اگر کوئی بزرگ بائیبل یا عیسائی فاضلوں کی تحریرات کے حوالہ سے الزامی طور پر یہ لکھے کہ ان کتابوں کی رو سے پایا جاتا ہے کہ حضرت عیسےٰ بھی شراب پیا کرتے تھے تو ایک مسلمان کے غصہ کرنے کی وجہ کیا ہے؟ اصولی رنگ میں یہ سوال یہیں پر ختم ہو جاتا ہے۔ مگر اس کی تفصیل پر بھی توجہ کرنا ضروری ہے۔ جن بزرگوں کو اس امر سے انکار ہے۔ ہم ان حضرات کی توجہ مندرجہ بالا حوالجات کے علاوہ انجیل، یوحنا کے اس مقام کی طرف منعطف کرنا چاہتے ہیں جس میں حضرت مسیح اپنا سب سے پہلا معجزہ دکھلاتے ہیں یہ معجزہ ہی شراب بنانے کا ہے۔ جو ایک شادی کی تقریب پر دکھلایا گیا۔ یوحنا کا دوسرا باب اس طرح پر شروع ہوتا ہے :-

"اور تیسرے دن قانائے گلیل میں کسی کا بیاہ ہوا۔ اور یسوع کی ماں وہاں تھی اور یسوع اور اس کے شاگردوں کی بھی اس میں دعوت تھی اور جب مے گھٹ گئی یسوع کی ماں نے اس سے کہا کہ ان کے پاس مے نہ رہی۔ یسوع نے اس سے کہا کہ اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام۔ میرا وقت ہنوز نہیں آیا۔ اس کی ماں نے خادموں سے کہا۔ جو کچھ وہ تمہیں کرے سو کرو۔ وہاں پتھر کے چھ مٹکے طہارت کے لئے یہودیوں کے دستور کے موافق دھرے تھے اور ہر ایک میں دو یا تین من کی سمائی تھی یسوع نے انہیں کہا کہ مٹکوں میں پانی بھر دو۔ سو انہوں نے لبالب اس کو بھرا۔ پھر اس نے انہیں کہا کہ اب نکالو۔ اور مجلس کے سردار کے پاس لے جاؤ۔ اور وہ لے گئے جب میر مجلس نے وہ پانی جو مے بن گیا تھا چکھا۔ اور نہیں جانا کہ یہ کہاں سے تھا۔ مگر چاکر جنہوں نے وہ پانی نکالا تھا جانتے تھے۔ تو میر مجلس نے دولہا کو بلایا اور کہا۔ ہر شخص پہلے اچھی مے خرچ کرتا ہے اور ناقص اس وقت کہ جب پی کے چھک گئے۔ پھر تو نے اچھی مے اب تک رکھ چھوڑی ہے۔ یہ پہلا معجزہ یسوع نے قانائے گلیل میں دکھلایا اور اپنا جلال ظاہر کیا اور شاگرد اس پر ایمان لائے"

انجیل یوحنا کے الفاظ میں جناب مسیح کا یہ پہلا معجزہ سن لیا۔ اب اس پر ایک مفسر انجیل کی تفسیر بھی سن لیں۔ ریورنڈ مولوی عماد الدین لائز ڈی۔ ڈی تفسیر یوحنا کے اس مقام پر لکھتے ہیں کہ آیت ۳ میں جو لفظ ہے۔ ان کے پاس مے نہ رہی۔

"یونانی میں وہی عام لفظ ہے جس کو شراب کہتے ہیں لیکن بعض معتبر مفسر یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ اس ملک میں انگور کا رس پیا جاتا تھا اور پیغمبروں نے بھی پیا ہے اس مثال سے بھی وہی دستور عمل میں آیا تھا۔ ...... مناسب طور سے وہاں استعمال ہوا تھا۔ جو شرعاً و عقلاً جائز ہے اس وقت کے بعض متعصب پارسا جو چاہیں بولیں لیکن یہاں سے ان کی غلطی ظاہر ہے کہ وہ ہر مجلس میں پرہیزگاری کے ساتھ بھی شراب پینے کو منع کرتے ہیں ان شراب خواری اور بدمستی اور متوالاپن ضرور منع ہے اور بڑا گناہ بھی ہے۔ لیکن جائز طور پر پینا منع نہیں ہے"

اسی طرح انجیل متی باب $\frac{11}{18-19}$ میں حضرت مسیح کا قول اس طرح پر لکھا ہے :-

"یوحنا نہ کھاتا آیا اور نہ پیتا اور وہ کہتے ہیں۔ کہ اس میں بدروح ہے ابن آدم کھاتا پیتا آیا۔ اور وہ کہتے ہیں۔ دیکھو کھاؤ اور شرابی آدمی محصول لینے والوں اور گنہگاروں کا یار"

اس میں جناب مسیح کے منہ سے صاف طور پر اپنے حق میں شرابی کا لفظ استعمال ہوا ہے گو وہ غیروں کی طرف اس کو منسوب فرماتے ہیں پھر اگر وہ حقیقت پر مبنی نہ تھا۔ اور غلط اتہام تھا۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ اس کی تردید فرماتے۔ ہماری یہ تاویل اگر قابل پذیرائی نہ ہو تو پھر ہم اس جگہ سر آوردہ مسیحی فاضل اور مفسر کی عبارت پیش کر دیتے ہیں جو انہوں نے اسی مقام کی تفسیر کرتے ہوئے لکھی ہے ملاحظہ ہو۔

"اس کو (مسیح کو) انہوں نے شرابی کہا۔ کیونکہ مسیح نے شراب بھی پیا ہے۔ کیونکہ اس ملک کا دستور تھا ...... سب پیغمبروں نے شراب پی ہے۔ اور عیسائیوں کو بھی شراب پینا منع نہیں ہے"

(انیادری عماد الدین لائز ڈی۔ ڈی)

ان شواہد سے صاف عیاں ہے کہ انجیل سے بعبارۃ النص اور مفسران انجیل کے کلام سے صراحتاً پایا جاتا ہے کہ حضرت مسیح شراب پیا کرتے تھے اور اگر بائیبل سے ان حوالجات کو بھی دیکھا جائے جن میں دوسرے نبیوں کو بھی اس فعل کا مرتکب گردانا گیا ہے اور نہ صرف اسی قدر بلکہ شراب نوشی کی حرمت کے متعلق وہ سب حوالجات جو ہم نے بائیبل سے نقل کئے ہیں ان سب کو ملا کر پڑھنے سے ایک محقق اس نتیجہ پر بآسانی پہنچ جاتا ہے کہ عیسائی مذہب کی رو سے شراب نوشی جائز ہے۔

ایسی صورت میں اگر حضرت مرزا صاحب نے الزامی جواب کے طور پر اگر ایسا لکھا ہے تو ایک مولوی کو نہیں بلکہ ایک ایسے شخص کو جو اپنے آپ کو آزاد اور محقق کہتا ہے اور سنی، شیعہ، حنفی وہابی احمدی (یا مرزائی) کہلانے سے اجتناب کرتا ہے اس بات کو تسلیم کر لینا کیا مشکل ہے بحث و مباحثہ میں فریقین الزامی رنگ میں اس قسم کے ہتھیار استعمال کیا ہی کرتے ہیں۔

شیخ صاحب کو اچھی طرح سے یاد ہوگا چند سال ہوئے۔ عیسائیوں کے ایک تبلیغی جلسے میں جو سیالکوٹ سکاچ مشن میں ہوا تھا۔ مجھے اور شیخ صاحب کو شامل ہونے کا اتفاق ہوا۔ سامعین کی تعداد بلا مبالغہ ہزارہا تھی جس میں مسلمان عیسائی بلکہ ہندو وغیرہ بھی موجود تھے اس موقع پر شیخ صاحب نے نہایت جوش کے لہجہ میں انجیل یسوع کی بد اخلاقی کا حال بھرے مجمع میں ظاہر کیا۔ اور انجیل سے ثابت کیا کہ مسیح نے یہودیوں کے مولویوں یعنی فقیہوں اور فریسیوں کو گالیاں دیں اور یہ سب کچھ الزامی رنگ میں تھا اس سے کوئی شخص یہ

ہری جنوں کے ساتھ ہندوؤں کا فریب

معاصر "انقلاب" کا دلچسپ تبصرہ

واہ بھئی ہریجن بھائیو۔ جیسا غچہ تم کو ہندوؤں نے دیا۔ کوئی کیا کسی کو دے گا۔ ابھی کل کی بات ہے سارا ہندوستان اس پکار سے گونج رہا تھا۔ کہ مندروں کے دروازے ہریجنوں کے لئے کھول دو۔ یہ ہمارے بھائی ہیں۔ بعض منچلوں نے اسمبلی میں بھی بل پیش کر دیئے تاکہ ہریجنوں کو مندروں میں داخل ہونے کا قانونی حق حاصل ہو جائے۔ گاندھی جی نے اتنے بڑے عدم تعاونی ہونے کے باوجود اسمبلی کے ممبروں کو چٹھیاں لکھ رہے تھے۔ کہ بھائیو مندر پرویش بل کو ضرور پاس کر دینا۔ کیونکہ جاتی کا کلیان اسی سے ہوگا۔

خود گاندھی جی نے تمہارے لئے برت رکھا۔ پھر ضمیری کی طرح سارے بھارت ورش میں گھومنے لگے۔ تاکہ مندر ہریجنوں کے لئے کھول دیئے جائیں۔ اس موقع پر مسٹر اے۔ کے اچاری اور خود ہریجنوں کے لیڈر ڈاکٹر امبیدکر نے بھی گاندھی جی سے کہا۔ کہ مہاراج اس قصے کو جانے دیجئے۔ ہندو آپ کی بات نہیں سنیں گے۔ آپ شیخ چلی کی طرح ہوائی قلعے نہ بنائیے لیکن گاندھی جی بھلا کسی کی سنتے ہیں۔ وہ اس بات پر تلے ہوئے تھے۔ کہ کسی نہ کسی طرح انگریزوں پر ثابت ہو جائے کہ اچھوت تو ہیں سب کی سب ہندو ہیں اور ہندوؤں کی تعداد ہندوستان میں پندرہ کروڑ نہیں بلکہ تیئس کروڑ ہے

لیکن بنارس کے "مہا پنڈت بھارت بھوشن پوجیہ پاد" چیچ و تاب کھا رہے تھے کہ یہ ستیا گرھی بڈھا کیسی خفیف حرکتیں کر رہا ہے یہ مان لیا۔ کہ ہم اچھوتوں کو ہندو ہی ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ معاملہ زبانی ہی زبانی رہنا چاہیئے۔ ان ناپاک ڈشٹ ملیچھ چوہڑوں اور چماروں کو دیوتاؤں کے مندروں میں سچ مچ داخل کر لینا تو مہا پاپ ہوگا۔ اور سناتن ہندو دھرم کی ساری پوترتا خاک میں مل جائے گی۔ چنانچہ پوجیہ پاد صاحب نے مندر پرویش بل کی سخت مخالفت کی۔ اور وہ پاس ہونا تو درکنار پیش بھی نہ ہو سکا۔

گاندھی جی تو "مرغ باد نما" ہیں جدھر ہوا کا رخ دیکھتے ہیں اُدھر ہی اپنا مکھڑا پھیر لیتے ہیں۔ چنانچہ جب آپ نے دیکھا کہ ہندو اپنے مندروں کو ناپاک کرانا پسند نہیں کرتے تو آپ نے پہلے تو اچھوتوں کا نام لے کر آٹھ نو لاکھ روپیہ بٹور کر کانگرس کے کاموں کے لئے اپنی غلق میں ڈال لیا۔ اور اس کے بعد ایسی چپ سادھی کہ "کانوں تو لہو نہیں بدن میں"۔ آخر بولے تو اپنے دہلوی جھونپڑے میں اسمبلی کے ہندو ممبروں کو جمع کر کے یہ بولے کہ بھائیو، اب مندروں میں اچھوتوں کے داخلہ کا بل پیش نہ کرنا۔ کیونکہ ہندوؤں کی رائے عامہ اس کے خلاف ہے۔ حالانکہ ہندوؤں کی رائے عامہ ہمیشہ ہی سے اس کے خلاف رہی ہے۔ وہ تو صرف ووٹوں کے لئے اچھوتوں کو ہندو کہتے ہیں ورنہ انہیں اپنے آپ میں شامل کرنے کیلئے تو کبھی تیار نہیں۔

کیا ہریجنوں کو وہ واقعہ یاد نہیں کہ جب ایک ملیباری اچھوت نے گاندھی جی کی حمایت کے بل پر گوروایور کے مندر کے آگے بیٹھ کر "مرن برت" رکھ لیا تھا۔ اور یہ کہا تھا کہ جب تک مجھے اس مندر میں داخل نہ کیا جائیگا۔ دانے پانی کو ہاتھ نہ لگاؤنگا۔ تو تمام جنوبی ہند کے ہندو بے قرار ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ گاندھی جی نے منت سماجت کر کے اس ہریجن کا برت تڑوایا اور دنیا پر یہ ثابت ہو گیا۔ کہ ہندو اور ہریجن میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

اب تازہ واقعہ بھی سن لو۔ ہز ہائینس سری پودھا شمشیر جنگ بہادر رانا وزیر اعظم نیپال ہندوستان میں تشریف لائے تو ہندوؤں نے

. . . .

. . کہا۔ کہ یہ ہندو دھرم، ہندو سبھیتا، ہندو راج نیتی اور خدا جانے ہندوؤں کی کون کون سی چیز کے رکھشک ہیں۔ راجا صاحب کولنگوڑ نے آپ سے پوچھا۔ کہ آپ اس بات کو کیا سمجھتے ہیں کہ ہندو مندروں کو اچھوتوں کے لئے کھول دیا جائے۔

مہاراجہ صاحب نے جو اصلی اور خالص ہندو اور ہندو دھرم کے صحیح نمائندے ہیں۔ صاف صاف کہہ دیا۔ کہ پوری، رامیشورم بنارس اور دوسرے مندروں کو اچھوتوں سے بالکل پاک رکھنا چاہیئے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔ کہ میں تو کسی ایسے مندر میں قدم رکھنے اور پوجا کرنے کے لئے تیار نہیں۔ جس کو ہندو دھرم کے خلاف اچھوتوں کے قدموں سے ناپاک کر دیا جائے۔

ہری جن بھائیو۔ تم نے سن لیا۔ ہندو دھرم کے اصلی رکھشک پنڈت مالوی اور مہاراجا نیپال تم کو کیا سمجھتے ہیں؟ تم ہندوؤں کے تمام دیوتاؤں کو مان لو۔ ہندو دھرم کے تمام عقائد اختیار کر لو۔ سر سے پاؤں تک ہندو بن جاؤ۔ لیکن یاد رکھو کہ ہندو کبھی تم کو ہندو سمجھنے اور ہندو جاتی میں ملانے اور ہندو مندروں میں داخل کرنے کے لئے تیار نہ ہونگے!

صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے کہ ادھر تم کلمہ پڑھو اُدھر تم بہتر سے بہتر اور معزز سے معزز مسلمان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا سکتے ہو۔ اس کے کندھے سے کندھا ملا کر دنیا کی ہر مسجد میں یہاں تک کہ کعبۃ اللہ میں بھی نماز پڑھ سکتے ہو اور جنم کے مسلمانوں کو بیٹیاں دے سکتے ہو۔ اور ان کی بیٹیاں لے سکتے ہو پھر یہ کیا مصیبت ہے کہ جو دھرم تم کو روز دھکے دیتا ہے۔ اس کے نام لیواؤں سے محبت کی امید رکھتے ہو +

خبریں

ہندوستان

—— قادیان ۲ر فروری۔ مسٹر جے ایم کلیشن ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کی طرف سے قادیان اور اس کے ملحقہ دیہات میں ۳۰ر جنوری ۱۹۳۵ء سے دو ماہ کے لئے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے جس کی رو سے جلسے وغیرہ منعقد کرنے اور پانچ سے زائد اشخاص کے جمع ہونے کی ممانعت ہو گئی ہے چند ماہ قبل بھی قادیان میں اسی دفعہ کا نفاذ کیا گیا تھا قادیانی اخبارات اور اکابر اس کے خلاف شدید احتجاج کر رہے ہیں۔

—— بعض واقفکار لوگوں کا بیان ہے کہ احراری سر فضل حسین بالقابہ اور مسلم لیگ کے خلاف خاص طور پر ہنگامہ برپا کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

—— پشاور ۵ر فروری۔ آفریدیوں کے مختلف طبقوں کی درخواست پر حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ آفریدی علاقہ کی اقتصادی تعمیر کے ذریعہ امداد کی جائے۔ فی الحال پانچ لاکھ روپے کے خرچ سے بہم رسانی آب کی ایک سکیم شروع کی جائیگی۔

—— دہلی میں اسمبلی کا اجلاس شروع ہے۔ ۴ر فروری کو پارلیمنٹری رپورٹ پر بحث ہوتی رہی۔

—— احمد آباد ۵ر فروری۔ بہت سی ملوں میں ابھی تک بدستور ہڑتال شروع ہے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے کرفیو آرڈر نافذ کر دیا ہے

—— لاہور کے مشہور شیعہ رئیس نواب محمد علی صاحب قزلباش ۲ر فروری کو بھرائچ (یو پی) میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ

—— ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ گورنر نے پنجاب کونسل کا اجلاس ملتوی کر دیا ہے آئندہ اجلاس ۱۲ر فروری کو ہوگا۔

—— نئی دہلی ۵ر فروری۔ حکومت ہند نے ۳۱ر مارچ ۱۹۳۵ء کے بعد سرکاری ملازمین کی تنخواہ میں تخفیف کو بحال کر دیا ہے یہ فیصلہ بالعموم آل انڈیا ملازمتوں اور حکومت ہند کے ملازمین پر حاوی ہے اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جن کی تنخواہ کا تعلق محکمہ فوج اور ریلوے سے ہے۔

—— ۳ر فروری کو لاہور میں کافی بارش ہوئی اور صبح کے وقت زلزلے کے جھٹکے بھی محسوس ہوئے۔

—— ۱۲ر فروری کو کونسل آف سٹیٹ میں سر فضل حسین کی تحریک پر پارلیمنٹری رپورٹ پر بحث ہوگی۔

—— دہلی ۵ر فروری۔ فنانس ممبر ۲۸ر فروری کو اسمبلی میں سالانہ بجٹ پیش کریں گے۔ امید کی جاتی ہے وہ اس سال تین کروڑ روپے کی بچت دکھلائیں گے۔

—— جبل پور ۴ر فروری۔ شنبہ کی رات کو یہاں کے ایک مشہور مسلمان پہلوان عبدالشکور کو ہندوؤں نے قتل کر دیا جس سے ہندو مسلم فساد کا سخت خطرہ تھا۔ لیکن حکام نے نہایت ہوشیاری سے حالات پر قابو پا لیا۔

—— حیدر آباد دکن ۵ر فروری۔ ابھی شہر اور ملحقہ دیہات میں طاعون موجود ہے ماہ دسمبر میں طاعون سے ۵۴ اموات ہوئیں۔ اضلاع میں اس عرصہ کے اندر ۵۲۳ آدمی طاعون میں مبتلا ہوئے۔ جن میں سے ۴۱۴ مر گئے۔

—— علی گڑھ میں منعدی سرسام اور ریڑھ کی ہڈی کے بخار کا زور ہے

—— الہ آباد ۵ر فروری۔ کل لاکھوں قدامت پسند ہندوؤں نے اماوس کے تہوار پر جمنا اور گنگا کے سنگم پر اشنان کیا۔ اژدہام کی زیادتی کی وجہ سے بعض حوادث بھی رونما ہوئے۔ شدید بارش کی وجہ سے زائرین کو کافی تکلیف ہوئی۔

خبریں

ممالک خارجہ

—— تبت میں ایک ایسا پودا دریافت کیا گیا ہے، جسے اگر سفوف کی صورت میں استعمال کیا جائے۔ تو پندرہ دن تک انسان بھوک اور پیاس سے نجات پا جاتا ہے۔

—— گذشتہ ہفتہ فرانس اور جرمنی کے نمائندوں نے ایک ایسے معاہدہ پر دستخط کئے ہیں جس کے ذریعہ علاقہ سار کے منتقل کرنے پر تجارتی اور مالی مسائل اچھی طرح حل ہو جائینگے۔

—— بیروت کی بندرگاہ کے قریب جنگ عظیم میں جرمنی کا ایک جہاز دانستہ غرق کر دیا گیا تھا۔ وہ اب سمندر کی گہرائی سے نکال لیا گیا ہے اس کو جہاز کے کپتان نے دشمنوں سے محفوظ رکھنے کے لئے غرق کر دیا تھا۔ جہاز کا سامان بالکل خراب ہو گیا ہے۔

—— چونکہ موسم حج قریب آرہا ہے اس لئے حکومت حجاز کے تمام اعلےٰ افسر مکہ معظمہ پہنچ رہے ہیں۔

—— واشنگٹن ۴ر فروری۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ اور برازیل کے درمیان ایک تجارتی معاہدہ پر دستخط ہوئے ہیں۔ جس میں دونوں ممالک کی حکومتوں نے ایک دوسرے کو رعائتیں دی ہیں۔

—— معلوم ہوا ہے کہ ملک معظم کو ان کی نقرئی جوبلی کے موقعہ پر پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کی طرف سے ویسٹ منسٹر ہال میں سپاسنامے پیش لئے جائیں گے۔

—— شکاگو یونیورسٹی کے ایک سابق ریسرچ سکالر انچارج مسٹر بکیو جو آج کل لنکا میں آئے ہوئے ہیں [illegible] کہ انہوں نے ایک طریقہ دریافت کیا ہے کہ تدبیر سے انسان دو سو سال زندہ رہ سکتا ہے ان کا بیان ہے کہ انسان کو ایک خاص قسم کی بحری گھاس کھانا چاہیئے قدیم زمانہ کے جو لوگ سمندر کے قریب رہتے تھے یہ گھاس کھایا کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ ان کی عمریں طویل ہوتی تھیں۔

—— افغانستان کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ کابل و ہرات کے درمیان وائرلیس ٹیلیفون کا سلسلہ قائم ہو گیا ہے۔

—— گذشتہ ہفتہ کابل میں وزارت تجارت کے زیر اہتمام ایک صنعتی نمائش ہوئی۔

—— ولایتی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ اطالیہ نے ایبے سینیا (حبش) کے سرحدی مقامات پر قبضہ کر لیا ہے اب وہ انہیں اپنی ملکیت قرار دے رہا ہے۔ حکومت حبش نے منت سماجت سے کام لیتے ہوئے اپنے شہر واپس لینے کی کوشش کی مجلس اقوام کے پاس بھی التجا کی۔ لیکن اس سے کوئی نتیجہ برآمد نہیں۔ اب مجبوراً حکومت حبش جنگ کے لئے تیار ہو گئی ہے اس جنگ میں فرانس اطالیہ کا ساتھ دیگا۔

—— یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حکومت فرانس اور اطالیہ نے آپس میں فیصلہ کر رکھا ہے کہ حبش کو فتح کر کے آپس میں تقسیم کر لیا جائے۔

—— تازہ عربی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت ترکی کے تعلیمی بورڈ نے سب مدارس کے نام ایک گشتی حکم بھیجا تھا جس میں تمام طلبہ کے لئے فوجی تعلیم لازمی قرار دی گئی ہے فوجی تعلیم کے نصاب میں جو طلبہ اچھے نمبر نہیں لے سکینگے وہ کامیاب نہیں ہو سکینگے ان طلبہ کو گیس کے استعمال اور گیس کے حملہ سے محفوظ رہنے کے طریقے بھی سکھلائے جاتے ہیں۔

—— گذشتہ ماہ افغانستان کے علاقہ ہرات میں سخت برفباری ہوئی

—— استنبول ۵ر فروری۔ ایک منتخب یہودی، یونانی اور ارمنی باشندے ترکی پارلیمنٹ کے رکن منتخب کئے جائیں گے۔ اس طرح جمہوریہ ترکیہ کی تشکیل کے بعد یہ پہلا موقع ہے کہ ترکی پارلیمنٹ میں اقلیتوں کو نمائندگی حاصل ہوگی۔

احمدیہ ہوسٹل کا قیام!

احباب کی نظر سے احمدیہ ہوسٹل کے قیام کی تجویز گزر چکی ہے ہوسٹل کی آمد سے یکصد روپیہ ماہوار زائد خرچ ہونے کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ اس خرچ کو برداشت کرنے کے لئے مندرجہ ذیل صاحبان وعدہ فرما چکے ہیں امید ہے دیگر احباب بھی اس میں حصہ لیکر اپنی علایا دلی اور اپنی آئندہ نسل کی بہتری کے لئے دور اندیشی کا ثبوت دیں گے۔

نمبر شمار	اسماء	چندہ ماہوار
(۱)	ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب لاہور	روپیہ ۳
(۲)	" مرزا یعقوب بیگ صاحب	۱---
(۳)	حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ	۱--۰--
(۴)	شمس الدین صاحب جہلم	۱--۰--
(۵)	ڈاکٹر سعید احمد صاحب مانسہرہ	۱--۰--
(۶)	" الٰہ بخش صاحب لاہور	۲--۰--
(۷)	مولوی عزیز بخش صاحب لاہور	۱--۰--
(۸)	ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	۱--۰--
(۹)	شیخ عبد الرحمٰن صاحب دہلی	۱--۰--
(۱۰)	غلام ربانی خانصاحب مانسہرہ	۱--۰--
(۱۱)	ڈاکٹر وزیر احمد صاحب جموں	۲--۰--
(۱۲)	ڈاکٹر نظام الدین صاحب پشاور	۱--۰--
(۱۳)	" غلام محمد صاحب لاہور	۱--۰--
(۱۴)	" شبیر حسین صاحب لاہور	۱--۰--
(۱۵)	" ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب پنڈی گھیب	۱--۰--
(۱۶)	" فضل الرحمان صاحب	۱--۰--
(۱۷)	" عبد العزیز صاحب چارسدہ	۱--۰--
(۱۸)	سید الطاف حسین شاہ صاحب	۱--۰--
(۱۹)	حافظ محمد حسن صاحب گجرات	۱--۰--
(۲۰)	سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب	۱--۰--
(۲۱)	قاضی محبوب عالم صاحب گوجرانوالہ	۱--۰--
(۲۲)	راجہ حسن اختر صاحب ای اے سی	۱--۰--
(۲۳)	میاں غلام رسول صاحب جھنگ	۱--۰--
(۲۴)	سید امجد علی شاہ صاحب ملتان	۱--۰--
(۲۵)	مولوی محمد یعقوب خانصاحب	۱--۰--
(۲۶)	خواجہ غلام نبی صاحب ہجوڑ	۱--۰--
(۲۷)	ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجرہ	۱--۰--
(۲۸)	بابو غلام قادر صاحب بکھر	۱--۰--
(۲۹)	بابو محمد منظور الٰہی صاحب لاہور	۱--۰--
(۳۰)	حافظ محمد بخش صاحب اوکاڑہ	۱--۰--
(۳۱)	میاں غلام عباس صاحب دہلی	۱--۰--
(۳۲)	میاں غلام شبیر صاحب تحصیلدار مظفر گڑھ	۱--۰--
(۳۳)	میاں غلام حیدر صاحب لدھیانہ	۱--۰--
(۳۴)	[illegible] محمد امین صاحب لاہور	۱--۰--
(۳۵)	مولانا صدر الدین صاحب	۱--۰--
(۳۶)	ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب جنڈولا	۱--۰--
(۳۷)	ڈاکٹر حسن علی صاحب امرتسر	۱--۰--
(۳۸)	شیخ نظام الدین صاحب ملک پشنجاں	۱--۰--
(۳۹)	ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب پشاور	۱--۰--
(۴۰)	" عصمت اللہ صاحب دربھنگہ	۱--۰--
(۴۱)	میاں عزیز اللہ صاحب پنڈی	۱--۰--
(۴۲)	ڈاکٹر عبد الرحمان صاحب بھیین	۱--۰--
(۴۳)	محمد اسمٰعیل صاحب ہیڈ ماسٹر پنڈی	۱--۰--
(۴۴)	ڈاکٹر طفیل حسین شاہ صاحب	۲--۰--
(۴۵)	" شجاعت علی صاحب لاہور	۱--۰--
(۴۶)	چودھری محمد اسمٰعیل صاحب لاہور	۲--۰--
(۴۷)	میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی	۱--۰--
(۴۸)	" نصیر احمد صاحب " "	۱--۰--
(۴۹)	رحیم بخش صاحب سانبھر	۱--۰--
(۵۰)	بابو عبد الحق صاحب لاہور	۱--۰--
(۵۱)	شیخ عبید اللہ صاحب ڈیرہ آباد	۱--۰--
(۵۲)	ڈاکٹر سید جلال صاحب لاہور	۱--۰--
(۵۳)	عبد اللطیف صاحب نیازی	۱--۰--
(۵۴)	شیخ عبد الواحد صاحب موگا ضلع فیروزپور	۱--۰--
(۵۵)	جماعت جموں	۵--۰--
(۵۶)	جماعت سیالکوٹ	۵--۰--
(۵۷)	" بدوملہی	۲--۰--
(۵۸)	ینگ مین پشاور	۴--۰--
(۵۹)	جماعت پشاور	۴--۰--
(۶۰)	چودھری عبد اللہ خانصاحب	۰--۸--
(۶۱)	چودھری نظام الدین صاحب	۱--۰--
	میزان	۸۱--۸--۰

قُلْ يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جلد ۲۳ | لاہور - یوم دوشنبہ مطبوعہ ۶ ذیقعد ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۱ فروری ۱۹۳۵ء | نمبر ۱۰

حضرت مسیح موعودؑ کی عقائد کا خلاصہ

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ و آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

تحریکِ استیصالِ احمدیت کے "شاندار نتائج"

احراری کھاد باغِ احمدیت کیلئے مفید ثابت ہو رہی ہے

احراری سرغنوں نے استیصال احمدیت کی تحریک نہایت زور شور سے شروع کر رکھی ہے اور اسکو کامیاب بنانے کیلئے وہ اپنی بدزبانی و دشنام طرازی بہتان سازی و دروغ بافی کی قابلیتیں بے دریغ خرچ کر رہے ہیں اس بارے میں منشی ظفر علی خاں و ان کا اخبار زمیندار سب سے پیش پیش ہے لیکن سلیم الطبع اور سعید الفطرت مسلمانوں پر اس تحریک کا کیا اثر ہو رہا ہے اسکا کچھ اندازہ مندرجہ ذیل خط سے ہو سکتا ہے جو چند روز ہوئے ایک صاحب نے ہمارے سیکرٹری صاحب کی خدمت میں تحریر فرمایا ہے:۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ میں متلاشی حق ہوں عرصہ سے اخبار "زمیندار" کا مطالعہ کر رہا ہوں اخبار مذکور میں حضرت مرزا صاحب کے متعلق سخت الزامات شایع ہوتے دیکھ کر میں نے خیال کیا کہ کیوں نہ مرزا صاحب کی اصل کتب کا بھی مطالعہ کیا جائے۔ چنانچہ میں نے پہلے ملاحظہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ انجام آتھم۔ کتاب البریۃ۔ ازالہ اوہام۔ آریہ دھرم اور ست بچن وغیرہ کا مطالعہ کیا تو صاف معلوم ہوا کہ "زمیندار" اور "احسان" وغیرہ بالکل افترا سے کام لے رہے ہیں۔ اب میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب نے سب سے بڑھکر اسلام کی خدمت کی ہے۔ اب مزید تحقیقات کر رہا ہوں حضرت امیر کی خدمت میں میری طرف سے دعا کیلئے عرض کردیں۔ نیز مولوی ظفر علی خاں کو چیلنج وغیرہ کے جتنے اشتہارات موجود ہوں و مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ مباحثہ کے متعلق بھی جس قدر ٹریکٹ وغیرہ ہوں ارسال کریں۔ متلاشی حق ... الدین ... کھٹانہ

ایسے خطوط ہمیں اکثر موصول ہوتے رہتے ہیں ہم پہلے بھی کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں۔ اب پھر اس کا اعادہ کرتے ہیں کہ ہمارے مخالفین کی کوشش احمدیت کی ترقی اور نشو ونما کے لئے عمدہ کھاد کا کام دے رہی ہیں۔ اس لحاظ سے ہم منشی ظفر علی خاں اور دیگر احراری سرغنوں کے ممنون ہیں۔

دو احمدی نوجوانوں کی قابلِ تقلید سعی

علی بہادر صاحب و فرخ سیر صاحب ساکنان زیدہ (ضلع پشاور) نے مبلغ ۲۸ روپے کی رقم غیر از جماعت احباب سے فراہم کر کے ارسال فرمائی جزاھم اللہ خیرا۔ اگر دیگر نوجوان بھی ان کی تقلید کریں تو انجمن کو ایک معقول مالی امداد مل سکتی ہے۔ میں نوجوان بھائیوں کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں کہ وہ مہینے میں کم از کم ایک دن چندہ کی فراہمی کے لئے وقف کردیں۔ جن نوجوانوں کے دل میں خدمت اسلام کا شوق ہے۔ مگر سردست وہ قلمی لسانی یا مالی خدمات سرانجام دینے کے قابل نہیں۔ میرے خیال میں ادھر ادھر سے چندہ جمع کر کے وہ دین کو بہت بڑی تقویت پہنچا سکتے ہیں۔ فراہم شدہ چندہ کی فہرست ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

خاکسار:۔ غلام محمد انچارج دفتر تحصیل

نمبر	نام	رقم
(۱)	سمیع اللہ خان صاحب دوکاندار زیدہ	۰ — ۴ — ۰
(۲)	نور محمد خان صاحب قمو سپیدار زیدہ	۰ — ۸ — ۰
(۳)	سمندر خان صاحب ٹھیکیدار زیدہ	۱ — ۰ — ۰
(۴)	صیفور خان حوالدار	۰ — ۸ — ۰
(۵)	بابو مظفر الحق صاحب زیدہ	۰ — ۸ — ۰
(۶)	ڈاکٹر عبد الحمید صاحب زیدہ	۲ — ۰ — ۰
(۷)	عبد القیوم خان صاحب زیدہ	۱ — ۰ — ۰
(۸)	محمد جان صاحب رسالدار زیدہ	۰ — ۸ — ۰
(۹)	خان محمد اسلم خان صاحب	۱ — ۰ — ۰
(۱۰)	از خانہ فرخ سیر خانصاحب زیدہ	۱ — ۰ — ۰
(۱۱)	عبد الستار خانصاحب زیدہ	۱ — ۰ — ۰
(۱۲)	از صاحبزادی صاحبہ خان بہادر آف زیدہ	۴ — ۰ — ۰
(۱۳)	خان عبد السبحان خان	۱ — ۲ — ۰
(۱۴)	عبد الرحمن صاحب	۱ — ۰ — ۰
(۱۵)	بیگم صاحبہ جناب خانصاحب عبد الحمید خان صاحب آنریری مجسٹریٹ درجہ اول	۱ — ۰ — ۰
(۱۶)	خان محمد شیر خانصاحب	۱ — ۰ — ۰
(۱۷)	خانزادہ خان عبد الرؤف خانصاحب خلف الرشید جناب خان بہادر آف زیدہ	۲ — ۰ — ۰
(۱۸)	خانزادہ خان فرخ سیر خان صاحب	۱۰ — ۰ — ۰
	میزان	۲۸ — ۶ — ۰

ایک ضروری اطلاع

پیغام صلح کے چندوں کا جدید انتظام

برادران مکرم السلام علیکم و رحمۃ اللہ

اب تک اخبار پیغام صلح کا چندہ بالعموم وی۔ پی یا منی آرڈر کے ذریعہ انفرادی طور پر وصول کیا جاتا تھا لیکن احباب کی سہولت اور انجمن کے فائدہ کی خاطر آئندہ کیلئے اس طریق میں تبدیلی کردی گئی ہے۔ جن مقامات پر باقاعدہ جماعتیں قائم ہیں وہاں خریداران پیغام صلح کو انفرادی طور پر یاد دہانی کرانے یا ان کی خدمت میں وی۔ پی بھیجنے کی بجائے صرف سیکرٹری جماعت کو اطلاع دی جایا کریگی مبلغین و محصلین انجمن کو بھی فہرستیں دی جایا کرینگی احباب اخبار کے متعلق تمام رقوم دفتر کو براہ راست بھیجنے کی بجائے سیکرٹریان جماعت یا مبلغین و محصلین کو ادا فرمایا کریں اس طرح وی۔ پی یا منی آرڈر کے خرچ کی بچت ہو جایا کریگی اور انجمن پر بھی بار بار کی یاد دہانیوں کے اخراجات کا بار نہیں پڑیگا میں تمام خریداران پیغام صلح سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس جدید طریق کو چلانے اور انجمن کیلئے کیمل مالی سال کامیاب بنانے میں میری امداد فرمائینگے۔ جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان و مبلغین و محصلین سے بھی درخواست ہے کہ وہ چندہ اخبار کی وصولی کو اپنے فرائض میں شامل سمجھیں اور پوری توجہ سے انجام دیں جن مقامات پر باقاعدہ جماعتیں قائم نہیں۔ وہاں کے احباب سے پہلے دستور کے مطابق ہی چندہ اخبار وصول ہوا کرے گا۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ پر اخبارات سلسلہ بالخصوص پیغام صلح کی توسیع اشاعت کی پر زور الفاظ میں تاکید فرمائی تھی۔ اس وقت اس کی یاد دہانی بھی کرانا چاہتا ہوں۔ اس اخبار میں سلسلہ کے حالات اور اس کے متعلق تحریکات ہوتی ہیں۔ اگر ہر ایک دوست اس کے مطالعہ کو اپنا قومی شعار بنا لے تو قوم کے اندر ایک نئی روح پیدا ہو سکتی ہے۔ ہر ایک تحریک پر دفتر کو جو چٹھیاں لکھنی پڑتی ہیں ان کی بھی ضرورت پیش نہ آئے۔ سیکرٹریان جماعت و مبلغین و محصلین کی خدمت میں بھی درخواست ہے کہ اخبار کے جدید خریدار بنانے کی پوری کوشش کریں۔

خاکسار
فضل حق اسسٹنٹ سیکرٹری انجمن

تبلیغ کیلئے چند قیمتی حوالے

از سید اختر حسین صاحب احمدی مولوی فاضل مبلغ انجمن

مسیح ناصری کی آمد ختم نبوت کے منافی ہے

(۱) علامہ نووی مسلم کی شرح کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی بحث میں فرماتے ہیں:۔ وانکر ذالک بعض المعتزلہ والجھمیۃ ومن وافقھم وزعموا ان ھذہ الاحادیث مردودۃ بقولہ تعالیٰ خاتم النبیین وبقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نبی بعدی وباجماع المسلمین علی ان لا نبی بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وان شریعتہ مؤبدۃ الی یوم القیامۃ لا تنسخ (شرح صحیح مسلم جلد ۲ صـ۴۰۳)

ترجمہ:۔ اس امر کا بعض معتزلہ اور جہمیہ اور ان کے ہمنواؤں نے انکار کیا۔ اور کہا کہ یہ احادیث قول باری تعالیٰ "خاتم النبیین" اور فرمودہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم "لا نبی بعدی" کی وجہ سے مردود ہیں اور اس وجہ سے بھی مردود ہیں کہ تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ کی شریعت قیامت تک رہنے والی ہے منسوخ نہیں ہو سکتی

معلوم ہوا کہ حضرت مسیح ناصری کی آمد کو پہلے بھی بہت لوگ خلاف نصوص قرآنیہ وحدیثیہ سمجھتے تھے۔

امام ابن حزم کی شان

(۲) جب ہم حضرت امام ابن حزم کا قول وفات مسیح کے متعلق پیش کرتے ہیں تو بعض لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ وہ تو معتزلی تھا۔ ملحد تھا۔ بے دین تھا۔ اس لئے ایسے مواقع پر حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کا ذیل کا ارشاد بہت کار آمد چیز ہے:۔

رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام وقد عانق ابا محمد بن حزم المحدث فغاب الواحد فی الآخر فلم نر الا واحداً وھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فھذہ غایۃ الوصلۃ وھو المعبر عنہ بالاتحاد (فتوحات مکیہ جلد ۲ صـ۲۱۹)

ترجمہ:۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ ابو محمد ابن حزم محدث سے معانقہ فرما رہے ہیں پھر ایک دوسرے میں غائب ہو گئے اور ہم نے صرف ایک ہی شخص کو دیکھا۔ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ یہ انتہائی اس کا مقام ہے جسے اتحاد سے تعبیر کیا جاتا ہے

محدث کو نادان مخالف مدعی نبوت سمجھ لیتے ہیں

(۳) شیخ اکبر محی الدین ابن عربی محدثین کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

فیتخیل الاجنبی فیہ انہ یدعی النبوۃ وانہ ینقض بذالک شرع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیکفرہ وقد رأینا ھذا کثیراً فی زماننا وذقناہ من علماء وقتنا فنحن نعذرھم لانہ ما قام عندھم دلیل صدق ھذہ الطائفۃ وھم مخاطبون بغلبۃ الظنون (فتوحات مکیہ جلد ۲ صـ۷۹)

ترجمہ:۔ اس کی بعض باتوں سے اجنبی یہ سمجھتا ہے کہ وہ نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے اور شریعت محمدیہ کو منسوخ کر رہا ہے اس لئے اس کی تکفیر کرتا ہے اس بات کو ہم نے اپنے زمانہ میں کثرت سے دیکھا اور خود بھی علماء وقت سے اس کا مزہ چکھا۔ لیکن ہم ان لوگوں کو معذور سمجھتے ہیں کیونکہ ان کے پاس محدثین کے گروہ کے صدق کی کوئی دلیل قائم نہیں ہوتی اور ظنوں کے غلبہ سے گفتگو کرتے ہیں (یعنی یقین اور معرفت کے درجہ پر نہیں ہیں)"

آہ! کیا یہی سلوک اس زمانہ کے محدث حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ نہیں ہوا۔ مخالفین کو شیخ اکبر کے قول سے عبرت پکڑنی چاہیئے۔

خواب میں خدا کو دیکھنا

(۴) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کشف پر اعتراض کرنے والے دوستوں کو الجزائر کے علماء اہل السنۃ والجماعت کے اخبار "البلاغ" کے مندرجہ ذیل اقتباس پر غور کرنا چاہیئے:۔

قال احمد بن حنبل رأیت اللہ عز وجل فی المنام فقلت یا رب ما افضل ما تقرب بہ المتقربون الیک قال بکلامی یا احمد۔ قال قلت یا رب بفھم او بغیر فھم

(البلاغ الجزائری۔ ۱۷ شعبان ۱۳۵۲ء مطابق ۸ر دسمبر ۱۹۳۳ء)

ترجمہ:۔ "امام احمد بن حنبل نے کہا میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا۔ میں نے پوچھا۔ یا الٰہی کونسی چیز بہتر ہے ان سب چیزوں میں سے جن کے ذریعہ تیرے مقربین نے تیرا قرب حاصل کیا۔ فرمایا اے احمد وہ میرا کلام ہے۔ امام صاحب کہتے ہیں۔ میں نے پوچھا۔ خدایا سمجھ کر یا بغیر سمجھ کے فرمایا سمجھ کر یا بغیر سمجھ کے یعنی دونوں طرح تلاوت کرو"

۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعود کا دعوے محدثیت

(۵) "چونکہ میں تشریعی نبوت کا دعوے نہیں۔ تشریعی نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ اب اسی کی خدمت بذریعہ الہامات، مکالمات، مخاطبات اور بذریعہ پیشگوئیوں کے کرنے کا ہمارا دعوے ہے مجدد صاحب لکھتے ہیں۔ یہی خوابیں اور الہامات جو گاہ بگاہ انسان کو ہوتے ہیں۔ اگر کثرت سے کسی کو ہوں۔ تو وہ محدث کہلاتا ہے۔ غرض یہ سب کچھ ہم نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں مفصل لکھ دیا ہے اس کا مطالعہ کر کے اپنی تسلی کر لیں"

(کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان فرمودہ ۲ر مارچ ۱۹۰۸ء مندرجہ الحکم ۶ر مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۵ کالم ۲)

(ب) "یہ بھی مجھ پر الزام لگایا جاتا ہے کہ میں نبوت کا دعوے کرتا ہوں اور کہ میں نے نیا دین بنا لیا ہے یا میں کسی الگ قبلہ کی فکر میں ہوں، نماز الگ بنائی ہے۔ یا قرآن کو منسوخ کر کے اور قرآن بنا لیا ہے۔ سو اس تہمت کے جواب میں بجز اس کے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہوں اور کیا کہوں میرا دعوے صرف یہ ہے کہ موجودہ مفاسد کے باعث خدا نے مجھے بھیجا۔ اور میں اس امر کا اخفا نہیں کر سکتا کہ مجھے مکالمہ مخاطبہ کا شرف عطا کیا گیا ہے اور خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور کثرت سے ہوتا ہے اسی کا نام نبوت ہے۔ مگر حقیقی نبوت نہیں، نبا ایک عربی لفظ ہے۔ جس کے معنی ہیں خبر کے۔ اب جو شخص کوئی خبر خدا سے پا کر خلق پر ظاہر کریگا۔ اس کو عربی میں نبی کہینگے۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو کر کوئی دعوے نہیں کرتا۔ یہ تو نزاع لفظی ہے۔ کثرت مکالمہ مخاطبہ کو دوسرے الفاظ میں نبوت کہا جاتا ہے۔ مکالمہ مخاطبہ کا تو یہ لوگ خود بھی اقرار کرتے ہیں مجدد صاحب بھی اس کے قائل ہیں وہ لکھتے ہیں کہ جن اولیاء اللہ کو کثرت سے خدا کا مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے وہ محدث اور نبی کہلاتے ہیں

اچھا میں پوچھتا ہوں کہ ایک انسان خدا سے خبر پا کر دنیا پر ظاہر کرے تو اس کا نام آپ لوگ عربی زبان میں بغیر نبی کے اور کیا تجویز کرتے ہیں عجیب بات ہے کہ اسی لفظ کے مفہوم کو اگر زبان اردو میں یا پنجابی میں بیان کیا جائے تو مان لیتے ہیں اور اگر عربی میں پیش کریں تو نفرت اور انکار کرتے ہیں۔ یہ تعصب نہیں تو اور کیا ہے اب صرف یہی بات باقی ہے۔ جسے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں نے شاید اس مہذب اور تعلیم یافتہ گروہ کو بھی اس امر میں دھوکہ دیا ہو۔ اور ہم سے بدظن کرنے کی کوشش کی ہو۔ لہذا میں مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ آپ لوگوں پر ظاہر کر دوں کہ

"خدا نے مجھے تجدید دین واسطے تائیدات و نصرت کے ساتھ تازہ نشانات دے کر بھیجا ہے۔ تا دین کو تازہ کر دیا جائے۔ آپ یقیناً سمجھیں کہ اگر خدا نے مجھے نہ بھیجا ہوتا۔ تو یہ دین بھی اور دینوں کی طرح صرف قصے کہانیوں میں ہی محدود ہو جاتا۔ خدا نے اس کو نابود نہیں کیا جاتا۔ انجام کار خدا اس کی سرسبزی دنیا پر ظاہر کر دیتا ہے۔"

(کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن ۷ر مئی ۱۹۰۸ء ۱۱ بجے صبح سے ایک بجے دوپہر تک مندرجہ اخبار الحکم ۱۴ر جولائی ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۲ کالم ۱ و ۲ و ۳)

حضرت مولانا نور الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی نہیں

(۶) یہ اس خطبہ کا اقتباس ہے جس پر ایڈیٹر الحکم نے ذیل کے الفاظ بطور ریمارک لکھے ہیں:۔ "خطبہ نکاح جو حضرت حکیم الامۃ نے صاحبزادی صاحبہ مبارکہ بیگم کے نکاح پر جو ۷ر فروری ۱۹۰۸ء کو ۵۶ ہزار مہر پر نواب محمد علی خاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ سے ہوا مسجد اقصیٰ میں پڑھا۔ الفاظ یہ ہیں:۔

اس کی بھیجی ہوئی کتابوں میں آخری کتاب قرآن شریف ہے جس کا نام فضل شفاء رحمت اور نور ہے اور آخری نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جو خاتم النبیین ہیں اور اب کوئی نبی اور رسول آپ کے سوا نہیں ہو سکتا۔ اس وقت بھی جو آیا وہ آپ کا غلام ہو کر آیا۔ (الحکم نمبر ۵ جلد ۱۲ ۲۶ر فروری ۱۹۰۸ء صفحہ ۳ کالم ۲)

میاں محمود احمد صاحب کا اپنے منکرین پر فتوے

(۷) "جس طرح مسیح موعود کا انکار تمام انبیاء کا انکار ہے اسی طرح میرا انکار انبیاء بنی اسرائیل کا انکار ہے۔ جنہوں نے میری خبر دی۔ میرا انکار رسول اللہ کا انکار ہے جنہوں نے میری خبر دی میرا انکار مسیح موعود کا انکار ہے جنہوں نے میرا نام محمود رکھا۔

(لیکچر شملہ مندرجہ "الفضل" جلد ۵ نمبر ۲۴۔ ۲۲ر ستمبر ۱۹۱۷ء)

فلیبلغ الشاھد الغائب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | لاہور یوم دوشنبہ ۶ ذیقعد ۱۳۵۳ھ | نمبر ۱۰

"زمیندار" کی افسوسناک حرکت

مخالفین احمدیت کی جعلسازیاں

احمدیت کے مخالفین بازاری پن، دشنام طرازی اور بہتان سازی کے بعد اب جعلسازیوں پر بھی اتر آئے ہیں۔ منشی ظفر علیخاں صاحب کے اخبار "زمیندار" کی ۶ فروری کی اشاعت میں

"اندلسی مرزائی دشقیوں کے نقش قدم پر

احمدیہ بلڈنگس کے ایک مکین کیطرف سے مولینا ظفر علیخاں کو دھمکی

پادری محمد علی سے بپتسمہ لینے والے مرزائیوں کا اخلاق

کی بازاری اور جعلی سرخیوں کے عنوان سے کسی عبداللطیف نامی کا مندرجہ ذیل خط شائع ہوا ہے

"از احمدیہ بلڈنگس لاہور ۱ فروری ۱۹۳۵ء

مکرمی منشی ظفر علیخاں صاحب تسلیم! ہم نے سنا ہے کہ آپ محض اس لئے کراچی گئے ہیں کہ لوگوں کو ہماری مخالفت پر آمادہ کریں کہ وہ ہم کو زمین نہ لینے دیں ہم نے سندھ میں اسلئے زمین خرید کی ہے کہ ہم وہاں اپنی تبلیغ کرنا چاہتے ہیں آپ ہمارے زمین لینے کے خلاف ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالیں۔ سندھ میں ہم نے اسی لئے ڈیرے ڈالے ہیں کہ ہم سچائی کی تبلیغ کریں۔ جو ہم کرکے چھوڑینگے ہم نے سندھ میں بہت زمین خریدی ہے اور ہم اپنا اقتدار وہاں قائم کرنے کے لئے بے شمار روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ اگر آپ نے ہماری مخالفت کی۔ تو ہم مار مار کر تمہاری کھوپری لال کر دیں گے۔ پھر نہ کہنا کہ مجھے پہلے خبر نہ دی گئی"

جیسا کہ "زمیندار" کی سرخیوں سے ظاہر ہے اس نے اس خط کو جماعت احمدیہ لاہور کی طرف منسوب کیا ہے جو سراسر افترا ہے اس قسم کی دھمکیاں دینا ہمارا شیوہ نہیں۔ ہم ایسے افعال کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور بزدلی و پست اخلاقی۔ . . سمجھتے ہیں۔ البتہ ایسی دھمکیاں احمدیت کے مخالفین روز اول سے احمدیوں کو دیتے آئے ہیں حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں آپکے نام ہمیشہ مولویوں اور ان کے حواریوں کے گالیوں اور دھمکیوں سے لبریز خطوط آتے رہے۔ حضورؑ کی وفات کے بعد آجتک بھی کم و بیش یہ سلسلہ جاری ہے۔ دوسرے ہماری جماعت کے مقامی ممبروں میں سے کسی نے بھی سندھ میں زمین نہیں لی ہے اور نہ ہی لینے کا ارادہ ہے اور نہ ہم وہاں زمین خرید کر اپنا اقتدار قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارا کام تو خالص خدمت دین و تبلیغ اسلام ہے۔ اسی کے لئے ہم کوشاں ہیں۔ اور اسی فرض مقدس کی تکمیل کے لئے ہم روپیہ خرچ کر رہے ہیں۔ اور ہمیشہ کرتے رہیں گے۔ لہذا یہ خط یقیناً جعلی ہے . . . . باقی رہا یہ سوال کہ یہ خط منشی ظفر علی خانصاحب اور ان کے ساتھیوں نے خود تصنیف کیا ہے۔ یا کسی احراری کی شرارت ہے؟ اس کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اگر یہ منشی صاحب اور ان کے ماتحتوں کی اپنی تصنیف نہ بھی ہو۔ تو اس صورت میں بھی بہت بڑی حد تک ذمہ داری "زمیندار" پر ہی عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ اس نے اپنی قائم کردہ سرخیوں میں اس خط کو بلا وجہ جماعت لاہور کی طرف منسوب کیا ہے۔ احمدیہ بلڈنگس دفتر زمیندار سے کچھ زیادہ دور نہیں۔ کارکنان "زمیندار" کو بخوبی معلوم ہے۔ کہ وہاں احمدیوں کے علاوہ قادیانیوں، دوسرے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے بہت سے گھرانے رہائش پذیر ہیں۔ صرف اس وجہ سے کہ اس خط کی پیشانی پر احمدیہ بلڈنگس لکھا ہوا ہے۔ اس کو جماعت لاہور کی طرف منسوب کر دینا نہایت ہی غیر ایماندارانہ جسارت ہے۔ ہم منشی ظفر علی خاں صاحب اور "زمیندار" سے مطالبہ کرتے ہیں۔ اور انہیں موقع دیتے ہیں۔ کہ وہ اپنی قائم کردہ سرخیوں کے مطابق ثابت کریں۔ کہ یہ خط ہماری جماعت کے کسی ممبر نے لکھا ہے، یا شریفوں اور دیانتداروں کی طرح اعتراف کریں کہ انہوں نے یہ خط خواہ مخواہ ہماری طرف منسوب کرکے ایک شدید اخلاقی غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ اور اس کے لئے معافی مانگیں۔

علاوہ ازیں ہم یہ بھی کہیں گے۔ کہ اگر یہ خط "زمیندار" والوں کی اپنی تصنیف نہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ وہ اسے پولیس کے حوالہ کرکے اسکے لکھنے والے کا سراغ لگانے کا مطالبہ نہ کریں۔ بہرحال اس قسم کی حرکتوں سے صاف واضح ہوتا ہے کہ ہمارے مخالفین نہایت شرمناک اور اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئے ہیں۔ کوئی شخص یا جماعت جس کے پاس صداقت اور دلائل ہوں، وہ بہتان طرازی، بدزبانی اور جعلسازی کے ذلیل افعال کی مرتکب نہیں ہوا کرتی۔ لیکن ہمارے مخالفین یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ جو اس بات کا ایک ناقابل انکار ثبوت ہے کہ یہ لوگ صداقت و شرافت سے کوسوں دور ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں ہدایت کرے۔

ایڈیٹر صاحب "فاروق" کی خدمت میں

ہم نے جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر "فاروق" قادیان کی خدمت میں بذریعہ خط درخواست کی تھی۔ کہ وہ اپنی مشہور معروف تالیف "دین الحق" کی ایک جلد ہمیں قیمتاً عنایت فرمائیں کیونکہ کسی دوسری جگہ سے نہ مل سکتی تھی۔ ہمارے عریضہ کے جواب میں موصوف ۸ فروری کے "فاروق" میں تحریر فرماتے ہیں:-

"آپکا کارڈ بطلب "دین الحق" مولفہ خاکسار صادر ہوا۔ یہ کتاب پندرہ سال سے ختم ہو چکی ہے میں نے دوسرے احباب اور تاجران کتب سے بھی تلاش کی تھی۔ مگر ایک نسخہ بھی نہیں ملا۔ جس کا مجھے افسوس ہے کہ تعمیل سے قاصر رہا"

تکلیف فرمائی کا بہت بہت شکریہ۔ اگر کسی تاجر کتب سے مل سکتی تو میں ہرگز زحمت نہ دیتا۔ مگر یہ حیرت کی بات ہے کہ میر صاحب قادیانی جماعت کے ایک مشہور و معروف اخبار نویس و مصنف ہونے کے علاوہ کتابوں کا کاروبار بھی کرتے ہیں۔ ان کا اپنا ذاتی اخبار اور تجارتی کتب خانہ موجود ہے ان کی ایک مشہور تصنیف پندرہ سال سے ختم ہے۔ اور وہ اسے دوبارہ شائع نہیں کرتے کیا ہم امید کر سکتے ہیں۔ موصوف اس پر کوئی روشنی ڈالیں گے، نیز کوئی صاحب اس کتاب کو یا اس کے ضروری خلاصہ کو اپنے خرچ پر شائع کرنا چاہے تو اس کی اجازت مل سکتی ہے؟

اگر ہماری یاد غلطی نہیں کرتی۔ تو کچھ عرصہ ہوا میر صاحب نے ایک صاحب سے فرمایا تھا کہ ان کے پاس اس کتاب کی دو کاپیاں ہیں جن میں سے ایک وہ چند روز کیلئے عارضیًا دے سکتے ہیں۔ وہ صاحب کسی وجہ سے میر صاحب کی اس عنایت کا فائدہ نہ اٹھا سکے۔ لیکن ہم امیدوار ہیں کہ میر صاحب ہمارے شوق کو مدنظر رکھتے ہوئے ان دو میں سے ایک کاپی کو ہمارے لئے مناسب قیمت پر علیحدہ کر دیں۔

صرف ضبطی کافی نہیں

گذشتہ دنوں احراریوں نے ایک نہایت دل آزار اور فحش ٹریکٹ "کیا مرزائے قادیانی عورت تھی یا مرد؟" کے نام سے ہزاروں کی تعداد میں چھپوا کر تقسیم کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ احراری سرغنوں نے فساد انگیزی کی غرض سے اس ناپاک ٹریکٹ کو قادیان اور اس کے نواح میں خاص اہتمام سے پھیلایا۔ حتیٰ کہ حکومت پنجاب نے اس کو بحق ملک معظم ضبط کر لیا۔ حکومت کی یہ کاروائی قابل تحسین ضرور ہے۔ لیکن بالکل ناکافی۔ اس سے احراریوں کی بدزبانی اور فساد انگیزی کا انسداد ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اس سے قبل بھی ان کا اس قسم کا ایک گندہ ٹریکٹ ضبط ہو چکا ہے جس کے بعد انہوں نے یہ دوسرا شائع کر دیا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے ٹریکٹوں کے لکھنے چھاپنے اور چھپوانے والوں کے خلاف قانونی کاروائی کرکے انہیں کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ حکومت کو چاہیئے۔ کہ امن کے تحفظ اور رعایا کے وقار کی خاطر بہت جلد اپنے اس فرض کو ادا کرے

انوار القرآن پر ایک نظر

جماعت لاہور کے عشق قرآن کا تازہ کارنامہ

(از جناب حاجی حافظ محمد حسن صاحب وکیل گجرات)

دور حاضرہ کے مشاغل اور دلچسپیاں

موجودہ زمانہ میں انسان کی توجہ کو منبذول کرنے کے لئے اس قدر دلچسپیاں پیدا کر دی گئی ہیں کہ اسے معاد کے معاملات پر غور کرنے کے لئے کچھ فرصت نہیں ملتی۔ سینما ہیں تھیٹر ہیں، کلب گھر ہیں کھیلیں ہیں محفلیں ہیں مجلسیں ہیں۔ سیاسی ہنگامے ہیں معاشرتی جدال ہیں لٹریچر ہیں۔ افسانے ناول اور ڈرامے ہیں۔ علوم ہیں فلسفہ اور سائنس ہیں۔ مہلک اسلحہ کی تعمیر ہے پانی میں آبدوز کشتیاں اپنے انسان کش ہولناک سامانوں سے مسلح تیرتی پھرتی ہیں۔ ہواؤں میں ہوائی جہاز بموں اور گیسوں کی ہولناکیوں کو لئے ہوئے اڑتے پھرتے ہیں، توپوں اور تفنگوں کی ساخت میں قوموں کا مقابلہ ہے مزدور اور سرمایہ دار بر سر پیکار ہیں تمدن اور تہذیب نے مذہب کو انسانی مشاغل سے خارج کر رکھا ہے ایشیا میں مذہب کا نام زندہ ہے مگر وہ ایک جسد بے روح کی حیثیت رکھتا ہے دنیا نو ہی لوگ تو محض لکیر کے فقیر ہیں الفاظ کی الجھنوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ معانی سے یکسر آزاد ہیں گمراہ کن پیشواؤں کے پیچھے اندھا دھند چل رہے ہیں۔ موجودہ روشنی کے لوگ فیلسوف بنے ہوئے ہیں خدا سے استہزا ہے مذہب سے تمسخر ہے۔ ادیان مذہب پر پھبتیاں کہتے ہیں اور یورپ کی تقلید میں اس کی تمام برائیوں کو قبول کر رہے ہیں اگرچہ اس کے محاسن سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں۔

مسلمانوں کی حالت

اسلام کے نام لیوا البتہ کسی حد تک مذہب سے دلبستگی ظاہر کر رہے ہیں مگر اس کا مظاہرہ وہ نہایت مکروہ شکل میں کر رہے ہیں۔ ایک فریق اپنے تقدس اور زہد کا بڑا ثبوت یہی سمجھتا ہے کہ وہ دوسرے فریق کی تکفیر و تفسیق کرے یہاں تک کہ اخبار، صحیفے جریدے اور پمفلٹ سب کے سب اس امر کے لئے وقف ہو چکے ہیں کہ مسلمان کہلانیوالوں کی تذلیل اور تحقیر ہو۔ یہاں تک کہ ان کے سیاسی لیڈر اپنے عقل و تدبر کی انتہائی بلندی پر پہنچ کر پکار اٹھے ہیں کہ اگر ہم سے اختلاف رکھنے والے مسلمان خود کو مسلمان کہلانا چھوڑ دیں تو اس سے ہمارے نزاع مٹ سکتے ہیں۔ پس ان لوگوں کا سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ دنیا میں مسلمان کہلانیوالوں کی کسی طرح کمی ہو جائے تو ایسے حالات میں کسی شخص کی توجہ کا ان تمام لایعنی جھگڑوں اور زمینی دلچسپیوں سے بلند ہو کر معاد کے معاملات پر بلند پایہ لٹریچر پیدا کرنے کی طرف منبذول ہو جانا ایک حیرت انگیز امر ہے۔

چودھویں صدی کا حیرت انگیز کارنامہ

پس اس چودھویں صدی کے آغاز میں تمام دنیا کی تاریخ پر نگاہ ڈال جاؤ جس قدر تحریکات انسانوں کے اندر جاری ہوئی ہیں۔ ان کو بغور دیکھ جاؤ تو تمہیں معلوم ہوگا کہ صرف ایک ہی شخص ایسا ہے جو تمام ان جاذب توجہ مشغلوں سے بلند ہو گیا ہے جو دنیا کے شور و شغب اور زمینی ہنگاموں سے علیحدہ ہو کر دنیا کے سامنے معاد کا معاملہ پیش کرنے لگ گیا ہے جس نے بتا دیا کہ انسان کے اعمال کی ذمہ داری اس کے لئے ایک آئندہ زندگی تجویز کر رہی ہے اس نے مذہب کو عقل کی رو سے صحیح اور مفید ثابت کر دیا۔ اس نے بتلایا کہ جہاں عقل کی رسائی کا انتہائی مقام ہے وہاں وحی الہٰی کی ابتدا ہے اور وہ عقل کی تائید کے لئے اور اس کی درماندگی کو دور کرنے کے لئے ابر رحمت کی طرح برستی ہے اس نے آسمانی صحیفوں کا احترام قائم کر دیا۔ اور ادیان مذاہب کی عزت دلوں میں پیدا کر دی۔ آسمانی صحائف میں قرآن کریم کا تاریخی طور پر محفوظ ہونا اور اس کی تعلیم کا تمام عالم کے لئے اور قیامت تک کے لئے واجب التعمیل ہونا ثابت کر دیا۔ تیری خوابیدہ روحیں اس کی آواز سے چونک کر اٹھی ہیں اور اسے دنیا میں ایک نیا دور شروع ہو گیا ہے مسلمانوں کے خیالات میں بھی تلاطم آیا۔ اور یورپ کے حلقوں میں بھی تہلکہ مچا، قرآنی علوم پر سے جب پردہ اٹھایا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ اس دنیوی زندگی کے لئے قوموں کے باہمی تنازعوں کو مٹانے کے لئے مذہب اور تمدن کی حفاظت کے لئے امن اور آشتی کو قائم کرنے کے لئے یہی قرآن کی تعلیم ہی ایک مفید تعلیم ہے اور اسی سے انسانوں میں انسانیت اور قوموں میں عدل اور انصاف کے خیالات پیدا ہو سکتے ہیں یہ انسان حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں میرے خیال میں حضور کی بعثت کی اصل غرض قرآن کریم کے علوم کو دنیا پر ظاہر کرنا اور قرآنی اعجاز کا از سر نو برشتہ کار لانا تھا اور حضور نے اس غرض کو بطریق احسن پورا کیا۔

حضور کی دو جماعتیں اور ان کا کام

حضور کے نام لیوا اب دو حصوں میں منقسم ہیں ان کے عقائد میں عظیم الشان اختلاف پیدا ہو گیا ہے ایک گروہ یقیناً غلطی پر ہے اس امر کو معلوم کرنے کے لئے کہ کونسا گروہ غلط کار ہے اور کون صحیح راستہ پر گامزن ہے۔ یہ دیکھ لینا چاہئیے کہ حضور کی بعثت کی غرض کس گروہ کے کارناموں سے پوری ہو رہی ہے۔ بالفاظ دیگر اس امر کی تحقیقات کرنی چاہئیے کہ قرآن کریم کے علوم کس گروہ کے ذریعے دنیا میں اشاعت پذیر ہو رہے ہیں اور کونسا گروہ محض زبانی لن ترانیوں سے دنیا کو بیوقوف بنا رہا ہے۔ دونوں گروہوں کی تاریخ ہمارے سامنے ہے ان کے کارنامے ہمارے سامنے ہیں ان کا لٹریچر ہمارے سامنے ہے۔ ان کے نتائج ہمارے سامنے ہیں۔

لاہوری جماعت کی خدمت قرآن

حضرت مولانا محمد علی صاحب کا بیان القرآن اردو دان دنیا میں بیحد مقبول ہوا ہے اور اس کی ابھی تک بدستور مانگ ہے انگریزی ترجمۃ القرآن بیان القرآن سے بھی زیادہ مقبول ہوا ہے کیونکہ انگریزی دان طبقہ اردو دان طبقہ سے زیادہ وسیع ہے۔ لاہوری جماعت نے ڈچ زبان میں بھی ترجمہ طبع کرا دیا ہے۔ اور جرمنی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ عنقریب شائع ہو جائیگا۔ قرآن کریم کے علوم کسی ایک انسان کے ترجمہ کرنے یا تفسیر لکھنے سے ختم نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ قرآن کریم کا ادعا ہے قل لوکان البحر مدادا لکلمت ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمت ربی ولوجئنا بمثلہ مددا۔ ترجمہ:۔ کہہ اگر سمندر میرے رب کے لئے سیاہی بن جائے۔ تو سمندر ختم ہو جائیگا۔ قبل اس کے میرے رب کے کلمات ختم ہوں۔ گو اور اسی جیسا (اور اسکی) مدد کو لائیں۔ بالمقابل قادیانیوں نے جو کچھ کیا۔ وہ صفر کے برابر ہے۔

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی تفسیر انوار القرآن

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا مسلمانوں پر بالعموم اور احمدیوں پر بالخصوص یہ ایک بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے اس روشنی اور عقل کے زمانہ میں قرآن کریم کے انوار کو اس خوبصورتی اور دلآویزی سے آشکارا کیا ہے کہ قرآن کریم کی عظمت اور فوقیت دو اور دو چار کی طرح ثابت ہوتی چلی جاتی ہے۔ آپ نے قرآن کریم کے آخری پارہ کی نہایت آسان اور سلیس پیرایہ میں تفسیر کی ہے آج اگر مسلمان اسی سیپارہ کے مضامین کو سمجھ لیں اور اس پر عمل پیرا ہو جائیں۔ تو دنیا کی کایا پلٹ سکتے ہیں۔ سطحی نظر سے دیکھنے والے لوگ ان ٹھوس علوم کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ انہیں تو چٹخارے دار مضامین چاہئیے۔ مگر یہاں تو صحیح علم کی طرف رہنمائی ہے۔ اور عمل کی پیہم دعوت ہے۔ قرآن کریم کی ابتدا اور اسی طرح ہر سورۃ کی ابتدا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ہوتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس پر نہایت دلچسپ بحث کی ہے اور بتلایا ہے کہ اس چھوٹے سے جملے سے انسان اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت سے علم کا کمال چاہتا ہے اور صفت رحیمیت سے عمل کا کمال چاہتا ہے اور اسی طرح دین اور دنیا دونوں کے کمالات کی تکمیل کے لئے اپنے اللہ سے استمداد چاہتا ہے۔ اس چھوٹی سی سورہ پر ہماری جماعت کی طرف سے بہت کچھ لکھا گیا۔ مگر ڈاکٹر صاحب کا طرز بیان اور انداز تفسیر بالکل اچھوتا ہے۔ ازاں بعد آخری سیپارہ کی تفسیر شروع ہوتی ہے۔ جو معانی کا ایک بے پایاں دریا ہے جس میں معرفت کی موجیں اٹھ رہی ہیں

آخری سیپارہ کا آغاز

آخری سیپارہ کا آغاز سورۃ النبا سے ہے۔ نبی دنیا میں جب آتا ہے۔ تو ایک عظیم الشان انقلاب کی خبر لاتا ہے وہ سوسائٹی کے نظام کو بدل دیتا ہے انسانوں کے خیالات میں وسعت اور بلندی پیدا کرتا ہے۔ پرانی تہذیبوں کی تخریب کرتا ہے اور نئے تمدن اور نئی تہذیب کی تعمیر کرتا ہے اس کے آنے سے فلسفہ کی تولید ہوتی ہے دنیا کے قانون بدل جاتے ہیں رجحانات بدل جاتے ہیں مطمح نظر بدل جاتا ہے۔ دلوں میں نیا جوش پیدا ہو جاتا ہے نگاہوں میں بصارت اور قلوب میں بصیرت بڑھ جاتی ہے کمزور زورآور ہو جاتے ہیں، بزدل شیردل ہو جاتے ہیں منتشر افراد منظم جماعتیں بن جاتے ہیں طوائف الملوکی کی جگہ عظیم الشان سلطنتیں قائم ہو جاتی ہیں علوم کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں پہاڑ اڑ جاتے ہیں سمندر مسخر ہو جاتے ہیں۔ الغرض آسمان بدل جاتا ہے اور نئی زمین پیدا ہو جاتی ہے مخالف ذلیل اور رسوا ہو جاتے ہیں موافق معزز اور منصور ہو جاتے ہیں۔ اور یہ دنیا کا انقلاب اس بڑے انقلاب کے لئے جو اس زندگی کے بعد دوسری زندگی میں برپا ہونیوالا ہے ایک دلیل بن جاتا ہے اعمال کے نتائج اس دنیا میں جب بطور واقعہ مشہودہ کے دیکھ لئے جاتے ہیں۔ تو قیامت کے متعلق کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔

مذہب کی سب سے بڑی غرض

مذہب کی سب سے بڑی غرض یہی ہے کہ انسان کو بتلائے کہ اس کی زندگی بے مقصد نہیں اور یہاں کے اعمال کے مستقل نتائج

مرتب ہوتے رہتے ہیں۔ جن کا جائزہ لیا جائیگا۔ اس پر قرآن کریم دلائل اور براہین کا لامتناہی سلسلہ بیان کرتا ہے اور اس کا ایک ایک لفظ ایسا ناقابل تردید ہوتا ہے کہ انسان بشرطیکہ وہ غور کرے سرنگوں ہو کر رہ جاتا ہے۔ زمین کو گہوارہ بنانا۔ پہاڑوں کو میخیں بنانا۔ تمام چیزوں کو جوڑا جوڑا پیدا کرنا۔ شب کو آرام کا موجب بنانا۔ رات کی پردہ پوشیاں، دن کی ضیا باریاں۔ نظام آسمانی سے ہفت اقالیم۔ سورج کی تیز روشنی، بادلوں سے برستا ہوا پانی اس کے ترشح سے غلوں، اناجوں، باغوں اور سبزیوں کا پیدا ہونا کسی غرض اور مطلب کے لئے ہے۔ پس انسانی زندگی بھی بے مطلب نہیں۔ انسان کے اعمال کا ضرور جائزہ لیا جائیگا۔ فیصلہ کا دن حق ہے ایک ندا ہونیوالی ہے جس پر کل روحیں جمع ہوں گی۔ نبی نے بھی ایک ندا دی تھی اور اس کی ندا پر روحیں جمع ہوئی تھیں۔ بعض نے مخالفت میں احتراز کیا اور برباد ہوگئے بعض نے تسلیم و رضا پیشہ اختیار کیا۔ اور فائز المرام ہوئے۔ اسی طرح قیامت کے دن نیک اعمال لوگ کامیاب ہونگے اور بد اعمال نامراد ہونگے۔ کامیابی کی خوشی اور فائز المرامی کا سرور ایک جنت ہے جس کی لذت الفاظ میں ادا نہیں ہو سکتی۔ یہ پہلی سورۃ ہے۔ جس کو میں نے عملاً اشاروں میں بیان کیا ہے۔ اسی کو قبلہ ڈاکٹر صاحب نے شرح و بسط کے ساتھ مفصل بیان کیا ہے اور انداز تحریر ایسا خوبصورت اور بے ساختہ ہے کہ ہر لفظ دل پر کندہ ہو جاتا ہے اور ہر نقش قلب پر ثبت ہو جاتا ہے

سورۃ النازعات

اگر پہلی سورۃ میں بتلایا ہے کہ اعمال کے نتائج یقینی ہیں۔ تو قرآن کریم کو یہ بھی بتلانا چاہیئے کہ اعمال کو کیونکر بجا لانا چاہیئے تاکہ کمالات حاصل کرنے میں کوئی دقت نہ ہو۔ پس سورہ النازعات میں تلقین ہے کہ اعمال کیونکر بجا لانے چاہئیں۔

کام کرنے لگو۔ تو ان میں ایسے غرق ہو جاؤ۔ کہ تمام دنیا اور مافیہا کو بھول جاؤ۔ جب تک استغراق تام نہ ہوگا۔ کام کرنے میں لذت پیدا نہ ہوگی۔ پس انہماک کے ساتھ ساتھ کام کرنے میں لذت بھی حاصل ہو۔ کسی بوجھ کے ماتحت نہیں بلکہ خوشی خوشی بہ طیب خاطر کام کیا جائے۔ جب کام اس طرح کیا جائیگا۔ کہ اس میں محویت بھی ہو۔ نشاط خاطر بھی ہو۔ تو پھر ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کا جذبہ بھی موجود ہو جائیگا جب یہ تیسری حالت پیدا ہوگی تو نتیجۃً تم مدبر بالامر ہو جاؤ گے اور اس کام کے انتظام کے اہل ہو جاؤ گے صرف کارکن نہیں رہو گے۔ بلکہ کارفرما ہو جاؤ گے پس جب ایسے رکن اور کارفرما افراد جماعتوں کی شکل میں اپنی اجتماعی زندگی کے کاموں میں انہماک، نشاط خاطر اور سبقت طلبی سے کام کرنا شروع ہو جائیں گے۔ تو ان کے سامنے مخالفین اڑتے چلے جائیں گے۔ دنیا میں ایک شورش برپا ہو جائے گی اور خدا کا نام لینے والی جماعتیں سربلند ہو جائیں گی۔ اور شیطان سے دلبستگی رکھنے والے تباہ حال و برباد ہو جائیں گے

ڈاکٹر صاحب کا قلم گوہر بار

اس سورۃ کی تفسیر میں ڈاکٹر صاحب کا قلم علم کے خزانے لٹا رہا ہے اور دلائل کے دریا بہا رہا ہے۔ اگر ایک طرف عمل کے نتائج کا یقین پیدا ہوتا ہے تو دوسری طرف اعمال بجا لانے کا سلیقہ آ جاتا ہے اسی طرح تمام سیپارہ میں ایسے ایسے نادر اور عجیب حقائق اور معارف بیان کئے گئے ہیں۔ کہ انہیں پڑھکر دنیا میں بھی انقلاب پیدا کیا جا سکتا ہے۔ اور مسلمان تحت الثریٰ سے اٹھ کر ثریا تک پہنچ سکتے ہیں۔ یہ ابدی صداقتیں اور ٹھوس علم ہیں۔ وقتی ہیجان پیدا کرنے والا یا عارضی اشتعال پیدا کرنے والا مواد نہیں۔ یہ زندگی کا ایک دستور العمل ہے اور اس عمل کے نتائج بھی دنیا کے سامنے آ چکے ہیں

سورۃ فلق اور سورۃ الناس

اسی طرح اس سیپارہ کی آخری سورتیں ہیں۔ سورۃ الفلق میں ان تمام قسم کے شر سے پناہ مانگی ہے۔ جو دوسروں سے ہمیں پہنچ سکتے ہیں اور سورۃ الناس میں ان تمام اندرونی تاثرات سے پناہ مانگی ہے جن کی وجہ سے ہم دوسروں کے لئے زیان کار ہو سکتے ہیں پس دنیا سے شر اور فتنہ و ضلالت و نابود ہو جاتے ہیں اگر دنیا ان دونوں سورتوں کے مضامین پر غور کرے اور ان پر عمل پیرا ہو۔ انسانی جدوجہد اپنے مختلف دوروں میں چار قسم کی مشکلات سے نبرد آزما ہوتی ہے اگر یہ مشکلات راستہ سے دور نہ ہوں تو کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ سب سے پہلے انسان کا ماحول ہے جو اس کے اعمال پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ماحول برا ہے۔ تو انسان کی تربیت بری ہوئی۔ پس سب سے ماحول کے بد اثرات سے پناہ مانگی ہے یعنی من شر ما خلق میں ہر قسم کے شر سے پناہ مانگی ہے جو ماحول کی بدیوں سے پیدا ہو سکتی ہے۔ پھر جہالت اور نادانی ہے انسانی فرومایگی اور تہیدستی ہے عقل کی نارسائی اور تدبیر کی کوتاہی ہے ومن شر غاسق اذا وقب۔ میں ہر قسم کی تاریکیوں سے پناہ مانگی ہے ماحول بھی اچھا ہو۔ علم بھی صحیح ہو۔ تو انسان صراط مستقیم پر چلنے لگ جاتا ہے مگر چلتے چلتے تھک جاتا ہے اس کا قدم سست پڑ جاتا ہے۔ منزل کی دوری اور راستہ کی دشواری سے گھبرا اٹھتا ہے۔ عزیمت اور استقامت کے بغیر کام نہیں چلتا۔ پس من شر النفٰثٰت فی العقد میں عزم صحیح اور استقامت تام کی طلب ہے اب داستہ صاف ہے منزل نزدیک تر ہے قلب میں سرور ہے ارادہ میں بلندی ہے۔ دل میں ولولے ہیں سینہ میں جوش ہے۔ مگر اس تیز روی اور کامگاری سے دشمن بھڑک اٹھتا ہے۔ اس کے سینہ میں حسد کے جذبات پیدا ہو گئے ہیں وہ ہر طرح سے درپے آزار ہو گیا ہے اس کے خفیہ منصوبے اور ظاہری مخالفتیں بہت تکلیف دہ اور صبر آزما ثابت ہو رہی ہیں۔ پس اس کا علاج بھی کر دیا ومن شر حاسد اذا حسد۔ اس سورہ کی تفسیر میں ڈاکٹر صاحب کا قلم معرفت الہٰی کے چشمے سے سیراب ہوا ہے اور ایسے خوبصورت پیرایہ میں انہوں نے منشاء الہٰی کو ظاہر کیا ہے کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ پھر آخری سورہ میں خناس کی وسوسہ اندازی سے انسان کو بچایا گیا ہے۔

خناس کی وسوسہ انگیزی

ڈاکٹر صاحب اس کی تفسیر کو لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خناس کی وسوسہ اندازی ہمیشہ تین رنگوں میں ہوتی ہے (۱) کبھی ربوبیت کے رنگ میں کہ انسان خدا کے سوا کسی دوسرے کو اپنا پرورش کرنے والا سمجھ لیتا ہے۔ (۲) کبھی حکومت کے رنگ میں کہ انسان اپنے اوپر دوسرے کی حکومت کو اس درجہ قبول کرتا اور اس قدر اس کے آگے جھک جاتا ہے کہ خدا کی حکومت کو بھول جاتا ہے (۳) اور کبھی محبوبیت کے رنگ میں کہ انسان مخلوق اور نفس کی محبت کو خدا کی محبت پر مقدم کر لیتا ہے یعنی اپنی نفسانی خواہش اور مال اولاد اور شہرت اور دنیا طلبی کو اس قدر محبوب و مطلوب بنا لیتا ہے کہ خدا کو بھول جاتا ہے پس انہی تین راہوں سے خناس خواہ وہ شیطان ہو یا انسان۔ وسوسہ اندازیاں کیا کرتے ہیں پس رب الناس ملک الناس الٰہ الناس سے پناہ مانگتے ہیں۔ یہی ارشاد فرمایا ہے کہ ان تینوں راہوں سے جن سے شیطان اور انسان وسوسہ اندازی کیا کرتے ہیں تم خدا کی پناہ مانگو کیسی جامع اور خوبصورت تفسیر ہے کیسی عام فہم اور دل میں نقش ہو جانے والا قلم ہے۔

ڈاکٹر صاحب کو اللہ نے قرآن کا صحیح فہم عطا فرمایا ہے

میں جب غور کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے ڈاکٹر صاحب کے دماغ میں کس طرح ایسے معارف اور علوم بھر دیئے اور انہیں قرآن کریم کا کیسا صحیح فہم عطا فرمایا ہے۔ تو مجھے معاً یہ لفظ یاد آ جاتے ہیں۔ لا یمسہ الا المطھرون بلاشبہ ڈاکٹر صاحب کا سینہ صاف ہے ان کا دل پاکیزہ ہے۔ ان کے دماغ میں کثیف خیالات موجود نہیں ہیں اس لئے آسمان کے خدا کی آسمانی باتیں وہ سمجھتے ہیں اور وہ دوسروں کو سمجھانے کی قدرت رکھتے ہیں ان کی تفسیر وجد آور اور حیات بخش ہے۔ افسوس کہ قرآن کریم کو لوگوں نے معرفت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جب ان کی نگاہیں قرآن کریم کے صحیح مطالب پڑھ لیا کرتی تھیں تو یہ عزت اور شرف کے مقامات بلند پر بھی پہنچ جایا کرتے تھے

نمونہ از خروارے

میں نے ابتدائی دو سورتوں اور آخر کی دو سورتوں کے متعلق اشارات کر دیئے ہیں۔ تا معلوم ہو سکے کہ انوار القرآن میں کیا شاندار سمندر موجیں مار رہا ہے اور ہماری جماعت کی کس قدر خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہم میں ایسے انسانوں کو پیدا کیا جو اس قسم کا فہم قرآن رکھتے ہیں اور اسے کس محبت اور شوق سے شائع کرتے ہیں۔ انوار القرآن نہایت عمدہ کاغذ پر طبع ہوا ہے اور کاتب نے کتابت میں بھی اپنا کمال دکھایا ہے اور جلد ساز نے ایسی خوبصورت جلد بنائی ہے کہ اللہ کا کلام ایسی ہی خوبصورتیوں سے مزین ہونا چاہیئے تھا۔

مخفی تفسیریں لکھنے والے کدھر ہیں!

"مخفی تفسیروں" کے لکھنے والے کدھر ہیں۔ اے کاش کہ ان کی تفسیر پر مطبع کا نام ۵ ۲۶ دنوں کے قلیل عرصہ میں لکھدیا جاتا۔ تا ہم لوگ بھی اس کو پڑھ سکتے۔ ان لوگوں کے علم اور معرفت کا پتہ لگا سکتے جن کو چھ چھ گھنٹے تقریر کرنے پر فخر ہے۔ اگرچہ اس کا مضمون آدھ گھنٹہ میں بھی ادا کیا جا سکتا ہو

احباب جماعت سے درخواست

پس میرے پیارے احمدی دوستو! اس تفسیر کو پڑھو۔ اس پر عمل کرو۔ تمہاری جماعت میں یہ تفسیر ایک انقلاب پیدا کر دے گی۔ یہ کوئی ناول یا ڈرامہ نہیں کہ ایک دفعہ پڑھی اور رکھ دی۔ تم اسے پڑھو گے تو دل چاہیگا۔ کہ بار بار پڑھو۔ جب بار بار پڑھو گے۔ تو برکات الٰہی تم پر بار بار نازل ہونگی۔ یہ ٹھوس علم ہے قصہ کہانی نہیں۔ تمہاری زندگی کا دستور العمل ہے اس سے تمہاری روحانی مشق ہوگی۔ اخلاقی ریاضت ہوگی۔ الٰہی تربیت ہوگی۔ تم الٰہیات میں پختہ کار ہو جاؤ گے۔ اس کے انداز سخن کو سمجھو گے۔ اس سے تمہیں بلندی نصیب ہوگی۔

انوار القرآن ایک عظیم الشان نعمت ہے

یہ ایک عظیم الشان نعمت ہے جو تمہاری روحانیت کے دسترخوان پر بچھا دی گئی ہے۔ اسے اپنے پاس رکھو اور اس کے لکھنے والے کو کہو کہ خدا کے لئے قرآن کے دوسرے پاروں کے مضامین سے بھی ہمیں آشنا کر دے۔ ڈاکٹر صاحب کو مجبور کیجئے۔ کہ وہ ایک جگہ بیٹھ کر قرآن کی پوری تفسیر اپنے خوبصورت انداز اور اپنے محبوب طرز بیان میں لکھدیں خدا ان کی عمر میں برکت ڈالے گا۔ اور چند سالوں میں وہ اس عظیم الشان کام کو سرانجام دے کر اپنے لئے شہرت دوام حاصل کریں گے اور آخرت میں جنت کے بلند مقامات پر اپنا مسکن تیار کریں گے۔ اور اس تمام عرصہ میں تم لوگ ان کے لئے دعائیں کرتے رہو۔ تاکہ برکات الٰہی ان پر مسلسل نازل ہوتی رہیں۔

ہماری جماعت قرآن کی علمبردار ہے

ایسی تفسیروں کی قدر دنیا کے اور کسی گوشہ میں اسقدر نہیں ہو سکتی جس قدر ہماری جماعت میں ہو سکتی ہے۔ ہم تو قرآن کے علمبردار ہیں۔ قرآن کی اشاعت کرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ پس ہمارا فرض ہے کہ سب سے پہلے ہم خود اس تفسیر کو پڑھیں اور اس کے مطالب پر

غور کریں تاکہ ہم میں سے ہر ایک قرآن دان ہو جائے اور قرآن پر عمل کرنے والا ہو جائے

لوگوں کو اپنی کتابوں پر جن میں ان کے اپنے خیال کا عکس پڑتا ہے۔ بہت عزہ اور ناز ہوتا ہے۔ مگر یہ کتاب تو الٰہی مطلب کو بیان کر رہی ہے۔ اس پر ہماری جماعت کو کیوں ناز نہ ہو۔ خدا مجھ کو اور آپ سب کو توفیق دے۔ کہ ہم قرآن کے عاشق صادق ہوں اور جہاں کہیں اس کی تعلیم نا ہمیں مواد ملے۔ اسے پروانہ کی طرح لپک کریں۔ اور اللہ تعالےٰ ڈاکٹر صاحب کو توفیق دے۔ کہ وہ اسی طرح قرآن کریم کی خدمت کا سلسلہ جاری رکھیں۔ تاکہ ان کی قلم سے قرآن کریم کی مکمل تفسیر دنیا میں تلاطم برپا کرنے کے لئے طبع ہو جائے۔ تاکہ اسے مشرق بھی پڑھے اور مغرب بھی پڑھے اور قرآن کی برتری اور محمد الرسول اللہ کی فوقیت تمام دنیا پر ثابت ہو جائے آمین۔ ثم آمین ●

شکریہ

ہمارے مکرم معظم دوست چودھری تاجدین صاحب سفیدپوش ویروالہ ان احباب کا بصدق دل شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے ان کے مقدمہ سفیدپوشی میں کامیابی کے لئے دعائیں کیں چودھری صاحب کے والد اپنے علاقہ کے سفیدپوش تھے ان کی فوتیدگی کے بعد تحصیلدار صاحب اور مال افسر کی سفارش کے باوجود ضلع سیالکوٹ کے سابق ڈپٹی کمشنر نے ایک سکھ کو سفیدپوش کر دیا۔ چودھری صاحب نے اس کے خلاف کمشنر صاحب کی عدالت میں اپیل کی۔ جس میں اللہ تعالےٰ نے انہیں کامیابی عطا فرمائی اس فیصلہ پر نظر ثانی کی درخواست فریق مقابل نے دی جو ۶ رفروری کو صاحب فنانشل کمشنر کی عدالت میں بمقام گوجرانوالہ پیش ہو کر نامنظور ہوئی اور چودھری صاحب سفیدپوش مقرر ہو گئے۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک اس خوشی میں چودھری صاحب ممدوح نے فی الحال مبلغ تین روپیہ بغرض اشاعت اسلام انجمن کی نذر کئے ہیں اور آئندہ بھی حسب استطاعت بھیجنے کا وعدہ کرتے ہیں (دوست محمد)

اخبار پیغام صلح کا چندہ جلد ادا کر دیجئے

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— جناب مولانا محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر لائٹ چند روز کے لئے کلکتہ تشریف لے گئے ہیں۔

—— جناب قاضی شبیر محمد صاحب مبلغ انجمن علی پور ضلع مظفر گڑھ کے گھر اللہ تعالےٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے اس مسرت میں موصوف نے مبلغ دو روپے انجمن کو دیئے ہیں (جزاک اللہ)

—— پیغام صلح ہمہ دعا ہے اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت و مسرت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔

—— مولوی سید اختر حسین صاحب مبلغ انجمن آج کل راولپنڈی میں مقیم اور تنظیم و تبلیغ سلسلہ کے کام میں مصروف ہیں۔

—— نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ ہمارے ایک غیر از جماعت دوست جناب شیخ معزالدین صاحب ریلوے افسر لاہور کا ہونہار نوجوان صاحبزادہ عزیز عمر معز جو بعارضہ تپ محرقہ بیمار رہتے انتقال کر گئے۔ انا للہ۔ اس حادثہ میں ہمیں شیخ صاحب موصوف اور ان کے خاندان سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے عزیز مرحوم ہمارے مسلم ہائی اسکول لاہور کا اولڈ بوائے تھا چنانچہ اس حادثہ سے اطلاع پاتے ہی سکول باقی وقت کے لئے بند کر دیا گیا۔ اور ۵ رفروری کو اساتذہ کے اجلاس میں مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی گئی:۔

"اساتذہ مسلم ہائی سکول کا یہ جلسہ عزیز عمر معز مرحوم و مغفور کی وفات حسرت آیات پر اظہار افسوس کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ عزیز مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور والدین کو صبر جمیل عطا فرمائے"

—— خواجہ غلام نبی صاحب گلہور کے والد محترم، چچی صاحبہ اور ان کی صاحبزادی بیمار ہیں۔ تمام احباب دعائے صحت کریں

تصحیح اور معذرت

انتہائی کوشش و احتیاط کے باوجود بعض اوقات اخبار میں غلطیاں رہ جاتی ہیں چنانچہ ۴ رفروری کی اشاعت کے صفحہ ۲ پر "برلن میں عید الفطر" کے عنوان سے جو مضمون شائع ہوا ہے اس کے کالم ۱ کی پہلی، دوسری اور تیسری ضمنی سرخی میں "یوگوسلافیہ" کی بجائے "البانیہ" لکھا گیا ہے۔ جو ایک فاش غلطی ہے احباب ان سرخیوں کو

البانیہ میں اسلام ـ البانیہ کے مسلمان ـ البانیہ کے مکتب

کی بجائے

یوگوسلافیہ میں اسلام ـ یوگوسلافیہ کے مسلمان ـ یوگوسلافیہ کے مکتب پڑھیں اسی طرح ۴ رفروری کے پرچہ میں صفحہ ۲ کے پہلے کالم میں جناب حسن کی جو نظم شائع ہوئی ہے۔ اس کے عنوان کو "اندلس کی فتحیابی" کی بجائے "اندلس کی فتح ثانی" پڑھیں۔

ان غلطیوں کا بے حد افسوس ہے اور ہم انتہائی ندامت کے ساتھ فاضل مضمون نگار اور ناظرین کرام سے معذرت خواہ ہیں

چند سوالات جن سب کا جواب نفی میں ہے

۱۔ وہ کونسا احمدی ہے جس نے دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا عہد نہیں کیا؟

۲۔ وہ کونسا احمدی ہے۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کے پانچ ہزار سپاہی والے کشف کو سچا نہیں سمجھتا؟

۳۔ وہ کونسا فرد جماعت ہے۔ جو اس کشف کا مصداق جماعت لاہور کو نہیں جانتا؟

۴۔ وہ کونسا فرد جماعت ہے جس کے دل میں حضرت امیر قوم کے ارشاد گرامی کی عزت نہیں؟

۵۔ وہ کون خادم مسیح موعودؑ ہے جو دین کے سپاہی بننے کو اپنے لئے سب سے بڑی عزت نہیں سمجھتا؟

ظاہر ہے کہ ان سب سوالوں کا جواب نفی میں ہے تو پھر آپ اس آواز پر لبیک کیوں نہیں کہتے۔ جو حضرت امیر قوم نے

پانچ ہزار سپاہی

کے لئے بلند کی ہے اگر ہم اس تعداد کو پوری کر دیں تو دین دنیا میں کامیاب و سرخرو ہو سکتے ہیں۔ سپاہی بننے کی شرائط نہایت آسان ہیں جن کو ہر ایک احمدی، مرد، عورت، بوڑھا، جوان اور چودہ سال یا اس سے اوپر کی عمر کے لڑکے لڑکیاں بآسانی پورا کر سکتے ہیں یعنی

۱۔ تمام احباب اپنی حیثیت کے مطابق چندہ دیں کم از کم ۴ ر ماہوار ہر شخص کے لئے لازمی ہوگا۔

۲۔ دیہات میں جن لوگوں کا گذارہ صرف معمولی زمینوں پر ہے۔ اور ان کی حیثیت زیادہ دینے کی نہیں وہ ایک روپیہ ششماہی ادا کریں جن کا گذارہ معمولی مزدوری پر ہے وہ ۲ ر ماہوار ادا کریں۔

۳۔ خواتین جن کی ذاتی آمدنی کوئی نہیں وہ بھی کم از کم ۲ ر ماہوار ادا کریں

۴۔ جو طالب علم کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں وہ کم از کم ۴ ر ماہوار اور جو سکولوں میں تعلیم پاتے ہیں وہ کم از کم ۲ ر ماہوار چندہ دیں۔

ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ وہ اس ضروری کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اپنی پہلی فرصت میں اٹھ کھڑا ہو۔

غلّے کی منڈیوں پر زمینداروں کا قبضہ ہونا چاہیئے

لاہور میں رحمانی بنک لمیٹڈ کا قیام

(از جناب خانصاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ ریٹائرڈ سول سرجن)

گذشتہ چالیس سال کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ زمینداروں نے خاصکر پنجاب میں اپنی ترقی کے لئے بہت وسیع پیمانے پر ہاتھ پاؤں مارے ہیں - اور سرگودھا - لائلپور منٹگمری - بہاولپور - سندھ - نیلی بار کالونی میں لاکھوں کی تعداد میں جاکر محنت شاقہ کرکے کروڑوں روپیہ کمایا ہے - مگر باوجود اس کے آجکل اجناس میں تھوڑی سی کساد بازاری ہونے پر معلوم ہوا کہ زمیندار طبقہ اسی طرح قلاش ہے - جس طرح ان آبادیوں کے شروع ہونے سے پہلے اس کی حالت تھی - اب سوال پیدا ہے کہ زمینداروں کی یہ خون اور پسینے سے کمائی ہوئی دولت جب ان کے پاس نہیں تو کہاں گئی -

جب میں نے اس سوال پر غور کیا اور اپنے ملک کے زمیندار بھائیوں کی حالت پر نظر دوڑائی تو معلوم ہوا کہ ان غریبوں کی کمائی فلک نما محلوں میں جو جنگلوں کے مختلف مقامات پر منڈیوں اور ملوں کی شکل میں بنے ہوئے ہیں - اور بڑے بڑے دولتمند ساہوکاروں، آڑھتیوں اور مالکان کارخانجات کے قبضے میں پائی جاتی ہے - یا بالفاظ دیگر ان کروڑوں انسانوں نے طرح طرح کے مصائب اٹھا کر جو خزانے کمائے تھے وہ ان کے پاس نہیں رہے - بلکہ کل کا کل فائدہ دوکانداروں آڑھتیوں ساہوکاروں اور کارخانہ داروں کے پاس چلا گیا ہے - کروڑوں انسان کماتے ہیں اور چند اس سے فائدہ اٹھا کر مزے اڑاتے ہیں - اور زمیندار غریب ایسے چکر میں پھنسا ہوا ہے کہ جب تک اللہ اس پر فضل نہ کرے اور اس کو اپنی سمجھ عطا نہ کرے وہ اس چکر سے باہر نہیں نکل سکتا -

پنشن لینے کے بعد مجھے اللہ تعالیٰ نے جب فارغ البالی عطا فرمائی تو دوسرے [illegible] قومی خدمات کا بیڑا اٹھایا وہاں مجھے ان [illegible] کی ہمدردی نے [illegible] مجبور کر دیا - کہ ان کے لئے کوئی راہ سوچوں [illegible] ..... غور و خوض کے بعد میں نے زمینداروں کے اس علاج کے لئے مندرجہ ذیل تجویزیں سوچیں -

اوّل کثرت اولاد کی وجہ سے جو زمین کی قلت ہو گئی ہے اس کی تلافی کے لئے بھوپال میں زمین آباد کرانے کا سلسلہ شروع کرایا -

دوم - یہ فیصلہ کرایا کہ دوکانداری - ساہوکاری و بہوت آڑھت - کارخانہ داری کل کی کل بیوپار کی شاخیں جو زمینداروں کا خون چوستی ہیں وہ زمینداروں کے اپنے قبضہ میں آنی چاہئیں اور یہ اس طرح ممکن ہے کہ ہر ایک موجودہ منڈی میں زمینداروں کے اپنے بنک کھل جائیں - جس کے حصہ دار اردگرد کے زمیندار ہوں - وہ بنک فی الحال ایک آڑھت کی دوکان منڈی میں کھول دے - اس کا انتظام وہاں کے زمیندار حصہ داروں کے ہاتھ میں ہو - کل حصہ دار اپنی اجناس کو اسی دوکاندار کے ذریعے فروخت کریں - تاکہ جو آڑھت کا فائدہ پہنچتا ہے - وہ خود زمینداروں کو پہنچے - اور جو ملازم رکھے جائیں وہ بھی اہلی زمینداروں میں سے ہوں - نیز ہر ایک گاؤں میں جو دوکان ہو وہ بھی اسی بنک کی ہو - جو گاؤں کے زمیندار خود کھلوائیں - اور جس آدمی کو دوکاندار مقرر کریں - اس کی ضمانت گاؤں کا کوئی معزز آدمی دے - اس دکان کے سالانہ منافع میں سے ایک چوتھائی بنک کو ملے - اور تین چوتھائی دوکاندار فائدہ اٹھائے - نقصان کی کوئی وجہ نہیں ہونی چاہیئے - کیونکہ ہم نے دیکھا ہے کہ معمولی دوکاندار چند روپے کے سرمائے سے گاؤں میں دوکان کھولتا ہے - اور چند سال میں ساہوکار بن جاتا ہے - پس بنک کے روپے کو نقصان سے بچانے کے لئے ضامن دوکان کی نگرانی کرے - بنک نقصان کا ذمہ دار نہ ہوگا اور سود بھی نہ لے گا - منافع میں سے جو حصہ مقرر کریں وہی بنک لے - آڑھت کی دکان بھی روپیہ سود پر نہ دے - ہاں اگر کسی زمیندار کے پاس کوئی غلّہ ہو تو اس کی ضمانت پر ضرورت کے تحت قرضہ دے - بشرطیکہ لینے والا یہ اقرار کرے کہ موجودہ نرخ پر آ کے بعد میں کوئی منافع ملے تو اس میں سے ½ حصہ آڑھت کی دکان کو ادا کرے گا - اس طرح بھی بنک نقصان کا ذمہ دار نہ ہوگا - بدیں وجہ جہاں تک منڈی میں زمینداروں کو نقصان پہنچتا ہے - اس سے بچ جائیں گے - اور سود کی وجہ سے جو تباہی ہوتی ہے اس سے بھی محفوظ رہیں گے -

مذکورہ بالا حالات کے پیش نظر میں نے ایک بنک جس کا نام رحمانی بنک ہے لاہور میں کھول دیا ہے وہ باقاعدہ طور پر رجسٹرڈ کرایا جا چکا ہے - اس کے حصص بھی فروخت کئے جا رہے ہیں - میں اس بنک میں مینجنگ ایجنٹ کے طور پر کام کروں گا اور جب تک بنک کافی طور پر نہ چل جائے گا اپنی خدمات کا کوئی معاوضہ نہ لوں گا - محض للہ اس کام کو چلاؤں گا -

میں چاہتا ہوں کہ زمیندار طبقہ میرے ان خیالات پر اچھی طرح غور کرے - اور اگر ان کو میری رائے کے ساتھ اتفاق ہو اور وہ میرے اس کام میں مخلصانہ تعاون فرمانا چاہیں تو میرے ساتھ خط و کتابت کریں اور اپنی رائے صائب سے مطلع فرمائیں -

---

منشی ظفر علی خاں

کا اپنے بوڑھے چچا کے ساتھ "حُسن سلوک"

مولوی ظفر علی صاحب کے ایک سن رسیدہ چچا راجہ غلام قادر خاں صاحب ہیں جو بالفاظ "زمیندار" "زمیندار کی ابتدا سے ساتھ وابستہ چلے آئے تھے" یعنی مولوی ظفر علی صاحب کے والد ماجد مولانا سراج الدین صاحب نے جب یہ اخبار جاری کیا تو جن چند کارکنوں کو اس سلک میں پرو دیا - ان میں راجہ صاحب بھی تھے " راجہ صاحب موصوف جو مولوی ظفر علی صاحب کے بزرگ ہونے کے لحاظ سے ہی اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ عمر کے آخری حصہ میں مولوی صاحب ان سے حسن سلوک کریں اور پھر جبکہ وہ اپنی زندگی کا بیشتر اور کارآمد حصہ "زمیندار" کی خاطر قربان کر چکے ہیں اور اب کوئی پر مشقت کام کرنے کی طاقت بھی نہیں رکھتے اخلاقی اور مذہبی لحاظ سے اس بات کا استحقاق پیدا کر چکے ہیں کہ اُن کی سابقہ خدمات کی قدر کی جائے مگر انہیں محض اس وجہ سے دفتر "زمیندار" سے نکال باہر کرنا اور اُن کی سالہا سال کی خدمات کی اس لئے پرکاہ جتنی بھی وقعت نہ سمجھنا کہ انہوں نے جن مذہبی عقائد کو درست سمجھا انہیں قبول کر لیا - جہاں حد درجہ کی محسن کشی اور حق تلفی ہے - وہاں انتہا درجہ کی قساوت قلبی اور ستم شعاری بھی ہے - لیکن "زمیندار" کے نزدیک یہ "مولانا ظفر علی خاں کا بے نظیر جذبہ ایمانی" ہے کہ انہوں نے اپنے بوڑھے چچا، "زمیندار" کے دیرینہ خدمت گذار اور اپنے محسن کو کھڑے کھڑے دفتر سے نکلوا دیا - کہ وہ اپنی آخری عمر میں اپنے مذہبی عقائد مولوی صاحب کے ہاتھ فروخت کرنے کے لئے تیار نہ ہوئے - چنانچہ اُن کے تمام احسانات پر پانی پھیرتے ہوئے اُن کی تمام خدمات پر خاک ڈالتے ہوئے، اُن کے بڑھاپے کا کچھ بھی خیال نہ کرتے ہوئے، حتیٰ کہ اُن کے چچا ہونے کی بھی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے یہ حکم نافذ کر دیا کہ :-

> "اگر انہیں "زمیندار" سے تعلق رکھنا ہو تو مرزا غلام احمد قادیانی کی ارادت کا طوق اپنی گردن سے اتار پھینکیں اور گمراہانہ مسلک کو چھوڑ کر دین قیم کی حلقہ بگوشی کا اعلان کر دیں - اگر انہیں یہ بات منظور نہ ہو تو "زمیندار" کو ان سے تمام تعلقات منقطع کرنے پڑیں گے - انہیں ایک ہفتہ کی مہلت دی جاتی ہے - ۲۴ر جنوری ۱۹۳۵ء کے بارہ بجے دن تک وہ فیصلہ کر لیں کہ انہیں مرزا غلام احمد کی مجددیت کی دامن گرفتگی پسند ہے - یا ادارۂ "زمیندار" کے ساتھ وابستگی"

چونکہ ممکن نہ تھا کہ ایسے غیرت کش اور حمیت سوز الفاظ کوئی خوددار انسان ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت کر سکتا - خواہ اس نے ساری عمر ایسے محسن کش کے ساتھ کیوں نہ بسر کی ہو اس لئے مولوی ظفر علی صاحب کے بزرگ چچا اپنے فرزند رشید کی طرف سے یہ نوٹس ملتے ہی اپنے پاؤں سے سالہا سال کی خاک دفتر "زمیندار" میں جھاڑ کر باہر نکل آئے -

یہ ہے وہ سلوک جو آٹھ کروڑ مسلمانانِ ہند کی مذہبی اور سیاسی رہنمائی کے واحد دعویدار مولوی ظفر علی صاحب نے اپنے بوڑھے چچا کے ساتھ اس حالت میں روا رکھا جبکہ وہ "زمیندار" کے اجراء سے کر اب تک مولوی صاحب کے [illegible] سے بھی بڑی قابل قدر خدمات سر انجام [illegible] - سالہا دوسری طرف "زمیندار" کے [illegible] اور دہریہ تک شامل [illegible] اور ممکن ہے اب بھی ہوں - جو شخص خدا اور اس کے رسول کے منکروں ۴۱

۴۴ کو اپنے عملہ میں رکھتے ہوئے ذرا شرم محسوس نہیں کرتا - اس کا اپنے چچا کی دیرینہ خدمات کو نظر انداز کرکے محض احمدی ہونے کی وجہ سے نکال دینا بتاتا ہے کہ وہ احمدیت کی عداوت میں شرافت اور انسانیت سے بالکل عاری ہو چکا ہے - اور چاہتا ہے کہ دوسرے لوگوں کو بھی وہ اپنے ہی جیسا بنائے - یہی حال دوسرے احراریوں کا ہے - (ماخوذ)

پنجاب میں گردن توڑ بخار

سیریرو سپائنل فیور جسے گردن توڑ یا ریڑھ کی ہڈی کا بخار بھی کہتے ہیں آج کل پنجاب میں وبائی صورت اختیار کر رہا ہے بلدیہ لاہور کے افسر حفظان صحت نے باشندگان لاہور کے نام ایک ہدایت نامہ جاری کیا ہے جس میں اس بخار کی علامات یہ بتائی ہیں کہ سب سے پہلے سر میں شدید درد ہوتا ہے اور متلی ہوتی ہے اس کے بعد مریض سردی سے کانپنے لگتا ہے اور اسے بخار ہو جاتا ہے گردن پیچھے کی طرف کھنچ جاتی ہے اور پٹھے اکڑ جاتے ہیں اس مرحلے میں مریض اکثر بے ہوش ہو جاتا ہے یا ہذیان میں مبتلا ہو جاتا ہے چونکہ یہ متعدی بیماری ہے اس لئے جہاں تک ممکن ہو۔ ایسے مریض کی چھوت سے بچنا چاہیئے۔

جس وقت کسی مریض میں اس بیماری کی ابتدائی علامات پیدا ہو جائیں۔ تو فی الفور ڈاکٹر کو بلانا چاہیئے اور بلدیہ کے محکمہ حفظان صحت کو اطلاع دینی چاہیئے۔ بیمار کے تھوکنے کے لئے فنائل کا برتن اس کے پاس رکھنا چاہیئے اس کے سوا وہ اور کسی جگہ نہ تھوکنے پائے۔ مریض کے کپڑوں، رومالوں اور کھانے پینے کے برتنوں کو علیحدہ رکھنا اور ہمیشہ صاف کرتے رہنا چاہیئے۔ تیمارداروں اور عیادت کرنے والوں کو چاہیئے کہ وقتاً فوقتاً پانی میں نمک ڈال کر اس سے غرغرے کریں۔ مریض کا کمرہ صاف ستھرا اور ہوا دار ہونا چاہیئے

عام آبادی کو بلدیہ افسر صاحب کا یہ مشورہ ہے کہ تنگ و تاریک کمروں میں سونے سے پرہیز کریں رات کے وقت سونے کے کمرے کی کھڑکیاں، دروازے کھلے رہنے چاہئیں اجتماع عام کے مقامات مثلاً سینما، تھیٹر وغیرہ میں جانے سے پرہیز کرنا چاہیئے کپڑوں اور بستروں کو روزانہ کھلی ہوا اور دھوپ میں رکھنا چاہیئے۔ گھر کی صفائی اور جسم کی پاکیزگی پر خاص زور دینا ضروری ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ اگر لاہور اور پنجاب کے دیگر شہروں کے باشندگان ان مشوروں پر عمل کریں گے تو یہ ظالم وبا پھیلنے نہ پائے گی اور بہت سے بندگان خدا کی جانیں بچ جائیں گی اس میں شک نہیں کہ موت و حیات اللہ تعالے کے قبضہ قدرت میں ہے لیکن انسان کو اپنی طرف سے احتیاطی تدابیر میں ہرگز غفلت نہ کرنی چاہیئے ●

قونصل جنرل ایران کا اعلان

دہلی ۷ر فروری۔ چونکہ پرشیا (فارس) ایران کہلاتا ہے اور ہمیشہ اس کے باشندے اور ایشیائی اقوام کی اکثریت بھی اس کو اسی نام سے پکارتی رہی ہیں اس لئے شہنشاہی حکومت ایران کے حکام نے فیصلہ کیا ہے کہ اپنے ملک کو اس کے تاریخی و قدیم نام ایران سے اس کے نام طور پر پکارے جانے کے متعلق اقدام کیا جائے شہنشاہی حکومت ایران اس بارے میں دول غیر کو اپنے فیصلے سے مطلع کر چکی ہے اور ان سے اس نے درخواست کی ہے کہ وہ فارس و اہل فارس کے لئے ایران و ایرانی کے الفاظ استعمال کریں دولت ایران نے اس باب میں بیحد خواہش کا اظہار کیا ہے۔ کہ ۲۱ر مارچ ۱۹۳۵ء مطابق یکم فروردی ۱۳۱۴ شمسی ایرانی سال نو کے آغاز کے بعد سے اس ملک اور اس کے باشندوں کا تذکرہ کرتے ہوئے الفاظ "ایران" اور "ایرانی" ہی عام طور پر استعمال کئے جائیں قونصل جنرل ایران کو یقین ہے کہ ہندوستان کے ادارات عامہ اور تمام افراد اس بات کو ملحوظ رکھیں گے جب کبھی وہ ایران و اہل ایران کے متعلق کچھ لکھیں یا کہیں تو الفاظ "ایران" اور "ایرانی" ہی استعمال کریں ●

خبریں

ہندوستان

—— گذشتہ ہفتہ اسمبلی کے نائب صدر کا انتخاب ہوا مسٹر اکھیل چندر دت اتفاق رائے سے منتخب ہو گئے۔

—— خدائی خدمتگاروں سے پابندیاں ہٹانے کی تحریک اسمبلی میں منظور ہو گئی۔ یہ حکومت کی اسمبلی میں تیسری شکست ہے۔

—— بلدیہ لاہور میں بذریعہ نامزدگی ۹ نشستیں پر کی جائیں گی ان کے لئے ۱۲۵ اشخاص امیدوار ہیں معلوم ہوا ہے کہ جملہ امیدواروں کو ایک بورڈ کے سامنے حاضر ہونا پڑے گا جو ان کی قابلیت کی جانچ پڑتال کریگا۔

—— لاہور کے گذشتہ میونسپل انتخاب کے متعلق لوگوں کی بہت .... سی شکایات تھیں کہ انتخاب کے موقع پر رشوت ستانی اور جعلی ووٹوں کے ذریعہ سخت بے ضابطگیاں عمل میں آئی ہیں اس لئے وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ نے ان شکایات کی تحقیق کا حکم دیا ہے اور اس کام کے لئے ایک خاص افسر مقرر کیا جائیگا۔

—— گاندھی جی نے اپنے اخبار "ہریجن" کی ایک تازہ اشاعت میں ہندوؤں کو تلقین کی ہے کہ وہ مسلمانوں سے چھوت چھات نہ کیا کریں۔

—— ضلع گجرات اور پنجاب کے بعض دوسرے علاقوں میں پلیگ پھوٹ پڑی ہے

—— سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ برفباری کے باعث پشاور اور کابل کے درمیان سڑک رک گئی ہے لیکن اب برف کو ہٹا کر سڑک کو صاف کیا جا رہا ہے۔ برف کی کثرت سے تنگ آ کر خونخوار بھیڑیے دیہات پر حملہ کر رہے ہیں جن سے مسافروں کو بھی خطرہ ہے۔ لہذا مسافروں کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ ریوالور کے بغیر سفر نہ کریں۔

—— لاہور ۷ر فروری۔ قادیان میں زائد پولیس کا پہرہ لگا دیا گیا ہے جو ناقوں میں لاٹھیاں لیکر قادیان کے گلی کوچوں میں گشت کر رہی ہے۔ گذشتہ ہفتہ وہاں دو ماہ کے لئے دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ عمل میں آ چکا ہے۔

—— نئی دہلی ۸ر فروری۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ ملک معظم نے گورنر پنجاب کی ایگزیکٹو کونسل کی رکنیت سے سر سکندر حیات خان کا استعفا ۲۰ر فروری سے منظور کر لیا ہے اور ان کی جگہ نواب مظفر خاں سی۔ آئی۔ ای کا تقرر عمل میں آیا ہے۔

—— نئی دہلی ۸ر فروری۔ کل اسمبلی میں جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ پر گرما گرم بحث ہوئی جس میں کانگریس اور سالوسی پارٹی کو زبردست شکست ہوئی۔ مسٹر ڈیسائی (کانگریسی) کی ترمیم آئین موجودہ کے استرداد کے متعلق ۷۲ کے مقابلے میں ۶۲ آراء سے مسترد ہو گئی اور موصوف نے فرقہ وارانہ فیصلے کے بارے میں غیر جانبداری کے متعلق جو ترمیم پیش کی تھی وہ بھی ۴۴ کے مقابلے میں ۴۸ میں مسترد ہو گئی بخلاف اس کے مسٹر جناح نے فرقہ وارانہ فیصلے کو قائم رکھنے اور صوبجاتی نظام اور فیڈریشن کے متعلق جو ترمیمات پیش کی تھیں وہ کافی کثرت سے منظور ہو گئیں۔

—— اعلیٰحضرت حضور نظام ملک معظم کے جوبلی فنڈ میں دو لاکھ روپے کا شاہانہ عطیہ اس سے قبل عطا فرما چکے ہیں اب حیدر آباد کے دو مسلمان رئیسوں نے اس فنڈ میں ۲۵ ہزار روپے دیئے ہیں۔

ممالک خارجہ

—— ہسپانیہ میں دوبارہ بغاوت ہو گئی ہے۔

—— لندن ۸ر فروری۔ ملک معظم کی سلور جوبلی منانے کا پروگرام مکمل ہو چکا ہے ۶ر مئی کو جس دن کہ ملک معظم تخت پر بیٹھے تھے، قصر سینٹ ہال میں ایک عظیم الشان جلسہ ہو گا۔ اسی شام کو ملک معظم آلات نشر الصوت کے ذریعے ایک پیغام دیں گے۔ سلور جوبلی کی تقریب دو ہفتہ تک جاری رہے گی۔ مئی کے آخر اور جون کے ابتدا میں ملک معظم کے چار جلوس نکالے جائیں گے۔ یہ جلوس لندن کے شمالی مشرقی جنوبی اور مغربی حصوں سے گذریں گے۔

—— لندن ۷ر فروری۔ آج ایوان عام میں سر سیموئیل ہور نے انڈیا بل کی دوسری خواندگی کی تحریک پیش کی جس پر گرما گرم بحث ہوئی۔

—— لندن ۷ر فروری۔ کل ایوان عام میں سر جان سائمن نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ بعض باتوں سے پایا جاتا ہے کہ عراق میں یہودیوں کے برخلاف احساسات نشوونما پا رہے ہیں۔

—— تازہ عربی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت حجاز و عراق میں طے ہوا ہے کہ دونوں حکومتوں کے نمائندوں کی ملاقات رطبہ کے مقام پر ہو اور وہاں .... ایک کانفرنس منعقد کی جائے جس میں عراق اور حجاز کے سیاسی مسائل کو حل کرنے اور سلسلہ رسل و رسائل کے لئے لائحہ عمل مرتب کرنے کی کوشش کی جائے۔

—— حکومت عراق نے پٹرول کے منافعہ کی پہلی قسط اس سال کے آغاز میں حکومت ترکیہ کے حوالے کر دی ہے اس رقم کی مقدار چالیس ہزار روپیہ کے قریب ہے۔

—— بغداد کا ایک اخبار مظہر ہے کہ عراق کی پارلیمنٹ میں عصمت فروشی اور قحبہ خانوں کے انسداد کے لئے ایک مسودہ قانون پیش ہے جس کے متعلق یقین کیا جاتا ہے کہ یہ جلد منظور ہو کر نافذ ہو جائے گا۔ اگر ایسا ہو گیا۔ تو وہ تمام لائسنس منسوخ کر دیئے جائیں گے۔ جو عصمت فروش طائفوں کو قانوناً حاصل ہیں

—— برلن ۹ر فروری۔ حکومت جرمنی نے ایک خاص قانون کے ماتحت ہر ہٹلر کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ سزائے موت معاف کرا سکے

—— یورپ کے اکثر ممالک میں وسیع پیمانہ پر خوفناک جنگی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ آج کل ہر حکومت اپنی فضائی طاقت کو خاص طور پر مضبوط کر رہی ہے

—— حکومت ترکی نے اپنے لئے چاندی کے نئے سکے تیار کرائے ہیں۔

—— قسطنطنیہ ۷ر فروری۔ تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ ترکی پارلیمنٹ کے انتخاب میں خواتین کو شرکت کی اجازت دیدی گئی ہے صدر جمہوریہ نے جدید پارلیمنٹ کے انتخاب کے لئے ۱۷ خواتین کو بحیثیت امیدوار منتخب کیا ہے۔ اس دفعہ خواتین آزادی کے ساتھ اپنے ووٹوں کا استعمال کر سکیں گی۔

—— چونکہ ترکی کی آبادی میں ایک کروڑ دس لاکھ نفوس کا اضافہ ہو گیا ہے اس لئے ترکی پارلیمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کے ارکان کی تعداد کو ۳۱۷ سے بڑھا کر ۴۰۰ کر دیا جائے۔

—— لندن ۷ر فروری۔ ہندوستانی اسمبلی میں ہندوستان و برطانیہ کے تجارتی معاہدہ کے مسئلہ پر حکومت ہند کی شکست کو یہاں کی پارلیمنٹ میں کافی طور پر محسوس کیا جا رہا ہے۔

تارکاپتہ مسلمان لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۰۶

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مدعا

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادہ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۳ | لاہور۔ یوم جمعہ مطابق ۱۰ ذیقعد ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۵ فروری ۱۹۳۵ء | نمبر ۱۱

فتحمند اور غالب ہونے کی راہ

(از حضرت مسیح موعودؑ)

اے میرے دوستو! جو میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو خدا ہمیں اور تمہیں ان باتوں کی توفیق دے جن سے وہ راضی ہو جائے۔ آج تم تھوڑے ہو اور تحقیر کی نظر سے دیکھے گئے ہو اور یہ ایک ابتلا کا وقت تم پر ہے اسی سنت اللہ کے موافق جو قدیم سے جاری ہے ہر ایک طرف سے کوشش ہوگی کہ تم ٹھوکر کھاؤ اور تم ہر طرح سے ستائے جاؤ گے۔ اور طرح طرح کی باتیں تمہیں سننی پڑیں گی۔ اور ہر ایک جو تمہیں زبان یا ہاتھ سے دکھ دیگا وہ خیال کریگا کہ اسلام کی حمایت کر رہا ہے اور کچھ آسمانی ابتلا بھی تم پر آئینگے تا کہ تم آزمائے جاؤ سو تم اس وقت سن رکھو کہ تمہارے فتحمند اور غالب ہونے کی یہ راہ نہیں کہ تم اپنی خشک منطق سے کام لو یا تمسخر کے مقابل پر تمسخر کی باتیں کرو یا گالی کے مقابل پر گالی دو۔ کیونکہ اگر تم نے یہی راہیں اختیار کیں تو تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور تم میں صرف باتیں ہی باتیں ہونگی۔ جن سے خدا تعالیٰ نفرت کرتا اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے سو تم ایسا نہ کرو کہ تم اپنے اوپر دو لعنتیں جمع کر لو ایک خلقت کی اور دوسری خدا کی بھی۔ یاد رکھو کہ لوگوں کی لعنت اگر خدا تعالیٰ کی لعنت ساتھ نہ ہو کچھ بھی چیز نہیں۔ اگر خدا ہمیں نابود نہ کرنا چاہے تو ہم کسی سے نابود نہیں ہو سکتے۔ لیکن اگر ہمارا وہی دشمن ہو جائے تو کوئی ہمیں پناہ نہیں دے سکتا۔ ہم کیونکر خدا تعالیٰ کو راضی کریں۔ اور کیونکر وہ ہمارے ساتھ ہو؟ اس کا اُس نے مجھے بار بار یہی جواب دیا کہ :-

تقوے سے

سو اے میرے پیارے بھائیو! کوشش کرو تا متقی بن جاؤ۔ بغیر عمل سب باتیں ہیچ ہیں۔ اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں۔ سو تقوے یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچکر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔

۵۰۰۰ سپاہی کیلئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ

نے جو اپیل کی ہے اس سے احباب بخوبی واقف ہو چکے ہیں اگر پانچ ہزار کو دنیا پر تقدم کرنے والی ایثار پیشہ جماعت حضرت امیر قوم کے اس مطالبہ کو جلد پورا کردے تو کامیابی اور جماعت کثیر پر غلبہ انشاء اللہ یقینی ہے کیونکہ :

حضرت مسیح موعود کے اس کشف کی

مصداق ہماری ہی جماعت ہے اس مطالبہ کی شرائط بہت ہی نرم ہیں جنہیں ہر ایک احمدی مرد عورت چودہ سال یا اس سے اوپر کی عمر کے لڑکے لڑکیاں نہایت آسانی سے پورا کر سکتے ہیں۔

اگر آپ ذاتی آمدنی رکھتے ہیں تو حیثیت کے مطابق ماہوار چندہ ادا کریں کیونکہ یہ چندہ ایک احمدی کی آمدنی میں خدا کا حصہ ہے جسکو کسی اور مد میں بھی نیا ہی ضرورتوں پر صرف کرنا زیبا نہیں۔

اگر آپ بہلت میں رہتے ہیں اور صرف معمولی زمین پر آپکی بسر اوقات ہے تو ہر ششماہی پر صرف ایک روپیہ راہ مولا بر اپنی انجمن کو بھیجئے۔

اگر آپ مزدور ہیں اور معمولی مزدوری پر آپ کا گذارہ ہے تو صرف دو آنے ماہوار ادا کر کے اس پانچہزار کی فوج میں شامل ہو سکتے ہیں۔

اگر آپ فارغ التحصیل ہو کر کمانے نہیں لگے اور کالج میں زیر تعلیم ہیں تو آپ سے کم از کم ۴ ماہوار کا مطالبہ ہے اس طرح آپ اپنے تعلیمی مشاغل کو کسی قسم کا نقصان پہنچائے بغیر اس فوج کے سپاہی بن سکتے ہیں۔

اگر آپ ابھی تک سکول ہی میں تعلیم پا رہے ہیں تو اس صورت میں انجمن آپکے جیب خرچ میں سے صرف ۲ ماہوار مانگتی ہے۔

اگر آپ کی خواتین کی ذاتی آمدنی کوئی نہیں تو وہ بھی صرف دو آنے ماہوار کی قربانی کر کے اس فوج میں شامل ہو سکتی ہیں۔

ہم یقین کرتے ہیں کہ کوئی ایسا احمدی نہیں جو ان آسان شرطوں پر دین کی فوج کا سپاہی بننے سے انکار کرے۔ ذرا مناسب طریق پر توجہ دلانے کی ضرورت ہے۔ جو بھائی انہیں خود شرکت کر چکے ہیں وہ دوسرے افراد سلسلہ کو بھی اس کار خیر میں شرکت کیلئے آمادہ کریں۔

کیا آپ نہیں چاہتے؟
کہ آپکے کالجوں میں زیر تعلیم طلبہ

(۱) مادہ پرستی لامذہبی اور مغربیت کے اثر بد سے محفوظ رہیں؟
(۲) فیشن پرستی اور فضول خرچی کی تباہ کن عادات ان میں پیدا نہ ہوں؟
(۳) وہ سادہ اور پاک وصاف زندگی بسر کریں؟
(۴) دینوی تعلیم کے ساتھ ساتھ اُن کی صحیح دینی تعلیم و تربیت بھی ہوتی رہے
(۵) انہیں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ و دیگر بزرگان جماعت کے نصائح سننے اور ان سے ملاقات کرنے کا اکثر موقع ملتا رہے؟
(۶) کم از کم خرچ پران کیلئے عمدہ رہائش اور غذا کا انتظام ہو جائے؟
(۷) نہایت ذمہ دار دیندار اور مفید اصحاب انکے اخلاق صحت اور تعلیم کی نگرانی کریں؟

قوم کی انہی خواہشات وضروریات

کو مدنظر رکھتے ہوئے انجمن نے لاہور کے اندر اپنا قومی ہوسٹل کھولنے کا فیصلہ کیا ہے جس میں تمام کالجوں کے طلبہ داخل ہو سکیں گے۔ اس کا نام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہوسٹل

ہوگا اور انشاء اللہ تعالیٰ ماہ ستمبر ۱۹۳۵ء میں جاری کر دیا جائے گا اس مبارک ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار مستقل آمدنی کی ضرورت ہے۔ جس کے فراہم کرنے کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے یہ سہل تجویز فرمائی ہے کہ جماعت سے سو ایسے اصحاب مل جائیں جو اس مفید ادارہ کے لئے مستقل طور پر ایک ایک روپیہ ماہوار دے سکیں۔ اس طرح ۸۱ روپے ماہوار کا انتظام ہو چکا ہے۔ صرف ۱۹ روپے کی کمی ہے۔

لہذا

۱۹ باہمت نکلیں اور اس کمی کو پورا کر دیں

شذرات

کچھ عرصہ سے مذہب اور سائنس کے درمیان شدید کشمکش جاری ہے جدید اکتشافات اور نظریوں نے اکثر مذاہب کی بنیادیں متزلزل کر دی ہیں وہ اپنے تئیں بربادی سے محفوظ رکھنے اور اپنی شکست کو چھپانے کی ہر چند کوشش کرتے ہیں لیکن ان پر سائنس کا غلبہ اس قدر نمایاں ہے کہ کوئی دلیل اور کوئی تاویل اس کی پردہ پوشی نہیں کر سکتی۔ یہ مذاہب ہر جدید اکتشاف اور ہر جدید نظریئے کے ساتھ اپنے کسی مسلمہ اصول اور بنیادی عقیدے سے دستبردار ہو جاتے ہیں۔ ان کی الہامی کتابوں تک میں جلد جلد تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے ہی بائیبل کے نسخوں، آریوں اور سناتن دھرمیوں کے مسلمہ عقائد میں کیا کیا تبدیلیاں ہو گئیں۔

گذشتہ دنوں انگلستان کے ایک مشہور مفکر بشپ بارنس نے برٹش براڈکاسٹنگ کمپنی کے زیر اہتمام "مذہب اور سائنس" کے موضوع پر ایک دلچسپ تقریر کی جس میں نہایت واضح الفاظ میں فرمایا

"افسوس کہ عیسائیت میں ایسے بہت سے عقائد پائے جاتے ہیں جنہیں غلطی سے عہد سلف میں ایمان کا جزو سمجھ لیا گیا تھا۔ اور جن پر اب تک بعض لوگ سختی سے اڑے جا رہے ہیں۔ میرے خیال میں اب وقت آ گیا ہے کہ ایسے تمام عقائد کو جو ایجابی علوم کی مصدقہ معلومات کی تردید کرتے ہیں۔ ترک کر دیا جائے آپ غالباً اس سے ناواقف نہیں ہیں کہ نشاۃ ثانیہ سے لے کر اب تک جب کبھی مذہب نے سائنس کے حقائق کو جھٹلانے کی کوشش کی ہے اسے ہزیمت اٹھانی پڑی ہے"

عیسائیت کے ایک بلند پایہ نمائندہ کے ان الفاظ کو عیسائیت کے اعتراف شکست کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے؟

سائنس کے مقابلے پر دیگر مذاہب کی ناکامی و شکست کا نظارہ دیکھنے کے بعد ذرا اسلام کے عقائد و تعلیمات پر بھی غور کیجئے۔ ملاں کے غلط اور حشو و ساختہ اسلام کو نہیں، قرآن اور حضرت نبی کریمؐ کے صحیح اور سادہ اسلام کو لیجئے۔ دیگر مذاہب سائنس کی ترقی کے ساتھ ساتھ زوال و انحطاط کی طرف جا رہے ہیں۔ ان کی گرفت اور اثر کم ہو رہا ہے ہر ایک نیا علمی اکتشاف اور ہر ایک جدید ایجاد ان پر ایک ناقابل برداشت حملہ کا درجہ رکھتی ہے لیکن اس کے برعکس سائنس کی ترقی کے ساتھ ساتھ اسلام کے عقائد و تعلیمات کی سچائی اور بہتری زیادہ واضح ہوتی جاتی ہے۔ سائنس کی ترقی کا ہر ایک قدم اسلام کی سچائی کا روشن اعلان ثابت ہو رہا ہے نظریہ ارتقا نے ہندو، آریہ اور بدھ مت کے مسئلہ تناسخ اور دوسرے بیسیوں عقائد کے پرخچے اڑا کر رکھ دیئے۔ تثلیث کا عقیدہ اہل علم کے نزدیک عقل سے تہیدستی کا ثبوت ہے لیکن اسلام جس طرح اشتراکیت کے چیلنج کو قبول کرنے کی پوری طاقت رکھتا ہے۔ اس طرح فلسفہ و سائنس سے بھی اسے قطعاً کوئی خطرہ نہیں۔ کیونکہ اللہ کا دین ہے اس کے عقائد، اصول اور تعلیمات انسانی دماغ کے قطعاً رہین منت نہیں ہیں۔

بھائی پرمانند جی اسمبلی میں قرار داد پیش کرنے والے ہیں کہ سناتن دھرمیوں، آریہ سماجیوں، برہمو سماجیوں کو غیر مسلم یا جنرل کے نام سے موسوم نہ کیا جائے۔ بلکہ ہندو لکھا اور کہا جائے بھائی پرمانند جی ایک مشہور اور کٹر آریہ سماجی ہیں ان کے گرو سوامی دیانند جی کو ہمیشہ اصرار رہا۔ کہ ہندو غیروں کا دیا ہوا نام ہے جس کے معنی چور اور ڈاکو وغیرہ کے ہیں۔ لہذا اس نام کو ترک کر کے آریہ کہلانا چاہیئے چنانچہ اس مسئلہ پر عرصہ تک سناتن دھرمیوں اور آریوں کے درمیان معرکہ آرائیاں جاری رہیں لیکن وقت آیا کہ آریہ سماج کو اپنا یہ اصول بھی ترک کرنا پڑا جس زمانہ میں ہندو مہا سبھا نے جنم لیا تھا۔ اس وقت چند بوڑھے آریاؤں نے اسی بنا پر شور مچایا تھا۔ لیکن ان کو ڈانٹ ڈپٹ کر خاموش کرا دیا گیا۔ اس طرح سوامی دیانند جی کا ایک مایہ ناز مسئلہ ہندو سنگھٹن کی نذر ہو گیا۔

پہلے ہندو سبھا میں اکثریت غیر آریوں کی تھی۔ لیکن رفتہ رفتہ اس پر آریوں نے قبضہ جمانا شروع کر دیا اور چند سال کے اندر اندر اس پر دہ چھا گئے۔ مالوی جی کا نام بطور تبرک رہ گیا۔ اب تک یہ ساری کارروائی اپنے گھر کے اندر ہی جاری تھی تاکہ "جاتی کا کلیان" ہو۔ اب بھائی جی نے ایک اور قدم بڑھا کر حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ہم آریوں کو بھی ہندو ہی سمجھا جائے۔ دیکھیئے اسمبلی اور حکومت اس قرارداد کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے اگر یہ منظور ہو جائے تو مسلمانوں کا کوئی ہرج نہیں اور نامنظور رہو تو کوئی فائدہ نہیں۔ لیکن اگر کوئی منچلا بھائی جی کے سامنے سوامی دیانند جی کی تعلیمات اور ریسرچ پیش کر کے سوال کرے کہ آپ تو آریہ ہیں آپ کو سوامی جی کے قول کے مطابق چور اور ڈاکو کہلانے کا کیوں شوق ہے تو خدا جانے بھائی جی اس کو کیا جواب دیں۔ کیا آریہ سماج کی گھاس پارٹی کا "پرکاش" اور ماس پارٹی کا "آریہ گزٹ" اس پر کوئی روشنی ڈال سکتے ہیں؟

آجکل مدرسہ دیوبند کے کرتا دھرتا علماء کرام میں کشمکش جاری ہے کچھ اصحاب مولوی اشرف علی تھانوی مصنف "بہشتی زیور" کے طرفدار و عقیدتمند ہیں اور کچھ مولوی احمد حسن صاحب مدنی کے دونوں پارٹیاں مدرسہ کے نظم و نسق اور ذرائع آمد پر قبضہ کرنا چاہتی ہیں۔ یہ نزاع شروع تو عرصہ سے ہے لیکن گذشتہ سال سے بہت خطرناک صورت اختیار کر گئی ہے حتی کہ اعلیحضرت حضور نظام کو بھی تحقیق حالات کے لئے آدمی بھیجنے پڑے اس سلسلہ میں تازہ خبر یہ ہے کہ گذشتہ ماہ مجلس شوریٰ نے مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کو از سر نو سرپرست مقرر کر دیا ہے۔ معاصر محترم "مدینہ" کے نزدیک یہ فیصلہ سخت قابل اعتراض اور نقصان رساں ہے چنانچہ وہ رقمطراز ہے:۔

"اس سرپرستی کے یہ معنی ہونگے کہ وہ (مولوی اشرف علی صاحب تھانوی) مختار مطلق، مطلق العنان اور دار العلوم کے خداوند کامل بنا دیئے گئے ہیں۔ ان کے اختیارات آخری قطعی اور فیصلہ کن ہونگے جن کو بغیر دلیل و برہان اور بغیر کسی شرعی حجت کے تسلیم کرنا پڑے گا۔ دار العلوم کے موجودہ قانون کی رو سے مولانائے محترم کو جو مطلق العنانی عطا کی گئی ہے اس حد تک ہر ہٹلر کو جرمنی میں اور مسولینی کو اطالوی قلمرو میں بھی حاصل نہیں"

ہمیں مدرسہ دیوبند کے نظم و نسق سے کوئی غرض نہیں۔ لیکن گذارش ہے۔ کہ مولوی اشرف علی صاحب مصنف بہشتی زیور کو جو اختیارات مجلس شوریٰ نے مدرسہ کے متعلق دیئے ہیں۔ کیا قریب قریب ویسی ہی مطلق العنانی کا طالب ہر ایک دیوبندی مولوی نہیں ہے؟ کیا یہ واقعہ نہیں کہ دیوبند کے رجعت پسند اور تاریک خیال علماء مسلمانوں پر بلا تامل کفر و فسق کے فتوے جڑتے ہیں اور امکان کذب باری تعالیٰ کی قسم کے ذلیل عقائد وضع کرتے رہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مسلمان ان کو بلا چون و چرا تسلیم کر لیں۔

ہمارا معاصر مولوی اشرف علی صاحب اور مدرسہ دیوبند کے نظام نامہ کی اس دفعہ کا جس کی رو سے انہیں سرپرست مقرر کیا گیا ہے ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"دار العوام کے اختیارات کی زمام ایک ایسے شخص کو سپرد کی گئی ہے جو ...... دنیا سے بے خبر اور دنیا کی علمی اور تعلیمی ضرورتوں سے لاعلم ہے۔ ... دنیا کے کسی نظام میں صدر کو مجلس شوریٰ کی اکثریت کے فیصلوں کو مسترد کرنے کی اجازت نہیں لیکن یہ دار العلوم ہی کا نظام ہے کہ وہاں کا سرپرست ارکان مجلس کے متفقہ فیصلہ کو بھی مسترد کر سکتا ہے انتظامی دنیا میں اس سے زیادہ مسخرہ پن اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ مسلمان مطالبہ کرتے ہیں کہ نظام نامہ دار العلوم کی اس مضحکہ انگیز دفعہ کو اڑا دیا جائے"

لیکن عالم اسلام کی دینی رہنمائی دیوبندی ملاؤں کو سپرد کرنے والوں سے ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا ہر ایک دیوبندی مولوی دنیا سے بےخبر اور دنیا کی علمی اور تعلیمی ضرورتوں سے لاعلم نہیں ہے؟ جس تاریک ماحول میں ان کی تعلیم و ذہنی تربیت ہوتی ہے کیا وہ اسلام کی روشن خیالی اور وسیع القلبی کے لئے بدنامی کا باعث نہیں ہے؟ جس مسخرہ پن کا ہمارے معاصر نے ذکر کیا ہے اس سے بڑا مسخرہ پن یہ نہیں کہ امکان کذب باری تعالیٰ کی تائید میں ضخیم کتابیں لکھی جائیں۔ اس دینی و علمی مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے مناظرہ کی مجلسیں ترتیب دی جائیں، جو اس کو تسلیم نہ کرے۔ اس کو بے دریغ جہنمی قرار دیا جائے۔ بے شک صدر کو مجلس شوریٰ کی اکثریت کے فیصلوں کو مسترد کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔ لیکن اس سے بہت بڑی مطلق العنانی اور ظلم یہ نہیں کہ چند ملانے اٹھیں اور حکم صادر فرما دیں کہ خدا (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ جھوٹ بھی بول سکتا ہے۔ جو اسے نہیں مانیگا۔ وہ جہنمی ہے یا اس قسم کے دیگر مسائل کے انکار و اختلاف پر اندھا دھند کفر کے فتوے لگانا شروع کر دیں۔ اگر کسی مجلس شوریٰ کے صدر کو یہ حق نہیں پہنچتا۔ کہ وہ اکثریت کے فیصلوں کو مسترد کر دے۔ تو قرآن و حدیث کی رو سے ملاؤں کو یہ حق کہاں سے پہنچتا ہے کہ کلمہ گوؤں کو کافر کہتے رہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ — یوم جمعہ ۱۰ ذیقعد ۱۳۵۳ھ — نمبر ۱۱

قادیان کے سرکردہ لوگوں سے اپیل!

مخلصانہ درخواست کے جواب میں فریبکاری

اجرائے نبوت اور تکفیر المسلمین کے خطرناک قادیانی عقائد

ہم پورے یقین اور وثوق سے کہتے ہیں اور اس پر ہمارا ایمان ہے کہ خاتم النبیین صلعم کے بعد نبوت اور چالیس کروڑ مسلمانوں کی تکفیر کے خطرناک عقائد جنہوں نے آج اسلام کے اندر بہت بڑا فتنہ پیدا کر رکھا ہے حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کے بالکل خلاف ہیں آپ نے ہرگز ہرگز نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ اس کو اپنے دشمنوں کا افترا قرار دیا ہے اور حضرت نبی کریمؐ کے بعد مدعی نبوت پر لعنت بھیجی ہے آپ نے صاف الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ میرے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا یہ دونوں خطرناک عقائد قادیانی غلو کا نتیجہ ہیں۔

قادیانی غلو احراری آگ کو ایندھن مہیا کر رہا ہے

اور اس کے ساتھ ہی ہمارا ایمانداری سے یہ خیال ہے کہ آج کل احمدیت اور حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف احرار نے جو آگ بھڑکا رکھی ہے۔ اس کا ایندھن زیادہ تر قادیانی غلو ہی مہیا کر رہا ہے۔ قادیانی جماعت کے اختراع کئے ہوئے یہ دونوں عقیدے احمدیت کی ترقی و قبولیت میں زبردست روک ہیں۔ لاکھوں شریف و متلاشی حق انسانوں کو بھی بدگمانی، بدظنی اور غلط فہمی کے گڑھوں میں گرا کر صداقت سے دور رکھے ہوئے ہیں

قادیانیوں کا اصرار اور اس کی تباہ کاریاں

ہم جو کچھ کہتے ہیں اس کی تائید و ثبوت میں نہایت محکم دلائل اور روشن واقعات پیش کرتے ہیں لیکن جناب خلیفہ قادیان اور ان کے مریدوں کو اصرار ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ضرور نبوت کا دعوےٰ کیا تھا اور چالیس کروڑ مسلمانان عالم ضرور کافر ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں یہ باتیں مخالفین سلسلہ ان کی طرف منسوب کیا کرتے تھے اور حضورؑ نے بارہا اپنی تحریروں اور تقریروں میں اس کی پرزور تردید کی ہے قادیانیوں کے اس اصرار بیجا کا سلسلہ قریباً اکیس سال سے جاری ہے اور اس کی وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ کے مقدس مشن کو غیر معمولی نقصان پہنچ چکا ہے۔

ہماری اپیل اور اس کی شرائط

ہماری انجمن کی مجلس منتظمہ نے محض اسلام اور سلسلہ کے مفاد کی خاطر قادیان کے سرکردہ اصحاب سے اپیل کی کہ دونوں جماعتوں کے امیر ان عقائد کے متعلق لاہور کے مرکزی مقام پر تحریری بحث کر لیں۔ تاکہ لوگوں پر صداقت واضح ہو جائے۔ اس تبادلہ خیالات کی صورت اور شرائط اس قدر آسان سادہ اور مساوی پیش کیں کہ کسی شریف و معقول انسان کو بھی گریز نہیں ہو سکتا۔ یہ اپیل ۳ فروری کے پیغام صلح اور پوسٹروں اور ہینڈ بلز کی صورت میں شائع ہو چکی ہے اس میں دونوں عقائد کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے متعدد و نہایت واضح ارشادات بھی نقل کر دیئے گئے تھے

قادیانیوں کی خاموشی

ہم متوقع تھے کہ جن لوگوں کو اس اپیل میں مخاطب کیا گیا ہے وہ اس معقول و فیصلہ کن تبادلہ خیالات پر آمادگی کی جلد اطلاع دیں گے بلکہ خود جناب خلیفہ قادیان اس میدان میں نکلیں گے لیکن افسوس جہاں تک اس اپیل کے اصل مقصد کا تعلق ہے جناب خلیفہ صاحب تو رہے ایک طرف، ان کے وہ مریدین بھی جو اس اپیل کے مخاطب ہو سکتے ہیں۔ اس طرح خاموش ہیں کہ گمان ہوتا ہے کہ اپیل کے مطالعہ کے بعد ان کی قوت گویائی سلب ہو گئی ہے۔ قادیانی اخبارات "الفضل" و "فاروق" وغیرہ پر بھی تا حال سکوت مرگ طاری ہے۔

قادیانی کتب فروش کی غیر ایماندارانہ حرکت

کئی دن انتظار میں گذر گئے، ہؤا تو یہ ہؤا۔ کہ ایک ادنیٰ درجے کے قادیانی کتب فروش کو تھپکی دیکر ایک ایسے پست فعل پر آمادہ کیا گیا جس کو افسوس ہے کہ دجل و فریب کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ فخر الدین ملتانی سے ایک پوسٹر شائع کرایا گیا ہے جس میں ہماری اپیل، اس کے مقصد اور ہمارے مخاطبوں کا ذکر تک نہیں اس کی بجائے انتہائی فریب سے کام لے کر بعض ایسی تحریریں ہماری انجمن کی مجلس منتظمہ کے اراکین کی طرف منسوب کر دی ہیں، جو انہوں نے کبھی نہیں لکھیں، اور نہ وہ کبھی ان کے دستخطوں سے شائع ہوئی ہیں، پوسٹر کے نیچے ان کے اسماء ایسے عیارانہ طریق پر درج کئے گئے ہیں کہ اکثر ناواقف لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جائینگے کہ یہ پوسٹر اور اس میں مندرجہ عبارات خود انہی ممبروں کی طرف سے شائع کی گئی ہیں، برخلاف اس کے پوسٹر کے اصل مشتہر میاں فخر الدین ملتانی کا نام اس قدر غیر نمایاں اور مخفی لکھا گیا ہے کہ پڑھنے والوں کو بمشکل نظر آئیگا۔

اس شرمناک فریبکاری کو مقدسین قادیان کی سرپرستی حاصل ہے

اس فعل کے شرمناک اور غیر ایماندارانہ ہونے میں کسی ایماندار آدمی کو شک نہیں ہو سکتا۔ لیکن خیال تھا کہ ممکن ہے یہ حرکت میاں ملتانی یا ان کے چند رفقاء کار کی کارستانی ہو مگر جناب خلیفہ قادیان کے سرکاری گزٹ "الفضل" کی تازہ اشاعت کے ایک اعلان سے یہ امکان بھی جاتا رہا۔ اور معلوم ہو گیا کہ یہ قابل نفرت فریبکاری قادیان کے مقدسین اور ذمہ وار حضرات کی سرپرستی میں کی گئی ہے اور اس دجل کو قادیانی خلافت اور قادیانی انجمن کی تائید و حوصلہ افزائی ضرور حاصل ہے۔

"الفضل" کے اعلان کے الفاظ ہیں کہ:۔

"غیر مبائعین کے صحیح عقائد کے متعلق ایک نہایت دلچسپ پوسٹر شائع ہؤا ہے۔ بیرونی جماعتوں کو اسکی خوب اشاعت کرنی چاہیئے۔ جہاں نہ پہنچا ہو وہاں کے احباب "کتاب گھر" قادیان سے منگالیں۔۔۔۔ یہ پوسٹر نمایاں مقامات پر چسپاں کرنا چاہیئے"

قادیانیوں کی "وضعداری"

آج کل قادیانی غلو کے طفیل حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف جو خطرناک طوفان بپا ہے خود قادیان میں جو حالات رونما ہو رہے ہیں۔ قادیانی خلافت اور جماعت جس دور سے گذر رہی ہے وہ کسی اہل نظر سے پوشیدہ نہیں، احراری قصر خلافت کے قرب و جوار میں خود خلیفہ صاحب کی شان میں بدزبانی و ہرزہ سرائی کرتے ہیں جن کو سُن سُن کر بقول "الفضل" قادیانیوں کے دل و جگر پاش پاش ہو رہے ہیں حکومت کی سرد مہری اور بے قدری پر قصر خلافت سے لیکر قادیانی جھونپڑوں تک میں آہیں بھری جا رہی ہیں، سیاسی انجمنوں کے قیام اور احتجاجی قراردادوں کے پاس کرنے سے سر کھجلانے کی فرصت نہیں، لیکن قادیانی حضرات ہمیشہ سے ہمیں گالیاں دینے اور ہمارے متعلق غلط بیانیاں کرنے میں بہت "وضعدار" واقع ہوئے ہیں لہٰذا وہ اپنی موجودہ مصائب و مصروفیات کے ہجوم میں بھی ہماری پر اخلاص دردمندانہ اپیل کے جواب میں فریب و دجل سے پُر ایک نہایت دلچسپ پوسٹر شائع کرنے سے نہیں چوکے۔

قادیانیوں کا افلاس دلائل

ہم نے اپیل میں دونوں عقیدوں کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے متعدد و نہایت مسلم و واضح ارشادات درج کئے تھے۔ کاش قادیانی ان کے مقابل اپنے نہایت دلچسپ پوسٹر میں حضورؑ کی ایک آدھ تحریر بھی مع حوالہ دیتے یا ہمارے پیش کردہ حوالوں میں سے کسی ایک کو غلط ثابت کرتے، اس وقت سوال یہ نہیں کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق کبھی مجازی معنوں میں نبی کا لفظ استعمال کیا ہے یا نہیں۔ یا جناب خلیفہ قادیان اور ان کے مرید اختلاف سے پہلے ختم نبوت کے قائل تھے یا نہیں۔ بلکہ اصل سوال یہ ہے کہ ان عقائد کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا طرز عمل اور ارشادات کیا ہیں اگر ہمارے قادیانی دوستوں کے پاس صداقت و دلائل ہیں تو پھر انہیں مردانہ وار میدان میں نکل آنا چاہیئے۔ بلکہ ہم تو یہاں تک کہینگے کہ اگر ان کے نزدیک نہایت دلچسپ پوسٹر میں درج شدہ باتیں کوئی وزن رکھتی ہیں، تو وہ انہیں بھی تبادلہ خیالات کے وقت ثالثوں کے سامنے رکھ سکتے ہیں

قادیانیوں کے سامنے صرف دو راستے ہیں

اب قادیانی حضرات کے سامنے صرف دو ہی راستے ہیں۔ کہ ہماری دعوت کو قبول کریں یا صاف کہدیں کہ ہم میں تبادلہ خیالات کی ہمت نہیں، میاں ملتانی کی فریبکاریوں جیسی حرکتوں سے یہ مسائل طے نہیں ہو سکتے نہ ہی یہ حرکتیں قادیانی جماعت کو کوئی فائدہ پہنچا سکتی ہیں ہم نے محض اسلام اور سلسلہ کے مفاد کی خاطر انہیں یہ دعوت دی ہے اور ہمیں یقین ہے کہ اس تبادلہ خیالات سے بہت سی غلط فہمیاں رفع ہو جائینگی اگر قادیانیوں کو نہیں تو ہزاروں لاکھوں متلاشیان حق کو ضرور ہدایت مل جائے گی۔

قادیانی حضرات کو ایک مخلصانہ مشورہ

آخر پر ہم ایک بات اور قادیانی حضرات کی خدمت میں عرض کرینگے۔ کہ کسی غلط اور بے دلیل عقیدہ پر اصرار بے شک حماقت، گمراہی اور خود فریبی ہے۔ لیکن فریبکاری اور دجل اس سے بہت زیادہ برے افعال ہیں۔ اگر قادیانیوں میں تبادلہ خیالات کی جرأت نہیں تو ان کے لئے صاف انکار فریبکاری سے کہیں بہتر ہے +

منشی ظفر علی خاں اور سکھ

گذشتہ ایام میں منشی ظفر علی خاں صاحب نے اپنے رسوائے عالم اخبار زمیندار میں سکھوں کو جماعت احمدیہ کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کی تھی بار بار لکھا تھا کہ چونکہ احمدی حضرت بابا نانک کو مسلمان کہتے ہیں لہذا ان کی توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اسی بنا پر منشی جی نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "ست بچن" کے خلاف بھی شور مچایا تھا اور سکھوں کو مشورہ دیا تھا کہ وہ اس کتاب کی ضبطی کا مطالبہ کریں

لیکن حال ہی میں منشی جی کے ایک ہمخیال مولوی عبدالکریم صاحب گرنتھی نے ایک کتاب "گورو نانک جی اور اسلام" لکھی ہے جس پر ریویو کرتے ہوئے منشی جی رقمطراز ہیں:-

"اس رسالہ میں ثابت کیا ہے کہ گورو نانک جی عمر بھر اپنے رنگ میں اسلام کا پرچار کرتے رہے حوالہ میں گرنتھ کی عبارتیں صفحہ وار پیش کی ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ گورو نانک جی روزہ، نماز، بہشت دوزخ، قرآن شریف اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے قائل تھے (زمیندار ۱۳ فروری صفحہ ۸)

حضرت مسیح موعودؑ اور جماعت احمدیہ بھی یہی کہتی ہے۔ لیکن منشی جی کی بے اصولی ملاحظہ ہو کہ یہ بات احمدی کہیں تو وہ سکھوں کے اشتعال اور حضرت بابا نانک صاحب کی توہین کا باعث بن جاتی ہے اور جب منشی جی کا کوئی ہمخیال حضرت مسیح موعودؑ کی خوشہ چینی کر کے ان خیالات کا اظہار کرے تو وہ قابل تعریف اور مستحق ستائش قرار پاتا ہے اس وقت اس میں منشی جی کو توہین نظر آتی ہے اور نہ وہ سکھوں کو اشتعال دلانے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ خدا ناترس بے اصول گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے لوگوں کا یہی حال ہؤا کرتا ہے

ریویو

جامِ سقراط

مسٹر الف۔ ایل برین کے اسم گرامی سے پنجاب کا اخبار بین طبقہ بخوبی واقف ہے آپ پنجاب کے بعض اضلاع میں ڈپٹی کمشنر اور کچھ عرصہ کمشنر بھی رہ چکے ہیں اور اب کمشنر دیہی ریورل ری کنسٹرکشن پنجاب مقرر ہوئے ہیں۔ دیہات کی اصلاح کے متعلق انہوں نے جو قابل قدر کام کیا ہے اور کر رہے ہیں، وہ بھی محتاج تعارف نہیں، اسی موضوع پر انہوں نے انگریزی زبان میں ایک مفید و مشہور کتاب "دی ری کنسٹرکشن آف انڈین ویلیج" لکھی ہے جناب پنڈت امرناتھ صاحب موہن بی اے۔ ایل ایل بی منشی فاضل ہیڈ ورنیکلر کلرک محکمہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور نے "جام سقراط" کے نام سے اس کتاب کو کامیابی کے ساتھ اردو نظم کا جامہ پہنایا ہے جسے دیہاتی بچے آسانی سے ازبر کر سکتے ہیں اس کتاب میں دیہاتیوں کو کھاد، نمک کے فوائد، مویشیوں کی دیکھ بھال۔ ڈول بندی اور کیاری بندی، شاملات، نہر کے پانی، تخم ریزی۔ چکبندی اور گھروں کی صفائی، وباؤں سے حفاظت اور رسم و رواج کی اصلاح اور دیگر اہم امور کے متعلق نہایت ضروری اور سہل باتیں موثر اور دلکش انداز میں بتلائی گئی ہیں ہمیں یقین ہے کہ دیہاتی آبادیوں میں اس کتاب کی اشاعت مفید نتائج کا موجب ہوگی، اور اس کی اشاعت پر ہم پنڈت صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں کتاب کی لکھائی چھپائی دیدہ زیب ہے کاغذ اچھا ہے تقطیع $\frac{20 \times 17}{8}$ حجم ۹۰ صفحات قیمت ۸ ملنے کا پتہ:۔ اخبار "تعلیم" موہنی روڈ لاہور

قانونی اتحاد اور روحانی اخوت

(۴)

عالمگیر مذہب رحمۃ للعالمین نبی اور نذیراً للعالمین کتاب کے سامنے ایک ہی سوال ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ تمام نوعِ بشر کو اتحاد و اخوت اور عروجِ کمال کا راستہ دکھائیں۔ اور زندگی بسر کرنے کے ایسے عام اور قطعی اصول پیش کریں جو باہمی عداوتوں کو کھو دیں اور تمام اولادِ آدم کو بھائی بھائی بنا دیں۔ اسلام، پیغمبر اسلام، اور قرآن پاک کی رہنمائی اسی ایک سوال کا آخری حل ہے۔

ایک دوسری طاقت

اس کائنات کی سب سے بڑی کارفرما طاقت، دنیا کی موجودہ سیاسی حکومتیں ہیں۔ ان حکومتوں کی باگ ڈور کوئی لاکھ منتخب علماء جو عقل و تدبر میں باقی تمام مخلوق سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ تھامے ہوئے ہیں۔ اور وہ سیاسی قوانین جنہیں یہ مدبرین نوعِ انسان کی بہتری کے لئے مرتب کرتے ہیں اور کروڑوں روپے روزانہ کے خرچ سے دنیا میں نافذ کرتے ہیں، انسانی عقل و تدبر کی آخری پرواز ہیں۔ زندہ انسان اپنی بہترین عقلوں کی امداد سے، اپنی بہتری کے لئے اس سے زیادہ اچھا راستہ تجویز نہیں کر سکتے۔

عقل و قانون کی ناکامی

اب غور فرمایئے عقل انسانی کی اس آخری رہنمائی کا انجام کیا ہے؟

۱۔ ہزارہا غور و احتیاط سے آج ایک قانون بنتا ہے، مگر نفاذ کے ساتھ ہی اس میں ہزارہا خرابیاں نکل آتی ہیں۔

(۲) اگر حالات و واقعات تبدیل ہو جائیں تو وہی قوانین جو خلقِ خدا کی بہتری کے لئے بنتے ہوتے ہیں۔ بربادیٔ خلق کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔

(۳) موجودہ حکومتوں کی کتابیں اس قدر ضخیم ہو چکی ہیں کہ اگر انہیں ایک جگہ جمع کر دیں تو کئی پہاڑ بن جائیں۔ لیکن پھر یہ قانونی دفتر زندگی کے کسی پہلو پر بھی حاوی نہیں ہم دیکھتے ہیں کہ کمیٹیوں اور کونسلوں کے لاکھوں ممبر رات اور دن برابر قانون پر قانون بنائے چلے جا رہے ہیں اور کوئی نہیں جانتا کہ یہ طوفان کب تھمے گا؟

(۴) تمام اولادِ آدم مختلف جتھوں اور گروہوں میں جو ایک دوسرے کے سخت دشمن ہیں اور تشنۂ خون ہیں تقسیم ہو چکی ہے دنیا کا ہر گوشہ ہر وقت خون و فساد کا منظر بنا رہتا ہے۔ لاکھوں آدمی قانون بنا رہے ہیں اور کروڑوں آدمی انہیں تباہ کر رہے ہیں۔

آپ موجودہ دنیا پر جو سیاسی قوانین کی آغوش میں پل رہی ہے ایک نظر ڈالیں اور بڑی بڑی سلطنتوں سے لیکر غریبوں اور یتیموں کے غم کدوں تک ہر ایک خطے کا معائنہ کریں۔ آپ پارلیمنٹوں میں جائیں اور مدبرینِ عالم کی تقریریں سنیں۔ آپ بازار میں جائیں اور راہگیروں اور تاجروں کی حالت دیکھیں، آپ عدالتوں میں جائیں اور حاکموں، وکیلوں پولیس والوں اور فریادیوں کے اعمال پر نظر کریں، آپ اخبارات پڑھیں آپ علماء کے وعظ سنیں پھر آپ فیصلہ کر سکیں گے کہ قانون اور سائنس کی رہنمائی میں دنیا محبت و اخوت کی طرف جا رہی ہے۔ یا فساد اور عداوت کی طرف۔

ناکامی کا سبب

سوال کیا جا سکتا ہے کہ قانون اور سائنس کی منشا اور کوشش کے خلاف آخر مخلوق خدا ظلم و شقاوت اور خیانت و فساد کی طرف کیوں بہی جا رہی ہے؟ جواب یہ ہے کہ اقوامِ عالم کو مرکز اتحاد و اخوت پر جمع کر دینا، عقلِ انسانی کے اختیار سے باہر ہے۔ ہمارے مدبرین کی نیت، ذاتی مثال اور پیش کردہ پروگرام تینوں چیزیں نادرست ہیں۔ ان کے قوانین کس قدر بھی مکمل ہوں، ان کے علم و انتظام کس قدر بھی مضبوط اور وسیع ہو، واقعہ یہ ہے کہ وہ حیاتِ انسانی کے صرف انہی اعمال سے جو زندگی کا بالکل ظاہری پہلو ہیں بحث کر سکتے ہیں ان کے قانون اور انتظام کا دلوں اور روحوں کی پاکیزگی پر ذرہ برابر بھی اثر نہیں ہوتا، اور یہ ظاہر ہے کہ جب تک انسانوں کے قلوب اور ارواح پاک نہ ہوں، حیاتِ انسانی پر امن و اتحاد اور اخلاق کا ایمان کا سکہ رواں نہیں ہو سکتا۔

اسلام کی راہ

اسلام نے دنیا کو کیونکر ایک کر دیا؟

اس نے جسموں کا انتظام نہیں کیا، بلکہ دلوں کا انتظام کیا ہے سیاسی حکومتیں بین الاقوامی تعلقات کی اصلاح کے لئے عہدنامے مرتب کرتی ہے۔ لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے دلوں کو پاک کرتے تھے۔ پھر عہدنامے لکھتے تھے۔

جب انسانی اتحاد کا عقدۂ مشکل آنحضور کے سامنے آیا تو آپ نے ایک عالمگیر برادری قائم فرمائی۔ اس برادری میں شمولیت کی شرط یہ تھی کہ دل اور زبان سے خدا کو ایک کہا جائے۔ پانچ وقت نماز ادا کی جائے روزے رکھے جائیں۔ اپنے مال کا چالیسواں حصہ غریبوں اور یتیموں کے لئے وقف کر دیا جائے اور اس برادری کے تمام افراد عمر بھر میں ایک دفعہ خانہ کعبہ میں حاضر ہو کر اپنی خودی کو مٹا لیں اور اخوت و مساوات کے عہدناموں کو دل کی پاکبازی اور روح کی صفائی سے مضبوطی اور استواری دیں۔

تاریخ گواہ ہے کہ اس پروگرام نے عرب و عجم، ہند و سندھ، زنگ و فرنگ سب کو ایک کر دیا تھا۔ اس لئے کہ جب دل صاف ہو گئے تو جسم ایک دوسرے سے کیونکر جدا رہ سکتے ہیں؟

تہذیب مغرب اور اسلام دو الگ الگ راہوں پر گامزن ہیں تہذیب کی کوشش یہ ہے کہ عقل اور ادراک کی شرائط سے سوسائٹی میں اتحاد پیدا کیا جائے۔ اسلام کی راہ یہ ہے کہ سوسائٹی کو ایک ایسے پروگرام پر چلا دیا جائے جس سے انسانوں کے دل صاف ہو جائیں۔ جب انفرادی خود غرضیاں جو علیحدگی کی بنیاد ہیں مٹ جائیں گی تو اتفاق و اتحاد کا عقدہ از خود حل ہو جائے گا۔

اسلام کے نزدیک مسئلہ اتحاد کا حل تزکیہ نفس ہے یعنی دلوں اور روحوں کو پاک کرنا تزکیہ نفس کے حصول کا طریقہ یہ ہے کہ ہم خدا کو ایک سمجھیں، نماز پڑھیں، روزہ رکھیں، زکوٰۃ دیں، حج کریں، مسلمان جس قدر اسلام اور ارکانِ اسلام سے دور ہونگے اسی قدر ان کے نفس موٹے ہوں گے۔ خود غرضیاں بڑھیں گی اور ان کی زندگی کا شیرازہ منتشر ہوتا چلا جائے گا۔

کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ مسلمانوں کے دل سچائی کے ساتھ احکامِ شریعت کی اطاعت کے لئے جھک جائیں۔

مسلمانو! ہماری عزت، زندگی، سعادت اور نجات کا راستہ یہی ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی جس نے دل اور روح کو پاک کر لیا وہ کامیاب ہوا۔

البانیہ میں اسلام

ایک البانوی نوجوان کی پر از معلومات تقریر

قارئین پیغام صلح کو معلوم ہے کہ گذشتہ سال البانیہ کے تین نوجوان ہمارے پاس دینی تعلیم کے حصول کے لئے آئے تھے جو اپنے کام میں نہایت تن دہی سے مصروف ہیں۔ ان میں ایک کا نام مسٹر احمد شریف تپرہ ہے گذشتہ سالانہ جلسہ میں انہوں نے مندرجہ بالا موضوع پر بزبان انگریزی تقریر کی جس کا مختصر ذکر جلسہ کی روئیداد میں ہو چکا ہے۔ ہمارے دوست چودھری محمد حیات صاحب مدرس مسلم ہائی اسکول لاہور نے اس تقریر کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ جو شکریہ کے ساتھ درج ذیل ہے۔ (مدیر)

صدر محترم و معزز حاضرین!

بیشتر اس کے کہ میں اپنا اصل مضمون شروع کروں۔ میں آپ صاحبان کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ میں اردو اور انگریزی زبان سے بے بہرہ ہوں جس طرح آپ میری زبان سے ناواقف ہیں۔ اس لئے میں آپ سے ملتجی ہوں کہ میں ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں جو کچھ کہونگا۔ آپ اس کا مطلب سمجھنے کی کوشش کرینگے، اور میری غلطیوں کو نظر انداز فرمائیں گے

میں اسلام کی صداقت اور نوجوانان اسلام کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں اس مضمون کو نبھانے کی انتہائی کوشش کرونگا۔ میرا خیال ہے کہ آپ ضرور یہ چاہتے ہونگے۔ کہ اس سے قبل میں اس موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ اپنے ملک (البانیہ) کی مذہبی حالت کے متعلق کچھ عرض کروں۔

البانیہ کا محل وقوع

اگر ہم یورپ کے نقشہ پر نظر ڈالیں تو ہمیں مشرق کی طرف کچھ ملک نظر آتے ہیں جن کو ریاستہائے بلقان کہا جاتا ہے ان ملکوں میں ایک چھوٹا سا ملک آپ کو دکھائی دیگا جس کو بیرونی لوگ البانیہ کے نام سے پکارتے ہیں اور اس ملک کے باشندے اس کو شکی پیریا (Shqiperia) کہتے ہیں۔ اس ملک کی اہمیت اس سے ظاہر ہو سکتی ہے کہ اس کے تین طرف یونان اور یوگوسلاویہ ہیں اور چوتھی طرف سمندر ہے جس نے اس کو کافی اہمیت دیدی ہے اور ہمسایہ ممالک کے مساوی کر دیا ہے۔

کچھ تاریخی حالات

ریاستہائے بلقان میں سے البانوی سب سے قدیم قوم ہے جو تقریباً پانچ صدیوں تک ترک حکمرانوں کی رعایا رہی اور ۱۹۱۲ء میں اس نے آزادی حاصل کی ہے۔

جنگ عظیم اور جنگ بلقان کے دوران میں البانیہ لڑائی کا مرکز اور میدان بنا رہا۔ ان ایام میں چند طاقتور حکومتوں نے موجودہ البانیہ کے حصے بخرے کرنے کی کوشش کی لیکن جنگ کے ختم ہوتے ہی اہل البانیہ اپنے پیدائشی حقوق کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ امپیریلزم نے ان کی تحریک آزادی کو دبانے اور کچلنے کی ہرچند کوشش کی لیکن خدا کے فضل سے وہ اپنی کھوئی ہوئی آزادی کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

یورپین سلطنتوں کی چال

اس وقت یورپین طاقتوں نے ایک اور گہری چال چلی اور ایک بیرونی بادشاہ کو ان پر حکومت کرنے کے لئے بھیجا۔ لیکن اہل البانیہ کی غیرت و حمیت نے اس کو بھی گوارا نہ کیا کہ ایک غیر قوم کا بادشاہ اس پر حکومت کرے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اس بادشاہ کو اپنے ملک سے نکال دیا۔

احمد زوغو شاہ البانیہ

جبکہ البانیہ ایک قابل حکمران اور محافظ کی ضرورت محسوس کر رہا تھا۔ خوش قسمتی سے اس کی نظر انتخاب ایک ایسے شخص پر پڑی جو ہر لحاظ سے اس کا اہل تھا۔ اور ملک کی دلی تمناؤں کو پورا کر سکتا تھا موجودہ شاہ البانیہ احمد زوغو شاہ موصوف نے بیرونی اثر و اقتدار کو اپنے ملک سے خارج کرنے کی ازحد کوشش کی۔ اور فساد و بدامنی کو جو ملک میں پھیلی ہوئی تھی، فرو کیا۔ البانیہ یعنی موجودہ حکمران کے عہد میں بہت ترقی کی ہے اور امید کی جاتی ہے کہ قلیل عرصہ میں دیگر مہذب ترقی یافتہ ممالک کی فہرست میں اس کا شمار ہونے لگیگا۔ اہل ملک کو بادشاہ کے ساتھ بہت محبت و عقیدت ہے۔ خاص کر نوجوانوں کو آپ کی ذات سے غیر معمولی محبت و الفت ہے

البانیہ میں مذہبی آزادی

شاہ موصوف نے اپنی رعیت کو کامل مذہبی آزادی دے رکھی ہے۔ تمام مذاہب کے پیروؤں کو اپنے اپنے طریق پر اپنی عبادات و رسوم بجالانے کی اجازت ہے۔ جہاں تک آبادی کا تعلق ہے ۷۰ فیصدی مسلمان ہیں۔ باقی عیسائی۔ عیسائی بھی دو فرقوں میں منقسم ہیں۔ کچھ آرتھوڈکس چرچ کے پیرو ہیں اور کچھ کیتھولک ہیں۔

البانیہ کے مسلمان

البانیہ میں ہماری ایک منظم جماعت ہے۔ جس کے لیڈر ایک مشہور فاضل (Dr. Behxhet Shapati) ہیں دوسرے ممالک کی طرح البانیہ کے مسلمان بھی مختلف فرقوں میں منقسم تھے لیکن اس فاضل ڈاکٹر اور اس کے رفقاء کی سعی سے قریب قریب تمام فرقے آپس میں متحد ہو چکے ہیں اس منظم جماعت کے ماتحت ہماری قوم نے ایک کالج جاری کیا ہے جس میں طلبہ کو صحیح دینی تعلیم دی جاتی ہے اس کالج کے قیام کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ ایسے افراد پیدا کئے جائیں جو صحیح طور پر اپنے دین اسلام اور اپنے ملک کی خدمت کر سکیں۔ اس کالج کا عملہ نہایت قابل آدمیوں پر مشتمل ہے۔ خاص کر پرنسپل جو ایک نہایت فاضل اور روشن خیال صاحب ہیں۔

انجمن کے لٹریچر کا اثر البانیہ میں

آپ یہ سن کر خوش ہونگے۔ کہ یہ انجمن اسلام کے متعلق جو لٹریچر شائع کر رہی ہے۔ اس کو اس کالج کا سٹاف اور طلبہ بے حد پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ محض اسی وجہ سے ہمارے کالج میں فرانسیسی زبان کی بجائے انگریزی زبان پڑھائی جانے لگی ہے تاکہ طلبہ انگریزی زبان میں اس قدر استعداد پیدا کر لیں کہ انجمن کے لٹریچر کو پڑھ اور سمجھ سکیں۔ کالج کے سٹاف کا ہر ایک ممبر اس لٹریچر کا دلی خواہشمند ہے اور اپنے طلبہ کو اس کی ترغیب دلاتا رہتا ہے تاکہ وہ اسلام کی اصلی اور صحیح تصویر سے آگاہ ہو جائیں۔ جس کی اشاعت انجمن تمام کرۂ ارض پر کر رہی ہے۔ ہمارے کالج میں البانوی طلبہ کے علاوہ ہمسایہ ممالک مثلاً یونان اور یوگوسلاویہ کے طلبہ بھی موجود ہیں

یورپین مسلمانوں کی آنکھیں انجمن کی طرف لگی ہوئی ہیں

میں انجمن کو یقین دلاتا ہوں کہ سر دست یورپ کے ایک ملک یعنی البانیہ کے طالب علم آپکے اس حصول علم کے لئے آئے ہیں لیکن عنقریب یورپ کے دیگر حصوں سے طلبہ بھی آپ کے پاس آنے شروع ہو جائیں گے۔ کیونکہ یورپ کے مسلمانوں کی نگاہیں اشاعت اسلام کے بارہ میں اسی انجمن پر لگی ہوئی ہیں اور وہ یقین کرتے ہیں کہ اس نازک وقت میں اگر کوئی جماعت اسلام کو دشمنوں کے حملوں سے بچا سکتی ہے تو وہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہے۔

انجمن کی خدمات

اس انجمن کی اسلامی خدمات کا اندازہ ایک جاہل مطلق بھی نہیں کر سکتا۔ مسلمان نوجوان اسلامی ممالک کی ریڑھ کی ہڈی ہیں وہ ملانوں اور ملاازم سے تنگ آ چکے ہیں۔ جبکہ یورپ میں مسلم نوجوان مغربی تہذیب کے اثر اور عیسائی مشن کے غلط پروپیگنڈا کی وجہ سے اسلامی حلقہ سے نکل کر دہریت کی طرف جا رہے تھے تو اسی انجمن کا لٹریچر تھا۔ جو ان کو دہریت کی تاریکی سے نکال کر اسلام کی روشنی میں لے آیا۔

یورپین مسلمان ملاازم سے تنگ آ چکے ہیں

یورپ کے نوجوان مسلمان اسلام کی صحیح تعلیم کو جو کہ یہ انجمن پیش کر رہی ہے۔ قبول کرنے کیلئے بالکل تیار ہیں اور وہ فرقہ بندی اور تکفیر کے ان طوقوں کو اتار کر پھینک رہے ہیں۔ جو کہ ملانوں نے ان کے گلوں میں ڈال رکھے تھے۔ یورپ میں اب ملاازم کے لئے کوئی جگہ نہیں انجمن کا محض یہی فرض نہیں کہ وہ غیر مسلموں کے آگے اسلام پیش کرے بلکہ اس کا اولین فرض یہ ہے کہ یورپ کے نوجوان مسلمانوں کو اسلام کی صحیح اور پاک تعلیم دے جس کے وہ بہت ہی پیاسے اور مشتاق ہیں۔

یورپین مسلمانوں کی انجمن سے محبت

حضرات! میں آپ سے وثوق سے عرض کرتا ہوں کہ ہم یورپین مسلمانوں کو اس انجمن سے جس قدر محبت ہے اور لگاؤ ہے اس کا آپ لوگ اندازہ نہیں کر سکتے اور جو قدر اس انجمن کی ہماری نظروں میں ہے وہ آپ کی نظروں میں نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ آپ لوگوں کو غیر مسلموں کے غلط پروپیگنڈا اور ناپاک حملوں کا اس قدر سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ جس قدر کہ ہمیں کرنا پڑتا ہے۔

ملانوں کا دیوانہ پن اور اس کی وجہ

انشاءاللہ تعالیٰ قلیل عرصہ میں آپ لوگوں کی ہمت اور انجمن کی سرگرم مساعی کی بدولت ہر ایک شہر و قریہ میں انجمن کی شاخیں قائم ہو جائیں گی۔ جو کہ خدمت اسلام کے کام میں آپ کی طرح حصہ لیں گی۔ جب میں انجمن کے خلاف ملانوں کی معاندانہ حرکتوں پر غور کرتا ہوں، تو حیران رہ جاتا ہوں۔ کیونکہ میری رائے میں کوئی ذی عقل انسان ایسی حرکات کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ ملانے اس لئے دیوانہ اور آپے سے باہر ہو گئے ہیں کہ اس انجمن کی بدولت مسلمانوں میں روشن خیالی پیدا ہو چکی ہے اور ان کی وجہ سے ملا حلوے مانڈے سے محروم ہو گئے ہیں

اب میں مسلمان بھائیوں کی خدمت میں عرض کرونگا۔ کہ جن کے دل میں اسلام کی ذرہ بھر بھی ہمدردی اور جوش ہے۔ وہ ملانوں کو مفقود الحواس خیال کریں اور قرآن شریف کی اشاعت اور اسلام کی صحیح تصویر کو پھیلانے میں اس انجمن کے ممد و معاون ہوں آج کل مسلمانوں اور ملانوں کے درمیان ایک جنگ شروع ہے۔ کیونکہ ملانے قرآن اور حضرت نبی کریم کی صحیح تعلیمات کو اپنے من گھڑت قصہ کہانیوں سے

...انا چاہتے ہیں۔ لیکن انشاء اللہ اس جنگ میں فتح اسلام ہی کی ہوگی گذشتہ ہفتہ مجھے اپنے ایک دوست کا جو کہ مزید مذہبی تعلیم ... کی خاطر قاہرہ (مصر) گیا ہوا ہے جس طرح کہ ہم بیان آئے ہیں خط آیا ہے وہ لکھتا ہے کہ آج کل حضرت عیسیٰ کے متعلق مصر ... بحثیں ہو رہی ہیں۔ اس میں ایک طرف نوجوان مسلمان ہیں۔ اور دوسری طرف جاہل مطلق ملانے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب مسلمانوں ... بیداری پیدا ہو چکی ہے اور وہ ملاؤں کے اندھے اور گمراہ کن عقائد ... کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

مبارکباد

اب میں اراکین انجمن کو ان کی ان قربانیوں پر مبارکباد دیتا ہوں جو انہوں نے اسلام کی حفاظت اور اللہ اور اس کے دین کو ... کے لئے کی ہیں۔

یقیناً آپ کی یہ تمام قربانیاں تاریخ اسلام میں سنہری حروف میں لکھی جائینگی۔ اور آسمان پر ان کا اندراج ہوگا۔

دعا

اب میں اپنا دست دعا بلند کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ حضرت نبی کریم صلعم آپ کے صحابہ کرامؓ اور متبعین خاصکر آپ کے غلام حضرت مرزا غلام احمد صاحب پر اپنی برکات نازل فرمائے۔ میں ان اصحاب کے لئے جنہوں نے اس انجمن کو کسی قسم کی امداد دی ہے بالخصوص انجمن کے صدر محترم حضرت مولانا محمد علی صاحب کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ انہیں عمر دراز دے اور خدمت اسلام کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین +

... درخواست ہے۔ کہ مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

—— احباب سیالکوٹ خصوصاً میاں برکت اللہ صاحب و شیخ غلام حسن صاحب سے خاکسار مدیر کی درخواست ہے کہ مرحوم کے حالات زندگی اور سلسلہ میں شمولیت کے حالات قلمبند کرکے برائے اشاعت ارسال فرمائیں +

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— ۳ر فروری کی اشاعت میں "قادیان کے سرکردہ لوگوں سے اپیل" کے عنوان سے جو اعلان شائع ہوا افادہ پوسٹروں کے علاوہ ہینڈ بلوں کی شکل میں بھی چھپ گیا ہے احباب حسب ضرورت منگالیں۔ اس کے علاوہ قادیانیوں کے پرفریب پوسٹر کی لغویت کو ظاہر کرنے کیلئے بھی پوسٹر چھپوایا گیا ہے۔

—— جناب انچارج صاحب دفتر تحصیل اطلاع دیتے ہیں۔ کہ پانچ ہزار رسالوں کی تحریک میں اکثر بیرونی جماعتوں نے ابھی کماحقہ توجہ نہیں دی۔ تاحال صرف ۴۴ جماعتوں نے فہرستیں مرتب کرکے ارسال کی ہیں۔ اس طرف غیر معمولی اور فوری توجہ کی ضرورت ہے۔

—— شیخ عبدالرحمن صاحب و شیخ مولا بخش صاحب برادران جناب شیخ نیاز احمد صاحب تاجر و رئیس اعظم وزیر آباد حج کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں۔ دونوں صاحبان ۱۵ر فروری کی شام کو وزیر آباد سے روانہ ہونگے۔ رات لاہور رہ کر صبح کراچی میل سے کراچی تشریف لے جائیں گے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اس پاک عزم کو ان کے لئے زیادہ سے زیادہ برکات کا موجب بنائے۔ آپ بخیریت جائیں اور ارض مقدس کے انوار سے مالا مال بخیریت واپس آئیں۔

—— ہمارے ایک دوست محمد اکرام اللہ خاں براستہ خشکی حج کے لئے جا رہے ہیں۔ وہ بخیریت کوئٹہ پہنچ گئے ہیں۔ وہاں سے ان کا خط آیا ہے۔ کہ کثرت بارش و برفباری سے راستے خراب ہو گئے ہیں۔ تاہم خشکی کے راستے ہی ارض مقدس پہنچنے کا عزم کئے ہوئے ہیں اور احباب سے طالب دعا ہیں۔

—— جناب منیر احمد صاحب انصاری ہماری جماعت کے ایک پرجوش اور مخلص نوجوان ہیں۔ آپ کا اصل وطن ضلع اعظم گڈھ (یو پی) ہے لیکن فی الحال بعض خاندانی کشیدگیوں کی بنا پر بمبئی میں مقیم ہیں آپکے رشتہ داروں نے آپ کو آبائی جائداد سے محروم کرنے کے لئے ایک مقدمہ دائر کر رکھا ہے جسکی وجہ سے آپ کو کچھ پریشانی ہے۔ نیز امسال یونیورسٹی کے ایک امتحان میں بھی شریک ہو رہے ہیں۔ تمام احباب درد دل سے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں امتحان میں کامیاب کرے اور مقدمہ میں فتح بخشے۔

—— سیالکوٹ سے یہ افسوسناک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ حضرت مسیح موعود کے ایک پرانے خادم میاں محمد الدین صاحب جلد ساز اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم بہت ہی نیک اور مخلص بزرگ تھے اور ہمیشہ جماعت کے کاموں میں غیر معمولی دلچسپی لیتے اور غربت و پیرانہ سالی کے باوجود جلسہ سالانہ میں باقاعدگی سے شریک ہوتے تھے امسال جلسہ سالانہ سے پہلے ہی وہ بیمار تھے حضرت امیر جب سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ تو آپ کی علالت کا سنکر عیادت کے لئے آپکے مکان پر بھی گئے۔ جس سے مرحوم کو بہت خوشی حاصل ہوئی۔

—— پیغام صلح :- اس بزرگ ہستی کی وفات سے ہمیں دلی صدمہ ہوا۔ اور ہم اس حادثہ کو ایک قومی نقصان سمجھتے ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کے قدیم خدام جماعت کے لئے موجب برکت ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے صاحبزادے میاں برکت اللہ صاحب و دیگر پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ تمام احباب اور جماعتوں کی خدمت میں ...

ریاست الور میں ہندوؤں کی مسلسل فتنہ انگیزی

ایک مسلمان ہیڈ ماسٹر کے خلاف سازش

قصبہ تجارہ ریاست الور کے شرارت پسند ہندوؤں نے پھر شورش شروع کی ہے ۴ر فروری کو ہندوؤں کا ایک جلسہ ہوا جس میں ایک مقامی ذمہ دار ہندو آفیسر بھی شامل تھا اس آفیسر کو مہاراجہ الور کے سابق وزیر اعظم صاحب چودھری گردھاری لال سے خاص تعلق رشتہ داری ہے اور گردھاری لال صاحب اب تک دہلی میں بیٹھے ہوئے مہاراجہ الور کی طرف سے پروپیگنڈا کر رہے ہیں یہ مقامی آفیسر صاحب حال ہی میں چودھری گردھاری لال صاحب سے مل کر آئے تھے اور آتے ہی انہوں نے ہندوؤں کا ایک جلسہ کیا جس میں قرار پایا کہ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب کو جو بدقسمتی سے مسلمان ہیں بدنام کرکے مسلمانوں کو مشتعل کیا جائے تاکہ ہندو مسلم سوال پھر پیدا ہو کر ریاست میں بدامنی پھیل جائے۔ مدعا یہ کہ الور کی موجودہ حکومت کو ناکام ثابت کیا جائے جس سے مہاراجہ الور کی ریاست میں جلد واپسی کی کوشش میں کچھ تقویت ہو سکے چنانچہ ہیڈ ماسٹر صاحب کے خلاف ہندوؤں کو اس طرح بھڑکایا گیا کہ ہیڈ ماسٹر صاحب ہندو طلبا کو گوشت کھانے پر مجبور کرتا ہے، ہندو طلبا کو تلک لگانے سے منع کرتا ہے اور ہندوؤں کو کبر کا شکار کرتا ہے وغیرہ وغیرہ چنانچہ حکام بالا کو اس قسم کی شکایت کے تار دیئے گئے اور ۵ر فروری کو ہندوؤں نے اسکول بالکل بائیکاٹ کر دیا مسلمانوں کو جب ہندوؤں کی اس ناپاک حرکت کا علم ہوا۔ تو انہوں نے بھی حکام بالادست کو اصل واقعات سے بذریعہ تار مطلع کرکے انصاف کی استدعا کی چنانچہ ... فروری کو ڈسٹرکٹ آفیسر صاحب معہ ڈپٹی انسپکٹر جنرل صاحب پولیس و سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس تشریف لائے اور ہندوؤں کو بلا کر حالات معلوم کئے تو تمام پروپیگنڈا سازش پر مبنی ثابت ہوا لیکن ہنوز کوئی معقول نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ کل رات کو ہندو شرارت پسندوں نے پھر ایک جلسہ کیا جس میں اچھوت بھی شامل تھے معلوم ہوا ہے کہ اس جلسہ میں چھ سو روپیہ نقد اس غرض کیلئے جمع کیا گیا ہے کہ ہیڈ ماسٹر کے خلاف استغاثہ دائر کیا جائے اور حکام بالادست اگر ان کے بغو پروپیگنڈا سے متاثر نہ ہوں۔ تو ان کے خلاف بھی حکومت ہند کو تار دیا جائے

الغرض ہندو برابر شورش کر رہے ہیں اور جہاں تک واقعات کا تعلق ہے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کے خلاف اس شورش میں بعض افسران تعلیم و مذکورہ بالا مقامی آفیسر کا ہاتھ ہے اصل بات یہ ہے کہ ریاست کے اعلے عہدے تمام غیر مسلموں سے پر ہیں اور مسلمانوں کے تمام حقوق برابر پامال کئے جا رہے ہیں موجودہ حکومت اور بھی ہندوؤں کی اجارہ داری سے مرعوب ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہندوؤں کے حوصلے بڑھے ہوئے ہیں اور وہ ہمیشہ مسلمان ملازمین کے خلاف پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں ریاست میں ہندوؤں کی اجارہ داری کا یہ ادنےٰ کرشمہ ہے کہ جو نائب ناظم امیدواروں کی فہرست سینیارٹی کی ترتیب سے شائع ہوئی ہے وہ مخلوط ہے تاکہ مسلم امیدواروں کی آئندہ ترقی کا راستہ مسدود ہو جائے ورنہ جب امیدواروں کا انتخاب ہوا تھا تو مسٹر اسپیشن صدر بورڈ آف سلیکشن نے مسلم امیدواروں کی فہرست جداگانہ رکھی تھی دوسرے وقت انتخاب میں ہوائی امیدوار نائب ناظم لئے گئے تھے جو اب ایک سال کی ٹریننگ کے بعد علیحدہ کر دیئے گئے اور اسی قسم کے بہت سے واقعات ہیں۔ جن پر وزیر اعظم صاحب کو غور کرنا چاہئے لیکن ہندو اعلیٰ افسر ان کو غور کرنیکا موقع ہی نہیں دیتے اور واقعات کو دوسرے رنگ میں ظاہر کرتے ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ تجارہ کے ہندوؤں کے موجودہ لغو پروپیگنڈے کا حکومت الور کیا جواب دیتی ہے اگر حکومت نے اس معاملہ میں رعایت برتی تو یہ عین ناانصافی ہوگی اور یہ مسلمانوں کے ساتھ حکومت الور کی پالیسی کے اندازہ کا بہترین موقع ہوگا +

احبابِ جماعت سے ایک درد مندانہ اپیل

خدمتِ دین کیلئے اپنی جدوجہد جاری رکھو

(از جناب ایم موسیٰ خان صاحب منشی فاضل پنشنر محکمہ تعلیم کشمیر)

ذیل کے مضمون میں فاضل مضمون نگار نے وابستگانِ سلسلہ کو چند مفید باتیں کہی ہیں جو ہر فردِ جماعت کے غور و توجہ کی مستحق ہیں۔ بیشک ہمیں ہر وقت اس امر کا محاسبہ کرتے رہنا چاہیئے۔ کہ کامیابیوں کی وجہ سے ہمارا قدم سست تو نہیں پڑ گیا۔ فاضل مضمون نگار نے جرمن مشن کے متعلق خاص طور پر توجہ دلائی ہے۔ اور اس کو مضبوط کرنے کا مشورہ دیا ہے گذشتہ سالانہ جلسہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے چھ ہزار روپے سالانہ کی اپیل کی تھی جس پر احباب نے دو دن کے عرصہ میں تقریباً ۰۰.۵ ہم روپے کا ذمہ لے لیا تھا۔ جلسہ کے بعد بھی اس میزان میں اضافہ ہوا ہے لیکن ابھی تک کچھ گنجائش باقی ہے۔ جو احباب سالانہ جلسہ میں شریک نہیں ہو سکے یا جنہوں نے کسی مجبوری سے اس وقت اس اپیل میں حصہ نہیں لیا۔ یہ مضمون پیش کرتے ہوئے ان سب کی خدمت میں یاد دہانی عرض کرتے ہیں۔ (مدیر)

انفروا خفافاً وّثقالاً وّجاھدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون (التوبہ آیت ۴۱)

ترجمہ۔ ہلکے اور بوجھل (ہر حالت) میں نکل پڑو۔ اور اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد (ہر قسم کی محنت و مشقت) کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم جانتے ہو۔

یہ فطرتِ انسانی کا تقاضا ہے کہ جب کام کرتے کرتے انسان تھک جاتا ہے۔ تو پھر آرام کی ضرورت محسوس کرتا ہے تاکہ دم لے کر پھر اپنا کام شروع کرے۔ لیکن بعض طبائع ایسی بھی واقع ہوئی ہیں کہ جب آرام شروع کر دیں تو پھر آرام ہی میں غرق ہو جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ اپنا دعا بھی بھول جاتی ہیں۔ یا از حد تساہل سے کام لیتی ہیں۔ میں اگرچہ مرکزی جماعت سے بہت دور رہتا ہوں۔ اور محض قیاس سے کام لے رہا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہیں جلسہ سالانہ کی کامیابی اور گذشتہ پچیس سالہ خاطر خواہ کارگذاری سے ہماری جماعت فخر میں مبتلا نہ ہو جائے۔ اور آرام طلبی میں مبتلا ہو کر خدماتِ دینِ حقہ سے کماینبغی پہلو تہی کرنا شروع نہ کر دے یہ محسوس کر کے خوفزدہ ہو گیا ہوں۔ اور یہ خوف اس قدر دل پر چھایا ہے کہ مجبوراً اظہارِ دل بذریعہ قلم کرنا پڑا۔

نصرتِ الٰہی

اس میں مطلقاً شک نہیں کہ اس قلیل جماعت کے ساتھ جو نصرتِ الٰہی شامل ہے ہر حق گو اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکے گا۔ کہ قرآن کریم کی اشاعت اور اوامر دینِ حقہ کی ترویج اور کفرستانوں میں کلمہ حق پہنچانے میں اس جماعت کی خدمات اظہر من الشمس ہیں اور گذشتہ صدیوں میں بھی اس کی مثال ڈھونڈنے سے نہ مل سکے گی۔ یہ جو کچھ ہے وہ افرادِ جماعت کی وسیع القلبی۔ استقلال۔ صبر۔ ایثار کے علاوہ حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر ایدہ اللہ بنصرہٖ کی شبانہ روز ان تھک محنت شاقہ کا نتیجہ ہے اور جماعت کبھی بھی ایسے محسن کے احسانات کا بوجھ کندھوں سے نہیں اتار سکتی۔ آپ نے جو مجدد صدی چہارم کی صحبتِ بابرکت سے علم و حکمت اور محبت کا خزانہ حاصل کیا ہے۔ اسے بیدریغ جماعت اور دیگر مخلوقِ الٰہی میں تقسیم کر رہے ہیں اس لئے آئندہ بھی —

جماعت کا اہم فرض

یہ ہونا چاہیئے کہ آپ کی آواز پر لبیک کہے اور ہر قسم کے فخر اور سستی کو بالائے طاق رکھ کر بیش از بیش آپ کے احکام کی دل و جان سے تعمیل کرے۔ کیونکہ تجربہ سب سے بڑا معیار ہے اور اس کے لئے جماعت کے سامنے اپنی گذشتہ تیس سالہ تاریخ اور اس کے اعلیٰ نتائج موجود لیکن ہمیشہ :—

ابتدائی تعمیر میں مصائب

کا زیادہ سامنا ہوتا ہے۔ جوں جوں ابتدائی مراحل طے ہو جاتے ہیں کام کی دقت بھی کم ہو جاتی ہے۔ دینِ حقہ کی اشاعت کا کام کوئی آسان بات نہیں۔ سب سے اوّل آنحضرت صلعم کامل انسان کے حالات پر نظر ڈالیں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاریخ پڑھیں پھر تھوڑی دیر کے لئے اس جماعت کی ابتدائی حالت پر نظرِ غائر ڈالیں کہ کس بیکسی اور بے بسی کی حالت میں اس کا قیام لاہور میں وقوع پذیر ہوا۔ وہ محترم برادران سے پوشیدہ نہیں کہ جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب و ان کے تین چار ہمراہی محض احمدیت کی صحیح تعلیم اور عقائد کو بچانے کیلئے قادیان سے ہجرت کر کے لاہور میں پناہ گزین ہوئے۔ اس وقت کی بے سروسامانی کا اعادہ کرنا اور ان کی قادیان سے ہجرت کرنے کے جگر خراش واقعات کا قلمبند کرنا لاحاصل ہے۔ ان بزرگان نے بہ سنتِ قدیمہ محض توکل اللہ جس جوانمردانہ صبر و استقلال سے کام لیا یہ اسی کا نتیجہ ہے جو سالانہ جلسہ وغیرہ مواقعات پر خود بخود نظر آ جاتا ہے۔ جسے مخالفینِ حق، خود غرض اپنی شہرت چاہنے والے دیکھ دیکھ کر حسد کی آگ میں جل رہے ہیں آج خدا کے فضل و رحمت سے آپ کی جماعت کا ابتدائی تعمیری کام سرانجام ہو گیا۔

ایک جملہ معترضہ

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب مرحوم و مغفور کا وصال الی الحق ہوا . . . . . اور جماعت میں اختلاف رونما ہونے لگا راقم الحروف بغرض تحقیق پہلے قادیان گیا۔ کہ صورتِ حال کیا ہے۔ وہاں صرف بیعتِ خلیفہ کرنے والے اور عوام کو دامِ تزویر میں پھنسانے کے سوا کچھ مشغلہ نہ دیکھا اور جناب میاں صاحب کو خلیفہ منوانے اور بیعت لینے کا از حد مشتاق پایا۔ تب میری حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہی میں بیعت کی اغراض اور فوائد معلوم کرنے کے درپے تھا کہ ایک معقول انصار سے مغلظات سنیں۔ اس سے مجھ پر حقیقت واضح ہو گئی۔ وہاں سے بھاگ کر لاہور پہنچا۔ لاہور میں بزرگانِ دین کی تقاریر سنیں۔ واقعات معلوم ہوئے۔ اس سے اہلِ قادیان کی ذہنیت پر روشنی پڑی لیکن بدقسمتی جناب میاں صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کا فرزند سمجھ کر ان کا گرویدہ رہا۔ گو بیعت میں شامل نہ ہوا۔ کیونکہ اس قسم کی بیعت کو جو خود اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا تھا۔ فضول سمجھا۔ ہاں قادیانی لٹریچر سے مانوس ضرور رہا۔ لیکن آخر کار حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ دعوائے نبوت کے انہام اور تکفیر عامہ مسلمین نے میرے دل میں از حد نفرت پیدا کر دی۔ اور میں نے ان کا لٹریچر دیکھنا بھی بند کر دیا۔ مگر جماعتِ لاہور سے بھی کوئی تعلق پیدا نہ کر سکا۔ گو اپنے صدقات و خیرات میں کبھی انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کو فراموش نہ کیا۔ مگر پھر بھی میری زندگی بیکار ہو گئی۔ تا آنکہ یہ ہندوی سلسلہ کور دیا ہے ہیں

خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے میری دستگیری کی۔ اپنے دستِ مبارک سے براہین احمدیہ ہر چہار جلد عنایت فرمائیں اور حمائل شریف مترجم جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب سے لے کر دی۔ میں نے اپنی کمزوری اور نافہمی از دین کا اظہار کیا اور ساتھ ہی جناب میاں صاحب خلیفہ قادیان کی شکایت کی تو حضرتِ اقدس نے مولانا موصوف کی طرف اشارہ کیا۔ اور فرمایا کہ ان سے آپ کو دین مل جائے گا۔ واللہ اس سے پہلے نہ میرے پاس کوئی براہین احمدیہ تھی اور نہ ہی حمائل شریف مترجم اس واقعہ کے بعد اپنے اندر ایک انقلابِ عظیم دیکھتا ہوں۔ باوجود ظاہری بوڑھا ہونے کے ایک روحانی جوان ہوں اور خدا کے فضل سے تمام گذشتہ غفلتوں اور کمزوریوں سے نجات دیکھتا ہوں۔ برادرانِ محترم میرا خیال تھا کہ سالانہ جلسہ پر یہ واقعہ سناؤں گا۔ مگر کچھ ایسے حالات پیش آئے کہ میں مجبوراً شامل نہ ہو سکا۔ اور بزرگانِ جماعت کے فیوض اور برکات سے محروم رہا۔ اس لئے یہ واقعہ تحریراً پیش کیا گیا اسی سے

حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کی ذاتِ گرامی

اور ان کی خدماتِ اسلامی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی نظرِ مبارک میں آپ کہاں تک منظور و مقبول ہیں کہ مجھ جیسے گنہگار کو باوجود عرصہ دراز کی غفلتوں کے دیدار فرحت آثار سے شرف بخش کر اصلاحِ نفس کے لئے جناب مولانا موصوف کے سپرد کیا۔ یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ میں نفسِ مضمون سے دور جا پڑا۔

جماعتِ احمدیہ نے خدا کے فضل و کرم سے اپنے نیک اور پاک طبع امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی سے اشاعتِ اسلام کا کام مشکل ترین ابتدائی تعمیری حلقہ طے کر لیا ہے۔ اب وقت ہے کہ :—

مضبوط تعمیر اشاعتِ اسلام

کے کام میں ہمہ تن کوشش رہو۔ اور حضرت امیر ایدہ اللہ کی رہبری میں جرمن جو قلبِ یورپ ہے اس کی طرف ہمارا جارحانہ قدم سرعت کے ساتھ آگے بڑھے۔ اور اب جماعت کا شب و روز کا وظیفہ جرمن مشن کی امداد کا ورد زبان ہونا چاہیئے۔ اگرچہ ہمارے محترم بزرگ جناب مولانا صدر الدین صاحب نے اس مشن کے لئے نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ اس لئے مقدس جماعت کا فرض ہے کہ وہ مولانا موصوف کے لگائے ہوئے باغ کی آبیاری کرے۔ میں تمام دردمند برادران سے جن کو مالی ایثار سے ایک خاص انس ہے عرض کروں گا کہ جرمن و دیگر مغربی ممالک کے متلاشیانِ حق کو چاہ ضلالت سے نکال کر دینِ حق کی راہ پر چلا کر اپنا اسلامی فرض ادا کریں اور اس کے لئے آج ہی سے کمربستہ ہو جائیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے مبارک الفاظ کہ یورپ میں اشاعتِ اسلام ہو اس کو پورے عمل لا کر ثابت کریں کہ یہی لاہوری احمدی جماعت آپؑ کی صحیح معنوں میں جانشین اور راسخ ہے۔ اب یہ کام مختص آپ ہی کا ہے اور بس کار زار میدان عمل قلبِ یورپ جرمن مرکز ہو۔

. . . .

جن پاکیزہ اور مکمل الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آئینہ شریف سورہ عنوان اشاعتِ اسلام کے اہم کام میں مصروف ہو جانے کے لئے مخاطب اور آگاہ فرمایا ہے۔ اور جس طریقہ سے عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کی تفسیر کرنا تو طوالت کا باعث ہو گا۔ لہٰذا

برادران مختصر طور پر اتنا سمجھ لیں کہ گویا ہمارے کانوں میں صور اسرافیل کی آواز گونج رہی ہے۔ کہ ہر ایک احمدی خواہ وہ غریب ہے یا امیر۔ مریض ہے یا تندرست، خواہ وہ صغیر ہے یا کبیر وہ زن ہے یا مرد اور بچہ ہے یا بوڑھا، عالم ہے یا جاہل خواہ کسی حالت میں بھی ہے۔ محبت الٰہی اور اس کی رضامندی چاہتے ہیں۔ سرشار ہو کر امداد مشن جرمن کے لئے اُٹھ کھڑا ہو۔ تا دنیا اور بالخصوص دینِ حق کے شیدائیوں کے استیصال کرنے والوں پر ثابت کر دے کہ احمدی قوم زندہ ہے اور وہ اسلام کو زندہ رکھنے کے لئے اپنا مال وقت وغیرہ ہر حالت میں فدا کرنے کے لئے تیار ہے۔

راقم الحروف کا عملی قدم

جرمن مشن کے میدانِ مجاہدہ میں راقم نے بماہ نومبر ۱۹۳۴ء میں جرمن ترجمۃ القرآن کے لئے مبلغ ۲۵ روپیہ ارسال کئے اور اب اکیسویں قسط روپیہ (مبلغ ۵) بذریعہ منی آرڈر بخدمت حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ بھیج رہا ہوں اور دیگر ہر اشتہار میں بھی حسب توفیق محض رضائے الٰہی کے لئے مدد کرتا ہوں (جزاک اللہ۔ پیغام صلح)۔ اس لئے :۔

جملہ احباب جماعت

سے متوقع ہوں کہ کہیں سالانہ جلسہ کی کامیابی سے ان پر غفلت نہ چھا جائے اور اپنے فرائض سے غافل نہ ہو جائیں۔ مجاہدہ عمل کا وقت تو اب ہے۔ جبکہ ہمارے ملک کے مخالفین مسلسل ہر قسم کے اوچھے ہتھیاروں سے ہم پر حملہ آور ہوئے ہیں اور پیروانِ قادیان کا تمسخر اور استہزا علیحدہ ہے اور ہمارے سامنے ان کی مخالفت کے علاوہ یورپ اور بالخصوص ان کے قلب جرمن قوم کی ہمدردی اور اصلاح کا ایک عظیم الشان کام درپیش ہے۔ اس لئے کمر ہمت مضبوط باندھیں۔ غیرتِ اسلامی سے کام لے کر آئندہ سالانہ جلسہ پر سب نکتہ چینوں کو دکھلا دیں کہ اللہ تعالےٰ کی نصرت کس کے ساتھ ہے۔ میرے معزز دوستو یہ دنیا چند روزہ ہے۔ راہِ مولا میں ایثار کر کے ابدی حیات کو ابھی سے حاصل کرو۔ کہ وہ حقیقت جس کے لئے اس دنیا میں بھیجے گئے ہو۔ مقصدِ حیات راہِ مولا میں فنا ہونے سے مل سکتی ہے۔ آپ لوگوں کی خدمت میں ایسے خیالات پیش کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ گویا اغلب مکتب سے علماً کے سامنے ابجد + خیر۔

اگر آج ہی سے اس کو اپنا نصب العین بنا لوگے تو پھر یورپ کے لئے روپیہ بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ اور قابلِ کار آدمی بھی۔

بشرطیکہ

ہم بزرگانِ سلف کا سا تبلیغی جوش اپنے اندر پیدا کر لیں اور اُن کے نقشِ قدم پر گامزن ہوں۔ اور جس طرح انہوں نے نورِ ایمان کو تاریکیوں کے گڑھے میں چمکا دیا تھا۔ اسی طرح سے آج ہم بھی قوتِ ایمانی سے کام لے کر اس امانت کو جو مجدد صدیٔ چہاردہم سے ہمیں ملی ہے قلبِ یورپ میں پہنچائیں۔ آئیے آج ہم نیا اور پختہ عہد کر لیں کہ آنحضرت صلعم اور مجدد صدی چہاردہم کے نقشِ قدم پر چلیں گے اور یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین (التوبہ آیت ۱۱۹) سلسلہ کو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ کرو۔ اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ پر پورا عمل کر کے دکھا دیں کہ واقعی ہمارا عہد کہ دین کو دنیا پر مقدم کریں گے آج بھی ۔ ۔ ۔ ۔ قائم ہے۔ آپ کے سامنے حضرت رسول مقبول صلعم اور حضرت مسیح موعود کا اسوۂ حسنہ اور حیاتِ طیبہ موجود ہے اور ان کے مقصدِ حیات کا بھی بخوبی علم ہے۔ اسی پر گامزن ہو کر ہمارا مقصد حل ہو سکتا ہے۔ جو مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ انسان کو حیوانیت کے دائرہ سے نکال کر توحید کے نور سے منور کر کے الوہیت کی حد پر پہنچایا جاوے۔ اور ان کو اپنا سود و بہبود سمجھا کر حقیقی مالک کی چوکھٹ پر سر بسجود کیا جاوے۔ اور بالخصوص اس وقت اقوام

خبریں

ہندوستان

—— کراچی ۱۳ر فروری۔ حاجیوں کا آخری جہاز رضوانی ۲۸ر فروری کو یہاں سے روانہ ہوگا۔

—— حیدر آباد دکن ۱۲ر فروری۔ اعلیٰحضرت حضور نظام کی بیگم صاحبہ علیا حضرت دلہن پاشا آج اپنے عملے کے ساتھ بغرض حج بمبئی روانہ ہو گئیں۔ اعلیٰحضرت ممدوح ولی عہد بہادر اور ریاست کے معتمد حکام نے علیا حضرت کو الوداع کہا۔

—— یو۔ پی کے ہندو پنڈت مالویہ کو اسمبلی میں بھیجنے کی کوشش کر رہے ہیں تجویز ہے کہ کوئی ممبر اپنی نشست خالی کر دے۔ اور مالوی جی کو اس کی جگہ منتخب کر دیا جائے۔

—— چند روز ہوئے۔ وائسرائے کے گیراج سپرنٹنڈنٹ مسٹر جی ایچ ۔ ۔ ۔ اپنی بیوی سمیت دہلی کی مشہور سیرگاہ اوکھلا کے قریب گم ہو گئے۔ باوجود تلاش کے ابھی تک ان کا سراغ نہیں ملا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ دونوں دریائے جمنا میں غرق ہو گئے ہیں۔

—— دہلی میں چند روز کے قیام کے بعد سر آغا خاں واپس بمبئی تشریف لے گئے۔ ممدوح کے اعزاز میں مسلمانوں کی طرف سے متعدد دعوتیں دی گئیں۔

—— گذشتہ ہفتہ ایک کروڑ روپے کا مزید سونا بندرگاہ بمبئی سے یورپ بھیجا گیا۔

—— قیاس کیا جاتا ہے کہ نئی اصلاحات جنوری ۱۹۳۷ء سے قبل رائج نہیں ہو سکیں گی۔ اس لئے صوبجاتی کونسلوں کی میعاد میں ایک سال کی توسیع کر دی جائیگی۔

—— لاہور ۱۲ر فروری۔ آج خان بہادر نواب مظفر خاں فنانس ممبر حکومت پنجاب دہلی سے لاہور پہنچے۔ ریلوے اسٹیشن پر ہندو مسلم سکھ معززین نے آپ کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔

—— لاہور ۱۳ر فروری۔ آج حضرت سر خالدہ ادیب خانم یہاں تشریف لے آئی ہیں۔ کل شام کو آپ کا یونیورسٹی ہال میں لیکچر ہوگا۔ ڈاکٹر ٹیگور اور مسٹر جی بی ناشیہ ۔ ۔ ۔ بھی لاہور آ رہے ہیں۔

—— نواب مظفر خاں صاحب کے رکن مالیات مقرر ہونے پر اسمبلی میں جو نشست خالی ہوئی تھی اس پر پنجاب کی طرف سے میاں عبد العزیز کو سرکاری رکن مقرر کیا گیا ہے۔

—— دہلی میں کونسل آف سٹیٹ کا اجلاس بھی شروع ہو گیا ہے

—— گذشتہ ہفتہ الہ آباد میں ڈائرکٹر محکمہ تعلیم کی صدارت میں یوپی ادارہ تعلیم کا ایک خاص اجلاس منعقد ہوا جس میں اتفاق رائے سے یہ قرارداد منظور کی گئی کہ آئندہ سال سے چوتھے درجے سے لیکر آٹھویں درجے تک اردو کی تعلیم لازمی قرار دی جائے

یورپ جو لاینحل عقائد سے بیزار ہو رہی ہیں۔ ان میں صحیح عقائد دین حق کی اشاعت کیا جائے تاکہ سعید روحیں آپ کے سایۂ عاطفت میں شامل ہو جائیں آپ فرماتے ہیں :

آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

ممالک خارجہ

—— اٹلی اور ابی سینیا کے تعلقات سخت کشیدہ ہو رہے ہیں، سرحد پر فوجوں کا اجتماع ہو رہا ہے جنگ کا شدید اندیشہ ہے چند روز ہوئے الوال کے مقام پر ایک زبردست جھڑپ بھی ہو چکی ہے جس میں طرفین کا کافی نقصان ہوا ہے۔

—— افغانستان کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت افغانستان نے افغانی سفیر مختار محمد صادق خاں مجددی سفیر متعینہ مصر کو حجاز میں اپنا سفیر مقرر کیا ہے دونوں حکومتوں کے درمیان حال ہی میں دوستانہ معاہدہ مرتب ہوا ہے۔

—— لنڈن ۱۲ر فروری۔ آئندہ مخالف پارٹی کے ایک ممبر حکومت برطانیہ کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کریں گے۔ کیونکہ حکومت بے روزگاری دور کرنے میں ناکارہ ثابت ہوئی ہے۔

—— کچھ عرصہ سے روس میں ریلوے کے تصادم نہایت کثرت سے ہو رہے ہیں، اس ہفتہ بھی سارا توف کے مقام پر جو ماسکو سے جنوب مشرق کی طرف ۵۰۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ دو ریلوں میں زبردست ٹکر ہو گئی جس سے اٹھارہ اشخاص ہلاک اور بہت سے زخمی ہو گئے۔

—— گذشتہ دنوں یوگوسلافیہ میں شدید برفباری ہوئی۔

—— روس اور جرمنی غیر معمولی طور پر اپنی فوجی طاقت بڑھا رہے ہیں۔ اس وقت روس کے پاس نو لاکھ چالیس ہزار نوجوان بالکل تیار ہیں۔

—— لنکا میں ملیریا کے انسداد کے لئے حکومت غیر معمولی کوشش کر رہی ہے اس سلسلہ میں بعض جدید قوانین بھی وضع کئے گئے ہیں۔

—— ایران کی بحری افواج کے کمانڈر انچیف نے ایک اخباری ملاقات میں کہا کہ اس وقت ہمارا بیڑا دس جنگی جہازوں پر مشتمل ہے ہمارا لائحہ عمل یہ ہے کہ کم از کم چالیس ہزار ٹن وزنی جنگی جہاز تعمیر کئے جائیں۔ کیونکہ ایران کو بارہ صد ساحل سمندر کی حفاظت کرنا مقصود ہے آپ نے یہ بھی کہا کہ ہمارا بیڑہ تمام تر ایرانی افسروں اور ملازموں پر مشتمل ہے۔

—— ۲۷ر فروری تک تمام بین الاقوامی فوج علاقہ سار سے رخصت ہو جائے گی۔

—— حکومت افغانستان نے مزار شریف اور کابل کے درمیان ٹیلیفون کا سلسلہ قائم کر دیا ہے۔

—— ٹرکی کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹرکش نیشنل اسمبلی کے انتخابات میں بیس خواتین شامل ہوئی تھیں جن میں سے ۱۷ کامیاب ہو گئی ہیں۔

—— سلطان ابن سعود نے اعلان کیا ہے کہ جن اہل حجاز کے خلاف بعض وجوہ کی بنا پر داخلہ وطن کی پابندیاں عائد کی گئی تھیں اور وہ باہر بھیجے گئے تھے ان پر سے اب یہ پابندیاں اٹھا لی گئی ہیں۔

—— لنڈن ۱۰ر فروری۔ ایک سوال کے جواب میں دارالعوام میں وزیر ہند نے کہا۔ ہندوستان و برطانیہ کے تجارتی معاہدہ کو منسوخ کرنے کے متعلق جو قرارداد ہندوستانی اسمبلی میں پاس کی گئی ہے اسے حکومت منظور نہیں کریگی اور بدستور اپنی پالیسی پر قائم رہے گی

—— آسٹریا کے وزیر اعظم پیرس ہوتے ہوئے چند روز تک لنڈن پہنچنے والے ہیں۔ آسٹریا کے وزیر خارجہ بھی ان کے ہمراہ ہونگے۔

تار کا پتہ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت کبھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۳ | لاہور۔ یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۱۴ر ذیقعد ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹ر فروری ۱۹۳۵ء | نمبر ۱۲

قادیانی دجل

کی تردید کیلئے پوسٹر اور ہینڈبل تیار ہیں

ہماری انجمن کی مجلس منتظمہ نے محض اسلام اور سلسلہ کے مفاد کی خاطر قادیان کے سرکردہ لوگوں سے اپیل کی تھی کہ مسئلہ نبوت و تکفیر کے متعلق دونوں جماعتوں کے سرگروہ لاہور کے مرکزی مقام پر تحریری بحث کر لیں۔ اور اس کے لئے نہایت آسان، معقول اور مساوی شرائط پیش کی تھیں قادیانیوں نے اس مخلصانہ دعوت کو بہادر و شریف انسانوں کی طرح قبول یا اس سے انکار کرنے کی بجائے ایک نہایت غیر ایماندارانہ حرکت کی یعنی ایک بے نام و نشان اور پرفریب پوسٹر شائع کیا جس نے بہت سے لوگوں کو مغالطہ میں ڈال دیا۔ اس کی کیفیت ناظرین پیغام صلح کو بخوبی معلوم ہے۔ قادیانیوں کے اس دجل کو بے نقاب کرنے کے لئے سیکرٹری صاحب کی طرف سے ایک اعلان "قادیانی دجل" کے عنوان سے ہیش نظر اشاعت کے دوسرے صفحہ پر شائع ہو رہا ہے یہی اعلان

پوسٹروں اور ہینڈبلوں

کی شکل میں علیحدہ بھی چھپوایا گیا ہے اور اکثر جماعتوں اور احباب کو ارسال کر دیا گیا ہے۔ جس جگہ نہ پہنچا ہو یا مزید ضرورت ہو۔ علد طلب کر لیا جائے۔ پوسٹر کو فوراً نمایاں مقامات پر چسپاں کر دیا جائے اور ہینڈبل بھی علد مناسب طریق پر لوگوں میں تقسیم کئے جائیں۔

فضل الباری جلد اوّل

مؤلفہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

پر معاصر "انقلاب" کا ریویو

"مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ کے ترجمہ صحیح بخاری کی یہ پہلی جلد ہے۔ ترجمہ صاف، عام فہم اور سلیس ہے ہر صفحے پر تشریحی نوٹ ہیں جن سے ترجمہ کی افادی حیثیت میں بہت اضافہ ہو گیا ہے متن معرب ہے ترجمہ بین السطور میں ہے گویا کتاب کی موجودہ صورت ایسی ہے کہ ہر اردو دان نہایت آسانی کے ساتھ مطالب صحیح بخاری سے براہ راست مستفید ہو سکتا ہے فاضل مترجم شارح کے سامنے سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ اگر تمام احادیث کا مکررات سمیت ترجمہ کیا جائے تو کتاب کی ضخامت بڑھ جاتی اور اگر تجرید کی تقلید میں مکررات کو حذف کیا جاتا تو امام بخاری کی شان فقاہت سے محرومی ہوتی اس مشکل کے حل کیلئے انہوں نے ایک نہایت مناسب راستہ اختیار کیا یعنی جملہ ابواب اصل حالت پر قائم رکھے اور احادیث پر نمبر لگا دیئے۔ مکررات کے باب میں یہ کیا کہ جن مکررات میں لفظی اختلاف بالکل نہیں تھا۔ یا تھا تو بہت خفیف تھا اور اس سے کوئی مفید نتیجہ مرتب نہیں ہوتا تھا تو ان کے تعلق میں سابقہ حدیث کا حوالہ دینا کافی سمجھا۔ جن مکررات میں کوئی ٹکڑا کم یا زیادہ تھا اور وہ کمی یا زیادتی کسی مفید علمی پہلو پر مبنی تھی۔ تو حدیث کے حوالے کے ساتھ حاشیہ میں تشریح کر دی اور بتا دیا کہ فلاں ٹکڑے کی کمی یا زیادتی یا فلاں اختلاف کی وجہ کیا ہے اس طرح کتاب کی ضخامت بھی زیادہ نہ بڑھی، بخاری کی ترتیب بھی قائم رہی اور مکررات کے ساتھ جو علمی و فقہی کمالات وابستہ تھے۔ ان سے استفادہ کا موقع بھی میسر آگیا

کتاب عمدہ کاغذ پر چھپی ہے لکھائی چھپائی عمدہ ہے۔ پہلی جلد "کتاب الانبیاء" پر ختم ہوئی ہے اور اس کی ضخامت سوا آٹھ سو صفحات کے قریب ہے۔ قیمت مجلد سات روپے غیر مجلد چھ روپے۔
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے طلب کیجئے"
(انقلاب ۱۰ر فروری)

۵۰۰۰ سپاہی کیلئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

نے جو اپیل کی ہے اس سے احباب بخوبی واقف ہو چکے ہیں اگر ہماری جن کو دنیا پر مقدم کرنیوالی ایثار پیشہ جماعت حضرت امیر قوم کے اس مطالبہ کو جلد پورا کرے تو کامیابی اور جماعت کثیر پر غلبہ انشاءاللہ یقینی ہے کیونکہ

حضرت مسیح موعود کے اس کشف کی

مصداق ہماری ہی جماعت ہے اس مطالبہ کی شرائط بہت ہی نرم ہیں جنہیں ہر ایک احمدی مرد عورت، چودہ سال یا اس سے اوپر عمر کے لڑکے لڑکیاں نہایت آسانی سے پورا کر سکتے ہیں۔

اگر آپ ذاتی آمدنی رکھتے ہیں تو حیثیت کے مطابق **ماہوار چندہ** ادا کریں کیونکہ یہ چندہ ہر ایک احمدی کی آمدنی میں خدا کا حصہ ہے جسے کسی صورت میں بھی دنیاوی ضرورتوں پر صرف کرنا زیبا نہیں۔

اگر آپ دیہات میں رہتے ہیں اور صرف معمولی زمین پر آپکی بسر اوقات ہے تو ہر ششماہی پر صرف **ایک روپیہ** راہ مولا اپنی انجمن کو دیجئے۔

اگر آپ مزدور ہیں اور معمولی مزدوری پر آپ کا گذارہ ہے تو صرف دو آنے ماہوار ادا کر کے اس پانچہزار کی فوج میں شامل ہو سکتے ہیں۔

اگر آپ فارغ التحصیل ہو کر کمانے نہیں لگے اور کالج میں زیر تعلیم ہیں۔ تو آپ سے کم از کم ۴ر ماہوار کا مطالبہ ہے اس طرح آپ اپنے تعلیمی مشاغل کو کسی قسم کا نقصان پہنچائے بغیر اس فوج کے سپاہی بن سکتے ہیں

اگر آپ ابھی تک سکول ہی میں تعلیم پا رہے ہیں تو اس صورت میں انجمن آپ کے جیب خرچ میں سے صرف ۲ر ماہوار مانگتی ہے۔

اگر آپ کی خواتین کی ذاتی آمدنی کوئی نہیں تو وہ بھی صرف ۲ر ماہوار کی قربانی کر کے اس فوج میں شامل ہو سکتی ہیں۔

ہم یقین کرتے ہیں کہ کوئی ایسا احمدی نہیں جو ان آسان شرطوں پر دین کی فوج کا سپاہی بننے سے انکار کر دے۔ ذرا مناسب طریق پر توجہ دلانے کی ضرورت ہے جو بھائی بہنیں خود شرکت کر چکے ہیں وہ دوسرے افراد سلسلہ کو بھی اس کار خیر میں شرکت کے لئے آمادہ کریں۔

چند دن ہوئے ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے ایک اشتہار شائع ہوا تھا جس میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریرات سے یہ ثابت کرتے ہوئے کہ:۔

آپ نے نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا

بلکہ ایسا دعویٰ کرنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج اور لعنتی قرار دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے یا پرانے نبی کا آنا ممتنع اور ختم نبوت کے منافی ٹھیرایا لیکن باوجود اس کے آج قادیانی جماعت بھی آپ کے مخالفین کی موید ہو کر آپ کو مدعی نبوت قرار دیتی اور یہ الزام آپ پر لگاتی ہے۔ کہ آپ نے

چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر

قرار دیا ہے۔ اشتہار مذکور میں اس بات کو واضح کرتے ہوئے کہ ان دونو عقائد نے آج اسلام میں ایک عظیم الشان فتنہ برپا کر رکھا ہے اور احرار کی موجودہ مخالفت کا ایندھن قادیان کے اس غلو نے مہیا کیا ہے،

فیصلہ کی یہ سہل صورت

پیش کی گئی تھی کہ دونوں جماعتوں کے لیڈر میدان میں نکلیں اور ان دونوں مسائل پر تحریری بحث لاہور کے مرکزی مقام میں کریں جس کیلئے ۱۲ ثالث بھی تجویز کئے گئے تھے اس اشتہار کو شائع ہوئے آج دو ہفتہ کے قریب ہو گئے میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان یا ان کے کسی ذمہ دار رکن کی طرف سے اس طریق فیصلہ کی قبولیت کا تو کوئی اعلان آج تک نہیں ہوا لیکن ایک پوسٹر قادیان کے ایک کتب فروش کی طرف سے شائع ہوا ہے جس میں

انتہائی دجل

سے کام لیکر بعض ایسی تحریرات مذکورہ بالا ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف منسوب کی گئی ہیں جو انہوں نے کبھی نہیں لکھیں نہ اُن کے دستخطوں سے کبھی شائع ہوئیں اور نیچے ان کے نام ایسے عیارانہ طریق سے لکھ دیئے گئے ہیں جس سے یہ غلط فہمی ہو سکتی ہے کہ یہ پوسٹر اور اس کی مندرجہ عبارات خود انہی ممبران انجمن کی طرف سے شائع کی گئی ہیں ہم پبلک کو مطلع کرنا چاہتے ہیں کہ یہ

عیارانہ چال محض بحث کو ٹالنے کیلئے

اختیار کی گئی ہے اور یہ ایک اور دلیل ہے اس بات پر کہ ان لوگوں نے حضرت مرزا صاحب کی طرف وہ باتیں منسوب کی ہیں جو خود انہیں مسلم نہ تھیں۔ یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ لفظ نبی کو حضرت مرزا صاحب نے بھی مجازی معنوں میں استعمال کیا جس کو دعویٰ نبوت قرار نہیں دیا جا سکتا اسی طرح اگر ہماری جماعت کے کسی فرد نے بھی مجازی طور پر اس لفظ کو استعمال کیا ہو تو اس کو حقیقی نبوت کا عقیدہ قرار دینا جس سے مسلمانوں کی تکفیر لازم آئے ایک خطرناک غلط بیانی ہے۔

جناب میاں صاحب اور ان کے سب بڑے بڑے علماء

۱۹۱۴ء تک (یعنی اختلاف) سے پہلے خود آنحضرت صلعم پر ختم نبوت کے قائل تھے (تشحیذ الاذہان اپریل سنہ ۱۹۱۰ء) اور آپ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ سمجھتے تھے (الحکم ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء) اور حضرت مسیح موعود کے لفظ نبی کے استعمال کو مجاز قرار دیکر اسکے معنے محدث کے کرتے تھے مگر زیر بحث یہ نہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے فلاں مرید نے کیا لکھا اور فلاں نے کیا لکھا فیصلہ یہ ہونا چاہیئے کہ:۔

حضرت مسیح موعودؑ نے خود کیا لکھا

کیا قادیانی بزرگ یہ جرأت کر سکتے ہیں کہ وہ اعلان کر دیں کہ ذیل کی تحریریں حضرت مسیح موعودؑ کی نہیں

۱۔ ”ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے“ ۱۹۰۳ء
۲۔ ”نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا کے حکم سے کیا گیا ہے“ ۱۸۹۱ء ۳۔ ”اور اس جگہ میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے۔ یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے“ ۱۹۰۰ء ۴۔ ”میرا نام خدا کی طرف سے مجازی طور پر نبی رکھا گیا نہ حقیقی طور پر“ ۱۹۰۷ء
۵۔ ”ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا“ ۱۹۰۷ء

خاکسار

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ یوم سہ شنبہ ۱۴ ر ذیقعد ۱۳۵۳ھ نمبر ۱۲

تحریری بحث کی دعوت

پر قادیانیوں کی افسوسناک فریب کاری اور فرار

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۵ ر فروری ۱۹۳۵ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ

وقل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقاً (بنی اسرائیل ۷ : ۱۱)

ترجمہ :- اور کہو حق آگیا اور باطل ہلاک ہوگیا۔ بے شک باطل ہلاک ہونے والا ہی تھا۔

حق کے غلبہ کی بشارت

اُس زمانہ میں جبکہ بظاہر اس بات کا کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ نشان بھی نہیں تھا کہ وہ صداقت جو حضرت محمد صلعم لائے ہیں دنیا میں قائم ہو جائے گی اور وہ باطل جو سارے ملک عرب پر چھایا ہوا تھا جس کے مٹنے کا بظاہر کوئی نشان نہ تھا مٹ جائے گا۔ جہاں حق کی کامیابی کی اور صدہا بشارتیں ہیں ایک بشارت ان الفاظ میں بھی ہے :-

جاء الحق وزھق الباطل جو کہ کس مپرسی کی حالت میں حضرت نبی کریم صلعم کو دی گئی حالانکہ اُس وقت اس کے پورا ہونے کا کوئی ظاہری سامان بالکل نظر نہ آتا تھا لیکن حق کے مقابلہ میں باطل بھاگ جانے اور ہلاک ہو جانے والی چیز ہے چنانچہ یہ امر واضح ہے کہ عرب میں حق کا پاؤں جم گیا اور باطل نابود ہو گیا اور عرب کے باہر بھی روز بروز حق کی بنیاد مستحکم ہوتی گئی اور ہر قسم کے باطل کا قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا اور آج بھی باطل روز بروز بھاگ رہا ہے اور حق روز بروز مضبوط ہوتا اور آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

ماموز زماں کی بات روز بروز مستحکم ہوتی جا رہی ہے

اِس زمانہ میں بھی اللہ تعالےٰ نے اپنا ایک مامور بھیجا اس کا مقابلہ بھی بہت سخت کیا گیا۔ اس کی زبردست مخالفت ہوئی لیکن اگر نتیجہ پر غور کیا جائے تو صاف دکھائی دیتا ہے جو بات اس مامور ربانی نے پیش کی تھی وہ روز بروز مضبوط و مستحکم ہوتی جا رہی ہے لوگ اس کے آگے جھک رہے ہیں اور اس کے مخالفین روز بروز کمزور ہوتے جاتے ہیں جماعت تو بلاشبہ چھوٹی ہے اور اس کے بالمقابل بڑی بڑی مضبوط اور وسیع ذرائع رکھنے والی جماعتیں ہیں۔ صدیوں کے پرانے خیالات ہیں۔

مخالفین احمدیت اصولی بحث کی طرف نہیں آتے

لیکن اس کے باوجود احمدیت کے مخالفین کے دلوں میں کمزوری پائی جاتی ہے اور وہ اصولی باتوں پر بحث کرنے کی جرأت نہیں کرتے ان کو بلایا اور پکارا جاتا ہے مگر وہ اس طرف مطلق نہیں آتے یہ اس مامور کی پیش کردہ صداقت کے غلبہ کا ایک زبردست اور ناقابل انکار نشان ہے۔ مخالفین کی زبانیں خواہ کچھ کہیں۔ لیکن ان کے دلوں کو اس صداقت نے کھا لیا ہے۔

قادیانیوں کا اجرائے نبوت کا ڈھانچہ

اب ذرا قادیانیوں کی طرف دیکھئے انہوں نے اجرائے نبوت کا بڑا بھاری ڈھانچہ بنایا اور اتنی بڑی جماعت اس کی حمایت کے لئے کھڑی ہو گئی کہ ہماری آواز بھی اس میں سنائی نہیں دیتی اس عقیدہ کی پشت پر تین زبردست باتیں تھیں :-

(۱) یہ عقیدہ قادیان سے نکلا جو احمدیت کا مرکز سمجھا جاتا ہے۔

(۲) حضرت مسیح موعود کے فرزند نے اس کو وضع کیا۔

(۳) جماعت کی بڑی اکثریت اس کی حامی ہے۔

چونکہ یہ ایک باطل عقیدہ ہے اس لئے قادیانی انتہائی کوشش کے باوجود بھی اس میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

قادیانیوں کو تحریری بحث کی دعوت

چند روز ہوئے ہمارے جماعت نے قادیان کے سرکردہ لوگوں سے اپیل کی کہ دونوں جماعتوں کے بیر مسئلہ نبوت و تکفیر پر تحریری بحث کر لیں۔ اگر قادیانیوں میں جرأت ہوتی اور ان کے پاس حق ہوتا تو اس موقع سے وہ ضرور فائدہ اٹھاتے اس میں جو بات لکھی گئی تھی اس میں کسی فریق کی رعایت نہ تھی اور اس قدر معقول تجویز تھی کہ کوئی انصاف پسند اس کے قبول کرنے سے انکار نہیں ہو سکتا۔ بارہ ۱۲ ثالثوں کی تجویز کی تھی جن میں سے چار قادیانی چار احمدی اور چار دوسرے مسلمانوں میں سے ہوں۔ ان ثالثوں کے فیصلے کے ساتھ صرف بحث کو شائع کر دینا تھا۔ بات بالکل آسان اور موٹی تھی اس تجویز کو ایک پوسٹر کے ذریعہ شائع کیا گیا لیکن اس کے متعلق قادیانی جماعت کلیتاً خاموش رہی۔

قادیانیوں کی افسوسناک چالاکی و فریب کاری

ان کے کسی سرکاری یا غیر سرکاری ادارہ نے اس کا ذکر تک نہیں کیا۔ ان کے تمام اخبارات چپ ہیں ان کو چاہئے تھا کہ اس دعوت کو قبول کرتے یا بتلاتے کہ ہم فلاں وجہ سے قبول نہیں کرتے لیکن اس کی بجائے انہوں نے ایک ایسی حرکت کی جس کو نہایت افسوس کے ساتھ چالاکی اور فریب کاری کہنا پڑتا ہے قادیان سے ایک پوسٹر شائع کیا گیا ہے جس کا عنوان ہے ” احمدی فریق لاہوری ساکن احمدیہ بلڈنگ لاہور کے صحیح عقائد “ اس میں چند عبارتیں درج کی گئی ہیں۔ جن کو جماعت احمدیہ لاہور کے صحیح عقائد قرار دیا گیا ہے اور ان کے نیچے نام ہماری مجلس منتظمہ کے ممبروں کے لکھے ہیں جو قطعاً ان عبارتوں کے ذمہ دار نہیں ہیں سب سے زیادہ چالاکی یہ کی ہے کہ ان ممبروں کے نام ایسے پر فریب طریق پر لکھے ہیں کہ عام پڑھنے والوں کو یہ دھوکا ہوتا ہے کہ یہ پوسٹر ہماری مجلس منتظمہ نے شائع کیا ہے اس کے چھپوانے اور شائع کرنے والے کا نام فخر ملتانی اس قدر چھوٹا اور غیر نمایاں لکھا ہے کہ پڑھنے والوں کو بمشکل نظر آتا ہے اور مطلق پتہ نہیں چلتا کہ یہ فخر ملتانی کون ہے کہاں رہتا ہے اور کس انجمن کی طرف سے یہ پوسٹر نکلا ہے اور کہاں سے مل سکتا ہے اس سے زیادہ کمینہ پن اور کیا ہو سکتا ہے ؟

کیا مذہب و تقدس اسی کا نام ہے ؟

قادیانی ایک . . . . مذہبی جماعت کہلاتے ہیں اس کے پیشوا اور سرکردہ لوگوں کو مقدس کہا جاتا ہے۔ کیا مذہب اور تقدس اسی قسم کی چالاکیوں کا نام رہ گیا ہے ہماری دعوت کا قادیانی جواب دیتے یا نہ دیتے لیکن یہ حرکت تو ایک ایسی جماعت کے لئے جو مذہبی کہلاتی ہو، زیبا نہیں۔

سیاسی چال

لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس پر کچھ زیادہ رنج کرنے کی ضرورت نہیں قادیانی جماعت اپنے اصل کام کو چھوڑ کر سیاسیات میں پڑ گئی ہے اس نے سیاسی انجمنیں بنا لی ہیں۔ سیاسیات میں جھوٹ فریب اور جعلسازی سب کچھ جائز سمجھا جاتا ہے اور اس پوسٹر کا شائع کرنا محض ایک سیاسی چال ہے اور کہا جا سکتا ہے کہ یہ کام مذہبی حیثیت سے نہیں کیا گیا۔ بلکہ سیاسی حیثیت سے کیا گیا ہے۔

منطقی مولویوں کا قصہ

یہ تو وہی منطقی مولویوں کی گالی والی بات ہوئی۔ دو منطقی مولوی آپس میں سگے بھائی تھے ایک دن دونوں میں تکرار ہو گئی ایک نے دوسرے کو ماں کی گالی دیدی اب مصیبت یہ تھی کہ ماں اس کی بھی تھی اس مشکل کو مولوی نے اپنی منطق سے اس طرح حل کیا کہ میں نے گالی بحیثیت تیری ماں کے دی ہے۔

قادیانی جماعت میں صداقت و جرأت کا فقدان

اگر قادیانیوں کے اندر صداقت اور جرأت ہوتی تو وہ یقیناً ہماری دعوت پر میدان میں نکلتے۔ مگر کس طرح نکلیں جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا۔ چونکہ نبوت کے عقیدہ سے قادیانیوں کی جماعت قائم ہو گئی ہے اور وہ اس عقیدہ کو چھوڑنا نہیں چاہتے لیکن ان کے دل اندر سے کھائے ہوئے ہیں اور انہیں محسوس ہو رہا ہے کہ یہ عقیدہ یقیناً غلط ہے مگر وہ اپنی اس کمزوری کی وجہ سے خاموش رہتے تب بھی ایک بات تھی لیکن انہوں نے خاموشی کی بجائے ایک ذلیل شرمناک حرکت کی۔

یہ حرکت ساری قادیانی قوم کی طرف سے ہے

زیادہ افسوس اس بات پر ہے کہ ان کی ساری جماعت میں ایک آدمی بھی ایسا نہ نکلا۔ جو اس حرکت پر ندامت محسوس کرتا اور اس سے روکتا یہ تو ہمیں پہلے ہی سے معلوم تھا کہ یہ پوسٹر قادیان کے ذمہ دار لوگوں کے مشورہ اور علم کے بغیر شائع نہیں ہوا۔ لیکن ان کے سرکاری اخبار ”الفضل“ نے اپنے طرز عمل سے بھی تسلیم کرا دیا کہ یہ پوسٹر گویا ان کی قوم کی طرف سے ہے اس نے قادیانیوں کو ہدایت کی ہے کہ اس ذلیل پوسٹر کو قادیان سے منگوا کر اپنے اپنے شہروں میں نمایاں مقامات پر چسپاں کریں اور اس کو اپنے صفحات میں نمایاں طور پر نقل بھی کیا ہے۔ ہماری طرف اس پوسٹر کو منسوب کرنے کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ قادیانی سمجھتے ہیں کہ ہم تو اپنے غلط عقائد کی وجہ سے بدنام ہو چکے ہیں جماعت لاہور کو کیوں نہ بدنام کیا جائے۔

(باقی آئندہ صفحہ پر)

اصل بحث

اگر یہ صحیح بھی مان لیا جائے کہ ہمارے عقائد بھی کبھی وہی تھے جو قادیانی کہتے ہیں تب بھی اصل بحث پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ سوال یہ نہیں کہ میں نے یا کسی اور نے کیا لکھا ہے بلکہ بحث تو یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں سے کیا ثابت ہوتا ہے کیا آپ نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے یا نہیں۔ اگر آپ نے نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا تو وہ میرے یا کسی اور کے کہنے سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ اگر کیا ہے تو وہ میرے یا کسی اور کے انکار سے مٹ نہیں سکتا۔

لفظ نبی کے استعمال کی حقیقت

باقی رہا ہمارا لفظ نبی کا استعمال کرنا جس کو یہ لوگ بار بار پیش کرتے ہیں۔ ایک دفعہ شملہ میں جلسہ کے اندر بھی قادیانیوں نے مجھ پر یہی اعتراض کیا تھا اس وقت میں نے جواب میں کہا تھا کہ مجھ پر جو الزام لگایا گیا ہے اس کی صفائی میں آپ کے بڑوں مثلاً مفتی محمد صادق صاحب میر محمد سعید صاحب حیدر آبادی، سید سرور شاہ صاحب اور میر قاسم علی وغیرہ کو پیش کرتا ہوں گو مجھے یہ حق [illegible] خود کہوں کہ میں نے یہ لفظ اس معنے میں نہیں اس معنے میں استعمال کیا ہے مگر اتمام حجت کے لئے میں آپکے بزرگوں کو بطور گواہ پیش کرتا ہوں کہ لفظ نبی سے مراد مجدد اور محدث ہے جن معنوں میں آپ کے بڑوں نے اس لفظ کو استعمال کیا۔ انہی معنوں میں میں نے کیا جن اخباروں، رسالوں اور کتابوں سے ہمارے اس لفظ کے استعمال کو بار بار نکال کر دکھلایا جاتا ہے ان میں کہیں سے یہ بات بھی نکال کر دکھلا دی جائے کہ ہم نے کبھی کسی کلمہ گو کو کافر کہا ہو۔ اگر یہ نہیں دکھلا سکتے تو بات بالکل صاف ہے کہ ہم نے مجازی معنوں میں اس لفظ کو استعمال کیا ہے نہ شرعی اصطلاح کے لحاظ سے۔

ہمارے مخالفین کے دلوں میں چور ہے

ایک مرتبہ ہم نے اسمہٗ احمد کے متعلق بھی قادیانیوں کو بحث کی دعوت دی تھی اور یہی شرط پیش کی تھی کہ کچھ آدمی آپ سے اور کچھ ہم سے ثالث ہو جائیں۔ لیکن اس وقت بھی ان کو مقابلہ میں آنے کی جرأت نہیں ہوئی تھی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھی ہم نے یہی کہا تھا۔ کہ احمدیت کی اصولی باتوں کے متعلق اسی طریق پر بحث کر لیں۔ لیکن وہ بھی آمادہ نہ ہوئے کیونکہ ان لوگوں کے دلوں میں چور ہے ان کو اپنے آدمیوں کے متعلق بھی یہ خطرہ ہے کہ ان پر ہماری باتوں کا اثر ہو جائیگا

ہمیں اپنی صداقت پر یقین ہے

برخلاف اس کے ہمارے دلوں میں اس لئے طاقت اور جرأت ہے کہ ہم کو اپنی صداقت پر یقین ہے ہم جس چیز پر قائم ہیں اسکو صحیح ثابت کرنے کے لئے ہمارے پاس زبردست اور واضح دلائل ہیں۔ باطل کے اندر طاقت نہیں ہوتی وہ سو دفعہ دعوے کرے لوگوں کو دھوکہ دے لیکن وہ اندر سے اپنی غلطی محسوس کر رہا ہوتا ہے جس طرح باقی مسلمان عدیث مجدد کے بارے میں حیات و وفات مسیح کے مسئلہ پر نزول مسیح کے مسئلہ پر ختم نبوت کے مسئلہ پر اپنی غلطی اور کمزوری محسوس کر رہے ہیں اسی طرح قادیانی نبوت اور تکفیر کے مسئلہ پر اپنی غلطی اور کمزوری محسوس کر رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ ہمارے مقابلے پر نہیں آتے۔

قادیانیوں کا فرار غلبہ حق کا بھاری نشان ہے

ہماری تبادلہ خیالات کی دعوت پران کا اس طرح فرار اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ حق کے مقابلہ پر باطل بھاگ گیا۔ یہ حق کی فتح کا اتنا بڑا نشان ہے کہ اگر ہم اس کو لیکر آگے قدم رکھیں تو ہمارے لئے غلبہ ہی غلبہ ہے اور یہ وہ چیز ہے جو دلوں کو فتح کرتی چلی جائیگی ✦

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— ۱۷ر فروری کو ہمارے دو عزیز ترین دوست شیخ مولا بخش صاحب اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب وزیر آبادی جو ہمارے مکرم بزرگ شیخ نیاز احمد صاحب کے حقیقی بھائی ہیں کراچی میل سے حج کو تشریف لے گئے۔ لاہور ریلوے اسٹیشن پر انہیں رخصت کرنے کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور بعض دیگر بزرگان و احباب سلسلہ تشریف لے گئے۔ مسلم ہائی سکول کے بورڈر بھی موجود تھے تمام احباب نے ہر دو دوستوں کو اپنی پرخلوص دعاؤں اور مصافحہ و معانقہ کے ساتھ رخصت کیا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اپنے پاک عزم میں کامیاب فرمائے اور بخیر و عافیت واپس لائے

—— گذشتہ اشاعت میں ہمارے ایک اور دوست جناب [illegible] کے حج کو تشریف لے جانیکی خبر درج [illegible] ان کے متعلق یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ہمارے ان معزز بھائی کے ساتھ ان کے متعلقین کے بیس اکیس افراد ہیں۔ جو ایک ہی [illegible] سفر کر رہے ہیں۔ احباب کرام ان کی بخیریت واپسی کی خاص طور پر دعا کریں۔

—— ۱۲ و ۱۳ر فروری کو سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل مبلغ انجمن کے جہلم میں آریہ سماج کے ساتھ دو کامیاب مناظرے ہوئے مفصل انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں

—— سید محمود احمد صاحب قصبہ سری گوبند پور ضلع گورداسپور سے اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے والد محترم جناب سید شاہ محمد صاحب پنشنر حوالدار ۱۳ر فروری کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ۔ مرحوم نہایت مخلص اور دیندار بزرگ تھے جماعت کے کاموں میں ہمیشہ حصہ لیتے۔ پیغام صلح کے پرانے خریداروں میں سے تھے اس بزرگ کا انتقال ایک قومی نقصان ہے۔

—— انتہائی رنج و افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ جناب مرزا سعید بیگ صاحب ایڈیٹر رسالہ "زراعت" کا نوجوان صاحبزادہ عزیز حنیف احمد بیگ بعمر بیس سال ۱۷ر فروری کی صبح کو بعارضہ تپ محرقہ انتقال کر گیا انا للہ مرحوم نہایت صالح نوجوان تھا۔ مرکز کے بزرگ و احباب جنازہ میں شریک ہوئے۔

—— پیغام صلح:۔ یہ دونوں حادثے نہایت رنجدہ ہیں۔ ایک بابرکت بزرگ کا انتقال چھوٹوں کے لئے اور جوان و نیک لڑکے کی موت والدین کے لئے جس قدر دردناک ہو سکتی ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ ہم ان حادثوں پر اپنی دلی ہمدردی و افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرنے والوں کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے تمام جماعتوں اور احباب سے جنازہ غائب کی درخواست ہے

(بقیہ صفحہ ۶)

یہ مخالفت جاری نہیں رہ سکتی

(۳) ان مخالفین کو اللہ توفیق دے کہ وہ بھی حقیقت حال سے آگاہ ہو کر اس نیک کام میں ہمارے ساتھ شریک ہو جائیں

(۴) ہمارا مقابلہ ایک بہت بڑی قوم سے ہے جس کا اثر اور تہذیب ساری دنیا پر چھائی ہوئی ہے اور سچی بات یہی ہے کہ عیسائیت اور مغربی اقوام کے مقابلہ میں ہماری ظاہری حیثیت کچھ بھی نہیں اگر کوئی خدا کا بندہ اٹھتا ہے اور پانچ ہزار اگریزی ترجمۃ القرآن کے نسخے تقسیم کرتا ہے۔ تو ہم بڑی بات سمجھتے ہیں لیکن میں نے حال ہی میں ایک رپورٹ میں پڑھا ہے کہ گذشتہ سال صرف ملک چین میں ایک کروڑ دس لاکھ بائبل کے نسخے تقسیم کئے گئے ایسے زبردست دشمن کے مقابل پر ہمیں صرف خدا کا فضل ہی غالب کر سکتا ہے۔ ہمیں تہجد کے وقت رو رو کر اس فضل کو مانگنا چاہئے

(۵) قادیانی دوستوں کے لئے بھی دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے اور وہ غلو سے باز آئیں۔ کیونکہ ان کے غلو نے دین کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔

ہماری جماعت سیاسیات سے بالکل بے تعلق ہے

آخر میں ایک اور ضروری بات بھی کہنا چاہتا ہوں۔ قادیانی جماعت نے جو سیاسی انجمنیں بنانی شروع کی ہیں اس سے بعض لوگوں کو کچھ غلط فہمی ہوئی ہے چنددن ہوئے ایک پادری صاحب میرے پاس ملاقات کو آئے اور آتے ہی مجھ سے کہا۔ کہ اب تو آپ بھی سیاسی امور میں حصہ لینے لگے ہیں۔ جب میں نے ان کو بتایا کہ وہ قادیانی فریق ہے اور ہم نے کوئی سیاسی انجمن قائم نہیں کی۔ تو ان کی غلط فہمی رفع ہوئی۔ میں اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ہم نے اپنی جماعت کو سیاسیات سے قطعی طور پر الگ کیا ہوا ہے اور ہمارا کام خالص مذہبی ہے اگر ہماری کوئی سیاسیات ہیں۔ تو صرف اس قدر ہیں۔ جو مسلم کانفرنس میں شامل ہو کر پوری ہو سکتی ہیں ✦

موجودہ طوفان مخالفت میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟

تہجد خواں احباب سے ایک ضروری درخواست

خطبہ جمعہ مورخہ ۸ر فروری ۱۹۳۵ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ

ارءیت الذی ینھی عبدا اذا صلی .... واسجد واقترب (العلق ۹۶- ۱۹- ۹)

ترجمہ:- کیا تونے اسے دیکھا جو بندے کو روکتا ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے کیا تونے غور کیا۔ اگر وہ ہدایت پر ہو یا تقوی کا حکم دیتا ہو کیا تونے غور کیا اگر وہ جھٹلاتا اور پیٹھ پھیر لیتا ہے کیا وہ جانتا نہیں کہ اللہ دیکھتا ہے نہیں اگر وہ نہ رکے گا تو ہم اسے پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹینگے۔ جھوٹی خطا کار پیشانی۔ سو وہ اپنے اہل مجلس کو بلائے ہم بھی بہادروں کو بلالیں گے۔ نہیں اسکی بات نہ مان اور سجدہ کر اور قریب ہوجا۔

کفار مکہ کی مخالفت کا نقشہ

ان آیات میں اس مخالفت کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو کفار مکہ حضرت نبی کریم صلعم کی کرتے تھے فرمایا گیا ہے کہ ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور دوسرے کو دیکھو وہ اس کو اس نیک کام سے روکتا ہے۔ اگر یہ نیکی سے روکنے والا اپنی حرکات سے باز نہ آیا۔ تو ہم اس کو پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹینگے۔ جو جھوٹی خطا کار پیشانی ہے اور ساتھ ہی نیکی کرنے والے کو کہا گیا ہے کہ وہ اس کی باتوں کو نہ مانے اور سجدہ میں گر کر خدا کے قریب ہو جائے

انبیاء اور صلحاء کی مخالفت کی وجہ

اگر کوئی شخص اچھا کام کرے۔ تو اس کو اس سے روکنا دیوانگی ہے لیکن اگر تاریخ پر غور کیا جائے تو انبیاء اور صلحا کے ساتھ ہمیشہ سے ایسا ہوتا چلا آیا ہے ان پاک ہستیوں کی جو لوگ مخالفت کرتے ہیں۔ وہ فی الحقیقت ان کو دنیا میں نیکی کا کام کرنے سے روکتے ہیں۔ کفار مکہ بھی یہی کہتے تھے کہ خانہ کعبہ کے اندر ہمارے بت رکھے ہوئے ہیں ہم ان کی پوجا کرتے ہیں ان سے مرادیں مانگتے ہیں یہ شخص ان کو نیست و نابود کرنا چاہتا ہے لیکن یہ نہیں سوچتے تھے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں وہ اچھا ہے یا برا صحیح ہے یا غلط، جھوٹ ہے یا سچ۔

عجیب تر حالت

یہ لوگ اگر ایک نیکی کے کام کی مخالفت کرتے تھے تو اس لئے کہ ان کا مذہب باقی نہ رہتا تھا لیکن آج اس سے بھی عجیب تر حالت ہے مسلمانوں میں سے جو لوگ ہماری مخالفت کر رہے ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ ہم کوئی ایسا عقیدہ نہیں رکھتے جس پر انہیں فی الحقیقت کوئی اعتراض ہو۔ مثلاً ختم نبوت ہے ہمارے مخالفین تو ختم نبوت کو برائے نام مانتے ہیں۔ کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ ایک پرانا نبی آنے والا ہے۔ صرف ہماری جماعت ہی ہے جو صحیح معنوں میں اس کی قائل ہے اور کہتی ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ نیا ہو یا پرانا۔ کام کے لحاظ سے دیکھا جائے تو ہمارا کام خدمت اسلام کا اعلےٰ درجہ کا تعمیری کام ہے جو ہر ایک کو نظر آسکتا ہے

مخالفت حق کا نشان ہے

پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہماری مخالفت کیوں ہو رہی ہے اصل بات یہ ہے کہ مخالفت، حق کا نشان ہے اسی ہندوستان میں مسلمانوں کے اندر مہدویت، نبوت اور خدائی کے بیسیوں دعویدار پیدا ہوئے اور اب بھی ہیں لیکن کسی کی مخالفت نہیں ہوئی مخالفت اگر ہوئی تو اس مجدد کی ہوئی جو صدی کے سر پر کھڑا ہوا

احمدیت کی مخالفت میں ایک عجیب بات

حضرت مسیح موعود کی مخالفت دعوے کے ساتھ ہی شروع ہو گئی تھی اور مخالفت کا یہ قاعدہ ہے کہ وہ انتہا پہنچکر رفتہ رفتہ کم ہوتی جاتی ہے لیکن مجدد زماں کے متعلق ہمیں یہ ایک عجیب بات نظر آتی ہے کہ آپ کی مخالفت ہوئی اور نہایت خطرناک ہوئی اور انتہا پر پہنچ جانے کے بعد رفتہ رفتہ کم ہوتی چلی گئی لیکن اس کے بعد پھر خطرناک طور پر بھڑک اٹھی۔ یہ ایک ایسی بات ہے جو غیر معمولی اور عجیب معلوم ہوتی ہے۔

دوبارہ مخالفت کی وجہ قادیانیوں کا طرز عمل ہے

لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ اس دوبارہ مخالفت کی وجہ قادیانی جماعت کا طرز عمل ہے یہ لوگ بظاہر حضرت مسیح موعود کے نام لیوا ہیں۔ ان کی پیروی کا دعوے کرتے ہیں۔ لیکن اس راستے سے علیحدہ ہوگئے ہیں جس پر انہیں مامور نے ڈالا تھا۔ قادیانی جماعت نے حضرت مسیح موعودؑ کے مسلک یعنی اشاعت و تبلیغ اسلام کو چھوڑ کر اپنا قدم سیاسیات کی طرف بڑھایا یہ ایک بہت بڑی غلطی تھی اسی سے موجودہ مخالفت کا آغاز ہوا۔ ابتدا میں یہ ایک چنگاری کی مانند تھی لیکن قادیانی خود ہی اس کا ایندھن مہیا کرتے رہے۔

احرار اور جماعت قادیان کی کشمکش کا آغاز

دو سال سے کچھ زیادہ عرصہ ہوا کہ تحریک کشمیر کا آغاز ہوا۔ وہاں کے لوگوں میں بیداری پیدا ہوئی پنجاب میں کشمیر کمیٹی قائم کی گئی اس کی صدارت جناب خلیفہ قادیان کے ہاتھ آئی۔ یا ان کو پیش کی گئی غرضیکہ صدارت کی بلا ان کے گلے پڑی۔ بلا اسے میں اس لئے کہتا ہوں۔ کہ اس کی وجہ سے سلسلہ کی موجودہ زبردست مخالفت رونما ہوگئی کشمیر کمیٹی کے مقابل احرار تھے قادیانی جماعت منظم تھی۔ ایک طرف اس جماعت نے کشمیر کے معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ دوسری طرف احرار نے تمام مسلمانوں کو ساتھ لیکر اس تحریک پر قبضہ کرنا چاہا۔ اس طرح موجودہ کشمکش کا آغاز ہوا۔ احرار کو قادیان کے مقابلہ کے لئے بہترین سامان ان کا عقیدہ تکفیر مسلمین اور عقیدہ نبوت تھا اور اس ہتھیار کو انہوں نے استعمال کیا۔

انسان کا میلان طبع

انسان کا جس طرف میلان ہو۔ وہ بسا اوقات خواہش کے بغیر اس میں کود پڑتا ہے۔ آج کا دن یعنی بسنت اس کی بہترین مثال ہے بسنت کے زمانہ میں پتنگ بازی کا خوب زور ہوتا ہے۔ نوجوانوں کے علاوہ بہت سے بزرگ صورت اور ثقہ لوگ بھی پتنگ اور ڈور کو دیکھ کر اس کی طرف بے اختیار لپکتے ہیں اور اپنے وقار اور متانت کا کوئی خیال نہیں کرتے۔

ایک لطیفہ

میں ایک لطیفہ سناتا ہوں صبح کے وقت سیر میں ایک بزرگ صورت سے ملاقات ہوا کرتی ہے۔ چند روز کی بات ہے کہ میں سیر سے واپس آرہا تھا۔ اور ابھی روشنی ہلکی تھی۔ کہ دور سے ان کو سڑک کے درمیان کھڑے اور پیچھے ہاتھ مارتے دیکھا۔ یہ وظیفے بہت پڑھا کرتے ہیں مجھے بڑا صدمہ ہوا۔ کہ کثرت وظائف کی وجہ سے شاید ان کا دماغ صحیح نہیں رہا۔ لیکن جب میں قریب گیا تو معلوم ہوا۔ کہ وہ ایک پتنگ کی ڈور لوٹ رہے ہیں۔ خدا جانے وہ پتنگ صبح ہی صبح وہاں کہاں سے آگیا تھا۔

قادیانی جماعت کی ناعاقبت اندیشی

یہی کیفیت سیاسیات کے میلان کی ہے۔ بعض لوگ بلا ارادہ بھی اس میدان میں کود پڑتے ہیں۔ مگر قادیانی جماعت کے متعلق میرا یہ خیال نہیں بلکہ میں ایک مدت سے دیکھ رہا تھا کہ ان کا میلان سیاسیات کی طرف ہو رہا ہے تحریک کشمیر شروع ہوئی تو وہ انجام کو سوچے بغیر اس میں کود پڑے اور جب ایک دفعہ سیاسیات میں نمبرداری مل جائے تو پھر قدم پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔

قادیانی جماعت کا غالب حصہ سیاسی ہوگیا ہے

چنانچہ اب وہ احرار کے مقابلہ میں روز بروز سیاسیات کی دلدل میں دھنستی چلی جاتی ہے۔ جو جماعت ساری دنیا میں تبلیغ و اشاعت اسلام کے مقصد کو لے کر اٹھی تھی۔ وہ بہت بڑی حد تک اپنے اصل کام کو فراموش کر چکی ہے۔ اس کا غالب حصہ سیاسی ہوگیا ہے اور اب تو علی الاعلان سیاسی انجمنیں قائم ہو رہی ہیں

جناب خلیفہ قادیان کے متضاد اقوال

لاکھ پردے ڈالے جائیں سینکڑوں تاویلیں کی جائیں لیکن حقیقت چھپ نہیں سکتی۔ چنانچہ جناب خلیفہ قادیان کے اس کے متعلق کئی متضاد اقوال ہیں جب مسلک صحیح نہ ہو تو ایسا ہی ہوا کرتا ہے مثلاً ایک جگہ کہتے ہیں کہ سیاسی انجمنوں کے قیام سے سیاسی کام کیلئے کچھ حصہ جماعت کو علیحدہ کر لیا ہے دوسری جگہ کہتے ہیں۔ سیاسی انجمنیں جو کام کرینگی وہ نیا نہیں ساری جماعت ہمیں اکیس سال سے کر رہی ہے۔ یہ دونوں باتیں ایک دوسرے کی ضد ہیں اگر یہ کام ساری جماعت ہمیں اکیس سال سے کر رہی تھی اور یہ نیا نہیں تھا تو پھر اس کے لئے علیحدہ انجمنیں بنانے کی کیا ضرورت تھی؟

سیاست کی عجیب وغریب تعریف

پھر اس کے بعد سیاسیات کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے پچھلے وائسرائے سے دریافت کرلیا تھا کہ حکومت کی تائید میں جو سیاسی کام کیا جائے۔ وہ سیاسیات کی تعریف میں نہیں آتا۔ سیاسی کام صرف وہی ہے جو گورنمنٹ کے مقابل میں کیا جائے۔ اگر اس تعریف کو صحیح سمجھا جائے تو پھر قادیانی جماعت کی سیاسی انجمنیں جو کچھ کریں گی وہ حکومت کی مخالفت اور نافرمانی ہی ہوگا۔ اور یہ ایک ایسا فعل ہے جس سے جناب خلیفہ صاحب کئی مرتبہ بیزاری کا اظہار کر چکے ہیں

سیاسیات کا شوق اصل مقصد سے ہٹا دیگا

غرضیکہ ایک بھول بھلیاں بلکہ دلدل ہے جس کے اندر یہ جماعت دھنس کر اپنے اصل مقصد سے دور ہٹتی جا رہی ہے اس کے کثیر حصہ نے ایسے کام کو اختیار کر لیا ہے۔ جو اس کے اصل مقصد پر غالب آجائیگا۔ گو یہ لوگ ابھی تک بظاہر تبلیغ و اشاعت کے کام سے بالکل علیحدہ نہیں ہوئے لیکن سیاسیات کا شوق ان کو اس کام سے علیحدہ کر کے رہیگا

قادیان کے سرکردہ لوگوں سے اپیل

گذشتہ تحریک کے خطبہ میں میں نے ذکر کیا تھا کہ ہماری مجلس منتظمہ نے قادیان کے سرکردہ لوگوں سے اپیل کی ہے کہ مسئلہ نبوت ۔ ۔ ۔ ۔ وتکفیر پر دونوں جماعتوں کے امیر لاہور کے مرکزی مقام پر تحریری بحث کریں۔ ہمارے خیال میں یہ مسائل بالکل صاف ہیں اجلا یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ جو شخص حضرت نبی کریم کے بعد مدعی نبوت پر لعنت بھیجے اور خدا کی قسم کھا کر دعویٰ نبوت سے انکار کرے اور کہے کہ میں نے لفظ نبی کا استعمال مجازی معنوں میں کیا ہے وہ چند برس کے بعد خود نبوت کا دعویٰ کر دے۔ حضرت مسیح موعود شروع سے لیکر آخر تک دعویٰ نبوت سے انکار نہایت واضح طور پر کرتے رہے حتیٰ کہ اپنے آخری زمانہ کی کتاب حقیقۃ الوحی میں لکھا۔ وسمیت نبیا من اللہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ۔ بھلا ان تصریحات کے بعد اگر ایک ہزار دفعہ بھی لفظ نبی کا استعمال ہوا ہو تو اس کا کیا اثر ہو سکتا ہے اور اس سے دعوے نبوت کس طرح ثابت کیا جا سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں کو ہمارے مقابلے میں نکلنے کی جرأت نہیں ہوتی۔

قادیانی نبوت وخلافت کے عجائبات

میں نے گذشتہ خطبہ میں بھی بتایا تھا کہ قادیانیوں کے نزدیک خلافت کا ماننا لازمی ہے لیکن نبوت کا ماننا ضروری نہیں ایک شخص جو نبوت کو نہ مانے لیکن خلیفہ کی بیعت کرے وہ نجات یافتہ ہے یہ عجیب نبوت اور عجیب خلافت ہے

کیونکہ ان کا موقف آئین دو قسم کی ہے

اس اشتہار کے شائع ہونے پر بعض قادیانیوں نے کہا ہے کہ ہم نے پہلے وقت کی مرکز کی خدمت ہی کیا ۔ ۔ ۔ وقت سے اگر آج لوگوں پر یہ بات ظاہر ہو جائے کہ حضرت مسیح موعود نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا ۔ ۔ ۔ مسلمانوں کا ۔ ۔ ۔ قادیانی جماعت ۔ ۔ ۔ غلط ۔ ۔ ۔ مخالفت ایک دن میں دور ہو سکتی ہے یہ دو عقیدے ہیں جو لوگوں کی ٹھوکر کا باعث بنتے ہیں۔ باقی جو اعتراض حضرت مسیح موعود پر کئے جاتے ہیں وہ سب کے سب اہل عقل والصاف کے نزدیک پھر اور پوچ ہیں۔ اور معقول ۔ ۔ ۔ ان کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

احراریوں کی اغراض پر خیال

افسوس ایک طرف قادیانی جماعت حقیقت سے دور جا پڑی ہوئی ہے۔ دوسری طرف احراری اپنی سیاسی مطلبوں کو مذہبی رنگ دیکر اور اپنے پاس سے جھوٹی باتیں بنا کر حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ کیا خود غیر احمدی علماء میں ایسے لوگ موجود نہیں جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ ضرور ہیں مثلاً مولانا ابوالکلام آزاد دہلوی نے صاف الفاظ میں فتوے لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے لفظ نبی کی تاویل کی ہے اس لئے انہیں کافر نہیں کہا جا سکتا۔ ایسا ہی مولانا عبدالباری مرحوم فرنگی محل کا خیال تھا۔ لیکن یہ لوگ ان کی تحریروں اور خیالات کی بھی کوئی قدر نہیں کرتے اور مخالفانہ طریق پر ہماری مخالفت میں مصروف ہیں۔

مخالفین اصل بحث کی طرف نہیں آتے

زیادہ افسوس اس بات پر ہے کہ ہمارے مخالفین اصل بحث کی طرف نہیں آتے خواہ حبیب ہوں یا ظفر علی خاں یا سید عطاء اللہ شاہ بخاری۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ اگر آپ اسلامی ہمدردی کی وجہ سے جیسا کہ آپ کا دعوےٰ ہے احمدیت کی مخالفت کر رہے ہیں اور اسی وجہ سے چاہتے ہیں کہ ہم لوگ احمدیت کو چھوڑ دیں تو اس کی صرف ایک ترکیب ہے کہ اس عقیدے کو غلط ثابت کر دیا جائے جس ۔ ۔ ۔ احمدیت کی عمارت قائم ہے ۔ ۔ ۔ ہم سب کے سب احمدیت سے ۔ ۔ ۔

حضرت مرزا صاحب کا عشق دین اور جذبہ خدمت اسلام

ہم نے حضرت مرزا صاحب سے سنا کہ حیات مسیح کا عقیدہ غلط ہے حضرت عیسےٰ وفات پا چکے ہیں آنے والا مسیح اسی امت کا ایک مجدد ہے اس بات کو سن کر ہم ان کے پاس پہنچے، وہاں جا کر دیکھا تو نظر آیا کہ ان کے دل میں عشق دین اور اشاعت اسلام کے شوق کی زبردست آگ روشن ہے۔

مجدد زماں کے خدام اور ان کا کام

جو شخص بھی آپ کے پاس جا کر بیٹھا اس کے دل کے اندر انہوں نے اس آگ کی چنگاری ڈال دی اور ان کے پاس بیٹھنے والے یہ لوگ سب باتوں سے بے پرواہ ہو کر خدمت دین واشاعت اسلام کے کام میں مصروف ہو گئے۔ مسلمان انہیں برا بھلا کہتے ہیں ان کی مخالفت کرتے ہیں لیکن ان کے دل کے اندر یہ چنگاری نہیں بجھی ان کا عشق دین اس سے کم نہیں ہوتا وہ برابر خدمت دین کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔

حدیث مجدد اور عقیدہ وفات مسیح کو غلط ثابت کرو!

ہمارا ان مخالفین سے یہ مطالبہ ہے کہ یا تو حدیث مجدد کو غلط

تہجد خواں احباب توجہ کریں

پیش نظر اشاعت میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا جو ۸ر فروری کا خطبہ جمعہ شائع ہو رہا ہے اس کے مندرجہ ذیل الفاظ تہجد خواں احباب وجماعت کے خطیب صاحبان کیلئے خاص طور پر توجہ کے قابل ہیں (مدیر)

"میں ان لوگوں میں سے جو جماعت میں شامل اور تہجد کے عادی ہیں کم از کم چالیس دوست چاہتا ہوں (زیادہ ہو جائیں تو اچھی بات ہے) جو رات کے وقت (صبح صادق سے ایک گھنٹہ پیشتر) جبکہ تمام دنیا پر تاریکی چھائی ہوئی ہوتی ہے اور ساری کائنات خاموش ہوتی ہے مسلسل دعائیں کرنے کے لئے تیار رہوں یہ ایک قسم کی امداد ہے جس کی درخواست میں اپنے دوستوں سے کرتا ہوں۔ ۔ ۔ ۔ جو احباب اس کار خیر میں حصہ لینا چاہتے ہوں وہ مجھے جلد اطلاع دیں ۔ ۔ ۔ ۔ اخبار میں یہ خطبہ شائع ہونے پر بیرونی جماعتوں کے خطیب صاحبان اس کو احباب تک پہنچانے کی کوشش کریں"

اور حضرت عیسیٰ کو زندہ ثابت کرو۔ یا اس صدی کا کوئی دوسرا مجدد دکھلا دو۔ ہم حضرت مرزا صاحب کو چھوڑ کر اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔ اگر یہ بھی نہیں تو کوئی ایسا شخص دکھلا دو جس نے خدمت اسلام کا حضرت مرزا صاحب سے زیادہ کام کیا ہو۔

باقی سب باتیں فضول ہیں

اگر یہ نہیں کر سکتے تو باقی سب باتیں ہمارے لئے فضول ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے نعوذ باللہ نبوت اور خدائی کا دعویٰ کیا۔ انہوں نے انبیاء کو گالیاں دیں۔ انہوں نے حضرت نبی کریم اور صحابہ کرام کی توہین کی۔

ہم نے حضرت مرزا صاحب کو اچھی طرح دیکھا ہے

ہم نے حضرت مرزا صاحب کو دیکھا ہے ان کے پاس بیٹھے ہیں، سالہا سال تک ان کے دیوار بہ دیوار رہے ہیں ان کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں ان کے ساتھ ایک ہی دسترخوان پر کھانا کھایا ہے ہم جانتے ہیں کہ یہ باتیں سراسر غلط اور افترا ہیں ان کا ہم پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا ہے اگر ہم سمجھتے ہیں کہ ہم غلطی پر ہیں تو اس غلطی سے ہم کو نکالنے کا صرف یہی ایک ذریعہ ہے کہ احمدیت کے اصولوں کو غلط ثابت کر دو۔ لیکن یہ لوگ اصولی بحث پر نہیں آتے

گالیوں اور غلط بیانیوں پر ہی سارا زور ہے جس کی وجہ سے ہم کو روز بروز اس بات کا زیادہ یقین ہوتا جاتا ہے کہ ان لوگوں کے پاس صداقت نہیں اور انہوں نے محض اپنی اغراض کے حصول کے لئے یہ طوفان برپا کیا ہوا ہے۔

حق پرستوں کے لئے قرآنی ہدایت

اس کے بعد میں ایک نہایت ضروری بات کہنا چاہتا ہوں خطبہ کے شروع میں میں نے جو آیات پڑھی ہیں۔ اس میں مخالفین کے انجام کے ساتھ حق پرستوں کے لئے ایک ہدایت بھی موجود ہے یعنی کلا لا تطعہ واسجد واقترب (نہیں اس کی بات نہ مان اور سجدہ کر اور قریب ہو جا) اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم دشمنوں کی گالیوں اور مخالفتوں سے بے پرواہ ہو کر اللہ کے آگے سجدے میں گر جائیں اور اس طرح اس کے قریب ہو جائیں

خدا کے آگے گرنے کا پورا لطف

اصل میں انسان کو خدا کے آگے گرنے کا پورا لطف بھی اسی وقت آتا ہے۔ جبکہ چاروں طرف مایوسی ہی مایوسی ہو اور مشکلات کا کوئی حل نظر نہ آئے۔ اس وقت اس کو جو روشنی خدا کے آگے گرنے سے ملتی ہے وہ اس طرح کی ہوتی ہے۔ کہ گویا خدا کو انسان اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے۔

ہمارے لئے واحد چارہ کار

ہمارے لئے یہی ایک چارہ ہے کہ خدا کے آگے گر جائیں۔ سجدے کریں اور رو رو کر دعا کریں۔

تنہائی کے سجدے اور آنسو

پانچ وقت کی نمازوں میں تو سجدے کئے ہی جاتے ہیں، ایک سجدہ تنہائی کا ہوتا ہے جبکہ بندہ کو خدا کے سوا اور کوئی نہیں دیکھ رہا ہوتا۔ اور جس کی حضرت نبی کریم صلعم نے بھی تاکید فرمائی ہے۔ یعنی نماز تہجد۔

تہجد خواں احباب سے درخواست

اس وقت میں ان لوگوں میں سے جو جماعت کے اندر شامل اور تہجد کے عادی ہیں کم از کم چالیس دوست چاہتا ہوں (زیادہ ہو جائیں تو بہت اچھی بات ہے) جو رات کے وقت جبکہ تمام دنیا پر تاریکی چھائی ہوتی ہے اور ساری کائنات خاموش ہوتی ہے مسلسل دعائیں کرنے کے لئے تیار رہوں۔ یہ ایک قسم کی امداد ہے جس کی درخواست میں اپنے دوستوں سے کرتا ہوں۔ ایک اجتماع یہ ہوتا ہے کہ کچھ آدمی ایک جگہ اکٹھے ہو جائیں لیکن اگر کچھ افراد ایک ہی کام ایک ہی وقت میں کریں تو یہ بھی اجتماع ہی کہلاتا ہے۔ خواہ وہ ایک دوسرے سے پانچ سو میل یا اس سے بھی زیادہ فاصلہ پر ہو۔ ہمارا اجتماع بھی اسی قسم کا ہوگا اس غرض کے لئے صبح صادق سے ایک گھنٹہ پیشتر کا وقت موزوں ہوگا جو احباب اس کار خیر میں حصہ لینا چاہتے ہوں وہ مجھے جلد اطلاع دیں مقامی دوست آج ہی یا ایک دو دن کے اندر مطلع کر دیں۔

تہجد کے وقت کیا دعائیں کی جائیں

جو دوست اس کام میں میرا ساتھ دینا پسند کریں وہ تہجد میں خاص طور پر دعا کریں کہ

(۱) اے اللہ تو دیکھتا ہے کہ ہم جو کام کر رہے ہیں۔ تیرے دین کے لئے اور تیرے اور تیرے رسول کا نام بلند کرنے کے لئے کر رہے ہیں اس میں ہماری کوئی دنیوی غرض نہیں تو ہمیں اس کام کو انجام دینے کی توفیق اور اس کے لئے سامان عطا فرما۔

(۲) اس کام میں جو لوگ ہماری مخالفت کر رہے ہیں ان کو ہدایت اور سمجھ دے۔ دراصل یہ لوگ لاعلمی کی وجہ سے ایسا کر رہے ہیں جس وقت ان پر حقیقت ظاہر ہو گئی۔ اس کے بعد

آریہ سماج دہلی کے جلسہ سالانہ پر دیانندی اخلاق کا افسوسناک مظاہرہ

آریہ پنڈت ویاس دیو کا قرآن مجید پر گستاخانہ حملہ!

پنڈت رامچندر دہلوی کا کذب صریح

(از جناب شیخ عبدالحق صاحب سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی)

آریہ سماج سے مناظرہ

آریہ سماج دہلی نے اپنے سالانہ جلسہ کے موقع پر مسلمانوں کو کھلا چیلنج دیا۔ کہ وہ ان کے ساتھ اسلام کی صداقت کے متعلق مباحثہ کریں چنانچہ انہوں نے اس کھلے چیلنج کے ساتھ ساتھ جملہ اسلامی انجمنوں کو بغرض منظوری چیلنج دعوتی خطوط بھی روانہ کئے۔ مسلمانوں میں سے ہر دو جماعت احمدیہ لاہور و قادیان نے ان کا کھلا چیلنج منظور کر لیا۔ اور مورخہ ۳۱ جنوری سے ۱۷ فروری تک پریڈ گراؤنڈ میں آریہ سماج سے مباحثے ہوتے رہے۔

اسلام کی عظیم الشان فتح

ان مباحثوں میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسلام کو عظیم الشان فتح حاصل ہوئی اور نام نہاد ویدک دھرم کو جن کے نمائندے آریہ سماجی تھے سخت شکست فاش نصیب ہوئی یہ ایک ایسی کھلی اور بدیہی حقیقت تھی کہ ہزارہا ہندو مسلم مجمع میں آریہ سماجی اس سے انکار نہ کر سکتے تھے۔

پنڈت رامچندر کی افسوسناک کذب بیانی

مگر بقول شخصے؎

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

اس شکست فاش پر پردہ ڈالنے اور نیز خفت، خجالت اور ندامت کو مٹانے کے لئے پنڈت رامچندر صاحب دہلوی نے مولانا مولوی عمرالدین اور خاکسار کے متعلق اخبار تیج مورخہ ۸ فروری ۱۹۳۵ء صفحہ ۴ پر نہ صرف افترا پردازی سے کام لیا ہے۔ بلکہ واقعات کے بیان کرنے میں بھی دروغ بے فروغ کو کام میں لانے سے دریغ نہ کیا۔

اصل حقیقت

حقیقت یہ ہے کہ آریہ سماج کے مناظرین نے جب اچھی طرح سے محسوس کر لیا کہ وہ اسلامی مناظرین کے مطالبات اور اعتراضات کا جواب نہ دے سکیں گے تو انہوں نے مباحثہ کا رخ بدلتے ہوئے قرآن مجید جیسی مقدس کتاب پر نہایت ہی دیدہ دہنی، بدتہذیبی اور بے حیائی سے غلط الزامات لگانے شروع کر دیئے۔

پنڈت ویاس دیو کی اشتعال انگیز بدزبانی

چنانچہ پنڈت ویاس دیو نے نہایت ہی اشتعال انگیز طریق پر قرآن مجید کے متعلق یہ گستاخانہ الفاظ استعمال کئے۔ کہ وہ قرآن مجید کو دام مارگی کتابوں سے بھی ادنےٰ درجہ کی کتاب تسلیم کرتا ہے۔ اس اشتعال انگیزی پر مولانا مولوی عمرالدین صاحب نے حالات کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے مسلم پبلک سے اس بات کو منوالیا کہ اگر آریہ سماجی قرآن مجید کے متعلق ہتک آمیز الفاظ واپس لے لیں تو ان کو خلق محمدی پر عمل کرتے ہوئے دریدہ دہن پنڈت ویاس دیو کو معاف کر دینا چاہیئے مگر پنڈت ویاس دیو نے مسلمانوں کے جائز مطالبہ کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اگر مسلمان پر امن نہ رہتے اور پولیس بھی بر وقت پنڈال میں نہ پہنچ جاتی تو نہ معلوم آریہ سماجی پنڈت کی گستاخانہ حرکت اور کس قدر اندوہناک نتائج پیدا کر دیتی۔

انتباہ

میرے خیال میں آریہ سماجی پنڈتوں نے اسلام، بانی اسلام اور قرآن مجید کی ہتک کا بیڑہ اٹھالیا ہے جس سے ملک کے امن و امان کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ میں ہندوؤں کے سنجیدہ اور معقولیت پسند اصحاب اور قومی لیڈروں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اگر انہوں نے آریہ سماجی پنڈتوں یا اپدیشکوں کی اس مکروہ اسپرٹ کے خلاف بیزاری کا اظہار نہ کیا تو مجھے یقین ہے کہ بدقسمت ہندوستان میں مذہب کے نام پر نہایت ہی قبیح اور برے نتائج پیدا ہونگے اور پھر یہ ملک آئندہ ہر قسم کی دینی و دنیوی ترقی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محروم ہو جائیگا۔ میں آریہ سماجی لیڈروں کو بھی بر وقت دوستانہ طریق پر متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ آئندہ کے لئے ویاس دیو جیسے متعصب اور غیر ذمہ دار پنڈتوں کو اپنے پلیٹ فارم پر تقریر کرنے کی ہرگز ہرگز اجازت نہ دیا کریں۔ ورنہ اشتعال انگیزی سے جس قدر خطرناک نتائج برآمد ہونگے ان تمام کی ذمہ داری ان کے ہی سر ہوگی۔

تیج کا دروغ بے فروغ

اخبار تیج میں میرے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ میں نے قرآن مجید اور وید کے مقابلہ میں منوسمرتی کے شلوک پڑھنے شروع کر دیئے اور نیز شام وید کو میں نے ناپاک وید قرار دیا تھا۔ پنڈت رامچندر دہلوی سے مجھے یہ توقع نہ تھی۔ کہ وہ اس قسم کا دروغ بے فروغ بول کر اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کریں گے اس لئے اب میرے لئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ مناظرے میں جو کچھ بھی میں نے کہا تھا اس کا خلاصہ شائع کر دوں۔ تاکہ ناظرین اندازہ لگا سکیں کہ آریہ سماج کا مایہ ناز مناظر جھوٹ سے کس قدر انس رکھتا ہے میں نے اپنے مدمقابل پر یہ ظاہر کیا تھا کہ ہندوؤں میں سے وہ فرقے جو اپنے آپ کو ویدوں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ باوجود آریہ سماجی دعوے کے کہ ویدوں کو نازل ہوئے ایک ارب چھیانوے کروڑ اور کئی لاکھ سال ہو گئے۔ مگر پھر بھی سب کے سب ویدک دھرمی فرقے ذیل کے امور کا فیصلہ نہیں کر سکے۔

ا۔ وید ایک ہے بعد میں ویاس جی نے اس کے چار ٹکڑے کر دیئے۔ یا وید تین ہیں جیسے منو مہاراج تسلیم کرتے ہیں اور ان تین ویدوں میں سے شام وید کو منو مہاراج ناپاک وید مان رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو منوسمرتی ادھیائے ۴ شلوک نمبر ۱۲۴۔ یا وید کی تعداد چار ہیں۔ جیسے آریہ سماجی مان رہے ہیں۔ یا پھر ویدوں کی تعداد گیارہ سو اکتیس ہے جن میں سے گیارہ سو ستائیس کے گم ہونے کا سناتنی پنڈتوں کا عقیدہ ہے۔

ب۔ وید مقدس برہما جی مہاراج پر نازل ہوئے۔ جیسے سناتن دھرمی بھائیوں کا عقیدہ ہے یا چار رشیوں پر جیسے آریہ سماج کا اعتقاد ہے یا یہی وید چار سو چودہ رشیوں کا کلام ہے۔ جیسا کہ سوامی دویکانند جی مہاراج کی تحریرات سے مترشح ہو رہا ہے۔

ج۔ وید تبت میں نازل ہوئے جیسا کہ آریہ سماج پرچار کرتا ہے۔ یا ہندوستان میں جس طریقہ پر سناتن دھرم مان رہا ہے۔ یا نار لنڈ، یا قطب میں جیسا کہ مہاتما تلک مہاراج نے اپنی کتاب میں تحریر فرمایا ہے

د۔ وید کب نازل ہوئے۔ آریہ سماجی کوئی تاریخ پیش کرتے ہیں۔ تو سناتن دھرمی بھائی بالکل اس دعوے کو جھٹلاتے ہیں اور یورپین شارحین وید تو اس کتاب کو آٹھ صد قبل مسیح کی بتلاتے ہیں۔

مذکورہ اختلاف و تضاد کو پیش کرتے ہوئے میں نے یہ سوال کیا تھا، کہ جس کتاب کے متعلق اس کے ماننے والے اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکے۔ کہ وہ کب نازل ہوئی، کہاں نازل ہوئی، کس پر نازل ہوئی۔ اور کہ اس کی تعداد کس قدر ہے۔ ذیل کی باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ:۔

(۱) ویدوں کا آج تک بقول سوامی دیانند جی صحیح ترجمہ نہیں ہو سکا۔ اور سوامی جی مہاراج بھی ڈیڑھ وید کا ترجمہ کر کے انتقال کر گئے اور ابھی تک ڈھائی ویدوں کے تو ترجمہ کے لئے باقی ہیں۔

(۲) وید مقدس کا دائرہ اثر ہندوستان کی چار دیواری سے باہر نہ جا سکا۔

(۳) ویدوں کی روئے زمین پر غالباً اس قدر بھی تعداد نہ ہوگی جتنی کہ دہلی کے ایک مسلم محلہ سے قرآن مجید نکل آئیں۔

(۴) وید مقدس جس زبان میں نازل ہوا۔ آج کل وہ زبان دنیا کی مردہ زبانوں میں سمجھی جاتی ہے۔

(۵) وید مقدس کا دنیا میں ایک بھی حافظ موجود نہیں۔

تو پھر کس حیثیت سے آریہ سماج ویدوں کو فرقان حمید کے مقابلہ میں پیش کرنا چاہتا ہے جس کا جواب آریہ مناظر سے کچھ بھی نہ بن سکا (اور میرا دعویٰ ہے کہ دنیا میں کوئی آریہ مذکورہ باتوں کا جواب نہیں دے سکتا) اور گالیوں پر اتر آئے۔ مذکورہ بالا سوال سے یہ صاف ثابت ہو رہا ہے

الف۔ مباحثہ میں خاکسار نے منوسمرتی کو بطور اصل ہرگز ہرگز پیش نہیں کیا۔ بلکہ اپنے سوال کی تائید میں منوسمرتی ہنیارتھ پرکاش رگ وید، آدھی بھاس بھومکا وغیرہ وغیرہ کتب کو پیش کیا تھا۔ جس کا جواب پنڈت ویاس دیو نے گالیوں سے دیا جس کا تذکرہ اوپر موجود ہے۔

ب۔ میں نے شام وید کو ہرگز ہرگز ناپاک وید نہیں کہا۔ بلکہ منوسمرتی کے حوالہ کی بنا پر ویدک دھرمیوں کے اعتقاد جو وہ وید کے متعلق رکھتے ہیں، ظاہر کیا تھا جس کا جواب پنڈت ویاس دیو نے یوں دیا تھا۔ کہ وہ منوسمرتی کو نہیں جانتے۔ جس کے جواب الجواب میں خاکسار نے کہا تھا۔ کہ گو آپ منوسمرتی کو تسلیم نہ کریں۔ مگر بعض ویدک دھرمی ایسا ہی مان رہے ہیں۔

امید ہے کہ اس بیان سے اصل واقعات معلوم ہو جانے کے بعد پبلک میں میرے متعلق اور مولانا مولوی عمرالدین صاحب کے متعلق کسی قسم کی بدگمانی باقی نہ رہے گی۔

بالآخر مجھے یہ بھی عرض کر دینا چاہیئے۔ کہ بعض دوستوں نے مجھے ترکی بہ ترکی جواب دینے کے لئے بھی کہا تھا۔ مگر میں نے ان کی اس خواہش کو اس لئے پورا نہ کیا۔ کہ میرے نزدیک ایسا طرز عمل اسلام کے خلاف ہے۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ ایسے دوست میرے متعلق غلط پروپیگنڈا کر رہے ہیں جو تقوےٰ کے خلاف ہے۔

(خاکسار)
شیخ عبدالحق مناظر اسلام سیکرٹری احمدیہ انجمن
اشاعت اسلام دہلی

خط و کتابت
کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

ہندوستان بھر میں قوانین قرضہ کی بھرمار

پنجاب میں جب کبھی کوئی ایسا مسودہ قانون تیار کیا جاتا ہے جس سے مقروض کاشتکاروں کو فائدہ پہنچنے کی صورت پیدا ہوتی ہو تو یہاں کے شہری ہندو اپنے شور و غوغا سے سارے صوبے کو صحن قیامت بنا دیتے ہیں اور ہر ذمہ دار اور غیر ذمہ دار ہندو لیڈر اور اخبار اس مسئلہ کو "ہندو مسلم سوال" بنا لیتا ہے حالانکہ زمینداروں میں ہندو مسلم سکھ سبھی شامل ہیں اور اس قسم کے قوانین سے ہرگز کسی ایک قوم کو فائدہ پہنچانا مقصود نہیں ہوتا۔

علاوہ بریں کاشتکاروں اور زمینداروں کے عذرسے بڑھتے ہوئے قرضے کی مصیبت صرف پنجاب ہی تک محدود نہیں بلکہ سارا ہندوستان اس مصیبت میں مبتلا ہے اور ان صوبوں کے زمینداروں کی حالت بھی بے حد خراب ہے جن میں ساہوکار بھی ہندو اور کاشتکار بھی ہندو ہیں اگر پنجاب میں ساہوکارہ بل کا پیش ہو کر پاس ہو جانا مسلمانوں کی "مکارستانی" ہے تو ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ ہندو اکثریت والے صوبوں میں اس قسم کے جو قوانین تیار کئے جا رہے ہیں وہ کس کی "مکارستانی" کا نتیجہ ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان بھر کے زمیندار ایک ہی مصیبت میں گرفتار اور ایک ہی کشتی میں سوار ہیں، ساہوکار اور مہاجن ہندو اور غیر ہندو زمینداروں کا خون بلا امتیاز چوس رہے ہیں اور ہر جگہ اس امر کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ اس قابوچی فرقے کی حرص و آز کا دامن وسیع نہ ہونے دیا جائے۔

آج کل ہندوستان کے مختلف صوبوں میں جو مسودات قانون پیش ہو رہے ہیں، یا پاس ہو کر وائسرائے کی منظوری کے منتظر ہیں ان کی تفصیل درج ذیل کی جاتی ہے۔

(۱) پنجاب کا ساہوکارہ بل (۲) مدراس کا ساہوکارہ بل۔ (۳) مدراس کا مسودہ قانون مفاہمت قرضہ (۴) بمبئی کا ساہوکارہ بل (۵) حفاظت مزارعین بنگال کا بل (۶) صوبجات متحدہ میں تخفیف شرح سود کا بل (۷) صوبجات متحدہ میں مقروض جائداد والوں کی تعلقوں کا بل (۸) صوبجات متحدہ میں سودی قرضوں کا بل (۹) صوبجات متحدہ میں انضباط فروخت اراضی کا بل (۱۰) صوبجات متحدہ میں اجراء کے عارضی التواء کا بل (۱۱) صوبجات متوسط کا ساہوکارہ بل (۱۲) صوبجات متوسط میں سودی قرضوں کا بل (۱۳) صوبجات متوسط میں تخفیف شرح سود کا بل (۱۴) صوبجات متوسط میں امداد مقروضین کا بل (۱۵) صوبہ سرحد میں سودی قرضوں کا بل۔

کیا ان مسودات قانون کا نام سننے کے بعد بھی پنجاب کے ساہوکار اور ان کے کونسلی حامی اس حقیقت کو تسلیم نہ کریں گے کہ ناقابل برداشت قرضوں اور ظالمانہ شرح سود کی مصیبت سارے ہندوستان میں یکساں ہے اور وقت آگیا ہے کہ ساہوکار اپنے پرانے طور طریقوں کو بدلیں اور مہذب ممالک کے بینکروں کی طرح منصفانہ اصول پر روپے کا کاروبار شروع کریں۔

خبریں

ہندوستان

—— لاہور ۱۵ ارفروری۔ کل شام یونیورسٹی ہال میں محترمہ خالدہ ادیب خانم نے ترکی جنگ عظیم کے بعد کے موضوع پر انگریزی میں ایک پر از معلومات لیکچر دیا جسٹس آغا حیدر صدر تھے۔

—— اس ہفتہ ڈاکٹر ٹیگور پنجاب سٹوڈنٹس کانفرنس کی صدارت کے سلسلہ میں لاہور تشریف لائے، ۷ ارفروری کی شام کو ان کے اعزاز میں ایک عظیم الشان مشاعرہ منعقد ہوا جس میں موصوف نے بھی اپنی انگریزی اور بنگالی نظمیں سنائیں مسز سروجنی نیڈو اور اردو و ہندی کے متعدد شعراء نے بھی اپنا کلام سنایا۔

—— دہلی، ۷ ارفروری سیٹھ حاجی عبداللہ ہارون ممبر اسمبلی و سیکرٹری مسلم کانفرنس نے اپنے ایک اخباری بیان میں کانگریس کو فرقہ وارانہ اعلان کے قبول کر لینے کا مشورہ دیا ہے۔

—— دہلی میں اسمبلی اور کونسل آف سٹیٹ کے اجلاس شروع ہیں

—— نئی دہلی، ۷ ارفروری۔ کل مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس ۲۰، ۲۱ ر اپریل کو لاہور میں منعقد کیا جائے جس کے صدر مسٹر جناح ہوں کونسل کے اس اجلاس میں بعض نہایت اہم معاملات پیش ہوئے اس لئے مسٹر جناح نے تمام ارکان سے حلف رازداری لیا۔

—— ملتان ۱۶ ارفروری۔ کل یہاں سر گوکل چند نارنگ نے گیتا کانفرنس کا افتتاح کیا۔

—— سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ یکم جنوری ۱۹۳۵ء سے رنگون میں ایرانی قنصل جنرل کی آسامی منسوخ کر دی گئی ہے

—— سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے اپنے مقدمہ کے انتقال کے متعلق ہائیکورٹ میں درخواست کی تھی جو نامنظور ہوئی

—— پشاور ۱۶ ارفروری۔ کل یہاں محترمہ خالدہ ادیب خانم تشریف لائیں ریلوے اسٹیشن پر معززین کے کثیر مجمع نے ان کا استقبال کیا۔

—— لاہور ۱۶ ارفروری۔ حکومت پنجاب نے ایک اردو رسالہ موسومہ مرزائے قادیانی کا نکاح آسمانی مطبوعہ امرتسر اور اس کے متعلق تمام دستاویزات بحق ملک معظم ضبط کر لی ہیں۔

—— اسی رسالہ کے سلسلہ میں مورخہ ۱۳ ارفروری کو رات کے ۹ بجے کے قریب پولیس نے دفتر مجلس احرار اسلام قادیان کی تلاشی لی

—— رنگون ۱۶ ارفروری۔ برہما کونسل نے صدر کے خلاف قرارداد مذمت پاس کی لیکن اس کے باوجود وہ مستعفی نہیں ہوا کل مخالف جماعتوں نے فیصلہ کیا ہے کہ جب تک صدر کونسل قرار داد مذمت کے مطابق استعفیٰ نہیں دیتا اس وقت تک کونسل کا بائیکاٹ جاری رکھا جائے اور وفد گورنر سے ملاقات کر کے مطالبہ کریں کہ وہ صدر کو علیحدہ کر دیں اگر گورنر اس مطالبہ کو منظور نہ کرے تو کونسل کے تمام ممبر اور وزراء مستعفی ہو جائیں۔

—— پشاور ۱۶ ارفروری۔ گورنر صوبہ سرحد یکم مارچ کو وکٹوریہ میموریل ہال میں ایک دربار منعقد کر کے اسناد تقسیم کریں گے۔

—— حکومت بہار و اڑیسہ کی طرف سے ایک رپورٹ شائع کی گئی ہے جس میں بہار کے زلزلہ زدہ علاقہ کے متعلق تمام معلومات درج ہیں۔

—— ڈاکٹر ضیاء الدین احمد نے اسمبلی میں پیش کرنے کیلئے ایک بل کا نوٹس دیا ہے کہ ہندوستان کی ساحلی جہاز رانی کو ہندوستانی جہازوں کیلئے وقف کر دیا جائے

ممالک خارجہ

—— بغداد ۱۵ ارفروری۔ امیر علی سابق شاہ حجاز جو امیر فیصل مرحوم کے بھائی تھے۔ فوت ہو گئے۔ انا للہ

—— امریکہ کے صدر روز ویلٹ نے یکم اپریل سے تمام سرکاری ملازموں کی تنخواہوں میں تخفیف کو بحال کرنا منظور کر لیا ہے

—— لندن ۱۵ ارفروری۔ کل دارالعوام میں سر جان سائمن وزیر خارجہ نے اطالیہ اور ایبی سینیا کی صورت حال کے متعلق ایک تشفی بخش بیان دیا ہے جس سے ان دونوں ممالک کے درمیان جنگ چھڑنے کا خدشہ رفع ہو گیا ہے۔

—— اخبارات کی اس خبر کی سرکاری طور پر تردید ہو گئی ہے کہ اٹلی نے ایبی سینیا کو الٹی میٹم دیدیا ہے۔

—— اندازہ کیا گیا ہے کہ دنیا میں سب سے بڑا ڈاکخانہ لندن کا ہے جس میں ہر ہفتہ، ۸ ملین (ملین دس لاکھ کا ہوتا ہے) چٹھیاں سارٹنگ آفس سے گذرتی ہیں

—— لندن ۱۶ ارفروری۔ آج دارالعوام میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ برطانوی فوج چھوٹے چھوٹے دستوں میں ۱۹ ر ۲۶ ر اور ۲۷ ر فروری کو سار سے روانہ ہو جائیگی۔ نیز حکومت فرانس کا اس بات کا شکریہ ادا کیا گیا کہ اس نے برطانوی دستوں کو فرانس سے گذرنے میں نہایت سہولتیں مہیا کی ہیں۔

—— نیویارک ۱۵ ارفروری۔ کرنل لنڈبرگ کے شیر خوار بچے کے اغوا اور قتل کے سلسلے میں ایک شخص ہاپٹ مین کے خلاف جو مقدمہ چل رہا تھا کل جیوری نے اس کا فیصلہ سنا دیا۔ ہاپٹ مین کو اغوا اور قتل کے جرم کا مجرم قرار دیکر موت کی سزا دی ہے۔ قاتل کو ۱۸ ر مارچ کو بجلی کے ذریعے ہلاک کیا جائیگا۔ اس فیصلہ کے خلاف عدالت عالیہ میں اپیل کی جائیگی۔

—— بعد کی اطلاع ہے کہ ملزم کے وکیل نے مرافعہ دائر کر دیا ہے اور درخواست دی ہے کہ ملزم کو فی الحال سزا نہ دی جائے۔ ہاپٹ مین نے جیل کی کوٹھڑی میں رات روتے ہوئے گذاری اور اپنی معصومیت کا اظہار کرتا رہا۔

—— کولمبو ۱۶ ارفروری۔ جرمنی سے خارج شدہ بعض یہودی سیلون میں ملازمت کی تلاش کر رہے ہیں۔

—— انگلستان کے بعض سیاسی حلقوں میں افواہیں اڑ رہی ہیں کہ توقع ہے کہ مسٹر میکڈانلڈ وزیر اعظم برطانیہ عنقریب مستعفی ہو جائیں گے۔ قدامت پسند جماعت حکومت پر قبضہ کرنے کی کوشش کریگی اور اس کی کامیابی کی بابت کچھ توقع ہے اگر ایسا ہوا تو امید ہے مسٹر بالڈون یا لائڈ جارج انگلستان کے آئندہ وزیر اعظم ہونگے۔

—— لندن ۱۵ ارفروری۔ ہندوستان کے مجوزہ آئین کے متعلق قرطاس ہدایات شائع ہو گیا ہے اس قرطاس میں اس امر کی توضیح کر دی گئی ہے کہ یہ قرطاس صرف اس حالت میں قابل اطلاق ہوگا جس حالت میں انڈیا بل کا نفاذ عمل میں آئے گا۔

—— جنیوا ۱۶ ارفروری۔ تخفیف اسلحہ کانفرنس میں روسی نمائندہ نے امریکہ کی تجاویز کی حمایت کی ہے روس کا خیال ہے کہ اگر دوسری حکومتیں امریکہ کی تجاویز منظور کر لیں تو روس بھی معمولی تغیر و تبدیل کے ساتھ ان تجاویز کو منظور کر لے گا۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی

(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۳ | لاہور۔ یوم شنبہ مطبوعہ ۱۸ ذیقعد ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۳ فروری ۱۹۳۵ء | نمبر ۱۳

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ

تہجد خواں بزرگوں سے درخواست

آج کل ہماری جماعت کی شدید مخالفت ہو رہی ہے چاروں طرف سے ہم پر خطرناک حملے ہو رہے ہیں۔ ہمارا قصور صرف یہ ہے کہ ہم تن من دھن سے تبلیغ اسلام کی کوشش کر رہے ہیں اور دنیا کے سامنے اسلام کی اصل تعلیمات اور حضرت مجدد زماں مرزا غلام احمد صاحب کے صحیح خیالات پیش کرتے ہیں۔ ایسے حالات میں حق پرستوں کے لئے سب سے زیادہ مؤثر چارہ کار یہی ہے کہ وہ عاجزانہ خدا کے حضور گر جائیں اور رو رو کر اس کی نصرت اور فضل کو مانگیں ان عاجزانہ سجدوں کی بہترین شکل نماز تہجد ہے اسی غرض سے ۸ فروری کے خطبہ جمعہ میں جو کہ ۱۹ ماہ حال کے پرچہ میں شائع ہوا ہے۔

حضرت امیر نے اپیل کی ہے۔ کہ:

"میں ان لوگوں میں سے جو جماعت کے اندر شامل اور تہجد کے عادی ہیں کم از کم چالیس دوست چاہتا ہوں (زیادہ ہو جائیں تو بہت اچھی بات ہے) جو رات کے وقت جبکہ دنیا پر تاریکی چھائی ہوتی ہے اور ساری کائنات خاموش ہوتی ہے مسلسل دعائیں کرنے کے لئے تیار رہیں۔ یہ ایک قسم کی امداد ہے جس کی درخواست میں اپنے دوستوں سے کرتا ہوں۔ . . . . جو احباب اس کار خیر میں حصہ لینا چاہتے ہوں وہ مجھے اطلاع دیں۔ اخبار میں یہ خطبہ شائع ہونے پر بیرونی جماعتوں کے خطیب صاحبان اس کو احباب تک پہنچانے کی کوشش کریں"۔

حضرت امیر قوم ایدہ اللہ کے اس ارشاد

پر تہجد خواں بزرگ، اور خطیب صاحبان جلد توجہ کریں کچھ نام آ چکے ہیں۔ کچھ ابھی اور درکار ہیں اس کے متعلق براہ راست حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں خطوط بھیجے جائیں۔"

فضل کا پروگرام

جس کی تقلید ہر ایک فرد جماعت کو کرنی چاہیئے

جناب چودھری فضل داد صاحب کلرک لائلپوری ہماری جماعت کے ایک مخلص صالح اور پرجوش نوجوان ہیں آپ ہر سال کے شروع میں اپنے لئے خدمت دین کا ایک پروگرام بنا لیتے ہیں اور سارا سال پوری پابندی اور استقلال سے اس پر عمل کرتے ہیں امسال آپ نے اپنے خاندان اور اپنی ذات کے لئے مندرجہ ذیل پروگرام تجویز کیا ہے:۔

۱۔ آٹا گوندھتے وقت ایک مٹھی بھر آٹا بچت فنڈ کیلئے علیحدہ برتن میں رکھ لیا جائے۔

۲۔ جب کوئی ایسا فقیر یا بھک منگا دروازہ پر آئے جو محنت مزدوری کر کے روزی کمانے کے قابل ہو تو آٹا اس کو دینے کی بجائے اتنا ہی آٹا بچت فنڈ کے برتن میں ڈالدیا جائے

۳۔ ہر ہفتہ جمعرات کے روز اپنے اخراجات خورد و نوش میں کمی کر کے بچت کی جائے۔

چودھری صاحب موصوف نے خاص اپنی ذات کیلئے مندرجہ ذیل پروگرام بنایا ہے

۱۔ ہر ماہ میں ایک دن گداگری کر کے انجمن کیلئے چندہ جمع کرونگا۔

۲۔ فصل کے موقعہ پر اپنے علاقہ کے موضعات میں چکر لگا کر چندہ فراہم کرنے کی کوشش کرونگا۔

۳۔ اخبارات سلسلہ کیلئے کم از کم چار نئے خریدار پیدا کرونگا۔

۴۔ توسیع جماعت کیلئے ہر ممکن کوشش کرونگا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ چودھری صاحب موصوف اور ان کے خاندان کو اس مبارک پروگرام پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے اور اس میں کامیابی عطا فرمائے اس پروگرام کی تجویزیں دیکھنے میں بالکل معمولی معلوم ہوتی ہیں لیکن یاد رہے کہ مٹھی مٹھی بھر آٹے سے بڑے بڑے انبار اور چند پیسوں سے خطیر رقمیں بن جاتی ہیں اگر جماعت کا ہر ایک فرد اور ہر ایک خاندان اپنے اپنے حالات و مذاق کے مطابق خدمت دین کے لئے کوئی ایسا سہل پروگرام بنا لے اور اس پر پوری پابندی اور استقلال سے عمل کرے تو جماعت کو بہت بڑی تقویت پہنچ سکتی ہے اور یہ ہماری خادم اسلام قوم پر اللہ تعالیٰ کے فضل کے نئے دروازے کھل سکتے ہیں۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں

—— مندرجہ ذیل حضرات نے احمدیہ ہوسٹل کے لئے مستقل طور پر ایک روپیہ ماہوار دینے کا وعدہ فرمایا ہے اب صرف ۱۲۔ احباب کی کمی ہے

(۱) جناب میر حسن صاحب میسور (۲) سید عبد المجید صاحب جج ہائیکورٹ حیدر آباد دکن (۳) جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب امام مسجد برلن۔ (۴) شیخ خدا بخش صاحب ریٹائرڈ ای۔ اے سی پشاور (۵) شیخ الٰہی بخش صاحب (۶) شیخ ایزد بخش صاحب ایڈیٹر لائٹ لاہور

—— قادیانی دجل کے متعلق ایک اور پوسٹر بھی تیار ہو رہا ہے اور خیال ہے اس اخبار کے تیار ہونے تک سپرد ڈاک ہو چکا ہوگا جن احباب اور جماعتوں کو نسلے منگوا لیں۔

—— منیجر صاحب پیغام صلح اطلاع دیتے ہیں کہ مبلغین و محصلین صاحبان کو اخبار کے چندہ کی جو فہرستیں ارسال کی جاتی ہیں ان میں خریدار صاحبان کا نمبر خریداری لازمی طور پر درج کر دیا جاتا ہے اس لئے وہ بھی ان کا چندہ ارسال کرتے وقت اس نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں ورنہ حساب میں غلطی کا امکان ہوتا ہے۔

—— جماعت کے بعض احباب پیغام صلح کے خریدار نہیں ہیں ان کو دفتر کی طرف سے تحریک کی جا رہی ہے۔ مہربانی فرما کر وہ اپنے قومی اخبار کی خریداری ضرور قبول فرما لیں۔

—— ہمارے نوجوان دوست جناب فرخ سیف اللہ صاحب زبیدہ کی اہلیہ محترمہ بیمار ہیں۔

—— عبد الشکور صاحب محصل انجمن کے والد محترم علیل ہیں۔

—— منشی عبد اللطیف صاحب محرر دفتر محاسب کی اہلیہ محترمہ کئی روز سے علیل ہیں جس کی وجہ سے منشی صاحب کو بہت تشویش ہے۔

ان سب بیماروں کے لئے درد دل سے دعائے صحت کیجائے

—— جناب عبد الکریم صاحب احمدی راہو ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر بعض مشکلات میں مبتلا ہیں اور احباب سے طالب دعا ہیں۔

—— منیجر صاحب دار الکتب اسلامیہ اطلاع دیتے ہیں کہ انوار القرآن کی قیمت دو روپے اور محصولڈاک دس آنے ہے جو احباب یہ قیمت ارسال ...

قادیانی عقیدۂ نبوت کب بنایا گیا؟

"قادیان کے وہ بزرگ جنہوں نے آج ختم نبوت کے بعد ایک نئی نبوت کے عقیدہ سے اسلام میں ایک فتنۂ عظیم پیدا کیا ہے اور احمدیت کو بدنام کیا ہے۔

سنہ ۱۹۱۱ء تک

یعنی حضرت مرزا صاحب کی حیات میں اور آپ کی وفات کے بعد تین برس تک کیا عقائد رکھتے تھے؟

خلیفہ قادیان جناب مرزا محمود احمد صاحب کا سابقہ عقیدہ

"اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین کے مرتبہ پر قائم کرکے آپ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا" (الحکم ۱۱۔ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء)

"آنحضرت صلعم کے دعوے کے بعد تیرہ سو برس گذر گئے ہیں کہ کسی نے آج تک نبوت کا دعوے کرکے کامیابی حاصل نہیں کی" (تشحیذ الاذہان اپریل سنہ ۱۹۱۰ء)

"اس سے بڑھ کر کیا نشان ہو سکتا ہے کہ آپ کے دعوے کے بعد کوئی شخص جو مدعی نبوت ہوا ہو کامیاب نہیں ہوا" (تشحیذ الاذہان اپریل سنہ ۱۹۱۰ء)

"ہم نے آپ کو خاتم النبیین بنایا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور کوئی جھوٹا آدمی بھی ایسا دعویٰ نہ کرے گا کہ ہم اس کو ہلاک نہ کر دیں۔ چنانچہ یہ ایک تاریخی پیشگوئی ہے کہ اس کا رد کسی سے ممکن نہیں" (تشحیذ الاذہان اپریل سنہ ۱۹۱۰ء)

(افسوس کہ اب خود ہی رد کر رہے ہیں)

خلیفہ قادیان کے موجودہ مریدوں کے سابقہ عقائد

۱۔ سید سرور شاہ صاحب استاد خلیفہ صاحب — "لفظ نبی کے معنے ..... اول اپنے خدا سے اخبار غیب پانیوالا دوم عالی رتبہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ بکثرت شرف مکالمہ سے سرفراز کرے اور غیب کی خبروں پر مطلع کرے اس رنگ میں میرے نزدیک تمام مجددین سابق مختلف مدارج کے انبیاء گذرے ہیں" (بدر ۱۶۔ فروری سنہ ۱۹۱۱ء)

۲۔ مفتی محمد صادق صاحب سابق فارن سکرٹری۔ موجودہ پرائیویٹ سکرٹری خلیفہ قادیان — "ہمارا عقیدہ اس معاملہ میں دیگر مسلمانوں کی طرح ہے۔ کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی آنیوالا نہیں۔ نہ نیا اور نہ پرانا" (بدر جلد ۹ نمبر ۱۵ و ۵۲) اس امت میں ایسے آدمی ہوتے رہے جن کو الہام الٰہی سے مشرف کیا گیا، اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔ چونکہ حضرت مرزا صاحب بھی الہام الٰہی سے مشرف ہوتے رہے ..... اس واسطے مرزا صاحب ایک پیشگوئی کرنیوالے تھے اور اس کو عربی لغت میں نبی کہتے ہیں" (بدر جلد ۹ نمبر ۱۵ و ۵۲)

۳۔ میر محمد سعید صاحب سابق امیر حیدرآباد دکن — حضرت مرزا صاحب نے صرف محدث ہونیکا دعویٰ کیا ہے نہ نبی حقیقی ہونیکا جو خاتم النبیین کے منافی اور لا نبی بعدی کے خلاف ہے" (انوار اللہ صفحہ ۲۶۹۔ مطبوعہ سنہ ۱۹۰۴ء)

۴۔ مولوی غلام نبی — "وہابی کہتا ہے کہ تمہارا امام نبوت کا دعویٰ کرتا ہے .... احمدی کہتا ہے کہ یہ ظن فاسد ہے" (ہدیۃ السعدیہ مطبوعہ سنہ ۱۹۰۵ء)

"ہمارے نبی محمد صلعم خاتم الانبیاء ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ عرب سے نہ یہود سے نہ عجم سے نہ نیا نہ پرانا ورنہ بابیوں کا مذہب سچا قرار پائے گا" (ہدیۃ السعدیہ)

۵۔ میر قاسم علی (ایڈیٹر فاروق) نے اپنی کتاب مطبوعہ سنہ ۱۹۱۱ء میں ذیل کی عبارتیں حضرت مرزا صاحب کی نقل کی ہیں۔ — "ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب و کافر جانتا ہوں" (دین الحق صفحہ ۲۸۔ مطبوعہ سنہ ۱۹۱۱ء)

"جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اسے بیدین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں" (دین الحق صفحہ ۲۹ مطبوعہ سنہ ۱۹۱۱ء)

"ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کیلئے کوئی نبی نہیں آئیگا نیا ہو یا پرانا.... ہاں محدث آئیں گے" (دین الحق صہ ۱۳۱ مطبوعہ سنہ ۱۹۱۱ء)

پھر یہ دجل اور فریبکاری نہیں تو اور کیا ہے

کہ سنہ ۱۹۱۱ء تک خود فریق قادیان مع اپنے پیشوا خلیفہ کے حضرت مرزا صاحب کی نبوت کا کھلا منکر ہو اور الٹا الزام فریق لاہور پر دے جو حضرت مرزا صاحب کو صرف مجدد مانتا ہے کہ جس مانہ میں قادیانی حضرات مرزا صاحب کی نبوت کے منکر تھے فریق لاہور نبوت کا قائل تھا۔ مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہوئے حضرت مرزا صاحب نے بھی لفظ نبی استعمال کیا اور یہی لفظ فریق لاہور کی کسی تحریر میں بھی استعمال ہوا۔ مگر یہ استعمال بطور مجاز و استعارہ و لغوی معنے میں ہوا اور فریق لاہور کے استعمال کی فریق قادیان نے تشریح کر دی جس سے انکی اپنی فریبکاری کا پردہ اٹھ گیا۔ اور یہی وہی تشریح ہے جو حضرت مرزا صاحب خود کرتے ہیں۔

سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے

"محدثیت کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے تو کیا اس سے دعویٰ نبوت لازم آگیا" (ازالہ اوہام مطبوعہ سنہ ۱۸۹۱ء)

"مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے" (سراج منیر مطبوعہ سنہ ۱۸۹۷ء)

سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد

"اللہ تعالیٰ کے اپنے اولیاء کے ساتھ مکالمات مخاطبات ہوتے ہیں اور انہیں نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے۔ لیکن وہ درحقیقت نبی نہیں ہوتے" (ترجمہ مواہب الرحمٰن مطبوعہ سنہ ۱۹۰۳ء)

"میرا نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجازی طور پر نبی رکھا گیا نہ حقیقی طور پر" (ترجمہ از حقیقۃ الوحی استفتاء صہ ۹۵ مطبوعہ سنہ ۱۹۰۷ء)

بالآخر ہم وہی اعلان کرتے ہیں جو حضرت مرزا صاحب نے کیا کہ ہمیں

"اپنے مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کیلئے اس لفظ کو دوسرے پیرایہ میں بیان کرنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اسکو (یعنی لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال فرمالیں" (مجموعہ اشتہارات جلد اول صہ ۹۷) ہم اپنے پیشوا کے اس معاہدہ پر قائم ہیں۔ فریق قادیان اس سے منحرف ہے۔

الملتمسین

۱۔ صدر الدین (بی اے بی ٹی) ۲۔ (خانصاحب ڈاکٹر) سید محمد حسین (ریٹائرڈ اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر) ۳۔ (خانصاحب) محمد منظور الٰہی۔ ۴۔ (ڈاکٹر) مرزا یعقوب بیگ (ایل۔ ایم۔ ایس) ۵۔ یعقوب خاں (بی اے بی ٹی۔ ایڈیٹر لائٹ) ۶۔ سید غلام مصطفٰے (ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور) ۷۔ محمد دین جان (بی۔ اے ایل ایل بی) ۸۔ (ڈاکٹر) سید طفیل حسین (اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر) ۹۔ عزیز بخش (بی اے۔ گورنمنٹ پنشنر) ۱۰۔ (ڈاکٹر) غلام محمد (ایم بی بی ایس) ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم شنبہ ۱۸ ذیقعد ۱۳۵۳ھ | نمبر ۱۳

احرار کا ناپاک لٹریچر

صرف ضبطی کافی نہیں شدید قانونی کارروائی کی ضرورت ہے

ملک کا وہ شرپسند اور اخلاق ناآشنا گروہ جو اپنے آپ کو مجلس احرار کے نام سے موسوم کرتا ہے آج کل محض چند پست ذاتی اغراض کی خاطر حق و صداقت اور انصاف و شرافت سے بالکل بے تعلق ہو کر احمدیت کی مجنونانہ مخالفت میں مصروف ہے اس سلسلہ میں ان سے ایسی ایسی سوقیانہ حرکتیں سرزد ہو رہی ہیں۔ جن پر انسانیت اور اسلامی اخلاق ماتم کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ انہوں نے گذشتہ دو تین سال کے عرصہ میں اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ ملک کے طول و عرض میں اس قدر گند بکھیرا ہے۔ جس کی بدبو اور تعفن سے طرح طرح کی اخلاقی وبائیں پھیل رہی ہیں۔

ہمیں یہ شکوہ نہیں کہ احراری ہماری مخالفت کیوں کرتے ہیں، یا ان کی طرف سے ہم پر اعتراضات کیوں کئے جا رہے ہیں۔ اگر شکایت ہے تو یہ ہے کہ ان نام نہاد احرار نے مخالفت کے جنون میں قانون و اخلاق کی تمام پابندیوں کو پوری دیدہ دلیری سے توڑ کر رکھ دیا ہے۔ تحریک احمدیت اور اس کے مقدس بانی کے خلاف ان کے ہاں ہر قسم کی بدزبانی، جھوٹ، بے انصافی اور بازاری پن جائز سمجھا جانے لگا ہے یہ شکایت صرف ہمیں ہی نہیں بلکہ ہر ایک شریف مسلمان اور ہر ایک سعید الفطرت انسان کو ہے، احراریوں نے مذہب کے نام پر جس قسم کی مکروہ بدزبانی اور بازاری پن اختیار کر رکھا ہے اس کی مثال بہت کم ملے گی۔ کاش یہ لوگ ہم پر نیک نیتی سے اعتراضات اور ہمارے جوابات پر ٹھنڈے دل سے غور کرتے یہ ایک مرتبہ نہیں۔ سو مرتبہ ہمارے مخالف ہو جاتے لیکن اپنا رویہ شریفانہ رکھتے ہم ان کی مخالفت کو اختلاف رائے پر مبنی سمجھ کر اس کی قدر کرتے۔ لیکن کیا کیا جائے۔ ان کی موجودہ تحریک سراسر خودغرضی، نفاق پسندی، بہتان طرازی اور اشتعال انگیزی اور بدزبانی کے عناصر سے ترکیب دی ہوئی ہے، نیک نیتی و اخلاص اور شرافت و اخلاق کا اس میں کوئی دخل نہیں ان لوگوں کے اخبارات، رسالے ٹریکٹ، کتابیں، ان کے بڑے بڑے لیڈروں کی تقریریں غرضیکہ ان کی ہر ایک چیز اور ہر ایک عمل اس بات پر شاہد ہے۔ یہ لوگ احمدیت کے خلاف دیگر ذرائع سے گند اچھالنے کے علاوہ چھوٹے چھوٹے نہایت ذلیل رسالے بھی نکال رہے ہیں جن میں جھوٹ اور بدزبانی کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ یہ ناپاک رسالے محض زر اندوزی، اشتعال انگیزی اور دل آزاری کی غرض سے ایک خاص سازش کے ماتحت مرتب، طبع اور تقسیم و فروخت کئے جاتے ہیں احراری تو اخلاقی پستی اور جنون کے ایسے مقام پر پہنچ چکے ہیں۔ کہ توقع نہیں کہ کسی معقول بات پر ٹھنڈے دل سے غور کر سکیں۔ البتہ ہم صحیح الخیال مسلمانوں اور ارباب حکومت کی خدمت میں چند باتیں عرض کرنا چاہتے ہیں:۔

ہر ایک سمجھدار مسلمان غور کرنے کے بعد اس بات کی تائید کرے گا۔ کہ یہ رسالے جو احمدیت کی تردید کے نام سے شائع کئے جاتے ہیں ہمسایہ اقوام کی نظروں میں مسلمانوں کو رسوا کرنے والے ہیں، ان کو لکھنے، چھپوانے اور تقسیم کرنے والے دنیا کے سامنے اپنے تئیں مسلمانوں کے مذہبی رہنماؤں کی حیثیت سے ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب اصل حقیقت سے ناآشنا غیر مسلم ان نام نہاد "علماء کرام" کو گند اچھالتے دیکھتے ہیں تو وہ اپنے دماغ میں اسلام اور مسلمانوں کے متعلق غلط خیالات کو جگہ دینے کیلئے مجبور ہو جاتے ہیں اس کے علاوہ اس قسم کی حرکتوں سے قوم کے اخلاق بگڑتے ہیں اس میں خطرناک خانہ جنگی شروع ہو جاتی ہے جس کا انجام بربادی کے سوا اور کچھ نہیں ہوا کرتا۔ اس لئے قوم کی عزت و اخلاق کی حفاظت اور اس کے اتحاد و وجود کے تحفظ کے لئے یہ ضروری ہے کہ احراریوں کی ان شرمناک حرکتوں کا سدباب کیا جائے اس کے بعد ہم حکومت سے چند الفاظ کہنا چاہتے ہیں یہ ایک قابل افسوس اور ناقابل انکار حقیقت ہے۔ کہ احراریوں کی شرارتوں اور فساد انگیزیوں کو روکنے کے لئے حکومت نے اب تک کماحقہ توجہ نہیں دی۔ بےشک وہ ان کے تین چار رسالے ضبط کر چکی ہے لیکن ایک شرپسند اور قانون شکن گروہ کیلئے یہ معمولی بات ہے احراری خاص اہتمام سے ایک رسالہ شائع کرکے اس کو پوری سرگرمی و کوشش سے تقسیم و فروخت کرتے ہیں جب یہ سب کچھ ہو چکتا ہے تو اس کی ضبطی کا حکم صادر ہو جاتا ہے حالانکہ شائع اور ضبط ہونے کے درمیانی عرصہ میں احراریوں کا مقصد پورا ہو چکا ہوتا ہے اس کے بعد ایک دوسرا رسالہ شائع ہو جاتا ہے اور حکومت کافی دنوں کے بعد اسے ضبط کر لیتی ہے اس طرح تین چار رسالے ضبط ہو چکے ہیں لیکن احراریوں کی شرانگیزیوں پر اس کا ذرہ بھر بھی اثر نہیں پڑا۔ کیونکہ ضبطی کے احکام کے باوجود ان کا مقصد پورا ہو رہا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس قسم کے ناپاک لٹریچر کو ضبط کرنے کے علاوہ اس کے مرتب، طبع اور شائع کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کرکے انہیں کیفر کردار کو پہنچایا جائے جب تک یہ نہیں ہوتا ضبطی کے احکام بالکل بے نتیجہ اور بے اثر رہیں گے ہم پہلے بھی اس امر کی طرف ارباب حکومت کو توجہ دلا چکے ہیں۔ اب پھر اس کا اعادہ کرتے ہیں، حکومت نے ان رسالوں کو ضبط کرکے تسلیم کر لیا ہے کہ یہ خلاف قانون ہیں، پھر حیرت ہے کہ وہ اس قسم کی خلاف قانون اور امن شکن حرکتوں کا اعادہ کرنیوالوں کے خلاف کیوں قانونی کارروائی کیوں نہیں کرتی۔ خاصکر جبکہ ان پر معمولی تنبیہ اور احکامات ضبطی کا کوئی اثر نہیں ہو رہا ہے اگر حکومت نے اب بھی کوئی فیصلہ کن قدم نہ اٹھایا۔ تو ایک طرف وہ اپنے ان مقدس فرائض کی ادائیگی سے قاصر رہ جائے گی جو اس پر ملک کے امن اور رعایا کے جذبات ✻

علم الحروف و باتحقیقات ماہر

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

اس نام سے قریباً اڑھائی سو صفحہ کی ایک مبسوط اور جامع کتاب جناب حکیم محمود علی خاں صاحب ماہر دہلوی نے تصنیف فرمائی ہے جس میں علم اللسان کی تاریخ، حروف کی پیدائش، زبان کی مختلف شاخوں اور نسل انسانی کی ترقی کے ساتھ ساتھ اس کی وسعت اور گوناگون شکلیں اختیار کرنے اور پھر کتابت میں آنے کے حالات پر سیر کن بحث کی گئی ہے کتاب چار حصص پر منقسم ہے حصہ اول میں تخلیق السنہ یا زبانوں کی بناوٹ اور اس کے بعد علم کتابت پر بحث ہے اس کے ساتھ ہی کتابت کا زبان سے حقیقی رشتہ بیان کرتے ہوئے ابجد کی ایجاد کے اسباب بھی بتائے ہیں۔ حصہ دوم میں مختلف ممالک کے رسم الخط پر بحث کی گئی ہے جس میں ان ممالک کا بالتفصیل ذکر ہے جن میں خط عربی اور فارسی کا رواج ہے اس حصہ کے آخری دو باب جو "لکھنؤ اور خطاطی" اور "دولت مغلیہ میں علم خط کی ترقی" کے عنوان سے زیب قلم ہوئے ہیں خصوصیت سے قابل دید ہیں ان ابواب کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان بادشاہوں کو اور ان کے عہد میں عام اہل قلم کو فن کتابت کی ترقی اور اس کے حسن و جمال بڑھانے کا کس قدر شوق تھا۔

کتاب کے تیسرے حصہ میں کاغذ، قلم اور سیاہی پر بحث ہے جو دیگر مباحث کی طرح تاریخی تحقیقات اور علمی معلومات سے لبریز ہے اور مختلف زمانوں میں ان چیزوں کو جو ترقیاں حاصل ہوئیں ان کا بالتفصیل ذکر ہے۔

حصہ چہارم میں جو ۴۵ صفحات پر مشتمل ہے دنیا کی بہت سی زبانوں کی قریباً ہر زمانہ کی خطاطی کے مختلف نمونے پیش کئے گئے ہیں۔ اس قدیم خطاطی کا نمونہ بھی ہے جس میں تصاویر کے ذریعہ سے اپنا مقصد ظاہر کیا جاتا تھا مختلف ابجدوں اور خطاطی کے مختلف نمونوں کے فوٹو بھی دئیے گئے ہیں۔ قرآن کریم کے خط کوفی کے بھی نمونے دئیے گئے ہیں، جو ۲۵۶ہجری تک پہنچتے ہیں۔

کتاب کے آخر میں ایک ضمیمہ ہے جس میں رموزات وغیرہ کے نمونے دئیے گئے ہیں، غرض اپنی نوعیت کے لحاظ سے یہ کتاب ہر پہلو سے مکمل اور جامع ہے اور میں حکیم صاحب کو ان کی محنت و عرق ریزی اور تحقیق و تدقیق کی داد دینا ضروری سمجھتا ہوں اور اس علمی سرمایہ کے مہیا کرنے پر انہیں مبارکباد دیتا ہوں ممکن ہے بعض باتوں میں جو حکیم صاحب نے قدیم مورخین کے حوالوں سے ثابت کی ہیں موجودہ تحقیق کا اختلاف ہو لیکن اس میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے اپنی طرف سے تحقیق کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا جس کے لئے اہل علم اور بالخصوص اردو دان پبلک کو ان کا شکرگذار ہونا چاہیئے کیونکہ جہاں تک ہمارا علم ہے اردو زبان میں اس علم کے متعلق ایسی جامع کتاب آج تک نہیں لکھی گئی، ضرورت ہے کہ حکیم صاحب کی اس محنت اور علمی کاوش کی قدر کی جائے ✤

(محمد علی)

✻ مذہبی کے تحفظ کے سلسلہ میں عائد ہوتے ہیں دوسرے شرانگیز پریس کے اس بہتان کو تقویت پہنچائیگی کہ بعض ذمہ دار حکام درپردہ امن شکن احراریوں کی بے جا حمایت و امداد کر رہے ہیں ✤

آریہ سماج جہلم سے دو عظیم الشان مناظرے

اسلام کی فتح مبین اور آریہ سماج کو شکست فاش

چند دنوں سے ایک صاحب مہاشہ گیان اندر آریہ سماج جہلم میں قیام پذیر ہیں جو اپنے آپ کو پادری سلطان محمد پال کی طرح مولوی فاضل ظاہر کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مرتد بھی بتاتے ہیں انہوں نے مقامی ہندوؤں سے کہا کہ اگر کوئی مسلمان مولوی مجھ سے مناظرہ کرنا چاہے تو میں تیار ہوں اس پر بخشی کشن داس صاحب نے خان یار محمد خانصاحب سے ذکر کیا خانصاحب نے خاکسار سے ذکر کیا۔ میں نے اسی وقت حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہٖ کی خدمت میں خط لکھا۔

آپ کے حکم سے مورخہ ۱۲ کو سید اختر حسین صاحب شاہ مولوی فاضل راولپنڈی سے جہلم تشریف لے آئے اور دوسرے دن دو مضامین مباحثہ کے لئے مقرر ہوئے۔ ایک "اسلام امن کا مذہب ہے" اور دوسرا "قدامت روح و مادہ" پہلے مضمون میں شاہ صاحب مدعی تھے اور دوسرے میں مہاشہ جی۔ مناظرہ کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ دونوں طرف سے پچیس پچیس آدمی ہوں تاکہ صرف سنجیدہ لوگ ہی شامل ہو سکیں

پہلے دن مورخہ ۱۳ کو رات کے ۷ بجے سے لیکر ۱۰ بجے رات تک چودھری رام صاحب ٹھیکیدار کے مکان پر متصل آریہ سماج مندر آریہ سماج کے پردھان کی صدارت میں مناظرہ ہوا۔ شاہ صاحب نے بحیثیت مدعی کے بتایا کہ اسلام امن کا مذہب ہے اور بیت سے دلائل دئیے۔ اور دعویٰ اور دلائل قرآن مجید ہی سے بتائے۔ مہاشہ جی نے اعتراض کیا کہ قرآن مجید میں تو آتا ہے کہ جہاں کافر ملیں تو انہیں قتل کر دو مناظرہ کے تمام وقت میں مہاشہ جی یہی رٹتے رہے گو ان کو اس کا جواب کافی دیدیا گیا۔ کہ یہ جنگ کے موقع کا ذکر ہے اور وہاں صاف ارشاد ہے کہ جو تمہیں قتل کرتے ہیں ان سے دفاع کے لئے جنگ کرو۔ مہاشہ جی نے ایک اور اعتراض کیا کہ مسلمان مکہ میں تھے اور ان کی طاقت کمزور تھی تو یہ حکم اس وقت کا ہے مگر جب مدینہ میں طاقت مضبوط ہو گئی تو کافروں کے قتل کا حکم دیا گیا۔

اس پر شاہ صاحب نے یہ آیت پڑھی لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین۔۔۔۔۔ الخ۔ اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ صاف فرماتے ہیں کہ جو جنگ نہیں کرتے ان سے اچھا سلوک کرو جس پر مہاشہ جی نے کہا۔ یہ تو ابتدائی مکی سورت ہے۔ شاہ صاحب نے اس پر چیلنج دیا کہ یہ مدنی سورت ہے اور صلح حدیبیہ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ آپ ثابت کریں کہ یہ مکی ہے۔

بالآخر مہاشہ جی مان گئے اور شاہ صاحب کو یہ کہنا پڑا ؎

مانا اس بت نے التجا کر کے

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

شاہ صاحب نے آخر میں بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ میں طرز عمل کیا تھا۔ اگر مسلمانوں کو کافروں کے قتل کرنے کا ہی حکم تھا۔ تو جس وقت آپ عرب کے بادشاہ تھے اور تمام عرب کو فتح کیا تو جو کافر گرفتار ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ان کفار کو یہ نہ فرماتے:۔ "لا تثریب علیکم الیوم" جس پر مہاشہ جی پر سکوت مرگ طاری ہو گیا اور کچھ جواب نہ بن آیا۔ غرضیکہ شاہ صاحب نے ان کے ہر ایک اعتراض کو رفع کیا اور حاضرین کی خوب تسلی کی اور دوست و دشمن نے فتح کی مبارک دی غرض یہ دن خیر و خوبی کے ساتھ ختم ہوا۔

دوسرے دن مہاشہ جی مدعی تھے اور یجروید کا ایک منتر بطور دعویٰ کے پیش کیا۔ اور اس پر وید سے کوئی دلیل نہ دی۔ اور نہ ہی فلسفیانہ رنگ میں کوئی دلیل دی اور اپنے وقت کو ضائع کیا۔ اس کے جواب میں شاہ صاحب نے دعویٰ کی تردید میں چند دلائل دیئے اور اعتراضات کئے جن کا جواب مہاشہ جی سے کچھ بن نہ سکا۔ پبلک پر پہلی دو تقریروں سے ہی واضح ہو گیا کہ مہاشہ جی کے پاس کوئی دلائل نہیں ہیں۔ مہاشہ جی نے حضرت صاحب کا ایک حوالہ کتاب چشمہ معرفت سے قدامت نوعی کے متعلق پڑھا جس کو شاہ صاحب نے اسی صفحہ سے خوب واضح کیا۔ مہاشہ جی نے یہ بھی ذکر کیا کہ اسلامی فلسفہ نے بھی روح و مادہ کو قدیم مانا ہے۔ لیکن جب حوالہ طلب کیا گیا۔ تو سوائے خاموشی کے کچھ نہ تھا۔ سید صاحب نے قرآن مجید فلسفہ اور منطق سے بھی دلائل دیئے جو میں تک تھے مگر مہاشہ جی نے کسی ایک کو بھی ہاتھ نہ لگایا۔ خود ہندوؤں کو معلوم ہو گیا۔ جو مہاشہ جی اپنے آپ کو مولوی فاضل کہتا تھا۔ وہ تو منطق کی معمولی اصطلاحات کو بھی نہیں سمجھ سکتا۔ یہ ایک ایسی خطرناک شکست تھی جس کو علاوہ اور ہندوؤں کے مہاشہ جی نے بھی محسوس کیا۔ اور امید ہے وہ اب تمام عمر سید اختر حسین شاہ صاحب کا نام نہ لیں گے۔

آریہ مناظر نے یہ دیکھ کر کہ تمام ہندو اور مسلمان پبلک پر بہت برا اثر پڑا ہے آخری تقریر میں نئی باتیں پیش کرنی شروع کر دیں۔ جس پر اسے روک دیا گیا۔ دوسرے دن آریہ سماج کے سیکرٹری کو کسی اور مضمون پر مناظرہ کرنے کا چیلنج دیا گیا۔ مگر اس نے مہاشہ جی کی کمزوری کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔ کہ اب تو نہیں۔ مگر عنقریب چند دنوں تک ہمارا سالانہ جلسہ ہوگا۔ اس پر وقت دیا جاوے گا۔ والسلام

(خاکسار) شیخ عبدالعزیز سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جہلم۔

ترک اکابر کو بدنام کرنیکی ناپاک کوشش

اخبار "احسان" کی تازہ حرکت

اخبار "احسان" و "زمیندار" ہندوستان کے مسلمانوں میں فتنہ و فساد کی آگ مشتعل کرنے کے بعد اب دوسرے ممالک کے مسلمانوں کی نسبت بہتان طرازی پر آمادہ ہو گئے ہیں نونہال ایڈیشن اخبار "احسان" نے اپنی ۱۸ر فروری ۱۹۳۵ء کی اشاعت میں فادیانیت کے خلاف غازی مصطفےٰ کمال پاشا اور رئیس العلماء ترکی کی انقلاب افروز تقریریں کے طویل عنوان کے نیچے اپنے نقاب پوش "ترک" نامہ نگار کا ایک مضمون شائع کیا ہے اس میں جو تقریر غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی طرف منسوب کی گئی ہے اس کے اندر اگر کچھ ہے تو ان اخبار کی ناپاک و ذلیل کوششوں کی شکایت و تردید ہی۔ جو ہمیشہ یہ پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں کہ ترکوں نے تعلیمات اسلامی کو چھوڑ دیا ہے اور وہ اسلام سے علیحدہ ہو گئے ہیں البتہ اس تقریر کے آخر پر "احسان" کے نقاب پوش "ترک" نامہ نگار نے احمدیت کے خلاف چند الفاظ خود تصنیف کر کے غازی موصوف کی طرف منسوب کر دیئے ہیں جنکی اصلیت کے متعلق انگورہ کے اخبارات موصول ہو جانے پر مفصل لکھا جائیگا۔ مگر غازی موصوف کی ایک تازہ تقریر کا خلاصہ ہندوستان اور عربی ممالک کے اکثر اخبارات میں شائع ہو چکا ہے اس میں غازی موصوف نے احمدیت کی مخالفت کی بجائے ملاازم اور پیر پرستی کی جڑ پر کلہاڑا چلایا ہے جو دراصل احمدیت کی تائید ہے غازی موصوف اپنی اس تقریر میں فرماتے ہیں۔

"ہاں میرا یہ عقیدہ ضرور ہے کہ نام نہاد ملاؤں اور نفس پرست صوفیوں اور شورش پسند مشائخ کو سیاست سے علیحدہ کر دیا جائے اور ان کے اقتدار کو توڑ دیا جائے۔ کیونکہ یہ لوگ مذہب سے واقف نہیں ہوتے اور مذہب کی آڑ لیکر لوگوں کو لوٹتے ہیں اور اسلام کو ذلیل کرتے ہیں میں نے اب ہی کیا جس کی بنا پر دشمنوں نے یہ پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے کہ میں نے مذہب کو چھوڑ دیا ہے حالانکہ میں قوم کو مذہب کی حقیقت سے آشنا کرانا چاہتا ہوں"

ظاہر ہے کہ غازی موصوف کے ایسے پاکیزہ خیالات سے خوف ہو سکتا ہے۔ تو دیوبندی، دہلوی، بریلوی، لدھیانوی، مانسہری سہارن پوری، کرم آبادی، امرتسری، لاہوری اور علی پوری ملانوں اور صوفیوں کو جنہوں نے اپنی ذاتی اغراض کی بنا پر مذہب و تصوف کے نام پر مسلمانوں میں خانہ جنگی و دشمنی کی آگ بھڑکا رکھی ہے اور اس طرح مسلمانوں کو ذلیل و خوار اور اسلام کو بدنام و رسوا کر رہے ہیں۔ احمدیت تو خود اس ملاازم اور پیر پرستی کا خاتمہ کرنا چاہتی ہے اور روز ازل سے اس کے یہی مساعی ہے ہم تو خود ہر ایسے مولوی اور پیر کے دشمن ہیں جو مذہب کے پردے میں سیاسی لیڈر بنکر اپنا اثر و رسوخ قائم کرنا چاہتا ہو۔ جیسے منشی ظفر علی خاں اور احراری ملانے۔ احمدیت تو ایسی جگہ جہاں کہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے مندرجہ بالا ارشادات کو عملی جامہ پہنایا گیا ہو پوری رفتار سے ترقی کر سکتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ احمدیت کے خیالات اور لٹریچر روز بروز ترکی میں مقبول ہوتا جا رہا ہے البتہ ہمارے ہندوستانی ملانوں اور پیروں کا ایک دن بھی ترکی کے اندر رہنا محال ہے اور نہ ہی منشی ظفر علی کا "زمیندار" اور اس کا چیلا "احسان" وہاں اپنے ناپاک خیالات پھیلانے پر قادر ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ وہ ہندوستان میں پھیلا رہے ہیں۔

(ابوالفضل)

مکتوب برلن

کیا احمدیت کا استیصال ممکن ہے؟

برلن مسجد کے ذریعے اسلام کی فتح

(از جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب امام مسجد برلن)

ماہ جنوری میں برلن مسجد میں عید الفطر نہایت شاندار و مؤثر طریق پر منائی گئی۔ اس کے تفصیلی حالات جناب مرزا عزیز الرحمان صاحب ناظرین پیغام صلح میں اندراج کے لئے قلمبند کرکے ارسال کر چکے ہیں۔ (مرزا عزیز الرحمن کا یہ مضمون ۷ر فروری کی اشاعت کے صفحہ ۲ پر درج ہو چکا ہے) میں صرف اس قدر عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہماری عید نے اس قرآنی اصول کی تصدیق کر دی۔ جو کہ مندرجہ ذیل الفاظ ربانی میں مذکور ہے۔

حق ہمیشہ غالب رہتا ہے

ان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا یعنی تنگی کے بعد فراخی کا آنا مصیبت کے بعد آرام کا میسر ہونا۔ مخالفت کے بعد کامیابی کا نصیب ہونا۔ ابدی اور اشد ضروری ہے۔ یہاں ہمارے مخالفین نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ ہمارے خلاف بڑا زہر اگلا۔ مگر جاء الحق وزھق الباطل کا نظارہ مسلمانان برلن نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا۔ اگر ہم دنیا کی تاریخ کی ورق گردانی کریں تو ہمیں صاف معلوم ہوگا۔ کہ حق ہمیشہ غالب رہتا ہے بظاہر بعض اوقات کمزور اور دبا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ مگر مغلوب کبھی نہیں ہو سکتا

مخالفین احمدیت کی کوششوں کا انجام

یہی اصول مجھے ہمارے لاہور کے سالانہ جلسہ میں کام کرتا ہوا نظر آیا۔ ہمارے مخالفین نے ہمارے استیصال کے لئے ایک دن مقرر کیا اور ہمیں نیست و نابود کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ مگر بعد کے واقعات نے بتا دیا کہ جو گڑھا انہوں نے ہمارے واسطے کھودا تھا۔ خود اس میں گرے۔ بجائے ہمیں نیست و نابود کرنے کے وہ خود خائب و خاسر ہوئے ہمیں جو کامیابی ہمارے گذشتہ سالانہ جلسہ کے موقع پر ہوئی۔ اس کا علم دوست اور دشمن دونوں کو یکساں ہو چکا ہے ایک مٹھی بھر جماعت نے جس کی تعداد چند ہزار تک محدود تھی، ایسا عظیم الشان کام کرکے دکھایا جس کی نظیر فی زمانہ عنقا کا حکم رکھتی ہے

احمدیت ہی صحیح اسلام ہے

خوب یاد رہے احمدیت صحیح اور اصل اسلام سے الگ کوئی چیز نہیں ہے احمدی ایک ایسی جماعت کا نام ہے جس نے اپنی زندگی کا نصب العین اور مقصد وحید اعلائے کلمۃ اللہ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنا قرار دے رکھا ہے۔ احمدیت ان قوانین کا نام ہے جو قرآن پاک نے آج سے ۱۳ سو برس قبل دنیا کے سامنے پیش کئے اور جن کے آگے آج بھی مہذب اور ترقی یافتہ دنیا سرنگوں ہو رہی ہے۔ احمدیت اس پاک تعلیم کا نام ہے۔ جو حضرت محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام افضل البشر اور افضل الرسول خاتم الانبیاء نے اپنے قولی اور فعلی نمونہ سے دنیا کے سامنے پیش کی اور جس کی غلامی کے بغیر آج بھی دنیا زندہ اور قائم نہیں رہ سکتی

کیا احمدیت مٹ سکتی ہے

سو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ احمدیت مخالفت سے دب جائیگی؟ کیا آپ اس احمدیت کے استیصال کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ اگر دنیا سے نور اور روشنی غائب ہو سکتی ہے۔ تو یقیناً احمدیت کا بھی استیصال ہو سکتا ہے۔ مگر خوب یاد رکھیے۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین

علیحدہ جماعت بنانے کا مقصد

لوگ عام طور پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر احمدیت اصل اور صحیح اور عین اسلام ہی ہے تو یہ الگ جماعت یا فرقہ بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ سو اس کا جواب تو بارہا مختلف پیرایوں میں دیا جا چکا ہے۔ میں صرف اس قدر عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ دنیا میں کسی کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے کسی خاص مقصد اور نصب العین کو حاصل کرنے کے لئے لازمی طور پر ایک جماعت اور ایک گروہ کی ضرورت ہوا کرتی ہے کیا دنیا میں کوئی سیاسی یا مذہبی یا کسی اور رنگ کا کوئی کام موجود ہے جو کہ بغیر جماعت یا تنظیم کے چل رہا ہو؟ یا اس کا کوئی نام نہ ہو۔ اگر ایسا ہونا ناممکن ہے تو پھر اگر حضرت مرزا صاحب مجدد زمان نے "دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والی" ایک جماعت بنا کر اس کا نام آنحضرت صلعم کے اسم مبارک "احمد" پر "احمدی" رکھا۔ تو کونسا ظلم ہوا۔ انہوں نے کونسا کام خلاف شرع کیا؟

جماعت اور تنظیم کے بغیر کامیابی ناممکن ہے

میں اپنی جماعت اور غیر از جماعت احباب دونوں سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بغیر جماعت کے، بغیر تنظیم کے ہم کبھی بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ہماری جماعت کو کام کرتے صرف بیس اکیس سال کا عرصہ ہوا ہے اور جو کچھ اس قلیل عرصہ میں اس مختصر سی جماعت نے باوجود مخالفت کے خدمات دینی انجام دیں وہ بھی عیاں ہیں۔ بیشک اس کار خیر میں بعض اوقات غیر از جماعت احباب نے بھی شرکت کی۔ مگر ان غیر از جماعت احباب کی تعداد آٹے میں نمک کا سا حکم رکھتی ہے شاید تعداد کے لحاظ سے یہ اتنی مختصر نہ ہو۔ مگر کام اور قربانی کے لحاظ سے یقیناً بہت ہی قلیل ہے میں نہایت وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر ان معاونین کو جماعت کے اندر شامل کرنے کی کوشش کی جائے تو یقیناً ان سعید روحوں کے اندر ایثار اور قربانی کا جذبہ اور جوش اور ترقی کرے گا جب انسان ایک پختہ اقرار کرکے ایک خاص نصب العین کو سامنے رکھ کر اور ایک جماعت کے ساتھ شامل ہو کر اپنے اس مقصد کے حصول کی کوشش کرتا ہے تو اس کے اندر اس میں کامیابی حاصل کرنے کا ایک خاص احساس پیدا ہو جاتا ہے اور اس کو اپنے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا وہ اقرار جو اس نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا تھا۔ اکثر یاد آتا رہتا ہے

بدنامی کا خوف

بعض اوقات انسان محض اس بات سے ڈر جاتا ہے۔ کہ اگر اس جماعت میں شامل ہو گیا۔ تو لوگ کیا کہینگے۔ دنیا کے اندر ایسے بے شمار لوگ موجود ہیں۔ جو ہماری جماعت کے اصولوں کو صحیح اور سچے اصول تسلیم کرتے ہیں۔ ہمارے کاموں کو بڑی استحسان کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ مگر محض لوگوں کی لعن طعن اور ملامت سے ڈرتے ہیں۔ مگر قرآن کریم نے مومنوں کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ کسی خطرہ کی اور کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتے اور سینہ سپر ہو کر اس نیکی کے جہاد میں شامل ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک کام کی اہمیت اتنی ہی بڑھ جاتی ہے جتنی زیادہ مشکلات اور رکاوٹیں اس کے اندر ہوں بلکہ کسی فعل کی قدر پرکھنے کا معیار ہی اس کی مشکلات ہیں اور لازماً اس شخص کی قدر و منزلت اتنی ہی زیادہ ہوگی جتنی زیادہ مشکلات کا اس کو سامنا کرنا ہوگا۔ قرآن کریم نے اسی اصول کا ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے:۔

لا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاھدون فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم فضل اللہ المجاھدین باموالھم وانفسھم علی القاعدین درجۃ۔

بیکار بیٹھے رہنے والوں اور پیچھے رہنے والوں کے مقابل میں جہاد کرنے والوں اور باوجود مخالفت کے کام کرنے والوں کو ترجیح دی ہے اور ان کو زیادہ قابل قدر اور زیادہ اجر کے مستحق قرار دیا ہے مخالفت اور کامیابی دونو ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور یہی نظارہ ہمیں یہاں برلن مسجد اور مشن کے کام میں نظر آتا ہے۔

ایک تاتاری مسلمان کا عقد

عید الفطر کی کامیابی کا ذکر اوپر ہو چکا ہے ایک دو اور خوشخبریاں درج کرتا ہوں:۔

ماہ جنوری میں مسجد میں دو اسلامی نکاح قرار پائے۔ ۱۲ ماہ حال کو ایک تاتاری مسلمان کا نکاح ایک جرمن نومسلمہ خاتون سے بعوض پانچ صد مارک حق مہر قرار پایا۔ اس جوڑے کا نکاح سرکاری طور پر تو چند سال قبل ہوا تھا۔ مگر اب بچوں کی مذہبی تعلیم کا سوال پیش ہوا تو حکومت نے یہ سرٹیفکیٹ طلب کیا۔ کہ وہ اور ان کے بچے مسلمان ہیں کہ ان کا نکاح اسلامی طور پر ہو چکا ہے ورنہ بچوں کو جبراً عیسائیت کی تعلیم دلوائی ہوگی چنانچہ آپ کا نکاح ۱۲ ماہ جنوری کو اسلامی طور پر ہوا۔

ایک جرمن نومسلم کا نکاح

دوسرا عقد ہمارے جرمن نومسلم بھائی فاروق کرشکی کا تھا۔ دلہن ایک مصری خاتون محترمہ مریم سلیمان تھی۔ یہ اس قسم کی پہلی شادی ہے جس میں میاں جرمن نومسلم اور بیوی پیدائشی مصری مسلمان۔ رسم نکاح ۲۶ ماہ جنوری کو مسجد کے ہال میں ادا ہوئی۔ مجلس نکاح میں متعدد مسلم و غیر مسلم اصحاب و خواتین نے شرکت فرمائی۔

خطبہ نکاح

خطبہ نکاح خاکسار نے پڑھا۔ سورۃ النساء کی ابتدائی آیات کی تلاوت کرنے کے بعد زوجین کے فرائض اور حقوق پر السانوی زبان میں روشنی ڈالتے ہوئے بتلایا۔ کہ اسلام ازدواجی زندگی کو مجردانہ زندگی پر فوقیت دیتا ہے۔ آنحضرت صلعم کے اقوال پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اسلام نے جو رتبہ عورت کو دیا ہے اس کی مثال کسی دوسرے مذہب میں ملنی ناممکن ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ایک مسلمان عورت کا نکاح غیر مسلم مرد سے ناجائز قرار رکھا ہے آج ہم اپنی بہن مریم سلیمان کی ہمت پر بجا فخر کر سکتے ہیں۔ کہ انہوں نے جناب کرشکی صاحب کو مسلمان بنا کر ان سے نکاح پڑھوایا ہے۔ دو گواہوں کی موجودگی میں بعوض ایک ہزار حق مہر ایجاب قبول ہوا۔ اختتام رسم پر حاضرین میں کھجوریں تقسیم کی گئیں۔ دولہا اور دلہن نے اس خوشی کی تقریب پر مسجد کو مبلغ بیس مارک مرحمت فرمائے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

مذہبی کانفرنس کا دوسرا اجلاس

ماہ رواں کا ایک قابل ذکر واقعہ مذہبی کانفرنس کے دوسرے اجلاس کا انعقاد تھا۔ جو کہ بروز منگوار بتاریخ ۲۹ ماہ حال منعقد ہوا مثل سابق اس دفعہ بھی ہر مذہب کے دو دو نمائندے مدعو تھے یعنی پروٹسٹنٹ، کیتھولک عیسائیت، یہودی مذہب اور اسلام اس دفعہ یہودی مذاہب کے مشہور و معروف پروفیسر لوبا بھی شامل

ہوئے۔ اسلام کی طرف سے خاکسار اور علامہ حمید مارتوس صاحب مدعو تھے۔ افسوس کہ علامہ موصوف بوجہ علالت تشریف نہ لا سکے۔ مگر انہوں نے سپرنٹنڈنٹ انگناٹ ڈر جو کہ اس کانفرنس کے روح رواں (ہیں) کو مقررہ موضوع پر اپنا مسودہ لکھ بھیجا۔ جو کہ حاضرین کے سامنے پڑھا گیا۔ اس دفعہ مضمون زیر بحث "گناہ اور نجات" تھا۔ ہر ایک مقرر نے کم و بیش ۱۵ منٹ میں اپنے اپنے مذہب کے مطابق اس مسئلہ پر روشنی ڈالی۔

میری تقریر

خاکسار نے بتلایا کہ امام بخاری نے سب سے پہلے جو حدیث لکھی وہ "انما الاعمال بالنیات" کی حدیث ہے اور اسلامی نقطہ نگاہ سے ہر بچہ جو پیدا ہوتا ہے۔ وہ معصوم اور بے گناہ ہوتا ہے اور اس طرح اسلام پیدائشی گناہ کا انکار کرتا ہوا انسان کو شروع سے ہی نجات کا رستہ دیتا ہے یعنی وہ نجات جو کہ عیسائیت کا نصب العین ہے۔ اسلام ایسے افعال کو گناہ قرار دیتا ہے۔ جن کے سرزد ہونے میں ارادہ پایا جائے یعنی جن میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی دیدہ دانستہ خلاف ورزی کا ارتکاب پایا جائے اور پھر ایسے گناہوں سے نجات انسان کے اپنے اعمال پر منحصر ہے جہاں ایسے اعمال میں کوئی نقص رہ گیا ہو۔ وہاں اللہ تعالیٰ کا فضل اس کمی کو پورا کر کے انسان کو نجات دلوا دیتا ہے۔

گناہ کوئی موروثی چیز نہیں

گویا گناہ کوئی موروثی چیز نہیں ہے بلکہ اکتسابی ہے۔ اور اسلامی نقطہ نگاہ سے مذہب کا کام محض گناہ سے نجات دلوانا نہیں۔ بلکہ انسان کو معصومیت کے ایسے مقام تک پہنچانا ہے۔ جہاں اس سے گناہ سرزد ہی نہ ہو۔ یعنی اپنے نفس اور اپنے شیطان پر کامل قبضہ اور اس کو اپنا کامل مطیع اور فرمانبردار بنا لینا۔ صوفیائے کرام اور اولیاء اللہ کی اصطلاح میں اس مقام کو فنا فی اللہ کا مقام کہا جاتا ہے۔ پروفیسر لوبا نے ان خیالات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ کہ یہودی مذہب بھی انہی خیالات کا مؤید ہے۔ ہاں عیسائیت مذہب کا نقطہ نظر ہم سے بالکل الگ اور جداگانہ ہے۔ یہ کانفرنس تقریباً ۳ گھنٹے تک جاری رہی اور نہایت امن سکون کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ خیال ہے کہ اس قسم کی تیسری کانفرنس ماہ فروری کے اخیر میں یا ماہ مارچ کے شروع میں پھر منعقد کی جائے۔

ٹی پارٹی

مضمون طویل ہو گیا ہے مگر اس کو ختم کرنے سے قبل دو اور امور کا ذکر . . . . ضروری سمجھتا ہوں۔ اول یہ کہ ۱۸ ماہ جنوری بروز جمعۃ المبارک شام کے آٹھ بجے جرمن مسلم سوسائٹی کے زیر اہتمام ایک ٹی پارٹی کا انتظام کیا گیا جس میں علاوہ ممبران سوسائٹی کے متعدد مسلم اور غیر مسلم احباب نے بھی شرکت فرمائی۔ داخلہ بذریعہ ٹکٹ تھا۔ اس کے باوجود حاضرین کی تعداد غیر معمولی تھی۔ جو احباب دیر سے تشریف لائے۔ ان کے بیٹھنے کا انتظام بڑی دقت سے ہو سکا۔ یہ پرلطف مجلس رات کے ۱۲ بجے ختم ہوئی۔ اور دو اشخاص۔ ایک جرمن خاتون اور ایک جرمن نوجوان سوسائٹی مذکور کے ممبر بنے۔ اللھم زد فزد

ایک ایرانی دوست

دوسری بات جس کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ یہاں ایک ایرانی دوست ہیں۔ جو کہ تاجر ہونے کے علاوہ علم دوست اور قابل رشک انسان ہیں تقریباً عرصہ ۲-۳ ماہ ہوا کہ جب خاکسار نے یہاں کے ایرانی سفیر کو چائے کی دعوت دی تو یہ صاحب بھی شریک تھے۔ دوران گفتگو میں حضرت مرزا صاحب مجدد زماں کا بھی ذکر خیر ہوا جس پر ان ایرانی دوست نے مجھ سے آپ کا فارسی منظوم کلام منگوا دینے کی فرمائش کی۔ چنانچہ وہ منگوا دیا گیا۔ اور اب وہ اس کے (یعنی درثمین فارسی) کے مطالعہ سے بے حد متاثر ہوئے اور مجھے کہا کہ زبان کے لحاظ سے بھی یہ ایسی بے نظیر کتاب ہے کہ بڑے بڑے علما اور شاعر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ان کی یہ خواہش ہے کہ اس کتاب کی ایران میں کثرت سے اشاعت اور تبلیغ کی جائے۔ چنانچہ انہوں نے وہاں کے مشائخ، ذی علم اصحاب کے بھیجے دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ یہ میں نے محض اس لئے لکھا کہ خوب یاد رہے کہ احمدیت کے اصول عین اسلامی اصول ہیں۔ اور وہ اسلام سے کوئی الگ چیز نہیں ہے اور انسانوں کو بالآخر اسکو قبول کرنا پڑیگا۔

آہ! میاں محمد الدین صاحب سیالکوٹی

حضرت مسیح موعود کے ایک پرانے خادم کی وفات

مورخہ ۹ فروری بروز ہفتہ ۳ بجے دن میاں محمد الدین صاحب جلد ساز احمدی ساکن شہر سیالکوٹ کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی۔ ان کو حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے خادم ہونے کا فخر حاصل تھا۔ جس سال حضرت مسیح موعودؑ نے بیعت کا اعلان فرمایا۔ اسی زمانے میں مرحوم نے حضرت کی بیعت کر لی تھی۔ اس لئے وہ السابقون الاولون میں سے تھے۔ مرحوم حضرت کی زندگی میں بکثرت قادیان جایا کرتے تھے بالخصوص سالانہ جلسہ میں ہرگز ناغہ نہیں کیا کرتے تھے چنانچہ حسب معمول جب جلسہ سالانہ سے فارغ ہو کر واپسی کا ارادہ کرتے تو وہیں آئندہ جلسہ میں شمولیت کے لئے دعا مانگا کرتے تھے۔ صوم و صلوٰۃ کے بہت پابند تھے حتیٰ کہ نماز تہجد کے از حد شائق تھے۔ کہا کرتے تھے کہ جس قدر لذت مجھے نماز تہجد میں حاصل ہوتی ہے اور کسی چیز سے نہیں ہوتی۔ اکثر اپنی دعاؤں کی قبولیت کا حال سنایا کرتے تھے اور اپنی عجیب عجیب خوابوں کا تذکرہ کیا کرتے تھے جن کے سننے سے ان کے تعلق باللہ کا حال معلوم ہوتا تھا۔ اکثر دوستوں کو بھی نماز تہجد کی تاکید کیا کرتے تھے نیز اگرچہ وجہ معاش قلیل تھی اور کثیر العیال تھے۔ مگر خدا کی شان ان کو اس بارہ میں کبھی تکلیف اٹھانی نہیں پڑی ان کے لڑکوں نے اخیر وقت تک ان کی بہت خدمت کی ہے مرحوم سیر و سیاحت کو بہت پسند کرتے تھے ہندوستان کے اکثر شہروں کی انہوں نے سیر کی تھی۔

کچھ عرصہ سے مسئلہ ولادت مسیح علیہ السلام پر بہت گفتگو کیا کرتے تھے۔ کہا کرتے تھے کہ آج سے قریباً پچاس سال پیشتر ان کا ایمان تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا باپ تھا۔ اپنے دعوے کی تائید میں قرآن کریم کی یہ دو آیات پیش کیا کرتے تھے۔ یایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثیٰ (الحجرات پارہ ۲۶) دوسری سورہ الدھر کی آیت انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج۔ ان ہر دو آیات کو پڑھ کر کہا کرتے تھے کہ معانی وہ ہونے چاہئیں جن کی تائید اور تصدیق صحیفہ فطرت سے ہو۔ اور اگر کوئی قانون اس کے علاوہ بھی ہوتا۔ تو ہمارے سامنے اس کی بھی کوئی مثال اور نظیر ہوتی۔

مرحوم کو سلسلہ سے اس قدر عشق اور شغف تھا کہ جب منارۃ المسیح کیلئے حضرت مسیح موعودؑ نے جماعت کے سرکردہ احباب کو نام بنام بذریعہ اشتہار تحریک کی۔ تو اس میں چونکہ غریب طبقہ کے لوگوں کو معذور سمجھ کر مخاطب نہیں فرمایا تھا۔ اس پر مرحوم کو بڑا اضطراب ہوا اور سید حامد شاہ صاحب مرحوم سے صلاح پوچھی کہ اگر وہ بھی چندہ مقررہ ادا کریں تو عنداللہ مستحق ثواب ہونگے یا نہیں شاہ صاحب نے اول ٹال دیا۔ مگر جب دیکھا کہ مرحوم اس کارِ خیر میں شمولیت کے لئے بہت بیتاب ہے۔ تو انہوں نے اجازت دیدی اب اس عاشق صادق کا جذبہ عشق ملاحظہ ہو کہ شاہ صاحب کے پاس سے اٹھ کر سیدھے گھر آئے اور اپنے رہنے کا جھونپڑا اسو روپے پر فروخت کر دیا اور جب تک رقم حضرت کی خدمت میں بھیج نہ دی تب تک دم نہ لیا چنانچہ سنتے ہیں کہ منارۃ المسیح پر مرحوم کا نام جلی قلم سے سو سو روپیہ دینے والوں کی فہرست میں لکھا ہوا ہے۔

مرحوم اکثر کہا کرتے تھے۔ کہ جب کبھی سلسلہ کی طرف سے چندہ کی اپیل ہوتی ہے۔ تو وہ ضرور کچھ نہ کچھ رقم اس میں دیا کرتے ہیں۔ خواہ وہ رقم قلیل سے قلیل کیوں نہ ہو۔

مرحوم یہ بھی کہا کرتے تھے۔ کہ اگر حضرت مولوی محمد علی صاحب کا وجود نہ ہوتا۔ تو حضرت مسیح موعود کی صحیح تعلیم دنیا سے مفقود ہو جاتی۔ خدا نے بڑا فضل کیا۔ کہ جماعت کو اس عظیم الشان وجود کے ذریعہ گمراہی سے بچا لیا۔

چھ ماہ کا عرصہ ہوا ان کی زبان پر فالج گرا جسکی وجہ سے وہ بات چیت کرنے سے معذور ہو گئے تھے۔ تاہم جب احباب جماعت سے ملتے تو آبدیدہ ہو جاتے اور اس قدر غلبہ رقت طاری ہوتا کہ روتے روتے ہچکی بندھ جاتی تھی۔

بحالت صحت حضرت امام کے اکثر اشعار بلند آواز سے پڑھ کر خود بھی روتے اور دوسروں کو بھی رلایا کرتے تھے

اکثر حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقعہ ملا کرتا تھا مگر جناب میاں صاحب کو انہوں نے کبھی بھی حضرت مسیح موعود کی مجلس میں بیٹھے ہوئے نہ دیکھا بلکہ جب دیکھا دیگر امور میں ہی مشغول پایا انہی کا قول ہے کہ میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی تھی وہ کہا کرتے تھے کہ ایک دفعہ پیغام اخبار میں بھی اس بات کو شائع کرایا تھا جس کے جواب میں میاں صاحب نے لکھا تھا کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی بلکہ مولوی نور الدین صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی تھی واللہ اعلم بالصواب افسوس ہے کہ ایسے بزرگ جن کو حضرت مسیح موعود سے شرف صحبت حاصل تھا کہ ہوتے چلے رہے ہیں انکے دم سے بہت کچھ رونق محفل تھی خدا تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور اسکے پسماندگان کو انکے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے بیماری کے ایام میں کئی کئی مرتبہ جماعت کے متعدد احباب مرحوم کی بیمار پرسی کیلئے انکے مکان پر جاتے رہے بالخصوص حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ جب پچھلے دنوں سیالکوٹ تشریف لے گئے تو احباب جماعت نے مرحوم کی بیماری کا ذکر کیا جس پر آپ نے ۹ بجے رات انکے مکان پر پہنچ کر بیمار پرسی فرمائی۔

خاکسار: شیخ غلام حسین محلہ حاجی پورہ شہر سیالکوٹ

"آریہ سماج کی موت"

آریہ سماجی پنڈتوں کو مناظروں میں پے در پے شکستیں

(از جناب مولوی عمرالدین صاحب احمدی از دہلی)

پنڈت رامچندر کی اپیل

چونکہ پنڈت رامچندر صاحب ہوا پدیشک آریہ سماج نے تمام آریہ سماجیوں سے بذات خود اپیل کی ہے کہ وہ اہل اسلام سے مناظرے کے وقت یہ فیصلہ کر لیا کریں کہ اہل اسلام کی طرف سے یہ عاجز مناظر نہ ہو۔ اور اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ عمرالدین فساد پیدا کرنے والا ہے اس لئے میں خود ہی اصل حقیقت کا اظہار کرتا ہوں۔

اصل حقیقت کا اظہار

جب سے اس خاکسار کے ساتھ پنڈت رامچندر صاحب کا مقابلہ شروع ہوا۔ عموماً ہر مقابلہ میں پنڈت جی کو نیچا ہی دیکھنا پڑا۔ اور چونکہ میں خدا کے فضل سے آریہ سماج کے علم کلام سے کافی واقفیت رکھتا ہوں۔ اس لئے پنڈت صاحب کو تحقیقی اور الزامی جوابوں سے ہمیشہ ایسا تنگ و لاجواب کیا کہ ان کو اپنی عزت بچانے کے لئے دہلی میں یہ اعلان آریہ سماج کی طرف سے کرانا پڑا۔ کہ آئندہ وہ احمدی جماعت سے مباحثات نہیں کرینگے۔ یہ واقعہ سوامی شردھانند صاحب کی موت سے کچھ ماہ پہلے کا ہے

سوامی شردھانند آنجہانی کا ارشاد

میں نے بذات خود جا کر سوامی شردھانند جی سے پوچھا کہ سوامی جی یہ اعلان کیا آپ کی رائے سے ہوا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس آریہ سماجی آئے تھے اور کہتے تھے کہ لیجئے ہم نے آپکے منشا کے مطابق احمدیوں کا بائیکاٹ کر دیا ہے۔ تب میں نے انہیں کہا۔ کہ دور ہو جاؤ۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ میں تو مدتوں سے تمہیں منع کر رہا تھا کہ احمدیوں سے مقابلہ نہ کرو۔ مگر تم نے نہ مانا۔ آخر اب ان سے ٹکر کھا کر خود سمجھ آ گئی تو ان کا بائیکاٹ کر دیا۔ اس لئے مجھے کیا احسان جتاتے ہو۔

آریہ سماج کا اقرار

دہلی میں یہ بائیکاٹ تمام احمدی جماعت کا تھا لیکن لوگوں نے علی الاعلان بارہا آریہ سماج کو شرمندہ کیا کہ دراصل یہ بائیکاٹ آریہ سماج کی کمزوری ہے آخر یہ بائیکاٹ صرف اس خاکسار کی ذات تک محدود رہ گیا۔ اور آریہ سماج نے مجمع عام میں ہزارہا انسانوں کے روبرو اقرار کیا کہ بائیکاٹ کا مقصد تمام احمدی جماعت میں سے اس خاکسار کی ذات کا بائیکاٹ ہے۔

دہلی سے باہر کے مناظرے

یہ بائیکاٹ اگرچہ مقامی معاملہ تھا۔ مگر چونکہ میں باہر بھی تبلیغ کے لئے بلایا جاتا تھا۔ اور وہاں عموماً پنڈت رامچندر صاحب اور پنڈت دھرم بھکشو آنجہانی سے واسطہ پڑتا تھا۔ اس لئے ان ہر دو پنڈتوں نے پہلے پہل تو باہر بھی عذر کیا۔ اور مباحثہ سے بچنا چاہا۔ مگر وہاں یہ عذر نہ چل سکا۔ اور مباحثات میں یہ خاکسار خدا کے فضل سے پنڈت صاحبان کو بدستور نیچا دکھاتا ہی رہا۔

پنڈت رامچندر کی غلط بیانی

اس بائیکاٹ میں دس سال کے قریب گذر گئے اس اثنا میں بہت سے آریہ سماجی مجھ سے ملتے رہے اور وہ مجھ سے جب بات چیت کرتے تو جب ان سے پوچھتے کہ آپکے ساتھ آریہ سماج نے جو بائیکاٹ کر رکھا ہے اس کا اصل سبب کیا ہے؟ تو میں ان کو ہمیشہ یہی جواب دیتا۔ کہ پنڈت رامچندر صاحب نے اپنی شہرت و عزت کو بچانے کے لئے یہ مفت کا بہانہ بنایا ہے اور کچھ بھی نہیں آخر آریوں نے خود بخود مجبور ہو کر اس بائیکاٹ کو توڑا۔ اور مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی کے نہ آسکنے کی وجہ سے میرا نام پروگرام میں شائع کر دیا۔ لیکن پنڈت رامچندر صاحب اپنی اپیل میں لکھتے ہیں کہ میرے ادھر اُدھر کہنے سے مجھے مباحثہ کا موقعہ دیا گیا جو بالکل خلاف واقعہ ہے۔

زبردستی کا مباحثہ

۳۱ جنوری ۱۹۳۵ء کو شام کے چار بجے سے قادیانی جماعت کے ساتھ گوشت خوری پر مناظرہ تھا۔ مگر اخبار تیج میں غلطی سے بجائے قادیانی مناظر کے نام کے میرا نام چھپ گیا جس کی مجھے کچھ خبر نہ تھی لیکن قادیانی مناظر کو اس اخبار سے مغالطہ لگا۔ وہ مباحثہ کے لئے اس وقت نہ آئے۔ آریہ سماج نے جولن ترانیاں ہانکنی شروع کیں تو پنڈال میں سے ایک شخص سیدھا میرے پاس پہنچا۔ کہ وہاں تو آریہ یہ کہہ رہے ہیں کہ احمدی ایسے ہوتے ہیں ویسے ہوتے ہیں بھاگ گئے وغیرہ وغیرہ

آریہ مناظر کا بے معنی چیلنج اور بزدلی

میں اسی وقت اٹھ کر آریہ سماج کے پنڈال میں آ گیا۔ اور آتے ہی غلط فہمی کا ازالہ کیا اور مباحثہ شروع کر دیا۔ اثنا مباحثہ میں آریہ مناظر نے گوشت خوری سے قوت جسمانی کے بڑھنے سے انکار کیا اور ساتھ ہی کہہ دیا۔ کہ اگر مولوی صاحب چاہیں تو میں ان کے مقابل کسی کو کشتی لڑنے کے لئے کھڑا کر دیتا ہوں۔ میں نے کہا کہ مباحثہ کا میدان ہے اس میں کشتی کا چیلنج بے معنی ہے لیکن اب چونکہ چیلنج آریہ سماج نے کیا ہے اس لئے اب مجھ پر کوئی الزام نہیں آ سکتا۔ اگر میں اس چیلنج کو منظور کروں۔ سو مقابلہ کے لئے پنڈت جی نے چونکہ کسی اور کو کھڑا کرنے کے لئے کہا ہے اس لئے مجھے حق ہے کہ میں بھی کوئی مناسب آدمی پیش کروں لیکن پنڈت جی نے اپنی طرف سے یہ چیلنج مجھے کیوں نہ دیا۔ تاکہ ابھی فیصلہ ہی ہو جاتا۔ مگر . . . . پنڈت جی مدت سے بیرو بیماری اور عمر میں مجھ سے چھوٹا اور جسم میں مجھ سے بھاری ہونے کے باوجود یہ جرأت نہ کر سکے کہ مجھے اپنی طرف سے چیلنج دیتے۔ یا میرے چیلنج دیدینے پر مقابلہ کو تیار ہو جاتے۔

دوسرا مناظرہ صنف نازک کے حقوق

یکم فروری کو دو گھنٹے دوسرا مناظرہ پنڈت بدھ دیو جی آریہ اپدیشک کے ساتھ اس مضمون پر ہوا کہ ویدوں میں عورت کا کیا درجہ ہے میں نے کہا کہ آج جبکہ تمام اقوام اپنا اپنا حق گورنمنٹ سے طلب کرتی ہیں اور آریہ سماج سوراج سوراج پکار رہی ہے اور چھوٹی چھوٹی جماعتیں اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے مطالبہ کر رہی ہیں۔ اچھوت الگ اپنا حق مانگ رہے ہیں۔ جو دنیا کی نصف آبادی ہیں جنہیں صنف احسن اور کبھی صنف نازک یعنی عورتیں کہا جاتا ہے از روئے ویدان کا کیا درجہ ہے اور ان کے حقوق کیا ہیں؟

عورت کی مختلف حیثیتیں

عورت پہلے (۱) لڑکی ہوتی ہے (۲) پھر وہ بیوی ہوتی ہے (۳) پھر وہ ماں بن جاتی ہے۔ اور اگر شوہر مر جائے تو (۴) بیوہ ہو جاتی ہے۔ اب بتاؤ ان تمام حیثیتوں سے وید نے عورتوں کو کیا حق دیا ہے؟ یا یوں کہو۔ کہ ان دیویوں کو جو ہماری بہنیں یا بیٹیاں یا مائیں ہیں۔ وید نے کیا حصہ دیا ہے۔

آریہ مناظر وید سے کوئی حوالہ پیش نہ کر سکا

آریہ اپدیشک بدھ دیو جی یہ کہتے تھے کہ آریہ دیوی گھر کی رانی ہے لیکن وید میں سے کچھ پیش نہ کر سکے اور ہم نے جو منو مہاراج کے احکام پیش کئے جن کی رو سے عورتیں محروم الارث قرار دی گئی ہیں اور ان کو ناقابل اعتبار ہمیشہ غلامانہ حیثیت دی گئی ہے تو آریہ اپدیشک نے کہا۔ کہ یہ ہندو قانون ہے۔ جو غلط ہے۔ ہم اس کے خلاف کوشش کر رہے ہیں۔ ہم اسے نہیں مانتے جس پر میں نے کہا۔ کہ وید میں سے اب عورت کا حصہ دکھاؤ محض رانی کہہ دینے سے کیا بنتا ہے تو آریہ اپدیشک نے ایک ادھ منتر کا ٹکڑا پڑھا۔ کہ لڑکی عدالت میں اپنے حصہ کا مطالبہ کرے۔ مگر جب حوالہ پوچھا گیا اور کہا گیا۔ کہ ذرا منتر پڑھ کر اس کے معنے کر کے دکھایئے۔ تو بجز خاموشی جواب ندارد۔ ہم نے کہا۔ اچھا عدالت میں حصہ تو تب ملیگا۔ جب اس کا حصہ وید نے مقرر بھی کیا ہو۔ وہ بتاؤ کیا ہے۔ تو خاموشی ہی جواب تھا۔

عورت کو ویدوں نے کیا دیا ہے؟

پھر ہم نے دکھایا۔ کہ وید نے ایک عورت کو دس گیارہ خاوند تو ضرور دئیے ہیں۔ لیکن ان کے مال میں سے ایک پیسہ کی حقدار نہیں قرار دیا۔ اور یہ صریح ظلم ہے۔ جو صنف نازک پر ویدک دھرم میں روا رکھا گیا۔

سوامی دیانند کی عورتوں پر دیا

آریہ مناظر نے اسلام کا یہ نقص بتایا کہ مرد تو چار عورتیں کر سکتا ہے لیکن استری کو یہ اجازت نہیں دیتا۔ کہ وہ بھی چار خاوند کرے اس پر میں نے کہا۔ کہ ہم تو یہ ظلم نہیں کر سکتے۔ مگر ہاں سوامی جی مہاراج نے اپنے دیانند ہونے کا یہ ثبوت ضرور دیا ہے کہ عورتوں کو نوجوان مضبوط دوستوں کے رکھنے کی اجازت دیدی ہوئی ہے جو کوئی شریف آدمی نہیں دے سکتا چنانچہ سوامی جی سے جب گجرات میں سوال ہوا۔ کہ سوامی جی مہاراج جس استری کا پرش رنڈی بازی کرتا ہو۔ اس کی استری کیا کرے تو بانی آریہ سماج نے بڑی دلیری سے جواب دیا کہ:-

"اس کی استری بھی ایک مضبوط سا آدمی رکھ لے"

(بڑی سوانحعمری دیانند صفحہ ۳۵۵)

طلاق اور خلع

آریہ سماجی حیران تھے اور پبلک بڑی حیرت سے مناظرہ سن رہی رہی تھی اور آریہ دیویاں دل ہی دل میں آریہ تعلیم سے یقیناً بیزار ہو رہی ہونگی۔ اس نقصان کو پورا کرنے کے لئے آریہ پنڈت صاحب نے کہا کہ اسلام میں مرد بلا وجہ عورت کو طلاق دے سکتا ہے لیکن عورت طلاق نہیں دے سکتی۔ ہم نے کہا کہ جو مرد بلا وجہ طلاق دیتا ہے۔ وہ اسلام کے خلاف کرتا ہے۔ طلاق تو آخری علاج ہے جبکہ میاں بیوی میں کسی طرح نباہ کی صورت نہ ہو رہی ہو یہ کہ عورت طلاق نہیں دے سکتی۔ ہاں عورت طلاق لے سکتی ہے۔ جسے خلع کہتے ہیں۔ اس نئی طرز کے مناظرہ کا پبلک پر بہت اچھا اثر ہوا۔ آریہ دیویاں تو ضرور ہماری دلائل سے متاثر ہوئی ہونگی ✦

(باقی آئندہ)

رسید زر و شکریہ!

چک ۱۵ جنوبی ضلع سرگودھا میں چودھری فیض احمد اور چودھری احمد الدین صاحبان نے گاؤں میں گشت لگا کر مبلغ ۳-۸-۲۱ روپے کی رقم وصول کی ہے تفصیل حسب ذیل ہے دیگر احباب بھی اسی قسم کی سعی فرماتے رہیں تو انجمن کی مالی مشکلات بہت بڑی حد تک کم ہوسکتی ہیں۔

نام	روپیہ	آنہ	پائی
(۱) چودھری فتح علی صاحب	۰	۱۵	۶
(۲) چودھری احمد الدین صاحب	۳	۰	۰
(۳) چودھری محمد عالم صاحب	۲	۰	۰
(۴) چودھری محمد خاں صاحب	۱	۰	۰
(۵) عمر افضل	۰	۱	۰
(۶) رحمت صاحب گھمار	۰	۴	۰
(۷) برکت علی صاحب موچی	۰	۴	۰
(۸) رمضان صاحب گھمار	۰	۱	۳
(۹) محمد اشرف صاحب	۵	۰	۰
(۱۰) چودھری محمد ہاشم صاحب	۱	۰	۰
(۱۱) چودھری سردار خالصاحب	۱	۰	۰
(۱۲) میاں خاں صاحب	۰	۸	۰
(۱۳) چودھری فتح علی صاحب	۱	۰	۰
(۱۴) چودھری اکبر علی صاحب	۱	۰	۰
(۱۵) فیض احمد صاحب	۱	۰	۰
(۱۶) خلاص خانصاحب اگوالیہ	۱	۰	۰
(۱۷) فضل شاہ صاحب	۰	۸	۰
(۱۸) پیر حکیم میاں محمد اکبر آباد کار	۰	۰	۶
(۱۹) رحمت خانصاحب	۰	۲	
(۲۰) خانہ لسوڑ	۰	۸	
(۲۱) چودھری سلطان احمد صاحب	۱	۰	
(۲۲) اللہ دتہ صاحب موچی	۰	۴	
میزان	۲۱	۸	۳

خبریں

ہندوستان

—— دہلی ۲۰ رفروری۔ کل وائسرائے نے یہاں امپیریل ایگریکلچرل کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔

—— دہلی ۲۰ رفروری۔ اسمبلی کا اجلاس شروع ہے۔ ریلوے بجٹ پر بحث کا آغاز ہوگیا ہے معلوم ہوا ہے کہ اسمبلی کی تمام غیر سرکاری پارٹیوں نے اس بجٹ کی مخالفت کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس بجٹ میں دو کروڑ روپے کا خسارہ دکھلایا گیا ہے۔

—— اسمبلی میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بتایا گیا کہ بنگال کی تحریک دہشت انگیزی کو دبانے کے سلسلہ میں مرکزی محاصل پر مندرجہ ذیل اثر پڑا۔ ۱۹۳۲-۳۳ء ۲۰۸۸۰۰۰ روپیہ ۱۹۳۳-۳۴ء ۵۷۲۰۰۰ روپیہ ۱۹۳۴-۳۵ء ۱۸۵۰۰۰ روپیہ

—— مرادآباد سے اطلاع آئی ہے کہ مسٹر گنگا پرشاد مسرا کے انتقال پر ان کی اہلیہ نے چتا پر جل کر جان دیدی۔

—— بھوپال ۱۲ رفروری۔ ریاست بھوپال میں ملک معظم کی سلور جوبلی منانے کے لئے وسیع پیمانہ پر تیاریاں ہورہی ہیں ولیعہد ریاست کی زیر صدارت ایک خاص کمیٹی جوبلی کے انتظامات کیلئے مقرر ہوئی ہے۔

—— لاہور ۲۳ رفروری۔ کپتان سرسکندر حیات خاں صاحب سابق ممبر مال گورنمنٹ پنجاب کل رات کو بذریعہ فرنٹیر میل عازم کلکتہ ہوئے۔

—— گذشتہ ہفتہ سابق شاہ یونان دہلی سے بذریعہ کار آگرہ پہنچے اور یہاں کی تاریخی عمارات کی سیر کی۔

—— گذشتہ ہفتہ بمبئی سے ۲۰۰۴۸۰۷ روپے کا سونا ممالک یورپ کو روانہ کیا گیا۔ جب سے برطانیہ نے طلائی معیار ترک کیا ہے۔ تقریباً سوا دو ارب روپے کا سونا ہندوستان سے باہر جاچکا ہے۔

—— مسٹر جاج او صدر کانگریس کی گفتگو شروع ہے۔ تفصیلات ابھی تک سختی کے ساتھ صیغہ راز میں رکھی گئی ہیں۔ اس ہفتہ مسٹر ڈیسائی جو اسمبلی میں کانگریس پارٹی کے لیڈر ہیں۔ پنجاب کے سکھوں کے خیالات معلوم کرنے کے لئے لاہور آئے اور سکھ لیڈروں سے گفتگو کرنے کے بعد واپس چلے گئے۔

—— صدر ہندو مہا سبھا نے بمبئی میں اعلان کیا ہے کہ ہندوؤں کے لئے کوئی معاہدہ اس وقت تک قابل قبول نہیں ہوگا۔ جب تک کہ ہندو سبھا کی طرف سے اس کی تائید و تصدیق نہ ہوجائے۔

—— صوبہ پنجاب کا بجٹ بابت سال ۱۹۳۵-۳۶ء ۲۵ رفروری کو پنجاب کونسل میں پیش ہوگا۔

—— آل انڈیا پوسٹل اینڈ ریلوے یونین کا سالانہ اجلاس مارچ کے آغاز میں الہ آباد میں منعقد ہوگا۔

—— دہلی ۲۲ رفروری۔ مارچ کے پہلے ہفتہ میں جامعہ ملیہ اپنا یوم تاسیس منائیگی اور اپنی عمارات کا اوکھلہ کے قریب سنگ بنیاد رکھے گی۔ اس تقریب کے لئے ایک نہایت دلچسپ پروگرام مرتب کیا گیا ہے اور متعدد اکابر کو دہلی آنے کی دعوت دی ہے

—— پشاور ۲۰ رفروری۔ عبد الغفور خاں ایم۔ ایل۔ سی نے ایک قرارداد کا نوٹس دیا ہے کہ مذہب کے لحاظ سے کسی کو کونسل کی رکنیت سے محروم نہ کیا جائے۔ یہ نوٹس پشاور کے لئے غلاف معمول دلچسپی کا باعث ہورہا ہے کیونکہ اس جگہ تو پڑھا دار داغ بنانے پر بھی ملدیہ کی شدید مخالفت کیجاتی ہے

—— حکومت یو۔ پی کی تجویز ہے کہ شہروں اور قصبات کے اندر تمباکو پر محصول عائد کیا جائے اس طرح پانچ لاکھ روپے سالانہ آمد کی توقع ہے۔

ممالک خارجہ

—— ساربروکن ۱۹ رفروری۔ علاقہ سار کو باضابطہ طور پر جرمنی کی محصولاتی سرحد میں شامل کرلیا گیا ہے فرانسی افسران محصول کل رات اپنی اسامیوں سے سبکدوش ہوگئے اور جرمنی افسران نے محصولاتی دفاتر کو اپنی نگرانی میں لے لیا۔

—— گذشتہ ہفتہ انگلستان کے متعدد مقامات پر طوفان باد و باران رونما ہوا بہت سے حصوں میں آندھی کی رفتار ۹۰ میل فی گھنٹہ اور لندن میں ۳۰ میل فی گھنٹہ رہی بعض مقامات پر کافی نقصان ہوا۔

—— چند ماہ ہوئے برلن میں دو عورتوں کو فوجی راز ظاہر کرنے کے جرم میں سزائے موت کا حکم سنایا گیا تھا۔ ۱۸ رفروری کی صبح کو ان کو برلن جیل کے صحن میں سر اڑا کر سزائے موت دیدی گئی۔

—— کولمبو ۱۹ رفروری۔ ایک مقدمہ میں عدالت عالیہ کے جج نے سیلون سٹیٹ اسمبلی کے سابق صدر کو توہین عدالت کے جرم میں ایک سال قید محض کی سزا دی۔ اس وجہ سے عوام میں کافی ہنگامہ ہورہا ہے۔

—— نیو یارک ۱۸ رفروری۔ یہاں نقشوں پر کام کرنے والے دو لاکھ معماروں اور مزدوروں نے ہڑتال کردی ہے۔ مقامی حکام سخت پریشان ہیں۔ مارشل لا نافذ کردیا گیا ہے۔

—— علوی جہاز جو ۹ رفروری کو کراچی سے روانہ ہوا تھا۔ ۱۹ کو بخیریت جدہ پہنچ گیا ہے۔

—— امید کی جاتی ہے کہ برطانیہ کا بجٹ پارلیمنٹ میں ۱۵ اپریل کو پیش کیا جائے گا۔ ۱۸ اپریل کو پارلیمنٹ کا اجلاس ایسٹر کے لئے ملتوی ہوجائے گا۔

—— اٹلی میں حبش کے خلاف شدید ہیجان پیدا ہورہا ہے۔ مشرقی افریقہ کو جانے کے لئے فوجیں ساحل سمندر کی طرف روانہ ہورہی ہیں

—— حکومت روس کا مشہور جلاد آٹو نوف پاگل ہوگیا ہے۔ حکومت نے اس کو تبدیل آب و ہوا اور علاج کیلئے بحر اسود کے ساحل کی طرف روانہ کردیا ہے۔ اس وقت وہ پاگل خانے کی ایک کوٹھڑی میں بند ہے ۱۹۱۷ء میں جب روس میں انقلاب ہوا۔ تو اسی جلاد نے زار اور اس کے خاندان کو قتل کیا تھا۔ اس وقت سے لیکر اب تک جلادی کا کام حکومت روس نے اس کے سپرد کر رکھا تھا۔

—— یہ معلوم کرنا بھی دلچسپی کا باعث ہوگا کہ گذشتہ ۱۴ سال کے عرصہ میں وہ دس ہزار آدمیوں کو قتل کرچکا ہے جس پستول سے اس نے زار اور اس کے خاندان کو قتل کیا تھا۔ وہ اس کے پاس اب تک موجود ہے اور ان دس ہزار آدمیوں کو اس نے اسی پستول سے قتل کیا۔

—— عربی اخبارات عربی کانگریس کے انعقاد کیلئے سرگرم پروپیگنڈا کر رہے ہیں ان اخبارات کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام عربی ممالک اس کانگریس کے انعقاد کے لئے تیار ہیں۔

—— سابق خدیو مصر عباس حلمی پاشا عنقریب فلسطین آنے والے ہیں۔ اگرچہ پاشا موصوف کے فلسطین آنے کا مقصد مخفی ہے تاہم فلسطین و شام کے سیاسی حلقے انہیں اپنے ملک کے لئے تخت کا امیدوار سمجھتے ہیں حلمی پاشا ایک بہت ہی مالدار شخص ہیں اور عربی ممالک کے بے شمار لوگ ان سے عقیدت رکھتے ہیں۔

جلد ۲۳ | لاہور - یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲۲ ذیقعد ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۷ فروری ۱۹۳۵ء | نمبر ۱۴

چند نصیحتیں

ڈھونڈو وہ راہ جس سے دل و سینہ پاک ہو

(از حضرت مسیح موعود)

اے حب وجاہ والو یہ رہنے کی جا نہیں
اس میں تو پہلے لوگوں سے کوئی رہا نہیں

دیکھو تو جاکے ان کے مقابر کو اک نظر
سوچو کہ اب سلف ہیں تمہارے گئے کدھر

اک دن وہی مقام تمہارا مقام ہے
اک دن یہ صبح زندگی کی تم پہ شام ہے

اک دن تمہارا لوگ جنازہ اٹھائیں گے
پھر دفن کرکے گھر میں تاسف سے آئینگے

اے لوگو! عیش دنیا کو ہرگز وفا نہیں
کیا تم کو خوف مرگ خیال فنا نہیں

سوچو کہ باپ دادے تمہارے کدھر گئے
کس نے بلا لیا وہ سبھی کیوں گذر گئے

وہ دن بھی ایک دن تمہیں یاد نصیب ہے
خوش مت رہو کہ کوچ کی نوبت قریب ہے

ڈھونڈو وہ راہ جس سے دل و سینہ پاک ہو
نفس دنی خدا کی اطاعت میں خاک ہو

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

ناپاک زندگی ہے جو دوری میں کٹ گئی
دیوار زہد خشک کی آخر کو پھٹ گئی

ایک غلط فہمی کا ازالہ

لفظ نبی سے صرف محدث مراد ہے

(از حضرت مسیح موعودؑ)

تمام مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ فتح اسلام و توضیح مرام و ازالہ اوہام میں جسقدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنے کی رُو سے بیان کئے گئے ہیں ورنہ حاشا و کلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میں کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۳۷ میں لکھ چکا ہوں میرا اس بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ کیونکہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے۔ جس حالت میں ابتداء سے میری نیت ہے جس کو اللہ تعالےٰ جل شانہٗ خوب جانتا ہے۔ اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں بلکہ صرف محدث مراد ہے۔

(مجموعہ اشتہارات حصہ اول)

رسالہ پیغام اسلام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام فجی کا ماہوار آرگن

مخالفت ہمیشہ حق کی ترقی کا باعث ہوتی ہے احمدیت کی تقریباً پچاس سالہ تاریخ میں بھی یہ بات بار بار آزمائی گئی اور ہمیشہ صحیح نکلی تقریباً دو سال کا عرصہ ہوا مسلمانان فجی کی درخواست پر ہمارا ایک مبلغ وہاں گیا اور چند ماہ میں اس دور دراز اور الگ تھلگ جزیرہ کے مسلمانوں کے اندر زبردست بیداری و حرکت پیدا کردی عیسائی و آریہ مبلغ جو عرصہ سے مسلمانوں کو دق کر رہے تھے اس کے پہنچتے ہی خاموش ہو گئے اس مبلغ نے معاہدہ کی نہایت سختی سے پابندی کی لیکن مولویوں کے زیر اثر لوگوں کی تنگ خیالی اور تعصب ایک احمدی خادم اسلام کے وجود کو برداشت نہ کرسکا۔ اور انہوں نے معاہدہ کی شرائط کی پروا نہ کرتے ہوئے اس کو علیحدہ ہونے پر مجبور کردیا۔ پردیس کا معاملہ اور بے بسی کا عالم تھا۔ لیکن اس باہمت شخص نے مخالفت و بدسلوکی کی پروا نہ کرتے ہوئے اپنے طور پر کام شروع کردیا۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس کو نہایت قلیل عرصہ میں سینکڑوں حق پرست انسانوں کی ایک مخلص و خادم اسلام جماعت مل گئی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام فجی کے قیام اور خدمات اسلامی کا ذکر اس سے قبل بھی ان کالموں میں آچکا ہے اب یہ سنکر احباب کو مسرت ہوگی کہ اس جماعت نے پیغام اسلام کے نام سے شہر صووا سے ایک ماہوار رسالہ بھی جاری کردیا ہے جو اردو و انگریزی اور ہندی تین زبانوں میں شائع ہوتا ہے اس میں جماعت کی خبروں کے علاوہ اسلام اور سلسلہ کے متعلق عمدہ مضامین ہوتے ہیں دستی پریس پر چھپنے کے سبب کتابت و طباعت صاف ہوتی ہے اس وقت ماہ جنوری کا پرچہ جو پانچواں نمبر ہے پیش نظر ہے اس کا سائز فلسکیپ اور حجم ۴۴ صفحات ہے افسوس اس سے قبل کوئی پرچہ نہیں ملا قیمت فی پرچہ ۲ آنہ اور سالانہ تین شلنگ فجی جیسے دور دراز مقام پر کسی رسالے کے اجراء میں جو مشکلات پیش آسکتی ہیں اور ان پر قابو حاصل کرنے کیلئے جسقدر صبر آزما جدوجہد درکار ہوتی ہے اس کا صحیح اندازہ یہاں ہندوستان میں بیٹھے مشکل ہے لیکن مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع اور ان کے رفقاء کار کی ہمت بلند کی داد دینی چاہیے کہ انہوں نے مردانہ وار تمام مشکلات پر غلبہ پاتے ہوئے رسالہ جاری کر ہی لیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی میں برکت دے اور پیغام صلح کا یہ ہاتھ دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے۔ آمین۔

مراسلات

جامعہ ملیہ اسلامیہ کی عمارت کا سنگ بنیاد

اور

ملت اسلامی کا فرض

(از جناب ڈاکٹر مختار احمد صاحب انصاری دہلی)

جامعہ ملیہ اسلامیہ بیسویں صدی میں ہندوستان کے مسلمانوں کا سب سے بڑا تعمیری پروگرام ہے اس صدی کے ربع اول میں ہم نے آنے والے سیاسی اور معاشی انقلاب کے لئے تیاری شروع کی اور اپنی قوتوں کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ سب سے بڑی قوت یعنی تعلیم کی حالت نہایت ناقابل اطمینان ہے ہم نے دیکھا کہ اس قوت کی کنجی تعلیمی پالیسی ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے اور ہماری نئی نسلیں دوسروں کے بنائے ہوئے سانچوں میں ڈھل رہی ہیں تعلیم یافتہ طبقہ بڑی حد تک اپنے مذہب اور اپنی معاشرت سے بیگانہ جمہور ملت سے بے تعلق اور ان کی قومی اور ملی زندگی کی مصلحتوں سے بے خبر ہیں۔ غرض ایسے وقت میں جب اجتماع کی ضرورت نہایت شدید ہے۔ ہماری تعلیم انتشار کا بیج بو رہی ہے جس کا پھل ہلاکت کے سوا اور کچھ نہیں۔ ایسے نازک وقت چند باہمت لوگوں نے خدا کا نام لے کر ایک نئی تعلیم گاہ کی بنیاد ڈالی جو جامعہ ملیہ اسلامیہ کہلاتی ہے جامعہ کی تاسیس کے بعد اس کی راہ میں بڑی بڑی رکاوٹیں پڑیں اور ڈالی گئیں۔ مگر خدا کے فضل و کرم سے اپنے بانی کی نیک نیتی کے فیض سے اور اپنے اساتذہ کی ہمت اور ایثار کی بدولت سے وہ روز بروز ترقی کرتی رہی کیونکہ اس کی بنیاد قوم کے ارادے اور حوصلے اور زمانہ کی ضرورت اور مصلحت پر قائم تھی۔ جو لوگ بعض عارضی وجوہ سے جامعہ کے مخالف تھے انہوں نے بھی رفتہ رفتہ اس کی اہمیت اور ضرورت کو تسلیم کر لیا اور آج اگر کوئی تعلیمی مرکز ایسا ہے جس پر ہر طبقہ اور ہر خیال کے مسلمان جمع ہو سکتے ہیں۔ اور ہوتے ہیں تو وہ یہی جامعہ ملیہ اسلامیہ ہے۔

جامعہ نے اب تک جتنا کام کیا ہے اس کی مختصر روئداد یہ ہے

(۱) تقریباً ڈھائی ہزار طلبہ مختلف مدارج تک تعلیم پا کر اس تعلیم گاہ سے نکل چکے ہیں اور اس کے مقاصد سے کم و بیش متاثر ہو کر اپنا اثر قومی زندگی پر آہستہ آہستہ ڈال رہے ہیں۔ ان میں عربی مدارس کے طلبہ بھی ہیں جنہوں نے جامعہ میں آ کر انگریزی زبان اور علوم جدیدہ کی تحصیل کی،

(۲) جامعہ کا ادارہ تالیف و تصنیف جو ادارہ اکادمی کہلاتا ہے اس کا مقصد ... اردو زبان و ادب کی خدمت اور عام مسلمانوں کی ذہنی تہذیب تربیت میں مصروف ہے۔

(۳) جامعہ نے توسیعی خطبات کا سلسلہ شروع کر کے جس میں اسلامی ممالک کے مشاہیر لیکچر دینے کے لئے بلائے جاتے ہیں، عالم اسلام کے ذہنی اتحاد کی بنیاد ڈالی ہے جو انشاء اللہ ایک روز تکمیل کو پہنچ کر نہایت اہم اور مفید نتیجے پیدا کرے گا۔

ان میں سے ہر ایک خدمت بجائے خود قابل قدر ہے۔ مگر میرے نزدیک سب سے بڑا کام جامعہ کا یہ ہے کہ اس نے ایک تعمیری تجربہ کو بلا سند غیرے صرف اپنی کوشش اور ملت کی مدد سے چلا کر دکھا دیا۔ اور یہ ثابت کر دیا کہ اب بھی مسلمانوں میں ہمت استقلال اور قوت عمل کی کمی نہیں ہے۔ جامعہ کے جوش عمل اور اس کے اصول و مقاصد کا اثر مسلمانوں کی عام تعلیمی زندگی پر بھی صاف نظر

جامعہ کے قیام کو پندرہ سال ہو گئے ہیں اس نے ملک کی زمین میں جڑ پکڑ لی ہے اور ملت کے دل میں گھر کر لیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ابھی تک اس کی اپنی عمارت موجود نہیں ہے اور ہر سال ایک کثیر رقم مکان کے کرایہ پر خرچ کرنی پڑتی ہے، چند سال ہوئے جامعہ نے دہلی کے مضافات میں اوکھلے کی نہر کے قریب ایک پر فضا مقام پر ڈھائی سو بیگہ زمین خریدی تھی۔ اس عرصہ میں کئی قابل انجینیروں کے مشورہ سے ایک جرمن ماہر تعمیر نے جامعہ کی عمارت کے نقشے تیار کر لئے ہیں اور اب کارکنان جامعہ نے توفیق الٰہی اور تائید ملی کے بھروسہ پر یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ یکم مارچ کو جامعہ کا سنگ بنیاد نصب کر دیا جائے اور اس کے بعد جلد سے جلد عمارت کی تعمیر شروع کر دی جائے۔

جتنی عمارت کی فی الحال ضرورت ہے اس کے مصارف کا اندازہ ساڑھے چار لاکھ روپیہ کیا گیا ہے اس میں سے پچاس ہزار کا ایک عطیہ اور ڈیڑھ لاکھ کے وعدے پہلے سے موجود ہیں۔ اب ڈھائی لاکھ کی رقم اور فراہم کرنی ہے۔

جامعہ کے اساتذہ نے کئی سال سے جامعہ کا سالانہ خرچ جو اب چھپن ہزار کے قریب ہے مہیا کرنا خود اپنے ذمہ لیا ہے اور اپنی کوشش سے حلقہ ہمدردان جامعہ قائم کیا ہے اس کے ڈھائی ہزار ممبر جمع ہو چکے ہیں اور ان کے چندے کی مجموعی مقدار اس وقت پندرہ ہزار روپیہ ہے بقیہ رقم اسلامی ریاستوں کے چندہ سے پوری ہوتی ہے اور جو کمی پڑتی ہے اسے یہ باہمت اساتذہ انتہا سے زیادہ تکلیفیں اٹھا کر برداشت کرتے ہیں

میرے اور دوسرے قومی کارکنوں کے ذمے یہ فرض عائد کیا گیا ہے کہ جامعہ کی عمارت کے لئے یہ ڈھائی لاکھ کی رقم ایک سال کے اندر یعنی آخر فروری ۳۶ء تک جمع کریں۔

اس لئے میں ساری ملت اسلامی سے کل بہی خواہان ملک و قوم اور حامیان تعلیم سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ اس مبارک کام میں حسب استطاعت مدد کریں اور یہ رقم معینہ مدت کے اندر جمع کر دیں میری تجویز یہ ہے کہ اس میں سے پچاس ہزار روپیہ دہلی، پنجاب اور صوبہ سرحد سے، پچاس ہزار صوبہ متحدہ اور بہار، پچاس ہزار بنگال، آسام، برما، پچاس ہزار بمبئی اور صوبہ جات متوسطہ اور پچاس ہزار ریاست حیدر آباد اور جنوبی ہند سے حاصل کیا جائے۔ اس کام کے لئے جامعہ کے وفود وسط مارچ سے ہندوستان کا دورہ کریں گے اور ان کا پروگرام وقتاً فوقتاً اخباروں میں شائع ہوتا رہے گا مگر مجھے امید ہے کہ جو لوگ ملک و ملت کا سچا درد رکھتے ہیں۔ وہ اس کا انتظار نہیں کریں گے۔ بلکہ اس اپیل کو پڑھتے ہی چندے کی رقم میرے نام یا شیخ الجامعہ ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب کے نام بذریعہ ... روانہ کریں گے۔ تاکہ سنگ بنیاد نصب کرنے کے وقت جلسہ عام میں اس کا اعلان کیا جا سکے۔ میں تمام ہمدردان و بہی خواہان جامعہ کو اس تقریب میں دہلی تشریف لانے کی دعوت دیتا ہوں۔

رسید زر و شکریہ

عصمت اللہ صاحب درسند نے اپنے تازہ والا نامہ میں انجمن کی امداد کے لئے مندرجہ ذیل وعدہ جات مختلف احباب جماعت سے حاصل کر کے ارسال فرمائے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزا

	نام	رقم
۱	بادشاہ صاحب	۰ــــ۱۰۰ روپیہ سالانہ
۲	نواب زادہ صاحب	۰ــــ۱۲۰ ؍؍ ؍؍
۳	ڈاکٹر ملک نذیر احمد صاحب	۰ــــ۸۰ ؍؍ ؍؍
۴	سید شاہجہان صاحب	۰ــــ۵۰ ؍؍ ؍؍
۵	خانو جمعدار صاحب	۰ــــ۵ ؍؍ ؍؍
۶	سمندر خاں صاحب	۰ــــ۱۰ ؍؍ ؍؍
	میزان	۰ــــ۳۶۵ روپیہ سالانہ

اس کے علاوہ عید فنڈ بھی ارسال فرمایا ہے۔

تفصیل حسب ذیل ہے:۔

	نام	روپیہ	آنہ	پائی
۱	نواب زادہ صاحب	۵		
۲	سمندر خاں صاحب	۱	۰	۰
۳	بازید خاں صاحب	۰	۸	۰
۴	خان بہادر صاحب	۱	۰	۰
۵	عصمت اللہ صاحب	۱	۰	۰
۶	عبدالصادق	۱	۰	۰
۷	شاہ ولی صاحب	۰	۴	۰
۸	قلندر ملازم	۰	۴	۰
۹	بہادر شاہ	۰	۸	۰
۱۰	علی بہادر	۰	۲	۰
۱۱	عبدالرحمن	۰	۴	۰
۱۲	خان محمد خان	۱	۰	۰
۱۳	ملک نذیر احمد صاحب	۱	۰	۰
۱۴	شاہجہان میاں	۱	۰	۰
	میزان	۱۴	۰	

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم چہارشنبہ ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ | نمبر ۱۴

جناب سید حبیب اور پیغام صلح

احمدیت کے اصولوں پر محققانہ تبصرہ کا اعلان!

جناب سید حبیب صاحب آف "سیاست" کی کتاب "تحریک قادیان" کا نہایت مدلل جواب جناب مولوی دوست محمد صاحب نے "آئینہ احمدیت" کے نام سے لکھا، جو دسمبر ۱۹۳۳ء میں کتابی صورت میں شائع ہو کر اہل علم والنصاف سے خراج تحسین حاصل کر چکا ہے۔ گذشتہ ماہ جبکہ "آئینہ احمدیت" کو شائع ہوئے ایک سال سے زائد عرصہ گذر گیا۔ روزنامہ "سیاست" کی متعدد اشاعتوں میں "احمدیت یعنی مرزائیت کے اصولوں پر محققانہ تبصرہ" کے عنوان سے اعلان کیا گیا کہ سید صاحب جواب الجواب لکھینگے۔ اس اعلان میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ "تحریک قادیان" کی اشاعت سے احمدی حلقوں میں ہیجان عظیم پیدا ہو گیا ہے اور یہ غلط بیانی بھی موجود تھی۔ کہ "پیغام صلح" نے پہلے سید صاحب کے مضامین کا جواب لکھنا شروع کیا۔ لیکن بعد میں اس طریق جواب سے ہاتھ اٹھا لیا۔ اور ایک خاص الخاص شخص کو جواب لکھنے پر مامور کیا۔ علاوہ ازیں اس امر کا بھی یقین دلایا گیا تھا کہ سید صاحب کا جواب الجواب شریفانہ اور مدلل ہوگا۔ ذلیل تحریروں اور گالیوں سے کلی اجتناب کیا جائے گا۔ ہم نے ۲۶ جنوری کے مقالہ افتتاحیہ میں اس اعلان کا خیر مقدم کیا۔ اور اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ:۔

(۱)۔ سید صاحب کی کتاب "تحریک قادیان" سے ہمیں یہ فائدہ ہؤا۔ کہ اس کے جواب میں "آئینہ احمدیت" جیسی معقول و مفید کتاب لکھی گئی جس کے مطالعہ سے بہت سے لوگ احمدیت کے قریب آ گئے اور ان میں سے کئی ایک داخل سلسلہ بھی ہو چکے ہیں۔

(۲)۔ سید صاحب کا یہ نیا عزم بھی اسی طرح سلسلہ کے لئے مفید ہوگا نہ صرف احباب سلسلہ بلکہ بہت سے غیر از جماعت دوست بھی "آئینہ احمدیت" کے دوسرے حصہ کا تقاضا کر رہے ہیں۔ کیا عجب ہے کہ سید صاحب کی مہربانی ہی سے ان کی فرمائش پوری ہو جائے۔

(۳)۔ "سیاست" کے اعلان کا طرز تحریر دیگر مخالفین احمدیت سے بہتر ہے لیکن متانت و ثقہ نگاری کے معیار کے مطابق نہیں۔ منیجر "سیاست" کو اس سے بہتر الفاظ مل سکتے تھے۔

(۴)۔ "تحریک قادیان" کا جواب شروع ہی سے جناب مولوی دوست محمد صاحب نے لکھا، جو نصف کے قریب پیغام صلح کے ضمیمہ کی شکل میں شائع ہؤا بعد میں مکمل کتابی صورت میں چھپ گیا۔ اس بارہ میں سیاست کا بیان غلط ہے۔

(۵)۔ یہ عزم نہایت مبارک ہے کہ جواب الجواب مدلل اور شریفانہ ہوگا۔ لیکن گذشتہ مرتبہ سید صاحب اور "سیاست" بعض موقعوں پر متانت اور ثقہ نگاری کی پابندی سے قاصر رہ گئے تھے امید ہے اس مرتبہ ایسا نہیں ہوگا۔

(۶)۔ سید صاحب جو کچھ لکھیں۔ پوری تحقیق اور مطالعہ کے بعد لکھیں۔ یہ مشورہ اس لئے عرض کیا جاتا ہے کہ "تحریک قادیان" میں سید صاحب نے اکثر غیر ثقہ اور غیر ذمہ دار مخالفین کے ناقص اور مغالطہ آمیز حوالوں پر انحصار کیا ہے اصل کتابوں کے مطالعہ کی زحمت گوارا نہیں فرمائی"۔

پیغام صلح کی اسی اشاعت میں مقالہ افتتاحیہ کی پشت پر ہماری انجمن کے سیکرٹری صاحب کی طرف سے ایک اعلان نمایاں حروف میں درج تھا جس میں سید صاحب کی خدمت میں گذارش کی گئی تھی کہ "تحریک قادیان" میں اگر کوئی چیز نہ تھی تو وہ احمدیت کے اصولوں پر بحث نہ تھی البتہ ذاتی نکتہ چینی اس میں بہت تھی جس سے کسی تحریک کے متعلق صحیح علم نہیں مل سکتا ہے اس لئے آپ جو سلسلہ مضامین شروع کرنے والے ہیں اس میں ہمارے اصولوں کی غلطی ثابت کریں اور ساتھ ہی احمدیت کے اصول بھی درج کر دئیے گئے تھے۔ یہی اعلان ۳ فروری کی اشاعت میں دوبارہ درج ہؤا۔ "پیغام صلح" باقاعدہ دفتر "سیاست" میں بھیجا جاتا ہے لیکن ہم نے بنظر احتیاط دونوں اشاعتوں کے کٹنگ بھی سید صاحب کی خدمت میں ارسال کئے۔ سید صاحب اور معاصر "سیاست" سیکرٹری صاحب کے اعلان پر تو توجہ نہ فرما سکے البتہ مقالہ افتتاحیہ کے جواب میں سید عنایت شاہ صاحب مہتمم اعلیٰ "سیاست" نے اپنے اخبار کی ۵ فروری کی اشاعت میں چند سطریں شائع کیں جن میں لکھا:۔

(۱) پیغام صلح نے "آئینہ احمدیت" کو "تحریک قادیان" کا مسکت جواب کہا ہے جن لوگوں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا ہے انکی رائے پیغام صلح سے مختلف ہے سید صاحب قلم اٹھائیں گے تو پیغام صلح کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ اس کتاب میں کتنی خامیاں ہیں۔

(۲) پیغام صلح نے سیاست کے اس بیان پر بلا وجہ شبہ کیا اور اسکو جھٹلایا کہ سید صاحب نے "آئینہ احمدیت" کا جواب الجواب جماعت قادیان کے جواب کے انتظار میں ملتوی کر دیا تھا۔

(۳)۔ پیغام صلح نے ہمارے انداز تحریر کو قرار واقعی مہذب تسلیم نہیں کیا وہ ہمارے غیر مہذب الفاظ اور فقرات کی تصحیح کرے۔

ہم منتظر تھے کہ سیکرٹری صاحب کے ضروری اعلان کے متعلق کچھ ارشاد ہوگا۔ اس کے بعد اکٹھا جواب عرض کر دیا جائیگا۔ اسی خیال کے ماتحت ۳ فروری کی اشاعت کا کٹنگ۔ دوبارہ سید صاحب کی خدمت میں بھیجا گیا جو ان سے منسلک ہو گیا اس کے بعد سہ بارہ پیش کیا گیا۔ سید صاحب اس اعلان کے جواب میں اب تک بدستور خاموش ہیں۔ لیکن ۱۰ فروری کے "سیاست" میں مدیر معاون کی طرف سے چند سطریں شائع ہوئی ہیں۔ جن میں سید صاحب کے سیکرٹری صاحب کے مطالبہ تصحیح کا اعادہ کرنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے:۔

"احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے ایک اعلان شائع کیا گیا ہے جس میں سید صاحب سے خواہش ظاہر کرکے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ مذکورہ صدر کتابوں (آئینہ احمدیت اور شبیہ عرفان) کا جواب لکھنے کی بجائے بعض خاص نکات پر بحث کریں۔ سید صاحب اس کا جواب بالتفصیل اس وقت دینگے جبکہ اپ موعودہ جواب الجواب شائع کریں گے لیکن اس وقت ہم حضرات مذکور الیہ سے صرف اتنا عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اگر وہ سید صاحب کی کتاب "تحریک قادیان" کو ملاحظہ فرمائیں گے تو اس میں اپنے سوال کا جواب موجود پائیں گے"۔

ہم سید صاحب کے ارشادات کے منتظر تھے لیکن اب ان کی خاموشی بہت طویل ہو گئی ہے خدا جانے اس کا سلسلہ کہاں تک پہنچے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ معاصر "سیاست" کے مہتمم اعلیٰ اور مدیر معاون کی تحریر کا جواب عرض کر دیا جائے۔

(۱)۔ ہم نے لکھا تھا کہ "آئینہ احمدیت" "تحریک قادیان" کا نہایت مدلل و معقول جواب ہے اور اس رائے پر قائم ہیں مہتمم اعلیٰ صاحب کا یہ لکھنا کہ جن لوگوں نے آئینہ احمدیت کا مطالعہ کیا ہے وہ پیغام صلح کی رائے سے متفق نہیں صحیح نہیں، ہمارے سامنے نتائج موجود ہیں بہت سے لوگ آئینہ احمدیت کے مطالعہ سے احمدیت کے قریب آ گئے اور ان میں سے کئی ایک داخل سلسلہ بھی ہو چکے ہیں یہ حقیقت ہماری رائے کی صحت کا ناقابل انکار ثبوت ہے۔

(۲)۔ ہم نے اس بیان کو ہرگز نہیں جھٹلایا۔ کہ سید صاحب نے قادیانی جماعت کے جواب کے انتظار میں جواب الجواب لکھنے میں تاخیر کی بلکہ ان کے عذر کو صاف الفاظ میں اپنے ناظرین کے سامنے پیش کر دیا۔ افسوس ہمارے معاصر نے خواہ مخواہ ایک بے حقیقت بات ہماری طرف منسوب کر دی۔

(۳)۔ ہم نے منیجر صاحب "سیاست" کے اعلان کے متعلق یہ لکھا تھا کہ اس کا انداز تحریر دیگر مخالفین احمدیت سے بہتر ہے۔ لیکن متانت و ثقہ نگاری کے معیار کے مطابق نہیں منیجر صاحب "سیاست" کو اس سے بہتر الفاظ مل سکتے تھے غیر مہذب کا لفظ ہرگز استعمال نہیں کیا تھا جیسا کہ مہتمم اعلیٰ و مدیر معاون صاحبان بار بار بیان کر رہے ہیں۔ "سیاست" کے اعلان میں کھلی ہوئی غلط بیانی موجود تھی جس سے ہمارے معاصر کو مجال انکار نہیں ہو سکی، نہ وہ اس کو تسلیم کرنے کی اخلاقی جرأت کر سکا ہے کیا یہ چیز متانت و ثقہ نگاری کے خلاف نہیں۔ علاوہ ازیں حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانی تحریک کا ذکر جس انداز اور جن الفاظ میں کیا گیا ہے وہ صاف ظاہر ہے خدا جانے ہم سے بار بار تصحیح کا مطالبہ کیوں کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ہمارا معاصر اپنی کھلی ہوئی غلط بیانیوں کی تردید اور بہتر سے بہتر الفاظ کے استعمال پر قادر ہے بشرطیکہ یہ اس کی دلی خواہش ہو۔

سیکرٹری صاحب کے اعلان کے جواب میں مدیر معاون صاحب نے جو کچھ تحریر فرمایا افسوس وہ بالکل بے وزن ہے اور اس کو گریز کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا درخواست کی گئی تھی، ذاتی نکتہ چینیاں بے فائدہ چیز ہیں اس سے کسی تحریک کے متعلق صحیح علم نہیں مل سکتا۔ اگر ہم کو نیک نیتی سے غلطی پر سمجھا جاتا ہے تو ہمارے اصولوں کی غلطیاں واضح کی جائیں اور یہ چیز کتاب "تحریک قادیان" میں موجود نہیں۔ اس مخلصانہ درخواست اور معقول مطالبہ کو یہ کہکر ٹال دیا گیا ہے کہ انجمن سید صاحب کو خاص نکات پر بحث کی دعوت دیتی ہے اس اعلان کا جواب سید صاحب اپنے جواب الجواب میں ہی دینگے اور اس سوال کا جواب "تحریک قادیان" میں بھی موجود ہے۔ اول تو اصولی بحث کی دعوت کو "چند نکات کی بحث" کہنا حقیقت نگاری کے خلاف ہے۔ دوسرے یہ بات بھی ہماری سمجھ میں نہیں آئی کہ پہلے کہا گیا ہے کہ سید صاحب سیکرٹری صاحب کے اعلان کا جواب۔ جواب الجواب کے وقت رقم فرمائینگے اس کے ساتھ ارشاد ہؤا ہے کہ اس کا جواب "تحریک قادیان" میں موجود ہے۔ ... باوجود تلاش کے "تحریک قادیان" میں کسی اصولی بحث ...

احمدیت اور نیچریت کا فرق

احمدیت نیچریت کی ضد ہے

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

اعتراض:- احمدیت نیچریت ہی کی دوسری شکل ہے مرزا غلام احمد صاحب نے سرسید مرحوم کا تتبع کیا ہے۔ معجزات کا انکار کیا ہے۔

جواب:- لاحول ولا قوت۔ کجا احمدیت! کجا نیچریت! حضرت مرزا صاحب نے معجزات کو ثابت کیا نہ کہ انکار کیا۔ سرسید مرحوم کے خیالات کی اصولاً تردید کی۔ خوب یاد رکھیں احمدیت تو نیچریت کی ضد واقع ہوئی ہے۔

نیچریت اور وحی الٰہی

مادہ پرست لوگوں کے فلسفہ سے متاثر ہو کر سرسید مرحوم نے وحی الٰہی کی یہ تاویل کی تھی کہ وہ ایک خیال ہوتا ہے۔ جو دل سے اٹھتا ہے اور دل پر پڑتا ہے جس طرح شاعر کا تخیل دل سے اٹھتا ہے اور دل پر پڑتا ہے اور وہ اس خیال کو اپنے الفاظ کا جامہ پہنا کر دنیا کے سامنے لے آتا ہے اور لوگ اسے شعر کہتے ہیں اسی طرح نبی کے قلب سے ایک پاکیزہ خیال اٹھتا ہے اور وہ دل سے اٹھ کر دل پر ہی پڑتا ہے اور نبی اسے الفاظ کا جامہ پہنا کر دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے اور اسے وحی الٰہی اس لئے کہا جاتا ہے۔ کہ دراصل وہ خیال خدا کی مدد سے اس کے قلب سے اٹھتا ہے۔ گویا اس خیال کا محرک خدا ہوتا ہے اب ظاہر ہے کہ یہ اصول ایک الہامی مذہب کی جڑ پر تبر رکھ دیتا ہے کیونکہ اس کا حامل کے پاس کوئی ثبوت نہیں کہ وہ خیال جو نبی کے دل سے اٹھا تھا۔ وہ خدا کی تحریک سے تھا اگر اس کا نیک خیال ہونا اس کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل لی جائے تو پھر ہر ایک شخص کے قلب سے جو نیک خیال اٹھیگا وہ منجانب اللہ ہی ہوگا پھر کسی نبی کو بھیجنے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی اور نبوت کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔ غرضکہ وحی الٰہی کا اس طرح بالکل انکار لازم آجاتا ہے اور جب وحی الٰہی بطور وحی بطور بنیاد ہی باقی نہ رہی تو پھر الہامی کتب اور قرآن کی کیا عظمت باقی رہ جاتی ہے؟

احمدیت کا نقطہ نظر

(۱)۔ حضرت مرزا صاحب نے سب سے پہلے اس امر پر زور دیا کہ وحی الٰہی ایک حقیقت ہے۔ خدا بولا کرتا ہے اور الفاظ میں بولا کرتا ہے۔ اور معانی بمعہ الفاظ خارج سے آتے ہیں اور قلب پر گرتے ہیں وہ دل و دماغ کا تخیل نہیں ہوتا۔ بلکہ خدا کی طرف سے علوم غیبیہ اور معارف لدنیہ ایسے اپنے اندر رکھتا ہے کہ عاجز و نادان انسان کا دماغ خودبخود اس تک نہیں پہنچ سکتا اور بڑے زور سے دعویٰ کیا کہ میں صاحب تجربہ اور صاحب حال ہوں۔ قصہ کوتاہ یہ کہ سب سے پہلے آپ نے الہامی مذہب کی جڑ کو جو وحی الٰہی تھی قائم کیا۔ جسے نیچریت نے کاٹ دیا تھا غرضکہ جو نقصان اور ہلاکت اسلام پر نیچریت کے تبر سے وارد ہوئی تھی احمدیت نے اسے دور کر دیا۔ بلکہ حضرت مرزا صاحب کے دلائل اور تجربات و مشاہدات نے اسے پہلے سے بھی زیادہ مضبوط کر دیا۔

استجابت دعا

دوسرا امر دعا کا تھا۔ جو بندہ اور اس کے رب کے درمیان ایک کڑی کی طرح ہے جس سے بندہ اپنے رب سے واصل ہوتا ہے اور یہ ایک بہت بڑا ذریعہ حصول معرفت الٰہی اور طلب فیضان ربوبیت کا ہے۔ سرسید مرحوم نے استجابت دعا کا انکار کر کے گویا بندہ کا تعلق اس کے رب سے منقطع کر دیا۔ جب استجابت دعا کی کوئی حقیقت نہیں۔ تو انسان جو اپنے نفع کے لئے حریص واقع ہوا ہے کس طرح جناب الٰہی کے آستانہ پر گرنے کی کوشش کریگا؟ اور سچ بھی ہے کہ ایک بے فیض دروازہ پر گرنا بیوقوفی ہے۔ جو کسی کی سنتا ہی نہیں اور مانتا ہی نہیں۔ اس کے آگے کچھ عرض کرنا حماقت ہے اس طرح بندہ اپنے رب سے کٹ گیا لیکن حضرت مرزا صاحب نے بڑا زور اس بات پر دیا۔ کہ خدا سنتا ہے اور مانتا ہے اور بتایا۔ کہ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں اور بڑے زور سے سرسید مرحوم کو للکارا۔ کہ جسے استجابت دعا سے انکار ہو۔ وہ میرے پاس آئے اور اس کا نمونہ دیکھے۔ غرضکہ اس ٹوٹی ہوئی کڑی کو پھر جوڑا۔ اور بندہ کو اپنے رب کے دروازے پر لا ڈالا۔

احمدیت نیچریت کی ضد ہے

اب فرمایئے کہ حضرت مرزا صاحب سرسید مرحوم کے اور احمدیت نیچریت کی ضد واقع ہوئی ہے۔ یا ایک ہی چیز کے دو نام ہیں؟ ایک بچہ بھی دیکھ لیگا۔ کہ نیچریت نے اسلام کی بنیاد پر جو کلہاڑا رکھا تھا وہ احمدیت نے آکر دور کر دیا۔ بلکہ اس جڑ کو تازہ آسمانی پانی اور تجربہ اور مشاہدہ سے اور زیادہ مضبوط کر دیا۔

خوارق و معجزات

(۳) آپ کو دھوکا لگا ہے حضرت مسیح موعود کے معجزات کی بعض تاویلات سے جو حضرت مرزا صاحب نے کیں۔ سو یاد رہے کہ اس میں بھی احمدیت کا مسلک نیچریت سے الگ ہے۔ نیچریت نے تو خوارق و معجزات سے اس لئے انکار کیا کہ وہ قوانین نیچر کے خلاف ہیں لیکن احمدیت نے اگر کسی معجزے کی تاویل کی تو وہ صرف اس لئے کہ وہ قرآن کی آیات محکمات کے خلاف تھا۔ احمدیت کی تو بنیاد ہی معجزات و خوارق پر ہے اس کے بانی نے تو آواز بلند فرمایا ہے ؎

> وہ دین ہی کیا ہے جس میں خدا سے نشاں نہ ہو
> تائید حق نہ ہو مدد آسماں نہ ہو

پھر فرماتے ہیں ؎

> کرامت گرچہ بے نام و نشان است
> بیا بنگر ز غلمان محمد

پس ایک ایسے شخص کی نسبت جو بار بار خوارق و معجزات کا خدا کے حکم سے دکھانے کا مدعی ہو۔ یہ کہنا کہ وہ معجزات کا منکر ہے ایک حقیقت ظاہرہ و باہرہ کا انکار کرنا ہے۔

معجزات کے ماننے کے اصول

ہاں آپ نے یہ ضرور کیا کہ معجزات کے ماننے کیلئے کچھ اصول قرآن کریم سے استنباط کئے ورنہ اس طرح تو ہر ایک قوم میں خوارق اور عجائبات کا طوفان آیا ہوا ہے اور ایسی ایسی بیہودہ خلاف عقل باتیں اور خرافات واہیات اپنے اپنے بزرگوں کی طرف منسوب کی ہوئی ہیں کہ اگر انہیں انسان ماننے لگے تو عقل و علم کو جواب دینے کے سوائے چارہ نہیں اس لئے ضروری تھا۔ کہ خوارق و معجزات کو ماننے کے لئے کچھ اصول ہمیں بتائے جاتے جن سے حق و باطل میں امتیاز کیا جا سکتا۔ انسان کے دریافت کئے ہوئے قوانین نیچر تو اس کے لئے معیار نہیں ہو سکتے تھے۔ اس وجہ سے کہ انسانی عقل و علم ہر ایک قانون پر حاوی نہیں۔ لیکن خدا کا علم تو ہر ایک قانون پر حاوی ہے اس لئے خدا اگر اپنا کوئی قانون بذریعہ وحی ہمیں بتلا دے تو اس کی نسبت انسان کے علم کی طرح یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ممکن ہے یہ علم غلط یا ناقص ہو۔ خدا کا علم تو کامل اور ہر ایک غلطی سے پاک ہے۔ پس اگر خدا قرآن میں کوئی اپنا قانون بذریعہ وحی کے ہمیں بتلا دے تو وہ پھر حجت قطعی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتلا دے کہ میں اپنا قانون بدلا نہیں کرتا۔ تو پھر اگر کوئی معجزہ ایسا ہمارے سامنے پیش ہوگا جو اس قانون کے خلاف ہوگا۔ تو ہم مجبور ہونگے۔ کہ یا تو اس کا انکار کر دیں اور یا اس کی کوئی ایسی تاویل کریں۔ جو اس قانون شکنی کی زد سے اسے نکال دے۔

مُردے زندہ کرنا

مثلاً مردوں کا زندہ ہونا۔ اگر قرآن مجید میں محکم آیات کے ذریعہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ کوئی مر کر پھر واپس اس دنیا میں نہیں آتا۔ تو ہم مجبور ہونگے۔ کہ مردے زندہ کرنے کے معجزے کا یا تو انکار کر دیں یا ایسی تاویل کریں جس سے خدا کے قانون کا تخلف لازم نہ آئے۔ پس کسی نبی کے مردہ زندہ کرنے کا ذکر آئیگا تو اس کی تاویل یہی ہو سکتی ہے کہ ایسے لوگوں کو دوبارہ زندگی بخشنا جو روحانی طور پر مر چکے تھے یا جن کے دل مر چکے تھے اور درحقیقت نبی کا معجزہ بھی یہی ہوا کرتا ہے کہ ایک مردہ کو جلا دے کسی مرے ہوئے شخص کو زندہ کرنا اتنی خوبی نہیں ایک گنہگار جو مر گیا۔ اسے مزید گناہ کرنے کے لئے پھر دنیا میں بلانا کوئی خوبی کی بات نہیں۔ ہاں کسی گنہگار کو گناہ کی موت سے نجات دلا کر اسے روحانی زندگی بخشنا یہ نبی کا کمال ہے

رفع بجسد عنصری

اسی طرح اگر قرآن سے یہ ثابت ہو کہ جسد عنصری کے ساتھ کوئی شخص آسمان پر جایا نہیں کرتا۔ اور خدا کی طرف سے کسی جسم کا بلند ہونا محال عقلی ہے تو پھر ہم مجبور ہونگے کہ مسیح کے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھنے کا انکار کریں اور ان کا رفع روحانی مانیں جیسا کہ تمام نبیوں کا رفع ہوا۔ پس اس کا نام معجزے کا انکار نہیں۔ بلکہ معجزے کا صحیح اصولوں پر اس کی صحیح شکل میں ماننا ہے۔

احمدیت کی خصوصیت

معجزات پر ایمان کو ایسے پر از حکمت اصول کے ماتحت کر دینا یہ احمدیت کی خصوصیت ہے جو حضرت مرزا صاحب کا کارنامہ ہے یہی ایک طریق ہے جس سے ہم معجزات صادقہ اور خرافات و لغویات کے درمیان امتیاز کر کے صراط مستقیم پر چل سکتے ہیں ورنہ داستان امیر حمزہ اور رامائن پر ایمان لانے میں کونسی چیز حائل ہو سکتی ہے پس نیچریت کی بنا تو معجزات کے انکار پر ہے اور احمدیت کی بنا معجزات کے اقرار پر ہے ہاں اقرار کسی اصول کے ماتحت ہوگا جس کی بنا قرآنی محکمات پر ہوگی۔ نہ کہ انسان کے دریافت کردہ قوانین نیچر پر۔

ملائکہ اور بہشت و دوزخ

(۴) اسی طرح نیچریت نے ملائکہ کے وجود سے انکار کیا ہے اور احمدیت نے اس کا اقرار کیا ہے اور ان کے وجود پر دلائل دیئے ہیں۔

(۵) نیچریت نے بہشت و دوزخ کے نقشہ کا مذاق اڑایا ہے لیکن احمدیت نے اسکی صحیح طریق پر تشریح کر کے قرآن کی ایک بہت بڑی خدمت انجام دی ہے

نیچریت کی خدمات اسلام

غرضکہ کہاں تک لکھوں، احمدیت تو نیچریت کی بالکل ضد واقع ہوئی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ نیچریت نے بھی اسلام کی کچھ خدمات کی ہیں اور بعض نامعقولیتوں کی جو ملا لوگوں نے اسلام میں ملا دی تھیں، دھجیاں بکھیر دی ہیں، لیکن اس کے ساتھ اسلام کے بعض اہم اصولوں کی جڑ پر جو بطور بنیاد کے تھے، نہایت خطرناک تبر بھی رکھ دیا تھا۔ جس کا دور کرنا احمدیت ہی کا کام تھا۔ اور یہ سب کچھ خدا کے فضل سے تھا

"آریہ سماج کی موت"

آریہ سماجی پنڈتوں کو مناظروں میں پے در پے شکستیں

(از مولوی عمر الدین صاحب احمدی از دہلی)

(۲)

تیسرا مناظرہ۔ روح و مادہ کی قدامت

روح و مادہ کی قدامت کا مسئلہ آریہ سماج کے زعم باطل میں ایک ایسا مضبوط قلعہ ہے۔ کہ وہ کبھی ٹوٹ ہی نہیں سکتا۔ لیکن خدا کے فضل سے اس خاکسار نے اس مسئلہ کو ایسا حل کیا۔ کہ آریہ مناظر پنڈت رامچندر کے ہوش و حواس غائب ہو گئے۔ اور پنڈت صاحب نے جو بات اسلام کے خلاف پیش کی۔ ہم نے اسے آریہ سماج پر چسپاں کر دکھایا۔ اگر مذاق اڑانا چاہا۔ تو وہ لوٹا کر پنڈت جی کے مسلمات پر ڈال دیا۔ پنڈت صاحب چاہتے تھے کہ ہم ان سے دب کر مناظرہ کریں تاکہ ان کی عزت قائم رہے اور ادھر ہمیں پنڈت صاحب مقابلہ میں ایک معمولی مناظر معلوم ہوتے تھے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ پنڈت جی چڑ گئے اور کہا۔ کہ ہم تمہارے بائیکاٹ کی میعاد میں اور اضافہ کر دیں گے، میں نے کہا۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں ہیں۔ آریہ سماج کے سٹیج کا محتاج نہیں۔ مگر آریہ مناظر کی نیت اور کمزوری تو معلوم ہو گئی۔ ہم خود جلسے منعقد کر کے اور آپ لوگوں کو مقابل پر بلا یا اور بلائیں گے۔ جیسا کہ پہلے بھی بلاتے رہے ہیں۔ ... مگر آپ لوگ پہلے بھی ہمارے مقابل پر آنے سے بچتے رہے اور آئندہ بھی آپ کو یہ ہمت نہ ہو گی اور بائیکاٹ محض بہانہ ہے مذہبی مناظروں میں اس قسم کی بہانہ سازی کبھی جائز نہیں ہے۔ یہ تو شیوہ منکرین ہے۔

مباحثہ میں جو دلائل پیش کئے گئے ان کو میں ایک کتابی صورت میں لکھکر جلد شائع کرا دونگا۔ مگر ایک لطیفہ جو دراصل ایک لطیف دلیل ہے۔ وہ لکھے دیتا ہوں۔

آگ کی پیدائش

میں نے کہا کہ عناصر میں سے ایک عنصر یعنی آگ کو آریہ سماج بہت مانتی ہے آریہ اس کو اگنی دیوتا بھی کہتے ہیں اس میں کلام نہیں کہ روئے زمین پر نظام زندگی کا مدار اگنی پر ہے۔ جس کا سرچشمہ آفتاب ہے اور وہ خدا کی مخلوق ہے۔ مگر آریہ سماج مانتا ہے کہ خدا اگنی کا خالق نہیں ہے لیکن آئیے ہم ایک ہتھوڑے کی چوٹ سے اس دیوتا کو پیدا کر کے دکھا دیتے ہیں۔ ایک لوہار جب لوہے کو کوٹتا ہے۔ تو آگ پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک سنار جب چاندی یا سونے کے ٹکڑے کو کوٹتا ہے۔ وہ سخت گرم ہو جاتا ہے۔ یقیناً یہ آگ ہماری قوت بازو سے پیدا ہوئی ہے۔ ہماری طاقت سے حرکت ہوئی اور حرکت سے چوٹ اور چوٹ سے آگ۔ پس آگ ضرور مخلوق ہے۔

آرین سائنس

پنڈت رامچندر صاحب نے کہا۔ کہ جس طرح دودھ کو بلونے سے مکھن نکل آتا ہے۔ اسی طرح پہلے آگ موجود تھی جو چوٹ لگنے سے نکل آئی ہے۔ میں نے کہا کہ سیر بھر دودھ میں سے دس سیر مکھن نکل آئے۔ تو یہ کہنا پڑے گا۔ کہ وہ مکھن دودھ میں سے نہیں نکلا۔ اسی طرح لوہے یا چاندی کو کوٹتے جاؤ۔ جب تک آپ اس پر ہتھوڑا چلاتے جائیں گے۔ حرارت نکلتی ہی آئے گی۔ اور اگر اس آگ کو محفوظ کر لیا جائے۔ تو اس قدر حرارت جمع ہو جائے گی۔ کہ وہ لوہے یا چاندی کا ٹکڑا اگر اس جمع شدہ حرارت میں ڈالدیا جائے تو جل کر خاک ہو جائے لہذا لوہے کے اندر سے آگ نہیں نکلتی۔ یہ ماننا پڑیگا۔

ویدک سائنس کے ماہر پنڈت جی نے فرمایا۔ کہ حرارت ہر جگہ موجود ہے اور جو شئے نظر آتی ہے۔ وہاں اگنی ہے اس لئے جب ہم ہتھوڑی سے چاندی کو کوٹتے ہیں۔ تو ارد گرد کے اگنی کے پرمانو چوٹ کے مقام پر آنے لگ جاتے ہیں۔ اس طرح بہت گرمی پیدا ہو جاتی ہے۔

میں نے کہا کہ اگر کوئی سکول یا کالج کا پڑھا ہوا سائنسدان موجود ہو گا۔ تو وہ اس ویدک سائنس پر ضرور ہنس رہا ہو گا۔ کیونکہ جس طرح پانی کا یہ خاصہ ہے کہ وہ نیچے کی طرف بہتا ہے۔ اسی طرح آگ کا خاصہ ہے کہ جدھر حرارت کم ہو اسی طرح کو پھیل جاتی ہے نہ یہ کہ جہاں گرمی زیادہ ہو۔ ادھر اور حرارت آتی جاوے۔ چنانچہ لوہے یا چاندی کے ایک گرم ٹکڑے کو آگ سے باہر نکال کر جب رکھا جائے تو وہ اپنی حرارت کو باہر پھینکتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ معمولی درجہ کی حرارت جو فضا میں ہے۔ آکر ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ الٹی بات ہے کہ اگنی کے پرمانو گرم چاندی یا لوہے کی طرف جاتے کہا جاتا ہے۔

اس مباحثہ میں بھی آریہ سماج کو کھلی شکست ہوئی اور ان کا چوٹی کا مناظر سوائے بات کو ٹالنے کے کوئی معقول جواب دے سکا جس سے اس کی شیشہ وقار و عزت کو پبلک میں ٹھیس لگی۔ اور ضرور لگی۔ اس لئے اس نے بائیکاٹ کی دھمکی دی۔ مگر میں نے کہا کہ پنڈت صاحب میں آپ کے منہ سے انشاء اللہ سیدھے لفظوں میں آگ کو مخلوق کہلوا کر چھوڑوں گا۔

عدم سے وجود حرکت کی پیدائش

اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے میں نے بارہا مختلف پیرایوں میں یہ سوال کیا کہ بتاؤ دنیا میں حرکت کہاں سے آئی۔ خدا تعالے سرو پاک ہے اس لئے وہ تو اچل ہے اور پرکرتی جڑ ہے۔ حرکت سے خالی ہے۔ جیو آتما محدود ہے اور اس کی قوت سے تمام برہمانڈ کو حرکت آجائے۔ یہ ناممکن ہے پس یہ حرکت جسے بالفاظ دیگر ... کہتے ہیں ضرور خدا کی قدرت سے مخلوق ہے ورنہ بتاؤ یہ آئی کہاں سے۔ قدیم تو یہ ہے نہیں۔ کیونکہ آریہ سماج تین وجودوں کی قدامت کا قائل ہے اور حرکت ان تینوں کے علاوہ ہے۔ اس لئے یہ ماننا ہی پڑے گا۔ کہ حرکت عدم سے وجود میں آئی مگر آریہ مناظر دانستہ بار بار اس سوال کو نظر انداز کرتا رہا۔ آخر جب میں نے کہا کہ دیکھو اس سوال کا جواب آریہ سماج سے نہ بن سکتا ہے نہ بنے گا۔ اور آریہ مناظر کی ہر طرح مشکل ہے۔ اس لئے تنگ ہو کر تسلیم کر لیا جاوے کہ حرکت مخلوق الہی ہے اور وہ قدرت خدا سے عدم سے وجود میں آئی ہے۔

آریہ مناظر کا اعتراف

اب ہر طرح تنگ ہو کر آریہ مناظر نے کہا۔ کہ "حرکت مخلوق ہے مخلوق ہے مخلوق ہے"۔

مگر وہ خدا کے سہارے ہے نہ کہ عدم سے وجود میں آئی۔

اس کا ہم نے سیدھا جواب یہ دیدیا۔ کہ پنڈت جی کھیل ختم ہو گیا کیونکہ جب حرکت مخلوق ہے۔ تو اب خدا کے سہارے مخلوق ہونے سے ہم کو فائدہ ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے کہ حرکت کا خالق خدا ہے۔ اب یہ کہنا۔ کہ حرکت عدم سے وجود میں نہیں آئی۔ فضول ہے کیونکہ ہم عدم کو وجود کا خالق نہیں مانتے۔ بلکہ ہماری مراد یہ ہے کہ وہ نہ تھی اور پیدا ہو گئی۔ یہی عدم سے وجود ہے۔

اگر کہو کہ خدا کی سنج کی طاقت ہے جو حرکت کی شکل میں ظاہر ہو گئی تو یہ بالکل غلط ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات میں تغیر و تبدل ناممکن ہے اس کی طاقت ہمیشہ جوں کی توں رہے گی۔ اور حرکت کو تو حرارت ہم بنا دیں بجلی ہم بنا دیں۔ یہ تغیر خدا کی قدرت و ذات پر ناممکن ہے کیونکہ وہ لاتبدیل ہے

اس طرح یہ مباحثہ اسلام کی کھلی ہوئی فتح کی صورت میں ختم ہو گیا۔

وید اور قرآن کی تعلیم کا مقابلہ

آخری دن مندرجہ عنوان موضوع پر آریہ سماج کا مقابلہ احمدی جماعت کے مبلغ شیخ عبدالحق صاحب سے تھا۔ بحث اچھی ہوتی رہی۔ مسلم مبلغ نے ہر بار وید کا نام تعظیم سے لیا۔ اور "وید مقدس" ہی کہا۔ مگر آریہ مناظر پنڈت ویاس دیو نے جو سخت متعصب اور ہٹ دھرم ہے۔ قرآن مجید کا نام جب لیا تو تعظیم کتاب الہی کا خیال نہ رکھا۔ اور مجید یا شریف کے الفاظ جو عموماً قرآن پاک کے ساتھ مسلمان ضرور لگاتے ہیں ان کو زبان سے نہ نکالا۔ صرف "قرآن" کا لفظ بولتے رہے۔ لیکن ہم نے اس کی پرواہ نہ کی۔ مگر غضب یہ ہوا۔ کہ آریہ سماج کے "شیریں زبان" پنڈت صاحب نے قرآن مجید کے متعلق دل آزار الفاظ کہے۔ کہ قرآن مجید تو دام مارگیوں کی ادنےٰ سے ادنےٰ کتاب سے بھی گری ہوئی کتاب ہے اور ان الفاظ پر بہت ضد کی، اور جب مسلمانوں کی طرف سے ان الفاظ کو واپس لینے کے لئے کہا گیا۔ تو اس نے انکار کر دیا اور معافی مانگنے کو کہا گیا تو بھی انکار کر دیا۔ اسے آریہ پنڈت رامچندر نے بھی سمجھایا۔ کہ تم ان الفاظ کو واپس لے لو۔ مگر اس نے انکار ہی کیا۔ اور اس کی اس ہٹ دھرمی کو دیکھکر مسلمان مایوس ہو گئے اور آریہ سماج کے پنڈال کو خالی کر دیا۔ تاکہ یہ ان کی ناراضگی کا ثبوت رہے ہاں اس میں شک نہیں کہ پنڈت رامچندر نے بحیثیت صدر آریہ سماج ان ہتک آمیز الفاظ کو واپس لے لیا تھا۔ لیکن وہ بھی بیکار کیونکہ ان کے بعد اصل مجرم نے اپنے جرم سے توبہ کرنے سے انکار کر دیا۔

مولوی عمر الدین کا بائیکاٹ

آریہ سماج کو چونکہ اس خاکسار کے ہاتھوں ہمیشہ منہ کی کھانی پڑتی ہے اور ان کے مایہ ناز پنڈت رامچندر صاحب کو مقابلہ میں ذلت نصیب ہوتی ہے اس لئے اب اس نے تمام آریہ سماجوں سے اپیل کی ہے اتیج، رفروری ۱۹۳۵ء کہ آئندہ

جب مسلمانوں سے مناظرہ ہو تو یہ طے کر لیا جائے۔ کہ مولوی عمر الدین مقابل پر مناظر ہو گا۔

میرا کیا قصور ہے؟

میرا صرف یہ قصور ہے کہ میں نے ہزاروں کے مجمع میں تین مناظرے کئے۔ اور کوئی بدمزگی نہ ہوئی۔ مباحثے نہایت اطمینان سے اور شانتی سے ہوئے۔

بائیکاٹ کی اصل وجہ

البتہ پنڈت رامچندر نے جو پھبتی اڑائی، وہ میں نے پنڈت جی پر ہی واپس پھینک دی اور ان کی ہر دلیل کو ان کے خلاف ثابت کر دیا جس سے پنڈت جی بہت گھبراتے رہے۔ ان کی خواہش یہ تھی کہ وہ تو جس طرح چاہیں، مذاق اڑائیں۔ لیکن ان کو اس کا جواب نہ ملے۔ مگر یہ کیونکر ہو سکتا تھا۔ اس لئے پنڈت جی بہت سٹ پٹاتے رہے مگر ان کا کچھ بس نہ چلا۔ صرف یہ دھمکی دی کہ آپ کا بائیکاٹ پہلے ہو چکا ہؤا ہے۔ اس کی مدت بڑھا دی جائے گی۔

میرا جواب

جس کے جواب میں میں نے کہا کہ اگر اسطرح مباحثہ میں آپ کی مناظرانہ حیثیت بٹہ لگنے سے بچ سکتی ہے تو بچا لیجئے۔ میں آریہ سماج کے پلیٹ فارم کا محتاج نہیں ہوں۔ اس لئے میں آپ کے بائیکاٹ کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ پنڈت جی خاموش ہو گئے۔ لیکن آخری دن جب ان کے منہ پھٹ بدزبان اپدیشک ویاس دیو نے قرآن مجید کی توہین بار بار کی اور ہماری طرف سے مصلحتاً جواب نہ دیا گیا۔ تو میں نے مناسب سمجھا کہ آریہ سماج کے اس ظلم ناروا کا شکوہ کر دوں۔ اور ساتھ ہی آریہ چیلنج منظور کر لوں۔ کیونکہ قرآن مجید کی توہین کرتے ہوئے ویاس دیو صاحب نے کہا کہ میں حق کہتا ہوں کہ وام مارگ کی کتابیں جو اودنٹ سے ادنٹے ہیں وہ بھی قرآن مجید کے مقابل اعلےٰ ہیں۔ مجھ سے اس پر مناظرہ کر لو۔

آریہ ودوانوں کا فرار

میں نے شکوہ بھی کیا۔ اور چیلنج کو بڑے زور سے منظور کر لیا۔ مگر پھر آریہ ودوانوں کو ہمت نہ ہوئی۔ کہ مقابلہ پر ٹھیریں۔ اور ایسے چپ ہو گئے۔ کہ گویا مر گئے ہیں۔ ہماری طرف سے چیلنج کی منظوری ان الفاظ میں تھی۔ کہ آریہ سماجی اپنی پوتر سے پوتر کتاب کو قرآن مجید کے مقابل پیش کریں۔ اور اچھے سے اچھے مناظر کو پیش کریں۔ جب تک چاہیں مناظرہ کریں۔ مگر ان غیرت دلانے والے الفاظ کے باوجود آریہ سماجی خاموش رہے۔ اور قرآن مجید کی توہین کا بدلہ ایک رنگ میں پا لیا۔ اس طرح آریہ سماج سے مناظروں کا سلسلہ ختم ہؤا۔ اور ہمیں آریہ سماج پر افسوس ہے۔ کہ وہ ہمیشہ اہل اسلام کے ساتھ اس قسم کا ہی ناروا سلوک کرتے ہیں۔

اُخذ ما صفا

اسلام کے بقا کی تدبیر

اسلام اللہ رب العالمین کا آخری دائمی اور عالمگیر دین ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے فنا ہونے سے بچانے کیلئے نہایت ہی محکم تدبیر کر دی ہے اسلام کا سرچشمہ قرآن ہے اور قرآن کا اسلوب عبارت اور انداز بیان ایسا ہے کہ بقول امیر المومنین علیہ السلام لا تنقضی عجائبہ یعنی قرآن کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے قرآن کو روز پڑھو لیکن اس سے دل اکتا نہیں۔ اس قدر نہیں بلکہ جب جب سمجھ کر پڑھوگے نئے حقائق کھلتے جائینگے۔ لہٰذا بالکل یقینی ہے کہ قرآن ابد الآباد تک یوں ہی باقی رہیگا اور جو کوئی بھی اسے سمجھ کر تلاوت کریگا عجیب روحی لذت اس میں پائیگا۔ نئے نئے نکات اکتشافات اس سے ہوتے رہیں گے لیکن قرآن پڑھنے والے تو بہت ہیں۔ مگر اس میں تدبر کرنیوالے اور اسکی روح سے لبریز ہو کر کام کرنیوالے تقریباً ناپید ہو چکے ہیں اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات آچکی ہے وہ عالم الغیب جانتا تھا۔ کہ انسانی طبیعت پر کیا اثر ہوتا ہے۔ اسے معلوم تھا۔ کہ لوگ قرآن پڑھینگے۔ مگر اس طرح کہ قرآن ان کے حلق کے نیچے روح تک نہیں پہنچیگا۔ لہٰذا اس ذات برتر نے یہ بندوبست کر دیا۔ کہ ہر زمانہ میں مجدد ہؤا کریں گے جو اسلام کو از سر نو زندہ کر دیا کریں گے۔ ظاہر ہے خود اسلام پر تو موت طاری نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اسلام مادیات کا نہیں بلکہ روحانیت کا نام ہے البتہ اسلام کے ماننے والوں کی روحوں پر جمود کی موت طاری ہو سکتی ہے مجدد اسی لئے آیا کریں گے کہ ان لوگوں میں ایک نئی زندگی پھونکیں اور انہیں از سر نو زندہ و جوان بنا کر میدان میں لا کھڑا کریں۔ تاکہ راہ حق میں سرفروشی کریں اور کلمۃ اللہ کو بلند و بالا کریں۔

(ہند کلکتہ)

مسلمانان عالم کی تعداد سوا ساٹھ کروڑ ہے

تقریباً پچاس سال سے مسلمان یہ کہنے کے عادی ہو چکے ہیں کہ دنیا میں مسلمانوں کی آبادی چالیس کروڑ ہے اور بعض غرض مند حلقے اس مقدار کو ہمیشہ کم دکھاتے رہتے ہیں لیکن مسٹر حاتم علوی رکن بلدیہ کراچی نے حال ہی میں اسلامی جرائد کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کیا ہے کہ مسلمانوں کی آبادی چالیس کروڑ سے بہت زیادہ ہے کیونکہ جمعیتہ الاقوام جیسی ذمہ دار اور وسیع ذرائع رکھنے والی جماعت نے دنیا کی مختلف اقوام کے جو اعداد و شمار مستند وسائل سے حاصل کئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان ساری دنیا میں ساٹھ کروڑ سے زیادہ ہیں تفصیل ملاحظہ ہو:-

شمالی افریقہ ۔۔۔۔۔۔ ۲۹۴۸۰۰۰ وسطی و جنوبی افریقہ ۔۔۔۔۔۔ ۹۲۸۰۰۰۰
مشرقی افریقہ ۔۔۔۔۔۔ ۹۲۵۷۰۰۰ مغربی افریقہ ۔۔۔۔۔۔ ۲۰۱۱۱۰۰۰ مشرقی یورپ
۱۰۲۰۰۰۰۷ سوویٹ روس ۔۔۔۔۔۔ ۳۳۲۵۰۰۰ مشرقی و وسطی
ایشیا ۔۔۔۔۔۔ ۳۱۸۲۰۰۰ ہندوستان ۸۹۱۱۸۵۰۴ ملایا
۲۰۳۴۰۹۲ چین ۔۔۔۔۔۔ ۲۹۸۰۰۰۰ جاوا بورنیو ۔۔۔۔۔۔ ۹۵۹۸۵۰۰
دوسرے ممالک ۶۶۸۰۰۳

ان اعداد کی میزان تقریباً ساٹھ کروڑ پچیس لاکھ ہے یعنی دنیا بھر کی آبادی میں مسلمان تقریباً ایک تہائی ہیں۔ اگر تبلیغ اسلام کا صحیح ذوق مسلمانوں میں پیدا ہو جائے اور ہر مسلمان تہیہ کرے کہ اپنی زندگی میں کم از کم ایک غیر مسلم کو ضرور حلقہ بگوش اسلام بنائے گا۔ تو ساری دنیا کا مسلمان ہو جانا چند سال کی بات ہے لیکن اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کا فرض ہے کہ اپنے آپ کو اسلام کا صحیح نمونہ بنائیں۔ تاکہ دوسری قوموں کو ان میں شامل ہونے کی کشش اور ترغیب ہو۔

خبریں

— گورنر برہما نے برہما کونسل کے صدر کو قائم مقام کرنے کی منظوری دیدی ہے۔ جدید صدر کا انتخاب ۲۷ر فروری کو ہوگا۔

— اس خبر کی تردید ہو گئی ہے کہ یمن کے مسلمان حبش کے خلاف اٹلی کو جنگ میں امداد دینگے۔

— پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے اطلاع شائع ہوئی ہے کہ ۱۹۳۵ء کے امتحانات الف اے اور بی اے میں ہر روز ایک پرچہ ہؤا کرے گا۔ البتہ اختیاری پرچوں کا امتحان بعض دوسرے وقت میں بھی ہوگا۔ پروگرام ۱۵ر مارچ کو شائع ہوگا۔

— ریاست بھوپال کی اسمبلی کا اجلاس مارچ کے تیسرے ہفتہ میں شروع ہوگا۔

— حیدر آباد دکن ۲۵ر فروری۔ نواب ولی الدولہ بہادر جو حضور نظام کی سلطنت کے محکمہ فوج، تعلیم اور حفظان صحت کے وزیر تھے مدینہ منورہ میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ۔ آپ حال ہی میں بعزم حجاز گئے تھے۔

— تازہ عربی اخبارات سے معلوم ہؤا ہے کہ نواب صاحب بہادل پور بخیریت حجاز پہنچ گئے ہیں۔

— بلجیم اور کانگو کے درمیان ہوائی سروس قائم ہو گئی ہے۔

— صوبہ بنگال کے بجٹ میں امسال ۶۹ لاکھ کا خسارہ ہے۔

— روما ۲۴ر فروری۔ یہاں سے اطالوی فوج کا ایک دستہ کل مشرقی افریقہ کو روانہ ہو گیا۔

— دہلی اور جوہنس برگ کے درمیان ٹیلیفون کے سلسلہ کا افتتاح ہو گیا ہے۔

— دہلی میں اسمبلی کا اجلاس شروع ہے ریلوے بجٹ پر بحث ہو رہی ہے۔ تمام غیر سرکاری پارٹیاں ریلوے بورڈ کے مطالبات کی مخالفت کر رہی ہیں۔ حکومت کو اس بارہ میں متعدد شکستیں ہو چکی ہیں ایک روپیہ تخفیف کی تجویز بھی منظور ہو گئی ہے۔

— صوبہ مدراس کے بعض جنگلات کی پیمائش ہوائی جہازوں کے ذریعہ کی جائے گی۔

— بمبئی ۲۴ر فروری۔ حکومت بمبئی نے حکومت ہند کے پاس ایک اسکیم بھیجی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ سکھر بند کی مدد سے سندھ کے سارے صحرائی علاقہ کو سبزہ زار میں منتقل کر دیا جائے اس سکیم پر کئی لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔ لیکن انجام کار وہ بڑی فائدہ مند ثابت ہوگی۔

— لندن ۲۴ر فروری، ہندیان مقیم برما کا وفد یہاں پہنچ گیا ہے اور اپنی شکایات پیش کرنے کیلئے پروگرام مرتب کر رہا ہے

— مدراس ۲۵ر فروری۔ امریکن قونصل مقیم مدراس یہاں سے ۲۴ میل کے فاصلہ پر موٹر کے حادثہ سے مر گیا ہے۔

— پنجاب کونسل کا اجلاس شروع ہے فینانس ممبر نے اپنا پہلا بجٹ کونسل میں پیش کر دیا ہے۔ اس کی رو سے چھپن ہزار روپیہ کی بچت رہیگی۔

— مولانا اسمٰعیل غزنوی کو حکومت نے سفر حج کی اجازت دیدی ہے۔

— روم ۲۴ر فروری۔ اٹلی کا ڈپٹی سیکرٹری لیبی افریقہ کو روانہ ہو گیا ہے۔

— لندن ۲۵ر فروری صحرائے عظمیٰ میں ریلوے کی لائنوں کا جال بچھانے کی کوششوں کا سلسلہ بھی جاری ہے۔

حدیث لاتفضلونی پر حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد گرامی

قادیانی حضرات علماء سوء کے نقش قدم پر

(از جناب سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل)

علماء قادیان نے جس قدر دلائل نبوت مسیح موعود کے اثبات میں دیئے ہیں ان سے اتنا تو ضرور معلوم ہوتا ہے کہ وہ قوم جس کی تربیت علم و معقولیت کی فضاؤں میں ہوئی تھی۔ کس طرح پیر پرستی کی وادی ظلمت میں بھٹک کر عقل و فکر کو جواب دے بیٹھی ہے۔ محکمات قرآنیہ و حدیثیہ کے مقابلہ بے سند اقوال اور موضوع روایات پر ان کے عقائد کا مدار ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ انہوں نے اپنے رویہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام کو پورا ہی کر دیا کہ:۔

"ان علماء نے میرے گھر کو بدل ڈالا میری عبادتگاہ میں ان کے چولہے ہیں۔ میری پرستش کی جگہ ان کے پیالے اور ٹھوٹھیاں رکھی ہوئی ہیں اور چوہوں کی طرح میرے نبی کی حدیثوں کو کتر رہے ہیں۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۷۶)"

حضرت اقدس کی تبدیلی دعوے کو ثابت کرتے ہوئے انہوں نے کس قدر احادیث کو کترا اور کس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے مرتکب ہوئے۔ کہ یہی الزام حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر لگا دیا کہ آپ کو بھی نعوذ باللہ دعوے نبوت کی سمجھ نہ آئی تھی۔ اسی خیال کی تائید میں ضعیف احادیث کو پیش کیا جاتا ہے کہ ابتداءً حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کہتے تھے۔ کہ "لاتفضلونی علے یونس" مجھے یونس پر فضیلت مت دو۔ مگر بعد میں فرما دیا۔ انا سید ولد ادم کہ میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں۔ افسوس ہے کہ ہمارے دوست آج تک باوجود متعدد مطالبات کے اس امر کو ثابت نہیں کر سکے کہ لا تفضلونی ابتدائی ایام کا ہے اور "انا سید ولد ادم" آخری زمانہ کا۔ اور نہ ہی انہیں اس حقیقت سے انکار کی جرأت ہوئی ہے کہ حدیث لا تفضلونی بصورت تسلیم اس آخری زمانہ کی قرار دی جا سکتی ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ یہود سے مدینہ میں پڑا۔ بہرحال اپنے دعوے کو ثابت کرنے کی ذمہ داری تو قادیانی احباب پر ہے جسے وہ قیامت تک دلائل و براہین سے مزین نہیں کر سکتے۔ لیکن اس جگہ ہم چاہتے ہیں کہ اس قسم کی احادیث کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک قطعی فیصلہ درج کر دیں۔ شاید کہ کوئی سعید روح اس سے فائدہ اٹھا کر ہدایت پا جائے حضرت اقدس آیت لا شریک لہ وبذٰلک امرت وانا اول المسلمین کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اس آیت میں ان نادان موحدوں کا رد ہے۔ جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسرے انبیاء پر فضیلت کلی ثابت نہیں اور ضعیف حدیثوں کو پیش کر کے کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ مجھ کو یونس بن متی سے بھی زیادہ فضیلت دی جائے۔ یہ نادان نہیں سمجھتے کہ اگر وہ حدیث صحیح بھی ہو۔ تب بھی وہ بطور انکسار اور تذلل ہے جو ہمیشہ ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی۔ ہر ایک بات کا ایک موقع اور محل ہوتا ہے اگر کوئی صالح اپنے خط میں احقر عباد اللہ لکھے تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ یہ شخص درحقیقت تمام دنیا یہاں تک کہ بت پرستوں اور تمام فاسقوں سے بدتر ہے اور خود اقرار کرتا ہے۔ کہ وہ احقر عباد اللہ ہے کس قدر نادانی اور شرارت نفس ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۳)

معلوم ہوا۔ کہ اول تو یہ احادیث صحیح ہی نہیں اور اگر ہوں۔ تو یہ انکسار و تذلل کا رنگ ہے ورنہ یہ مطلب نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا درجہ دوسرے انبیاء سے کم سمجھتے تھے۔ تعجب ہے کہ جن علماء سوء نے ان ضعیف احادیث کو پیش کیا تھا۔ انہی کے نقش قدم پر آج قادیانی حضرات چل رہے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی افضلیت کا انکار کیا ہے۔ غالی دوست اور خطرناک دشمن دونوں ایک ہی صف کے اندر کھڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔ دشمن دعوے نبوت کا الزام دیتا ہے تو غالی دوست اسے قبول کرتا ہے۔ دشمن کہتا ہے کہ مرزا صاحب دعوے محدثیت کرتے تھے۔ اور اس کی تشریح وہ کرتے تھے جو نبی کی ہوتی ہے۔ غالی دوست بھی کہتا ہے کہ دعوے محدثیت کی تشریح وہی کرتے تھے جو نبوت کی ہوتی ہے۔ کاش کہ کوئی غور کرنے والا ہوتا۔ کہ یہ کیا تماشہ بنا ہوا ہے جس چیز کا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام شد و مد سے انکار کرتے ہیں۔ اسی پر علماء سوء اور فضلاء قادیان متفق نظر آتے ہیں۔ قادیانی دوستو!

"الیس منکم رجل رشید"

ہم بالآخر قادیان کے تمام فضلاء کو چیلنج دیتے ہیں۔ کہ حدیث "لاتفضلونی" پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کی تردید کریں۔ ورنہ آئندہ ایسے بیہودہ عقائد سے توبہ کر کے صحیح احمدیت پر قائم ہو جائیں۔

الحمد للہ

ملک عبدالعزیز صاحب بری ہو گئے

ہمارے محترم دوست ملک فضل کریم صاحب ٹھیکیدار راولپنڈی ایک عرصہ سے مقدمات وغیرہ کے باعث مصائب و مشکلات میں مبتلا تھے اسی دوران میں ان کے صاحبزادہ ملک عبدالعزیز صاحب کو بلاقصور تین سال قید کا حکم ہو گیا مگر اپیل پر وہ عدالت سشن سے باعزت بری ہو گئے سشن جج بہادر نے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ جو الزامات ان پر لگائے گئے ہیں۔ وہ غلط ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ دیگر مشکلات کو بھی دور فرمائے اور ملک صاحب کے معاندین کو نیک ہدایت دے۔

اخبار "الفضل" نے حال ہی میں ملک صاحب موصوف کے خلاف ایک غیر شریفانہ مضمون شائع کیا ہے جس کے متعلق انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں کچھ لکھا جائے گا۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— جناب مولانا محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ کلکتہ سے تشریف لے آئے ہیں۔

—— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بھی امید ہے۔ دو تین روز میں لاہور پہنچ جائیں گے۔

—— جناب ملک محمد امین صاحب کلکتہ نے احمدیہ ہوسٹل کے لئے مبلغ پانچ روپے ماہوار چندہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جزاک اللہ۔ اب صرف آٹھ روپے ماہوار کی کمی رہ گئی ہے۔ جن احباب نے ابھی تک اس کار خیر میں حصہ نہیں لیا۔ وہ بہت جلد توجہ فرما کر اس کمی کو پورا کر دیں۔

—— قادیانی دجل کی تردید میں دوسرا پوسٹر جو گذشتہ اشاعت کے صفحہ ۱۲ پر بھی نقل ہوا تھا۔ بیرونی جماعتوں کو ارسال کر دیا گیا ہے احباب اسے نمایاں مقام پر جلد چسپاں کر دیں۔

—— حضرت مولانا صدرالدین صاحب کا صاحبزادہ نجار محرقہ تپ محرقہ کئی روز سے علیل ہے۔ دو تین روز سے قدرے افاقہ ہے۔ لیکن ابھی تک بیماری کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔

—— جناب شیخ محمد دین جان صاحب جنرل سیکرٹری انجمن کا صاحبزادہ بھی بعارضہ تپ محرقہ اور نمونیا شدید علیل ہو گیا تھا۔ مرض کے غلبہ سے حالت تشویشناک ہو گئی تھی۔ لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے خطرہ جاتا رہا ہے مگر علالت کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ تمام احباب ان دونوں خادمان دین کے عزیز و ہونہار بچوں کے لئے درد دل سے دعائے صحت کریں۔

—— جناب سید عبدالرشید صاحب راولپنڈی کا بچہ عزیز محبوب احمد بھی تقریباً تین ماہ سے شدید علیل ہے، وہ بھی احباب سے دعائے صحت کی درخواست کرتے ہیں۔

—— جناب خواجہ غلام نبی صاحب مہجور کے والد محترم ابھی تک علیل ہیں، ان کے لئے بھی دعا کی جائے۔

—— جماعت فجی کے آرگن "پیغام اسلام" سے معلوم ہوا کہ مرزا مظفر بیگ صاحب ۲۵ دسمبر ۱۹۳۳ء کو چھ ماہ کے لئے ٹنر صووا سے نانڈی تشریف لے گئے تھے لیکن بعض ضروریات کی بنا پر انہیں مزید چھ ماہ وہاں قیام کرنا پڑا۔ اب ۲۵ دسمبر ۱۹۳۴ء کو واپس صووا میں تشریف لے آئے ہیں اور کام شروع کر دیا ہے۔

—— ۳۰ دسمبر ۱۹۳۴ء کو مسلمانان بوری علاقہ نصوری کے زیر اہتمام بوری میں ایک پر رونق جلسہ ہوا جس میں مرزا مظفر بیگ ساطع کی تقریر ہوئی۔

—— پانچ ہزار سپاہیوں کی تحریک کے سلسلے میں جن جماعتوں نے ابھی تک فہرستیں ارسال نہیں کیں۔ وہ بہت جلد بھیجدیں۔ جہاں باقاعدہ جماعتیں نہیں وہاں احباب انفرادی طور پر ہی توجہ فرمائیں۔

—— حضرت امیر ایدہ اللہ نے تہجد خواں بزرگوں سے جو اپیل کی تھی، وہ بھی فوری توجہ چاہتی ہے۔

—— جماعت کے جو احباب پیغام صلح کے خریدار نہیں ان کی خدمت میں خطوط کے ذریعہ تحریک کی جا رہی ہے وہ اپنے قومی اخبار کی سرپرستی قبول فرما کر ممنون فرمائیں۔

—— ہمارے ایک نومسلم دوست چند مشکلات میں مبتلا ہیں احباب ان کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔ غیر مسلم رشتہ داروں کی طرف سے انہیں تکلیفیں پہنچائی جا رہی ہیں۔

جلد ۲۳ | لاہور - یوم یکشنبہ مطبوعہ ۲۲ ذیقعد ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۹۳۵ء | نمبر ۱۵

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں

(از حضرت مسیح موعودؑ)

کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے؟ اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں؟ صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکا لگ جانے کا احتمال ہے۔ لیکن وہ مکالمات و مخاطبات جو اللہ جل شانہ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں جن میں یہ لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے۔ ان کو میں بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مرسل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے۔ (ایسے لفظ نہ اب سے بلکہ سولہ برس سے میرے الہامات میں درج ہیں چنانچہ براہین احمدیہ میں ایسے کئی مخاطبات الٰہیہ میری نسبت پاؤگے) وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں ہے۔ اور اصل حقیقت جس کی میں علیٰ رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا۔"

(حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۲۷)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب یکم مارچ کو کلکتہ سے تشریف لے آئے ہیں۔ ۴۔ مارچ سے آپ بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ بلڈنگس میں درس قرآن کریم دیا کریں گے۔

— جناب مولانا صدرالدین صاحب کے صاحبزادے کو اب پہلے کی نسبت افاقہ ہے۔

— جناب شیخ محمد دین جان صاحب سکرٹری انجمن کے صاحبزادہ کی حالت بھی پہلے کی نسبت اچھی ہے۔ ان دونوں بچوں کیلئے شفائے کلی کی دعا کی جائے۔

مباحثہ منظور

چند روز ہوئے ایڈیٹر "زمیندار" کو مندرجہ ذیل تحریر بغرض اشاعت بھیجی گئی اس کی ایک نقل ابو عبیدہ صاحب کو بھی ارسال کر دی ہے۔ ایڈیٹر

آپکے اخبار ۲۳۔ فروری ۱۹۳۵ء میں ایک شخص مبلغ اسلام ابو عبیدہ بی۔ اے کوہاٹی نے ہمیں مخاطب کر کے مباحثہ کا چیلنج دیا ہے۔ لیکن جیسا قادیانیوں کے ساتھ ہم اصولی بحث کرنا چاہتے ہیں اسی طرح ابو عبیدہ صاحب کے ساتھ بھی ہم اصولی بحث اس مضمون پر کرنیکو تیار ہیں:۔

(۱) کیا ازروئے قرآن و حدیث بعد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کسی پرانے نبی کا آنا اُمت محمدیہ میں جائز ہے؟

(۲) اگر جائز ہے تو قادیانیوں اور ایسے شخص کے عقیدہ میں کیا فرق ہے جو بعد خاتم النبیین دلا نبی بعدی کے نبی آنیکا قائل ہے؟

چونکہ مسئلہ ختم نبوت حضرت نبی کریمؐ اصول اسلام میں سے ہے اسلئے سب سے پہلے اسی اصولی مسئلہ پر ابو عبیدہ صاحب اگر بحث کیلئے تیار ہوں تو اعلان فرما دیں اسکے بعد کسی دوسرے مسئلہ پر بحث ہوسکیگی اس کیلئے کسی غیر مسلم منصف کے انتخاب کی ضرورت نہیں ہم انکے ہمخیال لوگوں میں سے منصف [illegible] کر لینگے وہ ہمارے آدمیوں میں سے انتخاب کر لیں۔ (خاکسار محمد منظور الٰہی آنریری جائنٹ سکرٹری)

فہرست نو مبائعین

جو جنوری ۱۹۳۵ء میں داخل سلسلہ عالیہ احمدیہ ہوئے

(۱) حکیم محفوظ علی صاحب لکھنؤ
(۲) اللہ دوست صاحب ضلع گورداسپور
(۳) چودھری محمد صدیق صاحب ضلع گورداسپور
(۴) عبدالرحمٰن صاحب راولپنڈی
(۵) غلام محمد صاحب " "
(۶) محمود علی صاحب دہلی
(۷) محمد اشرف صاحب بمبئی
(۸) محمد صدیق صاحب مہاراج گنج
(۹) غلام احمد صاحب سرینگر
(۱۰) عبدالغنی صاحب لون مہاراج گنج
(۱۱) محمد مقبول شال صاحب سری نگر
(۱۲) محمد سلیم صاحب "
(۱۳) محمد سلطان مصری "
(۱۴) شاہ سلطان صاحب "
(۱۵) ابو عبداللہ خدا بخش سکنہ قادر پور
(۱۶) قاضی محمد عمر صاحب
(۱۷) احمد حسین صاحب دہلی
(۱۸) ذوالفقار علی شاہ صاحب مظفر گڑھ
(۱۹) محمد بشیر خاں صاحب سامانہ
(۲۰) محمد یار صاحب ملتانی ڈیرہ غازیخاں
(۲۱) ماسٹر انور علی صاحب لاہور
(۲۲) منظور علی صاحب لاہور
(۲۳) محمد دین صاحب عبدالکریم داد صاحب طالب لاضلع گوجرانوالہ
(۲۴) محمد عبداللہ صاحب ضلع لائل پور
(۲۵) چودھری عظمت علی شاہ صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور

ایک غریب احمدی کا عزم حج

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں سوز و گداز سے پُر خط

جناب محمد امین صاحب موضع سلیانہ ڈاکخانہ چیلیہ ضلع جھنگ ہماری جماعت کے ایک مخلص ممبر ہیں امسال وہ مالی مشکلات کے باوجود حج کو گئے ہیں۔ حجاز پہنچکر پیدل سفر کا ارادہ رکھتے ہیں کراچی سے انہوں نے ایک پُر درد خط حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھا ہے۔ جو درج ذیل ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس عزیز بھائی کو بخیریت ارض مقدس پہنچائے اور واپس لائے اور ان کی دعائیں قبول ہوں۔ ہمارے خدا ناترس مخالفین دیگر بے بنیاد الزامات کے علاوہ اکثر یہ کہتے ہوئے سنائی دیتے ہیں۔ کہ احمدیوں نے حج کو منسوخ قرار دیدیا ہے۔ کوئی احمدی حج کو نہیں جاتا حالانکہ یہ بالکل غلط اور صریح بہتان ہے ہم حکم قرآنی کے مطابق حج کو اسلام کا ایک رکن سمجھتے ہیں۔ ہر سال ہماری جماعت کے متعدد افراد حج کو جاتے ہیں۔ امسال بھی گئے ہیں جن میں ایک جناب محمد امین صاحب بھی ہیں۔ کاش ہمارے مخالفین ان ناقابل انکار حقائق کو آنکھیں کھول کر دیکھیں اور بے حقیقت باتوں کے اعادہ سے اجتناب کریں (مدیر)

از کراچی

قبلہ ام حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میں بعزم حج کراچی پہنچ چکا ہوں۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ میں حضور کی زیارت کئے بغیر پنجاب سے رخصت ہوا جس کی وجہ یہ ہے کہ جس بے سروسامانی کی حالت میں میں گھر سے رخصت ہوا۔ اسے مولیٰ کریم بخوبی جانتا ہے اگر میں جھنگ سے لاہور آتا۔ اور لاہور سے کراچی جاتا۔ تو میرے مصارف میں اضافہ ہو کر تکلیف کا باعث ہو جاتا۔ میرے آقا! جہاں میں حضور کی جسمانی ملاقات سے محروم رہا ہوں۔ وہاں حضور کی روحانی ملاقات مجھے سفر میں مشعل ہدایت کا کام دے رہی ہے یہ حضور کی دعاؤں اور فیوضات کا ہی نتیجہ ہے کہ باوجود قلت سرمایہ اور تنگدستی کے اللہ کے دربار میں حاضری کا فخر حاصل کر رہا ہوں کہاں مجھ سا گنہگار انسان اور کہاں یہ مبارک ارادہ، یہ سب حضور کی جماعت میں شمولیت کا نتیجہ ہے

میں دیار حبیب میں پیدل سفر کرونگا

مجھے اپنی بیکسی اور بے بسی کا ذرہ بھر افسوس نہیں بلکہ میں خوش ہوں کہ گو میرا ہاتھ تنگ ہے مگر میرا دل تنگ نہیں۔ مجھے اس امر پر ناز اور فخر ہے کہ جہاں دوسرے ہمراہی لاریوں اور اونٹوں پر سوار ہو کر حمد الٰہی کے ترانے گاتے ہوئے خدا اور اس کے پیارے حبیب کے دربار میں حاضر ہونگے میں اپنی بداعمالیوں کا بوجھ سر پر رکھے ندامت اور شرمساری سے آنسو بہاتا ہوا پیدل وہاں جا پہنچونگا۔ میں اس مقدس سرزمین میں پیدل سفر کرونگا۔ جہاں آج سے تیرہ سو سال قبل حضرت رسول عربی فداہ ابی و امی کالی کملی اوڑھے بکریاں چرایا کرتے تھے۔ میں اس پاک زمین کی ریت کو آنکھوں کا سرمہ بناؤنگا۔ اور اس صحرا کے پتھروں کو پھولوں سے نرم جانوں گا۔

روٹھے خدا کو منانے جا رہا ہوں

قبلہ! عمر کا کافی حصہ بدترین افعال میں گذر رہا ہے اب روٹھے ہوئے خدا کو منانے جا رہا ہوں۔ میں نے دو درباروں میں حاضر ہونا ہے ایک دربار خداوندی میں، دوسرے دربار محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں۔ دربار الٰہی میں جا کر پیشانی رگڑونگا اور عرض کرونگا۔ کہ اے الٰہ العالمین، غفور رحیم، تو ستار العیوب ہے یہ پیشانی تیرے سرکش بندے کی ہے جو کہ عاجزی سے خاک پر پڑی ہے اس کی لاج رکھ لے۔ آج تیرے دروازہ پر شرمسار ہاتھ پھیلائے کھڑا ہوں جو آج تک غیروں کے دروازوں پر صدائیں لگاتا رہا۔ مگر اے مالک یہ قصور [illegible] ہاتھوں کا نہ تھا۔ بلکہ نفس سرکش کا تھا جو کہ در بدر پھرتا کھلاتا پھرا۔ اے مولیٰ تو منصف ہے تو عادل ہے بے شک آج تک جو مصائب مجھ پر آتے رہے ہیں ان سے بھی زیادہ کا مستحق تھا۔ یہ تیرا رحم تھا۔ تجھے اپنے حبیب کی لاج تھی۔ جو کچھ مجھے اپنے اعمال بد کی سزا ملتی رہی اس میں پھر بھی تیری رحمانیت کا جز غالب رہا۔

اے خدا تو مجھے خادم دین بنا

اے خداوند جہان میں نے اپنے نفس پر اپنے ہاتھوں ظلم کیا ہے۔ شرمسار ہوں پشیمان ہوں۔ معافی دیدے، بخش دے بچالے۔ تیرا عاجز بندہ ہوں، تیری ہی بارگاہ میں آیا ہوں۔ سب اندوں سے ناامید ہو کر آیا ہوں واسطہ اس کملی والے کا تو مایوس نہ پھیر، صدقہ اس سرتاج مدینہ کا، ناامید نہ کر۔ وسیلہ ان آبلوں کا جو بنت رسول کے ہاتھوں پر چکی پیسنے سے پڑے، اپنے بندے کے تمام گناہ معاف فرما دے، صدقہ اس معصوم پیاسے بچے کی شہادت کا جو کہ کربلا کی تپتی ہوئی ریت پر بے جرم تیر کا نشانہ بنا مجھے خادم دین بنا۔ اور میری توبہ قبول کر۔ آمین

دربار رسولؐ میں کیا عرض کروں گا

پھر بیت اللہ شریف سے پیدل چل کر مدینۃ الرسول کا رخ کروں گا۔ وہاں دربار رسولؐ میں جا کر بصد عجز و انکسار دست بستہ عرض کرونگا۔ کہ اے سرتاج مدینہ! میں پنجاب کا ایک سیہ کار باشندہ ہوں ستم رسیدہ ہوں، مصائب دیدہ ہوں، تیری امت کہلاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ تیرے بارگاہ میں آتے ہوئے دریائے ندامت میں غرق ہو رہا ہوں۔ گناہوں کی گرداب میں میری کشتی ہچکولے کھا رہی تھی اور قریب تھا کہ ڈوب جائے۔ کہ قسمت نے یاوری کی اور جھنگ کا ایک مقدس و معزز ہستی کے توسل سے میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے متعارف ہو گیا۔ حضرت امیر جماعت نے مجھے گناہوں سے توبہ کرنے کی تلقین فرمائی اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی تاکید فرمائی۔ آخر کار ان کی دعائیں رنگ لائیں۔ اور آج میں تیرے عالی دربار میں معافی لینے آیا ہوں۔

میرے عقائد

اے محمد الرسول اللہ، میں خداوند کریم کو واحد لاشریک جانتا ہوں تجھے خاتم النبیین اور نبی آخر الزماں مانتا ہوں۔ ملائکہ مرسل کتب الہامیہ، یوم آخرت، جزا و سزا پر محکم ایمان رکھتا ہوں۔ نماز پڑھتا ہوں، روزے ماہ رمضان کے رکھتا ہوں۔ حج بیت اللہ پر باوجود قلت سرمایہ کے حاضر ہوا ہوں۔ صاحب نصاب نہیں ورنہ زکوٰۃ بھی ادا کرتا۔ تمام روئے زمین کے کلمہ گوؤں کو مسلمان جاننا ہمارا فرض ہے باقی تمام عقائد اہلسنت والجماعت جو کہ قرآن اور حدیث سے مسلم الثبوت ہیں پر ایمان رکھتا ہوں۔

احمدی ہونیکی وجہ سے لوگ مجھے کافر کہتے ہیں۔

مگر اے شفیع المذنبین رسول! جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں شمولیت کی وجہ سے وطن میں کافر کہلاتا ہوں۔ اہل وطن کے نزدیک میری تمام عبادتیں اور نیکیاں بے فائدہ اور بیکار ہیں ہم میں خصوصیت ہے تو صرف یہی ہے۔ ہمارا نصب العین اشاعت اسلام ہے۔ اسی جرم میں ہم ملعون و مجرم قرار دئیے جا رہے ہیں۔

ہم کیا کر رہے ہیں ؟

اے ہمارے نبی! اس مختصر سی جماعت نے لندن میں توحید کا سبق دیا ہے نہ کہ تثلیث کا۔ غیر زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے نہ کہ اور کتابوں کا، یورپ کے کفرستانوں میں اس جماعت نے مسجدیں بنوائی ہیں نہ کہ مندر اور کلیسا۔ جرمنی میں قرآن کریم کی اشاعت پر زور دیا جا رہا ہے۔ نہ کہ بائیبل اور وید کی اشاعت پر ہمارے یہی کام ہیں۔ جسے ہمارے اہل وطن حقارت کی نظر دیکھ کر ان کو تباہ و برباد کرنے کے درپے ہیں۔ اے عربی رسول! وہ مسلمان کہلاتے۔ قرآن پڑھتے۔ نمازیں پڑھتے مگر تخریب اسلام میں ایڑی چوٹی پر زور لگا رہے ہیں۔ ہم پر اعتراض یہ کیا جا رہا ہے کہ اس انجمن کی بنیاد رکھنے والا۔ اس سفروش جماعت کا پیدا کرنیوالا ایسا ہے اس میں یہ عیب ہے یہ نقص ہے مگر اللہ تعالیٰ اس کے حالات کو بخوبی جانتا ہے۔ اور اس کا بے نتیجہ اثر ہزاروں گمراہوں کی ہدایت کا موجب بنا۔ میرے سردار! مجھے یقین ہے کہ جب میں گھر جاؤنگا۔ تب بھی کافر کہلاؤنگا۔ اللہ تعالیٰ قوم کو اور میرے اہل وطن کو ہدایت دے تاکہ وہ اس زمانہ کے مجدد اعظم کو شناخت کر سکیں اور ہماری جماعت کو اشاعت اسلام کی بیش از بیش توفیق عطا فرما۔ والسلام۔

(راقم: محمد امین سلیانہ از موضع سلیانہ ڈاکخانہ چیلیہ ضلع جھنگ)

غفلت شعار مسلمانوں کیلئے درس عبرت

سست بیٹھنا بازار میں پھرنا یاروں کے ساتھ شطرنج اور تاش کھیلتے رہنا چارپائی کیساتھ چڑے رہنا صبح سویرے نہ اٹھنا اور مردوں کیطرح بیکاری اور مرادی کی زندگی گذارنا اس امر کی علامت ہے کہ قوم مر رہی ہے زندہ قوموں کے افراد صبح سویرے اٹھتے ہیں غسل کرتے مسواک کرتے ہیں ورزش کرتے ہیں پھر کام میں معروف رہتے ہیں جو قوم جسمانی لحاظ سے گر جائے وہ اپنی روحانیت کو بھی قائم نہیں رکھ سکتی آج جرمنی کے لوگ پھر اٹھ رہے ہیں انکی حالت ملاحظہ ہو لندن کا اخبار سنڈے ایکسپریس لکھتا ہے:۔

"جرمنی کے ہر مربع میل میں اوسطاً ۳ ورزشی موجود ہیں کھیلوں کے لحاظ سے جرمنی کا رتبہ تمام ممالک سے اعلیٰ ہے جرمنی میں کھیل اور ورزش کی موجودہ حالت ایسی ہے کہ کبھی بھی کسی ملک کو نصیب نہ ہوئی ہوگی چند سال پہلے جرمنی کو جسمانی قوت کے لحاظ سے زوال پذیر سمجھا جاتا تھا اب جرمنی کی ورزشی انجمنوں کے ارکان کی تعداد ستر لاکھ سے بڑھ گئی ہے یہ لوگ حکومت جرمنی کے اس رکن کی ہدایات کے پابند ہوتے ہیں جو خصوصی طور پر کھیل و ورزش کی ترقی پر مامور ہے جرمنی کے مختلف حصوں میں بہت سی ورزش گاہیں تعمیر ہو رہی ہیں"

مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ان حالات کی روشنی میں اپنے حالات پر غور کریں یاد رکھو سستی بیکاری غپ بازی اور بستر پرستی کا نتیجہ ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ تمہارا خون غلیظ ہو جائیگا، دل مر جائیگا، سانس گھٹ جائیگی، ہمت کا شعلہ بجھ جائیگا عمر اور صحت کی بنیاد اکھڑ جائیگی جن لوگوں کو اپنی عمر، زندگی، صحت، مسرت، دین اور عقل سے ذرا بھی محبت ہو ان کا فرض ہے کہ وہ صاف رہیں، چست و چالاک رہیں، صبح سویرے اٹھیں غسل کریں، مسواک کریں، نماز پڑھیں، باقاعدہ سیر کریں، باقاعدہ ورزش کریں کبھی بیکار نہ بیٹھیں، چارپائی کی محبت چھوڑ دیں اور سپاہی بنیں، ان امور کی پابندی کے بغیر زندگی، زندگی نہیں بلکہ محض خواری اور بیماری ہے کیا ہمارے مسلمان بھائی بھی اس راز حیات کو سمجھیں گے؟ (امیان)

ٹانک وائن کا قصہ

"زمیندار" کے بے حقیقت اعتراض کا جواب

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

سوال۔ حکیم محمد حسین صاحب قریشی نے ایک رسالہ "خطوط امام بنام غلام" کے نام سے چھپوایا تھا جس میں ایک خط حضرت مسیح موعودؑ کا یہ ہے:۔

"محبی اخویم حکیم محمد حسین صاحب قریشی سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خریدنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خرید دیں مگر ٹانک وائن چاہیئے اس کا لحاظ رہے باقی خیریت ہے۔ والسلام۔ مرزا غلام احمد عفی عنہ۔ (خطوط امام ص ۵)"

اسی کی بنا پر "زمیندار" وغیرہ نے اعتراض کئے تھے کہ مرزا صاحب نعوذ باللہ شراب پیتے تھے۔ میرے خیال میں "ٹانک وائن" ضرور کسی دوا کا نام ہے۔ شرابوں کے نام اس طرز کے نہیں ہوتے۔ جناب کو تو معلوم ہوگا۔ اس لئے براہ کرم اس کے متعلق اپنے خیال سے مطلع فرما کر ممنون فرماویں۔

جواب۔ اوّل تو مجھے یہ افسوس آتا ہے کہ حکیم محمد حسین صاحب قریشی نے اگر حضرت مسیح موعودؑ کے کوئی خطوط اپنے نام کے چھپوانے ہی تھے تو ایسے چھپواتے جن میں کوئی دین و دنیا کی بھلائی ہوتی۔ ایسے خطوط شائع کروانے سے جن میں گھر کے لئے کچھ چیزیں خریدنے کے لئے حضرت لکھ رہے ہیں لوگوں کو کیا نفع ہو سکتا ہے سوائے اس امر کے کہ یہ پتہ لگے کہ قریشی صاحب حضرت صاحب کے لئے کبھی کبھی خریداری بھی کیا کرتے تھے۔ بہتر ہوتا کہ اس خدمت کا اجر قریشی صاحب اللہ تعالیٰ سے لیتے۔ ان امور کے بیان کرنے سے پبلک میں اپنا تعلق جتلانا یا اپنی خدمت گزاریوں کا اعلان کرنا کہیں ریا کی حد تک نہ پہنچ جائے جس سے ان امور کا ثواب بھی ضائع ہو جائے۔

"زمیندار" کا شیوۂ بوالہبی

واضح ہو کہ جب مخالفت کی آگ کسی کے سینہ میں اس قدر بھڑکنے لگتی ہے کہ وہ اسے ابولہب کنا حق بجانب ہو جاتا ہے تو ایسے شخص کو ہر ایک بے ضرر بلکہ اچھی بات بھی بُری لگنے لگتی ہے۔ اور ہر ایک امر میں عیب چینی کرنا اُس کی عادت بن جاتی ہے یہی حال اخبار "زمیندار" کا ہے۔

مندرجہ بالا خط سے یہ نتیجہ نکالنا کہ حضرت مرزا صاحب نعوذ باللہ شراب پیا کرتے تھے کس قدر بوالعجبی اور بوالہبی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ طبیب بھی تھے

اول تو ٹانک وائن شراب نہیں۔ اور اگر ہوتی بھی تو کیا کہیں اس میں حضرت صاحب نے یہ لکھا ہے کہ ٹانک وائن میں خود پیونگا۔ کیا ہم جو بازار سے چیزیں خریدتے ہیں یا کسی دوست سے خرید کرواتے ہیں تو وہ سب ہم خود ہی استعمال کیا کرتے ہیں یا بہت سی چیزیں اپنے خاندان کے دوسرے افراد کے استعمال کے لئے بھی خریدی جاتی ہیں؟ کیا یہ ممکن نہیں کہ خاندان میں کوئی فرد بیمار ہو یا لمبی بیماری سے اُٹھا ہو اور ضعف و نقاہت کے دور کرنے کے لئے آپ نے اس کے لئے ٹانک وائن تجویز کی ہو اور لاہور سے منگوائی ہو۔ یاد رہے کہ حضرت مسیح موعودؑ طبیب حاذق بھی تھے اور غریبوں کا علاج مفت کیا کرتے تھے بلکہ اپنے پاس سے دوا بھی دیا کرتے تھے۔ پس کیا یہ ممکن نہیں کہ ٹانک وائن کسی مریض کے لئے منگائی ہو۔ حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ تو کثرت سے کوکو وائن اور ٹانک وائن تپ دق کے مریضوں اور کمزور بیماروں کے لئے تجویز کیا کرتے تھے۔ اور تمام ڈاکٹر تجویز کیا کرتے ہیں، اور منگواتے ہیں اور پلاتے ہیں۔

طبی ضرورتوں کیلئے شراب جائز ہے

کیا یہ سچ نہیں کہ ڈاکٹر لوگ نمونیا اور مختلف خطرناک امراض میں برانڈی اور رم تک استعمال کرواتے ہیں۔ اور وہ من اضطرّ غیر باغٍ ولا عادٍ کے ماتحت جائز سمجھی جاتی ہے۔ کیونکہ مریض کی حالت اضطراری ہوتی ہے اور اضطراری حالت میں جب خنزیر کا گوشت تک حلال ہو جاتا ہے تو ایک مریض کے لئے شراب بطور دوا کے کیوں نہ جائز ہو۔ کیا سنکھیا کھانا شرعاً حرام نہیں؟ تو پھر کیوں اطبا مختلف امراض میں سنکھیے کا استعمال کرواتے ہیں۔ اسی لئے کہ اضطراری حالت میں ان چیزوں کا جواز شریعت کے مطابق ہے۔

پس ان حالات میں اگر حضرت مسیح موعودؑ برانڈی اور رم کا استعمال بھی اپنے مریضوں سے کرواتے یا خود بھی مرض کی حالت میں کر لیتے تو وہ خلاف شریعت نہ تھا۔ چہ جائیکہ ٹانک وائن جو ایک دوا ہے۔ اگر اپنے کسی خاندان کے ممبر یا دوست کیلئے جو کسی لمبے مرض سے اُٹھا ہو اور کمزور ہو۔ یا بالفرض محال خود اپنے لئے بھی منگوائی ہو اور استعمال بھی کی ہو تو اس میں کیا ہرج ہو گیا۔ آپ کو ضعف کے دورے ایسے شدید پڑتے تھے کہ ہاتھ پاؤں سرد ہو جاتے تھے۔ نبض ڈوب جاتی تھی۔ میں نے خود ایسی حالت میں آپ کو دیکھا ہے۔ نبض کا پتہ نہیں ملتا تھا تو اطبا یا ڈاکٹروں کے مشورہ سے آپنے ٹانک وائن کا استعمال اندریں حالات کیا ہو تو عین مطابق شریعت ہے۔ آپ تمام تمام دن تصنیفات کے کام میں لگے رہتے تھے۔ راتوں کو عبادت کرتے تھے۔ بڑھاپا بھی تھا۔ ضعف بھی پڑتا تھا تو اندریں حالات اگر ٹانک وائن بطور علاج پی بھی لیا ہو تو کیا قباحت لازم آگئی؟

دشمنوں کو عیب چینی میں مزہ ملتا ہے

جو لوگ دشمن عیب چین ہوتے ہیں ان کو تو خواہ مخواہ کی عیب چینی اور ہرزہ سرائی میں مزہ ملتا ہے ورنہ بات درحقیقت کچھ بھی نہیں ہوتی۔ حقیقۃ الوحی کی تصنیف کے زمانہ میں حضرت صاحب کو ضعف کے دورے زیادہ پڑنے لگے۔ وجہ یہ کہ سارا سارا دن کتاب لکھتے رہتے تھے آخر دماغ کہاں تک برداشت کرتا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور ۱۲ دانے بادام کے مقشر کر کے تین چار دانے۔۔۔ چھوٹی الائچی کے ساتھ پسوا کر اور گھٹوا کر دودھ کے ساتھ پئیں تو اس محنت دماغی میں مفید پڑے گا۔ میرا تجربہ کردہ ہے۔ آپنے اس کو پسند کیا اور پینے لگے جس سے آپ کو فائدہ ہوا۔ بس پھر کیا تھا مخالفوں میں ایک شور پڑ گیا کہ "لوجی مر جاتے بداماں پیندا ہے۔" "یعنی لوجی مرزا تو بادام پیتا ہے۔" اب یہ بدمعاشی نہیں تو اور کیا ہے کہ اتنی دماغی محنت کرنیوالے کے لئے اگر کسی ڈاکٹر نے بادام پینے کا مشورہ دیدیا تو بھی اُس کے خلاف ایک دستاویز تکذیب بنالی جائے یہ سب ابولہبی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ٹانک وائن کسی ضعف و نقاہت کی حالت میں پینا عین علاج اور مطابق شریعت ہے۔

لیکن اسے کیا کہا جائے کہ ؎

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد

عیب نماید ہنرش در نظر

ٹانک وائن کو شراب خوری قرار دینا شرارت ہی

پس ٹانک وائن کے استعمال کو شراب خوری قرار دینا محض ایک شرارت ہے۔ اس طرح تو سارا انگریزی دواخانہ شرابخانہ کہلائیگا۔ کونسا ٹنکچر اور کونسا لائیکور، ور لیکوئیڈ ایکسٹریکٹ ہے جس میں اسپرٹ نہیں پڑتی۔ بات یہ ہے کہ بعض دوائیں تو پانی میں حل ہو جاتی ہیں۔ اور اکثر دوائیں پانی میں حل نہیں ہوتیں وہ الکحل میں حل ہوتی ہیں۔ اور پانی میں حل ہونے میں اُن کے متعفن ہو جانے کا خطرہ ہوا کرتا ہے۔ الکحل میں تعفن نہیں پیدا ہوتا ہے یا بہت عرصہ کے بعد خرابی نمودار ہوتی ہے۔ اس لئے ادویات کو الکحل میں حل کر کے رکھا جاتا ہے تاکہ وہ کما حقہٗ حل بھی ہو جائیں اور خراب بھی نہ ہوں۔ الکحل کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں بعض اسپرٹ کہلاتی ہیں بعض وائن۔ ادویات زیادہ تر اسپرٹ میں حل ہوتی ہیں لیکن بعض ادویہ وائن میں حل کی جاتی ہیں۔ مثلاً وائنم اپیکاک۔ وائنم کالچی سائی۔ یہ لاطینی نام ہیں۔ انگریزی میں یہ کہلاتی ہیں۔ اپیکاک وائن۔ کالچی کم وائن۔ یہ ادویات کھانسی اور وجع مفاصل میں بہت عام استعمال میں آتی ہیں اور ہزارہا لوگ ان کی بوتلوں کی بوتلیں پی جاتے ہیں لیکن کبھی کوئی نہیں کہتا کہ یہ شراب پی رہے ہیں

ٹانک وائن دوا ہے شراب نہیں

اسی طرح ٹانک وائن میں بعض چیزیں مثلاً فولاد، کونین وغیرہ اور بعض میں مچھلی کا تیل (کاڈ لیور آئیل) حل کیا ہوا ہوتا ہے اور عام طور پر لمبے امراض سے اُٹھے ہوئے مریضوں کو بطور طاقت کے استعمال کرائی جاتی ہے مگر کبھی کوئی ان مریضوں کو شرابی نہیں کہتا اور نہ ایسا کہنا درست ہو سکتا ہے تو پھر حضرت مسیح موعودؑ نے ٹانک وائن اگر مریضوں کے لئے خرید کروائی یا خود بھی بالفرض محال ان حالات میں استعمال کی ہو جب آپ کو ضعف کے دورے پڑتے تھے تو کیا اس کا نام دوا اور علاج ہوگا یا شراب خوری ہوگی۔ ٹانک وائن شراب نہیں دوا ہے۔ اور ضرورت کے وقت اس کے استعمال پر آوازے کسنا انصاف نہیں ظلم اور شرارت ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ غریبوں کو ادویات مفت تقسیم کیا کرتے تھے

اور پھر ایسی صورت میں کہ خط میں فقط ٹانک وائن کی ایک بوتل خرید کرنے کا حکم ہے اس میں کہیں اپنے استعمال کرنے کا ذکر نہیں۔ بہت سے پرانے احباب جانتے ہونگے کہ حضرت صاحب بہت سی ادویات غربا میں تقسیم کیا کرتے تھے۔ انہی میں ٹانک وائن بھی تھی۔ غریب لوگ اتنی گراں قیمت دوا خرید نہیں کر سکتے۔ آپ اکثر مفت تقسیم کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میری بیوی بیمار ہو گئی اور ضعف و نقاہت زیادہ ہو گئی تو میرے عرض کرنے پر نہ صرف دعا کی بلکہ اُن کے لئے یہی ٹانک وائن تجویز کی۔ چونکہ قادیان میں کوئی دواخانہ نہ تھا اس لئے ٹانک وائن بھی خود اپنے پاس سے ہمیں عنایت فرمائی جو اسی امر کے لئے رکھی ہوئی تھی کہ ضرورت کے موقعوں پر مریضوں کے کام آئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ یوم یکشنبہ ۲ ذیقعد ۱۳۵۳ھ نمبر ۱۵

ہم اپنی قومی زندگی کو کس طرح کامیاب و مفید بنا سکتے ہیں

ہر کام میں کامیابی کا ذریعہ محنت و جد و جہد ہے

خطبہ جمعہ ۲۲ر فروری ۱۹۳۵ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ

وجوہٌ یومئذٍ خاشعۃٌ . . . . فی جنۃٍ عالیۃٍ (الغاشیہ ۸۸: ۲-۱۰)

ترجمہ (کچھ) منہ اس دن ذلیل ہونگے محنت کرنیوالے تھکے ماندے جلتی ہوئی آگ میں داخل ہونگے۔ ابلتے ہوئے چشمے سے انہیں پانی پلایا جائیگا سوائے کانٹوں کے ان کے لئے کوئی کھانا نہ ہوگا وہ نہ موٹا کرتا ہے اور نہ بھوک میں کام آتا ہے۔ (کچھ) منہ اس دن تر و تازہ ہوں گے اپنی کوشش کی وجہ راضی ہونگے ملند بہشت میں۔

قرآن کی چھوٹی چھوٹی سورتیں اور جملے

قرآن شریف کی چھوٹی چھوٹی سورتیں اور چھوٹے چھوٹے جملے عظیم الشان اصول زندگی کو اپنے اندر لئے ہوئے ہیں۔ سورہ غاشیہ بھی تیسویں پارہ کی ایک چھوٹی سی سورت ہے جس کے ایک جملہ کی طرف اس وقت میں توجہ دلاؤنگا کسی دن کا ذکر کر کے فرمایا گیا۔ کہ اس دن کچھ منہ ذلت و مصیبت کی حالت [illegible] اندر جانیوالے ہوں گے اور کچھ منہ ہشاش بشاش ہونگے جو کچھ جد و جہد انہوں نے کی تھی۔ اسی کی وجہ سے ان پر تر و تازگی ہوگی اس مختصر سے جملے میں انسان کو ایک عظیم الشان سبق دیا گیا ہے

محنت ہی بالآخر خوشی کا باعث ہوتی ہے

بسا اوقات انسان محنت کو ایک دکھ سمجھتا ہے۔ لیکن بالآخر وہی اس کی خوشی کا باعث ہوتی ہے اگر تم چاہتے ہو کہ اس وقت جو کہ مصیبت کا ہوگا۔ تمہارے چہروں پر تر و تازگی اور خوشی ہو تو اس کا ذریعہ صرف محنت اور جد و جہد ہی ہے۔ دنیوی معاملات میں بھی دیکھ لو۔ انسان بالعموم محنت سے جی چراتا ہے اور بعض اوقات وہ اس کو عار سمجھتا ہے یہ دونوں چیزیں اس کو محنت سے روکتی ہیں

محنت کئے بغیر کسی کام میں کامیابی ممکن نہیں

لیکن دنیا میں کوئی ایسا کام نہیں۔ خواہ وہ معمولی سے معمولی کیوں نہ ہو جس میں محنت کے بغیر کامیابی حاصل ہو سکے۔ طالب علمی کو لیلو محنت سے جی چرانے والے طلبہ ناکام رہتے ہیں۔ تجارت کو لے لو، زراعت کو لے لو۔ غرضکہ ہر کام میں انتہائی جد و جہد کے بغیر کامیابی مشکل ہے معمولی معمولی آدمی محنت سے بڑے بڑے رتبوں پر پہنچ گئے اور بڑے بڑے دل و دماغ رکھنے والے محنت کرنے کی وجہ سے ناکام و ذلیل ہو گئے۔ غرضکہ تمام دنیوی کاموں میں انتہائی محنت کی ضرورت ہے اور ان میں یہی اصول کام کر رہا ہے۔

ہماری قومی زندگی

لیکن ایک ہماری قومی زندگی بھی ہے۔ اس کے لئے بھی سعی اور جد و جہد۔۔ درکار ہے۔ اگر ہم اپنی قومی زندگی کو کامیاب و مفید بنانا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں دو باتوں پر غور کرنا چاہئیے

(۱) ہمارا کام کیا ہے؟

(۲) اس کی کس قدر ضرورت ہے اور اس کے لئے کیسی سعی درکار ہے؟

اگر ہم ان دونوں باتوں کو سمجھ لیں اور ان کا احساس ہم میں پیدا ہو جائے تو ہماری قومی زندگی کامیاب ہو سکتی ہے ہمارا جو کام ہے ظاہر ہے۔

تبلیغ و اشاعت اسلام۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ اس کی کس قدر ضرورت ہے سو ضرورت کی تو حد ہی نہیں ایک طرف وہ لوگ جن کو ہمارے کام سے خوش ہونا چاہئیے تھا لیکن وہ آنکھیں بند کر کے دیوانہ وار ہماری مخالفت میں مصروف ہیں اگر ہمارے سامنے دشمن نہ بھی ہو اور تھوڑی دیر کے لئے ہم ایسا ہی سمجھ لیں تب بھی ہمیں اپنی بقا کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہمارا ہر ایک فرد اپنی رتی رتی ماشہ ماشہ بھر طاقت کو بھی قوم کے بچانے میں خرچ کرے۔

موجودہ مخالفت کا نیک اثر

اس میں کچھ شک نہیں کہ موجودہ مخالفت نے نیک اثر پیدا کیا ہے ہمارے وہ دوست جو مدت سے بیکار پڑے تھے بیدار ہو کر از سر نو کام میں لگ گئے ہیں اور سمجھنے لگے ہیں کہ ان کی خاموشی اور بے حسی بڑی بھاری غلطی تھی ایسے دوستوں کے روزانہ خطوط آتے ہیں اگرچہ ایسے بھی بہت ہیں جنہوں نے ابھی تک اپنے فرائض کا احساس نہیں کیا۔

آج کل ہماری اندھی مخالفت ہو رہی ہے

جہاں تک میں نے غور کیا ہے آج کل ہماری اندھی مخالفت ہو رہی ہے ہمارے مخالفین آنکھیں بند کر کے مذہب میں انہیں نیک و بد کی کوئی تمیز نہیں ہمارے یہ ناداں مخالف ان لوگوں کو بھی جو اسلام کے بدترین دشمن ہیں اور مسلمانوں کو برباد کرنا اور نیچا دکھلانا چاہتے ہیں ہمارے خلاف ابھار رہے ہیں ہم کو دکھ دینے اور بدنام کرنے کی غرض سے ان سے اتحاد و دوستی پیدا کر رہے ہیں۔

"زمیندار" میں ایک عیسائی کا خط

آج ہی "زمیندار" میں ایک عیسائی کا خط شائع ہوا ہے جس میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی کتابوں کو ضبط کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ خیر یہ حصہ تو اس عیسائی اور مولوی ظفر علی خاں جیسے مسلمانوں کا مشترک سمجھا جاسکتا ہے لیکن اس عیسائی نے اپنے خط میں نہایت فخر سے لکھا ہے کہ ہماری صلیب کا جھنڈا پوری قوت اور زور سے لہرا رہا ہے مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ اے خدا تو شکستہ صلیب کو مجھے دکھلا لیکن یہ آرزو وہ اپنے ساتھ ہی لے گئے۔

کاش زمیندار کو کچھ شرم محسوس ہوتی

کاش اس مسلمان کہلانے والے اخبار نویس کو یہ خط شائع کرتے ہوئے کچھ شرم محسوس ہوتی اس میں کچھ غیرت دینی ہوتی ایک عیسائی لکھ رہا ہے کہ دنیا میں صلیب کا جھنڈا بڑے زور اور شان سے لہرا رہا ہے یعنی ہم مسلمانوں کو کھا جائیں گے اور نعوذ باللہ اسلام کو تباہ کر دیں گے اور مسلمان اخبار نویس بڑے شوق سے ایسی تحریروں کو شائع کر رہے ہیں۔ کاش ان کے سینوں میں دل اور سروں میں دماغ ہوتے تو وہ ایسا ہرگز نہ کرتے۔ شکستہ صلیب کو دیکھنے کی آرزو مرزا صاحب ساتھ لے گئے یا نہیں اس بات کو تو چھوڑیئے مگر ایسی آرزو رکھنے والے شخص کی مخالفت کرنے والے مسلمانوں کو کچھ شرم آنی چاہئیے تھی اگر ان میں ذرہ بھر بھی مذہبی غیرت ہوتی تو وہ سوچتے کہ مرزا صاحب اسلام کا غلبہ اور صلیب کو شکستہ دیکھنا چاہتے تھے اور ان کی اس پاک آرزو کے احترام میں وہ ان کی مخالفت سے باز آتے۔

قادیانی جماعت کا طرز عمل

ایک طرف ہمارے یہ مخالفین ہیں دوسری طرف قادیانی جماعت ہے۔ جب ہم نے دیکھا کہ جس کام کو ہم کر رہے ہیں اس میں قادیان کا عقیدہ نبوت و تکفیر زبردست روک ہے تو ہم نے نہایت دردمندی اور اخلاص سے ان کے سرکردہ لوگوں سے اپیل کی کہ ان عقاید کی وجہ سے سلسلہ کو نقصان پہنچ رہا ہے موجودہ مخالفت کی وجہ یہی عقاید ہیں اس لئے مناسب ہے کہ اس بات کو پرکھنے کے لئے کہ حضرت مرزا صاحب کے مطابق کس گروہ کا رویہ ہے دونوں جماعتوں کے سرگروہ گفتگو کریں۔

کیا قادیانی ان مسائل کو قابل بحث نہیں سمجھتے؟

ہماری اپیل کو شائع ہوئے تین ہفتے سے زائد عرصہ ہو گیا ہے لیکن قادیانی جماعت کی طرف سے کوئی آمادگی ظاہر نہیں ہوئی۔ کیا وہ فی الحقیقت ان مسائل کو قابل بحث نہیں سمجھتے؟ نہیں یہ بات نہیں قادیانی مناظرین کی فوجوں کی فوجیں ادھر اُدھر چکر لگا رہی ہیں اور وہ انہی مسائل کے متعلق مختلف مقامات پر بار بار مناظرے کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسائل تو قابل بحث ہیں تو پھر یہ گریز اور خاموشی کیوں؟

سب سے زیادہ ذمہ داری سرگروہوں پر ہے

کیا یہ غلط ہے کہ سب سے زیادہ ذمہ داری دونوں جماعتوں کے سرگروہوں پر ہے وہی جماعت کے ایک حصہ کو ادھر اور دوسرے کو اودھر کرنے کے ذمہ دار ہیں اس لئے جب دونوں گروہ مل کر گفتگو کریں گے تو لوگوں کو بہتر طریق پر سوچنے اور کسی نتیجہ پر موقعہ ملے گا۔

ایک لاکھ قادیانیوں کا ایک "مرد میدان"

افسوس ایک لاکھ کی قادیانی جماعت سے صرف ایک شخص ہماری دعوت کے مقابلہ پر نکلا ہے اور اس نے جو طریق اختیار کیا ہے وہ آپ سب کو معلوم ہو چکا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اس شخص کی پشت پر اور لوگ بھی ہیں لیکن سب بنک بولا صرف یہی ایک ہے اور قادیانی سمجھ رہے ہیں کہ اس نے ہماری جماعت کی عزت کو بچا لیا ہے۔

(باقی بر صفحہ ۹)

خاتم النبیین کا صحیح مفہوم

"احمدیہ جماعت فریق قادیان لاہور کے ٹریکٹ اور چیلنج کا جواب"

(ایک با اصول احمدی کے قلم سے)

ملک عبد الرحمٰن خادم کا ٹریکٹ

ایک صاحب ملک عبد الرحمٰن خادم بی اے گجراتی کا ایک ٹریکٹ بعنوان "خاتم النبیین کا صحیح مفہوم" اخبار احسان ۵ ۲۱ جنوری ۱۹۳۵ء کے سلسلہ مضامین کا جواب" حال میں شائع ہؤا ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ خاتم النبیین کے یہ معنی بالکل غلط ہیں کہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور یہ اعتراض کیا ہے کہ خاتم النبیین کی ترکیب اردو فارسی یا پنجابی زبان کی نہیں ہے بلکہ عربی زبان کی ہے اس لئے اس کے معنے اہل عرب کے محاورہ اور اسلوب بیان کے مطابق کرنے ہونگے نہ کہ پنجابی یا اُردو وفارسی کے لحاظ سے۔ بند کرنیوالے یا ختم کرنے والے کے پھر یہ چیلنج بھی دیا ہے کہ کوئی مولوی ہو یا کوئی اور ہمیں قرآن حدیث یا محاورات اور اسلوب بیان اہل عرب سے ایک ہی مثال اس امر کی پیش کردیں کہ لفظ خاتم تاء کی فتح کے ساتھ کسی صیغہ جمع کی طرف مضاف مستعمل ہؤا ہو اور اس کے معنے آخری یا بند کرنے والے کے ہوں۔ اور لکھا ہے ہمارا دعوےٰ ہے کہ قیامت تک اس قسم کی ایک مثال بھی پیش نہیں کیجا سکتی وغیرہ وغیرہ۔

الجواب۔ قبل اس کے کہ ہم اس ٹریکٹ کی ہر ایک بات کا الزامی و تحقیقی جواب دیں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ ہم اخبار احسان کی حمایت میں یہ ٹریکٹ شائع نہیں کر رہے بلکہ حامیٔ حق ہو کر اس چیلنج کا جواب دے رہے ہیں جو فریق قادیان کی طرف سے ہر ایک کو دیا گیا ہے۔ ہم اعلیحضرت حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ کو خدا تعالیٰ کا مامور اور راستباز سمجھتے ہیں۔ اور ایسے اخبارات کو ہی حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو کسی قوم کے بزرگ پر بے جا حملہ کرکے اصول اسلام کی بیحرمتی کا موجب بنیں۔ سو یہ مضمون اخبار احسان کی حمایت میں نہیں لکھا گیا۔

حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں خاتم النبیین کے معنی

سب سے پہلے یہ غور طلب بات ہے کہ نویسندہ ٹریکٹ (خادم گجراتی) کی حیثیت احمدی مبلغ ہونے کے لحاظ سے کچھ ہی ہو مگر اس سے غالباً اس کو بھی انکار نہ ہوگا کہ وہ اعلیحضرت حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مقابل پر کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا اور چہ نسبت خاک را با عالم پاک کا ہی مصداق ہے۔ حضرت کی کتابوں میں بہت جگہ خاتم النبیین کے یہ معنے بیان ہوئے ہیں کہ نبیوں کو ختم کرنیوالا۔ باب نبوت مسدود اور "و النبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم" (حقیقۃ الوحی الاستفتاء ص۲۷) پس اس کا انکار دوسرے لفظوں میں حضرت کے مہدیٔ زمان ہونے کا انکار ہے۔ اور انکار سے مراد حضرت کی بیان کردہ صداقتوں کا انکار ہے۔ پس ایسا شخص آپکا متبع یا آپ کے مشن کا مبلغ نہیں کہلا سکتا۔

پس اس مبلغ یا مرید پر نہایت افسوس ہے کہ وہ احمدی کہلا کر سلسلہ کی طرف سے ایسی بات کا دعویٰ کرتا ہے جو بالکل جھوٹا دعویٰ ہے اور آنجناب حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ کے تمام علم کلام کو باطل اور اس پر خط نسخ کھینچنے والا اور بالکل حضرت کے دعوے کے برخلاف ہے۔ احمدی خواہ کسی رنگ کا ہی کیوں نہ ہو وہ اپنے امام وقت کے کلام اور ارشادات کی کچھ نہ کچھ عظمت و احترام دل میں ضرور رکھتا ہے۔

ہمیں تو ان احمدی مبلغوں پر اسی وجہ سے رونا آتا ہے کہ اعتراض کرتے وقت کچھ تدبر نہیں کرتے۔ ورنہ خاتم النبیین کا نام سن کر ہی انہیں جنون کی طرح ایک جوش پیدا ہو جاتا ہے کہ جس طرح بھی ہو خاتم النبیین کے اصل مفہوم کی تردید کی جائے یا اس کا صحیح مفہوم بدلا جائے اور اس کے معنے افضل لیکر حضرت صاحب کو بھی خاتم الانبیا کہا جائے۔ چنانچہ جامعہ احمدیہ کا رسالہ جو قادیان سے نکلتا ہے اس کے دسمبر ۱۹۳۲ء کے پرچہ میں جو بہ تقریب جلسہ سالانہ ۱۹۳۲ء شائع ہؤا صفحہ ۵ اپر خصوصیات حضرت مسیح موعود کے عنوان کے ماتحت تیسری خصوصیت یہ بتائی گئی ہے کہ "آپ خاتم الانبیاء والخلفاء ہیں" یعنی حضرت مرزا صاحب خاتم الانبیاء والخلفاء ہیں۔ گویا مطلب یہ ہے اس میں بھی حضرت نبی کریم صلعم کی کوئی تو خصوصیت باقی نہ رہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ خاتم الانبیاء کے معنے اگر افضل الانبیاء کے بھی کیا جامعہ احمدیہ لکھنے والوں کا منشاء یہ ہے کہ اب حضرت مرزا صاحب کو تمام انبیاء سے افضل سمجھا جائے جن میں محمد رسول اللہ صلعم بھی شامل نہیں؟

ہم حکم قرآنی اعرض من الجاھلین پر عمل کرتے مگر نویسندہ ٹریکٹ کی دلاورانہ دھوکہ دہی پر کہ گویا عربی زبان میں لفظ خاتم جمع کی طرف مضاف ہونے کی صورت میں ہرگز ہرگز "آخری" کے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ افضل کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے"۔ مطابق ارشاد خداوندی ولتکن منکم الخ اپنا فرض مذہبی و منصبی سمجھتے ہیں کہ اس مفروضہ و مزعومہ دعویٰ اور چیلنج کی بے باکانہ غلط بیانی کو الم نشرح کردیں۔ کیونکہ جس بنا پر نویسندہ ٹریکٹ فریق قادیان نے چیلنج دیا ہے وہ بنا ہی غلط اور ایک فرضی بات اور لغو سی ہے۔

اعتراضات اور جوابات

اب ناظرین اعتراضات کو سنیں اور ان کے جوابات کو دیکھیں

قولہ: "افسوس مضمون نگار صاحب نے ایک جگہ بھی "خاتم" کے معانی پر بحث نہیں کی ہاں شروع سے آخر تک اپنا عقیدہ اور دعوے ہی دہراتے چلے گئے ہیں کہ اب آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا"

لیکن یہی اعتراض حضرت مسیح موعودؑ پر بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے بھی باوجود اسی کتابیں لکھنے کے ایک جگہ بھی خاتم کے معانی پر بحث نہیں کی۔ ہاں شروع سے آخر تک اپنی تمام کتابوں میں اپنے عقیدہ کو ہی دہراتے چلے گئے ہیں اور بار بار لکھا اور ہر جگہ یہی لکھا کہ مسیح کیوں نہیں آسکتا اس لئے کہ وہ رسول ہے اور خاتم النبیین کی دیوار اسے آنے سے روکتی ہیں۔ مسیح کیوں نہیں آسکتا اس لئے کہ وہ نبی ہے اور اس کے آنے سے ختمیت کی مہر ٹوٹتی ہے۔ مسیح کیوں نہیں آسکتا اس لئے کہ وہ نبی ہے اور اب آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ مسیح کیوں نہیں آسکتا اس لئے کہ نبوت آنحضرت پر ختم ہو چکی ہے اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے (ملاحظہ ہو ازالہ اوہام ص ۵۷۵ ۷۶۱ – ایام الصلح ص ۷۴ وغیرہ)

جب حضرت مسیح موعودؑ بھی خاتم النبیین کے یہی معنے کرتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تو ایک مخالف کو کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ اس نے خاتم النبیین کے معنے اپنے عقیدہ کے مطابق کئے ہیں۔ کیا حضرت مسیح موعود پر بھی الزام نہیں آسکتا؟ جن کی نبوت کو ثابت کرنے کے لئے آپ اپنے عقیدہ کے خلاف خاتم النبیین کے نئے معنے گھڑ رہے ہیں۔

لفظ خاتم کے معنی

پھر اس نئی لغت کو بھی دیکھ لیجئے جو حال ہی میں قادیان میں تسہیل العربیہ کے نام سے چھپی ہے۔ اس میں ص ۱۹۴ پر لکھا ہے۔ خاتِمٌ (ج خواتم) ختمٌ ہر چیز کا انجام۔ کیا اس لغت کے لکھنے والوں نے بھی اپنے عقیدہ ہی کو مدنظر رکھ کر یہ معنے کئے ہیں؟ ظاہر ہے کہ تسہیل العربیہ کے لکھنے والے اس عقیدہ پر نہیں جو جمہور مسلمانوں اور خود حضرت مسیح موعودؑ کا عقیدہ ہے بلکہ خاتم النبیین کے بعد اجرائے نبوت کے قائل ہیں۔

قولہ۔ خاتم النبیین کا خطاب آنحضرت صلعم کے لئے قرآن مجید میں مذکور ہے اور ظاہر ہے کہ یہ ترکیب اردو، فارسی یا پنجابی زبان کی نہیں بلکہ عربی زبان کی ہے اس لئے اس کے معنے اہل عرب کے محاورہ میں اور اسلوب بیان کے مطابق کرنے ہوں گے نہ کہ پنجابی یا اُردو یا فارسی کے لحاظ سے جیسا کہ کھو کا لفظ جو قرآن مجید میں آیا ہے وہ پنجابی میں اور معنے رکھتا ہے اور عربی میں اُس کے اور معنے ہوتے ہیں بعینہ اسی طرح لفظ خاتم بھی ہے اگر خاتم النبیین پنجابی اردو یا فارسی کی ترکیب ہوتی تو ہمیں اس کا ترجمہ نبیوں کو بند کرنیوالا ماننے میں کوئی عذر نہ ہوتا لیکن ہمارا دعویٰ ہے کہ عربی زبان میں لفظ خاتم کی طرف مضاف ہونے کی صورت میں ہرگز ہرگز آخری کے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ افضل کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

اوروں کو تو جانے دو خود حضرت صاحب نے خاتم النبیین کا ترجمہ نبیوں کو ختم کرنے والا نبیوں کو اپنے بعد آنے سے روکنے والا اور بند کرنے والا اور نبیوں میں سب سے آخر آنے والا کئے ہیں۔ مثلاً

۱۔ "مگر وہ رسول اللہ اور ختم کرنیوالا نبیوں کا ہے۔ اب بعد آنحضرت صلعم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئیگا" (ازالہ اوہام ص ۶۱۴)

۲۔ "خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلعم کا کسی دوسرے رسول کے آنے سے مانع ہے" (ازالہ اوہام ص ۵۷۵)

۳۔ "خدا وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت صلعم کوئی رسول نہیں بھیجا جائے گا" (ص ۵۸۶)

۴۔ "اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو ہمارے رسول اکرم صلعم کے ساتھ ختم کردیا ہے" (تحفہ بغداد ص ۲)

۵۔ "خدائے رحیم و کریم نے ہمارے نبی صلعم کا بغیر کسی استثناء خاتم النبیین فرمایا ہے اور حضور نے بطور تفسیر یہ مذکور فرمایا ہے لا نبی بعدی میرے بعد کوئی نبی نہیں" (حمامۃ البشریٰ ص ۲۰)

۶۔ "اللہ تعالیٰ نے آنحضرت پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا ہے ۔۔۔ قیامت تک ہمیشہ کیلئے ۔۔۔ اور ہمیں محمد صلعم کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں [illegible]"

۷۔ "لیکن رسول اللہ و خاتم النبیین میں صریح نبوت کو آنحضرت صلعم پر ختم کر چکا ہے" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۸۳)

۸۔ "وا وحی الیّ ...... لا نبی بعدہ ولا شریک معہ وانہ خاتم النبیین" (منن الرحمٰن صفحہ ۲)

۹۔ "آدم کو پیدا کیا اور رسول بھیجے اور کتابیں بھیجیں اور سب کے آخر محمد مصطفےٰ کو پیدا کیا جو خاتم الانبیاء و خیر الرسل ہیں" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۱)

۱۰۔ "ہمارے نبی صلعم کو سب نبیوں کے آخر میں بھیجا تا تمام قوموں کو آپ کے جھنڈے کے نیچے جمع کرے" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۴۴)

والنبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلے اللہ علیہ وسلّم

(الاستفتا تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۴۲)

ناقابل تردید چیلنج

اب کیا کسی احمدی کی یہ جرأت ہے کہ کہہ دے کہ یہ تحریریں اعلیحضرت آنجناب مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نہیں ہیں۔ کون ہے جو ان تحریرات کے کوئی اور معنے کر سکتا یا ان پر کوئی پردہ ڈال سکتا ہے۔ وہ میدان میں آئے اور ہمیں اس کا ثبوت دے کہ حضرت مرزا صاحب کی کسی کتاب میں لکھا ہے کہ خاتم النبیین کے معنے آخری نبی کے نہیں بلکہ صرف افضل النبیین کے ہی ہیں۔

تعجب حیرت اور افسوس ہے کہ آج احمدی کہلانے والے ہی خود اپنے امام کے مخالف ہو کر یہ کہتے ہیں کہ اس کے معنے نبیوں کو ختم کرنے والا یا بند کرنے والا یا آخری کے عربی زبان اہل عرب کے محاورہ اور اسلوب بیان کے مطابق ہیں ہی نہیں۔ اگر یہ معنے جو حضرت کے کلام سے ہم نے پیش کئے ہیں سرے سے ہی غلط جھوٹ لغو باطل اور اوہام تھے۔ اور قرآن احادیث یا محاورات اور اسلوب بیان اہل عرب کے بالکل برخلاف تھے اور لفظ خاتم جمع کی طرف مضاف ہو کر ہرگز ہرگز آخری معنوں میں استعمال ہی نہیں ہوتا تھا تو حضرت کا یہ دعویٰ سے

علم قرآن علم آن طیب زبان - علم غیب از وحی خلاق جہاں
این سہ علم چون نشانہا دادہ اند - ہر سہ ہمچون شاہدان استادہ اند
آدمی زادے ندارد ہیچ فن - تا نداند ویژہ در این میدان ظن

تو خاک میں مل گیا لہٰذا یہ حضرت مسیح موعودؑ پر بھی ایک خطرناک حملہ ہے کہ وہ بھی قرآن حدیث یا محاورات اور اسلوب بیان اہل عرب سے بالکل ناواقف تھے۔ پھر ایسے شخص کو امام الزمان یا مہدی یا مسیح موعود ماننے سے کیا حاصل جو نہ قرآن کا علم رکھتا تھا نہ زبان عرب کا وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ لفظ خاتم جمع کی طرف مضاف ہونے کی صورت میں ہرگز ہرگز آخری کے معنے میں نہیں آتا بلکہ ہمیشہ افضل کے معنے میں ہی آتا ہے۔ کیونکہ وہ تو کسی ایک جگہ بھی اس کے معنے افضل کے نہیں کرتا بلکہ ہر جگہ آخری کے معنے ہی کرتا ہے۔ شاید خادم گجراتی کے نزدیک اس نے بھی خاتم النبیین کو اردو یا فارسی یا پنجابی زبان کی ترکیب ہی سمجھا ہو۔ لیکن نہیں، تو اعلیحضرت جناب مرزا صاحب علیہ الرحمۃ کے بعد اس وقت تک حضرت کے علم کے برابر ایک آدمی بھی اس جماعت میں نظر نہیں آتا بلکہ خلیفہ اول حضرت مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب مرحوم مغفور خلیفۃ المسیح اول کے برابر بھی علم قرآن و حدیث اور زبان عربی سے بھی پورا واقف معلوم نہیں ہوتا ....

....

قولہ ہماری طرف سے بارہا چیلنج دیا جا چکا ہے اور آج پھر ہم اس چیلنج کو دہراتے ہیں کہ کوئی مولوی ہو یا کوئی اور ہمیں قرآن حدیث یا محاورات اور اسلوب بیان اہل عرب سے ایک ہی مثال اس امر کی پیش کر دے کہ لفظ خاتم کسی صیغہ جمع کی طرف مضاف ہو کر مستعمل ہوا ہو۔ اور اس کے معنے آخری یا بند کرنے والے کے ہوں۔ یعنی کسی موقعہ پر خاتم الاولیا یا خاتم المحدثین آیا ہو اور اس جگہ اس سے مراد یہ ہو کر موسوم اولیاء اور محدثین کو بند کر دینے والا ہے۔ اب اس کے بعد کوئی ولی یا محدث پیدا نہ ہوگا۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ قیامت تک اس قسم کی ایک مثال بھی پیش نہیں کی جا سکتی۔ اگر صاحب تاج العروس و قاموس و لسان العرب منتہی الارب وغیرہ نے اپنی کتابوں میں خاتم النبیین کے معنے آخری یا نبیوں کا ختم کرنے والا لکھے ہیں تو انہوں نے محض اپنے عقیدہ کا اظہار کیا ہے جو صحت نہیں عربی زبان میں ان معنوں کی تائید میں ایک بھی دلیل نہیں۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

اقول - ہمیں اس مفروضہ دعویٰ اور چیلنج کو پڑھ کر تعجب ہوا جس میں لکھا ہے کہ چونکہ فلاں موقعہ پر فلاں کتاب میں خاتم الاولیا یا خاتم المحدثین یا خاتم الشعرا یا خاتم الفقہا لکھا ہے اس لئے یہ ثابت ہو گیا کہ لفظ خاتم جمع کی طرف مضاف ہو کر کبھی آخری کے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ افضل کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے حالانکہ ان محاوروں کے ہرگز یہ معنے نہیں کہ لفظ خاتم جمع کی طرف مضاف ہو کر آخری کے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا بلکہ ان محاوروں سے یہ پایا جاتا ہے کہ کبھی الفاظ کو اپنے اصلی معنوں سے پھیر کر بسبیل مجاز یا بسبیل مبالغہ بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ پس حق اور صداقت کا طریق تو یہ ہے کہ اس وقت کے تمام قادیان کے عالم و فاضل مل کر قرآن اور حدیث سے نہیں تو کم از کم شعراء جاہلیت یا وقت نزول قرآن سے کسی عرب ہی کے کلام سے کسی ایک ہی جگہ کوئی محاورہ جس میں خاتم ت کی زبر کے ساتھ کسی صیغہ جمع کی طرف مضاف ہوا ہو جس طرح کہ خاتم النبیین قرآن مجید میں ہے اور اس کے معنے آخری اور بند کرنے کے معنے نہ ہوں بلکہ افضل کے معنے ہوں دکھا دیں ہمیں تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا

دوسرا ناقابل تردید چیلنج

باقی اس دعویٰ اور چیلنج کی تردید اور بطالت ثابت کرنے کے لئے کہ اس قسم کی ایک مثال بھی پیش نہیں کی جا سکتی۔ ہم ایک چھوڑ دس مثالیں ایسی پیش کرتے ہیں کہ سوائے آخری کے اس جگہ کوئی اور معنے ہو ہی نہیں سکتے۔ یہ بتا دینا ضروری ہے کہ لفظ خاتم جس طرح قرآن پاک میں آیا ہے اس طرح جب بھی کوئی عرب اس کو استعمال زمانہ نزول قرآن سے پہلے یا بعد کرتا تھا اس کے معنے ہمیشہ ہی آخری یا بند کرنیوالا ہی مراد ہوتے تھے اور کوئی بھی اہل علم اس کی تردید تا قیامت نہیں کر سکتا مگر جاہل کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں۔ چونکہ فریق قادیان برائے نام احادیث کو بھی مانتا ہے اسلئے ہم اول حدیث کی کتابوں میں سے ان کیلئے چار محاورے لفظ خاتم سے جمع کی طرف مضاف ہوتے ہوئے دکھاتے ہیں اور ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کے معنے سوائے آخری کے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتے چنانچہ خاص اہل عرب بلکہ حضرت خاتم النبیینؐ کے منہ سے نکلے ہوئے جو افصح الفصحا ابلغ البلغا عرب تھے اور ان کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کے جو عربی علم سے پورے ماہر بھی تھے چند حوالجات پیش کرتے ہیں:-

(۱) خود ہمارے سید و مولا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس محاورہ کو استعمال فرمایا ہے اور فرمایا ہے انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ اور حضرت صاحب نے خود لکھا ہے۔

(دیکھو ایام الصلح صفحہ ۱۴۶)

اور حدیث لا نبی بعدی میں نفی عام ہے ...... آنحضرت صلعم نے لا نبی بعدی کہہ کر کسی نئے یا دوبارہ آنیوالے نبی کا قطعاً دروازہ بند کر دیا۔

اور خاتم النبیین کے معنے کے متعلق ایک حدیث یہ بھی ہے ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی بعدی

(۲)۔ دوسری حدیث جس میں آنحضرت صلعم فرماتے ہیں:۔ انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم المساجد (نسائی) کہ میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری یہ مسجد خاتم المساجد ہے اس حدیث میں خاتم المساجد سے مراد خاتم مساجد الانبیاء ہے۔ جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں خود یہی لفظ موجود ہیں۔ جس کو آئمہ حدیث، دیلمی، ابن نجار، بزار وغیرہ نے حضرت عائشہ سے بایں الفاظ روایت کیا ہے

(۳) انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء
کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۵۶

میں خاتم الانبیاء ہوں۔ اور میری مسجد مساجد انبیاء کی خاتم (آخر) ہے

جس کے صاف معنی ہیں کہ میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد نبی ہے۔

اب یہاں افضل کے معنے کسی طرح لگ ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ اگر اس کے معنی افضل کے لیں تو اس طرح مسجد نبوی خانہ کعبہ سے بھی افضل مسجد بنے گی۔ اور خانہ کعبہ خود مسجد انبیاء سابقین ہے اور وہ اسی وجہ سے ہی افضل ہے

اب یہاں میاں خادم گجراتی بیم ہلال خطرہ ایمان افضل کے معنی کر کے دکھائیں۔ پس ثابت ہوا کہ لفظ خاتم جمع کی طرف مضاف ہونے کی صورت میں صرف آخری کے ہی معنی دیتا ہے نہ افضل کے

(۴)۔ اسی طرح آنحضرت صلعم اپنے چچا حضرت عباس سے فرماتے ہیں اور یہ حدیث میاں خادم گجراتی نے بھی اپنے ٹریکٹ میں پیش کی ہے:۔

اطمئن یا عم فانک خاتم المھاجرین فی الھجرۃ کما انا خاتم النبیین فی النبوۃ
کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۷۸

اے چچا آپ مطمئن رہیے کہ آپ اسی طرح ہجرت کرنے میں خاتم المہاجرین ہیں جس طرح میں نبوت پانے میں خاتم النبیین ہوں۔

اب اس میں بھی آنحضرت نے حضرت عباس کو خاتم المہاجرین فرما کر آخری مہاجر یعنی ہجرت کو بند کرنیوالا قرار دیا ہے۔ اگر یہاں خاتم المہاجرین کے معنی افضل المہاجرین لئے جائیں تو یہ صریح اور باطل ہونگے۔ کیونکہ خود حضور رسول مقبول بھی مہاجرین میں سے ہیں اس طرح تو حضرت عباس افضل المہاجرین ہو کر آنحضرت صلعم سے بھی افضل ثابت ہونگے پس سوا آخری کے کوئی اور معنے یہاں لگ ہی نہیں سکتے اور یہاں مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنیوالے مہاجرین کا حضرت عباس کو خاتم فرمایا ہے کیونکہ فتح مکہ کے بعد تو قیامت تک بھی کوئی ہجرت ہجرت از مکہ تا مدینہ نہیں کہلا سکتی اور ایک حدیث بھی ہے لا ھجرۃ بعد الفتح (یعنی فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں) اور ہجرت بھی جو نبی کے ساتھ ہو وہی درحقیقت ہجرت کہلاتی ہے نہ یہ کہ کوئی مجاہد فی سبیل اللہ اپنے وطن مالوف سے دوسرے وطن میں تبلیغ کے لئے چلا جائے۔ یا کوئی اپنی محبت سے اور عشق رسول کی وجہ سے اپنے ملک کو چھوڑ کر مکہ یا مدینہ میں اپنا گھر جا بنائے تو وہ ہجرت نہیں کہلا سکتی۔ اور یہ بھی یہاں یاد رکھنے کی بات ہے کہ حضرت صاحب نے ہر نبی کے لئے ہجرت کو ایک لازمی امر قرار دیا ہے خدا کی حکمت عملیوں کے قربان جائیں کہ اس نے حضرت مرزا صاحب کو غیر نبی ثابت کرنے کے لئے ایسے ملک اور ایسی سلطنت میں پیدا کیا جہاں مذہبی جبر کسی طرح کا بھی نہیں تھا۔ اس لئے ان کے لئے ہجرت کسی طرح بھی پوری نہیں ہو سکتی تھی۔ اور نہ ہوئی اور اسی خطبہ الہامیہ صفحہ ۲۹ میں لکھا ہے۔

(۵) حضرت عیسےٰ حضرت موسےٰ کے خاتم الخلفاء تھے۔ خدا نے قرآن شریف میں یہ ذکر کیا ہے کہ اس نے پہلی امتوں کے ہلاک کر دینے کے بعد موسیٰ کو پیدا کیا۔ اور اس کو کتاب دی اور تمکین اور نبوت ...... اور ابتدائی قوم کو

خلافت بخشی اور ان میں سلسلہ ہدایت کا قائم کیا اور اس سلسلہ کا خاتم الخلفاء حضرت عیسٰی کو بنایا پس حضرت عیسٰی اس عمارت کی آخری اینٹ تھے"۔

اب خاتم الخلفاء کے محاورہ سے بھی ثابت ہو گیا کہ اس کے معنے آخری کے ہیں۔ کیونکہ حضرت عیسٰی کے بعد حضرت موسٰی کا کوئی خلیفہ نہیں ہوا۔

(۷)۔ اب ایک اور محاورہ ہے یعنی خاتم الاولاد جسکے معنے بالاتفاق عرب و باجماع علماء و فضلائے دنیا صرف یہی ایک سمجھے جاتے ہیں کہ یہ بچہ سب سے آخر میں پیدا ہوا۔ اس کے بعد کسی بچہ کی ولادت نہیں ہوئی۔ نہ یہ کہ یہ بچہ اپنے سے پہلے اور اپنے سے بعد پیدا ہونے والے بچوں میں سب سے افضل ہے۔

اعتراری ڈگری

جن لوگوں کی قرآن، حدیث، آثار صحابہ و تابعین اور اقوال سلف اور لغت عرب سے تسلی نہیں ہوتی، اور ان کا قلب اس وقت تک مطمئن نہیں ہوتا جب تک الہام حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ کی وحی اور ان کی تصانیف میں اس کو دیکھ نہ لیں وہ حسب ذیل الفاظ ملاحظہ فرمالیں۔ تریاق القلوب جلد اول مصنفہ حضرت مسیح موعود صفحہ ۱۵۷ سطر ۲ پر لکھا ہے:-

"میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا۔ اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا"

اگر غور کیا جائے تو خاتم الاولاد کے اور معنی سوائے اس کے جو بھی کیا سکتے ہیں۔ یہ مطلب تو ہو سکتا ہی نہیں کہ افضل یا صاحب کمال۔ اگر کوئی کہے کہ یہاں خاتم ت کی زبر کے ساتھ ہے ت کی زیر کے ساتھ نہیں ہے تو اول تو یہاں زبر یا زیر لکھی ہوئی نہیں ہے۔ پھر ت کی زبر کے ساتھ ہو یا ت کی زیر کے ساتھ۔ جب لفظ خاتم مضاف جمع کے صیغے کی طرف ہو تو اس کے ایک ہی معنے ہوتے ہیں یعنی آخر۔ اس کے سوا اور کوئی معنے نہیں ہوتے۔

(۸)۔ اب ایک خاتم الکتب کا محاورہ ہے جو عام طور پر خود حضرت صاحب کی کتابوں میں اور دوسرے علماء کی کتابوں میں بھی بکثرت استعمال ہوا ہے اور اس کے معنی بھی آخری کتاب کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتے۔

(۹) پھر خاتم الشرائع کا محاورہ ہے یہ بھی صرف انہی معنوں میں بولا گیا ہے کہ قرآن مجید ہی آخری شریعت ہے اگر خاتم الکتب اور خاتم الشرائع کے معنی افضل الکتب یا افضل الشرائع کے ہیں تو کیا آنحضرت صلعم کے بعد آسمانی کتابیں اور شریعتیں آئیں گی؟ حضرت صاحب تو فرماتے ہیں:-

والنبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلی اللہ علیہ
وسلم لا کتاب بعد الفرقان الذی ھو خیر
الصحف السابقۃ ولا شریعۃ بعد شریعۃ
المحمدیۃ (الاستفتاء حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴)

(۱۰) اس کے بعد اب دو محاورے جو تمام روئے زمین کی عربی لغت کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں جو عرب جاہلیت میں موجود تھے، یعنی خاتم القوم اور خاتمتھم۔ ان کے معنے بھی آخرھم ہر ایک کتاب لغت میں لکھے ہوئے موجود ہیں اس کے ثبوت میں ہم ایک عربی کا شعر بھی پیش کرتے ہیں۔

عربی کا مشہور شاعر ابن منوق قصیدہ میمیہ میں حضرت نبی کریم کی نعت میں ایک شعر لکھتا ہے

طوق الرسالۃ تاج الرسل خاتمھم
بل زینۃ لعباد اللہ کلھم

یعنی آنحضرت رسالت کی مالا اور رسولوں کے تاج اور ان کے خاتم یعنی سب پیغمبروں کے آخر یعنی خاتمہ پر آئے ہیں۔ بلکہ رسالت کی مالا اور رسولوں کے تاج اور خیبت کی وجہ سے آپ خدا کے تمام بندوں کے لئے مثل موتیوں اور پاک صفوں سے آراستہ اور پیراستہ بھی ہیں۔ اس شعر میں خاتمھم کا محاورہ آخرھم یا خاتمہ کے معنوں میں استعمال ہوا ہے

تلک عشرۃ کاملۃ

اوپر کی دس مثالوں سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ خاتم کا ترجمہ جو احمدیہ فریق قادیان نے ایجاد دہندہ کے طور پر بنایا وہ سراسر بے بنیاد اور محاورہ زبان اور اسلوب بیان اور اہل عرب اور قرآن اور حدیث اور حضرت امام الزمان مسیح موعود کے بالکل برخلاف ہے۔ جب خاتم الاولاد کے معنی بالاتفاق اہل عرب باتفاق علماء و فضلائے دنیا و مسیح موعود یہی سمجھے جاتے ہیں کہ یہ بچہ سب سے آخر پیدا ہوا اس کے بعد کسی بچہ کی ولادت نہیں ہوئی۔ تو صاف طور پر ثابت ہوا کہ خاتم النبیین کے معنی سب نبیوں سے آخر میں آنے والے نبی اور تمام نبوتوں کو ختم کرنے والے ہی کے ہیں۔

یہ کہنا کہ فتوحات مکیہ کے ٹائیٹل پیج پر حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کو خاتم الاولیاء لکھا ہوا ہے۔ یا امام جلال الدین سیوطی کو کسی نے خاتم الحفاظ والمجتہدین لکھا ہے۔ یا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی اور مولوی سید انور شاہ صاحب مرحوم دیوبندی کو خاتم المحدثین لوگوں نے لکھا ہے۔ اس لئے خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے نہیں۔ قیاس مع الفارق ہے

کیا ان کا لکھنا کوئی سند ہے۔ یا یہ کوئی لغت کی کتابیں ہیں جن میں انہوں نے اگر خاتم النبیین کی ترکیب کے مطابق کسی کو یہ لقب دیئے ہیں تو یہ ان الفاظ کا مجازی استعمال ہے کسی لفظ کا مجازی استعمال کر اس کے حقیقی معنوں کی تردید میں پیش نہیں کیا جا سکتا جو عام طور پر لوگ لکھ دیتے ہیں ہر رسول بلاغ باشد و بس۔ تو کیا اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ نویسندہ بھی اصلی معنوں میں رسول ہوتا ہے۔ یا اس فقرہ میں رسول کے جو معنے ہیں وہی اس لفظ کے اصلی اور اصطلاحی معنے بھی ہیں؟ اسی طرح اگر کوئی اور لفظ شریعت کا لے کر کوئی اس کے اصل معنے کو چھوڑ کر اور معنے میں استعمال کرے تو اس کے معنے بدل نہیں جاتے بلکہ محض مجاز پر محمول ہو گا۔ نہ کہ اس لفظ کے وہی اصل معنے ہو جائینگے۔

علاوہ اس کے جب خاتم النبیین کے معنے خود قرآن مجید کی دوسری آیات مثلاً علےٰ فترۃ من الرسل یا یوحی الیک والی الذین من قبلک یا فبای حدیث بعد اللہ وایاتہ یؤمنون یا ما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیراً ونذیراً ولکن اکثر الناس لا یعلمون یا الیوم اکملت لکم دینکم یا تمت کلمت ربک صدقاً و عدلاً کئی سو آیات واضح طور پر ثابت ہیں۔ کہ اب کوئی نبوت آنحضرت صلعم کے بعد نہیں۔ تو پھر کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اس کے برخلاف مجازی معنی مراد لے اور صرف اس بات سے کہ فلاں نے کسی کو خاتم المفسرین لکھ دیا۔ اور فلاں نے خاتم المحدثین لکھ دیا خاتم النبیین کے معنی افضل کے قرار دے لیں۔ اگر انہی معنوں میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے تو کیا خدا کو افضل النبیین کہنا نہیں آتا تھا۔ خاتم النبیین کیوں فرمایا۔ پس اسی سے ہی ثابت ہے کہ یہ بطور پیشگوئی کے فرمایا گیا ہے کہ اب آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

پھر کیا یہ وحی بھی حضرت مرزا صاحب کی غلط ہے؟ وحی

الحق ان الذین ھو الاسلام وان الرسول ھو المصطفےٰ
السید الامام رسول امی امین تکما۔ ان ربنا احد
یستحق العبادۃ وحدہ وکذا الکہ رسولنا المطاع واحد
لا نبی بعدہ ولا شریک معہ وانہ خاتم النبیین

(منن الرحمٰن صفحہ ۲)

اگر یہ وحی بھی غلط ہے جس میں لا نبی بعدہ کا فقرہ آیا ہے تو پھر کوئی بھی بات مرزا صاحب کی ماننے والی نہ رہی۔

لفظ خاتم کی لغوی تحقیق

ہم خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح دونوں لفظوں کی مفصل شرح ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ یہ دونوں لفظ کلام عرب میں چند معانی کے لئے مستعمل ہوتے ہیں۔

لفظ	لفظ	نمبر شمار	معانی	حوالہ لغت کثیر
خاتم بالفتح	خاتم بالکسر	۱	نگینہ مہر جس پر نام وغیرہ کندہ کئے جاتے ہیں	لسان العرب تاج العروس صحاح جوہری قاموس
"	"	۲	انگشتری یعنی انگوٹھی مثلاً خاتم ذہب یعنی سونے کی انگوٹھی	"
"	"	۳	آخر قوم بھی اکثر مستعمل ہے	قاموس تاج العروس منتہی الارب
۰	بالکسر فقط	۴	بمعنے اسم فاعل کسی چیز کو ختم کرنے والا	" " "
بالفتح فقط	۰	۵	مہر کا نقش جو کاغذ وغیرہ پر اتر آتا ہے	لسان العرب وغیرہ

اور منتہی الارب میں لکھا ہے۔ خاتم کے کہ صاحب مہر و انگشتری بدیں معنی پنج لغت دیگر آمدہ خاتم کھاجر و خاتام و ختیام ختم محرکۃ و خاتیام و خواتم و خواتیم جمع و آخر ہر چیزے و پایان آن و آخر قوم اختتام بپایان بردن نقیض افتتاح

اس تفصیل سے معلوم ہوا۔ کہ خاتم کے معنی نگینہ، مہر، انگشتری اور آخر یا ختم کرنے والا کے ہیں اور افضل کے معنی کوئی نہیں۔ خاتم کو جمع کی طرف مضاف کرنے کی ایک ہی مثال عرب کے محاورہ میں ہے خاتم القوم آخرھم۔ اس کے خلاف کوئی محاورہ اس عربی کلام میں سے دکھایا جائے جو قرآن کے نزول کے وقت رائج تھا اور جس کے معنے افضل کے ہوں

عقیدہ کیسے بن گیا

یہ کہنا کہ اہل لغت نے خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے عقیدۃً کئے ہیں۔ ورنہ عربی زبان میں ان معنوں کی ایک بھی دلیل نہیں۔ بالبداہت غلط ہے۔ اگر محاورہ عرب میں خاتم کے معنی آخری آتے ہی نہ تھے۔ تو عقیدہ کیسے بن گیا۔ یعنی یہ ایجاد بندہ آپ کی طرح کس نے کی تھی کہ خاتم النبیین کے معنے آخری نبی کے ہیں۔ کیا یہ عقیدہ بغیر محاورہ عرب میں آخری معنے ہونے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا۔ کہ میں آخری نبی ہوں یا یہ صحابہ نے آپ کی وفات کے بعد بنا لیا اور پھر جبکہ عیسٰی نبی اللہ کے دوبارہ آنیکی بھی انتظار لگی ہوئی تھی تو یہ عقیدہ کیسے بن گیا۔ اور کیا وہ محاورہ عرب سے ناواقف تھے جب محاورہ عرب میں صراحت سے اس کے ایک ہی معنے تھے کہ ہمیشہ "افضل" کے معنوں میں ہی استعمال ہوتا تھا۔ تو اس کے معنی آخری کے کب اور کس نے ایجاد کئے۔

ایسے ایسے قیاسات سے تو یہ بات بھی پیدا ہو سکتی ہے کہ یہ آیت بھی قرآن مجید میں عقیدہ کے طور پر کسی نے داخل کر دی ہے جیسا کہ آج کل اس جماعت کی طرف سے یہ بھی چیلنج دیا جا رہا ہے کہ حضور رسول مقبول کا نام احمد نہیں تھا اور آیہ مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کی آمد رسول کریم کے لئے نہیں تھی۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ تو مسلمان لغت نویس تھے۔ جنہوں نے

عقیدہ کے طور پر آخری نبی معنے کر دیئے۔ مگر کیا عیسائی لغت نویس بھی یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ آنحضرت صلعم آخری نبی ہیں۔ وہی کوئی عرب کا محاورہ ایسا پیش کر دیجئے جس سے اس کے معنے آخری کے ثابت نہ ہو سکتے۔

پھر سوال یہ ہے کہ کیا عقیدتاً یہ محاورہ بھی عرب کا انہوں نے خود بنا ہے کہ خاتمھم اے آخر ھو فقط خاتم کا لفظ لکھکر جو تاج العروس نے یہ معنے کر دیئے۔ والخاتم آخر القوم کی لخاتم یعنی کسی قوم کا آخری آدمی کو ان کا خاتم یا خاتم کہتے ہیں تو یہ بھی عقیدتاً ہی لکھے ہیں یہ کہہ دیا کہ خاتم القوم اخرھو عربی زبان کا ہرگز کوئی محاورہ نہیں تو یہ لفظ پہلے کس نے بولا اور کس زبان کا یہ لفظ ہے۔ ذرہ ثبوت تو دو کہ یہ محاورہ عرب نہیں تو لغت کی کتابوں میں کیسے آگیا۔

یا تو یہ ثابت کر دو کہ قرآن مجید کے نازل ہونے سے پہلے لفظ خاتم جمع کی طرف مضاف ہو کر کبھی مستعمل ہی نہ تھا اور اگر مستعمل تھا تو ایام جاہلیت کا کوئی محاورہ پیش کر دو جس میں آخری نبی کی بجائے "افضل" کے معنے لئے جاتے تھے تا اس محاورہ کے مطابق خاتم النبیین کے معنے کئے جائیں۔

لیکن نہیں آپ کو کوئی ایسی لغت نہ ملے گی جس میں ایسا محاورہ موجود ہو۔ یہاں تک کہ اقرب الموارد کا عیسائی مصنف بھی خاتم کے یہ معنے لکھتا ہے۔

الخاتم الخاتم والخاتام اخر القوم وعاقبۃ کل شئی

لعنی خاتم اور خاتم کے معنی ایک قوم کا آخری شخص اور ہر چیز کا انجام۔ پھر لیڈ ورڈ ولیم لینی عربی انگریزی ڈکشنری جو آٹھ جلدوں میں ہے خاتم النبیین کے معنی کرتا ہے۔

المنجد میں بھی جو عربی کی لغات ہے اور جس کا مؤلف عیسائی ہے وہ بھی خاتم النبیین کے یہی معنی ہیں۔ اور دور کیوں جائیں اب تسہیل العربیہ کے نام سے ایک لغت کی کتاب قادیان سے شائع ہوئی ہے اس کے صفحہ ۹۴ پر اختتام پورا کرنا۔ خاتم دخواتم وختم۔ ہر چیز کا انجام۔ پھر ختم ضد فتح واختتام نقیض افتتاح تمام لغت عرب میں لکھا ہوا ہے کیا یہ سب کچھ عقیدہ کے طور پر ہی لغت والوں نے لکھ دیا یا اس لفظ کے واقعی معنے بیان کرنے کے ہیں؟

اپنی تائید میں کہیں سے کچھ پیش کرو

میں پھر کہتا ہوں کہ لغت عرب کے غیر محدود دفتر میں سے کوئی قول کوئی محاورہ ایام جاہلیت کے کسی شعر یا کسی قول سے اپنے معنے کی تائید میں دکھاؤ کہ اس کے معنے آخری کے نہیں ہوتے تو تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ مگر وہ ایام جاہلیت کے کسی شعر یا کسی محاورہ کے ہونے چاہئیں جن میں خاتم کے معنی ہی افضلھم کے کسی نے کئے ہوں

حضرت عائشہ کا قول

قبل اس کے کہ ہم اپنے اس مضمون کو ختم کریں حضرت عائشہ کی تصدیق جو یہ لوگ پیش کرتے ہیں یا ملّا علی قاری پر جو بہتان لگاتے ہیں

اور آیہ میثاق النبیین پر جو گل افشانی اس ٹریکٹ میں کی گئی ہے اس کے متعلق بھی ان کی ایمانداری کو طشت ازبام کر دینا ضروری ہے اول تو سو سے بھی زیادہ حدیثیں ہونگی جن سے ختم نبوت ثابت ہے۔ پھر ان سب احادیث کو حضرت عائشہ کا یہ قول قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ کا رد نہیں کر سکتا۔ جب رسول کریم لا نبی بعدی فرما رہے ہیں اور فرما رہے ہیں ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔ ولا تقولوا لا نبی بعدہٗ کے متعلق کوئی ناسمجھ ہی سمجھیگا کہ یہ حضور کے صریح ارشاد کے خلاف نہیں۔ جب ... کے سامنے یہ حجت نہیں تو قول عائشہ کیسے حجت ہو سکتا ہے ایک وہابی

کو ہے کہ آنحضرت صلعم کے بیسیوں ارشادات کو بھول جاتا کہاں کی ایمانداری ہے۔ کیا بخاری میں یہ حدیث حضرت عائشہ نہیں ہے۔ کہ آنحضرت پر کسی کے جادو کرنے سے سحر کا اثر ہو گیا تھا اور حضور بھی معاذ اللہ سحر زدہ ہو گئے تھے۔ اس حدیث کا خلاف قرآن ہونا خود "الفضل" نے بھی تسلیم کر لیا ہے۔ ہم اس قول کو بھی ام المومنین کا قول سمجھکر سر آنکھوں پر رکھ لیتے بشرطیکہ وہ قرآن اور خود رسول اللہ صلعم کے ارشادات کے مطابق ہوتا۔ یا کم از کم ان کے مفہوم صریح کے خلاف نہ ہوتا اگر کوئی قول جو ام المومنین عائشہ صدیقہ یا کسی صحابی یا حضور رسول مقبول کی طرف منسوب ہو اور وہ قرآن پاک اور ارشاد محمدی کے سراسر خلاف ہو تو ہم اس کو ان غیر ذمہ دار مسلمانوں یا دشمنان اسلام کا جعل سمجھ کر رد کر دینگے یہ بھی دشمنان اسلام یا غیر ذمہ دار مسلمانوں کا جعل معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسا قول جو صریح رسول کریم کے قول اور قرآن مجید کے برخلاف ہو حضرت عائشہ کیسے فرما سکتی تھیں۔ پس یہ کسی دشمن اہل بیت رسول کا قول ہے۔ حضرت عائشہ کا دامن اس سے پاک ہے کہ وہ قرآن کے خلاف یا حضرت نبی کریم کے خلاف فرمائیں اس لئے یہ جعلی قول خاتم النبیین کے معنوں کی تفسیر میں سند اور حجت نہیں ہو سکتا۔

رہی ملّا علی قاری کی شہادت۔ وہ نولیند ٹریکٹ نے پوری نقل نہیں کی۔ ملّا علی قاری اس آخری فقرہ لم یکن من امتہ کے بعد ہی لکھتے ہیں۔ ویقوی حدیث لو کان موسیٰ حیاً ما وسعہ الا اتباعی اس ٹریکٹ میں یہ فقرہ کیوں نقل نہیں کیا گیا۔ کیا یہ ملّا علی قاری کی شہادت نہ تھی۔ صرف اس لئے کہ یہ فقرہ فریق قادیان کے مذہب کے خلاف تھا۔ کیونکہ ایک صاحب شریعت نبی کا آنحضرت کا متبع ہونا بھی اس سے نکلتا تھا۔ اس سے چونکہ ان کا مذہب ہی جاتا تھا کہ اب صاحب شریعت نبی بھی آسکتا ہے اس لئے اس کی شہادت پیش نہیں کی گئی۔ ممکن ہے کہ آئندہ جا کر جب یہ حضرت کو صاحب شریعت بنا دیں تو اس وقت اس کو بھی پیش کر دیں

میثاق النبیین اور گجراتی بی اے کی لاعلمی

آیہ میثاق النبیین سے اجرائے نبوت ثابت کرنے کی نہایت ہی مضحکہ خیز کوشش کی گئی ہے حالانکہ اس آیت میں صرف آنحضرت صلعم ہی کی آمد کا ذکر ہے اور ذات باری عز اسمہٗ نے قرآن پاک میں اس امر کی پوری پوری تشریح کر دی ہے کہ قرآن کتب سماویہ کی تصدیق کے لئے نازل ہوا ہے اور قرآن ہی آخری کتاب ہے اور حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی ایک غرض یہ بھی تھی کہ تمام کتب سماویہ اور انبیاء علیہم السلام کی تعلیم اور ہدایت کو قرآن مجید میں لا کر ایک مصدقہ الٰہی تعلیم انبیاء کی دنیا کو معلوم ہو جائے۔ اور حضرت صاحب نے بھی میثاق النبیین کی آیت کے یہی معنے کئے کہ یہ خاص حضور رسول مقبول کی آمد کے متعلق ہی تھی چنانچہ اسی آیت کو لکھکر حضرت نے یہ معنی کئے ہیں۔

(۱) واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول الخ اور یاد کر جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا۔ کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دونگا اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میرا رسول آئیگا۔ جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا۔ تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا۔ اس کی مدد کرنی ہوگی اور کہا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اس عہد پر استوار ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے اقرار کر لیا۔ تب خدا نے فرمایا کہ اب اپنے اس اقرار کے گواہ رہو۔ اور میں بھی تمہارے ساتھ اس بات کا گواہ ہوں ... ہر حکم ہر نبی کی امت کے لئے ہے۔ کہ جب وہ رسول ظاہر ہو تو اس پر ایمان لاؤ ورنہ مواخذہ ہوگا۔ اب بتلا دیں میاں عبدالحکیم خاں نیم ملّاں خطرہ ایمان کہ اگر صرف توحید خشک سے نجات ہو سکتی ہے تو پھر خدا تعالیٰ ایسے

لوگوں سے کیوں مواخذہ کرے گا۔ جو گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے۔ مگر توحید باری کے قائل ہیں علاوہ اس کے توریت استثنا باب ۱۸ میں یہ آیت موجود ہے کہ جو شخص اس آخر الزمان نبی کو نہیں مانے گا میں اس سے مطالبہ کرونگا الخ صفحہ ۱۳۰ و ۱۳۱ حقیقۃ الوحی)

(۲)۔ افسوس عبدالحکیم خاں ایک اور کھلی کھلی ضلالت میں پھنسا ہوا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اسلام کے مفہوم میں یہ امر داخل نہیں ہے کہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے حالانکہ تمام مسلمانوں کے اتفاق سے اسلام تمام نہیں ہوتا۔ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لایا جائے۔ اسی وجہ سے قرآن شریف فرماتا ہے کہ ہر ایک امت سے بذریعہ ان کے نبی یہ عہد لیا گیا تھا۔ کہ جب حضرت ختم الانبیاء پیدا ہوں تو ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا (حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۱۷۱)

(۳)۔ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ہر ایک نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لتؤمنن بہ ولتنصرنہ (براہین پنجم صفحہ ۱۳۳)

(۴)۔ مگر قرآن مجید نے توریت و انجیل کی طرح کسی کا حوالہ نہیں دیا۔ (دیباچہ صفحہ ۹ براہین پنجم)

قرآن مجید میں کہیں نہیں لکھا کہ جو عہد تمام نبیوں سے لیا گیا تھا (کہ جب تمہارے پاس میرا وہ رسول آئے جس کی تمہیں خبر دی گئی ہے تو تم اس کو ماننا) یہ عہد آنحضرت صلعم سے بھی لیا گیا تھا۔ سورۂ احزاب میں جس میثاق انبیاء کا ذکر ہے اور جس میں حضور صلعم کو بھی شامل کیا گیا ہے وہاں کسی رسول کے آنے کا ذکر نہیں ہے۔ وہاں عہد صرف تبلیغ رسالت کا ہے نہ کسی آنیوالے نبی کے ماننے کا۔ میثاق کی اضافت النبیین کی طرف دو طرح پر ہو سکتی ہے۔ یا انبیاء معاہدین منہ ہیں اور میثاق النبیین سے مراد وہ میثاق ہے جو نبیوں سے لیا گیا۔ اور یا انبیاء معاہد ہیں یعنی عہد لینے والے اور میثاق النبیین سے مراد وہ عہد ہے جو انبیاء نے اپنی امتوں سے لیا اور چونکہ انبیاء علیہم السلام نے تو آنحضرت صلعم کے وقت تک زندہ نہ رہنا تھا اور فوت شدہ انبیاء اس کے مکلف نہیں ہو سکتے تھے اس لئے دوسرے معنی ہی مراد ہو سکتے ہیں اور یہی معنے حضرت صاحب نے لئے گویا ترکیب یوں ہوئی اذ اخذ اللہ المیثاق الذی وثقہ النبیون علی امھم قرآن میں اس کی اور مثال بھی موجود ہے۔ الم یؤخذ علیھم میثاق الکتاب (اعراف ۱۶۹) کیا ان سے میثاق کتاب نہیں لیا گیا جہاں میثاق کتاب سے مراد وہ میثاق ہے جو کتاب میں مذکور ہے۔ امام رازی نے لکھا ہے کہ کثیر علماء اسی طرف گئے ہیں کہ یہاں مراد وہی میثاق ہے جو نبی اپنی امتوں سے لیتے تھے (المراد ان الانبیاء کانوا یاخذون المیثاق من اممھم بانہ اذا بعث محمد فانہ یجب علیھم ان یؤمنوا بہ وان ینصروہ وھذا قول کثیر من العلماء) اس آیت میں بتلایا ہے کہ اسلام یعنی (قرآن) جملہ انبیاء کے عالم کا موعود مذہب ہے صرف اور صرف رسول کریم ہی سب نبیوں کے موعود ہیں۔ ابن جریر لکھتے ہیں۔ لم یبعث اللہ تعالیٰ نبیاً آدم فمن بعدہ الا اخذ علیہ العھد فی محمد صلعم یعنی آدم سے لیکر آخر تک اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی مبعوث نہیں فرمایا جس سے محمد صلعم کے متعلق عہد نہ لیا ہو۔ چونکہ ہر ایک نبی پر جو آچکا ہو یا بعد میں آنے والا ہو ایمان لانا ضروری ہے۔ اس لئے ہر ایک امت اپنے سے قبل اور اپنے سے بعد نبی پر ایمان لانے کے لئے مکلف رہی اور چونکہ مستقبل کے لئے تا قیامت ہمیشہ کے لئے کل دنیا اور کل انسانوں کی طرف

(باقی بر صفحہ ۱۱)

(بقیہ صہ ۴)

قادیانیوں نے دین کو بچوں کا کھیل سمجھ لیا ہے

حضرت مسیح موعودؑ نے صاف لکھا ہے کہ لفظ نبی محدث کے معنوں میں ہے اس سے زیادہ نہ بڑھنا اور دین کو بچوں کا کھیل نہ بنانا لیکن قادیانی جماعت نے غلو کیا اور حضرت مسیحؑ موعود کو نبی بنا کر چھوڑا۔ بیشک ان الفاظ کے کہنے والا مامور سچا تھا حضرت مسیحؑ موعود نے مسئلہ نبوت کے ساتھ دین کو بچوں کا کھیل بنانے کا ذکر کیا ہے دیکھ لیجئے جہاں قادیانیوں نے نبوت کے متعلق غلو کیا اس کے ساتھ ہی انہوں نے دین کو بچوں کا کھیل سمجھ لیا ہے۔ قادیانی جماعت اس بات کو بھول گئی ہے کہ وہ خدا کے آگے جوابدہ ہے۔ اسلام کے آگے جوابدہ ہے رسول کے آگے جوابدہ ہے اور قوم کے آگے جوابدہ ہے اور آنکھیں بند کرکے غلو میں بڑھتی چلی جا رہی ہے

پہلے مسئلہ نبوت و تکفیر پر بحث کرو

خیر ہم بھی اس بات کو چھوڑیں گے نہیں ہم تو کہتے ہیں کہ پہلے اس امر پر گفتگو کرو کہ کیا حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوے کیا اور چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر کہا ہے یا نہیں اس کے بعد اس بات پر بھی بحث کر لیں کہ پہلے ہم کیا کہتے تھے اور قادیانی کیا کہتے تھے قادیانی جماعت تو یہاں تک کہتی ہے کہ بارہ سال تک مامور کو اور مامور بھی مسیح موعود جو حکم و عدل ہو لفظ نبی کے معنے سمجھ نہ آئے نہ لفظ محدث کے معنے سمجھ آئے اور وہ غلط معنی کرکے مدعی نبوت پر لعنت بھیجتا رہا۔ تو اس کا ایک انگریزی خوان مرید اگر لفظ نبی کو غلط استعمال کرے تو کیا اندھیر آگیا۔ حالانکہ ہم بار بار کہتے ہیں کہ عقیدہ ہمارا ہمیشہ یہی رہا ہے کہ ہم آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کے قائل نہیں۔ اور لفظ نبی اگر ہماری کسی تحریر میں استعمال ہوا تو اس معنے سے جس کی تشریح قادیاں والے خود اس زمانے میں ہی کرتے تھے کہ اس سے مراد محدث و مجدد ہی ہے نہ نبی حقیقی اور اسی لئے جو حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ما نعنی من النبوة ما یعنی فی الصحف الاولی

نوجوانانِ جماعت سے چند باتیں

خیر یہ باتیں تو ہوئیں اس کے بعد میں اپنے دوستوں کی چند کمزوریوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں خاص کر نوجوانوں کو خطبہ کے شروع میں میں نے بتلایا تھا کہ اس وقت قوم کی بقا کے لئے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک فرد اپنی رتی رتی ماشہ ماشہ بھر طاقت بھی صرف کر دے لیکن افسوس ہمارے بہت سے نوجوان غفلت کی حالت میں ہیں۔

ایک باہمت نوجوان

بے شک ان میں کام کرنے والے اور بڑی بڑی ہمت رکھنے والے بھی موجود ہیں میں نے پہلے بھی اپنے ایک خطبہ میں ذکر کیا تھا کہ یہاں مرکز میں ایک نوجوان تنہا اپنی ہمت سے ایک انگریزی اخبار کو چلا رہا ہے جو بڑی بات ہے لیکن اگر سو میں ننانوے سونے والے ہوں اور صرف ایک جاگ رہا ہو اور اپنی پوری قوت خرچ کر رہا ہو تو اس سے کامیابی مشکل ہے اس سے تو یہ بہتر صورت ہے کہ سب جاگ رہے اور تھوڑی تھوڑی قوت خرچ کر رہے ہوں

باہر کے اور مرکز کے نوجوان

باہر کے نوجوان پھر بھی کام میں لگے ہوئے ہیں۔ بالخصوص لائل پور وزیر آباد میں ان کی انجمنیں اچھا کام کر رہی ہیں اور انہوں نے جس کام کو ہاتھ میں لیا ہے اس کی تکمیل کے لئے کوشاں ہیں لیکن یہاں مرکز کے نوجوان غافل اور سست ہو رہے ہیں وہ اپنا ہفتہ وار جلسہ تک باقاعدہ نہیں کرتے۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے کامیابی اور خوشی حاصل کرنے کا ذریعہ جیسا کہ قرآن نے بتلایا ہے صرف جدوجہد اور سعی ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ جس کام کو ہاتھ ڈالا جائے ایسی مضبوطی سے ڈالا جائے کہ وہ گرفت کبھی کمزور نہ ہو لا انفصام لھا کے مصداق ہو۔

نوجوانوں کے کرنے کے چند آسان کام

کیا ہمارے نوجوان یہ نہیں کر سکتے کہ فضول اور بے فائدہ باتوں پر وقت ضائع کرنے کی بجائے، اپنی ایسوسی ایشن کے جلسہ میں آکر سے رونق دیں۔ ہمارے ہاں جو ٹریکٹ اور پوسٹر چھپتے ہیں ان کو ہی لے جاکر تقسیم و چسپاں کر دیا کریں یہ انہی کے کرنے کے کام ہیں اس کے لئے ہم سینکڑوں ملازم نہیں رکھ سکتے۔

اپنی نیک نامی کو قائم رکھو

ہماری جماعت یورپ کو فتح کرنے کے لئے میدان میں نکلی ہے اس کے لئے بڑی جدوجہد اور بہت بڑی علمی و اخلاقی طاقت کی ضرورت ہے۔ اب تک ہماری جماعت نے جو کام کیا ہے اس کی وجہ سے ہمیں غیروں نے بھی خراج تحسین دیا ہے کیا آپ جو نیک نام پیدا کر چکے ہیں اس کو قائم رکھنے کی کوشش کریں گے ؟ جس کی صرف یہی صورت ہے کہ ہم روز بروز آگے قدم بڑھاتے جائیں۔

سارا سال کام کرو

افسوس ہمارے بعض [illegible] یہ سمجھتے ہیں کہ جلسہ سالانہ پر ایک مہینہ کام کرنا کافی ہے حالانکہ یہ بارہ مہینے کرنے کا کام ہے جو آدمی سال بھر میں صرف ایک ماہ کام کرتا ہے اور گیارہ مہینے بیکار رہتا ہے اس کے بازو شل ہو جاتے ہیں۔ ہمارا کام تو ایسا ہے کہ ہم آج یہاں ہوں تو کل دس قدم آگے۔ پرسوں سو قدم آگے لیکن ہماری حالت ایسی نہیں۔

ہمت کرکے اٹھو خدا تمہارے ساتھ ہے

بے شک ہماری مخالفت بہت زیادہ ہے لیکن ایسے لوگ بھی بکثرت موجود ہیں جن کے دماغوں میں عقل اور دلوں میں انصاف موجود ہے جن کی آنکھیں کھلی ہیں اگر ہم ان کو ساتھ ملانے کی کوشش کریں تو ہمیں یقیناً کامیابی ہو سکتی ہے خواہ ان کو جماعت کے اندر شامل کر لیں یا معاون بنا لیں دونوں طرح مفید ہے گو ہماری کوشش ایسے لوگوں کو اپنی جماعت کے اندر جذب کرنے کی ہونی چاہیئے۔ اگر دس آدمیوں پر آپ کوشش کریں گے تو دو تین کو ضرور اپنے ساتھ ملا لیں گے اس لئے اگر ہم سب کے سب کام میں لگ جائیں تو ایک جرمن مشن کیا ایسے کئی مشن چل سکتے ہیں۔ ابھی سال کے دس ماہ باقی ہیں۔ ذرا ہمت کرکے اٹھو پھر دیکھو خدا تمہارے ساتھ کس طرح ہوتا ہے۔

ملک فضل کریم کے متعلق اخبارات کی غلط بیانی

چند دن ہوئے بعض اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ ہمارے راولپنڈی کے معزز دوست ملک فضل کریم صاحب ٹھیکیدار کو ایک فوجداری مقدمہ میں دماغی ہسپتال میں بھیج دیا گیا ہے اور ان کے بیٹے کو سات سال قید کی سزا ہوئی ہے یہ خبر از سرتا پا غلط تھی حقیقت یہ ہے کہ ملک صاحب نے عدالت سشن میں اپیل کی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عدالت سشن نے انہیں بری کر دیا اخبارات کا بیان قطعاً غلط ہے۔ کہ انہیں سات سال کی سزا ہوئی اور ملک فضل کریم صاحب کو دماغی ہسپتال میں بھیج دیا گیا۔ حیرت ہے کہ ایسی جھوٹی خبریں تراش کر کتنے نفلوں کا ثواب ان لوگوں کو ہوتا ہے اور پھر اتنا ہی نہیں اس پر ایک اور عمارت یہ کھڑی کی گئی کہ یہ عذاب الٰہی ہے جو جماعت احمدیہ پر نازل ہو رہا ہے اور اسے احمدیت کی رسوائی اور تذلیل کا نتیجہ قرار دیا گیا۔ احمدیت کی تذلیل تو کیا ہونی تھی ہاں ان بدگوؤں کی اپنی اخلاقی رسوائی کا ایک اور پردہ اٹھ گیا جو خدا کی وسلام کہلا کر بات بات پر ایسے ناپاک جھوٹ بولنے سے دریغ نہیں کرتے لیکن اس سے زیادہ افسوسناک اخبار الفضل ۱۲ فروری ۱۹۳۵ء کا وہ ناپاک فقرہ ہے جس میں اس نے رُودادِ نامہ احسان کا جواب دیتے ہوئے یہ الفاظ لکھے ہیں:۔

"دراصل اخبار احسان کی یہ پرلے درجہ کی بددیانتی اور دھوکہ دہی ہے کہ وہ ایک ایسے شخص کو جو جماعت احمدیہ کا بدترین دشمن ہے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی۔۔ کا مرید جماعت احمدیہ راولپنڈی کا صدر اور مقتدر رکن ظاہر کرتا ہے"۔

اس کے علاوہ ملک صاحب کے اس ابتلا پر انی مہین من اراد اہانتک کا الہام عائد کرتے ہوئے انہیں "بدخواہ مفید اور عدو مبین" قرار دینے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون جو لوگ اپنے ایک بھائی کی جو گو خلیفہ قادیان کا مرید نہیں۔ لیکن بہر حال حضرت مسیح موعود کے خدام میں سے ہے تکلیف پر خوش ہو کر ایسے فقرے چست کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ ان سے بڑھ کر احمدیت کا بدترین دشمن اور کون ہو سکتا ہے ملک صاحب میاں صاحب کے مرید نہ سہی لیکن میاں صاحب ہی کے فتوے کے مطابق وہ احمدی تو ہیں اور راولپنڈی کی لاہوری احمدی جماعت کے صدر بھی ہیں پھر اس کو اخبار احسان کی بددیانتی اور دھوکہ دہی قرار دینا کس قدر خلاف بیانی سے کام لینا ہے کہا جا سکتا تھا کہ وہ قادیانی احمدی جماعت سے نہیں۔ یا میاں صاحب کے مرید نہیں لیکن انہیں احمدیت کے دشمن قرار دیکر ان کی مصیبت پر خوش ہونا اور ایسے دل آزار الفاظ لکھنا حضرت مسیح موعودؑ کے کسی خیرخواہ کا کام نہیں ہو سکتا۔ الفضل نے جو یہ لکھا ہے کہ ملک صاحب کو مشکلات جناب میاں صاحب کی مخالفت کی وجہ سے پیش آئی ہیں اگر یہ صحیح ہے تو میاں صاحب اور ان کی موجودہ مشکلات کی کیا وجہ ہے آجکل وہ جن حالات سے گذر رہے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں اس سے قبل بھی وہاں قتل و غارت تک نوبت پہنچ چکی ہے محاہد سچار اکا قتل ابھی تک دنیا کو فراموش نہیں ہوا کاش ان باتوں کی بھی کوئی وجہ ارشاد ہو جاتی ملک صاحب کا صاحبزادہ خدا کے فضل سے باعزت بری ہو چکا ہے ان کے متعلق جو افواہیں دشمنوں نے پھیلائی تھیں ان کی تردید ہو چکی ہے اس طرح واقعات "الفضل" کی غلط اور غیر شریفانہ منطق کو جو کہ اس کے جذبہ بغض و عناد کا نتیجہ تھی نطا یعنی اور بیہودہ ثابت کر چکے ہیں کسی شخص کی تکلیف و مظلومیت پر اس لئے خوش ہونا کہ وہ ہمارے عقائد سے اختلاف رکھتا ہے انسانیت سے بعید ہے۔

بہرحال ہم ملک صاحب اور ان کے فرزند کو دلی مبارکباد دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل و کرم سے رہائی بخشی اور دشمنوں کو روسیاہ کیا۔

قادیانی دجل میں "مقدسین قادیان" کی شرکت

اب یہ حقیقت شک و شبہ سے بالاتر ہو چکی ہے کہ ہماری تبادلہ خیالات کی دعوت پر جناب خلیفہ قادیان کے ایک "مخلص" مرید فخر الدین ملتانی کتب فروش کی طرف سے جو پر دجل پوسٹر شائع ہوئے ہیں اس میں ساری قادیانی جماعت شریک ہے اور یہ فریب کاری یقیناً "مقدسین قادیان" کے مشورہ و علم سے بلکہ اعانت و امداد سے کی گئی ہے اول تو اس کھلی ہوئی بددیانتی کے خلاف اب تک قادیان سے کوئی آواز نہیں اٹھی۔ دوسرے ان کے سرکاری اخبار "الفضل" نے پوسٹر کو خود نمایاں طریق پر نقل کیا ہے اور اس کو منگوا کر چسپاں کرنے کی پرزور تلقین کی۔ قادیانی پریس میں "الفضل" بلکہ "فاروق" کی نسبت "الحکم" صلح پسند اور معقول اخبار سمجھا جاتا ہے لیکن وہ بھی اس دجل کی تائید و اشاعت میں "الفضل" سے پیچھے نہیں رہا بلکہ اس سے بڑھ کر قدم مارا ہے۔ اس نے دونوں پوسٹروں کو خاص اہتمام سے نقل کیا۔ اور پہلے پوسٹر کے درمیان حاشیہ کے اندر ایک قادیانی شاعر کی ایک بازاری اور دل آزار رباعی بھی درج کر دی ہے جس کا شکریہ

باقی لوٹ میں

۳ ملتھ[illegible] سے تین سال کی [illegible] ہوئی تھی۔ جس کے خلاف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ہماری دردمندانہ اپیل کو رد کرنے کیلئے
اکابر قادیان کے دو عذر

ہماری یکم فروری کی اپیل کا جواب اکابر قادیان کی طرف آج ۲۶ - فروری کو ملا ہے - اپیل تو یہ تھی کہ ہر دو فریق کے رہنماان دو مسائل پر کہ کیا حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا اور کیا آپ نے سوائے اپنے متبعین کے کل روئے زمین کے مسلمانوں کو کافر قرار دیا؟ دونوں جماعتوں کے رہنما بحث کر کے کوئی فیصلے کی راہ نکالیں۔ اکابر قادیان نے بحث سے پہلو تہی کرتے ہوئے دو عذر پیش کئے ہیں۔

عذر اول - مباحثہ و فیصلہ شملہ

پہلا عذر یہ پیش کیا ہے کہ انہی دونوں مسائل پر دونوں جماعتوں کے درمیان بمقام شملہ بحث ہو چکی ہے جس کا فیصلہ ایک غیر احمدی مسٹر محمد عمر وکیل نے قادیانی جماعت کے حق میں دیا تھا۔ قادیانی جماعت نے اُسے منظور کر لیا ہے مگر جماعت لاہور نے نہیں کیا۔ اس مباحثہ میں جماعت لاہور کی طرف سے شیخ عبدالحق صاحب بحث کرنیوالے تھے اور جماعت قادیان کے وکیل مولوی عمرالدین صاحب شملوی تھے۔ سو بالآخر ا جماعت قادیان کا وکیل قادیانی جماعت کو ترک کر کے جماعت لاہور کے ساتھ آملا۔ یعنی مولوی عمرالدین صاحب اب ہمارے ساتھ ہیں اور قادیانی عقائد کی غلطی کی زندہ تصویر ہیں۔ اس کو قادیان کے بزرگ خوش قسمتی سے اپنی فتح سمجھ رہے ہیں حالانکہ انہیں تو ایسے مباحثہ کا نام بھی نہیں لینا چاہیے تھا جس کا وکیل ہی خود اپنی بحث سے تائب ہو کر اقبالی ڈگری کروا لے۔

۲ - اسی بحث کے ثالث کا فیصلہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے نزدیک انکے دعویٰ کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا۔ ہم مباحثہ کیلئے اپنی اپیل کو واپس لے لیں گے۔ اگر جناب خلیفہ صاحب قادیانی اپنے دستخط سے یہ اعلان کر دیں کہ وہ بھی حضرت مرزا صاحب کے لئے جس نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں وہ ایسی ہی نبوت ہے کہ اس کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا۔ ہم یہ وعدہ کرتے ہیں کہ جس دن جناب خلیفہ صاحب مسلمانوں کی تکفیر کو اس فیصلہ شملہ کے مطابق چھوڑ دیں گے ہم ان کے ساتھ نبوت کی بحث کو چھوڑ دیں گے کیونکہ نبی کا لفظ مجازی طور پر اگر کوئی استعمال کرے یا اپنے لغوی معنی کے لحاظ سے استعمال کرے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں مجازی طور پر لفظ نبی پہلے بزرگوں نے بھی استعمال کیا حضرت مرزا صاحب نے بھی کیا

حضرت مولانا روم فرماتے ہیں ؎ "او نبی وقت خویش است اے مرید" اور سرتاج صوفیا محی الدین ابن عربی نے بھی اس لغوی معنے کی رو سے اُمت کے اندر نبوت کو مانا ہے۔ مگر غضب تو یہ ہے کہ جماعت قادیان بانی سلسلہ کی طرف دعویٰ نبوت کو منسوب کر کے نہ صرف آپ کے منکروں کو کافر قرار دیتی ہے بلکہ اُن کروڑوں کروڑ مسلمانوں کو بھی جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کا نام بھی نہیں سُنا تو اے ہمارے عزیز دوستو! جب آپ نے اپنے دستخطوں سے یہ اعلان کر دیا ہے کہ آپ کو مباحثہ شملہ کا فیصلہ منظور ہے تو اگر خلیفہ صاحب نہ بھی مانیں تو کم سے کم آپ تو اب اپنے اقرار سے نہ بھاگیں۔ اور یہ اعلان کر دیں کہ ہم بارہ آدمی اس بات کو مانتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے

دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا

اور یہ وہی لفظ ہیں جو حضرت مرزا صاحب نے آپکے مزعومہ سال منسوخی ۱۹۰۱ء کے بعد تریاق القلوب مطبوعہ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں شائع کئے ہیں۔ پھر ہم اس کے بعد دوسرے قادیانی اکابر سے درخواست کریں گے کہ وہ بھی اسی طرح اعلان کریں یہاں تک کہ جناب خلیفہ صاحب کا وہ رویا پورا ہو جائے جو ابھی ابھی انہوں نے ایک خطبہ میں شائع کیا ہے کہ ان کی جماعت کے سرکردہ لوگ سب کے سب ان سے الگ ہو گئے ہیں اور صرف کچھ غربا جس سے مراد شائد ناواقف و دیہاتی لوگ ہوں گے ان کے ساتھ رہ گئے ہیں۔ غور فرمالیں کہ آپ کے اس اعلان سے کس قدر فوائد ہوں گے۔

اوّل ۔ آپ کے خلیفہ صاحب کا رویا پورا ہو جائے گا اور یہ ان کی بزرگی کی ایک دلیل بن جائے گی۔

دوم ۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر کو کہ "میرے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا" پس پشت پھینکنے والے نہ ہوں گے۔

سوم - آپ ایک غیر مامور کی غلامی سے نکل کر مامور کے سچے معنے میں متبع بن جائیں گے۔

چہارم - آپ جو اقرار ۱۲ - فروری کے اعلان میں کر چکے ہیں کہ قادیانی جماعت مباحثہ شملہ کے فیصلہ کو منظور کر چکی ہے یہ دوسرا اعلان ثابت کر دے گا کہ آپ واقعی اپنے اعلان میں سچے ہیں اور اپنے عقائد کی کمزوری کی وجہ سے مباحثہ کو ٹالنے کی کوشش نہیں کر رہے۔

اور ایسے اعلان سے نقصان کچھ بھی نہیں کیونکہ جناب خلیفہ صاحب کا اعلان ہے کہ اختلاف عقیدہ رکھ کر بھی ایک شخص ان کی بیعت میں رہ سکتا ہے یعنی بیشک وہ حضرت مرزا صاحب کے دعوے کے انکار کرنیوالوں کو مسلمان سمجھے اور بیشک حضرت مرزا صاحب کو نبی نہ سمجھے مگر ان کا مرید رہ سکتا ہے۔ اصل میں تو خلیفہ صاحب کی بیعت ہی ایک ضروری چیز ہے نجات یافتہ وہی ہے جو خلیفہ صاحب کی بیعت کرے خواہ حضرت مرزا صاحب کو نبی نہ مانے۔ کاش قادیانی اکابر کبھی غور کرتے کہ

"نبی" بڑا ہوتا ہے یا خلیفہ

کیونکہ اس "نبی" کا ماننا ضروری نہیں مگر خلیفہ کا ماننا ضروری ہے

اکابر قادیان کا دوسرا عذر

دوسرا عذر پیش کرنے پر ہمیں اکابر قادیان پر افسوس ہے اس لئے کہ اس میں انہوں نے اپنی شان کے شایاں کام نہیں کیا اور محض اپنے "فخر ملتانی" کا اتباع کیا ہے اور یہ عذر قادیانی مذہبیت نہیں بلکہ قادیانی سیاست کی جھلک اپنے اندر رکھتا ہے اس کو پیش کرنے کی بجائے بہتر یہ تھا کہ یہ بزرگ ہی تحریر فرما دیتے کہ "فخر ملتانی" نے کام ... ہوا ہے وہ ہماری طرف سے سمجھا جائے۔ قادیانی اکابر نے اس معاملہ میں جناب خلیفہ صاحب کا نام بھی لیا ہے کہ اس تجویز کے مطابق فلاں فلاں تحریر پر وہ بھی دستخط کرنے کو راضی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ "فخر ملتانی" کی کارروائی بھی انہی کے ایما سے ہوئی اور یہ امر ہمارے لئے صدمہ کا موجب ہے کہ اتنی بڑی جماعت کے رہنما ہو کر انہوں نے نہ صرف ایک مرید کو ایسی عیارانہ کارروائی سے روکا نہیں بلکہ ان کے ایما سے یہ سب کچھ ہوا

حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے گریز

دوسرا عذر قادیانی اکابر کا بحث سے گریز کرنے کے لئے یہ ہے کہ ان دونوں مسائل کا فیصلہ صرف ان تحریرات پر کیا جائے جو ریویو آف ریلجنز میں مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے یا ان کی ادارت میں ان کے ان کے نائبوں کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام اور درجہ کے متعلق نکل چکی ہیں۔ اب اوّل تو مسئلہ تکفیر کے فیصلہ کے بغیر نبوت کا فیصلہ نہیں ہو سکتا اور مسئلہ تکفیر کا اکابر قادیان نام نہیں لیتے اور دوسرے یہ انوکھا طریق بحث کہ ایک شخص کے دعویٰ کا فیصلہ اس کی اپنی تحریرات سے نہ کیا جائے بلکہ اس کے ایک ماننے والے کی تحریرات سے کیا جائے ہمیں تعجب میں ڈالتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اکابر قادیان کو یہ یقین ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کی بنا پر فیصلہ ان کے خلاف ہوگا اور ان کے نزدیک نبوت کا دعویٰ اور مسلمانوں کی تکفیر کا خیال صفائی سے حضرت مرزا صاحب کی تحریروں میں نہیں بلکہ حضرت مولانا محمد علی صاحب کی تحریروں میں بھی نہیں اور اس نبوت کی بنیاد بعض ان تحریروں پر ہے جو مولانا کے بعض معاونین یا بالفاظ اعلان "نائبوں" نے لکھیں۔ جو نبوت ایسی کچی بنیادوں پر قائم ہو اُس کا حق وہی ہے جو خلیفہ صاحب قادیان نے اُسے دیا ہے کہ اس کا ماننے والا اور نہ ماننے والا دونوں ان کے مرید ہو سکتے ہیں۔ یہ اپنی نوعیت کی پہلی نبوت دنیا میں ہے کہ جو اپنی ہی خلافت سے کمتر درجہ پر ہے۔ اور اس نبوت کا منکر بھی خلیفہ کا مخلص مرید ہو کر اس کے ماننے والے کے ساتھ پہلو بہ پہلو بہشت میں ہوگا۔

لیکن اگر اکابر قادیان کو اس بات پر اصرار ہے کہ ریویو آف ریلجنز کی تحریرات زیر بحث آئیں تو ہمیں اس پر کبھی اعتراض نہیں مگر وہ یوں ہی ہو سکتا ہے کہ جناب میاں صاحب کو مباحثہ کے لئے آمادہ کیا جائے اور وہ اپنی بحث کا انحصار صرف ریویو کی تحریرات پر رکھیں۔ اگر ان کے نزدیک نبوت اور تکفیر اُن سے ثابت ہو جاتے ہیں۔ ہماری طرف سے حضرت صاحب کی تحریرات پیش کی جاویں گی لیکن ہم انہیں مجبور نہیں کریں گے کہ وہ بھی ان تحریرات کو پیش کریں البتہ یہ ہم اُس وقت بھی کہہ سکتے ہیں کہ کوئی شخص دوسرے کی تحریر کا ذمہ دار نہیں ہوتا اس لئے اکابر قادیان نے جو بعض تحریرات حضرت مولانا کے نائبوں کی طرف سے پیش کی ہیں چونکہ اُن کے وہ الفاظ نہیں اس لئے وہ اُن کے ذمہ دار بھی نہیں۔ ہر ایک شخص خود اپنے تحریر کردہ الفاظ کا ذمہ دار ہے

ریویو آف ریلجنز کی تحریریں

قادیانی اکابر کو اگر ریویو آف ریلجنز کی تحریروں میں کہیں لفظ نبی نظر آگیا تو اس کو لے دوڑنے سے کچھ فائدہ نہیں۔ تحقیق کی روح اپنے اندر پیدا کرنی چاہیئے۔ اسی ریویو میں تحریریں بھی موجود ہیں:-

"اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ایک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہو جانے کی رکھتا تھا۔" (جلد ۴ صفحہ ۱۱)

"ایک قائم مقام نبی کا پیدا کر دیتا ہے جس کے آئینہ فطرت میں نبی کی شکل ظاہر ہوتی ہے۔" (جلد ۳ صفحہ ۳۵)

"یہی اُمت ہے کہ اگرچہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کی مانند خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہو جاتے ہیں۔" (جلد ۳ صفحہ ۱۳۱)

"وہ گویا اسی وجود مطہر اور مقدس کے عکس ہیں۔" (جلد ۵ صفحہ ...)

تو جو شخص باب نبوت کو مسدود قرار دیتا اور اس اُمت کے کاملین کو حضرت مرزا صاحب سمیت صرف آنحضرتؐ کے عکس اور نبیوں کی مانند اور اپنے آئینہ فطرت میں نبی کی شکل کو ظاہر کرنے والے قرار دیتا ہے ظاہر ہے کہ وہ اگر لفظ نبی استعمال کرتا ہے تو مجاز کے طور پر ہی کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسی ریویو میں یہ بھی صاف طور پر لکھا ہے کہ ہمارا دوسرے مسلمانوں سے کوئی

(مضمون کا بقیہ صفحہ ... پر)

"مذہب کے اصل اصولوں کے ساتھ مرزا صاحب کو دوسرے مسلمانوں سے اختلاف نہیں۔" (جلد ۱ صفحہ ۳۶)

قادیانی اکابر کو اپنی آنکھ کا شہتیر کیوں نظر نہیں آتا؟

اکابر قادیان خود ۱۹۱۱ء تک ختم نبوت پر زور دیتے رہے ہیں۔ اور خود جناب خلیفہ صاحب نے اپریل ۱۹۱۰ء میں تشحیذ الاذہان میں مضمون لکھ کر ساری دنیا کو چیلنج دیا تھا۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی نہیں آ سکتا۔

"اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین کے مرتبہ پر قائم کر کے آپ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا۔" (الحکم ۱۱ مارچ ۱۹۱۱ء)

"آنحضرت صلعم کے دعویٰ کے بعد تیرہ سو برس گذر گئے ہیں۔ کہ کسی نے آج تک نبوت کا دعوےٰ کر کے کامیابی حاصل نہیں کی۔" تشحیذ الاذہان اپریل ۱۹۱۰ء

"اس سے بڑھ کر کیا نشان ہو سکتا ہے۔ کہ آپ کے دعوے کے بعد کوئی شخص جو مدعی نبوت ہوا۔ کامیاب نہیں ہوا۔

(تشحیذ الاذہان اپریل ۱۹۱۰ء)

آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور کوئی جھوٹا آدمی بھی ایسا دعوےٰ نہ کرے گا۔ کہ ہم اس کو ہلاک نہ کر دیں۔ چنانچہ یہ ایک تاریخی پیش گوئی ہے۔ کہ اس کا رد کسی سے ممکن نہیں۔"

(تشحیذ الاذہان اپریل ۱۹۱۰ء)

اگر وہ یہ لکھ دیں۔ کہ ہم آئندہ حضرت مرزا صاحب کی تحریرات کو کبھی پیش نہ کریں گے۔ تو صرف انہی عبارات پر جناب میاں صاحب اپنے دستخط کر دیں۔ اور اسی طرح جو الفاظ ہم سے کسی کی اپنی تحریر میں سے وہ پیش کر دیں۔ وہ اپنے دستخط ان الفاظ پر کر دے گا۔ دونوں صورتوں میں دستخط کرنے والے فریق کا یہ تشریح کرنے کا حق ہوگا۔ کہ میرا عقیدہ یہ ہے۔ اور میری ان الفاظ سے مراد یہ ہے بشرطیکہ یہ تشریح اختلاف سے پہلے کی تحریرات میں سے لی گئی ہو خواہ وہ بانی سلسلہ کی تحریرات ہوں۔ یا دونوں فریق میں سے کسی کی۔ اور دو ورقہ ٹریکٹ ایک لاکھ کی تعداد میں دونوں فریق کے مشترکہ خرچ سے چھاپا جائے۔ جس میں سے ایک ورق فریق قادیان کے لئے مخصوص ہو۔ اور ایک فریق لاہور کے لئے۔

ثالثوں کا خوف

قادیانی اکابر کو بارہ ثالثوں میں سے چار غیر احمدی ثالثوں کا خوف ناحق ہے دو کا انتخاب انہوں نے کرنا ہے دو کا ہم نے۔ وہ مولوی ظفر علی خاں اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا انتخاب کر لیں۔ جو حضرت مرزا صاحب کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کرنا تو ایک طرف رہا۔ خدا۔ اور ابن اللہ کا دعوےٰ بھی منسوب کرنے کے لئے ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ اکابر قادیان کو خوف ہے۔ کہ ان کی اپنی جماعت کے لوگ بھی جناب میاں صاحب کے دلائل سے مطمئن نہ ہو سکیں گے۔ اور اس لئے یہ ساری ریکا پیچی ہے مگر ہم نے یہ نہ لکھا تھا کہ ثالثوں کی کثرت رائے کے فیصلے کے مطابق اپنا ایمان بھی کر لیا جائے۔ ایمان کا معاملہ انسان کے اپنے قلب کے اطمینان پر ہے صرف عام پبلک کو سمجھنے میں یہ آسانی ہو جائے گی کہ کہاں دو فریق میں سے کون دوسرے فریق کے آدمیوں کو اپنے دلائل سے قائل کر سکتا ہے۔

سو بالآخر التماس ہے۔ کہ خدارا اپنی قوم پر بھی رحم کریں۔ اور اسلام کی حالت پر بھی اور اس جھگڑے کے اس آسان تصفیہ کی راہ کو قبول فرمائیں۔

خاکساران

(۱) صدر الدین (بی۔ اے۔ بی۔ ٹی ۲ خاں صاحب ڈاکٹر سید محمد حسین (ریٹائرڈ اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر) ۳ خاں صاحب محمد منظور الٰہی ۴ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ (ایل۔ ایم۔ ایس۔ ۵ یعقوب خاں (بی۔ اے۔ بی۔ ٹی ایڈیٹر لائٹ) ۶ سید غلام مصطفےٰ شاہ (ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور۔ ۷ محمد دین جان (بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی) ۸ (ڈاکٹر) سید طفیل حسین (اسسٹنٹ

(بقیہ صفحہ ۸)

مبعوث ہونا یہ صرف اور صرف ایک ہی رسول کے لئے مخصوص رکھا گیا تھا جو خاتم النبیین ہے۔ اور جو سب نبیوں کے آخر میں آنے والا تھا اور جس نے سب کو ایک دین پر جو سب نبیوں کا دین ہے جمع کرنے کے لئے آنا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ساری قوموں سے بذریعہ اُن کے نبیوں کے یہ عہد لیا کہ جب وہ رسول تمہارے پاس آجائے تو تم سب نے اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنی ہوگی کیونکہ اصل غرض یہی تھی کہ نسل انسانی کے اندر سے ہر قسم کی تفریقوں کو مٹایا جائے اور سب کو بھائی بھائی بنایا جائے اسی لئے یہ ضروری ہوا کہ جب وہ وقت آجائے کہ تعلقات بین الاقوام کی راہیں کھل جائیں تو قومی رسولوں کی بجائے ایک ہی رسول ساری دنیا کی طرف مبعوث ہو یہی وجہ ہے کہ ایک ہی رسول دنیا میں ایسا ہوا جس نے علی الاعلان بار بار کہا کہ میں کل عالمین کی طرف رسول رب العالمین ہو کر آیا ہوں۔ اور جس کے متعلق ارشاد ہوا کہ ہم نے تجھ کو اے رسول کافۃ للناس رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اگر کوئی اور آنیوالا رسول ہوتا تو اس کی بھی خبر قرآن مجید میں دی جاتی جیسا کہ توریت و انجیل میں آنحضرت کی آمد کی پیشگوئی اور خبر دی گئی تھی۔ اگر خدا نے کسی اور رسول کو

آنحضرت کے بعد بھیجنا ہوتا تو اس کے متعلق رسول کریم سے بھی عہد لیا جاتا حالانکہ رسول کریم سے کوئی ایسا عہد لینا قرآن مجید میں مذکور نہیں ہے اور نہ آپ پر کوئی ایسی وحی نازل ہوئی کہ آپ بھی یہ حکم کتاب اللہ قرآن مجید میں اپنی اُمت کو سنا جائیں کہ آنیوالے نبی پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنا ہوگا۔ اس لئے یہ اُمت آئندہ کسی رسول پر ایمان لانے کے لئے مکلف نہیں بنائی گئی۔ پس آنحضرت سے کوئی عہد آپ کے بعد آنیوالے نبی کے متعلق نہیں لیا گیا اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبوت اور نبی نہیں ہے۔ کیونکہ آنحضرت کے بعد اگر کوئی آنے والا نبی ہوتا تو حضور سے بھی یہ عہد لیا جاتا ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم پس آنحضرت سے خدا تعالیٰ کا یہ عہد نہ لینا خود بتاتا ہے کہ حضور کے بعد ہرگز ہرگز کوئی نبی نہیں۔ اسی لئے اس آخری رسول کی سب سے بڑی علامت جو یہاں بتائی وہ یہ ہے مصدق لما معکم یعنی یہ رسول ان تمام کتب الٰہیہ کی تصدیق کرتا ہے جو پہلی قوموں کے پاس تھیں وہ کتابیں سچی نہیں ٹھہر سکتی تھیں کہ ان کتابوں کی خبر کے موافق یہ رسول آئے۔ چنانچہ ابتدائے قرآن میں ہی اس کا ذکر ہے والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک۔ من بعد کسی رسول کے آنے کا کوئی ذکر کتاب اللہ میں نہیں ہے اور جب ہم اس آیت کو سورہ بقر کی آیت وامنوا بما انزلت مصدق لما معکم ولا تکونوا اول کافر بہ۔ سے ملاتے ہیں اور اوفوا بعھدی اوف بعھدکم اور اس کے بعد ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون اور ولما جاءھم کتاب من عند اللہ مصدق لما معھم وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا کو دیکھتے ہیں تو ان آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تمام انبیاء سے صرف اور صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہی عہد لیا گیا تھا ہم نے اس آیت کی تفسیر میں ایک مستقل رسالہ علیحدہ بھی لکھا ہے لیکن اس جگہ ہمارا استدلال ثم جاءکم رسول کے الفاظ ہیں جن میں نبی کریم کے تمام انبیاء کے بعد تشریف لانے کو لفظ ثم کے ساتھ ادا کیا گیا۔ جو لغت عرب میں تراخی یعنی مہلت کے لئے آتا ہے۔ ولہذا ثم جاءکم رسول کے یہ معنے ہوں گے کہ تمام انبیاء کے آنے کے بعد آخر میں جو ہو

آئے اس پر سب قوموں اور تمام انبیاء کی امتوں کو ایمان لانا ہوگا اور جب اخذ میثاق سے کوئی نبی بھی جو آنحضرت سے پہلے ہے مستثنےٰ نہیں تو رسول کریم کا تمام سے آخری نبی ہونا متعین ہوگیا۔ قرآن مجید میں کہیں نہیں ہے کہ گذشتہ انبیاء اور ان کی کتب کی تصدیق کرنا ہر بعد میں آنیوالے نبی کا فرض ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس قدر ذکر آیا مصدقاً لما بین یدی من التوراۃ تو کیا توریت ہی شروع دنیا سے آخر تک سب نبیوں کی کتاب تھی۔ توریت سے پہلے کوئی اور کتاب نہ تھی پھر مسیح نے توریت کا نام کیوں لیا مصدق لما بین یدیہ کیوں نہ فرمایا اسی لئے کہ کسی رسول کے لئے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ کل کتابوں اور کل نبیوں کی تصدیق کرتا۔ حضرت عیسیٰ نے بنی اسرائیل میں جتنے رسول آئے تھے اُن کی تصدیق کی کیونکہ توریت میں مسیح کے متعلق بھی پیشگوئی تھی نہ کہ کل دنیا میں جتنے رسول آئے تھے اُن کی بھی تصدیق کی۔ اب جبکہ ہم قرآن مجید کی آیات سے ثابت کر چکے کہ اب آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور یہ بھی ثابت کر چکے ہیں کہ قرآن مجید نے کتب سابقہ الٰہیہ کی طرح اپنے بعد کسی اور کے نبی ہو کر آنیکا حوالہ یا خبر نہیں دی اس لئے بالضرور آنحضرت کے بعد دروازہ نبوت من کل الوجوہ بند ہے۔ اور یہ خاتم النبیین کے وہ معنے ہیں جن کی بنا پر خادم گجراتی نے عوام کو جان بوجھکر دھوکا دینا چاہا ہے۔ اس لئے ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت ہی خاتم النبیین بمعنے آخری نبی ہیں۔ اس لئے آپ کے بعد کوئی نبی بھی قیامت تک نہیں آسکتا اور کبھی نہیں آسکتا اور ہرگز نہیں آسکتا کیونکہ اس علیم خبیر خدا نے بطور پیشگوئی کے خاتم النبیین آنحضرت کو قرار دیا ہے۔

وما علینا الا البلاغ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

قادیانی عقیدہ تکفیر کی بوالعجبیاں!

ایڈیٹر "الحکم" بمبئی سے بھی ایک حقیر صورت اور لپٹ سیرت ہفتہ وار "سالار" نامی نکالتے ہیں جس میں حضرت مسیح موعود، قادیان، قادیانیت اور جناب خلیفہ قادیان کا بھولے سے بھی نام نہیں لیا جاتا۔ قادیان میں آجکل جو ہنگامہ بپا ہے اس کا معمولی طور پر بھی ذکر نہیں آتا۔ والیان ریاست امراء اور مالدار سیٹھوں کے ذکر اور خوشامد سے سارا اخبار لبریز ہوتا ہے حالانکہ ایڈیٹر سالار اور ان کے ہم عقیدہ جماعت لاہور پر یہ الزام لگایا کرتے ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود کا نام نہیں لیتی چند روز ہوئے علیا حضرت وہن پاشا ملکہ دکن بمبئی سے بغرض حج روانہ ہوئیں تو تختہ جہاز پر ایڈیٹر سالار نے "نذر عقیدت و تبریک حج" کے نام سے ایک سپاسنامہ پیش کیا جس میں ملکہ دکن کو عزم حج پر مبارکباد دیتے ہوئے اس کو علیا حضرت کا ایک زبردست دینی کارنامہ قرار دیا ہے اور مدد دکن کو حجاز میں صدقات وخیرات کے متعلق مشورے بھی دئیے ہیں قادیانی عقائد کی رو سے تمام مسلمان عالم دائرہ اسلام سے خارج ہیں اس میں مومن دبے ممل شاہ وگدا کی کوئی تمیز نہیں۔ کافر سمجھتے ہوئے عزم حج پر مبارکباد دینا اور اسکو دینی کارنامہ قرار دینا دوہائی بوالعجبی کی نہایت عجیب مثال ہے اس قسم کی حرکتیں آئے دن معتقدین قادیان سے سرزد ہوتی رہتی ہے لیکن اسکے باوجود ان کو اپنے عقیدہ تکفیر پر غور کرنیکی توفیق نہیں ہوتی معلوم نہیں ان لوگوں کی عقل سلب ہوگئی ہے۔ یا ضمیر مردہ ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

علم دوست اصحاب کیلئے تحائف

تصنیفات حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اول

یعنی ہر چہار حصص براہین احمدیہ، اسلام کی حقانیت تمام قسم کے مخالفین اسلام کے رد میں بے نظیر انعامی کتاب ہے۔ حجم ۲۶x۲۰/۸ صفحات ۵۲۲۔ قیمت قسم اول ولایتی کاغذ مجلد چار مجلد سے قسم دوم معمولی کاغذ مجلد عہ محبلد چار

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد دوم

یعنی (۱) سرمہ چشم آریہ (رد اعتراضات) قیمت عہ (۲) شحنہ حق (رد اعتراضات آریہ) قیمت ۸ر (۳) ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب (عیسائیوں کے اہم اعتراضات در بارہ نبوت و معجزات نبی کریم کے مدلل جوابات) قیمت مکمل مجلد عہ مجلد ۱۲ر حجم ۲۶x۲۰/۸ صفحات ۲۳۰

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد سوم

یعنی (۱) فتح اسلام واشاعت اسلام کیلئے مختلف شعبوں کی وضاحت) قیمت ۵ر (۲) توضیح مرام (حضرت مسیح موعود کے دعاوی نزول کی تحقیقات) قیمت ۸ر (۳) ازالہ اوہام ہر دو حصہ (وفات مسیح، حقیقت دجال، یاجوج ماجوج وغیرہ اور دلائل دعاوی مسیحیت پر مفصل بحث، گویا یہ کتاب سلسلہ احمدیہ کی بنیادی اینٹ کا حکم رکھتی ہے ہر ایک طالب حق کے لئے اس کا مطالعہ ضروری ہے) قیمت چار مکمل جلد کی قیمت مجلد چار، مجلد ہے حجم ۲۶x۲۰/۸ صفحات ۵۰۳

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد چہارم

یعنی (۱) الحق مباحثہ لدھیانہ قیمت ۱۲ر (۲) الحق مباحثہ دہلی حضرت مسیح موعودؑ اور مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالی کی مفصل اور قابل دید بحث قیمت عہ (۳) آسمانی فیصلہ (ہندوستان کے سرآوردہ علما اور پیروں کو آسمانی فیصلہ کی طرف دعوت دی گئی ہے۔ قیمت ۵ر (۴) نشان آسمانی (اولیائے امت کی پیشگوئیاں در بارہ صداقت دعویٰ خود) ۵ر مکمل جلد کی قیمت مجلد چار مجلد ہے حجم ۲۶x۲۰/۸ صفحات ۳۹۹

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد پنجم

یعنی (۱) آئینہ کمالات اسلام (اسلام کی بیش قیمت خوبیوں کو نہایت وضاحت سے بیان کرکے اس کے اصولوں کی سچائی پر مدلل بحث کی گئی ہے۔ نئی روشنی کے تعلیم یافتہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مطالعہ کے لائق ہے۔ قیمت چار (۲) برکات الدعا (دعا کی ماہیت اور فلسفہ بیان کرکے نیچری خیالات کا رد کیا گیا ہے) قیمت ۴ر (۳) جنگ مقدس (اسلام اور عیسویت کی سچائی پر حضرت مسیح موعودؑ اور پادری عبداللہ آتھم کا مباحثہ) قیمت ۱۲ر (۴) حجۃ الاسلام (عیسائیوں پر صداقت اسلام کی حجت قائم کی گئی ہے) قیمت ۴ر (۵) سچائی کا اظہار (عیسائیوں کے بعض اعتراضات کے جوابات قیمت ۴ر) قیمت مکمل مجلد سے مجلد للعہ حجم ۲۶x۲۰/۸ صفحات ۴۹۵

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ششم

یعنی (۱) تحفہ بغداد (عربی زبان میں اہل عراق کو دعوت) قیمت ۴ر (۲) کرامات الصادقین (عربی میں انعامی کتاب تفسیر سورہ فاتحہ، رد مخالفین اسلام) قیمت ۱۲ر (۳) حمامۃ البشریٰ (اہل عرب کو دعوت۔ وفات مسیح و دعاوی مسیحیت پر نہایت عمدہ کتاب ہے) قیمت عہ (۴) نور الحق (عربی میں عیسائیوں کے عقائد باطلہ کا رد۔ انعامی کتاب) قیمت ہر دو حصہ عہ (۵) سر الخلافت (عربی میں خلافت راشدہ کی صداقت پر) قیمت ۸ر (۶) اتمام الحجت (عربی، مخالفین اسلام پر حجت قائم کی گئی ہے۔ قیمت ۴ر۔ یہ جملہ کتب عربی ممالک میں تبلیغ کے لئے بے حد مفید ہیں۔

قیمت مکمل مجلد سے۔ مجلد للعہ حجم ۲۶x۲۰/۸ صفحات ۵۰۱

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ہفتم

(۱) ضیاء الحق، دعویٰ مسیحیت کی صداقت پر مخالفین کے جوابات۔ قیمت ۴ر (۲) شہادت القرآن ۸ر (۳) انوار الاسلام، عیسائیوں کے مقدمہ کی روئداد قیمت ۸ر (۴) نور القرآن حصہ اول و دوم، عیسائیوں کے بہت سے اعتراضات کے جوابات جو وہ اسلام پر کرتے رہتے ہیں۔ قیمت عہ

فضل الباری حصہ اول یعنی اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری

تالیف حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ

بخاری شریف کی کتابوں، بابوں اور مضامین کو اس طریق سے رکھا گیا ہے کہ حجم بہت کم ہوگیا ہے ترجمہ بامحاورہ ہے۔ مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور احادیث کو اس کے ماتحت رکھا گیا ہے ہر قسم کے اعتراضات کو دور کیا گیا ہے۔ مسائل میں مختلف رایوں میں سے جو معقول اور مدلل ہوا سے ترجیح دی گئی ہے۔ مکرر احادیث پر ترتیب وار نمبر دیئے گئے ہیں اور الفاظ کی کیفیتی کو نوٹوں میں واضح کیا گیا ہے۔ پہلی جلد ۲۹x۲۲ سائز کے ۵۰۸ صفحات پر مشتمل ہے جس میں تقریباً چودہ پارے صحیح بخاری کے کتاب الانبیاء تک آ گئے ہیں۔ اصل قیمت جلد اول مجلد للعہ مجلد ۶ر۔ رعایتی قیمت مجلد للعہ مجلد سے روپیہ

ترجمۃ القرآن انگریزی (بلا متن) سستا ایڈیشن

یہ بلا متن ترجمہ کا مختصر اور دوسرا ایڈیشن ہے۔ جو کہ اسی سال گیارہ ہزار کی تعداد میں ولایت سے چھپ کر آیا ہے۔ پبلک کے اصرار پر یہ سستا ایڈیشن تیار کرایا گیا ہے۔ خصوصاً غیر مسلم اصحاب میں مفت تقسیم کے لئے نہایت موزوں ہے اب یہ ترجمہ اپنی مقبولیت کی وجہ سے محتاج تعریف نہیں۔ حضرت مسیح موعود کی حقیقی تڑپ کا نتیجہ ہے آپ نے ازالہ اوہام میں اس کی خواہش فرمائی اور فرمایا کہ یہ میرا کام ہے۔ یا اس کا جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے اس ترجمہ کے بعد اور ترجمے بھی شائع ہوئے ہیں لیکن اس وقت دنیا گواہی دیتی ہے کہ یہ بہترین ترجمہ ہے اس لئے ہمارے دوست اس سستے ایڈیشن سے فائدہ اٹھائیں۔ اور غیر مسلم اصحاب میں مفت تقسیم کرکے عنداللہ ماجور ہوں۔ قیمت عہ فی کاپی

انوار القرآن۔ پارہ عم کی ایمان افروز تفسیر

مؤلفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

جن لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کا درس سنا ہے وہ ڈاکٹر صاحب کے معارف و حقائق قرآنی کو خوب جانتے ہیں۔ احباب جماعت کے لئے بیش بہا تحفہ ہے۔ جسے ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے مخصوص دلنشین و مدلل انداز میں لکھا ہے۔ بہترین کتابت، دیدہ زیب طباعت اعلیٰ سفید ولایتی کاغذ، خوبصورت کپڑے کی جلد جس پر کتاب اور مصنف کا نام سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے۔ جلسہ سالانہ پر احباب کے اصرار پر جناب ڈاکٹر صاحب نے اس کی قیمت میں تخفیف بھی کر دی ہے۔ یعنی اس وقت یہ دیدہ زیب کتاب صرف (عہ) میں ملتی ہے۔ احباب آج ہی فرمائش بھیج دیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔

قیمت فی جلد (عہ)

گولڈن ڈیڈز آف اسلام

اسلام کے سنہری کارنامے (دوسرا ایڈیشن)

اس کتاب کو مولوی محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر "دی لائٹ" نے انگریزی زبان میں تالیف کیا ہے۔ کتاب کے نام سے ظاہر ہے۔ کہ اسلام کے سنہری کارناموں کا ایک مختصر مرقع ہے۔ اس میں اسلامی تاریخ کی مختلف زمانوں کے پانچ منتخب واقعات بیان کئے گئے ہیں جن سے اسلام کی تعلیم اور مسلمانوں کی اسپرٹ پر روشنی پڑتی ہے۔ کتاب بہت دلچسپ اور طرز تحریر نہایت دلکش ہے۔ لائبریریوں میں رکھنے، طالبعلموں، واعظوں اور مبلغوں کے مطالعہ کے قابل ہے۔ نیز غیر مسلم اصحاب کے لئے نہایت موزوں ہے۔ سرورق سادہ اور دیدہ زیب ہے جس پر کرہ ارض پہاڑی کی چوٹی کے اوپر ایک مسلمان ہاتھ میں اسلامی علم لئے لہرا رہا ہے۔

قیمت (عہ)

نوٹ:۔ تمام کتابوں کا محصول ڈاک و خرچ پیکنگ بذمہ خریدار ہوگا

طلب کرنے پر فہرست کتب مفت روانہ کی جاتی ہے۔

ملنے کا پتہ

مینیجر دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جلد ۲۳ | لاہور - یوم پنجشنبہ مطبوعہ یکم ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۷ مارچ ۱۹۳۵ء | نمبر ۱۶

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں
سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

مدعی نبوت کاذب و کافر ہے

(اقتباسات از کتب حضرت مسیح موعودؑ)

"اس عاجز نے سنا ہے کہ اس شہر کے بعض اکابر علماء میری نسبت یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی۔ ملائک کا منکر اور بہشت و دوزخ کا انکاری اور ایسا ہی وجود جبرئیل اور لیلۃ القدر اور معجزات اور معراج نبوی سے بکلی منکر ہے لہٰذا میں اظہار الحق، خاص و عام اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افترا ہے۔ نہ میں نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر، بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی"۔ (اشتہار مورخہ ۲ر اکتوبر ۱۸۹۱ء)

"ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے"۔ (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸)

"نبوت کا دعوےٰ نہیں۔ بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدا کے حکم سے کیا گیا ہے"۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۱)

"اور اس جگہ میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے۔ کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے۔ یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے"۔ (اربعین ۳ صفحہ ۵)

"میرا نام خدا کی طرف سے مجازی طور پر نبی رکھا گیا نہ حقیقی طور پر"۔ (حقیقۃ الوحی۔ الاستفتاء صفحہ ۶۵)

"اپنے مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کے لئے اس لفظ کو دوسرے پیرایہ میں بیان کرنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں، اور اس کو (یعنی لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال فرمالیں"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۹۷)

"ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوےٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا"۔

(تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوےٰ کا انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں۔ گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں۔ اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں۔ ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا"۔

(حاشیہ تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

(دعوےٰ نبوت منسوب کرنیوالے غور کریں)

(مندرجہ بالا حوالہ جات ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور نے ایک چھوٹے سے دو ورقے کی صورت میں بھی چھپوا کر تقسیم کئے۔

ریاست مانگرول

کے متعلق بے بنیاد الزامات کی تردید

کچھ عرصہ ہوا، ریاست مانگرول اور اس کے فرشتہ سیرت و انصاف پیشہ حکمران کے متعلق بعض اخبارات میں جن میں سے "ریاست" دہلی کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے چند بالکل غلط اور بے بنیاد باتیں شائع ہوئیں جس پر اخبار "ریاست" کو مندرجہ ذیل جوابی تحریر مانگرول کے ایک ذمہ دار شخص نے بھیجی۔ جو اس نے اب تک شائع نہیں کی۔ اس لئے "پیغام صلح" اس کو اپنی تائید و تصدیق کے ساتھ شائع کرتا ہے۔ (مدیر)

کاٹھیاواڑ کے اخبار "روشنی" نامی میں مانگرول میں ایک سو آٹھ ٹیکس لیے جانے کا اظہار کیا گیا ہے وہ محض غلط ہے تھوڑے زمانے قبل اس ریاست کے خلاف جو پروپیگنڈا کیا گیا تھا۔ اسی کی شاخ یہ مضمون بھی ہونیکا احتمال ہوتا ہے

یہاں زمانہ سابق سے جو رواج کاٹھیاواڑ میں ٹیکس وصول کرنے کا رائج ہے اسی کے مطابق اب بھی ٹیکس لئے جاتے ہیں کوئی نیا ٹیکس موجودہ صاحب نے نہیں ڈالا ہے۔

گھی پر پچاس فیصدی زکوٰۃ نہیں لی جاتی بلکہ صرف فی من عہ زکوٰۃ لی جاتی ہے جو کہ باوجود موجودہ ڈپریشن کے حساب سے بھی فقط چھ روپیہ فی سینکڑہ زکوٰۃ ہوتی ہے۔ بلکہ اگر گھی کا بھاؤ بڑھا ہوا ہو تو بعض چھ روپیہ فی صدی کے صرف تین یا چار روپیہ سینکڑہ ہی زکوٰۃ رہ جاتی ہے۔ گھی کی زکوٰۃ وصول کرنے کا ٹھیکہ کسی مہاجن کو نہیں دیا گیا ہے۔ بلکہ علانیہ طور پر جملہ بیوپاریوں کو اکٹھا کر کے یہ ٹھیکہ دیا گیا ہے اور تقریباً پچاس ساٹھ سال سے اسی طور پر ہر سال اجارہ دیا جاتا ہے۔

ہمارے حضور شیخ صاحب بہت ہی سادہ زندگی بسر فرماتے ہیں فضول خرچی اور عیش عشرت میں پیسہ برباد کرنا تو ان سے کوسوں دور ہے آپکی طرز زندگی نہایت معمولی ہیں اور اسی وجہ سے ان کے ذاتی اخراجات بھی بہت ہی کم ہیں۔

کاروبار ریاست کو بھی وہ نہایت تدبر اور انتظام کے ساتھ انجام دیتے ہیں اس وجہ سے آپکے اخبار کی طرف جو خبریں کہ مانگرول کے شیخ کے بارہ میں نیز یہاں کے حکمران کے اصول حکومت کے خلاف . . . . شائع کی گئی ہیں ان میں مطلق صداقت نہیں، لہٰذا یہ حقیقت اپنے اخبار میں شائع فرمانیکی تکلیف فرما کر شکر گذار فرمائیں گے۔

(نامہ نگار)

تبدیلئ عقیدہ پر ایک قادیانی سے مباحثہ

حکم کا فیصلہ

(از جناب مولوی سید حمید الدین صاحب سیکرٹری وسینمار انجمن)

(۱)

جب سے یہ خاکسار جناب میاں افضل صاحب کی مہربانی سے لاہوری جماعت میں شامل ہوا ہے اس وقت سے بعض قادیانی حضرات اس فکر میں ہیں کہ کسی طرح مجھے واپس قادیانی جماعت میں شامل کیا جائے۔ مگر میں ہمیشہ یہ کہتا ہوں کہ حق کے ساتھ ہونا ہر شخص کا فرض ہے۔ پس اگر قادیانی عقائد سچے ہیں۔ تو میں ان عقائد کو تسلیم کر لونگا۔ ورنہ مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ کے عقائد کو میں کسی طرح چھوڑ نہیں سکتا۔ دہلی کی قادیانی جماعت میں مولوی نور محمد صاحب اور ماسٹر نظیر محمد صاحب غزنوی بہت جوشیلے کارکن ہیں۔ یہ دونوں صاحب نکیرین کی طرح میرے پیچھے لگے رہتے ہیں اور اس کوشش میں ہیں کہ میں پھر قادیانی جماعت میں شامل ہو کر پیر پرستی کے گڑھے میں گر جاؤں۔ یہ دونوں مجھے دلائل سے قائل کرنے کی بجائے کوشش کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ شیعوں کی تقلید میں حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد اور بہشتی مقبرہ کو اکثر جذباتی رنگ میں بھی پیش کرتے ہیں مگر ان میں یہ ایک خوبی ہے کہ اگر جناب میاں صاحب کی کوئی ایسی نمایاں غلطی ان کے سامنے رکھ دی جائے جس پر کوئی پردہ کسی طرح نہ پڑ سکے تو یہ دلیری سے کہہ دیتے ہیں کہ ہم میاں صاحب کو غلطی پر سمجھتے ہیں چنانچہ ماسٹر نظیر محمد جو کہ غزنی کے رہنے والے ہیں اور غلو میں حد سے بڑھے ہوئے ہونے کے باوجود میاں صاحب کے بعض عقائد کو غلط بھی مانتے ہیں۔ ۹ فروری ۱۹۳۵ء کو وہ میرے پاس تشریف لائے کہ یا آپ قادیانی ہو جائیں۔ یا مجھے لاہوری بنا لیں۔ میں نے کہا۔ یہ تو آسان بات ہے میں میاں صاحب کے عقائد کو غلط ثابت کر کے احمدی جماعت لاہور کے عقائد کو صحیح ثابت کر دیتا ہوں۔ آپ مجھ سے سمجھ لیں۔ ماسٹر صاحب نے فرمایا کہ میرے نزدیک حضرت مرزا صاحب کے تبدیلئ عقیدہ کا مسئلہ بہت صاف ہے۔ کوئی احمدی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ اگر کسی کو حکم بھی مان لیا جائے۔ تو ضرور ضرور فیصلہ ان کے ہی حق میں ہو گا۔ اور بارہا وہ اپنے مقابل میں مجھ سے بحث کر کے جیت بھی چکے ہیں اس لئے فتح کامل کی امید پر جناب ماسٹر صاحب نے خدا کو گواہ کر کے مجھ سے معاہدہ کیا۔ کہ اگر یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے دعویٰ نبوت میں کوئی تبدیلی نہیں کی بلکہ وہ محدثیت ہی کے مدعی تھے۔ جسے مجازاً نبوت کہتے ہیں تو وہ قادیانی جماعت سے الگ ہو کر جماعت لاہور میں شامل ہو جائیں گے۔ میں نے کہا۔ اچھا کسی کو ثالث مان لو۔ اتفاق سے مولوی سید حمید الدین صاحب سیکرٹری دیندار انجمن حیدر آباد دکن موجود تھے۔ یہ صاحب احمدی بھی ہیں مگر دونوں جماعتوں سے الگ۔

ماسٹر صاحب اور خاکسار نے ان کو حکم مان کر دو گھنٹہ کامل صرف تبدیلئ عقیدہ پر بحث کی نتیجہ یہ ہوا کہ مولوی سید حمید الدین صاحب نے لکھ کر دیدیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے عقیدہ نبوت میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ شروع دعوے مسیحیت سے لیکر وفات تک ان کا ایک ہی مذہب رہا ہے اب تو ماسٹر صاحب خاموش ہو گئے۔ مگر کہنے لگے کہ میرا دل اس بات کو نہیں مانتا کہ میں مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر دوں۔ اس لئے میں اس فیصلہ کو نہیں مانتا۔ میں نے کہا کہ آپ نے تو خدا کو حاضر ناظر جان کر اقرار نامہ لکھا ہے کہ اگر فیصلہ ہمارے حق میں ہو گیا۔ تو تم پھر مولانا کے ہاتھ پر بیعت کرو گے پھر اب انکار کیوں ہے؟ اب دل کو ذرا سمجھاؤ۔ اور اگر ابھی کسر رہ گئی ہے تو آؤ میں تم ہی سے رہنے کی اجازت دیتا ہوں اور تم سے جن قدر ہو سکے۔ زور پھر لگا لو اور جسے چاہو۔ مدد کو بلا لو لیکن خانصاحب کا حوصلہ بالکل پست ہو چکا تھا وہ اس لئے وہ خاموشی سے چلے گئے۔ بعد میں ثالث ڈگری لکھ کر معاہدہ کا کاغذ ہم سے واپس لے لیا۔ ان کا معاہدہ فسخ کرنا بھی ہماری فتح کی کھلی دلیل ہے۔ ثالث ڈگری حکم کے فیصلہ کے لیے درج کیجائیگی یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ جناب حکم نے جس قدر دلائل اپنے فیصلہ میں لکھے ہیں۔ وہ سب میں نے مناظرہ میں تفصیل سے پیش کئے تھے۔ دلائل انہوں نے لکھے ہیں۔ [illegible] طبع ہیں۔ کیا کوئی قادیانی مولوی ہے جو ہمت کر کے میرے ان دلائل کو توڑ کر دکھائے اور میدان مقابلہ میں آ کر حق و باطل کا فیصلہ کرے۔ مولوی نور محمد صاحب جن کا ذکر مندرجہ بالا سطور میں ہوا ہے وہ اصل مستری ہیں قادیانیوں کے ہاں قاعدہ ہے کہ جب تک کوئی مستری ان کے ساتھ رہے وہ مولوی اور مولانا ہے اور جونہی ان سے الگ ہوا۔ خواہ وہ مولوی اور مولانا ہو فوراً دوبارہ مستری بن جاتا ہے اس لئے میں نے مستری نور محمد صاحب کو مولوی نور محمد لکھا ہے (خاکسار عمر الدین احمدی شملوی از دہلی)

جناب حکم کا فیصلہ

آج ۹ فروری ۱۹۳۵ء کو میرے روبرو لاہوری اور قادیانی [illegible] دو گھنٹہ بحث ہوئی۔ فریقین کے دلائل کو سن کر اور اصل حوالہ جات کو خود دیکھ کر میں [illegible] ہوں کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے دعوے [illegible] کے عہد [illegible] سے نبی [illegible] میں جیسے [illegible] محدثیت [illegible] تبدیلی نہیں کی۔ ماسٹر نظیر محمد صاحب نے جس قدر دلائل پیش کئے ہیں۔ وہ سب مولوی عمر الدین صاحب نے نہایت معقول [illegible]

[illegible]

اور میں [illegible] ہوں [illegible]

حسب ذیل ہے:-

(۱) حضرت مرزا صاحب نے ازالہ اوہام میں نبوت کے دعوے سے انکار کرتے ہوئے ظلی نبوت کا اقرار کیا ہے اور ظلی نبوت کو محدثیت قرار دیا ہے اور محدث کو مجازاً نبی۔ دوسری طرف حقیقۃ الوحی میں بھی ظلی بروزی نبی ہونیکا دعویٰ ہے جسے مجازاً نبی کہا ہے جیسا کہ فرمایا ہے:-

ازالہ اوہام	حقیقۃ الوحی
آنے والا نبی محدث ہونے کی وجہ سے مجازاً نبی بھی ہے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۳۴۹)	سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔ یعنی اللہ نے مجازی طور پر میرا نام نبی رکھا ہے نہ حقیقی طور پر (ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

حقیقۃ الوحی میں تریاق القلوب کے عقیدہ کی تصدیق

(۲) قادیانی جماعت کو مسلم ہے کہ حضرت مرزا صاحب تریاق القلوب میں اپنے آپ کو غیر نبی تسلیم کرتے ہیں اور یہی حق ہے لیکن حضرت مرزا خود حقیقۃ الوحی میں ایک فوجداری مقدمہ کا ذکر کرتے ہوئے جو ۱۹۰۳ء میں گورداسپور میں ہوا تھا۔ لکھتے ہیں کہ ان سے فریق مخالف کے وکیل نے سوال کیا:-

وکیل کا سوال "کیا آپ کا مرتبہ ایسا ہے۔ جیسا کہ تریاق القلوب کتاب میں لکھا ہے۔"

حضرت مرزا صاحب کا جواب "ہاں خدا کے فضل سے یہی مرتبہ ہے اسی نے یہ مرتبہ مجھے عطا کیا ہے۔"

گویا ۱۹۰۷ء میں حقیقۃ الوحی لکھتے وقت حضرت مرزا صاحب کے ذہن میں ان کے اس مرتبہ میں جو تریاق القلوب میں لکھا ہے کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ یا یا الفاظ دیگر وہ ایک غیر نبی تھے۔

غلطی کے ازالہ کی عبارت

(۳) قادیانی جماعت جو غلطی کے ازالہ کو تبدیلئ عقیدہ کے ثبوت میں پیش کرتی ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ غلطی کے ازالہ میں حضرت مرزا صاحب تو اپنے دعوے میں کسی تبدیلی کے نہ ہونے کا خود اقرار کرتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا:-

"ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں میں خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔"

زیر خط الفاظ بتاتے ہیں کہ جس طور کا نبی کہلانے سے پہلے انکار نہیں کیا۔ اسی قسم کا نبی کہلاتے ہیں۔ اس اشتہار (ایک غلطی کا ازالہ) سے انکار نہیں لہذا یہ ماننا پڑا کہ اس اشتہار سے پہلے اور پیچھے ایک ہی قسم کی نبوت کا دعویٰ ہے۔

حقیقۃ الوحی میں سے پیش کردہ حوالہ کی حقیقت

(۴) قادیانی جماعت کا تمام زور حقیقۃ الوحی کی مندرجہ ذیل عبارت پر ہے:-

"اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا۔ تو میں اسے ایک جزوی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی۔ اور ایک پہلو سے امتی۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹-۱۵۰)

اس عبارت کا اصل مقصد

بادی النظر میں اس عبارت سے یہ دھوکا لگ سکتا ہے۔ کہ عقیدہ میں تبدیلی ہوئی۔ لیکن جب ذرا تامل سے کام لیا جاتا ہے تو معاملہ برعکس ہے۔

(الف) سب سے پہلے لفظ "اوائل" غور طلب ہے کوئی عقلمند ان الہامی ماموریت کے آخری سالوں کو اوائل کا زمانہ نہیں کہہ سکتا۔ اور چونکہ اوائل کے پہلے الفاظ "اسی طرح" کے موجود ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ یوم پنجشنبہ یکم ذوالحجہ ۱۳۵۳ھ نمبر ۱۶

اِس صدی کا مجدد کہاں ہے؟

معاصر "ہند" کی خدمت میں چند مخلصانہ گذارشات

مولانا عبدالرزاق صاحب ملیح آبادی کا ہفتہ وار "ہند" اشتمال پسندی و اشتراکیت کا حامی ہونے کے باوجود معقول و متین اخبار سمجھا جاتا ہے۔ اس کے مزاحیہ صفحات سے قطع نظر کرتے ہوئے ہم بھی اس رائے کی تائید کر سکتے ہیں۔ اس کا طرز تحریر بالعموم شریفانہ اور اس کے اختلاف میں خلوص کی جھلک ہوتی ہے۔ معاصر موصوف ۸ار فروری کی اشاعت میں "اسلام کے احیاء و تجدید کی ضرورت" کے عنوان سے رقمطراز ہے:۔

"اس ذات برتر نے یہ بندوبست کر دیا ہے کہ ہر زمانہ میں مجدد ہوا کرینگے جو اسلام کو از سرِ نو زندہ کر دیا کریں گے۔ ظاہر ہے خود اسلام پر تو موت طاری نہیں ہو سکتی کیونکہ اسلام مادیات کا نہیں بلکہ روحانیت کا نام ہے البتہ اسلام کے ماننے والوں کی روحوں پر جمود کی موت طاری ہو سکتی ہے۔ مجدد اسی لئے آیا کرینگے کہ ان روحوں میں ایک نئی زندگی پھونک دیں اور انہیں از سرِ نو زندہ و جوان بنا کر میدان میں لا کھڑا کریں تاکہ راہ حق میں سرفروشی کریں اور کلمۃ اللہ کو بلند و بالا کریں"۔

مندرجہ بالا سطور میں معاصر موصوف نے امت محمدیہ میں مجددوں کے آنے اور ان کی ضرورت و اہمیت کو نہایت واضح الفاظ میں تسلیم کیا ہے اس کے بعد اسی مضمون میں ارشاد ہوتا ہے:۔

"ہر زمانہ میں اصلاح و تجدید دین کی ضرورت ہے یہ ضرورت موجودہ زمانہ میں سب سے زیادہ سخت ہو چکی ہے ..... یقیناً یہی وہ زمانہ ہے کہ دین کی تجدید و احیاء کا کام کیا جائے مسلمانوں کی حالت چوپایوں سے بدتر ہو چکی ہے ان کے عوام صُمٌّ بُکْمٌ فھم لا یعقلون ہو رہے ہیں۔ اُن کے تعلیمیافتہ تقلید مغرب میں گرفتار اور اجنبی حکومت کی غلامی پر نازاں ہیں۔ ان کے علماء جہل، جمود، ظلمت، شر، فساد و ضلالت کے سامان بن چکے ہیں۔ پورا آوا بگڑ چکا ہے جو برتن نکلتا ہے ٹیڑھا ہی نکلتا ہے۔ اس زمانہ میں مسلمان "لفظ" کا مطلب یہ ہے کہ بے عقلی، نالائقی، بے حسی، پستی، ابتری، بربادی، یہ صورت حال اس وجہ سے پیدا ہوئی ہے کہ مسلمانوں کی روحوں پر جمود کی موت طاری ہو چکی ہے"۔

۱۵ر فروری کی اشاعت میں ہمارے معاصر نے مسلمانوں کی زبون حالی بے دینی اور بدعملی پر مندرجہ ذیل الفاظ میں ماتم کیا ہے:۔

"مسلمان روز بروز اسلام سے دور اور گمراہی کے قریب ہوتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ اس چودھویں صدی میں حالت یہ ہو گئی ہے کہ حقیقی دین کو بے دینی سمجھا جانے لگا ہے اور کھلی ہوئی بے دینی کو سچا دین الٰہی قرار دیا گیا ہے ..... آج ہم مسلمان پورے دین سے اس طرح نکل چکے ہیں جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے"!

ان طویل اقتباسات سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہوتی ہے کہ ہمارا محترم معاصر ہر زمانہ میں مجددوں کے آنے پر ایمان رکھتا ہے اور ان کے وجود کو اسلام کے احیاء و تجدید اور مسلمانوں کی فلاح و بہتری کا ذریعہ سمجھتا ہے اس کے علاوہ وہ موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی زبون حالی، بے عملی، بے دینی کو پوری طرح محسوس کرتے ہوئے ایک مجدد کا منتظر ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہم یقین کرتے ہیں کہ ہمارا فاضل معاصر حدیث مجدد "ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا" سے بخوبی واقف ہوگا۔ یہ حدیث مجددوں کے آنے اور ان کی ضرورت و اہمیت ثابت کرنے کے لئے ایک ایسی زبردست دلیل ہے کہ اس کو کسی صورت میں بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے۔ جب ہر زمانہ میں مجددوں کا آنا صحیح اور ضروری ہے اور ان کے وجود کے ساتھ اسلام کی تجدید اور مسلمانوں کی فلاح و بقا وابستہ ہے اور مسلمانوں کی موجودہ حالت پکار پکار کر ایک مجدد کی ضرورت کا مطالبہ کر رہی تھی اور نصف سے زیادہ صدی بھی گزر چکی ہے تو ان حالات و اعترافات کی روشنی میں ہم اپنے محترم معاصر سے سوال کرنا چاہتے ہیں کہ موجودہ صدی کا مجدد کہاں ہے؟ وہ اور اس کی جماعت نے اسلام اور مسلمانوں کے لئے کیا کیا ہے اور کیا کر رہی ہے؟ یہ سوال معمولی نہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس پر پوری متانت اور ذمہ داری سے غور کیا جائیگا۔ اگر یہ صحیح ہے کہ مجدد آتے ہیں اور دین کی تجدید اور مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ہی آتے ہیں تو حالات کا فتویٰ یہی ہے کہ وہ مجدد آ چکا ہے اس زبون حالی و دور ذلت میں ایک اور صرف ایک شخص موجودہ صدی کے مجدد ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے کیا دیانتداری اور اصول پسندی کا تقاضا یہ نہیں کہ اس کے دعوےٰ اور کام پر انصاف اور ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے؟ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے صدی کے سر پر مجددیت کا دعوےٰ کیا اور اپنے کام سے مجدد ہونا ثابت کر دیا۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کے دعوےٰ کو تسلیم کر لیں یا اس کو غلط ثابت کر کے کسی دوسرے مجدد کا سراغ نکالیں، ورنہ حضرت نبی کریمؐ کی ایک زبردست پیشگوئی پر حرف آتا ہے اور وہ غلط ٹھہرتی ہے۔ کیا ہمارے معاصر نے کبھی ان باتوں کو بھی سوچا ہے اگر نہیں کیا۔ تو ہم اس کی توقع کر سکتے ہیں؟

یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ مجدد کی شناخت کی کسوٹی قرآن و حدیث ہے، ہماری یا آپ کی، زید کی یا بکر کی خواہشات و رجحانات اس کے لئے معیار اور کسوٹی کا کام نہیں دے سکتے۔ یہ صحیح نہیں کہ ہندوستان کا ایک اخبار نویس اٹھے اور کہے کہ میں کسی کو مجدد اس وقت تک نہیں مانوں گا، جب تک وہ ہندوستان کو درجہ نوآبادیات یا کامل خودمختاری نہ دلا دے، اسی طرح ایک چینی اپنے ملک کو جاپان اور روس کے اثر سے پاک کرانے کا مطالبہ کر سکتا ہے ایک حبش کا باشندہ یہ کہہ سکتا ہے کہ کوئی میرے ملک کو اٹلی کی یورش سے بچائے تب میں مجدد مانونگا۔ ظاہر ہے کہ یہ باتیں نادانی اور مضحکہ انگیزی کی حد تک پہنچتی ہیں۔ ان میں ذرہ بھر بھی معقولیت نہیں، مجدد کا کام سلطنتوں کو بنانا یا بگاڑنا۔ یا قوموں اور ملکوں کے سیاسی معاملات کو حل کرنا نہیں بلکہ وہ روحوں کو پاک کرنے اخلاق کو اچھے بنانے اور مردہ دلوں کو زندہ کرنے کے لئے آتا ہے وہ دین کی اصل تصویر کو گرد و غبار اور دھبوں سے پاک کر کے دکھلاتا ہے وہ اللہ کے بندوں کو اللہ کے آستانہ پر جھکا دیتا ہے اور زندہ خدا پر زندہ ایمان پیدا کر دیتا ہے۔

قادیانی جماعت کا "صبر و حکمت"

جناب خلیفہ قادیان اپنے ایک تازہ خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"میں سمجھتا ہوں جتنا ہماری جماعت حکمت کے ماتحت ہر کام کرنے کی عادی ہے خود یورپ بھی اتنا حکمت کے ماتحت کام کرنے کا عادی نہیں، حالانکہ وہ تعلیم میں بہت آگے ہے مثلاً جتنا ہمیں اشتعال دلایا جاتا اور مخالفوں کی طرف سے گالیاں دی جاتی ہیں۔ کیا دنیا کی کوئی قوم ہے جو اس قسم کی اشتعال انگیزی کو برداشت کر سکے؟ صرف ہماری جماعت دنیا میں ایسی ہے جو صبر کا بہترین نمونہ پیش کر رہی ہے"۔ (الفضل ۳ مارچ ۳۵ء)

شاید بعض زبردستوں کے مقابلے میں قادیانی جماعت گالیاں کھا کر چپ رہتی ہو۔ لیکن ہم نیاز مندوں کو تو اس نے ہمیشہ بلا قصور بری سے بری گالیاں دی ہیں۔ اگر خلیفہ صاحب کو گوشہ تکلم کے بھلکوں والا خطبہ یاد نہ رہا ہو تو اپنے ایک خاص الخاص مرید میاں فخرالدین ملتانی تاجر کتب قادیان کی ان گالیوں کو ملاحظہ فرمالیں جو انہوں نے غالباً آپ کے ایما سے ۲۸ فروری کے فاروق میں ہمیں دی ہیں۔ باقی رہی حکمت سو اس کے متعلق گذارش ہے کہ اجرائے نبوت اور تکفیر المسلمین کے غلط، خلافت اسلام اور روح اتحاد شکن عقیدے وضع کرنا اور پھر ان پر احمقانہ اصرار کیا ایسا فعل ہے جس کو عقل و حکمت اور انصاف و صداقت سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

بلدیہ لاہور کے صدر کا انتخاب

مسلمانان لاہور کا مطالبہ تھا کہ ان کو بلدیہ میں اکثریت حاصل ہونی چاہیے ڈاکٹر مسٹر گوکل چند نارنگ نے پہلے تو انکے اس جائز اور مبنی بر انصاف مطالبہ کو بہرے کانوں سے سنا لیکن آخر وہ ایک حد تک ان کے سامنے جھکنے پر مجبور ہو گئے گذشتہ ہفتہ منتخب اور نامزد ارکان کے نام گزٹ ہو چکے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو ایک نشست کی اکثریت حاصل ہو گئی ہے ہم تمام مسلمان ارکان کی خدمت میں دل مبارکباد عرض کرتے ہوئے ان سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ کامل اتحاد و اتفاق کے ساتھ کام کریں اگر اکثریت کے باوجود بھی وہ اپنی قوم کے حقوق کی حفاظت سے قاصر رہ گئے تو یہ ایک قابل افسوس اور ناقابل برداشت بات ہوگی۔ سنا ہے کہ صدر کے انتخاب کے بارہ میں مسلمان ارکان میں کچھ اختلاف رونما ہو گیا ہے۔ جو بےحد تشویشناک بات ہے ہم معاصرین کے ہر ایک مسلم امیدوار کی خدمت میں دلی خلوص سے عرض کرینگے کہ غیر دل کے

مثال کا فلسفہ

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

سوال:- ان اللہ لا یستحیٰ ان یضرب مثلا ما بعوضۃ فما فوقہا

اس آیت کا ربط ماقبل سے کیا ہے۔ تمام قرآن میں بعوضہ کی مثال کہیں نہیں پھر اس اعتذار کا کیا مطلب ہے؟ مفسرین جو اس کا سبب نزول ذکر عنکبوت و ذباب قرار دیتے ہیں ٹھیک نہیں۔ کیونکہ مکی سورت میں سوال اور نزول جواب مدینہ میں اور وہ بھی اس طرح کہ بجائے موضوع سوال کے ایک الگ چیز بعوضہ کا ذکر

جواب:- اس آیت میں مچھر کی مثال پر اعتذار تو نہیں جب قرآن میں مچھر کی مثال ہی کوئی نہیں۔ تو اس پر اعتذار کیسا؟ اس آیت میں تو مثال دینے کا فلسفہ بیان فرمایا ہے۔ اس رکوع میں دعوےٰ کیا تھا کہ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ الخ یعنی تم اس کتاب سے جو ہم نے اپنے بندہ (محمد صلعم) پر اتاری ہے شک میں ہو۔ تو اس جیسی ایک سورت بنا لاؤ۔ قرآن کا مقصد ھدی للمتقین ہے پس اس شان کی کتاب یا اس جیسی ایک سورۃ کا مطالبہ کیا۔ جو دنیا کو ہدایت ایسی فصیح اور بلیغ اور پر حکمت اور پر معانی طریق پر دیتی ہو اور اپنے اندر ایسا اثر و کمال رکھتی ہو۔ جو قرآن نے عربوں پر کر کے دکھلایا۔ اور پھر یہ تحدی کی۔ کہ جاؤ۔ اپنے سب مددگاروں کو بلالو۔ تم اس جیسی ایک سورت پھر بھی نہ لاسکو گے۔ اور کبھی بھی نہ لاسکو گے اس کے بعد وعید کا ذکر کیا کہ ایسے مکمل اور کامل ہدایت نامہ کے انکار کا نتیجہ لازماً آگ ہے اور اس کے اتباع کا نتیجہ یقیناً جنت ہے۔

ناکام و نامراد مخالفین کے بودے اعتراضات

ناکام و نامراد مخالفین خدا اور اس کے رسول کی تحدیوں کے مقابلہ میں عہدہ برآ تو ہو نہیں سکتے۔ ایسے موقع پر نہایت لچر اور بودے اعتراض شروع کر دیتے ہیں جیسے ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جب علمائے مکفرین نے یہ الزام لگایا کہ یہ شخص عربی سے نابلد ہے تو آپ نے عربی کی بعض کتابیں لکھ کر تحدی کی کہ جاؤ۔ تم بھی اس جیسی کتاب اتنے عرصہ میں بنا لاؤ جتنے عرصہ میں میں نے لکھی ہے۔ خود معلوم ہو جائیگا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی جناب سے عربی کا علم کس کو دیا ہے بڑے بڑے فضیلت اور علم کے مدعی مولوی ایک رسالہ تک جواب میں نہ لکھ سکے۔ اور لگے لچر اعتراض کرنے کہیں کہہ دیا کہ یہاں صرفی نحوی غلطی ہے کہیں کہہ دیا کہ یہ عربی کا محاورہ نہیں ہے جن کو نہایت دندان شکن جواب دیا گیا اور مطالبہ عربی کتاب بالمقابل لکھنے کا بار بار کیا گیا لیکن کسی کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ بالمقابل کوئی عربی کتاب لکھ کر دکھاتا۔ اسی طرح جب کل عرب بلکہ کل دنیا کے سامنے قرآن نے اپنے بے نظیر کلام ہونے کا دعویٰ کیا اور تحدی کی کہ اگر تمہیں اس کے خدا کے کلام ہونے میں شک ہے تو جاؤ۔ سب کے سب انسان مل کر بلکہ ہر زمانہ کے انسان سب کے سب اکٹھے ہو کر اس جیسی ایک سورت بنا لاؤ۔ اگر یہ ایک انسان کا کلام ہے تو کیا وجہ ہے کہ کل دنیا کے انسان مل کر اس جیسی ایک سورت نہ بنا سکیں۔ تو جرأت تو کسی کو بھی نہ ہوئی البتہ خالی ڈینگیں مارتے رہے کہ لو نشاء لقلنا مثل ھذا۔ اگر ہم چاہیں۔ تو ہم بھی اس طرح کا کلام کہہ لیں جس کے لاف گزاف ہونے میں شک ہی کیا ہو سکتا ہے جبکہ کسی نے قرآن کی اس عالمگیر تحدی سے کوئی عہدہ برآ نہ ہو سکے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ کفار نے اسلام کو مٹانے کے لئے ناخنوں تک کا زور لگایا۔ مگر یہ نہ ہو سکا کہ ایک سورت تین آیتوں کی اس جیسی بنا لائے اور اس طرح اسلام کی جڑ پر ایک کاری ضرب لگائے مگر خدا کے کلام اور اس کی تحدی کا مقابلہ انسان کیسے کر سکتا ہے

قرآن ساری مثالیں پیش کرتا ہے

پس بالمقابل سورۃ لانے کی ہمت تو نہ ہوئی البتہ قرآن کی مثالوں پر لچر اور بودے اعتراض شروع کر دیئے۔ جیسا کہ اسی آیت میں آگے ان کا اعتراض درج ہے کہ واما الذین کفروا فیقولون ماذا اراد اللہ بھذا مثلا کہ کافر کہتے ہیں کہ خدا نے اس مثال سے کیا مراد رکھی ہے۔ یہ تحقیر کے رنگ میں قول ہے۔ بات یہ تھی کہ قرآن ہمیشہ سادی اور صاف مثالیں پیش کیا کرتا ہے جس سے ایک عالم اور ایک جاہل یکساں فائدہ اٹھا سکے وہ ہمیشہ ایسی مثالیں پیش کرتا ہے جو صحیفہ قدرت میں ایک راہ چلنے کو بھی نظر آجاتی ہیں۔ وہ انہی باتوں کی طرف توجہ دلاتا ہے جسے انسان روز دیکھتا ہے اور اندھوں کی طرح ان سے کوئی سبق حاصل نہیں کرتا خود قرآن نے یوں اس کا ذکر کیا ہے فرماتا ہے وکاین من آیۃ فی السموات والارض یمرون علیہا وھم عنہا معرضون کہ آسمانوں اور زمین میں کس قدر نشان ہیں جن پر سے لوگ گذر جاتے ہیں اور ان کی کچھ پرواہ نہیں کرتے سارا قرآن اسی قسم کی مثالوں سے بھرا ہوا ہے۔ قرآن کریم چونکہ خدا کا قول ہے اس لئے صحیفۂ قدرت کی طرف جو خدا کا فعل ہے توجہ دلا کر ایک طرف اپنے کلام الٰہی ہونے پر مہر صداقت لگاتا ہے کیونکہ ضرور ہے کہ خدا کا قول اور فعل آپس میں مطابق ہو اور دوسری طرف چونکہ یہ کلام کل بنی نوع انسان کے لئے تھا اس لئے صاف اور صریح صحیفہ قدرت کی مثالیں قرآن پیش کرتا ہے جو عالم و جاہل کو یکساں مفید پڑیں۔

امثال کی خوبی اور کمال

ایک عقلمند انسان قرآن کے اس اعجاز پر حیران رہ جاتا ہے اور اس کے منجانب اللہ ہونے پر اس کا ایمان بڑھ جاتا ہے مگر ایک جاہل مخالف حقیر سے اسے دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ بات ہی کیا ہے جس کی طرف توجہ دلائی گئی۔ یہ تو ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے لیکن وہ احمق اتنا نہیں سمجھتا کہ اس روزمرہ کے مشاہدے کیا کبھی اس نے وہ نتیجہ نکالا جو قرآن نے نکالا۔ امثال کی یہی خوبی اور یہی کمال ہوتا ہے کہ کمال سادگی سے نہایت صاف اور صریح مشاہدہ کی طرف توجہ دلا کر باریک سے باریک مسائل دینیہ و روحانیہ کو حل کر دے اور یہ طرز قرآن میں بدرجہ کمال و احسن پائی جاتی ہے۔

مخالفین حق کا اعتراض اور اللہ تعالیٰ کا جواب

اسی فلسفہ کو یہاں بیان فرمایا گیا ہے قرآن کے بے نظیر ہونے کے دعوے اور اس کی تحدی پر جب مخالفین سے کچھ نہ بنا تو کہنے لگے کہ بھلا قرآن جو مثالیں پیش کرتا ہے ان میں کیا رکھا ہے نہایت سادہ سادہ باتیں اور روزمرہ کی ادنیٰ ادنیٰ چیزوں کی مثالیں ہیں۔۔۔ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ ان اللہ لا یستحیٰ ان یضرب مثلا ما بعوضۃ فما فوقہا بیشک اللہ تعالیٰ اس بات سے شرم نہیں کرتا۔ کہ وہ کوئی مثال پیش کر دے۔ جو بوجہ اپنی سادگی کے مچھر کی طرح حقیر ہو یا اس سے بھی بڑھ کر ہو۔ یاد رہے کہ بعوضہ عربی زبان میں ادنےٰ اور حقیر چیز کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے اضعف من بعوضۃ یعنی مچھر سے بھی کمزور اسی طرح یہاں بعوضہ محض اس کے ادنےٰ اور حقیر ہونے کے اظہار کے لئے استعمال ہوا ہے یعنی ایسی مثال جو بعوضہ یعنی مچھر کی طرح حقیر اور ادنےٰ ہے فما فوقہا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر حقیر مثال۔ یہاں خود مثال کو بعوضہ یعنی مچھر کہا ہے کسی مچھر کی مثال کا ذکر نہیں ہے اور بعوضہ محض حقارت کے اظہار کے لئے بطور استعارہ استعمال ہوا ہے اور یہ حقارت کا اظہار کفار کی طرف سے تھا، جو بوجہ ان کی سادگی کے انہیں حقیر سمجھتے تھے والا وہ مثالیں تو اپنے اندر نہایت عظیم الشان حقیقتیں رکھتی ہیں کفار کی اس تحقیر کے جواب میں فرمایا کہ مثال بظاہر نہایت سادہ اور بقول تمہارے ادنےٰ سہی۔ مگر ایک عقلمند کا یہ فرض ہے کہ اس کی حقیقت پر غور کرے اگر وہ نتائج صحیح رکھتی ہیں اور ان مثالوں سے صحیح اصول بنتے ہیں تو پھر خدائی کے یہ امر مخالف کیوں قرار دیا جائے کہ مثال نہایت سادہ اور بیّن ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ مخالفین اسے مچھر کی طرح حقیر سمجھیں۔

مثال کی خوبی

مثال کی خوبی یہ نہیں ہوتی کہ وہ بہت ادق اور مشکل ہو بلکہ خوبی یہ ہوتی ہے کہ اپنی سادگی کے ساتھ وہ حق ہو۔ یعنی برمحل ہو اور صحیح ہو۔ اور مشکل مسائل کو آسانی سے سمجھا سکے اور اس کے نتیجہ سے جو اصول مستنبط ہوتا ہو اس سے فائدہ اٹھا کر انسان صحیح رستے پر پڑ کر ترقی کرے چنانچہ اسی مقصد کو ان الفاظ میں ظاہر فرماتے ہیں۔ فاما الذین امنوا فیعلمون انہ الحق من ربھم کہ۔ بے شک جو لوگ ایمان لاتے ہیں۔ پس وہ جان لیتے ہیں کہ بلاشبہ وہ حق تھا۔ اور ان کے رب کی طرف سے تھا یعنی مخالف تو اس مثال سے نفع نہیں اٹھاتا لیکن ایمان لانے والے اپنی تحقیقات میں ہمیشہ اسے صحیح اور برمحل اور حق پاتا ہے اور جب اس پر وہ عمل کرتا ہے تو اپنے رب کی ربوبیت سے حصہ پا کر وہ ترقی کرتا ہے اور اس وقت وہ بطور حال محسوس کرتا ہے کہ یہ مثال اس کے رب نے بڑی بھی دی تھی۔ ہاں ایک کافر جو اس ہدایت کی نعمت کا شکر گذار نہیں وہ یہی ہرزہ سرائی کرتا رہتا ہے کہ لوجی یہ مثال ہی کیا ہوئی۔ اس کا مطلب ہی کیا ہے وہ اپنے تکبر اور خود پسندی سے ایک سچی مثال کو جو اسی کے بھلے کے لئے تھی فائدہ نہیں اٹھاتا۔ اور محروم رہ جاتا ہے اور گمراہی میں پڑا رہتا ہے جیسا کہ یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا کہہ کر فرمایا کہ ان ہدایت سے بھری ہوئی مثالوں کے ہوتے ہوئے بھی بہت لوگ گمراہی میں پڑے رہ جاتے ہیں ہاں بہت لوگ کامیابی کی منزل پر بھی پہنچ جاتے ہیں اور یہ وہ ہوتے ہیں جو تکبر نہیں کرتے اور حق سے فائدہ اٹھا کر ربوبیت الٰہی کے نیچے اپنے تئیں لے آتے ہیں۔

مثال کی سادگی کو حقیر نہ سمجھو

پس مذکورہ بالا آیت میں مثال کے اس فلسفہ کو بیان کیا ہے کہ مثال کی سادگی کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھو۔ بلکہ یہ دیکھو کہ وہ مثال حق ہے یا نہیں۔ یعنی برمحل اور صحیح اصول پیش کرتی ہے یا نہیں اور جو اصول اس سے مستنبط ہوتا ہے۔ وہ انسان کے نفع اور ترقی کا موجب ہے یا نہیں۔ اگر یہ سب کچھ اس میں موجود ہے اور بایں ہمہ وہ نہایت سادہ ہے۔ جس سے عالم اور جاہل یکساں فائدہ اٹھاتے ہیں تو پھر اس کے اعجاز ہونے میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے۔

طارق ثانی اور ہم

(از جناب محترمہ مسز رحمت الٰہی صاحبہ)

پُرخلوص باپ اور پرجوش بیٹے کی خط و کتابت

حضرت امیرؒ کا اعلان اور ایک پُرخلوص باپ اور پرجوش بیٹے کی خط و کتابت قریباً ہر فرد جماعت تک پہنچ چکی ہوگی۔ سبحان اللہ و بحمدہ مجھے اس کے پڑھنے سے جس قدر خوشی ہوئی۔ قوت بیان سے باہر ہے بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور دل سے ہزاروں دعائیں فتح اسلام اور اپنی جماعت کی کامیابی کیلئے نکل رہی تھیں۔ یہ مجنونانہ ولولہ، یہ پہاڑ کی طرح بلند اور مضبوط امنگیں، یہ حقیقی عشق صداقت ہی کا نشان ہیں۔ یقیناً یہ تائید ربی ہے، دشمن اگر تمسخر اور توہین پر تلا رہے۔ تو اس کی کم نصیبی ہے۔ خدا ایسے سنگدل کو ہدایت دے۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ طارق بن زیادؓ کے بعد اس طویل عرصے میں **طارق بن امجد!!!** سے پہلے کوئی فرد یا کوئی جماعت اس ولولے کی مالک نہ ہوئی۔ نہ کہیں اس امنگ کا نشان ہی نظر آیا۔ کروڑوں مسلمانوں میں سے اب بھی یہ سعادت، یہ فضیلت خدا نے مجدد اعظم ہی کے پیروؤں میں سے اس نیک نہاد بھائی کے مقدر میں کی۔ میں خدا کے حضور درد دل سے دعا کرتی ہوں کہ وہ اس عزیز بھائی کے ارادوں کو زبردست استقامت عطا فرمائے۔ اس کے ہر نیک ارادے کی تکمیل الٰہی تائید سے ہو۔ عمر دراز عطا فرمائے اور وہ دن۔۔۔ جلد آئے کہ ہم اسے دنیائے اسلام میں طارق ثانی کے لقب سے شہرت پذیر دیکھیں۔ خدا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

تائید غیبی

اور روزی رسانی تو خدا نے اپنے ذمے لی ہے۔ پھر ایسے باہمت مجاہد کے لئے ہمیں فکر کی کیا ضرورت نہ ہو بعض اوقات غیب سے ایسے سامان بھی ہو جایا کرتے ہیں۔ جو بظاہر ناممکن سے ہوتے ہیں خدا ہر ہر قدم پر کامیابیوں کے ساتھ اپنی رحمت اور تائید کی بارش فرمائے۔ اور اس کی روح کو سچی تسکین نصیب کرے جو اس کے مقصد اعلیٰ کو مضبوط کرتی چلی جائے تاریخ احمدیت میں یہ کارنامہ دنیا کے محدود سے چند باہمت زریں کارناموں میں سے ہو۔ آمین ثم آمین۔ یہ جذبہ صدق ہماری جماعت کے ہر فرد کے لئے رحمت ہے۔ شاید اسی بہانے سے ہمیں کسی نیکی کا موقعہ مل جائے۔

میرا بچہ منصور طلعت

میرا چھوٹا سا بچہ منصور طلعت ہے زندگی اور موت کے تعین سے تو صرف خدا کی ذات واقف ہے، مگر جب سے یہ خبر پڑھی ہے دل میں ایک امنگ سی پیدا ہوگئی ہے۔ بچہ ماں ہی کے ساتھ زیادہ تر وابستہ ہوتا ہے اسے دیکھ دیکھ کر ہر وقت یہ احساس پیدا ہوتا رہتا ہے۔ اکثر کہا کرتی ہوں بچہ کہ منصور تم طارق ثانی کی فوج میں شامل ہو کر میرا حق الخدمت ادا کرنا۔ جو میں تمہاری خدمت غلاظت اٹھا کر اور خون جگر پلا کر کر رہی ہوں۔ مستقبل کو خدا بہتر جانتا ہے۔ لیکن اگر یہ بچہ زندگی لے کر آیا ہے۔ تو میں اس کے خیالات کو اس بلند مقصد کی طرف مائل و راغب کرنے کا ریلنسرڈ زندگی بھر ارادہ کر چکی ہوں۔ خدا کرے یہ خود بھی سلیم الفطرت ہو۔ اور خدمت دین اس کے مقدر میں ہو۔ اور زندگی اور خدمت دین اس کے لئے لازم ملزوم ہو۔ آمین

عورت مرد کی معاون ہے

مگر جب سے میں نے یہ خبر پڑھی ہے۔ خوشی کے ساتھ ساتھ ایک فکر بھی دامنگیر ہوگئی ہے۔ وہ یہ کہ خدا نے مرد کو جہاد کا موقعہ دے رکھا ہے اور اسے اس قابل بنایا ہے کہ وہ فقط اللہ پر بھروسہ رکھ کر دنیا میں اپنے ارادوں کو تکمیل دے سکے مگر عورت کو خدا نے ہی اپنے نظام کے ماتحت کمزور بنایا ہے۔ نیز یہ چیز یعنی جہاد اس صورت میں اس کے فرائض میں نہیں رکھا۔ عورت اگر یہ کام انجام دے تو خوب ہے مگر اس کے ذاتی فرائض میں تن تنہا نکل پڑنا۔ یا اس رنگ میں خدمت اسلام یا خدمت قوم کو نہیں رکھا گیا۔ آغاز اسلام کی تاریخ پیش نظر ہے۔ وہاں عورت میدان جنگ کے خطرناک اور دہشت انگیز ماحول میں موجود ہے مگر معاون کے طور پر نہ کہ ذمہ دار حیثیت سے۔ غرض عورت کا مرد کے فرائض میں ممد و معاون ہونا احسن ہے مگر ان میں ذمہ دار بننا مفید نہیں اور منشائے الٰہی کے بھی خلاف ہے۔ یہ خرابی اس وقت یورپ میں بھی بسبب وضاحت سے نظر آ رہی ہے

تین مفید تجاویز

غرض یہ ہے کہ میں یہ تجویز پیش کرنا چاہتی ہوں۔ کہ ہم مستورات گھروں کی ذمہ دار و منتظم ہونے کی حیثیت سے اس مبارک جہاد میں شریک ہو سکتی ہیں۔ جس طرح زمانہ سلف کی خواتین جنگ میں حصہ لیکر مردوں کی امداد کا باعث ہوتی تھیں اور ان کے کام کو تقویت ملتی تھی میرے خیال میں کئی دن سے مندرجہ ذیل تین تجاویز ہیں۔ بہت غور کرنے کے بعد تحریر کرتی ہوں۔ ممکن ہے ان میں سے ایک بھی قابل عمل نہ ہو یا کوئی ایک رد کر دینے کے لائق سمجھی جائے۔ تاہم ان کا اظہار فرض سمجھتی ہوں۔

(۱) عورت قوموں کے مستقبل کی کس حد تک ذمہ دار ہے یہ نہایت ہی اہم سوال ہے۔ عورت کے ہاتھوں میں یہ باگ ننھے ننھے بچوں کی صورت میں دی گئی ہے۔ ان کی اخلاق قوم کی بنیاد ہوتی ہے۔ وہی ناتواں و معصوم بچے جو ابتدا میں کچھ حقیقت نہیں رکھتے آگے چل کر قوم کے ستون اور ملک کے ہونہار سپوت ہوتے ہیں۔ انہیں پر ملک قوم تمدن و معاشرت علم و ثروت کا انحصار ہوتا ہے انہیں کے ہاتھ ملکوں کی عنان حکومت تھامتے ہیں۔ ان کی پرورش و تربیت عورت کے ذمہ ہے۔ اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ عورت قوم کے مستقبل کی کس حد تک ذمہ دار ہے یہ خود ایک مستقل عنوان ہے جہاں تک میری تجویز کو تعلق ہے میں عرض کرتی ہوں، کہ جماعت کی دیندار و حساس خواتین اس تحریک کو خاص اہمیت دیں اور اپنے ننھے ننھے بچوں کے دماغوں میں ابھی سے اس کام کی محبت و عظمت پیدا کریں۔ **طارق اول اور طارق ثانی** کے ناموں سے ان کا تعارف کرائیں اور ان کے دلوں میں دین کی خدمت۔ محبت اور شوق پیدا کریں ہاں یہ بات بچے میں نہایت آسانی سے پیدا کر سکتی ہے شاید بظاہر یہ بہت معمولی تجویز معلوم ہو۔ مگر یہی احساس ہر کام کا سنگ بنیاد ہے اور یہی سب سے زیادہ ضروری چیز ہے اور یہ بہت حد تک عورت کے ہاتھ میں ہے

(۲) دوسری تجویز یہ ہے کہ ہم چند سال کے لئے (جن کا تعین مشورے سے ہو یا جناب سیکرٹری صاحبہ انجمن خواتین کریں) اپنی سلائی کی آمد سپین فنڈ کے لئے وقف کر دیں یہ ہماری طرف سے مجموعی طور پر مالی امداد ہوگی جو کہ بجائے خود ایک جہاد ہے

(۳) جماعت میں بہت سی متمول بہنیں ہیں اگر ہر وہ بہن جو پچاس تولے سونا رکھتی ہے اپنے زر کا پچاسواں حصہ یعنی ایک تولہ سونا سپین فنڈ میں دیدے تو اس کے مال میں کوئی نمایاں کمی واقع نہ ہوگی اور یہ قطرہ قطرہ مل کر دریا بن جائیگا اور ایک مستقل رقم جمع ہو جائیگی سونا یا اس کی قیمت بھی دی جا سکے گی۔ اس تجویز کے پاس ہونے کے بعد آٹھ وعدوں کی رقم یا سونے کی وصولی انشاء اللہ شروع ہو جائیگی

میری طرف سے ایک تولہ سونے کا وعدہ سمجھا جائے استدعا ہے کہ یہ تجاویز احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن میں بھی پیش کی جائیں تاکہ آسانی سے ان پر تبادلہ خیالات ہو سکے۔

خاکسار

مسز رحمت الٰہی لائل پور

مساجد فنڈ

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

ہماری جماعت میں بہت سے مقامات پر مسجدوں کے بنوانے کی ضرورت ہے اور جماعت کی ترقی کے لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ ہر مقام پر جہاں جماعت ہے مسجد بھی ہو۔ جہاں پانچ وقت احباب جمع ہو سکیں۔ چونکہ جماعت کے افراد اکثر مقامات پر اس قدر طاقت نہیں رکھتے کہ خود مسجد بنوانے کیلئے کافی رقم جمع کر سکیں اس لئے یہ تجویز کی گئی ہے کہ ہر سال عید اضحی کے موقعہ پر مساجد کے . . . . . بنوانے کے لئے خاص طور پر چندہ کیا جایا کرے جس میں ساری جماعت حصہ لے۔ اس طرح پر اللہ تعالیٰ چاہے تو ہر سال ایک دو جگہ پر مسجد بن جایا کرے گی۔ اور پانچ سات سال میں ہماری یہ کمی پوری ہو جائیگی۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ مسجدوں کے ساتھ ہماری جماعت کا قدم بھی ترقی کی طرف زیادہ تیزی سے بڑھے گا کیونکہ مسلمانوں کی ترقی کا اصل راز ہی مسجد کو مرکز بنانا ہے۔ اس تحریک کو کامیاب کرنے کے لئے میں حسب ذیل امور کی طرف اپنے جملہ احباب کو توجہ دلانا چاہتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ اس تحریک میں ساری جماعتیں اور سارے احباب فرداً فرداً بھی حصہ لیں گے۔

اوّل۔ جماعت کے ذی مقدرت احباب مسجدیں بنانے کے نیک کام میں دل کھول کر حصہ لیں۔ اور اپنی حسب توفیق اس کار خیر میں حصہ لے کر دوسرے احباب کے لئے نمونہ بنیں۔

دوم۔ جو احباب عید کے موقعہ پر زیادہ تعداد میں جانور ذبح کرتے ہیں، وہ فی خاندان صرف ایک جانور کے ذبح کرنے پر اکتفا کریں۔ کیونکہ ایک جانور ایک گھر کی طرف سے کافی ہے اور اس طرح جو رقم بچے اسے **مساجد فنڈ** میں دیں۔

سوم۔ عید اضحی کے موقعہ پر ہر ایک دوست بلا استثناء کم سے کم ایک روپیہ علاوہ عید فنڈ کے مساجد فنڈ کے لئے ادا کرے۔ اور اس تحریک سے کوئی دوست باہر نہ رہے۔

ہمارے دوستوں کی یہ تھوڑی تھوڑی قربانی انشاء اللہ بہت بڑے ثواب کا موجب اور عظیم الشان کامیابی کا پیش خیمہ ہوگی۔

اس تحریک کو قومی تحریک سمجھ کر جملہ احباب اس کے کامیاب بنانے میں ساعی ہوں۔ اور ہر جگہ نماز جمعہ میں اس کے متعلق احباب میں فوراً تحریک کی جائے۔ والسلام

محمد علی

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں

—— ۳ر مارچ کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ بلڈنگس میں ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کا جلسہ بصدارت جناب مولانا محمد یعقوب خانصاحب منعقد ہوا۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب سیکرٹری ایسوسی ایشن نے "احمدیت اور قادیانیت کا فرق" کے موضوع پر ایک مؤثر و مدلل تقریر کی۔

—— ۴ر مارچ کی شام سے جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے مسجد احمدیہ بلڈنگس میں درس قرآن شریف شروع کر دیا ہے

—— جناب ڈاکٹر عبدالمجید صاحب پشاور نے احمدیہ ہوسٹل کیلئے ایک روپیہ ماہوار دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جزاک اللہ۔ اب صرف چند باہمت اور درکار ہیں۔

—— خواجہ غلام نبی صاحب مجور کے والد محترم تاحال بیمار ہیں

—— میاں عبدالشکور صاحب محصل کے والد صاحب بھی علیل ہیں۔ ان دونوں بزرگوں کے لئے درد دل سے دعائے صحت کیجائے

—— یہ سننا موجب مسرت ہے کہ مولوی آفتاب الدین صاحب امام مسجد دوکنگ اور مولوی عبدالمجید صاحب سابق امام کو اللہ تعالےٰ نے اولاد نرینہ سے سرفراز فرمایا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور دونوں بچوں کو صحت و مسرت کے ساتھ عمر دراز دے اور خادم دین بنائے۔

—— جناب خواجہ نذیر احمد صاحب اور جناب خانصاحب چودھری فتح شیر خانصاحب لاہور میونسپلٹی کے ممبر نامزد ہوئے ہیں۔ پیغام صلح ان کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتا ہے اور حکومت کو اس صحیح انتخاب پر مبارکباد دیتا ہے۔

—— لاہور میں ۶ر مارچ کی شام کو عید کا چاند دیکھا گیا اس حساب سے عید ۶ار مارچ کو ہوگی۔ آئندہ پرچے میں عید کے متعلق ضروری مسائل درج ہوں گے۔ اس موقع پر احباب اور جماعتوں کے جو فرائض ہوتے ہیں ان کی ادائیگی کے لئے انہیں تیار رہنا چاہیئے۔ امسال حسب معمول جماعت کے متعدد احباب حج کو گئے ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا کی جائے۔

—— جناب نور محمد صاحب سابق نائب تحصیلدار نمبر ڈیرہ غازیخاں سے تحریر فرماتے ہیں کہ یکم مارچ کو ان کی تیرہ سالہ نوجوان صاحبزادی کا انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نہایت نیک اور سعادت مند لڑکی تھی

—— پیغام صلح:۔ اس حادثہ میں ہمیں جناب نور محمد صاحب اور مرحومہ کی والدہ محترمہ سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ مرحومہ کی والدہ کے اولاد نرینہ کوئی نہیں صرف دو لڑکیاں تھیں۔ تمام احباب مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھیں اور اس کی بہن کی درازی عمر کی دعا کریں۔

—— انتہائی رنج و افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ ہمارے عزیز دوست قاضی بشیر محمد صاحب کا نومولود صاحبزادہ ۲۸ر فروری کو انتقال کر گیا۔ انا للہ۔ ہمیں اس حادثہ میں قاضی صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔

زمیندار کے علاموں کے ارشادات

(از جناب ابوالفضل صاحب)

زمیندار کی بنجر زمین سے ہر سال نئے نئے علامے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ آج کل ایک علامہ رشدی صاحب کرم آباد کی شور زمین پر نمودار ہوئے ہیں اور اپنے اُن داتا کے نقش قدم پر الول جلول لکھتے رہتے ہیں۔ تازہ زمیندار ۲ر مارچ میں ارشاد ہوتا ہے :۔

"میں آدم ہوں۔ میں شیث ہوں۔ میں نوح ہوں الخ"
(حقیقۃ الوحی ص۷۲)

یہ مراق بڑھنے کا نتیجہ ہے۔ لیکن اسی کے عین مطابق آپ کے ایک بزرگ فرما گئے ہیں:۔

"میں ہی آدم ہوں۔ میں ہی شیث ہوں۔ میں ہی نوح ہوں۔ میں ہی ابراہیم ہوں۔ میں ہی موسےٰ ہوں۔ میں ہی عیسےٰ ہوں۔ میں ہی محمد ہوں۔ صلی اللہ علیہ وسلم وعلےٰ اخوانہ اجمعین۔ (کلمات حضرت بایزید بسطامی در تذکرۃ الاولیاء حضرت فریدالدین عطارؒ)

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت مرزا صاحب تو گذشتہ اولیاء کے نقش قدم پر ہیں۔ مراق اگر ہے تو علامہ رشدی یا ان کا ان داتا ہے پھر ارشاد ہوتا ہے کہ:۔

"ولٰکن شبہ لھم (لیکن وہ شبہ میں ڈال دیئے گئے)"

لیکن علامہ صاحب نے یہ نہ بتایا کہ یہ معنے انہوں نے کس "ان داتا" سے سیکھے ہیں۔ ذرا الفاظ کو دیکھکر معنے کرو۔ اور پھر اپنے علماء کرام کا عقیدہ بھی زیر نظر رکھو۔ کہ کسی شخص پر ان کی تشبیہ ڈال دی گئی وہ کیسے اور کس طرح شبہ میں ڈال دیئے گئے قرآن و حدیث صحیحہ سے معنے درست کرو۔

پھر لکھتا ہے:۔ "بل رفعہ اللہ الیہ (اللہ تعالےٰ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا) اللہ تعالےٰ کہاں بیٹھا ہے کہ لسے اپنی طرف اٹھا لیا۔ اگر کہو عرش پر۔ سو بیچارے مسیح کو اٹھانا تھا تو اپنے پاس بموجب عقیدہ . . . . مولوی صاحبان عرش پر لے جانا تھا لیکن مولویوں کے عقیدہ کے مطابق اسے درمیان ہی میں کیوں چھوڑ دیا۔

پھر علامہ صاحب لکھتے ہیں کہ:۔ جب مسیح ابن مریم زمین پر نازل ہونگے تو وہ حکومت کرینگے۔ کسر صلیب کا باعث ہونگے یعنی تمام عیسائی مسلمان ہو جائیں گے لحم خنزیر کی ممانعت کریں گے جزیہ وصول کرینگے اور دولت کی افراط ہو جائیگی۔ الخ

کہاں ہیں فتوے باز علمائے کرام" ذرا اس نیم احمدی کی خبر لیں جو کسر صلیب سے عیسائیوں کا مسلمان ہونا اور قتل خنزیر بہت سے لحم خنزیر کی ممانعت مراد لیتا ہے۔ علامہ صاحب کسی مولوی سے پوچھ تو لیں کہ یہ معنے کر کے آپ مسلمان بھی رہ گئے ہیں یا اسلام سے باہر نکل گئے

پھر لکھا ہے:۔ کہ ابن جوزی نے کتاب الوفا میں حضرت مسیح کے متعلق عبداللہ بن عمر کی حدیث مرفوع درج کی ہے اس کا مضمون یہ ہے کہ حضرت عیسےٰ میرے ساتھ میرے مقبرہ میں دفن کئے جائیں گے۔

اول تو حدیث میں مقبرہ کی بجائے قبر ہے لیکن علامہ صاحب کسی مولوی سے یہ فتویٰ بھی لے لیں کہ آیا آنحضرتؐ کا مقبرہ مبارک اکھاڑنا بھی ثواب کا کام ہوگا۔ اور پھر حضرت نبی کریمؐ کی قبر مبارک اکھاڑ کر اس میں مسیح کا دفن کرنا کونسے فتوے کی رد سے جائز ہوگا؟

ماحصل یہ کہ ان علامہ "زمین شور" نے عجیب عجیب نقاط بیان کر کے اپنے ان داتا کا حق خدمت ادا کیا ہے۔

خبریں

—— لاہور ۵ر مارچ۔ جدید میونسپل کمیٹی کے ارکان کے نام سرکاری گزٹ میں شائع ہو چکے ہیں جن کی رو سے ۴۹ نشستوں میں ۲۴ مسلمانوں کے حصے میں آئیں تمام غیر مسلموں کے مقابلہ میں مسلمانوں کو ایک نشست کی اکثریت حاصل ہو گی۔

—— یہ بات قابل افسوس ہے کہ کرسی صدارت کے لئے دو مسلم امیدواروں میں افسوسناک کشمکش شروع ہو گئی ہے۔

—— لندن ۴ر مارچ۔ خیال ہے کہ شاہ سیام عنقریب تخت و تاج سے دستبردار ہو جائیں گے۔ اگر ایسا ہوا تو ان کا گیارہ سالہ بھتیجا ان کا جانشین ہوگا۔ اور شہزادے کے سن بلوغ کو پہنچنے تک سلطنت کا کاروبار انجام دینے کے لئے کونسل آف ریجنسی قائم ہوگی۔

—— پیرس کے اخباروں میں یہ اطلاع شائع ہوئی ہے کہ گذشتہ دنوں روس کے مشہور جلا وطن ٹراٹسکی پر کسی نے قاتلانہ حملہ کر دیا۔ لیکن وہ بال بال بچ گئے۔ اس حملہ کو کسی سازش کا نتیجہ بتلایا جاتا ہے۔

—— کراچی ۴ر مارچ۔ نتھو رام آریہ کے قاتل عبدالقیوم خاں کی پھانسی کی تاریخ جس کے لئے دوشنبہ کا دن مقرر ہوا تھا۔ آئندہ حکم تک ملتوی کر دی گئی ہے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ایک درجن اخبارات اور متعدد اشخاص کے نام زیر دفعہ ۱۴۴ امتناعی احکام جاری کئے ہیں کہ ایک ماہ تک عبدالقیوم خاں کے متعلق کوئی تقریر اور تحریر شائع نہ کریں

—— لندن ۳ر مارچ۔ پرسوں یہاں گورنمنٹ آف انڈیا بل پر بحث نہایت خوشگوار فضا میں اختتام پذیر ہوئی

—— معلوم ہوا ہے کہ رائے بہادر چودھری چھوٹو رام صاحب پنجاب کونسل میں قرضوں کے متعلق ایک مسودہ قانون پیش کرنا چاہتے ہیں جس میں یہ تجویز کیا گیا ہے کہ ہر ضلع کے کلکٹر کے پاس لائسنس یافتہ ساہوکاروں کا ایک رجسٹر رہے اور کلکٹر کو اختیار ہوگا۔ کہ وہ جس ساہوکار کو اس پیشے کے لئے غیر مناسب سمجھے اور اس کا نام رجسٹر سے خارج کر دے

—— پشاور ۵ر مارچ۔ سرحدی کونسل کا اجلاس شروع ہو گیا ہے

—— یونان میں زبردست بغاوت ہو گئی ہے باغیوں نے اسلحہ اور جہاز دیں پر قبضہ کر کے سرکاری افواج پر حملے شروع کر دیئے ہیں۔

—— یکم مارچ کو دہلی میں جامعہ ملیہ کی عمارات کا سنگ بنیاد ایک چار سالہ بچے کے ہاتھ سے رکھا۔

—— دہلی ۴ر مارچ۔ سر فضل حسین بالقابہ کے عہدہ کی میعاد ۳۱ر مارچ کو ختم ہو جائیگی۔ آپ اسی روز لاہور روانہ ہو جائیں گے۔

—— غازی مصطفےٰ کمال پاشا عنقریب مشرقی ممالک کو ایک وفد بھیجنے والے ہیں۔ جو امید ہے ہندوستان بھی آئیگا۔

—— کراچی ۵ر مارچ۔ عبدالقیوم کی پھانسی کی تاریخ اس لئے ملتوی کی گئی ہے۔ کہ اس کے رشتہ داروں نے اس کی نعش کو ضلع ہزارہ (صوبہ سرحد) لے جانے کی درخواست دی ہے جس سے فرقہ دارمنافرت کے بڑھنے کا خطرہ تھا اس لئے تجویز کی گئی ہے کہ عبدالقیوم کو کسی سرحدی جیل میں منتقل کر کے پھانسی دی جائے۔

—— دہلی ۶ر مارچ۔ حکومت ہند کے دفاتر ۱۰ر اپریل کو دہلی میں بند ہو کر ۱۱ کو شملہ میں کھل جائیں گے۔

—— لاہور ۵ر مارچ۔ وائسرائے نے بالا شاہ کے قاتل محمد صدیق کی درخواست رحم مسترد کر دی ہے۔ ✻

—— حیدرآباد دکن عثمانیہ یونیورسٹی کا جلسہ تقسیم اسناد آج منعقد ہوا

—— پنجاب کونسل اور سرحدی کونسل میں بجٹ پیش ہو کر اس پر بحث شروع ہے۔

اس لئے جب ہم اس پہلی عبارت پر غور کرتے ہیں تو وہاں اوائل کا زمانہ دعوئے مسیحیت سے پہلے کے زمانے کو قرار دیا گیا ہے جبکہ آپ مسیح کی حیات کے قائل تھے۔ پس اوائل سے مراد یقیناً دعوئے مسیحیت سے پہلے کا ہی زمانہ ہو سکتا ہے۔

(ب)۔ الفاظ "مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت" پر اگر غور کیا جائے تو یہ الفاظ بھی صاف بتا رہے ہیں کہ یہ عقیدہ اسی زمانہ کا ہے جبکہ حضرت مرزا صاحب اپنے تئیں مسیح موعود نہ سمجھتے تھے، کیونکہ جو انسان یہ دعوے کرے کہ آنے والا مسیح میں ہوں اور میں اس کا ہمسر ہوں اور ابن مسیح سے عجیب تر میں ہوں، وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے عیسے ابن مریم سے کیا نسبت۔ وہ تو یہی کہے گا کہ

عیسے کجا است تا بنہد پا بمنبرم

(ج) پھر یہ الفاظ :-

"بعد میں جو خدا کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی"

بتا رہے ہیں کہ اوائل کا زمانہ وہ ہے کہ جبکہ بارش کی طرح وحی نازل نہ ہوئی تھی۔ اس لئے یقیناً اوائل کا زمانہ ماموریت سے پہلے کا ہے۔ میرے اس نتیجہ کی صحت پر یہ امر بھی دلیل ہے کہ حضرت مرزا صاحب اپنے اسی تناقض کے متعلق لکھتے ہیں کہ :-

"یہ اسی قسم کا تناقض ہے جیسے براہین احمدیہ میں میں نے لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ لیکن بعد اس کے اس بارہ میں بارش کی طرح وحی الہی نازل ہوئی۔ کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا۔ تو ہی ہے"

انجام آتھم میں حضرت مرزا صاحب کا ارشاد

یہاں یہ کہا گیا۔ کہ تناقض تو خود حضرت مرزا صاحب نے تسلیم کر لیا ہے۔ لہٰذا تبدیلئے عقیدہ تو ہوا۔ یہ سچ ہے۔ مگر جب یہ ثابت ہو چکا کہ یہ تبدیلی دعوئے مسیحیت کے بعد کی نہیں ہے۔ بلکہ یہ تبدیلی تو وقوع میں اسی دن آئی۔ جب دعوئے مسیحیت کیا گیا۔ تو پھر حضرت مرزا صاحب کا تناقض تسلیم کرنا قادیانی جماعت کے دعوے کو مفید نہیں۔ بلکہ مضر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب انجام آتھم میں فرماتے ہیں :-

لن تجد وا فیا انی دعوائی

یعنی تم میرے دعوے میں کوئی کجی نہ پاؤ گے

(باقی دارد)

ہماری تبلیغی ڈاک

(مرتبہ جناب خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب)

مغربی افریقہ

مسٹر سلیمان صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۵ ر دسمبر ۱۹۳۴ء بروز ہفتہ بعد از دوپہر ریاست گیمبیا کے دارالخلافہ شہر باتھرسٹ میں وہاں کے حکمران ۔ اے یو دا۔ اکنزو دادوم نے ہماری جماعت کی مسجد اور سکول کا سنگ بنیاد رکھا۔ ٹھیک چار بجے حاکم موصوف مع اپنے خاص عملہ کے تشریف لائے جس جگہ سنگ بنیاد رکھا جانے والا تھا اس جگہ کو جھنڈیوں وغیرہ سے خوب سجایا گیا تھا۔ اور بہت سے مسلمان و دیگر ناظرین تشریف لائے ہوئے تھے۔ حاکم موصوف کے آتے ہی باجے نے سلامی اتاری اور جونہی کہ آپ کرسی پر تشریف فرما ہوئے۔ اس تقریب کا پروگرام ان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اور جلسہ کا افتتاح سورہ الفتح کی تلاوت سے کیا گیا اس کے بعد سوسائٹی کی طرف سے ایڈریس پڑھا گیا جس میں اس کے مقاصد اور مسجد اور سکول کی مجوزہ عمارت کی تاریخ جو موجودہ حکمران کے والد بزرگوار کے عہد میں بنائی تجویز ہوئی تھی۔ بیان کی اور بتایا کہ یہ سوسائٹی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور (ہندوستان) کی شاخ ہے جو ۱۹۲۸ء میں جاری کی گئی تھی جس کی اطلاع حاکم وقت کی خدمت میں دی گئی تو اس نے کمال مہربانی سے موجودہ جگہ اپنی طرف سے مفت عنایت کی اور ۱۹۲۹ء میں جب حکومت کی خدمت میں جماعت اور آر۔ سی۔ ایم کی طرف سے مالی امداد کیلئے درخواست دی گئی۔ تو اس نے ساٹھ پونڈ سوسائٹی کو اور ایک سو پچیس پونڈ آر۔ سی۔ ایم کو دینے کا وعدہ کیا۔ جو ابھی تک ایفا نہیں ہو سکا۔ سابقہ حکمران مرحوم نے صدر انجمن لاہور کی خط و کتابت پر اپنے دارالخلافہ میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے اسلام کا جھنڈا بلند کرنے کا وعدہ کیا اور خود ہماری جماعت کی سرپرستی قبول فرمائی۔ اس لئے ہم اس کے لائق جانشین سے بھی یہی امید رکھتے ہیں۔ آخر پر موجودہ حکمران کا شکریہ ادا کیا گیا کہ موصوف نے مہربانی فرما کر ہماری دعوت کو قبول کیا۔ اسی طرح حاضرین کا شکریہ ادا کیا گیا۔ حاکم وقت نے پیتل کے اوزار سے جو سوسائٹی نے پیش کیا۔ اپنے ہاتھ سے سنگ بنیاد رکھا جس کے بعد حاضرین نے عمارت کے لئے چندہ پیش کیا۔

حاکم وقت نے اس کے بعد کھڑے ہو کر سوسائٹی کے سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ اسے اس جگہ آکر اس تقریب کو ادا کرنے میں بہت خوشی ہوئی۔ اور وہ اس سے بہت عرصہ پہلے اسے ادا کر دیتے لیکن بعض اختلافات کی وجہ سے جواب بالکل دور ہو چکے ہیں۔ وہ اپنی خواہش کو پورا نہ کر سکے اور کہا اپنے والد بزرگوار کے نقش قدم پر چل کر وہ بھی اس تحریک کے مددگار رہیں گے اس کے بعد حاکم موصوف نے اس تحریک کو قائم رکھنے کے لئے مالی امداد کا وعدہ کیا۔ اور خواہش ظاہر کی کہ دوسرے مشنوں کی طرح یہ تحریک بھی نیک اور امن پسند شہری پیدا کرے گی۔ جو ہماری سلطنت کی شان کو دوبالا کرنے والے ہونگے حاکم وقت کی تقریر کے خاتمہ پر حاضرین نے زور زور سے تالیاں بجائیں۔ جس کے بعد تحریک کے لیڈر نے شکریہ ادا کیا۔ اور حاکم موصوف بذریعہ موٹر اپنے محل کو روانہ ہو گئے۔ یہ تقریب اس سوسائٹی کی تاریخ میں ایک بڑی بھاری یادگار رہیگی۔

نائیجیریا

ابیبو مسلم فرینڈلی سوسائٹی کے سیکرٹری صاحب لکھتے ہیں کہ خط ملا۔ کتب کی قیمت میں خاص رعایت دینے کے لئے ہم آپ کے مشکور ہیں۔ اب ہم نے ارادہ کیا ہے کہ آپ کی چند کتب اسلامی کے تراجم یہاں کی لوکل زبان میں کرکے چھپوائے جائیں تاکہ اسلام عوام الناس میں قبولیت حاصل کر سکے۔ ہم نے آپ کے لکھنے پر سوسائٹی کا نام تبدیل کر دیا ہے۔

مراکش (ہسپانیہ)

مسٹر سی۔ ایل۔ سی مقام ملیلا سے لکھتے ہیں کہ مجھے آپ کے اسلامی لٹریچر سے بڑی دلچسپی ہے اور میں آپ کے تبلیغ اسلام کے کام کو استحسان کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ مہربانی کرکے اپنی مکمل فہرست و دیگر ٹریکٹ بھیجکر مشکور فرما دیں۔

چین

ہماری جماعت کے سیکرٹری صاحب لکھتے ہیں کہ چین کے مسلمانوں میں بہت بیداری پیدا ہو گئی ہے ہماری جماعت کا ایک حصہ چین کے نئے دارالخلافہ میں آگیا ہے اور ایک سہ روزہ چینی رسالہ جاری کر دیا گیا ہے جس کے ایڈیٹر ۔ ۔ ۔ ہادی صاحب ہیں جو پیکن کے رسالہ جینبش کے ایڈیٹر تھے سلائٹ و دیگر لٹریچر یہاں بھیجتے رہا کریں۔ ہمارا رسالہ باقاعدہ آپ کو ملتا رہیگا اور اس میں چینی مسلمانوں کے بارہ میں بہت سا مصالحہ آپ کو ملتا رہے گا۔ ہم سب کی طرف سے آپ کو السلام علیکم قبول ہو۔

یوگوسلیویا

بلگریڈ سے مسٹر جورج لکھتے ہیں کہ ہمیں آپکے رسائل و اخبارات باقاعدہ ملتے رہتے ہیں جس سے عوام کو بہت فائدہ پہنچتا رہتا ہے جس کے لئے ہم تہ دل سے آپکے مشکور ہیں گذشتہ ایام میں چند اخبارات کم پہنچے تھے مہربانی کرکے وہ بھیجدیں۔

فلپائن

مسٹر عبدالرشید تجالہ لکھتے ہیں کہ آپ کی رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی جماعت کی شاخیں تمام دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں ہمیں یہ خیال بھی نہ تھا کہ آپ کی جماعت کے ذریعہ سے تمام دنیا میں تبلیغی کام ہو رہا ہے اگر آپ اپنی شاخوں کے پتے بھیجدیں تو ہم ان سے راہ و ربط پیدا کرکے اخوت اسلامی کو مضبوط کر لیں۔

جنوبی افریقہ

مسٹر علی لکھتے ہیں کہ جو کتب آپ نے میری بیوی کے نام بھیجی تھیں وہ پہنچ گئی ہیں ہمیں سواحلی کتابچے پڑھنے سے بہت فائدہ پہنچا۔ میں گھر سے باہر گیا ہوا تھا اس لئے جلد جواب نہ لکھ سکا۔ میں مشرقی افریقہ کا باشندہ ہوں اور کئی سال سے یہاں رہتا ہوں یہاں میرے کئی دوست جنوبی افریقہ کے باشندے ہیں جو سواحلی نہیں جانتے اسلئے اگر انکی زبان کیا زولو میں کوئی اسلامی رسالہ ہو تو وہ بھیجدیں یہاں ایک مسلمان سوداگر ہے جس نے ایک سٹور کھولا ہے جس میں شراب اور غیر مذبوحہ گوشت افریقن لوگوں میں بیچتا تھا۔ پولیس کو پتہ لگا تو انہوں نے چھاپہ مار کر اس کے منیجر کو گرفتار کر لیا۔ یہ امر کس قدر مسلمانوں کے لئے قابل شرم ہے آپ خود اسے ذیل کے پتہ پر خط لکھکر شرم دلائیں میں انشاءاللہ آپ کو اپنا اور اپنی بیوی کا فوٹو بھیجدونگا اور اپنے بزرگوں کے اسلام لانے کے حالات بھی لکھونگا۔

مراسلات

ریزرو بنک اور مسلمان

مسلمانانِ ہند کی اقتصادی بہتری کیلئے ایک مفید تجویز

نئی اصلاحات کے ماتحت ہندوستان میں عنقریب ریزرو بنک قائم کیا جائے گا۔ جو مختلف اقوام کی اقتصادی حالت پر نمایاں اثر ڈالے گا۔ اس بنک کے حصے محفوظ ترین سرمایہ کی صورت میں ہونگے جو ملک کے اقتصادی کاموں میں صرف کیا جائے گا۔ جونہی حصے جاری کئے جائیں گے تمام کے تمام فروخت ہو جائیں گے لیکن مسلمان اگر اپنی سستی اور بے پرواہی کو نہ چھوڑ ینگے تو یہ موقعہ بھی ہاتھ سے کھو بیٹھیں گے۔ پھر حصے خریدنا مشکل ہو جائے گا۔ اوّل تو مل ہی نہ سکیں گے۔ اگر ملے تو بھی بہت گراں ہونگے۔

مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ اس بنک کے حصے کافی تعداد میں خریدیں۔ اس طرح انہیں مقامی اور مرکزی بورڈوں کے لئے نمائندے منتخب کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ جو لوگ اس بنک کے حصے خریدنا چاہیں وہ اپنے بنکوں اور ایجنٹوں کو فوراً ہدایات جاری کردیں کہ وہ ان کے حصوں کی خریداری کا انتظام جلد از جلد کریں کیا ہی اچھا ہو اگر یہ کام مسلم بنک آف انڈیا اپنے ذمے لے لے۔

ریزرو بنک سکیم کے ماتحت حصے خریدنے کے حقدار وہ لوگ زیادہ ہونگے جو کم از کم پانچ حصوں کی خریداری کی درخواست کرینگے بنک کے حصوں کا سرمایہ پانچ کروڑ روپیہ پر مشتمل ہوگا اور ہر ایک حصے کی قیمت ایک سو روپیہ ہوگی۔ اس طرح کل حصے پانچ لاکھ کی تعداد میں ہونگے۔ بمبئی، کلکتہ، دہلی، مدراس اور رنگون یعنی پانچ مختلف مرکزوں پر حصے فروخت کئے جائیں گے اور انہی مقامات پر رجسٹر کھولے جائیں گے۔ مگر ایک شخص دو مقامات پر حصوں کی خریداری نہ کرسکے گا۔ مختلف مرکزوں پر مندرجہ ذیل نسبت سے حصے فروخت کئے جائیں گے۔

بمبئی	۱۴۰ لاکھ
کلکتہ	۱۴۰ لاکھ
دہلی	۱۱۵ لاکھ
مدراس	۷۰ لاکھ
رنگون	۳۰ لاکھ

بنک کا سنٹرل بورڈ ۱۶ ممبروں پر مشتمل ہوگا۔ جن کی تفصیل یہ ہے:

گورنر	ایک
نامزدہ ڈائرکٹر	چار
عام ڈائرکٹران	آٹھ بمبئی کلکتہ اور دہلی سے دو دو ایک مدراس سے اور ایک رنگون سے
سرکاری نمائندہ	ایک
ڈپٹی گورنر	دو

مقامی بورڈوں میں حصہ داروں کے منتخب ممبر پانچ ہونگے اور تین ممبر سنٹرل یا مرکزی بورڈ نامزد کرے گا۔ لیکن یہ بات قابل اعتراض خیال کی گئی ہے کہ بورڈوں میں فرقہ وارانہ نمائندگی ہو اس لئے ایکٹ میں کوئی دفعہ ایسی نہیں جس کی رو سے کسی خاص فرقہ کے ممبر نامزد کئے جائیں۔ ہمارے سیاست دانوں کو چاہیئے۔ کہ ہر ایک بورڈ میں مسلمان نمائندے نامزد کرانے کی کوشش کریں۔ اور مرکزی بورڈ میں دہلی، کلکتہ اور بمبئی کی طرف سے ایک مسلمان نمائندہ ضرور ہو۔ اسمبلی اور کونسل آف سٹیٹ کے مسلمان ممبروں کو چاہیئے کہ اس سوال کو ضرور اٹھائیں۔ تاکہ گورنر جنرل نامزدگی کے وقت اقلیت کے حقوق کی نگہداشت کا خیال ضرور رکھے۔ کیونکہ تین یا چار ممبر جو کسی فرقہ کے نمائندے ہوں کبھی بھی تمام بورڈ کو فرقہ وارانہ نہیں بنا سکتے۔

ملازمتوں کا سوال

ملازمتوں کے سوال پر غور کرنے سے یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ جذبہ وطنیت کے ہوتے ہوئے جو سلوک مسلمانوں سے روا رکھا جاتا ہے۔ وہ بہت قابل اعتراض ہے۔ مسلمانوں کو من حیث القوم ملازمتوں سے علیحدہ رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب انہیں کسی جگہ بھی پوری نمائندگی حاصل نہیں۔ امپیریل بنک میں مسلمانوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں مسلمان جو ہندوستان کے گوشے گوشے میں آباد ہیں، تجارت، زمینداری اور دیگر چیزوں میں حصہ لینے کی کوشش کرتے ہیں اور ایسے مسلمانوں کی تعداد کافی نکل آئے گی، جو ریزرو بنک کے پانچ پانچ حصے خرید سکیں۔ اس طرح وہ اپنی قوم کی بہترین خدمت کرسکیں گے۔ مسلم ایوان تجارت، انجمنیں اور سوسائٹیاں اس کام میں بخوبی حصہ لے سکتی ہیں کیا یہ امید کی جاسکتی ہے کہ قوم اس آواز پر لبیک کہتی ہوئی بنک کے زیادہ سے زیادہ حصے خریدنے کی کوشش کرے گی۔ مسلمان جتنے حصے زیادہ خریدیں گے۔ اسی نسبت سے سنٹرل اور لوکل بورڈوں میں ان کی نمائندگی ہوگی اور جس قدر مسلمان زیادہ ممبر ہونگے۔ اسی قدر نوجوان مسلمانوں کو ملازمتیں مل سکیں گی۔

مسلمان تعلیم میں دیگر اقوام سے کسی طرح پیچھے نہیں، لیکن ملکی صنعت و حرفت اور تجارت میں بھی اپنی آبادی کے مطابق حصہ لے رہے ہیں۔ اس لئے ریزرو بنک جس پر تمام ملک کی اقتصادی حالت کا دارو مدار ہوگا۔ صرف ایک ہی فرقہ کی ملکیت اور اجارہ نہیں ہونا چاہئے اگر بنک میں مسلمانوں کی صحیح نمائندگی نہ ہوئی۔ تو یہ بنک مسلم قوم کا اعتبار حاصل نہ کرسکے گا۔

مختلف فرقوں اور قوموں کی نمائندگی کا سوال اب بالکل حل ہوچکا ہے، ہر فرقہ کی نمائندگی اس کی آبادی کے لحاظ سے تسلیم کرلی گئی ہے تجربے سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ تمام قسم کے طریق انتخاب اس مسئلے کو حل کرنے سے ناکام رہے ہیں کہ اقلیتوں کو صحیح نمائندگی دلا سکیں۔ اس لئے حکومت نے مختلف فرقوں کی نمائندگی ملازمتوں میں تسلیم کرلی ہے۔

امپیریل بنک کی مثال ہمارے سامنے موجود ہے اس بنک کے لئے جب بھرتی کی گئی تھی۔ تمام لوگ بنک کے کاروبار سے اچھی طرح واقفیت نہیں رکھتے تھے لیکن پھر بھی قابل مسلمانوں کے لئے ملازمتوں کے دروازے بند تھے۔ اس طرح ریلوے کے تمام دفتروں کے نزدیک مسلمان پھٹک بھی نہ سکتے تھے لیکن اب جبکہ حکومت کو تمام حالات سے آگاہی ہوچکی ہے۔ اس نے اپنی پالیسی میں خاطر خواہ تبدیلی کردی ہے۔

ہندوستانی یونیورسٹیوں میں بہت سے مسلمان طلباء اقتصادیات کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور ہزاروں فارغ التحصیل ہوچکے ہیں ان لوگوں کو ریزرو بنک میں ضرور جگہ ملنی چاہیئے۔ یہ سچ ہے کہ ابھی نئی بھرتی شروع نہیں کی گئی۔ اور امپیریل بنک کے موجودہ سٹاف سے کام لیا جائے گا لیکن پھر بھی ایک اصول تو ضرور قائم ہو جانا چاہیئے جس کے ماتحت مسلمان نمائندگی حاصل کرسکیں۔ ہمیں کامل امید ہے کہ بورڈوں میں مسلمانوں کی نمائندگی اور بنک کی ملازمتوں کے متعلق گورنمنٹ ضرور غور کرے گی۔ اگر اس وقت کچھ نہ کیا گیا تو وقت گذر جانے پر کچھ بھی نہ ہوسکے گا۔ کیونکہ جو لوگ بنک میں سب سے پہلے جگہ حاصل کرلیں گے۔ ان کو نکالا نہیں جاسکے گا۔ اگر ایک دو آسامیاں مسلمانوں کو مل بھی گئیں۔ تو ان سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ کم از کم ۳۳ فیصدی نمائندگی مسلمانوں کو ضرور ملنی چاہیئے

ایک طرف تو رہنمایان قوم حکومت پر دباؤ ڈالنے کی کوشش کریں۔ اور دوسری طرف عام مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ زیادہ سے زیادہ حصے خرید کر بورڈوں میں مسلمان ممبر زیادہ تعداد میں بھیجیں جو بورڈ میں رہ کر قومی نمائندگی کے لئے کوشش کریں۔

حصوں کی خریداری کیلئے کیا کرنا چاہیئے؟

اپنے شہر کی چیمبر آف کامرس یعنی ایوان تجارت یا کسی بنک کے منیجر سے جاکر ملیں اور اس سے کہیں کہ ہم ریزرو بنک کے حصے خریدنا چاہتے ہیں، مہربانی فرما کر اس کا انتظام کردیجئے۔ شیخ احمد صادق صاحب امرتسر اور خان بہادر سردار حبیب اللہ صاحب لاہور شمالی ہندوستان کی چیمبر آف کامرس کے ممبر ہیں۔ ان سے ملیں اور کہیں کہ وہ آپ کے لئے بنک کے حصے خریدیں۔

مسلمانو! اگر اقتصادی آزادی چاہتے ہو۔ اگر یہ خواہش ہے کہ غلاموں کی طرح زندگی نہ بسر کرو۔ بلکہ سر اٹھا کر دنیا کی قوموں کے دوش بدوش چلو۔ تو آج اپنی صحیح قوت فیصلہ سے کام لو۔ تاکہ تمہاری آنے والی نسلوں کی خوشحالی کا بندوبست ہوسکے۔

خاکسار ذوالفقار سیکرٹری انجمن غازیان اسلام امرتسر

فہرست نومبائعین

جو ماہ فروری ۳۵ء میں داخل سلسلہ عالیہ ہوئے

(۱) رحمت علی صاحب نورکوٹ ضلع گورداسپور
(۲) محمد اسمٰعیل صاحب 〃 〃
(۳) ماسٹر غلام قادر صاحب بھدرواہ
(۴) فضل دین صاحب معرفت مفتی فضل احمد صاحب جموں
(۵) چراغدین صاحب چنبہ
(۶) مطیع الحق صاحب مالاکنڈ
(۷) چودھری نبی بخش صاحب ہریال
(۸) قدرداد خانصاحب معرفت سیکرٹری میونسپل کمیٹی مردان
(۹) محمد اسلم صاحب لائل پور
(۱۰) محمد ہاشم صاحب سامانہ
(۱۱) محمد رفیق صاحب چک $\frac{6}{4-L}$ (اوکاڑہ)
(۱۲) مبارک بیگم صاحبہ راولپنڈی
(۱۳) امت اللہ بیگم صاحبہ 〃 〃
(۱۴) مرزا محمد اعظم صاحب 〃 〃
(۱۵) محمد عیسٰے صاحب 〃
(۱۶) مسماۃ رابعہ بیگم صاحبہ چک 417
(۱۷) مجیدہ خاتون صاحبہ بد دہلی۔

جلد ۲۳ — لاہور - یوم دوشنبہ مطبوعہ ۵ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۹۳۵ء — نمبر ۱۷

مساجد فنڈ

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

ہماری جماعت میں بہت سے مقامات پر مسجدوں کے بنوانے کی ضرورت ہے اور جماعت کی ترقی کے لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ ہر مقام پر جہاں جماعت ہے مسجد بھی ہو جہاں پانچ وقت احباب جمع ہو سکیں۔ چونکہ جماعت کے افراد اکثر مقامات پر اس قدر طاقت نہیں رکھتے کہ خود مسجد بنوانے کے لئے کافی رقم جمع کر سکیں اس لئے یہ تجویز کی گئی ہے کہ ہر سال عید اضحیٰ کے موقعہ پر مساجد کے بنوانے کے لئے خاص طور پر چندہ کیا جایا کرے جس میں ساری جماعت حصہ لے۔ اس طرح پر اللہ تعالیٰ چاہے تو ہر سال ایک دو جگہ پر مسجد بن جایا کرے گی اور پانچ سات سال میں ہماری یہ کمی پوری ہو جائے گی۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ مسجدوں کے ساتھ ہماری جماعت کا قدم بھی ترقی کی طرف زیادہ تیزی سے بڑھے گا۔ کیونکہ مسلمانوں کی ترقی کا اصل راز ہی مسجد کو مرکز بنانا ہے اس تحریک کو کامیاب کرنے کیلئے میں حسب ذیل امور کیطرف اپنے جملہ احباب کو توجہ دلاتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ اس تحریک میں ساری جماعتیں اور سارے احباب فرداً فرداً بھی حصہ لیں گے۔

اوّل۔ جماعت کے ذی مقدرت احباب مسجدیں بنانے کے نیک کام میں دل کھول کر حصہ لیں اور اپنی حسب توفیق اس کار خیر میں حصہ لیکر دوسرے احباب کیلئے نمونہ بنیں۔

دوم۔ جو احباب عید کے موقعہ پر زیادہ تعداد میں جانور ذبح کرتے ہیں وہ فی خاندان صرف ایک جانور کے ذبح کرنے پر اکتفا کریں۔ کیونکہ ایک جانور ایک گھر کی طرف سے کافی ہے۔ اور اس طرح جو رقم بچے۔ اسے مساجد فنڈ میں دیں۔

سوم۔ عید اضحیٰ کے موقعہ پر ہر ایک دوست بلا استثناء کم سے کم ایک روپیہ علاوہ عید فنڈ کے مساجد فنڈ کے لئے ادا کرے اور اس تحریک سے کوئی دوست باہر نہ رہے۔

ہمارے دوستوں کی یہ تھوڑی تھوڑی قربانی انشاء اللہ بہت بڑے ثواب کا موجب اور عظیم الشان کامیابی کا پیش خیمہ ہو گی۔

اس تحریک کو قومی تحریک سمجھ کر جملہ احباب اس کے کامیاب بنانے میں ساعی ہوں۔ اور ہر جگہ نماز جمعہ میں اس کے متعلق احباب میں فوراً تحریک کی جائے۔ والسلام

محمد علی

جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

کا ایک مبارک عزم

جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی اپنے والا نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

آئندہ ربیع الاول میں میری تجویز یہ ہے کہ ایک بہت خوبصورت کتاب نہایت اعلےٰ درجہ کے کاغذ، کتابت اور طباعت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق انبیاء عالم کی پیشگوئیوں پر شائع کی جائے جس میں تمام مختلف زبانوں اور کتابوں کی پیشگوئیاں اصلی کتابوں کی زبان کے رنگین بلاک بنوا کر اور بخط اردو یا انگریزی لکھ کر معہ ترجمہ اور شرح شائع کی جائیں۔ سنسکرت، عبرانی، ژندی، یونانی، ان چار زبانوں میں بائیبل، وید، دساتیر اور اناجیل کی ایک سو عظیم الشان پیشگوئیاں (مہاتما بدھ کی پیشگوئی کا انتظام بھی ہو سکتا ہے) میں انشاء اللہ تعالیٰ تیار کر سکوں گا۔ حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسےٰ، . . . . . . زکریا، حضرت ساسان دانیال، حزقیل، یرمیاہ، ملاکی، حجی، داؤدؑ، سلیمانؑ، یحییٰ، حضرت مسیحؑ، جناب انگیرا رشی، بھوشیہ پران مصنف اتھرا وید، جناب کرشن، جناب بدھ، ان تمام انبیاء عالم کی پیشگوئیاں میرے ذہن میں ہیں۔ ان کے علاوہ اگر کوئی اور بھی ایسی ہستیاں ہوں تو دوست مجھے یاد دلادیں۔ مشکور رہونگا۔ اگر کوئی . . . . ایک ہی اہل ہمت اس کے اخراجات اٹھائے۔ تو یہ ایک بہترین زاد آخرت اور ثواب عظیم کا کام ہے۔ محمد عربی کی شان میں جو حمد انبیاء عالم نے گائی ہے۔ اس کا مجموعہ حمد و نعت کا وہ بے نظیر گلدستہ ہوگا جس سے مذاہب عالم میں اتحاد اور قبولیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بہت بڑا نشان ظاہر ہوگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ (عبدالحق)

تبدیلئ عقیدہ پر ایک قادیانی سے مباحثہ

حکم کا فیصلہ

(از جناب مولوی سید حمید الدین صاحب سکرٹری دیندار انجمن)

(۲)

مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ:۔

"جب تک مجھے اس سے علم نہ ہوا میں یہی کہتا رہا۔ جو اوائل میں میں نے کہا۔ اور جب مجھ کو اس سے علم ہوا۔ تو میں نے اس سے مخالف کہا۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

علم کب ہوا؟ حضرت مرزا صاحب اعجاز احمدی میں فرماتے ہیں کہ مامور من اللہ کو اس کے دعوے کے متعلق غلطی نہیں لگ سکتی اور فرماتے ہیں۔ کہ بارہ برس کے قریب میں بے علم رہا۔ بعد اس کے متواتر وحی الہٰی نے مجھے کھلے طور پر حکم دیا۔ کہ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ تب میں نے مسیح موعود ہونے کا دعوے کیا۔ پس آپ کو علم ہونے اور اوائل کے خلاف کہنے کا وہی زمانہ ہے جبکہ آپ نے مسیحیت کا دعوے کیا۔

قابل غور الفاظ

(د) زیر بحث عبارت کے یہ الفاظ کہ:۔

"اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا"

بہت قابل غور ہیں۔ یہ الفاظ کس عقیدہ کے متعلق ہیں۔ قادیانی حضرات کہتے ہیں کہ یہ نبوت کے متعلق ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ یہ صرف اس عقیدہ کے بارہ میں ہیں جو آپ کو یہ خیال تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت۔ یا یوں کہو کہ ان الفاظ میں نبوت کی بحث نہیں بلکہ یہ الفاظ مسیح ناصری سے مقابل فضیلت کے متعلق ہیں۔

فضیلت کی بحث اور نبوت

فضیلت کی بحث کو نبوت کے ساتھ تعلق نہیں ہے بہت سے اولیاء اللہ نے ولایت محمدی کو نبوت سے افضل مانا ہے بعض نے لکھا ہے کہ

الولایت افضل من النبوۃ

سو اگرچہ ولایت محمدی بلحاظ قرب الہٰی اور کمالات کے بعض حالات میں نبوت سے افضل ہوتی ہے۔ مگر یہ فضیلت جزئی ہی رہتی ہے اسی واسطے حضرت مرزا صاحب نے باوجود دعوے فضیلت کے پھر بھی اس کو جزئی فضیلت ہی لکھا ہے۔ چنانچہ مئی ۱۹۰۲ء میں آپ نے ایک مضمون ظہور مسیح موعود لکھا۔ اس میں صاف لکھ دیا کہ:۔

"اور جس طرح مثیل موسیٰ بہت سی باتوں میں موسیٰ سے بڑھ کر ہے ایسا ہی مثیل عیسیٰ بھی عیسیٰ سے بڑھ کر ہے اور یہ جزئی فضیلت ہے جس کو خدا چاہتا ہے دیتا ہے" (ریویو جلد ۱ نمبر ۵ صفحہ ۲۰۰)

اب اگر قادیانی حضرات کے مطابق نبی ہو جانے سے مرزا صاحب کی فضیلت کلی ہو چکی تھی۔ تو پھر ۱۹۰۲ء میں جا کر یہ کیوں جزئی فضیلت رہ گئی۔

بھی مان لیا جائے تو یہ امر باوجود غلط ہونے کے بھی قادیانی دعوے کو ثابت نہیں کرتا۔ کیونکہ مسیح موعود کی فضیلت تو بہرحال جزئی فضیلت ہی ہے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ مثیل عیسیٰ کو بلند کرنے کی خاطر ابوالانبیاء سید المرسلین خاتم النبیین کو نیچے گرا دیا جائے۔

خطاب نبی سے دعوےٰ نبوت مراد نہیں

(ھ) بالآخر عبارت زیر بحث کے یہ الفاظ کہ:۔

"اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا"

بہت ہی قابل غور ہیں۔ لاہوری جماعت تو کہتی ہے کہ یہ صریح طور پر نبی کے خطاب کا ذکر فتح اسلام اور توضیح مرام اور ازالہ اوہام وغیرہ ابتدائی کتب میں بھی موجود ہے۔ جیسا کہ حضرت مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے اس بندے پر نازل فرمایا۔ اس میں بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔

(سراج منیر صفحہ ۳)

سراج منیر چونکہ پہلے کی کتاب ہے اور اس میں حضرت اقدس تسلیم فرماتے ہیں کہ آپ کی نسبت نبی اور رسول کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔ لہٰذا صریح طور پر نبی کا خطاب جو آپ کو ملا۔ وہ سراج منیر سے بھی پہلے کا ہے اس لئے حقیقۃ الوحی میں اس صریح خطاب کی طرف اشارہ ہے۔ نہ یہ کہ تریاق القلوب جو سراج منیر کے بعد کی کتاب ہے۔ اس کے بعد کوئی نیا خطاب ملا تھا۔ اور اس خطاب سے کیا نبوت کا دعویٰ مراد ہے۔ ہرگز نہیں۔

امتی نبی محدث ہی ہوتا ہے

یہی وجہ ہے۔ کہ اس خطاب کے ساتھ ہی فرمایا کہ:۔

"مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی"

اس فقرے سے مراد کیا ہے۔ خود حضرت مرزا صاحب کے الفاظ میں امتی اور نبی دوسرے لفظوں میں محدث ہی ہوتا ہے چنانچہ براہین احمدیہ جلد پنجم میں لکھا ہے۔ کہ:۔

قولہ۔ احادیث میں نازل ہونے والے عیسیٰ کو نبی اللہ کے نام سے پکارا گیا ہے۔ تو کیا قرآن اور حدیث سے ثابت ہو سکتا ہے کہ محدث کو بھی نبی کہا گیا ہے۔

اقول۔ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے معنی صرف پیشگوئی کرنے والے کے ہیں۔ جو خدا تعالےٰ سے الہام پا کر پیشگوئی کرے۔ جبکہ قرآن شریف کی رو سے ایسی نبوت کا دروازہ بند نہیں ہے۔

(باقی بر صفحہ ۶ کالم ۳ پر)

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

قادیانی اخبارات کی اخلاقی موت

جناب خلیفہ قادیان کے اخبار "فاروق" کی فحش گالیاں!

"فاروق" جناب خلیفہ قادیان کے ایک خاص مرید کا اخبار ہے جناب خلیفہ صاحب کئی مرتبہ اس کی "خدمات" کے پیش نظر اس کی توسیع اشاعت کی تحریک فرما چکے ہیں۔ سوقیانہ تحریریں شائع کرنے اور گالیاں دینے کے لحاظ سے اس اخبار کو قادیانی پریس میں بہت اونچا درجہ حاصل ہے جماعت لاہور اور اس کے اکابر کو گالیاں دینا اس اخبار کی سب سے بڑی خصوصیت ہے اس کی ۱۰ فروری کی اشاعت میں ہماری خلاف چند مضامین شائع ہوئے ہیں ان میں بے شمار گالیاں دی گئی ہیں ان میں سے چند بطور نمونہ درج ذیل کی جاتی ہیں۔

جناب خلیفہ صاحب کو اپنی جماعت کے صبر و شکست پر بہت بڑا ناز ہے۔ غالباً اسی صبر و شکست کا نمونہ "فاروق" نے اپنے مضامین میں پیش کیا ہے۔

(۱) اہل پیغام کی بیہودہ بافندہ بازیاں (۲) ناظر جام پیغام (۳) اے بدلگام تہذیب و متانت کے اجارہ دار پیامیو (۳) اے ستر بہتر سے بوڑھے کھوسٹ اور رضیشر مستور بدحواسو!(۴) احمدیہ بلڈنگ کے تیلی کے گڈوں (۵) برخوردار و پیامیو! (۶) کمینہ ارتکاب (۷) پیامی عباد الدنیا و قود النار بن گئے (۸) خباثت اور شرارت کا مظاہرہ (۹) ظلمت کے فرزند (۱۰) زہریلے سانپ (۱۱) زہر آلود اور کینہ زدہ (۱۲) امیر پیغام کے تردیدی خطبہ میں (۱۳) امحقہ اللاصد و پیامیو (۱۴) اہل پیغام کے دونا زہ گندے پوسٹر (۱۵) تمہارے دو غلے اور نیم دروں و نیم بروں عقائد (۱۶) بدلگام پیامیو (۱۷) غدارانہ اور مکارانہ حرکات (۱۸) حرکات دنیتہ (۱۹) چاپلوسی اور پابوسی کا مظاہرہ (۲۰) کپڑے پھاڑ کر عریانی پر کمر باندھ لی ہے (۲۱) عقائد باطلہ مضلّہ (۲۲) رذیل اور احمقانہ فعل (۲۳) اخبار پیغام صلح سے نام جائز و ناجائز تعلق رکھنے والے (۲۴) کبوتر نما جانور (۲۵) منافقوں نے ان کے پوتڑے کھول کر بر سر عام رکھدیئے (۲۶) تمہارے دلوں سے شرم و حیا جیسی سلیم اشیاء اس طرح کافور ہو گئیں۔ جیسے گدھے کے سر سے سینگ (۲۷) تم نے اپنے فریب کارانہ پوسٹر میں۔۔۔ تم انگیخت اور اشتعال کا زور لگایا (۲۸) بیہودہ سرائی اور ژولیدہ بیانی (۲۹) اگر شرم ہو تو ڈوب مرو۔۔۔ چلو بھر پانی لیکر ڈبکی لگاؤ (۳۰) میری ایک معمولی سی ضرب سے تمہارا سر کیوں پھٹا گیا (۳۱) تمہارے سادہ لوح پیامی نادان دشمنو! (۳۲) تم قادیان کے نمک خوری کے ایام میں۔۔۔۔ (۳۳) دجالیت اور خباثت اور کمینگی (۳۴) پیامی ایروں غیروں وغیرہ (۳۵) علی بابا چالیس چور (۳۶) اپنی مٹھی بھر جماعت کے بلوں سے نکل آئے (۳۶) کینہ دری کی آگ میں بار بار جلنے سے کیا فائدہ؟ (۳۷) سوائے پیغام بلڈنگ کے گڑھے میں چھپنے کے اور کہیں جائے پناہ نہ ملیگی (۳۸) پیامیوں کی تلملاہٹ جھنجھلاہٹ (۳۹) پیامیو! عقل کے ناخن لو (۴۰) دس نمبری مشتہرین (۴۱) سکینڈ ہینڈ دماغوں کی تجویز (۴۲) دس نمبر ممبران اشاعت اسلام (۴۳) سماجیوں کی ہیو گیا نہ عالی حوصلگی کو بھی مات کر دیا (۴۴) نامعقول ترین اور مجہول ترین تجویز (۴۵) خچ کاٹے جا رہے ہیں (۴۶) اے سادہ لوح یا ابلہ فریب امیر پیغام (۴۷) پیغام بلڈنگ کے اڑھائی ٹوٹرو (۴۸) احمدیہ بلڈنگ کی پانچ ہزار فوج (۴۹) پیغامی عیاری کا انکشاف (۵۰) اہل پیغام کے غالی منکرین نبوت و خلافت (۵۱) مرتدانہ نبذ بین عقیدہ (۵۲) پھر یہ کس قدر کمینہ پن ہے کہ غیر احمدیوں سے چند دراہم بٹورنے یا الکفر ملۃ واحدۃ کے رنگ میں رنگین ہونے کی خاطر اس قدر علانیہ دروغ بافی سے بھی باک نہ ہو (۵۳) اہل پیغام اندر ہی اندر غم و غصہ سے اپنے جگر و دل کو کھا کر پیچ و تاب کھا رہے ہیں ✦

قادیانی مناظر کا عذر لنگ

مجھے افسوس ہے کہ یہاں قادیانی مناظر نے یہ کہہ کر اپنی ندامت کو مٹانا چاہا۔ کہ یہاں تو حضرت محمد صلعم کی فضیلت کو بھی جزئی فضیلت ہی کہا گیا ہے۔ لیکن یہ بالکل غلط ہے۔ سارا مضمون تو مسیح موعود کے ظہور کے متعلق ہے اور فقرہ یہ جزئی فضیلت ہے" صرف مثیل عیسیٰ کی فضیلت کے متعلق ہے۔ اور اگر اس کو آنحضرتؐ کی فضیلت کے متعلق

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم دوشنبہ ۵ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ | نمبر ۱۷

عید اضحیٰ

پر وابستگان سلسلہ احمدیہ کے فرائض

اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد

عید اضحیٰ قریب آرہی ہے۔ یہ دن اس عظیم الشان واقعہ کی یاد تازہ کرنے کے لئے ہے جبکہ دو برگزیدہ اور پاکباز انسانوں نے خدا پرستی اور فرمان الٰہی کی تعمیل اور قربانی کی ایک ایسی درخشندہ مثال قائم کی۔ جو رہتی دنیا تک اولاد آدم کے لئے شمع ہدایت بنی رہے گی۔ اگر بنظر غور دیکھا جائے تو انسان کی دینی و دنیوی اور انفرادی و قومی ترقی کا راز صرف قربانی میں مضمر ہے نہ صرف انسان بلکہ کائنات کی ہر ایک مخلوق پر یہی قانون حاوی ہے۔ تا انسان کے اندر قربانی اور فرمان الٰہی کی تعمیل کی روح تازہ رہے اسی لئے اسلام نے عید اضحیٰ کو ایک مقدس تیوہار قرار دیا ہے۔ تم اس روز شریعت کے حکم کے مطابق جانوروں کے گلوں پر چھری چلاتے ہو لیکن یاد رکھو۔ یہ عمل فرمان الٰہی کی تعمیل کا جذبہ اور قربانی کی روح پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہے اگر اصل مقصد کو فراموش کر دیا جائے تو تمہارا اللہ کے نام پر جانوروں کو ذبح کرنا بے فائدہ ہے۔ کیونکہ کتاب اللہ نے صاف الفاظ میں ٹکا کر کہہ دیا ہے کہ لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقویٰ منکم (ان کے گوشت اللہ کو نہیں پہنچتے اور نہ ان کے خون لیکن اسے تمہاری طرف سے تقویٰ پہنچتا ہے)

اگر احباب سلسلہ اپنی عید کو حقیقی عید بنانا چاہتے ہیں اگر وہ چاہتے ہیں کہ ان کے ذبح کئے ہوئے جانور خدا کے ہاں قبول ہوں تو ضروری ہے کہ وہ اپنے جان و مال اور خواہشات و جذبات کو راہ خدا میں قربان کرنے کا کوئی عملی ثبوت دیں یعنی وہ خدمت دین کا کوئی ایسا کام کریں جس میں ان کے کچھ مال خرچ ہوں ان کی جان کو کچھ مشقت برداشت کرنی پڑے۔ اس راستہ میں انہیں اپنے جذبات و خواہشات کو قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔ مناسب ہوگا۔ اس کے متعلق ہم چند باتیں ذرا وضاحت سے عرض کر دیں۔

مساجد فنڈ

امید ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی "مساجد فنڈ" کی تحریک احباب کرام کے مطالعہ سے گذر چکی ہوگی۔ اسلام نے مسجد کو فرزندان توحید کا مرکز قرار دیا ہے۔ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کو دیکھیئے یہ قوم مسجدوں ہی میں تیار ہوئی تھی۔ اس وقت عبادتگاہ، عدالت، دارالشوریٰ سب کچھ مسجد ہی تھی۔ لیکن جب سے مسلمانوں نے ان مرکزوں کو چھوڑا برباد و منتشر ہو گئے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ترقی کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ جہاں جہاں ہماری باقاعدہ جماعتیں ہیں وہاں اپنی مساجد ضرور ہوں تاکہ احباب ان میں پانچ وقت جمع ہو سکیں۔ بعض مقامات کی جماعتیں بہت مختصر اور غریب ہیں اور مساجد کی تعمیر کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتیں۔ اس لئے حضرت امیر ایدہ اللہ نے یہ مبارک تجویز فرمائی ہے کہ ہر سال عید اضحیٰ پر اس کار خیر کے لئے چندہ فراہم کیا جائے جس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہوں گی۔

(۱) جماعت کے صاحب استطاعت افراد اس غرض کے لئے خاص طور پر دیں۔ اگر انسان کے مال کا کوئی حصہ خانہ خدا کی تعمیر پر صرف ہو تو اس سے زیادہ خوش قسمتی اور کیا ہو سکتی ہے؟

(۲) جو احباب عید پر ایک سے زائد جانور ذبح کرتے ہیں وہ صرف ایک پر ہی اکتفا کریں کیونکہ ہر خاندان کی طرف سے صرف ایک جانور ہی کافی ہے اس طرح جو رقم پس انداز ہو وہ مساجد فنڈ میں دی جائے۔

(۳) ہر ایک دوست بلا استثناء عید فنڈ کے علاوہ کم از کم ایک پیسہ مساجد فنڈ میں دے۔

مندرجہ بالا تجاویز پر نہایت آسانی سے اس طریق پر عمل ہو سکتا ہے کہ [illegible] بہت قلیل عرصہ میں [illegible] اپنی مساجد تعمیر کر سکتی ہے اور انشاء اللہ تعمیر مساجد کے ساتھ ہی ہمارا قدم زیادہ تیزی کے ساتھ ترقی کی طرف بڑھے گا۔ ان مساجد کے ساتھ کتب خانوں مکتبوں وغیرہ کا قیام بھی آسانی کے ساتھ ہو جائیگا۔ ضرورت ہے کہ تمام خطیب صاحبان اور جماعتوں کے سیکرٹری وغیرہ ۱۵ مارچ کے خطبہ میں یا اگر ممکن ہو تو اس سے قبل احباب کے سامنے اس تحریک کو پیش کریں اور کوئی ایسا انتظام کریں کہ نماز عید سے قبل عید فنڈ کے ساتھ ہی "مساجد فنڈ" کی رقوم جمع ہو سکیں اور یہ انتظام اس قدر مکمل ہونا چاہیئے کہ جماعت کا کوئی فرد اس سعادت سے محروم نہ رہے۔

پانچ ہزار سپاہی کی تحریک

پانچ ہزار سپاہی کی ضرورت کی تحریک بھی کافی دیر سے احباب کے سامنے ہے اور ابھی تک تشنۂ تکمیل ہے۔ ہمیں یقین ہے اگر اسے تجویز کردہ شرائط کے ساتھ پورا کر دیا جائے تو ہماری جماعت کی رفتار ترقی میں حیرت انگیز اضافہ ہو سکتا ہے۔ ضرورت ہے کہ عید کے روز حضرت امیر قوم کی اس تحریک کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے ایک زبردست اور موثر قدم اٹھایا جائے۔

جماعتی اتحاد

اس کے بعد ہم ایک اور اہم ضرورت کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ کوئی قوم اور جماعت اتحاد و اتفاق کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی۔ ہم ایک بلند و پاک مقصد کو لیکر میدان عمل میں نکلے ہیں اور اس وقت چاروں طرف سے خوفناک مخالفوں میں محصور ہیں۔ جن لوگوں کو ہمارا دست و بازو ہونا چاہیئے تھا وہ ہمارے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ ان حالات میں نہایت ہی مستحکم اتحاد و دلی اتفاق ایک ایسی ضرورت ہے جس کے بغیر ہماری قومی زندگی دشوار بلکہ بالکل ناممکن ہے اس لئے ہمیں آپس میں اتحاد و اتفاق بڑھانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے۔ جس کے لئے مندرجہ ذیل تجاویز پر عمل نہایت مفید ہو سکتا ہے عید پر ان کی طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے۔

(۱) ہر شہر اور قصبہ کے احباب کو آپس میں جلد جلد جمع ہونے اور ملاقات کرنے کے مواقع پیدا کرنے چاہئیں۔ نماز جمعہ، درس قرآن، چائے اور کھانے کی سادہ دعوتیں اس غرض کو ایک حد تک پورا کر سکتی ہیں۔

(۲) آپس میں رشتہ داری کا تعلق قائم کرنا چاہیئے۔ گذشتہ عید الفطر پر اس کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر توجہ دلائی تھی اور اس سلسلہ میں یہ خاص طور پر ارشاد فرمایا تھا۔ کہ احباب بالعموم لڑکوں کے رشتے جماعت سے باہر کر لیتے ہیں اور لڑکیوں کے لئے بر جماعت کے اندر ڈھونڈھتے ہیں یہ ایک بے حد قابل اعتراض بات ہے ظاہر ہے جب احمدی لڑکوں کے رشتے دوسرے خاندانوں میں ہو جائیں گے تو لڑکیوں کے لئے احمدی بر کہاں سے آئیں گے؟ اس ضمن میں حضرت ممدوح نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا۔ کہ لڑکوں کو خود جرأت کر کے کہہ دینا چاہیئے۔ کہ ہمارے لئے جماعت کے اندر رشتہ تلاش کیا جائے۔

(۳) طبائع و آراء کے اختلاف، غلط فہمیوں یا دوسرے وجوہ سے دوستوں میں کبھی کبھی رنجشیں اور کشیدگیاں بھی پیدا ہو جایا کرتی ہیں۔ یہ ایک قدرتی بات ہے اور اس سے کسی زمانہ میں کوئی قوم بھی خالی نہیں رہی لیکن جہاں تک ممکن ہو ان کو دور کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیئے۔ عید اس کے لئے بہترین موقع ہے۔ اگر آپ سے کسی دوست کے حق میں کوئی سختی یا نامناسب بات ہو گئی ہے تو خلوص دل سے اس سے معافی مانگ لو۔ اگر آپ کے ساتھ کسی دوست نے کبھی کوئی نامناسب سلوک کیا ہے تو اس کو معاف کر دو اور بھلا دو۔ غم و غصہ اور کینہ و انتقام کی چنگاریوں کو درگزر کے پانی سے بجھا دینا چاہیئے۔ ہمارے چاروں طرف دشمن ہی دشمن ہیں۔ تو پھر یہ کس قدر قابل افسوس اور نقصان رساں بات ہے کہ ہم میں سے کوئی دو شخص بھی آپس میں کشیدہ رہیں اور ان کی رنجشیں مستقل صورت اختیار کر لیں۔

بچپت فنڈ اور ایک آنہ مستقل فنڈ

بچپت فنڈ اور ایک آنہ مستقل فنڈ کی مفید تجاویز بھی عرصہ سے جماعت کے سامنے ہیں ان پر کم و بیش عمل بھی ہو رہا ہے لیکن اس میں مزید سرگرمی اور باقاعدگی پیدا کرنے کی ضرورت ہے مستقل فنڈ کا چندہ تو اس قدر معمولی ہے کہ کسی غریب سے غریب شخص پر بھی بار نہیں ہو سکتا۔ باقی رہا بچپت فنڈ سو دین کو تقویت پہنچانے کے لئے ہفتہ میں ایک روز اپنی غذا میں کچھ سادگی پیدا کر لینا ایک ایسی بات ہے جو کسی احمدی پر ذرہ بھر بھی گراں نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس میں وہ ایک لذت اور خوشی محسوس کرتا ہے

اخبارات کی توسیع اشاعت

اخبارات سلسلہ کی توسیع اشاعت کے متعلق بھی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے کئی مرتبہ توجہ دلا چکے ہیں۔ عید پر اس ضروری کام کے لئے بھی جدوجہد کی جانی چاہیئے ♦

آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس

آل انڈیا مسلم لیگ مسلمانان ہند کی ایک موقر انجمن ہے۔ جو عرصہ دراز سے قوم کی منفید سیاسی خدمات انجام دے رہی ہے اس کا سالانہ اجلاس ایسٹر کی تعطیلات میں لاہور میں منعقد ہوگا جس کے انتظامات کے لئے مجلس استقبالیہ اور اس کے ماتحت متعدد سب کمیٹیاں بن چکی ہیں جنہوں نے اپنا کام شروع کر دیا ہے۔ یہ حقیقت کسی صاحب نظر سے پوشیدہ نہیں کہ اس وقت ہمارا ملک ایک نازک ترین سیاسی دور سے گذر رہا ہے۔ مسلمانوں کے حقوق پر چاروں طرف سے خطرناک حملے کئے جا رہے ہیں۔ برادران وطن اسلامی مطالبات کی مخالفت پر پوری طرح کمربستہ ہو چکے ہیں۔ ان حالات میں ضرورت ہے کہ مسلمان کامل اتحاد و اتفاق سے اپنے سیاسی مستقبل کے بچاؤ کی کوئی مؤثر تدبیر کریں۔ مسلم لیگ کا آئندہ اجلاس اس فرض کی بجا آوری کے لئے ایک عمدہ موقع ہے۔ لہٰذا اس اجلاس کو کامیاب و بارونق بنانے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے اولین ضرورت یہ ہے کہ مجلس استقبالیہ کی رکنیت قبول کر کے اس کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنایا جائے اس کے بعد یہ کہ ملک کے ہر ایک حصہ کے مسلمانوں کو سالانہ اجلاس میں شرکت کیلئے آمادہ کیا جائے ⁂

منشی ظفر علیخاں غور کریں

چند روز ہوئے منشی ظفر علیخاں صاحب آف "زمیندار" کے خلاف ایک صاحب تاج الدین احمد تاج حنفی نقشبندی مجددی جنرل سیکرٹری آل انڈیا انجمن خادم الحکمت لاہور نے ایک ٹریکٹ شائع کیا ہے جس کے طویل عنوانات درج ذیل ہیں:-

"زمیندار اینڈ کو کی شیطانی ابلہ فریبیاں"

"یا نجدی بھانڈ کی ابلیسانہ قلابازیاں"

"یا گدائے لم یزل حضرت آکا باکا کے کذب و دروغ دجل و فریب اور ہرزہ سرائیوں و یاوہ گوئیوں کا ناپاک شرمناک مظاہرہ"

ان عنوانات ہی سے ٹریکٹ کے مضمون کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ جناب تاج کے بیان کے مطابق اس ٹریکٹ کی ضرورت اسلئے پیش آئی۔ کہ دفتر "زمیندار" میں ریویو کے لئے ایک کتاب ارسال کی گئی جس پر "زمیندار" نے اصول صحافت سے گرا ہوا ریویو کیا۔ جس کو پڑھ کر جناب تاج نے ایک پرائیویٹ شکایتی خط لکھا۔ "زمیندار" نے اپنے ذکاہی کالم میں اس خط پر نامناسب تنقید کی۔ اس طرح فریقین میں باقاعدہ جنگ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جس کی ایک کڑی مذکورہ بالا ٹریکٹ ہے اس ٹریکٹ میں منشی صاحب کو بالکل انہی کے انداز میں ترکی بہ ترکی جواب دیا گیا ہے۔

غیر معقول اور متانت و شرافت سے گری ہوئی تحریریں ہر حالت میں قابل افسوس ہیں لیکن اس موقع پر ہم منشی ظفر علی خاں صاحب کو چند باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ ان کو اس ٹریکٹ کے مطالعہ سے یقیناً رنج پہنچا ہوگا۔ کیونکہ اس میں منشی صاحب کی گالیوں کے جواب میں تاج صاحب نے ان کو بے نقط سنائی ہیں۔ گالیاں دینا کوئی شریفانہ فعل نہیں نہ اس کے واسطے کسی قابلیت کی ضرورت ہے۔ منشی صاحب اور ان کے رفقا اپنی تحریروں اور تقریروں میں حضرت مرزا صاحب اور جماعت احمدیہ کے خلاف جو گند اچھالتے رہتے ہیں اس کی حیثیت اس ٹریکٹ کی روشنی میں ان کو بخوبی معلوم ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ تھوڑی دیر کے لئے ایماندارانہ طریق پر غور کریں۔

ہم منشی ظفر علی خانصاحب اور ان کے رفقاء کی گالیوں پر صبر و تحمل سے کام لیتے ہیں اور ہماری شرافت کو وہ اپنی فتح سمجھتے ہیں لیکن جب کوئی ترکی بہ ترکی جواب دینے والا ان کے سامنے آجاتا ہے تو ان کی ساری شوخیاں جاتی رہتی ہیں شریفوں کے مقابلہ میں سوقیانہ حرکتوں پر اصرار اور ترکی بہ ترکی جواب دینے والوں کے مقابلہ پر ہار مان لینا ایک ایسا فعل ہے جس کو معقولیت شرافت اور بہادری سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

کاش منشی صاحب اور ان کے رفقا اپنے اس غیر شریفانہ طرز عمل پر اظہار فخر کرنے کی بجائے کچھ ندامت محسوس کریں۔

خلیفہ قادیان متوازی حکومت قائم کر رہے ہیں؟

کہا جاتا ہے کہ قادیانی خلافت کی نظارتوں کے ناموں اور دربار خلافت کے اہلکاروں کے طرز عمل سے بعض ذمہ دار حکام کو یہ شبہ ہو رہا ہے کہ جناب خلیفہ قادیان ایک متوازی حکومت ریپرلل گورنمنٹ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اس شبہ کی تردید میں "الفضل" ۹ مارچ میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں ارشاد ہوتا ہے کہ:-

"ہندوستان میں دیسی ریاستیں ہیں ان کے اندرونی معاملات میں نوابوں اور راجوں کو مکمل اختیارات حاصل ہیں۔ ہر ایک با اختیار رئیس نے اپنی حدود میں مختلف محکمے بنا رکھے ہیں وہ لوگوں کو ملازم رکھتے ہیں۔ ان کو ترقیاں دیتے ہیں جرمانے کرتے ہیں تنزل اور برخاست کرتے ہیں ٹیکس لگاتے ہیں۔ انہوں نے دیوانی عدالتیں قائم کر رکھی ہیں جن میں وہ مقدمات کے فیصلے کرتے ہیں اور قاتلوں کو پھانسی جیسی انتہائی سزائیں دیتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے کہ یہ بالکل وہی نظام ہے جو گورنمنٹ نے اپنے علاقہ میں قائم کر رکھا ہے کوئی عقلمند یہ نہیں کہہ سکتا کہ رؤسائے ہندوستان نے پیرالل گورنمنٹ قائم کر رکھی ہے وجہ یہ ہے کہ ان سب اختیارات کے باوجود جو ان کو اپنی حدود میں حاصل ہیں وہ گورنمنٹ انگریزی کو (Paramaunt- Power) فوقیت بالادست تسلیم کرتے ہیں اور مشکلات کے وقت مثلاً بیرونی طاقتوں سے جنگ ہونے کی صورت میں گورنمنٹ کی امداد بھی کرتے ہیں ان مثالوں سے صاف ظاہر ہے کہ گورنمنٹ کو بالادست طاقت سمجھتے ہوئے اپنے گھر کا نظام قائم کرنا پیرالل گورنمنٹ یا متوازی حکومت نہیں کہلاتا۔ جماعت احمدیہ قادیانیہ کا ایک نظام ہے۔ مختلف کاموں کے واسطے مختلف محکمے قائم ہیں اور ان پر ایک واجب الاطاعت امام خلیفہ ہے۔"

ہم نہیں کہہ سکتے کہ مندرجہ بالا اقتباس میں متوازی حکومت کی جو تعریف کی گئی ہے اور اس کی جو حدود تعین کی گئی ہیں ان سے حکام کا شبہ دور ہو جائیگا۔ یا اور ترقی کر لیگا۔ مضمون نگار کا ارشاد ہے کہ ہندوستان کا کوئی نظام جب تک حکومت انگریزی کو قوت بالادست تسلیم کرتا ہے متوازی حکومت نہیں کہلا سکتا۔ اس کی تائید اس نے والیان ریاست کی مثالیں دی ہیں اور ساتھ ہی جناب میاں صاحب کو قادیانی جماعت کا واجب الاطاعت امام اور خلیفہ بتلایا ہے اس سے یہ نتیجہ بآسانی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ جناب خلیفہ قادیان اپنی جماعت کے اندر انہی اختیارات کے متمنی ہیں جو کہ ہزہائینس نواب رامپور یا مہاراجہ پٹیالہ یا دوسرے والیان ریاست کو اپنی ریاستوں میں حاصل ہیں اس مرحلہ پر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا حکومت ایک "ہز ہولی نس" کا "ہز ہائینس" بن جانا اور ایک گدی کا تخت ریاست میں تبدیل ہو جانا گوارا کرے گی ہ دافعات کا جواب ہے۔ "ہرگز نہیں"

میاں سر فضل حسین بالقابہ

میاں سر فضل حسین بالقابہ مسلمانوں کے قابل فخر لیڈر اور ہندوستان کے مایہ ناز سپوت ہیں ان کے خیالات و آرا اور طریق کار سے اختلاف ممکن ہے لیکن ان کی اعلیٰ قابلیت بے نظیر عزم و استقلال اور خلوص و دیانت سے کوئی انسان انکار نہیں کر سکتا۔ ممدوح کی ان صفات نے ہر ایک دوست دشمن سے خراج تحسین وصول کیا ہے۔ آپ نے اعلیٰ عہدوں کو حصول زر و اقتدار کا ذریعہ نہیں بنایا۔ بلکہ ان پر فائز ہو کر دوسری اقوام کے جائز حقوق کو نقصان پہنچائے بغیر مسلمانوں کے حقوق کے لئے سخت جد و جہد کی اور اس سلسلہ میں آپکو بے شمار قربانیاں کرنی پڑیں۔ اپنی صحت تک برباد کر لی۔ اس ماہ کے آخر پر آپ کے عہدہ کی میعاد ختم ہونے والی ہے۔ آپ انشاء اللہ ۳۱ مارچ کی شب کو دہلی سے روانہ ہو کر یکم اپریل کی صبح کو لاہور پہنچیں گے۔ مختلف حلقوں میں تجویز ہو رہی ہے کہ اس روز آپ کا ریلوے اسٹیشن پر شاندار استقبال کیا جائے۔ خواجہ حسن نظامی صاحب نے یہ تحریک کی ہے کہ ۲۹ مارچ (بروز جمعہ) کو تمام اسلامی ہند میں یوم فضل حسین منایا جائے اور ہر جامع مسجد میں نماز جمعہ کے بعد میاں صاحب کی صحت و سلامتی کی دعا کی جائے۔

ممدوح کی اعلےٰ قومی خدمات کا اعتراف ہر مناسب طریق پر ضروری ہے اس لئے ہم ان تجاویز کی پر زور تائید کرتے ہیں۔

فرمانروائے مانگرول کیخلاف غلط الزامات

عالیجناب نواب صاحب مانگرول انتظامی قابلیت، بیدار مغزی روشن خیالی، انصاف پسندی اور رعایا پروری کی اعلیٰ صفات کی وجہ سے ایک قابل فخر ہستی ہیں ممدوح نے اپنے حسن انتظام، سادگی اور فرض شناسی کے ذریعہ والیان ریاست کے سامنے ایک لائق تقلید نمونہ پیش کیا ہے۔ ہندوستان کا ہر ایک باشندہ آپ پر فخر کر سکتا ہے لیکن افسوس بعض اغراض پرست، غیر ذمہ دار اور متعصب اخبارات اس بلند اخلاق و عالی مرتبہ حکمران کیخلاف بے بنیاد الزامات تراشنے میں مصروف ہیں کبھی لکھا جاتا ہے کہ ممدوح نے نئے ٹیکس عائد کر دیئے ہیں کبھی فضول خرچی اور اسراف کا جھوٹ بولا جاتا ہے کبھی یہ مشہور کیا جاتا ہے کہ ریاست مانگرول میں گھی پر پچاس فیصدی زکوٰۃ لی جاتی ہے گذشتہ دنوں دہلی کے اخبار ریاست میں بھی اسی قسم کی غلط اور جھوٹی باتیں شائع ہوئی تھیں جس کی تردید میں مانگرول کے ایک ذمہ دار شخص نے مضمون بھیجا۔ جو اخبار مذکور نے نہ چھاپا۔ حالانکہ یہ ہمیشہ اصول پسندی اور صداقت شعاری کے بلند بانگ دعاوی کیا کرتا ہے۔ یہ مضمون پیغام صلح کی گذشتہ اشاعت کے صفحہ اول پر درج ہو چکا ہے ان اخبارات کے متعلق ہم صرف اس قدر کہنا چاہتے ہیں کہ فرمانروائے مانگرول کے خلاف الزام تراشی کا نتیجہ وہی ہوگا۔ جو کہ چاند پر خاک اڑانے والوں کا ہوا کرتا ہے۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی علالت

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۷ مارچ کو یکایک علیل ہو گئے اس روز صبح کے وقت آپ بعزم سیالکوٹ احمدیہ بلڈنگس سے ریلوے اسٹیشن کو تشریف لے گئے لیکن راستے میں ہی طبیعت خراب ہو گئی اور آپ طبی مشورہ کی بنا پر واپس تشریف لے آئے اور تا حال علیل ہیں۔ گو اللہ تعالیٰ کے فضل سے طبیعت پہلے کی نسبت اچھی ہے لیکن ڈاکٹروں نے کامل آرام کا مشورہ دیا ہے اور چلنے پھرنے اور دماغی کام سے روکا ہے تمام احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ حضرت ممدوح کو بہت جلد صحت کامل عطا فرمائے اور تا دیر سلامت رکھے آمین ثم آمین۔

——۶ مارچ کی شب کو مسلم ہائی اسکول لاہور کے بورڈنگ ہوس میں اسکول مذکور کا سالانہ ڈنر ہوا جس میں دسویں جماعت کے طلبہ کو الوداع کہی گئی۔ اس تقریب میں متعدد بزرگان و احباب سلسلہ اور اسکول کے متعدد اساتذہ و طلبہ مدعو تھے۔ کھانے کے بعد جناب سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر کی درخواست پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے امتحان انٹرنس میں شریک ہونیوالے طلبا کو مخاطب کر کے نہایت بیش قیمت نصائح سے پر ایک مختصر تقریر کی۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ ان طلبہ اور جماعت کے دوسرے طلبا کی کامیابی کیلئے دعا کریں۔

——جناب سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور بحیثیت سپرنٹنڈنٹ امتحان انٹرنس سرینگر تشریف لے گئے ہیں۔

——ہمارے مکرم و معظم دوست خان عبد الاکبر خانصاحب تحصیلدار بانڈہ داؤد شاہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے اور اس خوشی میں انہوں نے مبلغ یک صد روپیہ اشاعت اسلام کے کسی کام کے لئے انجمن کو باقاعدہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے جو انہوں نے پہلے سے بطور نذر مانا ہوا تھا۔ خانصاحب لکھتے ہیں کہ یہ فرزند نرینہ میرے لئے بہت بڑی چیز اس لئے ہے کہ ہم تینوں سگے بھائیوں میں سے کسی ایک کے بھی نرینہ اولاد نہ تھی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو عمر دراز عطا کرے اور دینی و دنیوی حسنات سے بہرہ ور فرمائے۔

ہم اس خوشی کی تقریب پر خانصاحب ممدوح کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

——قاضی شیر محمد صاحب مبلغ انجمن علی پور ضلع مظفر گڑھ اعلان فرماتے ہیں کہ نماز عید حسب دستور امسال بھی مسجد جامعہ احمدیہ وسط بازار علی پور میں ادا کی جائیگی۔ گرد و نواح کے احباب ضرور شرکت کریں نماز و خطبہ کے بعد تین گھنٹہ تک جلسہ ہوگا جس میں حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات پیش کی جائیں گی۔ اور حضور کی نظمیں پڑھی جائیں گی۔ جو اصحاب خلوص کے ساتھ اپنے شکوک کا ازالہ کرنا چاہیں وہ صدر جلسہ کی اجازت سے وقت لے سکتے ہیں۔

——سید اختر حسین مبلغ ۸ مارچ کو دہلی سے تحریر فرماتے ہیں کہ میں آج صبح دہلی پہنچا ہوں۔ انجمن سیف الاسلام دہلی سے مسئلہ نبوت پر دو مباحثے طے ہوئے ہیں۔

——۱۰ مارچ کی شام کو مسجد احمدیہ بلڈنگس میں ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کا ہفتہ وار جلسہ منعقد ہوا۔ چودھری عبد الحمید صاحب ٹیچر مسلم ہائی سکول لاہور نے "ہم اور ہمارے مخالفین" کے موضوع پر تقریر کی۔

یوسف علی

مسائل عید اضحیٰ

از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

(۱) خدا کی راہ میں جو قربانی ہو وہ جس قدر اعلےٰ درجہ کی ہو، اتنی ہی افضل ہے۔ نکمی یا ناقص قربانی قابل قدر نہیں ہوا کرتی اس لئے بکرا یا بھیڑ، یا دُنبہ عمدہ اور تندرست ہونا چاہیئے کوئی عیب کہ ہو یعنی لُولا، لنگڑا، کانا۔ کان یا سینگ جڑ سے کٹا ہوا نہ ہو۔ خصّی ہونے کا کوئی حرج نہیں۔ گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔

بکرے کی عمر دو سال کی ہونی چاہیئے یا اس سے زیادہ۔ دونتا جس کے دو دانت سامنے کے بڑے ہوتے ہیں۔ موزوں ہوا کرتا ہے۔ بھیڑ یا دنبہ چھ ماہ کا بھی فقہا کے نزدیک جائز ہے

(۲) قربانی کا وقت۔ ۱۰ ذی الحجہ یعنی عید کے دن نماز عید و خطبہ کے بعد سے لیکر ۱۲ تاریخ ذی الحجہ عصر کے وقت تک ہے ایک کنبہ کی طرف سے ایک بکرا یا بھیڑ کافی ہے۔

(۳) قربانی کرتے وقت خدا کا نام لینا اور تکبیر کہنا چاہیئے بعض قصاب پیر کا نام لیا کرتے ہیں، جس سے بچنے کا اہتمام پہلے سے کر لینا چاہیئے

(۴) قربانی کا خون اور گوشت خدا کو نہیں پہنچتا۔ بلکہ دلوں کا تقوےٰ خدا تک پہنچتا ہے پس قربانی کرتے وقت اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ دراصل وہ خدا کے حکم کے آگے اپنی حیوانیت کو ذبح کر رہا ہے یعنی اپنے تمام جذبات حیوانی کو خدا کی رضا کے آگے وہ قربان کرنے کا اقرار کر رہا ہے جب تک یہ تقوےٰ مدنظر نہ ہو قربانی کے مقبول ہونے کی صورت نظر نہیں آتی۔

(۵) عید کے دن نہانا، صاف کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، نماز عید پڑھنا، خطبہ سننا مسنون ہے۔ عید الفطر میں نماز سے پہلے کھانا سنت ہے لیکن عید اضحیٰ میں نماز عید کے بعد کھانا سنت ہے۔

(۶) عید کی نماز دو رکعتیں ہیں پہلی رکعت میں سات تکبیریں ہیں اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ یاد رہے دونوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ سے قبل یہ تکبیریں کہنی چاہئیں اور تکبیروں کے درمیان ہاتھ کھلے چھوڑنے چاہئیں۔ قرأت جہری ہوتی ہے اور نماز کے بعد خطبہ ہوتا ہے جس کے درمیان میں امام بیٹھتا نہیں۔ خطبہ سننا نہایت ضروری چیز ہے۔ خطبہ کے درمیان میں لوگ ملنا جلنا اور بغلگیر ہونا شروع کر دیتے ہیں یہ جائز نہیں۔

(۷) نماز عید کے لئے ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا مسنون ہے۔ نماز کے بعد جماعت کی شکل میں راستوں سے گذرنا اسلام کی شوکت کا موجب ہے

(۸) قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کرنا مسنون ہے ایک حصہ خود کھائے اور اس کے اہل و عیال کھائیں، دوسرا حصہ دوستوں اور رشتہ داروں میں تقسیم کرے تیسرا حصہ مساکین اور یتامیٰ کو دے۔

(۹) عید کے دن باہم ملنا جلنا، کھانا پینا، خوشی کرنا منشائے اسلام ہے نماز پڑھ کر گھر دن میں گھس کر بیٹھ رہنا یا سو کر دن کاٹ دینا، اس گوشہ نشینی کا نام دینداری رکھنا غلط ہے

(۱۰) ۹ تاریخ ذی الحجہ کی فجر کی نماز سے شروع کر کے ۱۳ ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک ہر فرض نماز کے بعد بلند آواز سے تکبیریں کہنے کا حکم ہے اور وہ یہ ہے اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد۔

ان کلمات کو تین مرتبہ کہنے کا حکم ہے۔

(۱۱) عید کی خوشی کے موقع پر بہت لوگ کپڑوں، کھانوں اور بچوں پر خرچ کرتے ہیں ایسے موقعہ پر اشاعت اسلام کے لئے کچھ خرچ کرنا چاہیئے۔ آج وقت کا تقاضا ہے پس ایک روپیہ فی کس عید فنڈ میں دینا اسلام کی محبت پر دلالت کرتا ہے علاوہ ازیں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے مساجد فنڈ کے لئے جو اپیل کی ہے وہ بھی ہر ایک دوست کے مدنظر رہنی چاہیئے جہاں جہاں ہماری جماعتیں ہیں وہاں مساجد کی تعمیر سلسلہ کے استحکام و ترقی کے لئے بے حد ضروری ہے۔

(۱۲) قربانی کی کھال خدا کی راہ میں دینی چاہیئے۔ اشاعت اسلام اس کا بہترین مصرف ہے۔ قصاب کو اجرت میں دینا جائز نہیں

آہ! شیخ محمد جان صاحب سیالکوٹی

گذشتہ ہفتہ ہم ایک اور محترم و بزرگ ہستی سے محروم ہو گئے یعنی جناب شیخ محمد جان صاحب تاجر و رئیس سیالکوٹ جو ہمارے مکرم برادر کلاں جناب شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آبادی) ۶ اور ۷ مارچ کی درمیانی شب کو انتقال فرما گئے اِنا للّٰہ وانا الیہ راجعون آپ عرصہ سے لب رضہ کاربنکل علیل تھے گذشتہ سال اس کا اپریشن بھی ہوا تھا۔ اب کچھ عرصہ سے پیشاب کی بیماری بھی ہو گئی تھی۔ چند روز ہوئے جناب ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اور ان کے صاحبزادے ڈاکٹر بشیر حسین صاحب آپ کی عیادت کے لئے سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے ۶ مارچ کو وہاں سے واپس آئے اور اسی روز شب کو یہ حادثہ پیش آیا۔ ۷ مارچ کی صبح کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ جنازہ میں شرکت کیلئے سیالکوٹ تشریف لے جانیوالے تھے بلکہ مکان سے روانہ بھی ہو چکے تھے۔ علالت کی وجہ سے یہ ارادہ ملتوی کرنا پڑا۔ ۹ مارچ کی صبح کو جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور جناب شیخ صاحب چودھری محمد منظور الٰہی تعزیت کیلئے سیالکوٹ تشریف لے گئے مرحوم حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے خدام اور ہماری جماعت کے نہایت مخلص و قدیم ارکان میں سے تھے آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کے بعد ابتدائی ایام میں بیعت کا شرف حاصل کیا حضرت صاحب کی زندگی میں جبکہ مخالفت کا بہت زور تھا۔ سیالکوٹ صدر بازار میں آپ کی دوکان احمدیت کی تبلیغ کا ایک زبردست مرکز تھی۔ آپ خدمت دین کا غیر معمولی جوش رکھتے تھے اور ہمیشہ دینی و قومی کاموں میں حصہ لیتے رہے عمر غالباً ستر سال کے قریب تھی۔ مرحوم اپنی دینداری، خدا پرستی، بلند اخلاقی اور مہمان نوازی کی وجہ سے غیر از جماعت اور غیر مسلم حلقوں میں بھی نہایت عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے افسوس حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے خدام رفتہ رفتہ رخصت ہوتے جا رہے ہیں

حضرت امیر ایدہ اللہ سے اظہارِ عقیدت

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک پرانے خادم ایم موسیٰ خان
صاحب پلیڈر بارہ مولا کشمیر اپنے ایک خط
بنام حضرت امیر ایدہ اللہ میں رقمطراز ہیں:۔

میری دلی آرزو ہے کہ حضور انور کے دیدار شرف آثار سے فیضیاب ہو کر کچھ سرمایہ عقبیٰ کا بہرہ حاصل کروں۔ میرا پختہ عقیدہ ہے کہ آن ذات اقدس نے اشاعت اسلام کیلئے جن مصائب کا مقابلہ کیا ہے اور مد مقابل کے خارستانوں اور کفرستانوں پر فتح پائی ہے اس کی نظیر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگیوں میں ملتی ہے مگر ان بزرگان کے سامنے تازہ نور تھا۔ آنجناب کے وقت میں اس نور کے بجھانے اور بالکل تاریک کر دینے میں خویش و بیگانہ نے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی بلکہ سورہ تکویر کی پہلی دو آیات اس پر کامل گواہ ہیں۔ میں نے جو تھوڑا بہت بیان القرآن کا مطالعہ کیا ہے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنہ کا کامل اتم مظہر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور رسول کریم صلعم کے اسوہ حسنہ کو آنحضرت نے کامل طور پر حاصل کر کے مخلوقات خدا کی رہبری فرمائی۔ اور جو نور آنجناب کے قلم سے صفحہ قرطاس پر ظاہر ہوتا ہے وہ ایک اہل دل پر اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ [illegible] وہ لوگ حضور انور سے روزانہ فیض پاتے ہیں جو [illegible] حاضر ہوتے ہیں اور بہت سے لوگ باوجود حاضر مجلس ہونے کے محروم رہتے ہیں۔ اہل نظر لوگوں سے آنجناب کی ذات پوشیدہ نہیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ شاید میں ہی بدنصیب ہوں کہ چند سو میل چل کر حضور انور کی صحبت بابرکت کے برکات سے محروم ہوں۔ حالانکہ راستوں کی آسانیاں کامل طور پر ہو چکی ہیں۔ میرا ارادہ تو مستقل ہے کہ ماہ مارچ و اپریل ۱۹۳۵ء میں لاہور روانہ ہو کر اپنی اس دلی پیاس کو بجھاؤں۔ پھر دیکھوں گا کہ میری قسمت مجھے کیا دکھلاتی ہے۔ اور ان والاشان کی نظر کیمیا سے میرا کیا انجام ہوتا ہے۔ شاید بقول ؎

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشہ چشمے با کنند

نامہ نگار الفضل و دیگر معاندین کی ناکامی

احباب کو معلوم ہوگا کہ ہمارے محترم دوست ملک فضل کریم صاحب (راولپنڈی) ایک عرصہ سے مقدمات وغیرہ کے باعث مصائب و مشکلات میں گرفتار تھے اسی دوران میں ان کے صاحبزادہ ملک عبدالعزیز صاحب کو بلاقصور تین سال قید کا حکم ہو گیا۔ معاندین احمدیت کو (قادیانی ہوں یا احراری) یہ موقع ہاتھ آ گیا۔ اور انہوں نے ملک صاحب کو اخبارات میں بدنام کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ چنانچہ احراریوں نے اخبار احسان۔ زمیندار۔ ٹریبیون۔ سول۔ ملاپ۔ پرتاپ میں اس مضمون کی ایک خبر شائع کرائی۔ کہ ملک صاحب کو پاگل خانہ میں بھجوا دیا گیا ہے اور ملک صاحب کے صاحبزادے کو سات سال سزا کا حکم ہوا۔ حالانکہ اس خبر میں سرتا پا افترا پردازی اور کذب بیانی سے کام لیا گیا تھا۔ نہ ہی ملک صاحب کو پاگل خانہ میں بھجوانے کا حکم ملا۔ اور نہ ہی ان کے صاحبزادے کو سات سال قید کی سزا ملی۔ ملک عبدالعزیز صاحب کو تین سال کی سزا کا واقعی حکم ہوا تھا۔ مگر اپیل پر وہ بری ہو گئے ہیں۔ سشن جج صاحب بہادر نے لکھ دیا ہے کہ جو الزامات ان پر لگائے گئے تھے۔ وہ غلط ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے مخالفین کی امیدوں کو خاک میں ملا دیا ہے۔

اخبار احسان وغیرہ کی شائع کردہ خبر پر تبصرہ کرتے ہوئے الفضل کا نامہ نگار مقیم راولپنڈی لکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے خلیفۃ المسیح کی مخالفت کی وجہ سے ملک فضل کریم صاحب کو مذکورہ بالا مصائب میں گرفتار کیا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

"کہ ہم فضل کریم کی خانہ بربادی سے خوش نہیں۔ مگر عبرت کے طور پر یہ ضرور لکھنا چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے پاک بندوں کے متعلق بڑی غیرت رکھتا ہے جن ناپاک الزامات کی اشاعت میں فضل کریم نے حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے وہ تمام اس پر لگوائے اور ثابت کر دیا کہ پاکوں پر الزام لگانے والے خود گندے اور بدکردار ہوتے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔"

(الفضل ۲۱ فروری ۳۵ء)

اللہ تعالیٰ بھی عجیب سامان پیدا کرتا ہے بعض اوقات اپنے بندوں پر وقتی ابتلا نازل کر کے مخالفین کو ہنسنے کا موقع دیتا ہے مگر آخر کار مخالفین کو شرمندہ و ذلیل ہونا پڑتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ملک فضل کریم صاحب کے صاحبزادہ کی بریت کی خبر سن کر نامہ نگار کو ضرور اپنی تحریر پر شرمندگی ہوگی باقی رہے الزامات جو ملک صاحب پر لگائے گئے تھے ان کے متعلق نامہ نگار کو یاد رکھنا چاہیئے کہ عدالت نے اس کو جھوٹا قرار دے کر ملک صاحب کو بری کر دیا تھا اس کے باوجود آپ کا یہ لکھنا کہ اللہ تعالیٰ نے ثابت کر دیا کہ پاکوں پر الزامات لگانے والے خود گندے اور بدکردار ہوتے ہیں اس طرح ملک صاحب پر حملہ کرنا آپ کی شوخ چشمی کی دلیل ہے۔ ساتھ ہی آپ کو یہ بھی یاد رہے کہ آپ کے خلیفۃ المسیح پر جو الزامات لگے تھے ان کی بریت کبھی عدالت میں آج تک نہیں ہوئی اور نہ ہی وہ خدا کی عدالت میں کھڑے ہو کر مباہلہ کے لئے تیار ہوئے۔ مباہلہ والے اب تک موجود ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کو پیش کر کے چیلنج دے رہے ہیں۔ خلافت مآب نے خود حضرت مسیح موعود کی تحریر کو ٹھکرا دیا۔ لیکن اگر ملک صاحب ان الزامات کی بنا پر جو عدالت میں جھوٹے ثابت ہو چکے ہیں۔ مباہلہ کے لئے بلایا جاتا ہے تو وہ ہرگز حضرت مسیح موعود کی تحریر کی خلاف ورزی نہ کرتے بلکہ فی الفور

مباہلہ کے لئے تیار ہو جاتے نامہ نگار صاحب کا استدلال

کہ ملک صاحب پر اس وجہ سے الزامات لگے۔ کہ وہ خلافت مآب پر الزامات کی تشہیر کرتے تھے۔ سبحان اللہ قادیانی منطق ہو تو ہوئی اگر یہ استدلال درست ہے تو کیا الفضل اس امر پر روشنی ڈالیگا کہ میاں صاحب پر جو الزامات لگائے گئے تھے وہ کس جرم کی سزا تھے ملک صاحب پر الزامات لگانے والے تمام کے تمام غیر احمدی اور مشہور معاند تھے۔ مگر میاں صاحب پر الزام لگانے والے ان کے اپنے مرید اور مخلص خادم تھے۔ اس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دونوں میں سے کون شخص ہے جو زیادہ خطرناک حالت میں ہے کیا وہ شخص جس پر اس کے اپنے مرید الزام لگائیں اور اس کے پیشوا کی تحریر کے مطابق مباہلہ کا چیلنج دیں اور وہ ان الزامات کی نہ تو عدالت میں بریت کر سکے اور نہ مباہلہ کی جرأت کرے۔ یا وہ شخص جس پر الزامات لگتے ہی اس کی بریت عدالت سے ہو جائے؟

الفضل کے نامہ نگار کو اپنی جلدبازی اور ناکامی پر شرم کرنی چاہیئے۔ (نامہ نگار از راولپنڈی)

(بقیہ صـ۲)

جو بتوسط فیض و اتباع آنحضرت صلعم کسی انسان کو خدا تعالیٰ سے شرف مکالمہ و مخاطبہ حاصل ہو۔ اور وہ بذریعہ وحی الٰہی سے مخفی امور پر اطلاع پاوے۔ تو پھر ایسے نبی اس امت میں کیوں نہیں ہونگے۔ اس پر کیا دلیل ہے۔ . . . . . ایسا شخص جو ایک طرف اس کو خدا تعالیٰ اپنی کی وحی میں امتی بھی قرار دیتا ہے اور دوسری طرف اس کا نام نبی بھی رکھتا ہے یہ دعویٰ قرآن کریم کے احکام کے مخالف نہیں ہے۔ **کیونکہ یہ نبوت بباعث امتی ہونے کے، دراصل آنحضرت صلعم کی نبوت کا ایک ظل ہے**۔ کوئی مستقل نبوت نہیں ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صـ۱۸۱)

نبی ایک اعزازی نام ہے

اس حوالہ میں محدثیت کو بالتفصیل بیان کیا ہے کہ خدا تعالیٰ سے مخاطبہ پانا۔ اور غیب کی خبریں پا کر پیشگوئی کرنا یہ امت محمدیہ میں قیامت تک رہیگا۔ چونکہ سوال میں محدثیت کو نبوت کہنے کا جواب طلب کیا گیا تھا سو آپ نے محدثیت کی حقیقت کو بیان کر کے فرمایا۔ کہ ایسے نبی اس امت میں کیوں نہ ہونگے۔ اب جبکہ قادیانی جماعت صرف ایک مسیح موعود کو ہی نبی مانتی ہے اور یہاں مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ایسے نبی اس امت میں بہت ہوں گے۔ تو لازماً یہ کہنا پڑے گا کہ اس سے مراد محدثیت یا مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہے نہ کہ حقیقتاً نبوت۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب براہین احمدیہ جلد پنجم میں صـ۱۸۱ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ:۔

"کوئی شخص اس جگہ نبی ہونے کے لفظ سے دھوکہ نہ کھائے۔ میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ یہ وہ نبوت نہیں ہے۔ جو مستقل نبوت کہلاتی ہے۔ کوئی مستقل نبی امتی نہیں کہلا سکتا۔ مگر میں امتی ہوں۔ پس یہ **خدا کی طرف سے ایک اعزازی نام ہے**"

(باقی آئندہ)

مکتوبِ برلن

برلن مسجد میں مسلمان بچوں کی دینی تعلیم کا انتظام!

جرمن مسلم سوسائٹی کی مجلس منتظمہ کا اجلاس

ماہ فروری کے آغاز میں جرمن مسلم سوسائٹی کی مجلس منتظمہ کا اجلاس منعقد ہوا۔ سوائے ایک دوست کے باقی سب ممبر موجود تھے جرمن مسلم سوسائٹی کو قائم ہوئے پانچ سال کا عرصہ گزر چکا ہے اور اب چھٹا سال شروع ہوا ہے۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک۔ خزانچی مسٹر عمر شوبرٹ نے گزشتہ عید الفطر کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتلایا کہ اس موقعہ پر ۱۱۴ مارکس آمد ہوئی اور اس کے مقابل ۸۴ مارکس خرچ ہوئے اور غالباً یہ پہلا موقع ہے کہ ۳۰ مارکس سے زائد رقم بچ گئی۔ اس ۸۴ مارکس میں وہ رقم بھی شامل ہے جو صدقۃ الفطر کی رقم میں سے غربا میں تقسیم ہوئی۔ نیز گذشتہ جنرل میٹنگ پر یہ فیصلہ ہوا تھا۔ کہ سوسائٹی کو ایک لائبریری کھولنی چاہیئے۔ اور کتابوں کے واسطے ممبروں سے چندہ جمع کیا جائے چنانچہ اس غرض کے لئے بیس مارکس کی رقم جمع ہو چکی ہے۔ کوشش ہو رہی ہے کہ مزید رقم جمع کر کے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام خرید اجائے اللہم زد فزد۔

ڈاکٹر حمید مارقوس کا لیکچر

۸ ماہ فروری کو جرمن مسلم سوسائٹی کے زیر اہتمام جناب علامہ ڈاکٹر حمید مارقوس صاحب کا بصیرت افروز لیکچر ہوا جس کا موضوع "آنحضرت صلعم انسانی فطرت کے مبصر کی حیثیت سے" تھا جلسہ کے صدر ہمارے مکرم بھائی جناب امین بوسفلڈ (جرمن نومسلم) تھے۔ جلسہ کا افتتاح خاکسار نے سورہ کہف کی آخری دس آیات کی تلاوت سے کیا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد ان آیات کریمہ کا جرمن ترجمہ سامعین کے گوش گذار کیا گیا۔ زاں بعد فاضل مقرر نے تقریباً ایک گھنٹہ کے عرصہ میں مقررہ موضوع پر نہایت فلسفیانہ، عالمانہ اور مدلل طریقہ سے روشنی ڈالی۔ اور قرآن کریم کی بیشمار آیات کو بطور ثبوت پیش کیا۔ مثال کے طور پر آپ نے بتلایا۔ کہ کس طرح اسلام انسانی فطرت کو نظر انداز نہیں کرتا۔ بلکہ وہ جب قوانین دیتا ہے تو انسانی رجحانات اور فطرت کو مد نظر رکھتا ہے۔ لیکچر تقریباً ۱/۲ ۹ بجے شام اختتام پذیر ہوا۔ مگر حاضرین جن کی تعداد کم و بیش ۷۰ ۔ ۸۰ تھی۔ تقریباً ۱۱ بجے تک مختلف مسائل پر باتیں کرتے رہے اس عرصہ میں چائے اور بسکٹ سے ان کی خاطر تواضع کی گئی۔

مخالفین کی تہمت طرازیوں کا جواب

اس ضمن میں اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ ہمارے لیکچروں میں لوگ عموماً ٹکٹ لے کر آتے ہیں۔ جن کی قیمت ۱/۴ اور ۱/۸ فی کس ہوتی ہے۔ البتہ جو احباب بوجہ غربت اس کی استطاعت نہیں رکھتے وہ بلا ٹکٹ تشریف لاتے ہیں چنانچہ مذکورہ بالا لیکچر پر ۱۸ مارکس (تقریباً بیس روپے) کی آمد ہوئی۔ اس رقم کا کچھ حصہ دعوت نامے وغیرہ پر صرف ہوتا ہے اور بقیہ چائے وغیرہ پر۔ ہمارے مخالفین ہداہم اللہ تعالیٰ ہمیشہ یہ رٹ لگاتے رہتے ہیں کہ ہمارے ہاں لوگ صرف چائے پینے آتے ہیں۔ مگر لطف یہ ہے۔ کہ ہمارے ہاں داخلہ بذریعہ ٹکٹ ہوتا ہے تو پھر بھی لوگ اتنی تعداد میں آتے ہیں کہ بعض اوقات ہمارے پاس جگہ نہیں رہتی۔ مگر ان کے ہاں یہ حالت ہے کہ اخباروں میں جلی حروف سے لکھا جاتا ہے کہ داخلہ بلا ٹکٹ ہوگا اور حاضرین کی مٹھائی وغیرہ سے خاطر تواضع کی جائے گی۔ مگر پھر بھی تعداد ہماری نسبت کم ہی ہوتی ہے جیسا کہ عید الفطر کے موقع پر ہوا۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ یہ خوب یاد رہے۔ ہمارے ہاں احباب لیکچر سننے کی خاطر، علم حاصل کرنے کی خاطر تشریف لاتے ہیں۔ چنانچہ بسا اوقات ہم نے بغیر چائے کے بھی لیکچر کرائے ہیں جیسا کہ موسم گرما میں عموماً ہوتا ہے۔ تب بھی حاضرین کی تعداد کافی سے زیادہ ہوتی ہے۔ اور لیکچر زشام کے وقت ہوتے ہیں۔ لہٰذا چائے پیش کی جاتی ہے۔

برلن مسجد میں مسلمان بچوں کی مذہبی تعلیم کا انتظام

یہ مدت سے خیال رہا۔ کہ یہاں جو مسلمان بچے ہیں۔ ان کی مذہبی تعلیم کا کچھ نہ کچھ انتظام ہونا چاہیئے۔ مسلمانان برلن نے بارہا اس کے متعلق تجاویز سوچیں۔ مگر کبھی ان کو عملی جامہ نہ پہنا سکے خاکسار نے گذشتہ موسم گرما میں جرمن نومسلموں کو عربی نماز پڑھانے کا بصورت سہ ماہی کورس انتظام کیا۔ چنانچہ ۱۹۳۴ء کے موسم گرما کے چھ ماہ کے عرصہ میں دو ایسے کورس منعقد ہوئے۔ جن سے احباب نے فائدہ اٹھایا۔ اب گذشتہ عید الفطر کے موقع پر اعلان کیا گیا کہ ماہ فروری سے مسلمان بچوں کی مذہبی تعلیم کا انتظام برلن مسجد کی طرف سے کیا جائے گا۔ تعلیم بلا فیس ہوگی۔ جو مسلمان اپنے بچوں کو اس غرض کے لئے مسجد میں بھیجنا چاہیں۔ وہ نام اور پتے لکھوا دیں۔ چنانچہ چند ایک نے اسی وقت لکھوا دیئے اور بعض نے بعد ازاں۔ چنانچہ اس کلاس کا آغاز گذشتہ اتوار بتاریخ ۱۰ ماہ فروری دن کے ۱۱ بجے ہوا۔ سردست بچوں کی تعداد ۱۳ ہے جن میں ایرانی ترکی، افغانی اور روسی مسلمان شامل ہیں۔ فی الحال اتوار کا دن مقرر کیا ہے۔ کیونکہ اس دن طلبا اور طالبات کو سکول سے چھٹی ہوتی ہے اس انتظام سے صاحب اولاد احباب بہت خوش ہوئے ہیں اور مسجد اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے مرہون منت ہیں کہ ہمارے بچے اور بچیوں کے لئے مذہبی تعلیم کا انتظام کر دیا ہے۔ ناظرین کرام کے لئے اس بات کا علم ہونا کہ حکومت جرمنی نے ہر بچہ اور بچی کے لئے مذہبی تعلیم کو لازمی قرار دے دیا ہے۔ خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ چنانچہ محکمہ تعلیم کی طرف سے ہمیں ایسی اطلاعات بھی آئی ہیں کہ فلاں مسلمان بچے کی مذہبی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ جس پر ہم اس کے والدین کو ہمارے ہاں مسجد میں جو مذہبی تعلیم کا انتظام ہے۔ اس کی اطلاع دے دیتے ہیں اور اس طرح امید ہے کہ آہستہ آہستہ طلبا اور طالبات کی تعداد کافی ترقی کر جائے گی۔ کاش کہ ہمارے مخالفین ہمارے ان کاموں پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور بتائیں کہ آیا ہم خدمت دین اور اشاعت اسلام کا کام کر رہے ہیں۔ یا بقول ان کے تخریب دین کا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

والسلام۔ خاکسار۔ عبد اللہ از برلن مسجد

۱۲ فروری ۱۹۳۵ء

قربانی کی کھالیں

عید اضحےٰ پر تمام احباب اور جماعتیں قربانی کی کھالوں کی فراہمی کا مناسب انتظام کریں۔ مقامی حضرات کھالیں حاصل کر کے احمدیہ بلڈنگس میں پہنچا دیں بیرونی جماعتیں ان کو فروخت کر کے اس کی رقم ارسال کریں۔

یوم سر فضل حسین

میاں سر فضل حسین کو خدا نے جو علمی اور دماغی قابلیت کی دولت دی تھی اس کی انہوں نے خدا کے راستہ میں زکوٰۃ ہی نہیں دی بلکہ اپنا پورا سرمایہ عقلی و دماغی مسلمانوں کی خدمت و امداد کے لئے خرچ کر دیا اب وہ اپنے عہدہ کی میعاد ختم کر کے جانے والے ہیں۔ لہٰذا

آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کا فرض ہے کہ

۲۹ مارچ کو جمعہ کی نماز کے بعد ہر جامع مسجد میں میاں صاحب کی صحت و سلامتی کے لئے پروردگار عالم کے دربار میں دعا کریں تاکہ مسلمانوں کی ان حریف اقوام کو معلوم ہو کہ جن کے اخبار اور جن کے لیڈر رات دن میاں سر فضل حسین کی اس بنا پر مخالفت کرتے رہتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کی حمایت و امداد کیوں کرتے ہیں اور دشمنوں کے سفاک حملوں سے انہیں کیوں بچاتے ہیں کہ مسلمان اپنے محسنوں کی قدر کرنی جانتے ہیں۔

تمام مسلمان اخباروں اور انجمنوں اور پبلک کام کرنیوالوں سے درخواست ہے کہ وہ یوم سر فضل حسین کی تبلیغ و تکمیل میں اپنا اسلامی فرض ادا کریں ورنہ مخالف قومیں کہیں گی کہ مسلم قوم اپنے محسنوں اور اپنے غمخواروں کی قدر کرنی نہیں جانتی۔

لہٰذا مسلمانوں کو اپنی احسان شناسی کا پوری زندہ دلی اور جوش و خروش کے ساتھ مظاہرہ کرنا چاہیئے اور اگر کسی کو کوئی ذاتی اختلاف بھی میاں صاحب سے ہو تو اس موقعہ پر بھول جانا چاہیئے۔

میاں صاحب کی تصویر

مسلمان بچوں میں تقسیم کرنی چاہیئے اور ہر گھر میں اظہار احسانمندی کیلئے رکھنی چاہیئے میں نے اس کو طبع کرایا ہے تین پیسے کا ٹکٹ محصول کیلئے بھیجکر پانچ تصویریں ہر مسلمان منگا سکتا ہے جہاں جہاں جلسے ہوں ان کی اطلاعیں مسلمان اخباروں میں شائع کرائی جائیں مسلمانو! مجھے یقین ہے کہ تم زندہ ہو اور ہندوستان کو اپنی زندگی دکھا دینے کی طاقت رکھتے ہو۔

(حسن نظامی)

محکمہ ریلوے میں ضرورت ملازمین

نارتھ ویسٹرن ریلوے کو اپرنٹس اسسٹنٹ انسپکٹر آف ورکس اور اپرنٹس انسپکٹر آف ورکس کی ضرورت ہے امیدوار کی صحت جسمانی عمدہ ہو اور عمر یکم مئی ۱۹۳۵ء کو ۲۴ سال سے زائد نہ ہو۔ اول الذکر اسامی کیلئے سب اوور سیئر کا ڈپلومہ یا اس کے برابر سند آف کسی منظور شدہ انجینئرنگ کالج یا سکول کی ہونا لازمی ہے مؤخر الذکر کیلئے اوور سیئر کا ڈپلومہ یا اس کے برابر سند کسی منظور شدہ انجینئرنگ کالج یا سکول کی۔ درخواست کا فارم ایک روپیہ قیمت پر ہر ایک بڑے سٹیشن کے سٹیشن ماسٹر سے مل سکیگا جسے امیدوار اپنے ہاتھ سے پر کرنا لازمی ہوگا اسے ایک مطبوعہ پتہ والے لفافہ میں جو درخواست کے ہمراہ ملیگا معہ تصدیق شدہ نقول اسناد چال چلن تعلیمی لیاقت، کھیلوں کی مہارت اور سابقہ تجربہ و دیانت کے اپنے علاقہ کے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ کے نام ۱۴ مارچ سے پہلے پہنچانا ہوگا جن امیدواروں کی درخواستیں منظور ہو جائیں گی ان کو ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ متعلقہ کے دفتر میں ۱۵ اپریل ۱۹۳۵ء صبح دس بجے انتخابی بورڈ کے سامنے پیش ہونا پڑیگا جس کے بعد منتخب شدہ امیدوار ۲۹ اپریل ۱۹۳۵ء کو پھر لاہور کے انتخابی بورڈ کے سامنے پیش ہونگے اول الذکر ۵۵ ماہوار پر مؤخر الذکر ۸۰ روپیہ ماہوار پر ایک سال کیلئے عملی کام پر مختلف ڈویژنوں میں مقرر کر دیئے جائینگے جن کے بعد اپنی اسامی کی مستقل تنخواہ پر لگا دیا جائیگا۔ (آنریری جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

علم دوست اصحاب کیلئے تحائف

تصنیفات حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اوّل

یعنی ہر چہار حصص براہین احمدیہ، اسلام کی حقانیت، تمام قسم کے مخالفین اسلام کے ردمیں بے نظیر انعامی کتاب ہے حجم ۲۰×۲۶ صہ ۵۲۲ قیمت قسم اول ولایتی کاغذ بجلد ۶ مجلد ۸؎
قسم دوم معمولی کاغذ بجلد عہ مجلد ۶؎

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد دوم

یعنی (۱) سرمہ چشم آریہ (رد اعتراضات) قیمت ۸؎ (۲) شحنہ حق (رد اعتراضات آریہ) قیمت ۸ر
(۳) ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب (عیسائیوں کے اہم اعتراضات درباره نبوت و معجزات نبی کریمؐ کے مدلل جوابات) قیمت مکمل بجلد ۲ مجلد ۳ حجم ۲۰×۲۶ صہ ۲۳۹)

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد سوم

یعنی (۱) فتح اسلام (اشاعت اسلام کے لئے مختلف شعبوں کی وضاحت) قیمت ۵ر (۲) توضیح المرام (حضرت مسیح موعودؑ کے سمادی نزول کی حقیقت) قیمت ۵ر (۳) ازالہ اوہام ہر دو حصہ (وفات مسیح، حقیقت دجال یاجوج ماجوج وغیرہ اور دلائل دعاوی مسیحیت پر مفصل بحث) گویا یہ کتاب سلسلہ احمدیہ کی بنیادی اینٹ کا حکم رکھتی ہے ہر ایک طالب حق کیلئے اس کا مطالعہ ضروری ہے قیمت ۱۲ر مکمل جلد کی قیمت بجلد ۳ مجلد ۴؎ حجم ۲۰×۲۶ صہ ۵۰۳

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد چہارم

یعنی (۱) الحق (مباحثہ لدھیانہ) قیمت ۱۳ر الحق مباحثہ دہلی حضرت مسیح موعود اور مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالی کی مفصل اور قابل دید بحث قیمت ۸؎ آسمانی فیصلہ ہندوستان کے سربرآوردہ علما اور پیروں کو آسمانی فیصلہ کی طرف دعوت دی گئی ہے قیمت ۵ر (۴) نشان آسمانی (اولیائے امت کی پیشگوئیاں درباره صداقت دعوی خود) ۵ر مکمل جلد کی قیمت بجلد ۲ مجلد ۳؎ حجم ۲۰×۲۶ صہ ۳۹۹)

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد پنجم

یعنی (۱) آئینہ کمالات اسلام (اسلام کی بے نظیر خوبیوں کو نہایت وضاحت سے بیان کر کے اس کے اصولوں کی سچائی پر مدلل بحث کی گئی ہے نئی روشنی کے تعلیم یافتہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مطالعہ کے لائق ہے قیمت ۲ر (۲) برکات الدعا (دعا کی اہمیت اور فلسفہ بیان کر کے نیچری خیالات کا رد کیا گیا ہے) قیمت ۴ر (۳) جنگ مقدس (اسلام اور عیسویت کی سچائی پر حضرت مسیح موعودؑ اور پادری عبد اللہ آتھم کا مباحثہ) قیمت ۱۲ر (۴) حجۃ الاسلام (عیسائیوں پر صداقت اسلام کی حجت قائم کی گئی ہے) قیمت ۴ر (۵) سچائی کا اظہار (عیسائیوں کے بعض اعتراضات کے جوابات) قیمت ۴ر قیمت مکمل بجلد ۳ مجلد للعہ حجم ۲۲×۲۲ صہ ۶۹۵)

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ششم

یعنی (۱) تحفہ بغداد (عربی زبان میں اہل عراق کو دعوت) قیمت ۴ر (۲) کرامات الصادقین (عربی میں انعامی کتاب، تفسیر سورہ فاتحہ، رد مخالفین اسلام) قیمت ۱۲ر (۳) حمامۃ البشریٰ (اہل عرب کو دعوت وفات مسیح و دعاوی مسیحیت پر نہایت عمدہ کتاب ہے) قیمت عہ (۴) نور الحق (عربی میں عیسائیوں کے عقائد باطلہ کا رد۔ انعامی کتاب) قیمت ہر دو حصہ عہ (۵) سر الخلافت (عربی میں خلافت راشدہ کی صداقت پر) قیمت ۸ر
(۶) اتمام حجت (عربی میں مخالفین اسلام پر حجت قائم کی گئی ہے) قیمت ۴ر یہ جملہ کتب عربی ممالک میں تبلیغ کے لئے بے حد مفید ہیں۔ قیمت مکمل بجلد ۳ مجلد للعہ حجم ۲۰×۲۶ صہ ۵۰۱

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ہفتم

(۱) ضیاء الحق۔ دعویٰ مسیحیت کی صداقت پر مخالفین کے جوابات قیمت ۴ر (۲) شہادت القرآن ۸ر (۳) انوار الاسلام۔ عیسائیوں کے مقدمہ کی روئداد قیمت ۸ر (۴) نور القرآن حصہ اول و دوم (عیسائیوں کے سب سے اعتراضات کے جوابات جو وہ اسلام پر کرتے رہتے ہیں۔ قیمت عہ

فضل الباری حصہ اوّل یعنی اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری

تالیف حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ

بخاری شریف کی کتابوں، بابوں اور مضامین کو اس طریق سے رکھا گیا ہے کہ حجم بہت کم ہو گیا ہے ترجمہ بامحاورہ ہے مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور احادیث کو اس کے ماتحت رکھا گیا ہے۔ ہر قسم کے اعتراضات کو دور کیا گیا ہے۔ مسائل میں مختلف رایوں میں سے جو معقول اور مدلل ہو۔ اسے ترجیح دی گئی ہے۔ مکرر احادیث پر ترتیب وار نمبر دیئے گئے ہیں اور الفاظ کی کمی بیشی کو نوٹوں میں واضح کیا گیا ہے۔ پہلی جلد ۲۲×۲۹ سائز کے ۸۰۰ صفحات پر مشتمل ہے جس میں تقریباً چودہ پارے صحیح بخاری کے کتاب الانبیاء تک آ چکے ہیں۔ اصل قیمت جلد اول مجلد للعہ روپے بجلد ۶؎ رعایتی قیمت مجلد معہ بجلد ۸؎ روپیہ

ترجمۃ القرآن انگریزی

(بلا متن) سستا ایڈیشن)

یہ بلا متن ترجمہ کا مختصر اور دوئم ایڈیشن ہے جو کہ اسی سال گیارہ ہزار کی تعداد میں ولایت سے چھپ کر آیا ہے۔ پبلک کے اصرار پر یہ سستا ایڈیشن تیار کروایا گیا ہے خصوصاً غیر مسلم اصحاب میں تقسیم کے لئے نہایت موزوں ہے۔ اب یہ ترجمہ اپنی مقبولیت کی وجہ سے محتاج تعریف نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی حقیقی تڑپ کا نتیجہ ہے آپ نے ازالہ اوہام میں اس کی خواہش فرمائی اور فرمایا کہ یہ میرا کام ہے یا اس کا جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے اس ترجمہ کے بعد اور ترجمے بھی شائع ہوئے ہیں لیکن اس وقت دنیا گواہی دیتی ہے کہ یہ بہترین ترجمہ ہے۔ اس لئے ہمارے دوست اس سستے ایڈیشن سے فائدہ اٹھائیں اور غیر مسلم اصحاب میں مفت تقسیم کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ قیمت ۱۲؎ فی کاپی۔

انوار القرآن۔ پارہ عم کی ایمان افروز تفسیر

مؤلفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

جن لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کا درس سنا ہے وہ ڈاکٹر صاحب کے معارف و حقائق قرآنی کو خوب جانتے ہیں۔ احباب جماعت کے لئے بیش بہا تحفہ ہے۔ جسے ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے مخصوص دلنشین و مدلل انداز میں لکھا ہے۔ بہترین کتابت، دیدہ زیب طباعت، اعلیٰ سفید ولایتی کاغذ خوبصورت کپڑے کی جلد جس پر کتاب اور مصنف کا نام سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے علیحدہ رسالانہ پر احباب کے اصرار پر جناب ڈاکٹر صاحب نے اس کی قیمت میں تخفیف بھی کر دی ہے۔ یعنی اس وقت یہ دیدہ زیب کتاب صرف (۱۲؎) میں ملتی ہے۔ احباب آج ہی فرمائش بھیجدیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔

قیمت فی جلد (۱۲؎)

گولڈن ڈیڈز آف اسلام

اسلام کے سنہری کارنامے (دوئم ایڈیشن)

اس کتاب کو مولوی محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر دی لائٹ نے انگریزی زبان میں تالیف کیا ہے کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ اسلام کے سنہری کارناموں کا ایک مختصر مرقع ہے۔ اس میں اسلامی تاریخ کی مختلف زمانوں کے پانچ منتخب واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ جن سے اسلام کی تاریخ اور مسلمانوں کی اسپرٹ پر روشنی پڑتی ہے کتاب بہت دلچسپ اور طرز تحریر نہایت دلکش ہے۔ لائبریریوں میں رکھنے، طالبعلموں واعظوں اور مبلغوں کے مطالعہ کے قابل ہے نیز غیر مسلم اصحاب کے لئے نہایت موزوں ہے سرورق سادہ اور دیدہ زیب ہے۔ جس پر کرۂ ارض پہاڑی کی چوٹی کے اوپر ایک مسلمان ہاتھ میں اسلامی علم لئے لہرا رہا ہے۔ قیمت (عہ)

تمام کتابوں کا محصولڈاک و خرچ پیکنگ بذمہ خریدار ہوگا | ملنے کا پتہ | طلب کرنے پر فہرست کتب مفت روانہ کی جاتی ہے

منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۰

بذریعہ کاتبہ مسلمان کا ہوز

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی

(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۳ | لاہور - یوم جمعہ مطابق ۹ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۵ مارچ ۱۹۳۵ء | نمبر ۱۸

ووکنگ مسلم مشن اور جماعت احمدیہ

"زمیندار" کا ارکان مشن پر افترا

۹ - مارچ ۱۹۳۵ء کے "زمیندار" میں ایک اعلان شائع ہوا ہے۔ جس کا عنوان ہے "دشمنیوں ورانداسیوں کے سر پر حق کا مغز پاش گولہ" اس عنوان کے نیچے "اسلامک ریویو" بابت مارچ ۱۹۳۵ء سے ایک انگریزی اعلان کا غلط ترجمہ ان الفاظ میں دیا گیا ہے کہ "ارکان ووکنگ مسلم مشن اور لٹریری ٹرسٹ ووکنگ (انگلینڈ) نہ قادیانیوں سے تعلق رکھتے ہیں نہ احمدی تحریک سے متعلق ہم آقائے نامدار سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی اور خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں اور جو کوئی شخص حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ ہمارے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ہم فرقہ حنفیہ اسلامیہ سے تعلق رکھتے ہیں"

اصل انگریزی اعلان میں جس کا یہ ترجمہ ہے "ارکان" کا قطعاً کوئی ذکر نہیں بلکہ صرف اتنا لکھا ہے کہ

"ووکنگ مسلم مشن اور لٹریری ٹرسٹ نہ قادیانی ہے نہ احمدی"

پھر تعجب ہے "ارکان" کس لفظ کا "زمیندار" نے کیا ہے۔ ووکنگ مسلم مشن اور لٹریری ٹرسٹ کے ارکان میں تو بہت سے احمدی شامل ہیں جن کے نام "اسلامک ریویو" کے ٹائٹل کے صفحہ ۲ پر چھپے ہوئے موجود ہیں ان میں بورڈ آف ٹرسٹیز کے ۱۸ ممبروں میں دس احمدی ہیں اور مینیجنگ کمیٹی کے ۹ ممبروں میں سے سات احمدی ممبر ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ووکنگ مسلم مشن ۱۹۲۰ء تک احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے زیر نگرانی کام کرتا رہا جس کے بعد یہ دیکھ کر کہ عام مسلمانوں کی امداد کی وجہ سے وہ اس قابل ہے کہ انجمن سے علیحدہ ہو کر اپنا کام کرے۔ اسے ایک ایسے ٹرسٹ کی صورت میں منتقل کر دیا گیا جو غیر فرقہ وارانہ حیثیت رکھتا ہو اسی غیر فرقی حیثیت کا اظہار اس اعلان میں کیا گیا ہے اور ارکان کی احمدیت سے بے تعلقی کا اظہار مقصود نہیں۔

ووکنگ مشن کے مذکورہ بالا اعلان میں ایک فقرہ یہ بھی ہے:-

"We belong to Hanafi School of Thought"

اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ:-

"ہم مسلک کے اعتبار سے حنفی مسلمان ہیں"

"زمیندار" نے اسکے بجائے یہ ترجمہ کیا ہے کہ

"ہم فرقہ حنفیہ اسلامیہ سے تعلق رکھتے ہیں"

جو بالکل غلط ہے۔ ووکنگ مسلم مشن اور لٹریری ٹرسٹ جب اپنے آپ کو غیر فرقی حیثیت دے چکا ہے تو "فرقہ حنفیہ اسلامیہ" سے تعلق رکھنے کا اعلان کیسے کر سکتا ہے ہاں مسلک کے اعتبار سے حنفی مسلمان ہونا اور چیز ہے اور یہ وہ بات ہے جس کا اقرار بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے کھلے لفظوں میں کیا ہے۔ اور اپنے آپ کو نہ صرف حنفی المذہب بلکہ اہل سنت والجماعت کے مسلک پر قرار دیا ہے اور اپنی جماعت کو ہدایت کی ہے کہ حنفی فقہ پر عمل کریں۔ پھر تعجب ہے کہ "زمیندار" نے اس بات کو کبھی خوشی کا موجب قرار نہ دیا اور ووکنگ مسلم مشن کے اعلان کو جماعت احمدیہ سے علیحدگی پر محمول کر لیا۔ دوسری بات کہ آنحضرت صلعم کے آخری نبی اور خاتم النبیین ہونے کا اعلان ووکنگ مشن نے کیا ہے۔ یہ بھی کوئی نئی بات نہیں خود حضرت مرزا صاحب نے بار بار اسی عقیدہ کا اعلان کیا ہے اور یہاں تک لکھا ہے کہ "آنحضرت صلعم کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت کو کافر اور کاذب جانتا ہوں" اسی بات کا اعلان جماعت احمدیہ لاہور مدتوں سے کر رہی ہے۔ لیکن کبھی زمیندار نے اس پر خوشی کا اظہار نہ کیا بلکہ اس کا عناد دن بدن بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے اور آج ووکنگ مسلم مشن کی طرف سے وہی اعلان پڑھ کر وہ خوشی سے پھولا ہوا نہیں سماتا۔ اور ایسے م

مساجد فنڈ

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

مسجد کا بنوانا دینے بھی بڑے ثواب کا کام ہے اور ہماری جماعت کی تقویت اور استحکام کے لئے یہ اس وقت سب سے بڑی ضرورت ہے۔ اس لئے

(۱) جماعتیں مضبوط انتظام کریں کہ ہر ایک دوست سے اس فنڈ میں کم سے کم ایک روپیہ (عہ/) ضرور وصول کیا جائے۔

(۲) متوسط الحال لوگ کم سے کم پانچ روپے (صہ/) چندہ اس میں ضرور دیں۔

(۳) جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بہت دیا ہے وہ معقول رقموں سے امداد فرماویں۔

(خاکسار) محمد علی

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت پہلے کی نسبت اچھی ہے لیکن کچھ نقاہت ابھی باقی ہے۔ احباب کرام حضرت ممدوح کی صحت کامل و درازی عمر کے لئے دل سے دعا کریں۔

— پنجاب یونیورسٹی کا امتحان انٹرنس ۱۱ - مارچ سے شروع ہے اس میں بہت سے احمدی طلبا و طالبات شریک ہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادہ محمد احمد بھی شامل ہوئے ہیں۔ احباب ان سب کیلئے اور مسلم ہائی اسکول لاہور و بدوملہی کے تمام امیدواروں کے لئے کامیابی کی دعا کریں۔

— اس عید پر بھی احباب سے توقع ہے کہ وہ سپین عید کارڈوں کو فروغ دینے اور سپین مشن فنڈ کو مضبوط کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔

— احمدیہ ہوسٹل کے لئے جناب شیخ عزیز احمد صاحب مالک کارخانہ ٹوبہ ٹیک سنگھ پانچ روپے ماہوار اور جناب میاں فضل حق صاحب تاندلیانوالہ ایک روپیہ ماہوار دینے کا وعدہ فرمانے ہیں جزاکم اللہ

— جناب مولانا محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ کی بیگم صاحبہ عرصہ دراز سے علیل ہیں ان کے لئے خاص طور پر دعا کی جائے۔

— جناب ایم فیروزالدین صاحب ڈرائنگ ماسٹر بھدرواہ (ریاست جموں) دو ماہ کی رخصت پر شہر جموں تشریف لے گئے ہیں۔ موصوف آج کل بعض مشکلات میں مبتلا اور احباب سے طالب دعا ہیں۔

"حق کا مغز پاش گولہ" قرار دے رہا ہے بیشک یہ "حق کا مغز پاش گولہ" ہی ہے لیکن کن لوگوں کیلئے؟ وہی جو آنحضرت صلعم کے بعد کسی نئے یا پرانے نبی کی آمد کے قائل ہیں۔ پس "زمیندار" کو چاہئے کہ اپنے اور اپنے ہم خیال علما کے سروں کی فکر کرے جو ایک بنی اسرائیلی نبی کی آمد کے منتظر ہیں!! خاکسار

تبدیلیٔ عقیدہ پر ایک قادیانی سے مباحثہ

حکم کا فیصلہ

(از جناب مولوی سید حمید الدین صاحب سکرٹری دیندار انجمن)

(۳)

اعزازی نام کی حقیقت

اس اعزازی نام سے صریح طور پر نبی کے خطاب کی حقیقت بھی ظاہر ہوگئی اس کے تو یہ معنی ہوئے کہ حضرت مرزا صاحب نبی نہیں ہیں صرف اعزازی طور پر نبی کا خطاب ہے جو آنحضرت صلعم کی نبوت کا ایک ظل ہے۔ وہ نبوت مجازاً تو ہو سکتی ہے۔ لیکن حقیقت میں اس ظل کو نبی نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ یہ محدثیت ہے جس کو علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یا نبیوں سے مشابہ اور العلماء ورثۃ الانبیاء بھی کہا گیا ہے۔

حضرت مرزا صاحب کی تصریح

اور خود حضرت مرزا صاحب نے [illegible] صریح کردی اور پہلے بھی فرمایا۔

(۱) "سو یہ بات [illegible] اس بات کی طرف اشارہ [illegible] دونوں شانیں امتیت کی اور نبوت کی اس میں پائی جائیگی جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے۔"

(۲) "محدث جو مرسلین میں سے ہے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی۔ امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں کا سا معاملہ اس سے کرتا ہے اور محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہوتا ہے۔ مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے۔"

مندرجہ بالا حوالوں سے ثابت ہے۔ کہ ایک پہلو سے امتی . . . . . . اور ایک پہلو سے نبی محدث ہی ہوتا ہے۔ اس لئے صریح طور پر نبی کا خطاب صرف ایک اعزازی خطاب ہے۔ جیسا کہ حقیقۃ الوحی میں مجازی نام ہے۔ اور اس مجازی کی حقیقت وہی محدثیت ہے۔

حقیقی نبوت ختم ہو چکی ہے

اور اگر اس صریح خطاب سے حقیقی نبوت مراد لی جائے تو پھر وہ نبوت تشریعی ہو جاتی ہے۔ اور وہ ختم ہو چکی جس کے بعض دلائل اس طرح ہیں :-

(۱) جیسا کہ انسان ام الکائنات اور خاتم الکائنات ہے اپنے اندر علے وجہ الکمال تمام کائنات کی طاقتیں اور خوبیاں وصفات رکھتا ہے یا یں سبب خاتم الکائنات ہے چونکہ اس کے بعد اور کوئی ہستی پیدا نہیں ہوئی۔

(۲) ایسا ہی قرآن کریم ام الکتاب و خاتم الکتب ہے یہ اپنے اندر تمام کتب سماوی کے کمالات اور بنی نوع انسان کی جسمانی و روحانی ربوبیت نامہ رکھتی ہے جس پر چل کر ہر زمانہ میں مجددین محدثین و مامورین پیدا ہوتے ہیں۔ بایں سبب خاتم الکتب ہے اس کے بعد کوئی اور کتاب شریعت نہیں آسکتی نہ آئی۔

(۳) ایسا ہی حضور سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ابو الانبیاء و خاتم النبیین ہیں۔ آپ تمام نبیوں کی خوبیاں و اخلاق و کمالات مجموعہ ہیں جس کی وجہ سے ہر وقت و ہر زمانہ میں جو انسان فنا فی الرسول ہو کر کھڑا ہوتا ہے۔ اپنے اندر مثیل انبیاء کی شان رکھتا ہے بایں سبب خاتم النبیین ہیں۔

ہر کہ در راہ محمد زد قدم
خود مثیل انبیاء آں محترم

(۴) اگر کوئی نبی آئے گا۔ اس خاتم النبیین سے چھوٹا ہوگا۔ اس سے بڑا تو ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ خاتم النبیین والی نبوت وہ ہے جو کسی پہلو سے انسان کی روحانی ربوبیت کرنے میں کمزور نہیں ہو سکتی۔ وہ خاتم النبیین ہو ہی نہیں سکتا جس کے دستور العمل میں یا جس کے اصول اور فروع میں کوئی کسر باقی رہ گئی ہو۔ اگر مان لیا جائے کہ خاتم النبیین سے بڑا نبی ہے تو بھی بیکار ہے کیونکہ قرآن کریم ھدی للناس و نذیرا للعالمین ا ور رسول اللہ نبی کافۃ للناس اور رحمۃ للعالمین ہیں۔ اور ایسا ہی مجدد و خلیفہ کا نشان عالم انسان ہے۔ تو پھر کوئی شخص دعوئے نبوت پیش کرنا چاہے تو وہ بنی نوع انسان اور اس زمین و آسمان سے الگ ہو کر دوسری دنیا میں دعوئے پیش کرے۔

(۵) جب ایک وقت میں ایک ہی جگہ دو وجود ایک ہی حقیقت کے مظاہر ہوں۔ تو ان کے لئے ایک وجود کا عبث ہونا لازم آتا ہے کیونکہ کائنات عالم ایک اس کا خالق ایک اور انسان کی فطرت ایک، ہر چیز یکتائی کی صورت رکھتی ہے اس وجہ سے دو بیکار رہیں، اللہ تعالیٰ ایسا فعل عبث نہیں کیا کرتا۔

(۶) خاتم النبیین کے زمانہ میں اگر اس سے چھوٹا نبی آجائے۔ تب بھی اس کا وجود عبث ہے کیونکہ ایک بڑے وجود سے جو کام چل رہا ہے تو چھوٹا وجود کسی کام کا نہیں رہتا۔ ایسا فعل عبث بھی اللہ تعالیٰ نہیں کیا کرتا۔ اس کی مثال توحید رب العالمین میں پوری پوری ہے جب اللہ تمام عالموں کی ربوبیت کر سکتا ہے۔ تو اس کو کسی شریک یا بیٹے کی کیا ضرورت ہے دیگر مثال یہ ہو سکتی ہے کہ سورج اپنی ذات واحد سے تمام کائنات عالم کو برابر روشنی دیتا اور ان کی ربوبیت کرتا ہے مگر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ فلاں شہر قطعہ یا ملک اس روشنی سے محروم ہے۔ اگر ایسا ہو۔ تو سورج ناکمل ٹھہرتا ہے۔ اور روشنی کی تکمیل کے لئے دوسرے سورج کی ضرورت ہوتی ہے ورنہ کوئی ضرورت نہیں یہی کیفیت اسلام کے نبی میں ہے۔ یعنی اسلام عالمگیر مذہب ہے اور اس کے نبی بھی عالمگیر نبوت والے ہیں۔

(۷) یہ مسلم ہے کہ اجزا کا ایک کل ہوتا ہے ابتدا کا ایک انتہا ہوتا ہے آغاز کا ایک ختم ہوتا ہے۔ مثلاً جھیل، ندی، نالے کی رفتار کا انتہا سمندر ہوتا ہے۔ یا درخت کی ارتقا کا ختم تخم پر ہوتا ہے۔ مثلاً شاہ کی ترقی کا انتہا شہنشاہ پر ہوتا ہے۔ کائنات کا ارتقاء کل انسان پر ہوتا ہے جیسا کہ تمام صفات کا منبع اور مرکز کل اسم ذات اللہ میں ہے معلوم ہوا کہ کل کے بعد کل نہیں ہو سکتا۔ انتہا کے بعد انتہا نہیں ہو سکتا۔ ختم کے بعد ختم نہیں ہو سکتا۔ ایسا ہی خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم کے بعد کوئی شریعت نہیں ہو سکتی ایک کے بعد دو ہوں۔ تو اسلام کی توحید غائب ہو جائیگی اور اللہ رب العالمین کا نظام عالم درہم برہم ہو جائے گا۔ اور تمام انسان دہریے ہو جائیں گے۔ چونکہ مخلوقات میں آخر مخلوق انسان ہے روشنیوں میں آخری روشنی سورج ہے نبیوں میں آخری نبی محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کتب سماوی میں آخری کتاب قرآن کریم ہے قبلہ گاہوں میں آخری قبلہ کعبۃ اللہ ہے

(باقی بر صفحہ ۴ پر)

مساجد فنڈ

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

ہماری جماعت میں بہت سے مقامات پر مسجدوں کے بنانے کی ضرورت ہے اور جماعت کی ترقی کے لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ ہر مقام پر جہاں جماعت ہے مسجد بھی ہو جہاں پانچ وقت احباب جمع ہو سکیں۔ چونکہ جماعت کے افراد اکثر مقامات پر اس قدر طاقت نہیں رکھتے کہ خود مسجد بنانے کے لئے کافی رقم جمع کر سکیں اس لئے یہ تجویز کی گئی ہے کہ ہر سال عید اضحیٰ کے موقعہ پر مساجد کے بنانے کے لئے خاص طور پر چندہ کیا جایا کرے جس میں ساری جماعت حصہ لے۔ اس طرح پر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہر سال ایک دو جگہ مسجد بن جایا کرے گی اور پانچ سات سال میں ہماری یہ کمی پوری ہو جائے گی۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ مسجد بننے کے ساتھ ہماری جماعت کا قدم ترقی کی طرف زیادہ تیزی سے بڑھیگا۔ کیونکہ مسلمانوں کی ترقی کا اصل راز ہی مسجد کو مرکز بنانا ہے اس تحریک کو کامیاب کرنے کے لئے حسب ذیل امور کی طرف اپنے جملہ احباب کو توجہ دلانا چاہتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ اس تحریک میں ساری جماعتیں اور سارے احباب فرداً فرداً بھی حصہ لیں گے۔

اوّل۔ جماعت کے ذی مقدرت احباب مسجدیں بنانے کے نیک کام میں دل کھول کر حصہ لیں اور اپنی حسب توفیق اس کار خیر میں حصہ لیکر دوسرے احباب کیلئے نمونہ بنیں۔

دوم۔ جو احباب عید کے موقعہ پر زیادہ تعداد میں جانور ذبح کرتے ہیں وہ فی خاندان صرف ایک جانور کے ذبح کرنے پر اکتفا کریں۔ کیونکہ ایک جانور ایک گھر کی طرف سے کافی ہے اور اس طرح جو رقم بچے اسے مساجد فنڈ میں دیں۔

سوم۔ عید اضحیٰ کے موقعہ پر ہر ایک دوست بلا استثناء کم سے کم ایک روپیہ علاوہ چندہ عید فنڈ کے مساجد فنڈ کے لئے ادا کرے اور اس تحریک سے کوئی دوست باہر نہ رہے۔

ہمارے دوستوں کی یہ تھوڑی تھوڑی قربانی انشاء اللہ بہت بڑے ثواب کا موجب اور عظیم الشان کامیابی کا پیش خیمہ ہوگی۔

اس تحریک کو قومی تحریک سمجھ کر جملہ احباب اس کے کامیاب بنانے میں ساعی ہوں اور ہر جگہ نماز جمعہ میں اس کے متعلق احباب میں فوراً تحریک کی جائے۔ والسلام

محمد علی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم جمعہ ۹ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ | نمبر ۱۸

دشمنانِ احمدیت کی صف میں کون ہے؟

قادیانی جماعت یا جماعت احمدیہ لاہور

(از جناب مولوی دوست محمد صاحب مصنف اشاعۃ احمدیت)

۷۔ مارچ ۱۹۳۵ء کے "الفضل" میں "غیر مبایعین دشمنان احمدیت کی صف میں" کے عنوان سے ایک مقالہ افتتاحیہ شائع ہوا ہے۔ جس میں اس بات پر بڑا زور دیا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کے سرکردہ اصحاب کی طرف سے قادیان کے سرکردہ لوگوں سے تحریری بحث کیلئے جو اپیل کی گئی ہے، اس نے جماعت لاہور کو دشمنان احمدیت کی صف میں لا کھڑا کیا ہے کیونکہ ایک ایسے وقت میں جبکہ میاں محمود احمد صاحب اور ان کے مریدین خود مبتلائے مصیبت ہیں۔ انہیں بحث کیلئے بلانا اور باہمی کشمکش کی خلیج ڈالنا گویا دشمنان احمدیت کی پیٹھ ٹھونکنا ہے۔

اس خیال کی وضاحت میں "الفضل" نے طرح طرح کی فقرہ بازیوں اور دشنام طرازیوں سے کام لیتے ہوئے اپیل کے پوسٹر پر دستخط کرنیوالے معزز اصحاب کے متعلق ذیل کے فقرے چست کرکے اپنی اخلاقی حالت کا نظارہ کیا ہے

(۱)۔ "پوسٹر شائع کرنے والوں میں" اگر شرافت اور انسانیت کا کچھ بھی مادہ ہوتا ......"

(۲) "یہ لوگ بھی احمدیت کے ویسے ہی دشمن ہیں جیسے وہ لوگ جو کھلم کھلا حملہ کر رہے ہیں۔"

(۳) "پوسٹر شائع کرنیوالے غیر مبایعین کی روش جس قدر قابل شرم اور لائق مذمت ہے ....."

(۴) "پوسٹر شائع کرنیوالوں کی آنکھوں پر تو بغض و عداوت کی پٹی اس زور سے بندھی ہوئی ہے ....."

(۵) "پوسٹر شائع کرنیوالوں کی یہ حرکت شرافت کے کہاں تک مطابق ہے"

(۶) "غیر مبایعین نے بھی ٹانگ اڑانی ضروری سمجھی"

(۷) "سیاہی کا جو ٹیکہ انہوں نے اپنے ماتھے پر لگایا ہے"

(۸) "یہ ان کی اپنی ہی ذلت و رسوائی کا موجب ہوگا"

(۹) "کمینہ اور غیر شریفانہ دشمنی اور کور باطنی کا اظہار"

(۱۰) "اس دشمنی کا اظہار اس لئے کیا کہ" جو لوگ آجکل حضرت مسیح موعود اور سلسلہ عالیہ احمدیہ پر حملے کر رہے ہیں ان سے یارانہ گانٹھ لیں"

یہ ان لوگوں کی شرافت اور انسانیت کا حال ہے جو آج خدا کے مامور کی گدی کے دعویدار اور دنیا جہان کی رہنمائی کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں۔ اگر شرافت اور انسانیت اسی کا نام ہے کہ ایک ایسی اپیل کے جواب میں جو محض چند مسائل پر تحریری بحث کے لئے کی گئی اور ایک بھی سخت لفظ اس میں نہیں لکھا گیا۔ نہ صرف "فاروق" اور الحکم میں جن کا کام ہی ہر قسم کی مقفّٰی و مسجع گالیاں تصنیف کرنا ہے۔ بلکہ قادیان کے سرکاری گزٹ میں بھی جسے خلافت مآب کا نفس ناطقہ کہنا چاہئے ایسی جامع و مانع گالیاں دی جائیں تو مولئے اس کے کہ اس شرافت و انسانیت پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا جائے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

لیکن آیا یہ فی الواقع صحیح ہے کہ ہم نے قادیانی جماعت کو مبتلائے مصیبت دیکھ کر مخالفین کو خوش کرنے کیلئے تحریری بحث کی طرح ڈالی ہے اور اس طرح ہم "دشمنان احمدیت کی صف میں" جا کھڑے ہوئے ہیں؟ اس کا جواب دیتے ہوئے "الفضل" نے مشہور معاند سلسلہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کے دوش بدوش کھڑے ہو کر اس کی اس آواز میں آواز ملانے سے بھی دریغ نہیں کیا کہ:۔

"لاہوری جماعت مرزائیہ نے قادیانیوں کو مبتلائے مصیبت دیکھ کر چیلنج مباحثہ کا پوسٹر شائع کیا۔"

مولوی ثناء اللہ کے اس فقرہ کو نقل کرنے کے بعد "الفضل" لکھتا ہے۔

"یہ ہے اس پوسٹر کو شائع کرنے کی غرض و غائت جو ایک معاند احمدیت کو بھی صاف نظر آرہی ہے۔"

جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔ ابھی تو ہمیں دشمنان احمدیت کی صف میں کھڑا کیا جا رہا تھا۔ اور ابھی خود ایک معاند سلسلہ کی ہاں میں ہاں ملانا شروع کر دیا۔ لیکن یہ کوئی نئی بات نہیں۔ ان معاندین سلسلہ کی تائید تو ابتدائے قیام خلافت محمودیہ سے اس زور و شور سے ہو رہی ہے کہ ان کا کوئی خیال ایسا نہیں جو انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق ظاہر کیا ہو۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی کھلی تحریرات کے خلاف خلافت مآب اور ان کے حامیوں نے اس کی تائید نہ کی ہو۔ کوئی اعتقاد ایسا نہیں جو جماعت احمدیہ لاہور نے حضرت مسیح موعود کی تصریحات کے مطابق پیش کیا ہو اور خلافت مآب نے معاندین سلسلہ کے ہم آواز ہو کر اس کی تردید نہ کی ہو۔ مسئلہ نبوت ہی کے متعلق مکفر علما اور میاں محمود احمد صاحب کی تحریرات کو آمنے سامنے رکھ کر دیکھ لیجئے آپ کو صاف نظر آجائے گا کہ دشمنان احمدیت کی صف میں کون ہے!

مکفر علما کی تحریر	میاں محمود احمد صاحب کی تحریر
"اگرچہ قادیانی نے یہ بات لکھی ہے کہ جب نبوت کا اس کو دعویٰ ہے اور اس کا دروازہ قیامت تک کھلا رہیگا اس کا دوسرا نام محدثیت ہے اور اس محدثیت کے معنے نے دو نبوت کا مدعی ہے مگر ساتھ اسکے اس نے محدثیت کے معنے ایسے بیان کئے ہیں کہ انکی حقیقت کی ایسی تشریح کر دی ہے کہ اس سے بجز نبوت اور کچھ مراد نہیں ہو سکتا۔" (فتویٰ کفر ص... و ص...)	"گو ان ساری باتوں کا دعویٰ کرتے رہے جنکے پائے جانے سے کوئی شخص نبی ہو جاتا ہے لیکن چونکہ آپ ان بیان کردہ شرائط کو نبی کی شرائط نہیں خیال کرتے تھے بلکہ محدث کی شرائط سمجھتے تھے اسلئے اپنے آپکو محدث کہتے رہے اور نہیں جانتے تھے کہ میں دعویٰ کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں جو نبیوں کی شان ہے اور کسی میں نہیں پائی جاتی اور نبی ہونیسے انکار کرتا ہوں۔" (حقیقۃ النبوت ص...)
"قادیانی کا ختم نبوت کو نبوت تشریعی اور مستقلہ سے مخصوص کرنا اور اپنے آپ کو محدث قرار دے کر اپنے لئے جزئی نبوت اور ایک نوع نبوت کے تجویز کرنا اور ایک قسم کا نبی کہلانا صاف مشعر ہے کہ وہ اپنے آپ کو انبیائے بنی اسرائیل کی مانند (جو نئی شریعت نہ لاتے بلکہ پیروی سابق شریعت کی کرتے اور نبی کہلاتے) نبی سمجھتا ہے۔" (فتویٰ کفر ص...)	"ضرور تھا کہ آپ بھی لوگوں کو سمجھانے کیلئے اپنی نبوت کی قسم بتلا دیتے اور اعلان کر دیتے کہ میں کوئی شریعت لانیوالا نبی نہیں ... اور ان ہی لوگوں کو تسلی کرنے کیلئے آپ نے اعلان کر دیا کہ میری نبوت تشریعی نبوت نہیں بلکہ قرآن کریم کے تابع ہوں۔" (حقیقۃ الامر ص...)

کیا اس کھلے تطابق کے ہوتے ہوئے جو "الفضل" کے "حضرت خلیفۃ المسیح ثانی" اور معاندین و مکفرین سلسلہ کے خیالات میں پایا جاتا ہے یہ معلوم کرنا کوئی مشکل امر ہے کہ "دشمنان احمدیت کی صف میں" کون ہے؟

"الفضل" کو چاہئے کہ مکفر علما کے منقولہ بالا الفاظ کو بھی اپنے کالموں میں نقل کرکے جلی قلم سے یہ اعلان کرے کہ "یہ ہے حضرت مسیح موعودؑ کا دعوئے نبوت جو معاندین سلسلہ اور مکفر علما کو بھی صاف نظر آرہا ہے۔"

صرف یہیں تک نہیں "الفضل" کو اس بات سے بھی خاص خوشی حاصل ہوئی ہے کہ بعض مخالف اخبارات بھی ہمیں منافق قرار دیتے اور یہ لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کو مدعی نبوت قرار دینے کے بجائے محدث اور مجدد لکھنے میں جماعت احمدیہ لاہور کا مقصد دھوکا دینے کے سوائے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس قسم کے کئی ایک فقرات کو "زمیندار" "سیاست" اور "احسان" سے نقل کرکے "الفضل" لکھتا ہے کہ:۔

"یہ ہے وہ انعام جو مبایعین کے خلاف پوسٹر شائع کرنے کے بدلے غیر مبایعین کو ملا ہے اور جس سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ اپنی شامت اعمال سے از این سو راندہ و از آن سو درماندہ کے پورے پورے مصداق بن چکے ہیں"

لیکن یہ وہ انعام ہے جس میں حضرت مسیح موعودؑ بھی ہمارے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ کیونکہ بعینہٖ یہی خیال مکفرین و معاندین سلسلہ نے آپ کے متعلق بھی ظاہر کیا کہ آپ نے ادعائے نبوت سے جو انکار کیا ہے وہ صرف فریب اور دھوکا ہے۔ ورنہ درحقیقت آپ کا دعویٰ نبی ہونے کا ہی ہے۔ چنانچہ مولوی عبدالجبار غزنوی کے یہ الفاظ موجود ہیں کہ:۔

"ظلی و بروزی طور خود را نبی و رسول گفتن عوام الناس را فریب دادن است و باین مکر و خداع خود را از بدگوئی و اشتعال طبع مسلمانان نگاہ میدارد و در حقیقت خود را نبی و رسول مے دانست"

"یعنی ظلی و بروزی طور پر اپنے آپ کو نبی و رسول بنا عوام الناس کو فریب دینا ہے اور وہ اس مکر اور دھوکہ سے اپنے آپ کو مسلمانوں کے اشتعال طبع اور بدگوئی سے محفوظ رکھتا ہے"

کہئے جس انعام کے وارث آپ نے ہمیں ٹھیرایا ہے حضرت مسیح موعودؑ بھی بعینہ وہی انعام حاصل کر چکے ہیں۔ بہت آپ دیکھ لیجئے کہ "از این سو راندہ و از آن سو درماندہ" کا فتویٰ کس پر آپ نے دیا ہے؟ اور کون دشمنان احمدیت کی صف میں اس وقت کھڑا ہے آپ یا ہم؟

"الفضل" کو یاد رکھنا چاہئے کہ ان الفاظ سے جو مخالفین ہمارے متعلق لکھ رہے ہیں ہمیں خوشی منانے کی کوئی وجہ نہیں۔ یہ تو وہ انعام ہے جو مسیح موعودؑ کے ورثہ میں ہم کو ملا ہے۔ اور ہمیں فخر ہے کہ ہم خدا کے اس مامور کے ہم آواز ہو کر دنیا سے وہی خطاب حاصل کر رہے ہیں جو اس مامور الٰہی

کو ملا "ازیں سو راندہ وازاں سو ورماندہ" کے مصداق تو وہ لوگ ہیں جو ایک طرف مسیح موعودؑ کے کھلے ارشادات سے روگردانی کرکے اور مخالفین کی ہاں میں ہاں ملا کر دشمنان احمدیت کی صف میں جا کھڑے ہوئے اور دوسری طرف انہی دشمنان احمدیت کی پھٹکاریں بھی ان پر ایسی پڑ رہی ہیں کہ الامان والحفیظ۔

یہی وہ پھٹکاریں ہیں جنہیں "مصیبت" "مصیبت" کہکر ہمارے سامنے پیش کیا جاتا اور دوہائی دی جاتی ہے کہ اس "مصیبت" کے وقت میں دشمن کا متحدہ مقابلہ کرنے کے بجائے اس کی پیٹھ ٹھونکنے کی کوشش کی گئی ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ "مصیبت" جو ہمارے قادیانی دوستوں کو پیش آرہی ہے زیادہ تر نتیجہ ہے انہی عقائد کا جو حضرت مسیح موعودؑ کے کھلے ارشادات کے خلاف انہوں نے وضع کر رکھے ہیں۔

خوب غور کرکے دیکھ لیجئے تمام مخالفت کی جڑھ یہی ایک بات ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو مدعی نبوت سمجھا جاتا اور چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر قرار دینے کا الزام آپ پر لگایا جاتا ہے۔ قادیانی جماعت نے ان دونوں باتوں کو تسلیم کرکے مخالفین کے ہاتھ میں ایک زبردست ہتھیار دیدیا ہے جس کے کاٹنے کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ ان دونو مسائل پر ان سے تحریری بحث کی جائے۔ اگر بحث میں یہ ثابت ہو کہ آپ کا دعویٰ نبوت کا نہیں بلکہ محدثیت کا ہے تو قادیانی اس کو تسلیم کریں یا نہ کریں مخالفین کے لئے یہ بہت بڑی شرمساری کا موجب ہوگا اور بہت سے ایسے لوگ کو [illegible] جو آپ کو مجدد اور مسیح موعودؑ مان کر سلسلہ کی تقویت کا موجب ہوں گے۔ اور موجودہ "مصیبت" بہت کچھ ہلکی ہو جائیگی۔ اور اگر قادیانی اپنے عقائد کی صحت کو ثابت کرنے میں کامیاب ہو گئے تو پھر تو یہ "مصیبت" ان کے سر سے ٹل ہی جائے گی۔ اس سے ظاہر ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کے سرکردہ اصحاب نے جو اپیل ان سے کی وہ ان کی خیر خواہی پر مبنی تھی نہ کہ بد خواہی اور دشمنی پر۔ یہ سچ ہے کہ دشمن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی ماننے والوں یا مجدد قرار دینے والوں میں کوئی امتیاز نہیں کر رہا۔ لیکن دشمن کے تمام اعتراضات کو اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ اس کی مخالفت کی بنا اس بات پر ہے کہ وہ دونو فریق کو آپ کی نبوت کا قائل سمجھتا ہے اور یہ غلطی بھی خود ہمارے قادیانی دوستوں نے کھڑی کی ہے کہ وہ ہمیں بھی اپنا ہم اعتقاد ظاہر کرکے دشمنوں کو امتیاز سے روکتے ہیں۔

اے بادصبا ایں ہمہ آوردۂ تست

اگر قادیانی جماعت نے یہ دجالی طریق اختیار نہ کیا ہوتا اور ایک کبڑی عورت کی طرح سب ہی کو کبڑے دیکھنے کی خواہش ان کے دلوں میں پیدا نہ ہوتی تو ممکن تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو نبی ماننے والوں اور مجدد دیکھنے والوں میں امتیاز بھی ہو جاتا۔ اس لئے اصل چیز جو اس مخالفت اور قادیانی اصحاب کی "مصیبت" کو بہت بڑی حد تک دور کرنے کا موجب ہو سکتی ہے۔ وہ یہی ہے کہ دونو فریق کے لیڈر حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے اس بات کو صاف کریں کہ آپ کی طرف دعویٰ نبوت اور تکفیر مسلمین کا عقیدہ منسوب کرنا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے۔ گذشتہ بیس سال تحریرات کا حوالہ دینا صحیح نہیں کیونکہ یہ تحریرات بہت کم مخالفین کی نظروں سے گذری ہیں۔ بلکہ خود احمدی جماعت کے بہت کم ایسے لوگ ہیں جنہوں نے دونو فریق کے دلائل کا مطالعہ کیا ہے۔ برخلاف اس کے تحریری بحث کی وہ صورت جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے سرکردہ ممبروں کی طرف سے پیش کی گئی ہے اس بات کا موقعہ پیدا کرے گی کہ تمام لوگ ایک دوسرے کے دلائل کو پڑھ اور سن سکیں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی تحریرات سے آپ کے دعوے کو معلوم کر سکیں۔ جس سے مخالفت کا قلع قمع ہونے کے علاوہ بہت سے لوگوں کو اس سلسلہ میں شمولیت کا موقع مل جائے گا۔

پس اے ہمارے دوستو! آؤ اور ایک دفعہ پھر اکٹھے ہو کر ایک دوسرے کے دلائل کو سنو اور دنیا کو سنا کر ان مصائب اور پھٹکاروں کے خاتمہ کا یہی ایک ذریعہ ہے اور ادھر ادھر کی باتوں سے اس مخلصانہ اپیل کو رد نہ کرو کہ یہ تمہاری کمزوری اور بے بسی کا کھلا ثبوت ہے۔ اگر فی الواقعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبوت کا دعویٰ کیا اور چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر قرار دیا ہے تو کیوں تمہیں اس امر پر بحث کرنے کے لئے خلافت مآب کو میدان میں نکالنے اور حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے اس کا ثبوت پیش کرنے کی جرأت نہیں؟ کیا تمہارا یہ طرز عمل اس بات کا کھلا ثبوت نہیں کہ تم خود دشمنان احمدیت کی اس صف میں شامل ہو جو مسیح موعودؑ پر دعویٰ نبوت کا افترا کرکے آپ کی تکذیب کے درپے ہیں؟

بلدیہ لاہور کے صدر کا انتخاب

۹ مارچ کو بلدیہ لاہور کے صدر کا انتخاب ہو چکا ہے الحمد للہ اس موقعہ پر مسلمان اراکین نے دانشمندی سے کام لیا، اور جناب ملک محمد الدین صاحب ممبر پنجاب کونسل اتفاق رائے سے صدر منتخب ہو گئے۔ کاش مسلمان ممبران آئندہ بھی اسی طرح دانشمندی اور یکجہتی کا ثبوت دیتے رہیں۔ یہ خبر بھی باعث مسرت ہے کہ ہمارے محترم دوست جناب غلام صاحب چودھری فتح شیر خانصاحب آنریری مجسٹریٹ جونیر وائس پریذیڈنٹ منتخب ہوئے ہیں ہم ان دونوں حضرات کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں ہمیں توقع ہے کہ یہ دو گرامی ارکان بلدیہ اپنے فرائض کو پوری محنت اور ادر فطبیت سے انجام دیں گے۔ اور بلدیہ لاہور سے پبلک کو جو شکایات ہیں، جو ان کی مخلصانہ جدو جہد سے بہت بڑی حد تک دور ہو جائینگی

لیڈی شہاب الدین کا انتقال پرملال

یہ خبر انتہائی رنج و ملال کے ساتھ سنی جائیگی کہ جناب چودھری سر شہاب الدین صاحب صدر پنجاب کونسل کی بیگم صاحبہ ۱۲ / ۱۳ مارچ کی درمیانی شب کو حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال فرما گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ ایک نیک دل فاضلہ خاتون تھیں قومی کاموں میں بھی بالعموم حصہ لیتی رہتی تھیں۔ اس صدمہ عظیم میں ہم چودھری صاحب ممدوح اور ان کے خاندان کے دیگر افراد سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

(بقیہ صفحہ ۶)

کو منظور کرتے اور اب بھی منظور کرنے کو تیار ہیں

ہماری دعوت پر قادیانیوں کا غیر شریفانہ طرز عمل

لیکن برخلاف اس کے انہوں نے غیر شریفانہ ذرائع استعمال کئے۔ اول تلبیس حق، تحریف معنوی، دھوکا بازی، غلط بیانی سے کام لیا۔ اور جب ان کے دجل کا پردہ فاش کیا گیا۔ تو اسی مضمون کو بظاہر نرم الفاظ میں لیکن زیادہ خطرناک صورت میں قادیانی اکابر کی طرف سے شائع کیا۔ آپ میاں ملتانی اور اکابر کے پوسٹروں کو پہلو بہ پہلو رکھ کر مقابلہ کریں۔ سوائے الفاظ کی بندش کے اصل مضمون میں آپ کوئی فرق نہ پائیں گے۔ دوسری طرف نہ بربانہ ذرائع کر شیکڑ بازی اور گالیاں شروع کر دیں۔ جو شخص مقابلہ میں عاجز آجاتا ہے وہ جھنجھلا اٹھتے اور گالیوں پر اتر آتا ہے۔ مخالفین حق کے اخبارات مثلاً "زمیندار" اور "احسان" آپ اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ سوائے گالیوں اور استہزا کے آپ کو کچھ نہ ملیگا [illegible] فاروق اور "الفضل" کا آپ پائیں گے۔ الکفر ملۃ واحدۃ دونوں ایک ہی ہتھیار حق کے مقابل استعمال کرتے ہیں یہ احمق نہیں جانتے کہ گالیوں اور استہزا سے کبھی کچھ نہیں بگڑتا۔ اور یہ مخالفین حق کی صفات میں سے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلعم اور حضرت مسیح موعود کو آج تک جس قدر گالیاں دی گئیں اور جو مذاق ان کا اڑایا گیا۔ کیا اس کا کچھ اثر ہوا۔ کیا حق مخالفت کے مقابل میں ہمیشہ ترقی نہیں کرتا گیا پس عقل سے کام لو۔ اور مخالفین حق کے ہتھیاروں کو مت استعمال کرو

مخلصانہ مشورہ

بالآخر میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ عقلمند انسان صرف علامات پر نظر نہیں رکھتا بلکہ ان اسباب اور وجوہات پر غور کرتا ہے کہ جن سے وہ علامات پیدا ہوئیں آپ کا یہ کہنا کہ یہ سب مصائب آپ پر اس لئے وارد ہوئی ہیں کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا صادق مامور مانتے اور احمدی کہلاتے ہیں صحیح نہیں، اول تو جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں۔ اصرار سے بنائے مخاصمت پولیٹیکل ہے اور دوسرے مرزا صاحب کو خدا تعالیٰ کا صادق مامور ماننے سے یہ مصائب پیدا نہیں ہوئیں۔ بلکہ آپ کو نبی بنانے کا نتیجہ ہیں۔ اگر آج آپ اس نقطہ کو سمجھ جائیں تو مخالفت دور ہو سکتی ہے اور ہم اور آپ متحد ہو کر دنیا کو فتح کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر آپ نے ان غلط عقائد سے رجوع نہ کیا۔ تو آپ کی خیر نہیں آپ اپنا سارا زور صرف کر چکے ہیں آپ کے غلط عقائد اور چیرہ دستیاں طشت از بام ہو چکی ہیں۔ دنیا کو آپ مزید دھوکا نہیں دے سکتے آپ کا قدم اب پیچھے ہٹنا شروع ہو گیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب وقت آنیوالا ہے۔ کہ حق کی فتح ہو گی اور باطل بھاگ جائیگا۔ بس ہٹ دھرمی، تکبر، خود پسندی اور خود ستائی کو چھوڑ دیجئے اور مخالفین حضرت مسیح موعودؑ کی صف سے نکل کر آپکے سچے متبعین کی صف میں آجائیے کہ اس میں ہی آپ کی خیر، فلاح اور بہبودی ہے ہمارے نزدیک مخالفین حضرت مسیح موعود کا یہ آخری حملہ ہے حق و باطل کی جنگ کا یہ آخری میدان ہے بے شک وہ اپنا پورا زور لگا لیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ شکست کھائیں گے اور یہ شکست ایسی ہوگی کہ ہمیشہ کے لئے ان کی کمر توڑ دیگی۔

بہادروں کی طرح میدان مقابلہ میں نکلو!

آپ سے بھی ہم ایک فیصلہ کن جنگ کرنا چاہتے ہیں پس یا تو آپ رجوع کریں، یا مرد بن کر میدان میں آئیں۔ صرف نقلی، فریب بازی اور دشنام دہی سے یہ پیالہ ٹل نہیں سکتا۔ آپ کا فرض حضرت مسیح موعود کی نبوت منوانا ہے اور وہ چیز جس کیلئے آپ نے قرآن کریم سے امن اٹھا دیا محمد رسول اللہ فداہ امی و ابی کی نبوت کو خاک میں ملا دیا ختم نبوت کی مہر کو توڑ دیا۔ دنیا میں پیش کرتے ہوئے۔۔۔ کیوں ہچکچاتے ہیں بات یہ ہے کہ آپ کو فی الحقیقت اس پر کوئی ایمان نہیں ورنہ آپ ایسا نہ کرتے۔ آج اگر کوئی شخص وفات مسیح کے متعلق آپ کو چیلنج دے تو خواہ وہ کوئی بھی شرائط پیش کرے آپ اس کا چیلنج کبھی رد نہ کریں گے کیونکہ آپ کو حق الیقین ہے کہ آپ غالب آئیں گے۔ ایچا پیچی کرنے کی ضرورت اس وقت ہی ہوتی ہے جب دل میں چور ہو۔ مجھے امید ہے کہ میاں محمود احمد صاحب اللہ تعالیٰ کے "مقرر کردہ خلیفہ" "فخر الرسل" "اولوالعزم" ہماری درمندانہ اپیل کو ضرور منظور فرمائیں گے اور اللہ کے نفضل و رحم کے ساتھ ضرور میدان مقابلہ میں اتریں گے۔ وما علینا الا البلاغ۔

قربانی کی کھالیں

غیر از جماعت احباب سے بھی حاصل کرنے کی کوشش کی جائے

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت [illegible]

قادیانی دشمنان حضرت مسیح موعودؑ کی صف میں

(از جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ لاہور)

قادیان کے سرکاری گزٹ کا افسوسناک مضمون

قادیان کے سرکاری گزٹ اخبار "الفضل" مورخہ ۷۔ مارچ ۱۹۳۵ء میں بعنوان "غیر مبائعین دشمنان احمدیت کی صف میں" ایک مضمون چھپا ہے جس کو پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کیا یہ وہی جماعت ہے جو مجدد وقت نے تیار کی تھی؟ کیا یہ فی الواقعی دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہیں اور اس نور سے منور ہیں جو حضرت مجدد وقت و مسیح موعودؑ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے نازل کیا۔ کیا ان میں وہ اخلاق موجود ہیں جو دنیا ایک احمدی کا طغرائے امتیاز سمجھتی ہے اور جس کا اقرار اس کے مخالفوں نے بھی کیا؟ کیا انکے دلوں میں کوئی نور ایمان اور خدا کا خوف و خشیت باقی ہے؟ کیا انہیں جھوٹ، مکاری، فریب دہی، غلط بیانی، مغالطہ انگیزی سے پرہیز ہے؟ کیا ان کے سر ریا، تکبر اور خود ستائی سے خالی ہیں؟ کیا ان کے قلوب میں حضرت محمد صلعم، قرآن کریم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی تحریرات کی کوئی عزت باقی ہے؟

میرا مقصد

قبل اس کے کہ میں محولہ بالا مضمون کے متعلق کچھ لکھوں اتنا کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ مندرجہ بالا باتیں میں نے کسی کی دل آزاری کے لئے نہیں لکھیں بلکہ مقصود یہ ہے اور اس بات کا ہر ایک کو حق حاصل ہے کہ پرکھا جائے کہ کس شخص یا جماعت کی تقریر و تحریر مدلل اور واقعات پر مبنی ہے۔ یا محض مغالطہ انگیزی اور جذبات کو اکسا کر فریق مخالف کے خلاف تنفر پھیلاتا ہے۔ اور کیا ان کے دوسروں کے ساتھ معاملہ کرنے میں اُن کے دل میں خدا کا خوف موجود ہے۔ اور کیا وہ ایمانداری اور دیانت داری کو تو ہاتھ سے نہیں دے دیتے۔ اور کیا اصول دینی و رہنمایان مذہب سے تو وہ منحرف نہیں ہو جاتے؟

ہمارے متعلق قادیانیوں کا طرز عمل

بدقسمتی سے جب کبھی قادیان سے کوئی تحریر ہمارے متعلق نکلی وہ دلائل اور حق و صداقت پر مبنی نہ پائی گئی بلکہ اس کا دارومدار صرف جذبات کو اپیل کر کے ہمارے خلاف تنفر پھیلانا تھا۔ میاں صاحب نے خصوصاً شروع ہی سے اس بات کو مدنظر رکھا اور ان کے مریدین نے بھی ان کے نقش قدم کی پیروی کی۔ ہماری جانب سے ایک سیدھی سادھی راہ فیصلہ پیش کی جاتی ہے لیکن اس پر گامزن ہونے کی بجائے غلط مبحث کی کوشش کی جاتی ہے۔ پبلک کو دھوکے میں ڈالا جاتا ہے اور مریدین کے جذبات کو تحریک دیکر تنفر پیدا کیا جاتا ہے۔ مریدین کی تو یہ حالت ہو گئی ہے کہ جس بات کا کوئی جواب نہ بن پڑے ان کے لئے صرف یہ کہہ دینا کافی ہے کہ یہ بات "پیغامیوں" نے کہی ہے۔ بس پھر کیا دیوانہ را ہوئے بس است کا منظر دیکھ لیجئے۔ قرآن، حدیث، حضرت مسیح موعودؑ کے اقوال، عقلی دلائل خواہ کچھ پیش کیا گیا ہو اس سے آنکھیں موندلیں گے اور اس پر غور کرنا تو درکنار اس کو دیکھنے کے روادار بھی نہ ہوں گے۔ غیر مبائع اگر قرآن کریم کی کوئی آیت بھی پڑھے تو اس کا صرف اس بنا پر انکار کر دیں گے کہ چونکہ یہ ایک غیر مبائع . . . نے پڑھی ہے مبادا یہ آیت قرآنی ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کی حالت پر رحم کرے۔

الفضل کے "ارشادات"

دور نہ جائیے اس مضمون کو ہی دیکھ لیجئے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے "جبکہ تمام مخالف طاقتیں متحدہ طور پر اس بات کی کوشش کر رہی ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ جو نور خدا تعالیٰ نے نازل کیا اسے ظلمت سے بدل دیں۔ جبکہ معاندین احمدیت حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس ذات کے خلاف ناپاک الزام لگا رہے ہیں۔ جبکہ مخلصین جماعت کو محض اس لئے انتہائی مظالم اور تشدد کا نشانہ بنائے ہوئے ہیں کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے فرستادہ حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کر کے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیوں کیا۔ اور جبکہ جماعت احمدیہ اپنی ساری طاقت اور اپنی ساری توجہ مخالفین کے مقابلہ میں صرف کر رہی ہے۔ غیر مبائعین نے "حضرت امیر" اور ان کے چند ایک حامیوں نے دشمنان حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ناپاک حملوں کے آگے ہتھیار ڈال دینا۔ اور خاموشی اختیار کر لینا ہی کافی نہیں سمجھا۔ بلکہ احمدیت کے مقابلہ میں ان کی پیٹھ ٹھونکنے۔ اور جماعت احمدیہ سے الجھ کر ان کو تقویت پہنچانے کی کوشش بھی شروع کر دی ہے۔ چنانچہ انہوں نے "قادیان کے سرکردہ لوگوں سے اپیل" کے عنوان سے ایک لمبا چوڑا پوسٹر شائع کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات والاصفات اور سلسلۂ عالیہ احمدیہ کے خلاف احراریوں کی موجودہ شورش کا باعث جماعت احمدیہ کو قرار دیتے ہوئے لکھ دیا کہ:

"تمہارے عقائد نے آج اسلام میں ایک عظیم الشان فتنہ پیدا کر رکھا ہے۔ غور کر کے سمجھ لیں کہ جو آگ آج احرار نے حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف بھڑکائی ہے اس کا ایندھن قادیان کے غلو نے مہیا کیا ہے"۔

جس قدر ایمانداری، دیانت، امانت اور شرافت کا اس میں خون کیا گیا ہے اس کا اندازہ میرے مضمون کے اختتام پر قارئین کرام خود کر لیں سارا رونا اس بات کا ہے کہ جبکہ تمام مخالف طاقتیں متحدہ طور پر کوشاں ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الرحمۃ کے نور کو ظلمت سے بدل دیں آپ کی مقدس ذات کے خلاف ناپاک الزام لگائیں، مخلصین جماعت پر انتہائی ظلم و تشدد کریں اور عین اس وقت جبکہ جماعت احمدیہ اپنی ساری توجہ مخالفین کے مقابلہ پر صرف کر رہی ہو۔ غیر مبائعین نہ صرف دشمنان حضرت مسیح موعودؑ کے ناپاک حملوں کے آگے ہتھیار ڈال دیتے ہیں بلکہ احمدیت کے خلاف ان کی پیٹھ ٹھونکتے ہیں اور اس میں یہ لکھ دیتے ہیں کہ جو آگ آج احرار نے حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف بھڑکائی ہے اس کا ایندھن قادیان کے غلو نے مہیا کیا ہے"۔

ایک قابل غور بات

آخری فقرہ ہمارے قادیانی دوستوں کیلئے سوہان روح کا باعث ہوا ہے۔ آؤ ہم اس فقرہ پر غور کریں۔ آج قریباً نصف صدی کا زمانہ گزرا ہے کہ ایک شخص اٹھا اور اس نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا دنیا نے سنت اللہ کے موافق اس کی شدید مخالفت کی۔ بجائے مخالفت کے متعلق وہ ہمیشہ یہی جواب دیتا رہا کہ جو دعاوی و عقائد دشمن اس کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ سراسر کذب و افترا ہیں۔ ایک عرصہ کے بعد مخالفین کا زور ٹوٹ گیا اور اس کے سلسلہ نے دنیا میں ترقی شروع کر دی۔ اس کی وفات کے چھ سال بعد اس کی جماعت میں اعتقاد کی بنا پر اختلاف ہوا اور ایک حصہ جماعت علیحدہ ہو گیا۔ لیکن باوجود اس کے مخالفت کا زور نہ ہوا۔

دو ضروری سوال

آج قریباً تین سال کا عرصہ گذرا ہے کہ مخالفت نے دفعتاً زور کیا اور پنجاب میں ایک آگ لگ گئی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ (۱) اگر حضرت مسیح موعودؑ کی ذات کا ہی سوال تھا تو یہ مخالفت پہلے کیوں دب گئی تھی۔ اور (۲) اگر پھر چمکی تو کیوں چمکی اور اس کے چمکانے والے کون تھے۔ پہلی شق کا جواب تو مختصر ہے۔ مخالفین کی بنیاد کذب و افترا پر تھی۔ قرآن و حدیث و اقوال ائمہ ان کے مخالف تھے تکبر نخوت حرص و ہوا کے شکار تھے۔ حق کے مقابلے کی تاب نہ لا سکے اور دب کر رہ گئے۔ دوسری شق کے اسباب و علل نہایت اہم ہیں اور صرف دو ہیں۔ اول میاں صاحب کا سیاسیات میں دخل اور دوسرے میاں صاحب کے غلط عقائد۔ میں نے "میاں صاحب کے سیاسیات میں دخل" کو اول نمبر پر رکھا ہے کیونکہ میرے نزدیک یہی چیز مخالفت کو از سر نو بیدار کرنے میں محرک ہوئی ہے۔ اگرچہ ہمارے نزدیک عقائد اسلام میں بدترین فتنہ ہے اور احرار نے میاں صاحب سے سیاسی شکست کھانے کے بعد کمال ہوشیاری سے اس کو آڑ بنایا۔

مجلس احرار اور اس کا مطمح نظر

قبل اس کے کہ میں ان ہر دو اسباب پر کچھ لکھوں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جماعت احرار کا قارئین کرام سے تعارف کراؤں۔ یہ ایک جماعت ہے جن کو دین و مذہب سے کوئی سروکار نہیں۔ ان کا مطمح نظر دنیا ہے اور دین اور دردِ قومی کی آڑ میں یہ شکار کھیلتے ہیں۔ موقع کی تاک میں رہتے ہیں۔ جہاں کہیں زر کی جھلک نظر پڑی اللہ اکبر کے نعرہ لگاتے ہوئے پیٹ بجاتے ہوئے آ کودے۔ اس کی پگڑی اتاری اس کے چپت رسید کیا۔ صلواتیں سنائیں۔ گلا پھاڑ پھاڑ کر بھاگا یا۔ غرض ایک طوفان بے تمیزی برپا کیا۔ سمجھدار باعزت معاملہ فہم لوگوں کو نکال باہر کیا۔ یاران طریقت باقی رہ گئے تا کہ افشائے راز نہ ہو۔ وقت پر مال غنیمت جس طرح چاہیں ہضم کریں ان کا بڑا زور اس بات پر ہے کہ ہر مصیبت کے وقت وہ سینہ سپر ہوتے ہیں اور قید و بند کی تکالیف کو جھیلتے ہیں۔ سادہ لوح لوگ ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ سار کھیل جماعت احرار بحیثیت ایک پیشہ کے کرتی ہے۔ دنیا طلبی کی خاطر یہ جماعت سر توڑ کوشش کر رہی ہے کہ مسلمانان ہندوستان کی سیاسی عنان اس کے ہاتھ میں آ جائے۔

میاں صاحب کا سیاسی جنون

حضرت مسیح موعودؑ مجدد چہار دہم صدی اسلام کے چہرے سے گرد و غبار دور کرنے اور اس کی اشاعت کے لئے مبعوث ہوئے اور یہی تلقین آپ نے اپنی جماعت کو کی۔ حضور نے اپنی ساری زندگی میں سوائے اشاعت اسلام کے کبھی کسی اور طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا اور اس کے بعد ۱۹۱۴ء تک آپ کی جماعت بھی اس پر ہی کاربند رہی۔ لیکن میاں صاحب نے مسند خلافت پر بیٹھتے ہی حضرت مسیح موعودؑ کے مسلک کے خلاف سیاسیات میں قدم رکھا۔ بدقسمتی سے شروع ہی سے آنجناب کی طبیعت سیاسی واقع ہوئی تھی اور حصول خلافت میں بھی آپ نے سیاسی چالوں سے کام لیا۔ اب اس کے نتائج بھگت رہے ہیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ ایک طرف اپنے آپ کو خدا کا مقرر کردہ خلیفہ بیان کرتے ہیں اور دوسری طرف حکام وقت کی کاسہ لیسی کرتے پھرتے ہیں۔

اسلامی اور مغربی سیاست کا فرق

میں اس امر کو بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اسلامی سیاست کو یورپین سیاست سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ یورپین سیاست مترادف ہے۔ جھوٹ، فریب، مکاری، دھوکا بازی اور چھپی خوشامد کے اور اسلامی سیاست میں یہ مفقود ہیں۔ اور جہاں اسلامی سیاست کی غرض حفظ امن اور مخلوق کی بہبودی ہے وہاں یورپین سیاست کی غرض دنیا طلبی، اور قومی اقتدار ہے۔ میاں صاحب نے یورپین سیاست کو اختیار کیا

میاں صاحب اور احرار کی کشمکش اور اس کے نتائج

تحریک کشمیر کے دوران میں ان کا تصادم جماعت احرار سے ہوا جن کو انہوں نے شکست فاش دی۔ اس شکست پر احرار نے بہت پیچ و تاب کھایا اور دانت پیسے۔ کیونکہ ان کی ساری امیدوں پر پانی پھر گیا۔ ایک رقم خطیر ان کے ہاتھ سے نکل گئی اور اپنے قیدیوں کو بھی رہا نہ کرا سکے۔ میدان سیاست میں وہ کچھ کر نہ سکتے تھے انہوں نے مذہب کی آڑ میں بدلہ لینے کی ٹھانی۔ یہ پہلو میاں صاحب کا کمزور تھا وہ حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ جو نور خدا تعالیٰ نے نازل کیا تھا ظلمت میں بدل چکے ہوئے تھے یعنی حضرت مسیح موعودؑ کو ان کے دعویٰ کے خلاف نبی بنا چکے ہوئے تھے اور اس کے قدرتی ثمرہ میں مسلمانان عالم کو کافر قرار دے چکے تھے۔ احرار نے اس کو بھانپا اور حملہ کر دیا۔ جھوٹ کے پیر کہاں۔ میاں صاحب کو اس میدان میں شکست ہوئی اور احرار کامیاب ہوئے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی اصلی غرض یعنی روپیہ کمانا اس پہلو سے پوری کر لی اور میاں صاحب کو کشمیر کمیٹی کی کرسی صدارت سے بھی اتار دینے بلکہ گورنمنٹ میں جو اقتدار میاں صاحب نے لاکھوں روپے کے صرف اور دن رات کی تگ و دو سے پیدا کیا تھا اس کا بھی قلع قمع کیا۔

میاں صاحب کا بیجا غم و غصہ

اب میاں صاحب بلبلاتے ہیں اور الٹا ہم پر غم و غصہ کا اظہار کرتے ہیں ہم نے تو اس وقت بھی از راہ ہمدردی میاں صاحب کو اس نور کی طرف بلایا تھا جو حضرت مسیح موعودؑ خدا تعالیٰ کی طرف سے لائے تھے تاکہ ان کا قدم جو جادہ اعتدال سے بھٹک گیا ہے۔ کامیابی کی شاہراہ پر آ جائے اور ان کی اپنی پیدا کردہ مشکلات سے انہیں نجات نصیب ہو۔ لیکن جو دوست کو دشمن سمجھے اس کے سنبھلنے کی کوئی امید نہیں ہو سکتی۔

قادیانیوں کا ناپاک و بے بنیاد خیال

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ہماری نیت اس کے غیر نہیں تھی یہ گندہ اور کمینہ خیال کہ ہم نے اس موقعہ کو غنیمت جان کر حملہ کیا یا مخالفوں کی پیٹھ ٹھونکی ہمارے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ آج اکیس سال گذر گئے ہیں کہ ہم آپ سے علیحدہ ہوئے اور اس تمام عرصہ میں ہم ہمیشہ یہ کوشش کرتے رہے کہ آپ کو دشمنان مسیح موعودؑ کی صف سے باہر نکالیں کیونکہ آپ نے وہ تمام الزامات جو مخالفین نے ہمارے مرشد و مولیٰ مسیح موعودؑ و مجدد وقت پر لگائے تھے سچ کر دکھایا لیکن آپ نے ہمیشہ اس سے انکار کیا اور دشمنان مسیح موعودؑ کی صف میں کھڑے رہے اور بجائے اس کے کہ ہمارے مشکور ہوتے نہایت ناپاک اور گندے الفاظ میں ہمیں یاد کیا۔ منافق بلکہ کافر کہا کیونکہ آپ کے نزدیک جو حضرت صاحب کو نبی نہ مانے وہ کافر ہے۔ آپ کے نزدیک احمدی وہ ہے جو حضرت مرزا غلام احمد کو نبی مانے۔ جب ہم آپ کے نزدیک احمدی ہی نہیں ہیں اور آپ کبھی احمدی کا لفظ ہمارے نام کے ساتھ استعمال ہی نہیں کرتے تو کس منہ سے آپ ہم سے اعانت طلب کرتے ہیں۔ کیا آپ ہم سے یہ توقع رکھتے ہیں۔ کہ ان غلط اور بے جا الزامات میں جو حضرت صاحب پر لگائے گئے اور آپ نے بھی ان کی تصدیق کی ہم آپ کی اعانت کر کے اپنے آپ کو مخالفین حضرت کے زمرہ میں شامل کریں۔ این خیال است و محال است و جنون

ہم قادیان کے غلط عقائد کی تردید کرتے رہیں گے

ان غلط عقائد کی بنا پر ہم آپ سے علیحدہ ہوئے اور اس کے خلاف ہم ہمیشہ جہاد کرتے رہے اور انشاء اللہ اس وقت تک کرتے رہیں گے جب تک حضرت صاحب کی پوزیشن صاف نہ ہو۔ ہم اس بات کو ہر چیز پر مقدم سمجھتے ہیں اور مسیح موعودؑ کے عقائد اور مذہب و مسلک کے خلاف چلنے سے جو مصائب آپ نے اپنے لئے خود پیدا کئے ہیں ان کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے۔ ہماری نظروں میں آپ کے مصائب اس ظلم عظیم کے مقابل پر جو آپ نے حضرت صاحب پر کیا ہے ہیچ ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ہمارے ذمہ اشاعت اسلام کی ڈیوٹی لگائی اس کے سوا ہم کوئی اور کام نہیں جانتے آپ اس کو چھوڑ کر کہیں اور ٹانگیں اڑاتے پھریں گے تو کیا ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ خود کیا ہے اس کا نتیجہ بھگتیں۔

"الفضل" کا ایک اور شرمناک جھوٹ

ہم پر الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم نے دشمنان حضرت مسیح موعود کے ناپاک حملوں کے آگے ہتھیار ڈال دیئے ہیں کیا اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی سفید جھوٹ ہو سکتا ہے۔ کیا ان لوگوں کے دلوں میں کوئی ایمان کا ذرہ اور خشیت باقی ہے کیا ان کی ضمیر مردہ نہیں ہو گئی۔ کیا یہ لوگ زینا لهم اعمالهم کے مقام پر نہیں پہنچ چکے۔ ان کی اس دیدہ دلیری پر حیرت و استعجاب خود حیرت میں ہے۔ اللہ اللہ! وہ قوم جس کا کام دن رات پولیٹیکل کھیل کھیلنا ہے۔ اور جو اشاعت اسلام کو اپنی پیدائش کے دن ہی سے چھوڑ چکی اور علم کا دروازہ اپنے اوپر بند کر چکی جس کی انتہائی کوشش اس پہلو میں سوائے نمائش اور اشاعت اسلام کی راہ میں روڑے اٹکانے کے کچھ نہیں۔ بلکہ ان کی ساری جد و جہد اشاعت اسلام کرنے والوں کو ناکام کرنا ہے۔ وہ ان لوگوں کو جو ہر وقت کمربستہ میدان میں نکل کر جہاد کر رہے ہیں۔ کہہ رہی ہے کہ انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔

ہم نے کس میدان میں ہتھیار ڈالے ہیں؟

ذرا فرمائیے تو سہی ہم نے کس میدان میں ہتھیار ڈالے میدان مذہب میں ہم للکار کر ہر ایک کو چیلنج دے رہے ہیں، کوئی ہے جو ہمارا مقابلہ کرے۔ جس نے اس طرف رخ کیا۔ منہ کی کھائی۔ ہم نے مخالفین کے دانت کھٹے کر دیئے۔ یہ تو آپ کی طفیل ہم پر بھی گاہے گاہے آوازے کسے جاتے ہیں آپ نے جو احمدیت کا نقشہ پیش کیا ہے۔ وہ واقعی اس قابل ہے کہ اس کے ساتھ یہ سلوک ہو۔ جس طرح آپ مکر و فریب سے لوگوں کو یہ دھوکا دینا چاہتے ہیں کہ ہم بھی عقائد میں آپ سے متفق ہیں اسی طرح مخالفین بھی دنیا کو دھوکا دینا چاہتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں سبحانک هذا بهتان عظیم

مخالفین کے آگے ہتھیار ڈالنے کے متعلق میں پوچھتا ہوں، کہ وہ کونسا حملہ حضرت مرزا صاحب کی ذات بابرکات کے متعلق ہوا جس کا ہم نے جواب نہیں دیا۔ کیا آپ اس کی ایک مثال بھی پیش کر سکتے ہیں؟

الفضل کی اقبالی ڈگری

مزید براں اس مضمون میں ہی آپ کی اقبالی ڈگری موجود ہے۔ مرزا ان مخالفین کے حوالجات کو پڑھیئے جو آپ نے ہمارے متعلق دیئے ہیں ان کا ملخص یہ ہے کہ لاہوری مرزائی قادیانیوں سے کہیں زیادہ مسلمانوں کے لئے خطرناک ہیں۔ میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ وہ ہم کو آپ سے کیوں زیادہ خطرناک سمجھتے ہیں؟ اس لئے کہ ہم ہتھیار ڈالے بیٹھے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ ہم کو ہرگز ہرگز زیادہ خطرناک نہ سمجھتے وہ جانتے ہیں کہ آپ مردہ اور بیکار ہیں۔ آپ کے عقائد اسلام کے خلاف ہیں اور جماعت لاہور زندہ اور برسر پیکار ہے اور ان کے عقائد عین اسلام کے مطابق ہیں اور یہ ایسی چیز ہے کہ مسلمانوں کو اپیل کئے بغیر نہیں رہ سکتی لہذا وہ ہم کو مسلمانوں کے لئے زیادہ خطرناک سمجھتے ہیں۔ ان کا یہ کہنا کہ جن اعتقادات کا ہم اظہار کرتے ہیں اس کا مقصد دھوکہ دینے کے سوا کچھ نہیں۔ وہ وہی بات ہے جو حضرت صاحب کے اظہار عقائد پر مخالفین نے کہی اور اس کی غرض مسلمانوں کو ہمارے نزدیک آنے سے روکنا ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر مسلمان ہمارے نزدیک آئے تو بسبب حق کے وہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

ہمارا بھروسہ صرف خدا پر ہے

ہاں آپ یاد رکھیں کہ ہمارا حق ہیں ہمیں نہ آپ کی پرواہ ہے نہ مخالفین کی۔ ہمارا بھروسہ صرف خدا پر ہے انسانوں پر نہیں حق کے پھیلانے میں اگر ہم غیر از جماعت کو بھی دعوت دیتے ہیں تو یہ ہمارا ان پر احسان ہے کہ ہم ان کو اسلام کی خدمت کا موقع دیتے ہیں اور اس سے کسی مسلمان کو کب انکار ہو سکتا ہے۔ ہمارے سامنے حضرت مسیح موعود کا اسوۂ حسنہ ہے اور اگر ہم پر اعتراض ہو سکتا ہے تو حضرت مسیح موعودؑ بھی اس اعتراض سے بچ نہیں سکتے۔

قادیانیوں کا گریز ان کا اعتراف عجز ہے

جب آپ کو یہ تسلیم ہے کہ اختلافی مسائل پر گفت و شنید کرنا گناہ نہیں اور گذشتہ اکیس سال سے یہ سلسلہ جاری ہی نہیں بلکہ مسلسل جاری ہے تو اگر اس وقت ہم نے اس کو جاری رکھا تو سمجھ میں نہیں آتا ہم کون سے فعل شنیعہ کے مرتکب ہو گئے۔ آپ کا یہ کہنا کہ اس وقت چونکہ آپ مصیبت میں مبتلا تھے لہذا یہ موقع مناسب نہ تھا۔ اس کا جواب میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ہم نے از راہ ہمدردی آپ کی مصائب کا علاج تجویز کیا تھا۔ اور دکھا چکا ہوں۔ کہ ؎

اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

اگر آج آپ اس مسلک کو چھوڑ دیں اور حضرت مسیح موعود کی صحیح تعلیم پر کاربند ہو جائیں۔ تو یہ سب مصائب ایک آن واحد میں هباءً منثورا ہو جائیں گی

جس کے پاس حق ہو وہ بھاگتا نہیں

لیکن ایک امر باقی رہ جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جس شخص کے پاس حق ہو۔ خواہ دشمن اس پر کتنی بھی یورش کرے۔ اور گو ہر طرف سے اس پر حملہ آور ہو۔ وہ مطلق نہیں گھبراتا۔ اس میں اس قدر قوت اور حوصلہ ہوتا ہے کہ ان تمام حملوں کی وہ ایک پر کاہ کے برابر بھی پرواہ نہیں کرتا۔ وہ حق الیقین رکھتا ہے کہ وہ ایک آن واحد میں ان کا قلع قمع کر کے رکھ دیگا۔ اور کبھی عجز اور گھبراہٹ کا اس سے اظہار نہیں ہوتا۔ ہم نے حضرت مسیح موعود کو دیکھا۔ کہ ہر طرف سے مسلسل حملے ہو رہے ہیں۔ دم لینے کا موقع نہیں ملتا لیکن حملہ آور کو آپ نے کبھی یہ جواب نہیں دیا۔ کہ اس وقت ہمارا حملہ کرنا مناسب نہ تھا۔ ہر ایک کو دندان شکن جواب دیتے تھے اور ایک ہی ضرب سے اوندھا گرا دیتے تھے دراصل ایسا جواب دینا عجز کا اقرار ہے۔ میاں صاحب کے سکرٹری گوش نے بھی دراصل عجز کا اقرار کیا ہے، اس پر مزید قرینہ یہ ہے۔ کہ اگر یہ مرد میدان ہوتے اور ان میں قوت و حوصلہ ہوتا۔ تو مشرقیانہ طور پر کہہ دیتے۔ کہ اس وقت ہم مصروف ہیں۔ لیکن آپ کے چیلنج کو ہم منظور کرتے ہیں البتہ ایک یا دو ماہ کی مہلت ہم سے مانگ لیتے۔ ہم بڑی خوشی سے اس

(باقی بر صفحہ ۴ کالم ۲ پر)

مکتوب برلن

جماعت اسلامیہ برلن

کی نماز تراویح و عید الفطر کی حقیقت

(از جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن)

"زمیندار" کے نامہ نگار مقیم برلن کی کذب بیانی

زمیندار کے نامہ نگار خصوصی مقیم برلن کے جھوٹ تو ہم بارہا گنوا چکے ہیں اگر ان کے صرف وہی جھوٹ گنوانے ہوتے جو وہ آج تک بول چکے ہیں، تب بھی ان کے واسطے صفحات کے صفحات درکار تھے۔ مگر غضب یہ ہے کہ اس فہرست میں روز بروز نہایت سرعت سے اضافہ ہو رہا ہے

حبیب الرحمان کی تین ناکام کوششیں

نام نہاد جماعت اسلامیہ برلن کی تاریخ کے چند پہلو اور ان تو ناظرین کرام کے ملاحظہ سے گذر چکے ہونگے آج کل اس جماعت کی باگ ڈور حبیب الرحمان قریشی کے ہاتھ میں ہے وہ مدت سے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ کہ اول جماعت اسلامیہ برلن کے ممبروں کی تعداد تقریباً تین سو ہے اور دوسرے یہ کہ یہ نام نہاد جماعت بڑا عظیم الشان کام کر رہی ہے اور تیسرے یہ کہ وہ نہ صرف تبلیغ مسلمانان برلن کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ بلکہ حکومت نے بھی اس کو تسلیم کر لیا ہوا ہے۔ اور جرمن حکومت میں اس کا بڑا رسوخ ہے

حبیب الرحمان کی جماعت نے کیا کام کیا؟

جماعت کی تعداد کے متعلق اول تو میں اس قدر عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ کسی جماعت یا گروہ کو کبھی تعداد پر نظر نہ ہونا چاہیئے، قرآن کریم خود فرماتا ہے۔ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ۔ اصل چیز کام ہے۔ کاش کہ حبیب الرحمان صاحب وہ کام پیش کرتے جن سے ان کی خدمات کا کوئی ثبوت ملتا۔ کبھی اسلام پر کوئی لیکچر دیا ہوتا۔ کوئی کتاب رسالہ یا مضمون اسلام کی حمایت میں لکھا ہوتا۔ کبھی کسی غریب کی کوئی امداد کی ہوتی۔

ممبروں کی تعداد کے متعلق چیلنج

ان تمام کاموں سے ان کا اعمال نامہ کورا اور خالی ہے اگر انھوں نے اپنے اعمال نامہ کو سیاہ کیا تو سفید جھوٹ اور لغو باتوں سے۔ انھوں نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی جماعت کی تعداد تین سو بتائی ہے۔ مگر ہم ان سے دعوے سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ تین سو تو در کنار تیس بھی ثابت نہیں کر سکتے۔ ہم نے ان کے ایک حواری سے ایک دفعہ پوچھا۔ کہ آخر آپ کی جماعت اسلامیہ کے تین سو ممبر کس طرح ہو سکتے ہیں۔ سارے برلن میں شاید تین چار سو مسلمان ہونگے تو فرمانے لگے کہ جماعت اسلامیہ کے رجسٹر پر تین سو آدمیوں کے نام درج ہیں اور وہ رجسٹر اس وقت سے ہے جس وقت سے یہ جماعت قائم ہوئی ہے

اصل حقیقت

اصل بات یہ ہے کہ یہاں ہر سال اسلامی ممالک کے طلبہ برائے حصول تعلیم آتے ہیں۔ حبیب الرحمان چونکہ خود طالب علم ہے۔ لہذا ان سے ملاقات ہو جاتی ہے بس پھر کیا ہے۔ ان نو وارد طلبہ کا نام رجسٹر پر درج کرا لیا جاتا ہے اور ان کو جماعت اسلامیہ کا ممبر تصور کر لیا جاتا ہے۔ اب اگر ہر سال تیس نئے طالب علم بھی آ دیں۔ تو بھی دس سال میں تین سو ممبر تو ہو گئے۔ یہ ہے ان کی تعداد کی اصلیت
انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کام کی کیفیت

اب ذرا ان کے کام کی کیفیت ملاحظہ ہو۔ اگر سال میں یا دو مرتبہ نماز عید پڑھ لی تو کونسی عظیم الشان فتح حاصل کر لی۔ اگر سارے ماہ رمضان میں ایک دفعہ نماز تراویح کا انتظام کر لیا۔ تو اسلام کی کونسی خدمت کر دی روزانہ نماز تو رہی ایک طرف۔ انکو نماز جمعہ کی بھی آج تک توفیق نہ ملی مگر تراویح پر زور ہے۔

ایک جرمن اخبار کا سرٹیفکیٹ

پھر اپنے کام کی تائید میں اخبار برسینر ٹاگے بلاٹ کو پیش کیا جاتا ہے۔ کاش کہ اسی اخبار کی ۱۴ جنوری ۱۹۳۵ء کی اشاعت کا مضمون پڑھا ہوتا۔ یہ اخبار برلن کی ہر دو عیدین (یعنی مسجد میں اور ہمبلٹ ہاؤس) کا تذکرہ [illegible] زیر اہتمام ہوئی۔ نہایت سنجیدہ اور خوبصورت اور پرانے مذہبی طریقہ پر منائی گئی۔ اس کے برخلاف ہمبلٹ ہاؤس (جہاں جماعت اسلامیہ کا انتظام تھا) کی عید ظاہرداری پر مبنی تھی اور رکھائے مذہبی سیاست کو صف اول میں پیش کیا گیا تھا یہاں اس امر کا ذکر کر دینا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ کہ اس اخبار نے ہر دو جگہ کی عیدوں پر کم و بیش پچاس ساٹھ سطور لکھی ہیں۔ مگر جماعت اسلامیہ کی عید پر صرف سات آٹھ سطور کافی سمجھیں اور ان میں بھی جو لکھا ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہاں ظاہرداری زیادہ تھی تصاویر کھینچنے والے فوٹو گرافروں نے نماز بھی آرام سے نہ پڑھنے دی۔ وغیرہ وغیرہ

حبیب الرحمان کی نماز تراویح کی حقیقت

حبیب الرحمان کو نماز وغیرہ سے کیا۔ ان کے لئے تو جتنے فوٹو گرافر ہوں۔ اتنا ہی اچھا۔ شاید بعد از ان کوئی تصویر شائع ہو جائے اور پھر وہ اس کو بطور سند ظفر علی خاں صاحب کی خدمت میں پیش کر سکیں، چنانچہ نماز تراویح کی تصویر سے نمازیوں کی تعداد کا پورا پورا علم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ سات آدمی نظر آتے ہیں اور یہ نماز تراویح کے افتتاح کی تصویر ہے۔ مگر ہمیں معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ یہ صرف افتتاح ہی نہ تھا۔ بلکہ ساتھ ہی اختتام بھی تھا

حبیب الرحمان کا ایک اور سفید جھوٹ

پھر یہی حبیب الرحمان صاحب اپنی نماز عید الفطر کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ۱۴ر دسمبر کو محمد دانش صاحب کے مکان پر کچھ سر برآوردہ حضرات کا جلسہ کیا گیا" کیا حبیب الرحمان صاحب کسی ایک سربرآوردہ شخص کا نام لے سکتے ہیں جس نے اس میں شرکت کی ہو۔ گذشتہ سال عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقع پر پروفیسر مرزا حسن صاحب اور عالم جان اور لیبی صاحب نے امامت کروائی۔ یہ دونوں حضرات اس دفعہ ان کے جلسہ میں شریک نہیں ہوئے۔ خود صاحب خانہ محمد دانش صاحب تبدیل ہو کر چلے گئے۔ پھر اپنی رپورٹ میں جو کہ سکرٹری جماعت اسلامیہ نے الجمعیت میں شائع کروائی ہے لکھتے ہیں کہ جماعت اسلامیہ کا یہ دستور نہیں ہے کہ ہر کس و ناکس کو مدعو کر لیا جائے۔ واہ کمال کا جھوٹ بولا ہے۔ عید کے موقع پر خاص طور پر اخبارات میں یہ اعلان کس نے کیا تھا کہ جماعت اسلامیہ برلن ۶ جنوری کو عید الفطر منائے گی۔ داخلہ مفت ہوگا۔ جرمن مہمان خوشی سے شریک ہو سکتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ ملاحظہ ہوں اخبارات B: Z. am Mittag B. Volks Zeitung, Deutsche Allgemeine Zeitung etc.

پھر اس سفید جھوٹ کا کیا فائدہ کہ "جماعت اسلامیہ کا یہ دستور نہیں ہے کہ ہر کس و ناکس کو مدعو کر لیا جائے" اصل بات یہ ہے کہ تماشبین لوگ جہاں داخلہ تو مفت چلو کھانے کو ملتا ہو آن موجود ہوتے ہیں اور یہی چیز ہے جو حبیب الرحمان صاحب چاہتے ہیں۔ پھر نازی پارٹی کے اخبار کا ذکر خاص طور پر کیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حکومت کے اخبارات بھی ان کے ساتھ ہیں۔ اس کے متعلق ہم انشاء اللہ کسی دوسری اشاعت میں تفصیلاً عرض کریں گے اور دکھلائیں گے کہ اگر حکومت کو کسی معاملہ میں مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ یا کسی اسلامی مسئلہ کے متعلق علم حاصل کرنا ہوتا ہے۔ تو وہ مسجد کی طرف رجوع کرتی ہے۔ سر دست صرف اس قدر ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ نازی حکومت کا یہی اخبار ہماری مسجد کے متعلق حال ہی میں ایک نہایت اعلےٰ درجہ کا مضمون شائع کر چکا ہے ملاحظہ ہو

Volkische Beobachter

(13 Jan: 1935) (۱۳ جنوری ۱۹۳۵ء)

مزید آئندہ ڈاک میں ان شاء اللہ العزیز۔ والسلام
خاکسار عبداللہ

بہرحال چونکہ عیسٰی علیہ السلام مستقل نبی ہیں اور مرزا صاحب اس قسم کے نبی نہیں ہیں اس لئے مرزا صاحب کی فضیلت بہرحال جزئی ہی رہے گی۔

قادیانی مناظر کا دعوے بے دلیل

قادیانی مناظر نے مفہوم نبوت میں تبدیلی کا دعوے کیا۔ لیکن افسوس ہے کہ وہ یہ بھی کہیں سے نہ دکھا سکے۔ برخلاف اس کے مولوی عمر الدین صاحب نے حقیقۃ الوحی سے حضرت مرزا صاحب کا محدث ہونا ثابت کر دیا۔ اگر قادیانی جماعت حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۰-۳۹۱ کو اپنے لئے ایسی سند خیال کرتی ہے۔ کہ گویا لاہوری جماعت اس کا جواب دینے سے عاجز ہے۔ مگر مولوی عمر الدین صاحب نے وہیں سے دعوے نبوت سے انکار اور محدثیت کا اقرار دکھا دیا اور میں سمجھتا ہوں کہ مولوی صاحب نے حق ہی کہا حضرت مرزا صاحب کے اصل الفاظ حسب ذیل ہیں:۔

"پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ ان کا یہ سراسر افترا ہے۔ بلکہ جس نبوت کا دعوٰے کرنا قرآن شریف کی رو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعوٰے نہیں کیا۔ صرف یہ دعوٰے ہے کہ ایک پہلو سے امتی ہوں اور ایک پہلو سے آنحضرت صلعم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ مخاطبہ پاتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰)

فیصلہ کن عبارت

یہ عبارت نہایت عجیب اور فیصلہ کن ہے۔ پہلے تو یہیں نبوت کا دعویٰ آپ کی طرف منسوب کرنا سراسر افترا قرار دیا ہے یعنی نبی تو آپ ہرگز نہیں ہیں۔ پھر یہ دعوٰے کیا ہے کہ میں ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی ہوں اور یہ پہلے فیصلہ ہو چکا ہے کہ ایسا شخص محدث ہوتا ہے اور یہاں بھی حضرت مرزا صاحب کو اس امر کا اقرار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ساتھ ہی فرمایا کہ نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پانے والا ہو۔ اب یہ کون ہوتا ہے اس کے فیصلہ کے لئے فرمایا۔ کہ مجدد صاحب سرہندی ایسے شخص کو نبی کہتے ہیں۔ لیکن جب ہم ہی حضرت مرزا صاحب کی کتابوں کی ورق گردانی کرتے ہیں تو خود آپ نے لکھا ہے کہ مجدد صاحب کے اصل الفاظ میں ایک امتی کو جسے کثرت سے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہو محدث کہتے ہیں۔ چنانچہ آپ کی کتاب ازالہ اوہام میں مکتوب امام ربانی نقل کیا گیا ہے اور جب ہم اس نقل کو اور اصل مکتوبات کو پڑھتے ہیں تو وہاں صاف لکھا ہے:۔

"و کبھی یہ ہمکلامی کا مرتبہ بعض ایسے کامل لوگوں کو ملتا ہے کہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کے متبع ہیں اور جو شخص کثرت سے شرف ہمکلامی پاتا ہے اس کو محدث کہتے ہیں"

(مکتوبات امام ربانی جلد ۲ صفحہ ۹۹ و ازالہ اوہام صفحہ ۹۱۵)

حقیقۃ الوحی میں ایک امتی کو جسے کثرت سے شرف مکالمہ و مخاطبہ ہو۔ مجدد صاحب کے حوالہ سے نبی لکھا ہے اور اس کو ازالہ اوہام میں محدث لکھا ہے اور اصل کتاب میں مجدد صاحب نے محدث ہی لکھا ہے اس لئے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے نقل کرنے میں خیانت تو نہیں کی بلکہ چونکہ ان کی تحریر میں "امتی" اور "نبی" محدث کے مترادف ہے اس لئے انہوں نے محدث کی بجائے نبی کا لفظ لکھ دیا ہے۔ اور امتی کی بجائے امت کے بعض افراد میں جس شخص کو کثرت سے مکالمہ مخاطبہ ہو کہہ کر امتی کے مفہوم کو پوری طرح ادا کر دیا۔ اس لئے وہ "نبی" کہلاتا ہے کے یہ معنی ہوئے کہ وہ امتی نبی کہلاتا ہے اور امتی نبی دوسرے لفظوں میں محدث ہی کو کہتے ہیں۔ اس لئے ماننا پڑا۔ کہ حقیقۃ الوحی میں بھی حضرت مرزا صاحب کا دعوے وہی محدثیت کا ہے۔ جو ازالہ اوہام میں شروع دعوے کے وقت کیا گیا تھا۔ اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

(باقی آئندہ)

ماسٹر نظام الدین کوہاٹی کے نام خط

جناب ماسٹر صاحب! میں نے ذیل کا مضمون اخبار "احسان" کو بھیجا ہے وہ امید نہیں بطور سابق شائع کر دیتے تاہم اس کی نقل ارسال ہے چونکہ مخاطب آپ ہیں اور یہ آپ کی مرضی پر منحصر ہے خواہ بذریعہ اخبار احسان بحث تحریری کریں۔ یا تقریری جو لکھ کر سنائی ہوگی اور جس کی نقل ہم کو دینی ہوگی۔ تاکہ دنیا کو پتہ لگ جائے۔ کہ آپ کہاں تک حضرت نبی کریم کو آخری نبی مانتے ہیں لیکن آپ کی طرح وہ بھی تاویل کر لیتے ہیں کہ فلاں قسم کے نبی کا آنا جائز ہے۔ بہرحال وہ مضمون یہ ہے

کیا یہ چیلنج کی منظوری ہے یا انکار؟

ماسٹر نظام الدین صاحب کوہاٹی نے اپنے مضمون کا عنوان "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا چیلنج منظور" کہہ کر مورخہ ۹ مارچ ۱۹۳۵ء کے اخبار احسان لاہور میں شائع کر دیا ہے لیکن جس شخص نے وہ مضمون پڑھا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ ماسٹر صاحب نے صریح طور پر چیلنج کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے

میں نے ان کو لکھا تھا کہ حضرت نبی کریم کی ختم نبوت اور آخری نبی ہونا اصولی اسلام پر مسئلہ ہے اور حضور آپ خاتم النبیین اور آخری نبی تب ہی کہلا سکتے ہیں کہ آپ کے بعد کسی نئے یا پرانے نبی کے آنے کا امکان نہ پایا جائے۔ اس لئے بجائے اس کے ماسٹر صاحب کسی مزعومہ نئے نبی کی نبوت پر بحث کریں ان کو چاہئیے کہ اس اصول پر بحث کریں کہ:۔

(۱) آیا از روئے قرآن و حدیث خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پرانے نبی کا آنا امت محمدیہ میں جائز ہے؟

(۲) اگر جائز ہے تو قادیانیوں اور ایسے شخص کے عقیدہ میں کیا فرق ہے۔ جو بعد خاتم النبیین و لا نبی بعدی کے نبی آنے کا قائل ہو ہم کو اجرائے نبوت کے بارہ میں وہ شخص چیلنج دے سکتا ہے جو خود اجرائے نبوت کا قائل ہو۔ حضرت مرزا صاحب کے دعاوی نبوت یا مجددیت تو ہمارے اور قادیانیوں کے اندرونی اختلاف سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن حضرت نبی کریم کے آخری نبی ہونے کا مسئلہ ... ماسٹر نظام الدین ... اور ان کے ہم خیال لوگوں سے تعلق رکھتی ہے اس لئے سب سے پہلے بحث اس مبحث پر ہونی چاہیئے جو ہمارے اور ماسٹر صاحب کے درمیان باعث اختلاف ہے اور اصول اسلام میں سے ہے لیکن افسوس کہ اس بحث کے لئے ماسٹر صاحب نے ہمیں دوسرے گھر کی طرف اشارہ کر دیا اور خود بحث سے پہلوتہی کی۔ جب کوئی دوسرا شخص ہمیں اس مبحث پر بحث کرنے کے لئے چیلنج دیگا۔ ہم اس سے خود نپٹ لیں گے۔ ماسٹر صاحب کی سفارش کی ضرورت نہ ہوگی اس وقت ہمارے مخاطب ماسٹر صاحب ہیں وہ دو حرفی جواب دیں کہ وہ آنحضرت کے بعد کسی پرانے نبی کے آنے کے عقیدہ کو از روئے قرآن و حدیث ثابت کرنے کو تیار ہیں؟ کیونکہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت تو ابھی زیر بحث ہے لیکن جس پرانے نبی کا آنا آپ بعد آخری نبی کے مانتے ہیں اس کی نبوت و رسالت از روئے قرآن مسلم ہے جو اس کے آنے کے وقت بھی مسلمات قرآن پر برقرار رہے گی اور قرآن سے وہ آیات نکال نہ جا سکیں گی جن کی بناء پر وہ نبی ہے

خاکسار:۔ محمد منظور الٰہی

آنریری جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

زبان سے تو قادیانی بھی آنحضرت صلعم کو آخری نبی مان لیتے ہیں

خبریں

— لاہور میونسپلٹی کی صدارت کا انتخاب ہو گیا ہے ملک محمد دین صاحب ایل۔ ایم سی بلا مقابلہ صدر منتخب ہو گئے لالہ ستیا رام سینئر وائس پریذیڈنٹ اور خانصاحب چودھری فتح شیر خانصاحب جونیئر وائس پریذیڈنٹ منتخب ہوئے۔

— دہلی میں اسمبلی کا اجلاس شروع ہے۔

— بمبئی ۱۳ مارچ۔ محترمہ خالدہ ادیب خانم ۱۴ مارچ کو بمبئی سے یورپ کی طرف روانہ ہو جائیں گی

— پنڈت مالویہ بہت جلد انگلستان جانے والے ہیں۔ تاکہ وہاں فرقہ وارانہ ایوارڈ کے خلاف جد و جہد کریں۔

— اتھینز ۱۳ مارچ۔ یونانی باغیوں کی طاقت کا بالکل خاتمہ ہو گیا ہے باغیوں پر سرکاری فوجوں کو زبردست فتح حاصل ہونے کے بعد تمام شہروں کے حکام نے باقاعدہ کام شروع کر دیا ہے۔

— بعد کی ایک خبر مظہر ہے کہ باغیوں کے سرغنہ جنرل کیمفیناس کے چیف آف اسٹاف نے خودکشی کر لی ہے۔

— مسٹر سنگھم چیٹی سابق صدر اسمبلی ریاست کوچین کے دیوان مقرر ہو گئے ہیں۔

— ۱۲۔ اور ۱۳ مارچ کی درمیانی شب کو سید سی شہاب الدین کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ

— پنجاب کونسل میں ایک سوال کے جواب میں وزیر مال نے بتلایا کہ از منہ کی تو جیسے حکومت پنجاب منظور کر چکی ہے گورنر صاحب بھی منظور کر چکے ہیں۔ البتہ ابھی وائسرائے کی منظوری باقی ہے۔

— سرحد پر فقیر آلنگر کی شورش جاری ہے۔

— ٹانکن ۱۳ مارچ سکومت چین نے حکومت روس کی اس کارروائی کے خلاف سخت احتجاج کیا ہے اس نے چینی مشرقی ریلوے کو جاپان کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے معاہدہ پر آج دستخط ہو جائیں گے۔

— کراچی ۱۲ مارچ۔ اطلاع آئی ہے۔ جہاز رحمانی جو ۱۸ فروری کو کراچی سے روانہ ہوا تھا ۷ مارچ کو جدہ پہنچ گیا ہے۔ رضوانی جو ۲۴ فروری کو کراچی سے روانہ ہوا تھا ۱۰ مارچ کو جدہ پہنچ گیا ہے

— انگورہ کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ ترکی عساکر بلغاریہ کی سرحد پر جمع ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے بعض دونوں ملکوں کے تصادم کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے حکومت بلغاریہ نے افواج کے خلاف احتجاج کیا ہے۔ لیکن دولت ترکیہ نے فوجیں ہٹانے سے انکار کر دیا ہے اور صاف کہہ دیا ہے کہ اگر ضرورت پڑی تو اعلان جنگ کر دیا جائے گا۔

— مرزاپور۔ مسٹر کرانورڈ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے قاتل شاہ محمد کو عدالت سشن نے سزائے موت کا حکم دیا ہے اس کے رشتہ دار ہائیکورٹ میں اپیل کریں گے۔

تار کا پتہ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۲

قُلْ یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

الصُّلحُ خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جلد ۲۳ | لاہور۔ یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹ مارچ ۱۹۳۵ء | نمبر ۱۹

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہؓ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔
(۵) سب مجدد دکھ ماننا ضروری ہے۔
(۶) اسلام تمام دنیا پر غالب آجائیگا۔

یوم سر فضل حسین

جماعت احمدیہ لاہور کی قرارداد

۲۹ مارچ ۱۹۳۵ء (جمعہ)

کو نماز جمعہ کے بعد میاں صاحب ممدوح کے لئے تمام مساجد میں دعا کی جائے

۱۶ مارچ کو نماز عید کے بعد مسجد احمدیہ بلڈنگس میں مندرجہ ذیل قرارداد اتفاق رائے سے پاس ہوئی۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا یہ عام اجلاس آنریبل سر میاں فضل حسین کی ان گرانقدر خدمات کو جو گورنمنٹ آف انڈیا کے وزیر تعلیم ہونے کی حیثیت سے وہ ملک و ملت کے لئے سرانجام دیتے رہے ہیں نہایت عزت و ستائش کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ میاں صاحب ممدوح کو عمر دراز عطا فرمائے اور بیش از بیش خدمات کی توفیق دے نیز برادران اسلام سے مستدعی ہے کہ ۲۹ مارچ کو

یوم سر فضل حسین

منایا جائے اور تمام ہندوستان کی مساجد میں بعد از نماز جمعہ میاں صاحب کے لئے دعا کی جائے نیز اہالیان لاہور سے توقع رکھتا ہے کہ اپنے منصب سے سبکدوش ہو کر لاہور پہنچنے پر ممدوح کے شایان شان استقبال کریں گے۔

نوٹ:۔ آپ انشاءاللہ ۳۱ مارچ کو بذریعہ فرنٹیر میل دہلی سے روانہ ہو کر یکم اپریل کو لاہور پہنچیں گے۔ (مدیر)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے کی نسبت بہت اچھی ہے لیکن معمولی کمزوری ابھی باقی ہے عید کی نماز حضرت ممدوح ہی نے پڑھائی اور خطبہ بھی ارشاد فرمایا۔

—— ۱۵ مارچ کو نماز جمعہ حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے پڑھائی اور نہایت ایمان افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔

—— مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی ۱۵ مارچ کو حیدرآباد دکن سے بخیریت واپس تشریف لے آئے ہیں۔

—— ۱۷ مارچ کی شام کو ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کا ہفتہ وار اجلاس مسجد احمدیہ بلڈنگس میں بصدارت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی منعقد ہوا۔ ماسٹر غلام محمد صاحب بی۔ اے انچارج دفتر تبلیغ نے "احمدیت کی خدمات اسلام" کے موضوع پر تقریر کی۔

—— ۱۷ مارچ کی شام کو جناب خانصاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب آنریری جائنٹ سیکرٹری نے متعدد احباب کو دعوت طعام دی جس میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ و دیگر بزرگان سلسلہ نے بھی شرکت فرمائی۔

—— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مسجد احمدیہ بلڈنگس میں باقاعدہ درس قرآن دیتے ہیں۔ مقامی احباب کو ضرور اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

—— مسلم ہائی اسکول لاہور کے امتحانات شروع ہیں اور عنقریب نئی جماعت بندی ہونے والی ہے۔ احباب کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو تعلیم کے لئے اس قومی درسگاہ میں بھیجیں۔ اسکول کا سٹاف نہایت قابل اور محنتی ہے۔ دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ اعلیٰ دینی و اخلاقی تعلیم کا بھی خاطر خواہ بندوبست ہے بیرونجات کے طلبہ کے لئے بورڈنگ ہوس موجود ہے جس کی نگرانی خود ہیڈ ماسٹر صاحب کرتے ہیں۔

—— ۱۶ مارچ کو نماز عید کے بعد آنریبل سر فضل حسین بالقابہ کے متعلق ایک ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ جو اسی صفحہ کے پہلے کالم میں درج ہے۔

جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کا ایک مبارک عزم

جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے مندرجہ ذیل تجویز احباب کے غور کیلئے پیش کی ہے:۔

آئندہ ربیع الاول میں میری تجویز یہ ہے کہ ایک بہت خوبصورت کتاب نہایت اعلےٰ درجہ کے کاغذ، کتابت اور طباعت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق انبیاء عالم کی پیشگوئیوں پر شائع کی جائے جس میں تمام مختلف زبانوں اور کتابوں کی پیشگوئیاں اصلی کتابوں کی زبان کے رنگین بلاک بنوا کر اور بخط اردو یا انگریزی لکھوا کر معہ ترجمہ اور شرح شائع کی جائیں۔ سنسکرت، عبرانی، ژندی، یونانی، ان چار زبانوں میں بائیبل، وید، دساتیر اور اناجیل کی ایک سو عظیم الشان پیشگوئیاں (مہاتما بدھ کی پیشگوئی کا انتظام بھی ہو سکتا ہے) میں انشاءاللہ تعالیٰ تیار کر سکوں گا حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت موسےٰ۔ ذکریا، حضرت سامان دانیال، حزقیل، یرمیاہ، ملاکی، حجی، داؤد، سلیمان یحییٰ، حضرت مسیح، جناب انگیرا رشی جو شیہ پران مصنف اتھرووید جناب کرشن، جناب بدھ، ان تمام انبیاء عالم کی پیشگوئیاں میرے ذہن میں ہیں۔ ان کے علاوہ اگر کوئی اور بھی ایسی ہستیاں ہوں تو دوست مجھے یاد دلا دیں۔ مشکور رہونگا۔ اگر کوئی ایک ہی اہل ہمت اس کے اخراجات اٹھائے تو یہ ایک بہترین زاد آخرت اور ثواب عظیم کا کام ہے۔ محمد عربیؐ کی شان میں جو حمد انبیاء عالم نے گائی ہے اس کا مجموعہ حمد و نعت کا وہ بے نظیر گلدستہ ہوگا جس سے مذاہب عالم میں اتحاد اور قبولیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بہت بڑا نشان ظاہر ہوگا۔ انشاءاللہ تعالےٰ ✦

ہولی اور ایسٹر

(از مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت)

ہندوؤں کا مشہور تہوار ہولی آج کل منایا جا رہا ہے۔ عیسائیوں کا ایسٹر عنقریب آنے والا ہے اس لئے مندرجہ ذیل پر از معلومات، اور عالمانہ مضمون امید ہے نہایت دلچسپی سے پڑھا جائیگا۔ (مدیر)

لوگ سمجھتے ہیں کہ دنیا اب اپنی پرانی جہالت سے نکل کر روشنی میں آگئی ہے توہمات اور باطل پرستیوں کا دور ختم ہو چکا ہے اب ہر شخص جس بات کو اختیار کرتا ہے سوچ سمجھ کر اور عقل کی کسوٹی پر پرکھ کر اختیار کرتا ہے لیکن خدا کا کلام اس کی تکذیب کرتا ہے اور بتلاتا ہے کہ دنیا کا کثیر حصہ ہمیشہ ہمیشہ بل نتبع ما الفینا علیہ آباءنا کا مصداق رہا ہے اپنی جہالت پروری اور اوہام پرستی کی سند اپنے باپ دادوں کے رسم ورواج سے دیتا چلا آیا ہے۔ "لو کان آباءھم لا یعقلون شیئاً و لا یھتدون"۔ اگرچہ ان کے آباد اجداد حقیقت حال سے ناآشنائے محض اور ہدایت سے یکسر خالی تھے۔

انہی میں کا ایک نمونہ ہولی اور ایسٹر کا ایک تہوار یا عیش و عشرت کے چند دن بھی ہیں۔ دنیا کے اکثر سورج پرست مذاہب کی تاریخ میں اواخر دسمبر سے ان خطرناک دنوں کا آغاز ہوتا ہے جن کو زندگی کا خاتمہ اور موت کی آمد کا زمانہ سمجھا جاتا ہے سورج دیوتا پر ان دنوں ایک موت طاری ہو جاتی ہے یعنی دن چھوٹے اور رات لمبی ہو جاتی ہے اور یوں گویا وہ تاریکی کے مقابلہ میں شکست کھا کر مردہ اور بے اثر ہو جاتا ہے۔ ماہ مارچ یا پھاگن کے آخری ہفتہ میں وہ دوبارہ زندہ ہوتا ہے اس قصہ کو سورج پرست قوموں نے عجیب و عجیب قسم کے مختلف افسانوں کا رنگ دیا ہے۔ کہیں کرشن وشنو (سورج) کا اوتار ہو کر ارجن (دن) کے ساتھ ہو کر کوروں (تاریک رات) یا کالی مخلوق سے جنگ کرنے کے لئے آتے ہیں جب جنگ میں کرشن (سورج) کو فتح حاصل ہوتی ہے تو گوپیوں (سورج کی روشن کرنوں) کے ساتھ ہولی کا تہوار منایا جاتا ہے اور ایک دوسرے پر رنگ کی پچکاریاں پھینکی جاتی ہیں۔

کہیں راون کالی رات کی شکل میں رامچندر (سورج) کی بیوی سیتا (شفق) کو چرا کر لے جاتا ہے۔ رام (سورج) اس کی تلاش میں شمال سے جنوب کی طرف جاتا ہے وہاں اس کو راون کے علاوہ کنبھ کرن جو راون کا بھائی ہے ملتا ہے۔ یہ شخص چھ مہینے سوتا رہتا ہے ایک دن جاگتا ہے یہ قطب جنوبی کے قریب سورج کا جو نظارہ ہے اس کو ظاہر کر رہا ہے رام (سورج) اس کو ہلاک کرتا ہے۔ دن نکل آتا ہے پھر اس کا مقابلہ راون یعنی تاریک رات سے ہوتا ہے جس پر بالآخر رام موت کے منہ میں جا کر کامیاب ہوتا ہے رامچندر اس جنگ میں سورج کے رتھ پر سوار ہو کر لڑتے ہیں۔ گویا سورج خود دیوتا ہے راون (لمبی اور تاریک رات) کو قتل کیا جاتا ہے اور سیتا (شفق) رام (سورج) کو واپس ملتی ہے۔ باپ کے ملک (خط استوا) سے رام کے چلے جانے پر ملک میں تاریکی اور اندھیر چھا جاتا ہے۔ ظلم کی حکومت ہوتی ہے لیکن جب رام واپس آتا ہے تو ایودھیا روشنی سے جگمگا اٹھتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شخصیت انبیاء عالم میں ایک ایسی شخصیت ہے جسے تاریخی شخصیت کہا جا سکتا ہے آپ کے علاوہ مسیح، کرشن، اور رامچندر کے وجود اور شخصیت کے متعلق علماء تاریخ میں سخت اختلاف ہے اور ایک گروہ کہتا ہے۔ نہ کوئی رام تھا نہ کرشن بلکہ یہ سورج کے مختلف مناظر کی داستان ہے جو رامائن اور بھاگوت کے اندر افسانہ کے رنگ میں بیان کی گئی ہے

ہولی کیا ہے؟

لفظ ہولی کے معنی ہو ہو کرنے یا خوشی کا نعرہ بلند کرنے کے ہیں، جب بھگوان کرشن (سورج) رات کے ساتھ اپنی جنگ سے فارغ ہوتے ہیں۔ دسمبر، جنوری، فروری کی تاریک اور لمبی راتوں کے بعد سورج کو مارچ میں فتح نصیب ہوتی ہے تو اس وقت ماہ پھاگن کی آخری تاریخوں میں یہ تہوار منایا جاتا ہے اور ہو ہو کی خوشی کے نعرے بلند کئے جاتے ہیں۔ گوپیوں (سورج کی کرنوں) کے ساتھ رنگین کھیل کھیلا جاتا ہے اور سورج دیوتا یا کرشن خوشی میں آ کر اپنے رنگ کی پچکاریاں گوپیوں یعنی کرنوں پر پھینکتے ہیں۔ اس موسم میں اس رسم کا منایا جانا آریہ قوم میں بہت ہی پرانے زمانہ سے چلا آتا ہے چنانچہ یجر وید کے وہ منتر جن کا ترجمہ عام طور پر خلاف اخلاق سمجھ کر نہیں کیا جاتا اور ان میں عورتیں برہمنوں کے ساتھ بطور تمسخر کچھ کلام کرتی ہیں اور بالمقابل برہمن بھی ویسا ہی جواب دیتے ہیں۔ اس کے منانے کا زمانہ بھی شتپتھ برہمن نے پھاگن کا آخری ہفتہ ہی بتلایا ہے جب شتپتھ برہمن جیسا مستند گرنتھ خود ان وید منتروں کا شان نزول یہ بیان کرتا ہے تو اس رسم کے قدیم ہونے میں کیا شک ہے؟

ایسٹر کیا ہے؟

یہ وہی سورج پرست قوموں کے مشہور دن ہیں جن میں سورج دیوتا دوبارہ زندہ ہوتا ہے اور لوگوں میں خوشی اور چہل پہل کو پیدا کرتا ہے۔ عیسویت کی تاریک گھڑیوں میں اس رسم کو بھی اپنا لیا گیا ورنہ اس کا جناب مسیح کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ نئی زندگی اور نئے عہد کے یہ وہ پرانے دن ہیں جو کہیں ہولی کے رنگ میں کہیں نوروز کی شکل میں اور کہیں ایسٹر کے نام سے منائے جاتے ہیں۔ ایسٹر کے پہلے جناب مسیح اگر دوزخ میں جاتے ہیں تو جناب رامچندر کو بھی پاتال میں ایک اور ہی گرفتار کر کے لے جاتا ہے اور یون کار یا روح القدس ان کو وہاں سے چھڑاتا ہے۔ وہاں اگر مسیح دشمنوں کے ہاتھوں صلیب پر مر جاتے ہیں۔ تو ادھر جناب لکشمن ملک مورچھت ہو جاتے ہیں اور ہنومان پہاڑ پر سے بوٹی لا کر ان کو زندہ کرتا ہے تو وہاں مسیح بھی دوبارہ زندہ ہو جاتے ہیں۔

مکتوب برلن

جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب اپنے تازہ والا نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

۲۲ر فروری کو ۸ بجے شام جرمن مسلم سوسائٹی کے زیر اہتمام برلن مسجد میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں سوسائٹی کے ممبروں کے علاوہ دیگر متعدد مسلم و غیر مسلم اصحاب نے شرکت فرمائی۔ سب سے پہلے مسٹر عثمان تاتاری نے قرآن کریم کی چند آیات تلاوت کیں۔ اس کے بعد ایک عیسائی دوست مسٹر ڈیوے نے "ملک شام میں رسم شادی" کے موضوع پر ایک عجیب و پر از معلومات تقریر کی ازاں بعد ہمارے مکرم دوست مسٹر عبد داؤد ابراہیم صاحب نے "عراق میں اسلامی نکاح اور پردہ" کے عنوان سے ایک پر مغز تقریر کی جس میں بتلایا۔ کہ عراق میں ایسا پردہ کہ عورت کو گھر کی چار دیواری کے اندر قید رکھا جائے نہیں پایا جاتا اور بتلایا کہ عراق میں نوے فیصدی لوگ دیہات میں آباد ہیں۔ جہاں عورتیں مردوں کے دوش بدوش بغیر پردے کے کام کرتی ہیں۔ پردہ صرف بڑے بڑے شہروں میں متمول طبقہ کے اندر مروج ہے خاکسار نے اس کی تائید کرتے ہوئے بتلایا کہ ہندوستان میں بعینہٖ یہی حالت ہے۔ وہاں بھی رسم پردہ شہروں کے اندر متمول طبقہ میں پائی جاتی ہے اور ان کی تعداد پانچ دس فیصدی سے زیادہ نہیں ہے۔ حاضرین نے ان تقریروں کو بڑی دلچسپی سے سنا۔ اور جلسہ بخیر و خوبی رات کے بارہ بجے اختتام پذیر ہوا۔

۲۳ر فروری کو برلن کی ایک بہت بڑی سوسائٹی کے اراکین مسجد کو دیکھنے آئے۔ حالانکہ اس وقت موسم خراب تھا۔ اور بارش ہو رہی تھی۔ ان زائرین کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ ان کو مسجد دیکھنے کے لئے دو حصوں میں تقسیم ہونا پڑا۔ خاکسار نے مسجد دکھلائی اور اس کے متعلق ضروری امور بیان کرنے کے علاوہ ان کے سامنے اسلام کی خوبیوں پر بھی ایک مختصر تقریر کی۔ جس سے وہ بہت محظوظ ہوئے۔ اس موقعہ پر برلن کی ریڈیو کمپنی نے میری تقریر کے آخری حصہ اور عربی اذان کو جو کہ سامعین کی خواہش پر دی گئی تھی براڈکاسٹ کیا ہمارے مخالفین یعنی حبیب الرحمان وغیرہ اس بات پر بہت ناز کیا کرتے ہیں کہ ان کی نماز عید وغیرہ براڈکاسٹ کی گئی۔ مگر ان احباب کو جو میرے خطوط اخبار میں باقاعدہ مطالعہ فرماتے رہتے ہیں یاد ہوگا کہ جب سے میں دوبارہ برلن آیا ہوں (یعنی ستمبر ۱۹۳۳ء سے لیکر آج تک) ہمارے عید اور جمعہ وغیرہ اللہ کے فضل و کرم سے تین دفعہ براڈکاسٹ ہو چکے ہیں۔

ماہ فروری میں جمعہ کی نمازیں اور مسلمان بچوں کی مذہبی تعلیم کی کلاسیں باقاعدہ منعقد ہوتی رہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ رسالہ مسلمش ریویو کے سال رواں کے پہلے نمبر کی اشاعت کا انتظام اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو چکا ہے اور انشاء اللہ العزیز عید اضحیٰ کے بعد شائع ہو جائیگا۔ ہمارے مخالفین خوب یاد رکھیں کہ ان کی مخالفت ہماری ترقی میں ممد و معاون ثابت ہو رہی ہے۔

میں اس خط کو ایک خوشخبری پر ختم کرتا ہوں۔ ایک معزز خاتون نے جو ایک بہت عالی خاندان کی رکن ہیں۔ آج ۲۶ر فروری ۳۵ء کو حلقہ بگوش اسلام ہونے کا تحریری اقرار کیا ہے۔ آپ لائپزگ کی رہنے والی ہیں اور کچھ عرصہ سے آپ نے شہر روما میں سکونت اختیار کر رکھی ہے۔ ابھی برلن تشریف لائے چند روز ہوئے ہیں۔ گذشتہ لیکچر اور نماز جمعہ میں بھی آپ نے شرکت فرمائی**

** ان کا اسلامی نام خدیجہ رکھا گیا ہے۔ کئی روز سے وہ عربی نماز حفظ کر رہی ہیں۔ بلکہ بہت سا حصہ حفظ کر چکی ہیں دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ استقامت فرمائے۔ آمین ثم آمین

خاکسار محمد عبداللہ۔ ۲۶ر فروری ۳۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ ｜ یوم سہ شنبہ ۱۳ ؍ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ｜ نمبر

ارکان ووکنگ مشن

کے متعلق اخبار "الفضل" کی افترا پردازی

اخبار "زمیندار" میں ووکنگ مسلم مشن کے اعلان کا جو غلط ترجمہ کر کے شائع کیا گیا ہے اس کا تذکرہ "پیغام صلح" کی گذشتہ اشاعت میں کیا جا چکا ہے قادیانی اخبار "الفضل" نے اپنی ۱۳ ؍ مارچ ۳۴ء کی اشاعت میں "زمیندار" کے اس ترجمہ کو بڑے فخر سے بالفاظ نقل کرتے ہوئے ہمیں یہ طعنہ دیا ہے کہ جس مشن کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے کارناموں میں شمار کرتے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کشف کی تعبیر سمجھتے تھے جس میں آپ نے اپنے آپ کو ولایت میں سفید پرندے پکڑتے ہوئے دیکھا۔ اس کے ارکان نے اعلان کر دیا کہ ان کا اور ان کے مشن کا احمدیت سے کوئی تعلق نہیں۔

اس کے بعد ۱۵ ؍ مارچ کے "الفضل" میں یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ۔

"خواجہ کمال الدین صاحب کے فرزند اور ان کے رفقائے کار نے احمدیت سے ارتداد کا اعلان کر دیا ہے۔ باغیان خلافت کو اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے"۔

یہ کس قدر جھوٹ اور افترا ہے۔ کب خواجہ صاحب مرحوم کے فرزند اور ان کے رفقائے کار نے احمدیت سے ارتداد کا اعلان کیا؟ کیا "الفضل" نے ایسا کوئی اعلان اپنی آنکھوں سے پڑھا ہے؟ یا محض "زمیندار" کے اُگلے ہوئے نوالوں کو چبا کر اس حسن عمل کا ثبوت دیا ہے جس کی اسکا بہت آئے دن "زمیندار" سے رہتی ہے۔ ووکنگ مشن کے اعلان کا صحیح ترجمہ ہم گذشتہ اشاعت میں دے چکے ہیں اس میں قطعاً کوئی ایسا لفظ نہیں جو خواجہ صاحب مرحوم کے فرزند اور ان کے رفقائے کار کے ارتداد کو ظاہر کرتا ہو۔ بلکہ جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں اس میں صرف ووکنگ مشن کی غیر فرقی پالیسی کا ذکر کیا گیا ہے اور یہ وہ پالیسی ہے جو آج سے نہیں بلکہ ابتدائے قیام سے اس نے اختیار کر رکھی ہے اس کو احمدیت سے ارتداد قرار دینا اپنی خوش فہمی کا ثبوت دینا ہے۔ ابھی حال ہی میں تو خواجہ صاحب مرحوم کے فرزند جماعت احمدیہ کے نمائندہ ہونے کی حیثیت سے حکومت کی طرف سے بلدیہ لاہور کے ممبر نامزد ہوئے ہیں۔ باوجود اس کے ان پر احمدیت سے ارتداد کا الزام لگانا دن دہاڑے لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنا نہیں تو اور کیا ہے؟

ہاں اس میں شک نہیں کہ ووکنگ مسلم مشن کو ہم نے اپنے کارناموں میں شمار کیا۔ اور حضرت مسیح موعود کے کشف کی تصدیق کا موجب قرار دیا۔ اور اب تک ہم ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ابتداءً یہ مشن صرف جماعت احمدیہ کی قربانیوں ہی سے قائم ہوا۔ اور ۱۹۱۴ء سے ۱۹۳۰ء تک پورے سترہ سال احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے زیر نگرانی کام کرتا رہا۔ جس کے بعد وہ آپ علیحدہ ٹرسٹ بن گیا۔ اور اس میں بھی جماعت احمدیہ کے چیدہ ارکان کی تعداد غالب ہے۔ حیرت ہے کہ "الفضل" کو یہ بھی برا معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ کو حضرت مسیح موعود کے ایک کشف کا مصداق قرار دیا جائے حالانکہ خود خلافت مآب بہت دھڑلے سے ووکنگ مسلم مشن کو اسی کشف کا تعبیر قرار دے چکے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:-

"مکرمی خواجہ کمال الدین صاحب جو بہت سی قربانیاں کر کے تبلیغ اسلام کے لئے ولایت گئے ہیں۔ خدا نے ان کے ہاتھ پر کئی انگریزوں کو اسلام میں داخل ہونے کی توفیق دی ہے اور سب سے بڑھ کر کامیابی کی یہ علامت ہے کہ آپ کو دوسرے پادریوں کی طرح نہیں۔ بلکہ آپ کی آواز کو تعلیم یافتہ گروہ نے لبیک کہا ہے اور انگلستان کے ایک عالی خاندان نواب لارڈ ہیڈلے نے بھی اسلام اختیار کرنے کا اعلان کر دیا ہے اور اس طرح خدا تعالیٰ کے اس کلام کی تصدیق کی ہے۔ جو اس نے اپنے مامور کی معرفت آج سے ایک لمبا عرصہ پہلے ہمیں سنایا تھا۔ اور یورپ میں اسلام پھیلنے کی خبر دی تھی"۔

(الفضل ۱۷ ؍ دسمبر ۱۹۱۳ء)

"الفضل" کو اگر پہلے سے سنت حضرت مسیح موعود کے کشف کی تصدیق گوارا نہیں ہے۔ تو کیا وہ اپنے "واجب الاطاعت امام" سے بھی یہاں تک منحرف ہو چکا ہے کہ ان کے ایسے کھلے ارشاد کو بھی علی الاعلان پاؤں کے نیچے مسلنے سے دریغ نہیں؟ مخلصین خلافت کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے کہ اب ان کے مرکزی آرگن میں جو روحانی غذا ان کے لئے مہیا کی جاتی ہے اس میں ہمارے متعلق جھوٹ اور افترا کے سوا کچھ نہیں رہ گیا۔

قادیانی دلائل کس طرح مہیا کئے جاتے ہیں

قادیانی حضرات کی بعض بعض کیا بلکہ اکثر حرکتیں نہایت دلچسپ اور بے حد مضحکہ خیز ہوتی ہیں۔ حضرت مولانا نور الدین صاحب نے ۱۳ ؍ جنوری ۱۹۰۹ء کو کوئی تقریر کی تھی۔ اس کے متعلق "الفضل" ۱۴ ؍ مارچ ۳۴ء میں مندرجہ ذیل اعلان شائع ہوا ہے کہ:-

"اس تقریر میں شامل ہونے والے احباب اور بزرگان کی خدمت میں بہ ادب درخواست ہے کہ اس تقریر کے مضمون سے جہاں تک انہیں صحیح طور پر یاد ہو۔ نیز اس تقریر اور جلسہ کے متعلقہ حالات اپنے ہاتھ سے لکھ کر اور نہ لکھ سکنے کی صورت میں کسی دوسرے سے لکھوا کر صوفی عبدالقدیر صاحب بی۔ اے قادیان کے پاس ارسال فرمائیں۔ صوفی صاحب اس وقت اختلافات سلسلہ کے متعلق ایک بہت اہم مضمون لکھ رہے ہیں جس میں اس جلسہ کی روئیداد اور تقریر کا آنا بہت ضروری ہے"۔

اللہ اکبر! ایک قادیانی ریسرچ سکالر اختلافات سلسلہ کے متعلق ایک بہت اہم مضمون رقم فرماتے ہیں۔ لیکن دلائل سے تہیدستی کا یہ عالم ہے کہ حضرت مسیح موعود کی بیسیوں کتب اور اختلافات سے قبل کے لٹریچر میں سے انہیں اپنے مطلب کی کوئی چیز نہیں ملتی۔ اس عالم بیچارگی میں وہ اپنا کعبۂ امید ایک ایسی تقریر کو قرار دیتے ہیں جو تقریباً ۲۴ سال قبل ایک ایسے شخص نے کی۔ جو آج دنیا میں موجود نہیں اور یہ تقریر اب تک قلمبند نہیں ہو سکی۔ اب ربع صدی سے زائد عرصہ کے بعد اعلان کیا جا رہا ہے کہ اس تقریر کو قلمبند کر کے بھیجو۔ ہمارے پرست اور عقل فروش قادیانی جس طریق پر اسے قلمبند کر کے بھیجیں گے وہ ظاہر ہے۔ اس قسم کی حرکتوں سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ قادیانی دلائل کس طرح مہیا کئے جاتے ہیں۔

ایک آسان ترکیب

ہمارے خیال اس اعلان کی کوئی ضرورت نہیں تھی صوفی عبدالقدیر بی۔ اے کو چاہیئے تھا کہ وہ شیخ یعقوب علی صاحب تراب عرفانی کی خدمت میں اپنی ضرورت بیان کرتے۔ قادیانیوں کا یہ مؤرخ اعظم صوفی صاحب کی حسب منشا تقریر مرتب کر دیتا۔ اور جو جو باتیں صوفی صاحب چاہتے وہی اس میں درج کر دیتا۔ شیخ صاحب کو اس فن میں کمال حاصل ہے اگر اس تقریر کے متعلق کسی شہادت کی ضرورت پڑتی تو اس غرض کے لئے جناب مولوی شیر علی صاحب کو تکلیف دی جا سکتی تھی۔ گذشتہ سال ہی کا ذکر ہے کہ "الفضل" نے دعوےٰ کیا کہ حضرت مسیح موعود نے سورہ بقر کی آیت والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون کی تفسیر کرتے ہوئے بالاخرۃ ھم یوقنون سے مراد اپنی وحی لی ہے۔ ہم نے حوالہ مانگا۔ تو پہلے سکوت طاری رہا۔ اس کے بعد گالیاں دی گئیں۔ جب ہم نے بار بار مطالبہ کیا تو ہمیں مولوی شیر علی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر آگے کر دیا۔ کہ حوالہ وغیرہ تو کوئی نہیں۔ البتہ ان کی گواہی موجود ہے۔ جب قادیانی مضمون نگاروں کو ایسے آسان ذرائع میسر ہوں۔ تو اخبارون میں اعلان کرنے کی زحمت گوارا کرنا بے فائدہ ہے۔

ریاست پٹیالہ کی مساجد دشمنی

ریاست پٹیالہ میں عرصہ سے مسلمانوں کے حقوق تلف ہو رہے ہیں اور وہ طرح طرح کے مظالم و مصائب کا شکار بن رہے ہیں۔ وہاں کے ہندو سکھ حکام نے مسلم رعایا کو ناجائز اور ناروا سختی کیلئے منتخب کر رکھا ہے سرکاری محکموں کے تمام دروازے انکے لئے بند ہیں۔ مذہبی امور میں بھی مسلمانوں پر بعض ایسی پابندیاں عائد ہیں جنکو کسی لحاظ سے بھی جائز قرار نہیں دیا جا سکتا ہے مثلاً عرصہ سے یہ قاعدہ نافذ ہے کہ کسی مقام پہ مسجد حکام سے اجازت حاصل کئے بغیر تعمیر نہیں ہو سکتی۔ مسلمان جب تعمیر مسجد کی درخواست دیتے ہیں تو بالعموم انکو کوئی جواب نہیں دیا جاتا ہے اگر دیا جاتا ہے تو نفی میں دیا جاتا ہے ان تمام سختیوں کو مسلمان انتہائی طور پر محسوس کرنے کے باوجود کسی نہ کسی طرح برداشت کر رہے تھے لیکن اب ریاست کے بے تدبیر حکام نے ایک ایسا ظالمانہ اور غیر اندیشانہ قدم اٹھایا ہے جو قطعاً ناقابل برداشت ہے یعنی قدیم مساجد کو مسمار اور ان کی بے حرمتی کرنے کا ہولناک سلسلہ شروع

ہوگیا ہے۔ معزز معاصر "منادی" میں سرہند کی شاہی مسجد کا فوٹو شائع ہوا ہے جس پر ریاستی حکام قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور اس کے قریب گدھے اور ٹٹو باندھ دیئے ہیں۔ یہ مسجد حضرت مجدد صاحب کے مزار کے پاس ہے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ گنڈا گھاٹ

ریلوے اسٹیشن کے قریب نماز پڑھنے کا چبوترہ مسمار کرا دیا گیا ہے۔ ضلعہ کا نوڈ علاقہ نارنول کی ایک پرانی مسجد شہید کر دی گئی ہے علاقہ ڈیورھی میں ایک پرانی مسجد کو گوردوارہ بنا لیا گیا ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ دربار پٹیالہ کو ان مظالم کے سے کوئی تعلق ہے یا نہیں اگر ہے تو کس قدر بہر حال یہ ایک حقیقت ہے کہ ان واقعات کیوجہ سے مسلمانوں میں اضطراب پیدا ہو چکا ہے۔ جو شدید صورت اختیار کر سکتا ہے۔ ہم ہز ہائینس مہاراجہ پٹیالہ اور انکے وزیر باتدبیر نواب سر لیاقت حیات خاں صاحب سے درخواست کرتے ہیں کہ فی الفور ان مظالم کا سلسلہ بند کر دیا جائے انصاف مصلحت اور رعایا پروری کا تقاضا یہی ہے۔

قادیانی جماعت کی اخلاقی پستی

ہماری طرف سے جماعت قادیان کو تبادلہ خیالات کی جو دعوت دی گئی تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے اخبار مدینہ بجنور رقمطراز ہے کہ:۔

قادیانی جماعت نے اس چیلنج کے معاملے میں اخلاقی پستی کا اسقدر افسوسناک منظر پیش کیا کہ ہم کو ان سے نفرت سی معلوم ہونے لگی۔ سب سے پہلے یہ حرکت کی گئی کہ کسی فخر ملتانی کے نام سے ایک پوسٹر شائع کیا گیا لیکن اس شان دجل و تلبیس کے ساتھ کہ بادی النظر میں یہ پتہ ہی نہیں چلتا کہ یہ پوسٹر قادیان والوں کی طرف سے ہے یا لاہور والوں کی جانب سے یعنی عنوان یہ تھا۔

"احمدی فریق لاہوری ساکن احمدیہ بلڈنگ لاہور کے صحیح عقائد"۔

حضرت مرزا صاحب کے دعوٰی نبوت کے متعلق

اس کے نیچے مولوی محمد علی ایم اے اور دوسرے لاہوریوں کے الفاظ و عبارات کو پیش کیا گیا تھا جن میں انہوں نے مرزا صاحب کو نبی رسول وغیرہ تسلیم کیا تھا اور آخر میں "اخبار پیغام صلح" لاہور سے تعلق رکھنے والے بھی لکھ کر اور ایک خط کھینچ کر دس لاہوریوں کے نام درج کر کے کونے میں خفی قلم سے جو اچھی طرح پڑھا بھی نہیں جاتا یہ لکھ دیا "صاحبان غور کریں" اس کے قریب ہی "مرتبہ فخر ملتانی" بھی لکھ دیا سرسری نگاہ میں دیکھنے سے یہی اندازہ ہوتا تھا کہ مشتہر حضرات لاہوری جماعت کے سرکردہ حضرات ہیں اور انہیں نے اپنے نام اور قلم سے اپنے اصل عقائد کا اعلان کیا ہے اسی قسم کا ایک دوسرا اشتہار بھی بعد میں شائع ہوا۔

اگر ہم اس مضمون کو الفضل میں نہ دیکھ چکے ہوتے تو شاید دیر تک ہمیں اصل حقیقت کا پتہ بھی نہ چلتا ظاہر ہے کہ یہ شیوہ دجل و فریب کسی مذہبی جماعت کے لئے زیبا نہیں ہے اور کوئی شریف اور دیانتدار آدمی جسکا خدا اور آخرت پر ایمان ہو مذہبی معاملات میں اس قسم کی مکاری اور فریب کاری سے کام نہیں لے سکتا یہ کام تو وہ لوگ کرتے ہیں جنہیں بہر حال غالب آنے اور مخالف کو شکست دینے کی دھن ہو اور ہم نے اس سے دو نتیجے نکالے۔

(۱) قادیانی جماعت کی اخلاقی پستی انتہا کو پہنچ گئی ہے اور (۲) اپنی بات کی پیچ میں پست سے پست اور غیر متمدین سے غیر متمدین طرز عمل اختیار کرنے سے بھی نہیں چوکتی۔

مراسلات

مباحثہ قادیان و لاہور کی تجویز میں ایک ترمیم

(از جناب مولانا محمد عبد اللہ صاحب وکیل ہائیکورٹ کشمیر)

جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے اعلان ہوا ہے کہ قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت کے دونوں لیڈر میدان میں نکلیں اور مکمل بحث کریں کہ کیا درحقیقت حضرت مرزا صاحب نبوت کے مدعی تھے اور اپنے منکرین کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے تھے۔

اس پر اہل قادیان کو شکایت ہے کہ اس وقت جبکہ احمدیت کے خلاف مخالفین کی طرف سے مخالفت کا طوفان برپا ہے اور مصائب کا سامنا ہے تو اس قسم کا اعلان کرنا بغض و عداوت پر مبنی ہے اور مخالفین کو تقویت پہنچانے کے لئے بے موقعہ میدان میں کود پڑنا ہے علیٰ ہذا القیاس غیر احمدی مخالفین کا شکوہ ہے کہ لاہوری جماعت قادیانیوں سے زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ وہ اصرار کر رہے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب حقیقی طور پر نبوت کے مدعی نہ تھے اور نہ ہی اصولاً دنیائے اسلام کے ساتھ ان کا کوئی اختلاف ہے الغرض یہ تینوں گروہ جس اساسی اور بنیادی مسئلہ پر اس وقت کشمکش میں مصروف ہیں وہ صرف یہی ہے کہ کیا حضرت مرزا صاحب حقیقی طور پر نبوت کے مدعی اور اہل قبلہ کی تکفیر کرنیوالے تھے۔ یا یہ کہ ان کا مسلک وہی تھا۔ جو جماعت احمدیہ لاہور کا ہے اس کے سوا باقی تمام تنازعات مثلاً حیات و وفات مسیح وغیرہ کو اس وقت نظر انداز کیا جاتا ہے

دراصل یہ بات بالکل درست ہے کہ اگر واقعہ یہی ہو کہ حضرت مرزا صاحب نے حقیقی طور پر نبوت کا دعوٰے کیا ہے اور مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج کر کے مستقل امت بنائی ہے تو جماعت احمدیہ لاہور کا وجود باقی نہیں رہتا اور ایسی صورت میں لاہوری جماعت کا سارا نظام غلط بے فائدہ ہے پس جبکہ قادیانی اور غیر احمدی متفق ہو کر اسی بات کو ثابت کر رہے ہیں کہ مرزا صاحب مدعی نبوت تھے اور اپنے منکرین کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے تھے تو اس کا نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ دونوں طرف سے یہ زبردست حملہ جماعت احمدیہ لاہور کے عقیدہ پر ہی ہے اور ساتھ ہی حضرت مرزا صاحب کی مجددیت و مسیحیت وغیرہ کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے تو ان حالات میں جماعت احمدیہ لاہور کا خاموش رہنا ہرگز جائز نہیں بلکہ اس جماعت کا فرض ہے کہ میدان میں کود پڑیں اور دلائل سے واضح کریں کہ نبوت کا الزام غلط ہے۔ ورنہ انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ وہ یا تو قادیانی جماعت میں شامل ہوں یا حضرت مرزا صاحب کو چھوڑ دیں۔

پس اس مقصد اور مدعا کو مدنظر رکھ کر قادیانی جماعت کی شکایت اور غیر احمدیوں کا شکوہ بیہودہ ہے۔ دوستی اور دشمنی کا سوال نہیں۔ حقیقت کی تلاش اور صداقت کو ظاہر کرنے کا سوال ہے۔ یہ تصور بھی درست نہیں کہ جماعت قادیان کو مصائب کا سامنا ہے اور لاہوری موقعہ پا کر انتقام لینا چاہتے ہیں۔ اگر جماعت قادیان حق پر ہے تو ان کے لئے یہ خوشی کا مقام ہے کہ انہیں اپنے نبی کی نبوت مدلل طور پر بیان کرنے کا موقعہ ملیگا۔ اسی طرح غیر احمدیوں کو بھی معلوم ہوگا۔ کہ آیا جماعت احمدیہ لاہور کا وجود کسی علم یا دلیل پر قائم ہے یا یہ کہ یونہی کوئی ذہنی پراپگنڈہ ہے۔ بہر حال اس وقت احمدیہ جماعت کی اس ہیجان کو مدنظر رکھکر یہ نہایت ضروری اور مناسب ہے کہ چوٹی کے لیڈر میدان میں نکلیں۔ اور اس موضوع پر پوری وضاحت کے ساتھ ایک مکمل بحث کریں۔

لیکن میں اپنے خیال کے مطابق اس بحث کی تجویز میں ایک ترمیم عرض کرنا چاہتا ہوں۔ وہ ترمیم یہ ہے کہ غیر احمدی علماء اور جناب مرزا محمود احمد صاحب اس بات پر متفق ہیں کہ جناب مرزا صاحب نے درحقیقت نبوت کا دعوےٰ کیا ہے اور اپنے منکرین کو خارج از دائرہ اسلام قرار دیا ہے اس لئے غیر احمدیوں کی طرف سے ان کا ایک مسلمہ لیڈر مثلاً مولوی ظفر علی خاں یا کوئی اور جناب میاں صاحب کے ساتھ شامل ہو۔ اور اپنا مدعا ثابت کرنے کیلئے یہ دونوں لیڈر اس خاص موضوع میں ایک دوسرے کے معاون ہوں۔ تاکہ ایک ہی دفعہ جماعت قادیان اور غیر احمدیوں کو لاہوری جماعت کے مقابلہ میں دلائل بیان کرنے کا موقع مل جائے اور ذی فہم لوگ کوئی صحیح نتیجہ اخذ کر سکیں۔ اس طریق سے غیر احمدیوں کے لیڈر کو اس بات کا موقع ملیگا کہ وہ مرزا محمود احمد صاحب سے مل کر حضرت مرزا صاحب مرحوم کو درحقیقت نبوت کا مدعی ثابت کریں تاکہ قادیانی جماعت اور غیر احمدی علماء کو بمقابلہ جماعت احمدیہ لاہور ایک مشترکہ فتح حاصل ہو۔ بجز اس کے قادیانیوں اور غیر احمدیوں کا مقابلہ بے سود ہے

مجھے اس بات سے سو فیصدی اتفاق ہے کہ ایک پہلو سے جماعت احمدیہ لاہور نہایت خطرناک ہے کیونکہ یہ جماعت کسی نئے یا پرانے نبی کے آنے کی قائل نہیں یہی وہ اصول ہے جس سے ایک تو اسلامی وحدت کی بنیاد مضبوط ہوتی ہے دوسرا بہائیت کے لئے اسلام میں دست اندازی کرنے کیلئے کوئی رستہ کھلا نہیں رہتا۔ العاقل تکفیہ الاشارہ

امریکہ میں جرائم کی ہولناک کثرت

"ریاستہائے متحدہ امریکہ میں ہر سال چار ہزار قتل تین ہزار بچوں اور بڑوں کو جبراً غائب کر دینے کے واقعات پچاس ہزار ڈاکے پانچہزار آتشزدگی کی وارداتیں ایک لاکھ مارپیٹ کے جرائم اور چار ہزار نقب زنی کے سرزد ہوتے ہیں۔ ان جرائم کے انسداد پر جو رقم صرف کیجاتی ہے اس کا سالانہ اوسط مجلس مذکور کے بیان کے مطابق قومی قرضہ کا تقریباً نصف اور اس قرضہ جنگ سے زیادہ ہے جو یورپ کے ذمہ امریکہ کے حق میں واجب الادا تھا اور جواب ڈوب چکا ہے۔ امریکہ میں پیشہ ور مجرموں کی تعداد کم از کم دس لاکھ ہے"۔

تہذیب نو کے علمبردار اعظم امریکہ کی یہ اخلاقی کیفیت کسی غیر کی زبانی نہیں بلکہ اسکی اپنی تحقیق و جستجو کا نتیجہ ہے امریکہ میں ایک مجلس تحقیق جرائم . . . . قائم ہے گذشتہ دنوں اسکی طرف سے ایک بیان شائع ہوا تھا مندرجہ بالا سطور اسی بیان کا خلاصہ ہیں۔ امریکہ کو تہذیب و تمدن اور علم و فن کی سرزمین کہا جاتا ہے وہاں دولت کے دریا بہہ رہے ہیں قومی حکومت قائم ہے بڑے بڑے عالم اور قانون داں اور تربیت یافتہ فوج اور پولیس کثیر تعداد میں موجود ہے لیکن اس تمام باتوں کے باوجود جرائم کا انسداد نہیں ہوسکا۔ جرائم اور جرائم پیشہ افراد کی تعداد روز بروز ترقی کر رہی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ امریکہ میں مادہ پرستی کا زور ہے لوگ مذہب اور ... بے عمل رہے ہیں۔ قانون اور عدالتیں پولیس اور فوجیں

ایڈیٹر صاحب احسان کیخدمت میں کھلی چٹھی

جماعت احرار اور جناب خلیفہ قادیان کیلئے چند قابل غور باتیں

(۱)

(از جناب محمد صادق صاحب ہیڈ ماسٹر سنوری گیٹ پٹیالہ)

مکرمی خانصاحب۔ السلام علی من اتبع الہدیٰ۔ میں آپکے اخبار احسان کا تقریباً روزانہ مطالعہ کرتا رہتا ہوں۔ جماعت قادیاں کی مخالفت کی وجہ تو میری سمجھ میں آتی ہے۔ کہ اُنھوں نے اپنے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وصیت کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے سیدالمرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آنحضور کے ایک متبع کو نبی بنادیا۔ اور اس طرح سے اس سیدالانبیاء کی ہتک کے مرتکب ہوئے اور اسلام جیسے کامل واکمل دین میں ایک عظیم الشان فتنہ کی بنیاد رکھی اس لئے اللہ تعالیٰ کی حکمت نے آپکے گروہ احرار کو ایک عذاب کے رنگ میں ان پر مسلط کر دیا۔ گو میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ آپ کی مخالفت کی بنیاد کسی تقویٰ پر یا دین کی غیرت کی وجہ سے نہیں۔ مگر مصلحت الٰہی نے دو ننگ اسلام گروہوں کو آپس میں ٹکرا دیا۔ تاہم آپ کا گروہ اس مخالفت میں تقویٰ کی حدود سے بہت دور نکل گیا ہے۔ اور یہ آپ لوگوں کے لئے خوف کا مقام ہے۔ آزادی اور مادر پدر آزادی میں بڑا فرق ہے

آپ جماعت احمدیہ لاہور کی مخالفت کیوں کر رہے ہیں؟

اگر جماعت احمدیہ قادیاں کے ساتھ آپ کی مخالفت کی بناء اجراء نبوت کا عقیدہ ہے۔ تو پھر جماعت احمدیہ لاہور کی مخالفت کے لئے آپ کے پاس کونسے وجوہ ہیں؟ جماعت احمدیہ لاہور کے معزز اراکین بارہا اپنے عقائد کا اعلان کر چکے ہیں۔ اور ان میں کوئی ایسی بات نہیں جس کی وجہ سے اسلام میں کسی قسم کا فتنہ پیدا ہوتا ہو۔ آپ اور ہم سب کا خدا ایک۔ سب کا رسُول ایک۔ سب کا قرآن ایک سب کا ملائکہ اور یوم آخرت پر ایمان۔ ان باتوں پر ایمان لاکر ایک ہندو بھی پکا مسلمان ہو جاتا ہے۔ تو پھر اس جماعت سے آپ کی بلا وجہ مخاصمت کیا ہے۔

موجودہ صدی کے مجدد کو پیش کرو

اگر آپ یہ کہیں کہ یہ لوگ میرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانہ کا امام اور مجدد مانتے ہیں۔ اور آپکے نزدیک میرزا صاحب موصوف اپنے دعاوی میں صادق اور راستباز نہیں تھے۔ تو بہرحال اس سے تو آپ انکار نہیں کر سکتے۔ کہ بعثت مجددین کی پیشگوئی حضرت رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے اور پچھلی صدیوں میں علمائے ربانی نے اللہ جل شانہٗ کی طرف سے شرف مکالمہ و مخاطبہ سے سرفراز ہو کر دعوےٰ مجددیت کیا۔ اور وہ سب کے سب اپنے دعاوی میں راستباز تھے۔ تو پھر جب پیشگوئی محض پیشگوئی ہی نہیں رہی بلکہ اس کی صداقت کا عملی ثبوت بھی پیدا ہو گیا۔ اور ہم نے علماء ربانی کے راستباز گروہ کو منجانب اللہ مامور تسلیم کرکے اس پیشگوئی پر اپنا ایمان ظاہر کر دیا۔ تو بات تو آسان ہے۔ آپ کسی ایسے شخص کو پیش کر دیں۔ جس نے اس صدی میں مجدد اور مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ اور حضرت میرزا صاحب سے بڑھ کر خدمت اسلام کی ہو۔ یہ اس کو مان لیں گے۔ ورنہ آپ تعصب اور بے جا عداوت سے الگ ہو کر غور کریں۔ کہ جماعت احمدیہ لاہور نے اپنے عمل سے حضرت رسول کریم علیہ التحیۃ والسلام کی پیشین گوئی کی اپنے عمل سے تصدیق کی۔ اور آپ اور آپکے گروہ نے اپنے عمل سے اس کا بطلان کیا۔ تو پھر تبلائیے آپ کی پوزیشن کیا ہے؟ جماعت احمدیہ لاہور اللہ تعالیٰ کے مواخذہ کے نیچے ہے۔ یا آپ کا گروہ؟ ھل یستوی الاعمیٰ و البصیر۔

احراریوں کی افسوسناک ذہنیت

آپ کو اور آپ کے احراری دوستوں کو اصرار ہے۔ کہ ہم لوگ جو احمدی کہلاتے ہیں مسلمان کہلانا چھوڑ دیں۔ تو پھر آپ صاحبان کو ہم سے کسی قسم کا تعرض نہیں رہیگا۔ یہ الفاظ آپ لوگوں کی ذہنیت اور اسلام سے ہمدردی پر پوری روشنی ڈالتے ہیں۔ ایک طرف آپ ہیں جو چاہتے ہیں۔ کہ لاکھ سوا لاکھ نفوس یکدم اسلام سے انکار کرکے کُفار میں جا شامل ہوں۔

ہماری دلی تڑپ

اور دوسری طرف ہم ہیں جو نہ صرف کسی کلمہ گو کو کافر ہی نہیں کہتے بلکہ ہماری خواہش اور دلی تڑپ ہے۔ اور فی الواقع ہماری زندگی کا واحد نصب العین ہی یہ ہے کہ مشرق و مغرب کی بستیوں کو سرور کائنات کی غلامی کے جوئے تلے لے آئیں۔ تاکہ وہ لوگ بھی اس چشمہ سے سیراب ہوں جس سے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ہمیں سیراب کیا ہے خانصاحب بنی نوع انسان کی یہ ہمدردی کسی تصنع یا بناوٹ سے پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ خدا کے ان بندوں سے مخصوص ہے۔ جن کو رب العالمین پر کامل یقین ہے۔ اگر آپکے ارادے آپ کی قساوت قلبی کو ظاہر کرتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب نہیں کریگا۔ تو ہمارے عزم اس کشادہ دلی۔ اس وسعت قلبی اور اس ہمدردی کا کھُلا ثبوت ہیں جو ہمیں خدا کی مخلوق سے ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ہم ایک خاص انشراح صدر سے کہتے ہیں۔ الحمد للہ رب العالمین۔

احراری کُفار مکہ کے نقش قدم پر

پھر آپ سوچیں۔ کہ آپ یا آپکے احراری دوست ہی پہلے لوگ نہیں جنہوں نے خواہش کی ہو۔ کہ خدا کی توحید کا اقرار کرنے والے لوگ کفر کی طرف لوٹ جائیں۔ بلکہ آپ سے ساڑھے تیرہ سو برس پیشتر آپ سے زیادہ سرگرم فتنہ انگیز لوگ یہی آرزو رکھتے ہوئے خائب و خاسر ہو کر اس دُنیا سے چل بسے۔ آج بالکل ان کی تتبع میں آپ کے دلوں میں یہی ناپاک خواہشیں موجزن ہیں لیکن خدا کے قانون اٹل ہیں۔ دیکھئے تیرہ سو سال ہوئے۔ خدا کے کلام میں ایک قوم کی خواہش بیان فرمائی گئی ہے۔ وَدَّ کَثِیْرٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ لَوْ یَرُدُّوْنَکُمْ مِّنْ بَعْدِ اِیْمَانِکُمْ کُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِھِمْ۔ اہل الکتاب میں سے بہت سے چاہتے ہیں۔ کہ تمہارے ایمان کے بعد اپنے حسد کی وجہ سے تمہیں لوٹا کر کافر بنادیں۔ پھر اسی قوم کا یہ کہنا ھٰؤلاء اھدیٰ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِیْلًا یہ کافر یہ بُت پرست مشرک اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے والوں۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے والوں میں سے زیادہ ہدایت کی راہ پر ہیں۔ ظفر علی صاحب اور عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری اسے نوٹ فرمالیں جن کا ایمان ہے کہ احمدی ہونے سے آریہ ہندو سکھ اور عیسائی ہونا بہتر ہے۔ خانصاحب۔ میں آپسے ادب سے سوال کرتا ہوں۔ کہ یہ قرآن کریم نے کس قوم کا ذکر کیا ہے۔ کیا آپ لوگ بالکل ان کے نقش قدم پر تو نہیں۔ اور کیا اس عجیب اور غیر معمولی مماثلت کی کہیں قرآن و حدیث میں پیشین گوئی تو نہیں۔ اگر تاریخ واقعات کے لحاظ سے آج اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔ تو کل لازمی طریق پر انشاء اللہ نتائج کے لحاظ سے بھی دہرائی جائے گی۔ فانتظروا انی معکم من المنتظرین۔ خدا کا خوف کرنے والے کے لئے یہی کافی ہے

جماعت احمدیہ کی بنیاد مضبوط دلائل وحقائق پر قائم ہے

آپ کو جماعت احمدیہ کے استیصال اور تباہی کے خواب آتے ہیں۔ مگر اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ جماعت احمدیہ لاہور کے متعلق میں آپ سے عرض کر چکا ہوں۔ کہ وہ شواہد اور دلیلیات پر قائم ہے۔ آپ آج حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو زندہ دکھا دیں یا جو باتیں کسی انسان کی زندگی کا ثبوت ہو سکتی ہیں۔ وہ حضرت مسیح کی نسبت بہم پہنچا دیں۔ آپ کسی دوسرے مجدد کا پتہ دیں جس نے اس صدی میں منجانب اللہ مامور ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ یا آپ کم از کم کسی ایسی جماعت کا پتہ دیں جس کی غرض واحد اشاعت اسلام ہو۔ یا پھر نعوذ باللہ منہا خدا کے ان راستباز انسانوں کو مفتری علی اللہ ثابت کر دیں۔ جنہوں نے پچھلی صدیوں میں مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ یا اگر آپ ان میں سے کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ تو دیکھو قرآن کریم یہود اور انصاریٰ کے ذکر سے بھرا پڑا ہے۔ آپ بدرجہ اقل یہی ثابت کر دیں۔ کہ آپ کے گروہ کو یہود سے اور میاں محمود احمد صاحب اور ان کی جماعت کو نصاریٰ سے کسی ایک بات میں مماثلت تامہ نہیں کیونکہ اگر اس وقت امت محمدیہ میں مثیل یہود اور مثیل نصاریٰ کا وجود متحقق ہے۔ تو پھر یہ بھی ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ مثیل مسیح بھی آچکا ہے۔ اگر آپ ہمارے یہ مطالبات پورے کر دیں تو ہم حضرت میرزا صاحب سے الگ ہو جائیں گے۔ ورنہ آپ خوف کریں کہ خدا کے اولیا کا مقابلہ موجب برکت نہیں ہوتا۔ آپ قرآن کریم اور احادیث کی بے شمار پیشگوئیوں پر تدبر کیجئے۔ آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ ایک وقت اسلام تمام ادیان باطلہ پر غالب آئے گا۔ اور یہ کام مسیح موعود کی جماعت کے ذریعے مقدر ہے۔ اور میں آپ کو خدا کی قسم کھا کر بتلاتا ہوں۔ کہ ہم ہی وہ جماعت ہیں۔ اگر ہماری اپنی غفلتوں اور کوتاہیوں کی وجہ یا آپ کے گروہ کے مناع للخیر ہونے کے سبب ترقی اسلام کے نیک اور افضل ترین کام میں کوئی تعویق واقع ہو جائے۔ تو پھر بھی آپ یاد رکھیں۔ کہ یہ کام اللہ تعالیٰ ہماری ہی جماعت سے لے گا۔ اور یہ اس فیضان اور اس علم کلام کے ذریعے سے سرانجام پائیگا۔ جو ہماری جماعت کو خدا کے مسیح سے ملا۔ اللھم انصر من نصر دین محمد واخذل من خذل دین محمد۔ اللھم آمین۔ اللھم آمین۔ اللھم آمین۔

قادیانی جماعت کا نقطہ نظر احمدیت سے مختلف ہے۔

باقی رہی جماعت احمدیہ قادیان۔ اُس کا نقطہ نظر بالکل مختلف ہے۔ یہ ایک "اولوالعزم خلیفہ" کی اولوالعزم جماعت "ہے۔ اس جماعت نے میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کی خاطر اللہ تعالیٰ کو ظالم اور بخیل

ـــــــــــــ

۱؎ اس کے لئے "Crimes of Christianity" ملاحظہ کریں

ٹھہرایا۔ میاں بشیر الدین محمود احمد کی خاطر پاکوں کے سردار محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ سید المرسلین خاتم النبیین کی ہتک کی۔ ہاں انہوں نے میاں بشیر الدین محمود احمد کی خاطر مسیح موعود کو ایک ہی وقت میں غبی اور چالباز ٹھہرایا۔ اور ہر امر میں اس کی نافرمانی کی۔ جب اس جماعت نے میاں بشیر الدین صاحب کے لئے اس قدر قربانیاں کیں۔ اور اپنے متاع دین و ایمان اور عقل و خرد کو ان کے ہاتھ پر بیچ دیا آپ اسی لئے اس جماعت کے اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیمیافتہ آدمی کو مذہب کے معاملہ میں نہایت نامعقول باتیں کرتے ہوئے پائیں گے۔ تو اتنی ایمان اور عقل فروشی کے بعد یہ آپ کے شور و شغب سے ایسے اولوالعزم خلیفہ کو چھوڑ دیں گی؟ ایں خیال است و محال است و جنوں

خلیفہ قادیاں کے مضحکہ انگیز عقائد

آپ دیکھئے۔ قرآن و احادیث کی تمام تصریحات۔ تمام ائمہ سلف کے اقوال اور حضرت میرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کھلے کھلے ارشادات کے خلاف انہوں نے ایک اصول بنایا۔ اور عقیدۃً یہ ساری جماعت اس پر قائم ہے کہ نبوت موہبت سے نہیں بلکہ ایک امر کتسابی ہے۔ لیکن اگر ان سے سوال کیجئے۔ کہ اگر ایک وقت پانچ یا دس ہزار انسان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی کامل اطاعت کر لیں سا اور اس طرح نبوت کے حقدار ہو جائیں۔ یا ایک عورت فنافی اللہ اور فنافی الرسول ہو کر اپنے تئیں نبوت کی مستحق ٹھہرائے۔ تو کیا وہ سب نبی بن جائیں گے۔ تو پھر ضرورت کا سوال آپڑتا ہے جس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں۔ کہ باریتعالیٰ نے ایک کورس مقرر کیا۔ کہ جو مرد یا عورت اس مقررہ کورس کو پاس کرے۔ وہ نبی اور نبیہ ہو جائے گی۔ لیکن جب مردوں اور عورتوں کی کثیر تعداد نے اس کورس کی تکمیل کی۔ تو کہہ دیا۔ کہ فی الحال ہمیں نبی بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ تم جہاں تھے۔ وہیں رہو۔ یا پھر کوئی چھوٹا عہدہ قبول کر لو۔ اور اگر اللہ میاں کو ضرورت ہوئی تو ہزارہا کامیاب اور مستحق نبوت امیدواروں میں سے کسی ایک آدمی کو نبوت کے خلعت سے سرفراز فرما دیا۔ اور باقیوں کو بجٹ میں گنجائش نہ ہونے کا بہانہ کر کے ٹال دیا اور غریب محروم ازلی صنف نازک کو تو صاف انکار کر دیا۔ اور فرمایا کہ اگرچہ تمہاری محنت و کاوش لائق داد ہے اور تم نبی بننے کی مستحق ہو بھی گئی ہو۔ مگر کیا کریں۔ ہم مجبور ہیں، ہمارے قانون کی رو سے کوئی عورت نبی بنائی نہیں جا سکتی۔ اس لئے تمہاری محنت کی کوئی اجرت نہیں۔ اور وہ اکارت گئی۔ پھر اس عقیدہ کا ایک لازمی شاخسانہ یہ ہے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ کو دنیا میں نبی مبعوث کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی۔ اور ادھر کوئی ایسا بندہ دستیاب نہیں ہوتا جس نے نبوت کا امتحان پاس کر لیا ہو۔ تو کس بدمزگی کا سامنا ہوا۔ آخر کسی کو رعایتی نمبر دے کر یا ضرورت کو پورا کرنے کے لئے شرطیہ یا ناجائز ترقی دے کر قادر مطلق خدا نبی بنانے پر مجبور ہے۔ دیکھا آپ نے۔ ایک غلط عقیدہ کی زد کہاں تک پہنچی۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں جو تمام نقائص سے پاک ہے۔ کتنی کمزوریاں تسلیم کرنی پڑیں۔ ماننا پڑا۔ کہ وہ عہد شکن ہے۔ وہ بے انصاف ہے۔ وہ دوسروں کا حق ادا کرنے میں بخیل ہے۔ وہ بندوں کا محتاج ہے۔ اور اپنی ضرورت کے موقع پر جائز و ناجائز میں تمیز نہیں کرتا۔

قادیانیوں کی خطرناک پیر پرستی

اللہ تعالیٰ کی ذات میں جو سب پیاروں سے پیارا اور جمیع صفات حسنہ کا مالک ہے میاں محمود احمد صاحب کی جماعت نے اتنے نقائص کو تسلیم کرنا سہل اور آسان سمجھا۔ لیکن میاں محمود احمد صاحب کے دور از عقل خود ساختہ عقیدہ کو رد کرنا گوارا نہ کیا۔ کیونکہ میاں محمود احمد صاحب کے احکام کی عمل اطاعت جزو ایمان ہے اریزولیشن جماعت احمدیہ قادیانیہ لاہور ۲۰ فروری ۳۵ء اور یہ "اولوالعزم خلیفہ" کی "اولوالعزم جماعت" ہے۔

(باقی)

خبریں

— ریوٹر کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ سلطان ابن سعود جب حج کی ہیج کو اپنے ولی عہد کی معیت میں حرم پاک کا طواف کر رہے تھے کہ ایک شخص نے خنجر سے آپ پر حملہ کر دیا۔ لیکن ولی عہد نے حملہ آور کو پیچھے دھکیل دیا اور سلطان کے باڈی گارڈ کے ایک فرد نے حملہ آور کو گولی سے ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد چند اور آدمیوں نے ولی عہد پر حملہ کیا لیکن باڈی گارڈ کے آدمیوں نے ان سب کو گولی سے اڑا دیا۔ اس طرح سلطان اور ان کے ولی عہد بال بال بچ گئے

— حملہ آوروں کی نسبت معلوم ہوا ہے کہ وہ یمن کے رہنے والے ہیں

— لندن ۱۵ مارچ۔ مسجد ووکنگ میں نماز عید کے بعد لارڈ ہیڈلے کی تحریک پر ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں سلطان ابن سعود اور ان کے ولی عہد پر بزدلانہ حملے کی مذمت اور ان کی قدرتی حفاظت پر مبارکباد دی گئی۔

— بمبئی ۱۵ مارچ۔ کل مہاراجہ پٹیالہ چیف منسٹر نواب لیاقت حیات خاں کے ہمراہ انگلستان روانہ ہو گئے۔

— امید ہے کہ پوسٹ کارڈ کی قیمت میں تخفیف کی قرارداد اسمبلی میں پاس ہو جائے گی۔

— ایک غیر مصدقہ اطلاع مظہر ہے کہ ۱۴ مارچ کو فیض آباد۔ یو پی میں قربانی کے مسئلہ پر فرقہ وارانہ فساد ہو گیا جس میں قریباً ڈیڑھ سو مسلمانوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ مزید گرفتاریوں کا بھی اندیشہ ہے اور حکام کی طرف سے مسلمانوں پر سخت تشدد ہو رہا ہے۔

— معلوم ہوا ہے کہ بیگم شاہنواز نے حکومت کی اس دعوت کو قبول کر لیا ہے کہ مجلس اقوام کی ایڈوائزری کمیٹی جس کا اجلاس زچگان و بچگان کی بہبودی و حفاظت کے مسئلہ پر غور و خوض کرنے کے لئے منعقد ہو رہا ہے۔ اس کی مندوبہ بن کر جنیوا تشریف لیجائیں

— مجوزہ بین الاقوامی لیبر کانفرنس کے اجلاس میں جو بمقام جنیوا منعقد ہوگا۔ حکومت ہند کی نمائندگی کریں گی۔

— لندن ۱۴ مارچ۔ وزیر ہند نے کل دارالعوام میں اس امر کا اعلان کیا ہے کہ برار کے نظم و نسق میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوگی۔ اس کا سارا انتظام پہلے کی طرح رہیگا۔ ہاں اتنا ضرور ہوگا کہ وہاں اعلیحضرت نظام حیدر آباد کی بادشاہت جیسا کہ اس سے پہلے تسلیم کیا جا چکا ہے۔ وہاں قائم رہے گی۔

— یونان کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ بغاوت کا مکمل طور پر خاتمہ ہو گیا ہے۔ باغیوں نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ اور سرکاری اطاعت قبول کر لی ہے۔ باغیوں کا سرغنہ اطالوی علاقہ میں پناہ گزیں ہو گیا ہے۔

— ایک اطلاع یہ بھی ہے کہ جو باغی بھاگ گئے تھے۔ وہ دوبارہ حملہ کرنے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔

— امسال روس میں روئی بہت کثرت سے ہوئی ہے۔ اس لئے حکومت روس نے فیصلہ کیا ہے کہ ۲۵ لاکھ گانٹھیں برآمد کی جائیں اس خبر سے دنیا بھر کی روئی کی منڈیوں میں سنسنی پھیل گئی ہے بمبئی مارکیٹ پر بھی اس کا نمایاں اثر پڑا ہے۔

— کلکتہ ۱۵ مارچ۔ حکومت بنگال ان اضلاع میں خاص خاص فوجی افسروں کو ایگزیکٹو ملازمتیں دے رہی ہے۔ جو کہ انقلابی اور دہشت انگیزانہ تحریک کے اہم مراکز ہیں۔

— ہندوستان کے مختلف مقامات پر سلور جوبلی کی شاندار تیاریاں ہو رہی ہیں۔

— شام میں حکومت فرانس کے خلاف شدید ناراضگی اور بے چینی پھیل رہی ہے۔

— کہا جاتا ہے کہ ملک معظم کی سلور جوبلی کے بعد مسٹر میکڈانلڈ موجودہ وزیر اعظم برطانیہ سبکدوش ہو جائیں گے۔ یہ بھی افواہ ہے کہ مسٹر میکڈانلڈ اور مسٹر بالڈون ایک دوسرے سے اپنے عہدے کو تبدیل کر لیں گے۔

— لاہور ۱۷ مارچ اکثر مقامات کی اطلاع مظہر ہے کہ یہاں عید بخیر و خوبی گذر گئی۔ قربانی کے سلسلہ میں کوئی شورش یا فساد نہیں ہوا۔

— ایتھنز ۱۷ مارچ۔ نصف درجن باغی لیڈروں کا کورٹ مارشل کیا گیا۔ بعد سماعت انہیں گولی سے اڑا دئے جانے کا حکم دیا گیا دیگر باغیوں کے خلاف مقدمہ کی سماعت ہو رہی ہے۔

— برلن ۱۰ مارچ۔ قیصر جرمنی کی انتہائی کوشش کے باوجود اسے جرمنی میں داخلہ کی اجازت نہیں دی گئی۔ معلوم ہوا ہے کہ قیصر کے بیٹے کو جو نازی جماعت کا رکن ہے وزیر بنا دیا جائے گا ہٹلر کی خواہش تھی کہ قیصر واپس آ جائے۔ لیکن اسکی جماعت قیصر کی واپسی کے خلاف ہے۔ یہی وجہ تھی کہ قیصر کو واپس آنے کی اجازت نہ ملی۔

— ٹوکیو ۱۷ مارچ نہایت معتبر ذرایع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ہندوستان کی صنعت فولاد کو تباہ کرنے کے لئے جاپانی سرمایہ داروں نے ایک نئی سکیم تیار کی ہے ۳۵ لاکھ پونڈ کے سرمایہ سے ایک کمپنی قائم کی گئی ہے جو عنقریب اپنا کارخانہ کلکتہ میں قائم کر کے فولاد تیار کرنے لگے گی۔ یہ کارخانہ ہر سال ۵۰ ہزار اور ۶۰ ہزار ٹن کے درمیان فولاد تیار کرے گا۔ اس کارخانہ میں کام کرنے کے لئے تمام انجینیر اور دیگر ماہرین جاپان سے بھیجے جائیں گے۔

— بردوان ۱۷ مارچ۔ کل ہندو مسلم فساد ہوتے ہوتے رہ گیا

تبدیلئ عقیدہ پر ایک قادیانی سے مباحثہ

حکم کا فیصلہ

(از جناب مولوی سید حمید الدین صاحب سیکرٹری دیندار انجمن)

(۴)

ایک اعتراض اور اس کا جواب

یہاں ایک اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ پھر مذکورہ بالا حقیقۃ الوحی کی عبارت کے بعد یہ کیوں لکھا ہے:۔

بنی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں "

سو اس کا جواب آسان ہے کہ اس کے بعد ہی فرمایا ہے:۔

"کیونکہ اگر دوسرے صلحا جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں وہ اس قدر مکالمہ مخاطبہ اور امور غیبیہ سے حصہ پا لیتے تو وہ بنی کہلانے کے مستحق ہو جاتے۔ تو اس صورت میں **آنحضرت صلعم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقعہ ہو جاتا۔**"

پس حضرت مسیح موعود مجازی طور پر بنی کا نام پانے کے لئے آنحضرت صلعم کی پیشگوئی میں مخصوص ہیں یعنی آنحضرت صلعم نے اور کسی محدث کے لئے نبی کا خطاب مجازاً بھی نہیں بیان فرمایا۔ اس لئے مصلحت وحکمت الٰہی سے حضرت مرزا صاحب کو سب سے بڑھ کر کثرت سے مکالمہ مخاطبہ کا شرف ملا۔ اس وجہ سے آپ کو اللہ تعالےٰ نے مجازاً نبی کہا ورنہ حقیقی نبی کے لئے کثرت مکالمہ ومخاطبہ کی کوئی شرط نہیں ہے۔ نبی تو پہلی دفعہ ہی جب وحی الٰہی سے کھڑا کیا جاتا ہے نبی ہوتا ہے۔ ہاں مجاز کے لئے کثرت شرط ہے اور چونکہ اس شرط کو حضرت مرزا صاحب نے کھول کر بیان کیا ہے۔ اس لئے یہاں بنی سے مراد امتی نبی یا مجازی نبی ہی ہے۔

حقیقۃ الوحی میں محدثیت کا دعویٰ ہے

اگرچہ حقیقۃ الوحی کی اندرونی شہادت سے جو اوپر مذکور ہوئی صاف ثابت ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے مجدد صاحب کے حوالہ سے جو نبی کی تعریف کی ہے وہ درحقیقت امتی نبی یا محدث کی تعریف ہے اور وہاں سیاق وسباق عبارت کے لحاظ لفظ نبی کا استعمال صحیح ہے تاکہ آنحضرت صلعم کی پیشگوئی میں رخنہ واقع نہ ہو۔ اگرچہ معناً وہاں محدث ہی مراد ہے۔ جسے اعزازی طور پر نبی کا خطاب دیا گیا ہے لیکن ایک نامنصف انسان اس معقول توجیہ کو جس سے حضرت مرزا صاحب پر افترا کا الزام صفائی سے دور ہو جاتا ہے یہ کہہ کر دو کر سکتا ہے کہ میں تو لفظ نبی کو لیتا ہوں جو موجود ہے اگر مرزا صاحب کو نبی ہی مان لے تو ایسے نادان دوستوں کے لئے میں یہاں دو حوالے پیش کرتا ہوں جو مولوی عمر الدین صاحب نے بطور خارجی شہادت کے پیش کئے تھے:۔

(۱) "تمہارا ایمان ہے کہ تشریعی نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی اب اس شریعت کی خدمت بذریعہ الہامات مکالمات مخاطبات اور بذریعہ پیشگوئیوں کے کرنے کا ہمارا دعویٰ ہے۔ مجدد صاحب لکھتے ہیں کہ یہی خوابیں اور الہامات جو گاہ بگاہ انسان کو ہوتے ہیں اگر کثرت سے کسی کو ہوں تو وہ محدث کہلاتا ہے۔ غرض یہ کچھ ہم نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں مفصل لکھ دیا ہے"۔ (الحکم مجریہ ۶ مارچ ۱۹۰۸ء)

(۲) "میرا دعویٰ یہ ہے کہ موجودہ مفاسد کے باعث خدا نے مجھے بھیجا ہے اور میں اس امر کا اخفا نہیں کر سکتا کہ مجھے مکالمہ مخاطبہ کا شرف عطا کیا ہے اور خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور کثرت سے ہوتا ہے اس کا نام نبوت ہے مگر حقیقی نبوت نہیں۔ نبا ایک عربی لفظ ہے جس کے معنی خبر کے ہیں اب جو شخص کوئی خبر خدا سے پا کر خلق پر ظاہر کرے اسے عربی میں نبی کہتے ہیں اصل میں ان کی اور ہماری نزاع تو لفظی ہے مکالمہ اور مخاطبہ کا تو یہ لوگ خود بھی اقرار کرتے ہیں۔ مجدد صاحب بھی اس کے قائل ہیں کہ بعض اولیاء اللہ کو کثرت سے خدا کا مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے۔ وہ محدث اور نبی کہلاتے ہیں"۔ (کلمات طیبات مندرجہ الحکم ۲ارجولائی ۱۹۰۸ء)

مذکورہ بالا دونوں حوالوں سے ظاہر ہے کہ حقیقۃ الوحی کے بعد حضرت مرزا صاحب نے اپنے دعوے مکالمہ مخاطبہ کو محدثیت ہی قرار دیا ہے اور محدث اور نبی کو ہم معنی استعمال کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہی حقیقۃ الوحی میں مفصل لکھ دیا گیا ہے پس حقیقۃ الوحی میں جہاں مجدد صاحب کے حوالہ سے نبی کا لفظ ہے وہ دراصل محدث کے معنوں میں ہے ورنہ یہ کہنا کہ ہمارا اور ہمارے مخالفین کا جھگڑا محض لفظی ہے معناً اختلاف نہیں ہے کیا معنی رکھتا ہے۔

پس میرے نزدیک حقیقۃ الوحی میں وہی دعویٰ ہے جو ازالہ اوہام میں مجازاً نبی ہونے کا دعوےٰ ہے اور اس عقیدہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور نہ کوئی تبدیلی ہوئی۔

قادیانی جماعت کا آخری اعتراض

اب صرف ایک اعتراض باقی ہے اور وہ یہ کہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۴۹ پر جو سوال درج ہے اس سے سائل کا منشا تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تریاق القلوب کی عبارت اور بعد میں دافع البلا اور کشتی نوح کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ تریاق القلوب کے عقیدہ میں اور اس کے بعد کے عقیدہ میں تناقض ہے پھر یہ کیونکر تسلیم کر لیا جائے کہ اوائل سے مراد دعوئے مسیحیت سے پہلے کا زمانہ ہے

یہ اعتراض بلاشبہ وزنی ہے مگر جب ہم واقعات کو دیکھتے ہیں تو سائل کا سوال فی الحقیقت تو درست ہے مگر اس نے جن کتابوں میں تناقض کو تسلیم کیا ہے یہ اس کی غلطی ہے اور حضرت مرزا صاحب نے جواب میں سائل کے اعتراض کا جواب تو دیدیا ہے کہ جس طرح پہلے میں مسیح کو زندہ جانتا تھا۔ اور اسی کی آمد پر اسلام کی فتح کا قائل تھا اس طرح میں پہلے اپنے آپ کو اس مسیح کے مقابل چھوٹا جانتا تھا لیکن جب خدا کی وحی نے مجھے مسیح موعود قرار دیدیا۔ تو وہ دونوں خیال لازماً بدل گئے اس لئے یہ کوئی تناقض نہیں ہے۔

سائل کے سوال کی بنا کے غلط ہونے پر یہ کافی شہادت ہے کہ ریویو آف ریلیجنز جلد اول ۶ جون ۱۹۰۲ء کا پرچہ ہے اور اس میں کتاب دافع البلا شائع ہوئی ہے جو ریویو سے پہلے شائع شدہ ہے اور تریاق القلوب کی اشاعت ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ہے پس سائل کا تریاق کو پہلے کہنا اور ریویو کو بعد کا کہنا اس کی غلطی ہے۔ مسیح موعودؑ نے اس پہلو پر کوئی بحث نہیں کی کہ کونسی کتاب پہلے ہے اور کونسی پیچھے نہ اس کی ضرورت تھی۔ بلکہ اصل سوال کا جواب دے دیا۔ اور پھر اگر تریاق القلوب کے بعد نبوت کے عقیدہ میں تبدیلی آئی۔ تو کوئی وجہ نہ تھی کہ حقیقۃ الوحی میں یہ مذکور ہوتا کہ میری وہی حالت ہے جو تریاق القلوب میں درج ہے اور یہ کہ میں مجازاً نبی ہوں۔ حقیقتاً نبی نہیں میری نبوت سے مراد وہ نبوت نہیں جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملتی تھی۔ بلکہ یہ تو صرف نبوت محمدیہ کا ایک ظل ہے۔ اس لئے جو شخص مجھ پر نبوت کے دعوےٰ کا الزام لگاتا ہے وہ جھوٹا ہے اور مجھ پر یہ سراسر تہمت ہے؟

فیصلہ

پس میرا فیصلہ یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جب سے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ تب ہی سے ظلی بروزی مجازی، اعزازی نبوت کا دعویٰ کیا ہے جس سے مراد محدثیت ہے اور آپ اپنی وفات تک اسی عقیدہ پر قائم رہے۔

دہلی مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۳۵ء　　(سید حمید الدین)
سیکرٹری دیندار انجمن حیدرآباد دکن)

اقبالی ڈگری

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علے رسولہ الکریم

بتاریخ ۹ فروری ۱۹۳۵ء کو میں نے خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر مولوی عمر الدین صاحب سے معاہدہ کیا۔ کہ اگر وہ یہ ثابت کر دیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعد اس کے کہ آپ مسیح موعود کے منصب پر مامور ہوئے۔ اپنے دعوے نبوت میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ . . . .

یا مفہوم نبوت میں کوئی تغیر نہیں کیا۔ تو میں جناب مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دست مبارک پر بیعت کر لونگا۔ اور اس فیصلہ کے لئے سید حمید الدین صاحب سیکرٹری دیندار انجمن کو حکم تسلیم کیا۔ دو گھنٹے کامل مناظرہ کیا۔ لیکن مولوی عمر الدین صاحب بوجہ اپنی واقفیت اور قابلیت کے دلائل میں غالب آگئے۔ اور میرا دل محسوس کرتا ہے کہ میں ان کے پیش کردہ دلائل کا بوجہ کم علمی کے جواب نہیں دے سکا۔ اور ثالث نے میرے خلاف فیصلہ صادر کر دیا۔ لیکن چونکہ میرا دل اس معاہدے سے پشیمان ہے۔ اس واسطے میں یہ تحریر لکھ کر اپنے معاہدے کو منسوخ قرار دیتا ہوں۔

العبد فقیر محمد بقلم خود　　دہلی ۱۱/۲/۳۵

مذکورہ بالا تحریر کے کرنے پر معاہدہ کا کاغذ واپس دیدیا۔

عمر الدین احمدی

"زمیندار" و "احسان" میں چپقلش

احراری اخبارات بے نقاب ہو رہے ہیں

"زمیندار" اور "احسان" دونوں کا مسلک و طریق کار ایک ہے۔ دونوں مجلس احرار کے پٹھو اور ہمنوا ہیں۔ دونوں کی تحریریں سوقیانہ و غیر شریفانہ ہوتی ہیں۔ دونوں بہتان طرازی اور دشنام طرازی میں کمال رکھتے ہیں اور سب سے زیادہ یہ ہے کہ دونوں حضرت مسیح موعود اور جماعت احمدیہ کی مجنونانہ مخالفت میں مصروف ہیں لیکن اس کے باوجود مجلس احرار کے ان پٹھوؤں میں چپقلش جاری ہے اور انشاء اللہ بہت جلد جوتی پیزار تک نوبت پہنچ جائے گی۔ مسلک و طریق کار کی یکسانی کے باوجود ان کی چپقلش بظاہر موجب حیرت ہے۔ لیکن واقف کار اصحاب کے نزدیک یہ ایک لازمی بات ہے کیونکہ ان دونوں کا مقصد حصول زر اور توسیع اشاعت ہے۔ پہلے زمیندار نے مسلمانوں سے پیسے بٹورنے کے لئے حضرت مسیح موعود اور جماعت احمدیہ کے خلاف ہرزہ سرائی شروع کی۔ اور حصول زر میں ایک حد تک کامیاب ہو گیا۔ "احسان" کے ایڈیٹر مرتضیٰ احمد خاں صاحب منشی ظفر علی خاں کے پرانے رفقاء کار میں سے ہیں۔ انہوں نے "احسان" جاری کیا تو اسکی اشاعت بڑھنے کے لئے "زمیندار" کی پیروی کی۔ "زمیندار" اس میدان میں اپنے حریف کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ چنانچہ اب دونوں میں ٹھن گئی ہے۔ ۱۰ مارچ کے "احسان" میں مرتضیٰ احمد خاں صاحب نے منشی ظفر علی خاں کے نام ایک مکتوب مفتوح لکھا ہے۔ جو من و عن درج ذیل ہے اس سے "زمیندار" منشی ظفر علی صاحب مرتضیٰ احمد خاں صاحب اور "احسان" کے ترکی نامہ نگار کے کردار . . . . پر یکساں روشنی پڑتی ہے۔ (مدیر)

محترمی و مکرمی مولانا ظفر علی خاں صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ سب سے پہلے میں اس حادثہ پر آپ سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں۔ جس میں آپ کی انگلی کو چشم زخم پہنچا۔ اور امید کرتا ہوں کہ آپ کا مزاج گرامی مقرون بصحت ہے اس کے بعد میں آپ کی توجہ "زمیندار" میں شائع ہونیوالے ایک فارسی مراسلہ کی طرف مبذول کرانے کا خواہاں ہوں جس کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے اور جو "زمیندار" کی اشاعت مورخہ ۹ مارچ ۱۹۳۵ء کے صفحہ ۷ پر "جرائم مسلمانان تفرقہ اندازِ ہند" کے عنوان سے ظہور پذیر ہوا ہے۔ ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

مدت سے ایک ہندوستانی بعض دوائر کی امداد کے سایہ میں اپنے آپ کو ملت افغانیہ کا ایک فرد ظاہر کر رہا ہے یہ شخص افغانوں کی عادات اور اسلامی اخلاق کو بدنام کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا۔ اور اس کوشش میں اسے اس درجہ انہماک ہے کہ وہ ایک لحظہ چین سے نہیں بیٹھتا۔ اس شخص کا نام مرتضیٰ احمد ہے کبھی یہ افغانستان کے اخبارات پر کبھی روحانی بزرگوں پر اور کبھی اس سرزمین کے مجاہد افراد پر تنقید کرنے بیٹھ جاتا ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ افغان استعداد و قابلیت فطری سے بالکل عاری ہیں اور فرزندان افغانستان غداری کے سوا کچھ نہیں جانتے شاید اس شخص کا مدعا یہ ہے کہ ملت افغانیہ حکومت اور استقلال ملی کی اہمیت سے خالی ہے ہم نہیں سمجھ سکے کہ اس قسم کی خرافات لکھ لکھ کر یہ شخص کس قوم اور ملت کی خدمت انجام دے رہا ہے یہ شخص جو جالندھر کی کسی مسجد کے امام کا بیٹا ہے شرافت اور اسلامیت کا کیوں اتنا مخالف ہے گزشتہ پانچ سال میں افغانستان کا کوئی قبیلہ یا خاندان اور کوئی سیاسی یا مذہبی شہرت رکھنے والا فرد اس کی نیش زنی سے نہیں بچا حتیٰ کہ اس شخص نے ہماری عادات مجموعی و ملی پر حملہ کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا یہ شخص ظاہر کرتا ہے کہ میں شاہ مخلوع (اعلیٰحضرت امان اللہ خاں) کا طرفدار ہوں۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ کیسی طرفداری ہے اور یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص فرد واحد کے لئے ایک ملت کے ایک کروڑ افراد کا دشمن بن جائے۔ اقوام و ملل کے اخلاق اور ان کے مذہب کے خلاف دشنام طرازی کرنا یہ کوئی شریفانہ کام نہیں یہ چیز کسی متمدن ممالک میں جائز نہیں کہی جاتی۔ نہ زندہ اقوام کا کوئی قانون اس کو جائز سمجھتا ہے لیکن جو مشرقی اقوام غریب و نادار ہیں اور غیرت و شرافت کا سررشتہ ہاتھ سے دیکر حیوانوں کے مماثل بن گئی ہیں ان کے متعلق ایسا طرز عمل اختیار کرنا شاید جائز ہو۔ ہم افغان ہندوستان میں غریب الوطن اور صمیم قلب سے اپنے ہندوستانی بھائیوں کے ساتھ ہمدردی رکھتے اور ان کی خوشحالی و سعادتمندی کیلئے دعا کرتے ہیں ان بھائیوں سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ یہ اس قسم کے فتنہ پرور اشخاص کی سرگرمیوں کا انسداد کریں جو ایک انقلاب زدہ ملت کے متعلق اس قسم کی جھوٹی باتیں شائع کرتا ہے اور ترکی و جاپانی نامہ نگاروں کے حوالہ سے بالکل بے حقیقت اور بے سروپا باتیں اپنے اخبار کے صفحوں میں لکھتے ہیں جس کے لئے معلوم نہیں روپیہ کہاں سے آتا ہے۔ افغانستان کی کسی جماعت اور کسی قبیلہ نے اپنے وطن سے نہ کسی ہمسایہ ملک و ملت سے اس وقت تک غداری کی ہے اور ہم مغرب پرستی کے تمام اتہامات سے متنفر ہیں"

دستخط:- (۱) عبداللہ جان خاں وکیل سلیمان خیل سمت جنوبی۔

(۲) فتح خان ولد شہزاد خاں وکیل سلیمان خیل

(۳) عبدالحنان خان وکیل افغانان و روہلی اقوام سلیمان خیل کتوا زسمت

(۴) اذمیرے خاں قوم سلیمان خیل شاخ ملی خیل سمت جنوبی مقیم لاہور

(۵) ببلول خاں وکیل افغانیہ

آپ نے مراسلہ اور اس کا ترجمہ "زمیندار" میں بھی ملاحظہ فرمایا ہوگا میرا خیال ہے کہ اس مراسلہ کی اشاعت اس مکتوب ترکی کی اشاعت کا نتیجہ ہے جو "احسان" میں ایک عرصہ سے چھپ رہا ہے اور جس میں برسبیل تذکرہ تاریخ افغانستان کے اس خونین ورق کا حوالہ بھی آگیا تھا جو گذشتہ چھ سال میں واقعات کی رفتار نے مرتب کیا۔

اس مکتوب میں انقلابات افغانستان کے واقعات جس رنگ میں مذکور ہوئے ہیں ان کے تذکار کی ذمہ داری "احسان" کے ترکی نامہ نگار پر اور اشاعت کی ذمہ داری بلاشبہ اس خاکسار کی گردن پر عائد ہوتی ہے اگر آپ کو یا "زمیندار" کے موجودہ عملہ ادارت کو اس مکتوب کے بیان کردہ واقعات کی صحت سے اختلاف تھا تو "زمیندار" نہایت آسانی سے "انقلاب" و "سیاست" کے تتبع میں اپنے زاویہ نگاہ کی وضاحت کر دے سکتا تھا لیکن مجھے تعجب ہے کہ "زمیندار" نے اپنی موجودہ مصلحتوں کے پیش نظر "انقلاب" و "سیاست" کی تقلید کا شیوہ اختیار کرنے کے بجائے اس نیازمند کی ذات کو اور اخبار "احسان" کو ہدف مطاعن بنانا ضروری سمجھا اور متذکرہ صدر مراسلہ کو جس کی اشاعت کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ اس نیازمند کو چند گالیاں دیکر جی خوش کیا جائے شائع کر دیا ہے۔

مولانائے مکرم! میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتا کہ ادارہ "زمیندار" کو یہ مراسلہ کہاں سے موصول ہؤا۔ اور ادارہ مذکور نے اسے شائع کرنے کی ضرورت کیوں محسوس کی۔ میں آپ کی ذات گرامی سے باصد ادب درخواست کرتا ہوں کہ آپ مکتوب ترکی کو پڑھیں اور اس میں لکھے ہوئے واقعات کی صحت و عدم صحت پر اپنے قلم سے تبصرہ فرمائیں یہ تبصرہ فرمانے وقت اپنی سابقہ تحریرات اور "زمیندار" کے فائل کو بھی پیش نظر رکھیں اور جن جن واقعات کے متعلق "احسان" کے ترک نامہ نگار نے غلط بیانی سے کام لیا ہو "انقلاب" و "سیاست" کے مدیران شہیر کی طرح ان کی توضیح فرما کر مسلمانان ہند کو شکرگزاری کا موقع دیں۔ اگر اس نیازمند کو گالیاں دیکر اور میری ذات کو موضوع بحث بنا کر آپ کسی کو خوش کر سکتے ہیں۔ تو مجھے اس میں بھی عذر نہیں ہیں ع

ہرچہ از دوست مے رسد نیکوست

کہہ کر خاموش رہوں گا۔ لیکن اس امر کا بہت افسوس ہوگا۔ کہ مولانا ظفر علی خاں کی موجودگی میں "زمیندار" نے اپنے دیرینہ نیازمندوں کے متعلق یہ شیوہ اختیار کر لیا ہے۔

اس مراسلہ میں یہ فقرہ بھی موجود ہے جس کی طرف میں آپ کی توجہ کو خصوصی طور پر مبذول کرانے کا خواہاں ہوں:۔

"اور ترکی و جاپانی نامہ نگاروں کے حوالے سے بالکل بے حقیقت اور بے سروپا باتیں اپنے اخبار کے صفحوں میں لکھتے ہیں۔ جس کیلئے معلوم نہیں روپیہ کہاں سے آتا ہے؟"

مولانائے مکرم! کیا میں دریافت کر سکتا ہوں کہ ادارہ "زمیندار" نے اس فقرہ کا مطلب کیا سمجھ کر اسے شائع کیا ہے۔ مزید برآں کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ "زمیندار" کو اس مراسلہ کی اشاعت کے لئے کتنا روپیہ ملا۔ اور کہاں سے ملا؟

ان گذارشات کا پیش کرنا ضروری سمجھکر میں یہ سطور لکھنے پر مجبور ہؤا ہوں اور میں کھلے دل سے آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ اگر "زمیندار" کو مجھے گالیاں دے کر کچھ نفع پہنچنے کی امید ہے تو شوق سے گالیاں دلائیے مجھے کوئی شکایت نہ ہوگی، والسلام مع الاکرام

(آپ کا دیرینہ نیازمند مرتضیٰ احمد خان)

ندکاتبہ مسلمان لاہور — رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۶

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

بسم اللہ خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

جلد ۲۳ | لاہور۔ یوم شنبہ مطبوعہ ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۳ مارچ ۱۹۳۵ء | نمبر ۲۰

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا فرض ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

راجہ غلام قادر خاں[1]

(جناب حسن از ماگرول)

خود پکڑ کر ہاتھ تیرا حق نے کی نصرت تیری
آخریں منہم میں سے آئی تجھے قسمت تیری

تجھ کو باطل سے بھی نفرت اور حق سے تھا پیار
حاصلِ دنیا کو آخر کر دیا حق پر نثار

خالق اکبر نے بخشا ہے تجھے قلبِ سلیم
تو ازل سے لایا ہے ذہنِ رسا طبعِ فہیم

اللہ اللہ یہ فراست یہ تیرا فہم و ذکا
یہ تیرا ایثار یہ اخلاص اور یہ اتقا

چھوڑنا دنیائے دُوں کو از پئے دینِ خدا
ہے یہ شانِ اصفیا یہ ہے نشانِ اولیا

دیکھ کر راہِ خدا میں تیرا یہ صدق و صفا
ہے ملائک کی زباں پر مرحبا صلِ علےٰ

جیفۂ دنیا پہ مائل ہر کس و ناکس رہا
خانداں میں تو ہی اک مردِ خدا پیدا ہوا

اُگلا لعلِ بے بہا خاکِ کرم آباد[2] نے
گوہرِ مقصود پایا اس دلِ ناشاد نے

کیا بگاڑے گی ہمارا دشمنی اغیار کی؟
بارور کیوں ہوگی کوشش قومِ ناہنجار کی

آئے گی تائید و نصرت ایزدِ متعال کی
دھجیاں اُڑ جائیں گی اس یوم استیصال کی

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت بدستور ہے گو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرض کا اعادہ تو نہیں ہوا لیکن اطبا کا مشورہ ہے کہ آپ کچھ عرصہ کیلئے کامل آرام فرمائیں اور دماغی و جسمانی محنت کا کوئی کام نہ کریں احباب بکمال حضرت ممدوح کیلئے مسلسل دعا جاری رکھیں۔

—— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب تفریح و صحت کیلئے پنجاب سے باہر تشریف لے جا رہے ہیں۔

—— جناب مرزا مسعود بیگ صاحب اسسٹنٹ سکرٹری اعلان کرتے ہیں کہ گذشتہ سال بہت سی جماعتوں نے اپنے سالانہ جلسے منعقد کئے تھے اور اس سال بھی امید ہے اکثر جماعتیں اپنے جلسے کریں گی مناسب ہوگا کہ اپریل کے مہینہ میں ہی جلسے کر لئے جائیں مئی میں گرمی زیادہ ہو جائیگی جو جماعتیں جلسے منعقد کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں وہ بہت جلد صدر دفتر سے خط و کتابت کر کے تاریخوں کا تعین کر لیں۔

—— جناب عبدالرحمان صاحب ڈھوک بارہ راولپنڈی سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کا نام آل انڈیا سلیکشن میں آ گیا ہے وسط اپریل میں وہ شملہ تشریف لے جائیں گے۔

—— پیغام صلح۔ ہم اس کامیابی پر موصوف کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں اللہ کرے یہ کامیابی آپ کی آئندہ ترقیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو

—— ہمارے دونوں ہائی سکولوں کے امتحانات شروع ہیں۔

—— ہماری فجی کی جماعت نہایت سرگرمی سے خدمت اسلام میں مصروف ہے ۳ فروری کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام صوا کا اجلاس سینا باتو میں منعقد ہوا جس میں [illegible] ناندی۔ لٹوکا و راکی راکی اور دیگر مقامات کے نمائندے شامل ہوئے بعض نہایت ضروری امور پر غور و خوض کیا گیا۔

—— خواجہ غلام نبی صاحب [illegible] انجمن تحریر فرماتے ہیں کہ [illegible] ضلع سیالکوٹ کے ایک [illegible] صاحب بیمار ہیں احباب ان کے لئے دعا کریں۔

[1] منشی ظفر علی خاں صاحب آف [illegible] کے چچا جو گذشتہ جلسہ پر شامل سلسلہ ہوئے ہیں
[2] راجہ صاحب کا وطن

ایڈیٹر صاحب "احسان" کے مخدومین کو کھلی چٹھی!

جماعت احرار اور جناب خلیفہ قادیان کیلئے چند قابل غور باتیں

(۲)

(از جناب محمد صادق صاحب ہیڈ ماسٹر سنوری گیٹ پٹیالہ)

قادیانیوں کا ایک اور عجیب عقیدہ

پھر ان کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ اللہ میاں نے حضرت مرزا صاحب کو ایک طویل عرصہ تک جو بارہ سال سے زائد ہے بار بار سمجھاتا رہا۔ کہ تو نبی ہے ہم نے تجھے نبی اور رسول بنا کر بھیجا ہے مسیح موعود ہیں کہ اسقدر تکرار کس طرح سمجھنے میں نہیں آتے اور وہ اپنی نبوت سے بار بار انکار کرتے ہیں قسمیں کھا کھا کر انکار کرتے ہیں۔ قرآن و حدیث و دلائل و توجیہات پیش کرتے ہیں کہ وہ نبی ہو نہیں سکتے خواہ اللہ میاں لاکھ بار کہیں۔ یہ محض مجاز اور استعارہ ہے۔ مگر پھر بارہ سال کے بعد خدا خدا کر کے سمجھ آتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آخر خدا کا وہ کیا نقشہ ان لوگوں کے دلوں میں ہے جو بارہ سال تک ایک ذکی عمر رسیدہ انسان کو ایک بات سمجھانا چاہتا ہے مگر سمجھا نہیں سکتا۔ انہیں لوگوں کے بچے سکولوں میں پڑھتے ہیں۔ پھر ان کا فتویٰ اس استاد کے متعلق کیا ہوتا ہے۔ جو ان کے کسی کند ذہن بچے کو کوئی بات سمجھانے سے قاصر رہ جاتا ہے۔ پھر دیکھئے آپ نے۔ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو نعوذ باللہ من ذالک ایک نالائق استاد اور مرزا صاحب علیہ الرحمۃ کو ایک غبی اور کم فہم شاگرد تسلیم کر لیا۔ مگر نہ حضور نے نہ میاں محمود احمد کی بات کو۔ میں تو حیران ہوں کہ جب یہ لوگ مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جیسی ہستی جو تمام علوم کی مبداء ہے جس کے علوم پر انسان کبھی احاطہ نہیں کر سکتے اور جس کے دریاء اور علوم سے انسان کو اتنا بھی نہیں ملا جتنا کہ ان سمندروں میں سے ایک قطرہ۔ ان کی خدا صاحب مرزا صاحب جیسے ذکی اور سلطان القلم انسان کو بارہ سال تک یہ بات نہ سمجھا سکا کہ وہ یعنی مرزا صاحب نبی ہیں تو پھر یہ کس برتے پر لوگوں کو مرزا صاحب کی نبوت سمجھانے کی کوشش کرتے پھرتے ہیں؟

قادیانیوں کی پیر پرستی

آگے چلئے اور ان کا سلوک احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ملاحظہ کیجئے جس کے فیضان سے اور جس کی مُہر سے ان کے خیال میں ایک شخص نبی بن جاتا ہے [illegible] تو یہ انتہا ہے کہ خدا کو کام ایک بندے کے سپرد کر دیا جو شرک ہے دوسری طرف دیکھئے جیسا کہ میں اسی مضمون کے شروع میں بیان کر چکا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی وصیت میں درج فرمایا ہے کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل متبع صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ اس میں نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی ہتک ہے اب جناب میاں صاحب اور ان کی جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نبی ہیں اس لئے وہ آپ کو صرف نبی کہتے اور لکھتے ہیں [illegible] اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیت کی رد سے حضرت سید المرسلین خاتم النبیین جیسے محسن انسانیت کی ہتک کے مرتکب ہوتے ہیں گر یہ ابلیس گوارا ہے۔ نہیں گوارا تو حضرت میاں بشیر الدین صاحب کی بات کو رد کرنا فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

میاں اس [illegible] کے متعلق میں ایک اور بات اپنے تجربہ کی بتاتا ہوں۔ آپ ان میں سے کسی [illegible] کے سامنے حضرت رسول کریم کی ان الفاظ میں تعریف کریں جو مرزا صاحب [illegible] نہ پائی جاتی ہو پھر [illegible]

آقا سے، قطرہ کو دریا سے ہے، کیا نسبت مگر اس وقت آپ ان کے چہرے کی کیفیت دیکھئے جس پر ایک خاص قسم کی سیاہی آجاتی ہے یہی کیفیت ان کی اس وقت ہوتی ہے جبکہ کوئی مشہور و معروف غیر مسلم اسلام قبول کر کے سرور کائنات کی غلامی میں داخل ہونے کا فخر حاصل کرتا ہے

جماعت قادیان کا حضرت مسیح موعودؑ سے تعلق

اب رہا جماعت قادیان کا حضرت مسیح موعودؑ سے تعلق جیسا کہ میں ابھی ابھی ان کے مسلمات اور ان کے لازمی نتائج سے بتا چکا ہوں،

جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان

سے ایک بہت ضروری درخواست

خطوط کا جواب جلد دیجئے

گذشتہ دنوں بیرونی جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان کو اخبار کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی طرف سے ایک ضروری خط لکھا گیا تھا جس کا جواب بہت کم مقامات سے موصول ہوا ہے اس لئے باقی سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ بہت جلد مقامی احباب کے مشورہ سے مفصل جواب دیں۔ اس معاملہ میں تاخیر مناسب نہیں۔

یہ لوگ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسا غبی انسان تسلیم کرتے ہیں کہ باوجودیکہ اللہ تعالیٰ جیسا بزرگ و برتر معلم بار بار سمجھاتا رہا۔ کہ تو نبی ہے۔ مگر یہ مختصر سی بات۔ بارہ سال تک ان کی سمجھ میں نہیں آئی حالانکہ مخالف مولوی بھی سمجھ گئے۔ کہ گو یہ دعوےٰ نبوت سے انکار کرتے ہیں۔ مگر اپنے دعوے کی حقیقت کی ایسی تشریح کرتے ہیں۔ جس سے بجز نبوت اور کچھ مراد نہیں ہو سکتا۔ اگر خدا کے بتانے سے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی تھی تو مخالف مولویوں کے بتانے سے سمجھ میں آجاتی تھی مگر وہ اس کے بالکل [illegible] دعویٰ نبوت سے انکار کرکے کافر بنتے رہے اور کلام الٰہی اور ادعا [illegible] سے غلط [illegible] دلائل دیتے چلے گئے۔ کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی نہیں آ سکتا۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا استخفاف ہے اور اس سے صریح قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے۔ قرآن کریم میں ختم نبوت کا کمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے۔ نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث لا نبی بعدی میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریح قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا قبول کیا جائے اور بعد اس کے کہ وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی۔ پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے۔ کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی"۔ اور اپنے ان دلائل اور علم کو خدا کی طرف منسوب کرتے رہے۔ حالانکہ یہ دلائل غلط اور یہ علم کا دیا جانا جھوٹ تھا۔ پھر اسی پر اکتفا نہیں کہ یہ عقیدہ یونہی بیان کر دیا۔ بلکہ اس کی راستی پر قسمیں کھاتے اور مؤکد بعذاب حلف اٹھاتے رہے ہیں یہاں اس قوم کی ستم ظریفیاں ایک طرف میاں صاحب کی طرف دعوےٰ نبوت افترا کرنا اور دوسری طرف ان کو جھوٹی قسمیں کھانے والا اور مفتری علی اللہ قرار دینا۔ مگر نہیں ہر مؤمن کو اس قوم کو انہی مراحل میں سے گزرنا پڑتا ہے اللھم انی اعوذ بک من شرور انفسنا

قادیانی قوم کی ایک اور بوالعجبی

ابھی کہا ہے اس سلسلہ میں اس دلچسپ قوم کی ایک اور بوالعجبی سنئے۔ بارہ سال کی افہام و تفہیم کے بعد ان کے خیال میں مرزا صاحب کو سمجھ آتی ہے کہ وہ نبی ہیں اور باب نبوت مسدود نہیں بلکہ کھلا تھا اور جو دلائل باب نبوت کے مسدود ہونے کے متعلق آپ دیتے رہے وہ غلط تھے۔ تو آپ دعوےٰ نبوت کرتے ہیں مگر کس ہوشیاری سے آپ ایک کتاب "ایک غلطی کا ازالہ" لکھتے ہیں اپنی غلطی کا ازالہ نہیں بلکہ کمال دانائی سے اپنی غلطی کو ایک مرید کے سر تھوپتے ہیں کہ تمہیں ہمارے دعوےٰ کی خبر نہیں یعنی ہماری صحبت میں بیٹھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ تم نے ہماری کتابوں کو غور سے نہیں پڑھا۔

"ایک غلطی کے ازالہ" کی ابتدائی سطور

یہاں میں ہر اہل انصاف کے غور کے لئے "ایک غلطی کے ازالہ" سے ابتدائی سطور نقل کرتا ہوں:-

"ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعویٰ اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں۔ جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقع کے خلاف ہوتا ہے اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے"۔

اہل انصاف سے ایک سوال

ان چند سطور کو پیش کرکے میں ہر انصاف پسند طبیعت سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ خدا کے نام پر شہادت دے کہ ان سطور میں حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کسی غلطی کے ازالہ کا اظہار کیا ہے۔ یا کسی مرید کی غلطی کا ازالہ کیا ہے دوسرے [illegible] آپ نے اپنی تمام سابقہ تصانیف کی تصدیق کی ہے۔ یا [illegible] قرار دیا ہے۔

جناب خلیفہ قادیان اور ان کی جماعت [illegible]

[illegible] اپنی [illegible] محمود احمد صاحب [illegible] کی [illegible] فرماتے ہیں۔ کہ ان کے نزدیک اس کتاب کے ذریعے سے حضرت مرزا صاحب نے مرید کی غلطی کا ازالہ نہیں کیا [illegible] عقیدے کا اعلان کیا ہے کیونکہ اس سے پہلے تو آپ [illegible] دعوے نبوت کی ہی [illegible] تھی۔ بلکہ [illegible] پہنچ چکی تھی [illegible] آپ کو [illegible] الہام نبی [illegible] کہنے [illegible] اور دوسرے [illegible] آپ نے اپنی پہلی تمام کتابوں کو منسوخ قرار دے دیا انا للہ وانا الیہ راجعون

قادیانی جماعت کی عقل باختگی

[illegible] کی آنکھوں میں خاک [illegible] اسی کو کہتے ہیں [illegible] فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم شنبہ ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ | نمبر ۲۰

اخبار "شیعہ" کی صفِ ماتم

محمد علی سالمین کی نوحہ خوانی و تبرّا بازی

فروری ۱۹۳۵ء کے ماہوار ایڈیشن میں جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا ایک مضمون "سفرِ بمبئی کے تاثرات" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ جس میں فاضل مضمون نگار نے بمبئی کے شیعوں کا حال بیان کرتے ہوئے شیعہ مذہب کے متعلق نہایت مدلل طور پر ثابت کیا تھا کہ یہ کسی حکمت و عقل پر مبنی نہیں بلکہ محض جذبات محبت و نفرت پر اس کی بنیاد ہے۔ نیز یہ کہ شیعہ عقاید نعوذ باللہ آنحضرت صلعم کے دعوے کی تکذیب کے لئے ایک خطرناک حربہ ہے کیونکہ :-

"ساری عمر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزکیہم ویعلمہم الکتٰب والحکمۃ کی قرآنی آیت کے ماتحت اس امر کے مدعی رہے کہ میں قوم کا تزکیہ کرنے اور تعلیم کتاب و حکمت دینے آیا ہوں۔ اور بقول شیعہ (صاحبان) واقعہ یوں ہے کہ تمام عمر میں ایک آدمی کا بھی تزکیہ نہ کر سکے اور کسی کو بھی کتاب و حکمت کی تعلیم [illegible] ہے۔ حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما تو پیدائشی ولی تھے۔ ان کا تقویٰ طہارت کسی تزکیہ پر مبنی نہیں مانا جاتا۔ باقی رہے صحابہؓ اور ازواج وہ سب کے سب بقول اہل تشیع نعوذ باللہ منافق اور گمراہ تھے تو پھر تزکیہ کس کا ہوا اور تعلیم کس کی ہوئی؟"

ڈاکٹر صاحب ممدوح نے نہایت قابلیت سے یہ ثابت کرنے کے بعد کہ [illegible] مذہب ابتداء میں ایک پولیٹیکل تحریک تھی۔ اس کی ترقی کے مندرجہ ذیل وجوہ بیان فرمائے :-

[illegible] سے اس طرح بنایا گیا کہ عوام الناس کو فریفتہ [illegible] انہیں سنا سنا کر یہ ذہن نشین کرایا گیا کہ اہل بیت کی محبت تمام گناہوں کا کفارہ ہے۔ اہل بیت کے لئے ایک آنسو گرانا دوزخ کی آگ کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ جو لوگ دنیا کے کاموں میں منہمک ہوتے ہیں ایسے آسانی مذہب کو فوراً قبول کر لیتے ہیں۔ نہ عبادت کی ضرورت نہ عمل کی حاجت محرم میں دس دن رو لئے۔ تمام عمر کے گناہ بخشے گئے اور قیامت میں اہل بیت نے خدا سے [illegible] جا پناہ لی۔ [illegible] ایسا جذباتی مذہب ہر ایک ایسے شخص کو اپیل کرتا [illegible] جو دنیا میں منہمک ہو اور مذہب کی طرف توجہ اور [illegible] کرنے کی اسے پروا [illegible] بالعموم اکثر

بمبئی کے تاجروں کی حالت نظر آتی ہے الا ماشاء اللہ"

اسی مضمون میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ قادیانی جماعت بھی شیعوں کے نقش قدم پر ہے۔ اس جماعت کی بنیاد بھی جذبات محبت و نفرت پر استوار ہوئی ہے۔ اور ان کے نزدیک "بیابتی" سب کچھ ہے۔ باقی چیزوں کی انہیں مطلق پرواہ نہیں۔

اس مضمون کی اشاعت کے بعد [illegible] شیعہ پریس میں زبردست کھلبلی مچ گئی ہے۔ لاہور سے لیکر لکھنؤ اور بمبئی تک چیخ پکار کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔ غالباً اس لئے کہ ڈاکٹر صاحب ممدوح کے پیش کردہ حقائق و دلائل کی ضربیں اس قدر بے پناہ ہیں جس کو شیعہ عقائد کی بودہ عمارت برداشت نہیں کر سکتی۔ اسی سلسلہ میں ہمارے مقامی معاصر "شیعہ" نے بھی صفِ ماتم بچھا دی ہے حالانکہ ابھی ماہ محرم شروع نہیں ہوا اس اخبار کی ۲۴ر فروری کی اشاعت میں "فن تقیہ" کے مشہور ماہر محمد علی سالمین کا ایک نہایت بے معنی اور لچر مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے نوحہ خوانی اور تبرّا بازی کے پورے کمالات دکھلائے ہیں بہتر ہوتا کہ ڈاکٹر صاحب ممدوح کے دلائل و حقائق کے مقابلہ میں دلائل و حقائق پیش کئے جاتے۔ لیکن اس چیز سے شیعہ حضرات ہمیشہ سے محروم چلے آتے ہیں۔ اس مضمون سے بھی اگر نالہ و شیون، چیخ پکار اور گالیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ تو باقی کچھ نہیں رہتا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ :-

"پیغام صلح مجریہ ۳ فروری ۱۹۳۵ء میں صفحہ [illegible] پر ایک ایسا ہی دل آزار مضمون شیعوں کی بابت نکلا ہے جس کو دیکھ کر ہر شریف آدمی کی آنکھوں میں خون اتر آتا ہے۔ اس مضمون کا لکھنے والا ڈاکٹر بشارت احمد ہے۔ جو عداوتِ اہلبیت میں مشہور و معروف ہے۔"

گذارش ہے کہ [illegible] شریف انسانوں نے تو اس مضمون کو بہت پسند کیا ہے [illegible] ممکن ہے محمد علی سالمین اور [illegible] ہم مشرب ہم عقیدہ [illegible] اس کو پڑھ کر آپے سے باہر ہو گئے ہوں تو یہ ان کے عقل و شعور [illegible] عاری ہونے کا ناقابل انکار ثبوت ہے۔ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب یا اور کوئی احمدی اہلبیت کا ہرگز دشمن نہیں بلکہ صحیح العقیدہ مسلمانوں کی طرح ان کی عزت و احترام کرتا ہے البتہ تمام احمدی فتنہ شیعیت و بہائیت کے ضرور مخالف ہیں اور [illegible] کیونکہ یہ دونوں [illegible] اور مسلمانوں کے مخالف ہیں [illegible] اس کے بعد یہ لکھا ہے :-

"ایک طرف تو لاہوری [illegible] (جماعت) کہ [illegible] زبان یعنی انگریزی اور اردو میں بانگ دہل یہ خبر پھیلا رہی ہے کہ وہ ہر امام اور ہر مسلم گروہ کی عزت کرتی ہے۔ دوسری طرف ذاتیات پر اتر آتی ہے۔"

ہمارے ہاں شیعوں کی طرح تقیہ جائز نہیں۔ ہم جو کچھ کہتے ہیں وہی کرتے ہیں۔ ہم تمام صحابہ کرام تمام ائمہ دین کی عزت کرتے ہیں۔ خواہ وہ اہل سنت کے مسلمہ بزرگ ہوں یا اہل تشیع کے۔ اور کسی صحابی یا امام یا محدث یا مجدد کی تکفیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ چنانچہ ہمارا عمل اسی کے مطابق ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم متعہ، تقیہ، تبرّا بازی اور ماتم جیسی گمراہیوں کو بھی جائز سمجھتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت علیؓ، حضرت امام حسن حسینؓ، حضرت فاطمہؓ کو شیعہ عقائد سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب بھی اپنے محولہ بالا مضمون میں لکھ چکے ہیں کہ :-

"پولیٹیکل طور پر حضرت علیؓ کی خلافت کی تائید میں کچھ لوگ اٹھے۔ اہل بیت کی محبت اور صحابہ کی نفرت و بیزاری کا پراپیگنڈا محض اس مقصد سے کیا گیا تاکہ اپنا جتھہ مضبوط کیا جائے اور سلطنت کے حصول کی کوشش کی جائے۔ حضرت علیؓ یا اہل بیت اس میں شامل نہ تھے۔ مگر منصوبہ کرنے والوں نے ان کے نام سے فائدہ اٹھا کر پراپیگنڈا کیا اور اسے ایک مذہب کی شکل دے کر دنیا میں قیامت تک کے لئے ایک فتنہ پیدا کر دیا۔"

سالمین نے اپنے لچر مضمون میں حضرت مرزا صاحب کے خلاف بھی ہرزہ سرائی کی ہے۔ جو لوگ سینکڑوں ہزاروں سالوں سے جلیل القدر صحابہؓ اور ازواج مطہراتؓ کی شان میں گستاخیاں کر کے اپنی بدبختی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ ان سے اسی قسم کی بیہودگی کی توقع تھی۔ شیعوں کا اخلاق کوئی شریفانہ عمل پیش کرنے سے ہمیشہ قاصر رہا ہے۔

گذشتہ سالوں میں فتنہ شیعیت کے متعلق پیغام صلح میں بہت ہی کم لکھا گیا ہے۔ ہمارا ارادہ ہے کہ آئندہ چند ماہ میں اس کی کما حقہ تلافی کر دی جائے۔ اس سلسلہ میں ہم سب سے پہلے ڈاکٹر صاحب ممدوح ہی سے ایک مضمون کی درخواست کرتے ہیں +

جناب نواب صاحب مانگرول کی علالت

[illegible] نواب صاحب مانگرول [illegible] رعایا پرور [illegible] تحریکات کی سرپرستی [illegible] کی ان چند عظیم الشان [illegible] اور [illegible] میں سے ہیں [illegible] پر فخر کر سکتے ہیں۔ آپ کا وجود گرامی مسلمانان [illegible] قوم کے لئے بہت بڑی تقویت و اطمینان کا موجب ہے [illegible] کو یہ معلوم ہو گا کہ ممدوح کی صحت کئی سال سے [illegible] اکثر بیمار ہو جاتے ہیں۔ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے تار [illegible] معلوم ہوا کہ ممدوح کی [illegible] بڑھ گئی ہے ہم تمام احباب جماعت اور پیغام صلح کے تمام قارئین سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ممدوح کی صحت [illegible] نہایت دردِ دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس [illegible] رساں و دینی [illegible] کو تا دیر صحت و توانائی کے ساتھ زندہ سلامت رکھے۔ آمین ثم آمین۔

قادیانیوں کی اتحاد دوستی کی حقیقت

"الفضل" ۷ مارچ میں "غیر مبائعین دشمنان احمدیت کی صف میں" کے عنوان سے ایک نہایت غیر شریفانہ اور پرکذب مضمون بطور مقالہ افتتاحیہ شائع ہوا تھا جس میں جناب خلیفہ قادیان کے اس سرکاری گزٹ نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔ کہ جب وہ جماعت لاہور اور اس کے اکابر کے متعلق کچھ لکھتا ہے۔ تو شرافت و دیانت کی تمام پابندیوں سے آزاد ہو جاتا ہے اور دلائل دینے کی بجائے انہیں گالیاں دینی شروع کر دیتا ہے۔ "الفضل" کے اس مضمون کا جواب ۱۵ مارچ کے پیغام صلح میں جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب اور مولوی دوست محمد صاحب نہایت مدلل۔ دندان شکن اور مفصل دے چکے ہیں۔ امید ہے ان کے دلائل کی ضربیں قادیانیوں کو مدتوں یاد رہیں گی۔ لیکن "الفضل" کے مقالہ افتتاحیہ کی بیہودگیاں اس قدر زیادہ ہیں۔ کہ ان پر لکھنے کی گنجائش باقی ہے

جناب خلیفہ قادیان کے سرکاری گزٹ نے اپنے مضمون میں دو جھوٹ بار بار بولے ہیں۔

(۱) اول یہ کہ ہم نے تبادلہ خیالات کی جو مخلصانہ دعوت دی تھی وہ از راہ دشمنی تھی اور قادیانی جماعت کو مصیبت میں مبتلا دیکھ کر معاندین سلسلہ کو خوش کرنے کیلئے ہم نے یہ ایک وار کیا ہے۔

(۲) ہم نے جو مسائل تبادلہ خیالات کے لئے پیش کئے [illegible] ان پر گفتگو کی کوئی ضرورت نہیں۔

پہلے جھوٹ کو مضمون میں کئی مرتبہ دہرایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ بار بار گالیاں بھی دی گئی ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

"ان غیر مبائعین میں جنہوں نے اس پوسٹر پر دستخط کئے اگر شرافت اور انسانیت کا کچھ بھی مادہ ہوتا۔ تو وہ ایسے وقت میں جبکہ دشمن اپنی ساری طاقت کے ساتھ احمدیت پر حملہ کر رہا ہے۔ جبکہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی ماننے والوں یا مجدد قرار دینے والوں میں کوئی امتیاز نہیں کرتا۔ بلکہ ہر اس شخص کو کشتنی اور گردن زدنی سمجھتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راستباز خیال کرے تو وہ جماعت احمدیہ کو باہمی کشمکش میں مبتلا کرنے کی بجائے متحدہ طور پر دشمن کا مقابلہ کرتے۔"

طوفان مخالفت اسی طرح برپا تھا۔ جس طرح کہ آجکل ہے واقفکاروں کا بیان ہے جس وقت کہ خلیفہ قادیان کا یہ مصاحب جلسہ گاہ سے اندر جماعت لاہور کے اکابر کو گالیاں دے رہا تھا عین اسی وقت احراریوں کے آدمی قادیان کے قرب و جوار میں خلیفہ صاحب کے متعلق برملا ناگفتہ بہ باتیں کہہ رہے تھے۔

ہم ایک مرتبہ اور واضح الفاظ میں اعلان کر دینا چاہتے ہیں کہ ہمارا اتحاد اور اختلاف ایک اصول پر مبنی ہے ہم کسی سے اتحاد کی لالچ میں یا کسی سے اختلاف کے خوف کی وجہ سے اپنے اصول وعقائد کو قادیانیوں کی طرح قربان نہیں کر سکتے۔ ہم حق بات میں اپنے شدید سے شدید دشمن کی تائید کریں گے۔ اور ناحق بات میں عزیز سے عزیز دوست کی محبت و پاسداری بھی ہمیں مخالفت سے باز نہیں رکھ سکتی۔ چودھری ظفر اللہ خانصاحب کے معاملے میں ہم بیدھڑک ہوکر اصولاً ان کی حمایت کر چکے ہیں۔ قادیان میں احراریوں کی شرارتوں کے خلاف ہم نے بارہا آواز بلند کی ہے۔ پیغام صلح کے فائل اس کے گواہ ہیں۔ لیکن ہم قادیانیوں کے اجرائے نبوت اور تکفیر المسلمین کے غلط اور اسلام کش عقیدہ کی تردید سے کسی صورت میں بھی نہیں رک سکتے۔ کیونکہ یہ عقائد اسلام اور احمدیت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا رہے ہیں۔ ہمیں مسلمانوں کی نسبت اسلام اور احمدی کہلانے والے قادیانیوں کی نسبت احمدیت زیادہ عزیز ہے۔

کیا اب بحث کی ضرورت نہیں؟

جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ "الفضل" نے نہایت دیدہ دلیری سے یہ جھوٹ بھی بولا ہے۔ کہ ان دونوں مسائل پر اب تبادلہ خیالات کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس کذب بیانی سے اس نے اپنی جماعت کیلئے ایک جائے پناہ تیار کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن ہم اس کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ وہ اپنی اس فریب کارانہ کوشش میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس کے اس جھوٹ کا نہایت مسکت جواب جناب مولوی دوست محمد صاحب اپنے مضمون میں دے چکے ہیں۔ ہم صرف اس قدر کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر یہ تبادلہ خیالات کی ضرورت سے اس بنا پر انکار ہے کہ ان مسائل پر کئی سال تک بحث ہو چکی ہے۔ تو پھر قادیانیوں کو غیر احمدیوں سے وفات مسیح وغیرہ مسائل پر بھی گفتگو نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ان پر تقریباً نصف صدی سے بحث ہو رہی ہے عیسائیوں اور ہندوؤں سے بھی مسلمانوں کو کوئی بحث نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ گذشتہ چودہ سال کے عرصہ میں ان سے اختلافی امور پر کافی سے زیادہ گفتگو ہو چکی ہے۔ اس سے بخوبی ظاہر ہو جاتا ہے کہ "الفضل" کا یہ عذر کس قدر لنگ ہے۔ پھر سب سے زیادہ مزے کی یہ بات ہے کہ قادیانی مناظر اور مبلغ جگہ جگہ ہم سے انہی مسائل پر مناظرے کرتے ہیں اور بار بار شکست کھاتے ہیں۔ جب بقول "الفضل" ان مسائل پر کافی بحث ہو چکی ہے اور ان کا کوئی پہلو تشنہ نہیں رہا۔ تو در بار خلافت کے [illegible] اور [illegible] کا [illegible] ذلت و رسوائی کا [illegible] کر رہا ہے؟ حیرت ہے کہ [illegible] نبوت کے مسائل قادیانی مبلغوں اور مناظروں [illegible] ہیں لیکن جب [illegible] تو وہ قابل بحث نہیں رہتے۔ "الفضل" [illegible] قوم اور آپکے خلیفہ [illegible] اور کذب بیانیاں [illegible] ہو سکتیں۔

عیسائیت کی تبلیغ کیلئے حکومت ہند کی امداد

۱۴ مارچ کو اسمبلی کے اجلاس میں سرکاری طور پر بتلایا گیا۔ کہ حکومت ہند کے خزانہ سے پادریوں کو ۲۶ لاکھ روپیہ سالانہ عیسائیت کی اشاعت کے لئے ملتا ہے حکومت کی اس فیاضانہ امداد پر ملک کی ہندو مسلمان آبادی کی طرف سے شدید اعتراض ہو رہا ہے اور کہا جا رہا ہے کہ ہندو مسلمانوں کی آبادی عیسائیوں سے تقریباً اسی گنا زیادہ ہے جب ان کو اس قسم کی امداد سے محروم رکھا جاتا ہے تو آخر کیا وجہ کہ قلیل التعداد عیسائیوں کو تقریباً نصف کروڑ روپے کی خطیر رقم دیدی جائے سب کے لئے ایک اصول ہونا چاہیئے۔ حکومت اس امداد کے جواز میں خواہ کوئی دلیل پیش کرے لیکن ملک اس سے یقیناً مطمئن نہیں ہو سکتا ہے۔ اس لئے حکومت کیلئے یہی بہتر ہے کہ وہ اس روپیہ کو پادریوں کی جھولی میں ڈالنے کی بجائے رفاہ عام کے ایسے مفید کاموں پر صرف کرے۔ جس سے ہر ایک مذہب وملت کے افراد مستفید ہو سکیں۔

"الفضل" کی افسوسناک غلط بیانی

۱۷ مارچ کو جناب چودھری ظفر اللہ خانصاحب قادیانی نے لاہور کے وائی۔ ایم۔ سی۔ اے ہال میں "احمدیت کا پیغام" کے عنوان سے انگریزی میں ایک لیکچر دیا۔ جناب سید عبدالقادر صاحب ایم۔ اے پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور اس جلسہ کے صدر تھے۔ لیکچر کیسا تھا اور اس میں فاضل مقرر نے جو کچھ کہا وہ کس حد تک درست تھا؟ یہ ایک علیحدہ سوال ہے لیکن یہ امر بے حد قابل افسوس ہے کہ احراری اخبارات کی طرح قادیانی پریس نے بھی اس اجتماع کی غلط روئیداد شائع کی اور اس میں صاحب صدر کی طرف وہ باتیں منسوب کی ہیں۔ جو انہوں نے بالکل نہیں کہی تھیں۔ "الفضل" کا بیان ہے کہ سید صاحب نے فرمایا کہ:۔

"میں نے جناب امام جماعت احمدیہ کے تاریخی خطبے پڑھے ہیں جو آپ نے پچھلے دنوں بیان کئے اور میں ان سے بہت متاثر ہوا۔ اور میں نے جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو پیغام بھیجا کہ آپ کے روح پرور خطبے ایک نہ ایک دن آپ کو ایک بہت بڑی سیاسی قوت بنا دیں گے۔" (الفضل ۱۹ مارچ صفحہ ۲)

لیکن سید صاحب نے اپنے ایک مضمون میں اس کی واضح الفاظ میں تردید کر دی ہے۔

سید صاحب کا بیان

سید صاحب اپنے مضمون میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"میں نے اپنی تقریر میں جو کچھ عرض کیا تھا۔ وہ بالکل غلط اور خلاف رنگ میں پیش کیا گیا لہذا میرے لئے ضروری ہو گیا۔ کہ چند سطور میں اپنی پوزیشن واضح کر دوں۔۔۔۔ یہ صحیح نہیں کہ میں نے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے خطبات کو روح پرور کہا۔ تقریر انگریزی زبان میں تھی۔ معلوم نہیں کہ "روح پرور" کس انگریزی لفظ کا ترجمہ ہے [illegible] واقعہ یہ ہے کہ میں نے اپنی تقریر میں بعض [illegible] امور کے علاوہ یہ بھی کہا تھا کہ [illegible] یہ لائے تھی کہ احمدی قادیانی جماعت [illegible]

موقعہ پر سیاسی رنگ اختیار کرے گی۔ بلکہ دو تین برس پیشتر میں نے ایک مضمون میں بھی اپنی اس رائے کا اظہار کر دیا تھا۔"

جناب چودھری ظفر اللہ خاں قادیانی جماعت کے ایک سرکردہ رکن ہیں۔ "الفضل" نے ان کی تقریر کا کافی پروپیگنڈا کیا تھا۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس جلسہ کی کارروائی قلمبند کرنے کا قادیانیوں نے خاص اہتمام کیا ہوگا۔ اس کے باوجود اتنی بڑی غلط بیانی بیحد قابل افسوس ہے اس کو بددیانتی کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ "الفضل" نے جس غرض سے یہ حرکت کی ہے وہ ہرگز ہرگز پوری نہیں ہو سکتی۔ ہمیں پہلے ہی یقین تھا کہ سید صاحب نے جناب خلیفہ قادیان کے خطبوں کو روح پرور ہرگز نہیں کہا ہوگا۔ پیر پرست قادیانی اپنے پیر کے خطبوں کو جو جی چاہے کہیں اور سمجھیں۔ لیکن عقل و دماغ رکھنے والے انسانوں کے نزدیک یہ خطبے غیر ضروری طوالت، بے مغزی اور دیگر کئی لحاظ سے روح پرور ہونے کی بجائے روح فرسا ہوتے ہیں۔

سید صاحب کی اصابت رائے

جناب سید صاحب کے مندرجہ بالا الفاظ کے بعد ہر ایک انصاف پسند شخص کو ان کی دوربینی اور اصابت رائے کا قائل ہونا پڑے گا۔ ان کا یہ خیال بالکل صحیح تھا کہ قادیانی جماعت کسی دن سیاسی رنگ اختیار کریگی۔ ان کا ارشاد ہے کہ انہوں نے آج سے دو تین برس پیشتر اس رائے کا اظہار بھی کر دیا تھا۔ چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ جماعت اپنے اصل کام یعنی تبلیغ و اشاعت اسلام کو فراموش کر کے سیاسیات میں غرق ہو رہی ہے پوری سرگرمی سے سیاسی انجمنیں قائم ہو رہی ہیں۔ اگر یہی حالت رہی تو وہ وقت بہت جلد آنے والا ہے۔ جبکہ یہ جماعت بالکل سیاسیات کے لئے وقف ہو جائے گی اور خدمت و اشاعت اسلام سے اسے مطلق کوئی سروکار نہیں رہے گا۔ ہمارا بھی عرصہ سے یہی خیال تھا کہ قادیانی جماعت سیاسی رنگ اختیار کرے گی۔ ہم نے گذشتہ دو تین سال کے عرصہ میں بار ہا اس کا اظہار کیا۔ اور قادیانیوں کو ہمدردانہ و مخلصانہ طریق پر ٹوکا بھی۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے کے خطبات اور پیغام صلح کے فائل اس پر گواہ ہیں۔ لیکن ہمیں ہمیشہ گالیاں ہی ملیں۔ دیکھئے سید صاحب سے کیا سلوک ہوتا ہے۔

"مصلحت وقت"

ہمارے دوست عزیز الرحمٰن صاحب سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شاخ مانسہرہ نے حضرت مسیح موعود کا ایک رؤیا نقل کر کے بھیجا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

"میں نے ایک سنجیدہ شخص کو دیکھا کہ وہ مرتدین میں داخل ہو گیا ہے میں نے کہا کہ کیا ہو گیا ہے۔ اس نے کہا کہ مصلحت وقت ہے۔" (ملفوظات صلاسم)

ایک طرف یہ رؤیا ہے اور دوسری طرف جناب میاں صاحب کی یہ تحریر کہ:۔

"چونکہ حضرت صاحب کے [illegible] کو اس وقت بہت گھٹا کر لکھا جاتا ہے اس لئے مصلحت وقت مجبور کرتی ہے کہ آپ کے اصل [illegible] جماعت کو آگاہ کیا جائے۔ ورنہ اس طرح لفظ نبی کے استعمال کو

(بقیہ صفحہ ۶)

مولوی صاحب آپ کو مباحثہ و مناظرہ کا بہت عمدہ علم ہے۔ خدا برکت دے اور یہ تو کہنے والے بیسیوں تھے کہ احمدی غالب آ گئے مولوی ثناء اللہ صاحب ہار گئے۔

لمبی عمر پانے والا کون ہے؟

مولوی صاحب کو جہاں تفسیر ثنائی کے حوالہ سے یہ دکھایا گیا۔ کہ آپ نے خود مباہلہ کو اس میں "آخری فیصلہ" لکھا ہے پس حضرت مرزا صاحب کا "آخری فیصلہ" یقیناً مباہلہ ہی ہے۔ وہاں ساتھ ہی انہیں یہ بھی بتا دیا گیا۔ کہ اگر یہ محض فیصلہ کے لئے یکطرفہ دعا ہے تو آپ نے کیوں کہا تھا کہ یہ مجھے منظور نہیں۔ کیا یکطرفہ دعا کی منظوری کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر آپ نے تو حدیث تقریری کے طور پر اپنی تصدیق کے ساتھ یہ لکھا تھا۔ کہ مفسد اور دغا باز کی عمر لمبی ہوگی۔ سو خدا کا فیصلہ آپ نے دیکھ ہی لیا۔ اب کیا جھگڑا ہے۔

مولوی صاحب نے کہا۔ کہ میری عمر تو ابھی مرزا صاحب سے بہت کم ہے۔ تب انہیں بتایا گیا کہ یہ لمبی عمر مقابلہ کے بعد ہے ورنہ کیا آپ حضرت نوح کو جنکی عمر ۹۵۰ برس ہے۔ مفسد کہیں گے؟

مسیلمہ کذاب اور یکطرفہ دعا

پھر مولانا صاحب کو یہ بھی کہا گیا۔ کہ آپ نے لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے مسیلمہ کے تباہ ہونے کے لئے دعا کی تھی لیکن وہ آنحضرت صلعم کے بعد مرا۔ لیکن دعا کی صحت میں کوئی شک نہیں کیونکہ مسیلمہ آخوش بے نیل و مرام مرا۔ اسی طرح ہم بھی کہتے ہیں کہ جناب مولانا آپ بھی نیل مرام زندہ ہیں۔ اور بے نیل مرام ہی مرینگے۔ لہذا مسیح موعود کی دعا کی صحت میں ہمیں کوئی شک نہیں۔ فقط والسلام

کراچی میں خونین ہنگامہ

—— کراچی ۲۰ر مارچ۔ کل صبح یہ خبر بجلی کی طرح شہر میں پھیل گئی کہ عبد القیوم خاں کو پھانسی دیدی گئی ہے سلم تجارتی حلقوں میں اس خبر کے ساتھ فی الفور کاروبار بند کر دیا گیا اور ایک لاکھ مسلمانوں کا جم غفیر مرحوم کی نعش کے مطالبے کے لئے ڈسٹرکٹ جیل کے پھاٹک کے سامنے جمع ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حکام نے مرحوم کی نعش کو میوا شاہ کے قبرستان میں پہنچا دیا۔ ہزار کافی تعداد مسلمانوں نے نماز جنازہ ادا کی اس کے بعد میت کو سرکاری نگرانی میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ لیکن بعض بیانات اس سے مختلف ہیں۔ چند اخبارات سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ میت کو نماز جنازہ کے بغیر سپرد خاک کیا گیا تھا۔ خیر بعد دوپہر حالات بہت نازک ہو گئے۔ مسلمانوں کا ایک جم غفیر جو مرحوم کی ہمدردی میں مظاہرے کر رہا تھا۔ تشدد پر اتر آیا اور مشتعل مجمع نے نعش کو قبر سے کھود نکالا۔ اور اس کا جلوس نکالنے پر اصرار کیا۔ تھوڑی دور جلوس کی شکل میں لے بھی گئے۔ پولیس نے اس کی اجازت نہ دی چونکہ صورت حالات تشویشناک ہو رہی تھی اس لئے فوج طلب کی گئی۔ پولیس نے نعش اس کے حوالے کرنے اور مجمع منتشر ہونے کا حکم دیا۔ لیکن اس کی تعمیل نہ کی گئی۔ بلکہ کہا جاتا ہے بعض لوگوں نے پولیس اور حکام پر پتھر بھی پھینکے۔ پولیس نے شروع میں ہوا میں فائر کئے۔ بعد میں گولیاں برسانی شروع کر دیں۔ لیکن یہ سرکاری بیان ہے جسکی تردید کی جا رہی ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ گولیاں نہایت بیدردی اور بے احتیاطی سے چلائی گئیں شہدا اور مجروحین کی تعداد دوسرے ذرائع سے زائد بیان کی جاتی ہے۔

اس ہنگامہ کے بعد فوج نے شہر میں امن قائم کر دیا شہدا میں ایک گیارہ برس کا بچہ بھی شامل ہے کہا جاتا ہے کہ ابھی تک فسادی عنصر شہر میں موجود ہے اگر خاص انتظام نہ کیا گیا تو خطرناک حالات پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے کراچی کا سول ہسپتال ماتم کدہ بنا ہوا ہے جہاں شہدا کے ورثا نعشوں کو حاصل کرنے کے لئے یا مجروحین کی تیمارداری کے لئے سینکڑوں کی تعداد میں جمع ہو رہے ہیں ایک عورت نے جب یہ دیکھا کہ اس کا خاوند اور لخت جگر دونوں شہید ہو گئے ہیں تو وہ بیہوش ہو گئی مصیبت زدگان کی امداد کا کام شروع ہو گیا ہے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے قریباً ایک درجن اشخاص کے خلاف زیر دفعہ ۱۴۴ نوٹس جاری کئے ہیں اور انہیں ہدایت کی ہے کہ وہ ۱۹ر مارچ کے حادثہ اور عبد القیوم خاں کی پھانسی کے واقعہ کے متعلق کوئی پمفلٹ اور خبر شائع نہ کریں۔

—— دہلی ۲۱ر مارچ۔ آج ہنگامہ کراچی کے متعلق مسٹر [illegible] بانے تحریک التوا پیش کی جو ۴۴ کے مقابلہ میں [illegible] کی اکثریت سے منظور ہو گئی [illegible] کی بہت [illegible]

[illegible] کو بعد نماز جمعہ مسجد جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے احمدیہ بلڈنگس لاہور میں شہدائے کراچی کا جنازہ غائب پڑھا گیا اور اتفاق رائے سے حسب ذیل ریزولیوشن پاس کیا گیا:۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا یہ عام اجلاس کراچی کے [illegible] اور نہتے مسلمانوں کے کشت و خون کو نہایت غم و غصہ کی نظر سے دیکھتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس حادثہ الم کے متعلق ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کرے اور ان حکام کو کما حقہ سزا دے جن کی غلطی سے یہ صورت حالات پیدا ہوئی اور گورنمنٹ کا فرض ہے کہ شہدا کے پسماندگان کو ان کے خون ناحق کا معاوضہ دے نیز یہ

میرٹھ میں احمدیت کی فتح

آریہ سماج اور مولوی ثناء اللہ صاحب سے دو کامیاب مناظرے

(از مولانا عمر الدین صاحب شملوی از دہلی)

میرٹھ میں جناب مولوی مبارک حسن صاحب کے مدرسہ دار العلوم کا سالانہ جلسہ تھا۔ اس موقعہ پر مولانا مبارک حسن صاحب نے مجھے آریہ سماج کے ساتھ مقابلہ کے لئے دعوت دی اور ساتھ ہی آپس میں بھی مناظرہ کرنے کیلئے دعوت دی۔ دہلی میں انہی دنوں انجمن سیف الاسلام کے جلسہ پر بھی مناظرہ تھا۔ اس لئے میں نے سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل کو مرکز سے بھیجے جانے کی تحریک کی۔ لیکن خدا کی قدرت کہ مدرسہ دار العلوم میرٹھ کو مجبوراً اپنے جلسہ کی تاریخیں سیف الاسلام کے جلسہ کے بعد رکھنی پڑیں۔ اس لئے میرا پروگرام ناز تا بدل گیا۔ میں نے سید اختر حسین صاحب کو بھی میرٹھ میں مناظرہ کے لئے ساتھ لے لیا اور یہاں خدا کے فضل سے سید صاحب نے دو زبردست مناظرے اور ایک اعلیٰ تقریر کی۔ جن کا پبلک پر نہایت عمدہ اثر ہوا۔ لوگ مولانا سے ملتے اور مصافحہ کرتے اور شکریہ ادا کرتے۔ میرٹھ کے ایک رئیس نے جب سید صاحب کی تقریر سنی تو کہا کہ دیکھو یہ لوگ کس طرح اسلام کو خوبی سے پیش کرتے ہیں وہ لوگ جوان کو برا کہتے ہیں چپ ہو جائیں۔ کہ ان کا لیکچر ہو۔ وہ اب سوچیں۔

آریہ سماج سے مناظرہ

اس تقریر کے بعد آریہ سماج کے ساتھ مباحثہ ہوا۔ تو سید صاحب نے ان کے تمام اعتراضات کو اس خوبی سے رد کرکے دکھایا۔ کہ مرحبا اور جزاک اللہ کی آواز ہر سمت سے بلند ہوئی سید صاحب نے حضرت مسیح موعود کو بحیثیت خادم اسلام پیش کیا تو سب نے خوشی سے سنا اور جلسہ کے ختم ہونے پر سب لوگ بہت خوش تھے اور آفرین کہتے تھے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب سے مناظرہ

پھر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے آخری فیصلہ پر تمام کو ڈیڑھ گھنٹہ مناظرہ ہوا۔ جس میں خدا تعالیٰ نے سید صاحب کی وہ نصرت کی اور وہ توفیق بیان عطا کی۔ کہ دشمن تک معترف ہو گئے اور کئی غیر احمدیوں اور غیر مسلموں نے صاف کہہ دیا کہ ہم تو سمجھ گئے کہ مرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو آخری فیصلہ کیلئے مباہلہ کی دعوت دی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اسے مباہلہ ہی سمجھا۔ اور اس وقت مباہلہ سے فرار کر گئے۔ یہی ہم نے بحث میں ثابت بھی کیا تھا۔ تعجب کی بات ہے کہ غیر مسلم تک اس بات کو سمجھ گئے۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب دیدہ دانستہ انکار کرتے تھے اور ان کا انکار ہی ان کے لئے مضر ہوا۔

مولانا مبارک حسن صاحب کا حسن انتظام

مباحثہ نہایت اطمینان اور سکون سے ہوا۔ مولانا مبارک حسن صاحب کی صدارت، اور انتظام نہایت عمدہ تھا اور انہوں نے ہماری خاطر مدارات میں خلق محمدی کا [illegible] جس کے لئے ہم ان کے تہ دل سے شکر گذار ہیں [illegible] نہیں کرایہ بند دینا چاہا۔ لیکن ہم نے اس خیال سے کہ ایک مذہبی مدرسہ پر ہمارا بوجھ ہوگا۔ شکریہ سے کرایہ لینے سے انکار کر دیا۔ ورنہ مولانا تو اس خدمت کے لئے تیار تھے۔

پہلی تقریر

منتظمین جلسہ کی خواہش پر سید اختر حسین صاحب نے پہلا ایک تقریر صداقت اسلام اور آنحضرت صلعم کے نبی کامل ہونے پر کی یہ تقریر نصف گھنٹہ کی تھی اور اس قدر مؤثر تھی۔ کہ تمام دل متاثر ہو گئے اس کو سن کر غیر احمدیوں نے اس پر افسوس کیا کہ ان لوگوں کو کیوں کافر کہا جاتا ہے یہ تو دین اسلام کے شیدائی معلوم ہوتے ہیں

مباحثہ

آریہ پنڈت ہردے پرکاش نے جو احمدیت کا رنگ غالب دیکھا جھٹ دوستانہ رنگ میں معترض ہو گیا اور اعتراض تو سب اصل تقریر کے متعلق تھے۔ مگر ہمارے اثر کو زائل کرنے کے لئے خواہ مخواہ حضرت مرزا صاحب کا ذکر درمیان میں لے آیا اور کہا۔ کہ تم مرزا صاحب کو کیوں مانتے ہو۔ جبکہ تم یہ کہتے ہو کہ کامل دین اور کامل نبی کے بعد اور کسی دین یا نبی کی ضرورت نہیں ہے۔

سید صاحب کا جواب

سید اختر حسین صاحب نے فرمایا۔ کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو اس لئے مانتے ہیں کہ وہ اس کامل نبی کے غلام ہیں اور کامل دین کے خادم ہیں۔ اس پر ہر طرف سے جزاکم اللہ اور مرحبا کی صدا بلند ہوئی۔ گو اس وقت کوئی متعصب ملاں جل مرا ہو۔ مگر یہ خدا کی قدرت ہے کہ ہم نے مباحثہ میں حضرت مرزا صاحب کو اسلام کا خادم ولی اللہ کے طور پر علی الاعلان پیش کیا اور صاف کہا کہ نبی وہ نہیں ہیں۔ مگر چونکہ صداقت ساتھ تھی۔ اس لئے قادیانی جماعت کے سیکرٹری صاحب نے بھی ہماری کامیابی پر ہمیں اظہار خوشی کے ساتھ مبارکباد دی اور کہا کہ انہیں بھی ہم اپنا لٹریچر پہنچا دیں۔ خدا کے فضل سے ہماری کامیابی اتنی نمایاں تھی۔ کہ دشمن بھی معترف ہو گئے۔ یہ خدا تعالیٰ کی کارسازی ہے کہ اس نے خدمت دین کا ہمیں ایسا موقعہ دیا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب اور آخری فیصلہ

مولوی ثناء اللہ صاحب کو خاص ہماری خاطر بلایا گیا تھا اب ان کے ساتھ ہمارے مباحثہ کی باری آئی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے تو آخری فیصلہ کے اشتہار سے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ چونکہ اس فیصلہ میں صادق کی زندگی میں کاذب کی موت چاہی گئی تھی۔ اور چونکہ مرزا صاحب پہلے فوت ہو گئے۔ لہذا وہ صادق نہیں ہیں۔

ہمارا جواب

ہم نے بتایا کہ دراصل مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ مدتوں سے یہ جھگڑا چلا آ رہا تھا۔ کہ وہ مباہلہ کرکے فیصلہ کر لیں۔ مگر مولوی صاحب حیلہ و بہانہ سے اس تلخ پیالہ کو ٹالتے رہے۔ یہاں تک کہ جب انہوں نے ۱۹۰۷ء کے شروع میں مباہلہ پر ذرا سی آمادگی ظاہر کی۔ تو فوراً ان کو مباہلہ کے شکنجہ میں جکڑنے کے لئے ان کا چیلنج منظور کر لیا گیا۔ مگر ان کو کہا گیا۔ کہ چونکہ کتاب حقیقۃ الوحی قریباً چھپ چکی ہے اس لئے ہم اس کتاب کے ہمراہ اپنی طرف سے مباہلہ کا اشتہار شائع کر دیں گے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو کتاب بھیجدی جائیگی۔ پھر مولوی صاحب کتاب کو اچھی طرح پڑھ لیں اور اگر پھر بھی ان کی تسلی نہ ہو۔ اور وہ مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ تو ہمارے اشتہار مباہلہ کے بالمقابل مباہلہ کا اشتہار دیکر آخری فیصلہ کر لیں۔ مگر اس اعلان کو مولوی صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے فرار کے مترادف قرار دے کر شور مچایا۔ کہ لو کرشن قادیانی وہ بھاگا۔ وغیرہ وغیرہ۔ تب اس ظلم کو دیکھکر حضرت مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی کے ہمراہ اشتہار شائع کرنے کی بجائے ایک علیحدہ اشتہار مباہلہ آخری فیصلہ کی غرض سے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو شائع کر دیا اور یہی وجہ تھی۔ کہ جب مولوی ثناء اللہ صاحب نے جون ۱۹۰۷ء میں حقیقۃ الوحی کا مطالبہ کیا۔ تو اس کو جواب مل گیا۔ کہ اس کتاب کو بھیجنے کا اس وقت وعدہ تھا۔ جبکہ مباہلہ اس کے پڑھنے کے بعد قرار پاتا تھا۔ لیکن چونکہ مولوی صاحب نے حیلہ و بہانہ سے اس پیالہ کو ٹالنا چاہا۔ اس لئے خدا کی حکمت نے انہیں دوسری راہ سے یعنی اشتہار مباہلہ بصورت آخری فیصلہ شائع کروا کر پکڑ لیا۔ اس لئے اب حقیقۃ الوحی نہیں بھیجی جائیگی۔ پس اس واقعہ سے بھی آخری فیصلہ وہی اشتہار مباہلہ ہی ثابت ہوا جس کیلئے پہلے سے بحث ہو رہی تھی۔

مولوی ثناء اللہ کے تین عذر اور ان کے مسکت جواب

مولوی صاحب کا ایک عذر یہ تھا۔ کہ یہ اشتہار مباہلہ اس لئے نہیں ہے کہ اس میں مباہلہ کا لفظ نہیں ہے اس کے جواب میں ان کو اعجاز احمدی کے حوالہ سے اور حضرت مسیح موعود کی اس تقریر کے حوالہ سے جو آخری فیصلہ کے بعد آپ نے فرمائی۔ بتا دیا گیا کہ صادق کی زندگی میں کاذب کی موت کی دعا صرف مباہلہ کی صورت میں ہی ہوتی ہے اور بس۔ اور یہ بھی ثابت کیا۔ کہ دعا مباہلہ میں لفظ مباہلہ ضروری نہیں۔

مولوی صاحب کا ایک عذر یہ تھا۔ کہ ایڈیٹر اخبار "بدر" نے لکھا ہے کہ یہ مباہلہ نہیں محض دعا ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا۔ کہ زید و بکر کا قول حجت نہیں۔ حضرت مرزا صاحب کہتے ہیں یہ مباہلہ ہے۔ آپ مخاطب تھے آپ نے بار بار لکھا۔ کہ یہ مباہلہ کی دعا ہے اس لئے اب آپ کا انکار بے معنی ہے۔

مولوی صاحب کا ایک یہ عذر تھا۔ کہ میں لدھیانہ میں ۳۰۰ روپے انعام اس آخری مباحثہ میں جیت چکا ہوں۔

انعامی چیلنج

اس کے جواب میں کہا گیا۔ کہ سنت صدیق اکبرؓ کے موافق ہم مال کو بڑھا کر پھر انعامی مباحثہ کرتے ہیں۔ کیا آپ تیار ہیں [illegible] دس آدمی مسلمانوں میں سے ہم [illegible] اور [illegible] احمدیوں میں سے آپ چن لیں۔ اور ۵ آدمی غیر جانبدار مسلمہ فریقین ہوں گے۔ ان کا فیصلہ جو کثرت رائے یا اتفاق رائے سے ہو۔ قبول کر لیا جائے۔ مال جس قدر چاہو بڑھا لو۔ نصف ہماری جماعت کا ہوگا اور نصف آپ کی جماعت کی طرف سے ہوگا۔

مولوی صاحب کا انکار

مولوی صاحب نے اس کو ہوا قرار دیکر رد کر دیا اور کہا کہ میں تو مولانا محمد علی صاحب ہی سے یہ مباحثہ کرونگا۔ دوسرے لفظوں میں مولوی صاحب نے بہانہ سے ہمارے ساتھ انعامی مباحثہ کرنے سے انکار کر دیا۔ لیکن ہم بذریعہ اخبار پھر مولوی صاحب کو مباحثہ کی دعوت دیتے ہیں۔ مگر ہم جانتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب حسب عادت اس تلخ پیالہ کو خاموشی سے یا بہانہ سے ضرور ٹال دینگے

اس مباحثہ کا اثر

اس مباحثہ پر بھی بہت [illegible] دوں نے شاباش اور آفرین کہا اور سید صاحب کی بہت عزت کی اور ایک شخص کہنے لگا کہ

آپ نے ۔ مرزا محمود احمد صاحب کے ان مخلص مریدوں نے اپنے واجب الاطاعت خلیفہ کے ذرا سے اشارہ سے مسیح موعود کو دھوکہ باز تسلیم کرنا اور ان کی ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تمام تصانیف کو جن میں قرآنی علوم کے سمندر لہریں مار رہے ہیں منسوخ قرار دینا بسر چشم منظور کر لیا۔ مگر رد نہ کیا۔ تو اپنے اولو العزم خلیفہ کی بات کو

الا لعنة الله على القوم الظالمين

جماعت لاہور کے خوبصورت عقائد و اعمال

میاں محمود احمد صاحب اور ان کے مریدوں کی ستم ظریفیوں میں سے یہ مشتے نمونہ از خروارے ہے اور میرا دل نہیں چاہتا کہ مضمون کے اس حصہ کو طول دوں۔ تو جیسا کہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا ہے۔ جماعت احمدیہ فریق لاہور اپنے رب کی طرف سے بینات پر قائم ہے۔ اور اس کے عقائد ایسے پاکیزہ اور خوبصورت اور قوت عمل پیدا کرنے والے ہیں۔ کہ ان کی تکذیب اسلام کی تکذیب ہے

ہمارے اصول کی کوئی غلطی ثابت کرو

اس پر بھی آپ ہمیں غلطی پر سمجھتے ہیں۔ تو پھر ہمارے اصول کی غلطی ہم پر واضح کریں۔ مگر یہ کام آپ کے کرنے کا نہیں میں نے آپ کے سلسلہ مضامین کو جسے آپ نے ایک نہایت غیر منقیانہ عنوان کے نیچے اپنے اخبار میں جاری کر رکھا ہے بغور مطالعہ کیا ہے آپ اس کام کے اہل نہیں۔ اس خط میں اس قدر گنجائش نہیں کہ آپ کے مضامین پر پورا مفصل تبصرہ کر سکوں۔ مگر میں یہ کہنے سے رک نہیں سکتا کہ اکثر آپ نے جھوٹ کی غلاظت پر منہ مارا ہے۔ لفظ سخت ہے۔ مگر حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف بہ: یا بنی سے خدا یا ابن اللہ ہونے کا دعویٰ منسوب کرنا اس سے سخت تر ہے۔ باقی باتوں میں یا تو آپ نے دوسروں کی کاسہ لیسی کی ہے۔ یا بے معنی۔ دور از کار طویل عبارتوں یا لفاظی میں اپنے دلائل کی کمزوری چھپانے کی کوشش کی ہے۔

ایک مخلصانہ مشورہ

اس لئے نیک نیتی سے میرا آپ کو یہ مشورہ ہے۔ کہ آپ اس کام کو چھوڑ دیں۔ کیونکہ اول تو خدا کے قدوسیوں پر گند اچھالنے سے کبھی نیک نتائج مترتب نہیں ہوئے۔ دوسرے آپ کے مضامین باطل محض ہونے کی وجہ سے ہماری جماعت کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکتے بلکہ ممکن ہو سکتا ہے کہ آپ کی دور از کار تاویلات رکیک دلائل اور اصل بحث سے گریز لوگوں کو تحریک احمدیت کی طرف متوجہ کر دیں۔ اور اس طرح وہ حق کو قبول کر لیں سو اس طرح بھی یہ سلسلہ مضامین آپ کے مفاد کے خلاف ہے

میں پھر کہتا ہوں کہ اگر فی الواقع آپ نیک نیتی سے ہمیں کسی غلطی میں مبتلا سمجھتے ہیں (اگرچہ مجھے اس میں سخت شک ہے) اور اس غلطی سے ہمیں باہر نکالنے کی آپ میں تڑپ ہے۔ تو اس کی ایک ہی صورت ہے کہ ہمارے اصول کی غلطی ہم پر واضح کریں

اصولی بحث کرو

اور اس کی صرف ایک ہی ترکیب ہے کہ آپ اپنے ہمخیال علماء کو ہندوستان کے طول و عرض سے ہی نہیں۔ بلکہ بیرون ہند سے بھی جہاں کہیں آپ کے ہمخیال علماء بستے ہوں۔ ہمارے ساتھ اصولی بحث کیلئے بلا لیں۔ تمام دنیا کے علماء جو ہمارے خیالات سے متفق نہیں متفقہ طور سے اپنے نمائندے منتخب کر کے ہمارے ساتھ ایک اصولی بحث کی بنا ڈالیں۔ تاکہ حق و باطل میں ہمیشہ کیلئے امتیاز ہو۔ اور جو زندہ رہتا ہے۔ وہ دلیل سے زندہ رہے اور جو مرتا ہے وہ دلائل سے ہلاک ہو جائے۔ ورنہ تاویلات ہرگز کسی مفید نتیجہ پر نہیں پہنچائیں۔

یہود کی پیروی نہ کرو

یہود اپنی شقاوت قلبی سے آج تک حضرت مسیح ابن مریم پر طرح طرح کے ناپاک الزام لگاتے ہیں۔ تو انہوں نے کیا برکت پائی جو آپ اس امت کے مسیح پر بہتان طرازی سے پائیں گے۔ میں کہتا ہوں۔ کہ کیا اس میں آپ کے لئے کوئی درس عبرت نہیں کہ سید البشر کی ذات پاک پر جس کا فیض قدس آج بھی انتہائی تاریکیوں اور گناہ کی ظلمات میں گھرے ہوئے انسان کو نور کی طرف لے آتا ہے۔ ہاں اسی کامل ترین انسان کی ذات پر نکتہ چینی کرنیوالے آریہ اور عیسائی اس وقت بھی موجود ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

احمدیت کے اصول

احمدیت کے اصول جن پر جمیع علماء سے ہم بحث کے لئے تیار ہیں:۔

(۱) اللہ تعالے اس امت میں اپنے اولیاء سے ہمکلام ہوتا ہے۔

(۲) ہر صدی کے سر پر مجدد آنا ضروری ہے۔

(۳) حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دوسرے انبیاء کی طرح وفات پا گئے۔

(۴) وہ مسیح جس کے اس امت میں آنے کی پیشگوئی ہے۔ وہ اس امت کا مجدد ہے

(۵) کوئی ایسا مہدی نہیں آ سکتا۔ جو تلوار سے دین اسلام کو پھیلائے۔ لا اکراہ فی الدین

(۶) آنے والا مسیح ہی مہدی معہود ہے۔

(۷) قرآن شریف کی کوئی آیت منسوخ نہیں۔ نہ قیامت تک ہو سکتی ہے۔

(۸) قرآن شریف کا حکم جہاد منسوخ نہیں۔ لیکن موجودہ وقت میں اس ملک میں شرائط جہاد نہیں پائے جاتے۔

(۹) اس زمانہ کا جہاد تبلیغ اسلام ہے۔

(۱۰) دجال اور یاجوج ماجوج کی پیشگوئیوں کی مصداق مغربی اقوام ہیں۔

(۱۱) آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا نہ نیا نہ پرانا

(۱۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں جب تک وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے انکار نہ کرے۔

ایک درخواست

میں کسی وجہ سے یہ چٹھی آپ کو براہ راست بھیجنے سے معذور ہوں۔ اس لئے پیغام صلح کے ذریعے سے آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ آپ اسے اپنے اخبار میں شائع فرما کر مجھے شکریہ کا موقع دیں۔ تاکہ آپ کے قارئین پر ہمارا نقطہ نظر واضح ہو جائے۔ اگر آپ یہ عنایت نہ فرما سکیں۔ تو پھر کم از کم آپ کسی قریبی اشاعت میں تسلیم فرما لیں۔ کہ ہم نے آپ پر اور آپ کے ذریعے جمیع احرار پر اتمام حجت کر دی ہے اور آپ کو حق پہنچا دیا ہے۔

(ربانی آئندہ)

ایک مخالف کا لغو اعتراض

ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے

(از جناب مرزا ساطع مبلغ اسلام فجی)

سنا ہے کہ ہندوستان سے نووارد ہمارے ایک بھولے بھالے بھائی کسی محفل میں ذکر کر رہے تھے کہ وہ کسی زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی ملاقات کے لئے قادیان تشریف لے گئے جب ملاقات ہوئی تو انہوں نے دیکھا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے ازار بند کے ساتھ کچھ چابیاں بندھی ہوئی ہیں۔ دل میں فوراً خیال آیا۔ کہ یہ شخص دنیا دار ہے اور ہمارے بھولے بھائی قادیان سے واپس چلے آئے۔ خوب ع

ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے

قرآن پاک میں اللہ تعالے نے ہر مسلمان کو یہ دعا سکھلائی ہے اللّٰهم ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة وفی الاٰخرة حسنة وقنا عذاب النار۔ اے اللہ رب ہمارے عطا کر ہمیں دنیا میں اچھی چیزیں اور آخرت میں اچھی چیزیں اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا گویا دین اور دنیا کی حسنات کے حاصل کرنے کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلائی۔ حدیث شریف میں حضرت نبی کریم فرماتے ہیں لا رھبانیة فی الاسلام کہ اسلام میں دنیا کو ترک کر دینا جائز نہیں یعنی تم کو اس دنیا میں رہ کر دنیا کو بھی حاصل کرنا ہے۔ دنیا داری سے الگ ہو کر خدا کو یاد کرنا کوئی بڑا کام نہیں۔ بلکہ دنیا دار ہوتے ہوئے خدا کی طرف توجہ لگانا اصل عبادت ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی وغیرہم ایسے ہی بزرگ تھے۔ جو دنیا کے مال سے بھی وافر حصہ رکھتے تھے اور دیندار بھی تھے

پس اس زمانے کے مجدد کو بھی خدا اور رسول کے احکام کے مطابق اسی دنیا میں رہ کر دین اور دنیا دونوں کو اکٹھے کر کے نمونہ پیش کرنا تھا۔ پھر جس شخص کے پاس ہزارہا کتابوں سے بھری ہوئی الماریاں۔ گھر اندر اس میں سامان موجود ہو۔ اس کے پاس چند چابیوں کا موجود ہونا کون سا کفر ہو گیا۔ اور اس کی عبادت، ریاضت، خدمت دین اور عشق اسلام وغیرہ میں بدگمان ہو بیٹھنا کہاں کا انصاف ہے؟ اعتراض کرنے کو تو لوگوں نے حضرت محمد الرسول اللہ صلعم کو بھی کہہ دیا۔ کہ مال ھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق۔ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا اور بازاروں میں چلتا ہے۔

اب ہم اپنے بھولے بھائی کی توجہ چند احادیث کی طرف مبذول کراتے ہیں چنانچہ حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں وضعت مفاتیح کنوز الارض فی یدی۔ یعنی زمین کے خزانوں کی چابیاں میرے ہاتھ میں رکھی گئیں۔ پھر فرمایا حضرت نبی کریم صلعم نے ان اللہ زوی لی الارض مشارقها ومغاربها واعطیت مفاتیح کنوز الارض۔ یقیناً اللہ تعالے نے زمین میرے لئے زمین پورب سے پچھم تک اور مجھ کو زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں۔ پھر اور فرمایا حضرت نبی کریم صلعم نے جاءنی جبریل بمفاتیح کنوز الارض علی فرس ابلق۔ یعنی میرے پاس جبریل زمین کے خزانوں کی چابیاں لے کر ابلق گھوڑے پر آئے

اب فرمائیے آپ نے قادیان جا کر حضرت مجدد وقت کے پاس تو چند چابیاں دیکھیں۔ لیکن حضرت محمد رسول اللہ تو دنیا جہان کی چابیوں کی ملکیت کا دعوے کرتے ہیں۔ تو کیا آپ یہاں بھی یہ نتیجہ پیدا

۴۴

۴۴ کریں گے۔ کہ نعوذ باللہ حضرت محمد الرسول اللہ سب سے بڑے دنیا دار تھے۔ یہ تو ہے حضرت محمد الرسول اللہ کا حال۔ قرآن پاک میں خدا کے متعلق بھی یوں آیا ہے۔ له مقالید السمٰوٰت والارض۔ اللہ ہی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمین کی چابیاں۔ کیا خدا بھی نعوذ باللہ دنیا دار ہے۔

تار کا پتہ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر

محمد انعام الحق

ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی

(۴) سب صحابہؓ واجب الاحترام ہیں

سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۳ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۷ مارچ ۱۹۳۵ء | نمبر ۲۱

مسلمان قوم کے مخلص رہنما پنجاب کے قابل فخر فرزند

آنریبل میاں سر فضل حسین بالقابہ کا خیر مقدم

اس امر سے قارئین کرام بخوبی واقف ہو چکے ہیں آنریبل میاں سر فضل حسین بالقابہ وزیر تعلیم حکومت ہند دو چار روز میں اپنے عہدے سے سبکدوش ہونے والے ہیں۔ موجودہ پروگرام کی رو سے ممدوح انشاء اللہ ۳۱ مارچ کی شب کو دہلی سے بذریعہ فرنٹیئر میل روانہ ہو کر یکم اپریل کی صبح کو لاہور تشریف فرما ہونگے۔ دہلی میں الوداعی اور لاہور میں خیر مقدم کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ پیغام صلح کا پیش نظر پرچہ مذکورہ بالا تاریخ سے قبل شائع ہونے والی آخری اشاعت ہے۔ لہذا ہم اسی اشاعت میں چند الفاظ عرض کر دینا مناسب سمجھتے ہیں۔

آنریبل میاں سر فضل حسین بالقابہ کی عظیم المرتبت ہستی، آپ کی شاندار اسلامی و قومی خدمات۔ آپ کی غیر معمولی قابلیت، آپ کا قوی ترین عزم، آپ کی عدیم المثال جرأت وصداقت پسندی محتاج تعارف نہیں ہیں۔ ملک قوم کا بچہ بچہ ان سے بخوبی واقف ہے۔ شریف و بالنصاف لیڈران صاف الفاظ میں ان کا اعتراف کرتے ہیں اور احسان فراموش اور متعصب لوگوں کو اس کی توفیق نصیب نہیں ہوتی۔

مسلمان قوم میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں۔ جو قوم کی خدمت کے نام پر اور قوم کا سہارا لیکر بلند مراتب اور اعلیٰ عہدوں پر پہنچتے ہیں۔ وہ حصول مقصد سے قبل قوم سے بڑے بڑے وعدے کرتے ہیں۔ اپنے اخلاص کا یقین دلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن ان بلندیوں پر پہنچ کر ان کو یہ وعدے فراموش ہو جاتے ہیں وہ اپنے ہم قوموں اور ہم مذہبوں کو ایک ذلیل مخلوق سمجھنے لگتے ہیں۔ قوم کی ہر ایک ضرورت سے ان کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔ وہ اس کی کسی آواز کو سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ لیکن آنریبل میاں سر فضل حسین اللہ تعالیٰ کے فضل اور ذاتی قابلیت کی وجہ سے اعلیٰ عہدوں کی بلندیوں پر پہنچے۔ اور ہر وقت اور ہر مرحلہ پر اپنی قوم اور اپنے ملک کے مفاد کی مردانہ وار حفاظت کی۔ انصاف ہمیشہ ان کا مسلک رہا ہے اور کمزور کے حقوق کی خاطر وہ ہر وقت سینہ سپر ہے۔ انہوں نے اپنے فرائض کو اس قدر ایمانداری اور خوش اسلوبی سے انجام دیا ہے اور رعایا کی ایسی شاندار خدمات انجام دی ہیں۔ جس کی مثال بہت ہی کم ملتی ہے۔ ممدوح کے سامنے ذاتی مفاد کی بے شمار زریں راہیں تھیں وہ اپنے اصول، فرض اور انصاف کو قربان کر کے بہت کچھ حاصل کر سکتے تھے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ لوگ بالعموم ان بلندیوں پر پہنچکر ذاتی اغراض کے لئے قومی و ملکی مفاد کو قربان کر دیتے ہیں۔ لیکن انہوں نے ملک قوم کے لئے ذاتی مفاد تو رہا ایک طرف اپنی صحت تک تباہ کر لی۔ اب وقت ہے کہ ملک قوم اپنے اس ایثار پیشہ اور مخلص فرزند کے احسانات کا عملی اعتراف کرے اگر وہ ایسا نہیں کرینگے تو زمانہ مستقبل کا مورخ انہیں یقیناً احسان فراموش کہیگا۔

پیغام صلح احمدیہ جماعت فریق لاہور کا آرگن ہونیکی حیثیت سے اپنی جماعت کے تمام افراد اور اپنے کثیر التعداد قارئین کی طرف سے ممدوح کا دلی خیر مقدم کرتا ہے۔ ممدوح کی ذات سر پنجاب اور مسلمان قوم کی بڑی قیمتی متاع ہے ہم دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ آپکو صحت اور عمر دراز دے آمین ثم آمین

دو ضروری باتیں

ہماری جماعت ایک قرارداد کے ذریعہ یہ فیصلہ کر چکی ہے۔ کہ ۲۹ مارچ کو نماز جمعہ کے بعد ممدوح کی صحت و درازی عمر کے لئے دعا کی جائے۔ نیز یکم اپریل کو لاہور ریلوے اسٹیشن پر آپ کا شاندار خیر مقدم کیا جائے احباب جماعت کو ان دونوں باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے دیگر برادران اسلام سے بھی ہماری یہی درخواست ہے۔

جماعتہائے سلسلہ کے سالانہ جلسے

ماہ اپریل میں ہی منعقد کر لئے جائیں

گذشتہ سال بہت سی جماعتوں نے اپنے سالانہ جلسے منعقد کئے تھے۔ اس سال بھی امید ہے اکثر جماعتیں اپنے جلسے منعقد کرینگی مناسب ہوگا کہ اپریل ہی کے مہینہ میں جلسے کر لئے جائیں۔ مئی میں گرمی زیادہ ہو جائے گی۔ جو جماعتیں جلسے منعقد کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں۔ وہ بہت جلد صدر دفتر سے خط و کتابت کر کے تاریخوں کا تعین کر لیں۔

خاکسار
مرزا مسعود بیگ
اسسٹنٹ سکرٹری انجمن

جماعتوں کے سکرٹری صاحبان

سے ایک بہت ضروری درخواست

خطوط کا جواب جلد دیجئے

گذشتہ دنوں بیرونی جماعتوں کے سکرٹری صاحبان کو اخبار کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور جناب ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب کی طرف سے ایک ضروری خط لکھا گیا تھا جس کا جواب بہت کم مقامات سے موصول ہوا ہے۔ اس لئے باقی سکرٹری صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ بہت جلد مقامی احباب سے مشورہ کے اپنا مفصل جواب دیں اس معاملہ میں تاخیر مناسب نہیں۔

ایڈیٹر صاحب "احسان" کی خدمت میں کھلی چٹھی

جماعت احرار اور جناب خلیفہ قادیان کیلئے چند قابل غور باتیں

(۳)

(از جناب محمد صادق صاحب ہیڈ ماسٹر سنوری گیٹ پٹیالہ)

جماعت قادیان کی مخالفت بے سود ہے

باقی رہا جماعت قادیان کا معاملہ، اس کے متعلق بھی میں آپ سے عرض کر دونگا۔ آپ صاحبان ان کی مخالفت بھی چھوڑ دیں کہ یہ بے سود ہے جیسا کہ میں ابھی کہہ چکا ہوں اس جماعت نے میاں صاحب کی بیعت بڑے مہنگے داموں پر کی ہے۔ خلیفہ کی خاطر خدا چھوڑا۔ رسول چھوڑا مسیح موعود چھوڑا۔ ایمان چھوڑا عقل چھوڑی۔ تو اب اگر یہ اپنے خلیفہ کو بھی چھوڑ دیں تو ان کے پاس کیا رہ جائیگا؟

جناب خلیفہ قادیان کے مریدوں کی اطاعت شعاری

خلیفہ نے مسیح موعود کو نبی کہا۔ جماعت نے عرض کیا حضور کے تمام احکام کی اطاعت جزو ایمان ہے اگر اس میں خاتم النبیین کی ہتک یا نص صریح قرآن کا استخفاف لازم آتا ہو تو آیا کرے ہم نے تو حضور کی بیعت کی ہے۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ مسیح موعود کی ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتابیں منسوخ ہیں سب نے کہا ضرور منسوخ ہیں۔ اس میں اگر مسیح موعود کو (نعوذ باللہ) دھوکہ باز اور طامع ماننا پڑے تو کیا حرج ہے خلیفہ نے کہا۔ میری جماعت کے سوائے سب کلمہ گو کافر ہیں۔ سب نے عرض کیا۔ بالکل بجا ارشاد ہے۔ محض صاحب شریعت انبیاء کے انکار سے کفر کا لازم آنا ایک فضول سی شرط ہے خلیفہ نے حکم دیا کہ غیر احمدی کا جنازہ حرام ہے بلکہ اس میں یہاں تک احتیاط لازم ہے کہ غیر احمدی کے معصوم بچے کا بھی جنازہ نہ پڑھا جائے۔ نہیں یہیں تک نہیں بلکہ اگر کسی بیابان ریگستان میں بھی گذر ہو۔ اور وہاں کسی شخص کی نعش پڑی ملے۔ تو اس کا بھی جنازہ نہ پڑھنا۔ ممکن ہے وہ کسی غیر احمدی کی نعش ہو۔ مریدوں نے عرض کیا۔ بجا ہے حضور۔ اس جنازہ کے پڑھنے میں نہایت سخت احتیاط لازم ہے ایسا نہ ہو کہ ہمارے نماز جنازہ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کو وہ غیر احمدی بہشت میں بھیجنا پڑے۔ حالانکہ وہ لائق دوزخ تھا۔ ہمیں افسوس ہے کہ حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفہ اول کے زمانہ میں ہم غیر احمدی لوگوں کے جنازے پڑھ کر انہیں جنت کے ٹکٹ دیتے رہے۔ مسیح موعود کے پانچوں فتاویٰ کہ برا نہ کہنے والے غیر از جماعت لوگوں کا جنازہ پڑھ دیا جائے فضول ہیں وہ کسی مصلحت سے دفع الوقتی کے لئے دیدیئے ہونگے حضور کا فتویٰ صحیح ہے۔

ظلی حج

خلیفہ نے ارشاد فرمایا کہ مکہ مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو گیا ہے اس لئے ہمارا سالانہ جلسہ ظلی حج ہے۔ مریدوں نے عرض کیا۔ اس میں کیا شک ہے مکہ مدینہ تو کافرستان ہے۔ خانہ کعبہ کے متولی بھی کافر ہیں۔ اس لئے ہمارا سالانہ جلسہ ضرور ظلی حج ہے اور ظلی کے معنی ہم خوب سمجھتے ہیں۔ حضور نے حقیقۃ النبوۃ میں لکھے ہوئے ہیں۔ اس لفظ سے نفس معاملہ میں کوئی فرق نہیں آتا۔ باقی قادیان تو ایڈیٹر صاحب الفضل کے لکھنے سے ہی ارض حرم بن جائیگی۔ بدنصیب پیغامی ظلی حج اور ارض حرم دونوں سے ہی محروم ہیں۔ اور ان کے باطل پر ہونے کی یہ سب سے بڑی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے کہ آپ نے شریعت آسمانی بنائی۔ اب پیغامی یہ بھی اعتراض نہیں کرسکیں گے۔ کہ نبی کے لئے صاحب شریعت ہونا شرط ہے۔ خلیفہ نے فرمایا۔ کہ جو میرے پر سچا اعتراض کرے گا۔ وہ بھی ہلاک ہو جائیگا مریدوں نے سر تسلیم خم کر دیا۔

مخفی تفسیر

خلیفہ نے ایک تفسیر لکھی اور حکم دیا کہ اسے مخفی رکھنا۔ سب نے عرض کیا۔ آمنا وصدقنا۔ قرآن تو چاہئیے ہی پوشیدہ رکھنا اس کا علم بھی سینہ بسینہ چلتا ہے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

لاعلاج اور ناقابل اصلاح جماعت

نہایت مشہور واقعات کا یہ مختصر سا نقشہ میں نے کھینچا ہے ایسی جماعت کو جو انسان پرستی کی اس قدر خوفناک تاریکیوں میں پھنسی ہوئی ہو۔ آپ اپنے ان بیہودہ اور دور از کار دلائل سے کس طرح قائل کرسکتے ہیں۔ ان کے سامنے تو اگر اللہ تعالیٰ آپ خود بھی آکر کہدیں کہ میاں صاحب کی فلاں فلاں بات غلط ہے۔ تو یہ خدا کی بات جھٹلا دیں گے اور فی الواقعہ قرآن کی آیات کو جھٹلانا خود خدا ہی کو جھٹلانا ہے۔

بعض قادیانیوں کے بیانات

میں میاں صاحب کے اکثر مریدوں کا نام لے سکتا ہوں۔ جنہوں نے خود مجھے کہا۔ کہ اگر میاں صاحب حضرت مرزا صاحب کو خدا قرار دیں گے۔ تو ہم خدا ہی مانیں گے۔ سنور ریاست پٹیالہ میں میاں صاحب کے ایک مرید نے بھرے مجمع میں فخریہ کہا کہ میں تو میاں صاحب کو خط میں بھی یا نبی اللہ لکھتا ہوں اور یہ میرے ذوق کی بات ہے ۱۹۱۵ء کے سالانہ جلسہ میں برسر منبر میاں صاحب نے اعلان کیا۔ کہ اکثر لوگوں نے مجھے یا نبی اللہ السلام علیکم کہا (در حقیقت اس قسم کے لوگ شریعت کی حدود سے مستثنے ہوتے ہیں ان کا گلہ شکوہ فضول ہے بلکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ مجھے ان پر رحم آتا ہے۔ ایسی بھیڑوں کا پیر ہونا اور ان کی کثرت پر فخر کرنا میاں صاحب کے لئے ہی موزون ہے) تو ایسے حالات کے ہوتے ہوئے آپ کے ان سے عہدہ برآ ہونے کی کیا امید ہوسکتی ہے جبکہ خود آپ کا قدم بھی تقویٰ پر نہیں۔

قادیانیت کا فریب خود بخود ٹوٹیگا

میاں صاحب اور ان کی جماعت کا فریب ضرور ٹوٹیگا۔ مگر وہ خود بخود۔ جبکہ اس قوم میں بیداری پیدا ہوگی اور یہ "الفضل" "فاروق" اور چند ایک پاکٹ بکوں کی بجائے خود مسیح موعود کی کتابوں پر غور کریں گے۔ یا ہمارا لٹریچر پڑھینگے

قادیانیوں کی جماعت لاہور سے دشمنی

کیا آپ اتنا نہیں سمجھتے۔ کہ میاں محمود احمد صاحب نے اپنی جماعت کو اخبار "احسان" اور "زمیندار" پڑھنے کی ہدایت کی ہوئی ہے۔ حالانکہ یہ دونوں اخبار سلسلہ احمدیہ کو بدنام کرنے کے لئے وقف ہیں۔ مگر نہیں پڑھنے دیتے۔ تو ہمارا لٹریچر۔ احمدی قوم کے بدترین دشمنوں کو قوم کے گاڑھے پسینے کی کمائی کے پیسے دینے اور ان کے عوض مسیح موعود پر سب وشتم پڑھنے کی تو تاکید ہے مگر مسیح موعود کے غلاموں کا مفت لٹریچر بھی پڑھنے کی ممانعت ہے۔ مسیح موعود کے مرید معمولی نہیں بلکہ خاص الخاص احباب جن کی تحریروں نے مذہب کے متعلق دنیا کا نقطہ نظر بدل دیا۔ اور یورپ کے عقلمندوں اور فلاسفروں سے اسلام کو دنیا کا بہترین مذہب منوالیا۔ قرآن کریم کی وہ تفاسیر لکھیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے خود شرف قبولیت بخشا۔ ہاں مسیح موعود کے یہ پیارے میاں صاحب اور ان کے نااہل سے نااہل مرید کے نزدیک گوبھی اور شلجم کے گلے سڑے چھلکے اور اس دنیا میں دوزخ کی چلتی پھرتی آگ ہیں۔ مگر یہودی، عیسائی۔ آریہ۔ سکھ اور احراری، ان کے متعلق تو یہ لفظ کبھی استعمال نہیں ہوئے۔ ع

رموز مملکت خویش خسرواں دانند
گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

سیاسی جھگڑوں کو مذہبی معاملہ نہ بناؤ

آخر میں میں آپ سے پھر عرض کرتا ہوں کہ میاں محمود احمد صاحب اور آپ کی جماعت سے آپ کا سیاسی جھگڑا ہے۔ اس سیاسی مناقشہ کو مذہبی رنگ دینا اور مسیح موعود کی شخصیت کو درمیان میں لانا تقویٰ سے بعید ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اس سے آپ کو کچھ پیسے غریب احمدیوں اور غیر احمدیوں سے مل جاتے ہیں۔ مگر میں آپ کو بتلا دوں کہ یہ پیسے آگ ہیں۔

جناب خلیفہ قادیان کی خدمت میں چند باتیں

اب مجھے صرف جناب میاں بشیر الدین محمود صاحب اور آپ کی جماعت سے معافی مانگنی ہے۔ کہ میں نے ان کے نامعقول اور باطل عقائد کو عریاں کرنے میں کسی قدر وضاحت سے کام لیا ہے اور شاید بعض دوست اسے استہزا سمجھیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نیتوں کو خوب جاننے والا ہے میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے آقا، میرے مرشد، میرے پیارے مسیح کا بیٹا ہونے کی حیثیت سے مجھے میاں محمود احمد صاحب سے محبت ہے اور اس حیثیت میں میں ان کی ہر عزت اور ہر خدمت کرنے کے لئے تیار ہوں مگر عقائد کا معاملہ مختلف ہے بالخصوص جبکہ مسیح موعود کی پوزیشن پر حرف آتا ہو

صحیح اور پاکیزہ اصولوں پر استہزا نہیں ہوسکتا

میں نے استہزا نہیں کیا بلکہ ٹھوس واقعات اور ان کے نتائج پیش کئے ہیں جن کی صداقت پر میں اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھہراتا ہوں۔ اور جن سے آپ انکار نہیں کرسکتے۔ بھلا ایک انسان اور پھر ایک تبلیغی جماعت ایسے کیوں عقائد رکھے جن پر استہزا ہوسکتا ہو۔ میں کہتا ہوں غلط اور باطل بالخصوص غالیانہ عقائد پر آپ کچھ بھی لکھیں اس میں ضرور استہزا کا رنگ ہوگا۔ صحیح اور پاکیزہ اصول پر کبھی استہزا نہیں ہوسکتا۔ میں کہتا ہوں کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آیا کرتے ہیں اس صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد تھے اگر اس پر کوئی استہزا ہوسکتا ہو۔ تو کیجئے۔ حضرت عیسٰے وفات پاگئے ان سے پہلے انبیاء بھی وفات پاگئے تھے اس پر کوئی استہزا کرنے کی کوشش کیجئے۔ مگر ذرا ایک دم کے لئے کہئے۔ حضرت عیسٰی آسمان پر زندہ ہیں۔ اور کبھی پھر اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ اب بتلائیے۔ آسمان کیا چیز ہے کیا وہاں کی آب و ہوا اس زمین جیسی ہے۔ کیا وہاں ایسی ہی سبزیاں اور ترکاریاں ملتی ہیں۔ کیا ان کے لئے سامان خوراک بہم پہنچانے کے لئے یہاں سے کچھ کاشتکار بھی آسمان پر گئے ہیں۔ ان کا کھانا پکانے کے لئے کوئی باورچی بھی گیا ہے یا وہ خود پکاتے ہیں یا یہ خدمت فرشتوں کے سپرد ہے کیونکہ کوئی جسم خدا نے ایسا بنایا نہیں۔ جو کھانا کھائے بغیر زندہ رہ سکتا ہو۔ وہ حوائج سے کہاں فارغ ہوتے ہیں وہاں صفائی

(باقی بر صفحہ ۷)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ یوم چہارشنبہ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ نمبر ۲۱

کراچی کا ہنگامۂ خونین

بیگناہ مسلمانوں پر گولیوں کی بارش

۱۹ مارچ کو کراچی میں جو خونین ہنگامہ پیش آیا اور جس بیدردی اور بے پروائی کے ساتھ بے گناہ اور نہتے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی اس سے ملک کا اخبار بین طبقہ ناواقف نہیں۔ یہ دردانگیز اور ماتم طلب حادثہ مسلمانان ہند کی بے بسی اور بے چارگی کی نہایت افسوسناک تصویر ہے اس وقت تک جو خبریں موصول ہو چکی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ شہدا کی تعداد چالیس تک پہنچ چکی ہے۔ ایک سو کے قریب آدمی شدید زخمی ہوئے بعض کے زخموں کی نزاکت کی وجہ سے ان کے بازو اور ٹانگیں کاٹنی پڑیں۔ بعض شہدا اور مجروحین کو ان کے دوست اور رشتہ دار اٹھا کر لے گئے اور وہ سول ہسپتال میں نہیں پہنچے۔ ایسے لوگوں کی صحیح تعداد معلوم کرنے کی سعی کی جا رہی ہے اور یہ مذکورہ بالا تعداد میں شامل نہیں ہیں۔ مجروحین جو ہسپتال میں زیر علاج ہیں ان میں سے بھی بعض کی حالت بہت نازک ہے ہمارے ایک اخبار نویس دوست نے بالکل سچ کہا۔ کہ اگر کسی مہذب ملک میں اس قدر تلیاں بھی ماری جاتیں تو اس کے طول و عرض میں طوفان محشر بپا ہو جاتا اور حکومت کو جان چھڑانی مشکل ہو جاتی ہم اس میں صرف اس قدر اضافہ کرنا چاہتے ہیں کہ اگر ہندوستان میں بھی کسی اور قوم کے اس سے نصف بلکہ چوتھائی آدمی بھی مارے جاتے۔ تو حالات اس سے مختلف نظر آتے۔ جو کہ کراچی کے حادثہ ہائلہ کے بعد نظر آ رہے ہیں۔ مسلمان کمزور ہیں، غریب ہیں، غیر منظم ہیں اس لئے ان کی جان سب سے زیادہ ارزاں اور سب سے زیادہ حقیر سمجھی جاتی ہے اور اس کو کانپور، سیتاپور، ملتان پور، کراچی غرضکہ ہر مقام پر نہایت آسانی سے ہلاک کیا جا سکتا ہے۔

حکام کے گولی چلانے کو جائز ثابت کرنے کے لئے اب تک بہت سی غلط بیانیاں کی جا چکی ہیں۔ کہا گیا ہے مسلمانوں کا ہجوم آمادۂ فساد تھا اس نے عبدالقیوم مرحوم کی میت کو دفن ہونے کے بعد قبر سے نکالا وہ اس کا جلوس شہر کے اندر لے جانا چاہتے تھے انہوں نے بلاوجہ حکام کی موٹر پر پتھر پھینکے نیز انتباہ کے بعد گولی چلائی گئی۔ لیکن حقائق کی روشنی میں ان میں سے ہر ایک بات غلط اور بے حقیقت ثابت ہو چکی ہے کراچی کے ذمہ دار مسلم اکابر کی طرف سے اس حادثہ کے متعلق جو بیان شائع ہوا ہے وہ اور دوسری مستند خبریں اس وقت ہمارے سامنے ہیں ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ

(۱) مسلمانان کراچی کی خواہش صرف اس قدر تھی کہ وہ مرحوم کا جنازہ پڑھیں۔ جلوس کو شہر کے اندر ہرگز نہیں لے جانا چاہتے تھے۔

(۲) کراچی کے مسلم اکابر حفظ امن اور مسلم پبلک کو قابو میں رکھنے کا ذمہ لینے کے لئے تیار تھے۔ لیکن حکام نے ان کا تعاون حاصل نہ کیا

(۳) یہ بالکل غلط ہے کہ میت کو دفن کرنے کے بعد قبر سے نکالا۔ اور جلوس شہر سے لایا جا رہا تھا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ میت صرف لحد میں اتاری گئی تھی۔ دفن نہیں ہوئی تھی مجمع کی خواہش یہ تھی کہ اس کو چاکیواڑہ کی عیدگاہ میں لیجا کر نماز جنازہ ادا کریں۔ مسلمان قبرستان سے نکل کر تقریباً ایک میل کا فاصلہ طے بھی کر چکے تھے اور عیدگاہ سے صرف ایک سو گز کے فاصلے پر رہ گئے تھے کہ ایکایک گولی چلا دی گئی۔

(۴) گولی چلانے سے قبل مطلق کوئی ...... انتباہ نہیں کیا گیا۔

(۵) مجمع بالکل پرامن تھا جبکہ دو آنریری مجسٹریٹ ایک فوجی افسر کے ساتھ آئے اور نہایت نامناسب طریق پر مجمع میں سے گزرے۔ تو بعض مکرانی نوجوانوں نے اس کو میت کی توہین خیال کیا۔ اور جوش میں آ کر موٹر پر چند پتھر پھینکے۔

(۶) پہلے پھانسی کی تاریخ ۲۰ مارچ مقرر ہوئی تھی۔ جو بعد میں ملتوی کر دی گئی۔ حکام نے مقامی مسلم اکابر سے وعدہ کیا تھا کہ انہیں مجرم کی پھانسی کی تاریخ سے مطلع کر دیا جائیگا اور نماز جنازہ ادا کرنے کی اجازت دیدی جائیگی۔ لیکن حکام نے اس وعدہ کو یکسر فراموش کر دیا مسلم اکابر اور مرحوم کے رشتہ داروں کو کوئی اطلاع نہ دی گئی نہ آخری ملاقات کرائی گئی۔ بلکہ چار بجے صبح پھانسی دے چکنے کے بعد مرحوم کے رشتہ داروں کو مطلع کیا گیا۔

مندرجہ بالا تمام حقائق سے حکام کراچی کی بے تدبیری، ناعاقبت اندیشی، مسلم آزاری اور ظلم پسندی پوری طرح واضح ہوتی ہے مسلمانوں کی یہ خواہش کہ وہ مرحوم کی نماز جنازہ پڑھیں کسی لحاظ سے بھی قابل اعتراض نہ تھی۔ کراچی کے مسلم اکابر قیام امن کی ہر قسم کی ذمہ داری لینے کے لئے تیار تھے۔ لیکن حکام نے مسلمانوں کی جائز خواہش کو بلاوجہ ٹھکرا دیا اور مسلم اکابر کے تعاون کو قبول نہ کیا۔ حالانکہ علم الدین مرحوم کی میت کی مثال ان کے سامنے تھی، حکومت پنجاب نے عقلمندی سے کام لے کر میت لاہور کے مسلم اکابر کے سپرد کر دی اور جسکی وجہ سے کسی قسم کا ناگوار واقعہ پیش نہ آیا جبکہ مجمع میت کو لحد سے اٹھا کر نہایت پرامن طریق پر ایک میل کا فاصلہ طے کر چکا تھا اور عیدگاہ جہاں کہ نماز جنازہ پڑھی جانے والی تھی صرف سو گز کے فاصلے پر رہ گئی تھی تو دانشمندی اور انسانی جان کی قدر و قیمت کا تقاضا یہ تھا۔ کہ تھوڑی دیر مزید انتظار کیا جاتا۔ اور مجمع کو پرامن طریق پر نماز جنازہ ادا کر لینے دی جاتی۔ اگر کوئی بدامنی رونما ہوتی۔ تو بے شک انتباہ کے بعد گولی چلا دی جاتی۔

واقعات ظاہر کر رہے ہیں کہ گولی کسی قسم کی اطلاع و انتباہ کے بغیر چلائی گئی۔ اس فعل کو انتہا درجہ کے ظلم و بے تدبیری کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا چنانچہ حکام کی اس غلطی کو مسٹر چرچل جیسے اعتدال پسند انگریز نے بھی محسوس کیا اور ۲۰ مارچ کو دارالعوام میں دریافت کیا کہ کیا ہجوم کو کسی اور ذریعے سے منتشر نہ کیا جا سکتا تھا جیسا کہ امریکہ وغیرہ میں کیا جاتا ہے وزیر ہند ان کے سوال کا کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکے اور صرف اس قدر ارشاد فرما کر رہ گئے۔ کہ میں کوئی ایسی بات نہیں کہنا چاہتا جس سے ایوان یہ سمجھے کہ مجھے فوج اور پولیس پر کوئی اعتماد نہیں۔ ظاہر ہے کہ اس جواب کو معقول نہیں کہا جا سکتا مسلمانوں کی طرف سے اگر کوئی قابل اعتراض فعل ہوا، تو وہ صرف یہ تھا کہ ان کے چند نوجوانوں نے جوش میں آ کر حکام کی موٹر پر دو چار پتھر پھینکے اس فعل کو قابل افسوس کہنے میں ہمیں کوئی تامل نہیں لیکن یہ بھی حکام کی بے تدبیری کا نتیجہ تھا۔ ایک ماتمی جلوس کے اندر بلاوجہ موٹر کو لے جانا اور تہذیب اخلاق اور عام رواج کے برعکس میت کا احترام نہ کرنا دانشمندی سے بہت دور ہے۔ علاوہ ازیں چند بے سمجھ نوجوانوں کی اس حرکت کے باوجود ایک لاکھ کے نہتے اور پرامن مجمع پر گولیوں کی بارش کسی طرح جائز نہیں ہو سکتی

واقعات و حقائق کی روشنی میں حکام کراچی کی بے تدبیری و ناعاقبت اندیشی ہم اوپر دکھلا چکے ہیں۔ لیکن اگر غلط اطلاعات کو بھی لیا جائے تو وہ بھی گولی چلانے کے جواز کا فتویٰ دینے سے قاصر نظر آتی ہیں اور ان سے بھی حکام کی ناقابلیت صاف ظاہر ہوتی ہے انہوں نے اپنی ناقابلیت یا غفلت کی وجہ سے حالات کا صحیح اندازہ نہ لگایا۔ کیا یہ بہتر نہ تھا۔ کہ ایک لاکھ آدمیوں کو جمع ہی نہ ہونے دیا جاتا۔ کیا یہ ممکن نہ تھا۔ کہ ہوائی جہاز کے ذریعہ عبدالقیوم خاں کو اس کے وطن کے قریب کسی مقام پر لیجا کر پھانسی دی جاتی۔ سب سے زیادہ یہ کہ بلا انتباہ گولی کیوں چلائی گئی پہلے لاٹھی چارج یا اور کسی ذریعے سے مجمع کو منتشر کیا جاتا۔ اس کے بعد خالی فائر کئے جاتے یہ سب کچھ کر چکنے کے بعد بھی اگر مقصد پورا نہ ہوتا۔ تو انتہائی احتیاط کے ساتھ گولی چلائی جاتی۔

اس حادثہ ہائلہ پر اظہار افسوس و غم کے جلسے جگہ جگہ منعقد ہو رہے ہیں۔ اسمبلی میں بھی تحریک التوا منظور ہو چکی ہے۔ دارالعوام میں بھی مسٹر چرچل سوال کر چکے ہیں۔ مسلمانان ہند کی یہ متفقہ آواز ہے کہ اس حادثہ کی آزادانہ تحقیقات کی جائے اگر حکام قصوروار ثابت ہوں تو انہیں قرار واقعی سزا دی جائے۔ نیز شہدا کے ورثا کو خون بہا اور اس حادثہ میں جو لوگ معذور ہو گئے ہیں ان کو گزارا وقات کے لئے وظائف دیئے جائیں۔

نہیں کہا جا سکتا کہ حکومت مسلمانوں کی آواز کو کب تک اور کس حد تک سنیگی لیکن شہدا اور مجروحین کے فاقہ کش ورثا، معصوم یتیم، غم نصیب بیوائیں اور ضعیف والدین فوری امداد کے ضرورتمند ہیں۔ ریلیف فنڈ قائم ہو چکا ہے۔ مسلمانوں کا قومی اور مذہبی فرض ہے کہ وہ اس میں پوری دریا دلی سے چندہ دیں اور شہدا کا جنازہ غائب پڑھیں۔ مجروحین کے لئے دعائے صحت کریں۔

اس مضمون کو ختم کرنے سے قبل ہم چند الفاظ اور کہنا چاہتے ہیں کراچی کا حادثہ اور اسی قسم کے دوسرے حادثات جو کہ گذشتہ چند سالوں میں وقوع پذیر ہوئے۔ مسلمانوں کے لئے ایک زبردست سبق ہیں۔ بشرطیکہ وہ اپنی آنکھیں کھولیں اور واقعات پر غور کریں۔ انہیں سوچنا چاہیئے۔ کہ ہندوستان میں ان کی کیا قدر و قیمت اور کیا حیثیت ہے، وہ کیا کر رہے ہیں اور انہیں کیا کرنا چاہیئے۔ ان کے علماء اور لیڈر ان کو جس راستے پر لیجا رہے ہیں وہ کس حد تک صحیح ہے ؟

سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں جناب خلیفہ قادیان کی شہادت

گورداسپور میں قادیانیوں کی پیر پرستی کا مظاہرہ

(پیغام صلح کے خاص رپورٹر کے قلم سے)

۲۴ر مارچ کو گورداسپور میں سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے مقدمہ میں جناب خلیفہ قادیان کی صفائی کی طرف سے شہادت تھی رکئی روز پہلے سے سنا جاتا تھا کہ اس دن قادیانی جماعت کی طرف سے گورداسپور میں خاص اہتمام ہوگا۔ باقاعدہ کیمپ قائم کرکے لنگر جاری کیا جائیگا۔ قادیان سے اسپیشل ٹرین چلے گی۔ جناب خلیفہ قادیان اپنے مریدوں کے جم غفیر کے ہمراہ نہایت شان وشوکت سے تشریف لائیں گے۔ دیگر متعدد مقامات سے بھی قادیانی اس روز گورداسپور پہنچیں گے۔ انہیں ایام ہمیں بھی گورداسپور میں ایک کام تھا۔ اس لئے ہم نے ارادہ کرلیا کہ ایسے وقت پر پہنچیں کہ اپنے کام کو انجام دینے کے علاوہ کہ جناب خلیفہ قادیان کی آمد کا نظارہ دیکھ سکیں اور ان کے بیانات سن سکیں۔

لاہور سے روانگی

اس ارادہ سے ہم ۲۲ر مارچ کی شب کو گورداسپور روانہ ہوگئے نیولوئے گیارہ بجے کے قریب گاڑی لاہور سے چلی۔ لاہور کے بہت سے قادیانی بھی اس گاڑی پر سوار تھے۔ جن میں چند ایک ہمارے محلہ ہی کے رہنے والے ہیں۔ امرتسر کے سٹیشن پر ان سے ملاقات ہوئی۔ جناب خلیفہ قادیان کے مشہور لاہوری مرید دلاور شاہ صاحب بخاری کی بھی زیارت ہوئی۔ موصوف نے ہمارے عزم گورداسپور کا معلوم کرکے ایک عجیب انداز میں سر ہلایا۔ اور پھر اس طرح غائب ہوئے کہ ہم تلاش کرتے ہی رہ گئے۔ ہمارے ہم محلہ دو تین قادیانی امرتسر میں ہمارے ہی درجہ میں آگئے۔ دوران گفتگو میں انہوں نے کہا بلکہ اصرار کیا کہ گورداسپور گاڑی بے وقت پہنچے گی۔ بہتر ہوگا آپ ہمارے ساتھ قادیانی کیمپ میں چلیں وہیں آرام کریں اور صبح کھانا کھائیں۔ میں نے جواب میں کہا کہ مجھے تو کہیں نہ کہیں قیام کا بندوبست ہو سکتا ہے۔ اسٹیشن پر ہی پڑ رہیں گے البتہ میں آپ کے کیمپ میں ضرور حاضر ہونگا۔ اس پر کہنے لگے کہ جب آپ نے وہاں چلنا ہے تو کیوں نہیں ہمارے ساتھ چلتے۔ پھر جس وقت چاہیں واپس آجائیں۔

گورداسپور میں

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ڈھائی بجے کے قریب گورداسپور کا اسٹیشن آگیا۔ ہم سب اترے۔ میں ایک طرف کھڑا ہو کر بٹوے میں سے ٹکٹ نکالنے لگا۔ کہ چند قادیانی حضرات نے ہمارے ہم محلہ قادیانیوں سے کچھ سرگوشیاں کیں۔ ہم ابھی ٹکٹ ہی نکال رہے تھے کہ وہ سب چپکے سے آنکھ بچا کر کھسک گئے۔ رات کے دو تین گھنٹے باقی تھے ہم نے سوچا کہ شہر جانے اور کسی کو بے آرام کرنے کی بجائے یہیں پڑ رہیں۔ چنانچہ ہم نے مسافر خانہ میں بستر جما دیا۔ گورداسپور کے ایک معمر بزرگ جن کا تعلق غالباً محکمہ ڈاک سے ہے۔ ہمارے قریب ہی تشریف فرما تھے انہوں نے باتیں شروع کر دیں۔ دوران گفتگو میں کہنے لگے کہ بابو جی سنا ہے مرزا صاحب نے دجناب خلیفہ قادیان) عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں شہادت دینے آنا ہے۔ اس کے لئے بڑے بڑے انتظامات ہو رہے ہیں۔ بھلا اس قدر انتظام کی کیا ضرورت تھی۔ خواہ مخواہ ہزاروں روپیہ ایک دن میں اُڑ جائیگا۔ اُن کے والد صاحب (حضرت مسیح موعودؑ) بھی ہمارے سامنے بیسیوں مرتبہ گورداسپور آئے لیکن یہ ٹھاٹھ ہم نے اُن کا کبھی نہیں دیکھا۔ غالباً ان کے پاس دولت بہت زیادہ ہوگئی۔ بہتر ہو کہ مرزا صاحب (خلیفہ صاحب) اس طرح روپیہ خرچ کرنے کی بجائے کسی نیک کام میں خرچ کرتے۔ میں خاموش ان کی باتیں سن رہا تھا حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق انہوں نے بعض چشمدید حالات بھی بیان کئے اور وہ بار بار حضرت صاحب کی سادگی اور نیکی کی تعریف کرتے تھے اُن کی باتیں سن کر حضرت مسیح موعودؑ اور جناب خلیفہ قادیان میں زمین و آسمان کا فرق دکھائی دیتا تھا۔ اس بزرگ سے معلوم ہوا کہ اسٹیشن سے تھوڑی دور ہی ایک کوٹھی میں قادیانی کیمپ قائم ہے۔ اس وقت بھی وہاں بہت سے لوگ جاگ رہے ہیں۔ کیمپ کے ہنڈوں کی روشنی میں بیسیوں دیگیں پک رہی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی برات آنے والی ہے۔

قادیانی کیمپ میں

قادیانی کیمپ ان بزرگ صاحب کے مکان کے راستہ ہی میں پڑتا تھا۔ ان کے پاس تانگہ بھی موجود تھا۔ چنانچہ ہم نے ان کی تحریک پر ارادہ کرلیا کہ ذرا قادیانی کیمپ کے اس ٹھاٹھ کی کیفیت بھی دیکھ لیں۔ یہ ارادہ کرکے ہم ان کے ساتھ تانگہ پر سوار ہو گئے۔ قادیانی کیمپ اسٹیشن سے ڈیڑھ میل یا اس سے کچھ ہی زیادہ دور ہوگا۔ چند منٹ میں ہم وہاں پہنچ گئے۔ پنڈال دن نکل نظر آیا۔ کیمپ کے کئی ایک ہنڈے روشن تھے۔ کم از کم پچاس ساٹھ دیگیں موجود تھیں بیسیوں چولھے گرم تھے۔ ان پر دیگیں چڑھی ہوئی تھیں۔ ایک طرف مٹی کے نئے برتنوں اور آبخوروں کے انبار پڑے ہوئے تھے معلوم ہوا کہ کئی ہزار آدمی صبح آنیوالا ہے۔ ان کے لئے یہ سارا انتظام ہو رہا ہے۔ جناب خلیفہ قادیان کی نظارت ضیافت نے یہ کیمپ قائم کیا ہے۔ طعام کا انتظام بھی اسی کی طرف سے ہے دیگیں تک سامان قادیان سے لایا گیا ہے۔ قادیانی انجمن کے تنخواہ دار ملازم اور دوسرے لوگ کھانا پکوانے میں مصروف تھے بہت سے آدمی چارپائیوں پر سوئے پڑے تھے بعض لوگ جاگ رہے تھے۔ ایک طرف چند قادیانی نوجوان اپنے خلیفہ کی کثرت اولاد کا فخریہ ذکر کر رہے تھے۔ ایک ٹولی جماعت لاہور کے خلاف زہر اگلنے میں مصروف تھی۔ جناب سید دلاور شاہ بخاری چند قادیانی بزرگوں کیساتھ ایک بہت بڑے خیمہ کے پاس کرسیوں پر تشریف فرما تھے کوئی اہم گفتگو شروع تھی۔ ہم نے کہ جناب سلام عرض کیا سلسلہ گفتگو فوراً رک گیا ہم اپنے محلہ والے قادیانی حضرات کی تلاش میں چند منٹ کیلئے ادھر ادھر گئے تو بخاری صاحب دوبارہ غائب ہو گئے۔ دو گھنٹے کے قریب ہم کیمپ میں ٹھہرے۔ نماز فجر سے ذرا قبل وہاں سے نکلے ایک جگہ وضو کرکے نماز پڑھی اس کے بعد شہر کا رخ کیا۔ چند احباب سے ملاقات کی۔ معلوم ہوا کہ آج عدالت میں چند گنتی کے آدمیوں کے سوا جن کے پاس اجازت نامے ہونگے اور کسی کو کمرۂ عدالت میں نہ جانے دیا جائیگا۔ اخبارات کے رپورٹروں کے لئے بھی اجازت نامہ حاصل کرنا ضروری ہوگا۔ اس لئے ہم نے پاس کا انتظام بھی کرنا تھا۔

اسپیشل ٹرین کی آمد کا نظارہ

ان تمام کاموں سے فارغ ہو کر ہم آٹھ بجے کے قریب سٹیشن پر پہنچے چند قادیانی بھی یہاں موجود تھے۔ نو بجکر بیس منٹ پر اسپیشل آئی۔ اس میں گارڈ کے بیان کے مطابق چھ سات سو کے قریب آدمی سوار تھے۔ کئی ایک قادیانی اکابر اس میں سے اُترے لیکن جناب خلیفہ قادیان نظر نہ آئے دریافت کرنے پر معلوم ہُوا کہ وہ اسمیں تشریف نہیں لائے۔ موٹر میں آئیں گے حالانکہ لوگوں کا خیال تھا کہ موصوف اپنی قوم کے ہمراہ سپیشل میں گورداسپور پہنچینگے۔ جس قدر قادیانیوں سے ہماری گفتگو ہوئی انہوں نے بھی یہی کہا شہر کے بعض لوگ بھی اسی امید پر سٹیشن پر پہنچے تھے۔ انہیں بھی مایوسی ہوئی کیونکہ وہ ایک دلچسپ نظارہ کی آس پر یہاں آئے تھے جو دکھائی نہ دیا۔ قادیانی حضرات سپیشل سے اتر کر کیمپ کی طرف ایک قطار میں روانہ ہوئے۔ اور ہم نے کچہری کا رخ کیا۔ راستے میں قادیانی کیمپ بھی آیا۔ اس وقت یہاں ایک بڑا شامیانہ بھی نصب کر دیا گیا تھا۔ قادیانی حضرات فوجی طریق پر چار چار کی قطار میں سڑک پر چل رہے تھے۔ ان کے انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ لوگوں کو دکھا رہے ہیں کہ دیکھو ہم تعداد میں کس قدر زیادہ ہیں۔

کچہری میں

دس بجنے والے ہی تھے کہ ہم کچہری کے احاطہ میں پہنچے۔ پولیس کا غیر معمولی انتظام تھا۔ ذمہ دار افسر خود موجود تھے۔ پاس کے بغیر کسی کو کمرہ عدالت کے قریب بھی نہیں جانے دیا جاتا تھا۔ ایک طرف موٹے موٹے رسے باندھ کر حد بندی کر دی گئی تھی۔ ہمارا پاس منظور تو ہو چکا تھا لیکن ابھی ملا نہیں تھا۔ کافی انتظار کے بعد دو تین پولیس افسروں کی مہربانی سے ہمیں پاس ملا۔

جناب خلیفہ قادیان کی آمد

ہم اسی غلط فہمی میں تھے کہ جناب خلیفہ قادیان بذریعہ اسپیشل تشریف لائینگے اس لئے ہم اسٹیشن پر چلے گئے اور موصوف کی آمد کا نظارہ نہ دیکھ سکے سنا ہے کہ جس وقت آپکی موٹر قادیانی کیمپ کے قریب پہنچی آپکے مریدوں نے دیوانہ وار اور پروانہ وار آپکا استقبال کیا۔ یہ بھی سنا گیا ہے کہ آپکے جلو میں دو سو سائیکل سوار تھے اور سڑک پر دور تک قادیانیوں کا پہرہ تھا۔

جناب خلیفہ قادیان کچہری میں

گیارہ بجے کے قریب جناب خلیفہ قادیان کچہری پہنچے۔ اس وقت بھی ہزاروں قادیانی کچہری کی سڑک پر موجود تھے۔ جنہوں نے موٹر کی آمد کے ساتھ ہی نعرے لگائے اور بعض نے پولیس کی قائم کی ہوئی حد بندی کو توڑنا چاہا۔ لیکن ان کو روک دیا گیا۔ قادیانیوں کی ہر ہر حرکت زبان حال سے پکار رہی تھی کہ دیکھو کہ ہمارا اولوالعزم خلیفہ کس شان سے گواہی دینے آیا ہے۔ اور ہم تعداد میں کس قدر زیادہ ہیں۔ یہ بھی معلوم ہو رہا تھا کہ ان لوگوں کی کثیر تعداد خود بخود نہیں آئی بلکہ بلوائی گئی ہے۔ کہ ذرا آکر شان دکھلا دو۔ اگر ہزاروں روپیہ ایک دن میں اڑ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ آخر اولوالعزمی اسی کا تو نام ہے۔ . . . . خلیفہ صاحب کے ساتھ ایک موٹر اور بھی تھی۔ جس میں ایڈیٹر صاحب "الفضل" اور موصوف کے دیگر مصاحب سوار تھے۔

کمرۂ عدالت کے اندر

گیارہ بجے کے قریب ہمیں کمرۂ عدالت کے اندر جانے کی اجازت ملی۔ اس سے تھوڑی دیر بعد جناب خلیفہ قادیان تشریف لائے۔ آپ کے لئے کٹہرے کے اندر کرسی مہیا کی گئی تھی لیکن حسب عادہ بیان آپ نے کھڑے ہو کر دئے۔ ملزم شروع سے لے کر آخر تک کھڑا رہا۔ وکلاء، اخبارات کے رپورٹروں اور دیگر تماشائیوں کے لئے کرسیاں مہیا کی گئی تھیں ان سب کی تعداد پچاس سے متجاوز نہیں تھی۔ پولیس کے افسروں کا رویہ نہایت اچھا تھا۔ فریقین کے آدمیوں کی محدود تعداد کو کمرہ

(باقی صفحہ ۸ پر)

دہلی میں احمدیت کی فتح

مولویوں اور سناتنی پنڈتوں سے کامیاب مناظرے

(ہمارے دہلوی نامہ نگار کے قلم سے)

۸ر ۹ر ۱۰ر مارچ ۱۹۳۵ء کو دہلی کی ایک نام نہاد انجمن سیف الاسلام کا جلسہ تھا۔ اس انجمن کے مقاصد میں سے سب سے بڑا مقصد احمدیت کو مٹانا ہے۔ مگر خدا کے روشن کردہ چراغ کو بجھانے والے خود ہی بجھ کر رہ جایا کرتے ہیں۔ اس لئے یہاں بھی خدا تعالیٰ نے ایسے ہی سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ سیف الاسلام والوں نے بصد مشکل ہمیں دو وقت دیئے۔ ایک وقت قادیانی جماعت کو دیا۔ اور تینوں مناظروں میں انہوں نے ایسی شکست فاش کھائی کہ پبلک کا سمجھدار طبقہ بول اٹھا۔ کہ احمدی غالب آ گئے

پہلا مناظرہ

پہلا مناظرہ ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک ہماری جماعت کے ساتھ تھا۔ مگر قادیانی جماعت نے ہم سے اپنا وقت بدل لیا۔ اور پہلے انہوں نے مناظرہ کیا۔ ان کی طرف سے مولانا جلال الدین شمس صاحب مناظر تھے۔ مولانا نے نہایت کامیابی سے یہ ثابت کر دیا۔ کہ حضرت عیسےٰؑ کے متعلق جو اعتقادات غیر احمدی حضرات کے ہیں۔ ان کی رد سے حضرت عیسےٰ کی حضرت خاتم الانبیاء پر فضیلت ثابت ہوتی ہے حالانکہ آنحضرت صلعم پر کسی جزوی فضیلت بھی نہیں ہو سکتی۔ مولانا جلال الدین صاحب کے دلائل کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسےٰ کو اگر خالق الطیور اور محیی الاموات اور عالم الغیب مان لیا جائے اور یہ مان لیا جائے۔ کہ حضرت عیسےٰ پر جب دشمنوں نے حملہ کیا۔ تو خدا تعالیٰ نے انہیں فرشتوں کے ذریعہ آسمان پر پہنچا دیا۔ اور جب آنحضرت صلعم پر دشمنوں نے حملہ کیا۔ تو ان کو ایک تنگ و تاریک غار میں پناہ لینی پڑی۔ پس فرق ظاہر ہے ان اعتراضوں کا کوئی صحیح جواب مولوی اسعد اللہ صاحب نہ دے سکے۔ البتہ بالمقابل موسےٰ کی حیات اور ان کا وجود حضرت مرزا صاحب کے کلام سے پیش کر دیا۔ حالانکہ بحث تو حیات عیسےٰ پر تھی۔ موسےٰ کے متعلق تو کوئی بحث نہ تھی اور خود مولوی صاحب بھی موسےٰ کو وفات یافتہ ہی مانتے ہیں اور یہ انہیں علم ہے کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام وفات کے قائل ہیں۔ پھر ان کا موسےٰ کے متعلق لکھنا کہ وہ نہیں مرے اور نہ مریں گے وغیرہ کا یہ تو مطلب ہو نہیں سکتا کہ موسےٰ اُحِی الفہم ہیں۔ بلکہ اس کا صرف اسی قدر منشا ہے کہ موسےٰؑ کی حیات روحانی دعا ودانی قرآن مجید سے ثابت ہے مگر مولوی اسعد اللہ صاحب نے اس صاف اور سیدھی بات کو حیات عیسےٰ کی خاطر قبول نہ کیا۔ مولوی اسعد اللہ صاحب کے متعلق ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ انہوں نے نہایت شائستگی اور متانت سے بحث کی اور حضرت مسیح موعودؑ کا نام ہمیشہ عزت سے لیتے تھے

دوسرا مناظرہ

دوسرا مناظرہ ہمارے ساتھ تھا۔ ہماری طرف سے سید اختر حسین صاحب مناظر تھے اور دوسری طرف سے مدرسہ امینیہ کے مدرس مولوی خدا بخش صاحب تھے۔ مبحث یہ تھا۔ کہ کیا آنحضرت صلعم جو خاتم النبیین ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی خواہ وہ نیا ہو۔ یا پرانا نہیں آ سکتا . . . . مگر مولوی صاحب نے اصل مبحث کو چھوڑ کر یہ ثابت کرنا شروع کر دیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ انہیں ہماری طرف سے سمجھایا گیا۔ کہ یہ دوسری بحث ہے۔ اب اسے دوسرے وقت کر لینا۔ اس وقت تو یہ بتائیے کہ عیسےٰ نبی اللہ صاحب انجیل کیونکر خاتم النبیین کے بعد آ سکتے ہیں۔ مگر اس کج بحث مولوی نے اصل مبحث پر بحث نہ کرنی تھی نہ کی۔ لیکن خدا تعالیٰ کی قدرت کہ مجبور ہو کر اس کج بحث مولوی کو بھی آخر یہ کہنا ہی پڑا کہ

"حضرت عیسےٰؑ بحیثیت خلیفہ اور امتی ہونے کے آئیں گے نہ بحیثیت نبی اللہ ہونے کے۔ حدیث میں جو ان کو نبی اللہ کہا گیا ہے وہ ان کی سابقہ حیثیت کے لحاظ سے ہے جیسے کسی ریٹائرڈ جج کو بھی جج کہہ دیتے ہیں"۔

اس اقرار سے ہمارا مدعا حاصل ہو گیا۔ کیونکہ ہمارا یہی دعوےٰ تھا۔ کہ اب کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اور مولوی صاحب بھی اگر غور کریں گے تو ان کے الفاظ کا صرف ایک ہی مطلب ہو سکتا ہے۔ کہ آنیوالا مسیح امت محمدیہ کا ایک فرد ہے۔ جو حقیقتاً ایک امتی ہے اور "نبی اللہ" وہ برائے نام ہے ورنہ وہ منصب نبوت پر مامور نہ ہونگے اور یہ وہ حقیقت ہے۔ جسے احمدی جماعت اس وقت سے پیش کر رہی ہے کہ جب سے حضرت مرزا صاحب مامور ہوئے۔ اس لئے یہ کہنا پڑتا ہے کہ مولوی خدا بخش صاحب نے دوسرے لفظوں میں صداقت احمدیت کا اعتراف کر لیا۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک

تیسرا مناظرہ

دوسرے مباحثہ کے دو گھنٹہ بعد تیسرا مناظرہ شروع ہوا جس کا موضوع یہ تھا۔ کہ کیا حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ ہماری طرف سے مناظر سید اختر حسین صاحب تھے اور بالمقابل وہی کج بحث مولوی خدا بخش صاحب۔ ہم نے ابتدائی کتب سے لیکر انتہائی کتب تک سے یہ دکھایا کہ حضرت مرزا صاحب مدعی نبوت نہیں ہیں بلکہ وہ ایسے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں۔ حدیث میں مسیح موعود کے لئے نبی اللہ کا لفظ آیا ہے یہ ظلی ہے اور خدا کی وحی میں جو لفظ نبی اور رسول کے آئے ہیں وہ بھی مجازی معنوں میں ہیں اور مطالبہ کیا۔ کہ مولوی صاحب ایک ایسا حوالہ پیش کر کے دکھا دیں کہ جہاں مرزا صاحب نے حقیقی نبوت کا دعوےٰ کیا ہو۔ یا حقیقت کے طور پر اپنے آپ کو نبی کہا ہو۔ مگر مولوی خدا بخش صاحب جو اپنی طرز سے موٹی عقل کے آدمی معلوم ہوتے ہیں اور ہٹ دھرمی بھی واقع ہوئے ہیں ایک حوالہ بھی ایسا نہ دکھا سکے جس میں حقیقی نبوت کا دعوےٰ کیا گیا ہو۔ بلکہ مولوی صاحب اپنی ناسمجھی کی وجہ سے حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۰-۳۹۱ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہے کہ مرزا صاحب فی الحقیقت مدعی نبوت تھے۔ کیونکہ صفحہ ۳۹۱ پر صاف لکھا ہے کہ نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی فرد مخصوص ہوں۔ محدثیت تو پہلوں کو بھی حاصل تھی اس لئے نبوت سے مراد حقیقی نبوت ہی ہو سکتی ہے۔ سید اختر حسین صاحب نے کہا کہ دیکھو یہاں نبی کا نام مجازاً آیا ہے اور حدیث میں بھی یہ لفظ مجازاً اور اسی وجہ سے حضرت مرزا صاحب نے اسی کتاب میں صاف لکھا ہے کہ آنحضرت کی زبان مبارک میں جو میرا نام نبی رکھا گیا ہے یہ ظلی نبوت ہے اور جو خدا کے الہام میں نبی کا نام دیا گیا ہوں وہ بھی مجازی طور پر ہے لیکن اس تصریح کی موجودگی میں نبی کے نام پانے کی خصوصیت سے جو نتیجہ نکالا گیا ہے وہ بالکل غلط ہے اور یہ خصوصیت صرف اس لئے ہے کہ احادیث نبویہ میں واقعی صرف مسیح موعود کے لئے نبی اللہ کا لفظ آیا ہے اور اس نام کے مجازی معنوں میں ہونے کے لئے یہی دلیل ہے کہ جہاں احادیث میں مسیح موعودؑ کو نبی اللہ کہا گیا ہے وہاں امامکم منکم کہکر اسے امت محمدیہ کا ایک فرد یا امتی قرار دیا گیا ہے پس مسیح موعود امتی نبی ہوئے نہ حقیقی نبی اور یہی وجہ ہے کہ دہیں صفحہ ۱۵۴ پر آپ نے لکھا ہے کہ میرا نبوت کا دعوےٰ نہیں ہے بلکہ یہ دعوےٰ ہے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی

اس صحیح اور اعلیٰ درجہ کی تشریح کو سننے کے باوجود مولوی خدا بخش وہی پہلا راگ گائے جا رہے تھے۔ اور محض ہٹ دھرمی سے کام لے رہے تھے۔ آخر جب کچھ پیش نہ گئی تو مولوی صاحب نے تجلیات الٰہیہ کے صفحہ ۹ سے ایک حوالہ پیش کیا جس میں حضرت مرزا صاحب نے آیت وما کنا معذبین حتٰی نبعث رسولا سے استدلال کرتے ہوئے اپنی صداقت کا ثبوت دیا ہے اور اپنے آپ کو اس آخری زمانہ میں نازل ہونے والے عذابوں کے وقت آنیوالا نبی لکھا ہے۔ اس حوالہ سے مولوی صاحب نے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ یہاں رسول کا لفظ آیت قرآنی میں حقیقی نبی و رسول کے معنوں میں ہے پس مرزا صاحب کا دعوےٰ بھی حقیقی نبی یا رسول ہونے کا ہوا۔

سید اختر حسین صاحب نے تجلیات الٰہیہ کے پیش کردہ حوالہ کو پڑھکر اس کی تشریح جو خود حضرت مرزا صاحب نے اسی جگہ حاشیہ میں کی تھی پڑھکر سنائی اور بتایا کہ دیکھو مصنف تو کہتا ہے کہ

آیت وما کنا معذبین حتٰی نبعث رسولا

سے مراد ایک مجدد یا مامور من اللہ ہے۔

پس اس عبارت سے نبوت کا دعوےٰ ثابت کرنا کسی طرح جائز نہیں ہے۔ مگر مولوی صاحب خواہ مخواہ دسوسہ اندازی کرتے ہی رہے اور دھوکہ دینے کے لئے یہ کہنے لگ گئے کہ سید اختر حسین صاحب ۱۹۰۱ء سے پہلے کے حوالے دیتے ہیں جس پر انہیں کہا گیا کہ یہ جھوٹ ہے۔ تجلیات الٰہیہ اور حقیقۃ الوحی تو ۱۹۰۶ء کی تصانیف ہیں اور ہمارے نزدیک تو دعوےٰ مسیحیت کے بعد ۱۹۰۱ء سے پہلے یا پیچھے کے حوالے ایک ہی درجہ رکھتے ہیں۔

جب مولوی خدا بخش صاحب ہر طرح اپنی کوشش میں ناکام رہے تو دوسری شرارت پر زور دینے لگ گئے یعنی یہ کہکر لوگوں کو بدظن کرنا چاہا کہ مرزا صاحب تو اپنے آپ کو انبیاء سے بھی بڑا جانتے ہیں جیسا کہ وہ لکھتے ہیں۔

آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بہ تمام
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفان نہ کمترم ز کسے

ان اشعار کو بار بار پیش کر کے حضرت مسیح موعودؑ کی توہین کرتے رہے۔ ان کو بتایا گیا کہ یہ سب کچھ جو مرزا صاحب کو حاصل ہے یہ بوجہ ان کے فنا فی الرسول ہونے کے ہے مگر مولوی صاحب کی نیت ہی بخیر نہ تھی۔ اس لئے اس شرارت سے باز نہ آئے اور فرمائشی طور پر مولوی خدا بخش زندہ باد کا نعرہ لگایا گیا۔ جسے مولوی صاحب اپنی عزت سمجھے اور مباحثہ ختم ہو گیا۔

سناتن دھرم سے مباحثہ

ہمارے بعد سناتن دھرم کے ایک پنڈت دلورام جی سے

انجمن سیف الاسلام کا مناظرہ ہوا۔ مولوی خدا بخش صاحب یہ سمجھے۔ کہ سناتنی پنڈت سے مباحثہ تو معمولی بات ہے۔ علیہ یہ بھی میں ہی کرتا ہوں لیکن اب خدا تعالیٰ نے مولوی صاحب کو مسیح موعودؑ کی ہتک کا یہ بدلہ دیا کہ سناتنی پنڈت کے سامنے خوب ذلیل ہوئے اس نے استویٰ علی العرش پر اعتراض کیا اور کہا۔ کہ مسلمانوں کا خدا عرش پر ہے اور محدود ہے اور سہارے کا محتاج ہے اس اعتراض کا مولوی صاحب نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ عرش کوئی تخت کا نام نہیں بلکہ عرش سے مراد حکومت ہے اس پر دوسرے علماء میں سے ایک وہابی یا دیوبندی مولوی صاحب بڑے زور سے بولے کہ پنڈت سچ کہتا ہے اور مولوی خدا بخش بالکل غلط کہتا ہے۔ بے شک خدا عرش پر ہی ہے۔ جسے فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں۔ غرض اس مباحثہ میں مولوی صاحب کو بہت ذلت کا منہ دیکھنا پڑا اور جھوٹی خوشی منٹوں میں پامال ہو گئی اور خدا کی وعید انی مھین من اراد اھانتک نے دست بدست پکڑ لیا۔

سناتنیوں سے ہمارا مناظرہ

مولوی عمر الدین صاحب نے سناتن دھرم سبھا کے جلسہ گاہ میں سناتن دھرمیوں سے بحث کی اور سناتنی پنڈت صاحب نے کھلے دل سے اقرار کیا کہ ہم بھی محمد الرسول اللہ صلعم کو مانتے ہیں ان کے آنے کی خبر ہمارے بھوش پران میں صاف موجود ہے مباحثہ نہایت دلچسپ تھا اور اسلام کی صداقت کو سناتن دھرم نے رد نہ کیا بلکہ قبول کیا۔ صرف یہ کہا۔ کہ محمدؐ بھی برہمن تھے جس کے جواب میں ہم نے کہا۔ کہ ہاں برہمن کے معنی برہمۃ یا سردار کے ہیں اور محمد رسول اللہ بلاشبہ

سید الاولین والآخرین

ہیں۔ سید کے معنے بھی سردار کے ہی ہیں پس آپ اس برہمن اوتار پر ایمان لے آویں۔

دوسرے دن چار سناتنیوں سے مولوی عمر الدین صاحب نے مناظرہ کیا اور قرآن مجید کو کامل اور محفوظ کتاب ثابت کیا اور وید کو دنیا سے نابود شدہ اور جو باقی ہے اس میں قابل اعتراض تعلیم دکھائی اور کہا کہ بہتر ہے سناتن دھرمی اب اسلام کو قبول کر لیں اور ساتھ ہی ان کو دکھایا کہ ہندوؤں کی کتب میں کلی یگ کے اوتار کا نام محمدؐ اور احمد لکھا ہے اس کے باپ کا نام عبداللہ اور عرب کا ملک اس کی جائے ظہور اور اس کی بیوی کا نام عائشہؓ لکھا ہے جس کا سناتنی پنڈت صاحب رد نہ کر سکے اور اسلام کی فتح ہوئی ◆

(بقیہ صفحہ ۳)

عدالت کے اندر آنے کی اجازت نہ تھی۔ ملزم کے آدمیوں میں سے چوہدری افضل حق صاحب، مولوی حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی اور عبدالکریم آف مباہلہ قابل ذکر ہیں۔ جناب خلیفہ قادیان۔۔۔ کے ساتھ کتابوں اور اخبارات کی فائلوں کے کئی ٹرنک اور گٹھڑیاں بھی تھیں۔ حوالے نکالنے کے لئے متعدد آدمی موجود تھے ہمیں نے آج تک کسی مناظرہ میں اس قدر اہتمام نہیں دیکھا سرکاری وکیل اور وکیل ملزم شیخ محمد شریف صاحب ایڈووکیٹ کے علاوہ خلیفہ صاحب کے مریدوں میں سے چوہدری ظفر اللہ خانصاحب پیر اکبر علی صاحب ایڈووکیٹ ممبر کونسل۔ شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ چوہدری اسد اللہ خانصاحب بیرسٹر۔ مرزا عبدالحق صاحب وکیل موجود تھے۔

کارروائی

گیارہ بجے کے قریب کارروائی شروع ہوئی۔ ملزم کے وکیل نے خلیفہ صاحب پر کئی ایک سوالات کئے۔ ایک بجے کے قریب لنچ کے لئے کارروائی ملتوی ہوگئی۔ خلیفہ صاحب موٹر میں قادیانی انجمن کو تشریف لے گئے۔ سڑک پر ان کے مرید کھڑے تھے۔ دوسری طرف احراریوں کے طرفدار تھے۔ تقریباً ایک گھنٹے کے التوا کے بعد پھر کارروائی شروع ہوئی۔ اور متعدد سوالات پوچھے گئے لیکن سوالات کی فہرست غیر معمولی طور پر طویل تھی۔ اس لئے شہادت ختم نہ ہو سکی بقیہ کارروائی ۲۵ مارچ پر ملتوی ہو گئی

اس کے بعد معلوم ہوا کہ ۲۵ کو بھی ختم نہ ہو سکی ۲۷ کو پھر جرح ہوگی۔ پانچ بجے کے قریب خلیفہ صاحب کچہری سے قادیانی کیمپ کو گئے۔ مرید سڑک پر صف آرا تھے۔ وہاں موصوف نے ایک مختصر تقریر میں اپنے مریدوں کا جو کہ مختلف مقامات سے آئے تھے شکریہ ادا کیا۔

شہادت

۲۳ کو خلیفہ صاحب پر احرار کانفرنس۔ اخبار الفضل۔ قادیانی انجمن کے نظام۔ مباہلہ والوں کے چیلنج، محمد علی کے جنازہ، محمد امین کے قتل، محکمہ قضا اور بعض قادیانی عقائد کے متعلق سوالات کئے گئے۔ آپ نے کہا کہ ہم غیر احمدیوں کا جنازہ نہیں پڑھتے ان کے پیچھے نماز بھی نہیں پڑھتے ان کو لڑکیاں نہیں دیتے۔ کچھ عرصہ کے لئے عارضی طور پر ان کی لڑکیاں لینی بھی بند کر دی ہیں کیونکہ ہماری جماعت میں لڑکیوں کی تعداد زیادہ ہو گئی ہے۔ آپ پر سوال کیا گیا "آپ یہ بتلایئے کہ آپ کا عقیدہ ہے کہ محمدؐ صاحب آخری نبی ہیں" جس کے جواب میں آپ نے کہا "میرا عقیدہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں"

۲۳۔ مارچ کو شہادت کا صرف ایک حصہ ہوا تھا ہم کوشش کریں گے کہ بشرط گنجائش مکمل شہادت کا ضروری خلاصہ آئندہ اشاعت میں درج کر دیں ۲۳ کی شام کو ہم گورداسپور سے واپس آ گئے۔

بے دردانہ اسراف

الفضل کے بیان کے مطابق گورداسپور میں جمع ہونیوالے قادیانیوں کی تعداد سات ہزار تھی ہمارا اندازہ اس سے کچھ کم ہے قادیان بٹالہ، لاہور، گوجرانوالہ، فیروزپور، شیخوپورہ، سیالکوٹ اور دیگر بہت سے مقامات سے خلیفہ صاحب کے مرید آئے ہوئے تھے اندازہ کیا گیا ہے کہ اس روز قادیانیوں کا بیس پچیس ہزار روپیہ خرچ ہو گیا ہوگا سمجھدار لوگوں نے اس اجتماع کو ایک بے فائدہ نمائش سمجھا۔ مخالفین کہہ رہے تھے کہ ہمیں مرعوب کرنے کیلئے یہ سب کچھ کیا ہے۔ اس بیس پچیس ہزار کے خرچ کے مقابلہ میں قادیانیوں نے جو تبلیغی ٹریکٹ تقسیم کئے ان کی تعداد الفضل کے بیان کے مطابق صرف چار ہزار تھی حالانکہ اس روپیہ سے کئی زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ ہو سکتا تھا۔ کئی لاکھ سیرت کی کاپیاں مختلف زبانوں میں تقسیم ہو سکتی تھیں۔ اور نہیں تو کم از کم قادیانی جماعت انگریزی ترجمۃ القرآن ہی چھاپ سکتی تھی لیکن جب مقاصد کی جگہ شخصیتیں لے لیں تو ایسی ہی اندھی پیر پرستی کے مناظر دیکھنے میں آیا کرتے ہیں

حضرت مسیح موعودؑ کی کتابیں اور قادیانی جماعت

جناب خلیفہ قادیان اپنے ایک تازہ خطبہ میں فرماتے ہیں کہ:-

"فرض کرو کوئی شخص میرے پاس آئے اور کہے کہ اگر ایک شخص احمدی کہلاتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں ہر وقت اٹھائے پھرتا ہے لیکن ان کتابوں پر عمل نہیں کرتا تو کیا اس کی مثال گدھے کی سی ہے یا نہیں۔ تو کیا تم سمجھتے ہو میں اس حقیقت سے انکار کر دونگا۔ یقیناً میں یہی جواب دونگا۔ کہ اگر کوئی احمدی ایسا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پر عمل نہیں کرتا۔ اور صرف کتابیں اٹھائے پھرتا ہے تو وہ اس گدھے کی مانند ہے جس پر کتابیں لادی گئی ہوں" (الفضل ۱۹ مارچ صفحہ)

اگر جناب خلیفہ صاحب اس قدر حق گوئی اور صداقت سے کام لے سکتے ہیں تو بڑی خوشی کی بات ہے لیکن گستاخی معاف آجکل تو ساری قادیانی جماعت کی یہ حالت ہے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتابیں اٹھائے پھرتی ہے، ان کے باقاعدہ درس بھی ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ سے عشق و محبت کے بڑے بڑے دعوے بھی کئے جاتے ہیں لیکن آپ کی تعلیم کو پس پشت پھینکا جا رہا ہے حضرت صاحب نے دعوے نبوت سے صاف انکار کیا اس کو مخالفین کا افترا قرار دیا اور حضرت نبی کریم صلعم کے بعد مدعی نبوت پر لعنتیں بھیجیں۔ لیکن قادیانی جماعت اپنے خلیفہ کی تقلید میں حضور کو خواہ مخواہ نبی بنا کر اسلام میں ایک زبردست فتنہ پیدا کرنے کی کوشش میں مصروف ہے حضرت مسیح موعودؑ نے بار بار لکھا کہ میرے انکار سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا لیکن قادیانی حضرات نہایت بے دردی سے ساٹھ کروڑ مسلمانان عالم کو کافر قرار دے رہے ہیں۔ ان کے یہ دونوں خطرناک عقائد معاندین سلسلہ کے ہاتھوں میں دو زبردست ہتھیار ہیں جن سے وہ دیوانہ وار کام لیکر حضرت مسیح موعودؑ کے مقدس مشن کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔

جب ہماری طرف سے حضرت مسیح موعود کی تحریرات پیش کر کے قادیانی حضرات پر ان کی یہ خطرناک غلطی واضح کی جاتی ہے اور درخواست کی جاتی ہے کہ دونوں جماعتوں کے سرگروہ دوستانہ طریق پر تبادلہ خیالات کر لیں تو اس کے جواب میں فریب کاری اور دشنام طرازی سے کام لیا جاتا ہے غرضیکہ یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ قادیانی جماعت حضرت مسیح موعود کی کتابیں ضرور اٹھائے پھر رہی ہے لیکن اس پر عمل نہیں کرتی ہے۔

کے لئے کون مقرر ہے چلتے چلاتے ایک دفتر لکھ ڈالئے۔ یہ استہزا نہیں بلکہ دلائل ہیں جو ایک غلط اصول کے لازمی عواقب ہیں۔

ذرا غور کیجئے

اس لئے میں ایک دفعہ پھر جناب میاں صاحب اور آپ کی جماعت سے دست بستہ معافی مانگتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنے عقائد کا جائزہ لیں اور ایمانداری اور دیانت سے سوچیں کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے صحیح ہے یا غلط۔ اگر یہ صحیح ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ بالکل صحیح ہے۔ تو پھر آپ کو حق کے قبول کرنے میں تامل نہیں ہونا چاہیئے۔

غلطی کا اعتراف قابل شرم نہیں لائق فخر ہے

آخر آپ مسیح موعود پر بھی تو ایسے عقیدہ کا الزام لگاتے ہیں اور اس پر کوئی ندامت محسوس نہیں کرتے تو خود اپنا عقیدہ تبدیل کرنے میں جو نہ صرف غلط اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور تقدیس کے منافی اور حضرت رسول کریم کی ہتک کرنے والا اور مسیح موعودؑ کے نام کو بٹہ لگانے والا ہے۔ کوئی شرم نہیں کرنی چاہیئے اگر جناب میاں صاحب آج اپنی غلطی کا اعتراف فرمالیں اور کھلے اور صاف الفاظ میں غلط عقائد سے رجوع کا اعلان کردیں تو ان کی یہ بےعزتی نہیں۔ بلکہ ان کا یہ کارنامہ تاریخ اسلام میں زریں حروف سے لکھا جائیگا اور آنے والی نسلیں ان کی جرأت اور قربانی پر عش عش کریں گی اور امر اسلام اور تحریک احمدیت ایک دم ... سوگنی ترقی کریں گے۔

فیصلہ کا آسان طریق

لیکن اگر اس پر بھی آپ کو اپنے باطل عقائد پر اصرار ہے تو دیکھئے ہماری جماعت کے معزز اراکین نے آپ کی جماعت کے معززین کے سامنے فیصلہ اختلاف کا ایک طریق پیش کیا جس کی شرائط کو ہر معقول پسند انسان منصفانہ قرار دیگا۔ مگر آپ کی جماعت نے اس شریفانہ اپیل کے جواب میں جو مذموم اور قابل نفرین رویہ اختیار کیا۔ وہ ایک مذہبی جماعت کیلئے قابل شرم ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ آپ سبقت فرما کر اس چیلنج کو منظور فرمالیتے ورنہ ایک شریف انسان کی طرح انکار کردیتے۔ مگر جو کچھ کہا گیا۔ وہ تقویٰ سے دور تھا۔ میں ایک مرتبہ پھر جناب خلیفہ قادیان سے انتہائی خلوص سے درخواست کرونگا کہ آپ ہماری جماعت کے اکابر کی تبادلہ خیالات کی مخلصانہ درخواست کو قبول کرکے اپنی صداقت و معقولیت کا ثبوت دیں اور گریز کو چھوڑ دیں۔ اور نہایت عاجزی سے التجا کرتا ہوں۔ کہ اگر وہ اپنے پیر و مرشد اور امام کے لئے نہیں تو کم از کم اپنے مقدس باپ کی عزت کیلئے اس طریق فیصلہ کو منظور فرمائیں

احراری اصحاب سے مکرر درخواست

میری اسلامی ہمدردی پھر مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں احراری دوستوں سے التجا کروں کہ یہ دنیا کے چند پیسے جو آپ اس مذہبی منافشہ میں کما لیں گے آپ کے ساتھ نہیں جائیں گے کسی دن آپ کو اپنے دل کے مخفی سے مخفی ارادوں کا بھی حساب دینا پڑیگا۔ مسلمان قوم کا مذاق علمی آپ کی غیر متقیانہ تحریروں کی وجہ سے اس وقت بھی کافی گرچکا ہے آپ اسے اور کس قعر مذلت میں گرانا چاہتے ہیں؟ احمدیوں سے مخالفت ہی تو اسلام کی سب سے بڑی خدمت نہیں رہ گئی ہے یہ لوگ کم از کم پابند صوم و صلوٰۃ ہیں۔ اسلام کی اشاعت بھی اپنے مقدور کے مطابق کر چھوڑتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کو ان کا اخلاص ایسا پسند ہے کہ ان کی ادنیٰ سی کوشش پر اپنے رحم اور اپنے کرم سے عظیم الشان نتائج مترتب فرما کر ذرہ نوازی فرماتا ہے۔

کسی مفید کام کی طرف توجہ کرو

مسلمان قوم میں سینکڑوں قسم کی اصلاحوں کی ضرورت ہے آپ کی توجہ اس طرف کیوں مبذول نہیں ہوتی۔ کیا مسلمانوں میں ایسے لوگ نہیں جنہوں نے نماز کبھی نہیں پڑھی۔ کیا ایسے بھی لوگ نہیں، جن کے زبان اور کان کلمہ سے ناآشنا ہیں۔ کیا مسلمانوں میں شرابخور اور سودخوار نہیں کیا مسلمانوں میں پیرپرست اور قبرپرست نہیں کیا مسلمانوں میں بازاری عورتیں نہیں۔ کیا مسلمانوں کی تعلیمی اور اقتصادی حالت دوسری اقوام کے مقابلہ میں پست نہیں؟ اس قسم کی بے شمار اصلاحات ہیں جن کی مسلمانوں کو اشد ضرورت ہے ان کی موجودگی میں آپ کا غریب احمدیوں کے پیچھے پڑنا اور ان سے جو کھلی کھلی ضلالت میں ہیں کسی قسم کا اعراض نہ کرنا آپ کے باطل پر ہونے کی روشن دلیل ہے امت مرحومہ پر رحم کیجئے۔ آپ ان کا کچھ بنا نہیں سکتے۔ تو آگے سر بھی بگاڑ نہ کیوں بیٹھتے ہیں۔

احمدیوں کو شکست دینے کا واحد طریق

اگر اس کے بعد بھی آپ دنیا میں محض فساد پھیلانے اور اس کے عوض ناسفتے کے چند سکے حاصل کرنے کے لئے اپنے اس غیر مردمانہ رویہ کو تبدیل نہیں فرمائیں گے تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے اخلاق اور مذاق خراب کرنے اور اس طرح ان کا بیڑا غرق کرنے کے لئے اب آپ کو لمبی مہلت نہیں دے گا۔ میرے مسلمان بزرگو! میرے مسلمان دوستو! میرے مسلمان عزیزو جو اسلام کے نونہال ہو۔ اور جن سے اسلام کی آئندہ امیدیں وابستہ ہیں۔ تم احمدیوں پر ان ذلیل اخبار نویسوں کے سبب دشنام پڑھ کر کیوں خوش ہوتے ہو۔ دیکھو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اگر تم احمدیوں کو فی الواقع برا سمجھتے ہو۔ تو تم تقویٰ، طہارت نفس، پابندی صوم و صلوٰۃ اور اشاعت اسلام میں احمدیوں پر سبقت لے جاؤ۔ کسی کو گالیاں دینے اور کسی کے متعلق گالیاں سننے اور پڑھنے سے کسی قوم نے آج تک فلاح نہیں پائی۔

ہماری مخالفت نیک نیتی سے نہیں ہو رہی

دنیا میں روحانی انقلاب ہو رہا ہے اقوام عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے قوانین بڑی سرعت اور سرگرمی سے اپنے اندر جاری کر رہی ہیں۔ آپ آنحضرت صلعم کے نام لیوا ہونے کے باوجود اس دوڑ میں پیچھے رہنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ جو نیک نیتی سے ہماری مخالفت کرتا ہے۔ خواہ وہ غلطی پر ہی ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس اجر ہے اور ہمیں اس سے گلہ نہیں۔ مگر برادران اسلام آپ گواہ رہیں اور اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ ہماری مخالفت نیک نیتی سے نہیں ہو رہی۔ کیونکہ ہمارے مخالف متقی انسان نہیں اور جو ہماری عداوت میں جتنا زیادہ بڑھا ہوا ہے وہ اخلاق اور تقویٰ میں اتنا ہی زیادہ گرا ہوا ہے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔ (خاکسار۔ صادق علی)

فہرست چندہ جماعت لاہور
عید فنڈ و مساجد فنڈ

نمبر شمار	اسمائے معطیان	مسجد فنڈ	عید فنڈ
۱	حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ	صہ ر	عہ ر
۲	مولوی عزیز بخش صاحب	صہ ر	عہ ر
۳	سید اعجاز حسین صاحب	۰	۸ ر
۴	شیخ عبدالرحمان صاحب خلف الرشید شیخ محمد نصیب صاحب	۰	۲ ر
۵	ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب	عہ ر	عہ ر
۶	سید عبدالرؤف شاہ صاحب	عہ ر	عہ ر
۷	راجہ عبدالمجید صاحب	عہ ر	عہ ر
۸	چودھری فضل حق صاحب	عہ ر	عہ ر
۹	خوشی محمد صاحب	عہ ر	۸ ر
۱۰	قاضی منظر الحق صاحب	عہ ر	۸ ر
۱۱	غلام محمد صاحب جلد ساز	عہ ر	عہ
۱۲	ماسٹر فقیر اللہ صاحب	عہ ر	عہ ر
۱۳	ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب	صہ ر	عہ ر
۱۴	مرزا مسعود بیگ صاحب	عہ ر	عہ ر
۱۵	شیخ علی بخش صاحب	عہ ر	عہ ر
۱۶	ڈاکٹر سید بشیر حسین صاحب	عہ ر	عہ ر
۱۷	محمد حسن صاحب خلف ڈاکٹر حسن علی صاحب	۴ ر	۴ ر
۱۸	مولوی دوست محمد صاحب	۸ ر	۸ ر
۱۹	ڈاکٹر سید جلال شاہ صاحب	۸ ر	۰
۲۰	میاں چراغ دین صاحب	۸ ر	۸ ر
۲۱	منشی نواب خاں صاحب	عہ ر	عہ ر
۲۲	مولوی صدر الدین صاحب	صہ ر	عہ ر
۲۳	میاں ناصر دین صاحب	۸ ر	۵ ر
۲۴	ملک محمد امین صاحب	لعہ ر	صہ ر
۲۵	سید حیدر شاہ صاحب	۸ ر	۸ ر
۲۶	شیر محمد صاحب	۴ ر	۴ ر
۲۷	ڈاکٹر شجاعت علی صاحب	صہ ر	صہ ر
۲۸	داروغہ نبی بخش صاحب	عہ ر	عہ ر
۲۹	عبدالحق صاحب	عہ ر	۰
۳۰	چودھری عبدالحمید صاحب	۸ ر	۸ ر
۳۱	عبدالرشید صاحب	۱ ر	۱ ر
۳۲	مرزا خدا بخش صاحب	عہ ر	عہ
۳۳	ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب	لعہ ر	عہ ر
۳۴	سلطان محمد صاحب	عہ ر	۰
۳۵	نذیر احمد خانصاحب	عہ ر	۰
۳۶	مولوی عبدالحق صاحب	عہ ر	عہ
۳۷	چودھری اسماعیل صاحب	لعہ ر	عہ ر
۳۸	شیخ محمد دین جان صاحب	عہ ر	عہ ر
۳۹	نبی بخش صاحب	۰	عہ ر
۴۰	پیر ناظر الاسلام	لعہ ر	لعہ ر
۴۱	بابو عبدالرحمٰن صاحب	۰	عہ ر
۴۲	شیخ احمد علی صاحب	۰	عہ ر
۴۳	مولانا محمد عبداللہ خانصاحب	۴ ر	۴ ر
۴۴	مصطفیٰ خانصاحب	۴ ر	۴ ر
۴۵	بنت صاحبہ مولوی مصطفیٰ خانصاحب	۴ ر	۴ ر
۴۶	مرزا عبدالرحمٰن صاحب	۰	عہ ر
۴۷	ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب	صہ ر	عہ ر
۴۸	بابو کرم الٰہی صاحب	عہ ر	عہ ر
۴۹	شیخ سعید احمد صاحب	عہ ر	عہ ر
۵۰	معرفت مولوی عزیز بخش صاحب	[illegible]	[illegible] ۱۲ ر
۵۱	معرفت چودھری فضل حق صاحب	[illegible]	
۵۲	از خواتین جماعت معرفت سیکرٹری صاحبہ انجمن	[illegible]	[illegible]
	میزان	[illegible]	[illegible]

ہندوستان

—— اب بہ قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوگیا ہے کہ کراچی میں ہجوم پر بغیر انتباہ کے گولی چلائی گئی تھی کراچی کے مسلم اکابر کا اس حادثہ کے متعلق ایک اعلان شائع ہوا ہے اس میں بھی اس حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے۔

—— حادثہ کراچی کے متعلق ہندوستان کے طول و عرض میں جلسے ہو رہے ہیں جن میں کھلی تحقیقات کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔

—— کلکتہ ۲۶ مارچ۔ ریزرو بنک یکم جولائی سے اپنا کام شروع کر دیگا۔

—— حادثہ کراچی کے سلسلہ میں مسلمانان کراچی نے شہدا کے پسماندگان اور مجروحین کی مالی امداد کے لئے ایک ریلیف فنڈ جاری کر دیا ہے۔ جو سیٹھ حاتم علوی کی تحویل میں رکھا گیا ہے اس لئے اسلامیان ہند سے التماس ہے کہ وہ جلد سے جلد حسب استطاعت زر اعانت بھیجکر مصیبت زدگان کی امداد میں عملی حصہ لیں

—— لاہور کی معزز بیگمات نے مسلم لیڈیز لیگ کے نام سے ایک زنانہ انجمن قائم کی ہے ۲۵ مارچ کو محترمہ لیڈی فضل حسین صاحبہ کے زیر صدارت اس کا افتتاح ہوا۔ اس کا مقصد مسلم خواتین میں خواہرانہ اخوت اور اپنے حقوق کی حفاظت کا جذبہ پیدا کرنا ہے۔

—— عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے مقدمہ میں ۲۲ و ۲۵ مارچ کو جناب خلیفہ قادیان کی شہادت ہوتی ۲۷ مارچ کو موصوف پر جرح کی جائیگی۔ قادیانی حضرات اس سلسلہ میں مختلف مقامات سے کثیر تعداد میں گورداسپور پہنچے

—— ۲۴ مارچ کو دہلی میں آل انڈیا کیپول ایوارڈ کانفرنس کا اجلاس نواب صاحب ڈھاکہ کی صدارت میں منعقد ہوا

—— مسٹر تصدق احمد صاحب شیروانی رکن اسمبلی کے مسلم کانگریسی رکن کا ۲۲ مارچ کی صبح کونٹی دہلی میں انتقال ہوگیا۔ انا للہ۔ آپ کی موت گردن توڑ بخار کے باعث ہوئی۔ آپ ضلع علی گڈھ کے ایک معزز عالی مرتبہ خاندان کے رکن تھے۔ جنازہ اسی روز دہلی سے علیگڈھ لے جایا گیا۔ مرحوم کی عمر اس وقت ۵۰ برس تھی

—— مرحوم کے انتقال پر اظہار رنج کے لئے ہندوستان کے اکثر بڑے شہروں میں جلسے ہوئے اسمبلی کا اجلاس اور متعدد مقامات پر میونسپل کمیٹیوں کے اجلاس مرحوم کے اعزاز میں ملتوی کر دیئے گئے۔

—— ہندوستان کے متعدد علاقوں میں گردن توڑ بخار کی وبا پھیلی ہوئی ہے۔

—— گاندھی جی نے اعلان کیا ہے کہ چار مہینے تک خاموش رہینگے یہ میعاد ۱۹ اپریل کو ختم ہوگی۔

ممالک خارجہ

—— سلطان ابن سعود کو قاتلانہ حملے کے سلسلے میں مختلف اسلامی و غیر اسلامی ممالک سے مبارکباد کی تاریں موصول ہو رہی ہیں کئی ایک مقامات پر جلسے بھی منعقد ہوئے ہیں۔

—— حکومت یمن نے بھی قاتلانہ حملہ کی شدید مذمت کی ایک سرکاری اعلان میں یہ بھی درج ہے کہ یہ بات قابل یقین معلوم نہیں ہوتی کہ قاتلانہ حملہ کرنے والے یمنی زیدی تھے، تاہم حکومت یمن نے سید عبداللہ الوزیر کو جو اس وقت مکہ معظمہ میں مقیم ہیں اس امر کی ہدایت کر دی ہے کہ وہ حکومت سعودیہ عربیہ کی خواہشات و ہدایات کے مطابق اس ہولناک واقعہ کی پوری تحقیق و تفتیش کرے۔

—— آجکل الجزائر کے ساٹھ لاکھ باشندوں نے فرانسیسی حکومت کے خلاف زبردست بغاوت برپا کر رکھی ہے۔ ملک کے طول و عرض میں تحریک حریت جاری ہے۔ فیض، قسطنطن، ٹیونس اور دیگر شہروں میں فرانسیسیوں اور یہودیوں کے خلاف مظاہرے اور بلوے ہوتے رہتے ہیں بعض مقامات پر پولیس کے تھانوں پر دھاوا بول کر کانسٹیبلوں کو قتل کر دیا گیا۔ فرانسیسی حکام پر حملے ہوتے رہتے ہیں فوج الجزائر کی لشکر باغیوں کے ساتھ مل گئے ہیں۔

—— انگریزی اخبارات کے بیان کے مطابق اس تحریک کا مقصد خالص اسلامی حکومت قائم کرنا ہے جس کے ماتحت شریعت کے قوانین پر عمل ہوگا۔ اور مسلمان اقوام کو مغرب پرستی کے طوفان سے بچانے کی کوشش کی جائے گی، اس تحریک کا بانی ابن جلال ایک نوجوان ہے۔ جسے ڈاکٹر کہا جاتا ہے اس نے فرانسیسی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کی ہے اس نے دو لاکھ نوجوانوں کو اپنی فوج میں بھرتی کر لیا ہے۔

—— ۲۰ مارچ کو دارالعوام میں مسٹر چرچل نے حادثہ کراچی کے سلسلے میں وزیر ہند سے سوال کیا۔ کہ کیا ہجوم کو گولی چلائے بغیر، پانی یا اشک آور گیس کے ذریعہ منتشر نہیں کیا جا سکتا تھا وزیر ہند نے تجویز پر غور کرنے کا وعدہ کرتے ہوئے جواب میں کہا کہ میں کوئی ایسی بات کہنا نہیں چاہتا جس سے ایوان یہ سمجھے کہ مجھے فوج اور پولیس پر اعتماد نہیں۔

—— ریگا ۲۲ مارچ۔ سودیٹ حکومت نے لینن گراڈ میں گیارہ سو اشخاص کو جن کا طبقہ امرا سے تعلق ہے گرفتار کیا ہے ان لوگوں کے متعلق شبہ ہے کہ وہ روسی جمہوریت کو پسند نہیں کرتے ان میں اکثر پر یہ الزام بھی عائد کیا گیا ہے کہ وہ غیر ملکی حکومتوں کے حق میں جاسوسی کرتے ہیں۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

جلد ۲۳ لاہور۔ یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۲۹؍ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۴؍اپریل ۱۹۳۵ء

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

بیرونی جماعتوں کے سالانہ جلسے

اور اُن کے متعلق چند نہایت ضروری باتیں

اس سے قبل اخبار میں اعلان کیا جا چکا ہے کہ جو جماعتیں اپنے سالانہ جلسے منعقد کرنیکا ارادہ رکھتی ہوں وہ اپریل کے مہینے ہی میں جلسے کر لیں مئی میں گرمی زیادہ ہو جائیگی، جو مہمانوں اور منتظمین کیلئے باعث تکلیف ہو گی۔ اس کے متعلق میں چند اور ضروری باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

اسمیں کچھ شک نہیں کہ بعض جماعتیں باقاعدگی سے سالانہ جلسے منعقد کرتی ہیں لیکن بہت سی جماعتیں اس بارہ میں غفلت سے کام لیتی ہیں۔ یہ ایک بالکل غلط خیال ہے کہ جلسوں پر بہت خرچ ہوتا ہے۔ اگر سادگی سے کام لیا جائے تو برائے نام رقم میں سب انتظام ہو سکتا ہے مبلغین کے متعلق تو سارا خرچ بالعموم مرکزی انجمن برداشت کرتی ہے، باقی رہ گئے مہمانداری کے مصارف تو دینی اجتماعوں میں تکلّف کی کوئی ضرورت نہیں سادہ روٹی اور سالن یا صرف روٹی اور دال بھی ہو تو کافی ہے بلکہ اگر ممکن ہو تو چھوٹے مقامات پر احباب مہمانوں کو آپسمیں تقسیم کر کے اپنے اپنے گھروں میں اُنکے قیام اور طعام کا انتظام کر لیں تو سب سے بہتر ہے اس طرح جماعت پر کوئی بار نہیں پڑیگا جب ہمارے گھروں میں مہمان آتے ہیں تو ہم کسی نہ کسی طرح انکے سب اخراجات برداشت کر ہی لیتے ہیں۔ دوسرا خیال بعض احباب کو یہ ہوتا ہے کہ ہم جلسہ کرینگے تو لوگ اسمیں شامل نہیں ہونگے مجمع زیادہ نہیں ہوگا۔ اسمیں وہ جماعت کی اور اپنی سبکی محسوس کرتے ہیں۔ یہ بھی ایک غلط خیال ہے اس کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک خطبہ میں فرما چکے ہیں، کہ:۔

"اگر دس آدمی بھی سننے آجائیں اور ان میں سے دو پر بھی نیک اثر ہو جائے تو یہ فائدہ جماعت کی قوت ہی کا موجب ہے بہت سننے والوں کا لے آنا ہمارا کام نہیں۔ ہمارا کام صرف اس قدر ہے کہ لوگوں کو اطلاع ہو جائے اور بعض احباب اپنے ذاتی رسوخ سے بھی کام لیکر اپنے خاص تعلق رکھنے والوں کو لا سکتے ہیں اپنی طرف سے کوشش کریں نتیجہ خدا پر چھوڑ دیں"۔

اسلئے میں تمام بیرونی جماعتوں کے صدر اور سکرٹری صاحبان کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ بہت جلد اس طرف توجہ فرمائیں اور صدر دفتر سے خط و کتابت کر کے تاریخوں کا تعین کریں۔

مرزا مسعود بیگ
اسسٹنٹ سکرٹری انجمن

"میں کیوں احمدی ہوں"

(از جناب شیخ صادق علی صاحب ہیڈ ماسٹر پٹیالہ)

مندرجہ ذیل مضمون ہمارے محترم دوست جناب شیخ صادق علی صاحب ہیڈ ماسٹر پٹیالہ نے جلسہ سالانہ کے لئے لکھا تھا۔ لیکن قلت وقت کی وجہ سے موصوف اسے پڑھ کر نہ سنا سکے ہم اسے شکریہ کے ساتھ درج اخبار کرتے ہیں (مدیر)

اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک
لہٗ اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ
ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر

احمدیت کے عقائد عقل و فطرت کے مطابق ہیں

حضرات! مجھے ارشاد ہوا ہے کہ میں آپ کے سامنے بیان کروں کہ میں کیوں احمدی ہوں؟ جس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنی ہیں کہ میں اس حسن کو بیان کروں، جو میں نے احمدیت کے خوبصورت چہرہ میں پایا جس سے دوسرے مذاہب اور اسلام کے فرقے یکسر معرا ہیں۔ میرے احمدیت کو قبول کرنے کی سیدھی سادی صاف اور صحیح وجہ تو یہی ہے کہ احمدیت کے عقائد اتنے خوبصورت اتنے دلکش اور ایسے صاف اور عقل اور دانش کی کسوٹی پر پورے اترنے والے ہیں کہ میں اپنے [illegible] کے لحاظ سے کسی سے شرمندہ نہیں ہوں۔ نہ ان کے متعلق مجھے خود اپنے نفس کو دھوکا دینے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے مجھے اپنے عقائد کے متعلق کبھی کسی قسم کی [illegible] کرنے کی حاجت نہیں [illegible] بلکہ [illegible] دوسروں کے [illegible] ہوں۔ [illegible] اپنے عقائد [illegible] کرنے کے [illegible] میرے خیال میں کسی عقیدے کو قبول کرنے کی اس سے [illegible] ہو سکتی ہے کہ وہ عقیدہ سیدھا سادہ اور صاف [illegible] عقل اور دانش کی ترازو میں پورا اترے اور قانون فطرت کے [illegible] مطابق ہے نہ ایسا کہ جس کے سمجھنے کے لئے کسی بڑے فلسفی کی [illegible] بات سمجھنے کے لئے [illegible] ناقابل ہوں۔

احمدیت خالص توحید [illegible] ہے

حضرات! میں احمدی ہوں [illegible] ایمان ایک خدا پر ہے جو ازلی اور ابدی ہے۔ میری غیرت [illegible] روح و مادہ کی شرکت کو گوارا نہیں کرتی [illegible] کچھ میں آتا ہے کہ مسیح ابن مریم جو میری طرح ہی [illegible] جسم بھی انسانی جسم تھا۔ یا روح القدس یا اس سے [illegible] کس طرح [illegible] خدائی میں شریک ہو سکتی ہے احمدی [illegible] قرآن کریم میں مذکور ہیں ایمان لاتا ہوں اور [illegible] روزانہ مشاہدہ کرتا ہوں اور اس کی صفت کے لئے اس قدر [illegible] ہوں کہ ان صفات میں بھی اس کو وحدہٗ لاشریک سمجھتا ہوں۔ [illegible] اس سے زیادہ عقل کو دھکے دینے والی اور کوئی بات نہیں [illegible] خدا ہی خالق کل شئی ہے تو پھر مسیح بھی کچھ پرندے پیدا کر سکتا ہے [illegible] دنیا ہے جو یہ نہیں بتلا سکتی کہ خدا کے پیدا کئے ہوئے [illegible] کونسے ہیں اور مسیح کے پیدا کئے ہوئے کونسے ہیں۔ [illegible] کہتا ہوں کہ جب روح اور مادہ خدا کی طرح ازلی اور ابدی ہیں اور ان میں باہم ملنے کی صلاحیت بھی ہے تو پھر وہ خدا کس طرح خالق [illegible] یہ سب باتیں عقل سے دور ہیں۔ خدا ہی ازلی ابدی ہے۔ وہ نیست سے ہست کرنے والا۔ اور حی قیوم اور سب چیزوں کا خالق ہے [illegible] اسی کی ہستی کو بقا ہے اور باقی سب عالم فنا ہونے والے ہیں۔ میرا خدا قادر مطلق ہے جس کا حکم سب پر جاری ہے

اور وہ جو چاہے کر سکتا ہے اس میں کسی قسم کا نقص نہیں۔

حیات مسیح کا عقیدہ

میں اس قادر مطلق خدا کو مانتا ہوں جس کو کبھی یہ ضرورت پیش نہیں آسکتی کہ وہ ایک انسان کو ۱۹۳۳ سال سے اپنے پاس بٹھا رکھے تاکہ اس کو کسی زمانہ میں بگڑی ہوئی دنیا کو راہ راست پر لانے کے لئے بھیجے۔ اس [illegible] کہیں ایسا نہ ہو وقت پر وہ ان صفات کا انسان پیدا نہ کر سکے بلکہ میں اس خدا کو مانتا ہوں جو ہمیشہ قادر رہے کہ ایک مسیح ابن مریم تو کیا۔ اس سے بڑھ کر ہزاروں مسیح ایک دم میں پیدا کر دے۔ میرا پیارا خدا اس قدر کمزور نہیں کہ جب اسے ابن مریم کو یہودیوں کے ہاتھوں سے بچانے کی ضرورت ہو تو اس دنیا میں کوئی پناہ کی جگہ نہ مل سکے۔ بلکہ وہ اسے اٹھا کر آسمانوں پر لے اڑے اور اس کو اپنا دوست بھی یاد نہ رہے کہ میں نے محض زمین کو ہی انسانوں کے لئے مستقر بنایا تھا۔ بلکہ وہ یہاں تک ناواقف ہو کہ یہودیوں کے تعاقب [illegible] کسی شخص کو مسیح کی شکل بنا کر دے [illegible] تمام کو پورا کرنے [illegible]

میرا خدا قادر مطلق اور رب العالمین ہے

[illegible] خدا کو بہرا اور [illegible] ہی سلام ہے میرے خدا کا حکم تمام زمینوں اور آسمانوں پر ہے اور کوئی ایسی ہستی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے میرا خدا جب کبھی اپنے کسی بندہ کو بچانا چاہتا ہے تو اس کو نہ اسے آسمانوں پر اٹھا کر لے جانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے نہ اسے کوئی [illegible] کرنی پڑتی ہے۔ بلکہ وہ ایک انسان کو لاکھوں کروڑوں کے مقابلے میں [illegible] بچا لیتا ہے۔ بلکہ وہ اس ایک کو اسی دنیا میں ان [illegible] کر دیتا ہے۔ پھر میرا خدا رب العالمین ہے وہ ہندوؤں کا ہی رب نہیں نہ وہ محض اسرائیلیوں کا رب ہے۔ بلکہ وہ شروع دنیا سے تمام ملکوں اور زمانوں کا رب رہا ہے اور ہمیشہ تک رہیگا وہ اپنی تمام مخلوق کو ادنیٰ حالت سے اٹھا کر اعلیٰ حالت تک پہنچاتا رہا ہے اور پہنچاتا رہے گا۔

میرا خدا ہر زمانہ میں پاک بندوں سے ہمکلام ہوتا ہے

وہ جہاں مخلوق کی جسمانی ربوبیت کرتا رہا ہے اور کرتا رہیگا اسی طرح آدمؑ سے لیکر آج تک روحانی ربوبیت بھی کرتا آیا ہے اور کرتا رہے گا۔ یہ نہیں کہ محض ہندوؤں کی روحانی ترقی کے لئے وید نازل فرمائے اور باقی ساری دنیا کو سوتیلے بیٹے سمجھ کر چھوڑ دیا۔ یا بنی اسرائیل کی روحانی تربیت کی اسے فکر ہوئی۔ اور بنی اسماعیل کو بھول گیا۔ نہیں۔ ایک احمدی کا خدا وہ خدا ہے۔ جو تمام مخلوق کا رب ہے اور تمام زمانوں میں اپنی [illegible] مخلوق کی روحانی اور جسمانی ربوبیت بھی کرتا ہے اور اس کی کوئی صفت کبھی معطل نہیں ہوئی۔ اگر وہ حضرت آدمؑ سے ہمکلام ہوا۔ تو اس کے آج بھی ایسے پاک بندے ہیں۔ جن سے وہ ہمکلام ہوتا ہے۔ حضرات! ایک احمدی کے عقائد اللہ تعالیٰ کے متعلق جو مذہب کا غایت مقصود ہے۔ یہ ہیں اور قطعی طریق پر ایک احمدی کے عقائد کی دوسرے مذاہب اور فرقہائے اسلامی پر عظمت کو ظاہر کرتے ہیں۔

قرآن کے سوا دنیا میں کوئی آسمانی کتاب محفوظ نہیں

خدا کے بعد میرا ایمان اس ہدایت پر ہے جو حضرت آدمؑ سے لیکر سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک مختلف ملکوں میں اور مختلف زمانوں میں خدا کی طرف سے بندوں کی رہنمائی کے لئے آتی رہی مگر میں یہ جانتا ہوں کہ قرآن کریم کے سوائے اس وقت صفحہ دنیا پر کوئی ایک بھی آسمانی کتاب نہیں جو انسانی تحریف اور دستبرد سے بچی ہوئی ہو اور اس میں میرے علم کا کیا قصہ ہے۔ ویدوں کے ماننے والے نہ ویدوں کی اور نہ ان کے اشلوکوں کی تعداد کی کوئی تعین کر سکتے ہیں۔ بلکہ وہ از خود اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ شاکت مت والوں نے بہت سے مخرب اخلاق منتر بھی اس میں بڑھا دیئے اور اگر اور زیادہ تحقیق سے کام لیا جائے تو پھر تھوڑے ہی منتر ہیں۔ جو الہامی کہے جا سکتے ہیں۔ تورات اور انجیل کا حال تو اس سے بھی برا ہے۔ اوّل تو ترجمہ۔ اور اصل زبان کا نسخہ مفقود۔ پھر ہر ایڈیشن جو نکلتا ہے وہ پہلے سے مختلف ہوتا ہے۔ مگر ایک قرآن ہے جو آج بھی وہی ہے جو تیرہ سو سال پہلے تھا۔ جس کی ایک حرکت یا شوشہ تک تبدیل نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود خدا نے لیا ہے۔

قرآن ایک زندہ معجزہ ہے

اور اس کی حفاظت کے ایسے سامان کر دیئے ہیں کہ انسانی ہاتھ اس میں کسی قسم کی تحریف نہیں کر سکتا۔ یہ قرآن کا زندہ معجزہ ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حیرت میں ڈالنے والا معجزہ رہیگا۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ احادیث کی جو مسلمانوں میں عزت اور عظمت کی نظر سے دیکھی جاتی ہیں اور مقدس مانی جاتی ہیں ان میں دستی اور بناوٹی احادیث شامل ہو جائیں۔ اور قرآن میں ایک زیر زبر تک کا فرق نہ آئے

قرآن تمام صداقتوں کا جامع ہے

پھر قرآن کا یہ کس قدر عظیم الشان معجزہ ہے کہ وہ تمام صداقتیں جو دوسری کتابوں میں علیحدہ علیحدہ پائی جاتی ہیں۔ قرآن میں یکجا جمع ہوں۔ میرے آقا حضرت مسیح موعود نے دنیا کے تمام مذاہب کو چیلنج دیا تھا۔ کہ وہ ایک ہی ایسی ثابت شدہ صداقت اپنی کتابوں سے پیش نہیں کر سکتے۔ جو قرآن کریم میں نہ ہو۔ اور یہ چیلنج آج بھی ویسا ہی قائم ہے جیسا کہ پچاس سال پہلے تھا۔

قرآن کریم کے متعلق احمدیت کے عقائد

اب اسلام کے اندرونی فرقوں میں ایک احمدی کے قرآن کریم پر ایمان کی امتیازی خصوصیات ملاحظہ فرمائیے۔ احمدیوں کے سوائے مسلمانوں کا کوئی گروہ نہیں۔ جو قرآن میں ناسخ و منسوخ کا قائل نہ ہو جو بزرگ قرآنی آیات میں تطبیق نہ دے سکے۔ انہوں نے ایک آیت کو منسوخ کر دیا اور دوسری کو ناسخ۔ اسی طرح منسوخ آیات کی تعداد پانچ سو تک پہنچا دی۔ ان بزرگوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے کہ انہوں نے جو کچھ کیا۔ اپنے علم کے مطابق نیک نیتی سے ہی کیا۔ مگر اب جبکہ قرآنی علوم کا آفتاب عین نصف النہار تک جا پہنچا۔ وہی رٹ لگائے جانا اپنی کور چشمی کو ظاہر کرنا ہے اور اسی ظاہر ہوتا ہے

احمدیت کا عظیم الشان کارنامہ

کہ ان لوگوں کے دلوں میں قرآن کی کتنی عظمت ہے میں کہتا ہوں احمدیت کا محض یہ کارنامہ ہی کہ قرآن میں کوئی ناسخ و منسوخ نہیں اور ٹھہرا ہے دلائل نیرہ سے ثابت کر دکھلانا کیا احمدیت کی عظمت کو قائم کرنے اور قرآن کے عاشق مسلمانوں کو اپنی طرف کھینچ لینے کے لئے کافی نہیں ہے؟ کتنے رنج اور ماتم کی جگہ ہے کہ مسلمانوں میں ایسے شخص ہوں۔ جو قرآن میں بعض آیات کو مرفوع التلاوت قرار دیتے ہوں،

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۲ پر)

انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پر علمائے سوء کے بدترین حملے

دیوبندی اور احراری لوگوں کے کرتوت

(از سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل مبلغ اسلام)

خاکسار جب راولپنڈی گیا تو مولوی اعجاز احمد صاحب خطیب جامع مسجد صدر بازار سے عموماً تبادلہ خیالات کا اتفاق ہوتا تھا۔ آپ کا قابل قدر وجود دار العلوم دیوبند کا مرہون منت ہے۔ آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ ہمیشہ جدّت طرازی کی فکر میں رہتے ہیں۔ چنانچہ آپ کا خیال ہے کہ "توفی" کے معنے نہ تو جمہور علماء سمجھے۔ اور نہ ہی حضرت مرزا صاحب کو معلوم ہوئے وہ معنے دس برس کی تحقیق سے مولوی صاحب پر کھلے ہیں۔ مولوی صاحب موصوف حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کو بڑے زور سے پیش کیا کرتے ہیں۔ میں نے ایک مرتبہ دوران گفتگو میں اُن سے سوال کیا کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پرانا نبی کس طرح آسکتا ہے۔ تو آپ فوراً کہنے لگے کہ بھائی اب وہ نبی نہیں ہیں۔ نہ صرف وہ بلکہ تمام دنیا کے انبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منصب نبوت سے الگ کر دئے گئے ہیں۔ جب مولوی صاحب نے اس پر زور دینا شروع کر دیا تو میں نے ان سے التماس کی کہ ازراہ کرم آپ اپنا عقیدہ لکھ کر مجھے دے دیں۔ مولوی صاحب نے بڑی کوشش کی کہ کسی طرح تحریر دینے سے بچ جائیں۔ مگر میرے اصرار پر انہوں نے آخر یہ تحریر میرے حوالہ کی۔

> "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد تمام دنیا کے انبیاء منصب نبوت سے الگ کر دئے گئے ہیں۔ یہی میرا اعتقاد ہے" فقط اعجاز احمد بقلم خود
>
> خطیب جامع مسجد صدر بازار راولپنڈی ۲۰ جنوری ۱۹۳۵ء

افسوس کہ ان نادانوں نے قرآن مجید کی تعلیم صریحہ کے خلاف نبیوں کو نبوت سے معزول کرنا شروع کر دیا۔ نہ جانے انہوں نے کونسا قصور کیا تھا (نعوذ باللہ) کہ یہ لوگ ان کے لئے منصب سے علٰحدگی کی سزا تجویز کرتے ہیں۔

اعاذنا اللہ من ھفواتھم

اس تحریر کے بعد میں نے انہیں چیلنج دے دیا کہ آؤ اب مباحثہ کر لو۔ کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے انبیاء کی توہین کی ہے یا مولویوں نے۔ مگر مباحثہ تو درکنار انہوں نے باوجود متعدد وعدوں کے اپنی زیارت سے بھی کبھی مستفید نہ فرمایا ع

اے خوشا وقت کہ آئی و لعبد ناز آئی

کیا وہ لوگ جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کے تمام انبیاء پر برے سے برے الزام لگاتے ہوں۔ اور پھر ان کو نبوت سے بھی معزول کرتے ہوں یہ حق رکھتے ہیں کہ حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ السلام پر توہین انبیاء کا الزام دیں۔ دراں حالیکہ حضرت اقدس الزامی جواب دے رہے ہوں۔

مولوی عنایت اللہ احراری کا حضرت یوسف پر ناپاک حملہ

۲۴ر مارچ کو ایک دوست کی ملاقات کے لئے میں انجمن کے مہمانخانہ احمدیہ بلڈنگس میں گیا۔ تو وہاں تین چار اجنبی نظر آئے جن کی طرف مجھے متوجہ کیا گیا۔ ملاقات کے بعد ان میں سے ایک صاحب نے جن کا نام مولوی عنایت اللہ تھا کہنا شروع کر دیا کہ غلامی کی تعلیم دینے والی قوم کس طرح اسلام کی خدمت کر سکتی ہے غلام قوم مسلمان ہی نہیں ہوتی۔ مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کہا کرتے ہیں کہ میں ہندوستان میں کسی کو مسلمان نہیں سمجھتا۔ اپنی ذات کو بھی نہیں۔ اس لئے کہ ہم غلام ہیں۔ اور مسلمان کی تعریف یہ لکھی ہے کہ "انتم الاعلون ان کنتم مومنین"۔ اگر مومن ہو تو غالب ہو گے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح پر انہوں نے حضرت مسیح موعود اور جماعت احمدیہ کے غیر سیاسی رویہ پر نکتہ چینی کی۔ آخر میں نے انہیں کہا کہ حضرت مسیح موعود نے نہ تو غلامی کی تعلیم دی اور نہ ہی کسی قوم کی ناجائز خوشامد کی۔ ہاں احسان کا شکریہ ضرور ادا کیا۔ انگریزی حکومت میں امن و امان اور آزادی کے لحاظ سے بڑی خوبی ہے۔ اس کی حضرت اقدس نے تعریف کی ہے لیکن عیسائی مذہب کے مقابلہ کا سوال آیا تو عیسائی مشنریوں کو دجال تک کہدیا۔ ذرا لحاظ نہیں کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ناجائز خوشامد نہ کرتے تھے۔ اور خلاف اسلام امور میں کسی کی حمایت نہیں کرتے تھے۔ پھر میں نے انہیں کہا کہ آپ کی گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ غلام قوم مومن نہیں ہو سکتی۔ کہنے لگے ہاں۔ میں نے کہا۔ اگر یہ درست ہے تو کیا آج ہندوستان میں کوئی مسلمان نہیں۔ فرمایا ہاں۔ میں نے کہا پھر آپ کا کیا حق ہے کہ آپ احمدیوں کو کافر کہیں لیکن جیسے آپ کافر ویسے وہ کافر۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی مثال اُن کے سامنے پیش کر کے کہا گیا کہ کیا قید کی حالت حضرت یوسف "اعلون" کے مصداق تھے۔ فرمایا نہیں۔ میں نے کہا پھر معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک (نعوذ باللہ) مومن بھی نہ تھے۔ کہنے لگے مومن تو تھے مگر کامل الایمان نہ تھے جب مصر کے بادشاہ بنے تو کامل الایمان ہو گئے۔ میں نے کہا اصول تو آپ نے یہ باندھا تھا کہ جو مغلوب ہو۔ اعلون کا مصداق نہ ہو غلامی کی حالت میں ہو۔ وہ مومن ہی نہیں۔ مگر اب آپ کہہ رہے ہیں کہ مومن تو تھے مگر کامل الایمان نہیں۔ این چہ بوالعجبی است۔ میں نے ان سے درخواست کی کہ آپ نے جو کچھ کہا ہے اسے تحریر کر دیجئے گا۔ آپ نے چاروناچار قلم لیا۔ اور اپنے دست مبارک سے ذیل کے الفاظ کو صفحہ قرطاس پر زینت بخشی:۔

> حضرت یوسف علیہ السلام جب تک قید کی حالت میں تھے۔ یا ایک غیر مسلم حکومت کے ماتحت تھے من کل الوجوہ کامل نہیں تھے۔ جب سلطنت حاصل ہوئی۔ تو من کل الوجوہ کامل ہوئے۔ ان وجوہات میں وجہ ایمان بھی شامل ہے کیونکہ ایمان بھی بایں حیثیت کہ غیر کی غلامی سے آزاد ہونے کے بعد جو روشنی و چمک ایمان میں پیدا ہوتی ہے۔ غلامی کی حالت میں نہیں ہوتی۔
>
> عنایت اللہ مبلغ احرار اسلام ۲۴ر مارچ ۱۹۳۵ء

پہلے آپ نے صرف "من کل الوجوہ کامل ہوئے" تک ہی لکھا تھا۔ جس پر میں نے اعتراض کیا کہ حضرت آپ فرما تو یہ رہے تھے کہ حضرت یوسف کامل الایمان نہیں تھے اور لکھ یہ رہے ہیں۔ کہ کامل نہیں تھے۔ کہنے لگے "من کل الوجوہ" کے الفاظ میں ایمان بھی آگیا ہے۔ میں نے کہا کہ پھر اس ابہام کی تفصیل بھی ساتھ ہی کر دیجئے۔ چنانچہ باقی عبارت مولوی صاحب نے بعد میں تحریر کی۔ جس کے ایک ایک لفظ سے مولوی صاحب کی دھڑکن ظاہر ہو رہی ہے۔ بالخصوص جملہ مہملہ "کیونکہ ایمان بھی بایں حیثیت" کی بے ربطی کاتب کی بے چینی پر ماتم کر رہی ہے۔ آگے اس خوف سے کہ کہیں بدنام نہ ہو جائیں تشریح کرنے لگے کہ غیر کی غلامی سے آزاد ہونے سے جو روشنی اور چمک ایمان میں پیدا ہوتی ہے۔ غلامی کی حالت میں نہیں ہوتی حالانکہ یہ تشریح انہوں نے میرے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے نہیں کی تھی۔ لیکن اس سے اتنا تو ضرور ثابت ہوتا ہے۔ کہ اگر حضرت یوسف علیہ السلام کو حکومت حاصل نہ ہوتی۔ تو ان کا ایمان کامل نہ ہوتا۔ اور ان کے ایمان میں وہ چمک اور روشنی نہ آتی"۔ بیچارے حضرت مسیح علیہ السلام جو تمام عمر غیر کی حکومت کے تحت رہے۔ ازروئے عقائد احرار اسلام اُس چمک اور روشنی سے محروم تھے۔ اور اگر آج احرار اسلام کو حکومت حاصل ہو جائے تو گویا ان کو "وہ چمک اور روشنی" حاصل ہو جائیگی یہ ہے حضرت مسیح موعود کی مخالفت کا نتیجہ۔ ایک ولی کی دشمنی یقیناً بعض اوقات سلب ایمان کا موجب ہو جاتی ہے۔ انہوں نے حضرت اقدس پر حملے کرتے ہوئے دیگر انبیاء کو بھی نہ چھوڑا۔ افسوس

> ونعم ما قال السید المسیح الموعود
>
> انبیاء کے طور پر حجت ہوئی ان پر تمام
>
> ان کے جو حملے ہیں ان میں سب کے سب ہیں حصہ دار

(بقیہ صفحہ ۴)

صحیحہ کا اعتراف کیا ہے۔ کہ ازمنہ وسطیٰ میں یورپ کی تمام درسگاہوں میں حکمائے عرب کے فلسفہ کی طرح ان کی طب بھی پڑھائی جاتی تھی۔

اس طرح چمنستان مغرب میں بہار آئی اور بحری علوم طبیہ جابجا پھیل گئے۔ اب مختلف طبی جماعتوں نے فن کے مختلف شعبوں پر مختلف نقطہائے نظر سے نگاہ کی۔ مسائل و نظریات کی ایک نئے انداز سے تبویب کی گئی اور اُن پر ایک مخصوص طرز میں کتابیں لکھی گئیں۔ قیاسات کی جگہ زیادہ تر تجربہ اور مشاہدہ کو رواج دیا گیا۔ مسئلہ دوران خون پر (جسے ہاروے کی دریافت قرار دیا جاتا ہے۔ اور جو درحقیقت ابن نفیس کا اکتشاف ہے) مبسوط مقالات لکھے گئے۔ اور خوردبینی ترقیات کی بنا پر علم جراثیم کے اکتشافات عالم وجود میں لائے گئے۔ حتےٰ کہ طب جدید ایلوپیتھی بن گئی۔

ان تاریخی بہاروں کی روشنی میں یہ حقیقت آفتاب کی طرح روشن ہے کہ طب جدید کے نظام طب اور نظام الادویہ کا یہ دفتر (جو آج سرتاسر الکحل کی آمیزش کی وجہ سے متعرف ہے) تاب ہے ہا تمامتر طب قدیم کا رہین منت ہے۔ گویا معنوی طب جدید اصولاً عربی طب قدیم ہے۔ جو بعض مسائل میں

طبِ عربی کی روشنی مغرب میں

یورپ عرب اطبّا کا شاگرد ہے

(از جناب حکیم سیّد علی احمد صاحب نیّر واسطی)

ظہور اسلام سے قبل عرب قوم بالکل جاہل تھی۔ علوم وفنون سے اسے کوئی واسطہ نہ تھا۔ اسلام نے ان جاہل اور جہالت پر فخر کرنیوالے انسانوں کو چند برسوں میں باخدا اور اعلیٰ درجے کے اخلاق کا مالک بنانے کے علاوہ دولت علم سے بھی مالا مال کر دیا۔ یہ دین حق کا ایک زبردست معجزہ ہے پہلی صدی ہجری کے ختم ہونے سے قبل ہی عربوں کا ذوقِ علمی محیر العقول ترقی کر چکا تھا۔ ان کے بہترین افراد نے مختلف علوم و فنون کی تحقیقات اور ان کو ترقی دینے کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ عرب خلفا نے [illegible] سے ان کی سرپرستی کی۔ اس طرح [illegible] وہ شاندار علمی دور شروع ہو گیا جس کو تاریخ عالم کا سنہری باب کہا جا سکتا ہے۔ جس پر [illegible] مسلمان بلکہ انسانیت فخر کر سکتی ہے۔

عربوں کے اس عہد عروج میں علوم طبیہ نے غیر معمولی ترقی کی [illegible] دیکھتے ہی دیکھتے عرب کی طب مشرق و مغرب [illegible] بے شمار ممالک میں بحر متلاطم کی طرح پھیل کر کروڑوں انسانوں کے لئے شفا بخشیوں کا مستقل سرچشمہ بن گئی۔

مندرجہ ذیل مضمون میں فاضل مضمون نگار نے تاریخ کی روشنی میں نہایت خوبی سے یہ دکھایا ہے کہ مغرب میں طب عربی کس [illegible] کس طرح داخل ہوئی اور وہاں کیا اثر ڈالا۔ اور اس کے ساتھ ہی بتایا ہے کہ مغرب کی طب جدید اصولاً عربی طب قدیم ہے یقین ہے کہ ہمارے قارئین اس مفید اور پر از معلومات مضمون کو دلچسپی سے مطالعہ فرمائیں گے۔ اس بات کا ذکر بھی ضروری ہے کہ فاضل مضمون نگار جناب حکیم سید علی احمد صاحب نیّر واسطی نے کئی سال کی محنت و کاوش سے طب اسلامی کے عنوان سے یونان عرب اور ہندوستان میں طب کی تاریخ اور اس کی عہد بعہد ترقیوں پر ایک اعلیٰ درجہ کی ضخیم اور پر از معلومات کتاب تصنیف فرمائی ہے جو نہایت اہتمام سے تیار ہو رہی ہے۔ یہ مضمون اسی کتاب کے مسودہ سے ماخوذ ہے۔ اس عنایت کے لئے ہم حکیم صاحب موصوف کے سپاس گذار ہیں۔

(مدیر)

عرب کی طب بحر مواج کی طرح عرب سے دو راستوں میں منقسم ہو جاتی ہے۔ یعنی ایک طرف تو ایران اور نواح ایران کو ہوتی ہوئی ہندوستان کا رخ کرتی ہے۔ اور دوسری طرف اطالیہ کو ہوتی ہوئی یورپ پہنچتی ہے۔

تاریخ کی یہ ایک حقیقت ثابتہ ہے کہ جب فضلائے عرب آسمان علم وفن پر نیّر تاباں کی طرح نور پاشی کر رہے تھے۔ اور جس وقت عرب تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کا گہوارہ بنا ہوا تھا۔ اس وقت اہل مغرب جہالت کے ظلمت کدہ میں آوارہ سرگرداں تھے۔ توہمات کے بادل ان پر چھائے ہوئے تھے اور کلیسیا کے اقتدار اور پاپائے روم کے جابرانہ اور قدامت پسندانہ قوانین نے ان پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تھا۔

اس وقت اس ظلمت خانہ [illegible] کو انوار و برکات علمیہ سے منور کرنے کا شرف عربوں کو حاصل ہوا۔ چنانچہ ابن رشد اور فضلائے[1] عرب کے فلسفہ نے اہل مغرب کے قلوب و اذہان کو تازگی اور نزہت بخشی اور راہِ نجات کی طرف رہبری کی۔ کلیسا کے ارباب اقتدار یہ دیکھ کر بے حد خوف زدہ ہوئے۔ اور ان کی ریشہ دوانیوں کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ ابن رشد اور فیلسوفان عرب کی تعلیم ممنوع اور اس تعلیم کے حاصل کرنے والے واجب التعزیر قرار دئے گئے

عرصہ تک اہل مغرب مذہبی منافرت اور قومی تعصب کی بنا پر عربوں کے علوم و فنون سے سخت متنفر رہے۔ چنانچہ نویں صدی عیسوی میں فرانس اور اطالیہ کے فرمانروا اور رومیوں کے شہنشاہ شارلمین کے پوتے نے جب عربی سے حکمت و فلسفہ کا ترجمہ کرانا چاہا تو اس پر پادریوں نے کفر کا فتویٰ لگا دیا۔

رفتہ رفتہ یہ جذبہ نفرت کم ہوتا گیا اور جنگہائے صلیبیہ کے دوران میں جب یہ اقوام ممالک مصر و شام پر حملہ آور ہوئیں تو انہوں نے مسلمانوں کے علوم و فنون کو صحیح طور پر سمجھا۔ اب انہوں نے اپنے علماء کو بلاد اسلامیہ میں بھیجا تاکہ وہ عربی علوم کا اپنی زبانوں میں ترجمہ کریں۔ فریڈرک دوئم مسلمانوں کے تہذیب و تمدن سے اس درجہ متأثر ہوا کہ اس نے اپنے دربار کو اسلامی دربار کا نمونہ بنایا۔ اسلامی وضع و قطع اور طرز کا اتباع کیا گیا اور اکثر عرب علماء کو اس کے دربار میں اثر و رسوخ حاصل ہوا۔

مشہور فرانسیسی مستشرق پروفیسر رینارڈ Reinaud نے اپنی تحریر بر حروب صلیبیہ کے بعد مشرق اور یورپ کے علمی اتصال" میں اس قسم کی پانچ تصویریں شائع کی ہیں جن سے یورپ میں عرب اطباء کے قیام کرنے اور وہاں عجیب وغریب معالجات کرنے کا سراغ ملتا ہے۔

ان تصاویر میں سے تین تصویریں شاہان مغرب کے معالجہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ ایک تصویر میں شاہان صقلیہ میں سے ایک بادشاہ کو اس حیثیت میں دکھلایا گیا ہے کہ عرب اطبا اس کا علاج کر رہے ہیں۔ بعض کی رائے ہے کہ یہ اسی فریڈرک دوم کی تصویر ہے جو ۱۲۲۰ء میں جلوہ آرائے تخت سلطنت ہوا تھا اور بعض کا خیال ہے کہ یہ چارلس دوئم المتوفی ۱۳۰۹ء کی شبیہ ہے جسکی نسبت یہ مشہور ہے کہ اس نے کئی مرتبہ علاج و معالجہ کے لئے مراکش اور مصر سے عربی اطباء بلائے تھے۔ یہ تصویر الہلال کلکتہ مورخہ ۲۲؍جولائی ۱۹۲۰ء میں بھی شائع ہو چکی ہے۔

پروفیسر رینارڈ کی تصریحات سے ثابت ہے کہ مغرب کے بادشاہ جب کسی اہم بیماری میں مبتلا ہوتے تھے۔ تو عرب اطباء بلائے جاتے تھے۔ اور آج جب ایشیا کے اُمرا بیمار ہوتے ہیں تو یورپ کے ڈاکٹر یاد کئے جاتے ہیں۔ اللہ اللہ زمانے کے تغیرات بھی کس قدر حیرت انگیز ہیں ؎

میرے تغیر حال پر مت جا
اتفاقات ہیں زمانے کے

الغرض مشرقی علوم وفنون کو یورپ میں مسلمانوں نے پھیلایا۔ اور پانچ چھ صدیوں تک ان کے علم و فضل کا غلغلہ فضائے مغرب میں بلند رہا۔ حتےٰ کہ اٹھارہویں صدی عیسوی میں یورپ کے در و دیوار عربی علم و حکمت کے آفتاب کی تابناکیوں سے منور رہے۔ ڈاکٹر ڈریپر گستاو لیبان جرجی زیدان اور موسیو لیبان وغیرہ مورخین و مستشرقین کو اس کا اعتراف* ہے کہ تمام مغرب اطباء اور عربی طب پر تھا۔ موسیو لیبان کہتا ہے

"پندرہویں صدی تک یورپ کے کسی ایسے مصنف کا حوالہ دینا دشوار ہے۔ جس نے محض عربوں سے نقل نہ کیا ہو۔

سرطامس کی رائے ہے کہ:-

عربوں کے ذریعے سے طبی نظام عمل مغرب میں آیا۔ اور رواج پذیر رہا۔ تاآنکہ سترہویں اور اٹھارہویں صدی عیسوی سے طب جدید کا دور شروع ہوا طب عربی سدنو کے راستہ سے یورپ میں پہنچی۔

جہاں نویں صدی عیسوی[2] تک اہل مغرب اس چشمۂ فیض سے سیراب ہوتے رہے۔ اور یہ اسی کی برکت تھی۔ کہ اس کے بعد فرانس آسٹریلیا اٹلی وغیرہ میں طبی کالج قائم ہوئے۔ جہاں شیخ۔ ابن رشد اور بقراط و جالینوس کی تالیفات کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی تھی۔ ورنہ اطالیہ کے شہر سدنو کے دار العلوم کے قیام سے پہلے یورپ میں قانون اور دیگر علوم و فنون کی طرح طب کے مسائل کی تعلیم بھی جو اس دور میں محض معدودے چند ذاتی تجربات معتقدات اور توہمات پر مشتمل تھی اسقفوں اور خانقاہوں ہی میں دی جاتی تھی۔ یہ صرف اس دار العلوم کا فیض تھا جس کے ذریعہ عرب اکابر علم و فضل نے عربی شان و شکوہ اور جاہ و جلال کے ساتھ یورپ میں پہنچکر منضبط اور صحیح علم طب کو رواج دیا۔

غرض تیرھویں صدی عیسوی کے بعد آہستہ آہستہ مغرب میں طب پھیلی اور اس شان سے پھیلی کہ عربی نظام طب تمام مغرب پر چھا گیا۔ تمام مستند کتب طبیہ لاطینی اور انگریزی زبان میں ترجمہ ہوئیں۔ قانون شیخ کا ترجمہ لاطینی۔ فرانسیسی اور انگریزی تینوں زبانوں میں ہوا۔ اسی طرح ابو مروان ابن عبد الملک یحییٰ ابن ماسویہ اور زہراوی کی تالیفات ترجمہ ہوئیں اور داخل نصاب کر دی گئیں۔ چنانچہ مستشرقین نے بجا طور پر اس حقیقت

---

[1] ان فضلائے عرب کے تصور کے سلسلے میں جنہوں نے مغرب میں اپنے علوم و فنون کی بارش کی ہے اسحٰق بن عمران کا نام خصوصاً قابل ذکر ہے جس نے خلیفہ زیادۃ بن اغلب کے عہد میں افریقہ پہنچکر سب سے پہلے اپنے طبی فنون علمیہ کے چشمے جاری کئے۔ منہ

* تحقیقات کا اعتراف [illegible] نویں صدی تک یورپ میں علاج و معالجہ کا دار و مدار [illegible]

[2] ۹۰۲ء میں ایک شاندار طبی دار العلوم قائم ہوا۔ اور دسویں صدی [illegible]

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

حضرت مسیح موعودؑ اور عصمت انبیاءؑ

(از سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل مبلغ اسلام)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے نعوذ باللہ توہین انبیاء کی ہے۔ مگر افسوس کہ معترضین اعتراض کے وقت دیانت و تقویٰ کو بالکل ہی ترک کر چھوڑ دیتے ہیں۔ حوالات پیش کرنے میں اس قدر قطع و برید کی جاتی ہے کہ وہی حوالے عام پبلک کے سامنے بھی کھول کر رکھ دئے جائیں۔ تو لوگ ان علماء کی خیانت سے کانوں پر ہاتھ رکھتے ہیں بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دشمنی میں مخالفین نے آپ کو بدنام کرنے کا بعینہ وہی طریق اختیار کر رکھا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مخالفین اسلام کر رہے تھے۔ کفار مکہ کے وفد نے ہجرت حبشہ کے موقعہ پر نجاشی۔ بادشاہ حبش کے دربار میں جو مسیحی المذہب تھا۔ یہ درخواست کی کہ "حضور یہ مسلمان آپ کے خداوند یسوع مسیح کی توہین کرتے ہیں"۔ آج ساڑھے تیرہ سو سال بعد ایک عاشق رسول کی معاندت میں منشی ظفر علی خان کی رگ حمیت الجاہلیہ پھڑک اٹھی اور کفار مکہ کی سنت پر عامل ہو کر انہی الفاظ میں مسیحی شہنشاہ ملک معظم جارج فامس کے نام مکتوب مفتوح بھیجدیا۔ مگر جس طرح کفار مکہ ناکام رہے تھے۔ اسی طرح منشی صاحب کو نامرادی اور ذلت نصیب ہوئی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

حضرت اقدس کا عشق رسول

مخالفین خدارا غور کریں۔ کہ وہ انسان جس کی زندگی سراپا عشق رسول کا نمونہ نظر آتی ہے کیطرح توہین انبیاء کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ آپ اگر سب سے پہلی کتاب لکھتے ہیں تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے اظہار کے لئے۔ اس کا نام ہے البراہین الاحمدیہ علی حقیقۃ کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ تجویز فرماتے ہیں۔ سب سے آخری کتاب ہے جو پیغام صلح کے نام سے حضور کے وصال کے بعد چھپی۔ یہاں تک لکھدیا کہ ہم جنگل کے درندوں اور زہریلے جانوروں سے صلح کر سکتے ہیں۔ مگر ان لوگوں سے ہرگز نہیں کر سکتے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جن لوگوں نے حضرت اقدس کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس امر سے بخوبی واقف ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص آکر آپ سے بدزبانی کرتا۔ تو آپ کی پیشانی پر بل تک نہ آتا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتے دیکھ کر حضور کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو جاتا تھا۔ یہی وہ والہانہ عقیدت اور عاشقانہ جذبہ جس کا نتیجہ ہمیں لیکھرام کی پیشگوئی میں نظر آتا ہے لیکھرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بدزبانی کی۔ آپ نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام اور پیشگوئی کے مطابق اسے وقت مقررہ پر ہلاک کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو ظاہر کیا۔

حضرت اقدس نے عصمت انبیاء ثابت کی

حضرت مسیح موعود نے تو عصمت انبیاء کو ثابت کیا ہے آپ کے مخالف علماء نے سوائے حضرت مسیح کے کسی نبی کو نہیں چھوڑا جس پر کچھ نہ کچھ الزامات نہ لگائے ہوں۔ اور یہی وہ الزامات تھے جن کو بے کر مخالفین اسلام۔ اسلام پر حملہ آور ہو رہے تھے آپ نے ان تمام الزامات کے تردید میں ایک کتاب لکھی جو "عصمت کے انبیاء" کے نام سے چھپی ہوئی موجود ہے جس میں عصمت کا حقیقی فلسفہ بیان کیا گیا ہے۔ پس جو شخص تمام انبیاء کے معصوم ہونے کا معتقد ہے۔ اور دوسروں کے سامنے عصمت انبیاء ثابت کرتا ہے۔ توہین کا مرتکب کیسے ہو سکتا

عقیدہ اور الزام میں فرق

توہین تو اس طرح ہو سکتی تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ یہ عقیدہ رکھتے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں فلاں فلاں عیوب تھے۔ جیسے مثلاً علماء اہل حدیث و علمائے دیوبند فخر سے حدیث لم یکذب ابراھیم الا ثلاثا" پیش کر کے ثابت کیا کرتے ہیں۔ کہ واقعی حضرت ابراہیم نے تین جھوٹ بولے تھے۔ اور گن کر بتا دیا کرتے ہیں کہ" قولہ لسارۃ اختی۔ وقولہ بل فعلہ کبیرھم ھذا، وقولہ انی سقیم"۔ یعنی سارہ بیوی کو بہن کہا بتوں کو توڑ کر کہا۔ کہ بڑے بت نے یہ کام کیا ہے اور بیمار نہ تھے۔ مگر بیماری کا بہانہ کیا (نعوذ باللہ من ذالک)

لیکن اگر کوئی شخص ایسا عقیدہ نہ رکھے۔ اور مخالف کو لزام کرنے کے لئے اُس کا عقیدہ اس کے سامنے پیش کر دے تو یہ توہین نہ ہوگی۔ کیونکہ یہ صورت "نقل کفر کفر نہ باشد" کی مصداق ہے۔ عقیدہ اور الزام میں فرق ہی یہ ہے کہ عقیدہ متکلم کے مسلمہ خیالات کو کہا جاتا ہے۔ اور الزام فریق مخالف کے مسلمہ خیالات پر ہوتا ہے۔ حضرت اقدس نے جو کچھ الزامی طور پر لکھا ہے اسے حضور کا عقیدہ قرار دیکر توہین انبیاء کا الزام دینا بے انصافی نہیں تو اور کیا ہے

عیسائیوں کو ساکت کرنیکے لئے الزامی جوابات دئے گئے

حضرت مسیح موعود نے عیسائیوں کے اس رویہ کو روکنے کے لئے جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اختیار کیا تھا یہ طریق اختیار کیا کہ انہی کی کتب سے ان کے خداوند اور منجی کے حالات بطور الزام پیش کر دیئے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"اس بات کو ناظرین یاد رکھیں کہ عیسائی مذہب کے ذکر میں ہمیں اس طرز سے کلام کرنا ضروری تھا۔ جیسا کہ وہ ہمارے مقابل کرتے ہیں۔ عیسائی لوگ درحقیقت ہمارے اس عیسے علیہ السلام کو نہیں مانتے جو اپنے تئیں صرف بندہ اور نبی کہتے تھے۔ اور پہلے نبیوں کو راستباز جانتے تھے اور آنے والے نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر سچے دل سے ایمان رکھتے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں پیشگوئی کی تھی بلکہ ایک شخص یسوع نام کو مانتے ہیں جس کا قرآن میں ذکر نہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس شخص نے خدائی کا دعوےٰ کیا اور پہلے نبیوں کو بٹمار وغیرہ ناموں سے یاد کرتا تھا یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ شخص ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت مکذب تھا۔ اور اس نے یہ بھی پیشگوئی کی تھی کہ میرے بعد سب جھوٹے ہی آئیں گے۔ سو آپ لوگ خوب جانتے ہیں کہ قرآن شریف نے ایسے شخص پر ایمان لانے کے لئے ہمیں تعلیم نہیں دی" (آریہ دھرم ٹائیٹل پیج آخری)

یہ تحریر صاف طور پر دلالت کر رہی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود اپنا عقیدہ بیان نہیں کر رہے ہیں بلکہ اس تصویر پر اعتراض کر رہے ہیں۔ جو عیسائی حضرات کی طرف سے حضرت مسیح کی پیش کی جاتی ہے۔ اور یہ تصویر بھی مفروضہ ہے۔ اصل میں حضرت مسیح کی تصویر نہیں۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا:۔

"ہمیں حضرت مسیح علیہ السلام کی شان کا بہرحال لحاظ ہے اور صرف فتح مسیح پادری کے سخت الفاظ کے عوض ایک فرضی **مسیح کا بالمقابل ذکر کیا گیا ہے۔ اور وہ بھی سخت مجبوری** سے۔ کیونکہ اس نادان نے بہت ہی شدت سے گالیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالی ہیں اور ہمارا دل دکھایا ہے (فتح مسیح)

الزامی جوابات اور علمائے اسلام

یہ طریق کوئی ایسا نہیں جو صرف حضرت مسیح موعود نے ہی اختیار کیا ہو۔ خود موجودہ زمانے کے علماء کو بھی مخالفین کے مقابل یہی طریق اختیار کرنا پڑا ہے ۱۹۳۲ء میں جب "کرام الحق" کے اشتہارات کی وجہ سے شور مچا تو جناب "فارقلیط" نے اخبار الجمعیۃ دہلی میں اُن کے اعتراضات کا جواب لکھنا شروع کیا۔ جس میں فرمایا کہ:۔

"مندرجہ بالا بحث کا مقصد یہ ہے کہ عیسائی صاحبان قرآن عزیز سے مسیح مصلوب کی فضیلت خاتم المرسلین شفیع المذنبین حبیب رب مختار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ قرآن میں مسیح مصلوب (مسیح الدجال کی طرح) کا کوئی تذکرہ ہی نہیں"

جن حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف قرآن میں نبوت دی گئی ہے۔ اُن کو اُن مسیح علیہ السلام سے کوئی دور کی نسبت بھی نہیں۔ جن کو انجیل میں پیش کیا گیا ہے۔ (الجمعیۃ ۲۰ نومبر ۱۹۳۱ء) مولانا رحمت اللہ صاحب مرحوم مصنف ازالۃ الاوہام نے تو کمال ہی کر دیا ہے۔ آپ ایک مقام پر فرماتے ہیں:۔

ہمراہ جناب مسیح بسیار زنان ہمراہ مے گشتند۔ وحال خود مے خورانیدند و زنان فاحشہ پاہائے آنجناب را مے بوسیدند و آنجناب مرتا و مریم را دوست مے داشت و خود شراب برائے نوشیدن دیگر کساں عطا مے فرمودند (ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۰)

ترجمہ:۔ جناب مسیح کے ہمراہ بہت عورتیں پھرتی تھیں اور اپنا مال کھلاتی تھیں۔ کنچنیاں آپ کے پاؤں کو چومتی تھیں۔ آپ مرتا اور مریم سے دوستی کا تعلق رکھتے تھے۔ اور دوسروں کو پینے کے لئے شراب عطا فرمایا کرتے تھے۔

کس قدر سنگین الزامات ہیں۔ مگر یہ نہیں کہا جائیگا کہ مولانا رحمت اللہ مرحوم نے توہین کی۔ کیونکہ یہ ان کا عقیدہ نہیں بلکہ عیسائیوں کی کتب سے یہ سب کچھ بطور الزام پیش کیا گیا ہے

اس سے بڑھ کر مولانا رحمت اللہ صاحب ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۳۵ پر تامار کو ایک زانیہ عورت ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں وداؤد... ہمیں تارض کہ از شکم تامار نیک شعار برآمد داؤد و سلیمان و مسیح اند" کہ اسی فارض کی اولاد میں سے جو تامار جیسی بیباک عورت سے پیدا ہوا۔ داؤد سلیمان اور مسیح کا وجود ظہور پذیر ہوا"

اسی طرح اگر حضرت مسیح موعود کسی جگہ لکھ دیں کہ انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے خداوند کی یہ حالت تھی تو اس میں کونسا جرم لازم آیا۔

زانیہ عورتوں کا وجود عیسائیوں نے تسلیم کیا ہے

مسیح کے نسب نامہ میں تین بدکار عورتوں کے وجود کو خود مسیحی تسلیم کرتے ہیں۔ خزائنۃ الاسرار شرح انجیل متی مطبوعہ ۱۸۷۵ء مصنفہ پادری عماد الدین و پادری آر کلارک میں یسوع کے نسب نامہ کے تحت لکھا ہے:-

"ان آیات میں چار عورتوں کا بھی ذکر آیا ہے۔ جن میں دو غیر قوم سے تھیں یعنی راحاب و روت۔ لیکن تمر میں شبہ ہے کہ یہودی عورت تھی یا غیر قوم سے۔ بنت سبع یہودی تھی۔ ان چاروں میں تین گنہگار تھیں۔ جن پر زنا کا داغ لگا ہوا ہے۔ راحاب تو کسبی تھی (یشوع ۲ باب) اور تمر بھی حرامکار تھی (پیدائش ۳۸ باب) بنت سبع بھی بدکار تھی۔ اس نے داؤد سے زنا کیا (سموئیل ۲ باب ۱۱) یہاں سے ظاہر ہوا کہ مسیح خداوند نے گنہگاروں کے سلسلہ میں آنے سے نفرت نہیں کی" (صفحہ ۶)۔ یہ کتاب حضرت مسیح موعود سے بہت پہلے کی چھپی ہوئی ہے۔ اب اگر حضرت اقدس ان فاضل پادری صاحبان کی تحریرات و عقائد کو بطور الزام کے مسیحی دنیا کے سامنے پیش کریں تو کونسا غضب ہو گیا۔ بالخصوص اس صورت میں جب عیسائیوں کا اعتقاد ہو کہ مسیح گنہگاروں کے سلسلہ میں آیا تاکہ گنہگاروں کو نجات دے۔

حضرت مسیح موعود کی احتیاط

حضرت مسیح موعود بڑے محتاط کاتب تھے۔ آپ نے جہاں کہیں ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اس رنگ میں کئے ہیں کہ معمولی غور کرنے سے حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ آپ نے اپنی کتاب "ترغیب المومنین" میں عیسائیوں کے اس اعتراض کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے زیادہ عشق رکھتے تھے۔ جواب دیتے ہوئے ... عیسائیوں کے خداوند کا بعینہ مولوی رحمت اللہ صاحب والا نقشہ ظاہر کیا ہے۔ مگر بالآخر حاشیہ دے کر صاف لکھ دیا کہ "هذا ما کتبنا من الاناجیل - و انا نکرم المسیح و نعلم انه کان تقیاً و من الانبیاء الکرام" (ص ۱۹) یعنی یہ سب کچھ ہم نے اناجیل سے لکھا ہے۔ ورنہ ہم حضرت مسیح کی عزت کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ متقی تھے اور بزرگ انبیاء میں سے تھے۔ پس ایسے محکم حوالجات کی موجودگی میں اپنے عقائد شنیعہ کی فکر نہ کرنا اور حضرت اقدس پر توہین انبیاء کا الزام لگائے جانا کہاں کی دیانت ہے؟

ایک اور اعتراض کا جواب

اس ضمن میں ایک اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ بعض مقامات پر حضرت مسیح موعود نے یہ نہیں لکھا۔ کہ انجیلی یسوع "ایسا تھا" بلکہ لکھ دیا کہ مسیح علیہ السلام کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ شراب پیتے تھے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح کا ہی دوسرا نام عیسیٰ علیہ السلام ہے تو اس صورت میں یسوع مسیح کی ذات پر اعتراض نہیں عیسیٰ علیہ السلام پر اعتراض ہوگا۔

اس اعتراض کے جواب میں خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ دنیا میں دو انسان گزرے ہیں ایک عیسیٰ علیہ السلام اور ایک یسوع مسیح۔ انسان ایک ہی ہے۔ اسی کا نام عیسیٰ اور اسی کا نام یسوع مسیح ہے۔ لیکن جو تصویر عیسیٰ علیہ السلام یا بالفاظ دیگر جناب یسوع کی اناجیل نے پیش کی ہے۔ اسے اس تصویر سے کوئی نسبت ہی نہیں جیسے قرآن مجید پیش کر رہا ہے۔ جیسے خدا کی ذات تو وحدہٗ لاشریک ہے۔ آریوں کا بھی وہی خدا ہے اور مسلمانوں کا بھی وہی خدا ہے۔ مگر خدا کا جو تصور قرآن مجید پیش کرتا ہے اسے ویدک پرمیشور سے کوئی نسبت نہیں۔ تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو پرمیشور بھی کہا جاتا ہے۔ مگر ویدک پرمیشور صفت تکلم سے محروم ہے اور گونگا ہے

اسی طرح اگر یہ کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ شراب پیتے تھے۔ تو اس کے بھی یہی معنی ہیں کہ عیسائیوں سے معلوم ہوا یا انجیلوں سے معلوم ہوا ہے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کی جو تصویر اناجیل نے پیش کی ہے۔ اس سے واقعی یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو شراب کی عادت تھی۔ مگر یہ نہ تو ہمارا عقیدہ ہے نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا۔ بلکہ حضرت اقدس نے "ترغیب المومنین" میں انجیلی یسوع پر شراب نوشی کا الزام دے کر نیچے حاشیہ میں لکھ دیا کہ یہ ہمارا عقیدہ نہیں بلکہ انجیلی بیان کو ہم نے نقل کیا ہے۔ کما مر۔

"علیہ السلام" کے الفاظ

علیہ السلام کے الفاظ یہ ظاہر نہیں کرتے کہ حضرت اقدس اپنا عقیدہ ظاہر کر رہے ہیں۔ بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کا وہ تصور مراد ہے۔ جو اناجیل نے پیش کیا۔ جناب "فارقلیط" نے بعینہ اسی طرح تحریر فرمایا تھا کہ:-

"جن حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف قرآن میں دعوت دی گئی ہے۔ ان کو مسیح علیہ السلام سے دور کی نسبت بھی نہیں۔ جن کو انجیل میں پیش کیا گیا ہے"

(الجمعیتہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۲ء)

یہاں انجیلی مسیح کے لئے بھی "علیہ السلام" کے الفاظ ہیں حالانکہ جناب فارقلیط انجیلی مسیح پر ایمان ہی نہیں رکھتے۔ اور بقول ان کے قرآن نے اس بات کا حکم دیا کہ انجیلی مسیح پر ایمان لاؤ۔ پھر اس پر درود و سلام بھیجنے کا کیا مطلب ہوا۔ پس مراد یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کا وہ تصور جو اناجیل نے پیش کیا ہے۔ قابل قبول نہیں۔

ولا ینکر هذه الحقیقة الا من سفه نفسه"

(بقیہ صفحہ ۱۱)

(س) کیا محمد علی بہشتی مقبرہ میں دفن ہوا (ج) ہاں

(س) کیا یہ ٹھیک ہے کہ بہشتی مقبرہ خاص مقام ہے قادیان میں۔ اور اس میں خاص خاص آدمی دفن کئے جاتے ہیں (ج) وہاں ایسے لوگ دفن ہوتے ہیں جنہوں نے وصیت کی ہو۔ اور جسے صدر انجمن نے قبول کر لیا ہو۔

(س) کیا وہاں دفن ہونے کا معاوضہ دینا پڑتا ہے (ج) ہر شخص جو اپنی جائداد کے کم از کم ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہے اشاعت اسلام کے لئے اسے دفن ہونے کی اجازت دی جاتی ہے۔

(س) محمد علی نے کوئی وصیت کی۔ اور کوئی جائداد انجمن کو دی۔

(ج) مجھے وصیت کا یاد پڑتا ہے۔ لیکن جائداد دینے کے متعلق اس وقت یاد نہیں۔

(س) محمد علی کو قتل کی سزا دی گئی۔ اور اس کا جرم ثابت ہو گیا۔ کیا آپ جائز سمجھتے ہیں۔ کہ اسے بہشتی مقبرہ میں دفن کیا جائے (ج) اس کا جواب تفصیل اور تشریح چاہتا ہے۔ اگر عدالت کہے تو جواب دے سکتا ہوں۔

(س) عنایت شاہ اور غریب شاہ جو ۱۹۳۳ء میں قادیان گئے اور انہوں نے وہاں احرار کا دفتر کھولا۔ ان کو آپ جانتے ہیں (ج) غریب شاہ کا نام میں نے سنا ہے عنایت شاہ کا نام نہیں جانتا۔ (اس موقع پر عدالت کو توجہ دلائی گئی۔ کہ نام کی صحت کا ذمہ دار وکیل ہے)

(س) کیا عبدالکریم نے آپ سے کہا تھا کہ مباہلہ کریں

(ج) ہاں۔

(س) آپ نے منظور نہیں کیا تھا (ج) چونکہ اسلام کے خلاف تھا۔ اور قرآن کی شرطوں کے ماتحت نہ آتا تھا اس لئے منظور نہ کیا

(س) کیا عبدالکریم نے مباہلہ نامی اخبار چیلنج سے پہلے جاری کیا تھا یا بعد میں (ج) مجھے یاد نہیں۔

(س) آپ نے پیشگوئی کی تھی۔ کہ عبدالکریم اور اس کے ساتھی مر جائیں گے (ج) ہر ایک نے مرنا ہے اس قسم کی پیشگوئی کی کیا ضرورت تھی۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے اس کے مرنے کی پیشگوئی کی۔

(س) کیا یہ اس وجہ سے آپ نے کہا تھا۔ کہ عبدالکریم نے آپ کو مباہلہ کے لئے کہا تھا (ج) حوالہ پیش کریں۔

(س) آپ کو معلوم ہے۔ کہ مباہلہ والوں کے مکان کو آگ لگ گئی تھی (ج) سنا تھا ذاتی علم نہیں۔

(س) اپریل ۱۹۳۱ء کے آخر میں آپ نے دیکھا تھا کہ مباہلہ والوں کا مکان کھڑا ہے یا جل چکا ہے (ج) مجھے یاد نہیں۔

(س) ان کا مکان آپ کے مکان سے کتنی دور ہے۔

(ج) ایک فرلانگ کے قریب ہوگا۔

(س) ۱۹۳۱ء کے بعد سے اب تک پتہ ہے۔ کہ وہ مکان کھڑا ہے (ج) یہ پتہ ہے کہ وہاں اب صدر انجمن کی بلڈنگ ہے

عدالت۔ آپ کو کس طرح معلوم ہے۔ کہ وہاں صدر انجمن کی بلڈنگ ہے (ج) اس مکان کے متعلق مجھے سپرنٹنڈنٹ پولیس خان بہادر عبدالعزیز صاحب نے بتایا تھا۔ کہ میں رپورٹ پہنچی ہے کہ وہ مکان گرا دیا گیا ہے یہ میں نے نہیں کہا۔ مجھے علم نہیں۔ میں نے یہ سنا ہے کہ گر گیا ہے۔ بعض کہتے کہ گرا دیا گیا ہے۔ چونکہ یہ قانون ہے کہ تمام ملات پر مالک کی اجازت سے جو مکان بناتا ہے۔ جب وہ چھوڑ کر چلا جائے۔ تو وہ زمین مالک کو ملتی ہے۔ اس کے ماتحت میرے ایک بھائی نے جس کے سپرد جائداد کا کام ہے۔ اس مکان کے گرنے یا گرائے جانے کے بعد جس کا مجھے علم نہیں۔ صدر انجمن احمدیہ کو وہ جگہ دے دی اور اب وہاں صدر انجمن کا مکان ہے۔

(س) کب سے ہے (ج) یاد نہیں شاید ۱۹۳۲ء کے آخر یا ۱۹۳۳ء کے شروع سے۔

(س) آپ محمد امین سے واقف ہیں (ج) ہاں

(س) عبدالکریم اور اس کے بھائی پر محمد امین نے حملہ کیا تھا۔ اور اس پر عبدالکریم نے دعوےٰ کیا تھا۔ (ج) مجھے ذاتی علم اس کے متعلق نہیں۔

(س) یہی محمد امین ۱۹۳۱ء میں قتل کیا گیا۔ قادیان میں وہ اپنے ہاتھ سے مرا یا کسی نے اسے مارا (ج) مجھے ذاتی علم نہیں۔ میں نے لوگوں سے سنا۔ کہ اس نے ایک شخص پر حملہ کیا اس میں وہ زخمی ہو کر مر گیا۔

(س) آپ یہ بتلائیے۔ کہ آپ کا عقیدہ ہے۔ کہ محمد صاحب آخری نبی ہیں (ج) میرا عقیدہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں۔

(س) آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ کے والد مرزا غلام احمد صاحب نبی تھے (ج) ہاں

سچا جوش سامانوں کا محتاج نہیں ہوتا

اپنے دماغوں میں خدمت دین کا جنون پیدا کرو

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۲ مارچ۔ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

قل ان صلاتی ونسکی .... اوّل المسلمین (الانعام ۶: ۱۶۳،۱۶۴)

ترجمہ: کہو میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لئے ہے۔ جو جہانوں کا رب ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہی مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔

حضرت نبی کریمؐ کی زندگی توحید کیلئے تھی

ان آیات میں توحید پر زور دیا گیا ہے حضرت نبی کریم صلعم کو حکم ہوتا ہے کہ کہدے میری زندگی توحید کیلئے مخصوص ہو گئی ہے میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ خدا کے لئے ہے اور میں اول المسلمین ہوں۔ واقعات کو دیکھ لو۔ حضرت نبی کریم کی ساری زندگی اور زندگی کا ہر ایک فعل صرف توحید الٰہی پھیلانے کے لئے تھا۔ حضورؐ نے ساری عمر اسی کے لئے جدوجہد کی۔

جس کی زندگی خدا کیلئے ہو اس کی موت بھی خدا کیلئے ہوتی ہے

جس انسان کی زندگی خدا کیلئے ہوتی ہے اس کی موت بھی خدا کے لئے ہوتی ہے اور اس کی موت کے بعد اس کی زندگی کے ایسے آثار موجود رہتے ہیں۔ جو اس کے مقصد زندگی کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔

حضرت نبی کریمؐ نے توحید کو از سر نو قائم کیا

اس وقت جبکہ توحید دنیا سے گم ہو گئی تھی۔ حضور نبی کریم صلعم توحید کے پیغام کو لیکر اٹھے اور پکار کر کہا۔ میرا سب کچھ خدا کیلئے ہے اس پر حضورؐ کی چاروں طرف سے نہایت خطرناک مخالفت ہوئی اس مخالفت میں پیش پیش وہ لوگ تھے۔ جن کے لئے حضرت نبی کریم کے دل میں خاص طور پر درد تھا۔ اور جن کو راہ راست پر لانے اور گمراہی و بربادی سے بچانے کے لئے حضورؐ خاص طور پر کوشش کرتے تھے لیکن اس مخالفت نے حضورؐ کے دل پر ذرہ بھر بھی اثر نہ چھوڑا۔ اور آپ اپنی کوششوں میں بدستور مصروف رہے اور چند سال کے اندر سارے عرب کو توحید سے بھر دیا۔

اول المسلمین کا مطلب

حضورؐ نے یہ بھی کہا۔ کہ میں اول المسلمین ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم تمام مسلمانوں کے جو اب تک ہوئے ہیں۔ یا آئندہ قیامت تک ہونگے۔ کمانڈر اور پیشوا ہیں۔ یہ سب مسلمان فوج کی حیثیت رکھتے ہیں اگر کسی بات کی طرف پیشوا اور کمانڈر کی توجہ ہو۔ اور فوج کی توجہ نہ ہو تو کامیابی مشکل ہے

آجکل مسلمان حضرت نبی کریمؐ کے مقصد کی طرف توجہ نہیں دیتے

اگر حضرت نبی کریمؐ کی غرض توحید کو دنیا میں پھیلانا تھی اور مسلمان اس کی طرف توجہ نہیں دیتے تو وہ اپنے کمانڈر کی وفادار فوج نہیں کہلا سکتے۔ کسی مسلمان کے اندر اصل اسلام اسی قدر ہے جس قدر کہ وہ اپنے کمانڈر کے اصل مقصد کی طرف توجہ دیتا ہے اور اپنے دل میں اس کے لئے تڑپ رکھتا ہے جس قدر یہ تڑپ زیادہ ہے اس کا اسلام زندہ ہے اور جس قدر کم ہے اس کا اسلام مردہ ہے۔ دنیا میں مسلمانوں کی تعداد چالیس کروڑ بیان کی جاتی ہے ایک نئی مردم شماری کی رو سے

یہ تعداد اب ساٹھ کروڑ تک پہنچ گئی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ خدا کی توحید کی تڑپ ان میں کس حد تک موجود ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ مسلمانوں میں توحید کو پھیلانے کی تڑپ قطعاً مفقود ہو گئی ہے۔ بے شک بعض ایسے آدمی بھی ان میں موجود ہیں۔ جن کے دل کے اندر یہ تڑپ پائی جاتی ہے لیکن بحیثیت قوم مسلمانوں کی توجہ اس طرف نہیں ہے۔

مسلمانوں کی افسوسناک غفلت و بے حسی

جس رسولؐ نے توحید کیلئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا اس کے ماننے والوں کی عام حالت یہ ہے کہ ان میں کوئی پیروں کو نذر و نیاز دیتا ہے کوئی کھیلوں اور تماشوں پر روپیہ برباد کرتا ہے لیکن توحید کو پھیلانے اور اللہ کے نام کو بلند کرنے کے لئے ان کے پاس کچھ نہیں۔ غور کر کے دیکھ لیجئے کہ مسلمانوں کا روپیہ ہر ایک فضول اور نقصان رساں چیز پر ضائع ہوتا ہے صرف لاہور شہر سے سینما ڈس ہی کو لے لیجئے ان کی آبادی زیادہ تر مسلمانوں کی مالی قربانیوں کی وجہ سے ہی ہے

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت اور اس کی خدمات دینی

ان چالیس کروڑ یا ساٹھ کروڑ مسلمانوں میں سے آپ کو اس وقت صرف ایک چھوٹی سی جماعت دکھائی دیگی جس کے دل کے اندر دین کا شوق پیدا ہوا ہے اور وہ اپنی جانوں اور مالوں سے دنیا میں توحید کو پھیلانے کی کوشش کر رہی ہے۔ یہ صرف ایک شخص کی وجہ سے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں دین کی خدمت و تجدید کیلئے کھڑا کیا۔ اگر کوئی ہم میں سے یا قادیانی جماعت میں سے بڑا بننے کی کوشش کرے تو یہ بالکل غلط ہے

قربانی کی روح مامور ربانی کی وجہ سے

یہاں یا وہاں قربانی کی جو روح نظر آ رہی ہے وہ صرف مامور ربانی کی وجہ سے ہے۔ جو شخص بھی اس مامور کے پاس جا کر بیٹھا اس کے دل کے اندر خدمت دین کی ایک تڑپ پیدا ہو گئی۔ میں تو کہتا ہوں کفر و اسلام کا صرف ایک معیار ہے اور وہ خدمت دین کا ہے یہی ایک پیمانہ ہے جس سے کسی کا کفر و اسلام ناپا جا سکتا ہے یہ کہنا کہ ہم حنفی ہیں یا فلاں ہیں اس لئے سب سے زیادہ مسلمان ہیں۔ بالکل غلط ہے جو شخص حضرت نبی کریمؐ کے مقصد کیلئے ساعی ہے وہی سب سے زیادہ مسلمان ہے اور وہی سب سے زیادہ مسلمان ہے

حضرت مسیح موعودؑ کا سب سے بڑا کارنامہ

میں پھر کہتا ہوں کہ اس کے سوا اسلام اور کفر کا کوئی پیمانہ نہیں حضرت مرزا صاحب نے اپنے پاس بیٹھنے والوں کے اندر دین کیلئے قربانی کی وہ روح اور وہ جذبہ پیدا کیا کہ کفر و اسلام کی جنگ کا منظر سامنے آ گیا۔ حضرت مرزا صاحب کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہے کہ آپ نے بتلا دیا کہ آجکل کفر و اسلام میں ایک زبردست جنگ ہو رہی ہے تم اسلام کی امداد میں مال و جان صرف کرو۔

قادیانی جماعت اپنے اصل مقصد کو فراموش کر رہی ہے

اختلافات کے باوجود ایک بات ہم میں اور قادیانی جماعت میں مشترک نظر آتی ہے اور وہ ہے قربانی کی روح اور دوسری بات ہے اس روح سے اصل کام لینا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے قربانی کی جو روح پیدا کی تھی اس کا اصل مقصد توحید کو پھیلانا تھا۔ افسوس قادیانی جماعت اس مقصد کو فراموش کر رہی ہے اس کے اندر سے دین کے پھیلانے کی تڑپ بہت بڑی حد تک جاتی رہی ہے اس کا سارا زور اجتماع۔ نظام اور کر و فر پر رہ گیا ہے حالانکہ یہ اصل مقصد نہیں اگر قادیانی جماعت اپنے اصل مقصد سے نہ ہٹتی اور قربانی کی روح سے صحیح طور پر کام لیتی تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنے مقصد کے بہت قریب پہنچ چکے ہوتے

قربانیوں کا نمائشی مقابلہ

آج کل قربانیوں کا مقابلہ ہو رہا ہے ایک فریق کہتا ہے ہمارے جلسے میں پچاس ہزار آدمی جمع ہوئے دوسرا کہتا ہے ہمارے پچیس ہزار ہوئے۔ احراری چار لاکھ روپیہ جمع کرنے کا اعلان کرتے ہیں تو قادیان سے بھی کسی بڑی رقم کی اپیل شائع ہو جاتی ہے مگر یہ سب کچھ بے فائدہ ہے اگر نتیجہ دیکھنا ہو تو اصل مقصد کے لئے کوشش اور تڑپ دیکھو

ہماری جماعت پر اللہ تعالےٰ کا خاص فضل

ہماری جماعت پر اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل ہے کہ اس نے تم کو قربانی کی روح بھی دی اور اس روح کو اصل مقصد پر بھی لگایا ہمارے یہاں مرکز میں کوئی آدمی باہر سے آئے تو وہ گمان بھی نہیں کر سکتا کہ اس جماعت نے دین کی خدمت کا اس قدر عظیم الشان کام کیا ہے کیونکہ تمہاری قربانیاں صرف خدا کے لئے ہیں کسی انسان کے لئے یا نمائش کے لئے نہیں۔ بعض اوقات انسان بھی بت بن جاتے ہیں ان کی جھوٹی عزت کے لئے ہزاروں لاکھوں روپیہ برباد کر دیا جاتا ہے

ایک ضروری نصیحت

میں اپنے احباب سے یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے متعلق کسی غلط فہمی میں نہ پڑیں اور اعتدال کا راستہ اختیار کریں اگر ہم نے اپنے عقائد کو صحیح رکھا ہے اور غلو سے بچے رہے ہیں تو یہ کچھ زیادہ خوبی کی بات نہیں ہے اس وقت تک جبکہ ہمارا عمل بھی اپنی عقائد کے مطابق نہ ہو

حضرت نبی کریمؐ کے صحابہ کی مثال

حضرت نبی کریمؐ کے صحابہ کو دیکھو۔ جو اپنے دل کے ولولوں اور جوش کو لیکر دور دراز ممالک میں نکل گئے اور چند برسوں میں وہاں اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا۔ یاد رکھو سچا جوش سامانوں کا محتاج نہیں ہوتا۔ ایک کمی ہم میں یہ بھی ہے کہ ہمارا جنون آخری حد تک نہیں پہنچا۔ اپنے مقصد اور کام کا جنون بھی اچھی چیز ہے کام کرنے والے دنیا کو بظاہر مجنون نظر آیا کرتے ہیں لیکن دراصل وہ مجنون نہیں ہوتے اور بڑے بڑے کارنامے انجام دیتے ہیں جن پر قومیں اور ملک فخر کرتے ہیں۔

احباب کا افسوسناک تساہل

افسوس ہمارے بعض دوستوں کا جنون ابھی تک پختہ نہیں ہوا انعام ہر ہی وجہ ہے کہ بار بار باتوں کو دہرانا پڑتا ہے بار بار کی تاکید کے باوجود ابھی تک چندہ کا نظام درست نہیں ہوا ہم کس منہ سے مسلمان اور کس منہ سے احمدی کہلا سکتے ہیں جبکہ ہم اس مقصد کیلئے کوشاں نہ ہوں۔ جس کیلئے ہمارے کمانڈر اور لیڈر اول المسلمین کی ساری زندگی صرف ہوئی۔

خدمت دین کی غرض کو نہایت مضبوطی سے پکڑو

دعا کرو کہ ہم اصل معنوں میں مسلمان اور اول المسلمین کے سچے متبع کہلانے کے مستحق ہو سکیں ہمارے دلوں میں یہ خواہش اور یہ تڑپ پیدا ہو کہ ہم ساری دنیا میں اللہ کا نام پھیلا دیں اور اس غرض کیلئے دور دور نکل جائیں اسلام کا جھنڈا دنیا کے بعید ترین کناروں اور دور دراز ملکوں میں گاڑ دیں اس کے لئے ہم زندگی ایک دکھلاوے اور حیلہ سے خدمت دین کی غرض کو نہایت مضبوطی سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ یوم پنجشنبہ ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ نمبر ۲۲

جماعت لاہور اور قادیان کی بحث

معاصر "مدینہ" کا اظہار رائے

ہماری آئین کی طرف سے قادیانی اکابر کو تبادلہ خیالات کی جو مخلصانہ دعوت دی گئی تھی اور اس کے جواب میں قادیانی جماعت نے جو افسوسناک اور غیر شریفانہ حرکت کی۔ اس کے متعلق معزز معاصر "مدینہ" نے اپنی ۷ مارچ کی اشاعت میں اظہار رائے کیا ہے چونکہ اس مضمون کے آخر میں "باقی" کا لفظ موجود تھا اس لئے ہم دوسری قسط کے انتظار میں آج تک خاموش رہے لیکن دو ہفتے سے زائد عرصہ گذر جانے کے باوجود اب تک مزید کچھ نہیں لکھا گیا ہمارا قیاس ہے کہ "باقی" کا لفظ غلطی سے لکھ دیا گیا ہے لہذا ہم بھی اپنی خاموشی و انتظار کو ختم کئے دیتے ہیں۔

ہمارا معاصر مجلس احرار کے برپا کئے ہوئے طوفان مخالفت اور جماعت لاہور و قادیان کے اختلاف عقائد کا اپنے انداز میں ذکر کرنے کے بعد جو اس جیسے وقیع و متین اخبار کے شایان شان نہ تھا حضرت مسیح موعود کے دعوے کے متعلق رقمطراز ہے کہ:۔

"دونوں جماعتیں اپنے عقائد اور دعاوی کو مرزا صاحب کی تعلیمات و ارشادات پر مبنی بتاتی ہیں قادیانی کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کے انکار کی وجہ سے ہم کروڑ مسلمان اس لئے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں کہ مرزا صاحب نے ایسا ہی کہا ہے اور ہم مرزا صاحب کو اس لئے حقیقی نبی مانتے ہیں کہ انہوں نے ایسا ہی لکھا ہے۔ لاہوری کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے مستلزم کفر نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ نبی کا لفظ صرف مجازی معنوں میں استعمال کیا ہے اور ہمارے عقائد وہی ہیں جو مرزا صاحب کے ہیں۔ ہم ...... اس نتیجے پر پہنچے ہیں۔ کہ خود مرزا صاحب کو بھی معلوم نہیں تھا۔ کہ ان کا دعویٰ کیا ہے انہوں نے دونوں قسم کی باتیں کہی ہیں اقرار نبوت بھی کیا ہے اور انکار نبوت بھی۔ اور ان کے الفاظ میں بحث کرنے جھگڑنے اور کھینچ تانی کرنے کے لئے معانی کی اتنی وسیع گنجائش ہے کہ اصل حقیقت کا پتہ قیامت تک نہیں چل سکتا"

ہمیں افسوس ہے کہ ہمارا معزز معاصر قادیانی غلو کی چٹان سے ٹھوکر کھا کر حقیقت سے دور ہٹ گیا۔ ہم اس کے لئے سب سے اول قادیانیوں کو قصوروار قرار دیتے ہیں جن کے خطرناک غلو نے جہاں بدباطن اور اغراض پسند لوگوں کے لئے شرارت و فتنہ انگیزی کی وسیع گنجائشیں مہیا کیں وہاں شریف اور انصاف پسند مسلمانوں کے لئے بدگمانیوں اور غلط فہمیوں کے بیشمار سامان پیدا کر دیئے اگر ہمارا معزز معاصر حضرت مرزا صاحب کی تحریرات کو غور سے مطالعہ کرتا تو یقیناً صحیح نتیجے پر پہنچ جاتا اور وہ اس وقت ہمارا ہمنوا ہوتا لیکن قادیانی غلو کے نامبارک اثرات بہت دور رس ہیں اگر معاصر "مدینہ" ان سے محفوظ نہیں رہ سکا تو قابل افسوس ضرور ہے لیکن قابل الزام نہیں حضرت مرزا صاحب نہایت صاف اور واضح الفاظ میں فرماتے ہیں کہ:۔

(۱) نبوت کا دعوےٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے (ازالہ اوہام ص ۴۲۱)

(۲) میں سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلعم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں (اشتہار)

(۳) ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ (اشتہار)

(۴) مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں۔ (حمامۃ البشریٰ)

(۵) وسمیت نبیا من اللہ علےٰ طریق المجاز لا علےٰ وجہ الحقیقۃ

غلو، ضد، حسد اور تعصب کی بلاؤں میں گرفتار لوگوں کا تو کوئی علاج نہیں۔ لیکن ایک صحیح الدماغ اور انصاف پسند شخص کو ان حوالوں کے مطالعہ کے بعد ہماری ہمنوائی میں کوئی تامل نہیں ہونا چاہیئے۔

ہماری طرف سے بارہ ثالثوں کی جو تجویز پیش ہوئی تھی۔ اس کو ہمارا معاصر "حیرت انگیز جسارت" قرار دیتا ہوا لکھتا ہے کہ:۔

"لاہوری جماعت کے ذِی تعلیمیافتہ اور جہاندیدہ حضرات کا مناظرہ کی تجویز پیش کرنا اور ثالثوں کا تناسب اس رنگ میں مقرر کرنا دو حال سے خالی نہیں ہے (۱) لاہوری جماعت کو اپنے عقیدہ اور دعوے کی صحت کا پورا یقین ہے اور ان کو قطعی طور پر معلوم ہے کہ ثالث ان کی دلائل سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہیں گے (۲) وہ پرلے درجے کے بے احتیاط اور بے پروا لوگ ہیں۔ کہ ان کو نہ مناظرے میں شکست کھانے کا اندیشہ ہے اور نہ ان کو خوف خدا ہے"

ہم اپنے معزز معاصر کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ہماری "حیرت انگیز جسارت" کی پہلی وجہ ہی صحیح ہے ہم کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ ہرگز نہیں کیا اور ان کے انکار کی وجہ سے کوئی مسلمان کافر نہیں ہو سکتی۔ ہمارا یہ دعوےٰ دلائل و حقائق پر مبنی ہے ہم خدا کے فضل سے اس بارہ میں ہر ایک شریف، انصاف پسند اور صحیح الدماغ شخص کو قائل کر سکتے ہیں۔ بارہ ثالثوں کی تجویز بھی ہمارے اسی یقین کا نتیجہ ہے صداقت کے ساتھ ایک زبردست طاقت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صداقت پسند انسانوں کا کام اور ان کا اقدام دوسرے لوگوں کو ہمیشہ "حیرت انگیز جسارت" نظر آتا ہے۔ ہم بے احتیاط اور بے پرواہ نہیں ہیں یہ علیحدہ بات ہے کہ صداقت کی بے پناہ طاقت سے ناآشنا لوگ ہمیں بے احتیاط اور بے پروا سمجھ لیں۔ البتہ ہمیں مناظرے میں شکست کھانے کا اندیشہ بالکل نہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں دنیا میں ہمیشہ سچائی اور دلائل و حقائق کی جیت ہوئی ہے ہم خدا سے ہر وقت ڈرتے ہیں ہماری تمام کوششیں اسی کی رضا اور خوشنودی اور اسی کا نام بلند کرنے کیلئے ہیں وہ سورج ہم پر طلوع نہ ہو کہ ہم اس مالک حقیقی سے خوف کھانا چھوڑ دیں اور اس کی رضا و خوشنودی پر اور کسی چیز کو مقدم کر لیں۔

ہماری مخلصانہ دعوت کے جواب میں قادیانی جماعت نے جو حرکت کی اس کا ذکر ہمارے معاصر نے مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے:۔

"لیکن جب قادیان والوں کا جواب بھی ہم نے پڑھ لیا تو ہمیں لاہور والوں کی جسارت کی حقیقت کا راز معلوم ہو گیا قادیانی جماعت نے اس چیلنج کے معاملے میں اخلاقی پستی کا اس قدر افسوسناک منظر پیش کیا کہ ہم کو ان سے نفرت سی معلوم ہونے لگی۔ سب سے پہلے یہ حرکت کی گئی کہ محمد ملتانی کے نام سے ایک پوسٹر شائع کیا گیا لیکن اس شان دجل و تلبیس کے ساتھ کہ بادی النظر میں یہ پتہ ہی نہیں چلتا کہ یہ پوسٹر قادیان والوں کی طرف سے ہے یا لاہور والوں کی جانب سے۔ یعنی عنوان یہ تھا۔

"احمدی فیلو لاہوری ساکن احمدیہ بلڈنگ لاہور کے صحیح عقائد حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کے متعلق"

اس کے نیچے مولوی محمد علی ایم۔ اے اور دوسرے لاہوریوں کے الفاظ و عبارات کو پیش کیا گیا جن میں انہوں نے مرزا صاحب کو نبی اور رسول وغیرہ تسلیم کیا تھا اور آخر میں "پیغام صلح لاہور سے تعلق رکھنے والے" یعنی لکھ کر اور ایک لمبا خط کھینچ کر دس لاہوریوں کے نام درج کر کے کونے میں خفی قلم سے جو اچھی طرح پڑھا بھی نہیں جاتا یہ لکھ دیا "صاحبان غور کریں"۔ اس کے قریب ہی "مرتبہ محمد ملتانی" بھی لکھ دیا۔ سرسری نگاہ میں دیکھنے سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ مشتہرین حضرات لاہوری جماعت کے سرکردہ حضرات ہیں اور انہی نے اپنے نام اور قلم سے اپنے اصل عقائد کا اعلان کیا ہے۔ اسی قسم کا ایک دوسرا اشتہار بھی بعد میں شائع ہوا۔ اگر ہم اس مضمون کو "الفضل" میں نہ دیکھ چکے ہوتے تو شاید دیر تک ہمیں اس حقیقت کا پتہ نہ چلتا ظاہر ہے کہ یہ شیوہ دجل و فریب کسی مذہبی جماعت کے لئے زیبا نہیں ہے۔ اور کوئی شریف اور دیانتدار آدمی جس کا خدا اور آخرت پر ایمان ہو مذہبی معاملات میں اس قسم کی مکاری اور فریب کاری سے کام نہیں لے سکتا۔ یہ کام تو وہ لوگ کرتے ہیں جنہیں بہرحال غالب آنے اور مخالف کو شکست دینے کی دھن ہو اور ہم نے اس سے دو نتیجے نکالے

(۱) قادیانی جماعت کی اخلاقی پستی انتہا کو پہنچ گئی ہے اور وہ اپنی بات کی پیچ میں پست سے پست اور غیر شریفانہ سے غیر متمدن طرز عمل اختیار کرنے سے بھی نہیں چوکتی

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت پہلے کی نسبت اچھی ہے لیکن ابھی تک کمزوری باقی ہے حضرت ممدوح ۲ راپریل کی صبح کو طبی مشورہ کی بنا پر بغرض تبدیلی آب وہوا لاہور سے باہر تشریف لے گئے انشاء اللہ ہفتہ عشرہ تک واپس آجائیں گے۔

—— سید غلام مصطفٰے شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور سرینگر سے واپس آگئے ہیں۔ اسکول کا نتیجہ نکل آیا ہے۔ نئی جماعت بندی ہوگئی ہے جو احباب اپنے بچوں کو اس قومی درسگاہ میں داخل کرانا چاہتے ہوں وہ جلد رجوع کریں۔

—— جناب عبید اللہ صاحب سکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن وزیر آباد تحریر فرماتے ہیں کہ ۲۹ رمارچ کو وزیر آباد میں نماز جمعہ کے بعد سر فضل حسین بالقابہ کی صحت و درازی عمر کے لیئے دعا کی گئی۔

—— جناب عالم خاں صاحب سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام مانسہرہ جناب عبد الرؤف صاحب سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام داتہ اور جناب رحمت علی خاں صاحب بہلولپورہ ضلع لدھیانہ سے اسی قسم کی اطلاعیں دیتے ہیں۔ جزاک اللہ۔

—— جناب سید تصدق حسین صاحب سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بغداد تحریر فرماتے ہیں کہ عید الضحٰی کے دن محمد یوسف صاحب جو برٹش نیوی میں ملازم ہیں سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔

پیغام صلح: ہم اپنے اس نئے بھائی کا دلی خیر مقدم کرتے ہیں اللہ تعالےٰ استقامت اور خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین

—— جناب صاحب الدولہ صاحب ہیڈ ماسٹر لوئر مڈل سکول لاہور تحصیل صوابی ضلع پشاور تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے گھر ۲۸-۲۹ مارچ کی درمیانی شب کو فرزند نرینہ عطا فرمایا موصوف نے اس خوشی میں مبلغ پانچ روپے اشاعت اسلام فنڈ میں عطا فرمائے (جزاک اللہ) ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت و مسرت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔

—— قاضی شیر محمد صاحب احمدی امام مسجد جامعہ احمدیہ علی پور ضلع مظفر گڑھ اطلاع دیتے ہیں کہ علی پور میں ۱۶ مارچ کو نماز عید الضحٰی نہایت اہتمام سے ادا کی گئی نماز و خطبہ کے بعد غیر از جماعت علماء سے تبادلہ خیالات بھی ہوا ہمارے دلائل کا مسلمانوں پر نمایاں اثر ہوا۔ ایک غیر از جماعت مولوی نے دوران گفتگو میں نامناسب طرز کلام اختیار کیا جس پر معززین نے نفرت کا اظہار کیا

—— جناب ڈاکٹر حسن علی صاحب کا اسال ایک ہمشیر زادہ امتحان میٹرک میں دوسرا ایک امتحان ایف اے میں شامل ہوا ہے ایک برادر زادی بی اے کا امتحان دیں گی ان کے علاوہ چند چھوٹے بچے میٹرک سے نچلی جماعتوں کا امتحان دے چکے ہیں احباب ان سب کی کامیابی کے لیئے دعا کریں۔

—— جناب ایم موسیٰ خاں صاحب منشی فاضل پلیڈر موضع مانجی شاٹ کشمیر علیل ہیں۔

—— خواجہ غلام نبی صاحب گھوٹرا اور قاضی شیر محمد صاحب مبلغین انجمن بیمار ہیں ان کے لیئے دعائے صحت کی جائے۔

—— جناب عبد العزیز صاحب احمدی بدوملہی جموں سے تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ محمد اشرف خاں صاحب برادر خورد شیخ نظام الدین و شیخ عزیز الدین خاں صاحب سابق ڈی۔ ایس۔ پی ایک ہفتہ بخار محرقہ نمونیہ بیمار رہ کر عین عالم شباب میں انتقال فرما گئے انا للہ۔ ایک لڑکا محمد جمیل بعمر سات سال اور دو خورد سال لڑکیاں مرحوم نے اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔

پیغام صلح: ہمیں اس حادثہ جانکاہ میں مرحوم کے خاندان سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالےٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور یتیم بچوں کو حامی و ناصر ہو۔ آمین ثم آمین۔

خبریں

ہندوستان

—— دہلی یکم اپریل۔ کل شب یہاں سر فضل حسین بذریعہ فرنٹیئر میل عازم لاہور ہوئے۔ آپ کو الوداع کہنے کے لئے شہر کے معززین کے علاوہ اسمبلی اور کونسل آف سٹیٹ کے سرکردہ ارکان کثیر تعداد میں سٹیشن پر موجود تھے۔

—— لاہور یکم اپریل۔ آج صبح میاں سر فضل حسین بذریعہ فرنٹیئر میل یہاں پہنچے۔ ریلوے اسٹیشن پر آپ کا عدیم النظیر استقبال کیا گیا۔ شہر کے ہندو مسلمان سکھ اور دوسرے تمام طبقوں کے اکابر موجود تھے پلیٹ فارم پر بانات بچھی ہوئی تھی میاں صاحب ممدوح کے لئے ایک سٹیج بنا کر اس پر ایک شاندار کرسی رکھی ہوئی تھی سٹیشن سے باہر تمام سڑکوں پر اور بالخصوص جناب میاں صاحب کی کوٹھی کو جانے والی سڑک پر دو رویہ بلدیہ لاہور کے سکولوں اور دیگر درسگاہوں کے طلبہ دونوں طرف رنگین پگڑیاں باندھے کھڑے تھے۔ بینڈ بھی موجود تھے۔

—— بلدیہ لاہور نے ممدوح کو سٹیشن پر ہی سپاسنامہ خیر مقدم پیش کیا۔ جس میں آپ کی اعلیٰ قابلیت۔ حب الوطنی۔ قومی خدمات کے لئے خراج تحسین ادا کیا گیا۔ جناب میاں صاحب نے اس کا مناسب جواب دیا۔ سپاسنامہ جناب ملک محمد الدین صاحب صدر بلدیہ نے پڑھ سنایا۔

—— بے شمار اصحاب جلوس کی شکل میں آپ کے دولت کدہ تک گئے۔

—— ہندوستان کے بے شمار مقامات پر ۲۹ رمارچ کو یوم فضل حسین منایا گیا۔ اور نماز جمعہ کے بعد میاں صاحب ممدوح کی صحت و درازی عمر کے لیئے دعا کی گئی۔

—— حادثہ کراچی کے متعلق ہندوستان کے طول و عرض میں ماتمی جلسے ہو رہے ہیں اور مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ اس کی آزادانہ تحقیقات کرائی جائے۔

—— آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس ۲۰-۲۱ راپریل کو لاہور میں منعقد ہو رہا ہے جس کی صدارت مسٹر محمد علی جناح نے قبول فرمائی ہے۔ اجلاس کو کامیاب بنانے اور صدر محترم کے استقبال کے لئے تیاریاں ہو رہی ہیں۔

—— بمبئی یکم اپریل۔ بیان کیا جاتا ہے کہ گذشتہ شب ایک مسلمان نے ایک ہندو کو قتل کر دیا۔ ملزم نے پولیس کے سامنے بیان دیا کہ مقتول نے ایک مقامی ورنیکلر اخبار میں حضرت رسول کریمؐ کی عکسی تصویر شائع کر کے اس کے جذبات کو مجروح کیا تھا۔

—— نئی دہلی۔ ۲ راپریل۔ راجہ غضنفر علی نے کونسل آف سٹیٹ میں حادثہ کراچی کے متعلق متعدد سوالات کا نوٹس دیا ہے۔

—— مسٹر جناح ماہ مئی کے پہلے عشرہ میں انگلستان روانہ ہو جائیں گے

—— بلدیہ لاہور نے ملک معظم کی سلور جوبلی کے لئے ۲ ہزار روپیہ منظور کیا ہے۔

—— نئی دہلی۔ ۲ راپریل۔ کل اسمبلی میں اپریل فول "نہایت جوش و خروش سے منایا گیا۔ بہت سے سرکردہ ممبروں سے عجیب و غریب مذاق کیئے گئے۔

—— نئی دہلی۔ ۲ راپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت ہند کے دفاتر۔ ۱۷ راپریل کو نئی دہلی میں بند ہو کر ۱۹ راپریل کو شملہ میں کھلیں گے۔

ممالک خارجہ

—— ایتھنز یکم اپریل۔ یونان کی تازہ بغاوت کے ملزم افسر اور دیگر اشخاص جو بغاوت کے جرم میں ماخوذ ہیں ان کے مقدمات کی فوجی عدالت میں سماعت ہو رہی ہے کئی ایک باغیوں کو مختلف سزاؤں کا حکم سنایا جا چکا ہے۔

—— اندازہ کیا گیا ہے کہ اس وقت جرمنی سات لاکھ پچاس ہزار مسلح فوج رکھتا ہے۔

—— ماسکو یکم اپریل۔ مسٹر انتھونی ایڈن کے دورہ ماسکو کے اختتام پر جو سرکاری اعلان شائع کیا گیا ہے اس کا لب لباب یہ ہے کہ یورپ میں امن قائم کرنے کے لئے برطانیہ اور روس اشتراک عمل کے لئے تیار ہیں۔

—— روم یکم اپریل۔ ۳۳ آدمی ایک خطرناک طوفان کی وجہ سے جو بحیرہ ایڈریاٹک کے مغربی ساحل پر برپا ہوا تھا۔ ڈوب گئے۔

—— انگلستان کے بعض اخبارات نے اعلان کیا ہے کہ مسٹر میکڈانلڈ کی صحت اب بالکل اچھی ہے۔ وہ سلور جوبلی کی تمام تقریبات کے دوران میں اپنے عہدہ پر متمکن رہیں گے۔ بلکہ اس کے بعد بھی چند ماہ تک وزارت عظمیٰ کی خدمت انجام دیتے رہیں گے۔ جوبلی کی آیندہ تقریبات میں آپ پورا پورا حصہ لیں گے۔

—— حکومت مصر نے ارادہ کیا ہے کہ قاہرہ میں روئی کا ایک عجائب گھر قائم کیا جائے۔ جس میں دنیا کے ہر خطہ کی روئی رکھی جائے۔ اور اس روئی کی خصوصیات کو بھی مد نظر رکھا جائے۔

—— عربی اخبارات کا بیان ہے کہ حکومت ترکی کے جدید قوانین نے عیسائی پادریوں کی تمام تبلیغی سازشوں کو ناممکن العمل بنا دیا ہے۔ اس لئے اب عیسائی مبلغ ترکی میں رہنا بیکار تصور کرتے ہیں۔ اور اپنے تبلیغی کالجوں کو فروخت کر کے ترکی سے رخصت ہونا چاہتے ہیں۔ حکومت نے ان تمام کالجوں کو خریدنے کا فیصلہ کر لیا ہے تاکہ سازشوں کا یہ سلسلہ جلد ختم ہو جائے!

—— مصر کے اخبارات رقمطراز ہیں کہ مصری اور انگریزی اقتصادیات میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے ایک جدید کوشش عمل میں آرہی ہے۔ حکومت مصر نے ایک وفد انگلستان روانہ کیا ہے۔ جو دو ممالک کے اقتصادی معاملات کے متعلق اہم امور پر گفتگو کرے گا۔

—— شہر طرابلس میں ایک بین المللی نمایش منعقد ہو رہی ہے چونکہ اس نمایش سے تجارتی ترقی کے امکانات وابستہ ہیں۔ اس لئے حکومت مصر بھی اس میں شرکت کا قصد رکھتی ہے۔

—— ملک معظم نے مسٹر جان بوکن ممبر پارلیمنٹ کو لارڈ بیسبورو کی جگہ کناڈا کا گورنر جنرل مقرر کرنا منظور کیا ہے۔

—— ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ بلغاریہ کی فوجیں یونان کی سرحد پر جمع ہو گئی ہیں۔ معاہدہ بلقان کی رو سے ترکی اس بات کا پابند ہے کہ بوقت ضرورت یونان کی امداد کرے۔ چنانچہ عساکر بلغاریہ کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے ترکی فوجیں تھریس کو روانہ ہو گئی ہیں۔

کذب بیانی اور افترا پردازی کی انتہا

مولانا حنیف اللہ صاحب مرحوم کے متعلق ایک غلط اعلان

احمدیت کی مخالفت میں آج جن تدابیر اور وسائل سے کام لیا جارہا ہے اور جو جھوٹا پروپیگنڈا اس کے متعلق عمداً کیا جارہا ہے اس کی بیسیوں مثالیں قارئین پیغام صلح کی نظروں سے گزر چکی ہیں لیکن ذیل کی مثال اپنی نوعیت کے لحاظ سے کذب و افترا کا ایک ایسا نمونہ ہے جس کی نظیر کسی مذہبی جماعت میں شاید ہی مل سکے۔ ہم حیران ہیں کہ وہ لوگ جو مذہب کے نام سے آج دنیا پر اپنی شرافت کا سکہ بٹھانا چاہتے اور اسلام کے حامی و خیر خواہ بن کر جماعت احمدیہ کے کفر و الحاد کا پروپیگنڈا کرتے پھرتے ہیں۔ کیا ان کا مذہب، ان کی شرافت، ان کا اسلام اور ان کا جذبہ دینی اس بات کا متقاضی ہے کہ اس قدر ناپاک جھوٹ بولنے سے بھی انہیں تامل نہ ہو جیسا کہ ذیل کے اعلان میں پایا جاتا ہے:۔

"کوہاٹ ۱۱ر مارچ۔ مولانا محمد حنیف اللہ (احمدی مبلغ) ساکن ٹیری جو مرزائے قادیان کے نہایت پکے متبع تھے۔ خدا کے فضل و کرم سے مرزائیت سے تائب ہو کر مولانا ابو عبید اللہ صاحب کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے آپ کے ساتھ آپ کے کنبے کے چار افراد بھی حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں۔ آپ مولانا رحمت اللہ مہاجر مکی اور مولانا احمد قاضی القضاۃ اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے سند یافتہ محدث ہیں۔ دعا ہے کہ خدا آپ کے ایمان میں برکت دے"۔ (نامہ نگار)

"زمیندار" مؤرخہ ۱۴ر مارچ ۳۵ء

یہ اعلان کس قدر غلط بیانیوں سے معمور ہے اس کو سماں محترم و مکرم مولانا عبد الستار صاحب ساکن ٹیری نے اپنے حسب ذیل مکتوب میں واضح کیا ہے:۔

از ٹیری ۱۸-۳-۳۵

اخی مکرم محترم جناب سیکرٹری صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ جواباً گذارش خدمت ہے۔ کہ مولوی حنیف اللہ صاحب اوائل مارچ ۳۵ء بیمار ہو کر صاحب فراش رہے غالباً مورخہ ۳-۳-۳۵ کو وہ لسواری لاری براہ علاج کوہاٹ چلے گئے کوہاٹ پہنچ کر ناگہاں ان کی طبیعت خراب ہوئی۔ یہاں تک کہ ۱۰-۳-۳۵ کو اس کی زبان بول چال سے قاصر رہی اور ۱۱-۳-۳۵ کو قریباً ۴ بجے شام اس نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اس سفر میں محمد گل رشتہ دار مولوی حنیف اللہ صاحب جو غیر احمدی تھا مولوی صاحب مرحوم کے ساتھ تھا اور تیمارداری کا کام بھی وہ کرتا رہا۔ الغرض اسی روز محمد گل مذکور نے مولوی صاحب مرحوم کو لسواری کار ٹیری پہنچایا۔ اور میں ان دنوں گھر سے باہر تھا اور اسی وقت گھر پہنچا تھا جس وقت کہ مولوی صاحب مرحوم کی میت پہنچی۔ اس کی مجھے اطلاع ہوئی میں اسی وقت ان کے گھر پہنچا محمد گل مذکور سے ملا۔ اور ماسٹر علیم محمد صاحب بھی اس وقت موجود تھے اور ہم مشورہ کر رہے تھے۔ کہ اب تو رات کا وقت ہے کل علی الصبح تدفین و تکفین کا انتظام کرینگے۔ محمد گل مذکور نے کہا۔ کہ مولوی صاحب مرحوم کی اہلیہ کہہ رہی ہے کہ یہ لوگ الگ رہیں۔ تدفین کا کام مولوی عبد الغنی برادر مولوی صاحب مرحوم کے سپرد ہے وہ اس کام کو انجام دیں گے۔ میں نے کہا کیوں؟ محمد گل نے کہا کہ مولوی صاحب مرحوم نے مولوی نظام الدین کے روبرو احمدیت سے توبہ کرلی ہے میرے پاس ان کی ایک تحریر ہے جو میں نے مولوی عبد الغنی کو دی ہے اور وہ خود انتظام کر رہا ہے ہم نے براہ حفظ امن اس بات کو اس وقت رہنے دیا۔ رات گذرنے کے بعد علی الصباح میں پھر ماسٹر علیم محمد کے پاس گیا اور پھر ہم دونوں مولوی صاحب مرحوم کے گھر گئے۔ ہم کو یہ جواب ملا۔ کہ مولوی صاحب کی بیوی کہہ رہی ہے کہ میں نے سررشتہ قائم کیا ہے تم لوگ اس سررشتہ کو خراب نہ کرو۔ تم جاؤ۔ مولوی عبد الغنی صاحب خود یہ کام انجام دینگے (مولوی عبد الغنی احمدیت کا سخت دشمن ہے)

لہٰذا ہم نے یہ مناسب خیال کیا کہ چونکہ جھگڑے کی صورت میں نقض امن کا اندیشہ ہے اس لئے ہم کو الگ رہنا بہتر ہے لیکن مصیبت یہیں تک ختم نہیں ہوئی شرارتی ملاؤں نے مخالفت کی کہ توبہ کے اثبات میں جو تحریر پیش کی گئی ہے وہ قابل اعتماد نہیں ہے کیونکہ اس پر نہ مولوی حنیف اللہ صاحب مرحوم کے دستخط موجود ہیں اور نہ مولوی نظام الدین صاحب کے دستخط۔ اس ہنگامہ میں مولوی عبد الغنی دوبارہ بذریعہ کار کوہاٹ گئے اور دو گواہ بھی ساتھ لے گئے۔ تاکہ مولوی نظام الدین سے واقعہ کی صحت کے متعلق معلومات حاصل کریں اور مولوی صاحب مرحوم کا جنازہ بدستور پڑا رہا۔ نہ ہم کو دفنانے دیتے اور نہ خود دفن کرتے تا آنکہ مولوی عبد الغنی نے کوہاٹ سے بذریعہ فون اطلاع دی کہ مولوی نظام الدین واقعہ کی صحت کی تصدیق کرتا ہے لہٰذا میت کو دفن کیا جائے ان تمام واقعات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف محمد گل اور مولوی عبد الغنی کا باہمی پروپیگنڈہ تھا۔ اس رنگ میں تکمیل کو پہنچایا گیا

۱۶-۳-۳۵ بروز عید میں جناب نواب صاحب ٹیری کے پاس گیا مراسم عید کی ادائیگی کے بعد مجھے نواب صاحب نے فرمایا۔ کہ میرے پاس آ بیٹھو میں نزدیک ہو کر بیٹھ گیا نواب صاحب نے میرا عندیہ معلوم کرنے کی غرض سے مجھے فرمایا کہ دیکھو ہم غالب آ گئے۔ مولوی حنیف اللہ صاحب بحالت دم واپسین ہماری گود میں آ بیٹھے۔ میں نے عرض کیا کہ میں واقعہ کی صحت سے انکاری ہوں نواب صاحب نے فرمایا کہ تحریر موجود ہے اور وہ تحریر میں نے خود ملاحظہ کی ہے میں نے عرض کیا کہ اگر تحریر قابل اعتماد ہوتی تو مولوی عبد الغنی کو کوہاٹ جانے کی کیا ضرورت تھی آپ نے فرمایا کہ میں نے بھی مولوی مذکور پر یہ سوال اٹھایا۔ لیکن اس نے کہا کہ چونکہ میں مولوی نظام الدین کی تحریر کی شناخت سے قاصر تھا۔ اس لئے بغرض تصدیق ان کے پاس کوہاٹ گیا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ تحریر پر مولوی صاحب مرحوم کے دستخط کیوں نہیں لئے گئے آپ نے فرمایا کہ مولوی نظام الدین کہتا ہے کہ وہ دستخط کرنے سے قاصر تھا۔ میں نے عرض کیا کہ جبکہ وہ دستخط کرنے کے قابل نہ تھا تو اس کی زبان کیونکر چلی اور تمام کارروائی ہماری بدنامی کی خاطر عمل میں لائی گئی ہے اس پر جناب نواب صاحب نے اصل تحریر میرے ملاحظہ کے لئے مولوی عبد الغنی سے منگوائی تحریر پر نہ نویسندہ کے دستخط موجود تھے نہ مولوی صاحب مرحوم کے۔ میں نے نواب صاحب سے سوال کیا کہ از روئے انصاف و عدالت کیا تحریر کے بموجب آپ بحیثیت جج کوئی رائے دے سکینگے فرمایا۔ کہ ملا لوگ کہتے ہیں کہ تحریر درست ہے ورنہ عدالتاً یہ تحریر قابل اعتماد نہیں ہے۔ پھر میں نے عرض کیا۔ کہ مولوی عبد الغنی کا فرض تھا کہ جبکہ وہ کوہاٹ براہ تصدیق واقعہ گئے تھے تو مولوی نظام الدین کی تصدیق یعنی شہادت ضرور اس تحریر پر لینا چاہئے تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا اور یہاں کے عوام لوگ بھی مولویوں کو برا بھلا کہتے ہیں اور واقعہ کی صحت سے انکار کرتے ہیں۔ والسلام (عبد الستار)

ان واقعات کو پڑھ کر کون منصف مزاج یہ کہنے کی جرأت کرسکتا ہے کہ "زمیندار" کے نامہ نگار نے جو اعلان کوہاٹ سے ۱۱ر مارچ کو لکھ کر بھیجا (یعنی اسی دن جس دن مولانا حنیف اللہ صاحب نے داعی اجل کو لبیک کہا) وہ صداقت کا کوئی شائبہ بھی اپنے اندر رکھتا ہے؟ غضب خدا کا ایک شخص اسی دن خطرناک بیماری کی حالت میں مرتا ہے اور اسی دن اس کے متعلق یہ لکھا جاتا ہے کہ وہ فلاں مولوی کے ہاتھ پر احمدیت سے تائب ہوا اور اس کے ایمان میں برکت کی دعا بھی کی جاتی ہے اگر یہ بھی خیال کرلیا جائے کہ مرنے سے پہلے توبہ کرلی ہوگی تو بھی جو تحریر بنائی گئی اس پر کم از کم مولانا مرحوم کے دستخط ہی کرا لیتے۔ یا کسی معتبر انسان کے سامنے ان سے تصدیق ہی کرا لیتے۔ لیکن وہ ایسا کیونکر کرسکتے تھے جبکہ بقول مولانا عبد الستار ۱۰ر مارچ سے ہی مولوی حنیف اللہ صاحب نہ زبان سے بول سکتے اور نہ ہاتھ سے لکھ سکتے تھے جس سے صاف ظاہر ہے کہ ۱۱ تاریخ کو ان کی توبہ کا افسانہ گھڑا گیا ہے وہ ایک افترا اور بہتان ہے جس کا ثبوت پیش نہیں کیا جاسکتا۔ کیا جن مولویوں اور مذہبی رہنماؤں کی یہ حالت ہے کہ ایسے ناپاک جھوٹ بولنے سے بھی احتراز نہیں کرتے انہیں محبت اسلام کے دعوے اور جماعت احمدیہ کی مخالفت میں ذرا بھی حق بجانب قرار دیا جاسکتا ہے؟

گر اسلام ہمیں است کہ واعظ دارد
وائے گر پس امروز بود فردائے

بہرام پور میں اسلام کی فتح

وسط مارچ میں آریہ سماج بہرام پور ضلع گورداسپور کا سالانہ جلسہ تھا۔ بڑے بڑے پنڈتوں اور آریہ سماجی عالموں کو جلسہ میں شمولیت کیلئے بلایا گیا تھا حسب دستور بجائے اس کے کہ آریہ لیکچرار اپنے مذہب کی خوبیوں سے لوگوں کو آگاہ کرتے اور ویدک دھرم کی صداقت کو بیان کرتے الٹا دوسرے مذاہب پر اعتراض کرنے شروع کر دیئے بخصوص اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر نہایت بے بنیاد اور بے سر و پا الزام لگانے میں آریہ مقرروں نے کوئی کسر باقی نہ رہنے دی۔ اپنی قومی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے دھرم کو خوبیوں سے معرا پا کر دوسرے مذاہب کی خوبیوں پر پردہ ڈالنے کی ناکام سعی کی اولاً تو اہل اسلام نے اپنی وسعت قلبی اور رواداری سے کام لیتے ہوئے آریہ سماج بہرام پور سے کہا۔ کہ آپ کے مقررین کی ایسی حرکات نہایت نازیبا اور غیر شریفانہ ہیں آپ انہیں ایسا کرنے سے روک دیں۔ مگر اہل اسلام کی نہایت ہمدردانہ کوششوں کے باوجود آریہ سماجی مقررین اپنے لیکچروں میں حملے کرتے ہی رہے تو آخر کار مسلمانوں نے مجبور ہو کر مشورہ کیا کہ وہ بھی ایک جلسہ کرکے ان شکوک کا ازالہ کریں۔ جو آریہ مقررین نے پیش کئے ہیں۔ چنانچہ مولوی محمد جمیل صاحب سیکرٹری انجمن حمایت اسلام بہرام پور کی درخواست پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے اپنی کمال مہربانی سے اپنے مبلغ مولانا مولوی احمد یار صاحب بی۔اے مولوی فاضل و منشی فاضل کو بھیجدیا۔ جب آریہ صاحبان کو مولانا موصوف کی آمد کی اطلاع ہوئی تو تمام شیخیاں اور تعلیاں دھری کی دھری رہ گئیں ہر چند مولانا موصوف نے آریہ سماج بہرام پور کو میدان میں نکلنے اور صداقت وید و قرآن پرکھنے کے لئے للکارا۔ مگر آریہ صاحبان نے ایسی چپ سادھی کہ صدائے نہ برخاست والا معاملہ ہوگیا۔ مولانا موصوف کے چار لیکچر ہوئے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت کامیاب رہے اور آریہ مقررین کے

علماء اور اس کار خیر میں حصہ لینے والوں کو توفیق مزید اور جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

(نامہ نگار از بہرام پور)

سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں جناب خلیفہ قادیان کی شہادت

تین روز کے بیانات کا خلاصہ

سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں جناب خلیفہ قادیان کی گواہی تھی۔ ۲۳، ۲۵ اور ۲۷ مارچ کو ان کے بیانات ہوئے موصوف جس شان سے گورداسپور تشریف لے گئے اس کا ذکر گذشتہ پرچہ میں ہو چکا ہے ان کے بیانات کا ضروری حصہ درج ذیل کیا جاتا ہے یہ تصریح ضروری ہے کہ پیغام صلح کا رپورٹر صرف ۲۳ مارچ کو عدالت میں موجود تھا۔ باقی دو روز کے بیانات کے لئے ہمیں اخبارات پر انحصار کرنا پڑا۔ (مدیر)

۲۳ مارچ ۱۹۳۵ء

(س) آپ کو معلوم ہے کہ قادیان میں مجلس احرار کی تبلیغی کانفرنس ہوئی (ج) ہاں۔

(س) اس سے پہلے کہ کانفرنس ہوئی۔ آپ کو کتنی دیر پتہ چل گیا تھا۔ کہ کانفرنس ہو گی (ج) تاریخ تو یاد نہیں۔ افواہیں پانچ چھ مہینے قبل سے سنی جاتی تھیں۔ اور یقینی علم دو یا تین ہفتہ قبل ہوا تھا۔

(س) آپ احرار کانفرنس کے منعقد ہونے کے خلاف تھے۔ یعنی آپ کو اس کے منعقد ہونے پر اعتراض تھا۔ (ج) میرا اس سے کوئی تعلق نہ تھا۔ میں نے ذاتی طور پر اس معاملہ کی طرف توجہ نہیں کی۔

(س) آپ نے کوشش کی۔ کہ کانفرنس نہ ہو (ج) ذاتی طور پر میں نے نہیں کی۔

(س) خانصاحب فرزند علی آپ کے مریدوں میں سے کون ہیں۔ (ج) وہ صدر انجمن احمدیہ کے ٹرسٹی ہیں۔ اور ٹرسٹی ہونے کے لحاظ سے ہی امور عامہ کا ناظران کا عہدہ ہے۔

(س) وہ احرار کانفرنس بند کرانے کے لئے شملہ گئے تھے (ج) مجھے معلوم نہیں۔ کہ ان کے شملہ جانے کی غرض احرار کانفرنس کا بند کرانا تھا۔ احرار کانفرنس کے متعلق جو کچھ شملہ میں ہوا۔ اس کا علم مجھے بعد میں ہوا۔

(س) کیا یہ ٹھیک ہے کہ جب احراری جلسہ کرنے کی تیاری کر رہے تھے۔ تو آپ نے اپنے مریدوں کو چٹھی بھیجی۔ کہ قادیان میں آؤ (ج) نہیں۔ کوئی چٹھی میں نے نہیں بھیجی۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ چٹھی نہیں بھیجی گئی۔ تو اس کا یہ مطلب ہے کہ دفتر سے باہر نہیں نکلی میں نے چٹھی لکھنے کے لئے آرڈر دیا تھا۔ مگر چٹھیاں لکھی نہیں گئی تھیں۔ بلکہ پیشتر اس کے کہ چٹھیاں لکھی جائیں۔ مرزا معراج دین صاحب سپرنٹنڈنٹ سی آئی ڈی مجھے ملے۔ اور انہوں نے کہا کہ پولیس کا کافی انتظام ہوگا۔ چٹھی جاری نہ کریں۔ تو میں نے چٹھی روک دی۔

(س) کیا آپ نے آرڈر کسی اندیشہ کی وجہ سے دیا تھا (ج) میں نہیں کہہ سکتا کہ اس وقت میرے دل میں کوئی خاص خطرہ تھا مگر چونکہ قادیان ہماری مقدس جگہ ہے۔ احتیاطی طور پر بھی کیا کرنا ضروری تھا۔

(س) جن کو آپ احراری کہتے ہیں۔ ان کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں (ج) میرے دل میں ان کے متعلق کوئی دشمنی نہیں ہے ان میں سے کوئی شخص دشمنی کی بات کرے۔ تو میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ دشمن ہے۔

(س) الفضل اخبار آپ کا سرکاری گزٹ ہے (ج) اس اخبار کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہے۔

(س) کیا آپ کا یہ اخبار اسی طرح کا ہے۔ جس طرح کا گورنمنٹ گزٹ ہوتا ہے (ج) گورنمنٹ گزٹ کا ہر لفظ گورنمنٹ کی طرف سے ہوتا ہے۔ الفضل میں جو کچھ لکھتا ہے۔ ایڈیٹر لکھتا ہے۔ یہ نہیں کہ اس کا ہر لفظ ہم لکھ کر دیتے ہیں۔

(س) آپ کے حکم سے آپ کی مرضی سے بحیثیت جماعت یہ پرچہ جاری ہے (ج) اس کو میں نے جاری کیا تھا۔ پھر وقف کر دیا۔ صدر انجمن اس پراپرٹی کی مالک ہے۔ پھر میں اسے اپنی طرف کیوں منسوب کروں۔

(س) آپ کے حکم اور آپ کی مرضی سے یہ پرچہ جاری ہے آپ کی اتھارٹی کے ماتحت الفضل جاری ہے (ج) اتھارٹی کے اگر یہ معنی ہیں۔ کہ الفضل کے مضامین کا میں ذمہ دار ہوں تو پھر غلط ہے۔ لیکن اگر یہ مراد ہو۔ کہ میں اسے بند کرانا چاہوں تو کر سکتا ہوں یا نہیں۔ تو چونکہ یہ جماعت کی طرف سے جاری ہے۔ میں اسے بند کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں۔

(س) آپ کے خطبات اس میں چھپتے ہیں (ج) اکثر چھپتے ہیں۔ بعض نہیں بھی چھپتے۔

(س) جو چھپتے ہیں۔ ان کے متعلق یہ تو شکایت نہیں پیدا ہوتی کہ غلط ہیں (ج) کئی دفعہ یہ شکایت پیدا ہوئی ہے کہ فلاں غلطی ہو گئی۔

(س) اگر کوئی غلطی ہو جاتی ہے۔ تو دوسرے پرچہ میں اسے دور کر دیا جاتا ہے (ج) بعض دفعہ بہت دیر کے بعد غلطی کا علم ہوتا ہے۔ اگر کسی غلطی کے متعلق سمجھا جائے کہ اصلاح ضروری ہے۔ تو ہو جاتی ہے۔ ورنہ غلطی رہ بھی جاتی ہے۔ میں دوسرے خطبہ میں یا مجلس میں بیان کر دیتا ہوں۔ کہ فلاں بات غلط لکھی گئی ہے۔ درست یوں ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ اخبار کے دوسرے ہی پرچہ میں اصلاح چھپ جائے۔

(س) جب احرار کانفرنس ہونے لگی تھی۔ انہیں ایام میں آپ کے کسی مرید کی تلاشی ہوئی تھی۔ اور اس سے برچھیاں نکلی تھیں۔ (ج) مجھے معلوم نہیں کہ کسی کی تلاشی ہوئی اور برچھیاں نکلیں۔ ایک شخص سے کھڈ سٹک لی گئی تھی۔

(س) جب احرار کانفرنس ہوئی۔ تو اس سے پہلے یا اس وقت آپ نے لوگوں کو تحریک کی کہ بندوقیں اور تلواریں خریدیں (ج) اس کانفرنس کے قریب کے ایام میں میں نے کوئی تحریک نہیں کی کہ اسلحہ خریدیں۔

(س) ۱۹۳۳ء میں یاد ہے کہ اس قسم کی تحریک کی۔ (ج) یقینی طور پر ساری بات یاد نہیں۔ وہ بات پیش کی جائے تو بتا سکتا ہوں کہ کیا مطلب تھا۔

(س) کیا یہ ٹھیک ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب آپ کے مرید ہیں (ج) ہاں۔

(س) ان کی تقرری کی احرار نے بہت مخالفت کی تھی اور بہت کچھ لکھا تھا۔ کہ وہ نہ ہوں (ج) چونکہ لوگوں میں مشہور تھا۔ کہ احرار نے مخالفت کی ہے میں نے سنا تھا اور کثرت سے سنا تھا۔ اس لئے میں نے یقین کیا کہ مخالفت کی

(س) آپ نے ایک موقع پر کہا تھا کہ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کا کامیاب ہو جانا ہمارا روحانی معجزہ ہے (ج) ایک آدھ لفظ کی کمی بیشی سے مفہوم میں بہت فرق پڑ جاتا ہے۔ اس لئے جب تک اصل الفاظ پیش نہ کئے جائیں۔ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے کچھ کہا تھا یا نہیں۔

(س) آپ کو انہی ایام میں جب کہ احرار کانفرنس ہوئی۔ شکایت تھی کہ آپ کے چند آدمی آپ کی جماعت کے منافق ہیں۔ آپ نے ان کو ٹرالتا ڑا۔ اور ان کے خلاف پرزور خطبہ دیا۔

پھر کہا کہ آپ کو شکایت تھی۔ کہ آپ کی جماعت میں منافق ہیں جو دوسروں کو شکایتیں پہنچاتے ہیں۔

(ج) جس دن سے میں خلیفہ ہوا۔ بعض لوگ ایسے چلے آتے ہیں۔ اور ہر جماعت میں کچھ منافق ہوتے ہیں۔

(س) آپ نے اپنی جماعت کے روبرو خطبہ دیا۔ جس میں زور دیا۔ کہ منافقوں کا پتہ لگائیں مجھے معلوم ہے مگر میں بتانا نہیں چاہتا۔ (ج) اپنی جماعت کے کسی شخص نے جھوٹ بول دیا۔ تو اسے ہم منافق کہیں گے۔ دوسرے فرقوں کے متعلق ہم منافق کا لفظ استعمال نہیں کرتے۔ ان اگر ان کا کوئی شخص اپنی قوم کے خلاف خفیہ کارروائی کرے۔ جیسے عیسائی عیسائی ہو کر عیسائیوں کو نقصان پہنچائے۔ تو وہ شخص عیسائی منافق ہوگا۔ جس طرح احمدی احمدی ہو کر احمدیوں کو نقصان پہنچائے۔ تو وہ احمدی منافق ہوگا۔

عدالت۔ ۱۵ اگست کے الفضل کے پرچہ میں آپ کی جو تقریر درج ہے۔ اور جس میں منافق کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یہ آپ کی تقریر ہے (ج) ہاں

(س) اس تقریر میں منافق کا لفظ آپ نے کن لوگوں کی نسبت استعمال کیا ہے (ج) اپنی جماعت کے کمزور لوگوں کے متعلق۔

(س) آپ محمد حسین کو جانتے ہیں جو قتل ہوا (ج) میں نے اسے دیکھا نہیں۔ اگر جاننے کا یہ مطلب ہے۔ کہ سنا وہ قتل ہو گیا تو یہ سنا تھا

(س) محمد علی آپ کی جماعت کا آدمی تھا (ج) ہاں۔

(س) محمد علی کو پھانسی ہوئی تھی (ج) ہاں۔

(س) محمد حسین جو قتل ہوا۔ کیا وہ عبد الکریم مباہلہ والے کا ضامن تھا (ج) مجھے معلوم نہیں۔

(س) جب محمد علی کو پھانسی ہوئی۔ آپ نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ اور جنازہ کو کندھا دیا (ج) جنازہ پڑھانا یاد ہے کندھا دینا اچھی طرح یاد نہیں۔ ممکن ہے دیا ہو۔

(باقی برصفحہ [illegible])

ہماری تبلیغی ڈاک

(مرتبہ: جناب خانصاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب آنریری جائینٹ سیکرٹری انجمن)
(مترجمہ: جناب ماسٹر غلام محمد صاحب بی اے انچارج دفتر تحصیل)

ریاستہائے متحدہ امریکہ

از مسٹر ایچ ۔ سی ۔ ایس

مکرمی جناب!

آپ کا نوازش نامہ مورخہ ۲/۱۱ ۳۴ء معہ کتب موصول ہوا اس کے لئے میں آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کتب کو میں نے ایسی جگہ رکھوانے کا انتظام کیا ہے۔ جہاں یہ بہت مفید ثابت ہونگی۔

جب ۱۹۲۹ء میں میری لڑکی اس جہان فانی سے رحلت کر گئی۔ تو چند ایک ایسے حالات پیدا ہو گئے۔ جن کی وجہ سے میں یہاں آنے پر مجبور ہو گیا۔ اور مشکلات کی وجہ سے رومن کیتھولک انسٹیٹیوشن میں ملازم ہو گیا۔ چونکہ میں پچاس ساٹھ سال سے اسلامی اصولوں کا دلدادہ ہوں اس لئے موجودہ صورت میں میری زندگی سخت خطرے میں ہے لیکن اس سے زیادہ لکھنے سے قاصر ہوں۔ لہٰذا اس عریضہ کو آپ کی اشاعت اسلام میں کامیابی کے لئے دعا پر ختم کرتا ہوں۔

میکسیکو (مراکو)

از مسٹر سی ۔ ایل ۔ سی

مکرم بندہ

مجھے آپ کے اشاعت اسلام کے کام اور آپکے شائع کردہ اسلامی لٹریچر سے بے حد دلچسپی ہے کچھ اسلامی کتب اور قرآن مجید نمونۃً ارسال فرما کر ممنون فرماویں۔

کانیل زون (وسط امریکہ)

(از ایس ۔ خاتون)

آپ کے تحائف حاصل کر کے مجھے بہت خوشی ہوئی میں آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتی ہوں۔ قرآن کریم میرے لئے بہت بڑی برکت کا باعث ہوا ہے اور جب کبھی میری نظر اس پر جا پڑتی ہے مسرت کی ایک لہر میرے دل میں دوڑ جاتی ہے۔ دو ہفتے ہوئے کہ میں نے غنودگی میں اپنے سامنے ایک نیا چاند چمکتے ہوئے دیکھا۔ مطلب سمجھ میں نہ آیا۔ بہت حیران تھی۔ مگر جب قرآن کریم معہ دیگر کتب مجھے ملا۔ تب جا کر یہ اسرار میری سمجھ میں آیا۔ اللہ اکبر میں کس قدر خوش قسمت ہوں۔ کہ ایک بے بہا نعمت مجھے ملی ہے۔

براہ کرم کچھ ٹریکٹ فرانسیسی اور ہسپانوی زبان میں ارسال فرماویں۔ یہاں بہت سے لوگ ایسے ہیں۔ جو یہ زبانیں بخوبی جانتے ہیں۔ وہ آپ کے لٹریچر کے ذریعے سے اسلام کی خوبیاں معلوم کر کے بہت خوش ہونگے۔

مرکزی امریکہ

از جناب محمد عبد اللہ

مکرمی جناب! آپ کا مسرت نامہ معہ قرآن شریف اور سوانحعمری حضرت محمد صلعم ملا۔ جو میری اور میری بیوی کے لئے بے حد خوشی کا باعث ہوا۔

ہمارا مشن جمہوریہ پانامہ کے قوانین کے مطابق ۱۹۳۲ء سے رجسٹرڈ ہو چکا ہے۔ اس لئے ہم اب جمہوریہ میں کھلے بندوں اسلام کی اشاعت کر سکتے ہیں۔ افسوس کہ یہاں کے لوگ ابھی تک اسلام کی خوبیوں سے واقف نہیں ہوئے۔

میں عرصہ تک ایک کٹر عیسائی ہونے کی حیثیت سے عیسائیت کی تبلیغ کرتا رہا۔ اور پورے سولہ سال سے "بائیبل سٹوڈنٹس" ایسوسی ایشن کا ممبر رہا۔ گو میں اسلام سے تو بالکل ناواقف تھا۔ مگر میں محسوس کرتا تھا۔ کہ میرا دل عیسائیت سے بھی بیزار ہوتا جا رہا ہے۔ مارچ ۱۹۳۲ء میں میری بیوی شہر کولون میں جو یہاں سے بہت نزدیک ہے ماہ رمضان کی دعوت کی تقریب پر مدعو ہوئیں اور وہاں سے حلقہ بگوش اسلام ہو کر واپس آئیں۔ مجھے بھی وعظ و نصیحت کی اور اسلام کی خوبیاں بیان کیں۔ مگر میں اس وقت بخوبی نہ سمجھ سکا۔ مگر جب میں نے آپ کا لٹریچر پڑھا۔ تو اسلام قبول کرنے پر مجبور ہو گیا۔ آخر ہم دونوں نے قبول اسلام کا اعلان کر دیا۔ والسلام۔

آسٹریلیا

(از مسٹر ایل ۔ موسیٰ خاں)

میں آپ کا اور آپ کی انجمن کا بہت بہت شکرگزار ہوں۔ آپ نے قرآن شریف مترجم انگریزی بھیجکر مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے مجھے یقین ہے کہ اب زندگی میرے لئے بہت خوشگوار ہو جائے گی میری دلی آرزو ہے کہ آپ اور آپکی انجمن کو اپنے مقاصد میں روز افزوں ترقی اور شاندار کامیابی نصیب ہو۔ آمین۔ والسلام

(بقیہ صفحہ ۲)

اور دیوبند میں وہ علماء کھلاتے ہوں۔ یہ اور اسی قماش کے مسلمان مولوی ہی ہیں۔ جنہوں نے احمدیت کو میری اور میری طرح اور بہت سے احباب کی نظروں میں مقبول بنا یا۔ اور یہی وہ عقائد ہیں جن کی وجہ سے مخالفین احمدیت کو شرمندگی اور ندامت اٹھانی پڑتی ہے اور یہی عقائد ہیں جن کو وہ اپنے نفس کو دھوکا دیئے بغیر قبول نہیں کر سکتے۔ خدا کے کلام کی یہ کس قدر ہتک ہے کہ اس میں ناسخ اور منسوخ اور مرفوع التلاوت آیات کا وجود تسلیم کیا جائے۔ حالانکہ دراصل کوئی نہ ہو۔

غیر از جماعت علماء کی ستم ظریفی

پھر اور سنئے۔ قرآن کا دعوےٰ ہے ولوکان من عند غیر عند اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا یعنی اگر یہ قرآن غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں اختلاف کثیر پایا جاتا۔ مگر چونکہ یہ خدا کی طرف سے ہے اس کی کوئی آیت دوسری آیت کی معارض نہیں۔ قرآن کے اس دعوےٰ کو اگر کوئی صحیح تسلیم کرتا ہے تو وہ صرف احمدی ہیں۔ ورنہ دوسرے غیر از جماعت علماء اور لوگوں کی ستم ظریفی دیکھئے کہ ایک طرف قرآن کی رو سے مانتے ہیں کہ خالق محض خدا ہے لیکن دوسری طرف کہتے ہیں حضرت عیسےٰ بھی پرندے پیدا کر لیا کرتے تھے پھر قرآن سے ہی یہ مانتے ہیں کہ جن کو معبود کیا گیا۔ وہ سب مر چکے مگر ساتھ ہی کہتے ہیں حضرت عیسےٰ زندہ ہیں۔ پھر قرآن سے ہی بتلاتے ہیں کہ خدا نے کوئی جسم نہیں بنایا۔ جو کھانے پینے کا محتاج نہ ہو اور جس پر زمانہ کا اثر نہ ہو۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہے جائیں گے کہ حضرت عیسےٰ کھانے پینے سے مستغنی اور خدا تعالیٰ کی مانند الآن کما کان ایک ہی حالت میں ہیں۔ اللھم اعوذبک من ھذہ الخرافات

مولویوں کا قرآن سے بُعد اور لاعلمی

میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ یہ قرآن پر کس قسم کا ایمان ہے اور کیا یہ کلام الٰہی کا صریح استخفاف اور ہتک نہیں۔ یہ تو چند مثالیں میں نے دی ہیں۔ ورنہ اگر اسی ایک شق کی توضیح کی جائے۔ تو ایک دفتر درکار ہے۔ میرے ایک دوست کہا کرتے ہیں کہ مولوی وہ ہے جس کو قرآن کے سوا سب کچھ آتا ہو۔ اور یہ ہے بھی سچ۔ آپ ان کے مدارس کی طرف نگاہ ڈالئے۔ فقہ کی تعلیم کا انتظام ہے منطق بھی پڑھایا جاتا ہے۔ صرف و نحو اور احادیث کی تعلیم کا بندوبست ہے ان کے مدارس میں اگر جگہ اور وقت نہیں تو صرف کلام الٰہی کی تعلیم کے لئے نہیں۔ یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا۔ احمدیت کا قرآن کریم کی عظمت قائم کرنے کیلئے یہ دوسرا کارنامہ ہے جس کے لئے ہر مسلمان کا دل اس کی طرف جھک جانا چاہیئے۔

صداقت قرآن کے لئے احمدیت کا علم الکلام

پھر قرآن کریم کی صداقت کے لئے یہ نیا علم کلام پیش کرنا کہ ہر مذہب جو دعوےٰ کرے۔ وہ اپنی الہامی کتاب سے کرے اور اس کے دلائل بھی آسمانی کتاب سے ہی لائے۔ نہ کہ خود انسان خدائی کلام کا وکیل اور سہارا بن کر کھڑا ہو۔ احمدیت کا یہ تیسرا عظیم الشان کارنامہ ہے جس نے تمام مذاہب باطلہ کو یکسر پاش پاش کر دیا۔ اور قرآن کی عظمت کو چار چاند لگا دیئے۔ میں کہتا ہوں۔ وہ کون مسلمان ہے۔ جو قرآن کی ایسی خدمت کرنیوالی جماعت سے الگ رہنا پسند کرتا ہو؟ اور پھر میں اگر احمدی نہ بنوں تو کیا بنوں؟

قرآن، حدیث اور فقہ کے متعلق احمدیت کا زریں اصول

اسی طرح اسلام میں بعض گروہ ہیں جو حدیث کو قرآن پر قاضی ٹھہراتے ہیں اور حدیث کی صحت کے لئے کلام الٰہی کی تاویل کرتے ہیں یا قرآن کے مسائل کا استنباط کرنا صرف چار اماموں تک محدود سمجھتے ہیں اور خواہ زمانہ کے حالات میں کتنا ہی تغیر کیوں نہ آ گیا ہو۔ اماموں کے استنباط سے ادھر اُدھر ہونا حرام سمجھتے ہیں اور قرآنی علوم کو وہیں تک محدود سمجھتے ہیں۔ جو مفسرین سلف بیان فرما گئے۔ احمدیت اور عقل ان سب باتوں کو دھکے دیتے ہیں ایک احمدی کے نزدیک قرآن کا جو کلام اللہ ہے مرتبہ حدیث پر فائق ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ حدیث کو کلام الٰہی کے مطابق ہونا چاہیئے ورنہ حدیث کی تاویل کر لینی چاہیئے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو۔ تو اس حدیث کو ادب کے ساتھ چھوڑ کر حوالہ خدا کرنا چاہیئے

احمدیت کے نزدیک اجتہاد کا دروازہ کھلا ہے

پھر ایک احمدی آئمہ کرام کا پورا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے آج بھی کلام الٰہی سے مسائل استنباط کرنا اپنا حق سمجھتا ہے اور جہاں وہ مفسرین عظام کا اس سعی کے لئے جو انہوں نے علوم قرآنی کی اشاعت کے لئے فرمائی، مشکور ہے اور ان کی ترقی درجات کے لئے خدا سے دست بدعا ہے۔ وہ کسی حالت میں اس بات کو تسلیم نہیں کرتا۔ کہ قرآنی علوم پیچھے رہ جائے اور آئندہ کچھ نہیں۔ بلکہ اس کا ایمان ہے کہ قرآنی علوم و معارف کبھی نہ ختم ہونیوالے سمندر ہیں اور جوں جوں سائنس اور دوسرے علوم ترقی کرتے جائیں گے۔ قرآنی علوم کی عظمت زیادہ

مکتوب برلن

برلن میں عید اضحٰے

مسجد برلن میں عید اضحٰے ۱۶ مارچ بروز شنبہ منائی گئی۔ مسلمانان برلن اور متلاشی حق غیر مسلم حضرات کو حسب معمول سابق دعوت ناموں کے ذریعہ اس مقدس تہوار کی اطلاع دی گئی۔ اس کے علاوہ پریس والے بھی مدعو تھے۔ نماز کا وقت ساڑھے دس بجے صبح تھا وقت مقررہ پر مختلف اللون فرزندان اسلام کافی تعداد میں مسجد کے وسیع ہال میں جمع ہو گئے۔ غیر مسلم اصحاب بھی بہ تعداد کثیر موجود تھے، موسم گو تبدیل ہو چکا تھا لیکن پھر بھی سردی کافی تھی۔ ایسی حالت میں مشرقی اور مغربی مسلمانوں کا جوتے اتار کر برہنہ پا نماز کے لئے مسجد میں داخل ہونا ان کے جوش ایمانی کا ایسا منظر تھا۔ کہ جس سے غیر مسلم حضرات بہت متاثر ہوئے۔

نماز و خطبہ عید

نماز سے پیشتر جناب آقائے عثمان (روسی ترکستان) نے نہایت دلکش اور مؤثر لہجہ میں قرآن حکیم کا ایک رکوع تلاوت فرمایا بعدہٗ ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب امام مسجد نے نماز عید پڑھائی۔ نماز کے بعد خطبہ بھی ڈاکٹر صاحب موصوف نے پڑھا۔ فاضل خطیب نے خطبہ میں حج کی اہمیت واضح کی۔ نیز قربانی کا اصل مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ یوں تو تقریباً ہر مذہب میں قربانی نمایاں حیثیت رکھتی ہے لیکن اسلام میں اس کا مقصد بہت بلند اور ارفع ہے۔ نہ تو اللہ تعالیٰ جانوروں کے خون سے خوش ہوتا ہے۔ نہ ہی اسے گوشت وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ ہی اس ذریعہ سے اس کا غصہ یا غضب ٹھنڈا پڑتا ہے۔ جیسا کہ اکثر مذاہب میں مانا جاتا ہے مسلمان کیلئے قربانی ایک سبق ہے اس کے لئے فرض ہے کہ وہ اللہ کی خاطر اپنے ہر قسم کے آرام و آسائش اپنا مال اپنی جان تک ضرورت کے وقت قربان کر دے۔ خطبہ کے اختتام پر جملہ مسلمانان عالم کے لئے دعا کی گئی

اسلام کی تبلیغ تلوار کے ذریعے نہیں ہوئی

اس کے بعد جناب رضا تربیت ایرانی صاحب نے ایک مختصر سی تقریر کی جس میں انہوں نے ایک سوال کا جواب جو حاضرین میں سے کسی نے ان سے دریافت کیا۔ دیا۔ سوال یہ تھا۔ کہ کیا اسلام کو پھیلانے کے لئے تلوار اٹھائی گئی۔ فاضل مقرر نے نہایت مختصر الفاظ میں ثابت کیا۔ کہ اسلام محبت و امن کا مذہب ہے اور تلوار سے دور کی نسبت بھی نہیں رکھتا۔ البتہ اپنے بچاؤ کی خاطر تلوار کا جواب تلوار سے دیا گیا۔ اسلام تلوار کے استعمال کی اجازت محض حفاظت کے لئے دیتا ہے۔ پیش دستی کے لئے ہرگز نہیں۔

اخوت اسلامی کا ایمان افروز منظر

اس تقریر کے بعد پانچ مختلف ممالک کے حضرات نے اپنی اپنی زبان میں جملہ حاضرین کو اپنے اپنے ملک کے مسلمانوں کی طرف سے عید مبارک کہی۔ حاضرین نے ایک دوسرے سے یکے بعد دیگرے معانقہ کیا۔ اور اس طرح اخوت اسلامی کا ایک دلچسپ منظر حاضرین کے سامنے پیش کیا۔ مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اور فرزندان توحید ایک دوسرے کو سلامتی کی دعا دیتے ہوئے رخصت ہو گئے۔

جلسہ عید

اسی روز شام کے آٹھ بجے مسجد میں ایک غیر معمولی جلسہ ہوا وقت مقررہ سے بہت پہلے مسجد حاضرین سے بھر گئی۔ اکثر حضرات کو کھڑا رہنا پڑا۔ اور کثیر التعداد حضرات کو کھڑا ہونے کی جگہ بھی نہ ملنے کی وجہ سے واپس جانا پڑا۔ مطبوعہ پروگرام کے تحت خاکسار عید سے پہلے قریباً ایک ہفتہ بیمار رہا۔ یہاں تک کہ عید کے روز بھی بستر علالت سے محض اس لئے اٹھا۔ کہ خالق حقیقی کے دربار میں سجدہ شکر پیش کرتے ہوئے اپنے لئے اور جملہ مسلمانوں کے لئے درد دل سے دعا کرے۔ صحت نے مجھے اجازت نہ دی کہ حاضرین کو اپنے ناچیز خیالات سنا سکوں۔

علامہ حمید مارقوس کی تقریر

جرمن مسلم سوسائٹی کے مایہ ناز صدر علامہ ڈاکٹر حمید مارقوس صاحب نے خاکسار کی جانب سے معذرت کرتے ہوئے حج اور قربانی پر فلسفیانہ رنگ میں مختصر روشنی ڈالی جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے

ایرانی علامہ کی تقریر

دوسری تقریر جناب علامہ کاظم زادہ ایران شاعر (ایرانی) کی تھی مضمون کا عنوان "سیر حج" تھا۔ فاضل مقرر نے آج سے قریباً بیس برس پہلے حج کیا تھا۔ انہوں نے اپنے حج کی ایک جامع کیفیت سامعین کے گوش گزار کی مضمون دو حصوں میں منقسم تھا۔ پہلا حصہ تو حکایتی پہلو لئے ہوئے تھا۔ جس میں جناب مقرر نے شروع سے لے کر اخیر تک حاجیوں کی حالت کا نقشہ نہایت دلچسپ الفاظ میں کھینچا۔ دوسرا حصہ تقریر روحانی پہلو کا حامل تھا۔ اس میں علامہ موصوف نے اپنے جذبات اور روحانی ارتقا کی کیفیت پیش کی۔ کہ ارض حجاز میں پہنچکر انسان رب العالمین کے سامنے اپنے آپ کو حاضر پاتا ہے اسکے دل میں کوئی مادی خواہش جاگزیں نہیں رہتی بلکہ وہ اپنے آپ کو خالق حقیقی کے روبرو پاتا ہے اور اس سے نزدیک تر ہونے کی ایک ہی آرزو اس کے قلب مطمئن کو مضطرب رکھتی ہے۔

چائے اور دعوت طعام

لیکچر کے بعد حاضرین کی چائے اور مٹھائی سے تواضع کی گئی۔ اور اس طرح یہ اجلاس رات بارہ بجے نہایت کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔

عید کے دوسرے روز یعنی بروز یکشنبہ متعدد حضرات نے ایک ایرانی ہوٹل میں شام کا کھانا ملکر کھایا۔ کھانا مشرقی طرز کا تھا۔ جسے مشرقی حضرات کے علاوہ مغربی حضرات نے خاص طور پر پسند کیا۔

عید مبارک کے خطوط اور تاریں

ایک ضروری امر جس کا میں اوپر ذکر کرنا بھول گیا ہوں وہ یہ ہے کہ عیدین کی تقریبوں پر مختلف سربرآوردہ مسلمانوں کی جانب سے مسلمانان برلن کو عید مبارک کے تار اور خطوط موصول ہوتے ہیں۔ اس موقع پر بھی اکثر حضرات کے علاوہ جناب شیخ الاسلام ابراہیم آفندی یوگوسلاویہ اور جناب علامہ ڈاکٹر یعقوب سکو بج مفتی پولینڈ کی جانب سے تہنیت کے ہدیے موصول ہوئے۔ ڈاکٹر حمید مارقوس صاحب نے یہ مبارکبادیں حاضرین کی خدمت میں پیش کیں۔ اور حاضرین کی جانب سے ان کا شکریہ بھی ادا کیا۔

خاکسار

مرزا عزیز الرحمٰن از برلن

(مورخہ ۱۸ر مارچ ۱۹۳۵ء)

معزول امیر اہلحدیث کی لاعلمی

(از جناب ابوالفضل صاحب)

۱۵ر مارچ ۱۹۳۵ء کے اخبار اہلحدیث میں معزول امیر اہلحدیث نے اخبار الفضل ۳ر مارچ ۱۹۳۵ء میں درج شدہ ایک فتوے کے جواب پر جو حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور جس کے الفاظ یہ ہیں:-

"حافظ صاحب سچ کہتے ہیں۔ جب کوئی اقراری مجرم ہو جائے۔ تو اس کے پیچھے نماز کس طرح جائز ہو سکتی ہے"

ہمارے سامنے معاذ اللہ اقراری مجرموں کی فہرست پیش کی ہے۔ ذرا اس بوڑھے اہلحدیث کی عبارت ملاحظہ ہو۔ جو رات دن ہمیں الزام دیتا رہتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے توہین انبیاء کا ارتکاب کیا ہے ان اقراری مجرموں کی فہرست میں حضرت نبی کریمؐ۔ حضرت آدمؑ۔ حضرت ایوبؑ کو شمار کر کے ان کے جرائم کا اقرار یہ دیا ہے کہ:-

"کیا آپ دونوں صاحبوں اور قادیان اور لاہور کے علماء کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا میں یہ الفاظ نہیں پڑھے۔ واعترفت بذنبی (الحدیث) اے خدا میں اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں

قرآن مجید میں حضرت آدم علیہ السلام کی دعا نہیں پڑھی۔ ربنا ظلمنا انفسنا۔ اے خدا ہم نے اپنی نفسوں پر ظلم کئے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا بھی نہیں سنی۔ لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ حدیث شریف میں یہ دعا بھی نہیں پڑھی اللھم انت اللہ لا انت خلقتنی انا عبدک انا علی عہدک ووعدک ما استطعت ابوء لک بنعمتک علی وابوء بذنبی فاغفر لی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت (اہلحدیث)

ان دعاؤں میں اعتراف بالذنوب ہے تو کیا ان دعاؤں کے قائلوں (حضرت انبیاء علیہم السلام) کے پیچھے بھی اقتدا جائز نہیں"

چونکہ اہلحدیث کے معزول امیر نے ہم سے فتوے طلب کیا ہے اس لئے مفتی کا فرض ہے کہ استفتاء کے سب پہلو دیکھ کر فتوے دے وہابی صاحبان کی طرح بے سوچے سمجھے اول جلول فتوے نہ دے ہم اس بوڑھے عقل و دماغ سے فارغ اہلحدیث سے دریافت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے (نعوذ باللہ) حضرت نبی کریمؐ حضرت آدمؑ اور حضرت ایوبؑ کے جرائم کی فہرست از روئے قرآن و حدیث پیش کرے تاکہ ان جرائم کی نوعیت دیکھکر صحیح فتوے دیا جا سکے اس استفتا سے ثابت ہوتا ہے کہ اہلحدیث کے نزدیک مندرجہ بالا انبیاء اقراری مجرم ہیں جبھی تو ان کے متعلق فتوے طلب کیا گیا ہے ہم انشاء اللہ ان کے جرائم کی فہرست دیکھکر صحیح فتوے دیں گے۔ مگر شرط یہ ہے کہ مولوی صاحب جرائم کی فہرست قرآن و حدیث سے پیش کریں اپنے دماغ سے نہیں*

مکتوب بغداد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بغداد کی مختصر سالانہ رپورٹ

گذشتہ عید اضحیٰ کے موقعہ پر ہماری جماعت بغداد نے اپنا سالانہ جلسہ منعقد کیا۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت کامیاب و بارونق رہا۔ اس اجتماع میں سیکرٹری صاحب نے جماعت مذکور کی سالانہ رپورٹ بھی پڑھ کر سنائی جس کا خلاصہ درج ذیل ہے

حضرات! یہ جلسہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور شاخ بغداد کے سالانہ اجتماع کا ہے (سال لغایتہ گذشتہ عید اضحیٰ تا حال عید اضحیٰ ہے)

جماعت میں حسب ذیل احباب دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے سلسلہ میں شامل ہیں۔

جناب سید تصدق حسین صاحب قادری پریذیڈنٹ جماعت بغداد
جناب سلطان علی صاحب بغداد
جناب محمد سالار خانصاحب (سابق سیکرٹری شاخ حدیثہ)
جناب اکرام احمد خانصاحب کرکوک (سابق سیکرٹری شاخ کرکوک)
جناب عبدالصمد صاحب (موجودہ سیکرٹری شاخ کرکوک)
جناب عبدالحکیم صاحب کرکوک
جناب ابراہیم آدم صاحب بھوانی بغداد خزانچی (سابق) جو حال میں اپنے وطن ہندوستان تشریف لے گئے ہیں۔
جناب حافظ گل محمد صاحب بغداد۔ خزانچی موجودہ
جناب محمد شیر گل صاحب بغداد۔ جو رخصت پر اپنے وطن ہندوستان تشریف لے گئے ہیں۔
جناب میانجی عبدالرحمٰن صاحب بصرہ
جناب محمد یوسف خانصاحب بغداد
جناب محمد عمر صاحب خانقین
سید عابد علی صاحب سیکرٹری جماعت بغداد

قبل اس کے کہ احباب کو اپنی انجمن کے اس سال کے کام سے مطلع کیا جائے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سب ہمارے پریذیڈنٹ جناب سید تصدق حسین صاحب قادری کی ان تھک کوششوں و قربانیوں کے نتیجے ہیں۔ جو آپ عرصہ چھ سال سے تن و تنہا فرما رہے ہیں۔ آپ پانچ سال تک اکیلے ہی اس کام کو انجام دیتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے گذشتہ سال باقی احباب مذکورہ بالا کو صداقت کی شناخت کی توفیق عطا فرمائی۔

حسب ذیل احباب سلسلہ کے معاونین رہے اور بہت سی مالی و تقریری قربانیاں کرتے رہے اللہ تعالیٰ جزائے خیر و شناخت حق کی توفیق عطا فرمائے۔

جناب پیر حمید الدین صاحب
جناب التفات حسین خانصاحب
جناب اسماعیل لطیف صاحب
جناب اللہ جوایا صاحب
جناب میاں بشیر احمد صاحب
جناب میاں محمد یعقوب صاحب
جناب ملا داؤد صاحب
جناب موسیٰ سالی کتانی صاحب
جناب شیخ عباس صاحب
جناب اسماعیل محمود صاحب
جناب فضل حسین صاحب کرکوک
جناب عبدالعزیز صاحب
جناب بھائی بدر صاحب
جناب محمد اسحاق صاحب
جناب ڈاکٹر گل اکبر شاہ صاحب وغیرہ وغیرہ

حسب ذیل رقوم مرکز لاہور کو جماعت بغداد سے سال گذشتہ میں روانہ کی گئیں۔

	روپیہ	آنہ	پائی
چندہ ماہوار	۴۰۹	۳	۶
اسپین فنڈ و یورپین مشن فنڈ	۳۲۶	۶	۹
عید فنڈ	۳۲	۱۲	—
آنہ فنڈ	۵۳	۷	۶
جہازی لائبریری	۴۳	۸	—
زلزلہ بہار فنڈ	۲۵	۰	۰
مرمت مسجد برلن فنڈ	۱۱۷	۲	۰
(لاہور ۱۰۶ — ۱۱ روپیہ برلن ۱۲ — ۵ — ۱۰ روپیہ)			
جلسہ سالانہ فنڈ	۱۸	۰	۰
اخبار پیغام صلح	۴۰	۰	۰
" اشاعت اسلام	۶	۱۰	۶
" اسلامک ریویو	۶	۱۰	۶
" مسلم ریوائول	۳۴	۱۴	۰
" لائٹ	۸۴	۱۳	۰
" ینگ اسلام	۳۴	۱۳	۰
دارالکتب	۳۷	۱۵	۰
زکوٰۃ فنڈ	۸	۰	۰
فطرانہ فنڈ	۲	۲	۰
سلور جوبلی فنڈ	۸۹	۱۱	۰
بچت فنڈ	۶	۳	۰
میزان	۱۴۷۷	۳	۹

منجملہ ۵۰ روپے آنے کے خرچ سے رسالہ عربی چھپوایا گیا۔

تبلیغی کام

اخویم سلطان علی صاحب و جناب سید تصدق حسین صاحب قادری نے تبلیغی کام میں بہت دلچسپی لی اور سلسلہ کا لٹریچر مرکز سے کافی مقدار میں منگوا کر معترضین و غیر مذاہب کے افراد کو برائے مطالعہ دیا اور کافی روشنی بذریعہ تقریر اعتراضوں والی ڈالی۔
لوکل جماعت فنڈ۔ ۳۱ فنڈ میں احباب جماعت بغداد فی کس ایک روپیہ ماہوار چندہ دیتے ہیں۔ جس سے ضروری لٹریچر و اخبارات منگائے جاتے ہیں۔
آج جلسہ کے موقع پر جناب محمد یوسف صاحب عراقی ہندی نے جماعت میں شمولیت کا اعلان فرما کر ایک پُر اثر تقریر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔

(سیکرٹری جماعت بغداد)

مظلوم عورتوں کیلئے حصول طلاق کا ایک ذریعہ

دختران اسلام کو ارتداد سے بچانیکی راہ

ایک مدت سے یہ چیخ پکار ہو رہی ہے کہ شرع محمدی کے نام سے جو قانون موجودہ عدالتوں میں رائج ہیں اس میں عورتوں کو حصول طلاق کے حق سے قطعی محروم رکھا گیا ہے جس کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ شوہروں کے ظلم سے تنگ آئی ہوئی نوجوان لڑکیاں ارتداد کا جامہ پہن کر فسخ نکاح کرانے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ بسا اوقات مسلمان ممبران اسمبلی کو مسلمانوں کی اس مصیبت کی طرف متوجہ کیا گیا۔ علماء کی مجالس میں اس کو پیش کیا گیا۔ اور قرآن کریم کے صریح ارشاد اور اسوہ نبوی صلعم کے مطابق خلع کے اسلامی دستور کو موجودہ قانون میں لانے کی التجائیں کی گئیں۔ لیکن مسلمانوں کی بدقسمتی اس میں بھی سد راہ ہوئی اور تھوڑے عرصہ کی چیخ پکار آخر صدا بصحرا ثابت ہوئی۔

اس مایوسی کے عالم میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے مخلصی کی ایک راہ پیدا کی۔ یعنی ایک نکاحنامہ تیار کیا ہے اس میں آپ دیکھیں گے کہ ان نکاح ناموں کی طرح جو پہلے سے مروج ہیں۔ خطبہ نکاح اور حقوق زوجین کی آیات اور دیگر ضروری امور کے علاوہ یہ بھی گنجائش رکھی گئی ہے۔ کہ مرد اس بات کا اقرار کرے کہ بعض خاص صورتوں میں جن کا ذکر نکاحنامہ میں کیا گیا ہے تعلق ازدواج منقطع ہو جائے گا۔ یا بیوی کو طلاق لینے یا نکاح ثانی کا حق حاصل ہوگا۔ اس میں تمام ایسی باتیں آگئی ہیں۔ جو مرد کے مظالم یا حقوق ازدواج کی عدم ادائیگی میں شمار ہو سکتی ہیں مثلاً:۔

(۱) اپنے حسب حیثیت رہائش اور دیگر اخراجات خورد و نوش کا انتظام نہ کرنا۔

(۲) ناقابل اصلاح ناموافقت کا پیدا ہونا

(۳) زوجہ سے بدسلوکی و تشدد کرنا یا اسے معلقہ چھوڑنا یا بلاضرورت نکاح ثانی کرنا

(۴) شوہر کا ایک سال تک مفقود الخبر رہنا۔

(۵) شوہر میں کوئی ایسا عیب ہو یا پیدا ہو گیا ہو کہ نکاح کا مقصد حاصل نہ ہو سکے۔

(۶) کوئی ایسی وجہ پیدا ہو جائے۔ کہ شوہر حقوق زوجیت ادا نہ کر سکے۔ مثلاً لمبی قید۔

ظاہر ہے کہ ایسی صورتوں میں اس کی زوجہ کو طلاق لینے یا نکاح ثانی کا حق حاصل ہوگا۔ تو اس کی پابندی اسے قانوناً اختیار کرنی پڑے گی اور مندرجہ بالا صورتوں میں سے کسی ایک کے پیش آجانے پر عدالت کا فرض ہوگا۔ کہ اسے طلاق دلائے یا نکاح ثانی کی اجازت دے۔ اس لئے موجودہ صورت حالات میں یہ نکاحنامہ از بس غنیمت بلکہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے اور ضرورت ہے کہ اس کو عام طور پر مسلمانوں میں رائج کیا جائے۔ تاکہ ازدواجی زندگی کی وہ تکالیف جو قانون خلع کے متروک العمل ہونے کی وجہ سے پیش آ رہی ہیں دور ہو جائیں نکاحنامہ مذکور دارالکتب اسلامیہ لاہور سے دو پیسہ فی پرت کے حساب سے مل سکتا ہے۔

نمبر شمار	اسماء	[illegible]	[illegible]
۱۱	شیخ نیاز احمد صاحب	[illegible]	[illegible]
۱۲	" محمد جان صاحب	[illegible]	[illegible]
۱۳	شیخ عبد الرحمٰن صاحب	[illegible]	[illegible]
۱۴	" عبد الکریم صاحب	[illegible]	[illegible]
	میزان	[illegible]	[illegible]

فہرست چندہ مسجد فنڈ و عید فنڈ

از دربند (ریاست انب)

نمبر شمار	اسماء	عید فنڈ	مسجد فنڈ
۱	عصمت اللہ صاحب	عہ ر	للعہ
۲	بابا جاہ خاں صاحب	عہ ر	عہ ر
۳	ڈاکٹر ملک صاحب	عہ ر	عہ ر
۴	سمندر خانصاحب	۱۲ ر	۱۲ ر
۵	بازید خانصاحب	عہ ر	عہ ر
۶	عبد الصادق صاحب	۸ ر	۸ ر
۷	خان بہادر خاں	۸ ر	۸ ر
۸	قلندر ملازم	۲ ر	۲ ر
۹	علی بہادر خاں	۴ ر	۴ ر
۱۰	فقیر محمد صاحب	۸ ر	۸ ر
۱۱	شاہ ولی صاحب	۲ ر	۲ ر
۱۲	خانو صاحب	۸ ر	۸ ر
۱۳	سکندر خاں صاحب	۸ ر	۸ ر
۱۴	نواب زادہ صاحب	صہ ر	صہ ر
۱۵	علی محمد خانصاحب	عہ ر	عہ ر
	میزان	[illegible]	[illegible]

جماعت جموں

نمبر شمار	اسماء	عید فنڈ	مسجد فنڈ
۱	پروفیسر فضل حق صاحب	عہ ر	عہ ر
۲	چودھری فضل حق صاحب	۴ ر	•
۳	بابو چراغ دین صاحب	عہ ر	عہ ر
۴	چودھری عبد الرحمان صاحب	عہ ر	عہ ر
۵	مستری غلام رسول صاحب	۸ ر	عہ ر
۶	منشی نواب خانصاحب	۸ ر	عہ ر
۷	مفتی فضل احمد صاحب	۸ ر	•
۸	چودھری محمد سعید صاحب	عہ ر	عہ ر
۹	مستری ابراہیم صاحب	۴ ر	•
۱۰	مستری افتخار احمد صاحب	عہ ر	•
۱۱	چودھری اللہ دتہ صاحب	عہ ر	عہ ر
۱۲	مولوی عبد المجید صاحب	•	عہ ر
۱۳	بابو روشن دین صاحب	۸ ر	•
۱۴	مستری یعقوب علی صاحب	عہ ر	عہ ر
۱۵	مستری محمد دین صاحب	۱۲ ر	•
۱۶	ڈاکٹر عبد الکریم صاحب	۸ ر	عہ ر
۱۷	ملک شیر محمد خانصاحب	عہ ر	•
۱۸	مستری دین محمد صاحب	۸ ر	•
۱۹	شیخ حفیظ اللہ صاحب	عہ	•
۲۰	مستری شہاب الدین صاحب	عہ ر	عہ ر
۲۱	مستری جیون بخش صاحب	۸ ر	•
۲۲	مستری عبد اللہ صاحب	۸ ر	۸ ر
	میزان	[illegible]	[illegible]

جماعت دہلی

نمبر شمار	اسماء	عید فنڈ	مسجد فنڈ
۱	شیخ محمد لطیف صاحب	عہ ر	•
۲	شیخ عبد الرزاق صاحب	عہ ر	عہ ر
۳	شیخ امیر علی صاحب	عہ ر	•
۴	خانصاحب میاں محمد صادق صاحب	عہ ر	عہ ر
۵	ڈاکٹر محمد مہدی حسین صاحب	عہ ر	عہ ر
۶	چودھری شاہ دین صاحب	عہ ر	۴ ر
۷	بابو عزیز الدین صاحب	عہ ر	۸ ر
۸	بابو عبد العزیز صاحب	عہ ر	•
۹	منشی عبد السلام صاحب	عہ ر	عہ ر
۱۰	بابو امیر الدین صاحب	عہ ر	•
۱۱	ماسٹر نور محمد صاحب	عہ ر	عہ ر
۱۲	خواجہ عبد الحمید صاحب	عہ	•
۱۳	خان بہادر میاں غلام رسول صاحب بیگم صاحبہ و میاں غلام عباس صاحب	سے ر	صہ ر
۱۴	مولوی عبد الحق صاحب	عہ ر	عہ ر
۱۵	مولوی سید اختر حسین صاحب	عہ ر	عہ ر
۱۶	خانصاحب محمد خانصاحب	عہ ر	عہ ر
۱۷	بابو خورشید احمد خانصاحب	عہ ر	عہ ر
۱۸	شیخ عبد الرحمٰن صاحب سب جج	عہ ر	عہ ر
۱۹	چودھری کریم بخش صاحب	عہ ر	•
۲۰	خان محمد اسلم خانصاحب	عہ ر	عہ ر
۲۱	بابو طفیل محمد صاحب	عہ ر	عہ ر
۲۲	میاں ظفر حسین صاحب	عہ ر	عہ ر
۲۳	مرزا محمد صدیق صاحب	عہ ر	•
۲۴	مستری علی حسین صاحب	عہ ر	عہ ر
۲۵	مولوی عمر الدین صاحب	عہ ر	عہ ر
۲۶	عبد الرحمٰن صاحب	عہ ر	للعہ ر
	میزان	[illegible]	[illegible]

جماعت وزیر آباد

نمبر شمار	اسماء	عید فنڈ	مسجد فنڈ
۱	عبد الحمید صاحب	۲ ر	•
۲	عبد الرشید صاحب	۲ ر	•
۳	عبد القیوم صاحب	۲ ر	•
۴	شیخ مجید اللہ صاحب	۲ ر	•
۵	" عبید اللہ صاحب	۲ ر	•
۶	شیخ غلام احمد صاحب	۲ ر	•
۷	" ممتاز احمد صاحب	۲ ر	•
۸	" عنایت الرحمٰن صاحب	عہ ر	صہ
۹	شیخ عبید اللہ صاحب مالک شہزادہ بوٹ ہاؤس		
۰	شیخ عزیز احمد صاحب	۸ ر	[illegible]

جماعت امرتسر

نمبر شمار	اسماء	[illegible]	[illegible]
۱	بابو ثناء اللہ صاحب	[illegible]	[illegible]
۲	شیخ کریم اللہ صاحب	[illegible]	[illegible]
۳	بابو فیض الرحمان صاحب	[illegible]	[illegible]
۴	ملک ثناء اللہ صاحب	[illegible]	[illegible]
۵	بابو عبد الحمید صاحب	[illegible]	[illegible]
۶	میاں عبد العزیز صاحب خیاط	[illegible]	[illegible]
۷	میاں عطاء اللہ صاحب مالک فلور ملز بھاگ نوالہ	[illegible]	[illegible]
۸	عزیز الرحمٰن صاحب	[illegible]	[illegible]
۹	بابو غلام حسین صاحب	[illegible]	[illegible]
۱۰	بابو محمد اعظم صاحب	[illegible]	[illegible]
۱۱	چودھری مسو صاحب	[illegible]	[illegible]
	میزان	[illegible]	[illegible]

علم دوست اصحاب کیلئے تحائف
تصنیفات حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اوّل
یعنی ہر چہار حصص براہین احمدیہ۔ اسلام کی حقانیت تمام قسم کے مخالفین اسلام کے رد میں بے نظیر انعامی کتاب ہے۔ حجم ۵۲۳ قیمت قسم اول ولایتی کاغذ بجلد مجلد ہے۔ قسم دوم معمولی کاغذ۔
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد دوم
یعنی (۱) سرمہ چشم آریہ (رد اعتراضات) قیمت (۲) شحنہ حق (رد اعتراضات آریہ)
(۳) ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب (عیسائیوں کے اہم اعتراضات دربارہ نبوت و معجزات نبی کریم کے مدلل جوابات) قیمت مکمل بجلد مجلد حجم ۲۳۹
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد سوم
یعنی (۱) فتح اسلام واشاعت اسلام کیلئے مختلف شعبوں کی وضاحت۔ قیمت ۵ (۲) توضیح المرام (حضرت مسیح موعودؑ کے ساوی نزول کی حقیقت۔ قیمت ۵ (۳) ازالہ اوہام ہر دو حصہ (وفات مسیح حقیقت دجال۔ یاجوج ماجوج وغیرہ اور دلائل دعاوی مسیحیت پر مفصل بحث۔ گویا یہ کتاب سلسلہ احمدیہ کی بنیادی اینٹ کا حکم رکھتی ہے) ہر ایک طالب حق کے لئے اس کا مطالعہ ضروری ہے۔ قیمت مکمل جلد کی قیمت۔ بجلد مجلد حجم ۵۰۳
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد چہارم
یعنی (۱) الحق مباحثہ لدھیانہ۔ قیمت (۲) الحق مباحثہ دہلی حضرت مسیح موعودؑ اور مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالی کی مفصل ورقابل دید بحث۔ قیمت (۳) آسمانی فیصلہ۔ ہندوستان کے سربرآوردہ علماء اور پیروں کو دعوت دی گئی ہے۔ قیمت ۵ (۴) نشان آسمانی (اولیائے امت کی پیشگوئیاں دربارہ صداقت دعویٰ) ۵ مکمل جلد کی قیمت بجلد مجلد حجم ۳۹۹
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد پنجم
یعنی (۱) آئینہ کمالات اسلام (اسلام کی بے نظیر خوبیوں کو نہایت وضاحت سے بیان کر کے اس کے اصولوں کی سچائی پر مدلل بحث کی گئی ہے۔ نئی روشنی کے تعلیم یافتہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مطالعہ کے لائق ہے) قیمت (۲) برکات الدعا (دعا کی ماہیت اور فلسفہ بیان کر کے نیچری خیالات کا رد کیا گیا ہے) قیمت (۳) جنگ مقدس (اسلام اور عیسویت کی سچائی پر حضرت مسیح موعودؑ اور پادری عبداللہ آتھم کا مباحثہ) (۴) حجۃ الاسلام (عیسائیوں پر صداقت اسلام کی حجت قائم کی گئی ہے) قیمت (۵) سچائی کا اظہار (عیسائیوں کے بعض اعتراضات کے جوابات) قیمت مکمل بجلد مجلد حجم ۴۹۵
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ششم
یعنی (۱) تحفہ بغداد (عربی زبان میں اہل عراق کو دعوت) قیمت (۲) کرامات الصادقین (عربی میں انعامی کتاب۔ تفسیر سورہ فاتحہ۔ رد مخالفین اسلام) قیمت (۳) حمامۃ البشریٰ (اہل عرب کو دعوت۔ وفات مسیح و دعاوی مسیحیت پر نہایت عمدہ کتاب ہے) قیمت (۴) نور الحق (عربی میں عیسائیوں کے عقائد باطلہ کا رد۔ انعامی کتاب) قیمت ہر دو حصہ (۵) سر الخلافت (عربی میں خلافت راشدہ کی صداقت پر) قیمت (۶) اتمام الحجت (عربی میں مخالفین اسلام پر حجت تمام کی گئی ہے) قیمت۔ یہ جملہ کتب عربی ممالک میں تبلیغ کے لئے بے حد مفید ہیں۔ قیمت مکمل بجلد مجلد حجم ۵۰۱
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ہفتم
(۱) ضیاء الحق۔ دعویٰ مسیحیت کی صداقت پر مخالفین کے جوابات قیمت
(۲) شہادت القرآن (۳) انوار الاسلام۔ عیسائیوں کے مقدمہ کی روئداد۔ قیمت (۴) نور القرآن حصہ اول و دوم۔ عیسائیوں کے بہت سے اعتراضات کے جوابات جو وہ اسلام پر کرتے رہتے ہیں۔ قیمت
نوٹ:۔ تمام کتابوں کا محصول ڈاک وخرچ پیکنگ بذمہ خریدار ہوگا۔ طلب کرنے پر فہرست کتب مفت روانہ کی جاتی ہے۔
فضل الباری حصہ اوّل یعنی اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری
تالیف حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور
بخاری شریف کی کتابوں۔ بابوں اور مضامین کو اس طریق سے رکھا گیا ہے کہ ترجمہ بامحاورہ ہے۔ مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور احادیث کو اس کے ماتحت رکھا گیا ہے۔ مسائل میں مختلف رائیوں میں سے جو معقول اور مدلل ہو اسے ترجیح دی گئی ہے۔ احادیث پر ترتیب وار نمبر دیئے گئے ہیں۔ اور الفاظ کی مشکلات کو نوٹوں میں واضح کیا گیا ہے۔ ۲۹×۲۲ سائز کے ۸۰۵ صفحات پر مشتمل ہے جس میں تقریباً چودہ پارے صحیح بخاری کے آ گئے ہیں۔ اصل قیمت جلد اوّل مجلد بجلد۔ رعایتی قیمت مجلد
ترجمۃ القرآن انگریزی
(بلا متن سستا ایڈیشن)
یہ بلا متن ترجمہ کا مختصر دوسرا ایڈیشن ہے جو کہ اسی سال گیارہ ہزار کی تعداد میں ولایت سے چھپ کر آیا ہے۔ خصوصاً غیر مسلم اصحاب میں مفت تقسیم کیلئے نہایت موزوں ہے۔ یہ ترجمہ اپنی مقبولیت کی وجہ سے محتاج تعریف نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی حقیقی تڑپ کا نتیجہ ہے۔ آپ نے ازالہ اوہام میں اس کی خواہش فرمائی اور فرمایا کہ یہ میرا کام ہے۔ یا اس کا جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے۔ اس ترجمہ کے بعد اور ترجمے بھی شائع ہوئے ہیں۔ لیکن اس وقت دنیا گواہی دیتی ہے کہ جو اس لئے ہمارے دوست اس سستے ایڈیشن سے فائدہ اٹھائیں۔ اور غیر مسلم اصحاب میں مفت تقسیم کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ قیمت فی کاپی۔
انوار القرآن۔ پارہ عم کی ایمان افروز تفسیر
مولفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب
جن لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کا درس سنا ہے وہ ڈاکٹر صاحب کے معارف و حقائق قرآنی کو خوب جانتے ہیں۔ احباب جماعت کے لئے بیش بہا تحفہ ہے جسے ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے مخصوص دلنشین و مدلل انداز میں لکھا ہے۔ بہترین کتابت، دیدہ زیب طباعت اعلیٰ، سفید ولایتی کاغذ۔ کپڑے کی جلد جس پر کتاب اور مصنف کا نام سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے۔ جلسہ سالانہ پر احباب کے اصرار پر جناب ڈاکٹر صاحب نے اس کی قیمت میں تخفیف بھی کر دی ہے۔ یعنی اس وقت یہ دیدہ زیب کتاب صرف میں ملتی ہے۔ احباب آج ہی فرمائش بھیجدیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی جلد دو روپے۔
گولڈن ڈیڈز آف اسلام
اسلام کے سنہری کارنامے (دوسرا ایڈیشن)
اس کتاب کو مولوی محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر دی لائٹ نے انگریزی زبان میں تالیف کیا ہے۔ کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ اسلام کے سنہری کارناموں کا ایک مختصر مرقع ہے۔ اس میں اسلامی تاریخ کی مختلف زمانوں کے پانچ منتخب واقعات بیان کئے گئے ہیں جن سے اسلام کی تعلیم اور اس کی اسپرٹ پر روشنی پڑتی ہے۔ کتاب بہت دلچسپ اور طرز تحریر نہایت دلکش ہے۔ طالبعلموں، واعظوں اور مبلغوں کے مطالعہ کے قابل ہے۔ نیز غیر مسلم اصحاب کے لئے نہایت موزوں ہے۔ سرورق سادہ اور دیدہ زیب ہے۔ جس پر کرۂ ارض اور ایک مسلمان ہاتھ میں اسلامی علم لئے لہرا رہا ہے۔ قیمت ایک روپیہ
ملنے کا پتہ
منیجر۔ دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

نمبر کاتبہ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) ... مسئلہ ... حرام ہے
... مجدد ... کی مانند ضروری ہے
(۶) اسلام تمام ... پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
... ازل و ... کتاب
نزد ما کافر است ... شتاب

جلد ۲۳ | لاہور۔ یوم یکشنبہ مطبوعہ ۲ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ مطابق ۷ اپریل ۱۹۳۵ء | نمبر ۲۳

جناب مولانا محمد علی صاحب ایم۔ اے امیر جماعت احمدیہ لاہور کا

انگریزی ترجمۃ القرآن

(از جناب سید حبیب صاحب آف سیاست مصنف تحریک قادیان)

یوں تو مجھے قرآن مجید کے کئی اردو تراجم دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ لیکن مولانا نذیر احمد صاحب دہلوی کے ترجمہ میں جو لطف آیا وہ کسی دوسرے میں نصیب نہیں ہوا۔ اور اسی لئے اب میرے زیر مطالعہ وہی ترجمہ رہتا ہے۔ مجھے مدت سے شوق تھا کہ انگریزی ترجمہ بھی دیکھوں اور بعض ترجمہ متن کے بغیر اور متن کے ساتھ دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ لیکن ترجمہ پڑھنے کے بعد میں محسوس کرتا تھا کہ قرآن پاک کی سی معنی خیز کتاب کا ایسا ترجمہ کیا گیا ہے جو اس کو بے معنی بنا دیتا ہے۔ پکتھال صاحب نے حضور نظام کے لاکھوں روپے خرچ کرکے ترجمہ کیا۔ لیکن مقطعات کو کاتبان وحی کے ناموں کا مخفف مان کر کلام الٰہی پر تحریف کا الزام لگا دیا۔ حالانکہ سر ولیم میور جیسے دشمن اسلام کو تسلیم ہے کہ قرآن پاک میں کلیۃً کوئی تحریف نہیں ہوئی۔ پکتھال صاحب کے ترجمہ میں اور بھی ایسی اصولی خامیاں موجود ہیں۔ لیکن ان کا تذکرہ اس وقت غیر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ قرآن پاک کا وہ واحد انگریزی ترجمہ جو میری نظر میں ایسا ہے کہ وہ معنی خیز بھی ہے صحیح بھی ہے اور آسان بھی ہے۔ مولانا محمد علی صاحب ایم۔ اے امیر جماعت احمدیہ لاہور کا تیار کردہ ترجمہ ہے۔ جس کو میں نے بارہا نہایت احتیاط، شوق و شغف اور لطف سے پڑھا ہے۔ یہ ترجمہ اس قابل ہے کہ کوئی مسلمان اس کو بلا تکلف کسی انگریزی خواں غیر مسلم کے حوالے کرکے یہ توقع کر سکتا ہے کہ اس کے مطالعہ سے قرآن پاک کے متعلق اس شخص کے دل میں احترام کے جذبات پیدا ہوں گے۔ چنانچہ میں نے چند ہی روز ہوئے۔ ایک تقریب پر یہ ترجمہ اپنے ایک نہایت معزز غیر مسلم دوست کو بطور تحفہ دیا۔

یہ ترجمہ بامتن اور بلا متن دونوں طرح مل سکتا ہے۔ لیکن چونکہ نہایت ہی اعلیٰ کاغذ پر بے انتہا احتیاط سے چھاپا گیا ہے۔ اس لئے اس کی قیمت معقول ہے۔ مگر اب اس ترجمہ کا زیادہ سستا نقش شائع کیا گیا۔ جس کا ایک نسخہ میرے سامنے رکھا ہے۔ اس میں مقدمہ بھی ہے۔ قرآن شریف کی سورتوں کی فہرست بھی ہے۔ مولانا محمد علی کا نوشتہ وہ مقدمہ بھی ہے جس کو فلسفہ اسلام پر ایک نہایت جامع تبصرہ کہنا چاہیئے۔ ہر سورہ کے پہلے مطالب کی وضاحت کے لئے نوٹ موجود ہے۔ ہر رکوع کے عنوان پر اس کا مقصد واضح کرکے پھر ترجمہ دیا گیا ہے۔ اس پر نوٹ بھی ہیں۔ جن میں نہایت قیمتی اطلاع جمع کی گئی ہے۔ آخر میں حروف تہجی کے لحاظ سے ایک ضمیمہ بھی ہے۔ جو بہت قیمتی سمجھنا چاہیئے۔ یہ ترجمہ بلا متن ہے۔ اور اس کی قیمت صرف ڈھائی روپے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اس ترجمہ کا ایک نسخہ اپنے انگریزی خواندہ بچوں کو ضرور دیں۔ اور غیر مسلم حضرات کو یہ نسخہ بطور تحفہ دے کر تبلیغ اسلام کا فرض ادا کریں۔ ملنے کا پتہ:۔

سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہے۔

(سیاست مورخہ ۶ر اپریل ۱۹۳۵ء)

۴۔ صاحبان کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ بہت جلد اس طرف توجہ فرمائیں۔ اور صدر دفتر سے خط و کتابت کرکے تاریخوں کا تعین کر لیں۔

(مرزا مسعود بیگ اسسٹنٹ سیکرٹری انجمن)

بیرونی جماعتوں کے سالانہ جلسے

اور انکے متعلق چند نہایت ضروری باتیں

اس سے قبل اخبار میں اعلان کیا جا چکا ہے کہ جو جماعتیں اپنے سالانہ جلسے منعقد کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں وہ اپریل کے مہینے ہی میں جلسے کر لیں۔ مئی میں گرمی زیادہ ہو جائیگی۔ جو مہمانوں اور منتظمین کیلئے باعث تکلیف ہوگی۔ اسکے متعلق میں چند ضروری باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ بعض جماعتیں باقاعدگی سے سالانہ جلسے کرتی ہیں لیکن بہت سی جماعتیں اس بارہ میں غفلت سے کام لیتی ہیں۔ یہ ایک بالکل غلط خیال ہے کہ جلسوں پر بہت خرچ ہوتا ہے۔ اگر سادگی سے کام لیا جائے تو برائے نام رقم میں سب انتظام ہو سکتا ہے مبلغین کے متعلق تو سارا خرچ بالعموم مرکزی انجمن برداشت کرتی ہے۔ باقی رہ گئے مہمانداری کے مصارف تو دینی اجتماعوں میں تکلف کی کوئی ضرورت نہیں سادہ روٹی اور سالن یا صرف روٹی اور دال بھی ہو تو کافی ہے۔ بلکہ اگر ممکن ہو تو چھوٹے مقامات پر احباب مہمانوں کو آپس میں تقسیم کرکے اپنے اپنے گھروں میں انکے قیام اور طعام کا انتظام کر لیں تو سب سے بہتر ہے۔ اس طرح جماعت پر کوئی بار نہیں پڑیگا۔ جب ہمارے گھروں میں مہمان آتے ہیں تو ہم کسی نہ کسی طرح انکے سب اخراجات برداشت کر ہی لیتے ہیں۔ دوسرا خیال بعض احباب کو یہ ہوتا ہے کہ ہم جلسہ کرینگے تو لوگ اس میں شامل نہیں ہونگے۔ مجمع زیادہ نہیں ہوگا۔ اس میں وہ جماعت کی اور اپنی سبکی محسوس کرتے ہیں۔ یہ بھی ایک غلط خیال ہے۔ اس کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک خطبہ میں فرما چکے ہیں کہ:

"اگر دس آدمی بھی سننے آجائیں اور ان میں سے دو پر بھی نیک اثر ہو جائے تو یہ فائدہ جماعت کی قوت ہی کا موجب ہے۔ بہت سننے والوں کا لے آنا ہمارا کام نہیں۔ ہمارا کام صرف اس قدر ہے کہ لوگوں کو اطلاع ہو جائے۔ اور بعض احباب اپنے ذاتی رسوخ سے بھی کام لیکر اپنے خاص تعلق رکھنے والوں کو لا سکتے ہیں اپنی طرف سے کوشش کریں نتیجہ خدا پر چھوڑ دیں۔"

اس لئے میں تمام بیرونی جماعتوں کے صدر اور سیکرٹری صاحبان ...

حسد کے مظاہرے

افتراپردازی اور بدظنی کی انتہا

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

عداوت اور حسد انسان کو اخلاقِ فاضلہ سے گرا کر بہائم میں شامل کر دیتا ہے۔ اور رکیک سے رکیک حرکتیں اُس سے سرزد ہوتی ہیں۔ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ سے جو کچھ عداوت اور حسد اہلِ باطل کو ہے۔ اس کا مظاہرہ جن جن طریق سے ہو رہا ہے اُن میں سے یہ بھی ہیں کہ کبھی تو کہا جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے ازاربند میں چابیوں کا گچھا بندھا ہوا دیکھا گیا۔ اس لئے وہ کیسے راستباز ہو سکتے ہیں۔ گویا کسی کی جیب میں یا ازاربند میں چابیوں کا گچھا ہو تو اس کے کذاب ہونے پر مہر لگ گئی۔

پھر دنیا میں کتنے لوگ باقی رہ جائیں گے جن کو کذاب کی فہرست سے خارج کیا جا سکے گا؟ ہم میں سے کون ہے غریب یا امیر جس کی جیب میں اگر پرانی وضع کا آدمی ہے تو ازاربند میں چابیاں نہیں ہوتیں۔ آخر گھر میں کوئی ٹرنک۔ کوئی صندوقچہ۔ کوئی الماری ہوتی ہے جن کی حفاظت اور چوری چلے جانے سے بچے رہنے کے لئے تالے اور چابی کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیا راستبازی کی یہی نشانی ہے کہ ٹرنک کے تالے کھلے پڑے ہوں۔ الماری چوپٹ کھلی ہوئی بھاں بھاں کر رہی ہو۔ گھر میں کتے اور چوہے قلابازیاں کھا رہے ہوں۔ مکان میں جس کا جی چاہے، شریف ہو یا بدمعاش گھس کر جو مرضی چاہے پڑا کرے۔ کیونکہ راستبازی تالے چابی سے اشیا اور مکان کی حفاظت کی اجازت نہیں دیتی۔

خدا کے لئے غور کرو یہ کیا معیار ہے۔ سب جانتے ہیں کہ یہ کوئی معیار نہیں محض حسد اور عداوت کا مظاہرہ ہے۔ ایک حاسد نے ہر ایک امر پر خواہ وہ کتنا ہی معقول کیوں نہ ہو اعتراض کرنا ہے یہیں تک بس نہیں۔ واقعات خود دل سے گھڑے جاتے ہیں۔ اور ان مفتریات پر پھر اعتراض کئے جاتے ہیں۔ کوئی خدا کا خوف نہیں۔ قطعاً موت یاد نہیں۔ اگر خدا اور یومِ آخر پر ایمان ہو تو اتنی جرأت انسان کبھی نہیں کر سکتا۔

کچھ شک نہیں کہ سیالکوٹ میں حضرت مرزا صاحب کچھ عرصہ اہلمد کی ملازمت پر رہے ہیں۔ اور جس دیانت و امانت کا اظہار آپ سے اُن ایام میں ہوا ہے اس کا اثر خود اس جلیل القدر انگریز پادری کے دل پر بھی تھا جس سے آپ اکثر مباحثہ کرتے رہتے تھے۔ اور اخلاق کا عندلہ اتنا تھا کہ ولایت جاتے ہوئے وہ آپ سے ملنے عدالت کے اندر آیا۔ سیالکوٹ کے اکثر اکابر جن میں ہندو اور مسلمان دونوں شامل تھے۔ آپ کی عبادت، آپ کے تقویٰ، آپ کے علم و معرفت اور قرآن فہمی اور خدمت اسلامی کے بیحد قائل تھے لیکن عداوت اور حسد سے کور گشتہ لوگوں نے کیا مشہور کیا کہ کبھی آپ پٹواری رہ چکے ہیں اور زمینداروں سے انڈے مرغی کھایا کرتے تھے۔ حالانکہ یہ وہ امر ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ نہ تو آپ کبھی پٹواری رہے نہ کبھی لوگوں سے لے کر انڈے مرغیاں کھائے۔

مرزا تو وہ شخص تھا جس کے فیض روحانی سے صدہا پٹواری اور تحصیلدار، تھانیدار اور افسرانِ سرکاری رشوت ستانی اور حرام خوری سے ہمیشہ کے لئے تائب ہو گئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت شدہ ایسے پٹواری بھی دیکھے ہیں کہ وہ تو تنگی سے تڑپ رہے ہیں۔ دیہات میں کوئی دوا میسر نہیں۔ لیکن نمبردار اور زمینداروں کے گھر سے اجوائن اور سونف بھی بلاقیمت کھانی پسند نہ کی۔ آپ کے خادم ایسے پولیس کنسٹیبل بھی دیکھے ہیں جو باوجود قلت تنخواہ اور غربت کے کبھی کسی کے گھر کا پانی تک نہ پیتے تھے۔ دیہات کے دورہ میں روٹی بھی اپنے گھر سے پکوا کر پٹے میں باندھ کر لے جاتے۔ اور کوئیں کے پانی سے سوکھے ٹکڑے حلق سے اتار لیتے۔ خدا کی شان وہ شخص جس کے کفش بردار نے حرام کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھا کہتے ہیں کہ وہ خود جب پٹواری تھا تو لوگوں سے حرام کی انڈے مرغیاں کھاتا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ سب افترا پردازیوں اور حسد اور بغض کے مظاہرے ہیں۔ نہ آپ پٹواری تھے نہ کبھی لوگوں سے انڈے مرغیاں کھائیں۔ ہاں اگر آپ پٹواری بنتے تو دنیا بھر کے پٹواریوں کے لئے امانت اور دیانت کا نمونہ ہوتے۔ پٹواری بننا بھی کیا چابیوں کی طرح راستبازی کے مخالف ہے؟!!

غلو جب انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو وہ بھی عداوتِ حق کے برابر جا پہنچتا ہے۔ وجہ یہ کہ وہ باطل کے بالمقابل دوسری شکل ہوتی ہے۔ جس طرح حق کا انکار صراطِ مستقیم سے انحراف ہے اور باطل کی ایک شکل اسی طرح حق کو قبول کر کے اُسے حد سے بڑھانا اور غلو کرنا بھی صراطِ مستقیم سے انحراف ہے اور باطل کی دوسری شکل ہے۔ غلو کی حقیقت معلوم کرنی ہو تو محمودی جماعت کو دیکھ لو۔ یہ اب اپنے غلو کے معراج پر پہنچے جاتے ہیں۔ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کو نبی کہا بنایا اور اسمہ احمد کی پیشگوئی کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہٹا کر حضرت مرزا صاحب پر کیا چسپاں کیا کہ ان کے اندر خدا کے رسول صلعم سے رقابت کا رنگ پیدا ہو گیا۔ اور اب تو کچھ ایسی مار پڑ گئی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے استخفاف سے ذرا نہیں ڈرتے۔ بلکہ جان جان کر آپ کی طرف ایسی کمزوریاں منسوب کرتے ہیں۔ جن سے حضرت مرزا صاحب کی شان بڑھ کر نظر آئے۔ گویا دشمنانِ رسول کی طرح یہ بھی عیوب کے متلاشی رہتے ہیں۔ کہ تا اس سے آنحضرت صلعم کی شان کا استخفاف ہو۔ اور ان کے نبی کا رنگ چمکے۔ اور اس سب کے اندر حقیقت یہ پنہاں ہے کہ خلیفہ قادیان کا بول بالا ہو۔ اور ان محمودیوں کا شمار کسی بزرگ نبی کے صحابی میں ہو۔

یہ سب کبر نفسی اور حسد و رقابت کے کرشمے ہیں۔ سمندر خاں صاحب کا بیان پڑھ لو (جو میری ان سطور کے بعد درج ہے) قاضی محمد یوسف صاحب نے جو کچھ آنحضرت صلعم کی نسبت ہرزہ سرائی کی ہے۔ کیا یہ کسی ایسے شخص کا قول ہو سکتا ہے جس کے دل میں حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی عزت ایک سمہ کے برابر بھی ہو۔ معاذ اللہ محمد رسول اللہ صلعم کا ایک بیوہ عورت کا غلام بننا اور اس کے مال کو غبن کرنا نعوذ باللہ یہ گند تو کسی عیسائی پادری کی زبان و قلم سے بھی نہیں نکلا۔ یہ کس قدر جھوٹ اور خلاف واقعہ اور افترا و بہتان ہے۔ آپ نے حضرت خدیجہؓ کے مال تجارت کو جا کر شام میں فروخت کیا۔ کیا اس کا نام غلامی رکھا جائے گا؟ آپؐ کی دیانت و امانت کا یہ حال تھا کہ آپ فروخت کرنے کے وقت ہر ایک چیز کی خوبیوں کے ساتھ اُس کے عیوب بھی بیان کر دیا کرتے تھے۔ جس سے تمام تاجروں کو حیرت تھی کہ یہ کس قسم کی تجارت ہے اور خیال تھا کہ آپ کا مال نہیں بکے گا۔ لیکن آپ کی یہی راستبازی آپ کی تجارت کو فروغ دینے کا باعث ہو گئی۔ کیونکہ تمام لوگوں کو آپ پر اس قدر اعتبار رہا کہ ہر ایک نے یہی کوشش کی کہ مال آپ سے خریدیں اور آپ نے جب یہ منافع اور صدق و امانت کا نمونہ دکھایا تو اس سے متاثر ہو کر حضرت خدیجہؓ نے نکاح کا پیام دیا۔ اور آپؐ کو غلام نہیں بلکہ اپنا سرتاج اور آقا بنایا۔

مگر قاضی صاحب کو تو محمد رسول اللہ صلعم سے چونکہ ایک قسم کی رقابت پیدا ہو چکی ہے۔ کیونکہ کروڑوں انسان آپ کو ہی احمد کی پیشگوئی کا مصداق سمجھتے اور خود حضرت مسیح موعود کی جماعت کا ایک حصہ مسیح موعود کے تمام کمالات عالیہ اور مراتب روحانی کو آنحضرت صلعم کی غلامی کی ہی طفیل سمجھتا ہے اس لئے قاضی صاحب موصوف کے سر سے حسد و رقابت کا پانی گذر گیا۔ اور اپنی اس تقریر میں جو سمندر خاں صاحب نے تحریر فرمائی ہے اپنے دل کے جلے پھپھولے خوب پھوڑے ہیں۔ اگر سمندر خاں صاحب کا یہ بیان درست ہے تو معاذ اللہ آنحضرت صلعم کی شان میں یہ کس قدر گستاخی ہے کہ ایک مسلمان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

قاضی صاحب کے اس نالائق بیان پر ہم انتہا درجہ کی نفرت اور بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اعلان کرتے ہیں کہ اُن کے بیان کردہ واقعات آنحضرت صلعم کی ذات پاک پر سراسر افترا اور بہتان ہیں اور حضرت مرزا صاحب کا دامن ان عقائد اور ایسے لوگوں سے پاک ہے۔ ہم جس مرزا غلام احمد کو مانتے ہیں اُسے تو یہ الہام ہوا تھا کہ ؎

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیحِ زمان ہے

سمندر خاں صاحب کا بیان

بخدمت حضرت مکرم و معظم حضرت امیر جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ خاکسار موضع ولولہ ضلع ہزارہ کا رہنے والا ہے ایک مقدمہ دیوانی کے سلسلہ میں بحیثیت گواہ مجھے عدالت مانسہرہ میں حاضر ہونا پڑا۔ وہاں پر بعض قادیانی جماعت کے افراد سے مجھے گفتگو کرنے کا موقعہ ملا۔ ایک صاحب نے مجھے حضرت مسیح موعود کی چند کتابیں برائے مطالعہ دیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میں قادیان بغرض بیعت چلا گیا۔ اور بتاریخ ۲۵ مارچ ۱۹۳۲ء جناب خلیفہ صاحب قادیان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور اس کے بعد اس جماعت کے افراد سے میل جول رہا۔ مجھے جماعتِ احمدیہ لاہور کے کسی ممبر سے پہلے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ جب میں قادیان سے اپنے گاؤں پہنچا۔ تو میں نے اپنی بیعت کا اعلان کیا۔ اور اس کو پوشیدہ رکھنا کمزوری ایمان سمجھا۔ اور اس پر مخالفت شروع ہو گئی۔ آخرکار

(باقی بر صفحہ ۶)

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳　　یوم یک شنبہ ۲ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ　　نمبر ۲۳

جماعتِ احرار کا اندوختۂ عمل

اور اس کی خدماتِ دینی کی حقیقت

معزز معاصر "مدینہ" نے ۱۷ مارچ کی اشاعت میں جماعت لاہور اور قادیان کی بحث کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔ جس کا ذکر گذشتہ پرچہ کے مقالہ افتتاحیہ میں ہو چکا ہے۔ ہمارے معاصر نے اپنے اس مضمون میں جماعت احرار اور احمدیت کے خلاف اُس کی کوششوں کو بھی سراہا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ :-

"کچھ عرصہ سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے پیروؤں کے خلاف پنجاب کے اخبارات اور اسلامی حلقوں میں ایک زبردست عملی جدوجہد جاری ہے جس کا رشتۂ عمل جمعیت احرار کے با عمل ہاتھوں میں ہے اور جس کی تقویت کے لئے "احسان" اور "زمیندار" کار فرما ہیں"

اگر عمل کا مطلب صرف یہ ہے کہ کسی کا قلم اور زبان مصروفِ حرکت ہوں خواہ اُس کی تحریر و تقریر کیسی ہی قابلِ اعتراض اور اس کے نتائج بے حد ناپسندیدہ اور مکروہ کیوں نہ ہوں تو بیشک جمعیتِ احرار کو باعمل کہا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر عمل کا مطلب کوئی نیک و مفید کام ہے تو جمعیت احرار کا نامۂ اعمال اس سے یقیناً یقیناً خالی ہے۔ ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ جمعیتِ احرار نے احمدیت کے خلاف جو ہنگامۂ مخالفت برپا کر رکھا ہے وہ کسی نیک و شریفانہ مقصد اور کسی صحیح اصول پر مبنی نہیں ہے۔ کم از کم اس بارہ میں اس کا اندوختۂ عمل بجز گالیوں، غلط بیانیوں، دل آزاریوں، امن شکنیوں، اور اتحاد سوزیوں پر مشتمل ہے۔ احراری لیڈر کہتے ہیں کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں، خدمت و حفاظت اسلام کے لئے کر رہے ہیں لیکن واقعات شاہد ہیں کہ آریوں اور عیسائیوں جیسے خطرناک دشمنانِ اسلام کے مقابلے میں اُن کے "با عمل ہاتھ" کبھی حرکت میں نہیں آئے اور نہ آج تک یہ "با عمل ہاتھ" کوئی تعمیری کام پیش کر سکے۔ ہمیشہ مصروفِ تخریب ہی رہے ہیں۔

احراری کہتے ہیں کہ قادیانی جماعت ختمِ نبوت کی قائل نہیں۔ وہ مسلمانوں کو کافر سمجھتی ہے اور اس کے یہ عقائد ناقابلِ برداشت اور اسلام کے اندر فتنہ پیدا کرنے والے ہیں۔ اسی لئے ہم اُن کی مخالفت کرتے ہیں اور اس کام کو سب سے زیادہ ضروری سمجھتے ہیں۔ اگر ان کے اس قول میں صداقت کا کوئی شمہ بھی ہوتا۔ اور اُن کے دلی ارادوں اور خواہشات کو اس قول سے کوئی مطابقت ہوتی تو وہ جماعتِ لاہور کی مخالفت ہرگز نہ کرتے۔ کیونکہ یہ ختمِ نبوت کے سب سے بڑھ کر قائل اور تکفیر المسلمین کے سب سے زیادہ مخالف ہیں۔ لیکن احراریوں کا عمل اس کے برعکس ہے اور اُن کا جنونِ مخالفت اس حد تک ترقی کر چکا ہے کہ ہم سے بھی مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ تم اپنے تئیں مسلمان کہلانا چھوڑ دو۔ پہلے تو تبلیغ اسلام کا مطلب غیر مسلموں اور کافروں کو دائرۂ اسلام کے اندر داخل کرنا تھا۔ لیکن جمعیت احرار کے "با عمل ہاتھ" ایک مسلمان اور خادمِ اسلام جماعت کو کافر بنانے کے لئے مصروفِ سعی ہیں۔ اور اس شغلِ ناروا کا نام انہوں نے خدمت و اشاعتِ اسلام رکھا ہے کاش یہ لوگ ہم کو برباد کرنے کے عزم سے قبل خدمتِ اسلام کے اس مبارک کام کو جاری رکھنے کا کوئی بندوبست کر لیتے جو کہ ہماری طرف سے ہو رہا ہے غیر زبانوں میں اسلامی لٹریچر پیدا کر لیتے۔ یورپ میں دو چار تبلیغی مشن قائم کر لیتے۔ وہاں چند مسجدیں تعمیر کرا لیتے۔ نہیں یہ کچھ نہیں۔ جو جماعت خدمتِ اسلام کا کام کر رہی ہے اس کو تباہ کر دو۔ اس کے کام کو برباد ہو جانے دو۔ بس اسی میں دین و ملت کی بہتری اور اسلام اور مسلمانوں کی کامرانی کا سامان ہے۔ یہ ہے خلاصہ جمعیتِ احرار کے قول و فعل کا۔

ہم کسی طویل بحث میں پڑنے کی بجائے اپنے معاصر کے سامنے چند حقائق پیش کرنے پر اکتفا کرینگے۔ گذشتہ اکتوبر میں احراریوں نے قادیان میں جو نام نہاد تبلیغی کانفرنس منعقد کی تھی اس کے متعلق ہم نے اپنی ذاتی معلومات کی بنا پر لکھا تھا کہ اس کانفرنس میں جو بازاری نعرے لگائے گئے اور اخلاق سوز گیت گائے گئے اگر خدانخواستہ وہ نعرے اخبار مدینہ کے دفتر کے سامنے لگائے جائیں یا وہ گیت گائے جائیں تو اس کا شریف و با اخلاق عملہ ایک لمحہ کے لئے بھی انہیں سننا گوارا نہ کرے۔ اور وہاں جو تقریریں ہوئیں اگر وہ لفظاً بلفظاً قلمبند کر کے دفتر مدینہ میں بھیجی جائے تو یقیناً ہمارا معاصر انہیں شائع کرنے کے لئے آمادہ نہ ہو۔ آج بھی ہم کہتے ہیں "احسان" اور "زمیندار" کے فکاہی کالموں اور دوسرے صفحات میں احمدیت کے خلاف جو کچھ لکھا جاتا ہے کیا ہمارا معاصر اپنے اشد ترین مخالفوں کے مقابلہ میں بھی وہ طرزِ تحریر اختیار کر سکتا ہے؟ سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری اور دوسرے احراری لیڈر جس قسم کی دل آزار تقریریں کرتے ہیں۔ کیا اس کو کوئی متقی و متین شخص پسند کر سکتا ہے؟ ہم جمعیت احرار کی مخالفت کی قدر کرتے اگر وہ کسی صحیح اور شریفانہ اصول پر مبنی ہوتی اور اخلاقی حدود کے اندر رہتی۔ لیکن افسوس ایسا نہیں۔ دنیا میں آراء و مقاصد کا اختلاف ناگزیر ہے۔ اس چیز کو خواہ کس قدر ناپسند کیا جائے۔ لیکن اس کا وجود ہمیشہ رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ لیکن اس اختلاف کو اس کی اصل حدود سے بڑھانا اور گالیوں اور غلط بیانیوں اور دل آزاریوں پر اُتر آنا شرافت و اخلاق سے بعید ہے۔ ہمارے معاصر کو دوسروں سے بیسیوں اختلاف ہونگے کیا کبھی اس نے جائز سمجھا ہے کہ وہ اُن لوگوں کا یا وہ لوگ ہمارے معاصر کا ایسے الفاظ میں ذکر کریں جیسے الفاظ کہ احراری لیڈر اور اخبارات جماعتِ احمدیہ اور اس کے بانی کے متعلق استعمال کر رہے ہیں؟ جو چیز دوسروں کے لئے جائز نہیں وہ جمعیتِ احرار اور اس کے "با عمل ہاتھوں" کے لئے کس طرح جائز قرار دی جا سکتی ہے؟

(بقیہ صفحہ ۵)

"تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گذر چکیں۔ ان کی الگ طور سے پیروی کی حاجت نہیں رہی۔ کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر حاوی اور مشتمل ہے اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور یہی ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے"

(الوصیت مطبوعہ ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۰)

"اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلعم کو خاتم بنایا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور کو نہیں ملی۔ یہی معنے اس حدیث کے ہیں۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہونگے" (حقیقۃ الوحی مطبوعہ ۱۹۰۷ء حاشیہ صفحہ ۹۷)

"ڈاکٹر عبدالحکیم خاں اپنے رسالہ المسیح الدجال وغیرہ میں میرے پر یہ الزام لگاتا ہے کہ گویا میں نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائیگا۔ گو وہ میرے نام سے بھی بے خبر ہوگا اور گو وہ ایسے ملک میں ہوگا۔ جہاں میری دعوت نہیں پہنچی تب بھی وہ کافر ہو جائیگا اور دوزخ میں پڑے گا یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افترا ہے۔ میں نے کسی کتاب یا کسی اشتہار میں ایسا نہیں لکھا۔ اس پر فرض ہے کہ ایسی کوئی میری کتاب پیش کرے جس میں یہ لکھا ہے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۸)

"اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

والنبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلے اللہ علیہ وسلم......

وسمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ یعنی نبوت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منقطع ہو گئی...... اور میرا نام اللہ کی طرف سے نبی رکھا گیا مجاز کے طریق پر نہ حقیقت کے طور پر"

(الاستفتاء حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴)

الملتمسین

(۱) صدرالدین بی۔ اے بی ٹی (۲) خانصاحب ڈاکٹر سید محمد حسین ریٹائرڈ اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر (۳) خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی (۴) ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ ایل۔ ایم۔ ایس (۵) یعقوب خاں بی۔ اے۔ بی ٹی ایڈیٹر لائٹ۔ (۶) سید غلام مصطفٰے شاہ ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور (۷) محمد دین جان بی۔ اے ایل ایل۔ بی (۸) ڈاکٹر سید طفیل حسین اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر (۹) عزیز بخش بی اے گورنمنٹ منشر (۱۰) ڈاکٹر غلام محمد ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

قادیانی جماعت اور احمدیہ جماعت لاہور کے اختلافات میں فیصلہ کی کھلی راہ

ہماری اپیل

آج دو ماہ ہونے کو آتے ہیں کہ ہم نے قادیان کے سرکردہ لوگوں سے ایک اپیل کی تھی۔ کہ دونوں جماعتوں کے درمیان جو اختلاف عقیدہ ہے اس پر دونوں فریق کے امیر باہم بحث کر لیں اور یہ دیکھنے کے لئے کہ اس بحث میں کس فریق کے دلائل زیادہ وزنی ہیں۔ یہ تجویز کی تھی۔ کہ بارہ آدمی بطور ثالث منتخب کر لئے جائیں۔ چار چار دونوں جماعتوں میں سے نہیں ایک دوسرا فریق منتخب کرے اور چار غیر از جماعت لوگوں میں سے جن میں سے دو ایک فریق اور دو دوسرا فریق منتخب کرے اور اگر ان بارہ آدمیوں کی کثرت رائے ایک طرف ہو جائے۔ تو بحث کے ساتھ ان کا فیصلہ بھی شائع کر دیا جائے۔ ورنہ خالی مباحثہ شائع کر دیا جائے۔

قادیانی جماعت کا افسوسناک طریق

اس کے جواب میں قادیانی جماعت کی طرف سے ایک اشتہار بجواب فخر ملتانی شائع ہوا جسے ہم ہی نہیں بلکہ دوسرے لوگوں نے بھی محسوس کیا۔ کہ یہ ایمانداری سے گری ہوئی کارروائی تھی۔ چنانچہ اخبار مدینہ نے اس کے متعلق ذیل کے الفاظ لکھے ہیں:۔

قادیانی جماعت نے اس چیلنج کے معاملے میں اخلاقی پستی کا اس قدر افسوسناک منظر پیش کیا ہے کہ ہم کو ان سے نفرت سی معلوم ہونے لگی۔ سب سے پہلے یہ حرکت کی گئی۔ کہ کسی فخر ملتانی کے نام سے ایک پوسٹر شائع کیا گیا۔ لیکن اس شان دجل و تلبیس کیساتھ کہ بادی النظر میں یہ پتہ بھی نہیں چلتا کہ یہ پوسٹر قادیان والوں کی جانب سے ہے یا لاہور والوں کی جانب سے ..... ظاہر ہے کہ شیوۂ دجل و فریب کسی مذہبی جماعت کے لئے زیبا نہیں اور کوئی شریف اور دیانتدار آدمی جس کا خدا اور آخرت پر ایمان ہو۔ مذہبی معاملات میں اس قسم کی مکاری اور فریب کاری سے کام نہیں لے سکتا ..... ہم نے اس سے دو نتیجے نکالے۔

(۱) قادیانی جماعت کی اخلاقی پستی انتہا کو پہنچ گئی ہے کہ وہ اپنی بات کی پچ میں پست سے پست اور غیر متدین سے غیر متدین طریق اختیار کرنے سے بھی نہیں چوکتی۔

(۲) اپنے دعووں کی صداقت کے لئے اس کا دامن استدلال سے خالی ہے۔"

(مدینہ بجنور ۲۱ مارچ ۱۹۳۵ء)

ہماری اپیل سے قریباً ایک ماہ بعد اکابر قادیان بھی حرکت میں آئے اور اصل بحث کا تو نام تک نہ لیا۔ نہ کوئی وجہ بیان کی۔ کہ یہ تجویز کیوں قابل قبول نہیں اور اسی فخر ملتانی کے اشتہار کو اپنے پیرائے میں دوہرا دیا اور اس کے ساتھ ۱۶ء کے مباحثہ شملہ کو پیش کر دیا جس کا جواب ہماری طرف سے فوراً شائع کر دیا گیا۔ اب ایک ماہ گذر جانے کے بعد اکابر قادیان نے پھر اسی کارروائی کا اعادہ کیا ہے یعنی اپنے پوسٹر کی دو تہائی مباحثہ شملہ پر شائع کر کے آخر میں لکھ دیا ہے کہ مباحثہ شملہ کے "ثالثی فیصلہ کو قادیانی جماعت بھی قبول نہیں کرتی۔ کیونکہ اس کے نزدیک ثالثی کا فیصلہ مذہب میں قابل قبول نہیں ہو سکتا"۔ حالانکہ ہم نے یہ کبھی نہ لکھا تھا۔ کہ ثالثوں کے فیصلے کو ایک یا دوسرا فریق جس کے وہ خلاف ہو۔ قبول بھی کرے۔ بلکہ ہمارا مقصد صرف اس قدر تھا۔ کہ پبلک یہ اندازہ کر سکے۔ کہ کس فریق کے دلائل نے دوسرے فریق کے آدمیوں پر اثر کیا ہے

قادیانی جماعت کی نصیحت تقویٰ اور اپنا عمل

اس اشتہار میں اکابر قادیان نے ہمیں تقویٰ کی نصیحت بہت کی ہے۔ مگر یہ نصیحت پر حافظ کا یہ شعر خوب صادق آتا ہے۔ ع

توبہ فرمایان چرا خود توبہ کمتر مے کنند

جماعت قادیان کے بارہ چوٹی کے آدمی جب یک زبان ہو کر ایک ایسی بات کہیں۔ جو خلاف واقعات ہے یعنی یہ کہ اس کے مباحثہ شملہ کے مناظر مولوی عمر الدین صاحب شملوی

"انجمن احمدیہ اشاعت اسلام سے الاؤنس لینے لگے اور آخر ان میں مدغم ہو گئے"

"لاہور کی انجمن کی ملازمت اس کا باعث ہو گئی"

تو مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے کہ آہستہ آہستہ جماعت قادیان نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس تقویٰ کی تعریف کو قبول کر لیا ہے جو مولوی صاحب نے عدالت میں گواہی دیتے ہوئے کی تھی کہ جھوٹ بول کر بھی ایک شخص متقی ہو سکتا ہے۔ سو یہ تقویٰ انہی دو گروہوں کو مبارک ہو جنہوں نے اپنے آپ کو ایک نے افراط کر کے اور ایک نے تفریط کر کے حکم و عدل مسیح موعود کی اس تحریر کا مصداق بنایا ہے:۔

"ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے۔ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے"

(حمامۃ البشریٰ ص۸)

کیا یہ تقوےٰ ہے کہ اتنے بزرگوں نے اس کھلے جھوٹ پر دستخط کر دیئے۔ کہ مولوی عمر الدین صاحب نے ہماری انجمن میں ملازمت مل جانے کی وجہ سے اپنے عقائد کو تبدیل کیا ہے۔ جبکہ اس وقت تک انہوں نے ایک پیسہ اپنی ذات کے لئے انجمن سے نہیں لیا اور نہ ہی کبھی وہ انجمن کے ملازم ہوئے۔ بلکہ دلی جوش اور اخلاص کے ساتھ صرف آنریری طور پر تبلیغ کا کام کرتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان بزرگوں کا یہ خیال ہے کہ کوئی شخص پیسے لئے بغیر اپنے خیالات میں تبدیلی نہیں کر سکتا یہ ان کا اپنا تجربہ ہو۔ تو علیحدہ بات ہے ورنہ خیالات کی تبدیلی کی بیسیوں اور وجوہات بھی ہوتی ہیں۔

پھر کیا یہ تقویٰ ہے کہ قادیانی بزرگوں نے فخر ملتانی سے وہ دجل و تلبیس کا اشتہار شائع کرایا جس کی غرض سوائے دنیا کو دھوکہ دینے کے کچھ نہ تھی۔ اور پھر اس اشتہار کا اخبار الفضل میں بڑے فخر سے ذکر کیا گیا۔ اور ہدایت کی گئی۔ کہ جماعتیں اسے تقسیم کریں۔

دونوں فریق کا فیصلہ صرف بانی سلسلہ کی تحریرات پر ہو سکتا ہے

بالآخر ہم یہ دریافت کرتے ہیں کہ کیا یہ تقویٰ ہے کہ کہا تو یہ جاتا ہے کہ ان دو باتوں پر بحث ہو جائے۔ کہ کیا حضرت مسیح موعودؑ نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے اور سوائے اپنی جماعت کے تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر قرار دیا۔ خواہ وہ آپ کے نام سے بھی بے خبر ہوں۔ اور جواب میں حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں کو پس پشت پھینک کر بار بار یہ کہا جاتا ہے کہ ریویو آف ریلیجنز یا پیغام صلح کی فلاں فلاں تحریریں شائع ہو جائیں ان سے فیصلہ ہو جائے گا۔ اور حضرت مسیح موعود کی تحریریں پر بحث کے مطالبہ کو اس بہانے سے ٹالا جا رہا ہے۔ کیا قادیانی بزرگ دیانتداری سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ریویو اور پیغام صلح کی تحریریں حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی پر فیصلہ کن ہونگی؟ اور ان سے دونوں جماعتیں بھی مطمئن ہو جائیں گی۔ اور عام پبلک بھی مطمئن ہو جائے گی؟ کم سے کم ہماری جماعت تو حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی کے بارے میں خود آپ کی تحریروں کو ہی فیصلہ کن سمجھتی ہے عام پبلک آپ کے دعوےٰ کے بارے میں آپ کی تحریروں کو ہی فیصلہ کن سمجھتی ہے۔ یہ معمہ ہماری ہی نہیں۔ تمام دنیا کی سمجھ سے باہر ہے کہ دعوےٰ زید کرے اور اس کی نوعیت کا فیصلہ بکر کی تحریر سے کیا جائے ہاں قادیانی بزرگ اپنی جماعت کے متعلق بے شک یہ کہہ سکتے ہیں کہ قادیانی جماعت کے عقائد کی بنیاد حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات پر نہیں اگر یہ درست ہے تو بزرگان قادیان کو صاف طور پر یہ بات کہہ دینی چاہیئے۔ کم سے کم مذہبی مباحث میں چالاکی کی بجائے صفائی بہتر چیز ہے۔ ہماری طرف سے یہ صاف اعلان ہے کہ:۔

جماعت لاہور کا عقیدہ ہے کہ:۔

(۱) حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت نہیں کیا۔ بلکہ مدعی نبوت پر لعنت بھیجی ہے اور

(۲) آپ نے ابتداءً کے طور پر کسی مسلمان کو کافر نہیں کہا۔ بلکہ یہی کہا۔ کہ جو لوگ آپ کو کافر کہتے ہیں۔ بروئے حدیث کفر انہی پر الٹ کر پڑتا ہے اور یہ عقیدہ ریویو آف ریلیجنز یا پیغام صلح کی تحریروں پر مبنی نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں پر مبنی ہے۔

قادیانی بزرگ یہ بھی اعلان کر دیں کہ:۔ جماعت قادیان کا عقیدہ ہے کہ:۔

۱۔ حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا

۲۔ آپ نے روئے زمین کے تمام مسلمانوں کو کافر کہا۔ سوائے ان کے جو آپ کی بیعت میں شامل ہو گئے اور یہ عقیدہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں پر مبنی نہیں۔ بلکہ ریویو آف ریلیجنز کی تحریروں پر مبنی ہے

پھر ہم کہتے ہیں کہ جب دونوں جماعتوں کے امیر بحث کریں گے۔ تو ان کا اختیار ہو گا۔ کہ جن جن تحریروں سے وہ اپنے اپنے عقائد کی تائید پیش کر سکتے ہیں کریں اگر فی الواقع ریویو آف ریلیجنز اور پیغام صلح کی کوئی تحریریں ایسی ہیں۔ جن سے جماعت قادیان کے عقائد صحیح ثابت ہوتے ہیں اور ہمارے غلط تو اکابر قادیان کو اس قدر گھبراہٹ کیوں ہے؟ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریریں بھی وہ اپنے حق میں سمجھتے ہوں گے ہم میں سے بعض کی تحریریں بھی اپنے حق میں سمجھتے ہیں۔ اور ہاں ہمیں یہ ڈر لگا ہوا ہے کہ خود قادیانی جماعت کے آدمی بھی ان کے دلائل سے مطمئن نہیں ہو سکتے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ ثالثوں کی تجویز سے گھبراتے ہیں۔

ثالثوں کی تجویز

قادیانی بزرگوں نے اپنے پہلے اشتہار میں تو ثالثوں کی اس تجویز پر کہ ہر فریق دوسرے فریق کے چار آدمی منتخب کرے یوں مضحکہ اڑایا تھا کہ شیخ غلام محمد کے ساتھ جو مصلح موعود ہونے کا مدعی ہے فیصلے کے لئے یہ تجویز کیوں نہیں کی جاتی۔ حالانکہ مصلح موعود ہونے کے مدعی ایک طرف خلیفہ قادیان اور دوسری طرف شیخ غلام محمد لاہوری ہیں یہ دونوں آپس میں جس طرح چاہیں فیصلہ کر لیں۔ مباہلہ سے کریں یا مناظرہ سے ان کا اختیار ہے۔ اب اس دوسرے اشتہار میں لکھا ہے کہ "احمدیہ فریق لاہور کو جماعت قادیان سے کم سے کم چار آدمیوں پر تو ضرور اعتماد ہے کہ وہ باوجود اختلاف کے دیانتدارانہ فیصلہ دے سکتے ہیں" لیکن قادیانی جماعت کو احمدیہ جماعت لاہور کے ایک آدمی پر بھی یہ اعتماد نہیں کہ وہ دیانتداری سے فیصلہ دے سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قادیانی بزرگوں کو یہ خوف ہے کہ ان کی جماعت کے آدمی اگر "دیانتدارانہ فیصلہ" کریں گے۔ تو وہ ان کے خلاف ہوگا اور درحقیقت یہی خوف ہے جس کی وجہ سے وہ مباحثہ کو ٹال رہے ہیں۔ باقی رہا یہ کہ ہماری جماعت کا کوئی آدمی بھی فیصلہ دینے میں "دیانتدار" نہیں ہوگا۔ تو ایسے متکبرانہ کلمات ہم ان سے پہلے بھی سننے کے عادی ہیں لیکن اگر یوں بھی فرض کر لیا جائے کہ قادیانی جماعت کے لوگ دیانتدار ہیں اور ہمارے نہیں۔ تو بھی اگر قادیانی دلائل مضبوط ہونگی۔ تو کیا ان کے آدمی دیانتداری سے ان کے حق میں رائے دینگے یا ہمارے حق میں ہمارے ثالثوں کی بددیانتی ان کے خلاف صرف اس صورت میں اثر انداز ہو سکتی ہے۔ جب ان کے دلائل مضبوط ہوں اور ہمارے کمزور تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ ان کے اپنے مرید ان کے دلائل کو مضبوط پا کر بھی فیصلہ اپنے پیر کے خلاف دیدیں۔ اکابر قادیان کی اس تجویز کی کہ ہر فریق اپنے آدمی خود چنے جیا وجہ ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ گروہ خود اپنے آدمی چنیں گے تو ایسے آدمی چن سکیں گے۔ جو "دیانتدارانہ" فیصلہ نہ کریں اور اگر ہم ان میں سے آدمی چنیں گے۔ "تو ایسے چنیں گے۔ جو "دیانتدارانہ" فیصلہ کریں۔ اب اگر مباحثہ کی غرض دیانتدارانہ فیصلہ سے پوری ہوتی ہے۔ تو انہیں اصولاً ہماری تجویز کی صحت کو تسلیم کرنا چاہیئے باقی رہا ان کا یہ دعویٰ کہ ہماری جماعت میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں جو دیانتداری سے فیصلہ کرے۔ سو تعجب ہے کہ اسی اشتہار میں یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ ہماری جماعت میں سے سینکڑوں آدمی نکل کر ان کے ساتھ مل گئے ہیں۔ گویا ان اکابر قادیان کی رائے میں یہ سب کے سب غیر دیانتدارانہ فیصلہ کر کے ہی گئے ہیں۔ علاوہ ازیں چار آدمی غیر از جماعت بھی رکھے گئے ہیں وہ تو ضرور دلائل کا وزن کر کے ہی فیصلہ دینگے سوائے اس کے کہ کوئی ایسے آدمی بھی ہوں جو اپنے عناد کی وجہ سے ختم اللہ علے قلوبھم کے مصداق ہو چکے ہیں۔ مگر ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اگر بزرگان قادیان نے کبھی ہماری تجویز کو منظور کیا تو وہ غیر احمدی عنصر میں سے ایسے ہی لوگوں کا انتخاب کریں گے جنہیں حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ اس قدر عناد ہے کہ وہ حق بات کی پرواہ نہیں کرتے اور یہ اس بات کا ثبوت ہوگا۔ کہ قادیانی بزرگ غلو اور افراط کے رستے پر چل کر اسی مقام پر پہنچ گئے ہیں جس مقام پر تفریط کرنے والے پہنچے ہوئے ہیں اور یہ درست بھی ہے کہ جس طرح یہودی تفریط کی وجہ سے اور عیسائی افراط کی وجہ سے حضرت عیسےٰؑ کی طرف خدائی کا دعویٰ منسوب کرتے ہیں۔ اسی طرح یہاں بھی مکفرین مسیح موعودؑ اور غالی پیروؤں کا اتفاق ہے۔ کہ مسیح موعودؑ نے دعویٰ نبوت کیا۔ اور مسلمانوں کو کافر کہا۔

ہم ایک دفعہ پھر بزرگان قادیان سے منت درخواست کرتے ہیں کہ دعویٰ نبوت (جس کے کرنیوالے کو خود حدیث نبوی دجال قرار دیتی ہے) اور تکفیر مسلمین کے عقائد نے اس وقت اسلام میں سخت فتنہ اور تفرقہ پیدا کر دیا ہے اور ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ ہماری غرض مباحثہ سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ تفرقہ مٹ جائے اور اسلام کی ترقی کی راہیں کھل جائیں اور حضرت مرزا صاحب کی عزت دنیا میں قائم ہو اور دجال بنانے یا کہنے والوں کے گھروں میں صف ماتم بچھ جائے۔ اور سب لوگ متفق ہو کر اسلام کے نور کو یورپ اور امریکہ کی تاریکیوں میں پہنچا دیں اس لئے وہ اس مباحثہ کی تجویز سے گریز نہ کریں۔ ہاں اگر وہ شرائط میں کچھ تغیر و تبدل چاہتے ہیں تو صفائی سے اسے پیش کریں۔

ایک تحریری مباحثہ بہرحال ہو جائے

جو صرف مدعی کی تحریروں پر مبنی ہو۔ خواہ شرائط کچھ بھی ہوں

انصاف پسند اصحاب توجہ کریں

مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت قادیانی نے ۲۷ مارچ ۱۹۳۵ء کو دیوان سکھانند کی عدالت میں شہادت دیتے ہوئے یہ حلفی بیان دیا ہے کہ

حضرت صاحب نے دعویٰ نبوت ۱۸۹۰ء کے آخر میں یا ۱۸۹۱ء کے شروع میں کیا۔

(الفضل ۳۰ مارچ صفحہ ۲ کالم ۴)

اب ہم انصاف پسند اصحاب کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ جماعت قادیان بانی سلسلہ احمدیہ کی تحریروں کی بنا پر بحث کرنے سے جو گریز کر رہی ہے۔ تو اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ۱۸۹۰-۹۱ء کی کل کتابوں میں اور اس کے بعد لگاتار اپنی زندگی کے آخر تک بانی سلسلہ کھلے الفاظ میں نہ صرف دعویٰ نبوت سے انکار کرتے رہے بلکہ یہ بھی لکھتے رہے ہیں کہ:-

دعویٰ نبوت کا نہیں بلکہ محدثیت کا ہے

اور مدعی نبوت پر لعنتیں بھیجتے رہے ہیں اور اپنی طرف

دعویٰ نبوت منسوب کرنے کو افترا

قرار دیتے رہے ہیں۔ چونکہ ہمیں امید نہیں کہ قادیانی اصحاب اپنی اس خطرناک کمزوری کو جانتے ہوئے مباحثہ کی طرف آئیں۔ اس لئے ہم انصاف پسند اصحاب سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ خود بانی سلسلہ احمدیہ کی تحریرات کو دیکھیں کہ کس صفائی سے ان میں دعویٰ نبوت سے انکار ہے اور یہ اقرار ہے کہ آپ کا دعویٰ صرف محدثیت کا ہے اور کہ محدث کو صرف مجاز کے طور پر نبی کہا جا سکتا ہے

۱۸۹۰-۹۱ء اور اس کے بعد کے حوالے

"آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولانا نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی..... یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کیلئے محدث ہو کر آیا ہے"

(توضیح مرام مطبوعہ ۱۸۹۱ء صفحہ ۱۸-۱۹)

"آنے والا مسیح محدث ہونے کی وجہ سے مجازی نبی بھی ہے"

(ازالہ اوہام مطبوعہ ۱۸۹۱ء صفحہ ۳۴۹)

"نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے" صفحہ ۴۲۱)

"خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں وہ اس تحدید سے باہر ہے۔" صفحہ ۵۷۹

"قرآن کریم بعد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل ملتا ہے اور باب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے" (ر ر صفحہ ۷۶۱)

"اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کیلئے کوئی نبی نہیں آئیگا نیا ہو یا پرانا"

(نشان آسمانی مطبوعہ ۱۸۹۲ء صفحہ ۲۸)

"لست نبیاً ولکن محدث اللہ وکلیم اللہ لاجدد دین المصطفیٰ وقد بعثنی علیٰ راس المائة" میں نبی نہیں ہوں بلکہ اللہ کی طرف سے محدث اور اللہ کا کلیم ہوں تاکہ دین مصطفیٰ کی تجدید کروں اور اس نے مجھے صدی کے سر پر بھیجا" (آئینہ کمالات اسلام مطبوعہ ۱۸۹۳ء صفحہ ۳۸۳)

"وان ھولاء قد افتروا علی وقالوا ان ھذا الرجل یدعی انہ نبی" اور ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے" (حمامۃ البشریٰ مطبوعہ ۱۸۹۳ء صفحہ ۸)

"وقالوا ان ھذا الرجل یدعی النبوۃ واللہ یعلم ان قولھم ھذا کذب بحت لا یمازجہ شیٔ من الصدق ولا اصل لہ اصلاً" اور ان لوگوں نے کہا۔ کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور اللہ جانتا ہے کہ ان کا یہ قول صریح کذب ہے اور اس میں ذرہ بھی سچائی کی چاشنی نہیں اور نہ اس کا کوئی اصل ہے" (ر ر صفحہ ۸۱)

"اور اگر یہ اعتراض ہے کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور وہ کلمہ کفر ہے تو بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین المفترین"

(انوار الاسلام مطبوعہ ۱۸۹۴ء صفحہ ۳۴)

"کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلعم کے بعد رسول اور نبی ہوں..... اس عاجز نے کبھی کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں۔ مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا۔ کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکا لگ جانیکا احتمال ہے۔

(انجام آتھم مطبوعہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۲۷)

۱۹۰۱ء کے بعد کے حوالے

چونکہ قادیانی اصحاب اپنے موجودہ امام مرزا محمود احمد صاحب کی کتاب حقیقۃ النبوۃ کی بنیاد پر کبھی یہ بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ بانی سلسلہ کی ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتابوں کے حوالے منسوخ ہیں گو ہمیں امید نہیں کہ جناب خلیفہ صاحب کے اوپر والے حلفی بیان کے بعد وہ اس کا اعادہ کریں۔ اس لئے ہم ۱۹۰۱ء کے بعد کے حوالے علیحدہ کر کے پیش کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ دعویٰ نبوت اور تکفیر مسلمین سے ۱۹۰۱ء کے بعد بھی آپ اسی طرح بیزاری کا اظہار کرتے رہے جس طرح ۱۹۰۱ء سے پہلے اور لفظ نبی کے استعمال کو صرف مجاز کے طور پر قرار دیا اور وہ بھی اس بنا پر کہ آنیوالے مسیح کے لئے پیشگوئیوں میں لفظ نبی استعمال ہوا ہے۔

"اس جگہ میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اللہ اور نبی اللہ ہے یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے"

(حاشیہ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ مطبوعہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۲۴)

"ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا" (تریاق القلوب مطبوعہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۳۰)

"اپنے دعوے کے انکار کرنیوالے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت یا احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جسقدر ملہم اور محدث ہوتے ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا" تریاق القلوب حاشیہ صفحہ ۱۳۰)

"اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزوی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے" (تریاق القلوب صفحہ ۱۵۷)

"و خدا را مکالمات و مخاطبات است با اولیائے خود ایں امت و ایشاں را رنگ داده میشود و در حقیقت انبیاء نیستند زیرا کہ قرآن حاجت شریعت را بکمال رسانیدہ است"

(مواہب الرحمٰن مطبوعہ ۱۹۰۳ء صفحہ ۶۶)

(باقی برصفحہ ۳)

(بقیہ صفحہ ۳)

مجھ کو میرے والدین نے گھر سے نکال دیا۔

مجبور ہو کر پشاور پہنچا۔ اور قادیانی جماعت پشاور کی مسجد میں رہنے لگا۔ مگر جماعت لاہور کے ممبروں سے بھی میل جول اور گفتگو کا موقعہ ملتا رہا۔ اتفاق سے ایک شب ہماری قادیانی جماعت پشاور کے امیر جماعت قاضی محمد یوسف صاحب اور جناب سید مدثر شاہ صاحب کی بحث ہوئی جس میں کہ میں موجود تھا۔ اور پوری دلچسپی اور غور سے ہر ایک کی گفتگو اور دلائل کا وزن کرتا رہا۔ مگر ہمارے امیر جماعت قادیانی حضرت صاحب کی نبوت کو حضرت صاحب کی کتابوں سے ثابت نہ کر سکا۔ اور میر صاحب کے سوالات کا جواب نہ دے سکا۔ اور مجھ پر ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جناب خلیفہ صاحب قادیان کی تعلیم میں اتنا فرق ہے جتنا کہ آسمان اور زمین کا۔

گذشتہ سالانہ جلسہ قادیان میں مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ خلیفہ صاحب عجیب عجیب طریقوں سے چندہ اشاعت اسلام کے نام پر وصول کر کے اس کا زیادہ حصہ اپنے ادھر ادھر ایسے مقاصد پر صرف کر دیتے ہیں۔ جن کا کوئی تعلق اشاعت دین اسلام سے نہیں ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اشاعت دین کی روح اس جماعت میں روز بروز کم ہوتی جاتی ہے۔

پشاور میں ایک احمدی بھائی نے قاضی محمد یوسف صاحب سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اعتراض کیا ہے کہ حضرت صاحب پہلے پٹواری تھے۔ اور ایام ملازمت میں مرغی انڈا وغیرہ لوگوں کا کھاتے رہتے تھے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ آپ نے اس معترض کو کیوں نہ کہا کہ حضرت محمد صاحب عبد اللہ نامی کا بیٹا تھا اور لوگوں کی بھیڑیں چرایا کرتا تھا۔ اور پھر ایک مالدار عورت کا غلام بنا اور پھر تجارت شروع کی اور اس کے مال کو غبن کر لیا۔ کیا یہ حرام کا مال نہ تھا۔ اس وقت درس قرآن کریم ہو رہا تھا اور میرے ہاتھ میں قرآن شریف تھا۔ میں اس وقت قرآن شریف باہر نکل گیا۔ میں نے توبہ کی کہ خدا وند کریم میری غلطی اور گناہ کو معاف فرما دیں۔ ایسے لوگوں سے خدمت اسلام کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ جو حضرت نبی کریم صلعم کے شان والا میں ایسے گستاخانہ اور بے باکانہ اور نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے میں قادیانی جماعت سے اپنے آپ کو علیحدہ کرتا ہوں اور میری بیعت خلیفہ فسخ ہے۔

بھوپال میں زمین مفت لو

ریاست بھوپال میں عمدہ اور زرخیز زمینیں تقسیم ہو رہی ہیں آباد کاران کو زمین مفت دی جاتی ہے۔

[illegible] کے زمینداروں کی ہمدردی اور ترقی دولت کے لئے ریاست نے [illegible] اور [illegible]

[illegible]

[illegible] لاہور میں گورنمنٹ بھوپال کی [illegible] اس زمین کے متعلق حالات بذریعہ ملاقات یا خط و کتابت دریافت کئے جا سکتے ہیں۔

زمین بہت اعلیٰ اور زرخیز ہے اور آب و ہوا خوشگوار ہے خواہشمند جناب [illegible] کے لئے سوائے ہمارے اور کوئی ایجنسی محکمہ [illegible] گورنمنٹ بھوپال کی مقرر کردہ نہیں ہے اس لئے [illegible] خود غرض [illegible] کی فریب سازی سے بچتے رہیں

خانصاحب ڈاکٹر سید محمد حسین پنشنر سول سرجن کالونائزیشن ایجنٹ رائنڈر روڈ لاہور

(بقیہ صفحہ ۲)

تحریری یا زبانی میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ عبد الکریم نے قصبہ چھوڑا یا نہ۔ مگر چار سال سے اس میں نہیں رہتا تھا اور مکان بوسیدہ حالت میں تھا۔

جماعت کے لوگوں کی اپیلیں یعنی مرافعے بعض میرے پاس آتے ہیں۔ جو قواعد اپیلیں کرنے کے متعلق ہیں کہ کس حالت میں میرے پاس اپیلیں ہو سکتی ہیں ان کے متعلق ہدایات ہیں جو صدر انجمن احمدیہ کے پاس ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ اپیلوں کے دائر کرنے پر فیس لی جاتی ہے۔ محکمہ نقول قائم کرنے کے متعلق میں نے کوئی ہدایت نہیں دی ہوئی اور نہ میرے علم میں کوئی محکمہ ایسا ہے۔ دستاویز پیش کردہ پر جو مہر ہے وہ محکمہ امور عامہ سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری محکمہ قضا سے تعلق رکھتی ہے۔

ہمارے وہ احکام جو دیوانی معاملات کے متعلق ہوتے ہیں۔ ان کی تعمیل اس طرح نہیں ہوتی جس طرح عدالت کے احکام کی یعنی قرقی وغیرہ نہیں ہوتی۔ لیکن اہم کاموں میں جو تعمیل نہیں کرتے ان کو ہم برادری سے خارج کرنے کے لئے کہتے ہیں۔

میں نے کبھی یاقوتی نہیں خریدی اپنی زندگی میں بعض دوستوں نے بطور تحفہ کبھی پیش کی۔ تو اس دوست کی خوشی کے لئے تھوڑی استعمال کبھی نہیں کی۔ میں نے زعفران کی چائے یاد ہے ایک دفعہ زندگی میں پی۔ میں نے دیباج حریر یعنی ریشمی کپڑا کبھی استعمال نہیں کیا۔ نہ اپنے لڑکوں کو پہننے کی اجازت دی ہے۔ میری موٹر کار ہے۔ جب میں استعمال کرتا ہوں لفظ خبیث کا استعمال قادیان کے متعلق گالی ہے اس سے ہمارے مذہبی احساس کو ٹھیس لگتی ہے کیونکہ ہم قادیان کو مقدس مقام سمجھتے ہیں۔ عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کو ایک دفعہ امرتسر میں دیکھا جبکہ میں تقریر کر رہا تھا۔ ملزم اس میں شامل ہوا تھا۔ مجھے ملزم سے کوئی عداوت نہیں

۷ مارچ ۱۹۳۵ء

سرکاری وکیل کے سوالات کے جواب میں

اخبار زمیندار کی پالیسی جماعت احمدیہ کے خلاف ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ہم آخری نبی ان معنوں میں کہتے ہیں۔ کہ آپ کے بعد آپ کی شریعت کو منسوخ کرنے والا کوئی نبی نہیں آسکتا۔ بلکہ جو آئے گا وہ آپ کی اتباع میں آئے گا۔ چونکہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی متابعت میں ہے اس لئے حضرت مرزا صاحب کے دعوے کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی توہین نہیں ہوئی۔

چونکہ قاضی محمد علی صاحب نے دلیری سے اپنے جرم قتل کا اقرار کر لیا اور اس گناہ سے توبہ کی اور ظاہر کیا۔ کہ اس نے یہ فعل سلسلہ کی تعلیم کے خلاف کیا۔ اور اپنی غلطی کا اقرار کیا اور قتل چونکہ عمداً نہ تھا اس لئے اسے مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔

ہر سال پانچ سے دس ہزار افراد تک کا جماعت احمدیہ میں اضافہ ہوتا ہے یعنی اس قدر لوگ احمدیت قبول کرتے ہیں ۱۹۳۱ء میں پنجاب میں جو مردم شماری ہوئی۔ اس میں احمدیوں کی تعداد ۲۰ ہزار لکھی گئی تھی اور ۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں ۵۶ ہزار قرار دی گئی۔

حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت ۱۸۹۰ء کے آخر میں یا ۱۸۹۱ء کے شروع میں کیا۔ مولویوں نے آپ کے خلاف۔ جو سخت کلامی کی اور سخت الفاظ استعمال کئے۔ وہ دعوئے نبوت سے پہلے کئے گئے۔

خبریں

— پیرس – ۴ اپریل – فرانس کا ایک مشہور اخبار رقمطراز ہے کہ سر جان سائمن نے ایک خفیہ میمورنڈم ہر ہٹلر کو ارسال کیا تھا۔ جو فرانس کے محکمہ امور خارجہ کے ہاتھ آ گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ میمورنڈم موسیو فلینڈن کے اس اعلان سے متعلق ہے جو موسیو موصوف نے سہ شنبہ کو فرانس کے مختلف شعبوں میں جبری بھرتی کے متعلق کیا تھا۔ اس اعلان میں یہ مذکور تھا کہ حکومت فرانس جبری بھرتی کی اضافی تعداد کو مستقل فوج کے ساتھ رکھنے پر غور کر رہی ہے۔

— نئی دہلی – ۵ اپریل – درۂ خیبر ۱۲ اپریل سے مسافروں کے لئے کھول دیا جائے گا۔

— نئی دہلی – ۵ اپریل – اسمبلی میں حکومت کی مخالفت کے باوجود تحریک زبردست آراء سے منظور ہو گئی کہ انکم ٹیکس کیلئے مبلغ دو ہزار روپیہ سالانہ آمدنی کا معیار مقرر کیا جائے۔

— پنڈت مالویہ علیل ہیں۔ ڈاکٹروں نے انہیں سفر انگلستان ملتوی کرنے کا مشورہ دیا ہے۔

— لندن – ۴ اپریل – معلوم ہوا ہے کہ ۸ مئی کو پارلیمنٹ حضور ملک معظم کو ایک سپاسنامہ پیش کرے گی۔

— بمبئی – ۴ اپریل – حکومت بمبئی کا ایک اعلان مظہر ہے کہ حادثہ کراچی بالخصوص مقامی افسروں کی احتیاطی تدابیر کے متعلق تحقیقاتی کمیٹی قائم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ حکومت کا خیال ہے کہ اس فیصلے کا اعلان کرتے ہوئے ایک مفصل اعلان شایع کرے جس میں اس فیصلے کے وجوہ اور حادثہ کی تفصیل پیش کی جائے۔ مقامی حکومت اس اعلان کے بارہ میں حکومت ہند سے گفت و شنید کر رہی ہے۔

— کراچی – ۴ اپریل – ہز ہائینس نواب صاحب بہاولپور آج جہاز رضوانی کے ذریعے حج سے واپس آ گئے ہیں۔

— انگورہ – ۴ اپریل – حکومت عراق کے وزیر خارجہ نوری پاشا عنقریب انگورہ تشریف لا رہے ہیں۔

— حکومت ترکی کی سالانہ رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سلطنت میں ۲۱۹ اخبارات شایع ہوتے ہیں۔

— پشاور – ۵ اپریل – وائسرائے عنقریب صوبۂ سرحد کا دورہ کریں گے۔ آپ کا یہ سفر غیر سرکاری ہوگا۔

— ایتھنز – ۴ اپریل – مقدونیہ میں باغی عنصر ابھی تک موجود ہے خیال ہے کہ وہ ایک دفعہ پھر حکومت یونان کا تختہ الٹنے کی کوشش کریں گے۔

— ایک اور خبر مظہر ہے کہ مقتدر و مشہور سرباغیوں کو گرفتار کیا جا چکا ہے۔ اُن کا مقدمہ فوجی عدالتوں کے زیر سماعت ہے۔ ۳۰۷ باغیوں کو گولی سے اُڑا دینے کا حکم صادر ہو چکا ہے۔

— حکومت فرانس نے پیرس میں ایک کالج کھولنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جس میں ترکی زبان، ترکی ادب اور ترکی تاریخ کی تعلیم دی جائیگی۔

— اس خبر کی تردید ہو چکی ہے کہ بمبئی میں کسی مسلمان نے ایک ہندو کو آنحضرت صلعم کی تصویر شایع کرنے کی وجہ سے قتل کر دیا۔ اخبارات نے یہ خبر "اپریل فول" کے سلسلہ میں شایع کی تھی۔

— ایم سٹالن صدر جمہوریہ روس نے ایک ملاقات کے دوران میں کہا کہ ۱۹۱۴ء کی نسبت ۱۹۳۵ء میں ایک عالمگیر جنگ کا بہت زیادہ امکان ہے۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں جناب خلیفہ قادیان کی شہادت

تین روز کے بیانات کا خلاصہ

(۲)

س) کیا یہ ٹھیک ہے۔ کہ مرزا صاحب نبی تھے۔ اور بہت سے مسلمان ان کے مخالف ہیں اور علماء بھی (ج) بہت سے ایسے لوگ ہیں۔ جو حضرت مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے

س) جو یہ کہے کہ میں اسلام میں داخل ہوں۔ مگر محمد صاحب کو آخری نبی نہیں مانتا۔ اور تمام رسولوں سے بڑھ کر نہیں مانتا۔ اسے آپ کیا سمجھتے ہیں (ج) میرے نزدیک مسلمان ہو کر جو یہ عقیدہ نہیں رکھتا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے افضل تھے۔ وہ غلطی کرتا اور اسلام کے خلاف کہتا ہے اور میرے نزدیک جو مسلمان یہ تسلیم نہیں کرتا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت قیامت تک جاری ہے۔ بلکہ یہ سمجھتا ہے کہ آپؐ کی نبوت ختم ہو کر اور نبوت کی ضرورت ہے۔ وہ غلطی کرتا ہے۔

س) آپ نے ایک طرف تو کہا۔ کہ جو مسلمان یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ محمدؐ صاحب آخری نبی نہ تھے۔ اور دوسرے انبیا سے بڑھ کر نہیں مانتا۔ وہ غلطی کرتا ہے۔ اور دوسری طرف کہا۔ جو نبوت ختم سمجھتا ہے۔ وہ اسلام کے خلاف کرتا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے (ج) آخر اسے کہتے ہیں جو بعد میں آئے۔ جو اندر ہی ہو وہ بعد نہیں کہلاتا۔

س) آپ کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ محمد صاحب کے بعد نبی آسکتا ہے۔ مگر دوسرے مسلمان کہتے ہیں۔ کہ کوئی نبی نہیں آسکتا۔ (ج) ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو نبوت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے تابع ہے۔ وہ بعد نہیں۔ اور یہ درست نہیں کہ سارے مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع کوئی نبی نہیں آسکتا۔

س) میں نے صحابہ کے متعلق نہیں پوچھا (ج) میں صحابہ کو مسلمان سمجھتا ہوں۔ صحابہ مسلمان تھے۔ اور ان کا عقیدہ یہ تھا۔ کہ ایسا نبی آسکتا ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع ہو ہم یہ مانتے ہیں کہ آپ کے ماتحت آپ کی شریعت قائم کرنے کے لئے نبی آسکتا ہے۔ دوسرے سارے مسلمان اس کا انکار نہیں کرتے۔ ان میں بھی ایسے ہیں۔ جو اس بات کو مانتے ہیں۔

س) آپ مانتے ہیں کہ مرزا صاحب کے بعد ان کی جماعت کی دو پارٹیاں ہوگئیں۔ ایک لاہور کی پارٹی اور ایک قادیان کی (ج) ہاں حضرت خلیفۃ المسیح اول کے بعد دو پارٹیاں ہوگئیں

س) آپ دوسرے خلیفہ ہیں (ج) ہاں

س) کیا آپ سمجھتے ہیں کہ لاہوری جماعت کے لوگوں کو آپ سے اصولی اختلاف یہی ہے کہ آپ مرزا صاحب کو نبی سمجھتے ہیں (ج) میرے نزدیک یہ درست نہیں۔ میرے نزدیک مجھ سے ذاتی عداوت اختلاف کی اصل ذمہ دار ہے۔

س) آپ اپنی جماعت کو کہتے ہیں کہ تمام دنیا کو دشمن سمجھے (ج) میرے الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی جب تک سب دنیا سے ہوشیار نہ رہے۔

س) میں کہتا ہوں آپ نے کہا سب کو دشمن سمجھو (ج) فقرہ دکھائیں۔

س) جو دوسرے مسلمان ہیں کیا آپ کی جماعت کے لوگ ان کو نہ لڑکیاں دیتے ہیں اور نہ ان کی لڑکیاں لیتے ہیں (ج) ہم لڑکیاں دیتے نہیں لے لیتے ہیں۔ سوائے تین چار سال کے کہ ہماری جماعت میں لڑکیوں کی تعداد زیادہ ہوگئی۔ اس لئے اپنے اندر رشتہ کرنے کے لئے عارضی طور پر ایک مدت مقرر کر دی ہے کہ دوسروں کی لڑکیاں نہ لی جائیں۔

س) اگر کوئی مر جائے۔ اور وہ احمدی نہ ہو۔ تو کیا آپ اس کے جنازہ پر جائیں گے (ج) جنازہ پر جائیں گے دفن کریں گے۔ مگر جنازہ نہیں پڑھیں گے۔

س) جو احمدی نہیں ان کے پیچھے نماز پڑھ لیں گے یا نہیں (ج) نہیں۔

س) جو احمدی نہیں۔ وہ آپ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے؟ (ج) یہ وہ بتا سکتا ہے۔ کوئی میرے پیچھے نماز پڑھے۔ مجھے اس سے کیا۔ میں نے کبھی کسی کو روکا نہیں۔

س) کیا یہ ٹھیک ہے کہ اسلام میں حکم ہے تبلیغ کرو (ج) ہاں

س) تبلیغ کا کام آپ شد و مد سے کرتے ہیں۔ آپ نے یوم التبلیغ مقرر کیا ہوا ہے (ج) ہاں یہ ٹھیک ہے۔

س) آپ سمجھتے ہیں تبلیغ کرنا ہر مسلمان کا حق ہے (ج) دنیا کے ہر شخص کا خواہ وہ عیسائی ہو یا ہندو حق ہے کہ اپنے مذہب کی تبلیغ کرے۔ مسلمان کی کیا شرط ہے۔

س) کئی آدمی ایسے ہیں جو پہلے آپ کے ساتھ شامل تھے پھر اوروں کے ساتھ جا شامل ہوئے (ج) ہر سال چار پانچ چھ ہزار مرد میری جماعت میں داخل ہوتے ہیں۔ اور جانے والے سال میں دو چار ہوتے ہوں گے۔ اور کبھی نہیں بھی ہوں گے۔

س) آپ کے پاس قادیان میں انصاف کا محکمہ ہے (ج) انصاف کے محکمہ سے آپ کی کیا مراد ہے۔

س) جہاں جھگڑوں کا فیصلہ کیا جاتا ہے (ج) ایسے جھگڑے جو قابل دست اندازی پولیس نہیں ہوتے ہمارے پاس آجائیں تو ان کے لئے فیصلہ کرنے والے مقرر کر دئے جاتے ہیں تاکہ وہ طے کر دیں اور جو پولیس کی دست اندازی کے قابل ہوں۔ ان کے متعلق کہہ دیا جاتا ہے۔ پولیس میں لے جائیں۔

س) اس کے لئے کوئی محکمہ قائم کیا ہوا ہے (ج) ہاں محکمہ قضا ہے۔

س) اس میں دیوانی مقدمات بھی کئے جاتے ہیں (ج) ہاں مالی معاملات کا بھی فیصلہ کیا جاتا ہے۔ مگر ہم کسی کو مجبور نہیں کرتے۔

س) آپ کے اس محکمہ میں کوئی شکایت کرنی ہو۔ تو اس کے لئے کوئی کاغذ مقرر کیا ہوا ہے (ج) مجھے اس کا علم نہیں مجھے جہاں تک علم ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ یہ محکمہ قضا کو علم ہوگا

س) ایک کاغذ دکھا کر) اس شکل کا کاغذ آپ نے دیکھا ہوا ہے۔ یہ لوکل انجمن احمدیہ کا ہے (ج) میرے سامنے کبھی نہیں آیا۔ میں آج پہلی دفعہ اسے دیکھ رہا ہوں۔ اس کا محکمہ قضا کو واسطہ نہیں۔ یہ لوکل انجمن احمدیہ قادیان سے تعلق رکھتا ہے اور لوکل انجمن الگ ہے۔ اور مرکزی انجمن الگ۔

س) آپ کو یہ بھی علم نہیں کہ یہ کاغذ ایک آنہ کو بکتا ہے

(ج) نہیں۔

س) قادیان میں آپ کے وزیر خارجہ و وزیر عامہ بھی ہے (ج) میرے کوئی وزیر قادیان میں یا اور کہیں نہیں۔

س) آپ نے جو کام کرنا ہو۔ خود کرتے ہیں (ج) ہمارا نظام یہ ہے کہ صدر انجمن کے مختلف محکموں کے افسر مقرر ہیں۔ ان کو ناظر کہتے ہیں۔ ان کو مقرر میں کرتا ہوں۔ اور وہ جواب دہ قانونی طور پر صدر انجمن کے آگے ہوتے ہیں۔ اور اپنے صیغہ کے آخری ذمہ دار ہوتے ہیں۔ صدر انجمن انتظامی جماعت ہے۔ ناظروں کو میں اس لئے مقرر کرتا ہوں کہ ہماری جماعت مذہبی جماعت ہے میں دیکھ لوں۔ جو مقرر ہوئے۔ وہ ہمارے منشاء کو پورا کرنے والے اور موزون ہیں۔

س) آپ نے احمدیہ کور بنائی ہے (ج) صدر انجمن کے نظام کے ماتحت بنی تھی۔ اب مجھے اس کے متعلق علم نہیں۔

س) کب سے نہیں (ج) ڈیڑھ سال سے۔ اس کا کوئی کام میرے سامنے نہیں آیا۔ اور میں نے سنا نہیں کہ اس نے کوئی کام کیا۔

س) آپ نے آدمی مقرر کیا نشانہ سکھانے کے لئے (ج) اس کا صدر انجمن سے تعلق ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ اب ایسا انتظام ہے یا نہیں۔ مجھے علم نہیں۔ پہلے اس قسم کا انتظام تھا۔ جیسے سکاوٹ وغیرہ کا ہوتا ہے۔ تاکہ وہ جلسوں وغیرہ کا انتظام کریں۔ مجھے دو سال سے اس کے متعلق علم نہیں۔ کہ اب یہ انتظام ہے یا نہیں۔

س) عورتوں کو بھی نشانہ وغیرہ سکھایا جاتا ہے (ج) میں نے اپنی بیویوں سے بعض اوقات بندوق چلوائی ہے۔ اور جس گھر میں بندوق ہو۔ اس کی عورتیں کبھی چلا لیتی ہیں۔ یوں عورتوں کے لئے اس قسم کا کوئی انتظام نہیں۔

س) یہ ٹھیک ہے کہ آپ نے اپنی جماعت کو کہا کہ فوجی تعلیم سیکھو (ج) فوجی تعلیم سے آپ کی کیا مراد ہے۔ کیا یہ کہ فوج میں بھرتی ہو جاؤ۔

س) نہیں یہ کہ نشانہ وغیرہ سیکھو۔ بندوقیں رکھو (ج) میں ہمیشہ کہتا رہتا ہوں۔ کہ جن کو لائسنس مل سکتے ہیں۔ ان کو بندوقیں لینی چاہئیں۔ اور چلانی سیکھنی چاہئیں۔

عدالت کا وقت ختم ہونے کی وجہ سے کارروائی بند کی گئی اور بیان سننے کے بعد جناب خلیفہ صاحب نے لکھایا۔

مجھے بعد میں محمد علی صاحب کی وصیت کے متعلق یاد آیا۔ کہ ان کے متعلق یہ فیصلہ کیا گیا تھا۔ کہ چونکہ وفات کے وقت ان کا قرضہ ان کے مال سے زیادہ ہو گیا ہے لیکن اُن کی زندگی میں انجمن ان کی وصیت منظور کر چکی ہے۔ اس لئے بہشتی مقبرہ میں ان کو دفن کیا جائے۔

۲۵ مارچ ۱۹۳۵ء

یہ عام قاعدہ نہیں ہے کہ جس کا قرضہ جائداد سے زیادہ ہو اور اُس نے وصیت کرائی ہوئی ہو۔ اُس کے ترکہ میں سے کچھ نہ لیا جائے۔ بعض اوقات کسی کی وصیت صدر انجمن منسوخ بھی کر دیتی ہے۔ جہانتک مجھے یاد ہے۔ محمد علی صاحب نے اس وقت وصیت نہ کی تھی۔ جبکہ وہ جیل میں تھے۔ بلکہ پہلے کی ہوئی تھی۔ میرے سامنے محمد علی صاحب کی وصیت منظوری کے لیے پیش نہ ہوئی تھی۔ نہ کوئی اور پیش ہوتی ہے۔ میں نے محمد علی صاحب کے مقدمہ کی پیروی کے لیے کسی کو مقرر نہیں کیا تھا۔ مجھے ذاتی علم نہیں کہ جماعت نے اس کے مقدمہ کی پیروی کی۔ میں نے سُنا ہے کہ مرزا عبدالحق صاحب وکیل۔ مولوی فضل الدین صاحب، پلیڈر، پیر اکبر علی صاحب ایڈووکیٹ جنہوں نے مقدمہ کی پیروی کی میری جماعت کے ہیں۔ مولوی فضل الدین صاحب نے اس کا مجھ سے ذکر کیا۔ پیر اکبر علی صاحب نے مجھے یاد نہیں کہ کہا ہو۔ میں نے سُنا ضرور تھا۔ کہ انہوں نے پیروی کی۔ مولوی فضل الدین صاحب کا عہدہ مشیر قانونی کا ہے۔ مرزا عبدالحق صاحب کے متعلق مجھے معلوم نہیں کہ اس وقت جماعت احمدیہ گورداسپور کے امیر تھے۔ اس وقت وہ جماعت احمدیہ گورداسپور کے پریذیڈنٹ ہیں۔ محمد علی صاحب کو سیشن کورٹ سے موت کی سزا ہوئی تھی۔ مجھے یہ ذاتی علم نہیں ہے کہ میری جماعت نے ان کی ہائی کورٹ کی اپیل کے لئے چندہ کیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ پریوی کونسل میں اپیل نہیں کی گئی تھی۔ یہ یاد ہے کہ کسی نے گورنر سے رحم کی درخواست کی تھی۔ یہ معلوم نہیں کہ کس شخص کے نام پر وہ اپیل تھی۔ محمد علی صاحب صوبہ سرحد کے رہنے والے تھے۔

یہ مجھے معلوم نہیں کہ محمد علی صاحب واقعہ قتل سے کتنا عرصہ پہلے قادیان آئے تھے قادیان میں مجلس شوریٰ ہوئی تھی جس میں بہت سے لوگ باہر کی جماعتوں کے آئے تھے۔ اس وقت محمد علی صاحب بھی آئے تھے۔ میں نے اس واقعہ قتل سے ۲۰-۲۱ روز قبل پبلک میں جو کچھ کہا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ مباہلہ والوں پر خدا تعالےٰ کا عذاب آسمان سے آئیگا۔ وہ خدا کی گرفت میں آ جائینگے نہ کہ انسانی عذاب میں۔

"الفضل" یکم اپریل ۱۹۳۰ء میں مباہلہ والوں کے متعلق جو ذکر ہے وہ میری تقریر کا خلاصہ ہے اور درست ہے۔

جب محمد علی صاحب جیل میں تھے۔ تو مجھے اتنا یاد ہے کہ ان کا ایک خط میرے پاس آیا تھا جس میں انہوں نے یہ اقرار کیا تھا۔ کہ مجھ سے یہ فعل احمدیت کی ناواقفیت کی وجہ سے ہو گیا ہے اب میں نے سلسلہ کی کتابیں پڑھی ہیں اور مجھے اپنی غلطی کا علم ہوا ہے اور میں توبہ کرتا ہوں۔ دعا کریں خدا تعالیٰ میری غلطی معاف کر دے وہ چٹھی محفوظ نہیں کیونکہ اس پر تین چار سال گزر چکے ہیں البتہ میں نے اس کا ذکر اپنے ایک خطبہ میں کیا تھا۔ اگر موقعہ ہے تو وہ پیش کر سکتا ہوں۔

میں اس مسلمان کو جہنمی جانتا ہوں جو دیدہ دانستہ کسی مسلمان کو قتل کرے اور پھر توبہ نہ کرے۔ توبہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنی غلطی کا اقرار کرے۔ اسے گناہ سمجھے اور اپنے اس فعل پر ندامت کا اظہار کرے۔

(س) آپ اس مسلمان کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں کیا جنتی ہے یا کافر جو کہ خدا کو ایک مانتا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کا آخری اور سچا پیغمبر جانتا ہو اور قرآن کو خدا کی سچی اور الہامی کتاب مانتا ہو۔ نماز پڑھتا ہو مرزا غلام احمد صاحب کو نیک آدمی کہتا ہو۔ مگر ان کو نبی علی نہ مانتا ہو۔

(ج) جا میرا یہ عقیدہ ہے۔ ہم کہ چونکہ حضرت مرزا صاحب خدا کے بھیجے ہوئے رسول اور قرآن کی پیشگوئیوں کے مطابق آئے ہیں اس لئے یہ ہو نہیں سکتا کہ کوئی شخص سمجھکر خدا تعالیٰ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن پر ایمان رکھتا ہو اور پھر حضرت مرزا صاحب پر ایمان نہ لائے۔ جو شخص خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتا۔ قرآن کریم اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر غور نہیں کرتا۔ اور ان تینوں امور کے باوجود حضرت مرزا صاحب کی باتوں کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہے۔

اگر کسی شخص میں وہ ساری شرائط پائی جاتی ہیں جو اسلام میں مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہیں تو وہ مسلمان ہے ورنہ خدا تعالیٰ پر ایمان لانے قرآن کریم کے ماننے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سچا سمجھنے کا دعوےٰ کرنے کے باوجود مسلمان نہیں ہوگا۔

حضرت مرزا صاحب کو نبی نہ ماننے والوں میں ایسے لوگ بھی ہو سکتے ہیں جو مسلمان ہوں اور ایسے بھی جو کافر ہوں۔ میں اس شخص کو مسلمان سمجھتا ہوں۔ جو یہ یقین رکھتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے الہامات خدا تعالےٰ کی طرف سے ہیں۔ گو یہ کہے کہ میں ان کی تحریروں میں جو نبی کا لفظ آیا ہے اس کے معنی حقیقی نبی نہیں کرتا۔ نبی کے سوا دوسروں کا ہر الہام قطعی اور کامل نہیں ہو سکتا۔

میرے عقیدہ کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت مرزا صاحب کے آنے تک کوئی نبی نہیں آیا۔ یہ سچ ہے کہ اس عرصہ میں بعض نے نبوت کا دعوےٰ کیا۔ مگر میرے عقیدہ کے رو سے ان کا دعوےٰ غلط ہے اور ایسا دعوےٰ کرنیوالے غلطی پر تھے۔

قادیان میں جو احمدی پٹھان رہتے ہیں میرے نزدیک وہ شریف آدمی ہیں ان سے مجھے حملہ کرنے کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ میں بغیر حوالہ دیکھے نہیں کہہ سکتا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے جو لاہوری فریق کے امیر ہیں کوئی شکایت کی کہ پٹھان مجھے مار نہ دیں۔

میں اپنی جماعت کے جس آدمی پر اس کی کسی غلطی کی وجہ سے ناراض ہوں، اس کا گھر بار ضبط نہیں کیا کرتا۔ بعض ایسے لوگ جن کے اخلاق خراب اور ناپسندیدہ حرکات کا بچوں پر بُرا اثر پڑتا ہوا اور وہ جماعت سے تعلق رکھتے ہوں۔ ان سے میں خواہش کرتا ہوں۔ کہ قادیان سے چلے جائیں ... بعض چلے جاتے ہیں بعض نہیں بھی جاتے۔ میں غلام نبی کو جانتا ہوں۔ اس کے متعلق اپنی جماعت کے کارکنوں سے کسی نے جب مجھ سے ... کیا کہ وہ ناپسندیدہ حرکات کرتا ہے۔ کیا کیا جائے۔ تو میں نے خواہش کی کہ وہ قادیان سے باہر چلا جائے۔

عدالت۔ وہ قادیان سے چلا گیا تھا۔ (جواب) ہاں۔ میں نے اس کے رشتہ داروں سے کہا تھا۔ کہ جب تک وہ اصلاح نہ کرے قادیان نہ آئے۔

اس موقعہ پر ایک تحریر پیش کی گئی جس کے متعلق کہا کہ یہ خط میرا ہی معلوم ہوتا ہے۔ گو اس کی سیاہی وہ نہیں۔ جو میں عام طور پر استعمال کیا کرتا ہوں۔ اس میں وہ مضمون ہے جو میں نے ایک چٹھی میں لکھا تھا۔

میں محفوظ الحق علمی کو جانتا ہوں۔ مجھے یاد نہیں کہ اسے نکالا گیا تھا اس کے خلاف شکایت پیدا ہوئی تھی۔ اس لئے سلسلہ کی ملازمت سے علیحدہ کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد وہ کچھ دن رہا۔ اور پھر چلا گیا۔

میں محمد اسماعیل ولد حکیم قطب الدین کو جانتا ہوں۔ اس کو جماعت احمدیہ سے نکالا گیا ہے۔ ناظر امور عامہ ... نے میرے ایک قانون کی بنا پر اسے نکالا۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس کے ماں باپ اور بہن کو جو احمدی ہیں اس سے تعلقات نہیں رکھنے چاہئیں تھے۔

شاہ عالم کو بھی جماعت سے نکالا گیا تھا جہاں تک مجھے معلوم ہے وہ قادیان سے باہر نہیں گیا۔ نہ محمد اسماعیل باہر گیا ہے۔ مجھے یاد نہیں کہ گل نور کو جماعت سے خارج کیا گیا ہو۔ وہ اب قادیان میں ہی ہے مجھے معلوم نہیں۔ ابراہیم علی کو بید مارے گئے۔ بید مارنے کی سزا ہم کبھی نہیں دیتے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ جیسے سکولوں میں سزا ملتی ہے، ہاتھوں پر سوٹیاں ماری گئی ہوں۔

میں عبدالسلام ولد ڈاکٹر عبداللہ کو جانتا ہوں۔ مجھے یہ یاد ہے کہ اس کے لئے کوئی سزا تجویز کی گئی تھی۔ یہ یاد نہیں کہ وہ سزا کیا تھی یقینی طور پر تو نہیں کہہ سکتا۔ لیکن بہت ممکن ہے کہ اس کے باپ کو کہا گیا ہو کہ وہ اسے سزا دے اور ممکن ہے کہ اسے سزا نہ ملی ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس لڑکے کے باپ کو کہا گیا ہو۔ کہ اگر لڑکے کی والدہ اس کو منع کرتی ہے کہ جو سزا اس کی اصلاح کے لئے تجویز کی گئی ہے وہ نہ دے تو آپ اس سے تعلق نہ رکھیں۔

یاد تازہ کئے بغیر نہیں کہہ سکتا۔ کہ ڈاکٹر عبداللہ صاحب کو اس لئے ۲۵ روپے جرمانہ کیا گیا کہ تمہارا لڑکا سزا نہیں پاتا اور تم سزا دلانے کے لئے تیار نہیں۔

جس کو اخراج کی سزا ملی ہو۔ اس سے تعلقات نہ رکھنے کے لئے کہنا میرا کام نہیں۔ ایسے امور امور عامہ کے متعلق ہیں مجھے معلوم نہیں کہ ناظر امور عامہ نے دوسری عورتوں کو ڈاکٹر عبداللہ صاحب کی عورت سے نہ ملنے کا حکم دیا۔ قادیان سے کسی کو چلے جانے کے لئے کہنا میرے سامنے پیش ہوتا ہے آگے اس کے نتیجہ سے جو تفصیلات پیدا ہوں وہ امور عامہ سے تعلق رکھتی ہیں۔

میں عبدالکریم صاحب کو جانتا ہوں۔ ان کے لڑکے عبدالعزیز کے متعلق مجھے یاد ہے کہ اسے جماعت سے خارج کیا گیا تھا یا قادیان سے چلے جانے کے لئے کہا گیا تھا۔ عبدالکریم کی لڑکی آمنہ کے متعلق مجھے یاد نہیں۔

(اس پر عدالت ایک بجے لنچ کے لئے بند ہوئی)

لنچ کے بعد کا بیان

۱۶ اپریل ۱۹۳۰ء کے "الفضل" میں جو خطبہ ہے اس میں آمنہ کے متعلق جو حوالہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ درست ہے خطوط کے متعلق اس خطبہ میں جو حوالہ ہے وہ بھی درست ہے۔ شیخ فتح محمد صاحب مینجر سٹور قادیان کو بھی جماعت سے خارج کیا گیا تھا۔ وہ کچھ عرصہ جماعت سے نکالے جانے پر بھی قادیان رہے پھر چلے گئے۔

میں خواجہ اعجاز علی شاہ صاحب کو جانتا ہوں یہ یاد نہیں کہ ان کو جماعت سے نکالا گیا تھا۔ اور نہ یہ یاد ہے کہ جماعت کے کسی آدمی نے ان کو کلہاڑی سے مارا تھا۔ عبدالعزیز، ابراہیم علی، عبداللہ ولد نوردین میں سے کسی کی قادیان میں جائداد نہیں۔ شیخ فتح محمد صاحب کے متعلق میں کہہ نہیں سکتا کہ ان کی جائداد ہے یا نہیں۔ ان کی جائداد ضبط نہیں کی جاتی اور نہ ہم قانوناً کر سکتے ہیں جن کو جماعت سے خارج کیا جائے عبدالکریم مباہلہ والا کا جہاں مکان تھا وہ جگہ میرے بھائی نے واجب العرض قادیان کی زیر دفعہ ۸ حاصل کی تھی اور صدر انجمن کو دی تھی۔

میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ جائداد جو غیر قابض اور غیر مالک کی ہو جس نے اس میں رہائش ترک کر دی ہو۔ بغیر قبضہ چھوڑ دے اس جائداد پر مالک قابض ہو جائیں گے۔ کیونکہ اس کے متعلق مجھے قانون کی واقفیت نہیں۔ اس بارہ میں وہی کہا جائے گا۔ جو قانون کہتا ہے۔

مجھے یاد ہے کہ میں نے اپنے مختار سے کہا تھا کہ غیر مالکوں سے جن میں عبدالکریم کا باپ بھی شامل تھا، تحریر لی جائے کہ اگر مکان چھوڑ جائیں تو مالکوں کی جگہ ہو گی۔ مجھے معلوم نہیں اس کے لئے اس نے

(باقی بر صفحہ ۶)

تار کا پتہ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۰

قل یا اھل الکتب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیار پوری

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا ندا

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفاں ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۳ | لاہور۔ یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۷ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۱ اپریل ۱۹۳۵ء | نمبر ۲۴

بدوملہی میں عیسائیوں سے دو کامیاب مناظرے

عیسائی مناظر پادری پال کو شکست فاش

(از جناب شیخ اللہ بخش صاحب سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام)

بدوملہی ضلع سیالکوٹ میں ۳۰۔ ۳۱ مارچ و یکم اپریل کو عیسائیوں اور آریوں کے سالانہ جلسے منعقد ہوئے۔ ہر دو فریق نے اپنے جلسوں میں تبادلہ خیالات کیلئے وقت دینے کا اعلان کیا ہوا تھا۔ ہمیں افسوس ہے کہ باوجود متواتر مطالبات کے آریہ سماج نے اپنا وعدہ ایفا نہ کیا۔ مگر عیسائی صاحبان نے ہمیں وقت دے دیا۔ مرکز کی طرف سے سید اختر حسین صاحب کو یہاں بھیجا گیا۔ ۳۱ مارچ کو صبح دس بجے سب سے پہلے پادری جمیل دین صاحب نے "الوہیت مسیح" پر تقریر کی۔ جس کے بعد شاہ صاحب اور پادری سلطان محمد صاحب پال کے درمیان اسی موضوع پر مباحثہ شروع ہوا۔ پادری صاحب کے دلائل یہی تھے کہ مسیح خدائی روح ہے۔ اس لئے خدا ہے۔ اس نے مردے زندہ کئے۔ اندھوں کو بینا کیا اس لئے خدا ہے۔ سید صاحب نے جواب میں کہا کہ روح اللہ سے معمور ہونا اگر خدائی کی دلیل ہے تو نطلی ابن اوری بھی روح اللہ سے معمور تھا۔ (خروج ۳۵/۳۰-۳۱) یوحنا ماں کے پیٹ سے روح القدس سے معمور ہو گیا تھا (لوقا ۱/۱۵) کیا وہ بھی خدا تھے۔ مردے زندہ کرنا وغیرہ معجزات دیگر انبیاء نے بھی دکھائے ہیں۔ الیسع نے مردہ زندہ کیا (۲ سلاطین ۴/۳۵) حزقیل نے ہزاروں مردے زندہ کئے (حزقیل ۳۷) ایلیا نے مردہ زندہ کیا (۱ سلاطین ۱۷/۲۲) کیا ان کو بھی خدا مانو گے۔ پادری صاحب کے تمام دلائل کا شاہ صاحب نے دندان شکن جواب دے کر منطقیانہ، فلسفیانہ اور نیز نقلی دلائل سے مسیح کی الوہیت کی تردید کی۔ پادری صاحب دلائل کے میدان میں عاجز آکر اپنی عربی دانی پر ناز کرنے لگے۔ اور منطق و فلسفہ میں ماہر ہونے کا دعویٰ کیا۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ چونکہ آپ اب حقیقت واضح کرانا چاہتے ہیں اسلئے میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ پادری صاحب واقعی منطق و فلسفہ کے فاضل ہیں۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ گذشتہ سال میرے ساتھ بیٹھ کر آپ نے مولوی فاضل کا امتحان دیا۔ اور ناکام طلباء کی صف کو اپنے اسم گرامی سے زینت بخشی۔ باقی اگر عربی دانی کا دعویٰ ہے تو ابھی عربی زبان میں مکالمہ شروع کیجئے۔ دنیا دیکھے گی کہ دونوں میں کون عربی جانتا ہے۔ پادری صاحب صم بکم بن گئے۔ بار بار کے مطالبہ پر چوہدری عطاء اللہ صاحب صدر جلسہ کی معرفت کہلوایا۔ کہ کوئی غیر قادیانی اور غیر مسیحی منصف مقرر کر لیں۔ تو عربی میں کلام کریں۔ شاہ صاحب نے فوراً اس عذر کو توڑا۔ اور مولوی محمد حنیف صاحب (امام مسجد مبارک لاہور) کا نام پیش کر دیا۔ جو پاس ہی بیٹھے تھے۔ مگر پادری صاحب ایسے خاموش ہوئے کہ پھر نہ بولے۔ بہرحال لوگوں پر ایک طرف اگر الوہیت مسیح کی قلعی کھلی تو دوسری طرف پادری صاحب کے بلند بانگ دعاوی کی حقیقت بھی واضح ہو گئی۔

دوسرا مباحثہ نجات پر تھا۔ اصل میں یہ مباحثہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے ہونا تھا۔ جو یہاں آریوں سے مباحثہ کرنے آئے ہوئے تھے۔ اور پادری سلطان محمد صاحب کا بیان ہے۔ کہ ان سے مولوی ثناء اللہ صاحب نے مباحثہ کا وعدہ بھی کیا تھا۔ لیکن آخر کار مباحثہ کے لئے نہ نکل سکے۔ لوگ عموماً یہ خیال کرتے ہیں کہ پادری سلطان محمد صاحب سے مسئلہ نجات پر مباحثہ کرنے ہوئے مولوی ثناء اللہ صاحب گھبراتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب بہرحال ہم لوگ میدان میں پہنچ گئے۔ اور جناب سید اختر حسین صاحب نے نجات پر مباحثہ کیا۔ پال صاحب نے بیان کیا تھا کہ مسیح پر ایمان لانے سے انسان کی قوت ملکیہ، قوت سبعیہ، بہیمیہ اور شہوانیہ پر غالب آجاتی ہے۔ اور وہ گناہ سے بچ جاتا ہے۔ شاہ صاحب نے جواب میں فرمایا کہ اس کا تو یہ مطلب ہے کہ پھر گناہ کا صدور بھی نہیں ہو سکتا۔ مگر کیا کوئی عیسائی سینہ پر ہاتھ رکھ کر کہہ سکتا ہے کہ میں گناہ سے معصوم ہوں بلکہ یورپ کی تمام بدکاری کا بار اگر کسی مذہب پر ہے تو وہ عیسائیت ہے۔ اور پھر کسی عقیدہ پر ہے تو وہ کفارہ پر ہے اس دلیل پر پادری صاحب آئندہ کیلئے دم بخود رہ گئے۔ پادری صاحب نے آیہ منکم الا واردھا پیش کی۔ جس کا پادری صاحب کو علمی رنگ میں جواب دیا گیا۔ تو اس کو بھی آئندہ کے لئے چھوڑ بیٹھے۔ لوگ حیران تھے کہ اس آیت پر تو پادری صاحب بڑا زور دیا کرتے ہیں۔ آج کیوں اپنے دلائل کو چھوڑے جاتے ہیں۔ مگر درحقیقت انہیں علم تھا کہ آج مقابل کی چوٹ ہے۔ اس لئے انہوں نے خاموشی میں ہی بہتری سمجھی۔ آپ نے ایک حدیث بھی پڑھی فیضع الرب قدمہ علیہا خدا جہنم میں قدم رکھے گا۔ تب ٹھنڈی ہوگی اور کہا کہ اسلام میں نجات نہیں۔ خدا کو اپنا پاؤں جہنم کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اس میں ڈالنا پڑتا ہے سید صاحب نے جواب میں فرمایا کہ افسوس پادری صاحب اس معرفت کے نکتہ سے بے خبر ہو کر اعتراض کر رہے ہیں۔ اس حدیث کا مطلب تو یہ ہے کہ انسانی خواہشات ایک جہنم کی طرح بھڑک رہی ہیں اور ھل من مزید کا نعرہ لگا رہی ہیں۔ جب تک خدا کے ساتھ تعلق پیدا نہ ہو۔ انسان کے دل میں خدا کا قدم داخل نہ ہو تو اسے اطمینان حاصل نہیں ہوتا۔ اور ساتھ ہی بتایا کہ پادری صاحب اس حدیث پر تو معترض ہیں۔ مگر ان کا اپنا عقیدہ یہ ہے کہ خدا خود بشکل مسیح مجسم ہو کر تین دن دوزخ میں جلتا بھنتا رہا۔ اور کباب ہوتا رہا۔ اس پر لوگوں میں مسرت کی ایک لہر دوڑ گئی اور پادری صاحب نے باقی دلائل کی طرح آئندہ اس دلیل کو بھی ہاتھ نہ لگایا۔

شاہ صاحب نے بتایا کہ از روئے انجیل مسیح سے یوحنا افضل معلوم ہوتا ہے۔ خود مسیح نے یوحنا سے بپتسمہ لیا۔ (متی ۳/۱۳-۱۵) جب اس پر

(باقی بر صفحہ ۹)

"ادھار لی ہوئی نبوت اور رسالت"

یا

"مستعار طور پر رسول اور نبی"

(از جناب مولوی عمرالدین صاحب شملوی از دہلی)

قادیانی جماعت کی ضد

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شروع سے لے کر آخر تک یہ بارہا لکھا ہے۔ کہ ان کو جو نبی یا رسول کہا گیا ہے تو یہ استعارہ اور مجاز کے طور پر ہے۔ نہ کہ حقیقت کے طور پر مگر قادیانی جماعت کی آنکھوں پر ضد اور تعصب کی کچھ ایسی پٹی بندھی ہے۔ کہ ان الفاظ کو ہمیشہ نظر انداز کر جاتے ہیں مگر میں آج اس حقیقت کو ذرا زیادہ واضح پیرایہ میں عرض کرتا ہوں۔ تاکہ یہ لوگ اس گمراہی کے گڑھے سے نکل سکیں۔ جس میں وہ میاں محمود احمد صاحب کی بے جا محبت کی وجہ سے وہ جا گرے ہیں۔ اور بمصداق "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" یونہی خس و خاشاک کو ہاتھ مار رہے ہیں۔ اور بیّنات سے انکار کرتے چلے جاتے ہیں۔ کبھی کچھ کہتے ہیں اور کبھی کچھ۔ اور اس پر ان کو فخر یہ ہے۔ کہ ہم مہدی موعود کی جماعت ہیں

قادیانی بھائیوں کا تقلید کر رہے ہیں

اور حقیقت یہ ہے۔ کہ ختم نبوت کے یہ منکر ہیں۔ اور بابیوں اور بہائیوں کی طرح چالبازی سے کام لے رہے ہیں اور دراصل دشمن اسلام ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی تعلیم سے کوسوں دور ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ تو فرماتے ہیں۔ کہ نبوت کے مدعی پر ہم بھی لعنت بھیجتے ہیں۔ اور یہ نادان دوست کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نبوت کے مدعی تھے۔ نعوذ باللہ من ذالک

نبی کا لفظ مجازی طور پر استعمال ہوا ہے

ہاں یہ سچ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کو بوجہ ان کے فنا فی الرسول ہونے کے بارہا نبی اور رسول کہہ کے پکارا ہے اور حدیث نبوی میں بھی مسیح موعودؑ کے لئے لفظ نبی اللہ موجود ہے۔ مگر یہ بطور مجاز کے ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو قرآن مجید نے کھلے الفاظ میں آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین کہہ کر نبیوں کے سلسلہ کو منقطع قرار دیا ہے۔ دوسری طرف خود آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے "لا نبی بعدی" میرے بعد اب کوئی نبی نہیں ہے۔ میں آخری نبی ہوں۔ پس آپ کے خلفاء میں سے یا آپ کے اولیاء میں سے مسیح موعودؑ کو جو نبی کا خطاب ہے۔ وہ ایک اعزازی خطاب ہے۔ اور وہ بھی مجازی طور پر یہی وجہ ہے۔ کہ احادیث نبویہ میں مسیح موعود کو "امامکم منکم" کہہ کر آنحضرت صلعم نے ایک امتی قرار دیا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ ایک طرف ایک شخص کو امتی قرار دینا پھر اسے دوسری طرف نبی کا خطاب دینا۔ اس کے یہی معنی ہو سکتے ہیں۔ کہ دراصل وہ ایک امتی شخص ہے جسے مجازی طور پر نبی کا خطاب دیا گیا ہے۔

مجازی نبوت

اب تمام دنیا میں پھر و۔ اور تمام زبانوں کو تلاش کر کے دیکھو کہ کبھی مجازی نام "حقیقت" پر محمول ہوتا ہے۔ مجاز تو ہمیشہ آتا ہی وہاں ہے۔ جہاں حقیقت متعذر ہو۔ مثلاً ایک بہادر عورت کو "مرد" کہہ دیں تو یہ اس کا مجازی نام ہوگا۔ اس سے وہ عورتوں کی صف سے نکل کر مردوں کی صف میں نہیں آ جائے گی خواہ وہ بہادری میں بہت سے مردوں سے بھی بڑھی ہوئی ہو لیکن وہ کہلائے گی عورت ہی۔ اسی طرح وہ شخص جو امتی ہے۔ اگر بوجہ کمالات نبوت کے نبی کہہ دیا جائے۔ تو یہ اس کا مجازی نام ہے۔ اس طرح وہ امتیوں کی صف سے نکل کر انبیاء کی صف میں نہیں آ سکتا۔ کیونکہ جس طرح عورت مرد کی ضد ہے۔ اسی طرح امتی ہونا نبی ہونے کی ضد ہے۔ مگر ہمارے غالی قادیانی بجائے اس سیدھی بات کو مان لینے کے یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ کہ تمام انبیاء آنحضرت صلعم کے امتی ہیں۔ کیونکہ وہ سب آنحضرت صلعم پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔ لیکن یہ عقل کے پتلے نہیں سوچتے کہ امتی صرف ایمان لانے سے نہیں ہو جاتا۔ اس طرح تو آنحضرتؐ بھی سب نبیوں پر ایمان لانے والے ہیں۔ تو کیا سب نبیوں کے امتی تھے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ امتی کی حقیقت تو یہ ہے۔ کہ اس کا ہر کمال اس نبی کے فیض کا نتیجہ ہوتا ہے جس کی وہ اتباع کرتا ہے۔ اور بغیر استفادہ نبی متبوع کے امتی کو کوئی کمال حاصل ہی نہیں ہوتا۔ مگر تمام انبیاء بلا استفادہ کسی دوسرے نبی کے نبی ہوئے۔ اس لئے وہ ہرگز امتی نہ تھے۔ بلکہ مستقل انبیاء تھے۔ جو صاحب وحی نبوت و رسالت تھے۔ اس لئے ان کی وحی نبوت آیات اللہ یا کتاب اللہ کہلاتی ہے۔ اور یہ سب کے سب حسب منطوق آیت

انیناھم الکتاب والحکم والنبوۃ

صاحب کتاب۔ حکم اور نبوت تھے۔ نہ کہ کسی نبی کے امتی اس لئے ہمارے قادیانی دوستوں کا اپنی ناسمجھی سے تمام انبیاء کو امتی بنانا تاکہ کسی طرح حضرت مرزا صاحب جو بوجہ امتی ہونے کے مجازی نبی ہیں۔ نبی ثابت ہو جائیں۔ ایک حماقت ہے میرے قادیانی دوستو! آؤ میں تمہیں ایک تحریر ۱۹۰۲ء کی دکھاؤں۔ جس سے ہمارا تمہارا جھگڑا ختم ہو سکتا ہے سنو! مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

> محمدی مسیح کا نام ابن مریم رکھا گیا اور پھر اسی خاتم الخلفاء کا نام باعتبار ظہور تین صفات محمدیہ کے محمد اور احمد رکھا گیا۔ اور مستعار طور پر رسول اور نبی کہا گیا۔ نزول المسیح صفحہ ۵

دیکھو یہاں صاف اقرار ہے۔ کہ مسیح موعود کو جو نبی اور رسول کہا گیا ہے۔ یہ مستعار طور پر ہے جس کے صاف اور سیدھے معنی یہ ہیں۔ کہ وہ نبوت اور رسالت کی صفت سے موصوف بذات خود نہیں ہیں۔ بلکہ نبوت اور رسالت اصل میں تو محمد صلعم کی ہے حضرت مسیح موعود کو "عاریتہً" یا ادھار دی گئی ہے۔ لہٰذا مرزا صاحب نبی اور رسول نہیں ہیں۔

مستعار نبوت کی مثال

میں نے مذکورہ بالا حوالہ جب چنیبہ میں ایک قادیانی مولوی فاضل صاحب کے سامنے رکھا تو مولوی صاحب فرمانے لگے:۔

"ایک روپیہ ہے۔ وہ مجھے آپ نے دیا۔ یا میں نے ادھار لے لیا۔ یا زبردستی کسی سے چھین لیا۔ یا کہیں سے چرا لیا۔ بہرحال روپیہ روپیہ ہی ہے۔ روپیہ کی قیمت سولہ آنے ہے۔ خواہ وہ کسی طرح سے حاصل ہوا ہو۔ اسی طرح نبوت، تو بہرحال نبوت ہی ہے وہ مرزا صاحب کو خواہ کسی طرح سے ملی"

میں نے کہا۔ مولوی صاحب سوال روپے کی قیمت کا نہیں بلکہ یہ ہے۔ کہ روپیہ جب ہمارا اپنا ہے۔ اس وقت ہماری کیا حیثیت ہے۔ اور جب ہم وہی روپیہ کسی سے ادھار لے لیں تب ہماری کیا حیثیت ہے۔ اور چوری لینے کی صورت میں ہماری کیا حیثیت ہو جائے گی۔ ظاہر بات ہے۔ کہ جس کا روپیہ اپنا ہے۔ وہ اس کا مالک ہے۔ اور جس نے روپیہ قرض لیا ہے۔ وہ مقروض ہے۔ اور جس نے روپیہ چرایا ہے۔ وہ چور ہے بس اگرچہ روپیہ وہی ہے جس کی قیمت سولہ آنے ہے۔ مگر جب اسی روپے کے پانے کا ذریعہ بدل جاتا ہے۔ تو پانے والے کی حیثیت فوراً بدل جاتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس نبوت جس کی اپنی ہے۔ وہ نبی ہے۔ اور جس کو ادھار ملی، وہ اس کا مالک نہیں۔ بلکہ مقروض ہے۔ اور یہ جنس چوری تو ملتی نہیں۔ البتہ کاذب مدعی نبوت کو مفتری علی اللہ کہتے ہیں سنئے میں صحیح مثال پیش کر کے حقیقت کو واضح کرتا ہوں۔

قرآن مجید کی مثال

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو جو کتاب شریعت دی تھی اس کا نام قرآن مجید ہے۔ وہی کتاب اب ہمارے ہاتھوں میں بھی ہے۔ اور کتاب اللہ وہی ہے۔ جو آنحضرت صلعم کو بذریعہ جبریل علیہ السلام خدا نے دی تھی۔ اور کتاب کی حیثیت میں ایک زیر یا زبر کا بھی فرق نہیں ہے۔ مگر آنحضرت صلعم تو اس کتاب کے اللہ کی طرف سے لانے والے ہونے کی وجہ سے صاحب الشریعت رسول بنے۔ لیکن ہم لوگ اسی کتاب کو آنحضرت صلعم سے پانے والے ضرور ہیں۔ مگر ہم اس وجہ سے صاحب الشریعت رسول تو کجا مامور من اللہ بھی نہیں ہیں۔ بلکہ باوجود اس کامل کتاب کو ہاتھ میں رکھنے کے ہم محض امتی ہیں۔ اور اگر کوئی اس کتاب اللہ کو چرا کر لے جائے تو اس کامل کتاب کی چوری کی وجہ سے وہ جیل کی سیر کریگا۔

غور کرو۔ نبوت محمدیہ یا رسالت احمدیہ قرآن مجید ہے یا نہیں اگر ہے۔ تو ہم اس کو پا کر بھی نبی نہیں ہیں۔ بلکہ الہاماً بھی اگر ہم پر یہ اتر آئے۔ تو بھی ہم نبی یا رسول نہیں ہو جاتے۔ جیسا کہ بہت سے اولیاء اللہ کے الہامات میں آیات قرآنی کے الہامات کا ہونا اس پر دلیل ہے۔ اور حضرت مسیح موعود تو فرماتے ہیں۔ کہ حضرت امام جعفر صادقؒ نے اس شوق اور محبت سے قرآن مجید کو پڑھا کہ قرآن الہامی رنگ میں ان کی زبان پر جاری ہو گیا۔"

(دیکھو حقیقت الوحی صفحہ ۱۳۶)

پس جب کہ امام جعفر صادق علیہ السلام تمام قرآن مجید کے الہام ہو جانے پر بھی نبی اور رسول نہیں ہو گئے۔ تو حضرت مرزا صاحب بعض آیات کے نزول سے کیونکر نبی یا رسول ہو سکتے ہیں۔ صحیح بات یہی ہے۔ کہ نبوت اور رسالت محمد صلعم کی ہے۔ انؐ سے عکسی طور پر یا مستعار طور پر نبوت پا لینے سے مرزا صاحب نبی نہیں ہو سکتے۔ والسلام

حادثہ کراچی
کے متعلق حکومت کا افسوسناک طرزِ عمل

۱۹ مارچ کو کراچی میں جو خونی کھیل کھیلا گیا۔ اس پر سارا اسلامی ہندوستان ماتم کناں ہے۔ مسلمانوں کے دلوں اور دماغوں پر اس خونچکاں حادثہ نے نہایت گہرا اثر کیا ہے۔ جگہ جگہ ماتمی جلسے ہو رہے ہیں۔ چند لاعلاج اور انسانیت نا آشنا سنگھٹنیوں، مہاسبھائیوں اور آریہ سماجیوں سے قطع نظر برادرانِ وطن کے تمام شریف طبقے مسلمانوں کے اس غم میں شریک ہیں۔ ہندوستان کے نمائندے اسمبلی میں تحریکِ التوا منظور کر کے اپنے جذبات و خیالات کا اظہار کر چکے ہیں۔ ہر ایک معقول و انصاف پسند شخص ایک آزادانہ و ذمہ دارانہ تحقیقات کے مطالبہ کی تائید میں ہے۔ لیکن حکومت اس سے صاف انکار کر چکی ہے۔ ہم نے حکومتِ بمبئی کے اعلان کے ہر ایک پہلو پر نہایت ٹھنڈے دل سے غور کیا۔ لیکن ہم کو تحقیقات سے انکار کے جواز کی وجہ نہ مل سکی۔

یہ تو ایک واقعہ ہے کہ ۱۹ مارچ کو کراچی میں مسلمانوں پر گولی چلائی گئی۔ جس سے پچاس کے قریب آدمی شہید اور تقریباً ڈیڑھ سو شدید مجروح ہوئے۔ بہت سے خاندان اجڑے، بہت سی ولہنیں بیوہ ہوئیں، سینکڑوں بچے آنِ واحد میں یتیم بن گئے۔ اس سے حکومت کو انکار نہیں اور نہ وہ انکار کر سکتی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں ہوا اور مقامی حکام گولی چلانے میں کس حد تک حق بجانب تھے۔ یہ ایک ایسی بات ہے جس کے جوہ حکومت اور مقامی لیڈروں کی طرف سے بالکل مختلف پیش کی جا رہی ہیں۔ حکومت کا بیان ہے کہ ایسے حالات پیدا ہو گئے تھے کہ گولی چلانا از بس ضروری تھا۔ ورنہ شہر کراچی فرقہ وارانہ فساد کی وجہ سے برباد ہو جاتا۔ ذمہ دار مقامی لیڈروں کا دعوے ہے کہ حکومت جو کچھ کہہ رہی ہے وہ از سرتاپا غلط ہے۔ مسلمانوں کا قتلِ عام مقامی حکام کی بے تدبیری اور ذمہ داری کے عدم احساس کا نتیجہ ہے۔ ہر ایک وہ شخص جس نے ان دونوں بیانات کو پڑھا ہے اور اسکے دل میں انصاف اور صداقت کا احترام بھی موجود ہے کراچی کے اکابر کے بیان کو زیادہ مدلل اور زیادہ قرینِ قیاس پائیگا۔ پھر یہ بات بھی اکابر کراچی کی پوزیشن کو زیادہ مضبوط بنا رہی ہے کہ وہ بار بار تحقیقات کا مطالبہ کر رہے ہیں اور یہانتک تیار ہیں کہ تحقیقاتی کمیٹی تمام تر غیر مسلم ارکان پر مشتمل ہو۔ اور دوسری طرف حکومت اس سے صاف گریز و انکار کر رہی ہے۔

ہم حکومت پر بدظنی نہیں کرتے بلکہ اس کے بیان اور طرزِ عمل کو معقولیت و دلائل کی کسوٹی پر پرکھنا چاہتے ہیں۔ اگر نیز یہ بند اور

حکومتِ ہند اور حکومتِ بمبئی اور حکام کراچی یہ یقین رکھتے ہیں اور انکا یہ یقین محکم دلائل پر مبنی ہے کہ ۱۹ مارچ کو کراچی میں جو کچھ ہوا وہ بالکل صحیح تھا۔ جن لوگوں کے سینوں کو بندوقوں کی گولیوں کا نشانہ بنایا گیا۔ وہ اسی سلوک کے مستحق تھے۔ اس وقت مفادِ عامہ کا اقتضا یہی تھا کہ نہ کوئی احتیاطی تدبیر اختیار کیجائے نہ لوگوں کو جمع ہونے سے روکا جائے۔ نہ ہجوم کو انتباہی پیام دیا جائے اور نہ معمولی تشدد والے آلات کے استعمال سے حالات کو بہتر بنانے کی کوشش کیجائے۔ بلکہ جب پچاس ہزار سے زائد انسان ایک تنگ راستہ میں جمع ہو جائیں تو ان پر فوراً گولیوں کی بارش کر دی جائے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ، تو ہم اسکے خیال کو مسترد نہیں کرتے لیکن ملک کے آٹھ کروڑ مسلمان اور کروڑوں غیر مسلم حکومت کے بیان کو آزادانہ تحقیقات کی روشنی میں دیکھنا چاہتے ہیں کہ اگر حکومت سچی ہے تو اسے اس سے انکار نہ کرنا چاہیئے تھا۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ حکومتِ بمبئی کے ہوم ممبر کراچی بھیجے گئے اور صرف مقامی حکام سے رازدارانہ گفتگو کی۔ گورنر بمبئی بھی وائسرائے سے تبادلہ خیالات کیلئے دہلی تشریف لیگئے۔ لیکن ملک کی نظروں میں یہ چیزیں تحقیقاتی نقطۂ نظر سے کوئی وقعت نہیں رکھتیں۔

ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حکومت نے صحیح طرزِ عمل اختیار نہ کیا۔ حکومتِ بمبئی نے اپنے اس بیان میں جسکو گورنر جنرل باجلاس کونسل کی منظوری کا شرف بھی حاصل ہے تحقیقات کی ضرورت سے صاف انکار کر دیا ہے۔ اس طرح لوگوں کے وہ شبہات جو حادثہ کراچی کے متعلق غیر سرکاری معلومات کی روشنی میں پرورش پا رہے تھے زیادہ قوی ہو گئے ہیں۔ اس صورتِ حالات کو گورنمنٹ کا کوئی سچا خیر خواہ پسند نہیں کر سکتا ہماری مخلصانہ رائے ہے کہ حکومت نے تحقیقات سے انکار کر کے ایک غیر صحیح قدم اٹھایا ہے۔ ملک کے ایک جائز و معقول مطالبہ کو اسطرح رد کر دینا تدبر و مصلحت کے مطابق نہیں کہا جا سکتا۔ اسلئے ضروری ہے کہ وہ اپنی غلطی کی تصحیح کرتے ہوئے آزادانہ تحقیقات پر آمادہ ہو جائے اور عوام کو یہ غلط رائے قائم کرنے کا موقعہ نہ دے کہ وہ رعایا کی زندگی کے محافظ ہونے کی بجائے بے احتیاط حکام کی غلط کاریوں کی پناہ گاہ ہے۔ حکومت آزادانہ تحقیقات پر اس انکار کے بعد آمادہ ہو گی یا نہیں۔ اس کا جواب اس کے تدبر پر منحصر ہے۔ لیکن وہ آمادہ نہ ہوئی تو ملک کو اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہو گا کہ وہ اس تحقیقاتی کمیٹی کے فیصلہ پر صاد کر دے۔ جس کا انتظام غیر سرکاری طور پر کیا جا رہا ہے۔ جس میں ملک کے ذمہ دار افراد ہی شریک ہوں گے۔

حضرت نبی کریمؐ آخری نبی ہیں

۲۴ مارچ کو سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں شہادت دیتے ہوئے جناب خلیفہ قادیان نے فرمایا "میرا عقیدہ ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں"۔ (الفضل ۲۶ مارچ صفحہ ۳) تقریباً دس سال کا عرصہ ہوا غالباً گورداسپور ہی کی ایک عدالت میں گواہی دیتے ہوئے موصوف نے فرمایا تھا کہ قرآن کریم سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت نبی کریم صلعم آخری نبی ہیں۔ اس دس سال کے عرصہ میں جناب خلیفہ قادیان کے عقیدہ یا کم از کم الفاظ میں جو انقلاب ہوا ہے وہ ایک لحاظ سے امید افزا ہے۔ اسی بنا پر بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آئندہ دس سال میں موصوف یا ان کی جماعت ساری ایچا پیچی چھوڑ کر صحیح معنوں میں حضرت نبی کریمؐ کو آخری نبی مان لیگی اور اجرائے نبوت کے غلط اور خلافِ اسلام عقیدہ سے علیحدگی اختیار کرے گی۔ خدا کرے ان کا یہ خیال صحیح ثابت ہو۔ اس طرح ایک زبردست فتنے کا سدِ باب ہو جائے گا۔ جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے بے حد موجبِ نقصان ہے۔ جو عقیدہ صحیح بنیاد پر قائم ہو۔ اس میں کسی تبدیلی کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ اس کے لئے الفاظ کی جادوگری کی احتیاج پیش آتی ہے۔ لیکن غلط عقائد کے لئے یہ سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔ جیسا کہ قادیانی جماعت کے عقیدہ اجرائے نبوت اور تکفیر المسلمین کے بارہ میں نظر آ رہا ہے۔

اخبار "ینگ اسلام"

نوجوانانِ سلسلہ کے پندرہ روزہ انگریزی اخبار "ینگ اسلام" کا ذکر "پیغام صلح" کے کالموں میں متعدد مرتبہ ہو چکا ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خطبات میں بھی اسکے متعلق اظہارِ اطمینان فرما چکے ہیں۔ اس اخبار کو جاری ہوئے تقریباً دس ماہ گذر چکے ہیں۔ اس عرصہ میں اس نے اپنی بساط کے مطابق مفید و قابلِ قدر کام کیا ہے۔ اور اپنے آپ کو بہت بڑی حد تک اس بات کا اہل ثابت کر دیا ہے کہ قوم اس سے خدمتِ اسلام کے سلسلہ میں بہتر توقعات وابستہ کر سکے۔ ہمارے ناظرین اس بات سے بھی بخوبی واقف ہیں کہ یہ اخبار زیادہ تر ایک باہمت نوجوان کے جوشِ صادق اور جذبہ خدمتِ دین کا نتیجہ ہے۔ اگر ایک نوجوان اپنی ہمت و قربانی سے اخبار جاری کر کے اس کو چلا سکتا ہے۔ تو پھر باقی نوجوانانِ سلسلہ کے لئے یہ بالکل آسان ہے کہ وہ اس اخبار کو بہت جلد بام ترقی پر پہنچا دیں۔ بشرطیکہ ان کے دلوں میں بھی ہمت و قربانی کا جذبہ کارفرما ہو۔ "ینگ اسلام" کو جاری ہوئے جلد ایک سال کا عرصہ ہو جائے گا۔ ہمارا فرض ہے کہ اسکی پہلی سالگرہ پر اسے کوئی ایسا تحفہ پیش کریں جو اسکی ہمت کو بلند کرنے والا ہو۔ اور جو صرف یہ ہو سکتا ہے کہ ہم اس کے دائرہ اشاعت کو زیادہ سے زیادہ وسیع کرنے کی کوشش کریں۔ اس کے لئے جدید خریدار فراہم کریں۔ صاحبِ استطاعت دوست اپنی طرف سے غیر از جماعت حضرات اور اداروں کے نام اسے جاری کرائیں۔ اخبار کا چندہ بھی بالکل معمولی ہے۔ یعنی ہندوستان کے لئے عہ سالانہ اور ممالکِ غیر کے لئے صرف ۵ شلنگ۔ کاغذ، طباعت، ٹائپ نہایت اعلیٰ اور دیدہ زیب فلسکیپ سائز۔

"میں کیوں احمدی ہوں"

(از جناب شیخ صادق علی صاحب ہیڈ ماسٹر پٹیالہ)

(۲)

(سلسلہ کے لئے ۴ اپریل کا پرچہ ملاحظہ فرمائیں)

میرا ایمان تمام انبیاء پر ہے

کلام الٰہی کے بعد میرا ایمان ان تمام انبیاء پر ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ اپنی حکمت بالغہ سے مختلف زمانوں میں مختلف قوموں کی ہدایت کے لئے مبعوث فرماتا رہا۔ اور سب کے اخیر میں سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام قوموں اور تمام زمانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا۔ تاکہ دنیا میں ایک وسیع اخوت اور دینی برادری قائم کرے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آنحضور نے حاجت شریعت کو کمال تک پہنچایا۔ اور دین کی تکمیل کی۔ اور وہ تمام قوموں اور تمام زمانوں کے لئے ایک ہی پاک نمونہ ٹھیرا۔

دیگر مذاہب کے پیرؤوں کی تنگ دلی اور ناشکری

اب دوسرے مذاہب کے لوگوں کو دیکھئے۔ کہ جب وہ مختص المکان اور مختص الزمان اپنے اپنے قومی انبیاء کو مانتے ہیں۔ تو ان کی کس قدر ناشکری اور ناسپاسی ہے۔ کہ وہ اس عظیم الشان نبی کا انکار کرتے ہیں۔ جس نے ان سب انبیاء کی تصدیق کی۔ اور منجانب اللہ ہونے کی گواہی دی۔ اور جس کے فرمان کی وجہ سے چالیس کروڑ مسلمان ان سب انبیاء پر ایمان لاتے ہیں۔ اور ان کی عزت و تکریم کرتے ہیں۔ اور جو وہ عظیم الشان شریعت لایا جس سے اس نے دین کی تکمیل کی۔ اور وہ قیامت تک زندہ نبی ٹھیرا۔ جس کے بعد نہ کسی پچھلے نبی کی حاجت ہے۔ نہ کسی نئے نبی کی۔

حیات مسیح کا غلط عقیدہ

اب ذرا ذیل میں ہمارے مسلمان بھائیوں کے عقائد سنیئے۔ ایک گروہ ہے جو مسیح ابن مریم کو۔ جسے قرآن کہتا ہے۔ کہ وہ محض بنی اسرائیل کے لئے نبی تھا۔ امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے آمد کا منتظر ہے۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کو کافی نہیں سمجھتا۔ بلکہ ایک اسرائیلی نبی کی آمد کو ضروری سمجھتا ہے۔ اور اس عقیدہ میں اس قدر غلو کرتا ہے۔ کہ اس کو یہ کہتے ہوئے شرم محسوس نہیں ہوتی۔ کہ خدا تعالیٰ نے ایک شخص کو انیس سو سال سے اسی مقصد کے لئے آسمان پر بٹھایا ہوا ہے۔ کہ امت محمدیہ بگڑے۔ تو اس کے ذریعے سے اس کی اصلاح کرائی جائے۔ حالانکہ وہ قرآن کریم میں پڑھتا ہے۔ کہ جو شخص ارذل العمر کو پہنچ جائے۔ وہ اس علم کو بھی بھول جاتا ہے۔ جو اسے پہلے سے آتا تھا۔ جب یہ مضحکہ خیز عقیدہ دلیل پر نہیں ٹھیرتا۔ تو وہ کہتا ہے۔ کہ عیسیٰ ابن مریم امتی بن کر تشریف لائیں گے۔ اب اسے یہ مشکل پیش آتی ہے۔ کہ وہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی منصب نبوت سے تنزل کی کوئی فرضی یا قیاسی وجہ بھی پیش نہیں کر سکتا۔

قادیانیوں کا غالی گروہ

پھر ایک اور غالی گروہ ہے۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باب نبوت کو کھلا مانتا ہے۔ اور اس کے لئے ایسی رکیک اور دور از کار تاویلیں کرتا ہے۔ کہ ان کو سن کر رونا اور ہنسی دونو آتی ہیں۔ کبھی وہ نبوت کو کسبی مانتا ہے۔ لیکن جب اسے کہا جائے۔ کہ اگر ایک زمانہ میں ہزاروں شخص اللہ تعالیٰ کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری کرکے نبی اور رسول بن جائیں۔ تو کیا حشر ہو۔ تو پھر ضرورت کا سوال آ پڑتا ہے۔ جس کے معنی ہیں۔ کہ نبوت اکتساب سے نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی موہبت سے ہے۔ اسی طرح اس گروہ کا عقیدہ ہے۔ کہ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل فرمانبرداری اور اطاعت کرتا ہے۔ وہ نبی بن جاتا ہے۔ تو سوال یہ ہے۔ کہ کیا صحابہ کبار میں کوئی بھی ایسا نہیں تھا۔ جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری کی ہو۔ یا کیا تیرہ سو سال میں ایک بھی ایسا کامل متبع پیدا نہیں ہوا۔ کہ وہ نبی بن جاتا۔ تو سوائے خاموشی اور ادھر ادھر بغلیں جھانکنے کے کچھ بن نہیں آتا۔

قادیانیوں کی ایک بودی دلیل

پھر ان کی ایک مایہ ناز دلیل یہ ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کی دوسری نعمائیں بند نہیں ہوئیں۔ تو نبوت بھی جو کہ ایک عظیم الشان نعمت ہے۔ کس طرح بند ہو گئی؟ حالانکہ ان بیوقوفوں کو یہ معلوم ہے۔ کہ نبوت محمدیہ اب بھی اسی شان کے ساتھ قائم ہے۔ اور تاقیامت قائم رہے گی۔ نبوت کو بند تو اس وقت کہا جاتا۔ جب نبوت محمدیہ کا فیضان ختم ہو جاتا۔ مگر وہ فیضان جیسا اولین میں تھا۔ اسی شان کے ساتھ وہ آخرین پر جلوہ گر ہے۔

احمدی عقائد سب سے ممتاز ہیں

غرضیکہ جہاں ایک احمدی کا دوسرے مذاہب پر احسان ہے۔ کہ وہ ان کے انبیاء کی عزت کرتا اور ان پر ایمان لاتا ہے۔ اسی طرح وہ دنیائے اسلام میں بھی ممتاز ہے۔ کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت کو قیامت تک ممتد سمجھتا ہے۔ اور اسے یقین کامل ہے۔ کہ ایک دن ساری دنیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو کر بھائی بھائی بن جائے گی۔ اور وہ ان مضحکہ انگیز گورکھ دھندوں کی مصیبت سے بچا ہوا ہے۔ جو حضرت مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی کو دوبارہ اس دنیا میں لانے سے یا کسی بے معنی اور بے کار نئی نبوت کے قائم کرنے سے پیدا ہوتے ہیں۔

ملائکہ اور یوم آخرت پر ایمان

حضرات! توحید۔ کتاب اور رسالت یہ میرے عقائد کے اصل الاصول ہیں۔ جن سے عقائد کے رنگ میں انسانیت کی تکمیل ہوتی ہے۔ یا مذہب کی غرض و نہایت سمجھ میں آتی ہے۔ اور ان کا لازمی نتیجہ ہے۔ کہ ان عقائد کا اثر میرے عمل پر پڑے۔ اور عملی طاقت کو قوی تر کرنے کے لئے میں ملائکہ کے وجود اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہوں۔ مضمون اس وقت بھی کافی طویل ہو گیا ہے۔ اور میں نے ابھی بعض اور باتیں بھی آپ کے سامنے پیش کرنی ہیں۔ ورنہ میں بتلاتا۔ کہ احمدیوں کے ملائکہ اور آخرت پر ایمان میں کیسی حقیقت اور خوبصورتی ہے۔ اور دوسرے لوگ ملائکہ کو کیا سمجھتے ہیں۔ اور ابلیس جیسی راندہ درگاہ ہستی کے معلم الملکوت ہونے اور بابل کے فرشتوں کی سحر آموزی کے قصوں پر روشنی ڈالتا اور بہشت اور دوزخ کے متعلق دیگر مذاہب اور احمدیوں اور غیر احمدیوں کے نقطہ نظر کو پیش کرتا۔

پانچ اصول

بہرحال یہ پانچ اصول ہیں۔ جو عقیدہ اور عمل کے لحاظ سے انسان کو اخلاق کی انتہائی بلندی پر پہنچا کر اس کی انسانیت کی تکمیل کرتے اور اسے اللہ تعالےٰ کے رنگ میں رنگین کرتے ہیں۔ جن میں سے پہلے تین دنیا میں حریت۔ مساوات اور باہمی اخوت کی روح پیدا کرنے کے لئے بطور بنیاد ہیں۔ اور موخر الذکر دو یعنی ملائکہ اور آخرت پر ایمان انفرادی طریق پر انسان میں عمل کی طاقت پیدا کرتے ہیں۔ بس یہی پانچ اصول ہیں۔ جن پر ایمان لانا انسان کے لئے ایک مسلمان یعنی خدا کا فرمانبردار بندہ بننے کے لئے لازم اور فرض ہے۔ اور اس کے سوائے وہ کسی اور چیز پر ایمان لانے کے لئے مکلف نہیں۔ میں کہتا ہوں۔ اگر ابلیس بھی ان اصولوں پر ایمان لے آئے۔ تو وہ صحیح معنوں میں مسلمان ہے۔

برادران اسلام کی ستم ظریفی

لیکن ہمارے دینی بھائیوں کی ستم ظریفی دیکھئے کہ ہم بار بار ان اصول پر اپنا ایمان ظاہر کرتے ہیں۔ اس پر مسجدوں میں حلف اٹھاتے اور قسمیں کھاتے ہیں لیکن اس کے باوجود انہیں ہمارے کفر پر اصرار اور ہمیں دائرہ اسلام سے خارج کرنے پر عناد ہے۔ کچھ خدا کا خوف نہیں جس نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ جو تمہیں سلام علیکم کہے اسے کافر مت کہو۔ کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا پاس نہیں جنہوں نے فرمایا۔ کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرو جو ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتا اور ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے اسے کافر مت کہو۔ نہ انہیں آئمہ دین کا ادب ہے جن میں سے امام اعظم نے فرمایا۔ کہ اگر کسی شخص میں ننانوے وجوہ کفر کی ہوں۔ اور ایک وجہ اسلام کی ہو تو اسے مسلمان سمجھو۔

مولویوں کی تکفیر بازی

مگر نہیں اگر ان علمائے سُوء کے ہاتھ سے یہ حربہ بھی نکل جائے۔ تو پھر لوگوں پر ان کے رعب جمانے کا اور کونسا ذریعہ رہ جائے۔ اسوقت تمام دنیا میں مسلمانوں کا ایک گروہ نہیں جسکو ایک یا دوسرے مولوی نے کافر قرار نہ دیا ہوا اور پھر ایک ہی فرقے کے مولوی باہمی جتھے بنا کر اپنے جتھوں کے برخلاف لوگوں پر کفر کے فتاوے دیتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اگرچہ یہ یہودی صفت علما دوسروں پر نبوت کا مدعی ہونے کا الزام لگاتے ہیں۔ مگر درحقیقت ہر ایک کٹ ملا اپنی لمبی ڈاڑھی اور رونی صورت کے ساتھ اپنی اپنی جگہ ایک مستقل شارع نبی بنا بیٹھا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے کافر کہکر اپنی طرف سے دوزخ میں بھیج دیتا ہے بہشت میں وہ کسی کو جانے دینا نہیں چاہتا۔ کیونکہ اس کے خیال میں وہاں کھانے پینے کی چیزیں ہیں۔ اور ان کو وہ اپنے لئے محفوظ رکھنا چاہتا ہے اور اسی لئے وہ اشاعت اسلام کے کام سے پرہیز رکھتا اور بیزار ہے۔ اور سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اسکی تکفیر کا نشانہ اشاعت اسلام کرنیوالی جماعتیں ہیں۔ الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین۔

ہم مسلمانوں کی تکفیر کے دشمن ہیں

حضرات۔ ہم احمدی اس تکفیر کی لعنت سے جس نے چاروں طرف سے مسلمان قوم پر احاطہ کیا ہوا ہے۔ نہایت سخت بیزار ہیں اور ہر اہل قبلہ کلمہ گو کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور اس شخص کو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان رکھنے والے شخص کو کافر کہتا ہے خود خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کا مرتکب سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اس کے دل میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا کوئی پاس اور کوئی عزت نہیں۔ دیکھئے میں احمدی ہوں میرے نزدیک اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔ کلمہ گو ہونا میرے نزدیک اسلام کی سب سے بڑی نشانی ہے اگر فروعات میں کسی کو مجھ سے اختلاف ہے یا وہ کسی بزرگ کو زیادہ عقیدتمندانہ نظروں سے دیکھتا ہے جس کے میں اسے قابل نہیں سمجھتا۔ یا ایک انسان کو میں ایک بہت بڑا ولی سمجھتا ہوں۔ اور دوسرے کو اس سے اتفاق نہیں تو یہ تو اپنا اپنا مذاق اپنی اپنی رائے اور اپنی اپنی تحقیق ہے۔ اس میں کسی کے اسلام میں کیا نقص واقع ہوتا ہے اختلاف امتی رحمۃ۔

ہر ایک خادم اسلام قابل عزت ہے

مگر اس خصوصیت میں بھی احمدیت کا پایہ نہایت ارفع اور نہایت

بلند ہے ایک احمدی کے نزدیک ہر ایک بزرگ جس نے اسلام کی اشاعت کیلئے کوشش کی یا قرآن اور حدیث کے سمجھنے اور سمجھانے میں حصہ لیا۔ یا لوگوں کیلئے اپنی زہد و عبادت سے نیک نمونہ قائم کیا۔ غرضیکہ ہر ایک بزرگ جس نے کسی رنگ میں اسلام کی خدمت کی عزت اور ستائش کے لائق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اسکی سعی کو مشکور کریگا۔ مسلمانوں کے بعض گروہ حضرت رسول کریم کے بعض صحابہ کو برا کہتے ہیں مگر ایک احمدی کے نزدیک وہ تمام سب عزت اور ادب کے لائق اور قابل تقلید نمونہ ہیں۔ ہم ان سب کی ان قربانیوں اور جانفشانیوں کو قدر اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو انہوں نے اسلام کی عزت کو قائم رکھنے اور اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے کیں۔

ہم تمام ائمہ دین کی عزت و تکریم کرتے ہیں:

گو ہمارا مسلک حنفی ہے مگر ہم تمام ہی ائمہ دین کی عزت اور تحریم و تکریم کرتے ہیں جسطرح ایک مسلمان تمام انبیاء پر خواہ وہ کسی زمانہ میں اور کسی ملک میں مبعوث ہوئے ہوں۔ ایمان لاتا ہے اور اس کا ایسا کرنا اُسے دوسرے مذاہب کے لوگوں پر امتیاز بخشتا ہے۔ اسی طرح تمام اولیائے امت کی جو ان تیرہ صدیوں میں دنیا کے کسی ملک میں بھی ہوئے ہوں۔ اور خواہ وہ کسی سلسلہ اور کسی فرقہ سے متعلق ہوں۔ عزت اور ادب اور محبت کرنا ایک احمدی کو تمام دوسرے اسلامی گروہوں سے ممتاز کرتا ہے میں پوچھتا ہوں کہ ایسا وسیع اور صلح کل مسلک کیا کسی اور اسلامی گروہ کا بھی ہے؟

(باقی)

بقیہ صفحہ اوّل

روح القدس بشکل کبوتر نازل ہوئی۔ جب مسیح اپنی نجات کے لئے یوحنا سے بپتسمہ پانے کا محتاج ہے تو دوسروں کو کیسے نجات دے سکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ مسیح سے بڑھ کر یوحنا دنیا کا منجی ہو سکتا ہے جس کے قدموں پر "خدا کے مقدس مسیح" کو بھی گرنا پڑا اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرنا پڑا۔ پادری صاحب نے کہا کہ بپتسمہ میں گناہ کا اعتراف ضروری نہیں۔ جس کے جواب میں انہیں (انجیل متی ۳/۶) کے حوالہ سے بتایا کہ بپتسمہ میں گناہ کا اعتراف ضروری ہے۔ اور آج تک مسیحی دنیا کا اس پر عمل ہے۔ اس کے بعد ایمانداروں اور نجات یافتوں کی علامات از روئے انجیل پڑھ کر مطالبہ کیا کہ اگر تم لوگ نجات یافتہ ہو اور سابقہ ان کے دانے کے برابر بھی ایمان رکھتے ہو تو ان علامات کو پورا کر کے دکھاؤ۔ ورنہ تسلیم کرو کہ آج تک تم میں سے کوئی کفارہ پر ایمان لا کر نجات نہیں پا سکا۔

بالآخر مسیح کی پیشگوئی کو سید صاحب نے نہایت خوبصورتی سے پیش کیا کہ اصل اور وہ الہی نجات دہندہ اور شفیع میرے بعد آئیگا۔ اور وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور انہی کی غلامی سے نجات ملسکتی ہے۔ پادری صاحب نے بڑی کوشش کی مگر شیر کے پنجے سے نہ نکل سکے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ مباحثہ بھی نہایت کامیابی اور امن و امان سے اختتام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

خاکسار

شیخ اللہ بخش سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی۔

درخواست دعا

جناب شیر افضل خانصاحب آف ذیدہ (صوبہ سرحد) تحریر فرماتے ہیں کہ برادرم فرید سیر خانصاحب کی اہلیہ بیمار اور لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احباب خاص طور پر دعا کی جائے۔

مسلمانوں کے سرمائے کا سود

ہندوستان کے مسلمانوں کا کروڑوں روپیہ ڈاک خانہ کے سیونگ بنکوں میں سرکاری کفالت ناموں کی صورت میں امپیریل بنک میں اور بعض دوسرے بنکوں میں جمع ہے۔ بعض مسلمان تو اپنی ان امانتوں کا سود حکومت اور بنکوں سے وصول کر لیتے ہیں لیکن بعض ایسے خدا ترس اور راسخ العقیدہ مسلمان بھی ہیں۔ جو بنک کے سود کو حرام سمجھکر اس کا مطالبہ ہی نہیں کرتے۔ اور وہ اس روپے کو نہ اپنی ذاتی ضروریات پر صرف کرتے ہیں۔ نہ اسے وصول کر کے کسی قومی یا خیراتی کام میں دینا پسند کرتے ہیں۔ چند سال ہوئے ہم نے سنا تھا کہ بمبئی کے کسی وقف کی امانت پر جو امپیریل بنک میں جمع تھی لاکھوں روپیہ سود کا اضافہ ہو گیا تھا۔ جب اس وقف کے متولیوں نے اس روپے کے لینے سے انکار کر دیا تو حکومت نے وہ ساری رقم اٹھا کر عیسائیوں کی "مکتی فوج" کو دے دی۔ جس نے یہ روپیہ تبلیغ مسیحیت کے کام پر صرف کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

پچھلے دنوں اسمبلی میں فنانس بل پر بحث ہو رہی تھی اس دوران میں سیٹھ احمد ابراہیم جعفر نے اس نہایت ضروری مسئلہ کے متعلق تقریر کی اور فرمایا کہ حکومت اس قسم کی امانتوں کا سود اپنے خزانے میں منتقل کر لیتی ہے اور وہ روپیہ ملک کے عام نظم ونسق کے صیغوں پر صرف ہوتا ہے یہ مسلمانوں کے ساتھ بہت بڑی ناانصافی ہے اور حکومت کو ایسے روپے پر قبضہ کر لینے کا کوئی حق نہیں۔ اسے چاہئے کہ یہ روپیہ بعض اسلامی ادارات کو دے دے تاکہ وہ مسلمانوں کی فلاح و بہبود پر صرف ہو۔

۱۹۲۶ء کا ذکر ہے کونسل آف سٹیٹ میں اسی مطلب کی ایک قرارداد پیش کی گئی تھی جسے حکومت نے منظور کر لیا تھا اور وعدہ کیا تھا۔ کہ اس مسئلہ کے متعلق جلیل القدر اسلامی انجمنوں کی رائیں دریافت کی جائیں گی۔ غالباً حکومت نے بعض انجمنوں کو ایک گشتی مراسلت بھی ارسال کی تھی لیکن اسکے بعد ایسی خاموشی اختیار کی کہ اب تک ان انجمنوں کی آراء کا کوئی سراغ نہیں ملا۔

سیٹھ احمد ابراہیم جعفر نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ سیونگ بنکوں میں امپیریل بنک میں (جو ایک نیم سرکاری ادارہ ہے) اور سرکاری کفالت ناموں کی صورت میں حد سے زیادہ متقی اور پرہیزگار مسلمانوں کے روپے کا جو سود بنتا ہے اس کا ایک علیحدہ فنڈ قائم کیا جائے اور مجلس وضع قوانین کے چند ممبروں کی ایک کمیٹی یا ایک ٹرسٹ بنا دیا جائے جو حکومت کو اس روپے کے صرف کرنے کے متعلق مشورہ دے پھر وہ ٹرسٹ جن اسلامی اداروں کو قوم کے لئے مفید خیال کرے انہیں وہ روپیہ دے دیا جائے اور جن اسلامی اوقاف نے اپنی امانتیں سرکاری یا نیم سرکاری بنکوں میں داخل کر رکھی ہیں ان کے روپے کا سود بھی اسی علیحدہ فنڈ میں جمع کر دیا جائے۔

ہمارا خیال ہے کہ مسلمانوں کے تعلیمی تنظیمی اور تبلیغی اداروں کے موجودہ افلاس کو دور کرنے اور قوم کی بیشمار ضروریات کو پورا کرنیکا انتظام صرف اسی روپے سے ہو سکتا ہے۔ اسمبلی اور کونسل آف سٹیٹ کے مسلمان ممبروں کو چاہئے کہ اس مقصد کے حصول کیلئے بالکل متحد و متفق ہو کر کام شروع کر دیں وہ روپیہ قطعی طور پر مسلمانوں کا ہے۔ اور حکومت اس کے دینے سے کبھی انکار نہیں کر سکتی علاوہ بریں وہ ۱۹۲۶ء میں اس مسئلہ کی اصولی حیثیت کو تسلیم بھی کر چکی ہے۔ یہ کام اتنا بڑا اور اتنا مفید ہے کہ اگر سیٹھ احمد ابراہیم جعفر اور دوسرے مسلمان ممبروں نے اسے انجام دے دیا تو موجودہ مسلمانوں کے علاوہ ان کی آئندہ نسلیں بھی سیٹھ صاحب اور ان کے رفقاء کو دعائیں دیا کریں گی۔　(انقلاب)

فہرست چندہ منجانب جماعت بغداد

(الف) چندہ ماہوار

نام	مدت	روپیہ آنہ پائی
۱۔ سید عابد علی شاہ صاحب	از دسمبر ۳۴ء تا فروری ۳۵ء	24—0—0
۲۔ سلطان علی صاحب	" جنوری ۳۴ء " مارچ ۳۵ء	6—0—0
۳۔ سید تصدق حسین صاحب قادری	" ۳۴ء " مارچ ۳۵ء	15—0—0
۴۔ ابراہیم آدم صاحب	" دسمبر ۳۴ء " مارچ ۳۵ء	8—0—0
۵۔ محمد عمر صاحب	" جنوری ۳۴ء " مارچ ۳۵ء	4—0—0
۶۔ عبدالحکیم صاحب	" نومبر ۳۴ء " دسمبر ۳۵ء	13—5—4
۷۔ محمد شیر گل صاحب	" دسمبر ۳۴ء " فروری ۳۵ء	9—0—0
۸۔ محمد سالار خان صاحب بلوچ ماہ مارچ + بقایا	میزان	45—0—0

(ب) عید فنڈ (عید الفطر ۱۳۵۳ھ)

نام	روپیہ آنہ پائی
۱۔ سلطان علی صاحب	1—5—4
۲۔ سید عابد علی شاہ صاحب	1—0—0
۳۔ ابراہیم آدم صاحب	1—5—4
۴۔ حافظ گل محمد صاحب	2—0—0
۵۔ سید زاہد علی صاحب	0—8—6
۶۔ سید محمد علی صاحب	0—8—6
۷۔ شیخ عباس صاحب	1—5—4
۸۔ سید تصدق حسین صاحب قادری	1—5—4
۹۔ نور النساء بیگم صاحبہ بنت سید تصدق حسین صاحب قادری	0—10—8
۱۰۔ اسمٰعیل محمود صاحب	1—5—4
۱۱۔ محمد عمر صاحب	1—5—4
۱۲۔ اللہ جوایا صاحب	0—10—8
۱۳۔ عبداللہ رمضان صاحب	1—0—0
۱۴۔ بشیر احمد صاحب	1—5—4
۱۵۔ محمد شیر گل صاحب	1—0—0
میزان	16—11—8

(ج) سلور جوبلی فنڈ

نام	روپیہ آنہ پائی
۱۔ میاں محمد یعقوب صاحب	13—5—3
۲۔ سلطان علی صاحب	13—5—3
۳۔ سید تصدق حسین صاحب قادری	10—0—0
۴۔ ابراہیم آدم صاحب	10—0—0
۵۔ حافظ گل محمد صاحب	9—10—8
۶۔ محمد عمر صاحب	6—11—8
۷۔ سید عابد علی صاحب	6—10—8
۸۔ شیخ عباس صاحب	4—0—0
۹۔ محمد شیر گل صاحب	6—10—8
۱۰۔ لطیف اسمٰعیل صاحب	6—10—8
۱۱۔ الطاف حسین صاحب	3—5—4
۱۲۔ غلام احمد صاحب	1—5—4
۱۳۔ اللہ جوایا صاحب	1—0—0
میزان	89—10—7

(د) متفرق

نام	روپیہ آنہ پائی
۱۔ فطرانہ از سید تصدق حسین صاحب	1—10—0
۲۔ " " سلطان عزیز صاحب	0—8—2
۳۔ دارالکتب اسلامیہ	65—1—0
۴۔ مسلم ریوایول	13—5—6
۵۔ زکوٰۃ از معلوم الاسلام صاحب	8—0—0
۶۔ لائیٹ سپیس فنڈ	47—6—1
۷۔ چندہ ینگ اسلام	2—10—6
۸۔ " لائٹ	6—10—8
۹۔ جلسہ سالانہ از سید عابد علی شاہ صاحب	2—10—0
۱۰۔ " " محمد شیر گل صاحب	4—0—0
۱۱۔ مستقل فنڈ	15—3—3
۱۲۔ چندہ اخبار پیغام صلح	8—0—0
۱۳۔ بچت فنڈ	7—7—2
میزان	209—12—4
میزان	209[illegible]—4—6

غلام محمد انچارج تحصیل

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ آجکل ڈلہوزی میں تشریف فرما ہیں۔ توقع ہے کہ چند روز کے بعد لاہور تشریف لے آئیں گے۔

—— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب واپس لاہور پہنچ گئے ہیں۔

—— جناب مولانا محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ واپس تشریف لے آئے ہیں۔

—— جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی باہیں کلائی پر تین چار روز ہوئے چوٹ آگئی اور ہڈی کو بھی خفیف سی ضرب پہنچی۔ لیکن اب اللہ کے فضل سے بہت کچھ افاقہ ہے۔ احباب کرام جناب مرزا صاحب ممدوح کی صحت و درازی عمر کے لئے دعا کریں۔

—— دو چار روز ہوئے روزنامہ انقلاب اور دوسرے بعض اخبارات میں مندرجہ ذیل خبر شائع ہوئی تھی۔

> برلن میں مسلمانوں نے ادائے نماز و تبلیغ اسلام کے لئے ایک مسجد تعمیر کی تھی جس کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ ہر ہٹلر (صدر جمہوریہ جرمنی) نے حکم جاری کیا ہے کہ اس کو بند کر دیا جائے۔ تاکہ غیر ممالک کے آدمی جرمنی میں کسی قسم کا پروپیگنڈا نہ کر سکیں۔"

جہاں تک ہم معلوم کر سکے ہیں کہ اس خبر کا ہماری مسجد برلن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تفصیلات کا انتظار ہے۔

—— ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب باجوہ ایم۔بی۔بی ایس کی شادی دختر چودھری روشن دین صاحب ایس۔ ڈی او۔ متصل فیروز پور روڈ لاہور سے بعوض پانچ ہزار روپیہ مہر ہوئی۔ رخصتانہ بعد میں ہوگا۔

—— شیخ منظور احمد صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی لاہور کا عقد ۲۴ مارچ کو ہوا۔

—— صوفی محمد عبد اللہ صاحب سوہا بازار لاہور کی شادی بھی گذشتہ دنوں ہوئی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ صوفی صاحب نے اس تقریب کو غیر معمولی سادگی سے انجام دیا۔ کل ۱۲ روپے خرچ کئے جو کم از کم موجودہ زمانہ میں تمام احباب سلسلہ اور تمام مسلمانوں کے لئے قابل تقلید ہے۔

—— پیغام صلح:- ہم ان تمام رشتوں پر فریقین کو مبارکباد دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تعلقات کو بابرکت کرے۔ اور ان سے بہتر نتائج پیدا ہوں۔

—— ملک قمر الٰہی صاحب لاہور کی اہلیہ محترمہ بیمار ہیں۔

—— جناب عبداللطیف صاحب دفتر محاسب کی اہلیہ محترمہ بھی علیل ہیں۔

—— جناب مظفر خاں صاحب ریٹائرڈ سب انسپکٹر پولیس لاہور سخت بیمار ہیں۔ ان سب کے لئے دعائے صحت کی جائے۔

مولوی فاضل مبلغ کی ضرورت

ایک انگریزی دان مولوی فاضل کی جماعت جاوا کو ضرورت ہے جسے وہاں جماعت کو تعلیم دینی ہوگی۔ پانچ چھ سال وہاں رہنا ہوگا۔ لیکن مفت نہیں۔ جماعت کے مخلص آدمی کی ضرورت ہے۔ کم از کم تنخواہ جس پر وہ جانے کو رضامند ہو اس کی اطلاع دیں۔ خط و کتابت آنریری جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے کی جائے۔

خبریں

—— حادثہ کراچی کے متعلق حکومت بمبئی کا اعلان شائع ہوا گیا ہے۔ اس میں گولی چلانے کے جواز میں ناقابلِ تسلیم دلائل دیئے گئے ہیں۔

—— گذشتہ ہفتہ ہندوستان کے متعدد علاقوں میں ژالہ باری ہوئی۔ اور باد و باراں کے طوفان آئے۔ ضلع باندہ میں کرکٹ کے گیند کے برابر اولے پڑے۔

—— نواب صاحب جونا گڑھ نے پچاس ہزار روپیہ مسلم یونیورسٹی کے ٹیکنیکل شعبہ کے لئے عنایت فرمایا ہے۔

—— لاہور۔ ۱۰ اپریل۔ گورنر جنرل نے پنجاب قرضہ بل کو منظور کر لیا ہے۔

—— نئی دہلی۔ ۱۰ اپریل۔ آج اسمبلی کا موجودہ سیشن ختم ہو گیا ہے۔ اس سیشن میں کل دو ہزار دو سو سوالات کئے گئے۔ اس لحاظ سے اسمبلی کے گذشتہ ریکارڈوں کو توڑا گیا ہے۔

—— گذشتہ ہفتہ عراق میں زبردست سیلاب آیا۔ سینکڑوں آدمی ہلاک اور بیسیوں دیہات تباہ ہو گئے۔ نقصان کا اندازہ ۵۰ لاکھ پونڈ کیا گیا ہے۔

—— نواب صاحب بھوپال نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی وائس چانسلری سے استعفیٰ دے دیا ہے جس سے اسلامی ہند کے تعلیمی حلقوں میں زبردست سنسنی پھیل گئی ہے۔

—— اخبار ٹائمز آف انڈیا اس خبر کا ذمہ دار ہے۔ کہ نومبر یا دسمبر ۱۹۳۵ء میں سندھ علیحدہ صوبہ بنا دیا جائے گا۔

—— کلکتہ۔ ۸ اپریل۔ مشہور ہندوستانی تیراک مسٹر گھوش نے یکشنبہ کی صبح کو ۷ بجکر ۳ منٹ پر تالاب میں اپنے ہاتھ باندھ کر تیرنا شروع کیا تھا۔ اور ۱۲ گھنٹے تیرتے رہے۔ کہا جاتا ہے کہ اب تک کوئی غواص اس صورت میں اتنی دیر پانی کے اندر نہیں رہا۔

—— ہندوستان کے تمام صوبوں اور تمام ریاستوں میں ملک معظم کی سلور جوبلی کے لئے شاندار تیاریاں ہو رہی ہیں۔

—— امسال حاجیوں کی تعداد گذشتہ سالوں کی نسبت بہت زیادہ تھی۔

—— صوبہ یو۔پی کا مشہور ڈاکو مسمی وہر گا سنگھ سخت جدوجہد کے بعد پولیس نے گرفتار کر لیا۔

—— اجمیر۔ ۶ اپریل۔ پرسوں رات مسٹر ڈوگرہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس اور خواجہ خلیل الدین سب انسپکٹر سی۔ آئی۔ ڈی پر کسی نے پستول سے قاتلانہ حملہ کر دیا۔ جس سے دونوں سخت مجروح ہوئے۔ حملہ آور کا ابھی تک کوئی سراغ نہیں ملا۔

—— گذشتہ دنوں حرم کعبہ کے اندر سلطان ابن سعود پر جو قاتلانہ حملہ ہوا۔ اس کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ حملہ آور یمنی فوج کے آدمی تھے۔ اُن کے پروانہ راہداری سے معلوم ہوتا ہے کہ تینوں آدمی صنعا دارالحکومت یمن کے رہنے والے تھے۔ اُن کے پروانہ ہائے راہداری پر امام یمن کے تیسرے بیٹے شہزادہ حسن کے دستخط ثبت تھے۔

—— یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ حملہ یقیناً ایک منظم اور گہری سازش کا نتیجہ تھا۔ یمن امام یمن نے متعدد بیانات میں اس فعل کی سخت مذمت کی ہے اور پوری تحقیق کا وعدہ کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ حملہ کسی اجنبی انگیخت کا نتیجہ ہے سلطان ابن سعود بھی اس بات میں امام یمن کی ذمہ دار قرار دینے کے سخت

جامعہ ازہر میں غیر ملکی طلبہ کا داخلہ

جو غیر ملکی طلبار اپنے ملک میں ثانوی تعلیم مکمل کر چکے ہیں انہیں مصری یونیورسٹی (جامعہ ازہر) یا دیگر دینی سکولوں میں مندرجہ ذیل شرائط کے ماتحت داخل کیا جائے گا۔ (۱) داخلہ کی درخواست پر اس ملک کی حکومت کی سفارش ہو۔ جس سے طالب علم کا تعلق ہے۔ اور درخواست کے ساتھ حاصل کردہ اسناد منسلک ہوں۔

(۲) داخلہ کی درخواست پر یونیورسٹی یا ہائی سکول کے منتظمین اس لحاظ سے غور کریں گے کہ آیا طالب علم اس کی تعلیم حاصل کرنے کے قابل ہے۔ اور اگر ابتدائی امتحان کی ضرورت ہوگی تو وہ بھی لیا جائے گا۔

(۳) ہر طالب علم کا داخلہ کے بعد طبی امتحان میں کامیاب ہونا لازمی ہے۔

(۴) اگر کوئی طالب علم کسی ایک یا متعدد مضامین میں ماہر خصوصی کی حیثیت حاصل کرنا چاہے تو ضروری ہے کہ یونیورسٹی اس کے انتخاب کو منظور کرے اور طالب علم مذکور دیگر طلبار کی طرح مقررہ امتحان میں کامیابی حاصل کرے۔

(۵) اگر کوئی طالب علم مصری یونیورسٹی یا کسی ہائی سکول کا ڈپلومہ حاصل کرنے کا خواہشمند ہو تو اسے مقررہ امتحان میں اپنی کامیابی کے متعلق صرف سارٹیفکیٹ مل سکتا ہے۔

(۶) تعلیمی نصاب ہر سال ماہ ستمبر میں شروع ہوتا ہے۔ جو طلبا داخل ہونا چاہیں انہیں ستمبر میں حاضر ہونا چاہیئے۔ تاکہ ان سے نصاب کا کوئی جزو چھوٹ نہ جائے۔ (محکمہ اطلاعات پنجاب)

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف

مجلس احرار کے "کارنامے"

احراری سرغنوں کے متعلق چند اہم معلومات

معاصر "سیاست" اپنی ۶ اپریل کی اشاعت میں رقمطراز ہے-
ہندوستان میں بالعموم اور پنجاب میں بالخصوص عامۃ المسلمین جاہل یا نیم خواندہ ہونے کی وجہ سے اُن شخصوں یا جماعتوں کا آسانی سے شکار ہو جاتے ہیں۔ جو سیاسی معاشرتی، اقتصادی یا دینی معاملات میں انہیں جھنجوڑنے کے لئے ان کے جوش سے غیرت سے یا ایثار سے اپیل کرتے ہیں- آزادی کا نام لینے والا اگر مسلمانوں کو صریح غلامی کی طرف بھی لے جائے تو بھی یہ اُس شخص کی نسبت اس فریب کار کی بات پر زیادہ اعتبار کرینگے جو ان کو بتدریج ترقی کرنے کا یقینی واضح صریح اور نمایاں راستہ بتائے مسلمانانِ پنجاب کی حیاتِ عامہ اس وقت جس دور سے گذر رہی ہے وہ ہمارے مقصود کے عیاں کرنے کے لئے بہترین مثال ہے- اس وقت کوئی ایسی سیاسی تحریک میدان میں موجود نہیں ہے- جو نظر فریب ہو یا طالب جوش و خروش ہو- لہذا اس وقت عامۃ المسلین کے اشتعال پسند جذبات سے فائدہ اٹھانے کا واحد ذریعہ دین ہی دین رہ گیا ہے- جو ایک مسلمان کے لئے ہر وقت زندہ اور محبوب ہے- جماعتِ احرار اس حقیقت سے خوب آگاہ ہے- کہ دین کے نام سے پنجاب کے مسلمان کو جو بھی فریب دیا جائے- وہ اس کے جال میں بہایت آسانی سے پھنس جاتا ہے- لہذا وہ جماعت اس وقت مسلمانوں کے جذباتِ دینی کو ابھار کر خوب روپیہ بٹور رہی ہے-

---

اگر پنجاب کے مسلمانوں کی اکثریت جذبات کی رو کے مقابلہ میں بے بس نہ ہوتی تو وہ جماعت احرار کے گذشتہ کارناموں پر نگاہ ڈالتی اور اس کے آئندہ مواعید کو قبول کرنے سے پہلے اس کے افعال گذشتہ کی بنا پر غور کرتی- کہ آیا اس جماعت پر ایسا اعتماد ممکن و مناسب بھی ہے یا نہیں لیکن افسوس ہے کہ ہم مسلمان ہر تازہ اور نظر فریب تحریک کو لبیک کہنے کے عادی ہو چکے ہیں- فریب پر فریب اور دھوکا پر دھوکا کھاتے ہیں- لیکن پھر بھی جو ہماری قیادت کا دعوےٰ کرے اور چند پر جوش الفاظ اور کچھ چلتے ہوئے فقرے استعمال کرے ہم اس کی قیادت قبول کر لیتے ہیں مسلمانوں کی اسی عادت سے تنگ آکر مولانا محمد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ غالب کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک راہ رو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں

جماعتِ احرار وہ جماعت ہے جس نے مرکزی خلافت کمیٹی کو برباد کیا- اور نہرو رپورٹ پر دستخط کئے- جس نے اُس وقت اسلام اور مسلمانوں کو خطرہ میں دیکھکر ان کی مخالفت کی- وہ لوٹی اور غدار کہلایا مسلمانوں کے جلسے انہوں نے برباد کئے مسلمانوں کے اخبارات اور سیاسی کارکنوں کو انہوں نے بدنام کیا- اور غلیظ گالیاں دیں مسلمانوں میں بے حد انتشار پیدا کیا- اور یہ سب کچھ صرف اس لئے ہوا کہ ہندوؤں نے ان کے تنور شکم کے لئے چاندی اور سونے کی ٹکلیوں کی صورت میں کچھ ایندھن بہم پہنچایا تھا۔ آج طول و عرض ہند میں ایک مسلمان بھی نہیں ہے جو یہ تسلیم نہ کرتا ہو کہ نہرو رپورٹ مسلم کش تھی- احرار نے جو فریب اس وقت مسلمانوں کو دیا- اگر کوئی جماعت کسی غیر مسلم یا قوم کو ایسا فریب دیتی تو وہ آج تک ذلت و رسوائی کے کسی مقبرہ میں دفن ہو چکی ہوتی- لیکن خوش قسمتی ہے جماعتِ احرار کہ اس کا واسطہ مسلمانوں سے اور مسلمانوں میں سے پنجاب کے مسلمانوں سے ہے- جو اپنے خیر خواہوں کو گالیاں دینا اور غداران ملت کو گلے لگانا ہی بہتر سمجھتے ہیں- احرار قوم کو زبردست فریب دینے کے بعد زندہ رہے اور زندہ ہیں-

---

نہرو رپورٹ کی تائید کے بعد احرار نے کارزار کشمیر میں دخل دیا- اور لاکھوں مسلمانوں کو برباد کر دیا اور بہتیرے بے گناہ شہید بھی ہوئے- اور یہ سب کچھ صرف اس لئے ہوا کہ احرار مہاراجہ سے جس قدر روپیہ طلب کرتے تھے وہ اس سے کم دیتے تھے- اس حقیقت کے طشت از بام ہونے کے بعد احرار نے شالور کے نام سے مسلمانوں کو لوٹا- کپورتھلہ کے معاملہ میں دخل دے کر مسلمان ملازمین کو وہاں سے نکلوا دیا- اور آجکل کہ وہاں ہندوؤں اور انگریزوں کا راج ہے- اور مسلمانوں کو چن چن کر نکال دیا گیا ہے- جب تک وہاں مسلمان وزیر اعظم اور مسلمان موجود تھے ہمارے احرار دوست مجاہد بنے ہوئے تھے- آج کہ وہاں کے نظم و نسق ریاست میں مسلمانوں کا ہرگز کوئی دخل باقی نہیں رہا زمین و آسمان کے قلابے ملانے والے احرار کچھ اس طرح خاموش ہیں گویا ان کو سانپ سونگھ گیا ہے۔

غرض جماعتِ احرار کے کارنامے ایسے ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک کارنامہ کسی جماعت کو دنیا کے کسی حصہ میں ذلیل و رسوا اور برباد کرنے کے لئے کفائت کرتا- لیکن واہ رے سرزمین پنجاب کو تیرے اندر غداروں اور پاک شہدوں کی یہ جماعت برابر ترقی کر رہی ہے- آج اس جماعت نے مذہبی رنگ اختیار کر لیا ہے اور یہ جماعت جس میں شیعہ سنی حنفی وہابی نیچری اور لامذہب آدمی جمع ہیں تبلیغ کے نام سے لوگوں سے روپیہ بٹور رہی ہے- اور کوئی اس سے اتنا پوچھنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ آخر تم تبلیغ کرو گے تو کس عقیدہ اور کس خیال کی ؟

یہ تبلیغ جماعت احرار کے لئے کالا بزر و جواہر ثابت ہو رہی ہے- بہاء الحق قاسمی کل تک غریب آدمی تھے آج مکانات کے تاجر بن چکے ہیں- انہوں نے ایک قیمتی مکان عطاء اللہ شاہ بخاری کے ہاتھ حال ہی میں فروخت کیا- عطاء اللہ شاہ کبھی مفلوک الحال امام مسجد تھے جن کے پاؤں میں جوتا بھی نہ ہوتا تھا- آج وہ امرتسر جیسے شہر میں وہ ایک نہیں کئی مکانات کے مالک ہیں- مولانا مظہر علی صاحب اظہر ایسے وکیل تھے جن کو سال بھر میں وکالت کی وجہ سے مسیح علیہ السلام کی زیارت بہت ہی کم نصیب ہوا کرتی تھی آج وہ احرار کے شعبہ تبلیغ کے انچارج ہو کر دو سو روپے ماہوار مشاہرہ لے رہے ہیں اور کونسل کی رکنیت کی وجہ سے علیحدہ روپیہ کما رہے ہیں ناممکن تھا کہ مولینا ظفر علی خاں صاحب یہ سب کچھ نہ دیکھتے اور خاموش رہتے خصوصاً اس لئے کہ ملت کے جذبات کو ابھار کر روپیہ اینٹھنے کا فن احرار نے جناب مولانا صاحب ہی سے سیکھا ہے انہوں نے اعلان کر دیا ہے- کہ انہیں ۵۶ ہزار ایسے رضاکاروں کی ضرورت ہے جو چار آنے ماہوار چندہ دے سکیں وہ ادبی اماکے اور شکر کے کارخانے اور مسلم بازار اور ترکی قرضہ کے تمسک بیچ کر اپنی ساکھ قائم کر چکے ہیں (فنڈوں کا ذکر نہیں کیا گیا) لیکن ان کے متعلق کہنا کہ یہ چودہ ہزار روپیہ ماہوار کہاں خرچ ہوگا بے سود ہے-

---

غرض خدا خوش رکھے عامۃ المسلمین کو جن کا جوش ایمانی احرار وغیرہ کے لئے متاع تجارت بن گیا ہے لیکن ؎

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵۹۹

[illegible] ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین [illegible]

اللہ اکبر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیار پوری

جلد ۲۳ | لاہور۔ یوم دوشنبہ مطبوعہ ۱۰ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۵ اپریل ۱۹۳۵ء | نمبر ۲۵

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) اسلام ہر زمانہ میں قابل احترام ہے
سب مجدد دین کے ماننے ضروری ہیں
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا عقیدہ

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است خسران و تباب

”زمیندار“ اور ”احسان“ کی افسوسناک غلط بیانی

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے بیان میں ناجائز تصرف

احراری اخبارات کی دیانت و اخلاق کا نمونہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے مقدمہ میں ۵ اپریل کو ڈلہوزی میں بطور گواہ صفائی جو بیان دیا ہے اس کو احراری اخبارات ”زمیندار“ و ”احسان“ نے صحیح شایع نہیں کیا بلکہ اس میں جا بجا نہایت افسوسناک اور ناجائز غلط بیانیاں اور تصرف کیا گیا ہے۔ سب سے اہم غلط بیانی یہ کی گئی کہ حضرت ممدوح نے فرمایا کہ ”جو حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود نہیں سمجھتے میں انکو مسلمان نہیں سمجھتا“۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ سرکاری وکیل کے اس سوال کے جواب میں کہ جو شخص حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود نہیں مانتا آپ انکے متعلق کیا سمجھتے ہیں۔ حضرت ممدوح نے صرف اسقدر کہا کہ ”ان کو غلطی پر سمجھتا ہوں“۔

۱۱ اپریل کے ضمیمہ ”پیغام صلح“ میں حضرت ممدوح کا صحیح بیان شایع کرتے ہوئے ہم ”زمیندار“ کو چیلنج کر چکے ہیں کہ اس نے جو کچھ شایع کیا ہے عدالت کی مصدقہ نقل سے اسکی صحت کا ثبوت دے ورنہ اسکی نمایاں طور پر تردید کرے۔ لیکن وہ ابتک خاموش ہے۔ اس چیلنج میں اب ہم ”احسان“ کو بھی شریک کرتے ہیں۔

”زمیندار“ اور ”احسان“ ہمارے عقائد سے ناواقف نہیں لہذا اس افسوسناک غلط بیانی کو کسی غلط فہمی یا سہو پر محمول نہیں کیا جا سکتا ہے۔ بفرض محال ان کو کوئی غلط فہمی ہو گئی تھی تو دیانت اور صحافتی ذمہ داری کا اقتضاء یہ تھا کہ وہ حضرت ممدوح سے یا عدالت کے ریکارڈ سے اس کو رفع کر لیتے۔ یا کم از کم ہمارے چیلنج پر اپنی غلط بیانی کی تردید کر دیتے۔ یا اگر ان کا شایع کردہ بیان صحیح تھا تو وہ بہادر اور شریف انسانوں کی طرح اپنی صداقت کا ثبوت دیتے۔ ”پیغام صلح“ کا محولہ بالا ضمیمہ ۱۱ اپریل کو شایع ہوا اور اسی روز ”زمیندار“ و ”احسان“ کے دفاتر میں پہنچا دیا گیا لیکن ان دونوں میں سے انہوں نے کوئی راہ بھی اختیار نہ کی۔ ہم اپنے چیلنج کا اعادہ کرتے ہوئے ان دونوں اخبارول کو پھر ایک موقع دیتے ہیں۔ اگر انہوں نے اس سے بھی فائدہ نہ اٹھایا تو دنیا یہ سمجھنے پر مجبور ہو گی کہ یہ غلط بیانی جان بوجھ کر کی گئی ہے اور اس کو صحافتی بد دیانتی کی بدترین مثال کے سوا اور کچھ نہیں کہا جائیگا۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۱۱ اپریل کو ڈلہوزی سے تشریف لے آئے ہیں۔ حضرت ممدوح کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے کی نسبت اچھی ہے۔

—— ۱۳ اپریل کی شام سے مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب درس قرآن کریم شروع کر دینگے۔ مقامی احباب کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

—— ۱۴ اپریل (اتوار) کی شام کو ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کا ہفتہ وار جلسہ مسجد احمدیہ بلڈنگس میں ہوگا۔ ماسٹر غلام محمد صاحب انچارج دفتر تحصیل تقریر کرینگے۔

—— گذشتہ دنوں جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی جہلم تشریف لے گئے تھے۔ اور چند روز قیام کر کے مفید کام کیا جس کا انشاء اللہ آیندہ اشاعت میں [illegible]۔ مولوی صاحب موصوف سید اختر حسین صاحب کے ساتھ [illegible] اور [illegible] بھی گئے۔

—— ۶ اپریل کو [illegible] میں صداقت حضرت مسیح موعود پر غیر احمدی جماعت مولویوں سے نہایت کامیاب مناظرہ ہوا۔ ہماری طرف سے سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل مناظر تھے۔

—— جناب شیخ عباس صاحب [illegible] اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ اس مسرت میں آپ نے [illegible] ایک روپیہ چار آنہ کو وقف کر دیا ہے۔ جزاک اللہ۔

—— پیغام صلح:- ہماری دلی مبارکباد قبول ہو۔ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت و مسرت کے ساتھ عمر دراز دے اور خادم دین بنائے۔

—— انتہائی رنج و افسوس کے ساتھ اطلاع دیجاتی ہے کہ جناب شیخ محمد اکرم صاحب چانگریاں ضلع سیالکوٹ کا گذشتہ ایام [illegible] انتقال ہو گیا۔ (انا للہ) مرحوم سلسلہ کے ایک مخلص و پرجوش رکن تھے کئی ماہ سے بیمار تھے۔ اس حادثہ میں ہم مرحوم کے خاندان سے دلی ہمدردی رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ لاہور میں ۱۲ اپریل کو جنازہ غائب پڑھا گیا۔ اور جماعتوں سے بھی یہی درخواست ہے۔

"میں احمدی کیوں ہوں"

(از جناب شیخ محمد صادق صاحب ہیڈ ماسٹر پٹیالہ)

(۳)

مجھے مجدد زمانؑ سے شرف بیعت حاصل ہے

حضرات! ان تمام باتوں کے علاوہ مجھے بحیثیت ایک احمدی کے ایک اور خصوصیت بھی حاصل ہے وہ یہ کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے اپنے رحم اور کرم سے اس صدی کے مجدد اور امام سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الرحمۃ کی شناخت، اور آپ کی بیعت میں شامل ہونے کی سعادت عطا فرمائی، اور میرے مضمون کے سوال کا اصل جواب یہیں سے شروع ہوتا ہے کہ میں نے کیوں حضرت مرزا صاحب کی بیعت کی اور کہ "میں کیوں احمدی ہوں"۔

غیر از جماعت اصحاب سے ایک سوال

حضرات۔ پیشتر اس کے کہ میں اس مضمون پر بحث کروں میں ان لوگوں سے جو سلسلہ احمدیہ میں شامل ہونیکی سعادت سے اس وقت تک محروم ہیں یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ آیا اللہ تعالیٰ اولیائے امت سے کلام کرتا رہتا ہے یا نہیں۔ کیا قرآن کریم میں اس کا صریح اور کھلا وعدہ ہے یا نہیں کہ وہ اس امت میں اپنے اولیا کو خلعت مکالمہ مخاطبہ سے سرفراز فرماتا رہے گا۔ کیا آیہ استخلاف میں روحانی خلفاء کے سلسلہ کے متعلق اشارہ نہیں۔

حدیث مجدد

اور کیا حضرت رسول کریمؐ سے یہ مروی نہیں۔ کہ ان اللہ یبعث علےٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا یعنی اللہ تعالیٰ امت محمدیہ میں ہر صدی کے سر پر ایک شخص کو مامور کریگا۔ جو دین کی تجدید کریگا۔ اور کیا اس حدیث کے ماتحت مختلف اوقات میں بزرگان دین مثلاً شیخ سید عبد القادر جیلانی، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی، حضرت شیخ احمد سرہندی جیسے اولوالعزم بزرگوں نے دعوے مجددیت نہیں کیا۔ اور کیا مرزا صاحب کے منکر ان بزرگوں کو مفتری اور جھوٹے مدعی قرار دیتے ہیں؟

اس صدی کا مجدد کہاں ہے؟

اگر نہیں۔ اور فی الواقع ان بزرگوں کو راستباز اور اپنے دعوے میں صادق مانتے ہیں تو پھر وہ بتلائیں کہ جب ہر صدی پر مجدد آتا ہے تو اس صدی کا مجدد اگر حضرت مرزا صاحب نہیں تو دوسرا کون ہے؟ اگر دوسری صدیوں میں جبکہ اسلام پر اس قدر مصائب نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کاملہ سے مجددین مامور فرماتا رہا۔ تو کیا وجہ کہ اس پر آشوب صدی میں جبکہ اسلام چاروں طرف سے مصائب میں گھرا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو چھوڑ دیا۔ اور اپنی جناب سے کوئی شخص اس کی حفاظت اور ترقی کے لئے مامور نہ فرمایا۔

موجودہ زمانہ میں مخالفین اسلام کی یورش

یہاں ہندوستان ہی دیکھئے۔ مغربی فلسفہ اور برہمو سماج کی تعلیم اندر ہی اندر مسلمانوں کے دلوں میں وسوسہ اندازی کر رہی ہے اور عیسائی مشنری اور آریہ سماج اسلام پر ایسی خطرناک یورشیں کر رہے ہیں جس کا گمان بھی پہلی صدیوں کے مسلمانوں کے واہمہ میں نہ گذرا ہوگا۔

مرزا صاحب کا انکار حضرت نبی کریمؐ کی پیشگوئی کو جھٹلانا ہے

میں کہتا ہوں۔ مرزا صاحب علیہ الرحمۃ کی صداقت کا سب سے بڑا اور سب سے زبردست گواہ زمانہ اور اس کی حالت ہے یاد رکھئے جو شخص سیدنا حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ مجددیت کا انکار کرتا ہے وہ قرآن کو استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے وہ سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئی کو جھٹلاتا ہے اور حضرت سید عبد القادر جیلانی اور بہت سے عظیم الشان راستباز بزرگوں کو جھوٹے مدعی اور مفتری علی اللہ قرار دیتا ہے۔ اللھم انی اعوذ بک من شرور انفسنا۔ ورنہ اس کا فرض ہے کہ وہ بتلائے۔ کہ اگر حضرت مرزا صاحب مجدد نہیں۔ تو پھر اور کس شخص نے اس صدی کے سر پر مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے وہ اپنے مدعی کا پتہ دے۔

مسیح موعود ہونے پر اعتراض

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کو ہمیں مجدد ماننے میں کوئی تامل نہیں۔ مگر وہ تو مسیح موعودؑ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ کس قدر احمقانہ خیال ہے جب خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مثیل ابراہیم قرار دیا۔ اور فرمایا کہ جس نے نوحؑ کو دیکھنا ہو۔ وہ عمرؓ کو دیکھ لے اور اسی طرح دوسرے صحابہؓ کی مختلف انبیاء سے مماثلت بیان فرمائی۔ اور جب مشیار اولیائے امت فنا فی الرسول ہوکر محمد و احمد بن گئے اور ان کی وحیوں میں اللہ تعالیٰ نے ان کو مختلف انبیاء کے ناموں سے یاد فرمایا۔ تو کیا مثیل مسیح ہونا کوئی ایسا منصب ہے۔ جو اسلام میں جائز نہ ہو؟

مسلمانوں کا افسوسناک غلو

یہ عیسائیانہ غلو ہے۔ جو مسلمانوں میں پھیل گیا ہے کہ مسیح ابن مریم کو ہر بات میں انوکھا قرار دے لیا ہے۔ ورنہ مسیح ابن مریم کی حیثیت اس سے زیادہ نہیں۔ کہ وہ موسوی سلسلہ میں صرف ایک نبی تھا۔ دیکھو۔ اصل عزت اور مرتبہ اللہ تعالیٰ کی ہمکلامی اور تجدید دین کے لئے مامور ہونے میں ہے۔ اور جس کو خدا یہ عطا کرے سب نام اور سب عزتیں اس کے لئے جائز ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کا عظیم الشان کام

پھر اگر حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ اس طرح سمجھ میں نہیں آتا تو آج تو اس کی اور بھی روشن دلائل ہیں ہر ایک شخص اپنے کام سے ہی معزز ہوتا اور اپنے کام سے ہی پہچانا جاتا ہے۔ مسیح موعودؑ کا کام احادیث نبوی میں کسر صلیب اور قتل خنزیر قرار دیا گیا ہے جس کو دوسرے لفظوں میں اسلام کو دوسرے مذاہب پر غالب کرنا کہا جاتا ہے میں پوچھتا ہوں کہ آیا لوگوں کو اسلام کی بیکسی کا وہ زمانہ یاد نہیں رہا جب حضرت مرزا صاحب کی بعثت سے پہلے عیسائیوں اور آریوں کے اعتراضات کی سخت بوچھاڑ ہو رہی تھی اور ایک مسلمان بچہ بھی اپنی اور اپنے مذہب کی ذلت کو دیکھکر مسلمان کہلانے سے شرم محسوس کرتا تھا۔ کیا یہ احسان خداوندی نہیں کہ آج اسلام براہین نیرہ و دلائل قاہرہ سے تمام مذاہب پر غالب ہے اور ایسے علامات اور ایسے آثار پیدا ہوگئے ہیں کہ مستقبل قریب میں اسلام ہی تمام دنیا کا غالب مذہب ہو۔

اب مسیح کا انتظار فضول ہے

میاں میں اپنے غیر از جماعت دوستوں سے سوال کرتا ہوں کہ اگر بالفرض تمہارے منشا اور تمہارے خیال کے مطابق ہی کوئی اور مسیح آجائے تو وہ کیا کرے۔ کیا وہ اسلام کو اس سے کسی اور مختلف طریق پر غالب کرے جس پر حضرت مرزا صاحب اور آپ کی جماعت نے کیا ہے اور کر رہی ہے؟ کیا وہ لوگوں کو بزور شمشیر مسلمان بنائیگا۔ یا روپے کے لالچ سے اسلام کی دعوت دیگا۔ یا لوگ اس کے چہرے کو دیکھکر مسلمان ہوجائیں گے۔ اگر یہ نہیں۔ اور کام اسی طریق پر ہوسکتا ہے جو سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے کیا ہے اور آپ کے بعد آپ کی جماعت کر رہی ہے تو پھر مرزا ہی مسیح موعودؑ ہے اور کسی دوسرے کا انتظار فضول ہے۔

حضرت مرزا صاحب اور آپ کی جماعت نے اسلام کو غالب کرکے دکھلایا

دیکھو وہ علم کلام جو حضرت مسیح موعودؑ نے پیش کیا ہے اور اسے آپکے اعداء تسلیم کرچکے ہیں کہ تیرہ سو سال میں اس کی نظیر نہیں پائی جاتی اور ہر ملک کے تعلیم یافتہ اور عقلمند طبقے کی طرف سے اس کی قبولیت ظاہر کرتی ہے کہ وہ عین ضرورت زمانہ کے مطابق ہے کونسا باطل مذہب اور کونسا باطل اصول ہے جسکو مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت نے قرآنی ہتھیاروں سے نہیں کاٹ دیا۔ اس صدی میں مذاہب کی کونسی کانفرنس ہوئی ہے جس میں سیدنا حضرت مرزا صاحب اور قبلہ حضرت مولوی محمد علی صاحب اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کے اسلام پر مضامین متفقہ طور سے سب پر غالب قرار نہیں دیئے گئے۔ پھر اور کس بات کی تم مسیح موعودؑ سے توقع رکھتے ہو مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت نے تمام ملکوں میں اسلام کا بیج بودیا ہے وہ رفتہ رفتہ اپنے وقت پر پھیلیگا اور پھولیگا۔ اگر آپ لوگوں کی اخلاقی مدد نہ سہی صرف مخالفت ہی نہ ہوتی تو اشاعت اسلام کا کام اس سے بہت زیادہ بڑھ گیا ہوتا۔

صداقت کا روشن نشان

پھر میں کہتا ہوں کہ اگر کسی کو ماہ رمضان میں کسوف وخسوف دجال، یاجوج ماجوج کے خروج کی پیشگوئیوں میں کسی قسم کا ابہام ہے اور وہ ان نشانات سے مسیح موعودؑ کو شناخت نہیں کرسکتا تو کیا اسے یہ بھی نظر نہیں آتا کہ مسلمان دنیا میں چالیس کروڑ ہیں لیکن کیا احمدیوں کے سوا چہار اکناف عالم میں ایک بھی ایسی جماعت ہے جو بحیثیت ایک جماعت کے اشاعت اسلام کے کام میں لگی ہوئی ہو؟ اس سے بڑھ کر مرزا صاحب اور آپ کی جماعت کی صداقت کا کیا نشان ہوسکتا ہے؟

اشاعت اسلام کا عظیم الشان جہاد

دیکھو۔ الہٰی ارشاد ہے ولتکن منکم امۃ کہ تم میں سے ایک جماعت ہو جو اشاعت اسلام کے کام میں لگی ہوئی ہو۔ لیکن جس طرح تم اس صدی میں دوسرا مجددیت کا مدعی نہیں بتلا سکتے اسی طرح کسی ایسی جماعت کے وجود کا پتہ نہیں دے سکتے۔ حق یہی ہے کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب اس صدی میں اشاعت اسلام کیلئے منجانب اللہ مامور ہیں اور مرزا صاحب اور آپ کی جماعت کے سوا کسی اور کو توفیق نہیں ملتی کہ اشاعت اسلام کا کام کرے یاد رکھو۔ اشاعت اسلام کا کام عظیم الشان جہاد ہے جو بڑی قربانی چاہتا ہے اور جو شخص اس مقدس کام میں مامور من اللہ کے ساتھ شامل نہیں ہوتا۔ بلکہ پیچھے ٹھہرنے والوں میں سے ہے وہ ضرور خدا تعالیٰ کے مواخذہ کے نیچے ہے اور ان بدبختوں کا تو کیا ذکر ہے جو خود کچھ کر نہیں سکتے اور مناع للخیر بنکر اس مقدس اور مبارک کام میں روڑے اٹکا رہے ہیں یہ خدا کا کام ہے جو ہوکر رہیگا اور بدقسمت مخالف منہ سے بک کر نہیں رہیں گے

یورپ میں عیسائیت کی حالت

اگر یہ باتیں کسی کے دل کو تسکین نہیں دیتیں تو پھر اس سے بھی روشن دلیل اس وقت یورپ میں عیسائیت کی حالت ہے جہاں بڑے بڑے لاٹ پادری انجیل کے منجانب اللہ ہونیکا حلف اٹھانے سے انکار کر رہے ہیں اور چرچ کے اعلےٰ ترین عہدہ دار علانیہ طریق پر مسیح کی الوہیت مسیح کی معجزانہ پیدائش اور آسمان پر بجسد عنصری چڑھ جانے اور کفارہ سے

(باقی بر صفحہ ۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم دوشنبہ۔ ۱۰ محرم الحرام ۱۳۵۴ سنہ ہجری | نمبر ۲۵

جنوبی ہند کے اچھوتوں کا فیصلہ

اور اس پر گاندھی جی کا اظہار رائے

چند سال سے گاندھی جی اچھوت ادھار کے کام کے متعلق خاص سرگرمی کا اظہار فرما رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک "مرن برت" بھی رکھ چکے ہیں۔ لیکن واقعات پر نظر رکھنے والے لوگ جانتے ہیں کہ ان کا یہ اظہار بالکل نمائشی اور حقیقت سے خالی ہے۔ گاندھی جی کو مظلوم اور بدنصیب اچھوتوں سے قطعاً کوئی ہمدردی نہیں۔ بلکہ اُن کا مقصد صرف یہ ہے کہ اچھوتوں کو ہندوؤں سے علیحدہ ہونے سے روکا جائے۔ کیونکہ اگر یہ نام کے سات آٹھ کروڑ ہندو علیحدہ ہو گئے تو ہندو قوم کی سیاسی حیثیت کو غیر معمولی صدمہ پہنچے گا۔ اور ممکن ہے کہ کچھ عرصہ بعد یہ مغرور اور بے پناہ اکثریت اقلیت یا مساوات میں تبدیل ہو کر رہ جائے۔

پلا جنوبی ہند کے اچھوتوں کی ایک مظلوم اور صاحب احساس قوم ہے۔ گذشتہ دنوں اس کی ایک کانفرنس ترچناپلی کے مقام پر منعقد ہوئی۔ جس میں پلاؤں نے مندرجہ ذیل قرار دادیں منظور کر لیں۔

(۱) یہ کانفرنس مہاتما گاندھی کے رویّے کو جو انہوں نے مندروں میں اچھوتوں کو داخلے کا حق عطا کرنے والے مسودہ قانون کو اسمبلی میں پیش کرنے کے متعلق اختیار کیا ہے دلی رنج اور شدید مایوسی کے ساتھ دیکھتی ہے۔ اور ان سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اس معاملے کے متعلق اپنے خیالات کی اصلاح فرمائیں اور اس بات کا اہتمام فرمائیں کہ یہ مسئلہ اسمبلی کے ایوان میں ضرور لایا جائے۔ خواہ اس کے نتائج کچھ ہوں۔

(۲) اس کانفرنس نے یہ ارادہ کیا ہے کہ ملک کے تمام اچھوتوں سے یہ درخواست کرے کہ اگر مہاتما گاندھی داخلہ مناور کے مسودہ قانون کو اسمبلی میں پیش کرنے کے متعلق اپنے خیالات میں تبدیلی و نما نہ فرمائیں یا اچھوتوں کے لئے برطانوی وزیر اعظم کے دیئے ہوئے حقوق کے مطابق جداگانہ انتخاب کو منظور کرنے پر آمادہ نہ ہوں تو اچھوت ترک مذہب کر کے اسلام قبول کر لیں یا عیسائی ہو جائیں۔

ان قرار دادوں کے منظور ہوتے ہی گاندھی جی کا قلم حرکت میں آ گیا۔ اور انہوں نے اپنے اخبار ہریجن کے ایک تازہ پرچے میں ان قرار دادوں پر اپنے مخصوص انداز میں تبصرہ فرمایا ہے۔ پہلی قرار داد کو انہوں نے بظاہر پسند کیا ہے۔ ان کا ارشاد ہے کہ اگر تمام اچھوت داخلہ مناور کے متعلق اس قسم کی سرگرم توجہ کا اظہار کریں۔ تو اس کام کی راہ بہت جلد صاف ہو جائے۔ لیکن اس کے ساتھ کام مشکل ہو یا آسان تمام مندروں کے دروازے ہریجنوں کے لئے کھلے رکھنے کے واسطے جو کچھ بہتر سمجھوں گا کرتا رہوں گا۔ میرے

میری رائے میں چھوت چھات کے ازالہ کا دعوےٰ اس وقت تک کرنا غیر ممکن ہے۔ جب تک تمام مندروں میں ہریجن اسی طرح داخل نہ ہونے لگیں۔ جس طرح عام ہندو مندروں میں داخل ہوتے ہیں"

ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ گاندھی اچھوتوں کے داخلہ مناور کو ضروری سمجھتے ہوئے بھی ان کی کانفرنس کی قرار داد پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ وہ وہی کچھ کرتے رہیں گے۔ جو کچھ اُن کے نزدیک بہتر ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جو چیز اُن کے یا ہندو قوم کے نزدیک بہتر ہو سکتی ہے اس سے غریب و مظلوم اچھوتوں کی فلاح و بہبود کی امید رکھنا بالکل محال ہے۔ خیر پہلی قرار داد کو تو گاندھی جی نے الفاظ کی جادوگری اور اپنے مہاتمائی اظہار مسرت سے ٹال دیا۔ لیکن دوسری قرار داد کے متعلق وہ اپنے غصہ اور تشویش کو پوشیدہ نہیں رکھ سکے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ:۔

"مذہب حقیقت میں ایک شخصی مسئلہ ہے۔ یہ بندے
اور اس کے خدا کا تعلق ہے۔ اس کو تجارت اور
بیع و شریٰ کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیئے میں چاہتا ہوں
پلا لوگ داخلہ مناور کے مسئلے پر فی نفسہٖ غور کریں
اور دوسری قرار داد میں جو دھمکی دی گئی ہے۔ اس
کے ذریعے سے خلط مبحث کی کوشش نہ کریں"

گاندھی جی نے پلا کانفرنس کے فیصلہ کے متعلق جو فلسفہ مذہب پیش کیا ہے۔ اسکے متعلق ہم اپنے ایک معاصر کے الفاظ میں کہہ سکتے ہیں کہ وہ حقیقت پر مبنی ہونے کے باوجود ایک شدید مغالطے پر مبنی ہے۔ اور وہ اس کی بھول بھلیوں میں اچھوتوں کو پریشان و سرگرداں رکھ کر ان بدنصیب لوگوں کے ساتھ قطعاً کوئی بھلائی نہیں کر سکتے ہم اسے تسلیم کرتے ہیں کہ مذہب ایک شخصی مسئلہ ہے۔ اس کو وسیلۂ تجارت نہیں بنانا چاہیئے۔ بیشک مذہب بندے اور خدا کے تعلق کا ذریعہ ہے۔ لیکن اس کی غرض و غایت اسی پر بس نہیں ہو جاتی بلکہ عبد و معبود کے بعد مذہب کا ایک تعلق بندوں کے مابین بھی ہے اگر کوئی مذہب اس دوسری غرض کو پورا نہیں کر سکتا وہ یقیناً بے حد ناقص ہے۔ بلکہ اس کو مذہب کہنا ہی صحیح نہیں۔ اس لحاظ سے ہندو دھرم کو کم از کم اچھوتوں کے حق میں مذہب کہنا مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

ہندو دھرم نے عبد و معبود کے تعلق کا جو ذریعہ یا جو طریق عبادت قرار دیا ہے غریب اچھوت اس سے محروم ہیں۔ یعنی مندروں کے دروازے ان پر بند ہیں۔ اس کے بعد ان پر ہندو دھرم اور ہندو قوم کی طرف سے جو ہولناک معاشرتی اور مجلسی قیود عائد ہیں وہ یقیناً انسانیت سوز اور ناقابل برداشت ہیں۔ اگر ان حالات میں اچھوت کسی دوسرے مذہب کو اختیار کرنے پر آمادہ ہوں اور اس سلسلہ میں اپنے فیصلہ کا اظہار کریں تو اس کو کسی لحاظ سے بھی بیع و شریٰ ۔ ۔ ۔ نہیں کہا جا سکتا ہر ایک انصاف پسند کی رائے میں اگر گاندھی جی اور ان کی قوم اچھوتوں کو داخلہ مناور کا حق دے بھی دے۔ (جو بظاہر ناممکن ہے) تو بھی اچھوتوں کو اس فیصلہ کے اظہار اور اس پر عمل کا پورا پورا حق حاصل ہے کیونکہ ان کی مشکلات صرف داخلہ مناور سے دور نہیں ہو سکتیں بلکہ ہندو دھرم کی عائد کردہ مجلسی اور معاشرتی قیود کا دور کرنا بھی ضروری ہے۔ جو ہندو قوم قیامت تک نہیں کر سکتی

ہم اس فیصلہ پر پلا قوم کے راہنماؤں کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ مخلصانہ مشورہ عرض کرتے ہیں کہ رنگ و نسل کا امتیاز عیسائی اقوام میں بھی شدید حد تک موجود ہے۔ وہاں بھی گرجوں کی تقسیم پائی جاتی ہے اس لئے ان کی مشکلات کا واحد حل اسلام اور صرف اسلام ہے اگر وہ حالات پر گہری نظر سے غور کریں تو یقیناً اسی نتیجہ پر پہنچیں گے دنیائے اسلام کو پلا قوم اور دوسرے مظلوم ہریجنوں کو اپنے قومی جسم کا حصہ بنانے میں بے حد مسرت ہوگی۔

موجودہ حالات میں اچھوت اقوام کو اسلام کا پیغام پہنچایا جائے تو اس سے بہترین نتائج مرتب ہو سکتے ہیں۔ لیکن مسلمان اس سے غافل ہیں۔ حضرات علمائے کرام کو تکفیر و فتنہ انگیزی ہی سے فرصت نہیں جس جماعت نے اشاعت اسلام کا بار اپنے ذمے رکھا ہے۔ اس کو طرح طرح سے دق و کمزور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ خدا ہے اللہ تعالیٰ ان مظلوم اچھوتوں کو صحیح مذہب کے انتخاب اور غافل مسلمانوں کو اپنے فرض کی ادائیگی کی توفیق دے۔

ہماری قومی درسگاہیں

احباب جانتے ہیں کہ ہماری انجمن دیگر خدمات اسلامی کے علاوہ لاہور و بدوملہی (ضلع سیالکوٹ) میں دو ہائی اسکول بھی کامیابی سے چلا رہی ہے اور ان پر ہر سال ایک معقول رقم صرف ہوتی ہے ان درسگاہوں کے اجرا اور ان پر رقم خطیر خرچ کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہماری قوم کے بچے جن کے ساتھ کہ ہمارا مستقبل وابستہ ہے دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم و تربیت بھی حاصل کر سکیں۔ اور ابتدائے عمر سے ہی ان میں خدمت دین و قوم کا صحیح شوق و جذبہ پیدا ہو جائے۔ الحمد للہ یہ دونوں درسگاہیں اس پاک و نیک مقصد کے لئے اپنی بساط کے مطابق کوشاں ہیں۔ خاصکر مسلم ہائی اسکول لاہور نے ہمیں متعدد ایسے نوجوان دیئے ہیں۔ جن پر قوم بجا طور پر فخر کر سکتی ہے۔

ان درسگاہوں کی کامیابی اور رونق کا زیادہ تر انحصار اس بات پر ہے کہ احباب اپنے اور اپنے رشتہ داروں کے بچوں کو تعلیم کیلئے یہاں بھیجیں۔ اس کے بغیر ان سکولوں کے قیام کا مقصد حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔ آج کل داخلے کا موسم ہے۔ جماعت بندی ہو رہی ہے دونوں اسکول محرم کی تعطیلات کے بعد ۱۷ اپریل کو کھلنے والے ہیں بچوں کو داخل کرانے کے لئے یہ ایک مناسب موقع ہے۔ بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت والدین کا ایک نہایت ضروری فرض ہے اس سے غفلت کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ یہ بالکل ظاہر ہے کہ احمدی بچوں کی تعلیم و تربیت ان درسگاہوں سے بہتر اور کسی جگہ نہیں ہو سکتی۔ لاہور ہماری جماعت کا

مرکز ہے حضرت امیر ایدہ اللہ و دیگر متعدد بزرگان سلسلہ کا قیام زیادہ تر یہیں رہتا ہے اس لئے بیرونجات کے طلبہ کے لئے لاہور کا اسکول قابل ترجیح ہے اس سکول کا انتظام ہر لحاظ سے تسلی بخش ہے عملہ نہایت قابل اور محنتی ہے۔ بورڈنگ ہوس کا انتظام معقول اور کم خرچ ہے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب خود اس کی نگرانی کرتے ہیں وہاں کے زیر تعلیم طلبہ کو بزرگان سلسلہ کی ملاقات اور ان کے پاک و موثر ارشادات سننے کا جلد جلد موقع ملتا رہتا ہے۔ بدوملہی کا اسکول بھی مفید کام کر رہا ہے اس کا عملہ بھی محنتی اور قابل ہے گذشتہ سالوں میں اس نے قابل تعریف نتائج پیش کئے ہیں قرب وجوار کے علاقہ کے بچوں کے لئے یہ اسکول بہتر اور کم خرچ بالانشین ہوگا۔ غرضیکہ احباب اپنے حالات کے مطابق دونوں میں سے کسی ایک قومی درسگاہ کو انتخاب کریں اور اس میں اپنے بچے بھیجیں تفصیلات کے لئے ہیڈ ماسٹر صاحبان سے خط و کتابت کی جائے۔

ولیعہد بہادر مانگرول کو حادثہ

چند روز ہوئے جناب ولیعہد بہادر مانگرول کو شکار کھیلتے ہوئے پنڈلی پر بھالے کی شدید ضرب لگی جس کی وجہ سے بہت خون بہا۔ فوری علاج کے بعد موصوف کو راجکوٹ لے جایا گیا۔ زیادہ خون خارج ہو جانے سے حالت تشویشناک ہو گئی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا۔ آخری اطلاع یہ ہے کہ زخم رفتہ رفتہ اچھا ہو رہا ہے اور اب موصوف خطرے سے نکل گئے ہیں۔ ہز ہائنس نواب صاحب عرصہ سے علیل ہیں۔ ولیعہد بہادر کا زخم دیکھکر ممدوح کی حالت سخت زبون ہو گئی تھی۔ اس صدمہ میں ہمیں دلی ہمدردی ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ دربار مانگرول اور ان کے ولیعہد کو صحت عاجل عطا فرمائے۔

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

(بقیہ صفحہ ۳)

ذلا رکر رہے ہیں اور گرجے خالی ہو گئے ہیں۔

احمدیت سے یورپ میں روحانی انقلاب

اور اس کی بجائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبولیت دلوں میں بڑھ رہی ہے اور مذہب کے متعلق ان کا زاویۂ نگاہ بدل گیا ہے اور شریعت کو ایک لعنت سمجھنے کی بجائے وہ اسے ایک ضرورت قرار دینے لگے ہیں۔ سوچ لو۔ یہ یا تو حضرت مرزا صاحب اور آپ کی جماعت کی مساعی کا نتیجہ ہے۔ جن کی توجہ شروع سے ہی یورپ اور امریکہ کی طرف تھی اور ان کی تحریروں اور تقریروں نے ممالک غربیہ میں ایک مذہبی اور روحانی انقلاب پیدا کر دیا اور اس سے زیادہ مسیح موعود کی صداقت کی اور کونسی دلیل ہو سکتی ہے؟

حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے سے کچھ چھوڑنا نہیں پڑتا

اور اگر لوگ عداوت حق کی وجہ سے اس کامیابی کو مسیح موعود اور آپ کی جماعت کی طرف منسوب کرنا چاہیں تو پھر بھی یہ خدا کے مسیح کی صداقت کی بیّن دلیل ہے۔ کیونکہ نبیوں کے سردار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسیح کے زمانہ میں دجال خود بخود نمک کی طرح گھل جائیگا۔ اگر یہ سب دلائل آپ کو احمدیت کی صداقت کا یقین دلانے سے قاصر ہیں تو دیکھو یہود آج تک مسیح کا انتظار کر رہے ہیں اور حضرت عیسےٰ ابن مریم پر جو خدا کی طرف سے راستباز نبی تھا۔ طرح طرح کے الزام لگا رہے ہیں اور عیسائی آج تک روح حق اور فارقلیط کے منتظر ہیں اور ان کے صحیح مصداق حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ سے بڑا انسان انہیں کوئی نظر نہیں آتا۔ حالانکہ ہمارے نزدیک ایسا انسان کامل نہ آج تک ہوا۔ نہ قیامت تک ہوگا۔ اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ آپ کی پیروی انسان کو خدا کا محبوب اور بنی اسرائیل کے انبیاء کا مثیل بنا دیتی ہے۔ بات سیدھی اور صاف ہے۔ حضرت مرزا صاحب کو ماننے سے آپ کو کچھ چھوڑنا نہیں پڑتا۔ وہی خدا ہے۔ وہی کتاب ہے۔ وہی رسول ہے۔ وہی قبلہ ہے محض آپ کے ساتھ ہو کر خدمت اسلام کے کام میں لگ جانا ہے اگر خدانخواستہ مرزا صاحب اپنے دعوے میں صادق نہ بھی ہوتے۔ تو ہمارا کیا ہرج ہوا۔ ہم نے تو بہرحال نیک کام کیا۔ اور اگر مرزا صاحب اپنے دعوے میں صادق ہیں۔ جیسا کہ ہمارا ایمان ہے کہ وہ فی الواقعہ ہیں۔ تو پھر آپ کے مکذبین اور منکرین کا کیا حشر ہوگا۔ کیونکہ حضرت رسول کریم فرماتے ہیں من لم یعرف امام زمانه فقد مات میتة الجاهلیة

حضرت مرزا صاحب ہر لحاظ سے صادق ہیں

غرض کسی رنگ میں دیکھو۔ قرآن سے استنباط کرو۔ احادیث کو دیکھو۔ زمانہ کی حالت کا مطالعہ کرو۔ قرون اولیٰ کی تاریخ کی ورق گردانی کرو۔ اس کام کی نوعیت اور اہمیت پر غور کرو جو سیدنا حضرت مرزا صاحب نے کیا اور آپ کی جماعت کر رہی ہے۔ ہر بات مرزا صاحب کی صداقت پر گواہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ مجھے حضرت مسیح موعودؑ کی غلامی اور آپ کی جماعت میں شمولیت کے شرف پر فخر حاصل ہے۔ اور

میں احمدی ہوں

ترقی کی چند مثالیں

مسلمان نوجوان غور کریں

اسلام اپنے پیروؤں کو دولت مند بننے سے نہیں روکتا۔ مسلمان جس قدر چاہیں۔ دولت پیدا کر سکتے ہیں۔ مگر قارون کی طرح دولت کو معبود نہیں بنا سکتے۔ اگر ایک مسلمان جائز وسائل سے آمدنی حاصل کرے۔ اور جائز طریق پر خرچ کرے۔ تو کروڑپتی بننے سے اسلام مانع نہیں ہے۔

مسئلہ دولت پر بحث کرنے کے لیئے آپ ذرا کائنات دولت یعنی امریکہ کی طرف توجہ فرمائیں۔ یہاں کس طرح کروڑپتی پیدا ہو رہے ہیں۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:۔

۱۔ مسٹر کارنیگی۔ آج سے ۷۰ سال پہلے صرف دو آنے یومیہ کا مزدور تھا۔ لیکن آج وہ کروڑپتی ہے۔

۲۔ مسٹر چارلس بیل بچپن میں گاڑی بان تھا۔ آج اس کی آمدنی ۴۰ لاکھ روپیہ سالانہ ہے۔

۳۔ مسٹر جانز جے بل۔ جوانی کے ایام میں اپنے سر پر لکڑیاں ڈھویا کرتا تھا۔ اب وہ کروڑپتی ہے۔

۴۔ مسٹر سی۔ بی۔ رولنس۔ ساڑھے بارہ روپیہ ماہوار تنخواہ پر قلی کا کام کرتا تھا۔ اب اس کی آمدنی کئی لاکھ پونڈ سالانہ ہے۔

۵۔ مسٹر فلر نے جوانی میں صرف ۵۰ ڈالر کے سرمایہ سے ایک لیسی مشین لے کر برش سازی کا کام شروع کیا تھا۔ اس وقت وہ دنیا میں برش سازی کے سب سے بڑے کارخانہ کا مالک ہے اور ہر سال ایک کروڑ ۵۰ لاکھ ڈالر کا کام کرتا ہے۔

برادران اسلام! کیا اب آیندہ دنیا میں کروڑپتی پیدا نہ ہوں گے؟ کیا اب مزدوروں۔ قلیوں۔ لکڑہاروں اور گاڑی بانوں کے لئے دولت کا دروازہ بند ہو چکا ہے؟ اگر آج آپ غریب ہیں تو آپ کے پاس کی کیا سند ہے۔ کہ آپ ہمیشہ غریب رہیں گے؟ آپ غریب ہیں یا امیر۔ لیکن آپ نے اپنے دماغ میں مایوسی اور محرومی کے خیالات کیوں جمع کر لئے ہیں؟ کیا آپ کے دیکھتے دیکھتے ہزاروں آدمی خاک سے اٹھ کر آسمان پر چاند اور تاروں کی طرح چمکنے نہیں لگے ہیں؟ اگر آپ کی حالت نہیں بدلتی۔ تو یہ صرف آپ کے دماغی افلاس اور افسردگی کا نتیجہ ہے۔ محنت و استقلال اور دماغ کے استعمال سے ہر شخص اپنی حالت کو ترقی دے سکتا ہے۔ مایوس اور محروم ذہنیت کو تباہ کر دو۔ اور پُر از امید دل کے ساتھ چھوٹے سے چھوٹا کام شروع کرو۔ سوچتے جاؤ۔ اور محنت کرتے جاؤ۔ صرف چند دنوں میں تمہاری حالت بدل جائے گی۔

اسی برش ساز فلر سے جس کا ذکر آپ نے پانچویں نمبر پر ملاحظہ فرمایا ہے۔ ایک ملاقاتی نے سوال کیا تھا۔ کہ کیا آپ کے خیال میں ایک اوسط درجہ کی قابلیت کا نوجوان کسی کاروبار میں کامیابی حاصل کر کے آپ کا درجہ و حیثیت حاصل کر سکتا ہے؟ مسٹر فلر نے خاص انداز سے اپنے سر کو جنبش دی اور کہا کہ یہ خیال کہ اب دنیا میں اس قدر چیزیں ایجاد ہو چکی ہیں۔ اور ان میں مزید اضافے کی ضرورت نہیں۔ روزمرہ کے تجربہ سے باطل ہو رہا ہے۔ اگر اعتماد نفس، استقلال، بلند نظری اور مسلسل غور اور کوشش کو عمل میں لایا جائے تو ہر ایک شخص کے لیئے دنیا میں ترقی کے غیر محدود امکانات موجود ہیں۔

مسٹر فلر نے فرمایا کہ اصل چیز اپنے گردوپیش کے حالات پر غور کرنا اور اپنی دماغی قوت سے کام لینا ہے۔ جو لوگ چھ گھنٹہ روزانہ کام کرنے کے باوجود بھی ترقی نہیں کرتے ان کی بڑی بدنصیبی ہے۔ کہ وہ غور نہیں کرتے۔ مجھ پر اپنے کارخانہ کے ہزاروں کاریگروں اور نوکروں کے ساتھ کام کرنے کے بعد

سفر کلکتہ کے تاثرات

قادیانی احمدیت کے دوست نما دشمن ہیں

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

بنگال کے دیہات

جنوری گذشتہ میں مجھے کلکتہ جانے کا موقعہ ملا۔ دہلی سے چلکر یوپی کا سارا صوبہ بہار و اڑیسہ کا سارا صوبہ گذر کر بنگال پہنچے۔ بنگال کی سرسبزی تو مشہور ہی ہے۔ ہر ایک گاؤں درختوں اور پودوں اور جھاڑیوں کے جھرمٹ میں گھرا ہوا نظر آتا تھا۔ مگر درمیان میں پانی کا ایک جوہڑ ضرور ہوتا تھا جس کا پانی برتنے کے استعمال میں آتا ہے۔ چھوٹے گاؤں میں برتنے اور پینے کا ایک ہی تالاب ہوتا ہے۔ مگر بڑے گاؤں میں پینے کے پانی کا جوہڑ الگ ہوتا ہے۔ جوہڑ کا پانی طرح طرح کی گندگیوں اور بیماریوں کا مخزن ہوتا ہے۔ اسلئے بنگالہ ملیریا۔ کالا آزار۔ ہیضہ وغیرہ کا اکثر شکار ہوتا رہتا ہے۔

کلکتہ

البتہ کلکتہ کو انگریزوں نے پختہ کر دیا ہے۔ پانی کا انتظام۔ واٹر ورکس بجلی۔ غلاظت کے لئے فلش کا انتظام۔ سڑکوں کی فراخی اور پختگی۔ مکانوں کی بلندی اور عظمت و نفاست سب کی سب قابل تعریف ہیں۔ کلکتہ کی چورنگی (جو ایک بڑا فیشنیبل بازار ہے) اور ڈلہوزی سکوئر اور کلایئو اسٹریٹ بڑی پرشوکت، پرہیبت اور عظمت و جلال سے بھری ہوئی عمارتوں اور اُن کی صفائی اور نفاست کی جلوہ گریوں سے نظارہ کرنے والے کو مرعوب اور متحیر کر دیتی ہیں۔

بنگال کے مسلمان اور اُن کی غربت و کم علمی

ان عمارتوں کو دیکھنے کے بعد لاہور کی مال روڈ کی عمارتیں مجھے تو بے حیثیت نظر آنے لگیں۔ اللہ کے فضل سے یہاں مارواڑیوں کے علاوہ مسلمانوں کی تجارت بھی رونق پر ہے۔ گجراتی تاجر اور کئے ہیں۔ دہلی کے پنجابی، چنیوٹ کے شیخوں اور بعض بنگالیوں کی تجارت یہاں فروغ پر ہے۔ مشرقی بنگالہ میں اللہ کے فضل سے مسلمانوں کی تعداد تمام ہندوستان کے صوبوں سے بڑھکر ہے۔ مگر افسوس کہ تعلیم بہت کم ہے اور غربت بھی ہے۔

کلکتہ کی مسجد ناخدا

یہاں کی جامع مسجد جو مسجد ناخدا کہلاتی ہے نہایت خوبصورت اور وسیع اور سہ منزلہ ہے اور اس کی آرائش بھی قابل تعریف ہے۔ جس وقت میں مسجد میں داخل ہوا اُس وقت وہاں ایک مولوی صاحب مسجد میں چہلم کی مجلس جمائے بیٹھے تھے۔ کوئی شخص مر گیا تھا۔ اس کا چہلم مسجد میں ہو رہا تھا۔ مولوی صاحب عربی میں کچھ پڑھ رہے تھے۔ اس کے بعد فاتحہ خوانی اور کچھ رسوم ادا ہو کر مجلس برخاست ہو گئی۔ مجھے اس بدعت پر جو مسجد میں ہو رہی تھی افسوس ہی ہوا۔

کالی کا مندر

کلکتہ میں ہندوؤں کا ایک بڑا تیرتھ ہے جو کالی مندر کہلاتا ہے۔ یہاں کالی دیوی کا بت ہے۔ اور بڑا عظیم الشان مندر بنا ہوا ہے۔ بنگالیوں نے بڑے فخر سے مجھے کہا کہ ہمارے بنگالہ کی یہ *Patron Goddess* یعنی مربیہ دیوی ہے۔ میں بڑے شوق سے اُسے دیکھنے گیا۔ کیونکہ ہندوستان کے ہر گوشہ میں جہاں بنگالیوں کی کوئی جماعت رہتی ہے وہاں ہمیشہ کالی باڑی بھی پائی جاتی ہے۔ جس میں کالی کلکتہ والی کی مورت ہوتی ہے۔ عام طور پر ایک چار ہاتھوں والی سیاہ فام دیوی جس کے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ میں کاسہ سر ہیں اور وہ خون پیتی رہتی ہے۔ کالی باڑی میں ہوتی ہے۔

کالی دیوی

مگر کلکتہ کے اصلی کالی دیوی کے مندر میں جو مرجع خاص و عوام ہے اور جہاں جاہل و معقول تعلیم یافتہ بنگالی سب نذر عقیدت پیش کرتے ہیں وہاں مندر کے درمیان میں صرف ایک سیاہ پتھر گڑا ہوا ہے۔ جس پر تین آنکھیں سرخ رنگ کی بنائی ہوئی ہیں۔ دو برابر برابر اور ایک اوپر۔ اور ایک لال سی زبان باہر نکلی ہوئی ہے۔ باقی نہ کوئی شکل ہے نہ صورت۔ لیکن اس کے گرد اس قدر پرزور ہجوم اور طواف ہوتا ہے اور وہ شور و ہنگامہ بپا ہوتا ہے کہ کان پڑے آواز نہیں سنائی دیتی۔ اور جب ایک مسلمان بعض معقول بنگالیوں کو بھی اپنی قومی دیوی کے گرد طواف کرتے اور اس کے آگے پرستش کرتے دیکھتا ہے تو بے اختیار محمد رسول اللہ صلعم پر درود بھیجنے لگتا ہے۔ جن کی توحید کی برکت نے ان تمام بت پرستیوں اور توہمات پرستیوں سے ہمیں نجات دلوائی۔ مندر سے باہر بکروں کو جھٹکے کے ذریعہ مارا جاتا اور دیوی پر بل دیا جاتا یعنے قربان کیا جاتا ہے۔ جس کا خون سمجھا جاتا ہے کہ دیوی پیتی ہے۔ دروازے کے سامنے دریائے گنگا کی شاخ ہگلی کی ایک پتلی سی نہر ہے۔ جہاں دیوی کے دروازے حاضر ہونے سے قبل گنگا اشنان کیا جاتا ہے۔ دروازے پر ہی مختلف بڑے بڑے دیوتاؤں کے بت اپنا درشن دے رہے ہیں۔ جن میں شوجی . . . . . . کے اعضائے مخصوصہ کی پرستش ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ شوجی کے لئے نزدیک ہی ایک اور بھی مندر ہے۔ جس میں اُن کا عضو مخصوص ایک خاص نمایاں حیثیت میں قائم ہے۔ جس پر بہت سے ہندو زن و مرد پانی ڈالتے اور پھول چڑھاتے نظر آئے۔

مذہب کے نام پر اس قسم کی ذہنیت اور حرکات حیرت انگیز تھیں۔

کلکتہ کے قادیانی

کلکتہ میں ہماری لاہوری احمدی جماعت کے تو چند ہی افراد ہیں البتہ جماعت محمودیہ قادیانیہ خاصی تعداد میں ہے۔ سنا ہے انہوں نے کوئی مکان بھی لے رکھا ہے۔ جہاں جمعہ وغیرہ پڑھتے ہیں۔ ایک دفعہ ہمارے چند احباب مجھ سے ملنے آئے تو ایک محمودی بزرگ بھی اُن کے ساتھ تشریف لائے جو چنیوٹی شیخ تھے۔ اور جماعت محمودیہ کا اپنے آپ کو سیکرٹری بتلاتے تھے۔ مجھ سے شکایت کرنے لگے کہ آپ اتنے دنوں سے کلکتہ آئے ہوئے ہیں اور ابھی تک جماعت میں نہ آئے۔ میرے ایک عزیز نے کہا کہ یہ کیسے آتے۔ یہ لاہوری۔ آپ قادیانی۔ کہنے لگے واہ۔ لاہوری اور قادیانی میں کیا فرق ہے۔ اس پر دوسرے تمام احباب یک زبان ہو کر دریافت کرنے لگے کیا یہ سچ ہے کہ لاہوری اور قادیانیوں میں کوئی فرق نہیں۔ محمودی بزرگ فرمانے لگے کہ "ہاں ہم میں اور لاہوریوں میں کوئی فرق نہیں۔ یہ بھی حضرت مرزا صاحب کو ظلی نبی مانتے ہیں اور ہم بھی ظلی نبی مانتے ہیں۔ محض نزاع لفظی ہے اور تو کچھ نہیں۔

لاہوری احمدیوں اور قادیانیوں کا فرق

میں نے کہا کہ لاہوری احمدیوں اور قادیانی محمودیوں میں فرق مشرق و مغرب اور آسمان و زمین کا ہے۔ ہمارے درمیان نزاع لفظی نہیں بلکہ نزاع معنوی ہے۔ لفظ تو ایک ہے مگر معنے الگ الگ لئے جاتے ہیں اور وہ تو معنے ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ محمودی ظلی نبی سے مراد نبی لیتے ہیں اور ہم ظلی نبی سے مراد غیر نبی لیتے ہیں۔ چنانچہ اسی لئے محمودی ظلی نبی کے نہ ماننے والے کو کافر خارج از اسلام کہتے ہیں۔ اور ہم ایسا نہیں سمجھتے پس اگر نبی اور غیر نبی میں کوئی فرق ہے۔ کسی کو کافر سمجھنے اور مسلمان سمجھنے میں کوئی فرق ہے اور ضرور ہے اور فرق بھی مشرق و مغرب کا ہے تو پھر قادیانی محمودی جماعت اور لاہوری احمدی جماعت میں بھی مشرق و مغرب کا فرق ہے۔

قادیانیوں کی افسوسناک مغالطہ دہی اور اسکا مقصد

یہ پرلے درجہ کی مغالطہ دہی ہے جو کہہ دیا جائے کہ ان دونوں جماعتوں کے عقائد میں کوئی فرق نہیں۔ محمودی صاحبان خود بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ہمارے اور ان کے عقائد میں بعد المشرقین ہے۔ مگر ان میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو دانستہ یہ مشہور کرتے رہتے ہیں کہ قادیانیوں اور لاہوریوں کے عقائد میں کوئی فرق نہیں۔ اور اس مغالطہ دہی کا مقصد فقط یہ ہے کہ اپنی طرح لاہوریوں کو بھی بدنام اور رسوا ہوتا ہوا دیکھیں۔ یہ تو وہ لوگ ہیں جو پرائی بدشگونی کے لئے اپنی ناک کٹانے کو بھی تیار ہیں۔ سات دن یہ فکر لگا رہتا ہے کہ کسی طرح لاہوری احمدی بوجہ اپنے پاکیزہ عقائد کے غیر احمدیوں میں مقبول اور ہر دلعزیز نہ ہو جائیں۔ اسی لئے لگاتار یہ لوگ اس کوشش میں رہتے ہیں کہ اپنے رسوائے عالم اور باطل عقائد کو لاہوری احمدیوں کی طرف بھی منسوب کریں۔ کبھی کہہ دیتے ہیں کہ دیکھو حضرت مرزا صاحب کو ظلی نبی یہ لوگ بھی مانتے ہیں اور ہم بھی مانتے ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ خوب جانتے ہیں کہ لاہوری احمدیوں کے نزدیک ظلی نبی، نبی نہیں ہوتا۔ بلکہ غیر نبی ہوتا ہے۔ اور قادیانیوں کے نزدیک ظلی نبی عین نبی ہوتا ہے جسکے نہ ماننے والا کافر خارج از اسلام ہے۔

نماز کا معاملہ

اسی طرح کبھی کہنے لگتے ہیں کہ لاہوری اگر غیر احمدیوں کو کافر نہیں سمجھتے تو پھر اُن کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ حالانکہ یہ خوب جانتے ہیں کہ ہمارا کسی شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی وجہ اگر کوئی ہے تو وہ یہ ہے کہ وہ شخص کلمہ گو کو کافر کہتا ہے یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ وہ ہمیں یا حضرت مرزا صاحب کو مسلمان نہیں سمجھتا۔ اور ان محمودیوں کا نماز نہ پڑھنا اس لئے ہے کہ وہ خود کافر خارج از اسلام ہے۔ پس ہمارے اور اُن کے نماز نہ پڑھنے کی وجوہات بھی ایک دوسرے کے متضاد اور متباین ہیں۔ محمودی ایک شخص کے پیچھے نماز اس لئے نہیں پڑھتے کہ وہ حضرت صاحب کو نہ ماننے کی وجہ سے کافر خارج از اسلام ہو چکا ہے اور ہم اسلئے نہیں پڑھتے کہ وہ شخص حضرت صاحب کو مسلمان نہیں سمجھتا۔ اگر وہ مسلمان مان لے تو ہمیں نماز پڑھنے میں عذر نہیں ہو سکتا۔

قادیانیوں کا جذبہ بغض و عناد

لیکن یہ لوگ ہمیشہ اسی طرح لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور لاہوری احمدیوں کی طرف اپنے غالیانہ اور باطل عقائد منسوب کر کے انہیں بھی اپنی طرح رسوائے عالم کر کے اپنے دل کو ٹھنڈا کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہ اُس حسد اور بغض کا مظاہرہ ہے جو اُن کے سینوں میں پنہاں ہے۔ نہ معلوم انہیں ہم سے کیوں اس قدر عداوت ہے۔ شاید اسی لئے ہو کہ ہم اُن کے عقائد کی لغویت اور بیہودگی کو ہمیشہ طشت از بام کرتے رہتے ہیں۔ میں نے تو یہاں تک سنا ہے کہ ان میں سے بعض لوگ غیر احمدیوں کو لاہوری احمدی بننے سے بھی روکتے ہیں۔ گویا اُن کے نزدیک ایک شخص غیر احمدی رہے اور

حضرت مسیح موعود کو نعوذ باللہ کذاب اور مفتری سمجھتا ہے۔ یہ بہتر ہے بجائے اس کے کہ وہ شخص لاہوری احمدی بلکہ حضرت مسیح موعود کے غلاموں میں شامل ہو جائے۔

چنیوٹی شیخوں کی انجمن

کلکتہ میں چنیوٹی شیخوں سے بھی ملنے کا اتفاق ہوا تو وہاں بھی یہی غلط فہمی دیکھی۔ چنیوٹی شیخوں نے ایک انجمن بنا رکھی ہے۔ جس کا نام غالباً انجمن تبلیغ اسلام ہے۔ ایک صاحب سے جو اپنے تئیں اس کا سیکرٹری بیان کرتے تھے ہماری ملاقات ہوئی۔ وہاں دو چار اور بھی معزز چنیوٹی شیخ صاحبان موجود تھے۔ اثنائے گفتگو میں اسپین مشن کا تذکرہ ہوا۔ مشن کو تو انہوں نے بہت پسند کیا۔ مگر کہنے لگے کہ اگر آپ لوگ مرزا صاحب کو ترک کر دیں تو ہم چنیوٹی شیخ ہی اس مشن کو بہت کچھ امداد دے سکتے ہیں۔

ہم محسن کش نہیں ہیں

ہم نے کہا ہم لوگ محسن کش نہیں ہیں۔ کہ جس شخص نے دنیا میں اشاعت اسلام کے تخیل کو پیدا کیا اور اس کی بنیادیں اٹھائیں اسی کو ہم ترک کر دیں۔ لیکن آپ کو حضرت مرزا صاحب سے اتنی نفرت کیوں ہے؟ کہنے لگے اس لئے کہ وہ مدعی نبوت تھے۔ میں نے کہا "یہ افترا اور بہتان ہے"۔ کہنے لگے واہ ہم کو آپ کے قادیانی فریق نے مرزا صاحب کی کتابوں سے دعوے نبوت نکال نکال کر دکھایا ہے۔

حضرت مرزا صاحب کی شاندار خدمات اسلامی

میں نے کہا کہ آپ کو مغالطہ میں ڈالا گیا ہے۔ اگر مرزا صاحب مدعی نبوت ثابت ہو جائیں تو ہم تو آج بھی انہیں چھوڑنے کو تیار ہیں ہم تو محمد رسول اللہ صلعم کے غلام ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کو تو اس لئے مانا تھا کہ ہم نے اچھی طرح محسوس کیا تھا کہ محمد رسول اللہ صلعم کی جو عظمت حضرت مرزا صاحب کے دل میں ہے وہ کسی اور کے دل میں نہیں۔ آپ نے آنحضرت صلعم کی عظمت اور شوکت کو جس طرح تمام مذاہب باطلہ کے سامنے پیش کیا ہے وہ بے نظیر ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحب کا وجود اس زمانہ میں نہ ہوتا تو ان مولویوں نے تو لٹیا ہی ڈبو دی تھی۔ خود آنحضرت صلعم کی تصویر کو ہی اپنی ناپاک ذہنیت سے بگاڑ دیا تھا۔ حضرت مرزا صاحب نے آنحضرت صلعم کی صحیح اور پاکیزہ اور پر عظمت و شوکت اصلی تصویر ہر ایک قسم کے حجاب سے صاف کر کے دنیا کے سامنے ایسی پیش کی کہ ممکن نہیں کہ اس کے آگے ایک لامذہب دہریہ کی گردن بھی نہ جھک جائے۔

حضرت مرزا صاحب کی بیعت کی وجہ

پس یہ وجہ ہے جس نے ہمیں مجبور کر دیا کہ ہم حضرت مرزا صاحب کے دست حق پرست پر بیعت کریں۔ اگر آپ ان کا دعوے نبوت ثابت کر دیں گے تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ ہماری دل و دماغ کی ساری بنی ہوئی عمارت مسمار ہو گئی۔ گویا آج تک ہم نے حضرت مرزا صاحب کو پہچانا ہی نہ تھا۔ دھوکے میں پڑے رہے۔ بسم اللہ آپ وہ عبارتیں دکھائیں جن میں حضرت مرزا صاحب کا دعوے نبوت ہے۔ بالمقابل ہم آپ کو سعد و حوالے دکھاتے ہیں جن میں دعوے نبوت سے صریح انکار ہے اور مدعی نبوت پر لعنت بھیجی ہے۔

قادیانیوں سے مناظرے کی تجویز

اس کے بعد میں نے وہ حوالجات پڑھے۔ اس پر وہ حیران رہ گئے۔ کہنے لگے کہ ہم قادیانیوں کو آپ کے پاس لائیں گے۔ میں نے کہا بسم اللہ۔ اسکے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ محمودی قادیانی علما کو بلا لیا جائے اور لاہوری علماء کو بھی بلا لیا جائے۔ اور چنیوٹی شیخ صاحبان کی قوم جمع ہو۔ اور ان کے سامنے دو امور پر مناظرہ ہو۔

(۱) ایک یہ کہ کیا حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت کا تھا؟

(۲) دوسرے یہ کہ کیا حضرت مرزا صاحب نے تمام غیر احمدی مسلمانوں کو کافر خارج از اسلام کہا ہے؟

میں نے پھر یہ بھی کہا کہ اگر ہمارے علماء کے آجانے کے بعد محمودی قادیانیوں نے حسب عادت ٹال مٹول شروع کر دیا۔ مثلاً ایسے شرائط مباحثہ اختیار کئے کہ جو قابل قبول نہ ہوں یا اپنے خلیفہ کی منظوری اور عدم منظوری کا شاخسانہ نکال کھڑا کیا تو اس صورت میں ہمارے مبلغوں کا سفر خرچ تو ہم پر جرمانہ ہو گیا۔ کہنے لگے کہ ہم سفر خرچ کے ذمہ دار نہیں ہو سکتے۔ بھائی کے ذمہ دار ہیں۔ میں نے کہا میں سفر خرچ نہیں مانگتا۔ البتہ اتنا چاہتا ہوں کہ اگر قادیانی مباحثہ نہ کریں تو انہیں مذکورہ بالا دونوں مضامین پر ہمارے مبلغین کے دو لیکچر آپ کی قوم میں سننے ہوں گے۔ کہنے لگے کہ منظور ہے۔ مگر بعد میں یہ شرط لگائی کہ کل ہماری انجمن کا جلسہ ہے جس کے صدر مولانا ابو الکلام آزاد ہوں گے۔ ہم آپ کو فون کر دینگے۔ آپ لوگ تب آجائیں اور ہماری انجمن میں محمد یعقوب خان صاحب تقریر بھی کریں۔ اور وہیں اس مناظرہ کے متعلق آخری فیصلہ دینگے۔

ہم نے حجت پوری کر دی

میں نے کہا اگر آپ نے کل اس معاملے کے متعلق آخری فیصلہ نہ کیا تو اللہ تعالیٰ اور پبلک کے نزدیک آپ پر حجت تمام ہے۔ ہم حضرت مرزا صاحب کی صحیح پوزیشن کو آپ لوگوں کو دکھانا چاہتے ہیں آپ دیکھیں اور پرکھیں۔ اگر نہیں دیکھتے اور نہیں پرکھتے تو آپ خدا کی بارگاہ میں کے نیچے ہیں"۔ دوسرے دن ہم تمام دن فون کا انتظار کرتے رہے۔ لیکن کوئی فون نہ آیا۔ ان میں سے ایک معزز شخص کو فون کر کے ہم نے دریافت کیا تو وہ فرمانے لگے کہ اس معیار پر تحقیقات کرنے کے لئے یہ لوگ کب آمادہ ہو سکتے ہیں؟ آپ آرام سے بیٹھے رہیئے۔

مخالفت کی ذمہ دار قادیانی جماعت ہے

میرا مطلب اس ساری داستان سے یہ ہے کہ جس قدر بدنام حضرت مرزا صاحب کو ان قادیانی محمودیوں نے کیا ہے احراریوں نے بھی نہیں کیا۔ احراری دشمن ہیں۔ ان کی بات کو کوئی عقلمند یقین نہیں کر سکتا۔ لیکن جب وہی بات قادیانی کہیں تو فرمائیے لوگوں کو دھوکہ لگے گی یا نہیں؟ حضرت مرزا صاحب کی مخالفت اور ساری کالیں سکے جو نعوذ باللہ آپکو دی جاتی ہیں زیادہ تر ذمہ دار یہی قادیانی حضرات ہیں۔ ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ اسلام کی اشاعت اور حفاظت تو کبھی کی خاک میں مل چکی۔ اسلام کے عقائد پر، اصولوں پر، مسائل پر قرآن کی تفسیر اور آنحضرت صلعم کی سیرت پر کوئی لٹریچر پیدا کرنے کی توفیق کبھی کی اللہ تعالےٰ نے ان سے چھین لی۔ اب تو انہیں حضرت مرزا صاحب کی نبوت یا میاں محمود احمد صاحب کی خلافت کو پیش کرنے کے سوا اور کوئی مشغلہ ہی نہیں۔ اور قوم کا سارا روپیہ انہی دو دھندوں پر بے حساب خرچ ہوا چلا جا رہا ہے۔

قادیانیوں کے موجودہ مشاغل

اشاعت اسلام کا نام لو تو یہ قادیانی بگڑ کر کہتے ہیں کہ تمہیں تو اشاعت اسلام کا جنون ہو گیا ہے۔ اس بگڑنے کی وجہ یہ ہے کہ تکفیر مسلمین اجرائے نبوت اور خلافت و سیاست کے سوا ان کے اپنے پاس اب مشغلہ ہی کیا ہے۔ جماعت کی شکل ہی مسخ ہو گئی ہے۔ کہاں احمدی جماعت کا طغرائے امتیاز یہ ہونا کہ دن رات مذہب کا پرچار، اللہ اور رسول اور قرآن کی عزت و جلال کے ظاہر کرنے کی تڑپ اور سیاست سے علیحدہ رہ کر اللہ اور رسول کے دین کی خدمت کرنا۔ اور کہاں مسخ شدہ موجودہ شکل، اب یہ عینی نظر ہے کہ ساری جماعت میاں محمود احمد صاحب کے گرد طواف کر رہی ہے اور ان کی ہر ایک بات صدائے بازگشت بنکر رہ گئی ہے۔ اور سب کا خلاصہ یہ رہ گیا ہے کہ میاں صاحب کو خلیفہ مانو خواہ حضرت مرزا صاحب کو نبی مانو یا نہ مانو محمد رسول اللہ صلعم کے بعد اجرائے نبوت کا عقیدہ ضرور رکھو تا رحمت الہی کا دروازہ کھلا رہے۔ مگر میاں صاحب کے سوا اور کوئی دعوے نبوت کرے یا مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کرے تو نہ مانو۔ سب مسلمانوں کو کافر مانو۔ مگر سیاست سے یہ فائدہ اٹھانے کیلئے انہیں سیاسی مسلمان کہہ لو۔ میاں صاحب انگریزوں کی کاسہ لیسیاں کریں اور سیاسی خدمات خفیہ طور پر انجام دیں تو جماعت بھی اسی رنگ میں رنگین ہو کر جاسوسیاں کرتی پھرے۔ میاں صاحب انگریزوں سے خفا ہو جائیں تو جماعت بھی خفا ہو جائے۔ غرضیکہ سیاست کے میدان میں میاں محمود احمد صاحب کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنکر ناچا کرے۔ اور دم نہ مارے مذہب ہے تو اسی کا نام ہے۔ ایمان ہے تو یہی ہے۔ اسلام ہے تو یہی ہے۔ بس نقطہ ختم ہے۔

خلیفہ قادیان توبہ کریں

احمدیت کی اس مسخ شدہ شکل کو دیکھ کر رونا آتا ہے۔ کیا میاں صاحب کو خود عبرت نہیں ہوتی۔ کہ انہوں نے جماعت کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا اور کیا اس مسخ شدہ شکل کو دیکھ کر انہیں خود جماعت کی حالت پر رحم نہیں آتا اب بھی اس جماعت پر رحم کریں اور اپنی ضد سے باز آجائیں اور ان باطل عقائد کو جو غلو کے رنگ میں انہوں نے تخلیق کئے ہیں توبہ کے پانی سے دھو ڈالیں۔ اور بڑا بننے کی ہوس میں سیاست کے چکر میں نہ پھنسیں اور اس سے نکل آئیں اور اپنے مقدس باپ کے مسلک کو اختیار کر کے خدا کو راضی کریں۔

مولانا ابو الکلام صاحب سے ملاقات اور مسئلہ تکفیر پر گفتگو

کلکتہ میں مولانا ابو الکلام آزاد صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر "لائٹ" نے انہیں کہا کہ آپ سے ہمیں شکایت ہے کہ مولویوں کی تکفیر بازی کے متعلق آپ نے کچھ نہ کیا۔ وحدت اسلام کو ان مولویوں کی تکفیر بازی نے برباد کر دیا۔ انکی سیاست کو تباہ کر دیا۔ آپ کے زور قلم اور جوش تقریر کا کیا فائدہ جو اس مصیبت سے مسلمانوں کو نجات نہ دلائی پھر ہم نے اپنے عقائد پیش کر کے کہا کہ آپ ہی انصاف فرمائیں ان میں سے کونسا عقیدہ کفر ہو۔ وہ کہنے لگے کہ آپ کو مجھ سے شکایت کیوں ہے میں تو ان مولویوں کا متفق نہیں ہم نے کہا کہ آپ اتنی بات کہہ دینے سے چھوٹ نہیں سکتے۔ آپکا فرض تھا کہ تکفیر بازی کے خلاف جہاد کرتے۔ کہنے لگے کہ میں نے اپنی تفسیر ترجمان القرآن میں بھی اس پر بحث کی ہے۔ ہم نے کہا تفسیر کو سب نہیں پڑھتے۔ کوئی کوئی پڑھتا ہے آپ پبلک میں اس معاملہ کو لائیں۔ فرمانے لگے میں اور معاملات میں پھنسا ہوا ہوں آپ علما کے سامنے اپنے عقائد رکھکر کیوں نہیں پوچھتے کہ آخر ان میں کونسا عقیدہ کفر کا ہے کسی امر میں اختلاف رائے ہونا اور ایک فریق کا دوسرے فریق کے کسی عقیدہ کو غلط سمجھنا جدا امر ہے۔

مولوی کفر سے اقرب ہیں۔

لیکن کسی عقیدہ میں اختلاف ہو جانے کی وجہ سے کافر قرار دینا یہ تو قطعاً جائز نہیں۔ ہاں اسلام میں تو یہ اصول کا مسئلہ سمجھا جاتا ہے کہ

نکفّر من کفّرنا و لا نکفّر من کفّ

کہ ہم تکفیر کرتے ہیں اسکی جو ہمیں کافر کہے اور ہم نہیں تکفیر کرتے اسکی جو ہمیں کافر نہیں کہتا پس آپ لوگوں پر کفر کا فتویٰ کیسے لگ سکتا ہے۔ ہم نے کہا علما خود اپنا عقیدہ حضرت مرزا صاحب کی نسبت گھڑتے ہیں اور خود ہی اس پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں فرمانے لگے بات تو اصل میں یہ ہو کہ کفر سے اقرب اگر کوئی قوم ہے تو خود ان مولویوں کی ہے جو اس دلیری سے مسلمانوں پر کفر کے فتوے لگاتے پھرتے ہیں۔

اخبار "لائٹ" کی خدمات اسلامی

کلکتہ کا تذکرہ ختم نہیں کیا جا سکتا۔ جبتک میں یہ نہ بیان کروں کہ دور افتادہ مقامات پر اخبار "لائٹ" جو خدمات انجام دے رہا ہے وہ قابل تحسین ہیں بلکہ دیکھا یہ گیا کہ اس گھر کا دروازہ ہمارے لئے بہت ہی زیادہ کھلا ہوتا تھا جہاں لائٹ پہنچتا تھا اور جہاں لائٹ کی پہنچ نہ تھی وہاں لاعلمی اور غلط فہمیوں نے ہمارے لئے دروازہ بند کر رکھا تھا اور بڑی تبلیغ و تشریح کے بعد کھلتا تھا پس لائٹ کی خدمات ہر رنگ میں نہایت قابل قدر ہیں۔ نہ صرف یہ اشاعت اسلام اور مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنیکا ذریعہ ہے۔ بلکہ لاہوری احمدی جماعت کی نسبت غلط فہمیوں کے دور کرنے میں بھی بے حد ممد ہے۔ اور محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر "لائٹ" کی خدمات نہایت درجہ قابل شکریہ ہیں۔

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور

کا شایع کردہ نکاحنامہ

معزز معاصر "مدینہ" کی رائے

جماعتِ احمدیہ لاہور کی انجمن اشاعتِ اسلام کی طرف سے ایک نکاحنامہ اظہار رائے کی غرض سے موصول ہوا ہے۔ اس کے تین حصے ہیں۔ حصہ اول میں ایک طرف نفسِ نکاح کی وضاحت کے لئے قرآن مجید کی آیات اور احادیث درج کی گئی ہیں۔ دوسری طرف حقوقِ ازدواج کے اظہار کے لئے اسی سرچشمۂ ہدایت و حقیقت سے امداد طلب کی گئی ہے۔ جس کے بعد کوئی اور چشمۂ ہدایت نہیں۔ اور وسط میں خطبۂ نکاح درج کیا گیا ہے۔ یہ حصہ بہت مفید ہے تبلیغی اور اصلاحی۔

نکاحنامے کے وسطی حصے میں ایک معاہدے کی عبارت ہے۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ خاوند نکاح کے وقت اپنی بیوی کو زوجیت میں قبول کرتے ہوئے اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ اگر ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ بیوی علیحدگی حاصل کرنا چاہے۔ تو اس کو طلاق لینے کا حق ہوگا۔ مثلاً نان ونفقہ دینے سے قاصر ہونا۔ ناموافقت ہو جانا یا معلقہ چھوڑ دینا یا شوہر کا مفقود الخبر ہو جانا اور طویل مدت کے لئے قید ہو جانا۔

تیسرے اور آخری حصے میں معاہدے پر دستخط کرنے کی جگہ ہے۔ اور اس کے پہلوؤں میں گواہوں کی شہادت کے لئے جگہ رکھی گئی ہے۔ غالباً اس امر کی وضاحت کی ضرورت نہیں کہ اس نکاحنامے کی ترتیب کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ مسلمانوں کو معلوم ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے عورت کو حقِ خلع سے محروم کر کے قانونِ محمدی کو اس برکت و رحمت سے خالی کر دیا ہے۔ جو خانگی زندگی کی بہت سی مشکلات کا واحد علاج تھی۔ اور مظلوم عورتوں نے ظالم اور ناخداترس خاوندوں کے پنجۂ ظلم سے نجات پانے کے لئے ارتداد کا تباہ کن طریقہ اختیار کرنا شروع کر دیا ہے اور ہر سال بیشمار عورتیں اپنے سینوں کے اندر ایمان کی نعمت رکھنے کے باوجود توحید و اقرار رسالت کے باوجود اور خدا کو ایک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا رسول قرآن مجید کو خدا کی کتاب تسلیم کرنے کے باوجود کافروں کی آغوشِ شہوت کو گرم کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ ایک مسلمان کے لئے اس امر کا تصور بھی کتنا دلخراش ہے کہ ایک شریف اور مسلمان عورت ایک غیر مسلم کے شبستانِ عشرت کی رونق بنی ہوئی ہے۔

اس خرابی کے انسداد کے لئے متعدد تجویزیں پیش کی گئیں۔ کبھی کہا گیا کہ انگریزی قانون میں اس امر کو داخل کر دیا جائے کہ ارتداد منسخ نکاح کے لئے کافی نہیں۔ کبھی کہا گیا کہ علماء کی ایک جماعت جمع ہو کر اس کا کوئی حل تجویز کرے۔ لیکن باوجودیکہ اس اہم تحریک کو شروع کئے کئی برس ہونے ہیں۔ لیکن علماء اور زعماء کو اس طرف توجہ کرنے کی فرصت نہیں ہوتی۔ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور مستحق مبارکباد ہے کہ اس نے یہ نکاحنامہ تجویز کیا ہے۔ اسے شائع کر دیا ہے اور دو پیسہ قیمت رکھ کر فروخت کے لئے مہیا کر دیا ہے۔ جو دارالکتب اسلامیہ لاہور سے دستیاب ہو سکتا ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہ نکاحنامہ کافی ہے؟ اور اس سے اس مصیبت کا علاج ہو سکتا ہے جو مسلمان عورتوں کی زناکاری اور بدکاری کی صورت میں قانون ملک سے سندِ جواز حاصل کر کے جاری ہے۔ ہم اس سوال کا جواب دینے سے قاصر ہیں اور جب تک اس نکاحنامے کے مطابق کوئی نظیر ہائی کورٹ سے قائم نہ ہو جائے ہم نہیں کہہ سکتے کہ انگریزی عدالتیں اس نکاحنامے کو جسے قانونی حیثیت حاصل نہیں ہے کیا درجہ دیں گی۔ لیکن اگر انجمن اشاعت اسلام کے وکلاء نے محسوس کر لیا ہو کہ اس نکاحنامے پر دستخط کرنے کے بعد مظلوم عورت کو طلاق حاصل کرنے میں آسانی ہو جائے گی۔ تو ہم اس کی حمایت کرنے میں دلی خوشی محسوس کریں گے۔ اور مسلمانوں سے درخواست کریں گے کہ وہ شادی بیاہ میں اس کو کثرت کے ساتھ رواج دیں اور قطع نظر اس خیال کے کہ ہماری لڑکی یا بہن کو اس کی ضرورت پیش نہیں آئے گی اور ہمارے ہاں تو اس قسم کی دستاویزیں کبھی نہیں لکھوائی گئیں۔ اس نکاحنامے کو رواج دیں اس لئے کہ کل کی خبر کسی شخص کو نہیں۔ ہم نے بیسیوں ایسے شادی شدہ جوڑے دیکھے ہیں جن کے مابین قابل رشک محبت تھی مگر چند ہی روز میں ان کے مابین شدید ترین نفرت پیدا ہو گئی اور عورت کی زندگی بالکل تلخ ہو کر رہ گئی۔

اس سلسلے میں ہم معاصر "سیاست" لاہور کی اس رائے زنی کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتے جو اس نے اس نکاحنامے کے متعلق دو اشاعتوں میں فرمائی ہے۔ معاصر سیاست نے اس نکاحنامے کو بہت پسند کیا ہے لیکن اس کے نزدیک اس میں چند نقائص ہیں جن کا ازالہ اور اصلاح ضروری ہے

(۱) اس نکاحنامے میں وکیل نکاح کے دستخطوں زیوروں اور کپڑوں کے اندراج اور جیب خرچ اور نان و نفقہ کے تذکرے کے لئے جگہ نہیں ہے۔

(۲) اس میں صرف عورت کے حقوق درج کئے گئے ہیں مرد کو محروم چھوڑ دیا گیا ہے۔

(۳) ضروری نہیں کہ عدالت انگریزی اس نکاحنامے کے مطابق فیصلہ کرے۔

(۴) اگر اس نکاحنامے کا مطلب یہ ہے کہ عورت جب چاہے قاضی مفتی یا عدالت سے مدد طلب کئے بغیر بیک جنبش لب نکاح فسخ کر دے تو یہ صورت اچھی نہیں ہوگی اور خانگی زندگی برباد ہو جائے گی۔

(۵) اس کی بعض شرائط ناقص ہیں اور ناواجب۔ مثلاً وجوہ طلاق کے لئے عورت کو حکم بنانا ازدواج ثانی پر بعض پابندیاں عائد کرنا اور مفقود الخبری کی مدت ایک سال قرار دینا۔

ہم ان اعتراضات و نقائص پر بحث کرنے کی گنجائش نہیں دیکھتے اول ان کا تعلق قانون انگریزی سے ہے اور دوسرے علمائے کرام سے تاہم اس قدر ضرور عرض کر سکتے ہیں کہ اول الذکر دو نقائص باسانی رفع ہو سکتے ہیں اور بقیہ کا فیصلہ وکلائے انگریزی اور علماء کر سکتے ہیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ انجمن اشاعت اسلام ان تبصروں کو ملحوظ رکھ کے جو اخبارات میں ہو رہے ہیں اس نکاحنامے میں مزید اصلاح رونما کرے گی اور ہم کو ان اعتراض کے جوابات سے مطلع کرے گی۔

پیغام صلح: یہ نکاح نامہ قانون دان اصحاب کے مشورہ کے بعد مرتب کیا گیا ہے۔ سرکاری عدالتیں از روئے قانون اس کو تسلیم کرنے سے انکار نہیں کر سکتیں۔ نیز اس نکاحنامہ کی کسی شرط سے اس بات کا امکان پیدا نہیں ہوتا کہ عورت مرد کو طلاق دے سکتی ہے۔ بلکہ اس نکاح نامہ کا مقصد صرف یہ ہے کہ خاص حالات میں عورت کو بذریعہ عدالت طلاق حاصل کرنے میں کوئی امر مانع نہ ہو۔ انشاء اللہ اس موضوع پر عنقریب مفصل لکھا جائیگا۔

خبریں

—— کراچی کے ایک جلسہ میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ ۱۹ اپریل کو تمام ہندوستان میں جلسے منعقد کر کے ظاہر کیا جائے۔ کہ ہندوستان کے مسلمان حکومت بمبئی کے اس فیصلے سے سخت رنجیدہ ہے کہ حادثہ کراچی کی تحقیقات نہ کی جائے۔

—— کراچی ۱۰ اپریل۔ پرسوں حادثہ کراچی کا ایک اور مجروح ہسپتال میں انتقال کر گیا۔ اناللہ

—— نئی دہلی ۱۱ اپریل۔ آج مہاراجہ دربھنگہ جبکہ کونسل آف سٹیٹ کے اجلاس سے اپنی قیامگاہ کو جا رہے تھے تو ایک بوڑھے ہندو نے ان کے موٹر کے فٹ بورڈ پر چڑھ کر مہاراجہ پر حملہ کر دیا۔ اور گالیاں سنائیں۔ اس آدمی کو پولیس کے حوالے کر دیا گیا ہے۔

—— پنجاب ہائی کورٹ نے صوبہ کے تمام مجسٹریٹوں، سب ججوں اور وکلا کے نام حکم جاری کیا ہے کہ وہ یکم مئی سے عدالت کے اوقات میں سیاہ کوٹ پہنا کریں۔

—— حادثہ کراچی کی تحقیقات سے حکومت بمبئی نے انکار کر دیا ہے۔ اس پر بطور احتجاج شیخ عبدالمجید سندھی نے بمبئی کونسل سے استعفا دے دیا ہے۔

—— علی گڑھ ۱۲ اپریل۔ مسلم یونیورسٹی کے کورٹ کا ایک اہم اجلاس ۱۵ تا ۲۰ اپریل کو منعقد ہوگا۔ جس میں وائس چانسلر کا انتخاب کیا جائے گا۔

—— مجلس احرار کے صدر مولوی حبیب الرحمٰن نے ۲ اپریل کو سیالکوٹ میں تقریر کے دوران میں جناب خلیفہ قادیان کو عیاش اور بدچلن کہا۔ نیشنل لیگ قادیان نے چیف سیکرٹری گورنمنٹ سے دریافت کیا ہے کہ گورنمنٹ کے خلاف کوئی کارروائی کرے گی؟

—— جناب مولانا ابوالاثر حفیظ جالندھری حج سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ آجکل کچھ علیل ہیں۔ آپ کا قیام ماڈل ٹاؤن لاہور میں ہے۔

—— جناب علامہ عبداللہ یوسف علی صاحب اسلامیہ کالج لاہور کے پرنسپل مقرر ہوئے ہیں۔

—— لاہور کے شیعہ نوجوان کوشش کر رہے ہیں کہ محرم کے جلوسوں میں بے پردہ اور بازاری عورتیں شریک نہ ہوں۔

—— اطالیہ اور ابی سینیا کی باہمی کشمکش جاری ہے۔

—— ہسپانیہ میں مارشل لاء کا خاتمہ ہو گیا ہے۔

—— کہا جاتا ہے کہ حکومت جرمنی اپنی کھوئی ہوئی نوآبادیات حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

—— سندھ کے بعض اضلاع میں بھی ژالہ باری سے فصلیں تباہ ہو گئی ہیں۔

تار کا پتہ [illegible] لاہور — رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۰

جلد ۲۳ | لاہور۔ یوم جمعہ مطبوعہ ۱۴ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۳۵ء | نمبر ۲۶

پسرور میں صداقت مسیح موعودؑ پر مناظرہ

احمدیت کی فتح۔ مخالفین کی دلائل سے تہیدستی

(از جناب نثار محمد صاحب پسرور)

مورخہ ۶ اپریل ۱۹۳۵ء کو پسرور میں صداقت حضرت مسیح موعودؑ پر مباحثہ ہوا۔ مولوی اختر حسین صاحب مولوی فاضل احمدیوں کی طرف سے مناظر تھے۔ انہوں نے کھڑے ہو کر صداقت مسیح موعودؑ پر دلائل پیش کئے۔ حدیث مجدد اور آیت لو تقول و واللہ یعصمک من الناس کو صداقت مسیح موعودؑ میں واضح تشریح کے ساتھ پیش کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے فریق مخالف کے مناظر ان دلائل کا جواب دینا تو درکنار۔ اس کو چھو بھی نہ سکے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ ان دلائل کا جواب دیتے لیکن انہوں نے بیہودہ و خلاف واقعہ اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ مثلاً ایک یہ اعتراض کیا کہ مرزا صاحب نے تریاق القلوب میں لکھا ہے کہ چوہڑے چمار وغیرہ بھی نبی ہو جاتے ہیں۔ جب حوالہ مانگنے پر انہوں نے قطع برید سے اس حوالہ کو پڑھا۔ تو سید اختر حسین صاحب نے کہا کہ جناب مولوی محمد حسین صاحب خطیب مسجد جامع جو اس وقت صدر تھے۔ پورا سیاق و سباق ملا کر اس حوالہ کو پڑھ دیں۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف نے وہ حوالہ پورے طور پر پڑھا جس کا مفہوم بالکل خلاف نکلا۔ اس حوالہ کا پڑھا جانا ہی گویا بحث کا خاتمہ تھا۔ مناظرہ کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔ اور مخالفین خائب و خاسر رہے۔ دوسرے دن ہم نے اہل پسرور کو لکھا کہ آؤ اور جس مضمون پر چاہو۔ مناظرہ کر لو۔ پہلے تو مولوی بشیر احمد صاحب کا قدم ہماری مخالفت میں سب سے آگے ہے گذشتہ دن کا رنگ دیکھ کر کچھ پہلو تہی کی۔ چنانچہ انہوں نے لکھ بھیجا کہ حسب شرائط مناظرہ ہو چکا ہے لیکن پھر لوگوں نے ان کو مجبور کیا۔ کہ جب وہ لکھ رہے ہیں۔ تو اب پیچھے ہٹنا ٹھیک نہیں۔ مناظرہ ضرور کرو۔ چنانچہ انہوں نے مجھے کہا۔ کہ دوبارہ گذشتہ دن کے مضمون پر ہی بحث کریں گے۔ باوجودیکہ سابقہ مباحثہ کا پھر اعادہ کرنا کوئی قابل قبول امر نہ تھا لیکن ہم نے قبول کر دیا۔ کہ اچھا اسی مضمون پر ہی بحث کر لو۔

چنانچہ ۷ اپریل ۱۰ بجے صبح مناظرہ شروع ہوا۔ ہمارے مناظر تو وہی رہے لیکن ان کے مناظر بدل گئے۔ جنہوں نے ۶ تاریخ کو مقابلہ کیا تھا۔ وہ چلے گئے تھے اب ایک اور مناظر صاحب کو انہوں نے میدان مناظرہ میں پیش کیا۔ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ پر اعتراضات شروع کئے مثلاً توہین مسیح ابن مریم پیشگوئی محمدی بیگم پیشگوئی بابت ایمان محمد حسین وغیرہ وغیرہ۔ جن کا مولوی اختر حسین صاحب نے نہایت فصاحت اور خوش اسلوبی سے جواب دیکر صداقت مسیح موعودؑ پر آیات قرآنیہ سے استدلال کیا۔ جن کا جواب فریق مخالف کے مناظر آخر تک نہ دے سکے۔ جب مناظر وہابی ان کو صریح شکست نظر آئی۔ تو زبان کو تیز کرنا شروع کر دیا۔ طعن و تشنیع پر اتر آئے۔ لوگوں کو ہمارے برخلاف جوش دلانا شروع کیا۔ قریب تھا۔ کہ لوگ ہم پر پل پڑتے۔ لیکن صدر صاحبان اور بعض انصاف پسند اصحاب نے بڑی کوشش سے اس مجمع کو قابو میں رکھا۔ ہم بخیریت واپس چلے آئے۔ ہمارے چلے آنے کے بعد انہوں نے بیحد شور و غل کیا۔ وہ طبائع جو انصاف پسند تھیں۔ انہوں نے مباحثہ کو غور سے سن کر ہمارے دلائل اور صبر کی تحسین کی۔

مخالفین کی شکست کا ایک ثبوت یہ ہے کہ مباحثہ کے دوسرے دن رات کے وقت جلسہ کیا۔ اور اس میں عام مسلمانوں سے قسمیں لی گئیں کہ احمدیوں کے ساتھ بائیکاٹ کرو۔ ان کے ساتھ حقہ نہ پیو۔ لیکن یاد رہے ایسی حرکات وہی کرتے ہیں جو دلائل سے تنگ آ جایا کرتے ہیں اس قدر بغض اور عناد سے ان لوگوں کا کام لینا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے ہاتھ سوائے اس ہتھیار کے اور کچھ نہیں۔ اللہ ان پر رحم کرے +

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے حضرت ممدوح بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بدصحت ہیں۔ ممدوح کی کلائی پر جو ضرب آئی تھی اس کو بہت کچھ آرام ہے احباب آپ کے لئے دعا کرتے رہیں

—— مرزا صاحب ممدوح کے صاحبزادہ مرزا عبدالرحمٰن بیگ صاحب حصول تعلیم کیلئے ولایت تشریف لیجا رہے ہیں۔ ۱۹ اپریل کی شام بذریعہ فرنٹیر میل لاہور سے بمبئی روانہ ہونگے اور ۲۳ اپریل کو بمبئی سے جہاز پر سوار ہو جائیں گے۔ انشاءاللہ ہماری دعا ہے اللہ تعالیٰ اس سعید نوجوان کو بخیریت منزل مقصود پر پہنچائے اور کامیابی سے واپس لائے آمین ثم آمین

—— عزیز سراج الدین احمد صاحب خلف الرشید جناب بابو چراغ دین صاحب سگنیلر جموں میڈیکل سکول امرتسر سیکنڈ ایر کا امتحان دے رہے ہیں اور بہت سے نوجوان بھی مختلف امتحانات میں شریک ہو رہے ہیں ان سب کی کامیابی کے لئے دعا کی جائے۔

—— چودھری عبدالرحیم صاحب موضع ناجوال بذریعہ ریاست کپورتھلہ کے صاحبزادے زر احمد صاحب کی اہلیہ تقریباً دو ہفتے سے بیمار ہیں احباب انکی صحت کیلئے دعا کریں

—— انتہائی افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ ہمارے مکرم دوست جناب بابو رحیم بخش صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین کراچی جو عرصہ سے لو ر ضعف میں مبتلا تھے ۱۱ اپریل کی صبح کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ۔ مرحوم نہایت دیندار و مخلص کارکن تھے۔ قومی کاموں میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ان کی وفات ایک قومی نقصان ہے اس حادثہ میں ہم آپ کے خاندان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ تمام احباب اور جماعتوں کی خدمت میں جنازہ غائب کی درخواست ہے۔

—— مسلم ہائی اسکول لاہور ۱۵ اپریل کو کھل گیا ہے جو احباب اس قومی درسگاہ میں اپنے بچوں کو داخل کرانا چاہتے ہوں وہ جلد توجہ فرمائیں۔

—— جماعت کے سیکرٹری صاحبان اور مبلغین، بزرگ مبلغین حضرات کو اخبار پیغام صلح کے قابل وصول چندوں کی فہرستیں مرتب کرکے ارسال کی جا رہی ہیں وہ ان کی وصولی کیلئے خاص طور پر کوشش فرمائیں اس طرف کما حقہ توجہ نہیں دی جا رہی ہے

قادیان کا نیا خفیہ سرکلر

ختم نبوت کے بعد نبوت کو قائم کرنے کیلئے مذبوحی حرکات

ناظر تصنیف و تالیف قادیان کی طرف سے حسب ذیل سرکلر بھی خفیہ طور پر بعض قادیانیوں کے نام بھیجی گئی ہے

شہادت صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام درباره مسئلہ نبوت

مہربانی فرماکر حلفی بیان دیں کہ:-

۱۔ کیا آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کے احمدی ہیں آپنے کب بیعت کی تھی؟

۲۔ کیا آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں حضرت مسیح موعود کو صحیح طور پر اور اصلی معنوں میں اللہ کا رسول اور نبی یقین کرتے تھے جنہوں نے آنحضرت صلعم کے فیضان سے خدمت قرآن اور احیائے اسلام کیلئے خدا کی طرف سے نبوت کا مقام حاصل کیا تھا یا کہ آپ محض استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ایسا خیال کرتے تھے۔

۳۔ آپ کے اس عقیدہ کی بنا کیا تھی۔ یعنی جو عقیدہ آپ کا اس زمانہ میں تھا۔ وہ کس بنا پر مبنی تھا؟

آج سے پورے بیس سال پیشتر ۱۹۱۵ء میں جب ہماری جماعت کی طرف سے جناب خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے ایک عام اعلان کے ذریعے سے حضرت مسیح موعود کے تمام مریدوں سے ایک حلفی شہادت طلب کی کہ آیا وہ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں حضرت صاحب کو حقیقی نبی مانتے تھے یا محض جزوی اور ظلی طور پر یا مجازی معنوں میں نبی مانتے تھے تو جماعت احمدیہ لاہور کے ستر افراد نے جن میں حضرت مولانا سید محمد احسن امروہوی بھی شامل تھے حلفی شہادت ادا کی کہ نہ حضرت مرزا صاحب نے ۱۸۹۰-۹۱ء میں دعویٰ نبوت کیا نہ ۱۹۰۱ء میں اپنے عقیدہ میں تبدیلی کرکے دعوی نبوت کیا۔ بلکہ دعوی نبوت کو اپنے اوپر افترا قرار دیا۔ اور لفظ نبی کے استعمال سے مجازی، جزوی، ظلی مراد لیا جسے محدث کہا جاتا ہے لیکن اس اعلان کا جواب قادیانی جماعت کے کسی فرد نے نہ دیا اور نہ کسی نے یہ حلف اٹھائی کہ واقعی ہم نے ۱۸۹۰-۹۱ء میں حضرت مرزا صاحب کو نبی سمجھ کر بیعت کی تھی یا ۱۹۰۱ء میں آپ کے عقیدہ میں کوئی تبدیلی محسوس کی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ:-

خلیفہ صاحب قادیان کی طرف سے قادیانی جماعت کے افراد کو حلف لینے سے روک دیا گیا

اور ذیل کا اعلان اخبار الفضل میں شائع ہؤا:-

"ہمارے احباب خواجہ صاحب کو فرداً فرداً جواب نہ دیں حضرت مسیح موعود کی نبوت کے بارہ میں جو حلفیہ شہادتیں خواجہ صاحب نے ان دنوں احمدی برادران بزرگان ملت سے طلب کی ہیں ان کی نسبت فرداً فرداً طبع آزمائی کی ضرورت نہیں سلسلہ عالیہ کے مرکز اور مقام خلافت ہی سے سب کا یکجائی جواب انشاء اللہ کافی اور تسلی بخش ہو جائیگا" (الفضل ۲ جولائی ۱۹۱۵ء)

قادیانی احباب غور کریں کہ جب ۱۹۱۵ء میں فرداً فرداً طبع آزمائی کی ضرورت نہ تھی۔ تو آج بیس سال بعد اس طبع آزمائی کی ضرورت کیوں پیدا ہوگئی؟ کیا اس کی وجہ یہ تو نہیں کہ بیس سال کے عرصہ میں پیر نے مریدوں کو اپنے رنگ میں رنگ لیا ہے اور ۱۹۱۵ء میں یہ خوف تھا۔ کہ لوگوں کی یادداشت تازہ ہے

حضرت مرزا صاحب کے دعوی نبوت پر کوئی شخص حلف نہ اٹھائے گا

اور ۱۹۳۵ء میں وہ خوف جاتا رہا ہے اسلئے اب خفیہ سرکلر بھی کے ذریعے سے وہی حلف طلب کیا جاتا ہے جس سے ۱۹۱۵ء میں روک دیا گیا تھا۔ اور یہ لکھدیا گیا تھا کہ مقام خلافت نے ہی سب کا یکجائی جواب دیدیا جائیگا اب یکجائی جواب کیوں کافی اور تسلی بخش نہیں رہا اسوقت تو خلیفہ صاحب نے بھی حلف نہ اٹھائی اور نہ کسی مرید کو حلف اٹھانے کی اجازت دی۔ ہاں آج بہتیرے بھولے بھالے لوگ حلف اٹھا لیں گے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود کو صحیح معنوں میں ہی نبی مانا تھا اور یہ صرف اس بات کا ثبوت ہوگا کہ

بیس سال میں قادیانی جماعت پیر پرستی کے رنگ میں پوری غرق ہو چکی ہے

قادیانی عقیدہ کا مدار اب کن باتوں پر رہ گیا ہے مریدوں کو کہا جاتا ہے کہ تم اس بات پر حلف اٹھاؤ کہ:-

تم نے حضرت مرزا صاحب کو اصل معنوں میں نبی سمجھا تھا یا مجاز اور استعارہ کے طور پر؟

اور خود مدعی کی تحریریں پس پشت پھینکا جایا کرتا ش خلیفہ صاحب ایسا سرکلر جاری کرنے سے پیشتر یہ سوچ لیتے کہ اگر ان کے سارے مرید بھی یہ حلف اٹھا لیں کہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کو اصلی معنوں میں نبی سمجھا تھا نہ مجاز اور استعارہ کے طور پر تو اس سے یہ ثابت نہ ہوگا کہ فی الواقع حضرت مرزا صاحب نے بھی دعوی نبوت کیا تھا اور نبوت کے لفظ کے استعمال کو مجاز اور استعارہ قرار نہ دیا تھا کس قدر تعجب اور افسوس ہے کہ حضرت مرزا صاحب تو:-

۱۔ دعوی نبوت سے انکار کریں۔ ۲۔ دعوے نبوت کو اپنے اوپر افترا قرار دیں۔

۳۔ آنحضرت صلعم کے بعد پرانے اور نئے نبی کے آنے کو خلاف قرآن قرار دیں۔

۴۔ مدعی نبوت کو کافر اور کاذب کہیں۔

۵۔ مدعی نبوت پر لعنت بھیجیں۔

اور ان کے پیرو یہ حلف اٹھائیں کہ ہم حضرت مرزا صاحب کے مدعی نبوت ہونے پر ایمان لائے تھے بظاہر یہ جماعت لاہور کے مطالبہ بحث کا جواب سوچا گیا ہے۔

ہماری قادیانی بزرگوں سے صرف یہ درخواست ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ حلف اٹھاکر قلم و مدلل کی تحریروں کی مخالفت کریں اور اپنے مرشد کو اس کے اپنے منہ سے کاذب اور کافر ٹھیرائیں اور لعنتوں کا مستحق قرار دیں۔ یہ سوچ لیں کہ حضرت صاحب خود کیا فرماتے ہیں کیا ان کی ایک ہی تحریر آپ لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ کہ

میں اصلی اور صحیح معنوں میں مدعی نبوت ہوں

یا اس کے خلاف ان کی تحریریں ۱۹۰۱ء سے لیکر ۱۹۰۸ء تک برابر کہہ رہی ہیں۔ کہ

میں صرف مجاز اور استعارہ کے رنگ میں نبی کہلایا

جب مدعی خود یہ کہہ رہا ہے کہ میں مدعی نبوت نہیں اور صرف مجاز اور استعارہ کے رنگ میں میرا نام نبی رکھا گیا ہے تو اگر ایک ہزار قادیانی بزرگ بھی پیر کو خوش کرنیکے لئے یہ حلف اٹھالیگا کہ ہم نے مجاز اور استعارہ کے طور پر نبی نہیں مانا۔ بلکہ سچ مچ مدعی نبوت سمجھا تھا تو مسیح موعود کی ایک تحریر کے سامنے یہ ساری حلفیں منصفوں کے نزدیک پر پشہ کے برابر بھی قوت نہیں رکھتیں۔ اس لئے

حلف اٹھانے سے پیشتر دیکھ لو۔ کہ حضرت مسیح موعود کیا کہتے ہیں

۱۔ "آنے والا مسیح محدث ہونے کی وجہ سے مجازاً نبی بھی ہے" (ازالہ اوہام مطبوعہ ۱۸۹۲ء صفحہ ۳۴۹)

۲۔ "مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے" (سراج منیر مطبوعہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۳)

۳۔ "مسلم میں مسیح موعود کے حق میں نبی کا لفظ بھی آیا ہے یعنی بطور مجاز اور استعارہ کے"۔ (ایام الصلح مطبوعہ ۱۸۹۹ء صفحہ ۷۵)

۴۔ "نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں" (خط مورخہ ۷ اگست ۱۸۹۹ء مطبوعہ الحکم جلد ۳ صفحہ ۲۹)

۵۔ "اس جگہ جو میری نسبت کلام الہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے"۔ (اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۵ مطبوعہ ۱۹۰۰ء) ۶۔ "اس جگہ جو میری نسبت کلام الہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے... یہ نہایت فصیح استعارہ ہے" (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ مطبوعہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۶)

۷۔ "سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ" "اور میرا نام خدا کی طرف سے مجازی طور پر نبی رکھا گیا نہ حقیقی طور پر" (حقیقۃ الوحی استفتا مطبوعہ ۱۹۰۷ء صفحہ ۶۵) ۸۔ "خاتم الخلفاء کا نام باعتبار ظہور بین صفات محمدیہ کے محمد اور احمد رکھا گیا اور مستعار طور پر رسول اور نبی کہا گیا" (نزول المسیح مطبوعہ ۱۹۰۹ء صفحہ ۵)

حضرت مرزا صاحب ایک دفعہ نہیں ۱۸۹۱ء سے شروع کرکے ۱۹۰۹ء تک یکے بعد دیگرے ۱۸۹۲ء میں ۱۸۹۷ء میں ۱۸۹۹ء میں ۱۹۰۰ء میں ۱۹۰۲ء میں ۱۹۰۷ء میں آٹھ کتابوں میں لکھیں کہ:-

میں صرف مجاز اور استعارہ کے طور پر نبی کہلایا

اور آپ لوگ پیر کے کہنے پر حلف اٹھا لیں کہ ہم نے حضرت مرزا صاحب کو مجاز اور استعارہ کے طور پر نبی نہیں مانا بلکہ اصلی اور صحیح معنی میں مدعی نبوت مانا اس سے بڑھ کر نہ آپ کی کوئی ذلت ہو سکتی ہے نہ اس پر گویڈی کی جسکو آپنے مامور من اللہ مانا اسکا دامن چھوڑ کر پیر کے پیچھے نہ لگیں

اور کس پیر کے

؟ جس نے ۱۹۱۵ء میں کہا کہ:-

"۱۹۰۲ء سے پہلے کی کسی تحریر سے حجت پکڑنا بالکل جائز نہیں ہو سکتا" (القول الفصل صفحہ ۲۴)

اور چند ماہ بعد ۱۹۱۵ء میں ہی پیر کہا کہ:-

"نبوت کا مسئلہ آپ پر ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں کھلا ہے... ۱۹۰۱ء کے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپنے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے" (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۲۱) اور اب ۱۹۳۵ء میں حلفی شہادتیں عدالت میں بیان دیا کہ حضرت مرزا صاحب نے دعوی نبوت ۱۹۰۰ء کے آخر میں یا ۱۹۰۱ء کے شروع میں کیا" (الفضل ۳۰ مارچ ۱۹۳۵ء)

قادیانی بزرگ غور کریں کہ ان تینوں باتوں سے کونسی بات سچی ہے یہ کہ ۱۹۰۲ء تک آپ نبوت سے انکار کرتے رہے یا یہ کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے دعوی نبوت سے انکار کرتے رہے اور ۱۹۰۱ء میں دعوی نبوت کیا۔ یا یہ کہ ۱۸۹۰ء یا ۱۸۹۱ء میں دعوی نبوت کیا۔

الملتمس

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

۱۳ اپریل ۱۹۳۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ یوم جمعہ ۱۴ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ نمبر ۲۶

منشی ظفر علیخاں کے اخبار "زمیندار" کا عذر گناہ بدتر از گناہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں ۵ اپریل کو گورداسپور میں بطور گواہ صفائی جو بیان دیا اس میں "زمیندار" اور "احسان" نے نہایت ہی افسوسناک اور غیر ایماندارانہ تحریف کی اور صحافتی ذمہ داریوں کو پس پشت پھینک کر جا بجا غلط بیانیوں سے کام لیا۔ سب سے بڑی غلط بیانی یہ کی گئی کہ حضرت ممدوح نے فرمایا کہ جو حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود نہیں سمجھتے میں ان کو مسلمان نہیں سمجھتا۔ یہ بالکل سفید جھوٹ ہے سرکاری وکیل کے اس سوال کے جواب میں کہ جو شخص حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود نہیں مانتا آپ ان کے متعلق کیا سمجھتے ہیں۔ حضرت ممدوح نے صرف اس قدر کہا۔ کہ "ان کو غلطی پر سمجھتا ہوں"۔

ہم نے حضرت ممدوح کا صحیح بیان شائع کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ اس غلط بیانی کی تردید کی جائے یا اس کو عدالت کی مصدقہ نقل سے صحیح ثابت کیا جائے۔ شرافت، دیانت اور صحافتی ذمہ داری کا تقاضا یہ تھا۔ کہ ان میں سے کوئی ایک راہ اختیار کر لی جاتی۔ لیکن افسوس منشی ظفر علیخاں، "زمیندار" اور "احسان" اور ان کی نام نہاد مجلس احرار کے نزدیک یہ تمام چیزیں بالکل بے حقیقت ہیں۔ ان کے سامنے چند ذاتی خواہشات و اغراض ہیں وہ ان کو پورا کرنے کے لئے جس ذریعہ کو آسان سمجھتے ہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ روز حساب کا خیال تو انہیں کبھی آتا ہی نہیں ہوگا جبکہ مالک حقیقی کے آگے ہر انسان کو اپنے ہر ایک فعل اور ہر ایک ارادے کی جوابدہی کرنی پڑے گی مگر ان لوگوں کو اس دنیا کی ندامت و رسوائی کا بھی مطلق احساس نہیں۔ وہ نہایت بیباکی سے ایک ایسے بیان میں تحریف کرنے سے نہیں چوکتے۔ جو کہ عدالت کے سامنے دیا گیا ہے اور وہاں اس کی نقل موجود ہے۔ اس بیباکی کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ ان کے نزدیک عزت اور کیرکٹر غیر ضروری چیزیں ہیں۔ جیسا کہ ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ "زمیندار" و "احسان" کی غلط بیانی کو کسی غلط فہمی یا سہو پر محمول کرنے کی مطلق گنجائش نہیں کیونکہ ان کو ہمارے عقائد کا بخوبی علم ہے اور وہ عدالت کے ریکارڈ یا حضرت ممدوح سے بآسانی اپنی غلط فہمی رفع کر سکتے تھے ان حالات میں افسوس ان کی تحریف کو شرارت اور غیر ایماندارانہ حرکت کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے اور اس کو کوئی ذمہ دار اور صداقت شعار انسان پسند نہیں کر سکتا اس کے مطالبہ کے باوجود غلط بیانی کی تردید نہ کرنا اس سے زیادہ افسوسناک ہے۔ لیکن یہ سلسلہ یہیں نہیں ختم ہو جاتا۔ بلکہ منشی ظفر علیخاں کے اخبار "زمیندار" نے ایک اس سے بھی زیادہ لائق افسوس اور قابل ملامت حرکت کی ہے جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کو جھوٹ سے کس قدر پیار ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اخبار مذکور نے اپنی ۱۴ اپریل کی اشاعت میں "غلطی اور کافر" کے عنوان سے ایک نہایت بے معنی، مضحکہ خیز اور مجہول شذرہ لکھا ہے جس میں اپنی غیر ایماندارانہ تحریف کو حق بجانب ثابت کرنے کی نامراد کوشش کی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ:-

> موجودہ عقیدہ ان کے (یعنی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ) کے اپنے الفاظ میں یہ ہے۔ کہ حضور سرور کائنات آخری نبی ہیں اور حضور کے بعد جو شخص تشریعی یا غیر تشریعی نبوت کا دعوےٰ کرے۔ وہ کافر ہے۔ خلیفہ محمود کہتے ہیں کہ مرزا صاحب مدعی نبوت ہیں لہذا آپ کو اپنے عقیدہ کے مطابق یہ کہنے میں باک نہ ہونا چاہیئے کہ خلیفہ محمود کافر ہیں۔ کیونکہ وہ حضور ختم المرسلین کے بعد مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں لیکن آپ کہتے ہیں کہ خلیفہ صاحب غلطی پر ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے نزدیک کفر کا نام غلطی ہے پھر اگر آپ کے اس ارشاد سے جو کہ مسلمان مرزا صاحب کی مسیحیت پر ایمان نہیں رکھتے وہ غلطی پر ہیں۔ ہمارے رپورٹر نے یہ نتیجہ نکال لیا کہ آپ تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ تو آپ کی منطق کے مطابق اس نے بالکل صحیح نتیجہ نکالا ہے"۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سچ ہے جب کوئی باطل کا پرستار اور ذاتی اغراض کا غلام بن جائے تو اسے کسی پست سے پست فعل اور کسی غیر مدلل سے غیر مدلل بات سے پرہیز نہیں ہوتا۔ آجکل "زمیندار" اور اس کے ہمنواؤں کی یہی حالت ہے اس کے استدلال کا بودہ پن بالکل ظاہر ہے۔ عدالت میں ایک بیان ہوتا ہے رپورٹر کا فرض ہے کہ اسے صحیح قلمبند کرے اور ایڈیٹر کا فرض ہے اسے صحیح شائع کرے دنیا کے تمام ذمہ دار رپورٹر اور تمام ذمہ دار اخبار ایسا ہی کرتے ہیں۔ اگر اس بیان میں کوئی قابل گرفت چیز ہے تو اس پر بعد میں رائے زنی کی جا سکتی ہے۔ معلوم نہیں "زمیندار" کے رپورٹر کو یہ حق کہاں سے مل گیا تھا۔ کہ وہ اپنے تعصب اور جہل سے بھرے ہوئے دماغ سے ایک نتیجہ نکالے اور اس کو بیان دینے والے کے اصل الفاظ کی حیثیت سے شائع کرائے؟ اس قسم کی حرکات کو "نتیجہ نکالنا" نہیں کہتے۔ بلکہ اس کا نام غلط بیانی اور بہتان طرازی ہے۔ اگر کسی شریف اور ذمہ دار اخبار کا رپورٹر اس قسم کی حرکت کا مرتکب ہوا ہوتا تو وہ ایک لمحے کے لئے بھی اس غلط بیانی اور افسانہ طراز رپورٹر کے وجود کو گوارا نہ کرتا۔ مگر "زمیندار" اور نام نہاد مجلس احرار میں ایسے ہی رپورٹروں کی قدر کی جاتی ہے کیونکہ ان کے مقاصد ایسے ہی لوگوں کے ذریعہ پورے ہو سکتے ہیں۔ سوال ہو سکتا ہے کہ شریف انسانوں کے نزدیک ایسے اخباروں اور ایسے رپورٹروں کی کیا حیثیت ہے اور آئندہ نسلیں ان کو کس نگاہ سے دیکھیں گی؟ اس کا جواب یہ ہر ایک غلط بیان اور بہتان طراز کا انجام دے سکتا ہے۔

"زمیندار" نے اپنے رپورٹر کی غلط بیانی کو جائز ثابت کرنے کے لئے جو بے معنی دلیل پیش کی ہے اس پر ہم کسی آئندہ اشاعت میں مفصل گفتگو کریں گے سردست صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ ہم صحیح معنوں میں ختم نبوت کے قائل ہیں اور حضرت نبی کریم صلعم کے بعد کسی نئے یا پرانے نبی کے آنے کو نہیں مانتے اور قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود کے ارشادات کی روشنی میں ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت نبی کریمؐ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا کافر ہے لیکن جناب خلیفہ قادیان خود مدعی نبوت نہیں بلکہ غلطی سے حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور "زمیندار" اور اس کے ہمنوا بھی حضرت نبی کریمؐ کے بعد ایک نبی کے منتظر ہیں اس لحاظ سے جناب خلیفہ قادیان اور "زمیندار" کی حیثیت ایک ہے۔ ہم دونوں کو غلطی پر سمجھتے ہیں لیکن کافر کسی کو نہیں کہتے۔

"الفضل" کیلئے سرمہ بصیرت

یہ ایک حقیقت ہے کہ آجکل احمدیت کے خلاف جو طوفان مخالفت بپا ہے اسکی سب سے بڑی وجہ قادیانی غلو اور جناب خلیفہ قادیان کا عقیدہ اجرائے نبوت و تکفیر المسلمین ہے۔ لیکن "الفضل" کو ہمیشہ اس امر سے زیادہ روشن حقیقت کے تسلیم کرنے سے انکار رہا ہے۔ غالباً اس لئے کہ اسکی آنکھوں پر غلو کی پٹی بندھی ہوئی ہے جسکی وجہ سے وہ حقائق جھٹلانے کا عادی ہو چکا ہے حقائق بہر حال حقائق ہیں کسی کے انکار سے انکا وجود مٹ نہیں سکتا۔ سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے مقدمہ میں جناب خلیفہ قادیان نے جو شہادت دی اسپر رائے زنی کرتا ہوا جمعیۃ العلما دہلی کا اخبار "الجمعیۃ" رقمطراز ہے کہ:-

> "مرزا محمود نے اپنے فرقہ کی خصوصیات خاصہ اور دنیا کے کروڑوں مسلمانوں کے اسلام پر جو شیطانی انداز میں تبصرہ کیا ہے۔ اسے دیکھ کر اس ابلیسی فرقہ کی کردہ سیرت بالکل آشکارا ہو جاتی ہے اور یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اسلام میں تیرہ سو سال سے اس جیسا باطل فاسد العقیدہ اور دشمن اسلام فرقہ آجتک پیدا نہیں ہوا جس نے بلا امتیاز دنیا کے تمام مسلمانوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہو۔ مرزا محمود نے اپنی شہادت میں تسلیم کیا ہے۔ کہ جو مسلمان مرزا قادیاں کی نبوت کا قائل نہیں خواہ وہ مرزا کی تکذیب بھی نہ کرتا ہو وہ مسلمان نہیں ہے نہ ایسے شخص کی نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے ...... جو لوگ اس باب میں متذبذب تھے اور یہ تسلیم ہی نہیں کرتے تھے کہ مرزائیوں نے تمام مسلمانوں پر بلا امتیاز تکفیر کے تیر برسائے ہیں اب ان کو بھی تسلیم کرنا پڑیگا کہ یہ مخصوص اور پُرپوزہ جماعت اسلام اور مسلمانوں کی کتنی بڑی دشمن ہے۔ حقیقت میں یہ بہت بڑی غلطی ہے کہ اس فرقہ ضالہ کو اسلامی فرقوں میں شمار کیا جائے"۔

مندرجہ بالا الفاظ ہمارے بیان کا ایک روز ناقابل تردید ثبوت ہیں۔

خشکی کے رستے حج کا انجام

گذشتہ سال بعض کمپنیاں خشکی کے راستے حاجیوں کو لے گئی تھیں لیکن یہ لوگ بے شمار تکالیف برداشت کرتے ہوئے نہایت خراب خستہ حالت میں حج کے بعد مکہ معظمہ پہنچے۔ امسال حکومت اور اخباروں کے انتباہی اعلانات کے باعث بعض لوگ خشکی کے رستہ حج کو گئے جن میں ہمارے چند احباب بھی شامل تھے لیکن انکو حج چھوڑ کر مکہ معظمہ پہنچنا بھی نصیب

(باقی صفحہ ۱۵ کالم ۲ پر)

واضح کر کے مطالبہ کیا گیا کہ اس کی تردید کرو یا عدالت کی مصدقہ نقل سے اس کو ثابت کرو۔ تو اس کی بھی توفیق ان کو نہیں ہوئی۔

کذب بیانی کی حیرت انگیز جرأت

ان لوگوں کی یہ کس قدر دیدہ دلیری ہے کہ ایک بیان عدالت کے سامنے دیا جاتا ہے اس کی مسل عدالت میں موجود ہے لیکن اس کے باوجود اس میں تحریف کی جاتی ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایک جھوٹی تحریک کو مٹانے کی جدوجہد کر رہے ہیں لیکن یہ خود جھوٹے ہیں اس لئے یہ کسی جھوٹی تحریک کو بھی نہیں مٹا سکتے۔ چہ جائیکہ صداقت کو مٹا دیں۔

یہ غلط بیانی اتفاقی نہیں

"زمیندار" اور "احسان" نے جو غلط بیانی کی ہے وہ اتفاقی بات نہیں۔ اول تو انہیں ہمارے عقائد بخوبی معلوم ہیں۔ اگر یہ اتفاقی غلطی ہوتی تو انہیں اس کی تردید میں مطلق تامل نہ ہوتا۔ لیکن یہ بات نہیں۔ انہوں نے جان بوجھ کر جھوٹ بولا ہے وہ جانتے ہیں کہ عام لوگ اس کی تحقیق نہیں کریں گے چند آدمیوں کو علماس غلط بیانی کی حقیقت معلوم ہو جائیگی لیکن کئی ایسے ہونگے جن کو کئی لمبی سال تک بھی صحیح علم نہ ہو سکیگا بعض ایسے بھی ہونگے جن کو کبھی بھی نہیں ہوگا۔

جھوٹے سے کوئی نہیں ڈر سکتا

کیا اس قسم کی غلط بیانیاں اور فریب کرنے والے لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم ان سے ڈر جائیں گے۔ وہ یاد رکھیں کہ جھوٹے سے کوئی نہیں ڈر سکتا۔ گذشتہ دنوں "زمیندار" نے یہ جھوٹ بولا کہ حضرت مرزا صاحب نے (نعوذ باللہ) مریم صدیقہ پر زنا کا الزام لگایا ہے۔ جب کہا گیا حوالہ دکھاؤ تین ججوں کے سامنے اس معاملہ کو پیش کر کے ان کی رائے لیلو۔ بار بار اس مطالبہ کا اعادہ کیا گیا۔ لیکن "زمیندار" نے حوالہ پیش کیا۔ نہ اپنے جھوٹ کو واپس لیا۔

پیر پرستی کی خوفناک بیماری

لوگوں کی حماقت کا کیا کچھ نہ پوچھئے۔ معلوم ہوا ہے کہ ہمارے بعض قادیانی دوست "زمیندار" اور "احسان" کی تحریروں کی بنا پر خوش ہو کر کہہ رہے ہیں کہ پہلے ہم لوگ کافر کہنے سے گھبراتے تھے۔ لیکن اب کافر کہنے لگے ہیں۔ اصل میں پیر پرستی ایک بہت بڑی بیماری ہے اور کوئی بیماری شاید اس سے زیادہ بری نہیں۔ مسلمانوں کی تین چوتھائی مصیبتیں اسی کی وجہ سے ہیں۔ اس بیماری سے غور و فکر کا مادہ تو بالکل فنا ہو جاتا ہے

جناب خلیفہ قادیان کا حلفی بیان

آپ کو یاد ہوگا کہ اختلاف سے پہلے کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے دعوے میں تبدیلی کی۔ لیکن خلیفہ قادیان اٹھے اور فرما دیا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی ۱۹۰۲ء سے قبل کی تمام کتابیں منسوخ ہیں لیکن جب تحریریں ۱۹۰۲ء سے پہلے کی کتابوں کے حوالے دیئے گئے۔ جب اس کے متعلق کہا گیا۔ تو اعلان ہوا۔ کہ ۱۹۰۲ء غلطی سے لکھا گیا ہے۔ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تمام کتابیں منسوخ ہیں اب جناب خلیفہ قادیان نے گورداسپور کی عدالت میں حلفی بیان دیتے ہوئے کہا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۸۹۱ء یا ۱۸۹۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس لحاظ سے ۱۸۹۱ء سے پہلے کی کتابیں منسوخ قرار دی جائینگی کیونکہ پیر جو کہہ دے سارے مرید وہی کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ غور و فکر مطلق کوئی نہیں کرتا

جناب خلیفہ قادیان کی افسوسناک غلط بیانی

اب تک تو ہماری قادیان سے علیحدگی کی وجہ مسئلہ نبوت و تکفیر اور قومی نظام کا مسئلہ ہی تھا لیکن خلیفہ قادیان نے عدالت کے اندر کھڑے ہو کر حلفیہ بیان میں کہا ہے۔ کہ ہم لوگ (جماعت لاہور) ان سے ذاتی عداوت کی وجہ سے علیحدہ ہوئے اور ہمکو ان سے ذاتی عناد تھا۔ افسوس یہ بالکل غلط ہے اور ایسی غلط بیانیوں کی وجہ سے مجھے "زمیندار" اور قادیان

کے بزرگ ایک ہی مقام پر کھڑے نظر آتے ہیں۔

ہماری علیحدگی کی وجہ عقائد کا اختلاف تھا

میں اس وقت مسجد میں منبر کے اوپر کھڑا ہوں۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ ہم کن خیالات کو لیکر قادیان سے آئے تھے۔ ہماری علیحدگی کی وجہ یقیناً ذاتی دشمنی اور عناد نہ تھا۔ بلکہ مذکورہ بالا مسائل کا اختلاف تھا لیکن سوال ہو سکتا ہے اگر ہم خلیفہ صاحب سے دشمنی کی وجہ سے قادیان سے آئے تھے تو کیا یہ دشمنی میرے دل میں تھی یا ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے دل میں یا ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب کے دل میں؟

ہمارے متعلق خلیفہ صاحب کے ارشادات

ہر ایک شخص اپنے دل کی حالت خود جانتا ہے ہم تو کہتے ہیں ہمارے دل میں کوئی دشمنی نہ تھی۔ خلیفہ قادیان کو ہمارے دل کی دشمنی اور عناد کا کس طرح پتہ چلا؟ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے دل کا نقشہ کھینچا ہے ایک دفعہ انہوں نے اپنے خطبہ میں ہماری کوٹھی کو جہنم کو ٹکڑے ہوئے چھپکے اور جہنم کی جلتی ہوئی آگ قرار دیا تھا۔ اور یہ بھی کہا تھا کہ آج تک ایسی بغض و عناد رکھنے والی قوم پیدا نہیں ہوئی۔ اگر کبھی پیدا ہوئی ہوگی۔ تو تاریخ نویسوں نے تاریخ کو گندہ سے بچانے کیلئے اس کا ذکر نہیں کیا۔

ہمارے دل میں میاں صاحب کی ذات سے کوئی عناد نہ تھا

ہم تو اس بات کا حلف اٹھا سکتے ہیں۔ کہ ہمارے دل میں خلیفہ صاحب کی ذات کے خلاف کوئی عناد نہ تھا۔ ہم نے یہاں آنے اور انجمن بنانے کے بعد بھی ان کو لکھا کہ اگر آپ دو مسئلوں میں آزادی دیں یعنی غیر از جماعت مسلمانوں کو کافر نہ کہیں اور ہمیں کھلی بحث کی اجازت ہو دوسرے بیعت نہ کرنیوالوں کو فاسق نہ کہا جائے۔ تو ہم آپ کو امیر ماننے کیلئے تیار ہیں کیا یہ باتیں اور یہ طرز عمل دل میں عناد رکھنے والوں کا ہو سکتا ہے؟

خلیفہ صاحب کے ایک مرید کا خط

خلیفہ صاحب کی بیعت پڑھ کر ان کے ایک مرید نے مجھے خط لکھا ہے کہ اب تو خلیفہ صاحب نے اپنے عقائد سے دوبارہ غیر مسلمین سے رجوع کر لیا ہے۔ لہذا اس کے بعد اختلاف کی وجہ ان سے ذاتی عناد ہی ہو سکتی ہے ذرا ان لوگوں کی ذہنیت دیکھو کہ پیر کے منہ سے ذاتی عناد نکلا ہے۔ تو انہوں نے ارادہ کر لیا ہے کہ ذاتی عناد ضرور بنا لینا ہے۔ خواہ کچھ ہی کرنا پڑے

ان باتوں سے عبرت حاصل کرو

یہ باتیں میں آپ کو خوش کرنے کیلئے نہیں سنا رہا۔ بلکہ عبرت کیلئے سنا رہا ہوں۔ تم سچائی کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ تو پھر دنیا کو منسوب کر سکتے ہو جب کسی قوم کے اندر سچائی آ جاتی ہے تو دنیا اس کے آگے جھکتی جاتی ہے

حضرت مسیح موعود کی مبارک زندگی

خوب یاد رکھو۔ مذہب کا سب سے پہلا تعلیمی کام انسان کے اندر صداقت پیدا کرنا ہے اگر آپ اللہ، اس کے دین اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں تو ہمیشہ سچ بولیں اور جھوٹ کے قریب بھی نہ جائیں حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کی طرف دیکھو۔ آپ ہمیشہ صداقت پر قائم رہے مقدمات کے دوران میں آپ کو ایسے موقع بھی پیش آئے کہ سچ بولنے پر قید کا خطرہ تھا لیکن آپ نے خطرہ کی مطلق پرواہ نہ کی اور ہمیشہ سچ ہی بولا۔

صداقت و اخلاص کے بغیر تبلیغ بے معنی ہے

آپ لوگ بھی صداقت اور اخلاص کو اپنا شعار بنائیں آپ ایک تبلیغی جماعت ہیں اور آپ کا کام ہے کہ لوگوں کو مذہب کے قریب لائیں لیکن جھوٹ بولنے والا فی الحقیقت لوگوں کو مذہب سے متنفر کرتا ہے اس کی تبلیغ بے معنی ہے۔

(بقیہ صفحہ ۴)

نہ ہوا۔ عراق میں ہی روک لئے گئے۔ ان میں سے ایک صاحب اکرام اللہ صاحب کا خط۔۔۔ اسوقت ہمارے پیش نظر ہے انہوں نے ۲۰ر مارچ کو ایران سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں تحریر فرمایا۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ

"جناب سے رخصت ہو کر کوئٹہ سے ایک چٹھی تحریر کی تھی امید ہے پہنچی ہوگی۔ راستہ میں کوئی دقت نہیں ہوئی۔ ہندوباغ پر برف کی وجہ سے کچھ دیر ہو گئی تھی۔ ایران میں بھی برف بہت تھی لیکن بغداد تک رستہ بہت عمدہ ہے بغداد پہنچنے پر ہمکو معلوم ہوا کہ نجف اشرف سے مدینہ منورہ پہنچنے کا نیا رستہ گورنمنٹ عراق نے معلوم کیا ہے اور تمام حاجی اسی راستہ سے جائینگے اس لئے میں بھی مع عیال و اطفال نجف اشرف پہنچ گیا۔ لیکن وہاں پہنچنے پر باوجود کوشش بسیار کے گورنمنٹ عراق نے ہندوستان کی موٹروں کو جانے کی اجازت نہیں دی حالانکہ جناب برادرم اللہ دتہ حسین اور حاجی عبد اللطیف صاحبان۔۔۔ نے بھی ہر چند کوشش کی جنکا نہایت ممنون و مشکور ہوں لیکن وزیر داخلہ نے اجازت نہیں دی۔ اور صاف لفظوں میں انکار کر دیا کہ ہم تم کو نہیں جانے دینگے۔ بہت اصرار کرنے پر وزیر داخلہ نے فرمایا کہ آپ بغداد کی موٹروں میں جا سکتے ہیں جن کا کرایہ دو سو چالیس روپے فی کس ہے مدینہ تک کا ادا کرنا ہوگا۔ اسکے علاوہ ایکسو دس روپے فی کس اور زائد خرچ کرنے پر مکہ کی اجازت ہو سکتی ہے۔ اس ایک سو دس روپے میں سے ۴۹ روپے مکہ معظمہ سے واپسی پر واپس مل جائینگے۔ اس لئے ہم تمام آدمی مکہ معظمہ نہیں جا سکے اور مجبور اً واپس آ رہے ہیں۔۔۔۔۔۔ باقی حالات انشاء اللہ زبانی عرض کرونگا۔ باوجود اتنا خرچ کرنے پر جانا محال تھا۔"

حاجیوں کے ساتھ حکومت عراق کی اس قسم کی سختی پہلے مقابل افسوس ہے معلوم نہیں اس نے ایسا کیوں کیا ایک اسلامی حکومت کی حیثیت سے اسکا فرض تھا کہ وہ کسی قسم کی رکاوٹ پیدا کرنے کی بجائے حاجیوں کیلئے ممکن سہولتیں مہیا کرتی۔ اس سلسلہ میں لاریوں کی کمپنی کو بھی بری الذمہ قرار دینا مشکل ہے انہوں نے رستہ کے موانعات کو دور کئے بغیر سفر شروع کر دیا۔ یہ ایک بھاری غلطی تھی۔ اس طرح لوگوں کو کافی خرچ اور زحمت سفر کے باوجود حج نصیب نہ ہوا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سمندر کے رستے حاجیوں کو انگریزی کمپنی کا اجارہ داری کی وجہ سے بے شمار تکالیف ہوتی ہیں اور اس کی اجارہ داری اور غرور کو توڑنے کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ خشکی کے رستے سفر کیا جائے لیکن مکمل انتظامات کے بغیر اس قسم کا ارادہ مناسب نہیں۔

ختم نبوت کے تین پہلو

ایک بے حقیقت اعتراض کا مکمل جواب

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

سوال :- جب خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں تو حضرت مسیح موعودؑ نے جو اپنے متعلق کہیں خاتم الاولیاء فرمایا کہیں خاتم الخلفاء کہیں خاتم الاولاد فرمایا۔ اس کے کیا معنی ہوئے کیا حضرت مسیح موعودؑ کے بعد کوئی ولی نہیں یا کوئی آنحضرت صلعم کی اولاد نہیں؟

جواب :- حضرت مسیح موعودؑ نے ختم نبوت کا جس طرح واضح اور مکمل شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے سچ تو یہ ہے کہ گذشتہ تیرہ سو سال میں کسی امتی کو یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی۔

عام طور پر خاتم النبیین کے معنے صرف اسی قدر سمجھے جایا کرتے تھے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ صریح معنے بتاتے ہوئے آنحضرت صلعم کے تھے جیسا کہ حضورؐ نے لانبی بعدی فرما کر خاتم النبیین کی تشریح کر دی تھی کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہی معنے امت میں مروج تھے اور حضرت مسیح موعودؑ نے خود بھی اس معنے پر بڑا زور دیا ہے اور مسیح ابن مریم کے نزول ثانی کو انہی معنوں سے رد کیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ خاتم النبیین کے معنی نبوت کو ختم کرنے کے کرتے ہیں

جیسا کہ فرماتے ہیں :-

"کیونکہ آیت یہ ہے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئیگا۔ پس اس سے بھی بکمال وضاحت ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ دنیا میں نہیں آسکتا۔ کیونکہ مسیح ابن مریم رسول ہے۔ اور رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرئیل حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا بہ قیامت منقطع ہے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۶۱۴)

فقط اتنا ہی نہیں بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کو بذریعہ وحی بھی ختم نبوت کے یہی معنے بتائے گئے۔ جیسا کہ کتاب منن الرحمٰن میں جو حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیف ہے۔ اور آپ کی وفات کے بعد شائع ہوئی ہے۔ صفحہ ۲۰ پر آپ تحریر فرماتے ہیں۔

واوحی الی ان الدین ھو الاسلام وان الرسول ھو المصطفٰی السید الامام رسول امی امین۔ فکما ان ربنا احد یستحق العبادۃ وحدہ فکذالک رسولنا المطاع واحد لانبی بعدہ ولا شریک معہ وانہ خاتم النبیین

(ترجمہ) میری طرف وحی کی گئی ہے کہ بے شک دین صرف اسلام ہے اور بے شک رسول صرف محمد مصطفٰے سید الانام ہے۔ جو خدا کا رسول امی اور امین ہے۔ پس جس طرح ہمارا رب ایک ہے جو اکیلا عبادت کا مستحق ہے۔ اسی طرح ہمارا رسول بھی ایک ہے جس کی اطاعت ہم پر فرض ہے۔ کوئی نبی اس کے بعد نہیں اور نہ نبوت میں کوئی اس کا شریک ہے اور بے شک وہ نبیوں کو ختم کرنے والا ہے۔"

پہلو نمبر (۱)

پس ختم نبوت کے اس معنے کے مسلم ہونے میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی کوئی نہیں اور حضرت مسیح موعودؑ نے اجتہاداً اور الہاماً دونوں طرح یہی معنے کئے ہیں لیکن اس حقیقت اور صداقت کو دلائل سے مبرہن کرنا اور ختم نبوت کو ہر پہلو سے مکمل کر کے دنیا کے سامنے پیش کرنا یہ حضرت مسیح موعود کا ایک کارنامہ ہے آپ نے ختم نبوت پر علاوہ مذکورہ بالا معنے کے دو اور پہلوؤں سے بھی روشنی ڈالی جس سے ایک طرف تو ختم نبوت پر دلیل کامل قائم ہو گئی دوسری طرف ختم نبوت کی ہر پہلو سے تکمیل ہو گئی۔

پہلو نمبر (۲)

اس بات پر دلیل قائم کرنے کے لئے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس بات کو بدلائل ثابت کیا کہ جس قدر ہدایتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے بنی نوع انسان کے لئے مقدر تھیں اور دی جا سکتی تھیں وہ سب آنحضرت صلعم کے ذریعہ دی جا چکیں اور جس قدر نمونے اخلاق فاضلہ اور تعلق باللہ کے ایک نبی دنیا کو دکھلا سکتا تھا وہ آنحضرت صلعم کے ذریعہ دکھائے جا چکے لہذا آنحضرت صلعم کے بعد کسی نبی کی ضرورت باقی نہ رہی۔ کیونکہ نبوت کا کام تکمیل پر پہنچ گیا اور نبوت کے کمالات ختم ہو گئے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں ؎

ختم شد بر ذات پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

آپ کی تمام تصانیف براہین احمدیہ۔ آئینہ کمالات اسلام وغیرہ وغیرہ انہی دلائل سے پر ہیں۔ انہی دلائل میں سے ایک ایک کے توڑنے پر دس دس ہزار روپے کا انعام ہے۔ غرضیکہ آپ نے ختم نبوت کو محض دعوے تک ہی محدود نہیں رکھا۔ بلکہ دلائل سے مستحکم اور مضبوط کر کے مخالفین اسلام اور مخالفین ختم نبوت پر حجت تمام کر دی۔

پہلو نمبر (۳)

ختم نبوت کا ایک اور پہلو بھی تھا جس کے بغیر ختم نبوت کی تکمیل نہ ہو سکتی تھی اور وہ یہ ہے کہ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ دوسری امتوں میں جو ہزارہا انبیاء آئے اور ان کا فیض ان کی امتوں میں جاری رہا ہے وہ بھی بند ہو گیا۔ مان لیا کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ لیکن جو آ چکے ان کا فیضان نبوت بھی اپنی اپنی امتوں میں جاری نہ رہے گا۔ اس کا کیا ثبوت ہے۔ پس آپ نے اس پہلو پر بھی روشنی ڈالی اور بتایا۔ کہ جو کچھ تمام انبیاء کو دیا گیا وہ جامع اور مکمل طور پر سب آنحضرت صلعم کو دیا گیا اور چونکہ پہلے نبیوں کی تعلیمیں محفوظ نہ رہی تھیں یا مٹ گئی تھیں یا مسخ ہو گئی تھیں۔ یا وہ وقتی اور مقامی تھیں اس لئے آنحضرت صلعم کے ذریعہ وہ تعلیمیں جو ایک عالمگیر اور ابدی مذہب کے لئے ضروری تھیں زندہ کی گئیں اور سب کو ایک جگہ جمع کر دیا گیا اور ان کی ہر طرح تکمیل کر دی گئی تاکہ دنیا کو ہمیشہ کے لئے اللہ تعالیٰ ایک دین واحد پر جمع کرے۔ پس آپ کی بعثت کے ساتھ تمام گذشتہ نبیوں کی علیحدہ علیحدہ نبوتوں کا اور ان کے فیضان کا خاتمہ ہو گیا۔ اور اب آپ ہی کل دنیا کے لئے واحد نبی ہیں اور صرف آپ ہی کا فیضان نبوت ہے جو اب جاری ہے اور وہ اس قدر شاندار اور اعلیٰ پیمانہ پر ہے کہ آپ کے متبعین علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مصداق ہیں اور جو انعامات گذشتہ زمانہ میں انبیاء کو ملتے تھے یعنی مکالمات و مخاطبات الٰہیہ۔ وہ آپ کی اتباع کے طفیل سے اولیائے امت کو ملتے ہیں اور آپ کے سوا کوئی نبی نہیں جس کے اتباع سے آج یہ انعامات آج کسی انسان کو مل سکیں۔ جیسا کہ الوصیت صفحہ ۱۰ میں تحریر فرماتے ہیں :-

"تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گذر چکیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی۔ کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں۔ بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے۔ اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے اور اس کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ اور مخاطبہ کا اس سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا۔"

ختم نبوت پر تمام مذاہب عالم کو چیلنج

اس بات کو کہ قرب الٰہی اور مکالمات الٰہیہ کا انعام اب صرف آنحضرت صلعم کے فیضان نبوت سے ہی مل سکتا ہے اور تمام نبوتیں اس سے قاصر ہیں کیونکہ ان کا فیضان اب ختم ہو چکا ہے آپ نے محض دعوے کے ہی رنگ میں نہیں رکھا۔ بلکہ تمام مذاہب عالم کو چیلنج دیا کہ اگر کسی مذہب میں کوئی فیض اس کے نبی کا باقی رہ گیا ہے تو وہ میرے مقابل پر آئے۔ درحق تو یہ ہے کہ یہ وہ امتیاز ہے جس کا سہرا آج تمام امت میں صرف آپ کے سر پر ہے اور اسی سے ختم نبوت کی تکمیل ہوتی ہے۔ براہین احمدیہ، آئینہ کمالات اسلام، نور القرآن وغیرہ بیسیوں کتابوں میں اور اشتہاروں میں آپ نے بڑا زور اس بات پر دیا ہے کہ سوائے نبوت محمدیہ کے اب کوئی نبوت زندہ نہیں۔ جس کا فیضان باقی ہو۔ سب نبوتیں ختم ہو چکیں۔ صرف نبوت محمدیہ زندہ اور باقی ہے جس کا دامن قیامت تک دراز ہے اور اس کے فیضان کے ثبوت میں اپنے آپ کو پیش کیا کہ میں نبوت محمدیہ کے فیض سے مستفیض ہو کر خدا کے قرب اور مکالمات و معرفت الٰہیہ کا مدعی بن کر کھڑا ہوں۔ اگر کسی اور مذہب میں کسی نبی کا فیض باقی رہ گیا ہو۔ تو وہ میرے مقابل میں آئے چنانچہ فرماتے ہیں :-

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دین محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
تھک گئے ہم تو انہیں باتوں کو کہتے کہتے
ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے
آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے
مصطفیٰ پر ترا بےحد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

یہ وہ حربہ تھا جس نے تمام دشمنان اسلام کا منہ توڑ دیا۔ اور ختم نبوت کی تکمیل کر کے اس کی صداقت کو آفتاب کی طرح روشن کر دیا۔

خاتم النبیین کے تین مفہوم

میں اب مختصر طور پر ختم نبوت کے مختلف پہلوؤں کو دوبارہ ذکر کر دیتا ہوں۔ جن پر حضرت مسیح موعودؑ نے روشنی ڈالی ہے:۔

(۱) ختم نبوت کے معنے دنیا پر واضح کئے۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ خواہ وہ نیا ہو یا پرانا۔ لہٰذا مسیح اسرائیلی بھی اب نہیں آ سکتا۔

(۲) ختم نبوت پر ایک اور پہلو سے روشنی ڈالی وہ یہ کہ آنحضرت صلعم پر تمام کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ اس لئے نبیوں کے آنے کی اب ضرورت نہ رہی۔ گویا ختم نبوت کے دعوے پر دلیل بھی قائم کر دی۔

(۳) بتایا کہ نبوت محمدیہ کی بعثت کے ساتھ ہی تمام نبوتوں کا فیضان اب ختم ہو چکا۔ کیونکہ نبوت محمدیہ ہی اب سب کی جامع اور تمام دنیا کے لئے واحد نبوت ہے اور اسی کا فیضان ہے جو اب قیامت تک باقی ہے جس کے لئے زندہ ثبوت اپنے وجود کو پیش کیا۔

گویا آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کے بیک وقت تین مفہوم ہیں:۔

(۱) آپؐ کے بعد نبی کوئی نہیں
(۲) آپؐ پر تمام کمالات نبوت ختم ہو گئے۔
(۳) کل نبیوں کا فیضان ختم ہو چکا۔ اب صرف آنحضرت صلعم ہیں۔ جن کا فیضان نبوت قیامت تک جاری ہے۔

خاتم الکتب کے تین ۳ مفہوم

حضرت مسیح موعودؑ نے جس طرح آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین مذکورہ بالا تین مفہوم کے ساتھ مانا ہے اسی طرح قرآن کو بھی **خاتم الکتب** انہی تین مفہوم کے ساتھ مانا ہے۔ یعنے

(۱) قرآن کے بعد اب کوئی آسمانی کتاب نہیں۔

(۲) قرآن پر تمام کمالات جو ایک آسمانی کتاب میں ہو سکتے ہیں ختم ہو گئے۔

(۳) تمام دیگر کتب سماویہ کا فیضان اب بند ہے۔ اب صرف قرآن ہے۔ جس کا فیض قیامت تک باقی ہے۔

فیصلہ طلب امر

اب رہ گیا یہ امر کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو اپنے متعلق خاتم الخلفا یا خاتم الاولیاء یا خاتم الاولاد کے القاب استعمال کئے ہیں۔ وہ کن معنوں میں کئے ہیں۔ سو واضح رہے کہ یہ القاب مسیح موعودؑ کے متعلق نہ تو قرآن میں مذکور ہیں اور نہ آنحضرت صلعم نے کہیں ایسا فرمایا ہے اور نہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہام میں کہیں یہ القاب آئے ہیں۔ آپ نے جو خاتم النبیین کے معنوں میں ختم کے تین پہلو لئے تھے۔ یعنے

(۱) ایک تو یہ کہ سلسلہ نبوت ختم ہو گیا۔

(۲) دوم یہ کہ کمالات نبوت آپ پر ختم ہو گئے۔

(۳) سوم یہ کہ آنحضرت صلعم کے سواء دیگر تمام انبیاء کے فیضان ختم ہو گئے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے ان القاب کو اجتہاداً استعمال فرمایا

ان میں سے زیادہ تر پہلو نمبر ۲ کے لحاظ سے ان القاب کو اجتہاداً اپنے متعلق استعمال فرمایا ہے۔ یعنی آپ پر کمالات ولایت و خلافت ختم ہو گئے۔ پہلو نمبر ۱ کے متعلق تو یہ لفظ استعمال نہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ نبوت کا سلسلہ تو ختم ہو سکتا ہے لیکن ولایت و خلافت کا سلسلہ ختم نہیں ہو سکتا۔ جب تک امت قائم ہے۔ تب تک ولایت و خلافت کا سلسلہ بھی قائم ہے۔ کیونکہ ولایت، خلافت اور روحانی اولاد یہ تینوں امت کے کمالات اور انعامات کو ظاہر کرتے ہیں۔ جو نبی کی اتباع سے ملتے ہیں۔ تینوں قریباً قریباً ہم معنی ہیں **ولایت** کے معنے ہیں آنحضرت صلعم کی اتباع سے خدا کے ساتھ قرب و محبت کا تعلق پیدا ہو جانا۔ **خلافت** کے معنے ہیں ایمان اور اعمال صالحہ سے امتی کا اپنے نبی متبوع کے انعامات کا وارث ٹھہرنا۔ **روحانی اولاد** کے معنے ہیں اطاعت کاملہ سے اپنے نبی کے رنگ میں رنگین ہونا اور اس کے کمالات کا وارث ہونا۔ جیسے بیٹا باپ کا وارث ہوتا ہے۔ تینوں مراتب کمال اور حصول انعام کو ظاہر کرتے ہیں اور یہ کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔ ایک امتی خواہ کتنے ہی کمالات کیوں نہ حاصل کر لے اور سلوک کے تمام مدارج طے کر کے اس مقام کو کیوں نہ پا لے جس سے آگے جانا استعداد انسانی سے ممکن ہی نہیں تب بھی وہ دوسرے امتی کو کمالات و انعامات کے حصول سے روک نہیں سکتا۔ برخلاف اس کے نبوت ایک موہبت اور عہدہ ہے جو ایک خاص مقصد کو مدنظر رکھ کر عطا ہوتا ہے نبوت جب کل ہدایات الٰہیہ انسان کو دے چکی اور شریعت کو کامل طور پر سکھا چکی اور اخلاق کے تمام نمونے دکھا چکی تو ظاہر ہے کہ نبوت کا کام اپنی تکمیل کو پہنچ گیا۔ اب ضرور ہے کہ سلسلہ نبوت ختم کر دیا جائے۔ **پس نبوت کے معاملہ میں جب کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ تو ساتھ ہی سلسلہ نبوت بھی ختم ہو گیا۔ لیکن ولایت و خلافت اور روحانی اولاد کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ کسی شخص میں کمالات ولایت و خلافت اور روحانی اولاد کے اگر اپنے کمال کو پہنچ جائیں تو اس سے سلسلہ خلافت و روحانی اولاد و ولایت منقطع نہیں ہو سکتا۔** کیونکہ ولایت و خلافت اور روحانی اولاد حصول کمالات و انعامات کا دوسرا نام ہے اور یہ کبھی بند نہیں ہو سکتا۔

تیسرے پہلو کا اطلاق بھی ایک معنی میں صحیح ہے

رہ گیا پہلو نمبر ۳ کا اطلاق حضرت مسیح موعود پر سو وہ بھی ایک معنی میں صحیح ہے اور وہ اس طرح کہ اب حضرت مسیح موعودؑ کے سلسلہ کے سوا تمام دیگر خلفاء و مجددین کے سلسلے سلوک کے وہ مراتب طے نہیں کرا سکتے **جو طریقت کا منتہائے نظر ہے۔** بعض لوگوں کو یہ غلطی لگتی ہے کہ وہ خاتم الخلفا سے یہ سمجھنے لگتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کا فیض حضرت مسیح موعودؑ میں محدود ہو گیا۔ یہ غلط ہے۔ آنحضرت صلعم کی شریعت اور مذہب کا دائرہ جن جن لوگوں پر حاوی ہے آپ کا فیض بھی ان سب پر حاوی ہے۔ مجددین و خلفاء کی بعثت کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہ آنحضرت صلعم کے فیوض روحانی کو اپنے وجود صافی میں مجتمع کر کے اپنے مریدین کی **منازل سلوک** طے کرانے میں ممد ہو سکیں۔ کچھ شک نہیں کہ اپنے زمانہ میں ہر ایک مجدد ایک مرکز روحانی ہوتا ہے جس سے انوار محمدیہ منعکس ہو کر طالبان حق کو منور کرتے ہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ بھی ہیں۔ اور چونکہ آپ کی تجدید و خلافت کل دنیائے اسلام کے لئے ہے اس لئے **آپ کی خلافت کے ساتھ تمام دیگر خلفائے محمدیہ کے سلسلوں کے فیوض** روحانی کا خاتمہ ہے، مثلاً چشتی، نقشبندی، قادری، سہروردی **وغیرہ۔ آپ اس زمانہ کے امام اور مجدد ہیں اور بغیر آپ کے فیوض** روحانی کے ان گذشتہ سلسلوں کے ذریعہ مدارج سلوک کی تکمیل اب **کیسے ممکن ہے۔ ویسے جو جس قدر شریعت اسلامی پر عمل کرتا ہے وہ فیضان محمدی سے بے نصیب نہیں رہ سکتا۔** بلکہ ہمارا تو یہ ایمان ہے کہ غیر مسلم بھی جن جن اسلامی صداقتوں پر نادانستہ عمل کر رہے ہیں وہ ان ان باتوں سے نفع اٹھا رہے ہیں اسی طرح ایک مسلمان جن اوامر و نواہی کا پابند اور فرمانبردار ہے اس کے **مطابق وہ نفع اٹھاتا ہے۔** لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ امام و مجدد وقت کی اتباع کے بغیر انسان نہ رضائے الٰہی کو پورے طور پر **حاصل کر سکتا** ہے اور نہ کمالات روحانی کا پوری طرح وارث ہو سکتا ہے۔ **بلکہ ان تمام انوار و برکات محمدیہ سے بے نصیب رہ جاتا ہے جو امام وقت کی طفیل ملتا ہے۔** بالخصوص مسیح موعود اور مہدی معہود جس کی بعثت تمام عالم کے لئے ہے اور اسلام کی حفاظت و اشاعت کا کام جس کے دامن سے وابستہ ہے اس لئے تمام گذشتہ سلسلہ ہائے طریقت کے فیضان کا اب خاتمہ ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کے فیضان کے سوا انوار محمدیہ سے کامل طور پر ایک مسلمان بہرہ اندوز نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس رنگ میں بھی حضرت مسیح موعود خاتم الخلفا اور خاتم الاولیاء اور خاتم الاولاد ہیں۔

سلسلہ احمدیہ کے سوا تمام سلسلہ ہائے طریقت کے فیضان کا خاتمہ

غرضیکہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو اپنی نسبت اجتہاداً خاتم الخلفاء یا خاتم الاولیاء یا خاتم الاولاد کے القاب استعمال فرمائے۔ سو اس سے آپ کی مراد فقط اس قدر تھی۔ کہ **آپ پر ان کمالات کا خاتمہ ہو گیا اور آپ کے سلسلہ کے سوا اب تمام گذشتہ سلسلہ ہائے طریقت کے فیضان کا خاتمہ ہے۔** لیکن چونکہ یہ کمالات وہ انعامات ہیں جو امتی کو اپنے نبی کی اتباع سے ملتے ہیں۔ اس لئے ان کمالات کے حصول سے سلسلہ ولایت و خلافت یا اولاد روحانی کا ختم نہیں ہو سکتا۔ لیکن نبوت اور کتاب کے متعلق جو آپ نے خاتم النبیین، خاتم الکتب کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ وہاں اس کے **تینوں پہلو مدنظر رکھے ہیں۔** یعنی:۔

(۱) نبوت اور کتاب کا سلسلہ ختم ہے

(۲) نبوت اور کتاب کے کمالات حضرت محمد مصطفیٰ صلعم پر اور قرآن پر ختم ہیں۔

(۳) محمد مصطفیٰ صلعم اور قرآن کے سوا اور تمام نبوتوں اور کتابوں کے فیضان کا خاتمہ ہے ٭

محکمہ ریلوے میں تاربابوؤں کی بھرتی

محکمہ نارتھ ویسٹرن ریلوے کو ۸۰ نوجوانوں کی ضرورت ہے جن کو تار اور اسٹیشن ماسٹری کا کام سکھایا جائیگا۔ امیدوار کم از کم سیکنڈ ڈویژن میٹرک۔ پاس ہو عمر ۱۸ سال سے کم اور ۲۲ سال سے زیادہ ۷ رمئی ۱۹۳۵ء تک نہ ہو۔ عرضی کے فارم معہ لفافہ محکمہ ریلوے کے تمام بڑے بڑے سٹیشنوں سے ایک روپیہ ادا کرنے پر مل سکتے ہیں جن کو امیدوار اپنے ہاتھ سے پُر کرکے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور دہلی۔ فیروزپور، راولپنڈی۔ ملتان۔ کراچی اور کوئٹہ کے نام ۲۷ اپریل سے پہلے بھیجدے۔ اگر فارم بذریعہ وی پی منگوانے کی ضرورت ہو۔ تو خرچ رجسٹری یا خرچ ڈاک ایک آنہ ۳ پائی پیشگی آنے پر ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ متعلقہ بھیجدیں گے۔ جن امیدواروں کی عرضیاں منظور ہو جائیں گی ان کو ڈویژن متعلقہ کے ہیڈ کوارٹر میں اپنے خرچ پر ۸ رمئی ۱۹۳۵ء صبح دس بجے انتخابی بورڈ کے سامنے حاضر ہونا پڑیگا۔ یہاں سے جو امیدوار منتخب ہوں گے ان کو ڈاکٹری امتحان پاس کرکے ریلوے کے ہیڈ کوارٹرز انتخابی بورڈ لاہور کے سامنے صبح ۱۱ بجے ۱۶ رمئی ۱۹۳۵ء کو پیش ہونا ہوگا جس مقصد کیلئے ان کو ریلوے پاس مفت دیا جائیگا اور ۱۷ رمئی ۱۹۳۵ء کو وہ والٹن ٹریننگ سکول میں داخل ہو جائینگے سکول میں داخل ہوتے وقت ان کو ذیل کے اخراجات پیشگی دینے پڑیں گے۔ ضمانت نقد ۳۰ روپیہ قیمت کاغذ معاہدہ ملازمت ایک روپیہ (عدر) خرچ خوراک دس روپیہ (عشہ) پڑھائی کا کورس دس ماہ ہوگا جس عرصہ کیلئے امیدواروں کو اٹھارہ روپیہ ماہوار منظور الاؤنس ملیگا جس میں بارہ روپیہ آٹھ آنہ ماہوار خرچ خوراک وغیرہ منہا ہوتا رہیگا دس ماہ کے خاتمہ پر امیدوار کا تار کا چیک۔ ٹرانسپورٹیشن اور دیگر مضامین کا امتحان ہوگا۔ کامیاب امیدواروں کو ایک ماہ کے لئے عملی کام سکھایا جائیگا جس کے بعد ان کو تیس (۳۰) روپیہ ماہوار پر تار بابو رکھ لیا جائیگا۔

(خانصاحب) محمد منظور الٰہی

آنریری جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مراسلات

برادران ملت سے درد مندانہ اپیل

خانہ جنگی کو چھوڑ کر متحد ہو جاؤ

ایک عالمگیر اور عالم سوز جنگ کے شروع ہونے پر تمام بین الاقوامی خانہ جنگیاں ختم ہو جاتی ہیں اور ملک کے تمام باشندے بلا قید مذہب وملت بیرونی غنیم سے مقابلہ کرنے کے واسطے تیار ہو جاتے ہیں اسی طرح جب کسی گاؤں یا قصبہ میں مسلح خونخوار ڈاکو شب تاریک کی پردہ پوشی سے فائدہ اٹھا کر حملہ آور ہوتے ہیں تو وہاں تمام باشندے بلا امتیاز دوست ودشمن مدافعت کے واسطے تیار ہو جاتے ہیں۔

آج ہندوستان کے مسلمان بھی ایسی ہی محشر خیز بلیات میں مبتلا ہیں ہندوستان کے طرز حکومت میں جو تبدیلیاں عنقریب رونما ہونیوالی ہیں ان میں اگرچہ گورنروں اور گورنر جنرل کو غیر محدود اختیارات دیئے گئے ہیں باوجود اس کے اکثریت، قوت اور اقتدار اقلیت کو کچلنے اور مٹانے کے واسطے اصلاحات جدیدہ کی زیر حمایت کافی ضرب لگا سکتی ہے ایسی حالت میں مسلمانان ہندوستان کا یہ فرض ہے کہ اس وقت وہ اپنے تمام اندرونی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر کامل یکجہتی اور اتفاق کے ساتھ ایک متحدہ آواز میں اپنے حقوق کی حفاظت اور اپنی مذہبی آزادی اور روایات کو قائم رکھنے کے واسطے میدان عمل میں گامزن ہوں۔

لیکن افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ اس وقت بھی مسلمان خانہ جنگی میں مبتلا ہیں اور فروعی مسائل میں مذہبی اختلافات ایک فرقہ کو دوسرے فرقہ کی تخریب اور سب وشتم میں مبتلا کر رہا ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارا قومی وقار اور اثر غیر قوموں کی نظر میں روز بروز گرتا جاتا ہے آج بھی سنی اور شیعہ، وہابی اور بدعتی کے اختلافات کونسلوں اور اسمبلی کے انتخابات میں نہایت بدنما صورت اختیار کر لیتے ہیں اور بالخصوص پنجاب کے بعض اضلاع میں عامۃ المسلمین اور فرقہ احمدیہ کے مابین مخالفت نے ایک ایسی خطرناک صورت اختیار کر لی ہے جس سے آئندہ نہایت ناگوار نتائج پیدا ہونے کا اندیشہ معلوم ہوتا ہے ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم مسلمانوں سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ کم از کم اس وقت اس قسم کی خانہ جنگی اور اندرونی نزاعات سے قطع نظر کرکے کامل اتحاد اور اتفاق کے ساتھ اصلاحات جدیدہ میں اپنے حقوق کے محفوظ اور مضبوط کرنے کے واسطے ہمہ تن مصروف ہو جاویں اور بلاخیال اختلاف عقائد کے مسلمانوں میں جو شخص مفید اور کارآمد ثابت ہو اس کی پوری اعانت اور امداد کریں۔

الداعیان

(آنریبل نواب بہادر خواجہ) حبیب اللہ (ممبر کونسل آف سٹیٹ ڈھاکہ) آنریبل مسٹر محمود سہراوردی (ممبر کونسل آف سٹیٹ بنگال) (آنریبل) سید محمد بادشاہ (صاحب بہادر ممبر کونسل آف سٹیٹ مدراس (آنریبل مسٹر) محمد یامین خان (سی۔ آئی۔ ای ممبر کونسل آف سٹیٹ یوپی) (آنریبل خان بہادر) سید عبدالحفیظ (صاحب ممبر کونسل آف سٹیٹ بنگال مشرقی) (آنریبل خان بہادر) علی بخش محمد حسین (سندھ ممبر کونسل آف سٹیٹ) (آنریبل مسٹر) حسن امام (صاحب بہار اڑیسہ ممبر کونسل آف سٹیٹ) اے۔ کے فضل الحق (صاحب ممبر لیجسلیٹو اسمبلی بنگال) (خانصاحب) شیخ فضل حق پراچہ (ممبر اسمبلی) نبی بخش الٰہی بخش بھوٹو (صاحب ممبر اسمبلی) ایچ۔ ایم۔ عبداللہ (صاحب ممبر اسمبلی پنجاب) (کپتان سردار) شیر محمد خان (سی آئی۔ ای۔ ایم۔ بی۔ ای ممبر اسمبلی پنجاب) محمد ابراہیم ہارون جعفر (صاحب ممبر اسمبلی بمبئی) (خانصاحب نواب) صدیق علی خاں (صاحب ممبر اسمبلی سی۔ پی) (میجر نواب) احمد نواز (خانصاحب سی آئی۔ اے۔ او۔ بی۔ ای ممبر اسمبلی (مولوی سر) محمد یعقوب (صاحب کے۔ ٹی ممبر اسمبلی۔ (خواجہ) حسن نظامی (صاحب)

خبریں

—— محرم پر فیروزآباد ضلع آگرہ ہزاری باغ اور رانچی میں شدید ہندو مسلم فساد ہو گیا۔ فیروزآباد میں ۳۵ اشخاص مجروح اور ۱۴ اشخاص ہلاک ہوئے گیارہ ہندو جل کر مر گئے ایک ہندو کا سر کاٹ دیا گیا پولیس کو گولی چلانی پڑی جس سے چھ آدمی مجروح اور ایک ہندو اور ایک مسلمان ہلاک ہو گئے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے بیان کے مطابق فساد کی ابتدا ہندوؤں کی طرف سے براق کے جلوس پر اینٹیں پھینکنے پر ہوئی۔

—— رانچی کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۵ ہندو، مسلمان اور دیگر اقوام کے اشخاص مجروح ہوئے جن میں دو کی حالت خطرناک ہے۔ ۱۶ راپریل تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔

—— سرحد پر فقیر آف انگر کی شورش بدستور جاری ہے ۱۱ راپریل کو مسٹر ڈبلیو، ڈی، ایچ بیسٹ پولیٹیکل ایجنٹ مالاکنڈ ایک گولی لگنے سے ہلاک ہو گئے۔

—— لاہور۔ ملتان۔ حیدرآباد دکن۔ بمبئی۔ گوالیار۔ دہلی کراچی و دیگر متعدد بڑے شہروں میں محرم خیریت سے گذر گیا۔

—— مہاراجہ کپورتھلہ گذشتہ ہفتہ یورپ کو جاتے ہوئے دہلی سے گزرے تو ریلوے اسٹیشن پر کپورتھلہ کے کسانوں کے سیاہ پوش جتھہ نے موثر مظاہرے کئے اور ریاست میں لگان کی زیادتی کے خلاف نعرے لگائے اور تقریریں کیں

—— مسٹر محمد ہاشم گزدر ممبر بمبئی کونسل نے حادثہ کراچی کے سلسلہ میں کونسل کی رکنیت سے استعفا دیدیا ہے۔

—— لاہور ۱۵ راپریل۔ کل وائسرائے بذریعہ ہوائی جہاز لاہور پہنچے رات کو گورنمنٹ ہاؤس میں قیام فرمایا۔ اور آج صبح پشاور روانہ ہو گئے

—— پشاور ۱۶ راپریل وائسرائے بخیریت یہاں پہنچ گئے۔

—— سندھ کی ہندو مہا سبھا نے ولایت کو ایک وفد بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے جو وہاں علیحدگی سندھ کے خلاف پروپیگنڈہ کرے گا۔

—— حکومت حجاز نے آئندہ سال سے حاجیوں کے واجبات میں پچیس فیصدی تخفیف کر دی ہے۔

—— ضلع بارہ بنکی کے قریب ایک موضع میں گذشتہ اتوار کو فساد ہو گیا۔

—— ایسٹر کی تعطیلات میں مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس لاہور میں منعقد ہونے والا تھا وہ مسٹر جناح صدر اجلاس کی ہدایت کے مطابق ملتوی کر دیا گیا ہے۔

—— گذشتہ ہفتہ پنجاب کے متعدد اضلاع میں بارش ہوتی رہی کئی جگہ ژالہ باری بھی ہوئی۔

—— سرینگر کی اطلاع مظہر ہے کہ گذشتہ دنوں وہاں ۱۵ روز تک متواتر بارش ہوتی رہی جس سے بہت سا جانی و مالی نقصان ہؤا۔

—— انجمن حمایت اسلام کا سالانہ جلسہ ۱۹ ر۲۰ ر۲۱ راپریل کو منعقد ہو رہا ہے۔ اس میں شرکت کیلئے متعدد مسلم اکابر لاہور تشریف لا رہے ہیں۔ نواب چھتاری سابق گورنر یو۔ پی ۲۱ راپریل کی صبح کو تشریف لائیں گے۔

—— لاہور ۱۷ راپریل۔ علامہ عبداللہ یوسف علی لاہور پہنچ گئے ہیں اور آپ نے اسلامیہ کالج کی پرنسپلی کا چارج لے لیا ہے۔

—— افواہ ہے کہ سر شادی لال خرابی صحت کی وجہ سے پریوی کونسل سے مستعفی ہو جائیں گے۔

—— جامعہ ازہر قاہرہ کے طلبہ نے ہڑتال کر رکھی تھی۔ تازہ اطلاع ہے کہ اس کا خاتمہ ہو گیا ہے۔

—— کونسل آف سٹیٹ میں وائسرائے کا پیش کردہ مسودہ قانون مالیات منظور ہو گیا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

تار کا پتہ مسلمان لاہور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا ترجمان

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جلد ۲۳ | لاہور - یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۱۸ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۳ اپریل ۱۹۳۵ء | نمبر ۲۷

حضرت مسیح موعودؑ کے فرمودات

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
... ختم الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادہ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیم

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن مجید کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ ہوگی
(۴) صحابہ اور آئمہ اہل بیت ...
(۵) ... ماننا ضروری ہے
(۶) اسلام تمام ادیان پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعودؑ نے دعویٰ نبوت کب کیا؟

قادیانی اصحاب کیلئے ایک حل طلب معمہ

خلیفہ قادیان کی نت نئی غلط بازیاں ایک سلیم العقل اور سوچ وبچار رکھنے والے انسان کے لئے عقدہ لاینحل بن چکی ہیں حضرت مسیح موعودؑ کو مدعی نبوت اور آپ کے انکار کو موجب کفر ٹھیرانے کے لئے آئے دن نئی نئی بنیادیں بنائی جاتی ہیں۔ نئے نئے دلائل وضع کئے جاتے ہیں۔ نت نئی تاریخیں مقرر کی جاتی ہیں۔ جو ایک دوسرے سے بالکل متضاد ہوتی ہیں اور انسان حیران رہ جاتا ہے کہ ان میں سے کونسی بات کو صحیح سمجھا جائے اور کس کو غلط ٹھیرایا جائے اور پھر خلیفہ صاحب کے صریح غلط اقوال کے ہوتے ہوئے ان کے تقوےٰ دیانت اور امانت اور راستبازی کے متعلق کیا رائے قائم کی جائے۔

ابھی حال ہی میں گورداسپور میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں جو صفی شہادت آپ نے دی۔ اس میں منجملہ دیگر عجیب وغریب باتوں کے ایک یہ بھی ہے

"حضرت صاحب نے دعوےٰ نبوت ۱۹۰۰ء کے آخر میں یا ۱۹۰۱ء کے شروع میں کیا۔ (الفضل ۳۰ مارچ ۱۹۳۵ء)

حالانکہ اس سے پیشتر ہی میاں صاحب اپنی کتاب حقیقۃ النبوت میں بڑے زور شور سے یہ اعلان کر چکے ہیں کہ:-

"چونکہ ایک غلطی کا ازالہ ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا ہے جس میں آپ نے اپنی نبوت کا اعلان بڑے زور سے کیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے اور ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور پر حد فاصل ہے۔
(حقیقۃ النبوت ص ۱۲۱)

اب فرمائیے کس کو صحیح سمجھا جائے۔ دعویٰ نبوت حضرت مسیح موعودؑ نے کب کیا؟ ۱۹۰۱ء میں یا ۱۹۰۰ء میں؟ اگر حقیقۃ النبوت کا بیان صحیح ہو۔ تو گورداسپور کی حلفی شہادت میں میاں صاحب نے دروغ گوئی سے کام لیا۔ اور اگر شہادت والا بیان صحیح ہے تو حقیقۃ النبوت میں جو عمارت "ایک غلطی کا ازالہ" کی بنیاد پر بنائی گئی۔ وہ گر گئی۔ صرف یہی دو تاریخیں نہیں جو میاں صاحب نے دعویٰ نبوت کے بارہ میں مقرر کی ہیں۔ حقیقۃ النبوت سے بھی پہلے القول الفصل میں صاف طور پر لکھا تھا کہ:-

"۱۹۰۲ء سے پہلے کی کسی تحریر سے حجت پکڑنا بالکل جائز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تریاق القلوب میں جو آپ نے اپنا عقیدہ نبوت کے متعلق لکھا ہے بعد کی وحی نے اس سے آپ کو ہٹا دیا۔ (القول الفصل ص ۲۴)

گویا پہلے حضرت مسیح موعود کے دعوے کی تاریخ ۱۹۰۲ء تھی پھر ۱۹۰۱ء ہوئی اور گورداسپور میں جا کر ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء ہو گئی اور صرف یہیں تک بس نہیں گورداسپور والی شہادت سے چند ہی دن پہلے ایک مرید کے استصواب پر حضرت مسیح موعود کے دعوے نبوت کی تاریخ ۱۹۰۲ء بھی نہیں ۱۹۰۱ء بھی نہیں ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء بھی نہیں بلکہ ۱۹۰۰ء قرار دی گئی۔ اور اس دعوے کی بنا ایک غلطی کا ازالہ کو نہیں۔ بلکہ اربعین کو ٹھیرایا گیا۔ مندرجہ ذیل خط جو میاں صاحب کے پرائیویٹ سیکرٹری کی طرف سے ان کے ایک مرید مستری محمد حسین صاحب ساکنہ سنور ریاست پٹیالہ کے نام لکھا گیا ہے اس حقیقت پر شاہد عادل ہے:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے ملاحظہ میں آیا حضور نے دعا فرمائی نیز فرمایا کہ افسوس ان غیر مبائع صاحب نے آپ کو دھوکہ دیا ہے غلطی کے ازالہ سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعوے کو واضح کر چکے تھے چنانچہ ایک کتاب اربعین ہے جو غلطی کے ازالہ سے پہلے کی ہے اس میں نبوت کا صاف ذکر موجود ہے اور حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ مجھ پر وحی نبوت ہوتی ہے آپ اس کتاب کا تیسرا اور چوتھا حصہ معہ حواشی پڑھیں بات صاف ہو جائیگی اس کتاب کے بعد انکار کرنیوالا واقعہ میں غلطی کرتا تھا اور اسی کو ڈانٹنا چاہیئے تھا۔ (دستخط) پرائیویٹ سیکرٹری ۱۹ ... ۳۵ء

ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ کہاں تو حقیقۃ النبوت میں دعوے نبوت کی بنا "ایک غلطی کا ازالہ" کو ٹھیرایا گیا تھا اور اس سے پہلے ۱۹۰۰ء کو برزخ کا زمانہ قرار دیا گیا تھا۔ (حقیقۃ النبوت ص ۱۲۱) اور کہاں اب اسی برزخی زمانہ کی ایک کتاب اربعین کو دعوے نبوت کے ثبوت میں پیش کر دیا گیا اور یہ جھوٹا دعوے کر دیا کہ اس میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ مجھ پر وحی نبوت ہوتی ہے۔ حالانکہ اربعین میں قطعاً کوئی ایسے الفاظ موجود نہیں بلکہ صاف طور پر لکھا ہے کہ:-

"اور اس جگہ میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے" (حاشیہ اربعین ص ۲۵)

لیکن اس سے قطع نظر کرتے ہوئے ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ میاں صاحب کے کونسے خیال کو صحیح سمجھا جائے آیا القول الفصل کے بیان کو جس میں دعویٰ نبوت کی تاریخ ۱۹۰۲ء مقرر کی گئی۔ یا حقیقۃ النبوت کے ان الفاظ کو جن میں دعوے نبوت کی تاریخ ۱۹۰۱ء مقرر کی گئی؟ یا منقولہ بالا خط کو جس میں اربعین مطبوعہ ۱۹۰۰ء کو دعوے نبوت کی بنا قرار دیا گیا۔ یا اس حلفی بیان کو جو اس کے چند ہی دن بعد گورداسپور کی عدالت میں انہوں نے دیا اور اس میں دعوے نبوت کی تاریخ ۱۹۰۰ء کے آخر میں یا ۱۹۰۱ء کے شروع میں بتائی گئی ہے۔ کیا ان بھول بھلیوں کو میاں صاحب کے مریدین کسی طرح حل کر سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو انہیں غور کرنا چاہئیے کہ ایک ہی منہ سے یہ چار مختلف بیانات کونسی صداقت، کونسی راستبازی اور صحت اعتقاد کا ثبوت ہیں؟ (خاکسار) دوست محمد

ذاتی عداوت یا مسائل کا اختلاف

میاں صاحب کے ایک مرید کا خط حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں

(از جناب مولوی دوست محمد صاحب مصنف آئینہ احمدیت)

گورداسپور کی شہادت میں میاں صاحب نے جو طبع آزمائیاں فرمائی ہیں۔ ان کو دیکھ کر بعض مریدین کو خیال پیدا ہو گیا ہے کہ انہوں نے اپنے عقائد در بارہ تکفیر المسلمین سے رجوع کر لیا ہے چنانچہ ان کے ایک مرید ماسٹر نعمت اللہ صاحب گوہر بی اے ہیڈ ماسٹر ماڈرن سکول جلال آباد نے ذیل کا خط حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھا ہے :۔

حضرت مولانا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے حضرت میاں محمود احمد صاحب کی شہادت بمقدمہ عطاء اللہ شاہ بخاری بمقام گورداسپور پڑھی ہوگی ایسٹرن ٹائمز مورخہ ۲۰ رمارچ ۳۵ء میں آپ کی جو گواہی چھپی ہے اس میں آپ نے بجواب جرح بگلری وکیل کے یہ بیان دیا ہے کہ ان مسلمانوں میں سے جو حضرت مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے مسلمان بھی ہو سکتے ہیں اور کافر بھی۔ نیز اس سے پہلی پیشی میں حضرت میاں صاحب نے یہ بیان دیا تھا۔ کہ لاہوری پارٹی کا جو آپ سے اختلاف ہے وہ **ذاتی عداوت** کی بنا پر ہے اس کی وجہ اختلاف مسائل نہیں۔

ان دونوں بیانات سے کیا آپ یہ نتیجہ نہیں نکالتے کہ حضرت میاں صاحب نے کفر و اسلام کے متعلق اپنے سابقہ بیانات اور عقائد سے رجوع کر لیا ہے ؟ اگر دونوں پارٹیوں میں کوئی اختلاف مسائل کے متعلق نہیں تو پھر دونوں پارٹیاں اب ایک کیوں نہیں ہو جاتیں؟"

حضرت مرزا صاحب کو نبی نہ ماننے والے مسلمان بھی ہو سکتے ہیں اور کافر بھی۔ اس نکتہ کو تو میاں صاحب اور ان کے مرید ہی سمجھ سکتے ہیں کوئی عقل سلیم رکھنے والا انسان اس کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ جس نبوت کا انکار موجب کفر ہے اور اسی وجہ سے تمام ان مسلمانوں کو جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں داخل نہیں۔ خواہ انہوں نے آپ کا نام بھی نہیں سنا۔ اور خواہ وہ دل سے آپ کی تصدیق کرتے اور زبان سے بھی اقرار کرتے ہیں۔ لیکن بیعت میں انہیں توقف ہے۔ دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ آج اسی کے نہ ماننے والوں کو مسلمان بھی قرار دیا جاتا ہے۔ اور کافر بھی۔ یہ وہ عقدہ ہے۔ جس کو کوئی عقل سلیم حل کرنے سے قاصر ہے لیکن ماسٹر نعمت اللہ صاحب کو غلطی لگی ہے۔ جن لوگوں کو میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود کو نبی نہ ماننے کے باوجود مسلمان قرار دیا ہے وہ غیر احمدی مسلمان نہیں بلکہ خود میاں صاحب کے وہ مرید ہیں، جو مسئلہ نبوت اور تکفیر میں اختلاف عقیدہ رکھ کر ان کی بیعت میں داخل ہیں اگر میاں صاحب مسیح موعود نہ ماننے والوں کو کافر ہی کہہ دیتے تو وہ مرید جان کو آجاتے اس لئے . . . مجبوراً انہیں کہنا پڑا کہ "جو لوگ مسیح موعود کو نبی نہیں مانتے . . . وہ مسلمان بھی ہو سکتے ہیں اور کافر بھی" چنانچہ اس کی تشریح انہوں نے یہ کی ہے کہ میں اس کو مسلمان سمجھتا ہوں جو یہ یقین رکھتا ہے کہ مرزا صاحب . . . اس سے ظاہر ہے کہ میاں صاحب نے مسلمانوں کی تکفیر کے عقیدہ سے رجوع کوئی نہیں کیا۔ بلکہ صرف اپنے اختلاف عقیدہ رکھنے والے مریدوں کو کفر کی زد سے بچانے کی کوشش کی ہے اگرچہ یہ سمجھ نہیں آتا کہ جب ان کے نزدیک حضرت مسیح موعود اصلی اور حقیقی نبوت کے مدعی ہیں اور ان کی اور سابق انبیاء کی نبوت میں بلحاظ نفس نبوت کوئی فرق نہیں، تو خواہ کوئی شخص آپ کے الہامات کی صداقت کا کتنا ہی قائل ہو۔ نبوت کا انکار کرکے کیونکر مسلمان رہ سکتا ہے لیکن یہ عقدہ ایسا نہیں کہ عقل سلیم اس کو کسی طرح بھی حل کر سکے۔ ماسٹر نعمت اللہ صاحب کے سوال کا جہاں تک تعلق ہے اس کا صرف اتنا ہی جواب ہے کہ :۔

(۱) میاں صاحب نے عقیدہ تکفیر سے رجوع کوئی نہیں کیا۔ ورنہ اسی شہادت میں غیر احمدی مسلمانوں کا جنازہ ناجائز قرار نہ دیتے۔

(۲) لاہوری پارٹی کے اختلاف کو مسائل کے بجائے ذاتی عداوت پر مبنی قرار دینا یہ میاں صاحب کی ایک اور غلط بیانی ہے لاہوری پارٹی نے میاں صاحب کے ساتھ کونسی جائداد تقسیم کرنا تھی۔ کہ ان سے ذاتی عداوت ہو گئی ؟ خود لاہوری پارٹی کے امیر خلافت کے مدعی نہیں کہ انہیں میاں صاحب کے خلیفہ بن جانے کی وجہ سے عداوت ہو گئی ہو۔ وہ تو اس کے برخلاف خود میاں صاحب ہی کو امیر تسلیم کرنے کے لئے تیار تھے بشرطیکہ وہ اپنی بیعت کو لازمی قرار نہ دیتے اور حضرت مسیح موعود کی بنائی ہوئی انجمن پر تصرف نہ کر لیتے، لیکن میاں صاحب نے ان دونوں باتوں کو نہ مانا جس سے صاف ظاہر ہے کہ لاہوری پارٹی یا ان کے امیر ایدہ اللہ کو میاں صاحب سے کوئی ذاتی عداوت نہ تھی۔ بلکہ ان سے محض مسائل کا اختلاف تھا اور اب تک ہے۔ حیرانی ہے کہ میاں صاحب نے ان تمام باتوں کو نظر انداز کر کے کیونکر ہمارا دل چیر کر دیکھ لیا اور یہ معلوم کر لیا کہ اس میں ان سے ذاتی عداوت بھری ہوئی ہے یہ کام تو ہمارا تھا۔ کہ ہم بتلاتے کہ کیوں ہم نے ان سے اختلاف کیا۔ ماسٹر نعمت اللہ صاحب اگر چاہتے ہیں کہ دونوں پارٹیاں ایک ہو جائیں تو انہیں چاہئیے۔ کہ صاف لفظوں میں میاں صاحب سے یہ اعلان کرائیں کہ :۔

(۱) حضرت مسیح موعودؑ کے فرمان مندرجہ تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰ کے مطابق آپ کے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا

(۲) حضرت مسیح موعودؑ کے فتوے کے مطابق غیر احمدی مسلمانوں میں سے وہ لوگ جو خاموش اور درمیانی حالت میں ہیں ان کا جنازہ جائز ہے

(۳) حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے لئے لفظ نبی کا استعمال مجاز اور استعارہ کے طور پر کیا نہ کہ اصلی اور حقیقی معنوں میں۔

(۴) حضرت مسیح موعودؑ کی کھلی تحریر کے مطابق صدر انجمن احمدیہ قادیان کو میاں صاحب اپنے تصرف سے آزاد کر دیں اور اس کے فیصلوں کی بنیاد کثرت رائے قرار دیں نہ کہ خلیفہ کا حکم۔

کیا میاں صاحب ان چار باتوں کا اعلان کرنے کے لئے تیار ہیں ؟ اگر نہیں تو ظاہر ہے کہ لاہوری پارٹی کے اختلاف کو ذاتی عداوت پر مبنی قرار دینے میں انہوں نے خطرناک غلط بیانی سے کام لیا ہے جو ایک مذہبی انسان کے شایان شان نہیں۔

خبریں

—— ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب ۴۶ کے مقابلے میں ۱۷ آرا کی کثرت سے مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کے وائس چانسلر منتخب ہو گئے ہیں آپ کے مدمقابل نواب محمد اسماعیل صاحب تھے۔ کانگریسی خیال کے اخبارات اس انتخاب سے ناخوش ہیں۔ ڈاکٹر ضیاء الدین علیگڈھ کالج کے فارغ التحصیل ہیں اور اس سے قبل بھی یونیورسٹی کے وائس چانسلر رہ چکے ہیں۔

—— ۱۹، ۲۰، ۲۱ راپریل کو انجمن حمایت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا جس میں ہندوستان کے متعدد مسلم اکابر شامل ہوئے نواب صدر یار جنگ بہادر نواب سر عبدالقیوم صاحب وزیر تعلیم صوبہ سرحد نواب چھتاری۔ آنریبل سید عبدالعزیز صاحب بیرسٹر وزیر تعلیم بہار اڑیسہ کے اسماء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ۲۰ راپریل کو گورنر پنجاب بھی شریک جلسہ ہوئے۔

—— ۲۰ ر ۲۱ راپریل کو احراریوں نے جلسہ میں نہایت نامناسب طریق پر شور مچایا۔ اور جلسہ کو درہم برہم اور ناکام کرنے کی پوری پوری کوشش کی۔ ان کا سب سے بڑا مطالبہ یہ تھا۔ کہ انجمن چودھری ظفر اللہ خان صاحب کے تقرر کے خلاف قرارداد پاس کرے انجمن کے سیکرٹری صاحبان اس کے لئے تیار نہیں تھے۔ احراریوں نے سٹیج پر قبضہ کر کے خود یہ قرارداد پاس کر لی۔ احراریوں کے شور سے انجمن کو بے حد نقصان پہنچا۔ پروگرام پورا نہ ہو سکا۔

—— جلسہ میں جو چندہ ہوا۔ اس کی مجموعی تعداد ۵۴۸۰۹ روپے ہے جس میں سے تقریباً ۳۵ ہزار نقد وصول ہو گیا باقی کے وعدے ہیں۔

—— لاہور ۲۱ راپریل۔ حکومت کا ایک غیر معمولی اعلان مظہر ہے کہ ترمیم جس کی منظوری گورنر جنرل باجلاس کونسل نے ۵ راپریل کو دی تھی صوبہ پنجاب میں ۱۹ راپریل سے نافذ کر دیا گیا ہے۔

—— ایک غیر مصدقہ خبر ہے کہ عنقریب جاپان کی دعوت پر غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے جاپان جانا منظور کر لیا ہے اسی ضمن میں آپ ایران۔ عراق۔ عرب اور افغانستان اور ہندوستان کا بھی دورہ فرمائیں گے

—— برلن ۲۱ راپریل۔ کل ہر ہٹلر صدر جمہوریہ جرمنی کی چھیالیسویں سالگرہ نہایت تزک و احتشام سے منائی گئی۔ شاہ جارج ملک معظم نے بھی ہر ہٹلر کے نام اس موقعہ پر مبارکباد کا تار ارسال کیا۔

—— بمبئی ۲۲ راپریل۔ بوہرہ جماعت کے داعی مطلق سید طاہر سیف الدین نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے مزارات کی مرمت کے لئے پانچ لاکھ روپے کی رقم دی ہے

—— علیگڈھ ۲۲ راپریل۔ خان بہادر مولوی عبدالرحمٰن صاحب شروانی کو کورٹ نے یونیورسٹی کا اعزازی خازن مقرر کیا ہے۔

—— سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں بحث ہو چکی ہے فیصلہ ۲۳ راپریل کو گورداسپور میں سنایا جائیگا۔

—— ترکی میں سونے کی جدید کانیں دریافت ہوئی ہیں۔ حکومت ترکی بہت جلد کھدائی کا کام شروع کرنیوالی ہے

—— کراچی میں دفعہ ۱۴۴ پہلے سے نافذ تھی۔ ۱۹ راپریل کو اس کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی گئی۔

—— وائسرائے ۲۰ راپریل کو صوبہ سرحد کے دورے سے فارغ ہو کر شملہ روانہ ہو گئے

—— چوہدری ظفر اللہ خان صاحب ۱۸ راپریل کو لاہور سے روانہ ہو کر ۱۹ کو شملہ پہنچ گئے۔

—— سابق قیصر جرمنی لمبارضہ انفلوانزا بیمار ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم سہ شنبہ ۱۸ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ | نمبر ۲۷

ہمارا قیمتی لٹریچر
اور اس سے فائدہ حاصل کرنے کے طریقے

اس حقیقت کا دوستوں ہی کو نہیں بلکہ مخالفین کو بھی اعتراف ہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے گذشتہ بیس اکیس سال کے عرصہ میں نہایت بیش قیمت اسلامی لٹریچر پیدا کیا ہے جس کے اثرات نہایت گہرے اور دور رس ہیں اس میں ذرہ بھی مبالغہ نہیں کہ ہندوستان اور یورپ وایشیا کے متعدد ممالک کے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے خیالات میں اس لٹریچر نے عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ ایسا انقلاب جس کی مثال تاریخ بہت مشکل سے ہی پیش کر سکتی ہے۔ ہمارے لٹریچر کے کامیاب اثرات نے دنیا سے اس بات کو منوا لیا۔ کہ لٹریچر ایک زبردست طاقت اور اس زمانہ میں اشاعت اسلام کا بہترین اور موثر ترین ذریعہ ہے نیز یہ کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا نہ اس کو اپنی اشاعت کے لئے تلوار کی ضرورت ہے بلکہ یہ اپنے روشن دلائل، پاک تعلیمات اور بے پناہ روحانی کشش سے دنیا میں کامیاب و غالب ہوا ہے اور اب بھی ایسا ہی ہو گا۔

اختلاف کے بعد ہمارے چند بزرگ قادیان سے انتہائی بے سروسامانی کی حالت میں لاہور آئے اور اللہ کا نام لیکر انجمن کی بنیاد ڈالی، چاروں طرف بیماریوں اور مشکلات کا ہجوم تھا۔ لیکن نیت نیک، اور عزائم بلند تھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک قلیل عرصے میں قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ شائع کر دیا گیا۔ یہ وہ کارنامہ تھا جس کی تمام دنیائے اسلام کو اسوقت تک توفیق نہ ہوئی تھی اس ترجمہ سے جوشاندار اور مبارک نتائج مرتب ہوئے وہ اظہر من الشمس ہیں ایک طرف اس نے مغربی ممالک کی ذہنیت کو تبدیل کر دیا۔ دوسری طرف قرآن مجید کے انگریزی تراجم کی راہ کھول دی۔ اس ترجمہ کے شائع ہونے سے قبل اس کام کو تقریباً ناممکن خیال کیا جاتا تھا۔ انگریزی ترجمہ کے بعد اردو تفسیر **بیان القرآن** اور دیگر بیسیوں مفید کتابیں شائع ہوئیں حضرت مسیح موعود کی کتابوں کو منظم و مرتب طریق سے شائع کرنے کا فرض مقدس بھی انجام پاتا رہا اور اس کے ساتھ ساتھ مفت اشاعت کے سلسلہ میں مفید اشتہاروں، ٹریکٹوں، ہینڈبلوں اور پوسٹروں کا سلسلہ بھی شروع کیا گیا ہے جو روز بروز فروغ پاتا ہوا آج تک جاری ہے اور انشاءاللہ ہمیشہ جاری رہیگا۔

اس حقیقت کے بعد ہم ایک دوسری حقیقت کا اظہار بھی کرنا چاہتے ہیں جسے تسلیم کرنے سے احباب کو انکار نہیں کرنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ اس قدر مفید اور عظیم الشان لٹریچر سے جس قدر فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے اس قدر ہم نے حاصل نہیں کیا۔ اگر اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جاتی۔ تو ہمارا قدم منزل مقصود کے بہت قریب پہنچ چکا ہوتا۔ اس وقت ہم مختصر الفاظ میں بتانا چاہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں ہم سے کیا کوتاہی ہوئی اور اس کا ازالہ کس طریق پر کیا جا سکتا ہے۔

انجمن کا شائع کردہ لٹریچر دو قسم کا ہے **ایک قیمتاً ملتا ہے دوسرا مفت**

جو لٹریچر قیمتاً ملتا ہے اسے احباب کو خود خرید کر پڑھنا اور دوستوں کو بطور تحفہ دینا چاہیئے۔ غریب سے غریب آدمی بھی سال میں چند مرتبہ اپنے عزیزوں دوستوں کو تحائف بھیجتا ہے تحائف کے انتخاب کے وقت اس لٹریچر کو فراموش نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ مناسب جگہ دینی چاہیئے پھولوں کے گلدستوں، مٹھائیوں، کھلونوں اور زرق برق کپڑوں کی نسبت ایسی کتابیں جو روح کی غذا اور سچائی کی طرف بلانے والی ہوں ہمارے عزیزوں اور دوستوں کے لئے زیادہ بابرکت ہونگی اس کے بعد لوگوں کو ان کتابوں کی خریداری پر آمادہ کرنا چاہیئے۔ جب کوئی نئی کتاب شائع ہو یا رعایتی اعلان کیا جائے تو اس کے اشتہارات عوام تک پہنچانے میں دارالکتب کی امداد کرنی چاہیئے ہر ایک جماعت کو اپنے شہر میں اپنا کتبخانہ اور دارالمطالعہ کھولنا چاہیئے جس کے لئے کتابیں اور اخبارات رعایتی قیمت اور قسطوں پر مل جائینگی۔

بعد ازاں مفت لٹریچر کی باری آتی ہے یہ ایک سچی بات ہے اور اس سے کسی کو ناراض نہ ہونا چاہیئے۔ کہ بحیثیت مجموعی مفت لٹریچر کی اشاعت و تقسیم میں توجہ و کوشش سے کام نہیں لیا جاتا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ بعض احباب اور جماعتیں اس بارہ میں اپنے فرائض کو کماحقہ محسوس کرتی ہیں لیکن بالعموم حالت اس سے برعکس ہے۔ انجمن حسب ضرورت پوسٹر، ہینڈبل اور ٹریکٹ وغیرہ شائع کرتی رہتی ہے اس پر ہمارے بزرگوں اور کارکنوں کا دماغ صرف ہوتا ہے اس کی چھپائی پر معقول رقم خرچ کی جاتی ہے تب اس امید پر یہ کام ہوتا ہے کہ ہمارے خیالات و افکار لوگوں تک پہنچ جائیں۔ مرکز سے اس قسم کا لٹریچر شائع ہوتے ہی جماعتوں اور بعض احباب کے نام ارسال کر دیا جاتا ہے اب یہ ان کا فرض ہے وہ اسے پوری احتیاط اور تندہی سے تقسیم کریں، پوسٹروں کو مناسب مقام پر چسپاں کر دینا چاہیئے، دوسری چیزوں کو لوگوں میں جلد تقسیم کر دینا چاہیئے جن مقامات پر لوگوں کا اجتماع رہتا ہو مثلاً مسجدیں، تکیئے، امام باڑے، مدرسے، کچہریاں، دائرے، ہسپتال، حکیموں کے مطب، ریڈنگ روم وغیرہ وہاں ان چیزوں کو ضرور پہنچانا چاہیئے۔

مرکز خواہ اس کا انتظام کس قدر ہی مکمل و منظم کیوں نہ ہو احباب اور جماعتوں کے تعاون کے بغیر ان چیزوں کو کامیابی سے تقسیم نہیں کر سکتا مرکز کے کارکنوں کا ہر مقام پر جا کر پوسٹروں کو چسپاں اور ٹریکٹوں اور ہینڈبلوں کو تقسیم کرنا تقریباً ناممکن ہے اگر فرداً فرداً ڈاک میں ارسال کی جائیں تو ڈاک کے اخراجات اس قدر بڑھ جائیں گے کہ شاید بہت بڑا خزانہ بھی ان کے لئے کافی نہ ہوسکیگا۔ مفت لٹریچر میں بعض چیزیں تو وقتی ہوتی ہیں لیکن اکثر چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو مستقل طور پر کام آسکتی ہیں اگر احباب مناسب مواقع مثلاً میلوں، عرسوں، جلسوں، کانفرنسوں وغیرہ کی تلاش میں رہیں اور ان چیزوں کو منگوا کر تقسیم کریں۔ تو بہت اچھے نتائج مرتب ہوسکتے ہیں اس سلسلہ میں نوجوان کافی کام کر سکتے ہیں۔ دراصل یہ کام اپنی کے کرنے کا ہے اگر ہم کوشش کر کے ملک کے طول و عرض میں لٹریچر کو ایک ہی وقت میں پھیلا دیں تو عوام میں زبردست حرکت پیدا ہو جائیگی۔ جہاں ایسے لوگ ہونگے جو حق لفت پر کمربستہ ہو جائیں گے۔ وہاں ایسے بھی بہت سے دل و دماغ نکل آئیں گے جو ہماری باتوں پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے صداقت کو قبول کر لینگے سامان موجود ہے صرف اس کو پھیلانے کی ضرورت ہے۔

مرزا عبدالرحمٰن بیگ صاحب کی روانگی یورپ

جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے چھوٹے صاحبزادہ مرزا عبدالرحمٰن بیگ صاحب کے عزم یورپ کی اطلاع گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکی ہے عزیز موصوف اس اطلاع کے مطابق ۱۹ اپریل کی شب، کو بذریعہ فرنٹیئر میل بمبئی روانہ ہو گئے۔ پروگرام کے پیش نظر انہوں نے ۲۲ اپریل کو جہاز پر سوار ہونا ہے اس لحاظ سے ان سطور کے شائع ہونے تک ان کا جہاز ساحل بمبئی کو چھوڑ چکا ہو گا۔ انشاءاللہ۔ ۱۹ اپریل کو خطبہ جمعہ کے بعد عزیز محترم کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر خاص طور پر دعا کی گئی۔ شب کو الوداع کہنے کیلئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور متعدد بزرگان و احباب سلسلہ کے علاوہ جناب مرزا صاحب اور عزیز محترم کے دوست بھی کافی تعداد میں ریلوے اسٹیشن پر موجود تھے سب نے۔ کثرت سے پھولوں کے ہار پہنائے

عزیز موصوف ہماری جماعت کے ایک سعید ہونہار نوجوان ہیں۔ گذشتہ کئی سال علیگڑھ یونیورسٹی میں زیر تعلیم رہے اب تکمیل تعلیم کیلئے یورپ کا سفر اختیار کیا ہے اس لحاظ سے بھی وہ ہر ایک فرد سلسلہ کی دلی دعاؤں کے مستحق ہیں لیکن اس سے بڑھ کر وجہ استحقاق یہ ہے کہ وہ ہمارے محترم بزرگ جناب مرزا یعقوب بیگ صاحب کے فرزند ہیں مرزا صاحب موصوف کی خدمات دینی اور بیش بہا قربانیوں سے کون شخص ناواقف ہے؟ آپ کی ذات بابرکات بلاشبہ سلسلہ عالیہ کا ایک زبردست و باعث فخر ستون ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کو بخیریت منزل مقصود تک پہنچائے اور کامیاب و بامراد واپس لائے۔ اس کے بعد ہماری یہ دعا ہے کہ وہ فی الحقیقت ان کو اپنے والد محترم کے نقش قدم پر چلنے اور زیادہ سے زیادہ خدمات دینی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت مسیح موعود کی سادگی و مہمان نوازی

اخبار الحکم ۱۴ اپریل میں ایک قادیانی بزرگ نے پہلی مرتبہ قادیان جانے اور حضرت مسیح موعود سے پہلی ملاقات کی کیفیت بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:-

"نماز مغرب ہم سب نے اکٹھی پڑھی اور ہم سب کے لئے بستر اور چارپائیوں کا انتظام ہو گیا۔ مگر میرے لئے کوئی چارپائی نہ رہی۔ نماز کے بعد حضور علیہ السلام نے مجھے دیکھا کہ میرے واسطے چارپائی نہیں مجھے فرمایا کہ آپ کے واسطے چارپائی نہیں ہے میں نے عرض کیا کہ حضور نہیں اور ایسی کوئی ضرورت بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ نہیں میں تمہارے لئے چارپائی لاتا ہوں حضور خود مسجد مبارک کیا نیچے تشریف لائے اور مجھے باہر کھڑا کر کے اندر تشریف لے گئے تب بہت دیر ہو گئی۔ میں نے سمجھا کہ ایسے مکان مردانہ

معلوم ہوتا ہے۔ میں خود جھانک کر دیکھوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ مکان کے اندر ایک شخص چارپائی بن رہا ہے۔ اور مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دست مبارک میں چراغ پکڑا ہوا ہے اور آپ پاؤں کے بل بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں یہ دیکھتے ہی حاضر خدمت ہوا اور چراغ حضور کے دست مبارک سے لے لیا۔ اور عرض کیا۔ کہ حضور میں خود بنوا دونگا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ نہیں اب ایک دو پھیرے بنتے ہیں بن گئی چنانچہ وہ چارپائی حضور نے مجھے دی اور ہم سب نے رات آرام سے گذاری"

حضرت مسیح موعودؑ کی سادگی اور مہمان نوازی کی اس قسم کی بہت سی مثالیں ہیں۔ حضور کی یہ سادگی اور اخلاق محمدی ہی ہزار آدمیوں کے لئے قبول صداقت کا باعث ہوئے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اب بھی قادیان میں یہ چیز موجود ہے؟ کیا وہاں حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مولانا نورالدین اعظمؓ کے زمانے کی سادگی آج کل باقی ہے۔ افسوس اس کا جواب نفی میں ہے جناب خلیفہ قادیان نے حضرت مسیح موعودؑ سے بالکل مختلف رستہ اختیار کر لیا ہے۔ پہلے قادیان میں عشق دین و قرآن تھا۔ خدمت دین و تبلیغ اسلام کا جذبہ تھا۔ آزادی رائے تھی۔ سادگی و مساوات تھی۔ لیکن اب جناب خلیفہ صاحب کی ذات ہے ان کے مصاحب ہیں۔ دربار خلافت ہے قصر خلافت ہے اندھی پیر پرستی ہے۔ ظاہری شان و شوکت ہے تکلفات ہیں اور سیاسیات کا بے پناہ شوق ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے اور قادیانیوں کو ہدایت دے۔

حادثہ کراچی کے متعلق حکومت کا طرز عمل

حکومت حادثہ کراچی کی تحقیقات سے انکار کر چکی ہے اور اس کے انکار نے ملک میں مایوسی اور عدم اعتماد کی زبردست کیفیت پیدا کر دی ہے یہ چیز کسی حکومت کے لئے کسی حالت میں بھی قابل تعریف اور موجب نیک نامی نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اس کے انکار پر احتجاج کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ بمبئی کونسل کے دو ممبر مستعفی ہو چکے ہیں۔ ۱۵ اپریل کو ہندوستان بھر میں اظہار ناراضگی کے لئے جلسے منعقد کرنے کی تحریک ہو رہی ہے اخبارات پے در پے مقالات شائع کر رہے ہیں ہم پھر ایک مرتبہ کہیں گے کہ حکومت کا تحقیقات سے انکار زبردست غلطی ہے اگر وہ حکام کراچی کو نہتے ہجوم پر گولی چلانے میں حق بجانب سمجھتی ہے جیسا کہ حکومت بمبئی نے اپنے بیان میں ظاہر کیا ہے تو پھر اسے تحقیقاتی عدالت میں پیش ہونے سے مطلق عذر نہیں ہونا چاہیئے۔ ملک میں ناراضگی اور بے چینی کے جو جذبات پیدا ہو چکے ہیں ممکن ہے کہ وہ بھی حکومت کو تحقیقات پر آمادہ نہ کر سکیں اور وہ انکار کی غلطی کی تلافی کو اپنے وقار کے خلاف خیال کرے حالانکہ اسے ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیئے لیکن اس صورت میں راعی اور رعایا کے درمیان [illegible] کو شدید صدمہ پہنچیگا۔ جس کا تصور بھی حکومت کے ہر ایک خیر خواہ کے لئے تکلیف دہ ہے۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ حادثہ کراچی سے ہندوستان کے آٹھ کروڑ مسلمانوں اور کروڑوں غیر مسلموں کو بے حد صدمہ پہنچا ہے چند ہفتہ تک ملک معظم کی جوبلی کی تقریب منائی جانے والی ہے بہتر ہوتا کہ اس مبارک تقریب پر رعایا کے تمام طبقات کے دلوں کو ناراضگی اور عدم اعتماد کے بار سے ہلکا کر دیا جاتا۔ لیکن ہندوستان کے ارباب حکومت ایک غیر معقول اور غیر منصفانہ ضد سے اس بار کو ہلکا کرنے کی بجائے بڑھا رہے ہیں۔ کاش اب بھی انہیں اپنے غلط طرز عمل کا احساس ہو جائے۔

مباہلہ کے متعلق خلیفہ قادیان کی "طبع آزمائی"

اقرار کے بعد حلفی بیان میں انکار

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب از دھلی)

جناب خلیفہ قادیان نے اپنے حلفی بیان میں جو گورداسپور کی عدالت میں دیا ہے مباہلہ کے متعلق مندرجہ ذیل جواب دیا ہے:-

سوال:- کیا عبدالکریم نے آپ سے کہا تھا کہ مباہلہ کریں۔

جواب میاں محمود احمد صاحب۔ ہاں۔

سوال:- آپ نے منظور نہیں کیا تھا۔

جواب:- چونکہ اسلام کے خلاف تھا اور قرآن کی شرطوں کے ماتحت نہ تھا۔ اس لئے منظور نہ کیا۔

مجھے اس حلفیہ بیان کو پڑھ کر حیرت ہوئی کہ ایک شخص جو اپنے آپ کو کل دنیائے اسلام کا خلیفہ قرار دیتا ہے اور اپنے آپ کو تقدس کا مجسمہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ ایک غلطی کا اعتراف کرنے کی بجائے خدا کی قسم اٹھا کر دلیری سے علی رؤس الاشہاد غلط بیانی کر رہا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اگرچہ میں جناب میاں صاحب کو نہ خلیفہ مانتا ہوں اور نہ کوئی مقدس انسان جانتا ہوں۔ لیکن چونکہ وہ ادعاء خلافت کرتے ہیں اور اپنے آپ کو اسلام کے واحد نمائندہ کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اس لئے میاں صاحب کی اس کھلی ہوئی غلط بیانی کو دیکھ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ:-

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

ممکن ہے کہ کوئی صاحب یہ سوال کریں کہ میاں صاحب کے حلفی بیان میں مذکورہ بالا بات کے غلط ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ ان کو میں بتانا چاہتا ہوں کہ الزام زنا کی صورت میں مباہلہ کے جواز اور عدم جواز پر میاں صاحب کے سامنے کافی سے زیادہ بحث ہو چکی ہے اور میاں صاحب کو علم ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کھول کر لکھا ہے کہ دو مسلمانوں میں اس وقت مباہلہ ہو سکتا ہے جبکہ ایک مسلم دوسرے مسلم پر زنا یا شراب وغیرہ کی تہمت لگا دے میاں صاحب کو اس تحریر کا علم ہے۔ مگر پھر قسم کھا کر کہتے ہیں کہ مباہلہ کا مطالبہ شرائط قرآنی کے خلاف ہونے کی وجہ سے میں نے مولوی عبدالکریم کا چیلنج مباہلہ منظور نہ کیا۔ میں اس امر کو تسلیم کر لیتا کہ ممکن ہے میاں صاحب کو اپنے زبردست مشاغل خاص سے فرصت نہ ملی ہو اور انہوں نے مسیح موعودؑ کی وہ تحریر نہ دیکھی ہو۔ مگر میں کیا کروں۔ میں نے خود حضرت مسیح موعودؑ کی اس تحریر کی رو سے جناب میاں صاحب سے گفتگو کی اور میاں صاحب نے اعتراف کیا کہ بلا شبہ اس تحریر کی رو سے مباہلہ جائز ہے مگر میں نے جس وقت یہ لکھا تھا کہ مباہلہ ناجائز ہے اس وقت میں نے حضرت مسیح موعود کی یہ تحریر دیکھی نہ تھی۔ میں چونکہ اس وقت جناب میاں صاحب کے دام افتادہ مریدوں میں سے تھا۔ اور مجھے میاں صاحب سے بڑی محبت تھی اس لئے میں نے عرض کی۔ کہ حضور یہ تو آپ کے راستباز ہونے کی پکی دلیل ہے کہ جب آپ کو مسیح موعود کی تحریر کا علم ہو گیا۔ تو آپ نے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا۔ اور کسی قسم کی ملامت کی پروا نہیں کی۔ میرا اس وقت آپ کی صداقت پر ایمان بڑھ گیا ہے۔

اس کے بعد میں نے اپنی جماعت کے اندر اس واقعہ کو پیش کیا اور ان کو بڑے زور سے کہا کہ آپ لوگ میرے اس بیان کی جناب میاں صاحب سے تصدیق کر لیں۔ میاں صاحب دہلی میں تشریف لائے میں نے پھر کہا۔ کہ آپ لوگ میرے اس بیان کی جناب میاں صاحب سے میرے سامنے تصدیق کر لیں۔ مگر کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی۔ کہ کسی طرح مجھ کو جھٹلا سکے۔

لیکن تعجب ہے کہ آج تقریباً چار سال کے بعد جناب میاں صاحب عدالت میں پھر حلفاً بیان کرتے ہیں کہ مباہلہ ناجائز تھا۔ اس لئے میں نے مباہلہ نہیں کیا۔ اس لئے معلوم ہو گیا۔ کہ جناب میاں صاحب دیدہ دانستہ غلط بیانی کر جاتے ہیں اور میرا جو یہ خیال تھا۔ کہ کسی بات کی پروا کئے بغیر اپنی غلطی کا اعتراف کر لینا میاں صاحب کی راستبازی کی دلیل ہے وہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ میاں صاحب تو محض پولیٹیکل دماغ کے آدمی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ میاں صاحب نے اپنی شہادت کے دوران میں بعض ایسے واقعات سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ کہ جن سے ان ...... کا بیخبر ہونا ناممکن ہے۔ مگر ہمیں اس سے کیا غرض۔ ہم تو اب خدا کے فضل سے میاں صاحب کی جماعت سے الگ ہیں۔ میاں صاحب کے خدام پیغام کو چاہیئے کہ وہ میاں صاحب کی شہادت کو عقل و علم کی میزان میں تول کر حق و باطل میں فیصلہ کر لیں تا ایسا نہ ہو۔ کہ کل خدا کے سامنے جب سوال ہو۔ تو اس وقت شرمندہ ہونا پڑے

مطالبہ حلف

اگر میاں صاحب یا ان کی جماعت میرے بیان کو خلاف واقعہ سمجھتے ہوں۔ تو اس کا فیصلہ بہت آسان ہے اور وہ یہ کہ جناب میاں صاحب ہی حلف مؤکد بعذاب اللہ کو کہدیں کہ انہوں نے مجھ سے یہ کہا تھا۔ کہ نہیں کہ میں نے الزام زنا میں مباہلہ کو ناجائز اس وقت کہا تھا۔ جب تک کہ میں نے مسیح موعودؑ کی وہ تحریر نہیں دیکھی تھی جس میں حضورؑ نے صاف لکھا ہے کہ الزام زنا کی صورت میں دو مسلمانوں میں مباہلہ جائز ہے

اگر میاں صاحب حلفاً یہ کہدیں اور وہ عذاب الٰہی سے بچے رہیں تو میں اقرار کرونگا۔ کہ میں اپنے بیان میں حق پر نہیں ہوں۔ یہ یاد رہے کہ حلف کا مطالبہ میرے الفاظ کی صحت اور عدم صحت پر نہیں۔ بلکہ اس مفہوم کی صحت پر ہے۔ جو الفاظ میں ظاہر کیا گیا ہے اور اگر مجھ سے جناب میاں صاحب یا ان کی جماعت میرے بیان پر کسی طرح حلف چاہے تو میں اس کے لئے تیار ہوں۔ مگر مجھے امید نہیں کہ جناب میاں صاحب اس طرح بھی فیصلہ کے لئے تیار ہوں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہ حق پر نہیں۔ بلکہ دانستہ اخفاء حق کے مرتکب ہوئے ہیں والسلام

جن احباب

کی طرف اخبار پیغام صلح کا چندہ باقی ہے ان کا فرض ہے کہ وہ فی الفور اسے ادا کرنیکی فکر کریں۔ تاکہ اخبار کو جو مالی مشکلات پیش آ رہی ہیں۔ ان میں کمی ہو۔ اور آئندہ پیغام صلح اس سے بھی اچھی حالت میں آپ کے سامنے آئے۔

کیا حضرت مریم صدیقہ کو ہیکل کے سپرد کرنا عیسائی کتب کی رو سے غلط ہے؟

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹی)

اخبار زمیندار مطبوعہ ۱۱ رجنوری ۳۵ء میں شیخ عبدالقادر صاحب بیرسٹر سیالکوٹی کی طرف سے ایک مضمون شائع ہوا جس میں زمیندار کی حمایت میں حضرت مرزا صاحب پر چند اعتراضات کئے گئے تھے۔ میں نے اخبار پیغام صلح میں اس کا جواب لکھا۔ جو ۳ راور ۷ رفروری ۳۵ء کو دو نمبروں میں شائع ہوا۔ اسی سلسلے میں اب پھر شیخصاحب کی طرف سے زمیندار مورخہ ۲۴ رمارچ ۳۵ء کو جواب الجواب طبع ہؤا ہے میں نے شیخصاحب کے اس قدر عرصہ تک خاموش رہنے سے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا۔ کہ مسائل زیر بحث چونکہ معمولی ہیں۔ غالباً میری تحریر سے شیخصاحب کا اطمینان ہو چکا ہوگا۔ اس لئے یہ سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ مگر تھوڑے دن ہوئے انہوں نے زبانی ارشاد فرمایا۔ کہ وہ اس مضمون پر ابھی کچھ اور لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ ان کی طرف سے یہ دوسری قسط بھی شائع ہوئی جو زیر نظر ہے بہرحال خوشی کا مقام ہے کہ یہ سلسلہ انہوں نے بند نہیں کیا۔ بلکہ جاری رکھا ہے اور اگرچہ شیخصاحب کی طرف سے جو دوبارہ اعادہ ہؤا ہے اس میں کسی مزید امر پر روشنی نہیں ڈالی گئی۔ بلکہ پہلے ہی مضمون کا اقتصار اور تکرار ہے مگر انشاء اللہ ہمارے مضمون میں مزید تفصیل اور وضاحت ہوگی جو ایک محقق کیلئے ازدیاد علم کا باعث ہوگی۔

میں نے اپنے سابقہ مضمون میں بتکرار لکھا تھا۔ کہ ولادت مسیح علیہ السلام کے متعلق شیخصاحب اپنا مسلک ضرور ظاہر فرما دیں۔ خود شیخصاحب نے بھی اپنے اس مضمون کے شروع میں ہی میرے اس مطالبہ کا ذکر کیا ہے۔ مگر میں حیران ہوں۔ کہ باوجودیکہ میرے اصرار کو محسوس بھی فرمایا مگر پھر بھی مصلحت اسی میں دیکھی ہے کہ اصل حقیقت کو پردہ اخفا میں ہی رہنے دیا جائے۔ اگر افشائے راز میں کوئی امر مانع تھا تو شروع مضمون میں اس کا ذکر کا فائدہ ہی کیا تھا؟

شیخصاحب کے موجودہ مضمون میں حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کی نسبت کہیں پادری محمد علی اور کہیں مسٹر محمد علی اور کہیں پر صرف محمد علی صاحب کے الفاظ لکھے ہیں۔ مجھے جب پہلی مرتبہ شیخصاحب کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہؤا۔ تو انہوں نے بطور خود اس طرز تحریر کی نسبت افسوس ظاہر کیا اور فرمایا کہ ہمارے مضمون میں عملہ زمیندار نے یہ تصرف کیا ہے۔ میرے دل میں مولوی محمد علی صاحب کا احترام ہے۔ اور اختلاف علیحدہ چیز ہے۔ وہ ہمیشہ ان کو مولانا کے نام سے یاد کیا کرتے ہیں اور اس قسم کے تصرف بیجا کا شکوہ انہوں نے عملہ "زمیندار" سے زبانی بھی کیا ہے جبکہ شیخ صاحب سے یہی توقع ہے کہ ہمارا خیال ہے کہ اخبار "زمیندار" کے عملے میں سے ہمارے کسی مہربان نے اپنے ناکام دل کے جلے پھپھولے پھوڑے ہیں ہم ان کو اور ان کے ہمنواؤں کو ڈاکٹر اقبال کا ایک شعر سناتے ہیں جو ہمارے حسب حال ہے۔

زاہد تنگ نظر نے مجھے کافر سمجھا
اور کافر یہ سمجھتا ہے کہ مسلمان ہوں میں

اس کے بعد اصل مضمون برگذارش کی جاتی ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں:-

"جو حوالجات حضرت مسیح اور مریم صدیقہ کے متعلق مرزا صاحب کی کتب سے دیئے گئے ہیں وہ انجیل یا اناجیل میں موجود نہیں ہیں"۔

اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دو کتابوں چشمہ مسیحی صفحہ ۱۸ و ۱۷ اور کشتی نوح صفحہ ۱۶ کے دو حوالے دیکر مندرجہ ذیل اعتراض بطور نتائج اخذ کئے ہیں:-

(۱) مریم کو ہیکل کی نذر کر دیا۔
(۲) مریم ہمیشہ بیت المقدس کی خادمہ رہے اور تمام عمر خاوند نہ کرے
(۳) حمل کی حالت میں بزرگوں کے اصرار سے مریم کا نکاح یوسف نجار سے ہؤا۔
(۴) بوقت نکاح یوسف کی پہلی بیوی موجود تھی۔

ان چار الزامات کو قائم کر کے بعد میں لکھا ہے یہ چاروں باتیں انجیل میں نہیں ہیں۔

ان الزامات کے علاوہ ایک سوال کو شیخصاحب نے نمبر شمار میں نہیں بڑھایا. . . . . وہ شراب نوشی کے متعلق ہے اس سوال پر آپ نے اس مضمون میں طبع آزمائی تو فرمائی ہے مگر الزامات کی فہرست میں کسی وجہ سے درج ہونے سے رہ گیا ہے اس لئے یہ کمی میں نے پوری کر دی ہے۔

میں اپنے سابقہ مضمون میں عمداً اس سوال کو زیر بحث نہیں لایا۔ وجہ یہ تھی۔ کہ چونکہ یہ بات فریقین کے مسلمات میں ہے کہ حضرت مریم ہیکل کی نذر کی گئیں۔ اس لئے اس سوال کو زیر بحث نہ لانا اور نظر انداز کر دینا ہی مناسب خیال کیا گیا۔ مگر چونکہ شیخصاحب اس صداقت کو نہیں مانتے بلکہ اسی کو اہمیت دیتے اور بار بار پیش کرتے ہیں، اس لئے اس پر خاموش رہنا اور کچھ نہ لکھنا مصلحت کے خلاف ہے

اس موقعہ پر یہ گذارش کرنا بھی نہایت ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود کو اگر ان کے دعوے سے الگ کر کے بھی دیکھا جائے تو ان کی زبردست شخصیت اور علمی اور مذہبی حیثیت اس قابل ہے کہ اس کا احترام کیا جائے میرے یہ الفاظ شاید طرفداری یا حسن ظنی پر محمول ہوں اور یہ موقع نہیں ورنہ میں اندرونی اور بیرونی مشہور علماء کی آراء اپنے دعوے کی تائید میں پیش کرتا۔ مدعا اس سے یہ ہے کہ اتنی بلند ہستی کی تحریرات کو نہایت وسعت قلب اور غور اور توجہ کے ساتھ مطالعہ کرنا چاہئے اور اگر اس کی کوئی بات بظاہر خلاف عقل یا نقل دکھائی دیتی ہو۔ تو ایسی تحریر کو اس کی دوسری تحریروں سے حل کر لینا چاہیئے۔ غور فرمائیں۔ اتنا بڑا انسان جو مذاہب عالم کے ساتھ قلمی جہاد میں مصروف ہو۔ کیا وہ یونہی اپنی تصنیفات میں گپیں ہانک سکتا ہے (نعوذ باللہ) یہ الزام جو شیخصاحب عائد کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے تو دعویٰ کا کوئی تعلق نہیں ہے ان باتوں کو ٹھنڈے دل سے توجہ کرنا چاہیئے تھی۔

میرے عرض کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ سرے سے سوالات یا اعتراضات ہی نہ کئے جائیں۔ سوالات اور اعتراضات شوق سے ہوں مگر عالمانہ اور محققانہ انداز میں ہونے چاہئیں۔ شیخصاحب کے اعتراضات کی بنیاد ان کے اپنے الفاظ میں حضرت اقدس کی دو کتابوں چشمہ مسیحی اور کشتی نوح کی دو عبارتوں اور منشی ظفر علی صاحب کو دیم بر جو حوالجات پر ہے مقام غور ہے کہ ایک مصنف جس کی تصنیف کی تعداد ایک سو کے قریب ہے اس کی کسی ایک عبارت کا مفہوم اگر پوری طرح سمجھ میں نہیں آتا۔ تو حق تو یہ ہے کہ اس کی دوسری تصانیف پر توجہ کی جائے نہ کہ اس کے کسی مخالف کی تحریرات سے جو اس کے خلاف استعمال کی گئی ہیں امداد لی جائے

دوسری بات جو خاص قابل توجہ ہے اور جس پر غور نہ کرنے کی وجہ سے مغالطہ ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ شیخصاحب اور دوسرے عام لوگ انجیل یا اناجیل کے الفاظ سے مراد محض اناجیل اربعہ مندرجہ عہد نامہ جدید سمجھ لیتے ہیں اور جب کوئی حوالہ کسی مصنف کا انجیل کے متعلق پڑھتے ہیں۔ تو وہ بزرگ موجودہ عہد نامے کی ورق گردانی کرنے لگ جاتے ہیں حالانکہ صورت حالی یہ ہے کہ ان اناجیل اربعہ کے علاوہ اور بھی بہت سی اناجیل ہیں جو عیسائیوں کے ہاں موجود ہیں اب حضرت مرزا صاحب کی کتاب چشمہ مسیحی سے جو حوالہ شیخصاحب نے محل اعتراض گردانا ہے اس میں یہ الفاظ تو ہیں کہ "انجیل کس قدر اعتراضات کا نشانہ ہے"! مگر اس حوالے میں انجیل۔ متی مرقس۔ لوقا اور یوحنا یا اناجیل اربعہ کے الفاظ نہیں ہیں۔ جس سے یہ تو سمجھا جاتا ہے کہ مصنف کا منشاء انجیل کے لفظ سے بہت سی انجیلوں میں سے کسی ایک انجیل سے ہے مگر اس کے منشاء کو اناجیل اربعہ میں سے کسی خاص انجیل کے متعلق سمجھ لینا یہ اپنی خوش فہمی ہو تو ہو مگر اصل حقیقت نہیں ہے اور اسی ایک بات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے شیخصاحب کو مغالطہ ہو رہا ہے اور وہ بتحدی پر تحدی کرتے چلے جاتے ہیں کہ یہ حوالے انجیل یا اناجیل میں نہیں ہیں دراصل اناجیل سے مراد بھی شیخصاحب نے اناجیل اربعہ تک محدود کر رکھی ہے اب آؤ دیکھیں کہ کیا یہ اصول ہمارا ہی اختراع کردہ تو نہیں ہے اور اگر یہ ہماری ہی تاویل ہے تو پھر تو چنداں قابل توجہ نہیں ہاں اگر حضرت مسیح موعود نے ہی ایسا لکھا ہے تو پھر تو اصل اعتراض بہت ہی سہل طور پر حل ہو جاتا ہے۔ کتاب چشمہ مسیحی ایک چھوٹا سا رسالہ ہے اور ایک گھنٹہ کے اندر انسان اس کو پڑھ سکتا ہے اگر اس کو پورے طور پر دیکھا جائے تو اوپر کا نظریہ بآسانی سمجھ میں آجاتا ہے۔ میں اس بات کو ذہن نشین کرانے کیلئے اصل کتاب سے چند عبارتیں نقل کرتا ہوں چنانچہ صفحہ ۵ پر ارقام ہے:-

"پادریوں کی مذہبی کتابوں کا ذخیرہ ایک ایسا ردی ذخیرہ ہے جو نہایت قابل شرم ہے وہ لوگ صرف اپنی ہی اٹکل سے بعض کتابوں کو آسمانی ٹھہراتے ہیں اور بعض کو جعلی قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ان کے نزدیک یہ چار انجیلیں اصلی ہیں اور باقی اناجیل جو چھپن کے قریب ہیں وہ جعلی ہیں۔ مگر محض گمان اور شک کی رو سے نہ کسی مستحکم دلیل پر اس خیال کی بنا ہے۔ چونکہ مروجہ انجیلوں اور دوسری انجیلوں میں بہت تناقض ہے اس لئے اپنے گھر میں ہی یہ فیصلہ کر لیا ہے اور محققین کی یہ رائے ہے کہ کچھ نہیں کہہ سکتے۔ کہ یہ انجیلیں جعلی ہیں یا وہ جعلی ہیں اس لئے شاہ ایڈورڈ قیصر کی تخت نشینی کی تقریب پر لنڈن کے پادریوں نے وہ تمام کتابیں جن کو یہ لوگ جعلی تصور کرتے ہیں ان چار انجیلوں کے ساتھ ایک ہی جلد میں مجلد کرا کر مبارکبادی کے طور پر نذر پیش کی تھیں اور اس مجموعہ کی ایک جلد ہمارے پاس بھی ہے۔ پس غور کا مقام ہے۔ کہ اگر درحقیقت وہ کتابیں گندی یا جعلی اور ناپاک ہوتیں تو پھر پاک اور ناپاک دونوں کو ایک جلد میں مجلد کرنا کس قدر گناہ کی بات تھی بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ پورے اطمینان سے نہ کسی

کتاب کو جعلی کہہ سکتے ہیں نہ اصلی ٹھہرا سکتے ہیں۔ اپنی اپنی رائے ہیں اور سخت تعصب کی وجہ سے وہ انجیلیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں ان کو یہ لوگ جعلی قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ برناباس کی انجیل جس میں نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت پیشگوئی موجود ہے وہ جعلی قرار دی گئی ہے۔"

پھر یہی بحث کرتے ہوئے اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۳ پر لکھا ہے :-

"جن کتابوں کو وہ جعلی اور فرضی کہتے ہیں ممکن ہے کہ وہ جعلی نہ ہوں۔ اور جن کتابوں کو وہ صحیح مانتے ہیں ممکن ہے کہ وہ جعلی ہوں .... عیسائیوں کا کسی کتاب کو جعلی کہنا ایسا امر نہیں ہے کہ جو کسی قابل تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے۔ نہ ان کا کسی کتاب کو صحیح کہنا کسی باضابطہ ثبوت پر مبنی ہے۔ نری اٹکلیں اور خیالات ہیں۔"

پھر صفحہ ۴۰ پر ہے :-

"عیسائیوں اور یہودیوں کا کسی کتاب کو اصلی قرار دینا اور کسی کو فرضی سمجھنا یہ سب بے بنیاد خیالات ہیں۔ نہ کسی نے اصلی کی اصلیت کا ملاحظہ کیا اور نہ کسی نے کسی جعل ساز کو پکڑا۔ اس کی نسبت خود یورپ کے محققین کی شہادتیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ ایک مذہبی قوم ہے جنہیں ایمانی روشنی باقی نہیں رہی عیسائیوں پر تو نہایت ہی افسوس ہے جنہوں نے طمع اور نفسانیت کو دین بنا لیا۔"

ان حوالجات کو پڑھ کر ایک شخص باآسانی سمجھ سکتا ہے کہ انجیل یا اناجیل سے حضرت مسیح موعود کی مراد یہ اناجیل اربعہ ہی نہیں ہیں۔ بلکہ اور بھی بہت سی اناجیل ہیں اور وہ مجموعہ اناجیل جس کی تعداد انہوں نے چھپن فرمائی ہے۔ خود ان کے پاس تھیں۔ اب اگر ہمارے محترم دوست یہ نکتہ سمجھ لیتے تو وہ ناحق اس حوالے پر نہ الجھتے اور یہ ساری غلطی محض اس وجہ سے ان کو لگی ہے کہ انہوں نے چشمہ مسیحی کا رسالہ نہیں پڑھا اور ایک ٹکڑہ عبارت کا اس کے سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے اور اعتراض بنا کر پیش کر دیا ہے۔ صفحہ ۲ پر جہاں شیخ صاحب کی اعتراض والی عبارت شروع ہوتی ہے اس سے پہلے ایک سائل کا سوال اور اس کا جواب ہے اور دراصل یہ ساری کتاب اسی سوال کی تحریک پر لکھی گئی ہے جو کسی عیسائی کی کتاب ینابیع الاسلام پڑھ کر حضرت مرزا صاحب سے خواستگار جواب ہوا۔ سوال اور پھر اس کا جواب اس طرح پر ہے "آپ کا قول کہ حضرت مریم کا ہارون کی اخت ہونا آپ پر بد اثر ڈالتا ہے۔ میری نگاہ میں آپ کی بہت ناواقفیت ظاہر کرتا ہے اس بیہودہ اعتراض پر پہلے علماء نے بہت کچھ لکھا ہے اگر استعارہ کے رنگ میں یا اور رنگ پر خدا تعالیٰ نے مریم کو ہارون کی ہمشیرہ ٹھیرایا ہے تو آپ کو اس سے کیوں تعجب ہو .... کس درجے کے خبیث طبع یہ لوگ ہیں کہ بیہودہ اعتراض کر کے خوش ہوتے ہیں۔ ممکن ہے مریم کا کوئی بھائی ہو جس کا نام ہارون ہو۔ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا۔ مگر یہ لوگ اپنے گریبان میں منہ نہیں ڈالتے اور نہیں دیکھتے کہ انجیل کس قدر اعتراضات کا نشانہ ہے۔"

اس سے صاف اور صریح طور پر واضح ہوتا ہے کہ اعتراض کسی انجیل کے مفہوم پر ہے جو عیسائیوں کو الزامی طور پر جواب دینے کی غرض سے کہا گیا ہے۔ اسی لئے میں نے شیخ صاحب کی پیش کردہ عبارت سے پہلے جو نفس اصل کتاب میں بیان ہوا ہے وہ نقل کر دیا ہے تاکہ اصل مطلب کے سمجھ لینے میں آسانی ہو اور دوسرا قرینہ اس پر یہ ہے کہ عبارت متنازعہ کو پیش کر چکنے کے بعد اسی جگہ اپنا عقیدہ یہ لکھا ہے

"ہم قرآن شریف کی تعلیم کی رو سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ حمل محض خدا کی قدرت سے تھا۔"

اس تمام تحقیقات سے یہ تو معلوم ہو گیا۔ کہ لفظ انجیل یا اناجیل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مراد موجودہ اناجیل اربعہ کے علاوہ اور اناجیل بھی ہیں اور ان کا اپنا عقیدہ قرآن کریم کی رو سے یہ تھا۔ کہ حضرت مریم کا حمل محض خدا کی قدرت سے تھا مگر یہ باتیں کہ مریم کو ہیکل کی نذر کر دیا گیا۔ تاکہ وہ ہمیشہ بیت المقدس کی خادمہ بنی رہے اور ساری عمر خاوند نہ کرے ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ آیا یہ مضمون حضرت اقدس نے کسی انجیل سے معلوم کیا ہے یا ان کی اپنی اختراع ہے اس سوال کو حل کرنے کے لئے میں ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ اپریل ۱۹۰۲ء کو پیش کرتا ہوں جس کے صفحہ ۱۵۶ پر خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں :-

"انجیلیں جو حال ہی میں لنڈن میں چھپی ہیں ان کے چار انجیلوں کے علاوہ ہیں ان میں بھی یہی نذر کا قصہ موجود ہے جو قرآن شریف سے مطابقت رکھتا ہے بلکہ ان میں تو لکھا ہے کہ نہ صرف ماں نے یہ نذر مانی تھی بلکہ مریم کے باپ نے بھی یہ نذر مانی تھی اور خود مریم نے بالغ ہو کر نئے سرے سے اپنے اقرار اور عہد سے اس نذر کی تجدید کی تھی یعنی خدا کے آگے عہد کیا تھا کہ وہ مرتے دم تک خاوند نہ کریگی۔"

ان حقائق کا مطالعہ ایک مسلمان نہایت لذت اور شوق کیسا تھ کریگا۔ اور اس کی روح ان صداقتوں کو پڑھ کر وجد میں آجائیگی جب وہ دیکھیگا کہ خدا کے پاک کلام کی تفسیر جو ایک امی کی زبان پر جاری ہوا۔ اس کے سب سے بڑے حریف یعنی عیسائیت کے گھر کے اندر اور اس کی کتاب میں موجود ہے کس قدر پر از حکمت اور صداقت ہیں وحی ربانی کے وہ الفاظ مقدسہ جو محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان الفاظ میں نازل ہوئے :-

اذ قالت امرأت عمران رب انی نذرت لک ما فی بطنی محررا فتقبل منی انک انت السمیع العلیم ایک طرف دنیا کے ایک الگ تھلگ گوشہ میں یہ حق کا نزول ہوا۔ کہ مریم ہیکل کی نذر ہوگی دوسری طرف اس تہذیب و ترقی کے زمانہ میں یورپ کے مرکز سے ایک انجیل شائع ہوتی ہے جو حرف بحرف اس حق کی تائید کرتی ہے مگر ہمارے محترم اور مکرم دوست جو مسلمان ہونے کے علاوہ بی۔ اے بھی ہیں اور ہیڈ ماسٹر بھی اس حقیقت کا انکار کرتے اور بڑی جرأت اور تحدی کے ساتھ مطالبہ کرتے ہیں کہ یہ حوالہ انجیل میں موجود نہیں۔ افسوس یہ حضرت مسیح موعود کا دعویٰ تو نہیں تھا جس کی تردید کیلئے اس قدر غم و غصہ ظاہر کیا گیا۔ بلکہ یہ تو صداقت قرآن ہے جو اس خدا مذہب ملت کی طرف سے ظاہر ہوئی جس کی تصدیق اس علمی زمانہ میں دشمن کی مذہبی کتاب کر رہی ہے۔ اے خدا تو ہمارے ان ناراض دوستوں کی نیات پر جوش کو شکر کرے اور انکو توفیق دے کہ وہ ان سچائیوں کو قبول کر لیں (باقی)

ینگ اسلام کا خاص نمبر

ماہ مئی میں اخبار ینگ اسلام کا ایک باتصویر خاص نمبر نکالنے کا ارادہ کیا گیا ہے جس میں اسلام اور سلسلہ کے متعلق خاص مضامین شائع ہونگے جو احباب مفت تقسیم کے لئے زائد پرچے لینا چاہیں۔ وہ تیس پرچے فی روپیہ یا ار فی پرچہ کے حساب سے پیشگی نام درج کرا سکتے ہیں۔ جو دوست اس خاص نمبر کیلئے مضامین بھیجنا پسند کریں۔ یا کوئی سوال متعلقہ اسلام یا سلسلہ کرنا چاہیں۔ وہ ان کو ایڈیٹر اخبار کے نام بھیجدیں۔

(منیجر ینگ اسلام)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں

—— ۱۲ اپریل کو جنرل کونسل کا اجلاس ہوا جس میں مختلف مقامات سے متعدد احباب شریک ہوئے۔

—— **قادیان کا نیا خفیہ سرکلر** کے عنوان سے جو مضمون ۱۹ اپریل کے پرچہ میں شائع ہوا تھا۔ وہ علیحدہ پوسٹروں اور ہینڈ بلوں کی شکل میں بھی چھپوایا گیا ہے اور جماعتوں اور دوستوں کو بذریعہ ڈاک ارسال ہو چکا ہے ان چیزوں کو نہایت احتیاط سے تقسیم کرنا چاہیئے۔ اور کوشش کر کے قادیانی حضرات تک پہنچانا چاہیئے۔

—— جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب جج عدالت خفیفہ دہلی کی تبدیلی اسی عہدہ پر امرتسر میں ہو گئی ہے اور شیخ صاحب موصوف امرتسر پہنچ چکے ہیں۔

—— ہمارے محترم دوست جناب ماسٹر محمد عبداللہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم سکول نصوری (جزیرہ فجی) اطلاع دیتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے جس کا نام محمد طارق تجویز کیا گیا ہے

—— پیغام صلح ہماری دلی مبارکباد قبول ہو دعا ہے اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت و مسرت کیساتھ عمر دراز دے اور خادم دین بنائے

—— جناب حکیم زین العابدین صاحب خالقی سکنہ پردکیا نوالہ ہماری جماعت کے مخلصوں میں ہیں اور خدمت دین کا جوش اپنے دل کے اندر رکھتے ہیں اور مالی مشکلات کے باوجود اسلامی کاموں میں امداد کرتے رہتے ہیں حکیم صاحب کا نوجوان اکلوتا صاحبزادہ عزیز مقبول الٰہی عارضہ تپ محرقہ کئی روز سے بیمار ہے تمام احباب اس کی صحتیابی کیلئے دردِ دل سے دعا کریں

—— جماعت کے سیکرٹری صاحبان اور مبلغین اور محصلین حضرات کو اخبار پیغام صلح کے قابل وصول چندوں کی فہرستیں مرتب کر کے ارسال کی جا رہی ہیں وہ ان کی وصولی کے لئے خاص طور پر کوشش فرمائیں اور اس طرف کما حقہ توجہ نہیں دی جا رہی ہے

احباب کرام کی خاص توجہ کے قابل

جماعت کے استحکام کے لئے حضرت مسیح موعود کی یہ ہدایت ہے کہ احباب کرام اپنے اور اپنے بچوں کے رشتے جماعت ہی میں کیا کریں اس سے باہمی محبت و مودت میں اضافہ ہوتا ہے اور غیر از جماعت رشتوں میں جو تکالیف پیش آتی ہیں ان سے بہت حد تک انسان بچ جاتا ہے۔

اس لئے انجمن نے یہ انتظام کر رکھا ہے کہ جماعت میں سے جو لوگ (مرد یا عورت) قابل نکاح ہوں ان کے نام مع دیگر تفصیلات بیان ایک رجسٹر میں رہیں ان میں سے جن کے رشتے باہم کرائے جا سکیں۔ فریقین کرا دیئے جایا کریں۔ اس کام کو جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے از راہ نوازش اپنے ذمہ لیا ہے۔ جو احباب ایسے رشتوں کے خواہشمند ہوں۔ وہ اپنے نام اور دیگر ضروری امور سے ڈاکٹر صاحب کو مطلع فرمائیں۔ امید ہے احباب کرام جلد اس طرف توجہ فرمائینگے

والسلام۔

مسعود بیگ

اسسٹنٹ سیکرٹری

چند کارآمد حوالے

(از جناب مولوی ظفر احمد صاحب صدیقی)

ذیل کے نوٹ شائقین تبلیغ کو بہت کام دیں گے اور خدا کے فضل وکرم سے مخالفین پر اتمام حجت کیلئے کافی ووافی۔

نبوت

کچھ عرصہ سے قادیانیوں نے یہ وطیرہ اختیار کر لیا ہے کہ جب مسئلہ نبوت پر گفتگو کرتے ہوئے بیچارہ اور بےبس ہوجاتے ہیں تو عجیب ریویو کے بعض حوالجات پیش کر دیتے ہیں کہ دیکھو حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ پہلے حضرت مسیح موعود کو (نعوذ باللہ) نبی مانتے رہے ہیں۔ ایسے وقت یہ حوالجات بہت کام دیں گے۔

(۱) یہ ایک مسلم بات ہے کہ کسی چیز کا خاتمہ اس کی علت غائی کے اختتام پر ہوتا ہے جیسے کتاب کے جب کل مطالب بیان ہو جاتے ہیں۔ تو اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے اسی طرح پر رسالت اور نبوت کی علت غائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوئی اور یہی ختم نبوت کے معنی ہیں۔ کیونکہ یہ ایک سلسلہ ہے جو چلا آیا ہے اور کامل انسان پر آکر اس کا خاتمہ ہوگیا (ریویو جلد ۳۔ نمبر ا جنوری ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۱و۱۲)

(۲) محدث بالقوہ نبی ہوتا ہے اور اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا۔ تو ہر ایک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہو جانے کی رکھتا تھا (ریویو آف ریلیجنز جلد ۳ نمبر ۴ صفحہ ۱۱۷ اپریل ۱۹۰۴ء)

(۳) یہی امت ہے کہ اگرچہ نبی تو نہیں۔ مگر نبیوں کی مانند خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہو جاتے ہیں اور اگرچہ رسول تو نہیں۔ مگر رسولوں کی مانند خدا تعالیٰ کے روشن نشان ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔

(ریویو نمبر ۴ جلد ۳ صفحہ ۱۳۱)

(۴) یاد رہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اعلیٰ درجہ کی پاک زندگی کی یہ علامت بیان فرمائی ہے کہ ایسے شخص سے خوارق ظاہر ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ ایسے شخصوں کی دعا سنتا ہے اور ان سے ہمکلام ہوتا ہے اور پیش از وقت ان کو غیب کی خبریں بتلاتا ہے اور ان کی تائید کرتا ہے۔ سو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہزاروں اسلام میں ایسے ہوتے آئے ہیں چنانچہ اس زمانہ میں یہ نمونہ دکھلانے کے لئے حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ومہدی معہود ہیں۔

(ریویو جلد ۳ نمبر ۵ صفحہ ۱۶۱)

(۵) قبل اس کے کہ میں اس چٹھی کو بند کروں میں آپ کو یہ بھی یقین دلانا چاہتا ہوں۔ کہ اگرچہ مباحثہ کی درخواست پر صرف مرزا صاحب کے ہی چند پیروؤں کے دستخط تھے۔ مگر تمام مسلمان عام طور پر اس کی منظوری کے منتظر ہیں۔ مذہب کے اصل اصولوں کے ساتھ مرزا صاحب کا دوسرے مسلمانوں سے اختلاف نہیں بلکہ اختلاف صرف ایسی باتوں میں ہے جیسا کہ ہر ایک بڑے مذہب کے مختلف فرقوں میں ہوا کرتا ہے۔

(ریویو جلد ۱ نمبر ۹ صفحہ ۳۶۰)

نوٹ نمبر ا۔ یہ اس چٹھی کا اقتباس ہے جو کہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ستمبر ۱۹۰۲ء میں ایک انگریز پادری کو لکھی تھی۔

(۶) یہ ایک صحیح حدیث ہے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد پیدا ہوتا ہے اور چونکہ مسیح بھی خود ایک بڑا مجدد ہوگا۔

(ریویو جلد ۲ نمبر ۴ صفحہ ۲۴۲)

(۷) حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا منشی الٰہی بخش صاحب لاہوری کے نام ایک اشتہار ہے جس کے یہ درج الفاظ یہ ہیں: منشی صاحب موصوف کئی سال تک اعلیٰ حضور جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے ساتھ رہے جن کو خدا تعالیٰ نے ضرورت حقہ کے ساتھ اس صدی کے سر پر مجدد بنا کر مہدی ومسیح موعود کما ارسلنا الی فرعون رسولا کے عہدہ پر مامور فرمایا الخ اور اس اشتہار کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ خاکسار محمد علی خادم حضرت اقدس مجدد الوقت مہدی ومسیح موعود جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی از لاہور ۱۲ ستمبر ۱۸۹۹ء (الحکم ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء صفحہ ۷)

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے حوالجات ہیں۔ جو پھر کسی اشاعت میں انشاء اللہ شائع کئے جائیں گے۔

اسمہ احمد

آج کل قادیانیوں نے ایک یہ بھی شغل تجویز کیا ہے کہ اسمہ احمد کی پیشگوئی حضرت مرزا صاحب کے متعلق تھی۔ وہ کرنیکو تو جو دل چاہے کریں لیکن آنحضرت صلعم کی ہتک ہوتے ہوئے دیکھی نہیں جاسکتی۔ ذیل میں حضرت مسیح و دیگر بزرگان سلسلہ عالیہ کے اقوال نقل کئے جاتے ہیں۔

(۱) پھر آپ کا ایک اور نام بھی رکھا گیا۔ وہ احمد ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح ...... نے اس نام کی پیشگوئی کی تھی۔ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد یعنی میرے بعد ایک نبی آئیگا جس کی میں بشارت دیتا ہوں۔ اور اس کا نام احمد ہوگا (مسیح موعود) (الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۲)

(۲) غرض وہ زمانہ آنحضرت صلعم کی مکی زندگی کا اسمہ احمد کے ظہور کا زمانہ تھا۔ (الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء)۔ نوٹ بعض قادیانی اس کا یہ جواب دیا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک احمد نبی کریم کا ذاتی نام نہیں بلکہ صفاتی نام ہے لیکن یہ بالکل غلط ہے اگر حضرت صاحب کے نزدیک یہ نام صفاتی ہے تو محمد بھی صفاتی نام ہوگا۔ چنانچہ مسیح موعود فرماتے ہیں۔ دوسرا دور آپ کی جلالی زندگی اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا معشوقانہ شان میں ہوا (مسیح موعود) (الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء)

(۳) حضرت رسول کریم کا نام احمد وہ ہے جس کا ذکر حضرت مسیح ...... نے کیا۔ یاتی من بعدی اسمہ احمد میں من بعدی کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ وہ نبی میرے بعد بلا فصل آئے گا۔ (مسیح موعود) (الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۱ء)

(۴) اس اختلاف کو مٹانے کے لئے علوم القرآن کی ضرورت ہے جو احمد کے غلام پر نازل ہو رہے ہیں۔ ... بس خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن کو اپنا دستور العمل بناؤ اور اس کا نمونہ احمد کے غلام کے وجود میں دیکھو الخ (نور الدین) (الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۱ء)

(۵) احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لفظ فارقلیط کی جہت سے ماننے کی راہ میں جو ٹھوکریں آپ کے ہمعصر نصاریٰ نے کھائیں الخ ......
...... اصل بات یہ ہے کہ ناشیات سماویہ اور نصرتہائے الٰہیہ نے جو حضرت احمد فارقلیط مثیل موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شامل حال تھیں الخ (عبد الکریم سیالکوٹی) (الحکم ۳۱ ستمبر ۱۸۹۹ء)

شان حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ

بعض متعصب قادیانی اپنے ذمہ یہ فرض لئے ہوتے ہیں کہ جس طرح بھی ہوسکے حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خلاف زہر اگلا جائے۔ گو بفضل ایزد متعال وہ اپنے اس پست ارادے میں ناکام و نامراد ہی رہتے ہیں اور انشاء اللہ رہیں گے لیکن پھر بھی ایسے کمینہ خیال حاسدوں کے لئے درج ذیل عبارت کا پیش کرنا انشاء اللہ العزیز بہت مفید ہوگا۔

(۱) ہماری جماعت میں اول درجہ کے مخلص دوستوں میں سے مولوی محمد علی صاحب ایم اے ہیں جنہوں نے علاوہ لیاقتوں کے ابھی وکالت میں بھی امتحان پاس کیا ہے اور بہت سا اپنا ہرج اٹھا کر چند ماہ سے ایک دینی کام کے انجام کے لئے یعنی میری بعض تالیفات کو انگریزی میں ترجمہ کرنے کے لئے میرے پاس قادیان میں مقیم ہیں۔ ... اور میں اس مدت یعنی جب سے کہ وہ میرے پاس ہیں ظاہری نظر سے اور نیز پوشیدہ نظر سے ان کے حالات کا اخلاق اور دین اور شرافت کی رو سے تجسس کرتا رہا ہوں۔ سو خدا کا شکر ہے کہ میں نے ان کو دینداری اور شرافت کے ہر پہلو میں نہایت عمدہ انسان پایا ہے۔ غریب طبع۔ باحیا۔ نیک اندرون پرہیزگار آدمی ہے اور بہت سی خوبیاں میں رشک کے لائق ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ ایسے ہونہار لڑکے جو بہمہ صفت موصوف ہوں اور ہر طرح معزز درجہ کے آدمی تلاش کرنے سے نہیں ملتے۔

(۲) اور مجھے اس سے بہت خوشی ہے کہ ایک اور جوان صالح خدا تعالیٰ کے فضل کو پاکر ہماری جماعت میں داخل ہوا ہے یعنی جبی فی اللہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے پلیڈر میں ان کے آثار بہت عمدہ پاتا ہوں اور وہ ایک مدت سے دنیاوی کاروبار کا ہرج کرکے خدمت دین کے لئے قادیان میں مقیم ہیں اور مجھے یقین ہے۔ کہ میری فراست اس بات میں خطا نہیں کرے گی کہ جوان موصوف خدا تعالیٰ کے فضل سے تقویٰ اور محبت دین پر ثابت قدم رہ کر ایسے نمونہ دکھائیگا جو ہمجنسوں کے لئے پیروی کے لائق ہونگے اے خدا ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین (مجموعہ اشتہارات جلد ہشتم ۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء)

(۳) اصحاب الصفۃ وما ادراک ما اصحاب الصفۃ تری اعینہم تفیض من الدمع یصلون علیک ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان (الہام مسیح موعود) (حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۵) ترجمہ۔ صفہ میں رہنے والے اور تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہیں (صفہ۔ کوٹھڑی متصل مسجد) صفہ کے رہنے والے تو دیکھیگا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہونگے اور وہ تیرے پر درود بھیجیں گے اور کہیں گے اے ہمارے خدا ہم نے ایک منادی کرنے والے کی آواز سنی ہے جو ایمان کی طرف بلاتا ہے یہ اصحاب صفہ کی صفات ہیں اور اصحاب صفہ میں سے ایک حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بھی تھے دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۳)

(۴) اس جگہ ایک نہایت روشن کشف یاد آیا اور وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ نماز مغرب کے بعد میں عین بیداری میں ایک تھوڑی سی غنیمت جس سے جو خفیف سے نشہ سے مشابہ تھی ایک عجیب عالم ظاہر ہوا۔ پہلے یکدفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد آنے کی آواز آئی۔ ... پھر اس وقت پانچ آدمی نہایت وجیہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آگئے۔ یعنی جناب

پیغمبر خدا صلعم و حضرت علی و حسنین و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم اجمعین ..... بر لعبیر اس کے ایک یہ کہ ... بالجملہ ... جس کی نسبت یہ تنبیہ پایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جس کو علی نے تالیف کیا ہے۔ اور اب علی وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے۔ (براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ صفحہ ۵۰۳)

اس کے آگے جو الہامات ہیں اس میں جو لطیف نکات ہیں وہ قادیانیوں کے لئے ایک ہمدردی جواب ہیں اختصاراً عرض کر دیتا ہوں۔ اس کشف کے بعد حضرت صاحب کو الہام ہوتا ہے انک علیٰ صراط مستقیم۔ فاصدع بما تؤمر واعرض عن الجاھلین (براہین صفحہ ۲۶۳) یعنی تو سیدھی راہ پر ہے جس بات کا حکم کیا جاتا ہے اس کو کھول کر سنا اور جاہلوں سے کنارہ کر۔ اس الہام کا بالضرور پہلے کشف سے تعلق ہے ورنہ معاً بعد یہ الہام ہونا عبث ہے (نعوذ باللہ) غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں حضرت صاحب کو آخری الفاظ اسی لئے بطور الہام بتائے ہیں اور تعدی سے حکم دیا گیا ہے کہ ایک وقت آئیگا کہ علی کی تفسیر کو حقارت کی نظر سے دیکھا جائیگا اور نہایت استہزا سے یہ الفاظ ان حاسدوں کی زبان پر ہونگے۔ وقالوا لولا نزل علیٰ رجل من القریتین عظیم وقالوا انی لک ھذا ان ھذا لمکر مکرتموہ فی المدینۃ ینظرون الیک وھم لا یبصرون۔ یعنی کہ کیوں نہیں اترا کسی بڑے عالم فاضل پر شہروں میں سے اور کہیں گے کہ یہ مرتبہ تجھ کو کہاں سے ملا۔ یہ تو ایک مکر ہے جو تم نے شہر میں باہم مل کر بنا لیا۔ تیری طرف دیکھتے ہیں اور نہیں دیکھتے۔ یعنی تو انہیں نظر نہیں آتا۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۲۳۷ و ۲۴۲)

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ مؤخر الذکر عبارت میں جو تین شقیں قائم ہیں یعنی اول ان کا یہ سوال ہوگا کہ یہ مرتبہ تجھ کو کہاں سے ملا؟ دوم یہ کہ تفسیر کچھ نہیں۔ بلکہ محض مکر ہے۔ سوم تیری طرف دیکھتے ہیں اور تو نظر نہیں آتا۔ یعنی فی الحقیقت وہ غور سے دیکھتے ہی نہیں بعینہٖ ہمارے قادیانی دوستوں میں موجود ہیں۔ یعنی پہلے تو وہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کے متعلق یہی خیال رکھتے ہیں کہ آپ عالم و فاضل نہیں۔ دوم یہ کہ تفسیر توجہ اچھی لکھی نہیں۔ ایسی تو قادیان کا ایک بچہ بھی لکھ سکتا ہے۔ دیگر اس میں بہت سی غلطیاں ہیں۔ سوم دیکھو جس کے فیض سے آپ نے تفسیر لکھی ان کا کہیں بھول کر بھی نام نہیں لیا۔ لیکن ان کے ان تینوں ہی اعتراضوں کا قلع قمع خود خدا نے ہی کر دیا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں۔ غلط کہتے ہیں۔ تفسیر بھی بے نظیر ہے۔ مکر نہیں۔ بلکہ منشا ایزدی کے مواتق ہے اور لکھی بھی اچھی ہے اور تیرا ذکر بھی تفسیر میں موجود ہے لیکن ان ہی سیاہ کے اندھوں کو نظر نہیں آتا۔

ایسی حالت میں حضرت صاحب کا الہامی عقیدہ خدا تعالیٰ نے پیش کیا ہے فاصدع بما تؤمر واعرض عن الجاھلین یعنی جو تجھے حکم دیا جاتا ہے اسے کھول کر سنا دے اور جاہلوں سے کنارہ کر۔

قادیانیوں کی ایک یہ بھی عادت ہے کہ اپنے الہامات و کشوف بھی بیان کرنے لگ جایا کرتے ہیں کہ ہم نے مولوی صاحب کے متعلق یہ دیکھا اور میاں صاحب کے متعلق یہ دیکھا۔ گو ایسی باتیں قابل توجہ نہیں ہوتیں لیکن تاہم ہم بھی ایک کشف لکھے دیتے ہیں۔

میرے دوست شیخ عبدالعزیز صاحب شملوی نے حلفیہ بہت سے احباب کی موجودگی میں میرے سامنے یہ کشف بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمارے گھر تشریف لے آئے ہیں۔ تو مجھے آپ کی تشریف آوری کا علم ہوا۔ اور میں بھاگا بھاگا گھر آیا اور حضرت صاحب سے امور متنازعہ کے متعلق دریافت کیا۔ تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ میں نے محمود کو کئی بار سمجھایا ہے لیکن وہ باز نہیں آتا۔ اور حضرت امیر کے متعلق عرض کیا۔ تو آپ نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی بہت تعریف و توصیف کی اور فرمایا کہ میں بھی

لاہور جا رہا ہوں۔

قادیانیوں کے متعلق

قادیانیوں کے متعلق لکھتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ "پھر اس کے بعد الہاماً بتایا گیا کہ ان علماء نے میرے گھر کو بدل ڈالا۔ میری عبادتگاہ میں ان کے چولہے ہیں۔ میری پرستش کی جگہ میں ان کے پیالے اور ٹھوٹھیاں رکھی ہوئی ہیں۔ چوہوں کی طرح میرے نبی کی حدیثوں کو کتر رہے ہیں"۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۷۶)

کون نہیں جانتا کہ یہ قادیانی کس طرح حضرت مسیح موعودؑ کے عقائد سے منحرف ہو رہے ہیں۔ کہیں نبوت، کہیں کفر و اسلام، کہیں تحریف قرآن کر حضرت مسیح موعودؑ کے عمل عقائد پر حملہ کر رہے ہیں اور کس طرح نبی صلعم کی احادیث مبارکہ کی ناجائز تاویل و تحریف میں مصروف ہیں۔ اللھم احفظنا۔

(۲) "بتحقیق قبایلی من عنقریب بار دوم سوئے فساد رجوع خواہند کرد و در خیانت و عناد ترقی خواہند نمود ...... پس عنقریب امر خدا برایشاں نازل خواہد شد چوں خواہد دید کہ ایشاں در غلو خود زیادت کردند (انجام آتھم صفحہ ۲۲۳)

ترجمہ:۔ اور میرا قبیلہ بالضرور عنقریب ہی دوسری مرتبہ بگڑ جائیگا اور خیانت و دشمنی میں بڑھ جائیگا۔ پس عنقریب اللہ تعالیٰ کا امر ان پر نازل ہوگا۔ جب وہ دیکھیگا۔ کہ انہوں نے غلو میں یاد تی کر لی ہے"۔

فہرست چندہ عید فنڈ و مسجد فنڈ

نام	عید فنڈ (روپیہ — آنہ)	مسجد فنڈ (روپیہ — آنہ)
۱۔ شیخ قمرالدین صاحب	۱	۱
۲۔ شیخ عبدالعزیز صاحب گھڑیال	۱—۰	۰
۳۔ بابو محمد عاشق صاحب	۱—۰	۰
۴۔ بابو عبدالرحمٰن صاحب	۱—۰	۱—۰
۵۔ بابو فضل کریم صاحب	۱—۰	۰—۸
۶۔ بابو غلام سرور صاحب	۰—۱۲	۰—۴
۷۔ بابو عبدالمنان صاحب	۱—۰	۱—۰
۸۔ میاں خدا بخش صاحب	۰—۸	۰—۸
۹۔ میاں شمس الدین صاحب	۱—۰	۰—۸
۱۰۔ میاں کریم بخش درزی	۰—۲	۰
۱۱۔ مستری نبی بخش صاحب	۰—۸	۰—۴
۱۲۔ میاں نظام الدین صاحب گجراتی	۰—۸	۰
۱۳۔ ایک نامعلوم الاسم صاحب	۱—۰	۰
۱۴۔ مستری غلام قادر صاحب	۰—۸	۰—۲
۱۵۔ بابو امام الدین صاحب	۱—۰	۰
۱۶۔ سیٹھ سعادت الدین صاحب	۰—۸	۰
۱۷۔ سیٹھ عبدالمالک صاحب	۱—۰	۰
۱۸۔ بابو عبدالعزیز صاحب	۱—۰	۱۰
۱۹۔ میاں نواب خان صاحب	۱—۰	۰
۲۰۔ میاں محکم الدین صاحب	۰—۸	۰
۲۱۔ مستری عبدالعزیز صاحب	۰—۸	۰—۸
۲۲۔ بابو عبدالرحمٰن صاحب (قیمت کھال)	۱—۰	۰
۲۳۔ میاں شمس الدین صاحب	۱—۰	۰
۲۴۔ بابو عبدالمنان صاحب	۰—۸	۰
۲۵۔ سیٹھ عبدالمالک صاحب	—	—
میزان	۱۹—۶	۵—۰

کل میزان ۲۵

نام		
۱۔ امیر عبدالرشید صاحب	۱—۰	۱—۰
۲۔ ماسٹر محمد عبداللہ صاحب	۱—۰	۱—۰
۳۔ ڈاکٹر محمد اسحاق صاحب	۱—۰	۱—۰
۴۔ منشی شکر الدین صاحب	۱—۰	۱—۰
۵۔ میاں فضل الٰہی صاحب	۱—۰	۱—۰
۶۔ مرزا منور بیگ صاحب	۱—۰	۱—۰
۷۔ ... میر خان صاحب	۰	۱—۰
۸۔ بابو عبدالرحمٰن صاحب	۱—۰	۱—۰
۹۔ ... عمر خان صاحب	۱—۰	۰
۱۰۔ بابو دوست محمد	۱—۰	۰
۱۱۔ ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب	۱—۰	۱—۰
۱۲۔ میاں غلام قادر صاحب	۱—۰	۱—۰
۱۳۔ شیخ محمد رمضان صاحب	۱—۰	۱—۰
۱۴۔ غلام ربانی صاحب	۱—۰	۱—۰
۱۵۔ ملک احمد بخش صاحب	۱—۰	۱—۰
۱۶۔ مرزا گل عباس صاحب	۱—۰	۱—۰
۱۷۔ شیخ رحمت اللہ صاحب	۰—۴	۰—۴
۱۸۔ مسٹر محمد ابراہیم صاحب	۰—۴	۰
۱۹۔ شیخ عبدالغنی صاحب	۰—۴	۰—۴
۲۰۔ شیخ نذر مولا صاحب	۱—۰	۰
۲۱۔ میاں عزیز اللہ صاحب وکیل	۱—۰	۱—۰
۲۲۔ خواجہ احمد حسن صاحب	۱—۰	۰
۲۳۔ خواجہ شبیر احمد صاحب	۱—۰	۰
۲۴۔ مستری محمد ابراہیم صاحب	۰—۴	۰—۴
۲۵۔ خواجہ محمد شریف صاحب	۱—۰	۱—۰
۲۶۔ ماسٹر فضل کریم صاحب	۰—۸	۰—۸
۲۷۔ ... عبدالکریم صاحب	۰—۸	۰—۸
۲۸۔ ماسٹر فضل الٰہی صاحب	۰—۸	۰—۸
۲۹۔ مستری محمد اسمٰعیل صاحب	۰—۸	۰—۸
میزان	۲۲—۴	۱۷—۱۲

کل میزان ۴۰—۰

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ ارگن

پیغام صلح

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیار پوری

جلد ۲۳ | لاہور۔ یوم شنبہ مطبوعہ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۷ اپریل ۱۹۳۵ء | نمبر ۲۸

حضرت مسیح موعودؑ کی عقیدت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

ینگ اسلام کا خاص نمبر

مئی کے مہینہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا وصال ہوا تھا۔ لوگ اپنے اپنے بزرگوں کے یوم وصال کو خاص طور سے تیوہار کا رنگ دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے نزول کی غرض و غایت اسلام کو علمی رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کرنا ہی۔ اس لئے آپکی وفات کے ایام کی یاد میں اگر ان کے پیرو اس خدمت اسلام کے کام کو ایک خاص اہمیت دیں اور اس میں اپنی وسعت کے مطابق حصہ لیں تو یہ اُن کیلئے دنیا میں بھی نیکنامی کا موجب ہوگا اور باقیات صالحات کا کام دیگا۔

نام نیک رفتگاں ضائع مکن
تا بماند نام نیکت برقرار

اس غرض کو پورا کرنیکے لئے ینگ اسلام کا ایک خاص ڈبل نمبر ماہ مئی میں شائع ہوگا جس میں سلسلہ کے قابل اہل قلم اصحاب کے مضامین ہونگے اور تصاویر بھی ہونگی احباب کیخدمت میں عرض ہی کہ اس خاص نمبر کی متعدد کاپیاں منگوا کر اہل اسلام میں تقسیم کریں قیمت فی پرچہ ۲ ؍ اور ایک روپیہ کی ۱۰ کاپیاں مقرر ہے جو محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام بھیجی جاوے۔ اور صراحت کردی جائے کہ ینگ اسلام کے خاص نمبر وصال مسیح موعودؑ کے لئے ہے۔

عزیز بخش
منیجر ینگ اسلام

۲۲/۴/۳۵

قادیان کا خفیہ سرکلر

ہمارے پاس لاہور سے ایک پوسٹر آیا ہے جو سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے شائع کیا ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ ناظر تصنیف و تالیف قادیانی نے جب حکومت انگریزی کے سیلیشن بورڈ کے افسر اعلیٰ کا مماثل سمجھنا چاہیئے ایک خفیہ سرکلر مرزا صاحب کے صحابہ کے نام جاری کیا ہے جس میں دریافت کیا گیا ہے کہ وہ قسم کھا کر بیان کریں کہ مرزا صاحب کے زمانے میں وہ مرزا صاحب کو اصلی معنوں میں رسول اور نبی سمجھتے تھے یا نہیں۔

اس سرکلر کے متعلق جو شے سب سے زیادہ دلچسپ ہے وہ یہ ہے کہ بقول لاہوری حضرات کے ۱۹۱۵ء میں خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے ایک عام اعلان کے ذریعے مرزا صاحب کے متبعین سے حلفیہ شہادت طلب کی تھی کہ وہ مرزا صاحب کو کیا سمجھتے رہے ہیں لیکن قادیانی جماعت نے اس اعلان پر جدا جدا طبع آزمائی کرنے سے اپنے آدمیوں کو روک دیا۔ اور آج جبکہ اس واقعے کو بیس برس ہوچکے ہیں اور قیاس چاہتا ہے کہ مرزا صاحب کے پرانے رفقا کی اکثریت فوت ہوچکی ہے اور قادیانی جماعت کے عقائد تکفیریہ دل و دماغ میں سرایت کرچکے ہیں تو شہادتیں طلب کی جارہی ہیں۔ . . . . . .

اگر لاہوری حضرات کا بیان درست ہے تو قادیانیوں کی اخلاقی پستی کا جس قدر ماتم کیا جائے کم ہے، وہ غلط، گمراہ اور کمزور عقائد کے سمندر میں ڈوب رہے ہیں اور تنکوں کا سہارا لیکر پار اترنا چاہتے ہیں جس جماعت کی حالت دیانت و اخلاق کے اعتبار سے اس قدر پست ہوجائے خدا جانے اس کو یہ دعویٰ کرتے ہوئے شرم کیوں نہیں آتی کہ ۳ سو سال میں ساری دنیا اس کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے گی۔ اگر قادیانیوں کو اپنے دعوے کی صحت کا یقین ہے تو وہ لاہوریوں کے چیلنج کو کیوں قبول نہیں کر لیتے۔ تاکہ لوگوں کو یہ تو معلوم ہوجائے کہ مرزا صاحب کا دعوےٰ کیا تھا۔

(مدینہ)

(۲۵ اپریل ۱۹۳۵ء)

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور حسب معمول مصروفیات دینیہ میں مصروف ہیں

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب چند روز کیلئے امرتسر تشریف لے گئے ہیں۔ امروز فردا میں واپس آجائیں گے۔ بعد کی خبر واپس آگئے ہیں۔

سیکرٹری صاحب جماعت اطلاع دیتے ہیں کہ جناب شیخ میاں محمد صاحب کے صاحبزادہ شیخ ... احمد صاحب کے گھر اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔

پیغام صلح۔ الحمدللہ۔ ہماری دلی مبارکباد قبول ہو۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت و مسرت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔

جناب ڈاکٹر حسن علی صاحب اسسٹنٹ سرجن امرتسر تحریر فرماتے ہیں کہ ان کے صاحبزادے عزیز فضل احمد خاں صاحب نے امسال مسلم یونیورسٹی علیگڑھ سے ایم اے کا امتحان دیا ہے۔ ان کی کامیابی کیلئے تمام احباب دعا کریں۔

جماعت کے دیگر بہت سے بچوں اور نوجوانوں نے مختلف امتحان دیئے ہیں ان سب کی کامیابی کیلئے بھی دعا کی جائے

چند روز ہوئے ہمارے محترم دوست جناب میاں عالم دین صاحب ایڈووکیٹ شیخوپورہ کی پسلی اور ٹخنے پر سخت ضربات آئیں اسی وجہ سے آپ جنرل کونسل میں بھی شرکت نہ فرماسکے۔ آپ کیلئے دل سے دعا صحت کی جائے

جناب میر مدثر شاہ صاحب پشاوری چند روز سے لاہور میں مقیم ہیں۔ عنقریب ملتان تشریف لیجائیں گے۔

نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ منشی بشیر احمد خانصاحب اہلمد سیشن کورٹ کا ۲۳ اپریل کو بعارضہ اسہال انتقال ہوگیا۔ اناللہ۔ اس حادثہ میں ہمیں مرحوم کے خاندان سے دلی ہمدردی ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ انکو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ تمام احباب اور جماعتوں سے جنازہ غائب کی درخواست ہے۔

مکتوب برلن

ماہ مارچ ۱۹۳۵ء میں برلن مشن کا کام

(از جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن)

ماہ مارچ کی ۱۶ تاریخ کو برلن مسجد میں عید الاضحیٰ منائی گئی جس کی مفصل رپورٹ پیغام صلح مورخہ ۴ اپریل میں شائع ہو چکی ہے

عیسائیوں کی مذہبی کانفرنس

شروع ماہ مارچ میں عیسائیوں کی ایک کانفرنس برلن میں منعقد ہوئی جس میں تقریباً چھ مشنری سوسائٹیوں نے حصہ لیا۔ اور یہ سب کی سب پروٹسٹنٹ تھیں۔ کانفرنس کا پروگرام تین ایام پر مشتمل تھا جس کے دوران میں مختلف تقاریر ہوئیں اور بعض عکسی تصاویر کے ساتھ تھیں۔ کانفرنس کا افتتاح ۲ مارچ کو جرمن پروٹسٹنٹ کا مبایان میں پچاس سالہ کام کے لیکچر سے ہوا۔ بروز اتوار بتاریخ ۳ مارچ یہاں کے بڑے گرجا میں عبادت کی گئی۔

اسلامی تربیت پر لیکچر

۴ مارچ کو ڈاکٹر ہبرارٹ نے "اسلامی تربیت عیسائی نقطہ نگاہ سے" کے عنوان پر جرمن یونیورسٹی کے ... لیکچر ہال میں ایک تقریر کی۔ راقم الحروف بھی اس میں شامل ہوا۔ لیکچر اچھا تھا۔ مقرر صاحب نے بتایا کہ اسلامی تربیت کا بنیادی پتھر قرآن کریم ہے۔ ازاں بعد پانچ بنائے اسلام کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ گو عام طور پر مسلمان علماء قرآن کریم کا ترجمہ کرنا گناہ سمجھتے ہیں۔ مگر چھوٹے بچوں کو اس کا حفظ کرانا موجب ثواب تصور کیا جاتا ہے مقرر نے تقریباً ایک گھنٹہ تک موضوع کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ تقریر بہت اعلیٰ اور عمدہ تھی۔ مگر حاضرین کی تعداد بمشکل ۲۵ سے زائد نہ تھی۔ اور پھر اس سے بڑھ کر یہ کہ دوران لیکچر میں سامعین منتشر ہونے شروع ہو گئے حتیٰ کہ آخیر لیکچر تک حاضرین کی تعداد صرف ۵، ۱۰، ۱۶ تک رہ گئی۔

شان خداوندی

شان خداوندی ہے کہ ہم غیر ملک غیر زبان کے اندر لیکچر دیتے ہیں تو بعض اوقات حاضرین کی تعداد اتنی ہوتی ہے کہ ہمارے ہال ان کے لئے جگہ ندارد۔ مگر عیسائی مشنریوں کا ان کے اپنے ملک میں یہ حال ہے اگرچہ مشنری سوسائٹیاں مل کر ایک کانفرنس منعقد کرتی ہیں تو حاضرین کی تعداد ۲۵ سے تجاوز نہیں کرتی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

ایک اور مذہبی کانفرنس

اسی ضمن میں ایک اور مذہبی کانفرنس کا ذکر کر دینا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ اس کے متعلق تفصیلاً تو قبل ازیں عرض کر چکا ہوا ہوں ۱۹ مارچ میں اس کے دو جلسے منعقد ہوئے۔ اول بتاریخ ۱۳ مارچ کو دوسرا ۱۲ مارچ کو۔ موضوع زیر بحث "تصوف" تھا۔ اول الذکر تاریخ پر میں علالت کی وجہ سے شریک نہ ہو سکا۔ اسلام کی نمائندگی ہمارے فاضل دوست حاجی کاظم زادہ ایرانی اور علامہ ڈاکٹر حمید مارتوس صاحب نے کی۔ ہر دو اصحاب نے اسلامی نقطہ نگاہ سے مسئلہ تصوف پر روشنی ڈالی۔ حاجی صاحب موصوف کی تقریر مذہبی نقطہ نگاہ سے اور علامہ ڈاکٹر حمید مارتوس کی فلسفیانہ رنگ میں بے نظیر تھیں۔

مسجد میں طلباء اور طالبات کی آمد

۲۵ مارچ کو یہاں کی ایک بڑی بھاری درسگاہ کے طلباء اور طالبات اپنے مشہور و معروف پروفیسر ڈاکٹر گرشمافر کی زیر نگرانی مسجد دیکھنے کو آئے اور درخواست کی کہ خاکسار اس موقعہ پر مسجد، اسلامی نماز، مذہب اسلام پر ایک مختصر سی تقریر بھی کرے۔ چنانچہ بندہ نے تقریباً نصف گھنٹہ کے قلیل عرصہ میں مندرجہ بالا موضوعات پر تقریر کرتے ہوئے بتایا۔ کہ ہماری مسجد صرف عبادتگاہ ہی نہیں ہوتی بلکہ مسلم قوم کا ہر رنگ میں مرکز ہوتا ہے

تقریر کا خلاصہ

چونکہ عام طور پر لوگ موٹی موٹی باتوں سے بھی ناواقف ہوتے ہیں۔ لہذا ان کو یہ بتانا بھی ضروری ہوتا ہے کہ محراب کیا۔ اذان کیا ہوتی ہے اور اس کا مقصد کیا ہے ؟ ہماری نماز عربی میں ہے مگر خطبہ وغیرہ مختلف ممالک اسلامیہ میں مختلف زبانوں میں ہوتا ہے یہاں جرمنی میں ہمارے خطبات المانوی زبان میں ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ، پھر اسلام کا ذکر کرتے ہوئے بتایا۔ کہ ہمارا صحیح مفہوم اور درست نام "مسلم" ہے نہ کہ "محمڈن" اور اس طرح ہمارے مذہب کا نام "اسلام" ہے۔ نہ کہ "محمڈنزم"۔ اصول اسلام کا ذکر کرتے ہوئے بتایا۔ کہ ہمارے مذہب کا بنیادی اصول لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے اور محمد رسول اللہ کے الفاظ خاص طور پر اس لئے رکھے گئے ہیں کہ بعد میں آنیوالی نسلیں دیگر مذاہب کے پیرؤں کی طرح آنحضرت صلعم کو خدا یا خدا کا بیٹا نہ بنالیں اور بجائے خدائے واحد کی عبادت کے ان کی عبادت نہ کرنی شروع نہ کر دیں۔ اس ضمن میں حضرت مسیح علیہ السلام کی پوزیشن کو صاف کرتے ہوئے بتلایا۔ کہ ایک مسلمان نہ صرف آنحضرت صلعم کو خدا کا برگزیدہ سمجھتا ہے۔ بلکہ جملہ انبیاء علیہم السلام پر اور ان میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام بھی آجاتے ہیں۔ لیکچر کے بعد حاضرین نے متعدد سوالات کئے۔ جن کا تسلی بخش جواب دیا گیا۔

ٹی پارٹی

ماہ رواں کے آخر پر یعنی ۲۹ مارچ ۱۹۳۵ء کو حسب معمول جرمن مسلم سوسائٹی نے ایک ٹی پارٹی کا انتظام کیا جس میں علاوہ ممبران سوسائٹی کے دیگر احباب اور معززین برلن نے بھی شرکت فرمائی اس تقریب میں خاکسار نے اسلامی تواریخ کے چند واقعات بیان کئے۔ ازاں بعد ایک خاتون نے ترک قوم کی انسانی ہمدردی اور مہمان نوازی کا ایک واقعہ بیان کیا۔ بالآخر ہمارے دوست جناب فخرالدین صاحب نے چند اشعار پڑھ کر حاضرین کو محظوظ فرمایا یہ پر لطف جلسہ رات کے بارہ بجے اختتام پذیر ہوا۔

مسلمان بچوں کی مذہبی تعلیم کا انتظام

مسلمان بچوں کی مذہبی تعلیم کے متعلق جو یہاں برلن میں انتظام کیا ہوا ہے۔ وہ بفضلہ جاری ہے۔ البتہ ۱۰ مارچ کو بندہ بوجہ علالت کے یہ کلاس خود نہ لے سکا۔ اس دن جناب مرزا عزیز الرحمٰن صاحب نے اس کام کو سرانجام دیا جس کے لئے میں ان کا بیحد ممنون و مشکور ہوں۔ جزاہم اللہ احسن الجزا۔

اسی طرح نماز جمعہ کا انتظام باقاعدہ رہا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین مبین کی خدمت کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جملہ احباب و بزرگان کی خدمت میں التجا ہے۔ کہ وہ اپنی دعاؤں میں برلن مشن و مسجد اور خاکسار کو فراموش نہ کریں والسلام

از برلن (مورخہ یکم اپریل ۱۹۳۵ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کا ایک نشان!

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ ذیل میں ایک عظیم الشان الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درج کرکے ارسال ہے۔ ازراہ کرم اس کو اپنے اخبار گوہر بار میں شائع فرما کر مشکور فرمادیں شاید کوئی سعید انسان اس سے فائدہ اٹھانے والا نکل آوے۔ والسلام۔ (خاکسار محمد جان احمدی از وزیرآباد)

برادران شیخ عبدالرحمٰن و شیخ مولا بخش صاحبان حج کعبۃ اللہ و روضہ اطہر کی زیارت سے مشرف ہو کر بخیریت تمام ۱۷/۴/۳۵ کو وزیرآباد آگئے ہیں، کعبۃ اللہ کے حالات بیان کرتے رہے اور موجودہ حکومت حجاز کے انتظام کی بہت تعریف کرتے رہے۔ اور جلالۃ الملک سلطان ابن سعود نے چیدہ چیدہ اصحاب کی دعوت کی تھی۔ اس دعوت میں یہ دونوں صاحبان بھی شامل تھے۔ اور دوران گفتگو میں فرمایا کہ ہر چہار مصلّوں کو بند کر کے صرف مقام ابراہیم کو مصلّے قرار دیا ہے۔ اب صرف اسی مقام ابراہیم پر ہی نماز ہوتی ہے۔ یہ سنتے ہی خاکسار کو حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام کا الہام

وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى

یاد آگیا اور مجھ کو وجد آگیا کہ الحمدللہ یہ بھی اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھ لیا۔ قرآن کریم کی یہ آیت پہلے خاتم الانبیاء پر اور اس ہمارے زمانہ میں حضرت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی غلام مسیح موعود پر الہاماً نازل ہو کر اس کی سچائی پر مہر تصدیق لگا دی۔ کاش کوئی حق کا پیاسا اس پر خدا کے خوف سے اس زمانہ کے مامور کی مخالفت ترک کر کے غور کرے۔ تاکہ ہلاکت سے بچ جائے ۔

قادیان کا نیا خفیہ سرکلر

کے عنوان سے انجمن نے جو پوسٹر اور ہینڈبل شائع کئے ہیں وہ تمام جماعتوں کو ارسال ہو چکے ہیں پوسٹروں کو احتیاط سے مناسب مقامات پر چسپاں اور ہینڈبلوں کو تقسیم کر دیا جائے۔ ان چیزوں کو قادیانی حضرات تک پہنچانے کی خاص طور پر کوشش کرنی چاہیئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم شنبہ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ | نمبر ۲۸

قادیان کا نیا خفیہ سرکلر

جناب خلیفہ قادیان کے کونسے مرید طبع آزمائی فرمائینگے؟

ہماری طرف سے قادیانی اکابر کو مسئلہ نبوت و تکفیر کے متعلق تبادلہ خیالات کی جو مخلصانہ دعوت دی گئی تھی اس کے جواب میں قادیان سے ایسی قابل افسوس اور نازیبا حرکتیں کی گئیں جو دیانت، شرافت اور معقولیت کے بالکل برعکس تھیں۔ اور جن کا تصور بھی کسی ایسی جماعت کے دماغ میں نہ آنا چاہیئے جو کہ مذہبی ہونے اور مذہب کی تبلیغ کرنے کی مدعی ہو۔ لیکن قادیانی اکابر نے یہ سب کچھ کیا۔ پہلے تو ایک ادنیٰ درجے کے کتب فروش کی خدمات حاصل کی گئیں۔ اور اس کو آلہ بنا کر دجل و فریب سے پُر پوسٹر شایع کئے۔ جن پر ملک کے تمام شریف طبقے اظہار ملامت و حقارت کر چکے ہیں۔ جب یہ فریب کامیاب نہ ہو سکا تو قادیانی اکابر کتب فروش کی آڑ ہٹا کر خود منودار ہوئے۔ اور دو اور اُلٹے سیدھے پوسٹر شایع کئے جن میں معاملہ کو الجھانے اور پبلک کے سامنے غلط رنگ میں پیش کرنے اور تبادلہ خیالات کو ٹالنے کی کوشش کی گئی۔ ان پوسٹروں کا شافی جواب بھی عرض کر دیا گیا۔ اس طرح قادیانی بزرگوں کی یہ "سادہ لوحانہ چالاکی" بھی کارگر نہ ہو سکی۔

ان ناکامیوں کے بعد قادیانی بزرگوں نے اپنے مقصد کے حصول کے لئے اخفا کے تاریک پردوں کے اندر رہ کر کام کرنا زیادہ مناسب سمجھا۔ جناب خلیفہ قادیان کے ناظر تالیف و تصنیف نے بعض قادیانیوں کے نام ایک خفیہ سرکلر بھیجا جس کا ذکر اس سے قبل "پیغام صلح" کے صفحات میں آچکا ہے۔ قادیانی بزرگوں کو خفیہ کارروائیوں کا کافی تجربہ اور مہارت ہے۔ اور اس سرکلر کے بھیجنے میں بھی لازمی طور پر انتہائی احتیاط کی گئی ہوگی۔ لیکن اس کی ایک کاپی کسی کوشش کے بغیر اتفاقی طور پر ہمارے ہاتھ آگئی۔ اس سرکلر میں لکھا تھا:۔

"مہربانی فرما کر حلفی بیان دیں:۔

۱۔ کیا آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کے احمدی ہیں۔ آپ نے کب بیعت کی تھی؟

۲۔ کیا آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں حضرت مسیح موعودؑ کو صحیح طور پر اور اصلی معنوں میں اللہ کا رسول اور نبی یقین کرتے تھے۔ جنہوں نے آنحضرت صلعم کے فیضان سے خدمت قرآن اور احیائے اسلام کے لئے خدا کی طرف سے نبوت کا مقام حاصل کیا تھا۔ یا کہ آپ محض استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ایسا خیال کرتے تھے۔

۳۔ آپ کے اس عقیدہ کی بنا کیا تھی۔ یعنی جو عقیدہ آپ کا اس زمانہ میں تھا وہ کس بنا پر تھی گھدا"

اس خفیہ سرکلر کے متعلق یہ بھی لکھا جا چکا ہے کہ ۱۹۱۵ء میں یعنی آج سے تقریباً بیس برس پیشتر جناب خواجہ کمال الدین مرحوم و مغفور نے ایک اعلان عام کے ذریعے حضرت مسیح موعودؑ کے تمام مریدوں سے اس امر کی حلفی شہادت طلب کی تھی کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں حضرت صاحب کو حقیقی نبی مانتے تھے یا محض جزوی اور ظلی طور پر یا مجازی معنوں میں نبی مانتے تھے۔ تو اس اعلان عام پر جماعت لاہور کے متعدد افراد نے حلفی شہادت دی کہ:۔

"نہ حضرت مرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء میں دعویٰ نبوت کیا نہ ۱۹۰۱ء میں اپنے عقیدہ میں تبدیلی کر کے دعوائے نبوت کیا۔ بلکہ دعوائے نبوت کو اپنے اوپر افترا قرار دیا۔ اور لفظ نبی کے استعمال سے مجازی جزوی ظلی مراد لیا جسے محدث کہا جاتا ہے۔"

لیکن اس اعلان پر ساری قادیانی جماعت خاموش رہی۔ اور ان میں سے کوئی ایک آدمی بھی میدان میں نہ آیا جو حلف اٹھا کر یہ کہتا کہ واقعی ہم نے ۹۱-۱۸۹۰ء میں حضرت مرزا صاحب کو نبی سمجھ کر بیعت کی تھی یا ۱۹۰۱ء میں آپ کے عقیدہ میں کوئی تبدیلی محسوس کی تھی اس کی وجہ "مقام خلافت" کا مندرجہ ذیل اعلان تھا جو کہ خلیفہ صاحب کے سرکاری گزٹ میں اشاعت پذیر ہوا تھا:۔

"ہمارے احباب خواجہ صاحب کو فرداً فرداً جواب نہ دیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کے بارہ میں جو حلفیہ شہادتیں خواجہ صاحب نے اُن دنوں احمدی برادران و بزرگان سلسلہ سے طلب کی ہیں اُن کی نسبت جدا جدا **طبع آزمائی** کی ضرورت نہیں سلسلہ عالیہ کے مرکز اور مقام خلافت ہی سے سب کا یکجائی جواب ہو جائے گا۔"

(الفضل ۲۰ جولائی ۱۹۱۵ء)

مقام خلافت سے ۱۹۱۵ء میں "جدا جدا طبع آزمائی" سے روکا گیا۔ آج بیس برس بعد اسی "جدا جدا طبع آزمائی" کا اسی "مقام خلافت" سے حکم دیا جا رہا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس بیس سال کے عرصہ میں قادیانیوں کے دماغ پیر پرستی کے زہر سے کافی طور پر ماؤف ہو چکے ہیں۔ اب ان سے جو جی چاہے آسانی سے کہلوایا جا سکتا ہے۔ یہ حرکت بھی قادیانی جماعت، قادیانی غلو اور قادیانی خلافت کی زبردست شکست کے مترادف ہے۔ کیونکہ ...... مدعی کی بات بجوں کو پس پشت ڈال کر پیر پرست لوگوں کے بیانات کا سہارا ڈھونڈا جا رہا ہے۔ خیران چیزوں کے متعلق اس سے قبل پوسٹر میں کافی طور پر لکھا جا چکا ہے۔

یہ خفیہ سرکلر یقیناً خلیفہ قادیان کے حکم سے جاری کیا گیا ہوگا۔ اور وہ خود ۱۹۱۱ء تک یعنی حضرت مسیح موعود کی وفات کے تین برس بعد تک ختم نبوت کے قائل تھے۔ اُن کی اپنے ہاتھ کی تحریریں موجود ہیں۔ چونکہ وہ تخت خلافت پر متمکن ہیں۔ اس لئے شاید وہ اپنے حلفی بیان کی ضرورت محسوس نہ فرمائیں اور کہہ دیں کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ میں جو کچھ کہتا ہوں وہ بالکل صحیح ہے اور جو مجھ پر اعتراض بھی کرے گا تباہ ہو جائے گا۔ لیکن ہم یہ دیکھنے کے مشتاق ہیں کہ وہ کونسے قادیانی بزرگ ہیں جو ۱۹۱۵ء میں سکوت عن الحق کے بعد ۱۹۲۵ء میں اپنے پیارے خلیفہ کی رضا و خوشنودی کے لئے حلفی شہادت دے دیں کہ "واقعی ہم نے ۹۱-۱۸۹۰ء میں حضرت مرزا صاحب کو نبی سمجھ کر بیعت کی تھی یا ۱۹۰۱ء میں آپ کے عقیدہ میں کوئی تبدیلی محسوس کی تھی" اور اس طرح اپنی عقل و آبرو اور عزت و مال کے ساتھ ساتھ اپنے ایمان کو بھی قربانگاہ خلافت پر نثار کر کے دنیائے پیر پرستی میں ایک نمایاں مثال قائم کر دیں۔ کیا اس میدان میں جناب خلیفہ قادیان کے استاد سید **سرور شاہ صاحب** تشریف لائیں گے جو آج سے **تقریباً** چوبیس ۲۴ سال قبل فرما چکے ہیں:۔

"لفظ نبی کے معنی ...... اوّل اپنے خدا سے اخبار غیب پانے والا۔ دوم عالی رتبہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ بکثرت شرف مکالمہ سے سرفراز کرے اور غیب کی خبروں پر مطلع کرے۔ اس رنگ میں میرے نزدیک تمام مجددین سابق مختلف مدارج کے انبیا گزرے ہیں۔ (بدر ۱۶ فروری ۱۹۱۱ء)"

کیا جناب خلیفہ صاحب کے مصاحب خاص اور پرائیویٹ سیکرٹری **جناب مفتی محمد صادق صاحب** اپنے عقیدہ کی مصلحتوں کے مطابق شہادت دے دیں گے۔ جو ڈنکے کی چوٹ یہ کہہ چکے ہیں کہ:

"ہمارا عقیدہ اس معاملہ میں دیگر مسلمانوں کی طرح ہے کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی آنے والا نہیں۔ نہ نیا نہ پرانا۔

(بدر جلد ۹۔ نمبر ۱۵-۵۲)

"اس امت میں ایسے آدمی ہوتے رہے جن کو الہام الٰہی سے مشرف کیا گیا۔ اور آئندہ بھی ہوتے رہینگے چونکہ حضرت مرزا صاحب بھی الہام الٰہی سے مشرف ہوتے رہے ...... اس واسطے مرزا صاحب ایک پیشگوئی کرنیوالے تھے اور اسکو عربی لغت میں نبی کہتے ہیں۔ (بدر جلد ۹۔ نمبر ۱۵-۵۲)

کیا جناب خلیفہ قادیان کے ایک اور مصاحب **میر قاسم علی صاحب** ایڈیٹر "**فاروق**" جو کہ فن دشنام طرازی کے بادشاہ ہیں اپنی حنا مالیدہ ریش دراز پر ہاتھ پھیر کر حلفی شہادت دیدیں گے اور اس بات کو بالکل فراموش کر جائیں گے کہ وہ اپنی مشہور تالیف دین الحق مطبوعہ ۱۹۱۱ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی مندرجہ ذیل تحریریں درج فرما چکے ہیں:۔

"ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب و کافر جانتا ہوں۔ صہ ۲۸
ہمارے نبی خاتم الانبیا ہیں۔ اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا۔

بنا ہوا پرانا ۔۔۔۔ محدث آئیں گے ۔ صلا۳

جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اُسے بیدین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں ۔ ص۲۹

کیا یہ شہادتیں فراہم کرتے وقت پیر محمد سعید صاحب سابقہ امیر جماعت حیدرآباد دکن کے مندرجہ ذیل الفاظ کو فراموش کر دیا جائیگا ؟

(۱) حضرت مرزا صاحب نے صرف محدث ہونے کا دعوٰی کیا ہے ۔ نبی حقیقی ہونے کا جو خاتم النبیین کے منافی اور لانبی بعدی کے خلاف ہے ۔

(انوار اللہ صفحہ ۲۶۹ مطبوعہ ۱۹۰۴ء)

بہرحال ہم منتظر ہیں کہ قادیانی بزرگوں میں سے کون کون آگے بڑھتا ہے اور اپنے پیر کی رضا و خوشنودی کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات اور اپنے سابقہ عقائد کو پس پشت پھینکتا ہے ۔ جناب میاں صاحب کی خلافت اور قادیانیوں کی اندھی پیر پرستی دنیا کو بہت سے دلچسپ اور سبق آموز نظارے دکھلا چکی ہے لیکن قربانگاہ خلافت پر ایمان و دیانت کی اس قربانی کا نظارہ سب سے زیادہ دلچسپ اور عبرت انگیز ہوگا ۔ ہم جناب خلیفہ قادیان اور قادیانی اکابر کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ اس طرح بھی اُن کا مقصد پورا نہیں ہو سکے گا ۔ صحیح طریق یہی ہے کہ شریفوں اور بہادروں کی طرح تبادلہ خیالات کریں یا صاف کہہ دیں ۔ ہم میں اس کی ہمت و جرأت نہیں ۔

علاوہ ازیں ہم یہ گذارش بھی کرنا چاہتے ہیں کہ مسئلہ نبوت کا تعلق مذہب سے ہے اس کے متعلق اس قسم کی خفیہ کاروائیاں مناسب نہیں ۔ لہذا ضرورت ہے کہ اس خفیہ سرکلر کو اطلاع عام کے لئے الفضل میں درج کر دیا جائے اور اس کے جواب میں جو شہادتیں موصول ہوں ان سب کو شہادت دینے والوں کے اصل الفاظ میں چھاپ دیا جائے ۔ تاکہ دنیا ان سے کوئی صحیح نتیجہ اخذ کر سکے ◆

منشی ظفر علیخاں کیوں مخالف ہیں ؟

معاصر مسلم سیونا دہلی اپنی ۱۹ اپریل کی اشاعت میں رقمطراز ہے کہ ۔

" مولوی محمد علی صاحب ایم اے مترجم انگریزی قرآن مجید کو آجکل "زمیندار" اور ان کے ہمنوا پادری کے لفظ سے پکارتے ہیں ۔ پادری کا لفظ فادر سے بگڑا ہوا ہے ۔ اس لئے یہ خطاب کہاں تک موزوں ہے اور مولوی صاحب کہاں تک اس کے حقدار ہیں اس کا اظہار تو پادری بنانے والے اور لکھنے والے ہی جان سکتے ہیں اور بیان کر سکتے ہیں ۔ ہم تو یہاں پر یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ یہی مولوی صاحب ۱۹۱۵ء تک زمیندار کے الفاظ میں حسب ذیل کے مصداق تھے ۔

" جناب مولوی محمد علی صاحب ایم ۔ اے ان عزیز الوجود بزرگوں میں سے ہیں جن کی عالمانہ زندگی کا ایک لمحہ بھی خدمت اسلام سے خالی نہیں رہتا ۔ وہ روزانہ قرآن مجید کا درس دیتے ہیں ۔ حال میں اس درس مقدس کے بعض اہم اقتباسات انہوں نے خود ہی مرتب کر کے شائع فرمائے ہیں جن میں اکثر آیات جزو اول اور کسی قدر جزو ثانی کی تفسیر ہے شاید اُردو کا خزانہ ایسے تابناک جواہر ریزے بڑی مشکلوں سے بھی نکال نہ سکے ۔

(ماخوذ از روزنامہ "زمیندار" ۱۵ اپریل ۱۹۱۵ء)

" زمیندار" لاہور کا مولوی صاحب کی نسبت خیال ۱۹۱۵ء میں جو کچھ تھا ۔ وہ مضمون بالا سے ظاہر ہے حالانکہ ۱۹۱۴ء میں وہ جماعت احمدیہ کے ممبر بن چکے تھے اور مرزا صاحب قادیانی کے اسی طرح مرید تھے جس طرح وہ اب تک مرید ہونے کے دعویدار ہیں ۔ لیکن انہی مولوی محمد علی صاحب میں جو عزیز الوجود تھے ۔۔۔۔ کچھ (ایسی) برائی آگئی کہ وہ پادری یا فادر کہلانے کے مستحق ہو گئے "

ہمارے معاصر کو معلوم ہونا چاہیئے ۔ کہ منشی ظفر علی خاں صاحب اور ان کے اخبار کے ضمیر کی آواز اب بھی وہی ہے جو کہ ۱۹۱۵ء میں تھی ۔ ان کی موجودہ مخالفت کی وجہ چند سیاسی ذاتی اغراض ہیں ۔ ان اغراض کے سبب ان پر جنونی کیفیت طاری ہو گئی ہے اور اسی حالت میں ان کے قلم سے الٹی سیدھی تحریریں نکلتی رہتی ہیں

اسلامی تہواروں پر فسادات

آریہ سماج کی ماس پارٹی کا آرگن "آریہ گزٹ" اپنی ایک تازہ اشاعت میں رقمطراز ہے کہ ۔

" ہندوؤں کے تہوار بھی آتے ہیں مگر کیا مجال کہ کسی کا دل دکھایا جائے یا کسی قسم کی بدمزگی ہونے پائے لیکن ہمیں اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ مسلمان بھائیوں کے بعض تہواروں پر کیوں ہر سال کہیں نہ کہیں فساد ہو ہی جاتا ہے ۔۔۔۔ آخر دونوں قوموں نے اسی دیش کے اندر رہنا ہے پس اگر پریم ، الفت اور یگانگت کیساتھ رہا جائے تو وہ سیاسی قومی اور مذہبی مفاد کے لئے بھی ہر طرف مناسب اور ٹھیک ہے "

ہندو تہواروں پر امن اور مسلمان تہواروں پر فسادات کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان برادران وطن کے تہواروں پر اسلامی رواداری سے کام لیتے ہیں اور اشتعال انگیزی اور کسی قسم کی مداخلت نہیں کرتے ، ہندو اور آریہ سماجی اسلامی تہواروں پر بالعموم اپنی ہندوانہ تنگ نظری دل آزاری اشتعال انگیزی اور بیجا مداخلت اور تشدد کا مظاہرہ کرتے ہیں ۔ کہیں ایک گائے کیلئے کئی کئی انسانوں کو بے دریغ ہلاک اور زخمی کر دیا جاتا ہے کہیں کسی پیپل یا بڑ کی شاخ کے تحفظ کیلئے بے دریغ مسلمانوں کے سر پھوڑے جاتے ہیں اگر ہندو اس تنگ نظری اور جہالت کو چھوڑ دیں تو اسلامی تہواروں پر فسادات نہ ہونے پائیں ۔ مسلمان ساری دنیا میں بستے ہیں ۔ لیکن ہندوستان کے سوا اور کسی ملک میں اسلامی تہواروں پر فسادات نہیں ہوتے اس سے صاف ظاہر ہے کہ قصور مسلمانوں یا اسلامی تہواروں کا نہیں ۔ بلکہ ہندوؤں کی دل آزاری اور تعصب و تنگ نظری کا ہے آریہ گزٹ نے اتحاد و امن پسندی کا جو وعظ فرمایا ہے اس کا شکریہ ۔ لیکن اس وعظ کی ضرورت مسلمانوں سے بہت زیادہ ہندوؤں اور آریہ سماجیوں کو ہے جو مسلمانوں کو غیر ملکی اور ملیچھ سمجھتے ہیں آریہ سماجیوں کے سوامی نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ جو لوگ ویدوں کو نہیں مانتے ۔ ان کو ملک سے نکال دیا جائے ◆

آہ ! حضرت مولانا محمد عبداللہ خاں صاحب

اخبار کی کاپیاں تیار ہو کر پریس جانے والی تھیں کہ ایک زبردست حادثہ پیش آگیا ۔ ایک بابرکت اور بافیض بزرگ ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو گئے ۔ اس رنجدہ حادثہ اور زبردست قومی نقصان کی اطلاع درج کرنے کے لئے آخری کاپی روک لی گئی ۔ اور انتہائی عجلت و بے چینی کی حالت میں یہ سطریں لکھی جا رہی ہیں ۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ہماری جماعت کے قابل عزت بزرگ حضرت مسیح موعودؑ کے قدیم خادم جناب مولینا مصطفٰے خاں صاحب بی ۔ اے سابق امام مسجد ووکنگ اور مولینا مرتضٰے خاں صاحب بی ۔ اے انسپکٹر آف سکولز ریاست مانگرول کے والد محترم حضرت مولانا محمد عبداللہ خاں صاحب سابق پروفیسر پٹیالہ کالج کا ۲۶ ۔ اپریل کی صبح کو حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال ہو گیا ۔ اناللہ

حضرت مرحوم علم و فضل ۔ زہد و اتقا ۔ جوش اسلامی اور اخلاق عالیہ غرضکہ ہر لحاظ سے بزرگان سلف کا نمونہ تھے ۔ عربی اور فارسی کے زبردست عالم تھے ۔ پٹیالہ کالج میں عرصہ تک انہی زبانوں کے معلم رہے ۔ اسلام قرآن ، حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعودؑ سے آپ کو غیر معمولی عشق تھا ۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے کی ذات سے بھی بیحد محبت تھی ۔ اخلاق کی یہ کیفیت تھی کہ ہر ایک چھوٹا بڑا دوست دشمن چند ملاقاتوں میں آپ کا گرویدہ ہو جاتا حضرت مسیح موعودؑ سے شرف بیعت کے بعد آخر دم تک سلسلہ کی خدمت میں مصروف رہے کئی سال سے مرکز کی بچیوں کی دینی تعلیم کا کام اپنے ذمہ لے رکھا تھا اور کمال شوق اور محنت سے اس کو انجام دیتے تھے ۔

انتقال کے وقت عمر اسی سال کے قریب تھی ۔ پیرانہ سالی اور بعض دیگر عوارض کی وجہ سے صحت کئی سال سے خراب تھی گزشتہ دنوں اکثر صاحب فراش ہو جاتے تھے اس ہفتہ بھی بخار کی وجہ سے دو تین روز طبیعت زیادہ خراب رہی لیکن ۲۵ ۔ اپریل کو حالت بہتر ہو گئی اور آپ نے غسل بھی کیا ۔ انتقال سے پندرہ بیس منٹ قبل اچھے تھے ۔

۲۶ ۔ اپریل کو نماز جمعہ کے بعد میت قبرستان میانی صاحب میں لے جائی گئی اور وہاں نماز جنازہ کے بعد سپرد خاک کی گئی ۔ مرکز کے تقریباً تمام بزرگ و احباب جنازہ کے ہمراہ تھے ۔

حضرت مرحوم کا انتقال ایک زبردست قومی نقصان ہے ۔ دعا ہے اللہ تعالے آپ کو اعزاز کے ساتھ اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور آپ کے صاحبزادوں اور دیگر اہل خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہم سب کو مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ۔ تمام جماعتیں جنازہ غائب پڑھیں ۔

خریداران پیغام صلح کو اطلاع

جہاں باقاعدہ جماعتیں نہیں ۔ یا مبلغین و محصلین انجمن دورہ پر نہیں جا سکتے ۔ ان مقامات کے خریداروں کی خدمت میں یکم مئی ۱۹۳۵ء سے وی پی ارسال کئے جا رہے ہیں وہ انہیں وصول فرما کر شکریہ کا موقع دیں

حضرت مسیح موعودؑ پر دو اعتراض اور انکا جواب

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹ)

نکاح بحالت حمل

شیخ صاحب نے بحوالہ کشتی نوح ایک اعتراض یہ بھی کیا ہے کہ حمل کی حالت میں بزرگوں کے اصرار سے مریم کا نکاح یوسف نجار سے ہوا۔ کشتی نوح میں جہاں حضرت مرزا صاحب نے یہ ذکر کیا ہے وہاں پر حاشیہ میں اس کے متعلق مفصل طور پر یہ حوالہ لکھا ہے۔ دیکھو کتاب اپاسٹولک ریکارڈس مصنفہ پادری جان ایلین گایلز مطبوعہ لندن ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۵۹۔۱۶۶۔ مگر ہمارے دوست .. بجائے اس کے کہ مصنف کا پیش کردہ حوالہ دیکھنے کی کوشش کرتے آپ انجیل متی کھول بیٹھے ہیں اور فرماتے ہیں۔ کہ میں اپنے آپ کو انجیل یا اناجیل تک محدود کر رہا ہوں۔ ہمارے کرمفرما کو واضح ہونا چاہیئے کہ آپ نے ایک بیان کو انجیل تک کس طرح محدود کر لیا ہے۔ درآنحالیکہ مصنف کتاب جس کا آپ اعتراض کر رہے ہیں: وہ اپنے اس بیان کو کسی اور کتاب کی طرف منسوب کر رہا ہے۔ خوب غور کر کے دیکھ لو کہ کشتی نوح کا یہ بیان کسی انجیلی بیان پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ جس کتاب سے یہ مضمون نقل کیا گیا ہے اس کا مفصل حوالہ مضمون کے نیچے لکھ دیا ہے

دوسری بات جو قابل گذارش ہے وہ یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں اپنے آپ کو انجیل تک محدود کر رہا ہوں۔ میرے دوست! میں آپ کی اس تحریر کو بدظنی پر محمول تو نہیں کرتا۔ مگر اس قدر التماس کرنا ضروری خیال کرتا ہوں کہ یہ تحریر واقعات کے صریح خلاف ہے آپ نے یہودی نکاح کے تین مراحل اپنے مضمون میں لکھے ہیں۔ یعنی اول درخواست۔ دوم منگنی۔ سوم رخصتانہ۔ فرمایئے یہ کس انجیل یا اناجیل کا اقتباس ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ تین چار یورپین مصنفوں کے حوالہ سے آپ کا یہ بیان مزین ہوا ہے

پھر آپ نے اپنے بیان میں ایک اور غضب ڈھایا ہے جہاں فرمایا ہے کہ میں اپنے آپ کو انجیل یا اناجیل تک محدود کر رہا ہوں۔ وہاں آگے بھی ارشاد فرما دیا ہے" گو میں جانتا ہوں کہ یوسف اور مریم کا بیت اللحم برائے مردم شماری جانا یا مصر کو بوجہ ہیروڈیس بھاگنا واقعات تواریخ کے خلاف ہے"

اسی طرح میرے حاضر خدمت ہونے پر آپ نے زبانی ارشاد فرمایا۔ کہ انجیل یوحنا میں جو مسیح کا پہلا معجزہ شراب بنانے کا لکھا ہے یہ واقعہ جعلی ہے۔ میں حیران ہوں۔ آپ یہ کیا فرما رہے ہیں ایک طرف بڑی تحدی سے انجیلی بیان سے مطالبہ پر مطالبہ کر رہے ہیں اور دوسری طرف اپنی بیانات کو تواریخ کے خلاف اور جعلی تبلا رہا جاتا ہے۔ اگر ان تحریرات اور نوشتوں کی آپ کے اعتقاد میں یہی حقیقت ہے تو پھر معارضہ کرنے کا کیا فائدہ۔ یہ دوسرا ثبوت ہے جس کی وجہ سے میں آپ کے بیان کو تفنن طبع پر محمول کر رہا ہوں۔

آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ سرسید کا حوالہ جو کیٹرسائیکلو پیڈیا کے حوالہ سے انہوں نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے اس حوالہ سے آپ کے بیان کی تائید ہوتی ہے۔ یہ آپ کی زبردستی ہے۔ آپ پورا حوالہ نہیں پڑھتے۔ سرسید فرماتے ہیں:۔

" یہودیوں کے ہاں اس رسم منگنی کے ادا ہونے کے بعد مرد اور عورت باہم شوہر اور زوجہ ہو جاتے تھے اور بجز اس کے کہ زوجہ اپنے شوہر کے گھر رہنے کو اس مدت کے بعد بھیجدی جائے اور کوئی رسم جس پر جواز تزوج منحصر ہو۔ عمل میں نہیں آتی تھی"

احباب کرام کی خاص توجہ کے قابل!

جماعت کے استحکام کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی یہ ہدایت ہے کہ احباب کرام اپنے اور اپنے بچوں کے رشتے جماعت ہی میں کیا کریں اس سے باہمی محبت و مودت میں اضافہ ہوتا ہے اور غیر از جماعت رشتوں میں جو تکالیف پیش آتی ہیں ان سے بہت حد تک انسان بچ جاتا ہے۔

اس لئے انجمن نے یہ انتظام کر رکھا ہے کہ جماعت میں سے جو لوگ (مرد یا عورت) قابل نکاح ہوں ان کے نام معہ دیگر تفصیلات یہاں ایک رجسٹر میں رہیں اور ان میں سے جن کے رشتے باہم کرائے جاسکیں کرا دیئے جایا کریں۔ اس کام کو جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے ازراہ نوازش اپنے ذمہ لیا ہے جو احباب ایسے رشتوں کے خواہشمند ہوں وہ اپنے نام اور دیگر ضروری امور سے حضرت ڈاکٹر صاحب کو مطلع فرمائیں امید ہے احباب کرام جلد اس طرف توجہ فرمائینگے

والسلام　　مسعود بیگ
۱۷ ۳/۳۴　　اسسٹنٹ سیکرٹری

اس عبارت سے آگے جو عبارت چھوڑ دی گئی ہے وہ اس طرح پر ہے:۔

"یہاں تک کہ اگر بعد اس رسم کے اور قبل رخصت کرنے ان دونوں سے اولاد ہو تو وہ ناجائز اولاد متصور نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ بیگناہ شرعی اولاد جائز متصور ہوتی تھی"

فرمایئے جب مرد اور عورت شوہر اور زوجہ بھی بن گئے۔ بلکہ ایسی حالت کی اولاد بے گناہ شرعی اور جائز اولاد تصور بھی ہوتی ہو تو اس کے بعد اور کیا انتظار باقی ہے جو گرہنیں اس کو بھی جانے دو۔ جادو وہ جو سر چڑھ بولے۔ میں نے اپنے سابقہ مضمون میں لکھا تھا۔ کہ منگنی کی تشریح آپ نے یہ فرمائی۔ جیسے کہ انہیں تنہائی میں ملنے کی اجازت نہ تھی اور ساتھ ہی یہ بھی لکھ رہے ہیں کہ پھر یوسف اپنی منگیتر کے ساتھ جو حاملہ تھی۔ مردم شماری کے لئے اپنے وطن بیت اللحم واقعہ یہودیہ کو گیا۔ یہ اختلاط درآنحالیکہ شیخصاحب کی تشریح منگنی کے سراسر خلاف تھا۔ کس طرح وقوع میں آگیا تھا؟ چونکہ اس بیان سے حقیقت کا چہرہ بے نقاب ہوا جاتا تھا۔ آپ نے اس پر ایک اور مزید نکتہ اضافہ فرمایا ہے جس نے سارے سوال کو حل کر کے رکھ دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ یہ کام یوسف نے ایک خواب کی بنا پر کیا تھا۔ جو انجیل متی میں مذکور ہے۔ آپ کے الفاظ اس طرح پر ہیں:۔

"پس یوسف نے نیند سے جاگ کر ویسا ہی کیا جیسا کہ خداوند کے فرشتہ نے اسے حکم دیا تھا اور اپنی بیوی کو اپنے ہاں لے آیا۔ گویا یہودیوں کے قانون شادی کے مطابق تیسری منزل بھی جس کی تصدیق سرسید نے بھی کی ہے اب پوری ہوگئی۔ اور حاملہ مریم اپنے گھر آکر آباد ہوگئی"

ناظرین جس بات کی مخالفت میں جناب شیخصاحب نے قلم اٹھایا تھا۔ وہی بات خود اپنے منہ سے تسلیم کر رہے ہیں کہ منگنی کے بعد تیسری رسم جس پر یہودیوں کے نکاح کی تکمیل منحصر تھی۔ وہ بھی پوری ہوگئی اور حاملہ مریم اپنے گھر آکر آباد ہوگئیں اسی کا نام ہے نکاح بحالت حمل۔ جس کی مخالفت کے لئے آپ نے زحمت مضمون گوارا فرمائی ہے ؎

لائے اس بت کو التجا کر کے
کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

اب میں اپنے مخاطب سے دریافت کرتا ہوں کہ اس مسئلہ میں آپ کو حضرت مرزا صاحب سے اختلاف کیوں ہے؟ وہ عیسائی کتب کی بنا پر بحالت حمل نکاح کا ہونا تحریر فرما رہے ہیں اور آپ انجیل کے بیان کے مطابق وہی بات لکھ رہے ہیں نتیجہ ایک ہی ہے۔ پھر مخالفت کا سبب کیا؟

میں نے بحوالہ تواریخ المسیح لکھا تھا۔ کہ پادری عماد الدین کا بھی یہی مذہب ہے کہ:۔

"جب یوسف کو خدا کی طرف سے خبر دی گئی۔ کہ وہ حمل روح القدس سے ہے۔ تب اس کے سب شک شبہات دور ہوگئے اور وہ گیا اور اپنی منگیتر کو حسب دستور ایجاب و قبول سے بعد نکاح اپنے گھر لے آیا"

یہ مصنف بھی صاف الفاظ میں نکاح بحالت حمل کا اقرار کرتا ہے۔ جب معاملہ اس حد تک پہنچ گیا تھا۔ تبھی تو حضرت مریم نے یوسف کے ساتھ ناصرہ سے بیت اللحم اور وہاں سے مصر کا سفر اختیار کیا۔ اگر تیسری رسم یعنی رخصتانہ عمل میں نہ آیا ہوتا۔ تو منگنی کی حالت میں تو انہیں ایک دوسرے کے ساتھ تنہائی میں ملنے کی اجازت ہی نہ تھی۔ پھر اس ربط و ضبط کے کیا معنے۔ شیخصاحب نے بحوالہ متی خواب کی بنا پر اس اختلاط کا عمل میں آنا تسلیم کیا ہے ہم بھی اس امر کے تسلیم کر لینے میں کوئی ہرج نہیں سمجھتے۔ مگر ہمارے بھائی نے جو عنایت کا وش سے یہودی نکاح کے تین مدارج تبلائے تھے اس صورت میں بطور استثنا ان میں ایک اور قانون کا اضافہ کرنا پڑیگا۔ وہ یہ کہ کبھی کبھی بحالت حمل اگر خدا کا فرشتہ خواب کے ذریعہ ایسا کر دے۔ تو ایسی صورت میں بلا چون وچرا عورت کو گھر میں لے آنا چاہیئے۔ بہرحال خوشی کا مقام ہے کہ شیخصاحب بھی اپنی تحقیق کی بنا پر اسی نتیجہ پر پہنچے۔ جو حضرت مرزا صاحب نے کشتی نوح میں ارقام فرمایا ہے۔ کہ بحالت حمل یہ نکاح وقوع میں آیا تھا۔

ا(دیکھو مرزا غلام احمد مسیح موعودؑ کی چٹے ...

شراب نوشی کا معاملہ

میں نے وضاحت کے ساتھ اپنے سابقہ مضمون میں بحوالہ بائیبل یہ امر ثابت کیا گیا تھا۔ کہ عیسائی کتب کی رو سے شراب نوشی جائز ہے۔ اور کتاب پیدائش میں لکھا ہے کہ حضرت نوح۔ حضرت لوط اور حضرت اسحٰق نے بھی اس کا استعمال کیا۔ جب بائیبل میں عہد حاضر انبیاء کا یہ فعل درج ہے اور انجیل میں اشارۃ النص کے طور پر اور عیسائی فضلاء کی تحریرات میں صراحت کے ساتھ جناب مسیح بھی اس فعل کے مرتکب پائے جاتے ہیں۔ تو اس قدر ثبوت کی موجودگی میں ہمارے دوست کو اس کا انکار نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ مگر شیخ صاحب نے اس کے متعلق نہایت مزے کی توضیحات فرمائی ہیں جن میں گو منطقیانہ بنا پر تضاد اور تخالف پیدا ہو گیا ہے۔ مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ انجیل کی تفسیر اور حمایت میں خوب زور قلم دکھایا ہے۔ اور شراب کو کہیں انگور اور آڑو کا رس فرمایا ہے اور کہیں یوں لکھا ہے کہ مسیح نے اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے یہ معجزہ ایسا کیا تھا۔ اور یہاں تک ہی فرمانے سے گریز نہیں کیا۔ کہ قرآن مجید میں شراب اور خمر کا ترجمہ پینے والی چیز ہے۔ پھر اس سے بھی بڑھ چڑھ کر ارشاد ہوتا ہے:۔

کہ اگر بہشت میں خمر کی نہروں کا ہونا کوئی قابل اعتراض چیز نہیں ہے۔ تو پھر خدا تعالےٰ کے سچے نبی کا لوگوں کے پاس معجزے کے طور پر شراب پیش کرنا کس طرح قابل اعتراض ہے؟

اصل میں شراب چیز ہی ایسی ہے کہ خواہ کتنی بڑی ہستی بھی اس کی حمایت کرے۔ وہ بہک جاتی ہے ہم اپنے دوست سے دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ شراب کو انگور اور آڑو کا رس بتلانا انجیل کے کن الفاظ کی تشریح ہے؟ انجیل کے الفاظ تک محدود رہ کر اس کا جواب عنایت فرمادیں اور اگر انجیل کے الفاظ شراب کو انگور اور آڑو کا رس ظاہر کرتے ہیں۔ تو اس حالت میں وہ نعمائے بہشت تو نہ ہوا۔ بلکہ اسی دنیا کی کوئی چیز ہوگا۔ اور اگر آپ تھوڑا سا تحمل اور اخلاق سے کام لیں جن کی ہمیں آپ کی ذات سے بہت کچھ توقع ہے تو ہم آپ کو بائیبل کی زبانی اس شراب خانہ خراب کی تفسیر سنائے دیتے ہیں جو ہم دونوں فریق کی تاویل و تاثرات سے علیحدہ اور فیصلہ کن ہے۔ سنئے پیدائش ۹ باب ۹۔ اور اس کی بیسویں آیت میں لکھا ہے:۔

"اور نوح کھیتی باڑی کرنے لگا۔ اور اس نے انگور کا ایک باغ لگایا۔ اور اس کی مے پی کر نشہ میں آیا اور اپنے ڈیرے کے اندر اپنے آپ کو ننگا کیا"

اور سنئے۔ اسی کتاب کے انیسویں باب میں حضرت لوط کا قصہ ان الفاظ میں لکھا ہے:۔

"اور لوط ضغر سے اپنی دو بیٹیوں سمیت نکل کر پہاڑ پر جا رہا۔ تب پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا۔ کہ ہمارا باپ بوڑھا ہے اور زمین پر کوئی مرد نہیں ہے جو تمام جہان کے دستور کے مطابق ہمارے پاس اندر آئے آؤ۔ ہم اپنے باپ کو مے پلائیں۔ . . . . سو اس رات بھی انہوں نے اپنے باپ کو مے پلائی"

شیخ صاحب! اس انگور کے رس کی اصلیت کو ملاحظہ فرمایا؟ اب ذرا اسی بائیبل کے ایک مفسر کی زبانی بھی سن لیجئے۔ پادری عماد الدین تفسیر یوحنا کے دوسرے باب اور اس کی تیسری آیت کی تفسیر فرماتے ہیں پہلے آیت کے الفاظ سن لیجئے:۔

"اور جب مے گھٹ گئی۔ یسوع کی ماں نے اس سے کہا کہ ان کے پاس مے نہ رہی"

رمے نہ رہی) یونانی میں وہی عام لفظ ہے جس کو شراب کہتے ہیں

پھر آگے لکھا ہے۔ مناسب طور سے وہاں استعمال ہوا تھا۔ جو شرعاً اور عقلاً جائز ہے۔

تیسری بار پھر فرماتے ہیں۔ لیکن جائز طور پر پینا منع نہیں ہے"

(تفسیر انجیل یوحنا صفحہ ۱۰۲

مصنفہ ریورنڈ پادری عماد الدین لائز۔ ڈی۔ ڈی)

اس کے علاوہ حضرت مرزا صاحب نے ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ اپریل ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۱۱۰ میں یہ حوالہ بھی لکھا ہے:۔

"کہ اخبار ایپی فنی مطبوعہ ۲۷ اپریل ۱۹۰۱ء جو پادریوں کا پرچہ ہے اور انگریزی زبان میں کلکتہ سے نکلتا ہے اس میں یہ عبارت ہے۔ کہ مسیح گوشت بھی کھاتا تھا۔ اور شراب بھی پیتا تھا"

اب شراب کے صحیح مفہوم کو اپنے بائیبل سے اچھی طرح سمجھ لیا۔ اور اس کے مفسروں کے کلام سے اس کے معنی بھی پڑھ لئے یہاں تک کہ اس کے جواز بلکہ ارتکاب کے حوالے بھی سن لئے بایں ہمہ آپ مسلمان ہو کر ایسی قبیح چیز کی تشبیہ اسلامی بہشت کی پاک اشیاء کے ساتھ دے رہے ہیں۔ جن کے متعلق صریح الفاظ میں ارشاد ہوا ہے

لا یسمعون فیھا لغوا ولا کذابا

پھر گذارش ہے کہ آپ انجیل تک محدود رہتے ہوئے یہ الٹی گنگا کیوں بہانے لگے کہ مولوی محمد علی صاحب کو چھوڑ کر قرآن شریف اور اسلامی بہشت کی فلاسفی پر بھی معترض بن گئے اور لگے ہاتھوں ان حقائق پر بھی ہاتھ صاف کر دیا۔ صریح طور پر یہ حق کی مخالفت کا نتیجہ ہے اس کے علاوہ انجیل متی میں جو جناب مسیح نے فرمایا ہے:۔

"یوحنا نہ کھاتا اور نہ پیتا ہے اور وہ کہتے ہیں۔ اس میں بدروح ہے ابن آدم کھاتا پیتا آیا۔ اور وہ کہتے ہیں دیکھو کھاؤ اور شرابی اور محصول لینے والوں اور گنہگاروں کا یار"

میں نے گذارش کی تھی۔ کہ اس مقولہ میں جناب مسیح کے منہ سے اپنے حق میں شرابی کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ گو وہ غیروں کی طرف اس کو منسوب فرماتے ہیں۔ پھر اگر وہ حقیقت پر مبنی نہ تھا۔ اور غلط اتہام تھا۔ تو چاہیئے تھا کہ اس کی تردید فرماتے۔

شیخ صاحب اس کے متعلق یہ کہکر خاموش ہو گئے کہ کیا مخالفین کی باتیں سند پیش کی جا سکتی ہیں۔ میری گذارش یہ ہے کہ جناب مسیح کی حیثیت ایک نبی کی حیثیت ہے۔ نبی کے لئے نہایت ضروری ہے کہ اگر اس کے اخلاق پر کوئی الزام عائد کیا جائے تو وہ اس کی تردید کرے ایسی حالت میں خاموش رہنا الزام کو تسلیم کرنا ہے۔ دیکھیئے اس جملہ میں تین چار الزام ہیں۔ کھاؤ اور شرابی اور محصول لینے والوں اور گنہگاروں کا یار۔ ہر ایک مخالف اور موافق اس بات کو باور کریگا۔ کہ مسیح کھاؤ تھے۔ پھر اس میں کیا شک ہے کہ وہ محصول لینے والوں اور گنہگاروں کے یار تھے۔ جب ایک جملہ میں تین باتوں کا آپ اقرار کرتے ہیں۔ تو چوتھی بات کا آپ کس طرح انکار کر سکتے ہیں؟ اس کے لئے میرا یا آپ کا انکار کوئی چیز نہیں۔ بلکہ خود الزام علیہ کو اگر وہ اس فعل کا مرتکب نہیں تھا۔ تو علانیہ انکار کرنا چاہیئے تھا۔ میں نے تو یہاں تک وضاحت کی کہ عیسائی علماء کے حوالے بھی پیش کئے۔ جن میں وہ صاف طور پر لکھتے ہیں کہ مسیح نے شراب پی ہے۔ مگر افسوس آپ ان حوالوں پر توجہ نہیں فرماتے۔

آپ نے ملاقات کے موقع پر زبانی مسیح کے شراب بنوانے معجزہ کا انکار فرمایا تھا اور کہا تھا۔ کہ ہم اس مقام کو جعلی سمجھتے ہیں مگر اب آپ اپنے مضمون میں اس کی تفسیر لکھ رہے ہیں اس لئے عرض ہے۔ کہ آپ پہلے تسلی اور اطمینان سے یکسوئی اختیار فرمائیں۔ پھر جس پہلو کو اختیار فرمائیں گے اس پر غور کیا جائیگا۔

آپ کے مضمون کو شائع کرنے میں کارپردازان مطبع اچھا سلوک نہیں کرتے اس لئے اس کی تفہیم میں بہت دقت اٹھانی پڑتی ہے۔ اگر وہ پروف دیکھنے کی زحمت اچھی طرح برداشت کریں۔ تو یہ شکایت رفع ہو سکتی ہے۔

آپ نے جو یہ ارقام فرمایا ہے کہ مریم صدیقہ بیت المقدس میں فروخت ہو گئی تھیں یہ کونسی انجیل میں لکھا ہے؟ حوالہ عنایت فرمایا جائے۔ ہم آپ کی اس صاف گوئی کا صدق دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جو آپ نے لکھا ہے کہ مجھے مسٹر محمد علی صاحب کے ساتھ اس امر میں اتفاق ہے کہ پادریوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت ہی ناپاک حملے کئے ہیں اور آنحضرت اور آپ کے صحابہ کو نہایت ہی ناپاک ناموں سے یاد کیا ہے۔ یہی وہ باتیں ہیں۔ جن کی وجہ سے ہمارے امام کو الزامی رنگ میں ان لوگوں کے خلاف ایسی تحریریں لکھنی پڑیں۔ جن کی وجہ سے آپ اور آپ کے ہم خیال ہماری جماعت کے ساتھ ناراض ہیں۔

میں نے ہر چند کوشش کی ہے کہ اپنے معزز مخاطب کو پوری تہذیب اور متانت سے مخاطب کروں کیونکہ اسلامی تعلیم اور ہمارے باہمی تعلقات اس کے متقاضی ہیں اس پر بھی اگر کوئی کلمہ ان کے خلاف شان استعمال ہو گیا ہو تو میں معذرت کا خواستگار ہوں حقیقت میں ایسے استدلال کنندہ کی ذات پر استعمال نہیں ہوتے۔ بلکہ اس استدلال پر عائد ہوتے ہیں۔ جو حق کے خلاف ہو۔

یورپی تمدن اور طلاق

انسانی زندگی کا اہم ترین پہلو خانگی زندگی ہے اگر ایک انسان کی خانگی زندگی راحت و سکون سے لبریز ہے تو سمجھنا چاہیئے۔ کہ وہ کامیاب ترین زندگی بسر کر رہا ہے۔ لیکن یورپی تمدن نے سب سے بڑھ کر اسی زندگی کی جڑ پر کلہاڑا چلایا ہے مثلاً حال ہی میں جمہوریہ امریکہ کے متعلق بعض حقائق شائع ہوئے ہیں کہ سترہ فیصدی شادیوں میں طلاق ہو جاتی ہے اور ۲۵ فیصدی شادیوں میں کسی نہ کسی نوع کی بے قاعدگی واقع ہو جاتی ہے۔ صرف ۱۹۲۹ء میں امریکہ میں دو لاکھ ایک ہزار چار سو اڑسٹھ طلاقیں ہوئی تھیں۔ ایک اور اندازہ یہ ہے کہ جن منشد میں چھ شادیاں ہوتی ہیں اور ایک طلاق ہوتی ہے یعنی ہر چھ شادیوں میں سے ایک جوڑا ضرور طلاق کی بنا پر علیحدہ ہو جاتا ہے عورتوں کی طرف سے بہ کثرت خلع کے دعوے ہوتے ہیں اور ان دعووں میں سے ۷۳ فیصدی کامیاب ہو جاتے ہیں ایک شخص کا بیان ہے کہ مختلف وکیل اور بیرسٹر صرف ازدواجی مقدمات میں چالیس کروڑ پونڈ سالانہ کماتے ہیں ان حقائق کو سامنے رکھ کر اندازہ کیجئے۔ کہ امریکہ کی خانگی اور ازدواجی زندگی کس درجہ خراب و مصیبت زا ثابت ہوئی ہے اور جس تہذیب اور تمدن کا ثمرہ یہ ہے اسے کون انسانیت کیلئے باعث رحمت و برکت قرار دے سکتا ہے اس "روشنی" سے تو جنگلیوں اور وحشیوں کی وہ "تاریکی" ہی ہزار درجہ بہتر ہے جس میں کم از کم مرد اور عورت کے وظائف طبعی کی بجا آوری کے انتظامات تو بہرحال زیادہ اطمینان بخش ہیں۔

کیا اسے عورت کی آزادی اور مساوات قرار دیا جانا سکے لطف کی بات یہ ہے کہ امریکہ اور یورپ میں مرد اور عورت باہمی رضامندی کی بنا پر شادیاں کرتے ہیں ہندوستان کی طرح محض والدین کے پسند یا انکے انتخاب کی بنا پر شادیاں نہیں ہوتیں۔ باہمی رضامندی کی شادیوں میں طلاق کے امکانات بالکل کم ہو جانے چاہئیں لیکن واقعات و حقائق سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاملہ بالکل برعکس ہے۔ ہندوستان کے جو نقال یورپی تمدن کو انسانی زندگی کا بلند ترین مظہر [illegible] (الفضل)

تار کا پتہ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۹

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

حقیدہ جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی

(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ماہوار ایڈیشن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۳ | لاہور۔ یوم شنبہ مطبوعہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ مطابق ۴ مئی ۱۹۳۵ء | نمبر ۲۹

نعت

(از حضرت مسیح موعودؑ)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا — نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر — لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے — اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے
وہ یارِ لامکانی وہ دلبرِ نہانی — دیکھا ہے ہم نے اُس سے بس رہنما یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے — وہ طیّب و امیں ہے اُسکی ثنا یہی ہے
آنکھ اُسکی دوربیں ہے دل یار سے قریں ہے — ہاتھوں میں شمعِ دیں ہے عین الضیا یہی ہے
اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں — وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ — باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے
سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا — وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے
اسلام کے محاسن کیونکر بیاں کروں میں — سب خشک باغ دیکھے پھولا پھلا یہی ہے
ہر جا زمیں کے کیڑے دیں کے ہوئے ہیں دشمن — اسلام پر خدا سے آج ابتلا یہی ہے

اس دیں کی شان و شوکت یارب مجھے دکھا دے
سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دعا یہی ہے

ہماری تبلیغی ڈاک

(مرتبہ جناب خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب)
(مترجمہ جناب ماسٹر غلام محمد صاحب بی۔ اے)

بلجیم

از الیس۔ بی صاحبہ

مکرم برادر! کتب اور عید کارڈ موصول ہو کر خوشی کا باعث ہوئے۔ میں آپ کی تہ دل سے ممنون ہوں۔ افسوس کہ قلت وقت اور مصروفیت کی وجہ سے عریضہ لکھنے میں دیر ہو گئی۔ امید ہے آپ معاف فرمائیں گے۔

مطلع فرما دیں۔ کہ آپ کس کتاب کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کرانا پسند کرتے ہیں؟ "اسلام کیا ہے"۔ یا کسی اور کتاب کا ترجمہ شروع کیا جائے؟ میں انشاء اللہ فرصت کے وقت میں یہ کام سرانجام دینے کی کوشش کروں گی۔

کتاب جو فرانسیسی زبان میں میں نے تصنیف کی ہے ابھی تک نہیں چھپی۔ جب چھپ جائے گی۔ تو اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں پیش کر کے بہت خوش ہونگی۔

میری طرف سے ممبران انجمن کی خدمت میں سلام عرض کریں اور کہیں کہ میں انشاء اللہ اسلامی کتب کے فرانسیسی زبان میں ترجمہ کرنے میں حسب توفیق حصہ لونگی

الجیریا

از مسٹر کے۔ ایم الگر

جناب مکرم! میں فرنچ یونیورسٹی کے لاء کالج کا ایک مسلم طالب علم ہوں۔ اور ایک مشہور ایسوسی ایشن کا پریذیڈنٹ ہوں۔ میں دیگر دوستوں کے ساتھ بڑے شوق سے اشاعت اسلام کا کام کر رہا ہوں۔ براہ کرم ہماری لائبریری کیلئے کچھ اسلامی کتب ارسال فرماویں۔ تاکہ انگریزی دان نوجوان ان سے مستفیض ہو سکیں اور دیگر صاحبان کے لئے جو انگریزی نہیں جانتے۔ میں فرنچ میں اُن کا ترجمہ کر کے شائع کرونگا۔

سپینش مغربی افریقہ

از مسٹر ایم۔ بی۔ آئی

برادر محترم! مجھے عرصہ سے آپ کے حالات سے آگاہی نہیں ہوئی۔ کیونکہ میں نائیجیریا چھوڑ کر یہاں آگیا ہوں اور چونکہ آپ دنیا بھر کے تمام ممالک سے خط وکتابت میں مصروف رہتے ہیں۔ اس لئے شاید آپ بھی میرے حالات سے ناواقف ہیں۔ دو ماہ سے میں اشاعت اسلام میں مصروف ہوں۔ اور قوی امید رکھتا ہوں کہ یہاں کے بہت سے لوگ اسلام میں داخل ہونگے۔ قبل ازیں بھی میں نے عرض کیا تھا۔ کہ کچھ اسلامی لٹریچر ارسال فرما دیں۔ یہاں کے لوگ گو جہالت میں پڑے ہیں۔ مگر خدا کے فضل سے آپ کے لٹریچر سے بہت دلچسپی رکھتے ہیں اور اسلام کے بہت قریب آچکے ہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ میں ایک سوسائٹی قائم کر کے آپ کے زیر نگرانی آپ کی تیار کردہ کتب کی ایک بڑے پیمانے پر اشاعت کروں اور ان کا ہسپانوی زبان میں ترجمہ کر کے یہاں کے لوگوں تک صداقت کو پہنچاؤں۔

جنوبی امریکہ

از مسٹر ایم۔ جی لیکچرار

مکرم برادر۔ میں نومسلم ہوں اور یہاں تبلیغ اسلام کا کام سرانجام دے رہا ہوں۔ براہ کرم کچھ کتب اور ٹریکٹ ارسال فرما دیں۔ جن کو میں عیسائیوں میں تقسیم کر کے ان کی غلط فہمیوں کو دور کردوں۔ اور جو جو زہریلے خیالات اسلام کے متعلق یہاں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کو دور کردوں۔ والسلام۔

مغربی افریقہ

بہت سے لوگ اس سے ناواقف ہیں کہ افریقہ کے تاریک براعظم میں ہمارے مسلمان بھائی کس تندہی اور اخلاص سے اسلام کی روشنی پھیلا رہے ہیں اور اپنی مساعی جمیلہ سے خدمت اسلام کا ایک عظیم الشان کام سرانجام دے رہے ہیں۔

چنانچہ مسٹر ایم۔ ایم کالون مغربی افریقہ سے لکھتے ہیں۔ کہ یہاں کے ایک افریقن چیف نے گذشتہ پانچ سال سے اپنے ملک میں اسلام کی طرف خاص توجہ مبذول فرمائی ہے۔ انہوں نے اپنے دارالحکومت کی مساجد میں بہت بڑی اصلاح کی ہے اور اپنی مسلم رعایا کی بہتری اور بہبودی کے لئے بہت کچھ کیا ہے۔ وہ اپنی رعایا میں اس قدر ہر دلعزیز ہو گئے ہیں کہ جمعہ کی نماز کے بعد انہیں نمازیوں کا ایک بہت عالیشان مجمع محل تک باتعظیم وتکریم پہنچاتے جاتا ہے۔ اور ان کے لئے اللہ سے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔

ماہ رمضان میں تو وہ حاتم طائی کی طرح بہت سخاوت کا کام کرتے ہیں اور بلا امتیاز مذہب وملت غربا اور مساکین کو خیراتیں دیتے ہیں۔

ان کا ارادہ اپنے دارالخلافہ میں ایک اسلامی درسگاہ کھولنے کا ہے۔ جس میں بچے اور بچیاں عربی اور انگریزی تعلیم پائینگے

پیغام صلح۔ ہمیں افریقہ کے دیگر سرداروں سے توقع ہے کہ وہ بھی اس فرزند اسلام کی ایسے کار خیر میں تقلید کریں گے۔ اور اپنی رعایا کو اسلامی تعلیم سے مالا مال کر دینگے۔

کائنات عالم میں اسوۂ رسول ؐ کی اشاعت کی ضرورت

لارڈ ہیڈلے فاروق کی پرجوش اپیل

(از قاضی عبدالمجید قریشی ہٹی صنلع لاہور)

کسی مذہب کو شکست دینے کا کامیاب ترین طریق یہ ہے۔ کہ لوگوں کے سامنے اس مذہب کے بانی کے اعمال واخلاق کو اس طرح بگاڑ کر پیش کیا جائے کہ وہ متنفر ہو جائیں۔ یہ وہ ہتھیار ہے جس سے بعض پادریوں نے یورپ میں اسلام کو شکست دینے کا کام لیا۔ اب جب تک ہم دنیا کے سامنے رسول اللہ کی صحیح تصویر پیش نہ کریں کہیں بھی اسلام کی فتوحات کا سلسلہ شروع نہ ہوگا۔ لارڈ ہیڈلے فاروق، جب آل انڈیا تبلیغ کانفرنس دہلی کی صدارت کے لئے تشریف لائے۔ تو آخری چیز جو انہوں نے مسلمانوں کے سامنے پیش کی یہی تھی۔ آپ نے فرمایا:-

"وہ دن آچکا ہے جب دنیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اپنے علم میں اضافہ کرے۔ اگر ہم اس پاک انسان کی اصل شکل وصورت کو دنیا کے سامنے پیش کریں تو مجھے تو دنیا میں کوئی بھی انسان نظر نہ آئیگا جس کا دل آپ کی محبت سے لبریز نہ ہو جائے وہ مقدس ترین انسانؐ اس وقت نہایت ہی غلط بیانیوں کے لباس میں ملبوس کر دیا گیا ہے آپ کی زندگی تو پاکیزہ اور بے عیب ہے لیکن بدکیشوں نے آپ کی تصویر نہایت بے طریق پر کھینچی ہے۔ آپ انہیں اصلی رنگ میں پیش کیجئے۔ تو دنیا مسخر اسلام ہو جائے گی۔"

اشاعت اسلام کے دو ہی راستے ہیں۔ ایک یہ کہ ہماری اپنی زندگی رسول اللہؐ کی زندگی کا صحیح عکس ہو۔ اور وہ دنیا کی زندگیوں کو مسخر کرے۔ لیکن اگر ہمارا اپنا نمونہ ایسا نہ ہو۔ تو پھر دوسرا طریقہ یہ ہے۔ کہ ہم اپنی زندگی کو الگ کر کے رسول اللہ کی پاک اور بے عیب تصویر لوگوں کے سامنے پیش کر دیں تاکہ یہ تصویر از خود اپنی فتوحات کا سلسلہ جاری کرے۔

بہرحال یہ قطعی بات ہے کہ دنیا کو مطالعہ سیرت کے جس قدر مواقع بہم پہنچائے جائیں گے۔ اسی قدر اشاعت اسلام کا میدان صاف ہوتا چلا جائے گا۔ اگر اتنا ہو جائے۔ کہ حضورؐ کے یوم ولادت کی تقریب پر ذات نبویؐ کے متعلق ہم ایک لیکچر لکھیں اور ساری دنیا میں اس کی اشاعت کریں۔ تو مجھے یقین ہے کہ چند ہی سال میں تمام نوع انسان اپنے حقیقی محسن سے ضرور تعارف حاصل کرے گی۔

یوم النبی اور تحریک اشاعت سیرت کا اصلی پروگرام یہی ہے ہم چاہتے ہیں کہ ہر سال سیرت نبوی پر ایک بہتر سے بہتر تقریر قلمبند کی جائے۔ ساری دنیا کی زبانوں میں اس تقریر کے ترجمے کا انتظام کیا جائے۔ اور ان تمام وسائل کی مدد سے جو دنیائے اسلام کے پاس موجود ہیں۔ دنیا بھر میں یہ تحریک کی جائے۔ تمام کائنات میں یوم النبیؐ پر جلسے منعقد ہوں اور ہر جلسے میں یہ تقریر مقامی زبان میں سنائی جائے اور حاضرین میں مفت تقسیم کی جائے۔

اگر دنیائے اسلام کے اخبارات سے امداد لی جائے اور فرزندان اسلام سے جو دنیا کے ہر گوشے میں پھیلے ہوئے ہیں ✻

✻ اپیل کی جائے تو اس عالمگیر پروگرام کی تکمیل کچھ مشکل نہیں، گذشتہ سال روپیہ، وقت اور انتظام تینوں چیزیں موجود نہ تھیں۔ تاہم اس تحریک کے غلغلے سے ہندوستان کا ایک ایک گوشہ گونج اٹھا۔ ایک تقریر سیرت کم از کم پندرہ ہندوستانی زبانوں میں چھپی اور ڈھائی لاکھ کی تعداد میں مفت تقسیم ہوئی۔ لیکن یہ سب کچھ اس عظیم الشان پیغمبرؐ کی امت کے لئے جو تمام انسانوں کے لئے بشیر ونذیر بن کر آیا تھا۔ کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ کاش مسلمان اس حقیقت کا احساس کر سکیں۔

مذاکرہ علمیہ

میثاق النبیین

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

عنوانِ بالا سے ایک مضمون عرصہ ہوا "الفضل" میں نکلا تھا۔ اس میں یہ جتانے کی کوشش کی گئی تھی کہ سورہ آل عمران کی میثاق النبیین والی آیت جس پر ایمان لانے کے متعلق کل نبیوں سے عہد لیا گیا تھا۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تھے۔ بلکہ حضرت مرزا صاحب تھے۔ اور اس پر دلیل یہ دی گئی تھی کہ سورۂ احزاب میں چونکہ میثاق النبیین کے ذکر میں آنحضرت صلعم کو مخاطب کر کے "منک" کا لفظ بھی آگیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خود آنحضرت بھی اُن نبیوں میں شامل ہیں۔ جن سے عہد لیا گیا تھا کہ جب کل نبیوں کا موعود رسول آئے تو اس پر ایمان لانا اور اس کی نصرت کرنا۔ پس جو آنے والا رسول تھا وہ حضرت مرزا صاحب ہیں۔ جن پر ایمان لانے اور نصرت کرنے کا سب کو حکم ہے۔ یہ استدلال جیسا کچھ غلط اور لغو ہے اس بات ہی سے نظر آجائے گا۔ کہ اگر کل نبیوں کے موعود حضرت مرزا صاحب ہیں تو پھر یہ لازم آئے گا کہ اگر آنحضرت صلعم آج زندہ ہوتے تو وہ اس میثاق کے ماتحت حضرت مرزا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرتے اور اُن پر ایمان لاتے اور ان کی اتباع کرتے حالانکہ اس آیت کی تفسیر میں آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا لو کان عیسیٰ و موسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی کہ اگر موسیٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کے سوا چارہ نہ تھا۔ اور بات بھی صاف ہے۔ خود اس آیت کو پڑھ لو صاف کہہ رہی ہے کہ آنے والا موعود سب کا متبوع ہوگا اور اس پر ایمان لانا سب کا فرض ہوگا۔ آیت یوں ہے و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ و لتنصرنہ قال ءاقررتم و اخذتم علی ذٰلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا و انا معکم من الشٰھدین۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں کا عہد لیا اس لئے کہ ضرور تم کو میں نے کتاب اور حکمت سے دیا۔ پھر تمہارے پاس جب وہ عظیم الشان رسول آئے جو اس کی تصدیق کرنے والا ہوگا جو تمہارے پاس ہے تو تم کو ضرور ہی اس پر ایمان لانا ہوگا۔ اور ضرور ہی اس کی مدد کرنی ہوگی۔ کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میرا عہد قبول کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم اقرار کرتے ہیں۔ پس گواہ رہو اور گواہی دو۔ اور میں تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

محمد رسول اللہ ہی رسول موعود ہیں

اس آیت سے ظاہر ہے کہ کل نبیوں سے کسی ایسے رسول پر ایمان لانے اور اس کی مدد کرنے کا اقرار لیا گیا تھا۔ جو کل نبیوں کی تصدیق کرنے والا ہوگا۔ پس اگر وہ موعود رسول ان نبیوں میں سے کسی کی زندگی میں آجاتا تو اس نبی کو چارہ نہ تھا کہ وہ اس موعود پر ایمان لاتا اور اس کی اتباع کرتا۔ اور اس کے کام میں مدد کرتا۔ اسی لئے رسول اللہ صلعم نے جو آیت میثاق کے موعود ہونے کے مدعی تھے فرمایا کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو میری اتباع کے سوا انہیں چارہ نہ تھا۔ پھر اتنا ہی نہیں بلکہ فاشھدوا و انا معکم من الشٰھدین کے ماتحت ان نبیوں کا ایک کام یہ بھی قرار دیا گیا کہ وہ اس امر پر گواہ بنیں اور اپنی امت کے سامنے گواہی دے جائیں کہ وہ موعود رسول تمام نبیوں کا موعود ہے۔ تاکہ جب وہ رسول آئے تو ان تمام نبیوں کی امتیں اس پر ایمان لائیں اور اس کی اتباع کریں اور اس کے کام میں مدد کریں۔

اسلام ہی عالمگیر مذہب ہے

اور بات بھی ٹھیک تھی۔ اگر یہ سچ ہے کہ ابتدا میں سب قومیں ایک دوسرے سے الگ پڑی ہوئی تھیں اور اُن کی استعداد بھی اس قابل نہ تھی کہ اس مکمل ہدایت کو جو انسان کے لئے مقدر تھی برداشت کر سکتیں تو پھر یہ ضروری تھا کہ ہر قوم میں الگ الگ نبی آتے اور اُن کی استعدادوں اور ضرورتوں کے مطابق الگ الگ ہدایت و شریعت لاتے۔ لیکن اگر وہ وقت آجائے جب استعداد انسانی ارتقا کے منازل طے کر کے بلوغت کو پہنچ جائے اور اس قابل ہو جائے کہ مکمل ہدایت کو برداشت کر سکے اور وقت آجائے کہ تمام قومیں آپس میں ملنا جلنا شروع ہوں تو پھر ضروری تھا کہ اس وقت ایک ایسا رسول آئے جو کل نوعِ انسان کے لئے ایک مکمل ہدایت و شریعت لائے جو ہر قوم اور ہر زمانہ کے لئے ہو۔ تا قوموں کی باہمی منافرت و مغائرت دور ہو کر ایک عالمگیر اخوت و مساوات قائم ہو۔ پس ایسی صورت میں یہ بھی ضروری تھا کہ ہر ایک قوم کے نبیوں سے یہ عہد لیا جاتا تھا کہ جب وہ موعود رسول آئے جو دنیا میں قومی مذہبوں کو مٹا کر ایک عالمگیر مذہب کی بنیاد رکھے گا تو ہر ایک نبی کا یا اس کی امت کا جو اس موعود رسول کے وقت موجود ہو یہ فرض ہوگا کہ اس موعود رسول پر ایمان لائے۔ اور اس کی اتباع کرے۔ اور اس کے اس عظیم الشان کام میں مدد کرے۔ کیونکہ اگر ہر ایک نبی سے یہ عہد نہ لیا جاتا اور اُن کی امت کو یہ ہدایت نہ دی جاتی تو اُن کے پاس یہ عذر معقول تھا کہ وہ اپنے قومی مذہب کو نہیں چھوڑ سکتے۔ اور اپنی قومیت سے متعلق ہدایات کو چھوڑ کر کسی غیر از قوم شخص کی بات نہیں سن سکتے۔ کیونکہ قومیت کی تڑپ بڑی زبردست ہوتی ہے۔

امن وسلامتی کا مذہب

پس جب مشیت الٰہی یہی تھی کہ نوع انسان جو نفس واحدہ سے پیدا ہوئی ہے ایک امت واحدہ کی شکل میں بھائی بھائی بن کر دنیا میں رہے۔ اور ایک دوسرے سے قومی تباغض اور تحاسد اور تنافر کا جو باعث فساد و اختلال ہیں خاتمہ ہو کر اخوت اور حریت اور مساوات قائم ہو۔ جس سے سچا امن دنیا میں پیدا ہوتا ہے۔ تو ایک موزوں و مناسب وقت پر ضروری تھا کہ ان قومی مذاہب کو توڑ کر ایک عالمگیر مذہب کو قائم کر دیا جاتا۔ اور اس کے لئے ہر ایک نبی اور اس کی امت کو یہ ہدایت دی جاتی کہ وہ ایسے عظیم الشان رسول پر جو نوعِ انسان کی یہ بہترین خدمت کرنے آئے گا ایمان لائیں اور اس کی اتباع کریں اور اس میں اس کی مدد کریں۔ لیکن ایسے موعود رسول سے جو اس عالمگیر مذہب کی بنیاد ڈالنے کے لئے آنے والا تھا۔ اس بات کا عہد لینا بھی ضروری تھا کہ وہ ہر قوم کے نبیوں اور شریعتوں کی تصدیق کرے گا یعنی ان نبیوں کو منجانب اللہ اور اُن کی اصل تعلیموں کو جو اگرچہ مفقود موجودہ میں مٹ گئیں۔ یا بگڑ گئیں ہوں مگر ابتدا میں منزل من اللہ ہوں۔ اُن کو ابتدا میں خدا کی طرف سے نازل شدہ ماننے کو اپنا اصول دین قرار دے گا۔ تاکہ ہر ایک قوم کا فرد جب اس عالمگیر مذہب کو قبول کرے تو ساتھ ہی اسے اپنے مذہب کی ہدایات کو افترا علی اللہ اور اپنے قوم کے نبیوں کو مفتری اور کذاب نہ ماننا پڑے۔ بلکہ ان سب کو منجانب اللہ مانتے ہوئے وہ اس عالمگیر مذہب میں منسلک ہو سکے اور دنیا میں اگر کوئی عالمگیر مذہب ہو سکتا ہے تو پھر ضروری ہے کہ اس میں یہ اصول بھی ہو۔ ورنہ نہ صرف یہ امر ایک خلاف واقعہ ہوتا کہ دنیا کی کسی خاص قوم کے سوا دوسری قوموں میں کوئی ہدایت نہ آئی جو خدا کی ربوبیت عامہ کے مطلق خلاف ہے۔ بلکہ مختلف قوموں کے افراد پر یہ ایک تکلیف مالایطاق ہوتی کہ وہ کسی ایسے مذہب کو قبول کریں۔ جس کے ماننے سے انہیں اپنے مسلمہ بزرگوں کو شیاطین ماننا پڑے۔ ایسا مذہب ایک لعنت ہوتا۔

آیت میثاق کی صحیح تفسیر

پس جب آنحضرت صلعم دنیا میں مبعوث ہوئے۔ تو آپ نے ایک عالمگیر مذہب کی بنیاد ڈالی اور اس میں بطور اصول کے یہ رکھا گیا کہ یؤمنون بما انزل الیک و ما انزل من قبلک۔ کہ اس مذہب کے ماننے والے اس پر ایمان لاتے ہیں جو تجھ پر نازل ہوا اور جو بھی تجھ سے پہلے نازل ہوا۔ اور لکل امۃ رسول۔ لکل قوم ھاد فرما کر بتایا کہ ہر قوم میں رسول آیا اور ہر قوم میں ہادی آئے۔ پس اب جو شخص اس مذہب کو قبول کرتا ہے وہ ایک طرف اپنے بزرگوں کو بھی منجانب اللہ سمجھتا ہے اور دوسری طرف اس نئے مذہب کی مکمل اور اعلیٰ تعلیم سے بھی فائدہ اٹھاتا ہے۔ برخلاف دوسرے مذاہب کے جو ایک دوسرے کی تصدیق نہیں کرتے اور ایک کو سچا ماننے سے دوسروں کو جھوٹا ماننا لازم آتا ہے۔ پس عالمگیر مذہب کا یہ بنیادی اصول اس امر کا متقاضی تھا۔ کہ اس مذہب کی بنیاد ڈالنے والے رسول سے بھی یہ عہد لیا جاتا کہ وہ تمام نبیوں اور اُن کی دی ہوئی ہدایتوں کی تصدیق کرے۔ لہٰذا جب آیت میثاق النبیین میں تمام نبیوں سے عہد لیا گیا کہ اس موعود رسول کے آنے پر ایمان لانا اور اس کی اتباع کرنا اور نصرت کرنا اُن پر اور اُن کی امتوں پر فرض ہے تو وہاں اس موعود رسول سے بھی ان تمام نبیوں کی تصدیق کا عہد لیا گیا۔ سورہ احزاب میں انہی دو عہدوں کو اس طرح فرمایا۔ "و اذ اخذنا من النبیین میثاقھم و منک و من نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ ابن مریم و اخذنا منھم میثاقا غلیظا" اور جب ہم نے تمام نبیوں سے ان کا عہد لیا اور تجھ سے عہد لیا اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ عیسیٰ سے عہد لیا اور اُن سے بڑا مضبوط عہد لیا۔ یہاں النبیین میں تمام قومی نبیوں کا ذکر ہے جن سے کوئی عہد لیا گیا۔ یہاں یہ ذکر تو نہیں کہ وہ عہد کیا تھے۔ ان عہدوں کا ذکر سورہ آل عمران میں میثاق النبیین والی آیت میں موجود ہے مگر اس جگہ سے یہ ضرور لگتا ہے کہ تمام نبیوں سے آنحضرت صلعم کا عہد مختلف تھا۔ اسی لئے آپ کے عہد کو الگ ذکر کیا۔

رسول اللہ کا عہد دوسرے انبیا سے الگ تھا

اگر آپ کا اور ان نبیوں کا عہد ایک تھا اور اسی عہد میں آپ بھی شامل تھے جس میں دوسرے سب نبی شامل تھے۔ تو جب منک فرما کر رسول اللہ صلعم کو مخاطب کر لیا تھا تو پھر اخذنا میثاقا غلیظا میں ضمیر غائب ہُم نہ ہونی چاہیئے تھی۔ بلکہ ضمیر

مخاطب کا ہونا لازمی تھا۔ یعنی بجائے منہم کے منکم ہوتا یعنی ہم نے تم سب سے بڑا پختہ عہد لیا تھا۔ لیکن رسول اللہ صلعم کو علیحدہ کرکے تمام نبیوں کو صیغہ غائب میں فرمایا کہ ہم نے ان سب نبیوں سے بڑا پختہ عہد لیا تھا۔ صاف بتاتا ہے کہ ان کا کوئی عہد تھا اور آپ کا کوئی اور عہد تھا۔ جس کا میثاقاً غلیظاً میں ذکر نہیں۔ جن سے میثاقاً غلیظاً والا عہد لیا گیا تھا۔ اُن کے لئے ضمیر غائب استعمال کرکے انہیں رسول اللہ صلعم سے الگ کر دیا گیا۔ البتہ اس عہد کی اہمیت کا تقاضا تھا کہ قومی نبیوں میں سے خاص عظیم الشان نبیوں حضرت نوح۔ حضرت ابراہیم۔ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کا بالخصوص ذکر کر دیا جاتا۔ اور ان نبیوں کا خصوصیت سے ذکر کرکے اخذنا منہم میثاقاً غلیظاً کے ماتحت اس میثاق میں اُن کا شامل ہونا خاص طور پر بتلا کے یہ ظاہر کر دیا جاتا کہ ان تمام انبیاء سے باوجود ان کی عظمت اور شوکت اور ایک بڑی امت کے روحانی پیشوا ہونے کے اس موعود نبی پر ایمان لانے۔ اتباع کرنے اور اس کی مدد کرنے کا اسی طرح عہد لیا گیا جس طرح دوسرے قومی نبیوں سے عہد لیا گیا تھا۔ اور عہد بھی میثاقاً غلیظاً یعنی نہایت پختہ عہد کہ اس موعود کو ماننے کے سوا چارہ نہیں۔

عہد کیا تھے؟

وہ عہد جو میثاقاً غلیظاً کے ماتحت کل قومی نبیوں سے لیا گیا۔ کیا تھا؟ اس کا ذکر سورہ آل عمران میں میثاق النبیین والی آیت میں ہے کہ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ یعنی جب وہ موعود رسول آئے تو تم سب اس پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اسی طرح اس موعود رسول سے جو علیحدہ عہد لیا گیا تھا جس کا ذکر "منک" میں کیا گیا تھا؟ وہ مصدقاً لما معکم میں مذکور ہے یعنی تمام گزشتہ نبیوں کی تصدیق کرنے کا عہد تھا۔ گویا جہاں تمام قومی نبیوں سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ اس آنے والے موعود نبی کی تصدیق کریں وہاں اس آنے والے موعود نبی سے یہ عہد لیا گیا کہ وہ ان تمام گزشتہ نبیوں کی تصدیق کرے۔ اب خدا کے لئے بتاؤ کہ یہ کون تھا جس نے کل نبیوں کی تصدیق کی اور جس نے اپنے مذہب کے ایمانیات میں بطور اصول کے یہ بات رکھی کہ ما انزل الیک وما انزل من قبلک پر ایمان لانا ہر ایک مسلمان پر فرض ہے یعنی ایک مسلمان کے لئے لازمی ہے کہ نہ صرف آپ پر نازل شدہ کتاب کو مانے بلکہ کل گزشتہ نبیوں کی وحی پر ایمان لائے آخر واقعات سے کس طرح آنکھیں بند کر لی جائیں کیا یہ جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی نہ تھے جنہوں نے عالمگیر مذہب کی بنیاد ڈالتے ہوئے دنیا میں اس "عالمگیر اصول" کو قائم کیا۔ کیا ہم یہ مانیں کہ یہ عالمگیر اصول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی میں نازل نہیں ہوا بلکہ حضرت مرزا صاحب کی وحی میں نازل ہوا تھا جو سراسر خلاف واقعہ ہے اور کیا ہم یہ مانیں کہ اگر محمد رسول اللہ صلعم آج زندہ ہوتے تو انہیں سوائے اس کے چارہ نہ تھا کہ وہ حضرت مرزا صاحب پر ایمان لاتے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرتے اور ان کی اتباع کرتے اور ان کے کام میں مدد کرتے جس طرح سے حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے اسی آیت کے ماتحت فرمایا کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کے سوا چارہ نہ تھا۔ دیکھا کہاں سے کہاں پہنچ گئے یہ ہوتا ہے غلو کا نتیجہ!

حضرت مرزا صاحب کا مذہب

اور مزہ یہ ہے کہ وہ شخص جسے اس آیت کا مصداق بتایا جا رہا ہے یعنی خود جناب مسیح موعودؑ حضرت مرزا صاحب وہ آخر دم تک اس آیت کا مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھتے اور لکھتے رہے کیا کمال ہے کہ خود موعود کو پتہ نہ لگا کہ اس آیت کا مصداق میں ہوں۔ ایک واقف قادیانی بزرگوں سے یہ کہتا تھا کہ حضرت مرزا صاحب کو پہلے اپنی نبوت کا پتہ نہ لگتا تھا لیکن خیر پیچھے آکر پتہ لگ گیا۔ مگر اس آیت کے مصداق ہونے کا تو انہیں آخری وقت تک پتہ نہ لگا۔ البتہ یہ سعادت بعض قادیانی بزرگوں کے حصہ میں آئی جنہیں آپ کی وفات کے بہت عرصہ بعد اس کا پتہ لگا۔ خیر غنیمت ہے کہ آخرکار پتہ لگ گیا۔ مگر خود حضرت مسیح موعودؑ کا یہ مذہب نہ تھا حاشا وکلا یہ مذہب نہ تھا۔ ان کا دامن ان ہفوات اور لغویات سے پاک ہے۔ وہ خود حقیقۃ الوحی میں تحریر فرماتے ہیں:- صفحہ ۱۳۰ قولہ تعالیٰ- واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال أأقررتم واخذتم علیٰ ذالکم اصری قالوا اقررنا قال فاشہدوا وانا معکم من الشاہدین (الجہاد ۳۰/۳) ترجمہ:- اور یاد کرو جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں گا اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنی ہوگی۔ کیا تم نے اقرار کیا اور اس عہد پر استوار ہوگئے۔ انہوں نے کہا ہم نے اقرار کر لیا۔ تب خدا نے فرمایا کہ اب اپنے اقرار کے گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ اس بات کا گواہ ہوں۔ اب ظاہر ہے کہ انبیاء اپنے اپنے وقت پر فوت ہوگئے تھے یہ حکم ہر نبی کی امت کے لئے ہے کہ جب وہ رسول ظاہر ہو تو اس پر ایمان لاؤ ورنہ مواخذہ ہوگا۔ اب بتلائیں میاں عبدالحکیم خان نیم ملا خطرہ ایمان کہ اگر صرف توحید خشک سے نجات ہوسکتی ہے تو پھر خدا تعالیٰ ایسے لوگوں سے کیوں مواخذہ کرے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے مگر توحید باری کے قائل ہیں"۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان اس بات کا قائل تھا کہ نجات کے لئے توحید کافی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری نہیں۔ اُسے حضرت مرزا صاحب اسی آیت میثاق النبیین کو پیش کرکے قائل کر رہے ہیں کہ دیکھو اس آیت کے رو سے ہر نبی کی امت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری ہے۔

اب فرمایئے کہ حضرت مرزا صاحب کے نزدیک تمام نبیوں کے موعود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا خود وہ آپ؟ اگر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں تو یہ کتنی بڑی گستاخی اور کیسی خطرناک جرأت ہے کہ نبی کریم صلعم کو اس کرسی سے اتار کر ان کے غلام کو اس پر بٹھایا جائے اور خود حضرت مرزا صاحب پر یہ کس قدر افترا اور بہتان ہے کہ اس مقدس انسان کی طرف ایسا غلط دعوےٰ منسوب کیا جائے۔

✲ لیا گیا تھا۔ دوبارہ یاد دہانی کرائی جاتی ہے۔ کہ براہ کرم اس پرچہ میں درج فرما کر مشکور فرماویں:-

(۱) سید غلام حسین شاہ صاحب
(۲) مولوی محمد اکرم صاحب
(۳) شیخ عطاء اللہ صاحب کلرک ملز
(۴) شیخ عبدالغنی صاحب لائلپوری۔
(۵) شیخ میاں عطاء اللہ صاحب پروپرائٹر نیو سٹیم رولر فلور ملز امرتسر

خاکسار
محمد اعظم احمدی دی نیو سٹیم رولر فلور ملز امرتسر

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب امرتسر میں

گذشتہ ہفتہ ہماری خوش قسمتی سے حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب چند ایک روز کیلئے امرتسر تشریف لائے۔ آپ جیسی بزرگ ہستیوں کے ورود مسعود کو غنیمت سمجھتے ہوئے شیخ میاں عطاء اللہ صاحب پروپرائٹر فلور ملز امرتسر نے آپ کی خدمت میں درخواست کی۔ کہ آپ ۲۵ اپریل کی شام کو ملز مذکور کے ملحق مسجد میں درس قرآن دیں۔ جسے آپ نے بخوشی منظور کر لیا۔ تمام احباب سلسلہ کو اطلاع کر دی گئی۔ ڈاکٹر صاحب موعودہ وقت پر تشریف لائے۔ حاضری غیر متوقع طور پر زیادہ تھی۔ کیونکہ احباب سلسلہ کے علاوہ اندرون ملز کے تمام مسلمانوں نے نہایت ذوق و شوق سے حصہ لیا چنانچہ آپ کی آمد پر تمام مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ آپ نے درس میں بیان فرمایا۔ کہ مامورین اللہ انسانوں پر عامۃ الناس کی . . . کی مخالفت کی وجہ سے کیا کیا مصیبتیں آئیں۔ حتےٰ کہ جان سے مار ڈالنے تک کے منصوبے ہوتے رہے آپ جب رسول اکرم صلعم کے مصائب کو بیان فرما رہے تھے تو احباب آبدیدہ تھے۔

پھر بیان فرمایا۔ کہ چونکہ حق کی اشاعت کرنے والوں کا خدا حامی و ناصر ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ہر مخالفت کی پروا نہ کرتے ہوئے اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔ ازاں بعد نماز مغرب ادا کی گئی جس میں ایک قادیانی بھائی عبدالحق خانصاحب گیٹ کیپر فلور ملز امرتسر نے بھی شرکت کی۔ اور ڈاکٹر صاحب موصوف کے پیچھے غیر متوقع طور پر فریضہ نماز ادا کیا۔

خوش قسمتی سے دوسرے روز جمعہ تھا آپ نے صاحب موصوف کی درخواست پر جمعہ کی امامت اور دعوت طعام بھی منظور فرمالی چنانچہ فریضہ جمعہ بھی مسجد مذکور میں ادا کیا گیا۔ احباب سلسلہ کے علاوہ عام مسلمانوں نے بھی شرکت کی۔ آپ کا خطبہ نہایت بصیرت افروز اور ایمان پرور تھا جس میں آپ نے بیان فرمایا۔ کہ جب تک انسان مصائب اور مشکلات کے بے پناہ ہجوم میں گھر نہیں جاتا۔ تب تک اس کی طبیعت کے جوہر ظاہر نہیں ہوتے بلکہ چھپے رہتے ہیں۔ اخلاص، عزم اور استقلال کی نمائش کے لئے خداوند تعالیٰ مامور کو بہیم حوادث کا شکار بنا دیتا ہے۔ جن کی وجہ سے دنیا والوں پر اس کی حقیقت کھلتی ہے۔ نیز آپ نے اس امر کی بھی توضیح کی۔ کہ ہم ہر مسلمان کے پیچھے جو کسی کلمہ گو کو کافر نہ کہتا ہو۔ نماز ادا کرتے ہیں۔ یہ غلط ہے کہ ہم سوائے احمدی احباب کے کسی اور کے پیچھے نماز ادا نہیں کرتے اور اس اصول کے ماتحت ہم قادیانی عقائد کے لوگوں کے پیچھے نماز ادا نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ عام کلمہ گو مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں

ہم قبلہ ڈاکٹر صاحب کے تہ دل سے مشکور ہیں اور ان کی خدمت بابرکت میں استدعا کرتے ہیں۔ کہ جب کبھی امرتسر تشریف لادیں۔ اسی معمول کے مطابق ہمیں سرفراز فرمادیں۔ ہم آپ کی ایمان افروز تقاریر سے روح میں تازگی محسوس کرتے ہیں۔

آپ نے جمعہ کی نماز کے بعد جماعت کی تنظیم سے متعلق چند ایک ضروری اور مفید باتیں سمجھائیں اور ساڑھے تین بجے تشریف لے گئے۔

نیز چند ایک احباب جو کارخانہ میں ملازم ہیں اور جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ ماہ فروری میں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے تھے۔ مگر آج تک پیغام صلح میں اعلان نہیں ہوا

جماعت احمدیہ کے متعلق سر ظفر علی صاحب کا غلط استدلال

روزنامہ سول ملٹری گزٹ کی ۲۴ اپریل کی اشاعت میں سر ظفر علی صاحب سابق جج ہائیکورٹ لاہور کی ایک افسوسناک تحریر شائع ہوئی تھی جس کے جواب میں اخبار مذکور کو ہماری طرف سے بھی ایک تحریر بھیجی گئی۔ اس کا ترجمہ درج ذیل ہے

(مدیر)

احمدیہ بلڈنگس لاہور

۲۴ اپریل ۱۹۳۵ء

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب روزنامہ سول ملٹری گزٹ لاہور

جناب من! آپ کی ۲۴ اپریل کی اشاعت میں جماعت احمدیہ کے متعلق سر ظفر علی صاحب کے خیالات پڑھ کر مجھے سخت حیرانی ہوئی۔ انہوں نے حکومت سے استدعا کی ہے کہ احمدیوں کو مسلمانوں سے الگ فرقہ قرار دیں اور اس کے لئے انہوں نے کئی ایک دلائل بھی پیش کئے ہیں۔

(۱) پہلی دلیل انہوں نے یہ دی ہے کہ مسلمانوں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ احمدی مسلمان نہیں حالانکہ مولانا ابوالکلام صاحب آزاد مولانا عبدالباری صاحب مرحوم اور مولانا محمد علی صاحب مرحوم جیسے روشن خیال مسلمان جماعت احمدیہ کو مسلمان سمجھتے رہے ہیں اور یہی خیال اب بھی تمام روشن خیال مسلمانوں کا ہے۔ انجمن حمایت اسلام نے جو بہترین دل و دماغ رکھنے والے مسلمانوں کی نمائندہ جماعت ہے اپنے پلیٹ فارم کو احمدیت کے خلاف مظاہر کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کی سختی کے ساتھ مخالفت کی۔ اور جب ملاں طبع عوام نے چودھری ظفر اللہ خاں کے تقرر کیخلاف ریزولیوشن پاس کر دیا۔ تو انجمن نے اس سے بھی اپنی بے تعلقی ظاہر کی علاوہ ازیں احمدی **مسلم کانفرنس۔ مسلم لیگ۔ مسلم تنظیم کمیٹی اور انجمن حمایت اسلام** جیسے مسلم اسلامی اداروں کے ممبر ہیں اور یہ چند ایک نام ہیں۔ جن کا ذکر کیا گیا۔ چودھری ظفر اللہ خاں کے اعزاز و اکرام میں بہت سی اسلامی جماعتوں نے حصہ لیا جن میں مسلمانوں کے بہترین دل و دماغ رکھنے والے لوگ شامل تھے خود سر ظفر علی صاحب نے بھی اولاً معزز میزبان اس میں حصہ لینے کے لئے چندہ دیا۔ چودھری ظفر اللہ خاں کو اسلامی حلقہ انتخاب کی طرف سے پنجاب کونسل کا ممبر منتخب کیا گیا اور ابھی حال ہی میں ان کے بھائی کو جو کہ احمدی ہیں۔ بلا مقابلہ منتخب کیا گیا ان واقعات کے ہوتے ہوئے ایک ہائیکورٹ کے سابق جج کا یہ کہنا کہ مسلمانوں نے ایک متفقہ آواز کے ساتھ احمدیوں کو کافر قرار دیا ہے۔ بہت ہی حیرانی کی بات ہے۔ "ایک متفقہ آواز" تو ظاہر ہے کہ موجود نہیں۔ ہاں دو آوازیں بے شک ہیں۔ ایک آواز تو ملاں لوگوں کی ہے اور دوسری مسلمانوں کی [illegible] طاقتوں کی۔ ملاں خوا اللہ کر بجائے اس کے کہ جماعت احمدیہ کے خلاف کچھ کہیں۔ ان کی خدمات اسلامی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور بلا تامل اخلاقی اور ادبی امداد انہیں دیتے ہیں۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ اول الذکر یعنی ملاؤں اور ان کے متبعین کی آواز کا جہاں تک تعلق ہے وہ بے شک احمدیوں کو کافر قرار دیتی ہے۔ لیکن تاریخ اسلام میں کوئی عظیم الشان شخصیت نہیں ہوئی جس کو اس آواز نے کافر قرار نہ دیا ہو۔ سر **سید احمد خاں** جو تحریک علیگڑھ کے بانی تھے اور جن کے احسانات کے آگے ہندوستان کے مسلمانوں کی گردنیں خم ہیں۔ ان کی بھی اپنے وقت میں انہیں ملاؤں کی طرف سے نہایت سختی کیساتھ مخالفت کی گئی اور انہیں کافر قرار دیا گیا۔

یہ نہایت افسوسناک بات ہے کہ سر ظفر علی صاحب جیسا سمجھدار آدمی ایک گندے چیتھڑے کو اس طرح پبلک کے سامنے لانے کا اہتمام کرے۔ میں مسلمانوں کی تمدنی زندگی کے اس نہایت تاریک پہلو کی تفصیلات بیان کر کے قارئین کے مذاق کو بدمزہ کرنا نہیں چاہتا اور اس بارہ میں محض اس قدر کہہ دینے پر اکتفا کرتا ہوں کہ اسلام میں کوئی ایسا فرقہ نہیں جس کو کسی دوسرے فرقے نے کافر قرار نہ دیا ہو جس فرقہ سے سر ظفر علی صاحب تعلق رکھتے ہیں اسے بھی بعض ملاؤں نے کافر قرار دیا ہے۔ چند ہی سال ہوئے کہ امام مسجد وزیر خاں نے جس کے متولی سر ظفر علی صاحب ہیں۔ ہزارہا مسلمانوں کے ایک جلسہ عام میں یہ اعلان کیا۔ کہ مولانا ظفر علی خاں صاحب آف "زمیندار" کافر ہیں۔ ان واقعات کی روشنی میں سر ظفر علی صاحب کی یہ دلیل کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔

دوسری دلیل سر ظفر علی صاحب نے یہ دی ہے کہ جماعت احمدیہ کی تعلیم ہی یہ ہے کہ جو لوگ ان کی جماعت میں شامل نہیں وہ مسلمان نہیں۔ ایک ریٹائرڈ جج ہائیکورٹ کے خیالات کی عزت کرتے ہوئے میں اتنا عرض کروں گا۔ کہ ان کا یہ بیان صداقت سے معرا ہے۔ سر ظفر علی صاحب اس حقیقت سے ناواقف نہیں کہ احمدیہ جماعت کا لاہوری فریق جس کے صدر مولانا محمد علی صاحب جیسے اسلام کے مسلمہ خادم ہیں۔ جو بین الاقوامی شہرت رکھتے ہیں نہ تو احمدیہ جماعت کے بانی کو نبی قرار دیتا ہے اور نہ ہی ان مسلمانوں کو جو اس جماعت سے باہر ہیں۔ کافر سمجھتا ہے۔ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو آخری نبی اور ان سب کو جو اسلامی کلمہ لا الہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پڑھتے ہیں مسلمان سمجھتے ہیں۔ سر ظفر علی صاحب کا یہ بیان بھی ایک حد تک غلط ہے کہ احمدی مسلمانوں کے ساتھ شادی بیاہ کے تعلقات قائم نہیں کرتے اور نہ ان کے ساتھ نمازوں میں شامل ہوتے ہیں۔ لاہوری فریق دوسرے اسلامی فرقوں کے ساتھ تعلقات مناکحت قائم کرتا اور ان کے ساتھ نمازیں پڑھتا ہے۔

یہ بحث کہ کون شخص مسلمان ہے اور کون نہیں قریباً ہزار سال سے مسلمانوں میں جاری ہے اور یہ امر ہرگز پسندیدہ نہیں کہ سیاسی یا شہری حقوق کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے اس بحث کو از سر نو چھیڑ دیا جائے۔

برطانوی ہند کے بہت سے ہائیکورٹوں نیز سنگاپور کے سپریم کورٹ نے فریقین کے طویل مباحثات اور دلائل سننے کے بعد یہ فیصلہ دیا ہے کہ احمدی بھی ویسے ہی مسلمان ہیں۔ جیسے دوسرے فرقہ ہائے اسلام۔

مجھے ڈر ہے کہ مندرجہ بالا خیالات جو سر ظفر علی صاحب جیسی پوزیشن کے آدمی سے ظاہر ہوئے حکومت اور پبلک دونوں کو ایسے ضروری اور اہم مسئلہ کے متعلق غلطی میں مبتلا نہ کر دیں۔ جس کا اثر اس جماعت پر پڑنے کا اندیشہ ہے جو ہمیشہ رواداری اور انصاف پسندی کی حامی رہی ہے۔ اس لئے انصاف کا تقاضا ہے۔ کہ آپ مجھے اپنے مؤقر جریدہ کے کالموں میں حکومت اور پبلک کے سامنے تصویر کا دوسرا رخ پیش کرنے کی اجازت دیں۔

آپکا مخلص

(مرزا) مسعود بیگ

اسسٹنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مسئلہ کفر و اسلام کا فیصلہ

جناب میاں صاحب کی شہادت سے

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

حال ہی میں . . . جناب میاں صاحب نے گورداسپور کی عدالت میں جو حلفیہ بیان دیا ہے اس میں آپ نے یہ اقرار کر لیا ہے کہ

"بعض لوگ (حضرت مرزا صاحب کے دعوے سے)
اختلاف نہیں کرتے ہزارہا دل سے مانتے ہیں مگر ظاہر
ہونے کی جرأت نہیں کرتے کہ بیعت میں شامل ہو جائیں
اور دین کے لیے قربانیاں کریں"

ان الفاظ سے یہ امر طے ہو گیا کہ ہزارہا لوگ ایسے موجود ہیں جو دل سے حضرت مرزا صاحب کو ان کے دعوٰی میں سچا جانتے ہیں لیکن بوجہ بعض مجبوریوں کے یا اپنی کمزوریوں کے وہ اس صداقت کا ظاہر اقرار نہیں کرتے۔ ہم بھی اس بیان کی تصدیق کرتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ میاں صاحب کے نزدیک تو تمام وہ لوگ جو بیعت میں شامل نہیں ہیں وہ سب کے سب دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہیں۔ اور ان کے عقیدہ کی رو سے تو ہر نہ ماننے والا اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ حضرت مرزا صاحب کو جھوٹا یا مفتری علی اللہ جانتا ہے اسی وجہ سے میاں صاحب کی جماعت اور خود میاں صاحب ہمیشہ یہ کہتے رہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جو یہ لکھا ہے کہ اگر دوسرے لوگ مجھے کافر کاذب نہیں جانتے تو وہ دیانت داری سے ایک اشتہار شائع کر دیں کہ ہم سچ مچ مرزا صاحب کو مسلمان جانتے ہیں اور جو مرزا صاحب کو کافر کہنے والے ہیں وہ خود ہی مومن کو کافر قرار دینے کی وجہ سے کافر ہیں۔ تو مجھ پر حرام ہو گا کہ میں ان کے اسلام میں شک کروں۔ مرزا صاحب کا یہ لکھنا محض تعلیق المحال کے طور پر ہے۔ یعنی یہ امر تو ناممکن ہے کوئی مرزا صاحب کو مسلمان جانے اور پھر ان کے دعوے کا وہ قائل نہ ہو۔ گویا ہر شخص جو دعوٰی کا قائل نہیں وہ حضرت مرزا صاحب کو مسلمان ہی نہیں جانتا اس لئے میاں صاحب اور ان کی جماعت ہمیشہ یہ کہتی کہ اس امر کے محال ہونے پر دلیل یہ ہے کہ آج تک کوئی ایسا شخص نکلا ہی نہیں جو اس شرط کو پورا کر سکے اور ہم ہمیشہ یہ کہتے رہے کہ لاکھوں ایسے لوگ ہیں جو حضرت مرزا صاحب کو دل سے مسلمان کیا مسلمانوں کا سچا خیر خواہ اور مصلح مانتے ہیں ان کے اشتہار نہ دینے کا سبب صرف یہ ہے کہ بدمعاشوں اور کمینہ طبع لوگوں سے عزت بچانے کی خاطر وہ خاموش ہیں ورنہ وہ سچ مچ حضرت مسیح موعود کو سچا مسلمان جانتے ہیں اس لیئے وہ ہرگز کافر نہیں ہو سکتے سو الحمد للہ کہ جناب میاں صاحب نے ایسے لوگوں کی موجودگی کا خود اقرار کر لیا ہے۔ اس لیئے اب انہیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضرت

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا تیار کردہ نکاحنامہ

اور اس پر معزز معاصر "سیاست" کے اعتراضات کا جواب

(از جناب مولوی دوست محمد صاحب مصنف آئینہ احمدیت)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ...... مسلمان خواتین کے حقوق کی حفاظت اور انکی مشکلات کے ازالہ کیلئے کافی غور و خوض اور قابل ترین قانون دانوں کے مشورے کے بعد ایک نکاحنامہ تیار کرایا ہے جو صاحب احساس اسلامی حلقوں میں بہت پسند کیا جا رہا ہے معزز معاصر "سیاست" نے اسکے متعلق اظہار رائے کرتے ہوئے اس پر چند اعتراضات کئے تھے جنہیں سے بعض کی طرف معاصر "مدینہ" نے بھی توجہ دلائی۔ ان کا مندرجہ ذیل جواب جناب مولوی دوست محمد صاحب نے رقم فرما کر معاصر "سیاست" کو بھیجا۔

مکرمی ایڈیٹر صاحب روزنامہ "سیاست"

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ نے اپنے روز نامہ کی ۲۷ اور ۲۸ مارچ کی اشاعتوں میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے تیار کردہ نکاحنامہ پر جو ریویو کیا ہے اور جماعت احمدیہ لاہور کو اس کے کاموں اور خدمت اسلام کے لحاظ سے ایک "زندہ قوم" قرار دیتے ہوئے نکاحنامہ مذکور کو جس عزت اور قدر کی نگاہوں سے دیکھا ہے اس کے لئے میں آپ کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ نے اس ریویو میں چند نقائص کا بھی ذکر کیا ہے۔ جو نکاحنامہ مذکور میں رہ گئے ہیں میں چاہتا ہوں کہ ذیل میں ان کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ جو امید ہے کہ آپ از راہ کرم جلد از جلد شائع فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

سب سے پہلا سوال آپ نے یہ کیا ہے کہ "اس نکاحنامہ کو اگر قبول کر لیا جائے تو عدالت میں اس کی کیا حیثیت ہوگی" اس کا جواب قبل ازیں میرے محترم دوست حاجی رحیم بخش صاحب ہیڈ ریڈر رسالہ "قانون" آپ کو دے چکے ہیں جنہوں نے بتایا ہے کہ "یہ ٹھیک ہے کہ جو نکاحنامہ میں اگر کچھ شرائط موجود ہیں تو عدالت ان کی بنا پر مقدمہ طلاق کی سماعت کر سکتی ہے"۔

یہ فی الواقع صحیح ہے اور میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نکاحنامہ مذکور بہترین قانونی مشیروں کے مشورہ سے تیار کیا گیا ہے اور کوئی عدالت ان شرائط کو جو بروقت نکاح زوجین میں طے ہو جائیں رد نہیں کر سکتی۔

دوسرا بڑا اعتراض آپ نے یہ کیا ہے کہ نکاحنامہ مذکور میں جس طرح عورت کے حقوق کو شرائط کی صورت میں منضبط کر کے شوہر سے اقرار لینے کا بندوبست کیا گیا ہے کہ وہ ان شرائط کی پابندی کرے گا ورنہ عورت کو فسخ نکاح کا حق حاصل ہوگا اس طرح جو حقوق شوہر کی طرف سے عائد ہوتے ہیں۔ ان کو بھی قلمبند کر کے درج نکاحنامہ کر دیا جاتا تو خوب ہوتا۔ یہ نکاحنامہ بالکل یکطرفہ ہے۔

اس نقص کو بیان کرتے ہوئے آپ نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ جس مصیبت کا علاج اس نکاحنامہ کے ذریعے کیا گیا ہے۔ وہ عورت کے راستہ میں حائل ہے نہ کہ مرد کے۔ مرد کو تو پہلے ہی سے بہر حالت میں جب اور جس وقت چاہے۔ طلاق دے دینے کے کل اختیارات حاصل ہیں۔ وہ تو پہلے ہی سے اپنے اختیارات سے فائدہ اٹھا کر عورت پر ظلم و ستم کر رہا ہے اور جس طرح سے اپنے حقوق کو منوانا چاہے۔ منوا سکتا یا نکاح کو فسخ کر سکتا ہے۔ اگر مرد کے راستہ میں بھی کوئی دقت ہوتی تو اس کے حقوق کو بھی شرائط کی صورت میں منضبط کر کے نکاحنامہ میں درج کیا جا سکتا تھا۔ مگر یہ حالت میں دقت مرد کے لئے نہیں۔ بلکہ عورت کے لئے ہے اور نکاحنامہ مذکور میں اس دقت کو رفع کرنا مقصود ہے۔ نہ کہ زوجین کے حقوق و فرائض کو درج

پر واضح کرنا تو یہ سوال اٹھانا صحیح نہیں۔ کہ عورت کے ہی حقوق کو شرائط نکاح میں کیوں بیان کیا گیا اور مرد کے حقوق کیوں واضح نہ کئے گئے۔ مرد کے وہ کونسے حقوق ہیں جن کو وہ منوا نہیں سکتا۔ کونسی وہ رکاوٹیں ہیں جو اس کے راستہ میں حائل ہیں؟ اور وہ مرد ہی کہاں ہے جو نہ اپنے حقوق منوا سکتا ہے اور نہ طلاق دے سکتا ہے۔ جن حالتوں میں ان دونوں میں سے ایک بات بھی اختیار کر سکتا ہے کہ وہ نہ صرف اپنے حقوق کو ہی منوانے کی طاقت رکھتا ہے۔ بلکہ ہر حالت میں وہ بیچارا طلاق بھی دے سکتا ہے اور یہ مشکلات عورت کو ہے نہ کہ مرد کو۔ کیونکہ اکثر حالات میں مرد حقوق بھی نہیں دیتا اور نہ ہی طلاق دیتا ہے۔ بلکہ عمر بھر کے لئے اسے معلقہ چھوڑ کر اسے مسلسل عذاب میں ڈال دیتا یا ارتداد کے سامان پیدا کر دیتا ہے تو پھر مرد کے حقوق کو شرائط کی صورت میں منضبط نہ کرنے کا اعتراض درست نہیں۔

تیسرا اعتراض آپ نے یہ کیا ہے کہ نکاحنامہ کی یہ شرط کہ "اگر مرد اپنی حیثیت کے موافق عورت کے قیام و طعام اور دوسرے اخراجات کا انتظام نہ کرے گا۔ تو زوجہ کو طلاق لینے کا حق حاصل ہوگا" ہم سمجھتے ہیں کہ یہ آزادی کی وہ حد ہے جس تک یورپ کے رندان لم یزل بھی نہیں پہنچے۔ شوہر کی حیثیت کے متعلق زن و شوہر کا اختلاف ممکن ہے۔ لہذا عورت کو یہ حق دے دینا کہ اگر وہ بزعم خود یہ سمجھے کہ اس کا شوہر اس کو اس حالت سے جس میں وہ اس کو رکھے ہوئے ہے بہتر حالت میں رکھ سکتا ہے۔ اور اس بنا پر وہ نکاح ثانی کرنے تو یہ ایک ایسا افق ہوگا جس سے مسلمانوں کی خانگی زندگی بالکل برباد ہو جائیگی"۔

اس کی سمجھ نہیں آتی۔ آپ خود دیکھئے کہ نکاح ثانی عورت کیسے کر سکتی ہے۔ جب تک پہلا نکاح فسخ نہ ہو۔ یا مرد سے طلاق نہ مل جائے اور یہ عدالت کی امداد کے بغیر نہیں ہو سکتا اور جب وہ عدالت میں اس عذر کو لے جائیگی۔ کہ اس کا شوہر اپنے حسب حیثیت اس کی رہائش اور اخراجات خورد و نوش کا انتظام نہیں کرتا تو عدالت کا فرض ہوگا کہ اس کی تحقیقات کرے اور دیکھے کہ اس کا یہ عذر کس حد تک صحیح ہے محض کسی عورت کا کہ دینا کوئی چیز نہیں۔ جب تک تحقیقات سے اس کا عذر پایہ ثبوت کو نہ پہنچ جائے۔ اور اگر یہ ثابت ہو کہ فی الواقع اس کا یہ عذر صحیح ہے۔ تو یورپ کے رندان لم یزال کو تو ایک طرف رہنے دیجئے کہ ان کی آزادی کی حد مقرر کرنا آپ کے اور ہمارے تخیل میں بھی نہیں آسکتا۔ اسلام کا جہاں تک تعلق ہے اس نے ہرگز اس بات کو جائز نہیں رکھا کہ ایک مسلمان اپنی بیوی کو جس حالت میں چاہے رکھے اور اس کی رہائش اور اخراجات خورد و نوش میں اپنی حیثیت کا خیال نہ کرے۔ علی الموسع قدرہ وعلی المقتر

قدرہ (قرآن کریم) کے ماتحت ارشاد ہے یعنی وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے اور تنگدست اپنی تنگدستی کے مطابق نان و نفقہ کا بندوبست کرے۔ پس ہمیں قرآن کریم کا حکم پیش نظر رکھنا چاہیئے اور یہ ظلم عورت پر نہ کرنا چاہیئے۔ کہ خود تو پانچ ہزاری ہو اور بیوی دیکھو تو فقر کی ماری۔ اگر کوئی شخص ایسی حالت میں اپنی بیوی کو رکھتا ہے تو وہ اسلام کے خلاف کرتا ہے اور اس کی بیوی کو حق ہے کہ وہ اس سے اپنا رشتہ زوجیت قطع کرا لے لیکن اگر یہ صورت نہ ہو اور بیوی خواہ مخواہ مرد پر حسب حیثیت نان و نفقہ نہ دینے کا الزام دے تو عدالت تحقیقات کے بعد اس کے عذر کو مسترد کر سکتی اور نکاح کو قائم رکھ سکتی ہے۔

ناقابل اصلاح نا موافقت۔ بد سلوکی۔ معلقہ یا عورت کو معلقہ چھوڑنا ایسی باتیں ہیں جن کو خود آپ نے بھی بوجہ اسلام کافی دلیل طلاق قرار دیا ہے۔ لیکن یہ خیال کہ اس کا فیصلہ زن و شوہر خود نہیں کر سکتے۔ لازم ہے کہ حکم اس کا فیصلہ خود کرے یا جو مفتی دین یا قاضی یا عدالت ہو سکتی ہے صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ اگر خاوند جس کے ہاتھ میں عقدۃ النکاح ہے اور جو عورت کی مطالبہ کے بغیر بھی ہر حال میں طلاق دے سکتا ہے "ناقابل اصلاح ناموافقت کی حالت" میں اپنے اختیار سے طلاق دیدے تو اس میں کیا نقصان ہے۔ وقتاً عورت کو معلقہ چھوڑنے کی حالت میں تو غالباً طلاق دیگا اس کا فیصلہ تو عدالت ہی کرے گی۔ جس کو غرض یقینی حکم قرار دیں لیکن بہر حال خاوند کو حق طلاق سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔

نکاحنامہ مذکور میں خاوند سے جو نکاح ثانی کی ممانعت کی گئی ہے کہ اولاد نہ ہونا بھی ایک وجہ طلاق قرار دی گئی ہے آپ کو اس پر بہ اصل وجہ سے اعتراض ہے کہ اولاد دکھا نیز اولاد یا نہ ہونا کبھی عورت کا قصور نہیں ہو سکتا۔ یہ صحیح ہے لیکن غور کی جائے تو یہ ہو سکتی ہے کہ اولاد کا نہ ہونا عورت کی وجہ سے ہو اور آیا اس کا بانجھ پن قابل اصلاح بھی ہے یا نہیں لیکن اگر یقین ہو جائے کہ قابل اصلاح نہیں تو مرد کیوں نکاح ثانی کا حقدار نہ قرار دیا جائے۔ اس کے علاوہ بعض اور بھی وجوہ آپ نے بتائی ہیں جن میں مردوں کو ازدواج ثانی کا حقدار قرار دیا جا سکتا ہے مثلاً یہ کہ عورت مجنون ہو جائے یا کسی بیماری کی وجہ سے ناکارہ ہو جائے یا اس کی اولاد زندہ نہ رہتی ہو یا مجنون وغیرہ پیدا ہوتی ہو۔ اس میں شک نہیں کہ ایسے حالات میں اگر بیوی طلاق نہ لینا چاہے اور مرد کو اسے اپنی زوجیت میں رکھنے میں اعتراض نہ ہو تو نکاح ثانی کرنے سے بھی اسے روکا نہیں جا سکتا اور نکاحنامہ میں ان صورتوں کا اضافہ ہونا ضروری ہے جس کا دوسرے ایڈیشن میں خیال رکھا جائیگا۔ لیکن اپنی عورتوں کی ذیل میں عورت کے بدچلن ہو جانے یا مرد کے پاس رہنے سے انکار کر دینے کی جو صورت بیان کی گئی ہے۔ وہ اس قابل نہیں کہ اس کا ذکر بھی کیا جائے کیونکہ نیک چلن مرد کے لئے یہ مناسب ہی نہیں کہ ایسی بدکار عورت کو اپنی زوجیت میں رکھے۔

ان موٹے موٹے اعتراضات کے علاوہ جن میں آپ سے اختلاف کرنا ضروری تھا۔ باقی نقائص جو بیان کئے گئے ہیں۔ مثلاً یہ کہ نکاحنامہ نان و نفقہ بابت خرچ مقرر کرنے اور زیورات اور پارچات کی تفصیل اور انہیں عورت کی ملکیت قرار دینے کی گنجائش ہونی چاہیئے۔ یا یہ کہ مرد بدکاری کی وجہ سے کسی مرض میں مبتلا ہو جائے تو اسے بھی وجہ طلاق قرار دینا چاہیئے۔ ان مفید مشوروں کے لئے ہم آپ کے بدل شکرگذار ہیں اور آئندہ ایڈیشن میں ان سب امور کو انشاء اللہ ملحوظ رکھا جائیگا۔ فی الحال اگر موجودہ نکاحنامہ سے ہی کام لیا جائے

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم شنبہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ | نمبر ۲۹

کانگریسی جمعیت علماء کے صدر کا فتویٰ

حق و صداقت سے بعد کی افسوسناک مثال

احمدیت کی مخالفت کا جنون عقل و فہم کے بڑے بڑے دعویداروں کے دماغوں پر بھی اثر انداز ہو رہا ہے۔ اغراض پرستی۔ جاہ طلبی اور شہرت پسندی کے عوارض نے مل کر اس مرض کو زیادہ خطرناک بنا دیا ہے۔ حالات ان لوگوں کی دیانت و معقولیت کا ماتم کر لینے کا تقاضا کر رہے ہیں۔ پنجاب میں منشی ظفر علی خان صاحب کے اخبار "زمیندار" اور نام نہاد مجلس احرار نے جو طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا ہے۔ اس نے کوچہ بیماراں دہلی کی کانگرسی جمعیت علما کے صدر اور مفتی اعظم کے قلم کو بھی حرکت دے دی اور انہوں نے احمدیوں کے کفر کا ایسا فتویٰ صادر فرمایا ہے جو آجکل کے علما کی کم فہمی غیر معقولیت اور حق و صداقت سے بعد کی ایک بہت ہی افسوسناک مثال پیش کرتا ہے۔

بمبئی کے الحاج محمد علی سالمین اور اُن کی گوناگوں خصوصیات سے قارئین "پیغام صلح" بخوبی واقف ہیں۔ انہوں نے اپنی تشنیع مجتہدین کی بجلے مولوی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیت علمائے ہند کے پاس مندرجہ ذیل استفتا بھیجا:۔

تقدس مآب مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیت علمائے ہند۔ السلام علیکم۔ میں آپ کی خدمت میں لاہوری اور قادیانی مرزائیوں کے متعلق قرآن کریم کے مطابق فتویٰ صادر فرمانے کی مؤدبانہ عرض کرتا ہوں یہ دونوں جماعتیں مرزا غلام احمد ساکن قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب) کو اللہ تعالیٰ کا نبی مانتی ہیں۔ اُن کا عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد مسیح موعود۔ مہدی اور مصلح تھا۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے تھے ..... اور یہ کہ وہ دنیا ہی میں وفات پا کر زمین میں دفن ہو گئے تھے۔ کیا ایک مسلمان ایک مرزائی عورت سے شادی کر سکتا ہے۔ یا اگر وہ اپنی لڑکی کا عقد کسی مرزائی سے کر دے۔ تو کیا یہ جائز ہے؟ آپ کی رائے ان چند صاحب استطاعت مسلمانوں کے متعلق کیا ہے جو مرزائی جماعتوں کی مدد کرتے ہیں۔ کیا اُن کا عمل ٹھیک ہے۔ مہربانی کر کے تفصیل سے جواب لکھئے"

سالمین صاحب لاہوری اور قادیانی دونوں جماعتوں کے عقائد سے بخوبی واقف ہیں۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے مندرجہ بالا سطور میں ایسی غلط بیانیاں کی ہیں کہ ان کے متعلق کوئی اچھا خیال قائم کرنا بالکل ناممکن ہو جاتا ہے۔ ان سطور میں بیان کیا گیا ہے کہ دونوں جماعتیں حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتی ہیں۔ یہ قطعی طور پر غلط ہے جماعت لاہور کا وسیع لٹریچر اور بے شمار اعلانات سالمین صاحب کے اس بیان کی حیثیت بالکل واضح کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح کی ولادت کے متعلق قادیانی جماعت کا عقیدہ بالکل واضح ہے۔ وہ اُن کی پیدائش بغیر باپ کے مانتی ہے اور بارہا اس کا اعلان کر چکی ہے یہ غلط بیانیاں گو بے حد افسوسناک اور بہت بڑی ہیں۔ لیکن سالمین صاحب سے غیر متوقع نہیں:۔

اب اس کے بعد ذرا "تقدس مآب مفتی اعظم" کا جواب بھی ملاحظہ فرمائیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ:۔

لاہوری اور قادیانی مرزائی جو ایک من گھڑت نبی کے پیرو ہیں دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کیا اور حضرت مسیح علیہ السلام کا مذاق اڑایا۔ اس کے اصول مسلمانوں سے مختلف ہیں دنیائے اسلام کے تمام علماء نے اس کے پیروؤں کو خارج از اسلام قرار دیا ہے۔ دونوں جماعتیں چونکہ مرزا غلام احمد کو نبی۔ مصلح۔ مسیح۔ مہدی اور دور حاضرہ کا امام سمجھتی ہیں۔ اس لئے یہ دونوں جماعتیں اور مرزا غلام احمد کافر ہیں۔

لاہوری جماعت جو مرزا غلام احمد کو واجب الاطاعت اور قابل تقلید سمجھتی ہے کافر ہے"

ہمیں دلی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جمعیۃ علماء کے صدر اور مفتی اعظم نے یہ فتوے ایسے جذبات کے ماتحت لکھا ہے جن کو جائز نہیں کہا جا سکتا ہے۔ انہوں نے جو کچھ فرمایا ہے اس کے لئے کوئی دلیل نہیں دی۔ یہ طرز عمل معقولیت کے برعکس ہے سالمین صاحب کی فتویٰ پوچھنے کی غرض بالکل ظاہر ہے لیکن انہوں نے قرآن کریم کے مطابق فتوے صادر فرمانے کی مؤدبانہ عرض کی تھی۔ اور تقدس مآب مفتی اعظم نے قرآن کریم کو چھوا تک نہیں علاوہ ازیں انہوں نے فتویٰ کی عبارت میں حضرت مسیح موعود کا نام نہایت نامناسب طریق پر لیا ہے ان کا یہ فعل بھی اسلامی رواداری اور اخلاق کے خلاف ہے۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں

(۱) حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور حضرت مسیح [illegible] کا مذاق اڑایا لیکن یہ لکھتے ہوئے آپ کی کوئی تحریر پیش کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ کاش وہ ایسا کرتے تاکہ عقل و فہم رکھنے والے لوگوں کے نزدیک بھی ان کے فتوے کی کوئی حیثیت ہوتی۔

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ دنیائے اسلام کے تمام علمائے حضرت مرزا صاحب کے پیرووں کو خارج از اسلام قرار دیا ہے معلوم نہیں "تقدس مآب مفتی اعظم" کن لوگوں کو دنیائے اسلام کے علما سمجھتے ہیں۔ کیا مولانا ابوالکلام آزاد۔ مولانا عبدالباری صاحب مرحوم فرنگی محلی و دیگر بیشمار روشن خیال علماء دنیائے اسلام میں شامل نہیں؟ یہ بزرگ تو ہمیں مسلمان ہی سمجھتے ہیں۔ کیا "تقدس مآب مفتی اعظم" اپنے امام الہند کو بھی دنیائے اسلام سے خارج کر دینگے؟

(۲) "تقدس مآب مفتی اعظم" کا ارشاد ہے کہ دونوں جماعتیں حضرت مرزا صاحب کو نبی سمجھتی ہیں۔ اس لئے یہ دونوں جماعتیں اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب نعوذ باللہ کافر ہیں۔ معلوم نہیں اس غلط بیانی کی وجہ موصوف کی کم علمی اور اسلامی لٹریچر سے بے خبری ہے۔ یا جان بوجھ کر ایسا کیا گیا ہے گو دوسری صورت زیادہ قرین قیاس ہے۔ مگر ہم اسے مفتی صاحب کے لئے پسند نہیں کرتے اور پہلی صورت ہی کو وجہ قرار دے لیتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود یہ ماننا پڑیگا۔ کہ جمعیۃ علماء کے مفتی اعظم صاحب بے خبری کے عالم میں آنکھیں بند کر کے تکفیر کے فتوے لکھ دیتے ہیں جماعت لاہور حضرت مرزا صاحب کو ہرگز نبی نہیں مانتی۔ نہ انہوں نے دعوئے نبوت کیا۔ اگر مفتی صاحب کو کسی نے اس غلط فہمی میں مبتلا کر ہی دیا تھا۔ تو جماعتوں کے نبی ماننے سے یہ کس طرح لازم آ جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت ضرور ہی کیا ہے اور وہ نعوذ باللہ کافر ہیں۔ یہودی اور عیسائی دونوں حضرت مسیح سے خدائی کا دعویٰ منسوب کرتے ہیں۔ کیا "تقدس مآب مفتی صاحب" ان کے متعلق بھی ایسا کہہ دینگے؟

چند سال ہوئے اسی لاہور میں مفتی صاحب موصوف نے فرمایا تھا۔ کہ تکفیر ہی علما کے ہاتھ میں ایک ہتھیار ہے جس سے وہ مسلمانوں کو مرعوب کر سکتے ہیں۔ غالباً یہ فتویٰ تکفیر بھی اسی غرض کو پورا کرنے کیلئے ہے لیکن ہم گذارش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ خادمان اسلام اس طرح مرعوب نہیں ہو سکتے۔ یہ ہمیشہ سے ہی ہوتا چلا آیا ہے کہ جب کوئی خادم اسلام شخص یا جماعت میدان میں آئی۔ تو مولویوں نے سب سے پہلے تکفیر کا ہتھیار استعمال کرنا شروع کر دیا۔ تاریخ اسلام میں وہ کونسی بزرگ شخصیت اور جماعت ہے جس کے متعلق ایسا نہ ہوا ہو۔ آج بھی یہی کیا جا رہا ہے ہم نے خدمت اسلام کا فرض مقدس اپنے ذمہ لے رکھا ہے اور مولویوں نے تکفیر کا۔ ہم اپنا کام کرتے جاتے ہیں اور مولوی اپنے شغل تکفیر میں مصروف رہیں۔ وقت اور آئندہ نسلیں دونوں کے متعلق خود فیصلہ کرینگی۔

مسلم ہوسٹل

لاہور میں ایک قومی ہوسٹل کے قیام کی تجویز عرصے سے زیر غور تھی۔ اور اس کی ضرورت و اہمیت بالکل واضح ہے۔ گذشتہ سالانہ جلسہ پر اس کو عملی شکل دینے کے لئے خاص طور پر چندہ ہو چکا تھا۔ اور قوم اس کے اخراجات کا بار اٹھانے کے لئے تیار ہو گئی۔ اور اپریل ۱۹۳۵ء کو انجمن کی جنرل کونسل کا جو اجلاس منعقد ہوا تھا۔ اس میں بھی اس ضرورت اور ارادہ کا اجماع منظور ہو گیا۔ اور اس کا نام [illegible] تجویز کیا گیا ہے۔ کالجوں کے داخلے [illegible] سے پہلے اس کو [illegible] جاری کر دیا جائے گا۔ جماعت جو لوگ ان [illegible]

کالجوں میں تعلیم پا رہے ہیں یا داخل ہونے والے ہیں ان کی رہائش کے لئے یہ ہوسٹل سب سے بہتر اور کم خرچ جگہ ہوگی۔ وہ لازمی طور پر اس میں قیام کریں۔ اپنے دیگر طالب علم دوستوں اور رشتہ داروں کو بھی اس میں داخل ہونے کی ترغیب دیں۔

"بینگ اسلام" کا خاص نمبر

مقام مسرت ہے کہ معاصر عزیز "ینگ اسلام" رفتہ رفتہ ترقی کی منزلیں طے کر رہا ہے۔ اس نے ایک سال سے بھی کم عرصہ میں اپنا ایک حلقہ پیدا کر لیا ہے۔ اور اس کے اندر تبلیغ سلسلہ کی مخصوص خدمات انجام دے رہا ہے۔ مینیجر صاحب "ینگ اسلام" کا یہ اعلان احباب کی نظر سے گذر چکا ہوگا۔ کہ حضرت مسیح موعود کی یوم وفات کے سلسلے میں ۲۶ رمئی کو اس کا ایک خاص پرچہ شایع کیا جائے گا۔ جس میں احمدیت کے متعلق قابل اہل قلم حضرات کے مضامین اور متعدد تصاویر ہونگی۔ گذشتہ سالانہ جلسہ پر بھی معاصر عزیز نے اپنا ایک کامیاب خاص نمبر شایع کیا تھا۔ ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالے کے فضل سے اس کا یہ نمبر بھی کامیاب ہوگا۔ وابستگان سلسلہ کا فرض ہے کہ اس پرچہ کو خرید کر بکثرت انگریزی خوان مسلمانوں میں تقسیم کریں۔ قیمت فی پرچہ ایک آنہ اور سالانہ ایک روپیہ میں بذیل کا پیاں۔ فرمائشیں بہت جلد بنام مینیجر صاحب "ینگ اسلام" بھیجی جائیں۔

ریویو

"ترکاری"

سبزیاں ترکاریاں ضروریات زندگی میں بہت اہم درجہ رکھتی ہیں ہندوستان ایک زرعی ملک ہے اور اس کے باشندوں کی زبردست اکثریت کی بسر اوقات زراعت پر ہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہاں سبزیوں، ترکاریوں کی کاشت اور ان کو ترقی دینے کی طرف اب تک کماحقہ توجہ نہیں کی گئی جس کی سب سے بڑی وجہ ہمارے خیال میں ان کے کامیاب طریق کاشت سے لاعلمی اور ان کے طبی اور اقتصادی فوائد سے عدم آگاہی ہے ان حالات میں ہر وہ کوشش جو ملک کو اس موضوع کی طرف متوجہ کرنے کا ذریعہ ہو، قابل قدر ہے۔

اس وقت چودھری رحمت خاں صاحب ناز کی تازہ تصنیف "ترکاری" ہمارے پیش نظر ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مصنف کو ترکاریوں کی کاشت کا ذاتی تجربہ ہے اور انہوں نے اس فن کا کافی مطالعہ کیا ہے یہ بات زرعی کتابوں کے لکھنے والوں میں بالعموم کم پائی جاتی ہے اس کتاب میں ہندوستان بھر کی تقریباً ساٹھ مشہور ترکاریوں کا طریقہ کاشت اور دستور نگہداشت آسان عبارت میں بیان کیا گیا ہے جس کے مطالعہ سے سمجھدار انسان اس موضوع کی دوسری کتابوں سے ایک گونہ بے نیاز ہو جاتا ہے زمینداروں اور باغبانوں کے لئے یہ کتاب ازبس مفید ثابت ہو سکتی ہے حجم ۲۴۶ صفحات۔ تقطیع $\frac{20 \times 30}{16}$۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی بھی اچھی ہے۔ جا بجا بلاک کی اور دستی تصاویر دی گئی ہیں۔ قیمت فی جلد ۱۲ ار ملنے کا پتہ :- ڈائمنا اسٹیڈ کمپنی ۱۱۲ نیرا ہاں لاہور۔ یا رسالہ زراعت میکلوڈ روڈ لاہور۔

شادی کے معاملہ میں مسلم عورت کے حقوق

جاہلیت کے زمانہ میں عرب کئی قسم کے فاسد رشتے عورتوں سے رکھتے تھے۔ ان میں سے بعض اب تک وحشی یا نیم وحشی قوموں میں موجود ہیں۔ ذیل میں ان کا مختصر بیان ملاحظہ ہو:۔

۱۔ مشارکت۔ اس سے یہ غرض یہ تھی کہ ایک ہی عورت میں کئی کئی آدمی شریک رہتے تھے اور عورت کو حق دے دیا جاتا تھا کہ جب بچہ پیدا ہو تو اُن مردوں میں سے جس کے سر چاہے تھوپ دے۔

۲۔ استبضاع۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کو اجازت دے دیتا تھا کہ کسی خاص مقرر آدمی کے پاس جائے جو بہادری یا سخاوت میں مشہور ہوتا، تاکہ اسی آدمی کا سا بہادر یا سخی لڑکا پیدا کر سکے۔

۳۔ علانیہ بدکاری۔ عرب بھی علانیہ بدکاری کرتے تھے، مگر صرف کنیزوں کے ساتھ۔ آزاد عورتیں اس سے محفوظ تھیں۔

۴۔ داشتہ۔ جاہلیت میں عرب، داشتائیں بھی رکھتے تھے، مگر چھپا کر۔ اس چیز کا کھل جانا معیوب سمجھا جاتا تھا۔

۵۔ متعہ۔ یہ موقت نکاح تھا۔ یعنی ایک مدت طے کر کے مرد عورت، میاں بیوی بن جاتے تھے۔ آج کل فرنگی ملکوں میں اسے بہت رواج ہو رہا ہے اور اس کا نام "تجربہ کی شادی" رکھا گیا ہے مسلمانوں میں امامیہ فرقہ کے شیعہ اس قسم کے نکاح کو آج تک جائز رکھتے ہیں۔

۶۔ نکاح مبادلہ۔ اس کی صورت یہ تھی کہ دو مرد آپس میں مشورہ کر کے ایک کی بیوی دوسرے کی بیوی سے بدل لیا کرتے تھے۔

۷۔ نکاح شغار۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ایک آدمی اپنی لڑکی یا بہن کی شادی دوسرے آدمی سے کر دیتا تھا۔ اور وہ آدمی اپنی لڑکی یا بہن کی شادی اس آدمی سے کر دیتا تھا۔ نہ یہ کچھ مہر ادا کرتا نہ وہ کچھ مہر ادا کرتا تھا۔

نکاح کے یہ آخری دو نو طریقے اس خیال پر مبنی تھے کہ عورت مرد کی ملکیت ہوتی ہے جس میں ہر قسم کے تصرف کی اُسے آزادی حاصل ہے۔ لیکن ترقی یافتہ عرب۔ مثلاً قریش تو اُن میں نکاح کی وہی صورت رائج تھی جو مسلمانوں میں جاری ہے کہ منگنی ہوتی ہے۔ مہر مقرر کیا جاتا ہے۔ پھر عقد ہوتا ہے۔ اسلام نے قریش کے نکاح کی اس صورت کو برقرار رکھا۔ البتہ اُن کے وہ دستور مٹا دیے جن میں عورتوں پر سراسر ظلم کیا جاتا تھا۔ مثلاً یہ کہ قریش اپنی لڑکیوں کی زبردستی شادی کر دیتے تھے۔ یا اُنہیں شادی کرنے سے روک دیتے تھے۔ یا اُن کا مہر کھا جاتے تھے۔ نیز قریش میں بیویوں کی کوئی تعداد مقرر نہ تھی۔ جتنی چاہتے تھے شادیاں کر لیتے تھے اور اُن کے مابین عدل کرنا ضروری نہ سمجھتے تھے۔

اسلام نے آکر ان تمام خرابیوں کو دور کر دیا۔ اُس نے فساد پر مصلحت کو اور ظلم پر عدل کو ترجیح دی۔

شادی میں عورت کا اختیار

اسلام نے نہایت خوبی سے دو حقوق کو یکجا کر دیا ہے۔ عورت کے ولی کو حق دیا ہے کہ اُسے بیاہے اور عورت کو حق دیا ہے کہ اُسی شخص کو اپنی شوہری کے لئے قبول کرے جسے پسند کرتی ہے اور جسے پسند نہیں کرتی اُسے رد کر دے۔ اس طرح اسلام نے اس بات کا سد باب کر دیا کہ ولی یعنی سرپرست اپنی ماتحت لڑکیوں کی جس سے چاہیں اپنے اختیار واراد سے شادی کر دیں۔ جاہلیت عرب کا یہی دستور تھا کہ شادی کے معاملے میں عورت کی رائے اور رضامندی کو نہیں دیکھتے تھے۔ بلکہ زبردستی جس سے چاہتے اُسے بیاہ دیتے تھے۔ اس زمانہ میں بھی تمام قوموں میں ایسے واقعات پیش آتے ہیں کہ والدین شادی کے معاملے میں اپنی لڑکیوں پر زبردستی کرتے ہیں۔ جس سے فساد پیدا ہوتا اور بدبختی پھیلتی ہے۔

اصحاب صحاح ستہ اور امام احمد نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کتخدا کا نکاح نہ کیا جائے جب تک اُس سے پوچھ نہ لیا جائے اور ناکتخدا کا نکاح نہ کیا جائے جب تک اُس سے اجازت نہ لے لی جائے" صحابہؓ نے عرض کیا کہ اُس سے اجازت کیونکر لی جائے؟ فرمایا "اُس کی اجازت یہ ہے کہ چپ ہو جائے"۔

بخاری کے علاوہ ان سب محدثین نے ابن عباسؓ کی یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کتخدا اپنی شادی کا اپنے ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے اور ناکتخدا سے اجازت لی جائے۔ اُس کی اجازت یہی ہے کہ خاموش ہو جائے" یعنی اُس کی خاموشی سے سمجھ لیا جائے گا کہ اُسے نکاح منظور ہے۔ اُسے صاف لفظوں میں اقرار کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ اُسے شرم دامنگیر ہوتی ہے۔

مسلم کے علاوہ مذکورہ بالا محدثین نے روایت کیا ہے!

خنساء بنت خدام انصاریہ کی شادی اُس کے باپ نے کر دی۔ وہ کتخدا تھی۔ اُسے یہ شادی ناپسند ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ آپ نے اُس کا نکاح باطل کر دیا۔

بعض محققوں نے کہا ہے کہ لڑکی کی خاموشی۔ باپ کے لئے اجازت اُسی وقت سمجھی جائے گی جبکہ لڑکی کو اپنی شادی کی پہلے سے خبر ہو۔ اگر اُسے خبر نہیں ہے۔ تو خبر دینا چاہیئے۔

احمد اور نسائی نے ابن بریدہ سے روایت کیا ہے کہ ایک نوجوان عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا "میرے باپ نے میری شادی اپنے بھتیجے سے کر دی ہے تاکہ میرے ذریعہ اُس کی غربت دور ہو" یہ سُن کر آپ نے اُسے حق دے دیا کہ چاہے تو اس شادی کو قبول کرے نہ چاہے تو مسترد کر دے۔ عورت نے جواب دیا "جو کچھ میرے باپ نے کیا ہے۔ مجھے منظور ہے۔ لیکن میں نے چاہا کہ عورتوں کو بتا دوں کہ شادی کا معاملہ باپ کے اختیار میں نہیں ہے!" یعنی باپ کو حق نہیں ہے کہ اس بارے میں لڑکی پر زبردستی کرے۔

ترمذی میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص شادی کا پیام دے جس کے دین و اخلاق کو پسند کرتے ہو۔ تو اُس سے بیاہ کر دو ورنہ زمین پر فتنہ اور بڑا فساد ہوگا" (ماخوذ)

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

احراری اور قادیانی دونوں ختم نبوت کے منکر ہیں

جماعت لاہور صحیح مسلک پر قائم ہے

خطبہ جمعہ ۲۶ اپریل ۱۹۳۵ء - فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما (الاحزاب ۳۳-۴۰)

ترجمہ: - محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے

مسلمانوں نے ختم نبوت پر صحیح معنوں میں توجہ نہیں کی

پچھلے دنوں میں جہاں اور بعض باتیں دیکھنے کا موقعہ ملا وہاں یہ بات بھی تھی کہ مسلمان ختم نبوت کی طرف توجہ کر رہے ہیں جس کو میں ایک نیک فال سمجھتا ہوں۔ آپ کہیں گے کہ ختم نبوت مسلمانوں کا ایک متفقہ مسئلہ ہے اس کی طرف توجہ کرنا کیا معنی؟ لیکن میں آپ کو بتلانا چاہتا ہوں کہ مسلمان ایک عقیدہ کے طور پر ختم نبوت کے قائل چلے آتے ہیں لیکن انہوں نے اس کے صحیح معنوں کی طرف توجہ بہت کم کی ہے یا بالکل نہیں کی۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسہ میں کئی ایک لیکچر ختم نبوت پر ہوئے۔ یہ اچھے آثار ہیں اس لئے کہ جب اس مضمون کی طرف توجہ ہوگی تو لازماً یہ بھی تلاش ہوگی کہ ختم نبوت کے دلائل کیا ہیں۔

ختم نبوت پر محکم قرآنی دلیل

اس بارہ میں سب سے [illegible] درست اور محکم دلیل خود قرآن کریم نے پیش کی ہے وہ یہ کہ ایک تو [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آنے والی تمام نسلوں کا معلم قرار دیا۔ حضرت نبی کریمؐ جس طرح پہلوں کے معلم تھے اسی طرح آئندہ آنے والوں کے معلم ہیں دوسرے یہ کہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ (آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارا دین اسلام ہونے پر میں راضی ہوا) جب دین کامل ہوگیا تو معلوم ہوا کہ اب اور کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہیں۔

ہمارے سلسلہ کی بنیاد وفات مسیح سے بڑھ کر ختم نبوت پر ہے

میں نے خوب اچھی طرح غور کیا ہے کہ ہمارے سلسلے کی بنیاد وفات مسیح سے بڑھ کر ختم نبوت پر ہے۔ اگر حضرت مسیحؑ زندہ بھی ہوں جس طرح کہ غلطی سے خضرؑ و الیاسؑ وغیرہ کو مانا جاتا ہے اور چوتھے آسمان پر تشریف فرما بھی ہوں تو بھی اس دنیا میں ان کے آنے کی مطلق ضرورت نہیں اور اس زمین پر ان کے لئے کوئی جگہ نہیں ہو سکتی۔ وہ چوتھے آسمان پر اللہ سے خوش رہیں اور اللہ ان سے خوش رہے۔ وہ نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے نبوت کی ضرورت کو حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھ مکمل کر دیا۔ اب کسی نبی کے آنے کی مطلق ضرورت نہیں خواہ نیا ہو خواہ پرانا۔

احراری اور قادیانیوں کی جنگ

آج کل ہمارے سامنے ایک جنگ ہو رہی ہے جس کو دیکھ کر افسوس ہوتا ہے۔ اس جنگ میں ایک طرف احرار ہیں اور دوسری طرف قادیانی وہ دونو اپنے آپ کو ختم نبوت اور الیوم اکملت ... الخ کے قائل کہتے ہیں اس کے باوجود احرار کا عقیدہ ہے کہ دین کامل ہوگیا لیکن ایک پرانا نبی آئے گا۔ قادیانی بھی کہتے ہیں کہ دین تو کامل ہوگیا لیکن ایک نیا نبی آیا اور آئندہ بھی آسکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دونوں ختم نبوت کے قائل نہیں۔ قرآن کریم کے اتنے واضح ارشاد کے ہوتے ہوئے نئے اور پرانے نبی کی تفریق کرنا شرارت ہے۔ یہ دونوں گروہ آپس میں خوفناک طریق پر لڑ رہے ہیں۔ اگر ان میں علم ہوتا تو یہ ایک دوسرے کی دلائل کو توڑتے لیکن افسوس دلائل تو ان دونو کے پاس نہیں اور نہ دلائل کی طرف لگے ہیں مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ اور وقت خواہ مخواہ ضائع جا رہا ہے۔ ایک طرف احراری کہتے ہیں کہ ہم قادیانیوں کو تباہ کرکے رہیں گے گو وہ سرے سے تحریک احمدیت کو ہی مٹانا چاہتے ہیں دوسری طرف قادیانی ہیں جو احرار کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ بعض اوقات دو پتھروں کی رگڑ میں ایک نئی چیز پیدا ہو جاتی ہے۔

ان دونوں میں سے کسی کا عقیدہ کامیاب نہیں ہو سکتا

یاد رکھو ان دونوں گروہوں میں سے کسی کا عقیدہ بھی کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ دونوں ختم نبوت کے منافی ہیں۔ ایک گروہ نئے نبی کو مانتا ہے اور دوسرا پرانے نبی کا منتظر ہے۔ جو سیدھا راہ ہے وہ خود بخود نظر آجاتی ہے۔ اور اسی پر چل کر انسان کامیاب ہوتا ہے یہ لوگ بظاہر الیوم اکملت لکم دینکم... کے قائل ہیں چونکہ دل میں چور ہے اس لئے صداقت سے دور ہو رہے ہیں۔

ہمیں منافق کہنے والوں کی اپنی حالت

ہمارے بہت سے "مہربان" کہتے ہیں کہ لاہوری جماعت منافق ہے جس طرح آئینہ میں انسان کو اپنی شکل نظر آتی ہے اسی روحانیت میں بھی بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان کے اپنے خیالات کا عکس اس کے دل پر پڑتا ہے اور وہ اسی کے مطابق دوسرے کے متعلق رائے قائم کر لیتا ہے ہمارے جو عقائد ہیں ہم ان کا علی الاعلان اظہار کرتے ہیں اور کسی سے نہیں ڈرتے۔ منافق وہ ہیں جو اپنے خیالات کو چھپاتے ہیں۔ پانچ پانچ دس دس ہزار کے مجمعوں میں ختم نبوت پر لیکچر دیتے ہیں اور ان میں ہر قسم کا جھوٹ سچ بولتے ہیں۔ لیکن انہیں یہ کہنے کی توفیق نہیں ہوتی کہ نبوت ختم اور دین کامل ہو چکا ہے اور اب کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں آسکتا۔

ہمارے مخالفین کی بزدلی

خوب یاد رکھو موجودہ افراط تفریط میں اگر صلح کسی بات پر ہو سکتی ہے تو اسی صحیح بات پر ہو سکتی ہے جس کو جماعت لاہور پیش کر رہی ہے اور جو ارشادات قرآنی اور عقل و دلائل کے مطابق ہے۔ وہ لوگ جو بڑے بڑے واعظ کہلاتے ہیں جب ان سے دریافت کیا جاتا ہے کہ دین کامل اور نبوت ختم ہو چکی ہے تو حضرت مسیحؑ کس غرض سے تشریف لائیں گے؟ اور اگر انہوں نے نبوت سے معزول ہو کر آنا ہے جیسا کہ اب مولوی کہتے ہیں تو پھر بھی ان کے آنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس سوال کا کچھ جواب نہیں دیا جاتا۔ بہتیرے ایسے ہیں جو دل سے وفات مسیحؑ کے قائل ہیں لیکن اس کا اعلان نہیں کرتے۔ اسی لاہور میں ایسے آدمی موجود ہیں جن پر سوال کیا جاتا ہے تو یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں کہ وفات مسیحؑ ایک اختلافی مسئلہ ہے۔ چلو اختلافی مسئلہ ہی سہی لیکن ذرا اپنے عقیدہ اور خیالات کا اظہار تو کرو اور منافقت کو تو چھوڑو۔ مخلوق سے نہ ڈرو خدا سے ڈرو۔ لیکن اس کے لئے جرأت اور ایمانداری کی ضرورت ہے۔

حدیث مجدد کو رد نہیں کیا جا سکتا

خوب یاد رکھو جہاں وفات مسیحؑ اور ختم نبوت کو ماننا تو اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ یا تو سارے ذخیرہ احادیث کو اٹھا کر پس پشت ڈال دیا جائے یا وہی رستہ اختیار کیا جائے جو احمدیت کا صحیح رستہ ہے۔ تمام مجموعہ احادیث کو بیکار کئے بغیر حدیث مجدد کو رد نہیں کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس حدیث کی صحت پر تمام حفاظ حدیث کا اتفاق ہے اور متعدد اولیاء اللہ نے اس حدیث کے ماتحت دعوے کئے۔ اس طرح یہ حدیث عمل میں بھی آگئی۔ لیکن ہمارے مخالفین اس حدیث کی طرف آتے ہیں اور نہ قرآن کریم کے ارشاد الیوم اکملت لکم دینکم ..... الخ کی طرف ان چیزوں کا نہ صاف انکار کرتے ہیں اور نہ صاف اقرار۔ صداقت سے دور ہو کر انسان بودی اور بے معنی باتیں کہنے لگتا ہے۔

رسالہ الندوہ کا ریویو

ایک دفعہ رسالہ الندوہ نے جو کہ ہندوستان کی ایک بہت بڑی دینی اور علمی درسگاہ کا پرچہ ہے ہمارے رسالہ الدجال پر ریویو کرتے ہوئے لکھا کہ جس طرح دجال کا رنگ ایک قوم کی قوم کے اندر ظاہر ہو گیا ہے۔ اسی طرح مسیح کا رنگ بھی ایک قوم کی قوم کے اندر ظاہر ہو سکتا ہے یعنی جس طرح دجال سے مراد ایک قوم ہے۔ فرد واحد نہیں اسی طرح مسیح سے بھی مراد ایک قوم ہے فرد واحد نہیں۔ لیکن دجال قوم تو اس قدر صاف طور پر نظر آتی ہے کہ اب کوئی نہیں جو اس کا انکار کر سکے۔ سوال یہ ہے کہ وہ مسیح کا رنگ اختیار کرنے والی قوم کونسی ہے کیا یہی مسلمان قوم ہے جس کے افراد خانہ جنگی اور ایک دوسرے کی تکفیر و بربادی کے درپے ہیں؟

مسئلہ نبوت کے متعلق تحریرات حضرت مسیح موعود سے تین باتیں

جب لوگ ہمیں منافق کہتے ہیں تو قادیانی بھی تالیاں بجاتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔ کل ایک بزرگ یہاں ہماری مسجد میں تشریف لائے جو کہتے تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو نبی کہا ہے۔ میں نے انہیں کہا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات میں تین کھلی باتیں موجود ہیں۔

(۱) یہ نبوت ایسی ہے کہ اس کے لئے صرف لفظ نبی استعمال نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس میں نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی ہتک ہے۔ (الوصیت)

(۲) عام بول چال میں لفظ نبی استعمال کرنے سے کھلے الفاظ میں روکا گیا ہے۔

(۳) حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ میں نے محدث کے معنوں میں لفظ نبی کا استعمال کیا ہے۔ اگر لفظ نبی کا یہ استعمال کسی مسلمان کو ناگوار گذرتا ہے تو اس کو کاٹ کر لفظ محدث اس کی جگہ سمجھ لے۔ اب فرمایئے کہ قادیان والے ان تینوں احکام کی تعمیل کرتے ہیں؟ کیا یہ منافقت نہیں کہ منہ سے نبی کہا جائے اور آپ کے کھلے احکام کو پس پشت پھینکا جائے۔

قادیانی حضرت صاحب کے ارشادات کی پرواہ نہیں کرتے

ہم تو قادیانیوں سے مباحثہ کے لئے تیار ہیں۔ کیونکہ ہمارے دل میں قوت ہے۔ اور ہمارے ہاتھ میں دلائل ہیں ہم تو حضرت مسیح موعود کو مجدد مان کر اُن کی تحریروں کی عزت کرتے ہیں اور اُن کے ایک لفظ سے باہر نہیں جاتے۔ لیکن قادیانی حضرت صاحب کو نبی مان کر اُن کے ارشادات کی ذرہ بھر پرواہ نہیں کرتے۔

ہمارا ایک نقص

ہاں ایک نقص ہم میں بھی ہے۔ وہ یہ کہ ہماری طرف سے ان حقائق کی اشاعت میں کوتاہی ہو رہی ہے۔ اگر ان

باتوں کو کھول کر لوگوں کے سامنے رکھا جائے تو ان میں سے بہت کو صداقت کو پا سکتے ہیں۔ اگر آپ ایک ہزار آدمی تک یہ باتیں پہنچائیں گے تو کم از کم دس پر تو ضرور انکا اثر ہوگا۔

خدمت دین کے لئے ایک تحریک

اس کے متعلق میں نے اپنے احباب سے ایک تحریک بھی کی ہے۔ یکم اپریل سے سرکاری ملازموں کی تنخواہوں کی تخفیف بحال ہوگئی ہے۔ اس تحریک کی غرض یہ ہے کہ بحال شدہ تخفیف کی نصف رقم کم از کم آٹھ ماہ کے لئے دیں۔ سرکاری ملازموں کے علاوہ جماعت کے چند متمول احباب سے بھی اپیل کی گئی ہے کہ وہ بھی اس تحریک میں حصہ لیں۔ اور موجودہ فتنہ کے علاج کے لئے ہمارے ہاتھوں کو مضبوط کریں۔ آٹھ ماہ تک ذرا توجہ اور کوشش سے کام کرکے تو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کس قدر کامیابی دیتا ہے۔

باطل کو گرانے کیلئے کوشش کی ضرورت ہے

خوب یاد رکھیں کہ باطل کے پاؤں نہیں ہوتے۔ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد نبوت بھی باطل ہے۔ اسکے بھی پاؤں نہیں ہیں۔ لیکن دنیا میں خدا کے شریک بننے والوں کو بھی بغیر کوشش کے نہیں گرایا جا سکتا ہے۔ حضرت نبی کریم کے بعد نبی آنے کا عقیدہ شرک فی النبوت ہے۔ اس کو بھی بغیر کوشش کے نہیں گرایا جا سکتا۔

مخالفت سے مت گھبراؤ

اگر حضرت صاحب کو برا کہا جاتا ہے اور آپ کی مخالفت کی جاتی ہے تو ہمیں اس سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ حضرت ابو بکر اور عمر سے [illegible] جرأت غالب اور کوئی اس امت میں نہیں ہو سکتا۔ ان جلیل القدر انسانوں کو بھی کروڑوں مسلمان کہلانے والے برا کہتے ہیں۔ ہم صداقت پر کھڑے ہیں۔ ہمارے عقائد پر کوئی ایسا اعتراض نہیں ہو سکتا۔ جس کا جواب ہمارے پاس نہ ہو۔ لیکن ہمارا کام سست ہے۔ صداقت بھی اسی وقت ترقی کرتی ہے جب اس کے پیچھے طاقت اور کوشش ہو۔ پھر لٹریچر کے بعد بھی ایک زبردست حرکت جماعت کے اندر پیدا ہونی چاہیئے کہ اس لٹریچر کو لوگوں تک پہنچائیں۔ اگر لٹریچر گودام دفتر میں یا ہمارے سیکرٹری صاحبان کے گھروں میں پڑا رہتا ہے تو جو طاقت اس پر خرچ ہوئی ہے وہ بھی ضائع ہو جاتی ہے۔

شکریہ

مکرم محمد افضل خانصاحب سکرٹری جمعیۃ الاسلامیہ لندن نے ذیل کے خط کے ہمراہ ایک پونڈ کی رقم سپین مسلم مشن فنڈ کے لئے بھیجا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ برادر موصوف اور جملہ ممبران جمعیۃ کو خدمت اسلام کی [illegible] توفیق عطا فرمائے۔ ان کا خط مع شکریہ درج ذیل ہے۔

السلام علیکم [illegible] ایک پونڈ کا برٹش پوسٹل آرڈر شامل ہذا ہے۔ اس تھوڑی سی رقم کو سپین مسلم مشن فنڈ میں جمعیۃ ہذا کے ممبران کی طرف سے [illegible] اور راقم الحروف کو رسید روانہ فرما کر ممنون فرمائیں [illegible] ہم سب کی دعا ہے کہ خدا آپ کو اس نیک ارادہ میں کامیاب کرے اور تمام دنیا میں اسلام کا بول بالا کرے۔ [illegible]

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب آجکل لاہور ہی میں قیام فرما ہیں اور ہر روز نماز مغرب کے بعد مسجد احمدیہ بلڈنگس میں درس قرآن دیتے ہیں۔

— ۲۸ اپریل کو جناب مولوی دوست محمد صاحب مصنف "آئینہ احمدیت" کی صاحبزادی مقصودہ بیگم صاحبہ کا نکاح شیخ غلام مصطفےٰ صاحب حیرت کے ساتھ ایک ہزار روپیہ مہر پر جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی نے پڑھایا۔

— پیغام صلح :۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس تعلق کو زوجین کے لئے بابرکت بنائے اور اس سے نیک نتائج پیدا ہوں۔

— مینجر صاحب اخبار پیغام صلح دوبارہ اعلان کرتے ہیں۔ کہ جن مقامات پر باقاعدہ جماعتیں موجود نہیں ہیں۔ یا جہاں مبلغین و محصلین سلسلہ باقاعدگی سے نہیں جاتے ان مقامات کے خریدار صاحبان کی خدمت میں اطلاع کے بعد وی پیاں ارسال ہو چکی ہیں وہ انہیں ضرور وصول فرما کر شکریہ کا موقع دیں اور اپنے ایک اہم اخلاقی و قومی فرض سے سبکدوش ہوں۔

— معلوم ہوا ہے کہ خان بہادر سید نور حسین شاہ صاحب کوتوال شہر دہلی کچھ عرصہ کیلئے رخصت پر جا رہے ہیں اس عرصہ میں یہ عہدہ ہمارے محترم دوست جناب میاں محمد صادق صاحب۔ ڈی۔ ایس پی۔ سی آئی ڈی دہلی کے سپرد رہیگا۔ آپ اپنے موجودہ فرائض کے ساتھ کوتوال شہر کے فرائض بھی انجام دیا کریں گے۔

— پیغام صلح :۔ اس صحیح انتخاب پر ہم حکومت کو مبارکباد دیتے ہیں

— ہمارے محترم دوست جناب سید محمد اکرم شاہ صاحب گڈز سپروائزر محکمہ ریلوے علیل ہیں۔ ان کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا کی جائے۔

— جناب عطاء اللہ صاحب مدرس چھچھہ ضلع گوجرانوالہ کا صاحبزادہ بھی بیمار ہے وہ بھی احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں

— اخویم غلام مصطفےٰ صاحب چک ورکاں کا صاحبزادہ عزیز منظور احمد میعادی بخار سے بیمار ہے۔ جملہ احباب دردِ دل سے دعا فرما دیں۔ کہ اللہ تعالےٰ عزیز موصوف کو جلد صحت عافیت عطا فرمائے اور اس کی صحت و عمر میں برکت دے۔

— اخویم غلام مصطفےٰ صاحب موصوف کا بڑا صاحبزادہ عزیز شیخ احمد مرحوم ۱۳ اپریل ۱۹۳۵ء بروز ہفتہ یہاں لاہور میں قضائے الٰہی سے وفات پا گیا۔ جنازہ گاؤں لیجایا گیا۔

— پیغام صلح :۔ اس حادثہ میں ہمیں دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ تمام جماعتیں اور احباب عزیز مرحوم کا جنازہ غائب ادا کریں۔

اخبار پیغام صلح

کی توسیع اشاعت تمام وابستگان کا فرض ہے

منشی شیر محمد خاں صاحب مرحوم

ڈیرہ غازی خاں سے نہایت ہی افسوسناک خبر آئی ہے کہ منشی شیر محمد خانصاحب اہلمد سشن کورٹ جو وہاں کی جماعت کے سکرٹری تھے ۲۳ اپریل ۳۵ء کو صبح کے وقت بعارضہ اسہال انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور اس کے پسماندگان کا خود ہی کفیل ہو۔ سب احباب جماعت کی خدمت میں مرحوم کے جنازہ غائبانہ پڑھنے کی درخواست کی جاتی ہے۔

مرحوم نہایت ہی مخلص دیندار تھے اور ۱۹۱۲ء سے سلسلہ احمدیہ میں شامل تھے کچھ عرصہ لاہور میں اشاعت اسلام کالج کے بورڈنگ ہاؤس میں بطور کلرک کام کرتے رہے تھے بعد میں اپنے وطن ڈیرہ غازی خاں میں جا کر ملازمت سرکاری میں داخل ہو گئے۔ اور اسی دوران ملازمت میں ہی جاں بحق ہوئے۔ مرحوم کی وفات ایک قومی نقصان ہے خصوصاً ڈیرہ غازیخاں کی جماعت کے لئے جس کے لئے وہ ایک قوت بازو تھے۔ ڈیرہ غازی خاں کی جماعت قادیانی نے بہت کوشش کی کہ ان کو اپنے اندر جذب کریں مگر مرحوم نے بڑے استقلال سے کام لیا اور ان کے دام میں آنے سے بچے رہے۔ بلکہ جب ۱۹۳۳ء کے جلسہ سالانہ قادیان میں ڈیرہ غازیخاں کی قادیانی جماعت ان کو میاں صاحب کی بیعت میں داخل کرانے کے ارادہ سے لے گئی تو انہوں نے قادیان میں جا کر نبوت مسیح موعودؑ اور تکفیر اہل قبلہ کے متعلق سوالات کئے جن کا وہاں کسی سے کوئی جواب نہ بن آیا۔ گذشتہ دسمبر میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے جلسہ سالانہ پر معہ چند دیگر احباب کے آئے اور واپس جا کر بڑی سرگرمی اور اخلاص سے کام کرتے رہے۔ خدا کرے جماعت ڈیرہ غازیخاں میں ان کی جگہ کوئی اور بھائی اسی مستعدی اور اخلاص سے کام کرنے والا کھڑا ہو جاوے اور آن کا نعم البدل ثابت ہو۔

(خاکسار) عزیز بخش
احمدیہ بلڈنگس لاہور

ایک محمودی مولوی کا تازہ کلام

قادیانیوں کی پیر پرستی کا نیا مظاہرہ

(از جناب مولوی احمد یار صاحب بی اے مولوی فاضل منشی فاضل)

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ محمودی حضرات حق و صداقت کو بالکل ہی الوداع کہہ چکے ہیں۔ ان کی جس تحریر یا تقریر کو دیکھیں وہی آپکو غلط بیانیوں سے مملو نظر آئے گی۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس قوم سے خوفِ خدا بالکل اٹھ گیا ہے۔ صاف ظاہر ہے تو کبھی کیوں پر نہیں لا سکے۔ ہمیشہ ایسی باتیں کہینگے جس سے مخلوق خدا کو دھوکا لگے۔ اور حق و باطل میں تمیز نہ کر سکیں۔ کیوں نہ ہو آخر پولیٹکل جماعت ٹھیری۔ انتہائی دھوکا بھی ہو تو بہت ممکن ہے انہیں کون کہے گا۔ دور جانے کی کیا ضرورت ہے۔ جناب خلیفہ قادیان کے اُن بیانات پر جو انہوں نے گورداسپور کی عدالت میں دئے ہیں ذرا سر سری نظر دوڑائیے۔ آپ کو خود بخود معلوم ہو جائے گا کہ ان حضرات کی رفتار و گفتار میں کہاں تک صداقت ہوتی ہے۔ اور وہ متانت کو جانے دیجئے۔ جناب خلیفہ صاحب اور ان کے مریدین با صفا۔ ہمیں ایسی باتوں سے جن کا وجود سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم کوئی سروکار نہیں رکھنا چاہئے زیادہ بار ناظرین کرام کے لئے جناب میاں صاحب کے مختلف بیانات تحریر کرتا ہے جو انہوں نے مسئلہ نبوت کے بارہ میں ظاہر فرمائے ہیں۔ اور تمام محمودی حضرات خصوصاً مولوی جلال الدین صاحب شمس سے جو خلیفہ صاحب کے ہر جائز و ناجائز قول کا جواز ثابت کرتے میں اپنے تمام ہم پیشہ مولویوں سے پیش پیش نظر آتے ہیں التماس کرتا ہے کہ وہ خدا را غور کریں اور بتلائیں کہ محمدیہ بیانات سے جناب خلیفہ صاحب کا کونسا بیان صحیح ہے اور کونسا غلط۔ اختلاف کے بعد بیعت کا تصدیق نامہ لکھنے کا کسی پولیس لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اعتراف کرنے کے سبب جناب خلیفہ صاحب نے ۱۹۱۵ء میں حضرت مسیح علیہ السلام کی قریباً ہزار ہا برس کی تحریرات پر خط تنسیخ کھینچتے ہوئے فرمایا کہ سن ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کسی تحریر سے حجت پکڑنا بالکل جائز نہیں ہو سکتا۔ (قول الفصل صفحہ ۲۴) اس پر تمام محمودی حضرات خاموش رہے۔ کسی نے یہ آواز تک نہ اٹھائی کہ حضرت یہ جو کچھ آپ لکھ رہے ہیں محض غلط اور بے بنیاد ہے اور حضرت اقدس کی کتابوں کے بالکل برعکس ہے۔ **بھلا وہ کس طرح کہتے** پیری مریدی میں فرق نہ آجاتا۔ وہ مرید ہی کیسا ہے جو پیر کی رائے یا فعل پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ جب جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے جناب خلیفہ قادیان پر اعتراض کیا گیا کہ ایک طرف تو آپ سن ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریرات کو منسوخ کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف پھر سن ۱۹۰۲ء سے پہلے کی تحریرات سے استدلال نبوت کرتے ہیں۔ یہ کیا بات ہے۔ تو میاں صاحب کو ہوش آئی اور جھٹ پینترا بدلتے ہوئے کہا۔

> نبوت کا مسئلہ آپ پر ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں کھلا ہے۔ ... ۱۹۰۱ء کے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔
>
> حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۲۱

دیکھا حضرت! کس طرح جناب میاں صاحب نے پینترا بدلا ہے۔ ابھی پہلے بیان پر ایک سال نہیں گذرا۔ مگر دوسرا اس کے مقابل پر تیار ہے۔ پھر فرمائیے اُن مریدان باصفا پر جو آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کی تحریرات کو پامال اور ذلیل کیا جا رہا ہے۔ مگر پھر بھی ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ اور کوئی جرأت کر کے یہ نہیں پوچھتا حضور! آپ کا کونسا بیان صحیح ہے۔ سب کہتے ہیں آمنا و صدقنا۔ کیا اس سے اور کوئی بدترین مثال پیر پرستی کی ہو سکتی ہے۔ سچ ہے کہ پیر پرستوں سے سوچ اور بچار کا مادہ بالکل سلب کر لیا جاتا ہے۔ پھر ہی جناب میاں صاحب حال ہی میں حلفی شہادت دیتے ہوئے عدالت میں فرماتے ہیں:

> حضرت مرزا صاحب نے دعوٰی نبوت ۱۸۹۰ء کے آخر میں یا ۱۸۹۱ء کے شروع میں کیا۔
>
> (الفضل ۳۰ مارچ ۱۹۳۵ء)

اب صاحبان! آپ غور فرمائیں کہ ان تینوں باتوں میں سے کونسی سچی ہے۔ پہلے لکھا کہ حضرت مسیح موعود سن ۱۹۰۲ء تک نبوت سے انکار کرتے رہتے۔ پھر تحریر فرمایا کہ سن ۱۹۰۱ء کے بعد آپ کو اپنا دعوے سمجھ میں آیا۔ اس سے پیشتر باوجود خدا کی وحی و الہام کے آپ انکار پر ہی مصر رہے۔ پھر آج حلفی شہادت میں فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس نے سن ۱۸۹۰ء کے آخر یا ۱۸۹۱ء کے شروع میں نبوت کا دعوٰی کیا ہے۔ بیچ ہے ؎

> خشت اول چوں نہد معمار کج
> تا ثریا میرود دیوار کج

باوجود ان متناقض بیانات اور متضاد باتوں کے پھر بھی ہمارے محمودی احباب ہوش میں نہیں آتے۔ ایک ہی رٹ لگائے جاتے ہیں کہ واقعی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نبوت کا دعوٰی کیا ہے۔ و دیکھو اگر واقعی حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوٰی کیا ہوتا۔ تو آپ کو آج یہ ٹھوکریں نہ لگتیں اور آپ اس مشہور ضرب المثل کے مصداق نہ بنتے۔

الغریق یتشبث بالحشیش

کیا آپ نے کبھی جماعت احمدیہ لاہور سے بھی سنا ہے کہ فلاں تحریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی منسوخ ہے۔ عقائد میں کانہم بنیان مرصوص کا مصداق آپ ہیں یا لاہور کے پاک ممبر جو حضرت اقدس کی ہر تحریر کو سر آنکھوں پر رکھتے ہیں۔ بھلا غور فرمانے کا مقام ہے کہ یہ پیر پرستی کا نتیجہ نہیں تو اور کیا ہے۔ کہ ایک شخص کی بغیر سوچے اور سمجھے کے پیروی کی جا رہی ہے۔ اگر وہ کہہ دیتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حقیقی نبی تھے۔ تو سب مرید کہتے ہیں۔ بیشک! اگر وہ کہتا ہے کہ اس نبی کی فلاں سنہ سے پیشتر کی تحریرات کو میں منسوخ کرتا ہوں تو پھر بھی سب کہتے ہیں آمنا و صدقنا۔ خلفائے راشدین کے زمانہ میں تو ایک بڑھیا عورت اور ایک دیہاتی آدمی بھی خلیفہ وقت کے سامنے اپنا اختلاف رائے بیان کر سکتا تھا۔ مگر یہاں میاں صاحب جس طرح چاہتے ہیں۔ حضرت اقدس کی تحریرات میں تحریف کرتے ہیں۔ کوئی مرید یہ نہیں پوچھتا کہ جناب آپ کے متضاد بیانوں میں سے کس کس کو صحیح جانیں اور کس کس کو غلط۔ باوجود ایسی صریح اور کھلی پیر پرستی کے مولوی جلال الدین صاحب شمس الفضل مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۳۵ء کے صفحہ ۵ پر فرماتے ہیں:

> "خدا تعالیٰ کی قائم کردہ مقدس جماعت کو پیر پرستی کا الزام دینا تو کوئی نئی بات نہیں۔ ڈاکٹر عبد الحکیم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں جماعت احمدیہ لاہور کو یہی الزام دیا تھا۔"

ناظرین کرام انصاف فرمائیں کیا یہ الزام ہے یا اصل حقیقت ہے اگر اس امر کی تائید کے لئے ہم واقعات پیش نہ کرتے تو شاید مولوی صاحب راستی پر ہوتے۔ جب واقعات ہمارے سامنے ہیں جن کا مولوی صاحب بھی انکار نہیں کر سکتے تو پھر کیوں نہ یہ تسلیم کر لیا جائے کہ باوجود اس قدر تناقضات کے خاموشی اختیار کرنا پیر پرستی کا کرشمہ نہیں ہے۔ ڈاکٹر عبد الحکیم کا محض افترا تھا۔ کیونکہ اس نے واقعات کی کوئی شہادت پیش نہیں کی۔ یوں الزام لگانے کو تو ہر ایک لگا سکتا ہے۔ مثلاً یہی محمودی حضرات کہدیا کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ لاہور کے دلوں میں حضرت مسیح موعود کی محبت نہیں رہی۔ بیشک اگر آپ کی محبت اس کا نام ہے کہ آپ کی تحریرات کو منسوخ قرار دیا جاوے اور ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جاوے تو واقعی ہمارے دل اس محبت سے خالی ہیں۔ اگر آپ کی محبت اس چیز کا نام ہے کہ آپ کی تمام تحریروں کو مانا جاوے اور سب پر عمل کیا جائے تو یہ محبت اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ لاہور میں موجود ہے۔ پھر اس سے آگے مولوی صاحب فرماتے ہیں:۔

> "بتاؤ مرتد پٹیالوی کی اقتدا کرنے والو! کیا واقعی احمدی جماعت مرزا پرست تھی۔ اور خدا اور حق کو انہوں نے چھوڑ دیا تھا۔ اور کیا کل دشمنان احمدیت نے جماعت احمدیہ پر جو اعتراض کیا تھا وہی آج تم نہیں کر رہے۔"

جماعت احمدیہ لاہور تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے صراط مستقیم پر قائم ہے۔ جو نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لوگوں کو بتلایا گیا اور جس کی تجدید و خدمت کے لئے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا۔ ہاں قادیانی حضرات اور اُن کے موجودہ خلیفہ صاحب مکفر علماء کی ضرور اقتدا کر رہے ہیں اگر خاکسار کی بات پر آپ کو یقین نہ آئے تو ذیل میں علماء سوء اور جناب خلیفہ صاحب کی تحریرات کا موازنہ کر کے آپ اندازہ فرما لیں کہ کیا جماعت احمدیہ لاہور علماء سوء کی جن میں ڈاکٹر عبد الحکیم بھی شامل ہے اتباع کر رہی ہے یا مولوی صاحب اور اُنکے پیشوا ان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ جب علماء سوء کو حضرت اقدس میں کوئی وجہ تکفیر نظر نہ آئی تو انہوں نے مندرجہ ذیل بہتان تراشا

> اگرچہ قادیانی نے یہ بات کہدی ہے کہ جس نبوت کا اس کو دعوٰی ہے اور جس کا دروازہ قیامت تک کھلا رہے گا۔ اس کا دوسرا نام محدثیت ہے اور اس محدثیت کے معنی سے وہ نبوت کا مدعی ہے۔ مگر ساتھ اس کے اس نے محدثیت

کے معنی ایسے بیان کئے ہیں اور اُن کی حقیقت کی تشریح ایسی کر دی ہے کہ اس سے بجز نبوت اور کچھ مراد نہیں ہو سکتا۔ فتویٰ کفر صفحہ ۲۶ وغیرہ"

مکفر علماء سوء نے یہ افترا آپ کی ذات بابرکات پر کیا کہ اگرچہ آپ لفظ نبی سے مراد محدث لیتے ہیں۔ مگر محدث کے ایسے معنی کرتے ہیں، جو بجز نبی کے اور کسی پر صادق نہیں آ سکتے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں کہ بار بار انکار کرتے ہوئے فرماتے چلے جاتے ہیں: -

میری نیت میں جس کو اللہ جل شانہ خوب جانتا ہے اس لفظ نبی سے مراد حقیقی نہیں بلکہ صرف محدث مراد ہے"

پھر آگے فرماتے ہیں

"سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو (لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال فرمالیں"

لیکن جناب خلیفہ قادیان نے مسند خلافت پر قدم رکھتے ہی حضرت اقدس کی ذات والاصفات پر وہی الزام عائد کر دیا جو علماء سوء نے لگایا تھا اور جس کی تردید و تشریح کرتے ہوئے آپ اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ اور تا حین حیات اسے اپنے پر افترا و بہتان قرار دیتے رہے۔ چنانچہ جناب میاں صاحب حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ... پر فرماتے ہیں: -

"اگو ان ساری باتوں کا دعویٰ کرتے رہے جن کے پائے جانے سے کوئی شخص نبی ہو جاتا ہے لیکن چونکہ آپ ان بیان کردہ شرائط کو نبی کی شرائط نہیں خیال کرتے تھے۔ بلکہ محدث کی شرائط سمجھتے تھے۔ اس لئے اپنے آپ کو محدث کہتے رہے اور نہیں جانتے تھے۔ کہ میں جو دعوے کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں جو نبیوں کے سوائے اور کسی میں نہیں پائی جاتی اور نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں"

بتاؤ اب علماء سوء کی اقتدا کرنے والوں کیا جماعت احمدیہ لاہور بقول شما مادہ حق سے دور ہے یا وہ لوگ جو مندرجہ بالا عقیدہ رکھتے ہیں۔ جس چیز کو حضرت اقدس اپنے اوپر افترا قرار دیتے رہے آج اسی کو آپکا مشن قرار دیا جا رہا ہے۔ ع

ببیں عقل و دانش بباید گریست

(بقیہ صفحہ ۶)

اور ایسے ضروری امور جب ضرورت اس کی لشت پر قلمبند کر لئے جایا کریں۔ تو یہ مسلمانوں کے لئے بہت مفید ثابت ہو گا۔ ہمارا خیال ہے کہ جب تک رائج الوقت قانون میں کوئی ایسی ترمیم اور اضافہ نہ ہو جو عورت کو منفرجہ بالا حالات سے طلاق دلانے اور ارتداد سے بچانے کا موجب ہو سکے (جس کی بظاہر کوئی امید اس وقت تک نہیں) اس وقت تک احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا یہ تیار کردہ نکاحنامہ اس قابل ہے کہ مسلمان اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اپنی بچیوں کو ان مصائب سے بچانے کی صورت کریں۔ جو ان کی تباہی اور ارتداد کا موجب ہو رہی ہیں۔ والسلام

خاکسار دوست محمد

از دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

استقلال عمل کے حیرت انگیز نتائج

ایک جاپانی کی انیس سالہ محنت کا نتیجہ

ایک سبزی فروش جاپانی کے حالات اخبارات میں آئے ہیں۔ اس شخص کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا۔ کہ اگر کسی مرکب مسالے کی باریک باریک گولیاں بنا کر زندہ سیپوں کے پیٹ میں رکھ دی جائیں تو یہ گولیاں دس پانچ سال کے بعد سیپوں کے اثر سے ضرور موتی بن جائیں گی۔ وہ اس خیال پر تہ دل سے قائم ہو گیا۔ اس نے عہد کر لیا۔ کہ میں اس معجزے کی تکمیل کر کے رہوں گا۔ اس نے سبزی کی دکان ختم کر دی، اپنا مکان بیچ ڈالا۔ اور ساحل سمندر پر جھونپڑی بنا کر سالہا سال کے تجربات میں مصروف ہو گیا۔ اس کے دوستوں نے اس کا تمسخر اڑایا اس کی بیوی نے طعن دیئے۔ اس کے اہل محلہ نے اس کو ملامت کی۔ مگر سبزی فروش نے تمام خلق خدا کی آوازوں سے اپنے کان بند کر لئے اور عزم و استقلال سے اپنے کام میں ہمہ تن غرق ہو گیا۔ اس نے سب سے پہلے ریت کی چھوٹی چھوٹی گولیاں بنائیں اور سیپوں کے پیٹ میں بھر کر انہیں ساحل بحر کے ایک گوشہ حفاظت میں رکھ دیا پھر عرصہ دراز تک انہیں کمال کمال کر دیکھتا رہا۔ کئی سال گذر گئے مگر ریت سے موتی نہ بنے۔

سبزی فروش نے ہمت نہ ہاری، وہ ہر روز نئی سے نئی چیزوں کی گولیاں بناتا تھا۔ اور سیپوں کے پیٹ میں بھرتا تھا۔ سبزی فروش نے اسی دھن میں سات سال پورے کر دیئے۔ مگر فطرت نے اس کی محنت کو قبول نہ کیا۔

سبزی فروش نے اپنے تجربات کو جاری رکھا۔ یہاں تک کہ گیارہ سال اور گذر گئے۔ مگر کامیابی کی صورت نظر نہ آئی۔

سبزی فروش کی محنت کا انیسواں سال شروع تھا وہ صبح کے وقت اٹھا۔ اور سالہا سال کی رکھی ہوئی سیپوں کو سمندر سے پکڑ پکڑ کر ان کا سینہ چاک کرنے لگا۔ اس نے ایک سیپ کا منہ کھولا اور دفعۃً چمکتے ہوئے موتیوں سے اس کی مٹھی بھر گئی۔ جب اس نے تحقیق کی تو معلوم ہوا۔ کہ سیپوں میں سات سال پہلے زندہ سیپوں کی سیپ کی ہڈی کی گولیاں ایک خاص سفوف میں لپیٹ کر بند کی گئی تھیں۔ اس سال کے بعد میک موٹو پر کامیابی کا دروازہ کھل گیا۔ خدا نے اس کی ۱۹ سالہ محنتوں کو قبول کر لیا۔ اب میک موٹو جاپان کا مکمل ترین تاجر ہے ۴۰ ہزار ایکڑ ساحل بحر میں اس کے موتیوں کے کھیت پھیلے ہوئے ہیں۔ وہ پانچ کروڑ سیپوں میں گولیاں بھروا تا ہے اور ایک خاص قسم کی صنعتی جراحی کے بعد انہیں دامن بحر میں بچھا دیتا ہے۔ پھر برابر سات سال تک ان سیپوں کو خوراک بہم پہنچائی جاتی ہے۔ خونخوار مچھلیوں اور دوسری آفات سے ان کی حفاظت کی جاتی ہے۔ اس کے بعد جب ان کے پیٹ چاک ہوتے ہیں۔ تو ساحل بحر پر چمکتے ہوئے موتیوں کے انبار لگ جاتے ہیں۔

برادران اسلام! آؤ جاپان کے اس سبزی فروش سے خدمت دین کا سبق سیکھیں۔ میک موٹو کسی علم و ہدایت کے بغیر اپنی دنیا طلبی میں اس لئے کامیاب ہو گیا، کہ اس نے انگڑائی تک نہ لی۔ اور اپنی عمر عزیز کے پورے انیس سال ایک ہی خیال اور ایک ہی دھن میں صرف کر دیئے۔ لیکن اے خدا کے ...

کی ہدایت اور نور قرآن کی روشنی کے باوجود بھی دین و دنیا کی سرفرازیوں سے محروم ہو۔ کہ تمہارا عزم نامکمل ہے۔ تمہارا عشق خام ہے، تمہارے دماغ جنوں سے خالی ہیں۔ تم زبان رکھتے ہو۔ مگر دل نہیں رکھتے تمہارے سینے ہیں لیکن عزم و ہمت کی کوئی تپش موجود نہیں۔ جاپان کا ایک سبزی فروش، دنیا طلبی کے لئے اپنی زندگی کے بیس سال وقف کر سکتا ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ اسلام کے فرزند، خدا خواہی اور خدا طلبی کے لئے بھی ایک دن بلکہ ایک گھنٹہ تک صرف نہیں کر سکتے۔ کام کرنے والوں نے خاک کی چٹکی سے موتی بنا لئے۔ لیکن اسی دنیا میں ایک قوم وہ بھی ہے۔ جو کبھی موتی تھی لیکن آج اپنی بداعمالی، پست ہمتی اور خود غرضی کے باعث مٹی میں مل رہی ہے۔ مسلمان کا سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ وہ سوڈے واٹر کا ایک اُبال ہے اس میں زندگی کا جذبہ چمکتا ہے۔ مگر بجلی کی طرح ایک آن کی آن میں بجھ جاتا ہے۔ تم چاہتے ہو کہ ہتھیلی پر سرسوں جمائیں۔ وقت نہ دیں، انتظار نہ کریں۔ خرچ نہ ہو۔ تکلیف نہ اٹھائیں چین سے لیٹے رہیں اور سب کچھ بن جائے، دوستو! دنیا میں ایسے بے بنیاد خواب کبھی پورے نہیں ہوئے اور نہ ہوں گے۔

کیا ابھی وقت نہیں آیا۔ کہ ہندوستان کے مسلمان، ہمت بستہ ہو کر کام کریں۔ جم کر کام کریں۔ اپنے اندر استقلال کی روح پیدا کریں۔ اپنے اللہ کے ساتھ خدمت دین کا عہد باندھیں اور پھر زندگی کی تمام تر آرزوؤں کو اسی عہد کی پابندی پر قربان کر دیں۔ سنو! اگر صرف ایک سو بھی ایسے مسلمان ہوں۔ تو وہ قوم کی تقدیر کو پلٹ سکتے ہیں۔ عمل کرنے والے کہاں ہیں؟

مسلمانو! اگر ہڈی کے ٹکڑے سیپ کی ہم نشینی سے موتی بن سکتے ہیں۔ تو کیا تم اللہ کی کتاب اور رسول اللہ کی سنت کے فیض اثر سے موتی نہیں بن سکتے۔ وہ صرف قرآن تھا جس نے صحابہ کرامؓ کی کایا پلٹ دی تھی، عرب کے شتربانوں کو ایران و روم کی سلطنتوں کا وارث بنا دیا تھا۔ مسلمانو۔ قرآن کی پیروی کا عہد کرو۔ نفسانی خواہشات پر غالب آؤ۔ ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔

قبول احمدیت کی سرگذشت

حضرت مسیح موعودؑ کی ملاقات کیلئے قادیان کا پیدل سفر

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب محلہ حاجی پورہ شہر سیالکوٹ)

گذشتہ سال اخبار "پیغام صلح" نے اپنا قبول احمدیت نمبر شائع کیا جس میں متعدد بزرگان جماعت نے اپنی قبول احمدیت کی مؤثر سبق آموز اور دلچسپ سرگذشتیں لکھیں۔ ......"

اور اپنی اپنی آپ بیتیاں سنا کر بتایا۔ کہ انہوں نے کس طرح حضرت امام کو شناخت کیا۔ اور اس کے بعد بھی کم و بیش یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس طرح مجھے بھی تحریک ہوئی جس کا نتیجہ حسب ذیل سطور ہیں ممکن ہے اس کے مطالعہ سے کوئی سعید روح صداقت کو پالے۔

ہمارے خاندان میں احمدیت کا چرچا

دعوےٰ مسیح موعودؑ کے اعلان کے ساتھ ہی ہمارے خاندان میں یہ تحریک شروع ہوئی۔ چند بزرگوں نے بیعت بھی کی اور دعوے کے بعد جب پہلی مرتبہ حضرت اقدس سیالکوٹ میں تشریف لائے۔ تو ہمارے گھروں کو بھی اپنے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے مفتخر فرمایا گو وہ میرے لڑکپن کا زمانہ تھا۔ مگر چونکہ سلسلہ تبلیغ زور کے ساتھ شروع تھا۔ اس لئے میں نہایت توجہ اور ذوق و شوق کے ساتھ یہ باتیں سنا کرتا تھا

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب کا درس قرآن

کچھ دنوں کے بعد حکیم حسام الدین صاحبؒ مرحوم و مغفور کی مسجد میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کا مشہور درس قرآن کریم شروع ہوگیا جس نے متلاشیان حق کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ میں نے اس جذبہ سے متاثر ہو کر قرآن پاک کو ترجمہ کیساتھ پڑھنا شروع کر دیا۔ ساتھ ہی مذہبی کتب کا مطالعہ بالخصوص حضرت مسیح موعودؑ کی جدید کتابیں خود پڑھنی اور دوسرے لوگوں کو سنانی شروع کیں۔

وفات مسیح کا مسئلہ

ان ایام میں وفات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ بڑا معرکہ آلارا تھا جس نے انہوں کے سامنے بڑے بڑے مخالفوں کی گردنوں کو خم کر دیا۔ میرے استاد جو ایک سیدھے سادے بزرگ تھے بارہا اس مسئلہ کی حقیقت اور معقولیت کی طرف مائل ہوتے کبھی دبی زبان سے اعتراف فرماتے۔ مگر جب اپنے بیٹے اور تعلقات کی طرف دھیان کرتے تو انکار کر دیتے تھے۔

طوفان مخالفت اور احمدیت کی تبلیغ

غرض وہ عجیب زمانہ تھا۔ آج بھی جب اس کی یاد آتی ہے تو دل کو متاثر کئے بغیر نہیں رہتی۔ قادیان سے اشتہار پر اشتہار اور کتابوں پر کتابیں نکلنی شروع ہوئیں۔ جن پر موافق اور مخالف رنگ میں خوب خوب طبع آزمائیاں ہونے لگیں۔ جن کی وجہ سے علمی صحبتیں میسر آئیں۔ یہ سلسلہ یہاں تک بڑھا۔ کہ مسلم اور غیر مسلم سبھی زیر تبلیغ آگئے۔ مختلف تقریبات کا جہاں موقعہ ملتا۔ یہی قصہ سامنے آتا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ لوگ جوق جوق سلسلے میں داخل ہونا شروع ہوگئے

مخالفین کی ناکامی

حریفوں نے مخالفت میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا اور ایڑی چوٹی کا زور صرف کر دیا۔ بڑی سے بڑی مخالف ہستیاں میدان میں آئیں اور اپنے علم اور رسوخ کا کماحقہ مظاہرہ کیا اور اپنے لیکچروں اور وعظوں کے دوران میں خوب کڑکے اور گرجے اور برسے نتیجہ اس مخالفت کا یہ ہوا۔ کہ لوگ اور زیادہ زور اور توجہ کے ساتھ اس جدید تحقیقات کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور چونکہ اس جدید گروہ کی پشت پر نصوص بینہ قرآنیہ و حدیثیہ اور صداقت و علم کے دلائل و ذخائر زبردست چٹانوں کی طرح موجود تھے۔ اس لئے سیلاب مخالفت کی خطرناک موجیں اس کو کچھ بھی گزند نہ پہنچا سکیں۔ بلکہ اس کھیت میں کھاد کا کام دے گئیں اور یوماً فیوماً جماعت کا قدم ترقی کی طرف بڑھتا گیا۔

بیعت اور قادیان کا پیدل سفر

میں نے اولاً بذریعہ کارڈ بیعت کی۔ مگر خاندان کی ایک بزرگ خاتون کی ترغیب اور ارشاد پر کہ پیر کی خدمت میں پیدل حاضر ہونا بڑے ثواب کی بات ہے۔ باوجود پیدل سفر کرنے کی طبیعت قطعاً خوگر نہ تھی۔ مگر دیار محبوب کی کشش نے یہاں تک اثر کیا کہ بغیر مشورہ والدین محض توکلاً علی اللہ چل کھڑا ہوا۔ موسم گرما شباب پر تھا۔ آفتاب طلوع ہونے کے ساتھ میں گھر سے نکلا اور دوپہر ڈالی شرک پر دن بھر چلتا رہا۔ راستہ میں کھانا نہیں کھایا۔

دوران سفر کی تکالیف اور جذبات

آفتاب کی تمازت اور موسم کی حدت نے جھلس دیا ہر چند کہ بدن مضمحل ہوگیا تھا۔ مگر عزم اور ارادہ میں قطعاً کوئی لغزش پیدا نہ ہوئی۔ ذہن میں یہ تصور سما رہا تھا۔ کہ یہ صعوبت اس سعادت کے مقابلے میں کیا حقیقت رکھتی ہے کہ جب آنکھیں حضرت مسیح موعودؑ کے دیدار فرحت آثار سے منور ہونگی۔ دل حضور کے پاک کلمات سنکر محظوظ و مسرور ہوگا۔ فی الواقعہ ہماری خوشی کی بھی کوئی انتہا ہے کہ ہم نے وہ امام اور مجدد پایا ہے۔ جو امت کے تمام مجددوں میں سے موعود ہے۔ اور جس کو خود حضرت نبی کریمؐ نے اپنا سلام بھیجا ہے۔ یقیناً دل و دماغ پر یہی تصور کام کر رہا تھا۔ اگر یہ حقیقت نصب العین نہ ہوتی۔ تو میرے جیسا کمزور انسان کس طرح اس آتشیں سفر کی جرأت کرتا۔ آخر قلعہ سوبھا سنگھ اور نارووال کے دستہ تک تو لوؤں کی لپٹ اور باد سموم کے تند جھونکے جسم نحیف پر اپنا آتشیں اثر ڈالتے رہے۔ مگر جب پائے میں جنبش نہ آئی۔ بلکہ ثبات و استقلال کا قدم پہلے سے زیادہ مضبوط ہوتا گیا۔ تو سورج کے عمل میں بھی بجائے سختی کے نرمی ہو گئی یعنی شام ہونے کو آئی۔ میں اس وقت تک ۲۸ میل کا سفر طے کر چکا تھا۔

قصبہ نارووال میں شب بسری

نماز مغرب میں نے قصبہ نارووال سے باہر پڑھی۔ اس قصبہ میں میرے ایک رشتہ دار سب انسپکٹر تھے مگر اس سبب کہ ان کی میں نے ان کا ملنا مناسب خیال نہ کیا۔ قصبہ کی ایک مسجد میں چلا گیا جہاں عشاء کی نماز بصد مشکل بیٹھ کر پڑھی اور پھر لیٹ گیا۔ جب لوگ نماز سے فارغ ہو کر گھروں کو جانے لگے تو ایک شخص نے میرے پاس آکر خود بخود پوچھا۔ کہ کھانا کھاؤ گے۔ میں نے کہا ہاں۔ وہ شخص جلد کھانا لے آیا۔ اور میرے پاس رکھ کر خود چلا گیا۔ میرا بدن سفر کی تکان سے چور چور ہو رہا تھا۔ اس لئے غنودگی طاری ہوگئی۔ اور یہ حالت اس وقت تک رہی جب صبح کی نماز کے لئے مؤذن نے اذان دی۔ میں جب بیدار ہوا۔ تو محسوس کیا کہ بدن میں وہ رات کی سی کوفت اور تکلیف نہیں ہے۔ بلکہ نیند کی وجہ سے نئے سرے سے کچھ توانائی پیدا ہوگئی تھی۔ مگر ساتھ ہی پاؤں میں آبلے نمودار ہو چکے تھے۔ جن کی وجہ سے آئندہ سفر میں خطرہ نظر آنے لگا۔ میں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے پاؤں کو خود دبانا شروع کیا۔ اور آئندہ تکلیف کا تصور کر کے دعا مانگی۔ اس وقت خود بخود یہ مصرعہ میری زبان پر جاری ہوا ؎

الٰہی آبرو رکھنا میرے پاؤں کے چھالوں کی

میں نے رقت کے ساتھ چند بار اس کو دہرایا۔ پھر مشکل سے اٹھ کر وضو کیا۔ اور نماز پڑھی۔ رات جو کھانا کوئی شخص میرے پاس رکھ گیا تھا وہ میں نہیں کھا سکا۔ میری غفلت کی حالت میں کسی جانور نے آکر کھایا۔ مگر مجھے اس کا کوئی علم نہیں۔

منزل مقصود کی طرف

نماز سے فارغ ہو کر میں قصبہ ڈیرہ بابا نانک کی طرف چل پڑا۔ کچھ دور تک پاؤں نے تکلیف محسوس کی۔ پھر محض خدا کے فضل سے میں سفر کے قابل ہوگیا۔ راستہ میں دریائے راوی آیا۔ جو کشتی کے ذریعہ عبور کیا۔ دوپہر کے وقت ڈیرہ بابا نانک میں پہنچ گیا۔ اور کچھ دیر تک وہیں آرام کیا۔ عصر کے وقت پھر چل کھڑا ہوا۔

سفر کی دوسری رات

مغرب کے وقت ٹھیک اس راستہ پر جس پر کہ میں چل رہا تھا ایک گاؤں آگیا مجھے اس گاؤں کا نام یاد نہیں۔ میں نے رات وہاں بسر کی۔ علی الصباح بیدار ہو کر پھر دیار محبوب کی راہ لی۔

قادیان کے قریب پہنچکر

اگرچہ تمام راستہ میں تصورات کی ایک دنیا میرے دل و دماغ میں بس رہی تھی۔ مگر جوں جوں میرا منتہائے سفر قریب آتا گیا میری تمناؤں اور آرزوؤں میں والہانہ جوش پیدا ہوتا گیا۔ آنکھیں اس گھر کی زیارت کیلئے منتظر ہو رہی تھیں جس گھر بلکہ گاؤں اور جس گلی کوچوں میں خدا کی امانت اور وعدے نے ظہور فرمایا تھا۔ کانوں نے اپنے آپ کو اس امام زماں کی باتیں سننے کے لئے آمادہ کر لیا۔ دل عشق اور محبت سے سرشار تھا۔

قادیان میں

خدا خدا کر کے مفارقت و بعد کی حد بندیاں منقطع ہوئیں اور ٹھیک اس وقت جبکہ آفتاب نصف النہار پر تھا۔ میں قادیان میں داخل ہوا۔ بڑی مسجد میں اترا۔ تھوڑے سے وقفہ کے بعد ایک بوڑھا شخص میرے پاس آیا اور پوچھا۔ کھانا کھاؤ گے۔ میں نے کہا ہاں۔ وہ بولا پھر مہمان خانے چلئے مجھ میں اب چلنے کی طاقت نہ تھی۔ اس لئے میں نے عذر کیا۔ وہ نیک بخت بولا۔ کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ میں کھانا اسی جگہ لے آتا ہوں۔ بڑے میاں کھانا لینے چلے گئے۔ اس عرصہ میں میں نے غسل کیا۔ جس سے کسی قدر تکان رفع ہوگئی ہنوز میں نہا کر فارغ ہی ہوا تھا۔ کہ وہی بزرگ کھانا لیکر آگئے جب میں کھانا کھا رہا تھا۔ تو پیر مرد نے کہا۔ کہ کھانے کے بعد تھوڑی دیر آرام کر لو۔ پھر چھوٹی مسجد میں چلے چلنا۔ وہاں نماز ظہر کے وقت حضرت صاحب تشریف لائیں گے۔ وہیں ملاقات ہوجائیگی

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سے ملاقات

چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ کھانا کھا کر سو گیا اور ظہر کی اذان سے بیدار ہو کر اسی طرف چل پڑا جس طرف سے حی علی الصلوٰۃ کی آواز آئی تھی۔ گلی میں تھوڑی دور چل کر ایک کوچہ بندی آگئی جس کی وجہ سے پوچھتے پوچھتے بغیر زینے کے راستہ سے اوپر مسجد میں چلا گیا۔ محراب میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ بیٹھے ہوئے تھے اُن سے مصافحہ کیا۔ فرمانے لگے سیالکوٹ سے آئے ہو۔ کیونکہ سیالکوٹ میں حاضری درس کی وجہ سے مولوی صاحب موصوف کے ساتھ میرا معمولی تعارف تھا۔ ہاں وہ میرے خاندان اور بزرگوں کو نہایت اچھی طرح سے جانتے تھے اس لئے میرے والد اور بڑے بھائی صاحب کے حالات دریافت فرماتے رہے اور فرمایا کہ تمہارے والد تو بہت بوڑھے ہیں۔ مگر بڑے بھائی کیوں قادیان نہیں آئے میں نے عرض کی کہ ابھی تک وہ سلسلہ کی جماعت میں شامل نہیں ہوئے۔ ہاں بلحاظ شاگردی آپ کا بہت احترام کرتے ہیں۔

حضرت اقدس کی آمد

اتنے میں مسجد کی دائیں طرف سے دروازہ کھلا اور حضرت امام مسجد میں تشریف لے آئے۔ کسی رسمی تعارف کی قطعاً ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ کیونکہ قدرتی ادا ہر ناظر کی توجہ کو اپنی طرف جذب کر رہی تھیں۔ تمام سراپے پر سادگی کا اثر تھا۔ چہرہ پر راستی اور صداقت نور برسا رہی تھیں۔ گویا وقار اور تحمل کا ایک پہاڑ تھا۔ جو نظروں کے سامنے آموجود ہوا۔ سر پر سفید دستار تھی جس کی بندش میں انتہائی سادگی پائی جاتی تھی۔ بلند اور کشادہ پیشانی نور کے سانچے میں ڈھلی تھی۔ آنکھیں بڑی بڑی مگر نیم بند، اونچی ناک۔ چہرہ پر تبسم۔ ایک لمبا اور موزوں بدن زیب بدن تھا۔ یہ نقشہ دیکھ کر بے ساختہ میری زبان سے یہ مصرعہ نکل گیا ؎

سب کچھ نظر آیا جو مجھے تو نظر آیا

حضرت اقدس سے ملاقات

حضرت ہنوز دروازہ کے پاس ہی تھے کہ میں نے جذبہ محبت سے متاثر ہو کر آپ کا دایاں ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا۔ پھر چوما۔ اور آنکھوں سے لگایا اور یہ سوچ کر کہ دیگر مشتاقان زیارت کی حق تلفی نہ ہو ہاتھ چھوڑ دیا۔ خدام کھڑے ہو کر تعظیم بجا لائے اور آپ ایک طرف مسجد کے کونے میں بیٹھ گئے۔ مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے میرے متعلق کہا کہ سیالکوٹ سے قریشی خاندان کا یہ لڑکا حضور کی بیعت کرنے کیلئے آیا ہے حضور نے میری طرف پھر نگاہ ڈالی۔ اور تبسم فرمایا۔ پھر سیالکوٹ میں طاعون کی بیماری کا حال دریافت فرماتے رہے۔ میں اپنی واقفیت کے مطابق عرض حال کرتا رہا۔ اس کے بعد نماز شروع ہوئی۔ حضرت فریضہ ادا کرنے کے ساتھ ہی اندرون خانہ میں تشریف لے گئے۔

حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ سے ملاقات

اس کے بعد مجھے ایک اور عظیم الشان وجود کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ جو عالم قرآن و حدیث، جامع معقول و منقول تقدس اور عمل اور تبحر علمی اور [illegible] معلومات کے لحاظ سے دنیائے اسلام میں ایک ممتاز اور عدیم النظیر ہستی تھی یعنی حافظ حاجی، مولوی حکیم نورالدین صاحب مرحوم و مغفور کی زیارت و ملاقات کا فخر حاصل ہوا۔ اس زمانے میں آپ کے درس قرآن کریم کی بہت شہرت تھی۔ جب تک میں جتنے دن قادیان میں رہا۔ نہایت ذوق و شوق کے ساتھ آپ کے درس میں حاضر ہوتا رہا۔ آپ کو اسلامی علوم پر بہت بڑی دسترس اور عبور حاصل تھا۔ اس لئے آپ عموماً مسائل مہمہ پر گفتگو فرماتے تھے جن کو ارباب علم و ذوق نہایت دلچسپی کے ساتھ سنتے تھے گفتگو چونکہ نہایت بیش قیمت معلومات سے مملو ہوتی تھی اس لئے اکثر احباب نوٹ کر لیا کرتے تھے۔

نماز مغرب و عشا کا منظر

نماز مغرب کے وقت پھر احباب حسب معمول چھوٹی مسجد میں جمع ہوئے۔ حضرت بھی تشریف لائے اور نماز باجماعت ادا فرمائی۔ یہ منظر بھی قابل دید تھا۔ مولوی عبدالکریم صاحب امام تھے۔ نماز شروع ہوئی۔ قرأت جہری تھی۔ خوش الحانی اور خشوع و خضوع کا یہ عالم تھا۔ کہ مقتدیوں نے کسی باجبروت اور زبردست اور زندہ ہستی کے تصور سے گداز ہو کر ہمہ رنگ میں یعنی کھڑے ہو کر جھک کر سجدوں میں۔ . . . . بالآخر گڑگڑا کر دعائیں اور التجائیں کیں۔ یہ دعائیں بالعموم کیا تھیں۔ یہی کہ دنیا میں اسلام کا نور چمکے۔ اعلائے کلمۃ اللہ کا بول بالا ہو۔ یہی حضرت امام کی بعثت کی غرض و غایت تھی۔ اور یہی آپ کے خدام کا مقصد اور مدعا تھا۔ غرض نماز ختم ہونے کے بعد کھانے کے لئے دسترخوان بچھا۔ خود حضرت امام کھانے میں شامل تھے۔ خاتمہ پر کچھ دیر تک مختلف مسائل پر حضرت گفتگو فرماتے رہے۔ پھر عشا کی نماز کے بعد آپ تشریف لے گئے۔

پچھلی رات کا دلگداز منظر

احباب جب تک جاگتے رہے۔ مذہبی اور علمی چرچا ہوتا رہا۔ اس کے بعد نیند کا دور دورہ ہونے کی وجہ سے عام سناٹا ہو گیا۔ قریب تین بجے رات میری آنکھ کھلی تو میں نے ایک نہایت ہی دلکش نظارہ دیکھا میں نے اپنے اردگرد لوگوں کو بڑے اہتمام کے ساتھ نماز تہجد ادا کرتے اور دعاؤں اور مناجاتوں میں مصروف پایا۔ یہ سماں نہ صرف مساجد میں ہی دیکھا۔ بلکہ گھروں میں مرد اور عورتیں سب اسی شغل میں ہوتے۔ یہ قائم اللیل اور تہجد گذار جماعت ایک گاؤں میں کس طرح پیدا ہو گئی۔ یہ حضرت امام کی راستبازی اور صداقت کا ایک بین اور زبردست نشان تھا۔

نماز فجر

گھروں سے قرآن خوانی کی آوازیں آتی تھیں لوگ نماز دل اور دعاؤں میں مشغول تھے کہ علی الصبح حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے مسجد مبارک میں نہایت بلند آواز سے اذان کہی اس پر لوگ مسجد میں آنے شروع ہوئے جب حضرت امام تشریف لے آئے تو نماز کیلئے جماعت کھڑی ہو گئی۔ مولوی صاحب نے سورۃ یوسف پڑھنی شروع کی۔ صبح کا سہانا وقت، خاموشی کا سماں۔ مولوی صاحب کا اپنے مخصوص انداز میں قرآن کریم کی تلاوت فرمانا۔ خود حضرت امام کا جماعت میں موجود ہونا ان تمام باتوں نے مل کر نمازیوں پر عالم محویت طاری کر دیا۔

میری دعا

اور خدا ہی جانتا ہے کہ ان بابرکت گھڑیوں میں انفرادی طور پر مقتدیوں نے کیا کیا دعائیں [illegible] کے حضور پیش کیں۔ میری اپنی آرزو تو یہی تھی کہ مولا کریم حضرت امام کو اپنے مقصد میں کامیاب کرے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین پھیلے اور خدا کا جلال ظاہر ہو۔ نماز ختم ہونے کے ساتھ حضرت اندر تشریف لے گئے۔

قیام قادیان کے تاثرات

دن کو احباب جہاں ایک دوسرے کے ساتھ ملتے تھے [illegible] محبت اور اخلاص کا اظہار کرتے تھے عموماً حضرت کے دعاوی یا قرآن کریم کی کسی آیت یا اور مسائل پر گفتگو ہوتی تھی کوئی دوست سوال پوچھتا کوئی جواب دیتا۔ دن رات یہی شغل تھا۔ میں تین دن رہا۔ اس عرصہ میں مذہبی اثر میرے دل و دماغ بلکہ جسم کے ذرہ ذرہ میں سما گیا اور آج تک اور انشاء اللہ مرنے تک یہ اثر مٹ نہیں سکتا۔

سیالکوٹ میں واپسی اور والدین کی کیفیت

بالآخر میں براستہ لاہور اپنے بھائی صاحب سے ملتا ہوا سیالکوٹ واپس آیا اور اپنے والدین کو قادیان کے اس پیادہ پا سفر کے حال سے آگاہ کیا۔ انہوں نے میرے پاؤں کو دیکھا۔ تو سخت رنجیدہ ہوئے۔ پھر گرم پانی کے ساتھ میرے پاؤں کو دھویا جب پاؤں دھوتے تھے تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔

سیالکوٹ میں احمدیت کی ترقی

پھر میں نے اس اثر اور جذبہ کا استعمال شروع کیا جو قادیان سے میں اپنے ہمراہ لایا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے محلے میں خدا کے فضل سے ایک جماعت پیدا ہو گئی۔ ادھر قادیان سے بڑے زور کے ساتھ تحریک شروع ہو رہی تھی۔ اشتہار پر اشتہار اور کتابیں شائع ہو کر آتیں۔ جو ہم خود پڑھتے اور دوسرے لوگوں کو سناتے تھے اور یہ کوئی میری ہی خصوصیت نہ تھی۔ بلکہ سب احباب ایسا ہی کرتے تھے۔

احمدیت کے فیضان

حضرت کے دعوے کے ساتھ نہ صرف مسلمانوں میں بلکہ آریوں اور عیسائیوں میں مخالفت کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ اس عام جوش اور تحریک کی وجہ سے مجھے مشہور مشہور مذاہب کے لٹریچر کے مطالعہ کا شوق ہوا۔ اور میرا اسی کا نتیجہ ہے کہ آج تک بلا مبالغہ سینکڑوں کتابیں مختلف مذاہب کی میری نظر سے گذر چکی ہیں۔ تصنیف و تالیف کے علاوہ میں نے مسلمانوں کے مختلف فرقوں اور آریوں، عیسائیوں اور دہریوں تک کے صدہا لیکچر، جلسے اور مباحثے دیکھے اور سنے ہیں اور لٹریچر کا مطالعہ کرنا آج کے دن تک میرا معمول ہے ✣

مسلمانوں کے "امام اور پیشوا"

کوہالہ کے پہاڑی علاقہ میں کوئی مولوی صاحب تشریف لے گئے ہیں آپ گاؤں بہ گاؤں یہ وعظ کرتے پھرتے ہیں کہ جمعہ کی نماز نہ پڑھو۔ دیہات میں جمعہ جائز نہیں ہے جب مسلمان آپ سے دلیل پوچھتے ہیں۔ تو فرماتے ہیں فاقم وجھک للدین حنیفا۔ قرآن خود کہتا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے دین پر چلو۔ حضرت مولوی صاحب کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ جب قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی اس وقت امام ابوحنیفہ سرے سے اس دنیا میں ہی موجود نہ تھے۔ پھر آپ سے پوچھا کہ شہر کی تعریف کیا ہے جہاں آپ کے نزدیک بھی جمعہ جائز ہے؟ ارشاد فرمایا کہ شہر وہ ہے جہاں سوئیوں سے ایک پورا اونٹ لاد کر لے جائیں پھر ایک ایک مسلمان ایک ایک سوئی اٹھائے اگر سوئیاں ختم ہو جائیں تو وہ شہر ہے اگر ختم نہ ہوں تو وہ گاؤں ہے وہاں جمعہ پڑھنا جائز نہیں۔

معلوم ہوا ہے کہ مولوی صاحب کی زندگی کا پروگرام ہی یہی ہے آپ جہاں تشریف لے جاتے ہیں اونٹ اور سوئیوں کی مثال دے کر جمعہ بند کرا دیتے ہیں آپ کے نزدیک قوم کی ترقی کا راز صرف یہی ہے۔ کہ لوگ جمعہ پڑھنا ترک کر دیں۔ خدا ہماری حالت پر رحم کرے ✣

(ایمان)

خبریں

عالم اسلام

—— چین میں اب تک تبلیغ اسلام کا یہ طریقہ تھا کہ مساجد کے اندر وعظ کی مجلسیں منعقد کی جاتی تھیں لیکن اب بعض صاحب احساس مسلمانوں نے فیصلہ کیا ہے کہ مساجد کے باہر پبلک مقامات پر بھی جلسے کئے جائیں۔ جن میں ریڈیو کے ذریعہ غیر مسلموں کو اسلام کا پیغام پہنچایا جائے۔

—— حکومت عراق نے خالد بیگ سلیمان کو ایران میں اپنا سفیر مقرر کیا ہے۔ خالد بیگ اب تک ڈاکخانوں کے افسر اعلےٰ تھے۔

—— انگریزی ذرائع سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ جنرل مانگریڈ عمان پہنچ گئے ہیں اور شرق اردن میں برطانوی دفاع کے وسائل کا بغور مطالعہ کر رہے ہیں موصوف اس بات کی بھی کوشش کر رہے ہیں کہ برطانیہ اور مملکت ابن سعود کے درمیان حدود عقبہ کا فیصلہ ہو جائے لیکن سلطان ابن سعود اس پر رضامند نہیں ہیں کہ موجودہ حدود میں کوئی تغیر کیا جائے۔

—— سر فرانسس ہمفریز عراق میں پہلے برطانوی سفیر تھے اب ان کو اس عہدہ سے سبکدوش کر دیا گیا ہے اور ان کی جگہ آر۔ جی بالڈ کلارک کو بغداد سفیر مقرر کیا گیا ہے۔

—— مصری اخبارات رقمطراز ہیں کہ آج کل ترکی کثرت سے سامان جنگ تیار کر رہا ہے اور دوسرے ممالک سے خرید رہا ہے۔ حال ہی میں حکومت ترکی کا ایک وفد انگلستان پہنچا ہے۔ جو چار لاکھ خود خریدیگا۔ ایک دوسری جگہ سے فوجیوں کی وردی کے لئے دس لاکھ گز خاکی کپڑا خریدا جا رہا ہے۔

—— ولایتی اخبارات اس خبر کے ذمہ دار ہیں۔ کہ حکومت ترکی نے فیصلہ کیا ہے کہ تمام ترکی میں جمعہ کی بجائے اتوار کو تعطیل کا دن منایا جائے چنانچہ اس قسم کا مسودہ قانون عنقریب مجلس ملیہ میں پیش ہو جائیگا۔ وزارت داخلہ نے اس سلسلہ میں ایک بیان شائع کیا ہے۔ جس میں مذکور ہے کہ اتوار کو تعطیل منانے کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ جمعہ کی بجائے اتوار کو اس لئے اختیار کیا گیا ہے کہ یورپ امریکہ اور ترکی کے درمیان مالی، تجارتی سہولت پیدا ہو سکے۔

—— ترکی پارلیمنٹ کا جو جدید انتخاب ہوا ہے اس میں، اعورتیں بھی منتخب ہو کر آگئی ہیں۔ ان میں ایک خاتون صبیحہ کو پارلیمنٹ کا سکرٹری مقرر کیا گیا ہے۔

—— ترکی میں سینما پر سخت پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں اور کسی فلم کا محکمہ احتساب سے پاس ہونا سخت مشکل ہو گیا ہے۔ چونکہ حکومت ترکی اپنی رعایا کے اخلاق کو بلند کرنا چاہتی ہے اس لئے ان سے گھروں کے مخفی حالات و دیگر خلاف اخلاق مناظر دکھلائے جانے کی ممانعت کر دی ہے

—— ترکی حکومت نے درہ دانیال کی قلعہ بندی کیلئے آخری فیصلہ کر لیا ہے اور گذشتہ ماہ ترکی میں اس کا اعلان عام کر دیا ہے۔ ایک ترک تاجر نے حکومت کو اس جدید قلعہ بندی کے لئے ایک لاکھ پونڈ کا عطیہ دیا ہے جس کو حکومت نے شکریہ کے ساتھ قبول کر لیا ہے

—— مراکش اور الجزائر میں فرانس کے خلاف زبردست ہیجان برپا ہے اور روز بروز زیادہ ہو رہا ہے فرانسیسی افواج ہر طرف نمائش کرتی نظر آرہی ہیں

ہندوستان

—— لاہور ۲۹ اپریل۔ کل ہندوستان کے مشہور شاعر اور ڈرامہ نویس آغا حشر کاشمیری کا چند روز کی علالت کے بعد انتقال ہو گیا۔ انا للہ۔ مرحوم اپنی بے نظیر ڈرامہ نویسی کی وجہ سے ہندوستان کے شیکسپیر مشہور تھے آپ کو آج لاہور کے قبرستان میانی صاحب میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

—— ہندوستان کے سلور جوبلی فنڈ میں گذشتہ ہفتہ کے آخر تک چالیس لاکھ سے زائد رقم جمع ہو چکی تھی اس رقم میں ریاستی چندے بھی شامل ہیں۔

—— کوچین ۲۹ اپریل۔ کوچین اور نواحی علاقہ میں زبردست آندھی آئی جس سے جان اور مال کا شدید نقصان ہوا۔

—— دہلی یکم مئی۔ دہلی کے قریب بلور کی ایک کان ملی ہے اور یہ یقین کیا جاتا ہے کہ بلور کی کانوں کی تہ میں بالعموم نہایت قیمتی جواہرات موجود ہوتے ہیں۔

—— کلکتہ یکم مئی۔ آج سپیشل ٹربیونل نے انقلابی گروہ کے ۲۵ ارکان کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا۔ خیال ہے کہ مقدمہ ہندوستان بھر میں اپنی نوعیت میں بالکل نرالا تھا اور اس کے ارکان ہندوستان کے مختلف صوبوں سے تعلق رکھتے تھے۔ چھ مجرموں کو عبور دریائے شور کی سزا دی گئی باقی تمام مجرموں کی سزا کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جو ہر حالت میں بامشقت ہے۔ ۳ ملزم (دس دس سال) ۹ ملزم (سات سات سال) ۴ ملزم (چھ چھ سال) باقی ملزموں کی سزائیں مختلف ہیں اور ان کی قید کی میعاد پانچ سال سے ایک سال تک ہے۔

—— چار ملزموں اور دو سلطانی گواہوں کو بری کر دیا گیا۔

—— ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب اور مولوی غلام محی الدین صاحب وکیل لاہور نے انجمن حمایت اسلام لاہور کی صدارت اور سکرٹری شپ سے استعفے دیدیئے ہیں۔ معلوم نہیں ان استعفوں کی محرک کونسی چیز ہے۔

—— ملتان شہر یکم مئی۔ ابھی تک یہاں ہندو مسلم تعلقات کشیدہ ہیں۔ حکام حالات کو بہتر بنانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ ہندو مسلمانوں نے دوکانیں کھول لی ہیں۔ کاروبار جاری ہو گیا ہے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے منادی کرائی گئی کہ ہندو بچہ کا قاتل مل گیا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ملزم نے اقرار جرم کر لیا ہے۔ یہ شخص مسلمان ہے۔

—— مسٹر فضل حق صاحب ایم۔ ایل۔ اے علاوہ کلکتہ کے میئر منتخب ہو گئے ہیں۔ آپ علاوہ مذکور کے پہلے مسلم میئر ہیں۔

—— ریاست بہاولپور کے چند مقامات پر مہاجنیوں کے درغلانے پر ہندوؤں نے ہڑتال کر رکھی تھی۔ جن میں خیرپور خاص طور پر قابل ذکر ہے اس سلسلہ میں ہز ہائنس نواب صاحب نے ایک انتباہی فرمان بھی جاری کیا تھا۔ آخری اطلاع یہ ہے کہ خیرپور کے ہندوؤں نے ہڑتال ختم کر دی ہے اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے وفود نواب صاحب کی خدمت میں پیش ہوئے ممدوح نے ان کی شکایات نہایت تحمل سے سنیں اور یقین دلایا کہ وہ ان کے مطالبات پر پوری طرح غور فرمائیں گے اور کسی پارٹی کی رعایت کئے بغیر عدل و انصاف فرمائینگے۔ محکمہ اطلاعات ریاست بہاولپور کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ صنج آباد کے ہندو مسلمانوں میں بھی سمجھوتہ ہو گیا ہے۔

ممالک خارجہ

—— لندن ۳۰ اپریل۔ کل دار العوام میں مسٹر لینسبری کی انڈیا بل سے متعلق ترمیمی تجویز مسترد کر دی گئی۔ ترمیم کا مقصد یہ تھا کہ ہندوستان کو مکمل درجہ نوآبادیات کی منزل تک پہنچایا جائے اس ترمیم کو خلاف ضابطہ قرار دیا گیا

—— لندن میں جوبلی کی تیاریاں وسیع پیمانہ پر ہو رہی ہیں

—— جرمنی اپنی بحری طاقت کو نہایت سرعت سے بڑھا رہا ہے ۳۶-۱۹۳۵ء میں اس کی بحری قوت گذشتہ سال کی نسبت سہ چند ہو جائیگی۔ اس کا یہ اقدام معاہدات کے خلاف ہے اور اس وجہ سے اٹلی، برطانیہ اور فرانس وغیرہ ممالک میں تشویش پیدا ہو گئی ہے۔

—— گذشتہ ہفتہ اٹلی کے ایک مشہور ہوائی مستقر سیٹو کلینڈسی میں جرمنی کا ایک جاسوسی طیارہ پکڑا گیا۔

—— لندن ۲۹ اپریل۔ آج دار العوام میں انڈیا بل پر بحث شروع ہو گئی۔ جو ۹ دن تک جاری رہیگی۔

—— مانچوکو کے ریل کے حصوں کے متعلق برطانیہ اور جاپان میں کچھ اختلاف رونما ہو گیا ہے۔ برطانوی سفیروں نے ایک احتجاجی دستاویز ٹوکیو روانہ کی ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ جاپان نے اپنی شرائط پوری نہیں کیں اور نیز یہ کہ اگر برطانوی مفاد کو کوئی نقصان پہنچا۔ تو اس کے ذمہ دار جاپانی حکام ہونگے۔

—— انگلستان میں ملک معظم کی جوبلی کے سلسلے میں پبلک کو خط و کتابت تار اور ٹیلیفون میں بہت سی مراعات دی جائینگی

—— لندن ۳۰ اپریل۔ سر جان اینڈرسن گورنر بنگال کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ سال رواں کے اختتام پر انگلستان کی خفیہ پولیس کے چیف کمشنر مقرر کئے جائیں گے۔

—— کمبرلی (جنوبی افریقہ) ۳۰ اپریل۔ لارڈ ہائیڈ گورنر جنرل جنوبی افریقہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کو شکار کھیلتے ہوئے بندوق کی ایک گولی لگی تھی۔

—— پیرس یکم مئی۔ روس اور فرانس کے درمیان معاہدہ مودت طے ہو گیا ہے۔

—— جرمن سائنس دان آجکل خوفناک اسلحہ کی ایجاد میں مصروف ہیں۔ اور اس میں ان کو کافی کامیابی ہو رہی ہے جرمنی کے مشہور کارخانہ کروپ نے ایک ایسی بندوق ایجاد کی ہے۔ جو ایک منٹ میں ایک ہزار فائر کر سکتی ہے نیز ریڈیم (Radium Ray) کے نام سے ایک خوفناک شعاع معلوم کی ہے جس سے بندوقوں کے سرے پگھل جایا کریں گے۔ ریڈیو کا انتظام درہم برہم ہو جایا کرے گا غنیم کی ہوائی موٹریں ناکارہ ہو جایا کریں گی، ۱۱۰ دو سو میل تک جراثیم اور زہریلی گیس پھیلانے والی مشین بھی ایجاد کر لی گئی ہے۔ جو ایک منٹ میں بوچھاڑ سے فائر کر سکتی ہے۔

—— بعض اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ چینی ترکستان پر بظاہر حکومت چین کے زیر اثر ہے۔ لیکن درحقیقت وہاں روس کا قبضہ ہو رہا ہے۔

—— حکومت یونان نے فیصلہ کیا ہے کہ جن لوگوں نے حکومت کے خلاف بغاوت کی تھی ان میں سے سوائے خاص ملزموں کے باقی سب کو جلاوطن کر دیا جائے۔

علم دوست اصحاب کیلئے تحائف

تصنیفات حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اوّل

یعنی ہر چہار حصص براہین احمدیہ۔ اسلام کی حقانیت تمام قسم کے مخالفین اسلام کے رد میں بے نظیر الہامی کتاب ہے۔ حجم ۲۶×۲۰/۸ صفحات ۵۲۳ قیمت قسم اول ولایتی کاغذ بجلد عگار مجلد قسم دوم دیسی کاغذ بجلد ۴ مجلد عگار

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد دوم

یعنی (۱) سرمہ چشم آریہ (رد اعتراضات) قیمت ۱۲ (۲) شحنہ حق (رد اعتراضات آریہ) ۸ر (۳) ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب (عیسائیوں کے اہم اعتراضات دربارہ نبوت و معجزات نبی کریم کے مدلل جوابات) قیمت کمل بجلد عگار مجلد ۱۲ حجم ۲۶×۲۰/۸ صفحات ۲۳۹

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد سوم

یعنی (۱) فتح اسلام و اشاعت اسلام کیلئے مختلف شعبوں کی وضاحت۔ قیمت ۵ر (۲) توضیح مرام (حضرت مسیح موعودؑ کے سماوی نزول کی حقیقت۔ قیمت ۵ر (۳) ازالہ اوہام ہر دو حصہ (وفات مسیح حقیقت دجال۔ یاجوج ماجوج وغیرہ اور دلائل دعاوی مسیحیت پر مفصل بحث۔ گویا یہ کتاب سلسلہ احمدیہ کی بنیادی اینٹ کا حکم رکھتی ہے) ہر ایک طالب حق کے لئے اس کا مطالعہ ضروری ہے قیمت عگار کمل جلد کی قیمت۔ بجلد عگار مجلد ... حجم ۲۶×۲۰/۸ صفحات ۵۰۳

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد چہارم

یعنی (۱) الحق مباحثہ لدھیانہ قیمت ۱۳ر (۲) الحق مباحثہ دہلی حضرت مسیح موعودؑ اور مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالی کی مفصل و مدلل بحث۔ قیمت ۱۲ر (۳) آسمانی فیصلہ ہندوستان کے سربرآوردہ علماء اور پیروں کو دعوت دی گئی ہے۔ قیمت ۵ر (۴) نشان آسمانی (اولیائے امت کی پیشگوئیاں دربارہ صداقت دعویٰ خود) ۵ر مکمل جلد کی قیمت بجلد عگار مجلد ۴ر حجم ۲۶×۲۰/۸ صفحات ۳۹۹

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد پنجم

یعنی (۱) آئینہ کمالات اسلام (اسلام کی بینظیر خوبیوں کو نہایت وضاحت سے بیان کر کے اس کے اصولوں کی سچائی پر مدلل بحث کی گئی ہے۔ نئی روشنی کے تعلیم یافتہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مطالعہ کے لائق ہے قیمت عگار (۲) برکات الدعا (دعا کی ماہیت اور فلسفہ بیان کر کے نیچری خیالات کا رد کیا گیا ہے) قیمت ۴ر (۳) جنگ مقدس (اسلام اور عیسویت کی سچائی پر حضرت مسیح موعودؑ اور پادری عبداللہ آتھم کا مباحثہ ۱۲ر (۴) حجۃ الاسلام (عیسائیوں پر صداقت اسلام کی حجت قائم کی گئی ہے قیمت ۴ر (۵) سچائی کا اظہار (عیسائیوں کے بعض اعتراضات کے جوابات قیمت ۴ر قیمت کمل بجلد ۳ر مجلد للعہ حجم ۲۶×۲۰/۸ صفحات ۷۹۵

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ششم

یعنی (۱) تحفہ بغداد (عربی زبان میں اہل عراق کو دعوت) قیمت ۴ر (۲) کرامات الصادقین (عربی میں الہامی کتاب۔ تفسیر سورہ فاتحہ۔ رد مخالفین اسلام قیمت ۱۲ر (۳) حمامۃ البشریٰ (اہل عرب کو دعوت۔ وفات مسیح و دعاوی مسیحیت پر نہایت عمدہ کتاب ہے) قیمت عہ (۴) نور الحق (عربی میں عیسائیوں کے عقائد باطلہ کا رد۔ الہامی کتاب) قیمت ہر دو حصہ عگر (۵) سر الخلافت (عربی میں خلافت راشدہ کی صداقت پر) قیمت ۸ر (۶) اتمام الحجت (عربی میں مخالفین اسلام پر حجت قائم کی گئی ہے۔ قیمت ۴ر یہ جملہ کتب عربی ممالک میں تبلیغ کے لئے بہت مفید ہیں۔ قیمت کمل بجلد ... مجلد للعہ حجم ۲۶×۲۰/۸ صفحات ۵۰۱

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ہفتم

(۱) ضیاء الحق۔ دعویٰ مسیحیت کی صداقت پر مخالفین کے جوابات قیمت ... ۴ر (۲) شہادت القرآن ۸ر (۳) انوار الاسلام۔ عیسائیوں کے مقدمہ کی روئداد۔ قیمت ۸ر (۴) نور القرآن حصہ اول و دوم۔ عیسائیوں کے بہت سے اعتراضات کے جوابات جو وہ اسلام پر کرتے رہتے ہیں۔ قیمت ۵ر

فضل الباری حصہ اول یعنے اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری

تالیف حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور

بخاری شریف کی کتابوں۔ بابوں اور مضامین کو اس طریق سے رکھا گیا ہے کہ حجم بہت کم ہوگیا ہے۔ ترجمہ بامحاورہ ہے۔ مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور احادیث کو اس کے ماتحت رکھا گیا ہے۔ ہر قسم کے اعتراضات کو دور کیا گیا ہے۔ مسائل میں مختلف رائیوں میں سے جو معقول اور مدلل ہو اسے ترجیح دی گئی ہے۔ مکرر احادیث پر ترتیب وار نمبر دیئے گئے ہیں۔ اور الفاظ کی لغی بحث کو نوٹوں میں واضح کیا گیا ہے۔ پہلی جلد ۲۹×۲۲/۸ سائز کے ۸۵۰ صفحات پر مشتمل ہے جس میں تقریباً چودہ پارے صحیح بخاری کے کتاب الانبیاء تک آچکے ہیں۔ اصل قیمت جلد اول مجلد للعہ بجلد عشر۔ رعایتی قیمت مجلد عشر۔ بجلد سے روپیہ۔

ترجمۃ القرآن انگریزی

(بلامتن سستا ایڈیشن)

یہ بلامتن ترجمہ کا مختصر دوم ایڈیشن ہے جو کہ اسی سال گیارہ ہزار کی تعداد میں ولایت سے چھپ کر آیا ہے پبلک کے اصرار پر یہ سستا ایڈیشن تیار کرایا گیا ہے۔ خصوصاً غیر مسلم اصحاب میں مفت تقسیم کیلئے نہایت موزون ہے اب یہ ترجمہ اپنی مقبولیت کی وجہ سے محتاج تعریف نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی حقیقی تڑپ کا نتیجہ ہے۔ آپ نے ازالہ اوہام میں اس کی خواہش فرمائی اور فرمایا کہ یہ میرا کام ہے۔ یا اس کا جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے۔ اس ترجمہ کے بعد اور ترجمے بھی شائع ہوئے ہیں۔ لیکن اس وقت دنیا گواہی دیتی ہے کہ یہ بہترین ترجمہ ہے۔ اس لئے ہمارے دوست اس سستے ایڈیشن سے فائدہ اٹھائیں۔ اور غیر مسلم احباب میں مفت تقسیم کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ قیمت عگار فی کاپی۔

انوار القرآن۔ پارہ عم کی ایمان افروز تفسیر

مؤلفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

جن لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کا درس سنا ہے وہ ڈاکٹر صاحب کے معارف و حقائق قرآنی کو خوب جانتے ہیں۔ احباب جماعت کے لئے بیش بہا تحفہ ہے جسے ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے مخصوص دلنشین مدلل انداز میں لکھا ہے۔ بہترین کتابت، دیدہ زیب طباعت اعلیٰ، سفید ولایتی کاغذ، خوبصورت کپڑے کی جلد جس پر کتاب اور مصنف کا نام سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے۔ جلسہ سالانہ پر احباب کے اصرار پر جناب ڈاکٹر صاحب نے اس کی قیمت میں تخفیف بھی کر دی ہے۔ یعنی اس وقت یہ دیدہ زیب کتاب صرف (عگار) میں ملتی ہے۔ احباب آج ہی فرمائش بھیجدیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی جلد دو روپے۔ (عگار)

گولڈن ڈیڈز آف اسلام

اسلام کے سنہری کارنامے (دوم ایڈیشن)

اس کتاب کو مولوی محمد یعقوب خانصاحب "ایڈیٹر دی لائٹ" نے انگریزی زبان میں تالیف کیا ہے۔ کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ اسلام کے سنہری کارناموں کا ایک مختصر مرقع ہے۔ اس میں اسلامی تاریخ کی مختلف زمانوں کے پانچ منتخب واقعات بیان کئے گئے ہیں جن سے اسلام کی تعلیم اور مسلمانوں کی اسپرٹ پر روشنی پڑتی ہے۔ کتاب بہت دلچسپ اور طرز تحریر نہایت دلکش ہے۔ لائبریریوں میں رکھنے، طالبعلموں، واعظوں اور مبلغوں کے مطالعہ کے قابل ہے۔ نیز غیر مسلم اصحاب کے لئے نہایت موزون ہے۔ سرورق سادہ اور دیدہ زیب ہے۔ جس پر کرہ ارض پہاڑی کی چوٹی کے اوپر ایک مسلمان ہاتھ میں اسلامی علم لئے لہرا رہا ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

نوٹ:۔ تمام کتابوں کا محصول ڈاک و خرچ پیکنگ بذمہ خریدار ہوگا۔ طلب کرنے پر فہرست کتب مفت روانہ کی جاتی ہے۔

ملنے کا پتہ

منیجر۔ دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

نارکانہ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیار پوری

جلد ۲۳	لاہور - یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۳ صفر ۱۳۵۴ھ مطابق ۷ مئی ۱۹۳۵ء	نمبر ۳۰

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مولانا محمد عبد اللہ خان صاحب مرحوم و مغفور

ایک بزرگ قوم کی یاد میں چند سطریں

۲۶ اپریل ۱۹۳۵ء کی صبح کو حضرت مولانا محمد عبد اللہ خانصاحب مرحوم و مغفور کے انتقال سے ہماری جماعت ایک اور بزرگ عظیم ہستی سے محروم ہوگئی۔ ممکن ہے کہ اکثر احباب سلسلہ حضرت مرحوم کو اس حد تک نہ جانتے ہوں۔ جس حد تک کہ انہیں ایک خادم دین و مخدوم قوم کو جاننا چاہیئے۔ لیکن اس کے باوجود وہ عظیم ہستی تھے۔ مرحوم کا عشق اسلام شاندار خدمات دینی، اخلاص، زہد و تقوےٰ، تبحر علمی، بلند اخلاقی معاملہ فہمی اور بزرگانہ شفقت۔ ان میں سے ہر ایک چیز ان کی عظمت کی گواہ ہے۔ اس مختصر صورت انسان میں اتنی زیادہ خوبیاں اتنے بڑے پیمانہ میں جمع تھیں کہ کم از کم میرے لئے ان کا بیان اور شمار بالکل مشکل ہے۔ جن لوگوں کو حضرت مرحوم سے ذاتی طور پر شرف تعارف تھا۔ میرا یقین ہے کہ ان میں سے ہر ایک کا دل ان کے انتقال کی خبر پر ایسا ہی رنج و درد محسوس کر رہا ہے۔ جو کہ کسی بزرگ خاندان کی وفات پر محسوس ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ مرحوم کا سلوک اپنے ہر ایک ملنے والے سے ایسا ہی مخلصانہ اور پر شفقت تھا۔ جو کہ صرف مہربان بزرگوں ہی کا ہو سکتا ہے۔

میری خواہش تھی کہ ان کے کچھ مختصر حالات زندگی اور سلسلہ میں شمولیت کی سرگذشت درج اخبار کردوں۔ لیکن ایک ہفتے کی کوشش کے باوجود یہ چیزیں فراہم کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ ان کی فراہمی کے لئے مجھے حضرت مرحوم کے صاحبزادگان مولانا مصطفےٰ خانصاحب اور مولوی مرتضےٰ خاں صاحب کی امداد کی ضرورت سب سے زیادہ ہے مگر ایسی حالت میں جبکہ یہ صدمہ بالکل تازہ ہے۔ میں ان کو اس غرض کے لئے تکلیف دینا مناسب نہیں سمجھتا۔ ۱۹۳۳ء میں جب میں نے پیغام صلح کا "قبول احمدیت نمبر" شائع کیا۔ حضرت مرحوم سے بھی مضمون کی درخواست کی۔ لیکن وہ ناسازی طبع کی وجہ سے نہ لکھ سکے۔ ورنہ سلسلہ کی تاریخ کا ایک جزو محفوظ ہو جاتا۔ قبول احمدیت نمبر کے بعد میں نے مضمون کا تقاضا ترک کر دیا۔ اب میں محسوس کر رہا ہوں کہ میری غلطی تھی۔ حضرت مرحوم کے حالات مجھ جیسے بہت سے آدمیوں کے لئے مشعل ہدایت کا کام دے سکتے ہیں۔ موجودہ حالات میں میں اس کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتا۔ کہ اپنی پانچ چھ سالہ ذاتی معلومات کی بنا پر ہی چند سطریں لکھ کر اظہار عقیدت کا وہ فرض ادا کر دوں۔ جس کے لئے کہ میرا دلی جذبہ مجھے مجبور کر رہا ہے۔

تعارف

میں مارچ ۱۹۲۸ء میں بحیثیت اسسٹنٹ ایڈیٹر پیغام صلح انجمن کی ملازمت میں داخل ہوا۔ اسی وقت سے احمدیہ بلڈنگس کی مسجد اور دفاتر انجمن کے اردگرد دن میں کئی مرتبہ ایک ایسی مختصر صورت ہستی کی زیارت نصیب ہوتی جس میں بزرگان سلف کی ادائیں پائی جاتی تھیں۔ میں اکثر سلام عرض کرتا۔ یہ مختصر صورت نہایت شفقت سے جواب دیتے۔ لیکن میں نہیں جانتا تھا۔ کہ یہ کون ہیں ــــ آہ! یہ حضرت مولانا محمد عبد اللہ خاں صاحب تھے۔ جنکی بابرکت ہستی سے ہم ہمیشہ کے لئے محروم ہو چکے ہیں اور اس طرح محروم ہو چکے ہیں کہ تلافی کی کوئی صورت بظاہر نظر نہیں آتی۔ خیر اسی طرح چند ماہ گذر گئے۔ غالباً مئی یا جون ۱۹۲۸ء میں مولوی دوست محمد صاحب مصنف "آئینہ احمدیت" نے از سرنو پیغام صلح کی ایڈیٹری کا کام سنبھالا۔ ان کی وجہ سے دفتر پیغام صلح میں حضرت مرحوم کا آنا جانا بھی کثرت سے ہو گیا۔ اکثر گھنٹوں دفتر میں آکر بیٹھتے اور اپنی بیش بہا دینی و علمی معلومات سے مستفیض کرتے۔ جناب مولوی مصطفےٰ خاں صاحب کے اسم گرامی سے میں پہلے ہی واقف تھا۔ دو تین مرتبہ نیاز بھی حاصل ہو چکا تھا۔ حضرت مرحوم کی دفتر میں آمد و رفت کے باوجود میں اس سے زیادہ جان نہ سکا۔ کہ آپ مولوی مصطفےٰ خاں صاحب کے والد محترم ہیں۔ چند ماہ اور اسی طرح گذر گئے۔

خزانہ شفقت کی دریافت

ماہ اگست ۱۹۲۸ء کے غالباً آخری ہفتے کا ذکر ہے کہ پیغام صلح کے آخری بی نمبر کی تیاریاں زور شور سے شروع تھیں۔ کام زیادہ وقت تھوڑا تھا۔ تین کاپیاں ابھی باقی تھیں۔ چار بجے شام کے قریب پریس کا آدمی آیا۔ کہ صبح سویرے تینوں کاپیاں مل جائیں۔ تب اخبار وقت پر نکل سکتا ہے۔ اس پر ہم نے یہ صلاح ٹھہرائی کہ ساری رات جاگ کر کام کیا جائے اور وقت مقررہ پر کاپیاں تیار کر کے پریس پہنچا دی جائیں۔ اس زمانہ میں دفتر پیغام صلح میں بجلی کی روشنی کا انتظام نہ تھا۔ نماز مغرب کے بعد ہم ... مسجد کی گیلری میں منتقل ہو گئے جہاں کہ روشنی کا بخوبی بندوبست تھا۔ برسات کا موسم تھا۔ آسمان پر تاریک گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ ہلکی ہلکی بارش بھی ہو رہی تھی عشا کے قریب باقی اصحاب مختلف ضرورتوں کے لئے تھوڑی تھوڑی دیر کے لئے گیلری سے باہر گئے ہوئے تھے اور میں تنہا بیٹھا ہوا۔ اشتہاروں کی کاپیاں دیکھ رہا تھا۔ کہ حضرت مرحوم تشریف لائے اور نہایت بے تکلفی سے بیٹھ کر گفتگو شروع کر دی۔ ان کی گفتگو میں خلوص اور شفقت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی میں اس وقت تک حضرت ممدوح کے متعلق اس کے سوا اور کچھ نہیں جانتا تھا کہ وہ مولانا مصطفےٰ خانصاحب کے والد ہیں۔ لیکن وہ میرے متعلق بہت کچھ سب کچھ جانتے تھے اور بعد میں مجھے معلوم ہوا۔ اس سے قبل وہ میری بہتری کے لئے میرے علم اور خواہش کے بغیر ایک کوشش بھی فرما چکے تھے۔ خیر تھوڑی دیر تک باتیں کرنے کے بعد فرمایا۔ میں ایک کام سے آیا ہوں۔ کہو تم نے کھانا بھی کھایا۔ یا نہیں۔ تمہارا گھر دور ہے اور تم تنہا رہتے ہو۔ اگر نہیں کھایا تو ابھی بلاتا ہوں ان کے اس ارشاد میں سادگی اور خلوص بھرا ہوا تھا۔ آہ! اس تصنع اور بناوٹ کے زمانہ

(باقی بر صفحہ ۶)

قاضی محمد یوسف صاحب قادیانی پشاوری

کا نوٹس ایڈیٹر پیغام صلح کے نام

جناب قاضی محمد یوسف صاحب قادیانی پشاوری کی جانب سے مندرجہ ذیل نوٹس ایڈیٹر "پیغام صلح" کو موصول ہوا ہے۔ قاضی صاحب نے محولہ مضمون کو جس روشنی میں مطالعہ فرمایا ہے۔ وہ صحیح نہیں ہے اس مضمون سے اشتعال انگیزی، امن شکنی یا غلط بیانی قطعاً مقصود نہیں اور نہ یہ اس نیت سے لکھا اور شائع کیا گیا ہے۔ یہ بھی قطعاً صحیح نہیں کہ اسکے لکھنے یا شائع کرنے کی غرض اشتعال انگیزی کی تلقین تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی مسلمان حضرت نبی کریم کی ذات اقدس کے متعلق ایسے کلمات برداشت نہیں کر سکتا جن کا ذکر کہ سمندر خان صاحب کی چٹھی میں تھا۔ اور جن کے متعلق ان کا حلفیہ بیان بھی زمیندار مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۳۵ء میں شائع ہو چکا ہے اور ہمارے خیال میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت نبی کریم کی ذات اقدس کے متعلق ایسے کلمات کو ہرگز برداشت نہ کر سکتے تھے۔ علاوہ ازیں مندرجہ ذیل نوٹس کا یہ اقرار کہ "آپ جواب کو خاموشی سے سننے والے کو بھی وہ ملعون اور لعنتی خیال کرتا ہے"۔ ان الفاظ کے ایک مسلمان کیلئے ناقابل برداشت ہونے کا کافی سے زیادہ ثبوت ہے۔ ہم قاضی صاحب موصوف کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ محولہ مضمون محض حضرت نبی کریم صلعم کی ذات اقدس پر ناپاک حملوں کی مدافعت میں شائع کیا گیا ہے جیسا کہ مضمون خود شاہد ہے۔ سمندر خان صاحب کی چٹھی کا ذکر ضمناً مضمون کے آخر میں آ گیا تھا۔ اور چٹھی والے جو الفاظ قاضی صاحب موصوف کی طرف منسوب کئے گئے تھے۔ ان کا ذکر کرنا بھی ضروری تھا۔ یہ امر ہمارے لئے باعث مسرت ہے کہ قاضی صاحب موصوف نے سمندر خان صاحب کے بیان کی تردید کر دی ہے۔ چونکہ پیغام صلح کو قاضی صاحب موصوف سے کوئی ذاتی کدورت نہیں اور یہ مضمون ایک اصول کی بنا پر شائع کیا گیا تھا لیکن اگر اس سے کوئی ایسے معانی یا مطالب پیدا کئے جا سکتے ہیں جو کہ اس نوٹس میں کئے گئے ہیں اور جو کہ ہمارے وہم و گمان میں بھی نہ تھے۔ تو ہم اس مضمون کی اشاعت پر معذرت کا اظہار کرتے ہیں۔ گو قاضی صاحب کی تسکین اس دشنام طرازی سے ہو جانی چاہیئے تھی۔ جو کہ انہوں نے اس مضمون کے سلسلہ میں صاحب مضمون، پیغام صلح، اور جماعت احمدیہ لاہور کے خلاف اخبار "الفضل" اور ایک پوسٹر کے ذریعے کرلی ہے۔

(مدیر)

نوٹس بنام ایڈیٹر پیغام صلح لاہور

منجانب محمد علی خاں بی اے ایل ایل۔ بی۔ وکیل چارسدہ

مجھ کو قاضی محمد یوسف صاحب احمدی امیر جماعت احمدیہ پشاور سے ہدایت ہوئی ہے کہ آپ نے جو مضمون اپنے اخبار جلد ۲۳ نمبر ۳۲ مورخہ ۱۹۳۵ء صفحہ ۲ و ۶ "حسد کے مظاہرے" از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب "سمندر خان صاحب کا بیان" شائع کیا ہے۔ وہ غلط اطلاع پر مبنی ہے۔ سمندر خان کا بیان محض دروغ و کذب پر مبنی ہے اور سراسر افترا ہے اور ڈاکٹر صاحب نے بھی بلا سوچے سمجھے اس غلط اطلاع پر محض اشتعال دہی کے لئے ایک طویل مضمون سپرد قلم کیا ہے۔ اس اطلاع کی بنا پر اخبار مدینہ بجنور نے اپنی اشاعت مورخہ ۱۹۳۵ء اور اخبار زمیندار نے اپنی اشاعت مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۳۵ء عوام کو بھڑکانے کے لئے مضامین تحریر کئے ہیں۔ جنکی ذمہ داری آپ پر آتی ہے۔ لہذا بذریعہ نوٹس آپ کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ آپ اس نوٹس کے ملتے ہی اپنے اخبار پیغام صلح میں متواتر ۳ بار یعنی عنوان [illegible] پر اس اطلاع کی تردید شائع کریں اور معافی بذریعہ اخبار مانگیں۔ ورنہ ایک ہفتہ کے بعد قانونی چارہ جوئی آپ [illegible] کی جاوے گی۔ سمندر خان کے بیان میں جس سوال و جواب کا ذکر ہے۔ وہ قطعاً غلط ہے۔ کوئی سوال و جواب نہیں ہوا۔ بلکہ جو [illegible] شائع کیا ہے اس کے دینے والے کو کافر اور دائرہ اسلام سے قاضی صاحب خارج سمجھتا ہے۔ بلکہ ایسے جواب کو خاموشی سے سننے والے کو بھی وہ ملعون اور لعنتی خیال کرتا ہے۔ قاضی محمد یوسف صاحب کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم سید الرسل، افضل الرسل اور خاتم النبیین ہیں۔ آپ کو مطاع اور شارع اور نجات دہندہ نہ ماننے والا کافر ہے اور آپ کی توہین کرنے والا لعنتی و ملعون ہے۔

محض عوام کو اکسانے کے لئے یہ غلط مضمون شائع کیا گیا ہے۔ دیرینہ بغض و عناد اور آپس میں اختلاف کی بنا پر یہ افترا پردازی کی گئی ہے جس کے امن شکن نتائج کے آپ ذمہ دار ہونگے

دستخط۔ قاضی محمد یوسف صاحب احمدی

محمد علیخاں وکیل منجانب قاضی محمد یوسف صاحب

۲۵ [illegible]

جناب میر مدثر شاہ صاحب پشاوری

کا خط بنام ایڈیٹر پیغام صلح

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اخبار الفضل جلد ۲۲ نمبر ۲۴۸ مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۳۵ء میں محمد یوسف صاحب پشاوری نے اس بیان کی تردید شائع کی ہے جو سمندر خاں نے ان کی طرف منسوب کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے کونسا فریق حق بجانب ہے لیکن محمد یوسف صاحب مذکور کی تردید سے خوشی حاصل ہوئی۔ باقی رہا یہ امر کہ محمد یوسف صاحب نے سمندر خاں کے بیان یا تحریر کا بانی مبانی مجھے ٹھہرایا ہے۔ مناسب تو یہ تھا۔ کہ وہ مجھ سے تحریری یا زبانی طور سے معلوم کر لیتے۔ اس کے بعد جو جی میں آتا کرتے۔ میں اصل حقیقت کو ناظرین کے سامنے رکھتا ہوں۔ جو یہ ہے کہ میں سمندر خاں سے بالکل ناواقف تھا۔ اس کا میرے ساتھ یا میرا اس کے ساتھ کوئی سابقہ تعارف نہ تھا۔ البتہ میں اس کو قادیانیوں کی مسجد پشاور میں آمد و رفت کرتے دیکھتا تھا کافی عرصہ گزرنے کے بعد میں نے اس کو اپنی انجمن میں آمد و رفت کرتے ہوئے دیکھا چند روز کے بعد وہ میری جگہ پر آکر مجھے ملا۔ یا جب میں اس سے ملا۔ تو اس نے کئی صفحات کا ایک طویل خط مجھ کو پڑھنے کے لئے دیا اور بیان کیا کہ میں اس کو اخبار پیغام صلح وغیرہ میں شائع کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اس خط کو پڑھا۔ اس خط میں چند ایسی ناگفتہ بہ باتیں درج تھیں۔ جن کا تعلق محمد یوسف صاحب کی ذات اور پرائیوٹ لائف سے تھا۔ میں نے اس کو ناپسند کیا۔ اور اس کو دو امور کی طرف توجہ دلائی۔

اول:- جو باتیں محمد یوسف صاحب کی ذات کے متعلق درج ہیں۔ میری رائے میں ان کا نکال دینا مناسب ہے ہمیں کسی کے ذاتی معاملات سے تعلق نہیں ہے۔ ایسے امور کی اشاعت درست نہیں اور نہ ہمارا اخبار اس کو شائع کرے گا۔

دوم:- خط کا مضمون بہت طویل ہے۔ اخبار میں اشاعت کی گنجائش نہ ہوگی۔ اس کو مختصر کیا جائے۔

اس خط کے پڑھنے سے قبل مجھے کوئی علم نہ تھا کہ درس میں کیا کیا واقعات رونما ہوئے۔ کون معترض تھا اور کیا جواب محمد یوسف صاحب نے دیا۔ یہ طویل خط سمندر خاں کو میں نے اس لئے نہ دیا کہ وہ کم عمر اور نوجوان ہے مبادا وہ اسکو کسی اور اخبار میں شائع نہ کر دے [illegible] کہ اب مجھے اس خط کا محرک اور بانی ٹھہرایا جاتا ہے یہ خطاب بجا ٹھہرایا اس سے جسکو عند اللہ [illegible] کیا جاسکتا ہے اب میں محمد یوسف صاحب سے پوچھتا ہوں کہ آیا وہ سوگند بعذاب حلف اٹھانے پر تیار ہیں کہ جو کچھ انہوں نے اخبار الفضل میں شائع کیا ہے وہ حق اور صحیح ہے۔ اگر انکی طرف سے ایسا اعلان بلا کسی ہیر پھیر و شرط کے شائع ہوا تو اس کے بالمقابل میں بھی اعلان موکد بعذاب شائع کر دونگا کہ جو کچھ میں نے اوپر لکھا ہے وہ حق اور صحیح ہے

نیز اس واقعہ کے متعلق جو محمد یوسف صاحب کی ذات سے تعلق رکھتا ہے قادیانی جماعت پشاور کے اعلیٰ رکن مولوی محمد علی صاحب ڈسٹرکٹ ناظر تبلیغ و سابق امیر جماعت پشاور کا بیان حلفی یا حلف موکد بعذاب کا مطالبہ کیا جاویگا

(خاکسار) میر مدثر شاہ

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم سہ شنبہ ۳ صفر ۱۳۵۴ھ | نمبر ۳۰

قادیانیوں کا نیا سہارا

ایک وہابی مولوی کا بے معنی پوسٹر

ہم نے قادیانی اکابر کو مسئلہ نبوت و تکفیر کے متعلق تبادلہ خیالات کی جو مخلصانہ دعوت دی تھی اس کے جواب میں ان کی طرف سے اس قدر قابل افسوس حرکتیں سرزد ہوئیں کہ کوئی انصاف پسند شخص ان افعال کے مرتکبین کی دیانت و اخلاق کے متعلق اچھی رائے قائم کرنے کی گنجائش نہیں پاتا۔ -- ہماری اپیل شایع ہونے کے بعد پہلے کچھ عرصہ خاموشی طاری رہی۔ پھر ایک قادیانی کتب فروش کو تھپکی دے کر آگے کیا گیا۔ اور اس سے دو تین نہایت پرفریب پوسٹر شایع کرائے گئے۔ لیکن جب یہ چالاکی کامیاب نہ ہو سکی۔ اور تمام شریف طبقوں نے اس پر اظہار نفرت و ملامت کیا تو کتب فروش کی آڑ کو ہٹا کر خود قادیانی بزرگ سبز عماموں اور طویل و عریض عباؤں سے مسلح ہو کر نمودار ہوئے۔ اور اپنے اسمائے گرامی کے ساتھ چند پوسٹر شایع فرمائے۔ جن میں ہماری اپیل کا سیدھی سادھی طرح ایماندارانہ جواب دینے کی بجائے، الٹی سیدھی باتوں، غلط بیانیوں اور تحریف سے کام لیا گیا۔ لیکن اس کے باوجود انہیں تبادلہ خیالات سے راہ فرار نہ مل سکی۔ یہ داغ ناکامی و رسوائی اٹھا لینے کے بعد مقدسین قادیان نے صاف بیانی، جرأت و معقولیت کی روشنی میں حرکت کرنے کی بجائے اخفا کے تاریک پردوں میں بساط عمل بچھائی۔ اور جناب خلیفہ قادیان کے ناظر تصنیف و تالیف نے انگریزی ترجمۃ القرآن اور مخفی تفسیر کی اشاعت کے خواب شیریں سے بیدار ہو کر جناب خلیفہ صاحب کے خاص خاص مریدوں کے نام ایک خفیہ سرکلر جاری فرما دیا۔ اس کی ایک کاپی اتفاقاً ہمارے ہاتھ بھی آ گئی۔ اس طرح سازش کا یہ بھانڈا عین چوراہے میں پھوٹ گیا۔ ناکامیوں اور نامرادیوں کے اس طوفان میں بہ جانے کے بعد قادیانی بزرگوں نے ایک عجیب و غریب تنکے کا سہارا ڈھونڈا ہے۔ جو ان کو پار تو ہرگز نہیں اتار سکتا ہے۔ انشاءاللہ اخلاقی غرقابی ہی کا باعث بنے گا۔

چند روز ہوئے قادیانی حضرات صبح سویرے پیر پرستانہ سرگرمی کے ساتھ دہلی دروازہ لاہور کی دیواروں پر ایک پوسٹر چسپاں کرتے ہوئے دیکھے گئے۔ جس کا عنوان تھا "احمدیوں کا لاہوری فریق بیچاری نظر میں"۔ ایک وہابی حضرت "خاکسار مولوی بہرام خاں مبلغ آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس سفید ڈھیری ضلع پشاور" بظاہر اس کے شایع کرنے والے ہیں۔ یہ پوسٹر کن حضرات کی فرمائش اور کوشش سے چھپا۔ اور اس کے اخراجات کس "مقدس خزانہ" سے ادا کیے گئے؟ یہ ایسی باتیں ہیں جو بیان کرنے کے بغیر سمجھی جا سکتی ہیں۔ اور اس کے چسپاں کرنے والوں کی پیر پرستانہ سرگرمی بھی بخوبی اس کا جواب دے سکتی ہے۔ اس فریب کے ارتکاب کرنے والوں کو ہم یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ان کی "سادہ لوحانہ چالاکی" اصل واقعات کو نہیں چھپا سکتی۔

خاکسار مولوی بہرام خاں صاحب کا یہ پوسٹر قادیانیوں کی گزشتہ حرکتوں کی طرح ہی مضحکہ انگیز ہے اور ہر ایک باخبر اور سمجھ دار شخص اس "سادہ لوحانہ چالاکی" کو بھی ایک طویل قہقہہ کی نذر کر کے اس کے شائع کرنے اور کرانے والے کی بے عقلی اور بے مغزی کا یقین کرے گا۔ پوسٹر کے شروع ہی میں خاکسار مولوی بہرام خاں صاحب نے اپنی "غیر جانبداری" اور "حق گوئی" کا اعلان بلند بانگ مندرجہ ذیل الفاظ میں فرمایا ہے

"خاکسار جس کا تعلق نہ لاہوری پارٹی کے ساتھ ہے اور نہ قادیانی پارٹی کے ساتھ ہے بلکہ خاکسار فرقہ اہلحدیث سے ہے اور ۱۹۲۳ء سے آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کا مبلغ ہے میرا شیوہ حق ہے جیسا کہ ہمارا دعوٰی ہے۔ اہلحدیثیم دغا رانہ شناسیم"

ہمارے خیال میں خاکسار مولوی بہرام خاں صاحب کو اس اعلان غیر جانبداری کی زحمت کی چنداں ضرورت نہ تھی پوسٹر کا ایک ایک لفظ ان کی "غیر جانبداری" کا مجسم اعلان ہے۔ اس پوسٹر کو انجمن اہلحدیث کی بجائے قادیانی حضرات کا چسپاں کرنا تو ایک ایسا زبردست ثبوت ہے جس کے بعد مولوی صاحب کی "غیر جانبداری" قطعاً مشکوک نہیں رہ سکتی۔ باقی رہی یہ بات کہ آپ کا شیوہ حق گوئی ہے تو ضرور ایسا ہو گا مگر آپ کے حق کا معیار اور اس کی تعریف دنیا سے نرالی (؟) علیحدہ بلکہ برعکس معلوم ہوتی ہے۔

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ:-

"میں اس حق کے بیان کرنے سے نہیں رک سکتا ہوں کہ جماعت احمدیہ ہر دو فریقین میں سے لاہوری فریق مرزا صاحب کی تعلیم کو چھوڑ کر نیز اسلام سے بہت دور چلا گیا ہے ان کا اسلام سے ذرا بھی تعلق نہیں ہے یہ لوگ سادہ لوح مسلمانوں کو خواہ مخواہ ناجائز طریقہ سے دھوکا دے رہے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں"

بھلا آپ اپنے انوکھے "حق" کے بیان کرنے سے کس طرح رک سکتے ہیں جبکہ آپ کو پابند کر لیا گیا ہو۔ حضرت مرزا صاحب کی تعلیم کو جماعت لاہور نے چھوڑا ہے یا خاکسار مولوی بہرام خاں صاحب کی ممدوح جماعت قادیان نے اسی بات کے فیصلہ کے لئے ہم نے تبادلہ خیالات کی دعوت دی تھی۔ جس کی طرف قادیانی اکابر نہیں آتے۔ مولوی صاحب کی یہ حق گوئی بھی "قابل تعریف" ہے کہ جماعت لاہور اسلام سے بھی دور ہو رہی ہے۔ اسلام کے قریب تو جماعت قادیان آ رہی ہے جو اجرائے نبوت کے فتنہ کی حامی ہے اور نہ صرف خاکسار مولوی بہرام خاں صاحب کے ہم عقیدہ وہابیوں بلکہ سب کروڑ مسلمانان عالم کو کافر سمجھتی ہے مولوی صاحب کا ارشاد ہے کہ لاہوری سادہ لوح مسلمانوں کو خواہ مخواہ ناجائز طریقہ سے دھوکا دیتے ہیں یہ ایک ایسا بے بنیاد دعوٰے ہے جس کی کوئی دلیل اور ثبوت نہیں اس لئے اس کو قابل نفرت بہتان کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے۔

اس کے بعد ذرا جماعت لاہور کے اسلام سے بُعد کا ثبوت بھی سنئے:-

"مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام بلا باپ پیدا ہوئے ہیں اور مرزا صاحب بھی ساری عمر یہی مانتے رہے مگر محمد علی اور ان کے رفقا آجکل مرزا صاحب اور اسلام کی تعلیم کو چھوڑ کے حضرت عیسٰی علیہ السلام کا باپ ثابت کرنے کے لئے کوشش کر رہے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فرقہ جلد عیسائیت کی طرف چلا جائے گا"

ان سطور میں مولوی صاحب کی عیسٰی پرستی کی رگ جس شاندار طریق پر پھڑکی ہے وہ ملاحظہ کے قابل ہے جو لوگ قرآنی ارشادات کے ماتحت حضرت عیسٰی کو انسان ہی سمجھتے ہیں اور ان کی ولادت کو بھی دیگر انسانوں کی طرح مانتے ہیں وہ تو عیسائیت کی طرف لے جاتے ہیں۔ خاکسار مولوی بہرام خاں صاحب جیسے جو ان کو خدائی صفات دیتے ہیں وہ اسلام کے پکے پابند ہوئے۔ ان الفاظ میں مولوی صاحب نے اپنی سادہ لوحی اور معقولیت سے بُعد کا اتنا عظیم الشان ثبوت فراہم فرمایا ہے کہ ہمارا خیال ہے کہ وہ جلد جناب خلیفہ قادیان کی بیعت کر کے قادیانی جماعت میں شریک ہو جائیں گے

ہم نے قادیانی اکابر کو محض اسلام اور سلسلہ کے مفاد کے پیش نظر مخلصانہ طور پر تبادلہ خیالات کی دعوت دی تھی شرافت و دیانت کا تقاضا یہ تھا کہ وہ اسے بہادروں کی طرح قبول کر لیتے یا اپنی دلائل سے تہی دستی کو محسوس کرتے ہوئے اس کے قبول کرنے سے صاف انکار کر دیتے لیکن افسوس انہوں نے ایک ایسا ناپسندیدہ رستہ اختیار کیا جو ہر لحاظ سے مذموم اور لائق ملامت ہے۔ ان کا ہر قدم انہیں نامرادی و رسوائی کے غار کی طرف لے جا رہا ہے اب نہیں تو مستقبل قریب میں انہیں یقین کر لینا پڑے گا کہ فریب و دجل اور اخفا و سازشوں کا نتیجہ کبھی بھی اچھا نہیں ہوتا اور ایمانداری اور صداقت ہی کی ہمیشہ فتح ہوتی ہے۔

ہم پھر ایک مرتبہ کہتے ہیں کہ اگر قادیانی جماعت میں کچھ بھی ہمت اور جرأت ہے تو تبادلہ خیالات کے لئے میدان میں آئے اور خاکسار مولوی بہرام خاں صاحب کو بھی ثالثوں میں شامل کر لے۔ جب اس کے پاس دلائل بھی ہیں۔ ہماری گزشتہ تحریریں بھی ہیں اور خاکسار مولوی بہرام خاں صاحب جیسے بلند پایہ وہابی علما بھی ان کی حمایت میں ہیں تو پھر یہ گریز اور پس و پیش کیوں؟

قادیانی اخبار "سالار" بمبئی

قادیانی اکابر واخبارات عرصہ سے یہ غلط بیانی کر رہے ہیں کہ جماعت لاہور حضرت مسیح موعودؑ سے دور ہو رہی ہے یہ لوگ ان کا نام لینے سے ڈرتے ہیں اور اسی ڈر کے مارے اپنی تحریریں اور ممالک یورپ میں حضرت صاحب کو پیش نہیں کرتے۔ جماعت لاہور کا عمل اور اس کی خدمات دینی کے شاندار نتائج قادیانیوں کی ان غلط بیانیوں کی پکار پکار کر تردید کر رہے ہیں۔ قادیانیوں کی اپنی حالت کیا ہے؟ اس کا جواب ان کا طرز عمل دے سکتا ہے شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر "الحکم" جناب خلیفہ قادیان کے خاص الخاص مصاحبوں میں سے ہیں۔ ان کا ایک اخبار "سالار" نامی بمبئی سے بھی شائع ہوتا ہے اس میں حضرت مسیح موعودؑ تو رہے ایک طرف، جناب خلیفہ قادیان، قادیانیت یا قادیان کا ذکر تک نہیں ہوتا۔ سارا اخبار والیان ریاست، رئیسوں اور سیٹھوں کی کاسہ لیسی سے پر ہوتا ہے۔ قادیان میں گذشتہ دنوں کیا کیا طوفان آئے۔ خلیفہ صاحب نے کیسے کیسے خطبے دیئے۔ لیکن اس اخبار نے ایک لفظ تک لکھنا حرام سمجھا۔ اگر جماعت لاہور کے مبلغ یورپ میں جاکر تبلیغی ضرورتوں کے پیش نظر حضرت مسیح موعودؑ سے پہلے قرآن اور حضرت نبی کریم صلعم کو پیش کرتے ہیں تو وہ کشتنی اور گردن زدنی لیکن اگر خلیفہ صاحب کا کوئی مصاحب سالار بمبئی پر چند ٹکوں کی خاطر اپنے سارے اصول فروخت کر دے تو وہ پکا مخلص مومن۔ ہم معاصر "الحکم" سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ سالار میں حضرت مسیح موعود، خلیفہ قادیان اور جماعت قادیان کا ذکر کیوں نہیں کیا جاتا اور قادیانی اکابر اور اخبارات کو جماعت لاہور پر طعنہ زنی کرتے ہوئے شرم کیوں نہیں محسوس ہوتی۔

بمبئی کا خط

بمبئی سے ایک صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:-

یہ بات کس قدر قابل افسوس ہے کہ مذہبی رہنماؤں کے ظاہر و باطن میں فرق ہو۔ قادیانی حضرات ایک طرف "الفضل" میں موٹی موٹی سرخیوں سے اعلان کرتے ہیں کہ دوکنگ مشن والے مرتد ہو گئے۔ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی اولاد اور ووکنگ مشن کا عملہ احمدیت سے علیحدہ ہو گیا ان فرضی باتوں کو پیش کر کے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو طعنے بھی دیئے جاتے ہیں لیکن دوسری طرف حالت یہ ہے کہ جناب خلیفہ قادیان کے مشہور مرید شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی انہی مرتدوں اور غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں چند ہفتوں کا ذکر ہے کہ بمبئی میں الحاج سیٹھ قاسم علی جیرا بھائی صاحب کے ہاں ایک دعوت تھی جس میں بمبئی کے اکابر اور مدیران اخبارات مدعو تھے۔ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی اور جناب مولوی عبدالمجید صاحب امام مسجد ووکنگ بھی (جو رمضان سیٹھ صاحب کے ہاں فروکش ہیں) شریک فرماتے۔ نماز مغرب کا وقت آیا۔ تو چند حضرات کے اصرار پر جناب مولوی عبدالمجید صاحب نے امامت کرائی اور شیخ صاحب نے ان کی اقتدا میں نماز پڑھی"۔

اخبار "سالار" میں تو شاید شیخ صاحب ایسی باتوں کے ذکر کی جرأت نہ کریں۔ لیکن ہم ان سے یہ ضرور درخواست کریں گے کہ وہ "الحکم" کی قریب ترین اشاعت میں اس واقعہ کے متعلق روشنی ڈالیں اور بتلائیں کہ انہوں نے سچ مچ قادیانی غلو اور تنگ خیالی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے مولوی عبدالمجید صاحب کے پیچھے نماز پڑھی؟ انہیں بالکل مطمئن رہنا چاہئے اور صحیح بات ہی کہنی چاہئیے۔ کیونکہ اگر ان سے حسن اتفاق سے یہ نیک فعل سرزد ہو گیا ہے تو ہم اس پر خوش ہی ہونگے اور اس کو ان کے ظاہر و باطن کا فرق نہیں کہیں گے۔ جناب خلیفہ صاحب کے مریدوں کا ہر وہ قدم جو اندھی پیر پرستی اور غلو کے خلاف جائے، مستحق حوصلہ افزائی ہے۔

تھیہ قوم کی آواز

معلوم ہوتا ہے کہ اچھوت اقوام ہندوؤں کے ظالمانہ سلوک سے بالکل تنگ آچکی ہیں اور انہوں نے ہندو دھرم اور ہندو نوسیت کی مصیبت عظمے سے نجات حاصل کرنے کا عزم کر لیا ہے جنوبی ہندوستان کے اچھوت سب سے زیادہ مظلوم اور قابل رحم ہیں۔ کیونکہ ہندو دھرم کے برات سب سے زیادہ اسی علاقہ میں پائے جاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ اپنے عزم میں سب سے زیادہ سرگرم نظر آرہے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا۔ تیا قوم نے ترچناپلی کے مقام پر ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد کر کے یہ اعلان کر دیا کہ گاندھی جی داخلہ مندر کے مسودہ قانون کو اسمبلی میں پیش کرانے کا بندوبست کریں اور اس بارہ میں انہوں نے جو شاطرانہ تبدیلی اختیار کی ہے اسے ترک کر دیں۔ اگر وہ ایسا کرنے سے انکار کر دیں۔ تو تمام اچھوت ہندو دھرم کا جوا اتار کر اسلام قبول کر لیں یا عیسائی ہو جائیں۔

اس کے بعد جنوبی ہند کی ایک اور صاحب احساس اچھوت قوم تھیہ نے ہندو دھرم سے قطع تعلق کا عزم کر لیا ہے۔ چند روز ہوئے۔ پال گھاٹ کے مقام پر ان کی ایک شاندار کانفرنس منعقد ہوئی جس میں تھیہ قوم کے مشہور رہنما ریٹائرڈ مسٹر سی کرشنن نے مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنی قوم سے اپیل کی کہ:-

ہندو مت نے تھیہ قوم کی پیشانی پر پستی کا داغ لگا دیا ہے اور ان کے ساتھ نہایت ذلت خیز سلوک روا رکھا ہے۔ محض یہی نہیں۔ بلکہ ہندو مت نے انہیں اوہام سے لبریز عقیدے اور فضول رسمیں بھی سکھلائیں۔ تھیہ قوم کو چاہئیے۔ کہ وہ ایسے مذہب اور ایسے دیوتاؤں کی پرستش سے ہاتھ دھو لیں آزادی اور خودداری کا تقاضا یہی ہے کہ تھیہ قوم اپنے آپ کو ہندوؤں کا ایک جزو تسلیم کرنے کی بجائے حلف اٹھائے کہ اسے ہندو دھرم سے کوئی سروکار نہ ہوگا۔ جس کی اصل و اساس عدم مساوات پر ہے۔ کیا "ہندو" کے بے معنی لفظ کی بجائے "تھیہ" زیادہ اچھا اور معزز نام نہیں؟ پس اپنی جماعت کو اسی نام "تھیہ" سے پکارو"۔

یہ الفاظ تھیہ لوگ کے رخ اور ہندوستان کے اچھوتوں کے جذبات و عزائم پر کافی روشنی ڈالتے ہیں یہ ایک طے شدہ بات ہے۔ کہ ہندو دھرم کے اندر اچھوتوں کے لئے بہتری و عزت کی کوئی صورت نہیں وہ اس حلقہ کے اندر رہ کر مساوات قطعاً حاصل نہیں کر سکتے یہ بات انہیں اسلام اور صرف اسلام کے اندر آکر ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کو صرف ہندو دھرم کی اس ناکامی اور اسلام کی خوبی پر خوش و مطمئن ہو جانا چاہئیے یا ان کا کچھ اور بھی فرض ہے؟ ہندوستان کے سات آٹھ کروڑ اچھوت نجات کا رستہ تلاش کر رہے ہیں ہر مسلمان کا یہ دینی اور اخلاقی فرض ہے کہ وہ ان مصیبت زدہ انسانوں کو نجات کا رستہ بتلائے اور اس کی طرف بلائے اور ان کی ہر قسم کی امداد کرے۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا۔ تو اس دنیا میں اپنی آئندہ نسلوں کی نظروں میں ہمیں ذلیل ہونا پڑے گا۔ اور قیامت کے روز خدائی بازپرس سے بھی ہم محفوظ نہیں رہیں گے۔

قرآن کریم کا ڈچ ترجمہ شائع ہو گیا

پیش نظر پرچہ بالکل مکمل ہو چکا تھا کہ جاوا کی ڈاک میں جناب مرزا ولی احمد بیگ صاحب کا خط یہ روح پرور و ایمان افزا خوشخبری لیکر موصول ہوا کہ قرآن کریم کا ڈچ ترجمہ مکمل طبع ہو کر شائع ہو گیا ہے پہلی کاپی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھیجی جارہی ہے۔ (جو ابھی موصول نہیں ہوئی) اس خوشخبری پر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر ادا کرنے کے بعد سب سے پہلے مرزا ولی احمد بیگ صاحب اور ان کے رفقائے کار کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔ دیار غیر میں بالکل بے سروسامانی کے عالم میں اتنا بڑا کام انجام پا جانا محض اللہ تعالیٰ کے بے پایاں فضل اور ہمارے اس بلند ہمت مبلغ کی مخلصانہ کوششوں ہی کا نتیجہ ہے۔ اس پرچہ میں تو زیادہ گنجائش نہیں۔ انشاءاللہ ہم آئندہ اشاعت میں اس کے متعلق ذرا تفصیل سے لکھیں گے شاید اس وقت تک مرسلہ کاپی بھی موصول ہو جائے فی الحال ہم مرزا صاحب اور ان کے رفقاء کار کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

دہلی سے ایک نیک دل افسر کا تبادلہ

ہمارے محترم و فاضل دوست جناب میاں امجد حسین صاحب (برادر حقیقی میاں سر فضل حسین) دہلی سے تبدیل ہو کر لاہور ریلوے پولیس میں بعہدہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس تشریف لے جارہے ہیں جناب میاں صاحب نے اپنے قیام دہلی سے ثابت کر دیا ہے کہ آپ اپنے فرائض کی ادائیگی میں صحیح معنوں میں سچے اور پکے مسلمان ہیں۔ عدل و انصاف کے معاملہ میں انہوں نے ہمیشہ کسی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ایمانداری کے ساتھ صحیح صحیح واقعات کو افسروں تک پہنچانے میں وہی طرز عمل اختیار کیا۔ جس کی توقع ایک سچے مسلمان سے کی جاسکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نہ صرف افسران بالا ہی آپ کی عزت کرتے ہیں بلکہ ہندو مسلمان بھی یکساں طریق پر جناب میاں صاحب کو نہایت ہی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ دہلی کی پبلک نے آپ کے اعزاز میں بہت سی الوداعی شاندار پارٹیاں دی ہیں اور جماعت احمدیہ نے بھی بروز جمعۃ المبارک جناب شیخ محمد صادق صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کے دولتکدہ پر چائے کی دعوت کا انتظام کیا۔ . . . ریلوے پولیس لاہور کی خوش قسمتی ہے کہ اس کو ایک متدین، منصف مزاج اور ایماندار افسر کی خدمات سے مستفیض ہونے کا موقع ملا ہے

(از نامہ نگار پیغام صلح)

مجازی نبوت سے کیا مراد ہے؟

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

اکثر دفعہ قادیانی حضرات حضرت مسیح موعودؑ خاتم الاولیاء کو زمرہ انبیاء سابقین میں داخل کرنے کے لئے یہ کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب اگرچہ براہ راست نبی نہیں ہیں بلکہ آپ آنحضرت صلعم کے واسطے سے نبی ہیں۔ لیکن چونکہ نفس نبوت میں فرق نہیں ہے اس لئے آپ سچ مچ نبی ہیں۔ پھر اس بیان کو واضح کرنے کے لئے وہ بہت سی مثالیں پیش کرتے ہیں۔ مثلاً ایک روپیہ ہے وہ اگر کسی کو براہ راست بادشاہ سے ملا۔ اور اگر کسی وزیر یا دوسرے ملازم شاہی کی معرفت ملا۔ تو بھی وہ روپیہ ہے۔ اس قسم کی مثالیں جس قدر چاہو بنا لو۔ جناب میاں محمود احمد صاحب قادیانی نے بھی اسی مثال سے حضرت مرزا صاحب کو ولی کی بجائے نبی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے ان کے "ثنا فی الشیخ" مرید بھی بے دھڑک اس قسم کی مثالوں سے دھوکہ کھاتے بھی ہیں اور دھوکہ دیتے بھی ہیں۔ اس لئے میں اصل حقیقت کو بیان کرنے کی تھوڑی سی کوشش کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق۔

میں نے جنبہ میں قادیان کے مہتمم تبلیغ مولوی عبدالغفور صاحب کے روبرو ان کی جماعت کے ایک صاحب کو یہ سمجھایا کہ نبوت مسیح موعودؑ چونکہ ظلی، بروزی، مجازی ہے اس لئے درحقیقت حضرت اقدس نبی نہیں ہیں اور کوئی نبی بالواسطہ نبی نہیں ہوا۔ نہ ہو سکتا ہے۔ نبوت کی حقیقت یہ ہے کہ:۔

حقیقی نبوت

"جو شخص نبوت کا دعوے کرے اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی وحی نبوت و رسالت کو مخلوق کے سامنے پیش کرے اور اپنی نبوت کا ان لوگوں سے اقرار لے۔ گویا یہ اس کا کلمہ ہوگا۔ اور ایسا اقرار کرنے والے اس کے امتی کہلائیں گے اور وہ وحی جو وہ پیش کریگا۔ بوجہ وحی رسالت ہونے کے کتاب اللہ کہلائیگی اور اس کا عمل سنت کہلائیگا۔ ایسا شخص کسی کا امتی نہ ہوگا بلکہ وہ ایک خود مختار بادشاہ کی طرح صاحب حکم ہوگا۔ اسے حسب ضرورت احکام دین میں کمی بیشی کرنے کا اختیار ہوگا۔ اور ہر شخص جو اس کے حکم کو نہ مانے گا وہ کافر ہوگا"

نبی یا رسول کی جو تعریف میں نے اوپر کی ہے یہ سب کی سب حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں سے لی گئی ہے۔ اس لئے ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اس تعریف کا انکار نہ کرے۔

ہاں قادیانی حضرات یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے نبی کی یہ تعریف بھی کی ہے کہ اسے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کثرت سے ہو جس میں غیب کی زبردست خبریں بھی بکثرت ہوں۔ اس لئے ہم حضرت مرزا صاحب کو اس تعریف کی رو سے نبی کہتے ہیں۔ سو اس کا جواب تو یہ ہے کہ یہ تعریف حقیقی نبوت کی نہیں بلکہ مجازی نبوت کی ہے کیونکہ بعض صفات و خواص کی کثرت کی وجہ سے جو نام کسی کو دیا جاتا ہے وہ ہوتا ہی مجازی ہے جس طرح دن کے وقت اگر بہت ہی اندھیرا چھا جائے تو ہم دن کو مجازاً رات کہہ دیتے ہیں۔ لیکن رات کو رات کہنے کے لئے یہ نہیں کہہ سکتے کہ رات اس لئے رات ہے کہ اس میں اندھیرا بکثرت ہوتا ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ رات میں اندھیرا ہوتا ہے اور کبھی بہت سخت اندھیرا بھی ہوتا ہے مگر یہ اندھیرا رات کو رات کہنے کی وجہ نہیں ہے۔ رات دراصل سورج کے چھپنے سے لیکر دوبارہ نکلنے تک جو وقت ہے اس کا نام رات ہے خواہ اس میں اندھیرا ہو۔ یا چاند کی چاندنی سے تمام وقت ۔ ۔ ۔ ۔ روشنی ہی رہے۔ لیکن مجازاً رات وہ وقت ہے۔ جبکہ اندھیرا بہت کثرت سے چھا جائے اور رات کے وقت کی طرح انسان چراغ وغیرہ کی روشنی کا محتاج ہو جائے۔

بغیر اس قسم کی تاریکی کے ہم کسی وقت کو رات کا نام نہیں دے سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ جہاں بھی اپنی نبوت کی تعریف کرتے ہیں۔ وہاں صاف لکھتے ہیں۔ نبی کہلانے کے لئے کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ شرط ہے۔ بلا کثرت کے لفظ نبی کا اطلاق جائز نہیں۔ اب سوچو اور غور کرو کہ یہ تعریف کس قسم کی نبوت کی ہے۔ یہ تعریف یقیناً یقیناً مجازی نبوت کی ہی ہے جس طرح سے اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کسی کو شیر کہنے کے لئے ضروری ہے کہ اس میں طاقت بکثرت ہو۔ بلا کثرت قوت کے شیر کے لفظ کا اطلاق کسی پر جائز نہیں ہے تو ہم فوراً سمجھ جائیں گے کہ یہاں شیر کا لفظ مجازی طور پر استعمال ہوا ہے ورنہ اگر شیر کا ایک کمزور سے کمزور بچہ بھی ہو۔ جسے ایک معمولی انسان اٹھا کر پھینک دے اور ہاتھوں سے مار ڈالے یا ایک بہت ضعیف بوڑھا شیر ہو۔ جسے ہم معمولی طاقت سے ہلاک کردیں تو بھی وہ کمزور شیر کا بچہ یا بوڑھا ضعیف شیر درحقیقت شیر ہی ہے ٹھیک اسی طرح نبی فطرتی طور پر ماں کے پیٹ سے ہی معصومیت کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے اور وہ پیدائش سے ہی بالقوۃ نبی ہوتا ہے اور اس کی چھپی ہوئی نبوت اس کے دعوے کے ساتھ فعل میں آجاتی ہے اس کے لئے کثرت وقلت وحی الٰہی کوئی شرط نہیں ہے۔

"میرا دعوے تو صرف یہ ہے کہ چونکہ دین زندہ ہے اس لئے ہر صدی کے سر پر موجودہ مفاسد کے لحاظ سے مصلح پیدا ہوتا ہے۔ جس سے خدا مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے۔ جب خدا کسی سے بکثرت ہمکلام ہو۔ اور اپنی غیب کی باتیں کثرت سے اس پر ظاہر کرے۔ تو یہ نبوت ہے مگر یہ حقیقی نبوت نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تم جسے مکالمہ الٰہی کہتے ہو ہم اسے نبوت کہہ لیتے ہیں۔ یہ لفظی نزاع ہے"

(تقریر مسیح موعودؑ جو وفات سے پہلے لاہور میں ہوئی)

پس جب حضرت مسیح موعودؑ خود فرماتے ہیں کہ کثرت مکالمہ مخاطبہ جس میں کثرت سے امور غیبیہ ہوں حقیقی نبوت نہیں تو لازماً یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ایسا مکالمہ مخاطبہ مجازی نبوت ہے اور چونکہ قادیانی جماعت کو یہ تو تسلیم ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کثرت مکالمہ مخاطبہ مشتمل بر غیب کثیر کے سوا اور کچھ نہیں ہے اس لئے انہیں ماننا پڑے گا کہ یہ حقیقی نبوت نہیں ہے بلکہ مجازی نبوت ہے۔ جیسا کہ حضرت اقدس خود بھی بارہا فرماتے رہے اور حقیقۃ الوحی میں بھی آخر میں یہی لکھا کہ:۔

سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ

یعنی اللہ تعالٰے نے مجھے مجازی طور پر نبی اللہ کہا ہے نہ حقیقی طور پر۔ پس حضرت مسیح موعودؑ درحقیقت نبی نہیں ہیں۔ صرف مجازی طور پر نبی ہیں۔ جسے دوسرے لفظوں میں مکالمہ مخاطبہ یا محدثیت کہتے ہیں۔ اسی مجازی نبوت کو حضرت مسیح موعودؑ نے ظلی بروزی نبوت بھی کہا ہے اور اسی حقیقت کو آپ نے امتی نبی کے لفظ سے بھی بیان کیا ہے۔ پس یہ ماننا پڑا کہ حضرت مسیح موعودؑ دراصل نبی نہیں ہیں۔ تبھی تو آپ ان لوگوں کو جو آپ کو مدعی نبوت قرار دیتے تھے۔ جاہل اور سراسر مفتری قرار دیتے رہے لیکن حق کھل جانے کے باوجود قادیانی حضرات غلو کر کے مسیح موعودؑ کو مجازی کی بجائے حقیقی نبی کہے چلے جاتے ہیں۔ جو بہت قابل افسوس امر ہے

والسلام

(بقیہ صفحہ اول)

میں یہ چیز ان بزرگوں کے سوا شاید بہت ہی کم ہے۔ میں نے جواب دیا کہ ابھی ابھی انتظام ہو جاتا ہے۔ مولوی دوست محمد صاحب اسی غرض سے باہر گئے ہیں۔ فرمایا کہ صاف کیوں نہیں کہتے۔ کہ کھانا نہیں کھایا ذرا ٹھہرو۔ میں ابھی لاتا ہوں۔ میرے شدید انکار کے باوجود آپ میرے لئے کھانا لانے تشریف لے گئے۔ میں نادم تھا۔ کہ میری وجہ سے انہوں نے تکلیف گوارا کی ہے اور ساتھ ہی آپ کی اس شفقت پر مجھے حیرت و مسرت تھی اور میں یقین کرنے لگا۔ کہ لاہور میں میرا ایک سرپرست موجود ہے اور مجھے شفقت کا ایک خزانہ مل گیا ہے۔ حسن اتفاق سے مولوی دوست محمد صاحب آپ کو راستہ میں مل گئے اور انہوں نے بمشکل روکا اور یقین دلایا۔ کہ کھانا ابھی آتا ہے۔ آپ پھر گیلری میں آ گئے جب تک کہ کھانا آ نہ گیا۔ اور ہم سب نے کھانا نہ لیا۔ آپ تشریف فرما رہے۔ اس دن کے بعد اس بزرگ ہستی کا نقش عظمت میرے دل پر بیٹھ گیا۔

اسلام اور سلسلہ سے عشق

حضرت مرحوم کو اسلام اور سلسلہ سے غیر معمولی عشق تھا شاید بہت کم احباب کو معلوم ہوگا۔ کہ آپ منشی ظفر علی خانصاحب آف "زمیندار" کے حقیقی چچا تھے رشتہ داری کے تعلقات ایسی بلا ہیں کہ بڑے بڑے آدمی اس پرخطر منزل پر آ کر رہ جاتے ہیں۔ لیکن حضرت مرحوم نے کبھی ایک لمحہ کیلئے بھی اس کی پروا نہ کی، اسلام اور سلسلہ کے مفاد اور اس کی محبت کو ہمیشہ مقدم رکھا۔ حضرت مسیح موعود کا ذکر نہایت والہانہ انداز میں کرتے اور اس وقت فرط عشق سے اکثر آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو قرآن فہمی کا خوب ملکہ عطا فرمایا تھا۔ آخری عمر میں قرآن کا پڑھنا اور پڑھانا آپ کی زندگی کا سب سے بڑا شغل تھا۔ مسائل دینی پر بھی حیرت انگیز عبور تھا۔ کئی مرتبہ دقیق سے دقیق مسائل چند منٹوں میں ایسے آسان طریق پر سمجھا دیئے کہ بالکل ذہن نشین ہو گئے۔

زہد و اتقا

حضرت مرحوم نہایت عابد و زاہد اور متقی تھے، آخر عمر تک مسلسل علالت اور غیر معمولی ضعف کے باوجود نماز کے پابند تھے۔ نماز پڑھتے پڑھتے اکثر اوقات رقت غالب آ جاتی۔ جمعہ کے روز بالعموم اہتمام سے مسجد میں پہلے تشریف لاتے اور ہم لوگوں کو بھی اس کی تلقین فرماتے تصنع اور تکلف سے آپ کو نفرت تھی۔

تبحر علمی

مرحوم عربی فارسی کے جید عالم اور پٹیالہ کالج میں انہی زبانوں کے معلم تھے۔ علاوہ ازیں اعلےٰ درجہ کے سخن فہم تھے۔ خود بھی فارسی اردو اور پنجابی اشعار موزوں کرتے۔ کچھ عرصہ ہوا آپ نے اپنا کچھ پنجابی کلام کتابی صورت میں بھی شائع کیا تھا۔

بلند اخلاقی اور اخلاص

حضرت مرحوم کی بلند اخلاقی کی یہ کیفیت تھی کہ ہر شخص ان سے متأثر و گرویدہ ہو جاتا۔ ہمیشہ ہنس مکھ رہتے۔ ہر ایک شخص کی بہتری کی خواہش اور کوشش کرتے۔ خورد سال بچوں سے لیکر سفید ریش بزرگوں تک سب کے ساتھ محبت و مہربانی سے پیش آتے۔ کسی کو مصیبت و پریشانی میں دیکھتے۔ تو فوراً امداد کے لئے تیار ہو جاتے اس کو حوصلہ اور تسلی دیتے۔ اگر کسی کو کوئی تنبیہ یا نصیحت کرنی ہوتی۔ تو بالعموم تنہائی میں کرتے۔ لوگوں کے سامنے اسے شرمندہ ہرگز نہ کرتے۔ ان کی نصیحت اور تنبیہ میں واعظانہ خشکی کی بجائے اخلاص اور بزرگانہ شفقت کا عنصر غالب ہوتا تھا۔ کسی کی دلشکنی نہ کرتے۔ دوسروں کی سخت کلامیوں کو بھی صبر و تحمل سے برداشت کرتے۔ احمدیہ بلڈنگس میں لوگ اکثر تبادلہ خیالات کے لئے آتے رہتے ہیں۔ ان میں سے بعض مخالفین بھی ہوتے۔ بسا اوقات ان کا انداز گفتگو حد متانت و اعتدال سے باہر ہو جاتا ہے۔ حضرت مرحوم جب کبھی کسی ایسے شخص سے گفتگو کرتے تو وقار۔ خود ضبطی اور تہذیب و تحمل کے ایک پیکر معلوم ہوتے جس کے سامنے بالآخر مخالف کو جھکنا پڑتا۔ حضرت مرحوم ایک تجربہ کار اور دانشمند بزرگ تھے۔ ہم لوگ اکثر خانگی امور میں بھی ان سے مشورہ لیتے ہمیشہ مخلصانہ اور صائب رائے دیتے۔ مجھے جب کبھی تنہائی میں ملتے تو ذاتی امور کے متعلق دریافت کرتے۔ میں کبھی بیماری یا کسی ضرورت سے ایک روز کیلئے بھی دفتر سے غیر حاضر رہتا اور انہیں اس کا علم ہو جاتا۔ تو دوسرے روز ضرور آ کر خیریت معلوم کرتے۔ میں ۱۹۳۰ء میں شدید بیمار ہو گیا۔ انہیں پتہ چلا۔ تو پیرانہ سالی و ضعف کے باوجود ہسپتال پہنچے۔ یہ بات مجھ سے یا چند آدمیوں کے ساتھ ہی مخصوص نہ تھی۔ بلکہ ہر ایک ملنے والے سے یہی سلوک کرتے۔ باوجود شرف و بزرگی کے معمولی سے معمولی آدمی کے جذبات کا لحاظ رکھتے اور حتی الامکان اسے رنجیدہ نہ ہونے دیتے

حضرت امیر اور اکابر سلسلہ سے محبت

حضرت مرحوم کو ہر وہ شخص جو دین و سلسلہ کی معمولی سے معمولی خدمت بھی انجام دے عزیز تھا۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اکابر سلسلہ کی وہ کس قدر عزت کرتے ہونگے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ سے غیر معمولی محبت تھی۔ کچھ عرصہ ہوا مرحوم شدید بیمار ہو گئے تو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ سے فرمانے لگے۔ کہ وعدہ کیجئے۔ کہ میرا جنازہ آپ پڑھائیں گے اور جہاں بھی ہونگے آ جائیں گے آپ حضرت ممدوح کی خدمات دینی اور تحقیقات کی نہایت قدر کرتے۔

خدمات دینی و قومی

حضرت مرحوم نے نہایت خاموشی سے دین و قوم کی بیش قیمت اور ٹھوس خدمات انجام دیں۔ جن میں سے سب سے زیادہ قابل ذکر خدمت یہ ہے کہ ان کے ذریعے سے جماعت کے سینکڑوں نوجوانوں، بچوں، عورتوں اور لڑکیوں کو علم دین حاصل ہوا۔ آپ کی شروع ہی سے یہ عادت تھی کہ کسی غریب طالبعلم کو دیکھتے تو اپنے گھر لے آتے اور اس کے اخراجات خورد و نوش خود برداشت کر کے اسے پڑھاتے بیسیوں لڑکے اس طرح عالم بنا دیئے۔ انجمن کے کئی چپڑاسی آپ کی توجہ اور محنت سے لکھنے پڑھنے کے قابل ہو گئے۔ کئی سال سے انجمن کی زنانہ کلاسیں حضرت مرحوم کے متعلق تھیں۔ اور یہ حقیقت ہے انہوں نے اس فرض کو غیر معمولی شوق اور توجہ سے انجام دیا۔ اور مرکز کی بیسیوں لڑکیوں نے آپ سے علم دین و قرآن حاصل کیا۔ خواتین جماعت میں خدمت دین کا جو شوق ہے اس میں حضرت مرحوم کی مخلصانہ کوششوں کو کافی حد تک دخل ہے۔

کنبہ پروری

آخر پر میں حضرت مرحوم کی ایک ایسی خصوصیت کا ذکر کرنا چاہتا ہوں، جسے اس خود غرضی اور فیشن پرستی کے زمانے میں کچھ زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی۔ لیکن وہ بزرگان سلف کا ایک نمایاں جوہر تھی۔ میری مراد اس سے کنبہ پروری ہے۔ حضرت مرحوم بہت بڑے کنبہ پرور تھے۔ اس سلسلہ میں مجھے ان کے بعض رشتہ داروں سے ایسی باتیں معلوم ہوئی ہیں، جو اس زمانہ میں موجب حیرت ہیں۔ دین کے راستے میں مرحوم نے بڑی سے بڑی رشتہ داری کی پروا نہیں کی لیکن اس کے ساتھ ہی سنت نبوی کی پیروی میں کنبہ پروری کی بھی ایک ایسی مثال قائم کی جو قابل صد آفرین ہیں

خلاصہ کلام

حضرت مرحوم ہمارے اندر ایک مشعل ہدایت کی حیثیت رکھتے تھے۔ انہوں نے عرصہ تک اپنے زہد و تقویٰ اور عمل نیک کی روشنی پھیلائی۔ اب موت کے بے رحم جھونکے نے اس مشعل کو گل کر دیا ہے اور ہم اس کی ضیا باریوں سے محروم ہو گئے ہیں لیکن مرحوم کے نیک نمونے اور قابل تقلید طرز زندگی ہمارے سامنے ہے۔ ہمارے لئے اظہار عقیدت کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ ہم ان کے نقش قدم پر چل کر ان کے نام کو روشن اور ان کی روح کو خوش کریں۔

پیر پرستی کے نتائج

پیر پرستی اور شخصیتوں کی پوجا ایک ایسی عقل و اخلاق کو برباد کرنے والی وبا ہے کہ جہاں کہیں بھی ہو لوگوں کو احمق بنائے بغیر نہیں رہتی اخلاق عالیہ' آزادی رائے اور غور و فکر کا مادہ اس وبا کے اثرات سے بالکل تباہ ہو جاتا ہے۔ مسلمان پیر جس طرح اپنے مریدوں کو الو بناتے ہیں وہ قارئین کرام کو بخوبی معلوم ہے۔ جناب خلیفہ قادیان نے پیر بن کر اپنے مریدوں کو جس غلط رستے پر لگایا ہے وہ بھی ظاہر ہے۔ "انقلاب" میں ایک ہندو پیر یا گرو کے حالات شائع ہوئے ہیں جو درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ گرو صاحب کی عقل مندی یا چالاکی اور ان کے چیلوں کی حماقت یا سادگی "قابل تعریف" ہے۔ ممکن ہے کوئی مسلمان پیر بھی کسی موقع پر ان کی تقلید فرمائیں۔

کراچی میں ہندوؤں کے ایک مذہبی پیشوا نے عجیب تماشا کیا۔ اس کا نام مول رام ہے۔ اندرون سندھ میں اس کے بیشمار چیلے اور مداح موجود ہیں۔ چند روز گزرے۔ اس شخص نے بیٹھے بیٹھے ایک پیشگوئی لڑھکا دی۔ کہ "اب میرا آخری وقت آن پہنچا ہے۔ اور میں ۲۸ر اپریل کو فوت ہو جاؤں گا"

بس پھر کیا تھا۔ کراچی کے مشرقی حصے میں ایک محلہ ملیر کے نام سے مشہور ہے۔ یہیں مول رام جی رہتے تھے۔ ۲۸۔ اپریل کی صبح ہی سے آپ کے مکان پر ہزاروں انسانوں کا اجتماع ہونے لگا۔ اور پرائیویٹ موٹر کاروں کے علاوہ اسی موٹر بسیں بھی مول رام کے عقیدت مندوں کو دھڑا دھڑ اس کے مکان پر لانے کے لئے دوڑ رہی تھیں۔

مول رام جی کے ہزاروں شردھالو بھگت اور دور دراز مقامات سے ہر کیولی نے کے آپ کے مندر میں گھسنے کی کوشش کر رہے تھے تاکہ اپنے گرو کے آخری درشن کر لیں۔

ڈاکٹروں نے مول رام جی کا طبی معاینہ کیا۔ اور اس کے بعد "مہاتما" نے اپنی پرارتھنا کے لئے بھگوان کی طرف دھیان لگا کر آسن جما لیا۔ آپ کے لئے چتا تیار کر لی گئی تھی۔ لیکن ہزاروں چیلوں نے ہاتھ جوڑ جوڑ کر اور گڑگڑا گڑگڑا کر آپ سے التجائیں کیں۔ کہ مہاراج پرماتما کے لیے اپنے شریر کو ابھی نہ چھوڑیے۔ ورنہ ہم کہیں کے نہ رہیں گے۔

آخر گرو جی کے من میں دیا آ گئی۔ انہوں نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا۔ اور مندر کے چھجے پر آ کر اپنے چیلوں کو تسلی دی۔ کہ میرے پتر و۔ میں تو آج رخصت ہونے والا تھا۔ لیکن تمہارے رونے پیٹنے سے مجھے ترس آ گیا۔ اور میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ ابھی نہیں مروں گا۔ اس پر انبوہ خلائق سے "جے" کے نعرے بلند ہوئے۔ اور سب لوگ خوش اور مطمئن اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔ ان کی خوشی بالکل بجا تھی۔ وہ اپنے گرو کو موت کے منہ سے کھینچ لائے تھے۔ اس واقعہ نے ثابت کر دیا۔ کہ مجاہرہ و مظاہرہ کی طاقتوں سے حضرت عزرائیل علیہ السلام بھی گھبرا جاتے ہیں۔

تہذیب مغرب کی ایک شرمناک لعنت کا عبرت انگیز انجام

مغرب کی لعنتی تہذیب نے جن شرمناک اخلاقی وباؤں کو پیدا کر کے غیر معمولی طور پر رواج دیا۔ ان میں عریانی کے مظاہرے اور حسن کے مقابلے خاص طور پر قابل ذکر ہیں ہر سال یورپ و امریکہ کے بڑے بڑے شہروں میں نوجوان حسین اور بیباک عورتیں جمع ہوتی ہیں، جہاں "ماہرین حسن" انہیں جانچتے ہیں اور بڑی احتیاط سے بعد بہترین حسینہ کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ جسے انعام ملتا ہے اور وہ اس ملک کی "ملکہ حسن" کہلاتی ہے۔ بعض اوقات "تہذیب مغرب" کے کسی بڑے مرکز میں حسن کے بین الاقوامی مقابلے بھی ہوتے ہیں اور سب سے اوّل رہنے والی عورت کو ساری دنیا کی ملکہ حسن تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ شرمناک آرٹ اور تہذیب کے نام پر یہ کھلی ہوئی بے حیائی اور معصیت جاری ہے اس قسم کے مقابلوں اور نمائشوں کا عورتوں بچوں اور نوجوانوں کے اخلاق پر جو اثر پڑتا ہوگا وہ ظاہر ہے بلورت جس کو کہ حیا و پاکیزگی کا مجسمہ ہونا چاہیئے جب شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ کر ہوس بدنظری کے میدانوں میں جا پہنچے تو نتیجہ فسق و فجور اور عصمت و اخلاق کی بربادی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ چنانچہ یورپ اور مقلدین یورپ آج اسی طوفان معصیت میں غرق نظر آتے ہیں۔

لیکن دین و اخلاق کی بربادی کے سوا اس بے حیائی کا ایک اور عبرتناک پہلو بھی ہے وہ یہ کہ ان "حسن کی دیویوں" کو چند روز کی گرمی بازار و شہرت کے بعد بہت ہی افسوسناک حالات سے سابقہ پڑتا ہے، اور ان میں اکثر نہایت بربادی و بے چارگی کی حالت میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتی یا خودکشی کر لیتی ہیں۔ ایک مشہور انگریز اہل قلم مسٹر جیمس نے ان بدنصیب عورتوں کے متعلق جو ۱۹۳۱ء میں "ملکہ حسن" قرار دی گئی تھیں ایک پُردرد اور عبرت انگیز مضمون لکھا ہے۔ جس کے چند اہم اقتباس درج ذیل کئے جاتے ہیں

تہذیب مغرب کے سیلاب کی تباہ کن موجیں آج اسلامی ممالک اور ہندوستان میں پہنچ چکی ہیں، ہمارے نوجوان ان میں دیوانہ وار غرق ہو رہے اور اپنی اس غرقابی پر خوش ہیں، بعض طبقوں کی خواتین میں اس بے باکی اور بے حیائی کا آغاز بھی ہو چکا ہے جو کہ حسن کے مقابلوں کا پیش خیمہ بن سکتی ہے۔ کاش وہ ان سطور سے کوئی سبق اور عبرت حاصل کر سکیں، اس کے ساتھ ہی ہم اسلامی تمدن و معاشرت کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتے ہیں جو کہ عورتوں کو مناسب آزادی دینے کے ساتھ ہی بدنظری، فسق و فجور کا قلع قمع کرتا ہے۔

مس جنوبی افریقہ

مسٹر جیمس لکھتے ہیں کہ ۱۹۳۱ء میں جنوبی افریقہ کی [illegible] نوجوان حسین لڑکیوں میں مقابلہ حسن ہوا۔ ان میں سے ایک کو جو رنگ روغن شکل و صورت اور تناسب اعضا کے لحاظ سے حسین ترین ثابت ہوئی مس جنوبی افریقہ کے لقب سے ملقب کیا گیا، یہ لڑکی معمولی درجہ کی ٹیلیفون آپریٹر تھی۔ ملکہ حسن کہلانے کے بعد اسے بڑے بڑے انعامات ملے جن سے وہ خاصی دولتمند بن گئی۔ ابتدا میں اس نے دانائی سے کام لیا۔ اور روپیہ بینک میں جمع کر دیا اور اپنا کام بدستور جاری رکھا۔ لیکن چونکہ اس کے حسن و جمال کی دھوم تھی اس لئے روزانہ متعدد تصاویر کھنچوانا پڑتی تھیں، صدہا عاشق مزاج لوگوں سے ٹیلیفون پر گفتگو کرنا ہوتی تھی، ہر طرف خواستگار ہی خواستگار ہی نظر آتے تھے۔ بڑا وقت پارٹیوں اور دعوتوں میں گذارنا پڑتا تھا۔ ان باتوں سے گھبرا کر اس نے اپنے . . . . . شخص سے شادی کر لی، اس نے کچھ عرصہ کے بعد طوطا چشمی اختیار کی، اس کا تمام ذخیرہ حسن و ذخیرہ سیم و زر برباد کر چکنے کے بعد کنارہ کش ہو گیا۔ حسین لڑکی اپنے بیوفا شوہر کے غم کا شکار ہو گئی اور مرض دق میں مبتلا ہو کر چل بسی مرنے سے پہلے اکثر آدمیوں نے اسے نہایت افسوس و حسرت کے ساتھ یہ کہتے ہوئے سنا کہ کاش میں مس جنوبی افریقہ نہ بنتی۔

مس لندن

اسی سال لندن میں ایک ہوٹل کی خادمہ مس لندن بنائی گئی اس کا نام یوبی سڈنے تھا وہ حقیقت میں اس قدر حسین و جمیل تھی۔ کہ سارا انگلستان اس کو یکتائے روزگار سمجھنے لگا۔ بہت سے تھیٹروں کی جانب سے فرمائشیں آنے لگیں کہ ایکٹرس بننا قبول کرو اور جو مانگو ہم دینے کو تیار ہیں۔ شروع میں تو ان سے انکار کیا۔ لیکن زر بر سر فولاد نہی نرم شود کے مصداق آخر ایک بہت بڑے معاوضے اور آرام کی امید پر یہ خوبصورت چڑیا بھی ایک کمپنی کے کپے کا شکار ہو گئی تھوڑے دنوں تک ناچنے گانے اور رنگ رلیاں منانے کے بعد جب وہ کمزوری اعصاب کے مرض میں مبتلا ہو گئی تو تمام قدرشناسوں نے دفعتاً نظر پھیر لی۔ جو کچھ پاس تھا وہ نذر علاج ہو گیا، اور بالآخر نوبت بایں جا رسید کہ لندن کی ملکہ حسن کو پیشہ گداگری اختیار کرنا پڑا۔ اور چند روز کی صعوبتوں نے اُسے راہی ملک عدم کر دیا۔

مس امریکہ

اسی سال امریکہ کے شہر نیویارک میں فلورنس نامی لڑکی ملکہ حسن قرار پائی۔ اور اس متمول شہر کی دولت اس نے خوب سمیٹی، خواستگاروں کی کثرت سے زندگی بار ہو گئی۔ مگر اس نے اپنی باقاعدہ شادی ایک معمولی درجہ کے آدمی سے کی . . . جو سال ہی دو سال میں اپنی بیوی کا سارا مال اینٹھ کر ایک اور عورت کے ساتھ فرار ہو گیا، اور باوجود تلاش و جستجو کے اس کا سراغ نہ ملا۔ فلورنس اس کے فراق اور صدمہ بیوفائی سے پاگل ہو گئی اور کچھ دنوں نیویارک کے دارالمجانین میں اس کا چراغ زندگی بھی گل ہو گیا۔

مس فرانس

یہاں ۱۹۳۱ء میں ہیبی اورٹش نامی عورت ملکہ حسن قرار پائی پیرس جیسے شہر میں حسینہ کی یہ شہرت عشرت طلب لوگوں کیلئے شراب دو آتشہ ثابت ہوئی ہزار ہا قدردانوں کے زمرے میں سے دو نوجوانوں پر اس کی بھی طبیعت آ گئی۔ ایک طرف وہ دونوں اسے اپنی بنانے کی فکر میں تھے اور دوسری جانب یہ کسی ایک کے گھر بیٹھ جانا چاہتی تھی بالآخر رقابت کا یہ مثلث متنازعی السافلین یوں ٹوٹا۔ کہ ان دو خواستگاروں میں سے کسی ایک نے بیچاری ملکہ کو زہر دیکر ہلاک کر دیا۔

خبریں

—— قارص رکاکیشیا، ۴ مئی۔ ترکی کے علاقہ کاکیشیا میں زبردست زلزلہ آیا۔ آخری اطلاع کے مطابق ایک ہزار نفوس ہلاک اور ۲ ہزار مجروح ہو گئے۔ ڈیڑھ ہزار کے قریب مکانات بالکل تباہ ہو گئے۔ زلزلہ کے جھٹکوں کے ساتھ شدید آندھی بھی آئی۔

—— حاجیوں کا جہاز اسلامی ۴ مئی کو بخیریت کراچی پہنچ گیا۔

—— مولوی سر رحیم بخش صاحب کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ایم۔ ایل سی سابق پریذیڈنٹ کونسل آف ریجنسی ریاست بہاولپور کا ۴ مئی کو ان کے گاؤں ٹھسکہ میرانجی ضلع کرنال میں انتقال ہو گیا۔ انا للہ۔ مرحوم کی عمر اس وقت اسی برس سے متجاوز تھی۔

—— حکومت عراق نے اپنے دو افسروں کو تاربرقی کی جدید معلومات حاصل کرنے کے لئے انگلستان اور امریکہ بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— افواہ ہے کہ سابق ملکہ ترکی اپنی صاحبزادی شہزادی درشہوار کی ملاقات کیلئے ہندوستان تشریف لانے والی ہیں۔

—— لاہور ۷ مئی۔ لاہور میں جوبلی کا جشن نہایت کامیابی سے منایا گیا۔ منٹو پارک میں ایک پررونق میلہ ہوا جس میں اسکولوں اور کالجوں کے طلبا نے دلچسپ کرتب دکھلائے ایک عظیم الشان دنگل بھی ہوا۔ رات کو سرکاری و غیر سرکاری عمارتوں پر نہایت اعلیٰ پیمانے پر چراغاں کیا گیا۔

—— حکومت امریکہ نے فلپائن میں نیا دستور رائج کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن آئین نو کی ترویج سے پہلے ہی زبردست خونی انقلاب ہو گیا۔ چار صوبے خاص طور پر غارتگری کا میدان بنے ہوئے ہیں۔ ۸ ہزار کے قریب امریکن سپاہ یہاں پہنچ چکی ہے۔

—— فلپائن کے سرکردہ سرکاری حکام کا خیال ہے کہ اس بغاوت میں جاپانی جاسوسوں اور تاجروں کا بھی ہاتھ ہے اور وہ باغیوں کی امداد کر رہے ہیں۔ بعد کی خبر ہے۔ کہ بغاوت پر بہت بڑی حد تک قابو پا لیا گیا ہے۔

—— ملتان میں ہندو مسلم کشیدگی بدستور ہے دفعہ ۱۴۴ نافذ ہے۔ پولیس اور فوج کے سپاہی گشت کر رہے ہیں۔ شام کو مارشل لاء جاری کر دیا جاتا ہے۔ اکثر ہندو اور مسلمانوں نے دکانیں کھول لی ہیں۔

—— گذشتہ ہفتہ کراچی کے جدید میئر کا انتخاب عمل میں آیا۔ قاضی خدا بخش صاحب زبردست کثرت رائے سے میئر منتخب ہو گئے

—— جس شخص نے مہاراجہ دربھنگہ پر دہلی میں حملہ کیا تھا۔ اس کو عدالت نے پاگل قرار دیکر پاگل خانے میں بھیجنے کا حکم دیا۔

—— اسمبلی کا اجلاس خزاں ماہ ستمبر کے اوائل میں شملہ میں منعقد ہوگا

—— شملہ کے سیاسی حلقوں میں قیاس کیا جاتا ہے کہ انڈیا بل ماہ اگست میں شاہی منظوری حاصل کرے گا۔ صوبائی کونسلیں ماہ مارچ ۳۶ء تک معزول نہ کی جائینگی آئندہ انتخاب ماہ اکتوبر میں ہونگے اور نئی کونسلیں ماہ جنوری ۳۷ء میں تشکیل پذیر ہوں گی

—— گورداسپور کی ایک خبر مظہر ہے کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی اپیل کی تاریخ سماعت ۲۲، ۲۳ مئی کی بجائے ۲۹ مئی مقرر ہوئی ہے

—— گذشتہ ہفتہ فلسطین کے شہر حیفہ میں عربوں اور یہودیوں کے مابین خوفناک تصادم ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہود نے ایک عرب دکاندار پر حملہ کر دیا۔ جس سے مشتعل ہو کر عربوں کے ایک گروہ کثیر نے یہودیوں کی آبادی پر حملہ بول دیا۔ آٹھ یہودی مجروح اور دو ہلاک ہو گئے

علم دوست اصحاب کیلئے تحائف

تصنیفات حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اوّل

یعنی براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ اسلام کی حقانیت تمام قسم کے مخالفین اسلام کے رد میں بے نظیر انعامی کتاب ہے۔ حجم ۲۶×۲۰/۸ ۵۶۲ صفحہ۔ قیمت قسم اول ولایتی کاغذ بجلد عہ مجلد ہے۔ قسم دوم معمولی کاغذ بجلد للعہ مجلد عہ

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد دوم

یعنی (۱) سرمہ چشم آریہ (رد اعتراضات آریہ) قیمت عہ (۲) شحنہ حق (رد اعتراضات آریہ) ۸ر (۳) ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب (عیسائیوں کے اہم اعتراضات دربارہ نبوت و معجزات نبی کریم کے مدلل جوابات) قیمت مکمل بجلد عار مجلد عا حجم ۲۶×۲۰/۸ صفحہ ۲۳۹

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد سوم

یعنی (۱) فتح اسلام (اشاعت اسلام کیلئے مختلف شعبوں کی وضاحت) قیمت ۵ر (۲) توضیح مرام (حضرت مسیح موعود کے مسیح بن کر نزول کی حقیقت۔ قیمت ۵ر (۳) ازالہ اوہام ہر دو حصہ (وفات مسیح حقیقت دجال۔ یاجوج ماجوج وغیرہ اور دلائل دعاوی مسیحیت پر مفصل بحث۔ گویا یہ کتاب سلسلہ احمدیہ کی بنیادی اینٹ کا حکم رکھتی ہے) ہر ایک طالب حق کے لئے اس کا مطالعہ ضروری ہے۔ قیمت ڈھا مکمل جلد کی قیمت۔ بجلد للعہ مجلد ہے حجم ۲۶×۲۰/۸ صفحہ ۵۰۳

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد چہارم

یعنی (۱) الحق مباحثہ لدھیانہ قیمت ۳ر (۲) الحق مباحثہ دہلی حضرت مسیح موعود اور مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالی کی مفصل و قابل دید بحث۔ قیمت عہ (۳) آسمانی فیصلہ۔ ہندوستان کے سربرآوردہ علماء و پیروں کو دعوت دی گئی ہے۔ قیمت ۵ر (۴) نشان آسمانی (اولیائے امت کی پیشگوئیاں دربارہ صداقت دعویٰ) ۵ر مکمل جلد کی قیمت بجلد عا مجلد ہے حجم ۲۶×۲۰/۸ صفحہ ۳۹۹

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد پنجم

یعنی (۱) آئینہ کمالات اسلام (اسلام کی بے نظیر خوبیوں کو نہایت وضاحت سے بیان کرکے اس کے اصولوں کی سچائی پر مدلل بحث کی گئی ہے۔ نئی روشنی کے تعلیم یافتہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مطالعہ کے لائق ہے۔ قیمت عا (۲) برکات الدعا (دعا کی ماہیت و فلسفہ بیان کرکے نیچری خیالات کا رد کیا گیا ہے) قیمت ۲ر (۳) جنگ مقدس (اسلام اور عیسویت کی سچائی پر حضرت مسیح موعود اور پادری عبداللہ آتھم کا مباحثہ) ۱۲ر (۴) حجۃ الاسلام (عیسائیوں پر صداقت اسلام کی حجت قائم کی گئی ہے) قیمت ۲ر (۵) سچائی کا اظہار (عیسائیوں کے بعض اعتراضات کے جوابات) قیمت ۲ر قیمت مکمل بجلد ہے مجلد للعہ حجم ۲۶×۲۰/۸ صفحہ ۶۹۵

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ششم

یعنی (۱) تحفہ بغداد (عربی زبان میں اہل عراق کو دعوت) قیمت ۲ر (۲) کرامات الصادقین (عربی میں انعامی کتاب۔ تفسیر سورہ فاتحہ۔ رد مخالفین اسلام۔ قیمت ۱۲ر (۳) حمامۃ البشریٰ (اہل عرب کو دعوت۔ وفات مسیح و دعاوی مسیحیت پر نہایت عمدہ کتاب ہے) قیمت عہ (۴) نور الحق (عربی میں عیسائیوں کے عقائد باطلہ کا رد۔ انعامی کتاب) قیمت ہر دو حصہ عہ (۵) سر الخلافت (عربی میں خلافت راشدہ کی صداقت پر) قیمت ۸ر (۶) اتمام الحجت (عربی میں مخالفین اسلام پر حجت قائم کی گئی ہے۔ قیمت ۲ر۔ یہ جلد کتب عربی ممالک میں تبلیغ کے لئے بیحد مفید ہیں۔ قیمت مکمل بجلد ہے مجلد للعہ حجم ۲۶×۲۰/۸ صفحہ ۵۰۱

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ہفتم

(۱) ضیاء الحق۔ دعویٰ مسیحیت کی صداقت پر مخالفین کے جوابات قیمت ... ... ۲ر (۲) شہادت القرآن ۸ر (۳) انوار الاسلام۔ عیسائیوں کے مقدمہ کی روئداد۔ قیمت ۸ر (۴) نور القرآن حصہ اول و دوم۔ عیسائیوں کے بہت سے اعتراضات کے جوابات جو وہ اسلام پر کرتے رہتے ہیں۔ قیمت ۸ر

فضل الباری حصہ اول یعنی اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری

تالیف حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور

بخاری شریف کی کتابوں۔ بابوں اور مضامین کو اس طریق سے رکھا گیا ہے کہ حجم بہت کم ہو گیا ہے۔ ترجمہ بامحاورہ ہے۔ مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور احادیث کو اس کے ماتحت رکھا گیا ہے۔ ہر قسم کے اعتراضات کو دور کیا گیا ہے۔ مسائل میں مختلف رائیوں میں سے جو معقول اور مدلل ہوا سے ترجیح دی گئی ہے۔ مکرر احادیث پر ترتیب وار نمبر دیئے گئے ہیں۔ اور الفاظ کی لغتی تحقیق کو نوٹوں میں واضح کیا گیا ہے۔ یہی جلد ۲۹×۲۲ سائز کے ۸۵۰ صفحات پر مشتمل ہے جس میں تقریباً چودہ پارے صحیح بخاری کے کتاب الانبیاء تک آ چکے ہیں۔ اصل قیمت جلد اول مجلد للعہ بجلد عشہ۔ رعایتی قیمت مجلد عشہ۔ بجلد ۷ روپیہ۔

ترجمۃ القرآن انگریزی

(بلا متن سستا ایڈیشن)

یہ بلا متن ترجمہ کا مختصر اور دوم ایڈیشن ہے جو کہ اسی سال گیارہ ہزار کی تعداد میں ولایت سے چھپ کر آیا ہے پبلک کے اصرار پر یہ سستا ایڈیشن تیار کرایا گیا ہے۔ خصوصاً غیر مسلم اصحاب میں مفت تقسیم کیلئے نہایت موزوں ہے۔ یہ ترجمہ اپنی مقبولیت کی وجہ سے محتاج تعریف نہیں۔ حضرت مسیح موعود کی حقیقی تڑپ کا نتیجہ ہے۔ آپ نے ازالہ اوہام میں اس کی خواہش فرمائی اور فرمایا کہ یہ میرا کام ہے۔ یہ اس کا جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے۔ اس ترجمہ کے بعد اور ترجمے بھی شائع ہوئے ہیں۔ لیکن اس وقت دنیا گواہی دیتی ہے کہ یہ بہترین ترجمہ ہے۔ اس لئے ہمارے دوست اس سستے ایڈیشن سے فائدہ اٹھائیں۔ اور غیر مسلم اصحاب میں مفت تقسیم کرکے عنداللہ ماجور ہوں۔ قیمت عا فی کاپی۔

انوار القرآن۔ پارہ عم کی ایمان افروز تفسیر

مولفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

جن لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کا درس سنا ہے وہ ڈاکٹر صاحب کے معارف و حقائق قرآنی کو خوب جانتے ہیں۔ احباب جماعت کے لئے بیش بہا تحفہ ہے جسے ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے مخصوص سلیس و مدلل انداز میں لکھا ہے۔ بہترین کتابت، دیدہ زیب طباعت اعلیٰ، سفید ولایتی کاغذ، خوبصورت کپڑے کی جلد جس پر کتاب اور مصنف کا نام سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے۔ جلسہ سالانہ پر احباب کے اصرار پر جناب ڈاکٹر صاحب نے اس کی قیمت میں تخفیف بھی کر دی ہے۔ یعنی اس وقت یہ دیدہ زیب کتاب صرف (عار) میں ملتی ہے۔ احباب آج ہی فرمائش بھیجدیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی جلد دو روپے ... ... (عاسر)

گولڈن ڈیڈز آف اسلام

اسلام کے سنہری کارنامے (دوئم ایڈیشن)

اس کتاب کو مولوی محمد یعقوب خانصاحب "ایڈیٹر دی لائٹ" نے انگریزی زبان میں تالیف کیا ہے۔ کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ اسلام کے سنہری کارناموں کا ایک مختصر مرقع ہے۔ اس میں اسلامی تاریخ کی مختلف زمانوں کے پانچ منتخب واقعات بیان کئے گئے ہیں جن سے اسلام کی تعلیم اور مسلمانوں کی اسپرٹ پر روشنی پڑتی ہے۔ کتاب بہت دلچسپ اور طرز تحریر نہایت دلکش ہے۔ لائبریریوں میں رکھنے۔ طالبعلموں، واعظوں اور مبلغوں کے مطالعہ کے قابل ہے۔ نیز غیر مسلم اصحاب کے لئے نہایت موزوں ہے۔ سرورق سادہ اور دیدہ زیب ہے۔ جس پر کرۂ ارض پہاڑی کی چوٹی کے اوپر ایک مسلمان ہاتھ میں اسلامی علم لئے لہرا رہا ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عر)

نوٹ:۔ تمام کتابوں کا محصول ڈاک وخرچ پیکنگ بذمہ خریدار ہوگا۔ طلب کرنے پر فہرست کتب مفت روانہ کی جاتی ہے۔

ملنے کا پتہ

مینیجر۔ دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

اڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

جلد ۲۳ | لاہور۔ یوم شنبہ مطابق ۷ صفر ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۱ مئی ۱۹۳۵ء | نمبر ۳۱

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو مانتا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

ایک مبارک و مسرت انگیز تقریب

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی صاحبزادی کا عقد

لاہور۔ ۱۰ مئی۔ آج نماز جمعہ کے بعد مسجد احمدیہ بلڈنگس میں ایک نہایت مبارک و مسرت انگیز تقریب انجام پائی۔ یعنی حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم۔ اے امیر جماعت احمدیہ لاہور کی بڑی صاحبزادی زکیہ نوشین صاحبہ کا عقد بعوض پانچہزار روپیہ مہر ڈاکٹر نواب احمد قریشی صاحب ہیلتھ آفیسر ٹنکر گڑھ ضلع گورداسپور سے ہوا۔ اس مبارک تقریب میں بیرونجات سے بھی متعدد احباب تشریف لائے ہوئے تھے۔ جن میں سے جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تھیم صدر بلدیہ جھنگ۔ شیخ عبدالرحمان صاحب بیرسٹر سب جج امرت سر۔ مسٹر ممتاز احمد فاروقی صاحب انجنیئر کلکتہ۔ مسٹر نصیر احمد فاروقی صاحب اسسٹنٹ کلکٹر ناسک صوبہ بمبئی جناب رحیم بخش صاحب سپرنٹنڈنٹ محکمہ نمک (خلف الرشید جناب مولانا عزیز بخش صاحب) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ شہر کے متعدد معززین مثلاً جناب خان بہادر شیخ امیر علی صاحب ریٹائرڈ جج و رئیس اعظم لاہور۔ جناب شیخ عظیم اللہ صاحب وکیل سیکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور۔ جناب ملک فتح شیخوالصاحب نائب صدر بلدیہ لاہور۔ جناب خلیفہ فضل حسین صاحب ریٹائرڈ آفیسر ڈاک خانجات وغیرہ وغیرہ بھی شریک مجلس تھے۔ مقامی احباب تو تقریباً تمام موجود تھے۔

خطبہ نکاح حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے پڑھا۔ اور نہایت ہی خوشنما انداز میں اسلام، قرآن کریم اور حضرت نبی کریمؐ کے احسانات کو بتایا۔ جو کہ صنف نازک پر کئے گئے ہیں۔ نیز آپ نے مرد و عورت کے تعلقات کی اہمیت و نزاکت کو بیان کرتے ہوئے قرآن کریم کے پُرحکمت قوانین و احکام اور حضرت نبی کریم صلعم کے پاکیزہ عمل کو پیش کیا۔ جن سے خانگی زندگی بہشت کا نمونہ بن سکتی ہے۔

آپ نے فرمایا عورت چونکہ جسمانی لحاظ سے کمزور ہے اور مرد کو اس کی حفاظت کا ذمہ دار بنایا گیا تھا۔ لیکن مرد ابتدائے آفرینش سے عورت پر ظلم کرتا آیا ہے۔ اور اب تک یورپ، امریکہ، افریقہ ساری دنیا میں عورت پر ظلم ہو رہا ہے۔ مرد کو اس ظلم سے روکنے اور عورت کے حقوق کی حفاظت کے لئے ایک صرف ایک آواز بلند ہوئی ہے اور وہ آواز قرآن اور محمد رسول اللہ صلعم کی ہے۔ دنیا کی بہتری اسی آواز پر عمل کرنے میں ہے۔

ہم اس تقریب سعید پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ۔ محترمہ بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب۔ ڈاکٹر نواب احمد قریشی صاحب۔ اور آپ کے برادر بزرگ شیخ ریاض احمد قریشی صاحب سب جج بٹالہ کی خدمت میں ساری جماعت کی طرف سے دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو فریقین کے لئے باعث برکت بنائے۔ آمین ثم آمین۔

برات

برات انشاء اللہ کل (۱۱ مئی ۱۹۳۵ء) شام کو بٹالہ سے لاہور آئے گی اور ۱۲ مئی ۱۹۳۵ء کی صبح کو رخصتی ہوگی۔

حضرت مسیح موعودؑ پر اعتراضوں کے جواب

حج خانہ کعبہ

ملاں لوگ جب سلسلہ احمدیہ کے دلائل کے مقابل عہدہ برآ نہیں ہو سکتے تو وہ اوچھے ہتھیاروں پر اتر آتے ہیں۔ دیگر بے معنی اعتراضات کے علاوہ اکثر یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ "مرزا صاحب نے باوجود مقدرت کے حج نہیں کیا"۔ اس اعتراض کا جواب حضرت صاحب کے اپنے الفاظ میں ہی دے دینا کافی ہے آپ لکھتے ہیں کہ

اس اعتراض سے آپ کی شریعت دانی معلوم ہو گئی گویا آپ کے نزدیک مانع حج صرف ایک امر ہے کہ زاد راہ نہ ہو۔ آپ کو بوجہ اس کے کہ دنیا کی کشمکش میں عمر کو ضائع کیا۔ اس قدر سہل اور آسان مسئلہ بھی جو قرآن اور احادیث اور فقہ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ معلوم ہوا کہ حج کا مانع صرف زاد راہ نہیں اور بہت سے امر ہیں جو عند اللہ حج نہ کرنے کے لئے عذر صحیح ہیں۔ چنانچہ ان میں سے صحت کی حالت میں کچھ نقصان ہوتا ہے اور نیز ان میں سے وہ صورت ہے۔ کہ جب راہ میں یا خود مکہ میں امن کی صورت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ من استطاع الیہ سبیلا۔ عجیب حالت ہے کہ ایک طرف بداندیش علماء مکہ سے فتوے لاتے ہیں کہ یہ شخص کافر ہے اور پھر کہتے ہیں۔ کہ حج کے لئے جاؤ۔ اور خود جانتے ہیں۔ کہ جبکہ مکہ والوں نے کفر کا فتوے دیدیا ہے۔ تو اب مکہ فتنہ سے خالی نہیں اور خدا فرماتا ہے کہ جہاں فتنہ ہو اس جگہ سے پرہیز کرو۔ سو میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ یہ کیسا اعتراض ہے۔ ان لوگوں کو یہ بھی معلوم ہے۔ کہ فتنہ کے دنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی حج . . . . نہیں کیا۔ اور حدیث اور قرآن سے ثابت ہے کہ فتنہ کے مقامات میں جانے سے پرہیز کرو۔ یہ کس قسم کی شرارت ہے کہ مکہ والوں میں ہمارا کفر مشہور کرنا اور بار بار حج کے بارے میں اعتراض کرنا۔ نعوذ باللہ من شرور ہم۔ ذرا سوچنا چاہیئے کہ ہمارے حج کی ان لوگوں کو کیوں فکر پڑ گئی۔ کیا اس میں بجز اس بات کے اور کوئی بھید بھی ہے کہ میری نسبت ان کے دل میں یہ منصوبہ ہے کہ یہ مکہ کو جائیں اور پھر چند شرار الناس پیچھے سے مکہ میں پہنچ جائیں اور شور قیامت ڈال دیں کہ یہ کافر ہے۔ اسے قتل کرنا چاہیئے۔ سو بر وقت ورود حکم الٰہی ان احتیاطوں کی پرواہ نہیں کی جائیگی۔ مگر قبل اس کے شریعت کی پابندی لازم ہے اور مواضع فتن سے اپنے تئیں بچانا سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔ مکہ میں عنان حکومت ان لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ جو ان مکفرین کے ہم مذہب ہیں۔ جب یہ لوگ ہمیں واجب القتل ٹھہراتے ہیں۔ تو کیا وہ لوگ ایذا میں کچھ فرق کریں گے، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکہ پس ہم گنہگار ہونگے اگر دیدہ دانستہ تہلکہ کی طرف قدم اٹھائیں گے اور حج کو جائیں گے اور خدا کے حکم کے برخلاف قدم اٹھانا معصیت ہے حج کرنا مشروط بشرائط ہے۔ مگر فتنہ اور تہلکہ سے بچنے کے لئے قطعی حکم ہے جس کے ساتھ کوئی شرط نہیں۔ اب خود سوچ لو۔ کہ کیا ہم قرآن کے قطعی حکم کی پیروی کریں۔ یا اس حکم کی جس کی شرط موجود ہے۔ باوجود تحقیق شرط کے پیروی ختیار کریں

(ایام الصلح)

حضرت مسیح موعودؑ پر سخت کلامی کا الزام

بعض مخالفین سلسلہ احمدیہ جب حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم اور کیرکٹر پر کوئی حملہ نہیں کر سکتے۔ تو عوام کو بھڑکانے اور منافرت دلانے کیلئے آپ پر سخت کلامی کا الزام دے دیتے ہیں۔ کبھی تو یہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ آپ نے مولویوں کو بدذات لکھا ہے اور کبھی یہ کہ حضرت مسیح ابن مریم کی توہین کی۔ لیکن اگر خود ان لوگوں کی اپنی تحریروں کو دیکھا جائے۔ تو وہ اپنے مخالف علماء کو ایسے گرے ہوئے الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جسے ایک شریف انسان کبھی سننا گوارا نہیں کرتا۔ خود انبیاءؑ پر اس اس قسم کے بہتان باندھتے ہیں کہ توبہ ہی بھلی۔ مثلاً حضرت ابراہیمؑ پر جھوٹ بولنے کا الزام۔ حضرت یوسفؑ کا زلیخا کے ساتھ برا ارادہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن باوجود ایسے خیالات اور ایمانیات کے اپنے آپ کو انبیاء کی عزت کرنے والا سمجھتے ہیں۔ بحیثیت ایک حقیقی مصلح ہونے کے حضرت مسیح موعودؑ نے صرف ایک خاص طبقہ علماء کی دلی کیفیت کا اظہار کیا ہے۔ نہ کہ آپ نے بلا استثنا تمام علماء کو برا کہا۔ اور نہ لکھا اور نہ اس سچے پیغمبر حضرت عیسے ابن مریم کی نسبت کچھ لکھا۔ جس کا ذکر قرآن میں ہے۔ بھلا لکھ بھی کیسے سکتے تھے۔ جبکہ آپ اپنے آپ کو مثیل مسیح قرار دیتے تھے۔ کوئی دانا شخص اپنے آپ کو کسی برے آدمی کا مثیل نہیں لکھ سکتا۔ ہاں جس یسوع کا ذکر موجودہ اناجیل میں ہے جس نے خدائی کا دعوے کیا اور جس نے گذشتہ انبیاء کو چور اور بٹمار قرار دیا۔ اور جس کے شجرہ نسب مندرجہ اناجیل میں کئی عورتیں زانیہ اور بدکار بھی درج ہیں۔ اس پر آپ نے صیح جرح کی اس کے ثبوت میں حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی تحریر پیش کر کے تمام سمجھدار مسلمانوں سے التجا کرتا ہوں کہ وہ بجائے متعصب مخالف علماء کی تحریریں پڑھنے کے خود حضرت اقدس کی کتابوں کا مطالعہ کریں اور وہ تحریر مندرجہ ذیل ہے۔

اشتہار عام اطلاع کے لئے

"اگر یہ کتاب بعض متفرق مقامات میں عیسائیوں کے حملوں کا جواب دیتی اور ان کو مخاطب کرتی ہے لیکن یاد رہے کہ باوجود اس بات کے کہ عیسائیوں کی کتاب امہات المومنین نے دلوں میں سخت اشتعال پیدا کیا ہے مگر پھر بھی ہم نے اس کتاب میں جہاں کہیں عیسائیوں کا ذکر آیا ہے بہت نرمی اور تہذیب اور لطف بیان سے کام لیا ہے اور گو ایسی صورت میں کہ دل دکھانے والی گالیاں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئیں۔ ہمارا حق تھا۔ کہ ہم مدافعت کے طور پر سختی کا سختی سے جواب دیتے۔ لیکن ہم نے محض اس حیا کے تقاضہ سے جو مومن کی صفت لازمی ہے۔ ہر ایک تلخ زبانی سے اعراض کیا۔ اور وہی امور لکھے ہیں جو موقعہ اور محل پر چسپاں تھے۔ اور قطع نظر ان سب باتوں کے ہماری اس کتاب میں اور رسالہ فریاد درد میں وہ نیک چلن پادری اور دوسرے عیسائی مخاطب نہیں ہیں۔ جو اپنی شرافت ذاتی کی وجہ سے فضول گوئی اور بدگوئی سے کنارہ کرتے ہیں اور دل دکھانے والے لفظوں سے ہمیں دکھ نہیں دیتے اور نہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں اور نہ انکی کتابیں سخت گوئی اور توہین سے بھری ہوتی ہیں۔ ایسے لوگوں کو بلاشبہ ہم عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور وہ ہماری کسی تحریر کے مخاطب نہیں بلکہ صرف وہی لوگ ہمارے مخاطب ہیں خواہ وہ بگفتن مسلمان کہلاتے یا عیسائی کہلاتے ہیں جو حد اعتدال سے بڑھ گئے ہیں اور ہماری ذاتیات پر گالی اور بدگوئی سے حملہ کرتے ہیں یا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بزرگ میں توہین اور ہتک آمیز باتیں منہ پر لاتے ہیں اور اپنی کتابوں میں شائع کرتے ہیں سو ہماری اس کتاب اور دوسری کتابوں میں کوئی لفظ یا کوئی اشارہ ایسے معزز لوگوں کی طرف نہیں ہے جو بدزبانی اور کمینگی کے طریق کو اختیار نہیں کرتے ہم اس بات کیلئے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچا اور پاک اور راستباز نبی مانیں اور ان کی نبوت پر ایمان لائیں سو ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ موجود نہیں جو انکی شان بزرگ کے برخلاف ہو۔ اور اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ دھوکا کھانے والا اور جھوٹا ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

المشتھــــر مرزا غلام احمد از قادیان یکم جنوری ۱۸۹۹ء

در مدح حضرت خاتم النبیین صلعم

(جناب مولانا عبداللہ خانصاحب مرحوم ومغفور کے نعتیہ کلام کا نمونہ)

محمد باغِ عالم را بہارے ... بہار اندر بہار اندر بہارے

گرامی گوہرِ اولادِ آدم ... کمالِ آدمیت را مدارے

نجابت خانہ زادِ گوہرِ او ... شرافت را بذاتش افتخارے

زفیضش جملگی سیراب گشتہ ... منور شد نوازش ہر دیارے

چہ خوشتر دین و آئین دار ترتیب ... کہ زو شد دین و دنیا استوارے

علمبردار توحیدِ خداوند ... برآوردہ زغیر اللہ دمارے

زچین و ہند تا اقصائے مغرب ... غلامانش قطار اندر قطارے

بخط انقیادش سر نہادہ ... ہمہ از جان و دل بروے نثارے

سلام اللہ علیہ کل آن

بر آلش ہم بر اصحابش کبارے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ یوم شنبہ ۷ صفر ۱۳۵۴ھ نمبر ۳۱

قرآنِ کریم کا ڈچ ترجمہ

ایک خادمِ اسلام کا شاندار کارنامہ

گذشتہ پرچہ میں یہ ایمان افزا اور روح پرور خوشخبری قارئین کرام کی نظر سے گذر چکی ہوگی۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآنِ کریم کا ڈچ ترجمہ مکمل طبع ہوکر شایع ہوگیا ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

یہ ایک ایسی خوشخبری ہے۔ جس کو سن کر ہمارے سر خدائے قدوس کی بارگاہ میں سجدۂ شکر بجا لانے کے لئے جھک جانے چاہیئں۔ ہمارے دلوں سے اس شاندار کارنامہ کے ہیرو مرزا ولی احمد بیگ صاحب اور اُن کے رفقائے کار کے لئے مخلصانہ دعائیں نکلنی چاہیئں۔ ہماری ہمتوں میں بلندی اور ہمارے قدموں میں مضبوطی پیدا ہوجانی چاہیئے۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ ہم میں سے ایسے متعدد نوجوان نکلنے چاہیئں جو کہ مرزا ولی احمد بیگ صاحب کی طرح خدمتِ دین واشاعتِ قرآن کے لئے اپنی زندگیاں وقف کردیں۔

کام کی اہمیت اور اس کی مشکلات کا صحیح اندازہ کچھ کام کرنے والوں ہی کو معلوم ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو سعادتِ عمل سے محروم ہیں۔ یا جن لوگوں کو کسی تعمیری کام کی توفیق نصیب نہیں ہوئی۔ وہ نہیں جان سکتے کہ کسی چیز کا بنانا کس قدر مشکل ہے۔ بہت سے احباب کو وہ نظارہ یاد ہوگا۔ جبکہ ہمارا ایک سیدھا سادہ کم گو کارکن جاوا روانہ ہوا تھا۔ اس کو خدا حافظ کہنے کے لئے ایک مختصر سا اجتماع ہوا۔ اس میں اس عازمِ جاوا سے اظہارِ خیالات کی فرمائش کی گئی اور وہ صرف اس قدر کہہ کر رہ گیا کہ میں اب کیا کہوں۔ جب جاوا جاکر میں کوئی خدمتِ اسلام کرسکا تو واپس آکر کچھ کہوں گا۔ یہ شخص مرزا ولی احمد بیگ تھا۔ جس نے چند سال کے اندر جاوا میں زبردست انقلاب پیدا کردیا۔ اس نے جاوی مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے جگایا۔ اور اُن میں خادمانِ اسلام کی ایک خاصی جماعت پیدا کردی۔ اس نے اسلام کے نادان دوستوں یا دوست نما دشمنوں یعنی ملاّنوں اور پادریوں کی وسیع جمعیتوں کا بیک وقت مقابلہ کیا۔ یہ اسی کی مجاہدانہ سرگرمیوں کا نتیجہ ہے۔ کہ آج جاوا کے مسلمان وہ نہیں ہیں۔ جو دس پندرہ سال قبل تھے۔ پہلے وہ روز بروز غافل و برباد ہورہے تھے۔ اب ان میں بیداری کی ایک برقی رو دوڑ رہی ہے۔ اُن کے روشن خیال اور صاحب احساس افراد میں عمل کا ولولہ موجود ہے۔ اُن کے بازو اور قدم حرکت میں ہیں۔ اُن کی پیشانیوں پر اُمید کا نور چمک رہا ہے۔ اُن کی آنکھوں کے سامنے اسلام اور مسلمانوں کا ایک پُرجوش وشاندار مستقبل ہے۔ پہلے جاوی مسلمان پادریوں کے لئے نرم کھاجا تھا۔ اور آج لوہے کے چنے ثابت ہورہے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے خدام میں یورپ کے اندر تبلیغ دین واشاعتِ قرآن کا جو ولولہ پیدا کیا ہے۔ اس میں سے مرزا ولی احمد بیگ صاحب کو بھی حصہ وافر ملا ہے۔ جاوا پر بھی یورپ کی ایک قوم قابض ہے۔ ہالینڈ کے پادری وہاں آکر کثرت سے مسلمانوں کو مرتد و بے دین بناتے ہیں۔ مرزا ولی احمد بیگ صاحب نے یہ دیکھ کر عزم کرلیا۔ کہ خود اس حکمران قوم کے گھر کے اندر جاکر تبلیغ اسلام کرنی چاہیئے۔ اس مغربی قوم کے پادری جاوا کے مسلمانوں کو عیسائی بنانے آتے ہیں۔ ہمارے بلند ہمت مبلغ نے سوچا کہ اس کا ردِعمل اس وقت تک شروع نہیں ہوسکتا۔ جبکہ ہم اس سفید فام قوم کو پیغام اسلام پہنچانے کی طرح نہ ڈال دیں۔ اس کے لئے ڈچ زبان میں لٹریچر کی ضرورت تھی۔ پہلے حضرت نبی کریم کی سیرت مبارک اور چند دوسری کتابیں ڈچ میں ترجمہ کی گئیں۔ لیکن خاطر خواہ کامیابی کے لئے ضروری تھا۔ کہ قرآن کریم کا ڈچ ترجمہ موجود ہو۔ چنانچہ انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں اس بہت بڑے کام کا آغاز کردیا گیا۔

ذرایع اور کارکنوں کی قلت، زبان کی اجنبیت۔ مالی کمزوری۔ ملاّنوں کی مخالفت ان میں سے ہر ہر چیز ہمارے مبلغ کے راستہ میں پوری پوری طاقت کے ساتھ حائل ہوئی۔ لیکن جو ارادے خلوص ونیکی سے کئے جائیں۔ جو بازو محض اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے حرکت میں آئیں۔ جو قدم اللہ کے راستے میں اٹھائے جائیں۔ اُن کو دنیا کی کوئی طاقت ناکام نہیں رکھ سکتی۔ پاک جذبوں، نیک ارادوں اور استقلال کے لئے کامیابی یقینی ہوتی ہے۔

مخالفت کے کئی طوفان اٹھے اور اپنا زور وشور دکھلاکر فرو ہوگئے۔ مشکلات کی کئی رکاوٹیں حائل ہوئیں اور دور ہوگئیں کئی دفعہ مایوسی وناامیدی کے بادل چھائے۔ لیکن ایمان وجوشِ صادق کے نور سے چھٹ گئے۔ قرآن کے ڈچ ترجمہ کا کام مختلف منزلیں طے کرتا ہوا جاری رہا۔ اور آج یہ مکمل و خوشنما کتاب کی صورت میں ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ اس ترجمہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے انگریزی ترجمۃ القرآن سے پوری پوری امداد لی گئی ہے۔ بلکہ اس انگریزی ترجمہ وتفسیر کو ڈچ زبان کے قالب میں ڈھال لیا گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ظاہری شکل وصورت میں بھی اس کا پورا اتباع کیا گیا ہے۔ وہی تقطیع ویسا ہی اچھا کاغذ۔ ویسی ہی دیدہ زیب روشن چھپائی۔ وہی خوبصورتی اور دلکشی۔ اگر کوئی شخص انگریزی اور ڈچ دونوں زبانوں سے ناواقف ہو تو ان دونوں ترجموں میں مطلق امتیاز نہیں کرسکتا۔ ہماری دعا ہے اللہ تعالیٰ مرزا ولی بیگ صاحب اور اُن کے رفقائے کار کی اس کوشش کو قبول فرمائے۔ جس مقصد کے لئے یہ ترجمہ کیا گیا وہ جلد حاصل ہو۔ ان خادمانِ اسلام کی ہمتیں بلند ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ انہیں خدماتِ دینی کی مزید توفیق عطا فرمائے۔ اور اس ترجمہ سے ڈچ زبان کو سمجھنے والی اور بولنے والی قومیں صداقت کو پالیں۔ اس کے بعد ہم توقع کرتے ہیں کہ ہالینڈ میں تبلیغی مشن قیام کا مژدہ بھی جلد سننے میں آئے گا۔

انسان ایک بالکل بے بس ہستی ہے۔ اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے کسی کام پر غرور کرے۔ ہمارے ذریعے جو خدماتِ دینی انجام پاتی ہیں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے یہ خدائے قدوس کی ذرہ نوازی ہے کہ اس نے ہم ناچیز انسانوں کو اپنے دین کی خدمت اور اپنے پاک کلام کی اشاعت کا اعزاز بخشا ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ انسان جن کے ذریعے قرآنِ کریم کی خدمت کا مقدس کام انجام پاتے اور خوش نصیب ہیں وہ انسان جو اس اعزاز کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہماری جماعت کے نوجوانوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ خدا کی زمین بڑی وسیع ہے۔ اس میں بیشمار ملک اور قومیں آباد ہیں جو مختلف بولیاں بولتی ہیں۔ اور قرآن کریم ساری دنیا کے لئے ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم رحمۃ للعٰلمین ہیں۔ اس لئے ساری دنیا میں قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلعم کی سیرت مبارک کو پہنچانا ہمارا فرض ہے۔ جس طرح اس فرض کو بے سروسامانی اور صدہا مشکلات کے باوجود مرزا ولی احمد بیگ نے انجام دیا تم بھی دے سکتے ہو۔ بشرطیکہ تمہارے دلوں کے اندر صحیح جوش اور عزم ہو۔

لاہور کے مسلمان میونسپل کمشنروں میں اختلاف

کئی مہینے سے لاہور کے مسلمان میونسپل کمشنروں میں اختلاف پیدا ہوچکا ہے اور ان کے درمیان نہایت افسوسناک اور رسواکن کشمکش شروع ہے جس کا نتیجہ اسلامی حقوق کی بربادی کے سوا اور کچھ نہیں ہوگا۔ پہلے مسلمان اکثریت رکھنے کے باوجود میونسپلٹی میں اقلیت میں تھے امسال انہوں نے اس حق تلفی اور بے انصافی کے خلاف متفقہ آواز بلند کی حتیٰ کہ سر گوکل چند کی وزارت کو بھی اس آواز کے سامنے جھکنا پڑا اور مسلمانوں کو ایک نشست کی اکثریت حاصل ہوگئی۔ ضرورت تھی کہ مسلمان ممبر کامل اتحاد اور عقلمندی سے کام لیتے اور اس بے حد اہم قربت سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے لیکن افسوس ایسا نہ ہوا انتخاب کے چند ماہ بعد ہی دو پارٹیاں بن گئیں۔ جو ایک دوسرے کی مخالفت میں مصروف ہیں۔ قصوروار کون ہے ہم اس سوال کو چھیڑے بغیر تمام مسلمان اراکین بلدیہ کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ اسلامی فرائض اپنی قوم کے حقوق اور سب سے زیادہ اپنے ملف اتحاد کا خیال کرتے ہوئے اس کشمکش کو جلد ختم کردیں ورنہ وہ خدا اور قوم کے نزدیک قابل الزام ہونگے۔

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

کیا خلیفہ قادیان نے تکفیر اہل قبلہ سے رجوع کر لیا ہے؟

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

خدا کی شان ہے کہ جناب میاں صاحب جو تکفیر اہل قبلہ کے موجد ہیں اور کسی طرح اس غلط عقیدہ سے ہٹنے کو تیار نہ تھے۔ بلکہ کہتے تھے کہ ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدی اہل قبلہ کو کافر سمجھیں جب تک وہ لوگ حضرت مسیح موعودؑ کو نہ مان لیں۔ اگرچہ ان کی رہنمائی کیلئے حضرت مولانا محمد علی صاحب نے ہر طرح کوشش کی اور بہت سے مضامین لکھے، رسالے شائع کئے۔ مگر جناب میاں صاحب نے ان تمام ہدایتوں کو تکبر سے رد کر دیا۔ بلکہ الٹا انہیں کو منافق قرار دے دیا۔ لیکن احرار کے فتنہ کی وجہ سے جناب میاں صاحب غیر احمدی لوگوں کو کچھ کچھ مسلمان تسلیم کرنے لگے ہیں اور خطبہ میں بڑی شان سے فرماتے ہیں:-

"ہمیں مسلمانوں میں سے نکالنے والا ہے کون؟ حکومت کا کیا اختیار ہے کہ وہ کہے کہ ہم تمہیں مسلمان نہیں سمجھتے ..... مذہب انسان کے دعوے پر مبنی ہوتا ہے اور جب کوئی کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ تو کون ہے جو کہہ سکے کہ تم مسلمان نہیں ہم تمہیں مسلمانوں میں سے نکالتے ہیں ..... جب تک ہم کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اس وقت تک دنیا کی کوئی طاقت ہمیں مسلمانوں میں سے نکال نہیں سکتی۔ ہمیں

مسلمانوں میں سے نکالنے کی وجہ

یہ بیان کی جاتی ہے کہ ہم دوسروں کو کافر کہتے ہیں مگر دوسروں کو کافر کہنے کا مفہوم تو یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو ہی پکا مسلمان سمجھتے ہیں۔ پھر کیا مسلمانوں کو بھی کوئی شخص نکال سکتا ہے۔

مسلمانوں میں سے کونسی جماعت ہے۔ جو ایک دوسرے کو کافر نہیں کہتی ..... پس یہ دعوے

بالکل غلط ہے

کہ ہم ہی انہیں کافر کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ وہ جرم ہے جو ان کے گھروں میں ہم سے بہت زیادہ کیا جاتا ہے۔ باقی ہم ہیں اور ان میں تو

کفر کی تعریف میں اختلاف

بھی بہت سا پایا جاتا ہے۔ یہ لوگ کفر کے معنی سمجھتے ہیں کہ اسلام کا انکار۔ حالانکہ ہم یہ معنے نہیں کرتے اور نہ کفر کی یہ تعریف کرتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اسلام ایک حد تک پائے جانے کے بعد انسان

مسلمان کے نام سے

پکارے جانے کا مستحق سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن جب وہ اس مقام سے بھی نیچے گر جاتا ہے تو گو وہ مسلمان کہلاتا ہے۔ مگر

"کامل مسلم"

اسے نہیں سمجھا جا سکتا۔ یہ تعریف ہے جو ہم کفر و اسلام کی کرتے ہیں۔

پس ہماری کفر کی اصطلاح ہی اور ہے اور ان کے کفر کی اصطلاح اور۔ ہمارا کفر تو ان کے کفر کے مقابلے میں ایسا ہی ہے۔ جیسے سورج کے مقابلے پر ذرہ ہو۔ پس اس امر پر انہیں غصہ کیوں آتا ہے اگر وہ سچے ہیں تو ثابت کریں۔ کہ پہلے ہم نے انہیں کافر کہا ہو۔ وہ ذرہ بھی غور کریں گے تو انہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ پہلے انہوں نے ہمیں کافر کہا ہم نے کافر نہیں کہا۔ گو اس رنگ میں بھی ان کے کفر اور ہمارے کفر میں بہت بڑا فرق ہے لیکن بہرحال ان کا

اخلاقی فرض

ہے کہ وہ دیکھیں کہ پہلے انہوں نے ہمیں کافر کہا اور ہم پر کفر کے فتوے لگائے یا ہم نے ان کو کافر کہا۔

کفر و اسلام کا مسئلہ

چھیڑنے میں یا غیر مبائعین کو مزا آتا ہے یا احراریوں کو۔ حالانکہ تمدن و معاشرت کا اس سے کیا تعلق کہ ہم تمہیں کیا سمجھتے ہیں۔ اور تم ہمیں کیا سمجھتے ہو۔ ہمیں تو یہ دیکھنا چاہیئے کہ کس حد تک

آپس میں تعاون

کر سکتے ہیں اس حد تک تعاون کریں اور عقائد کے سوال کو باہمی معاشرت کے وقت نہ چھیڑیں۔

میں پھر ایک دفعہ اعلان کر دیتا ہوں کہ ہم کفر کے وہ معنے نہیں سمجھتے۔ جو وہ سمجھے بیٹھے ہیں ..... ہمارے نزدیک

کفر کا اطلاق

ایک خاص حد کے بعد ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص اسلام کو اپنا مذہب قرار دیتا ہے اور قرآن مجید کے احکام پر عمل کرنے کو

اپنا دستور العمل

سمجھتا ہے اس وقت مسلمان کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہے اور حقیقی معنوں میں مسلمان وہ اس وقت ہوتا ہے جب کامل طور پر اسلام کی تعلیم پر عمل کرتا ہے۔ لیکن اگر وہ اسلام کے اصولوں میں سے کسی اصل کا انکار کر دیتا ہے تو گو وہ مسلمان کہلاتا ہے مگر حقیقی معنوں میں وہ مسلم نہیں رہتا۔ پس کافر کے ہم ہرگز یہ معنے نہیں لیتے۔ کہ ایسا شخص

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر

ہے ..... یا کافر کے ہم ہرگز یہ معنے نہیں لیتے کہ ایسا شخص

خدا تعالےٰ کا منکر

ہوتا ہے ..... ہمارے نزدیک اسلام کے اصول میں سے کسی اصل کا انکار کفر ہے۔ جس کے بغیر کوئی شخص حقیقی طور پر مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ اپریل ۱۹۳۵ء مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۲ مئی ۱۹۳۵ء)

اس خطبہ جمعہ سے مندرجہ ذیل امور بدا ہتاً ثابت ہوتے ہیں:-

۱۔ مسلمان کون ہے یا مسلم کی تعریف

جو شخص اسلام کو اپنا مذہب قرار دیتا ہے اور قرآن مجید کو اپنا دستور العمل سمجھتا ہے وہ مسلمان ہے۔ کسی کا حق نہیں کہ ایسے شخص کو غیر مسلم قرار دے۔

اس تعریف کی رو سے یہ ماننا پڑا کہ تمام غیر احمدی جو حضرت مرزا صاحب کے دعوے ماموریت کو نہیں مانتے وہ مذکورہ بالا تعریف کی رو سے مسلمان ہیں اور میاں صاحب اسے غیر مسلم قرار نہیں دیتے رہا یہ امر کہ میاں صاحب کے نزدیک وہ ایک اسلامی اصول کا منکر ہونے کی وجہ سے حقیقی معنوں کی رو سے مسلمان نہیں رہتا اس سے ہمیں کوئی بحث نہیں۔ کیونکہ خدا جانے کتنے مدعیان اسلام ہیں جو اپنی بداعمالی کی وجہ سے یا اپنے غلط عقائد کی وجہ سے باوجود احمدیت کے مدعی ہونے کے بھی حقیقی معنوں میں مسلمان نہیں ہیں۔ خود حضرت مسیح موعودؑ نے ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ میری جماعت سے نہیں۔ مگر بہرحال وہ احمدی ہی ہیں اگرچہ گنہگار رہیں۔

اسی طرح غیر احمدی مسلمان بھی مرزا صاحب کے محض انکار دعوے کی وجہ سے کافر نہیں ہو سکتے۔ خواہ وہ کتنے بڑے گنہگار کیوں نہ ہوں ہمارے بیان کردہ نتیجہ پر کسی دلیل کی قطعاً ضرورت نہیں۔ مگر بعض کم فہم لوگوں کی خاطر میں جناب میاں صاحب کے مندرجہ ذیل فقرات کی طرف توجہ دلاتا ہوں:-

(۱) "ہم تو سمجھتے ہیں کہ اسلام ایک حد تک پائے جانے کے بعد انسان مسلمان کے نام سے پکارا جانے کا مستحق سمجھا جا سکتا ہے لیکن جب وہ اس مقام سے بھی نیچے گر جاتا ہے تو گو وہ مسلمان کہلاتا ہے مگر اسے کامل مسلم نہیں سمجھا جا سکتا۔"

(۲) "جب کوئی شخص اسلام کو اپنا مذہب قرار دیتا ہے اور قرآن مجید کے احکام پر عمل کرنے کو اپنا دستور العمل سمجھتا ہے اس وقت مسلمان کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہے اور حقیقی معنوں میں مسلمان اس وقت ہوتا ہے جب کامل طور پر اسلام کی تعلیم پر عمل کرتا ہے۔ لیکن اگر وہ اسلام کے اصولوں میں سے کسی اصل کا انکار کر دیتا ہے۔ تو گو وہ مسلمان کہلاتا ہے مگر حقیقی معنوں میں وہ مسلم نہیں رہتا۔"

ب۔ کافر کون ہے یا کفر کی تعریف

مذکورہ بالا مسلم کی تعریف سمجھنے کے بعد کافر کی تعریف خود بخود ظاہر ہو جاتی ہے۔ یعنی کافر وہ ہوا۔ جو اسلام کو اپنا مذہب قرار نہیں دیتا اور قرآن مجید کو اپنا دستور العمل نہیں سمجھتا۔ کسی شخص کا حق نہیں کہ ایسے شخص کو کافر قرار نہ دے۔

اب اس کی تعریف کی رو سے جملہ فرقہائے جو اسلام کو اپنا مذہب بتاتے ہیں وہ سب کے سب مسلمان ہیں۔ خواہ وہ ایک دوسرے کی تکفیر بھی کرتے ہیں۔ ان کو ہم کافر نہیں کہہ سکتے۔ کافر صرف وہی ہیں جو دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے اور اگر کسی مسلمان کو کافر کہا جاتا ہے تو اس سے ... در اصل اسلام کے کسی اصل کا انکار مراد ہوتی ہے نہ کہ دائرہ اسلام سے خارج ہمارے اس نتیجہ پر جناب میاں صاحب بطور شاہد فرماتے ہیں

(۱) "ہمیں مسلمانوں میں سے نکالنے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ہم دوسروں کو کافر کہتے ہیں۔ مگر دوسروں کو کافر کہنے کا مفہوم تو یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو

ہی پکا مسلمان سمجھتے ہیں"

(۲) "یہ لوگ کفر کے معنے یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اسلام کا انکار حالانکہ ہم یہ معنے نہیں کرتے اور نہ کفر کی یہ تعریف کرتے ہیں"

(۳) "ہماری کفر کی اصطلاح اور ہے اور ان کے کفر کی اصطلاح اور۔ ہمارا کفر تو ان کے کفر کے مقابلہ پر ایسا ہی ہے۔ جیسے سورج کے مقابلہ پر ذرہ ہو"

(۴) "میں پھر ایک دفعہ اعلان کر دیتا ہوں کہ ہم کفر کے وہ معنے نہیں سمجھتے۔ جو وہ سمجھے بیٹھے ہیں"

ان چار حوالوں سے ظاہر ہے کہ غیر احمدی خاص کر احراری تو کفر کے معنے "اسلام کا انکار" سمجھتے ہیں۔ لیکن جناب میاں صاحب فرماتے ہیں کہ یہ معنے غلط ہیں۔ بلکہ جب ہم لفظ بولتے ہیں تو اس کے معنے اسلام کا انکار نہیں ہیں۔ بلکہ اصول اسلام میں سے کسی اصل کا انکار مراد ہے اور ایسے کفر سے انسان دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا۔ بلکہ مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ شخص مسلمان تو ہے۔ مگر پکا مسلمان نہیں۔ وہ نہ خدا کا منکر ہے۔ نہ محمد رسول اللہ کی رسالت کا۔ اس لئے کسی کا حق نہیں کہ ایسے غیر مسلم قرار دے۔ اس لحاظ سے غیر احمدیوں کا کسی کو کافر کہنا تو سورج کے برابر ہے . . . .

اور میاں صاحب کا کافر کہنا ذرہ کے برابر ہے۔ کیونکہ جو شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے اسے اس شخص سے جو دائرہ اسلام میں ہے کوئی نسبت ہی نہیں۔ پس جناب۔ میاں صاحب کا مذہب یہ ہو گیا۔ کہ وہ جب غیر احمدیوں کو کافر کہتے ہیں تو ان کی مراد

"کفر دون کفر"

ہوتی ہے اور یہی سچ ہے اور خدا کا شکر ہے کہ اولی العزم محمود اپنی بیجا ضد سے واپس ہو کر صداقت کا حامی ہو گیا۔ اور یہ وہ حقیقت ہے جو احمدی جماعت ان کے سامنے بار بار پیش کرتی رہی ہے۔ مگر میاں صاحب نے نہ مانا۔ لیکن حکمت الٰہی سے

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

ایک عذر

بعض کوتاہ فہم قادیانی کہتے ہیں۔ کہ جناب میاں صاحب نے یہ کفر و اسلام کی اصطلاح سیاسی طور پر بیان کی ہے ورنہ مذہبی طور پر میاں صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعود کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہی ہے۔

سیاسی نہیں مذہبی تعریف ہے

یہ عذر کہ کفر و اسلام کی تعریف سیاسی لحاظ سے ہے بالکل غلط ہے۔ کیونکہ میاں صاحب نے جو اسلام کی تعریف کی ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ اور سیاست میں بھی ایک مذہبی پیشوا کا فرض ہے کہ مذہب کو ہاتھ سے نہ چھوڑے۔

اگر یہ سیاسی تعریف ہوتی تو میاں صاحب اس تعریف کے ساتھ جزا و سزا کے دائمی یا غیر دائمی ہونے کو کیوں بیان کرتے۔

پھر اگر یہ سیاسی تعریف ہے تو اس کی کیا وجہ کہ احراریوں کی تعریف کفر کو میاں صاحب غلط قرار دیتے ہیں۔ کیا ان کا یہ منشا ہے کہ احرار کے نزدیک جو کافر کے معنے دائرہ اسلام سے خارج یا اسلام کے انکار کے ہیں وہ بلحاظ سیاست کے الیا کہتے ہیں۔ ہرگز نہیں وہ تو چونکہ مذہبی طور پر احمدیوں کو غلطی سے منکر اسلام یا کافر کہتے ہیں۔ اس لئے وہ سیاسی رنگ میں احمدیوں کو اسلامی حقوق سے محروم کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔

سچ یہی ہے کہ اگر کوئی قوم مذہباً اسلام سے خارج ہے۔ تو وہ اسلامی حقوق سے محروم ہونی چاہیئے

مثال

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے عدالت کے خوف سے حضرت مرزا صاحب کے سامنے اقرار کر لیا۔ کہ وہ آپ کو آئندہ کافر نہیں کہیگا۔ تب حضرت اقدس نے بھی یہ اقرار کیا کہ آپ بھی اسے کبھی کافر نہ کہیں گے۔ اس پر آپ نے لکھا کہ مولوی محمد حسین نے جبکہ عدالت کے خوف سے اپنا فتویٰ کفر واپس لے لیا۔ تو اس کی ذلت ہوئی۔ اور وہ غیر متقی ثابت ہوا۔

اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اگر حکومت کے خوف سے مصلحتاً حضرت مرزا صاحب کو مسلمان مان لینا ذلت ہے اور تقویٰ سے بعید ہے۔ تو آج سیاسی اغراض کی خاطر کفر و اسلام کی اصلاح کو پلٹ لینا بھی کسی متقی انسان کا تو کام نہیں ہے۔ پس میاں صاحب کے وہ مرید جو یہ عذر کرتے ہیں۔ غور سے سوچیں کہ وہ اپنے اولوالعزم خلیفہ کو کیا ثابت کر رہے ہیں۔

پہلے کس نے کافر کہا

واقعہ تو یہی ہے کہ احمدی جماعت اور اس کے بانی کو پہلے دوسرے مسلمانوں نے کافر کلہ اکفر کہا۔ اور احمدی جماعت نے صبر کیا۔ لیکن جب وہ اس کفر بازی سے باز نہ آئے تو حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔ کہ حسب فرمان نبوی احمدیوں کو جو مسلمان ہیں۔ کافر کہنے والے خود کافر ہیں مگر خود جناب میاں صاحب کو یہ حق نہیں پہنچتا۔ کہ وہ یہ کہیں کہ انہوں نے پہلے کسی کو کافر نہیں کہا۔ کیونکہ ان کا تو پہلے مذہب یہ تھا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے دعوے کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب ان کے گمان میں نبی ہیں۔ پس پہلے اور پیچھے کہنے کا سوال اب باقی نہیں رہا۔ پہلے یا پیچھے کافر کہنے کا سوال اسی وقت تک ہو سکتا ہے۔ جب مرزا صاحب کے دعوے کا انکار کفر نہ ہو۔ اور کفر کا مدار صرف اس کے کافر کہنے ہی ہو۔ پس میاں صاحب کا یہ مطالبہ اگر صحیح ہے۔ تو پھر اس کے یہی معنے ہیں۔ کہ وہ مرزا صاحب کے انکار دعوے کو کفر نہیں جانتے

عقل کی بازگشت

برلن جرمنی کی اطلاع ہے۔ کہ ہر ہٹلر کی گورنمنٹ نے اپنے ملک کی عورتوں کے لئے ایک نیا قانون مرتب کیا ہے اس قانون کی رو سے کوئی عورت کسی ہوٹل میں اکیلی نہیں جا سکتی۔ نہ اکیلی وہاں ٹھہر سکتی ہے اگر پولیس اسے دیکھ لے تو صرف اسی کو نہیں بلکہ ہوٹل کے کارکنوں کو بھی گرفتار کرے گی اور ان پر مقدمہ چلایا جائیگا۔

گورنمنٹ کا خیال ہے کہ ہوٹلوں میں جب عورتیں اکیلی جاتی ہیں تو دوسرے مسافروں کو اپنے دام میں پھنسا کر خراب کر دیتی ہیں یہ مسئلہ تو اب تک ٹھیٹھ مشرقیوں کے ہاں تھا کہ عورت بغیر مرد کو ساتھ لئے تنہا سفر نہ کرے تو کیا اب جرمنی بھی اس تعلیم و تہذیب یہ ایں تمدن و شائستگی بہ ایں ترقی و ارتقا اسی سطح پر آنے لگا ہے؟ افسوس ہے ہم مقلد ہندوستانیوں کی ذہنیت پر کہ ہم یورپ کی تقلید بھی اس وقت شروع کرتے ہیں جب خود یورپ تجربہ کے بعد اپنی اس ترقی کی منزل سے واپس ہونے لگتا ہے۔ (صدق)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

"مہاتما اوٹاما کی عزت افزائی"

ہندوؤں نے جب دیکھا کہ اخوت اسلامی کے پاک جذبہ نے تمام مسلمانان اسلام کو ایک لڑی میں پرو رکھا ہے تو انہوں نے "ہندو سنگٹھن" کا خواب پریشان دیکھنا شروع کر دیا۔ اور اس سلسلہ میں ایسی ایسی مضحکہ انگیزیاں کیں کہ دنیا بھر کو ان کی حماقت کا یقین آگیا۔ چند سال ہوئے لالہ لاجپت رائے آنجہانی نے ایک بدھی پروفیسر کو گانٹھا تھا اور اس سے ہندو مہاسبھا کے جلسہ میں تقریریں کرائی تھیں کہ ہندو اور بدھ ایک ہی قوم ہیں۔ اب کے تو نگھٹیو (؟) نے ہندو مہاسبھا کی صدارت کا اعزاز بھی ملک برما کے ایک بدھ سادھو پونڈا اوٹاما کو بخشا اور اس طرح اس کو مہاتما بنا ڈالا۔ اور اس کے عوض ان سے اپنی خواہش کے مطابق تقریریں کرائیں۔ اس بدھی مہاتما نے تاریخی حقائق اور حالات حاضرہ سے آنکھیں بند کر کے فرمایا کہ ہندو اور بدھ ایک ہی قوم ہیں۔ اور ساتھ ہی مسلمانوں پر بھی خوب برسے۔ اس قسم کی بے معنی تقریریں کرتے ہوئے آپ راولپنڈی بھی جا پہنچے۔ وہاں ذات پات کے انسداد، باہمی خورد و نوش اور ازدواج کی بھی تلقین کی۔ اس پر سناتنیوں کو تاؤ آگیا اور انہوں نے مجمع عام میں مہاتما جی پر سخت ماتم کے نعرے بلند کئے۔ اور ان کے خلاف ایک قرارداد مذمت بھی منظور کی۔ اور صاف کہا کہ یہ شخص نہایت خطرناک ہے۔ اور ہندوؤں ہندوؤں اور مسلمانوں ہندوؤں میں فساد برپا کرا دے گا۔ ہم مہاتما جی کو اس عزت افزائی پر مبارکباد دیتے ہیں۔

مسلم ہائی اسکول لاہور

کا شاندار نتیجہ

میٹرکولیشن کے شائع شدہ نتیجہ نے اس امر کو واضح کر دیا ہے کہ مسلم ہائی سکول لاہور کا درجہ تعلیمی لحاظ سے لاہور کے مسلم اداروں میں کتنا بلند اور ارفع ہے۔ یوں تو اس سکول کا نتیجہ ہمیشہ از حد بہت افزا رہا ہے لیکن امسال کے نتیجہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اساتذہ کرام عموماً اور سید غلام مصطفےٰ شاہ ہیڈ ماسٹر و مولوی عزیز الدین صاحب سیکنڈ ماسٹر خصوصاً کس تن دہی، عرق ریزی اور ہمدردی سے مسلمان بچوں کو تعلیم دینے اور ان کی تعلیمی ترقی کے کس قدر خواہاں ہیں اس سال باون طلبا دلغرض امتحان بھیجے گئے جن میں سے اکتالیس کامیاب ہوئے ہیں۔ دو طلبا کے وظیفہ حاصل کرنے کی قوی امید ہے۔ ان میں سے ایک طالب علم نے ۶۰۲ نمبر حاصل کر کے لاہور کے تمام اسلامی ہائی سکولوں میں نمبروں کے امتیاز سے اول درجہ حاصل کیا ہے۔ علاوہ ازیں چھ لڑکے فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوئے ہیں۔ نتیجہ مجموعی طور پر اکاسی فیصدی رہا ہے (نامہ نگار)

پیغام صلح:- اخبار کی آخری کاپی پریس جا رہی تھی۔ کہ یہ سطریں موصول ہوئیں۔

اس کامیابی پر ہم اسکول کے لائق و محترم ہیڈ ماسٹر جناب سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب، سٹاف، کامیاب طلبہ اور ان کے والدین اور سرپرستوں کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں

سنگھٹن کا تازہ کارنامہ

مہاتما اُوتا ما کے ارشادات عالیہ

بھونگی اوتا مارنگون میں بدھ والوں کے ایک پروہت ہیں۔ آپ کا نام پہلے پہل ترک موالات کی تحریک میں سنا گیا تھا آپ ہندوستان اور برہما کے الحاق کے بہت بڑے حامی ہیں۔ کیونکہ ہندوؤں کے ساتھ آپ کا بہت گہرا تعلق ہے اور پنڈت مالوی نے "پین اسلامزم" کے مقابلے میں "پین ہندوازم" کا جو نصب العین پیش کر رکھا ہے وہ آپ کو بہت پسند ہے

بھونگی صاحب "بھکشو اوتاما"۔ "زیورنڈ اوتاما"۔ "اوتاما بھکو"۔ اور (تازہ ترین) "اُتم بھکو" کے مختلف ناموں سے موسوم کیئے جاتے ہیں۔ اس دفعہ ہندوؤں نے آپ کو ہندو مہاسبھا کی صدارت کا اعزاز دے کر اپنی طرف سے گویا ہندوؤں اور بودھوں کے قصر اتحاد کا بنیادی پتھر رکھدیا۔ حالانکہ ان دونوں مذہبوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔ بدھ مت والے خدا کا نام بھی نہیں جانتے اور ہندوؤں کے ہاں ایشور، پرماتما، سرشٹی کرتا کا تصور موجود ہے۔ بدھ مت والوں کے نزدیک جات پات بالکل لغو و بیہودہ چیز ہے اور بقول گاندھی جی ہندو دھرم کی بنیاد ہی "وَرن آشرم" پر قائم ہے۔ بدھ مت والوں کے ہاں کسی جاندار کو ایذا دینا حرام ہے لیکن ہندوؤں کے نزدیک اہنسا محض گاندھی جی کا ایک وہم ہے۔ اور سناتن دھرم کے مندروں میں آئے دن صدہا جانور محض قربانی کی خاطر نذر اجل کر دیئے جاتے ہیں۔

پھر "اُتم بھکو" اور پرمانند جی کا اتحاد کیونکر ہو گیا؟ اس کی وجہ بھکو جی نے اپنی لاہور کی تقریر میں خود ہی بیان کر دی۔ آپ نے کہا کہ میں تو اپنے مذہب کو طاق پر رکھ چکا ہوں۔ کیونکہ غلاموں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ چلیئے قصہ ختم ہوا۔ جب بھونگی جی کا مذہب ہی کوئی نہیں تو پھر وہ ہر سانچے میں ڈھل سکتے ہیں۔ اگر بودھ ہوتے ہوئے انہوں نے ہندو سبھا کی صدارت قبول کر لی۔ تو اس میں کونسی تعجب کی بات ہے۔ اگر وہ سچے بودھ ہوتے۔ تو اس قوم میں شامل ہونے کی حامی ہرگز نہ بھرتے۔ جس نے ہندوستان سے بدھ مت کو بے نشان کر دینے میں اپنی طرف سے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ اور برہمنی اقتدار کو از سر نو قائم کر کے بودھوں کو چین اور جاپان کی طرف بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔ یہاں تک کہ ہندو بودھوں کے "حرم" یعنی بودھ گیا کے مندر پر بھی قابض ہو گئے اور صدہا سال سے ایسے قابض ہیں کہ اس کو واگذار کرنے کا نام نہیں لیتے۔

اب ہندو ایک طرف تو بھکو جی سے یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ ہمارے اور آپ کے دھرم میں کوئی فرق ہی نہیں۔ دوسری طرف جب بودھ اپنے مندر کی واگذاری کا مطالبہ کرتے ہیں۔ تو ہندو، ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں۔ اگر بھکو جی کے دل میں بودھ دھرم کا ایک ذرہ بھی باقی ہے۔ تو انہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ یہ قوم اپنے ہندو بھائیوں سے مل نہیں سکتی۔ غیروں سے کیا ملیگی

افسوس ہے کہ ہندو کے بے پناہ تشدد کی وجہ سے آج ہندوستان میں بودھوں کی رائے عامہ ہی باقی نہیں ہے ورنہ بھکو جی کو ہندو سبھا کی صدارت بہت مہنگی پڑتی۔ کیونکہ بودھ بھی اچھوتوں کی طرح ہزارہا سال سے ہندوؤں کے مظالم کے شاکی ہیں اور ہندوؤں کے ساتھ ان کا اتحاد اتنا آسان نہیں۔ جتنا سمجھا جاتا ہے۔

(انقلاب)

خبریں

ہندوستان

—— سلور جوبلی کے سلسلہ میں لاہور میں ہندوستان کے دو مشہور پہلوانوں امام بخش اور رفیر و عرف گونگا کا دنگل ہوا۔ ۷ مئی کو دونوں پہلوان چالیس منٹ تک مقابلہ کرتے رہے لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا کشتی برابر رہی۔ اس لئے دوسرے روز دوبارہ ان کی کشتی کرائی گئی۔ تقریباً پونے دو گھنٹے معرکہ آرائی رہی لیکن کوئی ایک دوسرے کو زیر نہ کر سکا۔

—— کہا جاتا ہے کہ ڈیرہ غازیخاں کے ضلع میں تقریباً چارسو اچھوت مسلمان ہو گئے ہیں۔

—— ملک کے طول و عرض میں سلور جوبلی منائی گئی لیکن اس میں زیادہ تر سرکاری اور نیم سرکاری لوگوں نے حصہ لیا۔ پبلک نے کچھ زیادہ سرگرمی کا اظہار نہیں کیا۔

—— پنڈت مالویہ کا ارادہ ہے کہ اس ماہ کے آخر انگلستان روانہ ہو جائیں۔

—— شملہ ۹ مئی۔ اسمبلی کا اجلاس ۱۶ ستمبر کو شروع ہو کر چار ہفتے تک جاری رہیگا۔ بعض قوانین کے دوبارہ نافذ کرنے کا مسئلہ اس اجلاس میں خاص طور پر پیش ہوگا۔

—— تجویز ہے کہ حادثہ کراچی کے مجروحین اور مقتولین کے رشتہ داروں کی طرف سے وزیر ہند پر دعوے دائر کر دیئے جائیں جلد اس تجویز کو عملی جامہ پہنا دیا جائیگا۔

—— حیدر آباد دکن۔ ۸ مئی۔ اعلیحضرت حضور نظام نے حکم دیا ہے کہ ان کے اسم گرامی اور تصویر کو بورڈوں کے ذریعہ سے مشتہر نہ کیا جائے۔ چنانچہ پولیس نے ایسے متعدد بورڈ اتار لئے ہیں اور یہ حکم دیا ہے کہ ان کی نمائش نہ کی جائے۔

—— ریاست بہاولپور نے بعض ہندو اخبارات کا داخلہ بند کر دیا ہے۔ ان میں سے "ملاپ"، "پرتاپ"، "بندے ماترم" اور "ویر بھارت" خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

—— حیدر آباد دکن ۸ مئی۔ اعلیحضرت حضور نظام کی بیگم صاحبہ جو ایک جماعت کے ساتھ حج کے لئے گئی تھیں۔ کل عصر کے وقت وارد حیدر آباد ہوئیں۔ شہزادگان دکن، حکومت نظام کے اعلیٰ عہدیداروں اور ملت کے اکابر نے ریلوے اسٹیشن پر آپ کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔

—— اعلیحضرت حضور نظام دکن کی سلور جوبلی آئندہ اکتوبر میں منائی جانے والی ہے۔ اس کے لئے شاندار تیاریاں ہو رہی ہیں۔

—— سندھ علیحدہ صوبہ بننے والا ہے۔ افواہ ہے کہ اس کے پہلے گورنر سر آغاخاں یا سر سپرو ہونگے۔

—— بلدیہ لاہور کے مسلمان ممبروں میں بدستور اختلاف موجود ہے۔

—— ریاست کپورتھلہ نے زمینداروں کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی معافی کا اعلان کیا ہے۔

—— حکومت آصفیہ نے اعلان کیا ہے کہ ریاست حیدر آباد کے باہر سے کوئی واعظ کسی مذہب و ملت کا عام اس کے کہ وہ شیعہ ہو یا سنی یا کسی دوسرے فرقے کا ریاست کے محکمہ مذہبی سے اجازت حاصل کئے بغیر کسی وقت بھی حیدر آباد میں بغرض وعظ نہیں آسکتا۔ ایسے اشخاص کو بلانے یا طلب کرنے والے اس حکم کی تعمیل کے ذمہ دار ہونگے۔

ممالک خارجہ

—— لندن میں ملک معظم کی سلور جوبلی بڑے شاندار طریق پر منائی گئی۔ غیر ممالک اور دیگر حکومتوں نے ملک معظم کی خدمت میں جو پیغامات تہنیت و مبارکباد ارسال کئے تھے۔ ملک معظم نے ان کے جوابات دیئے۔ دول غیر کے سفیروں نے بھی ایک سپاسنامہ پیش کیا۔ نو آبادی حکومتوں کی طرف سے ایک ایڈریس دیا گیا ہندوستان کی طرف سے سر جارف بھور نے ملک معظم کی خدمت میں مبارکباد پیش کی۔ ان تمام چیزوں کا ملک معظم نے مناسب جواب دیا۔

—— اٹلی اور حبشہ کے تعلقات ابھی تک بدستور کشیدہ ہیں دونوں حکومتیں زبردست جنگی تیاریاں کر رہی ہیں۔ حکومت حبش نے یورپ کی اسلحہ ساز فرموں کو بڑے بڑے آرڈر دیئے ہیں علاوہ ازیں کہا جاتا ہے کہ حبشہ کے سات لاکھ نوجوان حرکت میں آگئے ہیں۔

—— جرمنی بھی زبردست جنگی تیاریاں کر رہا ہے جس کی وجہ سے تمام یورپ پر ایک خوف طاری ہو گیا ہے۔

—— حکومت ایران نے شادی کے بارے میں مندرجہ ذیل قوانین نافذ کئے ہیں۔ (۱) سوائے چند خاص استثنائی صورتوں کے لڑکی کی عمر شادی ۱۶ سال اور لڑکے کی ۱۸ سال ہوگی (۲) جائز نہیں کہ کوئی مرد جس نے تین بار ایک عورت کو طلاق دی ہے چوتھی بار اس سے عقد کرے۔ بجز اس صورت کے جبکہ وہ کسی دوسرے شخص سے عقد کرنے کے بعد مطلقہ ہو چکی ہو (۳) مسلم مرد کو غیر مسلم عورت سے عقد کرنے کا حق ہے۔ لیکن مسلم عورت سوائے مسلم مرد کے کسی کے ساتھ عقد کرنے کی مجاز نہ ہوگی (۴) ایرانی عورتیں غیر ملکی مردوں سے شادی نہیں کر سکتیں۔

—— فرانس کے وزیر اعظم گذشتہ ہفتہ ایک موٹر کے حادثہ سے زخمی ہو گئے۔

—— تازہ خبروں سے پایا جاتا ہے کہ مصر کے تمام حلقے برطانوی مداخلت کے خلاف زبردست احتجاج کر رہے ہیں۔ بادشاہ اور وفد پارٹی میں اتحاد ہو گیا ہے۔ شاہ فواد جو ہمیشہ سے پارلیمنٹری حکومت کے شدید مخالف رہے ہیں۔ اب اچانک اپنے آپ کو اس کا حامی ظاہر کر رہے ہیں۔

—— حکومت ایران نے فیصلہ کیا ہے کہ جزائر انجام اور ریاسیہ میں ایرانی بیڑوں کے مستقر قائم کئے جائیں۔ کیونکہ برطانیہ نے اپنا مستقر خلیج فارس میں قائم کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔

—— وزیر معارف ایران نے تمام سرکاری و غیر سرکاری مدارس و غیر امدادی مسیحی اور امریکی مدارس کے نام حکم جاری کیا ہے کہ جملہ علوم و فنون کی تعلیم ایرانی زبان میں دی جائے۔ غیر ملکی زبانوں کے بہ حیثیت زبان سیکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن ان کو ذریعہ تعلیم بنانے کی ہرگز اجازت نہیں ہو سکتی۔

—— لندن ۸ مئی۔ یہاں سلور جوبلی کے ٹکٹ غیر متوقع کثرت سے فروخت ہوئے۔ مانگ اس قدر زیادہ تھی کہ چوبیس گھنٹوں کے درمیان تین کروڑ ٹکٹ فروخت ہو گئے۔ جوبلی کے خاص ٹکٹوں کی پہلی اشاعت کی تعداد ایک ارب تھی۔

—— عربی اخبارات رقمطراز ہیں کہ سلطان ابن سعود کے ولیعہد امیر فیصل کی شادی عنقریب سولیہ کی ایک شاہزادی سے ہونے والی ہے۔

مولویوں کا بہتان صریح

دربارہ حیات مسیح

(از مولوی احمد یار صاحب بی اے مولوی فاضل منشی فاضل مبلغ)

وفات مسیح کا مسئلہ اب کوئی ما بہ النزاع چیز نہیں رہا۔ بلکہ اس کا ثبوت ایسے براہین واضحہ اور آیات بینہ سے بہم پہنچایا جاچکا ہے کہ اس کا انکار گویا نص صریح کا انکار ہے اور اس کے خلاف دلائل باطلہ سے کام لینا گویا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے اب دنیا میں جتنے عقلمند مسلمان ہیں۔ وہ اس ثابت شدہ حقیقت کے سامنے سر تسلیم خم کر چکے ہیں۔ صرف کوڑھ مغز اور ضدی ملاؤں کا ہی ایک گروہ ایسا باقی رہ گیا ہے۔ جو اب تک بھی حیات مسیح جیسا باطل عقیدہ رکھتا ہے اور فرقان حمید کی محکم آیات کو پس پشت ڈال کر جھوٹی اور وضعی روایات کو اپنے ایمان کا دارومدار قرار دے رہا ہے۔ ہندوستان میں جتنے بڑے بڑے محقق علما ہیں۔ مثلاً مولانا ابوالکلام آزاد اور مولینا سید سلیمان ندوی وغیرہ سب وفات مسیح کو تسلیم کرتے ہیں۔ دور جانے کی کیا ضرورت ہے خود "زمیندار" اور "احسان" کے ایڈیٹر صاحبان بھی جو جماعت احمدیہ کی اندھا دھند مخالفت کر کے کفار مکہ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ اگر میری بات پر آپ کو یقین نہ آئے تو آپ ان سے قسم دیکر پوچھ سکتے ہیں۔ کہ کیا وہ وفات مسیح کو مانتے ہیں۔ یا نہ۔

لیکن ان لوگوں سے بوجہ مخالفت حق اظہار صداقت کا مادہ سلب ہوچکا ہے۔ ایک دفعہ ان دو اخباروں کے ایڈیٹروں میں سے ایک صاحب نے کہا۔ کہ حیات مسیح کا عقیدہ تو بجائے خود مانند خود یہ عقیدہ کہ مسیح نازل ہوگا۔ اور مہدی آئے گا۔ بالکل باطل اور بے بنیاد ہے دیکھیے آنحضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی مخالفت میں نعوذ باللہ اب یہ لوگ حدیثوں سے بھی انکار کر رہے ہیں احمدیت کی یہ لوگ لاکھ مخالفت کریں۔ اس کے استیصال کے لئے ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگائیں۔ جھوٹے الزام لگانے میں منافقین سے بھی بڑھ جائیں۔ تاہم یہ احمدیت کا جو حقیقی اسلام ہے کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ کیونکہ اس کے اصولوں سے خود ان کے دل کھائے ہوئے ہیں۔ جب تک یہ لوگ احمدیت کے اصولوں کی سچائی کا علی الاعلان اقرار نہیں کرتے۔ تب تک ۔۔ وہ احمدیت میں لوگوں کی شمولیت کو ہرگز نہیں روک سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ اصولی بحث سے گریز کرتے ہیں اور اپنی طرف سے احمدیت کی طرف ایک بات منسوب کر کے اس پر جرح و قدح شروع کر دیتے ہیں۔

قرآن و حدیث سے تو اس مسئلہ کی بابت کافی بحث ہو چکی ہے اور آیات محکمہ اور احادیث صحیحہ سے یہ بات پایہ حقیقت مسلمہ تک پہنچ چکی ہے کہ

ابن مریم مرگیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم

تاہم ان متعصب اور ضدی مولویوں کے لئے جو مینڈھی کی چونچ نکالنے کے عادی ہوتے ہیں اور بات بات میں اجماع امت کو لے بیٹھتے ہیں۔ دو مسلم اماموں کے اقوال دربارہ وفات مسیح نقل کرتا ہوں اور مولوی صاحبان و ایڈیٹر صاحبان مسلم اخبارات سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ خدارا غور کریں اور سوچیں۔ کہ اگر حیات مسیح کا مسئلہ بقول ہم ایک ثابت حقیقت تھا۔ تو پھر ان بزرگوں نے کیوں اختلاف کیا اور کیوں قرآن و حدیث کی خلاف ورزی کی۔ اور اگر ایسا نہیں تھا۔ تو پھر ایک مشتبہ غیر متحقق چیز پر اپنے ایمان کی دارومدار رکھنا کہاں کی عقلمندی اور صداقت شعاری ہے۔ حضرت مسیح ناصری تو یقیناً فوت ہوچکے ہیں۔ ان کی انتظار میں بیٹھنا فضول ہے تو پھر کیوں نہیں آپ اس شخص کے دامن سے وابستہ ہوجاتے جس نے ہزار ہا نشانات کے ساتھ یہ دعوٰے کیا ہے

منم مسیح زماں ہیانگ بلند میگویم
منم خلیفہ شاہے کہ بر سما باشد

ان دو اماموں میں سے ایک تو امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو اپنی کتاب زاد المعاد میں معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

ومعلوم ان هذا امر فوق ما يراه النائم لكن
لما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم في
مقام خرق العوائد حتى شق بطنه وهو حي
لا يتألم بذلك عرج بذات روحه المقدسة
حقيقة من غير اماتة ومن سواه لا ينال
بذات روحه الصعود الى السماء الا بعد
الموت والمفارقة (صفحہ ۳۰۲ مطبوعہ نظامی کانپور)

ترجمہ:- آپ کو یہ معلوم ہے کہ معراج محض خواب نہیں تھا۔ بلکہ اس سے برتر کوئی چیز تھی لیکن جب رسول اللہ صلعم ایسے بلند مقام پر تھے۔ جہاں سے کئی خرق عادت باتیں رونما ہوئیں۔ مثلاً آپ کے بطن مبارک کو چیرا گیا۔ اور آپ نے کوئی تکلیف محسوس نہ کی تو آنحضرت صلعم کی روح طیبہ کو اسی زندگی کی حالت میں بغیر موت کے آسمانوں کی طرف لے جایا گیا۔ لیکن حضور کے سوائے جتنے (انبیاء و اولیا ہیں) ان کی روح کبھی موت اور جسم سے الگ ہونے کے بغیر آسمان پر نہیں جاسکتی۔

اب آپ نے ملاحظہ فرما لیا۔ کہ امام صاحب موصوف کن زوردار الفاظ میں ملاؤں کے موجودہ عقیدہ کا استیصال کر رہے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ زندگی کی حالت میں کسی کی روح کو رفع الی السماء نصیب نہیں ہوتا ہے یہ صرف آنحضرت صلعم کا خاصہ و کمال تھا۔ کہ آنحضور کی روح مبارک کو اسی دنیا کی زندگی میں عروج الی السماء کا شرف حاصل ہوا۔ لیکن تف ہے ان علماء پر جو آنحضرت صلعم کے کمال خصوصی کو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کرنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں اور خدا انہیں شرم دے

غیرت کی جا ہے عیسےٰ ہو زندہ آسمان پر
مدفون ہو زیر زمیں شاہ جہان ہمارا

پھر بھی امام ابن قیم رح مولویوں کے حیات مسیح والے باطل عقیدہ کی تردید فرماتے ہوئے عبارت ماسبق کے آگے فرماتے ہیں۔

فالانبياء انما استقرت ارواحهم هناك
بعد مفارقة الابدان وروح رسول الله
صعدت الى هناك في حال الحياة ثم
عادت وبعد وفاته استقرت في الرفيق
الاعلى مع ارواح الانبياء

ترجمہ:- دیگر انبیاء کی ارواح جسم خاکی سے الگ ہونے کے بعد وہاں آسمان پر جاگزین ہوئیں۔ لیکن آنحضرت صلعم کی روح مبارک کو صعود الی السماء اسی زندگی کی حالت میں ہوا۔ پھر آسمانوں کی سیر کے بعد واپس لوٹ آئی۔ وفات کے بعد رفیق اعلیٰ کے پاس دوسرے انبیاء کی ارواح کے ساتھ جا ملی۔

اب ایسی کھلی کھلی تشریحوں کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کو توڑنا اور یہ کہنا کہ حضرت عیسےٰ بھی بجسدہ العنصری آسمان پر موجود ہیں۔ کہاں کی ایمانداری اور [illegible]

علم دوست اصحاب کیلئے تحائف
تصنیفات حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اوّل
یعنی ہر چہار حصص براہین احمدیہ۔ اسلام کی حقانیت تمام قسم کے مخالفین اسلام
کے رد میں بے نظیر انعامی کتاب ہے۔ حجم ۲۲×۲۶ صفحات ۵۲۲ قیمت قسم اول ولایتی کاغذ بجلد مجلد ہے۔ قسم دوم معمولی کاغذ۔ بجلد۔ مجلد
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد دوم
یعنی (۱) سرمہ چشم آریہ (رد اعتراضات آریہ) قیمت (۲) شحنۂ حق (رد اعتراضات آریہ)
(۳) ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب (عیسائیوں کے اہم اعتراضات در بارہ نبوت و معجزات نبی کریم کے مدلل جوابات) قیمت مکمل بجلد مجلد حجم ۲۰×۲۶ صفحات ۲۳۹
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد سوم
یعنی (۱) فتح اسلام و اشاعت اسلام کیلئے مختلف شعبوں کی وضاحت۔ قیمت ۵ (۲) توضیح مرام
(حضرت مسیح موعودؑ کے سماوی نزول کی حقیقت۔ قیمت ۵ (۳) ازالہ اوہام ہر دو حصہ (وفات مسیح حقیقت دجال۔ یاجوج ماجوج وغیرہ اور دلائل دعاوی مسیحیت پر مفصل بحث۔ گویا یہ کتاب سلسلہ احمدیہ کی بنیادی اینٹ کا حکم رکھتی ہے) ہر ایک طالب حق کے لئے اس کا مطالعہ ضروری ہے۔ قیمت
مکمل جلد کی قیمت۔ بجلد مجلد ہے حجم ۲۰×۲۶ صفحات ۵۰۳
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد چہارم
یعنی (۱) الحق مباحثہ لدھیانہ قیمت (۲) الحق مباحثہ دہلی حضرت مسیح موعودؑ اور مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالی کی مفصل و قابل دید بحث۔ قیمت (۳) آسمانی فیصلہ۔ ہندوستان کے سر برآوردہ علماء اور پیروں کو دعوت دی گئی ہے۔ قیمت ۵ (۴) نشان آسمانی (اولیائے امت کی پیشگوئیاں در بارہ صداقت) (۵) خونی … مکمل جلد کی قیمت بجلد مجلد ہے حجم ۲۰×۲۶ صفحات ۳۹۹
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد پنجم
یعنی (۱) آئینہ کمالات اسلام (اسلام کی بے نظیر خوبیوں کو نہایت وضاحت سے بیان کرکے اسلام کی سچائی پر مدلل بحث کی گئی ہے۔ نئی روشنی کے تعلیم یافتہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مطالعہ کے لائق ہے) قیمت (۲) برکات الدعا (دعا کی ماہیت اور فلسفہ بیان کرکے نیچری خیالات کا رد کیا گیا ہے) قیمت (۳) جنگ مقدس (اسلام اور عیسویت کی سچائی پر حضرت مسیح موعودؑ اور پادری عبد اللہ آتھم کا مباحثہ) (۴) حجۃ الاسلام (عیسائیوں پر صداقت اسلام کی حجت قائم کی گئی ہے) قیمت (۵) سچائی کا اظہار (عیسائیوں کے بعض اعتراضات کے جوابات) قیمت مکمل بجلد مجلد حجم ۲۰×۲۶ صفحات ۷۹۵
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ششم
یعنی (۱) تحفہ بغداد (عربی زبان میں اہل عراق کو دعوت) قیمت (۲) کرامات الصادقین (عربی میں انعامی کتاب۔ تفسیر سورہ فاتحہ۔ رد مخالفین اسلام) قیمت (۳) حمامۃ البشریٰ (اہل عرب کو دعوت۔ وفات مسیح و دعاوی مسیحیت پر نہایت عمدہ کتاب ہے) قیمت (۴) نور الحق (عربی میں عیسائیوں کے عقائد باطلہ کا رد۔ انعامی کتاب) قیمت ہر دو حصہ (۵) سر الخلافت (عربی میں خلافت راشدہ کی صداقت پر) قیمت (۶) اتمام الحجت (عربی میں مخالفین اسلام پر حجت قائم کی گئی ہے) قیمت۔ یہ جلد کتب عربی ممالک میں تبلیغ کے لئے بے حد مفید ہیں۔ قیمت مکمل بجلد مجلد حجم ۲۰×۲۶ صفحات ۵۰۱
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ہفتم
(۱) ضیاء الحق۔ دعویٰ مسیحیت کی صداقت پر مخالفین کے جوابات قیمت
(۲) شہادت القرآن (۳) انوار الاسلام۔ عیسائیوں کے مقدمہ کی روئیداد۔ قیمت (۴) نور القرآن حصہ اول و دوم۔ عیسائیوں کے بہت سے اعتراضات کے جوابات جو وہ اسلام پر کرتے رہتے ہیں۔ قیمت
فضل الباری حصہ اول یعنی اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری
تالیف حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور
بخاری شریف کی کتابوں۔ بابوں اور مضامین کو اس طریق سے رکھا گیا ہے کہ حجم بہت کم ہو گیا ہے۔ ترجمہ بامحاورہ ہے۔ مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور احادیث کو اس کے ماتحت رکھا گیا ہے۔ ہر قسم کے اعتراضات کو دور کیا گیا ہے۔ مسائل میں مختلف رائیوں میں سے جو معقول اور مدلل ہو اسے ترجیح دی گئی ہے۔ مکرر احادیث پر ترتیب وار نمبر دیئے گئے ہیں۔ اور الفاظ کی کمی بیشی کو نوٹوں میں واضح کیا گیا ہے۔ پہلی جلد ۲۲×۲۹ سائز کے ۸۵۰ صفحات پر مشتمل ہے جس میں تقریباً چودہ پارے صحیح بخاری کے کتاب الانبیاء تک آ چکے ہیں۔ اصل قیمت جلد اول مجلد بجلد۔ رعایتی قیمت مجلد بجلد روپیہ۔
ترجمۃ القرآن انگریزی
(بلا متن سستا ایڈیشن)
یہ بلا متن ترجمہ کا مختصر دوسرا ایڈیشن ہے جو کہ اسی سال گیارہ ہزار کی تعداد میں ولایت سے چھپ کر آیا ہے پبلک کے اصرار پر یہ سستا ایڈیشن تیار کرایا گیا ہے۔ خصوصاً غیر مسلم اصحاب میں مفت تقسیم کیلئے نہایت موزوں ہے اب یہ ترجمہ اپنی مقبولیت کی وجہ سے محتاج تعریف نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی حقیقی تڑپ کا نتیجہ ہے۔ آپ نے ازالہ اوہام میں اس کی خواہش فرمائی اور فرمایا کہ یہ میرا کام ہے۔ یا اس کا جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے۔ اس ترجمہ کے بعد اور ترجمے بھی شائع ہوئے ہیں۔ لیکن اس وقت دنیا گواہی دیتی ہے کہ یہ بہترین ترجمہ ہے۔ اس لئے ہمارے دوست اس سستے ایڈیشن سے فائدہ اٹھائیں۔ اور غیر مسلم اصحاب میں مفت تقسیم کرکے عند اللہ ماجور ہوں۔ قیمت فی کاپی۔
انوار القرآن۔ پارہ عمّ کی ایمان افروز تفسیر
مؤلفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب
جن لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کا درس سنا ہے وہ ڈاکٹر صاحب کے معارف و حقائق قرآنی کو خوب جانتے ہیں۔ احباب جماعت کے لئے بیش بہا تحفہ ہے جسے ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے مخصوص دلنشین و مدلل انداز میں لکھا ہے۔ بہترین کتابت، دیدہ زیب طباعت اعلیٰ، سفید ولایتی کاغذ، خوبصورت کپڑے کی جلد جس پر کتاب اور مصنف کا نام سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے۔ جلسہ سالانہ پر احباب کے اصرار پر جناب ڈاکٹر صاحب نے اس کی قیمت میں تخفیف بھی کر دی ہے۔ یعنی اس وقت یہ دیدہ زیب کتاب صرف میں ملتی ہے۔ احباب آج ہی فرمائش بھیجدیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی جلد دو روپے۔
گولڈن ڈیڈز آف اسلام
اسلام کے سنہری کارنامے (دوسرا ایڈیشن)
اس کتاب کو مولوی محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر دی لائٹ نے انگریزی زبان میں تالیف کیا ہے۔ کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ اسلام کے سنہری کارناموں کا ایک مختصر مرقع ہے۔ اس میں اسلامی تاریخ کی مختلف زمانوں کے پانچ منتخب واقعات بیان کئے گئے ہیں جن سے اسلام کی تعلیم اور مسلمانوں کی اسپرٹ پر روشنی پڑتی ہے۔ کتاب بہت دلچسپ اور طرز تحریر نہایت دلکش ہے۔ لائبریریوں میں رکھنے۔ طالبعلموں، و اسکولوں اور مبلغوں کے مطالعہ کے قابل ہے۔ نیز غیر مسلم اصحاب کے لئے نہایت موزوں ہے۔ سرورق سادہ اور دیدہ زیب ہے۔ جس پر کرہ ارض پہاڑی کی چوٹی کے اوپر ایک مسلمان ہاتھ میں اسلامی علم لئے لہرا رہا ہے۔ قیمت ایک روپیہ
نوٹ :۔ تمام کتابوں کا محصول ڈاک و خرچ پیکنگ بذمہ خریدار ہوگا۔ طلب کرنے پر فہرست کتب مفت روانہ کی جاتی ہے۔
ملنے کا پتہ
منیجر۔ دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۰۹

مدیر سلمان لاہور

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جلد ۲۳ | لاہور۔ بروز چہارشنبہ مطبوعہ ۱۸ صفر ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۵ مئی ۱۹۳۵ء | نمبر ۳۲

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیم کی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صلحا اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی صاحبزادی کی شادی

برات و دعوتِ طعام

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی بڑی صاحبزادی زکیہ نوشین صاحبہ کے عقد کی خبر گزشتہ پرچہ میں درج ہو چکی ہے۔ ۱۰۔ مئی کو بعد نماز جمعہ عقد ہوا اور دوسرے روز یعنی ۱۱۔ مئی کی شام کو بٹالہ سے لاریوں کے ذریعے برات آئی جو متعدد معززین پر مشتمل تھی۔ اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے احباب جماعت و معززین شہر کو اور محترمہ بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خواتین کو دعوتِ طعام دی گئی۔ برات کے قیام اور دعوت کا انتظام بیگم روڈ مزنگ کی ایک وسیع کوٹھی میں کیا گیا تھا۔ پائیں باغ میں قناتیں کھڑی کر اور صوفے اور کرسیاں بچھا کر مردانہ نشست کا انتظام کیا گیا تھا۔ زنانہ نشست کا انتظام کوٹھی کے اندر تھا۔ اجتماع پانچ بجے کے بعد شروع ہو گیا تھا۔ نماز مغرب سے ذرا قبل برات آئی اس وقت تک اکثر حضرات تشریف لے آئے تھے۔ جن میں احباب سلسلہ کے اور مسلم معززین کے علاوہ متعدد ہندو سکھ حضرات بھی شامل تھے۔ ان سب نے برات کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ اس وقت تک خواتین بھی معقول تعداد میں جمع ہو چکی تھیں۔ زنانہ اجتماع میں بھی مسلم بیگمات کے علاوہ غیر مسلم اور یورپین خواتین شریک تھیں۔ تمام حاضرین کی تواضع ٹھنڈے مشروبات سے کی گئی۔ نماز ماسٹر فقیر اللہ صاحب نے پڑھائی۔ اور اس کے بعد سب نے کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد بعض حضرات تشریف لے گئے اور بعض دیر تک تشریف فرما رہے۔ اور مختلف موضوعات پر دلچسپ علمی گفتگو ہوتی رہی۔ احباب و معززین کے اجتماع اور تہذیب اور خوش سلیقگی کے لحاظ سے یہ تقریب مدتوں یاد رہے گی۔ فریقین کی طرف سے قطعاً کوئی فضول رسم نہیں کی گئی۔ اس لحاظ سے بھی یہ تقریب ایک قابل تقلید نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو بابرکت بنائے۔ آمین ثم آمین۔

دعوت میں جو حضرات تشریف لائے ان میں سے اپنے احباب کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات کے نام یاد رہ گئے ہیں:۔

آنریبل جسٹس عبدالرشید۔ آنریبل جسٹس بخشی ٹیک چند۔ علامہ عبداللہ یوسف علی صاحب پرنسپل اسلامیہ کالج۔ سید حبیب صاحب آف سیاست۔ مولانا سالک صاحب لیڈر انقلاب۔ شیخ فضل الٰہی صاحب ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات۔ شیخ اصغر علی صاحب ریٹائرڈ کمشنر۔ شیخ عظیم اللہ صاحب سکرٹری انجمن حمایت اسلام۔ مولوی غلام محی الدین صاحب سکرٹری انجمن حمایت اسلام۔ ملک فتح شیر خاں صاحب نائب صدر بلدیہ لاہور۔ نواب سعادت علی خاں صاحب رئیس اعظم لاہور۔ حاجی رحیم بخش صاحب ریٹائرڈ سشن جج مولوی انعام علی صاحب ریٹائرڈ سشن جج۔ خان بہادر شیخ امیر علی صاحب ریٹائرڈ جج۔ ڈاکٹر اللہ جوایا صاحب۔ **رخصتانہ**۔ ۱۲۔ مئی کو دس بجے صبح کے بعد رخصتانہ ہوا۔

عطیات۔ اس مبارک تقریب کی خوشی میں مبلغ پچاس روپے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اور مبلغ پچاس روپے شیخ ریاض احمد قریشی صاحب سب جج بٹالہ نے انجمن کو عنایت فرمائے۔

مسلم ہائی سکول بدوملہی کا شاندار نتیجہ امسال مسلم ہائی سکول بدوملہی کا نتیجہ نہایت شاندار رہا۔ ۱۳۔ امیدوار شریک امتحان ہوئے تھے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب کے سب کامیاب ہو گئے۔ ایک لڑکا فسٹ ڈویژن میں پاس ہوا اور ۶۳۳ نمبر حاصل کئے۔ امید ہے اسے وظیفہ مل جائیگا۔ ۹ لڑکے سیکنڈ ڈویژن میں اور تین تھرڈ ڈویژن میں پاس ہوئے۔ سوائے ایک اختیاری مضمون ڈرائنگ کے باقی تمام مضامین کا نتیجہ سو فی صدی رہا۔ ہم اس شاندار کامیابی پر سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب، سٹاف اور کامیاب ہونے والے طلبہ کو دلی مبارکباد دیتے ہیں۔

پنڈت رامچندر دھلوی اور دولتِ آصفیہ

فتنہ انگیزی کا انسداد مذہبی غیر جانبداری کے منافی نہیں

مدت کے بعد پنڈت رامچندر دھلوی کا نام پھر اخبار میں آیا ہے۔ قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ اس آریہ سماجی مبلغ نے دولتِ آصفیہ میں بعض نہایت غیر مناسب تقریریں کی تھیں جن سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلقات بگڑنے کا اندیشہ پیدا ہو گیا تھا۔ اور دولتِ آصفیہ کو پنڈت جی کے خلاف مقدمہ چلانا پڑا تھا۔ بعد ازاں یہ مقدمہ واپس لے لیا گیا۔ اور پنڈت جی سے کہہ دیا گیا۔ کہ وہ آئندہ دولتِ آصفیہ کی حدود میں تقریریں نہ کریں۔ دولتِ آصفیہ کی اس روش کو ہر انصاف پسند انسان نے سراہا تھا۔ اسلئے مقصود حقیقی محض یہ تھا کہ دولتِ مذکورہ کی حدود میں کوئی فرقہ وار فتنہ برپا نہ ہو۔ اور شر کا استیصال ہو جائے۔ لیکن افسوس کہ اس آریہ سماجی مبلغ نے اپنی غلط روش ترک نہ کی اور حکومتِ آصفیہ کو لکھا۔ کہ اسے تقریریں کی اجازت دی جائے۔ ورنہ وہ امتناعی قانون کو توڑے گا۔ "ٹربیون" اس پر تبصرہ کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

> محض پنڈت رامچندر ہی نہیں بلکہ دیگر آریہ سماجی بھی محسوس کر رہے ہیں۔ کہ جو پابندیاں پنڈت رامچندر پر عائد کی گئی ہیں وہ ذلت خیز ہیں۔ اور اعلیحضرت حضور نظام نے جس مذہبی غیر جانبداری کی پالیسی کا اعلان کر رکھا ہے اس سے مطابقت نہیں کھاتیں۔ آریہ سماجی کہتے ہیں۔ اگر کوئی مبلغ قانون کی مقررہ حدود سے تجاوز کرے۔ تو حکومت نظام اس کے خلاف مقدمہ چلا سکتی ہے۔ لیکن کسی ایک مبلغ کی حرکات پر وجہ موجبہ کے بغیر پابندیاں عائد کرنا غیر منصفانہ اور مطلق العنانہ فعل ہے۔ بالخصوص اس حالت میں کہ دیگر مذاہب کے مبلغین اپنے پروپیگنڈے میں کھلے بندوں آزاد ہیں۔

ہمیں افسوس ہے کہ "ٹربیون" جیسے ذمہ دار اخبار نے اس بارہ میں یہ غلط روش اختیار کی ہے۔ اسے معلوم ہے کہ جب پنڈت رامچندر کے خلاف مقدمہ دائر ہوا تھا۔ تو سارے ہندوستان کے آریہ نامہ نگاروں نے حکومتِ آصفیہ کے خلاف شور مچا دیا تھا حکومتِ آصفیہ نے اس باب میں صحیح ترین راستہ اختیار کیا۔ یعنی جس شخص کی تقریروں سے فتنہ برپا ہونے کے قوی وجوہ اور محکم دلائل موجود تھے اسے تقریروں کی ممانعت کر دی اور مقدمہ واپس لے لیا اور یہ ظاہر ہے کہ دولتِ آصفیہ میں قیام امن کے مقتضیات کے صحیح اندازہ دان وہی لوگ ہو سکتے ہیں۔ جن کے ہاتھوں میں مملکتِ مذکورہ کے نظم و نسق کی باگ ہے۔ ٹربیون چودہ سو میل کے فاصلے پر بیٹھا ہوا یہ اندازہ نہیں کر سکتا کہ حقیقتِ حال کیا ہے۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ پنڈت رامچندر نے کیا کچھ کہا۔ حکومتِ آصفیہ کو کن وجوہ کی بنا پر اسکے خلاف مقدمہ چلانے یا بعد ازاں تقریروں کی ممانعت کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ٹربیون نے جو کچھ سنا ہوگا۔ ان آریہ سماجیوں سے سنا ہوگا جنکے نزدیک دوسرے مذاہب کے خلاف نہایت سخت اور شدید سے شدید اشتعال انگیز اور غلط باتیں کہنا ہی اصل تبلیغ ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ حکومتِ آصفیہ نے مسلمان حکومت ہونیکی بنا پر پنڈت رامچندر کے ساتھ کوئی خاص سختی برتی ہو۔ تو ہر شخص جانتا ہے۔ کہ پنڈت رامچندر کی کوششِ تبلیغ مسلمانوں کو ہندو یا آریہ سماجی نہیں بنا سکی جسکی بنا پر دولتِ آصفیہ کو آریہ سماج کے اس ممدوح مبلغ کیخلاف کوئی خاص شکایت پیدا ہو سکتی تھی۔

اور یہ بھی غلط ہے کہ یہ حکم امتناع صرف پنڈت رامچندر کے لئے ہے۔ ہر شخص کو معلوم ہے کہ دولتِ آصفیہ تمام بیرونی واعظین و مبلغین کے لئے حکم عام دے چکی ہے۔ کہ وہ بلا اجازت حدود دولتِ آصفیہ میں وعظ و تبلیغ نہیں کر سکتے۔ اور یہ حکم مسلمانوں پر بھی اسی طرح حاوی ہے جس طرح غیر مسلموں پر حاوی ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ پنڈت رامچندر نے اپنا معاملہ آرین لیگ کے سپرد کیا تھا۔ آرین لیگ نے اسے جواب دیا ہے کہ ہم مصالحانہ گفت و شنید کے ذریعہ سے اس معاملہ کو طے کرینگے۔ لیکن "آخری قدم" کی دھمکی آرین لیگ کے خط میں بھی موجود ہے۔ ہمیں افسوس ہے آریہ سماجی خواہ مخواہ معاملات کو نازک بنا رہے ہیں۔ ہر حکومت اپنی حدود میں قیام امن کیلئے جو کچھ مناسب سمجھے کر سکتی ہے۔ اور یہ زیادہ بہتر ہے کہ غیر ذمہ دار لوگوں کو آ کر تقریریں کرنے اور حالات کو بگاڑنے کا موقع دینے کے بجائے ان کی تقریریں ہی بند کر دی جائیں۔ اور پھر حکم عام ہے خاص نہیں ہے یعنی اس میں تمام مسلم اور غیر مسلم شامل ہیں۔ صرف پنڈت رامچندر دھلوی ہی تک یہ حکم محدود نہیں۔

حکومتِ آصفیہ بیشک مذہبی معاملات میں غیر جانبدار ہے بالکل غیر جانبدار ہے لیکن اس غیر جانبداری کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ ہر غیر ذمہ دار اور دریدہ دہن مبلغ جب چاہے جس وقت چاہے دیگر مذاہب کے خلاف بجا اس کے کے مختلف طبقات میں اشتعال اور فتنہ برپا کرتا جائے اور حکومت خاموش بیٹھی رہے۔ یہ مذہبی غیر جانبداری خود برطانوی ہند میں بھی موجود نہیں۔ قیام امن اور دفع شر کی مقتضیات کو ملحوظ رکھکر ہر حکومت جو کچھ کرے گی اسے مذہبی غیر جانبداری کی پالیسی کے منافی قرار نہیں دیا جائیگا۔ "ٹربیون" پر تعجب ہے کہ وہ ایک آریہ سماجی مبلغ کی حمایت کے جنون میں ان عام حقائق سے آنکھیں بند کئے بیٹھا ہے۔

ہندوستان کی تقریباً ہر ہندو ریاست میں گاؤکشی ممنوع ہے۔ بلکہ بعض ریاستوں میں تو باہر سے بھی گائے کا گوشت لانے کی سزا مقرر ہے۔ اسے دنیا کا کوئی انسان مذہبی غیر جانبداری قرار نہیں دے سکتا۔ لیکن مسلمانوں نے اس پر بھی کسی ہندو ریاست کے خلاف پروپیگنڈا کھڑا نہیں کیا۔ اور دولتِ آصفیہ نے ایک آریہ سماجی مبلغ کی تقریروں کے متعلق تجربہ کر چکنے کے بعد اس کے لئے محض قیام امن کا امتناعی حکم دیا۔ تو اس حکم کے لئے بے تکلفی کے ساتھ مذہبی غیر جانبداری کی میزان کھڑی کر دی گئی۔ معلوم نہیں یہ کہاں کا انصاف ہے۔

سب آرڈینیٹ جج کی اسامی کے لئے امتحان

آیندہ امتحان بمقابلہ سب آرڈینیٹ جج کی آسامی کے لئے ۲ تا ۵ دسمبر ۱۹۳۵ء بمقام لاہور قرار دیا گیا ہے۔ امیدواروں کے نام ڈسٹرکٹ اور سیشن ججوں کے ذریعہ سے ہائیکورٹ لاہور میں ۱۵ اگست ۱۹۳۵ء تک پہنچنے لازمی ہیں۔ خاص حالات کے ماتحت یہ میعاد ۱۲ ستمبر ۱۹۳۵ء تک بڑھائی جا سکتی ہے۔ قواعد وغیرہ کی کاپی ۳ روپیہ پر سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ پرنٹنگ پریس پنجاب سے مل سکتی ہیں۔ امیدوار اپنی درخواستیں ہر طرح مکمل کر کے اپنے علاقہ کے ڈسٹرکٹ و سیشن جج کی معرفت بھیجدیں۔ تاکہ وہ ۱۵ اگست تک ہائیکورٹ میں پہنچ جائیں۔

محکمہ نمک کیلئے سپرنٹنڈنٹوں کی ضرورت

سیکرٹری پبلک سروس کمیشن شملہ کو نادرن انڈیا سالٹ ریونیو ڈیپارٹمنٹ میں پروبیشنری سپرنٹنڈنٹوں کی ضرورت ہے۔ درخواست کنندگان صوبہ جات پنجاب۔ یو۔ پی سی۔ پی۔ بہار بنگال کے ہوں۔ (بمبئی۔ برہما۔ مدراس اور سندھ کے درخواست نہ کریں) عمر ۲۲ اور ۲۵ سال کے درمیان ہو۔ انڈین سکول آف مائینز دھنباد کا ڈپلومہ حاصل کردہ ہو۔ امیدواری کی حالت میں تنخواہ ڈیڑھ صد روپیہ ماہوار ملے گی۔ اور مستقل ہو جانے پر ۲۰۰۔ ۱۵۔ ۵۱۰ روپیہ ماہوار۔ سرکاری ملازم اپنے محکمہ کی وساطت سے درخواست کر سکتے ہیں۔ مفصل حالات اور درخواست کا فارم سیکرٹری پبلک سروس کمیشن شملہ سے مل سکے گا۔ درخواستیں ۱۱ جون سے پہلے پہنچنی ضروری ہیں۔ فارم کے لئے درخواست کرتے وقت اسامی کا ذکر کر دیا جائے۔

اخبار "ینگ اسلام" کا خاص نمبر

۲۰ مئی ۱۹۳۵ء کو شائع ہوگا۔ اس میں حضرت مسیح موعود اور سلسلہ کے متعلق نہایت مفید مضامین ہونگے۔ متعدد تصاویر بھی دی جائیں گی۔ انگریزی خواں مسلمانوں میں اس کی اشاعت مفید نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ قیمت فی پرچہ ایک آنہ۔ ایک روپیہ میں ۲۰ کاپیاں۔ فرمائشیں بنام منیجر اخبار ینگ اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور بھیجی جائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم چہارشنبہ ۱۱ صفر ۱۳۵۴ھ | نمبر ۳۲

تکفیر کا تباہ کن مرض

مولوی کفایت اللہ صاحب کا فتویٰ اور جناب خلیفہ قادیان کا عجیب و غریب خطبہ

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۳ مئی ۱۹۳۵ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

فتح بالآخر ختم نبوت کی ہوگی

پچھلے جمعہ میں نے ختم نبوت کے مسئلہ کا ذکر کیا تھا۔ کہ اس وقت دو گروہ ہیں۔ جن میں سوائے ایک چھوٹی سی جماعت کے کل مسلمان تقسیم ہو جاتے ہیں۔ یہ دونوں گروہ ختم نبوت کے قائل ہونے کے باوجود حضرت نبی کریمؐ کے بعد ایک نبی کے آنے کو مانتے ہیں۔ بڑا گروہ عام مسلمانوں کا ہے اور چھوٹا قادیانیوں کا۔ ان دونوں میں ایک زبردست جنگ ہو رہی ہے پہلا گروہ کہتا ہے کہ ایک پرانا نبی آئے گا۔ اور دوسرا کہتا ہے کہ ایک نیا نبی آیا اور آئندہ بھی نئے نبی آسکتے ہیں۔ لیکن خوب یاد رکھو۔ اس جنگ میں فتح بالآخر ختم نبوت ہی کی ہوگی۔ شرک فی النبوت کے بت آخر کار ٹوٹ کر رہیں گے۔ اس کے سوا امن اور صلح ناممکن ہے۔ ختم نبوت کی فتح اس جماعت کی فتح ہوگی۔ جو صحیح معنوں میں اس کی قائل ہے اور وہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد کسی نئے یا پرانے نبی کے آنے کو نہیں مانتی۔

افراط و تفریط کا نتیجہ ایک ہی ہوتا ہے

دراصل ان دونوں گروہوں نے ایک ہی رنگ اختیار کیا ہوا ہے اور افراط تفریط انسان کو ایک ہی نتیجہ پر پہنچا دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر دیکھئے۔ کہ حضرت مسیحؑ نے کوئی دعویٰ کیا ہوگا۔ ان کے پیرو کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ اور ان کے مخالف یہودی بھی یہی کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ لیکن اس کے درمیان ایک تیسری آواز چھ سو سال بعد اٹھتی ہے کہ حضرت مسیح نبی تھے اور انہوں نے کبھی خدائی کا دعویٰ نہیں کیا اور بالآخر یہی آواز کامیاب ہوتی ہے اب خود مسیحی دنیا کا ایک حصہ مسیح کی خدائی کا منکر ہو رہا ہے اور انہیں صرف نبی ماننے لگا ہے۔

مسئلہ تکفیر

آج میں ایک اور مسئلہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں اور وہ ہے مسئلہ تکفیر یعنی یہ خیال کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اقرار کے باوجود ایک شخص مسلمان نہیں بلکہ کافر کا کافر رہتا ہے غیر احمدی علماء بھی اس کے قائل ہیں اور قادیانی بھی، دونوں وقت پر ایک دوسرے کے خلاف اس ہتھیار سے کام لیتے ہیں۔ مسلمانوں کی تعمیری قوت کو تکفیر کے مرض نے بالکل سلب کر لیا ہے۔

حدیث کی تنبیہ کے باوجود تکفیر کا فعل عام ہے

حدیث میں صریح طور پر موجود ہے کہ مسلمان کو کافر کہنے والے پر کفر الٹ کر پڑتا ہے۔ یہ ایک سخت ترین تنبیہ ہے۔ مگر اس کے باوجود تکفیر کا فعل بہت عام ہے۔ دوسروں کو کافر کہنے میں ہر قوم کو مزا آتا ہے۔ مثلاً احرار کو لیجئے۔ ان کے اندر شیعہ، سنی، وہابی وغیرہ سب شامل ہیں۔ مگر وہ قادیانیوں اور احمدیوں کو کافر کہتے ہیں حالانکہ بہتیرے شیعہ سنیوں کو اور بہتیرے سنی شیعوں کو کافر کہتے ہیں۔ حنفیوں کو لیجئے۔ ان میں دیوبندی بریلویوں کو اور بریلوی دیوبندیوں کو کافر کہتے ہیں۔ غرضیکہ ایک دوسرے پر کفر کا فتوے دینے والے مسلمان ہر جگہ موجود ہیں۔

ایک چھوٹی سی جماعت

اس وقت جماعت کے رنگ میں ایک چھوٹی سی قوم ہے جو تکفیر کی بیماری کو جڑ سے اکھاڑنے میں مصروف ہے۔ خدا کے فضل سے اس میں دونوں باتیں موجود ہیں۔ یعنی وہ (۱) ختم نبوت کی صحیح معنوں میں قائل ہے (۲) تکفیر کی بیماری کو مسلمانوں سے دور کرنے کی انتہائی کوشش کر رہی ہے۔ اور ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتی ہے

یہ جماعت ناکام نہیں رہیگی

بہت سے لوگ ظاہری حالات کو دیکھ کر کہہ دیتے ہیں۔ کہ یہ جماعت کامیاب نہیں ہوگی۔ اس کی تعداد تھوڑی ہے اور اس کی ترقی کی رفتار سست ہے۔ لیکن اگر اس جماعت کا سرے سے کوئی کام ہی نہ ہوتا۔ اور یہ جماعت جو کچھ کہتی ہے۔ ان باتوں کو ماننے والا صرف ایک ہی آدمی ہوتا۔ تب بھی یہ اصول ناکام نہ ہوتے۔ کیونکہ یہ وہ چیز ہے، جو زندہ رہنے والی ہے

کفر کے فتووں کی ارزانی

کفر کے فتوے تو کوئی نئی چیز نہیں۔ پہلے ایک ایک دو دو کرکے کفر کے فتوے دیئے جاتے تھے۔ یا ایک جماعت دوسرے کو کافر قرار دیتی تھی۔ لیکن قادیانی جماعت نے اب اس کو اس قدر ارزاں کر دیا ہے۔ کہ کل روئے زمین کے مسلمانوں کو یک جنبش قلم کافر بنا دیا ہے۔ . . . .

. . . . پھر دوسرے گروہ کو دیکھو۔ یعنی غیر احمدی علماء تو وہ صریح جھوٹ بول کر کفر کے فتوے دے رہے ہیں۔ استفتاء تو ان کی بنیاد جھوٹ پر اور فتوے میں۔ تو ان کا دارومدار بھی جھوٹ پر ہے

مولوی کفایت اللہ صاحب کا فتویٰ

آج ہی کے اخبار زمیندار میں مولوی کفایت اللہ صاحب دہلوی کا احمدیوں کے متعلق فتوے کفر شائع ہوا ہے بمبئی کے ایک شخص محمد علی سالمین نے مولوی صاحب کو لکھا کہ:-

"بخدمت جناب مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیت علماء ہند السلام علیکم میں آپ کی خدمت میں لاہوری اور قادیانی مرزائیوں کے متعلق قرآن کریم کے مطابق فتوے صادر فرمانے کے لئے مودبانہ عرض کرتا ہوں۔ یہ دونوں جماعتیں مرزا غلام احمد ساکن قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب) کو اللہ تعالیٰ کا نبی مانتی ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی اور مصلح تھے اور حضرت مسیح علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے تھے (معاذ اللہ من ذالک الخرافات) اور یہ کہ وہ دنیا میں وفات پاکر زمین میں دفن ہو گئے تھے . . . . . ."

زمیندار کی کذب دوستی

فتوے چھاپنے والا خوب اچھی طرح جانتا ہے کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو ہرگز نبی نہیں مانتے۔ ابھی حال ہی میں میری شہادت زمیندار کے صفحات میں شائع ہو چکی ہے کہ ہم لوگ حضرت مرزا صاحب کو ہرگز نبی نہیں بلکہ مجدد مانتے ہیں۔ اس کے باوجود اس جھوٹ پر مبنی استفتاء کو اور جھوٹ پر مبنی فتوے کو شائع کیا۔

عقیدہ وفات مسیح کا جرم

سوال کرنے والے نے یہ بھی لکھا ہے کہ احمدی مانتے ہیں کہ حضرت مسیح وفات پاکر زمین میں دفن ہو گئے۔ گویا ان کا یہ ماننا بہت بڑا جرم ہے، اس جرم کے مرتکب تو مسلمانوں کے بڑے بڑے علماء بھی ہیں اور وہ ہماری طرح ہی حضرت عیسٰے کو وفات یافتہ مانتے ہیں بہتر ہوتا کہ ان کے متعلق بھی کفر کا فتوے حاصل کیا جاتا۔

ایک قابل غور بات

ایک قابل غور بات یہ ہے کہ اس شخص نے مولویوں کی طرح حضرت مسیح کے باپ عقیدہ اور ان کی وفات کے مسئلہ کو بہت بڑا جرم قرار دیا ہے۔ اسلام قرآن حضرت نبی کریم صلعم کی توہین بیشک ہو جائے ان کو کچھ پروا نہیں۔ اگر حضرت مسیح کو باپ یا وفات یافتہ مان لیا جائے۔ تو ان کے نزدیک قیامت آجاتی ہے۔

مولوی کفایت اللہ صاحب کا جواب

اس کے بعد اب ذرا مولوی صاحب کا جواب بھی سنیئے "لاہوری اور قادیانی مرزائی جو ایک من گھڑت نبی کے پیرو ہیں۔ دائرہ اسلام سے خارج ہیں مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعوے کیا حضرت مسیح علیہ السلام کا مذاق اڑایا۔ اس کے اصول مسلمانوں سے مختلف ہیں۔ دنیائے اسلام کے تمام علماء نے اس کے پیروؤں کو خارج از اسلام قرار دیا ہے۔ دونوں جماعتیں چونکہ مرزا غلام احمد کو نبی، مصلح، مسیح، مہدی اور دور حاضرہ کا امام سمجھتی ہیں۔ اس لئے یہ دونوں جماعتیں اور مرزا غلام احمد کافر ہیں۔ لاہوری جماعت جو مرزا غلام احمد کو واجب الاطاعت اور قابل تقلید سمجھتی ہے کافر ہے"

مفتی صاحب سے ایک سوال

سائلین نے فتوے از روئے قرآن مانگا تھا مگر اس فتوی میں قرآن کا کہیں ذکر تک نہیں حضرت مرزا صاحب کو معاذ اللہ منع ... کافر قرار دیا۔ پھر یہ بھی قابل غور ہے کہ دونوں جماعتیں چونکہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو نبی مصلح اور مسیح وغیرہ کہتی ہیں۔

نعوذ باللہ مرزا صاحب کافر ہیں۔ اسی اصول کے مطابق کیا فرماتے ہیں مولوی کفایت اللہ صاحب کیونکہ عیسائی اور یہودی دونوں حضرت مسیح کو خدائی کا دعویدار سمجھتے ہیں اس پر مجھے ایک قصہ یاد آ گیا کہ ایک جج کے سامنے مقدمہ پیش ہوا۔ اس نے ایک شخص کو کہا کہ فریقین میں صلح کرا دو۔ وہ شخص فریقین کو علیحدہ لے جا کر گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ سمجھاتا رہا۔ لیکن وہ صلح پر آمادہ نہ ہوئے۔ اس نے واپس آ کر کہہ دیا کہ وہ راضی نامہ کیلئے تیار نہیں۔ اس پر جج صاحب نے حکم دیدیا کہ تینوں کو حوالات میں دیدو۔ یہی بات صدر جمعیۃ علماء کی ہے

جناب خلیفہ قادیان کا ایک تازہ خطبہ

اب اس کے بعد ذرا خلیفہ قادیان کے ایک تازہ خطبہ کے کچھ حصے بھی سنیں۔ یہ خطبہ عجیب و غریب باتوں سے پر ہے۔ تکفیر کے متعلق کہتے ہیں کہ:۔

"اوّل تو یہ جرم ہی نہیں لیکن اگر اسے جرم بھی تسلیم کر لیا جائے۔ تب بھی میں کہتا ہوں ؎

ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

یہ قصور اور خطا وہ ہے جو تمہارے شہر میں بھی جاتی ہے مسلمانوں کی کونسی جماعت ہے جو ایک دوسرے کو کافر نہیں کہتی ۔ . . . . یہ مسلمان مولوی تو ہیں ہی کافر گر۔ اس کفر کے سمندر میں اگر . . . . . ایک قطرہ ہم نے بھی ڈال دیا۔ تو اس سے گھبراہٹ کیوں طاری ہو گئی . . . . . . ایسی مشاق جماعت (یعنی مولویوں کی جماعت) جو کفر کے میدان کی شہسوار ہے ہمارے کافر کہنے سے گھبرا کیوں گئی۔ یا تو ہمارے کافر کہنے میں کوئی ایسی بات ہے جس سے انسان گھبرا جاتا ہے۔ یا کفر کے فتوے پر شور مچانا ان کی فتنہ پردازی ہے"۔ (الفضل یکم مئی ۱۹۳۵ء)

مسلمانوں کو کافر کہنے کی عجیب و غریب وجہ

دیکھئے مسلمانوں کو کافر کہنے کی کیا معقول وجہ بیان کی ہے چونکہ مسلمان پہلے سے ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں اس لئے ہم نے انہیں کافر کہدیا۔ تو کون سا اندھیر ہو گیا۔ گویا تکفیر علماء کے نقش قدم پر چل کر وہ بھی مسلمانوں کی تکفیر کر رہے ہیں۔ قادیانیوں نے کفر کے سمندر میں ایک قطرہ ڈالدیا ہے تو کسی کو گھبرانے کا کوئی حق نہیں اور ان کا یہ شور اور گھبراہٹ شدید فتنہ پردازی ہے۔ بلکہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ گھبرانے اور شور مچانے کی بجائے خوش ہو کر جزاک اللہ کہیں۔

قادیانیوں کے کفر کا قطرہ

اگر غور کیا جائے تو قادیانیوں کے کفر کا ایک قطرہ سمندر سے زیادہ ہے کیونکہ یہ سمندر تو ایسا تھا کہ اس کے ذریعہ سے تھوڑے تھوڑے لوگ ایک وقت میں کفر کی زد میں آیا کرتے تھے۔ مگر قادیانی قطرہ ایسا زبردست ہے کہ اس نے کروڑ در کروڑ مسلمانوں کو جو حضرت مسیح موعود کے نام سے بھی بے خبر ہیں۔ ان کو بھی جو آپ کو دعوے میں سچا سمجھتے ہیں مگر بیعت نہیں کی۔ کافر بنا دیا۔ یہ قطرہ سمندر سے بڑا نکلا۔

جناب خلیفہ صاحب کا ایک اور ارشاد

پھر خلیفہ صاحب کہتے ہیں کہ

"احمدی (قادیانی) چھپن ہزار ہیں میں کہتا ہوں نہ سہی چھپن ہزار۔ اگر احمدی تمام دنیا میں چھ بھی ہوتے یا ایک ہی ہوتا۔ تب بھی دنیا کی کوئی گورنمنٹ نہیں جو انہیں مسلمانوں میں سے نکال سکے . . . . .

. . . .

مذہب منہ کے دعویٰ پر مبنی ہوتا ہے اور جب کوئی شخص کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں تو کون ہے جو کہہ سکے کہ تم مسلمان نہیں۔ ہم تمہیں مسلمانوں سے نکالتے ہیں"۔

اگر قادیانی تعداد میں چھ ہوں یا صرف ایک بھی ہو تو کسی کی طاقت نہیں کہ اسے مسلمانوں سے نکال دے یہ بالکل درست ہے لیکن قادیانی ساٹھ کروڑ کو بھی باوجود یہ کہنے کے کہ ہم مسلمان ہیں اسلام سے نکال سکتے ہیں ان کو یہ حق کہاں سے مل گیا وہ دنیا کے ساٹھ کروڑ مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھیں۔ قادیانیوں کو تو دنیا کی کوئی طاقت اسلام سے خارج نہیں کر سکتی لیکن ان کا ایک لفظ ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر بنا کر رکھ دیتا ہے۔ اگر مذہب منہ کے دعویٰ پر مبنی ہوتا ہے تو دنیا کے ساٹھ کروڑ مسلمان اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتے ہیں تو پھر قادیانی انہیں مسلمان کیوں نہیں سمجھتے؟

کافر کہنے کا عجیب و غریب مفہوم

خلیفہ صاحب نے اس خطبہ میں یہ بھی کہا ہے کہ:۔

"ہم دوسروں کو کافر کہتے ہیں مگر دوسروں کو کافر کہنے کا مفہوم تو یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو ہی پکا مسلمان سمجھتے ہیں پھر کیا پکے مسلمانوں کو بھی کوئی شخص نکال سکتا ہے۔ ہمارا جرم یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ہم اپنے آپ کو زیادہ پکا مسلمان سمجھتے ہیں اور دوسروں کو اپنے جیسا پکا مسلمان نہیں سمجھتے"۔

کافر کہنے کا یہ مفہوم بھی عجائبات میں سے ہے جو شخص اپنے آپ کو پکا مسلمان سمجھے وہ باقی سب کو کافر قرار دے اور جو دوسروں کو کافر قرار نہیں دیتا وہ گویا پکا مسلمان ہی اپنے آپ کو نہیں سمجھتا۔ اور پکے مسلمان کو کوئی اسلام سے نہیں نکال سکتا۔ یعنی جو دوسروں کو کافر کہے اسے اسلام سے باہر نہیں نکالا جا سکتا لیکن جو کلمہ گوؤں کو مسلمان کہے اسے نکالا جا سکتا ہے۔ اور بہرحال غیر احمدی بھی احمدیوں کو کافر کہتے ہیں اس لئے وہ بھی پکے مسلمان ہوئے ان کو قادیانی کس طرح کافر بنا سکتے ہیں۔ اسی پر بس نہیں۔ اور فرق صرف یہی نہیں کہ غیر احمدی پکے مسلمان نہیں بلکہ آخری فقرہ میں فرق صرف اس قدر رہ گیا ہے کہ قادیانی زیادہ پکے مسلمان ہیں اور دوسروں کو اپنے جیسا پکا مسلمان نہیں سمجھتے یہ ایک بھول بھلیاں ہے جس سے کوئی شخص قیامت تک باہر نہیں نکل سکتا۔ قادیانی زیادہ پکے مسلمان ہیں احراری اتنے پکے مسلمان نہیں اور با ایں وہ کافر بھی ہیں۔ عیسائیت کے تثلیث کے چکر سے یہ قادیانی تکفیر کا چکر کم نہیں۔

کفر کی انوکھی تعریف

اس کے بعد خلیفہ صاحب نے کفر کی تعریف اس طرح کی ہے کہ:۔

"ہم میں اور ان میں تو کفر کی تعریف میں اختلاف بھی بہت سا پایا جاتا ہے۔ یہ لوگ کفر کے معنی سمجھتے ہیں کہ اسلام کا انکار حالانکہ ہم یہ معنی نہیں کرتے نہ کفر کی یہ تعریف کرتے ہیں ہم تو سمجھتے کہ اسلام کے ایک حد تک پائے جانے کے بعد انسان مسلمان کے نام سے پکارے جانے کا مستحق سمجھا جا سکتا ہے لیکن جب وہ اس مقام سے بھی نیچے گر جاتا ہے تو گو وہ مسلمان کہلا سکتا ہے مگر کامل مسلم اُسے نہیں سمجھا جا سکتا۔ یہ تعریف ہے جو ہم کفر و اسلام کی کرتے ہیں . . . ان کے کفر اور ہمارے کفر میں بہت بڑا فرق ہے ان کا کفر تو ایسا ہے جیسے مُرے والا مُرمہ پیتا ہے وہ بھی کسی کو کافر کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کرتا ہے یہ پیس کر رکھ دیں کہتے ہیں جہنمی ہے اور ابدی دوزخ میں پڑے گا لیکن ہم دوسروں کو کافر اصطلاحی طور پر کہتے ہیں ورنہ بالکل ممکن ہے کہ ایک شخص کفر کی حالت میں مرے لیکن خدا تعالیٰ اُسے کسی خوبی کی وجہ سے جنت میں داخل کر دے . . . . . اس کے مقابل بالکل ممکن ہے کہ ایک ایسا انسان جو بظاہر اسلام میں داخل ہے خدا تعالیٰ اُسے اس پاداش میں جہنم میں داخل کر دے کہ اس نے دین کی تعلیم پر عمل نہ کیا۔ پس ہماری کفر کی اصطلاح ہی اور ہے اور ان کے کفر کی اصطلاح اور۔ ہمارا کفر تو ان کے کفر کے مقابلہ میں ایسا ہی ہے جیسے سورج کے مقابل ذرہ۔ پس اس پر انہیں غصہ کیوں آتا ہے"۔

دوسری بھول بھلیاں

لیکن سوال یہ ہے کہ کفر کی یہ اصطلاح آخر کہاں سے لی گئی ہے؟ قرآن و حدیث میں تو یہ ہے نہیں۔ قرآن و حدیث کے رو سے تو کفر اسلام کے انکار کا نام ہے لیکن جناب خلیفہ صاحب قرآن و حدیث کے خلاف ایک اصطلاح قائم کرتے ہیں کہ کفر اسلام کا انکار نہیں پھر وہ کیا ہے یہ بھی صاف نہیں کہتے۔ اگر اسلام کا انکار کفر نہیں تو کیا اسلام کا اقرار کفر ہے۔ یہ تعریف پھر ویسی ہی بھول بھلیاں ہے۔ "اسلام کے ایک حد تک پائے جانے کے بعد انسان مسلمان کے نام سے پکارا جا سکتا ہے" تو اس کا مطلب صاف تھا کہ اس حد تک اسلام نہ پایا جائے تو چاہیئے تھا کہ پھر ایسا شخص مسلمان کہلانے کا مستحق نہ ہوتا مگر نہیں۔ منطق کی گردن پر چھری پھیر کر پھر فرماتے ہیں "لیکن جب وہ اس مقام سے بھی نیچے گر جاتا ہے تو گو وہ مسلمان کہلا سکتا ہے مگر کامل مسلم اُسے نہیں سمجھا جا سکتا"۔ اسلام کے ایک حد تک پائے جانے پر مسلمان کہلا سکتا ہے۔ اسی حد سے نیچے گر کر بھی مسلمان کہلا سکتا ہے پھر وہ حد کیا ہوئی۔

کیا قادیانی کافر ہیں؟

اس سے اوپر ہو کر بھی انسان مسلمان ہے نیچے گر کر بھی مسلمان ہے صرف کامل مسلمان نہیں۔ لیکن اب کامل مسلمان کون ہے۔ کیا سارے قادیانی کامل مسلمان ہیں۔ اگر نہیں تو بعض قادیانی بھی کافر ہوئے۔ پھر ہندو عیسائی اور یہودی بھی اسی اصطلاح کفر میں کافر ہیں یعنی وہ کامل مسلمان نہیں۔ مرید تو بیشک ان باتوں پر آمنا کہہ دیں گے لیکن انسان کی سمجھ سے یہ باتیں باہر ہیں۔ قرآن و حدیث کی اصطلاح کو اٹھا کر بالائے طاق رکھا اور اپنی ایک اصطلاح بنائی۔ اس اصطلاح کی رو سے کلمہ گو کافر بھی ہو گئے اور دنیا کے سارے کافر مسلمان بھی کہلائے گو کامل مسلمان نہ ہوئے۔

خلیفہ صاحب کا اظہار معصومیت

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ:۔

"ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ جو کسی کو بلا وجہ کافر کہتا ہے وہ اسکی دلآزاری کرتا ہے اور لڑائی مول لیتا ہے۔ ہاں جب کوئی ہمیں مجبور کرے اور ہم سے پوچھے کہ تم ہمیں کیا سمجھتے ہو اس وقت ہم کہدیتے ہیں کہ ہم تمہیں کافر سمجھتے ہیں تو وہ ہمارے جواب دینے پر بُرا مناتے ہیں اور ہم سے لڑنا شروع کر دیتے ہیں کہ ہمیں مسلمان کیوں نہیں سمجھتے"۔

بیشک قصور قادیانیوں کا نہیں جو مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں بلکہ ان مسلمانوں کا ہے جو قادیانیوں سے یہ سوال کرتے ہیں۔ اسطرح انہیں مجبوراً کافر کہنا پڑتا ہے حیرت ہے کہ آج خلیفہ صاحب یہ بات کہہ رہے ہیں حالانکہ کچھ سال پہلے کہہ چکے ہیں کہ:۔

"ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں . . . . کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں"۔ (انوار خلافت صفحہ ۹۰)

فرض اور دل آزاری

...صاحب نے صفحہ ۹۲ پر لکھنؤ کا ایک واقعہ اس طرح بیان کیا ہے... بیان کرتے ہیں

"لکھنؤ میں ہم ایک آدمی سے ملے۔ جو بڑا عالم ہے اس نے کہا۔ آپ لوگوں کے بڑے دشمن ہیں۔ جو یہ مشہور کرتے پھرتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔ میں نہیں مان سکتا۔ کہ آپ ایسے وسیع دماغ والے ایسا کہتے ہوں۔ اس سے شیخ یعقوب علی صاحب باتیں کر رہے تھے۔ میں نے ان کو کہا۔ کہ آپ کہدیں۔ کہ واقعہ میں ہم آپ لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔"

جو بات چند سال پیشتر فرض تھی۔ آج دل آزاری بن گئی ہے دیکھئے قادیانی جماعت تکفیر کے غلط مسئلہ کی وجہ سے کن بھول بھلیوں میں پڑ گئی ہے۔ مذہب تو ایسی ایچا پیچی کی اجازت نہیں دیتا

جماعت لاہور پر خلیفہ صاحب کی توجہ

خلیفہ صاحب نے اس خطبہ میں ہمارے متعلق بھی بہت کچھ کہا ہے ۔

"کفر و اسلام کا مسئلہ چھیڑنے میں یا غیر مبائعین کو مزا آتا ہے۔ یا احراریوں کو۔ حالانکہ تمدن و معاشرت کا اس سے کیا تعلق۔ کہ ہم تمہیں کیا سمجھتے ہیں اور تم ہمیں کیا سمجھتے ہو۔ . . . . . سیاسیات میں ان امور کا کیا تعلق کہ تم ہمیں کافر سمجھتے ہو۔ یا نہیں۔ پس یہ سوال پیدا ہی ان کی وجہ سے ہوا۔ ورنہ ہمیں یہ سوال اٹھانے کی کبھی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ ہماری طرف سے شروع میں جب یہ سوال اٹھا۔ خواجہ کمال الدین صاحب لیکچروں اور مضامین کی وجہ سے اٹھایا گیا ورنہ ہمیں اس سوال کے اٹھانے کی کیا ضرورت تھی۔ اب غیر مبائعین کو کبھی کبھی یہ سمجھ کر کہ یہ سوال پیدا کرنے میں اپنی کامیابی ہوگی۔ گدگدی اٹھتی ہے۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ جب ان امور پر بحث ہوگی تو لوگ ان سے ناراض ہو جائیں گے . . . . . .
ان پر تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فقرہ بالکل صادق آتا ہے۔ لن تعدو قدرک تو اپنے اندازے سے نہیں بڑھیگا۔"

خواجہ صاحب مرحوم کا کیا قصور تھا؟

افسوس خلیفہ صاحب نے یہ نہ بتلایا۔ کہ خواجہ صاحب مرحوم نے یہ مسئلہ چھیڑا ہی کیوں؟ خواجہ صاحب مرحوم جن پر اب یہ الزام دیا جاتا ہے کہ تکفیر کا مسئلہ ان کی وجہ سے پیدا ہوا۔ ان کا قصور کیا تھا۔ صرف یہ کہ انہوں نے لیکچروں کا ایک سلسلہ شروع کیا تھا۔ کہ سب کلمہ گو اصول اسلام میں متحد اور مسلمان ہیں۔ یہ بات موجودہ خلیفہ صاحب کو (جو اس وقت خلیفہ نہ تھے) پسند نہ آئی۔ اور انہوں نے ایک پورا رسالہ اس بات پر لکھا کہ خواجہ صاحب غلطی پر ہیں۔ تمام کلمہ گو جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کی بیعت نہیں کی۔ وہ کافر ہیں تو خواجہ صاحب مرحوم کا قصور یہ ہوا۔ کہ وہ مسلمانوں کو مسلمان کہتے تھے اور خلیفہ صاحب تو محض معذور ہیں کہ خواجہ صاحب کے مسلمانوں کو مسلمان کہنے کی وجہ سے انہیں مسلمانوں کو کافر کہنا پڑا۔ نہ خواجہ صاحب یہ غلطی کرتے کہ کلمہ گوؤں کو مسلمان کہتے۔ نہ خلیفہ صاحب مسلمانوں کو کافر قرار دیتے

خلیفہ صاحب کی عجیب ۔ غریب منطق

کیا عجیب منطق ہے۔ اور اب غیر مبائعین کو تکفیر کے مسئلہ میں مزا آتا ہے اور درحقیقت وہی اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ خلیفہ صاحب مسلمانوں کو کافر قرار دے رہے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ کلمہ گوؤں کو مسلمان قرار دیتے ہیں۔ تو خلیفہ صاحب چڑ کر کہتے ہیں۔ کہ نہیں یہ سب کافر ہیں۔ جس دن غیر مبائعین کلمہ گوؤں کو مسلمان کہنا چھوڑ دیں گے۔ یعنی انہیں کافر قرار دیں گے۔ اس دن خلیفہ صاحب کو بھی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ کہ مسلمانوں کو کافر کہیں۔ تو سارا قصور یا خواجہ صاحب مرحوم کا ہے یا "غیر مبائعین" کا۔

لن تعدو قدرک کا مطلب

بعض دوست لن تعدو قدرک کا مطلب نہیں سمجھے ہونگے حضرت نبی کریم کے زمانے میں ایک شخص ابن صیاد تھا۔ جسے کچھ الہام کا دعوے تھا۔ ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلعم صحابہ کے ساتھ اس سے ملے۔ حضرت عمرؓ نے تو دیکھ کر قسم کھالی کہ یہی شخص دجال ہے۔ اس وقت حضرت نبی کریم نے یہ فقرہ ارشاد فرمایا تھا مطلب اس کا یہ تھا۔ کہ تیری کوششیں کامیاب نہیں ہونگی۔ اب جناب خلیفہ صاحب کا ارشاد ہے کہ ہم لوگ ابن صیاد کے مقام پر ہیں اور ہماری کوششیں ناکام ہونگی

قادیانیوں سے کس طرح صلح ہو سکتی ہے؟

ان باتوں کے باوجود بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپس کے اختلافات اخباروں میں نہیں آنے چاہئیں۔ قادیانیوں سے صلح ہو جانی چاہیئے۔ لیکن کیا تم مانتے ہو کہ تم دجالیت پھیلا رہے ہو؟ اگر ایسا نہیں۔ تو پھر جن لوگوں کے دلوں میں یہ کینہ بھرا ہوا ہے ان سے صلح کس طرح ہو سکتی ہے؟

قادیان کی ایک تازہ شائع شدہ کتاب

ابھی حال ہی میں قادیان سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے "منکرین خلافت کا انجام" یہ لفظ کوئی کہہ سکتا تھا تو امام حسینؑ کی شہادت کے بعد یزید کہہ سکتا تھا لیکن باوجود امام حسینؑ کی ظاہری ناکامی اور یزید کی کامیابی کے آج ناکام یزید ہے اور کامیاب امام حسین ہیں۔ خوب یاد رکھو کہ حق کو کتنا ہی دباؤ وہ غالب ہو کر رہیگا پہلے بھی یہی ہوا۔ اب بھی یہی ہوگا۔ نہ حضرت نبی کریمؐ کے بعد نبوت قائم ہوگی اور نہ تکفیر کا مسئلہ قائم ہوگا۔ حق ہی کا بول بالا ہوگا۔

قادیانیوں کو ہم سے خوش ہونا چاہیئے تھا

میں نے پہلے بھی کئی مرتبہ کہا ہے کہ اگر قادیانی حضرت مرزا صاحب کے عاشق ہیں اور خلافت قائم کرنے کے لئے ہی نبوت نہیں بنا رہے بلکہ حضرت مرزا صاحب کو فرط محبت سے نبی بنا رہے ہیں تو انہیں اس جماعت سے خوش ہونا چاہیئے جو کہ حضرت مرزا صاحب کی عزت قائم کر رہی ہے نہ کہ اس کی مخالفت اور بربادی کے درپے ہونا چاہیئے اگر کوئی ہندو یا عیسائی حضرت نبی کریم صلعم کی تعریف میں ایک لفظ بھی کہتا ہے۔ تو ہم اس کو سر پر اٹھا لیتے ہیں۔

حق ہی ہمیشہ غالب رہتا ہے

میں کوئی پیشگوئی کرنے والا تو نہیں ہوں لیکن قرآن نے ثابت کر دیا ہے کہ حق ہمیشہ غالب رہتا ہے حدیث نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ حق ہمیشہ غالب رہتا ہے۔ تمہاری جماعت بھی حق پر قائم ہے وہ بھی انشاء اللہ غالب ہی رہے گی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ تم ذرا اپنی سستی کو چھوڑ کر پوری طرح کام میں لگ جاؤ۔ تمہاری جماعت ختم نبوت کی قائل ہے اور کسی نئے یا پرانے نبی کے آنے کو نہیں مانتی تکفیر کی وبا کو یہ روکتی ہے اور صحیح معنوں میں اتحاد کی علمبردار ہے میں تو یہاں تک کہتا ہوں۔ اگر ہماری قسمت میں برباد ہونا ہی لکھا ہے تو ان پاک اصولوں پر قائم رہ کر کیوں برباد نہ ہوں۔ نیکی کے کام میں برباد ہونے میں بھی ایک مزہ ہے۔ اپنی غلط کو اٹھاؤ ہماری صلح کسی ایسی جماعت سے نہیں ہو سکتی جو ختم نبوت کی قائل نہ ہو اور کلمہ گوؤں کی تکفیر کرتی ہو۔

خبریں

—— لندن ۱۴ مئی۔ کرنل لارنس جو جنگ کے دوران میں عرب میں اپنی جنگی قابلیت کی وجہ سے مشہور ہو چکا ہے۔ موٹر سائیکل کے تصادم سے سخت زخمی ہو گیا ہے۔ حالت خطرناک ہے

—— بمبئی ۱۵ مئی۔ حکومت بمبئی نے ایک طویل قرارداد شائع کی ہے اس میں ان اقدامات کا ذکر ہے۔ جو حکومت مذکور نے پسماندہ اقوام کو پبلک آسائشوں سے مستفید کرنے کے لئے کئے ہیں

—— مسٹر ایڈورڈ میبرن امریکہ کا ایک مشہور کروڑپتی ہے جس کی دولت کا اندازہ ۵ کروڑ ڈالر لگایا جاتا ہے۔ یہ مٹی کے تیل کا کاروبار کرتا ہے اور مٹی کے تیل کا بادشاہ کہلاتا ہے اس کی سولہ سالہ لڑکی نے اس کے کارخانہ کے ایک معمولی مسلمان مزدور عبد الصمد سے شادی کر لی ہے۔

—— سر سکندر حیات خاں آج کل بیمار اور لاہور میں زیر علاج ہیں

—— حادثہ کراچی کے مجروحین اور شہدا کے پسماندگان کے لئے حکومت بمبئی نے پانچ ہزار روپے کی رقم دی ہے

—— شکارپور (سندھ) ۱۵ مئی۔ آج صبح یہاں زلزلے کے شدید جھٹکے محسوس کئے گئے۔

—— پولینڈ کے مشہور لیڈر مارشل پلسوڈسکی کا انتقال ہو گیا۔

—— علیگڑھ ۱۵ مئی مسلم یونیورسٹی میں موسم گرما کی تعطیلات شروع ہو گئی ہیں۔ اب یونیورسٹی ۲ جولائی کو کھلے گی۔

مخالفین احمدیت سے ایک سوال

جماعت احمدیہ کیوں مٹانے کے قابل ہے؟

(از جناب سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جموں)

تبلیغ کانفرنس کے نام سے چند دن ہوئے جموں میں ایک مجلس قائم کی گئی ہے۔ یہ نام بتاتا ہے کہ یہ جماعت غیر مسلموں کو صداقت اسلام دکھا کر مسلمان بنائے گی۔ لیکن سر دست جو کام اس نے شروع کیا ہے وہ مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے اور جماعت احمدیہ کو جو اس وقت دنیا میں منظم جماعت کے طور پر تبلیغ اور اشاعت اسلام کرنے والی واحد قوم ہے اس کو مٹانے کا کام ہے اگر جماعت احمدیہ کے عقائد غیر اسلامی عقائد ہوتے یا اس کا کام تخریب اسلام ہوتا تو بے شک وہ مٹا دینے کے لائق تھی۔ ذیل میں ہم مختصراً اپنے عقائد اور اپنا کام پیش کر کے ہر اس مسلمان سے جس کے دل میں خوف خدا ہے اور محمد رسول اللہ صلعم کی عزت ہے امید کرتے ہیں کہ وہ ضرور اغور کرے کہ کیا احمدیہ جماعت کو مٹانا واقعی اسلام کو مٹانے کے مترادف نہیں۔

(۱) کیا جماعت احمدیہ اس لئے مٹانے کے قابل ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات میں کسی دوسرے کو شریک نہیں کرتی۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو بندوں کا پیدا کرنیوالا۔ مردوں کو زندہ کرنیوالا۔ علم غیب کا رکھنے والا۔ انیس سو سال سے بغیر کھائے پیئے آلآن کما کان ایک ہی حالت میں رہنے والا مان کر آدھی خدائی اس کے اور بقیہ آدھی دجال کو مردے زندہ کرنیوالا۔ بارشیں برسانیوالا۔ زمین سے سبزیاں اگانیوالا وغیرہ مان کر سپرد نہیں کرتی۔ نہ قبروں پر سجدے کرتی ہے نہ سجادہ نشینوں اور پیروں کو خدائی کا حصہ دار مانتی ہے۔

(۲) کیا یہ جماعت اس لئے مٹانے کے قابل ہے کہ حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت میں آنحضرت کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہیں کرتی۔ یہ باور کرتی ہے کہ انبیاء سابقین علیہم السلام اپنی قوم اور اپنے اپنے زمانے میں اس طرح تھے جسطرح کہ ایک ایک گھر میں چراغ ہوتا ہے۔ جو صرف اسی گھر کو روشنی دیتا ہے اب حضرت محمد الرسول اللہ صلعم آفتاب عالمتاب ہیں۔ جنہوں نے مشرق و مغرب کو روشن کر دیا۔ جیسے آفتاب کے نکلنے کے بعد چراغ کی ضرورت باقی نہیں رہی اسی طرح آنحضرت صلعم کے بعد نہ کسی پرانے نبی کی ضرورت ہے اور نہ نئے کی۔ حضورؐ کے بعد نبی تسلیم کرنا حضورؐ کی توہین ہے کیونکہ ایسا ماننا اس بات کی دلیل ہے کہ معاذ اللہ آنحضورؐ نبوت کے سارے کاموں کی تکمیل نہیں فرما گئے۔ کچھ باقی ہے۔ جس کو پورا کرنے کے لئے نبی آئیں۔ جس طرح قرآن کریم خاتم الکتب ہے جس کے بعد کوئی کتاب نہیں۔ اسی طرح محمد رسول اللہ صلعم خاتم النبیین ہیں۔ جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ نہ پرانا۔ نہ نیا۔

(۳) کیا جماعت احمدیہ اس لئے مٹانے کے لائق ہے کہ آج جبکہ ہر فرقہ و جماعت میں قرآن شریف کے اس حکم کو "لا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومناً" (النساء) کہ "جو تم کو السلام علیکم کہے۔ اسے نہ کہو تم مسلمان نہیں"۔ رسول اللہ کے اس ارشاد کو "لا تکفروا اھل قبلتک" (الحدیث) کہ "جو قبلہ رو کھڑا ہوتا ہے۔ اس کو کافر نہ کہو"۔ اور امام اعظم علیہ الرحمۃ کے اس فرمان کو (فتویٰ امام اعظم علیہ الرحمۃ سیرت النعمان مولفہ علامہ شبلی مرحوم) کہ "ہم کسی کلمہ گو کو کافر کہنا جائز نہیں سمجھتے" پس پشت ڈال رکھا ہے۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہی صرف ایک جماعت دنیا میں ہے جو ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتی ہے اور کلمہ گو کی تکفیر کرنے والے سے اس وقت تک متفق نہیں ہے جب تک کہ وہ اپنا اس خلاف قرآن و حدیث و فقہ مسلک سے جو اتحاد اسلامی کی جڑ پر کلہاڑے کی طرح ہے باز نہ آئیں۔

(۴) کیا جماعت احمدیہ اس لئے مٹانیکے قابل ہے کہ مسلمان کو جو اپنا فرض آسمان سے آنے والے مسیح اور تلوار سے دنیا جہان کو مسلمان کرنے والے مہدی کے سپرد کر کے خود خواب غفلت میں خراٹے لے رہے ہیں اس نے بیدار کیا۔ کہ غلبہ دین قرآن شریف اور اسوہ حسنہ کی اشاعت سے ہوگا۔ جیسے کہ پہلے ہؤا۔ نہ کہ بزور شمشیر یہ مسلمانوں کے اپنے کرنے کا کام تھا۔ خود قرآن لے کر اٹھنے اور قرآن ہی کو ہاتھ میں لے کر جہاد کرتے چنانچہ امام زماں نے ایک ایسی قوم پیدا کر دی۔ جو قرآن اور اسوہ حسنہ کو لے کر دنیا کے اطراف و اکناف میں اشاعت اسلام کے لئے نکل گئی۔

(۵) کیا جماعت احمدیہ اس لئے مٹانے کے قابل ہے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے تین جھوٹ بولنے کے عقیدہ کو حضرت آدم علیہ السلام کے گناہ کرنے کے عقیدہ کو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل ناحق کے عقیدہ کو حضرت داؤد علیہ السلام پر جو غلط اتہام لگایا جاتا ہے حضرت سلیمان کے متعلق اس بات کو انہوں نے ملکہ بلقیس کی پنڈلیاں دیکھنے کی خواہش سے شیش محل بنایا گیا۔ حضرت یوسفؑ پر اس الزام کو کہ وہ کو زلیخا کے طلب کرنے پر آمادہ ہو چلے تھے۔ نیز آپ کی شان میں اس گستاخی کو خود ہی انہوں نے پیالہ بنیامین کے بوجھ میں ڈالدیا اور خود ہی قافلے والوں کو بعد میں چور بنایا۔ نہیں مانتی اور ایسے غلط عقیدوں سے سخت بیزار ہے۔ اور تمام انبیاء کو معصوم یقین کرتی ہے اب ہم کو توہین انبیاء کا الزام دینے والے اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں۔ کہ توہین انبیاء کرنے والے کون ہیں؟

(۶) کیا جماعت احمدیہ اس لئے مٹانے کے لائق ہے کہ وہ ان باتوں کو نہیں مانتی جن سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی خدائی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی فضیلت ثابت ہو۔ جس کی بنا پر عیسائیت اسلام کو کھاتی چلی جا رہی ہے۔ کیا مسلمانوں کیلئے عقیدہ شرم کا مقام نہیں۔ کہ آدم کے ہر بیٹی بیٹے کو جن میں انبیاء علیہ السلام بھی شامل ہیں ان کی پیدائش کے وقت شیطان نے چھوا۔ اگر نہیں چھوا۔ تو ایک حضرت مسیح کو یا اس کی والدہ کو۔

(۷) کیا جماعت احمدیہ اس لئے مٹانے کے لائق ہے کہ تیرہ سو سال میں کسی مسلمان نے انگریزی ترجمہ قرآن شریف کا نہیں کیا تھا اس جماعت نے قرآن شریف کا ترجمہ نہ صرف انگریزی زبان اور اردو میں کیا ہے بلکہ جرمن اور ڈچ زبانوں میں بھی کر دیا ہے انگریزی ترجمہ دنیا کی بڑی بڑی لائبریریوں میں مفت بھیجا گیا ہے۔ کیا ہندوستان میں مولانا ابوالکلام آزاد جیسی شخصیتوں نے اس کی خوبیوں کا اعتراف نہیں کیا۔ زمیندار جیسے دشمن سلسلہ بھی اس کی خوبیوں کی شہادت کو چھپا نہ سکے (ملاحظہ ہو اخبار زمیندار مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۱۵ء۔ جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے ان عزیز الوجود بزرگوں میں سے ہیں۔ جن کی عالمانہ زندگی کا ایک لمحہ بھی خدمت اسلام سے خالی نہیں رہتا۔ وہ روزانہ قرآن مجید کا درس دیتے ہیں۔ حال ہی میں اس درس مقدس کے بعض اہم اقتباسات انہوں نے خود ہی قلمبند کر کے شائع فرمائے ہیں۔ جن میں اکثر آیات جزو اول اور کسی قدر جزو ثانی کی تفسیر ہے۔ شاید اردو کا خزانہ ایسے تابناک جواہر ریزے بڑی مشکلوں سے بھی نہ نکال سکے۔ زمیندار ۱۵ اپریل ۱۹۱۵ء) دوسری طرف یورپ و امریکہ میں ان تفاسیر کے ذریعہ سینکڑوں انگریزوں اور دیگر اقوام کے لوگوں کو اسلام لانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

(۸) کیا جماعت احمدیہ اس لئے مٹانے کے لائق ہے کہ اس نے سیرت نبوی صلعم کو کئی زبانوں مثلاً انگریزی و ڈچ، البانوی چینی اور سندھی گورمکھی اور ہندی میں لکھا۔ اور نہایت وسیع پیمانہ پر مفت تقسیم کیا۔ اس کے علاوہ نہایت وسیع خالص اسلامی لٹریچر جس میں تمام مذاہب والوں اور لامذہب دہریوں کے اعتراضات کو جو اسلام اور بانی اسلام پر کرتے رہتے ہیں۔ رد کیا جاتا ہے اور اس لٹریچر کا ترجمہ گورمکھی ہندی سندھی، بنگالی، تامل۔ تلیگو۔ ملیالم، گجراتی۔ ۔ ۔ ۔ اردو، انگریزی، جرمن ہنگری۔ ڈچ۔ اطالوی۔ البانوی۔ ترکی۔ پولش۔ عربی۔ فارسی۔ چینی ملائی۔ جاوی۔ سیامی۔ سواحلی پچیس زبانوں میں لکھ کر دنیا جہان میں تقسیم کیا جس سے تمام دنیا میں بیداری پیدا ہو گئی۔ اور مغرب کا نقطۂ نظر اسلام کے متعلق بالکل بدل گیا۔ جیسے کہ نیچے ذکر آئیگا۔ حدیث شریف میں سے صحیح بخاری کا ترجمہ کیا اور ایسے طور پر کیا جس کی نظیر سابق میں نہیں پائی جاتی۔ منکران حدیث کے واسطے مستقل کتاب مقام حدیث کے نام سے لکھی گئی ہے جس میں حدیث کی صداقت پر مدلل بحث کی گئی ہے۔

ولایت میں ووکنگ مشن قائم کیا۔ اور عرصہ دراز تک خالص اپنے خرچ پر چلایا گیا۔ حتیٰ کہ خدا نے غیر از جماعت ہمدرد اسلام مسلمانوں میں سے بھی معاونین پیدا کر دیئے۔ جرمن میں ڈیڑھ لاکھ روپیہ صرف کر کے مسجد تعمیر کی گئی۔ اور اب کفرستان کے مرکز میں سے اللہ اکبر کی آواز بلند ہوتی ہے۔ نیز وہاں مستقل مشن قائم ہے جس کے ذریعہ کئی یورپین اصحاب حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔ جاوا میں مستقل مشن عیسائیت کی روک تھام کے لئے کھولا گیا ہے۔ اب وہ اتنا کامیاب ہؤا ہے کہ خود انہوں نے ڈچ زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے اس کے علاوہ ٹرینیڈاڈ۔ سماٹرا۔ سیام اور آسٹریا میں اسلامی مشن قائم کئے گئے ہیں۔ جو کہ کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں۔ سپین اور افریقہ میں اسلامی مشن قائم کرنے کا مسئلہ زیر غور ہے۔ سپین میں اسلامی مشن کے انعقاد کے لئے فنڈ بھی کھل چکا ہے۔ انشاء اللہ جلد ہی یہ مشن بھی قائم ہوگا۔ جماعت احمدیہ کے ذریعہ ہزاروں اچھوت افراد حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ امریکہ و یورپ کے تمام ممالک میں، ترکی اور ایران میں چین اور ہندوستان میں اسلام کا کام ہو رہا ہے۔ ٹرینیڈاڈ۔ البانیہ اور جاوا وغیرہ سے طالبعلم لاہور آ کر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ جو اپنے ممالک میں جا کر تبلیغ اسلام کرتے ہیں۔

خاتمہ سخن

ہم نے اپنے عقائد اور اپنی کارکردگی کا خلاصہ اوپر درج کر دیا ہے۔ جس سے ہر شخص کو ہمارے عقائد اور کام کا صحیح اندازہ ہو گیا ہوگا ان حالات میں ہم منصف مزاج اور ہمدردان اسلام مسلمانوں سے التماس کرتے ہیں کہ وہ خدا کو حاضر ناظر جان کر فیصلہ کریں کہ کیا یہ نام نہاد تبلیغ کانفرنس جس کا کام صرف مسلمانوں کے اندر تفرقہ پیدا کرنا اور اتحاد اسلامی کو شا نہ ہے برباد کرنے کے قابل ہے یا احمدیہ جماعت کو جو کہ تن دہی سے اشاعت اسلام کے کام میں مصروف ہے احمدیہ جماعت تو اس بات کی مستحق ہے کہ ہر وہ مسلمان جس کے اندر محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا کی توحید کی اشاعت کی تڑپ ہے

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں ✦ دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بفضلہ تعالیٰ بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جناب شیخ حاجی میاں مولا بخش صاحب ڈلہوزی کے صاحبزادہ میاں محمد شریف صاحب کے گھر اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے الحمد للہ۔ ہماری طرف سے شیخ صاحب اور ان کے تمام افراد خاندان کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت و مسرت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے نیز بچہ کی والدہ صاحبہ کئی روز سے بعارضہ بخار بیمار ہیں ان کی صحت کیلئے تمام احباب درد دل سے دعا کریں۔

— امسال حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے بڑے صاحبزادہ عزیز راشد احمد نے امتحان میٹریکولیشن درجہ اول میں پاس کیا ہے اس کامیابی پر ہم حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ، محترمہ بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ دعا ہے اس سعید و ہونہار بچہ کی یہ کامیابی شاندار دینی و دنیوی ترقیوں کا پیش خیمہ بنے آمین ثم آمین۔

— جناب ڈاکٹر حسن علی صاحب سنیئر اسسٹنٹ سرجن امرتسر تحریر فرماتے ہیں کہ ان کے بڑے صاحبزادہ شیخ فضل احمد خاں نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے ایم۔ اے کا امتحان پاس کیا ہے۔ اور ان کے ہمشیرزادہ عزیز محمد خلیل نے امسال میٹرک کا امتحان پاس کیا ہے۔

— پیغام صلح دلی مبارکباد قبول ہو۔

— شیخ صاحب کی تبدیلی قصبہ سانڈہ متصل لاہور میں ہو گئی ہے۔ آپ عنقریب امرتسر سے وہاں آ جائیں گے۔

— مندرجہ ذیل اصحاب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کر کے شامل سلسلہ عالیہ ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ استقامت اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ (۱) فضل حسین صاحب وزیرآباد (۲) عبدالعزیز صاحب ضلع فیروزپور

— جناب بابو ثناء اللہ صاحب پوسٹ ماسٹر امرتسر کی صحت عرصہ سے خراب رہتی ہے۔

— جناب حکیم زین العابدین صاحب خالقی سکنہ پیرکیا نوالہ کا صاحبزادہ عزیز مقبول احمد ابھی تک بدستور بیمار ہے۔

— جماعت کے بعض دیگر افراد بھی بیمار ہیں۔ ان سب کے لئے درد دل سے دعا کی جائے۔

— جناب قاسم خان صاحب چھبہ آج کل بعض مشکلات میں مبتلا ہیں۔ اور احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

— مینیجر صاحب پیغام صلح درخواست کرتے ہیں کہ جن احباب کا چندہ اخبار ختم ہو چکا ہے۔ وہ ازراہ کرم سالانہ ادا فرما دیں۔ اکثر احباب اس بارہ میں کماحقہٗ توجہ نہیں فرماتے۔ جس کی وجہ سے اخبار کو مالی مشکلات پیش آ جاتی ہیں۔ (مینیجر)

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلا نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

انوار القرآن پر سرسری نظر

(از ابراہیم خاں صاحب منشی فاضل ریٹائرڈ محکمہ تعلیم کشمیر)

اس مقدس تفسیر پارہ عم (انوار القرآن) کا ہر ایک مسلمان کا اپنے پاس رکھنا باعث برکات و فیوض رحمان ہو گا۔

انوار القرآن کیا ہے؟

(۱) اس کے پڑھنے سے ایمان تازہ ہو کر اعمال صالحہ کی ترغیب ہوتی ہے۔

(۲) اس کے مطالعہ سے مردہ دلوں میں بھی وجدانی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

(۳) ایک مستقل استاد کی شاگردی اور مدت مدید کی خدمت گزاری سے بے نیازی پیدا ہوتی ہے۔

(۴) اس کا ایک ایک لفظ عاشق کلام اللہ کے لئے حرز جان ہے۔

(۵) یہ طریقت، حقیقت اور شریعت کے باریک نکتوں اور سربستہ رازوں سے بہت تھوڑے وقت میں آگاہی دیتا ہے۔

(۶) حقائق کلام الٰہی کو اکابران ملت اور علوم جدیدہ کی تماثیل سے ایسا ذہن نشین کرتا ہے کہ جس سے دل نور اور سینہ سرور سے بھر جاتا ہے۔

(۷) جادہ ضلالت کے افتادگان اور جادہ مستقیم کے گمراہان کے لئے کامل دستگیر ہے۔

(۸) متلاشیان دین حق اور معبان کلام الٰہی کے لئے ایک کافی ہدایت نامہ ہے۔

(۹) اس کا ایک ایک لفظ بادہ عرفان سے ابدی حیات عطا کرتا ہے۔

(۱۰) یہ مقدس کلام انسان کو فرائض انسانیت سے آگاہ کر کے اعلیٰ مراتب اور بلند مدارج پر پہنچانے کا ایک مضبوط زینہ ہے۔

راقم الحروف نے اس کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ حضرت ڈاکٹر علامہ بشارت احمد صاحب مفسر نے اس میں ایسا مؤثر اور دلکش پیرایہ اختیار کیا ہے کہ کسی سورہ شریف کو شروع کریں جب تک وہ ختم نہ ہو۔ چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا جس قدر وہ مبتدی کیلئے مفید ہو سکتا ہے اسی قدر ایک عالم کے ازدیاد علم کا باعث ہو سکتا ہے اس کی سلاست و روانی حد معنی خیز مضامین کلام الٰہی کے شایان شان ہیں۔ مفسر نے جس عرق ریزی سے ایسے دریائے ذخار اور لا انتہا عمیق سمندر سے نکالے ہیں نقاد جوہری ان کو انکی قدر و منزلت کر کے ثواب اخروی حاصل کرنا چاہئے کیا اچھا ہوتا کہ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب موصوف محض اشاعت قرآن کے مقاصد عالیہ کو مدنظر رکھ کر ہر سال اس قسم کا بیش بہا تحفہ مخلوق خدا کے سامنے پیش کرتے تمام قرآن حکیم کی مکمل تفسیر کر دیتے اس کی خوشخط کتابت دیدہ زیب و طباعت اور خوبصورت جلد بھی اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی اس کی قیمت صرف دو روپے فی جلد بلا محصول ہے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور صحیح معنوں میں خادم قرآن اور جانشین حضرت مجدد صدی چہاردہم ہے میں اس پر مفصل لکھنا چاہتا تھا مگر میرے ایک بزرگ مہربان دوست گجراتی نے مجھ سے پہلے اس موضوع پر میرے دلی خیالات کو [illegible] ان سطور پر کفایت کی گئی ہے۔

شکریہ احباب

حضرت قبلہ مولانا محمد عبداللہ خان صاحب مرحوم و مغفور کی وفات حسرت آیات پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور دوسرے معزز احباب سلسلہ نے جس گہری ہمدردی کا اظہار مجھ سے اور میرے خاندان سے کیا ہے اس کے لئے میں سب احباب کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ بیرونی احباب میں سے بعض نے اپنے عنایت ناموں سے اور بعض نے تاروں کے ذریعہ جو اظہار ہمدردی فرمایا ہے۔ اس کے لئے بھی میں اپنی طرف سے اور نیز اپنے چھوٹے بھائی مولوی محمد مرتضےٰ خاں صاحب بی اے کی طرف سے سب احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ چونکہ فرداً فرداً ہر ایک دوست کی خدمت میں خط لکھنے سے معذور ہوں۔ اس لئے پیغام صلح کے ذریعہ سے اپنے جذبات تشکر و امتنان کو ان تک پہنچاتا ہوں۔

والسلام مع الاکرام

المرقوم

مصطفےٰ خاں ایڈیٹر اسلامک ریویو لاہور

عقائد احمدیہ متعلق نبوت محمدیہ

پر اخبار "مدینہ" کا ریویو

پچھلے دنوں قاضی محمد یوسف پشاوری قادیانی کے متعلق اخبارات میں یہ بیان شائع ہوا تھا کہ انہوں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اہانت آمیز الفاظ کہے . . . .

اس پر محمد یوسف نے تو بیان کردہ الفاظ کی تردید کر دی لیکن یہ بات معلوم باقی رہ گئی کہ قادیانی جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کس قسم کے خیالات رکھتی ہے۔ سید مدثر شاہ صاحب پشاوری جو جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے یہ کتاب ہمارے مطالعے کیلئے ارسال فرمائی ہے اس کتاب میں لاہوری جماعت کے عقاید نبوت محمدیہ کے متعلق بیان کئے گئے ہیں۔ لاہوری جماعت کا دعوےٰ ہے کہ اجرائے نبوت کے متعلق قادیانی عقائد غلو اور گمراہی پر مبنی ہیں اور خود مرزا صاحب نے نبوت کا کبھی دعویٰ نہیں کیا جہاں تک مرزا غلام احمد صاحب کے دعوؤں کا تعلق ہے ہم ان کے متعلق کوئی رائے زنی نہیں کرنا چاہتے ان کا فیصلہ کرنا ان علماء کا کام ہے جو مرزا صاحب کی کتابوں کے مطالعے کی فرصت پاتے ہیں اور جو ہی قرآن مجید اور احادیث رسول پر بھی عبور رکھتے ہیں لیکن جہاں تک قادیانی جماعت کے استدلال کا تعلق ہے اس کتاب میں اس کی نوعیت کو جس طرح واضح کیا گیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت جہالت اور ضلالت کے بدترین مقام میں پہنچ چکی ہے۔

اس کتاب سے دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ خود قادیانی جماعت کے موجودہ امراء اور فضلاء بھی ایک زمانے میں مرزا صاحب کی نبوت کے منکر تھے۔ ایسے لوگوں کا موجودہ زمانے میں مرزا صاحب کی نبوت کا معتقد ہو جانا انسانی اخلاق کی پستی اور دینی گمراہی کا بدترین نمونہ پیش کرتا ہے اس کتاب سے تیسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ قادیانی جماعت عقلی اور اخلاقی انتہا سے بدترین گمراہی میں مبتلا ہے مثلاً اس کتاب میں قادیانی جماعت کے موجودہ امام کی تحریروں سے ثابت کیا گیا ہے کہ قادیانیوں کا شغل تکفیر مسلمین کا ہے حالانکہ موجودہ زمانہ میں شورش احرار سے گھبرا کر اس نے تکفیر کے معنی صرف کچے اور پکے مسلمان کی تصریح کرنا شروع کر دیا ہے جو حقیقت میں کسی مذہبی جماعت کا وقتی مصلحتوں سے مرعوب ہونا بدترین اخلاقی جرم ہے اس کتاب کا مطالعہ صرف ان لوگوں کو کرنا چاہئے جو اسلامی علوم و عقائد سے پورے طور پر واقف ہیں تین سو صفحات ضخامت ہے قیمت معلوم نہیں دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور سے طلب کریں۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۰

تار کا پتہ: مسلمان لاہور

الصلح خیر

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

جلد ۲۳ — لاہور یوم دوشنبہ مطبوعہ ۱۷ صفر ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۰ مئی ۱۹۳۵ء — نمبر ۳۲

حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم جماعت احمدیہ کی ...

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی

(۴) صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کی ماننا ضروری ہے

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

یوم مسیح موعودؑ

ایک مفید تجویز

۲۶ مئی حضرت مسیح موعودؑ کا یوم وصال ہے۔ گذشتہ سال کی طرح اب کے بھی نوجوانان سلسلہ نے ارادہ کیا ہے کہ اس دن کو یوم مسیح موعودؑ کے طور پر منایا جائے۔ اس روز ہر جگہ نہایت اہتمام سے جلسے منعقد کئے جائیں۔ جن میں حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت حسنہ اور عظیم الشان کارناموں کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے۔ ان جلسوں میں شریف اور سنجیدہ غیر از جماعت احباب کو بھی خاص طور پر مدعو کیا جائے۔ جلسوں کے انعقاد کے علاوہ سلسلہ کے متعلق لٹریچر بھی تقسیم کرنا چاہیئے۔ نوجوانان لاہور نے اس روز ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ ینگ مین ایسوسی ایشن لاہور کے باہمت ارکان انتظامات میں مصروف ہیں۔ معاصر عزیز ینگ اسلام نے اس تقریب کے سلسلہ میں اپنا ایک خاص نمبر بھی شایع کیا ہے۔ جو چھپ کر بالکل تیار ہو چکا ہے۔ اور اس قابل ہے کہ اسے انگریزی خواں مسلمانوں میں کثرت سے تقسیم کیا جائے۔ ضرورت ہے کہ دیگر مقامات کے نوجوان اور بزرگ بھی اٹھیں اور اپنی زندگی و بیداری کا ثبوت دیں۔ یوم مسیح موعودؑ کا منانا تبلیغی لحاظ سے بھی مفید ہوگا۔ اور اس طرح ہمارے ارادوں اور قوت عمل میں بھی ایک تازگی پیدا ہو جائے گی۔

دنیا اپنے پیشواؤں اور لیڈروں کی برسیاں مناتی ہے۔ لیکن ہمارا مقصد برسی منانا نہیں بلکہ اس عظیم الشان مقصد کو تقویت دینا ہے۔ جس کیلئے کہ اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب مبعوث ہوئے اور وہ مقصد اشاعت و حفاظت اسلام ہے۔ حضرت مسیح موعود کی زندگی کا ہر واقعہ ان کی تحریروں کا ایک ایک صفحہ نہیں بلکہ ایک ایک سطر اور ایک ایک لفظ اسی مقصد عظیم کی تکمیل کیلئے تھا۔ لہذا اس مامور ربانی کی زندگی اور آپکی تحریرات کو ایک منظم طریق پر پبلک میں پیش کرنا بھی اسلام کی اشاعت کیلئے مفید ہے اس سے بہت سے نیک قلوب میں خدمت اسلام اور قبول صداقت کی ایک زبردست لہر پیدا ہو جائے گی۔ جو دین کے غلبہ میں معاون ہوگی۔

افسوس بعض موانعات کیوجہ سے ہم اس تقریب پر پیغام صلح کا کوئی خاص نمبر شایع نہ کر سکے۔ ورنہ جہاں احباب کو لٹریچر تقسیم کرنے کیلئے ایک ارزاں مفید اور خوبصورت چیز مل جاتی ہے وہاں مقرر صاحبان کو یوم مسیح موعودؑ کیلئے تقریر تیار کرنے میں بھی بہت کچھ سہولت ہو جاتی۔ ہماری خواہش یہ ہے کہ ہر اس مقام پر جہاں جماعت کے دو چار آدمی بھی موجود ہوں۔ یوم مسیح موعودؑ ضرور منایا جائے۔ ظاہری تکلفات سے اجتناب کرتے ہوئے جلسوں کا اہتمام سادگی سے کر لیا جائے۔ مرکز سے مقررین کا ہر جگہ پہنچنا ناممکن ہے اسلئے احباب کو خود ہی ہمت کر کے تقریریں طیار کر لینی چاہئیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب اور اخبار کے نمبروں کا مطالعہ تقریروں کی تیاری میں بہت بڑی حد تک معاون ہوگا۔ (۱) تحریک احمدیت مصنفہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ (۲) عالمگیر مذہبی انقلاب (ٹریکٹ) مؤلفہ حضرت امیر ایدہ اللہ (۳) پیغام صلح کے گذشتہ مسیح موعود نمبر (۴) پیغام صلح کا خاص نمبر مطبوعہ اپریل ۱۹۳۳ء (۵) پیغام صلح کا قبول احمدیت نمبر مطبوعہ ۱۹۳۴ء۔ تقسیم کرنے کیلئے مرکز میں کئی قسم کے ٹریکٹ اور ہینڈبل موجود ہیں۔ جو بعض قیمتاً اور اکثر مفت ملتے ہیں۔ وہ بھی طلب کئے جا سکتے ہیں۔ اگر جماعت کے تمام افراد اور خاصکر نوجوان ۲۶ مئی کا سارا دن خدمت دین کے لئے وقف کر دیں اور اس روز صبح کے وقت لٹریچر تقسیم کریں اور لوگوں سے تبلیغی ملاقاتیں کریں۔ اور سہ پہر یا شام کے وقت جگہ جگہ جلسے منعقد کئے جائیں تو اس اجتماعی تبلیغ کے نتائج نہایت مفید اور دور رس ہوں گے۔ (انشاء اللہ)

مذاکرۂ علمیہ

حسنِ یوسفؑ میں نورِ محمدیؐ

کتاب میثاق النبیین کے چند صفحات

(از جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی)

کچھ عرصہ ہوا جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت نے "پیغام صلح" میں یہ خوشخبری دی تھی کہ ایک بہت خوبصورت کتاب نہایت اعلیٰ درجہ کے کاغذ کتابت اور طباعت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق انبیاء عالم کی پیشگوئیوں پر جس میں تمام زبانوں اور کتابوں کی پیشگوئیاں اصلی کتابوں سے ... اور ... انگریزی میں لکھ کر مع ترجمہ اور شرح شایع کی جائیں مولانا موصوف کئی سال سے نہایت محنت ... کتاب کیلئے ... انہوں نے اپنی مفید تجویز کو عملی جامہ پہنانا شروع کر دیا ہے یعنی میثاق النبیین کے نام سے ... لکھی جا رہی ہے جس کو اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں شایع کرنے کا ارادہ ہے۔ اس کتاب کے چند صفحات درج ذیل ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو جلد اس مبارک کام کی تکمیل کی توفیق دے۔

(مدیر)

انّ کان فی یوسف واخوتہٖ آیاتٌ للسائلین (۱۲ : ۷)

ترجمہ: بے شک یوسف اور اس کے بھائیوں کے حالات میں دریافت کرنے والوں کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے نشانات ہیں۔

حضرت یعقوب کی اپنے بارہ بیٹوں کو دعائیں

حضرت یعقوب نے اپنے بارہ بیٹوں کو مع یوسف اپنے بستر مرگ پر جمع کیا۔ اور ہر ایک کو اس کی عادت اور فضیلت کے موجب دعا دی۔ حضرت یوسف کو نبوۃ اور روحانیت کے چشمہ سے سیرابی کی دعا دی گئی۔ جناب یعقوب کا پلوٹھا بیٹا روبن تھا۔ لیکن اس ... کی وجہ سے خلاف قاعدہ حکومت کا عصا منجھلے بیٹے یہودا کے ہاتھ میں دیا۔ اور فرمایا:-

"یہوداہ سے ریاست کا عصا جدا نہ ہوگا اور نہ حکم اس کے پاؤں کے درمیان سے جاتا رہیگا جب تک کہ شیلوہ نہ آئے اور قومیں اس کے پاس اکٹھی ہونگی۔" (پیدائش ۴۹ : ۱۰)

پیشگوئی کا ایک لفظ اور اس کے مختلف تلفظ اور معانی

پیشگوئی میں ایک لفظ ہے جسے تورات کے مختلف نسخوں میں شیلوہ کہیں شلوہ، بعض میں شلیم شیلو اور شیلو پڑھا گیا ہے۔ جس طرح اس لفظ کی قرأت میں اختلافات ہیں معانی بھی اکثر مختلف ہیں۔ عام طور پر اس کے معنی صلح کرانے والا یا شہزادہ سلامتی کئے گئے ہیں۔ یورن ... ترمیم شدہ نسخہ کے لحاظ سے یہ ہے:-

"حکومت کا عصا یہوداہ سے جدا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ شیلوہ آجائے۔ جو لوگوں کی اطاعت کا حقدار ہے"

کلیسا کے مستند نسخہ توراۃ کے لحاظ سے ترجمہ یہ ہے:-

"یہوداہ سے ریاست کا عصا جدا نہ ہوگا۔ اور نہ قانون اس کے پاؤں کے درمیان سے جاتا رہے گا یہاں تک کہ شیلوہ آجائے"

نسخہ سوراتیان کی قرأت کے لحاظ سے

عصا یہوداہ سے جدا نہ ہوگا۔ اور نہ اس کا وکیل اس کے قدم ... یہاں تک کہ وہ آجائے۔ جو حکومت کا مستحق ہے۔ لوگ اسی کے ... ہیں۔

ایک ... آخری فقرہ کا ترجمہ یہ ہے

جو سلطنت کا مالک ہے اور اس کے لئے قومیں چشم براہ ہیں

عبرانی لغت اور بائیبل دونوں اس لفظ کے ترجمہ میں سخت مضطرب ہیں۔ دیکھو جینس کی لغت عبرانی۔ بائیبل میں جناب یوسف کا قصہ جوشک اور ایلوہیسٹک گروہوں کے اختلافات کا مجموعہ ہے۔ اس لئے وہ ہماری اس بارہ میں کوئی رہنمائی نہیں کرتا۔ (سائیکلوپیڈیا بائیبلیکا)

حضرت مسیح کا جعلی نسب نامہ

ان دو چیزوں کے بعد ہمارے پاس اس آیت کو حل کرنے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہود کی روایات ہیں۔

ابتدا میں اس آیت کے متعلق ہمارے فکر کو مزید تحقیقات کی طرف دعوت دینے والا امر اناجیل میں جناب مسیح کا جعلی نسب نامہ تھا۔ اس نسب نامہ میں مسیح کو یوسف ابن یعقوب کا بیٹا بتایا گیا ہے۔ ہمیں یہ خوب معلوم ہے کہ عہد نامہ عتیق اور عہد نامہ جدید کے تمام صحیفے یہودی فرقوں کے جذبات اور ذہنیت کا آئینہ ہیں۔ یہاں کوئی بات صحیح تاریخی حیثیت میں موجود نہیں۔ بلکہ ہر قصہ میں کسی نہ کسی فرقہ کے تعصب یا بیجا محبت کے جذبات موجزن ہیں۔

مریم صدیقہ کا خاوند معلوم نہ ہونے کے باوجود جناب مسیح ابن یوسف پسر یعقوب ہیں۔ ہماری تحقیقات میں اس کی بنیاد اس امر پر ہے کہ روایات یہود میں آنے والے موعود نبی کا یوسف بن یعقوب کا بیٹا ہونا ضروری تھا۔ مسیح روح کے اعتبار سے روح اللہ اور جسم کے اعتبار سے صرف مریم کا بیٹا سمجھا گیا۔ پھر یوسف ان کا باپ کیسے ہوا جبکہ خاوند والی اور شادی شدہ ہونے کے باوجود مریم ... اور کنواری کیسے رہی؟ انجیل نویس کے شجرہ نسب میں یہ الفاظ نہایت پر لطف ہیں:-

"جیسا کہ گمان تھا۔ وہ یوسف کا بیٹا تھا" (لوقا ۳ : ۲۳)

اگر یہ امر صرف گمان تھا۔ تو اس کا شجرہ نسب میں کیا مطلب؟

ایک قدیم عیسائی کا افشائے راز

اس راز کو بیت صیدا کے ایک قدیم عیسائی فلپ نام نے خوب سمجھایا ہے۔ وہ کہتا ہے:-

We have found him of whom Moses in the Law & the prophets did write Jesus of Nazareth the son of Joseph (یوحنا)

قسمت اگر یاوری کرتی۔ تو مسیح یوسف کی اولاد میں ہو کر ابن یوسف کہلا سکتے تھے۔ لیکن آپ کا شجرہ نسب کسی مصلحت سے جناب یعقوب کے منجھلے بیٹے یہوداہ کی ذیل میں ہے اس لئے وہ پیشگوئی پوری کرنے کے لئے جو یہود میں زبان زد تھی۔ اور کتاب پیدائش میں مجمل طور پر موجود تھی اور جس کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے۔ جناب مسیح کا باپ یوسف اور پھر یوسف کو انتہائی مصلحت سے پسر یعقوب بنا دیا گیا۔ ورنہ از روئے مسلمات مسیحی مسیح کسی لحاظ سے بھی یوسف کا بیٹا نہ تھا۔

پیشگوئی کا اصل مقصد یہ نہ تھا کہ موعود کے باپ کا نام یوسف ہوگا۔ بلکہ یہود کے خیال میں بھی اس کے باپ کا نام یوسف ہونا نہ تھا ان کا مسلک یہ تھا کہ ... خاندان یوسف سے ہونا چاہئیے۔

جناب یوسف کے ... کہلانے کی وجہ تسمیہ کیا تھی۔ اس پر کچھ لکھنا ہمارے موضوع سے خارج ہے۔

جناب مسیح کے شجرہ نسب کا یہ عقدہ حل ہو جانے کے بعد جناب یعقوب کی پیشگوئی پر بحث کرنا ہمارے لئے آسان ہو گیا۔

انجیل نویسوں نے ٹھوکر کیا کھائی؟

پیشگوئیوں میں نام ہمیشہ صفاتی ہوتے ہیں۔ یہود نے تو پھر بھی کسی قدر ٹھیک سمجھا۔ کہ یوسف کے آنے سے مراد خاندان یوسف سے کسی موعود کا . . . ہے۔ عیسائیوں نے بفحوائے قول اہل العرض مجنون یہ ٹھوکر کھائی۔ کہ جناب مریم صدیقہ کا خاوند یوسف ابن یعقوب تجویز کر دیا گیا۔ حالانکہ دنیا کی کوئی صحیح تاریخ نہیں بتا سکتی۔ کہ جناب مریم کے خاوند کا نام کیا تھا؟ یہودیوں نے اپنے خیال سے ایک گڑھا کھودا۔ عیسائی اناجیل نویس اور مؤرخ اس میں اندھا دھند گرتے چلے گئے۔ لیکن یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ اللہ تعالیٰ کی اس میں حکمت یہ تھی۔ کہ اگر یہ سب کچھ دنیا میں نہ ہوا ہوتا۔ تو قرآن شریف کا اعجاز بھی دنیا میں ظاہر نہ ہوتا۔

انجیل نویسوں کی ناکامی

جناب مریم پر انجیل نویسوں کی اس پر مصلحت بہتان تراشی سے بھی پیشگوئی مسیح کے حق میں پوری نہ اتر سکی۔ کسی شخص کا فرضی باپ تجویز کر لینا آسان ہے۔ مگر یہوداہ کی سلطنت کا عصا چھین لینا یہ ایک مشکل کام تھا۔ جناب مسیح یہوداہ کی نسل سے ہوتے ہوئے اور بادشاہت کا ادعا کرتے ہوئے بھی کامیاب نہ ہو سکے۔ کپڑے بیچ کر تلواریں خریدنے کے بعد بھی آخر کار یہ کہنے پر مجبور ہوئے۔ کہ میری بادشاہت اس دنیا کی نہیں بلکہ آسمانی ہے

اگر یہوداہ کی سلطنت سے مراد بنی اسرائیل کی حکومت تھی۔ تو یہوداہ کی سلطنت کا عصا حضرت سلیمانؑ کی وفات کے ساتھ ہی ٹوٹ چکا تھا۔ جسے جناب مسیح تک قریباً ایک ہزار سال گزر چکا تھا۔ اور اگر اسرائیل کی حکومت سے مراد روحانی اور جسمانی دونوں حکومتیں تھیں۔ اس لئے کہ یہوداہ کی نسل میں نبی اور بادشاہ دونوں ہوئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد میں نبوۃ نہیں چلی۔ تو اس حکومت کی ایک شق بنی اسرائیل میں جناب مسیح تک موجود رہی۔ حکومت ظاہری جب حضرت سلیمانؑ پر ختم ہو گئی۔ تو پیشگوئی یہود کے ایک گروہ کے خیال کے مطابق حضرت سلیمانؑ کے حق میں پوری ہو گئی اور شیلوہ حضرت سلیمانؑ کو سمجھ لیا گیا۔ لیکن انبیاء بنی اسرائیل کی شہادت سے یہ ثابت ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے بعد بھی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا انتظار رہا۔ چنانچہ مسیح کو اسی بنا پر پیشگوئی کا مصداق بنانے کی جعلی کوشش کی گئی۔

(باقی بر صفحہ ۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | دوشنبہ ۱۶ صفر المظفر ۱۳۵۴ھ | نمبر ۳۳

صوبہ سرحد میں احراریوں کی اشتعال انگیزیاں

حکومتِ سرحد توجہ کرے

احراریوں نے پنجاب میں شرمناک طوفان بے تمیزی برپا کر دینے کے بعد اب اپنی اشتعال انگیزیوں اور اتحاد سوزیوں کا رخ صوبہ سرحد کی طرف کیا ہے اور وہاں نہایت چالاکی سے فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے میں مصروف ہیں۔ اُنکے مفرد اور کارکن غلط بیانی بہتان تراشی اور دشنام طرازی سے جوکہ احراریوں کے مشہور و مخصوص ذرائع کار ہیں بے محابا کام لے رہے ہیں۔ جگہ جگہ احمدیوں کی تکفیر اور اُن کے بائیکاٹ کا ہنگامہ بپا ہے۔ شہروں میں پھر بھی کچھ امن ہے لیکن صوبہ سرحد کے متعدد علاقوں کے دیہات میں احمدیوں کی عزت اور جان و مال سخت خطرے میں ہے۔ حالات نے ایسی صورت اختیار کر لی ہے کہ اگر حکومت نے جلد کوئی مناسب انتظام نہ کیا تو احمدیوں کے قتل اور لوٹ مار کی وارداتیں کثرت سے شروع ہو جائیں گی۔

ہمیں موثق ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ ۲۶ اپریل کو نیدہ کے مقام پر احرار کا ایک بڑا جلسہ منعقد ہوا جس میں باہر سے بھی چند ملانے آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنی تقریروں میں انتہائی بدزبانی، غلط بیانی اور اشتعال انگیزی سے کام لیا اور کثرت سے گند اچھالا۔ اسکے بعد شبی میں ایک جلسہ ہوا جس میں احمدیوں کے مقاطعہ کا ریزولیوشن منظور کیا گیا۔ احراری مقرروں کی کذب بیانی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ان میں سے ایک نے کہا کہ نعوذ باللہ مرزا نے قادیانی نے اپنی الگ شریعت بنائی ہے اور انہیں ماں سے بھی نکاح جائز ہے۔ عوام کو تلقین کی گئی ہے کہ احمدیوں کا بائیکاٹ اور ان کو ہر قسم کی تکلیف پہنچانا کارِ ثواب ہے۔ بعض اطلاعات تو یہاں تک پائی جاتی ہیں کہ لوگوں کو برملا کہا گیا ہے کہ میرزائیوں کو قتل کرنا تمہارا فرض ہے۔

احراریوں کی شرارتوں سے زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ عام طور پر پولیس کا رویہ احمدیوں کے ساتھ غیر منصفانہ ہے۔ نیدہ کے جلسہ میں ہمارے چند آدمی شریک ہوئے۔ اور احراری مقرروں کی غلط بیانی کی تصحیح کرنی چاہی۔ جس پر صدر جلسہ نے کہا کہ اختتام جلسہ پر دس منٹ وقت دیا جائے گا۔ لیکن پولیس نے اُن کو زبردستی جلسگاہ سے نکال دیا۔ احراریوں کی دھمکیوں اور اُن کے منصوبوں کی پولیس کو زبانی اور تحریری اطلاع دی گئی۔ لیکن اس نے کوئی توجہ نہیں کی۔ احراریوں کو بھی شریفانہ تبادلہ خیالات کی دعوت دی گئی۔ جس کو انہوں نے حیلے بہانے کر کے ٹال دیا۔

صوبہ سرحد کے باشندوں کی ذہنیت اور افتاد طبع سے حکومت ناواقف نہیں۔ اس بارود میں اشتعال انگیزیوں اور غلط بیانیوں کی چنگاری لگا دینے سے جو نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے وہ بالکل ظاہر ہے۔ لیکن اسکے باوجود حکومت احراریوں کی شر انگیزیوں کو خاموشی سے دیکھ رہی ہے۔ اور ان کے انجام کو فراموش کئے ہوئے ہے۔ حالانکہ وہ سیاسی معاملات میں غیر معمولی احتیاط کی عادی ہے۔ ہم سرحد کے اربابِ حکومت کی خدمت میں مؤدبانہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے فرائض کا احساس کرتے ہوئے صوبہ سرحد کے مٹھی بھر احمدیوں کی جان و مال اور عزت کے تحفظ کا کوئی خاطر خواہ بندوبست کریں۔ جس کا آسان اور واحد ذریعہ یہ ہے کہ امن شکنوں کو اشتعال انگیزی سے روک دیا جائے۔

”آلات تقدس“ پر پابندی

اخبار بین حضرات کو معلوم ہو گا کہ حال ہی میں حکومتِ ترکیہ نے ایک قانون نافذ کیا ہے جس کی رو سے کوئی شخص عبادت گاہوں سے باہر ”مذہبی لباس“ پہنکر منظر عام پر نہیں آ سکتا۔ بالفاظ دیگر اب ٹرکی کے اندر مسلمان علماء اور فقراء اور عیسائی پادری اور راہب اور یہودی اسقف و احبار عبا و قبا۔ جبہ و عمامہ اور تسبیح و صلیب صرف مسجدوں۔ گرجوں۔ عبادتگاہوں۔ اور گھروں کی چار دیواری کے اندر ہی پہن سکتے ہیں۔ پبلک مقامات پر ان ”آلات تقدس“ سے مسلح ہو کر آنا جرم ہے۔ اس قانون پر ہندوستان کے بعض حلقوں پر ناراضگی اور ناپسندیدگی کا اظہار ہو رہا ہے۔ اور اسکے نفاذ کو ترکوں کی لامذہبی اور اسلام سے بعد کا ایک ثبوت قرار دیا جا رہا ہے۔ ہمارے خیال میں ایسا کرنیوالے غلطی پر ہیں۔ اسلام نے لباس کی کوئی تقسیم نہیں کی۔ شریعت اسلامی میں مذہبی و غیر مذہبی لباس کا امتیاز سرے سے پایا ہی نہیں جاتا۔ عالم و اُمّی دونوں ایک ہی قسم کا لباس پہن سکتے ہیں۔ البتہ عیسائیوں یہودیوں اور ہندوؤں وغیرہ کے ہاں مذہبی اور غیر مذہبی لباس کی تخصیص اور اسکی مستقل قسمیں موجود ہیں۔ اُنکے مذہبی پیشوا مذہباً خاص قسم کا لباس پہننے پر مجبور ہیں۔ قرونِ اولیٰ میں ہر مسلمان ہر قسم کا جائز لباس پہن سکتا تھا۔ لباس کے لحاظ سے کسی کا امتیاز نہ کیا جا سکتا تھا۔ لیکن بعد میں مسلمانوں میں بھی غیر اقوام کے اثرات کی وجہ سے مذہبی و غیر مذہبی لباس کے امتیاز کی بدعت بہ تیجہ رواج پا گئی۔ علماء و مشائخ نے ایک خاص وضع اختیار کر لی۔ رفتہ رفتہ یہ چیزیں مکاری و ریا کا ذریعہ بن گئیں۔

بد نکوان حریص نے ان ”آلات تقدس“ کے ذریعہ بھولے بھالے مسلمانوں کو لوٹنا اور گمراہ کرنا شروع کر دیا۔ آج بھی حالت ہے۔ ہر وہ مولوی جس کے سر پر عمامہ اور جس کے جسم پر ایک طویل و عریض عبا ہو مسلمانوں کو نہایت آسانی سے دھوکا دے سکتا ہے۔ ہر وہ پیر اور صوفی جس کے کپڑے گیروے ہوں اور جس نے گلے میں ایک تسبیح پہن رکھی ہو پوری دلیری سے مسلمانوں کے ایمان عزت اور مال پر ڈاکہ ڈال سکتا ہے۔ ٹرکی کے مسلمان اس قانون کے ذریعہ ملانوں اور پیروں کی لوٹ مار سے بہت بڑی حد تک محفوظ ہو جائیں گے۔ وہ اپنی مخصوص کمینگاہوں سے باہر لوٹ مار نہ کر سکیں گے۔ لہذا حکومت ترکیہ کا یہ قانون ہر لحاظ سے قابل تعریف ہے۔ کاش! دوسرے اسلامی ممالک اور ہندوستان میں بھی اس قسم کا کوئی قانون نافذ ہو سکے۔ یہاں بھی طویل و عریض عبائیں، سبز عمامے اور گیروے کپڑوں کی آڑ میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ از حد ناگفتہ بہ اور شرمناک ہے۔ حکومت ترکیہ کے اس اچھے فعل پر معاندانہ نکتہ چینی کرنے کی بجائے اسکی تقلید کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور اس بات کو بھی اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہیئے کہ اسلام نائی کے استرے اور درزی کی قینچی میں نہیں جیسا کہ ملانوں کا خیال ہے۔

ڈاکٹر سر محمد اقبال کا بیان

یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ مسلمانوں کے اکثر رہنما قوم کی صحیح قیادت کی قابلیت نہیں رکھتے بلکہ عوام کے پیچھے چلنے اور اُن کو خوش رکھنے کو ذریعہ کامیابی و ہر دلعزیزی سمجھتے ہیں۔ نام نہاد مجلس احرار نے آجکل احمدیت کے خلاف جو طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا ہے محض اپنی لیڈری اور شہرت کو محفوظ رکھنے کے لئے اس سے بڑے بڑے دماغ متاثر ہو رہے ہیں۔ اور انہوں نے محض عوام کو خوش کرنے کے لئے ایسی باتیں کہی ہیں۔ جن کو وہ خود صحیح نہیں سمجھتے اور نہ وہ صحیح ہیں۔ چند روز ہوئے ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کا ایک بیان شائع ہوا ہے۔ اسمیں انہوں نے احمدیوں کے خلاف کئی ایسی باتیں کہی ہیں جو حقیقت اور خود موصوف کے گذشتہ طرز عمل سے قطعاً کوئی مطابقت نہیں رکھتیں۔ اسمیں انہوں نے احمدیوں کے بائیکاٹ کی تلقین بھی کی ہے۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ مسیح موعود اور مہدی موعود کی آمد کے خیالات مسلمانوں نے اغیار سے لئے ہیں۔ یہ مجوسیت کی نقل ہے۔ اسلامی تعلیمات سے انکا کوئی تعلق نہیں۔ اس بیان کی اشاعت کے بعد ڈاکٹر صاحب موصوف سے مختلف حلقوں سے بعض نہایت عجیب معنی خیز اور پُر از حکمت سوالات کئے گئے ہیں۔ ہم ڈاکٹر صاحب کے جوابات کے منتظر تھے اور خیال تھا کہ آپکے جوابات سن لینے کے بعد ہی اس موضوع پر قلم اٹھایا جائے۔ لیکن بیان کی اشاعت کے بعد وہ خاموش ہیں۔ اسلئے ہم انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں اس بیان پر روشنی ڈالیں گے۔ معاصر مدینہ ”بجنور“ ڈاکٹر صاحب موصوف کو بے عمل کا طعنہ دیا کرتا ہے۔ مگر اس بیان کی اشاعت کے بعد تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ آپ صرف سعادتِ عمل سے ہی محروم نہیں بلکہ آپکے خیالات و افکار بھی ہر ایک قسم کی چیز سے متاثر ہو سکتے ہیں۔

خط و کتابت

کرنے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

حضرت مرزا صاحب کا عشق قرآن

ڈاکٹر سر محمد اقبال کا اعتراف حقیقت

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۳۵ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا (الفرقان ۲۵: ۳۰)

ترجمہ:- اور رسول نے کہا۔ اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑی ہوئی چیز (کی طرح) قرار دیا

قرآن شریف کے متعلق مسلمانوں کا طرز عمل

قرآن شریف کی بعض آیات ان حالات پر بھی چسپاں ہوتی ہیں جو رسول اللہ صلعم کے سامنے آپ کی زندگی میں پیش آئے۔ اور ان حالات پر بھی چسپاں ہوتی ہیں۔ جو بہت مدت کے بعد پیش آئے ہیں ایسی ہی آیات میں سے ایک آیت یہ بھی ہے۔ ایک کافر قوم تھی۔ کہ آنحضرت صلعم نے انہیں قرآن کی طرف دعوت دی اور انہوں نے اسے رد کیا۔ اور ایک آج مسلمان قوم ہے جو قرآن کریم پر منہ سے ایمان لاتی مگر عملاً اس کو متروک قرار دے رہی ہے۔ عام طور پر مسلمان قرآن کریم کو اونچے مقام پر رکھتے ہیں اور اس کی بے انتہا عزت کرتے ہیں اور اس بات کو ہرگز گوارا نہیں کرتے کہ اس کی طرف بے توجہی کی جائے یا اس کو کوئی نیچا مقام دیا جائے۔

عملاً مسلمان اسی الزام کے نیچے ہیں

لیکن عمل کے لحاظ سے وہ اسی الزام کے نیچے ہیں جس کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے۔ عملاً انہوں نے قرآن کریم کو اپنی پیٹھ کے پیچھے رکھا ہوا ہے اور اس کو ادنیٰ مقام دیا ہوا ہے۔ پس حضرت نبی کریم صلعم کی یہ فریاد کہ میری قوم نے قرآن کو متروک قرار دے رکھا ہے۔ جس طرح قوم قریش پر صادق آتی ہے۔ اسی طرح آج کل کے مسلمانوں پر بھی صادق آتی ہے۔

ایک سبق آموز واقعہ

اس کے متعلق میں ایک واقعہ سناتا ہوں۔ ایک دفعہ مجھے چند معززین کے مخاطب کرنے کا موقعہ ملا۔ ان میں چند دوستوں کے علاوہ باقی وہ لوگ تھے جن کو حنفی کہلانے پر فخر ہے۔ جب میں نے کہا کہ اول درجہ قرآن کریم کا ہے اس کے بعد حدیث کا درجہ ہے اور اس کے بعد فقہ کا۔ تو ان میں سے ایک صاحب کو یہ بات ناگوار گزری۔ اور وہ کہنے لگے۔ کہ آپ نے ہماری فقہ کو تھرڈ کلاس قرار دیا ہے۔ میں نے ان کو جواب دیا۔ کہ آپ خدا کے کلام کو تھرڈ کلاس قرار دیتے ہیں

مسلمانوں کی مذہبی زندگی میں قرآن مقدم نہیں رہا

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج مسلمانوں کی مذہبی زندگی میں قرآن مقدم نہیں رہا۔ ان کے نزدیک وہ چیز قرآن نہیں جس کا پھیلانا ضروری ہے۔ وہ غور کر کے دیکھ لیں کہ قرآن کو دنیا میں پہنچانے پر ان کا کس قدر مال صرف ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں مسلمانوں کے اندر کوئی قوم نہیں (سوائے ایک چھوٹی سی جماعت کے) جو قرآن کو ہاتھوں میں لے کر دنیا کے مقابلے کے لئے نکلی ہو۔ اور قرآن کو اٹھائے اٹھائے پھرتی ہو۔ مسلمانوں کا سارا زور نہایت معمولی معمولی اور ذلیل جھگڑوں پر صرف ہو رہا ہے۔ آج چونکہ احمدیت کے خلاف سے بکل وہ اہلحدیث کے خلاف تھا۔ اور پرسوں شیعوں کے خلاف تھا۔ بلکہ اب بھی بہتیری جگہ موجود ہے۔ یہ لوگ بجائے اس کے کہ قرآن کو ہاتھ میں لے کر نکلیں۔ چھوٹی سے چھوٹی ذلیل سے ذلیل باتوں پر جھگڑا کر رہے ہیں اور اس طرح اپنا روپیہ، طاقت اور وقت برباد کرتے ہیں

قرآن کریم کو یورپ و امریکہ میں پہنچانے کا خیال

اس زمانہ میں ایک شخص اٹھا۔ اور قرآن کریم سے وہی عشق پیدا کرنا چاہا۔ جو صحابہ کرام کو تھا۔ ایک مرتبہ مجھے ایک بہت بڑے شخص یعنی ڈاکٹر سر اقبال نے کہا۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ کے ساتھ عشق کرنے والے بہت لوگ نظر آتے ہیں لیکن قرآن کے ساتھ عشق کرنے والے صرف مرزا غلام احمد صاحب ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کے اشعار کو دیکھو۔ کتابوں کو دیکھو۔ سب قرآن شریف سے عشق اور مدح سے بھری ہوئی نظر آتی ہیں۔ یہ شخص اٹھا۔ اور اس نے کہا۔ کہ دنیا کے کونوں تک قرآن کریم کو لے جاؤ۔ اس نے اپنی جماعت کو حکم دیا۔ کہ قرآن کریم کو اس قوم کے اندر لے جانا۔ جہاں یہ اب تک نہیں پہنچا۔ وہ قوم کون تھی؟ جس کے اندر اب تک قرآن کریم نہیں پہنچا تھا؟ قرآن ایشیا میں پہنچا۔ افریقہ میں پہنچا۔ لیکن یورپ امریکہ میں اب تک نہیں پہنچا تھا۔ ایک گاؤں کے رہنے والے شخص کے دل میں جو انگریزی زبان اور ان ملکوں کے حالات سے ناواقف تھا۔ یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ ان لوگوں تک قرآن کریم کو پہنچایا جائے۔ جو حد سے نکلے ہوئے ہیں۔ جہاں مادیت اور دہریت کا زور ہے

ایک افسوسناک حقیقت

اس عاشق قرآن شخص کو مسلمان آنکھیں بند کر کے دجال اور کافر کہہ رہے ہیں مجھے سب سے زیادہ افسوس اس بات پر ہے کہ وہ جماعت جو اس کی کہلاتی ہے اس کے ایک بڑے حصہ نے بھی قرآن کو وہ بلند درجہ نہ دیا۔ جو کہ اس عاشق قرآن کا مقصد تھا۔ میں مبالغہ نہیں کرتا۔ مگر یہ ایسی بات ہے۔ جو کہ معمولی باتوں میں نہیں آتی اور اس کو ایک معمولی فرو گذاشت کہہ کر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

قادیانی جماعت نے قرآن کو مقدم نہیں کیا

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کے بہت بڑے حصہ کا قدم غلط رستے پر چلا گیا۔ اور اس نے قرآن کی اشاعت کو مقدم کرنے کے بجائے دوسری باتوں کو مقدم کر لیا۔ ورنہ اتنی بڑی جماعت اگر اشاعت قرآن کو مقدم کرتی تو آج یورپ کی تمام زبانوں میں قرآن شریف کا ترجمہ کر کے حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی اصل غرض پوری ہو جاتی

جماعت لاہور کی خدمت قرآن

صرف ایک چھوٹی سی جماعت لاہور ہے۔ جو خدا کے فضل سے اس غرض کو پورا کر رہی ہے لیکن اس کو حقیر سمجھا جاتا ہے۔ اس کے متعلق کتابیں نکلتی ہیں۔ "منکرین خلافت کا انجام"۔ کیا یہی عبرتناک انجام ہے کہ اس نے قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کی ہزارہا کاپیاں دنیا بھر میں پھیلا دیں۔ یورپ کی کئی زبانوں میں اس کا ترجمہ کر دیا۔ انگریزی ترجمہ تو تقریباً اٹھارہ سال ہوئے، شائع ہو چکا ہے

قرآن کریم کا ڈچ ترجمہ

اب یہ خوشخبری میں آپ کو سنانا چاہتا ہوں کہ ڈچ زبان کا مکمل ترجمہ بھی ہمارا سے مرزا ولی احمد بیگ صاحب نے وہی خوبصورت شکل دیکر شائع کر دیا۔ جو کہ انگریزی ترجمۃ القرآن کی ہے۔ میں تو کہوں گا۔ کہ مرزا ولی احمد بیگ اپنے نام کا صحیح مصداق ہے

جرمن ترجمہ

تیسرا جرمن ترجمہ ہے جو پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے صرف طباعت باقی ہے۔ اور وہ بھی روپے کے نہ ہونے سے رکی ہوئی ہے۔

والبستگان خلافت نے کیا کیا؟

تو صرف ایک چھوٹی سی حقیر جماعت نے جو کہ منکرین خلافت کی ہے۔ یورپ کی تین زبانوں میں ترجمہ کر دیا۔ لیکن والبستگان خلافت کی اس عظیم الشان جماعت نے کیا کیا۔ جس کی تنظیم کا غلغلہ اس قدر بلند ہے؟ اس نے اور سب کچھ کیا۔ لیکن قرآن کی اشاعت کے لئے کچھ نہ کیا۔ حتیٰ کہ آج اکیس سال سے ایک انگریزی ترجمہ بھی شائع نہ ہو سکا۔ اس کا مفت تقسیم کرنا تو الگ رہا۔

گیارہ لاکھ کا بجٹ

اس سال بھی کہا جاتا ہے کہ گیارہ لاکھ کا بجٹ ہے لیکن یہ کسی کو معلوم نہیں۔ اس میں قرآن کے لئے کس قدر رقم ہے یہ لاکھوں روپے کہاں خرچ ہوتے ہیں؟ گورنمنٹ کی مخالف تحریکوں کو کچلنے کے لئے خود میاں صاحب کے خطبے گواہ ہیں۔ صرف ایک معمولی گواہی کے لئے جاتے ہیں اور اس گواہی کی شان کو قائم رکھنے کے لئے اور یہ جتلانے کے لئے کہ ہمارا نظام مضبوط اور جماعت بڑی ہے پندرہ بیس ہزار روپیہ ضائع کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس رقم میں قرآن کریم کا کسی مغربی زبان میں ترجمہ شائع ہو سکتا تھا۔ بتاؤ وہ قوم سرسبز ہوگی۔ جو اپنے نفس کو بڑا ابتلاتی ہے یا وہ قوم جو خدا کے کلام کو دنیا میں پہنچاتی اور پھیلاتی ہے۔

قادیانیوں سے ہمارا اختلاف عقائد و عمل

یہ دو الگ الگ راہیں ہیں۔ عقائد اور عمل کے لحاظ سے ہمارا قادیان والوں سے کوئی اشتراک نہیں۔ عقائد کے لحاظ سے جماعت قادیان نے اجرائے نبوت اور تکفیر کی دیوار کھڑی کر دی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض عقائد قادیانی جماعت اور ہم میں مشترک ہیں۔ لیکن ایسا اشتراک غیر احمدیوں سے بھی ہے۔ مگر ہمارا اختلاف عقائد جو قادیان والوں سے ہے وہ بہت بڑا ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد نبوت کا قائم کرنا اور دنیا بھر کے چالیس یا ساٹھ کروڑ مسلمانوں کو کافر کہنا یہ کوئی معمولی باتیں نہیں

کافر اور مسلمان شریعت کی اصطلاحیں ہیں

کافر اور مسلمان شریعت کی اصطلاحیں ہیں کسی کا حق نہیں کہ خود اصطلاحیں وضع کر کے کسی کو مسلمان یا کافر کہے۔ اسی طرح ہمارا ان کا عمل کا بھی فرق ہے۔ ہمارا مقصد اشاعت اسلام اور تبلیغ اسلام ہے۔ قادیانی جماعت نے اس مقصد کو بڑی حد تک فراموش کر دیا ہے اور ان کا مقصد احمدا اپنی پولیٹیکل اہمیت کو بڑھانا ہے۔

مسلمانوں کی افسوسناک غفلت

آج مسلمان دنیا بھر میں سب سے زیادہ ذلیل و ناکام ہیں

شاید کوئی اچھوتوں کو دنیا میں زیادہ ذلیل سمجھے اور کہے کہ ہندو ان کو بہت زیادہ حقیر سمجھتے ہیں۔ یہ درست ہے۔ لیکن اچھوتوں میں اپنی ہستی کو برقرار رکھنے کا احساس پیدا ہو گیا ہے مسلمانوں میں یہ احساس اب بھی پیدا نہیں ہوا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ فرداً فرداً بعض ایسے آدمی موجود ہیں۔ جو اپنے مال اشاعت قرآن پر خرچ کرتے ہیں لیکن مسلمانوں میں کوئی ایسی قوم نظر نہیں آتی۔ جو اپنے مال کو اس کام پر خرچ کرے۔ اور اپنی پوری توجہ اس کام پر دے۔

قرآن کے بغیر کامیابی ناممکن ہے

میں تو کہوں گا۔ کہ تم نے بھی ابھی وہ مقام حاصل نہیں کیا۔ جو کہ کامیابی کے لئے ضروری ہے خوب یاد رکھو جب تک ہم صحیح معنوں میں قرآن کو ہاتھ میں نہیں لیتے۔ کامیاب نہیں ہو سکتے اوروں کے پاس زور ہے۔ مال ہے جتھہ ہے لیکن میں اپنی قوم کو دیکھتا ہوں۔ کہ اس کے پاس بےکسی اور درماندگی کے سوا اور کچھ نہیں۔ لیکن ایک دروازہ ابھی کھلا ہے۔ جہاں تم اپنی درماندگی اور بےکسی کو لے جا کر بھی کامیاب ہو سکتے ہو اور وہ دروازہ اللہ کا ہے۔

خان بہادر میاں غلام رسول صاحب کی بات

کل خان بہادر میاں غلام رسول صاحب نے کیا اچھی بات کہی کہ خدا کے ساتھ انسان کا تعلق ایسا ہونا چاہیئے۔ جیسا بچے کا ماں کے ساتھ ہوتا ہے۔ ماں بچہ کو مارتی ہے لیکن اس کے باوجود وہ ماں کو نہیں چھوڑتا۔ اور اس مار کی شکایت ماں ہی سے کرتا ہے اور کسی کو نہیں پکارتا۔ بلکہ اماں اماں ہی کرتا ہے۔

ہمیں اپنی درماندگی پر ناز ہے

ہمارے مخالفین کا خیال ہے اور انہی میں قادیانی جماعت بھی شامل ہے کہ وہ چند روز میں ہمیں کچل کر رکھ دینگے۔ انہیں اپنے مال، اپنی طاقت اور اپنی جتھہ بندی اور جمعیت پر ناز ہے۔ لیکن ہمیں اپنی درماندگی پر ناز ہے۔

ہر گدا را بر درت ناز دگر

ہمیں اپنی اس درماندگی کے ساتھ خدا کے حضور جھک جانا چاہیئے اور اس کے پاک کلام کو ساری دنیا میں پھیلانے کے لئے اٹھ کھڑے ہونا چاہیئے۔

قرآن کو پھیلانے والے ناکام نہیں رہ سکتے

اگر اس مقصد کو لئے ہوئے ہم تباہ بھی ہو جائیں۔ جیسا کہ ہمارے مخالفین کا خیال ہے تو اچھے مقصد کو سامنے رکھ کر تباہ ہو جانا اس سے بہتر ہے کہ برے مقصد کو لیکر زندہ رہیں۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ جو قوم قرآن کی اشاعت کو ہاتھ میں لے گی وہ کبھی ناکام نہیں ہو سکتی۔ ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ۔ اگر محمد رسول اللہ صلعم پر قرآن کے نازل کرنے کا یہ نتیجہ نہیں ہو سکتا کہ آپ دنیا میں ناکام رہیں۔ تو جو قوم قرآن کو دنیا میں پھیلانے کا مقصد اپنے سامنے رکھتی ہے۔ وہ بھی کبھی دنیا میں ناکام نہیں ہو سکتی۔ یاد رکھو۔ قرآن کا نزول اس لئے نہیں ہوا۔ کہ وہ ناکام رہے بلکہ کامیابی کے لئے ہوا ہے قرآن کو پھیلانے کے خیالات کو اپنے دل و دماغ میں جگہ دو۔ تمہارے نوے فیصدی خیالات اس نیک کام کے لئے ہونے چاہئیں

ہماری موجودہ مشکلات اور ان کا حل

آج کل ہماری بڑی مشکلات ہیں۔ ہمارے کچلنے کے لئے دو قومیں اکٹھی ہو گئی ہیں۔ اور ہمارے رستے میں ہر قسم کی رکاوٹیں پیدا کی جاتی ہیں۔ لیکن ان رکاوٹوں سے کچھ نہیں بنتا۔ اگر ہم سب کے سب اپنی پوری توجہ اشاعت قرآن کے لئے دیں اور ہر وقت اسی فکر میں رہیں۔ کہ ہم کن کن راہوں سے قرآن کریم کی دنیا میں اشاعت کو ترقی دے سکتے ہیں۔ تو کوئی مخالفت ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی

صلح کا طریق

یقین جانو کوئی کمی ہے تو ہماری طرف سے ہے آؤ خدا کے آگے عاجزانہ گڑگڑا کر اپنی اس کمی اور کمزوری کو دور کریں۔ یہی صلح کا طریق ہے اور قرآن کریم نے یہی سکھایا ہے جب تم دیکھو۔ کہ وہ نتائج برآمد نہیں ہوتے۔ جو تم چاہتے ہو۔ تو اپنے اندر غور کرو۔ وہاں کچھ کمی پاؤ گے۔ جیسا کہ حضرت یونس کی مشہور دعا میں ہے۔ کہ سخت تاریکیوں کے اندر وہ پکار اٹھے۔ لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ اے خدا تو ہر عیب سے پاک ہے۔ کمی اور نقص جو ہے۔ وہ میرے اندر ہے

یورپ تعلیمات قرآنی کا پیاسا ہے

میں نے جو کچھ کہا۔ اس کو میں کسی تحریک کی بنیاد نہیں بنانا چاہتا تھا۔ میرا مقصد تمہارے دلوں اور دماغوں میں یہ خیال پیدا کرنا ہے کہ قرآن کو آگے بڑھانا چاہیئے۔ اور یہ کام ہمارا اولین فرض ہے۔ لیکن اس وقت مجھے فوری طور پر ایک تجویز یاد آگئی۔ یورپ کے اندر قرآن کو پھیلانا اور اس کے ذریعہ ان ممالک کو اسلام کے لئے فتح کرنا ایک ایسا خیال ہے جو پہلے پہل حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے دل میں پیدا ہوا۔ میرے علم کے مطابق آپ سے پہلے اور کسی نے اس خیال کا اظہار نہیں کیا۔ یہ بھی اللہ کی حکمت ہے کہ ایک طرف حضرت مسیح موعودؑ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے اور دوسری طرف فوراً ہی یورپ کی ذہنیت میں ایک زبردست تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ یورپ جو اب تک اسلام کو تاریکی اور وحشت کا مذہب سمجھتا تھا۔ وہاں سے آواز اٹھتی ہے کہ اسلام اور قرآن میں ہی یورپ کی مشکلات کا حل ہے۔

شیدائی صاحب کی مفید تجویز

محمد اقبال شیدائی صاحب ہمارے ایک دوست ہیں۔ جو آجکل فرانس میں مقیم ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ اٹلی کے دارالسلطنت روما میں اسی سال ستمبر کے مہینہ میں ایک کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں بڑے بڑے بلند پایہ مستشرق جمع ہونگے۔ شیدائی صاحب کی تجویز ہے کہ اس موقعہ پر چار کتابوں کا ایک سٹ ان میں سے ہر ایک کو پیش کیا جائے یعنی (۱) انگریزی ترجمۃ القرآن۔ (۲) ٹیچنگز آف اسلام (۳) انگریزی سیرت نبوی (۴) انگریزی خلافت راشدہ۔ یہ چاروں کتابیں اللہ تعالےٰ کے فضل سے نہایت کامیاب اور مؤثر ثابت ہوئی ہیں۔ اور ہر ایک جگہ سے ان کی تعریف سنی گئی ہے۔ حال ہی میں میں نے مشہور انگریز نومسلم مارماڈیوک محمد پکتھال کا ایک ریویو پڑھا ہے۔ جس میں انہوں نے محمد دی پرافٹ (سیرت خیر البشر) اور ارلی کیفیلیٹ (تاریخ خلافت راشدہ) کے متعلق لکھا ہے کہ تاریخ اسلام پر آج تک جسقدر کتابیں انگریزی میں لکھی گئی ہیں۔ ان میں سے یہ دونوں کتابیں سب سے زیادہ مکمل اور قابل اطمینان ہیں

(The most complete and satisfactory history of the early muslims hitherto compiled in English)

ایک سٹ کی قیمت

کتابوں کے اس سٹ کی قیمت بھی زیادہ نہیں۔ کل گیارہ روپیہ بارہ آنہ ۱۲/-۱۱ بنتی ہے۔ انجمن مفت اشاعت کے لئے کتابیں نصف قیمت پر دے دیتی ہے۔ اس طرح محصول ڈاک سمیت اس سٹ کی قیمت تقریباً ساڑھے چھ روپے ہوگی۔ اس لئے میں احباب سے اس ضرورت کو پورا کرنے کی درخواست کرتا ہوں۔

پیغام صلح:- اس مفید تحریک پر احباب نے اسی وقت لبیک کہا اور چند سٹ بلکہ تقریباً چھ سٹ کے وعدے ہو گئے۔ بیرونی دوستوں اور جماعتوں کو بھی اس کار خیر میں حصہ لینا چاہیئے۔ اس کانفرنس میں جو مستشرق شامل ہونگے یورپ کے علمی حلقوں میں ان کا پایہ بہت بلند ہے اور ایک لحاظ سے ان کو یورپ کا دماغ کہا جا سکتا ہے ان تک اسلامی لٹریچر پہنچانے کے نتائج نہایت مفید اور دور رس ہونگے۔

جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب

کی ہمشیرزادی کا عقد

۱۸ مئی کی شام کو نماز مغرب کے بعد جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی ہمشیرزادی عزیزہ نواب بیگم صاحبہ بنت مرزا عبدالغفور بیگ صاحب مرحوم کا عقد بعوض تین ہزار روپیہ مہر قصبہ کلانور کے ایک نوجوان مرزا حمید اللہ بیگ صاحب خلف الرشید مرزا احمد اکرم بیگ صاحب سے ہوا۔ خطبہ نکاح ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے پڑھا۔ نکاح کے بعد ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے دولتکدہ پر مہمانات اور متعلقین و بزرگان و احباب سلسلہ کو پرتکلف دعوت دی۔ مرزا حمید اللہ بیگ صاحب نے مبلغ پانچ روپے انجمن کو عنایت فرمائے۔ جزاک اللہ۔ ہم اس پرمسرت تقریب پر دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ وعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس تعلق کو بابرکت بنائے۔

مسلم ہائی سکول لاہور میں جلسہ

مسلم ہائی سکول کے نتائج سے قارئین کرام کو قبل ازیں مطلع کیا جا چکا ہے۔ سکول کے ایک طالب علم عزیز عماد الدین احمد نے تمام اسلامی سکولوں کے مسلمان لڑکوں سے نمبروں کے لحاظ سے اوّل درجہ حاصل کیا ہے۔ اور اسطرح اپنے سکول کی شہرت کو چار چاند لگائے ہیں۔

لاہور میں ایک مسلمان نوجوانوں کی مجلس ہے جس نے قبل از امتحانات اعلان کیا تھا کہ ہم اس لڑکے کو جو اسلامی تعلیمی اداروں میں اوّل رہیگا ایک کپ بطور انعام دینگے۔ کل مورخہ ۱۹ مئی کو اس کا جلسہ مسلم ہائی سکول میں منعقد ہوا۔ مولانا علم الدین صاحب سالک ایم۔ اے مشہور مورخ و پروفیسر اسلامیہ کالج صدر تھے۔ کارروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ ایسوسی ایشن کے نمایندے نے تقریر کے دوران میں مسلمان طلبہ کی کم ہمتی اور [illegible] سے اجتناب پر اظہار افسوس کرتے حاضرین کی توجہ [illegible] کہ مسلمانوں نے پروان چڑھایا۔ لازم ہے [illegible] بیداری کرتے ہیں۔ اسلئے مسلمان نوجوانوں کو ریاضی کی طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہیئے۔ مولانا علم الدین صاحب سالک نے تقریر کے دوران میں اسلامی تاریخ کی زرین امثال پیش کیں۔ جن سے نوجوانوں میں ہمت و استقلال پیدا ہوا۔ اور کپ عزیز عماد الدین کو مرحمت فرمایا۔ ازاں بعد سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے نمایندگان و کارکنان ینگ مسلم ایسوسی ایشن کو مبارکباد دی کہ وہ اخلاقی اعتبار سے بہت بلند واقع ہوئے ہیں۔ اور وہ تمام مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے ہیں اور اپنی انجمن کے [illegible] کو صاف کیا اور اعلان فرمایا کہ ہم تمام کلمہ گوؤں کو مسلمان تصور کرتے ہیں اور مکفرین کو اسلامی حدود

(باقی پشت پر)

مکتوب برلن

برلن مسجد اور حکومت جرمنی

ایک بے بنیاد افواہ کی تردید

(ازجناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن)

ہندوستان کے بعض اخبارات میں ایک بے بنیاد خبر شایع ہوئی ہے۔ کہ ہر ہٹلر نے سیاسی مرکز ہونے کے باعث برلن کی مسجد کو بند کر دیا ہے۔ غالباً یہ خبر حبیب الرحمن مقیم برلن کی غلط بیانی کی مرہون منت ہے۔ ہم جو کہ یہاں بڑے اطمینان سے کام کر رہے ہیں۔ اس خبر سے بکلی ناآشنا ہیں۔ اصل واقعات اس کے بالکل برعکس ہیں۔ حکومت جرمنی خوب اچھی طرح جانتی ہے کہ ہمارا سیاسیات سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم محض مذہب کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ اور جرمنی یا کسی دوسری حکومت کی سیاست سے ہمارا ہرگز کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم موجودہ حکومت جرمنی کے بعض کاموں کو بنظر استحسان دیکھتے ہیں۔ چنانچہ بعض امور مثلاً غربا کی امداد، عورت کی پوزیشن۔ ازدواجی زندگی اور اس کی اہمیت وغیرہ پر ہندوستانی پریس میں بھی لکھ چکے ہیں۔ اور موجودہ حکومت جرمنی کے ان کاموں کی تائید کر چکے ہیں۔ بلکہ اپنے جرمن رسالہ سلیمش ریویو کے جوبلی نمبر میں حضرت امیر قوم مولانا محمد علی صاحب کا ایک مختصر سا مضمون بھی اس ضمن میں شایع ہو چکا ہے۔ جس میں حضرت ممدوح نے دکھایا کہ کس طرح موجودہ حکومت جرمنی اہم مسائل مثلاً "محنت اور سرمایہ داری"، "عورت کی صحیح پوزیشن اور ازدواجی زندگی" وغیرہ میں اسلامی اصولوں کی پیروی کر رہی ہے۔ یہ تو ہے ہمارا رویہ حکومت کے متعلق۔ اب حکومت کا رویہ ہمارے متعلق ملاحظہ ہو۔

آج تک حکومت نے ہم سے کوئی ایسی بات نہیں کہی جس سے یہ معلوم ہو کہ اس کو ہمارے متعلق کوئی شک وشبہ ہے۔ اس کے برخلاف حکومت بخوبی جانتی ہے۔ کہ برلن مسجد مسلمانوں کا مرکز ہے اور اسلامی امور کے لئے حکومت کو ہماری طرف رجوع کرنا پڑتا ہے مثال کے طور پر دو تین واقعات کا ذکر کرتا ہوں۔

(۱) تقریباً نصف سال کا عرصہ ہوا کہ یہاں ایک سرکاری سکول میں دو تین مسلمان بچے تعلیم پاتے تھے۔ حکومت کے قواعد کی رو سے ہر بچے کو مذہبی تعلیم دی جانی لازمی ہے۔ مگر چونکہ یہاں اسکولوں میں اسلامی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ لہذا اس کے لئے افسران سکول کو مسجد کی طرف متوجہ ہونا پڑا اور ہم سے درخواست کی کہ مسلمان بچوں کی مذہبی تعلیم کا ہم انتظام کریں۔ چنانچہ عرصہ ۳ ماہ سے ایسا انتظام کر دیا گیا ہے۔ اس ضمن میں یہ بھی عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ان میں دو تین نادار بچے ہیں۔ جو مسجد تک آنے کا کرایہ برداشت نہیں کر سکتے۔ چنانچہ ان کی آمد و رفت کا انتظام بھی مسجد کی طرف سے کر دیا گیا ہے۔ کیا حبیب الرحمان صاحب کہہ دیں گے کہ یہ بھی جھوٹ ہے۔ کہ ہم غریب مسلمانوں کی ہر ممکن طریقہ سے امداد کرتے رہتے ہیں۔

(۲) کمال سعید (ایک افغانی طالب علم جس نے حکومت افغانستان کے سفیر متعینہ برلن کو عرصہ دو سال ہوا قتل کر دیا تھا) کو حکومت جرمن نے پھانسی کا حکم دیا۔ حکومت جرمن بعض وجوہات کے باعث پھانسی کے وقت تک اس واقعہ کو اخفا میں رکھنا چاہتی تھی۔ عیسائی مذہب کے مطابق موت کے وقت پادری کا ہونا ضروری ہے۔ لہذا حکومت کا سرکاری افسر میرے پاس آیا اور کہا کہ میں بحیثیت امام پھانسی کا حکم سنانے کے وقت اور پھر پھانسی دینے کے وقت موجود رہوں۔ یہ دریافت کرنے پر کہ ان کو میرا نام پتہ کہاں سے ملا۔ مجھے معلوم ہوا کہ حکومت کے دفتر خارجیہ سے اُن کو میرا پتہ چلا۔

اب اس امر سے بخوبی پتہ چلتا ہے کہ حکومت بھی جانتی ہے کہ ہم کون ہیں۔ اور جب کبھی اس کو کسی اسلامی معاملہ میں امداد کی ضرورت ہوتی ہے تو اسے ہماری طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔

(۳) شادی وغیرہ کے معاملہ میں بھی جہاں فریقین میں سے دونوں یا ایک مسلمان ہو، تو حکومت اس امر کا سرٹیفکیٹ طلب کرتی ہے کہ وہ سرکاری شادی کے بعد اسلامی طریقہ پر مسجد میں شادی کرینگے۔

ان تمام امور سے ناظرین خود اندازہ لگا لیں کہ موجودہ حکومت جرمنی کا ہمارے متعلق کیا خیال اور طرز عمل ہے۔ پھر ہمارے لکچروں میں حکومت کے نمایندے نہ صرف شریک ہوتے ہیں بلکہ لیکچر بھی دیتے ہیں۔ ان کے متعلق انشاء اللہ کسی اور موقع پر تفصیلاً لکھونگا۔ سردست صرف اس قدر عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ نہ صرف حکومت جرمنی بلکہ اسلامی حکومتوں کے نمایندوں کو بھی مسجد کی طرف متوجہ ہونا پڑتا ہے۔ اور اس طرح فرداً فرداً مسلمانوں کو جب کبھی اسلامی لٹریچر وغیرہ کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ مسجد کا رخ کرتے ہیں۔ چند دن ہوئے ایک جرمن ملاقات کیلئے تشریف لائے۔ اور اسلامی لٹریچر طلب کیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ ایک عرب سے ملے تھے۔ اور ان سے اسلام پر گفتگو ہوئی جس پر انہوں نے عرب سے لٹریچر وغیرہ طلب کیا۔ عرب صاحب نے انکو ہمارا پتہ دیا۔ چنانچہ وہ ہمارے پاس آئے۔ ایسے بیشمار واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف حکومت بلکہ عام مسلمان بھی جانتے ہیں کہ برلن مسجد سے کیا کام ہو رہا ہے ہاں کوئی دیدہ دانستہ آنکھیں بند کرے اور کہے کہ سورج نہیں چڑھا ہوا تو الگ بات ہے۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— حضرت ممدوح کی صاحبزادی محترمہ زکیہ نوشیں صاحبہ کی شادی خانہ آبادی کی مفصل کیفیت گزشتہ دو پرچوں میں درج ہو چکی ہے۔ اسی تقریب کے سلسلہ میں جناب ڈاکٹر نواب احمد قریشی صاحب کے برادر بزرگ جناب مسٹر ریاض احمد قریشی صاحب سب جج نے بٹالہ میں ایک عظیم الشان پارٹی دی جس میں تقریباً پانچ سو معززین شریک ہوئے۔ مقامی حضرات کے علاوہ علاقہ جالندھر امرتسر اور گورداسپور سے بھی متعدد اصحاب تشریف لائے۔ پارٹی نہایت کامیاب رہی۔ مہمانوں میں سے مندرجہ ذیل اصحاب کے اسم گرامی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ مسٹر کے۔ اے رحیم آئی۔ سی۔ ایس۔ مسٹر جی۔ ایس مونگیا ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج امرتسر۔ چودھری محمد اسحاق صاحب ای۔ اے۔ سی۔ چودھری محمد انور صاحب افسر مال۔ لالہ بال کرشن صاحب سرکل رجسٹرار۔ برادر مسٹر جسٹس نگی لال سٹروائی ایل تجیہ سب جج۔ چودھری حسن علی صاحب ای۔ اے۔ سی۔ بابا جگت سنگھ صاحب سب جج۔ آر۔ ایس۔ جواہر سل ڈی۔ ایس۔ پی۔ خان بہادر الطاف حسین صاحب علاوہ ازیں سب افسران تحصیل وضلع۔ ممبران ڈسٹرکٹ بار میونسپل کمشنران۔ ممبران ڈسٹرکٹ بورڈ اور علاقہ کے تمام شرفا نے شرکت کی۔

—— ۱۵۔ مئی۔ جناب ڈاکٹر نواب احمد قریشی صاحب اور محترمہ زکیہ نوشیں صاحبہ ڈلہوزی تشریف لے گئے ہیں۔

—— عزیز محمد ابراہیم صاحب اسسٹنٹ سکرٹری احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن مانسہرہ ضلع ہزارہ نے امسال نہایت اچھے نمبروں میں دسویں کا امتحان پاس کیا ہے وہ تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"چونکہ میں جانتا ہوں کہ جس طرح مجھے دسویں جماعت کے لئے کتابیں فراہم کرنے میں تکلیف ہوئی اس طرح میرے کئی بھائیوں کو ہوگی سو میں بذریعہ اخبار اعلان کرتا ہوں کہ اگر کسی غریب بھائی کو دسویں کے مندرجہ ذیل مضامین کی کتابوں کی ضرورت ہو تو میں اپنی فارغ شدہ کتابیں ان کو مفت بھیج سکتا ہوں البتہ محصول ڈاک منگانے والے کے ذمہ ہوگا۔ مضامین جن کی کتابیں موجود ہیں عربی۔ اردو ریاضی۔ جنرل نالج۔ انگریزی۔"

پیغام صلح :- ابراہیم صاحب کا یہ جذبہ قابل قدر ہے مناسب ہوگا کہ وہ کسی آتے جاتے کے ہاتھ جماعت پشاور یا ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی اسکول لاہور کے پاس یہ کتابیں بھیج دیں۔ اس طرح یہ کسی مستحق طالب علم کو پہنچ جائیں گی۔ اور محصول ڈاک بھی بچ جائے گا۔

—— جیسا کہ پہلے بھی اطلاع دی جا چکی ہے ہمارے مسلم ہائی اسکول لاہور کا ایک طالب علم عزیز شیخ عماد الدین احمد لاہور کے تمام اسلامی اسکولوں میں امتحان انٹرنس میں اول رہا ہے۔ عزیز مذکور ہماری جماعت کے ایک مخلص رکن شیخ احمد علی صاحب ریٹائرڈ اوورسیر ریاست خیرپور (برادر شیخ عبدالحق صاحب مناظر اسلام دہلی) کا صاحبزادہ ہے۔ شیخ صاحب موصوف نے عزیز مذکور کی اس کامیابی کی خوشی میں مبلغ پانچ روپے انجمن کو عطا فرمانے کا وعدہ کیا ہے۔

پیغام صلح :- جزاک اللہ۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ عزیز مذکور کو بے شمار دینی و دنیوی ترقیاں عطا فرمائے اور خدمت دین کی توفیق دے۔

—— مولوی دوست محمد صاحب مصنف آئینہ احمدیت کے برادر بزرگ منشی کرم الہی صاحب کا جوان صاحبزادہ اور شیر خوار پوتا بعارضہ مونیا بیمار ہیں تمام احباب ان کی صحت یابی کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔

—— ملک عبدالغنی صاحب محرر دفتر تحصیل بھی بیمار ہیں ان کے لیے بھی دعا کی جائے۔

یہ پیشگوئی آنحضرت صلعم پر پوری ہوئی

یہ پیشگوئی درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پوری ہوئی۔ پیشگوئیوں میں اگر کوئی معقولیت ہو سکتی ہے تو وہ صرف نام کی مشابہت نہیں ہو سکتی۔ بلکہ کام کی مشابہت ہو سکتی ہے اور کام بھی وہ کہ جن کا ہونا انسانی ہاتھ سے ناممکن ہو۔ ایسی پیشگوئی بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے کے برحق اور مبشر بہ کی صداقت کی دلیل ہو سکتی ہے۔

حضرت نبی کریم کی پیشگوئیوں کی امتیازی شان

نبی کریم کی پیشگوئیوں کی شان اور انبیاء کی پیشگوئیوں سے نرالی اور محیر العقول ہے۔ نہ صرف گذشتہ صحف میں آپ کے متعلق واضح بشارات ہیں اور ان میں الٰہی شوکت اور قدرت کا رنگ ہے۔ بلکہ اکثر پیشگوئیوں کا اظہار قرآن کریم میں ان کے پورا ہونے سے بہت پہلے اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ضعف دنوں میں کیا گیا ہے۔ عموماً ان کا ذکر کئی سورتوں میں ہے اور برسوں کے بعد مدینہ پہنچکر پوری ہوئی ہیں۔ گو یا ہر ایک پیشگوئی ایک تو گذشتہ نبی کی پیشگوئی ہونے کے لحاظ سے اور پھر خود نبی کریم کی پیشگوئی ہونے کی وجہ سے اپنے اندر ڈبل صداقت رکھتی ہے

حضرت مسیح نے اپنے آپ کو اس پیشگوئی کا مصداق قرار نہیں دیا

اسی پیشگوئی پر غور کیجئے۔ جناب مسیح نے کبھی حضرت یعقوب کی اس پیشگوئی کا اپنے آپ کو مصداق نہیں قرار دیا۔ اور نہ کبھی اس امر کا اعلان کیا۔ کہ میرے ساتھ وہی واقعات پیش آئیں گے جو حضرت یوسف کے ساتھ پیش آئے تھے اس لئے میں مثیل یوسف ہوں۔ البتہ یاروں نے آپ کو خواہ مخواہ یوسف نہیں تو ابن یوسف بنانے کی ناکام کوشش کی۔ جسے موجودہ تحقیقات نے غلط ثابت کر دیا۔

سورہ یوسف کی پیشگوئی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ یوسف میں جو مکی سورۃ ہے۔ یہ پیشگوئی کی۔ لقد کان فی یوسف واخوتہ آیات للسائلین (۱۲ : ۷)

بے شک یوسف اور اس کے بھائیوں کے حالات میں دریافت کرنے والوں کے لئے محمد رسول اللہ کے نشانات ہیں۔ جو معاملہ یوسف کو اپنے بھائیوں سے پیش آیا۔ وہ اول سے آخر تک یہاں بھی محمد رسول اللہ کے حق میں دہرایا جائے گا۔

پھر اسی سورۃ کی دوسری آیت میں فرمایا۔

ذالک من انباء الغیب نوحیہ الیک وما کنت لدیہم اذ اجمعوا امرھم وھم یمکرون (۱۲ : ۱۰۲)

"یہ واقعات یوسف غیب کی خبریں ہیں جو تیری طرف ہم وحی کرتے ہیں اور تو ان کے پاس نہ تھا۔ جب وہ ایک امر پر متفق ہو گئے اور وہ باریک تدبیر کر رہے ہیں"

کیا شان ربی ہے کہ وہ غیب کی خبریں جو آثار قدیمہ بابل اور فلسطین سے آج بلند ہو رہی ہیں۔ جنہوں نے عیسائی اور یہودی مذہب کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑ دیا ہے۔ وہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو ظاہر کر رہی ہیں

جناب یعقوب کی پیشگوئی کے مصداق صرف آنحضرت صلعم ہیں

جناب یوسف کے سوانح جو بائیبل میں مذکور ہیں وہ یہودیوں کے دو گروہوں جہوسٹک اور ایلوہسٹک کی باہمی مخالفانہ قلمکاریوں کا نتیجہ ہیں اور ان کی مدت تالیف حضرت موسیٰ سے بھی نو سو سال بعد ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا۔ وہ اللہ کی محفوظ اور تازہ وحی سے فرمایا۔

واقعات جو جناب یوسفؑ کو پیش آئے۔ وہی واقعات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آئیں۔ تو یقین کیجئے کہ جناب یعقوب کی پیشگوئی کا مصداق یہی یوسف موعود ہے۔ وہ اور حضرت کبر کٹر کی پاکیزگی اور علم و تدبر جو حضرت یوسف میں موجود تھا۔ وہی یہاں بھی موجود ہو۔ تو جناب یعقوب کی پیشگوئی کی عزت کرتے ہوئے سے مان لیجئے۔ ورنہ مسیح کے واقعات زندگی اور یوسف کے حالات میں کوئی مماثلت نہیں۔

پیشگوئی کے اصل الفاظ میں ایک نکتہ

ہم نے یہ بتایا۔ کہ اس پیشگوئی میں ایک لفظ شیلوہ ہے جو عبرانی لغت اور مفسرین بائیبل سے حل نہیں ہو سکا۔ اس لفظ کو ہم موجودہ تحقیقات اور واقعات کی روشنی میں حل کرتے ہیں۔ اس لفظ کی مختلف قرائتیں بائیبل کے نسخوں میں موجود ہیں۔ دوسری طرف روایات میں یوسف کے آنے کی پیشگوئی اس زور سے بیان زد خلائق ہے کہ عیسائی اس پیشگوئی کو مسیح پر چسپاں کرنے کے لئے ان کے شجرہ نسب پر زد مارنے سے بھی نہیں چوکتے اور جناب مسیح کو ابن یوسف زبردستی بنا دیتے ہیں۔ پس یہ امور اس بات پر شاہد ہیں کہ اس لفظ کا ترجمہ یوسف ہونا چاہیئے۔ مگر ہمیں اس امر کا اقرار ہے کہ لفظ شیلوہ یا شلو اور شلوم کا ترجمہ ہرگز یوسف نہیں البتہ یہ لفظ شیلون [illegible] کا غلط تلفظ ہے اور شیلون عربی میں یوسف کا نام ہے۔ (دیکھو بائیبلیکل ریسرچ ان فلسطین جلد ۳ صفحہ ۸۹ — ۸۲) کتاب سید الشن کے عربی ترجمہ میں بھی لفظ شیلون۔ یا ہے۔ (۲) نحو لکھا ہے حتیٰ یاتی شیلون وله یکون خضوع شعوب"۔ کیا یہ نکتہ معرفت کہ جناب یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف کا عربی نام شیلون فرما کر پیشگوئی کی اس بات کو ظاہر نہیں کرتا۔ کہ یوسف موعود عرب ہوگا۔

آنحضرت کے مثیل یوسف ہونے پر واقعات کی گواہی

اب رہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مثیل یوسف ہونا وہ ذیل کے واقعات سے ظاہر ہے:۔

(۱) یوسف کو سب سے پہلے رویا دکھایا جاتا ہے جس میں ان کی عظمت بتائی گئی۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقی اور عظمت کا اظہار ہے۔ حضورؐ کو بھی قبل نبوت رویا صالحہ نظر آیا کرتے تھے۔

(۲) رویا کی تعبیر باپ نے کی۔ یہاں وحی کے متعلق ورقہ بن نوفل نے تصدیق کی۔ وہاں خواب کی وجہ سے بھائیوں کے دشمن ہو جانے کا باپ نے ذکر کیا ہے۔ یہاں ورقہ نے بتایا ہے کہ لوگ آپ سے عداوت کریں گے۔

(۳) طرح طرح کی ترغیبات کے اندر یوسف کا دامن گناہ سے پاک رہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہر قسم کی ترغیبات دی گئیں۔ مگر آپ مطہر رہے۔

(۴) وہاں یوسف کو یعلمک تاویل الاحادیث فرمایا یہاں آپ کی نسبت فرمایا۔ یعلمھم الکتاب والحکمۃ

(۵) وہاں فرمایا۔ یتم نعمتہ علیک۔ یہاں فرمایا اتممت علیکم نعمتی

(۶) یوسفؑ کو قید میں ڈالا گیا۔ حضورؐ کو شعب ابی طالب میں محصور ہونا پڑا۔

(۷) قید [illegible] کی۔ حضور نے شعب میں بنو ہاشم کو تبلیغ کی۔

(۸) یوسفؑ کے قتل کے مشورے ہوئے جو ناکام رہے۔ اسی طرح حضورؐ کے متعلق مشورے ہوئے۔

(۹) حضرت یوسف کو غیابت الجب میں پناہ ملی۔ یہاں غار حرا میں چھپنا پڑا۔

(۱۰) مصر میں سات سال کا قحط جس میں مخالفین کو سجدہ اذب پہنچ کر مکہ میں سات سال قحط پڑا۔

(۱۱) حضرت یوسف کی باعزت ہجرت۔ مدینہ میں یہود نے خود حضور کو اپنا حکم قرار دیا۔

(۱۲) حضرت یوسف امین تھے۔ حضور کی نسبت لوگوں نے شہادت دی۔ ھذا الامین

(۱۳) برادران یوسف کو ذلیل ہو کر درخواست ترحم کرنی پڑی آنحضرتؐ کے حضور کفار مکہ نے رحم کی درخواست پیش کی

(۱۴) مصر کی فرمانروائی ملی۔ یہاں حکومت عرب ملی۔

(۱۵) یوسفؑ نے بھائیوں پر غلبہ پاکر کہا۔ لا تثریب علیکم الیوم یہاں کفار مکہ پر فتح کے باوجود اشد دشمنوں کو فرمایا لا تثریب علیکم الیوم

(۱۶) حضرت اسمٰعیل اور آپ کی اولاد کو لونڈی کی اولاد کا غلط الزام دیا گیا۔ مگر یوسفؑ اسمٰعیلیوں کے ہاتھ فروخت ہوئے۔

(۱۷) جناب ہاجرہ والدہ ماجدہ اسمٰعیل کو مصری لونڈی کا خطاب دیا گیا۔ جناب یوسف کے ذریعہ کل قوم اسرائیل فرعون مصر کی غلام بنی۔

خبریں

— لندن ۱۶ رمئی۔ کرنل لارنس ابھی تک بے ہوش ہے۔ اس کی حالت خطرناک بیان کی جاتی ہے۔ بعد کی خبر ہے کہ اس کی صحت یابی کے متعلق کچھ تھوڑی سی امید پیدا ہو گئی ہے۔

— کولمبو ۱۶ رمئی۔ یہاں عدالت نے ایک شخص کے بیٹے قتل کے جرم میں سزائے موت تجویز کی اور اسے ۱۹ رجون تک مہلت دی مگر ملزم نے عدالت ... سے درخواست کی کہ مجھے کل ہی پھانسی دے دی جائے اتنی مدت تک انتظار کرنا مشکل ہوگا۔

— علی گڑھ ۱۷۔ مئی۔ مسلم یونیورسٹی نے ایک زبردست کمیٹی بنائی ہے جس کی غرض و غایت یہ ہے کہ عام مسلمانان ہند کو مسلم یونیورسٹی کی خصوصیات اور خدمات سے آگاہ کیا جائے۔

— لندن ۱۷ رمئی۔ دارالعوام کی تمام پارٹیوں کے نمایندوں کے منظور کردہ نظام الاوقات کے متعلق مسودہ قانون ہند کی تیسری خواندگی ۴ ر ۵ رجون کو دارالعوام میں ہوگی۔

— معلوم ہوا ہے کہ الور کے جاگیردار اور معافی دار مہاراجہ الور کو واپس ریاست میں لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

— مالیرکوٹلہ ۱۷۔ مئی۔ ہوم منسٹر مالیرکوٹلہ نے اخبارات کو پیغام بھیجا ہے کہ ہندو مسلم فساد کے سلسلے میں ہندو دکانداروں نے جو ہڑتال کر رکھی تھی وہ کل شام ختم ہو گئی۔

— لاہور ۱۷ رمئی۔ پنجاب یونیورسٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ آئی۔سی۔ الیس۔ اور فنانس سروس کے امتحان میں شامل ہونے والے طلبہ کی تربیت اور سہولت کے لیے ایک خاص جماعت جاری کی ہے۔

— شملہ ۱۷۔ مئی۔ ہز ایکسلنسی وائسرائے آج صبح دہلی سے واپس آگئے ہیں۔

— لاہور ۱۷۔ مئی۔ پنجاب کے اچھوتوں کے مشہور لیڈر مسٹر جگدیش متر بی۔اے۔ ایل ایل بی سیالکوٹ کا ۱۵ مئی کو انتقال ہوگیا۔

— یورپ کے اکثر ممالک زبردست جنگی تیاریاں کر رہے ہیں عام خیال یہ ہے کہ جنگ ہر وقت شروع ہو سکتی ہے۔

— چند روز ہوئے کابل میں شاہ افغانستان نے سفیر ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور علی اکبر خاں بہمن سفیر ایران کو شرف ملاقات بخشا اور ان دونوں نے قصر دلکشا میں اپنے مصدقات پیش کئے۔

— کلکتہ ۱۷۔ مئی۔ حکومت بنگال نے اخبارات کو بذریعہ انتباہ اعلان کیا ہے کہ ۱۹ مئی کو یوم محبوسین کا جو اعلان ہوا ہے اس کے متعلق کوئی خبر یا مضمون شائع نہ کیا جائے اس لیے کہ نظر بندوں کے آرام و آسائش کے متعلق حکومت خود معقول انتظام کر رہی ہے۔

— شیخ عبدالمجید صدر کراچی ٹریڈ یونین لیگ نے اپیل کی ہے کہ ۱۹۔ مئی کو ملک کے طول و عرض میں یوم شہدائے کراچی منایا جائے۔

— سر فضل حسین آجکل ایبٹ آباد میں مقیم ہیں۔ آپ بیمار تھے تازہ اطلاع یہ ہے کہ قیام ایبٹ آباد کا آپ کی صحت پر نہایت اچھا اثر ہوا ہے۔

— روم ۱۶۔ مئی۔ مسولینی نے ایک اعلان کیا ہے کہ کسی شخص کو اس بات کا حق نہیں دیا جا سکتا کہ اٹلی کو حبشہ میں کس حد تک احتیاطی تدابیر اختیار کرنی چاہیئے۔

— انگلستان میں پارلیمنٹ کے آیندہ انتخابات کے لیے تیاریاں شروع ہو گئی ہیں۔

تار کا پتہ مسلمان کا لاہور — رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا ہفتہ وار آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔
(۵) سب مجدد دین کی مانند مسیح موعودؑ ۔۔۔
(۶) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

جلد ۲۳ | لاہور یوم جمعہ مطبوعہ ۲۰ صفر ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۴ مئی ۱۹۳۵ء عیسوی | نمبر ۳۴

احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کا ماہوار جلسہ

احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن لاہور کا ماہوار اجلاس ۶ مئی بروز پیر بوقت ۹ بجے صبح گیلری مسجد احمدیہ بلڈنگس میں بصدارت رشیدہ طاہرہ بیگم صاحبہ منعقد ہوا۔ سب سے پہلے حامدہ بیگم صاحبہ نے قرآن شریف میں سے ایک رکوع با ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد فہمیدہ بادشاہ صاحبہ اور لطیفہ بیگم صاحبہ نے نظم پڑھی۔ پھر خاکسار نے پچھلے جلسہ کی رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ جس میں مندرجہ ذیل نئے عہدیدار منتخب ہوئے تھے۔

عہدہ	نام
پریزیڈنٹ	فرخ سلطان صاحبہ
وائس پریزیڈنٹ	وزیر بیگم صاحبہ۔
〃	رشیدہ طاہرہ بیگم صاحبہ
سیکرٹری	اختر بنت (حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت)
اسسٹنٹ سیکرٹری	مبارکہ سلطان۔
خزانچی	زکیہ صاحبہ (بنت حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت)

اس کے بعد حامدہ بیگم صاحبہ نے حضرت نبی کریمؐ کی سیرت پر مضمون پڑھ کر سنایا جس میں انہوں نے نبی کریمؐ کی شفقت اور مہربانی کا ذکر کیا۔ بعد ازاں فہمیدہ بادشاہ بیگم صاحبہ نے تحریک احمدیت پر ایک مضمون پڑھا اور حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے کی سچائی بیان کی۔ پھر محمودہ بیگم صاحبہ نے ایک نہایت پر اثر تقریر کی اور کہا کہ کوئی قوم ایثار کے بغیر نہیں ہو سکتا اس لئے اس ایسوسی ایشن کو کامیاب بنانے کے لئے ہر ایک ممبر کو اس کے لئے کچھ نہ کچھ ایثار ضرور کرنا چاہیئے۔

چونکہ ہماری موجودہ خزانچی زکیہ نوشین صاحبہ شادی ہو کر جانے والی تھیں۔ اس لئے نئی خزانچی کا انتخاب ہوا اور حامدہ بیگم صاحبہ کثرت رائے سے بقیہ سال کے لئے خزانچی منتخب ہوئیں۔ بعد ازاں فہمیدہ بادشاہ بیگم صاحبہ نے وزیر بیگم صاحبہ زینت شیخ انعام علی صاحب ریٹائرڈ سب جج وائس پریزیڈنٹ کی طرف سے ایک تجویز پیش کی کہ ہماری ایسوسی ایشن کی طرف سے چندہ کر کے زکیہ نوشین صاحبہ کو اُن کی شادی پر ایک تحفہ دیا جائے۔ جو اُن کے پاس یادگار رہے گا۔ کیونکہ وہ ایسوسی ایشن کی سابق پریزیڈنٹ تھیں اور اسکی بہتری کے لئے نہایت سرگرمی سے کام کرتی رہی تھیں یہ تجویز اتفاق رائے سے پاس ہوئی۔ چنانچہ ایسوسی ایشن کی طرف سے ایک جوڑی چاندی کے گلدانوں کی زکیہ نوشین صاحبہ کو بطور تحفہ دی گئی۔ جس پر ایسوسی ایشن کا نام کندہ تھا۔

آخر میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس ہونے کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کا یہ جلسہ مولوی عبداللہ صاحب کی وفات پر نہایت [illegible] ہے۔ اور اس کو ایک بڑا قومی نقصان سمجھتا ہے۔ اور ان کے اس احسان کا اعتراف کرتا ہے جو انہوں نے اس جماعت کی لڑکیوں پر انہیں دینی تعلیم دے کر کیا ہے۔

خاکسار اختر
(سیکرٹری احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن لاہور)

خواتین کا عظیم الشان جلسہ

خواتین کا ایک عظیم الشان جلسہ زیر اہتمام احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن لاہور ۲۶ مئی بروز اتوار بوقت پانچ بجے شام مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں یوم مسیح موعود منانے کے لئے منعقد ہوگا۔ جس میں متعدد معزز خواتین تقریریں کریں گی۔ سب خواتین کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس جلسے میں شامل ہو کر اور اس کو کامیاب بنا کر احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کی حوصلہ افزائی کریں اور اس کو شکریہ کا موقع دیں۔ اپنے ہمراہ دیگر بہنوں کو ضرور لائیں۔

مہربانی فرما کر پابندی وقت کا خاص طور پر خیال رکھیں۔

خاکسار:۔ اختر۔ سیکرٹری احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن۔

مسلم ہوسٹل کا داخلہ شروع ہے

طلبہ جلد درخواستیں بھیجیں

جیسا کہ پیشتر ازیں کئی مرتبہ اخبار کے ذریعہ اعلان کیا جا چکا ہے۔ انجمن نے مختلف کالجوں کے طلبہ کی رہائش کے لئے ہوسٹل کھولنے کا فیصلہ کیا تھا۔ چنانچہ ہوسٹل کا افتتاح کر دیا گیا ہے۔ ان دنوں مختلف کالجوں میں داخلہ شروع ہے۔ اور آخیر مئی تک داخلہ جاری رہے گا۔ اسلئے تمام وہ دوست جو بیرونجات سے حصول تعلیم کے لئے لاہور تشریف لائیں یا لاہور ہی میں کسی اور جگہ مقیم ہوں انہیں چاہیئے۔ کہ حتی الوسع وہ مسلم ہوسٹل میں رہائش اختیار کریں۔ اور اس طرح دنیاوی تعلیم کے ساتھ تعلیم دین اور عمدہ تربیت سے بھی مستفید ہوں۔

فی الحال ایک وسیع با موقع اور صحت افزا مکان میں طلبا کی رہائش کا انتظام کیا گیا ہے۔ لیکن تعطیلات موسم سرما کے بعد کسی عمدہ کوٹھی میں ہوسٹل منتقل کیا جاویگا۔

خواہشمند حضرات داخلہ کے لئے فوراً درخواست کریں۔

(مرزا) مسعود بیگ
سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

"آخری نبی"

میاں صاحب کا حلفیہ بیان

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

۱۹۲۲ء میں جناب میاں صاحب مولوی نواب دین ٹیکوہی کے مقدمہ میں بطور گواہ صفائی گورداسپور کی عدالت میں بلوائے گئے۔ تو جناب میاں صاحب نے مندرجہ ذیل بیان دیا

وکیل۔ کیا قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہا گیا ہے۔

میاں صاحب۔ قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بکسرت نہیں کہا گیا۔

وکیل۔ کیا قرآن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کوئی ایسی آیت ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اور وہ کیا ہے۔

میاں صاحب۔ یہ ان (غیر احمدیوں) سے پوچھیے کہ وہ کس آیت سے یہ نکالتے ہیں۔

وکیل۔ کیا قرآن کریم میں آخری نبی کے الفاظ نہیں آئے۔

میاں صاحب۔ یہ لفظ قرآن کریم میں نہیں آئے۔

وکیل۔ اچھا جس لفظ کے معنے غیر احمدی آخری نبی کرتے ہیں۔ وہ کیا ہے؟

میاں صاحب۔ وہ خاتم النبیین کے الفاظ ہیں۔ ان کے معنے بعض لوگ آخری نبی کرتے ہیں۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی اس کا انکار کرتی ہیں۔ ہمیشہ سے اس کے یہ معنے کئے جاتے ہیں۔ ہم اس کی تعبیر نہیں کرتے بلکہ یہ معنے لغت کے ہیں۔ بعض لوگ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی بھی کرتے ہیں مگر لغت میں اس کے معنی آخری نبی کے نہیں ہیں۔

(الفضل ۲۹ جون ۱۹۲۲ء صک)

جناب میاں صاحب کی شہادت جو ۱۹۲۲ء میں ہوئی۔ اس میں آنحضرت صلعم کے آخری نبی ہونے کا صریح انکار ہے اور خاتم النبیین کے معنے جو آخری نبی کرتے ہیں۔ وہ میاں صاحب کے خیال میں بشہادت لغت عرب اور شہادت حضرت ام المومنین حضرت عائشہ بالکل غلطی کرتے ہیں۔ اور اسی بنا پر جناب مولانا محمد علی صاحب کو کم علم اور کیا کچھ نہ کہا۔ مگر خدا کی شان ہے کہ بارہ سال کے بعد جناب میاں صاحب اسی عدالت میں کھڑے ہو کر حلف اٹھا کر اس کے برعکس فرماتے ہیں کہ:۔

وکیل۔ آپ یہ بتلائیے کہ آپ کا عقیدہ ہے کہ محمد صاحب آخری نبی ہیں۔

میاں صاحب۔ میرا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلعم آخری نبی ہیں

وکیل:۔ آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ کے والد مرزا غلام احمد صاحب نبی تھے۔

میاں صاحب۔ ہاں۔

ے یعنی یہ آیت نبوت کا باب بکلی مسدود نہیں کرتی۔

(الفضل ۲۰ نومبر ۱۹۲۲ء)

(یہ شہادت متعدد اخبارات میں چھپ چکی ہے)

مجھے اس وقت جناب میاں صاحب کے ان الفاظ پر کہ میں حضرت مرزا صاحب کو آخری نبی کے بعد نبی مانتا ہوں۔ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس کی تاویل آسان ہے اور وہ یہ کہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت مستقل نہیں ہے۔ بلکہ وہی نبوت محمدیہ یہ ہے جسنے ظلی یا بروزی رنگ میں حضرت مرزا صاحب کے وجود میں عکسی طور پر رنگ نبوت پیدا کر دیا ہے اس لئے مجازی طور پر مرزا صاحب کو نبی کہنے سے آنحضرت صلعم کے آخری نبی ہونے میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔ اور یہی صحیح تاویل ہے۔ اس کے سوا اور تاویل یقیناً باطل ہوگی۔

مگر میں اس وقت صرف یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ کس طرح تقدس کا ایک مدعی انسان دلیری سے بارہ سال بعد اپنی پہلی شہادت کے برعکس اپنا بیان دیتا ہؤا کہتا ہے کہ:۔

"میرا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ آخری نبی ہیں"

اس شہادت سے تو یہ ظاہر ہے کہ جناب میاں صاحب خاتم النبیین کے معنے آخری نبی خلاف لغت عرب تسلیم کرتے ہیں اور ان معنوں کو غلط قرار دیتے ہیں۔ اور ان کے غلط ہونے پر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کو بطور گواہ پیش کرتے ہیں۔ اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا قرآن مجید میں آنحضرت صلعم کو آخری نبی نہیں کہا گیا۔ تو میاں صاحب اس کا انکار کرنے کے لئے فرماتے ہیں۔ کہ یہ غیر احمدیوں سے پوچھا جائے۔ کہ وہ کس آیت سے نکالتے ہیں۔ گویا خاتم النبیین سے تو یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ یا اس کے بعد اور نبی نہیں ہو سکتا۔

میاں صاحب کے اس بیان پر جب مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور نے مضمون لکھا۔ کہ لغت کی تمام کتابوں میں ہی خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے لکھے ہیں تو جناب میاں صاحب نے ایک لمبا مضمون لکھ کر بخیال خویش ثابت کر دیا۔ کہ واقعی لغت عرب میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے نہیں ہیں اور جن لغت کی کتابوں میں ایسا لکھا ہے وہ یونہی ظاہری عقیدہ کی پیروی کرتے ہوئے لکھ دیا گیا ہے۔ ورنہ خاتم کے معنے آخر کے نہیں ہوتے۔ بلکہ مہر کے ہیں اس لئے خاتم النبیین کے معنے ہوئے نبیوں کی مہر۔

(دیکھو الفضل ۲۰ نومبر ۱۹۲۲ء)

اس کے بعد جب مولانا محمد علی صاحب نے اس کا جواب دیا تو میاں صاحب کی مدد کے لئے شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری آگے بڑھے اور پورے زور سے میاں صاحب کی تائید کی۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ان کے مضمون میں طعن و تشنیع کا حصہ بہت زیادہ تھا۔ اور اصل مضمون پر جناب میاں صاحب کی نسبت چوتھا حصہ بھی مصالحہ نہ تھا۔ آپ کا مضمون ایک الفضل کے سالم پرچہ میں شائع ہؤا۔

(دیکھو الفضل ۲۰ دسمبر ۱۹۲۲ء)

ہر شخص اب جناب میاں صاحب سے پوچھ سکتا ہے کہ کیوں حضرت اب یہ عقیدہ لغت عرب کے خلاف حضرت عائشہ صدیقہ کے خلاف اور تمام محدثین اور مفسرین کے خلاف جن کا پہلے آپ نے سہارا لیا تھا۔ اب کس طرح صحیح ہو سکتا ہے اگر اب آپ کو کوئی تاویل آتی ہے۔ تو وہ پہلے کیوں نہ سوجھی۔ جو آخری نبی ماننے والوں کو جن میں حضرت مسیح موعود بھی ہیں۔ آپ نے بڑے زور سے لتاڑ ڈالا تھا۔ اچھا کیا یہ عقیدہ قرآن مجید کی اسی آیت کی بنا پر ہے یا نہیں کہ جس میں آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین کہا گیا ہے۔ اگر خاتم النبیین (بفتح ت) کے الفاظ سے آپ کا عقیدہ مستنبط ہے تو پھر اب آپ کی وہ ساری شیخی کرکری ہوگئی یا نہیں۔

ممکن ہے کہ جناب میاں صاحب یہ عذر کریں کہ میں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بمعنی آخری نبی مانتا ہوں۔ تو میں ساتھ ہی آپ کے بعد حضرت مرزا صاحب کو بھی نبی مانتا ہوں۔ اس لئے میرا آخری نبی ماننا میرے مدعا کے خلاف نہیں ہے تو میں کہونگا کہ غیر احمدی بھی یہی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم آخری نبی ہیں۔ پھر عیسٰے نبی اللہ ابھی آنیوالے ہیں۔ اور یہ اب خود ان کی شہادتوں سے ۲۰ نومبر ۱۹۲۲ء کے الفضل میں ثابت بھی کر چکے ہیں وہ بھی حضرت عیسٰے کو تابع شریعت محمدیہ اور اس وقت امت میں شامل نبی مانتے ہیں۔ اور یہ آپ کا اعتقاد ہے ہی کہ نبوت بہر حال نبوت ہے۔ براہ راست ملی تو کیا اور بالواسطہ ملی تو کیا۔ پس آپ اور غیر احمدی درحقیقت ایک ہی پلیٹ فارم پر کھڑے ہیں۔

اب شاید میاں صاحب یہ کہہ اٹھیں کہ واہ میں تو آنحضرت صلعم کو آخری بلحاظ مرتبہ کے مانتا ہوں۔ یعنی آپ سب سے بڑے نبی ہیں۔ نہ ان معنوں میں کہ آپ زماناً سب نبیوں سے آخری ہیں تو میں عرض کروں گا۔ کہ یہ عذر بھی خام ہے۔ کیونکہ تاخر مرتبی کو تاخر زمانی لازمی ہے۔ یعنی ناممکن ہے کہ ایک نبی مرتبہ میں تو آخری ہو لیکن وہ زماناً آخری نہ ہو۔ کیونکہ نبی کا سب سے بڑا کمال تو یہ ہے کہ اس کے نور سے سب مستفیض ہوں اس لئے سب سے بڑے نبی کے بعد جو ہوگا۔ وہ اس بڑے نبی کے نور سے پرورش پانے والا ہوگا۔

اس لئے وہ اس بڑے نبی کا امتی ہی ہوگا۔ اس لئے وہ حقیقتاً نبی نہیں ہوگا۔ ہاں مجازاً نبی کہلا سکتا ہے پس بڑا نبی زمانی طور پر بھی آخری ہؤا۔ اور یہ وہ بات ہے۔ جسے مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نے بھی بیان کیا ہے۔ (دیکھو تحذیر الناس)

مگر افسوس ہے کہ جناب میاں صاحب نے اپنی تائید میں مولانا کی شہادت تو پیش کر دی۔ مگر مولانا کا یہ بیان جو وہیں ہے جہاں سے میاں صاحب نے مولانا کی شہادت نقل کی تھی۔ پیش نہ کیا۔ اور الزام جناب مولانا محمد علی صاحب پر یہ دیا کہ وہ حوالہ دینے میں محتاط نہیں۔ ہاں ان سب حوالوں کو جو میاں صاحب نے پیش کئے ہیں۔ دیکھنے سے مجھے خیال ہوتا ہے کہ جناب میاں صاحب نے وہ سب شہادتیں کسی میرے جیسے اپنے مرید کی کتابوں سے نقل کر دی ہیں۔ اس لئے ممکن ہے کہ جناب میاں صاحب کو مولانا محمد قاسم صاحب کے ان الفاظ کا علم نہ ہو۔ جن کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے

اگر جناب میاں صاحب کا آخری نبی سے یہی منشا تھا کہ آنحضرت صلعم مرتبہ میں آخری نبی ہیں۔ تو یہ بھی ایک جھوٹ ہی ہوگا کیونکہ وکیل نے عدالت میں جو سوال کیا ہے اس کا مفہوم یا منشاء تاخر مرتبی سے نہیں بلکہ جس طرح تمام مسلمان آنحضرت صلعم کو آخری نبی مانتے ہیں اسی طرح وکیل کا سوال ہے۔ پس اس کے جواب میں یہ کہنا کہ:۔

(باقی پر صفحہ ۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۲۳ | یوم جمعہ ۲۰ صفر ۱۳۵۴ھ | نمبر ۳۴

یومِ مسیح موعودؑ

احمدیو! زندگی کا ثبوت دو

آج سے پچاس سال پیشتر اسلام اور مسلمانوں کی جو حالت تھی ذرا اس کا تصور کرو۔ مادیت۔ دہریت۔ عیسائیت۔ آریہ سماج برہمو سماج۔ دیو سماج۔ غرضیکہ دنیا کی بے شمار تاریکیاں اس چشمۂ نور کو ناپید کرنے کا طاغونی عزم لے کر چاروں طرف چھائی ہوئی تھیں۔ اُن کی طرف سے اسلام پر پے در پے حملے ہو رہے تھے اسلام کے سینکڑوں ہزاروں فرزند اسکے آغوشِ ہدایت سے جدا ہو کر کفر کے طوفان میں بہے جا رہے تھے۔ تمام مسلمانانِ عالم پر خاموشی و بیحسی چھائی ہوئی تھی۔ غنیم کی فوجیں اسلام کے قلعہ پر حملہ آور تھیں۔ اور مسلمانوں کے علماء ذلیل فروعی اختلافات پر آپس میں دست بگریبان تھے۔ تکفیر کی گرم بازاری تھی۔ دشمن کے حملوں سے بیخبری و بے پروائی تھی۔ مسلمانوں کے امراء اپنی عیش پرستیوں میں محو تھے۔ عوام کو جہالت، پیر پرستی اور غلط عقائد نے بیکار کر رکھا تھا۔ بےبسی کی حالت طاری تھی۔ عیسائیت مسلمانوں کو ہضم کر لینے کا عزم کئے ہوئے تھی۔ اور سمجھتی تھی کہ وہ چند برس میں اس میں کامیاب ہو جائے گی۔ ہندوستان میں آریہ سماج ایک طوفانی ندی کی طرح اُمڈا ہوا تھا۔ اور چاہتا تھا کہ سات کروڑ فرزندانِ توحید کے ایمان کو اپنی گمراہی کی رَو میں بہا کرلے جائے۔ برہمو سماج ایک دوست نما دشمن کی طرح مصروف کار تھا۔ یہ وہ مایوس کن حالات تھے کہ جن میں ایک مردِ خدا، نورِ ایمان، دولتِ عزم، اور سعادتِ عمل لے کر اٹھا۔ اس نے تمام مخالفِ اسلام طاقتوں کو مردانہ وار للکارا اور دیکھتے ہی دیکھتے اپنے آہنی پنجے کی گرفت میں لے کر اسلام کے آگے سرنگوں کر دیا۔ اسلام کا یہ پہلوان جو کبھی نہ ہارا اور سب کو زیر کر لیا۔ جانتے ہو یہ پہلوان کون تھا؟ مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔

دنیا میں بے شمار اندھے ہیں، انہیں سورج کے نور کا اندازہ ہی نہیں وہ عین دوپہر کے بارہ بجے اس خزانۂ نور کے وجود

- - - - - - - - - - - - - - -

کا انکار کر دے سکتے ہیں۔ دنیا میں لاکھوں کروڑوں ایسے بے عقل ہیں جو اپنے دوستوں اور محسنوں کو دشمن سمجھتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ دشمنوں سے بدتر سلوک کرتے ہیں۔ آج اگر اس پہلوانِ اسلام اور مسلمانوں کے سچے محسن کو مسلمان کہلانے والے کافر و دجال کہتے ہیں تو اس پر تعجب کیوں۔ آج اگر اسکی جماعت پر کفر کے فتوے صادر کئے جا رہے ہیں تو یہ کونسی حیرت کی بات ہے۔ لیکن یاد رکھو نیکی اور صداقت ہی کی ہمیشہ جیت ہوتی ہے حضرت مرزا غلام احمد صاحب نیکی و صداقت کے علمبردار تھے۔ وہ نیکوں اور صادقوں کے سرتاج حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق و غلام تھے۔ وہ دنیا میں خدا اور اس کے رسول کا نام بلند کرنے، خدا کا کلام پھیلانے کے لئے مبعوث کئے گئے تھے وہ کامیاب رہے اور کامیاب رہیں گے۔ کوئی بدلی چاند کو چھپا لے تو اس سے اس کی ضیا باریوں میں کمی نہیں آسکتی۔ اگر آج احمدیت اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی شخصیت پر غلط بیانیوں۔ بہتان طرازیوں، بدگمانیوں کے تاریک پردے ڈالے جا رہے ہیں تو اس سے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

۲۶ مئی، حضرت مسیح موعودؑ کا یومِ وصال ہے۔ یہ ایک موقعہ ہے کہ اس خادمِ اسلام اور عاشقِ رسول کے عالمانہ اور کارنامے مسلمانوں کے سامنے پیش کئے جائیں۔ جیسا کہ پہلے بھی کہا جا چکا ہے کہ ہم برسیاں منانا نہیں چاہتے۔ ہم شخصیت پرستی اور مشاہیر کی پوجا کو گناہ سمجھتے ہیں۔ یومِ مسیح موعودؑ کا مقصد اس سے بالکل علیحدہ اور کہیں زیادہ بلند ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ صحیح معنوں میں خادمِ اسلام تھے۔ آپ نے ساری عمر اسی راہ میں بسر کر دی۔ آپ کی زندگی کے حالات اور کارنامے لوگوں کے لئے قبولِ صداقت کا باعث بن سکتے ہیں۔ اور خود ہمارے ایمانوں اور قوتِ عمل میں بیداری و تازگی پیدا کر سکتے ہیں۔ بس یہی غرض یومِ مسیح موعود کی ہے۔

آجکل حضرت مسیح موعود اور جماعت احمدیہ کی اندھی اور بے پناہ مخالفت ہو رہی ہے۔ چاروں طرف مخالفت کے طوفان اٹھے ہوئے ہیں۔ لیکن ہمیں بہادروں کی طرح ان طوفانوں پر ایک نگاہِ حقارت ڈال کر ان میں گھس جانا چاہیئے۔ ہم یقیناً یقیناً صداقت پر ہیں اگر نہیں اس بات کا پختہ یقین ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ تم باطل سے ڈر کر قدم پیچھے ہٹا لو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ بازاری نعرے، یہ شیطانی بہتان طرازیاں اور غلط بیانیاں صداقت پر غالب آجائیں گی۔ نہیں نہیں۔ ہرگز نہیں۔ جو اس کا ایک لمحہ کے ہزار ویں حصے کیلئے بھی وہم کرتا ہے وہ صداقت کی توہین کرتا ہے جو بہت بڑا گناہ ہے۔ بہادر اور عزم کے دھنی راستے کی روکاوٹوں سے خوف کھا کر درماندوں کی طرح ہمت ہار کر بیٹھ نہیں جایا کرتے بلکہ شیر مردوں کی طرح ان روکاوٹوں کو اپنے پاؤں کی ٹھوکر سے ٹھکرا کر اپنا رستہ صاف کر لیا کرتے ہیں۔ بہادر احمدیو! تم ایسا کیوں نہیں کرتے۔ اٹھو عزم کرو کہ ہم ہر جگہ ۲۶ مئی کو یومِ مسیح موعودؑ منائیں گے۔ تم مفلس ہو۔ تمہارے پاس شاندار جلسوں کے اہتمام کے لئے سرمایہ نہیں۔ کوئی پرواہ نہ کرو۔ قناعت اور سادگی کے خزانوں سے کام لو۔ مخالفت کی وجہ سے لوگ تمہارے جلسوں میں نہیں آئیں گے۔ یہ وہم تمہاری احمدیت کی توہین ہے۔ صداقت کا پہنچانا تمہارا فرض ہے۔ تم کم و بیش کے فکر سے آزاد ہو کر اس فرض کو ادا کرو۔ قبولیتِ حق کے لئے دلوں کے دروازے کھولنا اللہ کا کام ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہزاروں کے اجتماع میں ایک کے دل پر بھی اثر نہ ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دس آدمی جمع ہوں۔ اور دس کے دس صداقت کو قبول کر لیں۔ پس ایک بہادرانہ عزم کے ساتھ اٹھو اور ۲۶ مئی کو ہر جگہ یومِ مسیح موعود مناؤ اور اپنی جرأتِ ایمانی اور زندگی کا ثبوت دو۔

ایک افسوسناک خط

جناب ایم موتی خان صاحب حاجی شارٹ کشمیر سے تحریر فرماتے ہیں کہ

بیرے کرم محترم جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح سلمہ ربہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

مجھے نمونیہ بخار اور ہچکی سے قریب ایک ماہ تکلیف رہی، اب کچھ افاقہ ہوا ہے۔ ابھی کمزوری باقی تھی کہ پھر بیماری نے دوبارہ حملہ کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی دلی توجہ سے اب بالکل تندرست ہوں مجھے ماہ جنوری ۱۹۳۵ء سے اس وقت تک تین اجارے (؟) صدمات برداشت کرنے پڑے۔

(۱) پہلے میرا ایک پوتا دو سالہ فوت ہو گیا۔ ابھی یہ صدمہ تازہ ہی تھا

(۲) کہ میری ایک جوان صالحہ شادی شدہ دختر چند روز بیمار رہ کر دو خورد سال بچے چھوڑ کر فوت ہو گئی۔

(۳) میری بہو جس کا دو سالہ بچہ فوت ہو گیا تھا۔ اپنے بچے کے صدمہ اور غم سے نامعلوم طور پر معمولی بیمار رہ کر آخر کار ۲۰ مئی ۱۹۳۵ء کو راہی عالم بقا ہو گئی۔ اس کی یادگار ایک پانچ سالہ بچی رہ گئی ہے۔ ان اموات نے میرے دل اور دماغ پر کیسا غم افزا اثر ڈالا ہے۔ کئی روز سے میرا دوسرا پوتا جس کی عمر گیارہ ماہ ہے۔ نامعلوم طور سے بیمار ہو گیا ہے ہرچند علاج معالجہ میں کوشش کی جاتی ہے۔ مگر صحت میں کوئی نمایاں ترقی نہیں ہوتی۔ اس لئے بذریعہ اخبار جملہ احباب سلسلہ عالیہ احمدیہ اور بالخصوص حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ سے مودبانہ ملتجی ہوں۔ کہ اس بچے (جس کا نام محمد اشرف خان ہے) اور میرے جملہ اہل و عیال کے لئے دعائے خیر فرمائی جائے۔ راقم الحروف تہ دل سے دعا کنندگان کا ممنون و مشکور ہوگا اور ایسے بزرگان کو اللہ تعالیٰ اپنی درگاہ سے اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ والسلام۔

پیغام صلح:۔ ان صدمات میں ہمیں جناب موتی خان صاحب سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپکے پوتے کو شفائے عاجل اور عمر دراز عطا فرمائے اور آپ کی مرحومہ صاحبزادی اور مرحومہ بہو کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کے بچوں کا حامی و ناصر ہو۔

جماعت جموں کا کامیاب جلسہ

جماعت جموں کا جلسہ ۱۸۔۱۹ اپریل کو منعقد ہوا۔ جس میں حضرت مولانا صدر الدین صاحب۔ جناب مولانا عبد الحق صاحب فاضل ودیارتھی۔ سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل بی۔اے۔ اور شیخ محمد یوسف صاحب گرنمتی کی تقریریں ہوئیں۔ باوجود مخالفت کے معاندین کی شرارتوں کے باوجود جلسہ خدا کے فضل سے نہایت کامیاب رہا۔ مفصل حالات جلد درج اخبار ہوں گے۔ (انشاء اللہ)

مذاکرۂ علمیہ

اسلامی سزائیں

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

زنا اور چوری کی سزاؤں میں فرق

سوال:۔ زنا چوری سے فحش اور سنگین جرم ہے۔ مگر شریعت نے اس کی سزا کم رکھی ہے۔ یعنی سو درّے (مائۃ جلدۃ) اور چوری کی سخت یعنی قطع ید۔ جس کا اثر بھی مجرم کے بدن پر دائم رہ کر جرم کا تازہ اظہار کرتا رہتا ہے۔ واضح رہے کہ پہلی شرائع میں زنا کی سزا چوری سے سخت تھی۔ یعنی رجم۔ مگر وہ اسلام نے منسوخ کر دی۔ آنحضرت صلعم کے حکم رجم سے استدلال صحیح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کے زمانہ صدور کے متعلق یہ نہیں جزم کیا جا سکتا۔ کہ نزول آیت کے بعد تھا کا یقیناً زمان نزول سے قبل کا معلوم ہوتا ہے جو مطابق رواج سابق کے تھا۔ کیا ان دونوں جرموں کی سزائے شرعی موجودہ تہذیب و تمدن کی فضا میں موافق آ سکتی ہے۔

سزاؤں میں قرآن کی اصلاحیں

جواب۔ اسلام نے جو چوری اور زنا پر سزائیں رکھی ہیں وہ ٹھیک جرم کے مطابق ہیں۔ نہ چوری کی سزا زیادہ ہے نہ زنا کی سزا کم سخت ہے۔ چوری میں قطع ید کی سزا انتہائی سزا ہے۔ نہ کہ ابتدائی۔ اور زنا کی سزا سو درے ہے۔ نہ کہ رجم یعنی سنگساری۔ اگر آنحضرت صلعم نے مطابق رواج سابق کبھی رجم کا حکم دیا تو وہ یقیناً سورہ نور کے نزول سے قبل دیا ہوگا۔ ورنہ قرآن کی نص صریح کے بعد آپ ایسا حکم نہیں دے سکتے تھے۔ رجم موسوی شریعت کی ایک سزا تھی۔ مگر قرآن نے اگر اس سزا کو ہمیشہ کے لئے منسوخ کر دیا بلکہ قرآن کریم نے سنگساری کی سزا کو کسی جرم کے بدلہ میں بھی جائز نہیں رکھا اور سچ پوچھو تو قرآن نے سزا کے بارے میں بڑی اصلاحیں کی ہیں۔ موسوی شریعت میں جان کے بدلے جان۔ اور آنکھ کے بدلے آنکھ۔ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان۔ اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں بھی بدلہ تھا۔ سوائے اس کے کہ اگر کوئی معاف کر دے۔ مگر قرآن نے یہ سب تشدد اڑا دیا۔

فوجداری سزا کا اصول

قرآن نے فوجداری سزا کا اصول یہ قائم کیا کہ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ انہ لا یحب الظلمین۔ کہ کسی بدی کا بدلہ اس کے مطابق سزا دینا ہے۔ اور اگر کوئی معاف کر دے اور اس میں اصلاح مد نظر ہو تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔ بیشک اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ گویا اس میں سزا دینے کے فلسفے کو بیان کر دیا۔ یعنی سزا کا اصلی مقصد اصلاح اور انصاف ہے۔ اگر انصاف کے خلاف نہ ہو اور معاف کرنے میں اصلاح ہوتی ہو تو وہ سب سے بہتر ہے۔ لیکن اگر معاف کرنے سے اصلاح نہ ہوتی ہو اور انصاف کا خون اور جرائم کی ترقی ہوتی ہو تو پھر سزا دینا بہتر ہے۔ صاف بتا دیا کہ ہر صورت میں مطلب اصلاح ہے اور سزا دینے میں ہمیشہ اصلاح کے پہلو کو مد نظر رکھنا چاہیئے۔

سزا دینے میں جرم کی اصلاح مد نظر ہے

جرم کے بدلہ اسی کے مطابق سزا فرما کر مختلف مثالوں سے اس کی تشریح بھی کر دی۔ مثلاً حکم قتل کو لے لیا۔ قتل کی سزا قصاص رکھی یعنی قاتل کو قتل کر دیا جائے۔ مگر ساتھ ہی مقتول کے ورثا کی رضامندی کے ساتھ خونبہا کی اجازت بھی دے دی۔ جس سے معلوم ہوا کہ کسی بدی کے مطابق سزا دینے کے یہ معنی نہیں کہ ہمیشہ اس کی سزا میں وہی فعل مجرم کے ساتھ کیا جائے جس کا ارتکاب مجرم سے ہوا تھا۔ اگر عقل اور انصاف، اخلاق، اور امن پسندی، اصلاح طلبی اور سوسائٹی کے حالات اس امر کی اجازت دیتے ہوں کہ مجرم کو ایسی سزا دی جائے جیسا کہ اس نے فعل کیا ہے تو ویسی ہی سزا دے دی جائے۔ مثلاً قتل کے بدلہ میں قتل کر دیا جائے۔ لیکن اگر کہیں عقل اور انصاف اخلاق فاضلہ اور امن پسندی اور اصلاح طلبی اور سوسائٹی کے حالات اس امر کے مقتضی ہوں کہ مجرم کے ساتھ بالمقابل ویسا ہی فعل نہ کیا جائے جیسا کہ اس نے کیا تھا۔ تو پھر اس فعل کی مناسبت سے ایسی سزا دی جائے جس سے انصاف کا توازن قائم رہے۔ مثلاً چوری کے مقابلہ میں سزا چوری نہ ہو گی۔ بلکہ قید یا ہاتھ کا کاٹنا ہوگا۔ زنا کے مقابلہ میں سزا زنا نہ ہوگی بلکہ سو درے ہوں گے۔ قتل کے مقابلہ میں بعض دفعہ قتل اگر سزا ہو گی تو بعض دفعہ خونبہا ان مثالوں سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا جو فوجداری سزاؤں کا اصل الاصول ہے اس سے مطلب یہ نہیں کہ مجرم کے ساتھ ہمیشہ بالمقابل وہی سلوک کیا جائے جو مجرم نے کیا تھا بلکہ امام کو اختیار ہے کہ حالات گرد و پیش کو مد نظر رکھتے ہوئے اس جرم کے بالمقابل کوئی سزا ایسی مناسب حال تجویز کرے جس سے انصاف کا توازن صحیح طور پر قائم رہے۔ آج مہذب گورنمنٹوں کے بھی فوجداری قوانین کا سنگ بنیاد یہی اصول ہے۔ پس کسی کی ڈنڈا مار کر آنکھ نکال دی جائے تو یہ ضروری نہیں کہ بالمقابل مجرم کی بھی آنکھ نکال دی جائے۔ امام کو اختیار ہے کہ وہ بالمقابل کسی دوسری قسم کی سزا مثلاً قید یا جرمانہ وغیرہ اختیار کرے۔ جب قتل کی سزا میں تخفیف مثلاً خونبہا جائز ہے گویا سزا کی نوعیت ہی بدل جاتی ہے تو کسی ایک عضو کے ضائع ہو جانے میں حالات پیش آمدہ کو مد نظر رکھتے ہوئے امام سزا کی نوعیت کو بدل دے تو اس میں کیا مضائقہ ہو سکتا ہے۔

سرکش اور خونخوار دشمنوں کی سزا

ہاں بعض وقت سرکش اور خونخوار قوموں کو عبرتناک سزا کے طور پر بالمقابل سخت سے سخت سزا بھی دینی پڑتی ہے۔ مثلاً ایک دفعہ کچھ لوگ جو ایک بڑے سرکش قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور ہمیشہ مسلمانوں کو دق کیا کرتے تھے۔ وہ بظاہر ایمان لائے اور مدینہ کی آب و ہوا کی ناموافقت اور بیماری کا بہانہ کیا تو آنحضرت صلعم نے انہیں مدینہ سے باہر ایک مقام پر آب و ہوا کی تبدیلی کے لئے ٹھیرنے کی اجازت دی۔ انہوں نے اس احسان کا بدلہ یہ دیا کہ مسلمانوں کے اونٹ بھی چرا کر لے گئے اور جو صحابی رضی اللہ عنہ ان کی حفاظت کرتے تھے ان کی آنکھیں بھی نکال لیں تاکہ وہ دیکھ سکیں نہ پیچھا کر سکیں۔ اور پھر قتل بھی کر دیا۔ مسلمانوں کی اس قدر نازک حالت کہ سارا عرب دشمن اور خون کا پیاسا اور مسلمانوں کی تعداد بہت کم۔ اس وقت ایسا خطرناک جرم کہ مسلمانوں کو لگایا۔ ایسی صورت میں سوائے اس کے اور کیا سزا تجویز ہو سکتی تھی کہ جب وہ قاتل پکڑے گئے تو ان کی بھی آنکھیں نکال دی جائیں اور قتل کر دئے جائیں۔ تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔ اور ایسی بدمعاشی کرنے کی کبھی جرأت نہ ہو۔ یہاں تو موجودہ حکومتیں سرحدی قبائل کے گھر بار تک جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہیں۔ ان کی بستیوں پر بم پھینک کر تہس نہس کر دیتی ہیں اور کہتے ہیں کہ عبرت پیدا کرنے کے لئے ایسا کیا۔ لیکن حالات ایسے نازک نہ ہوں اور مجرم کی نیت ایسی بد نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں کہ امام حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے مجرم کو سزا قید وغیرہ کی دیدے یا جس کو نقصان پہنچا ہو اس کو ایک معقول رقم بطور تاوان کے دلوا دے جب قتل میں

نئی فقہ کی ضرورت

الغرض اسلام نے سزاؤں کے بارے میں دوسرے شرائع سے اس امر میں اختلاف کیا ہے۔ اور امام کو زیادہ وسعت اور اختیار دیا ہے کہ وہ حسب حالات زمانہ و حالات مقدمہ سزا انتہائی درجہ کی دے یا اس میں کچھ تخفیف کر دے۔ یا اس کی صورت بدل دے۔ اور ایک عالمگیر مذہب کے لئے یہ ضروری تھا۔ اسلئے میری رائے میں فقہ کی تدوین ہر زمانہ کے مناسب حال ہونی چاہیئے۔ آج اپنے زمانہ کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے ضرورت ہے کہ قرآن اور سنت سے استنباط کر کے ایک نئی فقہ مرتب کی جائے جس میں تمام مسائل قرآن و سنت سے کامل طور پر تحقیق کر کے درج کئے جائیں۔ اور ہر ایک بات کے متعلق جو کسی خاص زمانہ یا حالات کے مطابق کسی فقیہ نے اپنے اجتہاد سے استنباط کئے تھے اگر درست ہوں اور ہمارے زمانہ کے مناسب حال ہوں تو قبول کئے جائیں ورنہ ترک کر دئے جائیں اور ان میں وہ تمام مسائل جدیدہ آ جانے چاہئیں جو زمانہ کے اقتضا سے پیدا ہو گئے ہیں۔ ہمارے حضرت مسیح موعود نے بھی یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ ایک نئی فقہ بننی چاہیئے۔

چور کی سزا

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ آمدم برسر مطلب اب چوری کی سزا کو لیجئے۔ قرآن میں حکم ہے:۔ والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیہما جزاء بما کسبا نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم۔ فمن تاب من بعد ظلمہ واصلح فان اللہ یتوب علیہ ان اللہ غفور رحیم۔ (ترجمہ) اور چور مرد اور عورت سو ان دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔ یہ اس کی سزا ہے جو انہوں نے کیا۔ اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا۔ اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔ پھر جو شخص اپنے ظلم کے بعد توبہ کرے اور اصلاح کرے تو اللہ ضرور اس پر رحمت سے توجہ کرے گا۔ بیشک اللہ توجہ کرنیوالا اور رحم کرنے والا ہے۔" ڈاکو وہ ہوتا ہے جو بالجبر مال لیتا ہے اور چور وہ ہوتا ہے جو چھپ کر مال لیتا ہے۔ یہاں ڈاکو کا ذکر نہیں ہے صرف چور کا ذکر ہے۔ اس کی سزا قطع ید بیان کی۔

قطع ید کے معنی

یہاں تین چار امور قابل غور ہیں:۔

(۱) اول تو قطع ید کے معنی۔ اس کے معنی ہیں ہاتھ کا کاٹنا۔ لیکن مجازاً اس کے معنی ہاتھ کا روک دینا بھی ہے۔ مثلاً یقطعون السبیل سے مراد راستہ روکنا ہے نہ کہ راستہ کاٹنا۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک شاعر نے شعر سنائے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اقطعوا عنی لسانہ۔ یعنی اسے کچھ دے کر خاموش کر دو۔ یہاں زبان کاٹنے سے مراد زبان روکنا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم نے قطع ید کا کلمہ استعمال کر کے عجیب پر حکمت طریق اختیار کیا ہے یعنی مطلب تو یہ ہے کہ چور کے ہاتھ سے سوسائٹی کو امن میں لایا جائے خواہ

اس کو قید کر کے اس کا ہاتھ روک دیا جائے۔ خواہ ہاتھ کاٹ کر ہاتھ روک دیا جائے۔

قطع ید میں توبہ اور اصلاح کا موقع

(۲) فمن تاب من بعد ظلمہ و اصلح بتاتا ہے کہ چوری کرنے والے کو توبہ اور اصلاح کا موقع دینے کا بھی حکم ہے۔ گویا ایسے طور پر قطع ید کیا جائے کہ توبہ اور اصلاح کا موقع باقی رہے اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ وہ قطع ید عارضی ہو۔ یعنی قید کے ذریعہ۔ ورنہ ہاتھ کٹ جانے کے بعد توبہ اور اصلاح کا نفع چور کو کیا پہنچ سکتا ہے۔ وہ تو جرم کے قابل ہی نہ رہا۔

ہاتھ کاٹنا انتہائی سزا ہے۔

(۳) لیکن اگر توبہ اور اصلاح نہ کرے اور سوسائٹی کا امن خطرہ میں ہو تو اس سے ہمیشہ کے لئے امن اسی طرح سے پیدا ہو سکتا ہے کہ اسے اس قابل ہی نہ چھوڑا جائے کہ وہ یہ جرم کر سکے اور نئی تحقیقات بھی یہی ہے کہ عادی چور کے دماغ میں چوری کی عادت ایک نیا مرکز چوری کا بنا دیتی ہے۔ جس کا تعلق ہاتھ سے ہوتا ہے۔ ہاتھ کے کٹنے سے وہ مرکز بھی سٹ جاتا ہے اور رفتہ رفتہ وہ عادت بھی دور ہو جاتی ہے۔ اور اگر بالفرض نہ بھی ہو تب بھی سوسائٹی تو اس سے امن میں ہو گئی۔

آئمہ مجتہدین کی حد بندی

(۴) خود آئمہ مجتہدین نے چوری کی سزا میں حد بندی قائم کی ہے مثلاً امام ابوحنیفہ کے نزدیک دس درہم اور امام شافعی کے نزدیک دینار کے چوتھے حصہ کی کم کی چوری میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ ہاتھ کے کاٹنے کی سزا کسی خاص حد پر پہنچ کر شروع ہوتی ہے۔ لیکن یہ دس درہم اور چوتھائی دینار ان کا اپنا اجتہاد ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ ہاتھ کا کاٹنا انتہائی سزا ہے۔ یعنی ابتدا میں امام کو اختیار ہے کہ وہ اس سے کم سزا دے لیکن جب وہ اس امر کو معلوم کرے کہ مجرم ایک عادی چور ہے۔ اور اسے باوجود توبہ اور اصلاح کا موقعہ دینے کے وہ اپنے فعل اور عادت سے باز نہیں آتا تو اسے اختیار ہے کہ وہ اس انتہائی سزا کو کام میں لائے۔

تعزیرات ہند کی سزائیں

تعزیرات ہند میں جس قدر سزائیں لکھی ہوتی ہیں وہ انتہائی ہوتی ہیں۔ مجسٹریٹ کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ حسب حالات مقدمہ اور تقاضائے انصاف جتنی چاہے اس میں سے سزا دے۔ مثلاً کسی دفعہ کے ماتحت دو برس کی قید کی سزا وہ دے سکتا ہے تو ضروری نہیں کہ وہ ہر مجرم کو جو اس دفعہ کے نیچے آئے دو سال کی قید کی ہی سزا دے۔ بلکہ اسے اختیار ہے کہ چھ ماہ کی سزا دے دے۔ یہ اس کی سمجھ اور انصاف پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اسی طرح اسلام نے چور کی انتہائی سزا ہاتھ کاٹنا رکھا ہے۔ لیکن مجسٹریٹ کو اختیار ہے کہ ابتدائی حالتوں میں وہ اس سے کم درجہ کی سزا مثلاً قید دے سکتا ہے۔

ڈاکو کی سزا

اس کے لئے بڑا بھاری قرینہ ڈاکو کی سزا کا معاملہ ہے۔ اسی سورت میں اسی آیت سے چند آیات قبل ڈاکو کی سزا کا ذکر فرماتے ہیں:۔ انما جزاؤ الذین یحاربون اللہ و رسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ذالک لھم خزی فی الحیوۃ الدنیا ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم۔ ترجمہ:۔ ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور رسول کے ساتھ جنگ کرتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلانے میں سرگرم ہیں سوائے اسکے اور کیا ہو سکتی ہے کہ انہیں قتل کیا جائے یا صلیب دی جائے۔ یا اُن کے ہاتھ اور پاؤں مخالف طرف سے کاٹ دئے جائیں۔ یا اُن کو قید کر دیا جائے۔ یہ ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے۔ اور آخرت میں اُن کے لئے بھاری عذاب۔

اللہ اور رسول کے ساتھ جنگ

یہاں اللہ اور رسول کے ساتھ جنگ کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ خدا اور رسول کے قانون کو توڑتے ہیں۔ جس طرح گورنمنٹ انگلشیہ کے قانون کو جو شخص توڑتا ہے اور اس کے خلاف مقدمہ بنتا ہے تو اس میں سرکار مدعی ہوتی ہے۔ گویا مجرم کو گورنمنٹ کے ساتھ لڑنے والا قرار دیا جاتا ہے۔ اسی طرح یہاں اللہ اور رسول سے لڑنے والے وہ لوگ قرار دئے ہیں جو ملک میں ڈاکے مارتے اور فساد اور بدامنیاں پھیلاتے پھرتے ہیں۔

چار قسم کی سزائیں

ان کے لئے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا کے ماتحت سزا چار قسم کی بیان فرمائی۔ جو لوگ ڈاکے کے ساتھ قتل بھی کرتے تھے۔ ان کو قتل کر دینے کا حکم دیا۔ جو قتل کی مختلف وارداتیں کر کے ملک میں اپنی دھاک بٹھاتے تھے۔ انہیں پھانسی یا صلیب پر لٹکانے کا حکم دیا۔ تاکہ اُن کی سزا کی تشہیر ہو اور لوگوں کے لئے عبرت ہو۔ جو لوگ ڈاکہ کے ساتھ لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالا کرتے تھے۔ جیسا کہ عرب میں اکثر ہوا کرتا تھا۔ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالنے کا حکم دیا۔ مگر مخالف اطراف سے کاٹنے کا حکم دیا۔ تاکہ مجرم کا دھڑ بالکل بیکار نہ ہو جائے۔ اور وہ سونٹی کے ذریعہ چل پھر سکے۔ پھر جو لوگ محض ڈرا کر مال لوٹ لیا کرتے تھے انہیں قید کا حکم دیا۔ گویا مختلف سزاؤں کا ذکر کر کے امام کو اختیار دیا کہ وہ حسب حالات مقدمہ و اقتضائے انصاف ان سزاؤں میں سے جس سزا کو مناسب سمجھے برت لے۔

امام کو سزا کی تخفیف کا اختیار

اب مقام غور ہے کہ جب ڈاکہ کے ذریعہ مال چھین لینے کی سزا حسب حالات قید ہو سکتی ہے تو محض چوری کی سزا جو ڈاکہ سے ادنیٰ جرم ہے قید کیوں نہیں ہو سکتی۔ ہاتھ کا کاٹنا چوری کی حالت میں اسی طرح انتہائی سزا ہے۔ جس طرح قتل اور صلیب ڈاکہ کی انتہائی سزا ہے جس طرح ڈاکہ کی صورت میں امام کو حسب حالات مقدمہ اس سزا کو تخفیف کر کے قید کی سزا دینے کا اختیار ہے۔ اسی طرح چوری کی حالت میں بھی امام کو اختیار ہے کہ وہ سزا میں تخفیف کر کے قید کی سزا دیدے۔ مطلب تو سوسائٹی کو چور کے ہاتھ سے مامون و مصئون کرنے سے ہے۔ یہ امام کے انصاف اور سمجھ پر منحصر رکھا ہے کہ وہ حسب موقع کارروائی کرے۔ ایک عادی چور کے لئے سوائے اس کے چارہ نہیں کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ یا بعض قومیں ایسی سرکش اور چوری پیشہ اور جرائم پیشہ ہوتی ہیں کہ اُن کے لئے جب تک انتہائی سزا کو شروع میں ہی نہ برتا جائے وہ کبھی اصلاح پذیر نہیں ہوتیں اور نہ انہیں کوئی عبرت ہوتی ہے۔ الغرض موقع اور محل کے مناسب کارروائی ہونی چاہیئے۔

موجودہ تہذیب و تمدن کی سزائیں

رہ گیا آپ کا یہ فرمانا کہ ان جرموں کی سزا لئے شرعی موجودہ تہذیب و تمدن کی فضا میں موافق آسکتی ہے؟ سو اس کی نسبت یہ عرض ہے۔ کہ قتل اور قید اور بید مارنے کی سزا تو آج بھی موجودہ تہذیب و تمدن میں استعمال ہوتی ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ زانی کو بید مارنے کی سزا ابھی تجویز نہیں کی اور نہ چور کی انتہائی سزا ہاتھ کاٹنا رکھا۔ اسی لئے ان دونوں جرائم کی اصلاح بھی نا ممکن ہو سکی۔ ان کے ہاں زنا تو کوئی جرم ہی نہیں۔ جب تک وہ بالجبر نہ ہو نتیجہ یہ ہے کہ اس کی جو کثرت اس زمانہ میں ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اور جو چوری پیشہ اقوام ہیں وہ بھی اسی طرح سوسائٹی کے لئے ایک لعنت چلی آتی ہیں۔ آج زنا پر بید اور چوری پر ہاتھ کاٹنے کی سزا کا ڈر ہو تو فرمایئے کتنے آدمی اس جرم کیلئے جرأت کریں گے۔

جیل خانہ اصلاح کا موجب نہیں

یورپ کے بہت بڑے بڑے محقق یقینی اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ جرائم کے دور کرنے میں جس قدر جسمانی سزائیں اثر رکھتی ہیں وہ اثر جیل خانہ نہیں پیدا کرتا۔ بلکہ جیل خانہ سے نئی نئی قسم کی بدمعاشیاں سیکھ کر لوگ نکلتے ہیں۔ اس لئے نو عمر قیدیوں کے لئے اب لیفارمیٹری کھولی گئی ہیں۔ جن میں ان کی تعلیم و تربیت اور اصلاح کے لئے کوشش کی جاتی ہے تو یہ اسلام نے بھی کہا تھا۔ کہ ان کو توبہ اور اصلاح کا پہلے موقعہ دینا چاہیئے۔ اگر اصلاح نہ ہو اور چوری بطور عادت کے ہو تب ہاتھ کاٹنے کی سزا دینی چاہیئے۔

ہاتھ کاٹنے میں کوئی سختی نہیں

رہ گیا یہ امر کہ ہاتھ کاٹنا بڑی سختی معلوم ہوتی ہے تو قتل کرنا اور پھانسی دینا اس سے بھی زیادہ سخت اور تکلیف دہ ہے اگر انصاف اور اصلاح کے لئے پھانسی دینا ضروری ہے تو اصلاح اور انصاف کے لئے ہاتھ کاٹنا بھی ضروری ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کلورافارم دے کر ہاتھ کاٹ دو۔ اب تو یورپ میں بے ہوش کر کے قتل کرنے کی تجویزیں ہو رہی ہیں تاکہ مجرم کو تکلیف نہ ہو۔ اسی طرح بیہوش کر کے ہاتھ بھی کاٹ سکتے ہیں۔ اصل میں انسان اس شخص کی تکلیف کو بھول جاتا ہے جس کو مجرم نے قتل کیا تھا۔ یا جس کو اندھا کر دیا تھا۔ یا ان بے گھروں کی تباہی پر نظر نہیں رہتی جو چوری کے ہاتھوں سے برباد ہو گئے۔ دیکھنے والا ایک قاتل ایک چور ایک مجرم کو بندھا ہوا سزا کے لئے لیجاتا ہوا دیکھتا ہے اور اس سے ہمدردی کرتا ہے۔ لیکن ان مظلوموں کو بھول جاتا ہے جن کو اس مجرم کے ہاتھوں نے برباد کر دیا۔ چونکہ وہ نظروں کے سامنے نہیں ہوتے۔ اسلئے اُن کے لئے ہمدردی جوش نہیں مارتی۔ اور مجرم نظروں کے سامنے ہوتا ہے اسلئے اسکی تکلیف کو محسوس کر کے اظہار ہمدردی کرتا ہے۔ اس مظلوم کے دل سے پوچھو جس کا مال یا جان یا عزت ایک بدمعاش کے ہاتھ سے برباد ہو گئی۔ جس پہ بیتی ہو وہی جانتا ہے۔ پس خدا کے قانون میں ایک جج کے سامنے سزا دیتے وقت دونوں پہلوؤں کا خیال ہونا چاہیئے۔ نہ مجرم کے ساتھ سختی ہو نہ مظلوم کے ساتھ بے انصافی۔

اسلامی سزائیں سوسائٹی کیلئے موجب امن ہیں

ایک زانی کو پبلک میں بید لگتے ہوئے دل ہمدردی سے پگھلتا ہے لیکن جس خاندان کی عزت برباد ہو گئی اسکے لئے کیوں ہمدردی نہیں ہے؟ زانی کو پبلک میں بید مارنے کا حکم ہے تاکہ جس طرح اس نے ایک خاندان کو بے عزت کیا۔ اسی طرح اسکی بے عزتی ہو۔ اور صاف حکم ہے کہ وہ جلدہ ہوں۔ یعنی ایسے بید مارے جائیں جنکی سزا چمڑے تک ہو۔ اعضائے رئیسہ کو صدمہ نہ پہنچے۔ بید کی اس سزا اور پبلک میں اس بے عزتی کا خوف ظاہر ہے کس قدر زنا کی وارداتوں کو کم کر دینے والا ہوگا۔ پس مبارک ہوگا وہ دن جب دنیا کا تمدن اسلامی سزاؤں کو سوسائٹی کی بہتری کے لئے استعمال کرے گا۔ کیونکہ انہی سے شیطان بھاگتا ہے۔ اور بہت نادان ہیں وہ لوگ جو مغربی تقلید سے اندھے ہو کر بغیر اسلامی سزاؤں کی اصل حقیقت معلوم کئے مذہب کو سلطنت سے الگ کہتے پھرتے ہیں۔

ڈاکٹر سر محمد اقبال کا بیان

احمدیت کی پہلی ضرب کا اثر

جناب ڈاکٹر سر محمد اقبال کے ایک تازہ بیان کے متعلق ہم گذشتہ اشاعت میں اشارہ کر چکے ہیں آج اس کے متعلق ذرا تفصیل سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ ہم ڈاکٹر صاحب موصوف کا پورا پورا احترام کرنے کے باوجود اس امیا نداراننہ رائے کے اظہار سے نہیں رک سکتے کہ احمدیت کے خلاف آج کل جو طوفان بے تمیزی برپا ہے اس سے موصوف کا بلند پایہ دماغ بھی (غالباً حالات کی مجبوری کی وجہ سے) متاثر ہوا ہے اور یہ بیان اسی اثر پذیری کا نتیجہ ہے۔ یہی سبب ہے کہ اس بیان میں وہ بلندی اور معقولیت نظر نہیں آتی جس کی توقع کہ دنیا موصوف سے کرتی ہے۔ بلکہ اس سے برعکس چیزیں دکھائی دیتی ہیں اور وہ ایسی چیزیں ہیں جنہیں موصوف کے گذشتہ عقائد و اعمال سے بھی کوئی مطابقت نہیں بخشتیں۔

اگر اس بیان کی غیر ضروری باتوں سے قطع نظر کر لیا جائے، تو ڈاکٹر صاحب موصوف نے اس میں ختم نبوت کی تائید کے علاوہ جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس کا خلاصہ اس طرح پر ہو سکتا ہے کہ:۔

(۱) مسیح موعود کی آمد اور مہدی کے ظہور کا تخیل مسلمانوں نے مجوسیوں یہودیوں اور نصرانیوں سے لیا ہے۔ جو بالکل غلط اور بے بنیاد ہے اس خیال کو اسلام سے کوئی واسطہ نہیں

(۲) احمدیت کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ احمدیوں کو مسلمان سمجھنا اور ان سے مسلمانوں جیسا برتاؤ کرنا غلطی ہے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف ختم نبوت کی تائید میں اپنے خاص فلسفیانہ انداز میں گویا ہوئے ہیں اور انہوں نے جو دلائل دی ہیں ان پر بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ بہتر ہوتا کہ وہ ختم نبوت جیسی بدیہی اسلامی حقیقت کی تائید صاف اور سادہ الفاظ میں فرماتے۔ لیکن ہم چونکہ اس بارہ میں ان کے مقصد سے متفق ہیں اس لئے ان کی ایک حد تک قابل اعتراض دلائل اور مبہم طرز بیان کو نظر انداز کئے دیتے ہیں

مسیح موعود کی آمد اور مہدی کے ظہور سے انکار

جناب ڈاکٹر صاحب موصوف نے مسیح موعود کی آمد اور مہدی کے ظہور کے عقائد کو بالکل غلط "خلاف اسلام" مسئلہ اور مجوسیت وغیرہ سے ماخوذ بتلایا ہے اس طرح انہوں نے ایک نہایت ہی خطرناک اور بہت غلط قدم اٹھایا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ فعل ان سے ایک بھاری مشکل کو دور کرنے کی کوشش میں سرزد ہوا ہے لیکن ہم ان کو یقین دلانا چاہتے ہیں اس طرح ان کی مشکل قطعاً دور نہ ہوگی۔ بلکہ دیگر بہت سی اور گونا گوں مشکلات پیدا ہو جائیں گی جن سے دنیا کا کوئی فلسفہ نجات نہ دلا سکیگا۔ غیر احمدی علماء حیات مسیح کے قائل اور اس غلطی میں مبتلا تھے کہ حدیث میں جس مسیح کے نزول کا ذکر اور وعدہ ہے وہ حضرت عیسیٰ ہیں اور اسی غرض سے تقریباً دو ہزار سال سے بغیر کھائے پیئے چوتھے آسمان پر تشریف فرما ہیں اور بالآخر امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے اس دنیا میں آئیں گے۔ احمدیت نے اس خیال باطل کی تردید کی اور حیات مسیح کے غلط اور خلاف اسلام عقیدہ کے بخیے اڑا کر رکھ دیئے اور بتلایا کہ مسیح موعود امت محمدیہ ہی کا ایک خاص فرد ہوگا۔ آج بڑے بڑے علماء دل ہی دل میں وفات مسیح کے قائل ہیں

گو بزدلی کی وجہ سے صاف الفاظ میں اس کا اقرار نہیں کرتے اور کسی کو جرأت نہیں کہ میدان مقابلہ میں آکر اس مسئلہ پر احمدیوں سے گفتگو کرے۔ بعض حضرات کے لبوں پر مہر خاموشی لگی ہوئی ہے اور ہمارے بار بار کے چیلنجوں کے باوجود اس طرح جامد و ساکت ہیں کہ بقول شخصے منہ سے بولتے ہیں نہ سر سے کھیلتے ہیں۔ ایک وقت تھا وفات مسیح کے عقیدہ کی وجہ سے احمدیوں کو کافر کہا جاتا تھا۔ آج یہ ایک فروعی مسئلہ بن گیا ہے۔

دو راستے

وفات مسیح کو ماننے کے بعد ہر مسلمان کے لئے دو راستے رہ جاتے ہیں۔ یا تو حضرت مرزا صاحب کو مان لے۔ یا مسیح موعود اور مہدی کے متعلق جس قدر احادیث ہیں ان کا سرے سے انکار کر دے پہلا راستہ عقل و ایمان کے مطابق ہے اسلام کا منشاء یہی ہے لیکن اس کے لئے جرأت ایمانی وسیع القلبی اور قربانی کی ضرورت ہے۔ دوسرا رستہ پہلے سے برعکس سمت کو جاتا ہے۔ مسیح موعود اور مہدی کے متعلق ایک دو حدیثیں نہیں بلکہ احادیث کا پورا ذخیرہ ہے اگر ان سے انکار کر دیا جائے۔ تو پھر تمام احادیث کے انکار کرنے کے بغیر چارہ نہیں اور حدیث کا انکار انسان کو جس مقام پر پہنچا دیتا ہے وہ نام نہاد اہل القرآن فرقہ کی حالت پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ جناب ڈاکٹر صاحب موصوف نے دوسرا رستہ اختیار کیا ہے ہم نہیں کہہ سکتے وہ اس کے نتائج سے بے خبر ہیں یا باخبر۔ لیکن ہم یہ ضرور کہیں گے کہ مسیح موعود کی آمد اور مہدی کے ظہور کے عقیدہ سے انکار کر کے ڈاکٹر صاحب نے جو راہ نجات تلاش کی تھی۔ وہ بھی ان کے لئے کچھ زیادہ مفید نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ موصوف یاجوج ماجوج اور دجال کے قائل ہیں آپ کا مشہور شعر ہے

> کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
> چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرف ینسلون

لوگوں کے زبان پر یاجوج و ماجوج اور دجال کی پیشگوئیوں کو مان کر مسیح موعود اور مہدی کے متعلق پیشگوئیوں کا انکار بالکل ناممکن ہے ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آج ایسے اُبلے ہوئے دماغ بکثرت موجود ہیں جن کو احمدیت کے خلاف ہر ایک چیز پورے اطمینان کے ساتھ سنائی جا سکتی ہے خواہ وہ کس قدر ہی غلط کیوں نہ ہو اور وہ بلا تامل اسے مان سکتے ہیں لیکن اہل تحقیق و انصاف کے نزدیک صرف معقول باتیں ہی قابل تسلیم ہوا کرتی ہیں۔ مسلمان آج ڈاکٹر صاحب کے ان ارشادات پر ایمان لا سکتے ہیں لیکن یہ ابلے ہوئے دماغ آخر کار ٹھنڈے ہو کر رہیں گے ٹھنڈے دل و دماغ کے غور و فکر کے نتیجہ ڈاکٹر صاحب کی تائید میں نہیں بلکہ تردید و مخالفت کی صورت میں رونما ہوگا۔

سید حبیب صاحب کی تجویز

جناب ڈاکٹر صاحب کے اس ارشاد پر رائے زنی کرتے ہوئے جناب سید حبیب صاحب آف "سیاست" نے ڈاکٹر صاحب موصوف کی خدمت میں مندرجہ ذیل دلچسپ تجویز پیش کی ہے:۔

"کیا ہم علامہ موصوف سے بہ ادب التماس کر سکتے ہیں کہ وہ از راہ نوازش ہر خیال کے علماء کے اجتماع کا بندوبست کریں۔ ان میں اگر احمدی حضرات کو شامل نہ کیا جائے۔ تو کوئی ہرج نہ ہوگا۔ اس اجتماع میں مہدی کے ظہور اور حضرت عیسیٰ کے نزول پر بحث کر کے حتمی طور پر طے کر دیا جائے۔ کہ نزول مسیح اور بعثت مہدی کے عقائد کہاں تک غلط ہیں ایسا فیصلہ احمدیت کے انسداد کے لئے جس قدر مفید ہوگا وہ اظہر من الشمس ہے اور علامہ اقبال کو اس بات کی ضرورت باقی نہ رہے گی کہ وہ احرار جیسی پرشر جماعت کی پناہ لیکر فتنہ احمدیت کے استیصال کی سعی کر کے خود کو بدنام کریں۔" (سیاست ۱۲ رمئی ۱۹۳۵ء)

سید حبیب صاحب کی یہ تجویز کئی لحاظ سے دلچسپ ہے لیکن انہیں یقین رکھنا چاہیئے کہ یہ کبھی شرمندہ عمل نہیں ہو سکتی کیونکہ ڈاکٹر صاحب کی قوت عمل کے متعلق سید صاحب اور ان کے دوسرے ہم عقیدہ حضرات بہت سے شکوک کا اظہار فرما چکے ہیں اور وہ صحیح معلوم ہوتے ہیں۔ دوسرے حضرات علمائے کرام کھلے طور پر کبھی اس موضوع پر غور و فکر کرنے کے لئے آمادہ ہی نہ ہونگے۔ بلکہ بغیر غور و فکر کئے بغیر اس تجویز کے پیش کرنے والوں پر کفر کا فتویٰ جڑ دیں گے۔ تیسرے حضرات علمائے کرام سے کسی معقول اور متفقہ فیصلے کی توقع رکھنا بالکل فضول ہے اس کا نتیجہ مایوسی و ناکامی کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ مولوی اور اتحاد و اتفاق دو متضاد چیزیں ہیں۔ اس سے قبل بھی چند مرتبہ ہر خیال کے علماء جمع ہو چکے ہیں ان کے اجتماع مقدس کا نتیجہ نہایت ہی رسوا کن . . . .

اور شرمناک ظاہر ہوا ہے۔ لیکن اگر ہمارا خیال غلط ہے اور حضرات علماء کرام میں جمع ہونے اور کسی مسئلہ پر غور و فکر کرنے کی قابلیت موجود ہے تو ڈاکٹر صاحب نہ سہی سید حبیب صاحب ہی اس قسم کا اجتماع منعقد کریں۔ تاکہ ہم بھی اس دلچسپ تجویز کا دلچسپ نتیجہ دیکھ سکیں۔

آخری سطور میں سید صاحب نے ڈاکٹر صاحب موصوف کو جو مشورہ دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے احمدیت کے استیصال کی سعی ناکام کی خاطر احرار پر شر کی پناہ لی ہے۔ لیکن کیا یہ ممکن نہیں کہ احرار کے طوفان بے تمیزی سے متاثر ہو کر ڈاکٹر صاحب نے احمدیت کی مخالفت کی ضرورت محسوس کی ہو۔ ہمارا تو یہی خیال ہے۔

سیّد صاحب کا معنی خیز اظہار تعجب

سیّد صاحب نے ڈاکٹر صاحب کے طرز عمل پر معنی خیز اظہار تعجب بھی کیا ہے کہ:۔

> "تعجب ہے کہ سالہا سال سے احمدیوں اور غیر احمدیوں میں جنگ عقائد جاری ہے۔ لیکن علامہ اقبال سے آج تک یہ بن نہیں پڑا کہ وہ ایک رسالہ یا مضمون لکھتے۔ یا لیکچر ہی دے کر یہ کہتے کہ مسیح موعود یا مہدی کی آمد کا خیال شریعت حقہ سے بیگانہ ہے۔ لیکن اب بھی کچھ زیادہ نقصان نہیں ہوا۔ میں علامہ اقبال سے بہ منت عرض کرونگا کہ وہ ملت مرحوم کے دل سے اس خیال باطل کو نکالنے کے لئے عملی تدابیر اختیار فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں۔" سیاست ۱۴ رمئی ۳۵ء

کاش! ڈاکٹر صاحب سید صاحب کی اس التجا کو منظور فرما لیں۔ تاکہ انہیں اپنے دلائل کی قوت اور حضرات علمائے کرام کی عنایات کا تجربہ ہو جائے۔

(بقیہ صفحہ ۲)

"میرا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں"

اس کے معنے یہی ہیں کہ حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زماناً بھی اور مرتبتاً بھی آخری ہیں۔

بہرحال ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ جناب خلیفہ صاحب نے اس صداقت کا بے دھڑک اقرار کرلیا اور اپنے سابقہ بیان کی ذرا پرواہ نہ کی۔ خدا کرے کہ جناب میاں صاحب اپنے غالیانہ عقائد سے توبہ کرلیں۔ کہ حضرت مسیح موعود پر دشمنوں کو میاں صاحب کے عقائد کی وجہ سے کفر کے فتوے دینے کی جرأت نہ ہو

ختم کے معنے سب سے آخری نبی

حضرت میاں صاحب کے استاد مولانا سید سرور شاہ صاحب خود فرماتے ہیں:-

"سب مفسرین ختم کے معنے سب سے آخری نبی کرتے ہیں"

(الفضل ۷ ار جنوری ۱۹۳۵ء جلد ۱۲ نمبر ۷۳)

بلدیہ لاہور کے متعلق ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کا بیان

ارکان بلدیہ کو اپنے فیصلے کا احترام کرنا چاہیئے

جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے بلدیہ لاہور کے متعلق حسب ذیل بیان اخبارات کو دیا ہے۔

بلدیہ لاہور کا موجودہ اختلاف ہر دردمند انسان کے نزدیک حد درجہ افسوسناک ہے۔ میرا کسی پارٹی سے تعلق نہیں۔ لیکن چونکہ مجھے کمیٹی کے متعلق ایک رکن اور شہری کی حیثیت سے کچھ تجربہ حاصل ہے اس لئے میری خواہش یہ ہے کہ جس قدر بھی جلد ممکن ہو۔ اس کے معاملات رو بہ اصلاح ہوسکیں۔

میں دونوں پارٹیوں کے سرکردہ لیڈروں سے گفتگو کرکے معاملات کے متعلق واقفیت حاصل کرچکا ہوں۔ اس لئے میں نے مندرجہ ذیل بیان دینے کی جرأت کی ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ دونوں پارٹیاں بہبود شہر کی خاطر اپنے اختلافات کو مٹا دینگی۔

بلدیہ لاہور کے حالات گذشتہ چند سال سے کچھ تسلی بخش نہیں رہے۔ لیکن موجودہ اختلاف ان حالات کو بد سے بدتر بنا دیگا جبکہ صدر کو قواعد کے مطابق منتخب کرلیا گیا ہو۔ تو ان حالات میں اس کی مخالفت کرنا نہایت نامناسب حرکت ہے اور یہ بھی درست نہیں کہ اس کو تمام ارکان کے روبرو اپنا اپنا پروگرام پیش کرنے کا موقع نہ دیا جائے۔

سب کمیٹیوں کا مسئلہ

آخر کار سب کمیٹیوں کا انتخاب اکثریت آراء کے ووٹوں کے ذریعہ عمل میں آئے گا۔ لہذا یہ فرض کرلینا درست نہیں کہ صدر اس معاملہ میں بھی بعض لوگوں کے خلاف اپنی مرضی کا استعمال کرسکے گا۔ میں نہیں سمجھتا۔ کہ ملک محمد الدین صاحب صدر منتخب اپنے خیالات کو دوسروں پر اس قدر سختی کیساتھ مسلط کریں گے اگر انکو موقع دیا جائے تو وہ ہر شخص کیساتھ نہایت فراخدلی کیساتھ مشورہ کرکے تمام ایوان کے ساتھ نہیں تو کم از کم ایک قابل عمل اکثریت کے ساتھ مل کر ایسا پروگرام مرتب کریں گے جس پر کسی کو اعتراض نہ ہو۔

سب کمیٹیاں ہر سال مرتب کی جاتی ہیں اور ان کا یہ مقصد نہیں ہوتا کہ وہ مستقل ہوں۔ ہر سال کے بعد ان میں مناسب تغیر ہو سکتا ہے اور ہر قوم کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کو بہتر طریقہ پر مرتب کیا جاسکتا ہے۔

صدر کو کام کرنے کا موقع دیا جائے

انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ صدر کو کم از کم ایک سال تک موقع دیا جانا چاہیئے۔ اور اگر وہ اس عرصہ میں ایک خوددار انسان کی طرح اس کام کو نہ چلاسکیں۔ تو وہ اپنی نشست کو خالی کردینگے یا ایک سال گذرنے پر دو تہائی کی اکثریت ان کے خلاف ملامت کا ووٹ پاس کرسکتی ہے تاکہ یہ ناممکن ہو۔ تو پچیس یا پچیس سے زیادہ ارکان کی اکثریت نہایت آسانی کے ساتھ حکومت سے یہ درخواست کرسکتی ہے کہ صدر کو علیحدہ کردیا جائے۔ لیکن ان کی اس مرحلے پر مخالفت کرنا اور کمیٹی کے کاروبار میں مزاحمت پیدا کرنا نہ صرف خلاف انصاف بلکہ ظلم ہے۔

ہم اس معاملہ میں حکومت کو متہم نہیں کرسکتے بلکہ الزام خود ہم پر عائد ہوتا ہے اگر ہم صوبے کی سب سے بڑی میونسپل کمیٹی کے معاملہ کو نہیں سلجھا سکتے۔ تو ہم یہ کیونکر توقع کرسکتے ہیں کہ صوبہ کی باقی کمیٹیاں اور ادارات بہتر طریق پر کام کرسکیں گے اس لئے کہ ہمارا طرز عمل ان کی رہنمائی کا ضامن نہیں۔

مسلم اکثریت

جس صورت میں کہ ہم کسی قابل عمل کانسٹی ٹیوشن کی خاطر اپنے ذاتی مفاد کو قربان نہ کردیں۔ ہندو مسلم اتحاد کی گفتگو بالکل فضول اور بیکار ہے ابھی حال ہی میں مسلمانوں کو صاف وصریح اکثریت حاصل ہوتی ہے لیکن اگر ہمارے اختلافات اور کشیدگی اس قدر بڑھ چکی ہے کہ قرآن پاک پر حلف لینے کے باوجود ہم اس کا احترام نہیں کرسکتے۔ پبلک کے معاملات میں ہم کسی اعتبار کے بھی اہل نہیں۔ تو پھر ہمارے وجود سے قوم اور ملک کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

گورنر کا انتباہ

سر ہربرٹ ایمرسن نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے اجلاس میں اپنی مشہور تقریر کے دوران میں تمام مسلم قوم کو بروقت انتباہ کردیا تھا اگر مسلمان اس سے سبق حاصل کرنا نہیں چاہتے اور قرآن پاک کے اس ارشاد پر بھی عمل کرنے کو تیار نہیں۔ کہ خدا اور ملک کی خدمتگزاری میں تم اپنے اختلافات کو دور کرکے بھائی بھائی بن جاؤ۔ تو سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کی تباہی کا وقت قریب آگیا ہے اس لئے انہیں چاہیئے کہ اس انتباہ سے فائدہ اٹھا کر اپنے شہر اور ملک کیلئے متحد ہوجائیں۔ رسول پاکؐ کی زندگی میں اس قسم کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں بلکہ انہوں نے ملک اور قوم کی بھلائی کی خاطر یہودیوں، عیسائیوں اور کفار کے ساتھ سمجھوتہ کیا۔ انہیں اس مقدس مثال سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور اس کی بنا پر انہیں نہ صرف اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ خوشگوار تعلقات پیدا کرنے چاہئیں۔ بلکہ ہندوؤں، عیسائیوں اور سکھوں کے ساتھ بھی برادرانہ تعلقات قائم کرنے میں گریز نہیں کرنا چاہیئے۔

اختلاف کی وضاحت

آخر صدر اور ان کے مخالف پچیس ارکان کے درمیان اختلاف کی اصلی بنا سب کمیٹیوں کا انتخاب ہی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ انکی رائے صدر کی رائے سے بہتر ہو لیکن واقعہ یہ ہے۔ کہ ایوان کے فیصلہ کے بغیر کمیٹی کے نزدیک دونوں آراء بے حقیقت ہیں اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ دونوں پارٹیاں کھلے اجلاس میں اس مسئلہ کے متعلق فیصلہ کرلیں۔ اور اکثریت کا فیصلہ حتمی اور قطعی خیال کیا جائے اور اگر یہ فرض کرلیا جائے۔ کہ صدر کی رائے سے عدم اتفاق کیا جائے گا۔ تو پھر بھی یہ چیز ایک سال سے زیادہ تک قائم نہ رہ سکے گی۔ اور اس کے بعد اگر ضرورت پڑی۔ تو مناسب تبدیلی عمل میں لائی جاسکتی ہے۔

آخر الامر میں اپنے ہندو، سکھ، عیسائی اور مسلمان بھائیوں سے درخواست کروں گا۔ کہ وہ اپنے فیصلہ کا خود احترام کریں اور صدر منتخب کو کمیٹی کی خدمتگزاری کا موقع دیا جائے۔

خبریں

ہندوستان

— دہلی کے مشہور طبیب شمس الحکما حکیم غلام کبریا خاں صاحب عرف کبھو سے میاں کا ۱۹ مئی کو حرکتِ قلب بند ہونے سے یکایک انتقال ہو گیا - انا للہ - آپ کے انتقال سے تین روز پہلے آپ کی والدہ حرکتِ قلب بند ہونے سے انتقال کر گئی تھیں - آپ حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم کے ہمشیرزادے تھے -

— پرنسپل صاحب اسلامیہ کالج لاہور نے اعلان کیا ہے کہ کالج مذکور میں فرسٹ ایر کلاس کا داخلہ ۲۱ مئی سے شروع ہو چکا ہے - اور یکم جون ۳۵ء تک جاری رہے گا - دوئم یا سوئم درجہ میں پاس شدہ طلبہ بھی داخل ہو سکتے ہیں -

— شمالی ہندوستان کا مشہور ڈاکو مسمی اندر سنگھ تھانہ باگاپرانا ضلع فیروزپور کے ایک گاؤں کالے کی میں گرفتار کر لیا گیا ہے - یہ ڈاکو ان ۲۷ ڈاکوؤں میں سے تھا جو فرید کوٹ جیل سے بھاگ گئے تھے -

— لاہور - ۲۲ مئی - ہائیکورٹ لاہور کے ایک فل بنچ نے پیپلز بنک کو دائمی طور پر بند کر دینے کا حکم دیا ہے -

— اس افواہ کی تردید ہو گئی ہے کہ حکومت نے پنڈت نہرو کو اس شرط پر رہائی کی پیشکش کی ہے کہ ہندوستان سے باہر جا کر انہیں واپس آنے کی اجازت نہ ہو گی -

— شملہ - ۲۳ مئی - گورنر بمبئی اپنی بیگم صاحبہ اور پرسنل سٹاف کے ہمراہ آج صبح یہاں پہنچے - آپ والیسرائے اور لیڈی ولنگڈن کے مہمان ہیں -

— لاہور - ۲۲ مئی گذشتہ ہفتہ سے پنجاب کے تمام پٹواری اور بعض عارضی کلرک صوبہ بھر میں نئی فرنچائز سکیم کے مطابق انتخابی فہرستیں مرتب کرنے میں مصروف ہیں - امید کی جاتی ہے کہ ماہ جولائی کے نصف تک یہ کام اختتام پذیر ہو جائیگا -

— لاہور اور پنجاب کے دیگر شہروں میں چیچک شروع ہو گئی ہے -

— دہلی - ۲۲ مئی - سلور جوبلی کے روز باغیانہ اشتہارات شایع اور تقسیم کرنے کے الزام میں جو لوگ گرفتار کئے گئے تھے - ان میں سے سات اشخاص مختلف مجسٹریٹوں کی عدالتوں میں پیش کئے گئے اور ضمانتوں پر رہا کئے گئے -

— سندھ میں جعلی سکے غیر معمولی کثرت سے رائج ہیں - پولیس سرگرمی سے جعل سازوں کی تلاش میں مصروف ہے -

— افغان قونصل جنرل مقیم شملہ نے اس بے بنیاد افواہ کی تردید کر دی ہے کہ افغانستان میں سکھوں کے ساتھ زیادتی اور بدسلوکی ہو رہی ہے -

— گذشتہ ہفتہ مسٹر گابا پارلیمنٹری کانفرنس میں شرکت کے لئے ولایت روانہ ہو گئے ہیں -

— سرحدی قبائل اور انگریزی افواج میں کشمکش بدستور جاری ہے - گذشتہ ہفتہ لوی آگرہ میں شدید تصادم ہو گیا - برطانوی افواج کو کوئی قابل ذکر نقصان نہیں پہنچا - قبائلی لشکر کے تقریباً اسی افراد مارے گئے -

— شملہ کے باخبر حلقے جو انڈیا بل پر بحث و تمحیص میں مصروف ہیں یہ رائے رکھتے ہیں کہ صوبجاتی خود مختاری ہندوستان میں ماہ جنوری میں رائج ہو جائے گی -

— امرتسر میں گردن توڑ بخار کی وبا ابھی تک موجود ہے -

ممالکِ خارجہ

— لنڈن - ۲۰ مئی - کرنل لارنس جو موٹر سائیکل کے حادثہ کے بعد ۵ دن اور ۲۲ گھنٹے بیہوش رہا تھا - یکشنبہ کی صبح کو آٹھ بجے مر گیا - انگلستان کے لیڈروں اور حکومت کے کارکنوں نے کرنل لارنس کو اُن کی زندگی بھر کے کارناموں کی وجہ سے غیر معمولی طور پر خراجِ تحسین ادا کیا -

— لنڈن - ۲۱ مئی - آج کرنل لارنس کو موریٹین (ڈارسٹ شائر) میں دفن کر دیا گیا - اور اسکی وصیت کے مطابق تجہیز و تکفین کے وقت کسی قسم کی نمائش نہیں کی گئی تھی - اور نہ فوجی باجے بجائے گئے تھے - دفن کرتے وقت اس کا بھائی اور لنڈن کے ایک سو سر کردہ اشخاص موجود تھے پنشن یافتہ سپاہیوں کا ایک گروہ بھی قبر پر موجود تھا -

— لنڈن - ۲۱ مئی - ملک معظم نے کرنل لارنس آنجہانی کے بھائی کے نام ایک پیغام ارسال کیا ہے - جس میں اس حادثہ کے متعلق اظہارِ افسوس ظاہر کرتے ہوئے دلی ہمدردی کا اظہار کیا ہے اور آنجہانی کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ لارنس کا نام تاریخ میں زندہ رہے گا -

— وزیر خارجہ عراق نے کرنل لارنس کی وفات پر ایک پیغام ارسال کیا ہے - جس کا مطلب یہ ہے کہ اہل عرب اپنے سلسلہ میں کرنل لارنس کی خدمات اور گرمجوشی کو کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتے -

— گذشتہ دنوں عراق کے بعض علاقوں میں بغاوت ہو گئی تھی - تازہ اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ اسے فرو کر دیا گیا ہے -

— ابی سینیا اور اطالیہ کی کشمکش کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا - دونوں کی فوجیں کیل کانٹے سے لیس جنگ کے لئے تیار بیٹھی ہوئی ہیں - شاہ ابی سینیا نے انجمن اقوام کے نام ایک تار ارسال کرتے ہوئے اطالیہ کے اقدامات کے خلاف شدید احتجاج کیا ہے -

— تازہ خبروں سے پایا جاتا ہے کہ معاملہ انجمن اقوام کی کونسل میں آ گیا ہے - اندازہ کیا جا رہا ہے کہ انجمن اقوام ایک کمیٹی یا کسی خاص معتمد کو اس غرض کے لئے مقرر کرے گی کہ اطالیہ اور ابی سینیا کے موجودہ تنازعہ کے تمام پہلوؤں کی مفصل رپورٹ کرے -

— حکومت عراق نے اعلان کیا ہے کہ بمبئی اور کراچی سے آنے والے ہندوستانی مسافروں پر جو بندشیں ہیضہ کا ٹیکہ لگوانے کے متعلق عائد تھیں انہیں واپس لے لیا گیا ہے لیکن یہ بندشیں ہنوز ڈیک کے مسافروں پر بدستور عائد ہیں -

— لنڈن - ۱۹ مئی گذشتہ ہفتہ کے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ سڑکوں کے حادثوں کی وجہ سے ۱۳۲ اشخاص ہلاک اور ۵۶۰۴ مجروح ہوئے -

تارکا پتہ «مسلمان» لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

جلد ۲۳ | لاہور۔ یوم دوشنبہ مطبوعہ ۲۳ صفر ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۷ مئی ۱۹۳۵ء | نمبر ۳۵

حضرت مسیح موعود کا عقیدہ ...
با مسلمانان ... رسول خدا
مصطفیٰ ... امام و پیشوا
ہست ... خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
... عرفان ... جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیم ...
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں
(۵) سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۶) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

کونسا عقیدہ صحیح ہے؟

نبوت اور کفر و اسلام کے متعلق میاں محمود احمد صاحب کے متضاد بیانات

خاتم النبیین کے معنے

ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ

"اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین کے مرتبہ پر قائم کرکے آپ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کردیا۔"
(بدر ۲۳ مارچ ۱۹۱۱ء)

آنحضرت صلعم کے بعد انبیاء کا سلسلہ بند

یہاں آپ کے خاتم النبیین ہونے کے متعلق ایک پیشگوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم سے پہلے دنیا میں سینکڑوں نبی گذرے ہیں جن کو ہم جانتے ہیں اور جنہوں نے بڑی بڑی کامیابیاں دیکھیں..... مگر آپ کی بعثت کے بعد یہ سلسلہ کیوں بند ہوگیا۔ اب کیوں کوئی (دعویٰ نبوت کرکے) کامیاب نہیں ہوتا صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہی پیشگوئی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اب ہم اسلام کے مخالفین سے پوچھتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر کیا نشان ہوسکتا ہے کہ آپ کے دعویٰ کے بعد کوئی شخص جو مدعی نبوت ہوا ہو۔ کامیاب نہیں ہوا۔" (تشحیذ الاذہان)

آنحضرت صلعم آخری نبی نہیں

قرآن شریف میں محمد صاحب کیلئے کسی جگہ آخری نبی نہیں لکھا ہے۔ محمد صاحب کو خاتم النبیین ضرور لکھا ہے لیکن ان الفاظ کی تعبیر علیحدہ علیحدہ کیجاتی رہی ہے۔ لغت میں اسکے معنی آخری نبی کے نہیں ہیں۔" (حلفی شہادت میاں محمود احمد صاحب بمقدمہ فتح محمد بنام نواب بی بی بعدالت لالہ رام کنور صاحب سب جج گورداسپور)

باب نبوت مسدود نہیں

"خاتم النبیین کے یہی معنے ہیں کہ کوئی شخص نبی نہیں ہوسکتا۔ جب تک آنحضرت صلعم کی غلامی اختیار نہ کرے۔ ورنہ نبوت کا دروازہ مسدود نہیں۔"
(حقیقۃ النبوت صفحہ ۲۲۳)

آنحضرت صلعم کے بعد بعثت انبیاء کو مسدود قرار دینے والا لعنتی اور مردود ہے۔

آنحضرت صلعم کے بعد بعثت انبیاء کو بالکل مسدود قرار دینے کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرت صلعم نے دنیا کو فیض نبوت سے رد کردیا۔ اور آپ کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس انعام کو بند کردیا۔ اب بتاؤ کہ اس عقیدہ سے آنحضرت صلعم رحمۃ للعالمین ثابت ہوتے ہیں۔ یا اس کے خلاف نعوذ باللہ من ذالک۔ اگر اس عقیدہ کو تسلیم کیا جائے۔ تو اس کے یہ معنے ہونگے۔ کہ آپ نعوذ باللہ دنیا کے لئے عذاب کے طور پر آئے تھے اور جو شخص ایسا خیال کرتا ہے۔ وہ لعنتی اور مردود ہے۔" (حقیقۃ النبوت صفحہ ۱۸۶-۱۸۷)

آنحضرت صلعم آخری نبی ہیں

"میرا یہ عقیدہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔"
(حلفی شہادت میاں صاحب بمقدمہ سید عطاء اللہ شاہ صاحب مندرجہ الفضل ۲۶ مارچ ۱۹۳۵ء)

ایک نبی یا ہزاروں؟

صرف ایک نبی ہوسکتا ہے جبکہ نبی کریم صلعم نے کہا ہے کہ نبی ہر وہی سچا ہے اسکے علاوہ کوئی نبی سچا نہیں ثابت ہوسکتا۔ (ذکر الٰہی صفحہ ۳۲) تم اس امت میں صرف ایک ہی نبی کے قائل ہیں۔ آئندہ کا حال پردہ غیب میں ہے۔" (حقیقۃ النبوت صفحہ ۱۳۸)

ہزاروں نبی ہونگے "ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں ہزاروں نبی ہونگے..... وہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق کہتے ہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ کہ اب بھی نبی بن سکتا ہے۔" (انوار خلافت صفحہ ۶۲)

حضرت مسیح موعود نے دعویٰ نبوت کب کیا؟

۱۹۰۲ء میں (۱) ۱۹۰۲ء سے پہلے کی کسی تحریر سے حجت پکڑنا بالکل جائز نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود نے فیصلہ کردیا ہے کہ تریاق القلوب میں جو آپ نے اپنا عقیدہ نبوت کے متعلق لکھا ہے بعد کی وحی نے اس سے آپ کو بدلا دیا۔" (القول الفصل صفحہ ۲۴)

۱۹۰۰ء میں (۲) ۱۹۰۲ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے اور ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور پر حد فاصل ہے۔" (حقیقۃ النبوت صفحہ ۱۲۱)

۹۱-۱۸۹۰ء میں

"حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت ۱۸۹۰ء کے آخر میں یا ۱۸۹۱ء کے شروع میں کیا۔"
(حلفی شہادت میاں محمود احمد صاحب بعدالت دیوان سکھانند بمقدمہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری بمقام گورداسپور مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۳۵ء مندرجہ الفضل مورخہ ۳۰ مارچ ۱۹۳۵ء)

دعویٰ نبوت کا پہلا ثبوت ایک غلطی کے ازالہ میں

اس عقیدہ کے بدلنے کا پہلا ثبوت اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" سے معلوم ہوتا ہے۔ جو پہلا تحریری ثبوت ہے"
(حقیقۃ النبوت صـ ۱۲۴)

مسیح موعودؑ نے کبھی نبی ہونے سے انکار نہیں کیا

آپ کی ان تحریرات سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ نے اپنے نبی ہونے سے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ جب کیا ہے لوگوں کی اس خودساختہ اصطلاح سے کیا ہے کہ نبی وہی ہوتا ہے جو شریعت لائے یا جسکی نبوت بلاواسطہ ہو (القول الفصل صـ ۶)

اربعین میں صاف دعویٰ نبوت

ایک کتاب تو آپ کی اربعین ہے جو غلطی کے ازالہ سے پہلے کی ہے۔ اس میں نبوت کا صاف دعوے موجود ہے اور حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ مجھ پر وحی نبوت ہوتی ہے۔

مسیح موعودؑ نبی ہونے سے انکار کرتے رہے۔

باوجود اس کے وہ سب شرائط جو نبی کے لئے واقعہ میں ضروری ہیں۔ آپ میں پائی جاتی تھیں۔ آپ نبی کا نام اختیار کرنے سے انکار کرتے رہے (حقیقۃ النبوت صـ ۱۲۴)

جزوی نبوت

امت میں سے کسی کو جزوی نبی کہنا جائز نہیں۔

لیکن اپنا (یعنی جماعت احمدیہ لاہور کا) یہ حال ہے کہ ہزاروں آدمیوں کو نبی قرار دیتے ہیں۔ شاید وہ کہیں کہ ہم جزوی نبی کہتے ہیں۔ سو یاد رہے کہ قرآن کریم کی کس آیت سے ثابت ہے۔ کہ بغیر خدا تعالیٰ کے اذن کے اور بغیر کسی قرینہ کے کسی کو جزوی نبی کہنا جائز ہے۔
(حقیقۃ النبوۃ حاشیہ صـ ۳۰)

صدیق کو جزوی نبوت مل جاتی ہے۔

غرض صدیق یعنی بہت ہی سچ بولنے والا انسان شہید سے اوپر ہوتا ہے اور اپنے ہر قول کی تائید اپنے عمل سے کرتا ہے۔ اور اس کی فطرت نبیوں کی سی فطرت ہوتی ہے اور اسکے کام نبیوں کے کام ہوتے ہیں لیکن کسی قدر کمی اور نقص کی وجہ سے وہ درجہ نبوت پانے سے رکا جاتا ہے ورنہ اس حد تک پہنچا ہوا ہوتا ہے کہ قریب ہے کہ وہ نبی ہو جائے۔ بلکہ جزوی نبوت اسے مل جاتی ہے (حقیقۃ النبوۃ صـ ۱۵۳)

نبوت تدریجاً ترقی کرنے سے ملتی ہے۔ لیکن مسیح موعود تدریجاً نبی نہیں ہے

انسان تدریجاً ترقی کرکے نبی بنتا ہے

اس جگہ اس امر پر بھی کچھ لکھ دینا چاہتا ہوں۔ کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نبوت ایمان کا ہی ایک اعلیٰ مرتبہ ہے اور تقوے میں ترقی کرتے کرتے انسان اس رتبہ کو پہنچ جاتا ہے۔ جسے نبی کہتے ہیں"
(حقیقۃ النبوۃ صـ ۱۵۰)

حضرت مسیح موعود تدریجاً ترقی کرکے نبی نہیں بنے

اوّل تو یہ غلط ہے کہ حضرت مسیح موعود تدریجاً نبی بنے ہیں کیونکہ جیسا کہ میں ثابت کر آیا ہوں حضرت مسیح موعودؑ اپنے دعوے کی جو تفصیل شروع دعوئے مسیحیت سے کرتے رہے ہیں۔ وہ آپ کے نبی ہونے پر شاہد تھی"
(حقیقۃ النبوت صـ ۱۵۷)

لغوی نبوت

لغوی نبوت ہی نبوت ہے

کیا نبی کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ لغت کے خلاف کسی اور معنوں کے رو سے نبی ہو۔ نہیں ایسا نہیں فیصلوں کی اصل حکم لغت ہے اور اس کے بعد اصطلاحات خاص۔ پس جبکہ لغت میں نبی کے معنے اور قرآن کی اصطلاح ایک ہی ہیں۔ تو اب کسی کا کیا حق ہے کہ اپنی طرف سے نئی شرائط تجویز کرے ... پس جس میں یہ شرائط پائی جائیں۔ ان کے نبی ہونے کا انکار کرنے والا لغت کو بھی چھوڑتا ہے اور جو لغت کو چھوڑتا ہے۔ اس سے بحث کرنا ہی فضول ہے (حقیقۃ النبوت صـ ۱۱۶)

مسیح موعود کی نبوت لغوی نہ تھی

حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے کئے ہوئے معنوں سے باہر جانیکی اجازت کسی کو نہیں کیونکہ یہ الفاظ لغت میں ان معنوں کے ساتھ استعمال نہیں ہوتے جنمیں حضرت مسیح موعودؑ نے ان کو استعمال کیا ہے پس یہ حضرت مسیح موعودؑ کی اصطلاحات ہیں اور وہی معنے ان کے جائز ہوسکتے ہیں جو خود آپ نے کئے۔ نہ وہ جو دوسرا اپنے ذہن سے بنائے اور نہ وہ جو لغت میں آئیں (حقیقۃ النبوت صـ ۱۶۱) آپ اپنے الہامات کی یہ تاویل فرماتے کہ نبی سے مراد محدث ہے اور آپ کا درجہ محدثیت کا ہے نہ کہ نبوت کا۔ اور نبی آپ کا نام صرف بعض جزئی مشابہتوں کی وجہ سے رکھدیا گیا ہے۔ یا صرف لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے (حقیقۃ النبوت صـ ۱۲۳)

قرآن کریم احادیث اور لغت میں نبی کے معنے

قرآن حدیث میں نبی کے معنے لغت کے مطابق ہیں

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ کیا یہ حقیقت شرعیہ ہے تو قرآن کریم یا احادیث میں نبی کے وہی معنے ملتے ہیں جو لغت کرتی ہے۔ (حقیقۃ النبوت صـ ۱۶۷)

مسیح موعود نے قرآن حدیث کو چھوڑ کر نئی اصطلاحات بنائیں

یاد رہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے بیشک بعض اصطلاحات نبوت کی تشریح کے لئے مقرر فرمائی ہیں لیکن یہ اصطلاحات قرآن کریم یا حدیث کے الفاظ نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعودؑ نے لوگوں کو اقسام نبوت سمجھانے کیلئے خود وضع فرمائی ہیں۔

ظلی نبوت

ظلی وغیرہ کے الفاظ بولنا مجرم بنتا ہے

خدا کی آخری وحی میں مسیح موعود کو بھی یا نبی اللہ کے خطاب سے مخاطب دیکھتے ہیں اور اس نبی کے ساتھ کوئی لغوی ظلی یا جزوی کا لفظ نہیں پڑھتے۔ یہ ظلی جزوی وغیرہ الفاظ حضرت مسیح موعودؑ نے بطور انکسار استعمال کئے ہیں۔ الہام الٰہی میں ان کا ذکر نہیں۔ پھر کیوں ہم اس نبی کے لفظ کے ساتھ ظلی یا جزوی کا لفظ بول کر مجرم بنیں (الفضل ۲۶ نومبر ۱۹۱۳ء)

حضرت مسیح موعود کا آخری درجہ ظلی نبی ہونا تھا

نبوت کے متعلق میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ سب احمدی حضرت مسیح موعود کو نبی ظلی مانتے ہیں (مکتوب میاں صاحب بنام بابو محمد عثمان لکھنوی مندرجہ پیغام صلح ۶ اگست ۱۹۱۴ء)
اگر حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی اور آپ کے درجہ کے متعلق سوال ہو تو ہم مجبور ہونگے کہ بتائیں کہ آپکا آخری درجہ نبی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کا ظلی نبی ہونا تھا" (القول الفصل صـ ۲۵)

حضرت مسیح موعود کی نبوت پر ایمان نہ لانے والے کافر ہیں یا مسلمان

مسیح موعودؑ نبی ہیں اس لئے آپ کے منکر کافر ہیں

قرآن شریف میں انبیاء کے منکرین کو کافر کہا گیا ہے۔ اور ہم لوگ حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ مانتے ہیں اس لئے ہم آپ کے منکروں کو کافر کہتے ہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۶ صـ ۱۲۱)

مسلمان کو کافر کہنا قادیانی جماعت کا فرض ہے

"ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں" (انوار خلافت صـ ۹۰)

دل سے سچا سمجھنے والا بھی کافر ہے پس نہ صرف اسکو جو آپکو کافر نہیں کہتا گو آپکے دعوے کو نہیں مانتا کافر قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ اسکو بھی جو آپکو دل سے سچا قرار دیتا ہے اور زبان سے بھی آپکا انکار نہیں کرتا لیکن بیعت میں اسے کچھ توقف ہے۔ کافر قرار دیا گیا ہے"
کل مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہیں سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں (آئینہ صداقت)

مسیح موعودؑ کو نبی نہ ماننے والے مسلمان بھی ہو سکتے ہیں اور کافر بھی

حضرت مرزا صاحب کو نبی نہ ماننے والوں میں ایسے لوگ بھی ہو سکتے ہیں۔ جو مسلمان ہوں اور ایسے بھی جو کافر ہوں" (حلفی شہادت میاں محمود احمد صاحب بعدالت دیوان سکھانند صاحب ایڈیشنل مجسٹریٹ گورداسپور بمقدمہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری مندرجہ الفضل ۲۸ مارچ ۱۹۳۵ء)

مسلمان کو کافر کہنے والا پاگل ہے

احمدیت کسی مسلمان کو کافر نہیں کہتی ہاں کافر کو کافر کہتی ہے مسلمان کو کافر کہنے والا تو پاگل ہے" (الفضل ۵ جون ۱۹۳۴ء)
سچا سمجھنے اور نبی نہ ماننے والا بھی مسلمان ہے۔ میں اس شخص کو مسلمان سمجھتا ہوں جو یہ یقین رکھتا ہے کہ مرزا صاحب کے الہامات خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں گو یہ کہے کہ میں انکی تحریروں میں جو نبی کا لفظ آیا ہے اسکے معنے حقیقی نبی نہیں کرتا **جو دعویٰ ان کے متعلق اللہ جل شانہ اپنے** جو اپنے آپکو مسلمان کہے اسے کوئی مسلمانوں سے نہیں نکال سکتا۔ مذہب کے عوارض مبنی پر تاہیہ اور جب کوئی شخص کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں تو کون ہے جو کہہ سکے کہ تم مسلمان نہیں ہم تمہیں مسلمانوں سے نکالتے ہیں یہ لوگ غیر احمدی کفر کے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام کا انکار کیا حالانکہ ہم یہ معنی نہیں کرتے اور نہ کفر کی یہ تعریف کرتے ہیں (خطبہ میاں محمود احمد صاحب مندرجہ الفضل مورخہ یکم مئی ۱۹۳۵ء)

کیا ان متضاد بیانات کے ہوتے ہوئے کوئی شخص یہ بتا سکتا ہے کہ میاں محمود احمد صاحب کا صحیح مذہب کیا ہے؟

خاکسار: سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد (۲۳) | ۲۲ صفر المظفر ۱۳۵۴ھ | نمبر ۳۵

مسلم ہوسٹل کا قیام

اور اس کے متعلق بزرگان و نوجوانان جماعت کے فرائض

لاہور اپنی دیگر خصوصیات کے علاوہ ہندوستان کا ایک بہت بڑا تعلیمی مرکز ہے۔ یہاں اتنی زیادہ تعداد میں سرکاری و غیر سرکاری کالج موجود ہیں جو غالباً ہندوستان کے کسی دوسرے شہر میں نہ ہوں گے۔ شمالی ہندوستان کے ہر ایک علاقہ اور اور ہندوستان کے بعض دوسرے حصوں سے جو نوجوان حصول تعلیم کی غرض سے یہاں پہنچتے ہیں ان میں مسلمان اور احمدی طلبہ کی بھی ایک معقول تعداد ہوتی ہے۔ یہ تقریباً سب کے سب کالجوں کے یا پرائیویٹ ہوسٹلوں میں قیام کرنے پر مجبور ہیں۔ مگر ان ہوسٹلوں میں بالعموم خاطر خواہ خوراک و رہائش کے علاوہ طلبہ کی مذہبی و اخلاقی تربیت اور صحت جسمانی کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں ہوتا۔ اخراجات زیادہ ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں مذہبی و اخلاقی تعلیم و تربیت نہ ہونے کی وجہ سے طلبہ فضول خرچی و فیشن پرستی کے تباہ کن مرض میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اور دہریت و مادہ پرستی کے خیالات ان کے مذہبی عقائد و اعمال کو بے حد کمزور بنا دیتے ہیں۔

یہ حالات ایک ایسے دار الاقامہ کے اجرا کا مطالبہ کر رہے تھے جس میں کم سے کم خرچ میں طلبہ کے لئے اچھی خوراک اور مکان کا انتظام ہو۔ اور بہترین طریق پر ان کی مذہبی و اخلاقی تربیت کی جائے۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے اپنے گذشتہ سالانہ جلسہ پر اس ضروری کام کا بیڑا اٹھایا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کے مصارف کی فراہمی کی یہ صورت تجویز کی کہ جماعت میں سے سو ایسے افراد نکلیں جو اس کار خیر کے لئے مستقل طور پر ایک روپیہ ماہوار دیں۔ قوم نے اپنے قابل صد احترام امیر کی آواز پر لبیک کہا اور ایک روپیہ ماہوار دینے والوں کی مطلوبہ تعداد پوری ہو گئی۔ آج ہم آپکو خوشخبری سنانا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور احباب کے جذبہ ایثار و محبت کے طفیل مجوزہ دار الاقامہ مسلم ہوسٹل کے نام سے جاری کر دیا گیا ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

لیکن احباب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہوسٹل کے قیام کا مقصد یہ نہیں تھا کہ چندہ فراہم کر کے ایک ادارہ قائم کر دیا جائے بلکہ اصل مقصد یہ تھا کہ یہاں احمدی اور غیر از جماعت طلبہ قیام کر کے فائدہ اٹھائیں اور یہ اس وقت تک پورا نہیں ہو سکتا۔ جب تک طلبہ کی ایک معقول تعداد اس میں داخل نہیں ہو جاتی۔ اس لحاظ سے ہمارا اصل کام ہوسٹل کے اجرا کے بعد ہی شروع ہوتا ہے جس کی طرف توجہ دلانا ان سطور کا مقصد ہے۔

ہمارے خیال میں لاہور میں جو احمدی طلبہ دوسرے ہوسٹلوں میں قیام پذیر ہیں۔ یا کالجوں میں داخل ہو رہے ہیں ان کو یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ وہ اپنے قومی ہوسٹل میں رہائش اختیار کریں۔ ہمیں توقع ہے کہ وہ جلد از جلد دوسرے مقامات سے اس میں منتقل ہو جائیں گے۔ ان کے والدین اور سرپرستوں کا بھی فرض ہے۔ کہ انہیں اس امر کے متعلق تاکید کر دیں۔

اس کے بعد ہمارے نوجوانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے غیر از جماعت رشتہ داروں اور دوستوں کو اس ہوسٹل میں داخلہ کی ترغیب دیں۔ اگر ہر ایک احمدی طالب علم کوشش کرے تو کم از کم ایک دوست یا رشتہ دار کو اپنے ساتھ ضرور لا سکتا ہے۔ جو طلبہ اس میں داخل ہوں گے ان کا بھی فائدہ ہے اور ہوسٹل کی رونق بھی بڑھیگی۔ فی الحال ایک وسیع باموقع اور صحت افزا مکان میں طلبہ کی رہائش کا انتظام کیا گیا ہے۔ موسم گرما کی تعطیلات کے بعد ہوسٹل کسی عمدہ و پرفضا کوٹھی میں منتقل کر دیا جائیگا۔ ہم اپنے عزیز نوجوانوں اور ان کے قابل عزت سرپرستوں کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ انجمن ہوسٹل میں قیام کرنے والوں کی سہولت و آرام کے لئے ہر ممکن کوشش کرے گی۔

جن صاحب ثروت حضرات نے اس کار خیر کے چندہ میں شرکت فرمائی ہے۔ ان کی خدمت میں بھی ایک گذارش ہے کہ وہ باقاعدگی سے اپنا موعودہ چندہ بھیجتے رہیں۔ تاکہ ہوسٹل کے کام کو ابتدائی منزلوں میں کوئی مالی دقت پیش نہ آئے اور یہ مفید ادارہ خوش اسلوبی سے جاری رہے۔

امریکہ میں قادیانیوں کا طریق تبلیغ

معاصر ایمان پٹی کا بیان ہے کہ اس کو ایک معزز دیندار والئے ریاست کے ذریعہ ایک امریکن نومسلم کے مکتوب کی نقل ملی ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ قادیانی تحریک کے دو مشنری ڈاکٹر محمد یوسف خاں اور صوفی مطیع الرحمان بنگالی امریکہ میں مقیم ہیں اور انہوں نے یہاں کے لوگوں کو تبلیغ کی ہے کہ:-

تمام دنیا کے مسلمانوں سے ہمارے تعلقات گہرے ہیں انگلینڈ کی مسجد بھی ہماری تحریک سے بنی ہے۔ تمام دنیا کے مسلمانوں نے (حضرت مرزا) غلام احمد کو نبی تسلیم کر لیا ہے اور اب کوئی شخص صرف (حضرت مرزا) غلام احمد ہی کی نبوت پر ایمان لانے سے مسلمان ہو سکتا ہے۔ انہوں نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ صرف احمدی امام ہی جمعہ کی امامت کرا سکتا ہے۔ ہم نے لاعلمی سے ان کے بیانات کو درست سمجھ لیا تھا۔ مگر اب ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے آخری نبی ہیں۔ اور ہم نے یہ بات قرآن میں بھی دیکھ لی ہے۔ اب اس حقیقت سے باخبر ہو کر ہم سے اکثر لوگ ان (قادیانیوں) سے الگ ہو رہے ہیں۔

اگر امریکن نومسلم کا بیان صحیح ہے تو ہر ایک صداقت شعار شخص قادیانی مبلغین کے اس طرز عمل پر اظہار ملامت و بیزاری کرنے پر مجبور ہے۔ قادیانی مبلغ اپنے غالیانہ عقائد کو پیش کرنے کے لئے بے شک آزاد ہیں لیکن ان کو اس کھلی ہوئی غلط بیانی کا کہاں سے حق مل گیا کہ تمام دنیا کے مسلمانوں سے ہمارے گہرے تعلقات ہیں اور تمام دنیا کے مسلمانوں نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو نبی تسلیم کر لیا ہے جس طرح قادیانیوں نے ہندوستان میں اپنی غلط بیانیوں اور غلو سے اسلام اور احمدیت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ اسی طرح وہ یورپ و امریکہ میں اشاعت اسلام کے کام کو نقصان پہنچا کر آ بیٹھے۔ کیا جناب خلیفہ قادیان کا سرکاری گزٹ "الفضل" اس معاملہ پر کوئی روشنی ڈالیگا؟

احراری ملاؤں کے متعلق ایک دلچسپ انکشاف

خواجہ حسن نظامی صاحب اپنے روزنامچہ مطبوعہ اخبار "منادی" دھلی مورخہ ۲۴ مئی ۳۵ء میں بعنوان احرار کے حملے تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"لاہور سے خبر آئی ہے کہ احرار کمیٹی کے بعض اعضاء نے ڈیڑھ دن کے بعد لاہور اور سہارنپور میں بھی میرے خلاف تقریریں کیں خصوصاً مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری نے۔ سرکار کے خلاف کچھ کہیں یا کریں تو جیل خانہ جائیں قادیانیوں سے لڑیں تو مقدمات میں گرفتار ہوں۔ پھر کریں تو کیا کریں۔ اور عوام کو احمق بنائیں تو کیونکر بنائیں کیونکہ وہ بغیر کسی کی مخالفت کے انہیں روٹی نہیں دیتے میری مخالفت سے روٹی ملے تو میرا کیا ہرج ہے ان (احراریوں) میں بعض ایسے مولوی بھی ہیں جن کو ایک خفیہ محکمہ سے مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کے لئے تنخواہ ملتی ہے۔ میں نے پہلے بھی اس کا اشارہ کیا تھا۔ کیونکہ مجھے یہ معاملہ ایک ذمہ دار افسر سے معلوم ہوا تھا۔ پھر اگر وہ مسلمانوں کو آپس میں نہ لڑائیں تو ان کو تنخواہ کون دے۔ خفیہ محکمہ سے تنخواہ پانے والے شیعہ مولوی بھی ہیں اور سنی مولوی بھی ہیں۔ اور وہ ہر شہر میں موجود ہیں اور ان میں سے کچھ احرار کمیٹی میں بھی ہیں۔ جن کے نام اور تمام حالات عنقریب عوام میں آجائیں گے۔"

خواجہ صاحب نے بالکل صحیح فرمایا کہ احراری اگر کوئی فتنہ و ہنگامہ برپا کر کے عوام کو احمق نہ بنائیں تو انہیں روٹی کیونکر ملے کیونکہ ان عوام کی ذہنیت کچھ ایسی ہو گئی ہے کہ وہ اس کے بغیر ملاؤں کو روٹی

نہیں دیتے اور یہ بات بھی ممکن ہے درست ہو کہ اگر خواجہ صاحب کی مخالفت سے احراریوں کو ردّی سے تو ان کا رخواجہ صاحب کا) اس سے کوئی حرج نہیں۔ لیکن اس میں قوم کا بہت بڑا حرج ہے اس لئے اس قسم کے پیشہ ور ایجی ٹیٹروں کا قرار واقعی انتظام کرنا چاہئیے۔ ان کی شرارتوں کو خاموشی سے برداشت کرنا ایک قومی گناہ ہے یہ بات ہم نے پہلے بھی سنی ہے کہ احراریوں کے متعدد سرکردہ افراد کو اس افتراق انگیزی کا معاوضہ ملتا ہے۔ اب خواجہ صاحب جیسے معزز بزرگ کے اس بیان کے بعد اس بات کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے خواجہ صاحب کا فرض ہے کہ ان احراری قوم فروشوں کے نام اور ان کی سیاہ کاریوں کی تفصیل بہت جلد شائع کر دیں۔ دیکھیئے اس انکشاف حقیقت کے بعد منشی ظفر علی خاں کا اخبار "زمیندار" اور اس کا چھوٹا بھائی "احسان" کیا طرز عمل اختیار کرتے ہیں۔

وہابیوں کا معیارِ دیانت

سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے بمقام ڈلہوزی جو بیان دیا تھا اسے "زمیندار" اور "احسان" نے نہایت غیر ایماندارانہ تحریف کے ساتھ شایع کیا اور مطالبہ کے باوجود اسکی تصحیح نہ کی۔ ان کا یہ فعل اسلامی، اخلاقی اور صحافتی لحاظ سے کھلی ہوئی غلط بیانی اور بددیانتی ہے لیکن اخبار "اہلحدیث" کا معمار "احسان" اور "زمیندار" کی حمایت کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:-

"اخبار "زمیندار" اور "احسان" نے ان (حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ) کے ایک بیان کو جو بمقدمہ مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری عدالت میں دیا گیا۔ غلط چھاپا ہے اور باوجود مولوی صاحب (حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ) کے انکار کے اسکی تردید نہیں کی۔۔۔۔۔ ملکی اخبارات اس بات پر خدائی مامور نہیں کہ وہ ہر بات پر جہان بین لطولی تحقیق کریں۔ اور نہ ہی وہ قادیانی (احمدی) جماعت کے تنخواہ خور ہیں کہ انکی خاطر اپنے قیمتی اخبارات کے صفحات سیاہ کریں۔ ایک نامہ نگار کی اطلاع پاکر انہوں نے بیان شایع کر دیا۔ آپ کے نزدیک اس میں غلطی تھی۔ آپ نے اس کی تردید کر دی قصّہ ختم"

ایک مشہور مقدمہ کے سلسلہ میں عدالت کے اندر ایک بیان ہوتا ہے۔ "زمیندار" کا خاص رپورٹر ڈلہوزی پہنچتا ہے اور جان بوجھ کر دنیا کو دہوکہ دینے کے لئے غلط بیانی کرتا ہے۔ اور بار بار توجہ دلانے کے باوجود اس کی تصحیح شایع نہیں کی جاتی۔ "اہلحدیث" کے معمار کے نزدیک یہ کوئی بات ہی نہیں۔ مندرجہ بالا الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ غلط بیانی کی تردید کرنا معمار صاحب کے نزدیک قیمتی اخبارات کے صفحات سیاہ کرنا ہے۔ سچ ہے جن لوگوں کے عقیدہ کے مطابق انبیاء علیہم السلام تک نے جھوٹ بولا (نعوذ باللہ) اُن کے نزدیک ایک عدالتی بیان میں تحریف معمولی بات ہے۔ اس تحریر سے معمار صاحب کا اصل مقصد تو پورا نہیں ہو سکا۔ البتہ ان کا اور دوسرے وہابیوں کا معیار دیانت معلوم ہو گیا اور وہ ایسا ہی جسے کوئی سچا اور ایماندار پسند نہیں کر سکتا ہے۔

"اسلام کیا ہے"؟

ہماری جماعت کے محترم و ان تھک رکن جناب خانصاحب چودھری منظور الٰہی صاحب آنریری جائنٹ سیکرٹری انجمن نے امسال "اسلام کیا ہے"؟ اور "احمدیت کیا ہے" کے عنوان سے نہایت مفید، مؤثر اور دلچسپ کتابیں بطریق سوال و جواب مرتب کر کے شایع کی ہیں۔ جن میں اسلام کے متعلق تمام ضروری مسائل و احکام اور تحریک احمدیت کے مقاصد اور اسکے متعلق مشہور اعتراضات کے شافی جوابات درج کر دئے گئے ہیں۔ اول الذکر کتاب خاص طور پر مقبول ہوئی ہے۔ متعدد اسلامی اخبارات نے اس پر تعریفی ریویو لکھے ہیں۔ چنانچہ معتبر ...

(باقی پوٹ میں)

تحریکِ یومِ مسیح موعودؑ کی عظیم الشان کامیابی

ہم نے ۲۶ رمئی کو یوم مسیح موعود منانے کی جو تحریک کی تھی۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے غیر متوقع طور پر کامیابی عطا فرمائی۔ متعدد جماعتوں نے اس روز جلسوں کا اہتمام کیا اور اسی سلسلہ میں جناب مولانا محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائیٹ۔ مرزا مسعود بیگ صاحب ایم۔اے اسسٹنٹ سیکرٹری مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی۔ مولوی احمد یار صاحب مولوی فاضل و بعض دیگر حضرات مرکز سے بیرونجات کو تشریف لے گئے۔ جلسوں کی کیفیت انشاء اللہ آیندہ اشاعتوں میں درج کی جائیگی۔

لاہور میں شاندار جلسے

۲۶ رمئی کو لاہور میں نہایت کامیاب اور عظیم الشان زنانہ و مردانہ جلسے ہوئے زنانہ جلسہ احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام بعد نماز عصر منعقد ہوا۔ اسکی روئیداد آیندہ اشاعت میں درج ہوگی۔ شام کو آٹھ بجے کے بعد مسلم ہائی سکول لاہور کے وسیع صحن میں مردانہ جلسہ ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام بصدارت جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب منعقد ہوا۔ اس میں بھی خواتین کے لیئے پردہ اور نشست کا انتظام تھا اور معقول تعداد میں خواتین تشریف لائیں۔ سارا صحن حاضرین سے بھر گیا۔ غیر از جماعت حضرات بھی معقول تعداد میں تشریف لائے۔ ماسٹر غلام محمد صاحب بی۔اے نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ دو بچوں نے حضرت مسیح موعود کی نظمیں پڑھیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ صاحب صدر۔ مولانا عزیز بخش صاحب۔ ڈاکٹر الٰہ بخش صاحب نے نہایت مفید و مؤثر تقریریں کیں۔ سیرت مسیح موعودؑ پر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا ایک مضمون مولوی دوست محمد صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ اور گیارہ بجے شب جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ تفصیلات انشاء اللہ آیندہ اشاعت میں درج ہونگی۔

سنہ ۱۹۱۴ء کے منشی ظفر علی صاحب اور ان کے علماء

چند ضروری سوالات

۱۰ر جنوری سنہ ۱۹۱۴ء کو منشی ظفر علی صاحب ایڈیٹر زمیندار نے انگلستان سے ایک خط اخبار پاؤنیر الہ آباد ۲۶ر فروری سنہ ۱۹۱۴ء میں شائع کروایا تھا۔ جس کا آخری حصہ کا ترجمہ منشی صاحب اور ان کے علماء کی اطلاع کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"اس وقت ہندوستان کے مسلمان مولوی یہی بتلا رہے ہیں کہ سلطنت برطانیہ کے ماتحت ممالک دارالاسلام ہیں۔ یعنی وہاں ہمارے مذہب کی عزت کی جاتی ہے اور اس لئے یہ ہمارا فرض ہے کہ وہاں گورنمنٹ کے مطیع و فرمانبردار رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر ایک شخص کو تجربہ کے بعد ماننا پڑتا ہے کہ ہم مسلمان ہندوستان میں برطانوی حکومت کے سب سے بڑے ستون ہیں"

اس اقتباس سے ظاہر ہے کہ سنہ ۱۹۱۴ء کے منشی ظفر علی صاحب اور ان کے علماء کرام کا فرض تھا کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے راج میں مطیع و فرمانبردار رہیں۔ اور کہ یہ سلطنت دارالاسلام کا حکم رکھتی ہے۔ تو منشی جی سے دریافت طلب یہ امر ہیں۔

(۱) جب سنہ ۱۹۱۴ء تک یہ سلطنت دارالاسلام تھی اور اس کی حکومت کے ماتحت مسلمانوں کو مطیع و فرمانبردار رہنا فرض تھا۔

(ب) اور کہ مسلمانان ہند برطانوی حکومت کے سب سے بڑے ستون تھے۔ بقول منشی ظفر علی جی

(۱) تو کیا اس دارالاسلام میں تلوار کا جہاد جائز تھا۔ اگر دارالاسلام میں تلوار کا جہاد جائز ہے تو اپنے علماء کرام سے قرآن و حدیث کی سند پیش کریں۔

(۲) اگر دارالاسلام میں تلوار کا جہاد جائز نہیں۔ جیسا کہ آپ کے علماء کا عقیدہ ہے۔ تو حضرت مرزا صاحب نے اگر اسے اس زمانہ اور اس رنگ میں ناجائز قرار دیا۔ تو ان پر اعتراض کیوں؟

(۳) جبکہ بقول آپ کے گورنمنٹ کی اطاعت و فرمانبرداری مسلمانوں پر سنہ ۱۹۱۴ء تک فرض تھی اور وہ ہندوستان میں حکومت برطانیہ کے سب سے بڑے ستون تھے۔ تو اگر یہی بات حضرت مرزا صاحب سنہ ۱۹۰۸ء سے پہلے لکھیں تو آپکے اور آپکے علماء کے پیٹ میں کیوں درد اٹھتا ہے۔ سنہ ۱۹۱۴ء تک آپ خود اس بات کے قائل تھے۔ جو حضرت مرزا صاحب نے سنہ ۱۹۰۸ء سے پہلے لکھی۔

(۴) برطانوی حکومت کے ماتحت ممالک کب سے دارالاسلام کی حد سے نکل کر دارالحرب کی حد میں آ گئے ہیں۔ کن کن علماء نے ایسا فتویٰ دیا۔ اور کب اور کس کس نے تلوار کا جہاد اس کے ماتحت ممالک خصوصاً ہندوستان میں کیا گیا۔

(۵) کیا ہندوستان منشی ظفر علی صاحب اور اس کے علماء کے نزدیک اب دارالحرب ہے یا دارالاسلام اگر اول الذکر تو یہ کیوں تلوار ہاتھ میں لیکر منشی جی میدان میں نہیں نکلتے اور اپنے علماء کو ساتھ لیتے۔ تاکہ ان کے مسلمہ مسئلہ جہاد پر عمل جاری ہو۔ (خاکسار) محمد منظور الٰہی

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور
ٹریکٹ نمبر ۵

احمدیہ بلڈنگس - لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری

جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا ایک اور اشتہار بنام "محبت نامہ" مجھے موصول ہوا ہے ۔ اس سے پہلے وہ ایک اشتہار بنام "مودت نامہ" شائع کر چکے ہیں ۔ جس کا جواب میں نے لکھ دیا تھا ۔ مگر تعجب ہے ۔ کہ مولوی صاحب نے اپنی پہلی تحریر کو تو دُہرا دیا ۔ مگر میرے جواب کا ذکر تک نہیں کیا ۔

یہ عجیب بات ہے کہ مولوی صاحب اپنے ہر دو اشتہاروں کے عنوان تو "مودت نامہ" اور "محبت نامہ" تجویز کرتے ہیں ۔ لیکن اپنے ہر دو اشتہاروں میں مجھے خطاب کرتے وقت انہیں السلام علیکم تک کہنے کی توفیق نہ ملی ۔ مَیں جانتا ہوں ۔ کہ مولوی صاحب میدان مناظرہ کے پُرانے پہلوان ہیں ۔ اور ان تمام باتوں سے واقف ہیں ۔ جن سے اپنے ساتھیوں سے داد لینا اور "شیر" اور "فاتح" کا خطاب حاصل کر لینا آسان ہے ۔ اور غالباً ان اشتہارات کے شائع کرنے سے بھی ان کا منشاء یہی ہو ۔ کہ لوگ یہ کہیں ۔ کہ مولوی صاحب جیت گئے ۔ مگر میں انہیں یقین دلانا چاہتا ہوں ۔ کہ میرا مذاق ان سے بُعد المشرقین رکھتا ہے ۔ اور میں وقت کو باہمی جھگڑوں میں ضائع کرنا گناہ سمجھتا ہوں ۔ جب تک کہ کوئی غرض حاصل نہ ہوتی ہو ۔ اور اسی کی طرف میں نے انہیں ان کے "مودت نامے" کے جواب میں توجہ دلائی تھی ۔

مولوی صاحب نے لکھا ہے ۔ کہ وہ تحریری مباحثہ کرنا نہیں چاہتے ۔ یہ چاہتے ہیں ۔ کہ لاہور میں ایک معزز مجلس کے نام پر ایک دنگل لگایا جائے ۔ وہ فرماتے ہیں ۔ کہ "لاہور ایک علمی مرکز ہے ۔ اس میں ہر طرح کے تعلیم یافتہ ۔ ہر طرح کے معزز چوٹی کے لوگ رہتے ہیں ۔ ممبران کونسل ۔ ممبران انجمن حمایت اسلام ۔ ممبران انجمن اہلحدیث ۔ ممبران انجمن احمدیہ قادیان اور لاہور ۔ ججان ہائیکورٹ ۔ ممبران بلدیہ ۔ علمائے کرام ۔ صوفیائے عظام ۔ پروفیسران ۔ وغیرہم کو دعوتی کارڈ بھیجے جائیں ۔" گویا یہ دعوت بھیجنا ہی اس بات کی ضمانت ہے ۔ کہ مولوی صاحب اپنی پُرانی عادات کو چھوڑ دینگے ۔ اور بجائے پھبتیاں اُڑانے کے جو ان کا مناظرانہ طریق ہے "شریفانہ" گفتگو کرینگے ۔ کاش ایسا لکھنے سے پہلے مولوی صاحب چند ممبران کونسل و ججان ہائیکورٹ و پروفیسروں سے وعدے بھی لے لیتے ۔ کہ اگر مولوی صاحب اس قسم کا دنگل قائم کرینگے ۔ تو وہ ضرور کئی دنوں تک کونسل اور ہائیکورٹ کو چھوڑ کر ان کی شریفانہ یا غیر شریفانہ گفتگو سننے کیلئے تشریف لائینگے ۔ اور مولوی صاحب کا یہ یقین دلانا کہ انکی گفتگو "شریفانہ" ہوگی سو اور مقامات کے متعلق تو صرف میری شنید ہے ۔ البتہ دربار رامپور میں آج سے کوئی بیس اکیس سال پیشتر کا میرا تجربہ بھی ہے ۔ جہاں باوجود نواب صاحب کی موجودگی کے وہ اپنی زبان کو روک نہ سکے تھے ۔ اور ہمارے فریق کو مباحثہ بند کرنا پڑا ۔

مشکل یہ ہے۔ کہ جو صورت مولوی صاحب تجویز کرتے ہیں۔ اس میں نتیجہ کچھ نہیں۔ سوائے اس کے کہ مولوی صاحب کے ساتھی جنکی کثرت ہوگی۔ مولوی صاحب کی "فتح" پر نعرے لگا دینگے۔ اور اس فتح کا فیصلہ تو پہلے سے ہو چکا ہوگا۔ بات وہ ہے جو تحریر میں آ جائے۔ اور اسکے موازنہ کرنیکا موقع ہو۔ میں تو حال میں ہی ایک معزز مجلس میں مولوی صاحب کے دلائل کا مشاہدہ کر چکا ہوں۔ جہاں عورتوں کو ورثہ دینے کا سوال تھا۔ اور رواج کی بجائے جس کی رُو سے عورتیں محروم الارث ہیں۔ قانون شریعت کو ملکی قانون بنانے کا سوال تھا۔ وہاں مولوی صاحب نے عورتوں کو زمینیں اور جائدادیں دینے کے خلاف یہ انوکھی دلیل دی تھی۔ کہ قرآن شریف میں حکم ہے۔ لا تؤتوا السفهاء اموالكم التي جعل الله لكم قياما یعنی کم عقل لوگوں کے حوالے اپنے وہ مال نہ کرو۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے قیام کا موجب بنایا ہے۔ تو مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ سب عورتیں سفہاء میں داخل ہیں۔ اس لئے جائدادیں ان کو نہ دینی چاہئیں۔ اگر اس قسم کی دلیل مولوی صاحب کسی مناظرہ میں دیں۔ تو ان کے ساتھی تو پھر بھی ان کو "شیر" اور "فاتح" کا خطاب ہی دیں گے۔

میں اپنا وقت ایک دنگل لگا کر ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ اس لئے میں نے پہلے بھی مولوی صاحب کو یہی لکھا تھا۔ کہ جب تک دلائل کے موازنہ کی کوئی صورت نہ ہو۔ تب تک میں ایسی گفتگو کو تضیع اوقات خیال کرتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ ہی حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کے مختلف پہلو بھی لکھ دیئے تھے۔ اگر مولوی صاحب کو وہ میری تحریر منظور ہے۔ تو وہ اعلان کر دیں۔ اگر نہیں۔ تو اس اشتہار بازی سے وہ شاید اپنے کام کو تو فائدہ پہنچا رہے ہونگے۔ مگر میرے کام کو نقصان پہنچتا ہے۔ جو ہمارا وقت اور روپیہ اعدائے اسلام کے مقابل پر خرچ ہونا چاہیئے۔ وہ نکمی بحثوں پر اور اپنی مزعومہ فتح منانے پر خرچ ہو رہا ہے۔ اب میں مکرر یہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ ذیل کی تین شرائط سے میں مولوی صاحب سے گفتگو کرنے پر تیار ہوں۔ ان میں سے میں ایک بات کو بھی نہیں چھوڑ سکتا۔ یہ بھی مولوی صاحب کے اصرار کی وجہ سے ہے۔

اوّل۔ یہ کہ جو کچھ دلائل ہوں۔ وہ تحریری ہوں۔ تاکہ سوائے چند سُننے والوں کے وہ دُوسرے لوگوں تک بھی پہنچ سکیں۔

دوم۔ یہ کہ ان تمام مسائل پر اسی ترتیب سے دلائل ہوں گے۔ جو میں پہلے مولوی صاحب کے "مودت نامہ" کے جواب میں لکھ چکا ہوں۔ وہ یہ ہیں:۔

(ا) کیا ہر صدی کے سر پر مجدد کا آنا ضروری ہے یا نہیں۔ اور چودھویں صدی کا مجدد کون ہے؟ (ب) کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ یا بجسد عنصری چوتھے آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں؟ (ج) کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خود واپس آنے سے ختم نبوت کا عقیدہ باطل ہوتا ہے یا نہیں؟ (د) کیا اس امت میں آنیوالا مسیح حضرت عیسیٰ نبی اللہ ہیں یا کوئی اور؟ (ھ) دجال اور یاجوج ماجوج کون ہیں؟ (و) کیا حضرت مرزا صاحب اشتہار "آخری فیصلہ" سے صادق ثابت ہوتے ہیں یا مفتری؟

سوم۔ یہ کہ دلائل کے موازنہ کیلئے بارہ آدمی مقرر ہونگے۔ چھ احمدی جن کا انتخاب مولوی صاحب کرینگے۔ چھ غیر احمدی جن کا انتخاب میں کرونگا۔ ہر ایک مسئلہ پر سوال و جواب ہو چکنے کے بعد یہ بارہ آدمی اپنی رائے کا اظہار کر دینگے۔ اگر سات آدمی یا سات سے زیادہ میرے دلائل کے غالب ہونیکی رائے ظاہر کرینگے۔ تو مولوی صاحب اپنی مغلوبیت کا اعتراف کر لینگے۔ اور اگر سات آدمی یا اس سے زیادہ مولوی صاحب کے دلائل کے غالب ہونیکی رائے ظاہر کرینگے۔ تو میں اپنی مغلوبیت کا اعتراف کرونگا۔ اگر ہم اپنے

فریق مخالف میں سے ایک کو بھی قائل نہیں کر سکتے۔ تو فتح کا ڈنکا بجانا ایک طرف سے ہو یا دونوں طرف سے بے معنی ہے۔

ان تینوں شرائط میں سے اگر ایک بھی مولوی صاحب کو منظور نہیں۔ تو میں اپنا وقت ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ مولوی صاحب کی تحریریں بھی دن رات نکلتی ہیں۔ مجھے بھی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے سمجھ دی ہے۔ اس کے مطابق امر حق کو ظاہر کرتا رہتا ہوں۔ بالخیر و شما بسلامت۔ اپنی اپنی جگہ پر کام میں لگے رہئے۔ اور اگر واقعی ہمارے دلوں میں عاقبت کا خوف ہے۔ اور یہ احساس ہے۔ کہ اب ہم جلد خدا کو ملنے والے ہیں۔ تو اسکو اپنی روش میں ظاہر کرنا چاہئے۔ دعووں سے کچھ نہیں بنتا۔

ہاں میں مولوی صاحب کو ایک اور رستہ بھی بتاتا ہوں جس پر چلنے سے ان کی خواہش مقابلہ بھی پوری ہو سکتی ہے۔ اور خدمت اسلام کے کام کو بھی قوت پہنچ سکتی ہے۔ کیوں نہ اس رنگ میں مقابلہ کریں۔ ولکل وجھۃ ھو مولیھا فاستبقوا الخیرات۔ یہ تو ارشاد خداوندی ہے۔ کہ نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ اگر مولوی صاحب تنہائی کی گھڑیوں میں حضرت مرزا صاحب کو دجال قرار دینے اور گالیاں دینے اور ان کی مخالفت کرنے میں اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہیں۔ تو عظیم الشان خدام دین کے لئے گالیوں کا وظیفہ کرنیوالے پہلے بھی مسلمانوں میں موجود ہیں۔ مگر گالیوں سے نہ گالی دینے والے کا کچھ بنتا ہے نہ جسکو گالی دی جائے۔ اس کا کچھ بگڑتا ہے۔ اور میں مولوی صاحب کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ تنہائی کی گھڑیوں میں خوب سوچ سمجھ کر سب باتوں پر غور کر کے حضرت مرزا صاحب کی جو کچھ مخالفت ہو رہی ہے۔ اسکو بھی سامنے رکھ کر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ حضرت مرزا صاحب ہی اس صدی کے مجدد ہیں۔ اور وہی اس امت کے مسیح موعود ہیں۔ اور کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے۔ اور واپس آنے والے نہیں۔ باللہ العظیم میں اس بات کو حق سمجھتا ہوں۔ تو مولوی صاحب مجھے میرے طریق پر چھوڑ دیں بقول مجدد ؎

رو باسلام خود و مارا بکفر ما گذار

لیکن ہم دونوں اپنی اپنی جماعت کے ساتھ کسی نیکی کے کام میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ مجھے مولوی صاحب نے ایک تبلیغی جماعت کا سردار لکھا ہے۔ تو میرا فرض تبلیغ ہے۔ اور خدا کے فضل سے میں اور میری جماعت حتی المقدور اس فرض کو ادا کر رہے ہیں۔ یورپ میں بھی تبلیغی مرکز قائم کئے ہیں۔ ایشیا میں بھی۔ خود ہندوستان میں بھی۔ قرآن کریم اور سیرت نبوی کو کئی زبانوں میں ترجمہ کر کے یورپ اور ایشیا کی مختلف قوموں تک پہنچایا ہے۔ کفرستانوں میں مسجدیں بنائی ہیں۔ مولوی صاحب کو خود بھی اس پر فخر ہونا چاہئے۔ کہ وہ دین اسلام کے مبلغ نہیں۔ تو جو کچھ کام ہم دونوں اسوقت کر رہے ہیں۔ اس میں اگر کوئی حصہ ایک دوسرے کی مخالفت کا ہے۔ اسے تین سال کے لئے چھوڑ دیں۔ اگر بفرض محال حضرت مرزا صاحب برے ہی تھے۔ تو میں نہیں سمجھتا۔ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن یہ مواخذہ بھی کسی سے کریگا۔ کہ تم نے فلاں شخص کو دجال اور کذاب کیوں نہیں کہا۔ یا یہ کہ گو تم نے ساری عمر تو فلاں شخص کو دجال اور کذاب کہنے میں صرف کی۔ لیکن تمہاری زندگی میں تین سال ایسے بھی گزرے۔ جب تم نے اپنے ایک مسلمان بھائی کو جس نے تم سے بڑھ کر خدمت اسلام کی۔ اور جس نے اپنے ساتھیوں میں خدمت اسلام کے لئے قربانی کرنے کا جذبہ پیدا کیا۔ اور جس کی وجہ سے قرآن شریف اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا کی مختلف آبادیوں میں پہنچا۔ اور جس کی تحریک سے ان کفرستانوں میں اللہ اکبر کی آواز بلند ہوئی۔ جہاں ساڑھے تیرہ سو سال میں یہ آواز نہ سنی گئی تھی۔ تو چونکہ تم نے تین سال تک اس شخص کو دجال اور کذاب کہنا چھوڑ دیا تھا۔ اس لئے تمہارے سارے نیک عمل حبط ہو گئے۔ اور تم کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ ہمارا خدا اس سے بہت

ہوئی ۔ جہاں ساڑھے تیرہ سو سال میں آواز نہ سنی گئی تھی ۔ تو چونکہ تم نے تین سال تک اس شخص کو دجال اور کذاب کہنا چھوڑ دیا تھا ۔ اس لئے تمہارے سارے نیک عمل حبط ہوگئے ۔ اور تم کو دوزخ میں ڈالا جائیگا ۔ ہمارا خدا اس سے بہت بڑھ کر رحیم وکریم ہے ۔ وہ تو یغفر الذنوب جمیعاً کی خوشخبری سناتا ہے ۔ تین سال تک کسی کو گالی نہ دینے کا گناہ اتنا بڑا نہیں کہ وہ ان اللہ لا یغفر کے وعید کے نیچے آجائے ۔ اور جس طرح مولوی صاحب اور ان کی جماعت تین سال تک احمدیوں کے خلاف اپنی زبان کو بند رکھیں ۔ اسی طرح میں اور میری جماعت اہلحدیث کے خلاف اپنی زبان کو بند رکھیں ۔ اور میں نے تو اہلحدیث کی تحریک کو ہمیشہ ایک نیک تحریک ہی سمجھا ہے ۔ اور اس کی تعریف ہی کی ہے ۔ گو اس کے موجودہ نام لیوا اصل مقصد سے دور نکل گئے ہیں ۔ بہرحال ایک دوسرے کے خلاف اپنی اپنی زبان کو بند کرکے ان تین سالوں کو صرف تبلیغ اسلام پر لگا دیں ۔ اور ایک ایک علاقہ اچھوتوں میں تبلیغ اسلام کے لئے ہم دونوں الگ کرلیں ۔ ہماری جماعت جو کچھ تبلیغ اسلام کا کام پہلے کر رہی ہے ۔ یہ کام اس کے علاوہ ہوگا ۔ اور مولوی صاحب جو کچھ تبلیغ اسلام کا کام کر رہے ہیں ۔ کرتے رہیں ۔ صرف حضرت مرزا صاحب کو گالیاں دینے کا کام کم کردیں ۔ اور اس پر اچھوتوں میں تبلیغ کا کام بڑھالیں ۔ یہ نہ سمجھا جائے ۔ کہ مولوی صاحب کی حضرت مرزا صاحب کی مخالفت سے کچھ میرے کام میں نقصان ہوتا ہے ۔ میں تو ان کی مخالفت کو اپنی جماعت کی ترقی میں کھاد کے قائم مقام سمجھتا ہوں ۔ میں خلوص دل سے یہ چاہتا ہوں ۔ کہ مولوی صاحب کی توجہ بہرحال ایک ادنیٰ کام سے ہٹ کر ایک اعلیٰ کام پر لگ جائے ۔ تاکہ اس اعلیٰ کام میں ان کو زیادہ کامیابی حاصل ہو ۔ ان کے ساتھ اہلحدیث کا ایک گروہ ہے ۔ وہ بھی اس کام پر لگائیں ۔ اور تین سال بعد لاہور میں وہی معزز مجلس ججان ہائیکورٹ اور ممبران کونسل کی بلاکر جسے مولوی صاحب اب بلانا چاہتے ہیں ۔ ہم دونوں ان کے سامنے اپنا صرف تبلیغ کا یہ کام جو اچھوتوں میں کیا ہو ۔ پیش کریں ۔ وہ بھی غالباً اس سے بہت خوش ہونگے ۔ اور خدا اور اس کا رسول تو یقیناً خوش ہوں گے ۔ اور اس مقابلہ میں خوبی یہ ہوگی ۔ کہ جو جیتا وہ بھی جیتا ۔ اور جو ہارا وہ بھی جیتا ۔ اور شاید اس عرصہ میں ہماری عادات تبدیل ہوکر ہم اسلام کے زیادہ مفید مزدور بھی بن سکیں ۔ کیا مولوی صاحب اس تجویز پر لبیک کہیں گے ؟

نوٹ ۔ بارہ مباہلہ کرنیوالوں کی شرط کو میں اس لئے ضروری خیال کرتا ہوں ۔ کہ اگر ہمارے دلائل اس قابل ہیں ۔ کہ ان کا اثر دوسرے لوگوں پر ہوسکے ۔ اور صرف ہمارے اپنے ہم خیال ہی ہماری فتح کا نقارہ بجانیوالے نہیں تو ضرور ہم دوسرے فریق کے چند آدمیوں میں سے ایک نہ ایک کو قائل کرلینے ۔ اور اگر مولوی صاحب کو یہ خوف ہو ۔ کہ میں تو کسی غیر احمدی کو قائل کرسکونگا ۔ مگر وہ کسی احمدی کو قائل نہ کرسکیں گے جن کا انتخاب بھی انہوں نے خود ہی کیا ہو ۔ تو انہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ اس صورت میں ان کی مخالفت احمدیت ایک بےسود کوشش ہے ۔ اور ہوگا یہی کہ ہم تو روز بروز ان میں سے آدمی لیتے جائیں گے ۔ مگر وہ ہم میں سے نہ لے سکیں گے ۔ اگر مولوی صاحب ذرا غور کرسکتے ۔ تو وہ اب سب دیکھ سکتے تھے ۔ کہ ان کی اور بہت سے دیگر علماء کی زبردست مخالفت اتنی مدت میں احمدیت کی ترقی کو نہیں روک سکی ۔ اگر گذشتہ چالیس سال میں سرتوڑ کوشش کرکے وہ احمدیت کو برباد نہیں کرسکے ۔ تو یہ سبق کافی ہے ۔ بشرطیکہ انسان عبرت حاصل کرنے کے لئے تیار ہو ۔

دارالسلام
ڈلہوزی
۶ راگست ۱۹۳۲ء

خاکسار
محمد علی
امیر جماعت احمدیہ لاہور

مطبوعہ مسلم پرنٹنگ پریس لاہور

بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی طرف

دعویٰ نبوت منسوب کرنیوالے میدان میں نکلیں

قادیانی جماعت کو چیلنج

ہم قادیانی جماعت کو بار بار چیلنج دے چکے ہیں۔ کہ دونوں جماعتوں کے امیران دو باتوں میں کہ:-

۱- کیا حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا؟

۲- اور کیا آپ نے سوائے ان لوگوں کے جو آپ کی نبوت کے قائل ہیں۔ تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو کافر قرار دیا؟

ایک اصولی بحث کریں۔ مگر قادیانی بزرگ اس مطالبہ سے کھلا گریز کر رہے ہیں۔ اپنے آخری اشتہار میں ہم نے یہ بھی لکھدیا تھا کہ:-

اصولی رنگ میں مباحثہ ضرور ہو جائے

خواہ شرائط کچھ بھی ہوں۔ مگر اس کا جواب بھی قادیانی بزرگوں کی طرف سے کیا ملا؟ وہ حضرت مرزا صاحب کی تحریروں کی بنا پر فیصلہ کرنے سے قطعاً انکاری ہیں اور ان تحریروں کی اگر کوئی عزت کی ہے۔ تو صرف یہ کہ جب ہم نے انکار نبوت پر آپ کا یہ حوالہ پیش کیا کہ:-

"بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر جگہ سمجھ لیں

اور لفظ نبی کو کاٹا ہوا خیال فرمالیں"

تو اس کے لئے "حضرت مرزا صاحب کے کسی پرانے اور منسوخ در منسوخ اعلان" کے الفاظ استعمال کئے۔ مگر کیا یہ ایمانداری ہے کہ ان کے واجب الاطاعت خلیفہ اور پیر تو

حلفیہ شہادت دیں کہ حضرت مرزا صاحب نے

۱۹۰۱ء میں دعوئے نبوت کیا۔

اور مرید دنیا کی آنکھوں میں یوں خاک جھونک رہے ہیں کہ:-

حضرت مرزا صاحب کی ۱۸۹۲ء کی انکار نبوت

کی تحریر منسوخ ہے۔

پیر انکار نبوت کو دعوئے نبوت قرار دیتا ہے مرید اس انکار نبوت کو منسوخ در منسوخ قرار دے رہے ہیں۔ کس کی مانیں اور کس کی نہ مانیں۔ متضاد بیانات کا ایسا عجیب و غریب مجموعہ تاریخ عالم بھی شاید ہی مہیا کر سکے۔ قادیانی بزرگوں کے مباحثے سے گریز کے بعد ہم ان کے سامنے

فیصلے کی ایک اور سہل صورت پیش کرتے ہیں

اور وہ یہ ہے کہ جس صورت میں ان کا یہ دعوئے ہے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی تمام تحریرات کو تسلیم کرتے ہیں اور اب تو جناب خلیفہ صاحب قادیانی نے یہ بھی مان لیا ہے کہ:-

نبوت کا دعوئے حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۸۹۰ء میں کیا

اور اس پہلے خیال سے کہ نبوت کا مسئلہ آپ پر ۱۹۰۱ء میں کھلا اور ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریریں منسوخ ہیں رجوع کر لیا ہے۔

تو اس صورت میں ہم فیصلہ کی یہ سہل صورت قادیانی بزرگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ ایک ورق کا ایک ٹریکٹ دونوں فریق کے مساوی خرچ سے $\frac{20 \times 26}{8}$ سائز پر ایک کروڑ کی تعداد میں شائع کیا جائے جس پر دونوں فریق کے امیروں کے دستخط ہوں۔ اس ٹریکٹ کا ایک صفحہ جماعت قادیان کے لئے مخصوص ہو اور ایک صفحہ جماعت لاہور کے لئے - - - - - - - جو صفحہ جماعت قادیان کے لئے مخصوص ہوگا۔ اس کے ایک کالم میں حضرت مسیح موعودؑ کی وہ تحریرات ہونگی۔ جن پر جماعت لاہور انکار نبوت اور عدم تکفیر مسلمین کی بنیاد رکھتی ہے اور دوسرے کالم میں ان تحریرات کی وہ توجیہ ہوگی۔ جو جماعت قادیان کرتی ہے اور جو صفحہ جماعت لاہور کے لئے مخصوص ہوگا۔ اس کے ایک کالم میں حضرت مسیح موعودؑ کی وہ تحریرات ہونگی۔ جن پر جماعت قادیان آپ کے دعویٰ نبوت اور تکفیر مسلمین کی بنیاد رکھتی ہے اور دوسرے کالم میں ان تحریرات کی وہ توجیہ ہوگی۔ جو جماعت لاہور کرتی ہے اور دونوں صفحوں پر ہر دو جماعتوں کے امیروں کے دستخط ہونگے۔

اگر جماعت قادیان کو اس بات پر اصرار ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ نبوت اور تکفیر مسلمین فریق لاہور کی بعض تحریرات سے ثابت ہوتے ہیں۔ تو ہم اس ٹریکٹ کے ساتھ ایک اور ورق کا اضافہ منظور کرتے ہیں جس کا ایک ایک صفحہ ہر ہر فریق کے لئے اسی طرح مخصوص ہوگا۔ جو صفحہ فریق قادیان کے لئے مخصوص ہوگا۔ اس کے ایک کالم میں فریق لاہور کی وہ تحریرات ہونگی۔ جن سے قادیانی جماعت یہ نتیجہ نکالتی ہے کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کو مدعی نبوت مانتے تھے اور تمام کلمہ گوؤں کو کافر قرار دیتے تھے اور مقابل کے کالم میں ان تحریرات کی وہ توجیہ ہوگی۔ جو فریق لاہور کرتا ہے اور جو صفحہ جماعت لاہور کے لئے مخصوص ہوگا۔ اس کے ایک کالم میں قادیانی جماعت کی وہ تحریرات ہونگی۔ جن سے جماعت لاہور یہ ثابت کرتی ہے۔ کہ قادیانی بزرگ پہلے حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ نبوت کا اور مسلمانوں کی تکفیر کا انکار کرتے تھے اور دوسرے کالم میں ان تحریرات کی وہ توجیہ ہوگی۔ جو جماعت قادیان کرتی ہے

ہماری اپنی رائے میں تو صرف ایک ورق ہی کافی ہے جس میں حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات ہوں۔ اور اس دوسرے ورق سے کوئی شخص کسی قطعی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا۔ کہ فی الواقع حضرت مسیح موعودؑ کا دعوئے کیا تھا۔ لیکن قادیانی بزرگوں کے اصرار کی وجہ سے ہم اس دوسرے ورق کا اضافہ بھی منظور کرتے ہیں۔ لیکن ان کی خدمت میں منت درخواست کرتے ہیں کہ نبوت اور تکفیر کے مسائل نے سلسلہ کے ساتھ عداوت اور تنفر کو انتہا کو پہنچا دیا ہے اور اب تو کافر کہنے والوں کے ہاتھ میں یہ مضبوط وجہ آگئی ہے کہ چونکہ قادیانی روئے زمین کے مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ اس لئے وہ بروئے حدیث وہ خود کافر ٹھہرتے ہیں۔

اپنے اوپر بھی رحم کریں۔ اور اسلام کی حالت زار پر بھی رحم کریں۔ امت اندرونی جھگڑوں سے تباہ ہو رہی ہے اس کا قدم علیٰ شفا حفرۃ من النار ہے اسکو بچانے اور کسی مفید کام پر لگانیکی راہ سوچیں جو تجویز ہم نے پیش کی ہے اس میں سوا تھوڑے خرچ کے اور کوئی مشکل نہیں گیارہ لاکھ سالانہ بجٹ والی قوم کیلئے یہ چھوٹا سا خرچ کچھ چیز نہیں مگر اس سے حضرت مسیح موعود کی پوزیشن صاف ہو جائیگی اگر مباحثہ کی طرف آپ نہیں آتے تو اس ٹریکٹ کے شائع کرنے میں کوئی روک نہیں خلیفہ صاحب اور قادیانی بزرگوں سے ہماری درخواست ہے کہ وہ حق کا بول بالا کرنے کیلئے، اسلام کی عزت کے لئے، مسیح موعودؑ کی ان الزامات سے بریت کے لئے جو مخالفین آپ پر لگا رہے ہیں اس سہل طریق فیصلہ کو نہ ٹھکرائیں۔

مکفر علماء کو چیلنج

قادیانی جماعت اور مکفر علماء دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ:-

۱- حضرت مرزا صاحب نے دعوئے نبوت کیا۔

۲- اور روئے زمین کے سارے مسلمانوں کو اپنی نبوت نہ ماننے کی وجہ سے کافر کہا۔

اور احمدیہ جماعت لاہور ان دونوں باتوں کا انکار کرتی ہے۔ ہم نے قادیانی جماعت کو اصولی مباحثہ کی طرف بلایا اور انہوں نے گریز کی راہ اختیار کی۔

اب ہم ان غیر احمدی علماء کو جو حضرت مرزا صاحب کی طرف دونوں مذکورہ بالا باتیں منسوب کرتے ہیں چیلنج دیتے ہیں کہ:-

وہ ہم سے اصولی مباحثہ ان ہر دو مسائل پر کریں

لیکن مباحثہ کے اس چیلنج سے پیشتر ہم ان کے سامنے بھی حضرت مرزا صاحب کی وہ تحریرات رکھتے ہیں۔ جو ہم قادیانی جماعت کے سامنے رکھ چکے ہیں۔ ان تحریرات کا لکھنے والا مدعی نبوت نہیں ہو سکتا:

"نبوت کا دعویٰ نہیں۔ بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے"

(ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۱)

"محدثیت کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے تو کیا اس سے دعوئے نبوت لازم آگیا"

(ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۲)

"اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئیگا۔ نیا ہو یا پرانا"

(نشان آسمانی صفحہ ۲۰)

"ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے۔ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے"

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸)

"اللہ تعالیٰ اس امت میں اپنے اولیاء کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے۔ اور ان کو نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے۔ لیکن وہ فی الحقیقت نبی نہیں۔ اس لئے کہ قرآن نے شریعت کو کمال تک پہنچا دیا"

(مواہب الرحمٰن صفحہ ۶۶)

"نبوت ہمارے نبی صلعم کے بعد منقطع ہوگئی . . . . . اور میرا نام اللہ کی طرف سے مجازی طور پر نبی رکھا گیا نہ حقیقی طور پر" (حقیقۃ الوحی ضمیمہ صفحہ ۶۴)

اسی طرح ہم ان کے سامنے آپ کی وہ تحریریں پیش کرتے ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے کلمہ گوؤں کو ہرگز کافر نہیں کہا۔

"ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا"

(تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

"یہ کس قدر خیانت ہے کہ کافر ٹھہرا دیں آپ اور پھر

ہم پر یہ الزام لگائیں۔ کہ گویا ہم نے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہے۔ اس قدر خیانت اور جھوٹ اور خلاف واقعہ تہمت کس قدر دل آزار ہے"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۰)

پھر نہ صرف کھلی تحریروں میں ہی اپنے دعویٰ کا انکار کرنے والوں کو مسلمان کہا ہے۔ بلکہ عملی رنگ میں بھی ان کا جنازہ جائز قرار دیکران کا مسلمان ہونا تسلیم کیا ہے۔

"متوفی اگر مکذب اور مکفر نہ ہو۔ تو اس کا جنازہ پڑھ لیا جائے"۔ (فتاوی احمدیہ جلد ۱ صفحہ ۱۱۸)

"جو مخالف براہ ہو تو ہو۔ اس کا جنازہ جائز ہے"۔

(خط مطبوعہ پیغام صلح)

ان تمام تحریرات کا قادیانی جماعت کے پاس کوئی جواب نہیں اس لئے وہ مباحثہ سے گریز کرتے ہیں۔ اگر مکفر علماء نے ان حوالجات کو دیکھا ہے اور ان پر غور کیا ہے اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ ان تحریرات کا کوئی جواب ان کے پاس ہے اور باوجود اس انکار نبوت کے وہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے فی الواقع دعویٰ نبوت کیا۔ اور ساٹھ کروڑ مسلمانوں کو کافر قرار دیا۔ تو ہم ان کو انہی اصول پر مباحثہ کی طرف بلاتے ہیں۔ جن اصول پر جماعت قادیان کو بلا رہے ہیں یعنی کہ وہ ہم سے اصولی مباحثہ کر لیں کہ:۔

(۱) کیا قرآن و حدیث کے رو سے ختم نبوت کے بعد ایک پرانا نبی آسکتا ہے؟ (۲) کیا حضرت مرزا صاحب کی اپنی تحریرات سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے دعویٰ نبوت کیا؟ (۳) کیا حضرت مرزا صاحب نے اپنی نبوت نہ ماننے والوں کو کافر قرار دیا؟ اور یہ بحث فریقین کے بارہ منتخب آدمیوں کے سامنے تحریری ہو۔ جن بارہ میں سے چھ غیر احمدی اصحاب ہوں۔ جن کا انتخاب جماعت احمدیہ لاہور کرے اور چھ جماعت لاہور سے تعلق رکھنے والے احمدی اصحاب ہوں جن کا انتخاب مکفر علماء کریں۔ بحث کرنیوالے احمدیہ جماعت لاہور کی طرف سے امیر جماعت احمدیہ لاہور ہونگے اور مکفر علماء کی طرف سے مولوی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلماء ہند ہوں۔ جو حال میں ہی جماعت احمدیہ پر اور حضرت مرزا صاحب پر نبوت کے دعویٰ کی بنیاد پر کفر کا فتویٰ صادر فرما چکے ہیں جو شخص اس قدر جرأت کر سکتا ہے کہ کلمہ گوؤں پر کفر کا فتویٰ لگائے۔ اس کا فرض ہے کہ وہ میدان میں نکل کر اس کفر کو ثابت کرے یا جمعیۃ العلماء اپنی جگہ جس آدمی کو چاہے نامزد کرے اس اعلان کے ساتھ کہ ایسے شخص کی فتح و شکست جمعیۃ العلماء کی فتح و شکست متصور ہوگی۔ مباحثہ کے اختتام پر ان بارہ منتخب آدمیوں کی رائے لیجائیگی اگر وہ کثرت رائے سے ایک نتیجہ پر پہنچ جائیں تو مباحثہ کی روئداد کے اختتام پر ان کی رائے بھی چھاپ دیجائے گی اور جس مسئلے میں جس فریق کے ساتھ کثرت رائے ہو۔ اس مسئلے میں اس کی فتح اور اس کے فریق مخالف کی شکست سمجھی جائیگی۔ جو علماء حضرت مرزا صاحب اور انکے پیرؤں پر کفر کے فتوے لگاتے ہیں وہ عنداللہ اور عندالناس اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ اس بات کو ثابت کریں۔ کہ فی الواقع حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا۔ اور مسلمانوں کو کافر کہا۔ ہماری طرف سے انہیں یہ بھی اجازت ہے کہ وہ قادیانی اصحاب کو اپنی مدد کیلئے بلالیں۔ کیونکہ گو یہ دونوں فریق آپس میں ایک دوسرے کے مخالف ہوں مگر حضرت مرزا صاحب کی طرف دعویٰ نبوت اور تکفیر مسلمین منسوب کرنے میں دونوں متحد ہیں کم سے کم یہ دونوں فریق ملکر تو ایک چھوٹی سی جماعت کے مطالبہ سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔

خاکسار سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس

لاہور۔　　(۲۱ مئی ۱۹۳۵ء)

تحریکِ اچھوت ادھار کے نتائج

(—)

جب یہ حقیقت شک و شبہ سے بالاتر ہو چکی ہے کہ ہندوؤں نے اچھوت ادھار کے نام سے جو تحریک جاری کر رکھی ہے وہ سراسر دہوکہ اور دکھلاوا ہے۔ اس کا مقصد اچھوتوں کو اپنے سیاسی فائدہ کی خاطر پھانسنا اور دنیا کو ایک غلط فہمی میں مبتلا رکھنا ہے۔ ہندوؤں میں دو قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ ایک تو وہ جو ذرا ہوشیار اور زمانہ شناس ہیں۔ اُن کی چال یہ ہے کہ اچھوتوں کو نمائش کے طور پر اپنے ساتھ شامل کر لیا جائے۔ جہاں تک کاغذی کارروائیوں، اخبارات کے صفحات اور پلیٹ فارموں کا تعلق ہے وہ اچھوتوں کو اپنا بھائی اور ہندو قوم کا حصہ کہتے ہیں۔ اُن کے ساتھ روٹی بیٹی کے تعلق کی تلقین کرتے ہیں۔ اُن سے چھوت چھات کو پاپ بتلاتے ہیں۔ کبھی کبھار سہبوج بھی ہو جاتے ہیں لیکن عملاً یہ روشن خیال ہندو بھی اچھوتوں سے ظلم . . . . . کر رہے ہیں۔ اور دوسرا گروہ قدامت پسند اور راسخ العقیدہ ہندوؤں کا ہے۔ وہ اس نمائش کو بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ اور برملا اپنے دہرم کی تعلیمات کے مطابق اچھوتوں کو ناپاک کہتے ہیں۔ اُن کے نزدیک اچھوتوں کو مجلسی حقوق دینا مہا پاپ ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنکے ذریعہ اچھوت ادھار کا بھانڈا آئے دن عین چوراہے میں پھوٹتا رہتا ہے۔

ریاست جموں و کشمیر میں آج سے ۲۵ سال پیشتر ایک اچھوت نوجوان مہاشہ رام چندر جی آریوں کے سبز باغ دیکھ کر شدھ ہو گئے تھے۔ آدمی تعلیم یافتہ تھے۔ سرکاری نوکری مل گئی حال ہی میں آپ کو جوڈیشل محرر دوم کے عہدہ پر کھدرواہ میں تعینات کیا گیا۔ وہاں کے ہندوؤں نے اپنے پچیس سالہ اشدھ شدہ بھائی سے جو نیک سلوک کیا۔ . . . وہ خود انکی زبانی سنیئے۔

مجھے اور بیری جاتی کو آریہ سماج نے شدھ کئے ۲۵ برس ہو گئے۔ مجھے سرکار والا ستری مہاراجہ صاحب بہادر والئے ریاست جموں و کشمیر نے محرر جوڈیشل دوم کے عہدہ پر تحصیل کھدرواہ میں لگایا۔ جب میں اسجگہ آیا تو پہلے ٹھہرنے کیلئے اسجگہ کوئی دھرمسالہ نہ ملی۔ مگر بڑی کوشش سے تین گھنٹے گذارنے کے بعد ایک دھرمسالہ جس کو مندر بھی کہتے ہیں ملی۔ وہ مندر وزیروں کا ہے اس میں اسباب رکھنے کی اجازت ملگئی۔ میں حاضری کی رپورٹ دینے کیلئے دفتر تحصیل میں گیا۔ اور وہاں سے جب واپس آیا۔ تو پجاری نے مجھ سے کوئی بات دریافت نہیں کی بس جوتی سے مجھے مارنا شروع کر دیا۔ میں روتا تھا اور دہائی دیتا تھا۔ کہ بتاؤ میرا کیا قصور ہے۔ کیوں مارتے ہو۔ آخر تمام اسباب پھینک کر کہا تم نے مندر کو بھرشٹ کر دیا ہے۔ تم قیمت برتنوں اور مورتیوں کی ادا کرو۔ ورنہ حوالہ پولیس کرتا ہوں۔ میں نے عرض کی کہ شریمان جی میں ہندو ہوں۔ مگر اس نے کہا کہ تمام شہر کے آدمی کہتے ہیں اور تمہارے کلرک کہتے ہیں کہ تم چمار کلرک آئے ہو۔ کوئی شنوائی نہ ہوئی میں نے اور جگہ تلاش کی۔ مگر کسی نے کوئی جگہ نہ دی۔ اچھوتوں کے پاس گیا۔ وہ بھی انکاری ہو گئے۔ اس حالت میں تین دن میں اس برفانی ملک میں بے سروسامانی کی حالت میں دین پر رہا۔ کسی افسر وغیرہ نے بھی میرے لئے کوئی انتظام نہ کیا۔ تندور پر روٹی لینے گیا۔ مگر اس نے روٹی باہر بازار میں دی (کہا) تم چمار ہو۔ اس لئے ہمارے برتنوں میں روٹی نہیں کھا سکتے۔

یہی حالت میری آجتک ہے۔ ایک کمرہ جس کا طول و عرض ۳ گز و ۲ گز ہے۔ ایک روپیہ ماہوار کرایہ پر بڑی مشکل سے ایک ہریجن نے دیا ہے۔ میں اس چھوت چھات سے اور لوگوں کی نفرت سے دکھی ہوں۔ میرے سے کوئی چھوتا تک نہیں۔ میرے پاس خرچ ختم ہو گیا ہے۔ میں نے تمام کلرکوں سے ایک روپیہ ادھار مانگا ہے۔ مگر کسی نے نہ دیا۔ میں کچھ دن بھوکا رہا۔ اور ایک مسلمان کلرک کو دیا آیا اور اس نے ایک روپیہ ادھار دیا۔ مگر ہندوؤں میں سے کسی نے نہ دیا۔ میرے ساتھ ہر قسم کے آدمی نفرت اور چھوت چھات کرتے ہیں۔ اگر میرا اسجگہ سے تبادلہ ہو جائے تو اس بے عزتی کی زندگی سے رہائی ہو۔ (آریہ گزٹ ۲۶ مئی ۱۹۳۵ء)

بدنصیب و فریب خوردہ مہاشہ رامچندر جی کی یہ داستانِ درد کسی تبصرہ کی محتاج نہیں ہے۔ ہم تو سنتے تھے کہ ہز ہائینس مہاراجہ جموں و کشمیر نے اچھوتوں کو پوری سہولتیں اور رعایتیں دیدی ہیں۔ پبلک کنوئیں اور تمام مندر حتٰی کہ راج مندر بھی اُن کے لئے کھولدئے گئے ہیں۔ مہاراجہ موصوف کے اس اعلان پر آریہ سماجیوں نے بہت اودھم مچایا تھا۔ اور اچھوتوں کو دہوکہ دینے کے لئے خوب گھی کے چراغ جلائے تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ انہی مہاراجہ کی ریاست میں ایک تعلیم یافتہ اچھوت سرکاری عہدہ دار کو جوتے لگائے جاتے ہیں۔ اسکی بے عزتی کی جاتی ہے۔ اسکو کتوں سے زیادہ ناپاک سمجھا جاتا ہے۔ اسکو شدید سردی اور برفباری میں سر چھپانے کے لئے بھی جگہ نہیں دیجاتی۔ وہ چھ دن فاقے سے گذار دیتا ہے۔ اسکو کوئی ہندو ایک روپیہ بھی قرض نہیں دیتا۔ ایک مسلمان ہی اس فاقہ زدہ مہاشہ کی ضرورت پوری کرتا ہے۔ مہاراجہ کا فرمان اور اچھوت ادھار کی تحریک کوئی چیز بھی اس بدنصیب شخص کو ظلم سے نہیں بچا سکتی۔ جب ایک روشن خیال راجہ کی ریاست میں ایک معزز سرکاری عہدہ دار کے ساتھ یہ انسانیت سوز ظلم ہو سکتا ہے تو دوسرے اچھوتوں کے ساتھ جو گذرتی ہوگی اس کا اندازہ بخوبی کیا جا سکتا ہے۔

اس داستان درد کا ایک اور پہلو بھی قابلِ غور ہے کہ آریہ سماج آج سے پچیس سال قبل ایک تعلیم یافتہ اچھوت کو شدھ کرتا ہے لیکن اس طویل عرصہ میں اس کو ہندو قوم کے اندر معاشرتی مساوات نہیں دلا سکتا۔ ان حالات میں آریہ سماجیوں اور تحریکِ اچھوت ادھار کے دوسرے کارکنوں کو ندامت محسوس کرنی چاہیئے۔ مگر کیا کیا جائے خود غرض آدمیوں کی طرح خود غرض قوموں کا ضمیر بھی مردہ ہو جایا کرتا ہے اور ان کو اپنے کسی قبیح سے قبیح فعل پر بھی ندامت محسوس نہیں ہوا کرتی۔

ہمارے خیال میں ایک لحاظ سے مہاشہ رام چندر جی بھی قابلِ الزام ہیں۔ وہ تعلیم یافتہ ہیں اور خدا نے انہیں عقل بھی دی ہے۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ آریہ سماج اور ہندو قوم محض اپنے مذہبی احکام اور قومی ذہنیت کی وجہ سے اُن سے شریفانہ سلوک کرنے سے قاصر ہیں تو پھر کوئی ایسا ذریعہ نجات کیوں تلاش نہیں کرتے جو ان کو آئے دنکی ان ذلتوں اور مصیبتوں سے نجات دیدے۔ اسلام کے اندر سچی اور حقیقی مساوات موجود ہے۔ اسلام کے اندر آکر ہر ایک اچھوت بڑے سے بڑے مسلمان کا دینی بھائی بن جاتا ہے۔ اور اچھوتوں کیلئے یہی دین فطرت واحد ذریعہ نجات ہے۔

ڈاکٹر سر محمد اقبال کا بیان

احمدیت کی پہلی ضرب کا اثر

(۲)

جناب ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب نے اپنے بیان میں اس بات پر زور دیا ہے کہ احمدیت کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ احمدیوں کو مسلمان سمجھنا اور ان سے مسلمانوں جیسا برتاؤ کرنا غلطی ہے۔ موصوف نے ہز ایکسیلینسی سر ہربرٹ ایمرسن گورنر پنجاب کی اس تقریر پر بھی کافی تنقید کی ہے۔ جو ممدوح نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے گذشتہ سالانہ جلسہ پر کی تھی۔ اور اس میں مسلمانوں کو باہمی مناقشات چھوڑ کر متحد ہو جانے کی تلقین فرمائی تھی۔ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ احمدیوں کے بائیکاٹ کی تلقین اور جناب گورنر کی تقریر پر تنقید کرتے ہوئے سر موصوف نے بے حد مبالغہ سے کام لیا ہے۔ اور وہ کسی ایک جذبہ کی رو میں اس تیزی سے بہہ گئے ہیں کہ دلائل و حقائق اور اعتدال کی عنان ان کے ہاتھ سے بالکل چھوٹ گئی ہے۔ جذبات ایک شاعر کو جس آسانی کے ساتھ مغلوب کر سکتے ہیں۔ اس کا ہمیں علم ہے۔ لیکن جذبات کی قدر و قیمت معقولیت و نتائج کی ترازو میں وزن کرنے کے بعد ہی مقرر کی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ سر موصوف کے دل میں احمدیوں کے بائیکاٹ کا جو جذبہ آجکل موجزن ہے اسکی کیا قدر و قیمت ہو سکتی ہے۔

ہم نے ڈاکٹر صاحب موصوف کے بیان کو بار بار نہایت غور سے مطالعہ کیا۔ انہوں نے احمدیوں کے بائیکاٹ کی تلقین تو بڑے زور سے کی ہے۔ لیکن اسکے حق میں کوئی معقول دلیل دینے سے وہ بالکل قاصر رہے ہیں۔ احمدی مسیح موعود اور مہدی کے عقیدہ کو مانتے ہیں۔ تو دنیا کے ساٹھ کروڑ مسلمانوں کی زبردست اکثریت بھی اس عقیدہ کی قائل ہے۔ اس لحاظ سے اصولاً احمدیوں اور دوسرے مسلمانوں میں کوئی فرق نہ ہوا۔ باقی رہ گیا مسئلہ تکفیر و نبوت۔ ہمیں اس امر واقعی سے قطعاً انکار نہیں کہ قادیانی جماعت حضرت نبی کریم صلعم کے بعد نبیوں کے آنے کو مانتی ہے۔ اور دوسرے مسلمانوں کی تکفیر کرتی ہے۔ انکے عقائد حضرت مرزا صاحب کی تعلیمات کے صریح خلاف ہیں۔ اور ہم ہمیں اکیس سال سے ان غالیانہ اور خلاف اسلام نا احمدیت عقائد کی زبردست تردید کر رہے ہیں۔ ہماری قادیان سے علیحدگی کی وجہ یہی اختلاف ہے۔ ہمارے نزدیک عقیدہ اجرائے نبوت اور تکفیر المسلمین کی جس قدر مذمت اور مخالفت کی جائے کم ہے اور ہم اس بارہ میں ڈاکٹر صاحب موصوف اور ہر ایک مسلمان کے ہمنوا اور رفیق کار ہو سکتے ہیں۔ مگر اسکے ساتھ ہی ہم کہیں گے۔ کہ قادیانیوں کے ان عقائد کے باوجود ڈاکٹر صاحب احمدیوں کے بائیکاٹ کی تلقین میں حق بجانب نہیں اول تو جماعت لاہور ان عقائد سے بیزار اور ان کی اشد ترین مخالف ہے۔ دوسرے قادیانیوں کے علاوہ مسلمانوں کی زبردست اکثریت اور ان کے بڑے بڑے علما حضرت نبی کریم صلعم کے بعد ایک نبی کے آنے کے قائل ہیں۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ قادیانی ایک نئے نبی کو مانتے ہیں۔ اور غیر قادیانی مسلمان ایک پرانے نبی کے آنے کے منتظر ہیں۔ اور وہ . . . . اور ایک دوسرے کی تکفیر کرتے رہتے ہیں۔ خود ڈاکٹر صاحب موصوف پر مولویوں کی طرف سے متعدد مرتبہ کفر کے فتوے لگ چکے ہیں۔ یہ بات یقیناً انصاف اور دیانتداری کے خلاف ہے۔ کہ ایک ہی جرم کی بنا پر قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج کر کے ان کا بائیکاٹ کر دیا جائے۔ اور جماعت لاہور کو بلا وجہ ان کے ساتھ شامل کر دیا جائے۔ دوسرے مسلمانوں کو اسی جرم پر کچھ نہ کہا جائے۔ اگر تکفیر اور اجرائے نبوت کا عقیدہ برا اور خلاف اسلام ہے تو اس کا ہر ماننے والا خواہ وہ قادیانی ہو یا غیر قادیانی قصور وار ہے۔ ہم ڈاکٹر صاحب موصوف کی خدمت میں انصاف کے نام پر اپیل کریں گے کہ وہ کم از کم اپنے بیان کے اس حصہ پر ضرور نظر ثانی فرمائیں۔

قادیانی جماعت کے افعال و عقائد سے اظہار بے تعلقی کرنے کے بعد ہم ڈاکٹر صاحب موصوف سے مؤدبانہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ جماعت لاہور کے وہ کونسے عقائد و اعمال ہیں جن کی وجہ سے اسکو اسلام سے بیگانہ مجوسیت کا پیرو اور اسلام اور مسلمانوں کا دشمن قرار دیا جا رہا ہے یا دیا جا سکتا ہے۔ ہمارے عقائد سے ڈاکٹر صاحب موصوف یقیناً ناواقف نہیں کیونکہ خود دفتر پیغام صلح کی طرف سے بارہا آپکی خدمت میں ضروری لٹریچر بھیجا جا چکا ہے۔ آخر ہمیں بتایا جائے کہ ان میں سے کونسا عقیدہ خلاف اسلام ہے۔ ہم ہر ایک کلمہ گو کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ کیا یہ خلاف اسلام ہے؟ ہمارا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہ آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔ کیا یہ خلاف اسلام ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہو گی۔ کیا یہ خلاف اسلام ہے؟ ہم تمام صحابہؓ کرام اور آئمہؒ کا احترام کرتے ہیں۔ تمام مجددوں کو مانتے ہیں۔ کیا یہ خلاف اسلام ہے؟ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام اپنی خوبیوں اور قوی و روشن دلائل کی وجہ سے تمام دنیا پر غالب آئیگا کیا یہ خلاف اسلام ہے؟ آخر بتایا جائے ہمیں کس عقیدہ کی بنا پر دشمن اسلام اور مجوسیت کے خوشہ چین کہا جاتا ہے؟ عقائد کے بعد اعمال کو لیجئے۔ قرآن کی اشاعت اور اسلام کی تبلیغ ہمارا زندگی کا مقصود وحید ہے۔ ہم اس فرض مقدس کو دنیا کی ہر ایک مشغولیت، ہر ایک کشمکش اور ہر ایک جد و جہد پر مقدم کئے ہوئے ہیں اور ہمہ تن اس میں مصروف ہیں۔ ہم نے یورپ کے کئی ملکوں میں مسجدیں بنائیں اور تبلیغی مشن قائم کئے جہاں سے باقاعدہ تبلیغی کام ہو رہا ہے۔ ہم نے قرآن شریف کا تین مغربی زبانوں میں ترجمہ کیا۔ اور اسلام کے متعلق تقریباً ۲۵ زبانوں میں لٹریچر چھاپ کر ساری دنیا میں پھیلا دیا۔ ایک نہایت قلیل اور غریب جماعت ہونے کے باوجود لاکھوں روپیہ سالانہ دین کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ کیا مجوسیت کے شیدا اور اسلام کے مخالف ایسا ہی کرتے ہیں؟ اگر آج عوام کے دماغوں پر احمدیت کی مخالفت کا جنون سوار ہے۔ اگر آج وہ احمدیت کے خلاف بے دلیل سے بے دلیل اور غلط سے غلط بات پر ایمان لا سکتے ہیں تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا درست نہیں۔ کہ ہمیشہ یہی حالت رہے گی۔ نہیں ایک وقت آئے گا۔ ہمارے خلاف کفر کے فتوؤں اور ہماری بائیکاٹ کے ارشادات کو اسلامی احکام اور واقعات کی کسوٹی پر پرکھا جائے گا۔ اور اس وقت پرکھنے والے ہمارے مخالفین کو اچھے الفاظ سے یاد نہیں کریں گے۔

اگر ذرا گہری نظر سے غور کیا جائے احمدیوں کے بائیکاٹ کی تلقین بھی ہمارے مخالفین کی شکست کے مترادف ہے۔ بے پناہ اکثریت رکھتے ہوئے باوجود ان میں طاقت نہیں کہ وہ دلائل یا عمل کے میدان میں ہم سے مقابلہ کریں۔ جماعت احمدیہ میں قلت کے باوجود دوسروں کو جذب کرنے اور کھینچنے کی طاقت اور قابلیت موجود ہے۔ لیکن ہمارے مخالفین اس سے محروم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہم پر کفر کے فتوے لگا رہے ہیں۔ اور ہمارے بائیکاٹ کے وعظ ہو رہے ہیں۔ انکے یہ فتوے اور وعظ دراصل احمدیت کی بے پناہ کشش کا اقرار اور اس کے سامنے اعتراف عجز کے مترادف ہیں۔ جناب سید حبیب آف سیاست نے اس بارہ میں ڈاکٹر صاحب موصوف سے اختلاف رائے کرتے ہوئے کئی ایک معنی خیز اور دلچسپ سوالات کئے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ :-

"یہ حقیقت ہے کہ ۳۰ سال کی میعاد تک علامہ اقبال کا مسلک مرزائیوں کے متعلق وہی رہا جو آج ہم نے اختیار کر رکھا ہے۔ . . . سیاسی، علمی، تمدنی اور معاشرتی حلقوں میں انکے ساتھ ملکر کام کرتے رہے۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور علامہ اقبال یکساں بطور مسلمان انجمن حمایت اسلام کے رکن رہیں اور علامہ نے کبھی اس پر اعتراض نہیں کیا۔ مسلم لیگ و مسلم کانفرنس میں چوہدری ظفر اللہ خاں اور علامہ اقبال یکساں بطور مسلمان ممبر بنے رہے۔ علامہ صاحب نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔ چوہدری صاحب مسلم لیگ کے صدر ہو گئے۔ عوام میں سے بعض نے اعتراض بھی کیا۔ علامہ صاحب نے نہ صرف کوئی اعتراض کیا۔ بلکہ معترضین کی تائید بھی نہیں کی اور خود چوہدری صاحب کے ماتحت لیگ کے ممبر بنے رہے۔ علامہ ممدوح لیگ اور کانفرنس کے صدر رہے لیکن آپ نے کبھی اس بات پر اعتراض نہیں کیا کہ ان مجالس میں قادیانی (احمدی) بھی بطور مسلمان شامل ہوتے ہیں۔ قادیان سے ان جماعتوں کو علامہ صاحب کی صدارت میں مالی امداد ملی۔ مگر علامہ صاحب نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔ پنجاب کونسل میں چوہدری ظفر اللہ خاں اور علامہ اقبال دونوں مسلمانوں کے نمائندوں کی حیثیت سے پہلو بہ پہلو کام کرتے رہے اور سائمن کمیشن کے لئے جب چوہدری صاحب کو بطور مسلمان ممبر منتخب کیا گیا تو علامہ صاحب نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ انتہا یہ ہے کہ جب حکومت نے گول میز کانفرنس میں مسلمانوں کی نیابت کیلئے علامہ اقبال اور چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کو بحیثیت مسلمان چنا تو نہ صرف علامہ اقبال نے اعتراض کیا بلکہ وہ لندن میں دوش بدوش کام کرتے رہے . . . حال ہی میں لندن میں جوبلی کے موقعہ پر جو جماعت اس غرض سے قائم ہوئی ہے کہ برطانیہ اور دنیائے اسلام کے تعلقات بہتر ہوتے چلے جائیں۔

(باقی پھر کبھی)

خبریں

ہندوستان

—— ناگپور۔ ۲۴ مئی۔ آج گورنمنٹ سیکرٹریٹ میں اڑھائی بجے صبح نہایت خوفناک آگ لگی۔ زمانہ ماضی میں اس کی مثال نہیں ملتی ڈیڑھ گھنٹے کی قلیل مدت میں تمام عمارت جل کر راکھ ہوگئی۔ صرف ریکارڈ کا کچھ حصہ بچ سکا ہے۔ پولیس کے سپاہی ادھر اُدھر نیم سوختہ کاغذات اور سازوسامان نکالنے میں مصروف ہیں۔

—— سیکرٹریٹ کی لائبریری پہلی منزل میں تھی۔ اور اس کا کوئی حصہ بھی محفوظ نہیں رہا۔ بالائی منزل پر اہم سرکاری اشیا تھیں جن کا بالکل ستیاناس ہوگیا۔

—— سیکرٹریٹ کی یہ عمارت جنگ عظیم سے قبل بنائی گئی تھی۔ نقصان کا اندازہ پندرہ لاکھ کیا جاتا ہے۔

—— بمبئی۔ ۲۴ مئی۔ بمبئی میں کانگریسی لیڈروں کی ایک اہم کانفرنس عنقریب ہونے والی ہے۔ جس میں سرکاری عہدے قبول کرنے کے سوال پر غور کیا جائے گا۔ گاندھی جی بھی اس کانفرنس میں شریک ہونگے۔

—— دارجلنگ۔ ۲۴ مئی۔ مونٹ ایورسٹ کی مہم کے ممبر آج بذریعہ موٹر کار عازم تبت ہوگئے۔

—— گذشتہ ہفتہ دہلی سے ہندوستانی طالبات و معلمات ایک پارٹی یورپ کے سفر پر روانہ ہوئی۔ جو وہاں کی مختلف درسگاہوں کا سیر کرکے ماہ اگست میں واپس ہندوستان آئے گی۔

—— لاہور۔ ۲۴ مئی۔ بلدیہ لاہور کا ایک غیر معمولی اجلاس ۳۰ مئی کو ساڑھے دس بجے دن ٹاؤن ہال میں منعقد ہوگا۔ خاص کارروائی مختلف اسٹینڈنگ سب کمیٹیوں کی تشکیل اور دیگر اداروں کے نمایندوں کے انتخاب پر مشتمل ہوگی۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ ممبروں کی موجودہ کشمکش کے پیش نظر یہ اجلاس نہایت ہنگامہ خیز ہوگا۔

—— ریلوے اسٹینڈنگ فنانس کمیٹی کا اجلاس ۴۔ ۵ مئی کو بنگلور میں منعقد ہوگا۔

—— لاہور۔ ۲۱ مئی۔ ۲۱ مئی ۱۹۳۵ء تک سلور جوبلی فنڈ (شاخ پنجاب) کی میزان ۹ لاکھ ۳ ہزار ۴ سو روپے تک پہنچ گئی ہے۔

—— لاہور۔ ۲۴ مئی۔ کل شام ڈاکٹر سر محمد اقبال کی بیگم صاحبہ (والدہ جاوید) کا انتقال ہوگیا۔ انا للہ

—— مدراس۔ ۲۳ مئی۔ بادن روسی پناہ گیروں کی ایک جماعت کل یہاں پہنچی اور آج ایک سٹیمر کے ذریعہ برازیل روانہ ہوگئی۔ گذشتہ دو سال سے ان کا بیشتر حصہ کشمیر میں آباد تھا۔ لیکن اب یہ برازیل میں آباد ہوجائیں گے۔

—— کراچی کے مسلمانوں نے ایک عظیم الشان جلسہ میں فیصلہ کیا ہے۔ کہ حکومت بمبئی نے شہداء کے پسماندگان اور مجروحین کے لئے پانچ ہزار روپیہ کی جو رقم منظور کی ہے اُسے قبول کرنے سے انکار کردیا جائے۔

—— صوبہ مدراس کے متعدد مقامات پر شدید گرمی پڑ رہی ہے۔ دھوپ لگنے سے بعض آدمی ہلاک بھی ہوگئے۔

—— گذشتہ ہفتہ سندھ میں پندرہ سے زائد مشہور خوفناک ڈاکو گرفتار [illegible] گئے۔

ممالکِ خارجہ

—— لنڈن۔ ۲۴ مئی۔ دارالامرا میں لارڈ لنڈنڈیری نے کہا کہ جنگی فہرست کے مطابق اس وقت برطانیہ کے پاس دو ہزار سات سو تربیت یافتہ ہوا باز نیارہیں۔ اور مزید چار سو تربیت حاصل کررہے ہیں۔

—— ایران کا مشہور اور سب سے زیادہ کثیر الاشاعت اخبار "شفق سرخ" بند ہوگیا ہے۔ کیونکہ حکومت ایران نے اس کا ڈیکلیریشن منسوخ کردیا ہے۔

—— لنڈن۔ ۲۴ مئی۔ کل مجلس دارالعوام میں وزیر ہند کی صدارت میں انڈیا بل پر بحث ہوئی۔ یہ تحریک پیش کی گئی۔ کہ سرکاری ملازمتوں کے دروازے عورتوں کے لئے بھی اسی طرح کھلے رہنے چاہییں جیسے مردوں کیلئے اور وہ صرف ان ملازمتوں سے محروم کی جائیں جو مردوں کیلئے مخصوص کردی جائیں گی۔ اس مسئلہ کا فیصلہ ہندوستانی مجالس قانون ساز پر چھوڑ دینا چاہیئے۔ کہ کونسے سرکاری عہدے ایسے ہیں۔ جن کے لئے عورتیں ناموزوں ہیں۔

—— گذشتہ ہفتہ ہٹلر نے ریشتاغ (جرمن پارلیمنٹ) میں ایک طویل اور ہنگامہ خیز تقریر کی۔ جس میں قیام امن کی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ خطرناک قسم کے اسلحہ اور ریڈ کراس معاہدہ کے خلاف جنگ کے طریقوں کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ اور ساتھ ہی یہ کہا کہ جرمنی اپنی فوجی تیاریوں سے باز نہیں رہ سکتا۔ علاوہ ازیں آپ نے معاہدہ ورسائی کی تنسیخ اور فضائی مساوات کا مطالبہ کیا۔

—— اس تقریر کی وجہ سے فرانس میں ایک حد تک تشویش کا اظہار کیا جارہا ہے۔

—— لنڈن۔ ۲۴ مئی۔ مسٹر بالڈون نے آج دارالعوام میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہر ہٹلر کی تقریر پر پوری طرح غور کرنے کے بعد اظہار خیال کیا جائے گا۔ حکومت کا خیال ہے کہ مختلف مسائل کے متعلق ہر ہٹلر نے اپنی ایک حتمی رائے قائم کرلی ہے۔ حکومت اس تقریر پر پوری ہمدردی سے غور کریگی۔ اور کوشش کرے گی کہ کسی نہ کسی طرح ایک بین الاقوامی معاہدہ ہوجائے۔

—— لنڈن۔ ۲۴ مئی۔ مسٹر ریمزے میکڈانلڈ کے معاونوں کے مشورہ کے مطابق اندازہ کیا جارہا ہے کہ تین ہفتوں کے اندر اندر مسٹر بالڈون وزارت عظمیٰ کا چارج لے لینگے۔ چونکہ وزیر اعظم کی تبدیلی سے لازمی طور پر کابینہ تبدیل کرنے کی ضرورت پیش آئے گی۔ اسلئے مسٹر بالڈون کابینہ کو دوبارہ ترتیب دینگے۔ مسٹر ریمزے میکڈانلڈ اس کابینہ میں پریزیڈنٹ آف دی کونسل ہوں گے۔

تارکا پتہ "مسلمان لاہور"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۳

قل یاہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ماہوار ایڈیشن

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں
سب مجدد کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی عقائد

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۳ — لاہور - یوم سہ شنبہ مطابق یکم ربیع الاول ۱۳۵۴ھ مطابق ۴ جون ۱۹۳۵ء — نمبر ۳۶

مکفر علما کی نمائندہ جماعت کو دعوت مناظرہ

امیر جماعت المسلمین چوہدری مفتی باقر کے اعلان مناظرہ کا جواب

چند دن ہوئے ہم نے قادیانی جماعت اور مکفر علماء کی نمائندہ مجلس جمعیۃ العلماء ہند کے صدر مولوی کفایت اللہ صاحب کو دعوت دی تھی کہ وہ ہم سے اصولی مباحثہ ذیل کے دو مسائل کر لیں۔

۱۔ کیا حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا؟

۲۔ کیا حضرت مرزا صاحب نے روئے زمین کے تمام مسلمانوں کو اپنی نبوت نہ ماننے کی وجہ سے کافر کہا؟

بجائے اسکے کہ اس کا جواب جمعیۃ العلماء کی طرف سے ہمیں ملتا جو اپنے آپکو آٹھ کروڑ مسلمانوں کی نمائندہ اور تمام علماء کی مرکزی مجلس قرار دیتی ہے۔ بجائے اسکے کہ مولوی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلماء ہند جو اس کے اصل مخاطب ہیں اسکا کوئی جواب دیتے اور دیگر علما اور مجالس اپنے اس مقرر کئے ہوئے ساختہ پرداختہ کو منظور کرتے۔ لاہور کے ایک چھوٹے سے محلہ چوہٹہ مفتی باقر کی جماعت المسلمین کے کوئی گمنام اور خود ساختہ امیر مولوی احمد علی صاحب بول اُٹھے ہیں کہ آؤ ہم سے مناظرہ کر لو۔ اور بہانہ یہ کیا ہے کہ تمہارے اشتہار میں "مکفر علما کو چیلنج" کا عنوان لکھا ہے اس لئے تمام مکفر علما کا حق ہے کہ اس چیلنج کو منظور کریں۔ حالانکہ اسی عنوان کے ماتحت صاف طور پر یہ بھی لکھا ہے کہ:-

"مکفر علما کی طرف سے مولوی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلماء ہند ہوں...... یا جمعیۃ العلماء انکی جگہ جس آدمی کو چاہے نامزد کردے اس اعلان کیساتھ کہ ایسے شخص کی فتح و شکست جمعیۃ العلماء کی فتح و شکست متصور ہوگی"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مکفر علماء کو چیلنج کے عنوان میں تمام مکفر علما کو بحیثیت جماعت چیلنج دیا گیا ہے نہ کہ فرداً فرداً۔ مکفر علماء کو دعوت مناظرہ دی گئی ہے کیونکہ ایسا کرنا ایک طول عمل اور تضییع اوقات ہے۔ آج مولوی احمد علی صاحب اپنی چوہٹہ مفتی باقر کی جماعت المسلمین کی طرف سے مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ کل مولوی محمد مسلم صاحب صدر انجمن تبلیغ الاسلام لائل پور میدان میں آئیں گے کہ ان کا بھی اعلان ۳۱ مئی کے زمیندار میں شائع ہو چکا ہے۔ ہم ان تمام مکفر علماء کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر انہیں مناظرہ کا شوق ہے تو ان میں سے کوئی ایک جمعیۃ العلماء کی طرف سے سند وکالت حاصل کرے (بشرطیکہ مولوی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلماء ہند خود میدان میں آنے کیلئے تیار نہ ہوں)

مولوی احمد علی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ جن چھ آدمیوں کو غیر احمدیوں میں سے اور چھ کو جماعت احمدیہ لاہور میں سے بطور ثالث منتخب کرنیکی تجویز ہماری طرف سے پیش کی گئی وہ چوہٹہ مفتی باقر کی جماعت المسلمین کے سوا آدمیوں اور جماعت احمدیہ کے سوا آدمیوں میں سے منتخب کر لئے جائیں۔ اس کے جواب میں عرض ہے کہ ہمارا چیلنج مکفر علماء کی اس جماعت کو ہے جو آٹھ کروڑ مسلمانوں کی نمائندہ ہونیکی دعویدار ہے اس لئے جو شخص اس کی طرف سے سند وکالت لیکر میدان میں آئے اس کو آٹھ کروڑ مسلمانوں کا نمائندہ سمجھ کر انہی آٹھ کروڑ میں سے کوئی چھ آدمی منتخب کئے جائیں گے اور اس کو بھی حق ہوگا کہ تمام ہندوستان کی جماعت احمدیہ کے فریق لاہور میں سے کوئی چھ آدمی منتخب کرے چھوٹی چھوٹی جمعیتوں کے نمائندوں کو نہ ہم نے چیلنج دیا ہے اور نہ کسی سوا آدمی میں سے ثالث منتخب کرنیکی شرط کسی عقلمند کے نزدیک قابل قبول ہو سکتی ہے۔

خاکسار سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور۔ (مؤرخہ یکم جون ۱۹۳۵ء)

یوم مسیح موعودؑ پر جلسے

یوم مسیح موعودؑ کی تحریک اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت کامیاب ہوئی۔ لاہور کے علاوہ متعدد مقامات پر بارونق جلسے منعقد ہوئے۔ لاہور میں تو خواتین نے اپنا علیحدہ جلسہ بھی منعقد کیا۔ مرکز سے جناب مولانا محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر لائٹ جھنگ۔ جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی امرتسر اور مرزا مسعود بیگ صاحب لائل پور تشریف لے گئے۔ بعض مقامات کے جلسوں کی روئداد یں موصول ہو چکی ہیں۔ جو درج ذیل ہیں۔ باقی مقامات کے سیکرٹری صاحبان بھی جلد توجہ فرمائیں۔ لاہور کے مردانہ جلسہ کی روئداد علیحدہ درج کی جائے گی۔ (مدیر)

امرتسر

امرتسر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یوم وصال کی تقریب پر ایک شاندار جلسہ بر زمانہ مورخہ ۲۶ مئی ۳۵ء بوقت ۵ بجے شام زیر صدارت شیخ عبدالحمید صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس در احاطہ دی نیوسٹیم ... ہال منعقد ہوا۔ سب سے پہلے تلاوت قرآن ہوئی۔ اس کے بعد مولوی محمد عبداللہ صاحب ... نے علی الترتیب نہایت موثر نظمیں پڑھیں۔ ازاں بعد مولوی جمال دین صاحب نے صداقت مسیح موعودؑ پر لیکچر دیا۔ آخری لیکچر حضرت مسیح موعودؑ کی خدمات اسلام پر تھا۔ جو مولانا مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی نے کمال خوبی سے دیا۔ اور ثابت کیا کہ جو کام حضرت مسیح موعودؑ نے خدمت اسلام کا کیا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ ... عشق رسول اور عشق قرآن مرزا صاحب کو تھا وہ ان کی چھوٹی سی جماعت سے ظاہر ہو رہا ہے جس نے کلام پاک کے متعدد زبانوں میں ترجمے کئے۔ بیش بہا اسلامی لٹریچر پیدا کیا اور غیر ممالک میں مشن قائم کئے اور متواتر اس مقدس کام میں مصروف ہیں جس کا ہر ایک سمجھدار شخص اور طبقہ مدح خواں ہے۔ علاوہ ازیں ثابت کیا کہ واقعی حضرت صاحب نے تکفیر کے مسئلے کا قلع قمع کیا۔ اور اخوت اسلامی کا سبق دیا۔ اور غیر مذاہب کے مقابلے کیلئے جو لٹریچر پیدا کیا ہے۔ وہ بھی ہم لوگوں کے لئے باعث فخر ہے۔ بہرحال مولانا صاحب نے نہایت بصیرت افروز لیکچر دیا۔ اور ہر پہلو پر کافی روشنی ڈالی جس سے حاضرین بیحد مسرور و محظوظ ہوئے۔ آخر میں صاحب صدر نے تمام معززین اور دوسرے احباب کا شکریہ ادا کیا۔ جو تکلیف کر کے تشریف لائے۔ نیز مجمع بھی امید سے زیادہ تھا۔ غیر از جماعت کے علاوہ ہندو سکھ صاحبان بھی کافی تعداد میں تھے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ یا حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کا نتیجہ ہے جس کی وجہ سے جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اور ہمارے محترم محسن جناب میاں عطاء اللہ صاحب دلی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے ہر طرح سے جلسہ کو کامیاب بنانے میں امداد کی۔

(چوہدری) محمد امین
سیکرٹری احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن امرتسر۔

یوم مسیح موعودؑ کے سلسلہ میں لاہور میں خواتین کا عظیم الشان جلسہ

خواتین لاہور کا ایک عظیم الشان جلسہ زیر اہتمام احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن لاہور ۲۶ مئی بروز اتوار بوقت ۶ بجے شام مسجد احمدیہ بلڈنگس میں یوم مسیح موعود منانے کے لئے زیر صدارت جناب بیگم صاحبہ ڈاکٹر غلام محمد صاحب منعقد ہوا جس میں لاہور کی تمام احمدی اور کئی غیر از جماعت خواتین شامل تھیں۔ جلسے کا افتتاح سعیدہ بیگم صاحبہ نے تلاوت قرآن کریم سے کیا۔ سب سے پہلے مسز بٹ صاحبہ نے ایک مضمون پڑھا جس میں انہوں نے بتایا کہ سوائے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے اور کسی نے چودھویں صدی کے سر پر مجدد کا دعویٰ نہیں کیا اس لئے یا تو وہ اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ یا نعوذ باللہ وہ حدیث جھوٹی ہے جس میں پیشگوئی ہے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آئیگا پھر محمودہ بیگم صاحبہ نے ایک مضمون پڑھا جس میں انہوں نے اس جماعت کے قیام کی غرض بتائی اور کہا کہ ہر کام کرنے کے لئے ایک جماعت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح جہاد بالقرآن کے لئے بھی ایک جماعت کی ضرورت تھی۔ اور اسی لئے احمدیت کی بنیاد رکھی گئی۔ اور کہا کہ آج ہم حضرت صاحب کی وفات کے دن اس لئے نہیں اکٹھے ہوئے کہ ہم مل کر ماتم کریں۔ بلکہ اس لئے اکٹھے ہوئے ہیں کہ جس کام کے لئے حضرت صاحب نے اپنی زندگی وقف کر دی۔ اسکی ترقی کے لئے ذرائع سوچیں اور ان پر عمل کریں۔ اس کے بعد بیگم صاحبہ محمد علی نے ایک تقریر کی کہا کہ آج کل ہم اس زمانے کی جہالت کا اندازہ نہیں لگا سکتے جس زمانہ میں اسلام کی حفاظت کے لئے خدا نے ایک شخص کو عین چودھویں صدی کے سر پر کھڑا کیا۔ آپ نے حضرت صاحب کے مختصر حالات زندگی بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ جماعت احمدیہ کے دو فریق ہونے کے بعد قادیانی جماعت کے غلط عقاید نے احمدیت کو بہت بدنام کر دیا ہے لیکن ایک بات سے ہمیں خوشی ہے۔ وہ یہ کہ حضرت صاحب کی صحیح تعلیم ابھی تک ہمارے پاس موجود ہے ہمیں چاہئے کہ ہم اس پر عمل کریں اور دوسروں کو اس پر عمل کرنے کی تعلیم دیں۔ بعد ازاں سیدہ فرحت صاحبہ نے ایک تقریر کی ... اپنے چشمدید واقعات حضرت صاحب کی زندگی کے بیان کرنے کے بعد فرمایا۔ کہ دوسروں سے لڑنے سے پہلے ہمیں چاہئے۔ کہ ہم اپنے قلعے کو مضبوط کریں۔ اس کے بعد مختلف خواتین نے حضرت صاحب کی زندگی کے متعلق اپنے چشمدید واقعات بیان کئے۔ جلسے میں رضیہ بیگم۔ مخورشید بیگم۔ سعیدہ بیگم۔ سید بیگم صاحبہ۔ زبیدہ بیگم۔ مسعودہ بیگم اور خاکسار نے نعتیں اور حضرت صاحب کے متعلق نظمیں پڑھیں۔ آخر میں دعا کے بعد جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ (خاکسار اختر سیکرٹری احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن)

گوجرانوالہ

مجدد دوران مسیح زمان امام ربانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یوم وصال منانے کیلئے جناب ڈاکٹر حسن علی صاحب کے مکان پر مورخہ ۲۶ مئی ۳۵ء کی جس میں آپ نے آیات قرآنی و کلام ربانی سے حاضرین پر یہ واضح کیا کہ مخالفین حق و معاندین احمدیت کا یہ شور و غوغا کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ بلکہ اس سے پیشتر جتنے ماعمر کے رسول و مامور دنیا میں آئے سب کی اسی طرح شقی القلب لوگوں نے مخالفت کی۔ آجکل جو حضرت مسیح موعودؑ کی ذات والا صفات پر اعتراضات بروز اتوار بعد از نماز عصر ایک پبلک جلسہ منعقد کیا گیا جس میں احباب جماعت کے علاوہ غیر از جماعت دوستوں نے بھی حصہ لیا مستورات کے لئے بھی پردہ دار نشست کا انتظام تھا۔ بعد از تلاوت قرآن مجید مولوی احمد یار صاحب بی اے مولوی فاضل منشی فاضل نے صداقت مسیح موعودؑ پر قریباً پونے دو گھنٹہ تقریر کئے جاتے ہیں۔ یہ وہی ہیں جو اس سے پیشتر انبیاء و مامورین خدا پر مخالفین حق کی طرف سے "وقتاً فوقتاً" کئے گئے۔ پھر آپ نے ان خدمات کا ذکر کیا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی حفاظت کیلئے سرانجام دیں۔ اور ان مساعی کو بیان فرمایا۔ جو آپنے دین قویم کی طاقت و قوت کے لئے صرف کیں۔ بعد ازاں احباب نے جماعت کی ترقی کے لئے نہایت دردِ دل سے دعا کی اور جلسہ ختم ہوا۔ (نامہ نگار)

ڈیروالہ

آج مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۳۵ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یوم وصال کی یاد میں ایک شاندار جلسہ بصدارت جناب بابو ہرچند صاحب بی اے منعقد ہوا جس میں کافی تعداد میں ہندو صاحبان بھی شریک تھے۔ اور اس جلسہ میں قادیانی حضرات کو بھی مدعو کیا گیا۔ اور انہوں نے مضمون بھی سنائے۔ جلسہ گاہ میں ٹریکٹ بھی تقسیم کئے گئے اور کچھ ٹریکٹ میں نے خود گھر پر ہینڈ پریس کے ذریعہ چھاپ کر تقسیم کئے۔ پروگرام حسب ذیل تھا۔

صدر صاحب - جناب بابو ہرچند بی اے۔
چودہری نعمت خان۔ نعت حضرت مسیح موعودؑ
حکیم شیخ محمد صاحب - تقریر صداقت مسیح موعودؑ
چودہری فتح محمد صاحب - تقریر حضرت مسیح موعودؑ کا عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
چودہری فتح علی صاحب - نظم حضرت مسیح موعودؑ
چودہری فتح محمد صاحب - ہمارے عقاید۔
مولوی عزیز احمد صاحب مولوی فاضل - تقریر حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت
چودہری فتح محمد صاحب - (احمدیت کیا ہے) یہ چھاپ کر ٹریکٹ کے طور پر بھی تقسیم کی گئی تھی

جلسہ دن کے دس بجے شروع ہوا اور ۱/۲ ۳ بجے برخاست ہوا۔
(فتح محمد سکرٹری)

دہلی

مورخہ ۲۶ مئی کو یوم مسیح موعود دہلی میں منایا گیا۔ الحمدللہ کہ ہمارا یہ جلسہ کامیاب رہا۔ خاکسار نے حضرت مسیح موعود کے تین صد سے زائد حوالجات سے ثابت کر کے دکھلایا کہ حضور نے نہ صرف ان حوالجات کی رو سے نبوت سے انکار فرمایا بلکہ مدعی نبوت کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہوئے کافر کذاب کہا ہے۔ دو گھنٹہ تک خاکسار کی تقریر جاری رہی۔ بعد اس موضوع پر سوال و جواب ہوئے چونکہ سائل نے تو اپنے آپ کو قادیانی ظاہر کر تا تھا۔ ... مذہبی موزوں

(باقی بر صفحہ ۵)

عالمگیر طوفان میں ایک مقدس کشتی!

حضرت نوح علیہ السلام کی بشارت

(از جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت)

تلک من انباء الغیب نوحیھا الیک ما کنت تعلمھا انت ولا قومک من قبل ھٰذا فاصبر ان العاقبۃ للمتقین

(۱۱ : ۴۹)

یہ (واقعات نوحؑ) غیب کی خبروں سے ہیں۔ جو ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں۔ تو انہیں اس سے پہلے نہ جانتا تھا۔ تو اور نہ تیری قوم۔ تو جو مثیل نوح اور تیری قوم جو قوم نوح کی مثل ہے) سو صبر کر۔ کیونکہ انجام (ہمیشہ) متقیوں کے لئے (بہتر رہا) ہے

قرآن شریف کی اس آیت میں واقعات نوح قوم کی بدکاریوں کا طغیان کشتی محفوظ اور متقیوں کا بہترین انجام کا ساحل نجات اور ہلاکت بدکاران کو انباء غیب یا آئندہ پیش آنے والے واقعات قرار دیا ہے

حضرت نوحؑ کی عظیم الشان اور مسلم شخصیت

(۱) حضرت صنوک کے بعد دوسرے عظیم الشان نبی حضرت نوحؑ ہیں۔ جن کی شخصیت ہندو، پارسی، یہود، مسیحی اور اہل اسلام بلکہ اکثر اقوام عالم کے نزدیک مسلم ہے۔ جناب نوحؑ کو ویدوں اور شاستروں میں منو وح، ژند اوستا میں یم کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جناب نوحؑ اور منو ایک ہیں جس طرح یہود و نصاریٰ اور دیدوں میں حضرت نوحؑ کو آدم ثانی کہا گیا ہے۔ اسی طرح منوح کو ویدوں میں ساری نسل انسانی کا باپ بتایا گیا ہے۔ آدم کی اولاد اگر آدمی کہلاتی ہے۔ تو منوح سے منش (انسان) کہلاتے ہیں۔ رگوید کے کم و بیش پچاس حوالجات میں اس کی صراحت موجود ہے۔

ہندوؤں کی مستند کتب میں حضرت نوحؑ کا ذکر

جناب نوحؑ اپنے طوفان عظیم اور کشتی عجیب کے لئے دنیا بھر میں مشہور رہیں۔ اس طوفان کا ذکر نہ صرف توراۃ و انجیل قرآن شریف میں موجود ہے۔ بلکہ ہندوؤں کی نہایت مستند کتابوں شت پتھ برہمن، مہابھارت اور دوسرے پرانوں میں بھی مذکور ہے۔

(۳) طوفان آنے سے پہلے دونوں کے متعلق لکھا ہے کہ انہیں غیب سے طوفان آنے کی خبر دی گئی۔

(۴) جیسا کہ نوحؑ کے متعلق لکھا ہے کہ صرف وہ اور ان کے متعلقین کشتی میں محفوظ رہے۔ اسی طرح منوح کے متعلق بھی مذکور ہے

(۵) کشتی نے بالآخر ایک پہاڑ پر سہارا لیا۔

(۶) نوحؑ کے بیٹے بڑے کاریگر تھے۔ جنہوں نے برج بنایا اور آسمان تک پہنچے (بائبل کتاب پیدائش) منوح کے بیٹے رِبھو بھی ماہر کاریگر تھے (رگوید منڈل ۳ سوکت ۶ منتر ۳)

(۷) حضرت نوحؑ کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے ایک بیٹے کو عاق کر دیا۔ اسی طرح منوح نے بھی اپنا بیٹا نبھید منیدشٹا عاق کر دیا (ایتریا برہمن ۵ : ۱۴ ایتریا سنگھتا III ۱-۹-۴-۲۰)

(۸) ان کی بیوی کا نام ایلا ہے۔ جس کے معنی تمام نسل انسانی کی ماں کے ہیں۔ (نرکت)

غرض منوح کے واقعات زندگی اور جناب نوحؑ کے حالات میں بہت حد تک یگانگت ہے۔ سر دست اس پر روشنی ڈالنے کے لئے اسی قدر حوالجات کافی ہونگے۔ جناب نوحؑ اور منو کے واقعات زندگی ان دونوں سے ہم رسول کریمؐ کے متعلق پیشگوئیاں دکھاتے ہیں۔

بشارت نوحؑ کا مصداق

توراۃ موسوی کی کتاب پیدائش باب ۹۔ آیت ۱۴ میں لکھا ہے

" میں اپنی کمان بدلی میں رکھتا ہوں اور یہ ایک عہد کا نشان ہوگی۔ میرے اور زمین کے درمیان۔ اور ایسا ہوگا۔ کہ جب میں زمین کے اوپر بادل لاؤنگا تو کمان بدلی میں نظر آئے گی۔ اور میں اپنے عہد کو جو میرے اور تمہارے اور ہر جاندار کے درمیان ہے یاد کرونگا اور طوفان کا پانی پھر نہ ہوگا کہ سب جانداروں کو تباہ کرے اور کمان بادل میں ہوگی اور میں اس پر نگاہ کروں گا۔ تاکہ اس ہمیشہ کے عہد کو جو خدا کے اور زمین کے سب جانداروں کے درمیان ہے یاد کروں"

(پیدائش ۹ : ۱۴)

بائبل کا بیان تحقیقات جدید کی روشنی میں

اس سے پیشتر کہ ہم اس پیشگوئی پر بحث کریں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بائبل کے اس مقام پر تھوڑی سی روشنی ڈال دی جائے حضرت موسےؑ سے بہت عرصہ پیشتر بلکہ حضرت نوحؑ کے اس فرضی زمانہ سے جو بائبل نے ہمیں بتایا ہے۔ صدیوں پیشتر اس طوفان کا قصہ الواح بابل میں کندہ موجود تھا۔ اس موجودہ زمانہ میں توراۃ موسوی اور ان الواح میں جو بابل کے کھنڈرات سے دستیاب ہوئی ہیں ایک حیرت انگیز مطابقت پائی گئی ہے اور اس نے یہودی اور مسیحی مذہب کے ماخذ کے متعلق مستشرقین میں ایک دلچسپ بحث پیدا کر دی ہے

سائیکلو پیڈیا ببلیکا کی تحریر

سائیکلو پیڈیا ببلیکا میں لکھا ہے :-

The question \ as to the re-lation of the Babilonian to the Hebrew "Deluge story" can not be satisfactorily answered. If as we believe, the former had its origin in Babilonia & is fundamentally a myth winter & Sun God. The Hebrew story must have been borrowed from the Babilonian.

طوفان نوح کا قصہ گل گمیش کی مثنوی جو بابل کے خرابوں سے ملی ہے۔ اس کی گیارھویں لوح کے پہلے چار کالموں میں کندہ ہے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ دیوتا اور بالخصوص بعل دیوتا لوگوں کی بدیوں سے غضبناک ہو گئے اور انہوں نے ایک عالمگیر بربادی بخش طوفان بھیجنے کا تہیہ کر لیا۔ ان میں سے ایک ایسے دیوتا (مچھ دیوتا) نے ایک برگزیدہ انسان کو اس طوفان سے بچانے کیلئے چن لیا۔ پیغمبر پانیستی اس برگزیدہ انسان کا نام ہے (جس کے معنی ہیں شاخ زندگی) اس پیغمبر نے رویا میں دیوتا سے اطلاع پائی کہ اسے کشتی تیار کرنی چاہئیے۔ طوفان اپنے مقررہ وقت پر آیا اور ان کے سوا جو کشتی میں سوار تھے تمام لوگ اس میں غرق ہو گئے۔

بدلی میں اپنی کمان رکھنے یا قوس و قزح کو خدا کے عہد کا نشان قرار دینے کا کوئی ذکر مثنوی گل گمیش میں نہیں۔ البتہ اس میں یہ ذکر ضرور ہے کہ ایک سیاہ بادل آسمان کی جڑ سے اٹھتا ہے اس میں رمان (طوفان کا دیوتا) گرجتا ہے۔ رمان کا شور آسمان تک جا پہنچا ہے اس نے برق کو تاریکی میں بدل دیا۔ لمعات برق یہ طوفانی دیوتا کے تیر ہیں جب طوفان ختم ہو جاتا ہے تو دیوتا اپنی کمان رکھ دیتا ہے" یعنی جب بادلوں کی اور سورج کی جنگ ختم ہو جاتی ہے تو خدا اپنی کمان ہاتھ سے رکھ دیتا ہے۔ جو بطور نشان قوس و قزح کے رنگ میں آسمان پر ظاہر ہوتی ہے۔

طوفان کے تمام قصوں سے آئندہ کی پیشگوئی کے متعلق کیا معلوم ہے؟

ہندوؤں کی کتب اور بائبل دونوں کے قصہ طوفان کا ماخذ یہی بابلی قصہ ہے جو کسی قدر فسانہ کے رنگ میں رنگین ہو گیا ہے طوفان نوح اور ان کی کشتی کو جہاں ایک حقیقت سمجھا گیا ہے۔ وہاں اسے استعارہ اور پیشگوئی بھی قرار دیا گیا ہے۔ بابلی بائبل۔ پارسی، ہندو، اور قرآن قصہ طوفان میں آئندہ کی پیشگوئی کے متعلق اگر قدر مشترک نکالا جائے۔ تو یہ معلوم ہوتا ہے۔

(۱) کسی وقت پھر بدیوں کی کثرت ہوگی۔ ایسی کثرت جو عالمگیر ہوگی۔ یعنی دنیا کی کل قومیں ایک ہی زمانہ میں بگڑ جائینگی

(۲) بدی کے اس طوفان کے بالمقابل خداوند عالم کی طرف سے پانی کا کوئی طوفان نہ آئے گا۔ کہ کل دنیا کو انکی شرارت اور بدی کی سزا میں غرق کر دے۔

(۳) بلکہ نوح اور ان کی ذریت سے عہد یہ ہے کہ وہ اپنی کمان بدلی میں رکھتا ہے۔ دوبارہ جب بدیوں کا طوفان عالمگیر ہوگا۔ خدا کی کمان بدلی سے باہر نہ ہوگی۔ شریروں اور بدکاروں کو سزا تو بذریعہ کمان (جنگ) دی جائے گی۔

دو صاف باتیں

بائبل، وید، ژند اوستا اور مثنوی گل گمیش (بابل کی قدیم مذہبی کتاب) میں کمان اٹھانے کا محاورہ جنگ کے لئے تیاری کا مترادف ہے اور کمان رکھ دینے کا محاورہ جنگ ختم کر دینے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ پس اس پیشگوئی میں نہایت صفائی سے دو باتوں کا اظہار ہے :-

(۱) حضرت نوحؑ کے زمانہ میں لوگ جس طرح بدکاریوں میں مبتلا تھے۔ اسی طرح بدکاری نوح کی ذریت میں پھر کسی وقت عالمگیر ہوگی۔

(۲) جس طرح لوگوں کی بدکاری سے تنگ آکر اور ان کی اصلاح سے ناامید ہو کر اللہ تعالےٰ کے حضور نوحؑ نے اس قوم کی تباہی کی بددعا کی۔ طوفان موجزن ہوا۔ اور اس نے سب کو غرق کر دیا اس عالمگیر فساد کے وقت کہ جس کی تفصیل کے لئے یہی کہدینا کافی ہے کہ ظہر الفساد فی البر والبحر خشکی اور تری عالم اور عامی صوفی اور دنیادار سب میں فساد پھیل گیا۔ اس وقت ہاں اس رحمۃ للعالمین کے زمانہ میں

اللہ تعالیٰ نے عہد کا نشان یہ ہے کہ حنفہ ہولی۔ مگر اس کی کمان رحمت کی بدلیوں سے باہر نہ ہوگی۔ اس لئے کہ وہ رحمۃ للعالمین اپنے دشمنوں کے حق میں نوح کی طرح رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا کی دعا نہ کرے گا بلکہ ان اللہ لا یعذبہم وانت فیہم۔ یقیناً اللہ ان کو عذاب نہ دیگا۔ اس حالت میں کہ تو اپنے دشمنوں میں رحمت کی دعائیں کر رہا ہے۔

یہ پیشگوئی حضرت مسیح کے بعد کے زمانہ کیلئے ہے

یہ پیشگوئی ایک خاص زمانہ کے لئے ہے اس کے ثبوت کے لئے جناب مسیح کے الفاظ کافی شاہد ہیں۔ جو اس امر پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔ کہ جناب مسیح کے بعد یہ پیشگوئی پوری ہوگی۔

جیسا نوح کے دنوں میں ہوا۔ ویسا ہی ابن آدم کا آنا بھی ہوگا کیونکہ جس طرح ان دنوں میں طوفان کے آگے کھاتے پیتے بیاہ کرتے بیاہے جاتے تھے۔ اس دن تک کہ نوح کشتی پر چڑھا۔ اور نہ جانتے تھے۔ جب تک کہ طوفان آیا۔ اور ان سب کو لے گیا۔ اسی طرح ابن آدم کا آنا بھی ہوگا۔ دو آدمی کھیت میں ہونگے۔ ایک پکڑا اور دوسرا چھوڑا جائے گا۔ دو عورتیں چکی پیستیاں ہوں گی۔ ایک پکڑی دوسری چھوڑی جائے گی۔ (متی ۲۴: ۳۷)

غور کیجئے بدی اور غفلت کا طوفان عالمگیر ہے۔ مگر سب پکڑے نہ جائیں گے۔ حق کا دشمن ماخوذ ہوگا۔ مگر غیر جانبدار سے کوئی تعرض نہ ہوگا۔

بدی کے طوفان سے بچانیوالی کشتی

طوفان نوح کے اس عالمگیر تذکرہ میں دوسری مشترک چیز ایک کشتی ہے۔ بدیوں کا طوفان عالمگیر ہوگا۔ مگر جب طوفان عالمگیر ہوگی تو لوگوں کے بچاؤ کی کیا صورت ہوگی؟ کوئی گوپھر کی [illegible] کی کشتی (نوح کی کشتی) دنیا کی کل قوموں کو اس عالمگیر طوفان میں بچا نہیں [illegible]۔ اس کا جواب ان دعاؤں میں موجود ہے جن میں مختلف مذاہب کے نبیوں نے آئندہ [illegible] والی اور [illegible] تک پہنچانے والی کشتی کا ذکر [illegible]۔

وید منتروں میں [illegible] کشتی اور [illegible] کشتیبان [illegible] کا ذکر

[illegible] بائبل اور دیگر مذاہب [illegible] کی عظمت اور کشتیبان کے [illegible]۔

(۱) [illegible] اس کی توجہ ہے۔ کوئی قوم جس کے تبلیغ سے [illegible] سے مخصوص نہیں) ہمیں دشمنوں کے پار کشتی کی مانند [illegible]۔ اس کی روشنی ہمارے گناہوں کو [illegible] کر دے۔ رگوید منڈل ۱ سوکت ۹۷ منتر ۸۔

(۲) "اے اگنی (نور مجسم) ہمیں تمام مصائب میں سے [illegible] سچ میں جیسے کشتی میں سمندر کے پار" رگوید منڈل ۱ سوکت ۹۹ منتر ۱)

(۳) "تمہارے گاڑی کو ہمارے مکان کو اے اگنی (نور مجسم) ایک گریز پا کشتی عطا کر اور کشتی رانی مستقیم ہو"

(رگوید منڈل ۳ سوکت ۴ منتر ۱۲)

(۴) تو نجات دلانے والی کشتی کی مثل ہے۔

رگوید منڈل ۲ سوکت ۱۶ منتر ۷

(۵) تمام غموں اور خطرات سے اسے پیدائش سے عالم ہمیں اٹھا۔ جیسے دریا پار کرنے والی کشتی ہیں۔

رگوید منڈل ۵ سوکت ۴ منتر ۹

(۶) ہماری تعریفوں سے حمد کئے ہوئے جیسے تو نے روشنی نے تیری تعریف کی۔ اے نور مجسم ہمارے تن بدن کا محافظ ہو۔ رگ وید۔

(۷) داناؤں نے اسے کھینچا۔ جیسے پانی میں سے کشتی طوفان اس طرف مطیع ہو کر پایاب ہو گئے ہیں۔

رگ وید منڈل ۵ سوکت ۴۵ منتر ۱۰

(۸) گنہگاروں کی زنجیریں ہیں۔ وے بہت سے پھندے رکھتے ہیں۔ بدبخت انسان بمشکل ان سے بچ سکے گا۔ اے ورن (خدا) اور متر (محبوب خدا) تمہاری شریعت کا طریق ہماری مصائب کو اٹھائے۔ جیسے کشتی پانی کے اوپر۔

(رگوید منڈل ۷ سوکت ۶۵ منتر ۳)

(۹) "ہاں وہ نجات دہندہ جو بکثرت پکارا گیا ہے۔ اندر ہمیں ایک کشتی میں بحفاظت اٹھائے۔ تمام ہمارے دشمنوں کے پار" (رگوید منڈل ۸ سوکت ۱۶ منتر ۱۱)

(۱۰) پس اس بے پایاں حفاظت کرنے والی مدرت اے سو ہمیں اٹھاؤ۔ تمام تکالیف اور مصیبت دور کر اپنی کشتی میں سوار کرا کے" (رگوید منڈل ۸ سوکت ۱۸ منتر ۱۷)

(۱۱) "ہم کشتی پر سوار ہوں۔ جو ہمیں بحفاظت اٹھائے جس سے ہم تمام بدبختی سے پار ہو جائیں" (رگوید منڈل ۸ سوکت ۴۲ منتر ۳)

(۱۲) "صداقت کی کشتیاں متقی کو پار لیجاتی ہیں"

(رگوید منڈل ۹ سوکت ۷۳ منتر ۱)

(۱۳) جو قربانی کی کشتی پر نہیں چڑھ سکتے۔ ہلاکت میں ڈوب جائیں خوف سے کانپتے ہوئے"

(رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۴۴ منتر ۶)

(۱۴) "نہایت عمدہ چپوؤں سے آراستہ آسمانی کشتی جو اپنے اندر پانی نہیں آنے دیتی۔ ہر نقص سے پاک اس پر ہم راحت کے لئے سوار ہونگے" رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۶۳ منتر ۱۰)

(۱۵) چونکہ ہم نے اندر کے لئے تحائف پیش کئے ہیں۔ ہم اس کی طرف بڑھیں گویا اسلام کی کشتی پر۔ دور دور تک پھیلے ہوئے [illegible] کی مانند ہم دونوں وقت سلامتی میں ہوں۔ اس کے آنے کے وقت اور جب وہ تم سے رخصت ہو"

(رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۷۸ منتر ۲)

مندرجہ بالا منتروں پر ایک نظر

اس سے پیشتر کہ ہم [illegible] نجات دہندہ کشتی کا صاف صاف نشان دینے والوں سے بتائیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ بالا منتروں پر مجموعی حیثیت سے ایک نظر دوڑائی جائے۔ ان منتروں میں اوصاف کشتی، رفتار کشتی اور کشتیبان کی صفات کا تذکرہ ہے۔

(۱) کشتی دکھوں، مصیبتوں، گناہوں، غم اور خطرات سے بچانیوالی کشتی ہے۔ لکڑی کی کشتی نہیں۔

(۲) پار اتارنے والی، نجات دلانیوالی، ہر نقص اور عیب سے پاک کشتی جو اپنے اندر طوفان بد کا پانی گھسنے نہیں دیتی۔ نہایت عمدہ چپوؤں سے آراستہ، سلامتی، صداقت، شریعت اور یگیہ کی کشتی (نسل انسانی کو منور کرنے والی) اور آسمانی کشتی ہے۔

(۳) کشتیبان عالمگیر فیضان والا (رحمۃ للعالمین) پیدائش سے عالم (دانا فطرت کا شاگرد) دیوتا (ملک سیرت)، نجات دہندہ اندر (غالب و طاقتور)، مگر اس کے ساتھ ہی متر (خدا اور مخلوق خدا کا محب) ہے۔ کشتی کا بنانے والا ورن (خدا) اور لانیوالا محب کا متر اور دوست ہے۔ وہ بکثرت پکارا گیا ہے تمام دنیا کے انبیاء کی دعائیں اس کے حق میں ہیں) اس کی آمد اور اس کا جانا دونوں نسل انسانی کی حفاظت کے ضامن ہیں۔ وہ آیا تو گناہوں سے حفاظت کی ڈھال ساتھ لایا۔ وہ گیا تو بنی آدم کی سلامتی کا چارٹر لوح محفوظ کا نوشتہ دیکر گیا۔

(۴) اس کی کشتی صراط مستقیم پر چلتی ہے جس کے سامنے گناہوں کے طوفان پایاب ہو جاتے ہیں۔ دنیا جن گناہ کی زنجیروں اور رسم و رواج کے پھندوں میں جکڑی ہوئی تھی اور بدبخت انسان بمشکل ان سے بچ سکتا۔ مگر اس کشتیبان کی عجیب کشتی نے ان تمام مصائب سے انسان کو پار کر دیا۔

تاریخ کا فتویٰ

اس خوبی اور آن کی کشتی اور اس شان کا کشتیبان دنیا نے اگر کبھی دیکھا۔ اور اس عالمگیر طوفان بدی و بدکاری سے کسی مصلح کی زندگی میں اگر کوئی سارا کا سارا ملک نجات پا گیا۔ تو صفحات تاریخ میں وہ ایک ہی انسان ہے جس کی نسبت دوست و دشمن سب نے یہ شہادت دی۔

The most successful of all the prophets & religious personalities.

Ency: Brit:

Subject Quran

اس کشتی سے مراد وید یا ویدک دھرم

اس کشتی سے مراد ویدک دھرم یا وید نہیں۔ اول تو تاریخ سے یہ امر ثابت نہیں۔ کہ کسی زمانہ میں وید نے کسی قوم کی اس قدر بے نظیر اصلاح کی ہو۔ دوم خود ویدوں اپنشدوں کے ایسے حوالجات موجود ہیں۔ کہ ویدوں سے معرفت الٰہی حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ اپنشدوں سے ہوتی ہے۔ سوم خود وید کے اندر یہ دعائیں موجود ہیں۔ اور دعا غیر حاصل چیز کے لئے ہوتی ہے۔ چہارم یہ کہ اس کے آنے اور رخصت ہونے کا وقت آئندہ بتایا گیا ہے۔

اس کشتی کا کشتیبان آریہ نہیں ہو سکتا

مگر ان واضح اور بین دلائل کے علاوہ ہم اور بھی صفائی سے بتانا چاہتے ہیں۔ اس کا کشتیبان آریہ نہیں۔ رگوید منڈل ۵ سوکت ۳۷ منترا میں آتا ہے۔

"اس اسر نے تین بلندیوں کو قابو کرنے کے لئے صداقت کی کشتی بنائی ہے۔ جو اعمال صالحہ کرنیوالے کو پار لگاتی ہے"

آریہ اور اسر یہ ایک دوسرے کے بالمقابل دو قومیں ہیں اس کشتی کے بنانے والا آریہ نہیں بلکہ اسر ہے۔ سوامی دیانند جی مہاراج اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں۔ آریہ ورت کے علاوہ شرقی شمال مشرقی، شمالی، شمال مغربی اور مغربی ملکوں میں رہنے والوں کا نام دسیو اور ملیچھ نیز اسر ہے۔ جب وید نے دو ٹوک فیصلہ کر دیا کہ وہ کشتی ویدک دھرم نہیں۔ بلکہ وہ غیر آریہ شخص کی کشتی ہے تو کسی کا کیا حق ہے کہ وہ ویدک دھرم کو یا وید کو وہ کشتی قرار دے

وید سے اتمام حجت

وید سے آخری بات جو اس کشتی کے متعلق ہم بتانا چاہتے ہیں اور بطور اتمام حجت اسے پیش کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ

اے آفتاب تو لوگوں کی فلاح کے لئے سو چپوؤں والی کشتی پر چڑھا ہے۔ دن کے تو مجھے پار لیگیا ہے۔ ویسے ہی مجھے رات کے پار پہنچا۔ اے آفتاب تو لوگوں کی فلاح کے لئے مجھے دن کے پار پہنچا (اتھر وید کانڈ ۱، سوکت ۱ منتر ۲۵ و ۲۶)

سو چپوؤں والی کشتی سے مراد قرآن کریم ہے

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتب مقدسہ میں آفتاب اور قرآن شریف میں سراجاً منیرا روشن سورج کہا گیا ہے۔ اس منتر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم سہ شنبہ یکم ربیع الاول ۱۳۵۴ھ | نمبر ۴۶

غلط بیانیوں اور غلط فہمیوں کے تاریک بادل

حقایق کی روشنی پھیلانے کی ضرورت

احمدیت کے خلاف آج کل جو زبردست طوفان مخالفت بپا ہے اگر اس کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ عنصر غالب غلط بیانیاں اور غلط فہمیاں ہیں۔ خدا ناترس اور متعصب لوگوں کا ایک گروہ ذاتی اغراض کے پیش نظر غلط باتیں مشہور کرتا رہتا ہے۔ بھولے بھالے عوام ان کے فریب میں آجاتے ہیں چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب، احمدیت اور جماعت احمدیہ کے متعلق بہت سی ایسی باتیں مشہور ہیں اور مشہور کی جارہی ہیں جن میں ذرہ بھر بھی حقیقت اور سچائی نہیں ہوتی۔ ایک مثال ملاحظہ ہو۔

ہم ایک شریف و سعید نوجوان سے اچھی طرح واقف ہیں۔ جو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود سختی کیساتھ پابند صوم و صلوٰۃ ہیں۔ اور اسلامی و قومی کاموں میں حصہ لینے کا مخلصانہ شوق رکھتے ہیں۔ گذشتہ سالوں میں کبھی کبھی نماز جمعہ کیلئے مسجد احمدیہ براندرتھ روڈ میں بھی آتے رہے ہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور جماعت احمدیہ کی خدمات دینی کا اکثر اعتراف فرمایا کرتے تھے گذشتہ ہفتہ عرصہ کے بعد اُن سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے جماعت احمدیہ کے متعلق بیزاری کا اظہار کیا اور ایسے سخت الفاظ کہے جو بالعموم ان کی زبان پر نہیں آتے۔ اس بیزاری کی وجہ دریافت کی گئی تو کہنے لگے کہ جو لوگ بعض ارکان اسلام کے منکر و مخالف ہوں۔ انکو ہم کس طرح دیندار و خادم اسلام سمجھ سکتے ہیں؟ عرض کیا گیا کہ بیشک وہ لوگ جو ایسا کرتے ہیں اس بات کے مستحق نہیں لیکن جماعت احمدیہ لاہور نے کونسے رکن اسلام کو منسوخ قرار دیدیا ہے؟ فرمانے لگے کہ میں اس موضوع پر آپ سے کوئی گفتگو نہیں کرنا چاہتا مجھے آپکی جماعت سے بہت حسن ظن تھا لیکن اب نہیں رہا آپ اپنی علیحدہ شریعت بنا رہے ہیں۔ آج آپنے حج کو منسوخ قرار دیا ہے کل نماز کی باری آجائیگی اور پرسوں روزے کی۔ بھلا جو لوگ فریضہ حج کو دین سے نکال رہے ہوں انکو ہم کس طرح اچھی نظر سے دیکھ سکتے ہیں" ان کے انداز کلام سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ فریب خوردہ ہیں انکو یقین دلایا گیا کہ احمدی حج کے منکر ہیں۔ اس کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ جماعت احمدیہ سے بیزار ہیں۔

پہلے تو وہ اس موضوع پر گفتگو کرنے کے لئے ہی تیار نہ تھے بڑی مشکل سے آمادہ ہوئے۔ ان کو بتایا کہ احمدی ہرگز حج یا کسی اور رکن اسلام کے منکر نہیں۔ وہ حج کو ایک اہم دینی فریضہ اور خانہ کعبہ کو مسلمانان عالم کا مرکز سمجھتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب نے حج بدل کرایا۔ حضرت مولینا نورالدینؓ صاحب نے کئی حج کئے جناب خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے حج کیا۔ ہر سال متعدد احمدی حج کے لئے جاتے ہیں جماعت کے متعدد اکابر مستقبل قریب میں سفر حج کا ارادہ رکھتے ہیں پیغام صلح کا وہ پرچہ دکھلایا جس میں جناب حافظ محمد حسن صاحب وکیل گجرات نے اپنے سفر حج کے تاثرات لکھے ہیں۔ اس کے بعد ان کی بیزاری حیرت میں تبدیل ہوگئی۔ اور کہنے لگے کہ میں نے تو سمجھا تھا آپ لوگ حج کو غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ اور مرزا صاحب نے اس کو منسوخ قرار دے دیا ہے۔ بعد کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ لاہور کے ایک بہت بڑے اسلامی شاعر اور فلسفی مفکر کے ہاں ان کا آنا جانا ہے۔ وہاں سے ان کو یقین دلایا گیا تھا۔ کہ احمدی حج کو نہیں مانتے اور اسے منسوخ قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ ان شاعر فلسفی اور مفکر صاحب کی عمر ساٹھ سال سے تجاوز کر چکی ہے۔ کئی مرتبہ یورپ تشریف لے جاچکے ہیں۔ اور استطاعت رکھنے کے باوجود حج نہیں کیا۔

اس واقعہ کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آج کل مخالفین نے بھولے بھالے عوام کے سامنے اپنی غلط بیانیوں اور بہتان طرازیوں سے غلط فہمیوں اور بدگمانیوں کی ایک تاریک گھٹا پیدا کردی ہے۔ طوفان مخالفت کی تیزی و تندی کی وجہ یہی ہے۔ اس کا علاج اس کے سوا کچھ نہیں۔ کہ حقایق کو پوری کوشش اور تسلسل کے ساتھ پیش کیا جائے۔ صحیح معلومات اور سلسلہ کے لٹریچر کو بہت زیادہ وسعت کے ساتھ پھیلایا جائے۔ جب حقایق کی روشنی پھیلے گی تو تاریک گھٹا خود بخود دور ہوجائیگی۔

ہمیں اپنی اس کوتاہی سے انکار نہیں کرنا چاہئے کہ جس رفتار اور وسعت کے ساتھ سلسلہ کی تعلیمات اور لٹریچر کو پھیلانا چاہئے تھا۔ اس رفتار اور وسعت سے ہمنے انہیں نہیں پھیلایا۔ جس طرح روشنی کا وجود تاریکی کے لئے پیغام فنا ہے۔ بالکل اسی طرح حقائق کی روشنی غلط بیانیوں اور بدگمانیوں کے لئے سامان مرگ ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں۔ کہ موجودہ طوفان مخالفت فرو ہوجائے تو اس کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ ہم احمدیت کے متعلق صحیح معلومات کو لوگوں تک پہنچائیں۔ اور اس مقدس کام کو اپنی زندگی کا ایک اہم فرض قرار دیں۔

سنی "سچ" کا نمونہ

لاہور سے ایک نیا انگریزی اخبار ٹرتھ جاری ہوا ہے جس کا پہلا پرچہ ہمارے پیش نظر ہے۔ اس کے متعلق ہمارے مخالف اخبارات میں ڈھنڈورا پیٹا جارہا ہے کہ یہ احمدیت کی مخالفت میں یہ کریگا اور وہ کریگا۔ اور کہ :-

"فتنہ مرزائیت کے انسداد و استیصال کے لئے اہل سنت والجماعت کے چند حساس بزرگوں کے مشورہ سے یہ اخبار جاری کیا گیا ہے ...... سنی مسلمانوں کو اگر گمراہ فرقوں کا مقابلہ کرنا ہے تو انہیں چاہیئے کہ اس اخبار کی خریداری سے بے نیاز نہ ہوں"

اب اس کے نام کے مقابل اس سنی اخبار کی حق گوئی بھی ملاحظہ ہو جماعت احمدیہ کے بارہ میں "حق گو" ایڈیٹر صاحبان لکھتے ہیں کہ بانی سلسلہ احمدیہ نے

"اپنے پیروؤں کو تعلیم دی ہے کہ وہ برٹش گورنمنٹ کے لئے بطور جاسوس کام کریں"

اسے کہتے ہیں۔ دروغ گوئم بر روئے تو۔ کیا حق گو سنی ایڈیٹر صاحبان حضرت مسیح موعود کی کسی کتاب یا تحریر سے ایسی عبارت پیش کرسکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ کیا ایسے جھوٹ پر بنیاد رکھتے ہوئے یہ لوگ جماعت احمدیہ کے مقابل پر کامیاب ہوسکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہم ان سنی ایڈیٹروں سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ ہر دو علیحدہ علیحدہ بیان شائع کریں کہ وہ حضرت عیسےٰ کو چرخ چہارم پر زندہ بجسد عنصری ماننے اور تلوار کے ذریعہ اشاعت اسلام کرنیوالے مہدی کی آمد کے قائل ہیں؟ یاجوج ماجوج و دجال کے بارہ میں ان کے کیا عقائد ہیں۔ جو عام سنیوں کے ہیں جب تک وہ پبلک کے سامنے اپنی پوزیشن واضح نہ کریں۔ ان کا دعوےٰ کہ وہ سنیوں کے نمائندہ ہیں۔ باطل ہے۔

عقیدہ وفات مسیح کی فتح!

۲۴ مئی کے اخبار "اہلحدیث" میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایک سوفیانہ مضمون لکھا ہے۔ جس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف کام شروع کیا۔ تو قرآن و حدیث کی رو سے اصولی بحث کرنے کی بجائے مرزا صاحب کی ذات پر تنقید شروع کردی۔ اور یہ طریق مسلمانوں میں خوب مقبول ہوا۔ قرآن کریم کو وہابی مولویوں نے چھوڑ ہی رکھا ہے۔ حدیث کی طرف آتے تو مسیح موعود اور مہدی کے متعلق تمام احادیث کا انکار کرنا پڑتا۔ یا حضرت مرزا صاحب کو صادق ماننا پڑتا۔ اس لئے مولوی ثناء اللہ صاحب نے اصولی باتوں کو چھوڑ کر ذاتیات پر بحث شروع کردی۔ جواب تک جاری ہے۔ یہودی، عیسائی اور آریہ سماجی معترضین بھی اسلام پر اصولی بحث کرنے کی بجائے حضرت نبی کریمؐ اور صحابہ کرام کی ذاتیات پر بحث کرتے ہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایک مامور کی مخالفت میں ان دشمنان اسلام کی پوری پوری تقلید کی ہے۔

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے :-

"اُس سے پہلے تو یہ لوگ (احمدی) ہر جگہ وفات مسیح کر بیٹھے تھے جس پر مطلب برآری کے لئے آیات اور احادیث پیش کرکے اپنا اُخذ ڈالتے تھے"

اللہ اکبر ایک وقت تھا۔ کہ وہابی اور دوسرے مولوی حیات مسیح کو ایک متمم بالشان اور مضبوط مسئلہ سمجھتے تھے اور اس غلط اور خلاف اسلام عقیدہ کی تائید میں بڑھ بڑھ کر لچر دلائل پیش کیا کرتے تھے ان کے خیال میں وفات مسیح کا صحیح عقیدہ غلط اور خلاف اسلام تھا۔ اور اسی وجہ سے انہوں نے حضرت مرزا صاحب اور احمدیوں پر کفر کے فتوے لگائے۔ لیکن آج اس مسئلہ کو چھوڑ کر ذاتیات پر بحث کی جاتی ہے۔ اور اس طریق پر اظہار فخر کیا جاتا ہے۔ مندرجہ

بالا الفاظ میں دبی زبان میں تسلیم کر لیا گیا ہے کہ احمدی وفات مسیح کی تائید میں آیات قرآنی اور احادیث پیش کر کے اپنا اثر ڈال لیتے ہیں۔ ایک مخالف کی زبان سے یہ اعتراف عقیدہ وفات مسیح کی زبردست فتح ہے۔ باقی اصولی بحث کو چھوڑ کر ذاتیات پر اتر آنا ایک ایسا فعل ہے جو شریف اور عقلمند انسانوں کے نزدیک ہمیشہ قابل نفرت رہا ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب بڑے شوق سے اس پر افتخار کر سکتے ہیں۔ لیکن ان کی اور دیگر مخالف ملانوں کی آئندہ نسلیں ہمیشہ اس طریق کار پر ندامت ہی محسوس کریں گی۔

بلوچستان میں ہولناک زلزلہ

صوبہ بہار کے زلزلہ کی کیفیت وہ یاد ابھی بالکل تازہ تھی اور ملک اس کی بربادیوں کے ماتم سے فارغ نہ ہونے پایا تھا کہ بلوچستان میں قیامت صغریٰ برپا ہو گئی۔ ۳۱ مئی کو صبح کے تین بجے کوئٹہ اور بلوچستان کے متعدد علاقوں میں شدید زلزلہ آیا۔ کوئٹہ شہر کے کئی محلے ان واقعہ میں کھنڈر بن گئے۔ گرد و نواح میں کئی جگہوں بالکل تباہ و برباد ہو گئے۔ ایک مشہور گاؤں مستونگ جو کوئٹہ سے قریباً ۳ میل کے فاصلہ پر تھا۔ تو گویا صفحہ ہستی ہی سے ناپید ہو گیا۔ زلزلہ نے رسل و رسائل کا سلسلہ ہی منقطع کر دیا۔ چاروں طرف تباہی کے روح فرسا مناظر نظر آ رہے ہیں۔ لاشوں کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ زخمیوں اور مصیبت زدوں کی دردناک چیخیں سنائی دے رہی ہیں۔ آخری اطلاع کے مطابق ہلاک شدگان اور زخمیوں کی تعداد ڈیڑھ ہزار سے کم نہیں اور کہا جاتا ہے کہ اس زلزلہ کی بربادیاں زلزلہ بہار سے بہت زیادہ ہیں۔

آہ! غافل و خود فراموش انسان غفلت و گمراہی کے نشہ میں چور معصیت کے طوفان میں بہا جا رہا ہے۔ وہ مادیت کے فریب میں گرفتار ہو کر خدا اور اس کے احکام کو بھول چکا ہے۔ قدرت کا زبردست ہاتھ اس کو ہوشیار و بیدار کر کے راہ راست پر لانا چاہتا ہے۔ لیکن وہ پے در پے اس سے انکار کر رہا ہے۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ قدرت کی بے پناہ طاقتوں کے سامنے بے بس انسان کو ہمیشہ ہار ماننی پڑی ہے اور اب بھی ماننی پڑے گی۔

زلزلہ زدگان کی امداد انسانیت کا زبردست تقاضا اور ہم سب کا اخلاقی فرض ہے۔ بلوچستان ایک اسلامی صوبہ ہے۔ اس لئے مسلمانوں کے لئے اس فرض کی اہمیت اور زیادہ ہو جاتی ہے۔

صوبہ سرحد میں قتل کی وارداتوں کی کثرت

یہ ایک نہایت افسوسناک حقیقت ہے کہ صوبہ سرحد میں قتل کی وارداتیں غیر معمولی کثرت سے ہوتی ہیں۔ [illegible] کے مطابق ۲۶۲ فی لاکھ تک نوبت جا پہنچی ہے۔ یہ تعداد اس قدر زیادہ اور حیرتناک ہے کہ ہندوستان کے کسی دوسرے صوبہ اور [illegible] کے اکثر ممالک میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ صوبہ سرحد ایک اسلامی صوبہ ہے۔ اور قاتل و مقتول بالعموم مسلمان ہی ہوتے ہیں۔ اسلام نے انسانی جان کی بے حد قدر و قیمت رکھی ہے اور مسلمانوں کی جان، عزت اور مال کی حفاظت ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ ان تمام باتوں کے باوجود صوبہ سرحد میں قتل کی وارداتوں کی کثرت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں مسلمان اس بارہ میں اسلامی تعلیمات سے ناواقف ہیں ضرورت ہے کہ انہیں اس سے پوری طرح آگاہ کیا جائے۔

علاوہ ازیں ہم حکومت کو اس امر کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ کہ آج کل صوبہ سرحد کے بعض علاقوں میں ملانے احمدیوں کے قتل اور بائیکاٹ کی کھلم کھلا تلقین کر رہے ہیں۔ جس صوبہ میں کسی اشتعال انگیز تحریک کے بغیر ہی قتل کی اس قدر زیادہ وارداتیں ہوتی ہیں۔ اگر وہاں کے باشندوں کو ایک قلیل التعداد جماعت کے خلاف خاص طور پر اشتعال دلایا جائے تو اس کے نتائج جس قدر خطرناک ہو سکتے ہیں اس کا اندازہ آسانی سے لگایا جا سکتا ہے۔ لہٰذا ملانوں کی اشتعال انگیزیوں کا فوری انسداد حکومت کا اولین فرض ہے۔

خلیفہ قادیان پر اخبار "خاتون" کا اعتراض

بمبئی کا مشہور زنانہ اخبار "خاتون" رقمطراز ہے کہ ایک طرف تو جناب خلیفہ قادیان اپنے مریدوں کو کفایت شعاری کی تلقین فرماتے ہیں اور حکم دیتے ہیں کہ دسترخوان پر ایک سالن کے سوا دوسرا سالن نہ آئے دوسری طرف شاہ خرچی کی یہ کیفیت ہے کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں شہادت دینے گورداسپور جاتے ہیں تو چھ سات ہزار مریدوں کا جم غفیر جلو میں ہوتا ہے جن کا خرچ قادیانی مرکز کو ۲۵ ہزار روپیہ برداشت کرنا پڑا۔ جناب خلیفہ صاحب کے قول و فعل میں جو تضاد ہے اس سے "خاتون" نے نتیجہ اخذ کیا ہے کہ خلیفہ صاحب اپنے مریدوں کو کفایت شعاری کی تلقین اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ان کی فضول خرچیوں کے لئے خزانہ مہیا کرتے رہیں۔ یہ نتیجہ کس حد تک صحیح ہے؟ اس کے متعلق ہم کچھ نہیں کہتے امید ہے معاصر "الفضل" کچھ روشنی ڈالے گا۔ البتہ گورداسپور میں شہادت کے موقع پر جو فضول خرچی کی گئی وہ بے شک قابل افسوس ہے اور اس کو مجرمانہ اسراف کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ مگر جہاں پیر پرستی کا دور دورہ ہو وہاں اس قسم کی باتوں کی طرف کوئی توجہ نہیں کر سکتا۔

مغرب کی لعنتی تہذیب

مغرب کی لعنتی اور ننگی تہذیب سے اب خود یورپ اور اس کے مقلدین تنگ آ چکے ہیں اور اس کے مفاسد کے انسداد کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ اٹلی، جرمنی، فرانس وغیرہ میں مادر پدر آزادی کے خلاف جو کوششیں کی جا رہی ہیں ان کا ذکر قبل ازیں ان صفحات میں ہو چکا ہے۔ امریکہ میں عریاں اور فحش لٹریچر کی بے حد کثرت ہو گئی تھی جس کی وجہ سے اخلاق تباہ اور جرائم بڑھ رہے تھے پولیس نے اس قسم کے لٹریچر کی اشاعت و فروخت بند کر دی اور کتب فروشوں کی تلاشی لے کر ہزاروں قابل اعتراض کتابیں جلا ڈالیں۔ جاپان کی طرح چین بھی مغربی تہذیب کا شیدا ہو چکا ہے لیکن حال ہی میں چینی حکومت نے احکام صادر کئے ہیں کہ مرد و عورت بازاروں میں [illegible] ہاتھ دست کر نہ پھریں متعدد شہروں میں مخلوط ناچوں کی بھی ممانعت کر دی گئی ہے۔ [illegible] نے حکم جاری کیا ہے کہ مڈل سکولوں میں مخلوط تعلیم کا سلسلہ بالکل بند کر دیا جائے [illegible] ہے کہ وہ ایک ہی [illegible] لڑکیوں کو [illegible] اس طرح اخلاقی مفاسد پیدا ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی عریاں لٹریچر کی اشاعت شروع ہو چکی ہے ہمارے اکثر ادبی رسائل [illegible] میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ یہاں بھی مخلوط تعلیم کے حامی اور مخلوط [illegible] کے شوقین پیدا ہو چکے ہیں۔ کاش! ان مغرب زدوں کو یورپ کے مقلدین یورپ کی یہ ٹھوکر ہی راہ راست پر لانے [illegible]۔

مسلمانان لاہور کی بدنصیبی

بلدیہ لاہور میں خدا خدا کر کے مسلمانوں کو اکثریت ملی تھی امید تھی کہ سالہا سال سے ان کی جو حق تلفیاں ہو رہی ہیں اس کے ازالے کی کوئی صورت پیدا ہو جائے گی لیکن مسلمانوں کو اپنی بدقسمتی اور اپنے نمائندوں کی بے تدبیری اور اغراض پرستی کا ماتم کرنا چاہیئے جس کی وجہ سے ان کی اکثریت اقلیت میں تبدیل ہو گئی ہے اور اب مخالف مسلمانوں کے حقوق پہلے کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ آسانی و دیدہ دلیری سے غصب کر سکیں گے جس کی ایک جھلک ۳۰ مئی کے اجلاس میں نظر آ گئی ہے۔ قصور کس کا ہے؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب ہر ایک واقف کار شخص کو معلوم ہے ہم صرف اس قدر کہنے پر اکتفا کریں گے کہ مسلمان ممبروں کا افتراق خود ان کے لئے اور مسلمان قوم کیلئے ذلت کا ایک سیاہ داغ ہے۔ وہ نمائندے جو ذاتی اغراض اور مناقشات کی بنا پر اپنی قوم کے حقوق فروخت کرتے ہیں اور وہ قوم جو ایسے غیر ذمہ دار اور اغراض پرست افراد کو اپنا نمائندہ منتخب کرتی ہے دونوں یکساں طور پر قابل ملامت ہیں۔ افسوس افتراق پسند ملانوں لیڈروں نے مسلمانوں کی رائے عامہ کو فضول جھگڑوں میں الجھا کر بیکار و نیم مردہ کر دیا ہے اور قوم کے حقوق فروخت کرنے والوں کو سزا دینے والا کوئی نہیں۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

عورت کا دودھ پینے والا سانپ

چند روز ہوئے نواح کلکتہ میں ایک حیرت انگیز واقعہ پیش آیا۔ ایک عورت رات کے وقت گھر سے تنہا نکل کر جنگل کی طرف روانہ ہوئی۔ تھوڑی دور ہی گئی تھی کہ اس نے اپنی ٹانگوں کو جکڑا ہوا پایا وہ یہ دیکھ کر سخت متعجب اور خوف زدہ ہوئی کہ ایک بڑا سانپ اس کی ٹانگوں کو لپٹا ہوا ہے جس کی وجہ سے وہ جکڑی ہوئی ہیں۔ تھوڑی دیر بعد سانپ نے عورت کی چھاتیوں کا دودھ پینا شروع کر دیا۔ دودھ پینے کے بعد چھوڑ کر چلا گیا۔ سانپ ایک زہریلا اور موذی جانور ہے لیکن اس نے جس عورت کا دودھ پیا اسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ لیکن مسلمانوں کے مولوی جن کو قوم دن رات پلاؤ اور قورمے زردے اور حلوے کھلا کھلا پالتی ہے وہ اس کا خون چوس رہے ہیں [illegible] نفاق کا زہر پھیلا رہے ہیں اس کی تباہی و بربادی کے درپے ہیں اس لحاظ سے یہ کہنا قطعاً مبالغہ پر مبنی نہیں کہ یہ مولوی سانپ سے بھی زیادہ زہریلے اور احسان فراموش ہیں۔

احراری سرغنے بے نقاب ہو رہے ہیں

احراری سرغنے بار بار کہنے کے باوجود اصولی بحث کی طرف نہیں آتے ان کا سارا زور غیر شریفانہ اور ذاتی نکتہ چینی، تمسخر، دشنام طرازی اور بہتان [illegible] پر ہے حالانکہ ان لوگوں کے ذاتی حالات بے حد گھناؤنے اور ناگفتہ بہ ہیں۔ انہوں نے تحفظ اسلام کے نام پر جو طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا ہے اس کے متعلق ہر ایک عقلمند اور واقف کار مسلمان کو یقین ہو چکا ہے کہ اس کا مقصد محض جلب زر ہے۔ اب

باقی بر صفحہ ۱۱

اشاعت اسلام میں کامیابی کا ایک گر

سورہ فاتحہ کو اپنی توجہ کا مرکز بناؤ

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۳۵ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

سورہ فاتحہ انسانی اخلاق کی تربیت کیلئے بہترین چیز ہے

انسان کے بہترین اخلاق اور بہترین کیرکٹر بنانے والی چیز یہی سورہ فاتحہ ہے جس کے اندر اس قسم کے خیالات کو جمع کیا گیا ہے جو انسان کے دل و دماغ پر وہ نقش پیدا کر دیتے ہیں جو اس کے اخلاق کو بہترین بنا دیتے ہیں اگر فی الواقعہ یہ نقش پیدا ہو جائیں۔ تو اس دائرہ کے اندر جو ہر ایک انسان کو اپنے اخلاق کی تربیت کے لئے ملا ہے۔ اس سے بہتر چیز اخلاق کو بنانے والی اور کوئی نہیں۔

سورہ فاتحہ پر ایک نظر

اس مضمون کو مفصل بیان کرنا وقت چاہتا ہے۔ مختصراً یہ کہ الحمد للہ انسان کے قلب کے اندر وہ سکون پیدا کرتا ہے جس سے وہ اپنے ماحول سے ایسا متاثر نہیں ہوتا۔ کہ اس کی ترقی رک جائے۔ اچھے برے حالات اور چیزیں ہر وقت انسان کے گرد و پیش موجود رہتی ہیں۔ اور بہترین اخلاق کا مالک وہی انسان ہو سکتا ہے۔ جو ان مختلف حالات کے اندر یکساں رہے۔ رب العلمین کے خیال سے کہ خدا تمام مخلوق اور تمام جہانوں کی ربوبیت کرنے والا ہے۔ انسان کے دل میں مخلوق کے لئے وسعت اور خدا کی عظمت پیدا ہوتی ہے اور وہ مخلوق کی ربوبیت کو اپنی زندگی کا مقصد بناتا ہے۔ الرحمٰن الرحیم (بے انتہا رحم والا اور بار بار رحم کرنے والا) اس میں خدا کی رحمت بے پایاں کا ذکر ہے وہ رحمت بھی جو اس نے ان ترقی کے سامانوں سے فائدہ اٹھانے کا طریقہ بنا کر کی۔ یوں انسان ان دونوں قسم کی رحمتوں سے فائدہ بھی اٹھاتا ہے اور اپنے اندر بھی یہ صفات پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مالک کا لفظ انسان کے دل میں یہ احساس پیدا کرتا ہے کہ خدا محض جج یا حاکم نہیں اور اس کا سلوک انسان کے ساتھ حاکم اور جج کا نہیں۔ بلکہ مالک کا سا ہے۔ مالک کو تمام قصور معاف کر دینے کا پوری طرح حق ہوتا ہے۔ لیکن حاکم یا جج کو یہ حق حاصل نہیں ہوتا۔ وہ قانون کے مطابق سلوک کرنے اور سزا دینے کے لئے مجبور ہوتے ہیں۔ مالک یوم الدین (جزا کے وقت کا مالک) اس میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جزا و سزا کا مالک ہے اس طرح پر انسان کے سامنے ہر وقت اعمال کے جزا و سزا کا احساس رہتا ہے اگر یہ خیال انسان کے دل میں بیٹھ جائے کہ وہ جو کوئی اچھا یا برا فعل کرے گا۔ اس کی جزا و سزا ملیگی تو اس کے اخلاق بہترین ہو سکتے ہیں اور وہ تمام برائیوں سے بچ سکتا ہے ایاک نعبد (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) یہ انسان کو حقیقی طور پر خدا کا عبد اور فرمانبردار بنانیوالی چیز ہے۔ وایاک نستعین (اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں) خدا کی عبادت اور فرمانبرداری کرکے انسان اسی سے مدد مانگتا ہے اور تسلیم کرتا ہے کہ وہی اصلی اور حقیقی قوت کا سرچشمہ ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم (تو ہم کو سیدھے راستے پر چلا) اس میں راہ راست اور نیکی کے راستہ پر چلنے کی تڑپ پائی جاتی ہے اور ترقی کے جذبات موجزن ہوتے ہیں۔ صراط الذین انعمت علیھم (ان لوگوں کا رستہ جن پر تو نے انعام کیا) اس میں خدا کے نیک اور برگزیدہ بندوں یعنی انبیاء شہداء اور صلحا اور صدیقین کے نقش قدم پر چلنے کی خواہش کا اظہار ہے۔ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین (نہ ان کا جن پر غضب ہوا۔ اور نہ گمراہوں کا) اس میں گمراہی اور افراط تفریط سے بچنے کی آرزو ہے۔ اگر آپ ان خیالات کو ملا کر رکھیں تو معلوم ہوگا کہ یہ خیالات اور احساسات جس انسان کے دل اور دماغ میں صحیح طور پر بیٹھ جائیں وہ بہترین اخلاق انسانی کا مالک ہو جائیگا

آجکل کے مسلمانوں کی حالت

اب سوال یہ ہے کہ آج کل مسلمان جو پانچ وقت مسجدوں میں نمازیں پڑھتے ہیں اور ان نمازوں میں بار بار اس دعا کو دہراتے ہیں۔ ان کے اخلاق پر بھی اس دعا کا کوئی اثر نظر آتا ہے۔ کیا ان کے دلوں میں وہ سکون ہے اور اپنے ماحول سے اس طرح غیر متاثر ہیں۔ جو الحمد للہ کا تقاضا ہے؟ کیا وہ صحیح معنوں میں خدا کو رب العلمین سمجھتے ہیں اور ان کے دل میں یہ وسعت ہے کہ ساری مخلوق خدا کا کنبہ ہے۔ کیا انہیں حقیقی طور پر جزا و سزا کے دن کا احساس ہے اور کوئی کام کرتے وقت ان کا خیال اس طرف جاتا ہے کہ اس کا نتیجہ ہمیں کیا ملے گا؟ کیا ان کے دل میں صراط مستقیم پر یعنی اس رستے پر چلنے کی تڑپ ہے۔ جو حضرت ابراہیمؑ حضرت موسےؑ، حضرت نبی کریمؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کا تھا؟ کیا وہ غلو اور افراط و تفریط سے بچنے کے خواہشمند ہیں اگر مسلمانوں کی موجودہ حالت پر غور کیا جائے تو ان سوالوں کا جواب نفی میں ملتا ہے قوم کی حالت اس سے برعکس نظر آتی ہے۔

ایک اہم سوال

پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ دعا عبث سکھلائی گئی ہے کیا یہ دعا بے اثر ہے؟ اگر ایسا ہوتا۔ تو حضرت نبی کریمؐ کے پہلے پیروؤں یعنی صحابہ کرامؓ اور ان کے تابعین کی حالت بھی ایسی ہی نظر آتی۔ لیکن تاریخ کی گواہی موجود ہے کہ ان کے اخلاق اور طاقت کے سامنے دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں جھک گئیں۔ اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اس دعا میں اثر تو ضرور ہے زمانہ بھی اس کے اثر کو زائل نہیں کر سکتا۔

مسلمانوں کی زبون حالی کی وجہ

لیکن پھر کیا وجہ ہے کہ اس کا اثر ظاہر نہیں ہوتا جو کہ اس پہلے زمانہ میں ہوا تھا۔ بات یہ ہے کہ اگر آپ کے ہاتھ میں ایک میخ اور ہتھوڑا دیا جائے اور بتا یا جائے کہ اس میخ کو دیوار میں فلاں جگہ ٹھوکنا ہے تو کیا آپ میخ اور ہتھوڑے کو لیکر اس کی طرف دیکھتے رہینگے؟ کیا اس مقام کے ارد گرد چوٹیں لگاتے رہینگے کوئی عقلمند انسان ایسا نہیں کرے گا کیونکہ یہ حماقت ہے۔ میخ اسی طرح ٹھوکی جا سکتی ہے کہ آپ اسے صحیح مقام پر رکھیں اور اس کے سر کا ٹھیک نشانہ کرکے اس پر ہتھوڑے کی ضربیں پوری توجہ اور توازن کے ساتھ لگائیں۔ ایک فلاسفر۔ ایک مضمون نگار اور ایک شاعر کے لئے یہ آسان کام نہیں ہوگا۔ ایک ترکھان اس کام کو پوری کامیابی اور آسانی سے انجام دیگا۔ کیونکہ وہ صحیح نشانہ کرکے پوری توجہ سے چوٹ لگائیگا۔ غور کریں کہ ہم نمازیں منہ سے الحمد للہ پڑھتے ہیں۔ کیا اس کا کوئی عکس ہمارے دل و دماغ پر بھی پڑتا ہے؟

ہم سورہ فاتحہ کے مطالب پر توجہ نہیں کرتے

جب تک ایک خیال کو میخ کی طرح دل و دماغ میں پیوست نہ کیا جائے۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اگر لفظ الحمد للہ پر ہماری توجہ اس طرح صرف ہو کہ وہ ہمارے دل کے اندر بیٹھ جائے اور اگر ہم سورہ فاتحہ کے ہر خیال کو اپنے دماغ کے اوپر وارد کرینگے تو اس کا ہمیں فائدہ ہوگا۔ ورنہ نہیں۔ اگر آپ نماز میں کھڑے ہیں اور آپ کا خیال اور توجہ اور کسی طرف ہے تو یقیناً آپ نماز سے فائدہ نہیں اٹھا سکینگے۔ فرض کیجئے۔ ایک لیکچرار لیکچر دے رہا ہے کچھ آدمی ایسے ہوں جو غور سے نہ سن رہے ہوں اور ان کا خیال اور کسی طرف ہو۔ وہ اس سے قطعاً کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکینگے۔

ہمیں نماز سے فائدہ کیوں نہیں پہنچتا؟

وہ نماز جس نے ایک وقت میں مسلمانوں کو بلند مقام پر پہنچایا تھا۔ آج ہم بھی پڑھتے ہیں لیکن ہمیں اس سے وہ فائدہ نہیں ہوتا۔ وجہ یہ کہ ہم نماز کی طرف پوری توجہ نہیں دیتے۔ امام جو کچھ پڑھتا ہے۔ اس کا عکس اپنے دل پر نہیں لیتے۔ انسان کا دل و دماغ دیوار کی مانند ہے اور خیال میخ کی طرح اور توجہ ہتھوڑے کی مانند ہے جب تک ہم پوری توجہ صرف نہ کریں اپنے دل و دماغ میں کوئی خیال بٹھا نہیں سکتے۔ نماز ہو۔ خطبہ ہو۔ درس ہو۔ پوری توجہ کئے بغیر اس کے خیالات کا عکس ہمارے دل و دماغ پر وارد نہیں ہو سکتا۔ کئی دفعہ مشاہدہ میں آیا ہے کہ خطبہ یا درس ہو رہا ہے اور کوئی بازی گر بندر اور ریچھ لیکر گزرا۔ اکثر سننے والے اس کی طرف دیکھنے لگے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ یہی کہ ان کی توجہ اس خطبہ یا درس کی طرف نہ تھی

توجہ کی کرشمہ سازیاں

یہ بھی یاد رکھو۔ ہمارے دل و دماغ میں جتنی قوت کے ساتھ کوئی چیز پہنچیگی۔ اسی قدر زیادہ اثر پیدا کرے گی۔ بعض چیزیں آپ بھولتے نہیں۔ اس کا سبب بھی یہی ہے کہ ان چیزوں نے آپ کی پوری توجہ کو کھینچ کر آپ کے دماغ میں ایک نقش پیدا کر دیا تھا۔ ہمیں اپنے بچپن کے بعض واقعات جبکہ ہم میں صحیح احساس بھی پیدا نہیں ہوا ہوتا۔ یاد رہ جاتے ہیں۔ بعض ایسی مثالیں بھی مشاہدہ میں آتی ہیں کہ ایک شخص نے اجنبی زبان میں جس سے وہ بالکل ناواقف تھا۔ گفتگو کرنی شروع کر دی۔ تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا اس کی دایہ اس زبان کو جانتی تھی اور اس کے کوئی فقرات اس کے دل اور دماغ پر وہ نشان چھوڑ گئے

بچہ کے کان میں اذان کہنے کا فلسفہ

بچہ کے پیدا ہوتے ہی اس کے کان میں جو اذان کہی جاتی ہے اس کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ بچہ کے دل و دماغ پر اللہ کی بڑائی اور عظمت کا نقش بیٹھ جائے گو اس وقت بچہ میں احساس نہیں ہوتا لیکن یہ ممکن ہوتا ہے کہ اذان کا نقش ایسی پختہ طرح بیٹھ جائے کہ مدت العمر قائم رہے۔ کیونکہ اس وقت بچہ کے دل و دماغ کی لوح بالکل صاف ہوتی ہے

سورۂ فاتحہ کو بار بار پڑھو

اس لئے میں کہتا ہوں کہ اگر تم اپنی نمازوں کو مفید بنانا

چاہتے ہو اگر تم مذہب سے کچھ سیکھنا چاہتے ہو تو سورہ فاتحہ کو اپنی توجہ کا مرکز بناؤ۔ نماز با جماعت میں یہ مقصد بظاہر کم حاصل ہوتا ہے لیکن غور کیا جائے تو جماعت بجائے خود ایک اچھا اثر ڈالتی ہے ہمارے دائیں بائیں اور آگے آدمی موجود ہوتے ہیں اور یہ ممکن ہے کہ کسی آدمی کی توجہ اس قدر زبردست ہو کہ وہ دوسرے پر بھی اثر ڈالے۔ علاوہ ازیں اسلام نے تنہائی کی نماز یعنی تہجد بھی رکھی ہے۔ جو آدمی تنہائی میں اپنے گھر کے اندر پڑھتا ہے۔ میری تو یہ خواہش ہے کہ ہماری جماعت کے تمام افراد خاص کر نوجوان نماز تہجد کے پابند ہو جائیں۔ جس طرح ایک چوٹ سے میخ دیوار میں نہیں گڑتی۔ تو دوسری تیسری چوٹ لگائی جاتی ہے اسی طرح ایک دفعہ الحمد شریف پڑھنے سے دل پر کوئی اثر نہ ہو۔ تو بار بار پڑھو۔ اور اپنی پوری توجہ کو صرف کرو۔ توجہ ایک بڑی زبردست چیز ہے کسی کام میں کامیابی اس کے بغیر ناممکن ہے

ہمارے دل و دماغ پر ہر وقت اشاعت اسلام کا خیال مسلط ہونا چاہیئے

ہم نے ایک کام یعنی اشاعت اسلام اپنے ذمے رکھا ہے اس میں بھی ہم اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جب تک اس پر پوری توجہ نہ دیں۔ توجہ یہ نہیں کہ مہینے کے بعد چند پیسے چندے کے دیدئے۔ بعض اوقات تو وہ بھی نہیں دیئے جاتے اور اخراجات کی زیادتی کا عذر کر دیا جاتا ہے۔ سو میں اس کو توجہ نہیں کہہ سکتا۔ بلکہ ہر وقت ہمارے دل و دماغ پر اشاعت اسلام کا خیال مسلط ہو۔ ہر وقت ہمیں یہ دھن ہو کہ ہم نے قرآن کو دنیا کے ہر ایک گوشہ میں پہنچانا ہے۔ ادھر سے بھی اور ادھر سے بھی اشاعت اسلام کی کوئی راہ نکالنی ہے

ہمارے سامنے دنیا کا سب سے بلند کام ہے

ہمارے سامنے ایک ایسا کام ہے جو اس بات کا مستحق ہے کہ اس کی طرف پوری توجہ دی جائے۔ خدا کے نام کو دنیا میں پھیلانا یہ اس قدر بلند کام ہے کہ جس قدر تمہارے دل و دماغ پر مسلط ہوتا جائیگا۔ خود تم بھی بنایا جائے گا۔

ہمارے عقائد اور کام بہترین ہیں

ہمیں خدا نے عقائد اور کام دونوں لحاظ سے بہترین حالت عطا فرمائی ہے۔ عقائد اور کام دونوں لحاظ سے کوئی اور جماعت تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ دیکھو بعض اوقات مخالفت بھی ٹھوکر کا باعث ہو جایا کرتی ہے

مخالفت سے نہ ڈرو

آج کل ہماری مخالفت کی یہ کیفیت ہے کہ اُدھر سے آواز اٹھتا ہے کہ فنا ہو گئے۔ ادھر سے بھی آوازہ اٹھتا ہے۔ کہ مار لیا۔ چاروں طرف سے اس قسم کی آوازیں کان میں آتی ہیں یہی وقت مقابلہ کا ہے۔ یہی وقت ہے کہ اس مخالفت کے مقابلے کے لئے تمہارے اندر سے ایمان نکلے۔ آج کل ہمارے خلاف فلک شگاف نعرے لگائے جاتے ہیں۔ مگر ضرورت ہے کہ تمہارے دل میں یہ خیال پیدا ہو۔ کہ ہم ہرگز نہیں مر سکتے۔ ہم ہرگز فنا نہیں ہو سکتے۔ ہمارا قدم ترقی پر ہے اس خیال کے مقابلہ میں سب مخالفتیں ناکام اور پراگندہ ہو جائیں گی۔

سب ہمیں کچلنا چاہتے ہیں

ہمیں مٹانے کے لئے سب زور لگا رہے ہیں۔ غور کرو ایک طرف تم کہتے ہو کہ ہم اشاعت اسلام کرنا چاہتے ہیں۔ قرآن کو پھیلاتے ہیں۔ مسجدیں بناتے ہیں۔ جواب ملتا ہے کہ تم مسلمان ہی نہیں ہو۔ تم کہتے ہو کہ اس تکفیر اور نبوت کے عقائد کو مٹا کر ہم حضرت مسیح موعودؑ کی عزت اور قبولیت دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں، آواز آتی ہے کہ تم احمدی ہی نہیں ہو۔ تبلیغ اسلام کرو تو مسلمان نہیں ہو۔ تبلیغ احمدیت کرو تو احمدی نہیں ہو۔ غرضیکہ چاروں طرف سے دھکے ملتے ہیں ایک طرف جاتے ہو تو آواز آتی ہے مت آؤ۔ دوسری طرف جاتے ہو تو آواز آتی ہے مت آؤ۔

خدا کے آگے گر جاؤ

اگر تم ان دھکوں کی وجہ سے خدا کے آگے گر جاؤ تو یہ دھکے تمہارے کام آجائیں گے۔ کوئی قوم ہمیں اپنے ساتھ ملانے کے لئے تیار نہیں۔ الفضل کو دیکھو۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی بجائے اس میں ہمیشہ صرف انجمن اشاعت اسلام لکھا ہوتا ہے وہ ہمارے لئے احمدیہ کا لفظ بھی استعمال نہیں کرتا۔ بات یہ کہ اس کی جماعت ہمیں احمدی نہیں سمجھتی۔

ہماری جنگ ایک اصول پر مبنی ہے

اب اگر کوئی دوست اس مخالفت سے متاثر ہو کر اٹھے اور کہے کہ آؤ صلح کر لیں تاکہ ہم بچ تو جائیں۔ تو گویا اس کے اندر مقابلہ کی طاقت نہیں رہی۔ یاد رکھو۔ کہ اگر یہ جنگ کسی اصول پر مبنی ہے۔ تو اس اصول کو فراموش کر کے صلح کس طرح ہو سکتی ہے اگر یہ ذاتی بڑائی کے لئے جنگ ہے تو بے شک ایک لعنت ہے لیکن ہماری جنگ قطعاً ذاتی بڑائی کے لئے نہیں بلکہ ایک اصول پر مبنی ہے۔ پہلے ہم دوسروں سے الگ ہو کر حضرت مسیح موعودؑ کے قدموں میں گئے۔ اس لئے کہ مسلمان ایک مسیح و مہدی کے غلط انتظار میں پڑے ہوئے تھے اور ختم نبوت کو صحیح معنوں میں مانتے نہ تھے وہاں پر کچھ مدت رہنے کے بعد قادیانی جماعت نے یہ عقیدہ گھڑ لیا کہ حضرت خاتم النبیین کے بعد بھی ایک نبی آیا۔ اور آئندہ بھی نبی آ سکتے ہیں اور ساری دنیا کے مسلمان کافر ہیں۔ ہم نے ان سے بھی علیحدگی اختیار کی۔ ہم نے دکھ اٹھایا اور مخالفت برداشت کرنی منظور کی لیکن اس غلط عقیدہ کو ماننے سے انکار کر دیا اور پورے زور سے اس کی تردید کی۔

ابتدائی زمانہ کی خوفناک مخالفت

آج کل ہماری مخالفت بے شک زیادہ ہے لیکن ابتدائی زمانہ کی مخالفت کے سامنے یہ کوئی چیز نہیں۔ اُس زمانہ میں کوئی شخص کسی احمدی کی عزت کرنیوالا نہیں تھا۔ اس وقت احمدیت قبول کرنے کا مطلب اپنے آپ کو مخالفتوں، دشمنیوں اور ذلتوں کے حوالے کرنا تھا۔ آج تو دس پانچ فیصدی مسلمان ہمارے کام کی وجہ سے ہماری عزت کرنیوالے موجود ہیں

ہم کسی کے لئے ہرگز روک نہیں بنتے

صلح کی تلقین کرنے والے دوست کہتے ہیں کہ جب اجرائے نبوت کا عقیدہ رکھنے والے اور تکفیر کرنے والے دبے پاؤں تمہاری طرف آ رہے ہیں تو تم روک کیوں بنتے ہو۔ خدا شاہد ہے کہ ہم روک نہیں بنتے۔

ہم سادگی اور صفائی کے قائل ہیں

ہم سادگی اور صفائی کے قائل ہیں مذہب و عقائد کا معاملہ خدا کے ساتھ معاملہ ہے اگر غلطی ہے تو صاف کہنا چاہیئے کہ غلطی ہے۔ پیچدار الفاظ استعمال کرنے مناسب نہیں۔

خلاف عقائد اسلام کی تردید نہ کرنا اسلام کے ساتھ جنگ ہے

میں نے اپنے ایک دوست کو جو صلح کے بہت حامی ہیں کہا اگر صلح کا مطلب یہ ہے کہ ذاتی طور پر ایک دوسرے کو برا نہ کہا جائے تو بڑی مبارک بات ہے اس کے متعلق پہلے بھی ایک دفعہ چھ ماہ کے لئے معاہدہ ہوا تھا۔ جس کی ہماری طرف سے پوری پابندی کی گئی لیکن دوسری طرف سے پابندی نہ ہوئی۔ لیکن اگر صلح کا مقصد یہ ہے۔ کہ ان خیالات و عقائد کی جو اسلام کے اندر تفرقہ کا باعث ہیں تردید نہ کی جائے تو یہ صلح نہ ہوگی اسلام کے ساتھ جنگ ہوگی ہمارے متعلق دونوں طرف سے دلوں میں یہ بھرا ہوا ہے کہ ہمیں کچل کر رکھ دیں۔ عام مسلمانوں کو یہ پروا نہیں کہ ہم اسی خدا، رسول اور قرآن کی تبلیغ کر رہے ہیں جس کو وہ بھی مانتے ہیں۔ ہمارے قادیانی دوستوں کو بھی یہ پروا نہیں کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کی عزت اور قبولیت کو بڑھا رہے ہیں۔

غیر احمدیوں کے جنازہ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے فتوے

بات صاف ہے جناب خلیفہ قادیان نے کفر و اسلام کی جو عجیب و غریب اور متضاد تعریفیں کی ہیں وہ سب آپ کو معلوم ہیں خیر ان اندرونی بحثوں کو چھوڑیئے۔ ہم حضرت مسیح موعودؑ کے تین مطبوعہ فتووں کو لیتے ہیں۔

(۱) متوفی اگر مکذب اور مکفر نہ ہو تو اس کا جنازہ پڑھ لیا جائے۔ (فتاویٰ احمدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۱۸)

(۲) جو مخالف برا نہ بولتا ہو، اس کا جنازہ جائز ہے۔ (خط مطبوعہ پیغام صلح)

(۳) ہنڈیار ضلع امرتسر کی جماعت نے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں غیر احمدیوں سے معاہدہ کیا۔ کہ "ہم بے شک غیر احمدیوں کا جنازہ پڑھ لیں گے"۔ یہ معاہدہ بغرض تصدیق حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں پیش ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ "بہت خوب ہے مبارک ہے"۔

(۴) چوتھا فتوے میر حسام الدین صاحب کے نام ایک خط ہے جس کی بنا پر حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ کی زندگی میں غیر احمدیوں کے جنازے پڑھے جاتے رہے اور بعد میں یہ خط قادیان پہنچ کر گم ہو گیا یا کر دیا گیا۔

قادیانی جماعت ان فتووں کو پس پشت پھینک رہی ہے

حضرت مسیح موعودؑ کے ان تمام فتووں اور خطوں سے انکار ہو رہا ہے یہ نبی ماننے والی جماعت کا حال ہے اگر مجدد ماننے والی جماعت ایسا کرتی تو ایک وجہ سمجھ آ سکتی تھی۔ انتہا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ کی تحریریں اور آپ کی زبان کی باتیں موجود ہیں اور ان کے مقابل ایک لفظ بھی موجود نہیں۔ اس کے باوجود نبی ماننے والی جماعت ان تحریروں اور ارشادات کو پس پشت ڈال رہی ہے

ساری بحث ایک بات پر ختم ہو سکتی ہے

میں تو ساری بحث کو ایک بات پر ختم کرنے کو تیار ہوں۔ کہ جماعت قادیان کی طرف سے یہ اعلان ہو جائے کہ بلاشبہ دوسرے مسلمانوں کے جنازے کی اجازت حضرت مسیح موعودؑ نے دی ہے اور اس کے خلاف ایک لفظ بھی آپ کا نہیں۔ آئندہ ہم بھی یہ جنازے اسی طرح پڑھینگے جس طرح حضرت مسیح موعود کی زندگی میں اور حضرت مولوی نور الدین صاحب مرحوم کی زندگی میں پڑھتے تھے تو ہمارا ان کا عقائد کا جھگڑا ختم ہو جاتا ہے۔

قادیانی جماعت کی افسوسناک پیر پرستی

قادیان سے کفر و اسلام کی تعریفیں تو بہت سی ہوئیں کبھی کہا۔ ایک مسلمان کی سیاسی تعریف ہے اور ایک مذہبی، کبھی کہا کہ ہمارے مسلمانوں کو کافر کہنے کا صرف یہ مطلب ہے کہ ہم زیادہ پکے مسلمان ہیں۔ گویا نماز جنازہ زیادہ پکے مسلمانوں کے لئے ہے کم پکے مسلمانوں کے لئے نہیں ہے۔ اگر قادیانی پیر پرستی کو چھوڑ دیں اور حضرت مسیح موعودؑ کے فتووں کا ذرا بھی پاس کریں تو وہ اپنے خلیفہ صاحب سے صاف کہدیں۔ بے شک آپ امیر جماعت ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے فرزند ہیں لیکن ہم حضرت صاحب کے مقابلے پر آپ کی بات نہیں

"زمیندار" کی غلط بیانی اور بہتان عظیم

حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ کے بیان کی مصدقہ نقل

کیا "زمیندار" اخلاقی جرأت سے کام لیکر اپنی غلط بیانی کو واپس لیگا؟

چند دن ہوئے روزنامہ "زمیندار" نے اپنے ایک ضمیمہ مورخہ ۵ اپریل میں حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور پر یہ افترا اور بہتان عظیم باندھا تھا کہ انہوں نے سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے مقدمہ میں شہادت دیتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ "جو مرزا صاحب کو مسیح موعود نہیں سمجھتے۔ میں ان کو مسلمان نہیں سمجھتا" اس کی تردید اسی وقت ۱۱ اپریل کے ضمیمہ اخبار "پیغام صلح" میں کرتے ہوئے "زمیندار" کو چیلنج کیا گیا تھا۔ کہ اگر دیانت و امانت کا کوئی شائبہ بھی اس کے اندر ہے تو عدالت کی مصدقہ نقل سے اس فقرہ کی صحت کا ثبوت دے۔ ورنہ اس کی نمایاں طور پر تردید کرے۔ افسوس ہے۔ کہ "زمیندار" کو آج تک اس مطالبہ کے پورا کرنے کی توفیق نہیں ہوئی جس سے ظاہر ہے کہ ان لوگوں کی اخلاقی حالت اس قدر خراب ہو چکی ہے، دین و ایمان سے وہ اس درجہ کورے ہیں۔ کہ محض دوسروں کو بدنام کرنے کے لئے دلیرانہ جھوٹ بولتے اور پھر اس پر اصرار کرتے ہیں۔ یہ نتیجہ ہے مجدد وقت کی مخالفت کا کہ دین و ایمان اور صداقت و راستبازی بھی اب ان کے نزدیک چنداں وقعت نہیں رکھتی۔

حق آخر حق ہے۔ جو کسی طرح چھپائے سے نہیں چھپ سکتا۔ "زمیندار" نے تو عدالت کی مصدقہ نقل شائع کرنا یا اپنے بیان کو واپس لینا اپنے لئے بمنزلہ موت سمجھا لیکن اس کی غلط بیانی کی تردید کے لئے ضروری تھا۔ کہ مصدقہ نقل حاصل کر لی جائے جو آج ہمیں مل گئی ہے اور ذیل میں حرف بحرف ہدیہ قارئین کرام ہے جس سے ثابت ہے کہ "پیغام صلح" نے اپنے محولہ بالا ضمیمہ میں جو بیان شائع کیا تھا۔ وہی صحیح ہے۔ اور حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ نے حضرت مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کے متعلق اس سے بڑھ کر کچھ نہیں کہا کہ:۔

"جو لوگ مسلمان مرزا غلام احمد صاحب کو مجدد نہیں مانتے ہیں۔ میں ان لوگوں کو غلطی پر سمجھتا ہوں"

کیا "زمیندار" اس مصدقہ بیان کو پڑھ کر اپنے کذب اور غلط بیانی کے اعتراف کے لئے تیار ہوگا۔ اور اسے واپس لیکر اور اظہار ندامت کر کے اس اخلاقی جرأت کا ثبوت دیگا۔ جو ایک معمولی شریف انسان کا شیوہ ہونا چاہیئے؟

(۲۰)

نقل بیان مولوی محمد علی مشمولہ مثل عدالت فوجداری اجلاس دیوان سکھانند صاحب مجسٹریٹ درجہ اوّل گورداسپور

نمبر مقدمہ تاریخ رجوعہ تاریخ فیصلہ نام موضع

۲/۲ ۱/۱ ۵ ۲/۳۴ ۱۲ ۱۲/۳۴ ۲۵ ۴/۳۵ قادیان

فوجداری بٹالہ

سرکار بنام سید عطاء اللہ شاہ بخاری ولد حافظ ضیاء الدین شاہ ذات سید ساکن امرتسر ملزم

(جرم زیر دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند)

بیان گواہ صفائی ۵۷ ۴/۳۵ ۵ باقرار صالح

مولوی محمد علی ولد حافظ فتحدین عمر ۶۰ سال پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ اشاعت احمدیہ لاہور برانچ لاہور۔ میں احمدیہ جماعت میں سے ہوں میں نے مرزا صاحب کی بیعت ۱۸۹۷ء میں حاصل کی تھی۔ میں ۱۸۹۹ء قادیان میں گیا تھا۔ مارچ یا اپریل ۱۹۱۴ء تک وہاں رہا تھا مرزا غلام احمد صاحب کا انتقال ۱۹۰۸ء میں ہوا تھا۔ میں ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز۔ مرزا صاحب کی حیات میں رہا ہوں۔ میں سکرٹری صدر انجمن قادیان کا بھی تھا۔ مولوی نور الدین مرزا غلام احمد صاحب کے جانشین تھے۔ ان کے وقت میں بھی میں سیکرٹری تھا۔

۱۹۰۹ء میں میں نے قرآن شریف کا ترجمہ کرنا انگریزی میں شروع کیا۔ گذشتہ ۳۰۔۔۔ ۳۵ سالوں میں میں نے بہت سی کتابیں تحریر کی ہیں۔ میری جماعت اور قادیان کی جماعت میں اختلاف ہے۔ میرے عقیدہ کے مطابق مرزا غلام احمد صاحب نبی نہیں تھے وہ مسلمان جو مرزا غلام احمد صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ میری رائے میں وہ غلطی پر ہیں۔ میری رائے میں حضرت محمد صاحب کی ہتک ہے۔ اگر مسلمان یہ مانے کہ حضرت محمدؐ کے بعد دوسرا نبی آ دیگا۔ میرا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت محمد صاحب آخری نبی تھے اور ان کے بعد کسی نبی نئے یا پرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن شریف میں بہت سی آیتیں میرے عقیدہ کے مطابق ہیں۔ خاص کر ایک ہے جن میں حضرت محمد صاحب کو خاتم الانبیاء کہا گیا ہے۔

"خاتم النبیینؐ" کے معنے "نبیوں کے مہر" یا "آخری نبی" ہے انبیاء جمع ہے نبی کی۔ میرے عقیدہ کے مطابق تشریعی نبی یا غیر تشریعی نبی حضرت محمد صاحب کے بعد نہیں آسکتا ہے۔ میں حضرت محمد صاحب کی نبوت کو مکمل نبوت سمجھتا ہوں۔ اس لئے کوئی اور اس کے بعد نبوت کا دعوے نہیں کر سکتا ہے جو حضرت محمد صاحب کے بعد نبوت کا دعوے کرے۔ اس کو کذاب یا کافر کہنا چاہیئے یہ کہ حضرت محمد صاحب آخری نبی تھے۔ اس کا حوالہ حدیث میں مندرج ہے۔ حدیث میں یہ مندرج ہے کہ تیس جھوٹے نبی جھوٹی نبوت کا دعوے کریں گے۔ اور ان میں سے ہر ایک نبی ہونے کا دعوے کرے گا۔ اور کہ وہ تمام جھوٹے نبی ہونگے۔ نبوت خدا کی طرف سے عطیہ ہے اور اکتسابی نہیں ہے۔ "النبوت فی الاسلام کتاب" میں نے تحریر کی ہوئی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ کسی قادیانی نے اپنے کسی کتاب یا رسالہ میں تحریر کیا ہے۔ کہ ختم نبوت فرعون کا عقیدہ تھا۔ "النبوت فی الاسلام" جو میں نے کتاب لکھی ہے۔ حقیقۃ النبوت کے بعد اور اس کے جواب میں تحریر کی تھی۔ یہ درست ہے کہ مرزا البشیر الدین محمود صاحب نے اپنی کتاب حقیقۃ النبوت میں ان لوگوں کو جو حضرت محمد صاحب کو خاتم النبیین سمجھتے ہیں۔ لعنتی اور مردود اس وجہ پر کہا ہے کہ وہ دنیا کے لئے ایک لعنت بن گئے۔

میں نے لفظ "دامن نبوت" صفحہ ۱۰۱ پر کتاب النبوۃ فی الاسلام میں استعمال کئے ہیں۔ یہ امر واقعہ ہے کہ موجودہ خلیفہ صاحب نے مجھے چیلنج دیا تھا کہ قرآن شریف کے (کمنٹری) تفسیر میرے مقابلہ میں بیٹھ کر لکھیں۔ پیغام صلح احمدیہ جماعت لاہور برانچ کا ہے۔ "مسیح کی بھیڑ" الفاظ کا استعمال اچھے یا برے معنوں میں بھی ہو سکتا ہے۔ یہ استعمال کرنے والے کی نیت پر منحصر ہے مجھے یاد نہیں ہے کہ مسیح کی بھیڑ کا لفظ انجیل میں استعمال ہوا ہے یا نہیں۔ لفظ "احمد" قرآن شریف میں صرف ایک دفعہ استعمال ہوا ہے۔ بعض قادیانی احمدی جن میں مرزا محمود احمد صاحب بھی شامل ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ اس لفظ "احمد" میں مرزا غلام احمد صاحب کی طرف قرآن شریف میں اشارہ ہے مسلمانوں کا خیال ہے اور اب بھی ان کا یہ یقین ہے کہ یہ لفظ احمد حضرت محمد صاحب کے طرف اشارہ ہے اسلامی اصطلاح میں لفظ "قبلہ" کے معنے ہیں سمت جس طرف کہ مسلمان بوقت نماز منہ کر کے نماز پڑھتا ہے "کعبہ" متبرک گھر کا نام ہے جو مکہ میں واقعہ ہے۔ "ارض حرم" کے معنے متبرک جگہ ہے۔ اور مکہ اور کعبہ کے ارد گرد کی زمین اس سے مراد ہے۔ مجاز کے طور پر یہ تمام الفاظ اور معنوں میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ مجاز کے طور پر اور معنوں میں بھی استعمال ہو سکتے ہیں جس قدر مجھے یاد ہے لفظ "کعبہ" کسی اور مقام کے لئے استعمال نہیں ہوا ہے مسلمان کے لئے حج کعبہ میں ہی ہو سکتا ہے اور کسی جگہ حج نہیں ہو سکتا ہے لفظ "ام المومنین" مرزا غلام احمد صاحب کی اہلیہ کے لئے قادیانیوں کی تحریر میں استعمال کیا گیا ہے۔ درحقیقت قرآن شریف میں یہ لفظ صرف حضرت محمد صاحب کی بیویوں کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ "ختم النبوت" ایک اہم اصول مسلمانی اصولوں میں سے ہے۔ اگو سیٹ ڈی ذیڈ ہم ہے۔ اخبار پیغام صلح اخبار کے صفحہ ۷ یہ میری تقریر کا خلاصہ ہے اور درست طور پر اخبار میں تحریر شدہ ہے میں نے مذہبی اختلافات کی وجہ سے قادیان کو چھوڑ دیا تھا جو قادیان کے احمدیوں اور مرزا البشیر الدین محمود احمد صاحب کے ساتھ ہوئے تھے میری جماعت نے قادیان کو اس لئے چھوڑ دیا کیونکہ ہم نے خیال کیا کہ دو فرقوں کے وہاں رہنے سے تصادم ہوتا رہیگا اور کوئی تعمیری کام نہیں کر سکیں گے۔ مجھے ڈر ہو گیا تھا۔ کہ شاید کوئی غیر ذمہ دار شخص مجھ پر قادیان میں حملہ نہ کر دیوے۔

سوال۔ کہ گواہ نے پرائیویٹ خطوط سے پا لیں ہیں۔

مرزا البشیر الدین محمود احمد . . . کو جواب دیا تھا۔ بحوالہ حکم انگریزی اس سوال کی اجازت نہیں دی گئی ہے) مرزا البشیر الدین محمود احمد صاحب نے کوئی چٹھی مجھے تحریر نہیں کی تھی۔ نہ میرے اور ان کے درمیان میرے واجب القتل ہونے پر خط و کتابت ہوئی ہے غالباً میں نے یہ اخبار الفضل میں پڑھا تھا۔ کچھ کنکر مجھ پر پھینکے گئے تھے۔ اور پتھر نہیں پھینکے گئے تھے۔ جبکہ میں قادیان کو چھوڑنے والا تھا۔ مجھے پتہ نہیں کہ کس نے یہ کنکر پھینکے تھے۔ یہ وجہ قادیان کو چھوڑنے کی نہیں تھی۔ میری دو گھماؤں اراضی قادیان میں ہے۔ میں اس زمین پر کوئی مکان بنانا نہیں چاہتا۔ کیونکہ میں رہائش نہیں رکھ سکتا۔ ان حالات کی وجہ سے جو اوپر کہہ آیا ہوں۔ میں نے زمین کا ایک حصہ بیچا تھا۔ باقی ماندہ میں فروخت نہیں کر سکتا کیونکہ مجھے کوئی گاہک نہیں ملتا۔ کیونکہ غالب فریق کے دوسرے کا . . . اسکو خرید کرنا پسند نہیں کرتے۔ یہ میرا خیال ہے غالباً میں نے یہ ٹکڑا زمین صدر انجمن احمدیہ قادیان سے ۱۹۱۲ء میں خرید تھا۔

تبلیغ رسالت جو مرزا قاسم علی صاحب نے تحریر کی ہے اس میں مجموعہ اشتہارات ہے۔ جو مرزا غلام احمد صاحب نے تحریر کئے تھے۔ پیرہ ۵ بر صفحہ ۱۹۔ اس کتاب کے اغلباً نقل اس خط کی ہے۔ جو لفٹننٹ گورنر صاحب پنجاب کو مرزا غلام احمد صاحب نے تحریر کی تھی۔ یہ اگزہبٹ ڈی زیڈ ۵۵ ہے

میں نے پیغام صلح اخبار مورخہ ۱۲/۱۱ ۱۹۳۰ دیکھ لیا ہے اور آرٹیکل اگزہبٹ ڈی زیڈ ۵۶ میرا خطبہ ہے۔ متعلقہ حصہ اس آرٹیکل میں بر صفحہ ۳ پہلے کالم میں ہے۔ جو سرخی سے نشان دیا گیا ہے۔ جو متعلق جائیداد کے ہے۔ جو موجودہ خلیفہ صاحب نے پید کی ہے۔ اس سوال کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔ یہ اگزہبٹ واپس کیا گیا ہے۔ میں نے تحفہ گولڑویہ کتاب پڑھی۔ اس میں "دابۃ الارض" الفاظ درج ہیں۔ اس کے معنے زمین کے کیڑے ہیں۔ یہ میں نے اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۳ میں نقل کئے ہیں جو درست طور پر مندرج ہیں۔ یہ اگزہبٹ ہے ایک حدیث میں مندرج ہے کہ دنیا مردار ہے اور کہ اس کے چاہنے والے "کتے" ہیں۔ "خطبہ الہامیہ" "ضرورت الامام" کتابیں مرزا غلام احمد صاحب کی تحریر کردہ ہیں۔

جرح ۔ میں مرزا غلام احمد صاحب کو مجدد مسیح موعود اور مہدی سمجھتا ہوں۔ میں نے ان کی تحریروں کو اور تقریروں کو سچا ماتحت قرآن شریف اور حدیثوں کے سمجھتا ہوں۔ مرزا غلام احمد صاحب نے کبھی حضرت محمد صاحب کی توہین تقریر و تحریر میں نہیں کی۔ اور نہ کبھی انہوں نے مکہ اور مدینہ کے خلاف الفاظ بُرے استعمال کئے ہیں۔ اگر کوئی مرزا غلام احمد صاحب کی طرف ایسی باتیں منسوب کریں۔ تو میری دل آزاری ہوگی۔ مجھے یاد نہیں ہے کہ میں نے "ام المومنین" اہلیہ مرزا غلام احمد صاحب کے لئے استعمال کیا ہے۔ اگر اس کو استعارہ کے طور پر استعمال کروں تو اس میں کوئی ہرج نہیں ہے مجھے یاد نہیں ہے کہ کس کتاب میں درج ہے کہ ختم النبوت فرعون کا عقیدہ تھا۔ میں "پیشاب کی جھاگ" کے فقرہ کو برا خیال کروں گا۔ اگر یہ کسی مخالف کے لئے استعمال کیا جاوے۔ الفاظ "تم کتے کتے" کا استعمال بھی برا ہے عام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ حضرت مسیح صاحب حضرت محمد صاحب کے بعد آئیں گے مجھے اس پر اعتقاد نہیں ہے۔ جو لوگ مسلمان مرزا غلام احمد صاحب کو مجدد نہیں مانتے۔ میں ان لوگوں کو غلطی پر سمجھتا ہوں۔ یہ امر واقعہ ہے کہ جب میں قادیان چھوڑنے لگا۔ تو موجودہ خلیفہ صاحب میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ قادیان کو نہ چھوڑیں یہ میرا اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح صاحب کی آمد سے بھی اسی قدر توہین حضرت محمد صاحب کی ہوتی ہے۔ جس طرح کہ اور نبی کی آمد سے ہوتی ہے۔

مکرر سوال ہے اگر مسیح نبوت سے معزول ہو کر آئے۔ اور کہ حضرت محمد صاحب کا پیرو ہو کر آوے۔ تو اس سے حضرت محمد صاحب کی توہین نہیں ہوتی ہے۔ جب میں نے کہا۔ کہ لفظ "ام المومنین" مرزا غلام احمد صاحب (کی) اہلیہ کیلئے استعارہ کے طور پر استعمال ہو سکتا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جو قرآنی احکام نافذ ہوتے ہیں اصل صورت میں وہ استعارہ کے طور پر نافذ نہیں ہوتے۔ سن کر درست تسلیم کیا۔

(دستخط محمد علی بحروف انگریزی)

۵/۳/۳۵ (دستخط حاکم بحروف انگریزی)

جماعت احمدیہ کے عقائد

۱۔ ہم اللہ تعالیٰ کی توحید پر اور محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت پر ایمان لاتے ہیں۔

۲۔ ہم آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ بالفاظ بانی سلسلہ:۔
اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ نیا ہو یا پرانا"
"جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو۔ اسے بیدین دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں" "میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صلعم پر ختم ہو گئی" "ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں"

۳۔ قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب مانتے ہیں جس کا کوئی حکم منسوخ نہیں نہ قیامت تک منسوخ ہوگا

۴۔ ہم آنحضرت صلعم کے بعد مجددین کا آنا مانتے ہیں اور یہ بھی مانتے ہیں کہ اس امت کے اولیاء سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے

۵۔ ہم تمام صحابہ کرام اور تمام آئمہ دین کی عزت کرتے ہیں خواہ وہ اہل سنت جماعت کے مسلمہ بزرگ ہوں یا اہل تشیع کے۔ اور کسی صحابی یا امام یا محدث یا مجدد کی تحقیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

۶۔ ہم ہر اس شخص کو جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتا ہے مسلمان سمجھتے ہیں۔ خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو۔

۷۔ ہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو چودھویں صدی کا مجدد مانتے ہیں۔ نبی ہرگز نہیں مانتے ان کے اپنے الفاظ میں "نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے" "میں نبوت کا مدعی نہیں۔ بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں" "ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعوے کرتا ہے"

۸۔ حضرت مرزا صاحب نے اسلام میں کسی علیحدہ فرقہ کی بنیاد نہیں رکھی بلکہ محض ایک ایسی جماعت تیار کرنے کیلئے بیعت لینی شروع کی جو حفاظت و اشاعت اسلام ہے۔ وفات مسیح کا مسئلہ اس جماعت کی بنیاد رکھنے سے دو سال بعد شروع ہوا جب آپ کو یہ اطلاع دی گئی کہ حیات مسیح کا عقیدہ خلاف قرآن ہے اور اشاعت اسلام کے رستے میں روک ہے اور نزول مسیح سے مراد کسی ایسے مجدد کا آنا ہے جو حضرت عیسیٰ سے شدید مشابہت رکھتا ہے
چوں مرا از سے بہ قوم مسیح دادہ اند ❊ مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند
اس سے علاوہ بالفاظ بانی "ہم ان سب عقائد پر ایمان رکھتے ہیں جو اہل سنت والجماعت مانتے ہیں"۔

نوٹ :۔ قادیانی جماعت کے ان عقائد کی کہ وہ حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں ہماری طرف سے بارہا تردید ہو چکی ہے ❊

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا بیس سال کا کام

۱۔ ووکنگ مشن جو یورپ کا سب سے پہلا اسلامی مشن ہے اسی انجمن کے ممبروں کی قربانیوں سے قائم ہوا اور ۱۹۳۰ء تک اس کے زیر نگرانی کام کرتا رہا۔ اب علیحدہ ٹرسٹ کی زیر نگرانی کام کر رہا ہے۔

۲۔ جرمن مسلم مشن ۱۹۲۴ء میں برلن دار الخلافہ جرمنی میں قائم کیا گیا۔ اور قریب ایک سو جرمن مسلمان ہو چکے ہیں۔

۳۔ دی آنا مشن آسٹریا کے دار الخلافہ میں ۱۹۳۴ء کے شروع میں قائم کیا گیا۔

۴۔ جاوا مشن ۔ جاوا اور سماٹرا کے ۵½ کروڑ مسلمانوں کو عیسائیت کی دستبرد سے بچانے کیلئے ۱۹۲۴ء میں قائم کیا گیا۔

۵۔ **برلن** ۔ دار الخلافہ جرمنی میں یورپ کے عین وسط میں ۱½ لاکھ روپے کے خرچ سے عظیم الشان مسجد بنائی گئی۔

۶۔ **قرآن شریف کا ترجمہ** ۔ یورپ کی تین زبانوں میں ہو چکا ہے۔ انگریزی میں تیس ہزار کاپی اب تک چھپ چکی ہے۔ ڈچ ترجمہ گذشتہ ماہ مکمل طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے۔ جرمن ترجمہ مکمل ہے طبع باقی ہے

۷۔ **سیرت نبوی کا ترجمہ** ۔ ذیل کی زبانوں میں ہو چکا ہے۔ انگریزی، ترکی، البانوی، پولش، اٹالین، جاوی، ملائی، ڈچ، چینی، ہندی، سندھی، بنگالی، گورمکھی، تامل، گجراتی سیامی، کناری۔

۸۔ **متفرق مذہبی لٹریچر** ۔ تیس مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

۹۔ **مذہبی اخبار اور رسالے** ۔ ذیل کی زبانوں میں جاری ہیں۔ انگریزی، ڈچ، جرمنی، جاوی۔ اردو

۱۰۔ **دو ہائی سکول** قائم کئے گئے ہیں جن میں دینی و دنیوی تعلیم کا انتظام ہے۔

۱۱۔ اردو میں ضرورت زمانہ کے مطابق **بہترین لٹریچر** تیار ہو رہا ہے۔ **قرآن شریف کا ترجمہ و تفسیر۔ صحیح بخاری کا ترجمہ و تاریخ اسلامی** پر کتابیں تعلیم یافتہ طبقہ میں قبولیت حاصل کر چکی ہیں۔

۱۲۔ **قرآن شریف** اور **سیرت** کے انگریزی ترجموں کی ہزارہا کاپیاں مفت لائبریریوں میں، جہازوں میں، بڑے بڑے اشخاص میں تقسیم ہو چکی ہیں اور ہوتی رہتی ہیں ❊

(بقیہ صفحہ ۶)

ان کے جبوں اور عماموں کی قلعی بھی کھلنی شروع ہو گئی ہے قدرت کا مضبوط ہاتھ ان کے بناوٹی تقدس کے پردے کو ہٹا کر ان کی اخلاقی حالت سے عوام کو روشناس کرا رہا ہے۔ اس سے قبل لاہور دہلی اور راولپنڈی کے اخبارات میں چند احراری سرغنوں کے بہت سے ناگفتہ بہ واقعات و افعال شائع ہو چکے ہیں۔ اب امرتسر کے ایک جغادری احراری سرغنہ کے کرتوت کا ذکر اذکار بھی شروع ہو چکا ہے حیرت ہوتی ہے کہ جو لوگ اخلاقی پستی کی اس انتہا کو پہنچ چکے ہیں انہیں اللہ کے نیک بندوں کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے ہوئے شرم کیوں نہیں آتی۔ کاش سید عطا اللہ شاہ بخاری۔ خواجہ عبدالرحمن غازی۔ ملا حبیب الرحمان لدھیانوی اور اخبار "زمیندار" کے منشی ظفر علی جی اور اخبار "احسان" والے مرتضیٰ خاں میکش اور اسی قسم کے دوسرے لوگ اس پر غور کریں۔ ہم احراری سرغنوں کی اس رسوائی پر ہرگز خوش نہیں اور نہ ان کے بے نقاب ہونے کے متمنی ہیں البتہ ان کی اس اخلاقی پستی پر بے حد رنج ہوتا ہے مگر کیا کیا جائے ریاکاروں اور غرض پرستوں کو قدرت کا ہاتھ اسی طرح بے نقاب کر کے چھوڑتا ہے۔ کاش احراری سرغنے اب بھی اپنے اعمال کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں اور شریفانہ زندگی بسر کرنے کا عہد کریں۔

ایک یونانی نو مسلم کے تاثرات

برادران ملت! میں ایک نو مسلم کی حیثیت سے آپ لوگوں کے سامنے محض اپنے دوستوں کے اصرار پر اپنے خیالات کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ کس طرح آفتاب اسلام کی ضیا پاشیوں نے میرے ظلمتکدہ دل کو بقعہ نور بنا دیا۔ میرا وطن یونان ہے جہاں کا ذرہ ذرہ آج مغربی روایات و تہذیب و تمدن کا آئینہ دار ہے اور جہاں مدتوں تک صلیب و ہلال کے درمیان بڑے بڑے معرکے گرم ہوئے۔ میں یونان کے جزیرہ ٹینی ڈوسی میں جو اب حکومت ترکی کے قبضہ میں ہے پیدا ہوا تھا۔ مسلم حکومت کے زیر سایہ نہ رہنے کی وجہ سے ہمارے خاندان نے ٹینی ڈوس کو خیرباد کہہ کر یونان کے دارالحکومت ایتھنز میں سکونت اختیار کر لی مگر مجھے تسکین قلب میسر نہ ہوئی۔ میرے دل میں کوئی اور جذبہ چٹکیاں لے رہا تھا۔ چنانچہ بغرض سیاحت ایتھنز سے چل کھڑا ہوا اور افریقہ ہوتا ہوا کینیا پہنچا۔ وہاں ایک فرم میں مجھے ملازمت مل گئی اسی اثنا میں چند عربوں سے ملاقات ہو گئی وہ گھنٹوں مجھ سے اپنے مذہب کی تلقین کرتے رہے تا آنکہ وہ ایک ایسے شخص کو جس کا خاندان مسلمانوں سے انتہائی نفرت رکھتا تھا۔ مسلمان بنانے میں کامیاب ہو گئے۔

اسلام نے دنیا جہان کے تمام انسانوں کو خواہ ان کا کوئی مذہب ہو۔ بھائی بھائی ماننے کی قسم دلائی ہے۔

محمد رسول اللہ نے اور ان کے کلمہ نے مسلمانوں کے اندر ایسی دلیری، شجاعت اور عزم میں پختگی پیدا کر دی کہ دنیا کی کوئی [illegible] متزلزل نہیں کر سکتی۔ پیغمبر اسلام نے توحید کی ایسی تعلیم دی جس سے ہر قسم کے باطل عقائد کی بنیادیں ہل گئیں۔ خدا کے سوا ہر قسم کا خوف دل سے نکل گیا۔ اسلام نے جو دینی اور دنیوی نعمتیں مشرق اور مغرب کو عطا کی ہیں۔ ان میں خدا کی وحدانیت کا تصور ایک نعمت عظمیٰ ہے اسلام نے بنی نوع انسان کو جبکہ وہ لوگ درندوں کی طرح وحشیانہ زندگی بسر کر رہے تھے انسانیت اور آخرت کے مفہوم سے آشنا کیا۔ دنیا میں اگر کوئی تہذیب انسان کی تمدنی فلاح و بہبود کی ضامن ہو سکتی ہے تو وہ اسلام کی ہے۔ اس

۴۴

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں

مصیبت زدگان کوئٹہ کی امداد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے مورخہ یکم جون کو بوقت عصر ایک غیر معمولی اجلاس منعقد کر کے مصیبت زدگان کوئٹہ کے ساتھ اظہار ہمدردی کی قرارداد منظور کی اور ان کی طبی اور مالی امداد کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ اس فیصلہ کے مطابق ڈاکٹر مرزا عزیز بیگ صاحب ایم بی بی ایس اور مرزا محمد یعقوب صاحب بی اے سیکرٹری مسلم ہائی سکول ایم کی شام کو بذریعہ اسپیشل ٹرین بیں کوئٹہ روانہ ہو گئے ہیں۔

مجوزین کی طبی امداد کے علاوہ یہ وہاں کے حالات کا مطالعہ کر کے انجمن کو مطلع کریں گے اور انجمن زلزلہ زدگان کوئٹہ کی امداد کے لئے فوری اقدام کرے گی۔

پیغام صلح: بعض اخبارات نے کسی غلط فہمی کی بنا پر لکھا ہے کہ حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کوئٹہ تشریف لے گئے ہیں یہ صحیح نہیں

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد ۱۳ مئی کی شب کو ڈلہوزی تشریف لے گئے آپ سے خط و کتابت تا اطلاع ثانی اس پتہ پر کی جائے "پروین ڈلہوزی"

— یہ خبر مسرت سے سنی جائیگی کہ حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی صاحبزادی عزیزہ رضیہ بیگم نے امسال کوئین میری کالج لاہور سے فیلڈ بورڈ میں اعلیٰ نمبروں پر امتحان میٹریکولیشن پاس کیا ہے۔ اور اب وہ ڈاکٹری کی تعلیم کے لئے لدھیانہ زنانہ میڈیکل سکول میں داخل ہو گئی ہیں داخلہ کے امتحان میں بہت سی طالبات شامل ہوئیں اور صرف دو مسلمان لڑکیوں کو پنجاب بھر میں سے داخل کیا جانا تھا۔ الحمدللہ کہ رضیہ بیگم صاحبہ امتحان مقابلہ میں کامیاب ہو گئی ہیں۔ اور دو مسلمان لڑکیوں میں سے ایک آپ ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب کرے۔

— میاں محمد شریف صاحب خلف الرشید جناب شیخ حاجی میاں مولا بخش صاحب لائل پوری کی اہلیہ محترمہ علیل تھیں۔ جن کے لئے اخبار میں بھی دعا کی تحریک کی گئی تھی۔ اب ان کو پہلے سے افاقہ ہے۔ کمزوری بہت ہے صحت کامل کے لئے دعا کی جائے۔

— قاضی محبوب عالم صاحب گوجرانوالہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ سید حسن شاہ صاحب کو ایک حادثہ میں سخت چوٹیں آئیں۔ آپ ایک مخلص نوجوان ہیں تمام احباب صحت یابی کی دعا کریں۔

— نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ ہمارے عزیز بھائی منشی عطاء اللہ صاحب مدرس مدرسہ چیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ کا صاحبزادہ ایک ماہ بیمار رہ کر ۲۲، ۲۳ مئی کی درمیانی شب کو والدین اور جملہ عزیزوں کو داغ مفارقت دے گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ہمیں برادر موصوف اور ان کے متعلقین کے ساتھ اس صدمہ جانکاہ میں دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ انکو صبر جمیل عطا فرماوے اور برادر موصوف کو نعم البدل

۴۴

کے علاوہ تہذیب کی جتنی صورتیں ہیں بمنزلہ سراب کے ہیں۔

(خادم دین)

محمد نورالدین سابق نشرپ والٹ ریونانی نو مسلم۔

کوئٹہ میں تباہ کن زلزلہ

کوئٹہ کے تباہ کن زلزلہ کے متعلق کچھ اطلاعات صفحہ ۱۶ پر درج ہیں بعد کی خبریں درج ذیل ہیں:-

— غیر سرکاری اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ تیس ہزار سے زائد آدمی ہلاک و زخمی ہوئے ہیں تین روز سے لوگ بھوک کی شدت سے تڑپ رہے ہیں مگر کھانے کو کچھ نہیں ملتا۔ محکمہ ڈاک کے ساٹھ ملازمین سے صرف چار کام پر پہنچ سکے۔ بقیہ ہلاک ہو گئے۔ ایک سو انگریز ہلاک اور دو سو مجروح ہوئے۔ پولیس کے اکثر آدمی ہلاک ہو گئے جو تھوڑے بہت زندہ بچے وہ ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔ لوٹ مار کے خوف سے مارشل لاء نافذ کر دیا گیا ہے۔ سرحد کی پولیس نے دو سو آدمی بھیجے ہیں۔

— بیان کیا جاتا ہے کہ پنجاب اور سندھ کے لوگ عموماً موتی محلہ اور بابو محلہ میں اقامت گزیں تھے ان دو محلوں کی آبادی بہت زیادہ تھی یہ دونوں محلے بالکل تباہ ہو گئے ہیں۔

— اطلاع ملی ہے کہ چمن کا علاقہ بالکل تباہ ہو گیا۔ ایک مسافر کا بیان ہے کہ کوئٹہ میں [illegible] فی صدی اشخاص ہلاک ہو گئے ہیں اور کل آبادی سے صرف پانچ فی صدی آدمی اپنی جانیں بچا کر نکل سکے باقی تمام مجروح ہو گئے۔

— لاہور اور کراچی سے کئی امدادی گاڑیاں طبی اور خورد و نوش کا سامان لے کر کوئٹہ روانہ ہو گئی ہیں۔ لاہور سے ریڈ کراس سوسائٹی کے آدمی اور سکوٹ بھی گئے ہیں ڈاکٹر اور نرسیں بھی معقول تعداد میں روانہ ہو چکے ہیں۔

— حضور ملک معظم، وزیر ہند اور وائسرائے نے پیغامات ہمدردی موصول ہوئے ہیں۔ کراچی لاہور و غیرہ مختلف مقامات پر امدادی کام شروع ہو گیا ہے۔

— کوئٹہ ۲ جون۔ محکمہ ڈاک کا عملہ خیمہ لگا کر کام کر رہا ہے اور ان لوگوں کو خوراک اور دیگر ضروریات فوج کی جانب سے مہیا کی جا رہی ہیں۔

— کوئٹہ اور چمن کے مابین ریلوے لائن کو کچھ زیادہ نقصان نہیں پہنچا ایک چھوٹا سا پل ٹوٹ گیا ہے جسے عارضی طور پر درست کر لیا گیا۔ یورپین ریلوے حکام مع اہل و عیال کے اور ایک سو ہندوستانی ملازمین ریلوے مع اہل و عیال کے ہلاک ہو گئے ہیں۔ سبی اور کوئٹہ کے درمیان محکمہ ریلوے کا سلسلہ گفت و شنید جاری ہو گیا ہے۔

— کوئٹہ کا جنرل ہسپتال زمین کے ساتھ ہموار ہو گیا ہے دو تین سو بیماروں میں سے دو سو ہلاک ہو گئے نعشوں کے ملبے سے نکالنے میں ابھی کافی دن لگیں گے۔ کوئٹہ میں باوجود تلاش کے نہیں ملتے۔ اعلان کیا گیا ہے کہ کوئٹہ سے بھیجے جانے والے تمام خطوط پر ٹکٹ نہ لگائے جائیں۔

— شملہ ۲ جون۔ محکمہ تار کے حکام بے انتہا کوشش کر رہے ہیں کہ تار کوئٹہ پہنچا دئے جائیں لیکن مصیبت یہ ہے کہ جن آدمیوں کے نام تار روانہ کئے جاتے ہیں وہ نہیں ملتے۔

— شملہ یکم جون۔ ریاست قلات میں بھی زلزلہ کی وجہ سے کافی نقصان ہوا ہے۔ قصبہ قلات بالکل تباہ ہو گیا ہے لیکن خان قلات اور آپ کا خاندان بالکل محفوظ ہے۔

— اطلاع موصول ہوئی ہے کہ [illegible] شمس شاہ سابق وزیر قلات اور پانچ [illegible] کمشنر ہلاک ہو گئے۔

کوئٹہ کا قیامت خیز زلزلہ

مصیبت زدگان کیلئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی اپیل

جماعت احمدیہ کے کارکن کوئٹہ روانہ ہو گئے

برادران مکرم　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کوئٹہ اور اُس کے نواح میں جو ہولناک زلزلہ جمعہ ۳۱ مئی کی پچھلی رات کو آیا ہے وہ صحیح معنوں میں قیامت کا نظارہ ہے۔ ہزارہا انسان جو اپنے گھروں میں بال بچوں کے ساتھ رات کو خوشی خوشی سوئے تھے صبح کو اٹھنے سے پیشتر ہی ان کے گھران کی قبریں بن گئیں۔ اور ایک آباد شہر ایک آن کی آن میں مٹی اور پتھر کا ڈھیر اور تیس ہزار لاشوں کی قبر بن گیا۔ ابھی ڈیڑھ سال نہیں گذرا کہ صوبہ بہار کے شہروں کے شہر مٹ گئے تھے آج بلوچستان کے کئی شہر مع اپنے مکینوں کے دنیا سے نابود ہو گئے۔ یوں تو ہر روز انسان مرتے ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں مرتے ہیں۔ مگر بہار اور بلوچستان میں تو اور بربادی کا نظارہ ہے زمین کے ایک کنارہ سے بکر دوسرے کنارہ تک لوں کو ہلا دیتا ہے۔ قرآن شریف میں ان مصائب کا فلسفہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ غافل انسانوں کے دلوں میں لرزہ پیدا ہو اور وہ اپنے خدا کے آگے جھکیں ماخذنا ہم بالباساء والضراء لعلھم یتضرعون۔ کاش ہمارے مسلمان بھائی بھی ان مصائب سے کچھ سبق لیں اور شوخیوں کو چھوڑ کر خدا کے آگے عاجزی سے جھکیں۔

خدا کی طرف جھکنے کا پہلا نشان یہی ہے کہ انسان اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کے کام آئے۔ لہذا میں اپنے احباب سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ بھی اس موقعہ پر یتیموں بیکسوں اور بیواؤں کی خبر گیری میں حصہ لیں۔ ہماری انجمن نے اس زلزلے کی خبر پہنچتے ہی فوراً اپنے دو آدمیوں کو جن میں سے ایک ڈاکٹر ایم۔ بی۔ بی ایس ہیں یعنی مرزا رفیق بیگ صاحب اور ماسٹر محمد یعقوب صاحب کو ریڈ کراس کی وساطت سے کوئٹہ بھیج دیا ہے۔ جو ہفتہ کی شام کو لاہور سے روانہ ہو گئے۔ اور وہاں سے اطلاع آنے پر مزید آدمیوں کو بھیجنے کا بھی فیصلہ کر لیا ہے۔ مگر اس کے علاوہ اور امداد کی بھی ضرورت ہو گی۔ لہذا ہر جگہ جماعت اس جمعہ میں یعنی ۷ جون کو مصیبت زدگان زلزلہ بلوچستان کے لئے تحریک کرے اور جو رقم جمع ہو اسے جس قدر جلد ممکن ہو مرکز میں بھیجدے تاکہ حسب ضرورت ہماری قوم اس کار خیر میں حصہ لے سکے۔ یوں اپنے اپنے طور پر بھی احباب ان کاموں پر خرچ کرتے ہیں۔ لیکن اجتماعی حیثیت میں خرچ کرنا بہتر ہے۔ اور روپیہ بہتر مصرف میں آسکتا ہے۔ اور اگر کچھ روپیہ اس غرض کے لئے جمع رہے تو آئندہ بھی اسی قسم کی مصائب میں کام دے سکتا ہے۔ آج ہر قوم اس قدر تعمیری کام کر چکی ہے کہ ایسے حالات میں وہ اپنے بھائیوں کی امداد کے لئے فوری کارروائی کر سکتی ہے۔ مگر بدقسمتی سے مسلمان قوم کی توجہ ان کاموں کی طرف نہیں ہے۔ اور اگر کچھ دل حرکت میں بھی آتے ہیں۔ تو اس قدر آہستہ کہ فی الحقیقت امداد کا وقت نکل چکا ہوتا ہے۔ لہذا میری اپنے احباب سے یہ استدعا ہے کہ اس کار خیر میں جو بھی کوئی دوست حصہ لے سکتے ہوں، اس کی طرف فوری توجہ کریں۔

خاکسار
محمد علی

۳ر جون ۱۹۳۵ء

ضروری گذارش ۳ر جون کو ملک معظم کی سالگرہ کی وجہ سے پریس اور ڈاکخانہ بند تھا۔ اس کے باوجود اخبار چھپوانے اور سپرد ڈاک کرنے کا بندوبست کیا گیا تاکہ اخبار بروقت احباب کی خدمت میں پہنچ سکے۔ تمام کاپیاں پریس پہنچ چکی تھیں کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی مندرجہ بالا اپیل موصول ہوئی۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر آخری کاپی واپس منگوا کر اس کے لئے جگہ نکالی گئی۔ اس طرح ایک دن کا فرق پڑ گیا۔ تمام احباب اور جماعتوں سے درخواست ہے کہ ۷ر جون کے جمعہ میں اس ضروری کام کی طرف غیر معمولی توجہ دیں۔

متکفر ملانوں کی بیہودہ مطلب براری

(از جناب محمد فاضل صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور)

کہتے ہیں۔ کوئی ذات شریف بدقسمتی سے مسلمانوں کے ہاں پیدا ہو گئے تھے۔ حالانکہ نماز سے انہیں پیدائشی عناد تھا۔ لوگوں کی روزانہ تبلیغ و تلقین نماز سے تنگ آکر ایک دن اس نے خود تحقیق کرنے کی ٹھان لی۔ اور قرآن شریف لیکر بیٹھ گئے۔ تھوڑی بہت عربی جانتے تھے۔ کئی روز تک تحقیق جاری رہی۔ مگر ان کے دل کی تسلی نہ ہونی تھی نہ ہوئی۔ آخر ایک ایک دن تحقیق کرتے کرتے جب وہ "لا تقربوا الصلوٰۃ" پر پہنچے تو خوشی سے اچھل پڑے۔ تلقین نماز کرنیوالوں کو وہ بے نقط سنائیں کہ دل کی تسلی ہو گئی۔ بس اب کیا تھا کسی نے نماز کے متعلق کہا نہیں کہ جھٹ نسخہ قرآن نکال صفحہ کھول کر آگے رکھدیا۔ اب کوئی لاکھ سمجھائے کہ میاں ذرا آگے بھی پڑھو۔ قرآن مجید کے گذشتہ اوراق کو بھی دیکھو مگر ان کی سنتا ہی کون ہے۔ بعینہٖ یہی حال ہمارے غیر احمدی مولویوں کا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کا جذبہ ان کے دل و دماغ میں اس قدر سرایت کر گیا ہے کہ بڑی سے بڑی کتاب کا مطالعہ صرف اس لئے کیا جاتا ہے کہ شاید مرزا صاحب کے کفر کا مصالحہ کچھ اس میں سے ہی نکل آئے۔

علامہ سر محمد اقبال کی تصنیفات میں جاوید نامہ بہترین کتاب ہے۔ حافظ محمد اسلم صاحب جیراجپوری نے لکھا ہے کہ:۔

"ہم سنا کرتے تھے کہ فارسی زبان میں ہفت چار کتابیں اچھی پڑھنے کو ملتی ہیں۔ مثنوی مولانا روم۔ گلستان۔ شاہنامہ۔ دیوان حافظ۔ مگر اب جاوید نامہ کو بھی پانچویں کتاب کہنا چاہئے۔ جو کہ معنویت اور نافعیت کے لحاظ سے ان سب پر فوقیت رکھتی ہے" (نیرنگ خیال اقبال نمبر ص ۱۶۸)

مگر خدا ان مولویوں کو ہدایت دے جاوید نامہ جیسی کتاب بھی یہ صرف اس لئے مطالعہ کرتے ہیں کہ شاید مطلب پورا ہو جائے۔ مجھے خود جاوید نامہ پڑھنے کا ابھی اتفاق نہ ہوا تھا کہ ایک پبلک جگہ پر ایک پوسٹر چسپاں دیکھا۔ "مرزائے قادیانی علامہ اقبال کی نظر میں" اور نیچے لکھا تھا کہ علامہ اقبال کا فتوی رسالہ زاد الاسلام میں دیکھئے مرزائی حضرات کو راہ حق دکھانے کے لئے رسالہ مذکور سوغات ملیگا علامہ اقبال کا فتویٰ تھا میں نے جلد از جلد رسالہ حاصل کیا۔ تو لکھا تھا کہ علامہ موصوف نے جاوید نامہ میں لکھا ہے کہ:۔

آنکہ بود اللہ او را ساز و برگ ٭ فتنۂ او حب مال و ترس مرگ

صحبتش با عصر حاضر درگرفت ٭ دین حق را از دو پیغمبر گرفت

آن ز ایران بود و این ہندی نژاد ٭ آن ز حج بیگانہ و این از جہاد

تا جہاد و حج نماند از واجبات ٭ رفت جان از پیکر صوم و صلوٰۃ

اس وقت مجھے اس سے بحث نہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے جہاد منسوخ کیا یا نہیں۔ اس پر کافی بحث ہو چکی ہے۔ اور اگر ایک لمحہ کے لئے یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ مرزا صاحب نے جہاد منسوخ کر دیا تو فرض سارے احمدیوں کی تعداد تو ۔ ۔ لاکھ سے متجاوز نہ ہوگی۔ ہندوستان کے سات آٹھ کروڑ مسلمان کونسا جہاد کر رہے ہیں۔ خیر یہ تو علیحدہ بحث ہے مگر زیادہ تر افسوس اس بات کا ہے کہ اس شخص کی طرح جس کو سارے قرآن مجید سے صرف "لا تقربوا الصلوٰۃ" ہی ملا تھا۔ مولوی صاحب کو سارے جاوید نامہ کے آخری حصہ میں وہ تین شعر ملے جس میں علامہ موصوف نے حضرت مرزا صاحب کے متعلق اپنا خیال ظاہر کیا ہے۔ کیا مولوی صاحب کو جاوید نامہ کے پہلے حصہ میں علامہ اقبال کا وہ پیغام جو انہوں نے سعید حلیم پاشا کی زبانی دیا ہے۔ نظر نہیں آیا۔ حالانکہ اس پیغام میں علامہ موصوف نے مولویوں کی سرشت کی بہترین لفظی تصویر کھینچی ہے۔ فرماتے ہیں۔

دین حق از کافری رسوا تر است ٭ زانکہ ملا مومن کافر گر است

از سوئے گردوں دلش بیگانہ ٭ نزد او ام الکتاب افسانہ

بے نصیب از حکمت دین نبی ٭ آسمانش تیرہ از بے کوکبی

از شکر خندے آن قرآن فروش ٭ دیدہ ام روح الامین را در خروش

کم نگاہ و کور ذوق و ہرزہ گرد ٭ ملت از قال اقولش فرد فرد

دین کافر فکر و تدبیر جہاد

دین ملا فی سبیل اللہ فساد

کیا خوب تصویر کھینچی ہے۔ دیکھ ایک نقطہ قابل غور ہے۔ آخری شعر خصوصیت سے غور طلب ہے۔ چاہئے تھا کہ مولوی صاحب ان اشعار کو بھی پڑھتے اور جاوید نامہ کے اخیر میں مرزا صاحب کے متعلق دو تین شعر ڈھونڈھ نکالنے کی بجائے ان شعروں کو پڑھکر گریبان میں منہ ڈالتے۔ مگر ان کو تو اپنے مطلب سے کام ہے۔ سارے قرآن مجید سے مطلب کی بات نکالنی ہے۔ خواہ پہلے متعدد بار "اقیموا الصلوٰۃ" گذر چکا ہو۔

فرماتے ہیں علامہ موصوف کی سنہ ۱۹۱۲ء کی چھپی شدہ نظم ہے کیا؟ مولوی صاحب کی نظر سے وہ نہیں گذری۔ حضور رحمۃ اللعالمین کے دربار میں فریاد نظم کرتے ہیں۔

در غلامی میں وہ تکبیر کا ابتدی ترنم ... اپنی سرمایہ کو آزردہ رضا کہتے ہیں ان کے ہر کام میں دنیا طلبی کا سودا ہاں مگر وعظ میں دنیا کو برا کہتے ہیں خیر کبھی ہو تو لے چاہیے اچھا کہنا پر غضب ہے کہ پیادوں کو بڑا کہتے ہیں فرقہ بندی کی ہوا تیرے گلستاں میں چلی یہ وہ نادان ہیں اسے باد صبا کہتے ہیں خانہ جنگی کو سمجھتے ہیں یہ بنائے اسلام مرض موت کو آرام کی دوا کہتے ہیں بغض ملک کے پردہ میں عداوت ذاتی دین کی آڑ میں کیا کرتے ہیں کیا کہتے ہیں

انصاف کی جا ہے کہ جن شخصیتوں کا یہ نقشہ کھینچا ہے وہ بھی اپنے اسلام پر نازاں ہیں۔ اور اس قسم کی تنبیہوں کے بعد بھی ابھی تک ان کو ہوش نہیں آتی۔ اور ابھی تک اپنی فرقہ بندی اور خانہ جنگی کو بنائے ایمان سمجھ رہے ہیں۔

کیا مولوی صاحبان کی نظر سے بال جبریل گذری ہے۔ جو علامہ موصوف کی تازہ تر تصنیف ہے۔ اور اس میں مولوی صاحبان نے عنوان "ملا و بہشت" علامہ ممدوح کا ارشاد پڑھا ہے۔ اگر نہ نظر سے گذری ہو تو سن لیجئے۔

میں بھی حاضر تھا وہاں ضبط سخن کر نہ سکا

درگاہ حق سے جو ملا کو ملا حکم بہشت

عرض کی میں نے الٰہی مری تقصیر معاف

خوش نہ آئیں گے اسے حور و شراب و لب کشت

نہیں فردوس مقام جدل و قال اقول

بحث و تکرار اس اللہ کے بندے کی سرشت

ہے بد آموزی اقوام و ملل کام اس کا

اور جنت میں نہ مسجد نہ کلیسا نہ کنشت

اور دوسری جگہ فرمایا ہے:۔

کیا صوفی و ملا کو خبر میرے جنوں کی

ان کا سر دامن بھی ابھی چاک نہیں ہے

بات بھی سچ ہے ملا جو ابھی تک حالانکہ زمانہ نے ترقی و تمدن اور تہذیب کی کئی منزلیں طے کر لیں بسم اللہ کے گنبد میں پڑے ہیں علامہ اقبال کی آزادی خیال دگو آجکل وہ خود ملا بن رہے ہیں) اور کمال عقائد کو کیا جانیں۔ جن کے دین میں داخل ہونے یا خارج کی علامت پائجامہ کا ٹخنوں سے اونچا یا نیچا رکھنا اور نبی کریم صلعم کو عالم الغیب جاننا یا نہ جاننا ہی ہے۔ وہ اسلام جیسے سچے مذہب اور علامہ اقبال جیسے آزاد انسان کو کیا سمجھیں۔

کاش کہ مولوی صاحبان کبھی نیک نیتی سے کام لیتے اور نفس پرستی کو چھوڑ کر تحقیق حق کرتے!

(بقیہ صفحہ ۸)

مان سکتے۔ لیکن افسوس قادیانیوں نے ایسا نہ کیا۔ اور خلیفہ کے حکم کے سامنے اپنے "نبی" کا فتوے ٹھکرا دیا۔ اگر قادیان سے آج یہ اعلان ہو جائے کہ غیر احمدی کا جنازہ جائز ہے۔ جس طرح حضرت مسیح موعود نے لکھا اور کہا ہے تو میں تکفیر و نبوت کی بحث کو ختم کر دونگا۔ اور آپ لوگوں سے بھی منت کرونگا کہ اس بحث کو ختم کریں۔ کیونکہ اس اعلان کے بعد بات بالکل صاف ہو جائیگی

ہماری صلح پسندی

ہم نے لاہور آنے اور انجمن بنانے کے ڈیڑھ ماہ بعد تک لکھ کر کہا کہ ہم کام آپ کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ مسلمانوں کی تکفیر کا مسئلہ ہمیں جماعت کے سامنے کھول کر رکھنے کی اجازت ہو۔ مگر ہماری اس شرط کو اپنی طاقت کے گھمنڈ سے بڑی حقارت سے رد کیا گیا۔ اور یہ اچھا ہوا۔ اس لئے کہ علاوہ عقائد کے صاف کرنے کے

(۱) تم پیر پرستی سے بچے رہے اور دوسرا گروہ اس میں بہت بری طرح گرفتار ہو گیا ہے۔

(۲) ہمارا مقصد اسلام اور قرآن کو پھیلانا ہے اور ان کا مقصد اپنی شوکت کو پھیلانا ہے۔

قادیانی تنظیم و نظام کا مقصد شوکت ذاتی ہے

کہا جاتا ہے کہ قادیانی بڑی جماعت ہے اس کی تنظیم اور نظام بہت اعلےٰ ہے۔ لیکن ان ساری چیزوں کا مقصد اور حاصل کیا ہے؟ محض شوکت ذاتی۔ ذرا غور کرو۔ اتنی بڑی جماعت ہونے کے باوجود اور گیارہ لاکھ روپیہ سالانہ بجٹ رکھنے کے باوجود ان سے اب تک انگریزی قرآن شریف کا ترجمہ نہ ہو سکا۔ بعض اوقات انسان دوسرے کے غیرت دلانے پر بھی کام کر لیتا ہے۔ قادیانی جماعت کو بار بار غیرت دلائی گئی۔ لیکن اس کے باوجود ان سے ایک مغربی زبان میں بھی ترجمہ نہ ہو سکا۔ حالانکہ ہماری جماعت نے بہت چھوٹی ہونے کے باوجود تین مغربی زبانوں میں ترجمہ کر دیا۔

اشاعت دین کیلئے پوری قوت صرف کرو

غرضکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے عقائد نہایت صحیح اور افراط و تفریط سے پاک ہیں۔ جس کام کو ہم کر رہے ہیں وہ بھی نہایت اعلےٰ اور پاک ہے۔ اب ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ ہم اس کام میں اپنی پوری قوت کو صرف کر دیں اور ساری دنیا میں دین اسلام کو پھیلائیں ٭

مراسلات

نامہ نگار اخبار الفضل کی کذب بیانی کی تردید

(از جناب امیر حسین شاہ صاحب سکرٹری انجمن امامیہ اثنا عشریہ راولپنڈی)

آج پرچہ اخبار "الفضل" مجریہ ۱۹ مئی ۳۵ء میں ایک مضمون بعنوان "راولپنڈی میں غیر مبائعین سے مناظرہ" میری نظر سے گزرا جس کو پڑھ کر میری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی۔ معلوم نہیں کہ نامہ نگار مذکور نے حق کو چھپانے کے لئے اس قدر کیوں سعی لاحاصل کی ہے۔ سارے واقعہ کو بیان کرنا میرا مطلب نہیں۔ صرف نامہ نگار صاحب کی چند باتوں کا رد مقصود ہے۔

کیونکہ کل واقعہ کو معرض تحریر میں لانا مضمون کو طویل کرنا ہے نامہ نگار صاحب لکھتے ہیں "شرائط مناظرہ کی رو سے ہر دو فریق کی طرف سے انتظام کے لئے حصول اجازت کی درخواست پولیس میں کی گئی تھی" خدا کی پناہ اس سے بڑھ کر صریح کذب بیانی اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ جو امر شرائط میں داخل ہی نہ ہُوا۔ اس کو از خود شرائط میں داخل کرنا۔ اور پھر یہ لکھنا کہ فریقین کی طرف سے پولیس میں درخواست دی گئی تھی کہاں تک دیانت سے کام لیا گیا ہے اس پر طرفہ یہ کہ درخواست سیکرٹری احمدیہ انجمن راولپنڈی قادیانی کی جانب سے بخدمت جناب صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر راولپنڈی اس مضمون کی دی جاتی ہے کہ وہ ہمارا اور انجمن اشاعت اسلام کا مورخہ ۲۱ مئی ۳۵ء مناظرہ ہونے والا ہے۔ ہر طبقہ کے لوگ آئیں گے۔ اس لئے شرارت کا اندیشہ ہے مناسب انتظام فرمایا جاوے۔" جس کے متعلق میرے علم میں لاہوری جماعت کے فرد واحد کو بھی خبر تک نہ تھی۔ اور اُن کے سیکرٹری صاحب کو بھی علم نہ تھا۔ کیا یہ افترا پردازی نہیں ہے؟ ہاں شرائط مناظرہ میں یہ امر درج تھا کہ فریقین کی طرف سے متفقہ ایک درخواست ڈسٹرکٹ بورڈ میں میدان مناظرہ کے حصول اجازت کے لئے کی جاوے گی۔" پولیس میں درخواست کرنے کا کوئی ذکر تک بھی نہ تھا چنانچہ ڈسٹرکٹ بورڈ میں حسب شرائط درخواست کی گئی اور وہاں سے جواب ملنے سے پیشتر ہی قادیانی جماعت کی طرف سے پولیس میں محولہ بالا درخواست دی جا چکی تھی۔ اب انصاف پسند حضرات غور فرما دیں کہ جو امر شرائط میں داخل ہی نہیں۔ اس کے متعلق کوئی اقدام کرنا کہاں تک درست تھا۔ اور پھر انجمن احمدیہ اشاعت اسلام کی بجائے "انجمن اشاعت اسلام" لکھ کر حکام کو یہ بتانا مقصود نہ تھا؟ کہ عام مسلمانوں اور قادیانیوں کے مابین مناظرہ ہوگا۔ اور پھر شرارت کا خطرہ محسوس کرانا اس بات کی تائید کرتا نہ تھا؟ کہ حکام بالا مناظرہ کو بند کر دیں چنانچہ وہی ہوا جس کی توقع تھی کیونکہ احرار اور قادیانی حضرات کی باہمی آویزش نے نقصان پہنچایا ہے کہ کیا ہوا تھا اور پھر لکھ کر دہ بالا الفاظ لکھنے سے بالکل یقینی ہو گیا کہ شرارت کا خطرہ ہے۔ اس لئے حکام بالا نے از راہ دور اندیشی مناظرہ کو بند کر دیا۔ اب پبلک خود اندازہ لگا لے گی۔ کہ فرار کس نے کیا؟

پھر چند سطور لکھنے کے بعد فرماتے ہیں:-

"لیکن افسوس کہ تاریخ مناظرہ سے ایک روز پہلے ہی پولیس نے اپنے تحریری حکم کے ذریعہ مناظرہ بند کر دیا"۔ اے سبحان اللہ اس کے متعلق صرف اس قدر عرض ہے کہ اگر نامہ نگار صاحب کے پاس وہ تحریری حکم موجود ہو۔ تو بقید تاریخ شائع کرا دیں۔ تاکہ دنیا دیکھ لے۔ کہ آپ کی تحریر میں کہاں تک صداقت ہے۔ اس دن صرف زبانی فہمائش کی گئی تھی۔ تحریری حکم عین مناظرہ کے دن یعنی ۲۱ مئی کی صبح کو دیا گیا تھا۔ هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين۔

پھر لکھتے ہیں۔ کہ بعض غیر احمدیوں نے بتایا ہے کہ غیر مبائعین نے خود پولیس سے مل کر مناظرہ بند کر دیا"۔ جناب بندہ! غیر احمدیوں کو کیوں بدنام کر رہے ہیں۔ کسی پر خواہ مخواہ الزام لگانا دیانت سے بعید ہے کیا غیر احمدی آپ ہر دو فریق سے پیشتر ہی صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس کے بنگلہ کا طواف کر رہے تھے؟ جو لاہوری جماعت کے افراد کو انہوں نے یہ سب سازش کرتے ہوئے دیکھا تھا؟

اگر ایسا ہی ہے تو براہ مہربانی ان غیر احمدی حضرات کے اسماء گرامی شائع فرما دیں۔ تاکہ فیصلہ کی آسان صورت پیدا ہو جائے۔ ورنہ اگر آپ ایسا نہ کر سکیں اور نہیں کر سکیں گے۔ تو کیوں خواہ مخواہ غیر احمدیوں کو بدنام کرتے ہیں۔ سامنے آ کر مردانہ وار اعلان دیں۔ کہ مرسلہ مناظرہ سے ایک روز پیشتر پولیس کی فہمائش کے بعد آپ کے سیکرٹری صاحب نے سب سے پہلے یہ بات پیدا کی کہ لاہوری پارٹی نے پولیس سے سازش کر کے مناظرہ بند کرا دیا ہے" جس کا ثبوت میرے پاس موجود ہے اور وہ یہ کہ جب ۲۰ مئی کی شام کو بندہ اور مرزا اعظم ربانی صاحب سیکرٹری جماعت لاہور راولپنڈی کی قادیانی جماعت کی انجمن میں گئے تھے اور مرزا صاحب موصوف نے کہہ دیا تھا۔ کہ چونکہ بنشائے پولیس یہ ایک مناظرہ بند کیا گیا ہے۔ اس لئے کسی پرائیویٹ مقام پر کل مناظرہ ضرور ہونا چاہیئے۔ تو قادیانی جماعت کی طرف سے یہ جواب دیا گیا تھا۔ کہ چونکہ ہم کو آپ کے متعلق یہ شبہ پیدا ہو گیا ہے۔ کہ آپ کی شرارت کی وجہ سے مناظرہ نہ ہُوا۔ اس لئے جب تک آپ پہلے حلف مؤکد بعذاب نہیں اٹھائیں گے۔ کہ ہمارا یا ہماری جماعت کے کسی فرد کا اس امر میں ہاتھ نہیں تب تک آپ کی اس نئی درخواست مناظرہ پر غور نہیں کیا جا سکتا"

چنانچہ مرزا صاحب مذکور نے ۲۱ مئی کی صبح کو تحریری حلف اٹھا کر کہا۔ کہ اب تو مناظرہ کرنے میں آپ کو کوئی عذر نہیں ہونا چاہیئے جس کے جواب میں آپ کی طرف سے لکھا گیا۔ کہ اب ہمیں آپ پر اعتماد ہے کہ آپ نے کوئی ساز باز نہیں کی۔ لیکن پھر آپ نے وہی بدظنی اخبار میں شائع کر دی۔ فریقین کی خط و کتابت کے شائع ہونے کے بعد دنیا دیکھ لے گی۔ کہ حقیقت کیا ہے۔

میرا تو صرف مدعا اس سے اس قدر ہے کہ آپ کی جماعت قادیان کا ہر متنفس یہ الفاظ کہتا تھا۔ اور کہتا ہے کہ لاہوری پارٹی کی شرارت ہے۔ حالانکہ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ جب وہ قسم بھی اٹھا چکے۔ تو مومن کی یہ شان ہے کہ اپنے بھائی کے متعلق سوء ظنی سے کام لے، یا پھر چھوڑ دے۔ اور اگر وہی رٹ لگانی تھی۔ پھر ان کو قسم اٹھانے کے لئے زور دینے سے آخر فائدہ؟ ہاں غیر احمدی اگر لاہوری جماعت کو ملزم گردانتے ہیں۔ تو صرف یہ آپ کے پروپیگنڈا کا اثر ہے۔ جو کہ اس وقت تک کیا جا رہا ہے۔ میرے ساتھ بھی بعض احباب نے یہ گفتگو شروع کی ہے۔ مگر جب ان کو اصل واقعات سنائے گئے۔ تو وہ خاموش ہو گئے۔

اگر آپ کسی غیر احمدی کو پیش کریں۔ تو یہ آپ کا فرض ہوگا۔ کہ آپ اُس کا نام بھی شائع کریں۔ تاکہ معاملہ کے سمجھنے میں سہولت ہو۔ اور آپ کسی بھی غیر احمدی کو پیش نہیں کر سکیں گے جو علی رؤس الاشہاد یہ شہادت دے سکے کہ اس نے بچشم خود لاہوری پارٹی کے کسی فرد کو ساز باز کرتے ملاحظہ کیا ہے یہ چند سطور صرف احقاق حق اور ابطال الباطل کی غرض سے لکھی گئی ہیں۔ ورنہ میرے نزدیک ہر دو جماعتیں یکساں حیثیت رکھتی ہیں۔ اب نکتہ رس حضرات خود اندازہ لگا لیں گے۔ کہ فرار کس نے کیا اور شرارت کس جماعت کی طرف سے پیدا کی گئی تھی۔

(نوٹ) چونکہ میں شروع سے آخر تک اس معاملہ میں شامل رہا ہوں۔ اس لئے یہ چند سطور اظہاراً للحق لکھ رہا ہوں۔

(بقیہ صفحہ ۴)

یہ سراج نیر انا خدا ہے کشتی سو چپوؤں والی ہے۔ ہر شخص جانتا ہے۔ کہ قرآن شریف کی سو سے کچھ اوپر یا ۱۱۴ سورتیں ہیں۔ قاعدہ یہی ہے کہ سو سے اوپر کی اکائیوں کو چھوڑ دیا جایا کرتا ہے اور خود وید میں شت (صد) کا لفظ عدد معین نہیں۔ بلکہ کم و بیش سو کے لئے استعمال ہو جاتا ہے۔ یہ کشتی کی ایک صفت ہے جو کسی اور کتاب پہ صادق نہیں آسکتی۔ رگوید کے منڈل دس ہیں۔ کل سوکت ۱۰۲۸ ہیں۔ اتھرو وید کے کانڈ ۲۰ ہیں۔ سوکت ۷۵۴۔ یجرو وید کے ادھیائے ۴۰ منتر ۱۹۷۵ یا ۲۰۰۰ ہم اختلاف آرا ہے۔ سام وید کے متعلق کوئی شمار متفقہ نہیں۔ منتروں کی تعداد ۱۸۰۰ سے لیکر ۶۰۰۰ منتر باختلاف آرا ہے۔ پس ۱۰۰ چپوؤں والی کشتی جو نجات دلانے والی ہے۔ وہ قرآن شریف ہے۔ ان کے پار اور ورات کے پار سے جانے کا مطلب بدی سے بچانا اور نیکی کی راہ پہ لے جانا ہے اور یہ دونوں قسم کی آیات قرآن شریف میں ہی نہایت وضاحت سے مذکور ہیں اور پھر کشتیاں بھی آریہ نہیں بلکہ ... ہے۔ جو حسب تشریح سوامی دیانند آریہ ورت کے مغربی ملک کے رہنے والے کا نام ہے +

(بقیہ صفحہ ۱۲)

کا ہم خیال اس نے جب ان کو شافی جواب مل جاتا۔ تو وہ اس جواب کی زد سے بچنے کے لئے کبھی مولویوں کا ہم عقیدہ بن جاتا۔ اور کبھی قادیانیوں کا۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے ان کو نہایت لطیف پیرایہ میں سمجھا دیا۔ اخیر انہوں نے دفتر انجمن میں آکر تبادلہ خیالات کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ خاکسار نے مولوی کفایت اللہ صاحب کے فتنہ کفر کی نوعیت کو بھی پورے طور پر ظاہر کیا۔ اور بتلایا کہ یہ مولوی لوگ باین دستار فضیلت کس قدر غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔ (عبدالحق مناظر اسلام دہلی)

وزیرآباد

وزیرآباد میں یوم مسیح موعود کے سلسلہ مقامی ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ تمام شہر میں وفد کی صورت میں لٹریچر تقسیم کیا جائے۔ اور فرداً فرداً لوگوں میں تبلیغ کی جائے۔ ۲۶ مئی کو ایک وفد کی صورت میں شہر میں مندرجہ ذیل ہینڈ بل اور ٹریکٹ وغیرہ تقسیم کئے گئے۔ اور لوگوں کو تبلیغ کی گئی۔

(۱) حضرت مسیح موعود کا جذبہ محبت حضرت رسول کریمؐ کے لئے
(۲) حقیقت اسلام
(۳) حضرت مسیح موعود کی تعلیم بحوالہ کشتی نوح۔
(۴) کیا حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا؟
(۵) ہمارے عقاید۔
(۶) تبدیلی عقیدہ جماعت قادیان۔
(۷) حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسیٰؑ کے متعلق ہمارا اعتقاد
(۸) کیا حضرت مرزا صاحب نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر اور حرامزادے قرار دیا ہے؟
(۹) عالمگیر مذہبی انقلاب
(۱۰) مغرب میں تبلیغ اسلام یا اسلام کا دورِ جدید۔
(۱۱) قادیان کے سرکردہ لوگوں سے اپیل۔
(۱۲) قادیانی دجل۔
(۱۳) اکابر قادیان کے دو عذر
(۱۴) اختلافات میں فیصلہ کی کھلی راہ

علاوہ ازیں انگریزی لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ اس عام لٹریچر کا لوگوں پر بہت اچھا اثر ہوا۔　　ایس عبیداللہ سیکرٹری
ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن وزیرآباد

علی پور ضلع مظفر گڈھ

۲۶ مئی کو علی پور ضلع مظفر گڈھ میں اہتمام سے یوم مسیح موعود منایا گیا۔ شام کے ۸ بجے بصدارت قاضی شیر محمد صاحب احمدی امام مسجد جامع احمدیہ ایک شاندار جلسہ منعقد ہوا جس میں احباب جماعت کے علاوہ غیراز جماعت معززین نے بھی شرکت فرمائی۔ جن میں سے سردار رسول بخش صاحب ذیلدار و میونسپل کمشنر اثنا عشریہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ نے اپنی جماعت سمیت شمولیت فرمائی۔ قاضی محمد شیر صاحب و میاں گل محمد صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ نے دو رنگین سے نہایت خوش الحانی سے نظمیں پڑھیں۔ اس کے بعد قاضی شیر محمد صاحب نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے دینی کارناموں اتباع سنت عشق قرآن پر مدلل تبصرہ کیا۔ انکی تقریر کا سلسلہ دیر تک جاری رہا اور نہایت اچھا اثر ہوا۔ بعد ازاں مولوی محمد حسین صاحب حنفی واعظ نے اتحاد بین المسلمین پر تقریر فرمائی۔ اس کے بعد مولوی عبداللہ صاحب احمدی سابق اہل حدیث کی تقریر اتباع رسول پر ہوئی۔ جو نہایت شوق سے سنی گئی۔ جناب مولوی محمد حسین صاحب حنفی۔ مولوی محمد عبداللہ صاحب قاضی محمد شیر صاحب۔ مسٹر گل محمد صاحب سیکرٹری۔ میاں گل محمد صاحب گورمانگ نے انجمن۔ غلام محمد صاحب جمری نے جلسہ کو کامیاب بنانے کی ہر ممکن کوشش کی اس لئے وہ ہمارے دلی شکریہ کے مستحق ہیں۔ (قاضی شیر محمد از علی پور)

خبریں

ہندوستان

— شملہ ۳۱ر مئی۔ آج صبح پونے تین بجے کوئٹہ میں شدید زلزلہ آیا جس نے ٹیلیفون اور ٹیلیگراف کی لائنوں کو تباہ کر دیا۔ اس لئے خبروں کے موصول ہونے میں سخت دقت پیش آ رہی ہے۔ گفت و شنید وائرلیس کے ذریعے ہو رہی ہے اس لئے تا حال کافی اطلاعات نہیں مل سکیں۔

— کوئٹہ شہر کے کثیر حصہ کو کافی نقصان پہنچا ہے۔ ہلاک شدگان کی تعداد کا اندازہ کئی ہزار تک کیا جاتا ہے۔ موضع مستونگ جو کوئٹہ سے چار میل کے فاصلہ پر ہے بالکل تباہ و برباد ہو گیا ہے۔ اس جگہ اور دوسرے گرد و نواح میں آبادی کا ⅔ حصہ ہلاک ہو گیا ہے۔

— شملہ ۳۱ر مئی۔ کوئٹہ کی مزید اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ فوج کے ارباب حل و عقد امداد کے لئے انتظام کر رہے ہیں حکومت پنجاب بھی امداد کے لئے ضروری انتظامات میں منہمک ہے۔ وائسرائے اور ان کا سٹاف امداد کے لئے فوری انتظامات کی کوشش کر رہے ہیں۔

— ایک مصدقہ اطلاع سے پایا جاتا ہے کہ کوئٹہ میں محکمہ پرواز کے ۴۴ افسر ہلاک ہو گئے۔ ریلوے اور ٹیلیگراف کے افسر محفوظ ہیں۔ لیکن سٹاف کے بہت سے آدمی مر گئے ہیں۔ ریلوے لائن کو کچھ زیادہ نقصان نہیں پہنچا۔ محکمہ پولیس کے بہت سے آدمی زلزلہ میں ہلاک ہو گئے ہیں۔ سول لائن اور شہر ایک بہت بڑا کھنڈر معلوم ہو رہا ہے لیکن چھاؤنی کو کچھ زیادہ نقصان نہیں پہنچا ہے۔

— کراچی ۳۱ر مئی۔ آج بعد دوپہر ایک امدادی ٹرین جس میں ایک سول ڈاکٹر ایک درجن نرسیں اور ایک درجن اردلی تھے کوئٹہ روانہ ہو گئے ہیں یہ لوگ طبی سامان کے علاوہ سامان خورد و نوش بھی کافی مقدار میں ساتھ لے گئے ہیں۔

— شملہ ۳۱ر مئی۔ ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ مصیبت زدگان کو فوجی وفائر بریگیڈ امداد دے رہے ہیں بہت سے افسروں کے بنگلے تباہ اور بہت سے ہلاک ہو گئے ہیں۔ اس زلزلہ نے جنوبی افغانستان میں کوئٹہ سے ڈیڑھ سو میل کے فاصلے پر بھی بہت برا اثر کیا ہے۔

— ایک مصدقہ اطلاع مظہر ہے کہ قلات کو بھی زلزلہ سے کافی نقصان پہنچا ہے۔

— مولانا شاہ سلیمان پھلواروی کا ۳۱ر مئی کو پھلواری میں انتقال ہو گیا۔ انا للہ۔

— حادثہ کراچی کی غیر سرکاری تحقیقاتی کمیٹی کے رکن کی حیثیت سے مولانا شوکت علی کراچی جانے والے ہیں۔ لیکن عام خیال ہے کہ حکومت مولانا کو کراچی میں داخل نہیں ہونے دیگی۔

— ۳۰ر مئی کو گاندھی جی نے خان عبد الغفار خان سے سابرمتی جیل میں ملاقات کی۔

— لاہور ۳۱ر مئی۔ کل سب کمیٹیوں کے انتخاب کے لئے میونسپل کمیٹی کا طویل و ہنگامہ خیز اجلاس منعقد ہوا جس میں پروگریسو پارٹی کو کامیابی ہوئی۔ اس پارٹی کی وجہ سے مسلم اکثریت اقلیت میں تبدیل ہو گئی اور غیر مسلموں کو اپنے ارادے میں کامیابی نصیب ہو گئی۔

— سر سکندر حیات خان صاحب جو گورنر ریزرو بنک آف انڈیا نے ایک ملاقات میں کہا کہ میرا اپنے وجود شہر سے دستبردار ہونے کا کوئی ارادہ نہیں سر فضل حسین پنجاب کے حقیقی رہنما ہیں آپ نے اس میکا اثاثہ کیا کہ وہ بہت جلد اتنی قوت اور اقتدار حاصل کر لینگے جس کے ذریعہ نئے دستور اساسی کے تحت مسلمانوں کی رہنمائی کر سکیں۔

ممالک خارجہ

— لندن ۳۱ر مئی۔ افواہ تھی کہ نئے دستور اساسی کے رائج ہونے کے وقت سر تیج بہادر سپرو ہندوستان کے سب سے پہلے وزیر اعظم ہونگے سر موصوف نے ایک اخباری ملاقات میں اس افواہ کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ وہ نئے انتخابات اسمبلی کی رکنیت کے لئے امیدوار ہی کھڑا ہونا نہیں چاہتے اور نہ نامزد ہونا منظور کریں گے۔

— اٹلی اور ابی سینیا کے درمیان سمجھوتہ ہو گیا ہے قرار پایا ہے کہ ان دونوں ملکوں کے درمیان ۱۹۲۸ء میں جو معاہدہ ہوا تھا۔ اس کی دفعہ ۵ کی از سر نو توثیق کر دی جائے اس دفعہ کا منشا یہ ہے کہ اگر اٹلی اور ابی سینیا کے درمیان کوئی نزاع پیدا ہو جائے جو سیاسی گفت و شنید سے فیصل نہ ہو سکے تو دونوں حکومتوں کو حق حاصل ہوگا کہ ایک دوسری کے خلاف لشکر کشی کرنے کے بجائے ثالثی کے ذریعے اپنے نزاع کا فیصلہ کریں۔

— پیرس ۳۱ر مئی۔ اس افواہ کی تردید ہو گئی ہے کہ وزیر اعظم فرانس مستعفی ہو جائیں گے۔ بلکہ انہوں نے ارادہ کیا ہے کہ مخالف پارٹی کا شدید مقابلہ کریں گے۔

— حکومت فجی نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ بلدیات کے انتخاب کی بجائے ارکان کو نامزد کیا جائے

— لندن ۳۱ر مئی۔ مسٹر بٹلر نائب وزیر ہند نے لندن میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ حکومت کی خواہش ہے کہ انگلستان اور ہندوستان کے درمیان کوئی ایسا راستہ تجویز کیا جائے جو دونوں میں طے ہو سکے۔

— گذشتہ ہفتہ مسٹر ڈی ویلرا نے آئرلینڈ کی پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ حکومت آئرلینڈ کا منشا ہے کہ موجودہ مالی سال کے اندر اندر گورنر جنرل کے دفتر کو منسوخ قرار دیدے۔

— شنگھائی ۲۹ر مئی۔ تینسن دھا پان میں کشمکش کا آغاز ہو گیا۔ ٹرکیمان اور شیفو میں جاپانیوں نے اپنا تسلط قائم کر لیا ہے چین کے بے قاعدہ فوجی دستوں نے شیفو میں جاپانیوں کی مزاحمت کی لیکن جیول سے جاپانیوں کو کمک پہنچ گئی اور دونوں افواج میں تصادم کے نتیجہ کے طور پر طرفین کے ڈیڑھ سو افراد ہلاک ہو گئے۔

— حکومت ہنگری نے مطالبہ کیا ہے کہ ہنگری کے اسلحہ کو یوگوسلاویہ وغیرہ کے اسلحہ کے برابر کر دینا چاہیئے۔

— لندن کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ۷ر جون کو برطانیہ کی نئی وزارت قائم ہو جائے گی۔ مسٹر میکڈانلڈ وزیر اعظم کے عہدہ سے سبکدوش ہو جائیں گے اور اپنی کرسی مسٹر بالڈون کے لئے خالی کر دیں گے۔

— مسٹر بالڈون کو ملک معظم بکنگھم محل میں طلب کریں گے اور مسٹر بالڈون ملک معظم کے مشورے کے بعد نئے وزراء کا اعلان کر دینگے لیکن قیاس کیا جاتا ہے کہ وزارت کی موجودہ شکل و صورت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوگی۔

— انگلستان میں اس وقت تیس ہزار عورتیں ہوا بازی سیکھ رہی ہیں

— جاپانی سفارت متعینہ پیکن کے ملٹری افسر نے حکومت چین کو متنبہ کیا ہے کہ چین میں جو جاپان اور مانچوکو کے خلاف حرکات کا سد باب نہ کیا گیا۔ تو اس صورت میں جاپانی افواج مجبور ہو کر دیوار چین کو عبور کرینگی اور شمالی چین پر حملہ کر دیا جائے گا۔

— پیکنگ و چیرم؟ کے سپرنٹنڈنٹ تعلیم نے ہدایت کیا ہے کہ مڈل سکولوں میں لڑکوں اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم کا خاتمہ کر دیا جائے۔

عالم اسلام

— استنبول ۲۰ر مئی۔ ترک خواتین کی جو کانفرنس سابق سلاطین عثمانیہ کے قصر یلدیز میں منعقد ہوئی تھی اس میں ایک قرارداد کے ذریعہ خواتین کیلئے حقوق شہریت اور مساوات کا مطالبہ کیا گیا اور جو آزادی غازی مصطفیٰ کمال پاشا کے عہد میں عورتوں کو نصیب ہوئی ہے اس کا شکریہ ادا کیا گیا۔ اس کانفرنس میں تیس ممالک کی تین سو عورتوں نے نمائندگی کی

— الجزائر میں فرانسیسی حکومت عربوں پر شدید مظالم کر رہی ہے گرفتاریاں دھڑا دھڑ ہو رہی ہیں۔ سب سے زیادہ تشدد مراکو اور ٹیونس میں ہو رہا ہے۔ وہاں عربوں کے لئے عربی زبان سیکھنا۔ مذہبی مدارس میں تعلیم دینا اور احکام شرعیہ کے ماتحت فیصلے کرنا بھی ممنوع قرار دے رکھا ہے۔ مسلمان بچوں کو زبردستی رومن کیتھولک مدارس میں تعلیم کے لئے بھیجا جاتا ہے اور وہاں ان کو عیسائیت کی تعلیم دی جاتی ہے۔

— امام یمن نے ایک ترک امیر احمد ثریا بک سابق کمانڈر انچیف ترکی کو یمنی افواج کا کمانڈر انچیف مقرر کیا ہے۔

— حکومت افغانستان قندھار میں ایک شاندار پاور ہاؤس تعمیر کر رہی ہے۔ جو چند ماہ میں مکمل ہو جائیگا۔

— تازہ عربی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ ایران کے مشہور مقام شہر جام میں جہاں کہ اہل سنت والجماعت کی آبادی زیادہ ہے شاہ ایران نے ایک دینی درسگاہ قائم کی ہے جس میں فقہ امام اعظم رح کی تعلیم دی جائیگی۔ شاہ ممدوح نے اس کا افتتاح خود فرمایا۔ اور تقریب افتتاح پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ میرا دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ جب میں اپنی رعایا کے مختلف فرقوں کو اتحاد کی لڑی میں خوبصورت موتیوں کی طرح منسلک دیکھتا ہوں۔

— توفیق رشدی وزیر خارجہ ترکی نے ایک اخباری ملاقات میں کہا کہ ہمارا مطالبہ ہے کہ ہمیں آبناؤں پر قلعہ بندی کا حق دیا جائے جب جرمنی نے معاہدہ ورسیلز کے پرخچے اڑا دیئے ہیں تو کوئی وجہ نہیں ترک معاہدہ لوازن کا خاتمہ نہ کر دیں مجلس اقوام میں جب یہ مسئلہ پیش کیا گیا۔ تو اکثریت نے ہماری تائید کی۔ نیز آپ نے فرمایا۔ کہ روس سے ہمارے تعلقات نہایت خوشگوار ہیں۔

— گذشتہ دنوں جنوبی عراق میں جو بدامنی پھیلی تھی اس پر اچھی طرح قابو پا لیا گیا ہے۔ ریلوے لائنوں کی مرمت ہو چکی ہے۔ تار اور ٹیلیفون کا سلسلہ بھی دوبارہ قائم کر دیا گیا ہے۔ باغی شیوخ نے پیغامات مطابعت بھیجدیئے ہیں شیخ خادان کو جسے بغاوت کا سرغنہ بتایا جاتا ہے سزائے موت کا حکم دیا گیا ہے۔

— افواہ ہے کہ امیر ابن سعود ولی عہد حجاز عنقریب انگلستان جانے والے ہیں۔

— عربی اخبارات رقمطراز ہیں کہ گذشتہ دنوں حجاز میں پانچ انگریز جو بدوؤں کے بھیس میں سفر کر رہے تھے ہلاک کر دیئے گئے کہا جاتا ہے کہ ان کو جاسوسی کے شبہ میں قتل کیا گیا ہے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حکومت انگریزی نے سلطان ابن سعود سے واقعات کی تفتیش کا مطالبہ کیا ہے اور انگریزوں کے محکمہ جاسوسی کے افسر اعلے مسٹر باکن تحقیقات کیلئے عدن سے روانہ ہو چکے ہیں۔

— دمشق کے اخبارات اس افواہ کو بڑی اہمیت دے رہے ہیں کہ فرانس اور سلطان ابن سعود میں ایک معاہدہ طے ہو رہا ہے جس کی رو سے شام کی جمہوریت بادشاہت میں تبدیل ہو جائیگی اور امیر فیصل ولیعہد حجاز کو وہاں کا والی بنا دیا جائیگا۔

تارکا پتہ مسلمان کا لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جلد ۲۳ | لاہور۔ یوم جمعہ مطبوعہ ۵ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ مطابق ۷ جون ۱۹۳۵ء | نمبر ۳۷

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیم کی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں ہے نہ ہو گی
(۴) سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں
(۵) سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۶) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

مصیبت زدگان بلوچستان کی امداد

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک ضروری خط

احمدیہ بلڈنگز۔ لاہور
مورخہ ۵ رجون ۱۹۳۵ء

برادران مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک تحریک بذریعہ اخبار کوئٹہ کے زلزلہ کے مصیبت زدگان کی امداد کے لئے آپ کی خدمت میں بھیجی جا چکی ہے۔ اس مصیبت کا مختصر نقشہ یہ ہے کہ ایک وسیع علاقے میں بڑے بڑے شہر اور دیہات آج مٹی کے ڈھیر ہیں۔ جن کے نیچے ان کے مکینوں کی لاشیں معہ اپنے مال بچوں اور کمائی کے سڑ رہی ہیں۔ اور ان کو باہر نکالنے کی طاقت حکومت کے وسیع ذرائع سے بھی باہر ہے خود کوئٹہ کی چالیس پچاس ہزار آبادی میں سے تیس ہزار ہمیشہ کے لئے سو گئے۔ باقی دس ہزار میں سے چھ سات ہزار ہسپتالوں میں پڑے کراہ رہے ہیں۔ اور تین چار ہزار جو بچ گئے ہیں۔ وہ نان شبینہ کے محتاج ہو رہے ہیں۔ جو اس بافتہ بھی ہو رہے ہیں۔ اس وقت انسانی ہمدردی کا فرض سب چیزوں پر مقدم ہے۔ کون جانتا ہے۔ کل کو کس علاقہ کی باری اس طرح آنے والی ہے۔

ہماری انجمن نے ایک ڈاکٹر اور ایک مددگار تو پہلے ہی دن کوئٹہ بھیج دیا تھا۔ اب کچھ مریضوں کو علاج کے لئے بھی لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ کوئٹہ شہر میں ابھی تک پچیس ہزار لاش مٹی کے نیچے دبی پڑی ہے۔ اور چونکہ اس قدر متعفن ہے کہ سارا شہر خالی کیا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ حکومت نے مریضوں کو بھی باہر بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ایک ہزار مریض صرف لاہور میں آ رہے ہیں۔ پانچ سو کا انتظام سرکاری ہسپتالوں میں ہوگا۔ اور باقی پانچسو کو مختلف ادارے لے رہے ہیں۔ ان میں سے پچیس مریض سرست ہماری انجمن نے اپنے ذمے لئے ہیں۔ جن کے خرچ کا اندازہ قریباً ایک ہزار روپیہ ہوگا۔ مگر مریضوں کے علاوہ اور بھی مصیبت زدہ لوگوں کی امداد میں حصہ لینا ضروری ہوگا۔ جماعت میں خدا کے فضل سے وہ ذی ثروت احباب بھی ہیں۔ جو اگر چاہیں۔ تو اپنے خداداد مال میں سے ایک ہزار روپیہ بھی دیدیں تو ان کے لئے بڑی بات نہیں۔ چار پانچ ہزار روپے کی رقم کا فوراً جمع ہو جانا ضروری ہے۔ مالدار صاحبان سے بالخصوص التماس ہے کہ ان کے مالوں میں آج ان مصیبت زدوں کا حق ہے۔ وہ بڑی بڑی رقوم سے اپنے غریب بھائیوں کی حوصلہ افزائی کریں۔ اور غریب بھائیوں سے درخواست ہے کہ وہ بھی خدا کی رضا کے لئے اس مصیبت عظمیٰ میں اپنے اموال کا کچھ حصہ قربان کریں گو خود انہیں تکلیف اٹھانی پڑے اور اپنے اخراجات کا کچھ حصہ کم کرنا پڑے۔ بالآخر سب بھائیوں سے یہ درخواست ہے کہ یہ ایک نئی مصیبت کا مقابلہ ہے اس کے لئے نئی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ اس سے ان کے ماہوار چندوں اور دیگر ضروریات قومی کے چندوں پر کوئی اثر نہ پڑے۔

خاکسار (محمد علی)

نوٹ:۔ مندرجہ بالا ضروری خط حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے احباب کو بھیجا گیا ہے۔ بغرض اطلاع اخبار میں بھی درج کیا جاتا ہے۔ (مدیر)

ملک معظم کی سالگرہ پر خطابات

ملک معظم کی سالگرہ پر خطابات کی جو فہرست شائع ہوئی ہے اس میں سے مندرجہ ذیل حضرات کے اسمائے گرامی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ اس عزت افزائی پر ہم ان سب کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں

نائٹ ہڈ

آنریبل چودھری ظفر اللہ خان صاحب رکن مجلس انتظامیہ وائسرائے ہند
آنریبل مسٹر جسٹس ایڈیسن آئی سی ایس جج پنجاب ہائیکورٹ
مسٹر اے۔ ایچ غزنوی شیرف آف کلکتہ۔
ڈاکٹر شفاعت احمد خان صاحب پروفیسر تاریخ الہ آباد یونیورسٹی
سید رضا علی صاحب ایجنٹ گورنمنٹ ہند جنوبی افریقہ

جی۔ بی۔ ای

سر ابراہیم رحمت اللہ صاحب سابق صدر اسمبلی

نواب ذاتی

آنریبل چودھری محمد الدین صاحب ریونیو ممبر جے پور

سی۔ جی۔ ای

سید مراتب علی صاحب آنریری کنسٹرکٹر پنجاب

او۔ بی۔ ای

میر جمیل احمد صاحب وزیر محاصل و مالیات ریاست مالیرکوٹلہ

ایم۔ بی۔ ای

مولوی فتح دین صاحب ڈپٹی ڈائرکٹر محکمہ زراعت پنجاب

خان بہادر

میاں محمد صادق صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس دہلی
لفٹنٹ کرنل مقبول حسن قریشی صاحب وزیر انصاف
قانون بہاولپور۔
سید نجم الدین جعفری صاحب قائم مقام ڈائرکٹر انفرمیشن بیورو حکومت ہند۔
خلیفہ محمد اسد اللہ صاحب لائبریرین امپیریل لائبریری

شذرات

مولانا عبدالماجد صاحب دریاآبادی مدیر "سچ" لکھنؤ کے اسم گرامی سے قارئین "پیغام صلح" بخوبی واقف ہیں۔ "سچ" کو بند ہوئے کافی عرصہ ہوچکا ہے۔ اب مولانا موصوف نے "صدق" کے نام سے ایک نیا اخبار جاری کیا ہے۔ جو "سچ" ہی کی خصوصیات کا حامل ہے اس کے یکم جون کے پرچہ میں مولانا محمد علی مرحوم ایڈیٹر کامریڈ کی ایک غیر مطبوعہ انگریزی کتاب

"Islam The Kingdame of God"

"اسلام یا حکومت الٰہی" کے نامتمام مسودہ کا تذکرہ اور اقتباسات شائع ہوئے ہیں۔ جن میں تبلیغی لحاظ سے بعض باتیں قابل غور ہیں۔

مولانا مرحوم یورپ میں تبلیغ اسلام کی ضرورت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

"اس کے یہ معنی نہیں کہ تبلیغ کی ضرورت ہندوستان اور خود مسلمانوں کے اندر نہیں ہے۔ یقیناً یہاں بھی بہت ضرورت ہے اور خیرات کی طرح تبلیغ کو بھی اپنوں سے شروع کرنا چاہیئے۔ لیکن دوسری طرف اس حقیقت سے کیسے چشم پوشی کرلی جائے کہ بڑوں کا بگڑنا بہت ہی بڑی برائی ہے اور ایشیا و افریقہ کے مقابلہ میں اس وقت یورپ و امریکہ کی بڑائی سے کس کو انکار ہو سکتا ہے۔ اپنی ساری ترقیوں کے ساتھ کاش یورپ و امریکہ اگر اپنے اندر وہ شے پیدا کرلیں جس کے بغیر کوئی ترقی حقیقی ترقی کبھی ہی نہیں جاسکتی یعنی جذبہ دینداری تو یہ تو وہ کچھ کرسکتے ہیں۔ جو ایشیا و افریقہ ابھی مدتوں تک کرسکنے کا دم نہیں رکھتے۔

اس کے بعد ایک جگہ مرحوم لکھتے ہیں کہ:۔

"اگر مغرب کسی طرح ہمارے مذہب کا مطالعہ کرنے اور اس کے کچھ لینے پر آمادہ ہوجاتا تو میں نے خیال کیا۔ کہ رنگ اور نسل کے پیدا کئے ہوئے سارے جھگڑوں کا خاتمہ ہوجائے۔ اور مغرب و مشرق دونوں بڑے نفع میں رہیں"

جماعت احمدیہ پر یہ اعتراض کرنے والے بھی موجود ہیں کہ وہ ہندوستان و ایشیا کو چھوڑ کر خواہ مخواہ یورپ و امریکہ میں تبلیغی مشن قائم کررہی ہے اس کو اپنے گھر کی کچھ فکر نہیں۔ شاید عام لوگوں کے پیچھے پڑی ہوئی ہے یہ اعتراض سراسر لاعلمی اور کم فہمی پر مبنی ہے۔ اس وقت تقریباً ساری دنیا مغربی سیاست اور تہذیب اور علوم کے زیر اثر ہے اگر یورپ اسلام کا حلقہ بگوش ہوجائے یا اس کا کافی طور پر اثر قبول کرے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ساری دنیا اسلام کے زیر اثر آجائے گی یہ اتنی بڑی اور واضح حقیقت ہے کہ آج ہر غور و فکر کرنے والے شخص کو نظر آسکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے یورپ میں تبلیغ اسلام کی ضرورت پر خاص طور پر زور دیا اور اس عظیم الشان کام کی داغ بیل ڈالی۔ جماعت احمدیہ لاہور جو حضور کی صحیح جانشین ہے آپ کے نقش قدم پر چل رہی ہے اس نے یورپ کے متعدد ممالک میں تبلیغی مشن قائم کئے مسجدیں بنائیں قرآن کریم کا تین مغربی زبانوں میں ترجمہ کیا . . . . اور بہت سا اسلامی لٹریچر مختلف مغربی زبانوں میں پھیلایا اور متواتر اس کام میں مصروف ہے

مولانا محمد علی مرحوم ایڈیٹر کامریڈ اپنی غیر معمولی قابلیت اور جوش کے لحاظ سے ہندوستانی مسلمانوں میں ایک خاص اہمیت رکھتے تھے جس کا اعتراف ان کے اشد ترین مخالفین کو بھی ہے ان کے مندرجہ بالا الفاظ کو پڑھ کر ہمارے معترضین کو اپنی غلطی اور بے مغزی کا ضرور احساس ہوجانا چاہیئے۔ مگر اس کے علاوہ یہ بھی ایک بات قابل غور ہے مرحوم نے علیگڈھ اور ولایت میں تعلیم پائی تھی انگریزی قوم اور مغربی تہذیب و سیاست کے نبض شناس تھے۔ یورپ کو بخوبی جانتے اور سمجھتے تھے انگریزی زبان کے ماہر اور اعلے درجے کے انشا پرداز تھے مغربی ممالک کے کئی سفر کئے تھے انہوں نے یورپ و امریکہ میں تبلیغ اسلام کی ضرورت و اہمیت کا اظہار اس زمانہ میں کیا اور بالکل صحیح کیا۔ لیکن اس حقیقت سے کوئی باخبر و انصاف پسند انسان کیسے انکار کرسکتا ہے کہ اس بات کا اظہار مولانا محمد علی مرحوم سے بہت پہلے، بہت زیادہ قوت ایمانی کے ساتھ ایک ایسے شخص نے کیا تھا۔ جو انگریزی زبان اور مغربی تہذیب و سیاست سے یکسر ناواقف تھا۔ ہندوستان کیا پنجاب سے بھی غالباً کبھی باہر نہیں گیا تھا۔ نہ صرف اظہار کیا۔ بلکہ عملی کام کی بنیاد رکھدی۔ آج اس بنیاد پر اس کے خادموں نے ایک عظیم الشان عمارت کھڑی کردی ہے۔ کیا یہ جرأت و بصیرت اللہ کے ماموروں کے سوا اور بھی کسی کا حصہ ہے؟ لیکن افسوس صد افسوس یورپ میں اسلام کے اس عظیم الشان داعی کو مسلمان عوام نہیں۔ بڑے بڑے علماء حتیٰ کہ جمعیتہ علماء ہند کے صدر و مفتی اعظم کافر کہہ رہے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مشہور انگریز جاسوس کرنل لارنس اور اس کے کارناموں سے کون اخبار بین شخص ناواقف ہے؟ اول درجہ کا شاطر، جہاندیدہ، جانباز جنگ عظیم کے دوران میں تن تنہا عرب پہنچا اور اپنی شاطرانہ کوششوں سے عربوں کو ترکوں کے خلاف صف آرا کردیا۔ اپنے مقصد کی خاطر کبھی کسی خطر کی پروا نہ کی۔ چند ہفتے ہوئے اپنے وطن سرزمین تہذیب و تمدن انگلستان میں ہی موٹر سائیکل پر سوار جارہا تھا کہ وہ ایک بچے کی معمولی سائیکل سے ٹکرا گئی۔ سر میں شدید ضرب آئی۔ کھوپڑی کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ ڈاکٹروں کی انتہائی کوشش کے باوجود کئی روز کی بیہوشی کے بعد انتہائی بےبسی کی حالت میں اس دنیا سے رخصت ہوگیا۔

مسیح الملک مرحوم کے ہمشیرزادے حکیم غلام کبریا خاں عرف چھوٹے میاں سے کون پڑھا لکھا ناواقف ہے؟ خاندانی طبیب، طب یونانی ان کے گھر کی لونڈی۔ بڑے بڑے والیان ریاست اور امراء ان کے نیازمند دہلی کے رئیس اعظم۔ نہایت مضبوط کسرتی جسم، اعلے وجیہ کے خوش مذاق و خوش لباس۔ ہندوستان کے ہر حصے کے مایوس مریض ان کے مطب میں پہنچتے۔ ہزاروں جاں بلب آئے اور اچھے ہوکر گئے اپنی مختصر زندگی میں سینکڑوں ایسے مریضوں کے علاج کئے۔ کہ بڑے بڑے مغرور حکیم اور ڈاکٹر انگشت بدنداں رہ گئے چند روز کا ذکر ہے کہ اپنے مطب میں بیٹھے مریضوں کو دیکھ رہے تھے کہ دورہ قلب کا دورہ پڑا اور آدھ گھنٹہ میں ہندوستان کا یہ مایہ ناز طبیب ختم ہوگیا اناللہ دیکھتے ہی دیکھتے ساری دہلی ماتم کدہ بن گئی۔

---

۳۱ مئی کی شب کو کوئٹہ میں زلزلے نے جو قیامت برپا کی، اس کی دردانگیز سرگذشت تو آپ پڑھ ہی چکے ہیں اور پڑھ رہے ہیں۔ ہزاروں خاندان رات کو ہنسی خوشی ایسے سوئے۔ کہ اب فردا قیامت تک سوتے ہی رہیں گے۔ رات کو جو لکھ پتی امیر کبیر اور صاحب اہل وعیال تھے۔ صبح کو مفلس و قلاش و تنہا رہ گئے۔ چند لمحے کے اندر اندر کوئٹہ جیسا خوش سواد شہر کھنڈر اور چالیس ہزار انسانوں کا مدفن بن گیا۔ تھوڑے بہت جو زندہ بچے ان کی اکثریت زخمی ہوگئی۔ باقی چند اپنی بدقسمتی اور خانہ ویرانی کا ماتم کرتے ہوئے آوارہ و سرگرداں پھر رہے ہیں۔ کوئٹہ سے لاہور اسٹیشن پر زخمیوں اور خانہ ویرانوں سے بھری ہوئی ٹرینیں جس وقت پہنچتی ہیں۔ وہ نظارہ اس قدر دردناک ہوتا ہے۔ کہ سنگدل سے سنگدل انسان کے آنسو بھی بے اختیار نکل پڑتے ہیں۔

اوپر جو کچھ عرض کیا گیا ہے۔ اس سے اچھی طرح واضح ہوگیا ہوگا کہ انسان کی ہستی کس قدر ناقابل اعتبار اور مجبور و بےبس ہے۔ موت کا بے رحم فرشتہ امیر و غریب، جاہل و عالم، نوجوان و بوڑھے، مرد، عورت تندرست و مریض کسی کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کرتا۔ جب مقررہ وقت آن پہنچتا ہے۔ تمام ساز و سامان بیکار ہوجاتے ہیں۔ طبیبوں کی حذاقت جراحوں کی مہارت فن، امیروں کی امارت، حکومتوں کے ذرائع، سائنس کی ترقیاں، غرضیکہ کوئی چیز بھی انسان کو موت کے چنگل سے چھڑا نہیں سکتی، بڑے سے بڑا بادشاہ اور امیر الامراء بعض اوقات اس بے سروسامانی اور بےکسی کے ساتھ مرجاتا ہے کہ ایک بھوکا گداگر بھی اس کی بدنصیبی پر افسوس کرتا رہ جاتا ہے۔ جو پیدا ہوا ہے اس کے لئے ایک نہ ایک دن مرنا لازمی ہے۔ ہم سب نے اس دنیا کو چھوڑنا ہے وہ وقت کب آئیگا؟ یہ کسی کو معلوم نہیں۔ البتہ اتنا ضرور جانتے ہیں کہ موت کا پیغام ہر انسان کو ہر وقت آسکتا ہے۔ مبارک ہیں وہ جو اس کے لئے تیاری کرتے ہیں۔ اور اپنے ہر قول و فعل میں اس بات کو مدنظر رکھتے ہیں کہ ہم خدا کے حضور سرخرو جائیں۔

روشن خیال و مغرب زدہ اصحاب ہمیں اس صاف بیانی کے لئے معاف فرمائیں کہ تہذیب نو کی جو لعنتیں ہندوستان میں آئی ہیں ان میں سے ایک بڑی لعنت سینما ہے۔ سینما گھروں اور فلم کمپنیوں نے ملک و قوم کو اقتصادی، مذہبی، سوشل غرضیکہ ہر لحاظ سے نقصان عظیم پہنچایا ہے اب تک لاکھوں نوجوان اس کی وجہ سے تباہ ہوچکے ہیں افسوس اس بربادی کا دائرہ روز بروز وسیع ہوتا جاتا ہے حتیٰ کہ آج یہ نامراد شوق شرفا کی بہو بیٹیوں کی عزت و عصمت کی بربادی کا ذریعہ بن گیا ہے دہلی کے ایک جریدہ کا نامہ نگار کانپور سے رقمطراز ہے:۔

"فلم کمپنی کی تباہی کے سلسلہ میں ایک نہایت ہی دردناک واقعہ میں سنانا چاہتا ہوں جو یہ ہے کہ میرے مکان کے قریب ایک مسلمان ٹھیکیدار رہتے ہیں ان کی بھتیجی اور لڑکی بائیسکوپ کی بیحد شوقین تھیں ان دونوں پر بائیسکوپ کا اس قدر اثر ہوا کہ یکایک غائب ہوگئیں بڑی دوڑ دھوپ کے بعد پتہ چلا کہ وہ بمبئی کی کسی فلم کمپنی میں ایکٹرس بننے کے لئے فرار ہوئی ہیں دو ہفتے کے بعد انہیں بمشکل کانپور لایا گیا"

ایسے واقعات اب کثرت سے ہونے لگے ہیں اگر ان کے انسداد کی طرف فوری توجہ نہ کی گئی۔ تو اس کے نتائج نہایت ہولناک اور رسواکن ہونگے انسداد کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ سینما اور اس کے متعلق لٹریچر سے کلی طور پر اجتناب کیا جائے ◆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم جمعہ ۵ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ | نمبر ۳۷

قادیانی سیاست کی قلابازیاں

ایک پتھر سے دو پرندے مارنے کی کوشش کے نتائج

دین کی خدمت واشاعت ایک ایسا کام ہے جسے اس وقت تک انجام نہیں دیا جاسکتا جب تک کہ انسان اس زمانہ کی دوسری تمام تحریکوں اور دلچسپیوں سے بے تعلق وکنارہ کش نہ ہو جائے۔ خاص کر سیاسیات سے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے محض دین کی خدمت واشاعت کیلئے جماعت قائم کی تھی۔ اس لئے آپ کے مقدس مشن کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ یہ جماعت سیاسیات سے بالکل بے تعلق رہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مولانا نورالدین صاحب کے زمانہ میں ایسا ہی ہوتا رہا۔ اور اب جماعت لاہور بھی سختی کے ساتھ اسی طریق پر کاربند ہے لیکن افسوس صد افسوس جناب خلیفہ قادیان کو سیاسی مشاغل کی چمک اور دلچسپیوں نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج قادیانی جماعت اپنے اصل فرض کو بہت بڑی حد تک فراموش کر چکی ہے اور اس نے اپنے گرد بے شمار مشکلات جمع کر لی ہیں۔ جن کی وجہ سے وہ اپنا دماغی توازن بالکل اسی طرح کھو چکی ہے۔ جس طرح کہ دو کشتیوں کا سوار کھو دیتا ہے

قادیانی جماعت اور اس کے خلیفہ کے شوق سیاسیات کی داستان تو بہت طویل ہے اور اس کی ابتدا کا زمانہ بھی تعین کرنا کسی حد تک تحقیق طلب کام ہے۔ اس لئے ہم اس کو کسی دوسرے وقت پر ملتوی کرتے ہیں۔ البتہ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ جس زمانہ میں سائمن کمیشن ہندوستان آیا ہے۔ اس وقت جناب خلیفہ قادیان نے ایک سیاسی پہلوان کی حیثیت سے نمایاں ہونے کی غیر معمولی کوشش فرمائی تھی۔ اس وقت سے ان کا میدان سیاسیات کا شہسوار بننے کا شوق روز بروز بڑھتا ہی رہا۔ ہم نے کئی مرتبہ مخلصانہ طور پر اس غلط روی کی طرف ان کو توجہ دلائی۔ لیکن قصر خلافت میں ہمارے مخلصانہ وہمدردانہ مشورے بار نہ پاسکے۔ ان کے جواب میں "الفضل" نے ہمیں گالیاں دیکر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کر لیا۔ ہم بھی خاموش رہے

قادیانی خلافت کی طرح قادیانی سیاست کا انداز بھی نہایت پیچدار، ناقابل فہم اور رازدارانہ رہا ہے۔ ۱۹۳۰ء کا ذکر ہے کانگرس کی سول نافرمانی کی تحریک شباب پر تھی۔ پکڑ دھکڑ کا بازار گرم تھا۔ کانگرسی لوگ ہر روز حکومت کیلئے نئی سے نئی مشکلات پیدا کر رہے تھے۔ قادیانی جماعت کی ساری مشینری ایک جاسوسانہ انداز میں حکومت کی حمایت کے لئے وقف تھی۔ انہی ایام میں قادیانی جماعتوں کے نام جناب خلیفہ قادیان کے وزیر خارجہ یعنی ناظر امور خارجہ کی طرف ایک خفیہ سرکلر جاری ہوا جس میں یہ اہم ہدایت درج تھی کہ:-

"اپنے علاقہ کی سیاسی تحریکات سے پوری طرح واقف رہنا چاہیئے۔ اور کانگرس کے اثر کے بڑھنے اور گھٹنے سے مرکز (قادیان) کو اطلاع دیتے رہیں۔ اگر کوئی سرکاری افسر سیاسی تحریکوں میں حصہ لیتا ہو۔ یا کانگرسی خیالات رکھتا ہو۔ تو اس کا بھی خیال رکھیں اور یہاں (قادیان) اطلاع دیں"۔

حسن اتفاق کہیئے یا سوئے اتفاق اس خفیہ سرکلر کی ایک کاپی بلا کسی کوشش کے دفتر پیغام صلح کے ہاتھ لگ گئی۔ ہم نے قادیانی دوستوں سے درخواست کی۔ کہ اس کار خاص کو . . . .

چھوڑ کر اپنا اصل کام یعنی اشاعت اسلام کریں۔ اس وقت قادیانی دوستوں کے دماغوں پر سیاسیات کا نشہ بہت بری طرح چھایا ہوا تھا "الفضل" نے اس مخلصانہ درخواست کے جواب میں گالیوں کا جھاڑ باندھ دیا۔ لیکن بدقسمتی سے بعض دوسرے اخبارات نے قادیانیوں کو بہت بری طرح دق کرنا شروع کر دیا۔ اس پر خلیفہ قادیان کے اس گزٹ نے یہ معصومانہ تاویل پیش کی کہ:-

"نظارت خارجہ کے اس اعلان کا مطلب یہ ہے۔ کہ ایسے ہندو سرکاری افسر جو کانگرسی خیالات رکھتے ہوں ان کے متعلق اطلاع دی جائے۔ تاکہ ان کی طرف سے اگر مسلمانوں پر جو کانگرس کی موجودہ تحریک سے علیحدہ ہیں کسی قسم کا ناجائز دباؤ ڈالا جائے۔ تو اس کا انسداد کرنے کی کوشش کی جا سکے"

ظاہر ہے ہم نیازمندوں کو جو قادیانی جماعت کی افتاد طبع سے پوری طرح واقف ہیں۔ یہ تاویل مطمئن نہ کر سکتی تھی۔ اس کے جواب میں عرض کیا گیا۔ کہ اگر خفیہ سرکلر کا مقصد یہی ہے، تو اس کی کیا وجہ ہے کہ اس قسم کی معلومات قادیان منگوائی جاتی ہیں۔ اور دوسرے تمام مسلمان اخبارات اور لیڈروں کو اس سے بے خبر رکھا جاتا ہے۔ اگر مسلمان ملازمین (جو کہ قادیانی عقیدہ کی رو سے کافر ہیں) کی خیر خواہی مقصود ہے۔ تو پھر یہ چاہیئے کہ قادیانی کارکن ایسی اطلاعیں فراہم کر کے مسلمان اخبارات اور متعلقہ حکام کو بھیجیں۔ تاکہ اس کے انسداد کی متحدہ کوشش کی جائے۔ اس پر ہمیں پھر گالیاں دی گئیں۔

اسی اثنا میں کوہ مری کے ایک قادیانی سوداگر کی ایک خفیہ چٹھی ہمارے ہاتھ لگ گئی۔ جو باحیثیت انگریزوں کے نام بھیجی گئی تھی جس میں درج تھا کہ ہماری جماعت کی تعداد چالیس لاکھ ہے۔ ہم اپنے خلیفہ کے حکم کے ماتحت کانگرسی تحریک کی مخالفت کر رہے ہیں۔ اور سلطنت انگلشیہ کے لئے اپنی زندگیوں کو قربان کرنے کے لئے تیار ہیں اس لئے آپ ہمارے ایرانی قالین خریدیں۔

جب اس راز کا بھانڈا پیغام صلح کے ذریعہ بیچ بازار میں پھوٹا۔ تو الفضل نے پھر ہمیں گالیاں دیں اور اپنی مظلومی کا رونا کچھ ایسے انداز سے رویا کہ ہمارے ایک معزز معاصر کو بھی اس پر ترس آگیا۔ مگر ہم نے اسی وقت کہہ دیا کہ مسلمانوں کی خیر خواہی کا دعویٰ سراسر باطل ہے۔ یہ جاسوسی قادیانی محض اپنے فائدہ کی خاطر کر رہے ہیں۔

رفتہ رفتہ وقت گزرتا گیا۔ تحریک کشمیر شروع ہوئی۔ کشمیر کمیٹی عالم وجود میں آئی۔ جناب خلیفہ قادیان اس کے صدر بنے۔ اس کے مقابل احراریوں نے ایک محاذ قائم کیا۔ اس طرح ایک خطرناک کشمکش کا آغاز ہو گیا۔ احراریوں نے ازراہ شرارت دامن شکنی قادیان میں اپنی ایک شاخ قائم کر دی۔ گزشتہ اکتوبر میں وہاں ان کی نام ونہاد تبلیغی کانفرنس بھی منعقد ہوئی۔ بقول جناب خلیفہ قادیان اور "الفضل" بعض سرکاری آدمیوں نے احراریوں کی بے جا حمایت کی۔ اس کے بعد گلوں شکووں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔ جناب خلیفہ قادیان کا تقریباً ہر ایک خطبہ اپنی وفاداریوں اور سرکاری خدمات اور حکومت کی بے قدری و بے مہری کے شکوے سے لبریز ہوتا ہے۔ اس طرح بعض راز بھی غیر ارادی طور پر افشا ہو جاتے ہیں۔ ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۴ء کے خطبہ میں خلیفہ صاحب نے صاف فرمایا:

"(قادیانی) جماعت نے اس وقت سول نافرمانی اور اس قسم کی دوسری موومنٹوں (تحریکات) کا مقابلہ کیا۔ جب یہ افسر جو آج ہمیں باغی قرار دے رہے ہیں مکرم سے اپنے بیوی بچوں میں بیٹھے ہوا کرتے تھے۔ پھر بڑی تنخواہیں لے کر کام کرتے تھے۔ اور میں نے اور میری جماعت نے لاکھوں روپیہ اپنے پاس سے خرچ کر کے بدامنی پیدا کرنے والی تحریکات کا مقابلہ کیا۔ احرار کی تحریریں پڑھو۔ ان کو زیادہ غصہ اسی بات پر ہے کہ ہم حکومت کے جھولی چک ہیں۔ وہ صاف کہہ رہے ہیں کہ ہم اسی وجہ سے ان کے مخالف ہیں . . . . . . اس (حکومت) کی مصیبت کے وقت ہمارے لیکچرار جاتے اور مخالف تحریکوں کا مقابلہ کرتے . . . کانگرس سے ہمیشہ ہماری جنگ رہی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم غلام ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ ہم ہرگز غلام نہیں ہیں۔ اب ہم انہیں کیا منہ دکھائیں گے۔ کیونکہ اب تو پنجاب گورنمنٹ نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ ہندوستانیوں کو غلام سمجھتی ہے . . . . . . مگر . . . . . . وہ اگر ہمیں قید کر دے یا پھانسی دے دے۔ تب بھی ہم وفادار ہی رہینگے"

۱۹۳۰ء میں خفیہ چٹھی اور جاسوسی کی غرض وغایت مسلمان سرکاری ملازمین کی حفاظت بتلائی جاتی تھی۔ لیکن ۱۹۳۴ء و ۱۹۳۵ء میں اس کی غرض حکومت کی امداد اور وفاداری ارشاد ہو رہی ہے۔ اور شکوہ وشکایت کا ایک دفتر کھلا ہوا ہے۔ ان دونوں باتوں میں کون سی صحیح ہے ۱۹۳۰ء والی یا ۱۹۳۴ء والی؟ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ کوئی بھی صحیح نہیں۔ قادیانی جماعت نے جو کچھ کیا۔ اپنی ذاتی غرض اور اپنے سیاسی شوق کو پورا کرنے کیلئے کیا۔ تقریباً ہر ایک سیاسی جماعت ایسا ہی کیا کرتی ہے اس کے باوجود ہم یہ کہیں گے کہ اخلاقی ومذہبی لحاظ سے یہ حرکتیں قابل صد افسوس ہیں۔ قادیانیوں نے ایک ہی پتھر سے دو پرند یعنی مسلمان قوم اور حکومت کا شکار کرنا چاہا۔ اس میں ان کو پوری طرح ناکامی ہوئی۔ آج مسلمان اور سرکاری حکام دونوں اس جماعت کی سیاسی قلابازیوں کے متعلق اچھی رائے نہیں رکھتے۔ کاش یہ لوگ اب بھی سیاسیات میں دخل دینا چھوڑ دیں۔ مگر ایسا ہونا مشکل نظر آتا ہے۔

بلوچستان کا تباہ کن زلزلہ

عبرتناک اور درد انگیز مناظر

زلزلہ بھی خدا کا زبردست قہر اور اس کی عظمت و جلال کا بہت بڑا نشان ہے۔ ذرا غور کیجئے قدرت کے ایک معمولی اشارے پر کرہ ارضی کے وسیع و عریض خطے کانپنے اور تھرتھرانے لگتے ہیں۔ بسا اوقات بڑے بڑے پہاڑ اور چٹانیں پھٹ جاتی ہیں۔ سنگین و شاندار عمارتیں مسمار ہو جاتی ہیں۔ دریاؤں اور چشموں کا پانی غائب یا خراب ہو جاتا ہے۔ سطح زمین میں بڑے بڑے شگاف پیدا ہو جاتے ہیں اور ان میں سے پانی۔ ریت اور مختلف قسم کے مادے ابلنے لگتے ہیں۔ لوگوں کے مکان ان کے مدفن بن جاتے ہیں آدمی اور جانور بے بسی کی حالت میں سراسیمہ ہو کر ادھر ادھر بھاگنے لگتے ہیں جن میں سے اکثر کو کوئی جائے پناہ نہیں ملتی۔

آج کل دنیا کے اکثر ممالک میں کثرت سے زلزلے آرہے ہیں۔ ہندوستان بھی اس سے محفوظ نہیں۔ ابھی ڈیڑھ سال نہیں گزرا کہ صوبہ بہار میں ایک تباہ کن زلزلہ آیا جس میں بے شمار نقصان جان و مال ہوا۔ تمام ہندوستان میں بے قراری و درد کی ایک لہر دوڑ گئی۔ ملک ابھی اس حادثہ عظیم کے ماتم اور اس کی بربادیوں کی تلافی سے فارغ نہ ہوا تھا کہ کوئٹہ میں ایک ایسی قیامت برپا ہوئی جس کے سامنے زلزلہ بہار کی وسیع بربادیاں بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتیں۔

۳۱ - مئی کی شب کو تین بجے کے قریب جبکہ کوئٹہ کی آبادی خواب نوشیں کے مزے لے رہی تھی کہ یکایک زبردست جھٹکے محسوس ہوئے اور انہوں نے چند منٹ میں سارے شہر کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا۔ بعض آدمی گھبرا کے چارپائیوں سے اٹھے لیکن ابھی وہ سنبھلنے ہی نہ پائے تھے کہ کیا ہو رہا ہے، ہزاروں من ملبہ ان کے اوپر آگرا، اور وہ اس کے نیچے دب کر رہ گئے۔ بعض کو تو چارپائیوں سے اٹھنے کی بھی مہلت نہ ملی کہ مکانوں کی دیواریں اور چھتیں ان کے اوپر آگریں اور ان کو ہمیشہ کی نیند سلا دیا۔ بہت تھوڑے ایسے ہیں جو محفوظ رہے یا معمولی طور پر زخمی ہوئے۔ بہار کا زلزلہ دوپہر کے وقت آیا جبکہ اکثر لوگ بازاروں اور میدانوں میں مصروف کار تھے اس لئے کافی آبادی کو اپنی جان بچانے کا موقع مل گیا۔ کوئٹہ میں رات کے وقت جبکہ تقریباً تمام لوگ محو خواب تھے یہ قیامت صغریٰ برپا ہوئی اس لئے نقصان غیر معمولی طور پر زیادہ ہوا۔

اس زلزلہ نے کوئٹہ مستونگ اور قلات میں جو بربادی پھیلائی ہے اس کی مختصر کیفیت پیغام صلح میں درج ہو چکی ہے دوسرے اخبارات میں بھی احباب نے ملاحظہ فرمائی ہو گی مختصر یہ کہ آخری اطلاع کے مطابق کوئٹہ اور اس کے نواح میں تقریباً چھپن ہزار آدمی ہلاک ہو گئے ہیں مستونگ میں نقصان جان کا اندازہ کم سے کم دس ہزار کیا جاتا ہے۔ کوئٹہ کی مشہور و گنجان آبادی بلوچ محلہ بالکل برباد ہو گیا ہے اس کی ۹۵ فی صدی آبادی ہلاک ہو گئی۔ کم و بیش یہی حال بہت سے دوسرے محلوں کا ہے۔ محکمہ پرواز، ریلوے۔ پولیس۔ ڈاک خانہ کے بے شمار افسر اور کارکن نذر اجل ہو گئے۔ شہر میں کچھ فوجی گورے مقیم تھے وہ بھی سب کے سب دب کر مر گئے شکر ہے بہار کی طرح زمین نہیں پھٹی ورنہ اس سے بھی زیادہ مصیبت کا سامنا ہوتا۔ موجودہ صورت یہ ہے کہ بیس تیس ہزار لاشیں ملبہ کے اندر دبی پڑی ہیں شہر خالی کرایا جا رہا ہے باہر سے کسی کو آنے کی اجازت نہیں۔ مارشل لا نافذ کر دیا گیا ہے۔ زخمیوں کو سندھ اور پنجاب کے مختلف شہروں کے ہسپتالوں میں بغرض علاج پہنچایا جا رہا ہے۔ لاہور میں اس وقت تک سپیشل ٹرینیں زخمیوں اور تباہ حالوں سے بھری ہوئی پہنچ چکی ہیں۔ جب کوئی ٹرین کوئٹہ سے آتی ہے تو پلیٹ فارم پر نہایت ہی دردناک مناظر دیکھنے میں آتے ہیں۔

کوئٹہ کی تقریباً ساری آبادی باہر کے لوگوں پر مشتمل تھی جن میں غالب اکثریت سندھیوں اور پنجابیوں کی تھی۔ بلوچی خال خال تھے۔ پنجاب کے ہزاروں ہندو مسلمان سکھ ملازمت اور کاروبار کے سلسلہ میں وہاں مقیم تھے جن کی کمائی پر پنجاب میں لاکھوں آدمی پل رہے تھے۔ لیکن آج یہ ہزاروں کمانے والے اپنے بال بچوں اور دکانوں کارخانوں سمیت اجل یا تباہ حالی کا شکار ہو چکے ہیں۔ اور ان کے رشتہ دار اپنی بدنصیبی پر رو رہے ہیں۔ پنجاب و سندھ کے شہروں میں گھر گھر ماتم بپا ہے تاروں اور خطوط کا کوئی جواب نہیں آتا۔ کوئٹہ جانے والوں کو روہڑی سے آگے نہیں بڑھنے دیا جاتا۔ سوء اتفاق سے زلزلہ والی رات ایک سرکاری تقریب پر صوبہ کے متعدد شرفاء و امرا مختلف مقامات سے کوئٹہ آئے ہوئے تھے ان میں سے بھی کئی ایک ہلاک ہو گئے جن میں سے مشہور نوجوان و روشن خیال رئیس نواب میر یوسف علی خاں مگسی کا اسم گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ ریاست قلات میں بھی کافی نقصان ہوا گو ہز ہائی نس خان قلات اور ان کا خاندان محفوظ رہا لیکن اور بہت سے آدمی ہلاک ہو گئے۔ شاہی محل بالکل مسمار ہو گیا۔ غرضیکہ اس قیامت صغریٰ کا نقشہ الفاظ میں کھینچنا مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

ہمیں مصیبت زدگان کے ساتھ دلی ہمدردی ہے ان کی امداد ایک اہم اور مقدس فرض ہے جس کی طرف تمام ہندوستانیوں خصوصاً مسلمانوں کو توجہ کرنی چاہئیے۔ جگہ جگہ امدادی فنڈ قائم ہو رہے ہیں چندہ فراہم ہو رہا ہے۔ جماعت احمدیہ لاہور نے بھی امدادی فنڈ کھول دیا ہے۔ جس کا مفصل ذکر اسی اشاعت میں کسی دوسری جگہ موجود ہے۔ ہماری انجمن نے زلزلہ کی خبر سنتے ہی اپنا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد کیا۔ اور دو آدمیوں کو جن میں سے ایک ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہیں کوئٹہ روانہ کر دیا۔ علاوہ ازیں سردست پچیس زخمیوں کو بھی لینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ بعض دیگر تجاویز بھی زیر غور ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ کی اپیل گذشتہ پرچہ میں شائع ہو چکی ہے۔ ایک ضروری خط پیش نظر اشاعت کے صفحہ اول پر درج کیا جا رہا ہے۔ زلزلہ کی تباہ کاریوں کی وسعت اور علاقہ متاثرہ کی دردناک کیفیت کا تقاضا ہے کہ امدادی کام کو زیادہ مستعدی، باقاعدگی اور حوصلہ مندی سے انجام دیا جائے۔ جس مصیبت میں آج ہمارا بلوچستان مبتلا ہے۔ وہ ہر جگہ نازل ہو سکتی ہے۔ کوئی مقام اور کوئی ملک قدرت کے مخفی ہاتھ کی گرفت سے باہر نہیں۔

مذکورہ بالا تمام تباہیاں اپنے اندر عبر و بصائر کے بیشمار سامان رکھتی ہیں۔ ان پر غور کرنے سے ہر ایک سلیم العقل اور سعید الفطرت انسان بہت کچھ حاصل کر سکتا ہے۔ مصیبت زدگان کی ہمدردی و امداد کے ساتھ ساتھ ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ ہم ان پر غور کریں۔ آج ہر زبان اس حقیقت کا اعلان کر رہی ہے کہ اس قہر کا سبب انسانوں کے گناہ اور بداعمالیاں ہیں۔ لوگ نشہ معصیت میں سرشار، گمراہی کے راستہ پر گامزن ہیں، انہوں نے خدا کو بھلا اور اعمال صالحہ کو ترک کر دیا ہے۔ زلزلہ بیشک قہر خداوندی ہے۔ جو انسانوں کے گناہوں کی پاداش میں ان کی اصلاح کے لئے نازل ہوا ہے۔ کاش اولاد آدم اب بھی سنبھلے اور اپنے آپ کو ہلاکت سے بچائے۔

خدا کا یہ ایک محکم قانون ہے وہ اپنے کسی مامور کو بھیجے بغیر عذاب نازل نہیں کرتا۔ جب لوگ مامور کی آواز پر کان نہیں دھرتے۔ اور نیکی کی طرف نہیں آتے تو عذاب نازل ہوتا ہے اگر یہ زلزلہ عذاب خداوندی ہے جیسا کہ تمام لوگ تسلیم کر رہے ہیں۔ تو ضروری ہے کہ اس سے قبل کوئی مامور دنیا میں آیا ہو۔ اے آدم کے فرزندو! اے بھائیو! وہ مامور آچکا ہے اس نے تم کو نیکی و سلامتی کی طرف بلایا۔ لیکن تم نے اس کی پاک آواز کو نہ سنا۔ کاش اب سنو۔

یہ مامور مجدد زماں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ہیں۔ آج کل جو زلازل اور دوسرے ہولناک حوادث برپا ہو رہے ہیں ان کے متعلق آپ کی بے شمار انذاری پیشگوئیاں موجود ہیں بعض لوگوں کو انذاری پیشگوئیوں سے ٹھوکر لگتی ہے اور وہ اپنی کم فہمی کی وجہ سے ان پر معترض ہوتے ہیں۔ یہ پیشگوئیاں بھی خلق خدا کی بھلائی کے لئے ہوتی ہیں۔ تاکہ لوگ عبرت پکڑیں۔ توبہ و استغفار کی طرف متوجہ ہوں اور اس طرح عذاب سے محفوظ رہیں۔ عذاب کے متعلق مامور کا قبل از وقت اطلاع دے دینا لوگوں کے فائدہ کی بات ہے ان پیشگوئیوں میں سے چند ایک جو زلازل کے متعلق ہیں۔ ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں آپ ان کو بہار اور کوئٹہ کے زلزلوں کی خبروں کے پہلو بہ پہلو رکھ کر غور کیجئے۔

اگست ۱۹۰۶ء میں اور اس سے قبل چلی (جنوبی امریکہ) سان فرانسسکو اور فارموسا میں ہولناک زلزلے آئے جن میں ہزاروں آدمی ہلاک اور لاکھوں بے خانماں ہو گئے۔ ان کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں:۔

> "یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے۔ ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض قیامت کا نمونہ ہونگے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلینگی۔ اس موت سے چرند پرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر تباہی آئے گی۔ کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ہے ایسی تباہی نہیں آئی۔ اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے۔ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہونگی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی"

اس کے بعد فرماتے ہیں:۔

> "کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہو جائیگا۔ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے"

اس پیشگوئی کے بعد ہندوستان و دیگر ایشیائی ممالک میں جو زلازل اور دوسرے حوادث ظہور پذیر ہوئے ان پر غور کرنے سے ان الفاظ کی صداقت بخوبی روشن ہو سکتی ہے۔ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۲۳۶ پر درج ہے

"میرے پر خدا تعالیٰ نے ظاہر کیا تھا کہ سخت بارشیں ہوں گی اور گھروں میں ندیاں چلیں گی، اور زلزلے آئیں گے"

یہ ارشاد بھی کسی دوسری جگہ موجود ہے:۔

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا۔ اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھو گے"

حضرت مسیح موعودؑ نے یہ بھی فرمایا:۔

"اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے۔ کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی"

"میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں"

"ان شہروں کو دیکھ کر رونا آئیگا"

بہار اور بلوچستان کے زلزلوں پر غور کرو اور سوچو کہ اس زمانہ کا مصلح اور مجدد آپ کے سوا اور کون ہے؟ اور اس کا ماننا آپ کے لئے کس قدر ضروری ہے۔

ہم پھر نہایت دلسوزی سے کہیں گے کہ کوئٹہ کے مصیبت زدگان کی امداد نہایت ضروری فرض ہے اس کے لئے سب کو کوشش کرنی چاہیئے۔ جماعت احمدیہ لاہور بھی کر رہی ہے امدادی فنڈ بھی کھول دیا گیا ہے۔ آدمی علاقہ متاثرہ میں جا چکے ہیں۔ زخمیوں کے علاج و قیام کا انتظام بھی ہو چکا ہے دوسرے ذرائع سے بھی حسب مقدور سعی کی جائیگی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہماری یہ درخواست ہے کہ اپنے تئیں اور اپنے دوسرے بھائیوں کو اخلاقی اور روحانی ہلاکت سے بچانا بھی ہمارا فرض ہونا چاہیئے جو اسی صورت میں ممکن ہے کہ زمانہ کے مصلح و مجدد کو قبول کیا جائے بھوکے آدمیوں کو ضرور کھانا کھلاؤ۔ ننگے آدمیوں کیلئے ضرور کپڑے فراہم کرو شکستہ مکانوں کی تعمیر و مرمت کا ضرور سامان کرو۔ زخمیوں کی ضرور مرہم پٹی کرو۔ لیکن اس کے ساتھ ہی پیاسی روحوں مصیبت زدہ دلوں اور قوم کے گمراہ بچوں کا بھی خیال رکھو۔ خود نیکی و ہدایت کا آب حیات پیو۔ اور دوسروں کو بھی اس چشمے کی طرف بلاؤ*

ایک معقول تجویز

حیدر آباد دکن کے روزنامہ "پیام" نے تجویز پیش کی ہے کہ ملک معظم کی سلور جوبلی فنڈ میں جس قدر روپیہ جمع ہوا ہے وہ سب کا سب مصیبت زدگان کوئٹہ کی امداد پر صرف کیا جائے۔ زلزلہ نے کوئٹہ اور اس کے نواح میں جس وسعت کے ساتھ بربادی پھیلائی ہے اس سے ہر ایک اخبار بین بخوبی واقف ہے مصیبت زدگان کی امداد اور دوسری تعمیری کاموں کے لئے بہت بڑی رقم کی ضرورت ہے اس لحاظ سے یہ تجویز معقول معلوم ہوتی ہے اور اس پر پوری سنجیدگی سے غور ہونا چاہیئے اگر جوبلی فنڈ کی تمام رقم نہیں۔ تو اس کا ایک معقول حصہ تو ضرور اس کار خیر کے لئے وقف کر دینا چاہیئے۔ یہ سطور لکھی جا چکی تھیں کہ معلوم ہوا کہ جناب نواب صاحب چھتاری نے بھی اس تجویز کی زبردست تائید فرمائی ہے۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بخیریت ڈلہوزی پہنچ گئے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی اعلان کیا جا چکا ہے کہ اُن سے خط و کتابت کا

پروین ڈلہوزی

ہے۔ "پروین" آپ کے مکان کا نام ہے۔

— اخویم سید تصدق حسین شاہ صاحب بغداد سے تحریر فرماتے ہیں کہ اخویم سید عابد علی شاہ صاحب کے مکان پر مورخہ ۲۶ رمئی ۱۹۳۵ء بروز اتوار یوم وصال حضرت مسیح موعود منایا گیا۔ جلسہ میں علاوہ ممبران و معاونین جماعت کے دوسرے لوگ بھی شامل تھے۔ جماعت [illegible] کے صدر صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ متعدد حضرات نے تقریریں کیں خاکسار نے حضرت مولینا محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر لائٹ کے الفاظ میں "حضرت مسیح موعودؑ و حکومت برطانیہ" پر تقریر کی۔ مولینا صاحب کے الفاظ میں وہ مقناطیسی اثر تھا کہ سامعین متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ عام طور پر جہاد کے متعلق مسلمانوں میں جو غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے اس کے ازالہ کے لئے یہ نسخہ نہایت کارگر ثابت ہوا۔ الغرض جلسہ نہایت بارونق رہا۔

— جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ کہ زلزلہ کوئٹہ کی اطلاع پاتے ہی انجمن نے ڈاکٹر مرزا رفیق بیگ صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس اور ماسٹر یعقوب بیگ صاحب ٹیچر مسلم ہائی اسکول لاہور کو کوئٹہ روانہ کر دیا گیا تھا۔ ماسٹر صاحب کا ۳ رجون کا لکھا ہوا خط ۵ رجون کو موصول ہوا ہے۔ جس میں وہ تحریر کرتے ہیں کہ:۔

تمام کوئٹہ تباہ و برباد ہو گیا ہے۔ نوے فیصدی آبادی دب کر مر گئی۔ باقی اس قدر پریشان اور حواس باختہ ہیں کہ کسی کو ہوش نہیں۔ اپنی اپنی مصیبت میں گرفتار اور دنیا سے بیزار۔ تمام انتظام فوجی ہے۔ جس وقت اسٹیشن پر پہنچے ہیں فوج نے ہمیں اپنی نگرانی میں کوارٹر تک پہنچا دیا۔ فوج کے سوا اور کسی کو شہر میں جانے کی اجازت نہیں ہزاروں آدمی دب کر مر گئے۔ ہزاروں گھرانے تباہ و برباد ہو گئے۔ ریلوے لوگوں کو مفت باہر لے جا رہی ہے۔ ریڈ کراس کا انتظام بہت اعلیٰ ہے۔ مجروحین کی مرہم پٹی ہو رہی ہے۔ کل ۲ رجون تین بجے کے قریب ایک شدید جھٹکا محسوس ہوا۔ جس کی وجہ سے بھی بہت کچھ تباہی ہوئی۔

— سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل آج کل کوہ مری میں مقیم ہیں۔ یکم جون کو وہاں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں آپ کی تقریر "جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات" کے موضوع پر ہوئی۔ جس میں آپ نے حضرت مسیح موعود کی صداقت، عقائد احمدیت اور جماعت احمدیہ لاہور کے تبلیغی کارناموں کو پبلک کے سامنے نہایت وضاحت سے پیش کیا۔ ڈیڑھ گھنٹہ تک آپ کی تقریر کا سلسلہ جاری رہا۔

— بھاؤ نگر کے خط سے معلوم ہوا کہ وہاں احباب سلسلہ مخالفین کی شرارتوں کی وجہ سے سخت مشکلات میں مبتلا ہیں۔ قارئین کرام اپنے ان مصیبت زدہ بھائیوں کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔

— چوہدری عبد الحمید صاحب محکمہ جنگلات کا صاحبزادہ عزیز محمد خاں

گذشتہ ہفتہ سے بعارضہ تپ محرقہ بیمار ہے۔ تمام احباب عزیز مذکور کی صحت کے لئے دعا کریں۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ

ڈاکٹر خیر الدین صاحب سگو بیر سٹر بخیریت ہیں

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل بے پایاں ہے کہ بلوچستان کے قیامت خیز زلزلہ میں جماعت احمدیہ لاہور کا کوئی فرد ہلاک نہیں ہوا۔ کوئٹہ میں ہمارے ایک نہایت ہی مخلص و قابل دوست جناب ڈاکٹر خیر الدین صاحب سگو بیرسٹر قیام فرما تھے ان کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ و دیگر بزرگان کو بے حد تشویش تھی جمعہ کی شام کو زلزلہ کی اطلاع ملتے ہی ان کی خدمت میں خیریت طلبیہ تار بھیجا گیا۔ لیکن معلوم ہوا۔ کہ تار کا ملنا قریباً ناممکن ہے۔ چنانچہ اس تار کا کوئی جواب نہ آیا۔ دوسرے روز ڈاکٹر مرزا رفیق بیگ صاحب اور ماسٹر یعقوب بیگ صاحب کوئٹہ روانہ ہوئے۔ تو انہیں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر صاحب موصوف کا پتہ چلانے کی خاص طور پر تاکید فرمائی۔ ۵ رجون کو ماسٹر صاحب کا خط ملا۔ اس میں تحریر تھا۔ کہ باوجود کوشش کے کوئی سراغ نہیں مل سکا۔ اس کے بعد تشویش زیادہ ہو گئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس تشویش و مایوسی کو امید و خوشی سے بدل دیا۔ ۶ رکی صبح کو ڈاکٹر صاحب کا اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا خط ملا جس میں وہ تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے معجزانہ طریق پر بچا لیا۔ میں ہزاروں من مٹی کے نیچے دبا پڑا تھا۔ کہ کھود کر نکالا گیا۔ تن کے کپڑوں کے سوا اور سب کچھ ضائع ہو گیا۔ وہ بھی پھٹے ہوئے ہیں۔ معمولی چوٹیں بھی آئی ہیں۔ لیکن ہڈی وغیرہ کوئی نہیں ٹوٹی۔ میں ہسپتال میں زیر علاج ہوں اور بہت جلد لاہور پہنچ جاؤنگا ہم تمام اس کرم بے پایاں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں*

خریداران پیغام صلح کیلئے مہتمم

ایک ضروری اطلاع

جن خریدار صاحبان کا چندہ اخبار ختم ہو چکا ہے۔ یا ماہ جون ہی ختم ہونے والا ہے۔ ان کو فرداً فرداً بذریعہ ڈاک یاد دہانی کرائی جا رہی ہے جماعتوں کے سکرٹری صاحبان اور محصلین کو فہرستیں بھی بھیجی گئی ہیں۔ ایسے تمام خریدار صاحبان سے التماس ہے کہ وہ بہت جلد اخبار کی واجب الادا رقوم سکرٹری صاحبان یا محصلین کو ادا کر دیں ورنہ جون کے آخری ہفتہ میں وی۔ پیاں ارسال ہوں گی۔ جن کا وصول کرنا ان کا قومی و اخلاقی فرض ہوگا۔

نیز سکرٹری صاحبان اور محصلین کی خدمت میں درخواست ہے کہ

(۱) جن حضرات کا چندہ ان کو وصول ہو چکا ہے۔ ان کی اطلاع بہت جلد دفتر میں دیں تاکہ لاعلمی میں انہیں وی پی ارسال نہ کر دیجائے

(۲) نیز وہ چندہ کی وصولی کے لئے خاص طور پر کوشش کریں۔ ان کی خدمت میں لفافہ دار وں کی فہرستیں یا تو بعد تو ارسال کیجا تی ہیں۔ لیکن وہ [illegible]

غیر احمدی مسلمانوں کے متعلق میرا مذہب

حضرت مولانا نورالدین صاحب علیہ الرحمۃ کے ارشادات

جناب خلیفہ قادیان اور ان کے مرید غور کریں

مکرم و محترم جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ۱۹۱۱ء میں حضرت مولانا نورالدین صاحب علیہ الرحمۃ کی تصدیق سے ایک اشتہار شائع ہوا تھا۔ جو اس وقت نایاب ہو چکا ہے۔ میں نے بڑی کوشش سے مولینا عمرالدین صاحب شملوی سے اسے حاصل کر کے نقل کر لیا ہے اس میں قادیانیوں کے عقائد کی شافی تردید موجود ہے۔ صاف لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے کے انکار سے کوئی شخص دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ البتہ کسی مومن کو کافر کہنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔

یہ اشتہار ارسال خدمت ہے۔ اس کو شائع کرنے سے بڑا فائدہ ہوگا۔ بہت لوگوں کو فائدہ پہنچیگا۔

خاکسار
(سید [illegible] احمدی مولوی فاضل مبلغ اسلام مری)

مجھ سے بعض اخباروں میں مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ میں غیر احمدی اصحاب کے اسلام کی بابت کیا عقیدہ رکھتا ہوں۔ میں نے اس مسئلہ پر مفصل گفتگو اپنے ایک لیکچر میں کی تھی۔ جو اسلامیہ کالج کے حبیبیہ ہال متصل ریب اسلامیہ یونیورسٹی میں نے دیا تھا۔ اور بیان کیا تھا۔ کہ میں کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتا۔ آج بھی میرا یہی مذہب ہے۔ میں کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتا۔ البتہ جو شخص ہم کو یا ہمارے امام علیہ السلام کو کافر کہتا ہے۔ وہ ایک حدیث کے ماتحت خود کافر ہو جاتا ہے اس بارہ میں میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ذیل کے کلمات طیبات درج کر دوں جو میرے مکان پر ۱۵ رمئی ۱۹۰۸ء کو حضرت اقدس مرحوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چند معززین لاہور کے استفسار پر فرمائے تھے اور جہاں تک مجھے علم ہے حضرت اقدس جناب مرزا صاحب کی اس مسئلہ میں یہ آخری تقریر ہے:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات سے تیرہ دن پہلے لاہور کے دو مشہور بیرسٹرایٹ لا میاں فضل حسین صاحب اور میاں محمد شاہ نواز صاحب اور چند او معزز احباب لاہور حضرت اقدس کی خدمت میں بغرض ملاقات میرے مکان پر حاضر ہوئے۔ اثنائے گفتگو میں میاں فضل حسین صاحب نے دو امور آپ سے دریافت کئے ایک تو یہ امر تھا کہ وہ لوگ جنہوں نے آپ کا دعوےٰ نہیں مانا۔ ان کو آپ کیا سمجھتے ہیں یا نہیں۔ دوسرا یہ کہ احمدی غیر احمدیوں سے میل کیوں نہیں رکھتے میں یہاں حضور علیہ السلام کا وہ حصہ گفتگو درج کرتا ہوں۔ جو مسئلہ زیر بحث کے متعلق ہے اور جو آپ کی زندگی میں ہی اخبار بدر مورخہ ۲۴ رمئی ۱۹۰۸ء میں شائع ہو گیا تھا۔ جو یہاں بالفاظہ درج کیا جاتا ہے:۔

"پہلا امر جو ملاقات کرنے والے رمسٹر فضل حسین بیرسٹر ایٹ لا) نے عرض کیا۔ کہ اگر غیر احمدیوں کو کافر کہا جائے۔ تو پھر اسلام میں کچھ نہیں رہتا۔

فرمایا۔ ہم کسی کلمہ گو کو اسلام سے خارج نہیں کہتے جب تک کہ وہ ہمیں کافر کہکر خود کافر نہ بن جائے۔ آپ کو شاید معلوم نہ ہو جب میں نے مامور ہونے کا دعوےٰ کیا۔ تو اس کے بعد بٹالہ کے مولوی محمد حسین مولوی ابو سعید صاحب نے بڑی محنت سے ایک فتویٰ طیار کیا جس میں لکھا تھا کہ یہ شخص کافر ہے دجال ہے ضال ہے اس کا جنازہ نہ پڑھا جائے۔ جو ان سے السلام علیکم کرے یا مصافحہ کرے یا انہیں مسلمان کہے وہ بھی کافر ہے۔ اب سنو! یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے کہ جو مومن کو کافر کہے وہ کافر ہوتا ہے۔ پس اس مسئلے سے ہم کس طرح انکار کر سکتے ہیں۔ آپ لوگ خود ہی کہہ دیں کہ ان حالات کے ماتحت ہمارے لئے کیا راہ ہے۔ ہم نے ان پر پہلے کوئی فتویٰ نہیں دیا۔ اب جو انہیں کافر کہا جاتا ہے۔ تو یہ انہیں کے کافر بنانے کا نتیجہ ہے۔ ایک شخص نے ہم سے مباہلہ کی درخواست کی ہم نے کہا کہ مسلمانوں میں مباہلہ جائز نہیں۔ اس نے جواب لکھا کہ ہم تو تجھے پکا کافر سمجھتے ہیں۔"

اس شخص نے عرض کیا کہ وہ آپ کو کافر کہتے ہیں تو کہیں لیکن اگر آپ نہ کہیں تو اس میں کیا حرج ہے۔ فرمایا کہ جو ہمیں کافر نہیں کہتا ہم اسے ہرگز کافر نہیں کہتے۔ لیکن جو ہمیں کافر کہتا ہے اسے کافر نہ سمجھیں۔ تو اس حدیث اور متفق علیہ مسئلہ کی مخالفت لازم آتی ہے۔ اور یہ ہم سے نہیں ہو سکتا۔

ان پاک الفاظ سے یہ امر صاف ہو جاتا ہے۔ کہ میرے مرشد آقا و حضرت مرزا صاحبؑ کے نزدیک بھی وہی غیر احمدی کافر ہے جس نے پیش دستی کر کے آپ کو کافر کہا۔ آپ نے تو ایک مباہلہ کرنے والے کو بھی مسلمان ہی کہا۔ یہی میرا مذہب ہے اور اس پر میں کاربند ہوں۔ جو میرے مرشد کو یا مجھے یا کسی احمدی کو یا کسی مومن کو کافر کہتا ہے۔ وہی اپنے منہ سے میرے نزدیک کافر بن جاتا ہے۔ اور جو کلمہ گو ہمیں کافر نہیں جانتا۔ وہ میرے نزدیک خارج از دائرہ اسلام نہیں ہوتا۔ باقی رہا یہ امر کہ میرے مرشدزادہ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد نے اپنے رسالہ تشحیذ الاذہان میں منکران جناب مسیح موعودؑ کو کافر لکھا ہے سو جہاں تک میں نے اس رسالہ کو پڑھا ہے میرے نزدیک اس پر اس قدر شور کرنے کی کوئی وجہ نہیں دراصل عربی زبان میں کفر کے معنے انکار کے ہیں اور کافر بمعنی منکر ہوتے ہیں کسی چیز کے ماننے والے کو عربی زبان میں اس چیز کا مومن اور نہ ماننے والے کو اس چیز کا کافر کہا جاتا ہے۔ ہم نے اگر مرزا صاحب کو مانا۔ تو ہم ان کے مومن رہے۔ اور اگر ہم ان کو نہ مانتے۔ تو ہم کافر مرزا ہیں۔

حضرت مرزا صاحب ہمارے نزدیک مامور من اللہ ہیں۔ تو ان کے مصدق مومن بالمامور کہلائیں گے اور ان کے منکر کافر بالمامور کیونکہ منکر مامور اور کافر بامور دونوں ہم معنے جملے ہیں۔

میرے نزدیک حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنی تحریر میں لفظ کافر بمعنے منکر استعمال کیا ہے والا اگر کافر سے مراد خارج از اسلام لیا جائے جیسے ہندو یا عیسائی۔ تو اس میں میری یا میاں صاحب کی رائے کیا ہے۔ خود حضرت اقدس مرحوم مغفور اپنے منکرین کو کافر بمعنی خارج از اسلام نہیں کہتے۔ تو ہم ان کے خلاف کیوں کہیں

ضروری اطلاع

اس اشتہار کا مسودہ بغرض طبع یا شائع کرنے سے پہلے میں نے بحضور حضرت مخدوم مطاع عالیجناب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت بابرکت میں استصواباً بھیج دیا۔ اور حضرت ممدوح نے میرے مسودہ کو اپنے قلم کے ساتھ الفاظ ذیل سے مزین کر کے بھیج دیا

"مجھے پسند ہے۔ آپ شائع کر دیں"
(دستخط) نورالدین ۷ راگست ۱۹۱۱ء

المشتہر:۔ خواجہ کمال الدین بی اے وکیل احمدیہ بلڈنگس لاہور

خاتم یا آخری

(از مولوی عمرالدین صاحب)

۱۹۲۲ء میں تو جناب میاں صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بمعنی آخری نبی ہونے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ ان کے خیال میں خاتم کے معنے آخری نہیں ہیں لیکن قریباً بارہ سال بعد ۱۹۳۵ء میں اقرار کر لیا۔ کہ میرا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلعم آخری نبی ہیں۔ مگر پھر حضرت مسیح موعودؑ کو نبی بنانے کے لئے آخری کے معنوں میں تاویل شروع کر دی۔ جس کے یہ معنے ہوئے۔ کہ جب ہم نے خاتم کے معنے آخری کئے۔ تو میاں صاحب نے کہا۔ کہ خاتم کے معنے آخری نہیں ہیں۔ اور جب ہم نے میاں صاحب کے آخری نبی مان لینے پر کہا۔ چلو، اب تو آپ نے خاتم کے معنے آخری مان ہی لئے۔ آخر آنحضرت صلعم نے بھی تو فرمایا ہے کہ میں آخری نبی ہوں۔ تو میاں صاحب بگڑ بیٹھے اور فرمانے لگ گئے۔ کہ آخری کے معنے آخری نہیں ہیں۔ تو خاتم کے معنے آخری ماننے میں انہیں کیا عذر ہے۔ اگر کوئی عذر نہیں تو خاتم کے معنے آخری مان لینے کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود کی نبوت سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ اور یہ کہنا ہوگا۔ کہ حضرت اقدس محض مجاز کے طور پر نبی ہیں۔ نہ کہ حقیقتاً۔ اور دراصل آپ ولی ہیں۔ اور سب سے بڑے ولی ہیں ٭

(عمرالدین احمدی)

"الحکم" کا "مسیح موعود نمبر"

ہمارے قادیانی معاصر "الحکم" نے "مسیح موعود نمبر" شائع کیا ہے جس میں کام کی بھی باتیں ہیں۔ کاش قادیانی حضرات ہماری التجا قبول نہ سہی۔ انہی باتوں پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔

حضرت مسیح موعود اسلامی مساوات و سادگی کے شیدا تھے۔ پیروں اور مولویوں کی طرح حضور کی کسی بات میں کبھی تکلف اور تصنع ہرگز نہیں پایا جاتا تھا۔ آپ کا مقصد اشاعت اسلام تھا اور اسلام کا ایک بہت بڑا جزو ہر مساوات اور سادگی ہے۔ اس نمبر کے مندرجہ ذیل اقتباسات سے بھی حضور کے اس وصف اسلامی پر روشنی پڑتی ہے۔

ایک صاحب مرزا اسمعیل بیگ صاحب بیان کرتے ہیں کہ:۔

"حضرت جب سفر پر جاتے تھے۔ تو سواری کے لئے ایک گھوڑی سفید رنگ کی تھی۔ حضور جب قادیان سے چلتے۔ تو مجھے اس پر سوار کرا دیتے۔ میں ہر چند انکار کرتا لیکن آپ مجھے سوار کرا دیتے۔ اور آپ ساتھ پیدل چلتے ان مقدمات کے ایام میں جو والد صاحب نے ان کے سپرد کر رکھے تھے۔ حضور وڈالہ تک مجھے سوار کراتے اور پھر خود سوار ہو کر نہالہ تک جاتے۔"

اس پر ایڈیٹر الحکم نے نوٹ دیا ہے کہ:۔

"مرزا اسمعیل بیگ صاحب اس وقت حضرت کے خادم کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ یہ حضور کا طریق ایک ایسے شخص سے تھا۔ جو حضور کا ذاتی خادم تھا۔ اور عمر کے لحاظ سے بھی وہ اس وقت کوئی بڑی عمر کے نہ تھے۔"

ایک اور صاحب مفتی فضل الرحمان طبیب بیان فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"حضور نے فجر کی نماز کے بعد مجھے گورداسپور بھیجا میں وہاں سے ۱۲ بجے سخت دھوپ میں واپس آیا۔ حضرت اس وقت گول کمرے کے پچھلے کمرے میں تھے۔ اور آرام فرما رہے تھے۔ کمرہ ٹھنڈا تھا پنکھا لگا ہوا تھا میں نے حاضر ہو کر جواب پیش کیا۔ حضور نے از راہ شفقت فرمایا کہ میاں فضل الرحمان تم بیٹھو میں تمہارے لئے شربت لاتا ہوں میں گرمی کا مارا ہوا تھا اور سفر کی منزل سے تھکا ہوا تھا بستر پر لیٹ گیا اور خیال کیا کہ جب حضور کی آہٹ پاؤں گا اٹھکر بیٹھ جاؤنگا لیٹتے ہی آنکھ لگ گئی حضور آئے اور مجھے معلوم نہ ہوا گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ گذرنے پر آنکھ کھلی دیکھا میرا آقا سید و مولی کھڑا ہے پنکھے کی رسی اس کے ہاتھ میں ہے اور مجھے ہوا دے رہا ہے میں دیکھتے ہی گھبرا گیا بیقرار ہو گیا۔ گھبراہٹ سے اٹھکر کھڑا ہو گیا اور ندامت سے چور تھا۔ حضور نے میری ندامت کو دیکھکر فرمایا۔ کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں آپ تھکے ہوئے تھے۔ میں نے جگانا مناسب نہ سمجھا۔ یہ لو شربت پی لو۔"

ایک اور قادیانی بزرگ فرماتے ہیں کہ:۔

"ابتدائی ایام میں میں نے حضور کو لکھا کہ میں حضور کی بیعت کرنی چاہتا ہوں۔ تو حضور نے لکھا کہ ہم کو بیعت لینے کا حکم نہیں ہے۔ آپ کسی اور سے بیعت کر لیں۔"

اس پر ایڈیٹر الحکم نے نوٹ دیا ہے کہ:۔

"اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی فطرت میں پیر بننے کی رغبت ہی نہ تھی۔"

حضرت مسیح موعود کی زندگی کے سینکڑوں نہیں ہزاروں ایسے واقعات ہیں۔ جن سے عہد نبوی اور خلفائے راشدین کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود کا اپنے ملازم کو آدھا راستہ گھوڑی پر سوار کرا کر خود پیدل چلنا اسکو سنکر حضرت عمر فاروق کے سفر بیت المقدس کا نقشہ آنکھوں کے سامنے کھنچ جاتا ہے۔

معاصر "الحکم" نے ان واقعات کو اپنے صفحات میں درج کر کے بہت اچھا کام کیا۔ جس کی ہم تعریف و قدر کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی نہایت خلوص و ادب سے ایک سوال بھی کرنا چاہتے ہیں۔ آجکل قادیان۔ قادیانی جماعت اور قادیانی خلیفہ صاحب کی جو کیفیت اور ذہنیت ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہم کسی پر حملہ یا کسی کی دلشکنی نہیں کرنا چاہتے صرف اس افسوسناک حقیقت کا اظہار مقصود ہے کہ آج قادیانی جماعت اسلامی مساوات اور سادگی کو ترک کر بیٹھی ہے۔ قادیان میں پیر پرستی کی ایک باقاعدہ گدی قائم ہو چکی ہے۔ جناب خلیفہ قادیان اور ان کی جماعت کی حیثیت ایک پیر اور اندھے پیر پرستوں کے جم غفیر سے زیادہ نہیں۔ حضرت مسیح موعود کے عہد مبارک کی سادگی اب وہاں قطعاً نظر نہیں آتی۔ اسکی جگہ ذاتی شان و شوکت نے لی ہے۔ اب سادہ پاک اور بے تکلف اجتماعوں اور مجلسوں کی بجائے دربار خلافت ہے۔ قصر خلافت ہے۔ موٹریں ہیں۔ پرائیویٹ سیکرٹری ہیں سیاسیات کا شغل ہے۔ خلیفہ صاحب ولایت کا سفر کرتے ہیں۔ اور دس ہزار کی بجائے ایک نوے لاکھ روپیہ پھینک جاتا ہے۔ کوئی پوچھنے والا نہیں۔ خلافت مآب ایک معمولی گواہی دینے قادیان سے چار قدم کے فاصلے پر گورداسپور تشریف لے جاتے ہیں۔ سید رینج پندرہ بیس ہزار روپیہ اڑا دیا جاتا ہے۔ حضرت صاحب کی صاف اور واضح تحریروں کو پس پشت پھینک کر جو عقاید وضع کئے ہیں۔ ان کی تو کچھ پوچھئے ہی نہیں۔ کیا قادیانیوں کے دماغ پیر پرستی کے زہر سے بالکل ماؤف ہو چکے ہیں۔ آخر وہ حضرت مسیح موعود کی زندگی کے ان واقعات اور موجودہ حالات کا موازنہ کیوں نہیں کرتے؟

ضرورت رشتہ

جماعت میں باہمی تعلقات رشتہ داری کا قیام جماعت کی قوت اور استحکام کا موجب ہے یہ بات بالکل اظہر من الشمس ہے اس لئے دو فہرستیں شائع کی جاتی ہیں۔ احباب اس پر غور فرمائیں اور اگر کوئی انتخاب ان کے زیر نظر ہو۔ تو اطلاع دیں۔ اس کے بعد فریقین کے نام اور پتہ سے اطلاع دیدی جائے گی۔ تاکہ آپس میں خط و کتابت سے فریقین کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکیں۔ المعلن

۲۹ر مئی ۱۹۳۵ء بشارت احمد

مردانہ فہرست

۱۔ ایک ڈاکٹر صاحب پرائیویٹ پریکٹس صدر بازار سیالکوٹ راجپوت عمر ۳۰ سال۔

۲۔ ایک مدرس صاحب اسکول بدوملہی ساکن دیونہ ضلع گجرات آمدنی جائداد ۱۰ بیگہ زمین اور دو مکان عمر ۲۷ سال

۳۔ ایک ڈاکٹر صاحب آمد ۱۵۰ روپے ماہوار۔ قوم افغان M.B.B.S عمر ۳۱ سال کنوارا ملازم سرکاری ڈیرہ اسمعیل خاں۔

۴۔ ایک نوجوان صاحب جو تاجر قوم شیخ صاحبان سے ہیں۔ آج کل منڈی تجارت میں ایک تاجر کے ملازم ہیں۔ عمر ۲۲ سال جائداد ۱۵۰۰۰ روپے۔

۵۔ ایک نوجوان بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی پلیڈر عمر ۲۵ سال قوم مغل کشمیری ساکن ضلع سیالکوٹ

۶۔ ایک نوجوان بی۔ اے۔ ایس۔ اے۔ وی عمر ۲۲ سال قوم مغل کشمیری ساکن ضلع سیالکوٹ

۷۔ ایک نوجوان صاحب بی۔ اے۔ سپرنٹنڈنٹ میڈیکل افسر عمر ۲۷ سال تنخواہ ۹۰ روپے ماہوار

۸۔ ایک صاحب شیخ صدیقی ایم۔ اے۔ بی۔ ایل پراونشل سروس صوبہ بہار۔

۹۔ ایک صاحب بی۔ اے برادر صاحب مذکور ساکن بہار ذات شیخ صدیقی ساکن بہار

۱۰۔ ایک صاحب اکونٹنٹ گورنمنٹ آف انڈیا تنخواہ ۲۰۰ روپے پہلی بیوی مر چکی ہے۔ زمیندار قوم سے ہیں عمر ۳۴ سال چھ ماہ دہلی اور چھ ماہ شملہ رہتے ہیں۔

۱۱۔ ایک صاحب ہیڈ ماسٹر یونیل اسکول ہوڑہ کلکتہ ہے وطن یو۔ پی۔ ان کے والد کلکتہ پورٹ کے چیف سرویر تھے اگر کسی تاجر خاندان میں شادی ہو۔ تو وہ خود بھی تجارت کرنا چاہتے ہیں۔ لڑکی مڈل پاس ہو۔

زنانہ فہرست

۱۔ ایک انجنیر صاحب کی صاحبزادی قوم ککے زئی تعلیم مڈل تک ساکن لاہور ککے زئی رشتہ درکار ہے۔

۲۔ ایک معزز ریلوے افسر کی صاحبزادی قوم ڈار کشمیری تعلیمیافتہ ساکن لاہور

۳۔ انجمن کے ایک معزز اہلکار کی صاحبزادی انٹرنس پاس قوم شیخ ساکن لاہور۔

۴۔ وزیر آباد کے ایک معزز تاجر مرحوم کی تین صاحبزادیاں ۴۴ مڈل تک تعلیمیافتہ قوم شیخ۔

۵۔ ایک محکمہ تار کے افسر کی صاحبزادی تعلیم پرائمری تک ساکن جموں۔

۶۔ ایک ریٹائرڈ سرکاری ملازم کی صاحبزادی تعلیم یافتہ قوم شیخ قانون گو۔ متوطن گجرات پنجاب

زلزلہ بلوچستان کے متعلق خبریں

— کوئٹہ ۵ رجون۔ بعض ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ کوئٹہ میں ہلاک شدگان کی تعداد تیس ہزار ہے اور گرد و نواح کا علاقہ ملا کر تمام تعداد چھپن ہزار تک پہنچ جاتی ہے۔

— ہلاک شدگان کی صحیح فہرستیں تیار کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اندازہ ہے کہ ہندوستانی آبادی کا کم از کم پچاس فیصدی حصہ ضائع ہو گیا ہے۔ اس زلزلہ میں اتنی زیادہ تعداد میں انگریز مرے ہیں کہ شاید ہندوستان کی کسی جنگ میں بھی نہ مارے گئے ہوں۔

— ایک مصدقہ اطلاع مظہر ہے کہ بولان اور کوئٹہ کے درّوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ قریباً ایک ہزار اشخاص کو زندہ نکالا گیا ہے سات ہزار پسماندگان کو حادثہ کے بعد ریس کورس کے میدان میں ٹھہرایا گیا۔ دوسرے دن فوج نے ۲۲۰۰ نعشوں کو جلایا۔ شہر کے باہر ہر شخص کے مذہب کے مطابق دفن کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ اور اس کے لئے سپیشل لاریوں کا کام لیا جا رہا ہے۔ بہم رسانی آب کا بھی کسی حد تک بندوبست ہو گیا ہے۔ حادثہ سے دوسرے دن روشنی کا انتظام بھی درست کر دیا گیا تھا

— کوئٹہ ۵ رجون۔ یہاں خوراک کی نسبت پانی کی تنگی زیادہ ہے باہر سے ہر روز ہزاروں پیغامات بذریعہ لاسلکی پہنچ رہے ہیں خان قلات مع اپنے خاندان سمیت صحیح سلامت ہیں۔

— لاہور ۵ رجون۔ لاہور میں کوئٹہ سے اب تک آٹھ سپیشل گاڑیاں پہنچ چکی ہیں۔ مسافروں کی فہرست متعدد روزنامہ اخبارات میں شائع کر دی گئی ہے۔

— الٰہ آباد ۵ رجون۔ میونسپل بورڈ الٰہ آباد نے وائسرائے کے زلزلہ فنڈ کے لئے ۱ ہزار روپیہ منظور کیا ہے۔ اس تاریخ تک وائسرائے کے زلزلہ فنڈ کی رقم چھ لاکھ روپیہ تک پہنچ چکی ہے۔

— شملہ ۵ رجون۔ چیف کمشنر آف ریلوے نے حکم صادر کیا ہے کہ ریلوے ملازمین جو زلزلہ بلوچستان کا شکار ہوئے ہیں۔ ان کو ایک ماہ کی تنخواہ پیشگی دیدی جائے۔ یہ رقم تھوڑی تھوڑی کر کے قسط وار واپس لی جائیگی۔

— کراچی ۵ رجون۔ کوئٹہ میں ریلیف پارٹیوں کا داخلہ بند کر دیا گیا ہے۔ مارشل لا جاری کر دیا گیا ہے۔

— نینی تال ۵ رجون۔ نواب صاحب چھتاری نے اس تجویز کی زبردست تائید فرمائی ہے کہ ملک معظم کی سلور جوبلی فنڈ کا ایک حصہ مصیبت زدگان کوئٹہ کی امداد پر صرف کیا جائے اور نواب صاحب و بیگم صاحبہ چھتاری نے اس کار خیر کے لئے ڈیڑھ ہزار روپے کی رقم بھی عنایت فرمائی ہے

— لاہور ۵ رجون۔ آج کوئٹہ سے ۰۰ مجروحین کو لیکر ایک اور سپیشل ٹرین ۱۱ بجے پہنچ گئی۔ تازہ واردین کی حالت پہلے آنیوالوں سے بھی ابتر ہے۔ ان لوگوں کے پاس صرف وہ کپڑے ہیں۔ جو وہ پہنے ہوئے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی پٹیاں وہ اپنے مجروح جسم پر باندھے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے پاس اور کوئی چیز نہیں

— کراچی ۵ رجون۔ ریاست قلات میں ۶۲ میل تک زلزلہ کا اثر ہوا ہے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ مستونگ میں کم از کم بسر ہزار آدمی ہلاک و مجروح ہوئے ہیں۔

— لندن ۴ رجون۔ آج دار العوام میں زلزلہ کوئٹہ کے متعلق [illegible] کئے گئے جن کے جواب میں وزیر ہند نے کہا۔ کہ زلزلہ کوئٹہ کی جو سرکاری اطلاع ہمارے پاس پہنچی ہے وہ اخبارات کی اطلاعات کی تصدیق نہ کی ہوئی واضح کر رہی ہے کہ کوئٹہ کے قیامت خیز زلزلہ کی وجہ سے بے حد مالی نقصان ہوا ہے۔ وائسرائے ہند نے مصیبت زدگان کوئٹہ کی امداد کے لئے چندہ کا کام شروع کر دیا ہے اور عوام الناس سے اپیل کی ہے کہ مصیبت زدگان کی امداد کے لئے دل کھول کر چندہ دیں مجھے امید ہے کہ لوگ وائسرائے کی اس اپیل کا جواب تسلی بخش دیں گے۔

— زلزلہ میں بے شمار ہندوستانی دیو رہے ہیں اور معززین بھی ہلاک ہو گئے ہیں۔ جن میں سے نواب محمد یوسف علی خاں عزیز مگسی اور خان بہادر نواب گل محمد خاں صاحب سابق وزیر اعظم ریاست قلات اور سر میر شمس شاہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

— اس افواہ کی سرکاری طور پر تردید ہو گئی ہے کہ کوئٹہ کو بارود سے اڑا دیا جائیگا۔

— جنوبی افریقہ میں بھی زلزلہ زدگان کوئٹہ کیلئے فراہمی چندہ کی کوشش ہو رہی ہے۔

— شملہ ۵ رجون۔ افغان قونصل جنرل مقیم شملہ کو اطلاع موصول ہوئی ہے کہ سوائے قندہار کے جہاں زلزلہ سے بہت خفیف نقصان ہوا ہے افغانستان میں کوئی زلزلہ نہیں آیا۔

— حکومت ریاست بہاولپور نے مجروحین کے آرام و آسائش اور خوراک وغیرہ کا بہترین انتظام کیا گیا۔ اکثر بار خود تاجدار بہاولپور نے اسٹیشن پر تشریف لا کر مجروحین کی مزاج پرسی کی اور ان کی ضروریات مہیا کیں۔

متفرق خبریں

— امید کی جاتی ہے۔ ۱۹۳۶ء کے آغاز میں صوبہ سرحد کیلئے علیحدہ ہائیکورٹ کا بندوبست کر دیا جائیگا۔

— کانگریس کا آئندہ اجلاس لکھنؤ میں منعقد کیا جائیگا۔

— ہوشنگ آباد ۴ رجون۔ آج اخبار ریاست کے مقدمہ کا فیصلہ سنایا گیا۔ جس میں سردار دیوان سنگھ ایڈیٹر اخبار "ریاست" دہلی کو والیان ریاست کے حفاظتی ایکٹ کے ماتحت مجرم قرار دیتے ہوئے نو ماہ قید بامشقت کی سزا دی گئی۔ دیوان سنگھ نے عدالت سشن میں اپیل دائر کی ہے۔ سشن جج نے ملزم کو ضمانت پر رہا کر دیا ہے۔

— ہز ہائینس نواب صاحب بھوپال نے ڈاکٹر سر اقبال کے لئے پانچسو روپے ماہانہ کا وظیفہ حین حیات تک منظور فرمایا ہے۔

— لندن ۵ رجون۔ برطانوی سفیر متعینہ برلن نے ہر ہٹلر کی تقریر کے بعض حصوں کے متعلق حکومت جرمن سے وضاحت کی درخواست کی تھی۔ چنانچہ حکومت جرمنی کی طرف سے ان کا جواب آگیا ہے۔ اور حکومت انگلستان ان پر غور و خوض کر رہی ہے۔ حکومت انگلستان جرمنی کی اس یادداشت پر بھی غور کر رہی ہے جو فرانس اور سوویٹ معاہدہ کے متعلق شائع کی گئی ہے۔

— نئی دہلی ۴ رجون۔ موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ موجودہ کونسل آف اسٹیٹ کی مدت کارگزاری کو ۱۹۳۶ء کے دہلی اجلاس تک بڑھا دیا جائیگا۔ حالانکہ اس کی عمر اجلاس شملہ تک ختم ہو جانے والی تھی اس بارہ میں بہت جلد ایک اعلان ہو جائیگا۔

— طہران ۴ رجون فرانسیسی سفیر متعینہ ایران طہران وارد ہوئے اور شاہ ایران کی خدمت میں خدمات سفارت پیش کیں اس طرح سفیر عراق خالد بیگ سلیمانی [illegible]

تار کا پتہ "مسلمان کا لاہور"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قل یاہل الکتب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ ارگن

پیغام صلح

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہو گی

(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۳ — لاہور۔ یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۹ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۱ جون ۱۹۳۵ء — نمبر ۳۸

صدقہ جاریہ اور اشاعت قرآن

ایک مخلص بھائی کا قابل تقلید نمونہ

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ)

کچھ عرصہ ہوا میں نے ایک تحریک کی تھی کہ ہمارے احباب اگر اپنے اعزہ کے نام پر جو وفات پاگئے ہیں صدقہ جاریہ کا کوئی کام کرنا چاہیں۔ تو آج اشاعت قرآن سے بڑھ کر کوئی ثواب کا کام نہیں۔ فی الحقیقت اگر غور کیا جائے تو اشاعت قرآن کا کام مسلمان قریباً چھوڑ چکے ہیں۔ الا ماشاء اللہ اشخاص خاص افراد کا ذکر نہیں۔ بلکہ بحیثیت مجموعی قوم کا ذکر ہے اور قرآن کریم کی یہ آیت

یارب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا

آج خود مسلمانوں پر صادق آرہی ہے حضرت مسیح موعودؑ کے متبعین کی دونوں جماعتوں میں سے بڑی جماعت جو لاہور کی چھوٹی جماعت کو احمدی کہنا بھی پسند نہیں کرتی۔ اس کی حالت بھی جہاں تک قرآن کریم کو دنیا میں پہنچانے کا ذکر ہے دوسرے مسلمانوں سے ملتی جلتی ہے۔ اور اسے قرآن کریم کو پھیلانے کی توفیق نہیں ملتی۔ احمدیہ جماعت لاہور کو اللہ تعالےٰ نے اس وقت خصوصیت سے اس کام کے لئے منتخب کر لیا ہے اور ایک طرف اگر جماعت کی یہ ہمت ہے کہ قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں ترجمے کرکے اس کی پچیس تیس ہزار کاپیاں ان مقامات پر پہنچا رہی ہے جہاں آج تک قرآن شریف نہیں پہنچا تھا تو اللہ تعالےٰ نے بھی اس کے کام میں خاص برکت دی ہے کہ اسے ایسے سامان دیئے کہ ہزارہا کاپیاں قرآن شریف کے تراجم کی مفت دنیا کی لائبریریوں میں اور دوسرے مقامات پر پہنچائیں اور علاوہ ازیں بعض افراد جماعت کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دی ہے کہ کچھ رقم مستقل طور پر جمع کرا دی جس کے منافع سے قرآن کریم کی مفت اشاعت ہوتی ہے اور اصل سرمایہ جمع رہے۔

اب تک صرف دو ایسی رقمیں جمع ہوئی تھیں۔ ایک پانچ سو روپے کی رقم ڈاکٹر محمد یوسف صاحب مرحوم وزیرآباد کی طرف سے اور ایک پانچ سو روپے کی رقم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی طرف سے اپنی زوجہ مرحومہ کے نام پر صدقہ جاریہ کیلئے اب اللہ کے فضل سے ان میں ایک تیسری اور بہت بڑی رقم کا اضافہ ہوا ہے۔ یعنی ہمارے قابل قدر اور مخلص دوست

حاجی سعادت علی خاں صاحب رامپوری

نے

تین ہزار روپے کی رقم اپنے صدقہ جاریہ کے لئے

عطا فرمائی ہے جس سے قرآن کریم لوگوں کو پہنچتا رہے۔ اللہ تعالیٰ حاجی صاحب موصوف کو بہت بہت جزائے خیر دے اور ان کے اس قابل قدر ایثار کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ میں امید کرتا ہوں کہ میری اس دعا پر سب دوست آمین کہیں گے۔ حاجی صاحب ایک معمر بزرگ ہیں اور انہوں نے اپنی وفات سے پیشتر خود ہی صدقہ جاریہ کا یہ عظیم الشان کام کیا ہے اور میں اس وقت اس بات کی طرف اپنے دوسرے احباب کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اگر ہم میں سے ہر ایک شخص جس کو خدا تعالیٰ نے توفیق دی ہے اپنی زندگی میں اس نیک کام کے لئے قدم اٹھائے تو کچھ مشکل نہیں کہ ایک لاکھ روپے کی رقم اس طرح بطور صدقہ جاریہ جمع ہو کر اس سے ہر سال دو تین ہزار کاپی ترجمہ قرآن شریف کی ان عیسائی ممالک میں پہنچتی رہے۔ جن میں تبلیغ اسلام کے لئے ہماری جماعت کو کھڑا کیا گیا ہے اور بجائے اس کے کہ ہم لوگ اپنے ورثا پر اس بات کو چھوڑیں کہ وہ ہمارے لئے کوئی خیراتی کام کریں اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ انہیں یہ توفیق ملے گی یا نہ۔ بلکہ دیکھا گیا ہے کہ بعض وقت جہاں ایک شخص نے اپنی وفات کے وقت کسی نیک کام کی طرف قدم اٹھایا۔ تو ورثا نے دنیا کے مال سے محبت کرکے اسے تکمیل تک نہیں پہنچنے دیا۔ اس لئے سب سے بہتر طریق یہی ہے کہ ہم لوگ اپنی زندگی میں خود کوئی اس قسم کا صدقہ جاریہ قائم کر دیں جس سے قرآن شریف کی دنیا میں ہمیشہ اشاعت ہوتی رہے۔ مجھے امید ہے کہ اگر جماعت بحیثیت مجموعی اس نیک کام کی طرف قدم اٹھائے۔ تو وہ دنیا میں ایک ایسا نمونہ پیش کر دے گی۔ کہ بعد میں آنے والی نسلیں بھی اس کے نقش قدم پر چلیں گی۔ اور اس کے اس قسم کے نیک کاموں کا ثواب بھی ان پہلے لوگوں کو ملتا رہے گا جو یہ قدم اس وقت اٹھائیں گے۔ زندگی کا اعتبار ہی کیسے ہو سکتا ہے اور بعض وقت تو انسان کا کمایا ہوا مال اس کے ورثا کے کام بھی نہیں آیا۔ تو اگر وہ اسے خدا کے کام کے لئے الگ کر دے تو اس سے بڑھ کر کیا خوش قسمتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ذی ثروت احباب اس کام کی طرف خصوصیت سے توجہ فرمائیں۔ اور اپنے لئے خود صدقہ جاریہ کا یہ کام کر دیں قبل اس کے کہ اپنے مولےٰ کے سامنے حاضر ہونے کے لئے پیغام آپہنچے۔ والسلام

خاکسار

محمد علی

انذاری پیشین گوئیوں میں انسان کی خیر خواہی مضمر ہوتی ہے

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

انذاری پیش گوئیوں کی غرض و غایت

دنیا میں جو بھی رسول یا مامور و مجدد آتا ہے۔ اور وہ قبل از وقت امور غیبیہ میں سے کچھ بیان کرتا ہے۔ تو اس میں ایک بڑا حصہ انذاری پیشین گوئیوں کا بھی ہوا کرتا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ کے اہل دنیا کے اعمال اس قدر بد اور خدا کی رضا سے دور پڑے ہوئے ہوتے ہیں کہ خدا کو اپنا کوئی نبی یا مامور و مجدد بھیجکر لوگوں کو اصلاح اور رجوع الی اللہ کی طرف دعوت دینی پڑتی ہے۔ اور اسی کے ذریعہ یہ بھی بتانا پڑتا ہے کہ تمہارے اعمال اس قدر ظالمانہ اور خدا کے غضب کو بھڑکانے والے ہیں کہ اگر تم نے اس تنبیہ پر کان نہ دھرا۔ اور اپنے ناپاک افعال سے باز نہ آئے۔ تو وہ عذاب جو ان کرتوتوں کی وجہ سے جناب الٰہی کی طرف سے مقرر ہے تم پر جلد یا بدیر نازل ہوگا۔ اس لئے مامور کا کام یہ ہوا کرتا ہے کہ وہ خدا کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے۔ اور خدا کی رضا کی راہوں کو واضح کر کے دکھاتا ہے۔ تاکہ خدا کا عذاب لوگوں پر سے ٹل جائے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ ففروا الی اللہ انی لکم منہ نذیر مبین (الذاریات)

پس خدا کی طرف بھاگو۔ بیشک میں اس کی طرف سے تمہیں کھلا کھلا ڈرانے والا ہوں۔ یہاں صاف بتلایا کہ اس کے عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو خدا ہی کی طرف بھاگو۔ اور اسی کے رضا کے دامن میں پناہ لو۔

خدا کا مامور نذیر بھی ہوتا ہے اور بشیر بھی

سورۂ ھود میں ارشاد ہوتا ہے انی لکم منہ نذیر و بشیر و ان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یمتعکم متاعا حسنا الی اجل مسمی و یؤت کل ذی فضل فضلہ و ان تولوا فانی اخاف علیکم عذاب یوم کبیر ۔ بیشک میں خدا کی طرف سے تمہیں ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں۔ اور یہ کہ اپنے رب کے حضور میں مغفرت طلب کرو۔ پھر اس کی طرف رجوع کرو۔ تو وہ تم کو ایک وقت مقرر تک اچھی طرح دنیا میں رسائے بسائے گا۔ اور جو عمل زیادہ کرے گا اسے زیادہ بدلہ دے گا۔ اور اگر تم منہ موڑو گے۔ تو مجھ کو تمہاری نسبت بڑے سخت دن کے عذاب کا ڈر ہے۔

یہاں صاف صاف ارشاد فرمایا ہے کہ خدا کا مامور نذیر بھی ہوتا ہے اور بشیر بھی۔ نذیر اس رنگ میں کہ خدا کے عذاب سے ڈراتا ہے۔ جس کا نزول انسانوں کے بد اعمال کی وجہ سے مقدر ہوتا ہے۔ اور بشیر اس رنگ میں کہ وہ ان راہوں کی طرف دعوت دیتا ہے جن پر چل کر انسان اس عذاب مقدر سے بچ جاتا ہے اور خدا کی رضا کو حاصل کر لیتا ہے۔

مسخ شدہ فطرت انسانوں کی باتیں

پس انذاری پیش گوئیاں دراصل انسان کی خیر خواہی کے تقاضہ سے ہوتی ہیں۔ اس طرح جیسے ایک ڈاکٹر کسی شراب خور کو کہے کہ شراب چھوڑ دو۔ ورنہ تمہاری صحت برباد ہو جائے گی اور تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ ظاہر ہے کہ کوئی شخص اس ڈاکٹر کو منحوس زبان اور بد خواہ نہیں کہے گا۔ بلکہ اس کی مشفقانہ نصیحت کا شکریہ ادا کرے گا۔ لیکن خدا جانے یہ بھی مسخ شدہ فطرت انسانی کا نتیجہ ہے کہ خدا کے رسولوں اور ماموروں کے وعظ اور ان کی تنبیہ پر جس میں انذاری رنگ ہو لوگ انہیں منحوس اور بد خواہ کہنے لگتے ہیں۔ جیسا کہ سورۂ یٰسین میں مذکور ہے کہ خدا کے رسولوں کو مخاطب کر کے مکذبین کہتے ہیں۔ قالوا انا تطیرنا بکم لئن لم تنتھوا لنرجمنکم و لیمسنکم منا عذاب الیم ۰ قالوا طائرکم معکم ائن ذکرتم بل انتم قوم مسرفون ۰ کہتے ہیں کہ بیشک ہم تم کو منحوس پاتے ہیں۔ کہ ہمیشہ عذاب کی خبر سنایا کرتے ہو۔ اگر تم باز نہ آئے تو ہم تم کو سنگسار کریں گے۔ اور تمہیں ہم سے بڑا دردناک عذاب پہنچیگا رسولوں نے کہا کہ نحوست تو خود تمہارے ساتھ ہے۔ کہ یہ تمہارے اپنے اعمال ہیں جن کا نتیجہ عذاب الٰہی ہے۔ کیا ہم تم کو نصیحت کریں اور قبل از وقت خبردار کر کے نحوست لانے والے ٹھہرے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ تم خود حد سے بڑھنے والے لوگ ہو جس کا نتیجہ عذاب ہے۔ غرضیکہ ہمیشہ سے یہ چلی آئی ہے کہ خدا کے رسولوں اور ماموروں کو ان کی نصیحتوں اور انذاری پیشگوئیوں دوسرے لفظوں میں یہ کہ لوگوں کو ان کے اعمال بد سے خبردار کرنے اور ان کی وجہ سے عذاب الٰہی کی نزول کی خبر قبل از وقت دینے پر لوگ انہیں قوم کا بد خواہ اور منحوس زبان کہنے لگتے ہیں۔

منشی ظفر علی خاں اور زمیندار کا افتراء

یہی مخالفین احمدیت کا حال ہے۔ جب حضرت مسیح موعود کی انذاری پیش گوئیاں حرف بحرف پوری ہوتی دیکھتے ہیں۔ تو تکذیب و انکار کی گنجائش نہ پا کر لوگوں کے جذبات کو یوں بھڑکاتے ہیں کہ زلزلوں اور وباؤں سے جو مصائب مخلوق پر ٹوٹتی ہیں ان سے یہ مرزائی لوگ خوش ہوتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایسا افترا ہے جس سے بڑھ کر افترا ممکن نہیں۔

جماعت لاہور کا مسلک

مجھے قادیانیوں محمودیوں کا تو پتہ نہیں وہ خوش ہوتے ہوں تو تعجب بھی نہیں۔ کیونکہ وہ بالعموم اپنے آپ کو خدا کا لاڈلا سمجھتے ہیں۔ لیکن اپنی جماعت یعنی لاہوری احمدیوں کی نسبت تو میں وثوق سے کہتا ہوں کہ ہمارا دل تو مصائب میں گرفتار لوگوں کے لئے دکھتا ہے۔ اور ان کی امداد کرنا ہم اپنا اخلاقی فرض سمجھتے ہیں۔ البتہ حضرت مسیح موعود کی پیش گوئیوں کے مطابق جب ایک واقعہ ظہور پذیر ہوتا ہے۔ تو ایمان ضرور تازہ ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ انذاری رنگ اپنے اندر رکھتا ہے۔ تو نہایت درجہ عبرت ہوتی ہے۔ اور دل نہایت ڈرتا ہے۔ اور خدا کے حضور میں توبہ و استغفار کی طرف مائل ہوتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کا طرز عمل

آخر پہلے زمانہ میں جب ہوئے مجددین و مامورین کے انبیاء آیا کرتے تھے۔ اور وہ طوفان اور زلزلوں کی پیشگوئیاں کیا کرتے تھے۔ تو ان عذابوں کے آنے اور پیش گوئیوں کے پورا ہونے پر وہ کیا کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ وہ اس عذاب سے عبرت پکڑتے ہونگے اور خدائی پیش گوئیوں کو پورا ہوتے دیکھ کر ان کا ایمان تازہ ہوتا ہوگا۔ بلکہ سورۂ اعراف میں تو عذاب سے قوم کے فنا ہو جانے کے بعد شعیب علیہ السلام کا صاف قول مذکور ہے۔ فتولی عنھم و قال یقوم لقد ابلغتکم رسلٰت ربی و نصحت لکم فکیف اٰسی علی قوم کفرین ۰ پس شعیب نے منہ پھیرا اُن سے اور کہا۔ اے میری قوم بیشک میں نے اپنے رب کے پیغامات تمہیں پہنچا دئے تھے۔ اور تمہاری خیر خواہی کیا کرتا تھا۔ پس انکار کرنے والوں پر اب میں کیسے افسوس کروں؟ کیا یہاں بھی مخالفین یہ فرمائیں گے کہ وہ خوشیاں منایا کرتے تھے۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر وہ حضرت مسیح موعود کی نسبت ایسا کیوں کہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ محض اس لئے کہ بغض و عداوت حسد اور حق کے ساتھ دشمنی ظلم اور ناانصافی ان کے سینہ پر کینہ میں موجزن ہے۔ گویا ایک جہنم ہے جس میں وہ شب و روز جل رہے ہیں۔ پیشگوئی چونکہ اس قدر صاف ہے کہ اس کا انکار ممکن نہیں۔ اس لئے اس طرح تکذیب و استہزاء کر سکے۔ تو دوسرے طریق پر لوگوں کے جذبات کو ناحق بھڑکایا۔ کہ ان لوگوں کو خدا کی مخلوق سے ہمدردی نہیں۔ حالانکہ خدا کی مخلوق سے یہ پرلے درجے کی ہمدردی کا نتیجہ تھا۔ جو انہیں آئندہ آنے والے عذاب سے قبل از وقت خبردار کر دیا تھا۔ اور اس سے بچنے کی راہ بھی بتلائی تھی۔ کیا جو قوم کو کسی خطرہ سے آگاہ کر دے وہ خیر خواہ ہوا کرتا ہے یا بد خواہ؟

حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیاں اور الہامات

خدا کے لئے انصاف کرو۔ الیس منکم رجل رشید کیا تم میں کوئی بھی مرد منصف نہیں۔ حضرت مجدد وقت قبل از وقت نہایت درجہ کی خیر خواہی سے ہندوستان کے لوگوں کو خبردار کرتے ہیں۔ جیسا کہ وہ "حقیقۃ الوحی" میں فرماتے ہیں:

> یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات پر آئیں گے۔ اور بعض قیامت کا نمونہ ہونگے اور اسقدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلینگی اس موت سے چرند پرند بھی باہر نہیں ہونگے۔ اور زمین پر اسقدر تباہی آئیگی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ہے ایسی تباہی نہیں آئی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائینگے کہ گویا ان میں کوئی آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی۔ یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہونگی"

اس کے بعد فرماتے ہیں

> کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو۔ ہرگز نہیں انسانی کاموں کا اسدن خاتمہ ہو جائیگا۔ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید اس سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔

پھر یہ ارشاد بھی فرماتے ہیں:-

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت

(بقیہ صفحہ ۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم سہ شنبہ ۹ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ | نمبر ۳۸

تصویر یا کارٹون

قادیانی اخبارات کی ناواجب ہنگامہ آرائی

پروپیگنڈا کی وہ خطرناک لعنت جو مغرب سے ہندوستان پہنچی اور دوسروں کی دیکھا دیکھی مسلمانوں نے بھی اس کو اختیار کر کے عدل و انصاف، دیانت و امانت اور تقوےٰ و راستبازی کے بجائے اپنے اغراض کی تکمیل کے لئے ناپاک سے ناپاک وسائل اختیار کرنے سے دریغ نہ کیا۔ افسوس ہے کہ وہی لعنت آج ہمارے قادیانی دوستوں کے بھی گلے کا ہار بن چکی ہے اور انہوں نے بھی وہی غیر منصفانہ پروپیگنڈا کا طریق اختیار کر رکھا ہے جو احرار اور ازیں قبیل دوسرے لوگوں کا شیوہ خصوصی ہے اپنی بڑائی ثابت کرنے کیلئے اپنے آپکو مظلوم ٹھہرانے اور دوسروں کو بدنام اور رسوا کرنے کے لئے آج جو بھی ناپاک سے ناپاک طریق وہ اختیار کر سکتے ہیں۔ اس سے انہیں عار نہیں، جھوٹ وہ بولیں۔ بہتان وہ باندھیں دوسروں کی اچھی سے اچھی بات کو مروڑ تروڑ کر برے سے برا رنگ دینے اور ناحق بدنام کرنے سے انہیں عار نہیں۔ لایجرمنکم شنآن قوم علیٰ الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ کی آیہ کریمہ آج احراریوں اور محمودیوں کے نزدیک عملاً منسوخ ہے۔ کیونکہ جہاں دشمنی ہو۔ وہاں عدل و انصاف سے کام لینا ان کے اصول مذہبی کے خلاف ہے۔

اس کی ایک تازہ مثال وہ ناواجب ہنگامہ آرائی ہے۔ جو ینگ اسلام کی شائع کردہ تصاویر کے خلاف کی جارہی ہے احمدی جماعت میں تصویر کا مسئلہ ایسا نہیں کہ اس پر چنداں بحث کی ضرورت ہو۔ حضرت مسیح موعودؑ نے یورپ کی قیافہ شناسی سے فائدہ اٹھانے کے لئے اپنی تصویر بنوائی اور جب مخالفین نے آپ پر اعتراض کیا۔ تو آپ نے انہیں جواب دیا کہ انما الاعمال بالنیات (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۳) جس سے واضح ہے کہ آپ کے نزدیک اگر اچھی نیت سے اور کسی نیک کام کے لئے تصویر بنوائی جائے۔ تو اس میں ہرج نہیں اس کھلے فیصلہ کے ہوتے ہوئے آج قادیانی اخبارات معترض ہیں۔ کہ "ینگ اسلام" نے آپ کی تصویر بنا کر آپ کی ہتک کی ہے۔ ہمارا بھی ان کو وہی جواب ہے۔ جو حضرت مسیح موعودؑ نے دیا۔ انما الاعمال بالنیات۔ یہ کہنا کہ "ینگ اسلام" نے آپ کا کارٹون بنایا ہے۔ ایک صریح غلط بیانی ہے۔ کیا کارٹون کا لفظ ینگ اسلام میں کہیں درج ہے کیا ان تصاویر میں جو "ینگ اسلام" نے شائع کیں آپ کی ذات اقدس کو کسی رنگ میں بھی استہزا یا کسی قسم کی تضحیک کی گئی ہے؟ ہاں اگر واقعہ یہ نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف آپ کی عظمت ثابت کی گئی ہے۔ تہذیب حاضرہ کا بہترین معالج آپ کو ثابت کیا گیا ہے۔ خدمت دین کا جوش، اور ولولہ آپ کے اندر بتایا گیا ہے۔ تو اس کے متعلق یہ فقرہ استعمال کرنا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا کارٹون بنایا ہے کس قدر خلاف بیانی اور ناحق کوشی ہے۔ یہ فقرہ تو اس جگہ استعمال کیا جاتا ہے۔ جہاں اس شخص پیچر کا کارٹون بنایا جاتا ہے۔ تمسخر اڑایا جائے یا اسے ذلیل ثابت کیا جائے۔ لیکن قادیانی اخبارات کو پروپیگنڈا سے غرض ہے انہوں نے صرف جماعت لاہور کو ہی ذلیل اور بدنام کرنا ہے۔ اس لئے صداقت، اور راستبازی کو چھوڑ کر ایک ایسا فقرہ لکھ دیا جس سے بظاہر یہی مترشح ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی ہتک کی گئی ہے اور آپ پر تمسخر اڑایا گیا ہے۔ ورنہ کون نہیں جانتا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے خود اپنی کتابوں میں بعض لوگوں کی ایسی ہی تصویریں بنائی ہیں جنہیں آج کارٹون قرار دیا جاتا ہے۔ کیا حقیقۃ الوحی میں لیکھرام کے جنازہ کی تصویر نہیں؟ کیا ڈوئی کی فالج زدہ حالت کی تصویر آپ نے اپنی کتابوں میں نقل نہیں کی؟ کیا انہیں کارٹون کا نام دیا جائیگا خدا کے بندو! کچھ خشیت الٰہی سے کام لو۔ اور یوں جھوٹے پروپیگنڈے سے کرکے اپنی ایمانداری کا خاکہ نہ اڑاؤ۔ تم خوب جانتے ہو۔ کہ ہمارے دل حضرت مسیح موعودؑ کی محبت سے معمور ہیں تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ینگ اسلام میں مسیح موعود کی عظمت کو تصویری زبان میں ثابت کیا گیا ہے نہ کہ آپ کا کارٹون بنایا گیا ہے۔ باوجود اس کے ایسا پروپیگنڈا کرنا کہاں تک جائز ہے۔

ہم تو حضرت مسیح موعودؑ کے قدم بقدم چل رہے ہیں آپ نے تحریر و تقریر کے علاوہ تصویر کے ذریعہ سے بھی اپنی صداقت کو دنیا پر آشکارا کرنا چاہا۔ یہی ہماری کوشش ہے اس لئے یہ کہنا کہ ہم نے آپ کی ہتک کی ہے یا آپ کا کارٹون بنایا ہے صریحاً خلاف بیانی اور ناحق کوشی ہے۔ جو کسی دیانتدار آدمی کا کام نہیں ہو سکتا۔

خاکسار :- دوست محمد

سستی شہرت کے طلبگار ملانے اور چھوکرے

ہم نے قادیانی جماعت کے ساتھ مکفر علماء کی نمائندہ مجلس العلمائے ہند کے صدر مولوی کفایت اللہ صاحب کو دعوت دی تھی کہ وہ ہم سے ذیل کے دو مسائل پر اصولی مباحثہ کر لیں :-

(۱) "کیا حضرت مرزا صاحب نے دعوےٰ نبوت کیا؟"

(۲) کیا حضرت مرزا صاحب نے روئے زمین کے تمام مسلمانوں کو اپنی نبوت کے نہ ماننے کی وجہ سے کافر کہا؟

جمعیۃ العلماء ہند، اس کا اخبار اور مولوی کفایت اللہ صاحب تو خاموش ہیں لیکن سستی شہرت کے طلبگار بعض گمنام ملانے اور بلیاری چھوکرے خواہ مخواہ آ کودے ہیں۔ ہم ان سب سے کہنا چاہتے ہیں کہ وہ اپنی نمائندہ جماعت کے صدر کو میدان مقابلہ میں نکالیں۔ ہاں ان سے سند نمائندگی حاصل کرنے کے بعد ہم سے بات کریں۔ اس کے بغیر ان کی غوغا آرائیاں بالکل بے معنی ہیں۔

مصیبت زدگان کوئٹہ کیلئے حضرت امیر کی اپیل

مصیبت زدگان کوئٹہ کی امداد کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے جو اپیل جماعت سے کی ہے وہ اخبار میں احباب نے ملاحظہ فرمائی ہوگی۔ بہت سے دوستوں کو علیحدہ ڈاک میں بھی بھیجی گئی ہو یہ ایک ایسا کام ہے جو فوری توجہ چاہتا ہے اس لئے تمام وابستگان سلسلہ کو اپنی پہلی فرصت میں اسے انجام دینا چاہیئے۔ اس کے ساتھ ہی ہم حضرت ممدوح کے الفاظ میں کہینگے۔ کہ یہ ایک نئی مصیبت کا مقابلہ ہے اس کے لئے نئی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ اس سے ماہوار چندوں اور دیگر ضروریات قومی کے چندوں پر کوئی اثر نہ پڑنا چاہیئے ۷ جون کو خطبہ جمعہ کے بعد احباب لاہور کے سامنے یہ اپیل پیش کی گئی۔ تو چند منٹ میں ایک معقول رقم جمع ہو گئی۔

والسرائے کے زلزلہ فنڈ کیلئے فیس منی آرڈر معاف

سرکاری طور پر یہ اعلان ہوا ہے کہ والسرائے کے زلزلہ فنڈ کے لئے والسرائے کے پرائیویٹ سیکرٹری کو جو رقوم بذریعہ منی آرڈر ارسال کی جائینگی ان پر ڈاکخانہ کوئی فیس نہیں لیگا۔ حکومت کا فیصلہ قابل تعریف ہے۔ لیکن ہمارے خیال میں اس رعایت کو اور زیادہ وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔ دیگر زلزلہ فنڈوں کے لئے بھی جو مستند و معتبر جماعتوں اور انجمنوں کی طرف سے جاری کئے گئے ہیں۔ یہی سہولت بہم پہنچائی جانی چاہیئے۔ اگر ہماری یاد غلطی نہیں کرتی۔ تو زلزلہ بہار کے موقعہ پر حکومت نے بابو راجندر پرشاد کے فنڈ کو اسی قسم کی رعایت بہم پہنچائی تھی۔ امید ہے۔ اس تجویز پر ارباب حکومت سنجیدگی سے غور کرینگے۔

سید انعام اللہ شاہ مدیر دور جدید کا انتقال

اخبار بین حضرات کے مطالعہ میں یہ افسوسناک خبر آ چکی ہوگی کہ چند روز ہوئے سید انعام اللہ شاہ صاحب مدیر اخبار "دور جدید" لاہور کا حیدرآباد دکن میں انتقال ہو گیا۔ وہاں آپ کاروبار کے سلسلہ میں عارضی طور پر مقیم تھے جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے جب اخبار پیغام صلح جاری کیا ہے تو اس کے انتظامی امور مرحوم کے متعلق تھے یعنی مرحوم "پیغام صلح" کے سب سے پہلے منیجر تھے۔ ڈاکٹر صاحب ممدوح کا ارشاد ہے۔ کہ مرحوم نے ابتدائی ایام میں اخبار کی کافی خدمت کی اور اپنے فرائض کو باقاعدگی سے ادا کیا۔ افسوس بعد میں آپ بعض اثرات کے ماتحت قادیانی غلو کا شکار ہو گئے۔ ہم اس انتقال پر ملال پر دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔

مذہب سے تنفر کی سب سے بڑی وجہ

پیروان مذہب کی بے اصولی اور غرض پرستی ہے

خطبہ جمعہ ۳۱ رمئی ۱۹۳۵ء ——— فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

سورہ فاتحہ کے پاکیزہ خیالات

گذشتہ جمعہ میں نے ذکر کیا تھا کہ سورہ فاتحہ میں کس قدر خوبصورت اور پاکیزہ خیالات جمع کر دیئے گئے ہیں۔ اگر انسان ان خیالات کو پوری توجہ سے اپنے دل و دماغ پر نقش کرنے کی کوشش کرے تو وہ کس قدر بااخلاق پرستش اور مخلوق خدا کا ہمدرد بن سکتا ہے

مذہب سے تنفر بڑھانے والے لوگ کون ہیں؟

ایک پہلو تو اسلام کی تعلیم کا ہے جو اپنے اندر اس قدر کشش رکھتی ہے کہ اپنوں کے علاوہ غیروں کے سامنے بھی پیش کی جائے۔ تو وہ کھنچے چلے آئیں۔ دوسری طرف یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مذہب سے تنفر بڑھتا چلا جا رہا ہے اس کی وجہ ایک حد تک یہ بھی ہے کہ ہمارے سکولوں اور کالجوں میں مذہبی خیالات کے ساتھ لگاؤ اور دلچسپی کا بہت کم موقع رہ گیا ہے۔ لیکن اصل میں اس تنفر کو بڑھانے والے وہ لوگ ہیں جو بظاہر مذہب کے دلدادہ اور شیدائی معلوم ہوتے ہیں۔

ایک نوجوان طالب علم کے خیالات

پرسوں کا ذکر ہے ایک نوجوان جو اسلامیہ کالج کی ایم اے کلاس میں پڑھتے ہیں میرے پاس آئے اور انہوں نے خواہش ظاہر کی۔ کہ خدا کی ہستی پر کچھ دلائل دیئے جائیں کیونکہ خدا کی ہستی پر ان کا یقین نہیں رہا تھا۔ دو چار باتیں کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ صرف اس قدر نہیں کہ انہیں خدا کی ہستی پر یقین نہیں رہا۔ بلکہ ان کے خیال میں مذہب ایک بہت خوفناک چیز ہے جس سے انسانوں اور قوموں کے درمیان تنفر اور دشمنی بڑھتی ہے اور فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہے اور اس سے فائدہ کچھ نہیں ان سے باتیں ہوتی رہیں۔

پیروان مذہب کی افسوسناک بے اصولی

لیکن آپ ابھی اگر غور کریں گے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ مذہب سے روز بروز بیگانگت اور تنفر بڑھ رہا ہے۔ جیسا کہ میں ابھی کہہ چکا ہوں کہ اس کی وجہ صرف یہی نہیں کہ مروجہ تعلیم میں مذہب کا عنصر بہت کم ہے یا بالکل نہیں رہا۔ بلکہ سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ تعلیمیافتہ لوگ جب مذہب کے پیروؤں کو اس حالت میں دیکھتے ہیں جیسی کہ آج نظر آ رہی ہے تو ان کے دل میں یہ خیال بیٹھ جاتا ہے کہ مذہب ایک ایسی چیز ہے۔ جس سے سوائے تنفر و فساد کے اور کچھ حاصل نہیں ہو سکتا آپ غور کریں کوئی دو گروہ یا آدمی جو کسی سوشل یا پولیٹیکل معاملہ میں اختلاف رکھتے ہوں۔ اگر وہ آپس میں بحث و مباحثہ بھی کریں گے۔ تو کسی اصول پر کریں گے اور ایک دوسرے کے خیالات کو سمجھنے کی بھی کوشش کرینگے لیکن مذہب کے پیروؤں کی عام حالت یہ ہے کہ وہ کسی اصول کی بنا پر آپس میں نہیں لڑتے نہ ایک دوسرے کے خیالات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ان لوگوں کی جنگ ذاتی فتح و شکست کیلئے ہوتی ہے

بلکہ جنگ اور بحث و مباحثہ سے ان کی غرض ذاتی فتح و شکست ہوتی ہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے وہ تمسخر و استہزا فریب گالی، گلوچ، غرضیکہ ہر ایک بڑے سے بڑے ذرایعہ سے کام لیتے ہیں اور کسی گندے سے گندے فعل سے بھی اجتناب نہیں کرتے۔ انہیں کسی اصول کی فتح یا شکست کا مطلق خیال نہیں ہوتا۔ محض اپنی ذاتی فتح و شکست کی خاطر یہ ہنگامے برپا کئے جاتے ہیں۔ یہ جو آپ دن رات دیکھتے

تمسخر و استہزاء سے بھرے ہوئے لیکچر اور ان کی غرض

جن لوگوں نے اس قسم کے لیکچر سنے ہیں۔ وہ یہ اثر لیکر نہیں آتے کہ کوئی باخدا یا خدا خوف انسان لوگوں کو کسی راہ پر ڈالنا چاہتا ہے بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ایک نقال یا مسخرہ لوگوں کو خوش کرنا چاہتا ہے اسی طرح یہ لیکچرار جو بڑے بڑے ناموں کے نیچے مذہبی لیکچر دیتے ہیں۔ ان کی غرض سوائے تمسخر اور لوگوں کو ہنسانے کے اور کچھ نہیں ہوتی۔ اور پھر ان لیکچروں کی خوبی بھی یہی بیان کیجاتی ہے۔ کہ فلاں لیکچرار۔ چار چار پانچ پانچ گھنٹے لوگوں کو مسحور رکھ سکتا ہے۔ لیکن ان طول و طویل تقریروں کو اٹھا کر دیکھو۔ تو سوائے گالیوں اور پھبتیوں کے اور کچھ نہیں ہوگا۔

حضرت نبی کریمؐ اور صحابہ کرامؓ کا طرز عمل

یہ لوگ حضرت محمد رسول اللہؐ کے پیرو کہلاتے ہیں۔ لیکن کیا یہ طرز عمل کسی نبی یا کسی ولی نے کبھی اختیار کیا ہے؟ چلو تھوڑی دیر کے لئے مان لو کہ ان کا مقابلہ بدترین اشخاص سے ہے سمجھ لو۔ حضرت نبی کریم صلعم کے مقابلے پر ابوجہل کھڑا ہے۔ ابوجہل دن رات حضرت نبی کریمؐ کی شان میں گستاخی کرتا رہتا تھا۔ اس نے حضورؐ اور صحابہ کرامؓ کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں۔ لیکن کیا کبھی حضرت نبی کریمؐ اور صحابہؓ نے اسکو اور اس کے ساتھیوں کو ان کی گمراہی، ظلم، فسق و فجور، شراب نوشی، زناکاری کی وجہ سے تمسخر کیا؟ اگر تمسخر ہو سکتا ہے تو ان چیزوں پر ہو سکتا ہے لیکن صحابہ نے کبھی کسی بدترین دشمن پر بھی تمسخر نہیں کیا۔ مسیلمہ کذاب کو ہی دیکھو اس نے حضرت نبی کریم کی زندگی میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ مسلمانوں سے اس کی جنگیں ہوئیں۔ جس چیز کو وہ اپنی وحی بیان کرتا تھا۔ اس میں گندے سے گندے کلمات موجود تھے جن میں سے بعض اب تک محفوظ ہیں۔ لیکن کسی صحابی نے ان گندے کلمات کی وجہ سے بھی اس پر تمسخر و استہزا نہیں کیا

نیک اور پاک لوگوں کا دامن تمسخر و استہزا سے پاک ہوتا ہے

خوب یاد رکھو۔ لوگوں کے ساتھ تمسخر و استہزا کسی صالح اور پاک شخص کی زندگی میں نظر نہیں آئیگا۔ ایک باخدا یا خدا خوف انسان بعض اوقات سخت کلامی اور سختی بھی کر سکتا ہے جس چیز کو لوگ گالی سمجھتے ہیں لیکن در اصل وہ گالی نہ ہو۔ وہ بھی کبھی اس کی زبان اور قلم پر آ سکتی ہے لیکن تمسخر و استہزا وہ کسی سے نہیں کرتا۔ اس چیز سے ہمارا قرآن پاک، حدیث پاک، حضرت نبی کریمؐ کا دامن پاک، صحابہ کرامؓ کا دامن پاک، صلحا کا دامن پاک، یہ ناپاک دلوں اور بد زبانوں کا طرز عمل ہے

مخالفین احمدیت اصولی بحث کی طرف نہیں آتے

افسوس ہمارے مخالفین اصول کی طرف نہیں آتے۔ حضرت مرزا صاحب کی عیب چینی کر لو۔ لیکن آپ نے جو کچھ کہا ہے اسے کوئی نہیں جھٹلا سکتا۔ زیادہ تر جھگڑا تو تین چار باتوں کا ہے

مسئلہ وفات مسیح

سب سے بڑا مسئلہ وفات مسیح کا ہے اسی پر مسیح موعودؑ کے دعوے کی بنیاد ہے اسی بات پر حضرت مرزا صاحب نے اپنی عظیم الشان اور مسلمہ شہرت قربان کر دی۔ جو اس دعویٰ سے قبل آپ کو تمام ہندوستان میں علم و فضل زہد و تقوے اور استجابت دعا کے لحاظ سے حاصل تھی، جونہی آپ نے اعلان کیا کہ حضرت عیسےٰ وفات پا چکے ہیں اور آنے والا مسیح اسی امت کا ایک مجدد ہوگا۔ اور وہ میں ہوں۔ تمام ملک میں مخالفت کی آگ بھڑک اٹھی۔ جو کل تک مداح اور عقیدتمند تھے۔ دشمن ہو گئے۔ ذرا اس پر غور کیجئے

کاش احراری اور مکفر علماء قرآن و حدیث کی کوئی قدر کریں

کاش ہمارے مخالفین کو مذہب کی اتنی ہی پروا ہوتی جس قدر کہ ایک سیاسی آدمی کو سیاسی امور کی ہوتی ہے یہ لوگ قرآن و حدیث کو اتنی بھی حیثیت ... دیتے جتنی کہ کسی پولیٹیکل لیڈر کے قول کو دی جاتی ہے۔ تو یہ جھگڑا فوراً ختم ہو جاتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے جو اصول پیش کیا ہے پہلے اس پر بحث کرنے کے بعد بیشک مرزا کو برا کہہ لیتے۔ لیکن اس کی بجائے خواہ مخواہ تمسخر ہو رہا ہے۔ وہ خوب یاد رکھیں یہ تمسخر مرزا کے ساتھ نہیں بلکہ مذہب کے ساتھ ہے۔ کیونکہ انہوں نے اصول کو بالائے طاق رکھا ہوا ہے

مکفر علماء میں جرأت و ایمانداری نہیں

یہ لوگ بڑے فخر سے کہتے پھرتے ہیں کہ علامہ اقبال نے یہ کہہ دیا۔ علامہ عبد اللہ یوسف علی نے یہ کہہ دیا۔ فلاں علامہ نے یہ کہہ دیا۔ کیا یہ فتویٰ کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ جن علامہ کو آگے یہ فتوے پیش کئے جاتے ہیں، وہ خود ان کے مذہبی خیالات کے مخالف ہیں۔ اگر ان میں کوئی جرأت اور ایمانداری ہو۔ تو یہ حضرت مرزا صاحب کے ساتھ ان علاموں کو بھی برا کہیں کیونکہ یہ علامے اندر سے حضرت مرزا صاحب کے اصول کی صداقت کے قائل ہیں حقیقت میں ان کا اعتقاد یہی ہے کہ حضرت عیسےٰ وفات پا گئے۔

ڈاکٹر سر اقبال کا بیان

ڈاکٹر سر اقبال کے بیان کو جن لوگوں نے پڑھا ہے انہوں نے اسی رائے کا اظہار کیا ہے کہ علامہ کے خیال میں مسیح موعود اور مہدی کی آمد کا عقیدہ مجوسیت سے لیا گیا ہے اسلام کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔ کیا مسلمانوں کے علماء اسے ہی مانتے ہیں۔ اگر نہیں تو انہیں ڈاکٹر سر اقبال کے بیان کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کی بجائے اس کی مخالفت کرنی چاہئے تھی۔

مخالفین کے دماغوں پر جنوں کی کیفیت طاری ہے

لیکن کیا کیا جائے۔ آج ہمارے مخالفین کے دماغوں پر ایک جنون کی کیفیت طاری ہے۔ جہاں کہیں سے انہیں کوئی چیز احمدیت کی مخالفت میں ہاتھ آ جائے۔ اسی کو وہ بلا سوچے سمجھے لے اڑتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے مسیح موعود اور مہدی کے عقیدہ کو جو مجوسیت سے ماخوذ بتلایا ہے ان کے بیان کے اس پہلو کو چھوڑیئے

گورنمنٹ سے ڈاکٹر سر اقبال کی عجیب و غریب درخواست

انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ تحریک احمدیت نے مسلمانوں میں افتراق پیدا کر دیا ہے اور مسلمانوں کے اتحاد کو توڑ دیا ہے۔ اور کہ اس کی ذمہ داری گورنمنٹ پر عائد ہوتی ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا احمدیت کو الگ کر کے باقی مسلمانوں میں اتحاد موجود ہے وہ قوم جو خود متحد نہیں ہو سکتی۔ اس قوم کا علامہ گورنمنٹ سے درخواست کرتا ہے کہ تو ہمارا اتحاد قائم کر دے۔ ایسا اتحاد کب تک قائم رہے گا۔ اور اب بھی کس جگہ قائم ہے؟ کیا کہیں مسلمان بادشاہوں کی سلطنتوں

اخبار بالکل تیار ہو چکا تھا کہ معلوم ہوا ہمارے محترم بزرگ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے صاحبزادے ڈاکٹر سید بشیر حسین صاحب انڈین میڈیکل سروس کے انتخاب میں لے لئے گئے ہیں اور رزمک (وزیرستان) میں متعین کئے گئے ہیں آپ آج ۱۱ جون کو اپنے عہدے کا چارج لینے کیلئے رزمک کی طرف روانہ ہونگے۔

میں بھی قائم ہے۔ میں تو حیران ہوں یہ لوگ حضرت مرزا صاحب کو برا کیوں کہتے ہیں؟ جو باتیں انہوں نے کہیں پہلے اولیاء اللہ نے بھی کہیں اور اس وقت کہیں جبکہ اسلامی سلطنت تھی۔ لیکن ان تمام چیزوں کو فراموش کر کے آج ایک غیر مسلم حکومت سے کہا جا رہا ہے کہ تحریک احمدیت کو مٹا دو۔ میرے خیال میں اس سے بڑھ کر ان کی کمزوری کی اور کوئی دلیل نہیں ہو سکتی

خدائی اصول کی مخالفت

خدا اپنی کتاب میں اصول قائم کرتا ہے۔ لا اکراہ فی الدین لیکن مسلمان اس کے خلاف یہ اصول قائم کرتے ہیں۔ کہ دین میں ضرور جبر ہونا چاہیئے۔ اور حکومتوں کا یہ بھی فرض ہے۔ کہ وہ نئی اصلاحی تحریکات کی بیخکنی کیا کریں

حضرت مرزا صاحب نے قرآن و حدیث کی عزت قائم کی

آخر حضرت مرزا صاحب کا کیا قصور ہے۔ صرف یہ کہ آپ نے کہا کہ مسیح مرگیا ہے مسیح موعود اسی امت کا ایک مجدد ہے۔ اس پر قرآن و حدیث سے دلائل دیں احادیث سے دونوں مسیحوں کے الگ الگ حلیے نکال کر دکھا دیئے۔ بہرحال انہوں نے قرآن و حدیث کی عزت قائم کی۔ اس کو مانا۔

مکفر علماء کیوں خاموش ہیں ؟

لیکن آج مسلمانوں میں بہت سے وہ لوگ ہیں۔ جو نزول مسیح کا بھی انکار کر رہے ہیں۔ ایک ایسی بات کا انکار کر رہے ہیں جس کی تائید میں احادیث کے انبار کے انبار موجود ہیں۔ کیا ان سب کتابوں کو ردی ٹھہرایا جائے گا۔ علماء کیوں اس کے خلاف زبان نہیں ہلاتے

مخالفین کا دیوانہ پن

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب مجنوں تھے کل ہی کی بات ہے ایک احراری اخبار میں اس کے متعلق ایک مضمون نکلا ہے۔ یہ باتیں تو اللہ تعالیٰ کے ماموریں کے ساتھ ہمیشہ سے ہوتی آئی ہیں اور ناپاک اور بیباک لوگوں نے تو سردار انبیا کو بھی مجنوں کہا۔ تو پھر ان باتوں سے کون بچ سکتا ہے۔ اتنا ہی غور کریں۔ کہ آخر وہ باتیں جو حضرت مرزا صاحب کے منہ سے نکلی تھیں۔ آج لوگ یکے بعد دیگرے ان کو مانتے چلے جاتے ہیں۔ آج کتنے علماء اور کتنے علامے ہیں۔ جو وفات مسیح کے قائل ہیں۔ گو ان میں سے بعض عوام الناس کے خوف سے اس بات کو منہ پر نہیں لاتے۔ تو کیا مجنون ایسے ہی شخص کو کہا جاتا ہے جس کی باتوں کو سمجھدار آدمی قبول کرتے چلے جائیں۔ آج تعجب ہے ان دماغوں پر جو اس شخص کو پاگل کہہ رہے ہیں جس نے ایک قلیل عرصہ میں عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا۔ تم سے پاگل کہہ لو۔ لیکن کوئی تو خدا لگتی کہو۔ کہ ایک شخص خدا کے رسول کی عزت قائم کرتا ہے۔ احادیث کی صداقت کا یہ کہکر سکہ بٹھاتا ہے۔ بلکہ خود رسول اللہ صلعم پر ایمان کو زیادہ کرتا ہے کہ احادیث کی پیشگوئیاں ہماری آنکھوں کے سامنے پوری ہو رہی ہیں۔ اور دوسرا ان تمام باتوں کا انکار کر کے احادیث کو مجموعہ باطل قرار دیتا ہے۔* اس کو پاگل اور دشمن اسلام کہنا کس قدر ظلم ہے۔ اگر ان لوگوں کے دلوں میں اسلام کی کوئی عزت ہوتی۔ تو وہ اس شخص کی عزت کرتے جس نے رسول خدا کی احادیث کو سچا ثابت کیا۔ اور اگر فتوے لگانے ضروری تھے تو ان پر لگاتے جنہوں نے حدیث نبوی کو مجموعہ اباطیل قرار دیا۔ لیکن نہیں ان کے سامنے چند ذاتی اغراض ہیں۔ ان کی خاطر ہر ایک بے اصولی اور دین کی ہتک کو گوارا کر لیا جاتا ہے

اہل مذاہب کو کیا ہو گیا ہے ؟

حیرت ہے کہ اہل مذاہب کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ لڑائی جھگڑے بڑھانے چلے جا رہے ہیں۔ لیکن کسی اصولی بحث کی طرف نہیں آتے جب تک یہ حالت رہے گی۔ قوم کی قوت ضائع ہوتی رہے گی۔ اس کا انتشار بڑھتا چلا جائے گا۔

قادیانی بھی اصولی بحث کی طرف نہیں آتے

مکفر علماء بھی اصولی بحث سے بھاگتے ہیں اور قادیانی دوست بھی ہم نے قادیانی دوستوں کو ایک بات کی طرف بلایا۔ اور اس قدر کہا۔ کہ آج کل احرار نے جو مخالفت کی آگ بھڑکا رکھی ہے۔ اس کا ایندھن آپ کے اجرائے نبوت اور تکفیر کے مسائل مہیا کر رہے ہیں۔ آؤ۔ حضرت صاحب کی کتابوں کو سامنے رکھکر ان کی بنا پر ان مسائل کا فیصلہ کر لیں۔ کہ حضرت خاتم النبیین کے بعد نبوت کا اجرا اور کلمہ گوؤں کی تکفیر کے مسائل غلط ہیں یا صحیح ؟

قادیانیوں کا پرفریب طرز عمل

اس کا ان کی طرف سے جو جواب دیا گیا ہے وہ آپ کو اچھی طرح سے معلوم ہے ایک شخص سے نہایت پرفریب پوسٹر شائع کرائے گئے۔ جن سے ہزاروں آدمیوں کو دھوکا لگا۔ کہ یہ پوسٹر جماعت لاہور کی طرف سے ہیں۔ اور انہوں نے اس فریب کی وجہ سے یہ سمجھا کہ جماعت لاہور صبح کو ایک بات کہتی ہے اور شام کو اس کے برعکس دوسری بات کہتی ہے۔ یہ ایک پیچ اور پرفریب طرز عمل اہل مذاہب کو بدنام کر رہا ہے۔ اس کی وجہ سے مذہب کی عزت اور قدر و قیمت دلوں سے اٹھتی جاتی ہے۔ صاف کہہ دیتے۔ کہ ہم ان شرائط پر یا ان شرائط پر بحث کر سکتے ہیں۔ یا بالکل ہی نہیں کرنا چاہتے مذہب کے نام لیواؤں کو پیچدار باتوں سے کیا تعلق۔ اس کا وطیرہ صفائی سے بات کرنا ہونا چاہیئے۔

قادیانی جگہ جگہ ان مسائل پر بحث کرتے ہیں

لطف یہ کہ قادیانی جگہ جگہ ان مسائل پر بحث و مباحثہ کرتے ہیں۔ لیکن جب کہا جاتا ہے کہ وہ آدمی جو اس اختلاف کے سب سے زیادہ ذمہ دار ہیں۔ یعنی دونوں جماعتوں کے امیر میدان میں نکل کر بحث کر لیں۔ تو اس دعوت کو قبول نہیں کیا جاتا۔

دوستوں کو نصیحت

مذہب اس وقت تک باعث کشش نہیں ہو سکتا جب تک اہل مذاہب اصول کی طرف نہیں آتے۔ میں اپنے دوستوں سے بھی کہتا ہوں۔ کہ ان میں کوئی ذاتی بحث ہو۔ تو اسے ترک کر دیا جائے صرف اصولی باتوں کو لیا جائے

ذاتی نکتہ چینی کسی لحاظ سے بھی مفید نہیں ہو سکتی

ذاتی نکتہ چینی کسی لحاظ سے بھی مفید نہیں ہو سکتی۔ اگر ہمارے اندر اس قسم کا نقص ہے تو اسے فوراً دور کرنا چاہیئے۔ ہم نے اپنے صحیح اور پاکیزہ عقائد کے لحاظ سے ایک نہایت اچھا نمونہ قائم کیا ہے اس طرح ہمیں عمل کے لحاظ سے بھی ایسا ہی اچھا نمونہ قائم کرنا چاہیئے آپ ہمیشہ ذاتی بحثوں کو چھوڑ کر اصولی باتوں کو لیں۔ تاکہ اس نتیجہ پر جلد پہنچ جائیں۔ جس پر کہ ہم پہنچنا چاہتے ہیں

”احمدی“ اور ”غیر احمدی“

ایک معزز بزرگ نے جو ہماری جماعت کے بہت بڑے معاون ہیں لیکن جماعت میں شامل نہیں حضرت امیر ایدہ اللہ کی توجہ اس امر کی طرف منعطف کرائی ہے کہ جس صورت میں یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کا ”احمدی“ نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم احمد کی بنا پر رکھا ہے اپنے نام پر نہیں اور حقیقت بھی یہی ہے تو غیر از جماعت مسلمانوں کو ”غیر احمدی“ کے نام سے پکارنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ بھی تو احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ویسی ہی عقیدت و دلبستگی رکھتے ہیں جیسی کہ جماعت احمدیہ۔ انہیں ”غیر احمدی“ کہنا گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی غیریت ظاہر کرنا ہے اس لئے ”غیر احمدی“ کے بجائے ”غیر از جماعت“ کے لفظ استعمال کئے جایا کریں تو قرین انصاف و مصلحت ہوگا۔

اس پر حضرت امیر ایدہ اللہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اس سوال کو اخبار میں زیر بحث لایا جائے اور ذیل کے سوال پر احباب کی رائے معلوم کی جائے:۔

”اگر ہماری جماعت کا نام احمدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم احمدؐ کی طرف منسوب ہے۔ تو گو ایک جماعت خصوصیت سے اس اسم کی مظہر ہو سکتی ہے لیکن کسی دوسری جماعت کو ”غیر احمدی“ کہنا کہاں تک درست ہے جس کا ظاہر مفہوم یہ ہوگا۔ کہ گویا ایسے لوگوں کو احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نسبت نہیں۔ اور جس صورت میں ہماری جماعت کے کسی فرد کا یہ خیال نہیں تو آیا ایسی حالت میں کہ بعض احباب کو یہ لفظ ناگوار گذرتا ہے۔ کیا مناسب نہ ہوگا۔ کہ ہم اس لفظ کے استعمال کو چھوڑ دیں“

امید ہے۔ احباب کرام اس بارہ میں اپنی آراء۔ اخبار میں بھیجکر اس سوال پر روشنی ڈالینگے

خاکسار **دوست محمد**

خریداران پیغام صلح کی خدمت میں

ایک ضروری اطلاع

جن خریدار صاحبان کا چندہ اخبار ختم ہو چکا ہے یا ماہ جون میں ختم ہونیوالا ہے ان کو فرداً فرداً بذریعہ ڈاک یاددہانی کرائی جا رہی ہے جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان اور محصلین کو فہرستیں بھی بھیجی گئی ہیں۔ ایسے تمام خریدار صاحبان سے التماس ہے کہ وہ بہت جلد اخبار کی واجب الادا رقوم سیکرٹری صاحبان یا محصلین کو ادا کر دیں۔ ورنہ جون کے آخری ہفتہ میں وی پیاں ارسالی ہوں گی جن کا وصول کرنا ان کا قومی و اخلاقی فرض ہوگا۔

نیز سیکرٹری صاحبان اور محصلین کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ:

(۱)۔ جن حضرات کا چندہ ان کو وصول ہو چکا ہے ان کی اطلاع بہت جلد دفتر میں دیں تاکہ لاعلمی میں انہیں وی پی ارسال نہ کر دی جائے۔

(۲) نیز وہ چندہ کی وصولی کے لئے خاص طور پر کوشش کریں ان کی خدمت میں بقایا داروں کی فہرستیں باقی عرصہ ارسال کی جاتی ہیں۔ لیکن وہ توجہ نہیں فرماتے۔ (مینیجر)

* بات کونسی اچھی ہے کہ حدیث کی عزت قائم ہو یا اس کو بیکار قرار دینا پڑے احادیث کی تاویل کر لی جائے یا اس سے صاف انکار کر دیا جائے ایک شخص جس نے قرآن و حدیث کی عزت قائم کر دی جس نے حضرت نبی کریم کی صداقت کی از سر نو دنیا میں دھاک بٹھا دی۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بخیریت اور بدستور مہمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— ڈاکٹر مرزا رفیق بیگ صاحب ایم۔ بی بی ایس اور ماسٹر محمد یعقوب بیگ صاحب جو انجمن کی طرف سے کوئٹہ گئے تھے۔ واپس آ گئے ہیں۔ ان دونوں باہمت نوجوانوں نے وہاں نہایت تن دہی سے خدمت خلق کی ہے جس کے مشاہدات انشاء اللہ آئندہ پرچہ میں درج کئے جائیں گے

—— انجمن نے کوئٹہ کے زخمیوں کے قیام کا انتظام مسلم ہائی اسکول لاہور کی عمارت میں کر لیا ہے اور مریضوں کے علاج و آرام کے لئے ہر قسم کا ضروری سامان بہم پہنچا لیا ہے۔ امید ہے ایک دو روز میں مریض آ جائیں گے۔

—— محترم شیخ صاحبان لائلپوری نے ۲۰ مجروحین کے قیام و علاج کا انتظام اپنے لائلپور کے کارخانہ میں کیا ہے اور اپنا چنیوٹ کا خیراتی ہسپتال بھی مجروحین کے قیام و علاج کے لئے پیش کیا ہے۔ شیخ صاحبان کی یہ انسانی ہمدردی اور اولوالعزمی قابل تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ دیگر اہل ثروت کو بھی اسی طرح نیک کاموں میں حصہ لینے کی توفیق بخشے۔

—— ۷ر جون کو بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ بلڈنگس میں شہداء کوئٹہ کا جنازہ غائب پڑھا گیا۔ اور مجروحین و دیگر مصیبت زدگان کے لئے دعا کی گئی۔ دیگر احباب اور جماعتوں کو بھی ایسا کرنا چاہیئے۔

—— جناب سردار عبد الحمید خاں صاحب مرحوم افغانستان کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور ہماری جماعت کے نہایت مخلص ممبروں میں سے تھے آپ کے برادر نسبتی سردار محمد جعفر خاں صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بھی نہایت نیک و مخلص مسلمان تھے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نہایت ہمدرد و معاونین میں سے تھے۔ افسوس حادثہ کوئٹہ میں آپ بھی انتقال فرما گئے ہیں آپکے عالی و معزز خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔

—— پنڈت قادر بخش صاحب سابق مبلغ انجمن گذشتہ دنوں اپنے وطن آگرہ گئے اور وہاں بھی خدمت دین میں مصروف رہے چنانچہ آپ کی کوشش سے سات افراد داخل اسلام ہوئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سابق نام	اسلامی	سکونت
بھیدا	نور محمد	متھرا چھاؤنی
سندریا	امیرن	״ ״
بھگوتیا	نظیرن	״ ״
بھجو	ننھے خاں	״ ״
سنو	صلاح الدین	تمبا برج آگرہ
منگلی زوجہ منگلی	عبد اللطیف وحیدن	״ ״

اول الذکر چار افراد چمار تھے۔ ہم ان تبلیغی کوشش پر پنڈت صاحب موصوف کی خدمتمیں دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ خدا کرے اللہ تعالیٰ انہیں بیش از بیش خدمت دین کی توفیق دے

—— برادرم محمد اقبال صاحب رنگو پورہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ وہ کچھ مشکلات میں مبتلا ہیں۔ تمام دوست ان کے لئے دعا کریں۔

—— ہمارے محترم دوست ڈاکٹر شجاعت علی صاحب میڈیکل سکول امرتسر کے دو بچے لمبا عرصہ تپ محرقہ بیمار ہیں۔

—— شیخ الدین صاحب احمدی شملہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کے صاحبزادے شیخ اسلام الدین صاحب احمدی ہیڈ گورنمنٹ آف انڈیا پریس شملہ کی دائیں طرف فالج کا حملہ ہوا ہے شیخ الہ دین صاحب اور ان کے صاحبزادے سلسلہ کے قدیم مخلص ممبر ہیں اور خدمت دین کا غیر معمولی شوق و ولولہ رکھتے ہیں

—— چودھری عبد المجید صاحب محکمہ جنگلات کا صاحبزادہ عزیز احمد خاں بدستور میعادی بخار سے بیمار ہے بہت کمزور ہو گیا ہے

—— سعید اللہ صاحب بنگلو ضلع ہزارہ بھی علیل ہیں۔

—— مندرجہ بالا تمام بیماروں کے لئے درد دل سے دعائے صحت کی جائے

درخواست دعا

ہمارے محترم دوست چودھری عبد الرحمٰن صاحب سپرنٹنڈنٹ دفتر ڈائرکٹر محکمہ تعلیم جموں کچھ عرصہ سے علیل ہیں۔ متواتر کئی ماہ کے علاج و معالجہ کے باوجود ابھی تک انہیں صحت نہیں ہوئی اس لئے اڑھائی ماہ کی رخصت ایکر تبدیلی آب و ہوا کے لئے پہلگام جا رہے ہیں اور اس وقت رستہ میں خیمہ زن ہیں۔ عیالدار آدمی ہیں چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ بیماری کی طوالت نے انہیں بہت پریشان کر رکھا ہے اور نہایت دردبھرا خط حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھا ہے اور دعا کی التجا کی ہے حضرت ممدوح نے خود بھی دعا فرمائی جمعہ میں احباب کو بھی دعا کی تحریک کی اور اخبار کے ذریعہ سے بھی احباب کو دعا کے لئے توجہ دلانے کا حکم دیا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۷)

عمارت علیحدہ علیحدہ اشخاص کے پاس ہو اور دو یا دو سے زیادہ مختلف اشخاص اس عمارت یا حصۂ عمارت میں رہتے ہوں تو ایسی جداگانہ رہائش کی وجہ سے صرف ایک شخص اندراج کا حقدار متصور ہوگا

(۱۱) خواندہ سے یہ مراد ہے کہ متعلقہ شخص جس کسی زبان میں جس کو وہ پسند کرے خط کی نوشت و خواند کے قابل ہو۔

(۱۲) "مالک" کی تعریف میں مرتہن یا کوئی ایسا شخص جو کسی جائداد پر بحیثیت ٹرسٹی (امین) قابض ہو شامل نہیں۔

(۱۷) ایک ایسے شخص کی صورت میں جس کی ایک ہی بیوی ہے "بیوی" سے مراد وہی بیوی ہے اور جس شخص کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں۔ ان میں سے وہ بیوی مراد ہے جو اس کو سب سے پہلے بیاہی گئی ہے۔

(۱۸) مندرجۂ ذیل اقسام کے اشخاص صرف اپنی درخواستیں دینے سے درج فہرست کئے جاویں گے۔

(ا) جملہ اشخاص (مرد اور عورتیں) جو خواندہ ہونے کی بناپر درج فہرست ہونے کے دعویدار ہیں یا جنھوں نے ابتدائی یا کوئی مساوی یا اس سے زیادہ بلند تعلیمی قابلیت حاصل کی ہو۔

(ب) جملہ عورتیں جو مندرجہ ذیل وجوہ کی بناپر درج فہرست ہونے کے دعویدار ہیں۔

(۱) وہ کسی ایسے شخص کی بیوی ہے۔ جو جائداد کے متعلق ضروری صفت کا مالک ہو۔ یا

(۲) ملک معظم کی باقاعدہ افواج کا سبکدوش۔ پنشن یافتہ یا ڈسچارج شدہ افسر۔ نان کمشنڈ افسر یا سپاہی کی بیوی ہے۔ یا

(۳) کسی ایسے شخص کی پنشن خوار بیوہ یا پنشن خوار ماں ہے جو باقاعدہ افواج کا افسر۔ نان کمشنڈ افسر یا سپاہی تھا۔

(۱۹) ڈپٹی کمشنروں اور رجسٹریشن محرروں کو ان درخواستوں سے متعلقہ قواعد کی نقول مہیا کی جائے گی اور جو اشخاص درخواستیں دینا چاہیں وہ ان کا مطالعہ کریں۔

(۲۰) صفات رکھنے والے اشخاص اپنی درخواستیں ۵ امئی اور ۳۱ جولائی ۱۹۳۵ء کے درمیان دے دیں۔

ضرورت رشتہ

جماعت میں باہمی تعلقات رشتہ داری کا قیام جماعت کی قوت اور استحکام کا موجب ہے یہ بات بالکل اظہر من الشمس ہے اس لئے دو فہرستیں شائع کیجاتی ہیں احباب ان پر غور فرمائیں اور اگر کوئی انتخاب ان کے زیر نظر ہو تو اطلاع دیں اسکے بعد فریقین کے نام اور پتے سے اطلاع دیدی جائیگی تاکہ آپس میں خط و کتابت سے فریقین کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکیں + المعلن۔ بشارت احمد۔

مردانہ فہرست

۱۔ ایک ڈاکٹر صاحب پرائیویٹ پریکٹیشنر صدر بازار سیالکوٹ راجپوت عمر ۳۰ سال

۲۔ ایک مدرس صاحب اسکول بدوملہی ساکن دیونہ ضلع گجرات آمدنی جائداد ۱۰ ایکڑ زمین اور دو مکان عمر ۲۷ سال۔

۳۔ ایک ڈاکٹر صاحب آمد ۱۵۰ روپے ماہوار قوم افغان M.B.B.S عمر ۳۱ سال کنوارا ملازم سرکاری ڈیرہ اسمٰعیل خاں۔

۴۔ ایک نوجوان صاحب جو تاجر قوم شیخ صاحبان سے ہیں۔ آج کل منشی تجارت میں ایک تاجر کے ملازم ہیں۔ عمر ۲۲ سال جائداد ۱۵۰۰۰ روپے

۵۔ ایک نوجوان بی۔ اے ایل ایل۔ بی پلیڈر عمر ۲۵ سال قوم مغل کشمیری ساکن ضلع سیالکوٹ

۶۔ ایک نوجوان بی اے۔ ایس اے وی، عمر ۳۲ سال قوم مغل کشمیری ضلع سیالکوٹ

۷۔ ایک نوجوان صاحب بی اے۔ سپرنٹنڈنٹ میڈیکل آفیسر عمر ۲۷ سال تنخواہ ۹۰ روپے ماہوار

۸۔ ایک صاحب شیخ صدیقی ایم اے۔ بی ایل پروانشل سروس صوبہ بہار

۹۔ ایک صاحب بی اے برادر صاحب عے ذات شیخ صدیقی ساکن بہار

۱۰۔ ایک صاحب اکونٹنٹ گورنمنٹ آف انڈیا تنخواہ ۲۸۰ روپے پہلی بیوی مر چکی ہے۔ زمیندار قوم سے ہیں عمر ۴۳ سال چھ ماہ دہلی اور چھ ماہ شملہ رہتے ہیں۔

۱۱۔ ایک صاحب ہیڈ ماسٹر میونسپل سکول ہوڑہ کلکتہ۔ متوطن یو۔ پی۔ ان کے والد کلکتہ پورٹ کے چیف سرویر تھے۔ اگر کسی تاجر خاندان میں شادی ہو تو وہ خود بھی تجارت کرنا چاہتے ہیں۔ لڑکی مڈل پاس ہو۔

زنانہ فہرست

۱۔ ایک انجنیر صاحب کی صاحبزادی قوم ککے زئی تعلیم مڈل تک ساکن لاہور ککے زئی رشتہ بکار ہے

۲۔ ایک معزز ریلوے افسر کی صاحبزادی قوم ڈار کشمیری تعلیمیافتہ ساکن لاہور

۳۔ انجمن کے ایک معزز اہلکار کی صاحبزادی انٹرنس پاس قوم شیخ ساکن لاہور

۴۔ وزیرآباد کے ایک معزز تاجر مرحوم کی تین صاحبزادیاں مڈل تک تعلیم یافتہ قوم شیخ

۵۔ ایک محکمہ تار کے افسر کی صاحبزادی تعلیم پرائمری تک ساکن جموں

۶۔ ایک ریٹائرڈ سرکاری ملازم کی صاحبزادی تعلیمیافتہ قوم شیخ قانون گو۔ متوطن گجرات پنجاب

(بقیہ صفحہ ۲)

بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا۔ اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھو گے"

پھر فرماتے ہیں:-

"اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے۔ گو گویا ان میں کوئی آبادی نہ تھی"

"میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں"

اس سے بڑھکر پیشگوئی میں اور کیا صفائی ہو سکتی ہے۔ ذرا الہام کے الفاظ بھی قابل غور ہیں۔

(۱) دیکھ میں آسمان سے تیرے لئے برساؤنگا اور زمین سے نکالونگا۔ پر وہ جو تیرے مخالف ہیں پکڑے جائیں گے

(۲) صحن میں ندیاں چلینگی اور سخت زلزلے آئینگے

(۳) ان شہروں کو دیکھ کر رونا آئیگا"

خدا کی پکڑ سے غافل ہونا بدبختی ہے

کیا یہ سچ نہیں کہ ۱۹۳۳ء میں آسمان سے کسقدر برسایا کہ نوح کا زمانہ آنکھ کے سامنے آگیا۔ اور ضلع رہتک وپنجاب اور یوپی کے مختلف علاقہ اور بنگالہ وغیرہ میں پانی کے طوفان نے کیا کیا ستم ڈھائے۔ اسکے بعد بہار کا قیامت خیز زلزلہ آیا اسی طرح اب ۱۹۳۵ء میں بلوچستان میں زلزلے نے کیا قیامت برپا کی۔ کیا بہار کے متعدد مقامات پر اور ریاست قلات میں زمین سے پانی نہ نکلا اور صحن میں ندیاں نہ چلیں۔ اور آج ان شہروں کو دیکھ کر رونا نہیں آتا؟ پس خدا کی باتیں پوری ہوکر کیا انسان کے ایمان کو تازہ نہیں کر دیتیں؟ اور ان مصائب کو دیکھکر کیا قلوب خدا کے خوف سے ہل نہیں جاتے اور عبرت پکڑکر اسکے حضور میں عاجزانہ طور پر گر نہیں جاتے؟ خوشیاں کرنا کیا معنی پر ہم تو درد وغم سے پُر ہیں اور ان مصیبت زدوں کی حتی المقدور ہر ایک رنگ میں مدد کو تیار ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ اس ہمدردی پر ہی راضی ہو۔ اور ہمارے ملک کی سختی کو ٹال دے۔ کون جانتا ہے کہ پنجاب کی کب باری آجائے آخر ۱۹۰۵ء کا زلزلہ بھول تو نہیں گیا پھر ان کا خدا کی پکڑ سے غافل اور بے پرواہ ہو جانا ان کی بدبختی کی دلیل ہے جبکہ خدا کے مامور نے صاف طور پر فرمایا ہوا ہے ؎

اسلئے اب غیرت اسکی کچھ دکھلائیگی + ہر طرف یہ آفت جان ہاتھ پھیلانے کو ہے

پس جو آفت ہر طرف ہاتھ پھیلانے کو ہے اس سے بے پرواہ ہو جانا شیوہ دانشمندی نہیں۔ ضرور ہے کہ جناب الٰہی کے آستانہ پر انسان بصد عجز و نیاز گرے کہ یہی ایک راہ ان آفتوں سے بچنے کی ہے جیسا کہ خدا کے مامور نے فرمایا ہے اور کس قدر ہمدردی اور خیر خواہی سے مخلوق خدا کو خواب غفلت سے جگایا ہے فرماتے ہیں:-

سونے والو جلد جاگو یہ نہ وقت خواب ہے
جو خبر دی وحیٔ حق نے اس سے دل بیتاب ہے

زلزلہ سے دیکھتا ہوں میں زمین زیر و زبر
وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے

ہے سراہ پر کھڑا نیکوں کی وہ مولا کریم
نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے

کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے
حیلے سب جاتے رہے اک حضرت تواب ہے

پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے ووٹروں کی نئی فہرستیں

احمدی احباب کی خاص توجہ کے قابل!!

ہندوستان کو عنقریب اصلاحات کی جدید قسط ملنے والی ہے ان اصلاحات کا جو خاکہ اس وقت زیر بحث و غور ہے اس کی رو سے صوبہ وار مسلمان کے ووٹروں کی تعداد پہلے کی نسبت بہت زیادہ ہو جائیگی چنانچہ آج کل پنجاب میں حقوق رائے دہندگی کی نئی تجویز کے مطابق ووٹروں کی فہرستیں تیار ہو رہی ہیں۔ ہزاروں عارضی محرر اور پٹواری اس کام میں مصروف ہیں اور یہ کام ۱۳ر جولائی ۱۹۳۵ء تک ختم کر دیا جائیگا۔ سرکاری اعلان کے مطابق ان فہرستوں سے حلقہ جات نیابت کی آخری حد بندی کے سلسلہ میں کام لیا جائیگا۔ نیز یہ فہرستیں اس باقاعدہ فہرست کیلئے بنیاد کا کام دینگی جس کی رو سے انتخاب عام ہوگا اور باقاعدہ فہرست غالباً آئندہ سال مرتب کی جائیگی۔ لہذا آج کل جو فہرستیں مرتب ہو رہی ہیں ان کی اہمیت بالکل واضح ہے۔ ہم تمام افراد سلسلہ خاص کر جماعتوں کے سکرٹری صاحبان کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس بارہ میں مندرجہ ذیل امور کا خاص خیال رکھیں:-

(۱) کسی ایسے احمدی مرد و عورت کا نام اس فہرست میں درج ہونے سے نہ رہ جائے جو کہ شرائط حق رائے دہندگی کو پورا کرتا ہو۔ یاد رکھنا چاہیئے اس زمانہ میں ووٹ ایک نہایت قیمتی شے ہے اس کی حفاظت میں غفلت نہ کرنی چاہیئے۔ (۲) مردوں کی طرح عورتوں کے ووٹ بھی قیمتی ہیں لیکن افسوس سے دیکھا گیا ہے کہ مسلمان اس بات کو نہیں سمجھتے اور بے شمار مسلمان خواتین کے نام شرائط حق رائے دہندگی کو پورا کرنے کے باوجود ووٹروں کی فہرست میں درج ہونے نہیں پاتے۔ جماعت احمدیہ کو اس غفلت کے ارتکاب سے بچنا چاہیئے۔ (۳) اگر کسی ایسے احمدی عورت مرد کا نام جو شرائط حق رائے دہندگی کو پورا کرتا ہے ووٹروں کی فہرست میں درج ہونے سے رہ جائے تو اس غلطی کی اصلاح کے لئے مناسب ذرائع اختیار کرنے چاہئیں اور جماعتوں کے سکرٹری صاحبان اس ضروری کام کو اپنے فرائض میں شامل سمجھیں۔ (۴) ہر ایک جماعت کے علاقہ میں جس قدر احمدی مرد و عورت ووٹر ہوں ان کی فہرست جلد مرکز میں بھیجی جائے۔ (۵) ووٹروں کے نام ۱۳ر جولائی ۱۹۳۵ء تک درج فہرست ہو سکتے ہیں۔ مرد و عورت ووٹروں کے لئے جو صفات درکار ہیں۔ ان کا ضروری خلاصہ درج ذیل ہے۔ مطبوعہ تفصیلات دفتر محکمہ اطلاعات پنجاب لاہور سے مفت منگوائی جا سکتی ہیں۔ ہمارے خیال میں تمام جماعتوں کے سکرٹری صاحبان کو یہ تفصیلات فوراً حاصل کر لینی چاہیئے +

"اس شخص کا نام فہرست رائے دہندگان میں درج کیا جائیگا۔

(۱) ایسی زمین کا مالک ہو جس کا تشخیص شدہ معاملہ پانچ روپیہ سالانہ سے کم نہیں۔

(۲) کسی زمین پر جس کا تشخیص شدہ معاملہ پانچ روپے سالانہ سے کم نہیں۔ حق موروثیت رکھتا ہو یا

(۳) ایسا معافیدار یا جاگیردار ہو جس کی معافی یا جاگیر دس روپیہ سالانہ سے کم نہیں یا

(۴) رقبہ متعلقہ میں کم از کم چھ ایکڑ آبپاشی اراضی یا کم از کم بارہ ایکڑ غیر آبپاشی اراضی پر بحیثیت مزارعہ قبضہ رکھتا ہو۔

التشریح:- جب کوئی شخص آبپاشی اور غیر آبپاشی اراضی پر بحیثیت مزارعہ قابض ہو اور ہر دو اقسام کی اراضی کا رقبہ علی الترتیب چھ ایکڑ اور بارہ ایکڑ سے کم نہ ہو۔ تو اسکو حق رائے دہندگی حاصل ہوگا۔ بشرطیکہ آبپاشی زمین کا رقبہ اور غیر آبپاشی زمین کا رقبہ مل کر چھ ایکڑ سے زیادہ یا اس کے برابر ہو۔ یا

(۵) گذشتہ بارہ ماہ مسلسل ایسی جائداد غیر منقولہ کا مالک چلا آیا ہو۔ جس کی مالیت دو ہزار روپیہ سے کم نہ ہو۔ یا سالانہ کرایہ کم از کم ساٹھ روپیہ ہو۔ اس جائیداد غیر منقولہ میں اراضی جس پر معاملہ زمین تشخیص ہو شامل نہیں۔ لیکن مکان جو ایسی اراضی پر تعمیر ہو شامل ہے

(تشریح:- اگر ایک شخص کو ایسی جائداد ورثہ میں پہنچی ہو۔ تو جس عرصہ تک اس کا مورث (جس سے ایسے شخص کو جائداد ورثہ میں ملی ہو) مالک رہا ہو۔ وہ عرصہ اس کے جانشین کا متصور ہوگا) یا

(۶) بارہ ماہ پیشتر مسلسل جائداد غیر منقولہ پر بحیثیت کرایہ دار قابض رہا ہو۔ بشرطیکہ سالانہ کرایہ ساٹھ روپیہ سے کم نہ ہو۔ اس جائیداد غیر منقولہ میں اراضی جس پر معاملہ زمین تشخیص ہو۔ شامل نہیں۔ مگر مکان جو ایسی اراضی پر تعمیر ہو۔ شامل ہے یا

(۷) اگر گذشتہ مالی سال کے اندر اس پر کم از کم پچاس روپیہ براہ راست محصول میونسپل کمیٹی یا محصول چوپائی کی تشخیص ہوا ہو یا

(۸) گذشتہ مالی سال کے دوران میں اس پر انکم ٹیکس تشخیص کیا گیا ہو

(۹) گذشتہ مالی سال کے اندر کم از کم دو روپے حیثیت ٹیکس یا ٹیکس پیشہ وران یا جن اضلاع میں یہ ٹیکس عائد نہ ہو کوئی ٹیکس بذریعہ پنجاب ڈسٹرکٹ بورڈ ایکٹ کے ماتحت کم از کم دو روپے تشخیص کیا گیا ہو یا

(۱۰) اس رقبہ کے اندر جس کے متعلق فہرست رائے دہندگان تیار کی جا رہی ہے۔ ذیلدار، انعامدار، سفید پوش یا نمبردار ہو یا

(۱۱) حضور ملک معظم کی باقاعدہ افواج کا ریٹائرڈ، پنشن خوار یا ڈسچارج شدہ افسر یا کمشنڈ افسر یا سپاہی ہو یا

(۱۲) پرائمری یا اس کے برابر یا اس سے زیادہ تعلیمی امتحان پاس کیا ہو

(۱۳) متذکرہ بالا صفات کا اطلاق جملہ اقسام کے اشخاص پر ہوگا لیکن عورت ہونے کی صورت میں اگر وہ متذکرہ صدر صفات میں سے کوئی صفت نہ رکھتی ہو۔ تو پھر بھی اس کا نام درج ہو سکتا ہے۔ اگر وہ مندرجہ ذیل صفات میں سے کوئی صفت رکھتی ہو۔

(۱) خواندہ ہو یا

(ب) کسی ایسے شخص کی بیوی ہو جسے موجودہ پنجاب لیجسلیٹو کونسل میں ووٹ دینے کا حق حاصل ہو (لیکن اس قاعدہ کا اطلاق ذیلداروں انعامداروں سفید پوشوں یا نمبرداروں پر نہیں ہوتا) یا

(ج) کسی ایسے شخص کی پنشن خوار بیوہ یا پنشن خوار ماں ہو۔ جو حضور ملک معظم کی باقاعدہ افواج کا افسر (نان کمشنڈ افسر) یا سپاہی تھا۔ (اس قاعدہ کا اطلاق جنگی انعامات حاصل کرنے والوں پر نہیں ہوتا)

(۱۴) جب کوئی شخص کسی ایسی عمارت یا حصہ عمارت پر بوجہ اپنے عہدہ و خدمت یا ملازمت کے قابض ہو۔ تو وہ شخص بلعوض کرایہ دار قابض متصور ہوگا۔ مگر اس میں ایسی عمارت یا حصہ عمارت جو فوجی یا پولیس لائن میں واقع ہو شامل نہیں۔ جن صورتوں میں کہ کوئی عمارت یا حصہ

(باقی صفحہ ۶ پر)

زلزلہ بلوچستان کے متعلق خبریں!

—— شملہ ۸ جون۔ حکومت ہند کا اعلان مظہر ہے کہ ابھی تک دیہات کی تباہی کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکا۔ لیکن اموات کا موجودہ اندازہ ۲۱ سے لیکر پندرہ ہزار سے کم نہیں۔ لہذا کوئٹہ کے حوادث کو اس تعداد سے ملا کر اموات کی مجموعی تعداد چالیس ہزار تک بڑھ جاتی ہے کسی میں پناہ گزینوں کی تعداد ۵ ہزار سے کم نہیں۔

—— نیز اعلان کیا گیا ہے کہ ۸ جون سے بلوچستان میں داخل ہونے والے لوگوں کے لئے پابندیوں میں نسبتاً تخفیف کر دی گئی ہے مگر کوئٹہ میں کوئی شخص پاس کے بغیر داخل نہ ہو سکے گا۔ جو لوگ سرکاری یا پرائیویٹ طور پر چمن جانا چاہیں۔ انہیں براہ ہرنائی سفر کرنا ہوگا۔ جو لوگ سبی اور کوئٹہ کے درمیان کسی جگہ جانا چاہیں۔ انہیں اپنے ٹکٹ سبی اسٹیشن کے لئے حاصل کرنے چاہئیں۔ وہاں منیجران کے مزید حالات و ضروریات دریافت کی جائیں گی۔ اور اگر ان کی ضروریات معقول ثابت ہوئیں۔ تو ان کو آئندہ منزل مقصود تک جانے کی اجازت دیدی جائے گی۔

—— چونکہ کوئٹہ کے علاقہ میں متعدی امراض پھوٹ پڑنے کا اندیشہ ہے اس لئے قانون امراض متعدی کے ماتحت حکومت نے حکام ریلوے کو اجازت دیدی ہے کہ وہ حسب ضرورت بلوچستان کے کسی اسٹیشن کے متعلق ٹکٹ جاری کرنے پر پابندی عائد کر دے۔

—— شملہ ۸ جون۔ حکومت ہند کے خزانچی نے اعلان کیا ہے کہ انگریز پارلیمنٹ کی طرف سے تائید ہو گئی۔ تو زلزلہ کوئٹہ کے ریلیف فنڈ میں پچاس ہزار پونڈ دیئے جائیں گے۔

—— ایک برطانوی افسر نے جس نے زلزلہ بلوچستان کے تباہی کے حالات اپنی آنکھ سے دیکھے ہیں۔ بیان دیتے ہوئے کہا۔ نقصان کا صحیح اندازہ کرنا اس وقت بے حد مشکل ہے۔ صرف کوئٹہ شہر کا نقصان لاکھوں پونڈ کا ہے۔ دیہات میں بھی بے حد تباہی ہوئی ہے ایک گاؤں میں چار سو کی آبادی تھی جس میں سے صرف ۹ آدمی زندہ بچے

—— مشہور خبر رساں ایجنسی ایسوسی ایٹیڈ پریس کا نمائندہ متعینہ کوئٹہ بھی ملبہ کے نیچے دب گیا۔ اس کو بڑی مشکل سے زندہ نکالا گیا اس حادثہ میں وہ مجروح ہو گیا۔ اور اس کی اہلیہ بچہ اور چچا زاد بہن ہلاک ہو گئے۔

—— اعلیحضرت حضور نظام دکن نے وائسرائے کے زلزلہ فنڈ میں پندرہ ہزار روپیہ عنایت فرمایا ہے

—— مہاراجہ سرکشن پرشاد صدر المہام دولت آصفیہ نے بھی مصیبت زدگان کی امداد کے لئے خاص طور پر اپیل کی ہے

—— شہر مستونگ بالکل تباہ ہو گیا ہے۔ پولیٹیکل افسروں کی تمام کوٹھیاں فرش زمین بن گئیں گرد و نواح کے دیہات میں بے حد نقصان جان ہوا ہے۔ وہاں سے لاریوں کے ذریعے مجروحین کو مستونگ کے سپ ہسپتال میں پہنچایا جا رہا ہے۔ عورتیں بھی مجروح ہوئی ہیں۔ نرسیں اور یورپین لیڈیاں ان کی تیمارداری میں مصروف ہیں

—— لاہور میں زلزلہ کے مجروح مسافروں کی سپیشل گاڑیاں کوئٹہ سے مسلسل آ رہی ہیں۔ اور اب جو گاڑیاں پہنچ رہی ہیں۔ ان میں مجروحین کی تعداد نسبتاً زیادہ ہوتی ہے۔ لاہور اسٹیشن پر مجروحین کی مرہم پٹی کا کام نہایت اہتمام سے کیا جاتا ہے۔

—— حادثہ کوئٹہ میں جو اشخاص زندہ بچکر پنجاب آ رہے ہیں ان کی فہرستیں متعدد روزانہ اخباروں میں شائع ہو رہی ہیں۔

—— معلوم ہوا ہے کہ علاقہ متاثرہ میں چھ ماہ تک کسی شخص کو داخل ہونے کی اجازت نہیں۔ جب تک اس کے پاس باقاعدہ پاسپورٹ نہ ہو۔ جو سرکاری ملازم یا ملٹری کے ملازم ہیں۔ ان کو بھی حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال کو کوئٹہ سے باہر اپنے وطن کو بھیجدیں۔

—— زلزلہ بلوچستان کی خبر سنکر وزیر خارجہ جاپان نے وائسرائے کو ہمدردی کا تار بھیجا ہے۔

—— نیوزی لینڈ کے گورنر جنرل نے بھی پیغام ہمدردی بھیجا ہے

—— حکومت آسٹریلیا نے پیغام ہمدردی کے ساتھ دس ہزار پونڈ کی امداد بھیجی ہے۔

—— لاہور ۸ جون۔ کل پوری طور سے آراستہ دو ہسپتالی ٹرینیں لاہور سے کوئٹہ روانہ ہو گئی ہیں۔ یہ ٹرینیں انڈین میڈیکل سروس کے دو افسروں کے ساتھ ہیں جو اس غرض سے جا رہے ہیں کہ بلوچستان میں طبی انتظامات کی دیکھ بھال کریں

—— سول ملٹری گزٹ کا نامہ نگار رقمطراز ہے۔ کوئٹہ کی آبادی کا ہندوستانی حصہ بالکل کھنڈروں میں تبدیل ہو چکا ہے اور وہاں اینٹوں، مٹی اور شہتیروں کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا۔ مردوں کو نکالنے کا کام بدستور جاری ہے۔ کوئٹہ میں سامان خورد و نوش اور آب رسانی کا مسئلہ بہت بڑی حد تک حل ہو گیا ہے۔

—— حکومت پنجاب نے ایک لاکھ روپیہ کوئٹہ کے مصیبت زدگان کی امداد کے لئے وقف کر دیا ہے اس فنڈ کے بعض حصے مختلف اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں کے سپرد کر دیئے گئے ہیں۔

—— حکومت کی طرف سے اس افواہ کی زبردست تردید ہوئی ہے۔ کہ کوئٹہ کو آگ لگا دی جائیگی یا بارود سے اڑا دیا جائے گا۔

—— حکومت ہند نے اعلان کیا ہے کہ اس روپیہ پر جو زلزلہ زدگان کوئٹہ کی اعانت کے لئے وائسرائے کے زلزلہ فنڈ کو وائسرائے کے پرائیویٹ سیکرٹری کی معرفت بذریعہ منی آرڈر بھیجا جائیگا۔ اس پر کوئی فیس چارج نہ کی جائیگی

—— شاہ افغانستان نے حکم دیا ہے کہ زلزلہ بلوچستان کی تباہی پر تمام طول و عرض افغانستان میں متواتر تین روز تک ماتمی رسم ادا کی جائے۔

—— لندن ۸ جون۔ لارڈ میئر آف لنڈن نے بلا زدگان کوئٹہ کی امداد کے لئے فنڈ کھول دیا ہے۔ چندہ کا افتتاح ملک معظم نے پانچ سو پونڈ اور ملکہ معظمہ نے اڑھائی سو پونڈ دے کر کیا۔

—— شملہ ۸ جون گورنر باجلاس کونسل نے مبلغ دس لاکھ روپے مصیبت زدگان کوئٹہ کی امداد کے لئے منظور کئے ہیں۔ نیز گورنر جنرل باجلاس کونسل نے فیصلہ کیا ہے کہ ایک کمشنر کو مقرر کیا جائے۔ جو زلزلہ کے متعلق متفرق امور میں مشورہ دے

—— شملہ ۹ جون۔ حکومت ہند کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ قلات میں اموات کی تعداد اس قدر زیادہ نہیں جس قدر کہ اعلان کیا جا چکا ہے۔ قلات کی کل آبادی دس ہزار ہے۔ اس میں ۲۹۰۰ ہلاک اور تقریباً پانچ سو شدید زخمی ہوئے

—— قابل وثوق ذرائع سے اطلاع ملی ہے۔ کہ نواب میر یوسف علیخان مگسی محفوظ ہیں۔ چند روز ہوئے اخبارات میں ان کی موت کی اطلاع شائع ہو گئی تھی۔

—— اخبار انقلاب میں خبر شائع ہوئی ہے کہ زلزلہ بلوچستان میں جو بچے یتیم ہو گئے ہیں یا جو عورتیں بیوہ ہو گئی ہیں ان کو آریہ اور عیسائی مرتد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں

حضرت مسیح موعودؑ

نے تیس برس قبل فرمایا تھا

اک نشاں ہے آنیوالا آج سے کچھ دن کے بعد — جس سے گردش کھائیں گے دیہات و شہر اور مرغزار
آئے گا قہر خدا سے خلق پر اک انقلاب — اک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار
یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے — کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
اک جھپک میں یہ زمیں ہو جائے گی زیر و زبر — نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آب رودبار
رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگ یاسمن — صبح کر دے گی انہیں مثل درختان چنار
ہوش اڑ جائیں گے انساں کے پرندوں کے حواس — بھولیں گے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار
ہر مسافر پر وہ ساعت سخت ہے اور وہ گھڑی — راہ کو بھولیں گے ہو کر مست و بیخود راہوار
خوں سے مُردوں کے کوہستان کے آب رواں — سرخ ہو جائیں گے جیسے ہو شراب انجبار
مضمحل ہو جائیں گے اس خون سے سب جن و انس — زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار
اک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربانی نشاں — آسماں حملے کرے گا کھینچ کر اپنی کٹار
ہاں نہ کر جلدی سے انکار اے سفیہ ناشناس — اس پہ ہے میری سچائی کا سبھی دار و مدار
وحی حق کی بات ہے ہو کر رہے گی بے خطا — کچھ دنوں کر صبر ہو کر متقی اور بردبار

یہ گماں مت کر کہ یہ سب بدگمانی ہے معاف
قرض ہے واپس ملیگا تجھ کو یہ سارا ادھار

اخبار احمدیہ

— حضرت امیرایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ حضرت ممدوح انشاء اللہ ۱۵ رجون کی شام کو ڈلہوزی روانہ ہو جائیں گے۔ آپ سے خط و کتابت دارالسلام ڈلہوزی کے پتہ پر کی جائے۔

— ڈاکٹر سید بشیر حسین شاہ صاحب خلف الرشید جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ۱۱ رجون کو رڑکی روانہ نہیں ہوئے اب انشاء اللہ ۱۵ رجون کو تشریف لے جائیں گے۔

— مسلم ہائی اسکول لاہور کے سٹاف کا ایک جلسہ ۱۲ رجون کو سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب کے زیر صدارت منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی گئی۔

(۱) جملہ ممبران سٹاف ڈاکٹر سید بشیر حسین شاہ صاحب کو ان کی اس اعلیٰ ملازمت پر جو حال ہی میں انہیں گورنمنٹ کی طرف سے عطا کی گئی ہے ہدیہ تہنیت پیش کرتے ہیں اور دست بدعا ہیں کہ خداوند کریم ان کو اس سے بھی زیادہ عزت بخشے۔

(۲) نیز یہ جلسہ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کی خدمت میں بھی مبارکباد پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی زندگی دراز کرے اور وہ اپنے سامنے اپنی اولاد کو پھلتا پھولتا دیکھیں۔

— جناب بابو ثناء اللہ صاحب پوسٹل کلرک امرتسر گذشتہ دنوں بیمار ہو گئے تھے ان کے تازہ والا نامہ سے معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ تندرست ہو گئے ہیں۔ الحمد للہ۔

— لورالائی میں ہمارے ایک نہایت ہی مخلص دوست ماسٹر امان اللہ صاحب ہیں۔ خاکسار مدیر کے خط کے جواب میں وہ تحریر فرماتے ہیں کہ زلزلہ سے بلوچستان کے متعدد مقامات پر شدید نقصان ہوا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے لورالائی بالکل محفوظ ہے اور میں بالکل خیریت سے ہوں۔ الحمد للہ۔

— میر مدثر شاہ صاحب پشاوری اور ان کی اہلیہ محترمہ علیل ہیں۔

— جناب ڈاکٹر شمس الدین علی صاحب کے بچے تا حال علیل ہیں۔

— شیخ یزید بخش صاحب پشاوری نقرساً ڈیڑھ ہفتے سے بعارضہ بخار

سلطان القلم اور اس کے شاگرد

انسانی ترقی کا راز علم و قلم میں ہے

وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝ وَاِذَا السَّمَآءُ کُشِطَتْ ۝ تکویر (۸۱: ۱۱-۱۰)

اور جب صحیفے پھیلا دیئے جائیں گے۔ اور جب آسمان کا پردہ اتار لیا جائیگا

(از ایم موسیٰ خانصاحب منشی فاضل ریٹائرڈ محکمہ تعلیم کشمیر)

مصلح کی ضرورت کس وقت ہوتی ہے

یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی ریفارمر، مصلح اور عظیم الشان انسان کی ضرورت زمانہ کو اس وقت ہوتی ہے۔ جب الٰہی قوانین کی نافرمانی کی جاتی ہے۔ اور زمانہ مبتلائے فسق و فجور ہو جاتا ہے اور بجائے توحید الٰہی شرک کا دور دورہ ہو جاتا ہے اور انسانیت کے تمام جوہر مفقود ہو کر انسان میں بہیمی صفات اور رذائل نمودار ہو جاتے ہیں اور طبائع انسانی کا میلان ہر وقت بدی کی جانب ہو جاتا ہے اس وقت غیرت الٰہی جوش میں آتی ہے اصلاح خلق کے لئے ایک مصلح ربانی مبعوث کی جاتی ہے

حضرت نبی کریم صلعم کی بعثت

چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اس وقت ہوئی۔ جبکہ تمام روئے زمین کے ممالک کی اخلاقی، روحانی، معاشرتی اور اقتصادی حالت ناگفتہ بہ ہو چکی تھی۔ بالخصوص ملک عرب کی حالت بدترین تھی آپ کو دنیا کی اصلاح اور ترقی انسانی کے لئے بارگاہ خداوندی سے پہلا فرمان یہ ملا۔ اپنے رب کے نام سے پڑھ جس نے پیدا کیا۔ (۱) پڑھو اور تیرا رب سب سے بڑھ کر عزت والا ہے (۲) جس نے قلم کے ذریعہ سے علم دیا (سورہ علق ۹۶) گو اس آیت کے الفاظ تو مختصر ہیں۔ مگر ان میں انسانی ترقیات کی تمام راہیں کھول دی گئی ہیں

انسان کی حقیقی ترقی قلم سے وابستہ ہے

زمانہ شاہد ہے واقعات گواہ ہیں کہ حقیقی ترقی انسانی تب سے شروع ہوئی۔ جب سے قلم کا استعمال ہونے لگا۔ اس کی کھلی توضیح آں سرور دو عالمؐ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا گروہ ہے آپؐ کے وصال الی الحق کے بعد صحابہؓ نے اس پاک اصول پر عمل پیرا ہو کر تمام عالم کو محو حیرت کر دیا۔ کہ چند سالوں میں علم اور قلم سے تمام عالم کے رہنما اور پیشرو بن گئے قرآن حکیم کی تعلیم اور نورانی ہدایات سے دنیا کو برکات سماوی سے معمور کر دیا۔ اور ایک عالم کو بدی سے پاک کر کے انسانی اوصاف سے متصف کیا اور جب تک قرآنی احکام پر عمل رہا مسلمان ترقی کرتے چلے گئے اور مسلمانوں کا تنزل و زوال اس وقت شروع ہوا۔ جب انہوں نے قرآن حکیم (جو تمام علوم کا سرچشمہ ہے) کی تعلیم سے منہ موڑ لیا۔ بالفاظ دیگر علم اور قلم کو چھوڑ دیا۔ اور بجائے اس کے ہوا و ہوس پرستی، خود غرضی، عیش پرستی، تن آسانی وغیرہ وغیرہ امراض کے شکار ہو گئے

مسلمانوں کے ادبار کا صحیح علاج قرآن ہے

فی زمانہ اگر مسلمانوں کے ادبار اور اس کے زوال کا کوئی صحیح علاج ہو سکتا ہے۔ تو قرآن حکیم (علم و قلم) ہی سے ہو سکتا ہے۔ لیکن علماء زمانہ کی ذاتی اغراض اور باہمی اختلافات اور رفتار کی وجہ سے کوئی ان میں ایسا نظر نہیں آتا۔ جو علم کہلا سکے۔ اس لئے اہل اسلام قرآنی تعلیم کے فہم سے بھی محروم ہو گئے اور پھر اس چودھویں صدی میں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ۱۳۰۰ سال گذر چکے ہیں آپؐ کی بعثت سے پہلے کی حالت دنیا میں نمودار ہو گئی ہے اور اس چودھویں صدی کے متعلق جو آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔ قریب قریب سب نشانات آشکارا ہو گئے ہیں اس لئے پھر غیرت الٰہی بسنت قدیمہ اصلاح بنی آدم کے لئے جوش میں آئی۔

علماء زمانہ کی دنیا پرستی اور غفلت

چودھویں صدی میں جہاں بموجب آیت عنوان اشاعت علوم اور تحقیق و تدقیق کا میدان تک دور دورہ شروع ہوا۔ کہ محققان زمان نے سائنس، علم الارض، علم السماء وغیرہم میں وہ کمال دکھلا دیا کہ جس کی مثال تاریخ عالم میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔ مگر بدقسمتی سے اسلامی ادبار کے ساتھ علماء دین کی ذہنیت بھی تبدیل ہو گئی کہ وہ فروعی اختلافات ذاتی اغراض، دنیوی جاہ و حشمت، طلب دنیا، نام و نمود، حب زر باہمی کفر و تفریق میں کچھ ایسے سرگرم ہو گئے۔ کہ قرآن حکیم کو پس پشت ڈال دیا۔ اور مقاصد اسلام اور اشاعت اسلام جو اصلی غرض دین حقہ کی ہے بالکل فراموش کر دیا۔ اور عامۃ المسلمین نے جو مصداق عوام کالانعام ہیں۔ اپنے اپنے فرقہ کے عالم (ملاں) کی تقلید میں اندھا دھند وہ عمل بد کا نمونہ دکھلایا۔ جو کسی حالت میں اسلامی شعار سے دور کا بھی واسطہ نہیں رکھتا۔

غیر مذاہب کے حملے اور علماء کا شغل تکفیر

اس لئے جب اسلامی تعلیم سے مسلمانان نے غفلت شعار رہی کی۔ اور اس تعلیم دین حق سے محروم ہو گئے۔ تب دیگر اہل مذاہب جو موقعہ کی تاک میں تھے۔ ان بھولے بھالے مسلمانوں کا شکار کرنے لگے۔ کسی کو عیسائیت میں داخل کیا۔ کسی کو شدھ کیا۔ کوئی دہریہ کوئی برہمو سماج بنا۔ غرضیکہ ہزارہا فرزندان توحید نے اسلام سے منہ موڑ کر ارتداد اختیار کیا۔ تب بھی نام نہاد علماء دین (ملاں) نے کچھ پرواہ نہ کی۔ اور رہے سہے مسلمانوں کو خود دائرہ اسلام سے خارج کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

مجدد زماں اور اس کی خدمات دینی

تب اللہ تعالیٰ نے اصلاح خلق زمانہ کے لئے ایک مجدد مبعوث فرمایا۔ یہ سعادت ایزدی حضرت مرزا غلام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ و برکاتہ قادیانی کو حاصل ہوئی۔ آپ نے سب سے اول علم و قلم کا (جس کی زمانہ کو ضرورت تھی) استعمال شروع کیا۔ پہلی تصنیف براہین احمدیہ (البراھین الاحمدیہ علی حقیقت کتاب اللہ القرآن والنبوت المحمدیہ) تصنیف فرمائی جس کے علمی، دینی، اخلاقی روحانی اور محبت اسلامی مضامین نے اس الحاد و دہریت کے زمانہ میں تمام دیگر ادیان باطلہ اور مدعیان مذاہب کے منہ میں وہ لگام دے دی۔ کہ وہ تا ایں دم آپ کے دلائل اور براہین قاطعہ کے سامنے سوائے سر تسلیم خم کرنے کے اور کچھ جواب نہ دے سکے۔ آپ نے اسی کتاب میں اپنی مجددیت کا دعوےٰ بھی کھلے الفاظ میں کیا ہے اور یہیں ہزارہا اشتہارات بھی جاری کئے۔ آپؑ نے مجددین سابقین کی طرح اصلاح خلق اور اشاعت اسلام کا کام شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے آنجناب کو مکالمہ مخاطبہ اخبار غیبیہ، اسرار لدنیہ، کشوف صادقہ، قبولیت دعا کی نعما سے سرفراز کر کے شرف الہام سے بلند مقام پر کھڑا کر دیا۔ اور اپنی جناب سے فہم قرآن کا بے نظیر علم عطا فرمایا۔ جس کی آب و تاب حضور کی ہر ایک کتاب میں پائی جاتی ہے

حضرت مرزا صاحب کی بیش بہا تصانیف

آپ کی تصانیف سے صاف صاف پتہ لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو سلطان القلم کر کے متلاشیان حقیقت کی رہبری کے لئے اس پرفتن زمانہ میں ایک عظیم الشان کام کے لئے کھڑا کیا ہے۔ آنجناب نے اس عظیم الشان کام کے سرانجام دینے کیلئے کثرت تقاریر کے علاوہ بہت سی کتب تصنیف فرمائیں۔ ان کے بغور مطالعہ سے نور ایمان بڑھتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کا جذبہ دل میں جوش مارتا ہے۔ کلام الٰہی کے سمجھنے میں آسانی پیدا ہوتی ہے۔ حقیقت دین اسلام منکشف ہوتی ہے دقائق دینیہ پر عبور ہوتا ہے۔ اسلام کا نورانی چہرہ نظر آتا ہے۔ فضول و عبث کاموں اور بدی سے نفرت ہوتی ہے اتقا اور پرہیزگاری کی تحریک و ترغیب ہوتی ہے صراط مستقیم آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے شرک سے اجتناب اور اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہوتا ہے اور تھوڑے عرصہ میں انسان باخدا ہو جاتا ہے۔ جس نے صداقت اور دین اسلام سیکھنے کیلئے چند روز آنجناب کی خدمت میں گذارے اسے وہ ذوق خدمت اسلام ہوا۔ کہ جسے مخالفین کے فتاوائے کفر اور ہر قسم کے بائیکاٹ بھی نہ روک سکے۔ ہر قریہ اور قصبہ اور شہروں میں اس قسم کی ہزارہا مثالیں موجود ہیں۔ حضرت مجدد صدی چہاردہم نے غیر مذاہب سے بحث کے لئے قوی دلائل کا ایک ایسا مضبوط اسلحہ اہل اسلام کو دیا ہے کہ جس کے بالمقابل کوئی غیر مسلم نہیں ٹھہر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ فرقہ عالیہ احمدیہ یعنی آنجناب کے شاگردوں کا ہر مذہب کے مقابلہ میں بول بالا رہتا ہے۔

اللہ اور رسول کا عشق

آنجناب نے فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول کے منازل طے کر لئے تھے ایک نعت میں جو خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں لکھی ہے۔ یوں رطب اللسان ہوتے ہیں اس سے حضور کے دلی خیالات اور نورانی جذبات سے آگاہی ہوتی ہے۔

مصطفٰےؐ پر تیرا بیحد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے
اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے
شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے
چھو کے دامن تیرا ہر دام سے ملتی ہے نجات
لاجرم در پہ تیرے سر کو جھکایا ہم نے
دیکھ کر تجھ کو عجب نور کا جلوہ دیکھا
نور سے تیرے شیاطین کو جلایا ہم نے
دلبرا مجھ کو قسم ہے تیری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

مذکورہ بالا نعت تو بہت طویل ہے۔ راقم نے نمونتاً اس میں سے یہ چند شعر لکھے ہیں اس سے ایک اہل دل حضور کے دلی محبت اور حاصل کردہ فیوض رحمانی اور فنا فی الرسول کے مرتبہ کو سمجھ سکتا ہے

حضرت مرزا صاحب کا ایک الہام

علاوہ بریں حضور انور کو ایک الہام حسب ذیل ہوتا ہے:۔

(باقی صفحہ ۷ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم شنبہ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ | نمبر ۳۹

جناب خلیفہ قادیان کا تازہ کلام

جماعت لاہور پر قادیانی "عنایات" کی نئی قسط

۲۶ مئی کو جناب خلیفہ قادیان نے احرار، حکومت اور اپنی جماعت کے "منافقین" کے خلاف ایک طویل جلالی تقریر فرمائی۔ ان تینوں گروہوں سے آج کل جناب خلیفہ قادیان اور ان کے وفاکیش مریدوں کا زبردست مقابلہ ہے۔ لہٰذا خلیفہ صاحب انہیں جو چاہیں کہیں۔ لیکن قابل افسوس امر یہ ہے کہ موصوف اپنی عادت مستمرہ اور ذہنیت سے مجبور ہو کر اس تقریر میں بلا وجہ جماعت لاہور پر بھی برسے ہیں اور غم و غصہ کے جوش میں بہت سی ایسی باتیں کہہ گئے ہیں۔ جو اخلاق و حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں رکھتیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ:-

"حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد **پیغامی فتنہ** اٹھا اور جماعت کے اعلیٰ کارکن علیحدہ ہو گئے۔ خزانہ خالی تھا۔ اور جماعت کا بیشتر حصہ ان کے ساتھ تھا۔ اس وقت بھی اکثر لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ اب یہ کام کس طرح چلیگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس مایوسی کی حالت کو دیکھکر۔ . . . . . جو مقابل پر کھڑے تھے۔ ان کے متعلق بتایا۔ کہ لیمزقنھم یعنی ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائیگا۔ اور کامیابی انہیں حاصل ہوگی۔ جو میرے ساتھ ہیں۔ میں نے اسی وقت اس اعلان کو شائع کر دیا۔ ان لوگوں نے اسے پڑھا اور دیکھا اور مسکرائے اور سر ہلا کر کہا۔ ہم یہاں سے جاتے ہیں۔ مگر اسی زمین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جہاں اس وقت جلسہ ہو رہا ہے کہا۔ کہ دس سال کے عرصہ میں اس جگہ پر عیسائیوں کا قبضہ ہو جائیگا۔ لیکن اب اس نہیں بیس بلکہ اکیس سال گذر چکے ہیں۔ اور ۱۴ مارچ سے ۲۲ واں سال شروع ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں مسلمانوں کا ہی قبضہ ہے۔ آج کوئی جائے اور اس دوست سے جا کر کہے۔ جس نے اس میدان اور اس خطہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا۔ یہاں عیسائی مشنریوں کا قبضہ ہو جائیگا۔ کہ بندہ خدا اب تو احراری بھی کہتے ہیں کہ قادیان میں احمدیوں کی حکومت ہے . . . . . یہ کتنا زبردست نشان ہے اس بات کا کہ خدا کے کام کو کون روک سکتا ہے۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا الہام کہ لیمزقنھم اور ان الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ کس طرح حرف بحرف پورا ہوا۔ یہ وہ کلام تھا۔ جو خدا نے مجھ سے کیا اور میں نے اسی وقت شائع کر دیا۔ اور آج بچہ بچہ اسے اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا ہوا دیکھ رہا ہے۔"

جناب خلیفہ صاحب موصوف کی یہ پرانی عادت ہے کہ وہ جماعت لاہور کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے اخلاق و معقولیت کی تمام پابندیوں سے بالاتر ہو جایا کرتے ہیں۔ یہ خصوصیت ان کے اس "تازہ کلام" میں بھی موجود ہے۔ جماعت لاہور کے متعلق انہوں نے "پیغامی فتنہ" کا لفظ استعمال کیا ہے (جو قادیانی ذہنیت اور جذبات کی بخوبی ترجمانی کر رہا ہے) حالانکہ موصوف کو اپنے اختلاف اور غم و غصہ کے اظہار کے لئے اس سے بہتر اور شریفانہ الفاظ مل سکتے تھے۔ خیر اس بات کا گلہ فضول ہے۔ لہٰذا اس کو نظر انداز کرتے ہوئے ہم واقعات کی طرف آتے ہیں۔

خلیفہ صاحب کا ارشاد ہے کہ اختلاف کے وقت جماعت کا بیشتر حصہ جماعت لاہور کے اکابر کے ساتھ تھا۔ افسوس ان کا یہ ارشاد اصلیت کے بالکل برعکس ہے۔ ہمارے لئے یہ یقین کرنا مشکل ہے کہ موصوف کا حافظہ اصل واقعات کو فراموش کر چکا ہے۔ اس کے بعد مجبوراً ان کے اس ارشاد کو صریح غلط بیانی کہنا پڑے گا۔ اختلاف کے وقت چند آدمی تھے۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کی اصل تعلیمات اور ایک پاک اصول کی حفاظت کی خاطر نہایت بے سرو سامانی کی حالت میں لاہور پہنچے۔ اور صلح کی تمام کوششوں میں ناکام رہنے کے بعد یہاں انجمن کی بنیاد رکھی۔ ان چند آدمیوں کے خلوص میں اللہ تعالیٰ نے برکت دی اور بہت جلد مضبوط جماعت بن گئی۔ زیادہ افسوس کی یہ بات ہے کہ خلیفہ صاحب کو اپنی وہ چٹھیاں بھی بھول گئیں جو کہ انہوں نے اختلاف کے بعد حکام کو لکھی تھیں۔ کہ صرف چند آدمی علیحدہ ہوئے ہیں باقی خلیفہ کے ساتھ ہیں۔

یہ کس شخص نے کہا تھا۔ کہ قادیان کی جلسہ گاہ وغیرہ دس سال کے بعد عیسائیوں کے قبضہ میں چلی جائے گی؟ افسوس خلیفہ صاحب نے اس کے متعلق کچھ نہیں فرمایا۔ غالباً وہ چاہتے ہیں کہ جس طرح ان کے عقل باختہ مرید ان کی ہر بے دلیل سے بے دلیل بات پر سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔ اسی طرح باقی دنیا بھی ان کے ہر ارشاد کو تسلیم کرے۔ حالانکہ یہ ناممکن ہے۔ ۳۲ء کے آخر میں بھی ہماری جماعت کے ایک معزز رکن کے متعلق اسی قسم کی غلط بیانی کی گئی تھی۔ ہمارے دریافت کرنے پر انہوں نے صاف انکار کیا۔ اور قادیانی حضرات کوئی ثبوت پیش نہ کر سکے۔ بھلا قادیان میں کونسے عیسائی تھے جن کے متعلق یہ کہا جا سکتا تھا۔ کہ یہ وہاں کی زمین پر قبضہ کرینگے بہتر ہوگا کہ جناب خلیفہ صاحب صاف الفاظ میں فرمائیں۔ کہ یہ بات کس شخص نے کہی تھی اور اس کا ثبوت دیں۔ ورنہ ظاہر ہے کہ ان کے اس ارشاد کو بھی غلط بیانی کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

باقی رہے جناب خلیفہ صاحب کا لیمزقنھم اور اسی قسم کے دوسرے "الہامات" تو یہ خدا کی طرف سے تو ہرگز نہیں ہو سکتے جناب خلیفہ صاحب کے دلی ارادوں اور جذبات کا عکس ہوگا جن کو انہوں نے الہام کا نام دے دیا ہے۔ جناب خلیفہ صاحب ناقابل ضبط جوش سے مجبور ہو کر فرما رہے ہیں کہ میرے الہاموں کو پورا ہوتے ہوئے بچہ بچہ دیکھ رہا ہے جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ اختلاف کے وقت چند بے سرو سامان افراد قادیان سے لاہور آئے تھے اللہ نے ان بکھرے ہوئے دانوں کو جماعت کی لڑی میں پرو دیا اور اس جماعت کو اپنے محض فضل سے ترقی دے کر برکات سے مالا مال کیا اور سب سے زیادہ یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات پر صحیح عمل اور خدمت دین کی توفیق دی۔ جماعت لاہور نے قلت تعداد اور بے سرو سامانی کے باوجود انجمن بنائی۔ دفاتر قائم کئے۔ کئی بلند پایہ مبلغ تیار کئے۔ پانچ چھ مشن قائم کئے۔ یورپ میں مسجدیں بنائیں قرآن کریم کا تین مغربی زبانوں میں ترجمہ کیا۔ دنیا کی تقریباً تیس زبانوں میں اسلامی لٹریچر شائع کیا۔ دو ہائی اسکول بنائے لیکن قادیانی جماعت اب تک متعدد پر غرور اعلانات کے باوجود صرف انگریزی زبان میں بھی قرآن کریم کا ترجمہ شائع نہ کر سکی۔ جو اسکول جماعت لاہور کے اکابر وہاں بنا کر چھوڑ آئے تھے بس وہی ایک ان کے پاس ہے۔ کوئی قابل ذکر انسٹی ٹیوشن انہوں نے قائم نہ کی کوئی اچھی کتاب انہوں نے شائع نہ کی۔ منافقوں کے غول کے غول آئے دن قصر خلافت کے زیر سایہ پیدا ہو رہے ہیں۔ جن کی ہر ایک حرکت پر قصر خلافت سے لیکر قادیانی انجمن کے معمولی سے معمولی دفتر میں ایک کپکپی اور جنبش پیدا ہو جاتی ہے۔ قادیانی جماعت کا ایک ایک فرد اپنی گذشتہ اکیس سال کی وفاداریوں، جاسوسیوں اور حکومت پرستیوں کے انجام پر ماتم کناں ہے۔ یہ ہیں وہ حقائق جو بچہ بچہ دیکھ رہا ہے اگر جناب خلیفہ صاحب ان حقائق کو اپنے "لیمزقنھم" کے الہام کی تائید میں پیش کر سکتے ہیں تو بڑے شوق سے کریں۔ لیکن یہ بات معقولیت سے اتنی ہی دور ہوگی جتنی کہ زمین آسمان سے دور ہے۔

افسوسناک شکایتیں

نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض خدا ناترس اور اخلاق باختہ افراد اور جماعتوں نے بلوچستان کے قیامت خیز زلزلہ کو بھی اپنی پست اور شیطانی اغراض کے حصول کا ذریعہ بنا لیا ہے اور وہ لاوارث بچوں اور عورتوں کے اغوا میں مصروف ہیں۔ یقیناً یہ لوگ انسان کے بھیس میں شیطان ہیں۔ انسانیت کا تقاضا ہے کہ ان کے ساتھ انتہائی ملامت و سختی کا برتاؤ کیا جائے۔

سکھر، ملتان، منٹگمری وغیرہ متعدد مقامات سے یہ شکایات پے در پے موصول ہو رہی ہیں۔ کہ ریلوے اسٹیشنوں پر بعض ہندو رضاکار مسلمان خواتین اور بچوں کے اغوا کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ لاہور کے ریلوے اسٹیشن پر بھی کئی مرتبہ ہندو عورتوں اور رضاکاروں کو اس کوشش میں مصروف پایا گیا ہے۔ ہم ہر ایک مذہب و ملت کی ان تمام سوسائٹیوں اور افراد کی جو کہ مصیبت زدگان کوئٹہ کی امداد کا شریفانہ فرض ادا کر رہے ہیں۔ پوری پوری عزت کرتے ہوئے اس حقیقت کے اظہار سے باز نہیں رہ سکتے کہ ہندوؤں میں متعدد ایسے ادارے موجود ہیں۔ جو منظم اور مستقل طور پر مسلمان بچوں اور عورتوں کے اغوا کی کوشش کرتے . . . . .

رہتے ہیں۔ اور ان کے اس شیطانی فعل کو ہندوؤں کے ذمہ دار حلقوں میں بھی بالعموم اچھی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور ایسے اداروں سے ہر حادثہ کے موقع پر غیر معمولی طور پر حرکت میں آجاتے ہیں ان حالات کی موجودگی میں مسلمان عورتوں اور بچوں کے اغوا کی خبروں کو بے حقیقت سمجھنا مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

ہم انسانیت و شرافت کے نام پر ہر ایک ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی سے اپیل کرتے ہیں کہ تعصب و تنگدلی کے جذبات سے بلند ہو کر اس قسم کے شرمناک واقعات کے انسداد اور بچوں اور عورتوں کی نگرانی کی کوشش کرے۔ اگر غلطی سے کوئی غیر مسلم بچہ یا عورت مسلمان اداروں کے پاس آجائے۔ تو یہ ان کا اسلامی فرض ہوگا۔ کہ وہ اسے فوراً اس کی قوم کے ذمہ دار آدمیوں کے حوالے کر دے اسی طرح ہم برادران وطن سے توقع رکھتے ہیں۔ کہ کم از کم اس مصیبت کے وقت میں وہ اپنی سنگٹھنی اور مہاسبھائی سرگرمیوں کو ملتوی کرینگے ہندو بے شک ایک منظم اور مالدار قوم ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس میں کروڑوں بیوہ عورتیں اور لاوارث بچے موجود ہیں بہتر ہوگا۔ کہ وہ ان کی حفاظت و امداد کرے۔

معاصر "لائٹ" کا رسول نمبر

چند روز ہوئے۔ معزز معاصر "لائٹ" نے اپنا بلند پایہ "رسول نمبر" شائع کیا ہے جس میں نہایت اعلےٰ اور پر اثر مضامین درج ہیں۔ اس دینی خدمت پر ہم اپنے معزز معاصر کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے احباب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس نمبر کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں منگوا کر اپنے دوستوں اور انگریزی خوان غیر از جماعت اور غیر مسلم حضرات کو بطور ہدیہ دیں۔ انشاء اللہ اس کے امید افزا نتائج برآمد ہونگے۔ اس نمبر کا سرورق رنگین ہے جس پر حضرت مسیح موعود کی ایک فارسی نعت بلاک میں چھاپی گئی ہے ۱۶ صفحات کی ضخامت، کاغذ نہایت نفیس۔ قیمت فی پرچہ ۲ ر "لائٹ" ہر سال کئی خاص نمبر شائع کرتا ہے۔ اس کے معمولی نمبر بھی اعلےٰ درجہ کے ہوتے ہیں۔ اس لئے انگریزی خوان دوستوں کو جو اس کے خریدار نہیں۔ مستقل طور پر اپنے نام جاری کرا لینا چاہیئے۔

حضرت امیر کے بیان کی مصدقہ نقل

سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں بمقام ڈلہوزی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو بیان دیا تھا اس کو احراری اخبارات نے نہایت ہی افسوسناک تحریف کیساتھ شائع کیا تھا اور توجہ دلانے پر اس کی اصلاح نہ کی۔ ہم نے اصل بیان ۱۱ اپریل کے ضمیمہ میں شائع کر دیا تھا اس کی مصدقہ نقل بھی ۴ جون کے پرچہ میں شائع ہو چکی ہے یہ نقل علیحدہ بھی چھپوائی گئی ہے۔ احباب او رجماعتیں منگا لیں۔

> **جن اصحاب** کی طرف پیغام صلح کا چندہ باقی ہے یا جن کا چندہ ماہ جون میں ختم ہوتا ہے وہ ازراہ نوازش بذریعہ منی آرڈر ارسال کر دیں۔ ورنہ بصورت دیگر ان کے نام وی پی ارسال ہوگا جس کا وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہوگا

اقتباسات

انسان کی درندگی

کم لوگوں کو اس کا علم ہوگا۔ اور مشکل ہی سے یقین آئیگا۔ کہ جنگ عظیم کے نامعلوم کشتوں کی لاشیں اب تک کھدائی کے بعد زمین سے نکلتی چلی آرہی ہیں۔ چنانچہ نیوز آف دی ورلڈ (لنڈن) کا بیان ہے کہ "آخر ۱۹۲۱ء سے جب سے مقتولین کی تلاش کا کام باضابطہ بند ہو چکا ہے سال گذشتہ یعنی ۱۹۳۴ء تک فرانس کے علاقوں میں تنہا انگریزی سپاہیوں کی لاشیں ۳۶۵۰۰ کی تعداد میں گڑی اور چھپی ہوئی نکل چکی ہیں۔ ان علاقوں سے یہ لاشیں کھود کھود کر لائی گئیں اور انگلستان کے قبرستانوں میں دفن کی گئی ہیں"۔

(۲۱ اپریل ۱۹۳۵ء)

معاذ اللہ اس جنگ کی ہولناکیوں کا کچھ ٹھکانا ہے! جنگ ختم ہوئے مدتیں ہو چکیں بیشمار مردے اسی وقت دفن ہو چکے، ساڑھے چھتیس ہزار لاشیں اس کے بعد نکلی ہیں۔ وہ بھی صرف ایک محاذ جنگ میں اور پھر وہ بھی سب قوموں کی نہیں، صرف انگریزوں کی! فرانس جرمنی اور آسٹریا اور اٹلی اور روس وغیرہ سب قوموں کی نامعلوم لاشیں جوڑی جائیں تو تعداد خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کہاں تک پہنچ رہی ہے اس پر بھی لڑنیوالوں کا جی بھلا کیا بھرا ہے، روزانہ خبریں آرہی ہیں کہ جرمنی، جدید پر قوت، جرمنی نے اپنی بری بحری ہوائی فوجوں میں اتنے اتنے دستے بڑھالئے ہیں۔ فلاں فلاں مہلک ایجادیں مکمل کر لی ہیں۔ فرانس نے یوں تیاریاں کر لی ہیں اور برطانیہ یوں مسلح ہو رہا ہے۔ گویا پچھلے سارے تجربے بے اثر رہ چکے ہیں۔ اور انسان بیسویں صدی کا مہذب، تعلیمیافتہ، اور سائنٹیفک انسان اپنے ہاتھوں اپنی ہلاکت ٹھان چکا ہے۔

شہد اور شفا

دیانا (بیاں) کے ایک نامور طبیب ڈاکٹر ان زلین کا بیان ہے کہ زخموں کا بہترین علاج شہد ہے۔ تمام مرہموں سے بہتر ہے ڈاکٹر صاحب نے کئی ہزار مریضوں کا علاج شہد ہی سے کیا اور ایک بار بھی اس دوا نے خطا نہ کی۔ درد کو تسکین اس سے ہوتی ہے، زخم بھرتے اس سے ہیں اور زخم کو عفونت سے بچاتا ہے۔ اسی طرح جل جانے اور کاربنکل کے مرض میں بھی یہ اکسیر ثابت ہوا ہے۔

(سنڈے ایکسپریس لنڈن ۲۰ اپریل ۱۹۳۵ء)

(دیانا آسٹریا) جدید طبی تعلیم کا مشہور مرکز ہے۔ وہاں کے نامور ڈاکٹر صاحب کو شہد کے خارجی استعمال کے فوائد اب جا کر، ہزارہا مریضوں پر تجربہ کے بعد معلوم ہوئے۔ عرب کا ہر جاہل بدو جس کے کان میں فیہ شفاء للناس کی آواز پڑ چکی ہے اسے ساڑھے تیرہ سو برس سے جانتا چلا آیا ہے۔۔۔ یقیناً قرآن مجید کوئی طب کی کتاب نہیں اور نہ اس کا کام دواؤں کے خواص بیان کرنا ہے تاہم ضمناً اگر کوئی آیت اس قسم کی آگئی ہے۔ تو وہ اپنے قریب و بعید، ہر مفہوم اور ظاہری و حقیقی ہر معنی کے اعتبار سے سچی اور پکی ہی نکلیگی۔

(صدق)

زلزلوں سے متعلق مختصر ضروری معلومات

صوبہ بہار کے بعد اب کوئٹہ اور بلوچستان میں جو ہولناک زلزلہ آیا ہے۔ اس نے ایک دفعہ پھر سب لوگوں کی توجہ اس ناگہانی آفت غیبی بلا کی طرف متوجہ کر دی ہے۔ ہم ذیل میں بہت ہی اختصار کے ساتھ زلزلہ سے متعلق بعض ضروری معلومات پیش کئے دیتے ہیں۔

زمین کی بناوٹ اس طرح ہوتی ہے کہ جا بجا عظیم الشان چٹانیں بہت گہرائی تک پھیلتی چلی گئی ہیں۔ یہ چٹانیں نامعلوم اسباب سے کبھی کبھی پھٹ جاتی ہیں۔ یعنی ان میں بڑے بڑے شگاف پڑ جاتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے اوپر کی زمین بھی خلا ہو جانے کی وجہ سے گرنے لگتی ہے اور زلزلہ آجاتا ہے پھٹنے والی عظیم الشان چٹانوں کے اوپر کی زمین چونکہ اکثر فوراً گر نہیں پڑتی۔ بلکہ بتدریج گرتی ہے اس لئے ہر بڑے زلزلے کے بعد چھوٹے چھوٹے زلزلے بھی آتے رہتے ہیں۔ اور یہ زلزلے اسی وجہ سے آتے ہیں کہ زمین آہستہ آہستہ گرتی یا دھنستی ہے۔ لیکن زمین کے آہستہ آہستہ دھنسنے کے باوجود بارہا ایسا بھی ہوتا ہے کہ خفیف زلزلے بھی بربادی مکمل کر جاتے ہیں۔

اگر زلزلہ بتدریج نہ آئے۔ یعنی آہستہ شروع ہو کر تیز نہ ہو اور پھر بتدریج آہستہ نہ ہو جائے۔ بلکہ زور کا ایک ہی جھٹکا لگ جائے تو اس جھٹکے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ انسانوں کو ہولناک بربادی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ کیونکہ ناگہانی جھٹکوں کا برداشت کرنا عمارتوں اور مکانوں کے لئے ناممکن ہے۔

زلزلوں کا دوسرا سبب یہ ہوا کرتا ہے۔ کہ زمین کے نیچے کسی خاص جگہ آتش فشاں مادے جمع ہو جاتے ہیں ان کا جوش زمین کو ہلا ڈالتا ہے۔ اب سے پہلے خیال کیا جاتا تھا۔ کہ سمندر کے قریب ہونے کی وجہ سے زلزلے آتے ہیں مگر اب علما اس خیال کو باطل سمجھتے ہیں۔ ہم نے جو دو سبب بیان کئے ہیں۔ اصلی وہی ہیں۔ ممکن ہے اور بھی کوئی سبب ہو جس کا حال ہنوز معلوم نہیں۔

موجودہ زمانہ میں زلزلوں کی تحقیق کے لئے ایک خاص علم بن گیا ہے۔ اسے سیسمولوجی کہتے ہیں۔ سیسموگراف ایک آلہ ہے جو زلزلہ کی رفتار اور مقام ٹھیک ٹھیک بتا دیتا ہے۔

سیسمولوجی بہت مفید علم ہے۔ خصوصاً انجنیری کے لئے پناما (امریکہ) کی شہرہ آفاق نہر اسی علم کی مدد سے بنائی گئی ہے یہ نہر ایسے علاقوں سے نکالی گئی ہے جو زلزلوں سے نسبتاً محفوظ ہیں۔ دراصل اسے نیکاراگوا سے گذرنا تھا۔ مگر چونکہ یہ علاقہ زلزلوں کی زد میں پڑتا ہے۔ اس لئے اسے چھوڑ دیا گیا۔

دنیا میں کوئی ملک نہیں ہے جسے زلزلوں سے اتنا خطرہ ہو جتنا جاپان کو ہے۔ جاپان دراصل زلزلوں کا ملک ہے وہاں روزانہ تین زلزلے ضرور آتے ہیں۔ اور اکثر اتنے خفیف ہوتے ہیں کہ لوگوں کو محسوس نہیں ہوتے۔ زلزلوں ہی کے خوف سے جاپان کی عمارتیں لکڑی کی ہیں۔ جس میں لوہے کی کیلیں بھی نہیں جڑی جاتیں اور یہ اس لئے کہ لکڑی کی عمارتیں زلزلوں کا زیادہ مقابلہ کر سکتی ہیں۔ اینٹ پتھر سیمنٹ کی عمارتیں بہت سخت ہونے کی وجہ سے جلد گر جاتی ہیں۔

(ماخوذ)

> **پیغام صلح کی توسیع اشاعت کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے**

مصائب و حادثات کا فلسفہ

حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں میں زلزلۂ کوئٹہ کا ذکر

خطبہ جمعہ ۷ رجون ۳۵ء - فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیمۃ او معذبوھا عذابا شدیدا کان ذلک فی الکتٰب مسطورا -

(بنی اسرائیل ۱۷ : ۵۸)

ترجمہ :- اور کوئی بستی نہیں۔ مگر ہم اسے قیامت کے دن سے پہلے ہلاک کر دیں گے۔ یا اسے سخت عذاب دیں گے۔ یہ کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

قرآن کا فرمان

اس آیت کا منشا بالکل ظاہر تھا۔ لیکن تاکید کے طور پر کہا:- کان ذلک فی الکتٰب مسطورا۔ یعنی ایک ایسی پکی بات ہے جو کتاب میں لکھی ہوئی ہے اور جو ضرور ہو کر رہے گی۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس آیت میں قیامت کا ذکر نہیں۔ بلکہ قیامت سے پہلے ان گرفتوں کا ذکر ہے جو بستیوں کو بالکل ہلاک کر دینگی یا سخت عذاب میں مبتلا کر دینگی۔

انسان کی غفلت اور فراموشگاری

جب انسان اس حالت کو دیکھتا ہے کہ دنیا میں لوگ بستیوں اور شہروں کے اندر امن و عیش کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ چاروں طرف تجارت اور کاروبار کا بازار گرم ہے۔ حکومت کی فوجیں سالے توپیں۔ ہوائی جہاز۔ محکمے اور ہر قسم کی تنظیم موجود ہے۔ اس حالت میں اس کے لئے یہ خیال کرنا بھی مشکل ہوتا ہے کہ ان آباد بستیوں کو ایک دن ہلاکت کا پیغام بھی آ جائے گا۔ اور آن واحد میں یہ برباد ہو جائیں گی۔ لیکن خدا کا کلام سچا ہے اور اس کی صداقت کا ثبوت ہر زمانہ میں ملتا رہا ہے اور آیندہ بھی ملتا رہے گا۔

بلوچستان کا خوفناک زلزلہ

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس جمعہ سے پہلے جمعہ کی رات کو بلوچستان میں ایک خوفناک زلزلہ آیا اور چھبیس [۲۶] سو مربع میل کے اندر اکثر بستیاں برباد ہو گئیں۔ وہ چیزیں جن کو بنانے میں بیسیوں سال نہیں صدیاں گزر گئی تھیں آن کی آن یعنی ایک یا دو سکنڈ میں مٹی کے ڈھیر بن گئیں۔

اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت

بظاہر اس آیت سے اللہ تعالیٰ کے شدید غضب کا اظہار ہوتا ہے مگر کیا ان آباد اور پر رونق بستیوں کو بگاڑ کر اور ان بنی بنائی چیزوں کو برباد کر کے اللہ تعالیٰ کو کچھ خوشی حاصل ہوتی ہے؟ دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ذکر آتا ہے۔ تو وہ بھی ایک بے پایاں سمندر نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ماں بچے سے اور دنیا کے تمام انسانوں، چوپاؤں اور پرندوں وغیرہ کو ایک دوسرے سے جس قدر محبت اور تعلق ہے۔ یہ مجموعی صورت میں اس محبت اور رحمت کا سواں حصہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق سے ہے۔ ہمارے نبی کریم صلعم کے دل میں بھی تمام انسانوں سے زیادہ رحمت تھی۔ ایک دفعہ کسی جنگ کے کچھ قیدی آپ کے سامنے لائے گئے۔ جن میں ایک عورت بھی شامل تھی۔ جو اپنے بچے کے گم ہو جانے کی وجہ سے بہت مضطرب تھی۔ آخر جب اسے وہ بچہ ملا تو اس نے اٹھا کر اسے چھاتی سے لگا لیا اور پیار کرنے لگی۔ اس نظارہ کو دیکھ کر حضرت نبی کریم صلعم نے صحابہؓ سے کہا کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا ہرگز نہیں۔ پھر حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا اللہ کی رحمت اس محبت سے بڑھ کر ہے۔ جو کہ اس عورت کو اپنے بچے سے ہے

غضب کا خوفناک نظارہ

ایک طرف یہ بیانات ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق سے اس قدر زیادہ محبت ہے۔ دوسری طرف یہ غضب کا نظارہ کہ لوگ رات کو آرام سے سوئے ہوئے ہیں۔ اور سوتے وقت اُن کے دلوں میں مختلف قسم کے ترقی کے ارادے اور خیالات ہونگے صبح کو اُٹھ کر یہ کرینگے وہ کرینگے کہ یکا یک ایک زبردست جھٹکا آتا ہے جسکے ساتھ اُنکے مکانات انکی قبریں بن جاتے ہیں۔ ایک دو۔ دس نہیں ہزاروں خاندانوں پر یہ تباہی آتی ہے۔

اس زلزلہ نے تمام دنیا کو ہلا دیا

ان دونوں باتوں میں کس طرح تطبیق دی جائے؟ اگر ذرا غور کیا جائے۔ تو معلوم ہوگا کہ اس زلزلہ نے تمام دنیا کو ہلا دیا ہے ایک ہلانا تو یہ ہے کہ چھبیس [۲۶۰۰] سو مربع میل کا چھوٹا سا ٹکڑا ہل گیا۔ اور اسکی بستیاں تباہ ہو گئیں۔ دوسرا ہلانا یہ ہے کہ دنیا کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک لوگوں کے دل ہل گئے۔ کوئی نہیں پوچھتا مرنے والے اور زخمی ہونے والے انگریز ہیں یا ہندوستانی ہندو ہیں یا مسلمان بلکہ جو کوئی اس حادثہ کی کیفیت سنتا ہے اسکا دل کانپ اٹھتا ہے۔

مجموعی موت کا اثر

اگر دنیا کی ہر روز کی موتوں کا شمار کیا جائے تو ہر ایک ایک ملک میں وہ بھی ہزاروں ہوتی ہونگی۔ اگر ایک دن میں ایک سو لاکھ کی جگہ دو لاکھ موتیں ہوں یعنی ایک کی جگہ دو موتیں ہو گئیں تو بظاہر یہ کوئی عظیم الشان بات نہیں۔ موت تو بہرحال ہر روز ہوتی ہے۔ لیکن اکا دکا آدمی جو مرتا ہے وہ اپنے چند عزیزوں اور دوستوں کو خدا کی یاد دلا جاتا ہے۔ اور تھوڑی دیر کے لئے موت اُنکے سامنے آجاتی ہے اور وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ دنیوی زندگی ہمیشہ رہنے والی چیز نہیں ہے۔ مگر یہ خیال ایک محدود وقت اور محدود حلقے میں ہوتا ہے۔ تم نے اسی لاہور میں بیسیوں مرتبہ دیکھا ہوگا کہ تم پیدل یا تانگہ پر سوار جا رہے ہو کہ ایک جنازہ تمہارے پاس سے گذر گیا اور تم نے اس سے کوئی اثر نہیں لیا۔ لیکن جب موت مجموعی رنگ اختیار کرتی ہے اور ایک جگہ اور ایک وقت میں ہزاروں آدمی مرتے ہیں تو اس سے عجیب کیفیت اور اثر پیدا ہوتا ہے یہ صرف دوستوں اور رشتہ داروں تک محدود نہیں رہتا۔ بلکہ بے تعلق لوگ بھی اس سے متاثر ہوتے ہیں اور کانپ اُٹھتے ہیں۔

مصائب و حادثات کیوں آتے ہیں

یہ جو نبی، مجدد اور مصلح آتے ہیں۔ ان کے ساتھ بھی اسی قسم کے واقعات بطور نشان پیدا ہوتے ہیں۔ اسلئے نہیں کہ خدا کو غصہ آجاتا ہے۔ کہ لوگوں نے میرے مامور کو نہیں مانا۔ نہیں خدا کی رحمت بہت وسیع ہے۔ اس قدر وسیع کہ ہمارا خیال بھی اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ اسکی خفگی کو تنگ دل انسان کی خفگی پر مت قیاس کرو۔ کہ کسی سے ذرا جھگڑا ہوا اور وہ یہ چاہتا ہے کہ اسے تباہ و برباد کر کے رکھ دے۔ اس قسم کے مصائب و حادثات کا فلسفہ قرآن کریم نے یہ بیان کیا ہے کہ ان کی وجہ سے لوگوں کے دل اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور ان میں خشیت پیدا ہوتی ہے۔ بعض اوقات یہ مصائب اور حادثات وباؤں اور بیماریوں کی شکل میں آتے ہیں۔ کسی وقت زمین کے کسی چھوٹے حصہ کو قدرت کا معمولی سا جھٹکا ہلاتا ہے اور اس سے مقصد زمین کو ہلانا نہیں بلکہ لوگوں کے دلوں کو ہلانا ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ کا بے اندازہ رحم

دیکھو تو ہر روز ہزاروں موتیں ہوتی ہیں۔ ہم اخباروں میں پڑھتے ہیں۔ اپنی آنکھوں سے جنازوں کو دیکھتے ہیں۔ لیکن ان کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اور جب خدا کی طرف سے نشان کے طور پر ایک مصیبت آتی ہے تو بغیر تعلق رکھنے کے بھی دل ہل جاتے ہیں اور ان میں ایک رحم پیدا ہوتا ہے۔ یہ رحم کہاں سے آتا ہے؟ یہ اسی ذات باری تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دل میں انسانوں سے بے انتہا زیادہ رحم ہے۔ اور انسانوں کا رحم در اصل خدا کے دل کے رحم ہی کا ایک عکس ہے۔

اصل مقصد بندوں کو خدا کے آگے جھکانا ہوتا ہے

اس بات کے نہ سمجھنے سے لوگوں کو دھوکا لگتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے یہ پیشگوئی کی وہ پیشگوئی کی۔ طاعون پڑی تو کہا یہ نشان ہے۔ مامورین و مصلحین کے آنے کی یہ غرض ہوتی ہے کہ لوگ خدا کے آگے جھکیں۔ اور خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا ہو۔ اور خدا کے ساتھ تعلق ہی سے اخلاق بلند ہوتے ہیں۔ ان حادثات اور مصائب کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ خدا کو بھولے ہوئے بندے اپنے مالک حقیقی کے آگے جھک جائیں اور اُن میں عاجزی پیدا ہو۔

حضرت مسیح موعود کی ایک تحریر

بلوچستان میں یہ جو زلزلہ آیا ہے اس کا ذکر بھی حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں میں موجود ہے۔ چنانچہ "الوصیۃ" جو آپ کی آخری زمانہ کی کتاب ہے۔ اس میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"دیکھو میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ خدا کے نشان ابھی تک ختم نہیں ہوئے۔ اس پہلے زلزلے کے نشان کے بعد جو ۴ اپریل ۱۹۰۵ء میں ظہور میں آیا۔ جس کی ایک مدت پہلے خبر دی گئی تھی۔ پھر خدا نے مجھے خبر دی کہ بہار کے زمانہ میں ایک سخت زلزلہ آنے والا ہے۔ وہ بہار کے دن ہونگے۔ نہ معلوم وہ ابتدا بہار کا ہوگا۔ جبکہ درختوں میں پتا نکلتا ہے یا درمیان اس کا یا اخیر کے دن جیسا کہ الفاظ وحی الٰہی یہ ہیں۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ چونکہ پہلا زلزلہ بھی بہار کے ایام میں تھا اسلئے خدا نے خبر دی کہ وہ دوسرا زلزلہ بھی بہار میں آئے گا۔ اور چونکہ جنوری میں بعض درختوں میں پتہ نکلنا شروع ہو جاتا ہے اسلئے اسی مہینہ سے خوف کے دن شروع ہونگے۔ اور غالباً مئی کے اخیر تک وہ دن رہیں گے۔ اور خدا نے فرمایا کہ زلزلۃ الساعۃ یعنی وہ زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا۔

پھر فرمایا لاُریٔنہ آیات و نخدمہ ما یعمرون۔ یعنی تیرے لئے ہم نشان دکھائیں گے۔ اور جو عمارتیں بناتے جائیں گے ہم ان کو گراتے جائیں گے اور پھر فرمایا بھونچال آیا اور شدت سے آیا۔ زمین تہ و بالا کر دی۔ یعنی ایک سخت زلزلہ آئے گا اور زمین کو یعنی زمین کے بعض حصوں کو زیر و زبر کر دے گا۔ جیسا کہ لوط کے زمانہ میں ہوا۔ اور پھر فرمایا انی مع الافواج آتیک بغتۃ یعنی میں پوشیدہ طور پر فوجوں کے ساتھ آؤں گا۔ اس دن کی کسی کو خبر نہیں ہوگی۔ جیسا کہ لوط کی بستی جبتک زیر و زبر نہیں کی گئی۔ کسی کو خبر نہ تھی اور سب کھاتے پیتے اور عیش کرتے تھے کہ ناگہانی طور پر زمین الٹائی گئی۔ (صفحہ ۱۳-۱۴)

قابل غور بات

ذرا اس پیشگوئی کے الفاظ پر غور کیجئے۔ فرمایا کہ چونکہ پہلا زلزلہ بھی بہار کے ایام میں تھا۔ اس لئے خدا نے خبر دی کہ وہ دوسرا زلزلہ بھی بہار ہی میں آئے گا۔ اور چونکہ آخر جنوری میں بعض درختوں کا پتہ نکلنا شروع ہو جاتا ہے اسلئے اسی مہینہ سے خوف کے دن شروع ہونگے اور غالباً مئی کے آخر تک وہ دن رہیں گے" مئی میں تو شدید گرمی ہوتی ہے۔ پسینے بہتے ہیں۔ عرف عام میں اس مہینہ کو ہمارے کے ملک میں بہار نہیں کہا جاتا۔ گو سرد ملکوں میں بہار کا یہی موسم ہوتا ہے۔ لیکن پیشگوئی میں یہ مذکور ہے اور آپ جانتے ہیں کہ کوئٹہ کا زلزلہ ۳۰ اور ۳۱ مئی کی درمیانی رات کو آیا۔

فٹ نوٹ کی عبارت

پھر اس عبارت کے نیچے فٹ نوٹ ہے کہ:۔ "مجھے معلوم نہیں کہ بہار کے دنوں سے مراد یہی بہار کے دن ہیں۔ جو اس جاڑے کے گذرنے کے بعد آنے والے ہیں یا کسی اور وقت پر پیشگوئی کا ظہور موقوف ہے۔ جو بہار کا وقت ہوگا۔ بہرحال خدا تعالیٰ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہار کے دن ہوں گے خواہ کوئی بہار ہو۔ مگر خدا ایک ایسے شخص کی طرح آئے گا جو رات کو پوشیدہ طور پر آتا ہے۔" (صفحہ ۱۴)

اس فٹ نوٹ کے الفاظ "خدا ایک ایسے شخص کی طرح آئے گا جو رات کو پوشیدہ طور پر آتا ہے" پر بھی غور کیجئے۔ کوئٹہ کا زلزلہ رات کے ۳ بجے کے قریب آیا۔ جبکہ لوگ گہری نیند سوئے ہوئے تھے۔ پیشگوئی میں یہ بھی مذکور ہے کہ "ایک سخت زلزلہ آئے گا اور زمین کو یعنی زمین کے بعض حصوں کو زیر و زبر کر دے گا جیسا کہ لوط کے زمانہ میں ہوا" کوئٹہ اور قلات کے جو حالات اخبارات میں شائع ہوئے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح زمین کے بعض حصے زیر و زبر ہو گئے۔

مامورین لوگوں کو راہِ راست پر لانا چاہتے ہیں

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب ان زلزلوں اور تباہیوں کو معلوم کر کے خوش ہوتے ہوں گے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ ان کو دیکھ کر سنگدل سے سنگدل آدمی کا دل بھی نرم ہو جاتا ہے۔ اللہ کے مامورین کا دل تو پہلے ہی بے حد نرم ہوتا ہے اور انہیں دیگر انسانوں کی نسبت بہت زیادہ رحم ہوتا ہے لیکن جب لوگ راہِ راست کو چھوڑ دیتے ہیں اور اکڑ بیٹھتے ہیں تو ایک بلند مقصد کو حاصل کرنے اور لوگوں کو راہِ راست پر لانے کے لئے ایسا کرنا ضروری ہوتا ہے۔

ادنیٰ غرض کو اعلیٰ غرض پر قربان کرنا پڑتا ہے

دیکھئے جب دونوں غرضوں کا تصادم ہوتا ہے تو لازماً ادنیٰ غرض کو اعلیٰ غرض پر قربان کرنا پڑتا ہے۔ دنیوی زندگی ایک معمولی غرض ہے۔ اسکے بعد کی روحانی زندگی ایک اعلیٰ غرض ہے۔ اسلئے اگر کسی وقت روحانی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے جو کہ اعلیٰ غرض ہے دنیوی زندگی کو قربان کرنا پڑے تو یہ کسی لحاظ سے بھی قابل اعتراض نہیں۔

قرآن کی صداقت ہمیشہ ظاہر ہوتی رہیگی

خطبہ کے شروع میں جو آیت پڑھی تھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بستی نہیں جس کو قیامت سے پہلے ہلاک نہ کیا جائے یا سخت عذاب نہ دیا جائے۔ قرآن کی یہ صداقت ہمیشہ سے ظاہر ہوتی آئی ہے اور ہمیشہ ظاہر ہوتی رہے گی۔ آج کوئٹہ میں قیامت برپا ہوئی اور خدا کا فرمان تازہ ہُوا۔ کوئی نہیں جانتا کہ کل کو کس بستی کی باری ہے۔ عین ممکن ہے کہ کل کو یہ وقت ہم پر آجائے۔

مصیبت زدگان کوئٹہ کی دردناک حالت

کوئٹہ میں زلزلہ کی وجہ سے جو مصیبت آئی اس کو بڑے بڑے سنگدل بھی دیکھتے ہیں تو اُن کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ کس قدر مخلوق ہوگی جو چھتوں کے نیچے دب گئی اور ان کے مکان ان کی قبریں بن گئے۔ اور ان کے ساتھ ان کے اموال بھی دفن ہو گئے۔ چند ہزار جو بچ گئے ہیں یا ملبہ کے نیچے سے نکال لئے گئے ہیں انکی حالت بھی ناگفتہ بہ ہے۔ کچھ تو ہسپتالوں میں پڑے کراہ رہے ہیں اور کچھ نانِ شبینہ کے محتاج پریشان و آوارہ پھر رہے ہیں۔

اللہ کے آگے عاجزی سے جھکو

یہ دردناک نظارے انسان کو سبق دینا چاہتے ہیں۔ کہ دنیا سے اس قدر محبت نہ کرو کہ بس اسی کے ہو جاؤ۔ اور اللہ کو بھول جاؤ۔ اگر وہ چاہے تو دم کے دم میں یہ سب چیزیں چھین لے اور مال و زر تمہارے کیا تمہاری اولاد کے کام بھی نہ آسکے۔ ہمارا یہی فرض ہے کہ ہم خدا کے اس نشان کو دیکھ کر اسکے آگے زیادہ عاجزی کے ساتھ جھکیں۔

مصیبت زدگان کی امداد ہمارا فرض ہے

خدا کی طرف جھکنے کا پہلا نشان یہی ہے کہ انسان اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کے کام آئے۔ اس وقت ہمیں کوئٹہ کے مصیبت زدوں کی امداد کرنی ہے۔ جس کے لئے میں اخبار میں اور علیٰحدہ اپیل کر چکا ہوں۔ ہماری انجمن نے کچھ مجروحین کو علاج کے لئے لینے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔

خدا کا قہری نشان بہت زبردست ہوتا ہے

اصل بات یہ ہے کہ جب خدا کی طرف سے مصیبت آتی ہے تو بڑی سے بڑی حکومت بھی اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ خدا کا قہری نشان اسقدر زبردست ہوتا ہے کہ تمام دنیوی انتظامات اور طاقتیں رکھی کی رکھی رہ جاتی ہیں۔ اسوقت کوئٹہ میں بھی یہی حالت ہے۔ ہزاروں زخمی وہاں کے ملٹری ہسپتال میں پڑے ہوئے ہیں۔ جنکو رفتہ رفتہ مختلف مقامات پر بھیجا جا رہا ہے۔ ملبہ کے نیچے جو لاشیں اور مال اسباب پڑا ہوا ہے اس کو نکالنے میں دقت پیش آرہی ہے۔

مجروحین اور خانماں برباد لوگوں کی امداد

کوئٹہ سے آنیوالے مجروحین سے ہم نے فی الحال پچیس ۲۵ مریض لینے کا فیصلہ کیا ہے جنکی رہائش اور علاج کا انتظام کر لیا گیا ہے۔ اس پر تقریباً ایک ہزار روپیہ خرچ ہوگا۔ پھر جن لوگوں کے گھر اور کاروبار تباہ ہو گئے ہیں انکی امداد بھی کرنی ہوگی۔ غرضکہ چار پانچ ہزار روپے کی فوری ضرورت ہے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس موقع پر مسلمانوں سے بہت زیادہ ہندوؤں نے مصیبت زدوں کی امداد کی ہے۔ حالانکہ اس نیک کام میں مسلمانوں کو سبقت کرنی چاہیئے تھی۔ لہذا ہر ایک اپنی جان پر تکلیف گوارا کر کے ذاتی اخراجات روک کر غرضکہ جسطرح ہو سکے اس نیک کام میں حصہ لینا چاہیئے۔ یہ ہمارا ایک ضروری فرض ہے۔ باہر کی جماعتوں کو بھی اسکے متعلق لکھا گیا ہے۔ اسوقت میں آپ سب کو اسطرف توجہ کرانا چاہتا ہوں (اس اپیل پر چند منٹ میں ایک معقول رقم جمع ہو گئی اور کافی رقم کے وعدے ہو گئے۔ پیغام صلح)

ڈاکٹر خیر الدین سگو صاحب بیرسٹر

آخر میں میں آپکو ایک اچھی خبر بھی سنانا چاہتا ہوں۔ کوئٹہ میں ہمارے ایک مخلص دوست ڈاکٹر خیر الدین سگو صاحب بیرسٹر تھے۔ پانچ چھ سال کا عرصہ ہوا یہ خود بخود سلسلہ کا لٹریچر مطالعہ کر کے جماعت میں شامل ہو گئے تھے۔ انکے متعلق ہمیں سخت تشویش تھی چنانچہ زلزلہ کی خبر ملتے ہی ہم نے خیریت کے روز انہیں تار دیا جس کا کوئی جواب نہ آیا اسوجہ سے تشویش بڑھ گئی۔ آج انکا ملٹری ہسپتال سے خط ملا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ خدا کے فضل سے میں محفوظ ہوں۔ میں اول من ملبہ کے نیچے دب گیا تھا۔ جسے کھود کر مجھے نکالا گیا۔ مال و اسباب سب کچھ تباہ ہو گیا۔ جسم کے کپڑوں کے سوا اور کچھ نہیں وہ بھی پھٹے ہوئے ہیں۔ لیکن میرا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہے۔

"احمدی" اور "غیر احمدی"

ایک معزز بزرگ نے جو ہماری جماعت کے بہت بڑے معاون ہیں لیکن جماعت میں شامل نہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ کی توجہ اس امر کی طرف منعطف کرائی ہے کہ جس صورت میں یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کا "احمدی" نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم احمد کی بنا پر رکھا ہے اپنے نام پر نہیں اور حقیقت بھی یہی ہے تو غیر از جماعت مسلمانوں کو "غیر احمدی" کے نام سے پکارنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ بھی تو احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ویسی ہی عقیدت و وابستگی رکھتے ہیں۔ جیسی کہ جماعت احمدیہ۔ انہیں "غیر احمدی" کہنا گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی غیریت ظاہر کرنا ہے۔ اس لئے "غیر احمدی" کے بجائے "غیر از جماعت" کے لفظ استعمال کئے جایا کریں تو قرین انصاف و مصلحت ہوگا۔

اس پر حضرت امیر ایدہ اللہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اس سوال کو اخبار میں زیر بحث لایا جائے اور ذیل کے سوال پر احباب کی رائے معلوم کی جائے۔

"اگر ہماری جماعت کا نام احمدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم احمد کی طرف منسوب ہے تو گو ایک جماعت بخصوصیت سے اس اسم کی مظہر ہو سکتی ہے لیکن کسی دوسری جماعت کو غیر احمدی کہنا، ماں تک درست [illegible] کہ گویا ایسے لوگوں کو احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نسبت نہیں۔ اور جس صورت میں ہماری جماعت کے کسی فرد کا یہ خیال نہیں تو آیا ایسی حالت میں کہ بعض احباب کو یہ لفظ ناگوار گزرتا ہے کیا مناسب نہ ہوگا کہ ہم اس لفظ کا استعمال چھوڑ دیں"۔

امید ہے احباب کرام اس بارہ میں اپنی آراء اخبار میں بھیجکر اس سوال پر روشنی ڈالیں گے

خاکسار:- دوست محمد

حکم اللہ الرحمٰن لخلیفۃ اللہ السلطان یؤتی لہ الملک العظیم ویفتح علی یدہ الخزائن وتشرق الارض بنور ربہا ذالک فضل اللہ وفی اعینکم عجیب

ترجمہ:- وہ خدا جو رحمان ہے وہ اپنے خلیفہ سلطان کے لئے حکم صادر کرتا ہے کہ اس کو ایک ملک عظیم دیا جائیگا اور خزائن علوم و معارف کے اس کے ہاتھ پر کھولے جائیں گے اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جائیگی۔ یہ خدا کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب

اس جگہ بادشاہت سے مراد دنیا کی بادشاہت نہیں۔ اور نہ خلافت سے مراد دنیا کی خلافت ہے۔ بلکہ جو کچھ مجھے دیا گیا ہے وہ محبت کے ملک کی بادشاہت اور معارف الٰہی کے خزانے ہیں۔ جن کو بفضلہ تعالیٰ اس قدر دونگا۔ کہ لوگ لیتے لیتے تھک جائیں گے۔

نصرت الٰہی

اللہ تعالیٰ کی جناب سے جو کچھ بھی آپ کو ملا۔ اس سے متلاشیان حق اور مریدان باصفا اور شاگردان با اخلاص کو اسرار معارف الٰہی اور جملہ علوم سے اس قدر بہرہ ور کر دیا۔ کہ ان کی نظروں میں دنیا کی کوئی حقیقت نہ رہی۔ آج بھی جن کو آنکھیں ملی ہیں۔ دیکھ رہے ہیں کہ کتنی سعید روحیں کس طرح سے آنجناب کے علم اور قلم سے استفادہ حاصل کر رہی ہیں۔ حضور کی ابتدائی۔ . . . کو گوشہ نشینی کے ایام سے وصال الی الحق تک ملاحظہ کیا جاوے۔ کس قدر نصرت الٰہی شامل حال رہی ہے باوجودیکہ تمام مخالفین نے شدید ترین سازشوں اور منصوبہ بازیوں سے ذلیل کرنے کی کوششیں کیں۔ یہاں تک کہ آپ کو قتل کر دینے کی کوشش کی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی کامل نصرت سے اپنے برگزیدہ بندے کو مامون و مصئون رکھا۔ اور جس کام کے لئے کھڑا کیا۔ اس کو باحسن تکمیل کر کے دنیا سے رخصت ہوا۔ اور اس کام کی وہ مضبوط بنیاد قائم کی۔ کہ مخالفین اسلام اس کی ترقی اور احسن کارگذاری کے معترف ہیں۔ مجدد زمانؑ کی علمی، قلمی، مالی جانی خدمات اس قدر لاانتہا ہیں۔ کہ ان کی تشریح پر مبسوط کتابیں لکھی جا سکتی ہیں۔ حضورؑ کے علم اور قلم کی یادگار اس قدر وسیع ہے۔ کہ ہر حق گو اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ بیسیوں کتابیں علم دین اور دین حقہ کی تائید میں موجود ہیں۔ ان کے علاوہ کئی رسالے۔ اشتہار اور لیکچر ہیں۔ جو علم دین حقہ کی تائید میں بے بہا جواہرات ہیں اور اس وقت بھی اپنی اسی شان و شوکت سے ایک متلاشی مذہب حق کی رہبری کرنے کو تیار ہیں۔ مگر کون ہے۔ جو اس خزینہ عرفان الٰہی سے فائدہ اٹھائے۔

مجدد زماں کی صحبت کا اثر

یہ ایک مشہور مقولہ ہے

کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے

جو شخص بھی آنجناب کی صحبت میں بیٹھا۔ وہ بھی اپنی استعداد کے مطابق خدمات دینیہ کا بنذ بسیکر اٹھا۔ آنحضورؑ نے ایک گمنام گاؤں قادیان میں رہ کر علوم دینیہ اور معارف الٰہی کے بیکران سمندر پیدا کر دیئے۔ اور اپنے نیکدل ساتھیوں میں سے وہ وہ جواہرات اور بیش بہا لعل پیدا کر دیئے جو حضورؑ کے پیدا کردہ علوم و معارف سے آگاہ ہو کر مقصد حیات اور نکات اسلام اور فرمودہ آنجنابؑ پر عمل پیرا ہو کر ہمدردی خلائق اور اشاعت اسلام میں ایسے محو ہو گئے۔ کہ یہی کام ان کا عادت ثانیہ بن گیا۔ یہاں تک کہ تاریخ تا ابدان بابرکت اصحاب کا نام آئندہ نسلوں کے سامنے فخریہ طور سے پیش کرتی رہے گی۔ لہٰذا ان بزرگان کا ذکر نہ کرنا کفران نعمت ہوگا

مجدد زماں کے شاگرد اور ان کی خدمات دینی

چنانچہ حضورؑ کے فیض یافتہ اصحاب ... حضرت مولانا مولوی نورالدین اعظمؓ مرحوم، حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم مسلم مشنری ووکنگ انگلستان، حضرت مولانا مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور، حضرت مولانا مولوی صدر الدین، حضرت ڈاکٹر بشارت احمد چند ایک ایسے ہیں کہ ان کی زندگی سے وہ انقلاب نمایاں ہوا ہے کہ ایک وقت آئیگا کہ زمانہ خود بخود ان کی اسوہ حسنہ اور تصانیف سے برکات تلاش کریگا ان کے تابناک جواہر ریزوں سے نور بصیرت حاصل کریگا۔ اگر بزرگان موصوف کے مفصل حالات پر روشنی ڈالی جائے۔ تو ایک ایک مفصل کتاب لکھی جا سکتی ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی اہل قلم بزرگ میں یہ ہمت پیدا کرے کہ وہ ایسا ہی کر دکھلائے۔ ان بزرگان نے فیض مجدد سے علم اور قلم کا وہ زور دکھلایا ہے۔ کہ ان کی تقاریر اور تصانیف سننے اور پڑھنے سے صحیح مفہوم اسلام معلوم ہوتا ہے۔ اس صدی میں جو شرک، دہریت، مادیت کا پردہ اسلام کے چہرہ پر آ گیا تھا۔ اور دین اسلام کی صورت مسخ ہو گئی تھی اور بعض کوتہ بین نافہم مسلم ہی اسلام پر اعتراض کرنے لگے تھے۔ اگر ان بزرگان کی تصانیف پڑھیں تو خود بخود تمام شکوک سے دستبردار ہو جاوینگے اور متلاشیان دین حقہ کیلئے توتیہ چشم ہدایت کا کام دیگی۔

حضرت امیر کی تصانیف

اس لئے صرف حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی چند دینی خدمات کا مختصر تذکرہ کرتا ہوں۔ آپ حضرت اقدس میرزا غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ و برکاتہ مجدد صدی چہار دہم و مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور امام زمان کے ان نیکدل شاگردوں میں سے ہیں۔ جنہیں سپوت کہا جا سکتا ہے آپ نے حضرت ممدوح کے پاس رہ کر اسلامی تعلیم اور مقصد مجددؑ کو خوب سمجھا۔ بالکل آنحضورؑ کے نقش قدم پر عمل پیرا ہو کر علم اور قلم تا وہ خوش منظر میدان پیش کر دیا ہے۔ کہ جس میں سیر کرتے کرتے انسان ہرگز نہیں تھکتا۔ کیونکہ ان تصانیف سے دین حقہ کی واقفیت اور معرفت الٰہی کا راستہ کھلتا ہے۔ جو ایک متلاشی حق کی روحانی لذت اور غذا ہے۔

حضرت اقدس کی ایک رؤیا

حضرت اقدس مجدد زماں رؤیا میں دیکھتے ہیں کہ میں شہر لندن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں" . . . . پھر فرماتے ہیں ... کہ میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر ان کے پاس بھیجی جائے۔ میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے نہیں رہ سکتا۔ یہ میرا کام ہے۔ دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہو سکیگا۔ جیسے مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے۔

ازالہ اوہام $\frac{۱۵}{۷۷۴}$

رویائے مذکورہ بالا ازالہ اوہام میں درج ہے۔ یہ کتاب ۱۳۰۸ھ کی تصنیف ہے۔ رویا مذکور کے متعلق حضرت اقدس کی حیات طیبہ میں بہت عرصہ بعد تک کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ خیال پیدا نہ ہوا۔ مگر شان ایزدی ہے کہ وہ جسے چاہتا ہے کسی خاص کام کے لئے منتخب فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے اس سے عزت و تکریم کے کام کراتا ہے حضرت مجددؑ کے اصلی کام جس کے لئے آپ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوئے ہیں اور یورپ میں بالخصوص تبلیغ اسلام آپ کا عین مقصد اور منشا تھا۔

حضرت امیر کا انگریزی ترجمۃ القرآن

یہ عظیم الشان کام یعنی قرآن حکیم کے پر اسرار معارف اور خزائن کو قیمتی تشریحات کے ساتھ مولانا موصوف سے انگریزی میں ترجمہ کرا کر یورپ و امریکہ اور جملہ انگریزی خوان طبقہ سے متعارف کرانا۔ سیرت نبوی کا انگریزی میں ترجمہ کرانا گو یا جناب رسول کریم صلعم کے اسوۂ حسنہ سے اہل یورپ کو واقف کرانا اور ایسا ہی اہل مغرب کو صحیح معنوں میں اسلامی روحانی و دنیوی حکومت راعی اور رعایا کے تعلقات اور غرض و غایت، حکومت کے لئے آپ سے خلافت راشدہ کا انگریزی میں ترجمہ کرانا ایسے امور ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہ کی زندگیوں سے ملتے ہیں اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ واقعی مولانا موصوف حضرت مجدد صدی چہاردہم کی شاخ اور آپ ہی میں داخل ہیں۔ ان تصانیف نے یورپ امریکہ اور دیگر انگریزی خوان طبقہ کے دل و دماغ پر جو اثر کیا ہے اس کے کھلے نتائج اہل بصیرت کے سامنے موجود ہیں۔

اردو تفسیر

اردو میں بیان القرآن نہایت واضح عام فہم قرآن حکیم کی تفسیر اور ایسا ہی صحیح بخاری (فضل الباری) کا اردو ترجمہ اور اعلیٰ تشریحی حواشی کے ساتھ لکھ کر اردو خوان طبقہ پر بعید احسان کیا ہے اور ہزارہا گم کردہ راہ اسلام کو صراط مستقیم پر گامزن کرایا ہے

دیگر بلند پایہ کتابیں

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی کتب مثلاً مقام حدیث، جمع قرآن، النبوۃ فی الاسلام، تحریک احمدیت، رسالہ مسیح موعود وغیرہ وغیرہ بلند پایہ کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ کہ جن کے پڑھنے سے ایک معمولی فہم و استعداد کا انسان اسلام کے حقیقی مطالب اسلام سے آگاہ ہو سکتا ہے اور دنیوی زندگی میں عمل کر کے حیات ابدی کے میدان میں کامیاب ہو سکتا ہے۔

حضرت امیر کی بلند پایہ ہستی

حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ ان نادر ہستیوں میں سے ہیں۔ جن کو حضرت مجددؑ نے اپنی زندگی میں بھی قابل ترین انسان سمجھ لیا تھا۔ اپنی عین حیات میں ریویو آف ریلیجنز کی ایڈیٹری کے علاوہ صدر انجمن کے سیکرٹری جیسا ذمہ داری کا عہدہ دے رکھا تھا۔ کئی دفعہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے دست مبارک سے حضرت مولانا موصوف کے لئے کھانا لائے۔ کئی دفعہ شہد کھلایا۔ جو آج بھی حضرت مولانا کے قلم اور زبان سے ٹپکتا ہے۔ حضرت مولانا نور الدین مرحوم نے بھی تمام جماعت احمدیہ میں قابل ترین آدمی مولانا موصوف کو پایا۔ اور قرآن حکیم کے انگریزی میں ترجمہ کرنے کے لئے انتخاب فرمایا۔ حالانکہ اس وقت بہت سے ایم۔ اے اور اعلیٰ انگریزی جاننے والے موجود تھے

حضرت مولانا موصوف نے باوجود قادیانی جماعت اور دوسرے لوگوں کی شدید مخالفت کے جس قدر ایثار۔ مال۔ وقت اور قلم کا اسلام کے لئے کیا ہے اس کی نظیر تاریخ و تاریخ اسلام میں اگر مل سکتی ہے۔ تو صرف صحابہؓ کی زندگیوں میں مل سکتی ہے۔ آپ نے اشاعت اسلام کا وہ ٹھوس کام کر کے نمونہ قائم کیا ہے جس کا حال پڑھنے سے روح تازہ ہوتی ہے۔ گذشتہ بیس سالہ کارگزاری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا زریں کارنامہ ہے آپ کی قیادت اور رہبری سے انجمن نے ہندوستان اور یورپ کے مختلف ممالک میں جو کچھ خدمت اسلام کی ہے۔ تمام دنیا اس کی معترف ہے۔ اگر کوئی خود غرض ملاں یا طالب زر اپنی جگہ بیٹھکر اسے افسانہ خیال کر کے دل خوش کرے تو اور بات ہے۔ قلم اور علم جس کی ابتدائی تعلیم سرور دو عالم کو دی گئی ہے اس کا عملی استعمال اور نمونہ جناب مولانا موصوف کی ذات گرامی ہے۔ وہ خوش نصیب انسان ہونگے۔ جو جناب کی تصانیف سے مستفیض ہونگے ؁

زلزلہ بلوچستان کے متعلق خبریں

— شملہ ۱۱ر جون ۔ جب اعلیحضرت حضور نظام کو زلزلہ کوئٹہ کی حیرت انگیز تباہی کی مزید تفصیلات معلوم ہوئیں تو ممدوح نے وائسرائے کے زلزلہ فنڈ میں مزید پندرہ ہزار کے عطیے کا اعلان کر دیا۔ آپ کی طرف سے اس سے قبل پندرہ ہزار روپے کا اعلان ہو چکا ہے

— شملہ ۱۲ر جون ۔ کل تک وائسرائے کے زلزلہ فنڈ کی میزان چودہ لاکھ پچانوے ہزار روپیہ تک پہنچ گئی تھی جن میں سے قابل ذکر عطیات درج ذیل ہیں :-

(۱) مہاراجہ مردی ساڑھے گیارہ ہزار (۲) مہاراجہ کولہاپور پانچ ہزار (۳) مہاراجہ جیند پانچ ہزار (۴) آرمی ہیڈ کوارٹرز ڈھائی ہزار (۵) انڈین ڈسٹ بال الیوسی ایشن ڈھائی ہزار

— شملہ ۱۱ر جون ۔ ۱۰ر جون کو کوئٹہ میں معمولی تاروں کے دوبارہ جاری کرنے کا کام شروع کر دیا گیا ہے اور اس کے متعلق حکم دیدیا گیا ہے ۔ کہ معمولی تاروں کو ایکسپریس تاروں کی حیثیت دی جائے

— متعدد مقامات سے یہ شکایت موصول ہوئی ہے ۔ کہ آریہ بلوچستان سے آنیوالی لاوارث عورتوں اور بچوں کو اغوا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ ملتان میں یہ شکایت خاص طور پر سنی جاتی ہے

— معلوم ہوا ہے کہ مصیبت زدگان بلوچستان کی امداد کیلئے کانگرس ایک امدادی کام کا مرکز قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

— معلوم ہوا ہے کہ بلوچستان میں زلزلہ سے حکومت کی سول عمارتوں کو ۶۰ لاکھ ۔ ریلوے کی عمارتوں کو ۵۰ لاکھ کا نقصان ہوا ۔ فوجی عمارتوں کا نقصان اس سے بہت زیادہ ہے ۔

— اس امر پر غور ہو رہا ہے کہ آیا کوئٹہ کو دوبارہ آباد کیا جائے یا اس کی جگہ اور کسی مقام کو منتخب کیا جائے ۔ یہ تجویز بھی زیر غور ہے کہ اس شہر کی عمارتوں کو از سر نو اس طرح پر تعمیر کیا جائے ۔ جو زلزلہ سے بالکل محفوظ کہلا سکیں ۔ لیکن اس امر کا فیصلہ کرنے کے لئے چند ماہ درکار ہونگے ۔

— کراچی ۱۱ر جون ۔ کوئٹہ میں تین چار دفعہ روزانہ بھونچال کے معمولی جھٹکے محسوس ہوتے ہیں ۔ پہاڑیوں کا وہ سلسلہ جو اس ویران شہر کو احاطہ کئے ہوئے ہے ان جھٹکوں سے بے حد متاثر ہو رہا ہے ان کی وجہ سے ہزار ہا من کے پتھر وادیوں میں لڑھک کر آ رہے ہیں ماہرین ارضیات کا بیان ہے کہ اس جگہ ایک خاموش آتش فشاں موجود ہے جو بلوچستان کی قسمت کو ہمیشہ کے لئے دھمکی دے رہا ہے ۔

— شملہ ۱۱ر جون ۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ یکم جون سے کل تک سپیشل گاڑیوں کے ذریعے بیس ہزار اشخاص کو کوئٹہ سے دوسرے شہروں تک پہنچایا گیا ہے ان اشخاص کی اکثریت پنجاب اور سندھ سے تعلق رکھتی ہے ۔ نازک بچوں کو ہوائی جہازوں کے ذریعے دوسرے شہروں میں پہنچایا جا رہا ہے ۔ تاکہ صحرائے سندھ کی شدید گرمی انہیں نقصان نہ پہنچا سکے ۔

— شملہ ۱۱ر جون ۔ مسٹر جی ۔ ایں ٹیگ کو زلزلے کا کمشنر مقرر کیا گیا ہے ۔ تاکہ امدادی کاموں اور جائداد وغیرہ کی حفاظت کے متعلق نگرانی کریں ۔

— ہز ہائنس نواب صاحب بہاولپور نے مصیبت زدگان زلزلہ کی غیر معمولی طور پر امداد کی ۔ جو سپیشل ٹرینیں زخمیوں کو لیکر موصوف کی ریاست سے گزرتی ہیں ۔ ان کو ڈیرہ نواب کے اسٹیشن پر ٹھہرایا جاتا ہے ۔ وہاں نواب صاحب اور ریاست کا وسیع عملہ موجود ہوتا ہے ۔ زخمیوں کی مرہم پٹی کی جاتی ہے ۔ سب کو کل بہشتی سے کھانا کھلایا جاتا ہے ۔ متعدد مرتبہ نواب صاحب موصوف زخمیوں کی مزاج پرسی اور تیمارداری کرتے ہوئے دیکھے گئے ہیں ۔ ریاست کے دیگر اسٹیشنوں پر بھی خاطر خواہ انتظام ہے

— شملہ ۱۱ر جون ۔ سرکاری طور پر اعلان ہوا ہے کہ ماہ جون کے ختم ہونے سے پہلے مغربی کمان کے ہیڈ کوارٹرز کو کوئٹہ سے کراچی تبدیل کر دیا جائیگا ۔

— شملہ ۱۱ر جون ۔ نئے کوئٹہ کے قیام کے متعلق انتظامات کئے جا رہے ہیں ۔ یہ جدید شہر لورا اور بربوری کے درمیان واقع ہوگا ۔ اور بالکل خیموں سے آباد کیا جائے گا ۔ ان خیموں کے چاروں طرف تار کا احاطہ کر دیا جائیگا ۔ ان خیموں میں پولٹیکل ایجنٹ ۔ سول عدالتوں کے دفتر ۔ خزانہ ۔ سول ہسپتال ۔ ڈاک خانہ ۔ تارگھر اور پولیس ہیڈ کوارٹرز بنائے جائیں گے ۔ بربوری سے ایک پانی کا نل نئے کیمپ میں پہنچایا جائیگا ۔

— معلوم ہوا ہے کہ شہر کوئٹہ سے دس میل کے فاصلے پر ایک پہاڑی سے ہر وقت غبار اٹھتا ہوا نظر آتا ہے ۔ جس کے متعلق طرح طرح کی خیال آرائیاں کی جا رہی ہیں ۔

— لاہور ۱۲ر جون ۔ کوئٹہ سے آنیوالے تمام شدید مجروحین کو فی الحال میو ہسپتال لاہور ہی میں رکھا جائیگا ۔ جہاں ان کے لئے عمل جراحی کا بہترین سامان مہیا ہو سکتا ہے اور ان لوگوں کو اس وقت اپنے اپنے اضلاع کے ہسپتالوں میں تبدیل کیا جائیگا ۔ جب ان کی حالت اس قابل ہو جائے ۔ کہ وہ باآسانی چل پھر سکیں ۔

متفرق خبریں

— برطانوی وزارت تبدیل ہو گئی ہے مسٹر میکڈانلڈ وزیر اعظم کے عہدے سے علیحدہ ہو کر لارڈ پریذیڈنٹ ہو گئے ہیں اور ان کی جگہ مسٹر بالڈون نے وزارت عظمیٰ کا قلمدان سنبھالا ہے سر سیموئیل وزیر ہند کو وزیر خارجہ کا عہدہ دیا گیا ہے اور سر سائمن کو وزیر داخلہ کا ۔ لارڈ زیٹلینڈ سر سیموئیل کی جگہ وزیر ہند مقرر ہوئے ہیں ۔

— بیروت کا ایک عربی اخبار رقمطراز ہے کہ کرنل لارنس کا عم زاد بھائی جو انگلستان میں کسی اہم عہدے پر فائز ہے ۔ بیروت کے ایک ہوٹل میں اقامت پذیر ہے ۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص عربی ممالک کے حالات مطالعہ کرنے اور ان کی جنگی استعداد کا اندازہ لگانے آیا ہے ۔

— معلوم ہوا ہے کہ پنجاب کونسل کی میعاد میں جو آئندہ اکتوبر میں ختم ہونے والی ہے ۔ ایک سال کی مزید توسیع کر دی جائیگی

— شملہ ۱۲ر جون ۔ گذشتہ دو مہینوں میں ریلوے کو ۷۵ لاکھ روپیہ کا خسارہ ہوا ہے ۔ اس لئے ریلوے افسران کو ہدایت کی گئی ہے ۔ کہ وہ خرچ میں کمی کر دیں ۔

— افواہ ہے کہ حکومت پنجاب عنقریب فصل ربیع کے لئے لگان میں سترہ لاکھ روپے کی معافی کا اعلان کرنے والی ہے ۔ یہ معافی اجناس کی گری ہوئی قیمتوں اور فصلوں کی ردی حالت کی وجہ سے ہے

— الہ آباد ۱۲ر جون ۔ جونپور میں شیعہ سنیوں میں شدید فساد ہو گیا ۔ جس کی وجہ سے کئی آدمی شدید طور پر زخمی ہو گئے ۔

— بیان کیا جاتا ہے کہ سر جیمز ڈیوبٹ حکومت ہند کے کمشنر اصلاحات صوبہ سندھ کے پہلے گورنر مقرر ہونگے ۔

آج کل کے مسلمان فقراء

اور ان کی خلاف اسلام حرکات

(از حضرت مسیح موعودؑ)

الاماشاءاللہ ہماری قوم میں اکثر ایسی ہی فقیر نظر آتے ہیں جنہوں نے اسلام پر یہ داغ لگایا کہ ہزار ہا ایسی بدعتیں ایجاد کردیں کہ جن کا شرع شریف میں کوئی اصل صحیح نہیں پایا جاتا۔ وہ ایسے بیہودہ رسوم اور خیالات میں گرفتار ہیں کہ جن کے لکھنے سے بھی شرم آتی ہے بعض تو ہندوؤں کے جوگیوں کی طرح اور قریب قریب اُن کی ایک خاص طور کی وضع اور پوشاک میں عمر بسر کرتے ہیں اور نہایت بیجا اور وحشیانہ ریاضتوں میں جو مسنون طریقوں سے کوسوں دور ہیں اپنی عمر کو ضائع کر رہے ہیں انکے چہرہ کو دیکھنے سے ایسے آثار قہر الٰہی معلوم ہوتے ہیں اور ایسی منحوس شکل دکھائی دیتی ہے کہ شاید عالم سفلی میں اس سے زیادہ بدبختی پر دلالت کرنے والی اور کوئی شکل نہ ہو

اکثر فقرا میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جن کو وہ اپنے دلوں میں ایک کمال خیال کرتے ہیں اور اس بات کی دلیل ٹھہراتے ہیں کہ گویا انہوں نے ایک بہت سا حصہ سلوک کا طے کرلیا ہے مگر دراصل وہ باتیں صرف جاہلانہ خیالات اور وحشیانہ حرکات ہیں اور سچے معارف سے ایسی دور ہیں کہ جیسے ایک تیز دھوپ کے وقت بادل دنیا سے دور ہوتا ہے یہ لوگ دینی خدمت کچھ بھی بجا نہیں لاسکتے اور سستی اور تضییع اوقات اور بے قیدی اور آرام طلبی اور مردہ طبعی اور لاف زنی کی زندگی کا ایک قوی اثر ان میں معلوم ہوتا ہے جس میں وہ اپنی ساری عمر کو کھودیتے ہیں اور اس بات میں وہ بڑے لاچار اور عاجز پائے گئے ہیں کہ اپنی کسی عادت کو جو خلاف شرع شریف بلکہ مخالف انسانیت ہی بدل سکیں کئی لوگ فقیری کے بھیس میں ایسے پھرتے ہیں کہ جنہوں نے اپنے خراب ارادوں کی تحریک سے عمداً اسلام کی پاکیزہ راہوں کو چھوڑ دیا ہے اور اس قدر نہایت ذلیل اور قابل شرم کاموں میں مبتلا ہوگئے ہیں کہ مجھے شک ہے کہ شیطان باوجود بہت سی اپنی بدنامیوں کے ان کے برابر ہے یا نہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام)

نامہ نگار حضرات

کی خدمتمیں ایک ضروری درخواست

اخبار کی ضخامت کم اور فرائض زیادہ ہیں۔ اس لئے نامہ نگار حضرات کی خدمت میں کئی مرتبہ درخواست کی گئی ہے کہ وہ حتی الامکان مختصر مضامین اور مراسلتیں بھیجا کریں۔ تاکہ تمام ضروری چیزیں درج اخبار ہوسکیں اور کسی دوست یا جماعت کو شکایت کا موقع نہ ملے لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس درخواست پر بہت کم حضرات نے توجہ کی ہے طویل مضامین اور مراسلتیں بدستور کثرت سے موصول ہورہی ہیں۔ جن کا بیشتر حصہ بالکل غیر ضروری ہوتا ہے۔ اکثر نومشق دوست کسی تیاری اور محنت کے بغیر مضمون لکھ کر بھیج دیتے ہیں اور اس کی اشاعت پر غیر معمولی اصرار کرتے ہیں۔ بعض دوست مضامین میں آیات اور احادیث اور دوسرے حوالے غیر محتاط طور پر درج کرتے ہیں۔ اس لئے ایک مرتبہ پھر گذارش ہے کہ:۔

۱۔ تمام مضامین اور مراسلتیں حتی الامکان مختصر اور سادہ الفاظ میں ہوں۔ غیر ضروری عبارت آرائی ہرگز نہ کی جائے

۲۔ دفتر میں جو چیز برائے اشاعت بھیجی جائے وہ روشنائی سے کاغذ کے ایک طرف نہایت صاف الفاظ میں لکھی ہوئی ہو

۳۔ حوالے غیر معمولی احتیاط سے درج کئے جائیں۔

۴۔ نومشق دوست کافی تیاری اور محنت سے مضمون لکھیں

۵۔ اگر کوئی مضمون درج اخبار نہ ہو۔ تو یاددہانی کافی ہے پے درپے اصرار نہیں کرنا چاہیئے۔ ہم ہر ایک ضروری چیز کو شائع کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور نومشق دوستوں کی حوصلہ افزائی کو اپنا فرض سمجھتے ہیں لیکن بے مصرف چیزوں کو اخبار کے صفحات میں جگہ دینی مناسب نہیں۔

شذرات

احمدیت کے خلاف آج کل جو طوفان بے تمیزی برپا ہے۔ افسوس اب اس سے وہ جماعتیں اور اخبارات بھی متاثر ہونے لگے ہیں جنہیں اعتدال پسندی، رواداری، متانت معقولیت اور ثقہ نگاری کا دعوے ہے اور اس کی وجہ ان کی مختلف قسم کی "مصلحتیں" ہیں۔ احراریوں کی شوریدہ سری اور حق دشمنی اس حد تک ترقی کر چکی ہے کہ جو شخص احمدیت اور جماعت احمدیہ کو گالی نہ دے وہ بھی ان کے نزدیک مجرم ہے۔ اس "جرم" سے بریت کے لئے آج بہت سے بااصول اپنے اصول فروخت کر رہے ہیں۔ بہت سے اتحاد پسند نفاق و انتشار کی طرح ڈال رہے ہیں۔ اپنی "صفائی" پیش کرنے کی خاطر انہوں نے رواداری اور متانت، معقولیت اور ثقہ نگاری ہر ایک چیز کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ ان کی مجبوریاں بالکل صحیح ہی سہی۔ لیکن اس چیز کو اخلاق و ایمان کی زبردست کمزوری کے سوا اور کیا کہا جائے گا؟ مصلحت پسندی و احتیاط کو ہم برا نہیں کہتے۔ لیکن ان کی خاطر اصول اور ضمیر کی قربانی ایک بہت بڑی گمراہی اور معصیت ہے۔ جو لوگ ہوا کے ہر جھونکے کے ساتھ اپنا رخ بدل سکتے ہیں۔ ان سے قوم و مذہب کو کسی بہتری کی کیا توقع ہو سکتی ہے؟

ضلع لاہور کا ایک پندرہ روزہ اخبار جس کی متانت و ثقہ نگاری کی ہمارے دل میں بہت عزت ہے۔ جو بارہا اپنے کالموں میں جماعت احمدیہ لاہور کی خدمات اسلامی کا اعتراف کر چکا ہے۔ جس کے قابل مدیر کی تحریریں پیغام صلح کے صفحات میں چھپی ہوئی موجود ہیں۔ افسوس یہ اخبار اور اس کا مدیر بھی احرار کے طوفان بے تمیزی سے محفوظ نہ رہ سکے۔ خیالات و آراء کی تبدیلی پر ہم معترض نہیں۔ نہ اعتراضات سے ہم ڈرتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے پاس ایسے قوی دلائل موجود ہیں۔ جو ہر ایک انصاف پسند اور صحیح الخیال انسان کو متاثر کر سکتے ہیں اور ہم ہر ایک اعتراض کا جواب، جو کہ شریفانہ طرز پر کیا جائے، دینے کیلئے تیار ہیں۔ لیکن جب کوئی شریف و متین شخص شرافت و متانت کو چھوڑ دے تو اس پر رنج ضرور ہوتا ہے اس پندرہ روزہ اخبار نے اپنے گذشتہ چند پرچوں میں حضرت مرزا صاحب اور احمدیت کا ذکر نہایت دل آزار اور نامناسب الفاظ میں کیا ہے۔ آج وہ شاید اس کو مصلحت پسندی کا نام دے۔ لیکن اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ آنے والی نسلیں اس کی اس معنی خیز تبدیلی کو کسی دوسرے الفاظ سے یاد کریں گی اور وہ الفاظ یقیناً اچھے نہیں ہونگے۔

کوئٹہ کا زلزلہ خدا کا ایک زبردست قہری نشان تھا۔ اس نے بتا دیا کہ انسان قدرت کے سامنے بالکل بے بس اور حقیر ہے۔ قدرت کا ایک معمولی سا اشارہ تمام دنیوی ساز و سامان کو تہ و بالا اور تباہ و برباد کر کے رکھ سکتا ہے۔ کوئٹہ کا خوش سواد اور [illegible] ایک زبردست فوجی مستقر، ہر قسم کے ترقی یافتہ ساز و سامان [illegible]

لوگ پختہ عمارتوں میں آرام سے سوئے ہوئے ہیں کہ دو جھٹکے محسوس ہوتے ہیں اور سارا شہر ایک دو سیکنڈ کے اندر کھنڈرات میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ بلند و مضبوط عمارتیں ان کے مکینوں کی قبریں بن جاتی ہیں۔ سائنس اور اس کی تمام ایجادات۔ حکومت کی فوج اور پولیس ہوائی جہاز اور تار برقیاں غرضیکہ تمام انتظامات انسان کو اس ہلاکت و بربادی سے نہیں بچا سکتے۔ لیکن موت و بربادی کے اس طوفان عظیم میں بھی بعض ایسے مناظر نظر آئے۔ جن کو سن کر حیرت ہوتی ہے اور یقین کرنا پڑتا ہے کہ موت، زندگی اس مالک حقیقی کے ہاتھ میں ہے انسان کے ساز و سامان اور اس کی تدبیریں سب ہیچ ہیں

احمدی اور غیر احمدی

ایک معزز بزرگ نے جو ہماری جماعت کے بہت بڑے معاون ہیں لیکن جماعت میں شامل نہیں حضرت امیر ایدہ اللہ کی توجہ اس امر کی طرف منعطف کرائی ہے کہ جس صورت میں یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت کا احمدی نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم احمد کی بنا پر رکھا ہے۔ اپنے نام پر نہیں اور حقیقت بھی یہی ہے۔ تو غیر از جماعت مسلمانوں کو غیر احمدی کے نام سے پکارنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے کیونکہ وہ بھی تو احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ویسی ہی عقیدت و وابستگی رکھتے ہیں جیسی کہ جماعت احمدیہ۔ انہیں غیر احمدی کہنا گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی عدم وابستگی کا اظہار کرنا ہے۔ اس لئے غیر احمدی کے بجائے غیر از جماعت کے لفظ استعمال کئے جایا کریں تو قرین انصاف و مصلحت ہوگا۔

حضرت امیر ایدہ اللہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اس سوال کو اخبار میں زیر بحث لایا جائے اور احباب کی رائے معلوم کی جائے۔ [illegible] جماعت کا نام احمدی [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] غیر احمدی کہنا کہاں تک درست ہے اور جس صورت میں [illegible] کوئی نسبت نہیں [illegible] لفظ [illegible] احباب [illegible] اس سوال پر [illegible]

خاکسار دوست محمد

[illegible] آدمی معجزانہ طریق پر محفوظ رہے ملبے کے نیچے دب گئی ہوئی [illegible] ایک عورت اسی حالت میں اس کے ۔۔۔ بچہ پیدا ہوا جس کے بعد وہ مرگئی۔ بچہ پانچ چھ روز تک اس ملبہ کے اندر پڑا رہا۔ اور اسے زندہ نکال لیا گیا۔ ایک مکان میں کئی نوجوان مرد مر گئے لیکن شیرخوار بچے اور ضعیف عورتیں محفوظ رہیں۔ ایک مکان کی پہلی اور دوسری منزل کے تمام آدمی ہلاک یا شدید زخمی ہوگئے۔ لیکن تیسری منزل کے بالکل محفوظ رہے۔ گوجرانوالہ میں ماکر [illegible] الحمد و سنت ایک آٹھ ماہ کا بچہ بکھیا۔ جو زلزلہ کی رات اپنی والدہ کے ساتھ سویا ہوا تھا کہ ان پر ایک بہت بڑی دیوار اور چھت کے گرڈر آن پڑے۔ والدہ شدید زخمی ہوگئی۔ لیکن آٹھ ماہ کے بچہ کے ایک خراش تک نہ آئی۔ اور اسی بچہ کے کئی قریبی رشتہ دار چارپائیوں پر پڑے پڑے ہمیشہ کی نیند سو گئے۔ اس قسم کے واقعات اس مالک حقیقی کی قدرت کاملہ کا [illegible]

کھلا نشان ہیں۔ کاش غافل انسان ان کو چشم بصیرت سے دیکھے

اب یہ حقیقت کسی دلیل کی محتاج نہیں رہی کہ ہندوؤں اور آریوں کی اچھوت ادھار کی تحریک سراسر خود غرضی اور دھوکہ پر مبنی ہے۔ اس کا مقصد غریب و مظلوم اچھوتوں کو سبز باغ دکھلا کر اپنے قابو میں رکھنا ہے گاندھی جی اور ان کی کانگریس نے بھی اس کام کو بڑے بڑے بلند دعاوی کے ساتھ شروع کیا تھا۔ لیکن اب معلوم ہوتا ہے۔ کانگریس اس سے دستبردار ہو رہی ہے۔ مشہور کانگریسی لیڈر مسٹر ستیہ مورتی ایم۔ ایل۔ سی نے مایاوام کے مقام پر تقریر کرتے ہوئے مندرجہ ذیل الفاظ میں سناتنی ہندوؤں کو مخاطب کیا

"کانگریس نے تحریک داخلہ مندر اور ہریجن ملتوی کر دی ہے اس لئے کہ ہندوؤں کو اب کانگریس میں شامل ہوتے ہوئے کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہونی چاہیئے"

گاندھی جی نے اچھوت ادھار کی تحریک بڑے زور شور سے شروع کی تھی۔ لیکن لاکھوں روپیہ جمع کر لینے کے بعد وہ اچھوتوں کو فراموش کر کے "گرام سدھار" کے لئے وقف ہوگئے ہیں اور انکی کانگریس نے سناتنی ہندوؤں کی خاطر اچھوتوں کو نذر تغافل کر دیا ہے اس کے بعد بھی کوئی ہندو قوم سے اچھوتوں کی بہتری کی توقع رکھے۔ تو اس سے بڑی حماقت اور خود فریبی اور کوئی نہیں ہو سکتی

یورپ کی لعنتی تہذیب فسق و فجور اور نفس پرستیوں کو پرفریب و خوبصورت الفاظ کے پردے میں چھپا کر رواج دینے میں کمال رکھتی ہے۔ "برتھ کنٹرول" جس کا غلغلہ ہندوستان کے مغرب زدہ حلقوں میں بھی کافی بلند ہو چکا ہے۔ نفس پرستی اور عیاشی کا ایک ذریعہ ہے جسے ایک معصوم نام دے دیا گیا ہے۔ اس لعنت نے یورپ کو برباد کرنا شروع کر دیا ہے اکثر ممالک میں شرح پیدائش کم ہو گئی ہے جس سے حکومتیں پریشان ہو رہی ہیں، انگلستان کی ایک سرکاری رپورٹ مظہر ہے کہ:۔

۱۴ لاکھ شادی شدہ جوڑے بے اولاد ہیں یا تو وہ بچے پیدا نہیں کرتے یا ان میں بچے پیدا کرنے کی اہلیت ہی نہیں۔ ۹ لاکھ نوجوان عورتوں نے اس ارادہ سے شادی کی ہے کہ بچے پیدا نہ کریں گی۔ ۲۲ لاکھ گھروں میں صرف ایک بچہ ہے برطانیہ کی آبادی ۱۹۲۰ء سے کم ہو رہی ہے ۱۹۲۰ء میں یہ ملک دنیا بھر میں افزائش آبادی کے لحاظ سے چھٹے نمبر پر تھا۔ مگر ۱۹۲۷ء سے لیکر آج تک اس معاملے میں بالکل آخری نمبر آیا ہے ماہرین کا خیال ہے کہ اگر صورت حال یہی رہی تو عنقریب برطانیہ کی آبادی ایک چوتھائی رہ جائیگی رپورٹ کے آخر میں حکومت کی طرف سے اپیل کی گئی ہے کہ لوگوں کو آبادی بڑھانے کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے

یورپ میں برتھ کنٹرول کا ایک نتیجہ یہ آپ کے سامنے ہے اس لعنت کی وجہ دوسری فسق و فجور اور مادر پدر آزادی کو جو ترقی ہوئی ہے وہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم چہار شنبہ ۱۷ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ | نمبر ۴۸

ڈاکٹر سر محمد اقبال

پر روزنامہ "سٹیٹس مین" کا ایک اہم سوال

ڈاکٹر سر محمد اقبال نے جماعت احمدیہ کے خلاف حال ہی میں جو بیان دیا ہے۔ اس کی بے مائیگی روز بروز زیادہ واضح ہوتی جاتی ہے بعض غیر مسلم حلقوں سے بھی اس پر ایسی معقول اور معنی خیز تنقید کی گئی ہے۔ جس کا باوجود انتہائی کوشش کے موصوف کوئی تشفی جواب نہیں دے سکے۔ اور ان کا ہر ایک جواب عذر گناہ بدتر از گناہ کی نہایت روشن مثال پیش کرتا ہے۔ مشہور انگریزی روزنامہ "سٹیٹس مین" نے ڈاکٹر صاحب پر یہ پُرلطف سوال کیا ہے کہ انہیں ڈاکٹر صاحب کو کسی جماعت کے مذہبی اختلاف کے مسئلہ میں کس موقع پر اور کس حد تک سرکاری مداخلت گوارا ہو سکتی ہے۔ اور مسلم اور غیر مسلم میں حد فاصل کیا ہے۔ اس کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ اس کا خلاصہ اس طرح پر ہو سکتا ہے۔

(۱) "اسلام ایک مذہبی جماعت ہے جس کی حدود واضح طور پر متعین ہیں اور وہ حدود یہ ہیں کہ خدا کی وحدانیت پر تمام انبیاء کی نبوت پر اور حضور خواجہ کونین محمد رسول اللہ صلعم کی ختم المرسلینی پر ایمان رکھنا۔ یہ آخری شق ایسی چیز ہے جو مسلم اور غیر مسلم میں ایک حد فاصل قائم کرتی ہے"۔

(۲) قادیانیوں نے "احمدی" کا نیا نام اختیار کر کے اسلام کے ایک اصول سے انحراف کیا ہے۔

(۳) احمدیوں نے مسلمانوں کی نمازوں میں شریک ہونے سے انکار کیا۔ مسلمانوں کے ساتھ شادی بیاہ کے تعلقات قائم کرنے سے کلی اجتناب اختیار کیا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ انہوں نے تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر قرار دیا۔ ان سب باتوں کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ احمدیوں نے خود اسلام سے علیحدگی اختیار کی

(۴) تحریک قادیان کے آغاز سے ہی احمدیوں نے ہر مذہبی اور جماعتی مسئلہ میں مسلمانوں سے الگ تھلگ رہنے اور نبوت محمدیہ کے متوازی ایک نئی نبوت پیدا کر کے اس کی بنیاد پر ایک نئی جماعت بنانے کی کوشش کی پس ان کے اس خیال اور طریق عمل سے جو تلخی مسلمانوں میں پیدا ہوئی اس کے پیش نظر حکومت کا فرض تھا کہ وہ احمدیوں کو مسلمانوں سے ایک علیحدہ اقلیت قرار دے دیتی اور اس بارہ میں مسلمانوں کی خواہش و درخواست کا انتظار نہ کرتی جیسا کہ اس نے کسی درخواست کے بغیر سکھوں کو ہندوؤں سے علیحدہ قرار دیدیا ہے

(۵) قادیانیوں کے لئے دو راستے ہیں یا تو وہ بہائیوں کا اصول تسلیم کر لیں۔ یا یہ کہ وہ عقیدہ ختم نبوت کو اسی شکل میں تسلیم کر لیں جس میں کہ عام مسلمان کرتے ہیں۔

افسوس کہ ڈاکٹر صاحب کے اس بیان میں بھی کافی تضاد موجود ہے۔ اور انہوں نے ایسی باتیں ارشاد فرمائی ہیں جو واقعات اور معقولیت کی کسوٹی پر پوری نہیں اترتیں مسلمانوں کے شاعر اعظم اور علامہ کو اس حالت میں دیکھ کر رنج ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت قرار دینے کے لئے بیتاب ہیں اور اس میں وہ قادیانی اور لاہوری جماعت میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھتے لیکن انہوں نے اس کی جو وجوہ بیان فرمائی ہیں۔ وہ کم از کم بانی سلسلہ اور جماعت لاہور کے عقائد و طرز عمل کے پیش نظر بالکل بے معنی ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کا ارشاد ہے کہ حضرت نبی کریمؐ کی ختم المرسلینی پر ایمان رکھنا یہ آخری شق ہے جو مسلم اور غیر مسلم میں حد فاصل ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ قادیانی ختم نبوت کے قائل نہیں لیکن اس کے علاوہ مسلمانوں کی عظیم اکثریت بھی تو ایک پرانے نبی کی آمد کو مانتی ہے قادیانیوں اور دوسرے مسلمانوں میں صرف نئے پرانے کا فرق ہے لیکن اس کے باوجود ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ قادیانی عقیدہ ختم نبوت کو اسی شکل میں تسلیم کر لیں جس میں کہ عام مسلمان کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ عام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ابھی ایک پرانا نبی آنے والا ہے۔ اگر ڈاکٹر صاحب یہ کہتے کہ ختم نبوت کو صحیح معنوں میں مان لو تب تو ایک بات ہوتی لیکن افسوس وہ ختم نبوت کو مسلم اور غیر مسلم میں حد فاصل قرار دینے کے باوجود یہ وعظ فرما رہے ہیں کہ اس عقیدہ کو اس شکل میں تسلیم کر لو جس میں کہ عام مسلمان تسلیم کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب ایک ہی عقیدہ پر قادیانیوں کو کافر اور غیر مسلم قرار دیتے ہیں لیکن اسی عقیدہ کی بنا پر دوسرے مسلمانوں کو کچھ نہیں کہتے۔ بلکہ قادیانیوں کو بھی تلقین کرتے ہیں کہ تم بھی ان کے ...... قدم بقدم چلو یعنی یہ نہ کہو کہ نئے نبی آ سکتے ہیں۔ بلکہ یہ کہو کہ پرانا نبی آئیگا اس سے زیادہ مضحکہ انگیزی اور کیا ہوگی۔

بانی سلسلہ نے نبوت کا دعویٰ ہرگز نہیں کیا۔ جماعت لاہور انہی کے نقش قدم پر چل رہی ہے۔ جو لوگ حضرت مرزا صاحب پر دعوی نبوت کا افترا کرتے ہیں ان کے لئے ہمارا فیصلہ کن بحث کا چیلنج موجود ہے

"احمدی" نام کی تشریح کئی مرتبہ ہو چکی ہے۔ یہ حضرت نبی کریمؐ کے اسم احمد کے نام پر رکھا گیا ہے یہ امر بھی موجب حیرت ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے لئے حنفی، اہلحدیث، دیوبندی، شیعہ وغیرہ نام سوہان تکلیف دہ نہیں۔ وہ صرف احمدی پر معترض ہوتے ہیں۔ نمازوں اور شادی بیاہ کے بارہ میں ہم قادیانیوں کے ذمہ دار نہیں البتہ بانی سلسلہ اور اپنے عقائد کے طرز عمل کے جواب دہ ہیں۔ ملانوں کے خواہ مخواہ کے تکفیر کے فتووں کے بعد ہم نے نمازوں میں علیحدگی اختیار کی۔ اب بھی ہم صرف مکفر افراد کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھتے اس موضوع پر بارہا تفصیل سے لکھا جا چکا ہے۔ حضرت مرزا صاحبؐ (۱) حضرت مولانا نور الدین صاحبؒ کی زندگی میں احمدی لڑکے لڑکیوں کے رشتے دوسرے مسلمانوں میں ہوتے رہے۔ اب بھی ہوتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنے نہ ماننے والوں کو ہرگز کافر نہیں کہا۔ البتہ ملانوں نے ان پر بلاوجہ کفر کے فتوے دیئے جماعت لاہور کسی کلمہ گو مسلمان کو کافر نہیں کہتی۔ برخلاف ان کے ملانے ہمیشہ تکفیر کے شغل میں مصروف رہتے ہیں خود ڈاکٹر سر اقبال پر متعدد مرتبہ کفر کا فتویٰ لگ چکا ہے۔ قادیانیوں کے مسئلہ تکفیر سے ہم سخت بیزار ہیں۔ مگر یہ بھی دراصل ملانوں کی ایک غیر معقول حرکت کا غیر معقول جواب ہے۔ ان باتوں سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ کم از کم بانی سلسلہ اور جماعت لاہور نے مسلمانوں سے علیحدگی اختیار نہیں کی۔

ڈاکٹر صاحب نے ایک نظریہ قائم فرمایا اور اس کی بنا پر وہ حکومت سے مطالبہ فرما رہے ہیں کہ احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت قرار دیا جائے ان کا ارشاد ہے کہ انگریزی حکومت کو مسلمانوں کی خواہش درخواست کے بغیر ہی انجام دے دینا چاہیئے تھا۔ اگر مسلمانوں کے اس علامہ کا یہ نظریہ حکومت کو قبول کر لینا چاہیئے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ دوسرے علاموں اور مولویوں کے نظریوں کو قبول کرنے سے انکار کر دے۔ کچھ مدت پیشتر جماعت اہلحدیث کے خلاف بھی مسلمانوں میں ایک عالمگیر طوفان بے تمیزی موجود تھا۔ اگر حکومت ڈاکٹر صاحب کے نظریہ کی پابند ہوتی تو اس وقت انہیں مسلمانوں سے علیحدہ قرار دے دیتی۔ اس طرح شیعوں، آغاخانیوں دیوبندیوں اور نیچریوں سے کرتی۔ کیونکہ ذمہ دار علما کے فتاوی کفر ان کے متعلق موجود ہیں۔ جماعتوں کو چھوڑ کر اگر افراد کو لیا جائے۔ تو پھر حکومت کے لئے لازمی تھا کہ وہ علامہ وحید الزمان صاحب اور اسی قماش کے دوسرے حنفی مولویوں کے فتووں پر ڈاکٹر سر اقبال اور منشی ظفر علی خان کو غیر مسلم قرار دے دیتی۔ افسوس ڈاکٹر صاحب نے حکومت کے سامنے ایک ایسا نظریہ پیش کیا ہے اگر اس پر عمل کیا جائے تو ہزاروں فتنے پیدا ہو جائیں گے۔

مسلمانوں کے مولوی بھی عجیب قسم کی مخلوق ہیں حکومت نے شاردا ایکٹ نافذ کیا تو انہوں نے دہائی مچا دی کہ حکومت مداخلت فی الدین کرتی ہے دوسری طرف وہ ڈاکٹر سر اقبال کے اس نظریہ کی زور شور سے تائید فرما رہے ہیں۔ کہ حکومت جس کو چاہے مسلمانوں کی درخواست کے بغیر غیر مسلم قرار دے دے ◆

تقویٰ کی تلقین

جناب خلیفہ قادیان نے کئی پر جوش جلالی و جنگی اور گرما گرم خطبوں اور تقریروں کے بعد ۷ ارجون کو ایک نرم خطبہ دیا جس میں اپنے مریدوں کو متقی بننے اور سچ بولنے کی تلقین کی۔ فرمایا کہ "پس اگر اللہ تعالیٰ کا فضل چاہتے ہو۔ تو تقویٰ اور خصوصاً صداقت اور راستی پیدا کرو۔ تمہاری زبان اتنی سچی

ہونی چاہیئے۔ کہ دشمن بھی تمہاری بات سننے کے بعد یہ کہے کہ اب اس کے متعلق مزید تحقیقات کی ضرورت نہیں۔ جماعت کے امراء۔ سکرٹری اور حلقوں کے عہدے دار ہمیشہ سچ بول کر دکھلائیں اور دوسروں سے امید رکھیں کہ سچ بولیں؟

نصیحت نہایت قیمتی اور الفاظ بے حد خوبصورت اور دلکش ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک جماعت اور ہر ایک شخص کو اس پر عمل کی توفیق دے۔ ہر ایک شخص کو سچ بولنا چاہیئے اور جھوٹ ہر ایک کیلیئے برا ہے لیکن مذہبی آدمیوں اور جماعتوں کو جھوٹ، غلط بیانی اور ایچاپیچی سے بہت دور اور بہت بلند ہونا چاہیئے ان کی ہر ایک بات بالکل واضح اور حقیقت پر مبنی ہونی چاہیئے۔

لیکن ہم جناب خلیفہ قادیان کی خدمت میں نہایت ادب سے گذارش کریں گے۔ کہ تقویٰ صرف تقریروں اور خطبوں سے پیدا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کے لئے نمونہ کی ضرورت ہے اور ضرورت ہے کہ ہر قسم کے دروغ اور فریب کی ملامت کی جائے۔ اگر یہ نہیں تو تقریریں اور خطبے ذرہ بھر بھی مفید نہیں ہو سکتے۔

ہمیں دلی افسوس سے اس حقیقت کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ قادیانی جماعت کے اکابر لبا اوقات اس ضروری بات کا خیال نہیں رکھتے اور ان کی باتوں میں صفائی کی بجائے ایچاپیچی کا عنصر غالب ہوتا ہے یہ چیز تقویٰ کے بالکل خلاف ہے۔ مثال کے طور پر ایک واقعہ عرض کئے دیتے ہیں، تھوڑا عرصہ ہوا ہم نے قادیانی اکابر کو مسئلہ نبوت و تکفیر پر تبادلہ خیالات کی مخلصانہ دعوت دی۔ اس پر ان کا فرض تھا کہ وہ دعوت قبول کر لیتے یا انکار کر دیتے بدرجہ آخر خاموش رہتے لیکن اس کی بجائے ہوا کیا کہ . . . خلیفہ صاحب کے ایک مرید فخر الدین ملتانی سے نہایت پرفریب پوسٹر شائع کرائے گئے۔ جن کو پڑھنے کے بعد عام پبلک یہ سمجھی کہ یہ پوسٹر جماعت لاہور کی طرف سے شائع ہوئے ہیں۔ پھر اسی پر بس نہیں آپ کے اخبار "الفضل" نے ان شرمناک، پرفریب پوسٹروں کی تعریف کی اور اس کو منگا کر چسپاں کرنے کو کہا۔ اس جعلسازی کو کئی ماہ کا عرصہ گذر گیا۔ لیکن آج تک کسی قادیانی بزرگ کی جبین تقدس پر عرق انفعال کا ایک قطرہ بھی نمودار نہیں ہوا اور کسی نے اس کے خلاف ایک لفظ تک ارشاد فرمانے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ یہ سب کچھ قادیان میں عین قصر خلافت کے زیر سایہ ہوا۔ اور جناب خلیفہ صاحب کو اس جعلسازی اور فریب کی تمام جزئیات تک کا علم ہے۔ لیکن انہوں نے بھی اس پر اظہار ملامت کی ضرورت محسوس نہیں کی۔

جب یہاں اس قسم کی ناروا حرکتوں کو گوارا کیا جا سکتا ہے بلکہ ان کی تعریف و حوصلہ افزائی ہو سکتی ہے۔ تو پھر تقویٰ اور راستگوئی کی خالی خولی تلقین بالکل بے نتیجہ رہے گی +

ڈاکٹر سید بشیر حسین شاہ صاحب

ہماری جماعت کے محترم بزرگ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے سلسلہ عالیہ کی جو شاندار خدمات انجام دی ہیں اور دے رہے ہیں۔ وہ محتاج تعارف نہیں ہیں۔ جب کبھی تحریک احمدیت کی تاریخ لکھی جائے گی۔ تو مورخ کو ہمارے اس قابل صد عزت بزرگ کے کارناموں اور قربانیوں کے لئے ایک سنہری باب وقف کرنا پڑیگا۔ اللہ کے فضل سے آپ کے صاحبزادوں کو بھی خدمت دین و سلسلہ کا غیر معمولی شوق ہے اس وقت ہم ڈاکٹر سید بشیر حسین شاہ صاحب کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔

آپ ایک قابل، باخلاق، دیندار اور سعید نوجوان ہیں۔ دینی و قومی معاملات میں بالکل اپنے والد محترم کے نقش قدم پر ہیں۔ پہلے آپ نے میڈیکل کالج لاہور سے ڈاکٹری کا امتحان اعزاز کے ساتھ پاس کیا اس کے بعد مزید تعلیم کے لئے ولایت تشریف لے گئے۔ اور اعلیٰ ڈگریاں حاصل کیں تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے جرمنی اور بعض دوسرے مغربی ممالک کی سیاحت . . . کی۔ ایک قابل ذکر بات یہ بھی ہے کہ قیام یورپ کے دوران میں آپ نے مغربی تہذیب اور مادیت کا کوئی اثر قبول نہیں کیا۔ جو آپ کے والد محترم کی دینداری اور اعلیٰ تربیت کا ایک روشن ثبوت ہے اس عرصہ میں آپ نے جو خطوط شاہ صاحب ممدوح کی خدمت میں تحریر کئے۔ ان میں سے بعض کے مطالعہ کی مسرت ہمیں بھی نصیب ہوئی۔ ان سے اس سعید نوجوان کے اسلامی ولولہ کا بخوبی اندازہ ہوتا تھا۔

یورپ سے مراجعت کے بعد آپ دو ڈھائی سال لاہور ہی میں قیام فرما رہے۔ اور اس عرصہ میں انڈین میڈیکل سروس کے انتخاب میں بھی کامیابی حاصل کی۔ اب حکومت نے آپ کو صوبہ سرحد میں ایک اعلیٰ ملازمت پیش کی ہے۔ چنانچہ آپ ۱۵ر جون کی صبح کورزمک (وزیرستان) اپنے عہدہ کا چارج لینے کے لئے تشریف لے گئے۔ اس روز ریلوے اسٹیشن پر آپ کو بزرگان و احباب نے نہایت پرخلوص الوداع کہی لاہور میں آپ کا قیام نوجوانوں کے اندر بیداری و حرکت کا موجب تھا۔ ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کی آپ مختلف طریق پر امداد و رہنمائی کرتے رہتے تھے۔ اس کے علاوہ افراد سلسلہ کو بیش قیمت طبی امداد بھی دیتے رہے۔ گذشتہ دو ڈھائی سال کے عرصہ میں متعدد اصحاب کو آپ کی مہارت فن کا امید افزا تجربہ ہوا۔ آپ کے لاہور سے باہر چلے جانے پر ہم کو قدرتی طور پر رنج محسوس ہوتا ہے۔ لیکن آپ لاہور سے باہر رہ کر اپنے بلند پایہ خاندان اور جماعت کے لئے بہت زیادہ مفید ثابت ہوں گے۔ یہ خیال اس افسوس کو خوشی میں تبدیل کر دیتا ہے۔ یہ بات بھی اس مسرت میں اضافہ کرنے والی ہے کہ آپ نے اپنی آمدنی کا دس فیصدی چندہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ یعنی ثابت کر دیا ہے کہ آپ ہماری جماعت کے قابل فخر سپوت ہیں۔

ہم اس تقرر پر اپنے محترم بزرگ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سعید نوجوان کو زندگی کی ہر منزل میں کامیاب کرے۔ خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ اور یہ تقرر ان کی آئندہ دینی و دنیوی ترقیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو۔ آمین ثم آمین

ایک آریہ اخبار کا سوال

ڈاکٹر سر اقبال کے بیان پر رائے زنی کرتے ہوئے ایک آریہ اخبار لکھتا ہے کہ:۔

"ڈاکٹر صاحب نے قادیانیوں کے خلاف ایک بیان شائع کیا ہے جس میں آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ خیال کہ مسلمانوں میں کوئی مسیح آئے گا۔ وغیرہ بالکل غلط ہے اور یہ عقیدہ دراصل مجوسیوں سے لیا گیا ہے اسلام میں یہ خیال موجب نقصان ہے۔ سوال یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے جب یہ کہا۔ کہ مسیح مر گیا ہے۔ تو وہ اتنی سی بات پر کافر قرار دیئے گئے۔ اور ڈاکٹر صاحب ہیں کہ سرے سے ہی کسی مسیح کے آنے کے منکر ہیں۔ حالانکہ اس کے متعلق کتنی حدیثیں ہیں۔ اور وہ اس پر بھی مسلمان کے مسلمان ہی ہیں۔ کیا کوئی صاحب اس گتھی کو سلجھائیں گے؟

تمام مولویوں خاصکر ان کی نمائندہ جماعت جمیعۃ العلماء ہند دہلی کے صدر اور مفتی اعظم مولوی کفایت اللہ صاحب کا فرض ہے کہ وہ اس سوال کا جواب دیں۔ اور وہ وجہ بتلائیں جس کی بنا پر انہوں نے ڈاکٹر صاحب کے بیان کے متعلق خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔

آریوں اور سناتنیوں کی جنگ

آج کل آریہ اور سناتنی پریس میں زبردست جنگ شروع ہے سناتنی اخبارات بعض نیچے کی باتیں لکھتے ہیں جن پر آریہ اخبارات اپنی دیانتداری تہذیب کا مظاہرہ کرتے ہیں اس طرح دو زبروز تلخی بڑھ رہی ہے اس بحث میں دو باتیں قابل ذکر ہیں ایک مورتی پوجا۔ دوسرے نیوگ۔ آریہ سماجی مورتی پوجا پر اعتراض کرتے ہیں جس کے جواب میں سناتنی ویدوں اور ہندو دھرم کی دوسری مستند کتابوں سے اس کا جواز ثابت کرتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہندو دھرم میں مورتی پوجا لازمی ہے۔ آریہ سماج نے اسلام کے زیر اثر اس کی مخالفت کی۔ جہاں تک معقولیت و دلائل کا تعلق ہے۔ مورتی پوجا کی ہر وقت تردید کی جا سکتی ہے لیکن ہندو دھرم کی مستند کتابوں کے محدود و تنگ و تاریک دائرہ کے اندر رہ کر آریہ سماج کے لئے سناتنیوں کو شکست دینا ہرگز ممکن نہیں۔ دوسرے آریہ سماج عمل کے لحاظ سے بھی اس قابل نہیں رہا کہ سناتنیوں کا اس بارہ میں کامیابی سے مقابلہ کر سکے۔ کیونکہ وہ بہیل مقامات پر اچھوتوں کے داخلہ مندر ان کو دلوا درشن کا حق دلانے کی کوشش کر چکا ہے اگر وہ دل سے مورتی پوجا کو برا سمجھتا ہے۔ تو اس کا اچھوتوں کے لئے داخلہ مندر کی کوشش کرنا اور بعض مقامات پر عارضی کامیابی کی صورت میں اس پر خوشی کے شادیانے بجانا کیا معنی رکھتا ہے۔

دوسرا زیر بحث مسئلہ نیوگ کا ہے۔ سناتنی آریہ سماجیوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ ان کا یہ مسئلہ بے حد شرمناک اور قابل نفرت ہے۔ اس کے جواب میں آریہ سماجی اخبارات لکھتے ہیں کہ نیوگ ہندو دھرم کا ایک مستند مسئلہ ہے اور بڑے بڑے مہاتما اور رشی منی اس پر عامل رہے ہیں۔ فلاں فلاں دیوی نے نیوگ کے ذریعے اولاد حاصل کی۔ فلاں فلاں مہاتما نے نیوگ کیا۔ ہم ان دلائل کے متعلق کوئی قطعی رائے نہیں دے سکتے۔ لیکن سناتنیوں کا ایک اعتراض نہایت وزنی ہے وہ یہ کہ اگر آریوں کے نزدیک نیوگ ایک پاکیزہ اور صحیح مسئلہ ہے تو وہ اس پر عمل کیوں نہیں کرتے اور اس کا ذکر کرتے ہوئے ان پر ندامت کا غلبہ کیوں ہو جاتا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ انہوں نے ہندو دھرم اور اپنے مہرشی کی صریح تعلیمات کے خلاف بدھوا بواہ کو رائج کیا جگہ جگہ بدھوا آشرم قائم ہیں سماج مندروں میں بیوہ عورتوں کی شادیاں نہایت دھوم دھام سے رچائی جاتی ہیں۔ اخبارات میں طمطراق سے ان کے اعلانات کئے جاتے ہیں بخلاف اس کے نہ کوئی نیوگ آشرم موجود ہے۔ نہ کوئی آریہ لیڈر نیوگ کرتا کراتا ہے ایک تعلیم جو ہمیشہ محروم عمل ہو سکتے۔ لبا اوقات سناتنی اخبارات کا لہجہ بھی غیر معتدل ہو جاتا ہے لیکن آریہ اخبارات تو بالعموم دلائل کی کمی کی تلافی گالیوں اور سخت

کوئٹہ کا تباہ کن زلزلہ ہمیں کیا سبق دیتا ہے؟

خدا کی بھیجی ہوئی ہر مصیبت کے نیچے ایک رحمت ہے

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

اس وقت جب زلزلہ کوئٹہ کے گرفتاران مصیبت کا حال ہم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں اور ہمارے بھائیوں کی یہ مصیبت سخت سے سخت دلوں میں بھی ایک رحم اور شفقت کا جذبہ پیدا کر رہی ہے۔ تو یہ سوال بھی بہت دلوں میں پیدا ہوتا ہے کہ وہ خدا جو ارحم الراحمین ہے وہ اپنی مخلوق پر اس قسم کی مصائب کیوں بھیجتا ہے

اللہ تعالےٰ کی رحمت بے پایاں

اللہ تعالیٰ کی رحمت بے پایاں کا قرآن شریف میں یوں ذکر ہے۔ رحمتی وسعت کل شئی۔ میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہو گئی ہے اور اس کی تشریح ہمارے نبی کریم صلعم نے یوں فرمائی کہ ایک عورت کے متعلق جس نے اپنے گمشدہ بچے کو پاکر چھاتی سے لگا لیا۔ صحابہؓ سے دریافت کیا۔ کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ عورت اپنے اس بچے کو آگ میں پھینک سکتی ہے۔ تو ان کے اس جواب پر کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ اللہ کا رحم اپنے بندوں پر اس سے بہت زیادہ ہے۔ جو اس عورت کے دل میں اپنے بچے کے لئے ہے

ایک اٹل بات

مگر بڑے بڑے مصائب بھی انسانوں پر آتے ہیں۔ اور قرآن شریف میں ایک جگہ یہ بھی فرمایا۔ ان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیامۃ او معذبوھا عذابا شدیدا کان ذالک فی الکتب مسطورا۔ یعنی قیامت کی اس عام بربادی سے پہلے جس سے خود زمین بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی۔ انسانوں کی ہر ایک بستی پر کچھ ایسے مصائب کا آنا ضروری ہے۔ کہ جن سے یا تو یہ بالکل فنا ہو جائے۔ اور یا سخت تکلیف میں مبتلا ہو جائے اور یہ ایک اٹل بات ہے۔ جو علم الٰہی کی کتاب اور اس کے پاک کلام قرآن شریف میں لکھدی گئی ہے۔

دونوں باتیں صحیح ہیں

واقعات سے بھی یہ دونوں باتیں جو قرآن و حدیث نے فرمائی ہیں یعنی ایک طرف رحمت الٰہی کی بے پایاں وسعت اور دوسری طرف انسانی بستیوں پر ہلاکت و مصائب کا آتے رہنا صحیح ثابت ہوتی ہیں۔ یہ جو رحمت الٰہی انسانی دلوں کے اندر نظر آتی ہے۔ ماں کی بچے سے محبت، بھائی کی بھائی سے محبت انسان کی انسان سے محبت، یہ آخر کہاں سے آتی ہے حدیث میں ہے کہ اس کو بچے سے اور دنیا کے تمام انسانوں چوپاؤں پرندوں وغیرہ کو ایک دوسرے سے جس قدر محبت ہے خدا کی بے پایاں رحمت کے سو حصوں میں سے ایک حصہ ہے جو اس ساری دنیا پر تقسیم ہوا ہے اور انسانی بستیوں پر ہلاکت اور مصائب کے نظارے بھی ہم تاریخ میں پڑھتے اور اپنے سامنے بھی ان کا نظارہ دیکھتے ہیں۔

دکھ اور تکلیفیں بھیجنے کی غرض

اس حکمت کو قرآن کریم نے خود ہی صراحت سے بیان فرمایا۔ ہے اخذنا اھلھا بالباساء والضراء لعلھم یتضرعون۔ جب ہم بستیوں کے رہنے والوں پر دکھ اور تکلیفیں بھیجتے ہیں تو ہماری غرض یہ ہوتی ہے کہ انسان خدا کے سامنے جھکیں اور عاجزی اختیار کریں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ انسانوں کے اندر جس قدر اخلاق فاضلہ پیدا ہوتے ہیں وہ خدا کے سامنے جھکنے سے پیدا ہوتے ہیں جس قدر کوئی خدا کے سامنے زیادہ جھکتا ہے۔ اسی قدر بلند اخلاق اس کے اندر پیدا ہوتے ہیں۔

بہار اور بلوچستان کے زلزلوں سے ہزار دل ہل گئے

ہر قوم کے باخدا انسانوں کی زندگی اس پر گواہ ہے۔ خود ان زلزلوں کو دیکھو جن سے سال گذشتہ صوبہ بہار کا ایک وسیع قطعہ برباد ہوا۔ اور آج بلوچستان کا ایک وسیع علاقہ زمین کے ساتھ مل گیا۔ اگر ایک طرف ان زلزلوں سے کئی ہزار انسان لقمہ اجل ہو گئے۔ تو دوسری طرف زمین کے ایک کنارے سے لیکر دوسرے کنارے تک انسانوں کے دل بھی اس سے ہل گئے اور اپنے مصیبت میں گرفتار بھائیوں کے لئے رحم اور شفقت کے جذبات سے بھر گئے۔ یوں انسانوں کے ایک حصہ پر جسمانی رنگ میں مصیبت بھیجکر باقی تمام انسانوں کی اخلاقی بہتری اور ان کی روحانی ربوبیت کا ایک سامان دیا گیا ہے اور ایک اعلےٰ غرض کے حصول کے لئے چند ہزار انسانوں کی آرام و آسائش سے زندگی بسر کرنے کی ادنیٰ غرض کو قربان کیا گیا ہے۔

لیکن اگر یہ حالت آئی ہے اور فی الواقع ہمارے دلوں کے اندر وہ حقیقی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی۔ کہ اللہ تعالےٰ کی عظمت کے سامنے ہمارے دل جھکے رہیں اور اس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی سے ہمارے دل بھرے رہیں۔ تو پھر گویا ہم اپنے ہاتھوں سے اس ربوبیت الٰہی کے سامان کو برباد کرنے والے ہونگے تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ جو مذہب کے دو ستون ہیں۔ انہی کو آج دنیا میں قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ خدا نے اپنا کلام بھی اسی غرض کے لئے بھیجا اور اب اپنے ایک قہری نشان سے بھی اسی طرف وہ ہماری توجہ کو پھیرنا چاہتا ہے۔ تو کس قدر بدبختی ہو گی۔ اگر ہم خدا کے کلام سے سبق لیں اور نہ اس کے کام سے عبرت حاصل کریں۔

مجدد زماں کے ارشادات

اسی حکمت الٰہی کی طرف اس صدی کے مجدد نے بھی بار بار توجہ دلائی۔ کہ یہ وبائیں اور زلازل جو اس وقت دنیا میں ایک مصیبت کے رنگ میں آ رہے ہیں۔ وہ اسی لئے آ رہے ہیں کہ لوگ شوخی اور بیباکی کو چھوڑ کر سچے دل سے خدا کے آگے جھکیں۔ چنانچہ آپ اپنی وصیت میں جو ۱۹۰۵ء میں طبع ہوئی لکھتے ہیں:-

"دیکھو میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ خدا کے نشان ابھی ختم نہیں ہوئے۔ اس پہلے زلزلہ کے نشان کے بعد جو ۴ر اپریل ۱۹۰۵ء میں ظہور میں آیا جس کی ایک مدت پہلے خبر کر دی گئی تھی۔ پھر خدا نے مجھے خبر دی۔ کہ بہار کے زمانہ میں ایک اور سخت زلزلہ آنے والا ہے۔ وہ بہار کے دن ہونگے نہ معلوم وہ ابتدا بہار کا ہوگا۔ جب کہ درختوں میں پتہ نکلتا ہے۔ یا درمیان اس کا یا اخیر کے دن جیسا کہ الفاظ وحی الٰہی یہ ہیں، پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ چونکہ پہلا زلزلہ بھی بہار کے ایام میں تھا۔ اس لئے خدا نے خبر دی کہ وہ دوسرا زلزلہ بھی بہار میں ہی آئے گا۔ اور چونکہ آخر جنوری میں بعض درختوں کا پتہ نکلنا شروع ہو جاتا ہے اس لئے اسی مہینہ سے خوف کے دن شروع ہونگے اور غالباً مئی کے اخیر تک وہ دن رہینگے[1]

اور خدا نے فرمایا۔ زلزلۃ الساعۃ یعنی وہ زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا۔ اور پھر فرمایا۔ لک نری اٰیات ونھدم ما یعمرون۔ یعنی تیرے لئے ہم نشان دکھائیں گے۔ اور جو عمارتیں بنائے جائیں گے۔ ہم ان کو گراتے جائیں گے اور پھر فرمایا۔ بھونچال آیا اور شدت سے آیا۔ زمین تہ و بالا کر دی یعنی ایک سخت زلزلہ آئیگا۔ اور زمین کو یعنی زمین کے بعض حصوں کو زیر و زبر کرے گا۔ جیسا کہ لوط کے زمانہ میں ہوا۔ اور پھر فرمایا انی مع الافواج اٰتیک بغتۃ یعنی میں پوشیدہ طور پر فوجوں کے ساتھ آؤں گا۔ اس دن کی کسی کو بھی خبر نہیں ہو گی۔ جیسا کہ لوط کی بستی جب تک زیر و زبر نہیں کی گئی کسی کو خبر نہ تھی سب کھاتے پیتے اور عیش کرتے تھے۔ کہ ناگہانی اور پر زمین الٹائی گئی۔ پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس جگہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ کیونکہ گناہ حد سے زیادہ بڑھ گیا۔ اور انسان حد سے زیادہ دنیا سے پیار کر رہے ہیں اور خدا کی راہ تحقیر کی نظر سے دیکھی جاتی ہے

یہ زلزلہ صحیح معنوں میں ایک نشان ہے

کس قدر صفائی سے یہاں یہ ذکر ہے۔ کہ کوئی تباہ کن زلزلہ ۴ر اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ کے بعد پھر آنیوالا ہے اور یہ بھی بتا دیا کہ اس کا وقت جنوری سے لیکر مئی کے آخر تک ہوگا۔ اب بہار کا زلزلہ ۱۵ر جنوری کو آیا اور کوئٹہ کا زلزلہ ۳۰۔ اور ۳۱ر مئی کی درمیانی شب کو آیا یہ باتیں کسی معمولی اٹکل بازی سے نہیں لکھی جا سکتیں اور اس کے ساتھ ہی آپ نے یہ بھی دوسری جگہ لکھا ہے کہ ایسا تباہ کن زلزلہ پانچ بار آئے گا۔ اگر یہ باتیں کسی معمولی انسان کے قلم سے نکلتیں۔ تو بھی قابل توجہ تھیں۔ مگر اس کا کہنے والا وہ شخص ہے جس نے ہزارہا دلوں کے اندر خدا اور اس کے رسول کی عظمت کا احساس پیدا کیا۔ اور اس وقت جب تمام مسلمان باہم لڑائی اور جھگڑے کے سوا اور کچھ نہیں جانتے تھے ایک عظیم الشان جماعت کو تبلیغ اسلام کے کام پر کھڑا کر دیا۔ یہ زلزلہ صحیح معنوں میں ایک نشان ہے مگر اس کے لئے جو اس سے سبق حاصل کرنا چاہے

تمسخر و استہزا معاندین حق کا طریق ہے

اور جو اپنے آپ کو اس ارشاد الٰہی کا مصداق بنائے۔ وکاین من اٰیۃ فی السمٰوات والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون اس کی آنکھوں کا پردہ کون اٹھا سکتا ہے کم از کم اسی قدر سبق اس سے لیا جائے کہ آج جو ایک

---

[1] مجھے معلوم نہیں کہ بہار کے دنوں سے مراد یہی بہار کے دن ہیں جو جاڑے کے گذرنے کے بعد آنیوالے ہیں یا کسی اور وقت پر اس بھونچال کا ظہور موقوف ہے جو بہار کا وقت ہوگا۔ بہرحال خدا تعالیٰ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہار کے دن ہونگے، خواہ کوئی بہار ہو۔ مگر خدا ایک ایسے شخص کی طرح آئیگا۔ جو رات کو پوشیدہ آتا ہے یہی خدا نے مجھے فرمایا ہے۔ منہ

برگزیدہ انسان کے ساتھ تمسخر و استہزا کیا جا رہا ہے اسے ہی چھوڑ دیا جائے اور یہ تو ویسے بھی چھوڑنے کی چیز ہے کیونکہ یہ صلحا کا طریق نہیں کبھی کسی صالح انسان کی زندگی میں یہ نمونہ نہ پاؤ گے کہ اس نے اپنے کسی مخالف پر خواہ وہ کتنا ہی برا ہو تمسخر اور استہزا ہی کیا ہو۔ بلکہ یہ ہمیشہ مخالفین حق کا طریق رہا ہے کہ وہ نبیوں کے ساتھ تمسخر کرتے رہے ہیں۔ بے شک اگر ایک بات خلاف قرآن و حدیث معلوم ہوتی ہے۔ تو اس کی مخالفت کی جائے۔ مگر سنجیدگی کے ساتھ گو اس میں سختی بھی ہو۔

حضرت مرزا صاحب کی اصل غرض

حضرت مرزا صاحب نے بیشک زلزلہ کی خبر دی اور طاعون کی خبریں بھی دیں لیکن یہ کسی نجومی کی پیشگوئی نہیں۔ بلکہ آپ کی غرض وہی ہے۔ جو قرآن شریف نے مصائب بھیجنے کی حکمت بیان فرمائی ہے۔ تا کہ لوگوں کے دلوں میں خدا کا خوف پیدا ہو جب اس ملک میں طاعون کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ اس وقت طاعون کی خبر دی جس کی ہلاکت سے ہندوستان کی شاید ہی کوئی بستی بچی ہو گی جب اس ملک میں زلزلہ کا کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ اس وقت زلزلہ کی خبر دی۔ اور ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو کانگڑہ کا تباہ کن زلزلہ آیا۔ اس زلزلہ کے بعد موسم بہار میں اور زلزلوں کے آنے کی خبر دی اور خود ہی موسم بہار کا وقت معین کیا یعنی جنوری سے لیکر مئی کے آخر تک۔ اس کے مطابق بہار کا زلزلہ آیا۔ اور آج کوئٹہ اور اس کا گرد و نواح تباہ ہو گیا۔ پھر ان سب آفات کے آنے سے لوگوں کو ایک ہی طرف متوجہ کیا کہ وہ خدا کے آگے جھکیں اور خود تمام فرقی جھگڑوں سے الگ ہو کر تعمیر اسلام کے ایک عظیم الشان کام کی بنیاد رکھی اور اس درخت کا بیج بویا جس کی شاخیں آج یورپ اور امریکہ میں پھیلی ہوئی ہیں۔ پس میری مسلمان بھائیوں سے یہ گذارش ہے کہ ان آفات سے وہ سبق حاصل کریں جس کی طرف قرآن شریف توجہ دلاتا ہے

محمد علی

چوہدری عبدالرحمٰن صاحب جموں

چوہدری عبدالرحمٰن صاحب سپرنٹنڈنٹ دفتر ڈائرکٹر محکمہ تعلیم جموں ہماری جماعت کے نہایت مخلص، باہمت اور قابل قدر افراد میں سے ہیں اور ہمیشہ سلسلہ کی خدمت کرتے رہتے ہیں گذشتہ جلسہ سالانہ کے موقع پر احمدیہ کانفرنس میں جن احباب نے آپ کی تقریریں سنیں، ان کو آپ کی اصابت رائے، معاملہ فہمی اور معقولیت کا صحیح اندازہ ہو گا۔ آپ عرصہ سے علیل ہیں۔ اور مسلسل علاج و معالجہ کے باوجود ابھی تک صحت نہیں ہوئی۔ چند روز ہوئے آپ رخصت لے کر تبدیلی آب و ہوا کے لئے پہلگام (کشمیر) تشریف لے گئے ہیں۔ جوان آدمی ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ علالت کی طوالت کی وجہ سے وہ خود اور ان کے متعلقین پریشان ہو رہے ہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے لئے خاص طور پر دعا کی تحریک فرمائی ہے۔ جو الرحمٰن کی اشاعت میں احباب نے ملاحظہ فرمائی ہو گی۔ اب اس کی یاد دہانی عرض ہے پابند تہجد بزرگوں کی خدمت میں بالخصوص درخواست ہے کہ وہ اس قیمتی وجود کی صحت یابی کے لئے بالالتزام دعا کریں

مجروحین کوئٹہ کا آخری قافلہ

ڈاکٹر یعقوب بیگ کا مکتوب

لاہور۔ ۱۰ جون۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ ایل ایم۔ ایس نے مندرجۂ ذیل مکتوب ارسال کیا ہے۔

میں ۱۴ رجون کی صبح کو ساڑھے چار بجے سے ساڑھے پانچ بجے تک ریلوے سٹیشن لاہور پر موجود تھا۔ کہ ایمبولینس ٹرین کو جو کوئٹہ سے زخمیوں کو لا رہی تھی دیکھوں۔ غالباً یہ آخری ایمبولینس ٹرین تھی۔ جو زخمیوں کو کوئٹہ سے لا رہی تھی۔ ایمبولینس ٹرین میں ۲۹ شدید مجروح تھے جنہیں پلیٹ فارم سے تختوں کے ذریعے ریڈ کراس سوسائٹی کی ایمبولینس لاریوں تک پہنچانا تھا۔ جو اس وقت ریلوے اسٹیشن سے باہر منتظر تھیں۔ اس کے علاوہ اور مجروحین بھی موجود تھے۔ جو آسانی سے ایمبولینس لاریوں تک جا سکتے تھے۔

کرنل ایچ۔ رائے۔ آئی۔ ایم۔ ایس انسپکٹر جنرل شفاخانجات کرنل رونٹری آئی۔ ایم۔ ایس ڈاکٹر چغتائی میڈیکل آفیسر ریلوے چوہدری محمد بشیر سکرٹری ریڈ کراس سوسائٹی اور مسٹر کھنہ اور دوسرے میڈیکل آفیسر بھی اس وقت پلیٹ فارم پر موجود تھے۔ اکثر مریضوں کو ریڈ کراس سوسائٹی کے رضا کاروں نے نہایت اچھے طریقے سے پلیٹ فارم سے ایمبولینس لاریوں تک پہنچایا۔ اس موضوع میں متعدد کالجوں اور غیر سرکاری انجمنوں اور سکاؤٹوں کی امداد بھی ہر لحاظ سے قابل تعریف ہے۔

کرنل رائے اور مسٹر بشیر احمد نے مجھے ایمبولینس ٹرین اور پلیٹ فارم پر وہ تمام انتظامات دکھائے۔ جو مریضوں کی سہولت کے لئے کئے گئے تھے۔ ایمبولینس ٹرین میں تقریباً تمام مریضوں کو سونے کے لئے جگہ دی گئی تھی۔ ہر کمرے میں بجلی کے پنکھے موجود تھے اور ہر کمرے میں پانی کا نل تھا۔ ٹرین اور پلیٹ فارم پر دودھ اور دوسری اشیائے خوردنی موجود تھیں۔ پلیٹ فارم پر ہر قسم کی مرہم پٹی کا سامان اور ادویہ موجود تھیں۔ ٹرین میں لاہور اور کوئٹہ کے بہت سی ڈاکٹر اور نرسیں موجود تھیں جو راستے میں مجروحین کو ہر قسم کی امداد پہنچاتے رہے تھے۔ ریلوے اسٹیشن پر ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی سوسائٹیوں کے نمائندے موجود تھے۔ جو انسانیت کے نام پر ان مریضوں کے لئے ہر قسم کی امداد پہنچاتے تھے۔ بعض انجمنوں کے نمائندوں نے ریڈ کراس سوسائٹی کو دودھ اور دوسری اشیائے خوردنی بغیر کسی قیمت کے دیں۔

اس کے علاوہ معزز خاندانوں کی خواتین اور لاہور کی نرسوں کی ایک تعداد جن میں ہندوستانی اور یورپین بھی شامل تھیں مریضوں کی امداد کے لئے پلیٹ فارم پر موجود تھیں ریلوے اسٹیشن پر غیر سرکاری معالجوں کی ایک پارٹی بھی موجود تھی۔ جو ہر قسم کی ہمدردی کے اظہار کے لئے آئی تھی۔

کرنل رائے انسپکٹر جنرل شفاخانجات۔ ریڈ کراس سوسائٹی اور دوسری قوم پرست انجمنیں اور انفرادی شخصیتیں اس معاملہ میں پبلک کے خاص شکریہ کی مستحق ہیں۔

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ ۱۵ رجون کی سہ پہر کو ڈلہوزی تشریف لے گئے۔ ریلوے اسٹیشن پر بزرگان و احباب سلسلہ نے آپ کو الوداع کہی۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے حضرت ممدوح سے تا اطلاع ثانی

دار السلام۔ ڈلہوزی

کے پتہ پر خط و کتابت کی جائے۔

—— ڈلہوزی سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کے بخیریت پہنچنے کی اطلاع آ گئی ہے۔

امتحان میں کامیابی

امسال حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی تین صاحبزادیوں نے مندرجہ ذیل امتحانات میں کامیابی حاصل کی جس پر ہم حضرت ممدوح آپ کی بیگم صاحبہ اور جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

زکیہ نوشیں صاحبہ	بی۔ اے	تھرڈ ڈویژن
اختر سلطان صاحبہ	بی۔ اے	سکینڈ ڈویژن
ناصرہ بیگم صاحبہ	ایف اے	سکینڈ ڈویژن

—— علاوہ ازیں امسال مندرجہ ذیل نوجوانوں نے امتحانات میں کامیابی حاصل کی۔ اگر کسی دوست کا نام رہ گیا ہو۔ تو جلد اطلاع دی جائے۔

(۱) چوہدری عبدالغنی صاحب برادر چوہدری فضل حق صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری انجمن — بی۔ ایس سی

(۲) چوہدری بشیر احمد صاحب — بی۔ اے

(۳) چوہدری فتح محمد صاحب برادر چوہدری فضل ادم صاحب — بی۔ اے

(۴) اقبال احمد صاحب خلف الرشید شیخ نور احمد صاحب وکیل — ایف۔ اے

—— چوہدری محمد امین صاحب سیکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن امرتسر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ۱۵ رجون کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی تشریف لیجاتے ہوئے امرتسر سے گزرے تو مقامی احباب حضرت ممدوح سے ملاقات کے لئے ریلوے اسٹیشن پر موجود تھے حضرت ممدوح نے تمام دوستوں سے مصافحہ کیا اور نہایت محبت آمیز طریق پر خیریت پوچھی اور جماعت کے نظم و نسق کے متعلق گفتگو فرماتے رہے خصوصاً ترجمہ کے متعلق خاص طور پر تاکید فرمائی۔ تھوڑی دیر کے بعد گاڑی چل پڑی اور ہم تمام لوگ حضرت ممدوح کے پیارے اور پر نصیحت ارشادات کا دلوں پر گہرا نقش لئے ہوئے اور آپ کی صحت و درازی عمر کے لئے دعائیں کرتے ہوئے واپس آ گئے۔

—— سید اختر حسین صاحب احمدی مولوی فاضل مبلغ اسلام کوہ مری سے سرینگر تشریف لے گئے ہیں۔ آپ سے خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر کی جائے۔

معرفت مولانا محمد عبداللہ صاحب ایڈووکیٹ ہائیکورٹ، سرینگر کشمیر

منیجر صاحب پیغام صلح خریدار صاحبان کی خدمت میں پھر درخواست کرتے ہیں کہ جن دوستوں کا چندہ اخبار ختم ہو چکا ہے وہ بہت جلد ارسال فرمائیں

پیشہ کا انتخاب

ذیل کا مضمون جو رسالہ لٹریری ڈائجسٹ کے ایک مقالہ کا خلاصہ ہے۔ اپنے موضوع کے اعتبار سے ہندوستانی مسلمانوں کیلئے خصوصیت کے ساتھ قابل توجہ ہے۔ مقالہ نگار نے امریکہ کے حالات پیش نظر رکھے ہیں۔ لیکن اس باب میں ہندوستانی طلبہ کی حالت جس درجہ افسوسناک ہے اس سے امریکہ کو دور کا تعلق بھی نہیں۔

پہلے کسی پیشہ کا انتخاب زیادہ تر اتفاقات یا مواقع کی بنا پر کیا جاتا تھا۔ اور اختیار کرنے والے کے ذوق رجحان یا صلاحیت کا لحاظ بہت کم ہوتا تھا۔ اس کی تصدیق آج بھی بہت سے سن رسیدہ اشخاص کر سکتے ہیں۔ اگر وہ ان حالات پر نظر ڈالیں جن کے ماتحت انہوں نے اپنے پیشوں اور معاش کے وسیلوں کا انتخاب کیا تھا بیشک ہر والدین نے ضرور اپنی اولاد کے لئے ہمیشہ کسی معزز طریق معاش کی جستجو کی ہے۔ لیکن انتخاب کے وقت انہوں نے بھی عزت سے زیادہ لحاظ روپیہ ہی کا کیا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہزاروں مرد اور عورتیں ایسے کاموں پر اپنی قوتوں کو صرف کر رہی ہیں۔ جن سے انہیں مطلق دلچسپی نہیں ہے۔ یا اگر ہے تو بہت کم۔

جو لوگ خوش قسمتی سے اپنے خاطر خواہ اور دلپسند کاموں میں مدت العمر سے مصروف ہیں اور ان افسردہ کن حالات سے واقف نہیں ہیں۔ جو ہزاروں آدمیوں کی زندگیوں کو خلاف مزاج پیشوں کے مجبوراً اختیار کرنے کی وجہ سے تلخ کر رہے ہیں۔ زندگی کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہے کہ ذہین اور قابل اشخاص محض دولت کے خاطر ایسے کاموں میں اپنی عمریں صرف کر دیں۔ جن سے ان کی طبیعت کو ذرا بھی لگاؤ نہیں ہے اور جن مقاصد کے حصول کے وہ دل سے خواہاں ہیں۔ ان کے مواقع سے ہمیشہ محروم ہی رہیں۔

بعض وجوہ سے والدین کو یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ پیشہ یا روزگار کے انتخاب کا سوال اس وقت پیش آتا ہے۔ جب لڑکا اعلیٰ تعلیم کے لئے کالج میں داخل ہوتا ہے۔ اور یہ کہ انتخاب کی تمام ذمہ داری افسران کالج ہی کے سر ہے۔ حال میں نیویارک کا ایک دولتمند کاروباری شخص اپنے اکلوتے لڑکے کو داخلہ کی غرض سے نیو انگلینڈ کے ایک کالج میں لے گیا اور کالج کے پریذیڈنٹ سے کہنے لگا۔ کہ مجھے عدیم الفرصتی کی وجہ سے لڑکے کی طرف توجہ کرنے کا بہت کم موقع ملا ہے۔ لیکن میرا خیال اب یہ ہے کہ قبل اس کے کہ یہ اپنی زندگی کا مستقل کاروبار شروع کرے اس کی تربیت کچھ ہو جانی چاہیئے میں نے اسے مطلق تربیت نہیں دی۔ لیکن مجھے امید ہے کہ آپ اپنے پروفیسروں کی مدد سے اس کی تلافی کر دیں گے اور جب آپ اس کام کو پورا کر لیں۔ تو اس کی اجرت کا حساب میرے پاس بھیج دیں میں بخوشی اسے ادا کر دوں گا۔ ناظرین کو یہ معلوم کر کے حیرت ہو گی۔ کہ اس قسم کے لڑکے کتنی کثیر تعداد میں کالج میں اس توقع کے ساتھ بھیجے جاتے ہیں کہ جو نقصان والدین کی لاپرواہی سے ہو چکا ہے وہاں اساتذہ کی توجہ سے اس کی تلافی ہو جائے گی۔

زندگی کا مستقل کام شروع کرنے کے لئے تیاری کی پہلی منزل گھر ہی سے شروع ہوتی ہے اگر کوئی شخص لڑکے کی آئندہ زندگی کے لئے صحیح راہ عمل قائم کر سکتا ہے۔ تو وہ اس کے والدین ہیں۔ والدین کو چاہیئے کہ جس توجہ کے ساتھ وہ اپنی دلچسپی کیلئے دوسرے کاموں کو کرتے ہیں۔ ویسی ہی توجہ اپنی اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت میں بھی رکھیں۔ اکثر ان کی غفلت یا ضرورت سے زیادہ لاڈ پیار رکھنا نتیجۃً اولاد کے حق میں جتنا مضر ہوتا ہے اتنا ہی اولاد کے لئے بھی تکلیف دہ ثابت ہوتا ہے۔

کام ہی سے خوشی اور کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ عموماً کوئی لڑکا بیکار رہنا پسند نہیں کرتا وہ دل سے کام کرنا چاہتا ہے بشرطیکہ اسے اپنے رجحان کے موافق کام کرنے کا موقع ملے۔ ضرورت ہے کہ اس کے صحیح رجحان کو معلوم کیا جائے اور پھر اس کے متعلق اسے بہترین مشورہ دیا جائے۔ دیکھا گیا ہے کہ ایسا کرنے سے بعض لڑکوں نے بارہ سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی اپنے آئندہ کاروبار زندگی کے لئے ایک راہ عمل متعین کر لی ہے جو برخلاف اس کے ہزاروں نہایت ذہین اور لائق طلبہ کالج کی تعلیم سے فارغ ہونے تک ابھی یہ طے نہیں کر پاتے۔ کہ انہیں آئندہ کیا کرنا ہے۔

بہت سے ڈاکٹر اور وکیل وغیرہ اپنے لڑکوں کو اپنے ہی پیشہ کی تعلیم دینا چاہتے ہیں بلا خیال اس کے کہ خود ان لڑکوں کا میلان طبع اس جانب ہے یا نہیں اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر باپ کسی پیشہ میں کامیاب ہو کر بہت سی دولت کا مالک ہو گیا ہے۔ تو لڑکا بھی اسی پیشہ کو اختیار کرنا چاہتا ہے اگر لڑکے کو اس کام سے طبعی دلچسپی پیدا ہو گئی ہے تب تو بہت اچھا ہے ورنہ اگر محض دولت ہی کی خاطر وہ اس میں مصروف رہنا چاہے تو پھر اس لطف و مسرت سے کچھ محروم ہو جاتا ہے جو اپنی دلپسند کام ہی سے حاصل ہوتی ہے زندگی کی کامیابی کا معیار محض دولت کی فراہمی نہیں ہے زندگی کا مقصد اس سے بہت زیادہ بلند ہے جو لوگ لڑکوں کی صحیح رہنمائی کے ذمہ دار ہیں انہیں اس کا بھی خیال رکھنا چاہیئے ۔ (ماخوذ)

فہرست چندہ کوئٹہ رلیف فنڈ ۱۵ رجون تک

نام	رقم
چوہدری فضل حق صاحب لاہور	عمر
اہلیہ چوہدری فضل حق صاحب	عمر
مولوی عزیز بخش صاحب لاہور	؏
حکیم محمد مظہر حسین صاحب علوی "	؏
فراہم شدہ در مسجد بروز جمعہ	۹۲ [illegible]
خانصاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب لاہور	[illegible]
بیگم صاحبہ " " " "	[illegible]
ڈاکٹر سید جلال شاہ صاحب لاہور	؏
بنت ڈاکٹر سید جلال شاہ صاحب "	عمر
میاں غلام نبی صاحب برادر عبدالشکور صاحب	عمر
بیگم صاحبہ میاں غلام نبی صاحب " " "	عمر
ڈاکٹر نبی بخش صاحب " " " "	صہ
ڈاکٹر نبی بخش صاحب برائے اہلیہ مرحومہ "	صہ
بنت مولوی دوست محمد صاحب معرفت عبدالشکور صاحب	۴ر
ڈاکٹر عبدالرحمان صاحب لعبین	صر
حضرت امیر قوم	[illegible]
ڈاکٹر نواب احمد صاحب قریشی	[illegible]
سید عبدالمجید صاحب کپور تھلہ معرفت حضرت امیر	[illegible]
مسز مولوی عزیز بخش صاحب لاہور	عمر
امۃ العزیز صاحبہ معرفت حضرت امیر	؏
اہلیہ صاحبہ سید امجد علی شاہ صاحب	[illegible]
مولانا مولوی محمد یعقوب خانصاحب	[illegible]
ایم خلیل احمد صاحب ملتان معرفت حضرت امیر	صہ
خلیفہ فضل حسین صاحب ایبٹ آباد	[illegible]
میاں سراج دین صاحب کوٹ مکھل	عمر
منشی نواب خاں صاحب لاہور	[illegible]
چوہدری فضل احمد صاحب مردان معرفت چوہدری فضل حق صاحب	[illegible]
ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب پنڈی گھیب	[illegible]
چوہدری غلام باری صاحب شیخوپورہ	عمر
سید امجد علیشاہ صاحب ملتان	[illegible]
میاں شریف احمد صاحب معرفت حضرت امیر	[illegible]
معرفت بابو محمد الٰہی صاحب پٹی	[illegible]
ایم عبدالعزیز صاحب صدیقی رحیم یار خاں	۱۲ ار
ملک برکت علی صاحب بارہ مولا	صہ
معرفت شیخ محمد حسین صاحب منجانب جماعت گوجرانوالہ	[illegible]
معرفت فضل احمد صاحب منجانب جماعت جموں	؏
ماسٹر احمد دین صاحب ہیڈ ماسٹری گوبند پورہ	[illegible]
ایچ خادر خانصاحب	[illegible]
منجانب جماعت لاہور چھاؤنی معرفت قاضی عبدالعزیز صاحب	[illegible]
ملک نذیر احمد صاحب دربند	[illegible]
ملک فضل الٰہی صاحب دوبڑ	[illegible]
مولوی محمد اسماعیل صاحب کرہ مری	[illegible]
شیخ فضل الرحمان صاحب گورداسپور	صہ
ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب دربند	۱۴ [illegible]
شیخ نظام دین صاحب چک جھمرہ	[illegible]
حکیم رونق علی صاحب رودنی	[illegible]
سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب لاہور	صہ
بیگم صاحبہ چوہدری محمد فضل حق صاحب معرفت شیخ عبدالرحمن صاحب امرتسر	للعہ
" " محمد سلیمان خانصاحب بی۔ اے بی ٹی	[illegible]
قاضی ظہور حسن صاحب " " "	للعہ
سید حبیب اللہ جان صاحب وکیل سرگودھا	[illegible]
سید فضل حسین شاہ صاحب گجرات	[illegible]
والدہ صاحبہ شیخ عبدالرحمان صاحب امرتسر	صہ
بیگم صاحبہ " " " "	عمر
ملک محمد افضل صاحب امرتسر، ڈاکٹر نواب دین صاحب امرتسر، کاریگل	للعہ
والدہ سید حبیب اللہ جان صاحب سرگودھا	؏
ملازمین شیخ عبدالرحمن صاحب امرتسر	۱۴ر
مریم جان صاحبہ معرفت شیخ عبدالرحمان صاحب امرتسر	۴ر
سردارنی صاحبہ " " " "	عمر
معرفت محمد سعید صاحب منجانب جماعت وزیر آباد	[illegible]
معرفت ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب جلسہ سرگودھا قاضی سمیع اللہ صاحب سرگودھا	[illegible]
چوہدری فضل داد صاحب لالہ موسیٰ	[illegible]
چوہدری غضنفر علی صاحب ڈگھری	[illegible]
ڈاکٹر شیخ فضل الرحمن صاحب ڈیرہ اسمٰعیل خاں	صہ
شیخ عبدالواحد صاحب جلال آباد	[illegible]
خان محمد شعیب خاں صاحب زیدہ	[illegible]
سید عبدالجبار شاہ صاحب دربند	۱۴ [illegible]
غلام احمد خاں صاحب مع ہمدردان معرفت حضرت امیر	[illegible]
میزان کل	[illegible]

خبریں

ہندوستان

—— حکومت ہند نے ایک اعلان کے ذریعے شہر کوئٹہ کے مالکان املاک کو یقین دلایا ہے کہ ان کے مال و اسباب کی ہر طرح سے حفاظت کی گئی ہے اور ایسی تدابیر اختیار کی جائیں گی جن سے حقداروں کو ان کا حق پہنچ جائے۔ موجودہ صورت یہ ہے کہ کسی غیر متعلق شخص کو شہر کے اندر ہرگز داخل نہیں ہونے دیا جاتا۔ شہر کے چاروں طرف دوہری کانٹے دار تار کا حصار بنا دیا گیا ہے اس حصار پر شب و روز پولیس اور فوج کے سپاہیوں کا شدید پہرہ رہتا ہے رات کے وقت بجلی کی تیز روشنی ہوتی ہے۔

—— علاوہ ازیں اس اعلان میں بیان کیا گیا ہے کہ بنکوں کی حفاظت کے لئے الگ پہرہ مقرر کیا گیا ہے۔ آتشزدگی کی حفاظت کے لئے بھی انتظامات ابھی کر دیئے گئے ہیں۔

—— حکومت اس بات پر بھی آمادہ ہے کہ مالکان املاک کی محدود تعداد کو اس بات کی اجازت دی جائے کہ وہ اپنی ذمہ داری پر کوئٹہ جائیں اور املاک کی حفاظت کے لئے جو تدابیر اختیار کی گئی ہیں ان کا چشم خود دیکھیں۔

—— گذشتہ جمعہ کے روز مجروحین کوئٹہ کا آخری قافلہ لاہور پہنچ گیا ہے۔

—— لاہور اور ہندوستان کے متعدد دوسرے شہروں میں عید میلاد النبی کی تقریب شاندار طریق پر منائی گئی۔

—— زلزلہ کوئٹہ سے ڈیرہ غازیخان کے باشندوں کو غیر معمولی نقصان پہنچا ہے۔ اس شہر کے تقریباً پانچ ہزار افراد کوئٹہ میں آباد تھے جن میں سے صرف ایک سو محفوظ ہے۔

—— گاندھی جی نے حکومت سے کوئٹہ جانے کی اجازت مانگی تھی لیکن وائسرائے نے انہیں اجازت دینے سے انکار کر دیا۔

—— حکومت پنجاب نے ڈپٹی کمشنر لاہور کو مبلغ دس ہزار روپیہ اس غرض کے لئے دیا ہے کہ ضلع لاہور میں کوئٹہ کے پناہ گزینوں کی امداد کی جائے۔

—— گورنر جنرل نے فیصلہ کیا ہے کہ کونسل آف سٹیٹ کی عمر میں ۳۶-۱۹۳۵ء کے بجٹ کے اجلاس کے اختتام تک توسیع کر دی جائے۔

—— صدر بلدیہ کراچی نے ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان اور ہزہائینس خان قلات کے نام پیغام ارسال کیا ہے۔ کہ آپ اپنی فوری ضروریات سے مطلع فرمائیں۔ ہم تیار ہیں کہ ایک پیادہ پارٹی کو سڑک کے ذریعے مصیبت زدگان کی امداد کے لئے ارسال کریں۔

—— نواب یوسف علی مگسی بلوچ کے متعلق اطلاع موصول ہوئی تھی، کہ آپ زلزلہ کوئٹہ میں ہلاک ہو گئے ہیں۔ بعد میں اس کی تردید ہو گئی۔ لیکن اب تردید کی تردید ہو رہی ہے

—— لاہور ۱۵ر جون۔ آج گیارہ بجے شب شمس العلما مولانا سید ممتاز علی صاحب آف تہذیب نسواں کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ

ہندوستان کے ادبی حلقوں میں یہ تحریک ہو رہی ہے۔ کہ آغا حشر کی یادگار میں ۳۰ر جون کو حشر ڈے منایا جائے۔

—— کراچی ۱۷ر جون۔ سیٹھ عبداللہ ہارون ممبر اسمبلی نے اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں اس مطلب کی ایک قرارداد پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے کہ شہر کوئٹہ کی دوبارہ تعمیر پر روپیہ صرف نہ کیا جائے اور ویسٹرن کمانڈر کو کوئٹہ سے کراچی یا کسی دوسرے مقام پر منتقل کر دیا جائے۔ کیونکہ آج کل ریلوے سڑکوں اور فضائی رستوں کے ذریعہ آمدورفت اور باربرداری سرعت رفتار کے ساتھ عمل میں آ سکتی ہے

ممالک خارجہ

—— لندن میں عید میلاد النبی کے موقعہ پر ایک عظیم الشان جلسہ بصدارت ہز ایکسیلنسی شیخ حافظ وہبہ سفیر سلطان ابن سعود منعقد ہوا۔ متعدد حضرات نے جن میں سے جناب امام صاحب مسجد ووکنگ اور شیخ سر عبد القادر قابل ذکر ہیں۔ تقریریں کیں۔

—— پیکنگ ۱۷ر جون۔ چین و جاپان کے تعلقات روز بروز زیادہ کشیدہ ہو رہے ہیں۔ چینی جنرل نے ابھی تک جاپان کے مطالبات کو منظور نہیں کیا۔ جاپان کی طرف سے الٹی میٹم دے دیا گیا ہے۔ اگر اس الٹی میٹم کو منظور نہ کیا گیا۔ تو کل سے جنگ شروع ہو جائے گی۔ جاپانی افواج ہزاروں کی تعداد میں دیوار کے نیچے جمع ہو رہی ہیں

—— برلن ۱۶ر جون۔ ای انسڈروف کے اسلحہ خانے میں آگ لگ جانے کی وجہ سے ایسی تباہی آئی۔ کہ غالباً اس صنعت میں لاثانی کہی جائے گی۔ اس حادثہ سے کارخانہ بالکل تباہ ہو گیا ہے پچاس اشخاص ہلاک اور ۲۷۳ مجروح ہوئے۔ جن میں سے بعض کی حالت سخت خراب ہے۔

—— بعد کی خبر ہے۔ کہ جلتے ہوئے اسلحہ کے شعلے کئی میلوں سے نظر آتے ہیں۔ بارود ذخیرہ پھٹنے سے کارخانے کی مشینوں اور دیواروں کے ٹکڑے تین چار میل پر جا گرے۔ یہ کارخانہ جرمنی کے اسلحہ ساز کارخانوں میں بہترین شمار ہوتا تھا

—— حکومت جاپان نے بحری کالجوں میں ایرانی طلبہ کی ایک متعدد بہ تعداد کو داخلہ کی اجازت دے دی ہے۔ یہ طلبہ ان کالجوں میں دو سال تک بحری تعلیم پانے کے بعد عرصہ تک جاپان کے جنگی جہازوں میں عملی تعلیم حاصل کریں گے۔

—— یہ طلبہ فارغ التحصیل ہونے کے بعد جب ایران واپس ہونگے تو ان کو جدید ایرانی بحری بیڑے میں کیپٹن کا عہدہ دیا جائے گا۔ اور وہ خلیج ایران کے مختلف جنگی جہازوں پر تعینات کر دیئے جائیںگے

—— لندن ۱۷ر جون۔ ملک معظم گذشتہ دنوں علیل ہو گئے اب ان کی صحت بالکل اطمینان بخش ہے

—— لندن ۱۶ر جون۔ لارڈ میئر آف لنڈن کے کوئٹہ فنڈ میں برابر رقوم موصول ہو رہی ہیں۔ بنک آف انگلینڈ نے ایک ہزار پونڈ کی رقم چندہ میں دی ہے۔

—— بعض جاپانی مطالبہ کرتے ہیں کہ شمالی چین میں جاپان کے زیر اہتمام ایک علیحدہ صوبہ بنا دیا جائے اور اس کی حکومت بالکل علیحدہ ہونی چاہیئے۔

—— چند روز ہوئے اطلاع موصول ہوئی تھی، کہ عراق عرب کے مشہور کرد باغی خلیل خراسانی نے حکومت عراق کی تمام شرائط منظور کر کے اطاعت قبول کر لی ہے۔ لیکن اب دوبارہ اسی قسم کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ عراق میں از سر نو بغاوت پھیل گئی ہے۔ باغیوں نے بغداد و بصرہ ریلوے لائن کو کئی مقامات سے توڑ دیا ہے۔ کئی مقامات پر پولیس کی چوکیوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ نصاریہ کے نواح میں قبائل نے رسل و رسائل و آمدورفت کے تمام سرکاری ذرائع کو منقطع کر دیا ہے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

دفتر کا پتہ مسلمان کا لاہور

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر

محمد انعام الحق

ھوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیم کی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی

(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں

سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادہ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۳ | لاہور۔ یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۲۵ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۷ جون ۱۹۳۵ء | نمبر ۴۱

قرآنِ کریم ایک زندہ معجزہ ہے

موجودہ زمانہ کے تمام مفاسد کا علاج اس میں ہے

(از حضرت مسیح موعود)

خداوند قدیر و حکیم نے قرآنِ کریم کو بے نہایت کمالات پر مشتمل کیا اور قرآنِ کریم بوجہ اپنے ان کمالات کے جن میں سے کوئی دقیقہ خیر کا باقی نہیں رہا تھا۔ ہر یک زمانہ کے فساد کا کامل طور پر تدارک کرتا رہا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بڑا کام قرآنِ کریم کا خلق اللہ کے اصولوں کی اصلاح تھی سو اس نے تمام دنیا کو صاف اور رسیدہ اصول خدا شناسی اور حقوقِ عباد کے عطا کئے۔ اور گم گشتہ توحید کو قائم کیا۔ اور دنیا کے پر ظلمت خیالات کے مقابل پر وہ پر حکمت اور پر نور اور رہا بہ اعلیٰ درجہ کا بلیغ و فصیح کلام پیش کیا جس نے تمام اس وقت کے موجودہ خیالات کو پاش پاش کر دیا اور حکمت و معرفت اور بلاغت اور فصاحت اور تاثیرات تو بیں ایک عظیم الشان معجزہ دکھلایا۔ پھر ایسا ہی ہر ایک وقت میں جب کسی قسم کی ظلمت جوش میں آتی گئی تو اسی پاک کلام کا نور اس ظلمت کا مقابلہ کرتا رہا۔ کیونکہ وہ پاک کلام ایک ابدی معجزہ اور مختلف زمانوں کی مختلف تاریکی کے اٹھانے کے لئے ایک کامل روشنی اپنے اندر لایا تھا۔ لہذا وہ ہر ایک قسم کی تاریکی کو اپنے نور کی قوت سے رفع دفع کرتا رہا۔ یہاں تک وہ زمانہ آگیا۔ کہ جس میں ہم ہیں اور جیسا کہ قرآن کریم نے پیش گوئی کی تھی زمین نے ہمارے زمانہ میں وہ تمام تاریکیاں جو زمین کے اندر مخفی تھیں۔ باہر رکھدیں اور ایک سخت جوش ضلالت اور بے ایمانی اور بد استعمالی عقل کا برپا ہو گیا۔ یہ وہی طبایع نابلغہ کا جوش ہے جس کو دوسرے لفظوں میں دجال کے نام سے موسوم کیا گیا تھا اور خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں خبر دی تھی کہ وہ عالیشان اور کامل کلام اس طوفان پر بھی غالب آئیگا۔ سو ضرور تھا کہ کلام الٰہی میں وہ سچا فلسفہ بھرا ہوا ہوتا۔ جو حال کے دھوکا دینے والے فلسفہ پر غالب آجاتا۔ کیونکہ وہ ابدی اصلاحوں کے لئے آیا ہے۔ وہ نہ تھکے گا اور نہ درماندہ ہوگا۔ (آئینہ کمالات اسلام)

نامہ نگار حضرات

کی خدمت میں ایک ضروری درخواست

اخبار کی ضخامت کم ہو اور گنجائش زیادہ ہیں اسلئے نامہ نگار حضرات کی خدمت میں کئی مرتبہ درخواست کی گئی ہے کہ وہ حتی المکان مختصر مضامین اور مراسلتیں بھیجا کریں تا کہ تمام ضروری چیزیں درج اخبار ہو سکیں اور کسی دوست یا جماعت کو شکایت کا موقع نہ ملے لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس درخواست پر بہت کم حضرات نے توجہ کی ہے طویل مضامین اور مراسلتیں بدستور کثرت سے موصول ہوتی ہیں جن کا بیشتر حصہ بالکل غیر ضروری ہوتا ہے اکثر دوست کسی تیاری اور محنت کے بغیر مضمون لکھ بھیجتے ہیں اور اس کی اشاعت پر غیر معمولی اصرار کرتے ہیں بعض دوست مضامین میں آیات اور احادیث اور دوسرے حوالے بغیر احتیاط درج کر دیتے ہیں اس لئے ایک مرتبہ پھر گذارش ہے کہ :

۱۔ تمام مضامین اور مراسلتیں حتی الامکان مختصر اور سادہ الفاظ میں ہوں۔ غیر ضروری عبارت آرائی ہرگز نہ کی جائے۔

۲۔ دفتر میں جو چیز برائے اشاعت بھیجی جائے وہ روشنائی سے کاغذ کے ایک طرف نہایت صاف الفاظ میں لکھی ہوئی ہو

۳۔ حوالے غیر معمولی احتیاط سے درج کئے جائیں۔

۴۔ نامہ نگار دوست کافی تیاری اور محنت سے مضمون لکھیں۔

۵۔ اگر کوئی مضمون درج اخبار نہ ہو تو یاد دہانی کافی ہے۔ پے در پے اصرار نہیں کرنا چاہیئے ہم ہر ایک ضروری چیز کو شایع کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور نو مشق دوستوں کی حوصلہ افزائی کو اپنا فرض سمجھتے ہیں لیکن بے مصرف چیزوں کو اخبار کے صفحات میں جگہ دینی مناسب نہیں۔

مولوی مفتی کفایت اللہ صاحب کے فتوے کفر کی حقیقت

"دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار"

جمعیت العلماء کے صدر مولوی مفتی کفایت اللہ صاحب نے گذشتہ دنوں اخبار زمیندار میں اپنے فتوے کفر احمدیاں کی تجدید کی

مولوی کفایت اللہ صاحب کا عذر

مولوی صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ زمیندار میں جو فتویٰ شائع کیا گیا ہے۔ وہ ان کے اپنے الفاظ میں مکمل نہیں بلکہ ان کے فتوے میں کچھ تصرف کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مگر چونکہ مولوی صاحب موصوف پہلے بھی احمدی جماعت کی تکفیر کا بار عظیم اپنی گردن پر اٹھا چکے ہیں۔ اس لئے ہم "زمیندار" میں شائع شدہ فتوے کو مولوی صاحب موصوف ہی کا فتویٰ سمجھنے پر مجبور ہیں۔ مولوی صاحب کے اس فتوے کو دیکھکر ہماری جماعت کا آنریری سیکرٹری شیخ عبدالحق صاحب آپکی خدمت میں حاضر ہوئے اور باادب مسئلہ کفر کے متعلق گفتگو کی جس میں مولوی صاحب نے مندرجہ ذیل امور بیان فرمائے

احمدی جماعت لاہور کی خدمات کا اعتراف

مولانا نے بڑی فراخدلی سے جماعت احمدیہ کی خدمات اسلامی کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا کہ بلاشبہ اس جماعت نے جو خدمت دین کی ہے اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ مگر ان خدمات کے ساتھ بعض ایسی باتیں بھی شامل ہیں۔ جو ان تمام خدمات کو ردی کر دیتی ہیں۔ احمدی جماعت کی خدمت اسلام کی مثال ایک نہایت عمدہ کھانے کی ہے جس میں کچھ نجاست مل گئی ہے۔ جب مولوی صاحب سے پوچھا گیا۔ وہ "کچھ نجاست" کیا ہے تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ مرزا صاحب کے دعوے نبوت کے سوا اور کچھ نہیں۔ [illegible] مگر ہر منصف مزاج انسان اس بات کو تسلیم کریگا کہ ... حضرت مسیح موعود کی طرف دعوے نبوت منسوب کرنا ایک ظلم ہے جنانچہ خود مولوی صاحب کو بھی جب حقیقۃ الوحی ہی سے حوالے دکھائے گئے۔ تو آپ یہ کہکر خاموش ہو گئے۔ کہ دراصل مرزا صاحب کے کلام میں تضاد ہے۔ کہیں انکار ہے اور کہیں اقرار۔ بہرحال مولوی صاحب کو احمدی جماعت کی دینی خدمات مسلم ہیں اور مولانا کے علم وفضل کا اقتضا بھی یہی ہے کہ وہ اس کھلی ہوئی سچائی کا اعتراف کریں۔ جیسا کہ انہوں نے کیا۔

جماعت احمدیہ لاہور کا چیلنج مناظرہ

چونکہ مولوی صاحب موصوف نے حضرت مسیح موعود کے کفر کی بڑی وجہ دعوے نبوت قرار دی ہے اس لئے مولانا موصوف کو کہا گیا۔ کہ اس امر کے فیصلہ کے لئے جناب کو سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے جو مناظرہ کا کھلا چیلنج ہے۔ اسے قبول فرما کر حق و باطل میں فیصلہ کر لیں۔ تو مولوی صاحب موصوف نے صفائی سے فرمایا۔ کہ میں مولوی محمد علی صاحب سے بحث نہیں کرونگا کیونکہ اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ لیکن ہر عقلمند انسان جمعیت العلمائے ہند کے مفتی اعظم کے اس جواب کو مفتی صاحب کی کمزوری پر محمول کرنے کے لئے مجبور ہے اور ہم تو دیکھنے کی چوٹ کہتے ہیں کہ دراصل مفتی صاحب کو حضرت مرزا صاحب کی کتب کے پڑھنے کا موقع ہی نہیں ملا اور چونکہ وہ ناواقف ہیں۔ اس لئے حضرت مرزا صاحب کی تحریروں کے متعلق بحث نہ کرنا ہی ان کی دانائی ہے۔ مگر وہ غالی سے غالی قادیانی کو بھی اپنی مدد کے لئے ساتھ لے لیں۔ تو بھی وہ تا قیامت یہ ثابت نہیں کر سکینگے کہ حضرت مرزا صاحب نے کبھی بھی حقیقتاً دعویٰ نبوت کیا ہے

مفتی صاحب کی پریشانی

چونکہ مفتی صاحب بار بار حضرت مرزا صاحب کو مدعی نبوت قرار دے کر احمدی جماعت کو اسلام سے خارج قرار دیتے تھے اس لئے ان کے سامنے حقیقۃ الوحی رکھدی گئی اور اس میں سے الاستفتاء صفحہ ۱۶ کی عبارت پڑھی گئی۔ پھر صفحہ ۶۴-۶۵ کی عبارت پڑھی گئی۔ اب مولوی صاحب بہت حیران ہوئے اور یہ مان کر کہ یہاں تو نبوت کے دعوے کا صاف انکار ہے۔ فرمانے لگے۔ یہ کتاب کب کی ہے۔ جب بتایا گیا۔ کہ یہ تو آخری کتب میں سے ہے اور ۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی ہے۔ تو مولوی صاحب موصوف حیرت سے پوچھنے لگے۔ کہ کیا یہ کتاب واقعی ۱۹۰۷ء کی ہے اور حقیقۃ الوحی ہی ہے اور کیا یہ تحریریں جو پیش کی گئی ہیں۔ یہ واقعی اسی سال کی ہیں۔ جب کتاب کی تاریخ اشاعت دکھائی گئی۔ تو مولانا نے یہ کہکر پیچھا چھڑایا کہ یہاں تو بلاشبہ نبوت کے دعوے سے انکار ہے مگر مرزا صاحب کی کتابوں میں تعارض ہے اور جب اس تحریر کے معارض تحریروں کا مطالبہ ہوا۔ تو مفتی صاحب اعراض کر گئے اور مباحثہ کا جو چیلنج جماعت احمدیہ لاہور نے دیا ہوا ہے۔ اس کے مقابلہ سے بھی انکار کر دیا۔ مگر مفتی صاحب حقیقۃ الوحی میں دعویٰ نبوت سے انکار دیکھکر بہت حد تک اس پہلو پر مطمئن معلوم ہوتے تھے۔

حضرت عیسیٰ کی توہین کا سوال

مفتی صاحب نے دوران گفتگو میں یہ بھی فرمایا کہ مرزا صاحب نے دافع البلاء میں حضرت عیسیٰ کو غیر حصور لکھا ہے اور شراب پینے والا اور رنڈیوں سے تیل ملوانے والا لکھا ہے اور یہ کفر ہے۔ مفتی صاحب کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ یہ تو الزامی جواب ہے حضرت مرزا صاحب کا عقیدہ یہ نہیں۔ بلکہ وہ تو حضرت عیسیٰ کو شیطانی فعلوں سے بچنے والا تسلیم کرتے ہیں۔ تو مفتی صاحب نے کہا کہ یہ الزامی جواب نہیں ہے اور وہ اس پہلو پر مطمئن نہ ہوئے۔ کیونکہ سوال مشکل اور مفصل جواب کے لئے موقعہ نہ تھا۔ ورنہ دافع البلاء میں ہی جہاں حضرت عیسیٰ کے متعلق ان بائبل کے بیان کردہ الزاموں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی یہ لکھ کر کہ حضرت عیسیٰ مس شیطان سے بکلی پاک ہیں اور حدیث میں جو ان کے مس شیطان سے پاک ہونے کا ذکر ہے اس کی یہی غرض ہے۔ کہ شراب وغیرہ کے الزامات جھوٹے ہیں مگر اس قدر سچ ہے کہ بایں ہمہ مفتی صاحب اس پہلو پر مطمئن نہیں ہوئے اور اگر موقعہ ملا۔ تو ہم مفتی صاحب کو دکھا دیں گے کہ پہلے عیسائیوں نے آنحضرت صلعم پر یحییٰ علیہ السلام کو افضل ثابت کرنے کے لئے قرآن مجید سے لفظ حصور سے اس طرح استدلال کیا ہے کہ قرآن مجید میں آنحضرت صلعم کو خدا تعالےٰ نے صفت حصور سے متصف بیان نہیں کیا۔ اور واقعات سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم نے بہت سی بیویاں کیں۔ اس لئے وہ "حصور" نہ تھے۔ لہٰذا یحییٰ کو آنحضرت صلعم پر فضیلت ہے۔ اس قسم کی تحریروں اور تقریروں کا جواب دینے کے لئے حضرت مرزا صاحب نے عیسائیوں کو الزامی رنگ میں پکڑ لیا۔ اور کہا کہ قرآن مجید میں عیسےٰ کے لئے حصور کا لفظ نہیں آیا۔ کیونکہ شراب وغیرہ کے قصے مانع تھے اب ظاہر ہے کہ شراب وغیرہ کے قصے عیسائی مانتے ہیں اس لئے انہیں کو یہ الزامی جواب ہے۔ مسلمانوں کو اس جواب سے کیا تعلق۔ خود عیسائی مصنفین حضرت عیسےٰ کے متعلق اس قسم کی باتوں کو مانتے ہیں۔ پھر حضرت مرزا صاحب کا کیا گناہ ہے اگر انہوں نے الزامی رنگ میں ... لکھدیا کہ حضرت عیسےٰ کو قرآن مجید میں حصور نہیں لکھا۔ مسلمانوں کو اس جواب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ یوں تو آنحضرت صلعم کو بھی قرآن مجید میں حصور نہیں لکھا لیکن اس میں کیا شک ہے کہ آنحضرت صلعم سید المعصومین ہیں اور حصور ہونے میں جو کمال آپ کا ہے۔ وہ کسی نبی کو بھی حاصل نہیں۔ ہاں سب نبی معصوم ہیں اور حصور ہیں۔ یہی حضرت مسیح موعود کا ایمان ہے اور یہی آپ کی جماعت کا مذہب پس مفتی صاحب کا خیال درست نہیں ہو سکتا۔

احمدی جماعت لاہور کو کافر کیوں کہا جاتا ہے

مفتی صاحب نے یہ فرمایا کہ چونکہ قادیانی جماعت جو بڑی جماعت ہے مرزا صاحب کو نبی مانتی ہے۔ اور مرزا صاحب کی کتابوں سے ہی ان کا استدلال ہے تو پھر ہم قادیانیوں کو کافر قرار دینے میں حق پر ہیں۔ اس پر مفتی صاحب سے کہا گیا کہ قطعاً اگر آپ اس بنا پر فتوے کفر دیتے ہیں تو آپ جماعت لاہور کو کیوں ساتھ ملاتے ہیں جبکہ وہ علی الاعلان حضرت مرزا صاحب کو مدعی نبوت قرار نہیں دیتی ہے بلکہ مجدد و محدث مانتے ہیں تو مفتی صاحب نے فرمایا کہ اگر مرزا صاحب کا دعوے نبوت نہ ہوتا۔ تو مرزا صاحب کا دعویٰ مجددیت یا محدثیت یا مسیحیت ایسے دعاوی نہیں ہیں کہ جن کی بنا پر مرزا صاحب کو کافر کہا جائے اور اگر دعوے نبوت نہ ہوتا تو ہم بھی مرزا صاحب اور ان کی جماعت کو کافر نہ کہتے۔ لیکن اب تو چونکہ بڑی جماعت مرزا صاحب کو ماننے والی مرزا صاحب کو نبی مانتی ہے اور ان کے منکروں کو کافر قرار دیتی ہے اس لئے ہم لاہوری جماعت کو بھی انہیں کے ساتھ سمجھتے ہیں۔ گو یہ سچ ہے کہ ان کے عقائد ایسے نہیں ہیں کہ جن پر کفر کا فتوے لگایا جا سکے مگر ہم کہتے ہیں کہ یہ تو صریح ظلم ہے کہ ہم کو بھی قادیانیوں کے ساتھ کافر کہا جائے۔ حالانکہ ہم تو سب سے بڑھکر اس بارہ میں قادیانی جماعت سے مقابلہ کرنے والے ہیں اور ہماری بیس اکیس سالہ کوششوں اور دعاؤں کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے ایسے سامان پیدا کر دے کہ میاں محمود احمد صاحب کو بھی اپنی غلطی محسوس ہونے لگی ہے اور وہ اپنے فتوے کفر سے رجوع کرنے لگے ہیں۔ اور آنحضرت صلعم کو آخری نبی تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان کی جماعت میں سے جو بھی فاضل ان کی حمایت کو اٹھتا ہے۔ وہ بھی تسلیم کر لیتا ہے کہ ہم مسلمانوں کو صرف اس اسلام سے خارج کہتے ہیں۔ جو احمدیوں کا اسلام ہے۔ ورنہ وہ اسلام جسے دوسرے لوگ اسلام کہتے ہیں اس میں سے ہم کسی کو خارج نہیں کرتے۔ مگر یہ عذر گناہ بدتر از گناہ ہے پس احمدی جماعت لاہور کو کسی طرح کافر کہنا درست نہیں۔

(باقی صفحہ ۹ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم پنجشنبہ ۲۵ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ | نمبر ۴۱

آہ! لارڈ فاروق ہیڈلے

دنیائے اسلام کو ناقابل تلافی نقصان

اس ہفتہ جناب لارڈ فاروق ہیڈلے کے انتقال پرملال سے دنیائے اسلام کو ایک ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے اور اس اندوہناک خبر کو تمام دنیا کے مسلمانوں نے انتہائی رنج و غم کے جذبات سے سنا ہوگا کیونکہ مرحوم کو خدمات اسلامی، جرأت ایمانی، ایثار اور اعلیٰ قابلیت کے لحاظ سے عالمگیر اسلامی برادری میں ایک بلند حیثیت حاصل تھی۔

مسلمانان ہند خصوصاً جماعت احمدیہ لاہور کے افراد مرحوم اور آپ کی بیش بہا خدمات دینی سے بخوبی واقف ہیں۔ یورپ بالخصوص انگلستان میں آپ نے اشاعت اسلام کے لئے جو کوشش فرمائی اس کی وجہ سے آپ ہر طبقہ کے مسلمانوں کے نزدیک بیحد محبوب و محترم ہو گئے تھے۔ مرحوم علاقہ ہیڈلے کے چوتھے لارڈ تھے اور شرفائے انگلستان میں خاندانی وجاہت کے لحاظ سے نمایاں درجہ رکھتے تھے آپ ۱۸۵۵ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۷۷ء میں لارڈ کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔ ایکس، سکس اور کیری وغیرہ مقامات پر بڑی بڑی جاگیروں کے مالک تھے فوج میں بھی عرصہ تک اعلیٰ عہدوں پر ملازم رہے۔ ۱۸۸۳ء میں آئرلینڈ کے نمائندہ کی حیثیت سے دارالامرا میں داخل ہوئے۔ پیشہ کے لحاظ سے آپ انجنیر تھے ہندوستان میں بھی آپ نے انجنیر کی حیثیت سے کافی کام کیا۔ کشمیر کی سڑک آپ کی ہی زیر نگرانی تیار ہوئی تھی۔ جو فن انجنیری کا ایک بڑا کارنامہ سمجھی جاتی ہے۔ اس فن پر آپ کی متعدد تصانیف بھی موجود ہیں۔ جن کو اہل علم بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں

۱۶ نومبر ۱۹۱۳ء کو آپ مشرف باسلام ہوئے۔ اور اسلامی نام شیخ رحمت اللہ فاروق اختیار کیا۔ آپ کا عیسائی نام چارلس مارک الفنسن تھا۔ اور آپ عیسائیت کے پروٹسٹنٹ فرقے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے قبول اسلام سے انگلستان کے پادریوں میں کھلبلی مچ گئی تھی اور اعلیٰ معاشرتی حلقوں میں مخالفت کا ایک طوفان برپا ہو گیا۔ ایسے وقت میں آپ نے عدیم النظیر استقامت کا نمونہ دکھلایا۔ اور حق و صداقت کی خاطر کسی نقصان اور مخالفت کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں کی۔

آپ کے قبول اسلام اور گرم جدوجہد اور مفید مشوروں سے ووکنگ مشن اور یورپ میں تبلیغ اسلام کی تحریک کو بہت امداد ملی۔ آپ برٹش مسلم سوسائٹی کے ایک قابل ذکر بانی اور صدر تھے اور اس سوسائٹی کی خدمات دینی میں مرحوم کا بہت زیادہ حصہ ہے فن انجنیری پر تصنیفات کے علاوہ آپ نے بعض دینی رسائل بھی لکھے جن میں سے حضرت نبی کریم صلعم کی سیرت مبارک پر ایک چھوٹا سا رسالہ قابل ذکر ہے۔

قبول اسلام کے بعد آپ نے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی معیت میں فریضہ حج ادا کیا اور ۱۹۲۸ء میں ہندوستان بھی تشریف لائے۔ جہاں اپنی جماعت کے سالانہ جلسہ میں شرکت کی۔ اور دہلی میں ایک عظیم الشان تبلیغی کانفرنس کی صدارت فرمائی۔

غرضیکہ مرحوم بے شمار خوبیوں اور قابلیتوں کے انسان تھے آپ کا وجود گرامی یورپ میں تحریک تبلیغ اسلام کے لئے بیحد مفید تھا۔ اور آپ کا انتقال ایک ناقابل تلافی نقصان ہے جس نے ہر ایک حساس مسلمان کے دل کو رنج و غم سے بھر دیا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعزاز کے ساتھ اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آپ کے بیشمار دوستوں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ہم جماعت احمدیہ لاہور کے تمام افراد کی طرف سے آپ کے خاندان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔

شمس العلما سید ممتاز علی صاحب

گزشتہ ہفتہ جناب شمس العلما سید ممتاز علی صاحب کی وفات سے مسلمانان ہند کو ایک بہت بڑا نقصان پہنچا ہے۔ مرحوم ایک روشن خیال عالم، ایک بلند پایہ ادیب اور ایک مخلص و خاموش کارکن تھے۔ سرسید مرحوم کے رفقا کار میں سے تھے۔ گذشتہ تیس چالیس سال کے عرصہ میں عورتوں کی تعلیم و حقوق کے متعلق آپ نے بیش بہا کام کیا مسلمان خواتین میں تھوڑی بہت جو بیداری اور تعلیم کا شوق نظر آ رہا ہے اس میں مرحوم کی کوششوں کو کافی دخل ہے۔ آپ اخبار "تہذیب نسواں" اور اخبار "پھول" کے بانی اور متعدد علمی و اصلاحی کتب کے مصنف تھے۔ عمر کے آخری ایام میں خدمت قرآن کی سعادت بھی حاصل کی تھی۔ ایک خاص اسلوب سے قرآن شریف کی تفسیر لکھنی شروع کی معلوم ہوا کہ انتقال کے ایک روز پہلے تک آپ اس کام میں مصروف رہے۔ آپ نے دو نوجوان اور تعلیم یافتہ صاحبزادے سید حمید علی صاحب اور سید امتیاز علی صاحب اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ ہمیں آپ کے صاحبزادوں و دیگر افراد خاندان سے اس حادثہ میں دلی ہمدردی ہے

پشاور میں تباہ کن آتشزدگی۔ چند روز ہوئے۔ پشاور میں آتشزدگی کا تباہ کن حادثہ ہوا جس نے چند گھنٹوں کے اندر دو اسلامی محلوں کو راکھ کا ڈھیر بنا دیا۔ تقریباً دو ہزار مکانات جل کر خاک سیاہ ہو گئے۔ پشاور کے مکانوں میں لکڑی زیادہ استعمال کی جاتی ہے۔ غیر معمولی نقصان کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے پولیس اور فوج نے انتہائی کوشش کے بعد آگ کو فرو کیا ورنہ اس بات کا اندیشہ تھا کہ سارا شہر اس کی لپیٹ میں آ جائے۔ نقصان جان کی تو کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی لیکن نقصان مال بہت ہوا۔ کم از کم پچاس لاکھ روپیہ کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ ہزاروں مسلمان بے خانماں ہو گئے ہیں۔ زلزلہ کوئٹہ کے بعد یہ خوفناک حادثہ بہت ہی تکلیف دہ اور روح فرسا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم کرے۔ اور انہیں نیکی اور توبہ و استغفار کی توفیق دے۔ یہ آفات یقیناً انسان کی بداعمالیوں کا نتیجہ ہیں۔ بلدیہ پشاور اور حکومت سرحد آتش زدگان کی امداد کر رہی ہیں۔ لیکن وہ عظیم الشان نقصان کے پیش نظر کافی نہیں۔ اس لئے تمام مسلمانان ہند کو اپنے پشاوری بھائیوں کی امداد میں حتی المقدور حصہ لینا چاہئے۔

ایک مخلص نوجوان کا کار خیر۔ ڈاکٹر سید بشیر حسین شاہ خلف الرشید حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کا ذکر گذشتہ پرچہ میں ہو چکا ہے آپ نے لاہور چھوڑنے سے پیشتر ایک اور کار خیر کیا جس کا ذکر حضرت شاہ صاحب ممدوح کی ممانعت کے باوجود ہم اس لئے کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ ہماری جماعت کے دوسرے نوجوانوں کو بھی نیک کاموں میں حصہ لینے کی تحریک ہو۔ مسجد احمدیہ بلڈنگس کے دو برقی پنکھے بوسیدگی کی وجہ سے تقریباً ناکارہ ہو چکے تھے۔ نمازیوں اور درس قرآن سننے والوں کو گرمی کے ایام میں تکلیف ہوتی تھی۔ ڈاکٹر سید بشیر حسین شاہ صاحب نے اپنی ملازمت پر جانے سے قبل دو نہایت اعلیٰ درجے کے نئے برقی پنکھے مسجد کو عنایت فرمائے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر اور بیشمار دینی و دنیوی ترقیاں عطا فرمائے یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ مسلمان نوجوان روز بروز مساجد سے دور اور غافل ہوتے جاتے ہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل ہے کہ اس میں ڈاکٹر سید بشیر حسین صاحب ایسے نوجوان موجود ہیں۔ جو مساجد کی خدمت کو باعث سعادت سمجھتے ہیں۔ اور یہ سب حضرت مسیح موعود کی برکت ہے۔ پنکھے یا اسی قسم کے دوسرے سازوسامان ہمارے نزدیک کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتے۔ قابل قدر خدمت مسجد کا وہ پاک جذبہ ہے۔ جو اس قسم کی قربانیوں کا محرک بنتا ہے۔ دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک احمدی نوجوان کے سینے میں یہ جذبہ موجزن کرے۔

مسلم ہائی اسکول میں تعزیتی جلسہ

آج بتاریخ ۲۳ جون ۱۹۳۵ء جملہ اساتذہ و طلباء مسلم ہائی اسکول کا جلسہ زیر صدارت سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر منعقد ہوا جس میں الحاج لارڈ فاروق ہیڈلے مرحوم و مغفور کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج و افسوس کا ...... کا اظہار کیا گیا۔ اور ذیل کے ریزولیوشن باتفاق پاس ہوئے

(۱) یہ جلسہ الحاج لارڈ فاروق ہیڈلے مرحوم و مغفور کی وفات حسرت آیات پر اظہار رنج و افسوس کرتا ہے اور خدا سے دعا کرتا ہے کہ وہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(۲) اس ریزولیوشن کی نقول تمام مسلم اخبارات میں دی جاتیں اور ایک نقل معرفت ووکنگ مشن لارڈ فاروق ہیڈلے مغفور کے پسماندگان کو بھیجدی جائے۔

(۳) باقی وقت کے لئے سکول کو بند کیا جائے۔ (نامہ نگار)

احباب چیمبہ کی مشکلات

نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ کلفر والیوں نے ہماری جماعت کی مسجد ... بند کر دیا ہے اور حکام ریاست نے بھی ... قادیانی جماعت بھی ہماری جماعت کو مٹانے کے لئے مخالفین کے ساتھ مل رہی ہے ان امور کے متعلق مشورہ کرنے کے لئے جماعت چیمبہ کے پانچ چھ دوست ڈلہوزی میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ عنقریب انجمن اس بارہ میں مناسب مشورہ کر کے ضروری کارروائی کرے گی۔ احباب چیمبہ بڑی استقامت دکھلا رہے ہیں اور ہر قسم کی تکلیف اٹھا کر بھی حق کی تبلیغ جاری رکھنے کا عزم کر چکے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ انہیں استقامت و حوصلہ اور ان کے مخالفین کو ہدایت عطا فرمائے تمام وابستگان سلسلہ اپنے ان مصیبت زدہ بھائیوں کے لئے درد دل سے دعا کریں۔

ایک مخلص دوست کی علالت

شیخ اسلام الدین صاحب احمدی

ریڈر گورنمنٹ آف انڈیا پریس شملہ خلف الرشید شیخ الہ دین صاحب احمدی کی علالت کا ذکر اس سے قبل ہو چکا ہے چند روز ہوئے آپ کے دائیں طرف فالج کا حملہ ہوا۔ تازہ اطلاع یہ ہے کہ موصوف کو پہلے سے قدرے افاقہ ہے شیخ الہ دین صاحب ہماری جماعت کے ایک قدیم و مخلص رکن ہیں اور دینی خدمات میں ہمیشہ حصہ لیتے رہتے ہیں اسلام الدین صاحب بھی اس معاملہ میں اپنے والد بزرگوار کے نقش قدم پر ہیں۔ مرض کی نوعیت قدرتی طور پر باعث تشویش ہے اس لئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت تمام بزرگان سلسلہ کی خدمت میں خصوصیت سے درخواست ہے کہ وہ اس نوجوان کی صحت کے لئے بالالتزام دعا کریں۔

مرزا عبدالرحمٰن بیگ صاحب

مرزا عبدالرحمٰن بیگ صاحب خلف الرشید حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بخیر و عافیت انگلستان پہنچ چکے ہیں اور لنکاشائر کے ایک ورکشاپ میں کام پر متعین ہو گئے ہیں۔

موصوف اپنے تازہ خط میں لکھتے ہیں کہ لنکاشائر میں ہزاروں آبادی کا ایک مختصر سا قصبہ ہے جس میں صرف اہل پیشہ لوگوں کی رہائش ہے اس مقام پر دو دلچسپ مقبرے ہیں، جو یورپ کے بڑے شہروں میں پائی جاتی ہیں۔ تمام احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس ہونہار نوجوان کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔

بنت داروغہ نبی بخش صاحب

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت میں بابرکت بزرگوں اور سعید نوجوانوں کے علاوہ متعدد ایسی دیندار و باہمت خواتین موجود ہیں جن پر کوئی قوم بجا طور پر فخر کر سکتی ہے۔ ایسی خواتین میں سے جناب داروغہ نبی بخش صاحب کی صاحبزادی خاص طور پر قابل ذکر ہیں اس نیک بی بی کو خدمت دین کی غیر معمولی لگن ہے نمائش دستکاری اور جماعت کے دیگر زنانہ اجتماعات کی کامیابی میں ان کی مخلصانہ کوششوں کا کافی حصہ ہوتا ہے ایسے مواقع پر یہ معزز خواتین کے پاس خود پہنچ کر چندہ فراہم کرتی ہیں اور انہیں جلسہ میں شرکت کی دعوت دیتی ہیں۔ امسال آپ کے صاحبزادہ عزیز محمد اقبال نے الف۔ اے کا امتحان پاس کیا ہے اس مسرت میں ہماری بہن

نے مبلغ بارہ روپے انجمن کو عنایت فرمائے ہیں ہم اس کامیابی پر دلی مبارکباد عرض کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس نیک خاتون کو دنیا میں خوشی سے اور ان کے بچوں کو دینی و دنیوی ترقیاں عنایت فرمائے۔

معذرت اور درخواست دعا

خاکسار مدیر کی ہمشیرہ لائلپور کے قریب ایک گاؤں میں شدید علیل ہیں ۱۲ رجون کو بذریعہ تار ان کی تشویشناک علالت کی اطلاع ملی اور میں اسی روز لائلپور روانہ ہو گیا۔ ۲۵ ر تاریخ کو واپس آیا۔ انتہائی عجلت اور پریشانی میں یہ پرچہ مرتب کیا۔ باوجود کوشش کے کوئی ایسا انتظام نہ ہو سکا کہ ۲۳ رجون کا پرچہ میری عدم موجودگی میں شائع ہو جاتا۔ اس لئے افسوس کے ساتھ اسے ناغہ کرنا پڑا۔ اس اشاعت میں چند صفحات کے اضافہ سے اس ناغہ کی کسی قدر تلافی کی گئی ہے۔ آئندہ پرچہ ماہوار ایڈیشن انشاء اللہ ۳ رجولائی کو شائع ہوگا۔ عیدین۔ محرم۔ عید میلاد النبی

ضروری اعلان
سشن جج گورداسپور کا فیصلہ

سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ کا فیصلہ جو سشن جج گورداسپور نے لکھا ہے وہ اکثر احباب کی نظر سے گذر چکا ہوگا۔ اس فیصلہ میں بلا ضرورت کئی ایک بدنام کن باتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق بھی درج ہو گئی ہیں انجمن مناسب کارروائی کرنے کیلئے مشورہ لے رہی ہے اور عنقریب کوئی مناسب اقدام کیا جائیگا +

اور جولی پر ہندوستان کے تقریباً تمام ہفتہ واروں اور روزناموں نے تعطیل منائی۔ لیکن پیغام صلح نے ناغہ گوارا نہ کیا۔ امید ہے قارئین کرام اس حقیقت کے پیش نظر اس مجبوری ناغہ کو اہمیت نہ دیں گے۔

آخر پر میں مریضہ کے لئے دعا کی درخواست بھی کرنا چاہتا ہوں۔ پہلے سے قدرے افاقہ ہے لیکن بہت کچھ تکلیف باقی ہے

(خاکسار مدیر)

احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کی کامیاب ممبران

اس سال بھی سال گذشتہ کی طرح احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کی کئی ممبران پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات میں شریک ہوئیں اور ان میں سے تقریباً تمام خدا کے فضل سے نہایت ہی اعلیٰ نمبروں میں پاس ہوئیں۔ کامیاب ممبران کی فہرست ذیل میں درج کی جاتی ہے

وزیر بیگم وائس پریذیڈنٹ احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن بی۔ اے

زکیہ نوشین بی۔ اے

دختر حضرت مولانا محمد علی صاحب بی۔ اے

ناصرہ ، ، ، الف۔ اے

شریف النساء بیگم الف۔ اے

محمودہ بیگم بنت مولوی عبداللہ صاحب الف۔ اے

رضیہ بیگم بنت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب میٹرکولیشن

رشیدہ بیگم بنت شیخ نور احمد صاحب مرحوم میٹرکولیشن

ان سب کی خدمت میں احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کی طرف سے دلی مبارکباد عرض ہے۔

خاکسار

سکرٹری احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن

فہرست چندہ کوئٹہ ریلیف فنڈ
۱۵ رجون تک

نام	روپیہ	آنہ	پائی
ملک کندن خان صاحب سرینڈ ڈھیری	۶	۱۰	۰
ایم محمد عبداللہ صاحب سب انسپکٹر لوگام	۳	۱۰	۰
صاحبزادہ عبدالقدوس صاحب مارخوسن	۵	۰	۰
معرفت رستم علی صاحب منجانب جماعت امرتسر	۲۹	۶	۰
بیگم صاحبہ شیخ محمد ریاض الدین احسن صاحب میانوالی	۴	۰	۰
حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	۵	۰	۰
ہر دو دختران حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	۲	۰	۰
حافظ محمد بخش صاحب اوکاڑہ	۲	۰	۰
شیخ فاروق احمد صاحب مظفر گڑھ	۴	۰	۰
معرفت ملک لنگر خان صاحب منجانب جماعت ملتان	۸	۴	۰
ایم محمد ابراہیم صاحب ، ، گوجرہ	۵	۰	۰
میاں غلام شبیر صاحب مظفر گڑھ	۲	۰	۰
سید لطف شاہ صاحب نوشہرہ چھاؤنی	۵	۰	۰
اہلیہ صاحبہ سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب لاہور	۱	۰	۰
سید مشتاق احمد صاحب سب انسپکٹر بنگس معہ اہلیہ صاحبہ	۲	۰	۰
چوہدری روشن دین صاحب	۱۵	۰	۰
اہلیہ صاحبہ چوہدری روشن دین صاحب	۱۰	۰	۰
معرفت ماسٹر عطاء الٰہی صاحب منجانب جماعت برنالہ	۰	۴	۰
خواجہ علی محمد صاحب منجانب جماعت سرینگر	۹	۵	۶
مولانا مولوی عبدالماجد صاحب عظیم کلہ	۱۰	۰	۰
مہر خان محمد خان صاحب سب انسپکٹر پولیس نرائن گڑھ	۱۸	۰	۰
معرفت مفتی فضل احمد صاحب منجانب جماعت جموں	۵	۰	۰
معرفت شیخ غلام حسین صاحب منجانب جماعت سیالکوٹ	۱۱	۸	۰
بابو عزیز احمد صاحب انبالہ چھاؤنی	۲	۰	۰
خان عبدالعزیز خان صاحب باغ	۵	۰	۰
غلام مصطفیٰ صاحب چک ورکاں	۰	۸	۰
میزان	۱۷۱	۱۵	۶
سابقہ میزان	۵۷۰	۶	۳
کل میزان	۷۴۲	۵	۹

خاکسار مرزا مسعود بیگ اسسٹنٹ سیکرٹری

شذرات

معلوم ہوتا ہے کہ نام نہاد مجلس احرار اور بدزبانی، بہتان طرازی اور اخلاقی سوزی لازم و ملزوم ہیں۔ احراریوں کے لیڈروں اور ان کی تقریریں احراریوں کے اخبارات اور ان کی تحریریں۔ احراریوں کے اجتماعات، جلوس اور مظاہرے۔ غرضیکہ ان کی ہر ایک چیز اور ہر ایک حرکت تہذیب اور شرافت سے کوسوں دور ہے جس جگہ احراریوں کا کوئی جلسہ ہو تو کئے۔ وقت مقررہ سے کئی کئی گھنٹے پہلے جلسہ گاہ میں نوجوانوں کی سستیاں اور سوقیانہ حرکتیں شروع ہو جاتی ہیں۔ بازاری گیت گائے جاتے ہیں۔ غیر شریفانہ نعرے بلند کئے جاتے ہیں۔ احمدیت اور حضرت مرزا صاحب کے خلاف بدزبانی کی جاتی ہے جس کسی شہر میں احراریوں کی کوئی کانفرنس منعقد ہوتی ہے۔ وہاں کئی کئی دن تک شرفا کی عزت غیر محفوظ ہو جاتی ہے بیہودہ نعرے اور گیت اس شہر کے گلی کوچوں میں شب و روز سنائی دینے لگتے ہیں۔

گذشتہ سال قادیان کی نام نہاد تبلیغ کانفرنس کے چند مناظر ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے وہ ایسے تھے جن کو دیکھنے کے بعد ہر ایک شریف انسان احراریوں کی اخلاقی موت کا یقین کرنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔ پنڈال میں جگہ جگہ بازاری چھوکرے فحش و اخلاق سوز گیت گا رہے تھے۔ نہایت ہی بیہودہ اور قابل نفرت لٹریچر فروخت ہو رہا تھا۔ سٹیج پر دو تین نوجوان تنگ بار بار آ کر بدترین دشنام اشعار پڑھتے تھے۔ اس طوفان بدتمیزی میں احراری سرغنے اور مکفر علماء اپنی وسیع عریض عبائیں، زریں عماموں اور طویل داڑھیوں سمیت خوش خوش گھوم رہے تھے۔ اور بار بار ان بازاری چھوکروں کو ان کی بازاری حرکات پر داد دے رہے تھے۔

ایک دو روز میں لائل پور میں ان نام نہاد احراریوں کی ایک نام نہاد تبلیغی کانفرنس منعقد ہونے والی ہے جس کی تیاریاں کئی ہفتے سے شروع ہیں۔ آوارہ مزاج چھوکروں کے لئے ایک مشغلہ مہیا ہو گیا ہے۔ مقامی احراریوں کی چاندی ہو رہی ہے۔ خیر ان باتوں کو چھوڑیئے قابل ذکر امر یہ ہے کہ شہر کی اسلامی آبادی کے اخلاق خراب ہو رہے ہیں، شرفا کی عزت خطرے میں پڑ گئی ہے۔ آوارگی اور سوقیانہ پن کا دور دورہ ہے۔ گذشتہ ہفتہ ایک ذاتی کام کے لئے لائلپور جانے کا اتفاق ہوا۔ روزنامہ "احسان" کے سب آفس کے قریب ایک احراری کو احمدیت کے خلاف اس قدر فحش گیت گاتے سنا جسے کوئی شریف انسان سننا گوارا نہیں کر سکتا۔ اس قسم کی حرکتیں ہر حالت اور ہر رنگ میں بری اور قابل نفرت ہیں، لیکن تبلیغ اسلام اور خدمت اسلام کے نام پر ان کا ارتکاب سب سے بڑی اسلام دشمنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے اور وہ احمدیت کی مخالفت کے جنون میں مبتلا ہو کر شرافت و اخلاق اسلامی کی تخریب اور رسوائی نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ وہ بالعموم ان کی قدر نہیں کرتا۔ لیکن قدرت کا زبردست ہاتھ اسکو کبھی کبھی ایسے حالات سے دوچار کر دیتا ہے۔ کہ اسے اپنی اس غلطی کا پوری طرح احساس ہو جاتا ہے۔ ہوا اور پانی کس قدر عام چیزیں ہیں، ہر جگہ بالعموم نہایت کثرت سے، اور مفت دستیاب ہوتی ہیں ان کے بغیر انسانی زندگی محال ہے لیکن ہم سے کتنے ہیں، جو ان بے بہا نعمتوں کے لئے مالک حقیقی کا صحیح معنوں میں شکر ادا کرتے ہیں۔ کئی دفعہ دیکھا اور سنا ہے۔ کہ آدمی یا جانور ایسی جگہ بند ہو گئے جہاں ہوا نہیں پہنچتی تھی۔ اور دم گھٹ کر مر گئے۔ زلزلہ کوئٹہ میں سینکڑوں ہزاروں آدمی زخموں سے نہیں بلکہ ملبے کے نیچے ہوا نہ ملنے سے جاں بحق ہو گئے۔

چند روز ہوئے اخبارات میں ایک عبرت انگیز خبر شائع ہوئی ہے کہ حال ہی میں صحرائے اعظم سے ایک انگریز خاتون کی لاش ملی جس کے متعلق قیاس کیا جاتا ہے کہ مشہور سیاح خاتون مسز پلٹ کی ہے۔ لاش کے پاس ایک رقعہ بھی پڑا ہوا تھا جس سے معلوم ہوا کہ اس خاتون کے پاس پانی وغیرہ سب ختم ہو گیا۔ اور پیاس کی شدت سے مجبور ہو کر اس نے اپنی رگوں کو کاٹ کر اپنے خون سے پیاس بجھانے کی کوشش کی۔ لیکن اس میں بھی وہ کامیاب نہ ہو سکی اور ایک مہذب و متمدن عورت نے پانی کے ایک گھونٹ کے لئے دم توڑ دیا۔

انسان اپنی طاقت، اپنی جوانی، اپنی دولت و اقتدار، اپنی عقل و تدبیر اور اپنے علم اور سائنس پر بہت نازاں ہوتا ہے۔ لیکن ان ساری چیزوں کی بساط صرف یہ ہے کہ اگر چند منٹ ہوا اور چند گھنٹے یا زیادہ سے زیادہ ایک دو روز پانی میسر نہ ہو۔ تو غرور و ناز کا یہ پتلا انتہائی بیچارگی اور بے بسی کی حالت میں دم گھٹ کر اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتا ہے غور و فکر کرنے والوں کے لئے ان مثالوں میں ہزاروں سبق اور ہزاروں عبرتیں پوشیدہ ہیں۔ اگر قدرت ہوا اور پانی کو ہم سے چھین لے تو ہمارا کیا حشر ہو؟ اللہ تعالیٰ نے ہم کو بے انتہا مقدار میں یہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ تو یہ اس کی کتنی بڑی بخشش اور عنایت ہے۔ پھر ذرا اس کے بعد اپنے وجود پر غور کرو۔ آنکھیں، کان، ناک، دانت، ہاتھ، پاؤں ان میں سے ہر ایک چیز کس قدر بیش قیمت اور ضروری ہے۔ جو بدنصیب ان میں سے کسی چیز سے محروم ہیں۔ ان کی حالت کو سامنے رکھ کر ذرا سوچو۔

کچھ عرصہ ہوا۔ ایک یوروپین خاتون نے جو غالباً کسی انگریزی اخبار کی نامہ نگار تھی، امیر عبداللہ والئے شرق اردن سے ملاقات کی اور دوران گفتگو میں امیر سے سوال کیا:۔

"کیا آپ خوش نہیں ہیں کہ تہذیب مغرب کی شمع تمام دنیا کی عورتوں کو منور کر رہی ہے"؟

اس کے جواب میں امیر موصوف نے افسوس کے ساتھ سر ہلایا اور کہا:۔

"نہیں، کیونکہ یہ تہذیب ان (عورتوں) کے اندر جدید لذتوں یعنی خوبصورت لباس یوروپین فیشن اور راتیں ناچ گانوں کا شوق پیدا کرتی ہے۔ عورتیں مردوں کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں کہ وہ اپنے گھوڑے فروخت کر کے موٹر کاریں خریدیں"۔

امیر موصوف کا یہ جواب کس قدر صحیح اور حقیقت پر مبنی ہے کاش ہمارے مغرب زدہ مرد اور عورتیں اس پر غور کریں۔

سرزمین تہذیب لندن کی ایک تازہ خبر ملاحظہ ہو:۔
"گذشتہ ہفتہ گلاسکو (اسکاٹ لینڈ) کی سڑک پر علی الصباح ان مسافروں نے جو موٹر کاروں میں اپنے اپنے کاروبار کو جا رہے تھے ایک ایسا عجیب منظر دیکھا کہ عمر بھر یاد رکھیں گے۔ انہوں نے آبادی سے کسی قدر دور سڑک کے بیچوں بیچ مادر زاد برہنہ جوان لڑکیوں کا ایک غول دیکھا، جو نہایت اطمینان سے قدم ملائے انتہائی بے تکلفی کے ساتھ گزر رہا تھا۔ غول نے اس قدر بے پروائی کے ساتھ ساری سڑک پر قبضہ کر رکھا تھا کہ موٹروں کے گزرنے کے لئے بھی راستہ نہ تھا۔ جہاں ہجوم ہوتا ہے۔ وہاں ہر قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہاں بھی بعض مردہ دل اور بدنصیب زاہدان خشک موجود تھے۔ انہوں نے لڑکیوں کو ڈانٹا جس کا جواب مسلسل قہقہوں کے ساتھ ملا۔ آخر مجبور ہو کر ٹیلیفون پر پولیس کو اطلاع دی گئی جس پر یہ غول جنگل میں غائب ہو گیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ لڑکیاں برہنہ کلب کی ممبر تھیں"۔

ہمارے ناظرین میں سے بہت سے ایسے ہونگے جو مغربی لڑکیوں کی اس بے حیائی کو پڑھ کر اپنے ہاتھوں سے اپنا منہ چھپالیں گے اور اخبار میں اس خبر کے نذران پر معترض ہونگے۔ لیکن گذارش یہ ہے کہ ہمارے ملک کے تعلیم یافتہ لڑکے اور لڑکیاں اور فیشن پرست حضرات تقلید مغرب کے جنون میں آنکھیں بند کئے جس راستے پر چل رہے ہیں اس کی منزل مقصود بھی یہ اخلاقی و حیا سوزی کا ہی غار ہے۔ ضرورت ہے کہ یورپ کی دجالی تہذیب کا انسداد کیا جائے اور اپنی آئندہ نسلوں کو اس لعنت سے بچایا جائے۔ یہ کام دجال کو قتل کرنے والے کے جھنڈے تلے جمع ہوئے بغیر ممکن نہیں ✦

حکومت ترکی نے گذشتہ دنوں ایک قانون منظور کیا تھا۔ کہ مذہبی پیشواؤں اور مسیحی کلیساؤں کے پادریوں کو عوام سے ممتاز و مختلف کوئی لباس نہ پہننا چاہیئے تازہ خبر یہ ہے کہ ۱۲ر جون سے اس قانون کا نفاذ شروع ہو گیا ہے ملاؤں نے اپنے جبہ و دستار کو اتار دیا ہے مسیحی پادری اور راہبہ عورتیں بھی اس قانون کی تعمیل پر مجبور رہیں جو پادری اور ننیں اسکی تعمیل سے قاصر تھیں وہ ترکی سے روانہ ہو چکی ہیں۔ ملاؤں اور پادریوں کو انکے آلات تقدس سے محروم کر کے حکومت ترکی نے ایک قابل تعریف فعل انجام دیا ہے لیکن ہندوستان کے مکفر ملاؤں کا اخبار "الجمعیۃ" اس کی وجہ سے ترکوں پر بیحد ناراض ہو رہا ہے اس نے اپنی ۲۰ر جون کی اشاعت میں اس مفید قانون کی مخالفت کرتے ہوئے لکھا ہے

"علماء اسلام کو اس پر مجبور کرنا کہ ...... وہی لباس اختیار کریں جو حکومت انہیں پہنانا چاہتی ہے یقیناً ایک نہایت جابرانہ و مستبدانہ فعل ہے اور قطع نظر مذہبی جذبات کے کوئی اخلاقی و آئینی اصول بھی اسے برداشت نہیں کر سکتا...... حکومت ترکی کا یہ قانون بدرجہ قابل اعتراض اور لائق مذمت ہے"

ہر شخص اور ہر گروہ اپنی ذہنیت سے مجبور ہوتا ہے ہندوستانی ملانے بھی اپنی ذہنیت اور عادات سے مجبور ہیں ورنہ اصل بات یہ ہے کہ دوسرے ممالک کی طرح ترکی میں بھی عیسائی، پادری اور ملانے مشائخ اور طرح طرح کی شرارتیں اور فتنہ انگیزیاں کرتے تھے جیسا ان کے مذہبی لباس سے متاثر ہو جاتے تھے۔ حکومت ترکی نے کمال دانشمندی سے ان آلات تقدس ہی کی ممانعت کر دی اس کے علاوہ اور کوئی پابندی نہیں جسے جابرانہ و مستبدانہ فعل قرار دیا جا سکے چنانچہ اخبار "ملت" کا بیان ہے کہ

"مساجد کے ائمہ کیلئے کوئی خاص لباس مقرر نہیں کیا گیا چنانچہ وہ اپنی پسند کے مطابق عوام کے لباس میں پہنینگے ...... یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ رنگ کی بھی کوئی تخصیص نہ ہوگی وہ اپنی پسند کے مطابق جس رنگ کا لباس چاہینگے، پہن سکینگے"

سب سے زیادہ حیرت اس بات پر ہے کہ وہ لوگ جو ٹخنے سے نیچا پائجامہ پہننے اور داڑھی منڈانے پر کفر کا فتوے جڑ دیتے ہیں آج حکومت ترکی کو ایک دانشمندانہ قانون کے نفاذ پر قابل الزام قرار دے رہے ہیں اور اس ... کر اخلاقی و آئینی اصول یاد آ رہے ہیں۔ حالانکہ فتوے نویسی کے وقت وہ ان تمام باتوں کو بھول جایا کرتے ہیں۔ کاش دوسرے اسلامی ممالک بھی اس بارہ میں ترکی کی تقلید کریں ✦

جامعہ اسلامیہ بلرامپور

(از مولوی عمرالدین صاحب شملوی)

بلرامپور صوبہ یو۔پی میں ایک بہت بڑی ریاست ہے جس کا صدر مقام گونڈہ سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر جانب غرب واقع ہے۔ بلرامپور میں مولوی احمد زمان خانصاحب نے جو مسلمانوں کے سچے خیرخواہ اور ملک اور قوم کے ہمدرد ہیں مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق اور ترقی اسلام کے لئے ایک انجمن بنائی جس کا نام جامعہ اسلامیہ ہے اس جامعہ کا ایک اہم مقصد اتحاد بین المسلمین ہے اسی مقصد عظیم کو مدنظر رکھکر جامعہ کے جلسہ پر جو ۱۶۔۱۷۔۱۸ جون کو بلرامپور میں ہوا شیعہ، سنی، احمدی وغیرہ جماعتوں کے نمائندوں کو بلاکر لیکچر دلائے گئے تاکہ مسلمانان بلرامپور اپنی حقیقت سے باخبر ہو کر میدان عمل میں آئیں اور اپنی فلاح و بہبودی کے لئے کوشش کریں اور فانہ جنگی اور بے عملی کی لعنت سے رہائی پائیں۔ جامعہ اسلامیہ تمام ان لوگوں کو جو اپنے تئیں مسلمان کہتے ہیں ایک نگاہ سے دیکھنا اپنا دستور العمل جانتی ہے۔ یہاں تک کہ ہر شخص جو اپنے آپ کو مسلم کہتا ہو۔ وہ اس جامعہ کا ممبر بن سکتا ہے اور جامعہ کی ہر شاخ میں شامل ہو سکتا ہے۔ یہ نہایت مبارک تحریک ہے۔ کاش تمام مسلمان اس قدر وسیع الاخلاق ہوں اور تعصب کو چھوڑ کر

تعاونوا الی البر والتقوی

کے اصول پر گامزن ہوں اور

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا

پر ان کا صحیح معنوں میں عمل ہو۔ جیسا کہ جامعہ اسلامیہ کا بھی منشاء ہے ہم نے جامعہ کے مقاصد کو پڑھا ہے۔ وہ سب کے سب دراصل اسلامی تعلیم کا خلاصہ ہیں۔ اگر لوگ ان پر کاربند ہو جائیں تو کل روئے زمین پر اسلام ہی اسلام ہو جائے۔ جامعہ اسلامیہ جو کچھ چاہتا ہے وہ تو ہر مسلمان کی دلی آرزو ہے اور خدا تعالیٰ نے اسی غرض کے لئے تو احمدی جماعت کو پیدا کیا ہے

بلرامپور میں چار لیکچر

خاکسار جامعہ اسلامیہ کی دعوت پر بلرامپور پہنچا اور چار لیکچر اسلام کی خوبیوں پر دیئے جنہیں وہاں کی پبلک نے بہت ہی پسند کیا اور پبلک بے حد متاثر ہوئی اور بے اختیار سب کے سب مصافحہ کے لئے خاکسار کی طرف بڑھے۔ آخر مولوی احمد زماں صاحب نے کہا۔ کہ کب تک یہ مصافحہ کا سلسلہ جاری رہیگا۔ اب یہاں سے چلد یجئے۔ مگر پھر بھی بمشکل لوگوں سے پیچھا چھڑا یا۔ بعض حاسدوں کو جلن بھی ضرور ہوئی۔ لیکن وہ مجبور رہے۔ اگلے دن پھر لیکچر ہوا۔ تو یہی حال تھا۔ تیسرے دن چونکہ ایک شیعہ فاضل کی تقریر تھی مجھے ان سے پہلے صرف آدھ گھنٹہ پبلک کے اصرار پر دیا گیا۔ چوتھے روز خود پبلک نے میرے لیکچر کا دوسری جگہ علیحدہ بندوبست کیا اور خدا کے فضل سے لیکچر نہایت کامیاب ہوا۔ ایک مولوی صاحب نے شرارت کرنی چاہی۔ تو اس کو لوگوں نے وہاں سے چلے جانے کو کہدیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ

دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار

اب میں جامعہ مذکورہ کے مقاصد اور دستور العمل بھی درج ذیل کرتا ہوں:۔

مقاصد و دستور العمل جامعہ اسلامیہ بلرامپور

دفعہ ۱۔ اس جامعہ کا فرض اولین ہے کہ اسلام کی تبلیغ شہروں قصبوں و دیہاتوں میں اپنے مبلغین سے کرنا جو اپنے صحیح خدمات کے ذریعہ سے ایسے ٹھیک طریقہ سے لوگوں تک پہنچا سکیں جو اختلافی و فروعی مسائل ذاتی جھگڑوں و نفاق سے پاک ہو

دفعہ ۲۔ ہر وہ اختلافی نزاعی مسئلہ جس کا تعلق کسی فرقہ ہائے اسلامیہ موجودہ سے ہے۔ اس کے خلاف آواز اٹھانا جامعہ کے لئے سخت مذموم ہے۔

دفعہ ۳۔ ہر وہ اصلاح جو مطلوب ہے۔ ہر طور و نہج سے ضروری ہے کہ نہایت نرمی و ملائمت سے ہو۔

دفعہ ۴۔ مسلم و غیر مسلم میں بذریعہ تحریر و تقریر علوم اسلامیہ کی اشاعت جس سے ان کے اخلاق پسندیدہ ہوں۔ اور معاشرت و اخلاق میں خوبی نصیب ہو۔

دفعہ ۵۔ مسلمانوں کو ان کے فرائض سے آگاہ کرنا اور پابند بنانا اور رسوم بے جا و اخلاق رذیلہ سے باز رکھنے کی کوشش کرنا

دفعہ ۶۔ مدارس ابتدائی یا شبینہ کے ذریعہ اسلامی تعلیم دینا یا نہایت ہی کم خرچ سے ایسے مدارس کا جاری کرنا

دفعہ ۷۔ کتب خانے قائم کرنا۔

دفعہ ۸۔ بیت المال قائم کرنا اور اس سے یتیموں کی نگرانی اور معذور الحال اشخاص جن کا کوئی کفیل نہ ہو سکے۔ کی حتی الامکان ضروری امداد کرنا اور

دفعہ ۹۔ انسانوں کی بہبودی کے لئے ہر امکانی کوشش کرنا۔

دفعہ ۱۰۔ اکابرین اسلام کے کارنامے ان کی وفات و پیدائش کے حالات پر جلسہ کر کے لوگوں کو متنبہ کرنا اور اپنی اور قوم کی اصلاح کرنا اگر رسم و رواج میں وہ چیزیں جو بگڑ کر بری صورت میں ہیں تو قیود بے جا کو مٹا کر صحیح ڈھنگ سے کام لینا اس طرح کرنے میں غلط فہمی بھی دور ہو گی اور صحیح رنگ میں اتحاد و اتفاق بین المسلمین پیدا ہوگا۔

اس میں شک نہیں کہ یہ درخواست، بہت سلجھے ہوئے انسانوں کے کرنے کی ہے ورنہ خطرہ نقصان پہلے فائدہ پیچھے (یہ دفعہ اختیاری ہے مجبوری نہیں۔

دفعہ ۱۱۔ دنیا پر اسلام کی برکت اتفاق و اتحاد پھیلانا۔ اور مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد کی زنجیر سے جکڑ دینا

دفعہ ۱۲۔ افلاس کو دفع کرنا۔ ملک قوم کو تاجر و صناع مزدور باکار بنانا۔

دفعہ ۱۳۔ مساجد کا آباد کرنا۔ شہر و دیہات کی مسجدوں میں امام منتخب کرنا اور ان کے ذریعہ نشر و تبلیغ کرنا۔

دفعہ ۱۴۔ محض تقریر و تحریر سے نہ کبھی (جیسا چاہئے) کام چلا ہے نہ چلیگا۔ اس لئے ہر ممبر کا فرض ہے کہ وہ بجائے خود عامل مبلغ مصلح بنے۔

دفعہ ۱۵۔ ہر شخص جو اپنے تئیں مسلم کہتا ہو جامعہ کا ممبر ہو سکتا ہے اور ہر شاخ میں شامل ہو سکتا ہے

دفعہ ۱۶۔ ہر شخص جو جامعہ کا ممبر ہے۔ مجبور ہے کہ قواعد و ضوابط جامعہ کا پابند ہو مضرت نہ ہو

مگر

اس کے یہ معنی بھی نہیں ہیں کہ وہ اپنے مذہب و خیال کی اشاعت نکرے۔ جیسا کہ دفعات ۱۔۲۔۳ سے ترشح ہوتا ہے منشا صرف اسقدر ہے

غرض مدعا ہو۔ اختلاف معاملہ ہو۔ جو نزاع و افتراق کی لعنت سے جدا ہو۔

یہ مشکل امر بہت ہی آسان ہے جبکہ قلب و زبان قُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا (لوگوں سے شیریں کلامی سے پیش آؤ) اور اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ (خدا کی طرف حکمت و دانائی سے بلاؤ۔ اور نصیحت پاکیزہ اور مباحثہ مقابلہ خیر و خوبی سے کرو) کے تحت سلف صالحین کے نمونہ پر ہو جس کی شناخت و علامت فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ہے۔ یعنی اگر تمہارے اور تمہارے مد مقابل میں عداوت ہوگی۔ تو وہ دوستی سے بدل جائیگی۔

خلاصہ

تبلیغ کیجئے تنظیم فرمائیے۔ جو چاہے سو کیجئے۔ مگر نفرت و شر انگیز طریقہ پر لعنت بھیجئے اور یہی ہمارے بزرگوں نے کیا ہے۔ جامعہ کا جو ممبر اس کے خلاف ہو لازم ہوگا۔ کہ فوراً خارج کیا جاوے۔ اگرچہ دوسرے پلیٹ فارم سے کر رہا ہو۔ کیونکہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ (خدا یقیناً مفسدوں کو پسند نہیں کرتا ہے)

جبکہ مسلم و غیر مسلم کی کوئی قید و تصریح آیات محولہ بالا میں نہیں ہے تو خانہ جنگی کیونکر جائز ہو سکتی ہے۔

تعصب و نفرت انگیز طریقہ سے جدا ہو کر بھی اگر کوئی ممبر یا رکن جامعہ اپنے کسی خاص خیال کا اظہار کرنا چاہے جو اصول جامعہ کے خلاف ہے تو بھی جامعہ کا پلیٹ فارم اس کے لئے نہیں ہے اس کے لئے جداگانہ جگہ ہوگی۔

حاصل کلام

یہ کہ جامعہ کا رکن یا ممبر متعصب ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا ہے

المعلن:۔ ناچیز الٰہی بخش جنرل سیکرٹری جامعہ اسلامیہ بلرامپور

۳ر ستمبر ۱۹۳۴ء

تلخی عیش

"انگلستان میں اس وقت ۱۵ لاکھ انسان مرض بیخوابی میں مبتلا ہیں"

"بیخوابی کا مرض جو بیسویں صدی کا خاص عذاب ہے اس ملک میں روز افزوں ہے"

"انگلستان کی بالغ آبادی میں آج ہر بیس میں ایک شخص اسکا مریض ہے"

"تیس سال قبل کہیں اسی شخصوں میں ایک اس میں مبتلا ملتا تھا"

"ڈاکٹروں اور ماہرین نفسیات کا بیان ہے کہ اس کا اصلی سبب گنجان اور پر شور شہروں کی آبادی میں رہنا ہے"

(سنڈے ایکسپرس، لندن ۱۷ر مارچ ۱۹۳۵ء)

ایمان کو گنوا کر جان کا خریدنا تعلیم جدید کا سب سے بڑا اور قابل قدر تحفہ ہے سوا س کا حال بھی آج آپ پہلی بار نہیں۔ بارہا دیکھ چکے! نئی نئی بیماریاں اور نئی نئی وبائیں نئے نئے عذاب اور نئی نئی بلائیں عصبی و دماغی امراض و بیرزگاری افلاس جنون اور خودکشی، قتل اور غارتگری بیحیائی اور فحش پرستی اتنے سارے تحفوں [illegible] (امروز)

علماء سوء کون ہیں؟

جن سے بچنا چاہئے

(از جناب عبدالرزاق صاحب ملیح آبادی - مدیر اخبار ہند)

ایک بھائی لکھتے ہیں کہ عام مسلمانوں کے لئے بڑی مشکل ہے۔ کہ کس کی پیروی کریں۔ اور کس کی نہ کریں۔ ہر مولوی اپنے مخالف مولویوں کو علماء سوء کا خطاب دیتا ہے۔ لہذا کوئی ایسی صاف علامت بتائیے۔ کہ ہم آسانی سے جان لیں کہ علماء حق کون ہیں اور علماء سوء کون ہیں؟

ذیل میں اسی سوال کا جواب بہت اختصار کے ساتھ پیش کرتا ہوں:۔

"سوء" کے معنی ہیں بُرے یعنی ایسے علماء جو راہ راست سے بھٹک گئے ہیں اور دوسروں کو گمراہی پھیلاتے ہیں۔

حدیث صحیح میں وارد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم اگلوں کے نقش قدم پر چلوگے۔ بالشت بالشت اور ہاتھ ہاتھ۔ یہانتک کہ اگر وہ کسی بل میں گھسے ہیں تو تم بھی اس میں ضرور گھسوگے صحابہ نے سوال کیا۔ "وہ اگلے دن کون ہیں کیا یہود و نصاریٰ؟" فرمایا۔ "اور کون!"

اس حدیث نبوی نے علماء سوء کی پہچان آسان کردی ہے۔ ہمارے جو علماء کرام اہل کتاب کے احبار و رہبان کی سی صفات رکھتے ہیں۔ وہی علماء سوء ہیں۔ قرآن مجید نے احبار و رہبان کی بہت سی صفتیں بیان کردی ہیں۔ ذیل میں بعض درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ دوسروں کو نصیحت کرنا اور خود اپنی اصلاح نہ کرنا۔ فرمایا۔ اتامرون الناس بالبر الخ یعنی تم دوسروں کو تو بھلائی کی نصیحت کرتے ہو مگر خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو

یہ صفت علماء سوء میں کس قدر ... [illegible] ... ہیں کہ دنیا بہت بری ہے اس سے ہرگز دل نہ لگانا ... دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے ... [illegible] ... لیکن خود اپنے نفس کا یہ حال ہے کہ دنیا پر گرا پڑا ہے۔ ہر لقمہ دنیا ہی کی طلب ہے۔ بلکہ یہ وعظ و نصیحت بھی دنیا ہی کے لئے ہوتا ہے۔ جیب بھرنے کی لالچ ہوتی ہے۔ ورنہ کہاں مولوی صاحب اور کہاں مسلمانوں کو نصیحت؟ یہ لوگ ہمیشہ روپیہ وصول کرنے رہتے ہیں۔ اور کبھی اس سے انکار نہیں کرتے۔

۲۔ کتاب اللہ سے جہل ان میں عام ہوتا ہے۔ فرمایا ومنھم امیون لا یعلمون الکتاب الا امانی وان ھم الا یظنون (یعنی ان میں جاہل بھی ہوتے ہیں۔ جو کتاب اللہ کو نہیں جانتے مگر آرزوئیں بڑی بڑی رکھتے ہیں)

ہمارے علماء سوء کی بھی یہی حالت ہے کتاب اللہ سے جاہل ہوتے ہیں۔ جاہل ہی نہیں ہوتے۔ بلکہ اس کی تعلیم و تعلم سے بھی دوسروں کو منع کرتے ہیں کہتے ہیں۔ کتاب اللہ کا سمجھنا ناممکن ہے۔ لہذا اسے سمجھ کر نہیں۔ بلکہ طوطے کی طرح پڑھا کرو۔ ... ان کے مدارس میں ... کتاب اللہ کی باضابطہ تعلیم کا کوئی انتظام ... [illegible] ... ہیں۔ مثلاً ہیضاوی ... وغیرہ دیگر بیان کتابوں کی تعلیم ہوتی ہے۔ ... ہے نہ کہ قرآن کی ... کی قیل و قال پر بحث و گفتگو ہوتی ہے۔ قرآن کے معانی و مطالب کے فہم کا خیال نہ معلم کو ہوتا ہے۔ نہ متعلم کو۔ اور یہ اسی لئے کہ ان کے زعم میں قرآن کا فہم ناممکن ہے۔

یہ علماء سوء کی دوسری علامت ہے جس مولوی کو دیکھو کہ قرآن سے استدلال کرنے اور قرآن کے سمجھنے اور سمجھانے سے منع کرتا اور دعوی کرتا ہے کہ قرآن کا سمجھنا ناممکن ہے تو سمجھ لو کہ اس کا تعلق علماء سوء سے ہے۔

۳۔ غلو فی الدین۔ فرمایا یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم (اے اہل کتاب، دین میں غلو نہ کرو)

یہ وصف بھی علماء سوء میں بہت نمایاں ہے۔ دین کے اصول کلیات ضائع ہو چکے ہیں ان کی پرواہ نہیں لیکن فروغ و جزئیات اور من گھڑت سنتوں کے قیام میں از حد غلو ہے۔ داڑھی ایسی کیوں ہے؟ ویسی کیوں نہیں۔ لبیں اتنی بڑی کیوں ہیں؟ سر پر ایسے بال کیوں ہیں؟ پائجامہ اس وضع کا کیوں ہے؟ ٹخنے کھلے ہیں یا بند ہیں۔ غرضکہ اسی قسم کے امور میں از حد تشدد ظاہر کیا کرتے ہیں جس مولوی کو چھوٹی چھوٹی باتوں پر غل مچاتے اور فتنہ برپا کرتے دیکھو سمجھ لو۔ کہ علماء سوء میں سے ہے۔

۴۔ حرام مال کھانا۔ فرمایا "سماعون للکذب اکالون للسحت" (یعنی جھوٹ کے بہت سننے والے اور حرام کمائی کے بہت کھانیوالے) اور فرمایا "یا ایھا الذین امنوا ان کثیرا من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ (بعض بہت سے احبار و رہبان لوگوں کا مال ناجائز طریقہ سے کھاتے اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔

یہ وصف بھی علماء سوء کا خاص وصف ہے مختلف حیلوں سے مسلمانوں کا مال کھاتے رہتے ہیں۔ بہت سی ایسی بدعتیں ایجاد کرلی ہیں۔ جن کے ذریعہ پیٹ پالتے ہیں۔ مثلاً نذر نیاز کی رسمیں، تیجا، چالیسواں، برسی، وغیرہ۔ ختم قرآن وغیرہ کی مجلسیں۔ نیز اجرت لے کر وعظ کہنا۔ مناظرے کرنا وغیرہ امور۔ جس مولوی کو ایسے افعال کا مرتکب دیکھو۔ اس سے بچو۔ کیونکہ علماء سوء میں سے ہے

۵۔ سنگ دلی۔ فرمایا۔ وجعلنا قلوبھم قاسیۃ (یعنی ہم نے ان کے دل سخت کر دیئے ہیں کہ علماء سوء میں عام ہے۔ بڑے درشت مزاج ہوتے ہیں۔ غریبوں پر ہرگز رحم نہیں کرتے۔ امیروں کے قدموں پر جھک جاتے ہیں۔ مگر غریبوں کو دیکھکر گردن پھلا لیتے ہیں۔

۶۔ باہم بغض و عداوت۔ فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ (یعنی ان کے مابین ہمیشہ کیلئے بغض و عداوت پیدا ہو چکی ہے۔ علماء سوء کا بھی یہی حال ہے۔ کبھی دو برابر کے مولویوں میں محبت و خلوص نہ دیکھوگے۔ ہمیشہ ایک دوسرے کے خلاف ... [illegible] ... رہتے ہیں یہی دیکھکر عوام میں مثل مشہور ہو گئی ہے۔ "دو ملاؤں میں مرغی حرام"

(باقی آئندہ)

احمدی اور غیر احمدی

[illegible]

دوست محمد

تازہ خبریں

—— جنیوا ۲ رجون۔ حکومت ہند نے بین الاقوامی محکمہ عدلیہ کی نشست کی امیدواری کے لئے سرتیج بہادر سپرو کو نامزد کیا تھا۔ معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے اس عہدے کو قبول کر لیا ہے۔ یہ نشست جاپانی نمائندے مسٹر اڈیچی کی موت پر خالی ہوئی تھی۔

—— مصر کی جامعہ ازہر کی طرف سے صحیح بخاری کا انگریزی ترجمہ شائع ہو رہا ہے۔

—— گوالیار میں عید میلاد النبی کی تقریب سرکاری طور پر نہایت شان و شوکت سے منائی گئی۔ مہاراجہ صاحب کی طرف سے غربا کو کافی مقدار میں کھانا تقسیم کیا گیا۔

—— افتر ریڈ کراس سوسائٹی لاہور نے اعلان کیا ہے کہ ایسے مصدقہ پناہ گزیناں کوئٹہ جنہیں کپڑوں کی ضرورت ہو۔ دفتر سوسائٹی ہذا واقع ۲ سفر وز پور روڈ لاہور بالمقابل منگ اینڈ کو" میں بذات خود آئیں اور مطلوبہ کپڑے حاصل کر لیں۔

—— حکومت ترکی بحیرہ اسود پر ایک نئی بندرگاہ تعمیر کرنے کی تیاریاں کر رہی ہے اس بندرگاہ کے ساتھ ساتھ ایک ریلوے لائن بھی تعمیر کی جائیگی۔

—— ترکی کی مجلس کبیر نے مسودہ قانون ازدواج اہل اسلام منظور کر دیا ہے۔ عنقریب اس کا نفاذ ہو جائیگا اس قانون کی رو سے مسلم خواتین اپنے خاوندوں سے طلاق حاصل کر سکیں گی۔ بشرطیکہ ان کے پاس اپنے خاوندوں کے خلاف کافی وجوہ موجود ہوں۔ جنہیں قاضی یا جج قابل قبول سمجھتا ہو۔

—— شیخوپورہ ۲۲ رجون۔ نہر لوئر چناب گوگیرا برانچ کا بند ٹوٹ گیا جس کی وجہ سے تقریباً ایک درجن دیہات نذر آب ہو گئے۔

—— کلکتہ یونیورسٹی نے میٹریکولیشن تک ذریعہ تعلیم ملکی زبان قرار دیا ہے۔

—— معلوم ہوا ہے کہ مجالس قانون ساز کے ارکان کا ایک وفد وائسرائے سے ملاقات کر کے درخواست کریگا کہ کوئٹہ میں جائداد و املاک کی کھدائی کا کام علیداز جلد شروع کرا دیا جائے۔

—— ایران و افغانستان کے سرحدی قضیہ کے سلسلہ میں دونوں حکومتوں نے ترکی کو حکم تسلیم کر لیا تھا۔ اس سلسلہ میں ایک اعلیٰ ترکی فوجی افسر نے سرحد پر پہنچکر تحقیقات کی تھی اور اپنی تحقیقاتی رپورٹ مرتب کر کے حکومت کے سامنے پیش کر دی تھی معلوم ہوا ہے کہ جمہوری حکومت نے اپنا فیصلہ دونوں ملکوں کے سفرا کو سنا دیا ہے اور دونوں سفیروں کو تحریری مسودہ دیدیا ہے

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں معروف ہیں۔

—— مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ۲۱ رجون کو نماز جمعہ جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی نے پڑھائی۔ اور نہایت پر معارف خطبہ دیا۔ مولوی صاحب موصوف ہر روز جمعہ اور اتوار کے علاوہ نماز مغرب کے بعد درس قرآن دیتے ہیں۔ مقامی دوستوں کو اس سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے اس درس کے نوٹ انشاء اللہ وقتاً فوقتاً نکلتے رہینگے۔

—— جناب شکرالدین صاحب اہلمد محکمہ صاحب کمشنر راولپنڈی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عزیز فخرالدین احمد نے امسال ایف۔ اے کا امتحان پاس کیا ہے اس نے اپنی درسی کتب کچھ تو محتاجہ طلبہ میں تقسیم کر دیں باقی مبلغ پانچ روپیہ میں فروخت کر کے ان کی قیمت سپین فنڈ کے لئے محاسب انجمن کو ارسال کر دی۔

—— پیغام صلح:۔ جزاک اللہ۔ مبارکباد

—— ہمارے پرجوش نوجوان قاضی عبدالرشید صاحب نے امسال بی۔ اے کا امتحان پاس کیا ہے مبارکباد عرض ہے

—— میاں محمد ابراہیم صاحب سکرٹری جماعت گوجرہ ضلع لائل پور کے ہاں اللہ تعالےٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ اس مسرت میں انہوں نے مبلغ دو روپے انجمن کو عنایت فرمانے کا وعدہ کیا ہے۔ جزاک اللہ

—— پیغام صلح:۔ دعا ہے۔ اللہ تعالےٰ مولود مسعود کو صحت و تندرستی کیساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے

—— جناب غلام مصطفےٰ صاحب فاروقی چک ورکاں گوناگوں مشکلات میں مبتلا ہیں آپ کی اہلیہ محترمہ بھی صدمات کے باعث علیل رہتی ہیں۔

—— جناب عبداللہ صاحب شنگلور ضلع ہزارہ علیل ہیں۔

—— چوہدری رحمت خاں صاحب بدر امین انجمن کئی روز سے علیل ہیں ان سب کیلئے درد دل سے دعا کی جائے

—— ہمارے محترم دوست چوہدری فضل داد صاحب لالہ موسےٰ کے چھوٹے بھائی فتح محمد صاحب نے امسال بی۔ اے کا امتحان پاس کیا ہے اس مسرت میں چوہدری صاحب موصوف نے انجمن کو پانچ روپے عنایت فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جزاک اللہ۔ مبارکباد۔

—— جماعت کے بعض اور نوجوان بھی مختلف امتحانات میں کامیاب ہوئے ہیں۔ جن کی اطلاع دیر سے موصول ہوئی۔ انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں درج ہوگی ✦

مصیبت زدگان کوئٹہ کیلئے سرکاری اعلان

بذریعہ نوٹس ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ جائداد ہائے غیر منقولہ جو شہر کوئٹہ میں مدفون ہیں ان کے دعویداران کے نام درج رجسٹر کئے جارہے ہیں۔ جس شخص کا یہ دعویٰ ہو کہ وہ کسی ایسی جائداد کے پانے کا مستحق ہے جو زلزلہ کے موقع پر کوئٹہ میں دفن ہوگئی [illegible] کو چاہیئے کہ جس علاقہ میں وہ آجکل سکونت رکھتا ہے۔ اس علاقہ کے ڈپٹی کمشنر، کلکٹر یا پولیٹکل ایجنٹ کی خدمت میں جہاں تک جلد ممکن ہو۔ اپنے دعوے کے متعلق تحریری عرضداشت پیش کر دے۔ دعویٰ کی عرضداشتوں کی دو نقلیں [illegible] حسب ذیل نقشہ کی صورت میں بھیجی جائیں

دستخط۔ بی۔ ایم سٹیگ کمشنر زلزلہ ۴ رجون ۱۹۳۵ء

دعویدار کا نام اور احوال						اگر دعویدار بحیثیت قانونی قائم مقام کے دعویٰ کرتا ہے تو وقوع زلزلہ کے روز جو جائداد کا مالک ہو۔ اسکا حال بیان درج کرو					اگر دعویدار بحیثیت قانونی قائم مقام کے دعویٰ کرتا ہو تو بیان یہ درج کرو کہ اس کا متوفی مالک سے کیا رشتہ ہے۔ یا وہ کس دستخط کی بنا پر وہ متوفی مذکور کے قائم مقام ہونے کا مدعی ہے	اس عمارت کی تشریح جس میں زلزلہ کے دن سامان رکھا تھا			جائداد ہائے متدعویہ کی پوری تفصیل وتشریح			
نام	والد کا نام	قوم	پیشہ	مستقل پتہ	کیا دعویدار بوقوع زلزلہ کے دن جائداد متدعویہ کا مالک تھا۔ یا وہ اس دن اصل مالک جائداد کا قانونی قائم مقام ہونے کی حیثیت سے دعویٰ کرتا ہے	نام	والد کا نام	قوم	پیشہ	مستقل پتہ		محلہ کا نام جس میں عمارت واقع تھی	کمیٹی کا نمبر اگر عمارت پر پڑا ہو	اگر کمیٹی کا نمبر نہ ہو تو عمارت اور اس کی جائے وقوع کی پوری تشریح	نمبر سلسلہ ہر ایک سامان کا	ہر ایک سامان کی پوری تفصیل وتشریح	کیا وہ سامان کسی صندوق یا الماری وغیرہ میں رکھا تھا۔ اگر رکھا تھا۔ تو جس چیز میں رکھا تھا۔ اس کی تشریح	جس کمرے یا کوٹھڑی میں سامان رکھا تھا اس کی جائے وقوع

(بقیہ صفحہ ۲)

مومن کو کافر کہنے والے پر کفر کے حکم کی حقیقت

احادیث نبویہ سے ثابت ہے کہ جو شخص مومن کو کافر کہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے لیکن جناب مفتی صاحب اس حکم کی تاویل کرتے ہیں اور وہ فرماتے ہیں۔ کہ ان کے نزدیک مومن کو کافر کہنے والا دراصل اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا۔ ہاں یہ بہت بڑا جرم ہے اور اقرب الی الکفر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بریلوی حضرات نے اگرچہ دیوبندی حضرات کو کھلے طور پر کافر قرار دیا ہے لیکن مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ میں بریلوی حضرات کو کافر نہیں جانتا خواہ وہ لاکھ دفعہ مجھے کافر کہیں۔ اور یہ میرا شائع شدہ فتویٰ ہے اس میں شک نہیں کہ احادیث نبویہ میں مومن کو کافر کہنے والے کو کافر بھی کہا گیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ

اقرب الی الکفر

یعنی ایسا شخص کفر کے بہت قریب ہے۔ کافر نہیں ہے۔ سو مفتی صاحب کا یہ مذہب بھی درست ہے اور بہت سے علما کا عملاً یہی مذہب ثابت ہوتا ہے۔

وفات عیسےٰ اور مفتی صاحب

الجمعیۃ مجریہ یکم جون ۱۹۳۵ء میں یہ شائع ہو چکا ہے۔ کہ آیت انی متوفیک و رافعک الی کے معنے یہ ہیں کہ اے عیسےٰ میں تجھے وفات دے کر اپنی طرف اٹھانے والا ہوں جس کے صاف معنے یہ ہیں کہ جمعیت بھی وفات عیسےٰ کو مان چکی ورنہ یہ علما متوفیک کا ترجمہ پورا پورا لینے والا ہوں۔ وغیرہ ہی کرتے رہے۔ لیکن صداقت آخر غالب آئی اور علماء کی قلموں سے وفات عیسےٰ کا اقرار شائع ہونے لگا اور وقت قریب ہے کہ مسلمان اس غلط عقیدہ کو ترک کر دیں گے

چونکہ عام مسلمانوں اور احمدی جماعت کے درمیان یہ بھی اختلاف ہے اس لئے مفتی صاحب سے پوچھا گیا۔ کہ آپ حضرت عیسےٰ کو وفات یافتہ مانتے ہیں یا زندہ۔ تو مفتی صاحب نے فرمایا۔ کہ میں زندہ مانتا ہوں۔ کیونکہ صحیح حدیثوں میں آمد عیسےٰ کا وعدہ موجود ہے۔ ہاں یہ میں مانتا ہوں کہ قرآن مجید کی آیات سے وفات کے معنے بھی نکل سکتے ہیں۔ اس پر مفتی صاحب کو کہا گیا۔ کہ جب قرآنی آیات کے ایسے معنی بھی ہو سکتے ہیں۔ جن کی رو سے مسیح علیہ السلام کی وفات لازم آتی ہے تو اگر یہی سچ ہو کہ عیسےٰ فوت ہو چکے ہیں۔ تو پھر آپ آمد عیسےٰ کی جو تشریح ہم کرتے ہیں۔ اسے قبول کریں گے یا احادیث کو ترک کر کے آمد مسیح کے منکر ہو جائیں گے

مولوی صاحب نے فرمایا کہ آمد عیسےٰ کا مسئلہ تو تواتر سے ثابت ہے۔ اس لئے میں حیات عیسےٰ کا قائل ہوں۔ لیکن اگر وفات مان لی جائے۔ تو پھر جو تاویل مرزا صاحب نے کی ہے۔ وہی درست ماننی ہوگی ✦ والسلام

(عمر الدین احمدی)

نام نہاد جماعت احرار کی ابتدا کس طرح ہوئی

احراریوں کی پرفریب حرکتوں پر معاصر "سیاست" کا دلچسپ تبصرہ

اہل پنجاب کو وہ زمانہ خوب یاد ہے۔ جب کانگرس نے بعض مسلمان کانگرسی لیڈروں کے وظائف بند کر دئے تو وہ پنجاب کی گلیوں میں مارے مارے روزی کی تلاش میں پھرنے لگے۔ اس وقت فاقوں تک نوبت پہنچ چکی تھی۔ چہ جائیکہ تن ڈھکنے کو کپڑا میسر آتا۔ یہ راندۂ درگاہ کانگرس تقاریر اچھی کر سکتے تھے۔ لیکن یہ سوچنے والا ان میں کوئی نہ تھا کہ کس موضوع پر تقریر کی جائے تاکہ چندہ جمع کر کے پاپی پیٹ کا مطالبہ پورا کیا جا سکے۔

جوئیندہ یابندہ جس وقت یہ لوگ انتہائی کوششوں کے باوجود تلاش روزگار میں کامیاب نہ ہو سکے تو شکست خوردہ شیر کی طرح کونوں میں دبک کر سو رہے لیکن فاقوں نے آنکھوں کو میٹھی نیند کا لطف نہ لینے دیا۔ اور سب کو جان کے لالے پڑ گئے آخر پنجاب کے دار السلطنت لاہور میں جسے ننگوں کا مائی باپ بھی کہتے ہیں سب جمع ہوئے اور گردنیں ملا کر کانا پھوسیاں کرنے لگے۔ کسی وقت کا دیا آڑے آیا اور مولانا ظفر علی خان نے انہیں مشورہ دیا کہ تم "مجلس احرار" کے نام سے ایک انجمن بنا لو اور لاہور ہی میں ڈیرے لگا دو۔ اور یہ انجمن نہ صرف تمہیں ہی مصروف رکھے گی بلکہ "مٹی کے مٹکوں" کو پر کرنے کے بھی کام آئے گی۔ یہ بات یار دوستوں کی سمجھ میں آ گئی اور سب نے مل کر وہیں مجلس احرار کی بنیاد رکھ دی۔

اس مجلس کو شروع شروع میں تو کساد بازاری کا بہت منہ دیکھنا پڑا۔ آخر میں مولانا ظفر علی خان کی ان تھک کوششوں نے اسے پروان چڑھا ہی دیا۔ آپ نے ہر سٹیج اور ہر موقعہ پر انجمن متذکرہ کی جا و بے جا تعریف و توصیف کی۔ خداوندان مجلس کی تعریفوں کے پل باندھ دئے۔ چنانچہ جیسا کہ مشہور ہے کہ بارہ برس کے بعد خدا "روڑی" کی سن لیتا ہے اس مجلس کی بھی سنی گئی اور اسکے کرتا دھرتاؤں کی پانچوں گھی میں اور سر کڑاہی میں ہو گیا:۔

ادھر مولانا نے ہر سٹیج پر تقریر کر کے ان کی تعریف و توصیف کی۔ ان کے لئے اپیلیں کیں اور آخر کار قوم کو اس انجمن کی امداد کے لئے مجبور کر دیا۔ ادھر خدا کی قدرت دیکھئے۔ جس ظفر علی خان نے اس کی داغ بیل ڈالی۔ جس ظفر علی خان نے اسے پروان چڑھایا اور جس ظفر علی خان کے جھوٹے ٹکڑوں پر اس انجمن کے ارباب لبرت و کشاد پلتے رہے آج جبکہ ان کی جیبیں قومی چندوں سے پر ہو رہی ہیں، اس ظفر علی خاں کی ڈگڈگی کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ اسلئے کہ کہیں وہ حسابات کے رجسٹر دیکھنے پر مجبور نہ کرے اور ان کے اخراجات پر محاسبہ قائم [illegible] کی شان آج ظفر علی خان کی شخصیت ان کی سٹیجوں کے لئے موزوں نہیں رہی۔ [illegible] تبصروں کی اشاعت کے قابل نہیں۔

مجلس احرار اشتہار بازی میں بید طولیٰ رکھتی ہے ہر روز دو پوسٹر شایع کرانا اسکے لئے نہایت معمولی بات ہے۔ ظاہر ہے کہ گرم بازاری کے زمانے میں نشر و اشاعت کا بجٹ غیر معمولی طور پر بڑھ جایا کرتا ہے۔ اسلئے خداوندان مجلس نے سوچا کہ اس پوسٹر بازی سے تو ایک روزنامہ کا اجرا اچھا ہے گا۔ خرچ وہی ہوگا جو پوسٹروں پر ہوا کرتا ہے۔ اور ایک آنہ فی پرچہ نیز اشتہارات کی اجرت مفت ہی میں وصول ہو جایا کرے گی۔ چنانچہ مجلس احرار کا نام اچھالنے کے لئے ایک روزنامہ کو گانٹھ لیا گیا جس کا مقصد وحید "مجلس احرار" ہے۔

کچھ دنوں کا ذکر ہے کہ قادیان کے خلاف جب احرار نے جنگ زرگری شروع کی تو اس روزنامہ نے چار چار کالمی سرخیوں سے۔ قادیانیوں۔ قادیان کے امدادیوں اور امدادیوں کے دوستوں تک کے خلاف زہر اگلا۔ یہاں تک کہ آنریبل ملک فیروز خاں نون۔ ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین اور اسی قسم کے دیگر مقتدر اصحاب کو محض اسلئے خارج اسلام اور دشمن اسلامیان قرار دیا گیا کہ آپ چوہدری ظفر اللہ کے خلاف کسی مظاہرے میں حصہ نہ لیتے تھے۔ بلکہ چوہدری صاحب کے اعزاز میں دی گئی پارٹیوں میں شرکت کے جرم عظیم کا بار اپنے کندھوں پر اٹھاتے تھے۔

لیکن زمانے نے بہت جلد رنگ بدلا اور کوئٹہ کے پناہ گزینوں کے بہانے جب "احرار کیمپ" میں سندھ سے مشٹنڈے پنجابیوں کو لٹایا گیا تو مجلس احرار نے محسوس کیا کہ کیمپ کا معائنہ بعض نہایت مقتدر مسلمانوں سے کرایا جائے۔ تاکہ عوام کو معلوم ہو جائے کہ چندہ دینے کی اصل جگہ احرار کیمپ ہے۔ چنانچہ ملک فیروز خاں صاحب نون "ایسے راندۂ درگاہ احرار" کو معاینے کے لئے بلایا گیا۔ اور آپ اور آپ ایسی دیگر ہستیوں سے سرٹیفکیٹ حاصل کر کے اسی اخبار میں نمایاں طور پر شایع کر دئے گئے کل تک جو اسلام کے بد ترین دشمن سمجھے جاتے تھے آج انہیں مطلب برآری کے لئے بزرگ ترین ہستیاں قرار دیا گیا۔ اور ان کے عطا کئے ہوئے سرٹیفکیٹ گلے کے تعویذ بنا کر رکھے گئے ہیں

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا

یہ اخبار تو بچارا مجبور ہے کہ اس انجمن کی خبریں نمایاں [illegible] شایع کرے اور کوئٹہ کے دس زخمیوں کی بجائے اخبار میں تین سو کی موجودگی ظاہر کرے خواہ کیفیۃ چاہے ہوں پر اسپتال [illegible]

ایسوسی ایٹڈ پریس نے امرتسر سے ایک اطلاع بھیجی ہے کہ مجلس احرار کے ایک کارکن نے کوشش کی کہ پناہ گزینوں کے سرکاری کیمپ سے دو مسلم یتیم بچے زبردستی اٹھا لے جائے۔ خدا کا شکر ہے کہ کوئٹہ کے پناہ گزین [illegible] کو لٹانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ورنہ ہمیں تو یہاں تک اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ پنجاب کے مختلف اضلاع کے اچھے بھلے مسلمانوں کو چارپائیوں پر لٹا کر مریض ظاہر کیا جا رہا ہے۔ تاکہ چندہ

خبریں

ہندوستان

—— شملہ ۱۵ جون۔ مسٹر ہربرٹ کیٹر ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان شملہ سے کوئٹہ چلے گئے ہیں اور اسپیر کی غالباً حتے کہ اس ہفتہ کے اختتام سے قبل آپ فوجی حکام سے چارج لے لیں گے۔ اور اس سلسلے میں آپ کوئٹہ میں حسب ضرورت خاص اختیارات (آرڈیننس کے نفاذ) سے کام لیتے رہیں گے۔

—— ۳۱ مئی سے نظم و نسق کا تمام انتظام کلب لان میں ہوتا رہا ہے۔ لیکن اب ایجنٹ گورنر جنرل کا دفتر کوئٹہ سے چالیس میل کے فاصلہ پر زیارت کے مقام پر تبدیل کر دیا گیا ہے۔

—— مسٹر ٹیگ، زلزلہ کمشنر اس ہفتہ کوئٹہ سے روانہ ہو جائیں گے پبلک ہیلتھ کمشنر کوئٹہ سے شملہ پہنچ گئے ہیں اور وہ عنقریب حکومت کے سامنے اپنی رپورٹ پیش کریں گے جس کے بعد یہ فیصلہ کیا جائیگا۔ کہ کھدائی کا کام کب شروع کیا جائے۔ محکمہ آثار قدیمہ کا ایک افسر بھی اس وقت کوئٹہ میں مقیم ہے اور حالات کا بغور مطالعہ کر رہا ہے۔

—— شملہ ۲۰ جون۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ کوئٹہ میں زلزلہ سے سرکاری عمارتوں کو تقریباً چھ کروڑ روپے کا نقصان پہنچا ہے۔ جن میں سے تقریباً پانچ کروڑ کا نقصان صرف فوجی عمارتوں کا ہے۔

—— جالندھر میں کوئٹہ کی کھدائی کے لئے مزدوروں کی بھرتی شروع ہے۔

—— حکومت بنگال نے بنگال کونسل کی مدت میں ایک سال کی توسیع کر دی ہے۔

—— حیدرآباد دکن ۱۹ جون۔ شہزادہ اعظم جاہ بہادر ولیعہد حضور نظام، شہزادی درشہوار اور ان کی والدہ محترمہ (سابقہ سلطانہ ترکی) کل اودنی سے حیدرآباد پہنچ۔ حضور نظام نے ریلوے اسٹیشن پر ان کا استقبال فرمایا۔

—— لاہور ۱۸ جون۔ گذشتہ شب میاں ہسپتال میں مسٹر آر سی ہاسکیلی، آئی سی ایس [illegible] کا انتقال ہو گیا۔

—— ڈپٹی کمشنر لاہور نے [illegible] پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ جو پناہ گزینان کوئٹہ کے لئے موزوں کام اور ملازمتیں تلاش کرنے میں امداد دے گی۔

—— [illegible] ۲۰ جون [illegible] کے زلزلہ فنڈ میں جو رقوم جمع ہوئی ہیں ان کی تعداد ۲۸۰ پونڈ اور ۱۷۶۷۹۶۵ روپے ہے۔

—— اخباری اطلاعات کا بیان ہے کہ [illegible] کی ایک بڑی جماعت جس میں [illegible] کے بعض اکابر بھی شامل ہیں جناب خلیفہ صاحب کے خلاف ہو گئی ہے۔ چند ذمہ دار آدمی خلیفہ صاحب کے زیر عتاب ہیں ان کے حالات کی تحقیق کے لئے ایک کمیشن مقرر ہوا تھا جس نے انہیں قصور وار قرار دیا۔ واللہ اعلم بالصواب

—— شملہ ۲۰ جون۔ ہز ایکسیلنسی وائسرائے یکم جولائی کو کوئٹہ تشریف لے جائیں گے اور شملہ واپس آنے سے قبل آپ لاہور، بہاولپور اور کراچی کے ہسپتالوں میں مریضوں کا معائنہ کریں گے اور ۵ جولائی کو واپس شملہ پہنچ جائیں گے۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ لاہور کی خواجہ پارٹی کے خلاف مسلمانان لاہور نے ایک انجمن بنائی ہے۔

ممالک خارجہ

—— لندن ۱۸ جون۔ شہزادہ امیر سعود لندن تشریف لا رہے ہیں وہ اپنے قیام لندن کے دوران میں دو ہفتے ملک معظم کے مہمان رہیں گے۔ ان کا سفر انگلستان چار، پانچ ہفتے تک جاری رہے گا ان کی مہمانی کے لئے سرکاری طور پر پروگرام ترتیب دیا جا رہا ہے ملکہ معظمہ ایک رسمی دربار میں امیر سعود سے ملاقات کریں گے۔

—— لندن ۱۸ جون۔ سرکاری طور پر اطلاع ملی ہے کہ انگلستان اور جرمنی کے مابین اس امر کے متعلق جس پر ابھی تک بحث ہو رہی تھی ایک بحری معاہدہ ہو گیا ہے۔ جس کی شرائط میں اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ حکومت جرمنی کسی صورت میں بھی حکومت انگلستان کے جہازوں کی طاقت کے ۳۵ فیصدی سے اپنی بحری طاقت کو نہ بڑھائیگی۔

—— چین و جاپان میں بدستور کشمکش جاری ہے جاپان ہر صورت میں آمادہ پیکار نظر آ رہا ہے۔

—— چند روز ہوئے افغانستان کی پارلیمنٹ کے پانچویں اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے بادشاہ ظاہر شاہ نے فرمایا کہ وزارت نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ افغانی فوج کی از سرنو تنظیم کرے گی اور اس فوج کے لئے جدید قسم کے اسلحہ خریدے گی۔

—— نیز شاہ موصوف نے اپنی تقریر میں یقین دلایا کہ غیر ممالک کے ساتھ افغانوں کا تعلق نہایت پرامن و استوار رہے گا۔ اور وہی صورت قائم رہے گی۔ جو شاہ مرحوم کے زمانہ میں تھی۔

—— انگورہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ حکومت ترکی نے یہود کو مملکت ترکی سے نکل جانے کا حکم دیا ہے۔ یہودی دو سینکڑوں کی تعداد میں فلسطین کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ حکومت نے ان لوگوں پر متعدد الزامات لگائے ہیں۔ جن میں سے ایک جاسوسی کا الزام ہے

—— ترکی کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کی حکومت ۳۵ غیر ملکی جاسوسوں کو گرفتار کیا ہے جن میں انگریز، فرانسیسی، بلغاری اور البانوی اقوام کے آدمی شامل ہیں۔

—— حکومت ترکی نے ایک جدید قانون جاری کیا ہے کہ عام گزرگاہوں، تفریح گاہوں اور ہوٹلوں میں جوا نہ کھیلا جائے۔ اس قانون کی خلاف ورزی کرنیوالوں کو شدید سزائیں دی جائیں گی

—— لندن ۱۹ جون۔ دارالامرا میں انڈیا بل پر بحث و تمحیص شروع ہو گئی ہے۔

—— حکومت ترکی نے ایک جدید قانون نافذ کیا ہے جس کی رو سے طلبہ کو غیر مناسب مقامات پر جانے سے روک دیا گیا ہے اور ایسے مقامات پر نگرانی کے لئے پولیس مقرر کر دی جائے گی۔

—— نیویارک ۱۹ جون۔ غرب وسطی میں شدت بارش کی وجہ سے زبردست طوفان آئے۔

—— جنیوا ۱۹ جون۔ لیبر کانفرنس نے اس معاہدے کو قبول کر لیا ہے۔ جس کی رو سے معدنیات کی کانوں میں عورتوں کی ملازمت کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اس معاہدہ کو بہت سے ملکوں نے عملی جامہ پہنانا شروع کر دیا ہے۔ ہندوستان میں اس پر چند سال تک عملدرآمد ہوگا۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

لاہور ایڈیشن

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیار پوری

جلد ۲۳ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ مطابق یکم ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۳ جولائی ۱۹۳۵ء | نمبر ۸۲

جماعت احمدیہ کی امتیازی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہو گی
(۴) سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا عقیدہ

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

سشن جج گورداسپور کے فیصلہ کے متعلق قرارداد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے ۲۱ جون کو بعد نماز جمعہ جلسہ عام میں مندرجہ ذیل قرارداد اتفاق رائے سے منظور کی اور فیصلہ کیا کہ اس کی نقول ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند، ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب، آنریبل چیف جج لاہور ہائیکورٹ اور اخبارات کو بھیجی جائیں:۔

"This meeting of the Ahmadiyya Anjuman Ishaat Islam Lahore gives expression to its deep sense of injury at the judgment of the Sessions Judge Gurdaspur in the case of Crown vs Ata Ullah Shah Bukhari in which the Sessions Judge has gone out of his way and indulged in uncalled for and unwarranted flings at the person and teachings of the Founder of the Ahmadiyya Movement and from his privileged position trampled upon the most sacred susceptibility of the thousands of His Majesty's subjects and calls upon the Government to take early measures to undo this grievous injustice to the Ahmadiyya Community. The Anjuman also wishes to add that in case the offending remarks in this judgment are allowed to stand it will shake the confidence of every fair-minded person, who knows the truth about this movement, in British justice."

مطلب:۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا یہ جلسہ سشن جج گورداسپور کے فیصلہ کے متعلق جو سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں سنایا گیا ہے دلی رنج اور تاسف کا اظہار کرتا ہے جس میں سشن جج صاحب موصوف نے بلا ضرورت بانی سلسلہ احمدیہ کی ذات اور تعلیمات کے متعلق غلط اور بدنام کن باتیں درج کر دی ہیں اور ملک معظم کی رعایا کے ہزار ہا افراد کے مذہبی جذبات کو بری طرح مجروح کیا ہے یہ جلسہ حکومت سے استدعا کرتا ہے کہ وہ جلد از جلد جماعت احمدیہ کیساتھ اس بے انصافی کے ازالہ کیلئے کوئی مناسب اقدام کرے۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اس امر کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتی کہ اگر حکومت نے کوئی اقدام نہ کیا اور فیصلہ مذکور کے نامناسب الفاظ کو بدستور رکھا گیا۔ تو تمام انصاف پسند لوگ جو جماعت احمدیہ کے عقائد اور کارناموں سے واقف ہیں برطانوی عدل و انصاف سے بدظن ہونے میں حق بجانب ہونگے۔

سید رشید رضا مدیر ”المنار“ اور مسئلہ قبر مسیح

القول بهجرة المسيح الى الهند

(از جناب مولوی سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل مبلغ اسلام)

اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ جس طرح مثیل موسیٰ نے موسیٰ کی قبر کا پتہ بتایا اسی طرح مثیل عیسیٰ نے عیسیٰ کی قبر کا پتہ بتایا۔ بائبل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے ذکر کے بعد لکھا ہے ”آج کے دن تک کوئی اس کی قبر نہیں جانتا“۔

(استثناء ۳۴)

لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

فلو كنت ثم لاريتكم قبره الى جانب الطريق عند الكثيب الاحمر

(بخاری جلد ا کتاب الجنائز۔ باب من احب الدفن فی الارض المقدسۃ)

ترجمہ:- اگر میں وہاں ہوتا تو تمہیں موسیٰ کی قبر راستے کے ایک طرف سرخ ٹیلے کے پاس دکھاتا۔

اسی طرح حضرت مسیح کی وفات اور قبر کا مسئلہ اگر صاف کیا ہے تو مثیل مسیح نے ہی کیا۔ یعنی حضرت مسیح موعود نے ایک کتاب مسیح ہندوستان میں لکھی جس میں بدلائل ثابت کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر سرینگر کشمیر میں موجود ہے۔ نادانوں نے اس پر شور مچایا مگر کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ حضرت اقدس کی تحقیق کو غلط ثابت کر سکے۔ سلطان القلم کی تحقیق کے مقابل سب کے قلم ٹوٹ گئے۔ بلکہ اگر کسی نے تحقیق کی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مزید [illegible] ہی ہوئی۔ [illegible] جلیل القدر علماء اسلام نے وفات مسیح [illegible] بلکہ [illegible] تسلیم کر لیا ہے۔

حضرت ایک مشہور عالم سید رشید رضا نے جو اخبار المنار کے ایڈیٹر بھی ہیں۔ علامہ جلیل مفتی محمد عبدہ مرحوم و مغفور کے درس قرآن کے تفسیری نوٹ شائع کئے ہیں جن میں آیات انی متوفیک اور فلما توفیتنی کے ماتحت مفتی مرحوم نے صاف صاف وفات مسیح کا اقرار کیا ہے۔ سید رشید رضا علامہ موصوف کے شاگرد رشید ہیں۔ اور آپ نے استاد کی تفسیر کی تائید میں جابجا بہت زور صرف کیا ہے آپ نے ایک قدم آگے بڑھایا اور کہہ دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سرینگر میں فوت ہوئے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

القول بهجرة المسيح الى الهند وموته في بلدة سرينگر كشمير

يوجد في بلدة سرينگر (او سرينغر والهنود تكتب نكر بالكاف المفخمة وهي الجيم المصرية) مقبرة فيها مقام عظيم يقال هنالك انه مقام نبي جاء بلاد كشمير من زهاء الف وتسعمائة سنة يسمى يوزآسف (۱) ويقال ان اسمه الاصلي عيسى صاحب (وكلمة صاحب في الهند لقب تعظيم كلقب افندي عند الترك ومستر ومسيو عند الافرنج) وانه نبي من بني اسرائيل وانه ابن ملك [illegible] الاقوال مما يتناقله اهل تلك البلاد عن سلفهم وتذكر في بعض كتبهم وان دعاة النصرانية الذين ذهبوا الى ذلك المكان لم يسعهم الا ان قالوا ان ذلك القبر لاحد تلاميذ المسيح او رسله

ذكر ذلك بالتفصيل غلام احمد القادياني الهندي في كتابه الذي سماه (الهدى والتبصرة لمن يرى) وذكر انه اكتفى بالاجمال وتفصيل هذه المسألة يوجد في كتاب مشهور هنالك اسمه (اكمال الدين) وذكر اكثر من سبعين من اسماء اهل تلك البلاد الذين قالوا ان ذلك القبر هو قبر المسيح عيسى ابن مريم ورسم صورة المقبرة بالقلم وامتثل قبر المسيح نفسه في الكتاب بالرسم الشمسي (الفوتغرافي) مكتوبا عليه (مقبرة عيسى صاحب) وغلام احمد هذا فسر الايواء في قوله تعالى (وجعلنا ابن مريم وامه آية وآويناهما الى ربوة ذات قرار ومعين) بالهجرة الى الهند والالتجاء الى تلك البلدة في كشمير وان الايواء لا يستعمل في مقام الانقاذ والنجاة من الهم والكرب والمصائب والشدائد واستشهد بقوله تعالى (الم يجدك يتيما فآوى) وقوله (واذكروا اذ انتم قليل مستضعفون في الارض تخافون ان يتخطفكم الناس فآواكم وايدكم بنصره) وقوله حكاية عن ولد نوح (ساوي الى جبل يعصمني من الماء) والربوة المكان المرتفع وبلاد كشمير من اعلى بلاد الدنيا وهي ذات قرار مكين وماء معين. والمشهور عند المفسرين ان هذه الربوة هي رملة فلسطين او دمشق الشام ولو آوى الله المسيح وامه اليها لما خفي مكانهما فيهما. لا محالة اذا كان ذلك بعد محاولة صلبه وتألب اليهود عليه كما ينبئ عليه لفظ الايواء الذي لم يستعمل في القرآن الا في الانقاذ من المكروه كما علم من الامثلة المذكورة آنفا ومثلها قوله تعالى في الانفال (والذين آووا ونصروا) وفي يوسف (آوى اليه اخاه قال اني انا اخوك فلا تبتئس بما كانوا يعملون) وفي آية اخرى (فلما دخلوا على يوسف آوى اليه ابويه وقال ادخلوا مصر ان شاء الله آمنين)

ولم يكن المسيح قبل تألب اليهود عليه والسعي لقتله وصلبه في مخافة يحتاج فيها الى الايواء في مأمن منه

فهجرته الى الهند وموته في ذلك البلد ليس ببعيد عقلا ونقلا

(تفسير القرآن الحكيم تاليف السيد رشيد رضا الجزء السادس ص ۴۲ و ص ۴۳)

ترجمہ- مسیح کی ہجرت ہندوستان میں اور آپ کی وفات سرینگر کشمیر میں۔

سری نگر میں ایک خاص مقبرہ پایا جاتا ہے جس میں ایک بڑی زیارت گاہ ہے کہا جاتا ہے کہ یہ ایک نبی کا مقام ہے جو انیس سو برس پیشتر کشمیر میں آیا جس کا نام یوزآسف[1] ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا اصلی نام عیسیٰ صاحب ہے اور وہ اسرائیلی نبی ہے نیز شہزادہ بھی ہے۔ یہ وہ اقوال ہیں جن کو اس ملک کے باشندے اپنے آباؤ اجداد سے نقل کرتے چلے آئے ہیں اور اپنی بعض کتب میں ذکر کرتے ہیں۔

عیسائی مبلغین کو جو اس جگہ گئے اور جنہوں نے اس مقبرہ کو دیکھا۔ کوئی چارہ نظر نہ آیا سوائے اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ یہ قبر مسیح کے کسی شاگرد یا رسول کی ہے

غلام احمد القادیانی الہندی نے ان تمام امور کو بالتفصیل اپنی کتاب ”الہدی والتبصرہ لمن یری“ میں ذکر کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ یہاں اس نے اجمال پر اکتفا کیا اور اس مسئلہ کی تفصیل وہاں کی ایک مشہور کتاب (اکمال الدین) میں پائی جاتی ہے۔ اس نے ستر سے زائد باشندگان کشمیر کے اسماء درج کئے ہیں جنہوں نے یہ شہادت دی ہے کہ یہ قبر مسیح علیہ السلام ہی کی ہے اور مقبرہ کی تصویر کا قلم سے خاکہ دیا ہے۔ مسیح کی قبر کا فوٹو بھی کتاب میں درج کر دیا ہے جس پر مقبرہ عیسیٰ صاحب لکھا ہوا ہے۔

یہ صاحب غلام احمد لفظ ایواء کی تفسیر جو آیت وجعلنا ابن مریم وامه آية وآويناهما الى ربوة ذات قرار ومعين میں ہے ہندوستان کی طرف ہجرت اور سرینگر میں پناہ کی کرتے ہیں۔ کیونکہ لفظ ایواء رنج والم تکالیف ومصائب اور خوف کے مواقع سے بچانے کے وقت استعمال ہوتا ہے

آپ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”الم يجدك يتيما فآوى“۔ اور ”واذكروا اذ انتم قليل مستضعفون في الارض تخافون ان يتخطفكم الناس فآواكم وايدكم بنصره“ اور ارشاد باری حکایۃً عن ولد نوح ”ساوي الى جبل يعصمني

حاشیہ (۱) يحتمل ان يكون يوزآسف محرفا عن يسوع وقد اختلفت اللغات العبرية واليونانية والعربية وغيرها بهذا الاسم كما تراه في تراجم الاناجيل وهكذا شأن جميع اللغات في التصرف في الاسماء

(۱) ترجمہ حاشیہ- احتمال ہے کہ یوزآسف یسوع سے محرف ہو کیونکہ عبرانی۔ یونانی اور عربی زبانوں میں اس نام کی تعبیر میں اختلاف کیا ہے جیسا کہ انجیل کے تراجم میں نظر آتا ہے اور تمام زبانوں کا ناموں میں تصرف کے لحاظ سے یہی حال ہے۔

(باقی بر صفحہ ۱۳)

درس قرآن مجید کے نوٹ

قرآن مجید بائیبل اور وید پر ایک نظر

(از جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت)

قرآن کریم کا شاندار افتتاح

قرآن مجید کی ابتدا بلکہ اس کتاب مقدس کی ہر سورہ کا افتتاح بسم اللہ سے ہوتا ہے جس کے معنی ہیں "اللہ کے نام کی مدد کے ساتھ" اللہ تعالےٰ جو خالق کائنات ہے۔ اس نے ہماری ہر ضرورت احتیاج اور فطری ترتیب کا سامان اس عالم اسباب میں پیدا کیا ہے۔ اور ہم اپنی خلقی کمزوری اور بے مایگی کی وجہ سے اس کے ہر لحظہ محتاج ہیں اللہ تعالےٰ کی اعانت ہی ہماری حفاظت تربیت اور ترقی کے اسباب کو ہم تک پہنچا سکتی اور ہمارے لئے نافع بنا سکتی ہے۔ پس انسان جو اپنی ذات سے فقیر محض ہے اور اللہ تعالےٰ جو بذاتہ غنی اور صمد ہے۔ ان دونوں میں رشتہ اور تعلق صرف اس صورت میں قائم ہو سکتا ہے کہ یہ فقیر اپنی ہر ضرورت اور احتیاج اس صمد باری کے دروازہ پر لے جائے۔ اور اس سے اعانت اور مدد کا طالب ہو۔

حرف با کے معنی

پس بسم اللہ میں پہلا حرف با ہے جو اور بہت سے معانی کے علاوہ طلب اعانت کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ یہ حرف باوجودیکہ کثرت زبانوں میں حروف تہجی کا دوسرا حرف ہے۔ اس کو ایک معمولی سی حرکت دیکر اس سے اتنا بڑا کام لیا گیا کہ وہ انسان کی بے سر سامانی اور اللہ تعالےٰ کی ذات غنی کے دو مختلف نقاط پیش کرتا ہے ایک بے نوا فقیر (انسان) کے جذبات و احساسات ایک طرف ہیں اور فیضان الٰہی کے موجزن چشمے دوسری طرف۔ بے بس اور بیکس طفل نوزاد ایک جانب ہے اور اس کی تربیت پر اپنی ساری توجہ مائل دوسری جانب۔ اس کا فرض ہے کہ یہ طلب اعانت کرے اپنی کامل بیچارگی کے عالم میں مدد کے لئے دونوں ہاتھ اس کی طرف پھیلائے اور اس کا فرض ہے کہ وہ اس کی ہر ضرورت اور احتیاج پر دوڑ کر آئے کسی الہامی صحیفہ کی یہ شاندار افتتاح مجھے نظر نہیں آئی۔ جو فطرت انسانی اور اس کے خالق و مولےٰ کی صفات کا یہ پر کیف مرقع کھینچ سکی ہو۔

قابل ذکر زبانوں میں کسی چیز کے اظہار معرفت کیلئے الفاظ

حرف با کے بعد پہلا لفظ اسم ہے۔ جس کے معنی نام ہیں۔ دنیا کی قابل ذکر زبانوں میں کسی چیز کے اظہار معرفت کے لئے دو لفظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ آرین سلسلہ کی زبانوں (جرمن۔ اینگلو سیکسن ڈچ۔ آئس لینڈک۔ گاتھک۔ سویڈش۔ لاطینی۔ یونانی سنسکرت ژندی اور فارسی) میں وہ لفظ قریباً قریباً نیم (name) یا نام ہے اور سامی زبانوں (کلدانی۔ سریانی۔ عربی اور عبرانی وغیرہ) میں قریباً شیم یا اسم ہے۔ وید میں اظہار معرفت کا یہ لفظ نام ہے۔ رگوید میں آتا ہے۔

"نام دھرمندرم نام دیوتا" (رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۴۹ منتر۲)

"مجھے دیوتاؤں نے اندر نام دیا ہے" اور بائیبل میں شیم کے معنی اسم ہیں۔ جیسے

"شیم یہوواہ" (خدا کے نام ہیں قوت نہیں)

یرمیا ۱۱:۲۱

لفظ نیم یا نام آرین زبانوں میں اپنا کوئی فلسفہ نہیں رکھتا

آرین زبانوں میں لفظ نیم (Name) یا نام ان تمام زبانوں میں اپنا کوئی فلسفہ نہیں رکھتا۔ کہا گیا ہے کہ اس سلسلہ کی تمام زبانوں کے الفاظ سنسکرت کے مادہ گیان یا جیان سے نکلے ہیں جو غلط محض ہے۔ کیونکہ

(۱) لغت سنسکرت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں کہ سنسکرت کا لفظ نام جیان سے نکلا ہے

(۲) آرین زبانوں میں ان الفاظ کا قدر مشترک یا جزو اعظم نم (ن اور م) ہے مفروضہ مادہ جیان میں صرف ن ہے۔

عربی زبان کا لفظ اسم

عربی زبان کا لفظ اسم جس کے معنی نام ہیں۔ نہ صرف سامی زبانوں کے الفاظ "شیم" اور شمو وغیرہ کا ماخذ ہے بلکہ آرین سلسلہ کی زبانوں کے الفاظ سیا (سنسکرت) سائن (SIGN) اور سائم (signum) یونانی وغیرہ الفاظ بھی اسی سے مشتق ہیں جن کے معنی نشان ہیں۔ زبان عرب میں وسم کسی چیز پر نشان لگانے کو کہتے ہیں۔ سمہ کے معنی نشان ہیں۔ قرآن شریف میں ہے۔ حتیٰ یلج الجمل فی سم الخیاط۔ اس آیت میں لفظ سم نشان کے معنوں میں مستعمل ہے اس لحاظ سے سم وہ نشان ہے جو کسی شے کی معرفت کے لئے اس کے اوپر لگایا جاتا ہے۔

نام عربی زبان کا لفظ ہے

اسی لفظ اسم کا مادہ سمو بھی بتایا گیا ہے جس کے معنی علو اور ارتفاع کے ہیں۔ اس بنا پر اسم وہ لفظ ہے جس سے مسمّٰی کا ذکر بلند ہوتا یا شہرت پاتا ہے یہی وجہ ہے کہ نام پانا۔ نام بلند ہونا۔ نامور وغیرہ محاورات شہرت کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں اور قریباً قریباً ہر زبان میں استعمال ہوتے ہیں۔ انگریزی میں (RENOWN) نامور یا مشہور کے ہیں۔ سنسکرت زبان میں بھی نام شہرت کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔ پس جن لوگوں نے نام کا مادہ تلاش کرنے میں سنسکرت کی طرف توجہ کی ہے۔ انہوں نے غلطی کی ہے اس لفظ کا مادہ وہ ہو سکتا ہے جس میں شہرت یا بلندی کا مفہوم پایا جاتا ہے اس لئے ہم کہتے ہیں کہ نام بھی عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی آواز اٹھانے یا بلند کرنے کے ہیں۔

عربی زبان کی حیرت انگیز وسعت

آواز بلند کرنے کے عربی زبان میں کئی درجے ہیں اور ہر درجے کو عربی زبان نے ایک الگ نام دیا ہے آہستہ اور نہایت خفیہ آواز بلند کرنے کا نام عربی زبان میں رز ہے۔ اس سے ذرا بلند آواز کو رکز کہتے ہیں (جو مکھی کی باریک بھنبھناہٹ کے برابر بلند ہو) اس سے ذرا بلند ہو جائے تو ہمس (اور یہ سرگوشی کی آواز کے برابر ہوتی ہے) اس سے اور بلند ہو جیسے ... کا نام ہے اس سے بلند ہو جائے تو وند نہ (یعنی وہ آواز جو منہ سے ملتی ہو اور سمجھ میں نہ آئے) اس سے اور بلند ہو جائے۔ تو ... کہتے ہیں ... سن کر سمجھ لیا جا

ہے۔ اس کے بعد درجہ نباۃ ہے مگر یہ بھی صوت شدید کا نام نہیں۔ اور اس سے اوپر آواز کا درجہ نام کہلاتا ہے اور یہ صوت خفی کا آخری درجہ ہے گویا عربی زبان میں صوت خفی کے آٹھ درجے ہیں اور اس کے بعد ۲۲ درجے آواز شدید کے ہیں۔ صوت خفی کے آخری درجہ اور صوت شدید کے ابتدائی درجہ میں کوئی زیادہ فرق نہیں اس لحاظ سے نام عربی زبان میں ایسی آواز کا بلند کرنا ہے جو دوسرے کی سمجھ میں تو آسکے۔ مگر ناگوار نہ ہو۔ یا صوت شدید نہ ہو۔ صوت خفی یا صوت شدید کے ترتیب وار ۳۰ درجے مقرر کرنا۔ ان کے الگ الگ نام بتانا۔ یہ عربی زبان کے الہامی اور کامل زبان ہونے کی ایک بہت بڑی شہادت ہے۔ آج بڑی سے بڑی ترقی یافتہ زبانیں بھی اپنی لغت میں آواز کے اتنے درجے نہیں رکھتیں۔

پس دنیا کی تمام زبانوں میں اظہار معرفت کے لئے جو الفاظ (Name) یا نام وغیرہ استعمال ہوتے ہیں ان کا ماخذ عربی زبان کا لفظ نَم یا نام ہے۔ جو ایسی آواز بلند کرنے کا نام ہے۔ جو کسی کو دوسری اشیاء پر شہرت دیدے دوسرے لوگوں کو وہ شے سمجھا دے۔ کیونکہ عربی میں نَم اس آواز کو کہتے ہیں جو بین اور واضح ہو اور اتنی خفیہ نہ ہو کہ دوسروں کو سمجھ نہ آسکے۔

کل زبانوں کے اسماء الٰہی میں لفظ اللہ کی فوقیت و جامعیت

ابتدا میں انسان کو زبان کی تعلیم نیچر کی آوازوں کی نقل سے دی گئی۔ جیسا کہ صوت کے اتار چڑھاؤ کے ۳۰ درجوں سے ظاہر ہے پس کسی شے کے اظہار معرفت کے لئے لفظ نام اس بنا پر رکھا گیا کہ اس نے ان الفاظ میں مسمّٰی کو سمجھا دیا۔ اور اسے اسم یا شیم سے اس لئے تعبیر کیا گیا کہ وہ اس شے کے لئے بطور ایک نشان یا سائن (SIGN) کے تھا۔ اللہ اس ذات باری کا اسم ذات ہے جو کائنات عالم کی خالق ہے۔ اسم ذات اللہ کو دنیا کی کل زبانوں کے اسماء الٰہی پر ایسی فوقیت اور جامعیت حاصل ہے جیسے ذاتی نام کو اپنے مسمّٰی کی تمام صفات پر حاصل ہوتی ہے اس اسم اللہ میں باقی تمام زبانوں کے اسماء الٰہیہ کے بالمقابل کثرت خصوصیات حاصل ہیں۔ جن میں سے چند ایک کا بیان ذکر کیا جاتا ہے

۱۔ اسم اللہ کا تلفظ ہمیشہ ایک رہا ہے

بائیبل کا خداوند یہوواہ جو اس ذات کا عبری نام ہے۔ ہمیشہ معرض تحریف میں رہا ہے اور اس کا صحیح تلفظ آج دنیا میں کسی شخص کو معلوم نہیں۔ اس کی مختلف قرائتیں۔ یہودہ۔ یاہوہ۔ یہوا اور یہوہ بتائی جاتی ہیں

یہود میں خدا کا نام گم ہو جانے کی وجوہ

خدا کا نام یہود میں گم ہو جانے کی دو وجوہ ہیں ایک تو یہ کہ ان کے ہاں خدا کو خداوند کے نام یہوواہ سے الگ نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ اس نام اور اس لفظ کو ہی خدا سمجھ کر اس کی اس قدر حرمت و تعظیم کی گئی۔ کہ کوئی یہودی عام طور پر اپنی زندگی کے ۲۴ گھنٹوں میں اس کا نام نہیں لے سکتا۔ بلکہ مقدس ہیکل کے اندر سال میں ایک مبارک دن اور پاک ساعت میں قوم یہود کا سب سے بڑا بزرگ اپنے منہ کو خوب پاک کر کے صرف ایک مرتبہ اس نام کو پڑھتا اور تمام یہود خاموشی سے صرف اسے سن لیتے۔ خدا کا نام لینے میں اس بے معنی رازداری کا نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ اس کا صحیح تلفظ یہود سے جاتا رہا۔ نئی تحقیقات یہ بتاتی ہے کہ یہ نام نہ یہوواہ ہے نہ یاہوہ اور یہوا بلکہ یہوہ ہے جو موجودہ بائیبل کے خلاف ہے۔

خدا کے نام کا صحیح تلفظ گم ہو جانے کی دوسری وجہ یہ ہوئی کہ یہود میں خدا کا تصور ایک غضبناک خدا کا تصور ہے چنانچہ کتاب خروج باب ۱۹۔ آیات ۱۶ تا ۲۲۔ اور باب ۲۰۔ آیات ۱۸ تا ۲۰ کا مفہوم یہ ہے

"سب لوگوں نے دیکھا کہ بادل گرجے اور بجلیاں چمکیں قرنائی کی آواز ہوئی۔ پہاڑ سے دھواں اٹھا اور سب لوگوں نے جب یہ دیکھا۔ تو ہٹے اور دور جا کھڑے ہوئے۔ تب انہوں نے موسٰے سے کہا کہ تو ہی ہم سے بول اور ہم سنیں لیکن خدا ہم سے نہ بولے کہیں ہم مر نہ جاویں۔" (خروج ۲۰: ۱۸ – ۲۰)

نیز دیکھو خروج ۱۵: ۷ و ۲۲: ۱۱ زبور ۸۸: ۱۶ و ۸۹: ۷ و ۴
د ۹۰: ۷ و ۹ و ۱۱

پس اس بنا پر یہود خدا کا نام لینے سے بہت ڈرتے اور خوف کھاتے تھے تاریخ سے یہ امر ثابت ہے کہ انہوں نے بعض لوگوں کو محض اس بنا پہ سنگسار کر دیا کہ انہوں نے خدا کا نام کسی کے سامنے لے دیا۔

ہندوؤں کے ہاں بھی خدا کا نام ایک راز ہے

ہندوؤں کے ہاں بھی خدا کا نام ایک خفیہ راز سمجھا جاتا ہے چنانچہ چاروں ویدوں میں کہیں یہ نہیں بتایا گیا کہ خالق کائنات کا ذاتی نام کیا ہے بلکہ اس کی بجائے رگوید کے منتر میں آتا ہے

رچو اکشر پرمے دیومن یسمین دیوا ادھی وشو
نشید دہ یستن وید رچہ کم کرشیتی۔

رگوید کے منتر ایک اکشر میں سماد اعلٰے پر موجود ہیں جس میں سب دیوتا اچھی طرح مقیم ہیں۔ جو اس کو نہیں جانتا۔ وہ رگوید کے منتروں کو کیا کرے گا؟"

لفظ اوم کے املا اور تلفظ میں اختلاف

اس حرف یا اکشر سے مراد بعض لغت نویسوں نے لفظ اوم لیا ہے اور بعض نے سورج۔ پرانے خیال کے ہندو علماء اوم کو سورج میں مقیم مانتے ہیں۔ اسی بنا پر سورج کی تصویر انسانی چہرہ کی بنا کر اس میں اوم لکھ دیا کرتے ہیں۔ یجر وید کے آخری باب کے ایک منتر کا ترجمہ بھی یہی کیا گیا ہے۔

اس کے رسم الخط اور تلفظ دونوں میں ہندوؤں کے مذاہب میں اختلاف موجود ہے عام طور پر ہندو لوگ اسے ॐ اس طرح لکھا کرتے ہیں۔ لیکن آریہ سماجی اسے ओ३म् لکھتے ہیں۔ اس طرح اس کے تلفظ میں یہ اختلاف ہے کہ بعض اسے اوم پڑھتے ہیں۔ بعض ازنگ اور کئی ایک آنگ۔

رسم الخط کے اعتبار سے اس میں صرف دو حروف او ۔ م ہیں۔ مگر ان دونے قواعد آ + اُ + م تین حروف سے مرکب ہے پھر اس کے ہر ایک حرف سے الگ الگ تین دیوتا مراد لئے گئے ہیں۔ مثلاً آ سے مراد وشنو ہے۔ اُ سے شو اور م سے مراد برہما ہے یہ تین دیوتا ہندو قوم کی ترمورتی یا تثلیث کہلاتی ہے

سوامی دیانند جی کا لفظ اوم کے ساتھ کھیل

سوامی دیانند جی بانئے آریہ سماج نے اس تثلیث کو اڑا کر یہ نئی بات بنائی ہے کہ اوم کے اجزاء آ + اُ + م میں خدا کے بہت سے نام آجاتے ہیں۔ درحقیقت یہ لفظ اوم کے ساتھ ایک کھیل ہے جسے انگریزی میں PLAY ON WORD کہتے ہیں

قابل غور یہ امر ہے کہ اگر آ + اُ + اور م سے مراد بہت سے خدا کے نام لئے جا سکتے ہیں۔ تو یہ لفظ اوم کی خوبی نہ ہو گی۔ بلکہ ان حروف کی خوبی ہو گی جن سے یہ مرکب ہے اس صورت میں اگر اوم کو الٹا کر کے موا پڑھا جائے۔ تو بھی تینوں حروف یہاں بھی موجود ہیں۔ نیز اس کے اندر بھی پنڈت جی کے بیان کردہ سب خدا کے نام آجائیں گے اور اگر اسے ما او یا وما اور وام پڑھا جائے۔ تو یہ ترکیب صورت بدلنے ہی کی وجہ سے مطلب میں کوئی فرق نہ آئیگا

اصل حقیقت

حقیقت یہ ہے کہ سوامی جی نے کہیں سے سن پایا کہ مسلمانوں میں خدا کا اسم ذات اللہ ہے۔ جو تمام صفات کاملہ کا موصوف ہے لفظ اوم صرف ایک صفاتی نام ہے اور وہ بھی خدا کا نہیں۔ بلکہ کئی ایک معمولی مطالب۔ ہاں۔ آمین۔ اچھا۔ قبول۔ بہت خوب۔ منظور کے لئے استعمال ہوتا ہے دیکھو آپٹے جی کی مستند سنسکرت لغت جہاں اس کے یہ چھ معانی لکھے ہیں۔ سوامی صاحب نے بلا غور و فکر اللہ کے بالمقابل اوم کو کھڑا کرنے کی یوں کوشش کی کہ اس کی تین حرفی تثلیث کو بہت سے معانی کا حامل قرار دیا۔ مگر اتنا نہ سوچ سکے کہ حروف کی یہ شطرنج الٹ بھی سکتی ہے تو اس صورت میں۔ ماؤ۔ وام۔ موآ۔ وآ وغیرہ کے بھی وہی معنے ہونگے۔ جو اوم کے ہیں۔ قواعد زبان کی بنا پر اوم کے معنی صرف حفاظت کرنے والا ہیں جس پر ہم بعد میں بحث کرینگے۔

علماء سوء کون ہیں جن سے بچنا چاہیئے؟

(از جناب عبد الرزاق صاحب ملیح آبادی مدیر اخبار "ہند")

۲

۷ ۔ زندگی کی حرص اگرچہ کیسی ہی ذلیل ہو:۔
وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰی حَیٰوۃٍ الخ (انہیں سب سے زیادہ زندگی کا حریص پاؤ گے) علماء سوء کا بھی ٹھیک یہی حال ہے ہمیشہ خطرے سے دور رہتے ہیں۔ ملک و قوم کی حمایت و نصرت سے بھاگتے ہیں۔

۸ ۔ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ بننے کی خواہش۔ قرآن میں اللہ تعالٰے نے یہود و نصارٰی کی بابت فرمایا ہے" اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابًا من دون اللہ" (یعنی انہوں نے اپنے احبار و رہبان کو اللہ سے منہ موڑ کر رب بنا لیا ہے) مسلمانوں اور ان کے علماء سوء کی بھی ٹھیک یہی حالت ہے انہوں نے اللہ کو اور اللہ کی شریعت کو چھوڑ دیا ہے۔ اور غیر اللہ کو اپنا رب بنا لیا ہے۔ قارئین حیرت سے سوال کریں گے کہ مسلمانوں نے ایسا کب کیا؟ اور ان کے علماء نے رب بننے کی کب خواہش کی اور اجازت دی؟

سوال برمحل ہے۔ ٹھیک یہی سوال اس وقت کیا گیا تھا جب یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ حضرت عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ جب میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو صلیب میرے گلے میں پڑی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ اے یہ بت اپنے گلے سے اتار ڈال۔ اس وقت آپ سورۂ بقرہ تلاوت کر رہے تھے جب آیت اتخذوا الخ پر پہنچے۔ تو میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہم نے اپنے احبار و رہبان کو کبھی بھی رب نہیں بنایا۔ آپ نے جواب دیا ضرور بنایا ہے۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ جس چیز کو وہ حرام بتا دیتے ہیں۔ تم اسے حرام سمجھنے لگتے ہو۔ اور جسے وہ حلال بتا دیتے ہیں۔ تم حلال سمجھنے لگتے ہو؟ میں نے عرض کیا بے شک یہ واقعہ ضرور ہے فرمایا "تو بس یہی اُن کی عبادت کرنا ہے۔

سلف صالح نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے "اگر احبار و رہبان اپنی قوم سے کہتے کہ خدا کو چھوڑ دو۔ اور ہماری عبادت کرنے لگو۔ تو کوئی ان کا کہنا نہ مانتا۔ لیکن انہوں نے یہ کیا کہ اللہ کے حرام کو حلال اور اس کے حلال کو حرام ٹھہرا دیا۔ اور لوگوں نے تسلیم کر لیا۔ یہی فعل انہیں رب بنا لینا ہے"۔

علماء سوء کی بھی یہی خواہش رہتی ہے کہ مسلمان انہیں اپنا مالک سمجھیں۔ اور یہ اس طرح کہ اگر ان سے کوئی مسئلہ پوچھو۔ تو اس طرح جواب نہیں دیتے کہ اس میں خدا اور رسول کا حکم یہ ہے۔ بلکہ اپنا یا اپنے ارباب کا فیصلہ سنا دیتے ہیں۔ اگر اُن پر کچھ جرح کرو۔ اور اصرار کرو کہ قرآن اور حدیث میں اس کی دلیل کیا ہے۔ تو فوراً غضبناک ہو جاتے ہیں۔ اور سائل کو وہابی وغیرہ ناموں سے یاد کرنے لگتے ہیں۔ یہ علماء سوء کی ایک خاص علامت ہے۔ اسے یاد رکھو۔

۹ ۔ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ" (یعنی انہوں نے کہا ہمارے دل بند ہیں) علماء سوء بھی کتاب و سنت کی اتباع سے اپنی دوری کی وجہ یہی بتاتے ہیں۔ یہ لوگ اشخاص کی قیل و قال پر چلتے ہیں۔ اگر کہو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ تمہارے سامنے موجود ہے اسے کیوں نہیں

بقیہ کالم ۳

بیتے۔ تو صاف جواب دے دیتے ہیں کہ ہم میں اتنی قابلیت کہاں کہ قرآن و حدیث سمجھیں؟ یہ لوگ صرف اپنے دلوں اور دماغوں ہی کو بند نہیں سمجھتے بلکہ تمام انسانوں کو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ ان کا دعوٰی ہے کہ اس زمانے میں کوئی شخص بھی قرآن و حدیث نہ سمجھ سکتا ہے نہ اُن سے احکام کا استنباط کر سکتا ہے۔

۱۰ ۔ فرقہ بندی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ الخ (یعنی جنہوں نے اپنے دین میں پھوٹ ڈالی ہے۔ اور گروہ گروہ بن گئے ہیں، تمہارا ان سے کوئی مطلب نہیں) قرآن میں اللہ تعالٰی نے متعدد جگہ فرقہ بندی کی مذمت کی ہے۔ لیکن علماء سوء کا پیشہ سراسر یہی فرقہ بندی ہے

۱۱ ۔ کذب علی اللہ۔ قرآن میں کئی جگہ فرمایا گیا ہے کہ احبار و رہبان اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں۔ علماء سوء کا بھی یہی حال ہے۔ یہ لوگ بھی اپنی گمراہیوں کو کتاب اللہ کی ہدایت بتاتے ہیں۔ اپنے معبودوں کو معتبر قرار دیتے ہیں۔ ہدایہ وغیرہ کتابوں کو شریعت الٰہی ظاہر کرتے ہیں۔ اور ان کے منکروں کو شریعت الٰہی کا منکر بتاتے ہیں۔ حالانکہ ان کتابوں میں زیادہ تر قیل و قال اور آراء الرجال ہی ہیں۔ پس جس مولوی کو دیکھو کہ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ رسول اللہ کے سوا کسی دوسری کتاب کو شریعت کی کتاب قرار دے۔ اسے علماء سوء میں سے سمجھ لو۔

۱۲ ۔ حق سے جمود و اعراض۔ واذا قیل لھم اٰمنوا بما انزل اللہ قالوا نؤمن بما انزل علینا ویکفرون بما وراءہ الخ (یعنی جب ان سے کہا جاتا ہے کہ خدا کی اتاری ہوئی شریعت پر ایمان لاؤ تو کہتے ہیں ہم اُسی پر ایمان رکھیں گے جو ہم پر اترا ہے۔ اس کے ماسوا اسے وہ کفر کہتے ہیں) علماء سوء کا بھی یہی حال ہے۔ وہ اپنی من گھڑت شریعت کے سوا کسی بات کو قبول ہی نہیں کرتے۔ اگر وہ حنفی ہیں یا شافعی۔ تو بس فقہ حنفی و شافعی کے احکام مانیں گے۔ اب ان کے سامنے حدیث رکھو۔ یا قرآن رکھو اُن کی غلطی ثابت ہی کیوں نہ کر دو۔ وہ کسی حال میں بھی اپنا مذہب ترک نہیں کریں گے۔ صاف کہہ دیں گے ہم اپنی کتاب ہی مانیں گے کچھ اور نہیں مانیں گے۔ جس مولوی کو اس خیال کا دیکھو۔ سمجھ لو علماء سوء میں سے ہے۔

یہ علماء سوء کی موٹی موٹی علامتیں ہیں۔ جو کتاب اللہ سے مستنبط کی گئی ہیں۔ مزید جستجو سے اور بھی بہت سی علامتیں بتائی جا سکتی ہیں مگر طوالت کے خوف سے نظر انداز کرتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم چہارشنبہ یکم ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ | نمبر ۴۲

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

حضرت مسیح علیہ السلام مع الجسم آسمان پر نہیں اٹھائے گئے

آجکل "زمیندار" اور "احسان" جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت میں جہاں اور بہت سی غیر معقول باتیں لکھ رہے ہیں۔ وہیں حیات مسیح کے مسیحی عقیدہ کی حمایت سے عیسائیت کو تقویت پہنچانا بھی انہوں نے شعار بنا رکھا ہے۔ حالانکہ یہ وہ عقیدہ ہے جس کو نہ صرف عقل سلیم ہی تسلیم نہیں کرتی۔ بلکہ قرآن کریم اور بعض جلیل القدر آئمہ کے خیالات بھی اس کی تردید ہوتی ہے۔

اس وقت ہم دور جانا نہیں چاہتے۔ اسی شہر لاہور میں ایک جلیل القدر بزرگ کا مزار اس کے تقدس اور روحانی فیوض کی وجہ سے مرجع خواص و عام بنا ہوا ہے۔ جن کا اسم گرامی حضرت علی ہجویری عرف گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے پنجاب میں اسلام کا جھنڈا اس وقت بلند کیا جب یہاں کفر و ضلالت کے سوائے اور کچھ نہ تھا۔ اس پاک انسان نے کشف المحجوب کے نام سے ایک کتاب لکھی ہوئی ہے۔ جو فی الحقیقت کفر و تاریکی کے حجابوں کو دور کرنے اور انوارِ ہدایت پھیلانے والی ہے۔ اس میں کئی ایک دقیق روحانی علوم اور فلسفیانہ مضامین پر آپ نے بحث کی ہے۔ ان مباحث میں حقیقت روح پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ جس کے ضمن میں آپ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کو جن انبیاء کو آسمانوں پر دیکھا وہ اُن کی ارواح تھیں نہ کہ اجسام۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

> "پیغامبر گفت صلی اللہ علیہ وسلم کہ من اندر شب معراج آدم صفی۔ و یوسف صدیق و موسےٰ کلیم اللہ و ہارون حلیم اللہ و عیسیٰ روح اللہ۔ و ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ علیہم اجمعین اندر آسمانہا بدیدم۔ لا لہ محالہ آن روح ایشان بود۔ (کشف المحجوب ص۱۹۷)

یعنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات کو آدم صفی و یوسف صدیق اور موسیٰ کلیم اللہ اور ہارون حلیم اللہ اور عیسیٰ روح اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ علیہم اجمعین کو آسمانوں میں دیکھا۔ لامحالہ وہ اُنکی روحیں تھیں۔

ان فقرات میں حضرت داتا گنج بخش صاحب نے دیگر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ حضرت عیسیٰ کا نام بھی لیا ہے۔ رہا استثناء سب کے متعلق کہا ہے کہ وہ اُن کی روحیں تھیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج آسمانوں میں دیکھیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع الجسم آسمانوں پر نہیں اٹھائے گئے۔ اور یہی حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ تھا۔ ورنہ وہ کم از کم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مستثنےٰ کر لیتے۔ اور ان کا علیحدہ ذکر کرتے یا چھوڑ ہی دیتے۔ لیکن یہ تو حدیث کی بنا پر آپ نے لکھا ہے۔ اور اس میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر سب انبیاء کے ساتھ کیا گیا ہے۔ حضرت داتا گنج بخش صاحبؒ نے اس کے ساتھ اتنی اور زیادتی کر دی کہ یہ لکھدیا کہ وہ سب کی سب انبیاء کی روحیں ہی تھیں۔ اور اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مع جسم آسمان پر اٹھائے جانے کی نفی کر دی۔

کیا "احسان" اور "زمیندار" کا کوئی تقرہ باز ایڈیٹر یا کوئی بڑے سے بڑا مولوی ان الفاظ کی کوئی اور توجیہ کر سکتا ہے؟ اور اس بات کا ثبوت دے سکتا ہے کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ مسیح علیہ السلام کو فوت شدہ نہیں بلکہ مع الجسم آسمان پر زندہ سمجھتے تھے؟

آئندہ انتخاب کیلئے ووٹروں کی فہرستیں

آج کل پنجاب اسمبلی کے آئندہ انتخاب کے لئے ووٹروں کی فہرستیں تیار ہو رہی ہیں ہزاروں سرکاری کارکن اس میں مصروف ہیں چند روز کے اندر اندر یعنی ۱۳ر جولائی ۳۵ء تک یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا دیا جائیگا پنجاب کی مختلف اقوام کے سیاسی مستقبل پر یہ فہرستیں کافی حد تک اثر ڈالینگی کیونکہ وہ وقت بہت جلد آنے والا ہے جبکہ کسی قوم کے حقوق کی تعیین کیلئے ووٹنگ کی طاقت سب سے زیادہ معتبر سمجھی جائے گی یہی وجہ ہے کہ مختلف مذاہب کی انجمنیں اور جماعتیں اس طرف غیر معمولی توجہ دے رہی ہیں اور اپنے ووٹروں کی تعداد کو بڑھانے کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہی ہیں ہم نے کسی گذشتہ اشاعت میں اپنی جماعت کے احباب کو اس ضروری کام کی طرف توجہ دلائی تھی اور حقوق رائے دہندگی کے لئے جو شرائط مقرر ہوئی ہیں۔ ان کا خلاصہ بھی درج کر دیا تھا اب لغرض یاددہانی دوبارہ گذارش ہے کہ تمام بیرونی جماعتیں ۱۳ر جولائی سے پہلے پہلے اپنے تمام مرد و عورت ووٹروں کے نام فہرستوں میں درج کرالیں۔ اس کام میں مطلق تساہل نہ کیا جائے۔ اگر کوئی سرکاری کارکن کسی ایسی عورت یا مرد کا نام جو شرائط رائے دہندگی کو پورا کرتا ہو۔ درج فہرست کرنے سے انکار کرے۔ یا اس میں تساہل و تامل کرے تو اس کے متعلق مناسب چارہ جوئی کی جائے۔ جن مقامات پر باقاعدہ جماعتیں قائم نہیں وہاں احباب انفرادی طور پر اس کام کو انجام دیں اور یاد رکھیں کہ ایک ایک ووٹ قیمتی ہے اس کو ہرگز رائیگاں نہیں جانے دینا چاہیئے، یہ ایک قومی جرم ہوگا۔ خواتین کے ووٹ بھی مردوں کے ووٹ کے مساوی قدر و قیمت رکھتے ہیں۔ انہیں بھی ہرگز نظرانداز نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ ان کے نام خصوصیت سے درج فہرست کرانے چاہئیں۔ تمام بیرونی جماعتیں مرکز میں بھی اپنی اپنی جماعت کے رائے دہندگان کی صحیح تعداد سے اطلاع دیں۔ ہمیں یقین ہے کہ احباب اس بارے میں کسی قسم کی تاخیر یا عدم توجہ کو روا نہ رکھیں گے۔

حادثہ کراچی کے متعلق حکومت کا افسوسناک طرز عمل

کراچی کا خونچکاں حادثہ مسلمانوں کو بدستور یاد ہے اور مدتوں یاد رہیگا۔ بیگناہ انسانوں کی تڑپتی ہوئی لاشیں۔ بوڑھے والدین کا نالہ و شیون نوجوانوں بیواؤں اور معصوم یتیموں کی آہ و زاری ایسی چیزیں ہیں جنہیں آسانی سے فراموش کیا جاسکے۔ مسلمان قوم واقعات کا پرغور مطالعہ کرنے کے بعد یہ یقین کرتی ہے کہ حکام کراچی نے مسلمانوں پر بلاوجہ آتشباری کی اور اس ظلم کی وجہ ان کے معاندانہ جذبات اور نااہلیت کے سوا اور کچھ نہیں۔ حکومت نے مسلمان قوم کی اس رائے سے جو کہ بین و مستحکم دلائل پر مبنی ہے غیر مدلل اختلاف کیا۔ جس پر آزادانہ تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا جو حکومت نے نامنظور کر دیا۔ حالانکہ ہندوستان کے منتخب نمائندے اسمبلی میں اس کی ضرورت کا اظہار کر چکے تھے۔ ملک کے تمام انصاف پسند طبقوں نے حکومت کے اس انکار کو عدم معقولیت پر مبنی قرار دیا اور اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ وہ اپنی پوزیشن کو حقیقی طور پر کمزور سمجھتی ہے اور اسی کو یقین ہے کہ حکام کراچی آزادانہ تحقیقات کی روشنی میں ضرور مجرم قرار پائیں گے اس کے بعد مسلمانوں نے اپنے طور پر تحقیقات کا انتظام کیا اور مولانا شوکت علی نے اس کا بیڑا اٹھایا۔ لیکن ان کو بھی حکومت نے سندھ میں داخل ہونے کی ممانعت کر دی ہے اور بمبئی کے پولیس کمشنر نے مولانا کو نوٹس دیا ہے کہ جن حالات میں کراچی میں گولی چلائی گئی ہے اس کے متعلق تحقیقات نہ کریں۔ اور نہ اس تجویز کے ماتحت کسی شخص کی حوصلہ افزائی کریں حکومت کا یہ طرز عمل تدبر و انصاف کے مطابق نہیں اس کی وجہ سے لوگوں کا یہ یقین زیادہ مستحکم ہو جائیگا۔ کہ حکام کراچی ضرور مجرم ہیں۔ صحیح طریق یہ ہے کہ آزادانہ تحقیقات کے ذریعہ مسلمانوں کو مطمئن کر دیا جائے اگر حکام کراچی کا جرم ثابت ہو جائے۔ تو انہیں قرار واقعی سزا دی جائے اس کے بغیر عوام کی بے چینی اور عدم اعتمادی میں اضافہ ہی ہوتا چلا جائیگا۔

سکھوں کی سینہ زوریاں

پنجاب کے جن علاقوں اور ریاستوں میں سکھوں کو اثر و اقتدار حاصل ہے وہاں بالعموم مسلمانوں پر شدید مظالم ہو رہے ہیں۔ ایک سو مثالوں کو چھوڑ کر تمام سکھ ریاستوں میں مسلمان اپنے حقوق سے محروم ہیں۔ سکھا شاہی زمانہ کی روایات زندہ ہیں۔ وہاں ہندو سکھ اہلکاروں نے مسلمانوں کو اس قدر بےبس اور مرعوب کر رکھا ہے کہ وہ اپنی حق تلفیوں کے خلاف آواز تک بلند نہیں کر سکتے رما بھامالوہ اور دیگر علاقوں میں جہاں سکھوں کو اکثریت یا تعداد کی وجہ سے غلبہ حاصل ہے۔ وہاں بھی مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ ان کے ساتھ

سکھ زمیندار نہایت ذلیل اور ظالمانہ سلوک کرتے ہیں۔ ان علاقوں میں بیشمار ایسے گاؤں ہیں جہاں مسلمان اذان تک نہیں دے سکتے۔ نماز باجماعت نہیں پڑھ سکتے۔ دینی تعلیم کے لئے مدرسے نہیں کھول سکتے۔ بعض دیہات کے متعلق یہاں تک کہا جاتا ہے کہ بکرے کی بھی قربانی نہیں کرنے دی جاتی۔ کئی مقامات پر سکھوں نے مساجد پر قبضہ کر رکھا ہے۔ علاوہ ازیں ان علاقوں میں مسلمانوں کی عزت بالکل غیر محفوظ ہے۔ مسلمان عورتوں کو نہایت کثرت سے اغوا کیا جاتا ہے چند روز ہوئے موگا کے قریب ایک گاؤں میں سکھوں نے ایک مسلمان کو محض اذان دینے کے "جرم" میں شہید کر دیا۔ ایسے واقعات انگریزی راج کے باوجود کثرت سے وقوع پذیر ہوتے رہتے ہیں اور حکومت ان کے انسداد کی کوئی خاطر خواہ کوشش نہیں کرتی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ سکھوں کی سینہ زوریاں روز بروز ترقی پر ہیں، وہ ہر جگہ کرپانوں کی نمائش کر کے مسلمانوں کو اپنے سکھا شاہی مظالم کا نشانہ بنانا چاہتے ہیں۔ لاہور میں شہید گنج کی مسجد کے گنبدوں کو مسمار کر کے انہوں نے جان بوجھ کر فتنہ فساد کا ایک خطرناک دروازہ کھولا ہے جس کی وجہ سے حالات لمحہ بہ لمحہ زیادہ نازک ہو رہے ہیں۔

اوپر جو کچھ عرض کیا ہے وہ ارباب حکومت کی خاص اور فوری توجہ کا مستحق ہے۔ انگریزی حکومت مذہبی آزادی کا بلند بانگ اعلان کرتی ہے لیکن اسی کے جھنڈے کے نیچے بیشمار مقامات ایسے ہیں۔ جہاں مسلمان اذان تک نہیں دے سکتے اور اگر کوئی جانباز اس کی جرات کر بیٹھتا ہے تو اس کو بے دریغ شہید کر دیا جاتا ہے۔ یہ صورت حالات یقیناً حکومت برطانیہ کے اعلانات سے مطابقت نہیں رکھتی۔ اس کا فرض ہے کہ وہ اس میں مطابقت پیدا کرے اور سکھوں کو بتلا دے کہ سکھا شاہی زمانہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ اب پنجاب پر برطانوی قانون کی حکومت ہے۔

اس کے بعد ہم سکھ قوم کے انصاف پسند اور انسانیت دوست افراد سے کہنا چاہتے ہیں کہ وہ اپنی قوم کو راہ راست پر لانے کی کوشش کریں موجودہ صورت زیادہ دیر تک برداشت نہیں کی جا سکتی۔ اور اس کا نتیجہ افسوسناک باہمی کشمکش کے سوا اور کچھ نہیں ہوگا۔ ہم جانتے ہیں۔ ہندوؤں کی اشتعال انگیزی اور پر شرارت شہ بھی سکھوں کی افسوسناک حرکتوں کی ایک بہت بڑی وجہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود سکھ قوم کی مسلم آزاریوں کی اہمیت میں کوئی کمی نہیں آ سکتی۔ سکھوں کو اپنا دماغ ہندوؤں کے حوالے کرنے کی بجائے اپنے قبضہ میں رکھنا چاہئے

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ٹریکٹ سیریز

بیرونی جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان توجہ فرمائیں

انجمن نے "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ٹریکٹ سیریز" کے نام سے ٹریکٹوں کا ماہوار سلسلہ جاری کیا ہے جو اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں شائع ہوا کریگا۔ اس سلسلہ کا پہلا ٹریکٹ چھپ کر تیار ہے حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے کہ بیرونی جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان اس کی کاپیاں دفتر سے منگوا کر فہمیدہ و خواندہ لوگوں میں تقسیم کریں۔ اس تقسیم کے لئے ہر ایک ٹریکٹ کی ۱۵۰۰ کاپیاں مخصوص ہونگی لیکن یہ ضروری ہے کہ جس شخص کو پہلا ٹریکٹ دیا جاوے اسے اس سلسلہ کے تمام ٹریکٹ باقاعدہ پہنچائے جاویں اور سیکرٹری صاحبان مرکز سے جس قدر کاپیاں منگوائیں وہ تمام نہایت احتیاط سے اسی طرح تقسیم کر دی جائیں ایک کاپی بھی ضائع نہ جائے ٹریکٹوں کی مطلوبہ تعداد کی اطلاع دفتر جائنٹ سیکرٹری صاحب میں جلد از جلد آنی چاہیے م م

ایک مجاہد دین کی یاد میں چند آنسو

عصمت اللہ! چرخ سے مل کر تجھے روتا ہوں میں

(از جناب مولوی مرتضٰے خان صاحب حسؔن از مانگرول)

چند روز ہوئے میں دفتر کے کاغذات کو ترتیب دے رہا تھا کہ اس میں سے محترمی مولوی مرتضٰے خان صاحب حسؔن کے مندرجہ ذیل غیر مطبوعہ اشعار ملے ان کو پڑھ کر حضرت مولانا عصمت اللہ صاحب مرحوم کی یاد تازہ ہو گئی اور مناسب معلوم ہوا کہ قارئین پیغام صلح کی خدمت میں بھی یہ اشعار پیش کر دیئے جائیں ۵ رجولائی ۳۵ء کو مولانا مرحوم کی وفات کو ایک سال ہوتا ہے۔

اشک کے دانے زمینِ شعر میں بوتا ہوں میں
عصمت اللہ! چرخ سے مل کر تجھے روتا ہوں میں

رو رہی ہے قوم تجھ کو با دلِ اندوہگین
وقفِ غم ہیں تیری فرقت میں امیر المومنین

یہ تعجب ہے کہ ہم سے توڑ کر عہدِ وفا
اس قدر جلدی ہوا تو عازمِ ملکِ بقا

پہلوئے خواجہ میں سونا کیا تجھے منظور تھا
یا نہ تھی مرغوبِ خاطر تجھ کو دنیا کی فضا

کیا تجھے شوقِ شہادت نے کیا تھا بیقرار؟
یا لقائے حضرتِ داور کا تھا اضطرار

عالمِ بالا میں تو مشغولِ گلگشتِ جناں
ہم یہاں فرقت میں تیری خستہ دل نالہ کناں،

مدتوں خوں ہم کو رلوائیں گی تیری خوبیاں
تجھ سا دُرِّ بے بہا ہم کو ملے گا اب کہاں،

خالقِ اکبر نے بخشا تھا تجھے قلبِ سلیم
تو ازل سے لایا تھا ذہنِ رسا طبعِ فہیم

عمر بھر تو خدمتِ دینِ مبیں کرتا رہا
دشمنانِ دین سے پیہم غزا کرتا رہا

جان سے لیتی تھی دم میں دشمنِ ناکام کی،
یہ زباں تیری تھی یا شمشیر خوں آشام تھی

جب تری فوجِ دلائل کرتی تھی بڑھ بڑھ کے وار
تنگ ہو جاتا تھا دشمن پر مجالِ کارزار

دیکھنے میں گو بہت لاغر ترا اندام تھا
بازوؤں میں تھا ترے زورِ یداللّٰہی چھپ

جب دکھاتا تھا تو اپنی جوہرِ زورِ بیاں
گنگ ہو جاتے تھے تیرے سامنے اہلِ زباں

تیرے اندازِ بیاں میں کچھ عجب تاثیر تھی
سحر تھا جادو تھا یا اعجاز یا تقریر تھی

جب اُلٹتا تو نقابِ حسنِ اسرارِ نہاں
منہ چھپا لیتی تھی اپنا حکمتِ یونانیاں،

وہ تیری جودت تیری فطنت تیرا فہم و ذکا
وہ تیرا اخلاص بے پایاں تیرا صدق و صفا

وہ فصاحت وہ بلاغت وہ تیرا حسنِ بیاں
وہ تیرا طرزِ تکلم وہ تیری طبعِ رواں

وہ تیری پیاری ادائیں وہ تیری شیریں زباں
ہائے اب ان خوبیوں کو ڈھونڈنے جائیں کہاں

قوم میں گو سینکڑوں ہیں صاحب علم و ہنر
کم نظر آتے نظر ہیں تجھ سے فرخندہ گہر

حق تعالیٰ تجھ کو بخشے دولتِ قربِ جوار
تیری تربت پر خدا کی رحمتیں ہوں صد ہزار

شذرات

ایک طرف یورپ کی "روشن خیالی" مذہب کے وجود اور خدا کے تصور سے منکر ہو رہی ہے لیکن دوسری طرف وہ فانی انسانوں کے سامنے سجدے کر رہی ہے۔ حال ہی میں جرمنی کے متعلق اخبارات میں عبرت انگیز دسبق آموز خبریں شائع ہوئی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس ملک میں اب انجیل کو کوئی نہیں پوچھتا۔ ہر ہٹلر کی پوجا ہو رہی ہے بڑے بڑے آزاد خیال نوجوان انجیل کی بجائے ہر ہٹلر کی مشہور کتاب "میری جد و جہد" کی تلاوت کرتے ہیں۔ اس عقیدہ کو رواج دینے کی کوشش ہو رہی ہے کہ ہر ہٹلر کی اطاعت خدا سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ حال ہی میں ایک یونیورسٹی کے استاد دینیات ڈاکٹر کارل کو محض اس بنا پر علیحدہ کر دیا گیا ہے کہ اس نے غیر مشروط حلف وفاداری لینے اور یہ کہنے سے انکار کر دیا تھا۔ کہ وہ ہر ہٹلر کی اطاعت کو خدا کی اطاعت سے بھی مقدم رکھیگا اس قسم کی خبریں ہندوستانی پریس کو ولایتی ذرائع سے ملی ہیں اور عام خیال یہی ہے کہ ان میں کوئی مبالغہ نہیں۔ اگر یہ خیال صحیح ہے تو ان "روشن خیالوں" کی یہ گمراہی کس قدر قابل افسوس اور لائق عبرت ہے

اصل میں یورپ کی ہر ایک چیز ہر ایک حرکت اور ہر ایک خیال میں ایک عجیب و غریب تضاد پایا جاتا ہے۔ اس کی تہذیب اور اس کا تمدن حتیٰ کہ اس کی عام ذہنیت اعتدال و میانہ روی کی دولت سے محروم ہو گئی ہے۔ ایک طرف وہ الحاد و مادہ پرستی کی گمراہی میں مبتلا ہو کر خدا اور مذہب کا منکر ہو رہا ہے دوسری طرف انسانوں کی پوجا سے بھی اسے انکار نہیں۔ آج جرمنی میں ہر ہٹلر، اٹلی میں میسولینی اور روس میں سٹالن پر ماتیج رہے ہیں بڑے بڑے آزاد خیال ان مٹی کی مورتوں کے آگے سربسجود ہیں ان مصنوعی خداؤں کا حکم قانون کا درجہ رکھتا ہے اور ان کے کسی ہم وطن کو یہ جرأت نہیں کہ انہیں کسی بات پر ٹوک سکے یہ ہے کل کائنات اس سرزمین تہذیب کی جمہوریت نوازی، مساوات پسندی اور آزاد خیالی کی۔ زندگی کے دوسرے میدانوں میں دیکھئے۔ یورپ کے تمدن و شائستگی کے کتنے بڑے بڑے دعوے ہمارے سامنے موجود ہیں۔ ایشیا و افریقہ کے ہر ایک ملک اور ہر خطے کو مہذب و متمدن بنانے کی سعی فرمائی جا رہی ہے لیکن مغربی زندگی کا اگر مطالعہ کیا جائے۔ تو خود غرضی، عیش پسندی عریانی اور نفس پرستی کے سوا اور کچھ نظر نہ آئیگا۔ مغربی ممالک میں گھریلو زندگی کی مسرتیں تقریباً خواب و خیال ہو گئی ہیں۔ برتھ کنٹرول عارضی شادیوں اور طلاقوں کی بھرمار ہے۔ یورپ کے مرد غیرت کے تصور اور یورپ کی عورتیں عصمت و عفت کی قدر و قیمت سے بہت بڑی حد تک بیگانہ ہو چکی ہیں۔ مخلوط غسلوں اور عریاں کلبوں کا رواج آگ کی تیزی کے ساتھ ترقی کر رہا ہے حرامی بچوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ مرد و عورت کی کشمکش اور سرمایہ و مزدوری کی جنگ نے یورپ کی معاشرتی و اقتصادی نظام کو درہم برہم کر دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہر گوشے میں ملک کو تہذیب و شائستگی کا غرور اور مشرق کو درس تہذیب دینے کا دعوٰے ہے۔ افسوس ہمارے ملک کی آئندہ نسلیں اور ہمارے تعلیم یافتہ حضرات و خواتین ان حقائق پر غور کئے بغیر یورپ کے سامنے جھک رہی ہیں۔

روزنامہ احسان اپنی ایک تازہ اشاعت میں "عبرتگاہ کوئٹہ" کے عنوان سے رقمطراز ہے:۔

"گزشتہ کا بلوچستان زلزلہ جس نے ہزاروں انسانوں کو آن کی آن میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اپنے اندر انسان کی بصیرت و موعظت کے ہزاروں سامان پنہاں رکھتا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ انسان اس حادثہ فاجعہ سے عبرت پکڑتا اور پورے خضوع و خشوع سے جناب الہٰی میں جھک جاتا..... لیکن ہم دیکھ رہے ہیں انسان اس واقعہ سے پوری طرح متاثر نہیں ہوا۔ اور اس کی عشرت پرستیوں اور نفس پرستیوں کا وہی عالم ہے"

"احسان" نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ بالکل صحیح ہے انسان نے کوئٹہ کے زلزلہ سے وہ سبق نہیں لیا۔ جو اسے لینا چاہئے تھا اور اس بارہ میں سب سے زیادہ بے حسی کا ثبوت وہ لوگ دے رہے ہیں جنہیں سب سے زیادہ متاثر ہونے کی ضرورت تھی۔ مگر مولویوں اور احراری لیڈروں کو ہی دیکھ لیجئے۔ ان کی حق دشمنیاں، بہتان سازیاں اور دشنام طرازیاں بدستور جاری ہیں وہ اپنی پست ذاتی اغراض کی خاطر بدسلوکی طوفان بے تمیزی برپا کئے ہوئے ہیں۔ مذہب کے نام پر لوٹ مار جاری ہے بھولے بھالے سادہ لوح مسلمانوں سے روپیہ بٹور بٹور کر مکان خریدے جا رہے ہیں عیش پرستیاں ہو رہی ہیں۔ احراری اخبارات کی بھی یہی حالت ہے

گذشتہ سال زلزلہ بہار کے بعد منشی ظفر علی خاں صاحب آف زمیندار نے ایک نظم لکھی تھی۔ جس کا ایک شعر اس طرح تھا کہ

زمین و آسماں لرزے نشانِ حجت حق سے
لرزنا آدمی کے دل کو تھا لیکن کہاں لرزا

اس وقت بھی ہم نے اس شعر کی داد واقعات کو پیش کر کے دی تھی۔ آج احسان کی تحریر کی بھی تائید کرتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ گذارش کرنا چاہتے ہیں کہ صرف انسانوں کی بے حسی پر نوحہ خوانی سے کچھ نہیں ہو سکتا ہے۔ بلکہ اعمال کی اصلاح ضروری ہے "احسان" کا طرز عمل بھی ایسا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس نے زلزلہ کوئٹہ سے ذرہ بھر بھی اثر نہیں لیا۔ اس کے صفحات میں بدستور ایسی چیزیں شائع ہو رہی ہیں جو مذہبی و اخلاقی لحاظ سے از حد قابل اعتراض ہیں۔ عشقیہ واقعات، سوقیانہ شذرات و اشعار اور خدا کے پاک بندوں کے متعلق توہین آمیز مضامین وہ بدستور شائع کر رہا ہے کاش وہ خدا سے ڈرے اور ان نامناسب حرکات سے باز آجائے۔

ایک کروڑپتی یورپین نرس

راک فیلر امریکہ کا ایک مشہور کروڑپتی شخص ہے۔ اس نے معمولی مزدور کی حیثیت سے ترقی کر کے دولت جمع کی ہے۔ اولاد نرینہ کے نہ ہونے سے لڑکی کو تمام روپیہ ملا ہے۔ چنانچہ اس کی وارثہ جو بے اندازہ دولت کی مالک ہے آج ایک معمولی نرس کے طور پر اپنی خوشی، خواہش اور مرضی سے ایک ہسپتال میں کام کر رہی ہے۔

کہاں ہیں ہندوستان کی امیرزادیاں جو اس کے مقابلہ میں ذرہ برابر کی دولت ملنے پر ملکہ پانی بھی اپنے ہاتھ سے پینا عیب سمجھتی ہیں اور اپنے دین کے اسلامی اصولوں کی سادگی اور عجز و انکسار کو فراموش کر کے غرور و تکبر کے ساتویں آسمان پر پہنچ جاتی ہیں۔ اس نرس کی رتبہ کی طرف نگاہ کریں کہ بہترین تربیت کی وجہ سے وہ خدمت خلق کا جذبہ اپنے اندر موجود رکھتی ہے دولت نے اسے اندھا نہیں کیا۔ وہ خدمت خلق میں اپنے دل کا چین اور آسائش محسوس کرتی ہے۔ (خاتون)

عبرتگاہ کوئٹہ

اے کہ باغ دہر میں اک سبزہ خنداں تھا تو
منظر جلوت تھا تو اور زینت بستاں تھا تو
چند لمحوں میں تری رعنائیاں سب کھو گئیں
تیری رونق مٹ گئی آبادیاں بن ہو گئیں
سرزمین ہند سے یکلخت مٹ جانا ترا
یہ نہیں بھولے گا حرماں خیز افسانہ ترا
باپ کا ماں کا جنہیں غم روز و شب تڑپائے گا
عمر بھر ان بے پدر بچوں کو تو یاد آئے گا
بے وطن وہ سینکڑوں جن کا پتہ ملتا نہیں
چل بسے ایسے کہیں پر نقش پا ملتا نہیں
لاکھوں بدقسمت بشر اس ارض نافرجام پر
رو رہے ہیں اقربا کی مرگ بے ہنگام پر
اب ہمیشہ کام ہوگا جن کو شور و شین سے
دل ہلے جاتے ہیں ان بے وارثوں کے بین سے
قلب ان ماؤں کے درد ہجر سے بیتاب ہیں
لاڈلے جن کے ترے کھنڈروں میں محو خواب ہیں
تو مآل دہر کی حسرت بھری تصویر ہے
کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت کی تفسیر ہے
نغمۂ آلام میرے دِل کے ساز غم میں ہے
تیری بربادی کا ماتم آج اک عالم میں ہے
(ماخوذ)

مسلمانوں کے مذہبی پیشوا

مکفر مولویوں کی غفلت و بے عملی پر ایک مسلم خاتون کا ماتم

ازجناب ہمشیرہ صاحبہ (ڈاکٹر آزاد)

ہماری قوم میں سب سے اہم طبقہ مذہبی پیشواؤں کا ہے۔ علما یہی کشتی قوم کے ناخدا اور خلافت راشدہ کے گدی نشین جن کے ہاتھ میں عنان مذہب ہے۔ اور جن پر قوم کی موت و زندگی کا انحصار ہے۔ جو قوم کو گرداب ہلاکت سے بچا سکتے ہیں۔ جو قوم کی احیا کا کام کر سکتے ہیں۔ جو گویا صحیح اصول اسلام کے حامل ہیں لیکن وائے شومئی تقدیر ملت ہمارے راہنما تو خود ہی رسم و رواج کی آہنی زنجیروں میں جکڑے ہوئے بجائے ہماری راہنمائی کرنے کے ہمارے من گھڑت مسائل پر عمل پیرا ہیں۔ پھر خدا جانے ملت کے پیشوا کیوں کہلاتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے کون سے مرض کی دوا ہیں۔ یا کونسی عمارت کا سنگ بنیاد بنائے جانے والے ہیں۔ یعنی مسلم جیسی نادار قوم کا ہزاروں روپیہ اسلامی درسگاہوں پر خرچ ہوتا ہے گو یا وہاں عالم گھڑے جاتے ہیں۔ لیکن فارغ التحصیل ہونے کے بعد ہمارے کسی مصرف میں بھی نہیں آتے آواز حق بلند نہیں کرتے کسی قضیئے کا بموجب احکام شرعی فیصلہ نہیں کر سکتے فتولے ان کے مصلحت کے زیر اثر ہوتے ہیں فیصلے ان کے بدعات جائزہ کے ماتحت ہوتے ہیں۔ ضرورت تھی کہ ہمارے مذہبی عالم خود عامل بھی ہوتے۔ حجت حق تمام کرتے۔ اور آواز حق عوام تک پہنچاتے اور اسوۂ حسنہ رسولؐ کے حامل ہوتے۔ ان کے اخلاق لینتہ عوام سے تابناک ہوتے۔ اور اگر گمراہ لوگ ان کے قول و فعل کا احترام نہیں کرتے تھے۔ تو کم از کم یہ جماعت خود تو احکام خداوندی پر سر نیاز خم کئے رہتی۔ اور بنی نوع آدم کے روبرو اپنے طرز عمل سے صحیح نمونہ اسلام پیش کر سکتی لیکن برعکس اس کے آج کل کے علماء عالم تو ہیں لیکن بے عمل۔ بدعات جاریہ کے پرستار۔ رسم و رواج سے مرعوب علم حاصل کرتے ہیں۔ لیکن صرف پڑھنے کے لئے عمل کے لئے نہیں۔ یا۔ تعویذ گنڈے کرنے کے لئے۔ یا قوم پر رعب جمانے کے لئے۔ یا کسی حق گو پر فتولے لگانے کے لئے۔ ورنہ ان کے اخلاق خونخوار درندوں سے کسی صورت میں کم نہیں ہوتے تنگ نظری کا ان کی عالم ہی جدا ہے۔ چاہتے ہیں جہاں یہ رہیں۔ اور کوئی نہ ہو۔ زنبیل فتاوی کفر ہر وقت دست مبارک میں موجود رہتی ہے (اور یہ جنس ان کے ہاں اس قدر ارزاں ہے کہ ہلکی سی ہلکی کارگذاری پر فوراً عنایت فرما دیتے ہیں)۔ دہن مبارک سے ہر وقت قال قال رسول اللہ فرماتے ہیں۔ لیکن دل کا حال خدا کو معلوم!

کیا یہی ہیں وہ علم برادران اسلام؟ جن کے ہوتے ساتے علم اسلام سرنگوں ہو چکا ہے۔ کیا یہی ہیں مسند نشینان رسولؐ جن کا کوئی قول فعل درست نہیں۔ کیا یہی ہیں شریعت بیضا کے مانند جو آیات قرآنی کی صحیح ترجمانی بھی نہیں کر سکتے۔ اور کیا یہی ہیں اقوال رسول کے امین؟ جن کے دلوں سے اقوال رسول اکرمؐ حرف غلط کی طرح مٹ چکے ہیں۔ اور کیا یہی ہے وہ گروہ؟ جو حضرت علیؓ کی شمشیر خارا شگاف کا امانت دار ہے۔ اور خالد بن ولید سیف اللہ کی شجاعت کا اجارہ دار ہے۔ جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صداقت و نرمی طبع کا ضامن ہے؟

علما اگر اپنے زعم میں پرستاران اسلام ہیں۔ تو ہوں۔ اگر رسول اکرمؐ کے سچے فدائی ہیں، تو ہوں۔ لیکن دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر آپ مسلمان ہیں۔ تو آپ نے قوم کی کفر و اتحاد کو کیا فائدہ پہنچایا ہے اگر آپ پابند نماز ہیں تو ہوں گے۔ لیکن قوم کی سرکشی کو اس سے کیا نفع پہنچا ہے۔ اور اگر آپ عالم ہیں تو فبہا۔ لیکن آپ نے قوم کی تشنگی کہاں تک بجھائی ہے۔ اور اگر آپ حج کر آئے ہیں۔ تو آپ کا حج آپ کو مبارک۔ لیکن قوم کی درماندگی کو اس سے کیا فیض ہو رہا ہے۔ کسی غیر عالم کے قلم سے لکھے ہوئے یہ فقرات اگر عالموں کی خفگی بھڑکانے کا باعث ہو سکتے ہیں۔ تو وہ جی بھر کر خفا ہو لیں۔ لیکن ہمیں پوچھنا تو صرف یہ ہے کہ قوم آج قعر ذلت میں گری جاتی ہے۔ اس کے تھامنے کے لئے آپ نے کونسی تدبیر سوچی ہے۔ نوجوانان ملت لامذہبیت سے قریب تر ہوتے جا رہے ہیں۔ اس کا انسداد آپ کیا کر رہے ہیں۔ بدعات نے قوم کی جڑیں کھوکھلی کر رکھی ہیں۔ ان کے نیست و نابود کرنے میں آپ کہاں تک سرگرم عمل ہوئے ہیں۔ اور آج آپ کے ہادی برحق کی قوم غریق دریائے سراب مغرب ہو رہی ہے۔ پھر اس کے لئے آپ نے کونسا نسخہ تجویز کیا ہے۔ مسلم مستورات بوجہ حق تلفی دامن اسلام چھوڑ کر آغوش کفر و عیسائیت میں پناہ گزین ہوئی جاتی ہیں۔ اس کا آپ نے کیا حل سوچا ہے۔ اگر کوئی عورت اپنے ۔ ۔ ۔ ۔ شریک زندگی سے گلو خلاصی کروانے کی غرض سے آپ کے دربار میں فریاد لے کر پہنچتی ہے۔ تو سچ فرمائیے۔ آپ اس کی کس طرح دادرسی کرتے ہیں۔ اور آپ کے دربار سے اس مظلوم عورت کے لئے کیا فیصلہ صادر ہوتا ہے۔ تجربہ اس کو ثابت کر رہا ہے کہ عورت کے حقوق کو غصب کرنے کا سلسلہ سب سے پہلے علماء کے گھروں سے شروع ہوتا ہے۔ تو پھر اگر میں یہ کہوں تو کیا بے جا ہے۔ کہ کشتی قوم کے ناخدا خود بھی راہ گم کردہ قوم کے ہمراہ (انجام سے بے خبر) خواب نوشین کے مزے لوٹ رہے ہیں اور اگر اس ڈوبتی ہوئی کشتی کا کوئی بھولا بھٹکا مسافر ان ناخداؤں کو بیدار کرنے کی کوشش کرے بھی تو یہ (چاروں طرف سے) سر اٹھاتے ہی کافر کافر کا وہ شور مچاتے ہیں کہ الامان والحفیظ۔ مرثد اللہ۔ جس قوم کے پیشواؤں کا یہ حال ہو اس قوم کی کیا حالت ہوگی۔ ؏

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

اگر علما میری اس تحریر کو پڑھ کر مجھ پر فتوی کفر لگا دیں یعنی دائرہ اسلام سے خارج کر دیں۔ تو اس کی مجھ کو کیا پرواہ ہو سکتی ہے۔ جب کہ میری زندگی میں علماء کی ذات سے میرے ایمان کو رتی بھر بھی تقویت نہیں پہنچی۔ اور نہ آئندہ پہنچنے کی امید ہے۔ اگر میں مسلمان ہوں تو اپنی ذات سے۔ اور اگر خارج از اسلام ہوں۔ تو علماء کی بلا سے۔ پھر ان کا فتویٰ کفر کس طرح قابل پذیرائی ہو سکتا ہے؟

میں پھر کہوں گی کہ علما اگر ہمارے کسی درد کی دوا نہیں کر سکتے۔ اور اسلام کے دم واپسیں میں بھی اس کے کسی کام نہیں آ سکتے۔ اور اگر قوم کی کشتی کو نہیں بچا سکتے۔ اگر صرف آواز حق بلند بھی نہیں کر سکتے۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ اپنے ایمان کو بھی درست نہیں کر سکتے۔ تو ان کو واجب ہے کہ اپنا نام پیشوایان اسلام کی فہرست سے خارج کروالیں حق تعالیٰ اس کے لئے کسی موزوں متنفس کو چن لے گا۔ جو قوم کو ہلاکت سے بچا سکے گا۔ جو اسلام کی تجدید کر سکیگا۔ جو قوم میں از سر نو روح عمل پھونک سکے گا۔ اور جس کی حق پسند آواز خواب خرگوش میں سونے والی قوم کو بیدار کر سکے گی۔

ایک فروگذاشت

جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ سلام مسنون

۲۷ر جون کے اخبار پیغام صلح میں جو احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کی کامیاب ممبران کی فہرست چھپی ہے اس میں غلطی سے حمیدہ بادشاہ بنت شیخ عبدالواحد صاحب کا نام رہ گیا ہے جنہوں نے اس سال بی اے کا امتحان نہایت اعلیٰ نمبروں میں پاس کیا ہے ہمیں اس فروگذاشت کا بہت ہی افسوس ہے۔ براہ مہربانی یہ چند سطور پیغام صلح کی نزدیک ترین اشاعت میں شائع کر کے ہمیں ممنون فرمائیں۔

خاکسار
سکرٹری احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن

لارڈ الفاروق ہیڈلے کی تجہیز و تکفین

مسلمانان لنڈن کی جانب سے تعظیمی مظاہرے

لنڈن۔ ۲۵۔ جون۔ لارڈ ہیڈلے کی تجہیز و تکفین برک وڈ کے قبرستان کے اسلامی حصہ میں عمل میں آئی۔ ان کے تابوت پر "الحاج" فاروقی کے قابل قدر الفاظ کندہ کئے گئے تھے۔

مسجد ووکنگ کے امام صاحب کے زیر ہدایت یہ تجہیز و تکفین عمل میں آئی۔ تعزیت کنندگان کو قبرستان جاتے وقت شدید بارش سے دوچار ہونا پڑا۔ جس کی وجہ سے سب لوگ شرابور ہو گئے۔ لیڈی ہیڈلے اپنے تین لڑکوں کے ساتھ موجود تھیں۔

اس وقت تقریباً سو مسلمان موجود تھے۔ قبر پر پھولوں کی کئی چادریں چڑھائی گئیں جن میں سے ایک چادر مسلمان برادری کی جانب سے بھی چڑھائی گئی

مکتوب برلن

جرمن مسلم مشن کی تبلیغی مساعی

(از جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن)

ڈاکٹر کلپ فان ہوفے

ماہ مئی کی ۳ تاریخ کو جرمن مسلم مشن سوسائٹی کے زیر اہتمام ایک نہایت ہی دلچسپ لیکچر ہوا۔ اس دفعہ کے مقرر سوسائٹی کے ایک دیرینہ ممبر جناب ڈاکٹر کلپ فان ہوفے تھے آپ عرصہ دو سال سے جرمن مسلم سوسائٹی کے ممبر ہیں، اور مشن اور مسجد کے کام میں گہری دلچسپی رکھتے ہیں آپ وکیل ہیں اور حکومت جرمنی کی نازی پارٹی کے رکن ہیں اور ریڈیو دفتر میں کام کرتے ہیں۔ آپ کو اسلامی ممالک کے حالات سے بڑی دلچسپی ہے چنانچہ سال گذشتہ جشن فردوسی کے موقع پر آپ نے فردوسی اور اعلیحضرت شاہ ایران کے موضوع پر ایک تقریر بھی فرمائی تھی علاوہ ازیں آپ اعلےٰ درجہ کے ادیب اور مصنف بھی ہیں چنانچہ کچھ عرصہ ہوا آپ نے ایک کتاب میں شاہ ایران پر ایک اعلیٰ درجے کا مضمون لکھا۔

یوگوسلاویہ کے مسلمان

اسلامی ممالک کی محبت آپ کو سال رواں کے آغاز میں یوگوسلاویہ میں لے گئی۔ اب واپسی پر آپ نے ہماری سوسائٹی کے زیر اہتمام وہاں کے چشم دید حالات و واقعات بیان کرنے کی خواہش کی چنانچہ بروز جمعۃ المبارک شام کے آٹھ بجے اس تقریر کا انتظام کیا گیا۔ جلسہ کا افتتاح تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ ازاں بعد علامہ جناب ڈاکٹر حمید مارقوس صاحب صدر جرمن مسلم سوسائٹی نے فاضل مقرر کا مناسب الفاظ میں حاضرین سے تعارف کراتے ہوئے فرمایا۔ کہ ماہ جون کے وسط میں سوسائٹی نے آنحضرت صلعم کا یوم ولادت یعنی عید میلاد النبی منانے کا فیصلہ کیا ہے ازاں بعد ڈاکٹر ہوفے نے ایک نہایت ہی دلچسپ اور پر از معلومات تقریر کے دوران میں بتلایا۔ کہ یوگوسلاویہ میں جو کسی وقت ترکی اور آسٹریا کے ماتحت رہ چکا ہے۔ تقریباً ⅓ حصہ مسلمان ہیں۔ اور سراجیو۔ بوسنیا وغیرہ میں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہاں کے حالات بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ کہ یوگوسلاویہ میں ہمیں مشرقی اور مغربی تمدن اور معاشرت نظر آتے ہیں آپ مسلمانوں کی ضرب المثل مہمان نوازی اور فراخدلی سے بیحد متاثر ہوئے اور فرمایا کہ گو وہاں کے لوگ عموماً ابتدائی حالت میں ہیں اور تعلیم کی بھی کمی ہے مگر تاہم اب انہوں نے ان نقائص کو محسوس کر لیا ہے اور اپنی ترقی اور بہبودی کے لئے کوشاں ہیں ایک بات جس کو دیکھ کر سخت حیران ہوئے اور جس کی کوئی وجہ ان کو نظر نہیں آئی۔ وہ عام ظاہری میلاپن ہے وہ اس بات کو سمجھنے سے قاصر رہے کہ ایک مسلمان جس کو پانچ وقت منہ ہاتھ دھونے کا حکم ہو وہ کیسے میلا اور گندہ رہ سکتا ہے ڈاکٹر موصوف نے لیکچر کے دوران میں وہاں کی عکسی تصاویر بھی دکھائیں جن سے حاضرین بے حد محظوظ ہوئے۔ لیکچر کے بعد صاحب صدر نے فاضل مقرر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ایک مختصر سی تقریر کی جس کے بعد جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا مختلف اخبارات کے نامہ نگار بھی موجود تھے چنانچہ سرکاری اخبار نوشکلٹے بیاد بافتر کا نمائندہ بھی موجود تھا جس نے ۴ مئی کی اشاعت میں تیس سطر کا شذرہ سپرد قلم کیا۔

ایک بے بنیاد افواہ

بعض اخبارات نے یہ بے بنیاد افواہ شائع کر دی کہ مسجد برلن کو حکومت جرمنی نے سیاسی پروپیگنڈا کی بنا پر مکمل بند کر دیا ہے واقعات بالکل اس کے برعکس ہیں۔ حبیب الرحمان سکرٹری جماعت اسلامیہ برلن نے گذشتہ جمعہ بتاریخ ۱۰ مئی کو بنگالی فلم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کی خاطر ہمبلٹ کلب میں ایک جلسہ منعقد کرنا چاہا۔ چنانچہ اس جلسہ کے متعلق دعوتی رقعے بھی شائع کر دیئے۔ مگر برلن پولیس کو جب اس امر کا پتہ چلا۔ تو اس نے فوراً اس جلسہ کے انعقاد کو روک دیا۔ ہمبلٹ کلب میں صرف تعلیمی، مذہبی یا تمدنی جلسے ہو سکتے ہیں مگر حبیب الرحمان نے اپنی تحریر کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جو کہ انہوں نے اس کلب میں جلسہ منعقد کرنے کی اجازت حاصل کرتے وقت دی تھی۔ یہاں ایک سیاسی جلسہ کرنا چاہا۔ سنا ہے کہ اس خلاف ورزی کی سزا میں اب ان کو کسی قسم کا جلسہ منعقد کرنے کی اجازت نہ دی جائے گی۔

عید میلاد النبیؐ کی تیاریاں

جرمن مسلم سوسائٹی کی مجلس منتظمہ کا اجلاس ۷ ماہ مئی کو شام کے ۸ بجے منعقد ہوا۔ اس اجلاس کا خاص مقصد میلاد النبی کا پروگرام تیار کرنا تھا۔ امام مسجد برلن کی استدعا پر برلن یونیورسٹی کے شعبہ مشرقیہ کے ڈاکٹر پروفیسر ڈاکٹر رشید صاحب نے اس دفعہ عید میلاد النبی کے موقع پر ایک تقریر فرمانی منظور کی۔ مزید براں یہ طے ہوا کہ علاوہ تلاوت قرآن کریم و افتتاحی تقریر از امام مسجد نعتیں اور نظمیں پڑھی جائیں اور مختلف اسلامی ممالک کے نمائندے چھوٹی چھوٹی تقاریر کریں، آنحضرت صلعم کی احادیث معہ تراجم سامعین کے گوش گزار کی جائیں۔ اس امر پر کہ آیا اس جلسے میں داخلہ بذریعہ ٹکٹ ہو یا بلا ٹکٹ ہو۔ کچھ بحث ہوئی۔ بالآخر طے ہوا۔ کہ داخلہ مفت ہو تاکہ ہر کوئی شخص جو اس پاک اور منزہ کی تقریر آنحضرت صلعم کی سوانح اور آپ کے زریں اقوال سننے کا اشتیاق رکھتا ہو بلا تکلف حصہ لے سکے البتہ اخراجات کو پورا کرنے کے لئے مختلف احباب معاونین مسجد کی خدمت میں درخواست کی گئی اور چھپیاں لکھی گئیں امید ہے کہ اخراجات کا کثیر حصہ اس طرح سے پورا ہو جائیگا

ایک سوشل اجتماع

ماہ رواں میں علاوہ لیکچر کے ایک سوشل مجلس کا انتظام کیا گیا جس میں احباب نے کثیر تعداد میں حصہ لیا یہاں تک کہ بعض احباب کو قلت جگہ کے باعث اکثر حصہ وقت کھڑا رہنا پڑا۔ ان مجالس کا انتظام عموماً ہمارے دوست عزیز الرحمان مرزا صاحب کے سپرد ہوتا ہے جس کو وہ ہمیشہ نہایت خوش اسلوبی اور حسن انتظام سے سرانجام دیتے ہیں اس موقع پر ہمارے ایک جرمن مسلم دوست جناب امین بوسنلڈ نے ہسپانوی زبان میں ایک نظم پڑھی جس کا تعلق اس زمانے سے تھا۔ جبکہ غریب مسلمان ہسپانیہ پر نہ صرف حکومت کر رہے تھے بلکہ ان کا چاردانگ عالم میں چرچا ہو رہا تھا اور وہ اپنے تنظم و نسق اور اخلاق و عادات جہاں بینی اور جہانداری کی وجہ سے دوست دشمن سب سے یکساں خراج تحسین حاصل کر رہے تھے یہ جلسہ رات کے ½ ۱۱ بجے اختتام پذیر ہوا۔

تبلیغی مساعی کے چند ثمر

ایک بات پر اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ ناظرین کرام کو یہ تو علم ہی ہوگا۔ کہ برلن مشن اور مسجد کی تبلیغ کا دائرہ صرف برلن یا جرمنی تک ہی محدود نہیں بلکہ ہمارا لٹریچر اور خاص طور پر المانوی رسالہ مسلمش ریویو تمام ممالک میں عموماً سفت جاتا ہے جہاں جرمن زبان بولی یا سمجھی جاتی ہے۔ مثلاً البانیہ یوگوسلاویہ، زیکوسلاویہ وغیرہ، چند ماہ ہوئے ہم نے مسلمانان ہند کو چند آسٹرین نفوس کے حلقہ بگوش اسلام ہونے کی خبر دی تھی یہ ثمر ہمیں وائنا کی جماعت "آدرینٹ بنڈ" کی طفیل نصیب ہوا تھا اب ماہ حال میں ہمیں پراگ دارالخلافہ زیکوسلاویہ کی جماعت مجلس اتحاد المسلمین کی طرف سے ایک تحفہ موصول ہوا ہے جو کہ گیارہ نفوس پر مشتمل ہے ایک سال کا عرصہ ہوا ہے۔ وہاں کے چند مسلمانوں نے ایک مجلس قائم کی تھی اور دعوت لٹریچر کے لئے درخواست کی۔ چنانچہ ان کی خواہش کے مطابق البا انتظام کر دیا گیا اب وہاں سے جو خط موصول ہوا ہے اس سے معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے گیارہ نفوس کو اسلام کی روشنی سے منور کر دیا ہے اور ان گیارہ احباب نے آنحضرت صلعم خاتم النبین کی غلامی کو قبول کرنا اپنا فخر سمجھا ہے۔ اللھم زد فزد۔ اسی ضمن میں عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

رسالہ کی مالی مشکلات

کہ ہمارا رسالہ مسلمش ریویو مالی مشکلات کی وجہ سے بند ہونے کو تھا کہ ایک دو دوستوں کی امداد اور توجہ سے موت کے پنجے سے بچ گیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کو مدت مدید تک جاری ساری رکھے اور اس کا فیض دور دراز تک پہنچے۔ آمین

(خاکسار محمد عبداللہ امام مسجد برلن (جرمنی))

بلا کے نزول سے پہلے فکر کرو

(از حضرت مسیح موعود)

جو بلا کے نزول سے پہلے ڈرتا ہے وہ عاقبت بین اور باریک بین ہوتا ہے اور بلا کے آجانے کے وقت تو کافر بھی ڈرتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ بعض گاؤں میں جہاں طاعون کی شدت ہوئی ہندوؤں نے مسلمانوں کو بلا کر اپنے گھروں میں اذانیں دلوائیں۔ وہی اذانیں جن سے پہلے ان کو پرہیز تھا۔ جو مومن غرض کیلئے خدا سے نہیں ڈرتا خدا اس سے خوف کو دور کر دیتا ہے۔ مگر جس کے دروازے پر بلا نازل ہو جائے تو وہ خواہ مخواہ اس سے ڈریگا۔ بہت دعائیں کرتے رہو۔ کہ بلاؤں سے نجات ہو۔ اور خاتمہ بالخیر ہو۔ عملی نمونہ کے سوا بیہودہ قیل و قال فائدہ نہیں دیتی اور جیسے یہ ضروری ہے کہ ڈر کے سامان سے پہلے ڈرنا چاہیئے یہ بھی نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ ڈر کے سامان قریب ہوں۔ تو ڈر جاؤ۔ اور جب وہ دور چلے جائیں تو بیباک ہو جاؤ۔ بلکہ تمہاری زندگی ہر حالت میں اللہ تعالےٰ کے خوف سے بھری ہو۔ خواہ مصیبت کے سامان ہوں یا نہ ہوں اللہ تعالیٰ مقتدر ہے وہ جب چاہتا ہے کشاکش کرتا ہے۔ جو اس پر ہی بھروسہ کرتا ہے وہ بچایا جاتا ہے۔ ڈرنے والا اور نہ ڈرنے والا کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ دونوں میں فرق رکھ دیتا ہے۔ پس ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ سچی توبہ کریں اور گناہ سے بچیں۔ جو بیعت کرکے پھر گناہ سے نہیں بچتا۔ وہ گویا جھوٹے اقرار کرتا ہے ✤

مصیبت زدگان لُبنان سے اظہار ہمدردی

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور پشاور کی آتشزدگی کے مصیبت زدگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے اور پچاس روپے کی غریبانہ رقم اس امدادی فنڈ میں پیش کرتی ہے جو جناب نواب سر عبدالقیوم خانصاحب بالقابہ کی صدارت میں کھولا گیا ہے (فضل حق اسسٹنٹ سیکرٹری)

حضرت امیر ایدہ اللہ کا ترجمہ قرآن ایک غیر از جماعت بزرگ کی نظر میں

"زمیندار" اور دوسرے مخالفین غور کریں

حیدرآباد سے ایک غیر از جماعت بزرگ نے ذیل کا خط حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مخالفت کے زمانہ میں ایسے سمجھدار اور صاحب علم اصحاب موجود ہیں جو حضرت ممدوح کی ان عظیم الشان خدمات کو جو آپ نے قرآن کریم کے اردو، انگریزی تراجم کے ذریعہ کیں عزت اور قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت امیر کے ترجمہ قرآن نے ہندوستان کے فہمیدہ طبقہ پر کس قدر اثر پیدا کیا ہے اور وہ نہ صرف آپ کے خلوص اور محبت اسلام کے قائل ہیں بلکہ آپ کو اس بات کا اہل سمجھتے اور آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ اس ترجمہ و تفسیر کے کام کو جاری رکھیں کہ یہ عام مسلمانوں میں روح پھونکنے کا موجب ہوگا۔

ایک زمانہ تھا جب "زمیندار" بھی آپ کے ترجمہ و تفسیر کو اسی قدر عزت کی نگاہوں سے دیکھتا اور انہیں تابناک موتی قرار دینے سے نہیں تھکتا تھا۔ لیکن آج دولت کی سنہری و روپہلی جھنکار نے اس کی آنکھوں کو ایسا خیرہ کر دیا کہ وہ اپنی تابناک موتیوں کے دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتا اور خود شپرہ چشم ہونے کے باوجود چشمہ آفتاب کا انکار کر رہا ہے کیا وہ ایک جنٹلمین اس بزرگ کے ذیل کے الفاظ کو چشم عبرت کے ساتھ ملاحظہ کرے گا؟ خاکسار:- دوست محمد

جناب مولانا محمد علی صاحب ادام اللہ برکاتکم

السلام علیکم۔ آپ کی تفسیر بیان القرآن کا مطالعہ کیا۔ دوسری کتابوں سے بھی کچھ واقف ہوا۔ آپ کی تفسیر کے افادہ کی مزید وسعت کے سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں امید ہے آپ اس پر تھوڑی توجہ فرمائیں گے۔

آپ نے قرآن کریم کی تفسیر پر کافی عمر قربان کی ہے اس کا ثمرہ بھی آپ کے سامنے ہے یورپ میں [illegible] ہوئی۔ ہندوستان میں بھی اس کی اشاعت ہوئی۔ انگریزی داں مسلمان اس طرف مائل ہوئے اور رہبنوں کا [illegible] کا [illegible] دور ہوا۔ اب آپ دوسری طرف مائل ہو گئے۔ یعنی حدیث کی طرف۔ یہ کام بھی مفید ہے لیکن بہت بہتر تھا کہ آپ پھر تفسیر ہی کی طرف لوٹتے اور اپنی عمر اسی بے مثال کام پر صرف فرماتے حدیث کی تفسیر کا کام کسی اور کے سپرد فرماتے لیکن اب جبکہ آپ دوسری [illegible] جلدی لگے ہوئے ہیں اور امید ہے کہ اس کو بھی ختم کر لیں گے تو مناسب ہے کہ اس سے فارغ ہو جائیں۔

تفسیر کی طرف لوٹنے سے میری مراد یہ ہے کہ آپ تفسیر کی نظرثانی فرمائیں اور اس میں تھوڑا اور لطف پیدا کریں اس میں اور [illegible] کا اضافہ فرمائیں۔ یہ اردو کے متعلق کہہ رہا ہوں۔ قرآن کی [illegible] اور معنی کی مزید تشریح جا بجا کریں۔ پندرہ سال میں جو کچھ [illegible] اور عالم اسلام میں ہوا ہے ان سے فائدہ اٹھائیں۔ [illegible] تفسیر کو جامع بنا دیں۔ آپ کی نظر اچھی ہے اللہ تعالیٰ نے فہم دیا ہے۔ کام [illegible] موجود ہے

طبیعت میں نرمی بھی ہے غرض یہ کہ اس کام کے لئے بہت سی صفتیں اللہ تعالیٰ نے آپ میں جمع کر دی ہیں موجودہ تفسیر میں آپ نے عقلی پہلو پر بہت زور دیا ہے، جدید تعلیم یافتوں کے لئے اس کی بہت ضرورت تھی، لیکن تفسیر کے افادہ کو عام کرنے کے لئے تو اس کی بھی ضرورت ہے کہ آپ نقل پر بھی اتنا ہی زور دیں اس سے یہ ہوگا کہ دونوں خیالات کے لوگ مستفید ہوں گے آپ اپنا مسلک عقل والوں کا رکھئے۔ غرض یہ ہے کہ اسلام کا عام مسلک جو ہے اس کو نظرانداز نہ کیجئے مشکل ترکیب اور ادبی نکات اور بیان و بلاغت کی خوبیوں کی طرف بھی اشارہ کرتے جائیے تاکہ عربی کا ذوق رکھنے والے بھی مستفید ہوں۔ ربط معنی پر آپ نے زور دیا ہے۔ اس پر مزید قوت صرف فرمائیے۔ تفہیم اور قرآن کے کلام اللہ ہونے پر اس سے اور روشنی پڑتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہزار پانچ سو صفحات اور بڑھ جائیں گے۔ لیکن بے مثل چیز ہو جائے گی۔ حوالے بڑھا دیجئے صرف یہ کہنا کہ بعض مفسرین ایسا کہتے ہیں۔ شبہ پیدا کرتا ہے تو بین میں لفظ دو لفظ میں اشارہ کر دیجئے۔ کتاب و صفحات کا حوالہ دیجئے یا آخر میں دو تین صفحوں کا کتب، نا لگا دیجئے۔

. . . .

یہ تو اہل علم کے فائدہ کے لئے ہوگا۔ بڑی ضرورت اس کی ہے کہ پوری تفسیر کو انگریزی کی طرح اردو میں بھی ایک جلد میں آپ سمیٹ لیں۔ ہزار بارہ سو صفحوں میں یہ ہو جائے گا۔ عربی متن کا خط موجودہ خط سے باریک کر دیجئے۔ لیکن وضاحت پر اتنا ہی زور دیجئے۔ جتنا کہ انگریزی ترجمہ کے متن میں ہے خط میں گنجلک نہ ہو۔ باریک ہو لیکن کھلا کھلا ہو۔ کاغذ باریک ہو۔ لغت ترکیب بلاغت بیان اڑا دیجئے یہ باتیں بڑی تفسیر کے لئے رکھئے۔ اس مجلد میں سارا زور معنی پر صرف فرمائیے۔ یعنی حواشی سے قرآن کی تفہیم اچھی طرح ہو جائے بائبل کے اقتباسات وغیرہ سب حذف۔ آخر میں مصادر کا ضمیمہ لغت سے تیار کر کے لگا دیجئے۔ یہ کام ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے ایک رحمت ہوگا۔ آپ اپنی قوت تبلیغ پر صرف فرما رہے ہیں اور مخاطب یورپ کو کیا ہے، حالانکہ یہ حق ہندوستان کے مسلمانوں کا ہے۔ پہلے گھر پھر باہر۔ انگریزی میں آپ نے جو کچھ کیا وہ یورپ کی رہنمائی کے لئے کافی ہے۔ لوگ آگے راہ پیدا کر لیں گے اردو میں آپ کا کام بالکل ناکافی ہے۔ خصوصاً عوام کے لئے ایک بات یہ عرض کرنے دیجئے۔ کہ اس کام میں آپ اپنے مسلک پر زور نہ دیجئے۔ آپ کے پیش نظر اسلام اور پیغمبر اسلام کی ساری تعلیم رہے۔ قرآن کی خدمت میں کسی چیز کی آمیزش نہ ہونے آپ کے خلوص کا اجر اس پر بھی اتنا ہی ملیگا۔

دوبارہ درخواست کرتا ہوں اور ہندوستان کے سارے مسلمانوں کے فائدہ کے لئے کہ آپ براہ خدا عوام کے لئے دو ایک سال صرف فرما کر ایک جلد میں ترجمہ، بیرکن حواشی کے ساتھ ضرور مرتب فرمائیں۔ آپ بڑا کام کریں گے۔ مسلمانوں میں روح پھونک جائے گی۔ آپ اس کے اہل ہیں آپ کو اس کا موقعہ حاصل ہے۔

اس ضرورت کے بعد اگر موقعہ ملے تو ایک مبسوط کتاب اردو میں علم کلام پر لکھئے۔ آپ کے مخاطب یورپ زدہ مسلمان ہوں سارے معرکۃ الآرا مسائل اسی میں آ جائیں۔ دین و دانش مصنفہ مولانا محمود علی کو رکھنے پر ایک نظر ڈال لیجئے۔ اسی پر عمارت کھڑی کیجئے پندرہ سال کے عرصہ میں مباحث مشرقیہ رازی، ابن حزم، مقالات المسلمین لاشعری جیسی کتابیں چھپ چکی ہیں ان سے اور ان جیسی اور کتابوں سے آپ مدد لے سکتے ہیں۔ آپ کی وسعت نظر سے یہ کام بھی باحسن الوجوہ پورا ہوگا۔ زحمت معاف فرمائیے۔ والسلام

اسلام اور مسلمانوں کی زندگی کی راہیں!

(از حضرت مسیح موعود)

دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ یہ انسان کی بات نہیں۔ خدا تعالیٰ کا الہام اور رب جلیل کا کلام ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ان حملوں کے دن نزدیک ہیں۔ مگر یہ حملے تیغ و تبر سے نہیں ہونگے اور تلواروں اور بندوقوں کی حاجت نہیں پڑے گی۔ بلکہ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد اترے گی اور یہودیوں کے ساتھ سخت لڑائی ہوگی۔ وہ کون ہیں؟ اس زمانہ کے ظاہر پرست لوگ جنہوں نے بالاتفاق یہودیوں کے قدم پر قدم رکھا ہے۔ ان سب کو آسمانی سیف اللہ دو ٹکڑے کرے گی اور یہودیت کی صفت مٹا دی جائیگی اور ہر ایک حق پوش دجال دنیا پرست یک چشم جو دین کی آنکھ نہیں رکھتا۔ حجت قاطعہ کی تلوار سے قتل کیا جائے گا۔ اور سچائی کی فتح ہوگی۔ اور اسلام کے لئے پھر تازگی اور روشنی کا دن آئیگا۔ جو پہلے وقتوں میں آ چکا ہے۔ وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ چڑھے گا۔ جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے لیکن ابھی ایسا نہیں ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں۔ ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کر لیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے۔ جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔

آریہ ہندو لیڈروں اور اخباروں پر ایک نظر

آریہ سماجی اخبارات اپنے فرسودہ ویدک دھرم اور اس کی نام نہاد الہامی کتاب وید کے متعلق بے جوڑ۔ لایعنی اور مضحکہ انگیز باتیں بنانے کے سبب بری طرح عادی ہو چکے ہیں۔ کچھ عرصہ سے آریہ سماجی حلقوں سے یہ بے دلیل اور احمقانہ دعوے کیا جا رہا ہے کہ آج سے تقریباً چودہ سو سال قبل وید عرب میں حضرت نبی کریم صلعم کے پاس موجود تھے اور اسلامی تعلیمات ویدوں ہی سے ماخوذ ہیں۔ اخبار آریہ مسافر اپنی ۲۳ جون کی اشاعت میں رقمطراز ہے:۔

"حضرت کی مکی زندگی اور پرچار سے کم از کم یہ ثابت ہے کہ جب تک وہ مکہ میں رہے۔۔۔ وہ ویدوں کے اصولوں کا پرچار کرتے رہے اور خود بہت دیر تک ویدک دھرمی کی سی زندگی بسر کرتے رہے۔"

آریہ پریس کی دماغی اور اخلاقی حالت کس قدر قابل رحم اور لائق ملامت ہے کہ جو کتاب اس بیسویں صدی میں بھی جبکہ طباعت کی آسانیاں وسیع پیمانہ پر موجود ہیں ایک سربستہ مخفی کی حیثیت رکھتی ہے کروڑوں ہندو اور ہزاروں آریہ سماجی ایسے ہونگے جنہوں نے کبھی وید کی شکل تک بھی نہ دیکھی ہوگی۔ جس کا ترجمہ باوجود انتہائی کوشش کے ہندی میں بھی نہ ہو سکا اس کے متعلق ارشاد ہو رہا ہے کہ وہ آج سے چودہ سو سال قبل عرب میں موجود تھی اور اسلام اس سر مخفی سے ماخوذ ہے۔

جو لوگ معقولیت و دیانت سے بے تعلق ہو جائیں ان کے لئے ہر دعوے آسان ہے۔ دلائل تو آریہ سماجیوں کے نزدیک غیر ضروری اور بے حقیقت چیز ہیں۔ لہٰذا کسی بڑے سے بڑے دعوے کے پیش کرنے کے لئے انہیں زبان یا قلم کی۔ معمولی حرکت سے زیادہ زحمت گوارا نہیں کرنی پڑتی۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ گذشتہ زمانہ میں وید، ویدک دھرم اور ویدک دھرمی ہندوستان کی چار دیواری سے باہر نہیں گئے۔ عرب میں تو وید کا پہنچنا۔ پھر وہاں کے لوگوں کا اس سربستہ کو سمجھنا بعید از قیاس ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس قسم کے دعوے کئے جا رہے ہیں۔ اصل میں بات یہ ہے کہ سوامی دیانند اور ان کے چیلوں نے اسلامی تعلیمات کی خوشہ چینی کی ہے۔ مورتی پوجا کی مخالفت۔ بدھوا بواہ کی ترویج، ذات پات کا توڑنا وغیرہ یہ سب کچھ اسلامی تعلیمات کے زیر اثر ہوا ہے۔ چونکہ آریوں کے لئے احسان فراموشی کی وجہ سے شاگردی کا اعتراف مشکل ہے۔ اس لئے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ اسلام نے یہ ساری باتیں وید سے اخذ کی ہیں۔ لیکن آریہ سماجیوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس قسم کی ذلیل غلط بیانیوں کی تاریکی میں اصل حقیقت چھپ نہیں سکتی۔ اور وہ مضحکہ انگیز دعاوی کر کے وید اور ویدک دھرم کا ذرہ بھر بھی وقار نہیں بڑھا سکتے۔ بلکہ اس کا اثر ان کی خواہشات کے برعکس ہوگا۔

اخلاق و انسانیت کا تقاضا یہ ہے کہ شدید سے شدید مخالف کی موت پر بھی شریفانہ مخلصانہ الفاظ میں اظہار افسوس کیا جائے اگر اس کی توفیق نہ مل سکے تو کم از کم خاموش ہی رہا جائے۔ لیکن دیانندی تہذیب اس کے برعکس ہے۔ لارڈ الفارو فی ہیڈ نے مرحوم نے انتقال پر ملال پر آریہ سماج کی گمنام پارٹی کے اخبار "پرکاش" نے ایک نہایت زہریلا اور دل آزار نوٹ لکھا ہے۔ جس میں لارڈ مرحوم کے بلند مرتبہ اور اعلیٰ حیثیت سے انکار کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس کے ساتھ ہی دیانندی تہذیب کے اس علمبردار اخبار کو ناامیدی ہے کہ سرا ہو کی پر شرارت فکر لاحق ہوگئی ہے۔ حالانکہ یہ فکر اس کو اپنے ہم عقیدہ اور رقیب اعظم سوامی شردھانند کے قتل کے وقت لاحق ہونی چاہیئے تھی جن کے متعلق ان کے قتل سے قبل روزنامہ الیث دہلی اور دوسرے معتدد ہندو اخباروں میں برسوں غبن وغیرہ کے الزامات شائع ہوتے رہے تھے۔۔۔ بعد ان کے رشتہ دار اور شاگرد آریہ سماج کے قومی سرمایہ کے مالک بن بیٹھے۔ اخبار "ارجن" اور اس کا پریس سوامی جی کے لڑکے پنڈت اندر کی ملکیت بن چکا ہے اور اخبار "تیج" اور اس کے پریس پر مہاشہ دیش بندھو کا بلا شرکت غیرے قبضہ ہے اسی طرح سوامی رامانند سوامی چیتا نند وغیرہ کو بھی حصہ پہنچا۔

حضرت مولانا عصمت اللہ صاحب مرحوم کے انتقال پر بھی "پرکاش" نے اسی قسم کی زہر چکانی کی تھی ہم اسے بتانا چاہتے ہیں۔ "پرکاش" اور اس کے مالک مہاشہ کرشن کے متعلق کسی شریف اور واقف کار شخص کو کوئی حسن ظن نہیں۔ لہٰذا "پرکاش" کو اپنی انسانیت دشمنی اور اخلاق باختگی کا مزید ثبوت بہم پہنچانے کی چنداں ضرورت نہیں۔

کوئٹہ کا زلزلہ اس قدر شدید تھا کہ چاروں طرف سے زلزلہ زدگان کی امداد و ہمدردی کے لئے آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔ ہمدرد انسان عملی جدوجہد میں بھی مصروف ہیں۔ تباہی اس قدر زیادہ ہوئی ہے کہ غیر معمولی سرگرمی کی ضرورت ہے۔ لیکن مہاتما گاندھی جی لوگوں کو اس سے روک رہے ہیں اور اس کا رخ کرنے کے لئے انہوں نے غریب اچھوتوں کو آڑ بنایا ہے۔ ان کا ایک تازہ بیان اس وقت ہمارے سامنے ہے اس میں وہ فرماتے ہیں:۔

"کوئٹہ کے بلا زدگان کی امداد کے لئے ایک دنیا آمادہ ہے۔ لیکن بیچارے ہریجنوں کو کوئی نہیں پوچھتا اور لوگ ہریجنوں کے لئے کنویں تعمیر کرانے کی طرف توجہ نہیں دیتے۔۔۔ کوئٹہ کی امداد کے لئے تمام دنیا مستعد ہے۔ لیکن بہت تھوڑے ایسے آدمی ہیں۔ جو ہریجنوں کی امداد کے لئے تیار ہیں۔ جو لوگ کوئٹہ فنڈ میں اعتدال سے بڑھ کر چندہ دے رہے ہیں۔ وہ خدا کی بارگاہ میں معتوب ٹھہریں گے کیونکہ جو روپیہ انہوں نے ہریجنوں پر خرچ کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ وہ بلا زدگان کوئٹہ پر خرچ کر رہے ہیں۔"

بلوچستان ایک اسلامی علاقہ ہے زلزلہ میں نوے فیصدی سے زائد مسلمانوں کا نقصان ہوا ہے اس لئے گاندھی جی کو اس قسم کے بیان کی ضرورت پیش آگئی۔ ورنہ زلزلہ بہار کے وقت ان کو چندہ میں اعتدال کی تلقین کی نہ سوجھی تھی اور نہ انہوں نے زیادہ چندہ دینے والوں کو خدا کا معتوب ٹھہرایا تھا۔ کیونکہ بہار ایک ہندو علاقہ تھا۔ خیر اس بات کو چھوڑیئے۔ کیونکہ گاندھی جی کی ہمدردی اور مسلم دوستی کا پردہ تو کبھی کا چاک ہو چکا ہے اور دنیا جان چکی ہے کہ گاندھی اور مالوی ہونے میں چنداں فرق نہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر گاندھی جی کے نزدیک ہریجنوں کے لئے کنوئیں تعمیر کروانے کا کام اس قدر اہم ہے تو انہوں نے اس کو پایہ تکمیل تک پہنچائے بغیر گرام سدھار کی تحریک کیوں شروع فرما دی؟ ہندی کے پرچار کے چھٹے میں کیوں پاؤں اڑا دیا؟ جو شخص کبھی ہندو مسلم اتحاد کو اپنی زندگی کا مقصد بتلاتا ہے کبھی اچھوتوں کے لئے مرن برت رکھتا ہے اور کبھی گرام سدھار اور ہندی پرچار کے لئے وقف ہو جاتا ہے اور اسے سب سے زیادہ ضروری سمجھتا ہے اس کو ہندوستان کی لیڈری کی مسند پر بٹھلانے کی بجائے ماہر فن بازیگروں کے کسی ڈیرے میں جگہ ملنی چاہیئے چند سال کے عرصہ میں اتنی زیادہ قلابازیاں لگانے والے کو با اصول لیڈر و مدبر سمجھنے کی بجائے ایک مشاق بازیگر سمجھنا زیادہ صحیح ہے

گاندھی جی نے اچھوت ادھار کا جو ڈھنگ اختیار کیا ہے اب تک تو ہندو اور آریہ بھی کھلم کھلا اس کی مخالفت میں سرگرم نظر آ رہے تھے۔ پنڈت اندر جی کا ہندی اخبار "ارجن" اپنی ۲۰ جون کی اشاعت میں رقمطراز ہے کہ:۔

"گاندھی جی کے پروگرام میں یہ بڑا بھاری نقص ہے کہ گو انہوں نے اپنی تمام جدوجہد کا نشانہ صرف ہریجنوں کو بنایا۔ لیکن پروگرام میں ہندوؤں کی ذہنیت تبدیل کرنے کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ اچھوتوں کے لئے علیحدہ سکول اور کنوئیں تعمیر کرنے کا ایک ایسا سوال ہے۔ جو اچھوتوں کے اچھوت پن کو اور بھی مستقل صورت دیدیگا۔ حالانکہ مناسب یہ تھا کہ جہاں پہلے سکول موجود ہیں ان میں اچھوت بچوں کو داخل کیا جاتا۔ تاکہ اچھوتوں اور ہندوؤں میں راہ رسم بڑھتی۔ لیکن گاندھی جی نے بالکل اس کے برعکس طریقہ اختیار کیا جس سے اچھوتوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔"

"ارجن" نے جو کچھ کہا وہ اصولی طور پر صحیح ہے لیکن ہندوؤں کی ذہنیت کا تبدیل ہونا بالکل دشوار ہے اور ہندو قوم میں شامل ہوتے ہوئے اچھوت اچھوت ہی رہیں گے۔۔۔ ان کی تمام مشکلات کا واحد حل اسلام ہے اگر گاندھی جی اچھوتوں کے سچے ہمدرد ہوتے تو وہ انہیں فوراً قبول اسلام کی تلقین کرتے۔ لیکن وہ اس طرف آتے ہی نہیں اور آئیں بھی کیوں۔ ان کا اصل مقصد تو اچھوتوں کو ہندوؤں میں شامل کرا کر ہندو قوم کی طاقت بڑھانا ہے۔ اس کیلئے صرف اس قدر ضروری ہے کہ اچھوت ہندو کہلاتیں اور رہیں۔

ہوشیار پور میں آریوں کا ایک تبلیغی ادارہ "دیانند سالویشن مشن" کے نام سے عرصہ سے قائم ہے جس میں آریہ سماج کی ماس پارٹی کے متعدد لیڈر شامل ہیں گذشتہ دنوں اس کی سالانہ رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ ہندو قوم کے مشہور روشن خیال سوشل ورکر مسٹر سنتانم اس رپورٹ پر اظہار رائے کرتے ہوئے اپنے اخبار میں لکھتے ہیں:۔

"ہم ایسے مشنوں کے بالکل برخلاف ہیں جو دوسرے مذاہب کے لوگوں کو اپنے مذہب میں داخل کرتے ہیں اور ہمیں خوشی ہوگی۔ اگر ہوشیار پور کا یہ مشن اس کام کو ترک کر دے۔"

اس صاف بیانی پر سارا آریہ پریس مسٹر موصوف کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گیا ہے حالانکہ ہندوؤں اور آریوں کے لئے ان کی رائے بالکل درست ہے اول تو ہندو دھرم کا مذہب اور ان کی روایات اور ان کا سوشل نظام دوسرے مذاہب کے آدمیوں کو شامل کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ دوسرے ہندو قوم غیر ہندوؤں کو جذب کرنے کی بالکل اہلیت نہیں رکھتی۔

کیا انذاری پیشگوئیاں موجب مسرت ہیں؟

(از جناب مولوی دوست محمد صاحب)

بعض ظاہر بین لوگ انذاری پیشگوئیاں سُن کر یا ان کو پورا ہونے کے اعلان دیکھ کر یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ پیشگوئی کرنیوالے کو لوگوں کی موت یا عذاب آنے سے خاص خوشی حاصل ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ کسی طرح صحیح نہیں نہ کسی کو موت یا کوئی اور عذاب دینا ان کے اختیار کی بات ہوتی ہے۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسی خبر مل جائے تو اس کے سنا دینے میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ فائدہ ہی ہے کہ ممکن ہے وہ شخص جس کے متعلق وہ خبر ہے ڈر کر اپنی بداعمالیوں سے باز آجائے یا توبہ استغفار کرے تا وہ اس کی بلا ٹل جائے۔ ایسی پیشگوئیاں محض مخالفین ہی کے لئے نہیں ہوتیں بلکہ بعض وقت اپنے دوستوں عزیزوں یا بعض ایسے لوگوں کے متعلق بھی جو عملاً بُرے نہیں آنے والے خطرناک واقعات کی خبریں مل جاتی ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیشگوئی حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ کی شہادت کی پیشگوئی کی کیا وہ ان کی دشمنی کی وجہ سے تھی؟ کیا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی شہادت سے خوشی حاصل ہوئی تھی؟

ایسا ہی حضرت مسیح موعودؑ کا الہام ہے "شاتان تذبحان" جو آپ کے دو مخلص مریدین صاحبزادہ عبداللطیف و عبدالرحمن شہید کے متعلق ہے جنہیں کابل میں سنگسار کیا گیا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ آپ کو اس پیشگوئی کی اشاعت سے کوئی خاص خوشی حاصل ہوئی تھی۔ کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت امام حسینؓ۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور بعض دیگر صحابہ کرامؓ کے متعلق بعض آنے والے مصائب کی جو پیشگوئیاں آنحضرتؐ نے فرمائیں وہ آپ کے لئے خوشی کا موجب تھیں خدا تعالیٰ نے اگر ایسے بعض امور کی خبر آپ کو قبل از وقت دے دی۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ کو زلزلوں طاعون اور جنگوں وغیرہ کی اطلاعات قبل از وقوع اللہ تعالیٰ نے پہنچائیں اور آپ نے ان کا اعلان کیا تو اس سے یہ کیونکر لازم آگیا کہ انہیں ایسی ہلاکت اور تباہی کی پیشگوئیوں کی اشاعت سے کوئی خاص خوشی ہوتی تھی۔ آپ نے خود ایک جگہ تحریر فرمایا ہے کہ

"ہم بانکسار تمام اپنے موافقین و مخالفین کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ کسی پیشگوئی کو اپنی نسبت ناگوار طبع (جیسے موت فوت یا کسی اور مصیبت کی نسبت) پاویں تو اس بندہ ناچیز کو معذور تصور فرمائیں ...... ہم صاحبوں کی خدمت میں صدق سے ہم گزارش کرتے ہیں کہ ہمیں بالطبع آپ کی بدخواہی دل میں نہیں بلکہ ہمارا خداوند کریم خوب جانتا ہے کہ ہم سب کی بھلائی چاہتے ہیں اور بدی کی جگہ نیکی کرنے کو مستعد ہیں اور بنی نوع کی ہمدردی سے ہمارا سینہ معمور ہے اور سب کے لئے ہم راحت و عافیت کے خواستگار ہیں لیکن جو بات کسی موافق یا مخالف کی نسبت یا خود ہماری نسبت کچھ رنج دہ ہو تو اس میں ہم بکلی مجبور و معذور ہیں ...... اور ہم عالم الغیب کو گواہ رکھ کر کہتے ہیں ہمارا سینہ سراسر نیک نیتی سے بھرا ہوا ہے اور ہمیں کسی فرد بشر سے عداوت نہیں اور گو کوئی بدظنی کی راہ سے کیسی ہی بدگوئی و بدزبانی کی مشق کر رہا ہے اور ناخدا ترسی سے ہمیں آزار دے رہا ہے ہم پھر بھی اس کے حق میں دعا ہی کرتے ہیں کہ اے خدا اے قادر و توانا ...... ان کو سمجھ بخش اور اس کو اس کے ناپاک خیالات اور ناگفتنی باتوں میں معذور سمجھتے ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ابھی اس کا مادہ ہی ایسا ہے اور ہنوز اس کی سمجھ اور فکر اس قدر ہے کہ جو حقائق عالیہ تک نہیں پہنچ سکی ہے

زاہد ظاہر پرست از حال ما آگاہ نیست
در حق ما ہرچہ گوید جائے ہیچ اکراہ نیست

اور باوجود اس رحمت عام کے جو فطرتی طور پر خدائے بزرگ و برتر نے ہمارے وجود میں رکھی ہے اگر کسی کی نسبت کوئی بات ناملائم یا کوئی پیشگوئی وحشت ناک بذریعہ الہام ہم پر ظاہر ہو تو وہ عالم مجبوری ہے جس کو ہم غم سے بھری ہوئی طبیعت کے ساتھ اپنے رسالہ میں درج کریں گے۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت ص ۵۶-۵۷-۵۸)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ انذاری پیشگوئیوں یا قہری نشانات کی اشاعت مامور یا ملہم کے لئے کسی خاص خوشی کا موجب نہیں ہوتی بلکہ رنج و تکلیف کا باعث ہوتی ہے چونکہ اس قسم کی بعض باتیں جو موافقین یا مخالفین کی قضا و قدر سے تعلق رکھتی ہیں ان پر غیب سے ظاہر کی جاتی ہیں اس لئے وہ معذور ہوتے ہیں اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ انہیں لوگوں کے ڈرانے اور انہیں عذاب وغیرہ کی خبریں سنانے میں خاص خوشی حاصل ہوتی ہے ایک احمقانہ خیال ہے لیکن اس سے بھی بڑھ کر احمقانہ خیال یہ ہے کہ اگر کسی ایسی پیشگوئی کے پورا ہونے پر یہ اعلان کیا جائے کہ خدا کے مامور نے اس کی قبل از وقت اطلاع دے رکھی تھی تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ جماعت احمدیہ کو لوگوں کی ہلاکت اور تباہی سے خاص خوشی لاحق ہوتی ہے ..... کوئی ان عقل کے اندھوں سے پوچھے کہ کیا جب امام حسینؓ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوئی اور وہ شہید ہو گئے تو مسلمانوں کو کوئی خوشی ہوئی تھی یا نہیں بلکہ خود تمہیں بھی اس پیشگوئی کے پورا ہونے سے خوشی ہوتی ہے یا نہیں اگر خوشی ہوتی ہے یا نہیں اگر خوشی ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ امام حسین کی شہادت پر تم خوش ہو اور اگر خوشی نہیں ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی تمہارے دل میں کوئی عزت و وقعت نہیں۔ یہی سوال حضرت عثمانؓ اور دیگر صحابہؓ کے مصائب کی پیشگوئیوں کے متعلق کیا جا سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی پیشگوئیوں کے متعلق خوشی اور رنج دو نو قسم کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ مرنے والے کے متعلق رنج بھی ہوتا ہے اور پیشگوئی کے پورا ہونے پر خوشی بھی ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کی معرفت جو خبر سالہا سال قبل دے رکھی تھی اس کا پورا ہونا ایک تو اس مامور کی صداقت کو ثابت کرتا ہے اور دوسرے اللہ تعالیٰ پر ایمان تازہ ہوتا ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ مرنے والے کے متعلق ہمارے دل میں رنج و افسوس نہیں۔ اگر وہ پیشگوئی پوری نہ بھی ہوتی اور خدا تعالیٰ اسے ٹال دیتا تو اس سے مامور کی صداقت پر حرف نہ آسکتا تھا کیونکہ جب ہم اوپر واضح کر چکے ہیں انذاری پیشگوئیاں ٹل بھی جایا کرتی ہیں لیکن جب وہ پوری ہو گئی اور مامور من اللہ کی ایک سالہا سال پہلے کی کہی ہوئی بات نے واقعات کی صورت اختیار کر کے ہمارے سامنے آگئی تو جہاں مرنے والے کے متعلق رنج اور افسوس ہوتا ہے وہیں تازگی ایمان ہونے کی وجہ سے مسرت کے جذبات بھی پیدا ہوتے ہیں اور ایسے موقعہ پر دنیا کو بتانا کہ یہ شخص جس نے بالکل ناموافق حالات میں ایسی بات کہی اور وہ آج پوری ہو رہی ہے انہی دونو قسم کے جذبات کا اظہار خود حضرت مرزا صاحب نے لیکھرام کے قتل پر کیا ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں:-

"اگرچہ لیکھرام کے معاملہ میں اس بات سے تو خوش ہوں کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی پوری ہوئی مگر دوسرے پہلو سے میں غمگین ہوں کہ وہ عین جوانی کی حالت میں مرا اگر وہ میری طرف رجوع کرتا تو میں اس کے لئے دعا کرتا تا یہ بلا ٹل جاتی اس کے لئے ضروری نہ تھا کہ اس بلا کے رد کرانے کے لئے مسلمان ہو جاتا صرف اس قدر ضروری تھا کہ گالیوں اور گندہ زبانی سے اپنا منہ روک لیتا۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۲۸۹)

...... غرض جہاں تک قہری نشانات کا تعلق ہے ان کی قبل از وقت خبر دینا یا بعد از وقوع ان کو بطور نشانی پیش کرنا ایک ایسی بات ہے جو قابل اعتراض نہیں ہو سکتی نہ لوگوں کی تباہی میں مامورین الٰہی کو کوئی خاص خوشی ہوتی ہے بلکہ ان کا دل رنج و افسوس سے بھر جاتا ہے کہ کیوں لوگ خدا کے حکموں سے انکار کر کے ایسے قہری نشانات کو دعوت دیتے ہیں قبل از وقت ان کی اطلاع دیئے جانے میں بھی یہی راز پنہاں ہے کہ دنیا ڈر کر توبہ اور خشیت الٰہی کی طرف رجوع کرے اور جب وہ وقوع پذیر ہو جاتے ہیں تو ان کا ذکر بھی اسی غرض سے کیا جاتا ہے کہ دوسرے لوگ ان سے عبرت حاصل کریں اور بدکرداریوں اور حق کی مخالفت سے باز آجائیں۔

(ماخوذ)-

حضرت مولانا صدر الدین صاحب وزیر آباد میں

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح لاہور

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مندرجہ ذیل سطور کو اخبار میں جگہ دیکر مشکور فرماویں:-

آج بروز جمعہ مورخہ ۲۸ رجون کو حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب نے نماز جمعہ مسجد محمد وزیرآباد میں پڑھائی جس میں غیر از جماعت بھائی بھی شامل ہوئے

حضرت مولانا موصوف نے ایک پر معارف خطبہ ارشاد فرمایا۔ اور سورۃ والتین کی بصیرت افروز تفسیر فرمائی اور فرمایا کہ جب آدمی نیکی میں ترقی کرتا ہے تو فرشتوں سے بڑھ جاتا ہے اور بدی میں ترقی کرتا ہے تو ذلت کے سب سے نیچے مقام پر پہنچ جاتا ہے پھر فرمایا کہ حضرت مرزا صاحب سچے امام وقت تھے اور ہم نے دشمنوں کو اپنی آنکھوں سے تباہ و برباد ہوتے دیکھا ہے پھر ایک پادری کا پرلطف واقعہ سنایا کہ جس نے ہمارا نام سنتے ہی اپنا لیکچر بند کر دیا کہ میں مولوی صدر الدین کے سامنے لیکچر نہیں دونگا کیونکہ یہ احمدی ہے پھر فرمایا کہ یہ سب حضرت مرزا صاحب کی برکت ہے چونکہ وہ سچے تھے اس واسطے ان کے مقابل پر کوئی نہیں آتا اور لوگوں کو چند نصائح فرمائیں۔

بعد از نماز جمعہ الفاروق لارڈ ہیڈ ماسٹر مرحوم و مغفور صاحب کا نماز جنازہ غائبانہ پڑھایا۔ فقط۔

ایس عبید اللہ

سکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن وزیرآباد

پیغام صلح کی توسیع اشاعت ہر ایک احمدی کا فرض ہے

(بقیہ صفحہ ۲)

من المآء کو بطور دلیل پیش کیا ہے

ربوۃ بلند جگہ کو کہتے ہیں اور کشمیر دنیا کے بلند ترین ممالک میں سے ہے۔ نیز یہ زمین ارشاد باری کے مطابق ہموار چشموں والی بھی ہے۔ مفسرین میں یہ مشہور ہے کہ یہ "ربوۃ" فلسطین یا دمشق کا رتیلا ٹیلا ہے۔ اگر فی الواقع خدا نے مسیح اور اس کی ماں کو وہیں پناہ دی تھی۔ تو ان کی جگہ وہاں مخفی کیسے رہی۔ ہاں یہودیوں کے مسیح کے خلاف جمع ہونے اور آپ کو صلیب دینے کی کوشش کرنے کے بعد اگر اس امر کو لیا جائے۔ تو کوئی مشکل نہیں رہتی۔ جیسا کہ "اوا" کا لفظ بھی اس پر دلالت کر رہا ہے۔ جو مصیبت سے بچانے پر استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ ابھی مذکورہ بالا امثلہ سے معلوم ہو چکا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کا یہ قول ہے جو انصار کے بارے میں ہے۔ والذین اٰووا ونصروا۔ اور یوسف کے متعلق کہ اٰوی الیہ اخاہ قال انی انا اخوک فلا تبتئس بما کانوا یعملون۔ اور دوسری آیت میں کہ فلما دخلوا علیٰ یوسف اٰوی الیہ ابویہ وقال ادخلوا مصر ان شاء اللہ اٰمنین۔

نیز یہودیوں کے آپ کے خلاف اجتماع اور آپ کے قتل و صلب کی کوشش سے پہلے آپ کسی ایسے خوف میں بھی نہ تھے جس کے لئے آپ کو کسی امن کے مقام کی طرف "ایواء" کی ضرورت پڑتی۔

پس مسیح علیہ السلام کا ہندوستان میں تشریف لے جانا اور آپ کا اس شہر میں وفات پانا عقل و نقل کے خلاف نہیں ہے

(تفسیر القرآن الحکیم۔ مؤلفہ سید رشید رضا جلد ششم ص ۲۴ و ص ۳۳)

مصر کے علماء نے تو اس مسئلہ کو مان لیا۔ دیکھئے ہندوستان کے ملا کب عقل سے کام لے کر ان کی پیروی کرتے ہیں ورنہ اتنا تو کریں کہ کفر کا ایک تمغہ ان کے نام ارسال کر دیں۔

(خاکسار: سید اختر حسین احمدی مولوی فاضل مبلغ اسلام وارد سرینگر)

مظلومین کوئٹہ پر مذہبی شکاریوں کا دانت

دوسرے اخبارات بھی لکھ رہے ہیں اور ہمارے پاس بھی کئی اطلاعیں آئی ہیں کہ مسلمان مصیبت زدگان کوئٹہ کے لاوارث بچوں اور عورتوں کو آریہ سماجی اور مسیحی مبلغین اپنی مذہبی پناہ میں لینے کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں اور امداد و ہمدردی کے نام سے تبلیغ مذہب کا ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔

سرکاری افسروں کی طرف سے ان خبروں کی تردید کی گئی ہے ممکن ہے کہ ان میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہو۔ لیکن کچھ نہ کچھ اصلیت ان کی ضرور ہے اور موجودہ مبلغین مذہب کی رکیک ذہنیتوں سے یہ بعید بھی ہے کہ وہ اس قسم کی ناگہانی اور تباہ کن مصیبتوں سے تبلیغ مذہب کا فائدہ نہ اٹھائیں۔

اس لئے گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ پسماندگان کوئٹہ کی جان و مال کی حفاظت کے ساتھ ان کے مذہب کی بھی حفاظت کا پورا خیال رکھے اور خصوصاً مسیحی مبلغین کو سختی کے ساتھ تاکید کر دے کہ وہ غیر مسیحی لاوارث کو عیسائی نہ بنائیں کیونکہ اس سے گورنمنٹ کے خلاف بے اعتمادی و ناراضی پیدا ہونا یقینی ہے۔

اسلامی انجمنوں اور یتیم خانوں کے لئے بھی یہ زمانہ خاص مستعدی ظاہر کرنے کا ہے۔ (منادی)

نام نہاد مجلس احرار کے کرتوت

مصیبت زدگان کوئٹہ کے نام سے ہمدرد مسلمانوں کو لوٹنے کی داستان

کیا لیا خضر سے سکندر نے
اب کسے راہنما کرے کوئی

چند روز ہوئے مندرجہ ذیل مضمون کا پوسٹر کثرت سے لاہور کے در و دیوار پر چسپاں دیکھا گیا جس کا احراریوں کی طرف سے تا حال کوئی جواب ہمارے سامنے نہیں آیا

جماعت احرار مسلمانوں کو لوٹنے کے گر خوب جانتی ہے۔ جو لوگ صاحب عقل و دانش ہیں وہ خوب سمجھتے ہیں کہ انہوں نے آج تک جو کچھ بھی کیا ہے اس سے مقصود صرف طلب منفعت تھا۔ ان کے گذشتہ کارناموں کی داستان بیان کرنے کے لئے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ انہوں نے نہرو رپورٹ جیسی مسلم کش سکیم کی حمایت کی۔ اور کانگرس سے روپے اینٹھے آج کل بھی یہ کانگرس سے روپیہ لیکر اس کے ممبر بنا رہے ہیں اور پندرہ سو کے قریب مسلمانوں کو کانگرس کا ممبر بنا چکے ہیں۔ ان کا مقصود یہ ہے کہ آئندہ انتخابات میں کانگرس کی امداد کریں کشمیر اور الور اور کپورتھلہ کے معاملہ میں اور مسجد شہید گنج کے قضیہ میں انہوں نے روپے کے عوض مسلمانوں کے مفاد کو بیچ دیا۔ لیکن ان کی سب سے اندوہناک حرکت یہ ہے کہ انہوں نے مظلومین کوئٹہ کی مصیبت کو آج کل بیوپار بنا رکھا ہے حکومت نے اپنے خرچ پر ان مظلوموں کو ان کے وطن پہنچانے کا فیصلہ کیا۔ جہاں ان کو ان کے افسران ضلع کی وساطت سے امداد ملیگی۔ خیال یہ تھا کہ راہ میں ان لوگوں کی شربت پانی کھانے اور کپڑے سے مدد کی جائے مگر مجروحین کے سوا کسی کو راستہ میں اتارنا مناسب نہ تھا۔ اس لئے کہ اس سے ان کو نقصان پہنچتا تھا۔ جو لوگ مفت گھروں کو جا رہے تھے ان کو روکنا ان کے کرایہ کا بار ذمہ لینا تھا اور ان کو اپنے اقربا سے جو ان کی ملاقات کے لئے بیتاب تھے دور رکھنا تھا۔ اور ان کو سرکاری امداد سے جو ان کو وطن میں ملنے والی تھی۔ محروم رکھنا تھا۔ مگر احرار نے ایسا کیا۔ کہ جب ان کو ایک بھی زخمی نہیں ملا۔ تو وہ دوسرے پناہ گزینوں کو فریب دے کر محض اس لئے لے آئے کہ عوام سے چندہ وصول کر سکیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے میاں مبارک دین رئیس لاہور سے مفت خیمے لیکر بلڈ میں ایک کیمپ آباد کر دیا جس میں ان کے وہ رضاکار جن کا کام بالائی کی چائے اڑانا ہے لیٹتے ہیں۔ یا چند پناہ گزین رہتے ہیں۔ پاس ہی مظلوم خواتین کی جگہ ہے ان کے بہانہ سے احرار پر روپیہ مینہ کی طرح برس رہا ہے۔ آلو شوربا۔ پلاؤ، مکھن۔ دہی اور آم اڑتے ہیں۔ لیکن مظلوموں کو ان کا عشر عشیر بھی نہیں ملتا۔ ان ہی کے نام سے پارچات آتے ہیں اور احرار کے لیڈروں اور رضاکاروں میں بٹ جاتے ہیں۔ ایک ایک احراری لیڈر کے نوکر کے گھر پر آج اعلےٰ ترین ملبوسات کے ڈھیر لگ گئے ہیں۔ ایک فقیر پاس ہی مر جاتا ہے۔ مسلمان اس کو دفن کرنا چاہتے ہیں۔ احراری کارکن بالائی کی چائے پیتے رہے اور جو مسلمان ان سے مردہ کی تدفین کے لئے امداد چاہتے ہیں۔ ان کو گالیاں دیتے ہیں۔ وہ مظلوم عورتیں (ساس اور بہو) اپنے رشتہ داروں کے پاس جانا چاہتی ہیں۔ مگر ان کو جانے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ ان کا واحد وارث ایک [illegible] اس کو خط لکھنا چاہتی ہیں مگر ان کو اجازت نہیں ملتی۔ کہ وہ خط لکھیں۔ وہ پوچھتی ہیں کہ یہ امدادی کیمپ ہے یا جیل خانہ؟ مگر ان کی شنوائی نہیں ہوتی۔ ایک نوجوان لڑکی کو چھیڑا جاتا ہے۔ وہ گھبرا کر باہر نکل آتی ہے سارا بازار اس کا گواہ ہے۔ وہ دہائی دیتی ہے کہ میں اب یہاں نہ رہوں گی مگر احراری اس کو پھسلا کر اندر لے جاتے ہیں۔ پھر کسی کو معلوم نہیں ہوتا کہ اس پر کیا گزری۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ زخمی نہیں اسے روکا کیوں جاتا ہے عزت سے اس کے اقربا کے پاس کیوں نہیں پہنچا دیا جاتا۔ کیا لاہور میں قانون کی حکومت ہے یا احرار کی۔ دو مظلوم عورتوں کو ایک جرنیل رضاکار اغوا کر کے اپنے مکان پر لے گیا۔ دونوں پر وہاں جو کچھ گزری اس کا علم صرف خدا کو ہی ہے ان کو واپس لایا گیا اور اس رضاکار کو پیٹ کر نکال دیا گیا۔ لیکن اسے کوئی قانونی سزا نہیں دلوائی گئی۔ سیالکوٹ کے رضاکار بھوکے مرتے رہے۔ لاہور والوں نے خود کھایا اور ان کو کھلایا۔ اس پر رضاکاروں میں لڑائیاں ہوئیں۔ دو پارٹیوں میں سے ایک نے افضل حق اور حبیب الرحمٰن کو برا بھلا کہا۔ جو چندہ سے روپیہ لیکر شملہ میں تفریح کا لطف اٹھا رہے ہیں اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو گالیاں دیں۔ جو منصوری میں قوم کے روپے سے سیر و ہوا کے مزے لوٹ رہا ہے۔ مولانا عبید اللہ منصوری اور مولوی حبیب الرحمٰن میں لوٹ کی تقسیم پر خوب جنگ ہوئی۔ لوگ کہتے ہیں کہ احرار کے پاس کشمیر کمیٹی میں سے تیس ہزار روپے بچ گئے تھے۔ وہ برباد ہو گئے اب قادیان فنڈ سے ان کے پاس پچاس ہزار روپے باقی ہیں۔ یہ خود مانتے ہیں کہ قادیان مٹ چکا۔ پھر یہ پچاس ہزار روپے کیوں مظلومین کے فنڈ میں نہیں دے دیتے بات معقول ہے۔ لیکن وہ تو کھانا جانتے ہیں خرچ کرنا نہیں جانتے ہم کہتے ہیں کہ وہ شوق سے مسلمانوں کو بیوقوف بنا کر لوٹیں مگر مسلمانوں کی مظلوم عورتوں کو جو کوئٹہ سے آئی ہیں جیل بیجا میں نہ رکھیں۔ ان کی عزت کو برباد نہ کریں اور ان کو ان کے ورثا کے پاس بھیجیں۔ ہم لاہور کے مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ احرار کو بصد خوشی اپنا روپیہ دیں۔ لیکن مظلوم خواتین کو ان کے پنجہ سے چھڑائیں اور اگر لاہور میں ڈپٹی کمشنر یا کوئی اور افسر موجود ہو۔ تو ہم اس کی توجہ بھی ان مظلوم خواتین کی طرف منعطف کرانا چاہتے ہیں۔ جو کوئٹہ سے بچ کر آئیں اور یہاں احرار کے دام بلا میں گرفتار ہو گئی ہیں۔

محمد ایوب قریشی محمد یامین انصاری سیکرٹری انجمن اصلاحات پنجاب

خبریں

ممالک خارجہ

—— روم ۲۹-جون۔ ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے اٹلی کے ڈکٹیٹر میسولینی نے کہا کہ حبش کے متعلق حکومت اطالیہ جو فیصلہ کر چکی ہے اس سے ایک انچ پیچھے نہیں ہٹ سکتی۔ لیگ کی مداخلت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمیں لیگ سے علیحدہ ہو جانا پڑے گا۔ جب ہم دوسری سلطنتوں کے معاملات میں دخل نہیں دیتے تو اس صورت میں لیگ کو کیا حق حاصل ہے کہ ہمارے معاملات میں دخل دے۔ ہم حبش کی سرحد کے علاقہ پر قبضہ کریں گے اور اس کے معاملات میں دخل دیں گے۔ اگر حکومت حبش نے ہماری مخالفت کی تو اس صورت میں اطالیہ کی بہادر فوجیں حبش کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گی۔

—— واشنگٹن ۳۰-جون۔ امریکہ کے وزیر بحر نے حکم دیا ہے کہ ۱ جولائی سے بحری عملے کی بھرتی شروع کر دی جائے تاکہ بحری فوج کو ساڑھے بیاسی ہزار سے بڑھا کر ترانوے ہزار کر دیا جائے۔

—— لندن کے ایک اخبار کا نامہ نگار ماسکو (روس) سے لکھتا ہے کہ یہاں کے سیاسی حلقوں کا خیال ہے کہ جرمنی یورپ میں امن قائم رکھنے کے اعلانوں کے باوجود آئندہ جنگ کے لئے زبردست تیاریاں کر رہا ہے اور توقع ہے کہ سنہ ۱۹۳۸ء میں جنگ شروع کرنے کے قابل ہو جائے گا۔

—— امریکہ میں برہنگی کی وبا غیر معمولی رفتار سے ترقی کر رہی ہے۔ برہنگی کے حامیوں نے ایک زبردست انجمن قائم کی ہے اور اعلان کیا ہے کہ جب تک ہمارے ملک سے یہ خیال دور نہیں ہوگا کہ عورتوں اور مردوں کو اپنا جسم چھپا کر رکھنا چاہیئے اس وقت تک مردوں اور عورتوں کی صحت کبھی اچھی نہیں ہو سکتی۔

—— پیکن ۲۹-جون۔ جاپان کے فوجی ارباب حل وعقد اعلان کرتے ہیں کہ . . . . چین کی مرکزی حکومت نانکن نے جاپان کے تمام مطالبات منظور کر لئے ہیں جن کا تعلق جاپان کے تین جاسوسوں کی گرفتاری سے تھا۔

—— روم ۲۹-جون۔ حبشہ میں جتنے بھی اطالوی باشندے رہتے ہیں ان کے متعلق ایک اعلان جاری ہوا ہے کہ وہ دس دن کے اندر اندر حبشہ سے نکل جائیں۔ روم میں اب اس سوال پر سخت ہیجان و اضطراب پایا جاتا ہے کہ حبشہ نے جمر کا علاقہ اپنی سلطنت میں شامل کر لیا ہے لیکن حبشہ کی طرف سے یہ اعلان ہوا ہے کہ علاقہ مذکور کے تخت کا جانشین ابھی نابالغ ہے اور حکومت حبشہ نے صرف اس کی . . . کا بیڑا اٹھایا ہے۔

—— جرمنی کا ایک مشہور سائنسدان . . . مصنوعی بارش برسانے کی کوشش کر رہا ہے۔

—— لندن ۲۹ جون۔ ٹائمس کے نامہ نگار مقیم روم نے . . . مسٹر ایڈن (برطانوی نمائندے) اور میسولینی کی گفتگو پر اظہار رائے کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میسولینی نے مسٹر ایڈن کی تجاویز کو رد کر دیا اس امر کی بین دلیل ہے کہ اٹلی سوائے اس کے اور کسی بات سے مطمئن نہیں ہو سکتا کہ حبش پر مکمل اقتدار حاصل کرے۔ اگر جمعیۃ اقوام نے کسی سمجھوتہ پر اصرار کیا تو سمجھوتہ قبول کرنے کی بجائے وہ جمعیۃ اقوام کو چھوڑ دے گا۔

—— گزشتہ ہفتہ ملکہ معظمہ نے قصر بکنگھم کے بال روم میں موسم کا تیسرا دربار منعقد کیا۔ اس دربار میں حکومت حجاز کے ولی عہد شہزادہ امیر سعود نمایاں شخصیت رکھتے تھے جونہی شہزادہ موصوف بال روم میں داخل ہوئے ان کو فوراً شاہی ڈائس پر بٹھا دیا گیا اور وہ شہزادوں کی اس صف میں شریک ہو گئے جو ملکہ معظمہ کے پیچھے تھی۔

—— سپین کی ایک خبر مظہر ہے کہ . . . کی ایک فوجی عدالت میں ۵۸ آدمیوں . . . بغاوت کے الزام میں مقدمہ چل رہا تھا عدالت نے فیصلہ سناتے ہوئے . . . سزائے موت کا حکم سنایا ۳۴ آدمیوں کو حبس دوام کی سزا دی گئی . . . قید اور ۱۰ کو بری کر دیا گیا۔

—— روما یکم جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ . . . کے جو جہاز رسد اور اسلحہ وغیرہ . . . جا رہے ہیں

ہندوستان

—— گزشتہ ہفتہ لائل پور میں احراریوں کی نام نہاد تبلیغی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں متعدد احراری سرغنے شریک ہوئے احمدیت کے خلاف خوب زہر چکانی کی گئی۔

—— شملہ ۲۹-جون۔ وائسرائے کے کوئٹہ فنڈ کی میزان اکیس لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے۔

—— اخبار ٹائمز آف انڈیا رقمطراز ہے کہ فرقہ وار فیصلہ کے واپس لئے جانے کی کوئی امید نہیں لہذا مسلمانوں کے خدشات خواہ وہ کیسے ہی ہوں بے بنیاد ہیں۔ مسلمانوں نے دفعہ ۲۹۹ کی ترمیم کو بالکل غلط سمجھا ہے نائب وزیر ہند نے اور سر تھامس انسکپ اٹارنی جنرل نے فرقہ وار فیصلہ کے متعلق ایک سوال کے جواب میں اس امر کو واضح کر دیا تھا۔

—— پونا ۳۰ جون۔ پونا کے ایک بنگالی نوجوان نے عزم کیا ہے کہ وہ دنیا کے ۷۰ گھنٹے کے تیراکی کے ریکارڈ کو توڑ دے گا۔ یہ مقابلہ پرسوں سے شروع ہے نوجوان مذکور چار دن پانی میں رہے گا۔

—— صوبہ بہار میں شدت سے ہیضہ پھیلا ہوا ہے۔

—— کراچی ۲۹-جون۔ کسی آدمی نے پیش گوئی کی تھی کہ ۲۸ جون کو زلزلہ آئے گا۔ اس سے سندھ بھر میں ہیجان پھیل گیا لاڑکانہ۔ سکھر اور دیگر اضلاع کے اسی فی صدی دیہاتی کھلے میدانوں میں سوئے۔ بہت سے لوگوں نے بنکوں سے اپنا روپیہ تک نکلوا لیا۔ جان و مال کی حفاظت کے لئے پولیس کو غیر معمولی انتظامات کرنے پڑے۔

—— لاہور کے لنڈے بازار میں گوردوارہ شہید گنج سے ملحقہ ایک مسجد ہے جو سکھوں کے قبضہ میں ہے سکھ اسے مسمار کرنا چاہتے ہیں ۲۸-۲۹ جون کو اس کے دو گنبد بھی گرائے گئے۔ جس سے مسلمانوں میں شدید اضطراب پھیل گیا اور بہت سے مسلمان موقعہ پر پہنچ گئے۔ مسجد کا دایاں گنبد بالکل گر چکا ہے اور بائیں گنبد کا نصف حصہ گر چکا ہے۔ درمیان کا گنبد قائم ہے۔ ۲۸ کو گنبد گراتے ہوئے ایک سکھ ہلاک اور ایک شدید مجروح ہو گیا۔

—— ۲۹-۳۰ کی درمیانی شب کے گیارہ بجے مسجد کے مسمار کرنے کی خبر شہر میں غیر معمولی وسعت سے پھیل گئی اور مسلمانوں کا جم غفیر مسجد مذکور کے سامنے جمع ہو گیا۔ دروازہ بند تھا۔ اکثر مسلمانوں نے دروازہ کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی۔ پولیس اور سٹی مجسٹریٹ موقع پر پہنچ گئے۔ اور مسلمانوں کو یقین دلایا کہ اب حکام بالا کے فیصلہ تک مسجد کو مزید نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ جس پر مسلمان منتشر ہو گئے۔ اس کے بعد مسجد کے قرب و جوار میں پولیس کا غیر معمولی پہرہ ہے۔ ۳۰ جون کی شام کو سٹی مجسٹریٹ نے مسلمانوں کو دوبارہ مطمئن کرنے کی کوشش کی۔ فساد کا امکان محسوس کیا جا رہا ہے۔ یکم جولائی کو مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوگا۔

—— پٹنہ ۳۰ جون۔ کل مہاراجہ گوالیار گھوڑے پر سے گرنے کی وجہ سے مجروح ہو گئے۔

—— کلکتہ ۳۰-جون۔ ۵۰ نظر بندوں نے جن میں ایک لڑکی بھی شامل ہے امسال کلکتہ یونیورسٹی کا بی۔ اے کا امتحان پاس کیا ہے۔

—— گزشتہ ہفتہ گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور میں زلزلہ کے متعدد جھٹکے محسوس کئے گئے جن کی وجہ سے کچھ مکانوں کی دیواریں پھٹ گئیں زلزلہ سے قبل آندھی کا زبردست طوفان آیا جس سے چاروں طرف تاریکی چھا گئی اور لوگوں کو لیمپ روشن کرنے پڑے۔

—— بھنگواڑہ ریاست کپور تھلہ میں بھی زلزلہ کے شدید جھٹکے محسوس کئے گئے اور ٹیلیگراف کی تاروں کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اور کئی درخت جڑوں سے اکھڑ گئے

عالم اسلام

—— عراق میں شیعوں کی بغاوت شروع ہے۔ بغداد کی اطلاعات مظہر ہیں کہ کربلا اور نجف کو محفوظ شہر سمجھتے ہوئے جہاں پر حکومت کی فوجیں باغیوں پر حملہ کرنا نہیں چاہتیں باغی شیعہ سردار خفیہ جلسے کر رہے ہیں اور باغیانہ سرگرمیوں کو جاری رکھنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

—— کرد قبائل جن کی اکثریت سنی ہے حکومت کے طرفدار ہیں۔ باغیوں کا سرغنہ شیخ دہام گرفتار کر لیا گیا ہے۔ یہ عراق کا متمول ترین شیخ ہے حکومت اس کی جاگیر ضبط کر لے گی اور کچھ وظیفہ مقرر کر کے جلا وطن کر دے گی۔

—— حکومت ترکی نے اعلان کیا ہے کہ ۱۸-اکتوبر کو مملکت ترکیہ میں عام مردم شماری ہوگی۔ لوگوں کو چاہیئے کہ اس روز اپنے مکانوں میں رہیں۔ اس روز ذرائع نقل و حرکت بند رہیں گے۔

—— حکومت ترکی ایک جدید اسکیم کے ماتحت پانچ سو جدید ہوائی جہاز تیار کرانے والی ہے۔

—— حکومت عراق بہت جلد بغداد میں ایک عظیم الشان صنعتی نمائش منعقد کرے گی جس کی تیاریاں وسیع پیمانہ پر ہو رہی ہیں۔

—— قسطنطنیہ کی تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہبی لباس کے متعلق جو قانون پاس ہوا ہے اس کی وجہ سے بہت سی راہبہ عورتیں اور پادری ترکی سے باہر چلے گئے ہیں ایک قافلہ جو راہبہ عورتوں اور مردوں پر مشتمل تھا روما کی طرف روانہ ہو گیا ہے بعض نے راہبانہ لباس تبدیل کر لیا لیکن ترکی کو چھوڑنا گوارا نہ کیا۔

—— بغداد ۳۰-جون۔ کل پھر باغی قبائل نے حکومت کے ہوائی جہازوں پر گولیاں برسائیں تین جہاز بیکار ہو گئے اور دس آدمی ہلاک ہوئے۔ باغیوں نے سرکاری کیمپوں پر بھی حملہ کیا۔

—— ترکی میں کوئلہ کی بہت سی کانیں معلوم ہوئی ہیں جن کی کھدائی حکومت کی طرف سے شروع ہے بیان کیا جاتا ہے کہ ترکی ۸ لاکھ ٹن کوئلہ مہیا کر سکتا ہے۔

—— حکومت ترکی نے ایک قانون پاس کیا ہے کہ جو لوگ ترکی میں خیاطی اور دیگر دستی پیشے کی دکانیں کھولنا چاہیں ان کے لئے ابتدائی تعلیم حاصل کرنا لازمی ہے اور جب تک مدارس ابتدائی کی تعلیم کی تکمیل کا صداقت نامہ نہ دکھلایا جائے گا دکان کھولنے کی اجازت نہ ملے گی۔

—— تازہ عربی اور ولایتی ڈاک سے معلوم ہوتا ہے کہ مستقبل کے جنگی امکانات کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت ترکی بڑی تیزی کے ساتھ اپنی مملکت کے شہروں کو ریلوے لائنوں کے ذریعے ملحق کر رہی ہے۔

—— عراقی اخبارات کا بیان ہے کہ مصر اور اٹلی میں ایک جدید فضائی معاہدہ عمل میں آیا ہے۔ اس معاہدہ سے اٹلی کے افریقی علاقے بہت بڑی حد تک مصر کے ملحق ہو جائیں گے۔

—— ایرانی اخبارات نے اس مسودہ قانون کو شائع کر دیا ہے جو حکومت نے حال ہی میں تفصیلی دفعات کے ساتھ تیار کیا ہے اس قانون کی رو سے متولیوں کی سخت نگرانی کی جائے گی اور حساب کے ایسے ضوابط مقرر کئے جائیں گے کہ وہ اوقاف کے سرمایہ پر ناجائز دست درازی نہ کر سکیں۔ ایرانی پریس اس مسودہ قانون کی زبردست تائید کر رہا ہے۔

—— چند روز ہوئے قاہرہ کے قریب شفاخانہ میں ایک شخص مسمی ابراہیم داخل ہوا ہے یہ شخص اپنی عمر ۱۴۸ سال بتلاتا ہے۔

—— ہندوستان کے متعدد مقامات پر آتش زدگی کی وارداتیں ہو رہی ہیں۔

—— اندازہ کیا گیا ہے کہ زلزلہ کوئٹہ میں تقریباً ایک ہزار افغان ہلاک ہوئے ہیں تین چار سو کے قریب مختلف ہسپتالوں میں پڑے ہوئے ہیں۔

—— ماہر طبقات الارض کی ایک جماعت کا بیان ہے کہ ستونگمسکے قریب کوہ آتش فشاں کا مادہ بھرا ہوا ہے چنانچہ اس کی بالائی چوٹی پھٹ گئی ہے اور سرخ شعلہ سے یہ نظارہ صاف نظر آ رہا ہے اور یہ ایک زبردست زلزلہ کا باعث ہو سکتا ہے

جلد ۲۳ لاہور - یوم دوشنبہ مطابق ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۸ جولائی ۱۹۳۵ء نمبر ۴۳

سشن جج گورداسپور کے فیصلہ کے متعلق بیرونی جماعتوں کی قراردادیں

گورنمنٹ کی خاص توجہ کے قابل

شیخوپورہ

کل مورخہ ۲۸/۶/۳۵ کو بعد از نماز مغرب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شیخوپورہ کا جلسہ میرے مکان پر ہوا۔ اور باتفاق رائے مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس کئے گئے

(۱) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شیخوپورہ کا یہ جلسہ سشن جج گورداسپور کے فیصلہ مقدمہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے متعلق دلی رنج کا اظہار کرتا ہے۔ سشن جج صاحب موصوف نے اپنے فیصلہ میں بانی سلسلہ احمدیہ کی ذات و تعلیمات کے متعلق اس قسم کے غلط اور بے بنیاد ریمارکس دیئے ہیں جن کا نفس مقدمہ سے کوئی تعلق نہ تھا اور جن کے متعلق مثل مقدمہ پر کوئی مصالح نہ تھا۔ یہ جلسہ بڑے زور سے اس امر کا اظہار بھی کرتا ہے کہ سشن جج صاحب موصوف کے اس فیصلہ نے جملہ وابستگان سلسلہ احمدیہ کے جذبات کو بری طرح مجروح کیا ہے اور اگر گورنمنٹ نے اس فیصلہ میں سے یہ غلط اور بے بنیاد ریمارکس منسوخ کرانے کے متعلق کوئی کارروائی نہ کی، تو جملہ وابستگان سلسلہ احمدیہ خصوصاً اور جملہ انصاف پسند اصحاب عموماً انگریزی عدل و انصاف کی نسبت بدظن ہونے میں حق بجانب ہونگے۔

(۲) ریزولیوشن علے کی نقول بخدمت جناب وائسرائے ہند و گورنر پنجاب و چیف جج پنجاب ہائیکورٹ کے نام بھیجی جاویں

چنانچہ ریزولیوشن علے کی نقول جناب وائسرائے ہند و گورنر پنجاب اور چیف جج ہائیکورٹ کے نام بھیجی گئی ہیں۔ والسلام

(عالم دین ایڈوکیٹ شیخوپورہ صدر جلسہ)

ریاست چمبہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام چمبہ کا ایک خاص جلسہ مورخہ یکم جولائی ۱۹۳۵ء بعد از نماز مغرب زیر صدارت جناب مرزا معصوم بیگ صاحب بی اے منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن بالاتفاق رائے پاس ہوا۔

یہ جلسہ مسٹر جی۔ ڈی کھوسلہ سشن جج گورداسپور کے اس فیصلہ کے متعلق جو سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں سنایا گیا ہے سخت افسوس و رنج کا اظہار کرتا ہے، کیونکہ اس میں سشن جج موصوف نے بلاوجہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود، مہدی معہود، مجدد صدی چہاردہم کی مقدس ذات اور تعلیمات پر بدنام کن الزامات درج کر کے ہزارہا پیروان حضرت مسیح موعود کے دلوں کو بری طرح زخمی کیا ہے۔ یہ جلسہ بالاتفاق رائے عادل گورنمنٹ سے پرزور الفاظ میں یہ درخواست کرتا ہے کہ وہ جلد از جلد احمدیہ جماعت سے اس بے انصافی کے ازالہ کے لئے کوئی مناسب اقدام کر کے ہزارہا مجروح دلوں کو اپنے عدل و انصاف سے مطمئن فرما دے۔ ورنہ ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اگر گورنمنٹ نے مناسب اقدام نہ کیا۔ اور فیصلہ مذکور کے دل آزار الفاظ کو بدستور رکھا گیا تو تمام منصف مزاج لوگ جو ہماری جماعت کے اصولوں اور کاموں سے خوب اچھی طرح واقف ہیں۔ گورنمنٹ برطانیہ کے عدل و انصاف کے متعلق بدظنی رکھنے پر مجبور رہونگے۔

ریزولیوشن مذکورہ کی نقول بحضور ہزایکسیلنسی وائسرائے ہند اور جناب گورنر پنجاب اور آنریبل چیف جسٹس پنجاب ہائیکورٹ اور اخبارات کو بھیجی جائیں +

خاکسار

غلام نبی احمدی سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام چمبہ سٹیٹ)

بدوملہی ضلع سیالکوٹ

مورخہ یکم جولائی کو زیر صدارت جناب چودھری سرفراز خاں صاحب رئیس بدوملہی مسجد احمدیہ بدوملہی میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں حسب ذیل ریزولیوشن پاس کیا گیا۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بدوملہی کا یہ جلسہ سشن جج گورداسپور کے فیصلہ کے متعلق جو سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں سنایا گیا ہے۔ دلی رنج اور افسوس کا اظہار کرتا ہے جس میں سشن جج صاحب موصوف نے بلا ضرورت بانئے سلسلہ احمدیہ کی ذات و تعلیمات کے متعلق غلط اور بدنام کن باتیں درج کر دی ہیں اور ملک معظم کی رعایا کے ہزارہا افراد کے مذہبی جذبات کو بری طرح مجروح کیا ہے۔ یہ جلسہ حکومت سے استدعا کرتا ہے کہ وہ جلد از جلد جماعت احمدیہ سے اس بے انصافی کے ازالہ کے لئے کوئی مناسب اقدام کرے۔ انجمن ہذا اس امر کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ کہ اگر حکومت نے جلد کوئی اقدام نہ کیا۔ اور فیصلہ مذکور کے نامناسب الفاظ کو بدستور رکھا گیا۔ تو تمام انصاف پسند لوگ جو جماعت کے عقائد اور کارناموں سے واقف ہیں۔ برطانوی عدل و انصاف سے بدظن ہونے میں حق بجانب ہونگے

نوٹ

اس ریزولیوشن کی نقول ہزایکسیلنسی وائسرائے ہند اور ہزایکسیلنسی گورنر پنجاب اور آنریبل چیف جج پنجاب کے نام ارسال کی گئیں۔

سیکرٹری

مسجد شہید گنج کے متعلق ناگوار حالات

اور

مسلم اور سکھ برادران سے دردمندانہ درخواست

(از جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ایل۔ ایم۔ ایس وائس پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

ہم کدھر جا رہے ہیں

گذشتہ چار پانچ روز سے جو حالات مسجد شہید گنج کے متعلق مسلمانوں اور سکھوں کے درمیان پیدا ہو گئے ہیں۔ ان کی نزاکت سے ہر ایک سمجھدار انسان خواہ وہ مسلمان ہو یا سکھ یا ہندو۔ بخوبی واقف ہے۔ کہ اس وقت ان ہر دو قوموں کے درمیان تعلقات نہایت کشیدہ ہو گئے ہیں اور دونوں بہادر جماعتیں ایک دوسرے کے بالمقابل لاٹھیوں، کرپانوں اور دیگر آلات سے مسلح ہو رہی ہیں۔ تاکہ صلح و صفائی سے نہیں، تو آپس میں جنگ کر کے فیصلہ کر لیں۔ مگر کیا یہ ممکن ہے کہ اس طرح ہم فیصلہ کر لیں اور کیا گورنمنٹ ہم کو اس قسم کے فیصلے کی اجازت دیگی؟ ہرگز نہیں۔ سوائے اس کے کہ عام پبلک خواہ وہ کسی فریق سے تعلق رکھتی ہو لاٹھیوں، مشین گنوں اور بندوقوں سے ہلاک ہو۔ اس کا نتیجہ اور کچھ نہ ہوگا۔ اس لئے اس قسم کا غیر مدبرانہ قدم اٹھانے سے قبل نتیجے کو سوچ لینا چاہئیے۔ کہ کیا انجام ہوگا ؏

چو کار کے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

۱۹۲۷ء کی یاد

ابھی مشکل سے آٹھ سال ہوئے ہیں کہ ۱۹۲۷ء میں ہندو مسلمانوں کے درمیان اسی شہر لاہور میں فساد ہوا۔ بہت سے بیگناہ راہ گیر مارے گئے۔ بہت سے لوگ پھانسی چڑھے۔ اکثر لمبی میعاد کے لئے قید ہو گئے اور بے شمار خاندان تباہ اور برباد ہوئے اور کوئی نہیں بتا سکتا۔ کہ یہ سب قربانیاں کس غرض کے لئے ہوئیں۔ یا ہندو مسلمانوں نے اس سے کیا فائدہ حاصل کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ تعلقات پہلے سے زیادہ کشیدہ ہو گئے اور حالت بدتر سے بدتر ہو گئی۔ یہی شہر لاہور جہاں اس واقعہ سے قبل ہندو مسلمانوں کے درمیان کبھی فساد نہیں ہوا تھا۔ کل ملک کی نظروں میں بدنام و رسوا ہو گیا۔ خدارا اس رسوائی کو دور کرنے کی کوشش کرو۔ اپنی حالت اور ملک کی حالت پر رحم کرو۔ اور رسوائی اور بربادی کو مول نہ لو۔

ہماری موجودہ حالت

کیا ہماری موجودہ حالت ہم کو اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ ہم اپنے لئے فیصلے کی ایسی خطرناک راہ اختیار کریں۔ کہ جس میں نہ صرف ہماری بلکہ سارے ملک اور قوم کی بربادی ہو۔ وقت کی نزاکت کو محسوس کرنا چاہئیے۔ عنقریب ہم کو حکومت خود اختیاری ملنے والی ہے اور سکھ اور مسلمان دونوں اس صوبے کی بہادر اقوام ہیں اگر یہ ہر دو اپنی طاقت کو ایک دوسرے کے مٹانے پر صرف کر دیں۔ تو ملک کے لئے سوائے نقصان اور بربادی کے اور کیا حاصل ہوگا؟ اور ہندوستان کی یہ تلوار جسے پنجاب کہا جاتا ہے۔ اگر اپنے آپ کو ہی ہلاک اور برباد کرنے کے کام آ سکے گی۔ تو ہندوستان کی ترقی مسدود ہو جائیگی۔

ذرا اپنے حالات کو دیکھو۔ اس وقت ملک میں کس قدر بیکاری ہے۔ سالہا سال تک ہزاروں تعلیم یافتہ لوگ ایسے ہیں جن کے پاس کوئی کام کاج نہیں وہ نان شبینہ کے محتاج اور ان کو ڈھونڈھنے کے لئے کوئی کام نہیں رکھتے اور اس بات کے اعتراف میں ہمیں کوئی شرم نہیں۔ کہ مالی اور اقتصادی رنگ میں مسلمانوں کی حالت سب سے زیادہ گری ہوئی ہے تو کیا ایسے حالات میں اس قسم کا کھیل موزون ہے؟

کراچی میں ابھی چند ماہ پہلے کیا ہوا۔ ذرا سی عاقبت نااندیشی چاہے وہ پبلک کی طرف سے ہوئی یا گورنمنٹ کی طرف سے بیسیوں انسان چند منٹوں میں موت کے گھاٹ اتر گئے۔ اور سینکڑوں خاندان تباہ اور برباد ہو گئے۔ بہت سے بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہو گئیں۔ پھر کوئٹے کا زلزلہ خدا تعالیٰ کا ایک قہری نشان بن کر ظاہر ہوا جس سے ہمیں اس کی طرف رجوع کرنے اور دل میں خوف و خشیت پیدا کرنے اور آپس میں ہمدردی اور دلسوزی کا سبق سیکھنے کی ضرورت ہے۔ پنجاب کا کوئی شہر خالی نہیں جس نے اس مصیبت میں حصہ نہ لیا ہو۔ صدہا مریض ابھی ہسپتالوں میں پڑے ہیں، ہزارہا لاشیں اور لاکھوں کروڑوں روپے کی جائداد ابھی زمین کے نیچے دبی پڑی ہے۔ ہزاروں خاندان تباہی اور بربادی کا شکار ہو چکے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض ہم کو مجبور نہیں کرتا۔ کہ ہم اور خیالوں سے بالاتر ہو کر مخلوق خدا کی خدمت میں لگ جائیں اور آپس میں امن اور چین سے زندگی بسر کریں۔

پشاور کی آگ نے لکھو کھا کی جائداد برباد کر دی۔ ہزاروں لوگ روٹی اور کپڑے کے محتاج ہو گئے۔ گوگاؤں کی آگ نے کیا گل کھلائے اور ابھی کل ہی ایبٹ آباد کی آتشزدگی نے کیا حشر برپا کیا۔ یہ سب کچھ ہمارے سامنے ہے۔ اگر دیکھنے کے لئے آنکھیں اور سننے کے لئے کان ہوں تو یہ انسانی مصائب اور ان کا سبب ہمیں راہ راست کی طرف ہدایت کر سکتے ہیں

مسجد کا فیصلہ کس طرح ہو سکتا ہے

سرکردہ سکھ اور مسلمان بھائی ٹھنڈے دل سے اس مسئلے پر غور کریں۔ اور اس کا حل پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ جہاں تک مجھے علم ہے سو سال سے زائد عرصے سے سکھوں کا اس مسجد پر قبضہ ہے دو تین دفعہ ہائیکورٹ تک معاملہ جا چکا ہے۔ اس لئے سوائے آشتی اور محبت اور دوراندیشی کے اس کا فیصلہ زور سے نہیں ہو سکتا ہمیں چاہئیے کہ ایک خوشگوار فضا پیدا کر کے باہم مل کر سمجھوتے کی راہ پیدا کریں اس وقت اتفاق سے حاکم ضلع بھی ہمارے ایک دیسی بھائی ہیں اور سکھ قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ اگر ہم امن کو قائم رکھنے کیلئے ان کی امداد کرینگے تو وہ بھی ہماری دلی تکلیف اور شکایت کو دور کرنے کی انتہائی کوشش کرینگے

سکھ اور مسلمان بھائی بھائی ہیں

یوں تو ہندو، سکھ، مسلمان، عیسائی سب بھائی بھائی ہیں، کیونکہ ایک ہی خدا کی مخلوق اور ایک ہی ملک کے باشندے ہیں مگر سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان ایک زائد وجہ اتحاد بھی ہے کہ یہ دونوں قومیں مذہب کے رنگ میں ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں، وہ دونوں ایک ہی خدا کے پرستار ہیں۔ اللہ اکبر کہو۔ یا قل ہو اللہ احد کہو یا ست سری اکال مطلب اور مفہوم ایک ہی ہے تو پھر ایک بھائی کا دوسرے کے خلاف بے سوچے سمجھے جنگ کرنا۔ اور دوستوں کو دشمن بنانا کہاں تک جائز ہے سوچو اور ٹھنڈے دل سے غور کرو۔

بابا نانک صاحب ہندو مسلم اتحاد کے بانی تھے

حضرت بابا نانک صاحب علیہ الرحمۃ اگرچہ ہندوؤں کے گھر میں پیدا ہوئے مگر انہوں نے اسلامی تعلیم توحید کو اس قدر پیار کیا۔ کہ انہوں نے اپنی باہمی سلوک میں چھوت چھات اور درمیانی فرق کو بالکل مٹا دیا۔ آپ مسلمان درویشوں کی صحبت میں اکثر رہتے۔ خود درویشانہ لباس زیب تن کرتے کوزہ مصلےٰ اور مسواک ہمیشہ ساتھ رکھتے۔ قرآن مجید کی اکثر تلاوت فرماتے اور اپنی بغل میں لٹکائے رکھتے چنانچہ گورو ہر سہائے ضلع فیروزپور میں اس وقت تک ان کا قرآن مجید موجود ہے جسے سکھ صاحبان "پوتھی صاحب" کہتے ہیں۔ اور ہر سال اس کی تعظیم کی یادگار میں وہاں میلہ ہوتا ہے حضرت بابا صاحب کا چولہ جسے آپ زیب تن کرتے تھے اس وقت تک ڈیرہ بابا نانک میں موجود ہے (اور اس مبارک یادگار کی میں نے خود بھی زیارت کی ہے) اس پر جگہ جگہ آیات درج ہیں جن میں توحید کا سبق ہے دوسرے مرکوز ہی یہاں تک ہی بابا صاحب کو شعار اسلام سے محبت نہ تھی۔ بلکہ آپ نماز بھی پڑھتے تھے اور سرہند شریف اور ملتان میں مسلمان اولیا کے مزاروں پر چلہ کشی کرتے رہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دو مرتبہ خانہ کعبہ کا حج کیا۔ بنا دلیں اس سے بڑھ کر آپس کی رواداری کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ تو بھلا مسلمان ایسے بزرگ کی قوم کی قدر نہ کرینگے؟

گورو ارجن صاحب اور گورو گوبند سنگھ صاحب

حضرت بابا صاحب کے نقش قدم پر گورو انگد یو صاحب جو سب سے پہلے گرو تھے اکثر مساجد میں جاتے اور مسلمانوں کے ساتھ ایک خدا (ست سری اکال) کی عبادت میں شامل ہوتے دوسرے گورو صاحبان کے ساتھ بھی تعلقات اکثر نہایت خوشگوار رہے بالخصوص مسلمان اولیاء اللہ کے ساتھ ان کو بہت ہی اخلاص اور محبت تھی چنانچہ دربار صاحب امرتسر کا بنیادی پتھر گورو ارجن دیو صاحب نے حضرت میاں میر صاحب علیہ الرحمۃ سے رکھوایا۔ اتفاق کی بات ہے کہ مسجد شہید گنج جو کہ اس وقت متنازعہ ہے اس کی بنیادی اینٹ بھی حضرت میاں میر علیہ الرحمۃ نے رکھی تھی جن کی ایسے عظیم الشان گورو اسقدر تعظیم و تکریم کرتے تھے اب سکھ صاحبان کو چاہئیے کہ اس یاد کو تازہ کرتے ہوئے مسجد کا ادب اور احترام اسی طرح کریں جیسے ان کے بزرگ کرتے تھے اور مزار کی زیارت کیلئے رستہ اپنے مسلمان بھائیوں کو فراخدلی سے دیدیں تو یہ سب جھگڑا طے ہو جاتا ہے۔

جب بعض پولیٹیکل وجوہ کی بنا پر پٹھانوں اور سکھوں میں لڑائیاں ہوئیں تو گورو گوبند سنگھ صاحب کو مسلمانوں نے پناہ دی چنانچہ جب ماچھی واڑے میں نواب کے سپاہی ان کو گرفتار کرنے کے لئے آئے۔ اس وقت گورو گوبند سنگھ کے اعزاز میں جو بڑی بھاری دعوت مسلمانوں نے دی تھی، آپ اس میں مشغول تھے چنانچہ مسلمانوں نے سپاہیوں کو کہا۔ کہ یہ ہمارے پیر ہیں۔ جو اوچ سے آئے ہیں۔ اس طرح ان کی جان بخشی ہوئی۔

دوستوں کو دشمن نہ بناؤ

اس وقت سب سے زیادہ ضرورت ہے کہ ہندوؤں، مسلمانوں اور سکھوں کے تعلقات آپس میں خوشگوار ہوں۔ اسلئے بے سمجھی اور غلط فہمی سے نااتفاقی کی خلیج کو جو پہلے ہی بہت زیادہ وسیع ہے اور زیادہ وسیع نہ کرو۔ اور ایسے حالات پیدا نہ کرو کہ جس سے ہمیشہ کیلئے بجائے دوستی کے دشمنی پیدا ہو جائے ورنہ ہمارے لئے اور ہماری نسلوں کیلئے اس ملک میں رہنا محال ہو جائیگا

خدا سے مدد مانگو

اللہ تعالیٰ ہی ہے جو دلوں کو پھیر سکتا ہے اور راستی کی طرف لا سکتا ہے آؤ ہم سب ہندو مسلمان اور سکھ مل کر اسی ایک قادر و توانا خدا کے دروازے پر گر کر دعا کریں اور اس سے مدد مانگیں کہ ہم سب کو حق اور صدق پر چلنے کی توفیق دے اور ایکدوسرے سے محبت اور آشتی کے سلوک کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب خود غرضیوں سے بالاتر ہو کر ملک اور قوم کی خدمت میں مشغول ہو جائیں۔ آمین

بجز از جان و دل تا خدمت از دست تو آید
بقائے جاوداں یابی گر ایں شربت شود پیدا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم دوشنبہ ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ | نمبر ۴۳

قادیانی جماعت سے صلح کیونکر ہو سکتی ہے

بغض و کینہ رکھنے والی جماعت کون ہے؟

جناب خلیفہ قادیان کے پُرغرور الفاظ

قریباً دو ماہ ہوئے، میاں محمود احمد صاحب نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں ہماری جماعت کے متعلق نہایت غرور و تمکنت کے لہجہ میں وہ الفاظ استعمال کئے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہان مبارک سے ابن صیاد کے متعلق نکلے تھے یعنی لن تعدو قدرک تو اپنے اندازہ سے آگے نہیں بڑھیگا۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد

حضرت امیر ایدہ اللہ نے اپنے ۳ مئی کے خطبہ جمعہ میں اس کی شکایت کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ان باتوں کے باوجود بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپس کے اختلافات اخباروں میں نہیں آنے چاہئیں۔ قادیانیوں سے صلح ہو جانی چاہئیے۔ لیکن کیا تم مانتے ہو کہ تم دجالیت پھیلا رہے ہو؟ اگر ایسا نہیں، تو پھر جن لوگوں کے دلوں میں کینہ بھرا ہوا ہے ان سے صلح کیونکر ہو سکتی ہے"

مولوی جلال الدین شمس کی ناکام کوشش

بجائے اس کے کہ اس واجبی شکایت کے انسداد کی کوئی کوشش کی جاتی، ۲۷ جون ۱۹۳۵ء کے اخبار "الفضل" میں مولوی جلال الدین شمس نے میاں صاحب کے الفاظ کی صحت ثابت کرنے کیلئے ایک طویل مضمون بعنوان "غیر مبائعین سے صلح کیونکر ہو سکتی ہے" لکھ مارا ہے جس میں ایک طرف تو یہ بتایا ہے کہ میاں صاحب نے ابن صیاد کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ صرف یہ بتایا تھا۔ کہ غیر مبائعین کامیاب نہیں ہو سکتے اور نہ ترقی کر سکتے ہیں۔ وہ اپنے خاص اندازہ سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ:۔

"اس میں بھی شک نہیں اگر مولوی محمد علی صاحب اپنی تجاویز پر غور فرمائیں۔ تو ضرور ان میں دجل کا کوئی نہ کوئی پہلو نظر آئے گا"

انکار کس بات سے کیا گیا ہے؟

تعجب ہے پھر انکار کس بات سے کیا گیا؟ یہی تو حضرت امیر ایدہ اللہ نے فرمایا تھا۔ کہ تمہارے اور تمہارے خلیفہ کے دلوں میں اسقدر کینہ بھرا ہوا ہے کہ زبان سے گو بعض وقت کھلے طور پر نام نہ لیں۔ لیکن الفاظ ایسے استعمال کرتے ہیں جن سے صاف مترشح ہوتا ہے کہ دل کے اندر کیا ہے۔ میاں صاحب نے گو ابن صیاد کا نام نہ لیا تھا۔ لیکن تم نے تو "دجل" کا لفظ استعمال کرکے بتا دیا۔ کہ ان کے دل میں کیا تھا اور تم سب کے دلوں میں ہمارے متعلق کس قدر کینہ بھرا ہوا ہے۔ پھر حضرت امیر ایدہ اللہ نے کیا گناہ کیا۔ کہ اس بات کا اظہار کر دیا

خلافت مآب کے کینہ کی چند مثالیں

ابن صیاد کا ذکر تو ایک طرف رہا۔ ابھی دو ہی ہفتے ہوئے ہیں۔ میاں صاحب نے اپنے ۱۴ جون کے خطبہ میں یہ ارشاد فرمایا تھا:۔

"ایک نوجوان اٹھتا ہے اور ایک جھوٹی کہانی بنا کر لاہور کے ایک یزیدی اخبار میں چھپوا دیتا ہے"

فرمائیے "یزیدی اخبار" کے لفظ کس کے متعلق استعمال کئے گئے ہیں۔ کیا مولوی جلال الدین شمس حلفیہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ "پیغام صلح" کے متعلق نہیں؟ اگر ہیں اور یقیناً پیغام صلح کے متعلق یہ لفظ استعمال کئے گئے ہیں اور قبل ازیں اس سے بھی بڑھ کر ناپاک الفاظ میاں صاحب جماعت احمدیہ لاہور کے متعلق استعمال کر چکے ہیں۔ "گویا ہی اور فتنہ کے بڑے بڑے جھکڑ" ہمیں قرار دیا گیا۔ "دوزخ کی چلتی پھرتی آگ" ہمیں کہا گیا اور ایسی بدترین قوم ہمیں ٹھہرایا گیا جس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی، تو کیا یہ اس کینہ کی کھلی مثالیں نہیں جو آپ لوگوں اور خود خلافت مآب کے دل میں بھرا ہوا ہے اور کیا ایسے کینہ ور لوگوں کے ساتھ کسی طرح پر صلح ہو سکتی ہے؟

مولوی جلال الدین شمس کا پیش کردہ "دجل"

خود مولوی جلال الدین شمس کے منقولہ بالا الفاظ کو دیکھ لیجئے صاف لفظوں میں حضرت امیر ایدہ اللہ کی تجاویز میں دجل کا پہلو بتایا ہے اور وہ دجل کیا ہے؟ اس کی مثال میں مولوی صاحب نے حضرت ممدوح کے اسی خطبہ جمعہ سے ذیل کے الفاظ نقل کئے ہیں:۔

"میں نے پہلے بھی کئی مرتبہ کہا ہے کہ اگر قادیانی حضرات حضرت مرزا صاحب کے عاشق ہیں اور خلافت کرنے کے لئے ہی نبوت نہیں بنا رہے۔ بلکہ حضرت مرزا صاحب کو فرط محبت سے نبی بنا رہے ہیں۔ تو انہیں اس جماعت سے خوش ہونا چاہئیے جو کہ حضرت مرزا صاحب کی عزت قائم کر رہی ہے نہ کہ اس کی مخالفت اور بربادی کے درپے ہونا چاہئیے اگر کوئی ہندو یا عیسائی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں ایک لفظ بھی کہتا ہے تو ہم اس کو سر پر اٹھا لیتے ہیں"

حضرت مسیح موعودؑ نے دعوےٰ نبوت نہیں کیا

ان فقرات میں مولوی صاحب نے جس چیز کو دجل قرار دیا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے قادیانیوں کے عقیدہ نبوت مسیح موعودؑ کے دو وجوہ قرار دیئے ہیں (۱) خلافت قائم کرنے کے لئے

(۲) فرط محبت۔ مولوی جلال الدین شمس فرماتے ہیں کہ ان دونوں میں سے کوئی بھی وجہ صحیح نہیں اور کہ قادیانی جماعت اس وجہ سے حضرت مسیح موعود کو نبی قرار دیتی ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی۔ نہیں بلکہ محدث قرار دیا ہے۔ آپ کا کھلا فرمان ہے کہ "نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدا کے حکم سے کیا گیا ہے" (ازالہ اوہام ص ۔۔۔) سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ (حقیقۃ الوحی الاستفتاء)

قادیانی دجل

الغرض یہ کہنا کہ قادیانی جماعت نے محض خلافت قائم کرنے یا فرط محبت سے حضرت مسیح موعود کو نبی نہیں بنایا ہے بلکہ اس وجہ سے کہ خود اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی قرار دیا ہے۔ یہ خود ایک دجل ہے جو محض لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کے لئے اختیار کیا گیا ہے ان ابتدائی ایام کو یاد کیجئے جب میاں صاحب نے ابھی نبوت کا مسئلہ شروع ہی کیا تھا۔ کیا اول اول اس وقت اپنے ایک مرید کو کھلے لفظوں میں یہ نہیں لکھا تھا کہ چونکہ آپ کا فریق حضرت مسیح موعود کا درجہ کم کر رہا ہے۔ اس لئے مصلحت وقت یہی ہے کہ آپ کو نبی قرار دیا جائے اور یہ صرف چند روزہ بات ہے ورنہ خطرہ ہے کہ کچھ عرصہ بعد لوگ اس سے نبوت مستقلہ کا مفہوم نہ نکال لیں۔ کیا اس سے صاف ظاہر نہیں، کہ یہ عقیدہ محض ان لوگوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اختیار کیا گیا ہے جن کو مسیح موعود کا درجہ کم کرنے والے کہا جاتا ہے اور یہ مقابلہ اپنی خلافت کے قیام کے لئے ضروری تھا۔ کیونکہ ایسے مسائل کو درمیان میں لائے بغیر اور اس بارہ میں اپنے آپ کو مسیح موعود کی محبت میں سرشار اور فریق مقابل کو آپ کا درجہ کم کرنے والے قرار دیئے بغیر لوگوں کو اپنی طرف متوجہ نہ کیا جا سکتا تھا۔

پس یہ ایک حقیقت ہے کہ نبوت مسیح موعود کا عقیدہ خلافت قائم کرنے کے لئے اور فرط محبت سے بنایا گیا۔ اس کو دجل قرار دینا خود اپنی دجالیت کا ثبوت دینا ہے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا پاکیزہ ارشاد

کیا ہی پاکیزہ بات تھی جو حضرت امیر ایدہ اللہ نے فرمائی تھی کہ مسیح موعودؑ کی محبت اس بات کی متقاضی ہے کہ قادیانی اس جماعت سے خوش ہوں جو آپ کی عزت دنیا میں قائم کرتی ہے نہ کہ اس کی تباہی و بربادی کے درپے ہوں۔ مولوی جلال الدین شمس نے اس کو بھی یہ کہکر ٹھکرانے کی کوشش کی ہے:۔

"چونکہ آپ لوگ باوجود دعائے ایمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درجہ اور مرتبہ کو کم کرکے لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں اس لئے آپ اس لائق نہیں کہ آپ کے اس فعل کو بنظر استحسان دیکھا جائے"

شمس صاحب منشی ظفر علی کے نقش قدم پر

وہی بات ہوئی جو کسی دن منشی ظفر علی خاں نے کہی تھی کہ چونکہ احمدی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، اس لئے ان کی مخالفت ضروری ہے جس دن وہ مسلمان کہلانا چھوڑ دیں گے ہم بھی ان کی مخالفت ترک کر دیں گے۔ مولوی جلال الدین شمس نے بھی بجنسہٖ اسی کی تقلید کی ہے۔ کہ چونکہ ہم حضرت مسیح موعود پر ایمان کا دعوےٰ کرتے ہیں اس لئے ہماری مخالفت ضروری ہے۔ اور اس کام کی بھی مخالفت ضروری ہے جو ہم آپ کی عزت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے کریں۔ ہاں ہم اگر آپ پر ایمان کا دعوےٰ چھوڑ دیں اور وہی نسبت اختیار کر لیں۔ جو ہندوؤں اور عیسائیوں کو مسلمانوں کے ساتھ ہے تو وہ بھی ہمیں سر پر اٹھا لیں گے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ جن لوگوں کی حالت یہاں تک پہنچ چکی ہو کہ مخالف کو موافق سے بہتر سمجھیں۔ جو لوگ مخالفین مسیح موعودؑ کے قدم بقدم چلنے میں ذرا نہ جھجکیں۔ ان سے بھلائی اور

صلح کی کیا امید۔

قادیانیوں کی قابل رحم دماغی حالت

خدا کے بندو! کیا اتنی بھی عقل تم میں نہیں رہی کہ کوئی شخص بفرض محال خواہ کتنا بھی مسیح موعودؑ کے درجہ اور مرتبہ کو کم کر رہا ہو۔ اس کا ادعائے ایمان ہی بجائے خود ہی ایک بہت بڑی چیز ہے جس کو بنظر حقارت دیکھنا کسی حامی مسیح موعودؑ کا کام نہیں۔ چہ جائیکہ اس کی ان کوششوں کو ناکام بنانے کی سعی کی جائے۔ جو وہ مسیح موعودؑ کی عزت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے کرتا ہے؟ یہ تو کسی ایماندار اور سچے بہی خواہ مسیح موعودؑ کا کام نہیں ہو سکتا۔ کہ اس شخص یا اس جماعت کی تباہی کی کوشش کی جائے۔ جو آپ کی عزت دنیا میں قائم کرتی ہے۔ محض اس وجہ سے کہ تمہارے خیال میں وہ مسیح موعودؑ کا درجہ اور مرتبہ کم کر رہی ہے۔ تم اسے کام کرنے دو۔ مسیح موعودؑ کی صداقت کو منوانے دو۔ درجہ اور مرتبہ وہ لوگ خود دیکھ لیں گے جو آپ کی غلامی میں آئیں۔ اگر وہی درجہ اور مرتبہ ہوگا۔ جو تم بیان کرتے ہو۔ تو جو لوگ اتنی مخالفتوں کو اٹھا کر دس قدم آگے بڑھ سکتے ہیں وہ ایک قدم اور نہیں اٹھا سکتے؟ لیکن نہیں۔

قادیانیوں کا اصل مقصد کیا ہے؟

قادیانی جماعت کو تو جماعت احمدیہ کے ساتھ دشمنی اور عداوت ہے۔ مسیح موعودؑ کی عزت قائم ہو یا نہ ہو۔ جماعت احمدیہ انہیں ایک آنکھ نظر نہ آئے۔ کہ اس سے خلافت محمود اور اس کے مزعومہ عقائد پر کاری ضرب لگتی ہے۔ اصل چیز میاں صاحب کی عزت اور خلافت ہے جس کے لئے دن رات کوشش ہو رہی ہے۔ مسیح موعودؑ کی عزت رہے نہ رہے میاں صاحب کی عزت پر حرف نہ آئے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کا خط بنام مفتی محمد صادق صاحب

اسی مضمون میں مولوی صاحب نے حضرت امیر ایدہ اللہ کے ایک خط کا ذکر کیا ہے جو آپ نے ۱۹۰۸ء میں مفتی محمد صادق صاحب کو لکھا تھا۔ اور اس میں کسی شخص کے اس اعتراض کا ذکر کرتے ہوئے کہ حضرت مسیح موعودؑ اسلام کے لئے کچھ نہیں کر رہے۔ سب کچھ جو کر رہے ہیں اپنے لئے کر رہے ہیں یعنی کتابوں میں اپنے ہی دعووں کا ذکر اور اسی کی تائید ہوتی ہے۔ آپ کا یہ جواب نقل کیا ہے:۔

> "فرمایا۔ یہ اعتراض تو صرف ہم پر نہیں آتا۔ سارے سلسلہ نبوت پر آتا ہے۔ ہر نبی جو آیا۔ پہلے اپنے آپ کو ہی منواتا رہا۔ سب نے یہی کہا کہ اطیعونی۔ میری پیروی کرو تو کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ تمام نبی بھی اپنے لئے یہ سب مصیبتیں اٹھاتے تھے؟"
>
> (البدر ۱۸ اگست ۱۹۰۸ء ص)

ان فقرات کو نقل کر کے مولوی جلال الدین شمس یہ سوال کرتے ہیں کہ:۔

> "اس تحریر اور غیر مبائعین کے موجودہ عقیدہ میں کیا زمین آسمان کا فرق نہیں؟"

ہر مامور من اللہ منہاج نبوت ہی سے پرکھا جاتا ہے

ہم حیران ہیں کہ اس مولویانہ علم کو کیا کہیں جو مولوی فاضل کے درجہ تک پہنچنے کے باوجود اتنی معمولی سی بات کو نہیں سمجھ سکتا کہ ہر مامور من اللہ منہاج نبوت ہی سے پرکھا جاتا ہے خواہ وہ نبی ہو یا نہ ہو۔ بہت سی باتیں ہیں جو انبیاء اور دیگر مامورین میں مشترک طور پر پائی جاتی ہیں۔ سوائے اس ایک بات کے کہ اول الذکر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت لیکر آتے اور منصب نبوت پر فائز ہوتے ہیں اور موخر الذکر محض سابقہ ہدایت کی تبلیغ اور اس کی اشاعت کے لئے مامور ہوتے ہیں حضرت مسیح موعودؑ نے اس بات کو متعدد جگہ پر کھول کر واضح کیا ہے۔ کہ ایک نبی اور محدث میں صرف فعل اور قوت کا فرق ہوتا ہے اور کہ ان سب کو ایک ہی منہاج نبوت سے پرکھا جاتا ہے اس لحاظ سے اگر حضرت مسیح موعودؑ نے انبیاء کی مثال دیدی اور حضرت امیر ایدہ اللہ نے اس کو نقل کر دیا۔ تو اس سے آپ کی نبوت کس طرح ثابت ہو گئی؟ اس کے علاوہ جو اعتراض کیا گیا۔ وہ چونکہ انبیاء پر بھی اسی طرح پڑتا ہے جس طرح حضرت مسیح موعودؑ پر اس لئے بھی آپ نے انبیاء کی مثال پیش کر دی۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ اپنے آپ کو بھی نبی قرار دیتے ہیں۔ بلکہ مقصد صرف اس بات کو ظاہر کرنا ہے کہ اگر اپنے دعووں کو منوانا اپنے ذاتی فوائد کے لئے ہے۔ تو انبیاء جو اطیعونی کا حکم دیتے رہے۔ کیا وہ بھی اپنے لئے یہ سب مصیبتیں اٹھاتے تھے؟ نہیں بلکہ جس طرح ان کی پیروی میں خدا کی اطاعت مدنظر تھی ویسے ہی حضرت مسیح موعود اور ہر ایک مامور من اللہ کے دعوے کو ماننا اس رسول مقتدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا ہے جس کے دین کی تبلیغ کے لئے وہ کھڑا ہوا۔ اس کو آپ کے دعوے نبوت پر محمول کرنا اور حضرت امیر ایدہ اللہ کے موجودہ عقیدہ کے خلاف بتانا اپنے مولویانہ علم کا پردہ چاک کرنا ہے۔

مولوی شمس کے پیش کردہ اجماع کی حقیقت

آخر میں مولوی صاحب نے صلح کے دو طریق بھی پیش کئے ہیں۔ جن میں سے پہلا طریق یہ ہے کہ

> "خلافت جس پر تمام جماعت کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر اجماع ہوا۔ اس کو حق تسلیم کر لیں اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ...... کی بیعت کر لیں"

اجماع کی بھی خوب کہی۔ ابھی کل تک انہی لوگوں کے سامنے وفات مسیح کے متعلق مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ پیش کیا جاتا تھا۔ تو اسے یہ کہہ کر رد کر دیا جاتا تھا۔ کہ اجماع کوئی شے نہیں۔ آج خلافت مسیح موعودؑ کے بارہ میں ہمارے سامنے اسی اجماع کو پیش کیا جاتا ہے حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ کی وصیت اس اجماع کو رد کرتی اور صاف طور پر انجمن کو خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین قرار دیتی ہے نہ کہ کسی فرد واحد کو۔ خدا کے مامور کی وصیت کو رد کرنا اور اجماع کی ایک غلط صورت کو لئے پھرنا اور سب سے بڑھ کر ایک ایسے شخص کی بیعت کی دعوت دینا جو حضرت مسیح موعودؑ کے صریح ارشادات کے خلاف نئے عقائد تراشنے اور چالیس کروڑ مسلمانوں کی تکفیر کا موجب ہوا ہے اپنی حق ناشناسی کا ثبوت دینا ہے۔

صلح کی صحیح اور اصل راہ

اگر حقیقتاً صلح چاہتے ہو۔ تو اس کی صحیح اور اصل راہ یہ ہے کہ

(۱) عقیدہ تکفیر کو چھوڑ کر مسیح موعودؑ کے اس مذہب پر قائم ہو جاؤ کہ

> "میرے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو جاتا" (تریاق القلوب ص ۱۳۰)

(۲) آپ کے کھلے ارشادات کے مطابق اس بات کو تسلیم کر لو۔ کہ آپ نے صرف مجاز اور استعارہ کے طور پر نبی کا نام پایا۔ ورنہ حقیقتاً آپ کا دعویٰ نبی ہونے کا نہ تھا۔

(۳) آپ کی وصیت کو قائم کرتے ہوئے ایک واجب الاطاعت خلیفہ کے بجائے انجمن کو آپ کی حقیقی جانشین قرار دو۔ اور اس شخص کو جو اکیس سال سے ان تمام باتوں کی تلقین کر رہا ہے اور اس کے لئے ہر قسم کے دکھ اور مصائب کو اٹھا چکا ہے۔ اپنا امیر تسلیم کر کے اپنی حق شناسی کا ثبوت دو۔

دوسرا طریق

دوسرا طریق جو پیش کیا گیا ہے۔ یہ ہے کہ دونو فریق اپنے اپنے نقطہ نظر کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت دنیا سے منوائیں اور ایک دوسرے کے خلاف کچھ نہ لکھیں۔

یہ بہت صحیح طریق ہے۔ اور ہمیں اس پر عمل پیرا ہونے سے کوئی انکار نہیں ہو سکتا۔ بشرطیکہ مسئلہ کفر و اسلام اور نبوت میں اپنا اپنا نقطہ نظر پیش کرنا اور سوال ہونے پر ایک دوسرے کی غلطی ظاہر کرنا ایک دوسرے پر حملہ کے مترادف نہ سمجھا جائے اور اس بارہ میں ہر قسم کی توہین آمیز باتیں اور ذاتی نکتہ چینیاں اور طعن و تشنیع کو چھوڑ دیا جائے کیا قادیانی حضرات اس طریق عمل کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں کیا ہم امید کریں کہ خود جناب میاں صاحب کی طرف سے مولوی جلال الدین شمس کی اس تجویز کی قبولیت کا اعلان کیا جائیگا؟

انڈیا بل دفعہ ۲۹۹
کے متعلق احتجاجی قرارداد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ۵ جولائی کو بعد نماز جمعہ مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی اور قرار پایا کہ یہ قرارداد ہز ایکسیلینسی وائسرائے ہند کو شملہ میں اس درخواست کے ساتھ ارسال کی جائے کہ وہ جماعت احمدیہ لاہور کے جذبات کی ترجمانی وزیر ہند کے سامنے پوری طرح کر دیں۔

"احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا یہ جلسہ جداگانہ طریق انتخاب اور جداگانہ نیابت کو مسلم قوم کا ایک مسلمہ اور بنیادی حق مانتا ہے۔ جسے حکومت برطانیہ کے ذمہ دار وزراء اور مدبرین بار بار صراحتاً تسلیم کر چکے ہیں اور یہ ظاہر کر چکے ہیں کہ یہ ایک ایسا عہد و پیمان اور حق ہے جس سے مسلم قوم اس وقت تک محروم نہیں کی جا سکتی۔ جب تک وہ خود اس سے دستبردار ہونے کا صاف اور معین طور سے اعلان نہ کر دے۔ بنا بریں انڈیا بل کی دفعہ ۲۹۹ کی رو سے جو صورت پیش کی گئی ہے اور جس کے مطابق مسلم قوم کی مرضی کو نظر انداز کرتے ہوئے ایوارڈ کی آئندہ ترمیم کو عملاً محض ہندو اکثریت اور برطانوی حکومت کی مرضی پر موقوف چھوڑ دیا گیا ہے وہ صریحاً تمام مواعید و مواثیق کے خلاف ہے اور مسلم قوم اس وقت تک جدید دستور ہند کو قبول نہیں کرے گی جب تک جداگانہ انتخاب کے متعلق فیصلہ کرنے کا حق بدستور مسلمانوں کے ہاتھ میں باقی اور برقرار نہ رکھا جائیگا۔"

پنجاب اسمبلی کے ووٹروں کی فہرستیں

پنجاب اسمبلی کے ووٹروں کی فہرستوں کے متعلق اس سے قبل احباب اور جماعتوں کو متعدد بار توجہ دلائی جا چکی ہے اب حکومت نے میعاد میں دس روز کی توسیع کر دی ہے۔ پہلے نام درج کرانے کی آخری تاریخ ۱۳ جولائی تھی۔ جسے ۲۳ جولائی تک بڑھا دیا گیا ہے۔ تمام دوستوں کو معاملہ کی اہمیت کے پیش نظر اس کام کی طرف بہت جلد اور غیر معمولی توجہ دینی چاہیئے اور کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ جماعت کے کسی ایسے عورت مرد کا نام جو شرائط رائے دہندگی کو پورا کرتا ہو۔ درج فہرست ہونے سے نہ رہ جائے۔ بعض اوقات سرکاری کارکن نام درج کرنے میں تساہل کرتے ہیں اور بعض مقامات سے ان کے تعصب کی شکایات بھی موصول ہوئی ہیں۔ اس قسم کی رکاوٹوں کا آئینی طریقوں سے انسداد کرنا چاہیئے۔ یہ بات خوب یاد رکھنی چاہیئے۔ اگر احباب نے اس موقعہ پر غفلت سے کام لیا۔ تو اس کے نتائج نہایت نقصان رساں اور دور رس ہونگے۔ ہر ایک جماعت اپنے ووٹروں کی صحیح تعداد سے مرکز میں بھی اطلاع دے۔

مذہب ایک علم اور سائنس ہے

مسلمان قرآن کے ذریعے دوبارہ غالب آسکتے ہیں

خطبہ جمعہ ۲۸ جون ۱۹۳۵ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام ڈلہوزی

ان فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف الیل والنہار .... فقنا عذاب النار

ایک عظیم الشان حقیقت

ان آیات میں غور کرنے والوں کو ایک بڑی عظیم الشان حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے اور وہ کیا ہے؟ جس قدر اس مخلوق کے اندر جو آسمان اور زمین میں نظر آتی ہے۔ یا وہ اختلافات زمانہ کے جو انسانوں پر گزرتے ہیں ان کے اندر بڑی بڑی عظیم الشان نشانیاں ہیں جن کو دیکھ کر غور کرنے والے اس نتیجہ پر پہنچیںگے۔ ربنا ما خلقت ھذا باطلاً۔ اے ہمارے رب یہ جو کچھ تو نے پیدا کیا ہے۔ باطل نہیں۔ بے حقیقت اور بلا نتیجہ نہیں۔ جو دنیا میں جس قدر علوم کا انکشاف ہوا ہے۔ یا فی الواقعہ جس قدر کامیابی انسان کو اپنی زندگی میں حاصل ہوتی ہیں یہ سب اسی ایک حقیقت کو سمجھ لینے کا نتیجہ ہے۔ ما خلقت ھذا باطلاً بالفاظ دیگر ادنے سے ادنے مخلوق بھی ایک حقیقت رکھتی ہے

دنیا میں کوئی چیز بیکار نہیں

اب اگر غور کیا جائے۔ تو انسان نے جس قدر تصرفات حاصل کرلئے ہیں کہیں پانی اور آگ پر تصرف ہے کہیں ہوا پر تصرف ہے کہیں بجلی پر تصرف ہے یہ صرف اس حقیقت پر غور کرنے کا نتیجہ ہے کہ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے یونہی پیدا نہیں کردیں یہ عظیم الشان انجن اور ریلیں کس طرح پیدا ہوئیں ایک غور کرنے والے نے صرف اسی بات پر غور کیا کہ یہ پانی اور آگ کے ملنے سے ایک زبردست طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ دنیا میں ایک بہت بڑا عظیم الشان انقلاب پیدا ہو گیا۔ اور پانی اور آگ سے ایسے ایسے کام لئے گئے کہ انسانی عقل حیران ہوتی ہے۔ اسی طرح بجلی بھی مشاہدات قدرت پر غور کرنے کا نتیجہ ہے۔ عقلمند لوگ خدا کی مخلوق میں ایک چیز کو دیکھتے اور اس پر غور کرتے ہیں جس سے ایک کار آمد چیز بن جاتی ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی مخلوق میں کوئی بھی چیز بے فائدہ پیدا نہیں ہوئی

قرآن کریم دنیوی علوم کی طرف بھی توجہ دلاتا ہے

یہ وہ حقیقت ہے جس کی طرف قرآن کریم نے توجہ دلائی ہے اور تعجب ہے کہ ایک مذہبی کتاب ہو کر جس کا مقصد یہ ہے کہ انسانوں کو خدا تک پہنچائے۔ وہ دنیوی علوم، دنیوی ترقیات حاصل کرنے کی طرف بھی توجہ دلاتی ہے اور اس اصول سے کہ ربنا ما خلقت ھذا باطلاً لاانتہا ترقیات کا ایک دروازہ کھول دیتی ہے۔ دنیا کی بہت سی ترقیات اسی اصول کو پیش نظر رکھنے سے ہوئی ہیں اور ابھی آئندہ معلوم نہیں کس قدر عظیم الشان ترقیات اشیائے عالم پر غور کرنے سے پیدا ہونگی

مذہب پر بھی غور و فکر کی ضرورت ہے

لیکن عجیب بات یہ ہے کہ وہ لوگ جو سائنسدان کہلاتے اور ان مادی ترقیات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ان کی توجہ ربنا ما خلقت ھذا باطلاً کی طرف بہت کم جاتی ہے بیشک اپنے اپنے دائرہ عمل میں جو چیزیں ان کے سامنے آئیں ان سے انہوں نے فائدہ اٹھایا لیکن جس وسعت کے ساتھ قرآن کریم نے اسکو بیان کیا ہے کسی سائنسدان کی نظر اس پر نہیں گئی ورنہ مذہب بھی ایک سائنس تھا اور اگر غور کرتے تو اس میں بہت سے فوائد انہیں نظر آجاتے

کسی مذہبی رہنما کا ظاہر ہونا ایک اتفاقی امر نہیں

دیکھئے جس طرح مختلف واقعات پر انسان غور کرکے ایک نتیجہ اخذ کرلیتا ہے اور پھر اس سے طرح طرح کے فوائد اٹھاتا ہے۔ اسی طرح پر روحانیات بھی غور کے محتاج ہیں۔ بہت لوگ ہیں جنہیں جاہل کہا جائیگا جو یہ سمجھتے ہیں کہ کسی مذہبی رہنما کا ظاہر ہونا یا اس کا دنیا میں ایک انقلاب پیدا کرنا محض ایک اتفاقی امر ہے ایک بادل کا آنا، ایک ہوا کا چلنا یہ تو اب معلوم ہوگیا کہ اتفاقی نہیں۔ ہاں کوئی زمانہ تھا جب انسان اپنی لاعلمی کی وجہ سے ایسا خیال کرتا تھا۔ مگر آج وہ خیال غلط ہوگیا اور بادلوں کا آنا بھی آج ایک سائنس بن گیا ہے اور ثابت ہوگیا ہے کہ یہ کوئی اتفاقی بات نہیں۔ بلکہ مختلف اسباب اور تاثرات کا نتیجہ ہے۔ اسی طرح ہواؤں کا چلنا ہے آندھیوں کا آنا ہے یہ کوئی اتفاقی باتیں نہیں۔ دوسری جگہ قرآن کریم نے اس کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ وتصریف الریاح والسحاب المسخر بین السماء والارض لآیات لقوم یعقلون۔ ہواؤں کا چلنا۔ بادلوں کا زمین اور آسمان کے درمیان مسخر ہونا ان تمام چیزوں کے اندر ایک علم موجود ہے مگر ان لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں

اسی طرح روحانی امور کا حال ہے یہ بھی بعض پوشیدہ اسباب کے نتائج ہیں۔ بھلا یہ اتفاقی بات ہوسکتی ہے کہ ایک شخص اٹھتا ہے ایک ملک کے ملک کی ذہنیت کو بدل دیتا ہے کس قدر عظیم الشان کام ہے ایک انسان کے خیالات کو بدلنا مشکل ہوتا ہے ایک باپ اپنے بیٹے کی ذہنیت اور اس کے خیالات کو بدلنا چاہتا ہے لیکن نہیں بدل سکتا۔ لیکن وہ روحانی آدمی جو خدا کی طرف سے کھڑا ہوتا ہے وہ کروڑہا انسانوں کے خیالات اور ان کی ذہنیتوں کو بدل کر کچھ کا کچھ بنا دیتا ہے کیا یہ یونہی اتفاق سے ہوگیا؟ نہیں اگر غور کرکے دیکھا جائے۔ تو یہ بھی کئی پوشیدہ اسباب کا نتیجہ ہے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ یہ اس سے بھی زیادہ مخفی علم ہے اور اس کے اسباب اس سے بھی زیادہ پوشیدہ ہیں جو مادی اشیاء کے اسباب ہیں۔

خدا کے ساتھ تعلق بہت بڑی طاقت ہے

تو جس طرح ظاہر میں تبدیلیاں دیکھتے ہو اور یہ معلوم ہو چکا ہے کہ وہ اتفاقی نہیں۔ اسی طرح یہ جو ایسے انسانوں کو دیکھتے ہو کہ جو مختلف ممالک میں آتے ہیں اور وہاں کے لوگوں کی ذہنیتوں کو بدل دیتے ہیں یہ اتفاقی نہیں۔ بلکہ اسباب کا نتیجہ ہیں۔ وہ کیا اسباب ہیں۔ خدا کے ساتھ انسان کا تعلق پیدا ہونا۔ جس وقت خدا کے ساتھ انسان اپنا تعلق جوڑتا ہے تو ایک ایسی طاقت اس کے اندر پیدا ہو جاتی ہے۔ جو نہ صرف اس کے خیالات اور ذہنیت کو بدل دیتی ہے۔ بلکہ یہ طاقت اپنے کمال کو پہنچکر پہاڑوں کو بھی ہلا دیتی ہے۔

قرآن نے پہاڑوں کو ہلا دیا

قرآن کریم فرماتا ہے۔ لو انزلنا ھذا القرآن علیٰ جبل لرأیتہ خاشعاً متصدعاً من خشیۃ اللہ۔ یہ قرآن اتنی بڑی عظیم الشان طاقت ہے کہ اگر ہم پہاڑوں پر اسے نازل کرتے تو وہ بھی خدا کے خوف سے ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتے۔ عرب کے بڑے بڑے لوگ اپنے آپ کو پہاڑوں سے تشبیہ دیتے تھے اور انہیں جبال کہا جاتا تھا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ان پر کسی کا اثر نہیں ہوسکتا۔ تو دیکھو ان پہاڑوں کو بھی قرآن نے ہلا دیا۔ بلکہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

اسلام کا پیدا کردہ انقلاب زبردست طاقت کا نتیجہ ہے

اگر غور کرنے والا غور کرے تو اس سے معلوم کرسکتا ہے کہ یہ کوئی اتفاق نہیں بلکہ کسی زبردست سبب اور عظیم الشان طاقت کا نتیجہ ہے۔ جو پہاڑوں کو بھی ہلا سکتی ہے جب تک انسان عقل سے کام نہ لے اور ایک بات پر غور نہ کرے اس کی حقیقت کو معلوم نہیں کرسکتا۔ غور کرکے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا۔ کہ جب انسان کا خدا کے ساتھ تعلق ہوجاتا ہے تو اس ذریعہ سے وہ بڑے بڑے کام کرسکتا ہے۔ یہ بڑی عظیم الشان طاقت ہے۔ مذہب کو لوگوں کو لاعلمی کی وجہ سے ہوا ہے۔ مذہب درحقیقت ایک سائنس ہے ان مختلف لوگوں کو جو مختلف زمانوں اور مختلف ملکوں میں پیدا ہوئے۔ کونسی طاقت حاصل تھی کہ انہوں نے تمام لوگوں کے خیالات کو یکسر بدل دیا۔ اگر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بڑی زبردست طاقت ان کے پیچھے ہے۔ جو سخت ترین مخالف حالات میں ان کے اندر کامیابی کا یقین پیدا کرتی اور آخر کار کامیاب کر دیتی ہے۔

یقین محکم کے کرشمے

قرآن کریم کو دیکھو کس قدر قوت اور اپنے غلبہ کا یقین اس کے اندر پایا جاتا ہے اس ابتدائی زمانہ سے جب محمد رسول اللہ صلعم اکیلے تھے اور آپ کو سخت ترین دکھ دیئے جاتے تھے اس وقت کس قدر یقین کے ساتھ بار بار یہ کہا جاتا تھا۔ کہ مخالفت پاش پاش ہوجائیگی۔ اور خدا کا رسول بالآخر غالب آئیگا۔ حالانکہ اس وقت ظاہر واقعات ایسے تھے کہ وہ بالکل ان ہونی بات معلوم ہوتی تھی لیکن دیکھئے۔ کہ وہ ان ہونی بات ہو کر رہی۔ اسی طرح مختلف ملکوں میں جب دیکھتے ہو کہ ایسے ہی انسان پیدا ہوتے اور ایک زمانہ میں نہیں۔ مختلف زمانوں میں پیدا ہوئے۔ جنہوں نے شدید مخالفتوں کے باوجود لوگوں کی ایسی اصلاح کی۔ کہ گویا کایا پلٹ دی تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی اتفاقی امر نہیں بلکہ ایک علم اور سائنس ہے۔ علم کبھی ایک ملک یا ایک قوم کی جائداد نہیں ہوتا۔ جو بھی اس کی طرف توجہ کرے حاصل کرسکتا ہے۔

تعلق باللہ سے انسان بڑے بڑے فائدے حاصل کرسکتا ہے

مذہب بھی ایک علم ہے جو خدا کے ساتھ تعلق کا نتیجہ ہے۔ اس تعلق سے انسان بڑے بڑے فوائد حاصل کرسکتا ہے۔ وہ لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں ان کو بھی اس حقیقت کو سمجھنا چاہیئے۔ کہ وہ نمازچٹی نہ سمجھیں۔ یوں تو یہ بھی بڑا اچھا خیال ہے جو ایک معزز آدمی نے میرے سامنے ظاہر کیا۔ کہ ہم تو سمجھتے ہیں کہ خدا کا حکم ہے۔ اس کو ماننا چاہیئے اور نماز کی ادائیگی صرف تعمیل حکم کیلئے ہے۔ یہ اس لئے اچھی بات ہے کہ اس سے انسان میں احکام الٰہی کی فرمانبرداری کی روح پیدا ہوتی ہے۔

نماز کا فائدہ

لیکن اس بات پر بھی غور کرنا چاہیئے کہ نماز کا فائدہ کیا ہے یہ ایک خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کا ذریعہ ہے اور جب انسان کا خدا کے ساتھ تعلق ہوگا۔ تو ایک ایسی طاقت اس کے

اندر پیدا ہو گی۔ جو ان ہونی باتوں کو ممکن کر دے گی۔ اس میں شک نہیں کہ یہ مشکل سے حاصل ہونے والی چیز ہے لیکن دنیا کا ہر کمال مشکل سے حاصل ہوتا ہے

اسلام کا کمال

اسلام سے پہلے مذہب ایسا کامل علم نہ تھا۔ کیونکہ مختلف ممالک کے لوگ اسے اپنی ہی جائداد سمجھتے تھے۔ ہندوؤں نے اپنی جگہ کہہ دیا۔ کہ وحی اور الہام ہمارے ہی ملک اور قوم تک محدود ہے یہودی اسے اپنی جائداد سمجھتے تھے۔ عیسائی اپنی جائداد سمجھتے تھے علم ہم اس وقت تھا۔ جب ایک شخص اٹھا اور اس نے اعلان کیا۔ کہ ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ کوئی امت ایسی نہیں جس میں کوئی نذیر نہ آیا ہو۔ گویا اس نے مذہب کو علم بنا دیا۔

ایک سمجھنے والی بات

یہی بات سمجھ لینے کے قابل ہے اگر ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور خدا سے اس کا تعلق نہیں ہوا۔ مایوسیوں اور ناکامیوں میں خدا اس کا سہارا نہیں بنا۔ دشمن کے مقابلہ کی طاقت اس میں پیدا نہیں ہوئی۔ تو اس نے نماز سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا۔ بلکہ ایک چٹی پوری کی۔ لیکن اگر اس میں ایسی طاقت آگئی ہے کہ وہ ہر بدی اور شیطان کا مقابلہ کرتا ہے۔ مایوسی اور ناکامی میں ہراساں نہیں ہوتا بلکہ خدا ہی پر بھروسہ رکھتا ہے تو اس نے حقیقی فائدہ نماز سے اٹھایا۔ جب تک اس حقیقت کو انسان نہیں سمجھا۔ اس نے مذہب کو نہیں سمجھا۔ مذہب اس کا نام نہیں کہ عبادت اس طرح کرنی چاہیئے۔ اور اس طرح نہیں کرنی چاہیئے مذہب اس کا نام ہے کہ خدا کے ساتھ ایسا تعلق ہو کہ اس کے اندر ایسی طاقت پیدا ہو جائے۔ کہ وہ ہر بدی کا مقابلہ کر سکے۔

حضرت نبی کریمؐ دنیا کے کامیاب ترین انسان ہیں

وہ لوگ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں، وہ بھی اس بات کے معترف ہیں۔ کہ آپ سے بڑھ کر کامیاب کوئی انسان دنیا میں نہیں ہوا۔ یہ وہ انسان ہے جس نے عرب کے تمام اکھڑ لوگوں کے دماغوں کو، ان کے خیالات کو، ان کی ذہنیتوں کو بدل دیا۔ ہر چیز کا بدلنا آسان ہے۔ لیکن ذہنیت کا بدلنا مشکل ہے جس شخص نے یہ کر لیا۔ وہ بڑی قوت کا مالک ہے۔

صحابہ کرامؓ کی عظیم الشان کامیابیاں

آپ کے پیرو بھی آپ کی اسی قوت سے حصہ لیتے ہیں آپ کے ساتھیوں، حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اسی قوت سے حصہ لیا۔ دنیا کی ان قوتوں پر حیران ہے۔ صحابہ کی فتوحات پر ایچ جی ویلز نے لکھا ہے کہ یہ دنیا کی تاریخ میں بینظیر ہیں یہ نہیں کہ نپولین کی طرح فتوحات حاصل کیں اور تھوڑے ہی عرصہ میں وہ ختم ہو گئیں اور آخر فاتح خود ناکامی کا منہ دیکھتا ہوا اس دنیا سے رخصت ہوا۔ بلکہ جہاں جہاں صحابہ کا قدم گیا۔ انہوں نے نہ صرف ملکوں کو فتح کیا اور دیا کیا کہ کئی کئی صدیوں تک ان کی حکومت وہاں رہی۔ بلکہ وہاں کے لوگوں کے خیالات رسم و رواج اور ذہنیتوں کو بدل دیا۔ اور جہالت کی جگہ ان میں علم کی روشنی پیدا کر دی۔

کسی علم سے فائدہ کب حاصل ہوتا ہے؟

پس ہم میں سے ہر ایک کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ مذہب ... فرضی چیز نہیں۔ عبادت ایک چٹی نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اگر کوئی انسان یہ چاہے کہ آج میں ایک روحانی صداقت کو قبول کرتا ہوں توکل میں اس کے فوائد کو بھی پا لوں۔ آج خدا کے سامنے عبادت میں جھکتا ہوں۔ توکل مجھ میں روحانیت کی وہ زبردست قوت پیدا ہو جائے۔ تو وہ اس بیوقوف بچے کی طرح جو مدرسہ میں داخل ہو کر اور پہلے دن الف۔ بے۔ تے کر یہ چاہے کہ مجھے آج ہی وہ علم حاصل ہو جائے۔ جو الف، بے پڑھنے کی آخری منزل مقصود ہے۔ پہلے دن کوئی شخص علم نہیں پڑھ لیتا بلکہ اس پر سالہا سال صرف کرنے پڑتے ہیں ایک شخص جو پہلے دن مدرسہ میں جا کر بیٹھے اور وہاں اس کو الف۔ ب۔ ت پڑھائی جائے۔ تو کیا وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ اس سے کیا بنے گا۔ بنیگا تو تب۔ جب وہ علم کو لیتا چلا جائے۔ پہلے پہل تو طبیعت بھی گھبراتی ہے اور کچھ اس سے دور بھاگتی ہے۔ لیکن جوں جوں وہ لیتا چلا جاتا ہے۔ وہ آخرکار اس کو حاصل کر لیتا ہے کسی علم سے فائدہ تب ہی حاصل ہوتا ہے۔ جب اسے اس کے کمال تک پہنچا دے۔ ہر شخص کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ مذہب ایک علم ہے اس سے اتنی طاقت حاصل ہوتی ہے۔ جس کی انتہا نہیں۔

حضرت مرزا صاحب نے قرآن ہی طاقت حاصل کی

مسلمان آج کتنے ہی کمزور ہوں۔ دولت اور سلطنت سے کتنے ہی بے بہرہ ہوں۔ لیکن ایک چیز ان کے پاس ہے قرآن جو سب سے بڑھ کر طاقتور ہے اس کو لیکر وہ پھر طاقت اور غلبہ دنیا میں حاصل کر سکتے ہیں۔

آج ایک شخص کو جو اس ملک میں کافر قرار دیکر طرح طرح کی گالیاں دی جاتی ہیں۔ غور کر کے دیکھا جائے تو اس نے بھی اس قرآن سے وہ طاقت حاصل کی ہے۔ جو دوسری کسی چیز سے میسر نہ آ سکتی تھی۔ اس نے اس یورپ کو فتح کرنے کا عزم کیا اور دیکھ لو کہ کئی قلوب کو اس نے مسخر کر لیا۔

حق غالب ہو کر رہے گا

حق اپنے اندر بہت بڑی طاقت رکھتا ہے۔ یہ جو فرعون اور موسیٰ، ابوجہل اور محمد رسول اللہ کے مقابلے ہیں، یہ نمونے ہیں۔ اس بات کے کہ حق کا مقابلہ کوئی طاقت نہیں کر سکتی۔ اسی لئے خدا نے فرمایا۔

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ اس وقت جب بظاہر کوئی غلبہ کے آثار نہ تھے، اس وقت خوشخبری سنائی کہ یہ دین تمام دینوں پر غالب ہو گا۔ کتنی بڑی قوت اور طاقت ہے۔ واقعات کو دیکھو کتنی بڑی عظیم الشان کامیابی رفتہ رفتہ حاصل ہوتی گئی۔ پہلی صدی میں کچھ، دوسری میں کچھ، تیسری میں کچھ۔ جو کل تک نہ سمجھتے تھے۔ ان کو آج سمجھ آ گئی اور جن کو آج سمجھ نہیں آتی ان کو کل آ جائیگی اور رفتہ رفتہ دین آخرکار غالب آ کر رہیگا ٭

زمیندار کا جہاد

(از جناب مولوی دوست محمد صاحب)

زمیندار کے مسٹر فکاہات اور اس کے پیرو مرشد ظفر علیخاں ماشاءاللہ بڑے جہادی واقع ہوئے ہیں۔ جب دیکھو۔ نہایت مقفیٰ، مسجع گالیوں سے گفتگو کی صفائی کو داد مردانگی دیتے ہوئے نظر آئیں گے اور سچ پوچھو تو یہی ان کی حلال خوری کا ایک ذریعہ ہے اخبار کی رونق ہے۔ تو اس سے پیٹ کی تو اصلاح ہے۔ تو اسی ایک ذریعہ سے عیش و عشرت کے وہ تمام سامان جو غریب مسلمانوں کے چندوں سے فراہم ہوتے ہیں اور آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔ وہ سب اسی ایک "فن شریف" کے شرمندہ احسان ہیں۔ پشاور سے لیکر برہما اور رنگون تک کے سفر اگر کامیاب ہوتے ہیں۔ تو اسی جہاد باللسان اور جہاد بالقلم کے ذریعہ سے کاتبوں اور عملہ اخبار کے گاڑھے پسینہ کی کمائی گر بلاڈکار ہضم ہوتی ہے تو اسی جہاد کی بدولت عمل سے ہمنوں اور قریبوں کے خصاصمی جوتوں سے اگر فرقدان مبارک آئے دن مشرف ہوتے رہنے کے باوجود معرزکا معرز ہے تو اسی جہاد کی بدولت سے کہ جناب والا کو باتیں بنانے میں خوب ملکہ حاصل ہے۔ یہ تو وہ جہاد ہے جو آپ رات دن کر رہے ہیں۔ اور ماشاءاللہ اس جہاد میں خوب کامیاب ہیں۔ مرغن غذائیں از قسم زردہ، متنجن، بریانی۔ قورمہ قلیہ باقرخانی، پلاؤ۔ اگر گھر میں نہیں۔ تو جگہ جگہ لوگوں کے دسترخوانوں پر تو مل ہی جاتی ہیں۔ اور دائن کی بوتلوں سے بھی ماشاءاللہ ایڈیٹروں کی بیزم موما مزین ہی ہوتی ہے کہ اس کے بغیر قلم میں جولانی اور مضمون میں روانی پیدا نہیں ہوتی

یہ تو وہ جہاد ہے جس میں "زمیندار" اور اس کا تمام عملہ رات دن مصروف ہے۔ لیکن ۲۰ جون کے زمیندار میں مسٹر فکاہات کو ایک نیا خواب آیا ہے کہ

"قرآن میں اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ خدا کی راہ میں اپنے اموال و انفس کو قربان کر دیں۔ اور شہیدوں کو زندہ جاوید فرمایا ہے اور سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے جہاد بالسیف کیا ہے"

اجی حضرت! یہ کیا فرما رہے ہیں کونسے اموال اور انفس کو آپ قربان کرنے چلے ہیں اور کس پر؟ ہاں خوب یاد آیا۔ آپ بھی تو ماشاءاللہ زندہ جاوید شہداء سے کم نہیں۔ کہ مسلمانوں کے اموال پیارے اختر اور منے مسعود پر قربان کرنے اور رات دن ان کے وارس اور صدقے جانے سے آپ کو کب دریغ ہے۔ رہا جہاد بالسیف، سو یہ کہنے کی باتیں ہیں اور وہ بھی مرزا صاحب پر اعتراض کرنے کے لئے ورنہ تمام عمر ایک سوئی اور کبھی تک تو مار نہ سکے۔ تلوار کہاں ہاتھ میں لیں گے کہ انسانوں پر وار کرنے کی جرأت ہو۔ غالباً آپ ہی کے متعلق شاعر نے کہا ہے ؎

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب امروز و فردا میں تقریباً ایک ماہ کے لئے ڈلہوزی تشریف لے جانیوالے ہیں۔ بعد کی خبر تشریف لے گئے

— جناب مولانا یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر "لائٹ" ڈلہوزی تشریف لے گئے ہیں۔

— جناب محمد شفیع علوی صاحب سانوی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں۔

نیازمند کا لڑکا عزیز محمد لطیف سلمہ امتحان ایف۔ایس سی میں جناب کی مبارک مقدس دعاؤں سے کامیاب ہو گیا ہے جس کے لئے نیازمند جناب کی خدمت میں مبارکباد اور شکریہ عرض کرتا ہے۔ آئندہ میڈیکل کالج میں داخل ہونے کا مرحلہ باقی ہے۔ سو امید ہے کہ جناب اعلیٰ کی کامیابی کے لئے بھی دعا کریں گے۔

— جناب مولوی عالم دین صاحب وکیل شیخوپورہ کے برادر زادہ عزیز رشید احمد نے امسال بی۔اے کے امتحان میں کامیابی حاصل کی ہے

— پیغام صلح:۔ ان دونوں عزیزوں کی کامیابی پر دلی مبارکباد عرض ہے۔ دعا ہے یہ کامیابی ان کی آئندہ دینی و دنیوی ترقیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو۔

— مولوی صاحب موصوف کے بڑے صاحبزادے برادرم سعید احمد صاحب نے امسال قانون کا امتحان دیا ہے تمام احباب ان کی کامیابی کیلئے خاص طور پر دعا کریں۔

— ایک نوجوان تاجر پیشہ ساکن پشاور جن کی آمدنی معقول ہے شادی کے خواہشمند ہیں۔ قابل شادی نوجوانوں کی فہرست جو اس سے قبل شائع ہو چکی ہے۔ اس میں ان کو بھی شامل سمجھا جائے اور اس کے متعلق جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سے خط و کتابت کی جائے۔

— شیخ اسلام الدین صاحب احمدی سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ آف انڈیا پریس شملہ ابھی تک علیل ہیں۔ پہلے سے قدرے افاقہ ہے لیکن مرض کا غلبہ بدستور ہے۔ نہایت مخلص نوجوان ہیں آپ کی صحتیابی کے لئے تمام احباب خصوصیت سے دعا کریں۔

— جناب حکیم احسن اختر خاں صاحب شہر متھرا کا چھ سالہ صاحبزادہ بعارضہ سنگھری گردہ علیل ہے احباب اس بچہ کی صحت کامل کیلئے درد دل سے دعا کریں۔

— جناب منشی محمد عبداللہ صاحب مدرس مڈل سکول نیڈوری ضلع شیخوپورہ آج کل بعض مشکلات میں مبتلا اور احباب سے دعا کے طالب ہیں

— گذشتہ دنوں جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی بلرامپور (یوپی) تشریف لے گئے تھے۔ ان کے متعلق جناب مولوی احمد زمان خان صاحب سیکرٹری جامعہ اسلامیہ بلرامپور حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ جناب مولانا عمر الدین کی تشریف آوری نے مسلمانان بلرامپور کو باغ باغ کر دیا جلسہ میں آپ کی تقریریں نہایت دلچسپی سے سنی گئیں۔ مخالف بھی لوہا مان گئے ..... آپ کی تقریر سننے کے لئے مسلمانان بلرامپور بیحد شائق ہیں۔ ایک شخص نے مخالفت بھی کی لیکن وہ سخت ناکام رہا اور جلسہ بہ الحمد کر چلا گیا۔ لیکن کسی نے اس کی پروا نہ کی۔ کیا میں امید کروں۔ کہ آئندہ اس قسم کی درخواست پر آپ مولانا کو ہمیں دے سکیں گے۔

— شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی آجکل دورہ میں مصروف ہیں انکا پروگرام حسب ذیل ہے رکیم تا ۳ر جولائی م قصبہ چھچیاں والہ ریاست پٹیالہ (۴ ر ۵ر جولائی) پٹیالہ دفتر (۶ر ۷ر جولائی) قصبہ نوشہرہ (۸ تا ۱۰ر جولائی) انبالہ ڈویژن (۱۱ تا ۱۳ر جولائی) سادھورہ (۱۵ تا آخر جولائی) شملہ

مکتوب برلن

عید میلاد النبی پر شاندار اجتماع

(از جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن)

۱۴ر جون بروز جمعۃ المبارک مطابق ۱۲ ربیع الاول آنحضرت صلعم کا یوم ولادت مسجد برلن میں شاندار طریق پر منایا گیا۔ تقریباً ایک ہفتہ قبل جلسہ مسلمانان برلن کی خدمت میں اس متبرک تقریب کے لئے دعوتی رقعے ارسال کئے گئے۔ ان تمام احباب کو بھی جو عموماً ہمارے لیکچروں اور جلسوں میں شریک ہوتے ہیں اور اسلام سے دلچسپی رکھتے ہیں بھی مدعو کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ مقامی اخبارات نے بھی اس تقریب کی خبر چند روز قبل شائع کر دی تھی۔ تاریخ مقررہ پر مسجد کے باہر سبز ہلالی جھنڈا لہرا رہا تھا اندر مسجد کا محراب پھولوں اور پتوں سے سجایا گیا تھا مسجد کے باغ میں جاپانی فانوسوں کا چراغاں کیا گیا تھا۔ اور یہ سارا کام ہمارے برلن نومسلموں نے بڑی جانفشانی اور محنت سے سرانجام دیا۔ جن نومسلمین نے اپنے اسلامی خلوص اور ایثار کا ثبوت دیا۔ ان میں سے دو کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں یعنی عبداللہ وانسر اور محمد پشکے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے آمین۔

احباب ۸ بجے شام جوق در جوق آنے شروع ہو گئے۔ یہاں تک کہ آٹھ بجے تقریباً تمام مسجد حاضرین سے پر تھی ٹھیک سوا آٹھ بجے ترکی امام شکری بے صاحب نے جلسہ کا افتتاح تلاوت قرآن کریم سے کیا۔ ازاں بعد خاکسار نے بزبان المانوی ایک مختصر سی تقریر کی جس میں حاضرین کو خوش آمدید کہتے ہوئے بتلایا کہ عید میلاد النبی جس موقع پر آج ہم جمع ہوئے ہیں کوئی مذہبی تہوار نہیں ہے اور نہ ہی مسلمانوں کے اندر یوم ولادت منانے کا کوئی رواج ہے اگر ہم مسلمانان برلن آنحضرت صلعم کا یوم ولادت مناتے ہیں۔ تو اس کی چند اور وجوہ ہیں۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ جس کو یورپ کے علماء نے بھی تسلیم کیا ہے کہ دنیا میں شاید ہی کوئی اور عظیم الشان ہستی ہو گی جس کی زندگی کے صحیح واقعات سے نہ صرف یورپ کے عوام الناس ہی بلکہ بڑے بڑے تعلیم یافتہ بھی یا تو بالکل ناواقف ہیں۔ یا ان کا علم غلط روایات پر مبنی ہے۔ دنیا کے اندر محض ناواقفیت کی وجہ سے کس قدر بغض اور عناد جنگ جدل پھیلتا ہے۔ ہندوستان میں جو آئے دن مذہبی جنگیں ہوتی رہتی ہیں۔ اس کی اصل وجہ بھی ایک دوسرے کے مذہب سے ناواقفیت ہے اور یورپ میں جو تنفر اسلام اور بانئے اسلام کے خلاف موجود ہے۔ اس کی وجہ بھی عوام الناس کی مذہب اسلام سے ناواقفیت ہے اس ناواقفیت کو کم کرنے کے لئے اور اس کی جگہ آنحضرت صلعم کے متعلق صحیح علم دینے کی خاطر ہم آج آپ کا یوم ولادت منا رہے ہیں۔ اس مختصر سی تقریر کے بعد خاکسار نے پروفیسر ڈاکٹر شیڈر سے جو کہ برلن یونیورسٹی کے شعبہ السنہ مشرقیہ کے ڈائرکٹر ہیں۔ درخواست کی۔ کہ وہ اپنے لیکچر سے حاضرین کو محظوظ فرما دیں۔ فاضل مقرر نے تقریباً نصف گھنٹہ کے دوران میں آنحضرت صلعم کی مقدس زندگی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام نے تحقیقات کا جو طریقہ آج سے چودہ سو سال قبل پیش کیا۔ وہ یورپ نے ۱۸ ویں صدی میں آن کر قبول کیا۔ صاحب موصوف نے اسلام کی عالمگیر تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ للّٰہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ پروفیسر مذکور کے لیکچر کو حاضرین نے بہت ہی پسند کیا۔ اس کے بعد دیگر تین حضرات ابراہیم (عراق) الحاج ابو النشاط (ایرانی) اور ڈاکٹر عثمان (کمبوج) نامی نے مختصر تقاریر کیں اور آخر پر ہمارے تاتاری دوستوں نے نعت پڑھی۔ جس کے بعد جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا اور حاضرین (جن کی تعداد ۲۰۰ سے زائد تھی) کی باہر باغ میں چاء اور بسکٹ سے تواضع کی گئی۔

علاوہ اسلامی حکومتوں کے نمائندوں کے جرمن حکومت کے نمائندے کثرت سے موجود تھے۔ وزارت خارجیہ سے ڈاکٹر ہیلگر یونیورسٹی کے پروفیسر رسکا۔ پروفیسر لیوین، پروفیسر گرشمافر۔ عدالت عالیہ کی طرف سے ڈاکٹر ھوفا آدوان کی اہلیہ نے شرکت فرمائی۔ حکومت البانیہ کی طرف سے ہز ایکسیلینسی گراف فبرگ سٹیرم اور اسی طرح حکومت لیٹ لینڈ کے سفیر ہز ایکسیلینسی زاؤس نے اپنے اپنے ممالک کی نمائندگی فرمائی۔ اس کے علاوہ فرانسیسی اور اطالوی سفرا متعینہ برلن نے اپنے اپنے نمائندے بھیجے

بالآخر اس امر کا ذکر کر دینا بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ کہ ہمارے مسلمان دوستوں نے اس تقریب کے اخراجات کا کثیر حصہ خود برداشت کیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزا۔ بقیہ حصہ جرمن مسلم سوسائٹی نے پورا کیا۔ اور اس طرح مسجد یا انجمن پر اس کا بوجھ نہیں پڑا۔ بلکہ سارے اخراجات جو کم و بیش ڈیڑھ صد مارکس کے قریب تھے۔ مقامی چندہ اور امداد سے پورے ہوئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام معاونین کو جزائے خیر دے۔ جنہوں نے آنحضرت صلعم کا روح پرور اور عالمگیر پیغام اہل یورپ تک پہنچانے میں ہماری قدمے درمے سخنے امداد کی

والسلام — خاکسار

عبداللہ امام مسجد برلن

فہرست چندہ کوئٹہ ریلیف فنڈ

(۲۴ر جولائی ۳۵ء تک)

نام	روپے	آنے	پائی
ملک خدا بخش صاحب سکھیکے	۱	۰	۰
معرفت ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب دربند	۹	۶	۰
ماسٹر محمد اسحاق صاحب ہیڈ ماسٹر کوٹلی	۱	۰	۰
ماسٹر سید احمد شاہ صاحب معرفت ماسٹر محمد اسحاق صاحب	۰	۱۲	۰
ایم سمیع اللہ صاحب معرفت " "	۰	۸	۰
واحد گل صاحب معرفت " "	۰	۴	۰
ایم محمد یوسف صاحب معرفت " "	۰	۲	۰
منجانب جماعت گجرات معرفت عبد الغنی صاحب	۷	۰	۰
ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب قیمت لے امن آمار	۴	۵	۰
خانصاحب شیخ فضل الٰہی خانصاحب انفرمیشن بیورو	۱۰۰	۰	۰
معرفت عبد الشکور صاحب جناب مستری محمد حسین صاحب موگا	۱	۰	۰
میزان	۱۲۵	۶	۰
سابقہ میزان	۷۴۲	۵	۹
کل میزان	۸۶۷	۱۱	۹

مسعود بیگ اسسٹنٹ سیکرٹری

جامع ازہر

مصر کی شہرۂ آفاق یونیورسٹی

گذشتہ دنوں جامع ازہر کا ذکر اخبارات میں کثرت سے ہوتا رہا ہے۔ امید ہے کہ اس کے مندرجہ ذیل مختصر حالات دلچسپی سے پڑھے جائیں گے۔

جامع ازہر ایک مسجد ہے جس میں عظیم الشان مدرسہ قائم ہے اس مسجد کی بنیاد فاطمیوں کے سپہ سالار جوہر صقلی نے رکھی تھی جب وہ شہر قاہرہ کو آباد کرنے لگا۔ یہ واقعہ روز ہفتہ ۲۴ جمادی الاول ۳۵۹ھ کا ہے۔ پھر اس میں پہلا جمعہ رمضان ۳۶۱ھ میں ادا کیا گیا۔ اس طرح مسجد ازہر کی عمر ۹۹۵ سال کی ہے۔ چار برس کے بعد اس کی ہزار سالہ سالگرہ منائی جائے گی جس کی ابھی سے طیاریاں ہو رہی ہیں۔

شروع میں جس طرح قاہرہ چھوٹا سا شہر تھا۔ اسی طرح اس کی یہ مسجد بھی چھوٹی سی مسجد تھی لیکن شہر کے ساتھ اس میں بھی وسعت و ترقی ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ اس وقت وہ بارہ ہزار گز زمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور اس کے خوبصورت مینار فضائے ہوا میں گردن نکالے دور سے نظر آتے ہیں۔

مسجد کی عمارت میں سب سے پہلا قابل اضافہ خلیفہ الحاکم بامراللہ نے کیا۔ اس میں دو بڑے بڑے جھاڑ اور ستائیس قندیلیں آویزاں کرائیں۔ محراب میں چاندی کا ایک بہت بڑا حلقہ جڑوا دیا نیز بہت سی جائداد بھی مسجد پر وقف کر دی۔

جامع ازہر پر امرا مصر کی فیاضی کا یہ عالم تھا کہ ۷۰۲ھ کے زلزلہ میں جب اس کا بڑا حصہ گر گیا تو سلطنت مملوک کے ایک امیر البحر نے تن تنہا اپنے خرچ سے مرمت کرا دی۔ امیر طیبرس نے جب ازہر میں اپنا مدرسہ "الطیبرسیہ" بنایا اور اس کے سامنے خرچ کی فرد پیش کی گئی۔ تو اس نے کاغذ کو یہ کہہ کر پانی میں ڈال دیا "جس مال کو ہم نے خدا کی راہ میں خرچ کیا ہے اس کا ہم حساب نہیں کرتے"

موجودہ عمارت

جامع ازہر کی عمارت، عربی طرز کی ہے، بادامی رنگ کے پتھروں کی ایک عظیم الشان اور بلند مربع چہار دیواری بنتی چلی گئی ہے جس میں چھوٹے بڑے نو پھاٹک اور دروازے ہیں۔ سب سے زیادہ عالیشان اور خوشنما شمالی پھاٹک "باب المزینین" ہے۔ جس پر طرح طرح کے نقش و نگار نہایت سبک دستی سے بنائے گئے ہیں۔ اس پھاٹک کو امیر عبدالرحمٰن کتخدا نے ۱۱۶۷ھ میں تعمیر کیا تھا۔

مسجد کی چہار دیواری پر پانچ عالیشان مینار ہیں جن پر پنج وقتہ اذان ہوتی ہے۔ ازہر کے موذنوں کی نسبت یہ بات بہت دلچسپ ہے کہ وہ ہمیشہ اندھے ہوتے ہیں۔ آنکھ والوں کو میناروں پر چڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ رسم قدیم سے چلی آتی ہے۔ جس سے غرض یہ تھی کہ قرب و جوار کے گھروں کی بے پردگی نہ ہو مگر موجودہ زمانے میں یہ بیفائدہ ہے۔

موذنوں کا ایک افسر ہوتا ہے جسے المیقاتی کہتے ہیں جب تک یہ حکم نہیں دیتا۔ اذان نہیں دی جاتی، اور یہ اس لئے کہ اذان ٹھیک وقت پر ہو۔ چنانچہ ازہر کی اذان معتبر سمجھی جاتی اور بہت سی مسجدوں میں گھڑی کی جگہ اسی کو سن کر اذان دی جاتی ہے۔

ازہر کا اندرونی حصہ

جب آپ صدر دروازے "باب المزینین" سے داخل ہوں گے تو آپ کے سامنے دائیں جانب "رواق عباسی" ہوگا۔ اور بائیں جانب ازہر کا کتب خانہ، سامنے قدیم پھاٹک ہوگا۔ اس پھاٹک کو طے کرنے کے بعد آپ مسجد کے اندر ہوں گے۔ اور دیکھیں گے کہ نہایت ہی وسیع صحن ہے جس پر دالانوں کی قطاریں سنگ مرمر کے بھاری ستونوں پر بنتی چلی گئی ہیں۔ اور عجیب لطف دیتی ہیں سامنے اصلی مسجد ہے جس کے دالان بہت ہی کشادہ اور دُہرے ہیں۔ اگلے دالان قدیم ہیں اور سپہ سالار جوہر کے بنائے ہوئے ہیں۔ قدیم محراب بھی اب تک موجود ہے اور شافعیوں کے مصلے کا کام دیتی ہے۔

عمارت کے اسی حصہ کی جنوبی دیوار میں ایک چھوٹا سا دروازہ ہے۔ اسی سے اس وسیع کمرے میں جاتے ہیں۔ جس کے ایک گوشہ میں سنگ مرمر کی چھوٹی سی کوٹھڑی ہے۔ جس میں فاتح مصر اور بانی ازہر سپہ سالار جوہر کی قبر ہے۔ اسی کمرے سے اس حوض کو راستہ گیا ہے۔ جو فاطمی عقاید کے مطابق طہارت حاصل کرنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ اور اب تک موجود ہے۔

مسجد کی چھت، ہندوستانی مسجدوں کی طرح گنبد نہیں رکھتی۔ بلکہ سطح ہے جیسی گھروں کی چھتیں ہوتی ہیں۔ یہ چھت لکڑی کی کڑیوں کے ذریعے سنگ مرمر کے ۱۲۶ ستونوں پر قائم ہے۔ پوری مسجد میں ۳۷۵ ستون ہیں۔ چھت کا اندرونی حصہ کتھئی رنگ سے رنگا ہوا ہے۔ اور اس میں سبک دستی سے نقش و نگار اور بیل بوٹے بنائے گئے ہیں۔ جو قدیم صنعت کو یاد دلاتے ہیں۔

مسجد کی زمین پر مونج کی چٹائیاں بچھی ہیں۔ روشنی کے لئے بجلی کی بکثرت ہانڈیاں آویزاں ہیں۔ جن سے مسجد بقعہ نور بن جاتی ہے۔ یہ شیخ محمد عبدہٗ مرحوم مفتی مصر کی یادگار ہیں۔ ان سے پہلے ازہر میں چراغ جلا کرتے تھے۔ جن کی دھندلی روشنی سے طالب علموں کی آنکھوں کو سخت نقصان پہنچتا تھا۔ (ماخوذ)

ضروری اطلاع

۷ جولائی کو اتوار کی وجہ سے پریس اور ڈاکخانہ بند تھا۔ اس لئے پیش نظر اشاعت ۸ جولائی کو شائع کی جا رہی ہے۔

منیجر

خبریں

— مسجد شہید گنج لاہور کے متعلق مسلمانوں اور سکھوں کا تنازعہ شروع ہے۔ گذشتہ ہفتہ کثرت سے سکھوں کے جتھے لاہور آتے رہے۔ جو بالعموم کرپانوں، کلہاڑیوں اور لاٹھیوں سے مسلح ہوتے تھے۔ عام طور پر سکھوں کا رویہ غیر محتاط اور بعض اوقات اشتعال انگیز ہوتا ہے۔ مسلمان ہر طرح سے پرامن ہیں۔

— ۴ جولائی کو مسلمان نمائندوں نے پربندھک کمیٹی کے نمائندوں سے رنجیت سنگھ کی سمادھ میں گفتگو کی۔ معلوم ہوا ہے کہ فریقین کا رویہ مصالحت آمیز تھا۔ تقریباً ڈھائی گھنٹے گفتگو ہوتی رہی۔ قرار پایا کہ ایک قرارداد کے ذریعہ مسلمانوں کے مطالبات پیش کئے جائیں جنہیں گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے سامنے رکھا جائیگا۔ جو اس کا جواب دیگی۔

— اس فیصلہ کے مطابق مسلمانوں کی طرف سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ سکھ مسجد شہید گنج کو واپس دیدیں اور مسجد کے قریب جو مزار ہے اس کے لئے پانچ فٹ چوڑا راستہ چھوڑ دیں۔ سکھ نمائندوں نے اس مطالبہ پر غور کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

— لاہور میں مسجد شہید گنج کے متعلق مسلمانوں اور سکھوں کے جلسے ہو رہے ہیں۔ جن میں حاضری غیر معمولی ہوتی ہے۔ اخبارات کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ سکھوں کے جلسوں میں نہایت اشتعال انگیز تقریریں کی جاتی ہیں۔

— ۵ جولائی کو مسلمانوں کا ایک جلوس نکلا جس پر دہلی دروازہ کے قریب پولیس نے چند منٹ تک پوری قوت سے لاٹھی چارج کیا۔ جس کے بعد جلوس منتشر ہو گیا۔

— جلوس کے منتشر ہونے کے بعد چھاؤنی سے فوراً دیسی فوج کی دو کمپنیاں جو پچاس پچاس سپاہیوں پر مشتمل تھیں شہر میں پہنچ گئیں اس کے بعد مزید فوجی امداد مشین گنیں بھی پہنچ گئیں۔ کرفیو آرڈر کے نفاذ کا معاملہ زیر غور ہے۔

— لاہور ۶ جولائی۔ آج گورنر پنجاب مسجد شہید گنج کے تصفیہ کیلئے لاہور تشریف لائے اور مسلمانوں اور سکھوں کے وفد کیساتھ ملاقات کی

— پہلے مسلمانوں کا وفد پیش ہوا ارکان وفد نے مسجد شہید گنج کی پرانی تاریخ سے لیکر موجودہ حالات تک تمام کو الف بالتشریح سنائے جنہیں گورنر موصوف نے نہایت ہمدردی سے سنا اور خواہش ظاہر کی کہ یہ تنازعہ جھگڑے فساد کے بغیر طے ہو جائے۔ موصوف نے ارکان وفد سے خواہش ظاہر کی۔ کہ وہ غیر ذمہ دار اشخاص کے سفرت رساں مظاہرات کو روکنے کی کوشش کریں اور وعدہ کیا کہ سکھوں کے جتھوں کو لاہور آنے سے روکنے کیلئے حکومت مناسب کاروائی کرے گی

— فیصلہ کے متعلق آپ نے فرمایا۔ کہ جب تک وہ سکھوں کے وفد سے ملاقات نہ کر لیں اس وقت تک کسی قسم کا اظہار خیال نہیں کر سکتے

— اس کے بعد گورنر موصوف نے سکھوں کے وفد سے ملاقات کی دونوں وفدوں کے ارکان اور گورنر صاحب کے درمیان جو گفتگو ہوئی اس کی تفصیلات صیغہ راز میں ہیں۔

— لاہور ۸ جولائی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم کے ماتحت لاہور کو آنیوالی سڑکوں پر پولیس کا پہرہ لگا دیا گیا ہے اور پولیس کو ہدایت کر دی گئی ہے۔ کہ جو اکالی جتھے باہر سے لاہور آئیں انہیں روک دیا جائے اور شہر میں ہرگز داخل نہ ہونے دیا جائے۔ چنانچہ امرتسر سے آنیوالے ایک جتھہ کو شالامار کے قریب روک ... گیا۔

— ۵ جولائی کو ایبٹ آباد میں زبردست آگ لگی جس سے شہر کا ⅓ حصہ جل گیا۔ نقصان جان کی ابتک کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی آگ کے شعلے اور دھواں [illegible]

جلد ۲۳ لاہور۔ یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۱ جولائی ۱۹۳۵ء نمبر ۴۴

پنجاب اسمبلی کے ووٹروں کی فہرستیں

پنجاب اسمبلی کے ووٹروں کی فہرستوں کے متعلق گذشتہ کئی اشاعتوں میں لکھا جا چکا ہے لیکن ہم محسوس کر رہے ہیں کہ تمام احباب نے اس معاملے کی اہمیت کو ابھی تک کما حقہ محسوس نہیں کیا۔ ہم واضح طور پر بتا چکے ہیں کہ وہ وقت بہت جلد آنے والا ہے جب کسی قوم کے حقوق کی تعین کے لئے ووٹنگ کی طاقت سب سے زیادہ معتبر اور مستند سمجھی جائے گی۔ دنیا رفتہ رفتہ جمہوریت کی طرف جا رہی ہے۔ اس لئے ووٹ انفرادی اور قومی دونوں لحاظ سے بہت بڑی دولت اور طاقت ہے جو کوئی شخص یا قوم اس حقیقت کا پوری طرح احساس نہیں کرتی۔ اس کا مستقبل یقیناً خطرے میں ہے

ہم نے تمام بیرونی جماعتوں اور دوستوں سے درخواست کی تھی کہ وہ اس امر کی انتہائی کوشش کریں کہ جماعت کے کسی ایسے عورت مرد کا نام جو کہ شرائط رائے دہندگی کو پورا کرتا ہو۔ درج فہرست ہونے سے نہ رہ جائے جن مقامات پر باقاعدہ جماعتیں موجود ہیں۔ وہاں جماعتی رنگ میں اس کام کو انجام دیا جائے۔ جہاں جماعتیں موجود نہیں۔ وہاں احباب انفرادی طور پر توجہ کریں۔ اور مطلق تساہل نہ کیا جائے۔ بعض مقامات سے شکایات موصول ہوئی ہیں کہ ہندو کارکن مسلمان ووٹروں کے نام درج فہرست کرنے میں تامل کرتے ہیں۔ چند مقامات پر نادان مسلمان کارکن احمدیوں کے ساتھ بھی یہی سلوک کر رہے ہیں۔ جہاں کہیں ایسی شکایت پیدا ہو فوراً مناسب کارروائی کرنی چاہیئے اور افسران بالا کو مطلع کرنا چاہیئے۔ شرائط رائے دہندگی کا خلاصہ ہم اس سے قبل درج اخبار کر چکے ہیں جس سے احباب کو معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ ووٹروں کی فہرست میں نام درج کرانا کوئی مشکل کام نہیں۔ اگر کوئی شخص کم از کم پانچ روپے سالانہ مالیہ اراضی دینے والا زمیندار یا کاشتکار ہو۔ یا کم از کم دس روپے سالانہ کا معافی دار یا جاگیردار ہو۔ یا ۶۔ ایکڑ آبپاش یا بارہ ایکڑ غیر آبپاش اراضی پر قابض مزارع ہو یا دو ہزار روپے کی جائیداد غیر منقولہ کا مالک یا ایسے مکان کا مالک ہو جس کا کرایہ ساٹھ روپے سالانہ ہو۔ یا ساٹھ روپے سالانہ کرایہ ادا کر کے کسی مکان میں رہتا ہو۔ یا گذشتہ سال کم از کم پچاس روپے ٹیکس کے طور پر بلدیہ یا چھاؤنی کو دے چکا ہو۔ یا انکم ٹیکس ادا کر چکا ہو۔ یا ذیلدار، انعامدار، سفید پوش ہو۔ یا فوج کا سابق ملازم ہو یا کم از کم پرائمری تک تعلیم پا چکا ہو۔ اگر ان اوصاف میں سے کوئی ایک وصف بھی کسی شخص میں موجود ہے تو اپنے علاقہ کے پٹواری سے فوراً ملے اور اپنا نام درج کرائے ورنہ ڈپٹی کمشنر یا ریفارمز کمشنر پنجاب کے نام درخواست لکھکر بھیجدے اسمیں اپنا نام ولدیت، قومیت سکونت اور ووٹ کی قابلیت درج کرے عورتوں کے لئے اور بھی زیادہ آسان شرائط ہیں۔ جو عورت لکھ پڑھ سکتی ہو وہ محض اپنے تعلیمی وصف کی بنا پر ووٹر بن سکتی ہے۔ اس کے علاوہ موجودہ حالت میں جو مرد ووٹر ہیں۔ ان کی بیویاں سب کی سب ووٹر ہیں۔ جو عورت صرف تعلیمی وصف کی بنا پر ووٹر بننا چاہے اس کے لئے لازم ہے کہ اپنے ہاتھ سے درخواست لکھے اور خاندان کے کسی بڑے آدمی کی یہ تصدیق لکھوائے کہ وہ درخواست اسی عورت کی لکھی ہوئی ہے۔

جماعتوں کے سکرٹری صاحبان کا یہ بھی فرض ہے کہ اپنی جماعت کے ووٹروں کی صحیح تعداد کی مرکز میں اطلاع دیں۔ ۲۳ جولائی تک نام درج فہرست ہو سکتے ہیں۔ مرکز سے درخواست کے مطبوعہ فارم تمام جماعتوں کو ارسال کر دئے گئے ہیں۔

مولوی ظفر علیخاں اپنے والد ماجد کو کیا سمجھتے ہیں

مسلمان یا کافر؟

مولوی ظفر علیخاں صاحب مالک روزنامہ "زمیندار" آجکل جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس پیشوا اور امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت اور توہین و تذلیل پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں اور نہ صرف انہیں کافر سمجھتے ہیں۔ بلکہ ہر اس شخص کو جو انہیں مسلمان سمجھے کافر ٹھہرانے پر تلے ہوئے ہیں۔ ذیل میں ہم مولوی صاحب ممدوح کے والد ماجد مولوی سراج الدین صاحب مرحوم بانی "زمیندار" کی وہ رائے نقل کرتے ہیں جو انہوں نے حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر "زمیندار" میں لکھی اور اس میں صاف طور پر انہیں "پکا مسلمان" قرار دیا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

"مرزا غلام احمد صاحب ۱۸۶۰ء یا ۱۸۶۱ء کے قریب ضلع سیالکوٹ میں محرر تھے۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۲-۲۴ سال کی ہو گی اور ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صالح بزرگ تھے۔ کاروبار ملازمت کے بعد ان کا تمام وقت مطالعہ دینیات میں صرف ہوتا تھا۔ عوام سے کم ملتے تھے۔ ۱۸۷۷ء میں ہمیں ایک شب قادیان میں آپ کے یہاں مہمانی کی عزت حاصل ہوئی۔ ان دنوں میں بھی آپ عبادات اور وظائف میں اسقدر محو و مستغرق تھے کہ مہمانوں سے بہت کم گفتگو کرتے تھے۔ ..... مسیح موعود یا کرشن اوتار ہونے کے دعاوی جو آپ نے کئے ان کو ہم ایسا ہی خیال کرتے ہیں جیسا کہ منصور کا دعوے انا الحق کا تھا..... گو ہمیں ذاتی طور پر مرزا صاحب کے دعاوی یا الہامات کے قائل اور معتقد ہونے کی عزت حاصل نہ ہوئی مگر ہم ان کو ایک پکا مسلمان سمجھتے تھے۔"

ہمارا سوال ہے کہ اس رائے کو ملحوظ رکھتے ہوئے مولوی ظفر علیخاں اپنے والد ماجد کو کیا سمجھتے ہیں۔ مسلمان یا کافر؟ کیا وہ اس کا جواب دینے کی جرأت کریں گے؟

مولویوں کے مشاغل

موجودہ زمانہ میں تکفیر بازی، خانہ جنگی، مفت خوری، جہالت وغیر معقولیت کی تبلیغ مولویوں کے مستقل و دل پسند مشاغل ہیں۔ مولوی ہر مسلمان پر کفر کا فتوے جڑنے اور مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کیلئے ہمیشہ آمادہ رہتا ہے۔ آپ کسی کار خیر کے لئے اسے پکاریں گے، تو سو بہانے کر کے پہلو تہی کر جائیگا۔ لیکن جہاں مسلمانوں پر تکفیر کی مشین گن چلانی ہو یا ان میں سر پھٹول کا امکان ہو۔ مولوی فوراً جملہ آلات تقدس سے مسلح ہو کر مصروف کار ہو جائیگا۔ غریب و فاقہ کش مسلمانوں سے مرغن کھانے کھانا وہ اپنا پیدائشی حق سمجھتا ہے۔ اس لوٹ مار اور مفت خوری کا نام اس نے دعوت رکھا ہے اور صاف کہتا ہے کہ دعوت کھانا سنت ہے لیکن اس سنت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق اسے اسی وقت ہوتی ہے جبکہ دسترخوان پر متعدد مرغن و خوش ذائقہ کھانے چنے ہوں۔ جہالت و غیر معقولیت سے مولوی کو کس قدر شغف ہے؟ ذرا اس کے خود ساختہ مسائل و عقائد پر غور کیجئے، تو آپ کو بخوبی اس بات کا علم ہو جائیگا۔ یہ تو مولویوں کے مشاغل کی اجمالی کیفیت ہوئی۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی اطلاع و عبرت کے لئے کبھی کبھی واقعات کی روشنی میں اس اجمال کی تفصیل بھی پیش کر دی جایا کرے۔

آمین والی جنگ مدت سے شروع ہے۔ صوبہ یو۔پی میں بریلی اس جنگ کا بہت بڑا مرکز ہے۔ چند روز ہوئے وہاں آمین بالجہر کے متعلق بات آگے بڑھ کر ہنگامہ خیزی کا سامان ہو گیا۔ واقعات یوں ہیں کہ بریلی کے محلہ فراشی ٹولہ میں ایک مسجد ہے جہاں حنفی اور وہابی دونوں نماز پڑھتے ہیں۔ تقریباً ڈیڑھ سال کا عرصہ ہوا۔ وہاں آمین بالجہر کہنے پر جھگڑا چلا تھا۔ جس کے بعد فریقین کے سرغنوں کا زیر دفعہ ۱۰۷ چالان ہوا۔ نتیجہ معلوم نہیں ہو سکا۔ گذشتہ ہفتہ جمعہ کے روز پھر اس مسئلہ پر تبادلہ خیالات شروع ہوا۔ فریقین کے حضرات علماء کرام نے بڑی بڑی دلائل دے کر دادِ حماقت و جہالت دی۔ لیکن اس سے کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ اور تبادلہ خیالات کا سلسلہ تو تو میں میں اور گالی گلوچ کی منزلیں طے کرتا ہوا ہاتھا پائی تک ترقی کر گیا۔ اور یہ مقدس بزم مناظرہ اچھی خاصی مرغوں کی پالی بن گئی۔ آخر پولیس کو مداخلت کرنی پڑی۔ اس نے آتے ہی اس بزم مناظرہ کو درہم برہم کر کے مسجد پر باقاعدہ پہرہ قائم کر دیا۔ جو آخری اطلاع کے مطابق بدستور قائم ہے اور حضرات علماء کرام جنہیں کوئی دلیل خاموش و مطمئن نہ کر سکی تھی۔ اب ہتھکڑی کی بربان محکم کی وجہ سے بالکل چپ ہیں۔ جن کو خدا کا خوف مسلمانوں میں خانہ جنگی برپا کرنے سے نہ روک سکا۔ اب وہ وارنٹ گرفتاری کے خوف سے حجروں اور گھروں کے کونوں میں دبکے بیٹھے ہیں اور دردمند مسلمان علما کی جہالت اور قوم کی بدقسمتی پر مصروف ماتم ہیں۔

بریلی کے بعد یو۔پی کے ایک دوسرے شہر دہلی کی کیفیت ملاحظہ ہو۔ وہاں ایک مولوی صاحب نے سیرت کمیٹی کے ایک جرم کی وجہ سے ہنگامہ برپا کر رکھا ہے۔ کمیٹی مذکور نے سیرت نبویؐ پر مشہور مسلمانوں کے لکھے ہوئے چند رسالے شائع کئے ہیں۔ ان میں سے کئی رسالے مولوی صاحب کے نزدیک سخت قابل اعتراض بلکہ باعث کفر ہیں۔ مولوی صاحب کے اعتراضات کی فہرست بہت طویل ہے۔ ان میں سے چند ایک ملاحظہ ہوں:-

(۱) آپؐ اس دنیا میں سب سے پہلے مزدور رہنما تھے۔

(رہبر عالم صـ)

مولوی صاحب فرماتے ہیں، حضورؐ کو مزدور لکھ کر آپؐ کی توہین کی گئی ہے۔

(۲) "ان احکام سے حضرت محمد صلعم نے مذہب میں ایک نیا تخیل پیدا کر دیا۔ یعنی قرآنی احکام کے مطابق مذہب کی اب یہ تعریف قرار پائی۔ کہ سچا مذہب وہ ہے۔ جو دوسرے مذاہب والوں پر جبر اور سختی کرنے کی بجائے ان کی ہر طرح سے حفاظت کرے"۔ (تقریر سیرت)

مولوی صاحب کا ارشاد ہے کہ مسلمانوں کی شان یہ ہے کہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم یعنی مسلمانوں کو ہر وقت اور ہر حالت میں غیر مسلموں سے لڑتے رہنا چاہیئے۔ لہذا مندرجہ بالا سطور شریعت اسلامی کے صریح خلاف ہیں۔

(۳) "مسلمان صرف مسجدوں ہی کا محافظ نہیں ہے بلکہ وہ ہر مندر، ہر ہیکل، اور ہر کلیسا کا جہاں اللہ تعالے کا نام لیا جائے۔ ویسا ہی محافظ ہے"!

(تقریر سیرت)

مولوی صاحب کہتے ہیں، کہ یہ بالکل غلط اور اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے، مندروں وغیرہ کی حفاظت مسلمانوں کو ہرگز نہ کرنی چاہیئے۔ بلکہ ان کا طرز عمل اس کے خلاف ہونا چاہیئے۔

غرضیکہ اس قسم کے متعدد اعتراضات کر کے مولوی صاحب نے سارے شہر میں طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا ہے اور قاضی عبدالمجید صاحب قریشی کی شامت آئی ہوئی ہے، حالانکہ قاضی صاحب موصوف نے مکفر مولویوں کی دلجوئی میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔ دیکھیئے وہ ان اعتراضات کا کیا جواب دیتے ہیں۔ اب ان مولوی صاحب کے "ارشادات عالیہ" کی بانگی بھی ملاحظہ ہو۔ ۲۸ر جون کو آپ نے مقامی جامع مسجد میں تقریر کرتے ہوئے ایک خاص روایت نہایت شدومد سے بیان کی۔ کہ ایک صحابیؓ اپنے بیٹے کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ لڑکے نے کہا۔ کہ مجھے لوکی پسند نہیں۔ وہ بلا تامل اندر گئے اور تلوار لا کر بیٹے کا سر تن سے جدا کر دیا۔ دریافت کرنے پر انہوںؓ نے بتایا۔ کہ اس لڑکے نے لوکی شریف کو برا بتایا، جو حضورؐ صلعم کو پسند تھی"!

یہ ہے مولویانہ ذہنیت اور ان کے وعظ۔

یو۔پی کے ایک تیسرے شہر لکھنؤ میں شیعہ سنی جنگ برپا ہے مسلمانوں کی اکثریت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ سے دلی عقیدت و محبت ہے اور وہ ان کو انبیاء کے بعد سب سے برگزیدہ بندے سمجھتے ہیں، لیکن شیعہ حضرات چند صحابہؓ کو چھوڑ کر باقی تمام اصحابؓ رسولؐ سے عداوت رکھتے ہیں۔ لکھنؤ میں چونکہ ان کی اکثریت ہے اس لئے محرم کے ایام میں وہ ہر سال مقامی حکام سے یہ حکم نافذ کرا دیتے ہیں کہ کوئی شخص چہلم تک پبلک مقامات پر مدح صحابہؓ نہ کرے۔ امسال بھی ایسا حکم نافذ ہوا، لیکن چہلم سے قبل چند مسلمانوں سے مدح صحابہؓ کا جرم سرزد ہو گیا اس پر شیعہ حضرات نے خوب شور مچایا۔ مقامی حکام نے ان مجرموں پر مقدمہ چلایا ہے شیعہ سنی تعلقات زیادہ کشیدہ ہو رہے ہیں۔ یہ بھی سنا گیا تھا۔ کہ سنی حضرات مقامی حکام اور شیعوں کے طرز عمل کے خلاف گورنر صوبہ کے پاس ایک وفد لے جانا چاہتے ہیں اور اس بات کا حق مانگتے ہیں کہ لکھنؤ میں سال بھر سر عام مدح صحابہؓ کر سکیں۔ لیکن شیعہ علماء اس کو کسی صورت میں بھی گوارا کرنے کے لئے تیار نہیں۔

یہ ہے مولویوں کے مشاغل کی ایک سرسری اور معمولی کیفیت ہے۔ اس قسم کے بے شمار واقعات آئے روز ہندوستان کے طول و عرض میں ہوتے رہتے ہیں۔ ان سطور کا مقصد عیب چینی نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کو اس بات پر آمادہ کرنا ہے کہ وہ غور کریں کہ ان کے علماء ان کو تباہی و خانہ جنگی کے کس غار کی طرف لے جا رہے ہیں۔ وہ خود کیا کر رہے ہیں اور اپنے پیروؤں کو انہوں نے کس قسم کے تباہ کن مشاغل میں مصروف کر رکھا ہے۔ مولویوں نے مسلمانوں کو جس پستی میں گرا رکھا ہے اس سے نکلنے کی واحد صورت یہ ہے کہ تمام فروعی اختلافات تمام بے بنیاد و خلاف اسلام عقائد و مسائل اور تنگ نظری و تعصب کو خیرباد کہہ دیا جائے اور تمام مسلمان ایک ایسے پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں۔ جہاں فروعی اختلافات کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی جہاں ہر بات کا فیصلہ اسلام کی صحیح تعلیمات کی روشنی میں کیا جاتا ہے اور وہ پلیٹ فارم صرف احمدیت کا ہے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ٹریکٹ سیریز

بیرونی جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان توجہ فرمائیں

انجمن نے "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ٹریکٹ سیریز" کے نام سے ٹریکٹوں کا ماہوار سلسلہ جاری کیا ہے جو اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں شائع ہوا کرے گا۔ اس سلسلہ کا پہلا ٹریکٹ چھپ کر تیار ہے حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے کہ بیرونی جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان اس کی کاپیاں دفتر سے منگوا کر فہمیدہ و خواندہ لوگوں میں تقسیم کریں اس تقسیم کے لئے ہر ایک ٹریکٹ کی ۱۵۰۰ کاپیاں مخصوص ہونگی لیکن یہ ضروری ہے کہ جس شخص کو پہلا ٹریکٹ دیا جاوے اسے اس سلسلہ کے تمام ٹریکٹ باقاعدہ پہنچائے جاویں۔ اور سیکرٹری صاحبان مرکز سے جسقدر کاپیاں منگوائیں، وہ تمام نہایت احتیاط سے اسی طرح تقسیم کر دی جائیں، ایک کاپی بھی ضائع نہ جائے۔ ٹریکٹوں کی مطلوبہ تعداد کی اطلاع دفتر جائنٹ سکرٹری صاحب میں جلد از جلد آنی چاہیئے۔ اپنی جماعت کے جو احباب یہ ٹریکٹ لینا چاہیں۔ ان سے دو پیسے (۲) فی کاپی کے حساب سے قیمت وصول کی جاویگی محصولڈاک اس کے علاوہ ہوگا۔ ایسے تمام لوگوں کی فہرست جن میں یہ ٹریکٹ تقسیم ہوں دفتر جائنٹ سکرٹری میں بھیجدینی چاہیئے۔ تاکہ دوبارہ ان کو یہ ٹریکٹ دفتر سے نہ بھیجا جائے۔

عبدالحق
از دفتر جائنٹ سکرٹری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم پنجشنبہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ | نمبر ۴۴

ایبٹ آباد میں ہولناک آتشزدگی

معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے بدنصیب ملک کو آفات ارضی و سماوی نے خاص طور پر اپنا مسکن بنا لیا ہے اور قدرت کا مزاج ہندوستان کے باشندوں کے حق میں غیر معمولی طور پر برہم ہو رہا ہے۔ گذشتہ تقریباً ڈیڑھ ماہ کے قلیل عرصہ میں تین غیر معمولی حادثے وقوع پذیر ہو چکے ہیں۔ اول کوئٹہ میں قیامت خیز زلزلہ آیا۔ جس کی ہلاکت آفرینیوں سے سارا ملک متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اور شمالی ہند میں تو گھر گھر ماتم بپا ہو گیا۔ اس کے بعد پشاور میں ہولناک آگ لگی۔ اور دو تین اسلامی محلے چند گھنٹوں میں جل کر راکھ کا ڈھیر بن گئے۔ کئی ہزار آدمی بے گھر ہو گئے۔ تقریباً ۵، ۶ لاکھ روپے کا مالی نقصان ہوا۔ ابھی اس بربادی کا ماتم جاری تھا کہ ایبٹ آباد سے تباہ کن آتشزدگی کی خبر آ گئی۔ کہا جاتا ہے کہ شہر کا تین چوتھائی حصہ بالکل جل گیا ہے آگ کی وسعت و وحشت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے شعلے ایبٹ آباد سے اکیس میل کے فاصلہ پر کالا باغ چھاؤنی سے نظر آ رہے تھے۔ حالانکہ یہ مقام ایبٹ آباد سے تین ہزار فٹ نیچے میدان میں واقع ہے۔ ان حادثات کا ایک رنج افزا پہلو یہ بھی ہے کہ یہ اسلامی علاقوں میں وقوع پذیر ہوئے اور مسلمانوں کو ان سے بہت زیادہ نقصان پہنچا۔ اس قسم کے حادثات کی تلافی صرف صبر اور استقلال ہی سے کی جا سکتی ہے۔ مصیبت زدگان کے لئے حکومت بھی کچھ نہ کچھ کر رہی ہے۔ لیکن نقصان و بربادی کی وسعت کے مقابلے میں اس کی کوششیں بالکل ناکافی ہیں۔ اس لئے ہم مصیبت زدگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے ملک و قوم سے ان کی امداد کی پر زور اپیل کرتے ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ملک گذشتہ ڈیڑھ سال کے عرصہ میں متعدد مرتبہ اپنی غیر معمولی فیاضی کا ثبوت دے چکا ہے۔ موجودہ کساد بازاری بھی بہت بڑی حد تک حوصلہ شکن ہے۔ لیکن انسانیت کا تقاضا یہی ہے کہ ہر وقت اور ہر حالت میں اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی دستگیری کی جائے۔

اس کے بعد ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ ہم ٹھنڈے دل سے ان حادثات کے وقوع پذیر ہونے اور قدرت کی اس برہمی مزاج پر غور کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا دشمن نہیں کہ وہ اپنے جذبۂ انتقام کی تسکین کے لئے بربادی و ہلاکت میں ڈال دے یہ حادثات ہماری اپنی شامت اعمال کی وجہ سے ہیں اور ان کا مقصد صرف غافل و گمراہ انسانوں کو راہ راست پر لانا ہے کاش وہ ان سے عبرت حاصل کریں۔

دفعہ نمبر ۲۹۹

ہندوستانی مسلمان جداگانہ طریق انتخاب کو اپنا ایک بنیادی اور مسلم حق قرار دے چکے ہیں۔ حکومت برطانیہ کے ذمہ وار وزرا اور مدبرین نے بہ پہلے پہلوان کے اس حق کو تسلیم کیا۔ اور اس کی حفاظت کا یقین دلایا کمیونل ایوارڈ میں بھی اسے قائم رکھا گیا۔ اور نہایت واضح الفاظ میں یقین دلایا گیا۔ کہ جداگانہ انتخاب سے مسلم قوم کو اس وقت تک ہرگز محروم نہیں کیا جائیگا۔ جب تک وہ خود اس سے دست بردار ہونے کا معین طور پر اعلان نہ کر دے۔ لیکن جب انڈیا بل دارالعوام کی منزل طے کر کے دارالامرا میں پہنچا تو مسلمانوں کو نہایت حیرت و افسوس کے ساتھ معلوم ہوا کہ حکومت برطانیہ نے اپنے تمام وعدے فراموش کر کے اس بل میں ایک دفعہ نمبر ۲۹۹ کا اضافہ کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے کمیونل ایوارڈ کی آیندہ ترمیم مسلمانوں کی مرضی کی بجائے ہندو اکثریت اور برطانوی حکومت کے رحم پر منحصر ہو گئی۔ اس سے تمام اسلامی ہند میں زبردست بے چینی پھیل گئی۔ اور انڈیا بل میں اس دفعہ کے اضافہ کو حکومت کی وعدہ خلافی قرار دیا گیا جگہ جگہ احتجاجی جلسے منعقد ہوئے۔ اس پر حکومت نے ایک اعلان کے ذریعے مسلمانوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ان کے سیاسی اکابر نے اس اعلان کو وجہ اطمینان قرار نہیں دیا اور وہ بدستور اس دفعہ کی موجودگی کو اسلامی حقوق کے لئے زبردست خطرہ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ۸ جولائی کو نواب صاحب چھتاری صدر آل انڈیا کانفرنس نے وزیر اعظم انگلستان۔ وزیر ہند اور سر آغا خان وغیرہ کے نام جو تار ارسال کیا ہے۔ وہ ہمارے دعوے کی بخوبی تصدیق کرتا ہے۔ لہذا حکومت کا فرض ہے کہ وہ اپنے وعدوں کا پاس کرتے ہوئے انڈیا بل سے اس دفعہ کو نکال دے۔ گو یہ بل بہت سے مراحل طے کر چکا ہے۔ لیکن ابھی اس دفعہ کا نکالنا ممکن ہے

"احمدی" اور "غیر احمدی"

"احمدی اور غیر احمدی" کے عنوان سے اخبار میں جو استفسار کیا گیا تھا اس پر بہت کم احباب نے توجہ کی ہے۔ حالانکہ مسئلہ کی اہمیت کا تقاضا یہ تھا کہ تمام اہل الرائے دوست اور بزرگ اپنی رائے کا اظہار کرتے اس کے متعلق ہم پھر ایک مرتبہ درخواست کرتے ہیں۔ جماعت کے بزرگوں، پیغام صلح کے مضمون نگاروں اور جماعتوں کے صدر اور سکرٹری صاحبان کو خاموش نہیں رہنا چاہیئے ارادہ ہے کہ اس مسئلہ کے متعلق جس قدر آرا موصول ہوں انہیں ۱۳ اگست کے ماہوار ایڈیشن میں یکجا طور پر شائع کیا جائے

۴۴

لکھا ...بہت افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ اس فیصلہ میں سشن جج موصوف نے جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب اور آپ کی تعلیمات کے متعلق بہت نامناسب الفاظ استعمال کر کے ملک معظم کی رعایا کے ہزارہا افراد کے جذبات کو مجروح کیا ہے۔ لہذا یہ جلسہ حکومت سے استدعا کرتا ہے کہ وہ اس بارہ میں جلد از جلد مناسب کاروائی کر کے جماعت احمدیہ کے ساتھ جو افسوسناک ناانصافی ہوئی ہے۔ اس کی تلافی کرے۔ اگر اس فیصلہ کے نامناسب الفاظ کو برقرار رکھا گیا۔ تو یہ تعلیمیافتہ طبقہ کے اس اعتماد کو جو اس کو گورنمنٹ انگریزی اور اس کے روایتی انصاف پر ہے زائل کر دیگا

وسکرٹری

سشن جج گورداسپور کے فیصلہ کے متعلق بیرونی جماعتوں کی قرار دادیں

گورنمنٹ کی خاص توجہ کے قابل

گوجرانوالہ

یکم جولائی ۱۹۳۵ء کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام گوجرانوالہ کے اجلاس میں مندرجہ ذیل ریزولیشن اتفاق رائے سے پاس کئے گئے۔

۱۔ سشن جج صاحب بہادر گورداسپور نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں جو غلط اور بدنام کرنے والے ریمارکس حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانی سلسلۂ احمدیہ کے متعلق کئے ہیں۔ وہ ملک معظم کی ہزارہا رعایا کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے والے ہیں۔ لہذا حکومت سے بڑے ادب سے گذارش کی جاتی ہے کہ ان نامناسب ریمارکس کی تلافی نہایت ضروری ہے اور گورنمنٹ عالیہ کو اس کے متعلق فوری اور مناسب کارروائی کرنی چاہیئے تاکہ رعایا کے کسی فرقہ کے مذہبی جذبات کو ٹھیس نہ لگے اور نیک دل اور سنجیدہ مسلمانوں اور ان افراد کی جو سلسلہ احمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ دلجوئی ہو جائے۔

۲۔ قرار پایا کہ ریزولیشن مندرجہ بالا کی نقول بخدمت ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند، ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب۔ آنریبل چیف جج پنجاب ہائیکورٹ اور اخبارات کو بھیجی جائیں۔

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام گوجرانوالہ

جموں

۵ جولائی کو بعد نماز جمعہ جماعت احمدیہ (فریق لاہور) صوبہ جموں کا ایک غیر معمولی اجلاس جموں میں منعقد ہوا جس میں سشن جج صاحب گورداسپور کے اس فیصلہ پر جو موصوف نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں لکھا ہے غور کیا گیا۔ اور مندرجہ ذیل ریزولیشن اتفاق رائے سے منظور ہوا۔

۱۔ سشن جج صاحب گورداسپور نے اپنے فیصلہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانی سلسلہ احمدیہ کے متعلق جو نامناسب اور بیجا ریمارکس کئے ہیں۔ یہ اجلاس ان پر اظہار رنج و افسوس کرتا ہے اور گورنمنٹ سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ کوئی ایسی موثر تدابیر عمل میں لائے جس سے جماعت احمدیہ کے مجروح دلوں کا مداوا ہو جائے۔ نیز گورنمنٹ جج صاحبان کو اس قانون کی طرف خاص طور پر متوجہ کرے جو اس نے مذہبی رہنماؤں کے احترام کے لئے وضع کیا ہے۔ تاکہ آیندہ کوئی جج اپنے فیصلہ میں غیر متعلقہ باتیں لکھ کر مذہبی رہنماؤں کی تحقیر نہ کرے جس سے اس کے ماننے والوں کے جذبات کو ٹھیس لگے۔

۲۔ قرار پایا کہ اس ریزولیشن کی نقول ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب اور آنریبل چیف جج پنجاب ہائیکورٹ کی خدمت میں ارسال کی جائیں۔

لائل پور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لائل پور کا ایک جلسہ ۵ جولائی کو نماز جمعہ کے بعد منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرارداد اتفاق رائے سے منظور کی گئیں۔

۱۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لائل پور کا یہ جلسہ سشن جج گورداسپور کے اس فیصلہ پر جو انہوں نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں

لارڈ ہیڈلے فاروق مرحوم
کی یاد میں

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

چند ذوقی باتیں

اللہ بس، باقی ہوس۔ خواجہ کمال الدین چل بسے۔ لارڈ ہیڈلے فاروق چل بسے۔ لارڈ ہیڈلے فاروق کے متعلق خواجہ کمال الدین مرحوم کی فرمائی ہوئی چند ذوقی باتیں البتہ میرے سینہ میں باقی ہیں۔ کیا پتہ موت کب آجائے۔ دل چاہتا ہے۔ انہیں دوستوں کو سنا دوں۔

خواجہ صاحب مرحوم کا عزم انگلستان

خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم انگلستان پہنچے تو تبلیغ اسلام کا ارادہ کرنے پر لوگوں نے انہیں دیوانہ قرار دیا۔ انہوں نے خود بھی نظر دوڑائی تو سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ کہ کیا کریں۔ کیونکہ اسلام کے خلاف اس قدر غلط فہمیاں پادریوں نے پھیلا رکھی تھیں۔ اور صدیوں سے وہ دلوں پر اس طرح جم گئی تھیں کہ ان کا ازالہ انسان کے بس کی بات نہ تھی۔ مگر وہ ایمان جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کے طفیل خواجہ صاحب میں پیدا کر دیا تھا۔ مایوسی پیدا ہونے نہ دیتا تھا۔ حضرت مسیح موعود کا وہ کشف پیش نظر تھا۔ کہ میں لندن میں نصف عربی اور نصف انگریزی میں خطبہ پڑھ رہا ہوں اور سفید رنگ کے پرندے پکڑ رہا ہوں۔

انگلستان میں خواجہ صاحب کی پہلی کامیابی

خواجہ صاحب نے بڑی دعائیں کیں۔ تو سب سے پہلے ایک میم مسلمان ہوئی۔ جو کسی ہندوستانی مسلمان کی بیوی تھی۔ خواجہ صاحب نے حضرت مولانا نور الدین مرحوم کو لکھا۔ حضرت مولانا مرحوم نے لکھا کہ اسلام میں سب سے پہلے ایمان والی بھی ایک عورت تھی یعنی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔ یورپ میں بھی اسلام شروع ہونے پر سب سے پہلے ایک عورت کا ایمان لانا نیک فال ہے

لارڈ ہیڈلے کا قبول اسلام

اس کے بعد خواجہ صاحب کو ووکنگ کی مسجد کا پتہ لگا۔ اور اسے جا کر دیکھا۔ اور آخر کار بڑی کوششوں سے اسے حاصل کیا۔ اور رسالہ اسلامک ریویو جاری کیا۔ اس ساری تبلیغ و مساعی کا ثمرہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے یہ دیا۔ کہ لارڈ ہیڈلے سے ملاقات ہوئی خط و کتابت ہوئی۔ اور انہوں نے ایک خط کے ذریعہ اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ مگر خط میں لکھا۔ کہ "میں آج کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوتا ہوں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ ابھی آپ اس بات کو پبلک نہ کریں کیونکہ میری ایک بوڑھی پھوپھی ہے۔ جو سخت متعصب عیسائی ہے۔ وہ مجھ سے بہت محبت رکھتی ہے۔ اگر اسے پتہ لگ گیا۔ کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ تو کیا عجب ہے کہ اس صدمہ سے اس کی جان نکل جائے۔ میں اُسے آخری وقت میں تکلیف دینا پسند نہیں کرتا۔ میں آہستہ آہستہ اُسے راہ پر لانے کی کوشش کرونگا۔ تب اعلان کرنے میں مضائقہ نہیں۔ بالفعل پبلک میں اعلان نہ کریں۔"

افشائے راز

وہ خط خواجہ صاحب کی جیب میں تھا۔ اس روز لندن میں کسی ہوٹل میں ایک جلسہ ہندوستانی مسلمانوں نے کسی اسلامی تقریب پر کیا تھا۔ جس میں انگریز بھی مدعو تھے ایک مسلمان صاحب لکچر دے رہے تھے اور بتا رہے تھے کہ اسلام تلوار سے نہیں پھیلا۔ بلکہ اپنی صداقت سے پھیلا۔ چنانچہ بغداد کی تباہی کے بعد ترکوں جیسی جابر اور حاکم قوم کو اسلام نے اپنی حقانیت کے اثر سے مسلمان کر لیا۔ اس مقام پر خواجہ صاحب سے نہ رہا گیا اور اٹھ کر بڑے جوش سے کہنے لگے کہ آج بھی اسلام زندہ ہے اور وہ اپنی حقانیت کے اثر سے انگریز جیسی مادہ پرست حاکم قوم کو مسلمان کر کے رہیگا۔ چنانچہ اس کی پہلی قسط میری جیب میں موجود ہے۔ یعنی انگریزوں کی قوم میں سے ایک سرکردہ انسان لارڈ ہیڈلے کا اعلان اسلام اس وقت میری جیب میں موجود ہے۔"

خواجہ صاحب مرحوم کی پریشانی

بات کہنے کو تو خواجہ صاحب نے کہدی۔ مگر جلسہ کے اختتام کے بعد ایک ایسا واقعہ پیش آیا۔ کہ خواجہ صاحب دم بخود ہو کر رہ گئے۔ وہ یہ کہ لندن کے ایک بڑے مشہور و معروف اخبار کا رپورٹر جو اس جلسہ میں موجود تھا۔ خواجہ صاحب کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ کیا مہربانی کر کے آپ وہ خط مجھے دکھا سکتے ہیں جس میں لارڈ ہیڈلے نے اعلان اسلام کیا ہے۔" خواجہ صاحب نے کہا ہرگز نہیں وہ خط تو پرائیویٹ ہے۔" اُس نے کہا۔ خط پرائیویٹ تھا۔ تو آپ نے پبلک جلسہ میں اس کا اعلان کیوں کیا۔ ادھر آپ کے منہ سے ایسی اہم خبر نکلی اور ہم نے فوراً بذریعہ ٹیلیفون دفتر کو اطلاع دیدی۔ چنانچہ اخبار میں نکل بھی گیا؟ خواجہ صاحب گھبرا کر ہوٹل سے باہر نکلے تو بازار میں اخبار بک رہا تھا لے کر پڑھا۔ تو خبر بڑے موٹے حرفوں میں درج پائی۔ کہ خواجہ کمال الدین نے ایک پبلک جلسہ میں اعلان کیا ہے کہ لارڈ ہیڈلے مسلمان ہو گیا ہے؟ یہ پڑھ کر تو خواجہ صاحب کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ دل میں ڈرے کہ میں انگلستان میں نووارد ہوں ایک لارڈ مجھے ایک بات خفیہ طور پر امانت کے رنگ میں سپرد کرتا ہے۔ میں نے تو دوستوں کے جلسہ میں وہ بات کر دی تھی۔ مجھے کیا خبر تھی کہ اخبار میں نکل جائیگا۔ آزاد ملک۔ وہاں کسی کے راز کو افشا کرنا سخت جرم ہے۔ اگر لارڈ ہیڈلے دعویٰ کر دے تو ہزاروں روپے بھرنے پڑ جائیں اور ذلت و رسوائی الگ ہو۔ اور اشاعت اسلام کو جو نقصان پہنچے گا۔ وہ جدا ہے۔ اُس زمانہ میں کسی شخص کے لئے اسلام کا اعلان کرنے سے بڑھ کر رسوائی اور کوئی متصور نہیں ہو سکتی تھی۔ کیونکہ اسلام اور مسلمانوں سے بڑھ کر کوئی تصور کسی ادنیٰ چیز کا ایک انگریز کے ذہن میں نہ تھا۔

ایک رؤیا

خواجہ صاحب بھاگے ہوئے ووکنگ پہنچے شیخ نور احمد صاحب مرحوم ہلال ووکنگ بڑے عابد شخص تھے۔ خواجہ صاحب نے ان سے ذکر کیا۔ اور کہا۔ کہ تم بھی دعا کرو۔ میں بھی دعا کرتا ہوں۔ چنانچہ رات کو تہجد میں بڑی دعائیں کیں۔ بڑی دعائیں کیں۔ بلکہ قریباً تمام رات دعاؤں میں لگے رہے۔ صبح کے قریب غنودگی میں دیکھا۔ کہ لارڈ ہیڈلے کی طرف سے ایک تار آئی ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ دن کے ایک بجے یا وقت مجھے ٹھیک یاد نہیں رہا۔ غالباً ایک بجے ہی لکھا تھا مجھے ملو۔ آنکھ کھلی تو شیخ نور احمد صاحب مرحوم سے ذکر کیا۔ وہ کہنے لگے۔ کچھ بہتری ہی ہے اسے بشارت ہی سمجھو۔

لارڈ ہیڈلے کا تار

خیر چاشت کے وقت لارڈ ہیڈلے کی طرف سے سچ مچ تار آگئی کہ مجھے دن کے ایک بجے ملو۔ رؤیا کا اس طرح صفائی سے پورا ہو جانا خواجہ صاحب کے لئے بہت ایمان افروز اور حوصلہ افزا ثابت ہوا۔ لندن گئے لارڈ ہیڈلے کے مکان پر ڈرائنگ روم میں بیٹھے انتظار کر رہے تھے اور دل میں سوچ رہے تھے کہ میں اس بات کا کیا جواب دوں گا۔ کہ جس بات کو خفیہ رکھنے کیلئے تاکید کی تھی۔ اسے افشا کیوں کیا؟ بہت سوچا۔ اس کا کوئی جواب، کوئی عذر سمجھ میں نہ آیا۔ آخر خدا پر معاملہ کو چھوڑ کر رضا بالقضا ہو کر بیٹھ رہے۔

تائید غیبی

اب قدرت الٰہی کا کرشمہ یوں ہوتا ہے کہ ڈرائنگ روم میں ایک طرف سے تو لارڈ ہیڈلے داخل ہوتا ہے اور اسی وقت دوسری طرف کے دروازے سے جو عین بالمقابل تھا۔ ایک بڑے پایہ کی شاہی خاندان کی لیڈی جو ڈچس تھی۔ داخل ہوتی ہے اور قبل اس کے کہ لارڈ ہیڈلے خواجہ صاحب کی طرف متوجہ ہوں۔ وہ لیڈی بڑے جوش سے یہ کہتی ہوئی آگے بڑھی کہ لارڈ ہیڈلے! آفرین مرحبا۔ تو ایک مرد ہے حق کے قبول کرنے اور اسے اس طرح پبلک میں اعلان کرنے سے ذرا بھی نہ جھجکا۔ میں بھی عرصہ سے مسلمان ہوں اور بچوں کو اسلامی طریق پر تربیت دے رہی ہوں۔ مگر مسلمان کہلانا اس قدر ذلت کا امر سمجھا جاتا ہے۔ کہ جرأت نہ کر سکی۔ کہ اسے ظاہر کر دوں۔ مگر واہ تیری جوانمردی نے کام بنا دیا۔ تو نے یہ حجاب اٹھا دیا۔ اور اب میں بھی کھلم کھلا مسلمان ہونے کا اعلان کرتی ہوں۔

لارڈ ہیڈلے مرحوم کا تبلیغی انہماک

اللہ۔ اللہ۔ ایک معزز لیڈی کی اس تقریر کے بعد لارڈ ہیڈلے خواجہ صاحب مرحوم سے کس طرح کہہ سکتے تھے۔ کہ تم نے میرا پرائیویٹ خط پبلک میں کیوں افشا کر دیا۔ بس رنگ ہی پلٹ گیا۔ یہ خدا کا فضل تھا اب علی الاعلان اخباروں میں لارڈ ہیڈلے کے انٹرویو شائع ہونے لگے۔ اور خطوط کے جواب میں لارڈ ہیڈلے دن رات اسلام کی تبلیغ میں منہمک رہنے لگے۔ گویا تبلیغ اسلام کے کام میں خواجہ کمال الدین کا ایک اور مثنیٰ پیدا ہو گیا۔ اب یہ قاعدہ ہو گیا۔ کہ خواجہ صاحب کو اکثر لارڈ ہیڈلے اپنے گھر لیجاتے۔ مہمان رکھتے اور خواجہ صاحب کی خدمت اپنے ہاتھوں سے کرتے رات کو دودھ یا کافی وغیرہ کا پیالہ اپنے ہاتھ سے خواجہ صاحب کے بیڈ روم میں لیجاتے اور پلاتے۔

وضو پر بحث

انہی ایام میں وضو کرنے پر بحثیں ہوئیں۔ لارڈ ہیڈلے نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔ پانچ وقت وضو کرنے سے گھبراتے تھے کہتے تھے صبح کا وضو تو ٹھیک ہے۔ باقی وقت کیوں منہ ہاتھ دھویا جائے خواجہ صاحب نے دلیلیں دیں مگر تسلی نہ ہوئی۔ دوپہر کو ایک بجے لنچ کا وقت ہوا۔ تو لارڈ صاحب بولے کہ برادر منہ ہاتھ دھو لو۔ ہمارے ہاں کھانا کھانے سے پہلے منہ ہاتھ دھونا ضروری ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب فرمانے لگے۔ یہی وضو ہے اب آپ کھانا کھا کر ظہر کی نماز پڑھ لیں۔ عصر کا وقت ہوا۔ تو سیر کے لئے لارڈ صاحب تیار ہوئے۔ تو غسلخانہ میں منہ ہاتھ دھونے گھس گئے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ اس کے ساتھ ہی اب عصر کی نماز بھی پڑھ لو۔ اور اسی وضو میں مغرب کی نماز بھی پڑھ لینا اب پاؤں صبح کے وقت دھو کر موزے پہنتے ہی ہو۔ باقی وقتوں میں مسح کافی ہو۔ خیر لارڈ صاحب ہنس پڑے اور کہنے لگے۔ برادر اب یہ مسئلہ میری سمجھ میں خوب آگیا ہے

کشف اور الہام پر بحث

اسی طرح کشف و الہام پر بحث ہوا کرتی تھی۔ لارڈ ہیڈلے کی

سمجھ میں کشف نہ آتا تھا۔ یعنی ان کے یہ سمجھ میں نہ آتا تھا۔ کہ عین بیداری میں کوئی نظارہ یا آواز خارج سے آنا۔ اور پھر اس کا مادی نہ ہونا بلکہ روحانی ہونا کیسے ہو سکتا ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی زیارت عالم بیداری میں

ایک شام کو یہی بحث تھی۔ رات کو سو کر صبح جو آنکھ کھلی۔ تو سامنے ایک نہایت مقدس اور نورانی چہرہ گردن اور سینہ تک نظر پڑا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ عالم ارواح میں سے کسی بزرگ کا چہرہ جو نہایت درجہ خوبصورت مقدس اور نورانی ہے۔ سینہ تک نظر کے سامنے ہے اور وہ بزرگ نہایت پدرانہ شفقت و محبت سے لارڈ صاحب کو دیکھ رہے ہیں۔ لارڈ صاحب حیران رہ گئے۔ آنکھیں بند کیں اور کھولیں مگر پھر بھی چہرہ نظر کے سامنے تھا۔ آخر اٹھ بیٹھے۔ خیال کیا کہ نیند کا اثر ہے۔ مگر پھر بھی چہرہ موجود تھا۔ اٹھ کر ٹہلنے لگے۔ پھر بھی چہرہ نظر آ رہا تھا آخر میز پر بیٹھ کر ہاتھ سے تصویر اتارنے لگے۔ اس کے بعد کچھ نہ تھا۔ خواجہ صاحب کو وہ سارا حلیہ لکھ کر بھیجا۔ خواجہ صاحب نے احادیث میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کا حلیہ ہے۔ وہ نکال کر لارڈ صاحب کو بھیج دیا کہ دیکھ لو۔ وہی ہے۔ چنانچہ وہ دونوں حلیے ایک ہی تھے۔

لارڈ مرحوم کا عشق رسولؐ

اس کے بعد نہ صرف کشف کی حقیقت واضح ہو گئی۔ بلکہ لارڈ ہیڈلے کو آنحضرت صلعم سے ایسا عشق ہوا۔ کہ کچھ عرصہ تو یہ عالم رہا۔ کہ جب آنحضرت صلعم کا نام آتا تو چیخیں مار مار کر روتے تھے ایک دفعہ کسی نے مذاق سے کہا۔ کہ کہکشاں کو جھلا سمجھتے ہیں کہ معراج کی رات میں آنحضرت صلعم کا براق جس رستہ سے گیا تھا۔ وہ یہی رستہ ہے۔ اس پر لارڈ ہیڈلے بولے کہ محمد رسول اللہ صلعم تو اب عظیم الشان انسان ہیں کہ آپ کی نسبت جو بات بھی خارق عادت بنا دو۔ میں تو ماننے کو تیار ہوں" خدا نے حج کی بھی توفیق عطا فرمائی۔ جنوبی افریقہ اور ہندوستان کا بھی دورہ کیا

لارڈ مرحوم کی جرأت ایمانی اور خدمات دینی

کیا شک ہے کہ انگلستان میں اسلام کی اشاعت کا سہرا اول پر خواجہ کمال الدین مرحوم کے سر پر ہے۔ مگر ان کے بعد لارڈ ہیڈلے کا نمبر ہے۔ ایسے وقت میں جبکہ اسلام کا اعلان کرنا انتہا درجہ کی ذلت و رسوائی تھی۔ کس قدر جرأت سے اسلام کا اظہار کیا اور کس قدر اسلام کے متعلق جد و جہد سے کام لیا۔ کہ انگلستان کے انشاء اللہ تعالیٰ مسلمان ہونے کی جب تاریخ لکھی جائیگی۔ تو لارڈ ہیڈلے سابقون اولون اور مجاہدین کی صف میں کھڑے نظر آئیں گے۔ کوئی موقعہ اسلام کی تبلیغ کا ہاتھ سے جانے ہی نہ دیتے تھے۔ ایک دفعہ شاہی محل میں ڈنر تھا۔ بڑے بڑے انگلستان کے امرا اور لارڈ موجود تھے۔ کھانے کے بعد تقریریں ہوا کرتی ہیں۔ انہیں جو موقعہ تقریر کا ملا۔ تو اس میں اسلام کی خوب تبلیغ کی، نہایت خلیق اور شریف انسان تھا۔ اللہ مغفرت کرے۔ انہی کے اسلام لانے پر خواجہ صاحب مرحوم نے یہ مناجات لکھی تھی جس کے دو چار اشعار مجھے یاد ہیں

> خود بخود کردی دریا فضل باز،
> حیف باشد گر کنم بر بخت ناز،
> آنچہ بنمودی بہ پیر ما بخواب
> روز روشن دیدہ ام با چشم باز
> من کہ سرگرداں پئے مرغاں شدم
> تو عطا کردی مرا یک شاہباز
> لارڈ آمد از پئے نصرت مرا
> چو شد از غم زمرۂ حالم گداز
> آں خجستہ تا بچل در غور و خوض
> آخرش کردی بر وانشائے راز۔

انہی لارڈ ہیڈلے کے اسلام لانے پر میں نے ایک شاعر کے بند میں تصرف کر کے خواجہ صاحب کو خط میں لکھا تھا۔ کہ:۔

> گر قرطبہ میں جو ڈوبا تھا اختر
> وہ نکلا ہے ووکنگ کی سرزمیں پر
> وہ خواجہ وہیڈلے کے احباب سارے
> ہیں ظلمت میں قطب شمالی کے تارے
> واں تیر پہنچا نہ شمشیر پہنچی
> مگر دین بیضا کی تنویر پہنچی

(بقیہ صفحہ ۶)

کے شاندار الفاظ میں دیا۔ وہ کبھی اس بات پر معترض نہیں ہو سکتے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے ایسی محسن گورنمنٹ کی وفاداری کی تعلیم دی اور آپ کے خاندان نے اس حکومت کے قیام میں امداد دی، هل جزاء الاحسان الا الاحسان اسلام کا حکم ہے۔

اسلامی خاندانوں کی حکومت کو امداد

اور اس حکم کی تعمیل صرف مرزا صاحب ہی کے خاندان نے نہیں بہت سے دیگر خاندانوں نے بھی کی مثلاً سر سید احمد خاں مرحوم، سر سالار جنگ مرحوم، نواب محمد حیات خاں اور بہت سے دیگر لوگوں نے گورنمنٹ کی امداد غدر ۱۸۵۷ء میں اور بعض دیگر مواقع پر کی اور حکومت نے ان کے خاندانوں کو معزز و ممتاز کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔

حکومت وقت کے مذہب پر حضرت مسیح موعود کی دلیرانہ نکتہ چینی

حضرت مسیح موعود نے نری حکومت کی وفاداری کی تعلیم ہی نہیں دی۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی ساتھ حکومت کے مذہب پر ایسی خطرناک نکتہ چینی کی۔ جس کو آج بھی حکومت کو مشتعل کرنے کے لئے ایک آلہ کار بنایا جاتا ہے۔ آپ نے انہی انگریزوں کو جن کے احسانات اور معدلت گستری کی تعریف کی، مذہباً دجال بھی قرار دیا اور علی الاعلان ان کی دجالیت کو واضح کیا۔ جس کی جرأت آج تک نہ کسی بڑے بڑے مولوی کو ہوئی۔ اور نہ کسی خاندانی لیڈر کو۔ کیا ایسے شخص پر یہ الزام لگانا کہ جو اس نے جماعت بنائی ہے۔ وہ اشاعت و تبلیغ اسلام کی غرض سے نہیں بلکہ حکومت کے خاص مصالح کی تکمیل اور مسلمانوں اور اسلام کی بیخ کنی کے لئے بنائی ہے۔ پرلے درجہ کی غلط بیانی اور احسان فراموشی نہیں!

مسئلہ جہاد اور ہمارے مخالفین کا طرز عمل

جہاد کا مسئلہ بار بار پیش کیا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے اسے منسوخ کر دیا حالانکہ کبھی آپ نے یہ نہیں کہا کہ جہاد منسوخ ہے۔ بلکہ یہی فرمایا۔ آج مذہب کی خاطر جنگ و جدل جائز نہیں کیونکہ تلوار یا جبر کر ہمیں مذہب پر عمل کرنے یا اس کی تبلیغ سے روکا نہیں جاتا۔ ہاں قرآن کے ذریعہ سے جہاد کرو اور اپنے مذہب کو دوسروں تک پہنچاؤ کہ یہی مسلمانوں کی زندگی کا مقصد و مدعا ہے۔ کیا ہمارے مخالف مسلمان اور بالخصوص احراری لیڈر بتائیں گے کہ وہ تلوار کا جہاد آج اسی طرح سے ضروری سمجھتے ہیں۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ضروری تھا۔ اگر ایسا ہے تو وہ کیوں تلوار ہاتھ میں لے کر نہیں اٹھتے۔ اور اپنے اس ایمان کا عملی ثبوت نہیں دیتے۔ اور اگر اس بارہ میں وہ بھی حضرت مرزا صاحب ہی کے ہم نوا ہیں۔ تو پھر ان پر اعتراض کرنا اور ان کی جماعت کو حکومت کا خود کاشتہ پودہ کہہ کر پھبتیاں اڑانا کہاں تک جائز ہے؟

مسجد شہید گنج کی شہادت

اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلوٰةِ

مسجد شہید گنج کی شہادت ایک ایسا حادثہ ہے۔ جس نے لاہور کے ایک ایک مسلمان کو سخت مضطرب و بے قرار کر دیا ہے۔ اگر یہ مسجد پہلے ہی دن گرا دی جاتی۔ تو شاید سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان تلخی جذبات کی یہ کیفیت پیدا نہ ہوتی۔ جو آج پیدا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے نہایت ذمہ دار راہنماؤں اور خادموں نے اس مسجد کے تحفظ کے لئے ایک مجلس مرتب کی جس کے باقاعدہ اجلاس ہوتے رہے مجلس میں ہر طبقے ہر جماعت اور ہر مذہبی و سیاسی عقیدے کے مسلمان شامل تھے۔ حکام شہر نے مسجد کے انہدام کو ممنوع قرار دے رکھا تھا۔ سکھ راہنماؤں نے مسلمانوں کے وفد سے کہہ دیا تھا۔ کہ اپنا مطالبہ لکھ کر بھجوا دیجئے۔ تاکہ گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے آئندہ اجلاس میں پیش کر دیا جائے۔

اس کے بعد گورنر صاحب پنجاب بھی لاہور آن پہنچے۔ اور مسلمانوں اور سکھوں کے وفود ان کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ ان تمام حالات سے مسلمانوں کو یہ توقع ہو گئی تھی کہ مسجد اگر موجودہ مرحلے پر ہمیں واپس نہ ملیگی تو کم از کم محفوظ ضرور رہیگی۔ اتنے میں دفعتہ مسجد کا گرا دیا جانا مسلمانوں کے لئے سخت شکیب آزما ثابت ہوا۔ اچھی توقعات قائم ہو جانے کے بعد ناگہانی ناکامی نفس انسانی پر نہایت تلخ اثر ڈالتی ہے۔ چنانچہ یہ حقیقت ہر شخص کے نزدیک مسلم ہے کہ آج مسلمانان لاہور کے جذبات رنج و اندوہ درجہ کمال پر پہنچے ہوئے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس مسجد پر سکھوں کا قبضہ تقریباً ایک سو ستر سال سے چلا آتا ہے۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ بارہا عدالتوں نے مسلمانوں کے مطالبہ کو نامنظور کیا ہے۔ لیکن جب یہ مسجد ہے۔ اور یقیناً مسجد ہے۔ تو پھر ایک وقف اسلامی کے متعلق جو دینی احکام ہیں وہ ہر وقت نافذ ہیں۔ اور مذہبی اعتبار سے ہر وقت وقف کی واگذاری کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔

اگر اس مسجد پر سکھوں کا حق قانونی مسلم ہونے کے باوجود حکام نے انتظامی مصلحتوں کی بنا پر شروع میں اس کا گرایا جانا منع کر دیا تھا۔ اور سکھوں نے اس انتظامی حکم کی خلاف ورزی کی۔ تو کیا حکام اس خلاف ورزی احکام انتظامی کے لئے سکھوں سے کوئی باز پرس نہ کریں گے۔

مسلمانوں نے اس تمام قضیے کے دوران میں جس امن پسندی کا ثبوت دیا۔ وہ ان کے لیڈروں کی تقریروں اور ان کے عام رویہ سے ظاہر ہے۔ آج بھی ہم مسلمانوں سے یہی گذارش کریں گے۔ کہ اصلی بہادری اور شجاعت خونریزی ہی میں نہیں بلکہ ضبط و صبر میں ہے۔ موجودہ حالات بہت ہراس انگیز اور حوصلہ شکن ہیں۔ لیکن ان کے بعد مسلمانوں کو ٹھنڈے دل سے اس امر پر غور کرنا ہے۔ کہ وہ اپنے مطالبہ کو قانونی حیثیت سے تسلیم کرانے کے لئے کیا تدابیر اختیار کریں جب تک وہ وقت نہ آئے مسلمانوں کو انتہائی صبر و سکون سے کام لینا چاہئے۔ (ماخوذ از دستور شدہ)

جناب سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب

ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور گذشتہ دنوں علیل ہو گئے تھے اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی طبیعت پہلے کی نسبت بہت اچھی ہے

"خود کاشتہ پودہ"

اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا

(از جناب مولوی دوست محمد صاحب مصنف آئینہ احمدیت)

مخالفین احمدیت کا ایک الزام

منجملہ ان الزامات کے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس پر لگائے جاتے ہیں۔ ایک یہ الزام بھی ہے جس کو آج کل احراری پروپیگنڈا نے بہت بڑی شہرت دے رکھی ہے کہ آپ نے جو جماعت بنائی۔ اس کی غرض محض گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی اور مسلمانوں کے خلاف گورنمنٹ کی امداد و اعانت کرنا تھی۔ اس کے ثبوت میں جس چیز کو پیش کیا جاتا ہے، وہ مندرجہ بالا تین الفاظ ہیں جو جماعت احرار اور اس کی تقلید میں "زمیندار" اور دیگر مخالفین احمدیت کا دعوےٰ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی جماعت کے متعلق استعمال کئے یعنی اپنی جماعت کو گورنمنٹ برطانیہ کا "خود کاشتہ پودہ" قرار دیا۔ جس کے صاف معنی ہیں کہ یہ جماعت گورنمنٹ برطانیہ کے ایما کے ماتحت اس کے خاص مصالح کی تکمیل کے لئے بنائی گئی۔ اور گورنمنٹ ہی نے اس کی ترقی اور نشوونما میں خاص طور پر امداد کی اور کر رہی ہے۔

حضرت مسیح موعود کے معاصرین و مخالفین کا طریق عمل

قطع نظر اس بات کے کہ حضرت مسیح موعود نے جابجا اپنی تحریرات میں گورنمنٹ برطانیہ کے انصاف اور عدل گستری اور اصول آزادی مذہب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی اطاعت و فرمانبرداری کی تعلیم دی ہے اور اس سے غداری کو حد درجہ احسان فراموشی اور ناشکرگزاری پر محمول کیا ہے۔ اور یہی سر سید احمد خاں مرحوم سے لے کر مولوی محمد حسین بٹالوی تک آپ کے تمام معاصرین اور مخالفین کا طریق عمل تھا۔ جو ان کی تحریرات سے واضح ہے۔ جہاں تک مندرجہ بالا اعتراض کا تعلق ہے۔ ہم دعوےٰ سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کو حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے ہرگز اور کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ میری جماعت گورنمنٹ برطانیہ کا خود کاشتہ پودہ ہے آپ کی جس تحریر کا حوالہ پیش کیا جاتا۔ افسوس ہے کہ اس میں سے صرف مندرجہ بالا تین الفاظ ہی نقل کر دئے جاتے ہیں۔ اور سیاق و سباق عبارت کو اس وجہ سے چھوڑ دیا جاتا ہے کہ وہ مطلب براری کے لئے مفید نہیں۔

حضرت مسیح موعود کی اصل تحریر

ہم ذیل میں اس عبارت کو جو حضرت مسیح موعود نے اپنی ایک درخواست بنام "نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب" میں لکھی ہے اور "تبلیغ رسالت" جلد ہفتم صفحہ ۱۹ پر درج ہے۔ قارئین کرام کی اطلاع کے لئے نقل کرتے ہیں وھو ہذا:۔

"میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مریدین روانہ کرتا ہوں۔ مدعا یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لئے کی ہیں عنایت خاص کا مستحق ہوں لیکن یہ سب امور گورنمنٹ عالیہ کی توجہات پر چھوڑ کر بالفعل ضروری استغاثہ یہ ہے کہ مجھے متواتر اس بات کی خبر ملی ہے کہ بعض حاسد بد اندیش جو بوجہ اختلاف عقیدہ یا کسی اور وجہ سے مجھ سے بغض و عداوت رکھتے ہیں، یا جو میرے دوستوں کے دشمن ہیں۔ میری نسبت اور میرے دوستوں کی نسبت خلاف واقع امور گورنمنٹ کے معزز احکام تک پہنچاتے ہیں۔ اس لئے اندیشہ ہے کہ ان کی ہر روز کی مفتریانہ کارروائیوں سے گورنمنٹ عالیہ کے دل میں بدگمانی پیدا ہو کر وہ تمام جانفشانیاں پچاس سالہ میرے والد مرحوم میرزا غلام مرتضیٰ اور میرے حقیقی بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی جن کا تذکرہ سرکاری چٹھیات اور سر لیپل گرفن کی کتاب "تاریخ رئیسان پنجاب" میں ہے۔ اور نیز میری قلم کی وہ خدمات جو میری اٹھارہ سال کی تالیفات سے ظاہر ہیں، سب کی سب ضائع اور برباد نہ جائیں۔ اور خدانخواستہ سرکار انگریزی اپنے ایک قدیم وفادار اور خیر خواہ خاندان کی نسبت کوئی تکدر خاطر اپنے دل میں پیدا کرے۔ اس بات کا علاج تو غیر ممکن ہے۔ کہ ایسے لوگوں کا منہ بند کیا جائے کہ جو اختلافات مذہبی کی وجہ سے یا نفسانی حسد اور بغض اور کسی ذاتی غرض کے سبب سے جھوٹی مخبری پر کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولتمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے۔ اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گذار ہیں اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔ لہٰذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمات گذشتہ کے لحاظ سے سرکار دولتمدار کی پوری عنایات اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں تا ہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبروریزی کے لئے دلیری نہ کر سکے" (تبلیغ رسالت جلد ۷ صفحہ ۱۹-۲۰)

جماعت کو خود کاشتہ پودہ ہرگز قرار نہیں دیا

اس تمام عبارت میں کیا ایک فقرہ بھی ایسا پایا جاتا ہے جس سے اپنی جماعت کو گورنمنٹ کا خود کاشتہ پودہ قرار دینے کا اشتباہ بھی پیدا ہوتا ہو؟ بلکہ اس کے برخلاف شروع سے آخر تک اپنے خاندان اور آبا و اجداد کی خدمات اور گورنمنٹ کی عنایات کا ذکر کرتے ہوئے اس خاندان ہی کو گورنمنٹ کا "خود کاشتہ پودہ" قرار دیا ہے۔ اور ان خاندانی اور ذاتی خدمات کے معاوضہ میں جھوٹے مخبروں کی شرارتوں اور نقصان دہ کارروائیوں سے حفاظت طلب کی ہے؟ کون کہہ سکتا ہے کہ اس عبارت کو ان معنوں کے ساتھ کوئی تعلق ہے۔ جو احراریوں نے اس فقرہ کے کئے ہیں۔ ہندوستان میں بیسیوں ایسے خاندان ہیں۔ جنہوں نے گورنمنٹ کی مشکلات میں اس کی مدد کی تھی۔ اور اس لئے گورنمنٹ کی بھی خاص توجہ ان خاندانوں کے قائم رکھنے کی طرف رہی ہے۔ اس لحاظ سے اگر کسی ایسے خاندان کو گورنمنٹ کا خود کاشتہ پودہ کہہ دیا جائے تو یہ محض واقعات کا اظہار ہے۔ انہی خاندانوں میں سے ایک حضرت مسیح موعودؑ کا خاندان بھی ہے۔ جس نے حکومت انگریزی کے ابتدائی ایام میں بڑے بڑے پرخطر مواقع پر اس کی امداد پورے طور پر کی۔ اور اس کے معاوضہ میں حکومت نے بھی ان خدمات کو سراہا اور اس خاندان اور دوسرے ایسے ہی خاندانوں کی پرورش اور حفاظت کرنے میں دریغ نہ کیا۔ اس لحاظ سے اس خاندان کو نہ کہ اپنی جماعت کو حضرت مسیح موعود نے حکومت کا "خود کاشتہ پودہ" کہا اور ان جھوٹے مخبروں کے خلاف جو حکام کو آپ کے اور آپ کی جماعت کے خلاف بدظن کرنے اور انہیں گورنمنٹ کے بدخواہ ٹھہرانے کے درپے تھے۔ گورنمنٹ کو متنبہ کیا۔ اگر آپ کی جماعت حکومت کا خود کاشتہ پودہ ہوتی۔ . . . .

. . . .

اگر گورنمنٹ نے اس جماعت کو اپنے خاص مصالح کی تکمیل کیلئے کھڑا کیا ہوتا۔ جیسا کہ احراریوں کا دعوےٰ ہے۔ تو حضرت مسیح موعود اس بات کو صراحت کے ساتھ کیسے لکھ سکتے تھے۔ اور کس طرح سے علی الاعلان اسے حکومت کا خود کاشتہ پودہ کہہ سکتے تھے، یہ تو ان مصالح کے خلاف ہے جن کے لئے حکومت نے ایسی جماعت بنائی ہو۔ اور پھر ایسی جماعت کے خلاف حکومت کا جھوٹی مخبریوں کو سننا اور اس کے بدظن ہونے کا احتمال اور بھی مضحکہ خیز ہے

کیا احراری لیڈر اور زمیندار حکومت کے وفادار نہیں؟

ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ جماعت کو نہ سہی خاندان کو ہی حکومت . . . . کا "خود کاشتہ پودہ" قرار دینا اور خود اپنی اٹھارہ سالہ علمی خدمات کو پیش کرنا اس بات کو ثابت کرتا ہے۔ کہ حکومت کے خاص مصالح کی تکمیل آپ کے پیش نظر تھی لیکن ہم کہتے ہیں کہ حکومت کے وہ خاص مصالح کیا تھے۔ جن کی آپ تکمیل کر رہے تھے۔ کیا حکومت کی وفاداری کا سبق دینا اس کے خاص مصالح کی تکمیل کرنا ہے؟ کیا احراری لیڈر اور اخبار "زمیندار" اس بات کا اعلان کر سکتے ہیں کہ وہ حکومت کے وفادار نہیں؟ جو شخص ملک معظم کی شان میں قصائد لکھ چکا ہو اور اس بات پر فخر کا اظہار کر چکا ہے کہ اس کا شمار جارج پنجم کے مدح خوانوں میں ہوگا۔ وہ کس منہ سے حضرت مسیح موعودؑ پر اعتراض کر سکتا ہے کہ انہوں نے اپنی جماعت کو حکومت انگریزی کی وفاداری کی تعلیم دی۔

حضرت مسیح موعود نے وفاداری کی تلقین کس بنا پر کی؟

ہاں یہ بھی دیکھ لینا چاہئے۔ کہ یہ وفاداری آپ نے کس بنا پر کھائی اور کس غرض سے کیا کچھ امداد آپ نے اور آپ کے خاندان نے حکومت انگریزی کو دی۔ جن لوگوں کو سکھوں کا زمانہ یاد ہے اور اس طوائف الملوکی کا حال معلوم ہے۔ جو اس عہد میں تمام پنجاب میں پھیلی ہوئی تھی اور جگہ جگہ اسلام اور مسلمانوں کے مٹانے، اذان اور نماز سے انہیں روکنے کیلئے قتل و خون کئے جاتے تھے۔ چہ جائیکہ تبلیغ مذہب کا خیال بھی کوئی شخص اپنے دماغ میں لا سکے۔ جس کی وجہ سے سابقہ صدی کے مجدد حضرت سید احمد بریلوی اور ان کے مرید خاص شاہ اسمٰعیل شہید کو سکھوں کے ساتھ جہاد کرنا پڑا۔ جن لوگوں کو حکومت انگریزی کی ان کوششوں کا حال معلوم ہے جو ایسے طوائف الملوکی کی انتہا پر پہنچنے کے بعد اس نے اس ملک میں امن و امان قائم کرنے، ہر قسم کے آرام و آسائش کے سامان بہم پہنچانے اور سب سے بڑھ کر ہر مذہب و ملت کو اپنے عقائد پر کاربند ہونے اور اس کی علانیہ تبلیغ کرنے کے لئے کیں، اور وہ مذہبی آزادی عطا کی۔ جس کا چاند تر سب سے پہلے اسلام نے لا اکراہ فی الدین

برادرم مرزا ایوب بیگ صاحب مرحوم

جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کا ایک ضروری اعلان

حضرت مسیح موعود کے پرانے احباب کی یاد میں

برادر عزیزم مرزا ایوب بیگ کی یاد ابھی تازہ ہوگی اگرچہ ان کو وفات پائے عرصہ قریباً پینتیس سال کا گذر گیا ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود کے خاص الخاص احباب میں سے تھے چنانچہ حضور نے ان کے متعلق فرمایا کہ وہ اولیاء اللہ کی صفات اپنے اندر رکھتا تھا اور وہ ایک شیشہ تھا۔ جو منہ تک عطر سے بھرا ہوا تھا وغیرہ وغیرہ۔

ان کی وفات کے کچھ عرصہ بعد میں نے ان کے حالات زندگی قلمبند کئے تھے۔ جو "الحکم" کے مطبع میں زیر طباعت تھے لیکن نامکمل رہ گئے کیونکہ کچھ مطبوعہ حصہ تلف ہوگیا۔ مگر اصل مسودہ میرے پاس محفوظ ہے میں ڈلہوزی جارہا ہوں اور خیال کرتا ہوں۔ کہ مرحوم کی کچھ خدمت کرسکوں۔ یعنی اُن کے سوانح حیات شائع کرکے احباب جماعت و دیگر اصحاب کی خدمت میں بھیج سکوں۔ اس لئے مشکور ہوں گا اگر ان کے پُرانے دوست و رفیق مجھے ان کے حالات قلمبند کرکے بھیجدیں۔ تاکہ جمع کرکے شائع کرسکوں۔ میں وہاں صرف چار ہفتہ قیام کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس لئے جلد از جلد جواب باعثِ مشکوری ہوگا۔

میرا پتہ:۔ دارالسلام ڈلہوزی

خاکسار۔ مرزا یعقوب بیگ

ثمرہ عیش سنیٹ الیاس کے پادری ڈاکٹر نرس نے جرج کانفرنس میں موجودہ بداخلاقیوں پر ماتم کیا۔ . . . اور بیان کیا کہ منع حمل کے جو آلات اس ملک میں تیار ہوتے ہیں۔ اکیلے وہی ۵ ے فیصدی کی مقدار میں بن بیاہوں اور بن بیاہیوں کے ہاتھ بکتے ہیں اور باہر آئے ہوئے آلات کا ذکر ہی نہیں۔ پھر یہ چیزیں یہی نہیں کہ بازاروں میں عام طور پر بک رہی ہوں بلکہ دوکانوں کے بجائے مشینوں کے ذریعہ سے بھی بیچا جانے لگی ہیں۔ ایسی حالت میں فحش و بے حیائی کی اشاعت پر تعجب کیوں کیجئے۔ (پاؤنیر ۲ر جون ۳۵ء)

نماز اہل یورپ کی نظر میں

چند مغربی فلاسفروں کے خیالات

یورپ جس کو اپنی تہذیب و تمدن کے عروج پر ناز ہے مذہبی نقطہ نظر سے الحاد و زندقہ کا عظیم الشان مرکز ہے آج ہم دنیا میں جس قدر الحاد پرستی دیکھ رہے ہیں۔ یورپ اس کا اولین سرچشمہ ہے لیکن قدرت کی اعجاز آفرینیاں دیکھو کہ اس الحاد آباد یورپ میں ایسی صداقت شعار ہستیاں بھی ہیں۔ جو اپنی کامل طاقت کے ساتھ حق و صداقت کی حمایت میں مشغول ہیں۔ ان کا دعوےٰ یہ ہے کہ وہ موجودہ "آزاد خیالی" کے سیلاب کو علد از جلد ختم کر دینے کے لئے مضطرب و بیقرار ہیں

ہماری مراد ان علماء مغرب سے ہے۔ جو باوجود کامل آزاد خیال ہونے کے مذہب کی ضرورت و عظمت کے قائل ہیں اور جن کا مسلک خود پرستی نہیں بلکہ خدا پرستی ہے ان ہی راستباز روحوں میں سے بعض نے اسلامی نماز کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کئے ہیں۔ ہم موجودہ حالات میں جبکہ الحاد کی آندھیاں زور پر ہیں۔ ان خیالات کی اشاعت ضروری سمجھتے ہیں۔

نماز اور ریورن لیبان

معزز فلاسفر ریورن لیبان فضائل نماز پر تبصرہ کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں۔

میں نے کئی مرتبہ مسیحی و اسرائیلی نماز اور اسلامی نماز کا موازنہ کیا ہے۔ تو ثابت ہؤا۔ کہ آخر الذکر طرز عبادت افضل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک اسلامی نماز بہت سی عبادتوں کا مجموعہ ہے اس میں خداتعالیٰ کی حمد و ثنا اور تقدیس و تمجید ہے۔ نیز دعا اور عاجزانہ التجا ہے اور اس میں انکساری و فروتنی کا عجیب مظاہرہ ہے۔ میں اکثر ایام جمعہ کو اسکندریہ کی جامع مسجد میں محض اسلامی نماز کی شان دیکھنے جاتا تھا۔ میں نے جب خطیب کے پرجوش خطبہ صفوف کی ترتیب اور رکوع و سجود کے اہتمام پر غور کیا۔ تو میرے قلب پر عجیب اثر ہوًا۔ جو ناقابل بیان ہے۔

میں سمجھتا تھا۔ کہ اسلام مجھے آواز دے رہا ہے اور اس کی عبادت کا پرکیف نظارہ میری روح پر قبضہ کر رہا ہے۔

(رومی لیکچر آف ریلیجنز صلا)

سنیٹ ہیلر کا قول

روما کا مشہور پادری سنیٹ ہیلر اپنی کتاب الدعا (دی پریئر) میں لکھتا ہے کہ:۔

میں نے جہاں جہاں اسلامی ممالک کا سفر کیا۔ وہاں کی عبادت گاہوں کو ضرور ضرور دیکھا۔ اس سلسلہ میں اسلامی نماز پر بھی غور کرنے کا موقع ملا۔ میرے نزدیک یہ ایک افضل ترین عبادت ہے جب ایک خدا کا پجاری اپنے کاروبار سے فارغ ہو کر اس کی خوشنودی چاہتا ہے۔ اور اس کی حمد و ثنا کے گیت گاتا ہے۔ تو روح وجد میں آجاتی ہے کہ آدمی اس وقت یقیناً اپنے خدا سے قریب ہو جاتا ہے تا آنکہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اس کے حضور میں سربسجود نظر آتا ہے اس کا آخری نتیجہ روح کی طہارت اور قلب کی پاکیزگی ہے مزید برآں اس عبادت میں ورزشی پہلو بھی نمایاں ہے جس کا تعلق جسم کی تقویت ہے میں نے دیکھا کہ نماز گزار سست و کاہل نہیں ہوتے۔ بالخصوص صبح کی بیداری عجیب اثر رکھتی ہے۔

ریورن جیمس مولر کا بیان

مذہبی رہنما جیمس مولر تحریر فرماتے ہیں کہ تعصب سے کام لینا آسان لیکن سچ بولنا دشوار ہے۔ میں اس وقت دشوار منزل ہی کو اختیار کرتا ہوں۔ میں نے بارہا اپنے مسلم احباب سے گفتگو کی ہے اور ان کے عقائد کی تحقیقات میں مشغول رہا ہوں۔ تیرہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی وہ اپنے پیغمبر (صلعم) کے اطاعت گزار ہیں اور ان کی ہر شئے کو محبوب رکھتے ہیں۔ اسلامی آبادی کا ایک معتبر حصہ آج بھی ایک اہم عبادت کا پابند ہے۔ جس کا نام "نماز" ہے

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ نماز برائیوں سے روکتی اور بےحیائی کے کاموں سے محفوظ رکھتی ہے بظاہر یہ عقیدہ درست نہیں معلوم ہوتا ہے کیونکہ اکثر نمازی بھی برائیوں کی طرف مائل نظر آتے ہیں لیکن تجربہ سے ثابت ہؤا ہے کہ وہ شخص جو دن میں پانچ مرتبہ یعنی ایک ماہ میں ایک سو پچاس مرتبہ اپنے خدائے برتر سے پرہیزگاری کا عہد کرتا ہے اور گناہوں سے بیزاری ظاہر کرتا ہے۔ وہ ایک نہ ایک دن اپنے عہد میں کامل ہو جاتا ہے۔ یعنی واقعی پرہیزگار بن جاتا ہے۔

مسٹر سی۔ ایم کینگ کا بیان

مسٹر سی۔ ایم کینگ رقمطراز ہیں کہ:۔

انسان فطرتاً اس بات کا عادی ہے کہ جب دنیاوی کاموں اور مجلسی تفریحوں میں مشغول ہو جاتا ہے تو اس کو اصلاح نفس کا خیال نہیں رہتا اور بعض تفریحوں کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ انسان اپنے پیدا کرنے والے کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے ان حالات میں جب اس بات پر غور کرتا ہوں کہ اسلام نے اپنے وفاداروں پر دن رات میں پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے اور ان کو مجبور کیا ہے کہ وہ ہر حال میں اس فرض کو ادا کریں۔ تو مجھے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ نماز ایک بہترین ذریعہ ہدایت ہے جب ایک سچے عقیدہ کا آدمی ہر طرف سے بے نیاز ہو کر خلوص و محبت کے ساتھ اپنے خالق کو یاد کرتا ہے اور اس کی تسبیح و تقدیس بیان کرکے اس کی خوشنودی چاہتا ہے اور اس قادر قدوس سے استقامت طلب کرتا ہے تو یقیناً اس کی روح ایک پاکیزہ حالت میں پہنچ جاتی ہے اور اس کے دل و دماغ سے نفس پرستی کا خبط دور ہو جاتا ہے۔

میں نے اعلیٰ پوزیشن کے مسلمانوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے اثر و اقتدار کے لحاظ سے ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں، اور کم حیثیت آدمی ان سے بات کرنے کی جرأت نہیں کرسکتے لیکن جب نماز کا وقت آتا ہے تو ایک عظیم الشان آدمی جتنا با عظمت میں اعلیٰ ہو جاتا ہے اور اپنے غیر معروف بھائیوں کے ساتھ فریضہ نماز ادا کرتا ہے

اس نظارے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ بیشک اس عبادت میں سادگی اور فروتنی کا سبق موجود ہے اور اس میں مساوات کی شان نظر آتی ہے

واقعہ یہ ہے کہ اسلامی رسول نے عجیب انداز سے امیر و غریب ادنیٰ و اعلیٰ کو ایک صف میں جمع کیا ہے اور مناسب طور پر غرور و نخوت کے طلسم کو پاش پاش کیا ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ نماز ایک بہترین عبادت ہے

مسجد شہید گنج کے متعلق خبریں

—— لاہور ۸ رجولائی۔ لنڈا بازار لاہور کی مسجد شہید گنج غیر متوقع طور پر گرا دی گئی۔ آج صبح مسلمانوں نے اس خبر کو انتہائی حیرت و رنج کے ساتھ سنا کہ سکھ مزدوروں کی ایک بہت بڑی تعداد فوج اور پولیس کے شدید پہرے میں مسجد کو مسمار کر رہی ہے۔

—— لاہور ۸ رجولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ گذشتہ شب کو گیارہ بجے کے بعد لنڈا بازار، نولکھا بازار، ریلوے سٹیشن اور دیگر راستوں پر جو مسجد شہید گنج کی طرف جاتے تھے۔ بلندے دار تاروں کے خیمے لگا دیئے گئے۔ اور مسلح اور ولایتی فوج کا زبردست پہرہ مقرر کر دیا۔ اور تین بجے اکالی سکھوں نے جو کئی ہزار کی تعداد میں موجود تھے۔ مسجد کے میناروں کو شہید کرنا شروع کر دیا۔

—— مسجد کے انہدام کی خبر بجلی کی طرح شہر میں پھیل گئی۔ مسلمانوں میں سخت ہیجان پیدا ہو گیا۔ اور وہ گروہ در گروہ مسجد مذکور کی طرف جانے لگے۔ جنہیں پولیس نے کوتوالی کے چوک میں روک لیتی اس غرض کے لئے چند مرتبہ ڈنڈا چارج بھی کیا گیا۔

—— گیارہ بجے کے قریب مسلمانوں کا ایک ہجوم جو تقریباً ایک ہزار افراد پر مشتمل تھا مسجد مذکور کی طرف گیا۔ جو بہت بڑی حد تک مشتعل تھا۔ اور مسلمان لیڈروں کو برا بھلا کہہ رہا تھا اس ہجوم نے پر جوش نعرے بھی لگائے۔ پولیس نے اس کو شدید لاٹھی چارج کے بعد منتشر کر دیا۔ اور جن لوگوں کے پاس لاٹھیاں تھیں۔ ان سے لاٹھیاں چھین لیں۔

—— گیارہ بجے کے قریب ڈپٹی کمشنر نے مولوی ظفر علیخاں، مولانا سید حبیب اور اختر علی خاں کو کوتوالی میں طلب کیا۔ جس پر شہر میں ان کی گرفتاری کی افواہ پھیل گئی۔ لیکن ان تینوں کو فہمائش کے بعد رہا کر دیا گیا۔ اور گرفتاری کی افواہ کی سرکاری طور پر تردید کر دی گئی۔

—— لاہور ۸ رجولائی۔ گیارہ مسلمانوں کو زیر دفعہ ۱۰۷، ۱۵۱ ضابطہ فوجداری دبلوہ کے ماتحت گرفتار کر لیا گیا۔

—— لاہور ۸ رجولائی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ آج دس بجے کے قریب موچی دروازہ کے باہر پانڈر تھ روڈ پر ایک پندرہ سالہ مسلمان لڑکے نے ایک سکھ کو اسی کی کرپان سے قتل کر دیا۔ مفروضہ قاتل کو اسی جگہ گرفتار کر لیا گیا۔ اس کا بیان ہے۔ کہ مقتول نے اشتعال انگیز اور نامناسب باتیں کہی تھیں۔ چالان ہو کر مقدمہ زیر سماعت ہے

—— لاہور ۸ رجولائی۔ آج اکبری دروازہ میں ایک سکھ کانسٹیبل کو ایک مسلمان نے بری طرح مجروح کر دیا۔ جو ہسپتال جا کر مر گیا۔ حملہ آور گرفتار کر لیا گیا ہے۔ مقدمہ زیر سماعت ہے

—— اس کے علاوہ دو تین اور سکھوں پر بھی حملے ہوئے۔

—— لاہور ۸ رجولائی۔ ڈپٹی کمشنر لاہور نے زیر دفعہ ۱۴۴ کرفیو آرڈر جاری کر دیا ہے اور حکم دیا ہے۔ کہ کوئی شخص بلدیہ لاہور کی حدود کے اندر ساڑھے پانچ بجے صبح سے پہلے اور ساڑھے آٹھ بجے شام کے بعد گھر سے باہر نہ نکلے۔ یہ حکم ۸ رجولائی سے آئندہ نوٹس تک جاری رہے گا۔

—— لاہور ۸ رجولائی۔ آج سارے شہر میں مسلمانوں نے اظہار رنج کے طور پر ہڑتال کر دی۔ ہندوؤں نے فساد کے خوف کی وجہ سے دکانیں بند کر لیں۔

—— لاہور ۸ رجولائی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے اعلان کیا ہے کہ جو شخص کسی پر قاتلانہ حملہ کرتا ہوا پایا جائیگا۔ اسے گولی سے اڑا دیا جائیگا۔

—— اخبارات کو حکم دیا گیا ہے کہ ۱۵ رجولائی ۱۹۳۵ء کی آدھی رات تک مسجد شہید گنج کے متعلق تمام خبروں اور مضمونوں کو سنسر کرنے کے بعد شائع کیا جائے۔

—— لاہور ۸ رجولائی۔ حکومت نے ایک اعلان کے ذریعہ اس امر پر اظہار افسوس کیا۔ کہ سکھوں نے اچانک طور پر مسجد کا انہدام شروع کر دیا۔ جس سے تصفیہ کے تمام مواقع جاتے رہے اور بہت نازک صورت حالات پیدا ہو گئی۔ فرقہ وارانہ فساد کے خطرہ کو کم کرنے کے لئے وسیع پیمانہ پر احتیاطی تدابیر کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس اعلان میں حکومت نے تمام فرقوں سے اپیل کی ہے کہ وہ فضا میں سکون قائم رکھنے میں امداد دیں۔

—— لاہور ۹ رجولائی۔ مسجد شہید گنج کو اکالی سکھ بدستور گرانے میں مصروف ہیں۔ مسجد کو گرانے کا تمام سامان معہ مشینری اور کرینوں کے گوردوارہ شہید گنج میں موجود ہے۔ مسلح پولیس گورہ اور دیسی فوج حسب معمول مسجد شہید گنج کے گرد متعین ہے آمد و رفت مسدود ہے گذشتہ شب کرفیو آرڈر کی تعمیل میں پولیس، فوج اور مجسٹریٹ صاحبان کی موٹریں، شہر میں گشت کرتی رہیں۔ چند گرفتاریاں بھی عمل میں آئیں۔

—— لاہور ۹ رجولائی۔ آج شہر میں امن وامان ہے۔ پولیس کے پہرے جگہ جگہ متعین ہیں۔ آج بھی شہر کے بعض حصوں میں نامکمل ہڑتال جاری رہی

—— لاہور ۱۰ رجولائی۔ سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ۱۰ رجولائی کو حالات تسلی بخش ہے۔ . . . . فساد لوٹ مار، آتشزدگی کی کوئی واردات نہیں ہوئی۔ اس سے قبل اکا دکا واردات کے طور پر چند قاتلانہ حملے ہوئے جن میں سے دو مہلک ثابت ہوئے جن اشخاص پر حملہ کیا گیا۔ وہ سب کے سب سکھ تھے۔ دو وارداتوں کے بیان کردہ قاتل فوراً گرفتار کر لئے گئے۔ شہر کے اندر اور باہر زبردست پٹرول اور پہرہ جاری ہے۔ فوج اور پولیس کی کافی جمعیت موجود ہے۔ تاحال لاہور سے باہر سے کسی ناخوشگوار واقعہ کی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

—— سرکاری اعلان میں بھی لکھا ہے۔ کہ حکام کے پاس ۷ اور ۸ رجولائی کی درمیانی شب تک یہ باور کرنے کے کافی وجوہ موجود تھے کہ گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے جلسہ کے التوا تک جس کیلئے ۸ تاریخ مقرر کی گئی تھی، انہدام کے موافق یا مخالف کوئی فیصلہ نہیں کیا جائیگا۔ لیکن ۷، ۸ تاریخ کی درمیانی شب کو ایک بجے کے قریب اطلاع ملی۔ کہ انہدام کا ارادہ کر لیا گیا۔ اس کے بعد حکام نے اپنی تمام تر کوشش کشت و خون کے روکنے کی تدابیر پر مرکوز کر دیں۔

—— اسی اعلان میں لکھا ہے کہ حکومت اس کارروائی کی پورے زور سے مذمت کرتی ہے، جو سکھوں نے کی۔

حکومت پنجاب کو اعتماد تھا۔ کہ تھوڑے سے خلوص اور صبر کے ساتھ ایک ایسا فیصلہ ممکن تھا۔ جو طرفین کے لئے باعزت ہوتا اور جس سے سکھوں کے قانونی حقوق کو ضعف نہ پہنچتا۔

—— لاہور ۹ رجولائی۔ حکومت پنجاب کی طرف سے صوبے کے تمام ڈپٹی کمشنروں اور کمشنروں کے نام تار ارسال کیا گیا ہے۔ جس میں گوردوارہ شہید گنج کے تنازعہ کے متعلق حکومت کی اختیار کردہ کارروائی کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ اس باب میں سکھوں نے جو طرز عمل اختیار کیا ہے۔ اس کے متعلق حکومت نے اپنی روش کو واضح کر دیا ہے کہ جہاں تک قانونی حیثیت کا تعلق ہے حکومت کو صریح طور پر مشورہ دیا گیا تھا کہ تعزیرات ہند کی دفعہ ۲۹۵ کو عائد نہیں کیا جا سکتا۔ حکومت ہند کے قانونی مشیر نے بھی اس مشورہ کی تائید کر دی ہے اندریں حالت سکھوں کو مسجد کے گرانے سے منع نہیں کیا جا سکتا تھا۔

—— مذکورہ بالا تار میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مسجد کے انہدام کی اخلاقی ذمہ داری سکھوں پر عائد ہو گی۔ حکومت نے ان کو اس قسم کے اشتعال انگیز طرز عمل سے منع کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی اس ضمن میں یہ کہنا کہ حکومت نے سکھوں کے فعل کی تائید یا حمایت کی سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔

—— اس تار میں حکام کو یہ ہدایت بھی کی گئی ہے کہ وہ اس خبر سے قدرتی طور پر مضطرب شدہ مسلمانوں کو صحیح حالات سے اچھی طرح آگاہ کر دیں اور دوسری جانب ہندوؤں اور سکھوں کو بھی مطلع کر دیا جائے کہ حکومت نے جو طرز عمل اختیار کیا ہے۔ اسے حکومت کی تائید یا حمایت سے تعبیر نہ کیا جائے۔

—— امرتسر ۹ رجولائی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر نے دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت تمام مقامی اخبارات کو حکم دیا ہے کہ وہ گوردوارہ شہید گنج کے متعلق تمام خبریں اور مضمون ڈپٹی کمشنر کی اجازت لیکر شائع کریں۔ یہ حکم دو ماہ تک جاری رہے گا۔ (سنسر شدہ)

متفرق خبریں

—— حیدرآباد دکن ۹ رجولائی۔ حضور نظام نے اپنی سلور جوبلی کے متعلق ہفتہ جوبلی کا اعلان کر دیا ہے یہ ہفتہ ۲۸ دسمبر ۳۵ء سے ۳ رجنوری ۱۹۳۶ء تک رہیگا۔ ریاست حیدرآباد میں عید الفطر کیلئے ۲۸ دسمبر ۱۹۳۵ء سے ۳۱ دسمبر ۱۹۳۵ء تک چھٹیاں ہوں گی ان چھٹیوں کے آخر دو چھٹیاں دو دن بڑھیں گی۔ تاکہ عوام سہولت سے سلور جوبلی کے ہفتہ کی تقریبات میں شامل ہو سکیں۔

—— رنگون ۱۰ رجولائی۔ یہاں ہیضہ شروع ہو گیا ہے۔ انسدادی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔

—— گذشتہ ہفتہ نواب صدیق یار جنگ جج حیدرآباد ہائیکورٹ وفات پا گئے۔ انا للہ

—— پنجاب گورنمنٹ نے احرار کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی تبلیغی کانفرنس کو قادیان سے آٹھ میل کے اندر رقبہ میں منعقد نہ کریں

—— لندن ۸ رجولائی۔ مسٹر سکلاتوالہ سابق ہندوستانی ممبر پارلیمنٹ کو کمیونسٹ پارٹی ممبر پارلیمنٹ کی ممبری کے لئے امیدوار کھڑا کر رہی ہے۔ آپ کو کامیاب بنانے کے لئے پارٹی مذکور کی طرف سے کوشش شروع ہو گئی ہے

—— بمبئی ۹ رجولائی۔ شہزادہ اعظم جاہ بہادر آف حیدرآباد دکن اپنی ترکی رفیقہ حیات شاہزادی نیلوفر کی معیت میں کل "وکٹوریہ" جہاز کے ذریعہ بمبئی پہنچ گئے ہیں۔

—— معلوم ہوا ہے کہ اٹلی نے ابی سینیا کو فتح کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے

—— بمبئی ۸ رجولائی۔ سر تیج بہادر سپرو آج ولایت سے بمبئی پہنچ گئے ہیں

—— مصر کے ولیعہد شہزادہ فاروق انگلستان کی جنگی اکاڈمی کے ماتحت ولایت میں فوجی تعلیم حاصل کرینگے اس مقصد کیلئے بجٹ میں ۶ ہزار پونڈ سالانہ منظور کیا گیا ہے۔

جلد ۲۳ | لاہور یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۶ جولائی ۱۹۳۵ء | نمبر ۴۵

برادرم مرزا ایوب بیگ صاحب مرحوم

جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کا ایک ضروری اعلان

حضرت مسیح موعود کے پرانے احباب کی یاد میں برادر عزیزم مرزا ایوب بیگ کی یاد ابھی تازہ ہوگی۔ اگرچہ ان کو وفات پائے عرصہ قریباً پینتیس ۳۵ سال کا گذر گیا ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود کے خاص الخاص احباب میں سے تھے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے ان کے متعلق فرمایا۔ کہ وہ اولیاء اللہ کی صفات اپنے اندر رکھتا تھا۔ اور وہ ایک شیشہ تھا۔ جو منہ تک عطر سے بھرا ہوا تھا وغیرہ وغیرہ ان کی وفات کے کچھ عرصہ بعد میں نے ان کے حالات زندگی قلمبند کئے تھے جو "الحکم" کے مطبع میں زیر طباعت تھے لیکن نامکمل رہ گئے۔ کیونکہ کچھ مطبوعہ حصہ تلف ہوگیا۔ مگر اصل مسودہ میرے پاس محفوظ ہے۔ میں لاہور ہی میں مقیم ہوں اور خیال کرتا ہوں۔ کہ مرحوم کی کچھ خدمت کرسکوں یعنی ان کے سوانح حیات شائع کرکے احباب جماعت و دیگر اصحاب کی خدمت میں بھیج سکوں۔ اس لئے مشکور ہونگا اگر ان کے پرانے دوست و رفیق انکے حالات قلمبند کرکے بھیجدیں تاکہ جمع کرکے شائع کرسکوں۔ چونکہ میں عمر چار ہفتہ قیام کا ارادہ رکھتا ہوں اسلئے جلد از جلد جواب باعث مشکوری ہوگا۔ والسلام

میرا پتہ:- دار السلام ڈلہوزی۔ (خاکسار مرزا یعقوب بیگ)

سشن جج گورداسپور کے فیصلہ کے متعلق

بیرونی جماعتوں کی قراردادیں

(گورنمنٹ کی خاص توجہ کے قابل)

مورخہ ۱۲ جولائی بعد از نماز جمعہ زیر صدارت جناب شیخ میاں عطاء اللہ صاحب احاطہ دی یونیسٹیم فلور اینڈ آئل ملز امرتسر میں ایک خاص جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن باتفاق رائے پاس ہوا

احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن امرتسر کا یہ جلسہ مسٹر جی۔ ڈی کھوسلہ سشن جج گورداسپور کے فیصلہ کے متعلق جو سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں سنایا گیا ہے۔ دلی رنج اور افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں سشن جج صاحب موصوف نے بلا وجہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود اور مہدی معہود مجدد صدی چہاردہم کی پاک ذات اور تعلیمات پر بدنام کن الزامات درج کرکے ہزارہا نفوس کو جو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے وابستہ ہیں سخت مضطرب اور بیقرار کیا ہے اس لئے یہ جلسہ عادل گورنمنٹ سے استدعا کرتا ہے۔ کہ وہ جلد تر اس بے انصافی کے ازالہ کے لئے کوئی مناسب اقدام کرکے جماعت احمدیہ کے ہزارہا افراد کے مجروح دلوں کو اپنے عدل و انصاف سے مطمئن فرمادے۔ ورنہ ہم بے چین ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اگر گورنمنٹ نے مناسب اقدام نہ کیا اور فیصلہ مذکور کے دل آزار الفاظ کو بدستور رکھا گیا۔ تو تمام منصف مزاج لوگ جو جماعت احمدیہ کے کارناموں اور تعلیمات سے خوب واقف ہیں۔ گورنمنٹ برطانیہ کے عدل و انصاف کے متعلق بدظنی رکھنے پر مجبور ہونگے۔

قرار پایا۔ کہ اس ریزولیوشن کی نقول ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب لاہور۔ آنریبل چیف جسٹس ہائیکورٹ لاہور کو بھیجی جائیں۔ چنانچہ بھیجدی گئیں۔

(چوہدری) محمد ... سیکرٹری احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن امرتسر

مرزا شریف احمد صاحب پر حملہ

معلوم ہوتا ہے کہ قادیان میں احراریوں کی شرارتیں روز بروز ترقی پر ہیں اور خطرناک صورت اختیار کر رہی ہیں جیسا کہ معاصر "الفضل" سے یہ معلوم کرکے بیحد افسوس ہوا کہ قادیان میں ۱۰ جولائی کی شام کو ایک احراری نے جناب خلیفہ قادیان کے چھوٹے بھائی مرزا شریف احمد صاحب پر لاٹھی سے حملہ کیا۔ معاصر مذکور کا بیان ہے کہ آپ پر

"ایک احراری نے ایک مضبوط لاٹھی سے جس پر دھات کا سم چڑھا ہوا تھا حملہ کیا اور دو شدید ضربیں لگائیں اور جس مقام پر لگائیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ارادہ قتل کرنے کا تھا۔ دونوں ضربوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل سر پر چوٹ کرنا مدنظر تھا۔ مگر چونکہ آپ سائیکل پر تھے لٹھ کے گرتے گرتے آپ آگے چلے گئے اور لٹھ پیٹھ پر پڑا۔ اسی وقت آپ اتر کر جب حملہ آور کی طرف ہوئے تو اس نے دوسری ضرب پھر سر پر ہی ماری لیکن آپ نے اسے ہاتھ پر روکا اور کلائی پر بلکہ چھ انچ لمبا نہایت سخت نیل کا نشان پڑ گیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ لٹھ نہایت مضبوط تھا اور ضرب نہایت شدت سے لگائی گئی تھی۔" (۱۱ جولائی)

معاصر مذکور نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ حملہ ایک سازش کا نتیجہ ہے۔ کئی ہفتے سے قادیان کے احراریوں نے یہ منصوبہ سوچ رکھا تھا۔ کہ قادیانی جماعت کے اکابر، معززین اور خواتین کو چھیڑ کر نقص امن پیدا کریں۔ ان بیانات کی روشنی میں احراریوں کی اس نازیبا حرکت پر ہم ملامت کا اظہار کرتے ہیں۔ مقامی حکام کو اس کی طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہیئے ورنہ نہایت ناگوار نتائج ظاہر ہونے کا خطرہ ہے۔ "الفضل" کے بیان کے مطابق حملہ آور کا ارادہ نہایت نامبارک اور خطرناک تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو ناکام رکھا اور مرزا شریف احمد صاحب کی جان محفوظ رہی۔ اس پر ہم مرزا صاحب موصوف، ان کی والدہ محترمہ اور جناب خلیفہ قادیان اور دیگر افراد خاندان کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

کیا زمانہ نبی کی ضرورت کا متقاضی ہے؟

(ایک حق گو قادیانی کے قلم سے)

خادم گجراتی کا مضمون

"الفضل" ۹ر جون ۱۹۳۵ء صفحہ ۳ پر ایک شخص خادم گجراتی نے ایک مضمون لکھا ہے۔ "کسی مدعی نبوت کا عین ضرورت کے وقت مبعوث ہونا اس کے دعوے کی صداقت پر بذات خود ایک دلیل ہے"

نبوت کی ضرورت کا علم صرف خدا کو ہوتا ہے

یہ لوگ جو چاہیں لکھیں اور جو چاہیں لوگوں کو منوائیں انہیں اختیار ہے لیکن ان سے کوئی اتنا تو پوچھے کہ ذرا قرآن سے تو پیش کریں۔ کہ عین ضرورت نبوت کی کس وقت ہوتی ہے۔ کیا حضرت ابراہیمؑ کی اولاد حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ اپنے باپ ہی کی زندگی میں نبی نہ تھے؟ کیا وہ عین ضرورت کے وقت مبعوث نہ ہوئے تھے۔ ضرورت کا علم سوائے خدا تعالیٰ کے اور کس کو ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ کہیں نہیں فرمایا کہ نبی فلاں ضرورت کے وقت آیا کرتے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کے مصالح معہ کلام ہیں کہ ایک ہی وقت میں ایک نبی کی موجودگی میں ہی دوسرا نبی مبعوث فرما دے۔ نہ بھیجے تو چھ سو برس یا تیرہ سو برس یا قیامت تک نہ بھیجے۔ چاہے تو ایک ایک گاؤں میں نبی بھیجے۔ چاہے تو ایک ایسا نبی کو بھیجا جان کے لئے رہتی دنیا تک، اتم اور اکمل تعلیم دے کر بھیجے اور اس کے بعد کسی نبی کے آنے کی ضرورت اور حاجت [illegible] خدا تعالیٰ ہی اپنی مصلحتیں آپ جانتا ہے۔ انسان کو کوئی علم [illegible] حکمتوں اور مصلحتوں کا نہیں ہو سکتا۔

ایک سنت اللہ

ہاں قرآن مجید سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ نے کوئی نبی بھیجنا ہوتا ہے تو وہ ایک نبی کے بعد دوسرے نبی کے آنے کی خبر دیدیتا ہے۔ مثلاً حضرت ابراہیمؑ کو ہی دیکھ لو۔ خدا نے پہلے سے خبر دیدی کہ تیری اولاد میں تیرے بیٹے اسمٰعیلؑ، اسحاقؑ اور تیرا پوتا یعقوبؑ نبی ہونگے۔ حضرت زکریاؑ کو پہلے سے خبر اللہ تعالیٰ دیتا ہے کہ تیرے لڑکا ہوگا۔ اس کا نام یحیٰی رکھنا۔ وہ نبی ہوگا۔ علیٰ ہٰذا القیاس ایک نبی کے بعد دوسرے آنے والے نبی کی خبر خدا تعالیٰ پہلے دیا کرتا ہے اور وہ نبی اس خبر کے مطابق آجاتا ہے۔

حضرت نبی کریمؐ کے بعد کسی نبی کے آنے کی خبر نہیں دی

حضرت نبی کریمؐ کے آنے کی خبر حضرت موسیٰؑ اور عیسیٰؑ نے دی۔ حضورؐ آ گئے۔ اور خدا نے حضورؐ کی نسبت خاتم النبیین بھی فرما دیا۔ اس قدر دنیا میں نبی آئے کسی نبی کو خدا نے خاتم النبیین نہ فرمایا حضورؐ کو کیوں فرمایا۔ اگر آنحضرتؐ کے بعد بھی نبی آنے تھے۔ تو حضورؐ کو خاتم النبیین کہنے کی خدا کو کیا ضرورت آ پڑی تھی۔ اگر خاتم النبیین کے معنے کچھ اور تھے اور انقطاع نبوت کے نہ تھے تو اللہ تعالیٰ نے کیوں کسی آنیوالے نبی کی خبر قرآن مجید میں نہیں دی۔ خلاصہ یہ کہ آنحضرتؐ کے بعد قرآن مجید میں کوئی خبر کسی دوسرے نبی کے آنے کے بارہ میں نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد

چنانچہ خود ہمارے حضرت مسیح موعودؑ نے بھی یہی فرمایا ہے "مگر قرآن شریف نے توریت و انجیل کی طرح کسی دوسرے کا حوالہ نہیں دیا" (دیباچہ براہین احمدیہ صفحہ ۔)

کہیں قرآن مجید میں نہیں لکھا کہ ایسے زمانہ میں جبکہ چاروں طرف فسق و فجور، کفر و شرک، بدی اور بدکاری کا دور دورہ ہو مخلوق اپنے خالق سے کلی طور پر روگردان ہو چکی ہو۔ تو تب خدا نبی بھیجا کرتا ہے یہ تو دنیا میں کبھی ایسا زمانہ آیا ہی نہیں کہ کفر و شرک بدی اور بدکاری کا دور دورہ نہ رہا ہو۔ اس حساب سے تو ہر وقت ایک نبی موجود ہونا چاہیئے۔

قرآن مجید کی موجودگی میں کسی نبی کی ضرورت نہیں

قرآن مجید کو خدا تعالیٰ نے آفتاب سے تشبیہ دی ہے اور یہ مسلم ہے کہ آفتاب عالمتاب کے طلوع کے بعد کسی روشنی یا چراغ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ لفظ تو خود بتلا رہے ہیں کہ اس آفتاب کی موجودگی میں اب کسی اور روشنی کی مطلق ضرورت نہیں ہو سکتی۔ تو بار بار گلا پھاڑ پھاڑ کر یہ کہتے جانا کہ زمانہ پکار رہا ہے کہ اس وقت نبی کی ضرورت ہے اگر آفتاب کو چراغ دکھانا نہیں تو اور کیا ہے؟ اب خدا تعالیٰ کے بندوں کی روحانی اصلاح قرآن مجید سے نہیں ہو سکتی۔ بالبداہت غلط ہے۔

قرآن مجید سے بڑھ کر کوئی ہدایت نہیں

قرآن مجید سے بڑھ کر ہدایت والا کوئی الہام یا وحی اگر ہے تو وہ پیش کرو۔ اگر کوئی قرآن کے بتائے ہوئے اسلام کو چھوڑ دے تو قرآن مجید کا کیا قصور؟ ہمارے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:-

ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور

ایسا چمکا ہے کہ صد نیر بیضا نکلا

پھر ہم کہتے ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ قرآن سے بڑھ کر کوئی ہدایت ہے تو وہ دکھاؤ کہ کہاں ہے۔

ہاں قرآن مجید کی خدمت اور احیاء اسلام کے لئے اسی امت میں سے ایسے اللہ کے بندے ہوتے رہیں گے جو قرآن مجید کی طرف لوگوں کی توجہ پھیرتے رہیں گے، سو وہ ہر زمانہ میں ہوئے اور اس زمانہ میں بھی ہمارے حضرت مسیح موعودؑ ہوئے اور لوگوں کا قرآن کی طرف رخ پھیر گئے۔ پھر نبی کی ضرورت بتاؤ کہ کیا ہے؟

قادیانیوں کا بنایا ہوا نبی قرآن کا محتاج ہے

اب خواہ مخواہ چیخنا چلانا۔ دہائی مچانا کہ نبی آ گیا، نبی آ گیا کہاں تک صحیح ہے۔ وہ جس کو تم نبی بناتے ہو۔ وہ تو خود قرآن مجید کی ہدایت کا محتاج تھا اور اس کی ہدایت کی روشنی کے سوا وہ چل ہی نہیں سکتا تھا۔ وہ جب اس کلام مجید میں غور کرتا۔ تو تب اس کو صحیح علم حاصل ہوتا تھا۔ ورنہ الہام تو موجود ہی تھے اُن سے تو کوئی روشنی اس کو اپنی ذات کے متعلق بھی نہ ہو سکی۔

حضرت مسیح موعودؑ نے نبی ہونے سے انکار کیا

بقول تمہارے خدا نبی کہتا تھا اور وہ فرماتے تھے میں نبی نہیں یہ جو آج کہا جاتا ہے کہ الہامات میں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کو نبی قرار دیا اور اس کے ساتھ مجاز وغیرہ کی کوئی قید نہیں لگائی۔ کیوں نہیں کہدیتے کہ مسیح موعودؑ ہی معاذ اللہ مفتری تھے کیونکہ انہوں نے خدا کی طرف منسوب کرکے یہ کلمہ لکھا ہے:-

سمیت نبیًّا من اللّٰہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ

وہ فرماتے ہیں کہ خدا نے میرا نام مجازاً نبی رکھا ہے۔ نہ حقیقتاً نبی

قادیانیوں سے ایک سوال

جب الہام میں خدا نے کوئی قید مجاز نہ لگائی تھی تو یہ حضرت کا فرمانا یا افترا ہے یا جھوٹ۔ تو کیا مفتری اور خدا کی طرف نسبت کر کے جھوٹ کہنے والا بھی نبی ہو سکتا ہے۔ پھر ہم پوچھتے ہیں کہ الہامات میں اللہ تعالیٰ نے مجاز وغیرہ کی تو کوئی قید نہیں لگائی۔ تو یہ قید کہاں لگائی کہ آپ صاحب شریعت نبی نہیں ہیں۔ یہ قید بھی تو حضرت نے ازخود لگائی ہے۔ کہ میں شریعت والا نبی نہیں ہوں اور نہ مستقل طور پر نبی ہوں۔ پھر کیا حضرت صاحب کو آپ لوگ جھوٹا ہی سمجھتے ہیں۔ یا سچا بھی۔ پھر محدث کا لفظ الہام میں آیا ہے اور محدث کے معنے حدیث کی شہادت کی رو سے حضرت نے خود ہی غیر نبی مکلم من اللہ کے کئے ہیں کیا ایک طرف خدا کا آپ کو غیر نبی کہنا اور ایک طرف نبی کہنا درست ہو سکتا ہے آخر اس کی تاویل سوائے مجاز اور مستعار طور پر رسول اور نبی خیال کرنے کے اور کیا ہو سکتی ہے؟ بھائیو! بعد خاتم الانبیاء کے نبی کیسا اور رسول کیسا؟ یہ مجاز اور استعارہ ہمیشہ مجاز اور استعارہ ہی رہیگا۔ کبھی صحیح طور پر اور اصلی معنوں میں اللہ کا رسول اور نبی نہیں ہوگا۔

محمد رسول اللہ صلعم کے بعد نبی نہیں آسکتا

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہو چکے۔ اب سر کو پیٹو۔ ٹکریں مارو۔ آہ و زاری کرو۔ قرآن جیسی نعمت کو نعمت نہ جانو۔ اب تا قیامت بھی کوئی نبی نہ آسمان سے آئیگا اور نہ زمین سے اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہی قیامت تک ہمیشہ کے لئے رہے گی۔ کوئی نبوت اس کے بعد قائم نہ ہوگی یہ چند دن کی باتیں ہیں۔ خود دنیا کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ جس بزرگ کی طرف تم دعویٰ نبوت منسوب کرتے ہو۔ تم اس دعویٰ میں غلطی پر ہو۔

قادیانیو! خدا کا خوف کرو

قیامت کے دن مسیح موعودؑ کا ہاتھ ہوگا۔ اور تمہارا گریبان تم خدا سے ڈر جاؤ۔ جو تمہارے ہر ایک قول اور فعل کو دیکھ رہا ہے تم آنحضرتؐ کے بعد نبی بنی کیکر آیہ کریمہ ولٰکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین کی صریح تکذیب اور کلام اللہ کی اہانت نہ کرو باز آجاؤ۔ وہ خدا اور حقیقت موجود ہے تم بات کرتے وقت اس قادر کا خیال کر لو جس کا غضب ایک کھا جانیوالی آگ ہے وہ تمہاری جھوٹی شیخیوں کو ایک دم میں جہنم کا ایندھن بنا سکتا ہے

اس خود ساختہ نبوت سے کیا حاصل ہوا؟

سو تم سچ سچ کہو۔ کہ تم نے اس نبوت سے کیا حاصل کیا کیا یہی کہ مسیح موعودؑ بھی معاذ اللہ مفتری اور جھوٹے تھے۔ کیونکہ انہوں نے اپنے کو مستعار طور پر رسول اور نبی خیال کیا اور خدا کی طرف اس بات کو منسوب کر دیا کہ خدا نے الہامات میں اگر مجھے نبی کہا ہے۔ تو بطور مجاز و استعارہ ہی نبی کہا ہے حقیقتاً نبی نہیں کہا۔ اب خواہ تم حضرت مسیح موعودؑ کو الہامات الٰہی کا آزل کا فریبہ بناؤ۔ جھوٹی اور لغو تاویلیں کرنے والا قرار دو یا مستعار طور پر رسول اور نبی اپنے کو خیال کرنے والا کہکر خدا کے رد در رد گستاخی کرنیوالا قرار دو جو کچھ تم کہہ سکتے ہو۔ حضرت مسیح موعودؑ کو کہہ لو۔ مجازی نبی کو حقیقی نبی بنا لو۔ بے شرع اور بے کتاب اور بلا ہدایت الہاموں کے پیچھے چلنے والا کہکر اس کو مومن بھی نہ رہنے دو مستعار طور پر نبی کہنے والے کو عیسائیوں کی ریس میں حقیقی نبی اللہ بنا لو۔ یا انت منی بمنزلہ بروزی کے موافق بمنزلہ خدا ان کا یقین کرو۔

خاتم النبیینؐ کی توہین سے باز آؤ

لیکن برائے خدا حضرت نبی کریم رحمۃ للعالمین خاتم النبیین

(باقی برصفحہ ۶)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم سہ شنبہ ۴ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ | نمبر ۴۵

احراری سرغنے بے نقاب ہو رہے ہیں

گھر کا بھیدی لنکا ڈھا رہا ہے

نام نہاد مجلس احرار غرض پرست، اخلاق دشمن، تہذیب بیشہ اور قوم فروش ملاؤں اور خود ساختہ لیڈروں کی ایک جماعت ہے جس کا مقصد خدمت اسلام و مسلمین کے پردہ میں زرطلبی اور اغراض پرستی ہے اس جماعت کے سرغنوں کے متعلق دنیا جانتی ہے کہ یہ پہلے خلافت کمیٹی میں شامل تھے۔ اور اس کے سرمایہ کو انہوں نے پوری بے دردی سے تباہ اور خورد برد کیا۔ جب خلافت کمیٹی کا کاروبار مندا پڑ گیا۔ تو انہوں نے کانگریسی ہندوؤں سے سازباز کر کے نہرو رپورٹ کی حمایت شروع کر دی۔ اس قوم فروشی کی وجہ سے ان کو بے حد ذلیل ہونا پڑا اس کے بعد انہوں نے منشی ظفر علیخاں آف "زمیندار" کے مشورہ سے اپنی نام نہاد مجلس احرار کی بنیاد ڈالی۔ نیا رنگ بدلا۔ سادہ لوح مسلمانوں کو فریب دینے کے لئے نئے ڈھنگ اختیار کئے۔ منشی ظفر علیخاں اور ان کے اخبار "زمیندار" نے بھی اپنی اغراض کی بنا پر اس ٹولے کی خوب حمایت کی۔ رفتہ رفتہ کام چل نکلا۔ سادہ لوح مسلمان فریب میں آ گئے۔ سرمایہ جمع ہونے لگا۔ احراری سرغنوں کی آرزوؤں کی تکمیل کا وقت آیا۔ تو ان میں سرمایہ اور عہدوں کی تقسیم پر پھوٹ پڑ گئی۔ کچھ عرصہ تو یہ خانہ جنگی پوشیدہ رہی۔ لیکن اب تو اخبارات کے صفحات اور کانفرنسوں کے پلیٹ فارموں کے چوراہے پر ان لوگوں کا بھانڈا پھوٹ رہا ہے۔ احراری سرغنے ایک دوسرے کے ہاتھوں بے نقاب ہو رہے ہیں۔

جب کسی جماعت کے اراکین کے دل ایک دوسرے سے کبیدہ ہوں۔ تو اندرونی راز بے اختیار زبان پر آ جاتے ہیں۔ ڈاکو اور دوسرے جرائم پیشہ لوگوں کا سراغ بالعموم اسی طرح ملتا ہے کہ مال کی تقسیم پر ان کا جھگڑا ہو جاتا ہے۔ کوئی شخص یا فریق پولیس میں اطلاع کر دیتا ہے احراری سرغنوں کے راز بھی اب اسی طریق پر افشا ہو رہے ہیں۔

اصل میں بات یہ ہوئی۔ کہ ملا حبیب الرحمان لدھیانوی صدر مجلس احرار اس کوشش میں مصروف تھے۔ کہ پنجاب کونسل کے آئندہ انتخابات کے سلسلہ میں کانگریس سے کوئی سودا ہو جائے۔ کانگریسی ہندو انہیں کچھ روپے دلا دیں اور اس کے عوض یہ ایسے قوم فروش مسلمانوں کو کونسل میں بھیجنے کی کوشش کریں۔ جو ہندوؤں کی ہاں میں ہاں ملائیں لیکن یہ سب کچھ انتہائی رازداری سے ہو رہا تھا۔ کیونکہ خطرہ تھا۔ کہ مسلمانوں کا اعتماد کانگریس سے اٹھ چکا ہے۔ اگر ان کو اس سودے کا علم ہو گیا۔ تو چند دنوں میں مجلس احرار کا خاتمہ ہو جائیگا۔

آپ جانتے ہیں کہ ملا حبیب الرحمان لدھیانوی اگر ان معاملات میں بہت بڑے چالاک ہیں تو منشی ظفر علیخاں بھی غیر معمولی طور پر کامیاب واقع ہوئے ہیں۔ ان کو بھی کسی نہ کسی طرح اس کارروائی کا علم ہو گیا۔ اور انہوں نے اس سودے کی خبر "زمیندار" میں شائع کر دی اس افشائے راز پر ملا حبیب الرحمان لدھیانوی بہت بوکھلائے الکاذب کر تہ سکتے تھے "زمیندار" کو ڈانٹنا شروع کر دیا۔ اور صاف کہہ دیا کہ "زمیندار" سرکاری اخبار ہے۔ "وہ سرکاری تار کے اشارہ پر ناچتا ہے۔ بد دیانت ہے اور مجلس احرار کا دشمن ہے"۔ "زمیندار" بھی کب خاموش رہنے والا تھا۔ اس نے نہایت ہی معنی خیز انداز سے ملا صاحب کو مخاطب کر کے لکھا کہ حضرت!:-

"جس کانگریس کا آپ نے ذکر کیا۔ یہ وہی کانگریس تو نہیں جس کی مجلس عاملہ کی رکنیت کی آرزو مجلس احرار کے بعض زعما کے دلوں میں چھپی ہوئی تھی۔ لیکن جو باوجود سخت کوشش کے پوری نہ ہو سکی جس کی وجہ سے انہوں نے کانگریس سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ مولانا عبدالقادر قصوری جیسا مخلص اور ہوشمند زعیم آج سیاسیات سے کنارہ کش ہو کر زاویہ نشین ہو چکا ہے کیا اس میں مجلس احرار کے بعض زعما کی معاندانہ ریشہ دوانیوں کو کچھ دخل نہیں اور کیا اس کا سلسلہ مجلس عاملہ کانگریس کی رکنیت کے قصے سے نہیں مل جاتا؟"

(زمیندار ۱۰ر جولائی)

اس کے ساتھ ہی کسی "گھر کے بھیدی" کا قلم "زمیندار" کے صفحات پر حرکت میں آ گیا۔ اور اس نے ملا حبیب الرحمان اور ان کے ساتھیوں کو بہت بری طرح لتاڑا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ گھر کا بھیدی خود منشی ظفر علی خاں ہی ہیں۔

یہ "گھر کا بھیدی" زمیندار اور منشی ظفر علیخاں کی ان خدمات کا ذکر کرتے ہوئے جو انہوں نے مجلس احرار کے لئے انجام دیں لکھتا ہے

"زمیندار" کو کبھی کبھی مجلس احرار کے ارباب بست وکشاد کی حکمت عملی اور طرز کار سے اختلاف ہوا۔ اور شدید اختلاف ہوا۔ لیکن یہ اختلاف دل سے نکل کر کبھی زبان قلم یا صفحہ قرطاس پر نہیں آیا۔ مجلس احرار کے ارباب بست وکشاد نے بعض دفعہ صریح بیجا عنوانیاں کیں

لیکن زمیندار"...... ان بے عنوانیوں پر پردہ ڈالتا رہا۔ اور خون جگر کھا کر خاموش ہو رہا۔ اب بھی "زمیندار" کا یہی خیال تھا۔ کہ دنیا والوں تک ان اندرونی اختلافات کی حقیقت نہ پہنچے اور مسلمانوں کی اس "آزاد خیال" جماعت کا بھرم قائم رہے"۔

(زمیندار ۱۰ر جولائی)

"گھر کے بھیدی" نے تسلیم کیا ہے کہ احراری سرغنے بے عنوانیاں کرتے رہے۔ لیکن محض ان کا بھرم قائم رکھنے کے لئے "زمیندار" سکوت عن الحق کا سنا ٹا چھایا رہا۔ یہ ہے "زمیندار" کی حق گوئی کی حقیقت۔ وہ بے عنوانیاں کیا تھیں؟ غالباً چندہ کی تقسیم میں کوئی گڑبڑ کی ہو گی۔

ملا حبیب الرحمان لدھیانوی کی ان منصوبہ بازیوں اور خفیہ در اندازیوں کا ذکر کرنے کے بعد جو انہوں نے "زمیندار" کو کچلنے کے لئے اختیار کر رکھی ہے۔ "گھر کا بھیدی" ملا مذکور اور ان کے ساتھیوں کا نقشہ مندرجہ ذیل دلچسپ و معنی خیز الفاظ میں کھینچتا ہے۔

"مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی اور ان کے تبہ

حواشی ...... نے یہ سمجھ رکھا ہے۔ کہ اللہ تعالی نے اگر ارسطو کا مشائی دماغ افلاطون کا اشراقی شعور، بوعلی سینا کی حکیمانہ ذہانت، سحبان وائل کی خطیبانہ فصاحت، مصطفٰے کمال کی مجاہدانہ عزیمت اور رضا شاہ پہلوی کا خسروانہ تدبر کسی کے حصہ میں آیا ہے تو وہ ہمارے حصہ میں آیا ہے۔ ہم ہی ہندوستان کی اندرونی سیاسی اور مذہبی گتھیوں کو سلجھانے کے اہل ہیں۔ ہم ہی ماورائے ہند کی اسلامی دنیا کے عقدوں کو اپنے ناخن تدبر سے کھول سکتے ہیں اور ہم ہی مسلمانان ہند کے سواد اعظم کے قائد معظم ہیں۔ ہمارے سوا باقی جتنے کلمہ گو اس تیرہ خاکدان ہند میں بستے ہیں۔ وہ سب کے سب جہل مرکب کے پتلے ہیں۔ سوتی ہیں ژولیدہ دماغ ہیں۔ غیر ذمہ دار ہیں۔ مسلمانوں کے نادان دوست ہیں اور حد درجہ آخر بددیانت بھی ہیں اور ٹوڈی بھی ہیں۔ اس منطق کا اطلاق ان اسلامی صحافتی اداروں پر بھی ہوتا ہے۔ جن کو بدنصیبی سے ان مقدسین کے ساتھ کسی قسم کا یا رائے اختلاف ہو چنانچہ اولامری اقتدار کے اس اونچے تخت سے جس پر یہ مقدسین جلوہ فرما ہیں۔ آج دفعتہً و بغتتہً بیک جنبش قلم یہ فرمان قضا توامان جاری ہو ہی تو گیا۔ کہ "زمیندار" سرکاری اخبار ہے، بددیانت ہے اور مجلس احرار یعنی وقت کی دولت عالیہ اسلامیہ کا باغی ہے"۔ (زمیندار ۱۰ر جولائی)

مندرجہ بالا الفاظ ملا حبیب الرحمان لدھیانوی اور ان کے رفقا کار کی خود پسندی اور بددماغی کی صحیح تصویر پیش کرتے ہیں۔

نام نہاد مجلس احرار احمدیت کی معنوتانہ مخالفت میں دن رات مصروف رہتی ہے۔ احراری سرغنے جماعت احمدیہ کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا اپنا مقصد بیان کرتے ہیں۔ لیکن دراصل احمدیت دشمنی میں ان کی دوسری سنہری، رذیل اغراض پوشیدہ ہیں۔ "گھر کے بھیدی" نے ان کی طرف بھی اشارہ کیا۔ وہ لکھتا ہے کہ منشی ظفر علیخاں عرصہ دراز سے احمدیت کی مخالفت میں مصروف ہیں اور انہوں نے پوری سرگرمی

اور کوشش سے احمدیت کے خلاف ایک زبردست ماحول پیدا کیا ہے اور

"زمیندار" ہی کا پیدا کیا ہوا ماحول تھا جس میں بالآخر مولانا حبیب الرحمان اور ان کے لگے بندھوں کے جوش قادیان شکنی نے ایک منظم شکل اختیار کی.... اس مضمون کی دوسری قسط میں بتایا جائیگا کہ مجلس احرار میں مولانا حبیب الرحمان اور ان کے حواشی کی قادیان شکنی کی سرگرمیوں کی کیا اصلیت ہے۔ ان سرگرمیوں کی تاریخ کب شروع ہوئی ہے اور ان سرگرمیوں کی تہ میں کون سے اغراض پوشیدہ تھے"!

(زمیندار ۱۰ر جولائی)

گھر کے بھیدی نے جو کچھ لکھا ہے اس پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ اس سے احراریوں کے مقاصد و عزائم پر کافی روشنی پڑتی ہے اور یہ حقیقت بالکل عیاں ہو جاتی ہے کہ مجلس احرار خود غرض زرپرست اور جاہ طلب لوگوں کا خطرناک ٹولا ہے۔ ان کو دین و ملت سے قطعاً کوئی ہمدردی نہیں۔ احمدیت کے خلاف انہوں نے جو طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا ہے وہ ایک خالص شرارت اور فریب ہے

اللہ اکبر! جن لوگوں کے عزائم و اعمال کی یہ کیفیت ہے، وہ یہ متکبرانہ دعوے کر رہے ہیں کہ ہم احمدیت ——— خدا کے لگائے ہوئے پودے کو فنا کر دیں گے، جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ اللہ کے لگائے ہوئے پودوں کو اکھاڑنے کی کوشش والے خود ہی تباہ و برباد ہو جایا کرتے ہیں۔ قدرت کا مخفی ہاتھ نہایت خاموشی سے مصروف حرکت ہے اور اس نام نہاد جماعت کے راز خود اسی کے سرغنوں کے ذریعے منظر عام پر آ رہے ہیں۔

مسجد شاہ چراغ مسلمانوں کو واپس کر دیجائیگی

حکومت پنجاب نے یہ اعلان کر کے کہ سشن کورٹ لاہور متصل ہائیکورٹ یعنی مسجد شاہ چراغ یکم جنوری ۳۶ء تک مسلمانوں کو واپس کر دی جائے گی ایک ایسا قابل تعریف قدم اٹھایا ہے جو مصلحت اور انصاف و تدبر کے بالکل مطابق ہے۔ سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ یہ عمارت حکومت نے سنہ ۱۸۶۰ء میں ایک ایسے آدمی سے خریدی تھی۔ جو اسے ذاتی سکونت کیلئے استعمال کرتا تھا۔ مسلمانوں نے اس مسجد کی واپسی کے متعلق متعدد درخواستیں دیں۔ ان درخواستوں کے جواب میں حکومت نے اعلان کیا تھا۔ کہ جب نئی عدالت سشن تعمیر کی جائے گی، تو اس مسجد کے استرداد پر غور کیا جائیگا۔ اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ گذشتہ ہفتے کے صبر آزما واقعات کے دوران میں مسلمانوں نے پنجاب میں بالعموم اور لاہور میں بالخصوص ضبط و تحمل سے کام لیا ہے مسجد جلد از جلد انجمن اسلامیہ لاہور کی وساطت سے واپس کر دی جائے گی۔ جب تک عدالت سشن کے لئے نئی عمارت تعمیر نہ ہو جائے اس وقت تک دفاتر سشن کو عارضی طور پر کسی اور عمارت میں منتقل کر دیا جائے گا۔ اس منصفانہ فیصلہ پر ہماری طرف سے اظہار مسرت ہو رہا ہے۔ بے شک حکومت نے اپنا ایک اہم فرض انجام دے کر جو کہ اسے آج سے بہت سے پہلے انجام دے دینا چاہیئے تھا۔ کمال عقلمندی کا ثبوت دیا ہے جس پر ہم اسے دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں

مخالفین احمدیت کیلئے ایک قابل غور بات

حکومت کے مولہ بالا اعلان پر اسلامی حلقے اور اخبارات خوشی کا اظہار کر رہے ہیں اور سکھوں کے افسوسناک طرز عمل کے مقابلے پر اسے بے حد مستحسن قرار دیا جا رہا ہے چنانچہ معزز معاصر "انقلاب" اپنی ۱۰ر جولائی کی اشاعت میں رقمطراز ہے کہ

"ہمیں مسجد شاہ چراغ کے متعلق حکومت کے اس قطعی و حتمی اعلان سے بیحد خوشی ہوئی۔ اگرچہ حکومت نے اس سے پیشتر بھی مسلمانوں کے پیہم مطالبات پر ہمیشہ مسجد کی واپسی پر آمادگی ظاہر کی لیکن اس دفعہ قطعی اعلان سے یہ امر متیقن ہو گیا۔ کہ مسجد شاہ چراغ سال رواں کے اندر اندر مسلمانوں کو مل جائیگی۔ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ ہم اس حق رسی اور حق نوازی کیلئے حکومت کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور سکھوں سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مسجد شہید گنج تم نے زبردستی غصب کر کے لی تھی، اور مسجد شاہ چراغ کی عمارت کو حکومت نے روپیہ دے کر خریدا تھا۔ ایک غیر ملکی حکومت نے مسلمانوں کے جذبات کا یہ احترام کیا۔ کہ خریدی ہوئی مسجد ان کو بلامعاوضہ واپس کر دی اور ایک ہمسایہ قوم نے جس کے رہنما بڑے حریت نواز و قومیت پرست بنے پھرتے ہیں چھینی ہوئی مسجد مسلمانوں کو دینے سے انکار کر دیا۔ اور عین اس وقت جبکہ مسلمانوں کے قلوب اس مسجد کیلئے بے انتہا مضطرب ہو رہے تھے۔ نہایت وحشیانہ اس کو منہدم کر دیا۔ کیا انسانیت، قومیت ہمسائیگی، شرافت کا یہی تقاضا تھا۔ ....."

متعدد دیگر اسلامی اخبارات نے بھی اسی قسم کے جذبات کے ساتھ حکومت کے اس فعل کی تعریف کی ہے۔ معاصر "سیاست" نے ایک زبردست مقالہ افتتاحیہ لکھا ہے۔ جس کا عنوان ہے "گورنر پنجاب کا نہایت ہی مستحسن اقدام۔ سکھوں اور دوسری اقوام کیلئے سرمہ چشم عبرت"

مخالفین احمدیت کی طرف سے حضرت مرزا صاحب پر حکومت انگریزی کی بیجا طرفداری و حمایت کا الزام لگایا جاتا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے سامنے سکھوں کے عہد حکومت کے افسوسناک اثرات بھی موجود تھے اور حکومت انگریزی کا زمانہ بھی۔ ان دونوں حکومتوں کا موازنہ کرنے کے بعد ہر انصاف پسند انسان حکومت انگریزی کے عدل و انصاف کی تعریف کرنے پر مجبور ہوتا تھا۔ جیسا کہ آج مسجد شہید گنج اور مسجد شاہ چراغ کے بارے میں ہو رہا ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کے زریں اسلامی اصول کی بنا پر ہی انگریزی حکومت کی تعریف اور پابندی قانون کی تلقین کی۔ آج اس حقیقت کو نہایت خوفناک اور بھونڈے طریق پر پیش کر کے حضرت مرزا صاحب اور جماعت احمدیہ پر طرح طرح کے الزامات لگائے جاتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مرزا صاحب اور اسلامی اخبارات کے مذکورہ بالا طرز عمل میں اصولاً کوئی فرق نہیں۔ کیا ہمارے مخالفین ان اخبارات کے اس شریفانہ و منصفانہ فعل کو بھی حکومت پرستی اور ٹوڈی پن قرار دینگے؟ (مرسلہ شدہ)

جن احباب کی طرف پیغام صلح کا چندہ باقی ہے ان کی خدمت میں یاددہانی کرانے کے بعد وی پی ارسال ہو رہے ہیں۔ جن کا وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہے

(مینیجر)

اخبار احمدیہ

——— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

——— جناب دلاور خاں صاحب سیکرٹری جماعت پشاور اپنے تازہ والا نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

پشاور کی آگ میں کسی احمدی کا مکان ضائع نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر ہے۔ جن غریب مسلمانوں کے مکان جل گئے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر اپنا فضل و کرم کرے۔

——— پیغام صلح:- الحمد للہ

——— جناب سید امجد علی شاہ صاحب کورٹ انسپکٹر ریلوے پولیس چند ماہ کی رخصت پر ملتان سے لاہور تشریف لے آئے ہیں۔

——— مولوی نیاز احمد صاحب فاضل مبلغ انجمن آج کل بعدرواہ میں مقیم اور خدمات اسلامی میں مصروف ہیں۔

——— مولوی احمد یار صاحب بی اے مولوی فاضل منشی فاضل مبلغ انجمن تحریر فرماتے ہیں کہ:-

خاکسار دھرم کوٹ گیا تھا۔ وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو نہایت کامیاب لیکچر ہوئے۔ قادیانی دوستوں نے ان کا اثر زائل کرنے کی ہرچند کوشش کی۔ لیکن خدا نے انہیں ناکام رکھا۔

——— شیخ نصیر احمد صاحب خلف الرشید میاں محمد اسمٰعیل صاحب لائل پور کو اللہ تعالیٰ نے امسال ایف۔ اے کے امتحان میں کامیاب کیا ہے اس خوشی میں شیخ صاحب موصوف نے مبلغ پانچ روپے انجمن کو عطا فرمائے ہیں۔ جزاہ اللہ

——— ۱۳ر جون کو عید المیلاد النبیؐ کی تقریب پر جماعت بغداد نے ایک پر رونق جلسہ منعقد کیا۔ جس میں متعدد اصحاب نے مفید و مؤثر تقریریں کیں۔

——— پیغام صلح:- ہماری طرف سے دلی مبارکباد قبول ہو، دعا ہے عزیز موصوف کی یہ کامیابی ان کی آئندہ دینی و دنیوی ترقیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو۔

——— قاضی ستار محمد صاحب سپروری کے اکلوتے صاحبزادے عزیز اشفاق احمد بیمار ہیں۔

——— قاضی عبد اللطیف صاحب انچارج دفتر محاسب بھی کئی روز سے بیمار ہیں۔

——— چودھری محمد امین صاحب سکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا بھائی بیمار ہے۔ پسلی کا اپریشن کرایا ہے۔

——— تمام دوست ان تینوں بیماروں کے لئے درد دل سے دعائے صحت کریں۔

معذرت

منشی حبیب اللہ صاحب کاتب پیغام صلح ۱۱ر جولائی کو ایک روز کی رخصت لیکر وطن گئے۔ لیکن بوجہ بیمار ہو جانیکے وقت مقررہ پر واپس لاہور نہ پہنچ سکے۔ ۱۴ر جولائی کی دوپہر کو آئے۔ اس وجہ سے پیش نظر پرچہ ایک روز کی تاخیر سے شائع ہو رہا ہے قارئین کرام سے معذرت خواہ ہوں۔

مخالفین احمدیت دشمنان اسلام کے نقش قدم پر

حضرت مرزا صاحب پر بے معنی اعتراضات

خطبہ جمعہ ۵ر جولائی ۱۹۳۵ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ بمقام ڈلہوزی

والذاریات ذرواً ۔۔۔۔۔۔ الذین ھم فی غمرۃ ساھون (الذاریات) انکم لفی قول مختلف اس سوال کے یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے سوال کے حل کرنے میں تم طرح طرح کی باتیں کرتے ہو مختلف قسم کے حل کرتے ہو۔ یوفک عنہ من افک جس کی قسمت میں الٹا پھرجانا ہے۔ وہ الٹا پھرجاتا ہے اور صحیح راستہ پر نہیں رہتا۔

حضرت نبی کریمؐ کے متعلق کفار مکہ کی باتیں

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جب مکہ کے لوگ بیٹھ کر سنجیدگی کے ساتھ باتیں کرتے تھے۔ تو مختلف رائیں قائم کرتے تھے۔ کوئی کہتا تھا شاعر ہے کوئی کہتا تھا مجنون ہے۔ کبھی ساحر قرار دیتے تھے۔ اور کبھی مفتری ٹھیراتے تھے۔ اور کبھی پریشان خوابوں کا دیکھنے والا، ایک ایسی ہی مجلس کا ذکر ہے کہ ایسی باتیں کرتے کرتے یہ قرار پایا کہ کذاب ہے ساتھی میں سے ایک نے کہا کہ ہم نے تو ساری عمر اس کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا غرض کسی صحیح حل پر نہیں پہنچتے تھے۔

کفار مکہ صحیح رائے قائم نہ کرسکے۔

صحیح حل کسی سوال کا ایک ہی ہوتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا۔ جب حساب کے کسی سوال میں غلطی پڑجائے تو پھر انسان خواہ کتنی بھی ٹکریں مارتا ہے اس کا صحیح حل نہیں ہوسکتا۔ یہی حال سب معاملات کا ہے۔ کفار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نہ کسی ایک رائے پر پہنچ سکے اور نہ اس پر متفق ہوسکے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صحیح حل پر نہ پہنچ سکے۔

عیسائیوں کا طرزِ عمل

یہی حال آج کل کے زمانہ میں ہے۔ ایک وقت تک تو عیسائیوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو رد کرنے کے لئے اس طریق کو اختیار کئے رکھا کہ آپ کی بدگوئیاں کی جائیں۔ بری سے بری تصویر شائع کی جائے اور طرح طرح کے الزامات لگائے جائیں۔ یہ خیال نہ کیا کہ اگر اتنا ہی برا انسان تھا تو ایسا زبردست انقلاب کس طرح پیدا کردیا۔ آخر یہ سوال تو پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا ایسی بات آپکے اندر تھی۔ کونسا وہ اثر تھا۔ جس نے اتنا بڑا انقلاب پیدا کردیا

حضرت نبی کریم صلعم کا پیدا کردہ عظیم الشان انقلاب

ایک معمولی انسان اٹھتا ہے اور کوئی بڑا کام کرتا ہے تو اس کے متعلق یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ کوئی غیر معمولی قابلیت اس کے اندر ہے۔ اور سب اس کی تعریف کرتے ہیں تو جس شخص نے کروڑوں لوگوں کے خیالات کو بدل دیا لوگوں کی ذہنیتوں کو تبدیل کردیا۔ ان کے عادات و اطوار، رسم و رواج اور اخلاق کو بدل کر بہت بلند کردیا اس کے متعلق یہ سوال طبعاً پیدا ہوتا ہے کہ کس طرح اس نے ایسا کردیا، آخر کوئی چیز اس کے اندر ہے۔ کوئی اور طاقت اس کے ساتھ ہے۔ جس نے یہ سارا کام آپ سے کرایا۔

وحی کے وقت حضرت نبی کریمؐ کی حالت

وحی الٰہی جو آپکو ہوتی تھی۔ آج لوگوں کو یہ بھی ایک عجیب بات معلوم ہوتی ہے آج اس مادی زمانہ میں عالم روحانیات سے اس قدر بُعد ہوگیا ہے۔ وحی اور اس کی کیفیت کو سمجھنا ہی لوگوں کے لیے مشکل ہوگیا ہے یہانتک کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کے وقت جو حالت ہوجاتی تھی وہ خود ایک معمہ ہے جس کو یورپ ابھی تک حل نہیں کرسکا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا آنا ایک ایسی کیفیت ہے جسے گھر کے اندر بھی اور گھر کے باہر بھی لوگوں نے دیکھا محسوس کیا اس کی شہادت دی۔ یہ تمام حالات تاریخ میں محفوظ ہیں۔ نہایت صحیح حدیثوں کے اندر ایسے واقعات موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وحی کے وقت آپ کی ایسی حالت ہوجاتی تھی کہ جیسے کسی دوسرے عالم میں آپ بیٹھے ہیں، نہایت سخت سردی کے موسم میں جب آپکو وحی ہوتی تھی تو آپ پسینہ پسینہ ہوجاتے یہ کیا بات تھی اس کو بناوٹ تو نہیں کہہ سکتے یوں تو ہوسکتا ہے کہ ایک شخص رات کو گھر میں سو رہا اور دن کو آکر کہہ دیا کہ مجھے رات کو وحی ہوئی ہے۔ لیکن ایک شخص مجلس کے اندر بیٹھا ہے اور سردی کا عالم ہے۔ اس وقت اس پر وحی ہوتی ہے جس سے یکلخت اس کی کیفیت ہی بدل جاتی ہے اور وہ پسینہ پسینہ ہوجاتا ہے اس کو کیا کہا جائیگا؛

ایک صحابیؓ کی روایت

دوسری کیفیت ایک صحابیؓ نے بیان کی ہے کہ آپؐ بیٹھے تھے اور آپکا گھٹنا میرے گھٹنے پر تھا۔ آپ کا بیٹھنا بڑا بے تکلف ہوتا تھا یہ نہیں کہ آج کل کے پیروں کی طرح الگ اور نمایاں ہوکر بیٹھیں۔ بلکہ آپؐ بے تکلفی کے ساتھ دوستوں میں مل جل کر بیٹھتے تھے۔ تو وہ صحابی بیان کرتے ہیں کہ اسی حالت میں جب آپ اپنا گھٹنا میرے گھٹنے پر رکھے بیٹھے تھے آپ پر وحی کی کیفیت طاری ہوئی۔ اور آپ کے اندر ایسا تغیر ہوا کہ آپکے گھٹنے کے بوجھ سے ایسا معلوم ہوتا کہ میرا گھٹنا ٹوٹ جائیگا۔ اس کو کیا کہا جائے گا۔ آخر یہ کسی انسان کی اپنی پیدا کردہ بات نہیں ہوسکتی۔

یہ تغیر یقیناً خدا کی طرف سے تھا۔

اور پھر اس کے بعد آپ خدا کا کلام سناتے ہیں۔ بیس بیس رکوع کی لمبی سورتیں آپ پر نازل ہوتی ہیں، اور جب وہ حالت ختم ہوجاتی ہے تو آپ تمام کی تمام سورت اسی وقت لکھوا دیتے ہیں قلم دوات آپکے ساتھ ہر وقت موجود رہتی تھی۔ سفر میں بھی قلم دوات اور کاغذ موجود ہوتے تھے۔ یہانتک کہ ہجرت میں بھی اور کوئی چیز آپکے پاس نہ رہتی۔ صرف کاغذ اور قلم دوات ساتھ تھی۔ تاکہ جس وقت وحی نازل ہو اسے لکھوا دیا جائے پھر اسی کو نمازوں کے اندر بھی پڑھتے تھے۔ اور کوئی غلطی آپ سے نہ ہوتی تھی۔ اب اس سارے واقعہ پر غور کیجئے ایک تو ظاہری طور پر آپ کے جسم پر انقلاب آتا ہے جو اس عالم کے تاثرات کے بالکل خلاف ہے۔ پھر اس قدر لمبی لمبی سورتیں نازل ہوتی ہیں۔ جن کو آپ اس کے معاً بعد اسی وقت لکھوا دیتے ہیں۔ پھر نمازوں کے اندر خود انہیں پڑھتے ہیں۔ اگر ایک حرف کی بھی اس میں کمی بیشی ہو تو لوگ چھوڑ کر چلے جائیں۔ یہ تمام واقعات ایک عظیم الشان شہادت ہیں اس بات پر کہ وہ تغیر فی الواقع خدا کی طرف سے تھا۔

کلام الٰہی کے عجائبات

پھر اسی کلام کے اندر جو عجائبات ہیں۔ وہ اور بھی اس کے خدا کی طرف سے ہونے کا ثبوت ہیں یہ نہیں کہ یونہی بے معنی فقرات ہوں بلکہ بڑے بڑے مضامین اس کے اندر موجود ہیں۔ جو ایک امی انسان کے دماغ کا نتیجہ نہیں ہوسکتے

یورپ کی اٹکل بازیاں

اب یورپ کے لوگوں نے جو اس کیفیت کو دیکھا۔ جو وحی کے وقت آپ کی ہوتی تھی تو اور تو کوئی بات نہ بن آئی۔ تو کہہ دیا کہ مرگی کا دورہ آپ کو پڑتا تھا۔ ابتک بھی اس بات پر بڑا زور دیا جاتا ہے۔ بڑے بڑے عقلمند بغیر اس کے کہ تمام حالات پر غور کریں۔ اس خیال کی تائید کرنے لگ جاتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ انسان کی حالت مرگی کے وقت متغیر ہوجاتی ہے لیکن کیا کسی نے دیکھا کہ کوئی مرگی زدہ انسان ایسے دورہ کے بعد ایسا کلام بھی پیش کرسکے اور پھر اس کا حافظہ ایسا تیز ہو کہ اس کو ہر وقت سنا بھی سکے۔ مرگی والے کا تو حافظہ خاک بھی نہیں ہوتا لیکن یہ شخص تو اس کلام کو لکھوا بھی دیتا ہے اور پھر مختلف اوقات میں بار بار اسے پڑھتا ہے فرمایا قتل الخراصون۔ اٹکل باز مارے گئے خرص کے معنی ہیں اٹکل دوڑانا۔ یہ جتنے تھیوریاں قائم کرنے والے ہیں سب اٹکل باز ہیں۔ اسی قسم کے اٹکل باز وہ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی رائیں قائم کرتے ہیں۔ انہی لوگوں میں سے ایک بہت بڑا مستشرق ہے مارگولیتھ۔ اس نے بھی ایک ایسی ہی بات لکھی تھی کہ ایک جھوٹی سوسائٹی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنائی ہوئی تھی۔ پچھلے ہی سال پیرسن میگزین نے ایک مضمون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق شائع کیا تھا۔ اس میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت کو مرگی کا دورہ قرار دیا تھا۔

کیا مرگی زدہ انسان کا حال ایسا ہوتا ہے؟

حیرت ہے ان لوگوں کو ایسی باتیں بناتے وقت اس بات کا خیال نہیں آتا کہ کیا مرگی والے کی وہ حالت ہوتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی؟ میں کل ہی اتفاق سے ایک حدیث پڑھ رہا تھا۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان کیا گیا ہے۔ اس حلیہ میں ایک بات یہ لکھی ہے کہ جب آپ کو ہنسی آتی تو آپ کا چہرہ اس طرح چمک اٹھتا تھا کہ ایک نور نظر آتا تھا۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا جس پر مرگی کے دورے پڑتے ہوں اس کا چہرہ بھی کبھی شگفتہ ہوتا ہے وہ تو ہر وقت پژمردہ اور اداس سا رہتا ہے

حضرت نبی کریمؐ کی شگفتہ مزاجی

لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک پژمردہ انسان کی طرح نہ تھے۔ آپ لوگوں میں نہایت خوش مزاج، مزاح کرنے والے اور شگفتہ طبیعت رکھتے تھے۔ کیا کسی نے کسی مرگی والے کے چہرے پر بھی خوشی کے آثار دیکھے ہیں؟ اس کو تو ایک دورہ پڑتا ہے تو کئی کئی دن تک ہوش و حواس قائم نہیں ہوتے۔ تو پھر جس شخص کو اتنے مرگی کے دورے پڑتے ہوں کہ ہر روز کئی کئی مرتبہ یہی کیفیت ہوتی ہو۔ اس کا کیا حال ہوگا؛ لیکن یہ مرگی کے دورے والا عجیب ہے کہ دوستوں میں بیٹھتا ہے تو ہنسی خوشی باتیں کرتا ہے اور کوئی آثار اس پر پژمردگی کے نہیں ہوتے۔

حضرت نبی کریمؐ شجاعت

میدان جنگ میں وہ اس قدر شجاع ہے کہ عین گھمسان کے اندر دشمن کو پکار کر کہتا ہے انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب خود اپنے آپ کو ظاہر کردیتا ہے۔ کیا کوئی مرگی والا بھی کبھی کسی لڑائی میں گیا ہے اور اس سے کوئی شجاعت کا کام ہوا ہے؟ آپ کا تو یہ حال تھا کہ ایک دفعہ رات کو کچھ آوازیں سنائی دیں لوگ اٹھے اور ابھی جانے کی تیاریاں ہی کررہے تھے، تو دیکھا کہ ایک شخص ننگا گھوڑے پر سوار آرہا ہے۔ معلوم کیا تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور آپ نے فرمایا کہ کچھ خطرے کی بات نہیں۔ میں جاکر دیکھ آیا

آیا ہوں جس شخص کے اندر اتنی شجاعت ہو۔ اس کو اگر کہا جائے کہ مرگی کا دورہ پڑتا ہے تو اس سے بڑھ کر حق ناشناسی اور کیا ہوگی۔ یہ تکل بازوں یا پھبتیاں بنانے والوں کے کام ہیں۔ یہ لوگ جب اپنی پھبتیاں بناتے ہیں۔ ایسی ہی بے بنیاد باتوں پر بناتے ہیں۔

مخالفین احمدیت کے بے معنی اعتراضات

اسی طرح آج کل یہ بھی سلسلہ چل رہا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے متعلق بڑے بڑے عقلمند یہ رائے لگا رہے ہیں کہ آپ مراقی تھے میں حیران ہوتا ہوں کہ بھلا کیسے اس بات کا یقین دلائیں گے۔ ان کو جو آپ کے پاس بیٹھے ہیں۔ ان کے تو چہرے پر ہی تبسم کھیلتا تھا۔ ہر وقت دوستوں میں خوش خوش رہتے اور ہنستے ہوئے باتیں کرتے۔ ہم تو دن رات آپ کے پاس بیٹھتے رہے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ آپ کے اپنے چہرے پر کبھی پژمردگی کبھی غم کے آثار نہ ہوتے تھے بلکہ چہرے کی طرف دیکھنے سے دوسروں کا بھی غم دور ہو جاتا تھا۔

حضرت مرزا صاحب کا عظیم الشان کام

پھر کام جو آپ نے کیا۔ جس طرح قرآن کی محبت دلوں میں ڈالی اور اس کو پھیلانے کا ایک جوش اور ولولہ پیدا کر دیا۔ اگر فی الواقع مراقی اور مجنون بھی یہ کام کر لیا کرتے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں ان کم بخت تندرستوں کو کیا ہو گیا کہ ان سے کوئی اس قسم کا کام نہیں ہو سکتا۔ آپ کی تو صحبت کے اندر وہ اثر تھا کہ میں علی وجہ البصیرت یہ گواہی دیتا ہوں کہ محض آپ کی صحبت میں بیٹھنے سے ہی لوگوں کی زندگیاں بدل گئیں۔ جو رشوت لینے کے عادی تھے جب آپ کی صحبت میں آکر بیٹھے تو رشوت کی عادت ان سے چھوٹ گئی چور اور ڈاکو جب آپ کی صحبت سے متاثر ہوئے۔ تو چوری اور ڈاکہ زنی سے وہ تائب ہو گئے۔ کیا کبھی کسی مراقی اور مجنوں کی یہ کیفیت آپ نے دیکھی ہے۔ لیکن نہیں ان باتوں سے تو کوئی مطلب نہیں۔ ایسی محض چند جہلا کو خوش کرنا مقصود ہے۔

کیا مراق کا مریض اس قدر عظیم الشان کام کر سکتا ہے؟

میں پوچھتا ہوں کہ مراق کی بیماری حضرت مرزا صاحب کو ہوتی تو کس طرح اتنا بڑا کام کر سکتے تھے۔ کیونکر اتنے لوگ آپ کے گرد جمع ہو سکتے تھے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ آپ کو دوران سر کا مرض تھا۔ لیکن اس کو مراق کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ جب وہ حالت دور ہو جاتی تھی۔ تو پھر وہی مرزا صاحب ایسے ہشاش بشاش ہوتے تھے کہ گویا کوئی تکلیف ہی نہیں تھی۔ یہ مراق والے کی عادت نہیں ہوتی۔ لیکن انہوں نے کسی نہ کسی طریق سے جھٹلانا ہی کسی نے مراق کہہ دیا۔ کسی نے افترا کہہ دیا۔ کسی نے سحر اور مسمریزم قرار دے دیا۔ کسی ایک بات پر اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایک صادق انسان کا معاملہ اس قدر مشکل ہوتا ہے کہ سوائے صحیح حل کے اور کسی بات پر انسان قائم نہیں رہ سکتا۔ لیکن یہی باتیں ان کے پاس لے دے کے رہ گئی ہیں۔

قابل غور بات

میں تو حیران ہوتا ہوں ان لوگوں پر جو کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے خدا پر افترا کیا اور جھوٹ بولا کہ خدا کی وحی ہے۔ جو شخص جھوٹ بولتا ہے اس کے تو رگ و ریشہ میں جھوٹ سرایت کئے ہوئے ہوتا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو دشمنوں تک کو اعتراف تھا کہ آپ نے جھوٹ کبھی نہیں بولا۔ اور نہ صرف آپ کے متعلق بلکہ آپ کے صحابہ متعلق بھی۔ اسماء الرجال کی کتابوں میں باپ کے اعمال و اخلاق پر بیٹے کی نکتہ چینی موجود ہے۔ لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق سب کا اعتراف ہے کہ جو روایت صحابی تک پہنچ جاوے وہ جھوٹ نہیں ہو سکتی۔ ایسا ہی یہ جو کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کے متعلق کہ معاذ اللہ دجال ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کیا دجال قرآن کے ساتھ ایسی محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا کر سکتا ہے کہ اس کے تراجم کر کر کے دنیا میں پھیلائے جائیں۔ وہ ایک قوم کی قوم کو اٹھا کر کام میں لگا دیتا ہے۔ وہ خادم اسلام ہے۔ اس کی کتابوں کے اندر وہ علوم ہیں جن سے اسلام کی صداقت اظہر من الشمس ہوتی ہے۔

راستباز ہی بالآخر کامیاب ہوتے ہیں

ذرا جھوٹا کہہ دینے سے کچھ نہیں بنتا جب تک غور اور توجہ کے ساتھ اس کے کلام کو نہ دیکھا جائے اس کے خیالات کو نہ سنا جائے اور اس کے اعمال کو نہ دیکھا جائے۔ افسوس ہے کہ ہمارے مخالفین کو اس سے کوئی غرض نہیں لیکن یاد رکھئے کہ آج یہ لوگ مفتری اور کذاب کہتے ہیں۔ کل کو ان کی اولادیں ہوں گی جن کے سامنے جب حقائق آئیں گے۔ اس کی خدمت اسلام کے کھلے اور روشن نتائج ان کے سامنے ہوں گے تو وہ ان لوگوں کو ملامت کریں گے۔ پھر ایک دفعہ اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اور وہ آخر کار غور کر کے حق اور صداقت کو پا لیں گی۔ ایک بیج ابتدا میں حقیر چیز سمجھا جاتا ہے لیکن جس بیج کو پانی مل جائے وہ درخت بننے سے نہیں رہتا۔ اسی طرح صداقت بھی ایک بیج ہے۔ یہ بھی ایک درخت بن کر رہتی ہے۔ راستبازوں کے ساتھ ہمیشہ یہی سلوک ہوتا چلا آیا ہے۔ ہر ایک راستباز کی یہی حالت ہے۔ لیکن اس کی راستبازی کو کوئی مٹا نہیں سکتا اور وہ آخر کار کامیاب ہو کر رہتا ہے۔

(بقیہ صہ ۲)

رسول رب العالمین صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کی ہتک اور توہین نہ کرو۔ کیا یہ توہین کچھ کم ہے کہ اس کی اتباع سے اگر نبی بھی بنا۔ تو اب نبی بنا ہے۔ جس کو ساری عمر اپنا نبی ہونا ہی سمجھ نہیں آیا۔ تمہارا دین تو وہ ہو۔ جو عام مسلمانوں کا دین یعنی اسلام ہے اور نبی اس کو مانو۔ جس کا کوئی اپنا لایا ہوا دین اور ہدایت اور کتاب الٰہی نہیں ہے یہ بھی کوئی دین اور ایمان ہے کہ کلمہ تو پڑھو حضرت محمد رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کا اور نبی مانو اس کو جو خدا کے الہام اور کلام میں درحقیقت نبی نہیں۔ مگر مجازاً و استعارۃً اور جو اعلان کر رہا ہے کہ میں ان معنوں میں نبی نہیں جن معنوں میں کہ خدا کی کتابوں میں نبی نبی کہلاتے ہیں

شوق تکفیر کا نتیجہ عنقریب معلوم ہو جائیگا

ہاں چونکہ تم کو ایک جنون ہے کہ مسلمانوں کو اس لفظ نبی کی آڑ لے کر کلمے بندوں کا فر کہہ دو۔ اس کا نتیجہ بھی عنقریب عند المتبین کھلا رہے گا۔ اب نہ ہو کہ تم بہاء اللہ کے پیرؤں کی طرح اسلام سے علیحدہ ہو کر شمار ہونے لگو۔

آؤ خدا سے ڈر جاؤ۔ کیونکہ یوم حساب قریب ہے

اجرائے نبوت کا عقیدہ کسی طرح بھی صحیح نہیں

دیکھو حدیث میں بھی آنے والے مسیح کو امامکم منکم فرمایا۔ نبیکم منکم نہیں کہا۔ اگر کہو کہ مسلم میں روایت ہے جس میں چار دفعہ نبی اللہ کا لفظ آنے والے عیسٰی کے متعلق آیا ہے۔ سو اس کا صاحب ترمذی نے جواب دیدیا ہے کہ مسلم کی روایت صحیح نہیں ہے۔ وہی نواس بن سمعان راوی جو کلابی اس روایت کا ہے جب ترمذی اس سے بعینہ وہی لفظ نقل کرتا ہے تو وہی راوی لفظ نبی اللہ کو چاروں دفعہ ترک اور حذف کر دیتا ہے اب ترمذی کو جھوٹا بناؤ۔ یا مسلم کو۔ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال پس آنحضرت کے بعد نبی کا آنا ماننا کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔

مسجد شہید گنج کی شہادت

پر کانگرسی مسلمانوں کا رویہ

دہلی کی کانگرسی جمعیۃ العلماء کی افسوسناک خاموشی

(از مولانا میر محمد یعقوب صاحب ایم۔ ایل۔ اے آف مراد آباد)

لاہور کی مسجد شہید گنج کا واقعہ مسلمانوں کے واسطے جس قدر رنجدہ اور اشتعال انگیز ہے اس سے کہیں زیادہ سبق آموز اور بیدار کن ہے۔ محض یہی واقعہ قابل توجہ نہیں ہے کہ شہید شدہ مسجد کی تعمیر کس طرح دوبارہ کی جائے جس سے مسلمانوں کے زخمی دلوں کا اندمال ہو بلکہ یہ بھی دیکھنا ہے کہ آئندہ ہندوستان میں مسلمانوں کے معابد اور مساجد متعصب معاندین کی زد سے کس طرح محفوظ رہیں گے جو مسلمان انگریزی اقتدار کو کم کرکے ہندوستان میں ہندی فوج کا تسلط چاہتے ہیں میں اُن سے پوچھتا ہوں کہ ایسے مواقع پر جیسا کہ لاہور میں پیش آیا ہے۔ ہمارے مساجد اور معابد کس طرح محفوظ رکھے جاسکتے ہیں؟ اسی سلسلہ میں خاص طور پر یہ امر قابل توجہ ہے کہ لاہور میں مسجد شہید گنج کی شہادت کا واقعہ ایسے زمانہ میں پیش آیا ہے جبکہ کانگرس کے معزز صدر بابو راجندر پرشاد صاحب پنجاب کا دورہ کر رہے تھے۔ اور لاہور میں تشریف فرما تھے۔ کیا کوئی قوم پرست مسلمان صاحب مجھے بتائیں گے کہ اپنے لاہور کی موجودگی میں معزز صدر کانگرس نے جھگڑے کا فیصلہ کرنے کے واسطے کیا کیا۔ اور لاہور میں مسلمانوں اور سکھوں میں مذہبی تعصب کی بھڑکتی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے واسطے انہوں نے کیا تدبیر اختیار کی؟

امرتسر کے ہر دلعزیز کانگرس لیڈر ڈاکٹر سیف الدین کچلو کا بیان اس معاملہ میں مسلمانوں کے واسطے نہایت ہی دل شکن اور عبرت ناک ہے جبکہ وہ فرماتے ہیں کہ "قومی معاملات کے سوا ان کو فرقہ وارانہ معاملات کی جانب توجہ کی مطلق ضرورت نہیں ہے"۔ چاہے مسلمانوں کے مذہب کی توہین کتنی ہو جائے مسلمانوں کی عبادت گاہ شہید ہو جائے مگر اس مدعی آزادی کے منہ سے اف تک نہیں نکلتا۔ حالانکہ وہ پنجاب کے بڑے لیڈر ہیں اور ہر قومی معاملہ میں ٹانگ اڑانے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ یہ قومی حمیت ہے اور یہ اسلامی جوش ہے اُن مسلمانوں کا جو کانگرس کے حق میں خط غلامی لکھ چکے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سب سے زیادہ مستلزم سرزنش جمعیۃ العلماء دہلی کی حیرت انگیز اور پرمعنی خاموشی ہے۔ عراق اور یمن کے مسلمانوں کے ہاتھ میں پھانس لگ جائے تو یہ حاملان شریعت تلملا اٹھتے ہیں۔ لیکن دہلی اور دیوبند سے چار قدم کے فاصلہ پر مسلمانوں پر مظالم ہو رہے ہیں اور خانہ خدا کو مسمار کرکے نیست و نابود کیا جا رہا ہے مگر ان حضرات کی زبانیں فالج زدہ اور قلم ساکت ہیں۔ مقام عبرت ہے کہ جمعیۃ العلماء دہلی کے واجب التعظیم ناظم صاحب جو کانگرس کے جھنڈے کو علم نبوی کے ہم رتبہ بنانے کو تیار ہو جاتے ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) شہید گنج کی مسجد کی شہادت پر اُن کا رونگٹا بھی کھڑا نہیں ہوتا۔

کثرت و قلت کا فیصلہ

(ایک احمدی کے قلم سے)

میاں محمود احمد صاحب نے حال ہی میں اپنے ایک خطبہ میں فرمایا ہے۔ کہ شروع اختلاف کے وقت احمدیہ جماعت کا کثیر حصہ جماعت لاہور کا ہم خیال تھا۔ جو گزشتہ اکیس سال میں جماعت لاہور سے الگ ہو کر جماعت قادیان میں شامل ہو گیا۔ اور اس طرح جماعت لاہور کی کثرت قلت میں بدل گئی ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ خود قادیانیوں کی اپنی شائع کردہ تحریروں کو پیش کر کے اس غلط بیانی کے منہ پر سے پردہ اٹھا دیا جائے۔

۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم و مغفور نے وفات پائی۔ اس کے بعد کے صرف دو ماہ کے اخبار "الفضل" کے اقتباسات درج کئے جاتے ہیں جن سے ثابت ہو جائے گا۔ کہ شروع اختلاف ہی سے قادیانی جماعت اپنی کثرت کی مدعی تھی۔ اس لئے اب آن کے پیر کا یا پیر کے کسی مرید کا یہ لکھنا کہ جماعت لاہور پہلے کثرت میں تھی اب قلت میں تبدیل ہو گئی ہے ایک کھلی ہوئی غلط بیانی کے سوا اور کچھ نہیں۔

باقی رہا اس بات کا فیصلہ کہ کس قدر لوگ جماعت لاہور سے علیحدہ ہو کر قادیانیوں سے جا ملے یا قادیانیوں سے نکل کر جماعت لاہور سے آملے۔ اُس کی فہرست انشاء اللہ عنقریب شائع کر دی جائے گی۔ تاکہ قادیانیوں کے اس دعوے کا بطلان بھی ہو جائے کہ کثرت سے لوگ جماعت لاہور کو چھوڑ کر ان سے جا ملے۔ وہ اپنے شائع شدہ ریکارڈ کی بنا کر ثبوت پیش کریں کہ وہ سچے ہیں۔

"اس وقت تک جو بیعت کے خطوط آرہے ہیں ان میں ایک ہزار سے زیادہ ایسے آدمی ہیں جنہوں نے بغیر کسی اطلاع کے حضرت میاں صاحب کو بیعت کا خط لکھا ہے . . . . .

علاوہ ازیں اس وقت تک سینکڑوں آدمی خوابوں کے ذریعہ بیعت کر چکے ہیں" (الفضل ۲۵۔ مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۱۳)

"ڈھائی ہزار آدمیوں میں سے ڈیڑھ دو سو آدمیوں سے زائد نہیں تھے جنہوں نے بیعت نہیں کی"

(الفضل ۲۵۔ مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۱۳ کالم ۲)

"ان میں سے ایک کثیر حصہ نے سوائے ڈیڑھ دو سو آدمیوں کے خلیفہ کی بیعت کر لی"

(الفضل ۲۵۔ مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۱۳ کالم دوم سوم)

"اور سب نے (سوائے ایک نہایت قلیل جماعت کے) ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کر لی"

(الفضل ۲۵۔ مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۱۳ کالم سوم)

"آخر میں ہم یہ بھی بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ اس وقت تک جماعت احمدیہ کا اکثر حصہ بیعت کر چکا ہے ضلع جالندھر۔ ضلع گورداسپور۔ ضلع ہوشیار پور ضلع امرت سر ضلع سیالکوٹ (سوائے شہر کے) ضلع جہلم۔ ضلع گجرات۔ ضلع شاہ پور دہلی۔ شاہجہانپور۔ رام پور۔ منٹگمری۔ رہتک۔ انبالہ۔ ملتان۔ لکھنؤ۔ غرضیکہ جہاں جہاں جماعتیں بڑی بڑی تعداد میں ہیں وہاں کے اول تو سب کے سب ورنہ اکثر لوگ بیعت کر چکے ہیں اور اب تھوڑے ہی باقی ہیں جنہوں نے اپنی جماعت کی پروا نہیں کی"

(الفضل ۲۵ مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۱۴ کالم سوم)

"قادیان میں تو آپ کے اقرار کے بموجب ۲½ ہزار آدمی جمع ہو گیا اور اُن کے اٹھائیس گھنٹہ کے شوریٰ کو ناجائز شوریٰ اور ان کے کثیر حصے کی رائے کو غلط رائے قرار دیا جاتا ہے مگر مسیح موعودؑ اور خلیفۃ المسیح کے طرزِ عمل و ہدایات کے خلاف سلسلہ احمدیہ کے مرکز قادیان کو چھوڑ کر لاہور میں ایک اجتماع کیا جاتا ہے اور رقعوں اور تاروں کے ذریعہ سارا زور مارنے کے باوجود صرف ۵۰۔۱۶۰ (جنہیں کھینچ تان کر اور نیچے ملا کر ۲۲۳ تک پہنچایا جاتا ہے) آدمی جمع ہوتے ہیں اور اُن کی رائے کو تمام قوم کی رائے سمجھا جاتا ہے . . . . پھر اس کے بعد پنجاب و ہندوستان کی جماعتوں میں سے اکثر جماعتوں نے بلکہ کہہ سکتے ہیں۔ ۹۵ فی صدی جماعتوں نے جو فیصلہ کیا وہ تو غلط ہے اور اب جو فیصلہ مرزا یعقوب بیگ صاحب مولوی محمد علی صاحب۔ شیخ رحمت اللہ صاحب۔ سید محمد حسین صاحب یہ ۴ آدمی کریں گے وہ قوم کے لئے واجب العمل ہوگا۔ فیا للعجب"

(الفضل ۲۸۔ مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۲)

"اس فہرست حاضرین پر نظر کرنے کے بعد جو لاہوری پیغام نے شائع کی ہے ہمیں یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں کہ باہر سے آنے والوں کی تعداد تیس ۳۰ سے زیادہ نہیں ہے اور باقی لاہوری احباب میں سے کچھ طالب علم ہیں اور کچھ حضرت خواجہ صاحب کے رشتہ دار اور بعض دوسرے لوگ ہیں جن کو خوش قسمتی سے اہل الرائے اور نمایندگان قوم ہونے کا موقعہ ملا ہے"

(الفضل ۲۸۔ مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۲ کالم ۳)

"ہم مولوی محمد علی صاحب اور مولوی صدر الدین صاحب کو اس لئے شامل نہیں کرتے کہ وہ تو یہاں ہی مخالف تھے اور اگر ساری قادیان میں صرف یہی دو احمدی ہیں اور وہ حضرت امیر المومنین کے انتخاب کے موید نہیں تو جدا بات ہے۔ (الفضل ۲۸۔ مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۳)

"قادیان میں سوائے تین کے سب آپ کی خلافت پر متفق ہیں (الفضل ۴۔ اپریل ۱۹۱۴ء صفحہ ۷)

"لاہور کی اکثر جماعت نے بیعت کر لی (" " صفحہ ۵)

"باوجود چند مدعیان خدمت سلسلہ کی سر توڑ کوششوں کے جماعت کا ایک بڑا حصہ ایک شخص کے ہاتھ پر کیونکر متحد ہو جاتا" (الفضل ۴۔ اپریل ۱۹۱۴ء صفحہ ۶)

"آؤ مقابلہ اور فیصلہ کر لو۔ کہ جماعت کا کثیر حصہ بلکہ نوے فی صدی حصہ کس طرف ہے ہماری طرف یا آپ کی طرف"

(الفضل ۱۲۔ اپریل ۱۹۱۴ء صفحہ ۳)

"آپ دفتر سکرٹری سے انجمنوں کی فہرست منگوا لیں ہم آپ کو دکھا دیں گے کہ یقینی طور پر ۹۵ فی صدی کے حساب سے کل انجمنیں بیعت میں داخل ہو چکی ہیں پشاور اور گوجرانوالہ کے دو چار آدمی رکے ہوئے ہیں اور بس۔ چونکہ آپ تھوڑے ہیں اس لئے آپ کو تو بہت سہولت ہے دس ہزار پانچ ہزار تین ہزار ہی نام شائع کر دیں جو آپ کے ساتھ ہیں مگر آپ ایسا ہرگز نہ کر سکیں گے"

(الفضل ۲۰۔ اپریل ۱۹۱۴ء صفحہ ۱۲)

"ہم کئی بار بتا چکے ہیں۔ ۹۸ فی صدی بیعت کر چکے ہیں۔ . . . . تعجب کی بات ہے کہ پونے چار لاکھ سے صرف بیس پچیس قائم مقام لاہور میں ۳۔ مئی کو جمع ہو اور ۵۹ ممبر ہو سکے اور وہ ہیں بھی سیالکوٹ۔ وزیر آباد راولپنڈی۔ جہلم۔ امرت سر کے . . . .

. . . کیا تمام احمدی انہی مقاموں میں رہتے ہیں ہم نے کہا تھا آپ پانچ ہزار بیعت نہ کرنے والوں کی فہرست ہی شائع کر دیں"

(الفضل ۱۱۔ مئی ۱۹۱۴ء صفحہ ۱۶)

"لاہور میں صرف ۳۵ آدمی غیر مبائع رہ گئے ہیں۔

(الفضل ۱۸۔ مئی ۱۹۱۴ء صفحہ ۱)

سرکاری اعلان

کونسل آف سٹیٹ کے حلقہ ہائے نیابت

کونسل آف سٹیٹ کے حلقہ ہائے نیابت پنجاب کے لئے ایک نئی فہرست انتخاب قواعد انتخاب کونسل آف سٹیٹ کے قاعدہ ۹ (۴) کے مطابق اس وقت زیر ترتیب ہے۔

۲۔ کونسل آف سٹیٹ کے حلقہ انتخاب کے لئے وہ شخص انتخاب کنندہ کی حیثیت کے اہل ہے جو حلقہ مذکور میں اقامت رکھتا ہو۔ ۲۱ سال کی عمر کا ہو اور اس میں مندرجہ ذیل قابلیتیں ہوں:-

(الف) وہ ایسی زمین کا مالک یا سرکاری مزارعہ ہو جس پر کم از کم ۷۵۰ روپیہ سالانہ مالیہ زمین تشخیص کیا گیا ہو۔ یا (ب) وہ مالیہ زمین کہ جس کی مالیت ۷۵۰ روپیہ سالانہ سے کم نہ ہو جاگیر دار ہو۔

(ج) فہرست انتخاب کا تاریخ اشاعت سے ماقبل مالی سال میں اس پر ایسی آمدنی پر جو ۱۵ ہزار روپیہ سے کم نہ ہو۔ انکم ٹیکس تشخیص کیا گیا ہو یا (د) وہ مجالس وضع آئین و قوانین ہند کے کسی ایوان کا غیر سرکاری ممبر ہو یا رہا ہو یا قانون حکومت ہند ۱۹۱۵ء یا کسی ایسے قانون کے ماتحت جو اول الذکر قانون کی رو سے منسوخ ہو چکا ہو۔ کے ماتحت ترتیب دادہ انڈین لیجسلیٹو کونسل کا غیر سرکاری ممبر رہا ہو یا مجلس وضع آئین و قوانین پنجاب کا غیر سرکاری ممبر ہو۔ یا کسی زمانہ میں ممبر رہا ہو۔ یا (ہ) پنجاب کا پراونشل درباری ہو۔ یا (و) کسی ایسی میونسپل کمیٹی کا غیر سرکاری صدر یا نائب صدر ہو یا رہا ہو۔ جو پنجاب میونسپل ایکٹ ۱۹۱۱ء کے ماتحت قائم کی گئی ہو جس کی آبادی ۲۰ ہزار یا اس سے اوپر ہو۔ یا جو کسی ضلع کے صدر مقام میں واقع ہو یا کسی ایسے ڈسٹرکٹ بورڈ کا غیر سرکاری چیرمین یا وائس چیرمین ہو یا رہا ہو جو پنجاب ڈسٹرکٹ بورڈز ایکٹ ۱۸۸۳ء کے ماتحت قائم کیا گیا ہو۔ یا (ز) برطانوی ہند میں از روئے قانون قائم شدہ کسی یونیورسٹی کا سینٹ کورٹ کا فیلو یا آنریری فیلو یا ممبر ہو یا رہا ہو۔ یا قانون مجالس امداد باہمی ۱۹۱۲ء کی دفعہ ۲ کے مفہوم میں رجسٹرڈ سوسائٹی ہو یا (ط) حکومت کی طرف سے شمس العلماء یا مہامہوپادھیایا کے خطاب سے سرفراز کیا گیا ہو۔

(۳) جو اصحاب زیر فقرہ ہائے (الف) و (ب) یعنی مالیہ زمین سے متعلقہ قابلیت کی بنا پر انتخاب کنندگان کی حیثیت میں درج رجسٹر ہونے کے اہل ہوں۔ ان سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنے اپنے اضلاع کے ڈپٹی کمشنر صاحبان کو مطلع کریں۔ دیگر صاحبان براہ مہربانی صاحب جائنٹ سکرٹری حکومت پنجاب محکمہ جات متفرقہ لاہور کو ۱۵۔ اگست ۳۵ء سے پہلے مندرجہ ذیل کوائف سے اطلاع دیں۔

مسجد شہید گنج کے متعلق خبریں

—— لاہور ۱۰ جولائی - مسجد شہید گنج کو سکھوں نے بالکل مسمار کر دیا ہے صرف مغربی اور جنوبی دیوار باقی ہے جسے غالباً اس لئے چھوڑ دیا گیا ہے کہ سڑک کی طرف سے حفاظت اور چار دیواری کا کام دے۔ سکھ ملبہ اٹھانے میں مصروف ہیں۔

—— لاہور ۱۰ جولائی - گزشتہ شب ایک ہندو نوجوان ٹمپل روڈ کے گوردوارہ پر اینٹیں پھینکتا ہوا گرفتار کیا گیا - جس کا مقدمہ زیر سماعت ہے۔

—— لاہور ۱۱ - جولائی - کل دوپہر کے وقت سر فیروز خاں نون کے مکان پر شہر کے علما اور سر کردہ لیڈروں کا ایک خاص جلسہ منعقد ہوا - علماء نے فتویٰ دیا کہ مسجد کو گرانا شرعاً ناجائز ہے انہدام مسجد کا یہ فعل اگرچہ اشتعال انگیز ہے لیکن مسلمانوں کو اپنے جذبات پر قابو رکھنا اور پر امن رہنا چاہیئے۔

—— لاہور ۱۰ - جولائی - ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ مسجد شہید گنج کے متعلق ایک مشہور سکھ ایجی ٹیٹر نے حلف اٹھایا تھا کہ اگر قابض سکھ فریق نے عمارت کو نہ گرایا تو وہ خود اس کا انہدام شروع کر دے گا اور یہ حلف فیصلہ انہدام کا ایک زبردست سبب بن گیا یہ بھی اغلب معلوم ہوتا ہے کہ قابض فریق کے اس عقیدہ نے بھی فیصلہ پر اثر ڈالا تھا کہ اگر اس نے کوئی معقول روش اختیار کی تو سکھوں کا دوسرا فریق اس کو اس کے خلاف استعمال کرے گا۔

—— ۸ر اور ۹ر جولائی کو لاہور میں قتل اور قاتلانہ حملوں کی جو وارداتیں ہوئی تھیں ان کے مقدمات کی سماعت شروع ہے۔ گنڈا سنگھ کے بیان کردہ قاتل محمد رفیق نے عدالت میں تسلیم کیا ہے کہ مقتول اور اس کے ساتھیوں نے مجھے اشتعال دلایا تھا اور ایک سکھ نے مجھے ڈنڈا مارا تھا - میں نے بھی اس کے جواب میں ڈنڈا مارا اس پر مجھے مقتول نے پکڑ لیا میں نے حفاظت خود اختیاری کے پیش نظر اس کی کرپان پر قبضہ کر کے اسے قتل کر دیا۔

—— ۱۱ - جولائی کی شام کو مسلمانان لاہور کا ایک جلسہ شاہی مسجد میں منعقد ہوا جس میں ایک سکھ سردار انوپ سنگھ جی نے بھی تقریر کی آپ نے مسجد کے انہدام پر اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا کہ اس کی ذمہ داری کا لی میں ساری سکھ قوم کو مجرم نہ گردانا جائے۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ اگر میں گوردوارہ الیکشن میں کامیاب ہو گیا تو سب سے پہلا کام یہ کرونگا کہ مسجد اور اس کے گنبدوں کو از سر نو تعمیر کراؤں۔

—— لاہور ۱۱ - جولائی - ایک طویل سرکاری اعلان شائع ہوا ہے جس میں اس گفتگو کی تفصیل بیان کی گئی ہے جو مسلم و سکھ وفود کی ہز ایکسلینسی گورنر سے ہوئی اس اعلان میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مسجد کے تحفظ کے بارہ میں حکومت نے مسلمانوں سے کوئی وعدہ نہیں کیا تھا۔

—— لاہور ۱۱ - جولائی - آج یہاں بالکل امن رہا کوئی قابل ذکر وقوعہ یا حادثہ پیش نہیں آیا - مسجد شہید گنج کے قریب بدستور گورہ اور دیسی فوج کا پہرہ قائم ہے اس طرف کسی ہندو مسلمان سکھ کو نہیں جانے دیا جاتا۔

—— لاہور ۱۲ - جولائی - کرفیو آرڈر کی خلاف ورزی کے سلسلہ میں بہت سی گرفتاریاں عمل میں آئیں - بہت سے ملزموں کو عدالت نے تنبیہ کر کے چھوڑ دیا۔

—— لاہور ۱۲ - جولائی - آج شاہی مسجد میں بعد نماز جمعہ ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے مسجد شہید گنج کے معاملہ میں احراری لیڈروں کی مجرمانہ خاموشی کے متعلق نہایت ہی بیہودہ قسم کے عذر لنگ پیش کئے۔

—— پشاور ۱۱ - جولائی - مسجد شہید گنج کے انہدام کی خبر کو یہاں کے مسلمانوں نے انتہائی رنج و غم کے ساتھ سنا اور اظہار افسوس کے لئے ہڑتال کر دی۔

—— پشاور ۱۱ - جولائی - پشاور میں واقعات لاہور کے باعث اضطراب پیدا ہو جانے پر آج دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے - سٹی مجسٹریٹ نتھیا گلی سے واپس آ گیا ہے۔

—— مشہور بھائی سکھ پروفیسر پریتم سنگھ نے ایک اعلان میں سکھ قوم کو مشورہ دیا ہے کہ وہ تلافی مافات کے طور پر ایک سپیشل فنڈ جمع کر کے لاہور کے کسی حصے میں ایک مسجد تعمیر کرائیں جو سکھ قوم کے شایان شان ہو اور پھر اس مسجد کو مسلمانوں کے حوالے کر دیا جائے - ان کو یقین ہے کہ اس قسم کی فیاضانہ سلوک دونوں اقوام کے درمیان از سر نو خوشگوار تعلقات قائم کر دے گا۔

—— لاہور ۱۳ - جولائی - ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اعلان کیا ہے کہ چونکہ اب لاہور میں فرقہ وارانہ صورت حالات رو باصلاح ہے اس لئے کرفیو آرڈر کی شدت کو کم کیا جاتا ہے اب کوئی شخص بلدیہ لاہور کی حدود میں چار بجے صبح سے پہلے اور دس بجے شام کے بعد اپنے گھر سے نہ نکلے۔

—— لاہور ۱۳ - جولائی - لاہور کے روزانہ اخبارات کے بعض نائب ایڈیٹروں کو اس امر کی سخت شکایت کہ پولیس کے کانسٹبل ان سے نہایت نامناسب سلوک کرتے ہیں بعض اوقات تو بدزبانی سے بھی نہیں چوکتے۔

—— امرتسر ۱۲ - جولائی - کل مقامی گوردوارہ کمیٹی کا غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ صدر کو اختیار دیا جائے کہ وہ حالات کا مطالعہ کرنے کے بعد اگر ضرورت سمجھے تو لاہور گوردوارہ کمیٹی کو دس ہزار روپیہ دے دے۔

—— قصور ۱۳ - جولائی - کل یہاں مسجد شہید گنج کے سلسلے میں ایک جلوس نکالا گیا جو بالکل پر امن تھا۔

—— لاہور ۱۴ر جولائی - ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے فرقہ وارانہ کشیدگی کے پیش نظر حکم دیا ہے کہ ۱۵ر جولائی ۱۹۳۵ء سے لیکر ایک ماہ تک ضلع لاہور کی حدود میں مسجد شہید گنج کے انہدام کے متعلق بحث کرنے کے لئے کوئی پبلک جلسہ منعقد نہ ہو سکیگا اور پبلک کو سختی کے ساتھ تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ اس قسم کے جلسوں میں ہرگز شریک نہ ہوں۔

—— لاہور ۱۴ر جولائی - آج صبح مسجد شہید گنج کے انہدام کے سلسلہ میں مسلمانان لاہور کا ایک عظیم الشان جلسہ موچی دروازہ کے باہر منعقد ہوا

—— حکومت پنجاب نے اعلان کیا ہے کہ گزشتہ ہفتہ کے صبر آزما واقعات کے دوران میں مسلمانوں نے ضبط و نظم سے کام لیا ہے اس لئے حکومت نے سشن کورٹ لاہور والی مسجد شاہ چراغ مسلمانوں کو واپس دینے کا فیصلہ کیا ہے جو جنوری ۱۹۳۶ء تک واپس کر دیجائیگی

—— حکومت پنجاب نے فیصلہ کیا ہے کہ مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں جو صورت حالات پیدا ہو گئی ہے اسکے متعلق نامہ نگاروں کے ساتھ کونسل کی صورت حالات پر بحث و تمحیص کیجائے اس کانفرنس میں مختلف اضلاع کی نمائندگی ہوگی جن اخبار کی ایک تعداد کے نام دعوت نامے رسال کر دیئے گئے ہیں کہ ۱۷ر جولائی کو [illegible]

متفرق خبریں

—— جوڑہٹ (آسام) ۱۳ - جولائی - سرحد سادیہ کے پولیٹیکل افسر نے ضلع کے مختلف افسروں کو بذریعہ تار مطلع کیا ہے کہ برف کا ایک بہت بڑا ٹکڑا کوہ ہمالیہ میں دریائے برہم پتر کے منبع کے قریب سے نشیب کی طرف آ رہا ہے اس برف کے سب سے بڑے ٹکڑے کا طول ۲۵ میل - عرض ۴ میل اور بلندی ۲ میل ہے یہ ٹکڑا بتدریج پگھلتا ہوا نیچے کی طرف آتا ہے - اندازہ کیا جاتا ہے کہ یہ برف کا ٹکڑا پانی کے نہایت خوفناک سیلاب کا باعث ہو گا جو بہرحال ۱۹۳۱ء کے سیلاب سے خطرناک ہو گا - بعد میں اس خبر کی تردید ہو گئی ہے۔

—— لاہور ۱۳ - جولائی - بیگم شاہنواز جنیوا سے لاہور پہنچ گئی ہیں۔

—— جولائی کے تیسرے ہفتہ میں وائسرائے الہ آباد کا دورہ کریں گے۔

—— اب یہ یقین کیا جاتا ہے کہ اٹلی اور ایبے سینیا کے درمیان ضرور جنگ ہو کر رہے گی - ڈنمارک اور سویڈن نے ایبے سینیا کو امداد دینے سے انکار کر دیا ہے - برطانیہ بھی اب شاید دخل نہ دے۔

—— کلکتہ ۱۳ - جولائی - مسٹر چنتامنی نے آل انڈیا جرنلسٹ کانفرنس کی صدارت قبول کر لی ہے - کانفرنس مذکور کا اجلاس غالباً اگست کے پہلے ہفتہ میں یہاں منعقد ہو گا۔

—— بمبئی ۱۲ - جولائی - بمبئی میں ہندی زبان کو ہر دلعزیز بنانے اور اس کو ترقی دینے کی غرض سے ایک ہندی اخبار نکلنے والا ہے جو ایک پرائیویٹ کمپنی نکالے گی کوشش کی جا رہی ہے کہ گاندھی جی اس کی ڈائرکٹری قبول کر لیں۔

—— ٹوکیو ۱۲ - جولائی - یہاں سے سو میل کے فاصلے پر ضلع شیزوکا میں شدید زلزلہ آیا جس نے ضلع مذکور کو بالکل تباہ کر دیا - شہر شیزوکا کی بہت سی عمارات منہدم ہو گئیں - کئی مقامات پر آگ لگ گئی - اور سلسلہ رسل و رسائل منقطع ہو گیا - زلزلہ کے جھٹکے ٹوکیو میں بھی محسوس کئے گئے - لیکن کوئی نقصان نہیں ہوا۔

—— بلدیہ دہلی کا ارادہ ہے کہ موجودہ مذبح کسی دوسری جگہ جو شہر سے کافی دور ہو منتقل کر دیا جائے اس بنا پر مقامی قصابوں نے ہڑتال کر دی اور شہر میں گوشت کا قحط پڑ گیا۔

—— ترکی کے سر کردہ اخبارات نے اعلان کیا ہے کہ اٹلی اور ایبے سینیا کے تنازعہ میں ترکی بالکل غیر جانبدار رہے گا۔

—— بمبئی کونسل کے مشہور سندھی ممبر مسٹر گزدر اس غرض سے تحریک التوا پیش کرنا چاہتے تھے کہ مولانا شوکت علی اور دوسرے مسلم لیڈروں کے سندھ میں داخلہ کی ممانعت کی وجہ سے جو محض سانحہ کراچی کی تحقیقاتی کمیٹی میں شامل ہونے کے لئے آ رہے تھے حکومت کے خلاف تحریک ملامت پیش کی جائے صدر نے اس تحریک کی اجازت نہیں دی۔

—— پنجاب کونسل کا دفتر ۱۳ - جون کو بعد دوپہر لاہور میں بند ہو کر ۱۵ - جولائی کو قبل دوپہر شملہ میں کھل جائے گا۔

—— شملہ ۱۱ - جون - حکومت نے ہیلتھ کمشنر کے مشورہ کے بنا پر کوئٹہ کے بازاروں اور گلیوں کی کھدائی کا کام شروع کر دیا ہے - عام کھدائی کا کام مارچ ۱۹۳۶ء تک ملتوی رہے گا - حکومت نے اعلان کیا ہے کہ مردوں کی تجہیز و تکفین مذہبی امور کے مطابق سر انجام ہو گی - کھدائی کے دوران میں جو مقدس کتابیں پائی جائیں گی انہیں محفوظ رکھا جائے گا اور جائیدادوں کے مالکوں کے جذبات کا احترام رکھنے کے لئے ہر ممکن احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں گی - اندازہ ہے کہ شہر کے رقبہ میں بارہ ہزار اور سولہ ہزار کے درمیان انسانوں کی اور سینکڑوں مویشیوں کی لاشیں ملبہ کے نیچے دبی پڑی ہیں۔

—— معلوم ہوا ہے کہ مرزا پور کو یو - پی کا ایڈیشنل ملٹری سٹیشن بنایا جائیگا شہر سے چھ میل کے فاصلے پر بہت سی زمین خریدی جا چکی ہے۔

—— وائسرائے کے زلزلہ فنڈ میں چوبیس لاکھ سے زائد روپیہ جمع ہو چکا ہے

—— لندن ۱۰ جولائی - پارلیمنٹ کو بند کرنے کیلئے سولہ نومبر آخری ہفتہ تجویز ہوا

کاپتہ مسلمان کا لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مدعا

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں شدہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۳ | لاہور یوم شنبہ مطبوعہ ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۰ جولائی ۱۹۳۵ء | نمبر ۴۶

اسلام اور چھوت چھات

سُن رہا ہوں پھر مساواتِ مکمل کی صدا
دیکھتا ہوں پھر مٹائی جا رہی ہے چھوت چھات
آ رہے ہیں ایک مقصد کی طرف پست و بلند
پھر مبدل ہو رہی ہے صبح سے تاریک رات
مٹ رہا ہے رفتہ رفتہ امتیازِ نسل و رنگ
ہونیوالی ہے منور پھر فضائے کائنات

شاستر کی پھر فضا میں اڑ رہی ہیں دھجیاں
کہہ رہی ہیں کوئی دنیا میں نہیں ہے پنچ ذات
مرحبا ظلمت کے پردے ہو رہے ہیں چاک چاک
حبذا ہندوستاں سے اٹھ رہی ہے ذات پات
پھر رہی دورِ سعادت ہند میں آنیکو ہے
پھر مقدس ہو کے دم لیگی فضائے سومنات
کیوں نہ میں اجمال سے تفصیل کو پیدا کروں
بلکہ باتوں کی نہ کیوں آخر میں کہدوں ایک بات

پھر ضرورت ہند کو ہے سرمدی پیغام کی
بارک اللہ ہو رہی ہے فتح پھر اسلام کی

(ابو العلا مکرمی)

ایبٹ آباد کی تباہ کن آتشزدگی

مصیبت زدگان سے اظہار ہمدردی

(از حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)

اڈیٹر صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ایبٹ آباد کی آگ کا حادثہ نہایت ہی دردناک ہے۔ مجھے چونکہ سرحد سے اور بالخصوص ایبٹ آباد اور پشاور سے دیرینہ تعلقات ہیں اس لئے مجھے از حد صدمہ ہے بالخصوص اس لئے کہ وہاں زیادہ تر مسلمانوں کی آبادی ہے۔

ایبٹ آباد کی جامع مسجد کے جل جانے کا بہت ہی افسوس ہے۔ آخر وہ خانہ خدا تھا۔ اس کے لئے درد اور احترام ہم سب کے لئے ضروری ہے۔ مولانا محمد اسحاق صاحب امام مسجد اگرچہ ہم سے اختلاف عقیدہ کی وجہ سے خفا رہتے تھے۔ مگر مجھے ان کے نقصان سے اور ایسے ہی دوسرے دوستوں کے نقصان سے دلی ہمدردی ہے۔ جس کا کہ میں نے اپنے بہت سے ایبٹ آباد کے دوستوں سے بذریعہ خطوط اظہار کیا ہے۔ بلکہ جناب سر نواب زادہ عبدالقیوم صاحب اور کپتان سکندر مرزا صاحب ڈپٹی کمشنر ہزارہ سے خاص طور پر اپنی طرف سے اور اپنی جماعت اور حضرت مولانا صاحب کی طرف سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔

شیخ نور احمد صاحب مرحوم وکیل ایبٹ آباد کے ہر دو مکانات کے جل جانے کا از حد افسوس ہے۔ شیخ صاحب مرحوم ایک نہایت ہی فرشتہ سیرت رحیم و کریم انسان تھے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے انکا خاص تعلق تھا۔ انجمن اسلامیہ ایبٹ آباد کے دس سال سے دراز تک پریذیڈنٹ رہے اور رفاہ عام کے کاموں میں ہمیشہ حصہ لیتے رہے ان کی بیگم صاحبہ محترمہ نے نہایت جانفشانی سے اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کی۔ ... کا گزارہ تھا علاوہ مکانوں ❊

❊ کے کچھ اسباب بھی جو کوٹھڑی میں بند تھا جل گیا۔ البتہ حصہ مکان ... استعمال ہوتا تھا بچ گیا ہم کو اس صدمہ میں ان کے ساتھ دلی ہمدردی ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ ان کے لئے دعا بھی کریں اور جہاں تک ممکن ہو۔ اس مصیبت میں ان کی امداد بھی کریں ❊

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب پر رجوع برحمت ہو اور سب مسلمانوں کو اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق دے اور ہر قسم کے ظلم و تعدی سے بچائے۔ آمین۔

خاکسار۔ مرزا یعقوب بیگ

پنجاب اسمبلی کے ووٹروں کیلئے آخری موقع

پنجاب اسمبلی کے ووٹروں کی فہرستیں مرتب ہو رہی ہیں نام درج کرانیکی آخری تاریخ ۲۳ جولائی ہے اس بارہ میں متعدد مرتبہ پوری تفصیل سے لکھا جا چکا ہے ان فہرستوں کی اہمیت اور ان کے دور رس اثرات بھی کافی شرح و بسط کیساتھ واضح کئے جا چکے ہیں۔ اب ان کے اعادہ کی مطلق ضرورت نہیں بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب اس بارہ میں اپنی پوری ذمہ داری اور بیداری کا ثبوت دیں۔ اور جماعت کے کسی عورت مرد کا نام جو شرائط رائے دہندگی کو پورا کرتا ہو۔ اس فہرست میں درج ہونے سے نہ رہے۔ عورتوں کے متعلق یہ بات خصوصیت سے عرض کیجاتی ہے جو افراد اور قومیں وقت اور مواقع کی قدر نہیں کرتیں۔ وہ ہمیشہ ذلت و زوال کے گڑھے میں گرتی رہتی ہیں۔ بیدار قوموں کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ پیش نظر حالات اور مستقبل پر گہری نظر رکھتی ہیں ہمیں امید ہے کہ ہماری جماعت کے احباب اس موقع پر اپنے آپ کو ایک بیدار قوم ثابت کرینگے اس امر کے متعلق بھی تاکید کی گئی تھی۔ کہ ہر جماعت اپنے ووٹروں کی صحیح تعداد سے مرکز میں بھی اطلاع دے اس طرف سیکرٹری صاحبان نے کما حقہ توجہ نہیں فرمائی۔

اس کے بعد ہم ایک اور ضروری بات کہنا چاہتے ہیں۔ بعض غیر مسلم سرکاری کارکن اس بات کی منظم کوشش کر رہے ہیں۔ کہ مسلمان ووٹروں کے کم سے کم نام درج فہرست ہوں اس لئے ہمارے دوستوں کو جہاں تک ممکن ہو مسلمان بھائیوں کو اس سازش سے آگاہ کر دینا چاہئے

سیرت مرزا ایوب بیگ مرحوم
اور
حضرت مسیح موعود کے تبرکات

(از حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)

آج پہلا دن ہے کہ میں نے سیرت کی تکمیل کے لئے بعض پرانے مسودات کی پڑتال شروع کی۔ سب سے اول میری نظر اس نوٹ بک پر پڑی۔ جو عزیز مرحوم نے حضرت مسیح موعودؑ، حضرت مولانا نور الدین صاحب، حضرت مولانا عبد الکریم صاحب کے خطوط اور بعض ارشادات کے متعلق رکھی ہوئی تھی۔ اس کا بیشتر حصہ خود عزیز مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ بعض مکتوب اخویم مکرم مولانا شیر علی صاحب کے ہاتھ کے لکھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور بعض جناب مکرم معظم مفتی محمد صادق صاحب کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں اور بعض پر ہر سہ اصحاب کے دستخط ہیں اور پڑھنے والے حضرات سے سب نے درخواست دعا کی ہے۔ گویا کہ ان کی یہ دلی خواہش تھی کہ یہ مکتوب اشاعت پاویں اور پبلک ان سے فائدہ حاصل کرے۔ الحمد للہ کہ اس عاجز کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دی ہے

یہ تینوں اصحاب اکثر اکٹھے رہتے تھے تعلیم بھی اکٹھی پاتے تھے۔ رخصتوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت کے لئے قادیان بھی اکٹھے جاتے تھے اور اپنے دینی ذوق و شوق کو بھی اکٹھے ہی پورا کرتے تھے اس کے علاوہ اس نوٹ بک میں مرحوم کے بعض رویا صادقہ و الہامات ہیں۔

اس نوٹ بک کے ضروری حصص میں انشاء اللہ تعالےٰ سیرت کے اخیر میں بطور ضمیمہ درج کروں گا۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ کے بعض خطوط ہیں جو کہ اپنے اندر ہدایت اور نور رکھتے ہیں۔ اور ان سے بہت سے روحانی و وجدانی عقدے حل ہوتے ہیں۔ ان کو بالاقساط میں اخبار کے ذریعہ ہدیہ ناظرین کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں ممکن ہے کہ ان سے کسی روح کو فائدہ پہنچے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو ان پر کاربند ہونے کی توفیق دے۔ آمین

(خاکسار، مرزا یعقوب بیگ دار السلام ڈلہوزی۔ مؤرخہ ۱۰ر جولائی ۱۹۳۵ء)

خط حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بطرف مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی

(السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ) خدا آپ کو امراض بدنی و روحانی سے نجات بخشے ہمت کو بلند کرو۔ اور نظر اٹھا کر دیکھو کہ دنیا جس کے لئے انسان مرتا ہے اور کاہلی اختیار کرتا ہے کس قدر ثبات و استحکام رکھتی ہے کیا خواب کی طرح نہیں۔ جس کے عدم اور وجود کا گویا ایک ہی زمانہ ہے۔ خدا تعالےٰ سے ہر وقت بصیرت چاہو۔ تاکہ وہ دنیا کی بے ثباتی ظاہر کرے اور قوت چاہو۔ تاکہ اس کی طرف قدم اٹھا سکو۔ انسان کو اس سے کیا فائدہ کہ وہ ایک عرصہ اور ایک مدت دراز اپنے اہل و عیال میں امن اور خوشی اور راحت سے گذار دے اور پھر آخر کار خالی ہاتھ جائے۔ شیطان انسان کا سخت دشمن ہے اور اس پر وہی فتح پاتا ہے جو خدا تعالےٰ سے بیعت الموت کرے۔ جو بیعت الموت خدا تعالےٰ سے کرتا ہے اس کو غیبی قوت خدا تعالےٰ سے ملتی ہے اور جس طرح ستارے بے ستون کھڑے ہیں اور گرتے نہیں۔ اسی طرح وہ بھی خدا تعالےٰ کے عہد پر کھڑا رہتا ہے اور گرتا نہیں۔

بے آرامی میں رہو جب تک سچا آرام نہ پاؤ۔ دنیا میں ایسے لوگ بہت ہیں کہ اسلام کی حقیقت سے بے خبر اور اسلام کی صورت پر ناز کر رہے ہیں۔ مگر تمام حقیقت اسلام کی یہی ہے۔ کہ انسان بکلی خدا کی طرف چلا آوے۔ اور جان اور مال اور اہل اور عیال وغیرہ لوازم زندگی میں سے کوئی چیز اس کے روکنے والی نہ ہو۔ لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون۔

کرامت نامہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کے استفسار کے جواب میں لکھا جاتا ہے کہ اصل علاج حزن کا ترقی معرفت ہے۔ اللہ جل شانہٗ کا یہی قانون قدرت ہے کہ عسر یسر دونوں متبادل وارد ہوتے رہتے ہیں۔ سو یسر تو خود موافق خواہش نفسانی ہے۔ لیکن عسر بھی بحالت موافقت باللہ وانشراح قلب و رضا بقضا و محبت ذاتیہ مولیٰ برنگ یسر ہی دکھائی دیتا ہے اور ایکدم بصورت انعام نظر آتا ہے "پائے در زنجیر پیش دوستاں" کی کیفیت سرسری وہ شخص بآسانی سمجھتا ہے جو کسی ایک آدھ جرعہ محبت سے کسی قدر مستی حاصل کرتا ہے۔ غرض ہمیشہ خوش رہنے کے لئے اختیار نامرادی جیسی کوئی چیز نہیں جب انسان ایک ذات کامل کو اختیار کرکے اپنے دل میں ترک مرادات کا اصول قائم کر لیتا ہے تو عجیب راحتیں پاتا ہے۔ بشرطیکہ اس اصول کے اختیار کرنے میں خود ناقص نہ ہو۔ سو یہی حقیقت ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا کی ہے۔ استقامت یہی ہے کہ کسی ظاہری و باطنی جنبش دہندہ سے اپنی موافقت بالمولیٰ میں ذرا جنبش نہ آئے۔ خدا ہم کو اور آپ کو یہ استقامت نصیب کرے اور اس عاجز کو بھی حضور کے طفیل نصیب کرے اور ایسا ہی میرے پیارے بھائی ایوب بیگ کو بھی نصیب کرے۔ آمین ثم آمین

(محمد صادق ۱۳ر فروری ۱۸۹۷ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

کرامت نامہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام

بنام

حضرت مولوی نور الدین صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ

مخدومی مکرمی اخویم حکیم مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ دنیا جائے تردد و حزن و مصیبت و غم ہے نہ ایک کے لئے بلکہ سب کے لئے۔ جس کے ابتدا میں طفلی و بیچارگی اور آخر میں پیرانہ سالی و شیخوخیت (اگر عمر طبعی تک پہنچے) اور سب سے آخر موت (بانگ بر آمد کہ فلاں نہ ماند) اس میں پوری پوری خوشی و راحت کا طلب کرنا غلطی ہے)

رابعہ بصری رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ میں نے اپنے لئے یہ اصول کر رکھا ہے کہ اصل حصہ دنیا میں میرے لئے غم و مصیبت و بلا ہے۔ اگر کبھی خوشی پہنچ جائے تو یہ ایک زائد امر ہے۔ جس کو میں اپنا حق نہیں سمجھتی۔ کہ مومن کو مرد میدان بن کر اس دار فانی سے تلخیاں و ترشیاں سب اٹھانی چاہئیں ہمارا وجود انبیاء اور اماموں سے کچھ انوکھا نہیں۔ بلکہ اصل بات تو یہ ہے کہ لذت و انس و شوق و راحت طلب الٰہی میں تب ہی محسوس ہوتی ہے کہ جب حضرت ایوبؑ کی طرح مصیبتوں پر صابر ہو کر یہ کہیں۔ کہ ننگا آیا۔ اور ننگا جاؤں گا۔

مفلس شدیم و دست بزہر بایہ فشاندیم ❊ وزد خبیث شیطان از مفلسان چہ خواہد

ففروا الی اللہ دکونوا لہ من کان اللہ لہ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ فقط

اے قادر کریم مولےٰ تو اپنے فضل و کرم سے اس اپنے نابکار بندہ کو اور میرے سب عزیز بھائیوں کو اپنی رضا پر راضی رہنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین ثم آمین

اور ہر ایک جماعت یہ انتظام کرے کہ وہ اس کے نشر کے لئے ایک تعداد رسالوں کی انگریزی اور اردو میں جتنی جتنی ضرورت ہو، باقاعدہ منگوائے جو خواندہ اور فہمیدہ اصحاب میں باقاعدہ اسموار فہرستیں بنا کر تقسیم کرنے کا انتظام کیا جائے۔ ان افراد یا جماعتوں سے جوابی انتظام کریں۔ ان ٹریکٹوں کی قیمت ایک پیسہ فی ٹریکٹ اردو، اور دو پیسے فی ٹریکٹ انگریزی وصول کی جائیگی۔

نوٹ علے:۔ کسی جماعت کو آئندہ یہ ٹریکٹ مفت نہ بھیجے جائینگے بلکہ ہر ایک جماعت خود جس قدر ٹریکٹ منگوانے کا انتظام کریگی اسی قدر بھیجے جائیں گے۔ اگر کسی جماعت کے یا کسی کارکن کے خاص حالات ایسے ہوں کہ وہاں زیادہ ٹریکٹوں کی ضرورت ہے تو اس کی خاص منظوری انجمن میں لکھکر حاصل کی جائیگی۔

نوٹ ٢:۔ جن اصحاب نے ٹریکٹوں کے سلسلہ کے لئے چندہ دیا ہے وہ چندہ ان کی جماعت کے حساب میں شامل کر دیا جائیگا۔ یا اگر وہ کسی جگہ تنہا ہیں تو وہ اپنے لئے حسب ضرورت ٹریکٹ تقسیم کرنے کے لئے منگوا سکتے ہیں۔

سوم۔ دیہات میں اور شہروں میں دونوں جگہ آنریری مبلغین کی ضرورت ہے۔ جو خواہ اپنے وقت میں سے چند دن، ایک ماہ یا دو ماہ تبلیغ کے لئے وقف کریں اور خواہ روزانہ اپنے وقت کا کچھ حصہ ان الزامات کو دور کرنے کے لئے وقف کریں۔ ایسے آنریری مبلغین کو سفر خرچ بھی انجمن کے افسران کی منظوری کے بعد انجمن کی طرف سے دیا جائیگا، اور ان کا ایک علاقہ مقرر کر دیا جائے گا اور تبلیغ کے لئے ٹریکٹوں اور اشتہاروں کے علاوہ کچھ کتابیں بھی مفت ان کو دی جائیں گی۔ تاکہ وہ جہاں ضرورت دیکھیں دلچسپی لینے والے اصحاب کو عاریتاً دیتے رہیں۔

اس آخری شق کے متعلق میں اپنے احباب سے خاص طور پر اپیل کرتا ہوں۔ اس لئے کہ ہمارے پاس تنخواہ دار مبلغین کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ ایسے آنریری مبلغین جہاں رہتے ہیں اپنے علاقہ میں ہی چل پھر کر کام کر سکتے ہیں۔ یا وہ دوسرا کوئی علاقہ لے سکتے ہیں حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت ابتدا میں ایسے ہی آنریری کام کرنیوالوں سے پھیلی۔ اس وقت تنخواہ دار مبلغ ایک بھی نہ تھا۔ جو احباب یہ کام کرنا چاہیں وہ براہ راست مجھ سے خط و کتابت کریں اور یہ بھی ساتھ لکھیں۔ کہ وہ کس جگہ یا کس علاقہ میں کام کریں گے؟ اور کتنے وقت کے لئے؟ میں اس بات کو پھر دہرانا چاہتا ہوں کہ ہمیں دیہات میں کام کرنے والوں کی شہروں سے بھی زیادہ ضرورت ہے

ضروری:۔ یہ تحریک ہر جگہ نماز جمعہ کے بعد احباب کے سامنے پیش کر کے ٹریکٹوں کی تعداد ہر جماعت اپنے لئے معین کر کے دفتر انجمن میں اطلاع دے اور جو اصحاب آنریری طور پر تبلیغ کے لئے اپنا کچھ وقت دینا چاہیں۔ وہ مجھ سے براہ راست خط و کتابت کریں۔

محمد علی

ڈلہوزی ۱۶؍۷؍۳۵

آتش زدگان ایبٹ آباد

ایبٹ آباد کی ہولناک اور تباہ کن آتش زدگی کا ذکر اس سے قبل پیغام صلح کے صفحات میں مناسب تفصیل سے آچکا ہے شہر کا تقریباً تین چوتھائی حصہ جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ جامع مسجد کی وسیع عمارت اور مقامی انجمن اسلامیہ کی بھاری جائیداد بالکل تباہ ہو گئی مسلمانوں کو بہت زیادہ نقصان پہنچا ہے یہ آتشزدگی ایبٹ آباد کے احباب جماعت کے لئے بھی کافی نقصان رساں ثابت ہوئی جناب شیخ نور احمد صاحب مرحوم و مغفور وکیل کے دو عالیشان مکان آگ کی نذر ہو گئے۔ بہت سا سامان بھی جل گیا۔ صرف وہ حصہ مکان محفوظ رہا۔ جو بطور مسجد استعمال ہوتا تھا۔ جیسا کہ حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے خط سے معلوم ہوتا ہے مرحوم کے خاندان کی بسر اوقات زیادہ تر انہی مکانوں کی آمد پر تھی۔ اس لحاظ سے یہ نقصان بہت ہی رنجدہ ہے اور ہمیں مرحوم کی اہلیہ محترمہ اور صاحبزادوں سے دلی ہمدردی ہے۔ حادثات اور نقصانات کا مقابلہ انسان صرف صبر و استقلال ہی سے کر سکتا ہے۔ گزشتہ قلیل عرصہ میں کوئٹہ، پشاور اور ایبٹ آباد میں جو کچھ ہوا۔ اس کا واحد چارہ کار یہی ہے کہ ہم پورے استقلال سے اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی امداد اور دستگیری کے لئے آگے بڑھیں۔ کوئٹہ اور پشاور کے لئے ہم کچھ نہ کچھ کر چکے ہیں۔ لیکن ایبٹ آباد کے مصیبت زدہ بھائیوں کی امداد بھی ہمارا ایک نہایت ہی ضروری فرض ہے۔ اس سے کسی صورت میں پہلو تہی نہیں کرنی چاہیئے۔ شیخ صاحب مرحوم کی بیش بہا خدمات دینی اور ان کے صاحبزادوں کا خلوص اس کا خاص طور پر تقاضا کر رہا ہے ہم تمام وابستگان سلسلہ کو اس کار خیر میں شرکت کی پرزور دعوت دیتے ہیں۔

نامہ برلن

دو معزز جرمنوں کا قبول اسلام

برلن کے تازہ خط سے معلوم ہوا۔ کہ حال ہی دو معزز جرمنوں مسٹر فوش اور مسٹر راس نے جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے۔ مسٹر فوش کا اسلامی نام وحید اور مسٹر راس کا اسلامی نام احمد رکھا گیا ہے۔ مسٹر وحید فوش ۲۹ برس کے ایک نوجوان اخبار نویس ہیں۔ اور مسٹر احمد راس ۵۴ برس کے ایک کامیاب تاجر ہیں۔ اول الذکر ہمبرگ اور ثانی الذکر ہنووا کے رہنے والے ہیں۔

ضرورت

ایک ایسے احمدی گریجوایٹ کی ضرورت ہے جو ایک غیر ملک میں جا کر اردو اور پشتو دونوں زبانیں پڑھا سکے درخواستیں بنام آنریری جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور بھیجی جائیں۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— ہماری خوش قسمتی سے امسال بھی جناب مولوی دوست محمد صاحب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ ڈلہوزی میں مقیم ہیں۔ اور حضرت ممدوح کے خطبات جمعہ قلمبند کر کے اخبار کے لئے بھیج رہے ہیں۔ دو خطبے شائع ہو چکے ہیں امید ہے مولوی صاحب موصوف اس سلسلہ کو جاری رکھیں گے اور قارئین پیغام صلح کو ممنون فرمائیں گے۔

— مولوی دوست محمد صاحب ڈلہوزی سے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

برادر محمد سعید خانصاحب اسسٹنٹ سول سرجن سول ہسپتال مانسہرہ ہماری جماعت کے نہایت مخلص اور پرجوش نوجوانوں میں سے ہیں۔ ایک عرصہ ہوا برادر ممدوح مرض دق کی وجہ سے بیمار تھے لیکن خدا تعالیٰ نے فضل کیا اور بالکل تندرست ہو گئے۔ اب کچھ دن ہوئے ایک مریضہ کے علاج میں انہیں متواتر پانچ ماہ رات دن محنت کرنی پڑی جس کی وجہ سے بخار شروع ہو گیا اور کھانسی بھی آنے لگی جس کی وجہ سے مجبوراً انہیں ہسپتال سے چھٹی لینی پڑی ہے اور کشمیر برائے تبدیل آب و ہوا تشریف لے گئے ہیں احباب کرام سے التجا ہے کہ برادر ممدوح کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد از جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔ برادر موصوف مولانا محمد یحییٰ صاحب دیگراں کے فرزند ہیں۔

— ہماری جماعت کے مخلص و پرجوش نوجوان چوہدری سلطان علی صاحب منیجر زراعتی فارم جالندھر آج کل ولایت میں بغرض تعلیم مقیم ہیں۔ ان کی اہلیہ محترمہ مدت سے علیل ہیں، چوہدری صاحب نے ولایت سے مریضہ کیلئے دعائے صحت کی درخواست کی ہے لہذا تمام احباب اس خاتون کے لئے بالالتزام دعا کریں۔

مکتوب بغداد

اخویم سید تصدق حسین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

۱۳؍جون بروز جمعرات اخویم سید عابد علی صاحب کے مکان پر یوم میلاد النبی کی تقریب منانے کے لئے جلسہ منعقد کیا گیا کافی تعداد میں لوگ تشریف لائے۔ کرکوک سے بغرض شمولیت جلسہ اخویم عبدالصمد صاحب و عبدالکریم صاحب بھی آگئے۔ متعدد حضرات نے تقریریں کیں سید عابد علی شاہ صاحب کے فرزند ارجمند نے حضرت مسیح موعودؑ کے نعتیہ عربی کلام سے سامعین کو محظوظ کیا۔ خاکسار کی تقریر حضرت امیر کے الفاظ میں رحمۃ اللعالمین پر تھی۔ تقریباً اڑھائی گھنٹے جلسہ رہا۔

حضرت امیر کی اپیل برائے امداد مصیبت زدگان کوئٹہ کے بارہ میں یہاں تحریک کی گئی۔ الحمد للہ کہ اس وقت تک ۱۲۰ روپیہ کے وعدے ہو چکے ہیں فہرست چندہ دہندگان ارسال ہو گی۔ اس میں ایک گرانقدر رقم مبلغ پچاس روپیہ برادرم میاں محمد یعقوب صاحب پراچہ نے عطا فرمائی ہے۔ جزاک اللہ احسن الجزاء

کل شام بذریعہ ریڈیو وائرلیس یہ افسوسناک اطلاع ملی کہ لنڈن میں الحاج لارڈ ہیڈلے الفاروق کا انتقال ہو گیا۔ اس خبر سے بڑا صدمہ ہوا۔ آج شام کو ایک تعزیتی جلسہ کے انعقاد کا انتظام کیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ یوم شنبہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ نمبر ۴۶

موجودہ مشکلاتِ سلسلہ

اور اُن کے متعلق چند تجاویز

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

شاید ہی کوئی دن خالی گزرتا ہوگا جس میں کسی نہ کسی جماعت کی طرف سے یہ شکایت نہ آئی ہو کہ ان کی تکالیف کا پیمانہ حد سے گزرتا جا رہا ہے۔ ایک طرف ایذائے روحانی کا سلسلہ ہے کہ اس شخص کو جس نے اس زمانہ میں ایک جماعت کے اندر تبلیغ اسلام کے لئے عظیم الشان قربانیوں کی روح پیدا کی۔ اور ان ظلمت کدوں میں اسلام کا پیغام پہنچانے کی بنیاد رکھی۔ جہاں یہ آج تک نہ پہنچا تھا۔ دنیا کا بدترین انسان اور اسلام کا سب سے بڑا دشمن قرار دیا جاتا ہے اور تحریر و تقریر کے ذریعہ سے اس کی سیاہ سے سیاہ تصویر کھینچی جاتی ہے۔ اخبارین رسالے، ٹریکٹ ہزارہا کی تعداد میں روزانہ نکلتے ہیں جن کا کام سوائے گند اچھالنے کے اور کچھ نہیں۔ جگہ جگہ تبلیغ کے نام سے جلسے ہوتے ہیں لیکچر دیئے جاتے ہیں۔ جن کی تان صرف اس شخص کو برا کہنے پر آ ٹوٹتی ہے جس نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو فروعی جھگڑوں سے اوپر اٹھا کر اعدائے اسلام کے مقابلے پر کھڑا کر دیا۔ مگر جب اس قدر ایذائے روحانی خادمانِ اسلام کے اس گروہ کو پہنچا کر بھی مطلب حاصل نہیں ہوتا۔ تو پھر بائیکاٹ کا ہتھیار استعمال کیا جاتا ہے اور مسلمانوں کو تلقین کی جاتی ہے کہ اس جماعت کے ساتھ کسی قسم کا لین دین اور معاملہ نہ کریں۔ ان کو کسی قسم کی ملازمت میں نہ رکھا جائے۔ ان کے تاجروں سے کسی قسم کی خرید و فروخت کا معاملہ نہ کیا جائے۔ ان کے سکولوں میں بچوں کو تعلیم نہ دی جائے۔ قبرستانوں میں ان کے مُردوں کو دفن نہ ہونے دیا جائے۔ غرضیکہ کوئی پہلو قطع رحمی کا باقی نہیں چھوڑا جو احمدیوں کے خلاف استعمال نہیں کیا گیا۔

ان خطوط کے پڑھنے سے دل میں درد پیدا ہوتا ہے۔ مگر ان مصائب پر سوائے صبر کے اور کوئی چارہ نہیں۔ شاید بعض دوست خیال کرتے ہوں کہ ایسے موقع پر جب ہم مصائب میں مبتلا ہیں، صبر کی تلقین سے کیا بنتا ہے لیکن میں اپنے احباب کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ان مصائب اور مشکلات کا حل سوائے صبر کے، سوائے رجوع الی اللہ کے اور کچھ بھی نہیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ ان ساری ایذاؤں کے باوجود جو روحانی اور جسمانی رنگ میں ہمارے مسلمان بھائیوں کی طرف سے ہم کو پہنچائی جاتی ہیں۔ ہمارے دلوں میں ایک تسکین بھی ہے جس سے ایمان میں قوت پیدا ہوتی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ حالات بھی اللہ تعالیٰ نے ہماری بہتری کے لئے پیدا کئے ہیں۔ یہ تسکین اپنے بھائیوں کی گالیوں اور ایذا دہی کے مقابل پر اللہ تعالیٰ کا ایک انعام ہے۔ اگر وہ یہ طریق اختیار نہ کریں۔ تو ہم بھی اس انعام الٰہی سے محروم رہ جائیں

اور وہ تسکین یہ ہے کہ کوئی حق کو پھیلانے والی جماعت دنیا میں پیدا نہیں ہوئی۔ جسے دکھ نہ دیا گیا ہو۔ جس کو ایذا رسانی سے مٹانے کا تہیہ ان لوگوں نے نہ کیا ہو جو اس کے مقابل پر آجاتے ہیں اور ہمیں ابھی خدا کی راہ میں کیا تکلیف پہنچی ہے۔ جو جو تکلیفیں ان لوگوں نے اٹھائیں۔ جو ہمارے لئے خضر راہ ہیں۔ ان کا تو ابھی عشر عشیر بھی ہمارے حصہ میں نہیں آیا۔ اگر ہم اسی دین کو دنیا میں پہنچانے کے لئے اٹھے ہیں جو ہمارے ہادی محمد رسول اللہ صلعم لائے تھے تو اگر ہمیں اس قدر تکلیف بھی پہنچے جس قدر آپؐ کے ساتھیوں کو پہنچی۔ تو کیا ہمارے لئے زیبا ہے کہ حرفِ شکایت زبان پر لائیں۔ مگر کیا یہ سچ نہیں۔ کہ ابھی اس ایذا کا ہزارواں حصہ بھی ہمیں نہیں پہنچا؟ ان کی تکالیف کو آج بھی پڑھ کر دل کانپ اٹھتا ہے اور آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ ان کو طرح طرح کے دکھ دیئے گئے۔ انہیں گھروں سے نکالا گیا۔ ان کی جائدادیں اور اموال سب لٹ گئے۔ ان کے خون بہ گئے۔ ہم اس مقام بلند سے ابھی بہت دور ہیں۔ انہوں نے بہت بڑے دکھ اٹھائے۔ ان کا مقام بھی اسی قدر بڑا تھا۔ ہمارے حصہ میں تھوڑے دکھ آئے ہیں۔ اس لئے کہ ہم کمزور ہیں۔

اگر ہمارے سامنے حضرت مرزا صاحب کو ہمارے مسلمان بھائی گالی دیتے ہیں اور ہم ان کا منہ بند نہیں کر سکتے۔ تو کیا یہ درست نہیں کہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہمارے اور حضرت مرزا صاحب کے آقا کو بھی گالیاں دی جاتی ہیں۔ عیسائیوں اور آریوں نے آپ کو برا کہنے پر آپ سے تنفر پیدا کرنے پر پورا زور صرف کیا۔ لیکن ہم نے ان کا منہ بند کر لیا ہے؟ کیا اس تمام ایذا رسانی کے اندر یہ تسکین ہمارے دلوں میں نہیں کہ ہمارے مسلمان بھائی آج وہی ہتھیار احمدیت کے خلاف استعمال کر رہے ہیں، جو ہمیشہ اہل حق کے خلاف اہل باطل نے استعمال کیا؟ کیا کبھی صلحاء نے اپنے مخالفین کے ساتھ تمسخر و استہزا کیا؟ کیا کبھی صلحاء نے مقاطعت کا ہتھیار استعمال کیا؟ قطع رحمی کی تعلیم دی؟ یا یہ کام ہمیشہ ان لوگوں کا رہا ہے جو اہل حق کے مخالف ہیں۔ اگر یہ درست ہے تو پھر ہم کیوں گھبرائیں بلکہ یہ تو خوشی کا مقام ہے کہ گو زبان سے وہ ہمیں گالیاں دیتے ہیں۔ مگر اپنے ہاتھ سے ہمیں اہل حق کے ساتھ ملا رہے ہیں۔ یہ گمان نہ کرنا چاہئے کہ یہ حالات اسی طرح پر رہیں گے۔ کیا وہ لوگ جو آج ہمارے ساتھ ہیں۔ ان میں ایسے نہ تھے جو کسی وقت ہمارے سخت ترین مخالف تھے پس اسی طرح اس بات پر یقین رکھنا چاہئے کہ جو آج ہماری مخالفت کر رہے ہیں ان میں سے بھی ایسے ہونگے جو کل کو ہمارے معاون ہونگے۔ کیا آخر یہ بات ان کے دلوں پر اثر نہ کرے گی؟ کہ ان لوگوں کو کیا ملتا ہے جو اپنے اموال بھی خدا کی راہ میں قربان کرتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے گالیاں بھی سنتے ہیں۔ دکھ بھی اٹھاتے ہیں ذلیل بھی کئے جاتے ہیں۔ مگر پھر بھی ان کے ثبات قدم میں تزلزل نہیں آتا، بلکہ ان کا قدم خدمات اسلامی میں اور آگے بڑھتا ہے۔

اگر یہ حالات ہمیں پیش نہ آئیں۔ تو ہم میں استقامت کس طرح پیدا ہو۔ وہ استقامت جو فوق الکرامت مشہور ہے وہ منہ کے لفظوں سے پیدا نہیں ہوتی، بلکہ دکھوں اور مصائب کی کٹھالی میں ڈال کر یہ قیمتی جوہر ملتا ہے۔

ہاں یہ بھی صحیح ہے کہ ہمارے اندر کمزوریاں ہیں، ہمارے اندر رجوع الی اللہ کی کمی ہے۔ ہم میں سے بعض وہ ہیں جو سخت ترین مصائب کا شکار ہیں۔ بعض وہ ہیں جو نسبتاً محفوظ ہیں۔ لیکن ہم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ اپنے بھائی کی تکلیف کو اپنی تکلیف کی طرح ہی محسوس کرے اور ہم سب کے سب اکٹھے ہو کر بارگاہ الٰہی میں گریں۔ اور دعا کریں کہ اے خدا تو ہماری مصائب کو دور فرما۔ اور ظلم اور زیادتی کرنے والوں کو تو ہی سمجھ دے کہ وہ ایک خادم اسلام جماعت کی ناحق ایذا رسانی سے باز آجائیں اور نیز خوف ان کے دلوں میں پیدا ہو کہ آج وہ اس جماعت کو تباہ کرنے کی فکر میں ہیں جو تیرے نام کو بلند کرتی اور تیرے کلام کو دنیا میں پہنچاتی ہے۔ اے خدا ہم میں نقص اور کمزوریاں بھی ہیں۔ تو اپنے فضل سے ہماری پردہ پوشی فرما۔ اور ہماری کمزوریوں کو دور فرما۔ اور ہمیں اپنے دین کی خدمت کے لئے استقامت عطا فرما۔

اس کے ساتھ ہی میں اپنے احباب کو یہ بھی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ اس وقت ہم پر یہ فرض بھی عائد ہوتا ہے کہ جو بہتان امام وقت پر باندھے جاتے ہیں اور جو الزامات آپ پر لگائے جاتے ہیں۔ ان کی تردید پر پوری قوت صرف کی جائے۔ اس غرض کے لئے ایک سلسلہ انگریزی اور اردو ٹریکٹوں کا شروع کیا گیا ہے، جو انشاء اللہ ماہوار نکلتے رہیں گے۔ ان ٹریکٹوں کے اجرا میں ہماری جماعت کے وہ احباب بالخصوص معاون ہوئے ہیں جن کی تنخواہوں کی پانچ فیصدی تخفیف اس سال بحال ہوئی ہے، بعض دیگر ذی ثروت احباب نے بھی شرح صدر سے اس میں حصہ لیا ہے اور بعض آسودہ حال احباب جنہیں بذریعہ خطوط تحریک کی گئی تھی، اب تک خاموش ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ کس وقت کی انتظار میں ہیں۔ سلسلہ کے خلاف طوفان بے تمیزی انتہا کو پہنچ چکا۔ ہمارے اس محسن کو جس نے ہمیں باہمی جنگ و جدل کی ذلت کے گڑھے سے نکال کر اسلام کی خدمت کے عظیم الشان کام پر لگا دیا۔ گالیاں دی جاتی ہیں۔ ان پر جھوٹے الزامات لگائے جاتے ہیں۔ ان سے استہزا کیا جاتا ہے۔ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کیا جس نے ہمیں ذلت سے نکال کر عزت کے مقام پر پہنچایا۔ اس کی عزت کو قائم کرنا ہمارا فرض نہیں؟ کیا ہم اپنے مالوں سے محبت کر کے، اپنے آپ کو بھی اور اپنے اس محسن کو بھی ذلیل کرواتے رہیں گے؟ اس سلسلہ میں میں اب ذیل کی تجاویز احباب کے سامنے رکھتا ہوں، اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ وہ میری آواز پر لبیک کہہ کر یہ ثابت کر دیں گے۔ کہ ان کے اندر اسلام اور قرآن کے عشق کی سچی روح پھونکی گئی ہے۔

اوّل۔ اس ٹریکٹوں کے سلسلہ کو وسیع پیمانہ پر جاری کرنے کیلئے سب احباب اپنے ماہوار چندوں کے علاوہ کچھ یکمشت یا ماہوار چندہ دیں۔

دوم۔ جہاں جہاں جماعتیں ہیں۔ ان سب میں یہ تحریک کی جائے کہ ہر ایک اس میں اپنے حسب استطاعت حصہ لے، خواہ ایک آنہ ہی ہو

اور ہر ایک جماعت یہ انتظام کرے کہ وہ اس کے نشر کے لئے ایک تعداد رسالوں کی انگریزی اور اردو میں جتنی جتنی ضرورت ہو، باقاعدہ منگوائے جو خواندہ اور فہمیدہ اصحاب میں باقاعدہ اسموار فہرستیں بنا کر تقسیم کرنے کا انتظام کیا جائے۔ ان افراد یا جماعتوں سے جوالیا انتظام کریں۔ ان ٹریکٹوں کی قیمت ایک پیسہ فی ٹریکٹ اُردو، اور دو پیسے فی ٹریکٹ انگریزی وصول کی جائیگی۔

نوٹ علا:- کسی جماعت کو آئندہ یہ ٹریکٹ مفت نہ بھیجے جائینگے بلکہ ہر ایک جماعت خود جس قدر ٹریکٹ منگوانے کا انتظام کرے گی اسی قدر بھیجے جائیں گے۔ اگر کسی جماعت کے یا کسی کارکن کے خاص حالات ایسے ہوں کہ وہاں زیادہ ٹریکٹوں کی ضرورت ہے تو اس کی خاص منظوری انجمن میں لکھکر حاصل کی جائیگی۔

نوٹ علا:- جن اصحاب نے ٹریکٹوں کے سلسلہ کے لئے چندہ دیا ہے وہ چندہ ان کی جماعت کے حساب میں شامل کر دیا جائیگا۔ یا اگر وہ کسی جگہ تنہا ہیں تو وہ اپنے لئے حسب ضرورت ٹریکٹ تقسیم کرنے کے لئے منگوا سکتے ہیں۔

سوم:- دیہات میں اور شہروں میں دونوں جگہ آنریری مبلغین کی ضرورت ہے۔ جو خواہ اپنے وقت میں سے چند دن، ایک ماہ یا دو ماہ تبلیغ کے لئے وقف کریں اور خواہ روزانہ اپنے وقت کا کچھ حصہ ان الزامات کو دور کرنے کے لئے وقف کریں۔ ایسے آنریری مبلغین کو سفر خرچ بھی انجمن کے افسران کی منظوری کے بعد انجمن کی طرف سے دیا جائیگا۔ اور ان کا ایک علاقہ مقرر کر دیا جائے گا اور تبلیغ کے لئے ٹریکٹوں اور اشتہاروں کے علاوہ کچھ کتابیں بھی مفت ان کو دی جائیں گی۔ تاکہ وہ جہاں ضرورت دیکھیں دلچسپی لینے والے اصحاب کو عاریتاً دیتے رہیں۔

اس آخری شق کے متعلق میں اپنے احباب سے خاص طور پر اپیل کرتا ہوں۔ اس لئے کہ ہمارے پاس تنخواہ دار مبلغین کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ ایسے آنریری مبلغین جہاں رہتے ہیں اپنے علاقہ میں ہی چل پھر کر کام کر سکتے ہیں۔ یا وہ دوسرا کوئی علاقہ لے سکتے ہیں حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت ابتدا میں ایسے ہی آنریری کام کرنیوالوں سے پھیلی۔ اس وقت تنخواہ دار مبلغ ایک بھی نہ تھا۔ جو احباب یہ کام کرنا چاہیں وہ براہ راست مجھ سے خط و کتابت کریں اور یہ بھی ساتھ لکھیں کہ وہ کس جگہ یا کس علاقہ میں کام کریں گے؟ اور کتنے وقت کے لئے؟ میں اس بات کو پھر دہرانا چاہتا ہوں کہ ہمیں دیہات میں کام کرنے والوں کی شہروں سے بھی زیادہ ضرورت ہے

ضروری:- یہ تحریک ہر جگہ نماز جمعہ کے بعد احباب کے سامنے پیش کر کے ٹریکٹوں کی تعداد ہر جماعت اپنے لئے معین کر کے دفتر انجمن میں اطلاع دے اور جو اصحاب آنریری طور پر تبلیغ کے لئے اپنا کچھ وقت دینا چاہیں۔ وہ مجھ سے براہ راست خط و کتابت کریں۔

محمد علی
ڈلہوزی ۱۶ ۷/ ۳۵

آتش زدگان ایبٹ آباد

ایبٹ آباد کی ہولناک اور تباہ کن آتشزدگی کا ذکر اس سے قبل پیغام صلح کے صفحات میں مناسب تفصیل سے آچکا ہے شہر کا تقریباً تین چوتھائی حصہ جل کر خاک سیاہ ہوگیا۔ جامع مسجد کی وسیع عمارت اور مقامی انجمن اسلامیہ کی بھاری جائیداد بالکل تباہ ہوگئی۔ مسلمانوں کو بہت زیادہ نقصان پہنچا ہے یہ آتشزدگی ایبٹ آباد کے احباب جماعت کے لئے بھی کافی نقصان رساں ثابت ہوئی جناب شیخ نور احمد صاحب مرحوم و مغفور وکیل کے دو عالیشان مکان آگ کی نذر ہو گئے۔ بہت سا سامان بھی جل گیا۔ صرف وہ حصہ مکان محفوظ رہا۔ جو بطور مسجد استعمال ہوتا تھا جیسا کہ حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے خط سے معلوم ہوتا ہے مرحوم کے خاندان کی بسراوقات زیادہ تر انہی مکانوں کی آمد پر تھی۔ اس لحاظ سے یہ نقصان بہت ہی رنجدہ ہے اور ہمیں مرحوم کی اہلیہ محترمہ اور صاحبزادوں سے دلی ہمدردی ہے۔ حادثات اور نقصانات کا مقابلہ انسان صرف صبر و استقلال ہی سے کر سکتا ہے۔ گزشتہ قلیل عرصہ میں کوئٹہ، پشاور اور ایبٹ آباد میں جو کچھ ہُوا۔ اس کا واحد چارہ کار یہی ہے کہ ہم پورے استقلال سے اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی امداد اور دستگیری کے لئے آگے بڑھیں۔ کوئٹہ اور پشاور کے لئے ہم کچھ نہ کچھ کر چکے ہیں۔ لیکن ایبٹ آباد کے مصیبت زدہ بھائیوں کی امداد بھی ہمارا ایک نہایت ہی ضروری فرض ہے۔ اس سے کسی صورت میں پہلوتہی نہیں کرنی چاہیئے۔ شیخ صاحب مرحوم کی بیش بہا خدمات دینی اور ان کے صاحبزادوں کا خلوص اس کا خاص طور پر تقاضا کر رہا ہے ہم تمام وابستگان سلسلہ کو اس کار خیر میں شرکت کی پرزور دعوت دیتے ہیں۔

نامہ برلن

دو معزز جرمنوں کا قبول اسلام

برلن کے تازہ خط سے معلوم ہُوا۔ کہ حال ہی دو معزز جرمنوں مسٹر فوش اور مسٹر راس نے جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب امام مسجد برلن کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے۔ مسٹر فوش کا اسلامی نام وحید اور مسٹر راس کا اسلامی نام احمد رکھا گیا ہے مسٹر وحید فوش ۲۹ برس کے ایک نوجوان اخبار نویس ہیں۔ اور مسٹر احمد راس ۴۵ برس کے ایک کامیاب تاجر ہیں۔ اول الذکر ہیمبرگ اور ثانی الذکر ہنووا کے رہنے والے ہیں۔

ضرورت

ایک ایسے احمدی گریجوایٹ کی ضرورت ہے جو ایک غیر ملک میں جا کر اُردو اور پشتو دونوں زبانیں پڑھا سکے درخواستیں بنام آنریری جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور بھیجی جائیں

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— ہماری خوش قسمتی سے امسال بھی جناب مولوی دوست محمد صاحب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ ڈلہوزی میں مقیم ہیں۔ اور حضرت ممدوح کے خطبات جمعہ قلمبند کر کے اخبار کے لئے بھیج رہے ہیں۔ دو خطبے شائع ہو چکے ہیں امید ہے مولوی صاحب موصوف اس سلسلہ کو جاری رکھ کر ہمیں اور قارئین پیغام صلح کو ممنون فرمائیں گے۔

— مولوی دوست محمد صاحب ڈلہوزی سے تحریر فرماتے ہیں کہ:-

برادر محمد سعید خانصاحب اسسٹنٹ سول سرجن سول ہسپتال مانسہرہ ہماری جماعت کے نہایت مخلص اور پرجوش نوجوانوں میں سے ہیں۔ ایک عرصہ ہُوا برادر ممدوح مرض دق کی وجہ سے بیمار تھے لیکن خدا تعالیٰ نے فضل کیا اور بالکل تندرست ہو گئے۔ اب کچھ دن ہوئے ایک مریضہ کے علاج میں انہیں متواتر پانچ ماہ رات دن محنت کرنی پڑی جس کی وجہ سے بخار شروع ہو گیا اور کھانسی بھی آنے لگی جس کی وجہ سے مجبوراً انہیں ہسپتال سے چھٹی لینی پڑی ہے اور کشمیر برائے تبدیل آب و ہوا تشریف لے گئے ہیں احباب کرام سے التجا ہے کہ برادر ممدوح کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد از جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔ برادر موصوف مولانا محمد یحییٰ صاحب دیگراں کے فرزند ہیں۔

— ہماری جماعت کے مخلص و پرجوش نوجوان چودھری سلطان علی صاحب منیجر زراعتی فارم جالندھر آج کل ولایت میں بغرض تعلیم قیام پذیر ہیں۔ ان کی اہلیہ محترمہ مدت سے علیل ہیں چودھری صاحب نے ولایت سے مریضہ کیلئے دعائے صحت کی درخواست کی ہے لہذا تمام احباب اس خاتون کے لئے بالالتزام دعا کریں۔

مکتوب بغداد

اخویم سید تصدق حسین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:-

۱۳ر جون بروز جمعرات اخویم سید عابد علی صاحب کے مکان پر یوم میلاد النبی کی تقریب منانے کے لئے جلسہ منعقد کیا گیا کافی تعداد میں لوگ تشریف لائے، کرکوک سے بغرض شمولیت جلسہ اخویم عبدالصمد صاحب و عبدالکریم صاحب بھی آگئے۔ متعدد حضرات نے تقریریں کیں سید عابد علی شاہ صاحب کے فرزند ارجمند نے حضرت مسیح موعودؑ کے نعتیہ عربی کلام سے سامعین کو محظوظ کیا۔ خاکسار کی تقریر حضرت امیر کے الفاظ میں رحمۃ اللعالمین پر تھی۔ تقریباً اڑھائی گھنٹے جلسہ رہا۔

حضرت امیر کی اپیل برائے امداد مصیبت زدگان کوئٹہ کے بارہ میں یہاں تحریک کی گئی۔ الحمد للہ کہ اس وقت تک ۱۲۰ روپیہ کے وعدے ہو چکے ہیں فہرست چندہ دہندگان ارسال ہو گی۔ اس میں ایک گرانقدر رقم مبلغ پچاس روپیہ برادرم میاں محمد یعقوب صاحب پراچہ نے عطا فرمائی ہے۔ جزاک اللہ احسن الجزاء

کل شام بذریعہ ریڈیو وائرلیس یہ افسوسناک اطلاع ملی کہ لندن میں الحاج لارڈ ہیڈلے الفاروق کا انتقال ہو گیا۔ اس خبر سے بڑا صدمہ ہُوا۔ آج شام کو ایک تعزیتی جلسہ کے انعقاد کا انتظام کیا گیا ہے۔

خدا تعالیٰ کے قہری نشان اور مامورین الٰہی کی پیشگوئیاں

بعض اعتراضات کے جوابات

(از جناب مولوی دوست محمد صاحب مصنف آئینہ احمدیت)

مخالف اخبارات کا افسوسناک طرز عمل

کچھ عرصہ سے بعض مسلمان اخبارات اور ان کی دیکھا دیکھی غیر مسلم جرائد کی یہ عادت ہوگئی ہے کہ جب کبھی خدا تعالیٰ کا کوئی ایسا قہری نشان دنیا کے کسی حصہ میں ظاہر ہوتا ہے جس کی خبر امام وقت مجدد دوران حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے قبل از وقت دی جاچکی ہو تو بجائے اس کے کہ وہ اس بیس تیس یا کئی سالہا سال پہلے کی کہی ہوئی بات کو پورا ہوتے دیکھ کر اس کی صداقت اور مکلم من اللہ ہونے پر ایمان لائیں، بجائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کے علیم و خبیر ہونے پر ایک نیا اور تازہ ایمان ان کے دلوں میں پیدا ہو، بجائے اس کے کہ ان قہر خدا سے بچے ہوئے انسانوں کے دل نرم ہو جائیں اور وہ آستانہ الوہیت پر گر کر اپنی خطاکاریوں کا اعتراف کرتے ہوئے ہر قسم کے فسق و فجور سے تائب ہو جائیں۔ اس کو بھی مامور الٰہی کی تکذیب اور تمسخر و استہزا کا ایک ذریعہ ٹھہرا لیا جاتا اور طرح طرح کے آوازے اس پر کسے جاتے ہیں۔

ایک بے بنیاد خیال

اور یہ خیال دنیا میں پھیلایا جاتا ہے کہ لوگوں کی تباہی جماعت احمدیہ کے لئے خوشی کا موجب ہوتی ہے اور جب کبھی دنیا میں قہر و زلازل وغیرہ آتے ہیں اور مخلوق الٰہی دکھوں اور عذاب میں گرفتار ہوتی ہے۔ احمدیوں کے گھروں میں گھی کے چراغ جلتے اور وہ خوشی کے ساتھ پکار اٹھتے ہیں "پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"

بے معنی اعتراضات

کبھی کہا جاتا ہے کہ طاعون و زلازل اگر مرزا صاحب کے انکار کا نتیجہ ہیں تو مرزا صاحب سے پہلے جو زلازل وغیرہ آتے تھے، وہ کس کے انکار کا نتیجہ تھے۔ یہ اعتراضات اگر عمداً تمسخر و استہزا کی نیت سے نہیں کئے جاتے تو بہت حد تک پیشگوئیوں کی حقیقت کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہیں۔

انذاری پیشگوئیوں کے اعلان کا مقصد

ایک مامور من اللہ جو کسی آنے والے عذاب کی خبر دیتا ہے یا اس کے ماننے والے کسی ایسی پیشگوئی کے پورا ہونے پر جب اس کا اعلان کرتے ہیں تو اس کی یہ وجہ نہیں ہوتی کہ انہیں دنیا کو مبتلائے عذاب دیکھنے میں خوشی و راحت حاصل ہوتی ہے۔ ان کا قبل از وقت بتانا ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ دنیا کو اس آنیوالے عذاب سے بچانا چاہتے ہیں۔ ان کے دلوں میں مخلوق الٰہی کی ہمدردی کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے پیش از وقت عذاب کی خبر پاکر لوگوں کو متنبہ کرتے ہیں کہ تا وہ اپنے گناہوں، اور بدکاریوں سے تائب ہو کر غضب الٰہی کی آگ کو ٹھنڈا کر دیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے حقیقۃ الوحی میں ایسے ہی عذابوں اور قہر الٰہی کی خبر دیتے ہوئے یہ الفاظ لکھے ہیں:

"یہ میری تحریر معمولی تحریر نہیں، دلی ہمدردی سے بھرے ہوئے نعرے ہیں، اگر اپنے اندر تبدیلی کرو گے اور ہر ایک بدی سے اپنے تئیں بچاؤ گے تو بچ جاؤ گے کیونکہ خدا حلیم ہے۔ جیسا کہ وہ قہار بھی ہے اور تم میں سے اگر ایک حصہ بھی اصلاح پائے گا، تب بھی رحم کیا جائے گا۔"

مخالفین کا الزام بالکل غلط ہے

اس سے صاف ظاہر ہے کہ عذاب الٰہی کی خبر قبل از وقت دینے میں اصل غرض مخلوق الٰہی کی ہمدردی ہے نہ کہ کوئی خوشی یا انتقام کا جذبہ اس کی تہ میں کام کرتا ہے اور جب لوگ اس خبر سے متنبہ نہیں ہوتے اور اپنی بداعمالیوں اور فسق و فجور کی وجہ سے عذاب الٰہی کے مورد ٹھہرتے ہیں تو انہیں اس پیش از وقت کہی ہوئی بات کی یاد دلانا اور آئندہ کے لئے توبہ کرنے کی نصیحت کرنا اللہ تعالیٰ پر ایمان تازہ کرنے اور انہیں مزید عذاب سے بچانے کے لئے ہے یہ کس قدر غلط ہے کہ مخلوق الٰہی کو مبتلائے عذاب دیکھ کر ہمیں کوئی خاص خوشی ہوتی ہے۔ اور ہم خوشی سے تالیاں بجانے لگتے ہیں۔ یہ تو پرلے درجہ کی درندگی اور وحشت اور بربریت ہے ممکن ہے افریقہ کے جنگلی لوگ جن کو تہذیب و شائستگی کی ہوا چھو بھی نہیں گئی۔ ایسے وحشیانہ افعال کے مرتکب ہوں اور انسانوں کی تباہی ان کے لئے کسی خوشی کا موجب ہو۔ ایک مہذب اور خدا پرست قوم کس طرح اس بات پر خوش ہو سکتی ہے کہ اس کے کروڑ ہا بھائی غضب الٰہی کی بجلیوں کے شکار ہو جائیں۔ وہ تو خود بھی اگر عذاب الٰہی کے ہمہ گیر نقصانات سے بچ جائے۔ تو لبا غنیمت ہے کیونکہ قرآن کریم صاف لفظوں میں فرماتا ہے واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ۔ اس فتنہ سے ڈرو۔ جو صرف ظالموں ہی کو نہیں پہنچتا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں کفار والوں پر جنگوں کی صورت میں جو عذاب آئے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی اس سلسلہ میں اپنی گردنیں کٹوانی پڑیں، قحط کی بلا اگر آئی تو مسلمان بھی جو وہاں رہتے تھے اس مصیبت سے بچ نہ سکے پس جہاں کوئی عذاب نازل ہو، اس کے ہمہ گیر نقصانات سے وہ لوگ بھی بچ نہیں سکتے۔ جو فی الحقیقت اس کے مستحق نہ ہوں۔ الا من رحم ربی۔ یہ خدا تعالیٰ کا رحم اور فضل ہی ہے کہ کسی شخص کو ایسی مصیبت سے بچائے۔ ورنہ بعض وقت بروں کے ساتھ اچھے بھی مصیبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ الگ بحث ہے کہ وہ لوگ جو اس عذاب کے فی الحقیقت مورد ہیں ان کے لئے تو وہ عذاب ہی ہوتا ہے اور دوسروں کے لئے گو بظاہر دکھ اور مصیبت ہو۔ لیکن درپردہ کسی اور رنگ میں رحمت بن جاتا ہے۔ تاہم اس میں شک نہیں کہ جب کوئی عذاب آتا ہے تو بدوں کے ساتھ نیکوں کو بھی کچھ نہ کچھ نقصان ضرور پہنچ جاتا ہے اس لئے کسی قوم یا انسان کے لئے کوئی وجہ ایسی نہیں کہ وہ دوسروں کے مبتلائے عذاب ہونے پر خوشیاں منائے

خدا کے نشانوں کو چھپایا نہیں جاسکتا

ان اس میں شک نہیں کہ جب کسی عذاب کے آنے سے کسی مامور من اللہ کی قبل از وقت کہی ہوئی بات پوری ہوتی ہے۔ تو چونکہ اس سے خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک تازہ ایمان پیدا ہوتا ہے جس نے اس وقت اس بات کی خبر اپنے مامور کے ذریعہ سے دی جب اس کا کوئی وہم و گمان بھی نہ تھا۔ اور نہ کوئی اس کے آثار ہی تھے۔ اور چونکہ ایسا واقعہ اسی مامور کی صداقت اور اس کے منجانب اللہ ہونے پر ایک کھلا نشان ہوتا ہے اس لئے دنیا کو اس کی تکذیب سے باز رہنے کی نصیحت کرنا غیر حق بجانب نہیں۔

ہمارے دلوں میں دوہرا درد پیدا ہوتا ہے

اگرچہ اس کے ساتھ ہی ہمارے دل اس درد و کرب میں مساوی طور پر شریک ہوتے ہیں۔ جو کسی عذاب کے آنے پر لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے۔ بلکہ ہمارے دلوں میں دوہرا درد پیدا ہوتا ہے ایک ان کے مالی و جانی نقصان کا اور دوسرے خدا تعالیٰ کی ناراضی کا۔ اگر ہمارے دلوں میں ان کا درد نہ ہو۔ تو ہم ان کے جنازے کیوں پڑھیں ان کی اور ان کے ورثا کی امداد کے لئے چندے کیوں دیں لیکن نہیں ہمارے مخالفین کو صرف ایک بات سے غرض ہے کہ کسی طرح پر مرزا صاحب اور ان کے ماننے والوں کو دنیا میں بدنام کیا جائے اور یہ کہہ کر کہ مخلوق الٰہی کے مبتلائے عذاب ہونے سے ہمیں خوشی ہوتی ہے لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا کی جائے

ہر انذاری پیشگوئی کے پورا ہونے پر تازہ ایمان پیدا ہوتا ہے

ہم کہتے ہیں ہر انذاری پیشگوئی جب پوری ہوتی ہے تو اس سے جہاں دکھ اور درد پیدا ہوتے ہیں وہاں حقیقت بین انسانوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی ہستی اور مامور الٰہی کی صداقت پر ایک تازہ ایمان بھی پیدا ہوتا ہے۔ دور کیوں جائیں۔ دجال کا فتنہ کتنا بڑا عذاب ہے جو آج دنیا پر وارد ہے اور اس عذاب کو دیکھ کر کس قدر تکلیف اور دکھ دل کے اندر پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اس عذاب کی تفصیلات جب ہم احادیث میں پڑھتے ہیں تو کیا ازدیاد ایمان سے انسانی روح وجد میں نہیں آجاتی ہے؟ اس پاک انسان صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر جب ابھی دجال کا نام و نشان نہ تھا کس قدر تفصیل کے ساتھ اس کے حالات و کیفیات کو کھول کھول کر بیان کر دیا جس سے ظاہر ہے کہ وہ خدا سے علم حاصل کرتا اور یقیناً اس کا سچا رسول تھا۔

حضرت مرزا صاحب کی انذاری پیشگوئیوں کا بھی یہی حال ہے

یہی حال ان انذاری پیشگوئیوں کا ہے جو حضرت مرزا صاحب نے کیں اور آج پوری ہو رہی ہیں ہمیں ہرگز کسی عذاب کے آنے پر خوشی نہیں بلکہ اگر لوگ اس مامور من اللہ کے انتباہ سے متنبہ ہو کر توبہ استغفار میں لگ جائیں اور غضب الٰہی کو ٹھنڈا کر کے آیندہ عذابوں سے بچ جائیں تو اس سے بڑھ کر خوشی کی اور کوئی بات نہیں لیکن جب ایسا نہیں اور خدا کے مامور کی قبل از وقت کہی ہوئی بات پوری ہوتی ہے تو اس کا اظہار کرنا کیوں جرم ہے؟ کیوں اس کے الہام کو کہ

پھر بہار آئی اور خدا کی بات پھر پوری ہوئی

تمسخر و استہزا کا محل ٹھہرایا جاتا ہے جبکہ واقعات اس الہام کی صداقت کو واضح کر رہے ہیں اور موسم بہار ہی متعدد مرتبہ انسانوں کے لئے ہلاکت اور عذاب الٰہی کا موسم قرار پاچکا ہے۔ ۱۹۰۵ء کا زلزلہ آیا تو موسم بہار تھا، بہار کے علاقہ میں گذشتہ سال زلزلہ آیا تو موسم بہار میں اور امسال اگر کوئٹہ میں زلزلہ آیا تو موسم بہار کے ان آخری ایام میں جن کی انتہا اس مامور الٰہی نے آخر مئی کو قرار دیا ہے تعجب ہے کہ ان کھلے واقعات کے ہوتے ہوئے ان سے نصیحت پکڑنے کی بجائے تمسخر کیا جاتا اور یہ کہا جاتا ہے کہ بہار کا موسم جماعت احمدیہ

(باقی بر صفحہ آئندہ)

کے لئے خوشی کا پیغام لاتا ہے کہ اس میں مخلوق الٰہی تباہ ہوتی ہے۔ حالانکہ ہم بار ہا اس الہام کو یاد دلا کر مخلوق الٰہی کو آنے والے عذاب سے بچانا اور انہیں آستانہ الٰہی پر جھکانا چاہتے ہیں۔ اس میں خوشی کی کوئی بات نہیں۔ بلکہ بار بار کے واقعات اور ایک معین زمانہ ایک زبردست انتباہ ہے۔ کاش کہ لوگ عبرت حاصل کریں۔

عذاب انسانوں کی بداعمالی کا نتیجہ ہوتے ہیں

اصل بات یہ ہے کہ دنیا میں جو بھی عذاب آتے ہیں۔ وہ براہ راست کسی کی تکذیب کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ انسانوں کی بداعمالی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے اذا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترفيها ففسقوا فيها فحق عليها القول فدمرناها تدميرا جب کسی قریہ کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس کے اکابر کو ہم نیکی کا حکم دیتے ہیں۔ وہ فسق و فجور میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ پھر ہم اس کو تباہ کر دیتے ہیں۔ یہی نقشہ ہے ماموروں کی تکذیب کا، خدا کے مامور کا ایک نیکی کا پیغام لیکر آتے ہیں۔ وہ دنیا کو فسق و فجور سے نکالنا چاہتے ہیں۔ لیکن لوگ ان کی تکذیب کرتے ان سے استہزا کرتے۔ انہیں طرح طرح کے طعن و تشنیع کے مورد ٹھہراتے اور ان پر چلنے پر تکلیف بھی پہنچاتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی ساتھ فسق و فجور کو بھی نہیں چھوڑتے۔ بلکہ اس میں اور بھی ترقی کرتے ہیں۔ جس سے غضب الٰہی کی آگ بھڑکتی ہے اور انہیں طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کر دیتی ہے اس لئے یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ عذاب اس مامور کی تکذیب کا نتیجہ ہے کیونکہ اگر تکذیب نہ کرتے اور اس کا کہا مان کر فسق و فجور کو چھوڑ دیتے اور نیکیوں میں لگ جاتے۔ تو لازمی تھا کہ غضب الٰہی کی آگ ٹھنڈی ہو جاتی

مخالفین کا ایک بے محل سوال

ہاں یہ سوال کہ اس سے پہلے ... یہ کس کی تکذیب کا نتیجہ تھے؟ بالکل بے محل ہے۔ کیونکہ ایک تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا، جب تک کوئی رسول نہ آئے وہ لوگوں کو نیکی کا پیغام نہ پہنچائے اور ان پر اتمام حجت نہ کرے ہم عذاب نہیں بھیجتے۔ اس لئے یہ کہنا کہ عذاب یونہی آ جاتے ہیں بغیر اس کے کہ رسول آئے۔ قرآن کریم کو جھٹلانا ہے۔ ہاں اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ وہ رسول کونسا ہے۔ جس کی تکذیب پر پہلے بھی عذاب آتے رہے ہیں۔ اور آج بھی آتے ہیں۔ تو وہ ایک ہی رسول ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کی رسالت کا دامن قیامت تک دراز ہے۔ اس کا پیغام ہر زمانہ میں مجددین کرام اور اولیائے عظام لیکر آتے رہے اور من وجہ نبوت رسولا کی شرط کو پورا کرتے رہے۔ رسالت اصل اسی پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ جو اس کے پاک متبعین کو ہر زمانہ میں مستعار طور پر ملتی رہی۔ اس سے وہ اصل رسول نہیں بن جاتا بلکہ رسول کے خادم اور متبع اور اس کے رنگ میں رنگین ہو کر رسالت کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ اس لئے ان کی تکذیب دراصل اس پیغام کی تکذیب ہوتی ہے۔ جو وہ لاتے ہیں۔ اور ایسے مکذبین اپنی فتنہ پردازیوں اور شرارتوں کی وجہ سے آخر کار پکڑے جاتے ہیں۔

معاصر مدینہ کا اعتراض

اسی ضمن میں معاصر "مدینہ" کا یہ سوال بھی قابل غور ہے کہ "کسی مامور کو ایسا مقام دینا کہ اس کے وجود کو تسلیم کرنا خدا کی رحمت کا موجب ہو اور اس سے انکار کرنا خدا کے عذاب کے نزول کا باعث ہو۔ بذات خود ایسا عقیدہ ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت اور حضور کے کافۃ للناس بشیراً و نذیراً کے مرتبہ کو نقصان پہنچاتا ہے"

مامور کیلئے اپنی صداقت منوانا کیوں ضروری ہے

یہ فی الحقیقت صحیح ہے کہ حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور شخص کو یہ حق نہیں پہنچتا۔ کہ آپ سے علیحدہ ہو کر اپنے وجود کو تسلیم کرائے اور عدم تسلیم کو عذاب کا موجب ٹھہرائے۔ ہم اس بات کے قائل نہیں۔ لیکن ایک مجدد اور مامور من اللہ کے لئے بسبب اس کے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی پیغام لیکر آتا ہے۔ اپنی صداقت کو منوانا ضروری ہوتا ہے۔ ورنہ اگر وہ اپنی ماموریت کو نہ منوائے۔ تو کون اس کی طرف توجہ کر سکتا ہے اور خدا کا یہ فعل کہ اس کو ایک کام کے لئے مامور کیا بالکل عبث ٹھہرتا ہے۔ یہ الگ امر ہے کہ اس کے نہ ماننے سے کفر لازم نہ آئے۔ لیکن یہ بھی نہیں کہ اس کا ماننا معصیت میں داخل نہ ہو اور تکذیب اور مخالفانہ کوششیں تو خدا تعالیٰ سے جنگ کرنے کے برابر ہیں۔ من عادلی ولیاً فقد اذنتہ للحرب حدیث قدسی ہے یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے ولی سے عداوت کی۔ اس کو میں اعلان جنگ دیتا ہوں اور حضرت شاہ ولی اللہ، حضرت مجدد الف ثانی جیسے پاک بزرگوں کے کلمات اس پر شاہد ہیں۔ کہ ایک مجدد کے زمانہ میں روئے زمین کے انسان خواہ وہ کتنے بھی نیک اور پاکباز کیوں نہ ہوں۔ اسی کے توسط سے قرب الٰہی حاصل کر سکتے اور رحمت الٰہی کے وارث ہو سکتے ہیں۔ کہ وہ اپنے زمانہ میں نائب رسول اور خدا کا مامور ہو کر آتا ہے

پبلک پریکٹس کے خواہشمند

ڈاکٹر صاحبان توجہ فرماویں

(خصوصاً ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ہنٹرز کے لئے نادر موقعہ)

حافظ غلام رسول میڈیکل ہال وزیرآباد (پنجاب)

(قائم شدہ ۱۸۸۹ء)

ایک نہایت باموقعہ بنی بنائی اور مشہور انگریزی ادویات کی دکان کا کام مالک حافظ غلام رسول اور ڈاکٹر محمد یوسف صاحب M-B-B-S دونوں کے یکے بعد دیگرے فوت ہو جانے کی وجہ سے رکا ہوا ہے۔ موجودہ مالک کمپونڈنگ کا کام جانتا ہے اور خواہشمند ہے کہ کسی ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ڈاکٹر کے ساتھ مل کر کام چلائے۔ وزیرآباد میں ایک ایم۔ بی۔ بی۔ ایس مسلمان محنتی اور قابل ڈاکٹر کی ضرورت بھی ہے۔ محنت اور کوشش کرنے سے کافی کامیابی ہو سکتی ہے۔ مفصل حالات اور شرائط بالمشافہ آ کر طے فرماویں۔

پہلے خط و کتابت سے وقت دن مقرر کر لیں

لاہور میں کرفیو آرڈر کا وقت تبدیل کر دیا گیا

لاہور ۱۹ جولائی۔ آج قریباً آٹھ بجے شام ڈپٹی کمشنر نے منادی کرا دی۔ کہ آج سے کرفیو آرڈر کا وقت بجائے ساڑھے آٹھ بجے شام سے شروع ہو کر پانچ بجے صبح تک رہیگا۔

سشن جج گورداسپور

کے فیصلہ کے متعلق

بیرونی جماعتوں کی قراردادیں

(گورنمنٹ کی خاص توجہ کے قابل)

گجرات (پنجاب)

ایک خاص جلسہ میں مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی گئی

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام گجرات کا یہ جلسہ سشن جج صاحب گورداسپور کے اس فیصلہ پر جو جج موصوف نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں سنایا ہے نہایت افسوس کا اظہار کرتا ہے کیونکہ اس فیصلہ میں جج موصوف نے اصل مقدمہ کو چھوڑ کر بانی جماعت احمدیہ کی شخصیت پر ناروا اور بدنام کن حملے کر کے حکومت برطانیہ کی رعایا کے ہزارہا افراد کے مذہبی جذبات کو بری طرح مجروح کیا ہے یہ جلسہ حکومت سے استدعا کرتا ہے کہ وہ جلد از جلد جماعت احمدیہ سے اس بے انصافی کے ازالہ کے لئے کوئی مناسب قدم اٹھائے علاوہ ازیں یہ جلسہ حکومت برطانیہ پر واضح کر دینا چاہتا ہے کہ اگر اس فیصلہ کے قابل اعتراض الفاظ کو برقرار رکھا گیا۔ تو وہ صحیح الدماغ اشخاص جو جماعت احمدیہ کے عقائد اور کارناموں سے واقف ہیں۔ برطانوی عدل و انصاف سے بدظن ہونے میں حق بجانب ہونگے

(سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام گجرات (پنجاب)

علی پور ضلع مظفر گڑھ

بتاریخ ۲۱ جولائی ۱۹۳۵ء احمدیہ انجمن اشاعت اسلام علی پور ضلع مظفر گڑھ نے اپنے ایک غیر معمولی اجلاس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن اتفاق رائے سے پاس کئے

(۱) یہ اجلاس سشن جج صاحب گورداسپور کے ان ریمارکس کے خلاف جو انہوں نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں جناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام بانئے سلسلہ احمدیہ کے متعلق دیئے ہیں۔ اور جو سراسر غلط اور بدنام کرنیوالے ہیں اور جنہوں نے ملک معظم کی ہزارہا رعایا کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا ہے۔ سخت ناراضگی کا اظہار کرتا ہے اور گورنمنٹ عالیہ سے ملتجی ہے کہ ان نامناسب ریمارکس کی تلافی بہت جلد کی جاوے۔

(۲) قرار پایا۔ کہ اس ریزولیوشن کی نقول بخدمت ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند، ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب اور اخبارات کو بھیجی جائیں

(سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام علی پور، مظفر گڑھ)

خان بہادر میاں غلام رسول صاحب

مولوی دوست محمد صاحب ڈلموزی سے تحریر فرماتے ہیں کہ احباب کرام یہ سن کر خوش ہونگے کہ گورنمنٹ نے جدید قانون قرضہ کے امتحان کیلئے سب سے پہلے ضلع جھنگ کو منتخب کیا ہے اور اس غرض سے ایک (Reconciliation Board) بنایا گیا ہے جسکے چیئرمین ہمارے مکرم معظم بزرگ خان بہادر میاں غلام رسول صاحب حافظ صاحب کو مقرر کیا گیا ہے اس کام کیلئے ان کی ۲۵۰ روپیہ ماہوار تنخواہ اور ۷۵ روپیہ بالمقطعہ سفر خرچ مقرر ہوا ہے۔

ہم اس عزت افزائی کے لئے خان بہادر ممدوح کو تہ دل سے مبارکباد دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے غریب زمینداروں کی بہتری کی کوئی صورت پیدا کر دے۔

مسلمان قوم کی کمزوری کا راز

وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ

آج سے ہزار سال پیشتر صرف بیس ہزار مجاہدین نے ہندوستان پر حملہ کرکے اس ملک کی بیس کروڑ مسلح آبادی کو اپنے اقتدار کے سامنے سربسجود ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔ آج اس ملک میں ہماری تعداد آٹھ کروڑ ہے لیکن نہ ہمارے پاس حکومت ہے نہ اقتدار، نہ مال و دولت باقی ہے نہ طاقت جسمانی برقرار ہے۔ مذہبی فرقہ بندیوں اور سیاسی جماعت سازیوں کی قیامت برپا ہے۔ قوم فروشی اور غداری عام ہو رہی ہے۔ نہ حکومت کے نزدیک ہمارا کوئی رعب اعتماد ہے نہ ہمسایہ قومیں ہماری پروا کرتی ہیں۔

حکومت کی یہ کیفیت ہے کہ اس کے پیش نظر محض اپنے مقاصد و اغراض ہیں جس وقت تک اس کے مقاصد مقتضی ہوتے ہیں۔ وہ مسلمانوں کے بعض مطالبات کے متعلق کسی قدر ہمدردانہ رویہ اختیار کر لیتی ہے لیکن جونہی مقصد پورا ہو جاتا ہے طوطے کی طرح آنکھیں پھیر لیتی ہے اس کو ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال نہیں آتا۔ کہ آٹھ کروڑ انسانوں کو ناراض کرنا اس کے اقتدار کے لئے مضر ہوگا۔ کیونکہ اسے ہماری بے طاقتی اور عدم تنظیم کا سارا راز معلوم ہے اور وہ خوب جانتی ہے کہ مسلمان اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

ہمسایہ قوموں کی یہ کیفیت ہے کہ ان کے نزدیک ایک کمزور مفلس اور منتشر قوم کے ساتھ اتحاد کرنا غیر ضروری ہے کوئی طاقت اور گروہ کسی کمزور جماعت کے ساتھ اتحاد کا خواہاں نہیں ہوتا ہندوؤں کو پے درپے اولوالعزمانہ اقدامات سے یہ احساس ہو چکا ہے کہ وہ جب چاہیں۔ اپنی طاقت کو مجتمع کرکے حکومت کے اقتدار کو چیلنج کر سکتے ہیں۔ قانون شکنی کرکے جیلخانوں کو معمور کر سکتے ہیں اور حکومت کی حکمت عملی پر نہایت گہرا اثر ڈال سکتے ہیں۔ سکھوں اور ہندوؤں کے قوائے ملیہ بے حد منظم و متحد ہیں وہ جب چاہتے ہیں۔ اپنے بے پناہ شور و غوغا سے حکومت کو مرعوب کرکے اپنی مرضی منوا لیتے ہیں اور یہ شور و غوغا محض اس لئے موثر ہوتا ہے کہ افراد قوم میں کامل اتحاد ہے۔ نہ طرح طرح کی جماعتیں قوم کی طاقت کو منتشر کرتی ہیں نہ غداروں کی ٹولی قوم کے مقاصد کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت میں ان قوموں کا رعب و اعتبار تسلیم کیا جاتا ہے اور حکام ان کو خوش کرنے کے لئے ہر وقت فکرمند رہتے ہیں۔

کیا کبھی مسلمانوں نے سوچا ہے کہ وہ اس ملک میں اتنے کمزور اتنے ذلیل اتنے رسوا کیوں ہیں؟ ان کی اس ذلت و رسوائی کا راز یہ ہے کہ ان میں اتحاد نہیں۔ ان کی طاقتوں میں تنظیم نہیں۔ گزشتہ پچاس سال میں دردمندان ملت نے مذہبی فرقہ بندیوں کے زور کو کم کرنے کے لئے جو کوششیں کی تھیں۔ وہ اس زمانے میں شیعہ سنی و حنفی و لحمری کے جھگڑوں سے خاک میں ملا دی گئیں۔ خدا جانے مسلمانوں کو کیا ہو گیا کہ وہ جب کبھی آمادۂ پیکار رہتا ہے۔ اپنے ہی بھائیوں کا گلا کاٹنے لگتا ہے کہیں حرب عقائد کی گرم بازاری ہے کہیں تکفیر کے تیر چل رہے ہیں۔ سیاسی جماعتوں نے اور بھی قیامت برپا کر رکھی ہے کانگرسی رجحانات کی جماعتوں اور مسلم لیگ اور کانفرنس کے درمیان تو اختلاف چلا ہی آتا تھا۔ اب اس اختلاف نے اور بھی پاؤں پھیلا دیئے ہیں۔ جو احرار اسلام کہلاتے تھے۔ ان میں بھی المدہ ٹی مناقشات پیدا ہو رہے ہیں۔ صدر مجلس احرار اور زمیندار کے درمیان تو تو میں میں ہو رہی ہے۔ کبھی غیر مسلم قوم کے ساتھ مسلمانوں کا کوئی مناقشہ شروع ہوتا ہے تو ایک سیاسی سرفروشوں کی جماعت یہ کہکر الگ ہو جاتی ہے کہ ہم اس میں حصہ نہیں لے سکتے اس لئے کہ ہمیں آئندہ سیاسی جماعت سازی کرنی ہے اور ہم کسی غیر مسلم قوم کو ناراض نہیں کر سکتے۔

جس قوم کے انتشار و تفرق کی یہ کیفیت ہو اس کے ساتھ اس دنیا میں جتنی بھی بدسلوکی اور تذلیل روا رکھی جائے کم ہے آٹھ کروڑ تو کیا شے ہیں اگر ساری دنیا بھی مسلمان ہو جائے اور سطح ارضی پر ان کا ایک بھی دشمن یا مخالف باقی نہ رہے۔ جب بھی اگر ان میں اتحاد نہ ہوگا تو ان کی حیثیت جانوروں کے ایک ریوڑ سے زیادہ نہ ہوگی اور وہ آپس میں لڑکر ایک دوسرے کو فنا کر دیں گے۔

آج تم اپنی ذلت کو روتے ہو اپنی رسوائی پر آنسو بہاتے ہو۔ اپنی بے بسی اور ناطاقتی کا ماتم کرتے ہو لیکن تم نے کبھی سوچا ہے کہ آئے دن کی ان ذلتوں کا باعث کیا ہے۔ یاد رکھو جب تک تمہارے لیڈر تمہارے کارکن، تمہارے اخبار نویس۔ تمہارے علما ایک دوسرے کو برا کہنا ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہونا اور ایک دوسرے کی تکفیر و تفسیق کرنا ترک نہیں کریں گے اور مسلمانوں میں ایسی ذہنیت پیدا نہ کریں گے کہ وہ کسی قومی مصیبت کے وقت ایک لمحہ کے اندر ایک گروہ یا ایک انسان کی رہنمائی قبول کرکے ایک ہی طرز عمل اختیار کریں اور حصول مقصد کے لئے انتہائی قربانی دینے پر آمادہ ہو جائیں تمہاری یہ ذلتیں یہ رسوائیاں برابر جاری رہیں گی یہاں تک کہ غیرت اسلامی اور حمیت ایمانی کا ایک ذرہ جو تم میں باقی رہ گیا ہے وہ بھی آہستہ آہستہ غائب ہو جائیگا اور تم اس ملک میں اغیار کی جوتیاں کھانے اور اچھوتوں کی سی زندگی بسر کرنے کے لئے رہ جاؤ گے۔ آؤ ایکدفعہ فیصلہ کر لو۔ کہ ہمیں اس دنیا میں عزت و اقتدار کے ساتھ رہنا ہے اور یاد رکھو۔ کہ عزت و اقتدار کی نعمت صرف اسی قوم کو ملتی ہے جو متحد و منظم ہو۔ آپس میں بھی لڑو اور دشمن پر بھی فتح پاؤ۔ یہ دنیا میں نہ آج تک کبھی ہوا ہے نہ ہوگا۔ تم بہت آزما چکے ہو جی چاہے تو اور آزما لو۔ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لا یہدی القوم الفاسقین۔　　(انقلاب)

ضرورت ملازمین

(۱)

مسٹر ڈبلیو۔ جی۔ دہنلی صاحب سپرنٹنڈنٹ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی سنٹرل ورکشاپ امرتسر کو ایک ایرکنڈ فورمین کی عارضی طور پر ضرورت ہے تنخواہ کا گریڈ ۲۰۰ـــ۱۵ـــ۳۵۰ روپیہ ماہوار ہے۔ ورکشاپ کا کافی تجربہ ہو۔ اور کم از کم چار سال کسی مسلمہ ورکشاپ میں کام کیا ہو۔ جس میں چھ ماہ ڈرائنگ آفس کا کام بھی ہو۔ آٹھ سال کا عملی تجربہ کام کا ہو۔ اور اپنے ہاتھوں سے عمدہ طور پر کام لے سکے۔ درخواستیں امیدوار اپنے دستخطی لکھ کر معہ نقول سندات ۲۲ر جولائی تک پہنچ جانی چاہئیں۔

(۲)

گیم وارڈن پنجاب۔ پنجاب سول سیکرٹریٹ لاہور کو۔ لاہور شملہ اور راولپنڈی کے اضلاع کے لئے تین گیم انسپکٹروں کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ۔۔ روپیہ ماہوار مقرر ہے۔ مفصل حالات ان اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ درخواستیں جو گیم وارڈن پنجاب کے پتہ پر ہوں۔ ان اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں کی معرفت یکم اگست تک آنی چاہئیں۔

(۳)

کپتان دینا ناتھ صاحب وزیر پبلک ہیلتھ اور تعلیم ریاست پٹیالہ کو ایک الیکٹریکل انجینئر کی ہیڈ، و الیکٹرک محکمہ کے لئے ضرورت ہے کام کا سابقہ تجربہ ضروری ہے۔ تنخواہ کا گریڈ ۵۰۰ـــ۲۵ـــ۷۰۰ روپیہ ماہوار ہے۔ معہ مفت مکان۔ عرضی میں عمر اور دو معززین کی سفارشات اور تصدیق شدہ سندات و سندات تجربہ وغیرہ ۳۱ر جولائی تک کپتان صاحب کو بھیجدی جائیں۔

(۴)

ایک انگریزی فرم کو لاہور میں ایک ہوشیار کلرک کی حساب کتاب رکھنے کے لئے ضرورت ہے عمر ۳۰ سال کے قریب ہو۔ تنخواہ ابتدائی ۔۔ روپیہ ماہوار ہے۔ درخواستیں بنام ۵۱۱۳ سول ملٹری گزٹ لاہور بھیجی جائیں۔

(۵)

محکمہ بحری کی انتظامی اور انجینئرنگ تعلیم کے حصول کے لئے امیدواروں سے درخواستیں طلب کی جا رہی ہیں امیدواروں کی عمر ۱۳ سال ۸ ماہ اور ۱۶ سال ۱۵ر جنوری ۱۹۳۶ء کو ہونی چاہئیے درخواستیں یکم اکتوبر ۳۵ء سے پہلے پہنچنی چاہئیں امتحان وا ۲۹ر اکتوبر ۳۵ء کو شروع ہوگا۔ اور جنوری میں کامیاب امیدواروں کا داخلہ ہوگا۔ بارہ آنہ کا منی آرڈر بھیجکر درخواست پراسپکٹس ذیل کے پتوں سے مل سکتے ہیں (۱) منیجر آف پبلیکیشن سول لائنز۔ دہلی (۲) سیکرٹری گورننگ باڈی جہاز ڈفرن مجھاگاؤں بندر بمبئی ۱۰

(۶)

۳ر دسمبر ۳۵ء کو گورنمنٹ آف انڈیا کے مختلف دفاتر کے لئے اسسٹنٹ اور کلرک بھرتی کرنے کے لئے مقابلہ کا امتحان ہوگا فارم درخواست و دیگر تفصیلات سیکرٹری پبلک سروس کمیشن شملہ سے مل سکتی ہیں۔

(۷)

ملٹری اسٹیٹ افسر لاہور سرکل ۷۵ چھاؤنی لاہور کو ایک اسسٹنٹ ریونیو کلرکی تیس روپیہ ماہوار پر ضرورت ہے جو سب اوورسیر کے کام سے واقف ہو کامیاب امیدوار کو دو صد روپیہ بطور ضمانت داخل کرنا ہوگا مستقل ملازمت کا ابھی کوئی وعدہ نہیں۔ باعاتا درخواستیں معہ نقول سندات بھیجدی جائیں

(۸)

چیف انجینئر پنجاب پی۔ ڈبلیو۔ ڈی۔ الیکٹریسٹی برانچ لاہور کو ایک اسسٹنٹ کی ضرورت ہے تنخواہ ۵۵ـــ۵ـــ۷۵ـــ۱۲۵ـــ۶ـــ۱۵۵ روپیہ ماہوار۔ امیدوار کے لئے پی۔ ڈبلیو۔ ڈی کے قواعد اکونٹ برانچ ڈویژنل و سرکل دفاتر کا جاننا ضروری ہے۔ تخفیف شدہ ملازم جنہوں نے ۱۰۰ـــ۶ـــ۱۶۰ـــ۸ـــ۲۰۰ یا اس سے اعلیٰ گریڈ میں کام کیا ہو۔ اور کام کا تجربہ رکھتے ہوں۔ ترجیح دیئے جائیں گے۔ کامیاب امیدوار ایک سال کے لئے آزمائشی مقرر ہوگا۔ درخواستیں معہ نقول سندات و تفصیل عمر، تعلیم، سابقہ تجربہ وغیرہ یکم اگست ۳۵ء تک پہنچنی چاہئیں۔

(۹)

مسٹر ایس۔ جی۔ سٹیفنسر قائم مقام چیف انجینئر پنجاب پی۔ ڈبلیو۔ ڈی

(باقی پشت میں)

تنازعہ شہید گنج کے متعلق خبریں

—— لاہور ۱۸ جولائی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت مسجد شہید گنج کے متعلق پبلک جلسے اور جلوس بند کر دیئے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود دو روز سے شاہی مسجد میں جلسہ ہوتا ہے اور جلوس نکلتا ہے۔ جلوس کو پولیس لاٹھی چارج کر کے منتشر کر دیتی ہے۔ اس سلسلہ میں متعدد گرفتاریاں بھی عمل میں آئی ہیں۔ خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف مقدمات کی سماعت شروع ہے

—— ۱۷ جولائی کو جو جلسہ ہوا تھا۔ اس میں سکھ ڈپٹی کمشنر اور سٹی مجسٹریٹ کو تبدیل کر دینے کا پرزور مطالبہ کیا گیا

—— سردار دیوان سنگھ صاحب ایڈیٹر اخبار "ریاست" نے اعلان کیا ہے کہ انہدام مسجد کا واقعہ نہایت افسوسناک ہے۔ کوئی منصف مزاج سکھوں کے اس فعل کو جائز قرار نہیں دیگا۔ اور سکھوں کو مشورہ دیا ہے۔ کہ وہ اس مسجد کو اپنے اخراجات پر دوبارہ تعمیر کرا کر فراخدلی سے مسلمانوں کے حوالے کر دیں۔ سردار صاحب کے خیال میں ایک صدی سے زائد قبضہ کے باوجود سکھوں کو حق نہ تھا۔ کہ وہ مسجد کو مسمار کر کے مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کریں۔

—— پروفیسر پریتم سنگھ صاحب نے اپنی قوم کو مشورہ دیا تھا کہ وہ لاہور میں کسی اور جگہ اپنے خرچ سے ایک شاندار مسجد تعمیر کر کے مسلمانوں کے حوالے کر دیں۔ ان کے خیال میں اس طرح وہ رنجشیں دور ہو جائیں گی۔ جو مسجد شہید گنج کے انہدام سے مسلمانوں اور سکھوں میں پیدا ہو چکی ہے۔ اس کے جواب میں ایک مسلمان شیخ نذر محمد [illegible] نے اعلان کیا ہے کہ میں مسجد شہید گنج کی موجودہ زمین سے دگنی زمین اور موجودہ عمارت سے کہیں زیادہ خوبصورت گوردوارہ لاہور کے کسی حصہ میں بنا تعمیر کرا کر سکھوں کو دینے کے لئے تیار ہوں۔ بشرطیکہ سکھ صاحبان مسجد شہید گنج کی اور ملحقہ زمین کو مسلمانوں کے حوالے کر دیں۔

—— اخبار "سٹیٹسمین" کا بیان ہے کہ مجلس احرار کسی مسجد کے قضیہ میں شریک نہ ہو گی۔ کیونکہ انہوں نے آئندہ انتخابات میں کانگریس سے اتحاد کر لیا ہے۔ اگر وہ اس قسم کے قضیہ میں دخل دے گی۔ تو احراریوں کی وہ تمام توقعات برباد ہو جائیں گی۔ جو کانگرس سے اتحاد سے وابستہ ہیں۔ اخبار "سیاست" کا خیال ہے کہ اگر یہ بیان صحیح ہے تو سمجھ لینا چاہئیے کہ مجلس احرار نے اپنی موت کا فیصلہ کر لیا ہے۔

—— پشاور ۱۸ جولائی۔ شہید گنج کے متعلق رات کو مسجد مہابت خاں میں مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں متعدد مستورات نے بھی شرکت کی۔

—— کراچی ۱۴ جولائی۔ مسجد شہید گنج کے متعلق لیکچر دینے پر چار مسلم لیڈروں کی گرفتاری عمل میں آئی۔ شہر میں گورہ فوج کا پہرہ ہے۔

—— لاہور ۱۷ جولائی۔ مسجد شہید گنج کے انہدام سے پیدا شدہ صورت حال سے متأثر ہو کر گورنر پنجاب نے کونسل کا اجلاس جو بمقام شملہ منعقد ہونے والا تھا ملتوی کر دیا۔ اس کی بجائے ہز ایکسیلنسی نے کونسل کے سرکردہ ارکان کو اس صورت حال پر غور کرنے کے لئے لاہور آنے کی دعوت دی تھی۔ آج پنجاب کونسل کے [illegible] شدہ ارکان کے سامنے گورنر موصوف نے ایک [illegible] تقریر کی۔

—— گورنر موصوف نے اپنی تقریر میں رسمی شکریہ اور کونسل کے التوا پر اظہار افسوس کرتے ہوئے فرمایا۔ آپ کو تکلیف دینے کی یہ غرض کہ آپ صوبہ میں امن و امان قائم رکھنے میں اور موجودہ مشکلات کا حل دریافت کرنے میں حکومت کو امداد دیں اور کسی سوال کے متعلق جس کے بارہ میں آپ معلومات حاصل کرنا چاہیں اپنا اطمینان کر لیں، ہم ہر اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کریں گے۔ جو ممبر صاحبان دریافت کرنا چاہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ ہم آپ کو یقین دلا دیں گے۔ کہ حکومت اس معاملہ میں کوئی بات پوشیدہ نہیں رکھنا چاہتی۔

—— اس کے بعد گورنر موصوف نے اس بات کا یقین دلانے کی کوشش کی کہ حکومت نے مسجد شہید گنج کے متعلق کوئی بدعہدی نہیں کی اور نہ سکھوں کو کوئی امداد دی ہے۔ آپ نے کہا کہ موجودہ صورت حالات خواہ بعض لحاظ سے غیر اطمینان بخش ہو۔ لیکن حکومت کو اس بارہ میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر کوئی بھی اور کارروائی اختیار کی جاتی۔ تو اب تک اس سے زیادہ نازک حالت پیدا ہو جاتی۔

—— بعد ازاں آپ نے فرمایا۔ حکومت بالکل واضح طور پر بتا دینا چاہتی ہے کہ وہ قانون کی خلاف ورزی یا خلاف قانون تحریکوں کے فروغ کی اجازت نہیں دے سکتی۔ اگر ایسی تحریکوں کی روک تھام نہ کی جائے گی۔ تو لازمی طور پر ایسی صورت حالت پیدا ہو جائیگی۔ جس کا آخری حل بہت ہی زیادہ مشکل ہو جائیگا۔ جہاں تک اس معاملہ کا تعلق ہے حکومت بہت ہی برا خیال کرتی ہے کہ لوگوں کو حراست میں رکھے یا انہیں جیل بھیجے۔ لیکن وہ انتظام قائم رکھنے کے فرض سے پہلو تہی نہیں کر سکتی۔

—— اس کے بعد آپ نے پر امن فضا قائم رکھنے اور ایک دوسرے سے روادارانہ سلوک کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ کامل امن فرقہ وار یا جماعتی دھڑا بندی کے دوش بدوش قائم نہیں رہ سکتا۔ اگر ان مسائل کا جو موجودہ مشکلات کی وجہ ہیں تصفیہ رواداری اور ذمہ داری سے نہ کیا گیا۔ تو پنجاب مجوزہ دستور سے محروم رہ جائیگا۔

—— گورنر کی ملاقات کے بعد ممبران کونسل نے ایک اپیل صوبہ بھر کے جملہ باشندوں کے نام شائع کی جس میں لکھا۔ کہ شہید گنج کے واقعہ سے اقوام کے تعلقات میں جو کشیدگی پیدا ہو گئی ہے صوبہ کا موجودہ مفاد اور آئندہ بہبودی اس کے دور کرنے ہی میں ہے اس لئے ہم صوبہ کے ہر ایک فرد سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ ان اصحاب کی کوششوں کو کامیاب بنانے کے لئے جو سجائے امن میں کوشاں ہیں مناسب فضا پیدا کریں۔

—— مولوی ظفر علی خاں، سید حبیب اور ملک لال خاں وغیرہ کی نظربندی کی خبر گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکی ہے۔ مولوی ظفر علی خاں کو ان کے گاؤں کرم آباد میں، سید حبیب کو منٹگمری میں اور ملک لال خاں کو ان کے وطن گوجرانوالہ میں نظربند کیا گیا ہے۔ میاں فیروز الدین بھی سید حبیب کے ساتھ ہیں۔

—— مسجد شہید گنج کے متعلق پنجاب اور صوبہ سرحد میں جگہ جگہ جلسے ہو رہے ہیں۔

متفرق خبریں

—— شملہ ۱۰ جولائی۔ بلوچستان سے آنیوالے مسافروں کا بیان ہے کہ ایران کے علاقہ مشہد میں حکومت اور عوام کے درمیان سخت ہنگامہ فساد بپا ہے ترکی فوج کے لباس کی تقلید میں حکومت ایران نے اپنی رعایا کو انگریزی ٹوپی پہننے کا حکم دیا۔ خاص طور پر ان لوگوں کو جو زیادہ قدامت پسند ہیں یہ حکم ناگوار گذرا ہے اس فساد میں اتلاف جان بھی ہوا ہے۔ تفصیلات ابھی تک موصول نہیں ہوئیں۔ مگر معلوم ہوا ہے کہ ایران کے دوسرے علاقوں میں بھی کئی قسم کی شورش نہیں۔

—— جے پور ۷ جولائی۔ کل رات نو بجے یہاں کافی دیر تک زلزلے کے شدید جھٹکے محسوس ہوتے رہے زلزلہ کے ساتھ گڑگڑاہٹ سی محسوس ہو رہی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ایک نئے سلسلے پر بندوقیں چل رہی ہوں۔ لوگ پریشان اور خوفزدہ ہو کر اپنے گھروں سے باہر دوڑ گئے فی الحال کسی نقصان کی اطلاع نہیں آئی۔

—— کراچی ۱۵ جولائی۔ اتوار کے روز ½ ۱۱ بجے دن کوئٹہ اور اس کے نواحی علاقہ میں زلزلے کے شدید جھٹکے محسوس ہوئے۔ پولیس کورس کی دیواروں میں سے ایک دیوار جو سابق زلزلہ کے جھٹکوں سے محفوظ رہی تھی۔ منہدم ہو گئی۔

—— اخبار "الامان" دہلی رقمطراز ہے کہ شیخ عبد اللہ بن سلیمان وزیر امور خارجہ و مالیات حکومت حجاز امسال ہندوستان آنے والے ہیں۔ یہ بھی افواہ ہے کہ ولیعہد حجاز یورپ کے موجودہ دورہ کو ختم کر کے ہندوستان کا دورہ کریں گے۔

—— لندن ۱۶ جولائی۔ مصر کے ولیعہد شہزادہ فاروق لندن روانہ ہو گئے ہیں اور وہاں جا کر اپنی تعلیم شروع کریں گے آپ کے ساتھ فرسٹ چیمبرلین احمد محمد حسین بھی انگلستان گئے ہیں ایک اٹیڈی کانگ اور عربی پڑھانے والا ایک مولوی بھی لندن میں آپ کے ساتھ رہے گا۔

—— روس میں طلاقوں کی تعداد غیر معمولی رفتار سے ترقی کر رہی ہے گذشتہ سال ماسکو کی شادیوں میں سے ۲۰ فیصدی کا انجام طلاق پر ہوا۔ اب یہ تناسب ۳۰، ۴۰ تک ترقی کر گیا ہے۔

—— شنگھائی ۱۷ جولائی۔ گذشتہ دنوں چین کے ضلع ایچنگ میں جو طغیانی آئی تھی اس سے ۱۲ ہزار کے قریب آدمی ہلاک ہو گئے

—— میر مقبول محمود صاحب نے صوبہ پنجاب کے مسلم اوقاف اور زکوٰۃ کی صحیح تنظیم اور انتظام کے لئے ایک نیا مسودہ قانون تیار کیا ہے اس قانون کا نام پنجاب مسلم اوقاف زکوٰۃ بل ۱۹۳۵ء ہوگا۔

—— طہران ۱۵ جولائی۔ ملکی مصنوعات کو ترقی دینے کے لئے حکومت کی طرف سے ایک زبردست نمائش کے انتظامات ہو رہے ہیں اس نمائش میں غیر ملکی اشیاء رکھنے کی اجازت نہ ہوگی۔

—— تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ حبشہ نہایت وسیع پیمانہ پر جنگی تیاریوں میں مصروف ہے۔ شاہ حبشہ کی ہمشیری بن آج کل نیو یارک میں مقیم ہیں انہوں نے بھی ایک ملاقات کے دوران میں بیان کیا کہ شاہ حبشہ گذشتہ چھ سال سے جنگ کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ اٹلی کا مقابلہ کرنے کے لئے پہاڑیوں کی غاروں میں بارود اور اسلحہ ذخیرہ جمع کئے گئے ہیں۔ اور ہوائی جہازوں کی بمباری سے بچنے کے لئے سرنگیں کھود دی گئی ہیں۔

—— سلطان ابن سعود کے ولیعہد آج کل لندن میں مقیم ہیں چند روز ہوئے قادیانی امام نے ان کو اپنی مسجد میں دعوت چائے دی اس تقریب میں دیگر سرکردہ اصحاب بھی شامل تھے

—— لندن میں لارنس آف عربیہ کی یادگار قائم کرنیکی تیاریاں ہو

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

المسلم اخو المسلم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۳ | لاہور۔ یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۳ جولائی ۱۹۳۵ء | نمبر ۴۷

سشن جج گورداسپور کے فیصلہ کے متعلق بیرونی جماعتوں کی قراردادیں

(گورنمنٹ کی خاص توجہ کے قابل)

دھلی

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی کا ایک غیر معمولی اجلاس ۱۲ جولائی بعد نماز جمعہ منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل قرارداد اتفاق رائے سے منظور کی گئی۔ اور قرار پایا کہ اس کی نقول ہز ایکسیلینسی وائسرائے ہند، ہز ایکسیلینسی گورنر پنجاب اور آنریبل چیف جج پنجاب ہائیکورٹ کی خدمت میں ارسال کی جائیں۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی کا یہ اجلاس سشن جج گورداسپور کے اس فیصلہ پر جو موصوف نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں سنایا ہے دلی افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ اس فیصلہ میں جج موصوف نے اصل مقصد سے ہٹ کر جماعت احمدیہ کے مقدس بانی اور آپکی تعلیمات پر نامناسب اور غیر ضروری ریمارکس کئے ہیں اور ملک معظم کی رعایا کے ہزارہا افراد کے مذہبی جذبات کو پامال کیا ہے اس فیصلہ میں جج موصوف نے اپنے منصب کا بھی خیال نہیں رکھا۔ یہ بات ان کے شایان شان نہ تھی۔ یہ اجلاس حکومت سے استدعا کرتا ہے کہ وہ اس معاملہ میں جلد از جلد کوئی مستحسن قدم اٹھا کر جماعت احمدیہ کیسا تھ جو بے انصافی ہوئی ہے اس کی تلافی کرے۔ انجمن ہذا یہ بات بھی واضح کر دینا چاہتی ہے کہ اگر اس فیصلہ کے رنجیدہ الفاظ کو برقرار رکھا گیا۔ تو یہ جماعت احمدیہ کے متعلق صحیح علم رکھنے والے روشن خیال لوگوں کی اس عقیدت کے لئے جو انہیں برٹش انصاف سے ہے۔ سخت نقصان رساں ہوگا۔

اکرام اللہ خاں
وائس پریذیڈنٹ

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— مرزا ولی احمد بیگ صاحب مبلغ جاوا نے اپنے تازہ خط کے ساتھ نئی مسجد کا فوٹو بھیجا ہے۔ جو وہاں کے ایک اخبار نے شائع کیا تھا گو مسجد ابھی نامکمل اور زیر تعمیر ہے تاہم جماعت کے احباب نے اس میں روزانہ اور جمعہ کی نمازیں ادا کرنی شروع کر دی ہیں۔ روزانہ نمازوں میں ۷۰ سے ۱۰۰ تک مقتدی ہو جاتے ہیں اور جمعہ میں اڑھائی سو سے تین سو تک نمازی جمع ہو جاتے ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے

—— برادرم محمد اسحاق صالح مکانے صاحب نے بلجیم کانگو (وسطی افریقہ) سے دس شلنگ صدقہ بھیجکر جملہ احباب سے التجا کی ہے کہ وہ ان کے اہل و عیال کی صحت، تندرستی، درازیٔ عمر کے لئے دعا فرما دیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کو تندرست اور عمر پانے والی اولاد نصیب کرے۔ یقین ہے کہ احباب اپنے ان دور افتادہ بھائی کی درخواست قبول فرما کر ان کے لئے دعا کرینگے۔

جو رقوم معرفت حضرت امیر قوم داخل خزانہ ہوئی ہیں

تاریخ	نام		مد	رقم
۱۳۵/۷	بابو شکر الدین صاحب راولپنڈی معرفت حضرت امیر			صہ ر
۱۳۵/۷	شیخ نظام الدین صاحب چک شیخاں	،	،	للعہ ر
،	شیخ عزیز احمد صاحب لائل پور	،	،	صہ ر
،	حضور نواب صاحب مالیر کوٹلہ	،	،	۵ عہ
،	حضور نواب صاحب مالیر کوٹلہ	،	،	لعہ ۲۹/۱۰

خاکسار
۱۳۵/۷ مسعود بیگ اسسٹنٹ سیکرٹری

زندہ ہے میں اس سے زندگی کا ثبوت چاہتا ہوں۔

خاکسار عبدالحق از دفتر جائنٹ سیکرٹری صاحب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ٹریکٹ سیریز کے متعلق ضروری اعلان

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تجاویز ٹریکٹ سیریز کے بارہ میں احباب کے مطالعہ میں اس سے بیشتر آچکی ہیں ان میں سے مندرجہ ذیل باتوں کی طرف احباب کی توجہ خاص طور پر مبذول کرانا چاہتا ہوں

(۱) تمام احباب جماعت کو اس سلسلہ کی وسعت کیلئے ماہوار یا یکمشت امداد دینی چاہیئے، حضرت امیر کا ارشاد ہے کہ تمام احباب حصہ لیں۔ خالی کوئی نہ رہے۔ خواہ ایک آنہ ہی کیوں نہ ہو۔

(۲) جماعتیں جس قدر ٹریکٹ مرکز سے منگوائیں۔ ان کا تمام خرچ ان کے ذمہ ہوگا کسی جماعت کو یہ ٹریکٹ مفت نہیں بھیجے جائیں گے جو ان کو ٹریکٹ منگوانے سے پہلے محاسب احمدیہ انجمن کے نام روانہ کر دینا چاہیئے۔ دو پیسہ فی انگریزی ٹریکٹ اور ایک پیسہ فی اردو ٹریکٹ قیمت مقرر ہوئی ہے محصول ڈاک اس کے علاوہ ہوگا۔ اور یہ بھی ٹریکٹوں کی قیمت کے ساتھ ادا کرنا ہوگا۔

(۳) تعداد کے متعلق فوراً اطلاعات دفتر میں پہنچ جانی چاہئیں کیونکہ ٹریکٹ باہر جانا شروع ہو گیا ہے۔ پھر ختم ہونے پر مشکل پیش آویگی

(۴) اگر کوئی صاحب کسی جگہ تنہا ہیں اور ٹریکٹ زیادہ تعداد میں منگوانا چاہتے ہیں مگر ان کا خرچ ادا نہیں کر سکتے تو ان کی درخواست انجمن میں پیش کی جاویگی منظوری ملنے پر ان کو ٹریکٹ روانہ کئے جائینگے

(۵) ان تمام احباب کے نام اور پتے جن میں جماعتیں یہ ٹریکٹ تقسیم کریں دفتر ہذا میں بھیجنے چاہئیں تاکہ انکو دوبارہ دفتر سے ٹریکٹ نہ بھیجے جاویں

(۶) اس سلسلہ کا پہلا ٹریکٹ اردو، انگریزی ہر دو زبانوں میں چھپکر تیار ہے اور تقریباً نصف ختم ہو چکا ہے احباب جماعت اپنی سابقہ شاندار روایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس اعلان کے پڑھتے ہی ٹریکٹوں کی مطلوبہ تعداد سے اطلاع دیں۔ زندہ قومیں پہلی ہی آواز پر آمادہ عمل ہو جاتی ہیں اور غافل قومیں بار بار جگانے اور آواز دینے پر بھی حرکت میں نہیں آتیں۔ مگر میرا یقین ہے۔ کہ احمدی قوم

اہلحدیث کی تنظیم

(ایک واقف کار کے قلم سے)

اسلام کی واحد ٹھیکہ دار ہونے کی مدعی جماعت اہلحدیث عرصہ سے اپنی تنظیم کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہی ہے۔ لیکن آج تک اس قوم کی کوئی کل سیدھی نہیں بیٹھی۔ کچھ عرصہ بڑے زور شور سے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے سپرد امارت اہلحدیث کی گئی۔ لیکن انہوں نے نہ کوئی تعمیری کام کرنا تھا۔ اور نہ ان میں اس کی اہلیت تھی۔ ان کا کام تو ہمیشہ تمسخر بازی سے بڑھ کر کچھ ثابت نہ ہو سکا۔ اس لئے ان کو معزول کر کے حلقہ بگوشان سلسلہ امارت کی ایک جدید عمارت کھڑی کی گئی۔ (لاہور)۔ امرتسر، گوجرانوالہ اور سوہدرہ کے وہابیان کرام اس کی مرمت میں کوشاں رہے۔ امیر صاحب کا قیام گڑیالہ۔ لیکن تنظیم کا مرکزی دفتر گوجرانوالہ میں قائم کیا گیا۔ تاکہ سوہدرہ اور گوجرانوالہ کے ٹھیکہ دار اسے سنبھالتے رہیں۔ لیکن معلوم ہوا ہے کہ ان کی ناقابلیت کے باعث اب مجبوراً دفتر امرتسر منتقل کرنا پڑ گیا ہے۔ دیکھیں یہاں کب تک قائم رہ کر عدم آباد کو سدھارتا ہے۔ جس کے آثار ابھی سے نظر آ رہے ہیں۔ ذرا معزول امیر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی زبانی اس تنظیم کی کہانی سن لیجئے

اخبار اہلحدیث کی تحریر

اہلحدیث امرتسر ۲۸ جون ۱۹۳۵ء کے پرچہ میں زیر عنوان "جمعیۃ تنظیم پنجاب" لکھتا ہے۔

پنجاب میں چند افراد اہلحدیث نے تنظیم کی بنیاد رکھی۔ جس کی صورت ان کی سمجھ میں یہ آئی۔ کہ ایک شخص کو امیر بنائیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک بزرگ کو امیر بنایا۔ جو میرے نزدیک خود بنانے والوں کے دلوں میں بھی اس منصب جلیل کے متحمل نہیں۔ پھر ان بنانے والوں نے اپنے فعل کو یہاں تک مستحسن قرار دیا۔ کہ اعلان کرنے لگے کہ جو کوئی اس امیر کو نہ مانیگا وہ جاہلیت کی موت مریگا۔ جب اس پر اعتراض ہوا۔ تو انہوں نے اپنے امیر کو محض امیر سفر کی طرح قرار دیا۔ میں نے ابتدا میں اظہار رائے کر دیا تھا۔ پھر میں خاموش رہا۔ اس نیت سے کہ چند آدمی اگر اس طرح مل سکتے ہیں۔ تو ملیں۔ حال میں ایک اشتہار سرخ کاغذ کا میرے پاس کلکتہ سے آیا۔ بھیجنے والے نے مجھ سے سوال کیا ہے۔ لکھا ہے کہ مولوی یوسف امرتسری نائب امیر کے مدعی ہو کر لوگوں کو امارت میں لاتے ہیں اور بڑے بڑے علما کی منظوری کے دستخط (خصوصاً آپ کے دستخط) دکھاتے ہیں بلکہ سلطان ابن سعود کا خط دکھا کر کہتے ہیں کہ "سلطان امیر ان کر بیعت ہو گئے ہیں" ہم لوگ کیا کریں۔ ہم کو اصل حال سے اطلاع دیجئے۔ اخبار اہلحدیث میں شائع کر دیجئے۔ (خریدار اہلحدیث نمبر ۱۰۵۲۳)

اصل بات۔ یہ ہے۔ کہ جس مجلس میں یہ تجویز پیش ہوئی تھی میں بھی اس میں تھا۔ میں نے قریباً دو گھنٹے اس کی مخالفت کی۔ مگر جن لوگوں نے پیشتر ہی سمجھوتہ کر رکھا تھا۔ انہوں نے میری بات نہ سنی۔ میں نے پھر بھی انکار ہی رکھا۔ بڑی وجہ یہ تھی۔ کہ جس صاحب کو امیر بنایا ہے وہ اس منصب کے بوجھ کے متحمل نہیں، کہ جماعت کی رہنمائی دین میں یا دنیا میں کر سکیں۔ (وہ بالکل کم گو عبادت گذار شخص ہیں۔ اس لئے جب کبھی اس جماعت کا شوریٰ ہوتا ہے۔ ایسے کوئی حکم نہیں دیا جاتا ممبران آپس میں فیصلہ کر لیتے ہیں۔ بس اصل وجہ میرے انکار کی یہ ہے کہ میں اس بزرگ کو اس بوجھ کا متحمل نہیں دیکھتا۔

حلفی بیان۔ میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں۔ کہ سید محمد شریف صاحب امیر جماعت تنظیمیہ نے مجھ سے کہا کہ یہ لوگ امیری تو ملتے نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ میں اس عہدہ کو چھوڑتا ہوں تو یہ مجھ سے کہتے ہیں۔ تم کافر ہو جاؤ گے تو کیا عجیب امارت ہی اس لئے یہ امیری نہیں ہے بلکہ محض ایک ڈھونگ اور نقل ہے۔ رہا سلطانی خط اس کی بابت بھی سید محمد شریف صاحب نے اثنائے گفتگو میں مجھ سے بیان کیا۔ کہ یہ لوگ خط کا عکس دکھاتے پھرتے ہیں۔ میرا خط بھی ساتھ دکھا دیتے تو لوگوں کو غلطی نہ لگتی۔ فرمایا۔ میں نے بوساطت مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی سلطان المعظم کو خط لکھا تھا۔ کہ "میں نے آپ سے بیعت کی ہے"۔ انہوں نے لکھا۔ "ہم تمہاری بیعت قبول کرتے ہیں"۔ ان دونوں خطوں کو ملا کر پڑھا جائے۔ تو کوئی نادان سے نادان بھی یہ نہ کہیگا۔ کہ سلطان المعظم نے شاہ صاحب سے بیعت کی ہے۔

نوٹ۔ جس صورت کی بیعت شاہ صاحب نے سلطان المعظم سے کی ہے۔ اس قسم کی بیعت تو سینکڑوں بنگالی کر آئے ہوئے ہیں۔ اس بیعت کا مطلب ان کی نیت کے ماتحت یہ ہوتا ہے کہ ہم تابعدار ہیں نہ یہ کہ ہم آپ کے نائب ہیں۔ تابع اور نائب میں بہت فرق ہے۔

مختصر یہ کہ میری رائے اس سلسلہ کی بابت یہ ہے کہ یہ جماعت اپنے امیر کو عملی طور پر امیر نہیں جانتی۔ نہ وہ امیر بننا جانتے ہیں۔ کوئی کام بھی نہیں کرتے۔ نہ کرنا جانتے ہیں۔

مثال کے طور پر اظہار کرتا ہوں۔ گلہ یا شکایت مقصود نہیں۔ ۱۱ مارچ ۱۹۳۴ء کو امرتسر میں ان کا عام جلسہ ہوا جس میں کئی ایک تقریریں ہوئیں۔ اس امارت کے لئے آیات اور احادیث پڑھی گئیں۔ ریزولیوشن پاس ہوئے۔ اس کے بعد ایسے گم ہوئے۔ کہ خدائے برخاست۔ یہاں تک کہ اس جلسہ کی رپورٹ بھی شائع نہ ہوئی۔ نہ حساب کتاب ظاہر ہوا۔ بعض لوگوں نے غبن کا الزام بھی لگایا۔ تاہم نہ کوئی مجلس محاسبہ بیٹھی نہ کوئی محاسب مقرر ہوا۔ نہ کسی میں حرکت پیدا ہوئی ہے۔ بو کیا جلسہ ہے۔ کہ پہلی حرکت بھی سکون سے بدل گئی۔

مطالبہ۔ چونکہ یہ جماعتی کام ہے اس لئے ہمارے سامعین، امیر یا نائب امیر سے دریافت کریں۔ کہ پانچ سال کے طویل عرصہ میں انہوں نے عملی کام کیا کیا۔ پھر ہم بتائینگے۔ کہ ان کا بنا یا ہوا کام کام نہیں محض ڈھونگ ہے۔

معذرت۔ میں کسی مصلحت سے اس مسئلہ کو اس کی حالت پر چھوڑ چکا تھا۔ مگر مولوی یوسف کی کارروائی سے مجھے کہنا پڑا

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اسکا آسماں کیوں ہو

(اہلحدیث امرتسر ۲۸ جون ۱۹۳۵ء صفحہ ۲)

تنظیم اہلحدیث کا ارشاد

اس کے خلاف تنظیمی جماعت کا آرگن تنظیم اہلحدیث روپڑ ۵ جولائی ۱۹۳۵ء کے پرچہ میں لکھتا ہے۔

بفضل ایزد تعالیٰ امارت کی روز افزوں ترقی کی جو خوشگوار اطلاعات موصول ہوتی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں پر جمعیت تنظیم اہلحدیث کی دعوت کا بہت اچھا اثر پڑا ہے چنانچہ نائب امیر کے تبلیغی تاثرات مع مکتوب گرامی درج ذیل ہیں۔ جو تنظیم کے بہی خواہوں کے لئے یقیناً باعث مسرت ہیں (مدیر)

ذرا نائب امیر صاحب کے خط کا ابتدائی حصہ ملاحظہ فرمائیں

لکھتے ہیں:۔

جب سے امیر صاحب نے میرے متعلق اعلان نظامت کیا ہے میں بحمداللہ اس خدمت کو سرانجام دے رہا ہوں۔ بفضلہ تعالیٰ لوگ سلسلہ امارت میں داخل ہو رہے ہیں اور ادھر سے مخالفین نے بھی مخالفت کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ حاسدین چاہتے ہیں کہ اس سلسلہ کو درہم برہم کر دیں مگر مجھے امید ہے کہ یہ سلسلہ ان کی مخالفت کے باوجود بھی وسیع ہوگا۔ انشاء اللہ دن بدن ترقی ہے۔ کاش کہ آپ حضرات کی میرے ساتھ کچھ نہ کچھ معاونت ہو جاوے تو کام اس سے بھی زیادہ کر دوں۔ الخ

ناظرین نائب امیر کے خط میں جن مخالفین اور حاسدین کا ذکر ہے وہ دوسرے مسلمان نہیں بلکہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی پارٹی ہے۔ بہرحال تنظیم والے جو مفصل جواب مولوی ثناء اللہ کا شائع کرینگے وہ ہدیہ ناظرین کر دیا جائے گا۔ یہ اس جماعت کا حال ہے جو دوسروں کو کافر اور بدعتی اور مشرک کہنے میں پیش پیش رہتی ہے۔

فہرست چندہ کوئٹہ ریلیف فنڈ

۱۷ جولائی ۱۹۳۵ء تک

نام	رقم
مولوی محمد رمضان و عبدالرؤف صاحبان منڈی بہاؤالدین	عہ/
ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب گلگت	سے/
معرفت چوہدری فضل داد صاحب	۵/
معرفت میاں غلام شبیر صاحب مظفر گڑھ	۵/
" ماسٹر انعام اللہ صاحب لورا لائی	۱/-
معرفت چوہدری عبدالمجید صاحب سپرنٹنڈنٹ چک ۲۹/۲۰۲	۱/۲
اہلیہ صاحبہ چوہدری عبدالمجید صاحب " "	۲/
مولوی مرتضیٰ خان صاحب مانگر دل	۸/
منجانب جماعت جہلم معرفت میاں خدابخش صاحب	۱۴/
میاں محمد اقبال صاحب جبل پور	۱/
مسٹر ممتاز احمد صاحب فاروقی	صر
چوہدری سلطان علی صاحب پنشنر دہلی	۵/
میاں امام دین صاحب سولی ہیم	عہ/
معرفت ملک ڈاکٹر نذیر احمد صاحب دربند	۵/
معرفت مولوی عبدالرحمان صاحب منجانب جماعت شملی	صر
مسٹر این اے فاروقی ناسک	۳۰/
میاں رحیم بخش صاحب معرفت مولوی عزیز بخش صاحب	۱۰/
معرفت فضل داد صاحب محصل	۵/
جعفر علی صاحب کمپونڈر	۸/

میزان — ۱ — ۱۲۲

سابقہ میزان ۹ — ۱۱ — ۸۶۷

کل میزان ۹ — ۱۰ — ۹۹۰

مسعود بیگ۔ اسسٹنٹ سیکرٹری

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۲۳ | یوم سہ شنبہ ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ | نمبر ۴۷

کامیابی کِسے کہتے ہیں؟

معاصر "احسان" سے ایک سوال

جب کوئی شخص یا گروہ تعصب و حسد کے جذبات سے مغلوب ہو کر کسی اچھی چیز کی مخالفت کرتا ہے اور اپنے ارادے میں ناکام و نامراد رہتا ہے تو وہ بسا اوقات دنیا کو دھوکا اور اپنے دل کو جھوٹی تسلی دینے کے لئے ایسی باتیں کہنی شروع کر دیتا ہے جو حقیقت سے بہت دور ہوتی ہیں اور خود کہنے والے کے افعال ان کی تردید کے لئے کافی ہوتے ہیں۔

معاصر "احسان" اپنی ۱۲ جولائی کی اشاعت میں حضرت مرزا صاحب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے :-

"افسوس ہے کہ اس شخص کی پوری داستان حیات میں مایوسی اور نامرادی کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا"

ہمارے معاصر نے جوش مخالفت میں ایک ایسی بات لکھدی ہے جس کی تردید اس کے اپنے اور ان لوگوں کے افعال و اقوال سے ہو سکتی ہے۔ جن کا وہ آرگن ہے ہم حیران ہیں۔ اگر اس مامور من اللہ کی زندگی مایوسی اور نامرادی کا مرقع ہے تو پھر کامیابی و مرادمندی کس چیز کا نام ہے۔ ہمیں تسلیم ہے کہ احراری لیڈر اور اخبار جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بنانے کے فن میں کمال رکھتے ہیں لیکن کیا انہوں نے الفاظ کے معانی میں بھی تبدیلی کر کے اپنا کوئی جدید لغت مرتب کر لیا ہے۔ اب تک ان کے ہاں شرافت اخلاق، صداقت اور خدمت اسلام کا مفہوم تبدیل ہو چکا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ لامتناہی ہے۔

ذرا غور کیجئے ایک شخص ایک ایسے گاؤں میں پیدا ہوتا ہے جو صوبہ کے علمی و سیاسی مرکزوں سے بہت دور اور الگ تھلگ ہے۔ وہاں نہ علمی و مذہبی چرچے ہیں اور نہ سیاسی بیداری۔ بالکل معمولی دیہاتی طریق پر اس کی تعلیم ہوتی ہے۔ مغربی زبانوں اور جدید رجحانات سے یہ بالکل ناواقف ہے۔ یہ شخص خدمت اسلام کا ولولہ لیکر اٹھتا ہے۔ بڑے بڑے مخالفین اسلام اس کے سامنے خاموش ہو جاتے ہیں۔ اس زمانہ میں جبکہ تمام ہندوستانی علماء پر غفلت و مدہوشی کی مردنی چھائی ہوئی تھی۔ ان کی غیرت اسلامی مر چکی تھی اور ان کی زبانوں پر سکوت عن الحق کے قفل لگے ہوئے تھے۔ یہ شخص عیسائیوں، آریہ سماجیوں، برہمو سماجیوں، دیوسماجیوں اور دہریوں کے مقابلہ پر بیک وقت مردانہ وار ڈٹ جاتا ہے اور سب سے پہلی قلمی لڑائی جو لڑتا ہے۔ "براہین احمدیہ" جیسی معرکہ آرا کتاب لکھتا ہے جو ایک طرف دشمنان اسلام کے لئے دندان شکن ثابت ہوتی ہے اور دوسری طرف بڑے بڑے علماء اس کی تعریف کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد دور حاضرہ کے اس سب سے بڑے کامیاب انسان کی کارزار زندگی کا ایک امتحانی دور شروع ہوتا ہے۔ یہ شخص خدا کے حکم کے مطابق دعوے کرتا ہے۔ ہندوستان نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام اسلامی دنیا کے علماء دین میں تہلکہ مچ جاتا ہے تعریف کرنے والی زبانیں وقف ملامت ہو جاتی ہیں بہت سے وہ لوگ جو دست و بازو کہے جا سکتے تھے۔ مخالفین کی صف میں کھڑے ہوتے ہیں۔ چاروں طرف مخالفت کا خوفناک طوفان بپا ہو جاتا ہے ایسا طوفان جس میں بڑے بڑے "مجاہدین" کے دل دہل جاتے ہیں۔ لیکن یہ کوہ وقار پہلوان اسلام پورے عزم و استقلال سے کھڑا رہتا ہے اس کے خلاف کفر کے فتوے تیار ہوتے ہیں۔ علماء کے غول کے غول آلات تقدس سے مسلح ہو کر اس کو تباہ و برباد کرنے کے ارادے سے نمودار ہوتے ہیں۔ پبلک میں زبردست ہیجان پیدا کیا جاتا ہے بائیکاٹ کی گرم بازاری ہوتی ہے۔ قتل کے منصوبے کئے جاتے ہیں جھوٹے مقدمے دائر کرائے جاتے ہیں۔ لیکن یہ ساری چیزیں بے اثر و ناکام رہتی ہیں اس پہلوان اسلام کی صدائے حق رہ رہ کر اٹھتی اور دب دب کر گونجتی ہے۔ سوتوں کو جگاتی ہے۔ جاگنے والوں کو میدان عمل میں لا کر کھڑا کر دیتی ہے۔ قادیان کا گمنام اور الگ تھلگ گاؤں دردمندان کا مرکز بن جاتا ہے کفر کے فتووں اور بائیکاٹ کے شور و غوغا کے باوجود خادمان اسلام کی ایک جان نثار جماعت اس مامور من اللہ کے گرد جمع ہو جاتی ہے۔ قادیان کی سرزمین اسلام کا صحیح درد رکھنے والوں کے لئے امیدگاہ اور مخالفین اسلام کی آنکھوں کا خار بن جاتی ہے اس جگہ سے اسلام کی صداقت نمایاں ہونے لگتی ہے۔ بیش بہا کتابیں اور لٹریچر شائع ہوتا ہے تبلیغی کارکنوں کی جماعتیں تیار ہوتی ہیں۔ یورپ میں تبلیغ اسلام کا عزم کیا جاتا ہے جب آخری وقت آتا ہے تو یہ شخص اپنے پیچھے ایک افراد کی وسیع جماعت چھوڑ جاتا ہے۔ جن کی زندگیوں کا مقصد وحید خدمت اسلام و تبلیغ دین ہے اس کی وفات پر اسلامی ہند کے ایک بہت بڑے اخبار نویس کو اس وقت کے ایک ممتاز اسلامی اخبار میں اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ :-

"وہ شخص وہ بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور جس کی آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان بنا رہا۔ جو شور قیامت ہو کے خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا!"

(مولانا ابوالکلام آزاد [?] عبداللہ العمادی در اخبار وکیل)

حضرت مرزا صاحب کی وفات کے بعد آپ کی جماعت خدمت اسلام میں مصروف رہتی ہے۔ مجدد زماں کا لگایا ہوا پودا خدا کے فضل سے ایک تناور درخت کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ اس کی شاخیں دنیا کے دور دراز گوشوں تک پہنچ چکی ہیں۔ قرآن کریم کے مغربی زبانوں میں ترجمے ہو رہے ہیں۔ یورپ میں مسجدیں بنائی جا رہی ہیں۔ تبلیغی مشن قائم کئے جا رہے ہیں۔ اسلامی لٹریچر دنیا کی بیسیوں مغربی و مشرقی زبانوں میں تیار ہو چکا ہے۔ سینکڑوں بلند پایہ یورپین حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں ہندوستان میں بھی تبلیغ کا سلسلہ شروع ہے۔ کیا یہ ساری چیزیں مایوسی و نامرادی کی نشانی ہیں ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مجدد زماں کی داستان حیات کو مایوس و نامراد کہنے والا "احسان" نے ان پادریوں اور آریہ سماجیوں کی تقلید کی ہے جو تعصب کے نامراد غلبہ میں آنکھیں بند کر کے حضرت نبی کریم صلعم کو نعوذ باللہ ایک ناکام انسان کہا کرتے ہیں۔ حالانکہ حضور اس دنیا میں سب سے بڑے کامیاب انسان تھے۔

لیکن اگر حضرت مرزا صاحب کی داستان حیات مایوسی و نامرادی کا مرقع تھی اور ان کی جماعت بے حقیقت ہے تو پھر یہ شور و غوغا یہ شور و شر کیوں؟ کس لئے یہ میدان کارزار گرم ہے کس لئے ایڑی سے چوٹی تک کا زور صرف فرمایا جا رہا ہے؟ کس لئے آریوں، مسلمانوں، سکھوں کی کمک مانگ کر احمدیوں پر حملہ بول دینے کی خواہش کی جا رہی ہے؟ تمہارے دل کیوں کانپ رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے تصور سے تمہارے دل خوفزدہ ہو جاتے ہیں؟ آہ! تمہاری زبانیں جو کچھ کہہ رہی ہیں تمہارے افعال اس کی صریح تردید کر رہے ہیں۔ اس سے زیادہ مایوسی اور نامرادی اور کیا ہو سکتی ہے؟

لاہور کے حالات

لاہور میں مسجد شہید گنج کے متعلق جو افسوسناک تنازعہ [?] ہوا تھا۔ وہ نہایت ناگوار صورت اختیار کر چکا ہے جس کی تفصیل سے اخبار بین اصحاب بخوبی واقف ہیں۔ ۲۰ ر اور ۲۱ ر جولائی کو لاہور میں مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ ہوا۔ اس کے متعلق سرکاری بیان اسی پرچہ میں کسی دوسری جگہ درج ہیں۔ . . . .

. . . .

. . . . اسلامی اخبارات قانونی مجبوریوں کی بنا پر اپنا فرض ادا کرنے سے قاصر ہیں تاہم ارباب بصیرت حالات کی نزاکت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ مسلمانوں کے قلوب زخمی ہیں ان زخموں کو غیر مسلم خواہ وہ ارباب حکومت ہوں یا برادران وطن نہیں محسوس کر سکتے۔ اس بارہ میں وہ بالکل معذور ہیں انہیں الزام نہیں دیا جا سکتا۔ افراد کی طرح قوموں کو بھی ہر قسم کے برے حالات سے واسطہ پڑتا ہے کامیاب وہی ہوتے ہیں جو نہایت استقلال عقلمندی اور دور اندیشی سے حالات کا مقابلہ کرتے ہیں مسلمانوں کو بھی یہی کرنا چاہیئے۔ جذبات کی قدر و قیمت سے کوئی سمجھدار شخص انکار نہیں کر سکتا۔ لیکن عقل کا دامن چھوڑ کر جذبات کی رو میں بہ جانا کسی حالت میں بھی صحیح نہیں۔ ہم برادران اسلام کی خدمت میں نہایت خلوص اور دلسوزی سے درخواست کرتے

وحی الٰہی کیا خارج سے قلب پر نازل ہوتی ہے یا فطرت انسانی کے اندر سے اٹھتی ہے؟

(۱)

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

سرسید مرحوم کا خیال

پیغام صلح مؤرخہ ۲۷ فروری ۱۹۳۵ء میں میرا ایک مضمون بعنوان "احمدیت و نیچریت کا فرق" شائع ہوا تھا جس میں میں نے سرسید مرحوم کی نسبت یہ لکھا تھا کہ سرسید مرحوم کے نزدیک وحی الٰہی کی یہ حقیقت ہے کہ ایک پاکیزہ خیال نبی کے دل سے اٹھتا ہے اور دل پر پڑتا ہے اور نبی اس کو اپنے الفاظ کا جامہ پہنا کر لوگوں کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ اس پر ایک بزرگ جناب مولانا سمیع اللہ صاحب گلاوٹھی ضلع بلند شہر سے تحریر فرماتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ سرسید مرحوم نے اپنی کتاب التحریر فی اصول التفسیر میں صاف طور پر لکھا کہ "معانی بلا الفاظ دل میں آ ہی نہیں سکتے اور اس لئے قرآن بالفاظہا وحی متلو ہے"۔ اس کے بعد جناب مولانا صاحب ارشاد فرماتے ہیں "بلاشبہ سرسید مرحوم وحی الٰہی کو جیسا کہ ان کی تفسیر القرآن سے معلوم ہوتا ہے ایک عطیہ فطرت سمجھتے تھے نہ کہ خارج از فطرت جیسا کہ آں مقدس مآب فرماتے ہیں۔ لہٰذا یہی وہ امر ہے جو مابہ النزاع اور فیصلہ طلب ہے"۔

عطیہ فطرت سے مراد

یہاں میرے احباب عطیہ فطرت کے الفاظ سے کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیں اس لئے عطیہ فطرت کی تشریح کر دینی ضروری ہے۔ جناب مولانا کی مراد عطیہ فطرت سے کوئی ایسی وحی الٰہی نہیں جو انسانی فطرت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان پر خارج سے نازل ہوتی ہو۔ بلکہ اس سے ان کی مراد فقط کوئی ایسی قوت یا استعداد ہے جو خدا کی طرف سے انسانی فطرت کے اندر پیدا شدہ ہو۔ مثلاً ایک شاعر کے اندر شاعری کا ملکہ ایک استعداد فطرت ہے جسے خدا تعالیٰ نے اس کی فطرت کے اندر پیدا کر دیا ہے۔ پس شاعر کو جو ایک خیال کسی مصرعہ یا شعر کی شکل میں دماغ میں آتا ہے وہ عطیہ فطرت کہلائیگا۔ اسی طرح ایک فلسفی کے دماغ میں جو منطقی قضیہ جنم لیتا ہے وہ ایک عطیہ فطرت ہے، اس لئے کہ اس کی فطرت میں وہ قوت یا استعداد موجود ہے جس کا وہ نتیجہ ہے۔ پس معانی بغیر الفاظ کے اگر سرسید مرحوم یا ہمارے بزرگ مولانا سمیع اللہ صاحب نہیں مانتے تو نہ سہی لیکن وہ یہ ضرور مانتے ہیں کہ یہ معانی مع الفاظ خارج سے نہیں آتے بلکہ خود انسان کی فطرت کے اندر سے پیدا ہوتے ہیں اور اسی لئے اس کا نام عطیہ فطرت رکھتے ہیں۔ حالانکہ اصل نام اس کا مخلوق فطرت ہونا چاہئے۔ لیکن فرق لبا چوڑا کوئی نہیں پڑا۔ بات وہیں کی وہیں رہی کہ وحی کے الفاظ مع معانی انسان کے دل کے اندر سے پیدا ہوتے ہیں خارج سے دل پر نازل نہیں ہوتے۔ چنانچہ اس پر جناب مولانا سمیع اللہ صاحب نے قرآن کی آیات پیش کرکے استدلال بھی فرمایا ہے جن پر میں ابھی ذرا آگے چل کر انشاء اللہ تعالیٰ روشنی ڈالوں گا۔

ایک خطرناک غلطی

بالفعل میں ایک امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ کہ ہمارے مولانا ایک خطرناک غلطی میں مبتلا ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جو چیز انسان کی فطرت کے اندر سے اٹھے وہ تو مطابق فطرت ہے اور جو چیز خارج سے آئے وہ خارج از فطرت ہے۔ چنانچہ اسی مندرجہ بالا فقرہ میں ارشاد ہوتا ہے کہ "بلاشبہ سرسید مرحوم وحی الٰہی کو..... ایک عطیہ فطرت سمجھتے تھے نہ کہ خارج از فطرت"۔ اپنے خط کے آخر میں فرماتے ہیں "بلا کسی معقول دلیل کے وحی و نبوت کو بیرون از فطرت قرار دینا مقدس کفر ہے۔ اسلام میں روحانی کلیسیا کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے آں تقدس مآب کو اختیار ہے کہ جو چاہیں سرسید مرحوم کی نسبت فرمائیں مگر حقیقت چھپ نہیں سکتی"۔

"روحانی کلیسا" قائم کرنیوالا کون ہے؟

میرے مضمون کو دیکھ لیا جائے میں نے سرسید مرحوم کی نسبت کچھ نہیں کہا سوائے اس کے کہ اس مسئلہ میں انہیں یقیناً غلطی پر سمجھتا ہوں۔ مسلمانوں میں ان کی عظیم الشان شخصیت کا کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ لیکن غلطی غلطی ہے خواہ وہ چھوٹے سے ہو یا بڑے سے ہو۔ یہ سچ ہے کہ اسلام میں "روحانی کلیسا" کے لئے کوئی جگہ نہیں تو پھر یہی قاعدہ کیوں نہ سرسید مرحوم پر بھی لگایا جائے۔ اگر سرسید مرحوم کا کوئی خیال یا عقیدہ اپنے اندر کوئی معقول یا منقول دلیل نہ رکھتا ہو تو صرف اسلئے اس خیال سے مرعوب ہو جانا اور اسے تسلیم کر لینا کہ اس کا لکھنے والا ایک بڑا آدمی ہے صریح طور پر اسلام میں "کلیسا" کو قائم کرنا ہے۔

کیا وحی کو مخلوق نہ ماننا "مقدس کفر" ہے؟

پھر یہاں تک اس میں مبالغہ کرنا کس قدر جرأت ہے کہ جو شخص وحی الٰہی کو سرسید مرحوم کی طرح انسان کی اپنی فطرتی استعداد سے پیدا شدہ یقین نہیں کرتا وہ بقول ہمارے بزرگ مولانا سمیع اللہ صاحب "ایک مقدس کفر" کا مرتکب ہے۔ مگر میں مولانا کو یقین دلاتا ہوں کہ پھر اس "مقدس کفر" کا مرتکب اکیلا میں نہیں بلکہ اس کے مرتکب تمام سلف صالحین اور علماء ربانی اور ائمہ محدثین و مجتہدین اور اولیاء امت ٹھیرتے ہیں۔ سوائے چند معتزلہ متکلمین کے۔

کسی چیز کا خارج سے آنا خارج از فطرت نہیں

دراصل ہمارے مولانا کی سب سے بڑی غلطی جو ہے وہ یہ ہے کہ وہ عطیہ فطرت کے مقابلہ میں "خارج از فطرت" کے الفاظ کو غلط طور پر استعمال فرماتے ہیں۔ یہ فقرہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر کسی امر کی نسبت کوئی خیال انسان کے اندر سے پیدا ہو تب تو وہ مطابق فطرت کہلائے اور اگر کوئی خیال یا علم خارج سے آئے تو اسے خارج از فطرت کہا جائے۔ آخر کیوں؟ کیا ہر ایک وہ چیز جو انسان کی فطرتی استعداد سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ خارج سے آتی ہے اور انسان اس سے فائدہ اٹھاتا ہے، کیا وہ خارج از فطرت ہوا کرتی ہے۔ کیا کسی بارش کا برسنا اور انسان کا اس سے فائدہ اٹھانا خارج از فطرت ہے کیا کسی دوسرے شخص سے کوئی علم حاصل کرنا خارج از فطرت ہے۔ اللہ تعالیٰ خالق فطرت ہے اس نے انسان کی فطرت کو پیدا کیا ہے جو اس نے دیئے ہیں تاکہ دیکھنے سننے چکھنے چھونے سونگھنے سے وہ علم خارج سے حاصل کرے تو کیا یہ خارج سے علم حاصل کرنا خارج از فطرت ہوا کرتا ہے اگر ان تمام حواس کے ذریعہ خارج سے علم حاصل کرنا خارج از فطرت نہیں تو خدا سے علم حاصل کرنیکا نام خارج از فطرت کیوں تجویز کیا جائے۔

خدا کا خارج سے دیا ہوا علم خارج از فطرت نہیں ہو سکتا

کیا یہ صحیح فلسفہ ہے کہ مخلوق سے علم حاصل کرنا تو خارج از فطرت نہیں اور خود خالق فطرت سے علم حاصل کرنا خارج از فطرت ہے تلك اذاً قسمة ضيزى۔ یہ تو بڑی بے انصافی کی تقسیم ہے۔ آخر خدا سے علم حاصل کرنے کا نام خارج از فطرت کیوں ہے۔ میں مانتا ہوں کہ مخلوقات عالم کے حاصل کرنے کی استعداد انسان کے اندر موجود ہے یعنی اس میں حواس ظاہری و باطنی موجود ہیں اور فہم و ادراک بھی موجود ہے تاکہ ان حواس سے جو علم حاصل ہو اس کو وہ سمجھ سکے اور ان سے نتائج نکال سکے۔ لیکن علم تو بہرحال خارج سے آئے گا جس کے لئے خدا نے حواس عطا فرمائے ہیں تو یہ کیا غضب ہے کہ علم اگر مخلوق کے ذریعہ ملے تب تو وہ خارج از فطرت نہ کہلائے اور اگر خود خالق فطرت سے براہ راست ملے تو وہ خارج از فطرت کہلائے۔ آخر یہ کونسی منطق ہے کیا یہ انسانی فطرت نہیں کہ وہ خارج سے علم حاصل کرتا ہے اگر کرتا ہے تو پھر خارج سے خدا سے علم حاصل کرنا مقدس کفر کیوں بن گیا اور خارج از فطرت وہ کیوں کہلانے لگا۔

وحی کو مخلوق فطرت یا بقول مولانا "عطیہ فطرت" ماننے کے دلائل

اب ان آیات کو لیجئے جو جناب مولانا نے پیش فرمائی ہیں میں وہ سب بعینہٖ نقل کئے دیتا ہوں:۔

"خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ الذی خلق فسوّیٰ والذی قدّر فھدیٰ" (۸۷-۲،۳) خلق، تسویہ، قدر و ہدایت صفات الٰہی ہیں۔ ان کے علاوہ اور بے شمار اس کی صفات ہیں لہ الاسماء الحسنٰی اس کی صفات ہی اس کی فطرت کے مراتب ہیں۔ اس کی فطرت عام ہے لہٰذا ہدایت الٰہی اس کی ہر مخلوق میں بقدر ضرورت ہے ہدایت فطرت کا جلوہ حیوان میں بخوبی نظر آتا ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ "واوحی ربك الى النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا ومن الشجر ومما یعرشون" (۱۶-۷۰) یہ اسی ہدایت الٰہی کی ایک ادنیٰ قسم ہے اس کو وحی حیوانی کہو یا فطرت حیوانی۔ ہے وہی ہدایت الٰہی جو مخلوقات میں جاری و ساری ہے خدا تعالیٰ نے اس کو وحی فرمایا ہے۔ اس ہدایت الٰہی کی ایک دوسری قسم انسان میں پائی جاتی ہے اس کو بھی خدا تعالیٰ نے اپنی وحی سے تعبیر فرمایا ہے جیسا کہ وہ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ "واوحینا الى ام موسیٰ" اور "واذ اوحیت الى الحواریین"۔ اس کا نام وحی انسانی رکھو خواہ فطرت انسانی۔ ہے وہی ہدایت الٰہی۔ صرف فرق مراتب ہے اور فرق مراتب مقتضائے فطرت ہے۔ اسی ہدایت الٰہی کی ایک تیسری قسم وحی نبوت ہے جو انسانوں ہی میں سے ایک خاص عالی مرتبت انسان میں جس کو نبی کہتے ہیں پائی جاتی ہے۔ مگر ہے وہ اسی ہدایت فطرت کی ایک اعلیٰ قسم جس کا ہونا فطرتاً ضروری ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ جب فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا کہ تمہارا پروردگار کون ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ربنا الذی اعطیٰ کل شیءٍ خلقه ثم ھدیٰ۔ خود خدا تعالیٰ نے بتا دیا کہ وحی نبوت جس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون پر پیش کر رہے تھے ہدایت فطری ہی کی ایک اعلیٰ قسم ہے"۔

آیات کا سطحی مطالعہ

یہ ہے وہ مجموعہ دلائل کا جو مولانا سمیع اللہ صاحب نے سرسید مرحوم کے عقیدہ کی تائید میں پیش کی ہیں جن سے ان کے زعم میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ وحی الٰہی خارج سے نازل نہیں ہوتی بلکہ انسانی فطرت

مسلمانوں پہ قرض کا وبال

اگلے زمانہ میں دستور تھا کہ جب مقروض سے قرض نہ ادا ہو سکتا۔ تو کچھ مدت کے بعد وہ قرضخواہ کا غلام بن جاتا۔ گویا قرضخواہ اپنے قرض کی رقم کے عوض میں اس کی گردن کا مالک بن جاتا تھا۔ آج کہا جاتا ہے کہ فرنگستانی عملداری میں غلامی کا نام و نشان باقی نہیں رہا۔ مگر ہم قرضداروں کی غلامی یا غلامانہ زندگی کے نظارے رات دن دیکھ رہے ہیں۔ جو شخص کسی بنیئے کے دس بیس یا سو پچاس روپے کا مقروض ہو۔ گویا اس بنیئے کا حلقہ بگوش غلام ہے بنیا جب چاہے حکم دے۔ وہ کمر بستہ حاضر ہونے اور خدمت بجا لانے کو تیار رہے۔ خواہ اس میں خدائی فرض ترک ہوں۔ یا عیالی بندوں کی نافرمانی لازم آئے یا دوست احباب کی فرمائش پر جواب دینا پڑے۔ مگر ان آقایان ہنود کے کسی حکم و فرمان سے سرتابی کرنے کی مجال نہیں، اس غریب کے گھر کی ہر مرغوب سے مرغوب چیز گویا اس بنیئے کا مال ہے۔ جو چیز پسند آئے اٹھائے۔ مقروض کو دینے سے لیت و لعل کرنے کی قدرت نہ ہوگی۔ اب فرمائیے۔ غلامی اور کیا ہوتی ہے؟

قرض کے عوض انسانوں کا رہن رکھنا تو رات دن کا معمول ہے یہ بھی کچھ کم نہیں ہے۔ ایک غریب آدمی کے ذمہ دس روپے قرض ہیں۔ وہ بیاج ادا کرنے کا مقدور نہیں رکھتا۔ بنیا کہتا ہے کہ جب تک اصل رقم ادا نہ ہو۔ تو سود کے عوض میں رات بھر میری دکان پر پہرہ دیا کرو۔ یا سارے دن میری بھینس چرایا کرو۔ یا رات دن میرے گھر حاضر رہا کرو۔ جو کام ہمیں کرنا نہ ہو تجھ سے کرالیا کریں۔ یہ [illegible] ہے جو غلامی کی ایک دوسری صورت ہے۔

قرض کے سنگین نتائج میں سب سے زیادہ ہولناک اور غیرت سوز نتیجہ وہ ہے۔ جس کا رواج ہم نے پنجاب کے ایک شمالی ضلع میں سنا ہے۔ یعنی سرمایہ دار مقروض کو مجبور کرتا ہے کہ جب تک اصل رقم واپس نہ ہو۔ اور اس کا سود ادا نہ کرسکے تو اتنے عرصہ تک اپنی عورت کو ہمارے پاس رہن رکھ دے۔ مقروض بے بس ہوتا ہے اور چار و ناچار اسے اس حکم کی تعمیل کرنی پڑتی ہے آخر کلیجے پر بےعزتی کا پتھر رکھ کر اپنے ننگ و ناموس کو اس بنیئے کے حوالے کر دیتا ہے اب بنیا اس عورت کا آقا ہے۔ مالک رقبہ ہے جو چاہے اس کے ساتھ سلوک کرے۔ کنیز کو کسی بات سے انکار کرنے کا مقدور نہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگر کچھ عرصہ زیادہ گذر جاتا ہے تو بنیئے ہی کے گھر میں اس کے [illegible] پیدا ہونے لگتی ہے جو گنگا رام مرلی دھر، جمنا داس وغیرہ ہندوانہ ناموں سے موسوم ہوتی ہے پھر اگر قرض ادا ہو گیا۔ تو عورت ان گنگا راموں اور مرلی دھروں کے ساتھ اپنے خاوند کے گھر میں واپس آجاتی ہے ورنہ چند روپے کے عوض میں یہ اسلامی ناموس ہمیشہ کے لئے کفر و شرک کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے۔

اب فرمائیے کہ قرض سے بڑھ کر غیرت سوز چیز دنیا میں کوئی اور ہو سکتی ہے؟

مال کی بربادی

برادران من! قرض کے برے نتائج شمار کئے جائیں۔ تو سینکڑوں نکلیں گے۔ مگر میرے نزدیک ان میں سے چار نتائج تو ایسے سنگین ہیں کہ ان کو کسی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

ان چاروں میں پہلا نتیجہ مال کی بربادی ہے۔ مگر سودی قرضہ نے مسلمانوں کی اس حلال کمائی کو اس خدائی عطیہ کو بے قدری کی خاک میں ملا رکھا ہے

ساہوکار غریب مسلمان کاشتکار کی سردیوں گرمیوں کی شدت میں مر مر کر کمائی ہوئی اجناس کے جھگڑوں کے جھگڑے محض سود میں لے جاتا ہے مگر قرض کی رقم ابھی جوں کی توں کھڑی رہتی ہے اور ان اجناس گراں اور مال کثیر کی کچھ بھی قیمت نہیں پڑتی جاڑوں کی آتشیں گرمی میں بیج بونے والا، پوس ماگھ کے کڑکڑاتے جاڑے میں راتوں جاگنے والا اور جیٹھ کی چلچلاتی دھوپ میں فصل کاٹنے والا غریب کسان تو جان پر کھیلوں کے بعد کما کر لاتا ہے اور ایک ریشمی کناری کی دھوتی پہنے والا خوش پوش بنیا آتا ہے اور اس کی ساری کمائی کو بوریوں میں بھر کرلے جاتا ہے۔

بزدلی

مسلمان آدمی اقوام دنیا میں ایک سپاہی و مجاہد کی حیثیت رکھتا ہے اس تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔ تاریخ کھول کر دیکھو مسلمان کی تلوار عرب میں اٹھی تو اس کی چمک ہندوستان و ایران میں بجلی بن کر گری۔ مگر جب سے یہ سپاہی بنیئے کا مقروض ہوا ہے اور اس سے گالیاں سننے اور جوتے کھانے لگا ہے وہ نہایت بزدل بلکہ نامرد بنتا جا رہا ہے۔

قرضوں کی زیر باری جہاں مسلمانوں کو جسمانی لحاظ سے شکستہ حال بنا رہی ہے اس کے روحانی اور اخلاقی جوہروں کو بھی فنا کر رہی ہے اگر مسلمان اسی طرح کچھ دنوں ہنود اور بقالوں کے مرہون رہے تو ایک دن دیکھ لینا۔ کہ ان میں نہ شجاعت نہ شہادت کا کوئی شمہ باقی رہے گا۔ نہ ان میں حفظ جان و دفع ضرر کا کوئی جذبہ باقی رہے گا۔

غلامی

قرضدار کی غلامی کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں، قرضدار اپنے ساہوکار جی کا زر خرید غلام ہے۔ جب چاہے ایت یا گھر سے بلا بھیجے۔ جس کام میں چاہے لگا دے اس کو انکار کرنے کی مجال نہیں۔

غلاموں میں کسی نہ کسی حد تک غیرت ہوتی ہے چنانچہ تاریخی واقعات شاہد ہیں کہ بہت سے غلام اپنے آقا کی بے راہ روی سے جان پر کھیل گئے۔ یا آقا کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ مگر قرض کی غلامی میں غیرت کا شمہ تک باقی نہیں رہتا۔

چنانچہ پنجاب کے ایک شمالی ضلع کے مقروض مسلمانوں کا حال ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ جن کو اپنی بیوی کمتریوں کے حوالے کرتے غیرت نہیں آتی۔

ارتداد

قرض کا آخری انجام ارتداد ہے۔ مقروض پہلے تو اپنے دنیوی آرام سے محروم ہوتا ہے اور اس کے بعد دین و ایمان اور اپنی آخرت بھی قرضخواہ کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے۔ دین و دنیا کی کامیابی کا اصول یہ ہے کہ انسان خدا کے حکموں کی اطاعت کرے اور خدا کے حکموں کی اطاعت اسی صورت میں ہو سکتی ہے جبکہ انسان کی گردن مخلوق کے دروازے سے بے نیاز ہو لیکن مقروض ایک دفعہ جب اپنی گردن ساہوکار کی دہلیز پر رکھ دیتا ہے تو وہ اس سے جو چاہتا ہے کرتا ہے اس وقت مقروض کا اسلام حقیقی خدا [illegible] بلکہ ساہوکار رب بن جاتا ہے

جن لوگوں کو دنیا اور آخرت اور دین و ایمان عزیز ہے۔ ان کو خدا کے لئے عہد کر لینا چاہئے۔ کہ خواہ کیسی بھی ضرورت پیش آجائے وہ کبھی سودی قرضہ نہیں لیں گے۔ اس عہد کے بغیر مسلمانوں کا چھٹکارا نہیں ہے۔

(ہند جدید)

(بقیہ صفحہ ۵)

کے بعد تا دم عمر تبلیغی کام میں سرگرم رہے آپ قوم کے ایک [illegible] و مددگار تھے۔ مسز رشید صاحبہ نے بنگلہ میں مرحوم کا مرثیہ حاضرین کو سنایا۔ اسکول کی طالبات نے رقت سے لحن۔ درد بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ آپ کے مرثیہ خوانی میں پڑھے۔ مسز آر۔ احمد صاحبہ نے بنگلہ میں آپ کی سوانح عمری بیان فرمائی۔ محترمہ صدر لیڈی محمد شفیع صاحبہ لاہور نے دوران سیاحت انگلستان مرحوم لارڈ سے ملاقات و تبادلہ خیالات اور مرحوم کی . . . . . . اقامت ووکنگ مشن کی تبلیغی کاروائیاں، نیز اس وقت تک جو لوگ ووکنگ مشن میں تبلیغی کاروائیاں کر رہے ہیں۔ ان کی ایثار و اولوالعزمی حاضرین کو بالتفصیل سنائی اور درخواست کی کہ ووکنگ مشن کے واسطے چندہ فراہم کیا جائے اور اس طرح اپنے ایک قومی بھائی مرحوم لارڈ ہیڈلے کے نام کو قائم اور زندہ رکھا جائے مسلم خواتین ہند، ووکنگ مشن کے تبلیغی کام میں امداد دیں اور الفاروق مرحوم کی یادگار قائم کرنے میں حصہ لے کر اخوت اسلامی کا زندہ ثبوت پیش کریں حاضرات جلسہ آپ کی موثر تقریر سے بے حد متاثر ہوئے اور اسی وقت دو سو ایک روپیہ فراہم ہوگیا رپورٹ جس کی انشاء اللہ بالتفصیل پریس میں بھیجی جائے گی، اختتام جلسہ پر مسز حکم صاحبہ نے دعائے مغفرت پڑھی۔ اور حاضرین نے مل کر مرحوم کے روح پر فتوح کو ثواب پہنچایا

ذیل کے ریزولیوشن پاس ہوئے

یہ جلسہ مسلم خواتین کلکتہ کا زیر اہتمام آل انڈیا مسلم لیڈیز کانفرنس (بنگال پراونشیل برانچ)، انجمن مجمع النبات کلکتہ۔ انجمن خواتین اسلام بنگالہ۔ الحاج لارڈ ہیڈلے الفاروق مرحوم کے انتقال پر ملال پر اظہار غم کرتے ہوئے آپ کے جملہ متعلقین سے دلی ہمدردی پیش کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ خداوند عالم مرحوم کو جنت الفردوس اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

نیز یہ طے پایا۔ کہ رپورٹ جلسہ تعزیت ووکنگ مشن لندن اور ہندوستان کے اخبارات کو بھیجدی جائیں۔

حسن آرا بیگم (مسز ایم۔ اے۔ حکم)
سیکرٹری آل انڈیا لیڈیز کانفرنس (بنگال پراونشیل برانچ)

مسلمانوں پر قرض کا وبال

اگلے زمانہ میں دستور تھا کہ جب مقروض سے قرض نہ ادا ہو سکتا۔ تو کچھ مدت کے بعد وہ قرضخواہ کا غلام بن جاتا۔ گویا قرضخواہ اپنے قرض کی رقم کے عوض میں اس کی گردن کا مالک بن جاتا تھا۔ آج کہا جاتا ہے کہ فرنگستانی عملداری میں غلامی کا نام و نشان باقی نہیں رہا۔ مگر ہم قرضداروں کی غلامی یا غلامانہ زندگی کے نظارے رات دن دیکھ رہے ہیں۔ جو شخص کسی بنئے کے دس بیس یا سو پچاس روپے کا مقروض ہو۔ گویا اس بنئے کا حلقہ بگوش غلام ہے بنیا جب چاہے حکم دے وہ کمربستہ حاضر ہونے اور خدمت بجا لانے کو تیار رہے۔ خواہ اس میں خدائی فرض ترک ہوں۔ یا بھائی بندوں کی نافرمانی لازم آئے یا دوست احباب کی فرمائش پر جواب دینا پڑے۔ مگر ان آقایان ہنود کے کسی حکم و فرمان سے سرتابی کرنے کی مجال نہیں اس غریب کے گھر کی ہر مرغوب سے مرغوب چیز گویا اس بنئے کا مال ہے۔ جو چیز پسند آئے اٹھائے۔ مقروض کو دینے سے لیت و لعل کرنے کی قدرت نہ ہو گی۔ اب فرمائیے۔ غلامی اور کیا ہوتی ہے؟

قرض کے عوض انسانوں کا رہن رکھنا تو رات دن کا معمول ہے یہ بھی کچھ کم نہیں ہے۔ ایک غریب آدمی کے ذمہ دس روپے قرض ہیں۔ وہ بیاج ادا کرنے کا مقدور نہیں رکھتا۔ بنیا کہتا ہے کہ جب تک اصل رقم ادا نہ ہو۔ تو سود کے عوض میں رات بھر میری دکان پر پہرہ دیا کرو۔ یا سارے دن میری بھینس چرایا کرو۔ یا رات دن میرے گھر حاضر رہا کرو۔ جو کام ہمیں کرنا نہ ہو تجھ سے کرا لیا کریں۔ یہ صاف رہن ہے جو غلامی کی ایک دوسری صورت ہے۔

قرض کے سنگین نتائج میں سب سے زیادہ ہولناک اور غیرت سوز نتیجہ وہ ہے۔ جس کا رواج ہم نے پنجاب کے ایک شمالی ضلع میں سنا ہے۔ یعنی سرمایہ دار مقروض کو مجبور کرتا ہے کہ جب تک اصلی رقم واپس نہ ہو۔ اور اس کا سود ادا نہ کر سکے تو اتنے عرصہ تک اپنی عورت کو ہمارے پاس رہن رکھدے۔ مقروض بے بس ہوتا ہے اور چاروناچار اسے اس حکم کی تعمیل کرنی پڑتی ہے آخر کلیجے پر بیغیرتی کا پتھر رکھ کر اپنے ننگ و ناموس کو اس بنئے کے حوالے کر دیتا ہے اب بنیا اس عورت کا آقا ہے۔ مالک رقبہ ہے جو چاہے اس کے ساتھ سلوک کرے۔ کنیز کو کسی بات سے انکار کرنے کا مقدور نہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگر کچھ عرصہ زیادہ گذر جاتا ہے تو بنئے ہی کے گھر میں اس کے اولاد پیدا ہونے لگتی ہے۔ جو گنگا رام مرلی دھر، جمنا داس وغیرہ ہندوانی ناموں سے موسوم ہوتی ہے پھر اگر قرض ادا ہو گیا۔ تو عورت ان گنگا راموں اور مرلی دھروں کے ساتھ اپنے خاوند کے گھر میں واپس آجاتی ہے ورنہ چند روپے کے عوض میں یہ اسلامی ناموس ہمیشہ کے لئے کفر و شرک کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے۔

اب فرمائیے کہ قرض سے بڑھ کر غیرت سوز چیز دنیا میں کوئی اور ہو سکتی ہے؟

مال کی بربادی

برادران من! قرض کے برے نتائج شمار کئے جائیں۔ تو سینکڑوں نکلیں گے۔ مگر میرے نزدیک ان میں سے چار نتائج تو ایسے سنگین ہیں کہ ان کو کسی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

ان چاروں میں پہلا نتیجہ مال کی بربادی ہے۔ مگر سودی قرضہ نے مسلمانوں کی اس حلال کمائی کو اس خدائی عطیہ کو بے قدری کی خاک میں ملا رکھا ہے

ساہوکار غریب مسلمان کاشتکار کی سردیوں گرمیوں کی شدت میں مر مر کر کمائی ہوئی اجناس کے چھکڑوں کے چھکڑے محض سود میں لے جاتا ہے مگر قرض کی رقم ابھی جوں کی توں کھڑی رہتی ہے اور ان اجناس گراں اور مال کثیر کی کچھ بھی قیمت نہیں پڑتی بھادوں کی آتشیں گرمی میں بیج بونے والا، پوس ماگھ کے کڑکڑاتے جاڑے میں راتوں جاگنے والا اور بیساکھ کی چلچلاتی دھوپ میں فصل کاٹنے والا غریب کسان تو جان بوجھوں کے لدا کما تا ہے اور ایک ریشمی کناری کی دھوتی پہننے والا خوش پوش بنیا آتا ہے اور اس کی ساری کمائی کو بوریوں میں بھر کرلے جاتا ہے۔

بزدلی

مسلمان آدمی اقوام دنیا میں ایک سپاہی و مجاہد کی حیثیت رکھتا ہے اس تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔ تاریخ کھول کر دیکھو مسلمان کی تلوار عرب میں اٹھی تو اس کی چمک ہندوستان و ایران میں بجلی بن کر گری۔ مگر جب سے یہ سپاہی بنئے کا مقروض ہوا ہے اور اس سے گالیاں سننے اور جوتے کھانے لگا ہے وہ نہایت بزدل بلکہ نامرد بنتا جا رہا ہے۔

قرضوں کی زیرباری جہاں مسلمانوں کو جسمانی لحاظ سے شکستہ حال بنا رہی ہے اس کے روحانی اور اخلاقی جوہروں کو بھی فنا کر رہی ہے اگر مسلمان اسی طرح کچھ دنوں بنیوں اور ریقاؤں کے مرہون رہے تو ایک دن دیکھ لینا۔ کہ ان میں نہ شجاعت نہ شہامت کا کوئی شمہ باقی رہے گا۔ نہ ان میں حفظ جان و دفع ضرر کا کوئی جذبہ باقی رہے گا۔

غلامی

قرضدار کی غلامی کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں، قرضدار اپنے ساہوکار جی کا زرخرید غلام ہے۔ جب چاہے کھیت یا گھر سے بلا بھیجے۔ جس کام میں چاہے لگا دے اس کو انکار کرنے کی مجال نہیں۔

غلاموں میں کسی نہ کسی حد تک غیرت ہوتی ہے چنانچہ تاریخی واقعات شاہد ہیں کہ بہت سے غلام اپنے آقا کی بے راہ روی سے جان پر کھیل گئے۔ یا آقا کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ مگر قرض کی غلامی میں غیرت کا شمہ تک باقی نہیں رہتا۔

چنانچہ پنجاب کے ایک شمالی ضلع کے مقروض مسلمانوں کا حال ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ جن کو اپنی بیوی کھتریوں کے حوالے کرنے غیرت نہیں آتی۔

ارتداد

قرض کا آخری انجام ارتداد ہے۔ مقروض پہلے تو اپنے دنیوی آرام سے محروم ہوتا ہے اور اس کے بعد دین و ایمان اور اپنی آخرت بھی قرضخواہ کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے۔ دین و دنیا کی کامیابی کا اصول یہ ہے کہ انسان خدا کے حکموں کی اطاعت کرے اور خدا کے حکموں کی اطاعت اسی صورت میں ہو سکتی ہے جبکہ انسان کی گردن مخلوق کے دروازے سے بے نیاز ہو۔ لیکن مقروض ایک دفعہ جب اپنی گردن ساہوکار کی دہلیز پر رکھ دیتا ہے تو وہ اس سے جو چاہتا ہے کراتا ہے اس وقت مقروض کا نگران حقیقی خدا نہیں ہوتا بلکہ ساہوکار رب بن جاتا ہے

جن لوگوں کو دنیا اور آخرت اور دین و ایمان عزیز ہے۔ ان کو خدا کے لئے عہد کر لینا چاہئے۔ کہ خواہ کبھی بھی ضرورت پیش آ جائے وہ کبھی سودی قرضہ نہیں لیں گے۔ اس عہد کے بغیر مسلمانوں کا چھٹکارا نہیں ہے۔

(ہند جدید)

(بقیہ صفحہ ۵)

کے بعد تمام عمر تبلیغی کام میں سرگرم رہے آپ قوم کے ایک بہترین دل و دماغ تھے۔ مسز رشید صاحبہ نے بنگلہ میں مرحوم کا مرثیہ حاضرین کو سنایا۔ اسکول کی طالبات نے رقت سے پُر۔ درد سے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ آپ کے مرثیہ خوانی میں پڑھے۔ مسز آر۔ احمد صاحبہ نے بنگلہ میں آپ کی سوانح عمری بیان فرمائی۔ محترمہ صدر لیڈی محمد شفیع صاحبہ لاہور نے دوران سیاحت انگلستان مرحوم لارڈ سے ملاقات و تبادلہ خیالات اور مرحوم کی. . . . . . . اقامت دوکنگ مشن کی تبلیغی کارروائیاں، نیز اس وقت تک جو لوگ دوکنگ مشن میں تبلیغی کارروائیاں کر رہے ہیں۔ ان کی ایثار اولوالعزمی حاضرین کو بالتفصیل سنائی اور درخواست کی۔ کہ دوکنگ مشن کے واسطے چندہ فراہم کیا جائے اور اس طرح اپنے ایک قومی بھائی مرحوم لارڈ ہیڈلے کے نام کو قائم اور زندہ رکھا جائے مسلم خواتین ہند، دوکنگ مشن کے تبلیغی کام میں امداد دیں اور الفاروق مرحوم کی یادگار قائم کرنے میں حصہ لے کر اخوت اسلامی کا زندہ ثبوت پیش کریں۔ حاضرات جلسہ آپ کی موثر تقریر سے بے حد متاثر ہوئے اور اسی وقت دو سو ایک روپیہ فراہم ہو گیا (رپورٹ جس کی انشاء اللہ بالتفصیل پریس میں بھیجی جائے گی) اختتام جلسہ پر مسز حکم صاحبہ نے دعائے مغفرت پڑھی۔ اور حاضرین نے مل کر مرحوم کے روح پر فتوح کو ثواب پہنچایا

ذیل کے ریزولیوشن پاس ہوئے

یہ جلسہ مسلم خواتین کلکتہ کا زیر اہتمام آل انڈیا مسلم لیڈیز کانفرنس (بنگال پراونشل برانچ) انجمن مجمع البنات کلکتہ۔ انجمن خواتین اسلام بنگالہ۔ الحاج لارڈ ہیڈلے الفاروق مرحوم کے انتقال پرملال پر اظہار غم کرتے ہوئے آپ کے جملہ متعلقین سے دلی ہمدردی پیش کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ خداوند عالم مرحوم کو جنت الفردوس اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

نیز یہ طے پایا۔ کہ رپورٹ جلسہ تعزیت دوکنگ مشن لندن اور ہندوستان کے اخبارات کو بھیجدی جائیں۔

حسن آرا بیگم (مسز ایم۔ اے۔ حکم)
سیکرٹری آل انڈیا لیڈیز کانفرنس (بنگال پراونشل برانچ)

جن اصحاب

کی طرف پیغام صلح کا چندہ باقی ہے ان کی خدمت میں یاددہانی کرانے کے بعد وی پی ارسال ہو رہے ہیں۔ جن کا وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہے

لاہور کی خبریں

۲۱ر جولائی تک کے حالات کے متعلق سرکاری بیانات

فوج کی گولیوں سے متعدد مسلمان شہید اور زخمی ہوئے

—— لاہور ۲۰ر جولائی۔ آج اور کل کے واقعات کے متعلق مندرجہ ذیل سرکاری اعلان شائع ہوا ہے:-

—— لاہور شہر میں کل رات کے دس بجے تک پولیس نے ایک مشتعل ہجوم پر قابو پا لیا تھا۔ علی الصبح پولیس نے مزید گرفتاریاں کیں۔ کل اور آج کی گرفتاریوں کو ملا کر کل گرفتاریوں کی تعداد ایک سو تیس ۱۳۰ بنتی ہے۔ گرفتاریوں کے بعد پولیس کوتوالی کی طرف واپس آ گئی۔ صبح سات بجے سے کوتوالی کے سامنے مسجد شہید گنج کی طرف جانے کے ارادہ سے ایک مشتعل ہجوم جمع ہو گیا۔ ہجوم نے پولیس کی صفوں کو متعدد دفعہ توڑنے کی کوشش کی۔ پولیس نے ہجوم کو منتشر کرنے کے لئے متعدد دفعہ لاٹھی چارج کیا۔ اور پولیس نے بھی ہجوم کو منتشر کرنے کی کوشش کی۔ یہ کوششیں دو گھنٹہ تک جاری رہیں۔ لیکن ہجوم مشتعل ہو گیا۔ اور پولیس پر اینٹیں پھینکی جانے لگیں۔ خفیف مجروحین کے علاوہ آٹھ آدمی شفاخانہ میں زیر علاج ہیں۔ جب ہجوم کو منتشر کرنے کی تمام کوششیں ناکام ہوئیں، تو گولی چلانے کا حکم دیدیا گیا۔ گولیوں کے چھ راؤنڈ چلائے گئے اور مجمع میں انتشار پیدا ہو گیا۔ ایک گھنٹہ کے بعد مجمع پھر اکٹھا ہو گیا اور وہ پہلے سے زیادہ مشتعل تھا۔ اس کے بعد پھر گولی چلانے کی ضرورت محسوس کی گئی اور دو راؤنڈ چلائے گئے۔ ہلاک شدگان کی تعداد تاحال معلوم نہیں ہو سکی۔ لیکن جہاں تک معلوم ہو سکا ہے تین سے زیادہ مسلمان شہید نہیں ہوئے۔ مجروحین کی تعداد بھی معلوم نہیں ہو سکی۔ لیکن ان کی تعداد بھی بہت کم ہے بعد میں ہجوم کو منتشر کرنے کیلئے گولی چلانے کی ضرورت نہ پڑ سکی لیکن نو بجے کے قریب دہلی دروازہ کے باہر ہجوم زیادہ ہو گیا۔ جس کا رویہ اگرچہ متشددانہ نہیں تھا۔ لیکن معاندانہ ضرور تھا۔ اور اس کے گرد فوج اور پولیس کا پہرہ ایستادہ ہے۔ دن بھر میں متعدد مقامات پر پولیس کو ہجوم منتشر کرنے پڑے۔ لیکن گولی چلانے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔

پولیس اور فوج کو کمک مہیا کی گئی ہے اور حالات پر قابو پا لیا گیا ہے۔

دوسرا اعلان

لاہور ۲۱ر جولائی۔ آج کے حالات کے متعلق مندرجہ ذیل سرکاری اعلان شائع ہوا ہے۔

۲۰-جولائی کو ۸ بجے شام تک یہ حالت تھی۔ کہ دہلی دروازہ میں بے پناہ ہجوم تھا جس کو پولیس اور فوج کے سپاہیوں نے روکا ہوا تھا۔ ۲۱ر جولائی کی صبح کو بھی یہی حالت رہی۔ اور پولیس اور فوج کے سپاہیوں نے دن بھر اسے روکے رکھا۔ مسلمانوں کے چند قافلے رات کے وقت لاہور میں آئے۔ اور صبح کے وقت مسلمانوں کے دو گروہ کوتوالی کے دونوں پہلوؤں پر آ موجود ہوئے۔ صبح ۱۰ بجے تک ان میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اور ان کی تعداد بہت زیادہ بڑھ گئی اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کوتوالی کے دونوں طرف سرکلر روڈ بند ہو گئی۔ اس وقت یہ اطلاعات بھی موصول ہوئیں۔ کہ مسلمانوں کی بعض دوسری جماعتیں بھی لاہور میں جمع ہو رہی ہیں۔ کوتوالی میں جو پولیس اور فوج جمع تھی۔ وہ ان جتھوں کی آمد سے خائف ہو گئی چنانچہ ان کو منتشر کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

دو راؤنڈ فائر

۱۱ بجے صبح حالات بہت زیادہ نازک ہو گئے۔ اس لئے کہ ریلوے سٹیشن کی طرف سے کوتوالی کو جو راستہ آتا ہے۔ ہجوم نے قریب قریب اسے بند کر دیا تھا۔ پہلے یہ کارروائی کی گئی۔ کہ اس راستے کو کھولا جائے۔ اور اس کے بعد کوتوالی سے یکی دروازہ کی طرف کے ہجوم کو روکنے کی کارروائی کی گئی۔ ان کو منتشر ہونے کے لئے انتباہ کیا گیا۔ اور اس کے بعد پھر انہیں انتباہ کیا گیا۔ کہ اگر وہ دوبارہ جمع ہوئے تو انہیں فوج کے ذریعے منتشر کر دیا جائے گا۔ لیکن انہوں نے منتشر ہونے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد پولیس نے لاٹھی چارج کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہجوم مختلف اطراف میں منتشر ہو گیا۔ پولیس نے ان کا تعاقب کیا۔ تو اس پر باغ اور شہر کی گلی سڑکوں کی طرف سے روڑے پھینکے گئے۔ مجسٹریٹ نے اس ہجوم کو پھر انتباہ کیا۔ کہ اگر وہ دوبارہ جمع ہوئے۔ تو ان کو بذریعہ گولی منتشر کر دیا جائے گا۔ اس کے دفعۃً بعد یکی دروازہ میں سے ایک ہجوم نکلا۔ جس کو پولیس نے منتشر کر دیا لیکن اس مرتبہ بھی پولیس پر روڑے پھینکے گئے۔ اس کے فوراً بعد اسی ہجوم کے مختلف حصے دوبارہ جمع ہو گئے۔ اور جونہی کہ پولیس واپس آ رہی تھی ہجوم نے پیچھے پیچھے بڑھنا شروع کر دیا۔ اور ان کو دوبارہ تنبیہ کرنے کے بعد کہ اگر وہ منتشر نہ ہوئے تو گولی چلا دی جائے گی۔ دو راؤنڈ فائر کئے گئے۔ اس کے بعد ہجوم منتشر ہو گیا۔ لیکن پھر بھی کبھی کبھی جمع ہو جاتا رہا۔ چنانچہ متعدد مرتبہ انتباہ کے بعد پھر چند راؤنڈ فائر کئے گئے۔ حتیٰ کہ ہجوم نے جمع ہونا ترک کر دیا۔

پھر دو راؤنڈ فائر

اس کے بعد کوتوالی سے اکبری دروازہ کی طرف کے ہجوم کو منتشر کرنے کی کوشش کی گئی۔ ان کو منتشر ہونے کے لئے کہا گیا۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ اس پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ ہجوم بھی منتشر ہو گیا۔ پولیس نے اس کا تعاقب کیا۔ تو اس پر پتھر اور روڑے پھینکے گئے۔ اس ہجوم کے بعض حصے پھر جمع ہو گئے۔ پولیس نے پھر لاٹھی چارج کر کے انہیں منتشر کر دیا۔ یہاں پر پھر متعدد مرتبہ تنبیہ کرنے کے بعد دو راؤنڈ فائر کرنے پڑے۔ لیکن یہ ہجوم یکی دروازہ والے ہجوم کے مقابلے میں کمتر مصر تھا۔ اور اس نے بار بار جمع ہونے کی کوشش نہیں کی۔

پندرہ راؤنڈ فائر

آج دن بھر میں پندرہ راؤنڈ فائر کئے گئے۔ تاحال شہدا اور مجروحین کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہو سکی۔ لیکن یہ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ شہدا کی تعداد کسی حالت میں بھی دس سے زیادہ نہیں اور ممکن ہے اس سے بھی کم ہو۔ مجروحین کی تعداد بھی بہت ہی کم معلوم ہوتی ہے۔ اس اثنا میں دہلی دروازے والا ہجوم دوسرے دو مجمعوں کے خلاف کارروائی سے متاثر ہو کر بتدریج کم ہوتا گیا۔ ۱۰ بجے شب تک یہ بالکل منتشر ہو گیا تھا۔ اور سرکلر روڈ بالکل صاف ہو گئی تھی۔ اور ذمہ دار مسلمان اپنے ہم مذہب بھائیوں کو قانون کی خلاف ورزی سے منع کرنے میں مصروف تھے۔ لہٰذا آج ۹ بجے شب کی حالت کل ۹ بجے شب کے مقابلہ میں بدرجہا بہتر تھی۔ بہت ممکن ہے یہ امید افزا صورت حالات بھی عارضی ثابت ہو۔ لیکن پھر بھی یہ یقین کرنے کے اسباب موجود ہیں۔ کہ وہ لوگ جو گزشتہ چند یوم سے قانون کی خلاف ورزی میں مصروف ہیں۔ معقولیت اختیار کر لیں۔

دوسرے صوبوں سے فوجی امداد

لاہور کی صورت حالات اس وقت قابو میں ہے۔ چونکہ بیرون لاہور سے بھی مسلمان قافلوں کے آنے کی توقع ہے۔ اس لئے اس کو روکنے کے لئے پولیس اور فوج میں کافی اضافہ کر دیا گیا ہے۔ صوبجاتی حکومتوں کی امداد سے بہار اور اڑیسہ سے گورکھا ملٹری پولیس لاہور کی طرف آ رہی ہے۔ اور صوبجات متحدہ کی طرف سے مسلح پولیس عزم لاہور کر چکی ہے۔ صوبہ دہلی کی مسلح پولیس لاہور میں پہنچ چکی ہے۔ رسالے کی ایک پوری رجمنٹ یہاں پہنچ چکی ہے اور ایک گورکھا بٹالین اس وقت راہ میں ہے۔ اس لئے باہر سے آنے والے قافلوں کو روکنے کے لئے کافی انتظام کر دیا گیا ہے حقیقت یہ ہے۔ کہ اس وقت تک باہر سے آنے والے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے۔

لاہور کے علاوہ باقی کسی ضلع سے کوئی تشویش ناک اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

متفرق خبریں

—— مدراس ۲۰ر جولائی۔ گزشتہ سال جنوبی انڈین ریلوے پر ایک لاکھ ساٹھ ہزار اشخاص بغیر ٹکٹ کے سفر کرتے ہوئے گرفتار کئے گئے۔

—— حیدر آباد دکن کی تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ریاست حیدر آباد میں آریہ سماجیوں نے ایک طوفان بدتمیزی برپا کر رکھا ہے چنانچہ مجسٹریٹ بیدر کے حکم کے ماتحت نلینگا آریہ سماج کے دفتر کو بند کر دیا گیا ہے اور اس کی تمام اشیا اور مال و اسباب کی ضبطی عمل میں آئی ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ جس عمارت میں آریہ سماج کا دفتر تھا اسے منہدم کر دیا جائے۔ کیونکہ یہ عمارت حکومت کی اجازت کے بغیر بنائی گئی ہے۔ مجسٹریٹ کا بیان ہے کہ آریہ سماجی مذہب کے پردے میں حکومت کے خلاف منافرت پھیلا رہے ہیں۔

—— قاہرہ ۱۹ر جولائی۔ حکومت مصر نے اٹلی کے ایجنٹوں کی بڑھتی ہوئی مانگ کو دیکھ کر مصر سے اونٹوں کی برآمد کی ممانعت کر دی ہے

—— تازہ فرانسیسی جرائد میں اس امر پر تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ جرمن کی فوجی طاقت فرانس سے زیادہ ہو گئی ہے دس لاکھ جرمن نوجوان سپاہی فرانس کی سرحد پر حملہ کرنے کو تیار بیٹھے ہیں۔

—— پونا ۲۰ر جولائی۔ بمبئی کونسل نے مسودہ قانون ترمیم قانون اوقاف منظور کر لیا۔ تیسری خواندگی کے دوران میں مسلمان ارکان کونسل نے حکومت ہند کا شکریہ ادا کیا۔ کہ اس نے اس قدر اچھا قانون پیش کیا۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

جلد ۲۳ | لاہور یوم شنبہ مطبوعہ ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۷ جولائی ۱۹۳۵ء | نمبر ۸۴

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیم کی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

ہماری تبلیغی ڈاک

برلن مسلم مشن کی رپورٹ

جیسا کہ احباب کو معلوم ہو چکا ہے۔ جرمن گورنمنٹ کی تحریک پر مسجد برلن میں مسلمان بچوں کی مذہبی تعلیم کا باقاعدہ انتظام کیا جا چکا ہے۔ چند ہفتے ہوئے۔ ایک مصری مسلمان مسجد دیکھنے کے لئے تشریف لائے اور مسجد کے کام وغیرہ کے متعلق دریافت کرتے رہے۔ دوران گفتگو میں بچوں کی مذہبی کلاس کا بھی ذکر آیا۔ جس پر انہوں نے فرمایا کہ وہ اس بات کی تلاش میں تھے۔ کہ جرمنی میں ان کے بچوں کی مذہبی تعلیم کا کچھ انتظام ہو جائے اس لئے یہ معلوم کر کے کہ یہاں پہلے سے ہی ایسا انتظام موجود ہے۔ بہت خوش ہوئے۔ چنانچہ ایک اتوار کو وہ ہر سہ بچوں کو اپنے ہمراہ لائے۔ چھوٹا بچہ بہت خورد سال تھا۔ اس لئے وہ جماعت میں شامل نہ ہو سکا۔ باقی ہر دو بچے بعمر گیارہ و تیرہ سال جماعت میں شامل ہو گئے۔

موسم گرما میں جو لوگ جرمنی کی سیاحت کے لئے آتے ہیں۔ وہ عموماً مسجد میں بھی آتے رہتے ہیں۔ ۱۵ جون کو ایک مصری وزیر صاحب مسجد دیکھنے کے لئے تشریف لائے اور کم و بیش ایک گھنٹہ تک گفتگو کرتے رہے۔ دوران گفتگو میں احمدیت کا بھی ذکر آ گیا اور حضرت مسیح موعود کی مجددیت پر دلچسپ مکالمہ ہوتا رہا۔ ہمارا خیال ہے وہ بہت محظوظ ہوئے اور ان کی بہت سی غلط فہمیاں دور ہو گئیں۔

آسٹرین مشن کی رپورٹ

بیرن عمر صاحب گذشتہ چند ماہ کیلئے یوگوسلیویا اور البانیہ میں وہاں کے مسلمانوں کے حالات کا مطالعہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ اور ہر دو ممالک کے سرکردہ مسلمانوں سے ملاقات کر کے تبادلہ خیالات کیا۔ مؤخر الذکر ملک نے اپنے بادشاہ ہز میجسٹی احمد بیگ زوغو کی طفیل ہر شعبہ میں بڑی ترقی کی ہے۔ گو ملک کی اقتصادی کمزوری کے باعث ابھی تک ریلوے کا انتظام نہیں ہو سکا۔ تاہم بڑے بڑے شہروں کے درمیان پختہ سڑکیں اور پل بنے ہوئے ہیں۔ شمالی علاقہ میں مسلمان اور رومن کیتھولک عیسائی برابر برابر ہیں۔ لیکن وسطی البانیہ میں مسلمانوں کی کثرت ہے۔ جنوبی علاقہ میں مسلمان اور یونانی چرچ کے لوگ آباد ہیں۔ البانیہ کے مسلمان یورپ کے پٹھان ہیں۔ عورتوں میں پردہ کا رواج نہیں۔ صرف شمالی علاقہ کی مسلمان اور عیسائی عورتیں ہر دو میں برقعہ رائج ہے۔ دار الخلافہ ترانہ ممالک یورپ کے دیگر دار الخلافوں کی طرح نہایت خوبصورت شہر ہے۔ مسلمان اور عیسائی رعایا باہم امن سے رہتے ہیں۔ وزراء میں عیسائی بھی ہیں اور مسلمان بھی۔ مدعا یہ کہ البانین مسلمان ہر طرح ترقی کی شاہراہ پر جا رہے ہیں۔ اور اپنے روشن خیال اور ہمدرد بادشاہ کی طفیل ملک بہت خوشحال بن رہا ہے۔

ملانوں کی سنگدلی

ایک احمدی کے بھائی کے جنازہ پر پکٹنگ لگا دیا

دشمنان سلسلہ نے جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس بانی کے خلاف جو افسوسناک طوفان مخالفت برپا کر رکھا ہے وہ نہایت تیزی کیساتھ شرافت و اخلاق اور انصاف و انسانیت کی حدود کو عبور کر رہا ہے۔ غریب وامن پسند احمدیوں کے لئے نئی نئی مشکلات پیدا کی جا رہی ہیں طرح طرح کے مظالم کا انہیں تختہ مشق بنایا جا رہا ہے ہمارے ایک محترم دوست جناب صاحب اللہ دلہ ہیڈ ماسٹر لوئر مڈل اسکول لاہور ضلع پشاور نے چند روز ہوئے اپنے وطن موضع زروبی ضلع پشاور سے ایک نہایت دردناک خط حضرت امیر کی خدمت میں بھیجا جس میں وہ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"میرا ایک بھائی جو بمبئی میں ملازم تھا اور مجھ سے عمر میں بڑا تھا رخصت پر گھر آیا۔ اور ۷ جولائی کو گھر پہنچنے کے چند گھنٹے کے بعد فوت ہو گیا۔ انا للہ۔ مرحوم اگرچہ جماعت میں شامل نہ تھا لیکن میرا مددگار تھا۔ مرحوم کے جنازہ اٹھانے کے وقت ملاؤں نے پکٹنگ لگا دیا۔ کہ اس کا جنازہ نہ پڑھا جائے کیونکہ یہ ایک احمدی کا بھائی ہے اور اس کے گھر فوت ہوا ہے اس طرح لوگوں کو نماز جنازہ سے منع کیا لیکن ہمارے محلہ کے تمام لوگوں نے اتفاق کیا اور مرحوم کے جنازہ کے ساتھ گئے اور نماز جنازہ ادا کی۔"

اس کے علاوہ موصوف نے ملانوں کی دیگر متعدد معاندانہ حرکات کا بھی ذکر کیا ہے جن کو ہم نظرانداز کرتے ہیں صرف اسی ایک فعل سے ملانوں کی ذہنیت اور جوش تعصب و عناد اور انسانیت دشمنی کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے۔ کاش انہیں معلوم ہوتا۔ کہ خود انہی کی نسلیں ان کی اس غیر شریفانہ حرکتوں کا ذکر کن الفاظ میں کریں گی۔ ہمارے دوستوں کو ان مصائب میں صبر و استقلال سے کام لینا چاہئے اور توبہ و استغفار پر زیادہ زور دیں یہ مشکلات کی سیاہ گھٹائیں آخر دور ہو کر رہیں گی۔ صاحب اللہ دلہ صاحب سے ہمیں اس حادثہ میں دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ آپ کے بھائی کو اپنے جوار رحمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم شنبہ ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ | نمبر ۸

سکھوں اور مسلمانوں کی باہمی کشیدگی

موجودہ صورت حالات کو کس طرح درست کیا جا سکتا ہے؟

(از جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ایل۔ ایم۔ ایس)

حضرت ڈاکٹر مرزا صاحب کا مندرجہ ذیل مضمون سنسر کے دفتر کی منزل طے کر کے ایسے وقت میں ملا کہ پیش نظر پرچہ بالکل مرتب ہو چکا تھا۔ مجبوراً مقالہ افتتاحیہ نکال کر اس کے لئے گنجائش پیدا کی گئی ہے ڈاکٹر صاحب ممدوح نے اس مضمون میں جن مخلصانہ خیالات کا اظہار کیا ہے اور جو قیمتی مشورے دیئے ہیں۔ ان پر تمام مسلمانوں اور سکھوں اور ارباب حکومت کو ٹھنڈے دل سے خالی الذہن ہو کر غور کرنا چاہیئے۔ موجودہ کشمکش کو اگر دور نہ کیا گیا۔ تو یہ روز بروز زیادہ ناگوار صورت اختیار کرتی جائے گی جس کا نتیجہ پنجاب کے امن و امان کی تباہی اور آپس کے اعتماد کی بربادی کے سوا اور کچھ نہ ہوگا۔ اس طرح صوبہ کی تمام اقوام کی ترقی کے راستے مسدود ہو جائیں گے یہ بھی عین ممکن ہے کہ پنجاب کی یہ آگ تمام ہندوستان کے خرمن امن کو جلا ڈالے اس لئے مسلمانوں اور سکھوں کی ذمہ دار حضرات کو عام جذبات اور فتح و شکست کے غلط تصورات سے بلند ہو کر آگے بڑھنا چاہیئے اور موجودہ افسوسناک کشمکش کو اتحاد صلح اور اعتماد کے جذبات سے بدلنے کی کوشش کرنی چاہیئے

مسجد شہید گنج

آج صبح لاہور سے جو خبریں موصول ہوئی ہیں۔ وہ بہت ہی تشویشناک ہیں اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت حالات بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے ایسے موقع پر ہر ایک صلح کل شہری کا فرض ہے کہ وہ ایسے ذرائع اور طریقے تجویز کرنے میں امداد دے جن سے صلح کن تصفیہ ہو سکے۔

اگر حکومت ابتداء سے ایک معزز باہمی سمجھوتہ تک مسجد کو اپنے قبضہ میں کر لیتی۔ تو امید تھی کہ صورت حالات پر پورا قابو رہتا لیکن انسان خطا و نسیان کا پتلا ہے۔ اور کوئی انسانی حکومت اس سے مستثنےٰ نہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ موجودہ حالات میں صورت حالات کو بہتر بنانے کے لئے کیا کرنا چاہیئے۔ میری رائے میں بہترین صورت یہ ہے کہ حکومت اب بھی مسجد کی زمین پر قبضہ کرے۔ ممکن ہے کہ بعد میں زیادہ عاقلانہ مشورہ اس بات پر منتج ہو۔ کہ سکھوں کو راضی کر کے مسجد کی زمین مسلمانوں کے حوالے کر دی جا سکے

شہید گنج گوردوارہ

اغلب ہے کہ سکھوں کی یہ خواہش ہوگی کہ اپنے گوردوارہ کی توسیع مسجد کی زمین پر بھی کر لی جائے۔ ان کا یہ فعل قابل معافی ہوتا۔ اگر وہ اس صوبہ کے تاریک زمانہ میں جو اس پر آج سے سو سال پہلے طاری تھا۔ ایسا کر لیتے۔ جبکہ ایک فریق دوسرے فریق سے برسر پیکار رہتا تھا اور تمام صوبہ پر کوئی مضبوط حکومت موجود نہ تھی۔ لیکن موجودہ روشنی اور مذہبی آزادی اور رواداری کے زمانہ میں جس سے موجودہ حکومت کے ماتحت یہ ملک فائدہ اٹھا رہا ہے ایسا فعل سکھوں کے لئے ایک بدنامی کا موجب ہوگا۔ اور مسلمانوں کی جن کی اس صوبہ میں اکثریت ہے۔ ایک نہایت رنجدہ صورت حالات کی یادگار قائم رہے گی لیکن تجویز پر عمل پیرا ہونے سے پہلے انہیں اس کے نتائج پر غور کرنا چاہیئے تھا

بہتر تو یہ ہوگا۔ کہ گوردوارہ کی توسیع مسجد کی زمین پر کرنے کی بجائے پچھلی طرف کریں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر سکھ صاحبان اس تجویز پر عمل پیرا ہونا پسند کریں تو اس مقصد کے لئے حکومت ان کے لئے ملحقہ زمین خالی کر دے گی۔ زمین کا وہ ٹکڑا جو ایک بزرگ کے مزار سے تعلق رکھتا ہے اور جو ہمیشہ مسلمانوں کے قبضہ میں رہا ہے۔ وہ انہیں دیا جا سکتا ہے۔ بغیر اس کے کہ مزار کو مسمار کیا جائے مجھے معلوم ہوا ہے کہ جو سکھ ۱۹۰۲ء میں گوردوارہ اور مسجد پر قابض تھے مسلمانوں کو اس شرط پر مسجد دینے کے لئے تیار تھے۔ کہ وہ انہیں مزار کے اردگرد کی زمین دیدیں۔ مسلمانوں نے اس وقت یہ توقع کی۔ کہ اس تجویز سے اس وقت اتفاق نہ کیا۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب

سوال یہ ہے کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب نے اس مسجد کو کیوں کھڑا رہنے دیا اور مسمار نہیں کیا۔ اس کی وجہ صاف ہے۔ کہ مہاراجہ صاحب اپنے مقدس گوروؤں کی پیروی میں مذہب اسلام اور اس کی عبادتگاہوں کو عزت سے دیکھتے تھے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ مغلیہ سلاطین کے عہد میں جو غیر ذمہ دارانہ طرز عمل مسلمانوں کے ساتھ سکھوں کی طرف سے بعض اوقات ظہور پذیر ہوا۔ وہ مہاراجہ صاحب کے حکم سے نہیں ہوا۔ بلکہ صرف بعض شرارتی اور خودسر لوگوں کا اپنا فعل تھا۔ مہاراجہ صاحب کے دل میں مسلمان بزرگوں اور اولیاء اللہ کی بہت بڑی عزت تھی۔ وہ کئی مرتبہ حضرت میاں میر علیہ الرحمۃ کی خانقاہ پر اظہار عقیدت کے لئے گئے

ذمہ داری کن پر عائد ہوتی ہے

ہم کو اب معلوم ہوا ہے کہ حقیقت میں مسجد کے گرانے کی کل سکھ قوم ذمہ دار نہیں۔ بلکہ یہ صرف ان میں سے ایک جماعت غالباً اکالیوں کا کام ہے

جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں۔ کہ اکالی سکھوں میں ایسے لوگ ہیں جیسے مسلمانوں میں موحدین اور عیسائیوں میں یونیٹیرین۔ جن کے معنے ہیں کہ یہ سب ایک سچے خدا کی عبادت کرنے والے ہیں۔ اگر میں اکالیوں کے اس عظیم الشان مذہبی اصول کو درست سمجھا ہوں۔ جو ان کے نام میں مضمر ہے تو کیا ایک اکالی کے لئے اس کے مذہب کی رو سے یہ شایاں ہوگا۔ کہ وہ ایک مسجد کو مسمار کریں۔ جو ایک خدا کی عبادت کے لئے مخصوص ہوتی ہے

کیا قاضی کی کچہری تھی یا مسجد؟

چند روز ہوئے کہ سکھوں کے ایک عام جلسہ میں جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سمادھ میں ہوا۔ یہ عذر پیش کیا گیا تھا۔ کہ جس عمارت کو ابھی انہوں نے گرایا ہے۔ وہ مسجد نہ تھی۔ بلکہ مغلوں کے زمانہ میں قاضی کی کچہری تھی۔ لیکن اس امر کا انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ ۸ جولائی تک یعنی اس وقت تک جب اسے گرایا گیا وہ صاف طور پر مسجد کی شکل رکھتی تھی۔ بظاہر وہ اس وقت بھی مسجد ہی تھی۔ جب اس کے اندر یا اس کے قریب قاضی نے عدالت کی ہو۔

علاوہ ازیں اسلام میں ایک مسجد اگرچہ دراصل عبادت الٰہی کیلئے ہی مخصوص ہے تاہم اسے دوسرے کاموں کے استعمال میں لانا ممنوع نہیں۔ بشرطیکہ اس کا تقدس محفوظ رکھا جائے حضرت نبی کریمؐ کے زمانہ میں رومن کیتھولک عیسائیوں کے ایک وفد کو مسجد نبوی میں اپنی طرز پر عبادت کرنے کی اجازت دی گئی تھی اور چونکہ اس وقت مسجد ہی مسلمانوں کیلئے ایک پبلک جگہ تھی اس لئے کئی قسم کے جلسے اس میں منعقد ہوتے تھے سو جب اس وقت آنحضرت صلعم کی عدالت کی جگہ بھی تھی اور اس جگہ حضور کے سپاہی اپنے ہتھیار صاف کرتے اور انہیں حفاظت سے رکھتے تھے۔

کیا مسجد کو گرانا سکھ مذہب میں روا ہے

اس میں شک نہیں کہ بعض سکھوں نے مسجد کو ایک اشتعال کی حالت میں گرایا لیکن کیا کوئی سکھ صاحبان میں سے اس فعل کی اجازت گورو گرنتھ صاحب یا گورو صاحبان کے فرمانوں سے دکھا سکتے ہیں؟ میں نے اپنے وطن کے مذاہب کی کتب مقدسہ کا مطالعہ کیا ہے چنانچہ میں نے گورو گرنتھ صاحب کا مطالعہ کیا ہے اور باوا نانک اور گورو صاحبان کی میری نظروں میں بڑی عزت ہے۔ گورو گرنتھ صاحب میں ایک کھلا شبد موجود ہے جس میں مسجد کا بہت ہی احترام سکھایا گیا ہے چنانچہ وہ حسب ذیل ہے:۔

مہر مسیت، صدق مصلےٰ، حق، حلال، قرآن

ترجمہ:۔ مسجد محبت ہے۔ اسلامی نماز عبادت ہے اور قرآن حق اور حلال کا حکم دیتا ہے۔ اس مقدس بانی (شبد) کے مضمون کے خلاف گورو گرنتھ صاحب میں ایک بھی شبد آپ کو نہیں ملیگا۔ نہ ہی کسی گورو کی زندگی میں کوئی ایسی مثال آپ کو ملیگی۔ کہ انہوں نے کسی مسجد یا کسی متبرک جگہ کی توہین کی ہو۔ فی الحقیقت مسلمانوں کے ساتھ ان کے تعلقات ہمیشہ مہر و محبت پر مبنی رہے۔ باوا نانک علیہ الرحمۃ اس قدر مسلمانوں کے ساتھ متحد تھے کہ انہوں نے باوا صاحب کو اپنا ولی تسلیم کیا۔ علاوہ ازیں ابتدائی زمانہ میں سکھوں کی مسلمانوں کے ساتھ بیحد مذہبی رواداری اور خوشگوار تعلقات کے کافی ثبوت ملتے ہیں اور باوا نانک اور ابتدائی زمانہ کے بعض گورو مسلمانوں کے ساتھ مل کر مسجد میں ایک خدا کی عبادت کرنے سے بھی مضائقہ نہ کرتے تھے،

ایک افسوسناک خلیج

یہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ گورو گوبند سنگھ صاحب کے زمانہ میں سکھوں اور مسلمانوں کے مابین ایک خلیج حائل ہو گئی جس کے وجوہات سیاسی تھے۔ مذہبی اختلافات اس کی اصل بنا نہ تھی۔ بلکہ بعض مفسدہ پرداز اس کی تہ میں تھے۔ مسلمان حکومت کے ساتھ برسر پیکار ہونے کی حالت میں بھی عام مسلمانوں میں

(باقی پوٹ میں)

وحی الٰہی کیا خارج سے قلب پر نازل ہوتی ہے

یا

فطرت انسانی کے اندر سے اٹھتی ہے؟

۲

از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

پہلی آیت اور اُس کا مطلب

سب سے پہلی آیت جو جناب مولانا نے پیش کی ہے جس سے وہ استدلال کرتے ہیں وہ ہے الذی خلق فسوّیٰ والّذی قدر فھدیٰ اس سے پہلے ایک آیت رہ گئی ہے۔ اس لئے میں کل آیات درج کر دیتا ہوں۔ سبّح اسم ربك الاعلیٰ الّذی خلق فسوّیٰ والّذی قدّر فھدیٰ۔ ترجمہ۔ اے انسان تو اپنے رب کی جو اعلیٰ ہے تسبیح کر جس نے پیدا کیا پھر ٹھیک ٹھاک بنایا۔ جس نے ہر چیز کا اندازہ کیا۔ پھر ہدایت دی" یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر ایک چیز کو پیدا کیا ہے۔ پھر اُسے جس مقصد کے لئے پیدا کیا ہے اُس کے لئے جو کچھ خواص اور قویٰ اور جذبات عطا فرمائے ہیں وہ ایسے صحیح اور درست عطا فرمائے ہیں کہ اس سے بہتر ممکن نہیں۔ پھر ہر ایک چیز ایسے اندازہ پر بنائی ہے کہ خدائی قوانین کے نیچے چل کر وہ اپنے مقصد پیدائش کو ٹھیک ٹھیک حاصل کر سکتی ہے۔ ان تین چیزوں کے بعد چوتھی چیز یہ بھی فرمائی کہ ہر چیز کو ایسے صحیح خواص اور قویٰ اور جذبات دینے کے بعد اس کو ان راہوں پر چلا بھی دیا ہے جن پر چل کر وہ اپنے مقصد پیدائش کو حاصل کر سکتی ہے خلق۔ تسویہ۔ تقدیر جو پہلی تین چیزیں ہیں اُن پر ہم سب متفق ہیں۔ چوتھی چیز ہدایت پر بھی سب متفق ہیں مگر اُس کی تشریح میں اختلاف ہے۔

ہر چیز کی فطرت اُسے خدائی قوانین پر چلاتی ہے

اس میں کیا شک ہے کہ دنیا میں جو چیز بھی پیدا ہوئی ہے اُس کو خدا نے جس مقصد کے لئے پیدا کیا ہے اُسے اُس کے لئے بہترین قویٰ و خواص عطا فرمائے ہیں۔ اور ایسے اندازہ سے رکھا ہے کہ اگر وہ خدائی قوانین کے نیچے چلے تو اپنے مقصد پیدائش کو حاصل کر سکتی ہے۔ لیکن اتنا ہی نہیں ہر چیز کی فطرت ہی ایسی بنائی ہے کہ وہ ان راہوں پر بغیر کسی ارادہ اور تکلف کے چلتی ہے جن کے ماتحت اُن کے خالق نے اُنہیں پیدا کر کے چلانا چاہا تھا اور جس مقصد کیلئے وہ پیدا ہوئی تھی۔

ایک بیج کی فطرت

ایک بیج سے ایک درخت نکلتا ہے اُس کی فطرت قوانین الٰہیہ کے ماتحت ہر کام کو چلا رہی ہے جس کے ماتحت وہ زمین اور ہوا سے غذا لیتا اور بڑھتا ہے پھولتا ہے پھلتا ہے اور اپنی عمر طبعی کو پہنچکر اور اپنے مقصد پیدائش کو پورا کر کے فنا ہو جاتا ہے۔

ایک جانور کی فطرت

ایک جانور پیدا ہوتا ہے بقائے شخصی کیلئے اُس کی فطرت اُس کی غذا خوراک ہر چیز کیلئے اُسے خود ہدایت دیتی اور اس طرح اُس کے نشوونما کو پورا کرتی ہے بقائے نوع کے لئے وہ بغیر کسی خاص ارادہ کے طبعی طور پر اپنے جوڑے کو تلاش کر لیتا ہے جس سے اُس کی نسل قائم رہتی ہے وہ اپنے مقصد پیدائش کو بغیر کسی ارادہ اور فہم و ادراک کے محض فطری طور پر پورا کر کے فنا ہو جاتا ہے۔

انسان حیوانیت اور ملکوتیت دو چیزوں کا مجموعہ ہے

اب انسان کو لیجئے یہ دو چیزوں کا مجموعہ ہے ایک حصہ تو حیوانی ہے یعنی وہ حصہ جو انسان اور حیوان دونوں میں مشترک ہے اور دوسرا ملکوتی جسے اگر خصوصیت انسانی کہا جائے تو بجا ہے۔ اس کی تشریح کے لئے ایک مثال لے لیجئے۔ انسان کی بقائے شخصی کے لئے غذا کی ضرورت ہے اُس کے لئے منہ زبان معدہ جگر انتڑیاں وغیرہ سب دی گئی ہیں جو بغیر کسی انسانی ارادہ کے دخل کے کسی چیز کا ذائقہ چکھاتی اور معدہ میں اگر پہنچ جائے تو اُسے ہضم کرتی ہیں۔ یہ حصہ تو حیوانی ہے جو انسان اور حیوان میں مشترک ہے اور جو بغیر انسانی ارادہ کے خود بخود ہدایت فطرت کے ماتحت کام کرتا رہتا ہے۔

انسان کا ملکوتی حصہ

مگر انسان کے اندر حیوانیت کے علاوہ جو دوسرا حصہ ملکوتی ہے اور جسے انسانیت کے نام سے تعبیر کرنا بجا ہے۔ وہ وہ حصہ ہے جس میں عقل و ادراک اور ارادہ و شعور کام کرتے ہیں اور جو چیز اس ملکوتی حصہ کے حدود کے اندر آ جاتی ہے اس کے متعلق معاملہ ہدایت فطرت سے گذر کر اس بات پر آ رہتا ہے کہ عمل کرنے سے پہلے خارج سے علم حاصل کر کے انسانی عقل و ادراک فیصلہ کرے کہ آیا وہ چیز مفید ہے یا مضر۔ اور قابل استعمال ہے یا نہیں۔ مثلاً اسی غذا کی مثال کو لے لو معدہ اور جگر اور انتڑیوں نے جو محض ہدایت فطرت کے نیچے کھانے کو تحلیل کر کے ہضم کر دیا۔ یہ تو حیوانی حصہ تھا اور انسانی حصہ اس میں ہو گا غذا کا انتخاب جس کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنے حواس ظاہری و باطنی کے ذریعہ مختلف چیزوں کے متعلق خارج سے علم حاصل کرے اور انسانی عقل و ادراک اس بات کا فیصلہ کرے کہ کون چیز قابل کھانے کے ہے اور کون چیز نہیں کونسی چیز مفید ہے اور کونسی چیز مضر۔ یہی علم جو خارج سے آتا ہے جب بغیر مخلوق کی وساطت کے جناب الٰہی کی طرف سے ملتا ہے تو وحی الٰہی کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔

انسان کا حیوانی حصہ اور ہدایت فطرت

پہلا انسان جب دنیا میں پیدا ہوا تو دوسری مخلوق کی طرح اُس کا بھی حق تھا کہ اُس کے خالق سے اُسے ہدایت ملتی جس کے ماتحت وہ اپنے مقصد پیدائش کو حاصل کرتا لیکن اُس میں جہاں ایک حصہ حیوانیت کا تھا وہاں دوسرا حصہ ملکوتی یا انسانیت کا تھا جس میں اُسے عقل و ادراک اور ارادہ و اختیار دیا گیا تھا۔ اُس کے حیوانی حصہ کو بے شک حیوانوں کی طرح ہدایت فطرت ملنی چاہیئے تھی اور ملی۔ دیکھ لو۔ معدہ اور جگر اور انتڑیاں اپنا کام کرتے ہیں اور محض ہدایت فطرت کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ جو شخص کھانا کھاتا ہے اُسے خبر بھی نہیں ہوتی کہ معدہ کس طرح کام کرتا اور کیا کیا عجیب و غریب اجزائے کیمیائی پیدا کرتا ہے جس سے غذا کے مختلف قسم کے اجزا ہضم ہوتے ہیں۔ انسان کا دل اپنا کام کر رہا ہے اور صاف خون جسم میں بھیجتا اور گندے خون کو واپس بلاتا ہے۔ اور پھیپھڑے اپنے خون کو صاف کرنے کے کام میں دن رات لگے ہوئے ہیں۔ اور یہ سب محض ہدایت فطرت کے ماتحت لگے ہوئے ہیں۔ اور اس طرح لگے ہوئے ہیں کہ بڑے بڑے ڈاکٹر اور علماء اُن کا مطالعہ کر کے حیران رہ جاتے اور اُن پر دفتروں کے دفتر لکھتے رہتے ہیں۔ مگر ان تمام افعال میں نہ انہیں ذاتی طور پر اپنے ان افعال کا علم ہے نہ کسی ارادہ کے ماتحت وہ کام کرتے ہیں۔ محض ہدایت فطرت کام کر رہی ہے۔

شہد کی مکھی کی وحی یا ہدایت فطرت

بالکل اسی طرح جس طرح شہد کی مکھی اپنا کام کرتی ہے۔ چھتہ بناتی اور چھتے میں ایسے شش پہلو خانے بناتی ہے جن میں چھوٹی سے چھوٹی سی جگہ میں زیادہ سے زیادہ مقدار میں شہد آ جائے جس سے بڑے بڑے انجینیروں کی عقل دنگ ہے اور پھر مختلف پھولوں سے پیاری چوس کر لاتی اور جمع کرتی ہے جسے حاذق اطبا بڑی بڑی بیماریوں میں دواؤں کے رنگ میں استعمال کرتے ہیں لیکن یہ سب کچھ بغیر کسی علم و شعور اور ارادہ کے محض ہدایت فطرت کے نیچے کرتی ہے اسی کو قرآن کریم نے اس طرح فرمایا ہے کہ اوحیٰ ربك الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا الخ اور جسے مولانا سمیع اللہ صاحب نے پیش فرمایا ہے مگر مولانا نے یہ خیال نہیں فرمایا کہ یہ شہد کی مکھی کی وحی ہے جو ایک حیوان کی وحی ہے نہ کہ انسان کی وحی۔ وحی اُسے اس لئے کہا کہ درحقیقت وہ ایک ہدایت ہے جو خود جناب الٰہی نے حیوانی فطرت میں رکھی ہے اور حیوان بغیر اپنے کسی ارادہ اور علم کے محض اپنی فطری استعداد اور ہدایت سے کام کرتا ہے اور اس لئے ہدایت فطرت اُسے کہنا بجا ہے۔ چنانچہ انسان میں بھی جو حیوانی حصہ ہے وہاں بھی اس ہدایت کا یہی رنگ ہے کہ وہ ہدایت فطرت کی شکل میں اُسے دی گئی ہے جس کے ماتحت اس کے جسم کے مختلف اعضا کام کرتے رہتے ہیں۔

ملکوتی حصہ میں انسان کیلئے طریق ہدایت

لیکن جس حصہ میں انسان کو عقل اور ارادہ دیا گیا ہے وہاں بھی اُسے یہ ہدایت جو اُس کا فطری حق تھا اگر اسی طرح ملتی جس طرح شہد کی مکھی کو ملی ہے یا اس کے معدہ و جگر دل اور پھیپھڑوں وغیرہ کو ملی ہے تو اس کا ارادہ اور عقل بیکار محض ٹھہر جاتی اور وہ ایک حیوان سے بڑھ کر کچھ باقی نہ رہتا۔ اس لئے ضروری تھا کہ اس حصۂ انسانی میں اُسے ہدایت اس طریق میں دی جاتی کہ عقل کو اُس سے مدد ملتی اور وہ اُس کے ذریعہ کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتی اور اُس کا ارادہ اس سے معطل نہ ہو جاتا۔ اور یہ ایک ہی طریق تھا اور وہ تھا علم جو ہمیشہ خارج سے آتا ہے۔ اور اسی لئے انسان کو حواس ظاہری و باطنی قدرت نے دیئے ہیں تاکہ اُن کے ذریعہ وہ علم حاصل کر سکے۔ انسان کو جو علم ملتا ہے عقل اُس پر غور کرتی اور اس کے قبول کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کرتی اور ارادہ اُسے عمل میں لاتا ہے۔

انسان اوّل کو دو رنگ کی ہدایت

پس پہلا انسان جو پیدا ہوا اُسے خدا نے جو ہدایت دی تو دونوں رنگ کی دی۔ اُس کے حیوانی حصہ کو حیوانی رنگ کی وحی یعنی ہدایت فطرت عطا فرمائی اور اُس کے انسانی حصہ کو علم کے رنگ میں وحی عطا فرمائی جسے وحی نبوت کہتے ہیں کیونکہ یہ اُس کا فطری حق تھا کہ اس میں انسانیت کا پہلو جس مقصد کے لئے پیدا کیا گیا تھا اُس کے حصول کے لئے اُسے ہدایت بھی دی جاتی اور وہ علم کے رنگ میں دی جاتی جو ہمیشہ خارج سے آتا ہے۔

پیدائش انسان کا مقصد اور اُس کا ذریعہ حصول

چنانچہ قرآن کریم میں انسان کے اندر انسانیت کی پیدائش کا مقصد جو بتایا ہے وہ ہے خلافت الٰہیہ۔ اور اُس کے حصول کے لئے پہلے انسان یعنی آدم کو جو ہدایت دی گئی تھی اس کا ذکر اس طرح فرمایا ہے کہ علّم آدم الاسماء کلھا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو علم کے ذریعہ توحید و معرفت سکھائی۔ اور اخلاق الٰہیہ کا علم دیا جس میں

اُس نے رنگین ہو کر خلافتِ الٰہیہ کے مقامِ عالی کو حاصل کرنا تھا۔

انسان مقصدِ پیدائش حاصل کرنے میں آزاد ہے حیوانوں کی طرح مجبور نہیں

لیکن ساتھ ہی انسان کو اس معاملہ میں آزاد چھوڑا گیا کہ خواہ وہ اس الٰہی علم سے فائدہ اُٹھا کر اور اس پر عمل کر کے خلافتِ الٰہیہ کا وارث ٹھیرے اور مسجودِ ملائکہ بنے اور خواہ ابلیس کی پیروی کرے یعنی تکبر سے اس ہدایت کا انکار کرے یا نافرمانی کرے اور اپنے مقصدِ پیدائش کو حاصل کرنے سے محروم رہ جائے اور اپنی جنت کو اپنے ہاتھ سے کھوئے۔ اگر یہ ہدایت بھی اُس کی فطرت میں دوسرے حیوانوں کی طرح رکھ دی جاتی تو پھر نہ اُس کو اپنے عقل سے کام لینے کا موقع تھا نہ ارادہ سے وہ اپنی فطرت سے مجبور محض ایک حیوان ہوتا۔ اور تمام انسانی ذمہ داریاں اُس سے اُٹھ جاتیں، اور وہ شرفِ انسانیت سے گر جاتا اسلئے انسان کو اُسکی انسانیت کے مطابق جو ہدایت دی گئی وہ علم کے رنگ میں دی گئی جو خارج سے آتا ہے اور اُسے اپنی عقل کو استعمال کرنے اور اپنے ارادہ کو عمل میں لانے کا موقعہ دیا تا اس کی انسانیت نشوونما پا سکے اور وہ ترقی کر کے اخلاقِ الٰہیہ کو اپنے اندر منعکس کر سکے

انسانی ارتقا کے ساتھ ساتھ دائرۂ ہدایت کی وسعت اور اُس کا انتہائی کمال

ارتقا کے سلسلہ میں انسان نے جیسے جیسے ترقی کی ویسے ویسے ہدایاتِ الٰہیہ کا دائرہ بھی وسیع ہوتا گیا۔ ایک انسان اور ایک خاندان سے جب قوموں کی بنیادیں پڑیں تو مختلف قوموں میں مختلف نبی آئے جو قومی نبی تھے اور انہی کے حالات کے ماتحت اُنہیں ہدایتیں بھی وحی نبوت کے ذریعہ ملیں جنہیں اصطلاحِ قرآن میں کتاب کہا جاتا ہے۔ لیکن آخر وہ وقت آ گیا جب انسان کی دماغی حالت اور عقل و فہم اس قدر ترقی کر گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ان تمام ہدایات کو جو انسان کے لئے ضروری تھیں اور مستقل تھیں برداشت کر سکے اور وہ زمانہ بھی نزدیک آ گیا جب تمام دنیا اپنی آمد و رفت اور میل جول کی وجہ سے ایک شہر کی حیثیت حاصل کر لے تو اس وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ وحی الٰہی نے قرآن کریم کی شکل میں اس ہدایتِ الٰہی کو ایک جامع اور مکمل شکل میں انسان کو عطا فرمایا جس کے ذریعہ تمام دنیا کی قوموں کو وحدت اور اخوت و مساوات کا عالمگیر پیغام سنایا گیا۔

قرآن کریم کی لفظی و معنوی حفاظت کا سامان

اور چونکہ یہ ہدایتِ الٰہی تمام عالم اور تمام زمانوں کے لئے تھی اس لئے اس کی لفظی حفاظت کا سامان بذریعہ حفاظ اور کتابت و طباعت ویسا کیا کہ اس کا ایک شوشہ بھی اِدھر اُدھر نہ ہوا اور وہ کتاب آج بھی اسی طرح محفوظ ہے جس طرح اپنے نزولِ وحی کے وقت تھی۔ اور اس کی معنوی حفاظت کا سامان اس طرح کیا کہ ہر صدی کے سر پر مجددین کا سلسلہ قائم کیا تا کہ قرآنی علوم اور معارف و حقائق سے ہر زمانہ کے مطابق اہلِ دنیا مستفیض ہوتے رہیں اور بدعت و الحاد قرآنی تعلیم و ہدایات میں راہ نہ پا جائے۔

انسان کو خارج سے علم کے رنگ میں ہدایت ملنا شرفِ انسانیت کا تقاضا ہے

جناب مولانا نے موسیٰ و فرعون کے ذکر میں جو آیت پیش کی ہے کہ ربنا الذی اعطیٰ کل شیٔ خلقہٗ ثم ھدیٰ۔ کہ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدائش عطا فرمائی پھر اُسے ہدایت بھی دی وہ بھی بالکل ٹھیک یہی معنی رکھتی ہے جو میں اُوپر ذکر کر آیا ہوں۔ انسان کو خدا نے خود ہدایت دی اور کیوں نہ دیتا جب اللہ تعالیٰ کے اپنے ارشاد کے مطابق خالق کی فطرت سے ہدایت کا ملنا ہر ایک مخلوق کا فطری حق ہے ہدایت کے ملنے سے تو کسی کو انکار نہیں ہاں انسان کو حیوانوں کی طرح ملنے کا عقیدہ درحقیقت شرفِ انسانیت کی ہتک ہے۔ انسان کے حیوانی حصہ کو بے شک حیوانی طریق پر ہدایت کا ملنا بالکل درست صحیح ہے۔ لیکن حصۂ انسانیت کے ساتھ حیوانوں کی طرح سلوک کرنا درحقیقت اُسے انسانیت کے بلند مقام سے گرا کر حیوانیت کے گڑھے میں پھینک دینے کے مترادف ہے۔ اسے اسی طریق پر ہدایت ملنی چاہیئے جس سے اس کی انسانیت یعنی اُس کی عقل، ادراک اور شعور اور ارادہ کا تصرف نہ صرف قائم رہ سکے بلکہ ترقی کر سکے۔ اور وہ ہے علم جو خارج سے ملتا ہے۔

حضرت موسیٰ کی فطرت کی آواز اور وحی آسمانی

اور ایسا ہی ہوا چنانچہ اسی واقعہ کو مثال کے طور پر لیں۔ حضرت موسیٰ کو جو وحی ہوئی تھی وہ بطور خود اس امر پر اپنے اندر شہادت بینہ رکھتی ہے۔ یہ جو حضرت موسیٰ فرعون کے دربار میں تبلیغ کرتے تھے تو کیا ان کی فطرت مجبور کر کے اُن کو لے آئی تھی یا وہ کسی علیم و بصیر ہستی کے حکم کے ماتحت تشریف لائے تھے۔ جب اُن پر فرعون کے دربار میں جانے اور اُسے تبلیغ کرنے کا حکم ہوا تھا تو جو اُن کی فطرت سے آواز اُٹھی تھی وہ تو یہ تھی کہ انی قتلت منھم نفسًا فاخاف ان یقتلون (القصص) کہ بے شک میں نے ان میں سے ایک شخص کو قتل کر دیا ہوا ہے پس میں ڈرتا ہوں کہ وہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے۔ جواب میں کیا ارشاد ہوتا ہے فرماتے ہیں نجعل لکما سلطٰنًا فلا یصلون الیکما بایٰتنا انتما ومن اتبعکما الغٰلبون (القصص) ہم تم دونوں کو غلبہ دینگے کہ فرعون کے لوگ تم تک پہنچ نہ سکیں گے کہ تمہیں کوئی نقصان پہنچا سکیں تو بے تامل ہمارے نشانات کے ساتھ جاؤ۔ تم دونوں (یعنی موسیٰ و ہارون) اور جو لوگ تم دونوں کی پیروی کریں گے غالب ہوں گے۔

اللہ اللہ کس قدر صاحبِ علم اور صاحبِ قدرت ہستی کی یہ آواز تھی جس نے بنی اسرائیل جیسی ذلیل اور غلام قوم کے افراد حضرت موسیٰ و حضرت ہارون کو فرعون جیسے جابر ظالم صاحبِ جاہ و حشم شہنشاہ سے ٹکرا جانے پر آمادہ کر دیا۔ امید ہے مولانا انصاف سے اس امر پر غور فرمائیں گے اور سوچیں گے کہ یہ شاندار وحی جس نے موسیٰ و ہارون کو فرعون سے بھڑا دیا۔ کیا موسیٰ کی فطرت کی آواز تھی جو ڈر رہی تھی کہ مجھے فرعونی پکڑ کر قتل نہ کر دیں۔ یا آسمان و زمین کے مالکِ حقیقی کی آواز تھی جو موسیٰ کی فطرت سے بہت بلند و بالا ہستی کی طرف سے آئی تھی جس نے موسیٰ کے دل سے فرعون جیسے جابر مقتدر شہنشاہ کے خوف اور ہیبت کو یک قلم مٹا دیا۔

"ام موسیٰ کی وحی فطرت کی آواز تھی یا خارج سے؟"

خود مولانا صاحب نے "اوحینا الیٰ ام موسیٰ" کی آیت پیش فرمائی ہے۔ مگر شاید غور نہ فرمایا کہ وہ کیا وحی تھی جو حضرت موسیٰ کی ماں کو ہوئی تھی۔ وہ یہ ہے: "واوحینا الیٰ ام موسیٰ ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین (القصص) اور ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی کی کہ اسے دودھ پلاؤ۔ اور جب اس کی نسبت تمہیں کچھ خوف ہو تو اس کو دریا میں ڈال دینا۔ اور خوف نہ کیجو اور غم نہ کیجو۔ ہم یقیناً اُسے واپس تمہارے پاس لوٹا لائیں گے اور اُس کو اپنے رسولوں میں سے بنائیں گے"۔ اس موقعہ پر میں مولانا سے ایک سوال کئے بغیر نہیں رہ سکتا وہ یہ کہ کیا سچ مچ یہی الفاظ تھے جو موسیٰ کی ماں کو وحی ہوئے تھے۔ جیسا کہ خود آپ نے تسلیم کیا ہے کہ معانی بغیر الفاظ کے نہیں ہو سکتے۔ اگر یہ سچ ہے تو کیا یہ موسیٰ کی ماں کی فطرت کی آواز تھی۔ ذلیل اور غلام قوم کی ایک غریب عورت سوچ سکتی ہے۔ بچوں کے قتلِ عام کا حکم سلطنت کی طرف سے جاری ہے اس قدر ہیبت اس کے دل پر طاری ہے کہ ماں ہو کر بھی بچہ کو دودھ پلانا مقبول گو نہیں کہ یک آیت آواز آتی ہے کہ تُو دودھ پلا اور جب خطرہ ہو تو بلا تامل دریا میں ڈال دے اور پھر تسلی یہ دی جاتی ہے کہ کسی قسم کا خوف نہ کیجو غم نہ کیجو ہم اُسے لوٹا کر تیرے ہی پاس لے آویں گے۔ اور پھر اسی پر بس نہیں کیا بلکہ ایک عجیب غیب در غیب علم قبل از وقت یہ بھی دیا کہ یہ آگے چل کر خدا کا رسول بننے والا ہے"۔ ماں نے اپنی فطرت کے خلاف اس ہدایتِ غیبی کے ماتحت اپنے بچہ کو اپنے ہاتھ سے دریا میں ڈال دیا۔ کس ماں کی فطرت یہ گوارا کرتی ہے۔ لیکن اتنے بڑے غم آفرین اور دردناک فعل کے بعد دل تسلی سے پُر ہے کہ کسی خوف اور پریشانی غم اور ہم کی ضرورت نہیں۔ بچہ زندہ صحیح سالم ابھی لوٹ کر واپس آتا ہے۔ اور ایسا ہی ہوا کہ خود موسیٰ کی ماں اپنے ہی بچے کی دایہ بنیں اور خدا نے فرعون کے ہاتھ سے اس بچے کو پلوایا اور آخرکار اپنا رسول اور بنی اسرائیل قوم کا منجی بنایا۔ میں کہتا ہوں یہ علمِ غیب۔ یہ قدرتِ کاملہ کا اظہار جس سے انسان کا دل ایمانی لذت سے بھر جاتا ہے کیا موسیٰ کی ماں کی فطرت کا ایک کرشمہ تھا!!!

حضرت ذکریا کی وحی اور انکی فطرت کی آواز

ذرا آؤ ذکریا کا واقعہ بھی قرآن کریم میں پڑھیں۔ ذکریا اپنے روحانی علوم کے لئے کوئی وارث چاہتے ہیں۔ آواز آتی ہے یا ذکریا انا نبشرک بغلام اسمہٗ یحییٰ لم نجعل لہٗ من قبل سمیًا (مریم) اے ذکریا ہم خوشخبری دیتے ہیں ایک لڑکے کی جس کا نام یحییٰ ہے اور ہم نے ایسا اسم بامسمیٰ لڑکا اس سے قبل پیدا نہیں کیا (یعنی یحییٰ کے معنے ہیں اپنے اندر ایک زندگی رکھنے والا۔ سو ایسا لڑکا جو روحانی زندگی سے بھرپور ہو اور اُس کا نام بھی اسی کے مطابق یحییٰ ہو۔ اس سے پہلے نہیں پیدا ہوا) تو ذکریا کی فطرت حیران ہو کر رہ گئی عرض کی کہ رب انّٰی یکون لی غلام وکانت امراتی عاقرًا وقد بلغت من الکبر عتیًا (مریم) کہ اے میرے رب میرے لڑکا کس طرح ہوگا جبکہ حالت یہ ہے کہ میری عورت بانجھ ہے اور میں بڑھاپے میں حد سے گزر چکا ہوں یعنی نہ میری عورت بچہ جننے کے قابل اور نہ میں اس قابل کہ مجھ میں کوئی قوتِ رجولیت باقی رہ گئی ہو۔ اس کے بعد طرح طرح سے وحی الٰہی تسلی کراتی ہے۔ اور ذکریا کی فطرت ہے کہ کسی طرح ماننے میں ہی نہیں آتی۔ آخر بڑی مشکل سے تسلی ہوئی۔ میں کہتا ہوں اس آواز کو کیا ذکریا کی فطرت کی کوئی آواز کہو گے؟ خدا کے لئے غور کرو۔ ایک طرف انسان عاجز و بے بس ہو اور چاروں طرف مایوسی ہو۔ دوسری طرف ایک یقینی علم اور قدرت لئے ہوئے آواز آئے تو کس طرح مان لیا جائے کہ یہ اُسی مایوسی اور غم و ہم سے دبی ہوئی فطرت کی آواز تھی۔ یہ تو اس کے بالمقابل ایک بڑے عظیم الشان صاحبِ علم و قدرت کی آواز ہوتی ہے جو خارج سے بارش کی طرح آتی اور عاجز بندہ کے دل کی مُردہ زمین کو اپنے رُوح افزا چھینٹے سے زندہ کر جاتی ہے

مادیت سے مرعوب ہو کر قرآن کی تشریح نہ کرو

ان شواہد سے قرآن کریم بھرا پڑا ہے۔ کہاں تک صد ہا آیات پر نیچریت کا پردہ ڈالا جا سکتا ہے۔ ویسے جو جس کا دل چاہے مانے اور مادیت کے فلسفہ سے مرعوب ہو کر وحی الٰہی کی جس رنگ میں چاہے تشریح کرے لیکن قرآن کی طرف اپنے ان غلط عقائد یا تشریحات کو منسوب کرنا زبردستی ہے۔

اولیائے اُمت اور مجدد وقت کے تجربات

ہر ایک علم اور سائنس تجربات اور مشاہدے سے فروغ پاتا ہے اسی لئے اسلام میں ایسے لوگوں کا وجود ہمیشہ رہا جو خدا سے ہدایت یعنی مکالمہ و مخاطبہ کے شرف سے ممتاز ہوتے رہے اور اس زمانہ کو بھی جو خاص طور پر مادیت اور دہریت کا زمانہ تھا اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص سے خالی نہ چھوڑا اور مجدد وقت حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ کو مبعوث فرمایا اور آپ کو خلعتِ مکالمہ و مخاطبہ سے خاص طور پر سرفراز فرمایا تا کہ وحی الٰہی کے منکر یا اُسے وحی آسمانی کی بجائے فطرت کی آواز سمجھنے والوں پر حجت تمام ہو۔ حضرت مجدد وقت نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں اس پر مفصل بحث فرمائی ہے اور اپنے صدہا تجربوں کو پیش کر کے ایک طالبِ حق کے ایمان کو تازہ کر دیا ہے جس کا جی چاہے پڑھ کر تسلی کرے اور تسلی پا جانا بھی اللہ کا ہی فضل ہوتا ہے۔　　(باقی دارد)

فضیلت کا حقیقی معیار

انسانوں کی صحیح تربیت اور اُن کی بھلائی کے کام کرنا ہے

خطبہ جمعہ ۱۲ر جولائی ۱۹۳۵ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بمقام ڈلہوزی

سورہ فاتحہ پڑھ کر فرمایا:-

اللہ کی تعریف ربوبیت کی وجہ سے ہے

ان الفاظ میں جن سے قرآن کریم کی ابتدا ہوئی ہے الحمد للہ رب العالمین۔ سب تعریف اللہ کے لئے جو تمام مخلوق سب جہانوں کی تربیت کرنیوالا ہے۔ جہاں اور بہت سی باتیں اس ایک فقرہ کے اندر جمع ہیں۔ ایک بات یہ ہے بیان فرمایا۔ کہ اللہ کی تعریف جو ہوتی ہے یا ہونی چاہیئے وہ اس کی ربوبیت کی وجہ سے ہے۔ وہ تمام مخلوقات کا رب ہے اس کی تربیت کرنے والا ہے۔ لفظ رب کے معنی عربی لغت میں ایسی تربیت کرنے کے ہیں کہ ایک چیز کو نہایت ادنےٰ مرتبہ سے اٹھا کر اعلےٰ مرتبہ پر پہنچانا انشاء الشئی حالاً فحالاً الی حد التمام ایک چیز کو ایک حالت سے دوسری حالت تک اس طرح بڑھاتے جانا کہ وہ اپنے کمال کو جا پہنچے۔ تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کس لئے ہوتی ہے اس لئے کہ وہ سب چیزوں کی تربیت کرتا اور ان کے کمال تک انہیں پہنچاتا ہے۔

تعریف کے حقیقی مستحق کون لوگ ہیں

دنیا میں بھی اگر دیکھا جائے تو تعریف کا مستحق وہی ہوتا ہے جو انسانوں کی تربیت میں معاونت کرنے والا ہے ان کو ادنےٰ حالت سے اٹھا کر اعلےٰ حالت تک پہنچانے والا ہو۔ جس قدر بڑے بڑے مصلح دنیا میں نظر آئیں گے۔ سب نے یہی کام کیا ہے کہ انسانوں کو ادنیٰ حالت سے اٹھا کر اعلےٰ حالت تک پہنچا دیا ہے بعض لوگوں کو غلطی لگتی ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ جن لوگوں نے بڑی بڑی مشینیں ایجاد کی ہیں یا دنیا کی آسائش کے سامان مہیا کئے ہیں ان کا پایہ بھی مصلحین ربانی سے کم نہیں۔ یہ صحیح نہیں۔ بلاشبہ جو کام انہوں نے کئے وہ تعریف کے قابل ہیں۔ لیکن انسانوں کی آسائش کے سامان مہیا کرنا اور چیز ہے اور ترقی کی طرف انہیں لے جانا اور بلند اخلاق ان کے اندر پیدا کرنا اور چیز ہے وہ کام جس کو نسل انسانی کا upliftment کہا جاتا ہے۔ وہ ان کے اخلاق کو بلند کرنے کا کام ہے۔

بلند اخلاق ہی انسانیت کا جوہر ہیں

دراصل انسانی اخلاق کو بلند کرنا ہی ایک چیز ہے۔ جس کو حقیقی تربیت کہا جاتا ہے۔ یوں تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کھانے پینے کے سامان ادنےٰ سے ادنےٰ حیوان بھی اپنے لئے مہیا کر لیتا ہے ایک چیونٹی اپنے رزق کے سامان کو مہیا کر جانتی ہے۔ وما من دابۃ الا علی اللہ رزقہا۔ انسان جو کچھ یہ رزق کے سامان پیدا کرتا ہے۔ یہ اشتراک ہے ادنےٰ چیزوں سے تو وہ چیزیں جنہیں ہم بے جان سمجھتے ہیں۔ وہ بھی اپنا رزق تلاش کرتی ہیں ایک درخت بھی اپنا رزق زمین کے اندر سے لیتا ہے تو جب ہر ایک کا اپنے لئے رزق پیدا کرنا اس کی فطرت میں ہے انسان کی خصوصیت اس بارہ میں نہیں۔ انسان کا بلند مقام فی الحقیقت یہ نہیں ہے کہ اسے روٹی کھانے اور کپڑا پہننے کے لئے اچھا سامان میسر ہے بلکہ انسانوں کا بلند مقام اس کے اچھے اخلاق کی وجہ سے ہے آسائش کے سامان انسان کے لئے صرف اس حد تک معاون ہیں کہ وہ اپنی ضروریات کا انتظام زیادہ آسانی سے کرے لیکن آج باوجود آسائش کے سامانوں کے کثرت کے اخلاقی طور پر نسل انسانی گرتی جا رہی ہے

رسُول کو رسُول پر فضیلت حاصل ہوتی ہے

انسانوں کے اندر بھی مراتب ہوتے ہیں ابھی کل ایک سوال تھا۔ کہ تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض سے کیا مراد ہے ایک صاحب نے کہا۔ کہ رسولوں کو ایک دوسرے پر فضیلت دینا ہی ٹھیک نہیں۔ حدیث میں منع کیا ہے اصل بات یہ ہے کہ بعض وقت فضیلت دینے میں دوسرے کی تذلیل مقصود ہوتی ہے اس لئے اس سے روکا۔ ورنہ انسان کو انسان پر رسول کو رسول پر فضیلت حاصل ہوتی ہے

حضرت نبی کریمؐ نے سب سے بڑھ کر نسل انسانی کی تربیت کا کام کیا

دیکھو کہ ہندوستان میں بھی مصلح پیدا ہوئے چین میں بھی، شام میں بھی اور دوسرے ممالک میں بھی ہوئے۔ لیکن ان تمام میں جس نے انسانوں کو بلند کرنے کا کام سب سے بڑھ کر کیا ہے وہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تو لازماً جس نے سب سے زیادہ نسل انسانی کی تربیت کی۔ اسکا مرتبہ سب سے بڑا ہونا چاہیئے۔ تو اس میں شک نہیں کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح خاتم النبیین ہیں اسی طرح افضل بھی ہیں

صحابہ کرامؓ کی فضیلت کی بنیاد بھی یہی اصول ہے

بخاری میں ایک کتاب فضائل صحابہؓ کی ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر کسی شخص نے انسانوں کی تربیت کا کام کیا ہے اسی قدر اس کا مرتبہ زیادہ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور دیگر صحابہؓ کے فضائل اسی قدر بیان کئے ہیں جس قدر نسل انسانی کی تربیت کے کام میں انہوں نے حصہ لیا حضرت ابوبکرؓ نے اس بارہ میں سب سے بڑھ کر کام کیا ہے انہوں نے تو اپنا ہزارہا روپیہ کا نقد ذخیرہ اسی پر صرف کر دیا۔ بہت لوگ غلام تھے ان کو اسلام کی وجہ سے اذیت دی جاتی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ نے روپیہ خرچ کر کے انہیں آزاد کرایا

لوگوں کی بعض غلط فہمیاں

اسی طرح صحابہ کے فضائل کا ذکر آتا ہے عورتوں کے فضائل کا بھی ذکر آتا ہے۔ ایسی حدیثیں بھی ہیں جن کے مفہوم کے سمجھنے میں بعض وقت دقت سی پیش آتی ہے ایک جگہ آتا ہے کوئی عورت کامل نہیں ہوئی سوائے آسیہ امراۃ فرعون اور مریم بنت عمران کے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف وہی کامل ہیں۔ دوسری کوئی عورت کامل نہیں۔ بلکہ ان کے کمال کو بطور نمونہ پیش کرنا مقصود ہے اور بھی ایسے مقام ہیں جہاں اس قسم کے حصر کے الفاظ ہیں۔ مگر ان سے مراد صرف ایک کامل نمونہ پیش کرنا ہوتا ہے جیسے فرمایا مامن مولود یولد الا و یمسہ الشیطان الا مریم و ابنہا کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا جس کو شیطان مس نہیں کرتا سوائے مریم اور اس کے بیٹے کے۔ اب اگر حصر رکھو تو اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ سوائے عیسےٰ اور اس کی ماں کے شیطان نے سب کو مس کیا حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے تمام نیک لوگ بھی معاذ اللہ اسی میں آ گئے حالانکہ صحیح نہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ کوئی نبی نہیں جس نے نافرمانی نہیں کی، سوائے یحییٰ کے۔ اب اس کا مطلب یہ نہیں ہو سکتا کہ دوسرے تمام لوگ اور انبیاء بھی معاذ اللہ نافرمان تھے۔ یہ اس قسم کے حصر صرف ایک کامل نمونہ پیش کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ آسیہ امراۃ فرعون کا کمال کیا تھا موسےٰؑ جیسے عظیم الشان نبی کی تربیت فرعون کے گھر میں ہوئی۔ تو اگرچہ امراۃ فرعون ایک کافر کی بیوی تھی۔ لیکن چونکہ ایک عظیم الشان نبی کی تربیت اس نے کی۔ اس لئے وہ کامل عورت ہے اس کا کمال یہ ہے کہ اس کی تربیت میں حضرت موسےٰؑ جیسا اخلاق فاضلہ کا انسان بنا۔ اس طرح سے حضرت مریم کی گود میں حضرت عیسےٰؑ جیسے نبی کی تربیت ہوئی۔

حضرت فاطمہؓ نے اپنے بچوں کی بہترین تربیت کی

پھر ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ سے کوئی بات کہی جس میں ان کو اپنی اور ان کی وفات کی خبر دی۔ وہ رو پڑیں۔ فرمایا۔ اما ترضین ان تکونی سیدۃ نساء الجنۃ۔ اے فاطمہ کیا تو راضی نہیں کہ تو جنت کی عورتوں کی سردار ہو؟ ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ اپنی بیٹی تھی اسے جنت کی عورتوں کی سردار کہہ دیا۔ مگر واقعات کیا بتاتے ہیں یہ کہ آنحضرت صلعم نے جو کچھ فرمایا تھا وہ واقعات کے رنگ میں اسی دنیا میں سچا ثابت ہو گیا۔ اس بات کو بھی چھوڑ دو کہ حضرت فاطمہؓ کا انقطاع الی اللہ کس قدر کامل تھا۔ اور وہ کس قدر بےنفسی کی زندگی بسر کرتی تھیں۔ یہ دیکھئے کہ انہوں نے اپنے دو بچوں حسن اور حسین علیہما السلام کی کس قدر اعلیٰ درجہ کی تربیت کی کہ کس قدر عظیم الشان نمونے ان دونوں نے دکھلائے

امام حسنؓ حسینؓ کے بہترین نمونے

کسی نے کسی بزرگ سے پوچھا تھا۔ کہ حضرت علیؓ افضل تھے۔ یا حضرت ابوبکرؓ۔ انہوں نے کہا کہ فضیلت کا حال تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ البتہ جو کام حضرت ابوبکرؓ نے کئے ہیں وہ بہت بڑے ہیں۔ تو خدا کے ساتھ تعلق کس قدر ہے؟ اس کو تو خدا ہی اچھی طرح جانتا ہے۔ لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دو بچوں نے کس قدر اعلےٰ نمونہ قائم کیا ہے

امام حسنؓ کا عظیم الشان ایثار

اول امام حسنؓ کو لو۔ وہ جب دیکھتے ہیں کہ اسلام کی سلطنت کے ٹکڑے ہوتے ہیں۔ ایک طرف معاویہؓ شام میں اپنی حکومت جمائے بیٹھے ہیں اور دوسری طرف خلافت کا منصب ان کے سپرد کیا جاتا ہے۔ تو محض سلطنت اسلامی کو ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے بچانے کے لئے خلافت سے علیحدگی اختیار کر لی۔ یہ کس قدر عظیم الشان قربانی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ گوتم بدھ نے سلطنت کو تیاگ دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ بیشک انہوں نے بہت بڑا کام کیا ہے لیکن کیا امام حسنؓ کا کام کچھ اس سے کم ہے؟ بدھ کا سلطنت چھوڑنا صرف اپنے نفس کی تکمیل کا موجب ہوا۔ بلکہ اس سے مسلمانوں میں خونریزی کا انسداد ہوا اور سلطنت اسلامی پھر ایک ہو کر دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرنے لگی۔

امام حسینؓ کی عظیم الشان قربانی

ایسا ہی امام حسینؓ نے کس قدر عظیم الشان قربانی کی۔ کہ اپنی جان دیدی۔ مگر ظلم اور ناپاکی کے سامنے سر نہیں جھکایا۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام حسینؓ خلافت کے لئے جنگ کرتے ہیں۔ لیکن یہ صحیح نہیں۔ اس طرح کہ ان کو میدان مقابلہ میں صاف نظر آتا تھا۔ کہ وہ چند آدمی ہزارہا کے لشکروں کے سامنے کبھی خلافت نہیں لے سکتے۔ مگر انہوں نے جیسے ظلم اور ناپاکی سمجھ کر ایک دفعہ اس کے سامنے سر جھکانے سے انکار کیا۔ پھر ہر قسم کی اذیت سہی اور

دکھ برداشت کئے۔ عزیزوں کی جانیں ان کی آنکھوں کے سامنے قربان ہوئیں اور جاتا خواہی گردن تلوار کے آگے رکھدی۔ مگر اس ظلم اور راکی سیہ کے سامنے اپنا سر نہ جھکایا جس ماں نے ایسی تربیت اپنے دو بچوں کی کی۔ وہ یقیناً سب ماؤں کی سردار ہے

حضرت عائشہ کی فضیلت کی وجہ

فی الحقیقت عورت کی اس سے بڑھ کر فضیلت اور کوئی نہیں کہ وہ اولاد کی تربیت اچھی کرے۔ اب ایک اور مثال لو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ عائشہ کو تمام دنیا کی عورتوں پر وہ فضیلت حاصل ہے۔ جو ثرید کو سب کھانوں پر۔ ثرید عرب میں سب سے اعلیٰ درجہ کا کھانا سمجھا جاتا تھا۔ تو یہ فضیلت صرف اس لئے نہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں۔ بلکہ اس راستباز عورت کی وجہ سے اس قدر علم دین لوگوں کو ملا ہے کہ ہزاروں نہیں لاکھوں کی تربیت ہو گئی ہے اور ہر زمانہ میں ہوتی رہتی ہے اگر خدا نے آپ کو جسمانی اولاد نہیں دی تو ان کی روحانی اولاد کس قدر اور کتنی کامل ہوتی رہتی ہے۔ آپ دردمندانہ عالت میں تھیں اور گھر میں مال نہ رہنے دیتی تھیں یہ رسولوں اور نبیوں کا نمونہ تھا جس طرح اور مسلمانوں کو باہر سے آئے ہوئے مال کا حصہ ملتا تھا حضرت عائشہ کو بھی پہنچتا تھا۔ لیکن ایک رات بھی آپ اسے گھر میں نہ رہنے دیتی تھیں بلکہ فوراً حاجتمندوں میں بانٹ دیتی تھیں۔ آپ کے ایک بھانجے تھے عبداللہ بن زبیرؓ ان سے بہت محبت تھی۔ کیونکہ آپ ہی نے ان کی پرورش کی تھی۔ اور اسی وجہ سے آپ کی کنیت ام عبداللہ ہو گئی تھی۔ انہوں نے ایک دن یہ کہدیا۔ کہ آپ اس قدر مال نہ خرچ کیا کریں کچھ نہ کچھ اپنے پاس بھی رہنے دیا کریں۔ آپ کو یہ بات اس قدر بری معلوم ہوئی کہ قسم کھا لی۔ کہ آئندہ عبداللہ بن زبیرؓ کی شکل نہ دیکھینگی باوجود اس محبت کے جو آپ کو ان سے تھی۔ یہ ناراضگی محض اس وجہ سے تھی۔ کہ انہوں نے خیرات سے روکا۔ یہ آپ کی دنیا سے علیحدگی کا ثبوت ہے۔ لیکن اس کو بھی چھوڑ کر دیکھا جائے تو حیرانی ہوتی ہے۔ کہ کس قدر علم دین ان سے امت کو ملا۔ لکھا ہے کہ ایک چوتھائی احکام فقہ ان سے امت کو پہنچے ہیں وہاں تین چوتھائی مختلف لوگوں سے۔ بڑے بڑے صحابہؓ ان سے جا کر علم سیکھتے تھے۔ بہت بڑی فقاہت انہیں حاصل تھی۔ مسائل کے سمجھنے اور استنباط کا بہت بڑا ملکہ اللہ تعالےٰ نے ان کو دیا تھا۔

ہر ایک نیک کام کی عزت کرنی چاہیئے

اب دیکھئے انسانوں کے اندر صلح اور اتحاد قائم کرنا انہیں بلند مقام کی طرف اٹھانا یہ ہے حقیقی تربیت انسان کی۔ یہ وہ چیز ہے۔ جو انسان کو آنے والی نسلوں میں حمد کی مستحق ٹھہراتی ہے۔ اگر اسی اصول کو مسلمان آج پیش نظر رکھیں اور جہاں کوئی نیک کام ہوتا دیکھیں۔ اس کی عزت کریں۔ تو ہمارے اندر کیا جھگڑے پیدا ہو سکتے ہیں۔ صرف ہمارے اندر ہی نہیں۔ اگر کوئی ہندو اور عیسائی بھی اچھا کام کرتا ہے تو وہ بھی تعریف کے قابل ہے

مسلمانوں کی پستی و ذلت کی وجہ

لیکن افسوس ہے کہ یہی اصول آج مسلمانوں نے ترک کر دیا ہے جس کا نتیجہ ہے کہ ذلیل ہو چکے ہیں۔ قرآن کریم کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اسی صورت میں دنیا میں معزز رہ سکتا ہے کہ نافع الناس بن جائے۔ اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض جو چیز انسان کو نفع پہنچانے والی ہو۔ وہی اس میں قائم و برقرار رہتی ہے۔ مسلمان بھی جب تک اس اصول پر عامل رہے۔ جب تک ان کی یہ حالت رہی ہے۔ کہ دنیا کے کونوں میں خدا کا نام اور اس کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ جگہ جگہ علم کی روشنی پھیلا رہے ہیں۔ ہسپتال بنا رہے ہیں۔ غریبوں اور محتاجوں کی خدمت میں منہمک ہیں۔ اور اخلاق انسانی کو سدھارنے اور انہیں بلند مقام پر پہنچانے کے لئے ہر پہلو سے کوشش کر رہے ہیں۔ اس وقت تک وہ ایک معزز اور ممتاز قوم تھے۔ اور تمام دنیا ان کے قدم چومتی تھی۔ لیکن اب کیوں گرتے چلے جا رہے ہیں اس لئے کہ ان کی زندگی نافع الناس نہیں رہی۔ بلکہ وہ ان لوگوں کی جڑیں کاٹنے کے درپے ہیں جن سے دنیا کو نفع پہنچتا ہے

حضرت مرزا صاحب کا عظیم الشان کام اور مسلمانوں کا طرز عمل

اسی زمانہ میں دیکھ لیجئے۔ ایک شخص گاؤں کے اندر رہنے والا اٹھتا ہے اور خدمت دین کے لئے آواز بلند کرتا ہے۔ وہ ایک قوم کی قوم کو خدمت دین کے کام میں لگا دیتا ہے۔ قرآن کے تراجم اس کے ذریعہ سے پھیلتے ہیں۔ کفرستانوں میں مسجدیں بنتی ہیں۔ اللہ اکبر کی آواز تثلیث کے مرکزوں میں بلند ہوتی ہے۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ وہ دشمن اسلام ہے اسے اور اس کے ساتھ والوں کو تباہ کردو۔ وہی چالیس پچاس یا ساٹھ کروڑ مسلمان جن کو اپنی خدمت اسلامی پر ناز ہے وہ تو خدمت اسلام کا نام تک نہیں لیتے اور جن کو جانتے ہیں کہ وہ اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ ان کی تباہی کے درپے ہیں۔

جاپان میں تبلیغ اسلام کونسی جماعت کرسکتی ہے؟

ابھی پچھلے دنوں جاپان کے متعلق خبریں نکلی تھیں۔ کہ وہاں کا بادشاہ مسلمان ہونیوالا ہے اور تمام جاپانی مسلمان ہو جائیں گے۔ ایک شخص جو مسلمان ہے اور جاپان میں رہتا ہے۔ ان خبروں کی تردید کرتے ہوئے اخبار میں لکھتا ہے کہ یہ خبریں تو صحیح نہیں البتہ اسلام کی تبلیغ یہاں ہونی ضروری ہے اور اسلام کو یہاں پیش کرنا یہ ہر ایک کا کام نہیں۔ یہ ان لوگوں کا کام ہے جنہوں نے یورپ میں اسلام پیش کیا ہے اب ظاہر ہے کہ یورپ میں اسلام کی تبلیغ کا کام وہ چھوٹی سی جماعت ہی کر رہی ہے۔ جس کی بنیاد اس شخص نے رکھی جس کو آج کافر اور دشمن اسلام کہا جاتا ہے۔

صحابہ کرامؓ کا طرز عمل

غور کرنا چاہیئے۔ آخر اس نے لوگوں کو نفع پہنچانے ہی کا کام کیا ہے کون ہے جس میں کمزوریاں نہیں ہوتیں۔ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم میں کمزوریاں نہ تھیں۔ لیکن وہی لوگ اتنے خدا رسیدہ تھے اور سادگی اور باخدا ہونے کے ایسے اعلیٰ نمونے انہوں نے دکھائے۔ کہ انسان حیرت زدہ ہو جاتا ہے۔ ان میں جھگڑے بھی ہو جاتے تھے۔ لیکن باوجود اس کے کام کرنے والوں کی وہ قدر کرتے تھے۔ ایک دوسرے کی عیب شماری میں نہ لگے رہتے تھے۔

ہر اچھے کام میں امداد دینے کی کوشش کرو

اسی طرح آج اگر کوئی کام کرنے والا ہو۔ تو بجائے اس کے کہ اس کی عیب شماری کریں۔ اس کے اچھے کام کو امداد دینے کی کوشش کریں۔ اس وقت ضرورت ہے کہ ہم اپنی زندگیوں کا مقصد یہ بنائیں کہ ہماری وجہ سے کوئی فائدہ دنیا کو پہنچے۔ یہی اسلام چاہتا ہے۔ یہی مذہب کی غرض و غایت ہے اور جو لوگ جھگڑے اور فساد کرتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ کام کرنے والوں کو مٹا دیں۔ وہ کوئی قابل تعریف کام نہیں کرتے۔ وہی لوگ تعریف کے مستحق ہوتے ہیں جو انسانوں کی بہتری کا کام کرتے ہیں۔ دیکھئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہی خدا نے ایسا رکھوایا کہ اس میں بھی تعریف ہی ہے۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ لوگ مجھے گالی کیا دیں گے۔ میرا تو نام ہی محمدؐ ہے یعنی تعریف کیا گیا۔ واقعی دیکھو کس قدر آپ کی تعریف بڑھتی جاتی ہے۔ جوں جوں آپ کا اصل تصویر دنیا میں پھیلتی ہے۔ دنیا آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہوتی جا رہی ہے۔ اسی بات کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ ان الذین آمنوا و عملوا الصلحٰت

لیجعل لہم الرحمٰن ودا
ایک زریں اصول

وہ یزید جو اس بات پر خوش ہو گا۔ کہ اس نے امام حسینؓ کا خاتمہ کر دیا۔ دیکھو۔ آج اس کا کوئی نام بھی اچھے رنگ میں نہیں لیتا۔ اور دوسری طرف وہی امام حسین جو نہایت تکلیف اور بیکسی کی حالت میں شہید ہوئے ان کی کس قدر عزت و عظمت دنیا میں ہے تو بات یہ ہے کہ ایک انسان کی زندگی جو انسانوں کے کام آئے۔ وہی عزت کے قابل سمجھی جاتی ہے اور جو زندگی انسانوں کو نقصان پہنچانے کا موجب ہو اس کو کوئی بھی عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا اس لئے ضروری ہے کہ ہر شخص اپنا یہ اصول بنائے کہ جہاں تک اس سے ممکن ہے کہ انسانوں کے نفع کی بات کرے ان کے نقصان کی بات نہ کرے۔

ریلوے میں تار بابوؤں اور کمرشل کلرکوں کی بھرتی

مندرجہ بالا اسامیوں کے لئے محکمہ ریلوے کے سب ڈویژنوں یعنی لاہور، راولپنڈی، کوئٹہ، کراچی، ملتان، فیروزپور، دہلی میں بھرتی ہوگی امیدوار کم از کم سیکنڈ ڈویژن انٹرنس پاس ہو۔ عمر ۱۸ سال اور ۲۱ سال کے درمیان ہو۔ ایک روپیہ کا فارم درخواست معہ لفافہ کے ہر ایک بڑے سٹیشن کے سٹیشن ماسٹر سے مل سکتا ہے جسے امیدوار اپنے ہاتھ سے پُر کر کے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ متعلقہ کو بھیجدے ۳ اگست ۳۵ء تک درخواستیں لی جائیں گی۔ درخواستوں کے ہمراہ سندات تعلیمی اور کھیلوں اور چال چلن کی تصدیق شدہ نقلیں بھیجی جائیں۔ منتخب شدہ امیدوار ۲۲ اگست کو اپنے اپنے ڈویژنوں کے ہیڈکوارٹروں میں انتخاب کے لئے بلائے جائیں گے اور وہاں کے کامیاب امیدوار آخری انتخاب کے لئے لاہور کے ہیڈکوارٹر میں ۱۳ ستمبر ۱۹۳۵ء کو بلائے جائیں گے۔ مسلمانوں کے لئے ۴۵۔ اسامیوں میں سے ۱۷ تار بابوؤں اور ۲۵ میں سے ۱۵ کمرشل کلرکوں کی آسامیاں ریزرو ہیں۔

چیف انجینئر پی۔ ڈبلیو۔ ڈی۔ الیکٹریسٹی برانچ کو ہیڈ ڈرافٹسمین کلاس اول تنخواہ ۱۴۰۔ ۸ ۔ ۲۴۰۔ اور کلاس کلاس دوئم ۷۵ ۔ ۵ ۔ ۱۲۵ روپیہ ماہوار کی ضرورت ہے امیدوار مکینیکل ڈرافٹسمین کا کام جانتا ہو۔ اور کم از کم پانچ سال کا سابقہ تجربہ رکھتا ہو۔ درخواستیں معہ نمونہ ڈرائنگ اور حساب کتاب (جو واپس کر دی جائیں گی) اور نقول سندات جن میں عمر تعلیمی لیاقت و سابقہ تجربہ کا حال درج ہو۔ ۵ اگست تک پہنچنی چاہئیں۔

ہیڈ ماسٹر دون سکول ڈیرہ دون کو ایک اکونٹنٹ اور ایک لیبارٹری اسسٹنٹ کی ضرورت ہے۔ درخواستیں ۴ اگست تک معہ نقول سندات و عملی تجربہ اور جتنی تنخواہ منظور ہو۔ ہیڈ ماسٹر کے نام بھیجدی جائیں۔

جناب ڈاکٹر بنی بخش صاحب کی علالت

ہماری جماعت لاہور کے محترم رکن جناب ڈاکٹر بنی بخش صاحب عرصہ سے علیل ہیں۔ چند ہفتے سے تکلیف غیر معمولی طور پر زیادہ ہو گئی ہے تمام احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس بابرکت وجود کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔

مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلماء ہند سے میری ملاقات

(از جناب شیخ عبد الحق صاحب سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی)

مولانا مولوی کفایت اللہ صاحب دہلی کے ممتاز ترین علما میں سے ہیں۔ اخبار "زمیندار" میں جماعت احمدیہ کی تکفیر کے متعلق ان کی طرف سے ایک منسوب شدہ فتویٰ شائع ہوا۔ تو میں نے ارادہ کر لیا۔ کہ قبلہ مفتی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا جاوے کہ جماعت احمدیہ لاہور کے افراد تو اشاعت اسلام اور اتحاد بین المسلمین کے علمبردار ہیں آخر مفتی صاحب قبلہ کی نگاہ میں اس جماعت کو اسلام سے خارج کر دینے کے لئے کونسے وجوہات ہیں چنانچہ اس غرض کے لئے اور نیز جماعت احمدیہ لاہور کے صحیح عقائد آپ پر ظاہر کرنے کے لئے، خاکسار مفتی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں مفتی صاحب ممدوح کا مشکور و ممنون احسان ہوں کہ انہوں نے نہایت شفقت و مہربانی سے میرے سوالات کا جواب شرح و بسط کے ساتھ عطا فرمایا۔

مذکورہ گفتگو کو میں نے احباب سلسلہ پر ظاہر کر دیا تھا۔ مولانا مولوی عمر الدین صاحب نے اس گفتگو کو اپنے نقطہ نگاہ سے تشریحی نوٹوں اور حواشی کے ساتھ اخبار "پیغام صلح" مورخہ ۲۷ جون ۳۵ء میں شائع کرا دیا۔ گفتگو کے شائع ہونے پر سکرٹری انجمن سیف الاسلام دہلی نے بذریعہ اخبار زمیندار مورخہ ۱۰ جولائی خاکسار کو مخاطب کر کے اس گفتگو کو شائع کرنے کے لئے جو میرے اور مفتی صاحب کے درمیان ہوئی تھی زور دیا ہے۔ اس لئے میں اس گفتگو کا مفہوم اپنے الفاظ میں ان کی تسلی و خواہش کی بنا پر شائع کر دینے میں اب کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا

۱۔ فتویٰ کفر اور جماعت احمدیہ

(الف) اس موضوع پر قبلہ مفتی صاحب نے فرمایا کہ اخبار "زمیندار" میں ان کی طرف منسوب شدہ جو فتویٰ شائع کیا گیا ہے وہ ان کے اصل الفاظ میں مکمل نہیں رہا۔ بلکہ ترجمہ در ترجمہ کے باعث اس کی اصل حقیقت پر کچھ پردہ سا پڑ گیا ہے اور کیونکہ اصل فتویٰ کی نقل مفتی صاحب سے کہیں گم ہو چکی ہے اس لئے وہ اس دعوے کی مناسب اصلاح یا تردید شائع نہیں کر سکے۔

جماعت احمدیہ کی تکفیر

(ب) جماعت احمدیہ کی تکفیر کے متعلق فرمایا کہ قادیانی جماعت مرزا صاحب کی نئی نبوت کی قائل بن کر ساٹھ کروڑ کلمہ گو اہل قبلہ کی تکفیر کر رہی ہے اور اس جماعت کا استدلال مرزا صاحب کی کتابوں کی بنا پر ہے۔ نیز مرزا صاحب نے اپنی کتاب "دافع البلاء" میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق غیر محفوظ شراب پینے والا اور کنجریوں عورتوں سے تیل ملوانے والا لکھا ہے۔ وغیرہ وغیرہ ایسے کلمات کفر ہیں۔ اگر مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت نہ ہوتا اور وہ محض اپنے آپ کو مجدد و محدث یا مثیل مسیح کہتے۔ تو علماء ان کی تکفیر پر حق بجانب قرار نہ دیئے جاتے۔ اگر شروع شروع میں کچھ ابہام یا شک و شبہ تھا۔ تو اب قادیانی جماعت نے سب پردوں کو چاک کر کے اصل حقیقت دنیا پر ظاہر کر دی ہے۔ قادیانی عقائد اسلام میں عظیم الشان فتنہ کی بنیاد ہیں۔ اس لئے ہم تو میدان حشر میں بھی خدا تعالیٰ کو یہی جواب دیں گے کہ ہم ہر ایک دکھ اور مصیبت اٹھانے کے لئے تیار تھے۔ لیکن قادیانی ہاتھوں سے اسلام کی وحدت کو پاش پاش ہوتے ہوئے اور نیز ختم نبوت پر امت محمدیہ کے اجماع کی بربادی کو برداشت نہ کر سکتے تھے اس لئے ہم نے میرزا صاحب اور ان کی جماعت پر کفر کا فتویٰ دیا۔ تا عوام الناس ان کو مسلمان سمجھ کر اور ان کے ساتھ شامل ہو کر اپنے متاع ایمانی کو ضائع نہ کر لیں وغیرہ وغیرہ۔ مفتی صاحب قبلہ کی تقریر پر کہا گیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے حضرت عیسےٰ کی توہین نہیں کی۔ بلکہ حضرت مرزا صاحب اپنے آپ کو مسیح موعود کہتے ہیں اور کتاب دافع البلا میں جو کچھ لکھا گیا ہے۔ انجیلی واقعات کی بنا پر عیسائیوں کو الزامی جواب دیا گیا ہے۔ مگر مفتی صاحب اس پہلو پر مطمئن نہ ہوئے۔ کیونکہ ان کے خیال کے مطابق سیاق و سباق سے الزامی جواب کا پہلو ثابت نہیں ہوتا تھا۔

جماعت لاہور اور جماعت قادیان کے عقائد

قادیانی جماعت کے عقائد کے متعلق عرض کیا گیا کہ جماعت احمدیہ لاہور عرصہ اکیس سال سے ان عقائد باطلہ کی نہایت شدت کے ساتھ تردید کر رہی ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو صرف جماعت لاہور ہی صحیح معنوں میں ختم نبوت کی قائل ہے کیونکہ یہ جماعت بعد محمد رسول اللہ صلعم نہ کسی نئے اور نہ کسی پرانے نبی کی تشریف آوری کی قائل ہے۔ عقائد کے لحاظ سے یہ جماعت ہر کلمہ گو اور مسلمان کہلانے والے کو خواہ اس کا تعلق کسی فرقہ کے ساتھ ہو مسلمان یقین کرتی ہے ہر کلمہ گو مسلمان کا بلا امتیاز جنازہ پڑھنا جائز سمجھتی ہے اور سوائے ان مسلمانوں کے جو ایک دوسرے کی باہمی تکفیر میں مشغول ہیں۔ سب کلمہ گو مسلمانوں کے پیچھے نماز جائز سمجھتی ہے الغرض وہی عقائد ہیں جو علمائے اہل سنت والجماعت کے ہیں۔ بایں ہمہ سمجھ نہیں آتا۔ کہ علمائے اسلام اس خادم اسلام جماعت کی تکفیر کے درپے کیوں ہیں۔ کیا یہ جماعت "وفات مسیح" کے ماننے سے کافر ٹھہرائی گئی؟ یا حضرت مرزا صاحب کو مجدد تسلیم کر لینے کے باعث۔ ان الفاظ کے ساتھ قبلہ مفتی صاحب کو حضرت امیر کا رسالہ موسومہ "مغرب میں اشاعت اسلام" پیش کیا گیا۔ اور عرض کیا کہ اس رسالہ میں حضرت امیر نے جماعت احمدیہ کے عقائد۔ اغراض و مقاصد کا صحیح فوٹو کھینچ دیا ہے۔

مفتی صاحب کا ارشاد

مفتی صاحب نے ان باتوں کو نہایت توجہ سے سنا جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ ان کو خود افسوس ہے۔ کہ علمائے اسلام ہماری جماعت کی تکفیر کیوں کرتے ہیں اور جواب میں ارشاد فرمایا۔ کہ لاہوری احمدی جماعت یا اس کے موجودہ عقائد درحقیقت تقیہ ہیں۔ علمائے اسلام کی زبردست جرح اور اعتراضات کا جو انہوں نے وقتاً فوقتاً احمدی جماعت پر کئے۔ مولانا محمد علی صاحب نے تمام قابل اعتراض باتوں کو چھانٹ کر نہایت خوبصورتی کے ساتھ اسلامی تعلیم کو جماعت احمدیہ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ مفتی صاحب قبلہ کو یقین دلایا گیا۔ کہ جماعت احمدیہ کے یہ عقائد شروع سے ایسے ہیں۔ بالفرض ایسا ہی ہو۔ جیسا کہ مفتی صاحب کا خیال ہے۔ جماعت احمدیہ لاہور کو قادیانیوں کے ساتھ ملا کر کافر کیوں کہا جاتا ہے۔ جس پر جہاں تک مجھے یاد ہے مفتی صاحب خاموش ہو گئے

۲۔ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت

اور جماعت احمدیہ لاہور کا چیلنج مناظرہ

مفتی صاحب کو اس امر پر بھی اصرار تھا کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور اپنے دعویٰ کے ثبوت میں قادیانی جماعت کے عمل اور عقائد کو پیش کرتے تھے اس پر ان کی خدمت میں عرض کی گئی۔ کہ جماعت احمدیہ لاہور نے بڑی تحدی کے ساتھ قادیانی جماعت کو حضرت مرزا صاحب کی تحریرات کی بنا پر اسی موضوع پر مناظرہ کا چیلنج دیا ہے مگر انہوں نے صاف صاف مباحثہ سے انکار کر دیا۔ اگر جناب کی تحقیقات میں بھی یہ امر صحیح ہو کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور انہوں نے ساٹھ کروڑ کلمہ گو اہل اسلام کی تکفیر کا بار گراں اپنے کندھے پر لیا ہے۔ تو برائے خدا بتلائیے۔ کہ آپ کیوں جماعت احمدیہ لاہور کو گمراہی سے نکالنے کے لئے سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا چیلنج مباحثہ منظور نہیں کرتے اور حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب سے مرزا صاحب کے دعوئے نبوت کا فیصلہ کر کے مسلمانوں سے تفرقہ دور نہیں کرتے اور میں نے مفتی صاحب کو زوردار الفاظ میں عرض کیا۔ کہ وہ ضرور بالضرور جماعت احمدیہ لاہور کا چیلنج مباحثہ منظور فرما لیں بالخصوص جبکہ جماعت احمدیہ لاہور نے اپنی مسائل پر ان کا نام لیکر مباحثہ کا چیلنج دیا ہوا ہے۔ مگر قبلہ مفتی صاحب نے یہی فرمایا۔ کہ وہ مولانا محمد علی صاحب کے ساتھ مباحثہ کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اس لئے بھی کہ ایسے مباحثوں کا چنداں فائدہ نہیں ہوتا اور غالباً اس لئے بھی کہ آپ کی صحت حضرت امیر کے ساتھ مقابلہ کرنے کے قابل نہیں

حقیقۃ الوحی کے حوالے اور مفتی صاحب کی حیرت

جب مفتی صاحب چیلنج مناظرہ کے قبول کرنے کے لئے کسی طرح آمادہ نہ ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ براہ کرم حقیقۃ الوحی میں سے صفحہ ۱۶۔ الاستفتاء کی عبارت ملاحظہ فرما دیں۔ چنانچہ مفتی صاحب نے اس حوالہ کو سیاق و سباق کے ساتھ پڑھا۔ زاں بعد اسی کتاب کا صفحہ ۶۴ و ۶۵ ان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اس کو بھی مفتی صاحب نے بڑے غور سے ملاحظہ فرمایا۔ اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ یہ کتاب کس سال شائع ہوئی۔ میں نے جواب میں عرض کیا۔ کہ حضرت یہ حصہ کتاب حقیقۃ الوحی کا ہے۔ جو ۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی۔ اور میرزا صاحب کی آخری کتابوں میں سے ایک کتاب ہے۔ قبلہ مفتی صاحب نے حیرت سے پوچھا۔ کہ کیا فی الواقع یہ کتاب ۱۹۰۷ء کی ہے اور حقیقۃ الوحی کا ہی حصہ ہے۔ چنانچہ جب مفتی صاحب کو یقین ہو گیا کہ فی الواقع یہ کتاب ۱۹۰۷ء کی ہے تو وہ خاموش ہو گئے چنانچہ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ قبلہ مفتی صاحب ان حوالجات کو دیکھ لینے کے بعد بالکل مطمئن معلوم ہوتے تھے اور اس کے بعد مفتی صاحب نے ہرگز یہ الفاظ نہیں دوہرائے کہ مرزا صاحب کی تحریرات میں دعوئے نبوت کے متعلق تضاد ہے کہیں انکار ہے اور کہیں اقرار ہے گو ان حوالجات کو دیکھنے سے قبل ایسے الفاظ کئی بار دوہرا چکے تھے

۳۔ جماعت احمدیہ لاہور کی خدمات اسلامی

اس امر پر مولانا نے فرمایا۔ کہ ہم تنگدل نہیں ہیں کہ کسی جماعت سے کوئی خدمت اسلام سرزد ہو۔ اور ہم اس کا انکار کر دیں۔

بلاشبہ جماعت احمدیہ نے خدمت اسلام کا کام کیا ہے۔ مگر اس اور ہماری جماعت کے متعلق کچھ ارشاد نہ فرمایا جس سے میں نتیجہ نکالتا ہوں۔ کہ مفتی صاحب قبلہ جماعت احمدیہ لاہور کی خدمات سے خوش ہیں۔

۴۔ وفات مسیح۔ نزول ابن مریم اور مفتی صاحب

قبلہ مفتی صاحب کو یہ امر مسلم ہے کہ امت محمدیہ میں سے کوئی شخص دعوے مجددیت، محدثیت، مسیح موعود یا وفات مسیح سے اس وقت تک اسلام سے خارج قرار نہیں دیا جا سکتا۔ جب تک کہ عملی طور پر اس شخص کی ذات سے اصول اسلام یا اتحاد اسلام پر زد نہ پڑے اور کیونکہ عام مسلمانوں اور جماعت احمدیہ لاہور کے درمیان انہیں مسائل پر اختلاف ہے اس لئے مفتی صاحب سے عرض کیا گیا۔ کہ ایک شخص جو وفات مسیح کا قائل ہو وہ شخص ان احادیث کے متعلق جن کی صحت تواتر سے ثابت ہے اور جن میں آمد مسیح کے متعلق پیشگوئیاں مندرج ہیں۔ کیونکر صورت تطبیق پیدا کرے یعنی بدیں مفہوم ان احادیث کو ترک کر کے عملاً مسلمان تارک حدیث بن جائے یا پھر وہ تاویل قابل قبول ہوگی جو حضرت مرزا صاحب نے کی ہے کہ آنے والا باہر سے نہیں بلکہ امت محمدیہ کا ہی ایک فرد ہوگا۔ اس سوال پر مفتی صاحب قبلہ نے نزول مسیح پر ایک لمبی تقریر فرمائی جس سے آپ نے احادیث کے ظاہری الفاظ سے حیات مسیح اور اس کے نزول حقیقی پر استدلال فرمایا۔ مگر آپ کی خدمت میں ادب سے دوبارہ عرض کیا گیا۔ کہ آپ کی یہ تقریر تو قائلان حیات مسیح کے لئے مفید ہو سکتی ہے مگر وفات مسیح کا قائل کیا کرے جس کے جواب میں مفتی صاحب نے تسلیم فرما لیا۔ کہ صحیح احادیث کا انکار تو معصیت ہے اس لئے ان احادیث کا مطلب پھر یہی ہے کہ آنے والا امت محمدیہ سے ہوگا۔ باہر سے نہیں آئیگا۔ لیکن مرزا صاحب سے علامات حدیث کے مطابق کوئی ایسی خدمت سرزد نہیں ہوئی جس سے ان کو ان احادیث کا مصداق قرار دیا جا سکے۔

۵۔ مومن کو کافر کہنے والا یا کافر کو مومن سمجھنے والا کس ذیل میں آتے ہیں؟

حضرت مرزا صاحب نے مکفر علما پر تعزیری رنگ میں از روئے حدیث کفر کا فتوے دیا ہے بلکہ انہوں نے یہاں تک تحریر فرمایا ہے کہ اگر ان کا یہ اجتہاد غلط ہے تو وہ مکفر مولویوں کے فتوے سے ہی ان مکفرین کو مسلمان سمجھ لیں گے۔ بشرطیکہ مکفر علما د اس کا اعلان کر دیں کہ مومن کو کافر قرار دینے سے کفر الٹ کر نہیں پڑتا۔ چنانچہ مفتی صاحب قبلہ سے دریافت کیا گیا۔ کہ کیا جو شخص مومن کو کافر کہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے یا نہیں۔ مفتی صاحب نے فرمایا۔ کہ ان کے نزدیک مومن کو کافر کہنے والا دراصل اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ بریلوی علما دیوبندی علماء کو کافر قرار دیتے ہیں۔ لیکن مفتی صاحب بریلوی علماء کو کافر قرار نہیں دیتے اور یہ ان کا شائع شدہ فتوے موجود ہے۔ یہ ہے خلاصہ گفتگو کا جو خاکسار کی مفتی صاحب ممدوح کے ساتھ ہوئی تا ہے کہ مفتی صاحب کے مفہوم کو جن الفاظ میں خاکسار نے لکھا ہے

یا جو نتائج میں نے ان کی گفتگو سے اخذ کئے ہوں ممکن ہے مفتی صاحب قبلہ کو تھوڑا بہت اختلاف ہو۔ لیکن میں سیکرٹری صاحب انجمن سیف الاسلام دہلی کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے کوشش کی ہے کہ قبلہ مفتی صاحب کے ارشادات عالیہ کا صحیح صحیح مفہوم ادا ہو جائے

علماء کی خدمت میں درخواست

بالآخر مجھے مسلمان علما کی خدمت میں یہی عرض کرنا ہے۔ کہ اگر فی الواقع جماعت احمدیہ لاہور بھی ان کی نگاہ میں کافر یعنی دائرہ اسلام سے خارج ہے تو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی رو سے ان پر فرض عائد ہوتا ہے کہ احسن طریقہ پر ہمارے ان عقائد کو جو ان کے نزدیک اسلام سے خارج کر دینے والے ہیں نہایت نیک نیتی اور اسلامی رواداری کے ساتھ ہمارے سامنے پیش کریں۔ قرآن اور حدیث سے ان کا بطلان ثابت کریں۔ تا ہماری جماعت بالفرض کسی غلط عقیدہ پر قائم ہو۔ تو اس کو چھوڑ دے۔ گالیاں دینا یا ایک دوسرے کے خلاف غلط باتیں منسوب کرنا۔ جس سے ایک دوسرے کی تضحیک ہو۔ نہ صرف ظلم عظیم ہے۔ بلکہ ایسے امور اسلامی پاکیزہ تعلیم کے خلاف ہیں۔ میں علمائے اسلام کو یقین دلاتا ہوں کہ جماعت احمدیہ لاہور ان کی دشمن نہیں اور نہ ہی اس جماعت کا کوئی ایسا عقیدہ ہے جس سے نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ اسلامی تعلیم کا استخفاف لازم آتا ہو۔ ہماری جماعت کا نصب العین اور واحد مقصد اشاعت و حفاظت اسلام کے ساتھ ساتھ اتحاد بین المسلمین ہے اس لئے علمائے اسلام کو ہماری جماعت کو کافر قرار دینے سے کوئی دینی و دنیاوی فائدہ بھی نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ بالفاظ دیگر وہ بھی قادیانی جماعت کے نقش قدم پر چل کر ...... تحاد اسلام کو پاش پاش کرنے والے قرار پائیں گے۔

شیخ عبدالحق
سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت الاسلام
دہلی

—— لاہور میں اب بظاہر امن و سکون ہے۔ مولویوں اور لیڈروں کے اختلاف اور بے حسی اور فرض ناشناسی کی وجہ سے مسلمان بہت افسردہ نظر آتے ہیں۔ تمام مورچے اٹھا لئے گئے ہیں

—— ۲۲ر اور ۲۳ر جولائی کو مسجد وزیر خاں میں مسلمانوں کے جلسے منعقد ہوئے۔ اس کے بعد نیلی پوش رضا کاروں کے پانچ پانچ افراد پر مشتمل جتھے شہید گنج کی طرف جانے شروع ہوئے۔ ۲۳ر جولائی کو نو جتھے روانہ ہوئے جنہیں گرفتار کر لیا۔ ۲۴ر کو دو اور ۲۵ر کو تین جتھے بھیجے گئے۔ جن کو گرفتار کر لیا گیا حکام کی طرف سے ان جتھوں کے مقدمات میں غیر معمولی سرگرمی کا اظہار کیا گیا۔ چنانچہ متعدد جتھوں کے مقدمات پیش ہو کر فیصلہ ہو چکا ہے۔ مختلف سزائیں دی گئی ہیں۔

—— لاہور ۲۴ر جولائی۔ آج امرتسر کا ایک جتھا جو آٹھ افراد پر مشتمل تھا گرفتار کیا گیا۔ فوج اور پولیس شہر کے گرد و نواح میں اس مقصد سے گشت کرتی رہی۔ کہ اگر کوئی جتھا انتظامی احکام کی بے خبری کے باعث مسجد شہید گنج کی طرف آنا چاہے تو اسے روک دیا جائے۔

—— حکومت نے ۲۰ر اور ۲۱ر جولائی کے فائرنگ کا صحیح اندازہ کرنے کے لئے غیر سرکاری مسلمان معززین پر مشتمل ایک کمیٹی کا تقرر کیا ہے اور اعلان کیا ہے۔ کہ اس شخص پر جو اس کمیٹی کے روبرو شہادت

کاروبار حسب معمول شروع ہو گیا۔

—— لاہور ۲۵ر جولائی۔ ملک محمد الدین صاحب صدر بلدیہ لاہور نے ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ علماء اور وکلا نے معصوم مسلمانوں کو خواہ مخواہ شہید کرا دیا۔

—— مجلس احرار نے اعلان کیا ہے کہ مسجد شہید گنج کے متعلق جو تحریک شروع کی گئی ہے اس میں مطلق جان نہیں۔ اس میں کامیابی قطعاً ناممکن ہے۔ اور مجلس احرار ابتدا ہی سے اس کے خلاف ہے

—— مسلمان پبلک احراری لیڈروں کے سخت خلاف ہو رہی ہے اور ان پر طرح طرح کے الزام عائد کئے جا رہے ہیں لاہور میں مجلس احرار کے دفتر کے نیچے کئی بار ماتم بھی کیا گیا۔ امرتسر میں ان کا جلسہ عوام نے شور مچا کر درہم برہم کر دیا۔ قصور میں نمائندگان احرار کو دھکے دیکر مسجد سے باہر کر دیا گیا۔ اخبار "زمیندار" اور "سیاست" ان کے خلاف نہایت سخت مضامین لکھ رہے ہیں۔ "احسان" نے بھی بایں الفاظ میں احراری لیڈروں کو مطعون کیا ہے۔

—— لاہور ۲۴ر جولائی۔ بیرونجات سے لاہور کو جو مسلم جتھے آ رہے ہیں۔ ان کو روکنے کے لئے حکومت نے زبردست انتظامات کئے ہیں شہر کو آنے والی تمام سڑکوں پر فوج اور پولیس کے ذریعہ زبردست انتظامات کئے گئے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور ناکہ بندی کر دی گئی ہے۔ اس وقت تک کئی ایک جتھے جو لاہور آ رہے تھے ناکوں پر روک لئے گئے ہیں۔ ابھی انتظامات بدستور قائم ہیں۔ کیونکہ ابھی تک بیرونی جتھوں کی آمد کی امید ہے۔

—— لاہور ۲۴ر جولائی۔ پنجاب گزٹ کی غیر معمولی اشاعت میں اعلان کیا گیا ہے کہ قانون ترمیم ضابطہ فوجداری ۱۹۳۵ء کی دفعہ ۱۰ (الف) کے اختیارات کی رو سے گورنر باجلاس کونسل نے تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۸۸ کی زد میں آنے والے جرائم قابل دست اندازی پولیس اور ناقابل ضمانت قرار دئیے ہیں اس دفعہ کا اطلاق ان جرائم پر ہوتا ہے جن سے کسی سرکاری ملازم کی طرف سے نافذ شدہ احکام کی خلاف ورزی کی جائے۔

—— ۲۴ر جولائی کو لاہور کے تمام اسلامی روزناموں نے ہڑتال کی

—— لاہور کے ایک درجن سرکردہ مسلمان رہنماؤں نے اعلان کیا ہے کہ حکومت مسجد شہید گنج پر عدالتی فیصلوں کی موجودگی میں مسلمانوں کو قبضہ نہیں دے سکتی۔ سکھ باوجود کوشش کے اس بات پر بھی آمادہ نہیں ہوئے کہ اس جگہ کو ایک چاردیواری سے محصور کر دیا جائے اور کسی دوسرے کام میں نہ لایا جائے۔ اندریں حالات ان رہنماؤں نے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنی طاقتیں تعمیری کاموں پر صرف کریں اور اپنے آپ کو منظم و متحد کر کے صوبجاتی کونسل میں ایک ایسا قانون منظور کرائیں جس کے ذریعے سے مسجدوں، قبرستانوں اور اوقاف کی گوردوارہ ایکٹ کی لائن پر تنظیم ہو سکے۔

—— ان رہنماؤں نے شہدا کے پسماندگان اور مجروحین کی مالی امداد کے لئے ایک فنڈ بھی کھولا ہے جس کے لئے تمام مسلمانوں سے اپیل کی ہے

درخواست دعا

جناب مرزا جلال احمد صاحب ایس۔ ڈی اوٹیلیفون علیل ہیں۔ جناب اہلیہ صاحبہ ملک قمر الہی صاحب عرصہ سے بیمار ہیں۔ ان دونوں کے لئے دعائے صحت کی جائے۔

تار کا پتہ: مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ماہوار ایڈیشن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ھوشیارپوری

جماعت حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب	جماعت احمدیہ کی عظیم خصوصیات
ما مسلمانیم از فضل خدا	(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا	بعد کوئی نبی نیا یا پرانا نہیں آسکتا
ست او خیر الرسل خیر الانام	(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
ہر نبوت را برو شد اختتام	(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست	منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
بادۂ عرفان ما از جام او	(۴) سب صحابہ و ائمہ قابل احترام ہیں
یک قدم دوری ازان روشن کتاب	سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
نزد ما کفر است و خسران و تباب	(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۳ | لاہور - یوم شنبہ مطبوعہ ۳ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ - مطابق ۳ اگست سنہ ۱۹۳۵ء | نمبر ۴۹

عالمے سیراب از فیضِ روانِ میرزا

(از جناب حسن از مانگرول)

مہبطِ وحی خدا و حجۃ اللہ بر زمیں
برتر از وہم و گمانِ خلق شانِ میرزا

می درخشد چوں قمر تابد چو قرصِ آفتاب
کور چشم آنانکہ گشتہ منکرانِ میرزا

تو چہ دانی او چہ سرے داشت با یارِ ازل
او بداند یا خدائے راز دانِ میرزا

از جمال و حسن او گر آگہی بودے ترا
کے بماندی دور تر از آستانِ میرزا

صد ہزاران چشمۂ حکمت رواں شد از لبش
عالمے سیراب از فیضِ روانِ میرزا

گو مثت صد جلوۂ نورِ خدا آید نظر
چشم تو گر بنگرد حسنِ نہانِ میرزا

در تو تابد آفتابِ عشقِ ربِ لم یزل
گر شوی از جان و دل از عاشقانِ میرزا

میرزا را گر نہ دیدی خادمانش را بہ بیں
انتخابِ ہفت کشور چاکرانِ میرزا

ہمچو اصحابِ مسیحا برتر و غالب شوند
دوستانِ میرزا بر دشمنانِ میرزا

(انشاء اللہ العزیز)

مسلمانوں کی موجودہ پستی کی وجہ

ان کے رہنماؤں کا ٹیڑھا پن ہی

خطبہ جمعہ ۱۹ر جولائی ۱۹۳۵ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام ڈلہوزی

وقالوا ربنا انا اطعنا سادتنا وکبراءنا فاضلونا السبیلا .... (الاحزاب ۳۳: ۶۷)

قیامت کے نقشے دنیا میں بھی نظر آ جاتے ہیں

یوں تو یہ قیامت کا نقشہ چھوٹے اور بڑوں کے تعلقات کا کھینچا ہے کہ بتایا ہے کہ وہ لوگ جو بڑے آدمیوں کے پیچھے لگ کر گمراہ ہو گئے جب دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ تو کہیں گے کہ ہم اپنے بڑے آدمیوں کی فرمانبرداری کرتے رہے۔ انہوں نے ہی ہمیں گمراہ کیا۔ اے خدا تو ان پر دو چند عذاب اور بڑی لعنت کر۔ مگر قیامت کے جتنے نقشے ہیں وہ کسی نہ کسی رنگ میں دنیا میں بھی نظر آ جاتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جس قدر علم حاصل کیا وہ قرآن کے انہی ارشادات سے حاصل کیا۔ جو بظاہر بالکل معمولی نظر آتے ہیں۔ اور سرسری نگاہ سے دیکھنے پر کوئی اہمیت ان کے اندر نظر نہیں آتی۔ انہوں نے جب انہی ارشادات پر توجہ کی تو بڑے بڑے مسائل ان سے اخذ کئے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی کی علمی فضیلت

بالخصوص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تو اللہ تعالیٰ نے بڑا ہی فہم دیا تھا معمولی باتوں سے وہ بڑے بڑے نتائج تک پہنچ جاتے تھے۔ آنحضرت صلعم کی وفات جب قریب تھی۔ تو آپ نے ایک دن فرمایا کہ سارے دروازے جو مسجد کی طرف کھلتے ہیں بند کر دیئے جائیں سوائے ابوبکر کے دروازہ کے۔ اس میں اشارہ یہی تھا۔ کہ حضرت ابوبکر کو تمام صحابہ پر علمی فضیلت حاصل ہے۔ فی الواقعہ آپ کو بہت بڑا علم اللہ تعالیٰ نے دیا تھا ایک دفعہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ اللہ نے اپنے ایک بندہ کو اختیار دیا کہ وہ دنیا یا آخرت میں سے کسی چیز کو اختیار کر لے تو اس نے آخرت کو اختیار کر لیا۔ حضرت ابوبکر رضی نے جب یہ سنا۔ تو رو پڑے دوسرے صحابہ حیران ہوئے کہ اس میں رونے کی کونسی بات ہے۔ لیکن آپ نے سمجھ لیا۔ کہ اس میں رسول اللہ صلعم کی وفات کی طرف اشارہ ہے

حضرت ابوبکر صدیق کا غیر معمولی فہم

بڑا ہی فہم دیا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور بعض نہایت ہی معمولی اور چھوٹے چھوٹے فقرے آپ کے ملتے ہیں جو عظیم الشان علم پر مبنی ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے۔ تو لوگوں کے دل دہل گئے۔ حضرت عمر رض تلوار لیکر کھڑے ہو گئے کہ جو شخص کہیگا۔ کہ آنحضرت صلعم فوت ہو گئے ہیں اس کا سر تلوار سے اڑا دونگا اس وقت حضرت ابوبکر رضی نے ایک نہایت ہی سچے اور باخدا رہنما کی طرح مسجد میں آ کر کہا۔ یایھا الناس من کان منکم یعبد محمدا فان محمدا قد مات ومن کان منکم یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت۔ خبردار ہو جاؤ۔ جو شخص محمد رسول اللہ صلعم کی عبادت کرتا تھا۔ پس وہ جان لے کہ محمد رسول اللہ تو فوت ہو گئے۔ لیکن جو شخص اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور وہ نہیں مریگا۔ یہ سننا تھا کہ سب پر ایک سکون طاری ہو گیا۔

ایسا ہی آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد جب انصار آئندہ خلیفہ بنانے کے متعلق مشورہ کر رہے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی، حضرت عمر رض اور حضرت ابو عبیدہ رض تینوں وہاں گئے۔ انصار میں اس وقت یہ تجویز تھی کہ دو امیر ہوں۔ ایک انصار میں سے اور ایک قریش میں سے حضرت عمر رض فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بڑا مضمون سوچا ہوا تھا۔ کہ یہ کہونگا۔ اور وہ کہونگا۔ لیکن حضرت ابوبکر رض نے اٹھ کر ایک ہی فقرہ کہا کہ دیکھو، امیر ایک ہی ہوگا۔ دو امیر کسی قوم میں نہیں ہو سکتے اور وہ قریش میں سے ہوگا۔ قریش کسی دوسرے امیر کی اطاعت پر راضی نہ ہونگے۔ اتنی ہی بات پر انصار کا سارا جوش دب گیا اور سب آپ کی خلافت پر متفق ہو گئے

حکومت کے متعلق اعلیٰ گر

پھر جب آپ کو خلیفہ بنایا گیا۔ تو اس وقت ہی حکومت کے متعلق اتنا اعلیٰ گر آپ نے بیان کیا۔ کہ حیرانی ہوتی ہے کہ کس قدر علم آپ کو دیا گیا تھا۔ فرمایا۔ مجھے خلیفہ تو بنایا ہے ولست بخیرکم میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ کتنا انکسار ہے۔ فرمایا۔ فان احسنت فاعینونی وان زغت فقوّمونی۔ اگر میں نیک کام کروں تو میری مدد کرو۔ اور اگر ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کرو۔ اب دیکھئے کتنے مختصر جملے ہیں۔ لیکن کتنا علم ان کے اندر اسلامی حکومت کے متعلق بھرا ہوا ہے۔ بتایا کہ بادشاہ بھی ٹیڑھا بھی ہو سکتا ہے۔ محکوموں کے اندر اتنی طاقت ہونی چاہیئے۔ کہ وہ اسے سیدھا کر دیں۔ بادشاہ بہت بڑی طاقت رکھتا ہے۔ اس کو سیدھا کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے لیکن بتا دیا کہ رعیت کو اپنے اندر ایسے اخلاق اور طاقت پیدا کرنی چاہیئے۔ کہ وہ بادشاہ کو بھی سیدھا کر سکے تو وہ جو میں بیان کر رہا تھا۔ کہ اس آیت میں جو میں نے پڑھی ہے۔ قیامت کا نقشہ کھینچا ہے۔ کہ مجرم کہیں گے۔ کہ ہم تو اپنے سرداروں کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ انہوں نے ہم کو گمراہ کیا۔ گویا ہمارا کوئی قصور نہیں۔ اے خدا تو انہیں پکڑ۔ اس سے بھی حضرت ابوبکر رض نے بڑا علم اخذ کیا۔

ایک عورت کا قصہ

ایک عورت کا قصہ لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر رض کے زمانہ میں اس نے خاموش رہ کر حج کرنے کی نیت کر لی۔ آج بھی بعض لوگ ایسی حرکات کر لیتے ہیں۔ پچھلے دنوں یہاں اخبارات میں بڑا غلغلہ ہوا۔ کہ ایک شخص نے پیدل چل کر حج کرنے کی نیت کی ہے اور ہر پانچ قدم پر وہ دو نفل پڑھتے ہیں۔ بظاہر تو بڑا اچھا فعل نظر آتا ہے لیکن سنت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح خلاف ہے۔ تو حضرت ابوبکر رض کو جب اس عورت کا علم ہوا۔ تو اس کے پاس گئے اور کہا کہ یہ جائز نہیں خاموشی کو توڑ دو۔ اس نے پوچھا۔ تم کون ہو؟ کہا میں مہاجرین میں سے ایک ہوں۔ کہا۔ کون سے مہاجرین۔ کہا قریش۔ اس نے پوچھا۔ قریش میں سے کون؟ آپ نے بتایا۔ کہ میں ابوبکر رض ہوں۔ اس نے کہا۔ کہ جاہلیت کے بعد یہ جو ہماری صلاحیت اور نیکی کی حالت پیدا ہو گئی ہے۔ ہم کب تک اس پر قائم رہیں گے۔ فرمایا

نقیمون علیہ ما استقامو ائمتکم

آجکل مسلمانوں کے سردار اور امام بگڑ چکے ہیں

میں سمجھتا ہوں اس قسم کی قرآن کی آیات سے ہی انہوں نے علم لیا ہے۔ ہم لوگ بھی قرآن کے نکات اور معارف ہی ڈھونڈھتے رہتے ہیں۔ صحابہ رض اس میں سے علم حاصل کرتے تھے اور علم بھی وہ جو انسانوں کی عملی زندگی میں ایک زبردست اصول کا کام دے کس قدر علم کی بات کہی کہ قوم اس وقت تک صلاحیت پر رہے گی جب تک اس کے سردار صلاحیت پر رہیں گے۔ جس دن پیشرو بگڑے قوم بھی گئی اب دیکھ لیجئے کتنی بڑی بات ہے۔ مسلمان ہزار آج تلاش کریں کہ ان کے اندر کیا کمزوری ہے۔ کس مرض نے غلبہ پا لیا ہے کہ وہ گرتے چلے جا رہے ہیں۔ بات تو سیدھی ہے کہ ان کے امام اور سردار بگڑ چکے ہیں۔ اس لئے وہ بھی ٹھیک رستہ پر نہیں رہے۔ جس دن سردار بگڑے سمجھو کہ قوم بھی بگڑ گئی۔

جدید تعلیمیافتہ لوگوں کی افسوسناک حالت

مسلمانوں کے سردار آج کون ہیں۔ ایک تعلیمیافتہ طبقہ ہے پیروں کا ہے یا مولویوں کا، ایک ہی طبقہ ہے۔ ان دونوں کے متعلق تو عام جدید احساس ہے کہ ان کی حالت بہت گری ہوئی ہے۔ یہ احساس کن کو ہوا؟ نئے تعلیمیافتہ لوگوں کو، مگر ان لوگوں کی اپنی کیا حالت ہے؟ غور کر کے دیکھ لیجئے۔ کہ ان کی حالت آج پیروں اور مولویوں سے بھی بدتر ہے کسی بڑے لیڈر کو لے لو۔ آج بعض لوگ ہیں۔ کہ ان کے منہ سے ایک بات سنتے ہیں۔ تو نہیں دیکھتے کہ قرآن کیا کہتا ہے۔ سیدھے دوڑ کر ان کی ہاں میں ہاں ملانے لگ جاتے اور ان کے پیچھے چل پڑتے ہیں۔ اور وہ جو ان کے لیڈر بن کر ان کو غلط رستہ پر لے جاتے ہیں۔ ان کے اعمال کو اگر دیکھو تو صاف نظر آتا ہے کہ خدا اور رسول پر ان کا ایمان نہیں۔ وہ بظاہر سختیاں بھی جھیل لیتے ہیں جیلخانوں میں بھی چلے جاتے ہیں۔ لیکن خدا اور رسول کے لئے نہیں، محض اپنے پیٹ کے لئے خوب غور کر کے دیکھ لیجئے۔ ان کے سامنے سوائے پیٹ کی اغراض کے اور کچھ نہیں

پولیٹیکل لیڈروں کا طرز عمل

ان سے اوپر جو پولیٹیکل لیڈر ہیں۔ ان کو دیکھیں تو اور بھی حیرت ہوتی ہے شاید ان میں جو بہت بڑا لیڈر ہوگا۔ اس کی بڑی غرض یہی ہو الا ماشاء اللہ کہ ایک طرف حکومت خوش ہو جائے اور دوسری طرف پبلک خوش ہو۔ گھر میں بیٹھکر ان گمراہ لیڈروں کو برا بھلا بھی کہتے ہیں۔ ان کی بے راہ روی کے تذکرے بھی کرتے ہیں۔ لیکن اتنی جرأت نہیں۔ کہ علی الاعلان مخالفت کر سکیں اور ان کے پنجہ سے قوم کو چھڑا کر کسی سیدھی راہ پر لے جا سکیں۔ ہر ایک بڑے لیڈر کو خواہش ہے کہ کوئی بات اس کے منہ سے ایسی نہ نکلے کہ لوگ ناراض ہو جائیں۔ قوم کا بیڑا غرق ہوتا ہے تو اس سے کوئی غرض نہیں

یہ لوگ قوم کی اصلاح نہیں کر سکتے

تو ایسے لوگوں سے قوم کی بھلائی کوئی نہیں ہو سکتی۔ ائمہ کے بگڑ جانے سے قوم کبھی سدھر نہیں سکتی۔ ائمہ کے اندر تمام قسم کے لیڈر آ جاتے ہیں جن کے پیچھے لوگ چلتے ہیں۔ ان لوگوں کی جب یہ حالت ہے جب ان کے اخلاق اس درجہ گر چکے ہیں تو قوم کس طرح سدھرے یہ جو ہے پبلک کے اندر نیک نامی کی خواہش یہ کچھ نہیں کرنے دیتی۔ بڑے لوگ ہیں جو اس بدنامی کے خوف سے کوئی حق بات زبان پر لانے سے ڈرتے ہیں۔ بہت ہیں جو وفات مسیح کو زبان پر لانے سے ڈرتے ہیں ابھی علامہ عبد اللہ یوسف علی کا انگریزی ترجمہ چھپا ہے اس میں کہیں وفات مسیح کا ذکر آ گیا۔ سنا ہے کہ بعض لوگ اس سے ناراض ہوئے اور مصر میں کہ دوسرے ایڈیشن سے اس کو نکال دیا جائے جو لوگ یہاں تک پبلک سے خائف ہوں وہ لوگوں کی اصلاح نہیں کر سکتے

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک شعر پر اعتراضات کا جواب

کربلائے است سیر ہر آنم ٭ صد حسینؑ است در گریبانم

(از جناب سید امجد علی شاہ صاحب پراسیکیوٹنگ انسپکٹر)

ایک ٹھوکر کے دو غلط نتائج

حضرت مسیح موعود مجدد دوراں مرزا غلام احمد صاحب کا یہ شعر حضرت ممدوح پر مختلف الزام لگانے کے لئے مختلف طریقوں پر استعمال کیا جاتا ہے۔ جہاں نادان دشمن اسے دنیا کے روبرو اس رنگ میں پیش کرتا ہے کہ اس میں حضرت امام حسینؑ کی تحقیر کی گئی ہے۔ وہاں حضرت مرزا صاحب کے بعض معتقدین اس سے حضرت ممدوح کے مقام کے متعلق بہت سے غلو کا استدلال بھی کرتے ہیں

متلاشیان حق کے لئے صحیح راہ

طریق تقوے یہ ہے کہ انسان مدارج کو خدا کے سپرد کر دے اور اولیاء اللہ میں مدارج کی بحث کو اسلام میں فتنہ ڈالنے کا ذریعہ نہ بنائے۔ اور انبیاء اور اولیاء میں تقسیم نعماء کا حق اللہ تعالے سے چھین کر اپنے ذمہ لینے سے ڈرے۔ چنانچہ حق کی تلاش کرنے والوں کے سامنے اس شعر کی وضاحت کے لئے چند سطور پیش کی جاتی ہیں۔

نظم کا اصل موضوع

یہ شعر ایک طویل نظم میں ہے۔ جس میں سوا چار سو سے زیادہ شعر ہیں۔ اس نظم کا اصل موضوع یہ ظاہر کرنا ہے کہ الہام الہٰی کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے۔ یہ بند نہیں اور وہ سچا عشق جس سے انسان اس دنیا سے انقطاع کلی کی توفیق پاتا ہے تبھی میسر آتا ہے جب انسان کا دل اپنے محبوب حقیقی سے ہمکلامی کی لذت پاتا ہے۔ یہی وہ عشق ہے جس کو پانے کے بعد انسان شہید کا درجہ حاصل کرتا ہے۔ اور یہ توفیق ایسے ہی مرد خدا کو حاصل ہوتی ہے کہ وہ مقام امامت پر کھڑا ہو۔ اور لوگوں کو وہ راہ دکھائے جس سے خدا تعالے کی محبت اور عشق پیدا ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں سے مخالفت خسران کا باعث ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر زمانہ میں ایسے آدمی پیدا کرتا رہتا ہے جو تجدید اور احیائے دین کرتے ہیں۔ اگر یہ لوگ نہ آتے۔ تو دین فرسودہ ہو جاتا اور یہ لوگ تمام انبیاء اور شہداء کے نام اور کام کو زندہ رکھنے والے ہوتے ہیں اور سعادتمند انسان کا فرض ہے۔ کہ نصرت دین میں ایسے مردان خدا کے ساتھ ہو جائے۔ یہ ہے اس تمام نظم کا لب لباب

نظم کا آغاز

وہ نظم اس طرح شروع ہوتی ہے

کے شود عاشق رخ یارے
تا نہ بر دل رخش کند کارے
ہمچنیں زاں لبے دو گفتارے
آں کند کار ہا کہ دیدارے

ترجمہ۔ رخ یار کا عاشق کوئی کیسے ہو سکتا ہے۔ جب تک رخ یار اس کے دل پر کام نہ کرے۔ اسی طرح اس لب سے دو بول ہی وہ کام کرتے ہیں۔ جو دیدار سے ہوتا ہے۔

یہ مضمون اسی طرح جاری ہے کہ یقین کے بغیر انسان گناہ سے پاک نہیں ہو سکتا۔ اور یقین کلام حق (یعنی وحی) سے پیدا ہوتا ہے اور جب انسان کے ساتھ خدا کلام کرتا ہے تو پھر نفسانیت جل جاتی ہے۔ دل بیدار ہو جاتا ہے اور دنیا اور غیر اللہ سے متنفر ہو جاتا ہے اور اس کو درجہ فنا کا حاصل ہو جاتا ہے فرماتے ہیں:۔

میوہ از روضۂ فنا خوردہ
از خود و آرزوئے خود مُردہ

یعنی اس دنیا اور اس کی خواہشات پر ایسا شخص ایک موت وارد کر لیتا ہے اور وہ درجہ حاصل کر لیتا ہے جس کو قتیل عشق کہتے ہیں۔ اس کا اثر درمیان سے اٹھ جاتا ہے۔ نہ اس کی کوئی خواہش رہتی ہے۔ نہ آرزو۔ اس کا مقصد محض رضائے الہٰی میں اپنے آپ کو کھو دینا ہے۔ جب انسان اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ تو پھر دنیا، اہل وعیال، مال جان سب کچھ حضرت امام حسینؑ کی طرح دے دینا اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔

شہید ہر زمانہ میں موجود ہوتے ہیں۔

اللہ تعالے کے اس عشق کا نشان صرف شہداء کے وجود سے ملتا ہے۔ ہر زمانہ میں ایسے وجود ہوتے ہیں۔ جنہوں نے اپنا آپ خدا کی راہ میں فنا کیا ہوتا ہے۔ مگر اس مادی جسم کی شہادت بعض کو تو نصیب ہوتی ہے۔ در فعل میں آجاتی ہے۔ لیکن بعض میں وہ استعداد موجود ہوتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ واقعی قتل کے رنگ میں جان دینے کے موقعے کو میسر آئیں۔ مگر جہاں تک ان کے اپنے فعل کا تعلق ہوتا ہے۔ وہ اعلائے کلمۃ الحق کو دنیا کے سامنے ظاہر کرنے میں اپنے نفع و نقصان کا مطلقاً چھوڑ دیتے ہیں۔ اس کی انہیں قطعاً پرواہ نہیں ہوتی اور ہر وقت شہادت کے خواہشمند رہتے ہیں۔ وہ شہادت باطنی سے شہادت ظاہر منتج ہوتی ہے۔ اسی نظم میں یوں بیان فرمائی:۔

از پئے وصل آں مہین پاک
اوفتادہ بسر نیاز بخاک
ہر زماں با خدائے یکتائے
بر زمین و بر آسماں جائے
ذرہ ذرہ جدا شدہ ز زمیں
دل پریدہ بسوئے عرش بریں

ترجمہ۔ پاک مہین کے وصل کے لئے نیاز مندی کا سر خاک پر ڈالے ہوتے ہیں۔ ہر وقت خدائے یکتا کے ساتھ زمین پر بھی ہوتے ہیں آسمان پر بھی۔ ان کا ذرہ ذرہ اس زمین سے علیحدہ ہو گیا ہوتا ہے ان کا عرش بریں کی طرف اڑ گیا ہوتا ہے

ایسے شہید ہر زمانے میں موجود ہوتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

کشتۂ او نہ دو نہ ہزار
ما قتیلانِ او بروں زشمار

ہر زمانے قتیل تازہ بخواست
غازہ روئے او دمِ شہداست

ایسا انسان اپنے زمانہ میں تمام شہداء کا مظہر ہوتا ہے۔ اگر ہر زمانہ میں ایسے شہداء کا وجود نہ ہوتا۔ تو شہداء کی یاد بھی زمانہ سے مٹ جاتی

تمام شہداء ایک دوسرے کا مظہر ہیں

ایسے لوگ ان تمام گذشتہ شہداء کے نام کو زندہ کرنے والے ہیں۔ اس لئے وہ ان تمام شہداء کو ظلی طور پر اپنے اندر دیکھتے ہیں۔ اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ اس رنگ میں اسمٰعیل حسین ہے اور حسین اسمٰعیل۔ اور اسی طرح تمام شہداء ایک دوسرے کا مظہر ہیں اور ایسا مرد خدا تمام شہداء کے نام کو زندہ کرنے والا ہوتا ہے

ہر شہید کا ذکر حسینؑ کے نسبتی نام سے کیا ہے

حضرت امام حسین کی شہادت چونکہ ہماری نظر کے سامنے اپنے کامل رنگ میں موجود ہے اور ہر صاحب علم پر واضح ہے کہ کسی صفت کو ظاہر کرنے کے لئے کسی کے لئے خطاب کا انتخاب اس شخص یا شے کے نام پر ہوتا ہے جس میں وہ صفت مکمل پائی جائے جیسے بہادر کو رستم کہتے ہیں اس لئے حضرت مسیح موعود ہر شہید کو حسین کے نام سے نسبتی رنگ میں یاد فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ کہ اس زمانہ میں ان کے نام کو زندہ کرنے والا میں ہوں۔ کیونکہ عشق میں فنا کا وہ درجہ مجھے ملا ہے اور احیاء دین کے لئے ہر قربانی کر دینے کی استعداد اللہ تعالیٰ نے مجھے دی ہے اس لئے وہ سب شہداء میرے اندر موجود ہیں۔ جن کو شہادت کی نسبت سے حسین کا نام دیا ہے۔ چنانچہ سلسلہ کلام اس طرح پر ہے:۔

کشتۂ او نہ یک نہ دو نہ ہزار
ایں قتیلان او بروں زشمار
ہر زمانے قتیل تازہ بخواست
غازہ روئے او دمِ شہداست
ایں سعادت چو بود قسمتِ ما
رفتہ رفتہ رسید نوبتِ ما
کربلائے ست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم
آدمم نیز احمدِ مختار
در برم جامۂ ہمہ ابرار

ترجمہ:۔ اس کے کشتے ایک یا دو ہزار نہیں۔ اس کے ایسے قتیل شمار سے باہر ہیں۔ ہر زمانہ ایک نئے قتیل کو چاہتا ہے۔ اس کے چہرے کا غازہ شہداء کے خون سے ہے کہ یہ سعادت ہماری قسمت میں تھی اسلئے رفتہ رفتہ ہماری باری آگئی کربلا میری ہر وقت کی سیر ہے۔ سو حسین میرے گریبان میں ہے میں آدم بھی ہوں۔ اور احمد مختار بھی۔ میرے وجود پر تمام ابرار کا لباس ہے

حضرت امام حسینؑ سے فوقیت یا برابری ہرگز مقصود نہیں

یہ سلسلہ کلام صاف ظاہر کر رہا ہے کہ نہ اس میں کوئی فوقیت کا سوال ہے نہ مقابلہ ہے۔ بلکہ یہ ایک نسبت کو ظاہر کرنے کے لئے نام استعمال کئے گئے ہیں جیسے تمام اولیاء کرتے رہے ہیں۔ آخری شعر اس کی وضاحت کر رہا ہے۔ جہاں اسی رنگ میں حضرت آدم، حضرت خاتم الانبیاءؐ اور تمام ابرار کے نام اختیار کئے گئے ہیں اور اسی نظم میں آگے وضاحت فرمائی کہ یہ سب فنا فی الرسول کے مقام کا کلام ہے جس سے حالت ظلی مراد ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں

لیک آئینہ ام ز ربِ غنی
از پئے صورتِ مہ مدنی

"لیکن میں اس غنی رب کی طرف سے مدنی چاند کی صورت دکھانے کے واسطے آئینہ ہوں"۔

یہ ظاہر ہے کہ یہاں حضرت امام حسینؑ سے فوقیت یا برابری کا

دعوے ہرگز مقصود نہیں۔

تحقیر کے کوئی معنی پیدا نہیں ہوتے

ہرگز [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم سے بھی فوقیت کا دعوے کیا ہے کیونکہ آنحضرت کو بھی اپنے پیراہن میں چھپایا ہوا تمام انبیاء کے ساتھ ظاہر کیا سوائے بغض وعناد یا جہالت کے اور کچھ نہیں۔ پس جس طرح جملہ انبیاء محمد رسول اللہ کے پیراہن میں ہونے سے آنحضرت سے فوقیت یا برابری کے معنے نہیں لئے جاسکتے۔ اسی طرح حسینؓ کے گریبان میں ہونے سے بھی برابری یا فوقیت کے معنی نہیں لئے جاسکتے۔ یہ مفہوم اور بھی واضح ہو جاتا ہے اور نیک نیت شخص کو کسی اعتراض کی گنجائش نہیں رہتی۔

حضرت مسیح موعودؑ کی چند قابل غور تحریرات

اگر حضرت مرزا صاحب کی مندرجہ ذیل تحریرات پڑھنے دل سے غور کیا جائے ۔

"حسینؓ طاہر مطہر تھے اور بلاشبہ ان برگزیدوں میں سے تھے۔ جن کو خدا تعالےٰ اپنے ہاتھوں سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے۔ بے شک وہ سرداران بہشت میں سے ہیں اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے اور اس امام کے تقوےٰ اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہیں اور ہم اس معصوم کی ہدایت کی اقتدا کرنے والے ہیں۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے اور اس کے ایمان اور اخلاص اور شجاعت اور تقوےٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام امور انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے۔ جیسا کہ صاف آئینہ ایک خوبصورت انسان کا نقش"

(اشتہار تبلیغ الاسلام ۸ راکتوبر ۱۹۰۵ء ص ۱ و ۲)

اصل چیز پر توجہ کرو

بہتر ہو۔ کہ ان بحثوں میں پڑنے والے اصل چیز پر توجہ کریں۔ اور اس بات کو سمجھیں۔ کہ ان کی اپنی قلبی کیفیت کام آئے گی۔ یہ بحثیں کام نہیں آئیں گی۔ حضرت مرزا صاحب اس تمام نظم میں جن حقیقتوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں اور جس طریق پر ہر ایک کو مقام شہید کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اس کیفیت کو اپنے اندر پیدا کریں۔ اس کے اظہار کے لئے میں وہ اشعار نقل کرتا ہوں جن پر اس حقائق سے معمور نظم کو ختم کیا گیا ہے۔

یاد کن وقتِ کوچ و ترک جہاں
جاں بلب، خانہ پر ز شور و فغاں
زن بنالد ز دیدہ خوں بار
پسرے گریداز پسِ دیوار
دخترے سر برہنہ اشک رواں
ہمہ خویشاں شدہ تنِ بے جاں
ناگہاں بانگ آمد از ہر در
کہ فلاں زیں سرائے رحلت کرد
چند فرزند را گذاشت یتیم
بیوہ بیچارہ ماند با صد بیم
زیں جہاں است عاقبت این زندگی
ہر طرف چوں سگے طلبگارے
رست آنکس کہ رست زیں مردار
خاک شد تا نگر شود خوش یار
لطف او ترک طالباں نکند
کس بکار رہش زیاں نکند
ہر کہ از خود شد ایزدش خواند
نکتہ ہست گر کسے داند

ترجمہ:- اس دنیا کو چھوڑنے اور کوچ کے وقت کو یاد کر۔ جب جان لب پر اور گھر شور و فغاں سے بھرا ہوگا۔ بیوی خونبار آنکھوں سے فریاد کرتی ہوگی۔ اور بیٹا دیوار کے ساتھ لگ کر روتا ہوگا۔ بیٹی ننگے سر آنسو بہاتی ہوگی۔ سب رشتہ دار بے جان جسم کی طرح ہونگے ناگہاں ہر در سے ہی آواز آئے گی۔ کہ فلاں نے اس گھر سے کوچ کیا۔ کتنے یتیم بچے چھوڑے اور بیوہ سو خوف میں بے کس رہ گئی یہ ہے دنیا کی کوشش کا انجام۔ اگر تو نہیں جانتا تو جاننے والے سے پوچھ۔ اے غافل تیرا پاؤں قبر کے کنارے پر ہے۔ ہوش کر کہ انجام بُرا نہ ہو۔ یہ جہان مثل مردہ ہے اور اس کے گرد طالب مثل کتے کے ہیں۔ اس شخص نے رہائی پائی۔ جو اس مردار سے بچ گیا۔ خود خاک ہو گیا۔ تاکہ شاہد یار خوش ہو جائے۔ اس کی مہربانی طلب کرنے والے کو چھوڑ نہیں دیتی۔ اس کی راہ میں کام سے کوئی گھاٹا نہیں کھاتا۔ جو اپنے آپ سے فنا ہو جائے۔ اس کو خدا اپنا لیتا ہے۔ یہ ایک نکتہ ہے اگر کوئی اسے سمجھے۔ یہ وہ مرتبہ ہے جس سے حسینؓ کی عزت ہے اور یہ وہ رنگ ہے جس میں

حضرت مرزا صاحب کا اپنے متعلق طریق

حضرت مرزا صاحب نے اپنے متعلق جو طریق اختیار کرنے کے لئے لوگوں کو بتایا ہے وہ یہ ہے کہ وہ دعا کریں۔

ما چہ چیزیم و علم ماست چہ چیز
یا تو در صد خطر قیاس و تمیز
خطا کار و کار ماست خطا
شد تباہ کار ما ز عجلت ہا
گر ز لست ایں کہ سوئے تو خواند
واز تو بہتر امام کس داند
گنہ ما ببخش و چشم کشا
تا نمیریم از خلاف و ابا
ورنہ ایں بستلا ز ما بردار
کہ رحیمی فادر و غفار

ترجمہ:- اے خدا۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہمارا علم کیا چیز تیرے بغیر قیاس اور سو خطرہ میں ہے۔ ہم خطا کار ہیں ہمارے کام غلط اور ہمارے کام جلد بازی میں تباہ ہوتے ہیں۔ اگر یہ تیری طرف سے جو تیری بہشت بلاتا ہے اور اس کو تجھ سے بہتر کون جانتا ہے تو ہمارے گناہ بخش دے ہماری آنکھیں کھول دے تاکہ ہم مخالفت اور سرکشی سے جا دیں۔ ورنہ اس ابتلا کو ہم سے اٹھالے کہ تو رحیم اور قادر غفار ہے کاش کہ مسلمان دعا کی طاقت اور اللہ تعالیٰ سے استجابت دیکھیں اور حق کی تلاش اور بے دینی سے بچنے کے لئے دعا کا طریق استعمال کریں۔ جس کے بغیر انسان کبھی ہدایت نہیں پا سکتا۔

[illegible] کے متعلق ضروری اعلان

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تجاویز ٹریکٹ سیریز کے بارہ میں احباب ۲۰ رجولائی ۱۹۳۵ء کے پیغام صلح میں مطالعہ کر چکے ہیں۔ ان میں سے مندرجہ ذیل باتوں کی طرف احباب کی توجہ خاص طور پر مبذول کرانا چاہتا ہوں

۱۔ تمام احباب جماعت کو اس سلسلہ کی وسعت کے لئے ماہوار یا یکمشت امداد دینی چاہیئے۔ حضرت امیر کا ارشاد ہے کہ تمام احباب حصہ لیں خواہ ایک آنہ ہی کیوں نہ ہو۔ خالی کوئی نہ رہے

۲۔ جماعتیں جس قدر ٹریکٹ مرکز سے منگوائیں ان کا تمام خرچ ان کے ذمہ ہوگا۔ کسی جماعت کو یہ ٹریکٹ مفت نہیں بھیجے جائیں گے۔ جو ان کو ٹریکٹ منگانے سے پہلے محاسب احمدیہ انجمن کے نام روانہ کر دینا چاہیئے دو پیسہ فی انگریزی ٹریکٹ اور ایک پیسہ فی اردو ٹریکٹ قیمت مقرر ہوئی ہے۔ محصولڈاک اس کے علاوہ ہوگا۔ اور یہ بھی ٹریکٹوں کی قیمت کے ساتھ ادا کرنا ہوگا۔

۳۔ تعداد کے متعلق فوراً اطلاعات دفتر میں پہنچ جانی چاہئیں کیونکہ ٹریکٹ باہر جانا شروع ہو گیا ہے۔ پھر ختم ہونے پر مشکل پیش آوے گی

۴۔ اگر کوئی صاحب کسی جگہ تنہا ہیں اور ٹریکٹ زیادہ تعداد میں منگوانا چاہتے ہیں۔ مگر ان کا خرچ ادا نہیں کر سکتے۔ تو ان کی درخواست انجمن میں پیش کی جاوے گی اور منظوری ملنے پر ان کو ٹریکٹ روانہ کئے جائیں گے۔

۵۔ ان تمام احباب کے نام اور پتے جن میں جماعتیں یہ ٹریکٹ تقسیم کریں۔ دفتر ہذا میں بھیجنے چاہئیں۔ تاکہ ان کو دوبارہ دفتر سے ٹریکٹ نہ بھیجے جاویں۔

۶۔ اس سلسلہ کا پہلا ٹریکٹ اُردو، انگریزی دونوں زبانوں میں چھپکر تیار ہے اور تقریباً نصف ختم ہو چکا ہے احباب جماعت اپنی سابقہ شاندار روایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس اعلان کو پڑھتے ہی ٹریکٹوں کی مطلوبہ تعداد سے اطلاع دیں۔ زندہ قومیں پہلی ہی آواز پر آمادہ عمل ہو جاتی ہیں۔ اور غافل قومیں بار بار جگانے اور آواز دینے پر بھی حرکت میں نہیں آتیں۔ مگر میرا یقین ہے کہ احمدی قوم زندہ ہے میں اس سے زندگی کا ثبوت چاہتا ہوں۔

نوٹ ۱:- جن جماعتوں نے ٹریکٹ کے متعلق ۲۰ رجولائی ۳۵ء سے پہلے تحریر کیا ہے اور ٹریکٹ ان کو نہیں ملے۔ وہ اپنے پہلے آرڈر کو منسوخ تصور کریں اور قیمت پیشگی داخل کرا کر دوبارہ اطلاع بخشیں کہ کس قدر ٹریکٹ ان کو روانہ کئے جائیں ٭

نوٹ ۲:- ٹریکٹ ۲ زیر طبع ہے۔

(عبدالحق از دفتر اسسٹنٹ سیکرٹری صاحب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم شنبہ ۳ رجمادی الاول ۱۳۵۴ھ | نمبر ۴۹

تنازعہ شہید گنج

ایک ٹھوکر جس سے مسلمانوں کو بیدار ہونا چاہیئے

گذشتہ ماہ تنازعہ شہید گنج کے سلسلہ میں لاہور میں جو کچھ ہوا اس کی تفصیلات سے مسلمانان ہند بہت بڑی حد تک باخبر ہو چکے ہیں سکھوں کی طرف سے مسجد کے انہدام کا ارادہ اور آغاز، مسلمانوں کی بے چینی، ہز ایکسیلنسی گورنر کی آمد، وفود کی باریابی، مسلمانوں کی التجائیں اور درخواستیں، سکھوں کا غرور و پندار، اچانک طور پر مسجد کا انہدام، گرفتاریاں اور نظر بندیاں اور مسلمانوں کی بے بسی اور بے یار و مددگاری، احراریوں کی طرف سے حکومت اور سکھوں کی تائید، اس کے بعد ۲۰ و ۲۱ رجولائی کا حادثہ، احراری حضرات کی خاموشی اور خاموشی کے بعد نمک پاش اعلانات حضرات علمائے کرام کے دو رخے فتوے، یہ تمام ایسی چیزیں ہیں جن سے نہ صرف تعلیمیافتہ اور اخبار بین بلکہ ان پڑھ مسلمان بھی واقف ہیں۔ موجودہ حالات بھی سب کے سامنے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ مسجد کے انہدام سے مسلمانوں کے دل بہت بری طرح شکستہ ہوئے۔ احراریوں نے ان زخموں پر خوب اچھی طرح نمک چھڑکا۔ باوجود مایوسی کے مسلمان ابتک حصول مسجد کیلئے بیتاب ہیں اور اس مقصد کے لئے کسی نہ کسی رنگ میں کوشش ہو رہی ہے۔ شہداء کے پسماندگان اور زخمیوں کی امداد کا ضروری کام بھی پیش نظر ہے۔ اسے بھی انجام دینا چاہیئے

لیکن مصائب و مصوبات کے اس ہجوم میں سے تھوڑا سا وقت نکال کر اور اپنے آنسوؤں اور سرد آہوں کو چند لمحوں کے لئے روک کر مسلمانوں کو سوچنا چاہیئے کہ ہمارے ساتھ ایسا کیوں ہوا اور کیوں ہو رہا ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد کم و بیش آٹھ کروڑ ہے پنجاب میں ان کی اکثریت ہے۔ ان کے مقابلے میں سکھوں کی تعداد کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ لیکن ایک فیصدی تعداد رکھنے والے سکھ اٹھتے ہیں اور پورے غرور اور بے پرواہی اور سنگدلی سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کر ڈالتے ہیں۔ ان کی التجاؤں کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ انہی ایام میں کانگریس کا صدر لاہور پہنچا ہے۔ بعض مسلمانوں کی طرف سے اس کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے۔ لیکن وہ بھی کوئی توجہ نہیں دیتا۔ سارے طول و عرض ہند میں کسی ایک ہندو کو مسلمانوں کے حق میں ایک لفظ تک کہنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ صوبہ کا گورنر قانونی مجبوریوں کے پردے میں مسلمانوں کو صاف جواب دے دیتا ہے سوال یہ ہے کہ سکھ اقلیت کے اس غرور اور حکومت کی اس بے اعتنائی کی کیا وجہ ہے؟ اس سوال کا ایک صرف ایک جواب ہے کہ مسلمان ایک پسماندہ اور نیم مردہ قوم ہیں۔ اگر ان کی بجائے کوئی زندہ قوم ہوتی۔ یا مسلمانوں ہی میں حقیقی زندگی اور اتحاد پایا جاتا۔ تو سکھوں اور حکومت کا طرز عمل اس سے بہت مختلف ہوتا۔

مسلمانوں کی اس پستی کی کیا وجہ ہے؟ اس سوال کا بھی ایک اور صرف ایک جواب ہے۔ یعنی ان کے مولویوں، پیروں اور لیڈروں کی خود غرضی اور زر پرستی، ذرا احراری لیڈروں کو دیکھو۔ انہوں نے تحریک کشمیر اور احمدیت کی مخالفت کے پردے میں کتنے طوفان برپا کئے۔ لیکن اس موقعہ پر انہوں نے کیا کیا؟ پہلے بے پرواہی اور خاموشی اس کے بعد فریب اور سب سے آخر مسلمانوں کے زخموں پر بیدردانہ نمک پاشی۔ ہم مانتے ہیں کہ سول نافرمانی صحیح طریق کار نہ تھا۔ لیکن اس سے احراریوں کی پیشانی کا داغ کس طرح دور ہو سکتا ہے۔ اگر ان کے دل میں کوئی دینی و قومی درد ہوتا۔ تو وہ آگے بڑھتے اور مسلمان نوجوانوں کو اس سے روکتے۔ لیڈری اور رہنمائی کے معنی جلسے اور جلوس نعرے اور قصیدے دعوتیں اور چندے نہیں۔ بلکہ خدمت قوم ہے علماء کو لیجئے ان کو بھی فتوے بازی کی اس وقت سوجھی۔ جب لاہور کی زمین مسلمان نوجوانوں کے خون سے اپنی پیاس بجھا چکی۔ اس سے قبل ان کے لبوں پر مہر سکوت لگی رہی اور کسی کو نیک مشورہ دینے اور کلمہ حق کہنے کی توفیق نہ ہوئی۔ باقی رہے پیر، سو ان کے لئے حجرے اور خانقاہیں، قوالی کی محفلیں اور مریدوں کے نذرانے بس ہیں۔ آخر مسلمانوں کو سوچنا چاہیئے۔ کہ وہ اس حالت میں کب تک زندہ رہ سکتے ہیں؟ اور اگر انہوں نے تباہ ہو جانے ہی کی نہیں ٹھان لی۔ تو پھر وہ ان لیڈروں اور مولویوں اور پیروں سے کیوں آزاد نہیں ہوتے۔

خدا کے لئے غور کرو۔ ان لوگوں کا کوئی اصول ہے؟ ان کے دل کے کسی گوشہ میں بھی دین و ملت کا کوئی درد موجود ہے؟ ان کو ایثار و قربانی اور خلوص و وفا کی ہوا بھی چھو گئی ہے۔ کیا یہ حیرت نہیں۔ کہ پنجاب کے چند لاکھ سکھ آٹھ کروڑ مسلمانوں کی التجاؤں، ان کے مذہبی جذبات کو غرور سے ٹھکرا دیتے ہیں۔ یقیناً یہ حیرت کی بات ہے۔ نہ صرف حیرت کی بات ہے، بلکہ مسلمانوں کے لئے ڈوب مرنے کا مقام یہ جو کچھ ہوا قدرت کی ایک ٹھوکر ہے۔ جو غفلت شعار مسلمانوں سے بیدار ہو جانے کا مطالبہ کر رہی ہے۔ وہ کہہ رہی ہے مسلمان اٹھیں اور جھوٹے لیڈروں، مکفر اور نفاق پسند مولویوں اور فریب کار پیروں کے چنگل سے آزاد ہو جائیں وہ اتحاد اسلامی کی مسمار شدہ عمارت کو از سر نو تعمیر کریں۔ اختلاف رائے کو برداشت کرنا سیکھیں اور کسی کلمہ گو کی تکفیر کر کے وحدت اسلامی کو پاش پاش نہ کریں اگر مسلمان قدرت کی اس ٹھوکر پر بھی نہ جاگے اور غلط کار لیڈروں، مولویوں اور پیروں کے چنگل سے آزاد نہ ہوئے تو انہیں اس سے زیادہ سخت اور تباہ کن ٹھوکریں کھانے کیلئے تیار رہنا چاہیئے جو قوم ٹھکرائے جانے کے بعد بھی بیدار نہیں ہوتی اس کی موت لابدی ہے۔

(مستنیر شدہ)

تحقیقات کا مطالبہ

۲۰ رجولائی کو لاہور میں فائرنگ سے جو نقصان ہوا۔ اس کا صحیح اندازہ لگانے کے لئے حکومت ایک تحقیقاتی کمیٹی کا تقرر عمل میں لاچکی ہے۔ جو اپنے کام میں مصروف ہے حکومت کے اس دانشمندانہ فعل کو تمام حلقوں میں اچھی نظر سے دیکھا گیا ہے اگر اس کمیٹی کو مقامی حکام اور پبلک نے تعاون کیا۔ تو شہداء اور زخمیوں کی صحیح یا اس کے قریب قریب تعداد معلوم ہو جائے گی۔ اور اس طرح ان تشویشناک افواہوں کا ازالہ ہو سکیگا جو اس بارہ میں ملک کے طول و عرض میں گشت لگا رہی ہیں۔ ہم ارباب حکومت کو اس اقدام پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

لیکن احراریوں اور چند دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کی اکثریت کا یہ خیال ہے کہ فائرنگ بلا ضرورت کیا گیا۔ اور شہید گنج کے معاملہ کو ایسے افسروں کے ہاتھ میں دے کر جن کی غیر جانبداری سکھوں سے مذہبی تعلق کی بنا پر شک و شبہ سے بالا نہیں حکومت نے ایک سخت غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ ۳۱ رجولائی کو لاہور کے مسلم اخبار نویسوں کا جو جلسہ منعقد ہوا تھا۔ اس میں بھی اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بار بار ایک غیر جانبدار تحقیقاتی کمیٹی کے تقرر کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ جو اس قضیہ کے تمام پہلوؤں پر غور کرے اور شہادتیں لینے کے بعد اپنی رپورٹ پیش کرے۔ ہمارے خیال میں یہ مطالبہ غیر مناسب نہیں اور دانشمندی و انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ حکومت اسے فوراً منظور کر لے۔ حکومت پنجاب یا مقامی حکام نے جو کچھ کیا اس کے جواز کے لئے ان کے پاس نہایت قوی دلائل ہونے چاہئیں وہ ان دلائل کو اپنی صفائی میں تحقیقاتی کمیٹی کے روبرو پیش کر سکتے ہیں۔ شہداء اور زخمیوں کی صحیح تعداد معلوم ہونے کے بعد چند افواہوں کی تردید ضرور ممکن ہے۔ لیکن اس سے اس بات کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ کہ حکام گولی چلانے میں کس حد تک حق بجانب تھے۔ لہذا ہم نہایت خلوص سے حکومت کو مشورہ دیں گے۔ کہ وہ مسلمانوں کے اس معقول مطالبہ کو تسلیم کر کے جلد از جلد ایک قابل وثوق اور غیر جانبدار تحقیقاتی کمیٹی کے تقرر کا اعلان کر دے۔

(مستنیر شدہ)

احراریوں سے مسلمانوں کی بیزاری

احراری لیڈروں نے مسجد شہید گنج کے انہدام پر جو افسوسناک روش اختیار کی۔ اس کو اسلامی حلقوں میں بجا طور پر قوم فروشی، غرض پرستی اور بے حمیتی سے تعبیر کیا جا رہا ہے اور مسلمان نام نہاد مجلس احرار اور اس کے سرغنوں سے بیزار ہو چکے ہیں لاہور کے تمام اسلامی روزنامے جن میں زمیندار اور احسان بھی شریک ہیں احراری لیڈروں پر شدید اعتراضات کر رہے ہیں راز افشا ہو رہے ہیں بہت سی تہ نشین چیزیں سطح پر آ رہی ہیں دنیا دیکھ دیکھ کر حیران ہو رہی ہے جگہ جگہ احراریوں کو گالیاں دی جا رہی ہیں چاروں طرف سے لعنت و ملامت کی آوازیں آ رہی ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس موقعہ پر احراریوں کی اصلیت واضح ہو گئی اور مسلمانوں کی یہ بیزاری بالکل صحیح ہے لیکن ہمارے خیال میں ملامت کا موجودہ طریق قوم کیلئے مفید نہیں گالیاں دینے اور ان کی قوم فروشی کا ماتم کرنے کی بجائے یہ ہو جانا چاہیئے کہ ان لوگوں کو مسلمانوں کی قومی زندگی سے بالکل خارج کر دیا جائے اور کوئی ایسا بندوبست کیا جائے کہ ایسے خود غرض اور غیر ذمہ دار لوگ قومی معاملات میں دخل ہی نہ دے سکیں چہ جائیکہ انہیں مسلمانوں کے لیڈر بننے کا موقع مل سکے ✦

(مستنیر شدہ)

تنازعہ مسجد شہید گنج

ضربات مقتولین مجروحین کے مکمل اندراج کی فہرست

جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ کا ضروری مکتوب

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ممبر پنجاب میڈیکل وسٹیٹ میڈیکل فیکلٹی پنجاب لاہور نے ایک چٹھی جناب چیف سیکرٹری صاحب گورنمنٹ پنجاب کو بدیں مضمون لکھی ہے کہ جو کمیٹی گورنمنٹ نے ازراہ مہربانی مسجد شہید گنج کے مسلمان شہدا اور مجروحین کی تعداد دریافت کرنے کے لئے مقرر کی ہے۔ اس کو اختیار دیا جائے۔ کہ وہ تعداد کے ساتھ ساتھ ان تمام ضربات کا اندراج مکمل طور پر کرے جو کہ اُن کو پہنچیں تو از بس مفید ہوگا۔ کیونکہ اگر ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب ازراہ مرحمت پوری پبلک تحقیقات کی اجازت دیں جیسے کہ مسلمانوں کا مطالبہ ہے تو اگر اس وقت یہ تمام اندراجات بصورت ایک نقشے کے مرتب کرلی جائیں۔ تو تحقیقاتی کمیٹی کا کام بہت ہلکا ہو جائے گا۔ کیونکہ ضروری طبی معلومات ان کے سامنے ہوں گے اس کے علاوہ صرف اعداد و شمار بدوں صحیح اندراج ضربات کے نتیجہ خیز نہ ہوں گے۔

بہ وجوہات بالا ڈاکٹر صاحب موصوف نے مندرجہ ذیل تجاویز چیف سیکرٹری صاحب کی خدمت میں پیش کی ہیں کہ ایک نقشے کی صورت میں تمام مقتولین اور مجروحین کی ضربات کا اندراج کیا جائے اور اس نقشے میں جو سرکاری ملازمین یعنی سپاہیوں وغیرہ کو ضربات آئی ہیں۔ وہ بھی درج کی جائیں۔

(۱) نام معہ ولدیت و سکونت
(۲) عمر، ذات، مرد یا عورت
(۳) پیشہ وغیرہ یا عہدہ
(۴) ضربات کا مقام جہاں جہاں وہ لگیں
(۵) ضربات کی قسم یا تشخیص
(۶) آلہ جس کے ذریعہ سے ضربات پہنچی ہوں گی
(۷) کیا ضرب شدید ہے یا خفیف
(۸) اگر موت واقع ہوئی ہے تو اس کا سبب؟ اگر موت کے بعد اس کا پوسٹ مارٹم امتحان کیا گیا ہو تو اس کا نتیجہ۔
(۹) اگر مریض زیر علاج رہا ہو تو کیا وہ اب زیر علاج ہے۔ یا بالکل تندرست ہو گیا۔ یا اس کو افاقہ ہو گیا۔ یا بغیر افاقہ کے چلا گیا یا مر گیا۔
(۱۰) کیفیت مضروب کی ضربات کے متعلق عام رائے اگر ممکن ہو اور اس کے پہلے حالات۔

تصحیح پیش نظر اشاعت کے صفحہ ۳ پر "حضرت مسیح موعود کے ایک شعر پر اعتراضات کا جواب" کے عنوان سے جناب سید امجد علی صاحب کا جو مضمون درج ہے اسمیں بعض غلطیاں رہ گئی ہیں جن میں سے دو خاص طور پر قابل تصحیح ہیں۔

(۱) صفحہ کالم اول سطر ۱ میں "جملہ انبیاء" کے بعد لفظ "منہ" رہ گیا ہے اضافہ کر لیا جائے

(۲) صفحہ ۴ کالم ۲ کے نصف آخر میں جو اشعار ہیں ان میں سے پہلے شعر کے دوسرے مصرعہ کا پہلا لفظ "یا" کی بجائے "ثیلے" ہے درست کرلیں

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں،

—— جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب انشاء اللہ اتوار (۴ راگست ۱۹۳۵ء) کی شام کو ڈلہوزی سے تشریف لے آئینگے

—— گزشتہ ہفتہ جناب مولانا یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر "لائٹ" چند روز کے لئے ڈلہوزی سے تشریف لائے اور یکم اگست کو واپس چلے گئے۔

—— سید اختر حسین صاحب احمدی مبلغ ۱۰ راگست کو بھدرواہ ریاست جموں تشریف لے جارہے ہیں۔ تا اطلاع ثانی ان سے خط وکتابت کا پتہ حسب ذیل ہوگا، سید اختر حسین صاحب احمدی مولوی فاضل مبلغ اسلام بھدرواہ ریاست جموں،

—— بغداد میں مسلمانوں کی ایک نئی انجمن "انتشار الاسلام" قائم ہوئی ہے، جس کے مقاصد میں اشاعت وتبلیغ اسلام شامل ہے، ہماری جماعت بغداد نے اس کے شائع شدہ رسالہ "انتشار الاسلام" کی پچاس کاپیاں خرید کرکے عراق میں مفت تقسیم کیں، اسی انجمن نے ایک پندرہ روزہ اخبار بھی عربی میں جاری کیا ہے،

—— مختلف مدات اشاعت اسلام کے لئے جماعت بغداد نے 64/3/1 روپے صدر انجمن میں روانہ فرمائے ہیں، جزاک اللہ احسن الجزاء یہ جماعت ہر ایک تحریک میں پیش پیش رہتی ہے، اللہ تعالےٰ ہمارے ان دوستوں کو بہت بہت برکات عطا فرمائے

—— شیخ گلاب الدین صاحب ایڈووکیٹ کا لڑکا رفیق احمد عمر پندرہ سال جو نویں جماعت میں پڑھتا ہے، گذشتہ ہنگامہ متعلق مسجد شہید گنج کے موقعہ پر محلہ کے لڑکوں کے ساتھ کی دروازہ بطور ایک تماشائی چلا گیا، وہ ہجوم کے پیچھے کھڑا تھا کہ گولی چلی جو اس کے پیٹ میں گھس گئی، محلے کے لوگ چارپائی پر ڈال کر اسے لائے، اس وقت خون فوارہ کی طرح چل رہا تھا، اسی وقت اسے میو ہسپتال بھیجا گیا، جہاں اس کا اپریشن کر کے ران میں سے گولی نکالی گئی، اب ٹانگ میں سخت درد ہے اور خطرہ ہے کہ شاید ٹانگ کاٹنی پڑے، احباب کرام اس کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں،

—— جناب ڈاکٹر نبی بخش صاحب لاہور بدستور علیل ہیں،

—— چوہدری عبدالرحمان صاحب جموں بھی تاحال بیمار ہیں

—— چند روز سے جناب مولوی عزیز بخش صاحب کو ایک پھوڑے کی وجہ سے تکلیف ہے،

—— حکیم عبدالعزیز صاحب ضلع فیروزپور کا صاحبزادہ حنیف الرحمان علیل ہے۔

—— جناب سعید اللہ صاحب تنگلور ضلع ہزارہ بھی عرصہ سے بیمار ہیں، ان تمام احباب کے لئے دردِ دل سے دعائے صحت کی جائے،

—— جناب فضل داد صاحب کلرک کواپریٹو سوسائیٹیز لالہ موسیٰ تحریر فرماتے ہیں، کہ انکی ماموں زاد بہن مرض دق میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے وہ بہت کمزور ہو گئی ہیں، انہوں نے تمام احباب سلسلہ خاصکر تہجد خوان بزرگوں سے دعائیہ درخواست کی ہے

—— انتہائی افسوس کیساتھ لکھا جاتا ہے کہ ہماری جماعت کے ایک نیک و مخلص رکن جناب بابو غلام حسین صاحب مزنگ لاہور ۳۱ رجولائی کی صبح کو وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمیں اس حادثہ میں ان کے پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے، اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعزاز کیساتھ اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ احباب جنازہ غائب ادا...

مجلس احرار اور مسلمان

—— مسجد شہید گنج کے متعلق احرار نے جو قابل اعتراض رویہ اختیار کیا ہے اس کو عام طور پر قوم فروشی اور بے غیرتی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور مسلمان اس نام نہاد مجلس احرار اور اس کے لیڈروں سے سخت بیزار ہو رہے ہیں۔

—— یہ افواہ کئی روز سے گشت لگا رہی ہے کہ احراری لیڈروں نے سکھوں اور کانگریسی ہندوؤں سے کوئی خفیہ سمجھوتہ کر لیا ہے بعض لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ سکھ* قادیان کے قریب احراریوں کو زمین دیدیں۔ اس کے عوض مسجد شہید گنج کے متعلق مسلمانوں کے حق میں ایک لفظ بھی زبان پر نہیں لائیں گے۔ نہیں کہا جا سکتا ان افواہوں کی اصلیت کیا ہے۔

* احراری لیڈروں نے سکھوں سے یہ معاہدہ کر لیا ہے

—— ۱۹ رجولائی کو نماز جمعہ کے بعد بادشاہی مسجد میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے مجلس احرار کی جانب سے ایک اعلان پڑھا تھا۔ اور تقریر کی تھی جس میں کہا تھا۔ کہ مسجد شہید گنج کے گنبد پر سکھوں کی گینتی کی جو چوٹ پڑتی ہے۔ وہ میرے سینے پر کاری ضرب بن کر لگتی ہے۔ اب سوال ہو رہا ہے کہ مسجد تو شہید ہو چکی ہے، بخاری صاحب کے سینے کا کیا حال ہے۔

—— ۲۷، ۲۸ رجولائی کو محمڈن ہال لاہور میں جو مجلس مشاورت منعقد ہوئی تھی، اس میں احراری لیڈروں پر آوازے کسے گئے انہیں غدار اور قوم فروش کہا گیا۔

—— لاہور میں مجلس احرار کے دفتر کے سامنے کئی مرتبہ سیاپا کیا جا چکا ہے

—— چند روز ہوئے امرتسر میں مسلمانوں نے احراریوں کے دفتر پر دھاوا بول دیا۔ اور بالا خانہ پر چڑھ کر جھنڈا اکھاڑ ڈالا۔ اور "احرار مردہ باد" "غداروں کا ٹھکانا جہنم" کے نعرے لگائے۔

—— لاہور اور امرتسر میں بکثرت پوسٹر شائع ہو رہے ہیں جن میں احراری لیڈروں کو برملا ایمان فروش اور قوم فروش لکھا جاتا ہے

—— ۲۶ رجولائی کو مسجد مہابت خاں لاہور میں مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں ڈاکٹر خان نے بھی تقریر کرنی چاہی لیکن حاضرین نے ان پر آوازے کسے اور انہیں اپنے ساتھیوں سمیت مسجد سے نکل جانے پر مجبور کر دیا۔ اس کے بعد مقامی مجلس احرار کے کارکن اور عہدہ دار مولوی عبد الودود نے مجلس احرار لاہور کے بیان پر شدید نکتہ چینی کی۔ اور اعلان کیا۔ کہ ان کی جماعت کو مجلس احرار لاہور سے اب کوئی تعلق نہیں رہا۔ مولوی عبدالقیوم خطیب مسجد قاسم جان نے بھی اسی قسم کا اعلان واضح طور پر کیا۔ خطیب مسجد گنج علی خان نے مسلمانوں سے پرزور اپیل کی۔ کہ جماعت احرار سے بیزاری کا اعلان کریں

—— لاہور کے تمام اسلامی روزنامے مجلس احرار پر شدید نکتہ چینی کر رہے ہیں۔ "زمیندار" اور "سیاست" میں احراری لیڈروں پر نہایت سنگین الزام لگائے جاتے ہیں۔

—— ۲۸ رجولائی کو سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ میں مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا۔ جس میں مجلس احرار پنجاب کے رویہ پر نہایت نفرت وحقارت کا اظہار کیا گیا۔ اور احراریوں کے طرز عمل کو اسلام کے ساتھ غداری سے تعبیر کیا گیا۔

—— چند روز ہوئے، قصور میں احراریوں کو مسجد سے دھکے دیکر نکال دیا گیا۔ کیونکہ وہ اپنی موجودہ روش کی تائید میں تقریر کرنا چاہتے تھے

—— ہندو اخبارات آجکل احراریوں کی بہت تعریف کر رہے ہیں "ملاپ" اور "پرتاپ" اس بارہ میں سب سے پیش پیش ہیں +

وحی الٰہی کیا خارج سے قلب پر نازل ہوتی ہے؟

وحی کے نزول کی کیفیت

از روئے قرآن کریم و سائنس

۳

از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

انسانی وحی کی تعریف اور تشریح قرآن کریم میں

قرآن کریم ایسی مفصل کتاب ہے کہ اُس نے کسی بھی اہم امر کو جس کا تعلق دینی یا رُوحانی علوم سے ہو صاف کئے بغیر نہیں چھوڑا۔ انسانی وحی کی تعریف اور تشریح ایسے صاف الفاظ میں خود فرما دی ہے کہ اُن کی موجودگی میں سرسید مرحوم یا اُن کے ہم خیال لوگوں کا وحی الٰہی کو محض انسانی فطرت کی ہدایت جو اندر سے اُٹھتی ہے قرار دینا کم سے کم میری سمجھ سے تو باہر اور بڑی جرأت ہے۔ سورۃ الشوریٰ میں صاف بتلا دیا ہے کہ وحی الٰہی مکالمۂ الٰہیہ کا نام ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:- وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من ورآئ حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء انہ علی حکیم۔ ترجمہ اور کسی بشر کے لئے یہ میسر نہیں کہ اللہ اُس سے کلام کرے سوائے اس کے کہ یہ وحی سے ہو یا پردہ کے پیچھے سے ہو یا رسول بھیجے پھر اللہ اپنے حکم سے جو چاہے وحی کرے وہ بلند و بالا حکمت والا ہے (الشوریٰ - ۵۱) یہاں صاف طور پر ارشاد فرما دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کے ساتھ کلام کرتا ہے مگر تین صورتوں میں:- (۱) ایک وحی جس کے معنے یہاں بالاتفاق القاء فی الروع ہیں یعنی دل کے اندر ایک بات کا ڈالنا (۲) دوسرا پردہ کے پیچھے سے یعنی اُس کلام کا بولنے والا یا کوئی نظارہ دکھانے والا نظر نہیں آتا (۳) تیسرے بذریعہ فرشتہ کے کلام کا خدا کی طرف سے نازل کیا جانا۔

وحی ولایت اور وحی نبوت

پہلی دو قسم وحی کی وحی ولایت کہلاتی ہے کیونکہ وہ ولی اور نبی دونوں میں مشترک ہے اور تیسری قسم وحی کی وحی نبوت کہلاتی ہے جو جو بذریعہ جبریل نازل ہوتی ہے اور انبیا سے مخصوص ہے۔ گویا یوں سمجھو کہ پہلی دو قسم وحی کی تو پرائیویٹ رنگ کی وحی ہے یعنی ہر ایک انسان کو یہ شرف میسر ہے کہ اگر وہ نیکی اور تقویٰ و طہارت میں ترقی کرے اور اپنے قلب کو اللہ تعالیٰ کے انوار کا جلوہ گاہ بنائے تو ان دو قسم کی وحی یا مکالمات الٰہیہ کے شرف سے ممتاز و مفتخر ہو سکتا ہے مگر تیسری قسم وحی کی جسے وحی نبوت کہتے ہیں وہ سرکاری وحی ہے کیونکہ نبوت ایک منصب ہے جس پر کسی بندہ کو جب سرفراز کیا جاتا ہے تو وہ علاوہ دیگر مکالمات الٰہیہ کے اُس پیغام کا بھی حامل ہوتا ہے۔ جو بذریعہ جبریل اس پر نازل کیا جاتا ہے اور جسے من وعن نسل انسانی کو پہنچانے کے لئے وہ بندہ متکلف ہے۔ یہ وحی الٰہی اُن ہدایات پر مشتمل ہوتی ہے جسے انسانوں تک پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے کسی خاص بندہ کو منصب نبوت پر مامور کرتا ہے اور اسی لئے اس کی حفاظت خاص طور پر کی جاتی ہے وہ بذریعہ جبریل نبی تک پہنچائی جاتی ہے کیونکہ وہ ایک شاہی فرمان ہوتا ہے جسے نہایت حفاظت کے ساتھ بذریعہ پیغامبر کے نبی تک پہنچایا جانا ضروری ہے۔ اور بعض دفعہ اُس فرمان کی عظمت و شان کے مطابق اس کے جلو میں فرشتوں کی ایک جماعت ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب سورۂ احقاف نازل ہوئی تو اس کے جلو میں ستر ہزار فرشتہ ساتھ تھا۔

قلب انسانی اور نفس انسانی

قلب انسانی پر وحی الٰہی کے نزول کو جو مذکورہ بالا تین رنگ میں بیان فرمایا ہے سائنٹفک رنگ میں سمجھنے کے لئے میں قلب انسانی اور اُس کے حواس ظاہری و باطنی کی تھوڑی سی تشریح کر دیتا ہوں۔ ایک تو نفس انسانی ہے جسے موجودہ سائنس کے زمانہ میں ego ایگو کہتے ہیں جو سمجھ کر یہ کہتا ہے کہ میں ہوں۔ اور دوسرے قلب ہوتا ہے جو حواس کے ذریعہ علم حاصل کر کے ہر ایک امر کو عقل کے ذریعہ تولتا سمجھتا اور پھر نفس کے آگے پیش کرتا ہے۔ مثال کے طور پر یوں سمجھو کہ نفس ایک بادشاہ ہے اور قلب ایک وزیر کی حیثیت رکھتا ہے جو ہر ایک امر کو سوچ سمجھ کر عقل کی ترازو میں تول کر نفس کے آگے پیش کرتا ہے نفس اکثر اوقات تو اسی کے مطابق عمل کرتا ہے مگر جہاں وہ جذبات حیوانی سے مغلوب ہو جاتا ہے وہاں وہ اس کی پروا نہیں کرتا اور عقل کو بالائے طاق رکھ کر حیوانیت کے افعال کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ مثلاً غصہ میں گالی دینا یا مار ڈالنا قتل کر دینا۔ یا شہوات سے مغلوب ہو کر فسق و فجور کا مرتکب ہو جانا۔

قلب انسانی کے حواس ظاہری

قلب انسانی کو جو عقل و فہم اور ادراک و شعور کا مرکز ہے علم دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حواس ظاہری و باطنی عطا فرمائے جنہیں حواس خمسہ کہا جاتا ہے۔ لیکن موجودہ تحقیقات کی رُو سے وہ پانچ کے عدد میں محدود نہیں ہے بلکہ پانچ سے زائد ہیں۔ البتہ ان میں پانچ بہت نمایاں ہیں اور آسانی سے سمجھے جا سکتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:-

(۱) باصرہ - دیکھنے کی حس
(۲) سامعہ - سننے کی حس
(۳) ذائقہ - چکھنے کی حس
(۴) شامہ - سونگھنے کی حس
(۵) لامسہ - چھونے کی حس

قلب انسانی کے حواس باطنی

جاننا چاہیئے کہ جس طرح یہ حواس خمسہ ظاہری طور پر انسان کے جسم میں ہیں اور اعضا اُن کے لئے مخصوص ہیں وہ یہ ہیں آنکھ - کان - زبان - ناک اور چمڑہ - اسی طرح اور ٹھیک ان کے بالمقابل حواس خمسہ باطنی ہیں۔ یعنی اس ظاہری آنکھ یعنی حس باصرہ کے بالمقابل ایک باطنی آنکھ یا حس باصرہ ہے جس کا مرکز دماغ میں ہے اسی طرح ظاہری کان یعنی حس سامعہ کے بالمقابل ایک باطنی کان یا حس سامعہ (ظاہری) حواس ذائقہ - شامہ اور لامسہ کے بالمقابل باطنی حواس ذائقہ - شامہ اور لامسہ ہیں جن کا مرکز دماغ میں ہے۔

عالم ظاہر کے احساس کیلئے ظاہری حواس کے ساتھ باطنی حواس کی شمولیت ضروری ہے

اور حقیقت تو یہ ہے کہ یہی باطنی حواس اصل ہیں اور ان کے بالمقابل ظاہری حواس محض محرکات و تاثرات عالم ظاہر کو حواس باطنی تک پہنچانے کا ایک ذریعہ ہیں۔ مثلاً آنکھ جو ایک چلتے ہوئے آدمی کو دیکھتی ہے وہ محض ایک ذریعہ ہے اس آدمی اور اس کی حرکت کو قلب کی باطنی آنکھ تک پہنچانے کا و اصل یہ قلب کی آنکھ ہے جو دیکھتی ہے کیونکہ یہ ظاہری آنکھ بغیر قلب کی آنکھ کے شامل ہوئے دیکھنے سے قاصر رہتی ہے آپ نے بہت دفعہ تجربہ کیا ہوگا کہ اگر ہم کسی خیال میں مستغرق ہوں تو کوئی شخص آنکھوں کے سامنے سے نکل جائے تو پتہ ہی نہیں لگتا کیونکہ قلب کی آنکھ اُسوقت اس ظاہری آنکھ کے ساتھ شامل نہیں ہوتی۔ اسی طرح بعض دفعہ لوگ قریب ہی باتیں کر رہے ہوتے ہیں اور ہم کسی خیال میں منہمک ہوں تو پتہ ہی نہیں لگتا کہ کیا باتیں ہو رہی ہیں حالانکہ آواز کان کے پردہ پر برابر پڑتی رہتی ہے۔ وجہ یہی ہے کہ ہمارے قلب کا کان اُسوقت اس ظاہری کان کے ساتھ شامل نہیں ہوتا اسی طرح دوسرے حواس کا حال ہے۔ جب تک قلب کے حواس جنہیں حواس باطنی کہا جاتا ہے ظاہری حواس کے ساتھ شامل نہ ہوں انسان کچھ بھی محسوس نہیں کرتا پس حواس ظاہری عالم ظاہر کے محرکات و تاثرات کو عالم باطن یعنی قلب انسانی کے حقیقی حواس تک پہنچانے کیلئے محض ذرائع یا دروازے ہیں جو دیکھنے سننے چکھنے سونگھنے چھونے کے احساسات کو محسوس کرنیکے لئے درحقیقت وہ حواس باطنی ہیں جن کا مرکز قلب میں موجود ہے جو نظارہ یا آواز یا محرکات حواس میں سے کوئی اور چیز عالم ظاہر میں رونما ہوگی۔ ضروری ہے کہ انسانی قلب تک پہنچنے کیلئے وہ اُن حواس ظاہری کے دروازوں میں سے گذر کر قلب کے حواس باطنی پر اثر ڈالے۔

عالم باطن کے احساس کیلئے ظاہری حواس کی شمولیت کی ضرورت نہیں

لیکن جو نظارہ یا آواز یا محرکات حواس میں سے اور کوئی چیز عالم باطن میں رونما ہو اُسے قلب تک پہنچنے کے لئے ان حواس ظاہری میں سے گذرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ براہ راست قلب کے حواس کو تحریک دیگی۔ وہ اگر کوئی نظارہ ہے تو قلب کی آنکھ اُسے بغیر وساطت حواس ظاہری کے اُسی طرح دیکھے گی جیسے وہ عالم ظاہر کے نظارہ کو دیکھتی ہے۔ اگر کوئی آواز ہے تو قلب کا کان اُسے بغیر وساطت حواس ظاہری کے اسی طرح سنے گا جس طرح وہ عالم ظاہر کی آواز کو سُنتا ہے۔ فرق تو صرف اس قدر ہے کہ عالم ظاہر کی چیزوں کو دیکھنے کے لئے قلب کی آنکھ کو ظاہری آنکھ میں سے جھانکنا پڑتا ہے اور عالم ظاہر کی آواز کو سُننے کے لئے اُسے ظاہری کان میں سے سننا پڑتا ہے لیکن جب کوئی نظارہ ہو ہی عالم باطن کا۔ تو اُس کا عالم ظاہر میں سے گزر کر آنا ایک بالکل بے معنی بات ہے۔ وہ تو براہ راست قلب کی دیکھنے کی حس پر پڑے گا اور انسان اُسے دیکھیگا۔ اسی طرح عالم باطن کی آواز کو عالم ظاہر میں سے گذر کر آنے کی ضرورت نہیں۔ وہ براہ راست قلب کے کان پر پڑے گی اور انسان اُسے سُنے گا۔

اسی کو قرآن کریم نے فرمایا ہے:- قل من کان عدوا لجبریل فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ۔ کہہ دے جو شخص جبریل کا دشمن ہے سو ہوا کرے۔ پس بیشک اُس نے اس قرآن کو تیرے قلب پر نازل کیا (البقرہ) اس کے یہی معنے ہیں کہ جبریل کے نزول کا نظارہ اور قرآن کریم کی وحی کی آواز جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب دیکھتا اور سُنتا تھا تو اس کی یہی وجہ تھی کہ یہ نظارہ اور آواز چونکہ عالم باطن سے تعلق رکھتی تھی اسلئے اُسے عالم ظاہر میں سے حواس ظاہری میں سے ہو کر آنے کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ ایسا کرنا تو ایک غیر حکمت فعل ہوتا کہ خواہ مخواہ ایک چیز کو عالم باطن سے عالم ظاہر میں منتقل کیا جاتا اور پھر اُسے عالم باطن کی طرف لوٹایا جاتا۔ وجہ یہ کہ بہر حال کسی نظارہ کو دیکھنا یا آواز

کا سُننا تو قلب کے حواس سے تعلق رکھتا ہے۔ حواس ظاہری تو قلب کے حواس کے لئے محض دروازوں کا حکم رکھتے ہیں تو پھر جو راستہ نزدیک کا اور براہ راست قلب سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے لئے غلط رستہ کیوں استعمال کیا جاتا۔ جب عالم باطن کا تعلق قلب کے حواس باطنی سے براہ راست ہے اور حواس ظاہری عالم ظاہر کے تعلق کو قلب سے پیدا کرنے کے لئے محض دروازے کے طور پر ہیں تو پھر خواہ مخواہ عالم باطن کے نظاروں یا آوازوں کا عالم ظاہر کے دروازوں کی راہ اختیار کرنا بالکل بے معنی اور غیر حکیمانہ فعل ہوتا۔

نفس اور قلب حواس باطنی و ظاہری کے باہمی تعلقات کا نقشہ

میں نفس اور قلب اور حواس باطنی و ظاہری کے آپس کے تعلقات سمجھنے کے لئے ایک نقشہ کھینچ دیتا ہوں جس سے بات زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔

اُوپر کے نقشہ سے صاف ظاہر ہے کہ حواس ظاہری دیکھنے، سننے، سونگھنے چکھنے، چھونے کے محض دروازے ہیں جن سے عالم ظاہر کے نظارے یا آوازیں یا دیگر محرکات عالم باطن کو منتقل ہو کر قلب کے حواس باطنی پر پڑتے ہیں۔ اور پھر انسان ان کو دیکھتا یا سُنتا یا چکھتا یا سونگھتا یا چھونے کی حس سے محسوس کرتا ہے۔ دراصل ان سب کے حواس کے مرکز قلب میں ہیں ظاہری حواس محض دروازے ہیں۔

قلب کے لئے عالم ظاہر و باطن دونو کا علم خارج سے آتا ہے

پس جو نظارے یا آواز عالم باطن سے متعلق ہیں انہیں عالم ظاہر کے دروازوں سے آنے کی ضرورت نہیں۔ وہ تو براہ راست قلب کے اُن مرکزوں پر پڑیں گے جو حواس باطنی سے متعلق ہیں اور قلب اُنہیں اُسی طرح سنے گا دیکھے گا چکھے گا چھوئے گا سونگھے گا جیسے عالم ظاہر کے نظاروں اور آوازوں وغیرہ کو۔ کیونکہ اس کے لئے تو وہ اسی طرح خارج سے آئے ہیں جس طرح عالم ظاہر کی آوازیں اور نظارے۔ قلب کے لحاظ سے تو وہ دونو یکساں طور پر خارج سے آئے ہیں ایک نے براہ راست قلب کے حواس باطنی کو تحریک دی۔ دوسرے نے حواس ظاہری کے دروازوں میں سے گزر کر قلب کے حواس باطنی کو تحریک دی۔ قلب کے حواس باطنی کو تحریک دونو نے یکساں دی اس لئے دونو صورتوں میں قلب کا احساس یکساں ہوگا۔ وہ آواز کو جو عالم باطن سے آئی ہے اسی طرح سنے گا جس طرح اس آواز کو جو عالم ظاہر سے آئی تھی۔ وہ نظارہ کو جسے عالم باطن نے دکھایا اسی طرح دیکھے گا جس طرح اس نظارہ کو جسے عالم ظاہر نے دکھایا علیٰ ہذا القیاس اور حواس کا بھی یہی حال ہے۔

قلب انسانی پر وحی کا نزول کس طرح ہوتا ہے؟

میں پہلے ثابت کر چکا ہوں کہ وحی الٰہی ایک علم ہے جو انسان کو خارج سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے اور اُس کا منشا انسان کو اس مقصد کے لئے ہدایت دینا ہے جس کے لئے وہ پیدا ہوا ہے۔ چونکہ وہ عالم باطن سے آتا ہے اس لئے وہ براہ راست قلب کے حواس باطنی پر پڑتا ہے اور انسان کا قلب اپنے مختلف حواس باطنی سے اُسے محسوس کرتا ہے۔ جب قلب کی حس سامعہ پر اُس کا نزول ہوتا ہے تو وہ وحی ایک آواز کے رنگ میں ہوتی ہے اور ایک موزوں اور لطیف اور بلند کلام سنائی دیتا ہے۔ اور جب قلب کی حس باصرہ پر اُس کا نزول ہوتا ہے تو وہ وحی ایک نظارہ کے رنگ میں ہوتی ہے یعنی خدا کا کلام تحریر کے رنگ میں اُسکے سامنے آ جاتا ہے یا کوئی نظارہ جو عالم روحانیات کے اسرار اور دقیق علم غیب پر مشتمل ہوتا ہے سامنے رونما ہو جاتا ہے جسے کشف اور رویا کہتے ہیں۔ اور جب قلب کی حس ذائقہ پر اُس کا نزول ہوتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک عجیب خوش ذائقہ پھل یا طعام زبان پر ہے جس کی حلاوت اور لذت سے انسان کی جان اور دل بہرہ یاب ہوتے ہیں۔ اور جب قلب کی حس شامہ پر اُس کا نزول ہوتا ہے تو ایک عجیب خوشبو کا احساس ہوتا ہے اور بعض دفعہ اُس خوشبو میں بھی عجیب اور عجیب علم غیب پنہاں ہوتا ہے جیسا کہ حضرت یعقوب نے اُسوقت فرمایا جب قافلہ حضرت یوسف کے پیراہن کو لیکر مصر سے چلا۔ قرآن کریم میں حضرت یعقوب کا یہ قول اس طرح درج ہے فرماتے ہیں انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون (سورۂ یوسف) بیشک میں یُوسف کی خوشبو پاتا ہوں تم مجھے سترا بہترا نہ بناؤ۔ یہ وہی قلب کی قوت شامہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یُوسف کے متعلق علم کا نزول تھا۔ یہی وہ بات تھی جو حضرت نبی کریم صلعم نے اویس قرنی کی نسبت فرمائی کہ انی لاجد ریح الرحمٰن من قبل الیمن کہ مجھے یمن کی طرف سے رحمٰن کی خوشبو آتی ہے۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کے رنگ میں علم کا نزول قلب کی حس لامسہ پر ہوتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی کلام نے آ کر قلب کو چھوا۔ وہ الفاظ نہ کانوں کو سنائی دیتے ہیں نہ آنکھوں سے نظر آتے ہیں مگر قلب اُنہیں چھُو کر معلوم کر لیتا ہے کہ وہ کیا الفاظ ہیں جس طرح ایک اندھا ٹٹول کر کسی چیز کو معلوم کر لیتا ہے کہ یہ کرسی ہے یا میز ہے اسی طرح قلب کو الفاظ چھوتے ہیں اور وہ معلوم کر لیتا ہے کہ یہ فلاں فلاں الفاظ ہیں۔ یہ وہ عجیب غریب احساس ہے جسے اہل حال خوب جانتے ہیں۔

غرض یہ وہ طرق ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی وحی عام طور پر انسان کے قلب پر نازل ہوتی ہے انسان کے حواس باطنی اسی طرح سُننے اور دیکھنے اور چکھنے اور سونگھنے اور چھونے کے ذریعہ اس علم کو لیتے ہیں جس طرح اسوقت لیتے ہیں جب کہ علم حواس ظاہری کی وساطت سے آتا ہے۔

قلب پر نزول وحی کے متعلق تین ضروری امور

اس نزول علم کی کیفیت کے متعلق تین امور اور قابل توجہ ہیں۔

۱۔ حواس ظاہری کا تعطل:- ایک تو یہ کہ عالم باطن سے علم کے نزول کے وقت ضروری ہو کہ عالم ظاہر کے حواس اُسوقت معطل کر دیئے جائیں تاکہ عالم ظاہر کے محرکات و تاثرات عالم باطن کے محرکات و تاثرات میں گڑ بڑ نہ ہو جائیں یا یوں سمجھو کہ چونکہ قلب کی توجہ اُسوقت کلی طور پر عالم باطن کی طرف ہوتی ہے اسلئے عالم ظاہر کے حس خود بخود معطل اور بیکار ہو جاتے ہیں۔ عالم ظاہر کا کوئی امر اُسوقت حواس باطنی پر اثرانداز نہیں ہو سکتا کیونکہ ظاہر و باطن کا تعلق اُسوقت منقطع ہو گیا ہوتا ہے۔

۲۔ ظاہر و باطن کی حس مشترک:- دوسرا امر قابل توجہ یہ ہے کہ انسان میں ایک حس مشترک ہے جو ظاہر اور باطن میں اس طرح مشترک ہے کہ انسان باطن کی ہر ایک حس کو اُسی رنگ میں محسوس کرتا ہے جس رنگ میں وہ ظاہر کی حس کو محسوس کرتا ہے۔ مثلاً اگر صرف باطن کی آنکھ ہی کام کر رہی ہو اور ظاہری آنکھ اس وقت معطل بھی ہو جیسا کہ رویا یا کشف میں ہوتا ہے پھر بھی باطن کی آنکھ کے احساس کی کیفیت بالکل اُسی طرح ہوگی جس طرح ظاہری آنکھ سے دیکھنے کے وقت ہوتی ہے۔ حالانکہ باطن کی آنکھ سے دیکھنے کے وقت ظاہر کی آنکھ کی طرح اندر کوئی آنکھ نہیں ہوتی۔ مگر حس مشترک کی وجہ سے انسان ہمیشہ یہی محسوس کرے گا کہ اندر بھی کوئی آنکھ ہے جس سے وہ دیکھ رہا ہے۔ اندر کوئی کان ہے جس سے وہ سن رہا ہے۔ اندر کوئی زبان ہے جس سے وہ چکھ رہا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ اس کا تصور دیکھنے سننے سونگھنے وغیرہ کا ہمیشہ یکساں ہوگا خواہ ظاہر کی آنکھ باطنی آنکھ سے مل کر کام کر رہی ہو یا نہ ہو غرضیکہ یہ حس مشترک باطنی حواس کو بھی ظاہری حواس کے رنگ میں رنگ کر پیش کرتی ہے اور بعض دفعہ یہ حس اس قدر غلبہ اختیار کر لیتی ہے کہ اہل کشف اور وحی کو مغالطہ ہو جاتا ہے کہ یہ نظارہ جو اُس نے دیکھا عالم ظاہر کا تھا حالانکہ وہ عالم باطن کا ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ کو جو اپنی بیوی کے دردِ زہ کے وقت آگ کی چمک نظر پڑی تو حالانکہ وہ باطنی نظارہ تھا اور قلب کی باطنی آنکھ اُسے دیکھ رہی تھی لیکن حس مشترک نے اُس کو ایسا ظاہری حس کے ساتھ ملا کر کے دکھایا کہ انہیں مغالطہ ہو گیا کہ شاید وہ عالم ظاہر میں کوئی آگ دیکھ رہے ہیں۔ اور یہ مغالطہ اُس وقت دور ہوا جب عالم باطن کی آواز نے اس کی طرف توجہ دلائی۔

۳۔ ایک ہی وقت میں متعدد حواس پر وحی کا نزول:- تیسرا امر قابل توجہ یہ ہے کہ بعض دفعہ وحی کا نزول ایک ہی وقت میں کئی حواس باطنی پر ہوتا ہے۔ مثلاً قلب بعض دفعہ ایک ہی وقت میں دیکھتا بھی ہے اور سنتا بھی۔ اور یہ اکثر وحی نبوت کے نزول کے وقت ہوتا ہے۔ جبکہ وحی بوساطت جبریل ہوتی ہے۔ اس حالت میں نبی فرشتہ کو دیکھتا بھی ہے اور کلام کو سُنتا بھی ہے۔

بندہ سے کلام الٰہی کی تین صورتیں

آپ اس آیت پر دوبارہ نظر ڈالئے جس میں جناب الٰہی نے وحی الٰہی کے جو انسان پر نازل ہوتی ہے تین طریقے بیان فرمائے ہیں اور بتایا ہے کہ انسان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے مگر اُس کی یہ تین صورتیں ہیں جو اس آیت میں مذکور ہیں وھو ہذا۔ وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من ورآئ حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء۔ انسان کو میسر نہیں کہ خدا اس سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردہ کے پیچھے سے۔ یا رسول بھیجے اور اللہ کے حکم سے اُس کے ذریعہ جو چاہے وحی کرے (الشوریٰ)۔ پس تین صورتیں اللہ تعالیٰ کے کلام کرنے کی ہوئیں (۱) وحیا، (۲) من ورآء حجاب (۳) یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء۔

وحیاً سے مراد صرف القاء فی الروع ہے

(۱) صورت اول۔ وحیاً یہاں مسلمہ طور پر وحی کے معنی القاء فی الروع کے لئے گئے ہیں۔ کیونکہ وحی کے لغوی معنی تو اشارۂ سریعہ کے ہیں یعنی کسی اشارہ کی جس میں سرعت ہو۔ اس لئے ایسا کلام جو اپنے اندر ایک اشارہ کی سی کیفیت رکھتا ہو اور اپنے ساتھ زیادہ وضاحت اور قوت و شوکت نہ رکھتا ہو اُسے بھی اصطلاح میں وحی کہدیا جاتا ہے اور سیاق سباق کے لحاظ سے یہاں یہی مراد ہے کیونکہ یہاں اس سے مکالمۂ الٰہیہ کی محض ایک قسم مراد ہے اور جو ظاہر ہے کہ دوسری دو قسموں سے ادنیٰ قسم کی ہے۔ قرآن کریم میں جو دوسرے مقامات پر وحی کا لفظ ہر ایک قسم کے مکالمۂ الٰہیہ پر استعمال ہوا ہے ظاہر ہے کہ وہ معنے یہاں نہیں لئے جا سکتے۔ کیونکہ خود جناب الٰہی نے اُسے یہاں ایک خاص قسم کے مکالمۂ الٰہیہ پر بولا ہے اور بوجہ دوسری دو قسموں سے ادنےٰ ہونے کے یہ امر ظاہر ہے کہ یہ لفظ وحی یہاں القاء فی الروع کے معنوں میں استعمال ہوا ہے جو ادنیٰ قسم وحی کی ہے جیسا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ ان روح القدس نفث فی روعی۔ یعنی روح القدس نے میرے دل کے اندر ایک بات ڈال دی۔

قلب انسانی کی حس مخصوصہ

میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ حواس انسانی صرف پانچ حواس میں محدود نہیں ہیں۔ بلکہ ان پانچ کے علاوہ اور بھی حواس ہیں۔ ان میں سے ایک حس انسان کے قلب کی اپنی حس مخصوصہ ہے یعنی خود قلب میں ایک احساس کا مادہ ہے کہ وہ بغیر حواس خمسۂ ظاہری و باطنی کے استعمال کے کبھی خود بھی کوئی اثر محسوس کرتا ہے مثلاً کبھی انسان کا قلب بغیر کسی وجہ کے پژمردہ اور افسردہ اور مغموم نظر آتا ہے اور خود اس شخص کو جس کا وہ قلب ہے پتہ نہیں ہوتا کہ ایسا کیوں ہے۔ لیکن بعد میں پتہ لگتا ہے کہ اُس روز اس کے کسی عزیز

پرکوئی غم وہم یا کوئی تکلیف تھی انسان کا قلب کبھی کسی شخص کے ملنے سے بغیر کسی وجہ کے انقباض محسوس کرتا ہے حالانکہ بظاہر کوئی امر نظر نہیں آتا لیکن وہ قلب کا ایک احساس ہوتا ہے جو دو نفوس کے اختلاف طبعی کا پتہ دیتا ہے۔

وحی کی پہلی قسم قلب کی حس مخصوصہ سے تعلق رکھتی ہے

پس وحی کی سب سے پہلی قسم جو جناب الٰہی نے ارشاد فرمائی ہے وہ اُس علم کے رنگ میں نازل ہوتی ہے جسے صرف قلب اپنی اس خاص حس سے محسوس کرتا ہے جس میں حواس خمسہ ظاہری و باطنی کو دخل نہیں اسے اصطلاح شرعی میں القاء کہتے ہیں اور وحی خفی بھی اُسی کا نام ہے اس میں بغیر کسی غور و فکر اور قیاس اور طبع آزمائی کے اچانک قلب ایسا محسوس کرتا ہے کہ یک بیک کوئی کلمہ نہایت نرمی و آہستگی کے ساتھ غیب سے دل میں پھونک دیا گیا۔ وہ ایک نیا علم ہوتا ہے جو قلب کے اندر یک بیک اس طرح داخل ہو جاتا ہے جس طرح تاریک کمرہ میں لیمپ آ جائے جس سے کمرہ روشن ہو جاتا ہے اور ہر ایک نشیب و فراز نظر آنے لگتا ہے اور انسان اپنے علم میں اضافہ پاتا ہے اور اسے راہ صواب نظر آنے لگتی ہے۔ یہ وحی کی سب سے ادنیٰ قسم ہے

دوسری قسم کی وحی جو حواس خمسہ کے ذریعہ خارج سے آتی ہے

(۲) وحی کی دوسری صورت فرمائی ہے کہ من وراء حجاب یعنی علم حواس خمسہ کے ذریعہ خارج سے آتا ہوا بیّن اور واضح طور پر محسوس ہوتا ہے اور گو کلام کرنے والا نظر نہیں آتا یا نظارہ دکھانے والے کو انسان نہیں دیکھتا مگر انسان اپنے حواس باطنی کے ذریعہ سے اُس آواز یا نظارہ کو صاف اور بیّن طور پر خارج سے آتا ہوا محسوس کرتا ہے۔ یہ صورت واضح اور بیّن ہوتی ہے اور انسان خدا کے کلام کو سنتا اور اسرار غیبیہ کا نظارہ کرتا اور اسی طرح ذائقہ اور شامہ اور لامسہ کے حواس سے بھی مختلف امور غیبیہ اور رموز باطنی پر اطلاع پاتا ہے۔ اس سب کی تفصیل ابھی میں اوپر بیان کر آیا ہوں کہ کس طرح قلب کے حواس باطنی پر خدا کی وحی کا نزول ہوتا ہے۔

تیسری قسم کی وحی یا وحی نبوت اور اُس کا امتیاز خصوصی

(۳) وحی کی تیسری صورت فرمائی ہے کہ اَو یُرسل رسولًا۔ کہ فرشتہ یعنی جبرئیل کے ذریعہ خدا کی وحی انسان کو پہنچائی جاتی ہے یاد رہے کہ اس وحی کا نزول ہوگا تو اسی طرح جو وحی ملائکہ کی شکل ہے یعنی قلب کے حواس باطنی پر اس کا نزول ہوگا لیکن اس وحی کے لئے سننے اور دیکھنے کے حواس مخصوص ہیں کیونکہ اس میں خدا کا کلام سرکاری طور پر ایک شاہی فرمان کی طرح انسان کے قلب پر نازل ہوتا ہے اور یہ وحی نبوت سے مخصوص ہے۔ نبی فرشتہ کو دیکھتا بھی ہے اور کلام کو سنتا بھی ہے۔ اس سرکاری وحی کی ضرورت اس لئے ہوئی کیونکہ ہر ایک انسان کا قلب شیطان کے اثر سے محفوظ نہیں ہوتا جس طرح حواس ظاہری سے انسان اچھی اور بُری دونوں قسم کی باتیں سن لیتا ہے۔ اور اچھے اور بُرے رحمانی اور شیطانی دونوں قسم کے نظارے دیکھتا رہتا ہے جب تک کہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کے تقویٰ سے کام نہ لے۔ اسی طرح حواس باطنی پر بھی اچھے اور بُرے دونوں قسم کے محرکات اپنا اثر کر سکتے ہیں جب تک کہ انسان کے قلب کے اندر سے شیطان نکل نہ جائے اور اُس کے داخلہ کا ہر ایک دروازہ قلب میں بند نہ کر لیا جائے کہ یہی معنی یحفظوا فروجہم کے کامل مفہوم کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور جب تک شیطانی تاثرات اور تحریکات سے انسان کے باطنی حواس بکلی محفوظ نہ ہو جائیں اس وقت تک وحی جو انسان کو ہوتی ہے محفوظ نہیں قرار دی جا سکتی۔ پس ضروری تھا کہ انسان کو ہدایت جو اس کا فطری حق ہے دینے کے لئے ایسے نفوس جناب الٰہی کی طرف سے منتخب ہوتے جن کے قلوب بکلی شیطان کے تاثرات سے پاک ہوں اور جن کے قلوب کے ساتھ الٰہی ٹیلیفون ہر وقت لگا ہوتا کہ جو وحی اُن پر نازل ہو وہ ہر قسم کے شیطانی اثر اور غلطیوں سے پاک ہو۔ اور مزید احتیاط کے لئے ضروری تھا کہ وہ ہدایت ایک شاہی فرمان کی طرح کسی معزز فرشتہ کے ذریعہ نبی کے قلب پر نازل کی جاتی تاکہ اُس کے غیر سے اس کا امتیاز ہو۔ اسی لئے وہ وحی جو بذریعہ جبرئیل نبی کے قلب پر نازل ہوتی ہے وہ وحی متلو کہلاتی ہے یعنی یہ وہ وحی ہے جو نوع انسان کی ہدایت کیلئے ایک نبی کے قلب پر نازل ہوئی ہے جسے وہ قوم پر پڑھتا ہے

وحی نبوت اصطلاح قرآن میں کتاب کہلاتی ہے

اسی کو وحی نبوت بھی کہتے ہیں اور اصطلاح قرآن میں اسی کو کتاب کہتے ہیں۔ کتاب اس لئے کہ وہ ایک شاہی فرمان ہے جو بذریعہ مقرب فرشتہ حضرت جبرئیل کے نبی کو پہنچایا جاتا ہے تاکہ نبی اُسے نوع انسان کو پہنچائے اور اُن پر پڑھے اور اسی کے مطابق انہیں تعلیم و ہدایت دے۔ اور جب دنیا سے رخصت ہو تو اُس کتاب کو اُن کے درمیان ہدایت اور تعلیم کے لئے چھوڑ جائے۔

وحی غیر متلو اور وحی ولایت

اس کے علاوہ جو کچھ نبی کو وحی ہوتی ہے وہ وحی غیر متلو کہلاتی ہے اگرچہ وہ بھی شیطان کے اثر سے محفوظ ہوتی ہے مگر چونکہ ایک شاہی فرمان کے رنگ میں بذریعہ جبرئیل نازل نہیں ہوتی اس لئے اس کی وہ حیثیت نہیں ہوتی جو کتاب کی ہوتی ہے وہ زیادہ تر نبی کو اس کتاب کی تعلیم میں مدد دیتی ہے۔ اور اس وحی کے ذریعہ وہ اُس شریعت کے اصول کی صحیح تشریح کرتا اور صحیح نمونہ پیش کرتا ہے۔ اور اس میں بہت سے علوم غیبیہ ہوتے ہیں جو ازدیاد ایمان کا موجب ہوتے ہیں۔ یہی غیر متلو وحی جب غیر نبی کو ہوتی ہے تو وہ وحی ولایت کہلاتی ہے۔ پس ایک غیر نبی کو خواہ وہ ولی یا مجدد یا محدث ہو حسب استعداد صورت اوّل یا صورت دوم کی وحی ہو سکتی ہے۔ مگر نبی کو تینوں صورتوں کی وحی ہوتی ہے۔ صورت اوّل و دوم میں نبی اور غیر نبی مشترک ہوتے ہیں۔ صورت سوم صرف نبی کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ یہ وحی نبوت ہے۔

(باقی آئندہ)

ضرورت ملازمین

(۱) سکرٹری پبلک سروس کمیشن شملہ ماہ دسمبر ۱۹۳۵ء میں ذیل کی اسامیوں کے لئے انتخاب کرے گا:-

(الف) سپیشل کلاس امیدوار مکینکل انجینئرنگ اور ٹرانسپورٹیشن محکمہ جات کے لئے۔ الکٹریکل انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ اور عملے ریونیو اسٹیبلشمنٹ برائے سرکاری ریلوے۔

(ب) ہندوستان کے سرکاری کارخانجات آرڈی ننس اور کپڑے کے لئے امیدوار۔

۱۶ ستمبر ۱۹۳۵ء تک عرضیاں لی جائیں گی۔ کم از کم لیاقت ایف ایس سی پاس ہے۔ پراسپکٹس اور درخواست کے فارم سکرٹری سے مفت مل سکتے ہیں۔

---

(۲) گورنمنٹ آف انڈیا سیکرٹریٹ دفاتر و ملحقہ دفتروں کے لئے اعلیٰ گریڈ کے کلرکوں اور ٹائپسٹوں کی ضرورت ہے نیز محکمہ فوج اور ہوائی کے ہیڈ کوارٹر دفاتر کے لئے سویلین کلرکوں کی۔

۳- دسمبر کو مقابلہ کا امتحان ہوگا۔ سکرٹری پبلک سروس کمیشن شملہ سے پراسپکٹس اور درخواست کے فارم مفت مل سکتے ہیں

زمینداروں کیلئے ایک نفع آور کاروبار

شہد کی پیداوار

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

مسٹر ایف ایل بریّن ایم سی۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ کمشنر محکمہ اصلاح دیہات ایک مضمون کے دوران میں رقمطراز ہیں۔ کہ پنجاب میں ایک ایسی نفیس گھریلو صنعت کو فروغ حاصل ہو سکتا ہے جس کے لئے سرمایہ کی چنداں ضرورت نہیں وہ صنعت ہے شہد کی پیداوار پنجاب میں اس کے متعلق لوگوں کو بہت کم علم ہے۔ اور ایک منفعت بخش صنعت کے لئے یہاں عمدہ موقع ہے کوئی وجہ نہیں کہ زمیندار اس کام میں اگر ممکن ہو تو ہمسایہ مشنریوں کی امداد حاصل نہ کر سکیں۔ جو اپنی جوانی کے دنوں میں میری طرح شہد کی مکھیاں پالنے میں اپنے باپ کی مدد کیا کرتے تھے۔ انہیں صرف اس امر کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے سابقہ علم و تجربہ کو از سر نو بروئے کار لائیں اور ان چھوٹے چھوٹے پیارے جانوروں کو پھر پالنا شروع کر دیں۔ پنجاب میں ایسی فصلیں ضرور ہوں گی جن پر شہد کی مکھی پل سکتی ہے اور اگر برسیم (مصری گھاس) ایک ایسی فصل کا کام دے سکے۔ تو شہد کی مکھیاں پالنے کی صنعت کے لئے غیر محدود میدان موجود ہے۔ برسیم چارہ کی آئندہ فصل بننے والی ہے۔ اگر برسیم سفید کلووا کا بدل ثابت ہوا تو ایک ایک ایکڑ برسیم سے غالباً ایک من پختہ شہد نکل سکے گا۔ پنجاب میں بہترین قسم کا انگریزی شہد آسانی سے تین روپیہ سیر بکتا ہے۔ لیکن ہندوستانی شہد کی قیمت فی الحال بہت ہی کم ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اول تو ہندوستانی شہد کا ذائقہ اکثر اوقات تیز ہوتا ہے کیونکہ مکھیاں کیکر وغیرہ کی قسم کے درختوں سے اسے حاصل کرتی ہیں جن سے تیز اور بعض اشخاص کے نزدیک ناگوار خوشبو نکلتی ہے۔ مزید براں ہندوستان میں گھریلو شہد ناقص اور پرانے طریقوں سے اکٹھا کیا جاتا ہے کہ شہد میں کئی قسم کی آلائشیں مل جاتی ہیں۔ خالص شہد حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مکھیوں کی پرورش باقاعدہ کی جائے اور ان سے شہد مناسب طریق سے اخذ کیا جائے۔ شہد کے نفیس ذائقہ کے لئے ضروری ہے کہ مکھیاں اسے موزوں پھلدار درختوں اور برسیم اور سفید کلووا وغیرہ پودوں سے حاصل کریں شہد کی مکھیاں پالنا چنداں مشکل نہیں لیکن اور باتوں کی طرح یہ فن بھی سیکھنے سے آتا ہے۔ اور مکھیوں کی پرورش اور نگہداشت کے لئے مشق ضروری ہے جس طرح گھوڑے سدھانے کا کام کتابی علم سے نہیں آ سکتا اسی طرح مکھیوں کی نگہداشت کے لئے محض کتابی علم کافی نہیں یہ کام مشق سے آتا ہے جس طرح شہسواری اور گھوڑوں کی تربیت کا کام گھوڑے پر سوار ہونے سے آتا ہے۔

گزشتہ تیس سال میں شہد کی مکھیاں پالنے کے فن میں عظیم ترقی اور بہت سی تحقیقات ہوئی ہے جس کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ بیماری کا انسداد ہو سکتا ہے مکھیوں کے جھنڈ کو قابو میں رکھا جا سکتا ہے۔ اور زمانہ ماضی کے مقابلہ میں شہد کی صنعت زیادہ نفع آور اور اطمینان بخش پیمانہ پر ہو سکتی ہے موجودہ انگلستان میں بھی ابھی تک بعض لوگ پرانے طریق پر مکھیاں پالتے ہیں وہاں میرا ایک ہمسایہ ابھی تک سرکنڈے کے ٹوکرے میں مکھیاں پالتا ہے اور جب اسے شہد کی ضرورت ہو تو وہ گندھک کے دھوئیں سے مکھیوں کو بے بس کر دیتا ہے یہ چالیس سال کا پرانا طریقہ ہے۔ مگر پنجاب کی طرح انگلستان میں قدامت پسند لوگوں کی کمی نہیں۔ انگلستان میں چھتوں سے اگر موسمی حالات عمدہ ہوں تو فی چھتہ سو پونڈ وزنی شہد حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اور خود میں نے حاصل کیا ہے۔ اگر پنجاب میں ایک چھتے سے تیس چالیس پونڈ شہد نکل آئے تو بھی شہد کی پیداوار یہاں۔ بہت نفع آور صنعت ثابت ہو سکتی ہے کوئی وجہ نہیں کہ پنجاب میں شہد کی مکھیوں کو پالنے کی صنعت کے متعلق

مغرب میں تبلیغ اسلام

کے متعلق ایک مفید اور آسان تجویز

مندرجہ ذیل چٹھی دفتر کی طرف سے جماعتوں اور ذی استطاعت احباب کی خدمت میں بذریعہ ڈاک ارسال کی گئی ہے۔ اخبار میں بھی شائع کی جا رہی ہے تمام وابستگان سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس کی اہمیت کے پیش نظر بہت جلد توجہ مبذول فرمائیں۔

اخی المکرم سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے آپ بخیر وعافیت ہونگے

"مغرب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرض سے آپ بخوبی واقف ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں ایک تڑپ تھی۔ کہ یورپ میں پیغام اسلام پہنچایا جائے۔ چنانچہ ازالہ اوہام میں حضور ارشاد فرماتے ہیں " اس شوکت میں ایک شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے اٹھا اور چاہتا ہے کہ اسلام کا چہرہ تمام دنیا پر ظاہر کرے اور اس کی راہیں مغربی ملکوں کی طرف کھولے"

یہ محض خواہش نہ تھی۔ بلکہ ایک مصمم ارادہ تھا۔ اور حضور نے دعوے سے فرمایا "..... یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہو سکیگا۔ جیسے مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے"

مغرب میں تبلیغ کے دو ہی طریق ہیں۔ ایک یہ کہ لٹریچر تیار کر کے وہاں بھیجا جائے۔ اور دوسرے یہ کہ ہر ایک ملک میں مشن قائم کئے جائیں۔ خدا کا ہم پر خاص فضل ہے کہ اس نے ہمیں توفیق دی اور ہم قرآن کریم اور سیرت نبوی کے تراجم بعض یورپین زبانوں میں شائع کر سکے۔ ان تراجم کا اثر اظہر من الشمس ہے۔ چنانچہ عیسائی مصنفین نے بھی اعتراف کیا کہ:-

(۱) "احمدیت اس بات کا فیصلہ کر چکی ہے۔ کہ پیغمبر (صلعم) کے کیرکٹر کو ہر ایک الزام سے پاک ثابت کرے"

(۲) "اس وقت احمدی جماعت دنیا میں سب سے زیادہ اشاعت اسلام کرنے والی قوم ہے"

(۳) "احمدیت عیسائیت کے مقابلہ پر کھڑی ہے...... اس کے پیرو تحریر و تقریر کے ذریعہ عیسائی عقائد کے مقابلہ سے ذرا بھی مرعوب نہیں ہوتے"

اشاعت لٹریچر کے علاوہ ہماری جماعت نے کئی مشن بھی قائم کئے ہیں۔ جن کا نتیجہ خاطر خواہ ہے اور کئی بڑے بڑے صاحب علم و فن مشرف باسلام ہو چکے ہیں۔ یورپ کے ہر ملک میں تبلیغی مشن قائم کرنا موجودہ حالات میں انجمن کی طاقت سے باہر ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے خود بخود ہماری مشکلات کے آسان کرنے کا سامان ہو رہا ہے۔ چنانچہ البانیا جو وسط یورپ میں ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ وہاں کے تین طالبہ علم دین حاصل کرنے کے لئے ہمارے پاس ایک سال سے آئے ہوئے ہیں اور یہاں علوم دینیہ کی تحصیل کر رہے ہیں۔ یہ تینوں طلبہ فارغ التحصیل ہو کر یورپ کے تین ملکوں میں بطور مبلغ جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور اس طرح تھوڑے سے خرچ پر جو انجمن انہیں یہاں تعلیم دینے پر صرف کرے گی۔ وہ وسط یورپ کے تین ممالک میں انجمن کے مبلغ اور نمائندے بن سکینگے۔

اب حال ہی میں تین اور طلبہ نے درخواستیں بھیجی ہیں کہ انہیں بھی بغرض تعلیم لاہور آنے کی اجازت دی جائے کیونکہ البانیا کے لوگ اور بالخصوص نوجوان طبقہ ہمارے لٹریچر اور خیالات سے بہت متاثر ہے۔ ان کا معاملہ انجمن میں پیش ہوا۔ اور انجمن نے فیصلہ کیا۔ کہ ایک یورپین طلبہ کی تبلیغی کلاس کھولی جائے جس میں البانیہ کے ان طلبا کے علاوہ اور ملکوں مثلاً پولینڈ۔ فن لینڈ۔ رومانیا۔ بلگیریا وغیرہ کے طالبعلموں کو بھی (جن کی وقتاً فوقتاً درخواستیں آتی رہتی ہیں) تعلیم دی جائے۔ چنانچہ فیصلہ ہوا۔ کہ احباب جماعت کی خدمت میں اس کے متعلق اپیل کی جائے۔ خرچ ..۔ کا اندازہ ۱۲۰۰ روپیہ سالانہ ہے۔ اگر یہ طلبا فارغ التحصیل ہو کر مختلف ممالک میں مشن قائم کر دیں۔ تو انجمن کو ان مشنوں پر بہت تھوڑا خرچ کرنا پڑے گا اور اس طرح اسلام کا پیغام تمام دنیا میں پہنچ سکیگا۔

آپ کو خداوند کریم نے استطاعت بخشی ہے اور آپ اس قابل ہیں۔ کہ اپنے مالوں سے انجمن کی مدد فرما سکیں۔ اس لئے آپ سے اپیل کی جاتی ہے کہ آپ اس تحریک میں حصہ لیکر عند اللہ ماجور ہوں۔ اور اشاعت اسلام کے مقدس کام میں ممد ہو کر داخل حسنات ہوں۔ دفتر کو آپ کا جواب ضرور آنا چاہیئے تاکہ بار بار کی یاددہانیوں کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔ والسلام۔ خاکسار مسعود بیگ اسسٹنٹ سیکرٹری

امتحان دینیات

زیر اہتمام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

جیسا کہ پہلے بار بار اعلان ہو چکا ہے۔ آئندہ امتحان دینیات آخر ماہ اکتوبر یا شروع ماہ نومبر ۳۵ء میں ہوگا۔ کورس مقررشدہ برائے درجہ اول۔ درجہ دوم و درجہ سوم بھی اخبار "پیغام صلح" ۶ر جنوری ۳۵ء میں شائع ہو چکا ہے۔ اب پھر ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ جو صاحب کسی درجہ کے امتحان میں شامل ہونے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ وہ اب بلا مزید توقف دفتر سیکرٹری امتحان دینیات" میں اطلاع دیں۔ والسلام

نمبر شمار	مضمون	کتب مقررشدہ		
		درجہ اول	درجہ دوم	درجہ سوم
۱	قرآن کریم	ترجمہ وتفسیر سورہ فاتحہ وبقرہ (از بیان القرآن)	ترجمہ وتفسیر سورہ آل عمران، مائدہ ونساء (از بیان القرآن)	ترجمہ وتفسیر سورہ انعام تا آخر سورہ توبہ (از بیان القرآن)
۲	سیرت وتاریخ	سیرت خیر البشر (از مولانا محمد علی صاحب)	تاریخ خلافت راشدہ (از مولانا محمد علی صاحب)	سیرت عائشہ صدیقہ۔ سیرت صحابہ وسیرت صحابیات (دار المصنفین اعظم گڑھ)
۳	مسائل شرعیہ	طہارت۔ نماز۔ روزہ (مولوی مصطفٰے خانصاحب)	زکوٰۃ۔ حج (مولوی مصطفٰے خانصاحب)	فضل الباری تا صفحہ ۱۹۰ (از حضرت امیر)
۴	کتب سلسلہ	رسالہ مسیح موعود (از حضرت امیر ایدہ اللہ)	تحریک احمدیت۔ توضیح مرام۔ ازالہ اوہام فتح اسلام	آئینہ احمدیت، النبوۃ فی الاسلام۔ تعلیم الاسلام انجام آتھم معہ ضمیمہ سوائے عربی حصہ کے

نوٹ:- درجہ اول کا امتحان ہر شخص دے سکتا ہے لیکن درجہ دوم کے لئے درجہ اول اور درجہ سوم کے لئے درجہ دوم کے امتحان کا پاس شدہ ہونا ضروری ہے۔

(عزیز بخش سیکرٹری امتحان دینیات احمدیہ بلڈنگ لاہور)

۲۴ر جولائی ۳۵ء

مراسلات

دہلی کی تورا بیدہ انجمن سیف الاسلام کا چیلنج مناظرہ منظور

مولوی خدا بخش اور مولوی عبدالسمیع صاحبان میں سے کسی ایک نے سکرٹری انجمن سیف الاسلام کا نقاب اوڑھ کر اخبار "زمیندار" مورخہ ۱۴۔ جولائی ۱۹۳۵ء کے صفحہ ۵ پر ایک لمبے مضمون میں مقدس کارکنانِ جماعت احمدیہ لاہور کی شان میں انتہائی گستاخی اور دریدہ دہنی چودھویں صدی کی مولویت کی خصوصیت کا اظہار کرتے ہوئے یہ لکھا بھی کیا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ لاہور انجمن مذکور کے ساتھ حضرت میرزا صاحب کے "دعوے نبوت" کے متعلق مباحثہ کے لئے آمادگی کا اظہار کیوں نہیں کرتی۔ چنانچہ اُن کے چیلنج کی بنا پر میں مولوی خدا بخش اور مولوی عبدالسمیع صاحب کو اطلاع دیتا ہوں کہ اگر وہ اور اُن کی انجمن تہذیب۔ شائستگی اور متانت کو ہاتھ سے نہ دے گی تو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی نہایت ہی دوستانہ طریق پر ہر وقت جس مسئلہ پر انجمن مذکور چاہے گفتگو کے لئے تیار ہے۔ ذریۃ البغایا کے معانی پر جو بھی اعتراضات مولوی صاحبان کو ہیں۔ وہ بھی انشاء اللہ مباحثہ میں صاف ہو جائیں گے۔ اس لئے براہ کرام اطلاع دیں۔ کہ آپ کب میرے ساتھ گفتگو کے لئے تیار ہوں گے۔

نوٹ :۔ شرط یہ ہوگی۔ کہ جماعت احمدیہ کے پرچے اخبار "الجمیعتہ" میں انجمن مذکور شائع کرائے گی اور جماعت احمدیہ ان کے پرچے اخبار "پیغام صلح" میں شائع کرا دے گی۔

شیخ عبدالحق سکرٹری انجمن احمدیہ اشاعت اسلام دہلی

مسلمانانِ لاہور کی اہم اور فوری ضرورت

گزشتہ ماہ لاہور میں جو واقعات ظہور پذیر ہوئے۔ اس پر ایک خیر خواہ قوم و ملک دلی افسوس و رنج کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مسلمانوں کے خود ساختہ لیڈروں نے غریب اور مخلص مسلمان قوم کے جوش و احساس اسلامی سے جو ناجائز فایدہ اُٹھایا ہے۔ وہ کسی سمجھدار مسلمان سے پوشیدہ نہیں غریب مسلمانوں کو طرح طرح کے مصائب میں مبتلا کر کے دور بیٹھ کر تماشہ دیکھنا ان لیڈروں کا پرانا شیوہ ہے۔ کشمیر ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں ہزارہا غریب مسلمان قید و بند و دیگر مصائب کا شکار ہوئے۔ لیکن اُس شورش کے لیڈروں نے ایسے لوگوں کے عیال و اطفال کے گزارہ کا کچھ انتظام نہ کیا۔ خود مزے سے وہ پلاؤ قورمہ اُڑاتے رہے اور غریبوں کے اہل و عیال نان جویں کو ترستے رہے۔ لاہور میں جو واقعات پیش آئے۔ وہ بھی خود غرض اور زر پرست لیڈروں کی ذہنیت کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہیں۔ ایک قسم کے بندۂ شکم لیڈروں نے غریب اور پُرجوش مسلمانوں کو اسلامی جھنڈا لہرانے کی رسم کو "مبارک ہاتھوں" سے ادا کرتے ہوئے خلاف قانون کارروائی کرنے پر اُکسایا۔ تو دوسری قسم کے لیڈروں نے جو مسلمان قوم کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں اپنے سامنے مسلمانوں کو خلاف ورزی قانون کی وجہ سے ڈنڈوں اور بندوقوں کا نشانہ بنتے کئی نوجوانوں کا خون بہتے دیکھا۔ لیکن اپنے دفتر سے باہر نکل کر اُن کی صحیح رہنمائی کرنے کا اقدام نہ کیا۔ اور بعض ایسے لغو بیانات پر اکتفا کی۔ کہ ہمارا جلسہ ۲۷، ۲۸ جولائی کو ہوگا۔ تب ہم فیصلہ کریں گے کہ کیا کرنا چاہیئے۔ جو شخص احراری لیڈروں کے جدید اعلان کو پڑھے گا اس پر ان لوگوں کی خود غرضیوں اور قوم فروشیوں کی حقیقت ظاہر ہو جائے گی۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے۔ کہ گولیاں اور ڈنڈے کھانے والی وہی پبلک تھی۔ جو احراریوں کے جلسوں کی رونق اور اُن کی اکساہٹ پر جماعت احمدیہ کو گالیاں دینے والی تھی۔ پھر قابل غور امر یہ ہے۔ کہ احراری لیڈروں نے بجز مشورے کرنے اور ایک آدھ لغو بیان کے پبلک کی عملی ہمدردی کیا کی؟ کیا اُن کا اولین فرض یہ نہ تھا۔ کہ اُن میں سے ہر ایک بجائے کوٹھیوں میں بیٹھ کر مشورہ کرنے کے پبلک کو ہر ممکن طریق سے سمجھاتا اور قانون شکنی کے بُرے نتائج سے آگاہ کر کے اُن کی جانیں بچا لیتا۔ یہ یقینی امر ہے کہ منشی ظفر علی وغیرہ کی نظر بندی کے بعد اگر احراری لیڈر میدان عمل میں کود پڑتے اور لوگوں کا رُخ بجائے قانون شکنی کے دوسری طرف کر دیتے۔ تو اتنی مشکلات پیدا نہ ہوتیں۔ لیکن اُن کا خاموش بیٹھ کر معاملات کو دگرگوں ہونے دینا قابل نفرت فعل ہے۔ جس سے وہ اب بعد از وقت بیانات دینے سے بری الذمہ نہیں ہو سکتے۔

یہ تو ہوا گزشتہ معاملہ۔ اب مسلمانوں کو موجودہ مشکلات میں کیا کرنا چاہئے۔ یہ سب سے اہم مسئلہ ہے۔ مہذب اور متمدن اقوام کا قاعدہ ہے۔ کہ اگر کسی وجہ سے دو قوموں کا تصادم ہو کر مالی و جانی نقصان ہو گیا ہو۔ تو وہ لڑائی کے دوران میں اور بعد بھی نقصان رسیدہ لوگوں کی ہمدردی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتیں۔ ظاہر ہے کہ اس وقت ہمارے کئی نوجوان مارے گئے ہیں اور کئی زخموں کی وجہ سے بیکار ہو گئے ہیں۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اُن کے اہل و عیال کو سنبھالنے کا فکر کریں۔ ان حادثات کی وجہ سے بیواؤں اور یتیموں کی تعداد یقیناً ہماری قوم کے اندر بڑھ گئی ہے۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ اپنے فوت شدہ اور بیکار بھائیوں کی فہرست تیار کریں اور اُن کے پسماندگان کی امداد کے لئے فوراً ایک فنڈ کھول دیں جس میں یقین ہے کہ ہر ایک خیر خواہ قوم مدد دے گا۔ یہ کام فوری طور پر کرنے کا ہے۔ اگر دوسرے مسلمان اس امر سے غفلت کریں۔ تو ہمارے احباب کا فرض ہے۔ کہ وہ اس نیک کام کا بیڑہ اُٹھائیں اور کسی شخص کے اعتراض یا واہ واہ کا پروا نہ کریں۔ (ایک احمدی)

پیغام صلح :۔ لاہور میں ذمہ دار حضرات کے زیر انتظام ایک مسلم ریلیف کمیٹی قائم ہو چکی ہے۔ اس کی طرف سے چندہ کی اپیل بھی کی گئی ہے اور اعلان ہوا ہے کہ چندہ کی جملہ رقوم لاہور مسلم ریلیف کمیٹی کے حساب میں امپیریل بنک آف انڈیا کی لاہور برانچ میں جمع کرانی چاہئیں یا سر فیروز خان نون بالقابہ اور نواب شاہنواز خان آف ممدوٹ کے نام ارسال کی جائیں۔ دو ہزار کے قریب روپیہ جمع بھی ہو چکا ہے لیکن امداد کی نہایت وسیع پیمانہ پر ضرورت ہے اگر اس کمیٹی کے علاوہ بھی کوئی مناسب صورت ہو سکے تو ہمارے خیال میں فائدہ مند ہوگی۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

کہاں؟

آج امتِ رسول کے غم خوار ہیں کہاں؟
تہذیب یثربی کے علمدار ہیں کہاں؟
اسلام کے گلو پہ ہے اسلام کی چھری
اب قوم کے وہ یار وفادار ہیں کہاں؟
تفریق کو فروغ دیا جا رہا ہے کیوں
تنظیم اہل دین کے طلبگار ہیں کہاں؟
کیوں آتشِ نفاق ہے بھڑکائی جا رہی
اب اتحادِ قوم کے غم خوار ہیں کہاں؟
لغزش کا اعتراف فریقین کر چکے
اب امن و آشتی کے طرفدار ہیں کہاں؟
آخر یہ جوش گرمیِ تقریر تا بکے
اسلامیوں کے صاحبِ اوکار ہیں کہاں
(ماخوذ)

جاپان میں ہندوستانی طلباء

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

ہز مجسٹی ملک معظم کے قنصل جنرل متعینہ کوبے جاپان نے حکومت ہند کو اطلاع دی ہے کہ گزشتہ ایک دو سال سے چند ہندوستانی طلباء یا شاگرد تعلیم یا تربیت حاصل کرنے کی غرض سے جاپان گئے اور ان میں بہت ہی کم اس امر سے واقف تھے کہ جاپان میں رہنے کے لئے کتنے روپیہ کی ضرورت ہے۔ اور ایسی مثالیں موجود ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ روپیہ کی قلت کے باعث طلباء کے طرز زندگی کا ان کی تعلیم پر بُرا اثر پڑا ہے بنا بریں قنصل جنرل موصوف نے یہ تجویز کیا ہے۔ کہ اگر ہندوستان میں مقامی حکام ٹیکنیکل تعلیم کے واسطے عازمانِ جاپان کو یہ مشورہ دیں کہ وہ وہاں جانے سے پیشتر روپیہ کا بخوبی بندوبست کر لیں تو اس سے طرفین کو فائدہ پہنچیگا۔

(لاہور یکم اگست ۳۵ء)

لاہور میں کرفیو آرڈر منسوخ ہو گیا

لاہور ۱۰ راگست۔ سکھ مسلم فساد کے سلسلہ میں ۸ رجولائی کو کرفیو آرڈر کا نفاذ ہوا تھا جو پچیس دن تک نافذ رہنے کے بعد آج منسوخ کر دیا گیا۔

تنازعہ شہید گنج کے متعلق خبریں

—— لاہور میں اب بالکل امن و امان ہے کاروبار پوری طرح جاری ہوگیا ہے دن کے وقت بازاروں میں رونق پہلے کی طرح ہوتی ہے لہذا بازار بھی آمد و رفت کیلئے کھول دیا گیا ہے البتہ مسجد شہید گنج کے قریب سڑک بند ہے اس مقام کے سوا اور کسی جگہ فوجی پہرہ موجود نہیں۔ گذشتہ ہفتہ کی بعض ضروری خبریں درج ذیل کی جاتی ہیں۔

—— ۲۶ر جولائی کو بادشاہی مسجد لاہور میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں فائرنگ کے متعلق تحقیقاتی کمیٹی مقرر کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ نیز حکومت پنجاب سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ مساجد، قبرستانوں اور اوقاف کے تحفظ کے لئے گوردوارہ ایکٹ کی طرز کا ایک قانون منظور کرے۔

—— ۲۰ ر ۲۱ر جولائی کے فائرنگ کے شہدا و مجروحین کی تعداد معلوم کرنے کے لئے جو کمیٹی مقرر ہوئی تھی۔ اس نے دس شہداء کی فہرست شائع کی ہے۔ . . . .

مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے کمیٹی کا ایک اجلاس ۳ر اگست کو [illegible] جو کوئی شہادت دینا چاہے اس روز حاضر ہو جائے حکومت اس امر کا نہایت وضاحت سے اعلان کر چکی ہے کہ کوئی شخص خواہ وہ زخمی ہو یا نہ ہو۔ کمیٹی کے روبرو آئیگا اس پر مقدمہ نہیں چلایا جائیگا۔ تجویز ہے کہ شہادت قلمبند کرنے کی غرض سے کمیٹی مذکور کا اور کوئی اجلاس نہیں ہوگا۔ تا وقتیکہ اس کی ضرورت نہ سمجھی جائے

—— ۲۹ر جولائی سے کرفیو آرڈر کا وقت تبدیل ہوگیا ہے اب دس بجے [illegible] صبح کے چار بجے تک ہے بعد کی خبر کرفیو آرڈر منسوخ کر دیا گیا

—— مسجد شہید گنج کے متعلق سکھوں کے ساتھ مسلمانوں کی کوششیں معمولی پیمانہ پر اب تک شروع ہیں۔ اس غرض کے لئے ایک کمیٹی بھی مرتب ہو چکی ہے۔ جو مختلف الخیال حضرات پر مشتمل ہے۔ قانونی جد و جہد اور سکھوں سے گفتگو کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

—— ۱۸ر جولائی کو لاہور میں اکبری منڈی میں ایک سکھ پولیس کانسٹیبل مسمی [illegible] قتل ہو گیا تھا۔ اس کا مقدمہ زیر سماعت ہے ایک ملزم مسمی شیر زمان خان کو زیر دفعہ ۳۵۳ ڈیڑھ سال قید اور پچاس روپیہ جرمانے کی یا تین ماہ قید مزید۔ اور زیر دفعہ ۲۲۵ تین سال قید اور سو روپے جرمانہ یا چھ ماہ قید مزید کی سزا دی گئی ہے۔ سزائیں ایک ساتھ شروع ہوں گی۔ دوسرا ملزم محمد اسحاق سشن سپرد ہو چکا ہے۔

—— لاہور ۳۱ر جولائی۔ آج لاہور کے مسلم اخبار نویسوں کا ایک جلسہ علامہ عنایت اللہ مشرقی کی صدارت میں دفتر "سیاست" میں منعقد ہوا۔ جس میں گورہ فوج کی حفاظت میں مسجد کے گرائے جانے، سکھوں کے مسلح جتھوں کو لاہور شہر میں آنے کی اجازت دینے، سنسر کی قیود اور اس معاملے کو سکھ ڈپٹی کمشنر اور سکھ مجسٹریٹ کے سپرد رکھنے کے خلاف، اور ۲۰ ر ۲۱ر جولائی کے فائرنگ کے خلاف اظہار ناراضگی کی قراردادیں منظور کی گئیں اور اس بات پر بھی اظہار افسوس کیا گیا کہ حکومت نے قیام امن کی خاطر مسجد کو اپنے قبضہ میں کیوں نہ لے لیا

—— اجلاس نے کامل غور کرنے کے بعد اس رائے کا اظہار کیا

—— اجلاس نے اس بات پر بہت زور دیا کہ پبلک کے جوش کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ایک کھلی تحقیقات کی جائے۔

—— لاہور میں جو مسلم ریلیف کمیٹی قائم ہوئی تھی وہ اپنے کام میں مصروف ہے۔ یعنی سرمایہ جمع کر رہی ہے۔ سر فیروز خان نون صاحب بالقابہ نے بعض دیگر اصحاب کی معیت میں ہسپتال جا کر زخمیوں کی بیمار پرسی کی۔ اور جناب نواب شاہنواز خان صاحب آف ممدوٹ کی معیت میں شہدا کے مکانوں پر جا کر فاتحہ خوانی میں بھی شریک ہوئے

—— لاہور ۲۹ر جولائی۔ قضیہ شہید گنج کے سلسلہ میں ایک مسلمان نوجوان مسٹر یعقوب الحسن کارکن پنجاب سوشلسٹ پارٹی کو شاہی قلعہ میں نظر بند کر دیا گیا ہے آپ نے ۲۲ر جولائی کو مسجد وزیر خان میں مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں ایک پرجوش تقریر کی تھی۔

—— لاہور ۳۰ر جولائی۔ بعض مقامی اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ مسجد شہید گنج کا انہدام شروع ہوا۔ تو پہلے روز ہی ایک سکھ گنبد گراتا ہوا ہلاک ہو گیا۔ ازاں بعد مسجد کی تمام عمارت مسمار ہونے لگی۔ تو چند اور سکھ ملبے کے نیچے دب کر مجروح ہو گئے۔ اس کے بعد جب دیوار بنائی گئی۔ تو وہ چند دنوں کے بعد خود بخود گر کر منہدم ہوگئی۔ اسے پھر تعمیر کیا گیا۔ لیکن دو دن کے بعد پھر خود بخود منہدم ہوگئی۔ اب تازہ اطلاع ملی ہے کہ ایک اور دیوار جو مسجد شہید گنج کے مقام پر تعمیر ہو رہی تھی۔ آج خود بخود گر گئی۔

عالم اسلام

—— قاہرہ ۳۰ر جولائی۔ یہاں کے بعض اخبارات رقمطراز ہیں کہ غازی مصطفٰے کمال کی تجویز ہے کہ طہران میں مسلمانوں کی انجمن اقوام منعقد کی جائے۔ سب سے پہلے مصر کی وفد پارٹی کے لیڈر نحاس پاشا نے یہ تجویز پیش کی تھی۔ مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے اب یورپ کی موجودہ صورت حالات غازی ممدوح کی اس تحریک کو تیز تر بنا رہی ہے

—— کابل ۲۹ر جولائی۔ کابل میں جشن آزادی منائے جانے کی زبردست تیاریاں ہو رہی ہیں۔ بازاروں، گلی کوچوں اور تمام عمارتوں کو خوب آراستہ کیا گیا ہے۔ شاہی محل کو غیر معمولی طور پر سجایا گیا ہے۔ جشن آزادی ۱۱ر تا ۱۴ر اگست منایا جائیگا۔ جو دربار میں پڑھا جائیگا جس میں روسا، سرکاری افسران اور تمام ممالک کے سفیر شامل ہونگے

—— چند روز ہوئے مزار شریف اور اس کے گرد و نواح میں ایک شدید زلزلہ محسوس ہوا۔ مگر کوئی خاص نقصان نہیں ہوا۔

—— ایران میں انگریزی ٹوپی سرکاری حکم سے رائج کر دی گئی ہے اس سلسلہ میں مشہد میں جو فساد ہو گیا تھا۔ اس کو حکومت نے پوری طاقت اور تیزی سے فرو کر دیا۔ باقی سارا ملک اس تبدیلی پر مطمئن نظر آتا ہے

—— حسین رؤف بے سابق وزیر اعظم ترکی جولائی کے پہلے ہفتہ میں واپس استنبول آگئے ہیں۔ موصوف کو ۱۹۲۶ء میں صدر جمہوریہ ترکیہ کے خلاف سازش کے الزام میں جلاوطن کیا گیا تھا۔

—— گذشتہ ماہ افغانستان کے بعض علاقوں میں زبردست سیلاب آئے۔ جن کی وجہ سے ان علاقوں کی سڑکیں خراب ہوگئیں اور راستے بند ہوگئے

—— انگورہ ۲۶ر جولائی۔ حکومت ترکی نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ چونکہ ۲۹ر اکتوبر کو جمہوریہ ترکیہ کا اعلان کیا گیا تھا اس لئے آئندہ ہر سال ۲۹ر اکتوبر کو سرکاری طور پر قومی دن منایا جایا کرے۔

—— قبائل عراق کی بغاوت کا بالکل خاتمہ ہوگیا ہے۔ شورش کے سابق نقصانات کے متعلق ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کیا گیا ہے اس کا پہلا اجلاس ۱۵ اگست کے پہلے ہفتہ میں ہوگا۔

متفرق خبریں

—— صوبہ سرحد میں طغیانی کی وجہ سے پانچ سو مکانات گر گئے۔ تقریباً چار لاکھ روپے کا نقصان ہوا ہے چند موتیں بھی ہوئیں۔

—— ایبٹ آباد کو از سر نو تعمیر کرنے کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ حکومت میونسپلٹی کو معقول امداد اور پبلک کو برائے نام سود پر قرض دیگی۔

—— شملہ ۳۱ر جولائی۔ آج ایک نیا ریگولیشن جس کا نام کوئٹہ میونسپل جائیداد کی تقسیم کا قانون ہوگا نافذ کیا گیا ہے کالا کوئٹہ شہر، چھاؤنی اور ضلع میں ہوگا۔ اس کی رو سے ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان کو اختیار دیا گیا ہے۔ کہ وہ ایک یا ایک سے زیادہ کلیم کمشنر مقرر کرکے کلیم کمشنروں کو اس بات کا اختیار دیا گیا ہے کہ وہ کھودا ہوا مال کسی شخص کو جسے وہ اس کا حقدار سمجھیں دیدیں اگر کوئی دعویدار کلیم کمشنر کو اس بات کا اطمینان نہ دلا سکا۔ کہ اس کا دعویٰ ٹھیک ہے۔ تو مال اس وقت تک گورنمنٹ کے قبضہ میں رہیگا۔

—— اس ریگولیشن کی رو سے رقبہ مشتہرہ کے اندر جائداد منقولہ یا غیر منقولہ کے متعلق جو کھود کر نکالی جائے گورنمنٹ یا گورنمنٹ کے کسی افسر کے خلاف کسی قسم کا دعویٰ نہیں ہو سکیگا۔ کلیم کمشنر کو اس بات کا اختیار ہوگا۔ کہ وہ گواہوں کو طلب کر سکے اور انہیں شہادتوں کے لئے مجبور کر سکے۔ کل سے اس ریگولیشن کے مطابق کھدائی کا کام شروع کر دیا گیا ہے

—— شملہ ۳۰ر جولائی۔ مسٹر جی ولیسٹ نے جو طبقات الارض تحقیقات کے ماہر ہیں۔ زلزلہ کوئٹہ کے متعلق اپنی رپورٹ کو مکمل کر لیا ہے جو ۳ر اگست کو شائع کر دی جائے گی

—— وادی آسام کے مقتدر مسلم لیڈر اس کوشش میں مصروف ہیں کہ مستقبل قریب میں بمقام گوہاٹی مسلمانوں کی ایک نمائندہ کانفرنس منعقد کریں۔

—— یورپ کے سیاسی حلقوں میں اس بات کا یقین کیا جاتا ہے کہ ابی سینیا اور اطالیہ کے درمیان ستمبر کے آغاز میں جنگ شروع ہو جائیگی

—— الہ آباد ۳۰ر جولائی۔ آل انڈیا پوسٹل اور آر۔ ایم۔ ایس کانفرنس کا اجلاس ۱۰ر اور ۱۱ر اگست کو الہ آباد میں منعقد ہوگا۔

—— اخبار پاؤنیر اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ اسمبلی کے شملہ سشن میں بجٹ سشن کی نسبت مسلم ارکان کانگریس کی زیادہ حمایت کرینگے اندازہ کیا جاتا ہے کہ لاہور اور کراچی کے واقعات کے متعلق بعض ارکان اسمبلی میں سوالات کریں گے اور کانگریسی ارکان انہی موضوعات کی وجہ سے مسلم ارکان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے یہ بھی اخبار مذکور کو معلوم ہوا ہے کہ اگست کے آخری ہفتہ میں مسلم ارکان کی میٹنگ ہوگی۔ تاکہ وہ اپنے نقطہ نگاہ کے متعلق کوئی فیصلہ کر سکیں

—— جنیوا ۲۹ر جولائی۔ لیگ کا اجلاس ۱۳ر اگست کو ہوگا۔ اٹلی کی طرف سے اجلاس میں نمائندہ بھیجنے کے متعلق تاحال کوئی اطلاع نہیں ملی۔ افواہ ہے کہ اٹلی صرف اس شرط پر لیگ کے اجلاس میں شریک ہونے کے لئے تیار ہے کہ سرحدی امور کے سوا اور کسی بات پر بحث نہ ہو۔

—— واردھا ۳۰ر جولائی۔ کانگرس کمیٹی کا خاص اجلاس یہاں منعقد ہو رہا ہے جس میں نئے دستور اساسی میں وزارتوں کی قبولیت کے مسئلہ پر بھی بحث ہوئی۔ تاحال کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا۔ بہت سے مقتدر کانگریسی لیڈر اس بات کے حق میں ہیں۔

(بعد کی خبر) اس مسئلہ کو فی الحال ملتوی کر دیا گیا ہے۔

—— بھیکو اڑہ ریاست کپورتھلہ کے ہندوؤں نے مسلمانوں کا مقاطعہ کر دیا

سشن جج گورداسپور

کے فیصلہ کے متعلق بیرونی جماعتوں کی قراردادیں

(گورنمنٹ کی خاص توجہ کے قابل)

شملہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ کا ایک خاص اجلاس ۱۹ جولائی کو بعد نماز جمعہ بصدارت مولوی محمد یوسف صاحب منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن اتفاق رائے سے منظور کیا گیا اور قرار پایا کہ اس کی نقول ہز ایکسلینسی وائسرائے ہند ہز ایکسلینسی گورنر پنجاب، آنریبل چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ اور اخبارات کو بھیجی جائیں

ریزولیوشن۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ کا یہ اجلاس سشن جج گورداسپور کے اس فیصلہ پر جو موصوف نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں سنایا ہے. نہایت رنج و افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ اس فیصلہ میں جج موصوف نے اصل مقدمہ کو چھوڑ کر جماعت احمدیہ کے مقدس بانی (جن کی وفات ۱۹۰۸ء میں ہوئی) اور آپ کی پاک تعلیمات پر نہایت ناواجب اور ناروا حملے کئے ہیں۔ جن میں جج موصوف نے اپنے منصب کا خیال بھی نہیں رکھا۔ کہ ان کو یہ حملے کرنا واجب تھے اس فیصلہ میں جج موصوف نے ملک معظم کی رعایا کے ہزارہا افراد کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا ہے۔ لہذا یہ جلسہ حکومت سے استدعا کرتا ہے. کہ وہ اس معاملہ میں جلد از جلد مناسب قدم اٹھا کر جماعت احمدیہ کے ساتھ جو بے انصافی ہوئی ہے اس کی تلافی کرے۔ یہ جلسہ حکومت پر واضح کر دینا چاہتا ہے. کہ اگر اس نے اس فیصلہ کے نامناسب ریمارکس کو برقرار رکھا۔ تو وہ فہمیدہ لوگ جو جماعت احمدیہ اور اس کی تعلیمات کے متعلق صحیح علم رکھتے ہیں۔ برطانوی عدل و انصاف سے بدظن ہونے میں حق بجانب ہونگے۔

آنریری سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ

جھنگ

آج بتاریخ ۲۳ر جولائی ۳۵ء احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جھنگ نے اپنے ایک غیر معمولی اجلاس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن اتفاق رائے سے پاس کئے

(۱) یہ اجلاس سشن جج صاحب گورداسپور کے ان ریمارکس کے خلاف جو انہوں نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ کے فیصلہ میں جناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام بانئے سلسلہ احمدیہ کے متعلق دیئے ہیں۔ جو سراسر غلط اور بدنام کرنے والے ہیں اور جنہوں نے حکومت برطانیہ کی رعایا کے ہزارہا افراد کے مذہبی جذبات کو بری طرح مجروح کیا ہے سخت ناراضگی کا اظہار کرتا ہے اور گورنمنٹ عالیہ سے ملتجی ہے کہ ان نامناسب ریمارکس کی تلافی بہت جلد کی جاوے۔ ورنہ ہر صحیح الدماغ شخص جو اس جماعت کے عقائد اور کارناموں سے واقف ہے۔ برطانوی عدل و انصاف سے بدظن ہونے میں حق بجانب ہوگا۔

(۲) قرار پایا کہ اس ریزولیوشن کی نقول بخدمت ہز ایکسلینسی وائسرائے ہند ہز ایکسلینسی گورنر پنجاب و بخدمت آنریبل چیف جسٹس پنجاب ہائیکورٹ اور اخبارات کو بھیجی جائیں۔

منگو حیات خاں

(سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جھنگ)

سیالکوٹ

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح لاہور زاد عنایتہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گذشتہ جمعہ کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سیالکوٹ نے سشن جج گورداسپور کے اس فیصلہ کے متعلق جو بمقدمہ عطاء اللہ شاہ بخاری سنایا گیا ہے اور جس میں محض فرقی اختلاف کی بنا پر حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق نہایت ناروا اور غیر مناسب باتیں منسوب کی ہیں۔ انتہائی رنج و تاسف کا اظہار کرتے ہوئے ایک ریزولیوشن پاس کیا جس کی ایک ایک نقل ہز ایکسلینسی وائسرائے ہند اور ہز ایکسلینسی گورنر پنجاب نیز آنریبل چیف جج ہائیکورٹ لاہور کی خدمت میں بایں استدعا بھیجی گئی کہ اس فیصلہ کو جس کی وجہ سے جماعت احمدیہ کے بیشمار قلوب کو مجروح کرنے کی کوشش کی گئی ہے اپنے اثر و رسوخ سے مسترد فرما کر ملک کی فضا کو مکدر ہونے سے بچایا جائے۔

امید کہ ان حروف کو اپنے موقر جریدہ میں جگہ دیکر ممنون فرماد ینگے۔

خاکسار

شیخ غلام حسین سیالکوٹی

پشاور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پشاور کا ایک غیر معمولی اجلاس بعد از نماز جمعہ بتاریخ ۵ر جولائی منعقد ہوا اور مندرجہ ذیل ریزولیوشن اتفاق رائے سے منظور کیا گیا۔ اور قرار پایا کہ اس کی نقول ہز ایکسلینسی وائسرائے ہند، ہز ایکسلینسی گورنر پنجاب و گورنر صوبہ سرحد، چیف جسٹس پنجاب ہائیکورٹ کی خدمت میں ارسال کی جائیں۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پشاور کا یہ جلسہ صاحب سشن جج گورداسپور کے اس فیصلہ کے متعلق جو سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں سنایا گیا ہے سخت افسوس اور دلی رنج کا اظہار کرتا ہے اس فیصلہ میں صاحب موصوف نے بانی سلسلہ احمدیہ کی سوانح اور تعلیمات کے متعلق بلا ضرورت غلط اور بدنام کن امور درج کئے ہیں۔ بالخصوص جبکہ مقدمہ سرکار کی طرف سے دائر کیا گیا تھا۔ اس طرح حضور ملک معظم کی رعیت کے ہزارہا افراد کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا۔ یہ جلسہ حکومت برطانیہ سے امید کرتا ہے کہ وہ جلد از جلد اس بے انصافی کے ازالہ کے لئے مناسب اقدام عمل میں لاکر مذہبی معاملات میں اپنے غیر جانبدارانہ رویہ اور انصاف کا ثبوت دے کر سلسلہ احمدیہ کو ممنون کرے گی اگر گورنمنٹ عالیہ کوئی ایسا مناسب اقدام عمل میں نہ لائی تو انصاف پسند لوگ برطانوی عدل اور انصاف سے بدظن ہونے میں قدرتاً حق بجانب ہونگے۔ فقط

(سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پشاور)

مفتی اعظم بیت المقدس کا فتویٰ

بیت المقدس میں فلسطین کے شیوخ جمع ہوئے تھے۔ ان کے مجمع میں شیخ امین الحسینی مفتی اعظم نے شرعی اور قرآنی احکام کے ماتحت یہ فتویٰ دیا ہے کہ فلسطین میں یہودیوں کے ہاتھ زمین اور جائداد فروخت کرنا قطعاً حرام ہے۔ مفتی اعظم کا یہ فتوے اخبارات میں شائع ہو گیا ہے اور تمام عربوں نے اس پر عمل پیرا ہونے کا عہد کیا ہے۔ اگر ہندوستان کے علماء کو ذرا بھی حفاظت قوم کا خیال ہوتا۔ تو وہ ضرور مفتی اعظم کی پیروی کرتے۔ افسوس کہ یہاں کے بڑے بڑے علماء صرف دعوتیں کھانے اور نذرانے لینے میں مصروف ہیں اور ہندو ساہوکاروں نے ایک ایک مسلمان کی جائداد کو کوڑیوں کے بھاؤ خریدا اور لوٹا۔ اگر پچاس سال پہلے ہندوستان میں بھی ایسا فتوے دیدیا جاتا۔ تو مسلمانان ہندوستان کبھی اس درجہ ذلیل اور پامال نہ ہو سکتے۔ مگر ہمارے علماء میں اس قدر دوراندیشی کہاں ہے۔ انہیں مسلمانوں کو کافر بنانے ہی سے کب فرصت مل سکتی ہے کہ وہ مسلمانوں کی جائدادوں کا بھی فکر کریں

(امیان)

تم جو چاہو تو میرے درد کا درماں ہو جائے

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

دہلی میں ولایت نامی ایک مشہور خوش گلو قوال ہے۔ قیام دہلی کے دوران میں مجھے ایک مرتبہ اس کی زبان سے ایک مناجات سننے کا اتفاق ہوا۔ جس نے میرے دل پر بڑا اثر کیا۔ اُس کے دو شعر زبانی یاد رہ گئے ہیں اور وہ یہ ہیں:-

تم جو چاہو تو میرے درد کا درماں ہو جائے
ورنہ مشکل ہے کہ مشکل میری آساں ہو جائے

دینے والے تو جو دیتا ہے تو اتنا دیدے
کہ مجھے شکوہ کوتاہیِ داماں ہو جائے

میرے دوست سید لعل شاہ صاحب برق پشاور میں تشریف رکھتے ہیں۔ خط و کتابت کے سلسلہ میں میں نے یہی دو شعر انہیں لکھ بھیجے۔ انہوں نے جواب میں پہلے شعر کو تضمین کر کے بھیجا جنہوں نے مجھے بہت ہی لطف دیا۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے دوست بھی اس سے لطف اٹھادیں۔ اس لئے درج اخبار ہیں:-

ممتنع کو بھی اگر چاہو تو امکاں ہو جائے
ہونی انہونی بھی ہو، آپکی گر ہاں ہو جائے

عمر پُر خار میری گلشن رضواں ہو جائے
تم جو چاہو تو میرے درد کا درماں ہو جائے

ورنہ مشکل ہے کہ مشکل میری آساں ہو جائے

نزول مسیح کی حقیقت قرآن پاک کی روشنی میں

(از مولوی احمد یار صاحب بی۔ اے۔ مولوی فاضل۔ منشی فاضل)

جماعت احمدیہ کا تو یہ دعوےٰ ہے کہ مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا۔ نہ کہ قوم بنی اسرائیل میں سے۔ جیسا کہ ہمارے دوسرے مسلمان بھائیوں کا خیال ہے۔ لیکن مولوی صاحبان اس بات پر اڑے ہوئے ہیں۔ کہ مسیح موعودؑ حضرت عیسٰے علیہ السلام ہیں۔ جو آخیر زمانے میں امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ اب اس دعوے کے ثبوت میں جو ہماری طرف سے قرآن و حدیث اور اقوال آئمہ سے دلائل پیش کی جاتی ہیں۔ وہ ذیل میں درج ہیں۔ اگر کوئی صاحب ان دلائل کی تردید کرے گا۔ تو اس پر بھی نہایت نیک نیتی اور غیر متعصبانہ طور پر غور کیا جائے گا۔ اسی طرح غیر از جماعت حضرات کا بھی فرض ہے کہ وہ ہمارے دلائل پر نہایت ہمدردی سے غور فرما کر حق کے پانے کی کوشش فرما دیں۔

پہلی دلیل

یہ بات آیات محکمات سے روز روشن کی طرح واضح ہو چکی ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام وفات پا چکے ہیں اور دیگر انبیا کی طرح رفیق اعلیٰ سے جا ملے ہیں اس امر کی صرف جماعت احمدیہ ہی قائل نہیں رہی۔ بلکہ مسلمانوں میں سے جتنا روشن دماغ طبقہ ہے وہ سب کا سب حیات مسیح کے غلط عقیدہ سے بیزار ہے۔ چنانچہ کئی بار اسی اخبار کے کالموں میں متقدمین و متاخرین علماء کی شہادتیں پیش کی جا چکیں جن کا یہاں دہرانا لاطائل ہے۔ اور یہ بات بھی آیات بینات اور احادیث صحیحہ سے عیاں ہے کہ مردے پھر دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتے جیسا کہ اللہ جل شانہٗ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے

اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضٰی علیہا الموت ویرسل الاخرٰی الیٰ اجل مسمّٰی۔ ان فی ذالک لاٰیٰت لقوم یتفکرون (سورہ زمر ع۵)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ جانوں کو قبض فرماتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو مرے نہیں۔ ان کی نیند میں۔ پھر انہیں روک رکھتا ہے جن پر موت کا حکم کیا ہوتا ہے اور دوسری (جانوں) کو ایک وقت مقرر تک بھیج دیتا ہے۔ یقیناً اس میں ان کے لئے نشان ہیں۔ جو فکر کرتے ہیں۔

یہ آیت اس امر پر نص صریح ہے کہ جس نفس پر اللہ تعالےٰ موت وارد فرماتا ہے۔ وہ کبھی پھر دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتا۔ کیونکہ اس کے مقابلے میں اللہ تعالےٰ نے اس نفس کا ذکر فرمایا ہے جو حالت نوم میں قبض کیا جاتا ہے۔ اس کے بارہ میں فرمایا ہے کہ وہ ایک وقت مقررہ تک واپس دنیا میں بھیجا جاتا ہے۔ چنانچہ تفسیر بیضاوی میں فیمسک التی قضٰی علیہا الموت کے نیچے لکھا ہے۔ فلا یردہا الی البدن۔ یعنی اس جان کو پھر بدن کی طرف نہیں لوٹاتا اسی طرح امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر کبیر کے جلد ہفتم صفحہ ۲۶۶ پر اسی آیت کے تفسیر میں فرمایا ہے۔ وقولہ تعالیٰ فیمسک التی قضٰی علیہا الموت یعنی ان النفس التی یتوفاہا عند الموت یمسکہا ولا یردہا الی البدن یعنی اللہ تعالیٰ جس نفس پر موت وارد فرماتا ہے اسے روک لیتا ہے اور پھر اسے بدن کی طرف واپس نہیں لوٹاتا۔ اس آیت شریف سے صاف واضح ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام بعد از وفات اس دنیا میں واپس نہیں آسکتے۔ فلہٰذا مسیح موعود اسی امت کا ایک فرد ہوگا۔ نہ بنی اسرائیل کا۔

دوسری دلیل

حضرت عیسٰے علیہ السلام از روئے قرآن مجید صرف بنی اسرائیل کی اصلاح کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے تھے اب اگر بقول مولوی صاحبان تسلیم کر لیا جائے۔ کہ وہ دوبارہ امت مسلمہ کی اصلاح کے لئے بھی تشریف لائیں گے۔ تو قرآن مجید کے خلاف عقیدہ رکھنا پڑتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

واذ قال عیسی ابن مریم یٰبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقاً لما بین یدی من التوراۃ (سورہ صف ع۱)

ترجمہ۔ اور جب عیسٰے ابن مریم نے کہا۔ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اس کی تصدیق کرتا ہوں جو میرے سامنے توریت سے ہے

اللہ تعالےٰ نے صاف طور پر اس آیت میں فرما دیا ہے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف رسول تھے۔ اگر انہوں نے کسی اور قوم کی طرف بھی آنا تھا۔ تو اس کا ذکر بھی لازماً ہونا چاہیئے تھا۔ اب جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام امت مسلمہ کی اصلاح کے لئے آئیں گے۔ وہ فرمودہ خداوندی کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور نص صریح کو ٹھکراتے ہیں۔

تیسری دلیل

امت مسلمہ کا اس امر پر اجماع ہے۔ کہ مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوگا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شریعت کی پیروی کرے گا۔ اور اسی کے مطابق فیصلے کرے گا جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر درمنثور جلد دوم کے صفحہ ۲۴۲ پر تحریر فرمایا ہے:۔

واخرج الطبرانی عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ان عیسٰے ابن مریم لیس بینی وبینہ نبی ولا رسول الا انہ خلیفتی فی امتی من بعدی الا انہ یقتل الدجال ویکسر الصلیب الخ

ترجمہ۔ طبرانی نے حضرت ابوہریرہ کی روایت سے بیان کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خیال رکھو میرے اور عیسٰے ابن مریم علیہما السلام کے درمیان نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی رسول۔ ہاں وہ اس امت میں میرے بعد میرا خلیفہ ہوگا۔ دجال کو قتل کرے گا اور صلیب کو توڑیگا۔

اب اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوگا۔ اور خلفاء بمطابق نص صریح اسی امت میں سے ہونگے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم

ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے ہیں وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائیگا۔ جیسا انہیں خلیفہ بنایا۔ جو ان سے پہلے تھے۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے صاف طور پر بیان فرما دیا ہے کہ اس امت کے خلفاء اسی امت میں سے ہی ہونگے۔ چنانچہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں،

دلت الاٰیۃ علیٰ امامۃ الائمۃ الاربعۃ وذالک لانہ تعالیٰ وعد الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت من الحاضرین فی زمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم وھو المراد بقولہ لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۴۲۸)

ترجمہ۔ یہ آیت خلفاء راشدین کی خلافت پر دلالت کرتی ہے اور وہ اس طرح کہ اللہ تعالےٰ نے ان مومن و صالح لوگوں سے خلافت کا وعدہ فرمایا ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھے اور اللہ تعالےٰ کے اس قول لیستخلفنہم فی الارض کے بھی یہی معنی ہیں۔

جب مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہے۔ تو ضروری ہے۔ کہ نص ماقبل کے لحاظ سے وہ اسی امت میں سے ہی ہو جیسا کہ لفظ منکم بھی شاہد ہے۔ نہ قوم بنی اسرائیل میں سے جیسا کہ مولوی صاحبان کا خیال ہے

چوتھی دلیل

اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو خیر امۃ کا خطاب عطا فرمایا ہے جیسا کہ کلام پاک میں آتا ہے

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر

ترجمہ۔ تم سب سے اچھی امت ہو۔ جو لوگوں کے (فائدے) کے لئے ظاہر کی گئی ہے۔ تم اچھے کاموں کا حکم دیتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو۔

کہنے کو تو مولوی صاحبان بھی اس بات کے قائل ہیں۔ لیکن اس امت کی اصلاح کے لئے اس میں انہیں کوئی فرد نہیں ملتا۔ جو مشکلات کے وقت میں اس کے کام آسکے۔ مجھے معلوم نہیں۔ کس منہ سے اسے خیر امت کہتے ہیں۔ اہم کام کے لئے تو انہیں باہر سے آدمی منگانا پڑتا ہے اور اس امت میں اس کا کوئی اہل نہیں ملتا لیکن جب خیر امت بننے کا وقت آتا ہے تو یہ سب سے پیش پیش ہوتے ہیں۔ یہ ایک ایسی منطق ہے۔ جو سوائے معاندین احمدیت کے اور کسی کو سمجھ نہیں آسکتی

مندرجہ بالا قرآنی آیات سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ مسیح موعود اس امت کا ایک فرد ہے۔ نہ بنی اسرائیل کا نبی جیسا کہ مخالفین احمدیت کا خیال ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ قسط میں احادیث نبویہ سے اس کا ثبوت بہم پہنچایا جائیگا ۔

علم دوست اصحاب کیلئے تحائف

تصنیفات حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اوّل

یعنی براہین احمدیہ چہار حصص۔ اسلام کی حقانیت تمام قسم کے مخالفین اسلام کے رد میں بے نظیر انعامی کتاب ہے۔ حجم ۲۶×۲۰/۸ صفحات ۵۲۳۔ قیمت قسم اول ولایتی کاغذ مجلد عہ مجلد ۔ قسم دوم معمولی کاغذ۔ مجلد للعہ مجلد عہ

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد دوم

یعنی (۱) سرمہ چشم آریہ (رد اعتراضات آریہ) قیمت عہ (۲) شحنۂ حق (رد اعتراضات آریہ) ۸ر (۳) ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب (عیسائیوں کے اہم اعتراضات در بارہ نبوت و معجزات نبی کریمؐ کے مدلل جوابات) قیمت ۸ر۔ مکمل مجلد عا مجلد عا۔ حجم ۲۶×۲۰/۸ صفحات ۲۳۹

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد سوم

یعنی (۱) فتح اسلام (اشاعت اسلام کیلئے مختلف شعبوں کی وضاحت۔ قیمت ۵ر (۲) توضیح مرام (حضرت مسیح موعودؑ کے ساوی نزول کی حقیقت۔ قیمت ۵ر (۳) ازالہ اوہام ہر دو حصہ (وفات مسیح، حقیقت دجال۔ یاجوج ماجوج وغیرہ اور دلائل دعاوی مسیحیت پر مفصل بحث۔ گویا یہ کتاب سلسلہ احمدیہ کی بنیادی اینٹ کا حکم رکھتی ہے) ہر ایک طالب حق کے لئے اس کا مطالعہ ضروری ہے۔ قیمت عا۔ مکمل جلد کی قیمت۔ مجلد عا مجلد عہ۔ حجم ۲۶×۲۰/۸ صفحات ۵۰۳

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد چہارم

یعنی (۱) الحق مباحثہ لدھیانہ۔ قیمت ۔۱۲ (۲) الحق مباحثہ دہلی حضرت مسیح موعودؑ اور مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالی کی مفصل اور قابل دید بحث۔ قیمت عہ (۳) آسمانی فیصلہ۔ ہندوستان کے سربرآوردہ علماء اور پیروں کو دعوت دی گئی ہے۔ قیمت ۵ر (۴) نشان آسمانی (اولیائے اُمت کی پیشگوئیاں در بارہ صداقت دعویٰ خود) ۵ر۔ مکمل جلد کی قیمت۔ مجلد عا مجلد عہ۔ حجم ۲۶×۲۰/۸ صفحات ۳۹۹

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد پنجم

یعنی (۱) آئینہ کمالات اسلام (اسلام کی بے نظیر خوبیوں کو نہایت وضاحت سے بیان کر کے اس کے اصولوں کی سچائی پر مدلل بحث کی گئی ہے۔ نئی روشنی کے تعلیم یافتہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مطالعہ کے لائق ہے۔ قیمت عا (۲) برکات الدعا (دعا کی ماہیت اور فلسفہ بیان کر کے نیچری خیالات کا رد کیا گیا ہے) قیمت ۴ر (۳) جنگ مقدس (اسلام اور عیسائیت کی سچائی پر حضرت مسیح موعودؑ اور پادری عبداللہ آتھم کا مباحثہ) ۱۲ (۴) حجۃ الاسلام (عیسائیوں پر صداقت اسلام کی حجت قائم کی گئی ہے۔ قیمت ۴ر (۵) سچائی کا اظہار (عیسائیوں کے بعض اعتراضات کے جوابات) قیمت ۴ر۔ مکمل مجلد مجلد للعہ۔ حجم ۲۶×۲۰/۸ صفحات ۷۹۵

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ششم

یعنی (۱) تحفہ بغداد (عربی زبان میں اہل عراق کو دعوت) قیمت ۴ر (۲) کرامات الصادقین (عربی میں انعامی کتاب۔ تفسیر سورہ فاتحہ۔ رد مخالفین اسلام) قیمت ۱۲ر (۳) حمامۃ البشریٰ (اہل عرب کو دعوت۔ وفات مسیح و دعاوی مسیحیت پر نہایت عمدہ کتاب ہے) قیمت عہ (۴) نور الحق (عربی میں عیسائیوں کے عقائد باطلہ کا رد۔ انعامی کتاب) قیمت عہ (۵) سر الخلافت (عربی میں خلافت راشدہ کی صداقت پر) قیمت ۸ر (۶) اتمام الحجت (عربی میں مخالفین اسلام پر حجت قائم کی گئی ہے۔ قیمت ۴ر۔ یہ جملہ کتب عربی ممالک میں تبلیغ کے لئے بہت مفید ہیں۔ قیمت مکمل مجلد مجلد للعہ۔ حجم ۲۶×۲۰/۸ [illegible]

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ہفتم

(۱) انجام آتھم۔ دعویٰ مسیحیت کی صداقت پر مخالفین کے جوابات۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۴ر (۲) شہادت القرآن ۸ر (۳) نور الاسلام۔ عیسائیوں کے مقدمہ کی روئداد قیمت ۸ر (۴) نور القرآن حصہ اول و دوم۔ عیسائیوں کے بہت سے اعتراضات کے جوابات جو وہ اسلام پر کرتے رہتے ہیں۔ قیمت عہ

فضل الباری حصہ اوّل یعنے اُردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری

تالیف حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور

بخاری شریف کی کتابوں۔ بابوں اور مضامین کو اس طریق سے لکھا گیا ہے کہ [illegible] با محاورہ ہے۔ مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور احادیث کو اس کے ماتحت رکھا گیا ہے۔ مترجم نے اعتراضات کو دور کیا ہے۔ مسائل میں مختلف رائیوں میں سے جو مضبوط اور مدلل ہو اسے ترجیح دی گئی ہے۔ مکرر احادیث پر ترتیب وار نمبر دیئے گئے ہیں۔ [illegible] کی کمی بیشی کو نوٹوں میں [illegible] گیا ہے۔ پہلی جلد ۲۹×۲۲ سائز کے ۸۰۵ صفحات پر مشتمل ہے جس میں تقریباً چودہ پارے صحیح بخاری کے [illegible] آ گئے ہیں۔ اصل قیمت جلد اوّل مجلد للعہ [illegible] قیمت مجلد عہ [illegible]

ترجمۃ القرآن انگریزی

(بلامتن سستا ایڈیشن)

یہ بلامتن ترجمہ کا مختصر دوسرا ایڈیشن ہے جو گزشتہ سال گیارہ ہزار کی تعداد میں ولایت سے چھپوا کر آیا ہے ملک کے اصرار پر یہ سستا ایڈیشن تیار کروایا گیا ہے۔ خصوصاً غیر مسلم اصحاب میں مفت تقسیم کیلئے نہایت موزوں ہے اب یہ ترجمہ اپنی مقبولیت کی وجہ سے محتاج تعریف نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی حقیقی تڑپ کا نتیجہ ہے۔ آپ نے ازالہ اوہام میں اس کی خواہش فرمائی اور فرمایا کہ یہ میرا کام ہے۔ یہ اس کا جو ہری قسم ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے اس ترجمہ کے بعد اور ترجمے بھی شائع ہوئے ہیں۔ لیکن اس وقت دنیا گواہی دیتی ہے کہ یہ بہترین ترجمہ ہے۔ اس لئے ہمارے دوست اس سستے ایڈیشن سے فائدہ اٹھائیں۔ اور غیر مسلم احباب میں مفت تقسیم کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ قیمت عا فی کاپی۔

انوار القرآن۔ پارہ عم کی ایمان افروز تفسیر

مؤلفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

جن لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کا درس سنا ہے وہ ڈاکٹر صاحب کے معارف و حقائق قرآنی کو خوب جانتے ہیں۔ احباب جماعت کے لئے بیش بہا تحفہ ہے جسے ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے مخصوص دلنشین و مدلل انداز میں لکھا ہے۔ بہترین کتابت، دیدہ زیب طباعت اعلیٰ، سفید ولایتی کاغذ، خوبصورت کپڑے کی جلد جس پر کتاب اور مصنف کا نام سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے۔ جلسہ سالانہ پر احباب کے اصرار پر جناب ڈاکٹر صاحب نے اس کی قیمت میں تخفیف بھی کر دی ہے۔ یعنی اس وقت یہ دیدہ زیب کتاب صرف (عا) میں ملتی ہے۔ احباب آج ہی فرمائش بھیجدیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی جلد دو روپے۔ (عا)

گولڈن ڈیڈز آف اسلام

اسلام کے سنہری کارنامے (دوم ایڈیشن)

اس کتاب کو مولوی محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر "دی لائٹ" نے انگریزی زبان میں تالیف کیا ہے کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ اسلام کے سنہری کارناموں کا ایک مختصر مرقع ہے۔ اس میں اسلامی تاریخ کی مختلف زبانوں کے پانچ منتخب واقعات بیان کئے گئے ہیں جن سے اسلام کی تعلیم اور مسلمانوں کی سپرٹ پر روشنی پڑتی ہے۔ کتاب بہت دلچسپ اور طرز تحریر نہایت دلکش ہے۔ لائبریریوں میں رکھنے، طالبعلموں، واعظوں اور مبلغوں کے مطالعہ کے قابل ہے۔ نیز غیر مسلم اصحاب کے لئے نہایت موزوں ہے۔ سرورق سادہ اور دیدہ زیب ہے۔ جس پر کرہ ارض پہاڑی کی چوٹی اور ایک مسلمان ہاتھ میں اسلامی علم لئے لہرا رہا ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

نوٹ:۔ تمام کتابوں کا محصول ڈاک و خرچ پیکنگ بذمہ خریدار ہوگا۔ طلب کرنے پر فہرست کتب مفت روانہ کی جاتی ہے۔

ملنے کا پتہ

منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

تارکا پتہ: مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۴۸۳

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ و ائمہ قابل احترام ہیں سب مجدد دین کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

عقائد حضرت مسیح موعود کی جماعت کا

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام او
بادۂ عرفان ما از جام او
یک قدم دوری ازان روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۳ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۷ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ۔ مطابق ۷ راگست ۱۹۳۵ء | نمبر ۵۰

ہنگامۂ مسجد شہید گنج

شہدا کے پسماندگان اور مجروحین کی امداد

کے متعلق حضرت امیر کی اپیل

برادران مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسجد شہید گنج لاہور کے حالات آپ کی نظر سے کم و بیش گزرتے رہے ہیں۔ اس کے متعلق مفصل لکھنے کے لئے ابھی وقت چاہیئے۔ لیکن ایک امر کو فوراً آپ کی توجہ میں لانے کی ضرورت ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ انسانی ہمدردی کا تقاضا ہے کہ اس سلسلہ میں جو لوگ شہید ہوئے ہیں یا زخمی ہوئے ہیں ان کی امداد میں ہماری جماعت بھی حصہ لے میں خود اس تحریک کا خیال کر رہا تھا۔ کہ آج ہی مجھے خان بہادر میاں غلام رسول صاحب رئیس جھنگ نے اس کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور بیس روپے اپنی طرف سے اور دس روپے اپنے فرزند میاں غلام شبیر خانصاحب کی طرف سے پیش کئے ہیں۔ متمول احباب اس کار خیر میں دل کھول کر حصہ لیں اور غربا بھی اپنی حسب حیثیت کچھ نہ کچھ حصہ لیں۔ سب جماعتیں جمعہ کے دن یہ تحریک کر کے جسقدر رقم بھی ہو۔ اسے محاسب انجمن کے نام لاہور بھجوا دیں۔ تاکہ کل رقم اکٹھی کر کے اس کمیٹی کو جو اس غرض کے لئے بنی ہے۔ دے دی جائے اگر سارے دوست شامل ہوں۔ تو خواہ دو دو چار چار آنے سے بھی شامل ہوں۔ مجموعی رقم اچھی ہو جائے گی۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ابھی کوئٹے کے مصیبت زدگان کے لئے تحریک ہوئی تھی لیکن یہ جو ہمارے گھروں کے اندر مصیبت آئی ہے اس کی طرف بھی ہمارا توجہ کرنا ضروری ہے۔

خاکسار
محمد علی

ڈلہوزی ۳ راگست ۱۹۳۵ء

سشن جج گورداسپور

کے فیصلہ کے متعلق بیرونی جماعتوں کی قراردادیں

گورنمنٹ کی خاص توجہ کے قابل

راولپنڈی

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کا ایک خاص اجلاس ۱۲ر جولائی ۱۹۳۵ء کو منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرارداد اتفاق رائے سے منظور ہوئی۔ اور قرار پایا۔ کہ اس کی نقول ہز ایکسیلینسی وائسرائے ہند۔ ہز ایکسیلینسی گورنر پنجاب۔ آنریبل چیف جسٹس پنجاب ہائیکورٹ اور اخبارات کو بھیجی جائیں۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کا یہ اجلاس سشن جج صاحب گورداسپور کے اس فیصلہ پر جو جج موصوف نے عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں سنایا ہے نہایت افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ اس فیصلہ میں جج موصوف نے اصل مقدمہ کو چھوڑ کر بانی جماعت احمدیہ کی مقدس شخصیت اور آپ کی تعلیمات پر ناواجب اور بدنام کن حملے کر کے حکومت برطانیہ کی رعایا کے ہزارہا افراد کے مذہبی جذبات کو بری طرح مجروح کیا ہے۔ یہ جلسہ حکومت سے استدعا کرتا ہے کہ وہ جلد از جلد اس بارہ میں مناسب قدم اٹھا کر جماعت احمدیہ کے ساتھ جو بے انصافی ہوئی ہے اس کی تلافی کرے۔ نیز یہ جلسہ حکومت برطانیہ پر واضح کر دینا چاہتا ہے۔ کہ اگر اس فیصلہ کے قابل اعتراض الفاظ کو بحال رکھا گیا۔ تو وہ روشن دماغ اشخاص جو اس جماعت کے عقائد اور اس کی تعلیمات سے اچھی طرح واقف ہیں۔ برطانوی عدل و انصاف سے بدظن ہونے میں حق بجانب ہوں گے۔

(سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور مہمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب گذشتہ اتوار کو ڈلہوزی سے لاہور تشریف لے آئے ہیں۔

—— گذشتہ ہفتہ علی پور ضلع مظفر گڑھ میں شیعہ اور سنی حضرات کے جلسے منعقد ہوئے اس موقعہ سے ہمارے مستعد مبلغ قاضی شیخ محمد صاحب نے بھی فائدہ اٹھایا۔ اور تبلیغ کی شیعہ حضرات سے وفات مسیح کے مسئلہ پر نہایت کامیاب تبادلہ خیالات ہوا۔ مفصل انشاء اللہ آئندہ پرچے میں۔

—— ۲ راگست کی دوپہر کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے محترم دوست جناب چودھری ظہور احمد صاحب کے گھر فرزند نرینہ عطا فرمایا۔ الحمد للہ۔ اس مسرت پر ہم چودھری صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت و مسرت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ آمین ثم آمین۔

—— ڈاکٹر چودھری محمد یحییٰ صاحب میڈیکل آفیسر موضع فاجیوال ریاست کپورتھلہ نے اپنے بھتیجے کی شادی کی خوشی میں مبلغ پانچ روپے انجمن کو عنایت فرمائے ہیں۔ جزاک اللہ۔ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو فریقین کے لئے باعث برکت بنائے۔ آمین

—— بابو غلام صدیق صاحب سیکرٹری جماعت ڈیرہ غازیخاں عرصہ ایک ماہ سے بعارضہ سنگ رہیا رہے ہیں احباب ان کے لئے خاص طور پر دعائے صحت کریں۔

—— مصیبت زدگان لاہور کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپیل کی ہے جو پہلے کالم پر درج ہے احباب اسے بغور ملاحظہ فرما کر اپنا فرض ادا کریں۔

احمدی و غیر احمدی

(از جناب مولانا احمد صاحب)

ہم عذر خواہ ہیں کہ بعض مجبوریوں کی بنا پر ہم ماہ جو ار ایڈیشن میں " احمدی و غیر احمدی" کے متعلق آرا کی اشاعت کا سلسلہ شروع نہ کر سکے۔ اب کیا جاتا ہے۔ دوست اسے بغور مطالعہ فرمائیں۔ (مدیر)

اس میں شک نہیں کہ احمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک ہے اور آپ نے خود فرمایا کہ میں محمدؐ ہوں اور میں احمدؐ ہوں اور یہ بھی صحیح اور درست ہے۔ کہ احمدی نام میں نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی ہے اور ہر وہ شخص جو آپ سے آپ کے امتی ہونے کا تعلق رکھتا ہے اس تعلق کے اظہار کے لئے اپنے آپ کو احمدی یا محمدی کہے اور یہ استعمال صحیح بھی ہے اور ہر ایک مسلمان حق رکھتا ہے کہ اس تعلق کے اظہار کے لئے اپنا نام احمدی یا محمدی رکھے لیکن صرف اس تعلق کے اظہار کے لئے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہوں اپنا نام احمدی یا محمدی رکھنے میں کوئی فرق نہیں یہ تعلق جیسا کہ لفظ محمدیؐ ظاہر کرتا ہے اسی طرح لفظ احمدی ظاہر کرتا ہے اور اس مفہوم اور تعلق کے اظہار کے لحاظ سے نہ کوئی مسلمان غیر احمدی ہے۔ نہ کوئی مسلمان غیر محمدی ہے۔ بلکہ سب احمدی ہیں اور سب محمدی ہیں۔ اس لئے کہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں اور سب آپ سے عقیدت رکھتے ہیں اور آپ کو اپنا پیشوا واجب الاطاعت سردار اور نبی تسلیم کرتے ہیں۔

یہ بھی یقینی امر ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم احمد سے اپنی جماعت کا نام احمدی رکھکر منسوب کیا ہے جس کی تصریح آپ نے خود فرما دی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا حضرت مرزا صاحب نے اپنی جماعت کا نام احمدی صرف اس لئے رکھا ہے کہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی جماعت کا تعلق امتیت ظاہر ہو۔ یا اس کے علاوہ کوئی زائد امر بھی ملحوظ رکھا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ حضرت صاحب نے اپنی جماعت کا نام "مسلمان فرقہ احمدیہ" رکھا ہے۔ مسلمان کا لفظ تو اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ یہ جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے جس طرح باقی مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں اور اس بات کو بھی ظاہر کرتا ہے کہ جو بھی اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی قرار دیتا ہے وہ مسلمان ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ امتیت کا تعلق ظاہر کرنے کے لئے تو لفظ "مسلمان" ہی کافی ہے۔ اپنی جماعت کے نام رکھنے میں اس کے ساتھ "فرقہ احمدیہ" کے لفظ بڑھانے سے آنحضرت صلعم کے ساتھ تعلق امتیت کے اظہار کے علاوہ کوئی اور مقصد بھی ہے۔ کیونکہ اس کے اظہار کیلئے تو لفظ "مسلمان" ہی کافی ہے۔

نام رکھنے کا مقصد

نام عموماً دو مقصدوں کے لحاظ سے رکھا جاتا ہے۔ کبھی تو نام صرف اس مقصد کے لئے رکھا جاتا ہے کہ اس سے مسمی کا امتیاز اور اس کی شناخت ہو یعنی جب نام کا ذکر ہو۔ تو اس سے سننے والے کا ذہن مسمی کی طرف منتقل ہو کہ اس سے وہی مراد ہے۔ اور اس مقصد کے لئے نام رکھنے والے کے ذہن میں یہ بات نہیں ہوتی کہ نام کا کوئی لغوی مفہوم ہے اور وہ مفہوم اس نام کے مسمی میں پایا جائے تو وہ اس کا حق دار ہوگا ۔ ورنہ نہیں۔ بلکہ وہ نام صرف مسمی کی شناخت کے لئے رکھتا ہے۔

اور کبھی نام رکھنے میں مسمی کی شناخت کے علاوہ ایک اور مقصد بھی ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ نام کا کوئی مستقل مفہوم بھی ہوتا ہے اور جب نام رکھنے والا کسی کا نام رکھتا ہے تو مسمی کی شناخت کے علاوہ یہ بات بھی اس کے مدنظر ہوتی ہے کہ نام کا لغوی مفہوم بھی اس مسمی میں پایا جاتا ہے اور اس نام کا صحیح مصداق اور حقدار وہی ہوگا۔ جس میں اس نام کا مفہوم پایا جائے۔ گو وہ نام صرف شناخت کی غرض سے اس پر بھی بولا جاتا ہے جس میں اس کا صفتی اور لغوی مفہوم نہ پایا جائے۔ لیکن یہ استعمال نام رکھنے والے کے مقصد کے خلاف ہوتا ہے کیونکہ اس کا مقصد شناخت اور مسمی میں نام کا مفہوم پایا جانا دونوں ہیں۔

ایک مثال

مثال کے طور پر ہم "مسلم" کا لفظ لیتے ہیں جس کا مفہوم اور معنے ہے فرمانبردار۔ الحج ع ۱۰ میں ہے "ھو سمّٰکم المسلمین"۔ حضرت ابراہیم نے تمہارا نام مسلمین رکھا مسلمین مسلم کی جمع ہے جس کا معنی ہے فرمانبردار۔ اب یہ نام امت محمدیہ کا ہے جس سے اس کی شناخت اور امتیاز کے علاوہ یہ بھی مقصد ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی پوری فرمانبردار رہے۔ پس امت محمدیہ میں سے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کا فرمانبردار ہے۔ وہ لفظ مسلم کا کامل مصداق پورا حقدار اور حقیقی مسمی ہے اور جو نافرمان ہے احکام الہٰی کی اطاعت نہیں کرتا۔ وہ لفظ مسلم کا ناقص مصداق نا تمام حقدار و مسمی ہے۔ کیونکہ یہ استعمال صرف شناخت اور امتیاز کے لئے ہے کہ مسمی اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی اور فرمانبردار ظاہر کرتا ہے مسلم کا مفہوم اس میں نہیں پایا جاتا۔ اس بنا پر کبھی کبھی مسمی سے اس نام کی نفی بھی ہوتی ہے اور نام کا حقدار صرف وہی قرار دیا جاتا ہے جس میں نام کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ جیسے احادیث کے مندرجہ ذیل فقروں میں

لا ایمان لمن لا امانۃ لہ ولا دین لمن لا عھد لہ۔ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ المھاجر من ھاجر ما نھی اللہ عنہ المؤمن من امنہ الناس علی دمائھم و اموالھم

احمدی نام کا حقیقی مصداق

صوفیائے کرام میں جو بزرگ علم ظاہر و علم باطن کے جامع ہوتے ہیں وہ الفاظ کے ظاہری مفہوم کے علاوہ اسرار سے بھی بحث کرتے ہیں اس لئے انہوں نے یہ مانتے ہوئے کہ محمدؐ اور احمدؐ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام ہیں یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ احمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جمالی نام ہے* اس کا ظہور آپ کی زندگی میں ہوا کیونکہ مکی زندگی کا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت بےکسی اور بےبسی کا زمانہ ہے جس میں آپ کے جلال کا ظہور نہیں ہوا۔ بلکہ جمال کے ظہور کا زمانہ ہے اور آپ معہ صحابہ کے دین اللہ کی اشاعت میں ہر ایک قسم کی تکلیف، ایذاء اور دشمنان اسلام سے مختلف قسم کی تکلیفیں برداشت کرکے پورے طور سے مشغول رہے۔ اور ایک سچے عاشق کی طرح محبوب کی فرمانبرداری میں اپنی صداقت کی عملی شہادت پیش کرتے رہے

* اور محمد جلالی نام [illegible] حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جمالی نام [illegible]

حضرت مرزا صاحب کی بعثت کا مقصد

چونکہ حضرت مرزا صاحب کی بعثت کا مقصد بھی دین اللہ یا دین اسلام کی اشاعت ہے اور اسی غرض سے انہوں نے جماعت بنائی جس کا کام سوائے اشاعت اسلام کے اور کچھ نہیں اور ان کا زمانہ بھی بےکسی اور غربت کا ہے اور حق و صداقت کی اشاعت میں وہ بھی مختلف قسم کی تکلیفیں برداشت کرتے ہیں اور ایک سچے اور وفادار عاشق کی طرح وہ بھی ساری دنیا کی لعنت ملامت برداشت کرکے اپنی صداقت کا عملی ثبوت دے رہے ہیں اس لئے کام اور حالت کے لحاظ سے ان کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک قسم کی مشابہت ہے اور اس لحاظ سے ان کا زمانہ بھی اسم احمد کے جمال کے ظہور کا زمانہ ہے گو ظلی طور پر اور اسی مناسبت کی وجہ سے حضرت صاحب نے اپنی جماعت کا نام "مسلمان فرقہ احمدیہ" رکھا۔ اور اسی وجہ سے نام رکھنے میں مسلمان کے ساتھ فرقہ احمدیہ کا لفظ بڑھایا ہے

خلاصہ کلام

پس "مسلمان فرقہ احمدیہ" نام رکھنے میں دو مقصد مدنظر ہیں ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مناسبت جس کا تعلق مکی زندگی کے ساتھ ہے۔ جو اسم احمد کے جمال کے ظہور کا زمانہ ہے۔ اس لحاظ سے بحیثیت جماعت اس نام کی حقیقی مصداق حضرت مرزا صاحب کی جماعت ہی ہے۔ کیونکہ احمدی کا مفہوم یہاں صرف یہی نہیں کہ یہ نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت اور امتیت کا تعلق ظاہر کرتا ہے۔ بلکہ کام اور حالت کے لحاظ سے مناسبت کا اظہار بھی مقصد ہے اور اس لحاظ سے اب یہ ایک اصطلاحی نام بن گیا ہے۔ جس کی مصداق حضرت مرزا صاحب کی جماعت ہے نہ کوئی اور جماعت۔ اور آپ کی جماعت کے علاوہ کوئی اور جماعت بھی اگر کسی مناسبت سے اپنے لئے احمدی نام پسند کرے تو ان کا بھی حق ہے کہ اپنے کو احمدی کے نام سے پکارے اور پھر ہم بھی اس نام سے انہیں پکاریں گے۔ پس غیر از جماعت . . . دوستوں کو غیر احمدی کہنے سے یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی نہیں۔ یا آپ سے انہیں عقیدت نہیں۔ یہ مقصد جب ہوتا۔ کہ احمدی لفظ صرف اس غرض کے لئے ہوتا۔ کہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق امتیت ظاہر ہو۔ لیکن چونکہ صرف یہ مقصد اس نام رکھنے کا نہیں۔ لہذا غیر احمدی کہنے میں اس تعلق کی نفی نہیں۔ بلکہ کام اور حالت اور زمانہ کے لحاظ سے مناسبت کا اظہار اور شناخت اور امتیاز دونوں مقصد ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم چہارشنبہ ۷ رجمادی الاول ۱۳۵۴ھ | نمبر ۵۰

مغرب میں تبلیغ اسلام

کے متعلق ایک آسان اور مفید تجویز

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت اور ہماری جماعت کے قیام کا ایک بہت بڑا مقصد مغرب میں تبلیغ اسلام ہے اسلام کا سیلاب نور ایشیا وافریقہ میں پوری وسعت کے ساتھ پھیلا۔ اور یہ ظلمتکدے اس نور سے منور ہو گئے۔ جاپان کے علاوہ ان دونوں براعظموں میں کوئی ملک ایسا نہیں۔ جہاں فرزندان توحید کی ایک معقول تعداد موجود نہ ہو۔ یا جہاں کے خیالات اور تہذیب و تمدن پر اسلام نے ایک مستقل اثر نہ ڈالا ہو۔ لیکن یورپ وامریکہ کے مادہ پرست خطے اس سے بہت بڑی حد تک محروم رہے۔ غالباً اس لئے یہ کام مسیح موعودؑ اور ان کی جماعت کے مقدر میں تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ کو ابتدا ہی سے اس عظیم الشان کام کا خیال تھا۔ اور حضور نے کئی مرتبہ اس کا اظہار بھی فرمایا۔ اس کے متعلق آپ کو کشوف اور الہام بھی ہوئے۔ ایک رنگ میں آپ نے یورپ میں تبلیغ اسلام کی بنیاد بھی رکھدی۔ انگریزی رسالہ کا اجرا اور انگریزی لٹریچر کی تیاری کا عزم اس کے بین ثبوت ہیں۔ آپ نے صاف الفاظ میں اعلان کیا۔ کہ "اس نازک وقت میں ایک شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے اٹھا۔ اور چاہتا ہے کہ اسلام کا چہرہ تمام دنیا پر ظاہر کر دے اور اس کی راہیں مغربی ملکوں میں کھولے۔" پھر فرمایا "یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہو سکیگا جیسے مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے۔"

یورپ وامریکہ میں تبلیغ اسلام کے دو ہی طریقے ہیں ایک، لٹریچر کی تقسیم اور دوسرا مشنوں کا قیام۔ جہاں تک لٹریچر کا تعلق ہے اس کام میں انجمن پوری تن دہی سے مصروف ہے اور ہمارا لٹریچر اللہ تعالیٰ کے فضل سے یورپ وامریکہ کے ہر ایک گوشے میں پہنچ چکا ہے اور پہنچ رہا ہے۔ باقی رہا مشنوں کا قیام۔ سو جرمنی، آسٹریا وغیرہ میں مشن بھی قائم ہیں۔ جن کی مساعی کے قابل قدر اور ایمان افزا نتائج سے قارئین "پیغام صلح" بخوبی واقف ہیں۔

موجودہ حالات یورپ کے ہر ایک ملک اور امریکہ کی ایک ایک ریاست میں علیحدہ علیحدہ مشن کے قیام کا مطالبہ کر رہے ہیں اور انجمن سردست اس مطالبہ کو پورا نہیں کر سکتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مشکلات و مجبوریوں کے ہجوم میں بھی انجمن کے پاک ارادوں کی تکمیل کے لئے ایک آسان راہ پیدا کر دی۔ تقریباً ایک سال کا عرصہ ہوا۔ البانیہ سے جو وسط یورپ میں ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ تین نوجوان دینی تعلیم کے حصول کے لئے آئے اور اپنے کام میں مصروف ہیں اور تعلیم سے فارغ ہو کر وسط یورپ کے تین ممالک میں بطور مبلغ جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ البانیا اور وسط یورپ کے دیگر علاقوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا لٹریچر غیر معمولی مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔ چنانچہ متعدد نوجوانوں کی درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ جو دینی تعلیم کے حصول کے لئے لاہور آنا چاہتے ہیں اس پر انجمن نے فیصلہ کیا ہے۔ یورپین طلبہ کے لئے ایک تبلیغی کلاس کھول جائے جس میں البانیا۔ پولینڈ۔ فن لینڈ۔ رومانیا اور بلگیریا وغیرہ کے طالبعلموں کو جن کی وقتاً فوقتاً درخواستیں موصول ہوتی رہیں داخل کیا جائے۔ یہ طلبا فارغ التحصیل ہونے کے بعد انجمن کے نمائندوں کی حیثیت سے مختلف مغربی ممالک میں پھیل جائیں گے اور اس طرح انجمن مستقبل قریب ہی میں برائے نام خرچ پر یورپ کے متعدد ممالک میں مشن قائم کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ اس تبلیغی کلاس کے اخراجات کا اندازہ صرف بارہ سو روپیہ سالانہ ہے جو مقصد کے لحاظ سے بالکل معمولی ہے۔ ان کے متعلق جماعت کے صاحب استطاعت احباب سے فرداً فرداً اور اخبار میں اپیل بھی کی جا چکی ہے اس کی یاد دہانی ہی ان چند سطور کی غرض ہے یہ ایک نہایت مفید اور آسان تجویز ہے اسے جلد از جلد عمل میں لے آنا چاہیئے اگر ہم سال رواں کے ختم ہونے سے قبل اس کو عملی جامہ پہنا دیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ تین چار سال کے قلیل عرصہ میں یورپ کے ایک درجن سے زائد ممالک میں ہمارے مبلغ موجود ہونگے۔

"پنڈت بدھ دیو کا جوتا رشی دیانند کے سر پر"

مندرجہ بالا عنوان ہمارا تجویز کردہ نہیں۔ بلکہ آریہ سماج کی گھاس پارٹی کے مشہور لیڈر مہاشہ کرشن مالک اخبار "پرکاش" کا نتیجۂ فکر ہے۔ اس عنوان سے انہوں نے اپنے اخبار کی ۲۸ جولائی کی اشاعت میں مقالہ افتتاحیہ رقم فرمایا ہے اس مقالہ کا سبب ایک دلچسپ اور عبرت انگیز واقعہ ہے۔

گذشتہ دنوں حیدرآباد دکن میں سناتنیوں اور آریہ سماجیوں کے درمیان ایک معرکہ کا مناظرہ ہوا۔ آریوں کی طرف سے آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے مشہور مناظر پنڈت بدھ دیو جی ودیا النکار مناظر تھے۔ مناظرہ کئی روز تک جاری رہا۔ دوران مناظرہ میں سناتنی پنڈت نے . . . . . . اعتراض کیا۔ کہ آریہ سماج سوامی دیانند کی تصویر کی پوجا کرتا ہے۔ پنڈت بدھ دیو جی نے اس سے انکار کیا۔ سناتنی پنڈت نے کہا۔ کہ اگر یہ درست ہے تو کیا آپ سوامی دیانند جی کی تصویر پر جوتا مارنے کو تیار ہیں؟ اگر تیار ہیں تو میں فی جوتا ایک روپیہ انعام دینے کو تیار ہوں پنڈت بدھ دیو جی سناتنی صدر کی عذرخواہی اور روکنے کے باوجود تیار ہو گئے۔ چنانچہ سوامی دیانند کی تصویر لائی گئی اور آریہ سماجی مناظر نے نہایت بہادری سے اس پر جوتا رسید کر دیا۔ ان کی اس حرکت پر اخبار "پرکاش" اور مہاشہ کرشن بہت سیخ پا ہو رہے ہیں۔ ان کا ارشاد ہے کہ پنڈت بدھ دیو جی کا یہ فعل نہایت توہین آمیز اور ناقابل برداشت ہے۔ پنڈت جی کا جواب ہے کہ میں نے جو کچھ کیا آریہ سماج کے اصولوں اور عقائد کی حفاظت کیلئے کیا۔ مہاشہ کرشن محض ذاتی اغراض اور ذاتی مناقشات کی بنا پر شور مچا رہے ہیں۔ دونوں طرف سے خوب لے دے ہو رہی ہے۔ دیکھئے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

پنڈت بدھ دیو جی ایک آریہ سماجی مبلغ اور مناظر ہیں۔ گوروکل کانگڑی کے فارغ التحصیل ہیں۔ لوگوں کی بے عزتی اور مذہبی پیشواؤں کی توہین کرنا آریہ سماج اور اس کے مبلغوں کا نہایت محبوب مشغلہ ہے۔ اگر انہوں نے سوامی دیانند جی کی تصویر پر جوتا رسید کر دیا۔ تو یہ عین آریہ سماجی ذہنیت کے مطابق ہے اس پر شور مچانا فضول ہے۔ مہاشہ کرشن نے نہایت دردانگیز اور تشویشناک پیرائے میں لکھا ہے کہ اگر سوامی دیانند جی زندہ ہوتے۔ تو پنڈت بدھ دیو جی ان کے سر پر بھی جوتا رسید کر دیتے ایسا ممکن تھا۔ لیکن سوامی دیانند جی اب اس دنیا میں موجود نہیں اس لئے مہاشہ جی کو زیادہ بے چین ہونے کی ضرورت نہیں۔ البتہ دیگر آریہ سماجی لیڈروں اور سوامیوں کی عزتیں ان نوجوانوں کی طرف سے ضرور خطرہ میں ہیں۔

مالیرکوٹلہ کے بدنصیب مسلمان

مسجد شہید گنج کے حادثہ خونچکاں نے اور کسی قومی معاملہ کیطرف توجہ کرنے کی فرصت نہ دی اس دوران میں ریاست مالیرکوٹلہ کے مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ ہوا اس سے اخبار بین حضرات بہت بڑی حد تک باخبر ہونگے۔ ہندوؤں کا طوفان بے تمیزی، آرتی کے معاملہ میں بیجا ضد اور فساد انگیزی، لایعنی مطالبات۔ مسلمانوں پر مساجد کے دروازے بند ہو جانا، سینکڑوں مسلمانوں کی گرفتاری، پردہ نشین مسلم خواتین کا ہز ہائینس نواب صاحب کے محل کے سامنے فریاد کرنا، بزدل اور انسانیت ناآشنا ہندوؤں کا ان خواتین پر اینٹیں پھینکنا، بیسیوں خواتین کا زخمی ہونا اور ایک کی شہادت۔ ہندوؤں کے ایما پر ہزاروں مسلح سکھوں کا مالیرکوٹلہ میں اجتماع۔ ایک اسلامی ریاست کے اندر مسلمانوں کی بے یار و مددگاری اور انتہائی مظلومیت یہ ایسے واقعات ہیں۔ جن کی تفصیلات پبلک کو پوری طرح معلوم ہو چکی ہیں۔ ہندوؤں کی شرارتیں بدستور جاری ہیں۔ ان حالات میں ہم ہز ہائینس نواب صاحب اور ان کے مشیروں کی خدمت میں ادب سے درخواست کرینگے کہ ظلم اور بے انصافی ہر صورت میں نامناسب اور گناہ ہے خواہ وہ کسی غیر کے ساتھ کی جائے یا اپنے کے ساتھ، ان کی اسلامی ریاست میں ہندو نوازی اور رواداری کے غلط جذبہ کے ماتحت مسلمانوں کے ساتھ آجکل جو کچھ ہو رہا ہے وہ یقیناً بے انصافی اور ظلم ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ اسے صرف اس لئے برداشت کر لیا جائے کہ اس کی ذمہ داری ایک مسلم والئے ریاست پر عائد ہوتی ہے۔ ہم یہ کہنے میں یقیناً سارے اسلامی ہند کی ترجمانی کریں گے کہ ہز ہائینس نواب صاحب کو اس طرز عمل پر تبدیلی کرنے کی ضرورت ہے اور یہ تبدیلی ایسی ہونی چاہیئے کہ ان کی ریاست کے مسلمان عزت و امن کی زندگی بسر کر سکیں۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

وحی الٰہی کیا خارج سے قلب پر نازل ہوتی ہے؟

وحی الٰہی اور قوت متخیلہ کا فرق

۴

ازقلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

گذشتہ اقساط کا خلاصہ

میں یہ ثابت کر آیا ہوں کہ وحی الٰہی مکالمہ الٰہیہ کا دوسرا نام ہے اور خدا کا کلام قلب پر خارج سے نازل ہوتا ہے۔ اگرچہ اس عالم ظاہر کی نسبت وہ ایک باطنی چیز ہے مگر انسان کے نفس و قلب کی نسبت سے وہ ایک خارجی چیز ہے۔ خدا اور انسان ایک نہیں۔ اس لئے خدا کا کلام انسان کے ساتھ ہمیشہ ایک خارجی چیز ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اگرچہ اپنی صفات کے لحاظ سے ظاہر ہے مگر اپنی ذات کے رنگ سے باطن ہے۔ اس لئے اُس کا کلام انسان کے حواس باطنی پر نازل ہوگا۔ اور اگرچہ وہ کلام ایک باطنی امر ہوتا ہے مگر انسان کے نفس اور قلب کے لحاظ سے وہ ایک خارجی چیز ہوتا ہے۔ میں یہ بھی بتا آیا ہوں کہ عالم ظاہر کے نظارے یا آوازیں اگرچہ حواس ظاہری کے ذریعہ دیکھی اور سنی جاتی ہیں مگر درحقیقت یہ قلب ہے جو انہیں دیکھتا اور سنتا ہے۔ حواس ظاہری محض دروازوں کا کام دیتے ہیں۔ اصل چیز حواس باطنی ہیں جن سے انسان دیکھتا اور سنتا ہے۔ پس نظارے یا آوازیں خواہ عالم ظاہر کی ہوں یا عالم باطن کی قلب انسانی انہیں یکساں طور پر دیکھے گا اور سنے گا اسی لئے صاحب کشف و وحی کو عالم باطن کے نظارے اور آوازیں اسی طرح محسوس ہوتی ہیں جس طرح عالم ظاہر کے نظارے اور آوازیں۔ اور انہیں ان نظاروں اور آوازوں پر ایسا ہی یقین ہوتا ہے جیسا ہم لوگوں کو جو عالم ظاہر کے نظارے دیکھتے اور آوازیں سنتے ہیں۔

انسان کی قوت متخیلہ

سارا مغالطہ جو مادہ پرست لوگوں کو لگا ہے وہ قوت متخیلہ کے وجود سے لگا ہے وہ وحی کو قوت متخیلہ سے الگ نہ کرسکے۔ انسان کے قلب میں یہ ایک قوت ہے جس کے ذریعہ انسان جو کچھ علم اُسے خارج سے مل چکا ہوتا ہے اور قوت حافظہ نے اُسے دماغ میں جمع کر رکھا ہوتا ہے عقل و ادراک کے سامنے پھر پیش کرتا ہے اور اپنے حواس کے ذریعہ جو کچھ اُس نے محسوس کیا ہے اُن کی وہ دوبارہ اپنے دل و دماغ کے اندر سیر کرتا اور اُن پر نظر ثانی کرتا ہے۔ وہ دوستوں یا دشمنوں کی باتوں کو جو سن چکا ہے اور نظارے جو دیکھ چکا ہے ان پر غور کرتا اور اُن سے نتائج نکالتا ہے یا اپنی تمناؤں اور خواہشوں کے مطابق اُنہیں ایک نئی ترتیب دیتا اور اپنے مستقبل کے لئے تجویزیں سوچتا ہے کبھی اپنی تمناؤں کے ماتحت وہ خیالی پلاؤ پکاتا ہے۔ اس کیفیت کو خیال کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ انسان جب اپنے خیال میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنے دوستوں کی باتوں کو جنہیں سُن چکا ہے عالم خیال میں دوبارہ سنتا اور اُن پر ہنستا اور خوش ہوتا ہے اسی طرح دشمنوں کی باتوں کو بھی عالم خیال میں دوبارہ سُنتا ہے۔ بلکہ بعض دفعہ تو اتنا متاثر ہوتا ہے کہ غیظ و غضب سے کھولنے لگتا ہے اس کی تمنائیں اور آرزوئیں دنیوی نظاروں اور آوازوں کو اپنے من مانی خواہشات کے مطابق ترتیب دیتی اور انسان کو عجیب و غریب ہواؤں میں لئے اُڑتی ہیں۔ اور چونکہ انسان صاحب عقل و ارادہ ہے اس لئے یہ تمام امور اپنے اندر ایک ترتیب و نظام رکھتے ہیں سوائے دو حالتوں کے (۱) ایک تو جب دماغ خراب ہو جائے یعنی انسان پاگل ہو جائے (۲) دوسرے جب انسان سو جائے۔

حالت جنون میں قوت متخیلہ کے کرشمے

پاگل ہونے کی حالت میں دماغ کے اعلیٰ مرکز چونکہ خراب ہوگئے ہوتے ہیں اور عقل و ارادہ میں صحت و سلامتی باقی نہیں رہتی اسلئے یہی خیالی نظارے اور آوازیں جنہیں قوت متخیلہ صحت کی حالت میں ایک ترتیب و نظام سے پیش کرتی ہے جنون کی حالت میں ایک عجیب بے ترتیبی سے پیش کرتی ہے کہ کسی چیز کا سر پیر کا پتہ نہیں لگتا اور چونکہ عقل خراب ہوگئی ہوتی ہے اس لئے وہی خیالی آوازیں اور نظارے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انسان سچ مچ دیکھ رہا اور سُن رہا ہے۔ حالانکہ نہ کوئی آواز ہوتی ہے نہ نظارہ ہوتا ہے فقط قوت متخیلہ کا کرشمہ ہوتا ہے۔

اضغاث احلام اور حدیث نفس

اسی طرح نیند کی حالت میں چونکہ دماغ کے اعلیٰ مرکز عقل و ادراک کے معطل ہوتے ہیں اس لئے قوت متخیلہ کی آوازیں اور نظارے جو محض خیال ہی خیال ہوتے ہیں اور جن کی حقیقت کچھ نہیں ہوتی نہایت بے ترتیبی سے انسان کے قلب میں چکر لگانے لگتے ہیں۔ پس بیداری کا پریشان خیال اور نیند کی پریشان خوابیں اپنے اندر ایک ہی حقیقت رکھتے ہیں ایسی خوابوں کو اسلام کی اصطلاح میں اضغاث احلام کہا جاتا ہے۔ اور انکے اندر کی آوازوں کو حدیث نفس کہتے ہیں۔

اضغاث احلام اور وحی و الہام میں فرق

ان خوابوں اور جنون کی کیفیتوں میں اور رویا و کشوف و الہام میں جو وحی کے اقسام ہیں فرق نہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی شخص کے تخیل کی آوازوں اور نظاروں کو اور عالم ظاہر کی واقعی آوازوں اور نظاروں کو ایک سمجھ لیا جائے۔ کیا عالم تخیل کی آوازوں اور نظاروں میں جو محض قوت متخیلہ کا کرشمہ ہوتے ہیں اور عالم ظاہر کے نظاروں اور آوازوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا؟ کیا یہ ایک حقیقت نہیں کہ انسان کا قلب اپنی عقل و فہم کے ذریعہ دونوں میں خوب فرق کرتا اور باہمی امتیاز کو جانتا ہے جس طرح عالم ظاہر کے نظارے اور آوازوں میں وضاحت اور روشنی ہوتی ہے اور قلب نہایت یقین سے جانتا ہے کہ یہ ایک حقیقت ہے۔ کیونکہ وہ حواس باطنی پر نمایاں طور پر اثر ڈالتے ہیں اسی طرح عالم باطن کے نظارے اور آوازیں جو عالم ظاہر کی طرح حقیقت پر مبنی ہوتی ہیں اپنے اندر ویسی ہی وضاحت اور روشنی رکھتی ہیں جیسی عالم ظاہر کے نظارے اور آوازیں۔ اور قلب اُنہیں اُسی طرح یقین سے جانتا ہے کہ یہ ایک حقیقت ہے۔ جس طرح عالم ظاہر کے نظارے اور آوازیں حواس باطنی پر پڑ کر اپنے وجود کی حقیقت کو ظاہر کر دیتے ہیں اور ایک نیا علم اپنے ساتھ لاتے ہیں۔ اسی طرح عالم باطن کے نظارے اور آوازیں بھی حواس باطنی پر پڑ کر اپنے وجود کی حقیقت کو ظاہر کر دیتے ہیں اور ایک نیا علم اپنے ساتھ لاتے ہیں وہ رویا یا کشوف فلق صبح کی طرح ہوتے ہیں۔ وہ آوازیں قلب کو اسی طرح روشنی اور یقین سے بھر دیتی ہیں جیسا کہ عالم ظاہر کی آواز پر انسان کو یقین ہوتا ہے کہ میں نے آواز سنی۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عمر کے آخری سال میں فرمایا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اب میری وفات کا زمانہ قریب ہے۔ کیونکہ ہر رمضان میں جبرئیل میرے ساتھ قرآن کریم کا ایک مرتبہ دَور کرتا تھا۔ ابکے رمضان میں قرآن کے دو دَور ختم کئے۔ گویا یوں سمجھو کہ جبرئیل کا آنحضرت صلعم کے ساتھ قرآن کا دَور کرنا اسی طرح ہوا جس طرح ہم عالم ظاہر میں کسی قابل حافظ کے ساتھ قرآن کا دَور ختم کریں یہ عالم باطن کی کیفیت تھی لیکن عالم ظاہر کی اسی قسم کی کیفیت سے اسمیں ہمیں کوئی کمی نظر نہیں آتی۔

مادی سائنس کے ماہر باطنی سائنس میں دخل دینے کے اہل نہیں

ساری مصیبت یہ ہے کہ ہر ایک سائنس دنیا میں مشاہدہ اور تجربہ کو چاہتی ہے۔ اور وحی الٰہی بھی ایک باطنی سائنس ہے جسے کما حقہ سمجھنے کے لئے دیگر علوم سائنس کی طرح مشاہدہ اور تجربہ کی ضرورت ہے اور اس سے ہمارے مادہ پرست محروم ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ یہ وجہ اپنے کبر نفس کے جلدی سے انکار کر بیٹھے۔ کبر نفس اس لئے کہ انہیں مادی علوم میں دستگاہ ہونے کی وجہ سے یہ خیال پیدا ہوا کہ اب ہم ہر ایک امر کے متعلق خواہ وہ ظاہری ہو یا باطنی جو فیصلہ صادر کردیں گے وہی صحیح سمجھا جائے گا حالانکہ یہ سراسر غلط امر ہے۔ خود مادی علوم کے اندر اُس کی مختلف شاخوں میں یہ قاعدہ نہیں چلتا چہ جائیکہ اُس کی حدود سے باہر غیر مادی علوم میں۔ مادی علوم میں ایک طبی ڈاکٹر انجنیری کے معاملات میں فیصلہ دینے کا اہل نہیں ہوتا۔ خود ڈاکٹری کے سائنس کے اندر ایک فزیشن یعنی طبیب کا فتویٰ سرجری یعنی علم جراحی میں ہیچ محض سمجھا جاتا ہے۔ تو ایک مادی سائنس کا ماہر اگر روحانی سائنس کے متعلق کوئی فتویٰ صادر کرنے لگے تو اس بڑھ کر حماقت کیا ہوسکتی ہے۔ اصل در اصل یہ اُس کا کبر نفس ہے جو اپنی مادی سائنس کی حدود سے باہر اپنا اظہار فضیلت کرنا شروع کر دیتا ہے۔

جاہل لوگوں کے شیطانی الہامات

اسی طرح بعض جاہل لوگ جو تخیلات میں مستغرق اور طرح طرح کی آرزوؤں اور امانی کے دلدادہ ہوتے ہیں وہ اپنی ان اضغاث احلام اور حدیث نفس کو ہی وحی الٰہی سمجھ کر ملہم بن جاتے ہیں۔ اور چونکہ اُن کا قلب ابھی تک شیطانی تصرفات سے پاک نہیں ہوتا شیطان اُن کی آرزوؤں اور تمناؤں کے مطابق اسی قوت متخیلہ کے ذریعہ انہیں طرح طرح کے نقشے پیش کرتا اور آوازیں سناتا ہے۔ اور ان تمام شیطانی الہاموں اور خوابوں کو وہ لوگ ایک حقیقت سمجھ کر غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ بات اصل یہ ہے کہ وہ بیچارے وحی الٰہی کی حقیقت سے ناآشنا محض ہوتے ہیں۔ وہ سراب کو اصل پانی اور خیالی اموں کو ایک حقیقت سمجھ لیتے ہیں حالانکہ ابھی وہ اصل کیفیت سے بہت دور اپنے خیالی تمناؤں اور آرزوؤں کے چکر میں پڑے ہوئے ہوتے ہیں۔

وحی حقیقی کے امتیازی نشانات

پس ہر ایک عقلمند شخص کا فرض ہے کہ وہ قوت متخیلہ کے ان کرشموں اور وحی حقیقی کے نظاروں اور آوازوں میں امتیاز کرے (۱) امتیازی امور میں سے سب سے پہلے تو یہی ہے کہ وحی الٰہی اپنے اندر صفائی اور وضاحت اور یقین کی کیفیت اسی طرح رکھتی ہے جیسے عالم ظاہر کا کوئی نظارہ یا آواز۔ وہ محض ایک دھندلا اور سطحی اڑتا ہوا سا نظارہ اور مبہم و مشکوک سی آواز نہیں ہوتی جیسا کہ انسان عام طور پر اپنی خیال آرائیوں میں اور خوابوں میں دیکھتا اور سُنتا ہے۔ تو جو فرق ان میں اور عالم ظاہر کے نظاروں اور آوازوں میں ہے وہی فرق ان خیالی اور خوابی آوازوں اور نظاروں میں اور عالم باطن کے الٰہی نظاروں اور آوازوں میں ہے۔ کیونکہ وہ بھی عالم ظاہر کے نظاروں اور

اواز وں کی طرح ایک امرحقیقت ہوتا ہے۔ اندیہ خیال اور خواب محض قوت متخیلہ کے فرضی کرشمے! (۲) دوسرا امتیازی امر یہ ہے کہ صاحب وحی اپنے اندر اخلاق فاضلہ رکھتا ہے۔ اور عبادت اور تقوی کی حالت اس میں شدید طور پر پیدا ہو چکی ہوتی ہے۔ اور اُس کا قلب ہر ایک قسم کی خواہش نفس اور تمنی سے پاک ہو چکا ہوتا ہے۔ اور یہی وہ دروازے ہوتے ہیں جن سے شیطان انسان کی قوت متخیلہ سے کھیلتا اور اُسے طرح طرح کے مغالطوں میں ڈالتا ہے۔ پس جس شخص کے دل کے دروازے شیطان پر بند ہو چکے اس کے اندر سے حدیث نفس اور شیطانی تصرفات کے خطرات دور ہو جاتے ہیں۔ (۳) تیسرا امتیازی امر یہ ہے کہ صاحب وحی مجنون نہیں ہوتا بلکہ اُس کا کلام اور اُس کی صحبت دوسرے لوگوں کے عقل و فہم کو روشنی بخشتے اور قلب میں پاکیزہ جذبات پیدا کرتے ہیں (۴) چوتھا امتیازی امر یہ ہے کہ جو کلام اُس پر بطور وحی نازل ہوتا ہے وہ بجائے خود علم و حکمت پر مشتمل ہوتا ہے اور انسان کی فطری ہدایت کا سامان اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور اُس میں ایسے امور غیبیہ اور اسرار لدنیہ ہوتے ہیں جن کی مثل لانے سے انسان عاجز رہ جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت کا اظہار اُس کے ذریعہ اس طرح ہوتا ہے کہ بڑے بڑے منکروں کی گردنیں اُس کے آگے جھک جاتی ہیں اور انسانی قلوب ایمان سے بھر جاتے ہیں۔ ربانی علم و قدرت کے انہی مظاہروں کا نام معجزہ ہے جسے انشاء اللہ تعالیٰ میں علیحدہ مضمون میں پیش کرنا چاہتا ہوں یہاں میں فقط اس قدر مختصراً بتا دینا چاہتا ہوں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی وحی میں یہ چاروں امور بدرجہ غایت و نہایت موجود تھے۔

نبی کریم صلعم کا اپنی وحی پر یقین و ایمان

(۱) آپ کی وحی اس قدر نمایاں اور بدیہی اور یقین سے پُر تھی کہ اسی نے آپ کو سالہا سال سخت سے سخت مصیبت اور تنگی کے وقتوں میں جنگوں اور بلاؤں کے ہجوم میں ایک لمحہ کے لئے بھی متزلزل نہ کیا۔ بلکہ بڑی سے بڑی قربانیوں کے لئے ہمیشہ آمادہ رکھا۔ کسی ناکامی اور شکست نے آپ کے قلب پر ایک ذرہ کے برابر بھی اثر نہ کیا۔ بلکہ مصیبت کے ہر جھونکے پر آپ کی ہمت کا قدم آگے بڑھا۔ یہ تمام قربانیاں اور اولوالعزمیاں وضاحت اور یقین کے بغیر نہیں ہو سکتیں۔

آنحضرت صلعم کے اخلاق فاضلہ اور آپ کے قلب کا شیطانی تصرفات سے محفوظ ہونا

(۲) آپ کے اخلاق فاضلہ کے دشمن بھی قائل تھے۔ آپ کو صادق اور امین کا خطاب آپ کی قوم نے آپ کو دے رکھا تھا۔ قد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ (یعنی میں نے ایک عمر تم میں بسر کی ہے۔ میرا کوئی جھوٹ یا بدعملی تو بتاؤ) کے اعلان کے باوجود آپ کا کوئی دشمن آپ کے کیریکٹر پر حرف نہ دھر سکا۔ آپ کی عبادت اور محبت الٰہی نے کافروں کے منہ سے یہ کہلوا دیا کہ عشق محمدٌ ربہٗ کہ محمدؐ رب پر عاشق ہو گیا ہے۔ آپ کے اندر خواہش و تمنی کا شائبہ بھی باقی ! بدیہی ثبوت یہ ہے کہ جب آپ کو فتوحات اور کامیابیاں آپ نے کوئی امیرانہ ٹھاٹھ اور شاہی آرام و تعیش سادگی اور غریبانہ زندگی ابتدائی بیکسی بے بسی و شاہی کے ایام میں تھی۔ اس موقعہ پر بیبیوں نگے تو فرمایا کہ آؤ زینت کے سامان لو اور میرے میرے ساتھ زندگی بسر کرنا چاہتی ہو تو یہی آدمی کے قلب میں کسی خواہش یا آرزو یا تمنا پ تو اسے بھی پسند نہ کرتے تھے کہ جب آپ سے ہو جائیں۔ صحابہ میں بیٹھتے تھے تو پتہ بھی نہ لگتا تھا کہ ان میں ان کا دینی و دنیاوی سردار کون ہے۔ ایسے شخص کے قلب سے بڑھ کر محفوظ قلب ممکن نہیں جس میں تخیل اور آرزوئیں اور شیطانی تصرفات کو کسی طرح بار نہیں مل سکتا۔

آپ کا کمال عقل و فہم

(۳) آپ کے عقل و فہم کا ثبوت ان احادیث صحیحہ سے ملتا ہے جو آپ کی زبان مبارک سے نکلیں اور آج تک موجود ہیں جن میں اس کمال کا اخلاقی فلسفہ ہے کہ انسان پڑھ پڑھ کر حیران رہ جاتا ہے۔ قرآن نے بار بار چیلنج کیا کہ وما صاحبکم بمجنون کہ محمد رسول اللہ صلعم دن رات تمہاری صحبت میں رہتا ہے کوئی جنون کی بات تو بتلاؤ۔ آپ کی صحبت نے عرب جیسے جہل و ضلالت کے ملک کو علم و عقل تہذیب اور حکمت کے نور سے منور کر دیا۔ ایسے شخص کو مجنون کہنا درحقیقت اپنے جنون کا اظہار ہے۔

آپ کی وحی میں علم و حکمت

(۴) جو وحی کہ آپ نے پیش کی یعنی قرآن۔ وہ جس علم و حکمت پر مشتمل ہے اُس کے بیان کرنے کیلئے علیحدہ ایک دفتر چاہیئے۔ خود قرآن نے چیلنج دیا کہ ”ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین۔ کہ اگر تمہیں اس وحی کے بارے میں شک ہے جو ہم نے اپنے بندہ پر نازل کی ہے تو ایک سورت اس کے مانند لے آؤ اور اللہ کے سوا تم اپنے تمام مددگاروں کو بلا لو اگر تم سچے ہو“ پھر فرمایا ”فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین۔ اور اگر تم ایک سورت کی مثل بھی نہ لا سکے اور ہرگز ہرگز نہیں لا سکو گے تو اُس آگ سے ڈرو جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے“۔ اللہ اللہ کس قدر تحدی فرمائی ہے کہ اس کلام نازل شدہ کی ایک سورت کی مثل لے آؤ اور یہ تم ہرگز نہ کر سکو گے کیونکہ یہ انسان کے دماغ کا تخیل یا انسانی کلام نہیں یہ علیم و قدیر خدا کی وحی ہے جس کا مثل لانے سے کمزور انسان قطعًا عاجز ہے۔ یہ کلام بے نظیر ہے۔ کیا بلحاظ فصاحت و بلاغت کے اور کیا بلحاظ معانی یعنی معارف و حقائق علم اور حکمت کے، اور کیا بلحاظ اُس اثر کے جو اس کلام نے انسانوں کے قلوب پر کیا اور ایک انقلاب عظیم پیدا کر کے دکھا دیا۔ دیکھ لو۔ کس طرح چند سالوں میں جہالت اور شرک، فسق و فجور اور ہر ایک قسم کی ناپاکی و گندگی سے نکال کر عرب کو تہذیب اخلاق اور توحید و معرفت الٰہی کے معراج پر پہنچا دیا۔ اور اس وحی الٰہی کے ذریعہ ایسے امور غیبیہ اور اسرار لدنیہ بیان فرمائے اور ایسی بے شمار پیشگوئیوں اور معجزات و خوارق کا اس کے ذریعہ اظہار ہوا کہ آخر کار بڑے بڑے منکروں کی گردنیں جھک گئیں اور مومنین کو ایمان و معرفت کے تمام مراحل طے کرا دیئے۔

کلام الٰہی اور تخیل انسانی میں فرق نہ کرنا خطرناک غلطی ہے

الغرض وہ تمام امتیازی نشانات جو وحی الٰہی کے لئے مخصوص ہیں قرآن کریم میں بدرجہ اتم و اکمل پائے جاتے ہیں پس خدا کے کلام یعنی وحی الٰہی میں اور انسانی تخیل کے ڈھکوسلوں میں ایسا بیّن فرق ہے کہ انہیں نظر انداز کر دینا اور بغیر سوچے سمجھے اتنے بڑے علم و عائنس کی طرف سے نہ صرف بے توجہی کرنا بلکہ اپنی ناواقفی کی بنا پر اسے رد کر دینا پرلے درجہ کی جہالت ہے۔ اور ان لوگوں پر جو محض تخیل کے کرشموں پر نازاں ہو کر الہام و کشف کا دعویٰ کر بیٹھتے ہیں سخت افسوس ہے۔ وہ اپنے تخیل کی سوکھی روٹی کو آسمانی مائدہ سمجھ کر ایسی خطرناک غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُن کا ہاتھ نہ پکڑے تو کچھ شک نہیں کہ وہ ایک خطرناک غلطی کے گڑھے میں گر پڑے ہیں۔

ضرورت رشتہ

جماعت میں باہمی تعلقات رشتہ داری کا قیام جماعت کی قوت اور استحکام کا موجب ہے یہ بات بالکل اظہر من الشمس ہے اس لئے دو فہرستیں شائع کی جاتی ہیں احباب ان پر غور فرمائیں۔ اور اگر کوئی انتخاب ان کے زیر نظر ہو۔ تو اطلاع دیں اس کے بعد فریقین کے نام اور پتہ سے اطلاع دیدی جائے گی تاکہ آپس میں خط و کتابت سے فریقین کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

المعلن:- بشارت احمد

مردانہ فہرست

۱۔ ایک ڈاکٹر صاحب پرائیویٹ پریکٹیشنر صدر بازار سیالکوٹ راجپوت عمر ۳۰ سال۔

۲۔ ایک مدرس صاحب اسکول بدوملہی ساکن دیونہ ضلع گجرات۔ آمدنی جائداد ۱۰ بیگہ زمین اور دکان عمر ۲۷ سال۔

۳۔ ایک نوجوان صاحب جو تاجر قوم شیخ صاحبان سے ہیں آج کل منڈی تجارت میں ایک تاجر کے ملازم ہیں عمر ۲۲ سال جائداد ۱۵ ہزار

۴۔ ایک نوجوان بی۔ اے ایل ایل۔ بی پلیڈر عمر ۲۵ سال قوم مغل کشمیری ساکن ضلع سیالکوٹ

۵۔ ایک نوجوان بی۔ اے۔ ایس۔ اے وی عمر ۲۴ سال قوم مغل کشمیری ساکن ضلع سیالکوٹ

۶۔ ایک نوجوان بی۔ اے سپرنٹنڈنٹ میڈیکل آفیسر عمر ۲۷ سال تنخواہ ۹۰ روپے ماہوار

۷۔ ایک صاحب شیخ صدیقی ایم۔ اے بی ایل پروونشل سروس صوبہ بہار

۸۔ ایک عصبانی اے برادر صاحب نمبر ذات شیخ صدیقی ساکن بہار

۹۔ ایک صاحب اکونٹنٹ گورنمنٹ آف انڈیا تنخواہ ۲۸۰ روپے۔ پہلی بیوی مرچکی ہے زمیندار قوم سے ہیں عمر ۳۴ سال چھ ماہ دہلی اور چھ ماہ شملہ رہتے ہیں۔

۱۰۔ ایک لڑکے کا عمر ۲۰ سال کلاتھ مرچنٹ بیرون کابلی دروازہ شہر پشاور وطن گوجرانوالہ ہے جہاں مکان سکونتی بہت عمدہ اینٹ ہے

۱۱۔ ایک نوجوان عمر ۲۵ سال وائسریکل اسٹیٹ میں ٹائم کیپر تنخواہ ۵۰ ۔۔۔۵۔۔۔۱۵۰۔ اسوقت ۶۰ روپیہ۔ مکان بجلی فرنیچر سب مفت لڑکا نہایت شریف اور دیانتدار ہے

۱۲۔ ایک نوجوان عمر ۲۳ سال۔ موٹر سائیکلوں کی دکان اوسط آمدنی ۵۰ روپے ماہوار۔ لڑکا نہایت شریف اور دیندار ہے

زنانہ فہرست

۱۔ ایک انجنیئر صاحب کی صاحبزادی قوم ککے زئی تعلیم مڈل تک ساکن لاہور ککے زئی رشتہ درکار ہے

۲۔ ایک معزز ریلوے افسر کی صاحبزادی قوم ڈار کشمیری تعلیمیافتہ ساکن لاہور

۳۔ انجمن کے ایک معزز اہلکار کی صاحبزادی انٹرنس پاس قوم شیخ ساکن لاہور

۴۔ وزیرآباد کے ایک معزز تاجر مرحوم کی تین صاحبزادیاں مڈل تک تعلیمیافتہ قوم شیخ

۵۔ ایک محکمہ تار کے افسر کی صاحبزادی تعلیم پرائمری تک ساکن جہلم۔

۶۔ ایک ریٹائرڈ سرکاری ملازم کی صاحبزادی تعلیمیافتہ قوم شیخ قانونگو۔ متوطن گجرات۔ پنجاب

۷۔ دفتر گورنمنٹ آف انڈیا کے منشتر کی صاحبزادی تعلیم ساتویں جماعت تک، نہایت دیندار با سلیقہ۔

ہمارے عقائد اور ہمارا کام

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

مسلمانوں کی نفاق پسندی

اس وقت ہر ایک قوم اپنی قوت کو مجتمع کر کے اپنے ابقا کے لئے کوشاں اور اپنے استحکام کی فکر میں ہے۔ مگر مسلمان اس شغل میں ہیں کہ وہ کس طرح ایک دوسرے کو کاٹ کر اپنی قوت کو کمزور کریں اور جو قومیں اسلام کو مٹانا چاہتی ہیں، ان کا رستہ اپنے ہاتھوں سے صاف کر دیں۔ اگر تاریخ اسلام کی ورق گردانی کی جائے۔ تو ایسے دردناک منظر پہلے بھی بہت نظر آتے ہیں کہ جب مسلمان آپس میں اتحاد کر کے دشمن سے مقابلہ کر سکتے تھے لیکن انہوں نے باہم جنگ و جدل سے دشمن کو قوی کر دیا اور خود تباہ ہو گئے

مسلمانوں کے اتحاد سوز لیڈر

مسلمان قوم کی بدقسمتی ہے کہ اس وقت ایک ایسے گروہ کے ہاتھ میں ان کی قیادت آگئی ہے جن کو اس بات سے کچھ غرض نہیں۔ کہ دنیا میں دشمنان اسلام بھی موجود ہیں۔ جو اسلام کو دنیا سے مٹانا چاہتے ہیں اور ان کے مقابلہ کی بھی ضرورت ہے بلکہ ان کا منشاء صرف مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنا اور ان کی قوت کو کمزور کرنا ہے۔ کفار اگر اسلام کو برباد بھی کر دیں۔ تو وہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کریں گے بلکہ وہ صرف ان لوگوں کے ساتھ جنگ کریں گے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔

مولوی ظفر علی خاں کا اعلان

یہ قیاس ہی قیاس نہیں بلکہ مولوی ظفر علی خاں نے اپنا اور احرار کا یہ مقصد صاف الفاظ میں شائع کر دیا ہے۔ "زمیندار" مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۴ء میں انہوں نے اپنے قلم سے یہ الفاظ لکھے ہیں:-

"قادیانیوں سے ہماری تکرار صرف اتنی سی بات پر ہے کہ وہ اپنے آپ کو برابر مسلمان کہے جاتے ہیں۔ . . .
اگر آج وہ بھی بہائیوں کی طرح اعلان کر دیں۔ کہ ہم مسلمان نہیں مرزائی ہیں۔ تو ان دشمنان دین قیم سے آئے دن الجھنے کی ہمیں ضرورت ہی پیش نہ آئے"

قادیانیوں کی مخالفت کی اصل وجہ

ان الفاظ پر غور کیا جائے۔ ان میں احرار اور مولوی ظفر علی خاں کا چھپا ہوا عندیہ باہر نکل آیا ہے وہ قادیانیوں کی مخالفت اس لئے نہیں کرتے کہ قادیانیوں میں فلاں فلاں نقص ہیں بلکہ صرف اس لئے مخالفت کرتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ وہ مسلمان نہ ہوں تو اسلام پر جتنے چاہیں حملے کریں، انہیں ان سے کوئی واسطہ نہ ہوگا۔ جیسا کہ بہائی اسلام کی جگہ بہائی مذہب کو قائم کر کے اسلام کا دنیا سے استیصال کرنا چاہتے ہیں۔ مگر وہ بہائیوں کو کچھ نہ کہیں گے وہ خوشی سے اسلام کے استیصال کی کوشش میں لگے رہیں۔ اسی طرح انہیں عیسائیوں اور آریوں سے بھی کوئی واسطہ نہیں۔ کیونکہ وہ مسلمان نہیں وہ بھی شوق سے اسلام پر حملے کریں۔ رسول اللہ صلعم پر حملے کریں۔ اسلام کو مٹانے کی کوشش کریں۔ احرار اور مولوی ظفر علی خاں کی ساری کوشش صرف یہ ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہیں، پہلے ان کو مٹانا چاہئیے ان کی جنگ ہمیشہ مسلمان کہلانے والوں سے ہوگی اور جو گروہ اسلام سے الگ ہو جائیگا اس کے ساتھ انہیں کوئی واسطہ نہ ہوگا۔ کیا ہی نیک غرض ہے

ایک یوروپین مصنف کی قابل غور باتیں

۱۹۳۲ء میں ایک مشہور یوروپین مصنف ایچ۔ اے۔ آر گب نے ایک کتاب "وہدر اسلام" لکھی ہے جس کا لفظی ترجمہ ہے: "اسلام کدھر جا رہا ہے" اس کتاب میں اس نے مختلف اسلامی ممالک میں مسلمانوں کے خیالات پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنی کتاب کے خاتمہ پر دو چار ایسی باتیں لکھی ہیں۔ جن کو میں اپنے مسلمان بھائیوں کے سامنے اس امید کے ساتھ رکھتا ہوں کہ وہ ان کی طرف توجہ کریں گے۔ وہ لکھتا ہے:-

"اسلام کے سامنے نسل انسانی کی خدمت کا ایک بڑا بھاری کام ہے۔ . . . . اس کے اندر وہ عظیم الشان روایت ہے جو قوموں میں باہمی سمجھوتہ اور تعاون پیدا کر سکتی ہے۔ نسل انسانی کی متعدد اور مختلف قوموں کے اندر اتحاد پیدا کرنے میں جو کامیابی اسلام کو حاصل ہوئی ہے اس کی نظیر کسی دوسری جگہ نہیں پائی جاتی۔ اور پھر اتحاد بھی ایسا جس نے مرتبہ کے لحاظ سے موقعہ دینے کے لحاظ سے، اور جد وجہد کے لحاظ سے نسل انسانی میں مساوات پیدا کر دی ہے۔ ہاں اسلام میں اب بھی یہ طاقت ہے کہ وہ قومیت اور روایات کے ایسے پراگندہ اجزا کو جو باہم ملنے کے قابل نظر نہیں آتے اکٹھا کر دے۔ اگر مشرق اور مغرب کی عظیم الشان قوموں کا مقابلہ کبھی تعاون میں تبدیل ہو سکتا ہے تو یہ صرف اسلام کے ذریعہ سے ہی ہو سکتا ہے"

اور پھر لکھتا ہے:-

"اپنی علمی اور اخلاقی زندگی کی تکمیل کے لئے یورپ ان طاقتوں اور استعدادوں کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو اسلامی سوسائٹی میں پائی جاتی ہیں"

اور پھر لکھتا ہے:-

"مغربی تہذیب کے اس توازن کو جو اس کی یکطرفہ (یعنی صرف مادی) ترقی کی وجہ سے جاتا رہا ہے بحال کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اسلامی سوسائٹی کے سامنے دست سوال دراز کریں"

اپنی کتاب کا نام "اسلام کدھر جا رہا ہے" رکھنے سے اس یوروپین مصنف کا منشا تو صاف نظر آرہا ہے وہ چاہتا ہے کہ اسلام اپنی توجہ یورپ کی طرف کرے۔ مگر میں اپنے مسلمان بھائیوں سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا ان کے دلوں سے بھی کبھی یہ آواز اٹھتی ہے کہ:-

مسلمان کدھر جا رہے ہیں؟

ایسے نازک وقت میں جب ساری قومیں اپنے بڑے بڑے اندرونی اختلافات کو چھوڑ کر اپنے تعمیری کاموں میں مصروف ہیں مسلمان اپنی ساری قوت کو اپنے اندرونی جھگڑوں پر برباد کر رہے ہیں اور یہ اس قوم کی حالت ہے۔ جسے آج تہذیب کا مرکز یورپ اپنی اصلاح اور اپنی مشکلات کے حل کے لئے بلا رہا ہے اس سے بڑھ کر ہماری خوش قسمتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ یورپ اپنے ہاتھ ہمارے سامنے پھیلا رہا ہے اور بلند آواز سے کہہ رہا ہے کہ میری

مشکلات کا حل اسلام میں ہے

ادھر خدا کا کلام پکار پکار کر کہہ رہا ہے تبارك الذى نزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيرا۔ کہ یہ قرآن ساری قوموں کے لئے آیا ہے اور اس پر ایمان رکھنے والوں کا فرض ہے کہ اسے تمام قوموں تک پہنچائیں۔ ایسی حالت میں ساری قوت قومی کو باہم جنگ و جدل پر صرف کر دینا اور نہ اسلام کی پکار کی طرف توجہ کرنا، نہ اسلام کے پیاسوں کی پکار کی طرف توجہ کرنا کیا یہ اسلام کے ساتھ دوستی ہے یا دشمنی؟ کیا مسلمانوں کی مثال اس وقت ایسی نہیں کہ ایک گھر کو دشمن نے گھیرا ہوا ہو، اور اس کے رہنے والے بجائے دشمن کا مقابلہ کرنے کے آپس میں لڑ جھگڑ رہے ہوں۔ مسلمانوں میں وہ درد دل رکھنے والے کدھر ہیں جو یہ غور کریں کہ

اسلام کدھر بلاتا ہے اور مسلمان کدھر جا رہے ہیں؟

صرف یہی نہیں کہ مسلمان تبلیغ اسلام کے متعلق اپنے فرض سے بالکل غافل ہیں، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر قابل افسوس یہ امر ہے کہ ایک جماعت جو اس کام کے لئے ہر طرح کی قربانیاں کرتی ہوئی اسلام کا علم تثلیث اور مادہ پرستی کے مرکز یورپ میں قائم کر رہی ہے۔ مسجدیں بنوا رہی ہے۔ قرآن کریم کو تراجم کے ذریعے سے ان لوگوں تک پہنچا رہی ہے جنہیں آج تک تعلیم اسلام نہیں پہنچی تھی تثلیث کے پرستاروں کا سر خدائے واحد کے آستانے پر جھکوا رہی ہے اس کے خلاف جھوٹے پروپاگنڈا سے نفرت پھیلا رہے اور اس کے کام کو تباہ کرنے پر پوری قوت صرف ہو رہی ہے

تبلیغ اسلام کا عظیم الشان کام

جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے بیس سال کے عرصہ میں کیا ہے اسے آپ ایک نظر دیکھ لیں۔

۱۔ تین اسلامی مشن یورپ میں کام کر رہے ہیں جن سے ووکنگ مشن جو ۱۹۳۰ء تک اسی انجمن کی زیر نگرانی کام کر رہا تھا۔ اب ایک علیحدہ ٹرسٹ کی صورت میں ہے اور دو نئے مشن ایک ہالینڈ میں اور ایک ہسپانیہ میں کھولنے کے لئے انتظام ہو رہا ہے

۲۔ برلن دارالخلافہ جرمنی میں ڈیڑھ لاکھ روپے کے خرچ سے ایک عظیم الشان مسجد بنوائی ہے۔

۳۔ ایک مشن جاوا سماٹرا میں عیسائیت کے مقابلہ کے لئے قائم کیا۔ جہاں پچاس ہزار فرزندان توحید تثلیث کے پرستار بن چکے تھے اور عیسائیت کی بڑھتی ہوئی رو کو روکا۔

۴۔ ٹرینیڈاڈ میں ایک مشن قائم کیا اور پھر وہاں کے ایک طالبعلم کو یہاں کئی سال تک تعلیم دی۔ جو اب بطور خود وہاں تبلیغ کا کام کر رہا ہے۔

۵۔ ہندوستان میں متعدد مقامات پر تبلیغ کے لئے مشن قائم کئے۔ اور قریباً چار ہزار اچھوتوں کو اسلام میں داخل کیا۔

۶۔ قرآن کریم کا ترجمہ تین یورپ کی زبانوں میں کیا۔ جن میں سے انگریزی اور ڈچ شائع ہو چکے ہیں اور جرمن ترجمہ طبع کے لئے تیار ہے

۷۔ سات ہزار سے اوپر جلدیں قرآن کریم کے ترجمہ انگریزی کی اس قدر سیرت نبوی کے انگریزی ترجمے یورپ اور امریکہ ہندوستان کی مختلف لائبریریوں میں مفت بذ[illegible] لوگوں میں تقسیم کئے۔

۸۔ یورپ کی بارہ سے زیادہ زبانوں میں [illegible] کر کے انہیں یورپ کے مختلف ممالک [illegible] کل پچیس سے زیادہ زبانوں میں اس [illegible] ترجمے ہو چکے ہیں۔

۹۔ خط و کتابت کے ذریعے سے قریباً تمام [illegible] کا سلسلہ جاری ہے۔ (باقی ہے)

کچھ مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق

(سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل مبلغ اسلام)

(۱)

مولوی ثناء اللہ صاحب اور ثلاث کذبات

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جھوٹ بولنے کے قائل نہیں۔ ہمارے نزدیک یہ رائے درست نہیں۔ مولوی صاحب موصوف عربی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

فجعلھم جذاذاً قطعاً۔ الا کبیراً لھم لعلھم
الیہ یرجعون۔ لیسئلونہ قالوا من فعل ھذا
بالھتنا انہ لمن الظالمین۔ قالوا سمعنا
فتیً یذکرھم یقال لہ ابراھیم قالوا
ای رؤساؤھم فأتوا بہ علی اعین الناس
لعلھم یشھدون۔ علی اقرارہ قالوا أانت
فعلت بالھتنا ھذا یا ابراھیم قال لا
بل فعلہ کبیرھم ھذا السالم
(تفسیر ثنائی عربی صفحہ ۲۵۴)

ترجمہ۔ سو ابراہیم نے بڑے بت کے سوا سب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ تاکہ وہ اس کی طرف لوٹیں اور دریافت کریں وہ کہنے لگے۔ ہمارے بتوں کے ساتھ کس نے یہ سلوک کیا ہے یقیناً وہ ظالموں میں سے ہے۔ لوگوں نے کہا ہم نے ایک نوجوان کو ان بتوں کا ذکر کرتے سنا تھا۔ جسے ابراہیم کہتے ہیں۔ سرداروں نے کہا۔ اسے لوگوں کے سامنے لاؤ۔ تاکہ اس کے اقرار کا مشاہدہ کریں۔ انہوں نے کہا ابراہیم کیا تو نے ہمارے بتوں سے یہ سلوک کیا؟ اس نے کہا نہیں تو۔ بلکہ یہ ان کے بڑے بت نے کیا ہے جو صحیح سالم موجود ہے"۔

گویا بتوں کو توڑا۔ اور پھر کہا۔ کہ نہیں توڑا۔

(۲)

مولوی ثناء اللہ اور سرسید مرحوم

سرسید احمد مرحوم کا خیال تھا۔ کہ مریم کو خدا کے فرشتہ نے خواب میں آکر بیٹے کی بشارت دی۔ اس پر مولوی صاحب فرماتے ہیں

"بتلا دیں تو خواب کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ اس برتے
پہ آپ علماء کو یہودیوں کے مقلد، شہوت پرست
زاہد، کوڑ مغز ملا وغیرہ الفاظ سے خطاب کرتے ہیں ؎
اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں
(تفسیر ثنائی اردو جلد ۲ صفحہ ۳ سورہ آل عمران)

مگر آگے جاکر اس اصول کو خود ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ سلیمان اور نملہ کی گفتگو کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"چیونٹی کا یہ کلام بذریعہ الہام یا کشف الٰہی کے
سلیمان تک بھی پہنچا (تفسیر ثنائی جلد ششم صفحہ ۲۸ سورہ جن)

حالانکہ اصل آیت میں الہام یا کشف الٰہی کے الفاظ تک نہیں۔ سرسید مرحوم ہوتے۔ تو ضرور یہ سوال کرتے۔ کہ آپ جو مجھ پر خواہ مخواہ برسے تھے۔ اب بتائیے الہام یا کشف الٰہی کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ سرسید مرحوم کے حافظہ پر طنز کرتے ہوئے مولوی صاحب نے لکھا تھا "بوڑھے جلدی بھول جاتے ہیں"۔

(تفسیر ثنائی جلد ۲ صفحہ ۲۷ حاشیہ)

اب یہ ریمارک خود مولوی صاحب پر صادق آرہا ہے کہ اپنے قائم کردہ اصول کو چھوڑ کر خود الزام کے نیچے آگئے ہیں۔

(۳)

یوم السبت کے متعلق مولوی صاحب کی ایک غلط فہمی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحفہ گولڑویہ کلاں صفحہ ۱۰۱ پر جمعہ کو چھٹا دن لکھا ہے۔ اس پر استہزا کرتے ہوئے مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں:۔

"جمعہ کو چھٹا دن قرار دینا عیسائی معمول ہے جو اتوار سے
ہفتہ شروع کرتے ہیں۔ شرع اسلام میں جمعہ ساتواں
دن ہے کیونکہ شرعی ہفتہ سنیچر سے شروع ہوتا ہے
چنانچہ عربی میں سنیچر کو یوم الاحد کہتے ہیں۔ مرزا صاحب
عیسائیوں کے لئے عیسیٰ بن کر آئے۔ مگر اصطلاحات
میں ان کے موافق ہو گئے"۔
(اصطلاحات مرزا صفحہ ۵ حاشیہ)

اس سے ذیل کے نتائج نکلتے ہیں:۔

(الف) جمعہ ہرگز چھٹا دن نہیں۔ بلکہ ساتواں دن ہے
(ب) شرعی ہفتہ سنیچر سے شروع ہوتا ہے جسے یوم الاحد کہتے ہیں۔

اور یہ دونوں باتیں بالکل غلط ہیں اور لاعلمی پر مبنی ہیں جمعہ ہرگز ساتواں دن نہیں۔ کیونکہ وہ یوم الخمیس یا پانچویں دن کے بعد آتا ہے اور پانچ کے بعد چھ آیا کرتے ہیں سات نہیں آتے اسی طرح عربی میں سنیچر کو یوم الاحد ہرگز نہیں کہا جاتا۔ بلکہ اس کا نام یوم السبت ہے۔ یوم الاحد جسے فارسی میں یکشنبہ کہتے ہیں اتوار کو کہا جاتا ہے۔ پس یہ ایک خطرناک علمی غلطی ہے۔ جو مولوی ثناء اللہ جیسے عربی دانی کے مدعی سے ہوئی۔

معلوم ہوتا ہے کتاب عجائبات مرزا چھپنے کے بعد کسی شخص نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو بتا دیا۔ کہ یہ آپ سے ایک علمی غلطی سرزد ہوئی ہے۔ چنانچہ آپ نے آخر میں اس کی تصحیح کے لئے ایک ورق کا اضافہ کیا۔ جس میں فرماتے ہیں:۔

"صفحہ ۵ کے حاشیہ میں لکھا ہے "چنانچہ عربی میں سنیچر کو
یوم الاحد کہتے ہیں۔ صحیح یوں ہے۔ عربی میں سنیچر کو
یوم السبت کہتے ہیں"۔

اپنی تردید اپنے قلم سے

اب سوال یہ ہے کہ اگر واقعی عربی میں سنیچر کو یوم السبت کہا جاتا ہے (اور یقیناً یہی کہا جاتا ہے) تو حضرت مرزا صاحب کا کیا قصور تھا۔ جنہوں نے اتوار کو یوم الاحد قرار دیکر جمعہ کو چھٹا دن قرار دیا حقیقت یہ ہے کہ عیسائیوں، یہودیوں اور مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق اتوار ہی یوم الاحد یا پہلا دن ہے اس لحاظ سے جمعہ چھٹا دن بنتا ہے۔ انجیل میں اتوار کو ہفتہ کا پہلا دن قرار دیا گیا ہے چنانچہ لکھا ہے:۔

"سبت کے بعد ہفتے کے پہلے دن پو پھٹنے کے وقت مریم
مگدلینی اور دوسری مریم قبر کو دیکھنے آئیں (متی ۲۸: ۱)

مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی کم علمی سے یہ سمجھ رہے تھے کہ جمعہ ساتواں دن ہے اور اعتراض حضرت اقدس پر کر دیا۔

(۴)

مولوی ثناء اللہ صاحب اور حضرت مسیح موعود

خواہ مولوی صاحب حضرت اقدس کی کتنی ہی مخالفت کریں مگر حق بات زبان سے نکل ہی جاتی ہے آپ ماسٹر آتما رام آریہ سماجی کے ساتھ "الہامی کتاب" کے موضوع پر مباحثہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"جو آپ نے عربی زبان کے متعلق طول بلا طائل تقریر
کی ہے میرے مضمون سے خارج ہے اس لئے اس
کا جواب دینا اپنا فرض نہیں جانتا۔ اس کا جواب
لینا ہو تو مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب منن الرحمان
ملاحظہ کریں (مباحثہ الہامی کتاب صفحہ ۱۰۱ مطبوعہ ۱۹۰۳ء)

مباحثہ میں اپنی آخری تقریر کو حضرت مسیح موعود کے ذیل کے اشعار پر ختم کرتے ہیں

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے
(مباحثہ الہامی کتاب صفحہ ۱۹۲)

مولوی صاحب کی دو رخی

شاید یہ سب کچھ اس لئے کیا ہو کہ آریہ سماجی سے مناظرہ ہے بسا اوقات وہ اپنے عقائد کے خلاف بھی مناظرہ میں بات کہہ دیا کرتے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے شاہ حجاز کے سامنے اپنی تفسیر کے متعلق معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے آریہ کے ساتھ مناظرہ کرنا پڑتا ہے اس لئے
ایسا لکھ دیا گیا۔ میرا عقیدہ یہ نہیں ہے"۔
(فیصلہ مکہ صفحہ ۱۲)

مگر شاہ حجاز کا جواب بڑا ہی قیمتی تھا جس پر غالباً مولوی صاحب نے عمل نہیں کیا۔ اور وہ یہ ہے:۔

"نہیں آریہ کے ساتھ مناظرہ کرنے سے پہلے اپنے
نفس سے مناظرہ کرو۔ جس شخص کے کپڑے گندے
ہوں، وہ کہے۔ مجھے زمین سے بو آتی ہے اس کو
چاہیئے کہ پہلے اپنے کپڑوں کو صاف کرے"۔
(فیصلہ مکہ صفحہ ۱۲ و صفحہ ۱۳)

ایک انوکھی قوم

لنڈن کے مشہور ہفتہ وار سنڈے ایکسپریس میں ہر ہفتہ ایک نصف صفحہ عجائب و نوادر کا ہوتا ہے اس کے اندر خبریں تصویریں وغیرہ ہمیشہ سب ہی چھانٹ چھانٹ کر درج کی جاتی ہیں جو سننے میں عجیب غریب معلوم ہوں اور جن پر پہلی بار تو یقین ہی نہ آسکے ۱۵ ارجون کے پرچے میں صفحہ ۳ پر انہیں عجائب غرائب کے درمیان "زرعبادت" کا عنوان دیکر اس کے ساتھ الجیریا (افریقہ) کی اسلامی حکومت کے روپیہ کی حسب ذیل تصویر دی ہے:۔

ربنا افرغ علینا صبراً وتوفنا مسلمین	ربنا افرغ علینا صبراً وتوفنا مسلمین	اے ہمارے پروردگار ہم کو خوب صبر و ثبات عطا فرما اور ہمیں اسلام ہی پر موت دے!

بے شک روشن خیال یورپ کو کیسے یقین آسکتا ہے کہ اللہ کی ہی زمین پر بسنے والی ایسی مخلوق بھی ہے جو اپنے سکوں پر تصویریں نہیں ہوتیں بادشاہوں کے تاج کا نقش نہیں دیتی بلکہ وہاں بھی اپنے خدا ہی کو یاد کئے چلی جاتی ہے ایمان کا نام لیتی ہے اور موت کا ذکر کرتی ہے ایسی عجیب غریب قوم کے ایسے عجیب غریب دستور کو بھی اگر عجائب الاخبار میں جگہ نہ دی جائے تو آخر اور کیا ہو کیسے اس پر آسانی سے یقین کر لیا جائے؟ (صدق)

(بقیہ صفحہ ۶)

۱۵۔ البانیہ (یورپ) میں تبلیغ کے لئے تین البانوی طالب علم یہاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

۱۶۔ اس تبلیغی کام کے علاوہ مساکین و یتامیٰ کی امداد پر ایک بڑی بھاری رقم خرچ ہوتی ہے اور دو ہائی سکول جاری کئے ہوئے ہیں۔

میں ہر ایک انصاف پسند مسلمان بھائی سے اور ہر ایک درد دل رکھنے والے بزرگ سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا

تبلیغ اسلام کا یہ کام اسلام کی قیمتی جائداد نہیں؟

اور کیا اس کو برباد کرنے کی کوشش احمقانہ کوشش نہیں؟ اسلام سے دشمنی نہیں۔ جو لوگ آج اسے برباد کرنے کے درپے ہیں، وہ خود سوچ لیں۔ کہ آنحضرتؐ کو کیا جواب دیں گے۔ کاش اس کو برباد کرنے سے پہلے بنے ہوئے کام کو گرانے کی کوئی جواز کی وجہ وہ پیش کر سکیں گو یہ بھی کوئی جواز کی وجہ نہیں، مگر ان لوگوں میں صرف تخریبی کام کی قوت ہے۔ تعمیری کام کی قوت نہیں۔ اگر تعمیری کام کی کوئی قوت ہوتی تو کیا وجہ ہے کہ تبلیغ اسلام کا وہ تعمیری کام جو چند ہزار افراد کی جماعت نے کر لیا ہے اس کا دسواں حصہ بھی بزعم خود

آٹھ کروڑ مسلمانوں کی نمائندہ جماعت

نہیں دکھا سکتی۔ سواں حصہ بھی نہیں دکھا سکتی۔ مانا کہ وہ قادیانیت کو اسلام کے لئے مضر خیال کرتے ہیں۔ مگر کیا اسلام کا مقابلہ اور کسی قوم سے نہیں؟ کیا عیسائیت اسلام کی سب سے بڑی دشمن نہیں۔ جو ہزارہا نہیں لاکھوں فرزندان توحید کو تثلیث پرست بنا چکی ہے۔ پچپن ہزار قادیانی آخر کلمہ گو ہیں۔ قرآن کریم کو خدا کی آخری کتاب مانتے ہیں۔ اپنی پوری ساری کوشش صرف کر دینا عقلمندی نہیں ان کا جھگڑا پھر بھی اسلام کا اندرونی جھگڑا ہے۔ عیسائیت جو لاکھوں فرزندان اسلام کو گمراہ کر چکی ہے اور روپے اور لٹریچر اور مشنری فوجوں کے ساتھ ہر ایک اسلامی ملک پر حملہ آور ہو رہی ہے۔ اس کا فکر کبھی بھول کر بھی نہیں ہوتا۔ آریہ سماج یو۔پی کے علاقہ میں چار لاکھ مسلمانوں کو شدھ کرنے کی مدعی ہے۔ اس کا فکر کیوں نہیں۔ اگر اسلام کی عزت کا خیال ہے تو ایک حصہ طاقت کا اندرونی جھگڑوں پر خرچ کرنے کو ۹ حصے ان اعدائے اسلام کے مقابل خرچ ہونے چاہئیں۔ جو سرے سے اسلام کو ہی مٹانا چاہتے ہیں۔ مگر بقول ایک مشہور مولوی صاحب "پھر کھانے کو کہاں سے ملے" گویا خدا اسی وقت تک ان علماء کو روٹی دیتا ہے جب تک یہ باہم لڑتے یا لڑاتے رہیں۔ لیکن جب بیرونی دشمن کے مقابلہ پر نکلیں، تو خدا ان پر رزق بند کر دیتا ہے۔ (باقی آئندہ)

پبلک پریکٹس کے خواہشمند

ڈاکٹر صاحبان توجہ فرماویں

حافظ غلام رسول میڈیکل ہال وزیرآباد (پنجاب)

(قائم شدہ ۱۸۸۹ء)

ایک نہایت باموقعہ اور پرانی مشہور انگریزی ادویات کی دکان کا کام۔ مالک حافظ غلام رسول اور ڈاکٹر محمد یوسف صاحب M.B.B.S دونوں کے یکے بعد دیگرے فوت ہو جانیکی وجہ سے رکا ہوا ہے موجودہ مالک کمپونڈنگ کا کام جانتا ہے اور خواہشمند ہے۔ کہ کسی ایم۔بی۔بی۔ایس ڈاکٹر کے ساتھ مل کر کام چلائے وزیرآباد میں ایک ایم۔بی۔بی۔ایس مسلمان محنتی اور قابل ڈاکٹر کی ضرورت بھی ہے۔ محنت اور کوشش کرنے سے کافی کامیابی ہو سکتی ہے مفصل حالات اور شرائط بالمشافہ آکر طے فرما دیں۔

پہلے خط و کتابت سے وقت و دن مقرر کر لیں۔

متنازعہ شہید گنج کے متعلق خبریں

—— رادھاسوامیوں کے اخبار "پریم پرچارک" دیال باغ آگرہ نے اپنی ۲۲ر جولائی کی اشاعت میں لکھا ہے کہ گو سکھوں کو قانونی حق حاصل تھا۔ کہ وہ مسجد شہید گنج کے ساتھ حسب منشا سلوک کریں۔ لیکن اس کے باوجود ان کا ایسے نازک مرحلہ پر مسجد کو مسمار کر دینا کم از کم انسانیت و شرافت کی نگاہ میں ایک انتہائی افسوسناک فعل ہے۔

—— لاہور ۶ر اگست۔ مسجد شہید گنج کے انہدام کے بعد اب اکالی سکھ وہاں کوئی دوسری عمارت تعمیر کرنے کی غرض سے بنیادیں کھود کر نئی دیواریں اٹھا رہے ہیں۔ چنانچہ مسجد کی مغربی دیوار کی جگہ ایک گز چوڑی دیوار بطور بنیاد کے تعمیر کی گئی ہے۔ جو سطح زمین سے ایک فٹ بلند ہو چکی ہے۔ اس کے بعد جنوبی دیوار کو جو سڑک کے کنارے تھی اور خود بخود گر گئی تھی۔ کھود کر اس میں روڑی کوٹی جا رہی ہے اور اس تعمیر میں قریباً یکصد اکالی بطور مزدور کے کام کر رہے ہیں۔ اور کئی سکھ وہاں جا کر تبرکاً کام کرتے ہیں اور صبح سے شام تک سکھ عورتوں اور مردوں کا ایک تانتا لگا رہتا ہے۔

—— تجویز ہوئی ہے کہ ۹ر اگست ۱۹۳۵ء بروز جمعہ کو نماز جمعہ کے بعد ہر مسجد میں یوم شہید گنج منایا جائے اور مسجد شہید گنج کے انہدام اور ۲۰ر ۲۱ر جولائی کو فائرنگ کے خلاف اظہار ناراضگی کی قرار دادیں منظور کی جائیں۔

—— مجلس احرار نے ایک روزانہ اخبار "مجاہد" بطور ضمیمہ نکالا ہے جس کے خلاف مسلمان شدید نفرت و حقارت کا اظہار کر رہے ہیں

—— مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں جو مسلمان شہید ہوئے ہیں ان کی یادگار قائم کرنے کی تجویز ہو رہی ہے

—— مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ جو لوگ مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں نظر بند کرائے گئے ہیں ان کو حکومت معقول الاؤنس دے۔

—— لاہور ۴ر اگست۔ امیر بخش پہلوان، حافظ محمد یعقوب، مسٹر عبدالرحمان طالبعلم لا کالج لاہور نے گذشتہ جمعہ شاہی مسجد لاہور میں مسجد شہید گنج کے متعلق تقریریں کی تھیں ان کو گرفتار کر لیا گیا مقدمہ زیر سماعت ہے

—— چند روز ہوئے ایک بوڑھے مسلمان مسمی شیر خان نے پولیس فوج اور سکھوں کے پہرے کے باوجود گوردوارہ شہید گنج میں داخل ہو کر اذان دیدی پولیس نے اس کو گرفتار کر لیا۔ مقدمہ زیر سماعت ہے۔

شہداء اور مجروحین کے متعلق کمیٹی کو اطلاع دیجائے

مورخہ ۲۰ر اور ۲۱ر جولائی کو جو لوگ ہلاک و مجروح ہوئے ان کے متعلق تحقیقات کرنیوالی کمیٹی کو اطلاع ملی ہے کہ ابھی تک ایسے اشخاص ہیں جو ہلاک شدگان و مجروحین کے متعلق واقفیت رکھنے کے مدعی ہیں لیکن جو ابھی تک کمیٹی مذکور کے روبرو نہیں آئے۔ کمیٹی یہ ظاہر کر دینا چاہتی ہے کہ عوام کے مفاد کا صریح تقاضا یہ ہے۔ کہ جملہ معلومات کمیٹی کے سامنے پیش کر دی جائیں اور وہ ایسے اشخاص سے دوبارہ درخواست کرتی ہے کہ وہ کمیٹی کے روبرو آئیں۔ کمیٹی مذکور کا ایک اور جلسہ بروز ہفتہ مورخہ ۱۰ر اگست کو سماعت شہادت کے لئے ہونا قرار پایا ہے

عوام کی توجہ از سرنو حکومت کے اس وعدہ کی طرف منعطف کرائی جاتی ہے۔ کہ جو لوگ کمیٹی مذکور کے سامنے پیش ہونگے ان کے خلاف اس وجہ سے کسی حالت میں بھی نہ کوئی کارروائی کی جائیگی اور نہ انہیں کسی قسم کی تکلیف دی جائے گی۔

فضل الٰہی

ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب لاہور

۵ر اگست ۱۹۳۵ء

متفرق خبریں

—— کوئٹہ میں ایک حلوائی، ۴ دنوں تک ملبہ کے اندر دبا رہنے کے بعد زندہ نکلا ہے زلزلہ کے وقت وہ اپنی دکان میں تھا۔ جس پر آس پاس کی دیواریں آگریں۔ مگر خوش قسمتی سے وہ دبا نہیں اور دکان میں اس کے چلنے پھرنے کے لئے گنجائش رہ گئی۔ اس کے پاس مٹھائیاں بنانے کا ایک اوزار تھا۔ اس کی مدد سے وہ سرنگ کھودتا رہا۔ دکان میں مٹھائیاں اور پانی کا ایک گھڑا تھا۔ وہ اس کی غذا کا کام دیتا رہا۔ آخر ۴ روز کی جدوجہد کے بعد وہ زندہ نکل آیا۔

—— فلسطین کے یہودی نہایت سرعت سے مسلح ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے عربوں میں تشویش پھیل گئی ہے

—— لنڈن ۲ر اگست۔ آج گیارہ بجکر چالیس منٹ پر ملک معظم نے انڈیا بل پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے اب یہ بل قانون بن چکا ہے

—— لنڈن ۲ر اگست۔ آج دارالعوام میں ایک ممبر کے سوال کا جواب دیتے ہوئے مسٹر بٹلر نائب وزیر ہند نے کہا۔ کہ پچھلے موسم گرما میں احراریوں کی مخالفانہ سرگرمیوں کی وجہ سے احمدیہ جماعت میں سخت بے چینی پھیلی رہی اور بدقسمتی سے یہ کشیدگی اب تک جاری ہے۔ حکومت پنجاب تمام صورت حالات کا مطالعہ کر رہی ہے

—— ایک غیر مصدقہ خبر ہے کہ غازی مصطفیٰ کمال پاشا مستقبل قریب میں روس کا دورہ کریں گے۔ اس خبر پر یورپین حلقوں میں طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ بعض حلقوں کا خیال ہے کہ مشرقی ممالک کی لیگ کا قیام اس سفر کے مقاصد میں شامل ہے۔

—— ایتھنز ۴ر اگست۔ یونان میں بادشاہت قائم کرنے کے لئے استصواب رائے کا کام شروع ہو گیا ہے۔ آخری فیصلہ نیشنل اسمبلی کرے گی۔

—— ایران کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں۔ خراسان کے قریبی علاقہ میں زبردست سیلاب آیا۔ جس سے لاکھوں روپیہ کا مالی نقصان ہوا۔ اور تیس جانیں ضائع ہوئیں۔

—— کوئٹہ ۵ر اگست۔ یہاں اب تک زلزلے کے جھٹکے محسوس ہو رہے ہیں۔ کل ۷ بجے شام شدید زلزلہ آیا۔ جس کے جھٹکے پانچ سکنڈ تک محسوس ہوتے رہے۔ اس زلزلہ کے ساتھ گڑگڑاہٹ کی خوفناک آواز بھی سنائی دی۔

—— حکومت افغانستان نے غزنی میں ایک زبردست فوجی کالج کا افتتاح کیا ہے۔

—— امید کی جاتی ہے کہ اعلیٰحضرت حضور نظام مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کی چانسلری قبول فرما وینگے۔

—— حیدرآباد دکن میں اعلیٰ حضور نظام کی سلور جوبلی کی تیاریاں نہایت وسیع پیمانہ پر ہو رہی ہیں۔

—— صوفیہ ۴ر اگست۔ بلغاریہ میں حکومت کی طرف سے ایک نیا قانون نافذ کیا گیا ہے۔ جس کی رو سے جملہ سیاسی جماعتیں توڑ دی گئی ہیں۔ پولیٹیکل کتابیں اور پمفلٹ وغیرہ ضبط قرار دئیے ہیں۔ سیاسی جماعتوں کے حامیوں کو ملک بدر کر دیا جائیگا اور جو لوگ پولیٹیکل ایجی ٹیشن میں حصہ لینگے۔ انہیں جرم ثابت ہونے پر گولی سے اڑا دیا جائیگا۔

—— نینی تال ۴ر اگست، حکومت یوپی کے دفاتر کا وہ حصہ جو موسم گرما میں نینی تال گیا ہوا تھا۔ ۱۶ر اکتوبر کو وہاں پر بند ہو کر ۲۲ر اکتوبر کو لکھنؤ میں کام شروع کر دے گا۔

—— حکومت ایران نے اپنے بہت سے شہروں کے نام تبدیل کر دئیے ہیں

—— گذشتہ ہفتہ ۲،۴۳،۰۰۰ روپے کا سونا ہندوستان سے باہر گیا۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ٹریکٹ سیریز

۲۰ جولائی ۱۹۳۵ء کے پیغام صلح میں حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تجاویز ٹریکٹ سیریز کے بارہ میں احباب مطالعہ کر چکے ہیں ان میں سے مندرجہ ذیل باتوں کی طرف احباب کی توجہ خاص طور پر مبذول کرانا چاہتا ہوں:-

(۱) تمام احباب جماعت کو اس سلسلہ کی وسعت کیلئے ماہوار یا یکمشت امداد دینی چاہیئے حضرت امیر کا ارشاد ہے کہ تمام احباب حصہ لیں۔ خواہ ایک آنہ ہی کیوں نہ ہو۔ خالی کوئی نہ رہے۔

(۲) جماعتیں جس قدر ٹریکٹ مرکز سے منگوائیں ان کا تمام خرچ ان کے ذمہ ہوگا کسی جماعت کو یہ ٹریکٹ مفت نہیں بھیجے جائینگے جو ان کو ٹریکٹ منگانے سے پہلے محاسبا .. ہ انجمن کے نام روانہ کر دینا چاہیئے۔ دو پیسہ فی انگریزی ٹریکٹ اور ایک پیسہ فی اردو ٹریکٹ قیمت مقرر ہوئی ہے محصولڈاک اس کے علاوہ ہوگا۔ اور یہ بھی ٹریکٹوں کی قیمت کے ساتھ ادا کرنا ہوگا۔

(۳) تعداد کے متعلق فوراً اطلاعات دفتر میں پہنچ جانی چاہیئیں۔ کیونکہ ٹریکٹ باہر جانا شروع ہو گیا ہے۔ پھر ختم ہونے پر مشکل پیش آویگی۔

(۴) اگر کوئی صاحب کسی جگہ تنہا ہیں اور ٹریکٹ زیادہ تعداد میں منگوانا چاہتے ہیں مگر ان کا خرچ ادا نہیں کر سکتے۔ تو ان کی درخواست انجمن کی میٹنگ میں پیش کی جاوے گی۔ منظوری ملنے پر ان کو ٹریکٹ روانہ کئے جائیں گے۔

(۵) ان تمام احباب کے نام اور پتے جن میں جماعتیں یہ ٹریکٹ تقسیم کریں دفتر ہذا میں بھیجدینے چاہیئیں تاکہ ان کو دوبارہ دفتر سے ٹریکٹ نہ بھیجے جاویں

(۶) اس سلسلہ کا پہلا ٹریکٹ اُردو، انگریزی دونوں زبانوں میں چھپکر تیار ہے اور تقریباً نصف ختم ہو چکا ہے احباب جماعت اپنی سابقہ شاندار روایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس اعلان کے پڑھتے ہی ٹریکٹوں کی مطلوبہ تعداد سے اطلاع دیں زندہ قومیں پہلی ہی آواز پر آمادہ عمل ہو جاتی ہیں اور غافل قومیں بار بار جگانے اور آواز دینے پر بھی حرکت میں نہیں آتیں۔ مگر میرا یقین ہے کہ احمدی قوم زندہ ہے میں اس سے زندگی کا ثبوت چاہتا ہوں۔

نوٹ:- جن جماعتوں نے ٹریکٹ کے متعلق ۲۰ جولائی سے پہلے تحریر کیا ہے اور ٹریکٹ ان کو نہیں ملے وہ اپنے پہلے آرڈر کو منسوخ تصور کریں اور قیمت پیشگی داخل کرا کر دوبارہ اطلاع بخشیں۔ کہ کس قدر ٹریکٹ ان کو روانہ کئے جائیں۔

خادم:- عبدالحق دفتر جائنٹ سیکرٹری صاحب

مکتوب جاوا

جناب مرزا ولی احمد بیگ صاحب مسلم مشنری جاوا تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"امسال ہم اپنی سالانہ کانفرنس بمقام سولو جو کہ وسط جاوا میں ایک ریاست ہے منعقد کر رہے ہیں۔ ۲۴ر تا ۲۹ر جولائی ۱۹۳۵ء تاریخہائے انعقاد مقرر ہوئی ہیں۔ ہمارے سامنے اس وقت دو اہم امور ہیں اول یہ (جوگ) کرتو میں ایک اشاعت اسلام سکول جاری کرنا اور دوسرے ہالینڈ میں ایک مبلغ کا روانہ کرنا۔ ہماری جماعت کو کامیابی اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک ہم جاوا کے ہر مشہور شہر میں وہیں ہی کا ایک مبلغ تیار نہ کریں جو کہ حضرت مسیح موعود کی کتب پر پورا عبور رکھتا ہو لہذا ہماری تمام تر توجہ اشاعت اسلام سکول جاری کرنے کی کوشش میں لگی ہوئی ہے۔ یہ اسکول اسلامی مبلغ تیار کرے گا۔ میں اپنے دوسرے خط میں انشاءاللہ کانفرنس کے حالات تحریر کرونگا"

محمد منظور الہٰی

آنریری جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— جماعت کے کئی ایک احباب اور خواتین بیمار ہیں ان سب کے لئے دردِ دل سے دعا کی جائے۔

—— انتہائی افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ گذشتہ ہفتہ جناب مولانا محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر لائٹ کی والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ۔ خانصاحب موصوف ڈلہوزی سے وطن گئے اور واپسی پر ۹ر اگست کو لاہور قیام فرمایا۔ اس افسوسناک حادثہ میں ہمیں موصوف سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے

—— اخبار بالکل مرتب ہو چکا تھا۔ کہ ایک اور بے حد ص ص

سشن جج گورداسپور

کے فیصلہ کے متعلق بیرونی جماعتوں کی قراردادیں

گورنمنٹ کی خاص توجہ کے قابل

بھدرواہ (ریاست جموں)

(۱)۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بھدرواہ (ریاست جموں) نے اپنے ایک غیر معمولی اجلاس میں مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:-

سشن جج گورداسپور نے سید عطاءاللہ شاہ بخاری کے مقدمہ کے فیصلہ میں جو غلط اور بدنام کرنے والے ریمارکس حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف لکھے ہیں۔ وہ ملک معظم کی رعایا کے ہزاروں افراد کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے والے ہیں۔ لہذا حکومت سے نہایت ادب کیساتھ گذارش ہے کہ وہ ان نامناسب ریمارکس کو فیصلہ ہذا کو سے حذف کرانے کیلئے مناسب کارروائی کرے۔ تاکہ جماعت کے مذہبی جذبات مجروح نہ ہوں اور سنگدل اور فہمیدہ مسلمانوں اور ان افراد کی جو سلسلہ عالیہ سے تعلق رکھتے ہیں دلجوئی ہو جائے

(۲)۔ قرار پایا۔ کہ اس قرارداد کی نقول ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب آنریبل چیف جج پنجاب ہائیکورٹ اور اخبارات کو بھیجی جائیں +

---

۴۴ رنجدہ خبر ملی۔ یعنی جماعت لاہور کے محترم و بزرگ رکن جناب ڈاکٹر بنی بخش صاحب نے طویل علالت کے بعد ۹ر اگست کو انتقال فرمایا انا للہ ان کی وفات ایک قومی حادثہ ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم پر اپنی بیشمار رحمتیں نازل فرمائے اور ان کے خاندان کو صبر کی توفیق دے آمین ثم آمین

وی پی کی اطلاع

جن احباب کا چندہ اخبار ختم ہو چکا تھا۔ ان کو باقاعدہ اطلاع دینے کے بعد وی پی ارسال کئے گئے ہیں۔ وہ انہیں وصول فرما کر اپنے قومی و اخلاقی فرض سے سبکدوش ہوں + (مینیجر)

ہمارے عقائد اور ہمارا کام

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

(۲)

ہمارے مخالفین کی بے اصولی

پھر اندرونی جھگڑا بھی کرنا ہے، تو کسی اصول پر کرو۔ جو لوگ انبیاء کی طرف گناہ منسوب کرتے ہیں ان سب سے یکساں جھگڑا ہو اور اصولاً عصمت انبیاء کو قائم کرو۔ جو لوگ صحابہ کو برا کہتے ہیں ان سے جھگڑا کرو۔ جو لوگ ائمہ دین کو برا کہتے ہیں۔ ان سب سے ایک ہی جھگڑا ہو کہ سب صحابہؓ اور سب آئمہ قابل احترام ہیں۔ جو لوگ ختم نبوت کے بعد نئے نبی کو لاتے ہیں۔ ان سے اسی طرح جھگڑا کرو جس طرح ان سے کرتے ہو۔ جو پرانے نبی کو لاتے ہیں۔ جو لوگ مسلمانوں کے ایک گروہ کی تکفیر کرتے ہیں۔ ان سے وہی سلوک کرو۔ جو دوسرے گروہ کی تکفیر کرنے والوں سے کرتے ہو

ہمارے تعمیری کام کو برباد کرنے کا جواز کیا ہے ؟

لیکن ان سب باتوں کو چھوڑ کر میں اپنے مسلمان بھائیوں سے یہ دریافت کرتا ہوں کہ یہ سب باہمی جھگڑے تو ایک طرف رہے لیکن اعدائے اسلام کے مقابل پر جو عظیم الشان تعمیری کام ہم کر رہے ہیں۔ اس کو برباد کرنے کا جواز کیا ہے ؟ صرف یہ کہ ہم علماء کے خیال میں کافر ہیں۔ لیکن کافر بھی اگر خدمت اسلام کا کام کر رہا ہو۔ تو کوئی محب اسلام اس کام کو برباد کرنے کا خیال دل میں نہیں لا سکتا اور ہمارے کفر کی کوئی وجہ؟ کوئی دلیل؟ کس قدر شرمناک اور ذلیل حرکت ہے کہ ا۔

وہ غلط عقائد ہماری طرف منسوب کر کے

ہم پر کفر کا فتوے لگایا جاتا ہے جن کی تردید ہماری طرف سے دن رات ہو رہی ہے اور جن پر ہمیں قادیانی جماعت سے جھگڑتے اکیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ ان لوگوں کو تو آج دو سال سے یہ خیال آیا ہے۔ مگر ہمیں اکیس سال قادیانی جماعت کے ساتھ یہ بحث کرتے گذر گئے۔ کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو چکی۔ حضرت مرزا صاحب نے کبھی دعوے نبوت نہیں کیا۔ بلکہ مدعی نبوت کو کافر کذاب کہا۔ مدعی نبوت پر لعنت بھیجی اور اپنی طرف دعوئی نبوت منسوب کرنے کو افترا قرار دیا۔ اگر ختم نبوت کے بعد نئی نبوت کی تردید خدمت اسلام کا کام ہے تو جو جماعت یہ کام اکیس سال سے کر رہی ہے۔ اس کے لئے یہ خدمت اسلام کا کام کیوں نہیں اور اس کے ساتھ عداوت کیوں ہے؟ "زمیندار" میں

ایک استفتاء اور اس کے جواب میں ایک فتویٰ

منجانب مفتی کفایت اللہ صاحب ۵ مئی کی اشاعت میں شائع ہوا ہے

استفتاء۔ میں آپ کی خدمت میں لاہوری اور قادیانی مرزائیوں کے متعلق قرآن کریم کے مطابق فتوے صادر فرمانے کے لئے مودبانہ عرض کرتا ہوں۔ یہ دونوں جماعتیں مرزا غلام احمد ساکن قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب) کو اللہ تعالے کا نبی مانتی ہیں"

جواب:۔ "دونوں جماعتیں چونکہ مرزا غلام احمد کو نبی ...... سمجھتی ہیں۔ اس لئے یہ دونوں جماعتیں اور مرزا غلام احمد کافر ہیں"

(دستخط حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیت علمائے ہند)

مسلمانان ہند کی اس سے بڑھ کر اور کیا ذلت ہو سکتی ہے کہ جمعیت علمائے ہند کا صدر صریح غلط بیانی کر کے کفر کا فتویٰ دیتا ہے۔ ہماری طرف سے لاکھوں کی تعداد میں اشتہارات اور ہزاروں کی تعداد میں کتب میں شائع ہو چکی ہیں۔ کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے۔ مجدد اور محدث مانتے ہیں۔ "زمیندار" باوجود اس علم کے کہ یہ

استفتاء اور فتوے دونوں جھوٹ پر مبنی

ہیں ان کو شائع کرتا ہے۔ ہم دشمن اسلام ہی سہی۔ مگر کیا کسی اخلاقی قانون کے مطابق یا شریعت اسلامی کے مطابق دشمنان اسلام کے متعلق جھوٹ بولنا جائز ہے؟

کبھی کہا جاتا ہے کہ ہم منافق ہیں۔ یعنی جو عقائد ظاہر کرتے ہیں وہ ہمارے اصل عقائد نہیں، سوال یہ ہے کہ اصل عقائد ہم نے چھپا کر کہاں رکھے ہوئے ہیں۔ آخر ہماری ایک جماعت ہے جو طول و عرض ہند میں پھیلی ہوئی ہے۔ یہی تحریریں، رسالے، اخبارات، کتابیں، اشتہارات ہیں جن کے ذریعہ سے ہم اپنے عقائد اپنی جماعت تک پہنچاتے ہیں اور

اگر ہماری کوئی خفیہ تحریریں ان عقائد کے خلاف ہیں تو

تو ان کو یہ لوگ شائع کیوں نہیں کرتے پھر کیا ھلا شققت قلبہ کا وعید یاد نہیں؟ کیا ہمارے دلوں کو پھاڑ کر دیکھ لیا ہے کہ ہم جو اپنے عقائد ظاہر کرتے ہیں ان کے خلاف ہمارے دلوں میں کچھ اور مخفی ہیں

اور کیا ایک منافق جماعت ایثار اور قربانی کے وہ نمونے دکھا سکتی ہے جو یہ ایک چھوٹی سی جماعت دکھا رہی ہے۔ خدمت اسلام کا اتنا عظیم الشان کام، یورپ میں مشنوں کا قیام، مسجدوں کی تعمیر، قرآن کریم کے ترجمے، ان کی مفت اشاعت، سیرت نبوی اور تعلیم اسلام پر کتابوں کے مختلف زبانوں میں ترجمے

کیا یہ ایک کافر اور منافق قوم کے کارنامے ہیں

کیا دنیا کی تاریخ میں کوئی اور بھی کافر یا منافق قوم نظر آتی ہے جس نے خدمت اسلام کا اس قدر عظیم الشان کام کیا ہو اور کیا یہ کام بغیر عظیم الشان قربانیوں کے ہو سکتا ہے۔ تبلیغ اسلام کے لئے ایک معمولی حیثیت کا احمدی اس قدر مال دیتا ہے۔ جس کی توفیق آج بڑے بڑے رؤسا کو بھی نہیں ملتی۔ کئی اصحاب ایسے ہیں۔ جو ایک ایک ہزار روپے سالانہ کے قریب اور بعض اس سے بھی بڑھ کر امداد دیتے ہیں۔ منافق تو وہ لوگ تھے جو منہ سے مسلمان ہونے کا اقرار کرتے تھے۔ مگر خدمات اسلامی کی جب ضرورت پڑتی۔ تو وہ ہاتھ تک نہ ہلاتے تھے۔ اس معیار پر دیکھ لو۔ کہ کونسی جماعت منافق کہلا سکتی ہے۔ وہ جو دین اسلام کے لئے اپنا روپیہ بے دریغ خرچ کر رہی ہے۔ یا وہ جس کی زبان پر بہت کچھ ہے۔ مگر عمل میں کچھ بھی

کبھی کہا جاتا ہے۔ کہ ہم لوگ اس لئے کافر ہیں کہ ہم

ظلی، بروزی نبوت

کے قائل ہیں۔ مگر کیا علماء کو اس بات سے انکار ہے کہ ظل اور بروز کے طور پر نبوت تو لاشئے کا ہی دوسرا نام ہے اور یہ وہ چیز ہے۔ جس کے قائل سارے اکابر دین ہیں۔ حدیث میں تو بادشاہ کو ظل اللہ کہا ہے پھر کسی کو نبی کا ظل کہنا کیوں کفر ہو گیا۔ اگر ایک انسان ظل ہو کر نبی نہیں بن جاتا۔ اور ہم حضرت مرزا صاحب کی اپنی تحریرات بار بار پیش کرتے ہیں کہ آپ کا دعوے نبوت کا نہیں۔ بلکہ محدثیت کا ہے۔ اور آپ نے خود اس بات کا بار بار اقرار کیا ہے۔ کہ جہاں حدیث میں آنے والے مسیح کے لئے لفظ نبی استعمال ہوا ہے۔ یا آپ کے الہامات یا تحریرات میں ایسا لفظ آیا ہے۔ وہ مجاز کے طور پر ہے نہ حقیقت کے طور پر اور اس سے مراد محدث ہے۔ اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ سمیت نبیاً من اللہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ یہ آپ کی آخری کتاب کا فقرہ ہے۔

کیا ہم اس لئے کافر ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو محدث اور چودھویں صدی کا مجدد تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن اگر صحیح حدیث میں یہ موجود ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدد مبعوث ہو گا۔ اور اس حدیث کے ماتحت مجدد الف ثانی جیسے مشہور بزرگ دعوے مجددیت کر چکے ہیں تو

کیا مجدد کا ماننا وجہ کفر ہو سکتا ہے؟

یا جسے اللہ تعالے نے مجدد بنا کر بھیجا ہو۔ اس کو رد کرنا اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی میں داخل ہے؟ ہم تو بار بار علماء کے سامنے اس سوال کو پیش کر چکے ہیں۔ کہ اگر حضرت مرزا غلام احمد صاحب اس صدی کے مجدد نہیں۔ تو پھر بتایا جائے کہ مجدد کون ہے؟ اور کیا فی الواقع کوئی اور ایسا بزرگ اس چودھویں صدی کے سر پر ہوا جس نے خدمت دین اور تبلیغ اسلام کے لئے اس قدر وسیع پیمانے پر کام کیا ہو۔ جس قدر حضرت مرزا صاحب نے کیا؟ اگر ہے تو اس کا نام بتایا جائے۔ اگر نہیں تو پھر اس شخص سے جس نے حکم الہٰی کے ماتحت مجدد ہونے کا دعوے بھی کیا۔ اور مجدد کا عظیم الشان کام بھی کر دکھایا۔ کہ ان ممالک میں قرآن کو پہنچایا اور اسلام کی تبلیغ کی بنیاد رکھی جہاں یہ آج تک نہ پہنچا تھا۔ اور ایک عظیم الشان جماعت کو اس کام کے لئے کھڑا کر کے اپنے پیچھے چھوڑا۔ ایسے شخص سے انحراف اپنے لئے بھی نقصان کا موجب ہے اسلام کے لئے بھی

کیا ہم اس لئے کافر ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود مانتے ہیں۔ لیکن اگر فی الواقع

ایک مسیح کے آنے کی پیشگوئیاں

حدیثوں میں موجود ہیں تو تین شقوں میں سے ایک شق قبول کرنی پڑے گی :-

اوّل یہ کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں۔ مگر علاوہ اس کے کہ قرآن شریف اور حدیث صحیح میں ان کی وفات کا ذکر صاف الفاظ میں ہے اور آج بہت سے علماء اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا کہ عوام الناس کا خیال ہے۔ چوتھے آسمان پر زندہ نہیں بلکہ فوت ہو چکے ہیں۔ سب سے بڑی روک جو حضرت عیسیٰ کے خود آنے میں مانع ہے، وہ ختم نبوت کی روک ہے۔ اگر آنحضرت صلعم پر نبوت ختم ہو چکی ہے، تو پھر کوئی نبی آپ کے بعد نہیں آ سکتا۔ نیا ہو یا پرانا۔ کیونکہ نبی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ مہر نبوت کے توڑنے کے بغیر حضرت عیسیٰ واپس نہیں آ سکتے۔ اور مہر نبوت ٹوٹ نہیں سکتی۔ پس یہ شق قابل قبول نہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ خود واپس آئیں گے۔

دوسری شق یہ ہے جیسا کہ علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کا خیال ہے کہ مسیح کے اس امت میں آنے کا خیال اسلامی خیال نہیں۔ بلکہ یہودیوں یا مجوسیوں سے لیا ہوا خیال ہے۔ تو اس صورت میں بخاری اور مسلم اور دیگر صحاح ستہ کی کتابیں جو سب اس قسم کی پیشگوئیوں سے بھری پڑی ہیں۔ ان تمام پر سے امن اٹھ جاتا ہے کہ نعوذ باللہ یہ احادیث کے مجموعے رسول کریم صلعم کی باتیں نہیں بلکہ یہودی اور مجوسی خیالات کا عکس ہیں اور حدیث پر وہ حملہ ہے جو دشمنان اسلام نے بھی نہیں کیا اور علاوہ ازیں اپنی

(باقی صـــ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم پنجشنبہ ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ | نمبر ۵۱

ملت اسلامیہ کی مصیبت کا اصل سرچشمہ

مولوی، پیر اور خود غرض لیڈر

جیسا کہ ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں۔ مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں برادران وطن اور حکومت کی طرف سے جو مسلمانوں کے ساتھ افسوسناک سلوک کیا گیا ہے یہ قدرت کی ایک زبردست ٹھوکر ہے جو غفلت شعار مسلمانوں سے بیدار ہو جانے کا مطالبہ کر رہی ہے اور یہ بھی بتایا جا چکا ہے کہ اگر مسلمان اب بھی بیدار نہ ہوئے تو انہیں تباہ ہونے کیلئے تیار ہو جانا چاہیئے۔ کیونکہ جو قوم ٹھکرائے جانے کے بعد بھی بیدار نہیں ہوتی اس کی موت یقینی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ ملت اسلامیہ کی اس مصیبت و غفلت کا اصل سرچشمہ کیا ہے اور مسلمانوں کو کس طرح پر بیدار کیا جا سکتا ہے ہمارے خیال میں اگر گذشتہ واقعات کو نظرانداز کر کے صرف تنازعہ شہید گنج پر ہی غور کیا جائے۔ تو اس سوال کا جواب بخوبی مل سکتا ہے مسلمان عوام میں زندگی کی حرارت اور اخلاص کا نور موجود ہے وہ ہر قربانی کے لئے تیار کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن یہ حرارت غلط طریق پر خرچ ہو رہی ہے اس نور کو کسی تاریکی نے اپنے اندر مستور کر رکھا ہے اور ان کی قربانیاں رائیگاں جا رہی ہیں۔ اس کی وجہ صرف مولویوں اور پیروں اور خود غرض لیڈروں کی زر پرستیاں اور جاہ طلبیاں ہیں۔ ان لوگوں نے دین و قوم کو سرمایہ تجارت اور ذریعہ جاہ طلبی بنا رکھا ہے وہ اپنے معمولی سے معمولی فائدہ کیلئے دین و قوم کے بہتر سے بہترین مفاد کو بیدریغ قربان کر دیتے ہیں۔ وہ چند سو روپیوں، کونسل یا کسی میونسپلٹی کی ایک نشست یا کسی کانفرنس کی صدارت کے بدلے ہر ایک غداری پر تیار ہو جاتے ہیں۔ علما کا گروہ ہے وہ تکفیر کا حربہ نہایت بیدردی سے استعمال کر رہا ہے اور اس کے شوق تکفیر کی وجہ سے قوم کا اتحاد پاش پاش ہو چکا ہے۔ پیر ہیں۔ انہوں نے اپنی گدیوں کی رونق و مضبوطی کی خاطر قوم پر بے عملی، توہم پرستی اور فسق و فجور کی لعنت مسلط کر رکھی ہے۔ خود غرض لیڈر ہیں ان کا کمال سیاست یہ ہے کہ وہ خدمت و اصلاح قوم کا علم لیکر اٹھتے ہیں سادہ لوح مسلمانوں کا جم غفیر ان کے ساتھ ہو لیتا ہے۔ بڑے بڑے دعوے کئے جاتے ہیں لیکن دیکھتے ہی دیکھتے اس علم کے دستر خوان بنا لئے جاتے ہیں اور قوم بیوقوف بن کر رہ جاتی ہے۔ ۔ خود غرض آدمی اپنے مفاد کا پجاری ہوتا ہے اس میں غیرت دینی اور جوش ملی کا شمہ بھی باقی نہیں رہتا۔ یہاں بھی یہی صورت ہے۔ اگر مسلمان ان لوگوں کے چنگل سے آزاد ہو جائیں۔ تو موجودہ تمام مفاسد کا علاج ہو سکتا ہے۔ مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں اس وقت جو مقاصد مسلمانوں کے پیش نظر ہیں۔ ان کے لئے ضرور کوشش جاری رہنی چاہیئے۔ لیکن ہماری سب سے بڑی کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ مسلمانوں میں اپنے نفع نقصان کی پہچان کی قابلیت اور خود غرض رہناؤں سے بچنے کا شعور پیدا ہو جائے شمالی ہند کے خود غرض اور خود ساختہ لیڈروں کی ایک بڑی ٹولی آج کل بے نقاب ہو چکی ہے اس کے خلاف پنجاب اور صوبہ سرحد میں نفرت و حقارت کا ایک طوفان عظیم برپا ہو چکا ہے جس کا مختلف طریق پر اظہار ہو رہا ہے۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان نہایت ٹھنڈے دل سے ان لوگوں کی اصل حقیقت کو سمجھیں اور انہیں قومی زندگی سے بالکل بے دخل کر دیا جائے ●

بے بنیاد پروپیگنڈا

ہمارے مکرم معظم دوست ڈاکٹر سعید احمد صاحب ایم۔ بی۔ بی ایس۔ انچارج ہسپتال مانسہرہ کے متعلق جو ان دنوں رخصت پر کشمیر گئے ہوئے ہیں، بعض معاندین نے اخبارات میں ناواجب اور بے بنیاد پروپیگنڈا کرنا شروع کر دیا ہے حالانکہ ڈاکٹر صاحب ممدوح اس قدر سعید واقع ہوئے ہیں کہ ہسپتال کے کام کو نہ صرف اپنی ڈیوٹی سمجھکر نہایت محنت اور جانفشانی سے سرانجام دیتے ہیں۔ بلکہ مخلوق خدا کی خدمت اور اس کا علاج دلی رغبت کے ساتھ کرتے ہیں۔ مانسہرہ ہسپتال میں خدمت خلق کا جو کام انہوں نے چند ماہ میں کیا ہے۔ وہ اکثر لوگوں سے بیس سال میں نہیں ہو سکتا۔ ان کے دست شفا سے اللہ تعالیٰ نے تین صد اندھوں کو بصارت عطا فرمائی۔ قریباً پچاس پتھری والوں کے اپریشن انہوں نے کئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے کوئی بھی موت واقعہ نہ ہوئی۔ ہزاروں دیگر عمل جراحی ہوئے اور قریباً ڈیڑھ لاکھ سے زائد مریض آپ کے علاج سے مستفیض ہوئے۔

جس وقت ڈاکٹر صاحب نے ہسپتال کا چارج لیا۔ آٹھ مریض ہسپتال میں داخل تھے۔ ڈاکٹر صاحب کے دوران چارج میں ساٹھ تک ان کی اوسط پہنچ گئی۔ بعض وقت ستر مریض بھی بیک وقت ہسپتال میں داخل کئے۔ حالانکہ وہاں صرف بیس مریضوں کی جگہ تھی۔ تمام ضلع ہزارہ بلکہ یاغستان و کوہستان اور پنجاب سے بھی مریض آتے رہے جس پر ڈسٹرکٹ بورڈ (جس کا یہ ہسپتال ہے) مجبور ہو گیا کہ نئے وارڈ تعمیر کرائے۔ چنانچہ دس ہزار روپیہ منظور ہوا۔ اور اب نئے وارڈوں کی تعمیر قریب الاختتام ہے۔

ڈاکٹر صاحب کا مریضوں کے ساتھ سلوک اور بالخصوص کمزور اور ناتواں مریضوں اور خواتین کے ساتھ آپ کا برتاؤ اس قدر محبت آمیز ہوتا ہے کہ ان کے درد بھرے دلوں سے دعائیں نکلتی ہیں۔ یہی آپ کی محنت و جانفشانی اور حسن سلوک ہے۔ جس کی وجہ سے افسران بالادست نے ہمیشہ ان کی تعریف کی ہے اور خدا کے فضل سے ان کا ریکارڈ اعلیٰ اور عمدہ ہے کہ اس کی نظیر بہت کم ملے گی۔ تعجب ہے کہ حاسد معاندین ان کھلے حقائق کے ہوتے ہوئے ایسے کمینہ پروپیگنڈا پر اتر آئے ہیں، جس کی کوئی اصل اور بنیاد ہی نہیں۔

اخبار "ینگ اسلام"

یہ امر باعث مسرت ہے کہ گذشتہ ماہ معاصر عزیز "ینگ اسلام" نے اپنی عمر کا پہلا سال کامیابی سے ختم کیا۔ اس عرصہ میں اس نے اپنی بساط کے مطابق سلسلہ کی جو خدمت انجام دی ہے وہ اس کے کارکنوں کے اخلاص اور ذوق عمل کی آئینہ دار ہے اور اس طرح اس نے بزرگان و احباب سلسلہ کی سرپرستی و امداد کا پورا استحقاق پیدا کر لیا ہے۔ ہم اس کامیابی اور صحیح جوش عمل پر معاصر عزیز کو دلی مبارکباد دیتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی تمام وابستگان سلسلہ کو ان کا فرض یاد دلاتے ہیں کہ ہم سبکو اس ہونہار پرچہ کی توسیع اشاعت کی پوری کوشش کرنی چاہیئے امید ہے کہ اس کی زندگی کا دوسرا سال پہلے سال سے زیادہ کامیاب و شاندار ہوگا۔

"زمیندار" کی پردہ پوشیاں

مسجد شہید گنج کے تنازعہ میں مجلس احرار نے جو قابل صد نفرت قوم فروشانہ روش اختیار کی، اس پر سارا اسلامی ہندوستان نفرت و ملامت کر رہا ہے۔ اسلامی پریس بھی احراری لیڈروں سے بیزار ہو چکا ہے۔ کل تک جو اخبارات ان لوگوں کی شان میں قصیدہ خوانی کیا کرتے تھے آج وقف ملامت ہیں اور ان کو برملا زر پرست، قوم فروش اور غدار کہہ رہے ہیں۔ منشی ظفر علی کا اخبار "زمیندار" اس کام میں سب سے پیش پیش ہے۔ اس نے تو احراریوں کی زر پرستی، قوم فروشی اور شہرت طلبی کے ایسے ایسے راز افشا کئے ہیں، جن کو سنکر حیرت ہوتی ہے۔ گھر کا یہ بھیدی جو کچھ لکھ رہا ہے احراری لیڈر اپنا اخبار نکالنے کے باوجود بھی اس کی تردید میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ لہذا "زمیندار" کے ان بیانات کی صحت پر یقین کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ "زمیندار" کو یہ سارے بھید معلوم تھے تو وہ اب تک خاموش کیوں رہا؟ کیا وجہ وہ اب تک احراریوں کے جرائم کی پردہ پوشی کرتا رہا۔ بلکہ ایک حد تک ان کے شریک کار رہا۔ اس مرحلہ پر ایک غور کرنے والے شخص کا ذہن مجبوراً اس حقیقت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ کہ اس خاموشی کی وجہ چند سنہری و روپہلی امیدوں کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتی جو پوری نہیں ہو سکیں۔ آجکل جو یہ راز افشا ہو رہے ہیں۔ یہ اسی ناکامی کا نتیجہ ہے اور اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حق گوئی کے اس علمبردار کی گویائی و خاموشی کن اغراض کی پابند ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم کہینگے۔ کہ "زمیندار" نے احراری لیڈروں کو بے نقاب کرنے کا جو سلسلہ جاری کر دیا ہے اگر اس کو اس نے ایمانداری اور کوشش سے جاری رکھا۔ تو وہ بہت بڑی حد تک اس کے جرم شرکت کا کفارہ ہو سکتا ہے

وحی الٰہی اور معجزہ

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

معجزہ یا آیت اللہ کی تعریف

یاد رہے کہ معجزہ کسی سنت اللہ کے توڑنے کا نام نہیں جیسا کہ عام خیال ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ معجزہ بجائے خود ایک سنت اللہ ہے جو وحی الٰہی کے منجانب اللہ ہونے پر بطور ایک نشان کے ظاہر ہوتی ہے۔ بات یہ ہے کہ اہل دنیا کی نظر میں وحی الٰہی کے منجانب اللہ ثابت کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ اپنی علیم اور قدیر صفات کے ماتحت اپنے علم اور قدرت سے نشان قائم کرتا ہے جو اپنے اندر ایک ایسا امتیاز خصوصی رکھتا ہے کہ انسانی دل و دماغ اس کا مثل لانے سے عاجز ہوتا ہے۔ اس کو اصطلاح اسلام میں معجزہ اور قرآن کریم کی زبان میں آیت اللہ کہا جاتا ہے۔

قانون قدرت اور سنت اللہ میں فرق

قبل اس کے کہ میں معجزہ پر کچھ لکھوں پہلے میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اصطلاحی طور پر قانون قدرت اور سنت اللہ بالکل ہم معنی نہیں ہیں بلکہ ان دونوں میں ایک فرق ہے جسے کبھی بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ قانون قدرت تو وہ ہے جو انسان نظائر قدرت کے مشاہدہ سے قانون اخذ کرتا ہے اس علم کا نام نیچرل فلاسفی یا اصطلاح عام میں سائنس ہے۔ اور سنت اللہ وہ قوانین الٰہیہ ہیں جن کا ذکر ہم قرآن میں پڑھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ انسان کا علم ناقص ہے وہ خواہ کس قدر بھی غور و خوض کے ساتھ مشاہدوں اور تجربوں کے بعد ایک قانون اخذ کرے اور وہ ممکن ہے کہ بالکل صحیح ہو مگر انسان یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ اس کے ہر ایک پہلو پر حاوی ہو گیا ہے بالکل ممکن ہے کہ اس میں کچھ امور ایسے ہوں جو اس کی نظر سے رہ گئے ہوں۔ اس لئے سائنس کے دریافت کردہ قوانین قدرت کے خلاف اگر ہمیں کچھ سنایا جائیگا تو ہم فوراً اس کا انکار نہیں کر سکتے کہ یہ بالکل غلط ہے اس لئے کہ ہمارے مشاہدہ اور تجربہ سے اخذ کئے ہوئے قانون کے خلاف ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ ہمارا مشاہدہ اور تجربہ ہر امر پر حاوی نہ ہو۔ لیکن جو قوانین الٰہیہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائے ہیں جنہیں سنت اللہ کے نام سے قرآن کریم نے تعبیر فرمایا ہے۔ ان کی نسبت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ممکن ہے کوئی پہلو رہ گیا ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم کامل ہے۔ وہ جس امر کی نسبت فرمادے کہ یہ میری سنت یعنی قانون ہے تو پھر وہ ایک علم کامل ہوگا اور اسی کی نسبت ارشاد ہوا ہے کہ ولن تجد لسنة الله تبديلا کہ تو اللہ کی سنت یعنی قانون میں تبدیلی نہیں پائیگا۔

کوئی معجزہ سنت اللہ کے خلاف نہیں ہوسکتا

پس کوئی معجزہ ایسا نہیں مانا جا سکتا جو سنت اللہ کے خلاف ہو۔ مثلاً قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے کہ فيمسك التي قضى عليها الموت کہ جس پر موت وارد ہو جائے اللہ تعالیٰ اس نفس کو روک لیتا ہے یعنی اس دنیا میں واپس نہیں بھیجتا۔ ایسا ہی دوسری جگہ فرمایا ہے کہ حرام على قرية اهلكنها انهم اليهم لا يرجعون۔ یعنی جس بستی کے لوگوں کو ہم ہلاک کر دیں ان پر حرام ہو جاتا ہے کہ وہ دنیا کے لوگوں کی طرف واپس لوٹائے جائیں۔ اس سنت اللہ کے علم کے بعد ہم کسی نبی یا ولی کا اس قسم کا کوئی معجزہ مان نہیں سکتے کہ اس نے کسی سچ مچ کے مردہ کو جس کی روح قبض ہو چکی تھی زندہ کر دیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ولن تجد لسنة الله تبديلا۔ تو اللہ کی سنت میں کبھی تبدیلی نہیں پائے گا۔ پس کوئی ایسا خارق عادت امر قابل قبول نہیں ہوسکتا جو سنت اللہ کے خلاف ہو۔

معجزہ خدا کے علم اور قدرت کا مظاہرہ ہوتا ہے

پس معجزہ جو ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی اپنی بیان کردہ سنت کے خلاف کبھی نہیں ہوتا لیکن تاہم وہ اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت کا ایک ایسا شاندار مظاہرہ ہوتا ہے۔ اور اس طرح خدا کی وحی کے منجانب اللہ ہونے پر وہ ایسا نشان روشن قائم کرتا ہے کہ ایک سلیم الفطرت انسان کا دل بے اختیار اس کے آگے جھک جاتا اور یقین سے پُر ہو جاتا ہے۔ پس معجزہ کیا ہے اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت کا ایک مظاہرہ ہے جو وحی الٰہی کے منجانب اللہ ہونے پر بطور ایک نشان کے ہو۔

حضرت مجدد وقت کا شاندار کارنامہ

میں حضرت مجدد وقت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ کے کارناموں میں سے ایک بڑا کارنامہ یہ بھی سمجھتا ہوں کہ انہوں نے معجزہ کو بھی ایک سائنس بنا کر عقلمند دنیا کے آگے پیش کیا۔ انہوں نے مادہ پرستوں سے گھبرا کر نیچریوں کی طرح معجزہ کا انکار نہیں کیا بلکہ معجزہ کو ایسی معقولیت اور سائنٹفک رنگ میں پیش کیا جس سے انکار کرنے کی کسی عقلمند کو گنجائش باقی نہیں رہتی۔

قرآن کریم ایک مکمل معجزہ ہے

اللہ تعالیٰ جب وحی الٰہی کے ذریعہ انسان کو ہدایت دینے لگتا ہے تو ضرور ہے کہ اس کے ساتھ ایسے نشانات بھی ظاہر کرے جن سے اغیار پر اس کے منجانب اللہ ہونے پر حجت قطعی قائم ہو سکے۔ اور وہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس کلام میں اپنے علم اور قدرت کا ایسا نشان رکھ دے جس کی مثل لانے سے انسانی دل و دماغ عاجز ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کامل کتاب قرآن کریم کو جب نازل فرمایا تو اس کے منجانب اللہ ہونے پر جو ایک دائمی اور زندہ نشان قائم کیا وہ اس رنگ میں تھا کہ وان كنتم في ريب مما نزلنا على عبدنا فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهداءكم من دون الله ان كنتم صادقين ○ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التي وقودها الناس والحجارة اعدت للكافرين۔ کہ اگر تمہیں شک ہے اس سے جو ہم نے نازل کیا اپنے بندہ پر تو اس کے مثل ایک سورت بنا لاؤ اور اللہ کے سوا اپنے تمام مددگاروں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔ پس اگر تم ایک سورت بھی بنا کر نہ لا سکے اور ہرگز ہرگز نہ لا سکو گے پس پھر ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اور وہ منکروں کے لئے تیار کی گئی ہے (بقرہ) کس قدر عظیم الشان تحدی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کو پیش کر کے چیلنج دیا ہے کہ یہ ایک علمی معجزہ ہے اور خدا کی قدرت کا اس میں ایسا نشان ہے کہ انسان اس کی مثل لانے سے عاجز ہے۔ کیا بلحاظ فصاحت و بلاغت۔ کیا بلحاظ علم و حکمت اور معارف و حقائق اور ہدایت کاملہ کے جو اس کے اندر ہے۔ اور کیا بلحاظ اس انقلاب روحانی کے جو اس کتاب نے پیدا کر کے دکھایا تم ایک سورت بھی بنا کر نہیں لا سکتے جو اس کی مثل ہو۔ کیونکہ انسان کا علم اور قدرت خدا کے علم اور قدرت کے برابر نہیں ہو سکتا بلکہ وادعوا شهداءكم من دون الله فرما کر بتلایا کہ اگر کل دنیا کے جن و انس مل کر بھی اس کی مثل بنانا چاہیں تو نہیں بنا سکتے کیونکہ جب ساری دنیا کے انسان خدا کے بنائے ہوئے ایک گھاس کے پتے یا ایک کیڑے کی ٹانگ بھی نہیں بنا سکتے تو خدا کے کلام کے مانند کوئی کلام بنانا کب ممکن ہے۔ اسی امر کو حضرت مجدد وقت کیا خوبصورت الفاظ میں نظم فرماتے ہیں ؎

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نور حق کا اس پہ آسان ہے
خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

خدا تعالیٰ کے دقیق علم اور قدرت کا مظاہرہ

پھر اتنا ہی نہیں ایک اور دقیق علم اور قدرت کا مظاہرہ ان الفاظ میں فرمایا کہ ولن تفعلوا تم ہرگز ہرگز اس کی مثل نہیں لا سکو گے یعنی ہمیشہ کے لئے تحدی کر دی کہ نہ صرف محمد رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں تم مثل نہ لا سکو گے بلکہ قیامت تک بھی تم اس کی مثل نہ لا سکو گے۔ غور کر لو آج تک پادری آریہ دہریہ سبھی نے تو ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور طرح طرح کے اعتراض اپنی کم علمی یا تعصب سے قرآن پر کئے مگر یہی نہ کر سکے جسے قرآن کریم نے بطور اعجاز اور نشان آسمانی کے بڑی تحدی سے پیش کیا تھا کہ اس کی مثل ایک سورت بنا لائیں۔ بڑے بڑے عربی دان پادری اور دشمن اسلام اور عرب کے فصحا اور بلغا جو دشمن اسلام تھے اسی ایک چیلنج کا جواب نہ دے سکے۔ انہوں نے قرآن کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر کس قدر حیرت اور تعجب کا مقام ہے کہ اس چیلنج کا علم ہوتے ہوئے وہ قرآن کے اسی اعجازی نشان کو توڑ سکے جو بطور بنیاد کے ہے۔ کسی کو اس چیلنج کے جواب کے لئے جرأت ہی نہیں ہوتی۔ ریل اور انجن، اسٹیمر اور ہوائی جہاز بنانے والے جس طرح شہد کی مکھی کا پر بنانے کی جرأت نہیں کرتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ناممکن ہے۔ اسی طرح بڑے بڑے دشمن اسلام عربی دان فلسفی اور فصحا و بلغا بڑی بڑی عربی کتابیں لکھ لینے کے باوجود اسی ایک امر کے کرنے کی جرأت نہیں کرتے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کا دل مانتا ہے کہ یہ ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت کا یہ نشان خود قرآن کی الٰہی صداقت کے متعلق ایسا عظیم الشان ہے کہ ایک سلیم الفطرت عقلمند انسان حیران رہ جاتا ہے اور قرآن کے منجانب اللہ ہونے پر اسے یقین پیدا ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم کے چند معجزات

لیکن اتنا ہی نہیں قرآن کریم کے اندر صدہا معجزات بالعموم پیشگوئیوں کے رنگ میں ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت پر بدیہی نشان ہیں۔ اور جس کتاب میں وہ موجود ہیں اس کے منجانب اللہ ہونے پر دلیل واضح ہیں۔ ان سب کے ذکر کرنے کے لئے تو ایک مستقل اور ضخیم کتاب چاہئے۔ پس مثال کے طور پر ایک دو مثالیں لیتا ہوں۔ مثلاً جب آنحضرت صلعم نے دعویٰ نبوت کیا تو تمام عرب آپ کا دشمن ہو گیا۔ آپ یکہ و تنہا بالکل بیکس و بے بس بے یار و مددگار تھے۔ اور ادھر سارا ملک سارا زمانہ دشمن تھا اور شب و روز آپ کے استیصال اور آپ کی تعلیم کو دنیا سے مٹا ڈالنے کے درپے تھا۔ مگر محمد رسول اللہ صلعم پر جو کلام نازل ہوتا ہے وہ برابر تحدی کے ساتھ اعلان کر رہا ہے کہ تم جو ممکن ہے زور لگا لو۔ مخالفت کر لو۔ کامیابی میرے لئے ہی مقدر ہے۔ اور تمہارے ان اعمال اور اس مخالفت کا نتیجہ ہلاکت اور ذلت و ناکامی ہے۔ جیسا کہ ارشاد

ہوتا ہے "انما توعدون لاٰتٍ وما انتم بمعجزین قل یٰقوم اعملوا علیٰ مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون من تکون لہ عاقبۃ الدار انہ لا یفلح الظٰلمون ۔ (الانعام) بیشک جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور آکر رہے گا۔ اور تم خدا کو اس معاملہ میں ہرا نہیں سکتے۔ کہدے کہ اے میری قوم اپنی جگہ اپنے مقدور بھر عمل کر لو اور زور لگا لو میں بھی اپنی جگہ عمل کر رہا ہوں آنیوالے واقعات تمہیں بتا دیں گے کہ کس کا انجام بخیر اور کون آخر کار کامیاب ہوتا ہے۔ یاد رکھو بیشک ظالم کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔" اس قسم کی صدہا آیات ہیں جن میں نہایت بے کسی و بے بسی کے باوجود اپنی کامیابی اور دشمنوں کی طاقت و شوکت کے ہوتے ہوئے انجام کار اُن کی ذلت و ناکامی اور ہلاکت و رسوائی کو کھول کھول کر بیان کیا ہے پھر جیسے جیسے دشمنوں کی مخالفت بڑھتی گئی ویسے ویسے آپ کی وحی میں ان کی ناکامی اور اپنی کامیابی پر تحدی بڑھتی گئی جس سے دشمنوں کو اور بھی ضد اور چڑ پیدا ہوئی انہوں نے آپ کو ہلاک کر دینے کی تدبیریں کیں اور آخر کار آپ کو مکہ سے نکال دینے میں کامیاب ہوئے لیکن عین اس وقت جب آنحضرت صلعم نہایت بیکسی کی حالت میں مکہ چھوڑ کر مدینہ کو بھاگے جا رہے تھے یہ کلام الٰہی نازل ہوتا ہے کہ ان الذی فرض علیک القراٰن لرآدک الیٰ معاد (القصص) کہ بیشک وہ ذات جس نے قرآن کو تجھ پر فرض کیا ہے یقیناً تجھے اپنے اس ٹھکانے کی طرف یعنی مکہ کی طرف لوٹا کر لائے گا۔ اللہ اللہ جب جان کے لالے پڑے ہوئے ہوں اور جان کے خطرہ سے شہر کو چھوڑا جا رہا ہو اس وقت یہ اعلان کس قدر دقیق غیب پر مشتمل ہے کہ بہت اچھا وقت آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پھر اسی شہر میں مظفر و منصور فرما کر لائے گا۔ پھر اتنا ہی نہیں بلکہ نقشہ کھینچ دیا کہ دشمن فوجیں لے کر چڑھ چڑھ کر آئیں گے اور شکست کھا کھا کر واپس ہوں گے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔ سیھزم الجمع ویولون الدبر (القمر) سو کوئی وقت جاتا ہے کہ ان کا گروہ شکست کھائے گا اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ غرضکہ ایسے مخالف حالات میں اس قدر دقیق علم جس پر انسانی دماغ بطور خود قادر نہیں ہو سکتا کسی کلام میں نازل ہونا اور پھر اُس کے مطابق حالات کا اس قدر پلٹتے جانا اور غیب سے ایسے اسباب کا جمع ہوتے چلے جانا جو کبھی انسان کے ذہن میں نہ آسکتے تھے اور آخر کار لفظ بلفظ ... اقعات کا ظہور پذیر ہونا کیا صاف دلیل اس امر پر ... لم نازل ہوا اور پھر اُس کی تبائی ہوئی ... الٰی نے اس قدر اپنی قدرت ... کلام تھا۔ اسی کا نام معجزہ ہے

... نیاں

... عد کے میں نہ ڈالیں۔
... ڈاکٹر نے مریض کو
... با ہوتا ہے کہ میگنشیا
... پیشگوئیاں کہ
... ل حصہ میں
... ہے (۳) نجومی
... یں اسلئے
... ی سچ بھی
... یسی تیاریاں
... طبی معلوم
... تی ہے۔
... غت یہ
... نے کے

طبی پیشگوئیاں

مثلاً انسانی مشاہدہ اور تجربہ نے میگنشیا کے یہ خواص معلوم کر لئے ہیں کہ اس کے پینے سے دست آتے ہیں۔ اب اگر ایک شخص میگنشیا پیتا ہے تو اس کے خواص کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک ڈاکٹر یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ دست آویں گے یہ محض اسباب موجودہ سے ایک نتیجہ نکالا گیا ہے۔ کوئی پیشگوئی نہیں۔

محکمہ آب و ہوا کی پیشگوئیاں

اسی طرح آب و ہوا کے علم کے جاننے والوں نے مشاہدہ اور تجربہ سے معلوم کر لیا ہے کہ جب ہوا کا دباؤ اتنا ہو تو آندھی آتی ہے اور اتنا ہو تو بارش آتی ہے اور فلاں جگہ دباؤ ہو تو فلاں جگہ بارش آتی ہے۔ یہ ایک علم ہے۔ پس جب اس قسم کے حالات موجود نظر آئیں گے اور آلۂ مقیاس الہوا ان کو بتائے گا تو ہم نتیجہ نکال لیں گے کہ اب آندھی یا بارش آنی چاہیئے۔ اور چونکہ دباؤ فلاں مقام پر ہے اس لئے بارش فلاں حصۂ ملک پر ہونی چاہیئے۔ یہ کوئی پیشگوئی نہیں بلکہ مشاہدہ اور تجربہ کے ماتحت اسباب موجودہ سے نتیجہ نکالا گیا ہے بعض دفعہ یہ صحیح ہوتا ہے اور بعض دفعہ نئے اسباب ایسے پیدا ہو جاتے ہیں کہ نتیجہ نکالا ہوا غلط ہو جاتا ہے۔

نجومیوں کی پیشگوئیاں

اسی طرح اہل نجوم نے اپنے مشاہدہ اور تجربہ سے یہ معلوم کر رکھا ہے کہ جب فلاں فلاں ستارے فلاں برج میں ہوں تو اُن ایام میں زمین پر اس قسم کے حالات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ نتیجہ صحیح ہو یا غلط یہ ایک جدا امر ہے لیکن اُن کی پیشگوئی فقط انہی اسباب پیدا شدہ سے اخذ نتائج سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوتی جو کبھی صحیح بھی ہو جاتا ہے اور اکثر غلط ہوتا ہے کیونکہ یہ علم بے حد ناقص ہے

پولٹیکل پیشگوئیاں

اسی طرح پولٹیکل شطرنج کے کھلاڑی دنیا کی حکومتوں کی پالیسیوں پر غور کر کے ایک نتیجہ نکال لیتے ہیں وہ بعض دفعہ صحیح بھی ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ ان حالات میں تبدیلیاں پیدا ہو جانے کی وجہ سے غلط ہو جاتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کیونکہ ملکوں کے حالات اور حکومتوں کی پالیسیاں بدلتی رہتی ہیں اور نتیجے نکالے ہوئے غلط ہو جاتے ہیں پس یہ سب مادی پیشگوئیاں علم غیب سے تعلق نہیں رکھتیں بلکہ مشاہدہ اور تجربہ کے ماتحت انسان اسباب موجودہ سے ایک نتیجہ نکالتا ہے جو بعض دفعہ تو صحیح ہوتا ہے اور بعض دفعہ اسباب پر انسانی علم کے حاوی نہ ہونے کی وجہ سے یا بعد میں اسباب کے بدل جانے کی وجہ سے غلط ہو جاتا ہے۔

خدا کی پیشگوئی اسباب اخذ نتائج پر مبنی نہیں ہوتی

لیکن جو پیشگوئی جناب الٰہی کی طرف سے ہوتی ہے وہ اسباب موجودہ سے کوئی نتیجہ نکالا ہوا نہیں ہوتا۔ بلکہ جو علم پیشگوئی کے ذریعہ دیا جاتا ہے اُس کے اسباب کا دنیا میں ابھی کوئی وجود ہی نہیں ہوتا بلکہ اسباب اُس کے خلاف ہوتے ہیں۔ اور ایک عقلمند مجبور ہوتا ہے کہ اسباب موجودہ سے اُس کے خلاف نتیجہ نکالے جو جناب الٰہی نے اپنے علم سے پیشگوئی فرمائی ہوتی ہے۔ اسی لئے دنیا کے عقلمند خدا کے مامور پر مجنون کا فتویٰ لگاتے ہیں کیونکہ وہ ایسی باتیں بتاتا ہے جو اسباب موجودہ کے نتائج کے خلاف ہوتی ہیں اور پھر نہ صرف وہ ایسی باتیں اللہ تعالیٰ کے علم سے دنیا کو سناتا ہے جن کے اسباب دنیا میں موجود نہیں ہوتے بلکہ اسباب اُس کے خلاف موجود ہوتے ہیں اور ان مخالف اسباب کے مٹانے اور اُن اسباب کے پیدا کرنے میں جن سے خدا کی باتیں پوری ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ اپنی بڑی بڑی قدرت نمائیاں فرماتا ہے اور دشمنوں اور مخالفوں کے علیٰ رغم الانف وہ سب باتیں پوری ہو کر رہتی ہیں جو وحی کے ذریعہ بتائی گئی تھیں۔

خدا کی پیشگوئیوں میں تحدی اور یقین ہوتا ہے

اور پھر اتنا ہی نہیں خدا کے مامور کو اپنی اس پیشگوئی پر اتنا یقین ہوتا ہے کہ وہ قبل از وقت ان پیشگوئیوں کو لکھ کر دنیا میں اعلان کر دیتا ہے اور بڑی تحدی سے اعلان کرتا ہے۔

نبی کریم صلعم کی پیشگوئیوں کی پُرزور تحدی

مثلاً جب آنحضرت صلعم نے بت پرستی کے خلاف جہاد شروع کیا تو آپ اس وقت تن تنہا تھے اور سارا ملک بت پرستی میں غرق تھا۔ اور وہ ضدی قوم اپنے آباؤ اجداد کی تقلید پر نہایت پختہ طور پر اکڑی بیٹھی تھی۔ آپ کے وعظ پر سخت مخالفت کا طوفان برپا ہوا۔ لیکن آپ نے بڑے زور اور تحدی سے اعلان کر دیا کہ وقت آتا ہے کہ میں کامیاب ہوں گا اور تم ناکام و نامراد ہو گے اور اسی ملک میں بُت پرستی کے بجائے توحید کا راج ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ یعبدوننی ولا یشرکون بی شیئا (النور) کہ یہ لوگ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے کیا یہ پیشگوئی کسی اسباب موجودہ سے نتیجہ کے طور پر اخذ کی گئی تھی ہرگز نہیں۔ بلکہ اسباب تو سخت مخالف تھے۔ ایک بڑی ضدی اور جاہل قوم آبائی تقلید کی دلدادہ قوم۔ اپنی بات پر مر مٹنے والی قوم بت پرستی کو قائم رکھنے کے لئے اکڑی ہوئی تھی اور اس کے خلاف ہر ایک تحریک کو مٹا ڈالنے کے لئے اپنی پوری طاقت خرچ کر دینے کے لئے آمادہ تھی ایک عقلمند تو ان حالات میں کوئی بات ان کے عقائد کے خلاف کہنا بھی خلاف مصلحت اور خلاف دانائی سمجھتا ہے۔ لیکن ہمارے نبی کریم صلعم نے کس قدر زور سے اس کے خلاف وعظ شروع کیا اور باوجود روز افزوں مخالفتوں کے کتنی زور اور تحدی سے اعلان کیا کہ اب یہ بت پرستی اس ملک سے مٹ کر رہے گی اور خدا کی توحید کے قائم ہونے کا وقت آگیا۔ اس اعلان نے اُن کے غصہ اور ضد اور جہالت کی آگ پر تیل کا کام دیا اور وہ اپنی پوری طاقت سے آپ کے پیغام کو مٹانے کے درپے ہو گئے اور یہ آگ تمام ملک میں پھیل گئی بلکہ بعد میں اردگرد کی بڑی بڑی عظیم الشان روما اور ایران کی سلطنتیں اُن کے ساتھ شامل ہو گئیں لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ وہ قدرت نمائیاں ہوئیں جو انسانی طاقت کی حد سے بدرجہا بڑھ چڑھ کر تھیں اور آخر کار وہ تمام باتیں پوری ہو کر رہیں جن کو بذریعہ وحی جناب الٰہی نے اپنے علم سے بیان فرمائی تھیں اور جن کا قبل از وقت بڑے زور سے تحدی سے اعلان کیا گیا تھا۔

حضرت موسیٰ کی تحدی دربار فرعون میں

اسی طرح اسی قرآن کریم میں حضرت موسیٰ کا قصہ مذکور ہے۔ حضرت موسیٰ کی قوم فرعونیوں کی غلام تھی۔ اور غلامی بھی ایسی کہ چوپایوں کی طرح کوڑوں سے اُن کو پیٹ پیٹ کر کام لیا جاتا تھا۔ ان کے اندر نہ کوئی پولٹیکل لیڈر موجود تھے نہ کوئی جلسے تھے۔ نہ کوئی کانگرس تھی۔ نہ کوئی اخبار تھا۔ نہ کوئی خاموش مقابلہ اور مقاطعہ جوئی کے ہتھیار رکھتے۔ نہ بم بازی تھی۔ نہ تعلیم تھی۔ نہ ملٹری اسپرٹ تھی۔ نہ حصول آزادی کی کوئی امنگ تھی۔ غرضکہ آزادئی قوم کے کوئی اسباب موجود نہ تھے بلکہ اس کے خلاف غلامی میں گرفتار ایک مری ہوئی قوم تھی۔ حضرت موسیٰ جب فرعون کے دربار میں تبلیغ کے لئے تشریف لائے تو صاف طور پر پہلا سوال یہی کیا کہ میری قوم کو آزاد کر دو اور میرے ساتھ اس ملک سے ہجرت کر جانے دو۔ جب فرعون نے انکار کیا تو پیغام سنا دیا کہ خدا کا یہ فرمان ہے کہ اگر میرے کہنے کے مطابق تم نے عمل نہ کیا تو ہلاک ہو جاؤ گے اور میں اس قوم کو آزاد کرانے میں یقیناً کامیاب ہونگا۔ کیا یہ

اسباب موجودہ پر نظر ڈال کر حضرت موسیٰ نے کوئی نتیجہ نکالا تھا۔ ہرگز نہیں بلکہ اسباب تو بالکل اس کے خلاف تھے۔ خود قوم بات بات پر حضرت موسیٰ سے جھگڑتی اور اُن کی باتوں کو شک شبہ کی نگاہ سے دیکھتی تھی وجہ یہی کہ فرعون کی طاقت اتنی زبردست اور بنی اسرائیل قوم کی غلامی اور ذلت اتنی انتہائی درجہ کو پہنچی ہوئی تھی کہ آزادی کا خیال بھی اُن کے سر میں سماتا نہ تھا لیکن آخر وہی ہُوا جو اللہ تعالےٰ نے اپنی وحی کے ذریعہ علم دیکر حضرت موسیٰ سے بڑی تحدی کے ساتھ اعلان کروایا تھا۔

سمندر پر قدرت نمائی

اور پھر اس کے لئے وہ قدرت نمائی ہوئی کہ ایک دفعہ دل ایمان کی لذت سے بھر جاتا ہے۔ سمندر سامنے آجاتا ہے کئی لاکھ آدمی قوم کا ساتھ ہے جن میں بوڑھے بچے عورتیں مرد سبھی شامل ہیں۔ سب کے سب چیخ اُٹھتے ہیں انا لمدرکون۔ بیشک ہم اب پکڑے گئے۔ کیونکہ فرعون کا لشکر ہمارا مار پکڑنے کو پیچھے چلا آرہا تھا لیکن وحی الٰہی کے ساتھ وہ کیا یقین تھا جس نے حضرت موسیٰ کی زبان سے یہ کہلوایا کہ کلا ان معی ربی سیھدین ہرگز نہیں ہم پکڑے نہیں جائیں گے۔ بیشک میرے ساتھ میرا رب ہے وہ عنقریب مجھے اس مشکل سے نکلنے کا رستہ دکھائیگا۔ اور ایسا ہی ہُوا۔ اس سمندر میں سے ایک بے سروسامان قوم صحیح سلامت پار نکل گئی اور فرعون اپنے کل سازوسامان اور لاؤ لشکر کے ہوتے ہوئے غرق ہوگیا اور خدا کے منہ کی باتیں پوری ہوئیں۔ یہ ہوتے ہیں معجزے جن میں خدا کے علم اور قدرت کا مظاہرہ اس شان سے ہوتا ہے کہ انسان کی رُوح بول اُٹھتی ہے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔ یہ ہوتی ہے وہ سنت اللہ جو خدا کے نبیوں اور ماموروں اور اُن پر وحی الٰہی کے نزول کی صداقت کو ظاہر کرنے کے لئے ازل سے مقدر ہے۔

غلبہ روم کی پیشگوئی اور اس میں علم و قدرت الٰہی کا زبردست نشان

اسی طرح قرآن میں ایک عظیم الشان معجزہ غلبۂ روم کی پیشگوئی ہے روم اور ایران کی جنگ ہوئی اور اس میں روم کو شکست ہوئی وجہ یہ کہ قیصر روم کاہل اور عیش پرست بن چکا تھا۔ اسی لئے فوج کی حالت گر چکی تھی اس کا نتیجہ یہ شکست تھی۔ روم کی سلطنت عیسائیوں کی تھی جو اہل کتاب تھے۔ ایران کی سلطنت مجوسیوں کی تھی جو آتش پرست تھے۔ اہل کتاب کی اس شکست سے اہل مکہ کو خوشی ہوئی اور اُس میں انہوں نے مسلمانوں کی شکست اور تباہی کا شگون لیا۔ اور مسلمانوں پر آوازے کسے اور کہا کہ جس طرح اہل کتاب پر آتش پرستوں نے فتح پائی۔ ہم بت پرست بھی تم لوگوں پر جو اہل کتاب کہلاتے ہو اسی طرح فتح پائینگے اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی۔ ارشاد ہوتا ہے"۔ الٓمٓ۔ غلبت الروم ۃ فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون ۃ فی بضع سنین ۃ للہ الامر من قبل ومن بعد ط ویومئذ یفرح المومنون ۃ بنصر اللہ ینصر من یشاء ط وھو العزیز الرحیم ۃ وعد اللہ لا یخلف اللہ وعدہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون ہ میں خدا ہوں سب سے بڑھ کر علم رکھنے والا۔ روم مغلوب ہوگیا نزدیک کی زمین میں اور وہ اپنے مغلوب ہوئے پیچھے عنقریب غالب ہونگے چند سالوں کے اندر۔ اللہ ہی کے ہاتھ میں حکومت اور اختیار ہے پہلے بھی اور بعد میں بھی۔ اور اُس دن مومنین بھی خوش ہوجائیں گے اللہ کی نصرت سے۔ اللہ جس کی چاہتا ہے نصرت کرتا ہے۔ اور وہ غالب اور رحم کرنے والا ہے یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے" (الروم)

اس وحی میں کئی امور قابل غور ہیں:-

اس پیشگوئی کے متعلق قابل غور امور

(۱) صاف پیشگوئی فرمائی کہ روم اگرچہ مغلوب ہوگیا ہے مگر یہ عنقریب ایران پر غلبہ پائے گا۔ (۲) پھر جگہ کی بھی تخصیص کر دی کہ عرب کی سرحدوں کے نزدیک جہاں مغلوب ہُوا وہیں غلبہ بھی ہوگا۔ (۳) پھر وقت کا تعین بھی کر دیا کہ چند سالوں کے اندر بضع ۹ کے عدد تک محدود کر دیتا ہے۔ یعنی ۹ سالوں کے اندر اندر (۴) پھر اس کے ساتھ ایک اور پیشگوئی فرمائی کہ جن دنوں میں روم کو غلبہ ایران پر ہوگا انہی دنوں میں مومنوں کو بھی خدا کی طرف سے نصرت ملے گی یعنی مومن کفار پر غالب آئیں گے۔ (۵) ان سب کے ساتھ نہایت تحدی بھی کی کہ یہ خدا کا وعدہ ہے جو کبھی خلاف نہ ہوگا

سب اسباب اس پیشگوئی کے خلاف تھے

ظاہر ہے کہ اسباب سب ان باتوں کے خلاف تھے قیصر روم کی کاہلی اور عیش پرستی کی وجہ سے فوجی طاقت کمزور پڑ چکی تھی، ایران کے غلبہ نے رہی سہی طاقت بھی سلب کر دی۔ اور بظاہر روم کے غالب ہونے کے کوئی اسباب باقی نہ رہے تھے۔ اس وقت خدا کا یہ کلام نازل ہُوا اور بڑی زور سے تحدی کے ساتھ اعلان کیا گیا کہ روم عنقریب چند سالوں کے اندر غالب آئے گا۔ یہ اس قدر خلاف توقع امر تھا کہ کفار مکہ نے حضرت ابوبکر کے ساتھ شرطیں لگائیں۔ مگر خدا کے علم سے جس بات کا اعلان کیا گیا تھا اُس نے پُورا ہونا تھا۔ یکایک قیصر روم کی طبیعت نے پلٹا کھایا۔ وہ کاہلی اور عیش پرستی کو چھوڑ کر فوج کی اصلاح اور استحکام میں دن رات منہمک ہوگیا۔ اور آخر کار چند سالوں کے اندر عرب کی سرحد پر ایران اور روم کا پھر مقابلہ ہُوا اور روم غالب آیا اور وہی دن تھے جن دنوں میں جنگ بدر ہوئی اور مومنوں نے خدا کی نصرت اور مدد سے کفار مکہ پر غلبہ پایا۔ یہ دونوں واقعات جو اسباب ظاہر کو مدنظر رکھتے ہوئے بالکل خلاف توقع تھے۔ ایک ہی وقت میں اس طرح رونما ہوئے۔ اور ان کے لئے اسباب ایسے غیر معمولی اور خارق عادت طور پر پیدا ہوئے کہ سوائے علم الٰہی کے انسانی علم اس دقیق غیب کو قطعاً پا نہ سکتا تھا۔ اسباب سے نتائج تو کسی قدر انسان نکال سکتا ہے مگر آئندہ اسباب کیا پیدا ہوں گے۔ یہ کون جان سکتا ہے۔ کون جانتا تھا کہ قیصر روم کی طبیعت یک بیک پلٹ جائے گی۔ اور مؤرخ حیران ہیں کہ اس غلبہ کے بعد قیصر روم کی طبیعت پھر کاہلی اور عیش پرستی میں مبدل ہوگئی۔ گویا محض خدا کی بات پوری کرنے کے لئے قدرت نے اس کی طبیعت کو پلٹا دیا اور جب وہ بات پوری ہوگئی تو قدرت کا ہاتھ اُس پر سے ہٹ گیا اور وہ اپنی سابق حالت پر واپس چلا گیا۔ اس کے علاوہ یہ کس قدر ناممکن امر ہے کہ انسان پتہ لگا سکے کہ عین جس وقت یہ خارق عادت غلبہ روم کو حاصل ہوگا انہی دنوں میں ایک اس سے بھی زیادہ خارق عادت غلبہ مسلمانوں کی عاجز اور کمزور جماعت کو کفار مکہ پر ہوگا۔ یہ انسان کا کام نہیں۔ بلکہ یہ دقیق اور غیب در غیب علم کا مظاہرہ ہے جو فقط جناب الٰہی کے سرچشمۂ علم سے پھوٹتا اور وحی کی شکل میں نازل ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت خارق عادت طور پر اسباب جمع کرتی اور بڑی بڑی قدرت نمائیوں سے اس امر کو وجود میں لاتی ہے جس کی پہلے سے پیشگوئی کی گئی تھی۔ پس جب یہ امر اہل دنیا کے سامنے وقوع پذیر ہوتا ہے تو اُسے معجزہ کہا جاتا ہے۔

علمی معجزہ کی ایک مثال

(۲) میں بتا چکا ہوں کہ معجزہ کا وجود اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت کے ماتحت ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ معجزہ فقط اللہ تعالیٰ کے علم کی شان کو ہی ظاہر کرتا ہے۔ مثلاً قرآن کریم میں یاجوج ماجوج کے خروج کی پیشگوئی اللہ تعالیٰ کے علم کی ایک جلوہ نمائی ہے۔ فرماتے ہیں حتیٰ اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون (الانبیاء) یہاں تک کہ جب یاجوج اور ماجوج کھولے جائیں گے اور وہ ہر ایک بلندی پر سے اُترتے چلے آئیں گے۔ توریت اور تحقیقات موجودہ پر نظر ڈالنے سے صاف نظر آتا ہے کہ یاجوج اور ماجوج یہی یورپین اقوام ہیں، یاجوج تو سلافی قوم ہے اور ماجوج ٹیوٹانک قوم پھر یہ کس طرح دنیا میں پھیلے ہیں اور کیسا غلبہ انہیں نصیب ہُوا ہے کہ کونسی بلندی اور کونسی روک ہے جو آج ان کے لئے سدراہ ہے؟ دیکھ لو۔ ہر طرف سے یہ قومیں امنڈتی چلی آرہی ہیں۔ آج سے ساڑھے تیرہ سو سال ان قوموں کو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ ان کا وجود ایک افسانہ نظر آتا تھا۔ مگر آج یہ ایک حقیقت ہے جس پر آج سے صدہا سال قبل محض علم الٰہی نے روشنی ڈالی علم الٰہی کا یہ مظاہرہ علمی معجزہ کہلاتا ہے۔

اقتداری معجزات کی ایک مثال

(۳) اسی طرح بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ معجزہ فقط اللہ تعالےٰ کی قدرت کی جلوہ نمائی ہوتی ہے جو وہ اپنے رسول کے ہاتھ سے دنیا کو دکھاتا ہے۔ جنگ بدر میں جب کفار کی کثرت نے مسلمانوں کی چھوٹی سی جماعت کو دبا لیا تو اس گھمسان کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی کنکروں کی بھر کر کفار پر ماری جس کے چلتے ہی ہوا کا ایک ایسا سخت جھکڑ چلا کہ بیابان کی ساری ریت اور کنکر اُڑ اُڑ کر کفار کی آنکھوں میں پڑیں اس قدر کہ اُن کی آنکھیں بند ہوگئیں۔ اور نتیجہ یہ ہُوا کہ وہ گھبرا کر پسپا ہوگئے اور بھاگ اُٹھے اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے مارے گئے۔ چنانچہ اسی کا قرآن کریم نے ذکر یوں فرمایا ہے کہ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔ اور تو نے جب کنکریاں ماری تھیں تو تو نے نہیں ماری تھیں بلکہ خدا نے ماری تھیں۔ گویا اُس وقت آپ کے ہاتھ میں خدا کی قدرت کا ہاتھ پنہاں تھا جس کے ذریعہ ایسی عظیم الشان قدرت نمائی ہوئی۔ انہیں اقتداری معجزات کہتے ہیں کیونکہ قدرت الٰہی کی شان اس میں جلوہ گر نظر آتی ہے۔

اکثر معجزات میں علم اور قدرت کو علیحدہ علیحدہ نہیں کیا جاسکتا

قرآن کریم میں ان تینوں قسم کے معجزات کی مثالیں ا ر ؟ موجود ہیں کہ ان پر لکھنے کے لئے ایک ضخیم کتاب چاہیئے رکھنی چاہیئے کہ زیادہ تر معجزات میں علم اور ق ہوتا ہے۔ اکثر معجزات میں علم اور ق سے وابستہ ہوتے ہیں کہ ان جاسکتا۔

۳۰ راگ
ایڈانہ
کالم میں
غلط
گراہ

فہرست چندہ کوئٹہ ریلیف فنڈ
۳۰ر جولائی ۱۹۳۵ء تک

نام	پائی	آنہ	روپیہ
جماعت دہلی معرفت خواجہ غلام نبی صاحب	۰	۱۲	۰
معلوم الاسم سید شاہجہان باچا۔ خانو حمید معرفت ڈاکٹر عظمت اللہ صاحب صدر	۰	۰	۹
منجانب جماعت امرتسر معرفت بابو نشاء اللہ صاحب	۹	۲	۱۴
ماسٹر غلام محمد صاحب معرفت امین صاحب	۰	۰	۵
ملک انگر حیات خانصاحب منجانب جماعت جھنگ	۰	۱۲	۱
منجانب جماعت شملہ	۰	۰	۸
منجانب جماعت سیالکوٹ معرفت غلام حسین صاحب	۰	۸	۰
سید عبدالمجید صاحب کپور تھلہ معرفت رحمت اللہ صاحب	۰	۰	۱۰
مسٹر عبداللہ خانصاحب معرفت پروفیسر محمد فاضل صاحب	۰	۰	۱
مسٹر فضل الٰہی صاحب " " "	۰	۸	۰
بابو غلام ربانی صاحب راولپنڈی	۰	۸	۰
اہلیہ صاحبہ بابو غلام ربانی صاحب "	۰	۸	۰
خورشید احمد صاحب "	۰	۸	۰
جمشید احمد صاحب "	۰	۴	۰
اختر سلطانہ بنت بابو غلام ربانی صاحب "	۰	۴	۰
بابو گل عباس صاحب "	۰	۸	۰
مقبول احمد صاحب "	۰	۴	۰
مسٹر ممتاز احمد صاحب "	۰	۴	۰
شیخ نذر مولا صاحب "	۰	۰	۱
شیخ محمد رمضان عبدالمجید صاحبان "	۰	۰	۲
والدہ بابو گل عباس صاحب "	۰	۵	۰
جماعت بغداد			
میاں محمد یعقوب صاحب پراچہ	۰	۰	۵۰
التفات حسین خانصاحب	۴	۵	۳
اللہ جوایا صاحب	۸	۱۰	۲
محمد شیر گل صاحب	۴	۵	۳
موسیٰ نہالی ابراہیم کبیالی صاحبان	۰	۰	۱۰
غلام رسول صاحب	۴	۵	۳
عبدالخالق صاحب	۰	۰	۲
داؤد اعظم انصاری صاحب	۴	۵	۷
حبیب جمال صاحب	۴	۵	۳
ڈاکٹر احمد اللہ خانصاحب	۴	۵	۱۳
بشیر احمد صاحب پراچہ	۰	۰	۵
امیر حسن صاحب	۰	۰	۲
سید تصدق حسین صاحب	۴	۵	۳
ماسٹر فضل دین صاحب	۴	۵	۳
حافظ گل محمد صاحب	۸	۱۰	۶
سید عابد علی صاحب	۴	۵	۳
سلطان علی صاحب	۴	۵	۳
شیخ عباس صاحب	۸	۱۰	۶
عبداللہ صاحب آفندی	۴	۵	۳
شمسو کنطوب	۸	۱۰	۶
عبدالکریم داؤد	۸	۱۰	۶
عبداللطیف اسمٰعیل صاحب	۴	۵	۱۳
میزان	۱	۵	۲۰۳
سابقہ میزان	۹	۱۰	۹۹۰
کل میزان	۱۰	۱۵	۱۱۹۳

ضرورت ملازمین

سیکرٹری پبلک سروس کمیشن شملہ کو ایک انجنیر افسر کی انڈین مرکنٹائل میرین ٹریننگ شپ ڈفرن کے لئے ضرورت ہے امیدوار کے پاس یا تو جہاز رانی کی انجنیری کی سند ہو اور یا کسی مسلمہ یونیورسٹی کی مکینیکل انجنیرنگ کی بی۔ ایس۔ سی کی ڈگری ہو۔ سابقہ تجربہ رکھنے والے کو ترجیح دی جائے گی۔ تنخواہ ۷۵۰ــــ۵۰ــــ۱۲۰۰ روپیہ ماہوار الاؤنس۔ مفت مکان۔ جہاز پر نوکر مفت۔ درخواست کا فارم مفت مل سکتا ہے۔ جسے پر کرکے ۳۰ر ستمبر ۱۹۳۵ء تک بھیجدینا ضروری ہے

سیکرٹری پبلک سروس کمیشن شملہ کو ہوائی جہازوں کے قیام گاہ کے لئے نائب افسر کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ۲۰۰ــــ۱۵ــــ۳۵۰ روپیہ ماہوار، انٹرنس پاس ہو۔ ہوائی جہاز کا کام جانتا ہو جس امیدوار کے پاس بی اور اے اول پائلٹ سند ہوگی۔ اسے ترجیح دی جائے گی اگر امیدوار مندرجہ بالا صفات نہ رکھتا ہو۔ لیکن ہوائی جہازوں کا سابقہ مکینکل تجربہ رکھتا ہو۔ اس کی درخواست پر بھی غور ہو سکیگا۔ عمر ۲۰۔۴۰ سال کے درمیان ہو۔ سرکاری ملازم اپنے محکمہ سے اجازت حاصل کر کے درخواست دے سکتے ہیں۔ عرضیوں کے فارم مفت مل سکیں گے درخواستیں ۹ر ستمبر تک پہنچنی ضروری ہیں

سیکرٹری پبلک سروس کمیشن شملہ کو ایک فزیکل اسسٹنٹ (مکینکل) اور ایک فزیکل اسسٹنٹ (الیکٹریکل) کی ضرورت ہے۔ ہر دو ان مضامین کے گریجوایٹ ہوں جن امیدواروں نے ان مضامین میں ریسیرچ کا کام کیا ہو۔ یا اس کا عملی تجربہ کیا ہو۔ ان کو ترجیح دی جائے گی۔ عمر ۳۰ سال سے زائد نہ ہو۔ تنخواہ ۱۵۰ــــ۱۰ــــ۳۰۰ــــ۲۰ــــ۴۰۰ روپیہ ماہوار، سرکاری ملازم اپنے محکمہ کی اجازت سے درخواست دے سکتے ہیں۔ عرضیاں ۹ر ستمبر تک پہنچی چاہئیں۔ فارم عرضی و دیگر حالات سیکرٹری صاحب سے جگہ کا نام دیکر مفت مل سکتے ہیں۔

سیکرٹری ٹو گورنمنٹ پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ ارگیشن برانچ یو۔ پی کو اسسٹنٹ انجنیر کی اسامی کے لئے مسلمان امیدواروں کی درخواستوں کی ضرورت ہے تنخواہ کا گریڈ۔ ۲۰۰ــــ۱۵ــــ۲۸۰ــــ۲۰ــــ ۵۰۰ــــ۲۵ــــ۶۵۰ روپیہ ماہوار ہے عمر ۳۰ سال سے کم ہو انجنیرنگ ڈگری یا کسی انجنیرنگ کالج یا یونیورسٹی کا ڈپلومہ رکھتا ہو دو سال کا عملی تجربہ رکھتا ہو۔ یو۔ پی کے رہنے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔ درخواست کے فارم و دیگر حالات سیکرٹری ٹو گورنمنٹ پبلک سروس ڈیپارٹمنٹ ارگیشن برانچ۔ یو۔ پی نینی تال سے مل سکتی ہیں، عرضیاں ۱۵ر ستمبر ۱۹۳۵ء تک پہنچنی ضروری ہیں۔ بنام ڈبلیو ایل۔ شیپ صاحب سیکرٹری۔

محکمہ سپلائی اور ٹرانسپورٹ کو ۵۵ کلرکوں اور آٹھ سٹور کیپروں کی ضرورت ہے۔ جن کا امتحان مقابلہ ہر ایک ملٹری ڈسٹرکٹ اور انڈپینڈنٹ بریگیڈ ایریا میں ۳۰ر اکتوبر کو ہوگا۔ امیدوار انٹرنس پاس یا سکول لیونگ سارٹیفکیٹ یا اس کے برابر تعلیمی سند رکھتا ہو کلرکی کی امیدواری کے لئے تیس الفاظ فی منٹ کی ٹائپ رائیٹنگ کی رفتار رکھتا ہو۔ عمر یکم اکتوبر کو ۲۳ سال دس ماہ سے زائد اور ۱۸ سال سے کم نہ ہو

تخفیف شدہ امیدوار ۳۰ سال کی عمر تک کے لئے جا سکیں گے

ہر ایک اسامی کا چوتھائی حصہ مسلمانوں کے لئے ریزرو ہوگا

تمام عرضیاں ۲۱ر ستمبر ۱۹۳۵ء تک معہ سندات بنام اے۔ ڈی ایس اینڈ ٹی ملٹری ڈسٹرکٹ یا بنام ڈی۔ اے۔ ڈی ایس اینڈ ٹی انڈیپنڈنٹ بریگیڈ ایریا جہاں امیدوار رہتا ہو بھیجدینی چاہئیں۔ درخواست کے ہمراہ ذیل کی سندات ہوں۔

(۱) عمر اور تعلیم کی اصل سند (۲) ڈاکٹری سند صحت جسمانی کے بارہ میں (۳) سند خاندانی معزز ہونے کی اول درجہ مجسٹریٹ یا کسی مسلمہ گورنمنٹ ملازم یا اپنے کالج و سکول کے پرنسپل و ہیڈ ماسٹر کی۔ داخلہ کی فیس پانچ روپیہ ہے جو امیدوار کے منظور ہو جانے کے بعد واپس نہ ہو سکے گی۔

۵۵۱۶ ــ ڈی سول ملٹری گزٹ لاہور کو ایک مسلمان خوشنویس کتابت کرنے والے کی ضرورت ہے تنخواہ ۲۵ تا ۳۰ روپیہ ماہوار

پی۔ ڈیوس صاحب سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ پرنٹنگ پنجاب لاہور کو ایک تجربہ کار اور لائق ہیڈ ریڈر کی ضرورت ہے تنخواہ ۲۰۰ــــ۱۰ــــ۲۵۰ روپیہ ماہوار۔ کم از کم پانچ سال کا عملی تجربہ ہو۔ درخواستیں ۱۵ر اگست ۱۹۳۵ء تک معہ نقل سندات جن میں تعلیمی لیاقت۔ صحیح عمر اور چال چلن کی تفصیل ہو بھیج دی جائیں۔ انتخاب مقابلہ کی بنا پر ہوگا۔ منتخب شدہ امیدوار کم از کم دو سال کے لئے امتحاناً مقرر ہوگا ✤

(بقیہ صفحہ ۲)

احادیث میں یاجوج ماجوج اور دجال کے متعلق اور دوسرے آخری زمانہ کے فتن کے متعلق دو کثیر تعداد پیشگوئیوں کی ہے جنہیں ہم آج اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ اور جو ہمارے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہیں۔ ان سب کو بھی رد کرنا پڑے گا۔ کیونکہ ان دونوں قسم کی پیشگوئیوں کی صداقت ایک دوسری سے وابستہ ہے۔ اس لئے مسیح کے آنے کی پیشگوئی کو یہودی یا مجوسی خیالات کا عکس قرار دے کر رد کرنا اسلئے کوئی مسلمان قبول نہیں کر سکتا۔

تیسری اور آخری شق یہ ہے کہ آخری زمانہ کے متعلق یہ پیشگوئیاں فی الواقع رسول اللہ صلعم کی پیشگوئیاں ہیں جن کا ایک کثیر حصہ پورا بھی ہو چکا۔ لیکن ان کی صحیح تاویل یہ ہے کہ جس وقت مسلمانوں پر ایسی حالت آجائے گی۔ جیسے یہود پر حضرت عیسےٰ کے زمانہ میں آگئی تھی تو اس وقت اس امت کا ایک مجدد جس کو حضرت مسیح کے ساتھ مماثلت ہوگی۔ اس امت میں ظاہر ہوگا اور روحانی قوت اور دلائل کے ذریعہ سے دین اسلام کو دنیا میں غالب کرے گا۔ اور ان مسیحی قوموں کے اثر جو دجال اور یاجوج ماجوج کی مصداق ہیں۔ نور اسلام کو پھیلائے گا ؎

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

اگر ہم نے اس شق کو قبول کر لیا جس کے سوائے اور کوئی شق قابل قبول ہی نہیں۔ تو کون سا گناہ کیا اور ایک مجدد کو مسیح کی پیشگوئیوں کا مصداق سمجھنے کی وجہ سے ہم کس دلیل سے کافر ہو گئے۔ بلکہ اس کے برعکس کیا وہ لوگ ملزم اسکے نیچے نہیں جو نہ ختم نبوت کی پرواہ کرتے ہیں نہ رسول اللہ صلعم کی ان پیشگوئیوں کو کوئی وقعت دیتے ہیں ✤

پیغام صلح (۱۹۳۵)

مسودہ قانون تحفظ مقروضاں

عدالت عالیہ کے فاضل ججوں کا استحسان

چودھری چھوٹو رام صاحب نے مسودہ قانون تحفظ مقروضاں کے نام سے پنجاب کونسل میں جو بل پیش کیا تھا۔ اس کی علت یہ تھی کہ اس سے پیشتر تخفیف قرضہ کا ایک بل کونسل میں زیر بحث تھا اور اس میں حکومت نے بعض ترمیمات پیش کی تھیں۔ زمیندار ممبروں نے ان ترمیمات کو قبول کرنے کی یہ شرط قرار دی کہ انہیں کونسل کے آئندہ اجلاس میں ایک ضمنی مسودہ قانون پیش کرنے میں سہولتیں بہم پہنچائی جائیں۔ اگرچہ رائے بہادر چودھری چھوٹو رام کے نئے بل میں بھی متعدد خامیاں موجود ہیں اس سے بھی مقروض کسانوں کو پورا پورا فائدہ نہیں پہنچتا۔ لیکن بہرحال پنجاب کونسل کے تمام زمیندار ممبر اس بل کے حامی ہیں۔ جیسی توقع تھی ہندو حلقوں میں اس بل کے خلاف بہت طوفان برپا کیا گیا۔ اخباروں نے اس کے خلاف پیہم مضامین لکھے، مہاجنوں، ساہوکاروں اور دوکانداروں نے احتجاجی جلسے منعقد کئے اور پنجاب کونسل میں ہندوؤں کی تحریک پر یہ فیصلہ ہوا کہ یہ بل ہائیکورٹ کے ججوں کی خدمت میں بھیج کر ان سے رائے طلب کی جائے کہ آیا اس قسم کے قانون کا نفاذ مفید رہے گا یا نہیں۔

ہمیں "سول" سے یہ معلوم کر کے بہت اطمینان ہوا کہ فاضل ججوں نے علی العموم اس مسودہ قانون کو پسند کیا ہے اور وہ اس کے نفاذ کے حامی ہیں۔ مسٹر جسٹس کولڈ سٹریم اور مسٹر جسٹس رشید اور دوسرے فاضل ججوں نے ساہوکاروں اور مہاجنوں کی رجسٹریشن کو پسند کیا ہے اور خصوصاً دفعہ ۲۰ دفعہ ۲۱ پر بہت استحسان کا اظہار کیا ہے ان دفعات کا منشا یہ ہے کہ (۱) ڈگری کے اجراء و نفاذ کی کارروائی کلکٹر کے سپرد کی جائے، تاکہ زمین کے وہ حصے جو قرض کے گزارے کیلئے ضروری ہوں، ڈگری سے محفوظ رکھے جائیں اور (۲) کسی شخص کے قرضوں میں اس کی جدی جائداد ہرگز قرق نہ کی جائے۔ ان دفعات کو ججوں نے "پسندیدہ" اور "مفید" قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ ان سے اجرائے کار میں بھی سادگی اور سہولت پیدا ہو گی۔ اگرچہ مسٹر جسٹس بیڈے اور جسٹس دلیپ سنگھ نے بعض معاملات میں دوسرے ججوں سے اختلاف کیا ہے۔ لیکن عام اتفاق آرا اس بل کے حق میں ہے اور کیوں نہ ہوتا۔ کونسل کے ہندو ممبروں کے سامنے تو محض مہاجنوں کا مفاد اور ساہوکاروں کا حلوہ مانڈا ہے ان کو زمینداروں کی مشکلات اور حق و انصاف کی مراعات سے کیا واسطہ؟ لیکن عدالت عالیہ کے ججوں کے سامنے تو محض عدل و انصاف کی مقتضیات تھیں۔ جن کے ماتحت انہوں نے چودھری چھوٹو رام کے بل پر اظہار استحسان کیا۔ زمیندار سخت مصیبت میں گرفتار ہیں۔ اجناس کی ارزانی کی وجہ سے ان کو بہت کم رقم وصول ہوتی ہے جس میں سے سرکاری واجبات بھی ادا کرنے پڑتے ہیں، ذاتی ضروریات بھی پوری کرنی پڑتی ہیں اور ساہوکاروں اور مہاجنوں نے جور و جفا کا وہ جال پھیلا رکھا ہے جس کی مثال دنیا کے کسی ملک میں نہیں مل سکتی اس کے علاوہ دنیا کے تمام ملکوں میں ساہوکارہ قانون نافذ ہیں۔ ہندوستان کی سی آزادی ان لوگوں کو کسی ملک کو بھی نصیب نہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہندوستانی کاشتکار سے زیادہ تباہ حال زمیندار کسی ملک میں بھی نہیں مل سکتے۔ ہمیں یقین ہے کہ صوبے کی سب سے بڑی عدالت کے فاضل قانون دانوں کی رائے کے مطابق پنجاب کونسل میں کوئی خاص دقت پیش نہ آئے گی۔ اور یہ مسودہ قانون بہت جلد منظور ہو کر نافذ ہو جائیگا۔ (انقلاب)

تنازعہ شہید گنج کی خبریں

—— لاہور ۹ر اگست مسجد شہید گنج کے نواح اور کوتوالی کے گرد گورہ فوج اور ریزرو پولیس کے پہرے بدستور متعین ہیں مسجد شہید گنج کے انہدام کے بعد اب اکالی سکھ وہاں بنیادیں کھود کر روڑی وغیرہ کوٹ رہے ہیں۔ چند دیواریں زمین سے ایک ایک فٹ بلند بھی ہو چکی ہیں۔

—— چونکہ لاہور کے حالات اب بالکل درست ہو گئے ہیں اس لئے گورنر اور ان کا عملہ اور ملحقہ دفاتر ۱۰ر اگست کی شام کو لاہور سے واپس چلے جائیں گے اور ۱۲ر اگست کو شملہ میں باقاعدہ کام شروع کر دیں گے۔

—— ۷ر اگست سے لاہور کے اخبارات سے سنسر کی پابندیاں اٹھالی گئی ہیں، اور گورنر نے اخبارات کے تعاون کا شکریہ ادا کیا ہے اور یہ توقع ظاہر کی ہے کہ آئندہ بھی اخبارات محتاط رہیں گے۔

—— مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں مختلف مقدمات زیر سماعت ہیں۔ ۸ر اگست کو سنٹرل جیل میں ۲۳ ایلی پوشوں کے خلاف مقدمہ زیر دفعہ ۱۴۵ کی سماعت ہوئی اور مقدمہ ۱۹ر اگست پر ملتوی ہوا۔ اسی روز امیر پہلوان اور اس کے رفقا کے خلاف مقدمہ زیر دفعہ ۳۰۴ تعزیرات ہند کی سماعت ہوئی۔ عدالت نے ان کی درخواست ضمانت مسترد کر دی۔

—— یکم اگست کو افغان جرگہ صوبہ سرحد کا ایک غیر معمولی اجلاس اصدارت خان صاحب عبدالاکبر خاں صاحب بمقام قاضی خیل چارسدہ ضلع پشاور میں منعقد ہوا جس میں مسجد شہید گنج کے انہدام پر شدید رنج و اضطراب کا اظہار کیا گیا اور سکھوں سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ مسجد شہید گنج کو اپنے خرچ پر از سر نو تعمیر کر کے مسلمانوں کے حوالے کر دیں۔ ورنہ نتائج کی تمام تر ذمہ داری ان پر عائد ہو گی۔ ایک قرارداد میں سرحد کے تمام پٹھانوں سے اپیل کی گئی کہ وہ مسجد شہید گنج کے حصول کے سلسلہ میں مسلمانان پنجاب کی ہر ممکن امداد کریں۔ اور سکھوں کی سینہ زوری پر احتجاج کرنے کے لئے جگہ جگہ جلسے منعقد کریں

—— ایک قرارداد میں حکومت پنجاب کے افسوسناک رویے اور ۲۰، ۲۱ر جولائی کے فائرنگ کے خلاف اظہار افسوس و ناراضگی اور شہدا کے پسماندگان سے اظہار ہمدردی کیا گیا۔

—— مجلس اتحاد ملی کے صدر ملک دین محمد صدر بلدیہ لاہور اور سکرٹری مولوی داؤد غزنوی نے استعفا دیدیا ہے۔

—— احراری لیڈروں کی مخالفت روز بروز ترقی کر رہی ہے۔ کئی مقامات پر ان کے نوزائیدہ اخبار "مجاہد" کو جلایا گیا۔

—— ۹ر اگست کو ہندوستان کے مختلف شہروں میں یوم مسجد شہید گنج منایا گیا۔

—— یہ تحریک روز بروز زور پکڑ رہی ہے کہ شہدائے لاہور کی ایک مستقل اور شاندار یادگار قائم کی جائے۔

—— احراریوں کا اخبار "مجاہد" ایک سکھ پریس میں چھپتا ہے۔ اس کے متعلق یہ افواہ سنی گئی ہے کہ کوئی مسلمان پریس اس اخبار کو چھاپنے کے لئے تیار نہیں تھا۔

—— اخبار "ستیا" اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ آئندہ آئین پنجاب کی وزارتوں کی تقسیم کے سلسلہ میں اکالی لیڈروں اور احراریوں میں عنقریب گفت و شنید شروع ہو جائے گی۔ معلوم ہوا ہے کہ مجلس احرار دو وزارتوں پر اپنا قبضہ کرنے کیلئے اصرار کر رہی ہے۔

—— لاہور ۸ر اگست، مسجد شہید گنج کے انہدام کے سلسلہ میں احتجاجی جلسوں کا سلسلہ بدستور شروع ہے۔ ہندوستان کے طول و عرض میں جلسے ہو رہے ہیں۔

متفرق خبریں

—— کوئٹہ ۸ر اگست۔ آج صبح دو بجکر چالیس منٹ پر کوئٹہ میں ایک اور شدید زلزلہ آیا۔ جس کے جھٹکے آٹھ سکنڈ تک محسوس ہوتے رہے۔

—— کلکتہ ۸ر اگست۔ وائسرائے ہند اور لیڈی ولنگڈن آج عصر کے وقت عازم شملہ ہو گئے۔

—— برلن ۸ر اگست۔ یہودی ہیوریا سے بھی نکالے جا رہے ہیں چنانچہ باضابطہ طور پر پہلی دفعہ تین سو یہودیوں کی ایک عارضی جمعیتہ جو مختلف ہوٹلوں میں قیام پذیر تھے۔ نکال دیئے گئے ہیں۔

—— لنڈن کے اخبار ڈیلی ایکسپریس کی اطلاع ہے کہ مسٹر جناح سندھ کے گورنر بنائے جائیں گے۔

—— شملہ ۷ر اگست۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ملک معظم نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ مارچ ۱۹۳۶ء میں موجودہ وائسرائے لارڈ ولنگڈن کے سبکدوش ہونے پر مارکوئس آف لن لتھگو کو ہندوستان کا وائسرائے اور گورنر جنرل مقرر کیا جائے گا۔

—— پٹنہ ۷ر اگست۔ گذشتہ اتوار کے روز موضع ڈھکہ (ضلع چمپارن) میں ایک زبردست فرقہ دارانہ فساد ہو گیا۔ ہندوؤں نے مہابیر کے جھنڈے کا جلوس نکالا۔ اور مقررہ رستہ کو چھوڑ کر عیدگاہ کی طرف بڑھے اور اس کی دیواریں گرا دیں سا اثنا میں قرب و جوار کے ہندوؤں کے دو گروہ جو پندرہ ہزار اور دو ہزار اشخاص پر مشتمل تھے۔ قریب کے ایک گاؤں میں جمع ہو گئے اور کوشش کی کہ عیدگاہ پر حملہ کرنے والے گروہ کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ چونکہ ہجوم نے بہت زیادہ متشدد طرز عمل اختیار کر لیا تھا۔ اس لئے پولیس کو گولی چلانی پڑی۔ جس سے پانچ ہندو ہلاک اور سات مجروح ہوئے

—— وائسرائے کے کوئٹہ فنڈ میں تقریباً ۳۲ لاکھ روپیہ جمع ہو چکا ہے

—— کشمیر میں سکھوں کی مورچہ بندی کا خاتمہ ہو گیا ہے انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ سوپور میں جتھے نہ بھیجے جائیں اور دربار سے درخواست کی ہے کہ اس ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں جن سکھوں کو گرفتار کیا گیا ہے انہیں رہا کر دیا جائے اور جب تک عدالت سے فیصلہ نہ ہو۔ دکانوں کے کرایہ کی وصولی کے لئے ہندوؤں اور سکھوں کی ایک مشترکہ کمیٹی مقرر کی جائے گی

—— شملہ ۷ر اگست۔ تین فیصدی سالانہ سود پر ۱۵ کروڑ روپے کا نیا قرض آج صبح ½۱۰ بجے بند ہو گیا تمام قرضہ پورا ہو گیا ہے

—— خان بہادر ملک زمان مہدی خاں ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر ریاست مالیر کوٹلہ کے ہوم ممبر او روزیر داخلہ مقرر ہوئے ہیں۔

—— انگلستان میں پھر گرمی زیادہ ہو گئی ہے جس کی وجہ سے بہت سے آدمی سرسام میں مبتلا ہو کر مر گئے۔

—— بنگال کے مسلمان طلبا کی ایک کانفرنس عنقریب میمن سنگھ میں منعقد ہونے والی ہے جس کی صدارت مسٹر اے۔ الف۔ رحمان وائس چانسلر ڈھاکہ یونیورسٹی فرمائیں گے

—— گذشتہ ہفتہ راولپنڈی میں شدید بارش ہوئی۔

—— سیٹھ جمنالال بجاج نے کانگرس کے آئندہ اجلاس کی صدارت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

—— لنڈن ۸ر اگست۔ مسٹر بالڈون وزیر اعظم برطانیہ آج تعطیل منانے کے لئے لنڈن سے باہر تشریف لے گئے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ چند ہفتہ لنڈن سے باہر رہینگے ان کی جگہ مسٹر میکڈانلڈ کام کرینگے

—— سر عبدالرحیم صدر اسمبلی ۲۲ر اگست کو انگلستان سے بمبئی اور ۲۵ر کو شملہ پہنچ جائیں گے۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

عُلمائے اُمت دُشمنانِ اسلام کے نقشِ قدم پر

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

(از مرزا رحیم بیگ صاحب فارسٹ ڈیپارٹمنٹ جمیبہ)

مکفر مولویوں اور لیڈروں نے آج کل احمدیت کے خلاف جو انسانیت سوز روش اختیار کر رکھی ہے اس پر ہر ایک شریف انسان اظہار بیزاری کر رہا ہے۔ گذشتہ دنوں جامع مسجد جمیبہ میں ایک مولوی صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے متعلق نہایت دل آزار اور غیر شریفانہ کلمات کہے جن سے متاثر ہو کر ایک غیر از جماعت صاحب نے مندرجہ ذیل مضمون برائے اشاعت ارسال کیا ہے ہمارے مخالفین کو اسے ذرا ٹھنڈے دل سے مطالعہ کرنا چاہیئے۔ (مدیر)

برادران اسلام۔ السلام علیکم۔ آپ کی توجہ امت محمدیہ کی خستہ حالی اور علمائے امت کے موجودہ مشاغل کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں غور کیجیے کہ آئے دن جو فسادات اسلامی فرقوں کے مابین رونما ہو رہے ہیں ان کی آخر وجہ کیا ہے؟ وہ یہی کہ مسلمانوں کے لئے کفر و اسلام کا مسئلہ ایک معمہ بنا ہوا ہے جس کا حل نہ کسی سے ہوا، نہ ہوگا۔ ورآنحالیکہ ہر ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو کافر قرار دے رہا ہے۔ یہ فیصلہ کرنا کہ کونسا گروہ صراط مستقیم پر گامزن ہے۔ امکان سے باہر ہے۔ ہمارے علماء نہ صرف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ان کے پیروؤں کو کافر قرار دیتے ہیں بلکہ جو انہیں مسلمان کہے۔ اسے بھی دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں سہ

شب و روز زور کرتے ہیں مسلمانوں کی تکفیر ملا بیٹھے ہوئے کچھ وہ بھی تو بیکار نہیں ہیں

قادیانی احمدی چونکہ مسیح موعود کے منکر کو خدا و رسول کا منکر سمجھتے ہیں اس لئے وہ بھی نہ ماننے والوں کو کافر کہتے ہیں۔ البتہ لاہوری احمدی ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ مگر وہ بھی اس اسلامی مسئلہ کی[1] بنا پر کہ مکفر کا کفر الٹ کر اسی پر پڑتا ہے کسی مکفر کی اقتدا میں نماز نہیں پڑھتے۔ ان تینوں جماعتوں کے علاوہ دوسرے اسلامی فرقے بھی ماسوائے اپنے ہمنواؤں کے سب کو جہنمی قرار دیتے ہیں۔ بھائیو کیا اس طرح دنیا کے تختہ پر کوئی مومن باقی رہ سکتا ہے؟ کیا یہ حضرت نبی کریم کی حدیث نہیں کہ میری امت میں ۷۳ فرقے ہونگے۔ اگر یہ صحیح ہے تو کیا امت کا اختلاف آنحضرت صلعم کی صداقت کا نشان نہیں؟ اگر ہے تو ان فرقوں کا مٹنا بھی ناممکن ہے سہ

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

آج ہر قوم سیاسی مفاد کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی تعداد کس طرح بڑھا رہی ہے اور ہمارے علماء کو دیکھیئے۔ کہ اندھا دھند جو مسلمان ہیں بھی۔ انہی کو نکال رہے ہیں۔ گویا اپنی جڑیں آپ کاٹ رہے ہیں۔ کسی کافر کو مسلمان بنانا تو درکنار یہ مسلمانوں کو کافر بنا رہے ہیں اور قوم میں منافرت پھیلا رہے ہیں۔ کسی اسلامی فرقہ کے بائیکاٹ کی تلقین کرنا کیا مذہبی اور کیا سیاسی نقطہ نظر سے تبلیغ نہیں تخریب ہے۔ طعن تشنیع اور دھمکیوں کا نتیجہ نفرت ہے صلح و آشتی۔ نرمی و شیریں زبانی کا اثر بار آور ہوگا۔ کوئی نتیجہ پیدا کریگا حق و باطل میں امتیاز ہو جائیگا۔

یہ زمانہ دلائل کا زمانہ ہے تلوار کا نہیں۔ آج جو کام دلائل کر سکتے ہیں وہ بائیکاٹ اور گالیاں اور ناجائز دباؤ نہیں کر سکتے۔ یہ باتیں تو باعث شکست یا نقصان ہیں۔

آج کل ہماری جامع مسجد جمیبہ عجیب و غریب تقاریر و تبلیغ کا مرکز بنی ہوئی ہے جو مولوی آتا ہے۔ عجب رنگ میں رنگا جاتا ہے۔ احمدیت کے خلاف زہر اگلنے لگ جاتا ہے۔ چنانچہ ۲۲ جولائی کی رات کو جو لیکچر ہوا۔ وہ اس قدر ناشائستہ اور خلاف تہذیب اور اشتعال انگیز تھا۔ کہ میں یہ واقعہ اخبار میں دینے کے لئے مجبور ہو گیا۔ حالانکہ بلحاظ عقیدہ میرا تعلق نہ لاہوری احمدیوں سے نہ قادیانی احمدیوں سے ہے غضب یہ ہے کہ احمدیوں کو اعتراضات کے صاف کرنے کی اجازت بھی نہیں دی جاتی۔ بہانہ بنا رکھا ہے کہ میرزائیوں سے کلام کرنا ناجائز ہے۔ دعوٰے یہ کہ ہم مرزائیوں کو مسلمان بنائیں گے اور ہمت یہ کہ مناظرہ بھی نہیں کر سکتے۔ کیا صداقت کے مدعیوں کی یہی جرات ہوا کرتی ہے۔ ع

گر ہمیں مکتب است و ایں ملا ٭ کار طفلاں تمام خواہد شد

ہمارے علماء کی سخت کلامی کا اتنا اثر تو ضرور ہو گیا ہے کہ مہذب طبقہ رفتہ رفتہ مسجد سے متنفر ہو رہا ہے۔ کیا تبلیغ اسلام کے ایسے ہی خوشگوار اثرات پیدا ہوتے ہیں؟ مسلمانوں کو مسلمان بنانے کے لئے اس قدر سختی برتی جاتی ہے۔ تو نامعلوم غیر اقوام کے مسلمان بنانے کے لئے کون کون سے ہتھیار استعمال کئے جائیں گے۔ پہلے میں ہر دو جماعتوں کو مذہبی نہیں بلکہ سیاسی سمجھا کرتا تھا۔ لیکن آج میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جو کیا اسلام کو انہوں نے سمجھا ہے۔ اس کے بڑھانے میں وہ ہم سے بازی لے گئے ہیں

ہمارے علماء جس طریق سے احمدیوں کو راہ راست پر لانا چاہتے ہیں۔ وہ شریفانہ نہیں۔ اس لئے یہ طریق کامیاب نہ ہوگا۔ کیونکہ کسی صحیح عضو کو کاٹ ڈالنے سے اس کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ پس احمدیوں کو کافر، ملحد، دجال کہنا ان کی اصلاح نہیں۔ بلکہ باعث تفریق و تنفر ہے

کیا محمد رسول اللہ صلعم بھی اسی قسم کی تبلیغ کیا کرتے تھے۔ کیا انہوں نے دوسرے مذاہب کو گالیاں دے کر اور ہر سبب لوگوں پر سختی کر کے اسلام پھیلایا تھا۔ ہرگز نہیں، آپ کا طرز عمل آنحضور صلعم کے سراسر خلاف ہے۔ محمد مصطفٰےؐ ہی وہ پہلی ہستی ہے جس نے تمام مذاہب کے پیشواؤں کی عزت ہمارے دلوں میں پیدا کی ہے کہ گرجاؤں اور راہبوں تک کی حفاظت کا ... کا حکم دیا اور فی الحقیقت آنحضور صلعم کے الفاظ میں مسلمان وہ ہے۔ جس کی زبان اور ہاتھوں سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔ آہ! رسول مقبول کے ارشاد کو کس طرح ٹھکرایا جا رہا ہے سہ

قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں

جب علماء کا یہ طرز تبلیغ مسنون نہیں تو کہنا پڑے گا۔ کہ ہمارے رہنماؤں کو خود غرضیاں مجبور کر رہی ہیں۔

---

[1] ہمارے خیال میں کلمہ گوؤں کی تکفیر ایک بہت بڑا جرم ہے اور وحدت اسلامی کو پاش پاش کرنے والی بیماری ہے اس لئے ہم کسی مکفر کے پیچھے خواہ وہ ہماری تکفیر کرے یا کسی دوسرے کلمہ گو کی نماز نہیں پڑھتے جو مسلمان اس مرض سے پاک ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے کوئی عذر نہیں۔ (مدیر)

مکتوب برلن

برلن مسجد کے دینی اجتماعات

ایک جرمن خاتون کا قبول اسلام

(از جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن)

ٹی پارٹی

جرمن مسلم سوسائٹی کے زیر اہتمام ۵ ر ماہ جولائی کو ایک ٹی پارٹی کا انتظام کیا گیا۔ ناظرین پیغام صلح اس امر سے واقف ہونگے کہ اس قسم کا اجتماعات صرف خورد و نوش تک محدود نہیں ہوتے۔ بلکہ اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ ممبران سوسائٹی اور دیگر احباب کو جو اکثر ہمارے لکچروں میں تشریف لاتے رہتے ہیں۔ ایک دوسرے سے ملاقات کا موقع ملے اور اس طرح دوستانہ مراسم پیدا ہوں۔ اور ایک قسم کی جماعت یا برادری قائم ہو۔

روحانی غذا کا انتظام!

علاوہ ازیں ہر ایسے موقع پر چائے اور بسکٹ کے علاوہ ماغی اور روحانی غذا کا بھی انتظام ہوتا ہے۔ چنانچہ ۵ ر جولائی کو دو مختصر سی تقریریں بھی ہوئیں۔ سب سے اول ایک جرمن عیسائی دوست نے اسلام کی خوبیوں پر ایک مختصر سی تقریر کی۔ اور خاص طور پر ان خوبیوں کا ذکر کیا جو ان کو صرف اسلام کے اندر نظر آئیں۔ مثلاً خالص توحید۔ اخوت اسلامی۔ اسلام کی عالمگیر پیغام۔ ... اس کے بعد ہمارے اسلامی بھائی محمد پرشتہ ... نے (جن کو حلقہ بگوش اسلام ہوئے صرف ایک سال کا عرصہ ہوا ہے) نہایت مدلل اور موثر پیرایہ میں بیان فرمایا۔ کہ وہ کیوں اور کس طرح مسلمان ہوئے۔ یہ جلسہ نہایت ہی پررونق اور کامیاب رہا۔ اور مہمان رات کے ۱۱ بجے رخصت ہوئے۔

دوسرا جلسہ

ماہ رواں میں دوسرا جلسہ ۱۹ ماہ حال بروز جمعۃ المبارک مسجد کے وسیع ہال میں منعقد ہوا۔ حاضرین کی تعداد یکصد سے متجاوز تھی۔ جلسہ کا افتتاح ہمارے مکرم دوست علامہ ڈاکٹر حمید مارقوس صاحب نے کیا۔ ازاں بعد خاکسار نے قرآن کریم کی چند آیات تلاوت کیں۔ اور ان کا جرمن ترجمہ سامعین کے گوش گذار کیا۔ اس دفعہ مقرر ایک عیسائی دوست مسٹر کلنگے تھے۔ آپ نے اسلام کا بڑا گہرا مطالعہ کیا ہے چنانچہ دوران لکچر میں ابن رشد امام الغزالی۔ الفارابی۔ ابوسینا وغیرہ کی کتب کا اکثر ذکر کیا اور یہ ثابت کیا کہ اسلام اور عیسائی مذہب میں بہت سی باتیں مشترک ہیں۔ آپ نے یہ بھی کہا۔ کہ گو آج سے ۵ - ۷ سو سال قبل اسلام نے عیسائیت سے چند باتیں لیں۔ مگر آج اسلام اس قابل ہے کہ عیسائیت اس سے بہت کچھ سیکھ سکتی ہے۔ لیکچر نہایت دلچسپ اور پراز معلومات تھا اور حاضرین بے حد محظوظ ہوئے۔ لیکچر کے بعد سامعین باہر باغ میں بیٹھے مختلف مسائل پر گفتگو کرتے رہے جس کے دوران میں ان کی چائے اور بسکٹ سے تواضع کی گئی اور یہ سلسلہ کم و بیش ۲ گھنٹے تک جاری رہا۔ جرمن اخبارات کے نامہ نگار بھی موجود تھے۔ چنانچہ دو روزانہ اخبارات نے کم و بیش چالیس پچاس سطور کے نوٹ اس جلسے کے سپرد قلم کئے۔ اس کے علاوہ حال ہی میں میرا ایک مضمون "اسلامی تہوار" پر ایک روزانہ اخبار میں شائع ہوا ہے۔

نمازوں اور بچوں کی مذہبی تعلیم کا انتظام

بچوں کی مذہبی تعلیم، نماز جمعہ و دیگر تمام نمازوں کا انتظام باقاعدہ جاری رہا۔ ۱۲ ر ماہ حال کو مجھے ایک کام کیلئے برلن سے باہر جانا پڑا۔ لہذا اس دن کی کلاس ہمارے دوست جناب مرزا عزیز الرحمان صاحب نے لی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

ایک مصری جاگیردار کی آمد

ناظرین پیغام صلح کے لئے یہ امر خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ کہ موسم گرما میں اکثر لوگ یورپ کی سیر و سیاحت یا کاروباری سلسلہ میں برلن بھی تشریف لاتے ہیں اور ان میں سے مسلمانوں کا کثیر حصہ برلن کی مسجد دیکھنے بھی آتا ہے۔ چنانچہ ماہ رواں کی ۱۲ تاریخ کو مصر کے مشہور و معروف جاگیردار اور رہبر مسٹر جناب محمد محمود جلال پاشا جن کا برادر حقیقی ہالینڈ میں حکومت مصر کا سفیر ہے۔ مسجد دیکھنے تشریف لائے اور نہ صرف نماز جمعہ میں شرکت ہی فرمائی۔ بلکہ خاکسار کی درخواست پر امامت کی اور خطبہ بھی دیا۔ اور مسجد کے کام کاج کو دیکھکر بے حد متاثر ہوئے آپ چونکہ قدرے علیل تھے۔ لہذا نماز کے معاً بعد چلے گئے۔ مگر مجھے دوبارہ ملنے کے لئے بروز اتوار بتاریخ ۱۴ ر ماہ حال بلوایا اور کافی عرصہ تک مختلف موضوع پر گفتگو ہوتی رہی۔

مراکو کے شیخ الاسلام کے فرزند کی آمد

۱۳ ر ماہ جولائی کو مراکو کے شیخ الاسلام اور وزیر المعارف کے فرزند مولے ... مسجد کی زیارت کے لئے تشریف لائے اور دیکھکر بے حد مسرور ہوئے اور فرمایا۔ کہ ان کے والد بزرگوار ہر سال پیرس کی مسجد دیکھنے آتے ہیں۔ اور وہ ان سے کہینگے۔ کہ برلن مسجد میں بھی تشریف لے جاویں۔

ایک نومسلم کا چند روزہ قیام

ایک اور دوست جن کا ذکر خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ مسٹر داؤد کوون ہیں۔ آپ سکاٹ لینڈ کے باشندے ہیں۔ چند سال ہوئے کہ ووکنگ مسجد میں مسلمان ہوئے تھے۔ آپ سال گذشتہ عربی سیکھنے کی غرض سے مصر تشریف لے گئے تھے اور ... واپسی پر ہفتہ عشرہ کے لئے برلن تشریف لائے۔ بوجہ قلت جگہ ان کی رہائش کا انتظام مسجد سے باہر کیا گیا۔ مگر کھانا ہمیشہ خاکسار کے ساتھ ہی کھاتے تھے اور نمازوں میں بھی شریک ہوتے تھے۔ اور اس طرح ان کے اسلامی جوش اور اخلاص کا پتہ لگتا تھا آپ بالکل نوعمر ہیں اور صحافت کا کام کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالے استقامت دے اور برکت عطا کرے آمین۔ ہماری دلی دعا ہے کہ ایسے نوجوان سعید اور ہونہار بچے کثیر تعداد میں حلقہ بگوش اسلام ہوں آمین۔

ایک جرمن خاتون کا قبول اسلام

ماہ رواں میں ایک جرمن خاتون حلقہ بگوش اسلام ہوئی آپ کا خاندانی نام سٹیبرٹ ہے۔ اسلامی نام زبیدہ رکھا گیا۔ آپ عرصہ دو سال سے ہمارے لیکچروں میں باقاعدہ آتی ہیں اور اس عرصہ میں آپ نے عربی نماز بھی سیکھ لی ہوئی ہے آپ کی عمر ۴۴ سال ہے۔ اللہ تعالیٰ استقامت دے۔ آمین ثم آمین۔

ایک اور خوش خبری

اس مضمون کو ایک خوش خبری پر ختم کرتا ہوں۔ آج کل ساری دنیا کی اقتصادی حالت خراب ہے اور اس کا اثر ہمارے برلن مشن مسجد پر بھی پڑا۔ چنانچہ سال رواں کے آغاز میں جب بجٹ تیار کیا جا رہا تھا۔ تو مالی مشکلات کی وجہ سے انجمن رسالہ مسلمیش ریویو کو بند کرنے پر مجبور ہو گئی۔ مگو خاکسار نے اس کا اجرا اپنے ذمہ لیا اور اپنے حلقہ اثر میں اس کے لئے امداد حاصل کرنے کی جدوجہد شروع کر دی۔

ایک مخلص محب

محض اللہ تعالے کے فضل و کرم سے ہمیں ایک ایسے ہمدرد مل گئے۔ جنہوں نے ہم۔ اقساط میں پانچصد رنڈ ... کی رقم اس کار خیر کیلئے مرحمت فرمائی اور ان کا اخلاص اس بات کا مقتضی ہے کہ ان کا نام تک نہ ظاہر کیا جائے۔ دردِ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے اور دین و دنیا کی نعمتوں سے مالا مال کر دے آمین ثم آمین۔ علاوہ اس پانچصد کی رقم کے بندہ نے کم و بیش دو تین صد کی اور رقم جمع کر لی۔ اور اس طرح سال رواں کا کل خرچ یہاں سے پورا ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ مخالف ہمیں نیست و نابود کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ مگر خوب یاد رہے اخلاص اور محبت سے جو کام کیا جائے۔ وہ کبھی تباہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ مخالفت بطور کھاد کے کام دیتی ہے۔ . . . .

. . . . حضرت مرزا صاحب نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

غرض رکھتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

اگر کام کو ضعف پہنچتا ہے تو محض ہماری اپنی غفلت اور سستی سے۔ ورنہ اگر ہم اس کی راہ میں ایک قدم اٹھائیں۔ تو وہ ہماری طرف دو قدم اٹھاتا ہے۔ اگر ہم اس کی طرف چل کر جائیں۔ تو وہ دوڑ کر ہماری طرف آتا ہے۔

خاکسار۔ عبداللہ

برلن ۲۹ ر جولائی ۳۵ء

مولانا یعقوب خانصاحب کو صدمہ

گذشتہ ہفتہ جناب مولانا یعقوب خانصاحب ایڈیٹر "لائیٹ" کو ایک بہت بڑا صدمہ پہنچا۔ یعنی ان کی والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ ایک نیک و پاکباز خاتون تھیں۔ عرصہ سے علیل تھیں۔ تقریباً دو سال کا عرصہ ہوا۔ خانصاحب موصوف کے والد مرحوم نے وفات پائی تھی۔ اب ان کو یہ صدمہ اٹھانا پڑا۔ والدین خاص کر والدہ اللہ تعالے کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اس نعمت سے محروم ہو جانا ایک ایسا نقصان ہے جس کی تلافی بالکل ناممکن ہے۔ لیکن مشیت ایزدی کے آگے کوئی چارہ نہیں۔ جو کوئی اس دنیا میں آیا ہے اس کے لئے ایک نہ ایک دن موت لازمی ہے۔ ہمیں اس صدمہ میں خانصاحب موصوف اور ان کے خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالے مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو توفیق صبر دے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم		نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم پنجشنبہ ۱۵ ؍ اگست ۱۹۳۵ء | نمبر ۵۲

تنازعہ شہید گنج اور ہم

معزز معاصر "مدینہ" کے اعتراض کا جواب

تنازعہ شہید گنج کے متعلق احراری لیڈروں نے جو افسوسناک روش اختیار کر رکھی ہے اس کو اسلامی حلقوں میں بجا طور پر بے حمیتی، عافیت پسندی اور قوم فروشی سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔ صرف ہمارے نزدیک ہی نہیں۔ بلکہ ان لوگوں کے نزدیک بھی جو کل تک احراری لیڈروں کے دست و بازو بنے ہوئے تھے۔ مجلس احرار کی روش غلط اور خود غرضانہ ہے۔ معزز معاصر "مدینہ" کو اس سے اختلاف ہے اور وہ احراری لیڈروں کو ہر الزام سے بری قرار دینا چاہتا ہے۔ غالباً اس لئے کہ وہ بجنور کے دور دراز اور الگ تھلگ مقام سے شائع ہوتا ہے اور حالات و واقعات کا اسے صحیح علم نہیں۔ معاصر مذکور نے لاہور کے ہنگامہ رد و قدح پر اظہار خیال کرتے ہوئے ہم پر بھی توجہ فرمائی ہے اور ۹ ؍ اگست کی اشاعت میں رقمطراز ہے کہ:-

"معلوم نہیں کہ احرار کے اس نقطہ نظر میں کیا خامی ہے سب سے حیرت انگیز رویہ "الفضل" اور "پیغام صلح" کا ہے۔ وہ احرار کو تو ملامت کرتے ہیں کہ انہوں نے شہید گنج کی مسجد کے معاملہ میں کیوں حرکت عمل کا ثبوت نہ دیا لیکن خود عملی طور پر ایک تنکا بھی توڑنے کیلئے تیار نہیں ہوئے۔ مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے ایک خطبہ میں ایک طرف تو رہنماؤں کی اس عادت کی مذمت کی ہے کہ وہ عوام الناس کو خوش رکھنا چاہتے ہیں حالانکہ اپنی صفائی سے سچی بات کہنی چاہیئے اور دوسری طرف پیغام صلح احرار کی روش پر اعتراض کرتا ہے حالانکہ احرار نے زیادہ سے زیادہ یہ کیا۔ کہ اپنی لیڈری کو خطرے میں ڈال کر عوام الناس کی رائے سے اختلاف کیا"

"الفضل" اپنی روش کے لئے خود جوابدہ ہے باقی رہے ہم۔ تو ہمارا طرز عمل اس قدر واضح اور صاف ہے کہ اس پر اظہار حیرت بجائے خود حیرت انگیز ہے۔ ہم احراری لیڈروں کو اس لئے قابل الزام قرار نہیں دیتے۔ کہ انہوں نے سول نافرمانی کیوں نہیں کی۔ یا ہجوم کی رہنمائی کرتے ہوئے وہ شہید گنج پر کیوں نہ چڑھ دوڑے۔ کیونکہ ہم خود غیر آئینی جدوجہد کے مخالف ہیں بلکہ قابل اعتراض ان کی بے اعتنائی اور خاموشی ہے۔ سکھوں کے ارادہ انہدام کے ساتھ ہی مسلمانوں میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ احراری لیڈر اس سے بے خبر نہ تھے۔ پھر گنبد گرائے گئے اور مسلمانوں کے شور پر انہدام عارضی طور پر رک گیا۔ لیکن احراری لیڈر تبلیغ کانفرنس کی مصروفیت کا بہانہ کر کے خاموش رہے۔ آخر مسجد مسمار کر دی گئی۔ لیکن احرار کی مہر سکوت نہ ٹوٹی۔ غالباً ۱۲ ؍ جولائی کو مسلمانوں نے پیہم مطالبات سے مجبور کر

سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے ایک نہایت مبہم سا بیان دیا اس کے بعد پھر سکوت طاری ہو گیا حتیٰ کہ ۲۰ ؍ ۲۱ ؍ کا ہنگامہ خونیں بھی گزر گیا احرار کا فرض تھا۔ کہ وہ میدان میں آتے اور مسلمانوں کو صحیح مشورہ دیتے اگر ان کے نزدیک مسلمانوں کی روش اور طرز عمل غلط تھا۔ تو وہ اس کا صاف اعلان کر دیتے لیکن اس کی بجائے ان پر سکوت مرگ طاری رہا۔ ۲۰ ؍ ۲۱ ؍ جولائی کے بعد بھی انہوں نے حرکت نہ کی۔ ۲۱ ؍ جولائی کو مجلس احرار کے دفتر کے نیچے بیشمار آدمی زخمی اور متعدد ہلاک ہوئے لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئے۔ لاہور کے ایک مشہور اخبار نویس کو جو احراریوں کا ہمنوا تھا۔ دفتر مذکور کے عین نیچے زدوکوب کیا گیا۔ احراری لیڈر دیکھتے اور مسکراتے رہے۔ آخر اس بے تعلقی اور خاموشی کی کیا وجہ؟ حسن ظن اور دوسروں کو بے جا الزامات سے بچانا اچھی بات ہے لیکن حقائق کو نظر انداز کسی صورت میں نہ کرنا چاہیئے۔

معزز معاصر نے ہمیں بے عملی کا جو طعنہ دیا ہے اس کی نسبت گذارش ہے کہ ہم نے حادثہ انہدام سے پہلے اور بعد برملا اپنے خیالات کا اظہار کیا اور جو بات ہمارے خیال میں صحیح تھی۔ . . . اس کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلائی۔ ہماری انجمن کے صاحب صدر لاہور سے باہر تھے۔ ان کی غیر موجودگی میں نائب صدر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ۴ ؍ جولائی کو ایک اعلان کے ذریعے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اور مسلمانوں اور سکھوں دونوں کو مفید مشورے دئے۔ اعلان اخبار میں شائع ہونے کے علاوہ ٹریکٹوں کی شکل میں بھی چھپوا کر بکثرت تقسیم کیا گیا۔ ۲۰ ؍ جولائی کے حادثہ خونیں کے بعد احمدی ڈاکٹروں نے زخمیوں کا علاج کیا۔ مصیبت زدگان کی امداد کے لئے امیر جماعت نے اپیل کی۔ چنانچہ روپیہ فراہم ہو رہا ہے۔ بے شک ہمارے عزائم اور خواہش کے مقابلہ میں یہ کام ایک تنکا توڑنے کے برابر بھی نہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں مسلمانوں کی بے اندازہ خدمت کی توفیق دے۔ کیونکہ ہماری زندگی کا مقصد دین و ملت کی خدمت کے سوا اور کچھ نہیں۔ کاش ہماری بے عملی و بے مایگی کے اعلان کے ساتھ ہی احرار کے افروختہ عمل کا بھی اعلان کر دیا جاتا تو بہتر تھا۔

حضرت مولانا محمد علی صاحب نے اپنے خطبہ میں جو کچھ فرمایا وہ بالکل صحیح ہے۔ واقعات اس کی پرزور تائید کر رہے ہیں۔ باقی رہا احرار کا عوام الناس سے موجودہ اختلاف اس کی وجہ بہادری یا صاف گوئی نہیں بلکہ کونسل کی رکنیت اور وزارتوں کی حرص و خواہش ہے۔ بے شک بجنور لاہور سے دور ہے

لیکن یہ کوئی ایسا راز نہیں۔ جو ہمارے معزز معاصر کو معلوم نہ ہو۔ اگر احرار ایسے ہی صاف گو اور حق پرست تھے۔ تو ان پر ۲۱ ؍ جولائی کے حادثہ سے قبل کیوں سکوت مرگ طاری رہا؟

پنڈت بدھ دیو جی کی تائید

پنڈت بدھ دیو جی آریہ سماج کے ایک مشہور اور ذمہ دار عالم اور مناظر ہیں۔ گرو کل کانگڑی میں تعلیم پائی ہے۔ گذشتہ دنوں انہوں نے حیدر آباد دکن میں سناتنیوں سے مناظرہ کیا اور دوران مناظرہ میں سناتنی پنڈت کی خواہش پر کئی ہزار کے مجمع میں سوامی دیانند کی تصویر پر جوتا رسید کیا۔ اس پر مہاشہ کرشن نے اپنے اخبار "پرکاش" میں شور محشر برپا کر رکھا ہے۔ مہاشہ جی کا ارشاد ہے کہ پنڈت بدھ دیو نے جوتا مار کر سوامی جی آنجہانی کی توہین کی ہے پنڈت جی کا جواب ہے کہ میں نے جو کچھ کیا ہے مناسب اور سوامی دیانند آنجہانی کی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ ہم کسی گذشتہ اشاعت میں بتا چکے ہیں کہ پنڈت جی کا جواب بالکل صحیح ہے اور ان کا فعل آریہ سماجی ذہنیت کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ مذہبی پیشواؤں کی توہین اور لوگوں کی بے عزتی کرنا آریہ سماجیوں کی روایات میں داخل ہو چکا ہے۔ خود سوامی جی بھی ساری عمر یہی کرتے رہے۔ اب متعدد آریہ اخبارات اور آریہ اکابر بھی پنڈت بدھ دیو جی کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوئے ہیں جس سے ہمارے خیال کی تائید ہوتی ہے۔ اس پارٹی کے ایک مشہور لیڈر چوہدری ویدبرت جی ایڈیٹر آریہ گزٹ نے . . . اخبار آریہ ویر میں ایک نہایت کرارا مضمون لکھا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں:-

"پنڈت جی (بدھ دیو) نے جو کچھ بھی اس شاسترارتھ (مناظرہ) کے اندر کیا میں سمجھتا ہوں کہ وہ سوامی دیانند جی مہاراج کے سدھانت (عقیدہ) اور سپرٹ کے عین مطابق کیا۔ اور اس فعل کے لئے پنڈت بدھ دیو جی زیادہ سمجھ رکھتے ہیں بہ نسبت اس کے کہ مہاشہ کرشن جی سدھانت اور شاستر کی بات ایک پنڈت ہی جان سکتا ہے کہ دھن کے نشے میں سرشار رہنے والا لیڈر (یعنی مہاشہ کرشن) جس نے شاید کبھی آریہ سماج کے سدھانتوں اور مہاراج دیانند کے گرنتھوں کو پڑھنے کے لئے اس سے ۱/۴ حصہ وقت بھی دیا ہو جتنا کہ وہ "پرتاپ" اور "پرکاش" میں لیڈنگ آرٹیکل لکھنے کے لئے دیتے ہیں۔ میں ایک منٹ کے لئے بھی یہ باور نہیں کر سکتا۔ کہ مہاشہ کرشن جی پنڈت بدھ دیو جی کے مقابلہ میں زیادہ ودوان (عالم) ہیں یا آریہ سماج اور سوامی دیانند کو زیادہ سمجھتے ہیں۔"

اس طرح دوسرے بہت سے سرکردہ آریہ سماجیوں نے پنڈت بدھ دیو جی کی حمایت کی ہے۔ لہٰذا امید رکھنی چاہیئے کہ آئندہ دیگر آریہ سماجی پرچارک اور مناظر بھی پنڈت جی کی طرح "بہادری" کا اظہار کیا کریں گے۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵ پر)

وحی الٰہی اور معجزہ

پیشگوئی کے متعلق دو امور توجہ طلب

—۲—

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۱) پہلا امر:- پیشگوئیوں کی تفہیم میں غلطی ممکن ہے

میں عرض کر چکا ہوں کہ معجزہ اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت کا ایک مظاہرہ ہوتا ہے جو اس ہدایت کے منجانب اللہ ہونے پر بطور نشان کے ظاہر ہوتا ہے جو کسی وحی کے ذریعہ نوع انسان کو خدا کی طرف سے بھیجی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت کا مقابلہ کرنا یا اس پر کما حقہٗ حاوی ہونا یہ عاجز انسان کے مقدور میں نہیں۔ پیشگوئی کے ذریعہ مستقبل کا کوئی علم کسی امر کی نسبت جو دیا جاتا ہے تو چونکہ اس کے اسباب تک عالم ظاہر میں موجود نہیں ہوتے اس لئے بعض وقت انسان کو اس پیشگوئی کا مفہوم صحیح طور پر پتہ نہیں لگتا۔ چنانچہ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ غلطی سے ایک مفہوم اس کا سمجھ لیتا ہے اور علم الٰہی میں وہ صحیح نہیں ہوتا بلکہ اس کا مفہوم کچھ اور ہوتا ہے یعنی وحی کے الفاظ تو سچے ہوتے ہیں مگر انسان بوجہ اپنے ناقص علم کے اس کے ایک معنی لیتا ہے اور علم الٰہی میں اس کے دوسرے معنی ہوتے ہیں۔ اور اس قاعدہ سے خود نبی بھی مستثنےٰ نہیں ہوتا ... وہ بھی تو آخر انسان ہی ہے خدا نہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ۔ کہ میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں۔ میری طرف وحی کی جاتی ہے پس ایسا ہوتا ہے کہ بعض دفعہ نبی کو بھی کسی پیشگوئی کے سمجھنے میں غلط فہمی ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ حضرت نبی کریم صلعم نے رویا میں دیکھا کہ آپ کو ہجرت کرنی پڑی ہے ایک ایسے شہر کی طرف جو بہت سرسبز ہے۔ آپ نے اس سے یمامہ سمجھا مگر بعد میں وہ مدینہ ثابت ہوا۔ اب رویا بالکل ٹھیک تھی آپ کو ہجرت کرنی پڑی جو بالکل سچ تھا۔ مگر جس سرسبز مقام کی طرف ہجرت کرنی پڑی آپ نے اسے یمامہ سمجھا مگر تھا وہ مدینہ۔ پس خدا کی وحی تو صحیح تھی مگر صرف اس کی تفہیم میں کسی حد تک غلطی تھی کیونکہ انسان کا علم ناقص ہوتا ہے اور جب تک خدا خود اپنی وحی کی تفہیم میں بھی اپنے علم سے مدد نہ کرے تب تک انسان سے غلطی ہو جانی ممکن ہے خواہ وہ نبی ہی کیوں نہ ہو

کتاب و شریعت کی تفہیم نبی کو بذریعہ وحی خفی ہوتی ہے

اسی لئے کتاب و شریعت کی تفہیم نبی کو بذریعہ وحی خفی ہوتی ہے جو اقسام وحی میں سے قسم اول ہے جسے القاء فی الروع بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم خود بھی یہی فرماتا ہے۔ ان علینا جمعہ وقرانہٗ فاذا قرانٰہ فاتبع قرانہٗ ثم ان علینا بیانہٗ (القیمۃ) بے شک یہ ہمارا کام ہے قرآن کا جمع کر دینا اور اس کا پڑھانا۔ اور جب ہم اسے پڑھائیں تو تم اس کے پڑھنے کی پیروی کیا کرو۔ پھر یہ بھی ہمارا کام ہے کہ قرآن کا سمجھانا۔ گویا قرآن کریم کے متعلق دو باتیں اپنے ذمہ قرار دیں (۱) ایک تو اس کا پڑھانا اور حافظہ اور کتاب کی شکل میں جمع کرا دینا (۲) دوسرے قرآن جو ہدایت اور شریعت لایا ہے اس کی تشریح و تفصیل کو سمجھا دینا۔ پس نبی جو شریعت اور توحید و معرفت اور عبادات کے متعلق تشریح و تفصیل کرتا ہے وہ بجائے خود وحی خفی کے ماتحت ہوتا ہے۔

پیشگوئیوں میں استعارہ

لیکن آئندہ کے متعلق جو پیشگوئیاں ہوتی ہیں جب تک تفہیمات الٰہیہ انکے ساتھ نہ ہوں نبی بھی انکی تفہیم میں بعض وقت غلطی کر جاتا ہے کیونکہ آخر وہ بھی انسان ہے اور جب تک خدا کا علم مدد نہ کرے اللہ تعالیٰ کے وسیع یا دقیق علم پر اس کی نظر حاوی نہیں ہوتی۔ اور بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ خود جناب الٰہی پیشگوئی میں فصاحت و بلاغت کے رنگ میں استعارہ استعمال فرما کر ایک پہلو اخفا کا ایسا رکھ دیتے ہیں کہ انسان کا علم اصل حقیقت کی تہ تک نہیں پہنچتا۔ اور پیشگوئی کی اصل حقیقت پر سے پردہ اس وقت اٹھتا ہے جب وہ واقعہ ظہور پذیر ہو جاتا ہے۔ اور اس وقت ایک ایسی چمک اور روشنی اس کے ساتھ ہوتی ہے کہ مومنوں کے ازدیاد ایمان اور منکروں پر اتمام حجت کا باعث ہو جاتا ہے۔

پیشگوئی کی تفہیم میں غلطی اس کے منجانب اللہ ہونے پر دلیل ہے

اور یہ پہلو اخفا کا اسی لئے رکھا جاتا ہے تا ہر ایک مادہ پرست پر حجت تمام ہو جائے کہ علم غیب کی یہ پیشگوئیاں اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے چشمہ سے نکلتی ہیں اور انسان کے دماغ کا نتیجہ نہیں ہوتیں۔ کیونکہ جب خود صاحب وحی بھی نزول وحی کے وقت کسی پیشگوئی کی صحیح حقیقت کو نہ سمجھ سکے اور جب تک وہ واقعات جن پر پیشگوئی مشتمل ہے ظہور نہ پکڑیں خود صاحب وحی کو بھی اس پیشگوئی کے اصل مقصد اور صحیح حقیقت کا علم نہ ہو اور وہ پیشگوئی ہو بالکل سچی۔ تو پھر صاف نظر آتا ہے کہ ان علوم غیبیہ کا سرچشمہ کوئی اور علیم و حکیم ذات ہے۔ صاحب وحی کا اپنا دماغ نہیں مثلاً حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رویا میں دیکھا کہ آپ کی وفات کے بعد سب سے پہلے آپ کی وہ بی بی فوت ہو کر آپ سے ملے گی جس کے سب سے لمبے ہاتھ ہیں۔ آپ کے سامنے سب بیبیوں نے ہاتھ ناپے اور حضرت سودہؓ کے ہاتھ سب سے لمبے نکلے۔ آپ نے منع نہیں فرمایا چنانچہ اس وقت یہی سمجھا گیا کہ حضرت سودہؓ پہلے فوت ہوں گی لیکن جب حضرت زینبؓ ام المساکین کا انتقال سب سے پہلے ہوا تو اس وقت اس پیشگوئی کی اصل حقیقت کا پتہ لگا کہ سب سے لمبے ہاتھ ہونے سے مراد سب سے بڑھ کر جود و سخا کرنا تھا جو عرب کا ایک مشہور محاورہ ہے اور حضرت زینب اس کا صحیح مصداق تھیں کیونکہ وہ سب سے بڑھ کر سخاوت کیا کرتی تھیں۔ خبر بالکل سچی تھی لیکن استعارہ کے رنگ میں جو پردہ اخفا کا اس پر پڑا ہوا تھا وہ اپنے وقت پر اٹھا یعنی جب وہ واقعہ ظہور پذیر ہوا۔ خود صاحب وحی سے بھی پیشگوئی کی اصل حقیقت کا مخفی رہنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ علم غیب صاحب وحی کے دماغ سے نہ نکلا تھا بلکہ خارج سے کسی سب سے بڑھ کر علیم و خبیر ذات کی طرف سے نازل ہوا تھا جس کے علم کی وسعت کے مقابلہ میں نبی کا علم بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ پس پیشگوئی میں جو بعض دفعہ اخفا کا پہلو رکھا جاتا ہے اس کا ایک فائدہ تو یہی ہے کہ تا مادہ پرستوں پر حجت تمام ہو جو وحی کو قلب کی ہی ایک استعداد سمجھتے ہیں۔

پیشگوئی میں اخفا کا دوسرا فائدہ

اور دوسرا فائدہ اس اخفا کا یہ ہوتا ہے کہ تا کوئی جھوٹا شخص اپنے آپ کو یا اپنے بعض حالات کو اس پیشگوئی کا مصداق نہ بنا سکے اور ظاہر لفظوں کے مطابق کچھ واقعات اپنی طرف سے بنا کر یا جمع کر کے لوگوں کو دھوکا نہ دے سکے۔ اس لئے بعض دفعہ پیشگوئی کے اندر جو علم غیب ہوتا ہے وہ کچھ ایسا اخفا کا رنگ اپنے اندر رکھتا ہے کہ سوائے ایک راستباز انسان یا مدعی برحق کے اس کا صحیح علم اور اصل حقیقت جھوٹے پر کھولی نہیں جاتی اور اصل حقیقت کے ظاہر ہونے پر اس پیشگوئی کے اندر سے ایک ایسا دقیق علم اور پُر اسرار حکمت کا انکشاف ہوتا ہے کہ ایک قلب سلیم لذت ایمان سے بھر جاتا ہے اور ایک محقق کے دل کی آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں اور اس وقت پیشگوئی متشابہ سے محکم کا رنگ اختیار کر لیتی ہے

(۲) دوسرا امر: مشروط پیشگوئیاں

دوسرا امر قابل توجہ یہ ہے کہ بعض دفعہ پیشگوئیاں مشروط ہوتی ہیں اور یہ زیادہ تر اعمال انسانی سے تعلق رکھتی ہیں۔ اعمال انسانی بطور خود اسباب میں سے ہیں جن کے نتائج عذاب وثواب کے رنگ میں آخرت میں ظاہر ہوں گے یا بعض دفعہ دنیا میں بھی ظہور پکڑتے ہیں ظاہر ہے کہ اگر اعمال بدل جائیں گے تو ان کے نتائج بھی بدل جائیں گے ایک کافر کے کفر کا یا ایک فاسق و فاجر کے فسق و فجور کا نتیجہ عذاب ہے جو آخرت میں ملے گا۔ اب اگر کافر اپنے کفر سے ....

....

یا فاسق و فاجر اپنے فسق و فجور سے توبہ کرے تو ظاہر ہے کہ وہ عذاب جو آخرت میں اس کے لئے مقدر تھا ٹل گیا اور وہ اب بجائے عذاب کے ثواب کا مستحق ہو گیا۔

عذاب کی پیشگوئی الٰہی شفقت و رحم کا نتیجہ ہے

اسی طرح بعض مرتبہ جب اعمال انسانی کا نتیجہ دنیا میں بطور عذاب کے ظہور پکڑنے لگتا ہے تو جناب الٰہی اپنے شفقت و رحم سے اپنے کسی نبی یا مامور کے ذریعہ انسان کو خبردار کر دیتے ہیں تاکہ لوگ توبہ و اصلاح سے اپنے اعمال میں تبدیلی پیدا کر کے اس عذاب سے بچ جاویں۔ کیونکہ اعمال ہی وہ اسباب ہوتے ہیں جن کے نتیجہ کے طور پر وہ عذاب مقدر ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان اسباب میں جب تبدیلی ہوگی تو نتیجہ میں خود بخود تبدیلی ہو جائے گی یعنی عذاب ٹل جائیگا۔ پس نبیوں اور ماموروں کا مخلوق کو عذاب سے ڈرانا بجائے خود اس شفقت و رحم کو ظاہر کرتا ہے جو جناب الٰہی کو اپنی مخلوق سے ہے کیونکہ اس کا منشا یہی یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنے اعمال میں تبدیلی پیدا کر کے عذاب سے بچ جاوے جیسے ایک باپ اپنی شفقت کی وجہ سے اپنے بیٹے کو جو شراب پی کر اپنی صحت کو برباد کر رہا ہے اور ہلاکت کے گڑھے کے کنارے کھڑا ہے نتائج سے خبردار کرتا ہے۔ اور اس کا مطلب فقط یہ ہوتا ہے کہ کسی طرح میرا بیٹا اپنی بدعملی سے باز آئے اور تباہی سے بچ جائے۔ بعینہ یہی کیفیت جناب الٰہی کی شفقت و رحم کی ہے جو انسان کی بداعمالیوں پر جوش میں آتا اور انسان کو بچانے کے لئے نبی یا کسی مامور کو بھیجکر انہیں قبل از وقت خبردار کر کے عذاب و ہلاکت سے بچانا چاہتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں جہاں نبیوں کی طرف سے قوموں کو عذاب سے ڈرایا گیا ہے وہاں صاف طور پر یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اگر توبہ و استغفار سے اپنے اعمال میں تبدیلی پیدا کرلوگے تو یہ عذاب ٹل جائے گا۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔ انّنی لکم منه نذیر و بشیر۔ و ان استغفروا ربکم ثم توبوا الیه یمتعکم متاعا حسنا الی اجل مسمّی ویؤت کل ذی فضل فضلهٗ۔ وان تولوا فانی اخاف علیکم عذاب یوم کبیر (هود) بیشک میں تمہارے لئے عذاب سے ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں۔ اور یہ کہ اپنے رب سے اپنے گناہوں کی

مغفرت مانگو اور اُس کے حضور میں توبہ کر کے اپنے اعمال میں تبدیلی پیدا کرو۔ وہ تمہیں وقت مقرر تک دنیا میں اچھی طرح رسائے بسائے گا۔ اور یہ کہ اگر اُس سے تم منہ موڑو گے تو پھر میں یقیناً ڈرتا ہوں تم پر ایک بڑے سخت دن کے عذاب سے" یہاں صاف طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ میں آنے والے عذاب سے ڈرانے آیا ہوں۔ مگر ساتھ ہی یہ خوشخبری بھی سنانے والا ہوں کہ یہ عذاب تمہارے اعمال کے ساتھ مشروط ہے۔ اگر آج استغفار اور توبہ سے اپنے اعمال میں تبدیلی پیدا کر لو تو یہ عذاب ٹل جائے گا۔ اور تم دنیا میں اپنے وقت مقرر تک آرام سے رسو بسو گے۔ لیکن اگر تم نے نہ مانا اور پیدا نہ کی تو پھر بڑے سخت دن کے عذاب کا خطرہ درپیش ہے۔

نیک یا اعمال کے بدل جانے پر ثواب عذاب بھی بدل جاتا ہے

الغرض وہ پیشگوئیاں جو اعمال کے نتایج کے طور پر مقدر ہوتی ہیں ہمیشہ مشروط ہوتی ہیں خواہ شرط کا ذکر ان میں موجود ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ جب اسباب بدلیں گے تو نتایج بھی بدل جائیں گے۔ اعمال بطور اُن اسباب کے ہوتے ہیں جن کے نتیجہ میں عذاب آتا یا الاہوتا ہے جس سے قبل از وقت اللہ تعالیٰ خبردار فرماتا ہے۔ اگر اعمال بدل جائیں گے تو عذاب بھی ٹل جائے گا جیسا کہ حضرت یونس کی قوم پر سے عذاب ٹل گیا۔ کیونکہ انہوں نے بڑی سخت توبہ کی تھی۔ اسی طرح اعمال نیک کا حال ہے اگر ایک شخص سچ بولتا ہو تو اُسے چھوڑ دے اور جھوٹ کو اختیار کرے اور اُسی پر مر جائے تو لازمی بات ہے کہ وہ اب بجائے جنت کے دوزخ میں جا پڑا۔ اسی طرح دنیا میں انسان ایک نیکی کرتا ہے اور وہ اس کا پھل حاصل کر لیتا ہے۔ لیکن اس کے بعد اگر نافرمانی کرے گا تو خدا کے مزید انعام سے محروم رہ جائے گا۔ مثلاً حضرت موسیٰ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل قوم کو اس زمین کی حکومت کا وعدہ دیا جہاں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی تھیں۔ جب تک انہوں نے حضرت موسیٰ پر ایمان لا کر انکی پیروی کی اللہ تعالیٰ نے اُن پر انعام پر انعام کئے اور فرعون کی غلامی سے آزاد کر دیا اور انکی آنکھوں کے سامنے اس ظالم و جابر بادشاہ کو غرق کر دیا۔ لیکن جب وہ آگے چل کر موسیٰ کی اتباع کرنے سے پس و پیش کرنے لگے اور حضرت موسیٰ کو صاف کہہ دیا کہ اذھب انت وربك فقاتلا انا ھھنا قاعدون۔ کہ تو اور تیرا رب جاؤ اور دشمنوں سے لڑتے رہو۔ ہم تو یہ بیٹھے ہیں" تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا کا وہ وعدہ پیچھے جا پڑا اور وہ قوم اس انعام سے ایک لمبے عرصہ تک کے لئے محروم کر دی گئی۔ جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے: قال فانها محرمة عليهم اربعين سنة يتيهون في الارض فلا تاس على القوم الفسقين ○ (المائدہ) اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو کہا کہ خدا کے موعودہ انعام سے یہ لوگ محروم کر دیئے گئے چالیس سال تک۔ اور یہ جنگل میں بھٹکتے پھریں گے۔ پس اس نافرمان قوم پر افسوس نہ کر۔

عمل صالح میں ترقی انعام میں ترقی کا موجب ہوتی ہے

اسی طرح بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کے نیک اعمال پر ایک انعام جناب الٰہی سے مقدر ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ قبل از وقت وہ پیشگوئی کے رنگ میں بتا بھی دیا جاتا ہے۔ لیکن بندہ جب نیک اعمال میں مزید ترقی کر جاتا ہے تو وہ انعام جو ادنیٰ ہوتا ہے اس سے اعلیٰ انعام کی شکل میں بدل دیا جاتا ہے۔ اور وہ وعدہ ادنیٰ انعام کی بجائے اعلیٰ انعام کی شکل میں پورا ہوتا ہے۔ اُس کی مثال یوں سمجھو کہ کوئی بادشاہ کسی شخص کی خدمت سے خوش ہو کر اسے ہزار روپے انعام دینے کا وعدہ کرے۔ لیکن اگر وہ شخص قبل اس کے کہ اُسے ہزار روپے ملیں مزید خدمات سے بادشاہ کو اور زیادہ خوش کر دے اور بادشاہ اب اُس ہزار روپے کے انعام کو بدل کر اُسے ایک گاؤں بطور جاگیر کے انعام میں دیدے تو اُسے یہ نہیں کہا جائیگا کہ بادشاہ نے وعدہ خلافی کی۔ بلکہ یہ کہا جائیگا کہ ادنیٰ انعام کو اعلیٰ انعام کی شکل میں دیکر پورا کیا گیا۔ پس اسی طرح بعض دفعہ انسان کے ساتھ ایک انعام کا وعدہ جناب الٰہی کی طرف سے ہوتا ہے۔ لیکن آگے چل کر وہ وعدہ اُسی شکل میں پورا نہیں ہوتا بلکہ اُس سے بڑھ کر انعام کی شکل میں پورا ہوتا ہے۔ تو اس کا نام وعدہ خلافی نہیں ہوا کرتا بلکہ اعلیٰ طریق پر اعلیٰ انعام کی شکل میں ایفائے وعدہ ہے۔

خلاصہ کلام

پس اُن پیشگوئیوں میں جن کا تعلق اعمال نیک و بد کے نتایج سے ہوتا ہے یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیئے کہ وہ ہر حال میں مشروط ہوتی ہیں۔ خواہ شرط کا ذکر اُن میں ہو یا نہ ہو۔ اعمال کے بدلنے پر وہ بدل جائیں گی۔ اعمال بد کو چھوڑ دینے پر عذاب ٹل جائے گا۔ اعمال بد میں بڑھ جانے سے عذاب کی سختی بھی بڑھ جائے گی۔ اعمال نیک کو چھوڑ دینے پر اللہ تعالیٰ کے انعام سے محرومی ہو جائے گی۔ اعمال نیک میں ترقی کرنے سے انعام کی نوعیت بھی بدل جائے گی۔ اور ادنیٰ انعام اعلیٰ انعام کی شکل میں بدل جائے گا۔ (ختم شد)

مہاشہ کرشن کی تصویر

آریہ اخبارات یہ بھی لکھ رہے ہیں کہ مہاشہ کرشن نے یہ طوفان بے تمیزی محض ذاتی عداوت کی وجہ سے برپا کیا ہے وہ کئی سال تک پنجاب آریہ پرتی ندھی سبھا کے منتری (سکرٹری) منتخب ہوتے رہے لیکن امسال نوجوان پارٹی کی کوشش سے وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ پنڈت بدھ دیو جی بھی ان کے مخالفین میں سے تھے چنانچہ چوہدری دیابرت جی لکھتے ہیں۔

> "مہاشہ جی اگر آپ سبھا کے منتری اس بار نہیں بنے تو کونسا آسمان ٹوٹ پڑا ہے؟ اور اب پرتی ندھی سبھا کوئی غیر محفوظ ہاتھوں میں تو نہیں چلی گئی ...... آپ اتنی دیر تک سبھا کے وزیر اعظم رہ کر بھی اپنے کسی بچے کو گورو کل کا سناتک (طالب علم) نہ بنا سکے۔ آپ نے اپنے بچوں کو بی اے اور ایم اے بنانا ہی مناسب سمجھا۔ کیا یہی آپ کی دیانتداری ہے؟ ...... آپ اس وقت سارے کے سارے آریہ سماج کو بدنام اور رسوا کرنے پر کمر باندھے ہوئے ہیں۔ اور وہ صرف اس لئے کہ آپ منتری نہیں بن سکے"۔

ایک اور آریہ اپدیشک گیانند دیو جی نے تو مہاشہ جی کو بہت بری طرح لتاڑا ہے۔ اور آپ کی خوب اچھی طرح قلعی کھولی ہے آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

> کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اس مہرشی دیانند جی کے تبلائے اور اپدیش کئے ہوئے سدھانتوں اور نیموں پر آپ (مہاشہ کرشن) نے کتنا اور کہاں تک عمل کیا ہے۔ سندھیا اگنی ہوتر، جو آریوں کا پرم دھرم ہے۔ اس کو کتنا اور کہاں تک عملی صورت میں مہاشہ جی نے مانا یا کم از کم سندھیا اور اگنی ہوتر کے پورے منتر ہی یاد کر لئے ہوں تو ہم سمجھیں گے غنیمت ہے

ہمیں کسی کے ذاتی معاملات سے کوئی تعلق نہیں۔ مہاشہ کرشن کا اخبار ہمیشہ اسلام اور احمدیت کے خلاف زہر چکانی کرنے کے علاوہ حضرت مسیح موعود اور دیگر بزرگان سلسلہ کے خلاف بھی ہرزہ سرائی میں مصروف رہتا ہے۔ اور بار بار ذاتیات پر اتر آتا ہے۔ مندرجہ بالا اقتباسات کی غرض یہ ہے کہ مہاشہ کرشن اس آئینہ میں اپنی تصویر دیکھ سکیں۔ اور اگر پرماتما انہیں توفیق دے۔ تو اپنے کرتوت پر تھوڑا سا شرمندہ بھی ہو لیں

آہ! ڈاکٹر نبی بخش صاحب

اس ہفتہ دست اجل نے ہم سے ایک اور قیمتی ہستی کو چھین لیا ہے۔ یعنی ہماری جماعت کے قدیم و مخلص رکن جناب ڈاکٹر نبی بخش صاحب کا ۹ر اگست کی صبح کو انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسی روز شام کو لاہور کے مشہور قبرستان میانی صاحب میں ان کو سپرد خاک کیا گیا۔ مرحوم کے رشتہ داروں کے علاوہ جماعت کے اکثر بزرگ واحباب جنازہ کے ہمراہ تھے۔

جن اصحاب کو ڈاکٹر صاحب مرحوم سے شرف تعارف حاصل ہوا وہ ان کی نیکی و پاکبازی اور ان کے اعلیٰ اخلاق سے بخوبی واقف ہوں گے۔ مرحوم خلوص و شرافت کے ایک قابل فخر پیکر تھے۔ دین کی خدمت کا بے پایاں شوق رکھتے تھے۔ احمدیت اور حضرت مسیح موعود سے تو آپ کو عشق تھا۔ عرصہ دراز سے علیل تھے۔ تقریباً تین سال سے تو بالکل صاحب فراش ہو چکے تھے۔ جب تک اٹھنے بیٹھنے کی سکت رہی، باقاعدہ نماز جمعہ میں شریک ہوتے۔ اور ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ علالت کے باوجود جلسہ سالانہ اور دیگر مواقع پر اپنے ہمسائیوں اور رشتہ داروں سے چندہ فراہم کرتے۔ تقریباً دو سال کا عرصہ ہوا۔ مرحوم کے شوق دینی اور عزم و استقلال کا ایک ایسا موثر منظر دیکھنے میں آیا۔ جو مدت العمر فراموش نہ ہوگا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ مرحوم بالکل صاحب فراش ہو چکے تھے۔ چلنے پھرنے کی کیا اٹھنے بیٹھنے کی بھی سکت نہ رہی تھی۔ عید کا دن تھا مسجد احمدیہ بلڈنگز میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خطبہ دے رہے تھے۔ خاکسار راقم الحروف سر جھکائے اسے قلمبند کرنے میں مصروف بیک سلسلہ کلام رک گیا سر اٹھا کر دیکھا تو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی آنکھیں غمناک تھیں۔ ادھر ادھر دیکھا تو نظر آیا کہ ایک متفر صورت لیکن بیحد لاغر بزرگ کو جن کے ہاتھ پاؤں رعشے سے کانپ رہے تھے۔ دو نوجوان سہارا دیئے مسجد میں لا رہے ہیں۔ یہ بزرگ ڈاکٹر نبی بخش صاحب مرحوم تھے۔ آپ نے انتہائی علالت و ضعف کے باوجود یہ گوارا نہ کیا۔ کہ عید کے روز گھر بیٹھا رہوں اور حضرت امیر کے خطبے اور احباب جماعت کی ملاقات سے محروم رہ جاؤں

غرضیکہ مرحوم بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ ان کی وفات ایک زبردست قومی نقصان ہے۔ افسوس بزرگ ہستیاں یکے بعد دیگرے رخصت ہوتی جاتی ہیں۔ اور ان کی جگہ پر کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔ اس حادثہ میں ہمیں مرحوم کے صاحبزادوں و دیگر افراد خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعزاز کے ساتھ اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

انتقال پُرملال

نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ چند روز ہوئے جناب عبدالحمید نیازی صاحب وکیل پشاور کی صاحبزادی کا انتقال ہو گیا انا للہ۔ عزیزہ مرحومہ جماعت کے قابل احترام بزرگ جناب خان بہادر مولانا غلام حسن صاحب پشاوری کی پوتی اور جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی نواسی تھی نہایت نیک اور سعید بچی تھی چھٹی یا ساتویں جماعت میں پڑھتی تھی اس حادثہ میں ہمیں اپنے ان دونوں بزرگوں اور جناب نیازی صاحب

پھلاؤدیں صداقت مسیح موعود پر عظیم الشان مناظرہ

احمدیت کی فتح مبین

(از جناب نیاز احمد صاحب نظامی مسلم مشنری)

یوں تو سارے پنجاب میں احمدیوں پر بے جا مظالم اور ناحق سختیاں اس شدت کے ساتھ ہو رہی ہیں جو بیان سے باہر ہیں۔ مگر احباب جید رواہ در ریاست جموں کشمیر اس ابتلا میں غالباً سب سے زیادہ مبتلا ہیں۔ ابھی چند روز ہی ہوئے کہ ریاست پونچھ دوگوجر ملاں باپ اور بیٹا یہاں پہنچے اور آتے ہی جماعت احرار کے نمائندہ بیان کر کے بانی سلسلہ احمدیہ کے خلاف نہایت بیہودہ اور بے سروپا باتیں منسوب کیں۔ اور ساتھ ہی احمدیوں کے ساتھ بائیکاٹ کی تلقین کی۔

اس پر ان کو مناظرہ کا چیلنج دیا گیا تاکہ پبلک پر واضح ہو جائے کہ حق اور باطل کون ہیں۔ چیلنج مناظرہ کا نام سنتے ہی ملاں جی پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ فرار کی ٹھان لی۔ مگر متلاشیان حق نے ان کی اس کمزوری کو محسوس کر لیا اور نہایت شدت کے ساتھ انہیں مناظرہ کرنے پر مجبور کر دیا۔ شرائط مناظرہ میں ملاں جی نے ایسی قلابازیاں کھائیں کہ الفاظ میں ادا نہیں ہو سکتیں۔ مضامین مناظرہ وفات و حیات مسیح۔ نزول مسیح۔ اسلام اور ملائکہ۔ ختم نبوت کا منکر کون ہے؟ لاہوری احمدی یا مسلمان؟ اور صداقت مسیح موعود انتخاب ہوئے۔ علاوہ جماعت احباب کے مشورہ کے بعد ملاں عزیز الدین نے کہا کہ ہم سوائے صداقت مسیح موعود کے اور کسی موضوع پر بحث کرنا اور کرانا نہیں چاہتے اگر منظور ہے تو صداقت مسیح موعود پر مناظرہ کر لو۔ ورنہ ہم اسے ملاں جی تو گھر کو جاتے ہیں اور یہ صرف یہی نہیں بلکہ پہلی اور آخری تقریر بھی ملاں جی کریں گے اور احمدیوں کو جواب میں اقوال بزرگان دین بھی پیش کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ غرض ایسی سنگین شرائط سے یہ مقصد تھا کہ کسی طرح ملاں جی مناظرہ کرنے سے بچ جائیں اور یوں ہی نمائی عزت میں فرق نہ آئے۔

ہم نے صلح حدیبیہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ملاں جی کی تمام شرائط مان لیں۔ اور مناظرہ کے لئے اعلان کرا دیا۔

شام کے پانچ بجے مناظرہ شروع ہوا۔ پنڈال مسلمانوں اور ہندوؤں سے کھچا کھچ بھر گیا۔ اور ملاں جی نے ایک طویل فہرست اعتراضات کی شیطان کی آنت کے برابر نکالی اور اسے پڑھنے میں پندرہ منٹ ضائع کر دیئے۔ جواب کیلئے ہمارے پرجوش نوجوان سید اختر حسین شاہ صاحب اٹھے۔ اور چند منٹ میں تمام اعتراضات کا مکمل جواب دیکر صداقت مسیح موعود کے لئے حضرت مسیح موعود کی اپنی عملی زندگی۔ خدمات اسلام کا بے نظیر جذبہ اور حدیث مجدد پیش کر کے کہا کہ بتلاؤ اگر مسیح موعود اپنے دعاوی میں سچے نہیں تھے۔ تو چودھویں صدی کا مجدد کہاں ہے۔ اور کون ہے؟ اسلام کی صداقت کو دوبارہ قائم کرنے والا، اپنی پاک و صاف زندگی امداء کے حق کے سامنے حجتاً پیش کرنے والا اور آیت استخلاف کا صحیح طور پر مصداق ثابت ہونے والا کون ہے؟ اور کیا یہی وہ مہدی و مسیح موعود نہیں جس کی صداقت کی شہادت آسمان نے دی۔ اور اس کے وقت میں ہی شمس و قمر کسوف و خسوف ہوا۔

ان دلائل قویہ کا ملاں جی نے جواب کیا دینا تھا۔ جھٹ تو بے انبیاء اور دیگر ایسی بے سروپا باتوں پر اتر آئے اور لگے جہلا کو بھڑکانے اور اشتعال دلانے۔ مگر ان اعتراضات کے ملاں جی کو ایسے دندان شکن جوابات ملے کہ حواس باختہ ہو گئے۔ پریشانی، نامرادی اور انتشار نے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ملاں جی کے بوڑھے والد نے جنگ کا یہ رخ دیکھ کر بیٹے کی ساکھ بچانے میں اپنی عافیت سمجھی۔ اور اٹھ کر شور و غل سے اپنی شکست کا اعلان کر دیا۔ چند جہلا نے ملاں جی کی تقلید میں بدتہذیبی کا ایسا مظاہرہ کیا کہ اہل ہنود و انصاف پسند مسلمانوں اور پولیس والوں نے ان کے اس فعل کو بہت ہی برا محسوس کیا۔ اور ہر ملا ان کے منہ پر ان کی شکست کا اظہار کیا

چند غیر از جماعت شریروں نے ہمیں کیا ہر شریف کو گالیاں دیں جس پر پولیس نے ایک ہیڈ کنسٹیبل نے جو انہی کی جماعت کا آدمی تھا۔ ان کو روکا۔ اور ان کے اس رویہ کی مذمت کی۔ لیکن افسوس شکست خوردہ گروہ نے اس شریف امن پسند انسان کی پگڑی اچھالنی چاہی اور پکڑ کر اسے زد و کوب کرنے پر اتر آئے۔

اس معرکہ حق و باطل کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ متلاشیان حق پر اصلیت کھل گئی اور جماعت احمدیہ میں اسی وقت شمولیت کا سلسلہ شروع ہو گیا الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

مناظرہ ساڑھے تین گھنٹے جاری رہا۔ مگر ابھی تک وقت باقی تھا۔ اور ہماری تقریر ہونے والی تھی کہ ملا نے میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے لوگوں پر مناظرہ کا اچھا اثر ہوا۔ اور اسی وقت ایک آدمی نے بیعت کر لی۔ اور کئی آدمی سلسلہ میں شمولیت کے لئے آمادہ ہیں۔ ملا عزیز الدین صاحب مبشر پوری بابا ندھ کر اپنا سا منہ لیکر چپکے سے فرار ہو گئے۔

گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف ڈائینگ

اینڈ کیلیکو پرنٹنگ شاہدرہ

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف ڈائینگ اینڈ کیلیکو پرنٹنگ شاہدرہ میں نوجوانوں اور کاریگروں کو کپڑا رنگنے، صاف کرنے، کپڑے کو آب دینے اور اس پر چھاپ لگانے کا کام جدید سائنٹیفک طریقوں کے مطابق سکھایا جاتا ہے۔ ادارہ مذکور کا آئندہ سیشن ۳۰ ستمبر ۱۹۳۵ء سے شروع ہوگا۔ اس میں تین مختلف جماعتیں ہیں۔

(۱) فورمین ڈائرز کلاس (۲) آرٹیزن ڈائنگ کلاس اور کیلیکو پرنٹنگ کلاس۔ ان میں داخلہ کے لئے جملہ درخواستیں ۳۱ اگست ۱۹۳۵ء سے پیشتر ڈائینگ ایکسپرٹ شاہدرہ کے پاس پہنچ جانی چاہئیں۔ ڈائینگ ایکسپرٹ سے انسٹی ٹیوٹ مذکور کے پراسپکٹس منگائے جا سکتے ہیں۔ بعض حصص سے طلبا کے لئے ہوسٹل میں قیام و طعام کا انتظام کیا گیا ہے۔ مستحق طلبا کو وظائف دیئے جاتے ہیں اور ان کی فیس میں رعایت کی جاتی ہے۔ جن طلبا نے انسٹی ٹیوٹ مذکور کی فورمین ڈائرز کلاس کو پاس کر لیا

ضرورت رشتہ

جماعت میں باہمی تعلقات رشتہ داری کا قیام جماعت کی قوت اور استحکام کا موجب ہے۔ یہ بات بالکل اظہر من الشمس ہے اس لئے دو فہرستیں شائع کی جاتی ہیں احباب ان پر غور فرمائیں۔ اور اگر کوئی انتخاب ان کے زیر نظر ہو تو اطلاع دیں۔ اس کے بعد فریقین کے نام اور پتہ سے اطلاع دیدی جائے گی۔ تاکہ آپس میں خط و کتابت سے فریقین کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

المعلن:- بشارت احمد

مردانہ فہرست

۱- ایک ڈاکٹر صاحب پرائیویٹ پریکٹیشنر صدر بازار سیالکوٹ راجپوت عمر ۲۰ سال

۲- ایک مدرس صاحب اسکول بد دہلی ساکن دیونہ ضلع گجرات آمدنی جائداد ۱۰ بیگہ زمین اور دکان عمر ۲۷ سال

۳- ایک نوجوان صاحب جو تاجر قوم شیخ صاحبان سے ہیں آجکل منڈی تجارت میں ایک تاجر کے ملازم ہیں عمر ۲۲ سال جائداد ۱۵ ہزار

۴- ——————

۵- ——————

۶- ایک نوجوان بی۔ اے سپرنٹنڈنٹ میڈیکل آفیسر عمر ۲۷ سال تنخواہ ۹۰ روپے ماہوار

۷- ایک صاحب شیخ صدیقی ایم۔ اے بی۔ ایل پروونشل سروس صوبہ بہار

۸- ایک صاحب بی اے برادر صاحب ذات شیخ صدیقی ساکن بہار

۹- ایک صاحب اکونٹنٹ گورنمنٹ آف انڈیا تنخواہ ۲۸۰ روپے۔ پہلی بیوی مر چکی ہے زمیندارہ قوم سے ہیں عمر ۳۴ سال چھ ماہ دہلی اور چھ ماہ شملہ رہتے ہیں۔

۱۰- ایک لڑکا عمر ۲۰ سال کلاتھ مرچنٹ بیرون کابلی دروازہ شہر پشاور وطن گوجرانوالہ ہے۔ جہاں مکان سکونتی بہت عمدہ اپنا ہے۔

۱۱- ایک نوجوان عمر ۲۸ سال وائسرائیکل اسٹیٹ میں ٹائم کیپر تنخواہ ۵۰۰—۵—۱۵۰ اس وقت ۶۰ روپیہ۔ مکان بجلی فرنیچر سب مفت لڑکا نہایت شریف اور دیانتدار ہے

۱۲- ایک نوجوان عمر ۲۳ سال، موٹر سائیکلوں کی دکان اوسط آمدنی ۱۵۰ روپے ماہوار لڑکا نہایت شریف اور دیانتدار ہے

زنانہ فہرست

۱- ایک انجینئر صاحب کی صاحبزادی قوم ککے زئی تعلیم مڈل تک ساکن لاہور ککے زئی رشتہ درکار ہے۔

۲- ایک معزز ریلوے افسر کی صاحبزادی قوم ڈار کشمیری تعلیمیافتہ ساکن لاہور

۳- انجمن کے ایک معزز اہلکار کی صاحبزادی انٹرنس پاس قوم شیخ ساکن لاہور

۴- وزیرآباد کے ایک معزز تاجر مرحوم کی تین صاحبزادیاں مڈل تک تعلیمیافتہ قوم شیخ

۵- ایک محکمہ تار کے افسر کی صاحبزادی تعلیم پرائمری تک ساکن جموں۔

۶- ایک ریٹائرڈ سرکاری ملازم کی صاحبزادی تعلیمیافتہ قوم شیخ قانونگو۔ متوطن گجرات پنجاب۔

۷- دفتر گورنمنٹ آف انڈیا کے پنشنر کی صاحبزادی تعلیم ساتویں جماعت تک نہایت دیندار باسلیقہ

ہمارے عقائد اور ہمارا کام

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

(۳)

مفتی کفایت اللہ صاحب نے ایک وجہ ہمارے کفر کی یہ بھی قرار دی ہے کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو

اس زمانہ کے لئے واجب الاطاعت امام

مانتے ہیں، لیکن اگر یہ نہ نہیں امام پہلے بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں اور ان کو ماننے کی وجہ سے آج تک کوئی فرقہ کافر نہیں بنا۔ تو یہ ہمارے کفر کی وجہ کس طرح ہو گئی۔ بلکہ حدیث میں تو آتا ہے کہ من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ جو شخص امام زمانہ کو نہ پہچانے اور اس کی موت اسی حالت میں ہو جائے تو وہ صحیح علم سے محروم رہ جائے گا۔ اور یہ درست بھی ہے۔ اگر اس امت کے اندر آئمہ کا آنا خدائی انتظام ہے۔ تو وہ آئمہ اپنے زمانہ کے مطابق نئے علوم لیکر آتے ہیں۔ ان سے جاہل رہنا کوئی خوبی کی بات نہیں۔ علاوہ ازیں ہم تمام آئمہ کو قرآن کریم کی اس آیت کے ماتحت واجب الاطاعت مانتے ہیں۔ واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول۔ اللہ کی اطاعت کرو۔ اور رسول اللہ کی اطاعت کرو۔ اور ائمہ کی اطاعت کرو۔ لیکن اگر کسی امر میں تنازعہ کی صورت ہو تو پھر اسے قرآن و حدیث کی طرف لوٹاؤ۔ یعنی آئمہ قرآن و حدیث کے ماتحت واجب الاطاعت ہیں اور یہی مسلک تمام اکابر اہل سنت کا ہے۔ جیسا کہ خود حضرت امام ابو حنیفہ کا قول بھی ہے۔ اترکوا قولی لقول رسول اللہ۔ حدیث کے سامنے میرے قول کو چھوڑ دو۔ ایسا ہی ہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو قرآن و حدیث کے ماتحت امام مانتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ علماء

حضرت مرزا صاحب پر طرح طرح کے اعتراض

کرتے ہیں۔ سو ان اعتراضوں سے اس امت میں کون بچا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ سے لیکر آج تک کوئی بزرگ نہیں جن کو برا نہیں کہا گیا۔ بلکہ صحابہؓ کو گالی دینا تو مسلمانوں کے ایک گروہ میں آج تک ثواب کا کام سمجھا جاتا ہے۔ کسی امام کو کوڑے لگوائے گئے کسی کو جیلخانہ میں ڈالا گیا کسی کو اور طریقوں سے رسوا کیا گیا۔ حضرت مرزا صاحب نے توہین انبیاء نہیں کی۔ آپ تمام انبیا پر ایمان لاتے تھے۔ اور کوئی قرآن شریف پر ایمان رکھ کر توہین انبیاء کس طرح کر سکتا ہے آپ نے جہاد کا حکم منسوخ نہیں کیا۔ بلکہ صاف طور پر لکھا ہے کہ قرآن کریم کا ایک حرف اور ایک شوشہ تا قیامت منسوخ نہیں ہو سکتا۔ آپ نے ہمیں سوائے اس کے کوئی تعلیم نہیں دی۔ کہ قرآن شریف پر ایمان لاؤ۔ اور اس کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤ۔

کافر کون ہے اور مسلمان کون؟

ہم خدا کی توحید کے قائل۔ محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کے قائل، قرآن کے ایک ایک حرف اور ایک ایک شوشہ پر ہمارا ایمان ہم رسول اللہ صلعم کی ختم نبوت کے قائل، اس بات کے قائل کہ آپ کے بعد نہ کوئی نبی آسکتا ہے نہ پرانا اور جو شخص آپ کے بعد نبوت کا دعوےٰ کرے وہ کافر و کذاب ہے۔ ہم ان تمام عقائد کے قائل جو اہل سنت والجماعت کے نزدیک مسلم ہیں۔ ہم کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے۔ خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو۔ ہم تمام صحابہؓ اور تمام بزرگان دین اور تمام آئمہ کا احترام کرتے ہیں۔ خواہ وہ اہل سنت کے امام ہوں یا اہل تشیع کے ان عقائد کو

رکھتے ہوئے اور اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانا اپنی زندگیوں کا مقصد قرار دیتے ہوئے۔ تثلیث کے مرکزوں میں مسجدیں بناتے ہوئے قرآن کریم کے ترجمے کر کے ان مقامات میں پہنچاتے ہوئے جہاں آج تک یہ پیغام حق نہیں پہنچا۔ ان عقائد اور اس کام کے ساتھ ہم کافر؟ اور حضرت عیسےٰ کو دو ہزار سال سے زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر بٹھا کر الآن کما کان کا مصداق بنا کر، اور خالق کی صفات میں شریک ٹھہرا کر اور حضرت عیسیٰ ایک نبی اللہ کو ختم نبوت کے بعد لا کر اور ختم نبوت کے عملاً منکر ہو کر، تبلیغ اسلام کے فریضہ سے قطعاً لاپرواہ رہ کر انبیاء علیہم السلام کو طرح طرح کے گناہوں کے مرتکب ٹھہرا کر، قرآن کریم کی کئی سو آیات کو منسوخ سمجھتے ہوئے، اسلام کے بزور شمشیر پھیلنے کی تائید کرتے ہوئے اور کلمہ گوؤں کی تکفیر کرتے ہوئے بلکہ بعض ان میں سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مرتد اور منافق ٹھہراتے ہوئے یہ مسلمان الیس منکم رجل رشید

دشمن کا اعتراف

وہ دشمن جس کے مقابل پر ہم کھڑے ہیں، وہ دشمن جو توحید کو مٹا کر تثلیث قائم کرنے کے لئے نکلا اور ہم نے اس کے گھر میں جا کر اللہ اکبر کی آواز بلند کی اور سینکڑوں عظیم الشان انسانوں کو حلقہ بگوش اسلام بنایا۔ وہ بھی ہماری قوت اور کام کو محسوس کرتا ہے۔ ایک نظر اس کے اعتراف پر بھی ڈالیئے اور اندھا دھند مخالفت کو چھوڑ کر خدا اور رسول کے کام میں ہمارا ساتھ دیجیئے وہ لکھتا ہے:-

"تحریک احمدیت حقیقتاً ایک اشاعت اسلام کی سوسائٹی بن گئی ہے، اگرچہ پرانے خیال کے علماء اب تک اسے رشک کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔" (وہدر اسلام صفحہ ۲۵۳)

"مسلمانوں میں فرقہ داری کی روح جو عام طور پر سرایت کر گئی ہے اس میں ایک دلچسپ استثنا احمدی ہیں وہ صرف مذہبی اشاعت پر سارا زور صرف کرتے ہیں اور سیاسیات سے الگ رہتے ہیں۔۔۔۔ اس بارے میں موجودہ اسلام میں ہم ایک قابل ذکر گروہ ہے جس کے مقاصد محض تبلیغی ہیں۔۔۔۔ ان کی توجہ زیادہ تر اس بات کی اشاعت میں مرکوز ہے کہ اسلام ہی صرف ایک مذہب ہے جو عقل اور فطرت کے مطابق ہے۔ یورپ میں عیسائیت کی نازک حالت سے انہیں بہت سا ایسا سامان مل جاتا ہے جس سے وہ اس مذہب کی عیب جوئی کرتے اور اسلام کی بہت تعریف کرتے ہیں۔"

(اسلام ورلڈ جلد ۲ صفحہ ۱۷۱ پادری کریمر)

"اس کو اس کے ماحول سے الگ کر کے دیکھا جائے۔ تو یہ تحریک صرف ایک وسیع الخیال اسلام کے رنگ میں نظر آتی ہے اس خصوصیت کے ساتھ کہ اس میں اشاعت کی روح صاف دکھائی دیتی ہے۔"

(اسلام ایٹ دی کراس روڈز صفحہ ۱۰۸)

"احمدیہ فرقہ کی تاریخ اس سے بالکل مختلف ہے جو پنجاب میں پیدا ہوا اور جو ایک حد تک وہاں عیسائی پادریوں کی کارروائیوں کا رد عمل ہے۔۔۔۔ اسلام میں صرف ایک ہی فرقہ ہونے کے لحاظ سے جس نے اسلام کو انگلستان میں پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ یہ خاص طور پر دلچسپ ہے۔"

(اسلام ایٹ دی کراس روڈز صفحہ ۹۹-۱۰۰)

"اس وقت احمدی جماعت دنیا میں سب سے زیادہ اشاعت اسلام کرنے والی قوم ہے۔"

(ماڈرن اسلام صفحہ ۲۱۷)

"احمدیت اس بات کا فیصلہ کر چکی ہے کہ پیغمبر کے کیریکٹر کو ہر ایک الزام سے پاک ثابت کیا جائے۔"

(انفلوئنس آف اسلام صفحہ ۱۰۹/۱۱۰)

"اس کے پیرو تحریر اور تقریر کے ذریعے عیسائی عقائد کے مقابلہ سے ذرا بھی مرعوب نہیں ہوتے۔"

(وہدر اسلام صفحہ ۳۰۸)

"یہاں سے شاید مشرقی لوگوں میں ایک نئی طاقت پیدا ہو سکتی ہے۔ جو اسلام کے موجودہ تنزل کو روک دے۔ بلکہ اس کو ترقی کی صورت میں تبدیل کر دے اگر یورپ اسی راستہ پر چلتا رہا جس پر وہ اس وقت چل رہا ہے۔" (وہدر اسلام صفحہ ۳۰۵)

"ان میں ایسا اخلاص اور جوش اور ایثار پایا جاتا ہے جو سچائی کے ساتھ قابل تعریف ہے۔ [illegible] کرنے والے اور سخت جارحانہ [illegible] کرتے ہیں۔" (پادری کریمر رسالہ مسلم ورلڈ جلد ۱۰)

"یورپ میں عیسائیت کی نازک حالت سے انہیں بہت سا ایسا سامان مل جاتا ہے جس سے وہ اس مذہب کی عیب جوئی کرتے اور اسلام کی بہت تعریف کرتے ہیں۔۔۔۔ اپنی سخت جارحانہ کارروائی میں وہ عیسائیت سے وہی سلوک کرتے ہیں، جو اکثر اوقات میں عیسائیت نے اسلام سے کیا ہے۔"

(پادری کریمر مسلم ورلڈ جلد ۱۴ صفحہ ۱۷۰)

"دوسری طرف یہاں ہم عیسائیت کے خلاف نئے سے نیا اور نہایت جارحانہ پروپیگنڈا پاتے ہیں جو کبھی دنیا میں پیدا ہوا ہو اور یہاں سے ایک عالمگیر نظام بیرونی مشنوں کا قائم کیا گیا ہے۔" (ماڈرن اسلام صفحہ ۲۲۹)

"اس قسم کی تحریکات جیسے احمدیت ہے اپنی مضبوط اخلاقی طاقتوں اور گہرے مذہبی خیالات کے ساتھ ایک خاص اثر ان حدود کے آگے نکل کر ڈال رہی ہیں جو اب تک اسلام کی حدود سمجھی جاتی تھیں۔"

(وہدر اسلام صفحہ ۳۰۹)

"اس تحریک کو یہ فخر بھی حاصل ہے کہ اس نے موجودہ حالات کے مطابق ایک نیا علم کلام بھی پیدا کر لیا ہے جو اگرچہ ابھی تک مغربی دلائل کی اصطلاحات پر پورے طور پر قادر نہ ہوا ہو۔ تاہم ایسا نہیں کہ اپنی طرف توجہ کو نہ کھینچ لے۔" (وہدر اسلام صفحہ ۳۵۲)

"اسے اس بات کا یقین ہے کہ یہ مغربی اقوام کو اپیل کر سکتی ہے۔ ایسی اپیل جو اس وقت بھی ایک حد تک کامیاب ہو چکی ہے اگر یہ خیال کیا جائے کہ یہ کامیابی کوئی بڑی نہیں۔ تو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ خود ہندوستان میں بھی جہاں اب مسلمان قوم اس کثرت سے ہے۔

کہ دوسرے کسی ملک میں بیٹھی اشاعت اسلام کی ابتدا نہایت آہستہ ہوئی تھی۔"

(اسلام ایٹ دی کراس روڈز صفحہ ۱۰۱)

"احمدیت دو حصوں پر تقسیم ہو گئی۔ ۔ ۔ لاہور کی جماعت جو زیادہ کام کرنے والی ہے اس نے فیصلہ کیا کہ یہ دیکھنا چاہیئے کہ مغربی دنیا میں اسلام پیش کرنے میں کہاں تک کامیابی ہو سکتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ (ترجمہ قرآن) انگریزی کی ایڈیشن جو ۱۹۱۷ء میں شائع ہوئی ایک نئی روشنی کے آدمی کی تصنیف ہے جو ایک حد تک متعصب ہے ۔ ۔ ۔ ۔ اس اچھوتے ترجمہ کا اصلی کام یہ ہے کہ وہ مقامات جن پر اعتراض ہوتا ہے انہیں صاف کیا جائے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دوسرے مترجم نے یہ بات ثابت کرنے کیلئے زور لگایا ہے کہ اسلام ایک بہت بلند مذہب ہے اور وہ مسیح کے مذہب کو ناقص ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔" (انفلوئنس آف اسلام ص ۱۰۹)

"لاہور کی جماعت جو اصل قوم سے الگ ہو گئی ہے اس وجہ سے کہ وہ بانی سلسلہ کو مجدد تسلیم کرتے ہیں۔ نہ کہ نبی۔ وہ اسلامی رائے عامہ کو زیادہ پسند ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ان کا اثر اس سے بہت زیادہ وسیع ہے جو ان کی تعداد سے قیاس ہو سکتا ہے ان کے اسلام سے دفاع اور اس کی حفاظت کو بہت سے تعلیم یافتہ مسلمان قبول کرتے ہیں کہ یہی ایک صورت ہے جس میں وہ عملی رنگ میں اسلام کے وفادار رہ سکتے ہیں۔"

(یاجدی کریمر مسلم ورلڈ جلد ۲۱)

دشمن کے ان الفاظ پر غور کریں اور سوچیں کہ کیا

اس جماعت کی قوت میں اسلام کی قوت

اور اعدائے اسلام کی کمزوری نہیں۔ کاش ہمارے مسلمان بھائی آنکھیں بند کر کے اس جماعت کی مخالفت کرنے کے بجائے اس کے اندر شامل ہو کر اسے قوت دیتے۔ تو جہاں یورپ میں آج تین مشن نظر آتے ہیں۔ وہاں تیس اسلامی مشن ہوتے۔ جہاں ایک یا دو مسجدیں ہیں۔ وہاں بیسیوں مساجد نظر آتیں۔ جہاں چند سو حلقہ بگوشان اسلام ہیں وہاں ہزاروں کی تعداد میں ہر ملک میں ہوتے۔ جہاں دو جگہ سے اللہ اکبر کی آواز اٹھتی ہے۔ وہاں یورپ کے ہر ملک۔ اور رہبانیت کے ہر مرکز سے یہ آواز اٹھتی۔ خوب سوچ لیں۔ کہ ہم وہی عقائد رکھتے ہوئے جو اہل سنت والجماعت کے عقائد ہیں۔ مگر ختم نبوت کو صحیح معنوں میں مانتے ہوئے اور اتحاد اسلام کو صحیح رنگ میں قائم کرتے ہوئے اور اسے کلمہ گوؤں کی تکفیر سے پاک کرتے ہوئے تبلیغ اسلام کا جو کام کر رہے ہیں۔ وہ کس قدر قیمتی ہے آپ بھی اس جماعت کے اندر شامل ہو کر

اپنے وجود کو اسلام کیلئے مفید بنائیں

تاکہ کل کو جب اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہوں تو دل میں یہ راحت ہو۔ کہ ہم نے جہاں تک ہماری طاقت تھی اس کے دین کو دنیا میں پہنچانے کی کوشش کی۔ پھر غور کر لیں کہ اس جماعت میں شامل ہونے سے نقصان کسی چیز کا نہیں۔ فائدہ ہی فائدہ ہے اور ہم خدمت اسلام کے بہترین کام میں لگ جاتے ہیں ✦

متنازعہ شہید گنج کے متعلق خبریں

—— مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں ہندوستان کے طول وعرض میں مسلمانوں کے جلسے منعقد ہو رہے ہیں اور اس امر کا مطالبہ بار بار کیا جا رہا ہے۔ کہ لاہور فائرنگ کی تحقیقات کے لئے ایک غیر جانبدار تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی جائے

—— سکھ مسجد شہید گنج کی جگہ ایک عظیم الشان گوردوارہ تعمیر کرنے میں مصروف ہیں۔ لاہور میونسپلٹی کے ایگزیکٹو افسر نے نقشہ منظور کر لیا ہے۔ اس نقشہ میں شاہ کوکا کا مزار بھی شامل ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں شدید ہیجان پیدا ہو گیا ہے۔ متولی کی طرف سے دعویٰ دائر کر دیا گیا ہے۔ مسلمان بار بار مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ حکومت اعلان کرے کہ سکھوں نے مزار بھی مسمار کر دیا ہے۔ یا وہ ابھی تک موجود ہے اگر موجود ہے تو کس حالت میں ہے۔ شاہ کوکا حضرت اورنگ زیب عالمگیر کے پیر تھے اس مزار پر اس تنازعہ سے قبل مسلمانوں کا قبضہ تھا۔

—— قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مزار مذکور اور ملحقہ زمین پر ۱۹۳۵ء تک کے محکمہ مال کے تمام سرکاری کاغذات میں مسلمانوں کا حق ملکیت ثابت ہے۔ مسلمانوں کا مطالبہ ہے کہ جدید گوردوارہ کی تعمیر روک دی جائے اور مزار پر انہیں از سر نو قبضہ دیدیا جائے

—— معلوم ہوا ہے کہ گذشتہ دنوں لاہور میں امن قائم رکھنے کے لئے فوج وغیرہ کے جو انتظامات کئے گئے تھے۔ ان پر دو لاکھ روپیہ صرف ہوا۔ اس غیر معمولی خرچ کی وجہ سے بجٹ غیر متوازن ہو گیا ہے جس کو درست کرنے کے لئے سخت وقت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

—— حکومت کی طرف سے اس افواہ کی تردید ہوئی ہے کہ مسجد شہید گنج کی جائے وقوع پر نئی دیوار تعمیر کرنے میں گورہ فوج نے جو لنڈا بازار میں متعین ہے سکھوں کو امداد دی ہے۔ ساتھ ہی اخبارروں کو تنبیہ کی ہے۔ کہ ایسی بے بنیاد افواہوں کی اشاعت قانون ترمیم ضابطہ فوجداری کے ماتحت ارتکاب جرم ہے۔

—— لاہور ۱۳ راگست۔ آج لاہور کے متعدد مسلم محلوں، انجمنوں، جماعتوں اور سرکردہ افراد کی طرف سے ہز ایکسیلنسی وائسرائے، ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب، کمشنر و ڈپٹی کمشنر لاہور اگزیکٹو آفیسر اور صدر بلدیہ لاہور کے نام اس مضمون کے تار ارسال کئے ہیں۔ کہ گوردوارہ شہید گنج میں مسجد شہید کی جگہ جو عمارت بنائی جا رہی ہے اس کی تعمیر کو روک دیا جائے

—— ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب ۔ اراگست کو لاہور سے شملہ روانہ ہو گئے۔ روانگی سے قبل آپ نے گورنمنٹ ہاؤس میں لاہور کے تمام مجسٹریٹوں اور دیگر اعلیٰ افسران کو ٹی پارٹی دی۔ ہز ایکسیلنسی نے شہید گنج کی صورت حالات پر بحث کرتے ہوئے مسٹر ایس پرتاپ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی بہت تعریف کی

—— ایک سے زائد کرپان رکھنے کے جرم میں اب تک متعدد سکھ گرفتار ہو چکے ہیں۔

—— ۲۰ ر ۲۱ ر جولائی کے فائرنگ میں جو مسلمان شہید یا زخمی ہوئے ہیں۔ ان کے متعلق سر فیروز خان صاحب نون وزیر تعلیم نے عملی طور پر ہمدردی کا اظہار کیا۔ اس پر ہندو اور سکھ اخبارات بہت پیچ و تاب کھا رہے ہیں اور بار بار لکھ رہے ہیں کہ موصوف نے شملہ کے پسماندگان اور زخمیوں کی امداد کے لئے چندہ کیوں جمع کیا۔ زخمیوں کی مزاج پرسی کیوں کی۔ شہدا کی فاتحہ میں کیوں شریک ہوئے۔

—— بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ہندو بھٹے والے نے مسلمان گاڑیبانوں سے کہا کہ مسجد شہید گنج کی جگہ جو گوردوارہ تعمیر ہو رہا ہے اس کے لئے اینٹیں لے جاؤ۔ تمام گاڑیبانوں نے اس سے انکار کر دیا۔

عام خبریں

—— بجنور ۱۴ راگست۔ اخبار "مدینہ" نے گذشتہ سال ایک ہزار روپے کی ضمانت داخل کی تھی۔ اسے اب ضبط کر لیا گیا ہے۔ یہ ضبطی کوئٹہ کے متعلق ایک مضمون کی اشاعت پر ہوئی۔ جو ۲۱ رجون کو اخبار مذکور میں شائع ہوا تھا۔

—— شملہ ۱۴ راگست۔ وائسرائے ریلیف فنڈ کوئٹہ کی مقدار ۱۰ راگست تک ۳۲۲۸۵۶ تک پہنچ گئی ہے۔

—— "زمیندار" اور مجلس احرار کا نوزائیدہ اخبار "مجاہد" ایک دوسرے کو بہت گالیاں دیتے تھے۔ اب انہوں نے معاہدہ کیا ہے کہ آئندہ گالیاں نہیں دیں گے۔

—— گذشتہ ہفتہ ریاست لوہارو میں جاٹوں نے شورش برپا کر دی اور مالیہ ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ جس پر فوج اور پولیس کو گولی چلانی پڑی۔ جس سے متعدد آدمی ہلاک اور زخمی ہوئے۔ غیر سرکاری اطلاع کے مطابق ہلاک شدگان کی تعداد نو دس ہے۔ ریاست نے دہلی سے بھی کچھ فوج طلب کی ہے اس واقعہ کی وجہ سے گرد و نواح کے جاٹوں میں ہیجان پیدا ہو گیا ہے۔

—— افواہ ہے کہ ریاست مالیر کوٹلہ میں کسی انگریز کو وزیر اعظم مقرر کیا جائیگا۔

—— گوجرانوالہ ۱۳ راگست۔ ۱۱ ر ۱۲ راگست کی درمیانی شب کو گوجرانوالہ اور اس کے نواح میں شدید بارش ہوئی۔ سول لائنز تمام کی تمام غرق آب ہو گئی۔ شہر کے اکثر گلی کوچوں میں پانی کھڑا ہے۔ ڈسکہ اور نارووال کی سڑکیں اور ضلع کی عدالتیں زیر آب ہیں۔

—— لاہور ۱۴ راگست۔ صوبہ پنجاب کے سلور جوبلی فنڈ کی کل میزان ۶ راگست تک ۱۔۷۔۴۱۴۹۶۹ تھی۔

—— اطالیہ اور ابی سینیا میں جنگ کے امکانات روز بروز زیادہ قوی ہو رہے ہیں، مصالحت کی تمام صورتیں اب تک ناکام ثابت ہوئی ہیں

—— گذشتہ اتوار کو سیالکوٹ میں بھی شدید بارش ہوئی

—— بردوان ۱۲ راگست۔ بنگال کے مشہور پہاڑی دریا مودر میں طغیانی آگئی جس کی وجہ سے ضلع بردوان کو کافی خطرہ لاحق ہے۔

—— کشمیر میں ہیضہ ابھی تک شدت کے ساتھ موجود ہے۔

—— ٹوکیو ۱۲ راگست۔ مشہور جاپانی جرنیل نگتیا ناظم امور حربیہ جاپان کو آج ان کے دفتر میں ایک ماتحت کرنل نے دوران مباحثہ میں غضبناک ہو کر اپنی تلوار سے قتل کر دیا۔

—— وائنا ۱۱ راگست۔ گرافیڈاؤ کی کوئلے کی کان پھٹنے کی وجہ سے ۲۶۵ مزدور اور کان کن ہلاک ہو گئے ہیں۔

—— احمد آباد ۱۳ راگست۔ اونچی ذات کے ہندوؤں اور ہریجنوں میں اختلافات روز افزوں ترقی کر رہے ہیں۔ اس باہمی افتراق کی وجہ یہ ہے کہ ہندوؤں کو یہ یقین ہو گیا ہے کہ مویشیوں میں جو وبا پھیلی ہوئی ہے وہ ہریجنوں کے جادو ٹونوں کی بنا پر پھیلی ہوئی ہے۔ دو دیہات میں اونچی ذات کے ہندو ہریجنوں پر اس قدر غضبناک ہوئے۔ کہ ان پر چڑھ دوڑے اور جب وہ جانیں بچا کر بھاگے۔ تو کئی میل تک ان کا تعاقب کیا

—— اس ہفتہ دریائے راوی میں شدید طغیانی آئی جس سے کئی قصبوں اور دیہات کو خطرہ ہے۔

—— روما ۱۴ راگست۔ حکومت ابی سینیا کے پاس اس وقت تک مختلف ممالک سے پچاس ہزار کے قریب درخواستیں پہنچ چکی ہیں۔ جن میں ہر ایک آدمی اپنے آپ کو اطالیہ کے خلاف ابی سینیا کی طرف سے لڑنے کے لئے پیش کیا ہے ✦

قل يا اهل الكتاب تعالوا الى كلمة سواء بيننا وبينكم الا نعبد الا الله ولا نشرك به شيئا ولا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون

تاریخ وفات

قبلہ وکعبہ واستاذی مولینا محمد عبداللہ خانصاحب مرحوم

(از جناب خواجہ غلام نبی صاحب مہجور)

چوناگاہ پیکِ اجل زو نفیرے — برفت از جہاں اوستاذ کبیرے

چو بگزشت آں خیر خواہ زمانہ — دریں دار فانی نماندہ نصیرے

نیابم کہے الفتش را مثالے — نہ بینم کہے مہر او را نظیرے

بمیدان تبلیغ دیں ہم نیابی — دگر ہمچو شانِ جوانمرد پیرے

مگر دادہ بودند از روز اول — گلش را العشقِ محمد خمیرے

الٰہی بلطفِ تو در خلد بادا — نصیبِ تنش جامہ ہائے حریرے

بنقوطِ سالِ وفاتش چو جستم — بفہمم در آمد ز بانگِ صریرے

نہاں گشت از چشم یاران یکدل

بفکرِ بقا مردِ روشن ضمیرے

غمزدہ مہجور

۱۳۵۴ ہجری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ٹریکٹ سیریز

۲۰ جولائی ۱۹۳۵ء کے پیغام صلح میں حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تجاویز ٹریکٹ سیریز کے بارہ میں احباب مطالعہ کر چکے ہیں ان میں سے مندرجہ ذیل باتوں کی طرف احباب کی توجہ خاص طور پر مبذول کرانا چاہتا ہوں:۔

(۱) تمام احباب جماعت کو اس سلسلہ کی وسعت کے لئے ماہوار یا یکمشت امداد دینی چاہیئے۔ حضرت امیر کا ارشاد ہے کہ تمام احباب حصہ لیں خواہ ایک آنہ ہی کیوں نہ ہو۔ خالی کوئی نہ رہے

(۲) جماعتیں جس قدر ٹریکٹ مرکز سے منگوائیں ان کا تمام خرچ ان کے ذمہ ہوگا کسی جماعت کو یہ ٹریکٹ مفت نہیں بھیجے جائیں گے جو ان کو ٹریکٹ منگانے سے پہلے مناسب رقم انجمن کے نام روانہ کر دینا چاہیئے۔ دو پیسہ فی انگریزی ٹریکٹ اور ایک پیسہ فی اردو ٹریکٹ قیمت مقرر ہوئی ہے محصولڈاک اس کے علاوہ ہوگا۔ اور یہ بھی ٹریکٹوں کی قیمت کے ساتھ ادا کرنا ہوگا۔

(۳) تعداد کے متعلق فوراً اطلاعات دفتر میں پہنچ جانی چاہئیں۔ کیونکہ ٹریکٹ باہر جانا شروع ہوگیا ہے پھر ختم ہونے پر مشکل پیش آوے گی۔

(۴) اگر کوئی صاحب کسی جگہ تنہا ہیں اور ٹریکٹ زیادہ تعداد میں منگوانا چاہتے ہیں مگر ان کا خرچ ادا نہیں کر سکتے تو ان کی درخواست انجمن میں پیش کی جاوے گی منظوری ملنے پر ان کو ٹریکٹ روانہ کئے جائیں گے۔

(۵) ان تمام احباب کے نام اور پتے جن میں جماعتیں یہ ٹریکٹ تقسیم کریں دفتر ہذا میں بھیج دینے چاہئیں۔ تاکہ ان کو دوبارہ دفتر سے ٹریکٹ نہ بھیجے جاویں

(۶) اس سلسلہ کا پہلا ٹریکٹ اردو، انگریزی دونوں زبانوں میں چھپ کر تیار ہے اور تقریباً نصف ختم ہو چکا ہے احباب جماعت اپنی سابقہ شاندار روایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس اعلان کے پڑھتے ہی ٹریکٹوں کی مطلوبہ تعداد سے اطلاع دیں زندہ قومیں پہلی ہی آواز پر آمادہ عمل ہو جاتی ہیں اور غافل قومیں بار بار جگانے اور آواز دینے پر بھی حرکت میں نہیں آتیں مگر مجھے یقین ہے کہ احمدی قوم زندہ ہے میں اس سے زندگی کا ثبوت چاہتا ہوں۔

نوٹ: جن جماعتوں نے ٹریکٹ کے متعلق ۲۰ جولائی سے پہلے تحریر کیا ہے اور ٹریکٹ ان کو نہیں ملے وہ اپنے پہلے آرڈر کو منسوخ تصور کریں اور قیمت بھیجنگی داخل کرا کر دوبارہ اطلاع بخشیں۔ کہ کس قدر ٹریکٹ ان کو روانہ کئے جائیں۔

خادم:۔ عبدالحق دفتر جائنٹ سکرٹری صاحب

سیرت ایوب کا ایک مختصر خاکہ

(از جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)

اس وقت جو میں عزیز مرحوم ایوب بیگ کی سیرت لکھ رہا ہوں۔ میرا وہ خط جو کہ میں عزیز مرحوم کی وفات کے بعد میں نے آخر اپریل ۱۹۰۰ء میں الحکم میں چھپوایا تھا میرے سامنے ہے اس خط میں محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ولی اللہ کے حالات ایسے لکھے گئے کہ گویا دریا کو کوزہ میں بند کیا گیا ہے اس کے پڑھنے سے جو میرے دل کی حالت ہوئی ہے اور جو رقت اس وقت مجھ پر طاری ہے میں بیان نہیں کرسکتا۔ خط کو پڑھتے پڑھتے میں کئی دفعہ سجدہ میں گرا۔ اور مرحوم اور اس کے والدین بلکہ کل جماعت بلکہ کل مسلمانوں کے لئے بہت دعا کی۔ اور اپنے خاتمہ بالخیر کے لئے بھی دعا کی۔ بیشتر اس کے کہ احباب تک مفصل سیرت پہنچے۔ یہ خط بغرض اشاعت ارسال ہے۔ ممکن ہے کہ کسی اہل دل کو اس سے فائدہ ہو اور حضرت مسیح موعود کی صداقت اور آپ کی برکات صحبت اس کے لئے سرچشمہ بنیں۔ آمین سے

گوش کن گر اہل دلی بشنو گر عاقلی ۔ شاید کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

خاکسار مرزا یعقوب بیگ

مرحوم کی وفات پر خاکسار کا خط

در حقیقت لیس است یار سپیکی، دل پیکے جان یکے نگار یکے
ہر کہ ادعاشق یکے باشد۔ ترک بیشش اندکے باشد

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آج میرے لئے نہایت حسرت اور افسوس کا دن ہے کہ مجھے اپنے اس عزیز اور نہایت ہی پیارے بھائی کی وفات کا تذکرہ آپ کے سامنے کرنا ہے۔ جو کہ اپنی جوانی اور عین شباب کے ایام میں جبکہ وہ نہال ابھی برگ و بار لانے کے قابل ہوا تھا یک لخت کاٹا گیا اور ہم سے اس دنیا میں ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا اور پسماندگان کے لئے داغ مفارقت چھوڑ گیا۔ اور اپنی صرف پچیس سالہ عمر میں ہم سب سے پہلے دوسرے جہان میں جا پہنچا۔ بھائی بھائی تو دنیا میں بہت ہوتے ہیں اور ایک بھائی کی وفات دوسرے بھائی کے لئے ایک بڑا بھاری صدمہ ہوتی ہے۔ مگر اس بھائی مرحوم میں اور مجھ میں جو تعلق محبت اور یگانگت کا تھا۔ میں دنیا کے برادرانہ رشتوں میں اس کی نظیر نہیں دیکھتا۔ یہ کہنا کچھ مبالغہ نہ ہوگا۔ کہ ہم میں سے ہر ایک دوسرے کا عاشق و شیدا تھا۔ اور اس قدر دلی لگاؤ کی صرف ایک ہی وجہ تھی۔ یعنی آج سے آٹھ نو سال پیشتر جب کہ مجھے ابھی ڈاڑھی کا آغاز . . . . . ہی تھا اور مرحوم ایوب بیگ مجھ سے بھی خورد سال تھا۔ خدا تعالےٰ کے خاص فضل اور مہربانی سے اور ہمارے والدین کے خوش طالع سے آخری وقت کے امام کے قدموں تک ہماری پہنچ ہوئی۔ اس پیر بزرگ نے غایت کرم اور کمال مہربانی سے ہم دونوں کو اپنے بچوں کی طرح کنار عاطفت میں لیا اور ہم کو بھی نہایت لطف کے ساتھ اس نور سے بہرہ ور کیا۔ جو کہ اس کے اپنے سینہ میں روشن تھا اور ہم کو بھی اپنے زمرہ خدام میں شمولیت کا شرف بخشا۔

ان دونوں پودوں پر خدا تعالیٰ کی رحمت کی بارش ہوتی رہی اور اس مرسل باغبان کے باغ میں پرورش پاتے رہے جس کے باغ میں کسی بیرونی آبپاشی کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اس کے اندر ہی اندر ہر ایک درخت کی جڑ کے نیچے ایک نہر چلتی ہے۔ جو اس کو سیراب کرتی ہے اور اس الہٰی پیوند سے اور اس ایک باغبان کی کوشش سے دونوں پودے بڑھتے پھولے اور سرسبز ہوئے ان کا رنگ و بو نہایت خوشگوار اور دل و دماغ کو راحت بخشنے والا ہوا۔ دردمند باغبان ان کو جب دیکھتا۔ نہایت ہی خوش ہوتا۔ یہاں تک کہ قضائے الہٰی سے ایک دن آندھی چلی اور ان دونوں درختوں میں سے چھوٹا پودا اکھاڑ گیا اور اس آندھی کے اندھیرے میں کوئی اس کو اٹھا کر لے گیا جب باغبان نے ادھر نظر کی تو اس کو نہ پایا۔ نہایت متردد ہوا۔ اور قریب تھا۔ کہ دردسینہ آہ نکالے کہ خدا وند ذوالجلال نے آواز دی کہ یہ پودا سب پودوں میں سے مجھے پسند آیا۔ میں نے اس کو سفلی باغ سے اکھاڑ کر اپنے علوی باغ میں لگا لیا ہے یہ قبولیت کی خبر سنکر باغبان کا دل نہایت خوش ہوا۔ اور اس ذرہ نوازی پر شکر بجا لایا۔ وہ تو نہایت ہی خوش قسمت تھا۔ کہ جس کی جڑ بہشت میں جا لگی جس کو کبھی بھی انقطاع نہیں ہوگا۔ اور ابدالآباد تک بڑھے اور پھولیگا۔ مگر ابھی تک دوسرے پودے اور درختوں کی ہستی معرض خطر میں ہے کہ ان کا کیا انجام ہوگا۔ آیا وہ کھڑے کھڑے سوکھ جاتے ہیں۔ یا ان کو بھی اعلےٰ طبقات میں ہی جگہ ملتی ہے۔

اس مبارک پیوند کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ صدق اور راستی سے محبت ہو گئی اور ہر ایک قسم کے جہل اور تاریکی سے نفرت۔ دل جو ابھی کسی قسم کے بد اثر سے متاثر نہ ہوئے تھے اس نیک صحبت سے فیضیاب ہوگئے اور رسول اللہ صلعم جو کہ افضل البشر اور خیر الرسل ہیں اور ہر ایک خیر و خوبی کی جڑ ہیں، غایت درجہ کا انس ہو گیا۔ خدا اور کتاب اللہ سے خاص لگاؤ اور محبت ہو گئی اور حضرت مسیح موعودؑ کی دعا سے خدا تعالےٰ کے خوف و خشیت نے دل میں جگہ لی۔ ہمارا جسمانی باپ تو ایک تھا ہی، روحانی طور پر بھی ہم ایک ہی باپ کے فرزند ہو گئے اور ماسوائے اس یگانگت کے تعلق کے قلوب کو ایک دوسرے سے کچھ ایسا لگاؤ تھا۔ کہ میں سمجھتا تھا کہ ہم دونوں بھائی ایک دوسرے کے لئے یک جان دو قالب تھے۔

مرحوم کی وفات

جبکہ میرے اور اس عزیز کے ایسے تعلقات تھے تو ایسے آرام قلب اور راحت جان شفیق کے گذر جانے سے ممکن تھا۔ کہ عام دنیا والوں کی طرح میں بھی اندوہ غم و کرب میں مبتلا ہو کر فراق میں ہلاک ہو جاتا۔ مگر تسلی دینے والی ایک ہی بات تھی اور وہ یہ کہ اس عزیز کا خاتمہ بخیر ہوا۔ جو کہ اس امام الزمان کے ایک خواب سے قریب چھ ماہ پیشتر معلوم ہو چکا تھا۔ یہ سعید نوجوان اپنے رشد اور نیک بختی اور طہارت میں اسلام کے اس برگزیدہ سلسلہ میں ایک نمونہ تھا۔ اور جو صبر و استقلال اس نے اپنی اس ڈیڑھ سال سے زیادہ عرصہ کی بیماری میں دکھایا۔ اس کی اس زمانہ میں بہت ہی کم نظیر ملتی ہے یعنی اس تمام عرصہ میں ایک لحظہ بھر کے لئے بھی اس کے ایمان اور استقلال کو جنبش نہیں آئی اور وہ آخر وقت تک اس بیماری میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا پر ایسا شاکر تھا جیسے کوئی دنیادار کسی دنیاوی نعمت پانے پر خوشی اور انبساط سے شکر کا لفظ منہ پر لاتا ہے۔ تمام بیماری میں اس اسم بامسمیٰ ایوب نے اُف تک نہ کی، اور آخری سانس تک دکھ سے اس کی آنکھ میں آنسو نہ آیا۔ اور ایسی سخت بیماری کے اس ڈیڑھ سال کے عرصہ میں اس کی نیند کا بہت سا حصہ جاگتے میں گذر رہا تھا۔ اور کئی کئی راتیں اس نے اپنی آنکھوں میں گذاری ہیں۔ اس نے کبھی ناشکری نہ کی اور نہ کبھی کوئی لفظ مایوسی کا اپنی زبان سے نکالا۔ میں بارہا اس کو تمام ساری ساری رات کھانستے سنتا اور بے آرامی میں دیکھتا۔ مگر جب کبھی میں اس کو پوچھتا کہ بھائی کیا حالت ہے تو جواب دیتا۔ کہ الحمد للہ میں بہت اچھا ہوں۔ اس بیماری کی حالت میں بھی اس نے کوئی نماز قضا نہ کی۔

کامل الایمان

میں طبیب ہوں۔ میں نے ہزارہا بیمار دیکھے ہیں۔ بیماری سے اکثر انسان ہراساں ہو جاتا ہے اور متعلقین و تیمارداروں کو بیمار کو تسلی و تشفی دینی پڑتی ہے۔ مگر میں نے اسے ایسا تسلی یافتہ بیمار پایا۔ کہ ہمیشہ اپنے لواحقین و متعلقین کو تسلی دیتا۔ اور اس کی نازک حالت کو دیکھ کر اگر کوئی رشتہ دار اپنی آنکھ سے آنسو بہاتا۔ تو وہ بڑے مضبوط دل اور کامل یقین سے اس کو تسلی دیتا۔ اور کہتا کہ خدا کے فضل سے مایوس نہ ہو۔ میں تو اس کی رحمت سے ناامید نہیں ہوں۔ تم کیوں پریشان ہوتے ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ سے عشق و محبت

وہ اعلےٰ درجہ کے اخلاص اور ایمان کا نمونہ تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کو جن سے اس کو یہ دولت ملی تھی۔ آخر وقت تک ہمیشہ یاد کرتا رہا۔ اور اس کے اخیر ایام میں بڑی بھاری یہی آرزو تھی کہ حضرت مسیح موعود کی آخری قدم بوسی سے مشرف ہو اور مرنے کے وقت تک کلمہ شہادت اور کل لوازمات ایمان کا اپنی زبان سے اقرار کرنے کے بعد اس نے کہا کہ میرا حضرت مسیح موعود امام آخر الزماں پر ایمان ہے بس یہی اس کے آخری کلمات تھے۔ اس کے بعد زبان بند ہو گئی اور حضرت مسیح موعود کا خط جن کا کہ وہ کامل درجہ کا عشق رکھتا تھا۔ اس کی عین نزع کی حالت میں پہنچا۔ وہ خط اس وقت اس عزیز کو جو خدا تعالےٰ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بالکل تیار بیٹھا تھا۔ سنایا گیا اور وہ اس پیارے امام کے مبارک ہاتھوں کی تحریر جس کو کہ وہ چومنے اور آنکھوں سے لگانے کی نہایت آرزو رکھتا تھا۔ اس کے منہ اور آنکھوں سے لگا کر اس کے سینہ پر رکھ دی گئی۔ اس کے بعد معاً وہ پاک روح ہمارے پاس سے پرواز ہو گئی۔ گویا کہ اس کو صرف اس خط کی انتظار تھی۔

یہ ایک شخص تھا۔ جو اولیاء اللہ کی صفات اپنے اندر رکھتا تھا۔ اور اس کی زندگی انبیاء کے طریق پر تھی۔ مروجہ علوم میں اس نے بی۔ اے تک تعلیم پائی تھی۔ مگر دین اور خدا شناسی میں اس پچیس سالہ عمر میں اس مرتبہ کو پہنچ گیا تھا۔ کہ کروڑہا مخلوقات کو وہ معرفت پیری میں بھی نصیب نہیں ہوئی۔ اور اس جہان میں ہی اس کا تعلق اس جہان سے نزدیک تر ہو گیا تھا۔ اور اس کا دل اللہ تعالےٰ کی محبت سے ایسا پر تھا۔ کہ گویا وہ سارا ہی اس کا ہو گیا تھا۔ اس لئے اس رب السمٰوٰت والارض نے اس کو اپنے ہی پاس بلا لیا۔ اور یہ سب فضل اور برکت، اور حسن خاتمت اس امام مسیح موعودؑ کے انفاس طیبات اور دعا کا نتیجہ تھا۔

میں دعا کرتا ہوں کہ ہم میں سے ہر ایک فرد اس مسیح موعودؑ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم سہ شنبہ ۱۹ ر جمادی الاول ۱۳۵۴ھ | نمبر ۳۵

برادران وطن کی سینہ زوریاں

مساجد و مقابر کے انہدام کا افسوسناک سلسلہ

مسجد شہید گنج کا انہدام برادران وطن کی عدم رواداری، بے انصافی اور مسلم آزاری کا ایک ناقابل فراموش ثبوت ہے اس حادثہ سے مسلمانوں کے قلوب پر جو گزری۔ اس کا اندازہ کوئی غیر مسلم نہیں کر سکتا۔ سکھ اور ہندو بار بار یہ رٹ لگا رہے ہیں کہ ہم نے اپنا ایک قانونی حق استعمال کیا ہے۔ حکومت بھی اس "قانونی حق" کی آڑ میں پناہ لے رہی ہے۔ لیکن دنیا میں واقعات و افعال کو پرکھنے کے لئے برطانی قانون کے علاوہ اور بھی بہت سی کسوٹیاں ہیں۔ افسوس برادران وطن کا یہ ظالمانہ اور غیر دانشمندانہ فعل شرافت و اخلاق اور انصاف و رواداری کی کسوٹی پر پرکھنے کے بعد ایک نہایت افسوسناک نتیجہ پیش کرتا ہے۔ ان کی یہ حرکت اتنی بڑی غلطی ہے۔ جسے زمانہ مستقبل کا مورخ کبھی بھی معاف نہیں کرے گا۔ اور سکھوں اور ہندوؤں کی آئندہ نسلیں اپنے آباؤ اجداد کے اس فعل پر انتہائی ندامت محسوس کریں گی۔

لیکن مسجد شہید گنج کے انہدام سے زیادہ قابل افسوس اور خطرناک یہ بات ہے کہ اس کارنامہ کے انجام دینے کے بعد سکھوں کی سینہ زوریاں غیر معمولی ترقی کر گئی ہیں۔ اور ہندو ہر طرح سے ان کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ گذشتہ چند ہفتوں میں انہوں نے متعدد مساجد و مقابر کو مسمار کرنے اور نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ اگر یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا۔ تو مسلمانوں کے علاوہ سارے ملک کے لئے ایک بہت بڑی لعنت ثابت ہوگا۔ جن علاقوں میں سکھوں کی اکثریت یا ملکیت ہے وہاں مسلمانوں پر جو گزر رہی ہے اخبار بین حضرات کو اس کا بخوبی علم ہوگا۔ اکثر مقامات پر مساجد تعمیر نہیں ہونے دی جاتیں مسلمان خواتین کی عزت و عصمت بالکل غیر محفوظ ہے اور ان علاقوں میں ایسے دیہات تو بے شمار ہیں۔ جہاں اذان کہنا سکھوں کے نزدیک ناقابل معافی جرم ہے۔ لیکن مسلم آزاری کا یہ عنصر اب دیہات سے نکل کر شہروں اور قصبوں میں پھیلتا ہوا نظر آرہا ہے اور اس نے مساجد و مقابر کے انہدام اور کرپانوں کی نمائش کی صورت اختیار کر لی ہے مسجد شہید گنج سے ملحق شاہ کاکو کا مزار تھا جس پر حادثہ انہدام سے قبل تک مسلمانوں کا قبضہ رہا۔ اس کے ساتھ جو سلوک کیا گیا۔ اس کا سب کو علم ہو چکا ہے۔ چند روز ہوئے گڑھی شاہو لاہور میں روز روشن میں سکھوں نے ایک مزار کو گرانا شروع کر دیا۔ . . . . ملک کے طول و عرض میں اسی نوعیت کے متعدد واقعات وقوع پذیر ہو چکے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا مسلمانوں کو یہ مظالم خاموشی سے برداشت کر لینے چاہئیں؟ اس کا ایک اور صرف ایک جواب ہے وہ یہ کہ اگر مسلمانوں نے مرادہ بن کر جینے کا فیصلہ کر لیا ہے تو انہیں خاموش رہنا چاہیئے اور اگر زندہ رہنا ہے اور ان میں غیرت و حرارت کا کوئی شمہ بھی باقی ہے تو پھر انہیں اس سلسلہ کو روکنے کی انتہائی کوشش کرنی چاہیئے اس کا ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ گوردوارہ ایکٹ کے انداز پر مساجد و مقابر و دیگر اوقاف کی حفاظت کے لئے ایک قانون منظور و نافذ کرایا جائے معلوم ہوا ہے اس غرض سے ایک مسودہ قانون مرتب ہو کر بعض ذمہ دار حضرات کے زیر غور ہے اور بہت جلد اسے مجلس آئین ساز میں پیش کر دیا جائے گا۔ اور غالب توقع یہ ہے کہ حکومت اس مسودہ قانون کی مخالفت نہیں کرے گی۔ لہذا اس کا منظور ہو جانا مشکل نہیں اس کام کیلئے مسلمانوں کو زیادہ بیداری و سرگرمی کا ثبوت دینا چاہیئے۔ لیکن قوانین بھی کسی قوم کو اس وقت فائدہ پہنچا سکتے ہیں جبکہ وہ ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے ایک مردہ اور خوابیدہ قوم کے لئے بہتر سے بہتر قانون بھی حفظ و دفاع کا ضامن نہیں ہو سکتا۔ اس لئے مسلمانوں کو اس قانون کو منظور کرانے سے بہت زیادہ کوشش اس امر کیلئے کرنی چاہیئے کہ وہ ایک زندہ، طاقتور اور متحد قوم بن سکیں۔ ان میں صحیح بیداری اور خودداری کا جذبہ پیدا ہو [illegible] شہید گنج کے [illegible] مسلمانوں کے ساتھ جو ذلیل سلوک کیا گیا ہے وہ ایسی [illegible] ہیں ہی ان کو ہوش میں آجانا چاہیئے گذشتہ ڈیڑھ دو ماہ سے جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس بات کو سمجھنے کے لئے کافی سے زیادہ ہے کہ مسلمانوں کی خانہ جنگی کے ذمہ دار کون لوگ ہیں وہ یقیناً مولوی، خود غرض لیڈر اور پیر ہیں۔ احراری لیڈروں، فتویٰ باز مولویوں اور خانقاہ نشین پیروں نے اس معاملہ میں جس بے حسی، خود غرضی اور جس قوم فروشی کا ثبوت دیا ہے اس سے تمہاری آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ افسوس یہ لوگ اپنی اغراض کے پجاری ہیں یہ اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے طوفان محشر بپا کر دیں گے لیکن دین و ملت کے نقصان پر ان کے [illegible] ایک ناخن آہ بھی نہیں حاصل کلام یہ کہ عزت و خودداری کی زندگی بسر کرنے کیلئے مسلمانوں کو بیدار و متحد ہونا چاہیئے اور اس غرض کو حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ جسم قوم سے ان زہریلے عناصر کو کاٹ کر پھینک دیا جائے جو کہ سارے جسم میں خانہ جنگی اور غفلت و جمود کا زہر پھیلا رہے ہیں اور وہ یہی خود غرض لیڈر، مکفر مولوی اور گدی نشین پیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو جلد سے جلد اس کی توفیق دے ٭

احرار کا نیا فریب

مسجد شہید گنج کے تنازعہ میں احرار نے جو افسوسناک روش اختیار کر رکھی ہے اس کی وجہ سے تقریباً تمام اسلامی حلقے ان پر لعنت ملامت کی بوچھاڑ کر رہے ہیں اور یکے بعد دیگرے ان کے راز افشا ہو رہے ہیں۔ حال ہی میں جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی نے "احرار سے ہوشیار" کے عنوان سے مندرجہ ذیل اعلان شائع کیا ہے :۔

"میں اپنے مریدوں اور دوستوں اور سب مسلمان بھائیوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ احرار پارٹی کے سرکاری مولویوں سے ہوشیار رہیں۔ کیونکہ وہ مسلمانوں کے خلاف زبردست سازش میں مصروف ہیں اور مسلمانوں کو ایک نئی قسم کا فریب دینا چاہتے ہیں"

(منادی ۹ ر اگست ۳۵ء)

خواجہ صاحب موصوف ایک بہت باخبر اور دور رس بزرگ ہیں ان کے ذرائع معلومات کافی وسیع ہیں۔ لہذا ان کے اس اعلان کو مسلمانوں کا ایک معقول حصہ کافی توجہ سے پڑھیگا۔ مناسب تھا کہ خواجہ صاحب اس انتباہ کے ساتھ احرار کے مذکورہ فریب کی تفصیل بھی بیان فرما دیتے۔ تاکہ مسلمان ان کی اسلام دشمنی کا تدارک بروقت کر سکتے۔ یہ بات تو عام ہو چکی ہے کہ احرار الکابیوں کو خوش کر کے وزارتوں پر قبضہ کرنے کے جنون میں مبتلا ہو چکے ہیں اور اپنی اس خواہش کی تکمیل کے لئے دین و ملت کے ہر مفاد کو قربان کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اس لئے خواجہ صاحب نے ان کے جس فریب کی طرف اشارہ کیا ہے وہ اس سے علیحدہ اور کوئی چیز ہو گی۔ اللہ تعالیٰ اسلام کو احرار کے شر سے محفوظ رکھے۔

مسلمانوں کی تخریبی ذہنیت

مسلمانوں پر جمود و تفرقہ کی بہت ہی خطرناک اور مہلک [illegible] مدہوشی چھائی ہوئی ہے۔ ان کے نوجوان بھی اس سے مستثنیٰ نہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ وہ سب سے زیادہ بے حس و غافل ہیں تو کچھ بے جا نہ ہوگا۔ اس سے زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ جب ان غافلوں میں کچھ حرکت پیدا ہوتی ہے تو وہ مفید تعمیری کام کرنے کی بجائے تعمیری کاموں کو نقصان پہنچانے اور کوئی تخریبی کارنامہ انجام دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اخبارات کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ لاہور کے چند مخلص اور درد مند نوجوانوں نے ایک انجمن قائم کی ہے جس کا نام "اینٹی قادیان لیگ" تجویز کیا گیا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ احمدیت کے خلاف انگریزی زبان میں رسالے چھاپ کر لوگوں میں تقسیم کریں۔ یعنی جو کسر منشی ظفر علی خاں اور احراری سرغنوں اور مکفر ملاؤں سے رہ گئی ہے اس کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے مسلمان جگہ جگہ ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں۔ ان کی مسجدیں مسمار کی جا رہی ہیں۔ ان کے بزرگوں کے مقابر کھودے جا رہے ہیں مسلم عورتوں کے اغوا کی وارداتیں ہوا اور پانی کی طرح عام ہو رہی ہیں۔ آریوں اور عیسائیوں نے ان کو مرتد کرنے کا سلسلہ زور و شور سے جاری کر رکھا ہے۔ ساری قوم پر افلاس و تباہ حالی کی تاریک گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں لیکن ہمارے نوجوانوں کو ان مصیبتوں کا ذرہ بھر بھی احساس نہیں۔ وہ خانہ جنگی کے لئے اور مفید تحریکوں کو برباد کرنے کے لئے انجمنیں قائم کر رہے ہیں اور ان کے بزرگ اپنے ہونہاروں کے ان کارناموں پر خوش ہو رہے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس لیگ نے اپنے پروگرام کا آغاز ڈاکٹر سر اقبال کے اس بیان کی اشاعت سے کیا ہے جس میں انہوں نے بظاہر احمدیت کی مخالفت کی ہے لیکن دراصل حدیث پر ایک نہایت خطرناک حملہ کیا ہے کیونکہ انہوں نے صاف لکھ دیا ہے کہ مہدی و مسیح موعود کے متعلق تمام احادیث وضعی ہیں۔ اور یہ خیال مسلمانوں نے یہودیوں اور مجوسیوں وغیرہ

سے لیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کے اس بیان پر ملک کے مختلف طبقوں کی طرف سے نہایت وزنی اعتراضات کئے گئے ہیں جن کا وہ کوئی معقول جواب نہیں دے سکے اور ان کا شاعرانہ استدلال اس مرحلے پر بالکل بیکار ہو کر رہ گیا۔ لہذا کہا جا سکتا ہے کہ احمدی قادیان یونگ کے نوجوانوں کے مقصد تحریب کے لحاظ سے بھی یہ بیان مفید ثابت نہ ہو گا۔ کیونکہ یہ اپنی کمزور دلائل کی وجہ سے کافی رسوا ہو چکا ہے۔ اس بیان کی اشاعت، دراصل ڈاکٹر صاحب کے شاعرانہ وفلسفانہ کمال کی بدنامی ہے۔

عبدالمجید قرشی صاحب مدیر اخبار ایمان

کا غلط اور قابل افسوس اعلان

یہ تو آجکل کارد ز کا مشغلہ ہے کہ جس پارٹی کو گالیاں دینی منظور ہوں اسے وہابی اور مرزائی کہنا شروع کر دیا۔ ان گالیوں کا جواب دینا ہو تو وہ بھی یہی ہے کہ پلٹ کر مرزائی کہنا شروع کر دیا۔ اپنی قومی غداریوں اور سیہ کاریوں پر پردہ ڈالنا منظور ہوا۔ تو احمدیوں کو بڑے زور سے گالیاں دینی شروع کر دیں۔ جہاں حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعت کو گالیاں دیں۔ بس ساری مکاریوں اور حرامخوریوں اور غداریوں پر پردہ پڑ گیا۔ اور قوم کا جوش جو جواب طلب کرنے پر اتار و تھی ٹھنڈا پڑ گیا۔ آج کل بڑے بڑے احراری لیڈر جب کسی شہر میں اپنی قومی غداریوں کی عذر خواہی کے لئے جاتے ہیں۔ تو جو کچھ عذر گناہ بدتر از گناہ پیش کرتے ہیں۔ اُسے موثر بنانے کا ایک ہی طریق وہ جانتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ لیکچر کے آخر پر حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعت کو مغلظات گالیاں دے لیں۔ یہ گالیاں ایسی موثر ثابت ہوتی ہیں کہ ان کا وہ عذر جو اس سے قبل نہایت نامعقول اور لغو سمجھا جا رہا تھا۔ ان گالیوں کے ساتھ ہی وہ معقول تسلیم کرایا جاتا ہے۔

یہی کے اخبار "ایمان" کے ایڈیٹر عبدالمجید قرشی صاحب نے تنازعہ شہید گنج کی نسبت جب اپنا بیان شائع کیا اور سنا ہے کہ کرفیو آرڈر کے ہوتے ہوئے بھی کسی غیر معمولی طریق پر ان کے بیان کے پوسٹرات کو شہر میں چسپاں ہو گئے۔ تو قوم نے ان کو "ایمان فروش" کا خطاب عطا فرمایا۔ اور ان کے لیکچر میں جو ہنگامہ ہوا۔ اس میں ان کی قمیص پھٹنے پر عجیب عجیب نکتہ چینیاں کی گئیں اور جا بجا ان کے خلاف جلسے اور پروپاگنڈے ہونے لگے اور قرشی صاحب کو خطرہ ہو گیا۔ کہ سیرت کی تمام تحریک جس کی وجہ سے انہوں نے اپنے نام اور شہرت کا ڈنکا بجایا تھا۔ کہیں خاک میں نہ مل جائے اور وہ پھر کے گوشہ گمنامی میں پھر کہیں نہ مستور ہو جائیں اس لئے اخبار "انقلاب" مورخہ ۸ جولائی میں ایک عجیب وغریب اعلان ان کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزائی لوگ لاہوری اور قادیانی دونوں جماعت کے یہ جھوٹا پروپاگنڈہ کر رہے ہیں کہ قرشی صاحب احمدی ہیں۔ حالانکہ قرشی صاحب نے جو سیرت کمیٹی بنائی ہوئی ہے اس کی مقدس ممبری میں کوئی احمدی خواہ وہ لاہوری ہو یا قادیانی شامل نہیں ہو سکتا۔ پس مسلمان اس مرزائی پروپاگنڈے سے دھوکا نہ کھائیں۔ اس کے جواب میں سوائے اس کے کیا کہا جائے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ قادیانیوں کا تو ہمیں پتہ نہیں لیکن لاہوری احمدیوں کے کسی گوشہ میں بھی کبھی خیال نہیں آیا۔ کہ قرشی صاحب کو احمدی مشہور کیا جائے۔ ہم تو اس قسم کا جھوٹا اعلان کرنے والے پر لعنت بھیجتے ہیں۔ یہ تو آج کل احرار اور زمیندار وغیرہ کا طریق ہے۔ کہ جن کے خلاف پروپاگنڈا کرنا چاہیں۔ اسے قادیانی مرزائی احمدی کہنا شروع کر دیا۔ قرشی صاحب کے خلاف اگر کوئی اعلان ان کے مرزائی ہونے کے بابت کیا ہو گا۔ تو ان کے اپنی دوستوں نے کیا ہو گا جن کی سرکار سے انہیں "ایمان فروش" کا لقب عطا ہوا ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ قرشی صاحب کو ان کو ملزم ٹھہرانے کی تو جرأت نہ ہوئی۔ اس لئے کہ مبادا وہ اور زیادہ بگڑ جائیں۔ اس لئے اڑی تڑی قاضی کے سر پڑی۔ ناحق کا الزام غریب احمدیوں پر لگا کر اپنی براءت شروع کر دی۔ گویا ایک طرف تو اپنی براءت کا اعلان ہو گیا۔ دوسری طرف احمدیوں کے خلاف زہر اگل کر اپنی ایمان داری پر مہر لگوا لی۔

لیکن قرشی صاحب یاد رکھیں کہ جو امر تقوی پر مبنی ہے وہ کبھی بارور اور سرسبز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ آج سے کئی سال قبل سب سے پہلے احمدیہ بلڈنگس میں لاہوری احمدیوں نے یوم میلا نبی پر آنحضرت صلعم کی سیرت پر لیکچر شروع کئے۔ وہاں سے قرشی صاحب نے یہ خیال لیا اور

سیرت کمیٹی بنائی۔ اور یہ تحریک شروع کی اور اللہ جانتا ہے کہ ہمیں خوشی ہے کہ دین کی کوئی خدمت قرشی صاحب نے بھی اپنے ذمہ لی لیکن قرشی صاحب پر جب ان کی قوم کی طرف سے مار پڑنے لگی، تو اس سے بچنے کے لئے ایسی افتراپردازی سے قرشی صاحب کا کام لینا نہایت قابل افسوس ہے اس لئے کہ ہم اب تک قرشی صاحب کو نہایت متین اور سنجیدہ کارکن اور ایسے ادنیٰ درجہ کے ہتھکنڈوں سے بالاتر سمجھتے تھے۔

ایک عجیب تاریخی یادگار

نامہ نبوی کے عجیب وغریب معجزات اور حالات

مصری اخبار البلاغ نے حبش کے اخبار برہان اسلام سے اس مظاہرہ کی روئداد نقل کی ہے۔ جو اطالوی خطرہ کے پیش نظر مسلمانان حبش نے کیا۔ اس روئداد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت مسلمانوں کا ڈیپوٹیشن شاہ حبش کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو شاہ حبش کے حکم سے خزانہ شاہی کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اور کمرہ آثار عتیق میں وفد کو بٹھایا گیا۔ جہاں ان کی تواضع قہوہ سے کی گئی اور اس کے بعد وہ فولادی قلمدان نکالا گیا۔ جس کے ایک خانہ کے اندر ریشمی رومال میں لپٹا ہوا پیغمبر عرب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وہ اصل خط محفوظ ہے جو آپ نے نجاشی ثالث شاہ حبش کو تحریر فرمایا تھا۔ یہ ایک چرمی کاغذ پر مندرج ہے اور شان تحریر قدیم عبرانی طرز تحریر سے ملتی جلتی ہے، درمیانی اور زیریں حصہ کی عبارت بقدر نیم انچ کے اڑ گئی ہے اور دستخط کے بجائے رسول اللہ کی مہر لگی ہوئی ہے۔ اس مکتوب پاک کی عبارت حسب ذیل ہے۔

نامہ پاک رسول اللہ صلعم

نقل:- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ من محمد عبد اللہ ورسولہ الی النجاشی ملک الحبش سلام علی من اتبع الھدی۔ اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم یوتک اللہ اجرک مرتین فان تولیت فعلیک اثم القبط یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون ○

محمد رسول اللہ

ترجمہ:- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد (صلعم) کی طرف سے قوم حبش بادشاہ نجاشی کی طرف

ہدایت کی پیروی کرنیوالے پر سلام ہو۔ اما بعد میں تجھے اسلام کی طرف بلاتا ہوں، اگر تو نے اسلام قبول کر لیا۔ تو محفوظ ہو جائے گا۔ اور خدا تجھے دگنا اجر دیگا۔ اور اگر تو نے اعراض کیا۔ تو قوم قبط کا گناہ بھی تیرے سر لازم آئیگا۔ اے اہل کتاب آؤ۔ ہم ایک ایسی کتاب پر اتفاق کر لیں۔ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے (یعنی) یہ کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور یہ کہ ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو اپنا کارساز نہ سمجھے۔ اگر وہ اعراض کریں، تو کہہ دو۔ کہ اس بات پر گواہ رہنا کہ ہم تو اللہ ہی کے فرمانبردار ہیں۔

محمد رسول اللہ

یہ خط ایک قدیم آہنی صندوقچہ میں محفوظ خزانہ شاہی کے مستحکم ترین کمرہ میں مقفل رہتا ہے۔ جہاں ایک لکڑی کا ٹکڑا بھی طلائی صندوقچہ میں محفوظ ہے۔ اس چوبی ٹکڑے کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اس اصلی صلیب کا ٹکڑا ہے۔ جس پر حضرت عیسٰے کو لٹکایا گیا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب سلطنت پر کوئی آفت آتی ہے تو بادشاہ حبش خود اس خزانہ اور اس کمرہ میں جاتا ہے جو آثار عتیق کے نام سے پکارا جاتا ہے اور گھٹنے ٹیک کر خدا سے دعا مانگتا ہے کہ اس کو اس مصیبت سے نجات دی جائے اور اس مکتوب مقدس کی برکت سے مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ جب اٹلی سے پہلی جنگ ہوئی۔ تو شاہ حبش نے اس خط کو بارگاہ ایزدی میں شفیع

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیرایدہ اللہ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— گذشتہ دنوں جناب ڈاکٹر الہٰ بخش صاحب (خلف الرشید مولانا عزیز بخش صاحب) کے گھر اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا۔ بچہ اور زچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہیں۔

—— پیغام صلح:۔ ہم اس مسرت پر جناب مولانا عزیز بخش صاحب ڈاکٹر الہٰ بخش صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت و مسرت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔

—— چند روز ہوئے۔ مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے پشاور گئے تھے۔ ۱۹ راگست کی صبح کو واپس تشریف لے آئے ہیں۔ آئندہ اشاعت سے اخبار پیغام صلح کی ایڈیٹری کے فرائض آپ کے ذمہ ہوں گے۔

—— جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مبلغ کے دورے کا پروگرام حسب ذیل ہے۔ افسوس یہ ہمیں تاخیر سے اشاعت کے لئے موصول ہوا۔

۱۶ راگست مالیر کوٹلہ
۱۷ راگست لدھیانہ
۱۹ راگست ۔ پھلور
۲۰ - ۲۱ راگست ۔ جالندھر
۲۲ راگست ۔ ہوشیارپور
۲۳ رتا آخر ماہ ۔ منار وکپورتھلہ
۳ رستمبر ۔ پٹی
۴ رستمبر ۔ قصور
۵ رتا ۳۰ رستمبر ضلع فیروز پور۔ یعنی فیروز پور خاص، موگا زیرہ، جلال آباد۔ مکتسر، مدوٹ وغیرہ۔

بنایا۔ اور وہ شاندار فتح حاصل کی جس نے اٹلی کی چولیں ڈھیلی کردیں۔ نیز جب ادمس اول کے خلاف حبیلہ زھطی نے بغاوت کی اور بادشاہی محل کو گھیر لیا۔ تو بادشاہ اسی کمرہ میں پناہ گزیں ہوا جس کی برکت سے وہ بچ گیا۔ باغی سردار بیکلی گرسی اور دوسرے باغی اس قدر ہیبت زدہ ہوئے کہ شاہی محل کا محاصرہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔

عاشقان رسول کا جوش عقیدت

اخبار برہان اسلام کا بیان ہے کہ جس وقت مسلم وفد کے سامنے یہ جواہر بے بہا پیش ہوا۔ تو ان میں بے حد جوش پیدا ہوا۔ ان کی آنکھوں سے اشک محبت ابلنے لگے اور وہ اس مہر کو بوسہ دینے کیلئے بیتاب ہو گئے۔ جو پیغمبر آخر الزماں نے اپنے دست مبارک سے لگائی تھی۔ سلطان کا مہتمم خزانہ بھی جو نسلاً بعد نسلٍ مسلمان ہوا کرتا ہے مسلمانوں کے ہمراہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور بارگاہ ایزدی میں دعا کی۔ کہ ان کے وطن کی عزت کو شر اعداء سے محفوظ رکھے۔ اس کے بعد وفد بادشاہ کی خدمت میں پیش ہوا۔ اور عثمان غزنوی نے بادشاہ کی خدمت میں مسلمانوں کی طرف سے ہدیہ عقیدت وجاں نثاری پیش کیا۔ بادشاہ نے جواب میں فرمایا۔ کہ ان کو اسلام کی تاریخی ہمدردی اور دوستی پر ناز ہے اور اس بات پر فخر ہے کہ حبش نے پیغمبر عرب کی دوستی حاصل کی۔ اور تیرہ سو برس سے اس میں کچھ فرق نہ آنے دیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ (ماخوذ)

احرار کی "افکاری" تصویر

احرار اسلام کی طرف سے بار بار کہا جا رہا ہے کہ شہید گنج کا قضیہ چھیڑنے والا کوئی دشمن اسلام "کرنل لارنس" تھا جو بھیس میں چنگاڑی ڈالکر جبالو کی طرح دور جا کھڑا ہوا۔ اور اس کے بعد وہ آگ بھڑکی۔ کہ کئی مسلمانوں کی جانیں اور احرار اسلام کی ہردلعزیزی کا خرمن چند لمحوں میں کے اندر خاک کا ڈھیر ہو گیا۔ لیکن تعجب ہے کہ مسلمان احرار اسلام سے اس دشمن اسلام کا نام کیوں نہیں پوچھتے اور احرار اسلام کس خوف اور مصلحت سے اس شخص کا نام ظاہر نہیں کرتے جس نے اپنی ایک حرکت سے احرار کو خاک گمنامی میں دفن کر دیا۔ اور تمام اکابر ملت۔ تمام جرائد اسلامی، تمام نوجوانان اسلام اس کے جال میں پھنس گئے۔

ہمیں تو آج کل یہ کہنے والے زیادہ نظر آ رہے ہیں کہ احرار اسلام کو اس تحریک سے الگ رکھنے والا کوئی دشمن اسلام اور کرنل لارنس تھا جس نے کرنل آنجہانی ہی کی طرح آئندہ سیاسی فوائد کے سبز باغ دکھا کر احرار کو شریف حسین کی طرح دھوکے میں مبتلا کر دیا۔ اور جس طرح شریف حسین ترکوں کے سینوں میں اعدائے اسلام کی گولیاں پیوست ہوتے ہوئے دیکھ رہا تھا اور ٹس سے مس نہ ہوتا تھا۔ اسی طرح احرار نے اپنے دفتر سے چند قدم کے فاصلے پر ہی گولیاں مسلمانوں کے سینوں میں غرق ہوتی دیکھیں اور ٹس سے مس نہ ہوئے۔

معلوم نہیں۔ ان دونوں نظریوں میں سے کونسا درست ہے جب تک فریقین اس شخص موہوم وغیر معلوم کا نام نہ بتائیں۔ کچھ فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

ہمیں تو اس سارے قصے میں ایک بات کی خوشی ہے وہ یہ کہ احرار اسلام کے مقررین کبھی ان لوگوں کو معاف نہیں کیا کرتے تھے جو ہر معاملے میں ان کے ہم آہنگ نہ ہوں۔ ان کو کبھی یقین نہ آتا تھا کہ فلاں شخص جو ہمارے فلاں دعوے کا مخالف ہے دیانتداری سے ہمارے خلاف رائے رکھتا ہے وہ ہمیشہ اسے "غدار"۔ "دشمن اسلام" "سرکار سے روپیہ لینے والا"۔ "ٹوڈی"۔ "بزدل" اور خدا جانے کیا کچھ کہا کرتے تھے۔

احرار کے نزدیک یہ کلیہ تھا۔ کہ جو شخص عامۃ المسلمین یعنی ہجوم کے ساتھ کسی ایک معاملے میں ہم آہنگ نہیں۔ وہ بددیانت، بد خائن اور غدار ملت ہے۔ اگر اب تک احرار اسی کلیہ پر قائم ہیں۔ تو کیا وہ بتائیں گے۔ کہ وہ شہید گنج کے مسئلہ میں ہجوم کے ساتھ ہم آہنگ، نہ ہونے کی حالت میں کیا اپنا نام پسند کریں گے؟

اگر وہ دیانتداری کے ساتھ ہجوم کی رائے کے مخالف ہیں۔ تو کیا دیانتداری انہی کے بزرگوں کی جاگیر ہے۔ دنیا میں کسی اور کے حصے میں نہیں آئی۔

احرار اسلام کہا کرتے تھے کہ فلاں شخص جو ہماری فلاں تحریک میں شامل نہیں۔ اس کو فلاں طاقت سے روپیہ مل رہا ہے۔ اس لئے خاموش ہے۔ آج عامۃ المسلمین بالکل اسی قسم کی باتیں احرار اسلام کے متعلق کہہ رہے ہیں کہ وہ حکومت سے روپیہ کھا گئے ہیں اور سکھوں نے بھی ان کو اتنی رقم دی ہے اب احرار اسلام خود ہی ارشاد فرمائیں کہ آیا مسجد شہید گنج کے متعلق انہوں نے جو رویہ اختیار کیا۔ وہ کسی کے روپے کی وجہ سے تھا یا اس کا باعث محض دیانتدارانہ اختلاف تھا؟

کوئی دوسرا شخص عامۃ المسلمین کی رائے کے خلاف خیال ظاہر کرے تو اس کی وجہ روپیہ۔ اور اگر احرار اسلام کسی وقت عامۃ المسلمین کی رائے سے مختلف رویہ اختیار کریں تو اس کی وجہ دیانتداری! اس "ایک بام دو ہوا" کے کیا معنی؟

احرار اسلام ہمیشہ کہا کرتے تھے، کہ جب مجاہدین پر گولی چلتی ہے۔ تو فلاں جتھے کے ظالم اور بیدرد مسلمان آرام سے اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے گپیں اڑایا کرتے ہیں۔ لیکن آج کروڑوں مسلمان احرار کے متعلق یہی کہہ رہے ہیں کہ جب مسلمانوں پر گولیاں برس رہی تھیں۔ تو احرار اپنے دفتر میں بیٹھے ہوئے اس تحریک کی ہنسی اڑا رہے تھے۔ سوال یہ ہے کہ اول الذکر لوگ بیدرد اور ظالم کیوں؟ اور احرار اسلام اسی حرکت کے باوجود فخر قوم اور نا خلف کیوں؟

ان سطور سے احرار اسلام کی مخالفت مقصود نہیں۔ محض یہ ظاہر کرنا منظور ہے کہ اختلاف دیانتداری کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ اگر احرار اسلام اپنی ساری عمر میں دوسرے مسلمانوں کے خلاف بیدردی، ناانصافی اور غلط بیانی سے الزامات نہ لگاتے رہتے۔ تو انہیں آج اپنے ان تمام گناہوں کا خمیازہ اس شکل میں نہ بھگتنا پڑتا۔ (انقلاب)

لیگ سکرٹریٹ میں خالی اسامیاں

دو ہندوستانی امیدواروں کیلئے موقع

جنیوا۔ ۵ راگست جمعیۃ الاقوام کے سکرٹریٹ میں ہندوستانیوں کیلئے جو دو اسامیاں وقف کی گئی ہیں وہ اس وقت خالی پڑی ہوئی ہیں۔ یہ دونو اسامیاں اولاً تین سال سے کم اور نہ سات سال سے زیادہ عرصہ کے لئے پُر کی جائیں گی۔ البتہ یہ شرط ضرور ہو گی کہ اس مدت کے اختتام پر تجدید عہد کر لی جائے گی۔ منتخب شدہ امیدواروں کو اپنی جسمانی صحت کے متعلق طبی سرٹیفکیٹ پیش کرنا پڑے گا۔

یہ اسامیاں ۱۲ ہزار فرانک سالانہ کے حساب سے پُر کی جائیں گی اور پھر ان میں سات سو فرانک سالانہ کے حساب سے ۱۴ ہزار فرانک سالانہ تک ترقی دی جائے گی۔ ہر اسامی کیلئے ابتدائی تنخواہ امیدوار کی قابلیت اور تجربہ کے مطابق مقرر ہو گی۔

ان اسامیوں کے ملازمین سے توقع کی جائے گی کہ وہ پولٹیکل سیکشن کے تمام کام میں حصہ لے سکیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ توقع کی جائے گی۔ کہ وہ ہندوستانی پریس اور ہندوستان کی رائے عامہ کے درمیان بھی ایک ایجنٹ کا کام دیں۔ نیز ہندوستان میں لیگ کی جو شاخ قائم ہے اس کے ساتھ بھی ان کو تعلق رکھنا پڑیگا۔

ان امیدواروں کے لئے یہ ضروری ہو گا۔ کہ ان کی یونیورسٹی کی تعلیم مکمل ہو۔ ہندوستان کی رائے عامہ اور اس کی ذہنی اور سیاسی زندگی سے واقف ہوں۔ ہندوستان میں اخبارات کے کام کا بھی تجربہ ہو۔ کچھ دفتری اور انتظامی کام سے بھی واقفیت ہو۔ اور جن لوگوں کو بین الاقوامی کام سے واقفیت ہو گی۔ ان کو ترجیح دی جائے گی۔ تمام درخواستیں جمعیت الاقوام کے سکرٹریٹ جنیوا کے نام ۱۵ اراکتوبر تک پہنچ جانی چاہئیں۔

دہلی کے پادری احمد مسیح صاحب
سے ایک مکفر مولوی کی قابل غور گفتگو

مکفر مولویوں کی بیہودگی اور افلاس دلائل کو اب غیر مسلم طبقوں میں بھی محسوس کیا جا رہا ہے پادری احمد مسیح صاحب دہلی کے ایک مشہور مسیحی مبلغ و مناظر ہیں: چند روز ہوئے ان کی ایک مکفر مولوی سے گفتگو ہوئی جو درج ذیل ہے۔ ہم ہر ایک صاحب انصاف اور درد مند مسلمان سے درخواست کریں گے کہ وہ اس گفتگو کو ذرا غور سے مطالعہ فرمائیں افسوس ہمارے مخالف مولویوں کی آنکھوں پر تعصب و بغض کی ایسی پٹی بندھی ہوئی ہے کہ ان کو روشن سے روشن حقائق اور واضح سے واضح امور نظر نہیں آتے۔ یہ کس قدر عبرت انگیز منظر ہے۔ کہ ایک عیسائی پادری حق و صداقت کی حمایت کرتے ہوئے دور حاضرہ کے سب سے بڑے خادم اسلام کو مسلمان ثابت کرتا ہے لیکن ایک مولوی نہایت ہی افسوسناک طریق پر اس کے کفر پر اصرار کرتا ہے۔ (مدیر)

پادری صاحب۔ مرزا صاحب مسلمان تھے مبلغ اسلام تھے ان کے کارنامے ان کے مبلغ اسلام ہونے کی ایک واضح دلیل ہیں۔ جو لوگ ان کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں۔ وہ از روئے قرآن بتائیں کہ شرائط اسلام میں سے کونسی شرط ہے۔ جو مرزا صاحب میں نہیں پائی جاتی۔ اگر مرزا صاحب اٰمنت باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاٰخر کے باوجود مسلمان نہیں ہیں تو پھر کسی کے مسلمان ہونے کا کیا ثبوت ہے؟

مولوی صاحب۔ مرزا [illegible] دائرہ اسلام سے خارج ہیں ان کا ایمان اگر اللہ تعالے اور اس کے رسولوں پر ہوتا۔ تو وہ انبیاء علیہم السلام کی توہین نہ کرتے۔ اگرچہ اللہ کو ماننا۔ رسولوں کو ماننا کتابوں کو ماننا۔ فرشتوں کو ماننا اور یوم آخرت پر ایمان مسلمان ہونے کا نشان ہے۔ لیکن انبیاء کی توہین کرنا بھی تو کفر ہے۔ اور مرزا صاحب نے صاف کہا ہے

> اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
> عیسیٰ کجا است تا بنہد پا بمنبرم

اس سے بھی بڑھ کر سنیئے:۔

> ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
> اس سے بہتر غلام احمد ہے

پہلے شعر میں تو بڑی اکڑ سے کہتے ہیں۔ کہاں ہے عیسیٰ کہ میرے ممبر پر قدم رکھے۔

دوسرے شعر میں اپنا نام غلام احمد بتا کہتے ہیں کہ ابن مریم کو چھوڑو۔ وہ کیا چیز ہے اس سے تو غلام احمد بہتر ہے اگر یہ کفر نہیں تو پھر اور کفر کیا ہے؟

پادری صاحب۔ یہ آپ لوگ خواہ مخواہ ان کی باتیں بنا رہے ہیں اگر ان باتوں سے کفر ثابت ہو سکتا ہے۔ تو پھر کوئی بھی مسلمان مسلمان نہیں رہے گا۔

پہلے شعر میں تو کوئی بھی ایسی بات نہیں جس پر کسی قسم کا بھی اعتراض ہو سکے۔ کیونکہ اس میں تو صرف یہ لکھا ہے کہ بشارات انبیاء کے مطابق میں مسیح موعود ہو کر آیا ہوں۔ عیسیٰ کہاں ہیں جو اس منصب پر کھڑے ہوں یعنی وہ وفات پا چکے

اگر عیسیٰ کو وفات یافتہ کہنا کفر ہے تو آپ کے دوسرے مفسروں نے بھی اس بات کا اقرار کیا ہے۔ کوئی تین گھنٹہ موت کا قائل ہے کوئی سات گھنٹہ۔ کوئی تین دن تک موت کا اقراری ہے بعض موت کے منکر ہیں تو بعض ایسے بھی ہیں جو وفات عیسیٰ کے قائل ہیں۔

دوسرے شعر میں اگر ایک احمد کے غلام کو عیسیٰ پر فضیلت دی ہے تو آپ لوگ خود قائل ہیں کہ عیسیٰ جب نازل ہونگے تو وہ احمد کے غلاموں میں شامل ہوں گے۔ پس اگر کوئی احمد کا غلام اس سے افضل ہو تو یہ کونسے تعجب کی بات ہے اور اس میں کفر کیا ہے ہمارے نزدیک تو آپ لوگ ہمارے خداوند یسوع مسیح کو محمد صلعم کا امتی کہکر سخت توہین کرنیوالے ہیں۔

پھر اگر مرزا صاحب کا بحیثیت مسیح موعود ہونے کے اپنے آپ کو مسیح سے افضل قرار دینا کفر ہے تو آپ لوگوں کا جملہ انبیاء پر حضرت محمد کو افضل قرار دینا کیوں تمام انبیاء کی ہتک نہیں ہے ممکن ہے آپ اسے ہتک خیال نہ کریں۔ لیکن ایک یہودی یا عیسائی کے دل سے پوچھو کہ ان کو آپ کے اس قسم کے اقوال سے کتنا دکھ ہوتا ہے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے سے افضل ہو اور وہ اس حقیقت کا اظہار کرے تو یہ کسی کی ہتک نہیں ہو سکتی اور اگر اسے کسی کی ہتک کہا جائے تو یہ دراصل خدا پر اعتراض ہے جس کا یہ فعل ہے کہ اس نے ایک کو اعلےٰ اور دوسرے کو ادنےٰ بنایا۔ اور خدا کے فعل پر اعتراض کرنا یا ناخوش ہونا خود ایسے معترض کے اندر کفر کی بیماری کے جراثیم کے ہونے کا ایک بدیہی ثبوت ہے۔

مولوی صاحب۔ خدا تعالیٰ تو قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ

> انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون

یعنی ہم نے ہی قرآن مجید کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ مگر مرزا صاحب کہتے ہیں کہ قرآن ثریا پر چلا گیا تھا اور میں اسے دوبارہ واپس لایا ہوں۔ جس کے یہ معنے ہوئے۔ کہ قرآن محفوظ نہیں ہے۔ کیا یہ کفر نہیں ہے؟

پادری صاحب۔ یہ بھی کوئی کفر کا کلمہ نہیں ہے بلکہ یہ تو خود محمد رسول اللہ کی حدیث کا ترجمہ ہے خود آپ نے فرمایا تھا کہ

> لو کان الایمان معلقاً عند الثریا لنالہ
> رجل من ابناء فارس

اس حدیث کے مطابق مرزا صاحب نے جو رجل من فارس ہیں اگر یہ کہا۔ کہ میں قرآن کو ثریا سے واپس لایا ہوں۔ تو کیا گناہ کیا۔ اگر مرزا صاحب اس لئے کافر ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ایمان اور قرآن ثریا پر چلا گیا تھا۔ تو پھر آپ فرمائیں۔ کہ اس حدیث کے کیا معنے ہیں جو آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ

> لم یبقی من القراٰن الا رسمہ ولم
> یبقی من الاسلام الا اسمہ

یعنی قرآن کی صرف رسم رہ جائے گی اور اسلام کا صرف نام باقی ہوگا۔

ہمارے خیال میں تو یہ مرزا صاحب کے مخالفوں کے اندر نفاق اور کفر کی بیماری کے ہونے کا ثبوت ہے۔

مولوی صاحب۔ مرزا صاحب تو لوگوں کی تباہی کی پیشگوئیاں کرتے رہے۔ کوئٹہ میں زلزلہ آیا۔ تو جھٹ مرزائیوں نے یہ بتایا۔ کہ یہ مرزا صاحب کی تکذیب کی وجہ سے ہے لیکن خدا کی شان ادھر مرزائیوں نے اشتہار دیا کہ زلزلہ کوئٹہ مرزا صاحب کی صداقت کا ثبوت ہے۔ ادھر دہلی کی قادیانی جماعت کے امیر بابو اعجاز حسین صاحب ٹرین سے ٹکرا کر اسی دن فوت ہو گئے۔

پادری صاحب۔ امیر جماعت دہلی کو تو تمام اہل دہلی نیکی کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔ ان کی وفات تو دراصل شہادت ہے۔

رہا زلزلہ کوئٹہ۔ سو وہ ایک غضب الٰہی کا نمونہ ہے اور اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ ایسا زلزلہ ہے کہ اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ اور بہت بڑا عذاب الٰہی ہے اور بقول مرزا صاحب یہ نتیجہ ہے اس تکفیر و تکذیب اور ان شرارتوں کا جو مرزا صاحب کے خلاف واقع ہوئیں اور یہ تو ماننا ہی پڑے گا۔ کہ اس قدر عالمگیر سلسلہ جو زلازل کا اور دیگر آفات اس زمانہ میں پایا جاتا ہے یہ بتا رہا ہے کہ ضرور خدا کا کوئی مامور ظاہر ہو چکا ہے۔

مگر مولویوں نے جب قادیان کے خلاف شور اٹھایا۔ اور وہاں کانفرنس کی اور احرار کی صورت میں قادیان پر حملہ کیا۔ تو خدا کی طرف سے ایک تازیانہ عبرت کے طور پر زلزلہ کا دھکا لگا۔ پھر جب اس پر بھی آنکھیں نہ کھلیں۔ تو انہیں احرار کی تباہی کے لئے لاہور کا واقعہ ہوا جس میں بخاری مردہ باد۔ احرار مردہ باد کے نعرے لگائے گئے اور قادیان کے خلاف پروپیگنڈے کی حقیقت بھی کھل گئی۔ قادیانیوں کے ابھی دو ہفتہ صبر کرنے کا یہ نتیجہ نکلا ہے + (نامہ نگار)

انتقال پرملال

نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ جماعت پسرور کے سکرٹری قاضی نثار محمد صاحب کا اکلوتا بیٹا جو عرصہ سے مریض تھا انتقال کر گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمیں قاضی صاحب موصوف اور ان کے اعزہ بالخصوص قاضی ثناء اللہ اور قاضی ظہور اللہ صاحب سے اس صدمہ جانکاہ میں دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے

افسوس ہے پسرور میں مخالفین نے سخت ہنگامہ برپا کیا اور مرحوم کی نعش کو قبرستان میں دفن کرنے سے انکار کر دیا مجبوراً میت کو ایک پرائیویٹ جگہ میں دفن کیا گیا اس کے متعلق مفصل آئندہ اشاعت میں لکھا جائیگا۔

(بقیہ صفحہ ۲)

کا ایسا ہی سچا خادم اور جان نثار ثابت ہو جیسا کہ ہمارا بھائی مغفور ومرحوم ایوب تھا۔ خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک کا ایسا ہی اچھا خاتمہ ہو۔ جیسا کہ اس عزیز کا ہُوا۔ آمین

اس عزیز نوجوان کی صلاحیت اور تقوے کی وجہ سے حضرت اقدس کو بھی اس سے غایت درجہ کی محبت اور پیار تھا۔ جو کہ حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے دو گرامی ناموں[1] سے ظاہر ہوگا۔ اول خط وہ ہے جس کا کہ میں پہلے ذکر کر آیا ہوں۔ کہ وہ آنعزیز کے دم واپسیں کے وقت ملا۔ اور دوسرا اس مخبر صادق کی طرف سے تعزیت نامہ ہے

مجھے اپنے منصبی فرائض اتنے ہیں کہ فرصت نہیں رکھتا۔ کہ میں سب احباب کی طرف اس عزیز کی وفات کے متعلق حالات لکھ سکوں اس لئے میں نے مختصر طور پر یہ عریضہ آپ سب صاحبان کی طرف لکھا ہے۔ تاکہ جہاں جہاں کہ آپ ہوں۔ اس واقعہ ناگزیر کی خبر پالیں اور آپ سب صاحبان اس مرحوم ومغفور کے لئے اگلے جہان میں ترقی و مغفرت کی دعا کریں۔ وہ عزیز اس تمام جماعت کا پیارا تھا۔ اور ہر ایک کی محبت اس کے دل میں تھی۔ اس مرحوم متقی نوجوان کا آپ سب صاحبان کو آخری سلام پہنچے۔ اس عزیز نے عمر تو تھوڑی پائی۔ مگر اس کی صلاحیت اور تقوے کا قصہ طویل ہے اور میں چاہتا ہوں۔ کہ اس کو ایک کتاب کی صورت میں آپ سب صاحبان کی خدمت میں پیش کروں شاید ہے کہ اس نوجوان کی پاک مثال سے کوئی دل متاثر ہو جائے اور اس نور کے چشمہ کی طرف بہ تن رجوع کرے۔ جو اس آخری زمانہ میں رسول اللہ صلعم کے حوض کوثر سے نکلا ہے۔ تاکہ اس کا ایک گھونٹ اندر کے خفیہ در خفیہ معاصی کی آگ بجھانے کا کام دے اور ایمان کا پودا اس سے نشوونما پا جائے اور یہ اس کی نجات کا موجب ہو جائے۔

اس کی زندگی اور موت تو نمونہ تھی ہی۔ اس کی وفات کے بعد کے حالات بھی عجیب ہیں۔ جو کہ کئی متقی اور صالح لوگوں نے کثرت سے اس کو اولیاء اللہ اور انبیاء کی مجلس میں اور رسول اللہ صلعم کی مصاحبت میں جنت کے نعما کھاتے اور خوش وخرم پھرتے عالم رؤیا میں دیکھا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر سچ کہتا ہوں کیونکہ مجھے کوئی بات جھوٹ کہنے پر مجبور نہیں کرتی۔ کہ اگر دین کی ترقی چاہتے ہو۔ اور اس خاتم الانبیاء کے پیارے بننا چاہتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی عزت حاصل کرنی چاہتے ہو۔ تو اس مسیح موعودؑ کا دامن پکڑو۔ جو اس آخری زمانہ کا درماں ہے۔ اور اگر دنیا میں عزت اور آسودگی اور کشائش رزق چاہیئے۔ تو بھی اس مسیح موعودؑ کے آگے سر تسلیم خم کرو۔ کیونکہ یہ سچی اطاعت کی راہ بتلاتا ہے اور سکھاتا ہے۔ کہ اپنے فرض منصبی کو پورا کرنا کس قدر ضروری ہے۔ فقط والسلام

وتوفنا مسلماً والحقنا بالصالحین

مرقومہ (آخر اپریل سنہ ۱۹۰۰ء)

خاکسار مرزا یعقوب بیگ ایل۔ ایم۔ ایس

اسسٹنٹ سرجن از فاضلکا

[1] حضرت مسیح موعودؑ کے ان دونوں گرامی ناموں کی نقل انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں درج کی جائے گی۔ (مدیر)

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

تنازعہ شہید گنج کے متعلق خبریں

——— لاہور ۱۵ اگست۔ اس افواہ کی وجہ سے مسلمانوں میں شدید اضطراب پھیلا ہُوا ہے۔ کہ سکھوں نے مسجد شہید گنج والے مزار کو بھی مسمار کر دیا ہے۔ یہ مزار حضرت کاکو شاہ چشتی کا ہے جو شاہ اورنگ زیب کے پیر تھے۔ خوجہ برادری کو اس مزار سے غیر معمولی عقیدت ہے۔

——— لاہور ۱۶ اگست حضرت کاکو شاہ چشتی کے مزار کے سلسلہ میں آج صبح نولکھا پولیس معہ چند دیگر افسران کے جب احاطہ مسجد شہید گنج میں بغرض تحقیقات پہنچی، تو وہاں جا کر دیکھا۔ کہ چار سکھ اور ایک سکھ عورت مزار کی جگہ صاف کر رہے تھے انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ اور بعد میں ایک ایک ہزار روپے کی ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔

——— لاہور ۱۶ اگست۔ آج بعد نماز جمعہ بادشاہی مسجد میں ایک عظیم الشان جلسہ ہُوا جس میں تقریباً پانچ ہزار آدمی موجود تھے، اعلان کیا گیا۔ کہ مسجد شہید گنج کے متعلق مناسب کارروائی کی جائے گی۔ اور پروگرام کا اعلان عنقریب کر دیا جائیگا

——— لاہور ۱۷ اگست۔ آج شیخ عبد الغنی سیکرٹری ینگ مین تواجیا ایسوسی ایشن لاہور نے شیخ عبد الحمید ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں متعدد اکالیوں پر حضرت کاکو شاہ کے مزار کے انہدام کے سلسلہ میں دعوے دائر کر دیا ہے۔

——— لاہور ۱۷ اگست۔ مزار حضرت کاکو شاہ کے متولی نے گوردوارہ شہید گنج کے سیواداروں پر دعوے دائر کر رکھا ہے۔ عدالت نے استغاثہ برائے تفتیش پولیس میں بھیج دیا۔ نولکھا پولیس سرگرمی سے مصروف تفتیش ہے۔ آج صبح متعدد سرکاری افسروں اور سرکردہ مسلمانوں کی موجودگی میں مسلمانوں کے آٹھ ہیقوں نے زمین کی کھدائی کی جس کے نتیجہ کے طور پر مزار کی چوکھنڈی کا دروازہ اور قبر کا نشان نظر آگیا۔ سکھوں نے مزار کو بالکل مسمار کر دیا ہے اور اوپر سے ملبہ ڈال کر زمین برابر کر دی۔ اسی وقت سرکاری انجنیئر موقعہ پر پہنچ گئے اور مزار کے متعدد فوٹو لئے گئے۔

——— مزار کے قریب مسلمانوں کا ایک پُرامن ہجوم جمع ہوگیا جس کو سکھوں نے اشتعال دلانے کی از حد کوشش کی۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کرپانیں دکھائیں۔ سٹی مجسٹریٹ نے مزار پر پہرہ لگا دیا ہے۔

——— سنا ہے کہ مسجد شہید گنج کے متعلق مسلمانوں کی طرف سے پریوی کونسل میں اپیل کی جائے گی۔

——— لاہور ۱۸ اگست۔ مسجد شہید گنج سے ملحقہ علاقہ نولکھا بازار اور لنڈا بازار میں مقامی پولیس اور ریزرو پولیس کا آج غیر معمولی انتظام ہے۔ مسلمانوں کو حضرت کاکو شاہ چشتی کے مزار پر نہیں جانے دیا جاتا۔ مزار پر سے ملبہ اٹھانے کی بھی اجازت نہیں دی جاتی۔ آج تھانہ نولکھا میں سکھ اور مسلمان لیڈروں اور وکلا کا اجتماع ہُوا۔ اور دونوں پارٹیوں کی سٹی مجسٹریٹ وغیرہ کی موجودگی میں گفتگو ہوئی۔ لیکن بعد ازاں مسئلہ ۱۹ اگست پر ملتوی ہُوا۔

——— پنجاب مسلم لیگ نے ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین۔ ملک برکت علی شیخ محمد صادق ایل۔ سی۔ ایم اور مسٹر غلام رسول پر مشتمل ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی ہے۔ جو قضیہ شہید گنج کی تحقیقات کرے گی۔ جن اصحاب کو کوئی تحریری بیان دینا ہے۔ وہ مسٹر غلام رسول ۱۲ ٹمپل روڈ کے پتہ پر بھیجدیں۔ مسٹر موصوف اس کمیٹی کے سیکرٹری مقرر ہوئے ہیں۔ جن لوگوں نے زبانی شہادت دینی ہو۔ وہ اس جگہ شام کے چار بجے سے چھ بجے تک خود تشریف لے جائیں۔

اہم خبریں

——— ایران کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ ہفتہ مشہد کی معتدبہ آبادی نے انگریزی لباس پہننے سے انکار کر کے حکومت کے تازہ حکم کی خلاف ورزی کی۔ جب جبراً اس حکم کی تعمیل کرانے کی کوشش کی گئی۔ تو عوام اور سرکاری فوجوں میں کھلم کھلا جنگ شروع ہوگئی۔

——— گذشتہ ہفتہ ترکی میں انگورہ کے قریب خوفناک بارش کی وجہ سے سیلاب آیا۔ اور رازوک کے مقام پر شدید زلزلہ آیا جس سے تقریباً دو سو آدمی ہلاک ہوگئے۔

——— حکومت ایران کا ایک سرکاری اعلان ایرانی اخبارات میں شائع ہُوا ہے کہ کمال پاشا رئیس جمہوریہ ترکیہ نے دول مشرق کی کانفرنس کی صدارت منظور کر لی ہے۔ آپ آئندہ ربیع الاول کے اوائل میں طہران پہنچ جائیں گے۔ شاہ ایران نے مجلس استقبالیہ بنادی ہے۔

——— شملہ ۱۷ اگست۔ سیڈالی وادی کے دو سو مضبوط لشکریوں نے ۱۵ اگست کو گنداب روڈ کو تباہ کرنے کی کوشش کی۔ گذشتہ ۴۸ گھنٹوں سے اس لشکر میں عثمان خیل اور دوسرے بالائی مہمند کے دستے شامل ہو رہے ہیں۔ دو ہزار قبائل بھی سرحد پشاور کے قریب علاقہ اور سڑک کو تباہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ برطانوی افواج کا ان لوگوں کے ساتھ زبردست تصادم ہُوا ہے۔

——— کلکتہ ۱۷ اگست۔ مسٹر سی۔ وائی چنتامنی۔ ایم۔ ایل۔ سی چیف ایڈیٹر اخبار لیڈر کی صدارت میں آج آل انڈیا پریس کانفرنس کا تیسرا اجلاس منعقد ہُوا۔

——— کہا جاتا ہے کہ اس افواہ میں کوئی صداقت نہیں کہ حکومت عنقریب لاہور میونسپلٹی کو توڑ دے گی۔ یہ افواہیں ان لوگوں کی اڑائی ہوئی بیان کی جاتی ہیں۔ جو ملدیہ لاہور میں مسلمانوں کی اکثریت کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اس قسم کی افواہیں اڑانے سے ان کا مقصد یہ ہے۔ کہ حکومت کو اس اقدام کی ترغیب دی جائے۔

——— مسٹر ایس۔ پرتاپ ڈپٹی کمشنر لاہور چھ ہفتہ کی رخصت پر جانے والے ہیں۔

——— جبل پور ۱۶ اگست۔ حال ہی میں ہوڑہ بمبئی میل کو تباہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ریلوے لائن پر بڑے بڑے پتھر رکھ دیئے گئے تھے۔ مگر ریلوے اسٹاف نے وقت پر پتھر دیکھ لئے اور انہیں ہٹا دیا۔ پولیس تفتیش کر رہی ہے لیکن تاحال کوئی سراغ نہیں ملا

——— لاہور ۱۸ اگست۔ آج گڑھی شاہو لاہور میں سکھوں نے ایک مسلمان بزرگ کا مزار گرانا شروع کر دیا۔ لیکن مسلمانوں کے شور مچانے پر یہ سلسلہ بند ہوگیا۔ پولیس نے چند مزدور موقع پر گرفتار کر لئے۔ اس کی وجہ سے مسلمانان لاہور میں زبردست ہیجان پیدا ہوگیا۔

——— کلکتہ ۱۷ اگست۔ بردوان کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ گذشتہ شب دریائے دامودر میں پھر طغیانی آگئی۔ جس سے بند میں متعدد مقامات پر شگاف ہوگئے۔ جپکاڈل سے شمال مشرق کی طرف ۲۵ میل لمبا علاقہ زیر آب ہوگیا۔ فصلوں کو شدید نقصان پہنچا۔

——— کلکتہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ سیلاب کی وجہ سے ہوڑہ کے ایک پُل کو بھی نقصان پہنچا ہے۔

——— پیکن ۱۷ اگست ایک برطانوی اخبار نویس مسٹر گیرتھ جونز جو کچھ عرصہ مسٹر لائڈ جارج کا پرائیویٹ سیکرٹری رہ چکا ہے چینی ڈاکوؤں کے ہاتھ قتل ہوگیا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ حکومت برطانیہ اس معاملہ میں خاص طور پر باز پرس کرے گی۔

علم دوست اصحاب کیلئے تحائف

تصنیفات حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اوّل

یعنی ہر چہار حصص براہین احمدیہ۔ اسلام کی حقانیت تمام قسم کے مخالفین اسلام کے رد میں بے نظیر الہامی کتاب ہے۔ حجم ۲۶×۲۰/۸ صـ ۵۲۲) قیمت قسم اول ولایتی کاغذ بجلد عہ مجلد ۳؎ قسم دوم معمولی کاغذ بجلد ۳؎ مجلد عہ

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد دوم

یعنی (۱) سرمہ چشم آریہ (رد اعتراضات) قیمت عہ (۲) شحنۂ حق (رد اعتراضات آریہ) ۸ ر (۳) ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب (عیسائیوں کے اہم اعتراضات دربارہ نبوت و معجزات نبی کریم کے مدلل جوابات) قیمت مکمل بجلد عہ مجلد ۱۲؎ حجم ۲۶×۲۰/۸ صـ ۲۳۹

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد سوم

یعنی (۱) فتح اسلام (اشاعت اسلام کیلئے مختلف شعبوں کی وضاحت۔ قیمت ۵ ر (۲) توضیح مرام (حضرت مسیح موعودؑ کے سماوی نزول کی حقیقت۔ قیمت ۵ ر (۳) ازالہ اوہام ہر دو حصہ (وفات مسیح حقیقت دجال۔ یاجوج ماجوج وغیرہ اور دلائل دعاوی مسیحیت پر مفصل بحث۔ گویا یہ کتاب سلسلہ احمدیہ کی بنیادی اینٹ کا حکم رکھتی ہے) ہر ایک طالب حق کے لئے اس کا مطالعہ ضروری ہے۔ قیمت عا ر مکمل جلد کی قیمت۔ بجلد عا مجلد ہے حجم ۲۶×۲۰/۸ صـ ۵۰۳

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد چہارم

یعنی (۱) الحق مباحثہ لدھیانہ قیمت ۱۲؎ ر (۲) الحق مباحثہ دہلی حضرت مسیح موعودؑ اور مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالی کی مفصل و قابل دید بحث۔ قیمت عہ (۳) آسمانی فیصلہ۔ ہندوستان کے سربرآوردہ علماء و پیروں کو دعوت دی گئی ہے۔ قیمت ۵ ر (۴) نشان آسمانی (اولیائے امت کی پیشگوئیاں دربارہ صداقت دعویٰ خود) ۵ ر مکمل جلد کی قیمت بجلد عا مجلد ہے حجم ۲۶×۲۰/۸ صـ ۳۹۹

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد پنجم

یعنی (۱) آئینہ کمالات اسلام (اسلام کی بینظیر خوبیوں کو نہایت وضاحت سے بیان کر کے اس کے اصولوں کی سچائی پر مدلل بحث کی گئی ہے۔ نئی روشنی کے تعلیم یافتہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مطالعہ کے لائق ہے قیمت عا ر (۲) برکات الدعا (دعا کی ماہیت اور فلسفہ بیان کر کے نیچری خیالات کا رد کیا گیا ہے) قیمت ۴ ر (۳) جنگ مقدس (اسلام اور عیسویت کی سچائی پر حضرت مسیح موعودؑ اور پادری عبد اللہ آتھم کا مباحثہ ۱۲ ر (۴) حجۃ الاسلام (عیسائیوں پر صداقت اسلام کی حجت قائم کی گئی ہے) قیمت ۴ ر (۵) سچائی کا اظہار (عیسائیوں کے بعض اعتراضات کے جوابات قیمت ۴ ر قیمت مکمل بجلد ۳؎ مجلد للعہ حجم ۲۶×۲۰/۸ صـ ۴۹۵

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ششم

یعنی (۱) تحفہ بغداد (عربی زبان میں اہل عراق کو دعوت) قیمت ۴ ر (۲) کرامات الصادقین (عربی میں انعامی کتاب۔ تفسیر سورہ فاتحہ۔ رد مخالفین اسلام قیمت ۱۲ ر (۳) حمامۃ البشریٰ (اہل عرب کو دعوت۔ وفات مسیح و دعاوی مسیحیت پر نہایت عمدہ کتاب ہے) قیمت عہ ر (۴) نور الحق (عربی میں عیسائیوں کے عقائد باطلہ کا رد۔ انعامی کتاب) قیمت ہر دو حصہ عہ ر (۵) سر الخلافت (عربی میں خلافت راشدہ کی صداقت پر) قیمت ۸ ر (۶) اتمام حجت (عربی میں مخالفین اسلام پر حجت قائم کی گئی ہے۔ قیمت ۴ ر۔ یہ جملہ کتب عربی ممالک میں تبلیغ کے لئے بیحد مفید ہیں قیمت مکمل بجلد ہے مجلد للعہ حجم ۲۶×۲۰/۸ صـ ۵۰۱

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ہفتم

(۱) ضیاء الحق۔ دعویٰ مسیحیت کی صداقت پر مخالفین کے جوابات قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۴ ر (۲) شہادت القرآن ۸ ر (۳) انوار الاسلام۔ عیسائیوں کے مقدمہ کی روئداد قیمت ۸ ر (۴) نور القرآن حصہ اول و دوم۔ عیسائیوں کے بہت سے اعتراضات کے جوابات جو وہ اسلام پر کرتے رہتے ہیں۔ قیمت عہ ر

فضل الباری حصہ اول یعنے اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری

تالیف حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور

بخاری شریف کی کتابوں۔ بابوں اور مضامین کو اس طرق سے رکھا گیا ہے کہ حجم بہت کم ہو گیا ہے۔ ترجمہ بامحاورہ ہے۔ مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور احادیث کو اس کے ماتحت رکھا گیا ہے۔ ہر قسم کے اعتراضات کو دور کیا گیا ہے۔ مسائل میں مختلف رائیوں میں سے جو معقول اور مدلل ہوا سے ترجیح دی گئی ہے۔ کل احادیث پر ترتیب وار نمبر دیئے گئے ہیں۔ اور الفاظ کی لغی بحث کو نوٹوں میں داخل کیا گیا ہے۔ پہلی جلد ۲۹×۲۲ سائز کے ۸۵۰ صفحات پر مشتمل ہے جس میں تقریباً چودہ پارے صحیح بخاری کے کتاب الانبیاء تک آ چکے ہیں۔ اصل قیمت جلد اول مجلد للعہ بجلد للعہ ر۔ رعایتی قیمت مجلد للعہ بجلد ہے روپیہ۔

ترجمۃ القرآن انگریزی

(بلا متن سستا ایڈیشن)

یہ بلا متن ترجمہ کا مختصر دوم ایڈیشن ہے جو کہ اسی سال گیارہ ہزار کی تعداد میں ولایت سے چھپ کر آیا ہے پبلک کے اصرار پر یہ سستا ایڈیشن تیار کرایا گیا ہے۔ خصوصاً غیر مسلم اصحاب میں مفت تقسیم کیلئے نہایت موزون ہے اب یہ ترجمہ اپنی مقبولیت کی وجہ سے محتاج تعریف نہیں حضرت مسیح موعودؑ کی حقیقی تڑپ کا نتیجہ ہے۔ آپنے ازالہ اوہام میں اس کی خواہش فرمائی اور فرمایا کہ یہ میرا کام ہے۔ یا اس کا جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے۔ اس ترجمہ کے بعد اور ترجمے بھی شائع ہوئے ہیں۔ لیکن اس وقت دنیا گواہی دیتی ہے کہ یہ بہترین ترجمہ ہے۔ اس لئے ہمارے دوست اس سستے ایڈیشن سے فائدہ اٹھائیں۔ اور غیر مسلم اصحاب میں مفت تقسیم کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ قیمت عا ر فی کاپی۔

انوار القرآن۔ پارہ عم کی ایمان افروز تفسیر

مولفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

جن لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کا درس سنا ہے وہ ڈاکٹر صاحب کے معارف و حقائق قرآنی کو خوب جانتے ہیں۔ احباب جماعت کے لئے بیش بہا تحفہ ہے جسے ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے مخصوص و دلنشین و مدلل انداز میں لکھا ہے۔ بہترین کتابت، دیدہ زیب طباعت اعلیٰ، سفید ولایتی کاغذ، خوبصورت کپڑے کی جلد جس پر کتاب اور مصنف کا نام سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے۔ جلسہ سالانہ پر احباب کے اصرار پر جناب ڈاکٹر صاحب نے اس کی قیمت میں تخفیف بھی کر دی ہے۔ یعنی اس وقت یہ دیدہ زیب کتاب صرف (عا ر) میں ملتی ہے۔ احباب آج ہی فرمائش بھیجدیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی جلد دو روپے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (عا ر)

گولڈن ڈیڈز آف اسلام

اسلام کے سنہری کارنامے (دوم ایڈیشن)

اس کتاب کو مولوی محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر دی لائٹ نے انگریزی زبان میں تالیف کیا ہے۔ کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ اسلام کے سنہری کارناموں کا ایک مختصر مرقع ہے۔ اس میں اسلامی تاریخ کی مختلف زمانوں کے پانچ منتخب واقعات بیان کئے گئے ہیں جن سے اسلام کی تعلیم اور مسلمانوں کی اسپرٹ پر روشنی پڑتی ہے۔ کتاب بہت دلچسپ اور طرز تحریر نہایت دلکش ہے۔ لائبریریوں میں رکھنے۔ طالبعلموں، واعظوں اور مبلغوں کے مطالعہ کے قابل ہے۔ نیز غیر مسلم اصحاب کے لئے نہایت موزون ہے۔ سرورق سادہ اور دیدہ زیب ہے جس پر کرۂ ارض پہاڑی کی چوٹی کے اوپر ایک مسلمان ہاتھ میں اسلامی علم لئے لہرا رہا ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ ر)

نوٹ:۔ تمام کتابوں کا محصول ڈاک و خرچ پیکنگ بذمہ خریدار ہوگا۔ طلب کرنے پر فہرست کتب مفت روانہ کی جاتی ہے۔

ملنے کا پتہ

منیجر۔ دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

سیرت ایوب

حضرت مسیح موعود کے خطوط

خط نمبر ۱

نوٹ: یہ وہی خط ہے جس کا ذکر خاکسار نے اپنے خط مورخہ آخر اپریل ۱۹۰۰ء میں کیا ہے اور جو پیغام صلح کی گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکا ہے۔ یہ خط مرحوم کے عین نزع کے وقت پہنچا۔ اور مرحوم کو اسی وقت پڑھ کر سنایا گیا اور اس کی آنکھوں اور ہونٹوں سے لگایا گیا۔ اس کے معاً بعد اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ گویا اسی خط کی اسے انتظار تھی۔ اور پھر رفیق اعلےٰ سے جا ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(مرزا یعقوب بیگ۔ ڈلہوزی ۲۵/۶ - ۱۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی مرزا ایوب بیگ صاحب ومحبی عزیزی مرزا یعقوب بیگ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اس وقت جو میں درد سر اور موسمی تپ سے یکدفعہ سخت بیمار ہو گیا ہوں۔ مجھکو تار ملا۔ جس قدر میں عزیزی مرزا ایوب بیگ کی دعا میں مشغول ہوں۔ اس کا علم تو خدا تعالیٰ کو ہے۔ خدا تعالےٰ کی رحمت سے ہرگز ناامید نہیں ہونا چاہیئے۔ میں تو سخت بیماری میں بھی آنے سے فرق نہ کرتا لیکن میں تکلیف کی حالت میں ایسے عزیز کو دیکھ نہیں سکتا۔ میرا دل جلد صدمہ قبول کرتا ہے۔ یہی چاہتا ہوں کہ تندرستی اور صحت میں دیکھوں۔ جہاں تک انسانی طاقت ہے۔ اب میں اس سے زیادہ کوشش کرونگا۔ مجھے پاس اور نزدیک سمجھیں نہ دور۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے میں اس درد دل کو بیان کروں۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے کیا دور ہے۔ کہ عزیزی ایوب بیگ کو تندرستی میں۔ جلد تر اس کو دیکھوں۔ اس علالت کے وقت جو تار مجھ کو ملی۔ میں ایسا سراسیمہ ہوں۔ کہ قلم ہاتھ سے چلی جاتی ہے۔ میرے گھر میں بھی ایوب بیگ کے لئے سخت بیقرار ہیں۔ اس وقت میں ان کو بھی اس تار کی خبر نہیں دے سکتا۔ کیونکہ کل سے وہ بھی تپ میں مبتلا ہیں اور ایک عارضہ حلق میں ہو گیا ہے مشکل سے اندر کچھ جاتا ہے اس کے جوش سے تپ بھی ہو گیا ہے۔ وہ نیچے پڑے ہیں۔ اور میں اوپر کے دالان میں ہوں۔ میری حالت تحریر کے لائق نہ تھی۔ لیکن تار کے درد انگیز اثر نے مجھے اس وقت اٹھا کر بٹھا دیا۔ آپ کا اس میں کیا ہرج ہے کہ اس کی ہر روز مجھ کو اطلاع دیں۔ معلوم نہیں۔ جو میں نے ابھی ایک بوتل میں دوا روانہ کی تھی۔ . . . . . وہ پہنچی یا نہیں۔ ریل کی معرفت روانہ کی گئی تھی اور معلوم نہیں۔ کہ بارش ہر روز ہوتی ہے یا نہیں۔ آپ ذرہ ذرہ حال سے مجھے اطلاع دیں۔ اور خدا تعالیٰ قادر ہے۔ تسلی دیتے رہیں۔ چوزہ کا شوربہ یعنی یخنی بچے خورد کا ہر روز دیا کریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ دستوں کی وجہ یہ ہے۔ کہ کمزوری نہایت درجہ تک پہنچ گئی ہے۔ والسلام

۲۵ر اپریل ۱۹۰۰ء

خط نمبر ۲

نوٹ: یہ خط حضرت مسیح موعود کا تعزیت نامہ ہے۔ جو کہ مرحوم کی وفات کے بعد موصول ہوا۔ اللہ تعالےٰ اسے غریق رحمت کرے آمین۔

(مرزا یعقوب بیگ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی مرزا یعقوب بیگ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا وہ تار جس کا جن . . . . ہروقت اندیشہ تھا۔ آخر کل عصر کے بعد پہنچا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عزیزی مرزا ایوب بیگ بیسا سعید لڑکا جو سراسر نیک بختی اور محبت اور اخلاص سے پر تھا۔ اس کی جدائی سے ہمیں بہت صدمہ اور دکھ پہنچا۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اور اس کے سب عزیزوں کو صبر عطا کرے اور اس مصیبت کا اجر بخشے۔ آمین۔ ثم آمین۔ اس مرحوم کے والد ضعیف کمزور کا کیا حال ہوگا۔ اور اس کی بیوہ عاجزہ پر کیا گذرا ہوگا۔ ہم اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ سب کو اس صدمہ کے بعد صبر عطا فرمائے۔ ایک جوان صالح نیک بخت جو اولیاء اللہ کی صفات اپنے اندر رکھتا تھا اور ایک پودہ نشوونما یافتہ جواب امید کے وقت پر پہنچ گیا تھا۔ یکدفعہ اس کا کاٹا جانا اور دنیا سے ناپدید ہو جانا سخت صدمہ ہے۔ اللہ جلشانہ سوختہ دلوں پر رحمت کی بارش کرے۔ اسی خط کے دقت میں جو اب ایوب بیگ مرحوم کی طرف میری توجہ تھی۔ کہ وہ کیونکر جلد ہماری آنکھوں سے ناپدید ہو گیا۔ اور تمام تعلقات کو خواب وخیال کر گیا۔ کہ یکدفعہ الہام ہوا۔

"مبارک وہ آدمی جو اس دروازہ کی راہ داخل ہو" یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ عزیزی ایوب بیگ کی موت نہایت نیک طور پر ہوئی ہے اور خوش نصیب وہ ہے جس کی ایسی موت ہو۔ ایک دفعہ عزیز مرحوم کی زندگی میں کثرت اس کی شفا کے لئے دعا کی۔ تب خواب میں دیکھا کہ ایک سڑک ہے۔ گویا وہ چاند کے ٹکڑے اکٹھے کرکے بنائی گئی ہے اور ایک شخص ایوب بیگ کو اس سڑک پر لے جا رہا ہے اور وہ سڑک آسمان کی طرف جاتی ہے اور نہایت خوش اور چمکیلی سڑک ہے۔ گویا زمین پر چاند بچھایا گیا ہے۔ میں نے یہ خواب اپنی جماعت میں بیان کی۔ اور تکلف کے طور پر ہم مجھ . . . . . کی طرف اشارہ ہے لیکن دل نہیں مانتا تھا۔ کہ اس خواب کی تعبیر صحت ہو۔ سو اب اس خواب کی تعبیر ظہور میں آئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون میری طرف سے اپنے والد صاحب کو بھی عزیز . . . . پیغام پہنچا دیں۔ خدا تعالےٰ نے جو چاہا ہو گیا۔ اب صبر رضا درکار ہے۔ رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین۔

درس قرآن مجید کے مختصر نوٹ

(از جناب مولانا مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی)

(مرتبہ غلام محمد صاحب خادم بی۔ اے)

حروف مقطعات اور انکے معانی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الٓمّٓ

ایسے حروف جو قرآن کریم کی بعض سورتوں کی ابتدا میں آتے ہیں۔ مقطعات کہلاتے ہیں۔ کیونکہ ان کو قطع قطع کرکے پڑھا جاتا ہے عام مولوی لوگوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ ان کو چھیڑا تک نہ جائے۔ کیونکہ ان کے معنی خدا کے سوائے اور کوئی نہیں جانتا۔ لیکن یہ سراسر غلط ہے۔ اللہ کے کلام میں مہمل کچھ نہیں۔ اگر ان حروف کے معنی کسی کو معلوم ہی نہیں ہوسکتے۔ تو ظاہر ہے کہ ان کا نزول بجائے ہمارے لئے بیفائدہ ہے لیکن یہ قرآن کریم کے نص صریح کے خلاف ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ افلا یتدبرون القرآن ام علیٰ قلوب اقفالھا قرآن میں یہ لوگ کیوں تدبر نہیں کرتے۔ کیا ان کے دلوں پر قفل پڑے ہیں۔ ان حروف پر تدبر نہ کرنا اس وعید کے ماتحت کیوں نہیں۔ پھر فرمایا۔ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا مہمل میں اختلاف کا ہونے یا نہ ہونے کا کیسے پتہ چلیگا۔ یوں بھی ارشاد کیا۔ وانہ لتنزیل رب العالمین نزل بہ الروح الامین علیٰ قلبک لتکون من المنذرین بلسان عربی مبین۔ کلام مہمل منذر کس طرح ہوسکتا ہے اور زبان عربی مبین کیسے ہوسکتی ہے۔ مہمل کلام تو عربی ہے نہ ہندی بولنا ہے اور مخاطبہ عبث کہلائے گا۔ پھر قرآن شریف میں تحدی ہے۔ مہمل میں تحدی کیسی؟ ان مقطعات کے معانی صحابہ سے مروی ہیں۔ پس کلام الہٰی کو مہمل کہنا بہت بڑی جرأت ہے۔ قرآن کریم جب خود مبین، آسان اور سہل ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ پھر قرآن کریم کا تمام زمانہ کو مقابلہ کیلئے چیلنج کرنا کہ فاتوا بسورۃ من مثلہ غلط ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ اگر یہ حروف کسی ایسی زبان کے حروف ہیں کہ جو کوئی بھی نہیں جانتا تو یہ کوئی خوبی یا بے مثل ہونے کی دلیل نہیں۔ جب ان حروف کے معنی صحابہ کرام سے مروی ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا سمجھنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا باقی قرآن کا۔

الٓمّٓ سے کیا مراد ہے

چنانچہ الٓمّٓ کے معنی حضرت ابن عباس سے انا اللہ اعلم مروی ہیں یعنی میں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔ اسی معنی کو ہی عموماً ترجیح دی گئی ہے۔ گو اور بھی اس کے معنی کئے گئے ہیں۔ مثلاً بعض کے نزدیک ا سے مراد الاؤ اللہ۔ ل سے مراد لطفہ اور م سے مراد مجدہ ہے۔ بہر حال اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حروف الفاظ کے قائم مقام ہیں۔

حروف الفاظ کے قائم مقام ہیں

اور حروف سے الفاظ کی طرف اشارہ کرنا دنیا کی ہر زبان میں مروج ہے انگریزی میں تو یہ رواج بہت ہے۔ عربی زبان میں بھی ایسا دستور تھا۔ مثلاً قلت لہا قفی (میں نے اس عورت سے کہا ٹھہر جاؤ) فقالت ق (قالت) یعنی میں ٹھہر گئی۔ اب یہ حرف "ق" "قفت" "وقفت" کا قائم مقام ہے۔ اسی طرح عین کے معنی آنکھ ن کے معنی مچھلی اور دوات اور بھی کئی ایسی مثالیں ہیں۔ جن میں حروف الفاظ کے قائم مقام استعمال کئے گئے ہیں

حروف مقطعات سورتوں یا انسانوں کے نام نہیں

بعض کے نزدیک حروف مقطعات ان سورتوں کے نام ہیں جن کے سر پر یہ مرقوم ہیں۔ مگر یہ بھی کچھ ٹھیک معلوم نہیں ہوتا۔ الٓمّٓ سورہ بقرہ کے علاوہ پانچ اور سورتوں کی ابتدا میں بھی آتے ہیں۔ اگر تو یہ نام ہے تو مختلف سورتوں کا ایک ہی نام رکھنا ہر سورۃ کے نام کو مشتبہ کرتا ہے نام ہمیشہ امتیاز کے لئے ہوتا ہے۔ لفظ پرست مولوی کہتے ہیں۔ کہ اللہ میاں کو عبداللہ اور عبدالرحمٰن نام بہت پسند ہیں۔ اس لئے لوگوں کے نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن کے سوا اور کوئی نہیں ہونے چاہئیں۔ اب ظاہر ہے کہ اگر ہم میں سے سارے کے سارے عبداللہ اور عبدالرحمٰن نامی ہوں۔ تو پھر تو ایک مصیبت آجائے اور خطوط اور منی آرڈروں کا امتیاز دشوار ہو جائے۔ اس لئے یاد رکھنا چاہیئے کہ نام ہمیشہ امتیاز کے لئے رکھا جاتا ہے۔ پس حروف مقطعات سورتوں کے نام نہیں ہوسکتے۔

کسی نے تو یہ بھی لکھ مارا ہے کہ یہ حروف قرآن کے پہلے کاتبوں کے ناموں کے حروف ہیں یعنی ان کے initials یا دستخط ہیں۔ مگر یہ بہت ہی بودا خیال ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں یہ ماننا پڑے گا کہ قرآن میں تحریف ہوگئی ہے کہ کسی نے اپنا نام بیچ میں ٹھونس دیا ہے

الٓمّٓ کا سورہ بقرہ کے ساتھ شدید تعلق ہے

اس کے بعد الٓمّٓ کے متعلق جو میری اپنی تحقیق ہے وہ یہ ہے کہ الٓمّٓ کا اس سورہ بقرہ کے ساتھ بہت شدید تعلق ہے۔ بقرہ کے معنی ہیں گائے۔ الٓمّٓ کے معنوں کو سمجھنے کے لئے ایک مختصر سی تمہید کی ضرورت ہے۔ دنیا کی تین بڑی بڑی تہذیبوں کا تعلق گائے کے ساتھ ہے۔ مصر، بابل اور ایران کی تہذیب۔ ہندوستان کی تہذیب وہیں سے مقتبس ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ ہندوؤں کے ہاں اس کی بے حد عزت کی جاتی ہے۔ وہ اس کی پرستش کرتے ہیں۔ یہاں تک اسے پاک اور متبرک سمجھتے ہیں کہ اس کے پیشاب اور گوبر کو بھی پوتر جانتے ہیں۔ یہاں پنجاب میں بھی ہر صبح ہندو عورت اس انتظار میں رہتی ہے کہ گائے کب پیشاب کرتی ہے۔ تاکہ اس کا پیشاب برتن میں لے لے۔ بلکہ دودھ کی طرح پیشاب بھی دوہ لیا جاتا ہے۔ بمبئی میں آپ کبھی دیکھیں۔ تو ہنستے ہنستے لوٹ جائیں کہ سر بازار اگر گائے جاتے جاتے پیشاب کرنے لگے۔ تو ہندو جھٹ دوڑ کر اپنے ہاتھوں پر لے لیتا ہے اسے آنکھوں سے لگاتا ہے کچھ قطرے زبان پر ڈالتا ہے۔ کچھ کانوں میں ڈالتا ہے اور سمجھتا ہے کہ بس سرتا پا پاک ہوگیا۔ لکھا ہے کہ برہمن گائے کے پیشاب سے غسل کیا کرتے تھے (دیکھو پربودھ چندر ودے انک ۲ شلوک ۱۰) اور راجہ پرتھشر جی گوبر میں سے اناج کے دانے تلاش کرکے کھایا کرتے تھے۔ گوبر کا پانی نچوڑ نچوڑ کر پیا کرتے تھے (مہابھارت انوپرو ادھیائے ۷۶) غرض گائے کو نہایت ہی پاک اور بابرکت سمجھا جاتا ہے۔ کرشن جی مہاراج بھی گائے سے برکت حاصل کرتے تھے۔ لکھا ہے کہ جب کبھی سوار ہو کر کہیں جاتے۔ تو گائے کو چھو کر سوار ہوتے۔ مندروں میں اگر جاؤ۔ تو اکثر گائے کا بت نظر آتا ہے۔ غرض گائے کو اس قوم نے بیحد عظمت دی ہے

پرانی تہذیبوں میں گائے کی عظمت

جدید تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی تہذیب دنیا کی تین ابتدائی تہذیبوں سے آئی ہے۔ چنانچہ مصر، بابل اور ایران میں پرانے زمانہ میں گائے کو سب سے زیادہ وقعت حاصل تھی۔ موجودہ تحقیقات میں مصر میں قاہرہ سے جنوب کی طرف کوئی چالیس میل کے فاصلہ پر ایک مندر کھودا گیا ہے جس میں سے ایسے صندوق نکلے ہیں کہ جن میں سے گائے بیلوں اور بادشاہوں کی نعشیں نکلی ہیں۔

مصر میں گائے کی پرستش عام تھی اور فرعون مصر کا تاج گئو مکھی تھا۔ بابل میں جگہ جگہ بازاروں میں گائے کے مجسمے نصب تھے ایران میں شاہ جمشید کا گنج گاؤ مشہور تھا جس میں جواہرات سے مرصع گایوں کے مجسمے تھے

پرانے رسم الخط کا گائے سے تعلق

اسی طرح تاریخ سے یہ امر ثابت ہے کہ پرانے زمانہ میں جو رسم الخط تھا۔ وہ تصاویر کی شکل میں تھا۔ یعنی لوگ اپنے مافی الضمیر کو تصاویر کے ذریعہ سے ظاہر کیا کرتے تھے۔ چنانچہ مصر کی تہذیب میں حروف تہجی کی ابتدا گائے کی تصویر سے ہوئی ہے پرانی تہذیب میں حروف تہجی تصاویر کی شکل میں تھے پھر آہستہ آہستہ لکیروں تک نوبت آگئی۔ چنانچہ جیسا میں نے پہلے بیان کیا ہے۔ مصر کی تہذیب میں حروف تہجی کی ابتدا گائے کی تصویر سے ہوئی تھی، ایک عرصہ کے بعد گائے کی بجائے سر اور دو سینگ رہ گئے۔ جب اس سے اور بھی اختصار کیا گیا۔ تو یہ ∀ شکل رہ گئی۔ یعنی سینگ اوپر اور تھوتھنی نیچے انگریزی زبان کے alphabet کا جو پہلا حرف اے (A) ہے۔ وہ مذکورہ شکل کو اوندھا کرنے سے A شکل کا بنا ہے یعنی سینگ نیچے اور تھوتھنی اوپر۔ مگر عربوں نے جو کمال کیا۔ وہ یہ ہے کہ سینگ بالکل اڑا دیئے اور صرف ایک سیدھا خط بنا دیا۔

الف۔ لام اور میم سے کیا مراد ہے

عبرانی، سریانی اور کلدانی جتنی اس سلسلے کی پرانی زبانیں ہیں ان میں ا (الف) کے معنی گائے یا بیل کے ہیں۔ سریانی زبان میں اس کا تلفظ الپُو ہے۔ (۲) ل (لام)۔ ل مشتق ہے، لالم سے۔ عربی میں اس کی شکل التلام ہے تلمیذ۔ تلامذہ۔ تلمذ سب اسی سے نکلے ہیں۔ اس کے اصل معنے گائے کو زمین پھاڑنے کے لئے سدھانا ہیں (۳) اور م (میم) کے معنی عبرانی زبان میں پانی یا پانی کی موج اور بہر کے۔ عربی میں اس کے معنی پانی کے ہی ہیں۔ لغت سے معلوم ہوتا ہے کہ ماء بھی (میم) سے ہی نکلا ہے۔ ان زبانوں کی بنا پر الٓمّٓ کے معنی ہیں گائے یا بیل جو زمین کو پھاڑے اور کھیتی کو پانی دے۔ بقرہ کے بھی یہ معنی جو خود قرآن کریم نے ہمیں بتائے ہیں۔ سورہ بقرہ میں اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے اور بنی اسرائیل کے حجت کرنے پر فرمایا۔ انہا بقرۃ لا ذلول تثیر الارض ولا تسقی الحرث کہ وہ گائے جو زمین پھاڑنے اور کھیت کو پانی دینے کے لئے نہیں لگائی گئی۔ گویا ان لوگوں نے بجائے اسے غلام بنانے کے اسے معبود بنا لیا تھا

الہام کو گائے کی شکل میں ظاہر کرنے کی وجہ

اس کے علاوہ ایک اور بات جو یاد رکھنے کے قابل ہے یہ ہے کہ دنیا کی کسی پرانی مذہبی کتاب میں کسی نے الہام کو تصویری زبان میں گائے کی شکل میں ظاہر کیا۔ جو زمین کو کھود کر پانی دے رہی تھی۔ دیکھو مصر، بابل اور ہڑپا (سندھ) کے کتبے اور سکے جن کی وجہ سے لوگوں نے ٹھوکر کھائی اور گائے کو اپنا معبود بنا لیا، حالانکہ اس سے انسان کو یہ سبق دینا مقصود تھا۔ کہ جس طرح گائے زمین کو پھاڑ کر اور کھیتی کو پانی دے کر اسے زرخیز اور مفید بنا دیتی ہے اور اس کی مخفی طاقتیں نمایاں ہو جاتی ہیں، اسی طرح وحی الہٰی بھی انسان کے پوشیدہ کمالات کو باہر نکالتی ہے اور انسان کے قلب کو زندگی

(باقی صفحہ ۴ پر)

اب تو تھوڑے رہ گئے دجال کہلانے کے دن

"جالندھر شہر میں ایک مباحثہ"

احمدیت کی فتح

مولوی عمرالدین صاحب احمدی دہلی سے دو تین دن کے لئے جالندھر شہر میں تشریف لائے ہوئے ہیں مولوی صاحب اپنی عادت کے مطابق اپنے مرشد سابق سید غلام نبی شاہ صاحب کی مسجد میں نماز ادا کرنے کیلئے جاتے رہے۔ لیکن انہوں نے اپنی نماز الگ پڑھی۔ کل صبح بتاریخ ۸ر اگست ۱۹۳۵ء بعض غیر احمدی نوجوانوں کو خیال آیا۔ کہ مولوی عمرالدین صاحب کو احمدیت سے ہٹانے کے لئے کوشش کرنی چاہیئے چنانچہ یہ طے پایا۔ کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے حقیقی نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور اپنے منکروں کو اپنے دعوے کے انکار کی وجہ سے کافر قرار دیا ہے تو مولوی صاحب احمدیت سے توبہ کر لیں گے۔ چونکہ علماء سوء نے عوام الناس کو اپنی رد عقیدوں کو حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کر کے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے اس لئے نوجوان غیر احمدی اصحاب نے سمجھا کہ یہ تو معمولی بات ہے وہ ایک مولوی صاحب کو گیا رہ بجے دن کے لے آئے۔ مولوی صاحب نے جالندھر میں ایک مدرسہ بھی قائم کر رکھا ہے۔ اور وہ ایک بڑا ٹرنک جو کتابوں سے بھرا ہوا اپنے ساتھ لائے اور بھی بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ مسجد بھر گئی۔ گفتگو شروع ہوئی۔

مولوی صاحب۔ چونکہ بحث اس امر پر ہے کہ آیا مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے یا نہیں اس لئے آپ پہلے نبی کی تعریف کریں۔

احمدی۔ نبی وہ شخص ہے جسے خدا تعالیٰ وحی نبوت کے ساتھ منصب نبوت پر مامور فرمائے ایسا شخص کسی دوسرے کا امتی نہیں ہوتا۔

مولوی صاحب۔ نبوت کسے کہتے ہیں؟

احمدی۔ خدا کی طرف سے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے کسی کا بھیجا جانا اور اس وحی سے مخصوص کیا جانا جو انبیاء علیہم السلام کو ہوئی جسے کتاب اللہ بھی کہتے ہیں اور وحی نبوت بھی اور یہ وحی کسی دوسرے کی وحی یا الہام کی محتاج نہیں ہوتی۔

مولوی صاحب۔ رسول کسے کہتے ہیں؟

احمدی۔ رسول کا لفظ عام ہے اس کے معنے ہیں بھیجا ہوا اور قرآن مجید میں یہ لفظ انبیاء پر بھی بولا گیا ہے اور غیر انبیاء پر بھی

مولوی صاحب۔ یہ تعریفیں بالکل غلط ہیں۔

احمدی۔ بہت اچھا۔ تو اب آپ صحیح تعریف کر کے خود دکھائیں

مولوی صاحب۔ نبی وہ ہے جس پر بذریعہ جبریل ۔۔ براہ راست وحی الٰہی ہو۔ وہ کسی کا امتی نہیں ہوتا۔ تابع ہو سکتا ہے

احمدی۔ رسول کسے کہتے ہیں اور مرسل اور رسول میں کیا فرق ہے

مولوی صاحب۔ رسول صاحب کتاب نبی کو کہتے ہیں۔ اور رسول و مرسل ایک ہی بات ہے مگر قرآن مجید میں توسعاً نبی اور رسول کے الفاظ ایک دوسرے کی جگہ بھی استعمال ہوئے ہیں۔ یعنی نبی کو رسول اور رسول کو نبی کہا گیا ہے۔

احمدی۔ جب قرآن مجید میں رسول اور نبی کے الفاظ وسعت معانی کے لحاظ سے مترادف طور پر بھی استعمال کئے گئے ہیں تو آپ کی بیان کردہ تعریف ناقص ہو گئی۔ یا یوں کہیئے کہ جب قرآن مجید میں نبی جو صاحب کتاب نہیں اسے توسعاً رسول جو صاحب کتاب ہو کہہ دیا گیا ہے۔ تو اگر ایک غیر نبی کو بوجہ مشابہت تامہ کے اگر توسعاً یا مجازاً نبی کہہ دیا گیا۔ تو کیا غضب ہو گیا۔

یہاں آکر مولوی صاحب رٹ لگائے کہ میں نے تو توسعاً نبی کو رسول اور رسول کو نبی کہا جانا تسلیم کیا ہے نہ کہ مجازاً۔ اس پر انہیں مولوی عمرالدین صاحب نے کہا۔ کہ مجازی استعمال بھی وسعت معانی کی بنا پر ہی ہوتا ہے۔ آپ گھبرائیں نہیں میں یہی کہہ دونگا کہ حضرت مرزا صاحب نے باوجود محدث ہونے کے توسعاً اپنے آپ کو نبی اور رسول کہا ہے ورنہ وہ حقیقتاً نبی نہیں۔

اب مولوی صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی کتابوں سے عیسائیوں کی طرح حوالے پیش کرنے شروع کئے۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ ہر حوالہ جو انہوں نے پیش کیا۔ اس کا جواب بھی اسی حوالہ کے سیاق و سباق ہی سے مولوی عمرالدین صاحب نے دکھا دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مولوی صاحب ایک بھی حوالہ پر نہ ٹکے۔ بلکہ ہر دفعہ پہلے حوالہ کو چھوڑ دیتے اور نیا حوالہ اس خیال سے پیش کر دیتے کہ شاید احمدی یہاں قابو آجاویں مگر ہر حوالہ میں ان کو ناکامی ہوئی۔ یہاں تک کہ مولوی عمرالدین صاحب نے کہا کہ مولوی صاحب جتنے حوالے آپ نے پیش کئے آپ کے مدعا کے خلاف اور میرے منشا کے مطابق نکلے۔ اور جو آپ اور پیش کرنا چاہتے ہیں، وہ بھی ہمیں سب معلوم ہیں۔ بلکہ اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کے معلومہ حوالوں میں سے زائد کئی حوالے پیش کر سکتے ہیں اور اگر آپ کو معلوم نہ ہوں تو جو چاہیں مجھ سے پوچھ لیں۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ جب حضرت مرزا صاحب نے بارہا لکھ کر شائع کر دیا تھا کہ:-

(۱) ماعنی اللہ من نبوتی الا کثرت المکالمۃ والمخاطبۃ

(۲) ما نعنی من النبوۃ ما یعنی فی الصحف الاولیٰ

(۳) سمیت نبیاً من اللہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ

(۴) میں نے آنحضرت صلعم سے ہی تمام فیض کو پایا ہے اور بلحاظ آنحضرت صلعم کا امتی ہوں۔

تو اب جتنے حوالے آپ ایسے پڑھینگے کہ جہاں حضرت مرزا صاحب نے اپنے آپ کو نبی کہا ہے۔ وہاں اوپر کی چاروں باتیں ساتھ سمجھی جائینگی اور معنی یہی ہونگے کہ حضرت مرزا صاحب صحف سابقہ والی نبوت کے مدعی نہیں ہیں بلکہ تمکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کو مجازاً نبوت کے نام سے موسوم کیا ہے اس لئے آپ کو اصولی طور پر بحث ختم کرنی چاہیئے۔

مولوی صاحب۔ یہ مرزا صاحب کا دعویٰ کہ میں نے جو کچھ پایا ہے آنحضرت صلعم سے ہی پایا ہے اور آپ کی اتباع سے پایا ہے جھوٹ معلوم ہوتا ہے کیونکہ مرزا صاحب حقیقت الوحی میں لکھتے ہیں کہ میں نے جو کچھ پایا ہے وہ سب محض عنایت الٰہی ہے اور مجھے شکم مادر میں ہی سب کچھ مل گیا تھا

احمدی۔ شاید مولوی صاحب کو یہ علم نہیں کہ فیضان محمدی رحم مادر میں بھی ہوتا ہے جس سے ایک شخص مادر زاد ولی ہو سکتا ہے۔ اور حضرت شیخ عبدالقادرؒ کے متعلق تو صاف لکھا ہے کہ وہ مادر زاد ولی تھے اور یہ معلوم ہی ہے کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی روحانی فرزند تھے۔ پس جیسا کہ احادیث میں ہے کہ نطفہ جب رحم مادر میں آتا ہے تو وہ سعید یا شقی قرار دیا جاتا ہے اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ فیضان محمدی سے جو آپ کے شامل حال تھا۔ رحم مادر میں سعید لکھے گئے اور بالقوۃ سب کمالات بیج کی طرح آپ میں تھے جو آنحضرت صلعم کی ظاہری باطنی اتباع کے ماتحت نشوونما پا کر ایک عظیم الشان شخصیت کی صورت میں نمودار ہو گئے اس لئے آپ کا یہ فرمانا کہ مجھے شکم مادر میں ہی سب کچھ ملا۔ بالکل درست ہے اور یہ فرمانا۔ کہ مجھے آنحضرت کی اتباع سے سب کچھ ملا۔ یہ بھی درست ہے اور دونوں قولوں میں کوئی تضاد نہیں ہے

مولوی صاحب۔ مرزا صاحب ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۳ پر لکھتے ہیں کہ امتی اور نبی کا مفہوم متباین ہے اگر یہ سچ ہے تو اصول یہ ہے کہ دو متباین کلیات کسی ایک فرد میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ پھر مرزا صاحب کیوں بار بار لکھتے ہیں کہ میں ایک پہلو سے نبی ہوں اور ایک پہلو سے امتی۔

احمدی۔ مولوی صاحب آپ علم کو الٹا استعمال کر رہے ہیں۔ اور یہ علم پڑھ کر دانستہ دھوکہ دہی کرتے ہیں۔ بھلا مرزا صاحب کب کہتے ہیں کہ میں حقیقتاً نبی ہوں اور حقیقتاً امتی۔ جو آپ دو متضاد کلیوں کے اجتماع کا اعتراض کرتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب تو کہتے ہیں کہ میں درحقیقت نبی نہیں بلکہ ایک امتی ہوں اس لئے آپ کا یہ فرمانا کہ میں ایک پہلو سے امتی ہوں اس کے یہ معنے ہیں کہ میں درحقیقت امتی ہوں اور پھر یہ کہنا کہ میں ایک پہلو سے نبی ہوں۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ ۔۔۔ معنے ہیں کہ میں حقیقتہً نبی نہیں ہوں بلکہ امتی ہوں جسے مجازاً نبی کا خطاب دیا گیا ہے۔

دو متضاد کلیاں جمع ہو سکتی ہیں جبکہ ایک کلی کو حقیقت کے اعتبار سے پیش کیا جائے۔ اور دوسری کلی کو مجازی طور پر بیان کیا جائے جیسے ایک ہی شخص کو زندہ بھی کہہ سکتے ہیں اور مردہ بھی۔ زندہ اس اعتبار سے کہ خدا اس کو روحانی رزق عطا کرتا ہے۔ اور اس کا مقصد پورا ہو جاتا ہے اور مردہ اس اعتبار سے کہ وہ خدا کی راہ میں قتل ہو

پھر نبی کریم صلعم کی ازواج مطہرات ایک اعتبار سے ہماری مائیں نہیں اور ایک اعتبار سے مائیں ہیں۔

پس مولوی صاحب کا اعتراض باطل ہے

مولوی صاحب۔ مرزا صاحب دراصل جیسا موقع محل دیکھتے تھے ویسا ہی کہہ دیتے۔ دراصل ان کا کلام متناقض ہے۔ کہیں نبوت کے منکر ہیں اور کہیں قائل۔

احمدی۔ جب مولوی صاحب آپ سے کچھ بن نہ پڑا۔ تو اب اس پر آپ آگئے کہ اقوال متضاد ہیں۔ حالانکہ آپ خود حقیقت سے بے خبر ہیں۔ اگر واقعی اقوال متضاد ہیں تو بھی اصل یہ ہونا چاہیئے کہ جہاں دعوے نبوت آپ کے خیال میں ہے۔ اگر اس کی یہ تاویل ہو سکے جو میں نے حقیقت و مجاز کے رنگ میں کر کے دکھائی ہے تو آپ بھی اسی طرح تاویل کر لیں تاکہ خواہ مخواہ ایک مسلمان کو آپ کافر ٹھہرانے والے نہ بن جائیں۔

اگر آپ یوں بھی نہیں مانتے تو اپنی یا میری بیان کردہ تعریف نبوۃ کے مطابق مرزا صاحب کو نبی ثابت کر کے دکھائیں۔ اور اگر یہ بھی ممکن نہیں تو پھر اپنے اعتراض کو واپس لے لیں۔

مولوی صاحب۔ مرزا صاحب تو کہتے ہیں کہ خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ تو اب کیا خدا کا نام رکھنا جھوٹ ہوتا ہے ۔۔۔ کیا یہ خدا کی اصطلاح شرعی اصطلاح کہلائیگی یا کچھ اور۔

احمدی۔ خدا تعالےٰ کے کلام میں حقیقت بھی ہے ۔۔۔ مجاز بھی۔ جو نام بطور مجاز وہ عنایت کرتا ہے اس میں بھی ۔۔۔ حقیقت ہوتی ہے جس کی وجہ سے مجازاً وہ نام کسی کو دیا

فتلاً قرآن مجید میں ان کفار کو جو اسلام کی تعلیم کو باوجود کشف حقیقت کے نہ سنتے تھے اور واقعات کو آنکھوں سے دیکھ کر بھی دانستہ انکار کرتے تھے اور دل سے کبھی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش نہ کرتے تھے "مردے" قرار دیا گیا ہے۔ اور کبھی انہیں "صم بکم عمی" قرار دیا ہے لیکن درحقیقت وہ مردہ نہ تھے۔ بہرے گونگے اور اندھے نہ تھے۔ بلکہ اس وجہ سے کہ ان کا حال مردوں سے اس قدر مناسبت رکھتا تھا انہیں "صم بکم عمی" کے ناموں سے مجازاً پکارا گیا۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب در اصل نبی تو نہیں ہیں۔ مگر چونکہ ان کو نبیوں کی طرح مکالمہ مخاطبہ ہوا۔ اور بہت کثرت سے ہوا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے آپ کا نام مجازی طور پر نبی رکھدیا۔ اور شریعت اسلامی میں مجازی طور پر نام دیا جانا اور بات ہے اور حقیقت کے طور پر نام دیا جانا اور بات ہے۔

یہ اعتراض کہ خدا جو نام رکھتا ہے وہ جھوٹا نہیں ہوتا درست ہے۔ مگر مجازاً نام رکھنے کے یہ معنے نہیں کہ جو نام دیا گیا ہے وہ جھوٹ دیا گیا ہے۔ بلکہ مجازی نام کے لئے تو بعض صفات و خواص کا بکثرت پایا جانا ضروری ہے اور حقیقی نام کے لئے یہ ضروری نہیں جیسا کہ اگر کسی انسان کو مجازاً شیر کہنا ہو تو ضروری ہے کہ اس انسان میں شیر کی بہادری ہو جو اسے دوسروں سے ممیز کرتی ہو لیکن ایک شیر کو شیر اس وقت بھی کہیں گے جب وہ بالکل کمزور ہو۔

نوٹ۔ نبوت کے مسئلہ پر مولوی صاحب تین گھنٹے کامل بحث کرتے رہے اور ہر بار جو عذر پیش کرتے وہ دوبارہ پیش کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ مولوی صاحب کو کہا گیا کہ جو تعریف نبوت آپ نے کی ہے یا جو ہم نے پیش کی ہے۔ اس کے مطابق آپ حضرت مسیح موعود کا ثبوت کا دعوے ثابت کر دیں۔ مگر مولوی صاحب نے ہتھیار ڈال دیئے۔ (باقی دارد)

(کفر و اسلام کے متعلق آئندہ)

ہماری تبلیغی ڈاک

(مرتبہ خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب آنریری جائنٹ سکرٹری)

عراق

اخویم سید تصدق حسین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ لائٹ کی یکم اگست کی اشاعت میں "جاپان کے لئے سٹ" کے زیر عنوان مضمون میری اور احباب کی نظروں سے گذرا۔ پروفیسر برلاس صاحب آف ٹوکیو کی تحریک اور اخویم امام الدین صاحب کی نہ صرف تجویز بلکہ عملی حصہ اور انجمن کا بالمقدمہ سٹ نصف قیمت پر دینے کا فیصلہ۔ یہ سب باتیں احباب کے دلوں میں ایک جوش پیدا کر گئیں۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا تھا۔ کہ ایسی مفید اسلام تحریک اٹھے اور احباب جماعت بغداد و معاونین اس میں حصہ نہ لیں۔ السابقون الاولون کا سہرا برادر عزیز عبد الحلیم صاحب کے سر رہا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۲۳ سٹ کے وعدے ہو چکے ہیں فہرست معطی صاحبان ملفوف ہے۔ برادر مکرم محمد یعقوب صاحب پراچہ جنہوں نے پانچ سٹ عطا فرمائے کے والد بزرگوار اور میرے کرمفرما جناب میاں محمد اسحاق صاحب پراچہ اپنے وطن بھیرہ میں گذشتہ دس ماہ سے علیل ہیں۔ احباب میانصاحب موصوف کی کامل صحت کے لئے درد دل سے دعا فرماویں۔ میانصاحب موصوف اور ان کے صاحبزادہ صاحب ہمیشہ دینی خدمات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے ہیں اور ان کے دل میں اسلام کا سچا درد ہے۔

فہرست خریدسٹ

میاں محمد یعقوب صاحب پراچہ ۵۔ عبد الحلیم صاحب ۱ سٹ۔ ماسٹر فضل الدین صاحب ایک۔ الشیخ عباس ابن سید یعقوب صاحب ایک۔ السید عابد علی صاحب ایک۔ سلطان علی صاحب ایک۔ سید تصدق حسین صاحب ایک۔ حافظ گل محمد صاحب ایک۔ عبد العزیز صاحب ایک۔ عبد الکریم صاحب ایک۔ داؤد محمد سالار خانصاحب ایک۔ عبد اللہ آفندی ایک۔ رمضان صاحب ایک۔ اللہ جوایا صاحب ایک۔ محمد شیر گل خانصاحب ایک۔ بشیر احمد صاحب پراچہ ایک۔ اسماعیل محمود صاحب اعظمیہ ایک۔ ابراہیم آدم صاحب سچوانی ایک۔ اے ایم کساگر صاحب (ہندو) ایک۔ ہاشم عمر صاحب ایک۔

بغداد میں چند عرب نوجوانوں نے ایک انجمن قائم کی ہے جس کے اصول و اغراض میں داخل ہے کہ ہر وہ شخص جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہے مسلمان ہے۔ تعاون و شرکت کی دعوت دینے پر ہم بھی شامل ہو گئے ہیں۔ ان کا پندرہ روزہ عربی اخبار بھی نکل رہا ہے جس کی کاپی بھیجدی گئی ہے۔

دوسری ڈاک کا خط

اخویم سید تصدق حسین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ جاپان کے لئے اسلامی لٹریچر کے سٹ کی تحریک پر پہلے ۲۳ سٹوں کے لئے فہرست احباب دی گئی تھی اب ذیل کے پانچ دوستوں نے اس تحریک مبارک میں حصہ لیا ہے۔ جناب موسلے بھائی ابراہیم کھتبانی صاحب ایک۔ لطیف ابراہیم صاحب۔ ایم۔ آر مرزا صاحب ایک۔ ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب ایک۔ ماسٹر احمد الدین صاحب ایک۔

روما کی اورینٹل کانفرنس کے لئے جو اسلامی لٹریچر کے سٹ کی تحریک شروع کی گئی تھی۔ اس میں یہاں سے چھ سٹوں کے وعدے ہوئے تھے۔ جن میں سے تین دوستوں کی قیمت سٹ گذشتہ ماہ روانہ ہو چکی ہے۔ باقی تین کی بھی وصولی ہو چکی ہے۔ ج

آئندہ ماہ۔۔ روانہ ہوگی۔ ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ سلطان علی صاحب ایک۔ ماسٹر فضل الدین صاحب ایک۔ سید تصدق حسین صاحب ایک۔

جاوا

مرزا ولی احمد بیگ صاحب لکھتے ہیں کہ جولائی کے آخری ہفتہ میں بمقام صولو میں ہماری جماعت جاوا کی نہایت کامیاب کانفرنس منعقد ہوئی۔ جزیرہ جاوا کی تمام احمدی جماعتوں نے اپنے نمائندے بھیج رکھے تھے۔ یہاں جو نواب حکمران ہے اسے محافظ دین کا خطاب حاصل ہے اور اس کی حیثیت حضور نظام حیدر آباد کی مانند ہے اور تمام جاوی قوم کے دلوں میں اس کی بہت عزت ہے۔ یہ مقام جاوی تہذیب کا گہوارہ سمجھا جاتا ہے اور یہاں کی زبان جاوا کی صحیح زبان سمجھی جاتی ہے۔

صولو ہماری تحریک کا بھی اہم مقام ہے کیونکہ یہاں ہماری جماعت کے ان لنک سکرٹری صاحب جناب مفتی شریف صاحب کا دفتر ہے اور اسی جگہ ہمارا مرکزی کتب خانہ ہے۔ ہماری جماعت کی صدر کمیٹی کے اکثر ممبر یہیں رہتے ہیں۔ مفتی شریف صاحب اب قرآن کریم کی تفسیر کا جاوی زبان میں ترجمہ کر رہے ہیں۔

کانفرنس کے دو پبلک جلسے ہوئے۔ جن میں کثرت سے تعلیمیافتہ اور سمجھدار لوگ شامل ہوئے تھے۔ انہوں نے ہماری جماعت کی تعلیم اور عملی سرگرمیوں کا حال نہایت دلچسپی سے سنا۔ ان میں سے ایک جلسہ میں حاکم صولو کا شائع شدہ قرآن کریم کا ڈچ ترجمہ تحفۃً وصول کرنے کے لئے آیا۔ جو کہ ایک نہایت خوبصورت لکڑی کے بکس میں رکھ کر پیش کیا گیا۔

مینگنگ آف اسلام کے جاوی ترجمہ کی ایک کاپی آج کی ڈاک سے بذریعہ رجسٹری روانہ کی جارہی ہے انشاء اللہ اس کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو حقانیت کی طرف رہنمائی ہوگی۔ جیسا کہ ڈچ ترجمہ کے ذریعہ کثرت سے لوگ جماعت میں شامل ہو گئے ہیں۔ جلسہ کا فوٹو دوسری ڈاک سے ارسال ہوگا۔

فہرست چندہ کوئٹہ زلزلہ فنڈ

مورخہ ۱۹ اگست ۳۵ء تک

نام	روپیہ	آنہ	پائی
ماسٹر عطا الٰہی صاحب برنالہ	۱	.	.
معرفت مرزا عزیز بیگ صاحب سامانہ	۱۰	۱۲	.
معرفت چودھری فضلداد صاحب	۴	۸	.
ڈاکٹر سید بشیر حسین شاہ صاحب	۵	.	.
پروفیسر شیخ محمد عبد اللہ صاحب جرمنی	۱۰	.	.
منشی محمد عبد اللہ صاحب کاتب	۱	.	.
میزان	۳۲	۴	.
سابقہ میزان	۱۱۹۳	۱۳	۱۰
کل میزان	۱۲۲۶	۱	۱۰

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ آج ۲۳ راگست صبح ڈلہوزی سے تشریف لائے ہیں۔ جمعہ بھی پڑھائیں گے۔ اور آج شام کو ہی واپس ڈلہوزی تشریف لے جاویں گے۔

—— شیخ محمد اعظم صاحب امرتسر سے اطلاع دیتے ہیں کہ چودھری لسو صاحب جو ایک نہایت مخلص انسان اور ہمارے سلسلہ کے معاون و ہمدرد تھے انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

—— مولوی نیاز احمد صاحب خاکی اپنی اہلیہ کی صحت کے لئے دعا کے طالب ہیں۔ ان کی اہلیہ کو پھوڑے کی تکلیف ہے جس کا اپریشن بھی کرایا جا چکا ہے۔

—— ہمارے دوست فرخ سیر خانصاحب اپنی اہلیہ کے لئے جو عرصہ سے مرض دق میں مبتلا ہیں۔ تمام احباب کی خدمت میں دعائے صحت کی درخواست کرتے ہیں۔

—— جن اصحاب کی خدمت میں دفتر پیغام صلح سے یاد دہانیاں بھیجی گئی ہیں۔ وہ مہربانی فرما کر اپنی قریب ترین فرصت میں چندہ بھیجیں تا کہ وی پی میں زاید اخراجات نہ ہوں۔

(اخبار احمدیہ باقی پوسٹس میں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح
جلد ۲۳ | یوم جمعہ ۲۲ رجمادی الاول ۱۳۵۴ھ | نمبر ۵۲

عرض حال

قارئین پیغام صلح نے گذشتہ نمبر میں ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ اس اشاعت سے ایڈیٹری کے فرائض راقم الحروف کے سپرد کئے گئے ہیں۔ چنانچہ پرچہ زیر نظر قارئین کی خدمت میں نئے ہاتھوں سے بھیجا جا رہا ہے۔

ارشاد الٰہی ہے ان تؤدوا الامٰنٰت الیٰ اھلھا۔ "امانت اور فرائض اس کے اہل کے سپرد کرنے چاہئیں"۔ اگر میں یہ عرض کروں کہ بزرگان سلسلہ نے اس فرمان کی تعمیل نہیں کی۔ تو یہ گستاخی ہے لیکن یہ اتنا ضرور کہونگا۔ کہ اس قومی اخبار کی ادارت کے لئے میرا نام تجویز کرنے میں غایت درجہ حسن ظن سے کام لیا گیا ہے جس کے لئے میں تمام بزرگوں کا ممنون ہوں۔ مجھے اپنی ہیچمدانی کا خوب احساس ہے اور موجودہ حالات میں جبکہ ہر طرف مخالفت کا ایک طوفان ہے۔ میں اپنی کم مائگی کو اور بھی زیادہ محسوس کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ کے بھروسہ پر کام شروع کر دیا گیا ہے۔ وہی ذات ہے جو کسی میں بار امانت اٹھانے کی اہلیت پیدا کر سکتی ہے میں تمام احباب جماعت سے دعا کا ملتجی ہوں

دنیا میں ہر شخص کا نقطہ نظر ایک دوسرے سے جدا ہوتا ہے ہم مشرب۔ ہم جماعت اور ایک ہی دین میں شامل ہونے کے باوجود میری تقریر و تحریر کا میرے بھائی کے انداز بیان سے کلیتہً متفق ہونا ضروری نہیں۔ جہاں تک اصول کا تعلق ہے ہم سب متفق اور ہم آہنگ ہیں۔ لیکن ان اصول کو دنیا میں پیش کرنے کے لئے اگر طریق کار میں فرق ہو تو ہو سکتا ہے۔ سوائے اس کے کہ کوئی غلط اور بے جا طریق استعمال نہ کیا جائے۔ اس بات پر محکم یقین رکھتے ہوئے کہ احمدی قوم دنیا میں ممتاز ترین قوم ہے کیا بلحاظ اصول و عقائد کے اور کیا بلحاظ اعمال و اخلاق کے میرا سب سے پہلا فرض یہی ہوگا۔ کہ میں سلسلہ کی شان امتیازی کو برقرار رکھوں اور یہ کوشش کروں کہ پیغام صلح دوسرے مذہبی جرائد سے اپنے مسلک میں ایک خاص امتیاز کا مالک ہو۔ وما توفیقی الا باللہ

اس وقت ہر طرف احمدیت کے خلاف ایک طوفان برپا ہے فحش گالیاں، غلط اتہامات اور بے جا اعتراض خاص و عام کا شیوہ ہو چکا ہے احمدیت کو بدنام کرنے کے لئے ہر حربہ کا استعمال جائز سمجھا جاتا ہے اور اس الٰہی سلسلہ کو مٹانے کیلئے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی گئی اس کے بالمقابل ہمارا مسلک یہی ہوگا کہ ہم اعتراضات کا جواب دینگے غلط اتہامات سے اپنی بریت ثابت کریں گے۔ لیکن گالی کا جواب نہیں دینگے۔ اگر احمدیت سے ... رسول مقبول صلعم کے اوصاف حمیدہ کا اظہار مقصود ہے تو اس کی یہی صورت ہے کہ ہر قسم کی مخالفت، طعن و تشنیع اور گالی گلوچ کا خاموشی سے جواب دیا جائے۔ برا کہنے والوں کو معذور سمجھا جائے اور گالیاں دینے والوں کے لئے دعا کی جائے گو سخت کلامی کے جواب میں سخت کلامی کرنا ناجائز نہیں۔ ہر مظلوم کو ایسا کرنے کا حق ہے۔ لیکن درگذر بہرحال زیادہ اچھا جواب ہے اور اسی کی بالآخر فتح ہے ....

مَنْ صَبَرَ ظَفَرَ۔ جس نے صبر کیا وہ فتح مند ہوا اسی اصول کا نام احمدیت ہے نبی کریم صلعم کے اسوۂ حسنہ سے ہمیں یہی سبق ملتا ہے۔ اور ہمارے امام علیہ السلام کا بھی یہی ارشاد ہے۔

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

سلسلہ کے اہل قلم حضرات کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ قارئین پیغام کو وقتاً فوقتاً اپنے خیالات عالیہ سے مستفید ہونے کا موقع دیتے رہیں اور اعلائے کلمۃ الحق میں ہمارے ساتھ تعاون کریں مضمون نگاروں کے مضامین شکریہ کے ساتھ قبول کئے جاویں گے اور حسب گنجایش اخبار میں شائع کئے جاویں گے۔ ایسے اصحاب کی خدمت میں مکرر درخواست ہے کہ وہ خدا کے دین کی طرف حکمت اور موعظہ حسنہ سے لوگوں کو دعوت دیں۔ مذاہب غیر پر تنقید و تبصرہ علمی تحقیقات اور جائز اعتراض کئے جائیں لیکن جادلھم بالتی ھی احسن کو ہمیشہ مدنظر رکھا جائے۔ دل لیدہ تحریر سے کوئی مفید نتیجہ نہیں نکل سکتا اور نہ ہی ایسی تحریر ایک احمدی اخبار کے شایان شان ہو سکتی ہے۔

آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف است
با دوستان تلطف با دشمناں مدارا

اخیر میں مجھے یہی عرض کرنا ہے کہ میں اس کوچہ میں ایک نو وارد ہوں۔ میری تحریر میں بہت سے اسقام ہونگے اور ممکن ہے کبھی کوئی ایسی بات بھی لکھی جائے جو کسی کو ناگوار خاطر ہو۔ اس لئے میں اپنی غلطیوں اور کمزوریوں پر چشم پوشی کا خواہاں ہوں۔ اور دعا کا طالب ہوں اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کی جائے گی کہ پیغام صلح کو ہر دلعزیز اور مقبول عام بنایا جائے۔ لیکن یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو سکتا ہے السعی منی والاتمام من اللہ ۔ خاکسار

مسعود بیگ

پسرور میں احمدیت کیخلاف طوفان مخالفت

قصبہ پسرور ضلع سیالکوٹ میں احمدیہ جماعت کی مخالفت ایک عرصہ سے شروع ہے لیکن گذشتہ دنوں سے صورت حالات زیادہ نازک ہو گئی ہے۔ احمدیوں کا کنوؤں سے پانی بھرنا بند کر دیا گیا ہے۔ نان بائیوں کی دوکان پر پکٹنگ لگا دی گئی ہے۔ راہگذر احمدیوں پر آوازے کسے جاتے ہیں۔ گلی کلیاں سے کمینے گلیوں میں چلتے پھرتے انہیں گالیاں دی جاتی ہیں۔ اور آوارہ چھوکروں کو ان کے پیچھے لگایا جاتا ہے۔ اسی پر بس نہیں بلکہ شہر میں ڈھنڈورہ پیٹ کر احمدیوں سے مکمل مقاطعہ کرایا گیا ہے۔ مولوی بشیر صاحب جو وہاں کے خطیب اور جامع مسجد کے امام ہیں۔ انہوں نے علی الاعلان احمدیوں کو واجب القتل قرار دیا ہے۔

گذشتہ دنوں ہمارے دوست قاضی نثار محمد صاحب کے صاحبزادہ اشفاق احمد مرحوم کی وفات پر ان کے لواحقین نے جب قبرستان میں مرحوم کے لئے قبر تیار کی تو شہر کے فتنہ پرداز لوگ مولوی بشیر صاحب کی قیادت میں قبرستان میں آگھسے اور قبر کو پر کرنا شروع کر دیا اور احمدیوں کو ان کے جائز اور قدیمی حق سے محروم کرنا چاہا۔ احمدیوں نے اپنی بیچارگی کو محسوس کرتے ہوئے مقامی حکام سے استمداد کیا۔ لیکن مقامی حکام نے بھی "حفظ امن" کی خاطر یہی فیصلہ کیا کہ مرحوم کی نعش کو کسی اور جگہ دفن کر دیا جائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون گیارہ گھنٹہ انتظار کے بعد مجبوراً قاضی صاحب نے اپنے مرحوم لخت جگر کو اپنی پرائیویٹ زمین میں سپرد خاک کیا۔

احمدی قوم خدا کے فضل سے بڑی باصبر واقع ہوئی ہے۔ اور وہ کبھی تشدد یا وحشیانہ اقدام نہیں کرتی۔ لیکن صبر آزمائی کی بھی آخر انتہا چاہیئے۔ آج ایک احمدی کو قبرستان میں دفن کرنے سے روکا گیا ہے۔ کل انہیں شہر بدر ہونے پر مجبور کیا جاویگا۔ اور اسی طرح جو کسی کے جی میں آئے وہ کرائے گا۔ ہم حکام ضلع سیالکوٹ یعنی ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس کی خدمت میں فوری کاروائی کے لئے التماس کرتے ہیں اور حکام بالا کو بھی ان کی ذمہ داری سے آگاہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ مخالفین کی ریشہ دوانیاں حد سے بڑھ چکی ہیں

ہمیں جماعت پسرور سے دلی ہمدردی ہے اور ہم ان کے صبر و برداشت کی داد دیتے ہیں۔ گو ایسے حالات میں صبر بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔

تمام اصحاب جماعت کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ وہ اپنے پسروری بھائیوں کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت بخشے اور مصائب کا خاتمہ کرے اور ہمارے مخالفین کو عقل اور سمجھ عطا کرے۔

آریہ سماج کی موجودہ حالت

آریہ سماج کی موجودہ حالت کیا ہے؟ اپنی خصوصیات و مقاصد کے لحاظ سے وہ ترقی کر رہا ہے یا تنزل کی طرف جا رہا ہے؟ بہتر ہوگا اس سوال کا جواب ایک سرکردہ آریہ سماجی کے الفاظ میں پیش کیا جائے مہاشہ ستیارتھی جی جنرل سکرٹری آریہ سماجیہ سبھا پنجاب لاہور اخبار "آریہ ویر" مورخہ ۱۸ راگست میں رقمطراز ہیں کہ:-

"آج آریہ سماج روپی ماتا نڈھال اور بے حال ہے۔ اس کے جوبن کے دن سماپت (ختم) ہو چکے دکھائی دیتے ہیں۔ آریہ سماج گورنمنٹ، مسلمانوں یا عیسائیوں کے لئے اب بھے اور خوف کا کارن (سبب) نہیں رہا۔ اس کے اندر اپنی اور آریہ جاتی کی قومی زندگی کے لئے جدوجہد کا جذبہ دن بدن کم ہو رہا ہے۔ آج صورت حالات کا آنکھیں کھول کر مطالعہ کرنے والے اس بات کی شہادت دے سکتے ہیں کہ آریہ سماج کم از کم مسلمانوں، عیسائیوں، قادیانیوں سکھوں، سناتنیوں، رادھا سوامیوں اور جینیوں کسی کے ساتھ اب الجھنے کو تیار نہیں۔ شروع شروع میں آریہ سماج خواہ مخواہ دوسروں سے چھیڑ خانی کرنے کے لئے پر رہتا تھا مگر آج آریہ سماج کشمکش سے گریز کرتا ہے یا اپنا سر چھپانا چاہتا ہے۔ صرف حفاظت خود اختیاری کے لئے مدافعانہ پالیسی کسی قوم کو زندہ نہیں رکھ سکتی

آریہ سماج بہت دنوں تک اپنی زندگی کا ثبوت دیتا رہا ہے لیکن آج آریہ سماج کے اندر زندگی کی یہ علامتیں مفقود ہوتی دکھائی دے رہی ہیں۔ انتقام اور جابرانہ کاروائی تو ایک طرف آج آریہ سماج اپنی حفاظت کے لئے نا اہل بنا ہوا ہے۔ آریہ سماج میں نئے وچاروں اور نئی ترنگوں کے لئے کوئی گنجائش نہیں رہی۔ آریہ سماج اپنی اندرونی بیماری سے گھن کی طرح کھایا چلا جا رہا ہے" (ص۲)

مندرجہ بالا الفاظ آریہ سماج کی موجودہ حالت اور آریہ سماجیوں کی ذہنیت و عزائم کے پوری طرح آئینہ دار ہیں اور کسی تبصرہ کے محتاج نہیں۔ ان الفاظ کو پڑھ کر حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کی صداقت پھر ایک مرتبہ سورج کی طرح آشکارا ہو جاتی ہے کہ آریہ سماج سو سال کے اندر مٹ جائیگا۔ کیا معاصر آریہ گزٹ جو بار بار "لاہور کی احمدی جماعت بستر مرگ پر" کی قسم کے مضامین شائع کرتا ہے۔ تھوڑی سی فرصت نکال کر مہاشہ ستیار تھی کے مضمون پر غور کریگا؟

تحریک اچھوت ادھار کی ناکامی

پے در پے خبریں آ رہی ہیں کہ گجرات کاٹھیاواڑ میں اعلیٰ ذات کے ہندو غریب اچھوتوں پر طرح طرح کے مظالم کر رہے ہیں۔ اُن کے مقاطعہ بائیکاٹ کی وبا عام ہو رہی ہے کئی ایک جگہ انہیں زد و کوب کیا گیا اور ان کے مکانات تباہ کر دئے گئے۔ ایک جگہ ہندوؤں نے محض اس وہم کی وجہ سے اچھوتوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا کہ وہ جادو کے ذریعہ اُن کے مویشی مار ڈالتے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں گاندھی جی تحریک اچھوت ادھار کے سب سے بڑے علمبردار ہیں۔ اور آج کل خود انہی کے وطن گجرات میں اچھوتوں پر سب سے زیادہ مظالم ہو رہے ہیں یہ حقیقت تحریک اچھوت ادھار کی ناکامی کا ایک ایسا بین ثبوت ہے جس سے انکار مشکل ہے۔ لیکن ہمارے خیال میں اس ناکامی کے ذمہ دار گاندھی جی نہیں بلکہ ہندو دھرم کا آئین و نظام ہے چھوت چھات ہندو دھرم کا ایک بنیادی مسئلہ ہے۔ ہزاروں سال کا رواج اور روایات اس کی پشت پر ہیں۔ ہندو دھرم کے فرسودہ اور ناقابل مرمت ٹاٹ میں اچھوت ادھار کی نمائشی مخمل کا پیوند لگانا، گاندھی جی جیسے مشاق بخیہ گر کے بھی بس کی بات نہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ ہندو دھرم کے دائرہ کے اندر رہتے ہوئے اچھوتوں کی بہتری کے لئے جو کوشش بھی کی جائیگی، بالکل ناکام رہے گی۔ اگر بفرض محال ہندوؤں کا "اصلاح پسند" طبقہ سیاسی اغراض کی وجہ سے چند قدم آگے بڑھا بھی لے تو وہ زمانہ کی تیز رفتاری اور اچھوتوں کی روز افزوں بیداری کا ساتھ ہرگز ہرگز نہیں دے سکتا۔ البتہ اس طرح غریب اچھوتوں کے لئے جدید مشکلات پیدا ہو جائینگی "اصلاح پسند" ہندوؤں کے یہ چند قدم راسخ العقیدہ اور قدامت پسند ہندوؤں کی آتش غضب کو اور بھڑکا دیں گے جیسا کہ آج ہمیں گاندھی جی کے وطن میں نظر آرہا ہے۔ اچھوتوں کی تمام معاشرتی مشکلات کا واحد حل "اسلام" ہے۔ لیکن اس طرف گاندھی جی اس لئے نہیں آ سکتے کہ تحریک اچھوت ادھار سے ان کی اصل غرض ہندو قوم کے سیاسی مستقبل کی حفاظت ہے۔ اچھوتوں کی بہبودی نہیں۔

پیغام صلح کی توسیع اشاعت ہر احمدی کا فرض ہے!

دربار چمبہ کا شکریہ

سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام چمبہ اطلاع دیتے ہیں "کچھ عرصہ سے جماعت احمدیہ چمبہ کو شارع عام میں تبلیغ اسلام کرنے سے سپرنٹنڈنٹ پولیس نے حکماً روکا ہوا تھا جس سے جماعت احمدیہ کو بہت تکلیف تھی۔ جیسا کہ ہر اُس انسان یا سوسائٹی کو ہوتی ہے جسے اپنے فرائض سرانجام دینے سے باز رکھا جائے۔ لیکن چند دنوں سے یہاں ایک سوامی جی اور ایک پنڈت صاحب اپنے مذہب کی تبلیغ شارع عام میں کھلے طور پر کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر خاکسار نے ذیل کی درخواست سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر کی خدمت میں بتاریخ ۱۶ راگست ۱۹۳۵ء کو پیش کی

"مودبانہ التماس ہے کہ چند ہفتے پیشتر جماعت احمدیہ کو شارع عام میں تبلیغ اسلام کرنے سے حکماً بند کیا گیا تھا۔ چنانچہ جماعت احمدیہ اب تک اس حکم کی پابندی کرتی رہی ہے۔ ہمارے خیال میں نہ صرف جماعت احمدیہ بلکہ تمام مذاہب کو شارع عام میں پرچار اور وعظ کرنے کی ممانعت تھی۔ چند دنوں سے ایک پنڈت صاحب ڈوگرہ بازار میں رات کے وقت چار چار۔ پانچ پانچ گھنٹے تک مذہبی پرچار اور تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ ان سے پیشتر ایک اور سوامی جی لالی رام کی دوکان کے سامنے رات کے وقت بہت سے لوگوں کو اکٹھا کر کے وعظ کیا کرتے تھے۔ یہ واقعات ہمیں یقین دلاتے ہیں کہ سرکار عالیہ نے اب وہ مذہبی پابندی اٹھالی ہے۔ جو کچھ عرصہ پیشتر سب پر عاید کی گئی تھی لہذا گذارش ہے کہ کیا ہم بھی بدستور بر سر عام تبلیغ اسلام شروع کر سکتے ہیں؟ کیونکہ سرکار عالیہ کی فیاضی سے یہ بہت دور ہے کہ صرف مسلمانوں کی ایک جماعت یعنی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو اپنے فرض کی ادائیگی سے روکا جائے"

اس کے جواب میں سپرنٹنڈنٹ صاحب نے اسی درخواست پر ذیل کا حکم لکھا جو خاکسار نے اسی وقت جبکہ مجھے سنایا گیا، پڑھ کر اپنی پاکٹ بک پر نقل کر لیا۔ اور اس آرڈر کے نیچے اپنے دستخط کر دیئے آرڈر یہ ہے:۔

TABLIG-I-ISLAM WAS NEVER STOPPED BY THE DURBAR.

(Sd) INDER SINGH
(Supdt POLICE)

"دربار نے تبلیغ اسلام کو کبھی نہیں روکا"

جماعت احمدیہ چمبہ (اور مرکزی انجمن احمدیہ) سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس کا اُن کی اس فراخدلی پر شکریہ ادا کرتی ہے

خاکسار سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام چمبہ

(بقیہ صلہ)

بخشی ہے۔ چنانچہ سنسکرت زبان میں لفظ ایلھا زمین عورت گائے اور الہام تینوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ گائے کو ماں بھی اسی لئے کہا گیا کہ اسے الہام کی تصویر قرار دیا گیا۔

آریوں کا یہ خیال کہ آلسٓمٓ اوم سے لیا گیا ہے، غلط ہے بلکہ میں یہ کہوں گا۔ کہ اوم کی تردید اور تصحیح کے لئے یا آریہ اقوام کی ایک خطرناک غلطی کی اصلاح کے لئے آلسٓمٓ فرمایا گیا ہے۔ کیونکہ اوم کا ابتدائی اور اصلی مفہوم گائے کی آواز ہے۔ بھگوت پران میں کرشن جی کا قول ہے کہ ابتدا میں وید اوم کی شکل میں موجود تھا اور بیل کے روپ میں موجود تھا۔

لفظ اوم گائے کی آواز ہے

بیل کے ساتھ جو دوسری چیز لازمی طور پر ہونی چاہیئے۔ وہ اس کی آواز ہے۔ کرشن جی کا یہ فرمانا کہ سب سے پہلے میں بیل کی شکل میں تھا اور وید اوم کی شکل میں۔ تو اس کا صاف مطلب ہے کہ اوم اس بیل کی آواز ہے اوم کا بیل کی آواز ہونا قرین قیاس ہے اس وجہ سے کہ اسے ایک اکشر (حرف) قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اصل میں اس کے تین اکشر ہیں۔ آ۔ اُو۔ اور م۔ تین اکشر کا ایک اکشر (حرف) کیونکر ہو سکتا ہے؟ اس طرح کہ گائے کے منہ سے یہ ایک اکشر (حرف) کی طرح نکلتا ہے۔ آلسٓمٓ یہ بتاتا ہے کہ گائے کی آواز اور گائے معلم انسان نہیں بلکہ علیم الہٰی اور وحی الہٰی (انا اللہ اعلم) معلم انسان ہے۔

گائے کے بابرکت سمجھے جانے کی وجہ

رہا یہ امر کہ گائے کو اس قدر بابرکت کیوں سمجھا گیا۔ اور کیوں ہمیشہ اس کی پرستش کی گئی ہے۔ اس کی ایک وجہ تو بیان کی جا چکی ہے کہ کس طرح لوگوں نے ابتدائی الہام الہٰی کو گائے کی تصویر میں ظاہر کرنے سے ٹھوکر کھائی۔ اس کی ایک اور وجہ بھی ہے۔ اتھرو وید میں یہ بھی آتا ہے کہ زمین گائے یا بیل کے سہارے کھڑی ہے۔ جس کے یہ معنی سمجھ لئے گئے۔ کہ زمین کو ایک بیل نے اپنے سینگوں پر اٹھایا ہوا ہے اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دنیا کا قیام زراعت پر ہے اور زراعت کا بڑا ذریعہ گائے ہے یعنی گائے زمین کو پھاڑ کر اسے سیراب کر کے اسے زراعت کے قابل بنا دیتی ہے

ایک قابل غور نقطہ

اوم جو گائے کی آواز ہے اور آلسٓمٓ جو الہام الٰہی یا علم الٰہی کا نشان ہے ان کے متعلق ایک نقطہ یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ الہام الہٰی تو ہمیشہ امن اور اتحاد قائم کرتا ہے مگر آپ غور کر کے دیکھ لیں کہ گائے دنیا میں ہمیشہ انتشار و فساد کا باعث رہتی ہے۔ گائے نے ہمیشہ دنیا میں گمراہی اور فساد کو پھیلایا ہے۔ بنی اسرائیل کو اگر بگاڑا۔ تو سامری کے بچھڑے نے۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کو اگر لڑایا تو گائے نے۔ مصر، بابل اور ایران میں موحدین کی جنگ مشرکین سے اسی گائے کی وجہ سے ہوئی بلکہ میں کہونگا۔ کہ قابیل اور ہابیل میں فتنہ کا باعث بھی گائے کا ذبیحہ ہوا۔ اور ہمارے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود کا مقابلہ ایک عجلاً جسداً لہ خوار اسی گائے کی آواز کی پرستش کرنیوالے شخص سے ہوا اور جس طرح گوسالہ سامری جلا دیا گیا اسی طرح اس گوسالہ کا بھی حشر ہوا۔ ان فی ذالک لذکریٰ لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شھید پس اوم گائے کی آواز ہے جو ہمیشہ باعث فساد رہی اور آلسٓمٓ وحی الہٰی ہے جو امن عالم کی ضامن ہے

سورہ کا نام البقرہ کیوں رکھا گیا

اب رہا سورہ کا نام بقرہ تو لفظ بقرہ کے معنی ہیں گائے۔ لیکن اس کے لغوی معنی ہیں زمین کا پھاڑنا یا دقیق چیز کو پھاڑنا اور وسیع کرنا۔ بیقران کے معنی ہیں۔ نباتات جو زمین کو پھاڑ کر نکل آتی ہیں اور بقر الارض کے معنی ہیں اس نے زمین کو پھاڑا۔ مگر روحانی رنگ میں اس کے معنی ہیں دقائق کو پھاڑ کر وسیع کر دینا۔ چنانچہ محمد بن علی کا نام باقر ہے باقر کے معنی ہیں دقائق علم کو پھاڑ کر وسیع کر دینے والا

قرآن مجید کا دنیا پر احسان

عرب کا مصر، بابل، ایران اور ہندوستان پر یہ احسان ہے کہ انہوں نے حروف تہجی میں الف کی شکل میں سے گائے کا سر غائب کر دیا اور ایک ہی سیدھا خط رکھکر ان کو توحید کی دعوت دی۔ قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان اقوام پر یہ احسان ہے کہ آلسٓمٓ جو ان قوموں میں گائے پرستی کا باعث ہو کر دنیا میں فساد کا موجب ہوا اور

خبریں

متنازعہ شہید گنج کے متعلق خبریں

—— لاہور ۱۹ راگست۔ شیخ عبدالعزیز مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں چند سکھوں پر ایک سے زائد کرپانیں رکھنے کے جرم میں مقدمہ چل رہا تھا۔ عدالت نے ملزمین کو تا برخاست عدالت قید اور پانچ پانچ روپے جرمانہ کی سزا دی اور فیصلہ میں لکھا کہ قانون اسلحہ کے ماتحت ہر ایک سکھ صرف ایک کرپان رکھ سکتا ہے۔ چونکہ ملزموں کو جرم کی نوعیت سے پوری پوری آگاہی نہ تھی۔ اس لئے ان کو نرم سزا دی گئی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ اس فیصلہ کے خلاف ہائیکورٹ میں اپیل کی جائے گی۔

—— مزار حضرت کاکو شاہ کے انہدام کے متعلق ژولکھا پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔ مسلمانوں میں اس واقعہ کی وجہ سے زبردست اضطراب موجود ہے۔

—— یہ عام شکایت ہے کہ متنازعہ شہید گنج کے سلسلہ میں جن مسلمان نوجوانوں کو سزائے قید دی گئی ہے ان کے ساتھ جیل میں بہت برا سلوک ہو رہا ہے۔

—— لاہور ۱۲ راگست۔ مسٹر گابا نے مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں اجلاس اسمبلی کے لئے تحریک التوا کا نوٹس بھیجا ہے اگر انہیں اجازت مل گئی تو وہ اسمبلی کا اجلاس شروع ہونے پر مندرجہ ذیل مضمون کے لئے تحریک التوا پیش کریں گے "مسجد شہید گنج کو گرانے میں فوج پولیس اور حکام ضلع لاہور نے قانونی حقوق کی حفاظت کے بہانے سے جو امداد کی"۔

—— لاہور ۲۰ راگست۔ آج سشن جج لاہور نے محمد اسحاق کو جس نے مسجد شہید گنج کے ایجی ٹیشن کے دوران میں ہرنام سنگھ کانسٹیبل ریلوے پولیس کو قتل کر دیا تھا۔ سزائے موت کا حکم سنا دیا۔ وکیل ملزم نے استغاثہ کی کہانی میں بہت سے اختلاف اور کمزوریاں ظاہر کیں۔ سرکاری وکیل نے اس امر پر زور دیا۔ کہ پولیس کو ملزم کے خلاف جھوٹا مقدمہ بنانے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ دو مسلمان اسیسروں نے رائے دی کہ ملزم بے گناہ ہے اور دو سکھ اسیسروں کی رائے میں جرم ثابت تھا۔

—— لاہور ۲۰ راگست۔ اکالی سکھوں نے مسجد شہید گنج کے انہدام کے بعد مغربی اور جنوبی دیوار جو سڑک کے کنارے تھی۔ زمین سے آٹھ آٹھ فٹ اونچی تعمیر کر لی ہے۔ جنوبی سمت سنگ مرمر کا ایک بڑا دروازہ ہے۔ اب مسجد کے اندرونی حصے کو صاف کر کے دیوار کی بنیادوں میں روڑی کی کٹائی ہو رہی ہے۔ سکھ مرد، عورتیں مزدور کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کو گوردوارہ کے اندرونی حلقے میں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔ گوردوارہ کی جنوبی سڑک پر خاردار تار کے جنگلے لگا کر آمد و رفت کو بند کیا ہوا ہے اور وہاں ریزرو پولیس کا پہرہ ہر وقت لگا رہتا ہے۔ مزار پر بھی پولیس کا پہرہ متعین ہے۔

—— گوردوارہ میں سکھوں کی آمد و رفت کا سلسلہ بدستور جاری ہے اور ہر وقت چار پانچ سو اکالی اور دوسرے سکھ موجود رہتے ہیں ہندو مرد اور عورتیں بھی وقتاً فوقتاً کافی تعداد میں وہاں دیکھنے میں آتی ہیں۔ کئی ہندو گوردوارہ سے مسجد کا ملبہ وغیرہ اٹھانے اور اینٹ گارہ پہنچانے میں بھی امداد کرتے ہیں۔

—— تجویز ہے کہ ۲۳ راگست بروز جمعہ یوم مزار شاہ کاکو منایا جائے

—— لاہور ۲۱ راگست کل شام کو پولیس نے احراریوں کے خلاف کسی اشتہار کے سلسلہ میں دفتر روزنامہ شہباز کی تلاشی لی۔ لیکن کوئی قابل مواخذہ چیز برآمد نہ ہوئی ✦

ہندوستان

—— سارے پنجاب میں صرف پانچ مسلمان ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہیں۔ جن میں لاہور کے اے۔ ڈی۔ ایم شیخ عبدالحمید صاحب عنقریب ڈپٹی کمشنر اقوام جرائم پیشہ کے عہدے کا چارج لینے والے ہیں پنجاب کے مسلمان اس بے انصافی کو پوری طرح محسوس کر رہے ہیں اور پرزور مطالبہ ہو رہا ہے کہ مسلمان ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کی تعداد میں بہت جلد اضافہ کیا جائے۔

—— نئی دہلی ۱۰ راگست۔ بھائی پرمانند صدر سندھ مہاسبھا نے نواب صاحب لوہارو سے ریاست میں داخلہ کی اجازت مانگی تھی۔ جو نہیں دی گئی

—— گذشتہ ہفتہ شملہ میں ہز ہائینس نواب صاحب مالیر کوٹلہ نے ریاست کی صورت حالات کے متعلق وائسرائے سے ملاقات کی۔

—— بنارس ۲۰ راگست۔ چند روز ہوئے۔ انسپکٹر جنرل شفاخانجات یو۔ پی نے بنارس کے ایس۔ ایل مارواڑی ہسپتال کے شعبہ آیورویدک کا معائنہ کیا۔ دوران معائنہ میں آپ نے کہا۔ کہ آیورویدک طرز علاج غیر معقول ہے۔ انسپکٹر جنرل کے اس اظہار خیال کے باعث یہاں کے آیورویدک حلقوں میں سخت بے چینی پھیل گئی ہے۔

—— کلکتہ ۱۹ راگست۔ آل انڈیا جرنلسٹ کانفرنس کل ختم ہو گئی مالکان اخبارات کے خلاف اخبار نویسوں کی مختلف شکایات پر مبنی بہت سی قرار دادیں منظور ہوئیں۔

—— احمد آباد کے علاقہ میں ہریجنوں اور اونچی ذات کے ہندوؤں کی کشمکش بدستور جاری ہے۔ ہندوؤں نے کئی مقامات پر ہریجنوں کا سوشل بائیکاٹ کر دیا ہے۔ ریاست بڑودہ سے بھی اسی قسم کی اطلاعیں موصول ہوئی ہیں۔

—— صوبہ مدراس کے دو اضلاع انت پور اور بیلاری میں سخت قحط رونما ہو گیا ہے۔ حکومت کی طرف سے امدادی کام شروع ہو چکا ہے

—— کراچی ۱۹ راگست۔ سندھ ہندو ایسوسی ایشن نے عدالت میں سید محمد اسلم کے خلاف دعویٰ دائر کیا تھا۔ کہ انہوں نے عبدالقیوم خاں کے مقدمہ میں سماعت کے دوران میں ہیجان انگیز تقریر کی گذشتہ دنوں اس کی سماعت بذریعہ ٹربیونل ہوئی تھی۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ ٹربیونل کی رپورٹ مرتب ہونے کے بعد ہائیکورٹ کا فل بنچ اس مقدمہ کی کارروائی سنیگا

—— بمبئی ۱۰ راگست۔ بمبئی کے سوداگروں نے ایک پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنی جاری کی ہے۔ جو جنگ کی صورت میں برطانوی گورنمنٹ کو افریقہ میں جنگی سامان بہم پہنچائے گی۔

—— مدراس ۱۲ راگست۔ جدید دستور اساسی کے ماتحت صوبہ مدراس کی مجلس آئین ساز میں مسلمانوں کو ۲۹ نشستیں دی گئی ہیں جنہیں حد بندی کی کمیٹی نے آبادی کے لحاظ سے مختلف اضلاع پر تقسیم کر دیا ہے۔ مسلمانان صوبہ کو اس تقسیم پر شدید اعتراضات ہیں۔

—— لوہارو ۲۰ راگست۔ ریاست لوہارو کی طرف سے جاٹ ایجی ٹیشن کے متعلق ایک مفصل اعلان شائع ہوا ہے جس میں مہاسبھا کی غلط بیانیوں کی تردید کی گئی ہے اور بتلایا ہے کہ جاٹوں نے متوازی حکومت قائم کر لی تھی اور تشدد پر اتر آئے تھے۔ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مجروحین کے لئے ریاست نے خاطر خواہ انتظام کیا ہے لوگوں کو اپنی حماقت پر رفتہ رفتہ افسوس ہو رہا ہے ٹیکس ادا ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ لیکن ابھی تک شمالی علاقہ میں شورش کے اثرات باقی ہیں۔

ممالک خارجہ

—— پیرس ۱۹ راگست۔ اٹلی اور ابی سینیا کے درمیان سمجھوتے کی راہ نکالنے کیلئے دول ثلثہ کی جو کانفرنس ہو رہی تھی ختم ہو گئی امید کی جاتی ہے کہ اٹلی اور برطانیہ کے نمائندے اپنی اپنی حکومتوں سے مشورہ کرنے کے لئے شاید واپس جائیں گے۔

—— کانفرنس کے ختم کرنے کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ جھگڑے کو ختم کرنے کیلئے بحث کی بنا معلوم نہیں ہو سکی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ابی سینیا میں اٹلی کو اقتصادی حقوق دیئے جانے کی تجاویز تین باتوں سے مشروط تھیں۔ ان میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ ابی سینیا کی سیاسی آزادی اور اس کے علاقہ کی تقدیس کو برقرار رکھا جائے۔

—— اب یہ عام خیال ہے۔ کہ اکتوبر میں اٹلی کا ابی سینیا پر حملہ کرنا یقینی ہے۔ لیگ یا برطانیہ خواہ کچھ ہی کرے۔

—— فرانس اور برطانیہ کے نمائندوں نے اعلان کیا ہے کہ جب تک مسولینی کے کم از کم مطالبات کا علم نہ ہو جائے اس وقت تک مزید گفت و شنید ناممکن ہے

—— فرانس، برطانیہ اور امریکہ کے اخباری نمائندے یہ محسوس کر رہے ہیں کہ اٹلی کا رویہ ایسا نہیں کہ سمجھوتہ ہو سکے۔ اور بہ لعنت و شنید لازمی طور پر ناکام رہے گی۔ نیز اس کے بعد جنیوا میں نازک صورت حالات پیدا ہونے کا امکان ہے۔ کیونکہ اس وقت ممکن ہے کہ جھگڑے کے تمام پہلوؤں پر غور کر کے اٹلی شاید برطانیہ اور ابی سینیا کو چیلنج دیدے

—— اٹلی کے سرکردہ افراد اس بات کا اظہار کر رہے ہیں۔ کہ اٹلی کے لئے ابی سینیا کو فتح کرنے کا خیال چھوڑنا یا سمجھوتہ منظور کرنا شکست کھانے سے بھی برا ہے۔

—— چند روز ہوئے۔ مسولینی نے بارہ ہزار فوجیوں کے ایک گروہ کو مخاطب کرتے ہوئے یہ اعلان کیا۔ کہ جب تک ہم امپائر قائم نہیں کر لیتے۔ ہم آگے چلتے جائیں گے۔

—— قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ سابق شاہ امان اللہ خاں روما ہی میں مقیم ہیں ان کی نقل و حرکت کی افواہیں بالکل غلط ہیں

—— گذشتہ ہفتہ کارڈف کی منڈی سے اٹلی نے کثیر تعداد میں کوئلہ خریدا۔ جو اٹلی کی مختلف بندرگاہوں میں بھیجا گیا۔

—— لندن ۲۰ راگست۔ ماہ اپریل ۱۹۳۶ء میں ایک اور جرمنی مہم ننگا پربت کو روانہ ہو گی، جو گذشتہ سال کی ٹیم اور ایک گروپ پر مشتمل ہو گی۔

—— ہنگری میں عنقریب ایک ٹیلیفونی اخبار جاری کیا جائے گا اس اخبار کے عملہ و عقد اپنے سامعین کے لئے بذریعہ ٹیلیفون سیاسی خبریں، کھیلوں اور صرافہ وغیرہ کے تازہ ترین حالات ارسال کیا کریں گے، جو اصل واقعہ سے چند منٹ بعد سامعین کو پہنچ جایا کرینگے خبر سنانے کے بعد ٹیلیفون کا سلسلہ خود بخود منقطع ہو جائیگا۔

—— افغانستان کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ وہاں جشن استقلال نہایت شاندار طریق پر منایا جا رہا ہے۔

—— ولایتی اخبارات رقمطراز ہیں کہ البانیا میں بغاوت کے آثار پیدا ہو گئے ہیں ایک مشہور جنرل کو قتل کر دیا گیا ہے۔ اس کے قتل کے ساتھ ہی شورش کا آغاز ہو گیا ہے کئی مقامات پر زبردست فسادات کی اطلاعیں موصول ہوئی ہیں اس بغاوت کا سرغنہ ایک شخص شرکت بیگ بیان کیا جاتا ہے جو اس سے قبل بھی کئی مرتبہ بغاوت کرا چکا ہے

علم دوست اصحاب کیلئے تحائف

تصنیفات حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اوّل

یعنی براہین احمدیہ چہار حصص براہین احمدیہ۔ اسلام کی حقانیت تمام قسم کے مخالفین اسلام کے رد میں بے نظیر انعامی کتاب ہے۔ حجم ۲۰×۲۶/۸ صفحات ۵۲۳ قیمت قسم اول ولایتی کاغذ بے جلد عہ مجلد ہے۔ قسم دوم معمولی کاغذ۔ بے جلد ہے مجلد عہ

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد دوم

یعنی (۱) سرمہ چشم آریہ (رد اعتراضات) قیمت عہ (۲) شحنہ حق (رد اعتراضات آریہ) ۸ر (۳) ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب (عیسائیوں کے اہم اعتراضات دربارہ نبوت و معجزات نبی کریم کے مدلل جوابات) قیمت مکمل بے جلد عہ مجلد ہے حجم ۲۰×۲۶/۸ صفحات ۲۳۹

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد سوم

یعنی (۱) فتح اسلام (اشاعت اسلام کیلئے مختلف شعبوں کی وضاحت) قیمت ۵ر (۲) توضیح مرام (حضرت مسیح موعودؑ کے سماوی نزول کی حقیقت) قیمت ۵ر (۳) ازالہ اوہام ہر دو حصص (وفات مسیح حقیقت دجال۔ یاجوج ماجوج وغیرہ اور دلائل دعاوی مسیحیت پر مفصل بحث۔ گویا یہ کتاب سلسلہ احمدیہ کی بنیادی اینٹ کا حکم رکھتی ہے، ہر ایک طالب حق کے لئے اس کا مطالعہ ضروری ہے قیمت عہ مکمل جلد کی قیمت۔ بے جلد عہ مجلد ہے حجم ۲۰×۲۶/۸ صفحات ۵۰۳

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد چہارم

یعنی (۱) الحق مباحثہ لدھیانہ قیمت ۔۱۲ (۲) الحق مباحثہ دہلی حضرت مسیح موعودؑ اور مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالی کی مفصل اور قابل دید بحث۔ قیمت عہ (۳) آسمانی فیصلہ۔ ہندوستان کے سر برآوردہ علماء اور پیروں کو دعوت دی گئی ہے۔ قیمت ۵ر (۴) نشان آسمانی (اولیائے امت کی پیشگوئیاں دربارہ صداقت دعویٰ) قیمت ۵ر مکمل جلد کی قیمت بے جلد عہ مجلد ہے حجم ۲۰×۲۶/۸ صفحات ۳۹۹

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد پنجم

یعنی (۱) آئینہ کمالات اسلام (اسلام کی بے نظیر خوبیوں کو نہایت وضاحت سے بیان کر کے اس کے اصولوں کی سچائی پر مدلل بحث کی گئی ہے۔ نئی روشنی کے تعلیم یافتہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مطالعہ کے لائق ہے قیمت عہ (۲) برکات الدعا (دعا کی ماہیت اور فلسفہ بیان کر کے نیچری خیالات کا رد کیا گیا ہے) قیمت ۴ر (۳) جنگ مقدس (اسلام اور عیسائیت کی سچائی پر حضرت مسیح موعودؑ اور پادری عبداللہ آتھم کا مباحثہ ۱۲ (۴) حجۃ الاسلام (عیسائیوں پر صداقت اسلام کی حجت قائم کی گئی ہے قیمت ۴ر (۵) سچائی کا اظہار (عیسائیوں کے بعض اعتراضات کے جوابات قیمت ۴ر قیمت مکمل بے جلد ہے مجلد للعہ حجم ۲۰×۲۶/۸ صفحات ۷۹۵

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ششم

یعنی (۱) تحفہ بغداد (عربی زبان میں اہل عراق کو دعوت) قیمت ۴ر (۲) کرامات الصادقین (عربی میں انعامی کتاب تفسیر سورۃ فاتحہ۔ رد مخالفین اسلام قیمت ۱۲ (۳) حمامۃ البشریٰ (اہل عرب کو دعوت۔ وفات مسیح و دعاوی مسیحیت پر نہایت عمدہ کتاب ہے) قیمت عہ (۴) نور الحق (عربی میں عیسائیوں کے عقائد باطلہ کا رد۔ انعامی کتاب) قیمت ہر دو حصہ عہ (۵) سر الخلافت (عربی میں خلافت راشدہ کی صداقت پر) قیمت ۸ر (۶) اتمام حجت (عربی میں مخالفین اسلام پر حجت قائم کی گئی ہے۔ قیمت ۴ر یہ جملہ کتب عربی ممالک میں تبلیغ کے لئے بے حد مفید ہیں قیمت مکمل بے جلد ہے مجلد للعہ حجم ۲۰×۲۶/۸ صفحات ۵۰۱

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ہفتم

(۱) ضیاء الحق (دعویٰ مسیحیت کی صداقت پر مخالفین کے جوابات قیمت ۔ ۔ ۔ ۴ر (۲) شہادت القرآن ۸ر (۳) انوار الاسلام۔ عیسائیوں کے مقدمہ کی روئداد قیمت ۸ر (۴) نور القرآن حصہ اول و دوم۔ عیسائیوں کے بیت سے اعتراضات کے جوابات جو وہ اسلام پر کرتے رہتے ہیں قیمت عہ

فضل الباری حصہ اول یعنے اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری

تالیف حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور

بخاری شریف کی کتابوں۔ بابوں اور مضامین کو اس طریق سے رکھا گیا ہے کہ حجم بہت کم ہو گیا ہے۔ ترجمہ بامحاورہ ہے۔ مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور احادیث کو اس کے ماتحت رکھا گیا ہے۔ ہر قسم کے اعتراضات کو دور کیا گیا ہے۔ مسائل میں مختلف رائیوں میں سے جو معقول اور مدلل ہو اسے ترجیح دی گئی ہے۔ مکرر احادیث پر ترتیب وار نمبر دیئے گئے ہیں۔ اور الفاظ کی کمی بیشی کو نوٹوں میں واضح کیا گیا ہے۔ پہلی جلد ۲۲×۲۹/۸ سائز کے ۵۰۰ صفحات پر مشتمل ہے جس میں تقریباً پچودہ پارے صحیح بخاری کے کتاب الانبیاء تک آ چکے ہیں۔ اصل قیمت جلد اوّل مجلد للعہ بے جلد عہ۔ رعایتی قیمت مجلد عہ۔ بے جلد ۔ روپیہ۔

ترجمۃ القرآن انگریزی

(بلامتن سستا ایڈیشن)

یہ بلامتن ترجمہ کا مختصر دوسرا ایڈیشن ہے جو کہ اسی سال گیارہ ہزار کی تعداد میں ولایت سے چھپ کر آیا ہے پبلک کے اصرار پر یہ سستا ایڈیشن تیار کروایا گیا ہے۔ خصوصاً غیر مسلم اصحاب میں مفت تقسیم کیلئے نہایت موزوں ہے اب یہ ترجمہ اپنی مقبولیت کی وجہ سے محتاج تعریف نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی حقیقی تڑپ کا نتیجہ ہے۔ آپ نے ازالہ اوہام میں اس کی خواہش فرمائی اور فرمایا کہ یہ میرا کام ہے۔ یا اس کا جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے۔ اس ترجمہ کے بعد اور ترجمے بھی شائع ہوئے ہیں۔ لیکن اس وقت دنیا گواہی دیتی ہے کہ یہ بہترین ترجمہ ہے۔ اس لئے ہمارے دوست اس سستے ایڈیشن سے فائدہ اٹھائیں۔ اور غیر مسلم اصحاب میں مفت تقسیم کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ قیمت عہ فی کاپی۔

انوار القرآن۔ پارہ عم کی ایمان افروز تفسیر

مولفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

جن لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کا درس سنا ہے وہ ڈاکٹر صاحب کے معارف و حقائق قرآنی کو خوب جانتے ہیں۔ احباب جماعت کے لئے بیش بہا تحفہ ہے جسے ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے مخصوص دلنشین و مدلل انداز میں لکھا ہے۔ بہترین کتابت، دیدہ زیب طباعت اعلیٰ، سفید ولایتی کاغذ، خوبصورت کپڑے کی جلد جس پر کتاب اور مصنف کا نام سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے۔ جلسہ سالانہ پر احباب کے اصرار پر جناب ڈاکٹر صاحب نے اس کی قیمت میں تخفیف بھی کر دی ہے۔ یعنی اس وقت یہ دیدہ زیب کتاب صرف (عہ) میں ملتی ہے۔ احباب آج ہی فرمائش بھیجدیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی جلد دو روپے۔ ۔ ۔ ۔ (عہ)

گولڈن ڈیڈز آف اسلام

اسلام کے سنہری کارنامے (دوسرا ایڈیشن)

اس کتاب کو مولوی محمد یعقوب خانصاحب "ایڈیٹر دی لائٹ" نے انگریزی زبان میں تالیف کیا ہے۔ کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ اسلام کے سنہری کارناموں کا ایک مختصر مرقع ہے۔ اس میں اسلامی تاریخ کے مختلف زمانوں کے پانچ منتخب واقعات بیان کئے گئے ہیں جن سے اسلام کی تعلیم اور مسلمانوں کی اسپرٹ پر روشنی پڑتی ہے۔ کتاب بہت دلچسپ اور طرز تحریر نہایت دلکش ہے۔ لائبریریوں میں رکھنے۔ طالبعلموں، واعظوں اور مبلغوں کے مطالعہ کے قابل ہے۔ نیز غیر مسلم اصحاب کے لئے نہایت موزوں ہے۔ سرورق سادہ اور دیدہ زیب ہے۔ جس پر کرہ ارض پہاڑی کی چوٹی کے اوپر ایک مسلمان ہاتھ میں اسلامی علم لئے لہرا رہا ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

نوٹ:۔ تمام کتابوں کا محصول ڈاک و خرچ پیکنگ بذمہ خریدار ہوگا۔ طلب کرنے پر فہرست کتب مفت روانہ کی جاتی ہے۔

ملنے کا پتہ

مینیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

تارکا پتہ: مسلمان لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۸۲

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۝

الصلح خیر
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن
پیغامِ صلح
ایڈیٹر
میرزا مسعود بیگ
جلد ۲۳ | لاہور - یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۲۶ جمادی الاول سنہ ۱۳۵۴ھ - مطابق ۲۷ اگست سنہ ۱۹۳۵ء | نمبر ۵۵

تاسیسِ مسیح موعودؑ کی جماعت کا عقیدہ

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آن کتابِ حق کہ قرآن نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازان روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ و ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جالندھر شہر میں مباحثہ

نبوت اور کفر اسلام پر گفتگو

(گذشتہ سے پیوستہ)

مولوی صاحب۔ مرزا صاحب نے اپنے منکروں کو کافر قرار دیا ہے جیسا کہ وہ حقیقت الوحی میں سوال ۱۱ کے جواب میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں۔ جس کے یہ معنے ہوئے۔ کہ جس طرح کافر کہنے والا کافر ہے اسی طرح مرزا صاحب کے نزدیک نہ ماننے والا کافر ہے جس کی دلیل مرزا صاحب یہ بیان کرتے ہیں کہ

"جو مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے"۔

پس جب ہر نہ ماننے والا مفتری قرار دینے والا ہوا۔ تو ہر منکر دائرہ اسلام سے خارج ہوا۔ کیونکہ مرزا صاحب آیت قرآنی ومن اظلم ممن افترےٰ علی اللہ کذباً او کذب بآیات سے یہی نتیجہ نکالتے ہیں۔

احمدی۔ خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

بھلا مولوی صاحب آپ ہی بتلایئے کہ آپ کے پیشکردہ حوالہ میں وہ کونسے الفاظ ہیں جن کی رو سے "ہر منکر" پر کفر کا فتوےٰ عائد ہوتا ہے سیدھی بات تو یہ ہے کہ ہر وہ منکر جو مرزا صاحب کی تبلیغ اور اتمام حجت کے بعد مرزا صاحب کو اس وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مرزا صاحب کو مفتری جانتا ہے وہ کافر کہنے والے کے برابر ہے اور یہ بالکل درست ہے اور اسی مسئلہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تمام لوگ جن پر اتمام حجت نہیں ہوتی۔ یا جن کو دعوت نہیں پہنچی اور وہ نہ کافر کہتے ہیں اور نہ حضرت مسیح موعودؑ کو مفتری قرار دیتے ہیں۔ مگر آپ کے دعوے کو مانتے بھی نہیں۔ ایسے تمام لوگ جو لاکھوں اور کروڑوں ہیں ہرگز کافر نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ آگے حضرت نے فرمایا ہے:۔

"میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا"

اور پھر آگے چل کر فرماتے ہیں کہ مجھ پر یہ افترا ہے کہ میں نے کہا یہ لکھا ہے کہ ایسے لوگ جن کو میرے نام کی بھی خبر نہیں یا جن کو دعوت بھی نہیں پہنچی وہ محض میرے نہ ماننے کی وجہ سے کافر ہیں اور جہنمی ہیں یہ تو ایسا امر ہے کہ اسے کوئی عقل قبول ہی نہیں کر سکتی۔

غرض حضرت مرزا صاحب حقیقت الوحی میں تریاق القلوب کے مذہب کو ہی پیش کرتے ہیں اور عبد الحکیم خاں کو جو خط لکھا ہے اس کی تاویل کر کے اسے تریاق القلوب کے ساتھ ملا دیتے ہیں۔ اور صاف کہہ دیتے ہیں کہ جس طرح میں نے پہلے کبھی اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کی۔ اب بھی میں اہل قبلہ کو کافر قرار نہیں دیتا۔ پس اس قدر صراحت کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے تمام منکروں کو کافر کہا ہے بہت بڑا بہتان ہے

مولوی صاحب۔ مرزائی لوگ تاویلوں سے کام لیکر حق کو چھپانے میں بڑے مشاق ہوتے ہیں۔ دیکھئے یہاں صاف لکھا ہے کہ "جو مجھے نہیں مانتا"

اب اس جملہ سے کوئی منکر باہر نہیں رہ سکتا۔

احمدی۔ مولوی صاحب ذرا غور فرمائیے آپ حقیقت پر پردہ ڈالنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں یا میں اصل حقیقت کی طرف آپ کو پھیر کر لا رہا ہوں جسے آپ تاویل کہکر حق پوشی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

سنئیے مولوی صاحب اب جسقدر لوگ یہاں ہیں میں ان کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ:

"جو میری بات نہیں سنتا"

تو کیا لفظ "جو" کی وجہ سے تمام دنیا کے لوگ مراد ہو جائینگے ہرگز نہیں اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے جو یہ فرمایا ہے کہ "جو مجھے نہیں مانتا" اس سے مراد صرف وہ نہ ماننے والے ہیں جنکو دعوت پہنچی اور انہوں نے قبول نہ کیا۔ جیسا کہ خود سائل کے سوال سے صاف ظاہر ہے کیونکہ آپ نے عبد الحکیم خاں کو بھی لکھا تھا کہ جس شخص کو میری دعوت پہنچی ہے اور وہ مجھے قبول نہیں کرتا۔ لہذا یہیں سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ وہ لوگ جنہیں دعوت نہیں پہنچی وہ تمام لوگ اس جملہ "جو مجھے نہیں مانتا" سے بالکل باہر ہیں۔ نیز مولوی صاحب کوئی ایسی عبارت دکھائیں جہاں مرزا صاحب نے یہ لکھا ہو۔ کہ ہر وہ شخص جو مجھے نہیں مانتا خواہ اسے میری دعوت پہنچی ہو یا نہ وہ مجھے مفتری جانتا ہو یا نہ۔ کافر ہے۔ لیکن یاد رہے ایسی کوئی عبارت حضرت مرزا صاحب کی نہ ملے گی بلکہ اس کے برعکس یہ ملیگا کہ جو لوگ مجھے کافر یا کاذب نہیں کہتے وہ سب مسلمان ہیں۔ اس لئے معلوم ہوا کہ حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ نبوت کا بھی نہیں تھا ورنہ وہ ضرور فرماتے کہ میرے تمام منکر کافر ہیں۔ مگر انہوں نے کبھی ایسا نہیں کہا۔

مولوی صاحب۔ میں اس مسئلہ پر اور کچھ کہنا نہیں چاہتا۔

بحث کا نتیجہ

صدر جلسہ جو ایک معزز ڈاکٹر تھے اور بہت جوشیلے مگر سلجھے ہوئے مسلمان تھے اور مسلمانوں کیلئے دل میں درد رکھتے تھے انہوں نے فرمایا کہ:۔

مرزا صاحب کی تحریروں سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ انہوں نے کبھی نبوت کا دعویٰ حقیقی طور پر کیا ہو یا ان معنوں میں نبوت کا دعویٰ کیا ہو جو پہلی آسمانی کتابوں میں لئے گئے ہیں۔ وہ صرف مجازی طور پر نبی کا لفظ استعمال کرتے ہیں اگر وہ ایسا بھی نہ کرتے تو اچھا ہی ہوتا۔ آج جس قدر جھگڑا ہوا یا اس کے متعلق ہو رہا ہے وہ ہرگز نہ ہوتا۔

نوٹ۔ مولوی عمر الدین صاحب نے بتایا۔ کہ مجازاً نبی اللہ کا لفظ بولنے پر حضرت مرزا صاحب مجبور تھے کیونکہ احادیث میں آنے والے عیسےٰ یا مسیح موعود کو نبی اللہ کہہ کر آنحضرت صلعم نے پکارا ہے۔ اور خدا

(باقی بر صفحہ ۲)

درس قرآن مجید کے مختصر نوٹ

(از مولینا مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی)
(مرتبہ ماسٹر غلام محمد صاحب خادم)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ہ

قرآن مجید کی عظمت

الٓمّٓ کے بعد قرآن کریم ذالک الکتاب لاریب فیہ سے شروع ہوتا ہے۔ ذالک کے معنی ہیں "وہ"۔ اس پر آریہ اور عیسائی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ذالک اشارہ بعید ہے۔ اس لئے ذالک سے مراد "یہ" کتاب یعنی قرآن نہیں بلکہ کوئی "وہ" کتاب مراد ہے۔ ان لوگوں کا ہمیشہ یہ طریق رہا ہے کہ الفاظ کو کھینچ تان کر اپنے مطلب کی بات نکالنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنا الو سیدھا کرلیتے ہیں۔ چنانچہ آریہ کہتے ہیں کہ ذالک سے وید کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے اور عیسائی کہتے ہیں اس سے بائیبل کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اس سے مراد قرآن ہو ہی نہیں سکتا اس لئے کہ ذالک کے معنی ہیں "وہ" نہ کہ "یہ" اور وہ اشارہ بعید ہے جو دور یا غائب کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ ہر زبان میں یہ قاعدہ ہے کہ اشارہ بعید قریب کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً فارسی میں آنحضور نے یوں فرمایا تھا "ہیں آنحضور" گو اشارہ بعید ہے مگر معنی اس کے اشارہ قریب کے کئے جاتے ہیں یعنی آپ نے یا جناب نے یوں فرمایا تھا۔ اس طرح اور بھی کئی ایسی مثالیں مختلف زبانوں میں ملتی ہیں۔ عربی میں بھی یہی قاعدہ ہے

یہ بھی خیال رہے کہ یہ لفظ جب کسی چیز کی طرف اشارہ کرتا ہے تو اس چیز کی عظمت یا بزرگی کو ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے۔ پس یہاں ذالک الکتاب کے معنی ہوئے یہ وہ عظیم الشان کتاب ہے۔ قرآن کریم نے ذالک کو قریب کے معنوں میں خود استعمال کیا ہے فرمایا وجاءت سکرۃ الموت بالحق ذالک ما کنت منہ تحید۔ نہ غائب۔ پھر فرمایا۔ فاخذہ اللہ نکال الاخرۃ والاولیٰ ان فی ذالک لعبرۃ لمن یخشیٰ۔ ایک اور جگہ سے فقلنا اضربوہ ببعضها کذالک یحیی اللہ الموتیٰ۔ ان تمام آیات میں مشار الیہ حاضر ہے نہ غائب۔ پس ذالک قریب کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور بعید کے لئے بھی۔ لغت میں ہے کہ اصل میں ذالک قریب اور بعید دونوں کے لئے ہے مگر عرف میں صرف بعید کے لئے رواج پا گیا۔

ذالک کے دوسرے معنی

اس کے دوسرے معنی یہ بھی ہیں کہ سورہ فاتحہ میں ہم نے ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی تھی۔ جس کے جواب میں یہ ارشاد ہوتا ہے۔ ذالک الکتاب لاریب فیہ یہ وہ کتاب ہے۔ جو متقیوں کو ہدایت دیتی ہے۔ اس پر عمل کرو اور منزل مقصود کو پہنچو ذالک کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ یہ وہ موعود کتاب ہے جس کا وعدہ انبیاء کو دیا گیا تھا۔ کہ وہ تمام جہانوں کی رہنمائی کرے گی اور وہ عہد ابدی ہوگا جو کبھی منسوخ نہیں ہوگا۔ چنانچہ قرآن کریم کے متعلق بڑی بڑی پیشگوئیاں ہیں اور بڑے بڑے نشانات مذکور ہیں۔ کہ وہ ایسی کتاب ہوگی جو تھوڑا تھوڑا کرکے اترے گی کبھی یہاں اور کبھی وہاں۔ جو ابدی ہدایت ہوگی جو ہمیشہ ہمیشہ رہے گی۔
(یسعیاہ ۲۸ : ۹ تا ۱۲)

آپ جانتے ہیں قرآن کریم تھوڑا تھوڑا کرکے نازل ہوا۔ کچھ مکہ میں، کچھ مدینہ میں، کچھ سفر میں کچھ حضر میں، کچھ یہاں اور کچھ وہاں اور قرآن کریم ہی ایسی کتاب ہے جو تمام قوموں کے لئے ہدایت ہے اور تا قیامت رہے گی۔

کتاب سے کیا مراد ہے۔

ذالک کے بعد لفظ کتاب آتا ہے۔ کتب کے معنی ہیں "جمع کی ہوئی چیز"۔ مگر ہر جمع کی ہوئی چیز کو کتاب نہیں کہتے۔ شروع میں اس کے معنی تھے چمڑے کے دو کناروں کو ملا کر سینا۔ پھر اس معنی میں وسعت آتی گئی۔ یعنی ایک چیز کو دوسری چیز سے ملانا یا جوڑنا۔ کتاب میں حروف حروف سے مل کر الفاظ بناتے ہیں اور الفاظ الفاظ سے مل کر جملے بناتے ہیں اور جملوں کے باہم جمع ہونے سے کلام بنتا ہے اور کتاب کہلاتا ہے۔ آریوں نے لفظ کتاب پر یہ اعتراض کیا ہے کہ کتاب تو ایک مادی چیز ہے جو ہاتھ میں پکڑائی جاتی ہے مگر وحی ہاتھ میں نہیں دی جاتی۔ بلکہ دل پر ہوتی ہے۔ انہوں نے یہ بات اپنے دل سے اختراع کی ہے کہ قرآن ایک کتاب کی صورت میں اوپر سے پھینکی گئی ہے۔ اس پر وہ کہتے ہیں کہ اگر آسمان سے کوئی کتاب پھینکی گئی ہے تو وہ راستے میں جل جانی چاہیئے تھی۔ کیونکہ اترتے وقت اس کی ہوا سے رگڑ ہوئی ہوگی جس کی وجہ سے سخت حرارت پیدا ہوگئی ہوگی۔ اور کتاب جل گئی ہوگی۔

دراصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے خود ہی یہ عقیدہ گھڑ کے مسلمانوں کی طرف منسوب کر دیا ہے حالانکہ کسی مسلمان کا بھی یہ عقیدہ نہیں کہ قرآن ایک ٹھوس شکل میں نازل ہوا ہے یہ لوگ خود ہی ایک بات بناتے ہیں اور خود ہی اس پر اعتراض کر دیتے ہیں۔

اب رہا یہ اعتراض کہ کتاب ایک ٹھوس چیز ہے جو ہاتھ میں لی جاسکتی ہے اور قرآن بھی ایک کتاب ہے تو یہ اعتراض لاعلمی پر مبنی ہے۔ یاد رہے کہ ایک منضبط کلام کو بھی کتاب کہتے ہیں اور جو بات فرض کر دی گئی ہو اس کو بھی کتاب کہتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ کتاب وہی ہے جو لکھی ہوئی ہو مثلاً کتب علیکم الصیام کے یہ معنی نہیں کہ روزہ تمہارے اوپر لکھ دیا گیا ہے یا کسی کتاب میں لکھ رکھا ہے بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ روزہ تم پر فرض کر دیا گیا ہے۔

کتاب کے معنی حجت اور برہان کے بھی ہیں مثلاً فأتوا بکتابکم ان کنتم صادقین۔ ایک دفعہ کسی نے یہ اعتراض کیا کہ مرزا صاحب نے جو مخالفین اسلام سے طریق بحث مقرر کیا ہے کہ دعویٰ بھی اور اس دعویٰ کی دلیل بھی اپنی اپنی الہامی کتاب سے پیش کیا جائے تو یہ اصول انہوں نے کہاں سے لیا ہے۔ چاہیئے کہ یہ اصول بھی وہ قرآن کریم سے پیش کریں تو اس کے جواب میں یہاں یہی آیت فأتوا بکتابکم ان کنتم صادقین کو پیش کیا۔ کتاب کے معنی لشکر کے بھی ہیں یعنی شکوک اور شبہات کو رفع کرنے والا لشکر ہونے کے لحاظ سے یہ کتاب ہے اس کے معنی کلام اللہ کے بھی ہیں مثلاً قد ر کے۔ قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا سے ظاہر ہے اس کے معنی حکم کے بھی ہیں مثلاً اولوا الارحام بعضهم اولیٰ ببعض فی کتاب اللہ یعنی اس کے حکم میں بعض اولوا الارحام بعض پر فضیلت رکھتے ہیں۔ اب یہ اتنے معنی جو میں نے کتاب کے بتلائے ہیں تو اس لئے کہ آج جو بھی اعتراض پیدا ہوتے ہیں وہ الفاظ کے معنی اپنے موقع و محل کے لحاظ سے نہ کرنے سے ہوتے ہیں۔ اگر کسی لفظ کے سارے کے سارے معنی ذہن میں موجود ہوں تو ہر موقع پر اعتراض رد کیا جاسکتا ہے

یہ کتاب شک و شبہ سے بالاتر ہے

ذالک الکتاب میں کتاب کے معنی کلام الٰہی کے ہیں کہ وہ ایسی اعلیٰ تعلیم ہے کہ لاریب فیہ کہ جس کے سچا ہونے میں کوئی بھی شک و شبہ نہیں یہاں لا ریبٌ نہیں فرمایا۔ بلکہ لاریبَ فرمایا کیونکہ کسی خاص شک و شبہ کی نفی کرنا مقصود نہیں تھی بلکہ ہر قسم کے شک و شبہ کی نفی کی گئی ہے۔ ریب کے معنی خوف کے بھی ہیں یعنی اس تعلیم پر عمل کرنے سے کسی قسم کا خوف نہیں یہ ایسی پاکیزہ تعلیم ہے کہ جس پر عمل کرنا فائدہ ہی فائدہ ہے کسی قسم کا نقصان نہیں۔ ریب کے معنی عدم یقین کے بھی ہیں۔ وہم کے بھی۔ یعنی یہ ایک ایسی پاکیزہ تعلیم ہے کہ جس پر عمل کر کامیابی کا حاصل کرنا یقینی ہے۔ غرض یہ کہ اس تعلیم کی سچائی میں کسی قسم کے شک و شبہ، خوف و خطرا اور وہم کی گنجائش نہیں۔

قاعدہ ہے کہ کسی چیز کے متعلق دو ہی باتوں کا خیال رکھا جاتا ہے کہ آیا فلاں چیز مضر ہے یا فائدہ مند۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اس تعلیم کے متعلق سب سے پہلے اس بات کا یقین دلایا ہے کہ اس میں کوئی ضرر نہیں۔

متقیوں کے لئے ہدایت ہے

اس کے بعد فرمایا۔ هدًی للمتقین یعنی یہ متقیوں کے لئے ہدایت ہے اس پر کم فہمی اور لاعلمی کی وجہ سے آریوں اور بعض ملانوں کو ٹھوکر لگی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جو پہلے سے ہی متقی ہو اسے ہدایت کی کیا ضرورت۔

متقی کون ہے؟

دراصل بات یہ ہے کہ متقی وہ ہے جو اپنے آپ کو گناہ سے بچانے کی کوشش کرے اور جو منزل مقصود کو پہنچنا چاہے۔ اب ایسے شخص کو جو متلاشی حق ہے ایک ایسی ہدایت کی ضرورت ہے جس پر چل کر وہ گوہر مقصود کو پالے۔ اسے ایک ایسے راہ عمل کی ضرورت ہے جس پر چل کر وہ ہر قسم کے نقصانات سے بچتا ہوا منزل مقصود تک پہنچ جائے۔ اس لئے یہ کہنا کہ متقی کو کسی قسم کی ہدایت کی ضرورت نہیں لغو بات ہے قانون قانون پر چلنے والے کے لئے ہی فائدہ مند ہوتا ہے اس پر مولویوں کو بھی سخت غلطی لگی ہے۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے ایک مقدمہ میں متقی کے معنی فاسق فاجر بتائے ایک عرصہ کے بعد انہوں نے اس سے انکار کر دیا کہ میں نے یہ ہرگز نہیں کہا۔ جب بیان کی مصدقہ نقل شائع کی گئی۔ تو کہنے لگے۔ ایسے لوگ ایک معنی میں متقی ہوتے ہیں

اسی طرح سورہ مریم میں قالت انی اعوذ بالرحمٰن منک ان کنت تقیاً میں بھی کم علمی سے ملانوں نے تقیا کے معنی بدمعاش کے کئے ہیں

قرآن کریم کی یہ عظیم الشان ابتدا کہ اس کے آنے کی غرض ہدایت دینا ہے اس کی صداقت کی دلیل ہے۔ دنیا کی اور کوئی بھی الہامی کتاب ایسی شاندار ابتدا نہیں رکھتی۔ آریوں اور عیسائیوں کے ساتھ مناظرے کے وقت عموماً میں نے یہ اصول ان کے سامنے رکھا ہے کہ اگر کوئی کتاب علمی اصول پر ہوسکتی ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنی غرض سب سے پہلے بتلائے۔ نہ تو انجیل نے، نہ توریت نے اور نہ ہی وید نے اپنے متعلق بتایا ہے کہ وہ کس مقصد کے لئے ہے۔ البتہ قرآن مجید سب سے پہلے اپنے آنے کا مقصد یوں بیان کرتا ہے۔

ذالک الکتاب لاریب فیه هدًی للمتقین

یہ ایک کتاب ہے جو لاریب متقیوں کو ہدایت دینے کی غرض سے نازل کی گئی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم سہ شنبہ ۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ | نمبر ۵۵

صبر و صلوٰۃ

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یوم بعثت سے تیرہ سال تک مکہ معظمہ میں طرح طرح کی مشکلات کا سامنا کیا۔ اور قسم قسم کے مصائب اٹھائے۔ گالیاں سنیں، ماریں کھائیں، طعن و تشنیع کو گوارا کیا، محصور رہنا برداشت کیا۔ لیکن جس کام کے لئے آپ کی ذات مقدس مبعوث ہوئی تھی، اس کام کو نقصان نہ پہنچا اور آپ کا قدم مبارک دن بدن آگے ہی بڑھتا رہا۔ اس تمام سلسلہ مخالفت و مصائب میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پورے صبر و استقلال سے کام لیا اور مخالفین کو ان کی ریشہ دوانیوں کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور اگر کوئی جواب اس مخالفت کا تھا، تو یہی کہ مسلمان اپنے مشن پر اور مضبوط ہوتے گئے۔ یہ تیرہ سالہ سلسلہ مصائب اپنی انتہا کو پہنچا اور بالآخر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو شہر بدر ہونا پڑا۔ لیکن کفار و مشرکین کے منصوبے یہیں تک ختم نہ ہوئے بلکہ مدینہ شریف میں بھی پناہ گزین مسلمانوں کو بدستور تکالیف دی گئیں اور نوبت یہاں تک پہنچی، کہ بدر کے میدان میں کفار و اہل اسلام ایک دوسرے کے مقابل صف بستہ ہو گئے۔

یہ وقت مسلمانوں کے لئے انتہائی فکر و پریشانی کا وقت تھا نہ کوئی باقاعدہ فوج تھی نہ ہتھیار نہ اونٹ نہ گھوڑے۔ ایک طرف فوج میں نوعمر بچے نظر آتے ہیں۔ تو دوسری طرف سفید ریش بوڑھے۔ پھر ان میں سے بھی کسی کے پاس تلوار ہے تو ڈھال نہیں اور تیر ہے تو کمان نہیں۔ اور دوسری طرف بڑے بڑے جری پہلوان پوری طرح مسلح کھڑے تھے۔ غرض یہ کہ مجاہدین اسلام بیچارگی کی تصویر تھے گو قلوب میں ایک خداداد تسکین تھی عین اس حالت میں جب بظاہر یاس و نومیدی کے آثار تھے، سرور کونین محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باوضو ہو کر ایک جھونپڑی میں گھس گئے اور سربسجود ہو کر اُس مالک حقیقی کی درگاہ میں گڑگڑائے۔ اور بار بار پکارا اللّٰھم ان تھلک ھذہ العصابۃ من اھل الایمان الیوم لا تعبد فی الارض ابدا۔ دربار الٰہی میں یہ آواز سنی گئی رحمت خداوندی نے جوش مارا اور آسمان سے فرشتوں کا نزول ہوا جو مسلمانوں کے ساتھ ہو کر لڑے اور کفار کو شکست دیکر دین حق کو غالب کیا۔

آج ہم اس وقت جب اپنی حالت پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں ویسی ہی پریشانی ہوتی ہے۔ مخالفین کا رویہ ساتھ ساتھ دن بدن سخت سے سخت تر ہوتا جا رہا ہے۔ آج اگر ایک جگہ سے ایذا رسانی اور بائیکاٹ کی خبر آتی ہے تو کل دوسری طرف سے تکلیف دہ معاملات کی شکایت سنائی دیتی ہے۔ کہیں کنوؤں سے پانی لینے کی ممانعت ہے۔ اور کہیں قبرستان میں دو گز زمین دینے سے انکار۔ گالیاں بے عزتی، طعن و تشنیع تو روزمرہ کا دستور ہو گیا ہے۔ غرض یہ کہ اس چھوٹی سی جماعت کو جو محض اعلائے کلمۃ الحق کے لئے دنیا میں آگے چلنے کی پوری کوشش ہو رہی ہے۔ اور مخالفین اس بات کا بظاہر تہیہ کر چکے ہیں کہ یا تو ہم احمدیت کو جواب دے دیں اور یا مسلمان کہلانا چھوڑ دیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

ایسے حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ کیا ہم اس عظیم الشان کام کو جس کے لئے اس جماعت کا وجود ظہور میں آیا ترک کر دیں یا ہم ان مصائب سے تنگ آ کر ہمت ہار بیٹھیں؟ ہرگز نہیں ہمیں تو ہمارے آقا و مولیٰ علیہ التحیۃ والسلام کی زندگی سے یہی سبق ملتا ہے کہ جس قدر مصائب و آلام ترقی کریں، اسی قدر ہمیں اپنے عزم و ہمت میں ترقی کرنا چاہیئے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت اسی قسم کا نمونہ دکھا رہی ہے۔ یہ جوش مخالفت کتنا ہی صبر آزما کیوں نہ ہو ہم خدا کے احسان سے اپنی جگہ پر مضبوط قائم رہیں گے اور اس سیلاب کو ایک بے حقیقت شے تصور کرتے ہوئے اپنے کام میں لگے رہیں گے۔ ہمیں جس قدر بھی جور و ستم کا تختہ مشق بنایا جائے ہم اسی قدر اپنے ارادوں میں ثبات پیدا کریں گے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے مقابلہ میں تو یہ تکالیف کوئی حقیقت نہیں رکھتیں۔ ہمیں کسی نے تپتی ہوئی ریت پر نہیں گھسیٹا۔ ہمیں کسی نے کوڑے نہیں لگائے۔ ہمیں قبول احمدیت کی وجہ سے جیل نہیں بھیجا گیا ہمیں اپنے عزیز و اقارب کو چھوڑ کر ہجرت نہیں کرنی پڑی۔ تو کیا محض بائیکاٹ اور معمولی ایذا دہی سے ہم ہراساں ہو جائیں گے اور اس مقصد بلند کو ترک کر دیں گے جس کی خاطر ہم نے امام زمان علیہ السلام کے ہاتھ پر عہد کیا تھا؟ کبھی نہیں، ہم راضی برضا ہیں۔ یہ مخالفت تو ہمیں بیدار کرنے کا ذریعہ ہے، کیونکہ ہم پر کچھ غنودگی طاری ہو گئی تھی۔ اب خدا تعالےٰ کے ہاتھ نے ہمیں بیدار کر دیا ہے۔ اور ہم انشاء اللہ اس کی منشاء کے مطابق اپنے کام میں لگے رہیں گے۔ اور جوں جوں مخالفت بڑھے گی۔ اسی قدر خدا کے فضل سے ہمارا کام بھی بڑھیگا۔

لیکن انسانی طبائع مصیبت کو دیکھ کر گھبرایا کرتی ہیں۔ اور تکالیف پہنچنے پر یاس و نومیدی کا اظہار کرتی ہیں۔ اور اگر ہمارے کچھ دوست موجودہ سیلاب مخالفت سے متفکر و پریشان ہوں تو کچھ تعجب نہیں لیکن ہم ان کی خدمت میں عرض کریں گے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگیوں سے سبق لیں اور اپنے ایمان کو مضبوط کریں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک عجیب ہتھیار بخشا ہے ہمیں مصیبت کے وقت اس ہتھیار سے کام لینا چاہیئے۔ اور وہ صبر و صلوٰۃ کا ہتھیار ہے اگرچہ یہ بڑی اور مشکل چیز ہے، لیکن اللہ تعالےٰ کے عاجز بندوں کیلئے جو اس کے حضور میں خشوع و خضوع کرنے والے ہوں، یہ کوئی بڑی چیز نہیں۔ احمدی قوم تو خدا کے فضل سے خاشعین کی صحیح مصداق ہے کہ وہ ہر تکلیف اور دکھ کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتی ہے اور صرف اپنے مولا کے حضور میں گر کر نصرت طلب کرتی اور اسی کے سامنے اپنی عاجزی کا اظہار کرتی ہے پس ہمیں ایسے وقت میں پورے صبر سے کام لینا چاہیئے اور مالک حقیقی کے حضور دعائیں کرنی چاہئیں۔ اس وقت ہمیں بھی اصحاب بدر کی طرح درگاہ ایزدی میں گڑگڑانا چاہیئے۔ اور بے اختیار پکارنا چاہیئے۔ کہ اے خدا اگر یہ چھوٹی سی جماعت ہلاک ہو گئی، تو اس دنیا میں اسلام کی بے غرضانہ اشاعت و حمایت کرنے والی اور کوئی جماعت نظر نہیں آتی۔ اے خدا ہم کسی دنیاوی فائدہ یا ذاتی غرض کے لئے میدان میں نہیں اترے۔ بلکہ محض لیظھرہ علی الدین کلہ کا نظارہ دیکھنے کے مشتاق ہیں۔ اے خدا اگر تجھے اپنے دین کی نصرت مطلوب ہے تو ہماری نصرت فرما۔

اگر ہم سب ملکر بارگاہ خداوندی میں یہ التجائیں کریں اور صبر و صلوٰۃ کے ہتھیار کو آزمائیں۔ تو یاد رکھو عنقریب آسمان سے خدا تعالےٰ کے فرشتے نازل ہونگے، اور وہ تمہاری امداد کیلئے صف بستہ ہو جائیں گے۔ اور تمہارے مخالفین کو ان کے ارادوں میں ناکام کریں گے۔ اس بات پر یقین رکھو کہ فتح بالآخر تمہاری ہے کیونکہ تم صداقت پر قائم ہو۔ الحق یعلو ولا یعلٰی۔

زروبی (ضلع پشاور) میں احمدیت کی وحشیانہ مخالفت

گذشتہ پرچہ میں پسرور ضلع سیالکوٹ میں سلسلہ کی مخالفت کے متعلق کچھ عرض کیا گیا تھا، افسوس ہے کہ یہ آگ ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے۔ اور روزمرہ کوئی نہ کوئی حادثہ پیش آتا ہے۔ صوبہ سرحد میں خصوصیت سے بعض بعض مقامات پر بہت سختی کی جاتی ہے۔

زروبی ضلع پشاور سے ایک تازہ خط آیا ہے جسے پڑھ کر سخت قلق اور صدمہ ہوا۔ ہمارے دوست ماسٹر محمد اسحاق صاحب کی نوزائیدہ بچی چند دن ہو کر فوت ہو گئی۔ تمام گاؤں کو فوراً اس کا علم ہو گیا چنانچہ قبرستان والوں کو منع کیا گیا۔ کہ وہ میت کو دفن کرنے کے لئے جگہ نہ دیں۔ گورکن کو کہا گیا کہ وہ قبر نہ کھودے جس رستہ سے جنازہ گزرنا تھا وہ رستہ مسدود کر دیا گیا۔ نوجوانوں نے تمام رستہ میں چارپائیاں بچھا کر راستہ روک لیا۔ تاکہ جنازہ وہاں سے نہ گذرنے پائے۔ غرض وحشت اور بربریت کا پورا مظاہرہ کیا گیا۔ آخر بمشکل رات کی تاریکی میں دو چار آدمیوں نے ملکر لڑکی کے نانا کی ذاتی زمین میں مرحومہ کو دفن کیا۔

اس واقعہ کے چار پانچ روز بعد ماسٹر صاحب کے ایک عزیز کی شادی شدہ لڑکی فوت ہو گئی تو اس شخص کو اپنی لڑکی کے جنازہ میں شریک ہونے سے روکا گیا۔ [illegible]
تھا اُسے کہا گیا کہ وہ [illegible]
جائے۔ تو [illegible] جنازہ [illegible]
ماسٹر صاحب [illegible]
ہوا [illegible]
آپ کو [illegible]
[illegible]

کیلئے کافی نہیں؟ کیا اس وحشت اور بربریت کا نام ہی مذہب اور تبلیغ مذہب ہے؟ کاش احرار اسلام غور کریں کہ ان کا قدم کس طرف اٹھ رہا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ احمدی چونکہ غلط راہ پر ہیں اور احرار حق پرست ہیں۔ اسلئے احمدیوں سے یہ سلوک کیا جاتا ہے۔ مگر ہم حیران ہیں۔ کہ اہل باطل کو ایسی ایذا پہنچانے کی ضرورت ہی کیا ہے باطل تو خود بخود نابود ہو جایا کرتا ہے۔ اور شجرۂ خبیثہ کو کبھی قرار نہیں مل سکتا تو پھر اس طوفان مخالفت کے کیا معنی؟ ایسی مخالفت تو ہمیشہ اہل حق کی ہوا کرتی ہے۔ تاریخ کو اٹھا کر دیکھ لو ہمیشہ حق پرستوں کو دکھ اور ایذا دی گئی اور باطل کا ہمیشہ یہی شیوہ رہا ہے۔ کہ وہ اہل حق کو مصائب کا نشانہ بنائے لیکن ہمارے مخالفین آلیٰ عقل کے مالک ہیں اور اس بربریت کے باوجود اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہیں۔

ہم کس کے آگے فریاد کریں؟ زمینی حاکموں تک معلوم نہیں ہماری آواز پہنچے یا نہ پہنچے۔ اس لئے احکم الحاکمین کی درگاہ میں ہی فریاد کرتے ہیں کہ وہ اس کمزور سی جماعت کی دستگیری فرمائے اور ہمارے نادان مخالفین کو راہ راست پر لائے۔

ہمیں ماسٹر صاحب موصوف اور جملہ برادران زیروی سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ اور انہیں صبر و استقامت بخشے۔ تمام احباب اُن کیلئے دعا فرماویں۔

امریکہ کی ایک باہمت بڑھیا

تازہ ولایتی ڈاک سے ایک دلچسپ اور سبق آموز خبر معلوم ہوئی ہے۔ نیویارک (امریکہ) کی ایک بڑھیا نے اسی سال کی عمر میں ایم ایس سی کی ڈگری حاصل کی ہے۔ اس باہمت بڑھیا کا نام مسز لین گسٹ ہے یہ آج سے ساٹھ سال قبل کالج میں داخل ہوئی تھی اور یونیورسٹی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کرنا چاہتی تھی۔ مگر اس زمانہ میں عورتوں کو اعلیٰ امتحانات میں شرکت کی اجازت نہ تھی، وقت آیا کہ یہ پابندی اُٹھ گئی اور مسز لین گسٹ نے مسلسل محنت سے ڈگری حاصل کر لی، بہت سے دوست ہونگے جن کو اس عجیب وغریب خبر پر یقین کرنے میں تامل ہوگا لیکن یہ بالکل صحیح ہے۔ کوئی افسانہ نہیں بلکہ ایک واقعہ ہے۔ ہماری قوم کی عورتوں کو چھوڑیئے نوجوانوں کو ہی لیجیئے ان میں سے کتنے ہیں جو اس امریکن بڑھیا کے برابر ہمت و استقلال رکھتے ہیں؟ ظاہر ہے اس سوال کا جواب نفی ہی میں ملے گا، اس زمانہ میں ہم ایسی خبروں کو سُن کر متعجب ہوتے ہیں لیکن ایک وقت تھا کہ دنیا ہمارے علمی شوق اور سعی وہمت اور عزم واستقلال کے مظاہروں پر حیرت زدہ ہوا کرتی تھی، تاریخ اسلام کی ورق گردانی کرتے وقت کئی مواقع پر ہمیں سفید ریش بزرگ طالب علموں کی حیثیت میں نظر آتے ہیں لیکن افسوس اب مسلمان قوم سے حصول علم کا یہ شوق مفقود ہو چکا ہے۔ ہم اگر اپنی تاریخ سے کوئی سبق حاصل نہیں کرتے تو کاش غیروں کی مثالیں ہی ہمارے اندر کوئی حرکت پیدا کر سکیں۔ کم از کم احمدی نوجوانوں کو تو اس امریکن بڑھیا سے ضرور کچھ سیکھنا چاہیئے۔

گاندھی جی کا تازہ ارشاد

ملک ریاست بڑودہ کے ایک گاؤں بیپلائی میں غریب اچھوت ... ہندوؤں کے مظالم کا تختہ مشق بنے ہوئے ہیں۔ یہ گاؤں ... احمد آباد کے قریب بتلایا جاتا ہے۔ کچھ عرصہ ہوا یہاں کے اچھوتوں نے مویشیوں کی لاشیں اُٹھانے اور مردار گوشت کھانے سے انکار کر دیا۔ ان غریبوں نے اس ارادہ کا اظہار ہی کیا تھا کہ ہندو ان کی جان کے لاگو ہو گئے۔ اور اس روز سے طرح طرح کی تکلیفیں دے رہے ہیں۔ گاندھی جی اپنے آپ کو اچھوتوں کا سب سے بڑا ہمدرد ظاہر کر رہے ہیں، موضع بیپلائی کے اچھوتوں نے سب طرف سے مایوس ہو کر ان کے پاس اپنی فریاد بھیجی۔ اس کے جواب میں گاندھی جی نے ایک مکتوب مفتوح لکھا ہے جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے۔ اس میں آپ فرماتے ہیں۔

> "اچھوتوں کے لئے مردار گوشت کا کھانا فی الحقیقت
> غیر مرغوب ہے۔ وہ مجبور نہیں ہیں۔ کہ حیوانات کی نعشوں
> کو گھسیٹیں مگر میرا خیال ہے کہ انہیں اس کام کو ترک
> نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ کسب مقدس اور فائدہ مند ہے"

گاندھی جی کی یہ پرانی عادت ہے۔ کہ جب وہ دلائل سے تہی دست ہو جاتے ہیں، تو ایک "عارفانہ طرز کلام" اختیار فرما لیا کرتے ہیں، ان کے اندھے عقیدت مند شاید اس فعل سے کسی حد تک متاثر ہو جاتے ہوں لیکن معقولیت پسند طبائع تو اسے لازمی طور پر وہی درجہ دیتی ہیں جس کا یہ مستحق ہے۔ گاندھی جی یہ بھی تسلیم فرماتے ہیں، کہ اچھوتوں کے لئے مردار گوشت کا کھانا غیر مرغوب ہے۔ ان کو حیوانات کی نعشیں اُٹھانے کیلئے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اس کے باوجود عارفانہ انداز میں ان کو یہ نصیحت فرمائی جا رہی ہے۔ کہ انہیں اس کام کو ترک نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ یہ مقدس اور فائدہ مند ہے۔ سوال ہو سکتا ہے۔ کہ جب یہ کسب مقدس اور فائدہ مند ہے۔ تو اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کو اس میں شرکت کی تلقین کیوں نہیں کی جاتی؟ جب اچھوت ہندو ہیں اور اسی طرح کے ہندو ہیں۔ جیسے کہ غیر اچھوت۔ اور چھوت چھات ایک لعنت ہے جیسا کہ گاندھی جی کہتے ہیں۔ تو پھر جو کام اچھوتوں کیلئے مقدس اور فائدہ مند ہے۔ وہ دوسرے ہندوؤں مثلاً برہمنوں، راجپوتوں اور ویشوں کے لئے بھی یقیناً مقدس اور فائدہ مند ہوگا۔ کیا ہی اچھا ہو، کہ اس بارہ میں پنڈت مالوی کا فتوے حاصل کیا جائے۔

ملک معظم کی پابندی مذہب

"ایکسپازیٹری ٹائمس" لندن عیسائیوں کا ایک مشہور مذہبی وعلمی ماہوار رسالہ ہے۔ حال ہی میں اس نے ایک مستند اور جدید تصنیف کے حوالہ سے یہ حقیقت آشکارا کی ہے۔ کہ ملک معظم روزانہ پابندی کے ساتھ بائیبل پڑھتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس نے ملک معظم کے پرائیویٹ سیکرٹری کا ۱۹۱۲ء کا لکھا ہوا ایک خط بھی شائع کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ملک معظم نے اپنی والدہ محترمہ ملکہ الگزنڈرا سے ۱۸۸۱ء میں وعدہ کر لیا تھا، کہ بائیبل کا ایک باب روزانہ پڑھتے رہیں گے۔ چنانچہ وہ اس وعدہ پر برابر قائم ہیں۔

کیا ہمارے ملک کے مسلمان والیان ریاست، ہماری قوم کے امیروں، جاگیرداروں، سروں، بیرسٹروں، اسمبلی اور کونسل آف سٹیٹ کے مسلمان ممبروں، کونسلوں کے مسلمان وزیروں، ہمارے کالجوں کے پروفیسروں اور طلبہ کے کانوں تک یہ خبر پہنچی ہے؟ کیا ان کو قرآن کریم سے وہ محبت اور تعلق باقی ہے جو حضور ملک معظم کو بائیبل سے ہے! اس سوال کا جواب ہماری زبان سے سننے کی بجائے حالات و واقعات سے حاصل کیجئے مسلمانوں کی یہ کس قدر بدبختی ہے کہ ان کا روشن خیال اور اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ دیوانہ وار مغرب کی تقلید میں مصروف ہے۔ لیکن اس نے تقلید کیلئے صرف نقصان رساں چیزوں کو منتخب کر لیا ہے مغرب کی تمام اچھی چیزیں اُن کے لئے بدستور "شجر ممنوعہ" کا حکم رکھتی ہیں سب سے زیادہ قابل افسوس اور مایوس کن امر یہ ہے، کہ قوم سے وہ مائیں بھی رفتہ رفتہ مفقود ہو رہی ہیں، جو اپنے بچوں کو قرآن ونماز کی تلقین کریں۔ زنانہ کالجوں اور اسکولوں کی نوجوان طالبات سے جو ہماری آئندہ نسل کی مائیں بننے والی ہیں، کون اس بات کی توقع کر سکتا ہے؟ کیونکہ خود ان کی تمام تر دلچسپیاں فیشن، سینما، پیانو اور ناول تک محدود ہیں۔ قرآن ونماز کو وہ اپنی بوڑھی اور جاہل نانیوں دادیوں کا شیوہ سمجھتی ہیں۔

(بقیہ صفحہ اوّل)

(بقیہ صفحہ اوّل)

تعالےٰ نے بھی اپنی وحی میں آپ کو نبی اللہ کا خطاب اعزازی طور پر دیا ہے اس پر بحث ختم ہوگئی۔

ایک پیر صاحب کا فیصلہ

یہ بحث دراصل حضرت میاں غلام نبی شاہ صاحب جو ایک بہت بزرگ پیر ہیں اور مولوی عمرالدین صاحب بھی حضرت مسیح موعود کی بیعت سے پہلے انہیں کے مرید تھے اور یہ پیر صاحب اکثر وقت یاد الٰہی میں ہی گذارتے ہیں اور انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق ہے اور آپ کی ساری عمر بہت متقیانہ ہے۔ گو آپ عالم زیادہ نہیں مگر زاہد و عابد تو آپ اعلیٰ درجہ کے ہیں۔ آپ نے جب یہ تمام بحث سنی، تو فرمایا:-

> "سچی بات یہی ہے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ
> نہیں کیا صرف مکالمہ مخاطبہ کا دعوےٰ ہے اور مکالمہ
> مخاطبہ اولیاء اللہ سے ہوا ہی کرتا ہے۔ ہم مرزا صاحب
> اور ان کی جماعت کو کافر نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ وہ
> مسلمان ہیں"

اس پر حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا کہ تمام علماء تو انہیں کافر کہتے ہیں اور پیر صاحب نے سب کے فتوے کو ٹھکرا دیا۔ اس پر آپ نے پھر فرمایا۔ کہ:-

> "ہم نے جو کہا ہے حق کہا ہے جب ان کی کتابوں سے ایک
> بات ثابت نہیں۔ تو ناحق ان کو نبی قرار دے کر کفر کا
> فتوے دیدینا درست نہیں۔ لہذا میں تو انہیں مسلمان
> ہی جانتا ہوں۔ اور مولوی عمرالدین صاحب کو محبت
> سے پکڑ کر فرمایا۔ کہ اگر آپ لوگ ہم سے ملجائیں تو ہم
> سب دنیا کو فتح کرلیں"

اس کے بعد بعض اہل محلہ نے بھی اعتراف کر لیا کہ احمدیوں کا مقابلہ کرنا واقعی مشکل ہے اور یہ سب کچھ خدا کا فضل ہے

ولاراد لفضلہ

پہلے تو مولوی عمرالدین صاحب نماز الگ پڑھتے رہے لیکن اس مباحثہ کے بعد جب میاں غلام نبی شاہ صاحب نے سب کے سامنے وہ کہا جو اوپر درج ہے تو مولوی صاحب نے کہا کہ اب میں شاہ صاحب آپ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے شاہ صاحب کی اقتدا میں نماز پڑھی جس کا اثر یہ ہوا کہ ایک شخص بول اٹھا کہ ان کا کیا گیا نقصان تو ہمارا ہوا۔ جن کا ایک بزرگ احمدیوں کو مسلمان تسلیم کر گیا اس گفتگو پر سلسلہ بحث مباحثہ ختم ہو گیا۔ اور حق کی نمایاں فتح ہوئی۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک

(نامہ نگار از جالندھر)

آئندہ پرچہ ماہوار ایڈیشن ہوگا۔ انتظار فرمائیں

معاصر "الضیاء" کا مایوس کن رویہ

سلسلہ احمدیہ پر بے بنیاد اعتراضات

آج کل اخبارات اور رسائل نے اپنی ہردلعزیزی اور شہرت کے لئے سلسلہ احمدیہ کی مخالفت کو سب سے بڑا ذریعہ قرار دے رکھا ہے اور قسمتی سے عام مسلمانوں کا مذاق بھی کچھ اسی قسم کا ہوگیا ہے کہ وہ ایسے جرائد کو بڑے شوق اور دلچسپی سے پڑھتے ہیں۔ اس لئے جریدہ نویس بھی صحافتی ذمہ داریوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس روسے پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

"الضیاء" ندوۃ العلماء لکھنؤ کا ماہوار عربی رسالہ ہے اور عربی علم ادب کی عمدہ خدمت سرانجام دے رہا ہے، اور اس لحاظ سے کہ یہ ہندوستان کا واحد عربی رسالہ ہے اور بھی قابل قدر ہے۔ ہمیں اس کے اجرائے سے بہت مسرت ہوئی تھی۔ اس لئے کہ ندوۃ العلما جیسی درسگاہ نے جس میں روشن خیال علما ہیں اس کام کا بیڑا اٹھایا تھا۔

ابتدا میں اس کے صفحات صرف علمی ادبی اور تاریخی مضامین کے لئے مخصوص تھے لیکن کچھ عرصہ سے اب اس کی روش بھی تبدیل ہو چکی ہے سلسلہ احمدیہ کے خلاف مضامین کا سلسلہ اب رسالہ کا ضروری جزو قرار پا چکا ہے۔ ہمیں اس امر سے کبھی گھبراہٹ نہیں ہوئی کہ لوگ کیوں احمدیہ جماعت کے خلاف لکھتے ہیں۔ بیشک لوگ جی بھر کر اعتراض کریں ہمیں ہماری غلطیوں سے آگاہ کریں۔ انہیں ایسا کرنے کا حق ہے لیکن افسوس صرف اس بات کا ہوتا ہے کہ لوگ ہمارے ساتھ ناانصافی کرتے ہیں۔ اور حق پوشی سے کام لیتے ہیں۔

"الضیاء" کا تبصرہ

معاصر "الضیاء" نے اگست نمبر میں لاہور کے ایک نئے اخبار "لائٹ" The Light پر ایک طویل تبصرہ کیا ہے۔ جہاں تک اخبار مذکور پر تبصرہ کا تعلق ہے تو وہ تو چند سطور تک محدود ہے لیکن باقی حصہ میں صرف احمدیہ جماعت کی مخالفت اور ان کو زک پہنچانے اور ان کے خلاف مقابلہ آرا ہونے پر زور دیا گیا ہے۔ حالانکہ ریویو کی طرز تحریر ایسی نہیں ہوا کرتی کہ کسی اخبار یا رسالہ پر ریویو کرتے ہوئے اس کی خوبی کے اظہار کے لئے یہ ضروری نہیں ہوتا کہ دوسری کسی جماعت یا رسالہ یا اخبار کی مذمت کی جائے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ اخبار زیر تبصرہ کے اپنے اندر کوئی خوبی اور حقیقت نہیں۔ بلکہ وہ صرف اس لئے قابل قدر ہے کہ وہ فلاں جماعت کی مخالفت کرتا ہے چنانچہ ہمارے معاصر "الضیاء" نے بھی اسی قسم کا تبصرہ کیا ہے لکھتا ہے۔

"اس صحیفہ کے جس سے ہم آج تعارف کرانا چاہتے ہیں۔ بہت سے نمبر نکل چکے ہیں۔ اور اس نے اپنے آپ کو ہماری اس رائے کا جس کا ہم ابھی اظہار کرنے کا مستحق ثابت کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس نے صحافت اسلامیہ ہندیہ میں ایک بہت بڑی کمی کو پورا کیا ہے۔ اس کے تمام شائع شدہ نمبر عمدہ مقالات اور بلیغ رسائل سے پر ہیں اور اس کے تیر ہر دو قادیانی گروہوں یعنی لاہوری اور قادیانیوں پر ٹھیک نشانہ کرتے ہیں"۔ پھر معاصر مذکور لکھتا ہے کہ اب لاہوری اور قادیانی متحد ہو گئے ہیں اور دونوں ملکر اپنی قوت سے اور سب دشنم اور تحریف سے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔

اخبار "لائٹ" پر غلط اعتراضات

زاں بعد وہ اخبار لائٹ پر جو ہمارے سلسلہ کا انگریزی ہفتہ وار ہے نازیبا اور دور از حقیقت الزام لگاتا ہے چنانچہ لکھتا ہے۔ . . .

وھذہ جریدۃ "النور" (لائٹ) لسان حال الاحمدیۃ اللاھوریۃ ـ تری احمد نھا ملای بالسب والطعن المقذع فی العلماء ـ حملۃ دین النبی (ص) وذالک انھم یریدون ان یغضوا من شان العلماء ویحطوا من مکانتھم الاجتماعیۃ لیسھل لھم التلعب بعقائد المسلمین واختلاق اکاذیب علی دیاناتھم. وھیھات ان ینالوا بغیتھم والحقیقۃ ان الاحمدیۃ اللاھوریۃ شر من القادیانیۃ واشد منھا عداوۃ للاسلام والمسلمین. وھذا رای ما رایناہ بتعسف او استعجال، وانما اھتدینا الیہ وجزمنا بہ بعد ما قرانا صحفھم ومجلاتھم سنین متوالیۃ واطلعنا علی دسائسھم۔

"یہ اخبار لائٹ جو لاہوری احمدیوں کا ترجمان ہے آپ دیکھیں گے کہ اس کے کالم علماء کی نسبت جو حاملان دین رسول ہیں سب دشتم اور طعن و تشنیع سے لبریز ہوتے ہیں۔ اور یہ اس لئے ہے کہ وہ (لاہوری) چاہتے ہیں کہ علما کی شان میں تخفیف کریں اور انہیں ان کی پوزیشن سے گرائیں تاکہ ان کے لئے مسلمانوں کے عقائد سے کھیل کرنا اور جھوٹ باتیں اختراع کرنا آسان ہو جائے۔ اور ان کی اس خواہش کا پورا ہونا ناممکن ہے حقیقت یہ ہے کہ لاہوری احمدی قادیانیوں سے زیادہ خطرناک ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کے زیادہ دشمن ہیں اور ہماری یہ رائے بغض دشمنی یا جلدبازی پر مبنی نہیں بلکہ ان کے لٹریچر کے متواتر کئی سال مطالعہ کے بعد اور ان کے اندرونی بغض پر مطلع ہونے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں"۔

اسی طرح معاصر مذکور نے اس بات پر بہت واویلا کیا ہے کہ احمدیہ جماعت نے انگریزی زبان میں بہت لٹریچر پھیلایا ہے اور اس کا تعلیم یافتہ طبقہ پر اور بالخصوص نوجوانوں پر بہت اثر ہے۔ اور وہ اس لٹریچر کو اس طرح چاہتے اور قبول کرتے ہیں جس طرح ایک پیاسا آب سرد چاہتا ہے۔ لیکن احمدیوں کا لٹریچر انہیں ان کے اسلامی معتقدات سے گمراہ کر دیتا ہے اور وہ احمدیت کے پنجہ میں پھنس جاتے ہیں۔

مایوس کن ذہنیت

ہمیں معاصر مذکور کی ذہنیت پر بار بار افسوس آتا ہے۔ زیادہ اس لئے کہ یہ ایک بڑے دارالعلوم کا رسالہ ہے۔ بہرحال اگر اس نے یہ سب کچھ دیانتداری سے لکھا ہے تو ہم اس کی خدمت میں باادب گذارش کریں گے کہ اسے سخت غلط فہمی ہوئی ہے۔ وہ کونسی ہماری کتاب تھی یا وہ کونسا رسالہ یا اخبار تھا جسے پڑھ کر فاضل مدیر کو یہ معلوم ہوا کہ لاہوری احمدی دربردہ دشمنان اسلام اور دین رسول سے بغض رکھنے والے ہیں؟ احمدیت کا لٹریچر تو خدا کے فضل سے ہزاروں بندگان خدا کو دین حنیف کی طرف ہدایت کر چکا ہے۔ اور ہزارہا افراد کو محمد الرسول اللہ صلعم کی غلامی کا طوق پہنا چکا ہے تعجب ہے۔ ایڈیٹر "الضیاء" کو اس کے اندر دربردہ اسلام دشمنی نظر آئی۔ کیا وہ کوئی نظیر پیش کر سکیں گے؟ فاتوا برھانکم ان کنتم صدقین۔

"لائٹ" کا مسلک

رہا یہ امر کہ لائٹ علماء کی شان میں گستاخی کرتا ہے جو "حاملان دین نبی" ہیں۔ تو اس کے متعلق عرض ہے کہ جریدہ مذکورہ نے کبھی کسی ایسے عالم کی شان میں کوئی نازیبا کلمہ نہیں لکھا جو واقعی عامل دین رسول ہو۔ اس میں شبہ نہیں کہ "لائٹ" ملاؤں کے پھیلائے ہوئے فاسد عقاید کا جو مسلمانوں کی آیندہ نسلوں کو اسلام سے بیزار کرنے کا باعث ہو رہے ہیں بڑی شدت اور تن دہی سے مقابلہ کرتا ہے لیکن جو علماء واقعی اسلام کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں اور جن کا وجود نافع الناس اور اسلام کے لئے تقویت کا باعث ہے۔ ان کی ہمیشہ قدردانی کی گئی ہے اور ان کے کام کو سراہا گیا ہے۔ ہم تو ہمیشہ تعاونوا علی البر والتقوٰی پر عامل رہے ہیں البتہ اثم و عدوان سے تعاون نہیں کر سکتے۔ جن "علما" کے خلاف لائٹ کے صفحات میں لکھا جاتا ہے وہ "حملۃ دین النبی" نہیں ہیں بلکہ یحمل اسفارا کے مصداق ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو اسلام کے لئے باعث ننگ ہیں اور جن کے خیالات غیر مسلمین اور خود مسلمانوں کو تعلیم اسلامی سے بیزار کرتے ہیں۔ ہمارے فاضل دوست کو لائٹ سے شکایت پیدا ہوئی حالانکہ لائٹ نے کوئی ایسا گناہ نہیں کیا۔ کیا احادیث میں موجودہ زمانے کے علما کو شر من تحت ادیم السماء اور بھیڑیوں سے بدتر مخلوق قرار نہیں دیا گیا۔ اگر خود زبان نبوت نے مولویوں کو ایسے خطابات سے نوازا ہو۔ تو اگر لائٹ نے کوئی کلمہ ان کی شان میں لکھ دیا تو کیا غضب آ گیا۔

حقیقت نفس الامری

کہا گیا ہے کہ لاہوری زیادہ خطرناک ہیں۔ شاید اس لئے کہ لاہوری اپنے کام کے لحاظ سے سب کو پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ بڑی بڑی درسگاہیں اور دیار العلوم موجود ہیں۔ بڑے بڑے علماء اور حاملان دین موجود ہیں لیکن خدا کی قدرت کسی کو اس دینی خدمت کی توفیق نہیں ملی جو لاہور کی چھوٹی سی جماعت کر رہی ہے۔ جماعتیں اور انجمنیں تو کیا اسلامی سلطنتیں بھی وہ کام نہ کر سکیں جو اس چند ہزار کی جماعت نے سرانجام دیا ہے۔ کیا یہ چھوٹی سی خدمت ہے کہ خود بقول معاصر "الضیاء" لوگ احمدیہ جماعت کے لٹریچر پر اس طرح گرتے ہیں جس طرح پیاسا ٹھنڈے پانی پر؟ عام قاعدہ ہے کہ جب ایک بات کا مقابلہ نہ کیا جا سکے اور ایک خوبی کوشش کے باوجود حاصل نہ ہو سکے۔ تو لوگ پھر اسے خوبی ہی تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ اسے برائی قرار دے کر اپنے جی کو خوش کر لیتے ہیں۔ ٹھیک یہی حالت ہمارے مخالفین کی ہے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کی صداقت کی دلیلوں کے پاس نہیں تو اب سوائے اس کے ان کے پاس کیا رہ گیا ہے کہ وہ احمدیوں کو دربردہ دشمنان اسلام قرار دیں اور اپنے فرضی وقار کو قائم رکھیں۔

خدا کے لئے انصاف سے کام لیں۔ آپ نے احمدیوں میں کونسی بات دیکھی جس سے وہ دشمنان اسلام قرار دئے گئے۔ ہمارے عقاید اظہر من الشمس ہیں۔ ہم فرقہ باطنیہ کی طرح دربردہ کوئی اور عقاید نہیں رکھتے۔ اور خدا کے فضل سے ہماری جماعت ہی ایسی جماعت ہے جو عقاید کی وجہ سے کسی جگہ شرمندہ نہیں ہوئی ورنہ خود "حاملان دین رسول" کو کئی باتوں میں مذاہب کے غیر سامنے شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم نے کوئی نئے عقاید اختراع کر لئے ہیں۔ حاشا وکلا۔ البتہ اس قدر ضرور کیا ہے کہ اصل اسلام جو قرآن و حدیث سے مستنبط ہوتا ہے۔ اسے قبول کر لیا ہے۔ اور فرضی باتوں کو چھوڑ دیا ہے۔ باقی رہا کام سو اس کے متعلق ہماری نہیں ہمارے مخالفین کی رائے ملاحظہ کر لیں۔ عیسائی آریہ نیچری دہریہ اور تمام مخالفین احمدیہ جماعت کے کام کو محسوس کرتے ہیں لیکن بدقسمتی سے اگر مسلمان محسوس نہ کریں تو خدا کی مرضی۔

مخلصانہ مشورہ

آخر میں ہم اپنے معاصر عزیز کی خدمت میں پھر گذارش کریں گے کہ کسی دارالعلوم یا اکاڈیمی کے مجلات جو علمی اور ادبی خدمات کے لئے وقف ہوں اور ایک مستقل کام ان کے پیش نظر ہو۔ انہیں وقتی حوادث سے متاثر نہ ہونا چاہئے بلکہ اپنے اصل کام کی طرف توجہ رکھنا چاہئے بالخصوص

ایک ایسے رسالہ سے جس کے سرپرست مولنا سید سلیمان ندوی جیسے عالم ہوں ہمیں علمی اور اخلاقی لحاظ سے بہت بلند پائیگی کی توقع ہے۔ اگر کسی جماعت پر تنقید و تبصرہ کی ضرورت پیش آہی جائے۔ تو کم از کم اس ارشادِ الٰہی کو فراموش نہ کرنا چاہئے۔ کونوا قوامین للہ شہداء بالقسط ولا یجرمنکم شنآن قوم علیٰ الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ۔

اخبارِ احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ گذشتہ جمعہ کی شام کو لاہور سے واپس تشریف لے گئے اور بخیریت ڈلہوزی پہنچ چکے ہیں۔

—— یہ خبر مسرت سے سُنی جائیگی۔ کہ ہمارے مکرم دوست چوہدری روشن دین صاحب ایس، ڈی، او ایم، ای، ایس اپنے عہدہ سے ترقی پاکر اسسٹنٹ گیریزن انجینئر کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوگئے ہیں ہم چوہدری صاحب کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور اُنکی آئندہ دینی و دنیوی ترقیات کیلئے دست بدعا ہیں۔

چوہدری صاحب کی صاحبزادی نے اس خوشی میں پانچ روپیہ کی رقم عطیہ اشاعت اسلام کی مد میں ارسال فرمائی ہے جزاھا اللہ خیراً۔

—— ہمارے دوست ماسٹر محمود احمد صاحب مردان سے لکھتے ہیں۔ کہ وہ بعض مشکلات میں مبتلا ہیں احباب ان کیلئے خلوص دل سے دعا فرمائیں۔

—— ملک عبد الغنی صاحب محرر دفتر تحصیل کی صاحبزادی بیمار ہے۔ احباب اُس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

—— زروبی (ضلع پشاور) سے اطلاع آئی ہے۔ کہ ماسٹر محمد اسحٰق صاحب کی نومولود صاحبزادی دس بارہ روز زندہ رہ کر انتقال کر گئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ماسٹر صاحب کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ اور نعم البدل عطا فرمادے۔

شکریہ تعزیت

مرحومہ امت الوحید دختر عزیزم عبد الحمید خاں صاحب کی وفات پر بہت سے احباب نے مجھے ہمدردی کے خطوط لکھے ہیں اور مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت فرمائی ہے۔ میں ان تمام احباب کا بیحد ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ فرداً فرداً سب کو جواب دینا مشکل ہوگا۔ اسلئے اخبار کے اوراق کے ذریعہ ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں

بعض دوستوں نے دریافت کیا ہے۔ کہ یہ عبد الحمید خاں کی کونسی لڑکی تھی، اُن کی اطلاع کے لئے عرض ہے۔ کہ یہ بڑی سے چھوٹی لڑکی تھی، گیارہ سال عمر تھی، اور چھٹی جماعت میں پڑھتی تھی۔ بہت ہی ذہین اور ہونہار تھی۔ اپنی جماعت میں ہمیشہ اوّل نمبر پر رہتی۔ نماز اور قرآن مجید کی تلاوت میں باقاعدہ رہتی۔ اور اکثر شام کو مسجد میں جاکر نماز ادا کرتی اور حضرت مولانا غلام حسن صاحب کے درس قرآن مجید کو شوق سے سنا کرتی۔ پشاور ینگ مین ایسوسی ایشن کے جلسوں میں بھی اکثر جایا کرتی تھی۔

مرحومہ بہت ہی سعید روح تھی پنجگانہ نماز کے علاوہ کئی مرتبہ رات کو اُٹھ کر تہجد پڑھا کرتی۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا غلام حسن خاں صاحب بیمار ہوگئے۔ تو یہ لڑکی رات کو اُٹھ کر نماز میں اُن کیلئے دعا کرتی رہی۔ اور مولانا صاحب بھی اسے بہت عزیز جانتے تھے۔ اور پیار سے اسے بینظیری کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالے اُسے غریق رحمت کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

دعا گو خاکسار مرزا یعقوب بیگ۔

زمینداران پنجاب کے لئے کارآمد مشورہ

(از محکمۂ اطلاعات پنجاب)

میجر آر۔ بی جونز بی۔ اے بیرسٹرایٹ لا، برٹش کاٹن ایسوسی ایشن خانیوال پنجاب ایک مضمون کے دوران میں رقم طراز ہیں:۔

مجھ سے کاشتکاری کے متعلق چند باتیں بیان کرنے کی فرمائش کی گئی ہے۔ آج کل آرام کرسی پر بیٹھ کر اس مضمون کے متعلق نظریے پیش کرنے والوں کی بہتات ہے۔ اور میری باتوں کو شاید اس وجہ سے زیادہ قدر کی نظر سے دیکھا جائیگا، اگر میں شروع میں ہی یہ بتادوں کہ میں اُن بدقسمت انسانوں میں سے ہوں، جن کا ذریعہ معاش ہی زراعت ہے، اور اس وقت میں پنجاب و سندھ وغیرہ میں ایک لاکھ ایکڑ قابل کاشت اراضی کا انتظام کر رہا ہوں، جہاں تک نہری علاقوں میں پنجابی زمیندار کا تعلق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس وقت دو باتوں میں مصروف ہے۔

(۱) بونی ہوئی کپاس کا تحفظ۔

(۲) اس گندم کی فروخت جو سمیٹی جاچکی ہے۔

کپاس کے متعلق یہ حقیقت سال بسال واضح ہو رہی ہے کہ دیسی کی بجائے لمبے ریشے والی اقسام مثلاً ۴ الف ۲۸۹ الف ایل ایس ایس وغیرہ بوئی جا رہی ہیں، اگر آپ ایسے علاقہ میں رہتے ہوں، جہاں یہ اقسام بوئی جاسکتی ہیں، تو میں آپ کو انہی کی کاشت کے متعلق مشورہ دونگا۔ کیونکہ یہ بہتر قسم کی کپاس ہیں۔ انہیں چنداں زیادہ پانی کی ضرورت نہیں، اور گو یہ اقسام تباہ کُن کیڑے سے جلدی اثر پذیر ہوتی ہیں لیکن اسکی کسر اس بات سے نکل جاتی ہے۔ کہ جولائی اور اگست کی بارشوں میں دیسی کپاس کے شگوفے بڑی مقدار میں گر جاتے ہیں اور اس لئے پیداوار میں مایوس کُن کمی واقع ہو جاتی ہے۔ دیسی کپاس کے مقابلہ میں بڑھیا کپاس کی قیمت زیادہ اور بعض اوقات بہت زیادہ وصول ہوتی ہے۔

جب کپاس کے پودے پانچ چھ انچ اونچے ہوں تو انہیں اچھی طرح چھانٹ ڈالو۔ دیسی کپاس کے پودے کیلئے چاروں طرف ۱½ فٹ زمین خالی چھوڑ دو۔ اور پنجاب امریکن کپاس کے لئے کم از کم ۲½ فٹ خالی زمین درکار ہوگی، پودوں کو چھانٹنے کے وقت مضبوط اور موٹے پودوں کو چھوڑ کر کمزور پودوں کو نکال دینا چاہئیے۔ میں یہ فرض کر لیتا ہوں، کہ آپ نے کپاس کو قطاروں میں بویا ہوگا۔ اور چھٹے کے ذریعہ نہیں۔ اگر آپ نے اس سال اس کی کاشت قطار در قطار نہیں کی تو آئندہ سال اس کا ضرور خیال رکھیں۔ پانی دینے اور بارش کے بعد ہر بار پودوں کے درمیان کاشت کرو تاوقتیکہ ان میں شگوفے نہ پھوٹ آئیں۔ اس عمل میں اگر کچھ پودے اکھڑ بھی جائیں تو کچھ ہرج نہیں تمہارے پاس کافی پودے باقی رہ جائینگے۔ اور کھلی ہوا انہیں راس آئیگی، اس مقصد کے لئے دیسی ہل جس پر اسقدر لے دے ہوتی ہے۔ بہت موزوں ہے۔

اگر آپ لمبے ریشے والی یعنی امریکن کپاس بو رہے ہوں تو تمام دیسی پودوں کو اکھیڑ ڈالو۔ اگر آپ مالک کارخانہ یا سوداگر کو یہ دکھا دینگے کہ آپ کی کپاس خالص قسم کی ہے۔ تو آپ کو زیادہ نفع ملنا چاہئیے کپاس کی تخم ریزی اور اس کی آبیاری کے بعد آپ کے پاس فالتو پانی ہوگا۔ یا بارش میں آپ کو فالتو پانی مل جائیگا۔ اگر ایسا ہو تو چارہ کیلئے کچھ گوارا یا سن کی کاشت اس جگہ کر لو جہاں گندم بوئی جائیگی، اگر آپ ۱۵ ستمبر سے پیشتر ہل چلا لیں، اور محکمہ کو اس کی اطلاع دے دیں تو اس پر معاملہ یا آبیانہ وصول نہیں کیا جائیگا

آپ دیکھیں گے کہ اس زمین پر آئندہ دو تین فصلیں کتنی بہتر حالت میں رہتی ہیں۔ گندم یا پہلی فصل میں ۲۵ اور اس کے بعد کی فصلوں میں ۱۴ سے ۱۰ فی صدی اضافہ ہوگا، کھاد کا یہ سستا اور آسان طریقہ ہے۔ میں نے فرض کر لیا ہے۔ کہ آپ نے مارچ اور اپریل میں گندم کو آخری پانی دینے کے بعد اور کپاس کی تخم ریزی سے پہلے کوئی نہ کوئی سبز کھاد ڈال دیا ہے۔

گندم کی فروخت کے متعلق مجھے اس کے نرخ کے زیادہ بڑھنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی، اور میرا مشورہ یہ ہے۔ کہ ماہ بماہ اسے بیچ ڈالو۔ اور اس طرح اوسط درجہ کی قیمت وصول کر لو چونکہ زراعت نے گندم کی نئی اقسام کی سفارش کی ہے۔ کیا آپ نے ان کا تجربہ کیا ہے۔ سی ۵۱۸ بلحاظ پیداوار بہتر ہے۔ اور اسے ۸ الف کی طرح نہیں گھما سکتے۔ میرے خیال میں اس کی روٹی عمدہ نہیں ہوتی، لیکن منڈی میں اس کے دام ۸ الف کے برابر وصول ہو جاتے ہیں، ۹ ڈی قسم ہلکی زمین کے لئے بہتر ہے۔ جہاں پانی بہت افراط سے نہ ہو۔ آئندہ موسم خزاں میں آپ ان اقسام میں سے کسی ایک کا تجربہ کریں۔

روغنی تخم:۔ اگر برسات اچھی رہی اور آپ کے پاس فالتو زمین اور پانی ہے۔ تو میں توریا وغیرہ کی کاشت کا مشورہ دیتا ہوں روغنی اجناس کی قیمت اب اچھی ہوتی ہے۔ اور دیگر اجناس کی نسبت سے ان کی اچھی قیمت وصول ہونے لگی ہے، اگر ان روغنی اجناس کی پیداوار معقول ہو تو ان کی کاشت کوئی بُرا سودا نہیں اور توریا بہت جلد اُگتا ہے۔ اور اسے پانی کی زیادہ ضرورت بھی نہیں ہوتی

مجروحین لاہور کی امداد

کرم فرمائے بندہ جناب ایڈیٹر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ،:۔

آج مورخہ ۶/۸/۳۵ کو بوقت ۲ بجے شام بمکان جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب یتیم جلسہ قرار پاکر تجویز ہوا، کہ حسب الارشاد حضرت امیر جماعت مدظلہ چندہ بغرض امداد مجروحین و شہدائے مسجد شہید گنج کے لواحقین کی امداد کیلئے بھیجا جائے۔ اسی وقت مبلغ پنتیس ۳۵ روپے نقد

خبریں

ہندوستان

—— لاہور ۲۴ اگست۔ کل جمعہ کے روز صبح کے وقت پچیس تیس سکھوں نے جو ننگی کرپانوں سے مسلح تھے شاہی مسجد کے شمال مشرقی مینارہ کے قریب رنجیت سنگھ کی سمادھ کے عقب میں بھٹکا کرکے مسلمانوں کو مشتعل کرنیکی کوشش کی۔ سب سے پہلے چند مسلمان طلبہ نے جو مسجد میں مصروف مطالعہ تھے سکھوں کی اس اشتعال انگیز حرکت کو دیکھا۔ اور انہوں نے خطیب مسجد کو مطلع کیا جنہوں نے انجمن اسلامیہ کے سیکرٹری خان سعادت علی خاں صاحب کو اس واقعہ سے آگاہ کردیا۔

—— چنانچہ نماز جمعہ کے بعد جب عوام کو سکھوں کی اس نازیبا حرکت کا علم ہوا تو ان میں ہیجان پیدا ہوگیا۔ معاملہ پولیس کے ہاتھ میں ہے ایک ہندو سب انسپکٹر تفتیش کررہا ہے مسلمان کچھ زیادہ پُرامید نہیں۔

—— یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جھٹکہ کرنے والوں سکھوں نے مسلمان طلبہ کے احتجاج پر کرپانیں دکھا کر کہا کہ "ہم شیر ہیں مسلمان گیدڑ ہمارا کیا مقابلہ کرسکتے ہیں۔ مقابلہ کی جرأت ہے تو مسجد سے نیچے آؤ"۔ لاہور میں سکھوں کی اشتعال انگیزیاں روز بروز بڑھتی جارہی ہیں دیکھئے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

—— مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں لاہور میں بہت سے مسلمان نوجوانوں کے مقدمات زیر سماعت ہیں کئی ایک کو سزائیں ہوچکی ہیں بعض مقدمات کی اپلیں سشن کورٹ اور ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان محبوسین کی قانونی امداد کیلئے ایک بااثر مسلم ڈیفنس کمیٹی بنائی جائے۔

—— نتھیا گلی ۲۳ اگست۔ ایک تازہ سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ سرحدی لشکر حکومت کے انتباہ کے باوجود پشاور کی سرحد پر گھوم رہا ہے حکومت مناسب کارروائی میں مصروف ہے۔ اس اعلان میں اس امر کا بھی اظہار کیا گیا ہے۔ کہ سرحد مہمند کی صورت حالات میں کسی قسم کا تغیر رونما نہیں ہوا۔

—— شملہ ۲۲ اگست۔ کچھ عرصہ سے ریلوے کی آمدنی میں مسلسل کمی ہورہی ہے۔ جو ارباب حل و عقد کیلئے اضطراب کا باعث بن رہی ہے معلوم ہوا ہے کہ پبلک اکونٹنٹ کمیٹی کے غیر سرکاری ارکان نے تجویز پیش کی تھی، کہ ماہرین کی ایک کمیٹی کے ذریعہ کمی آمد کے اسباب کی تحقیقات کرائی جائے لیکن محکمہ ریلوے کے حکام نے اس تجویز کو منظور نہیں کیا۔

—— شملہ ۲۴ اگست۔ حکومت ہند کے دفاتر ۱۹ اکتوبر کو شملہ میں بند ہوکر ۲۱ اکتوبر کو دہلی میں کھل جائیں گے۔

—— مولوی فضل الحق صدر بلدیہ کلکتہ کی بیگم صاحبہ کا انتقال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون ط

—— لاہور کے بعض ہندو اخبارات نے ملک محمد دین صاحب صدر بلدیہ لاہور کا ایک مسلم کش انٹرویو شائع کیا تھا اس کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ یہ انٹرویو بالکل جعلی تھا، ملک صاحب نے اعلان کیا ہے۔ کہ میرے پاس اخبارات کا کوئی نمائندہ نہیں آیا، اور نہ میں نے کسی کو انٹرویو دیا۔

—— چند روز ہوئے لاہور میں ایک سکھ کو اس الزام میں گرفتار کیا گیا تھا کہ اس کے قبضہ سے ایک لمبے پھل والی برچھی برآمد ہوئی تھی، وہ ضمانت پر رہا تھا تاریخ حاضری ۲۲ اگست مقرر ہوئی تھی، اور برچھی اس سے لے لی گئی تھی، تاریخ مقررہ پر جب وہ عدالت میں آیا تو اس کے پاس ایک اور برچھی اور کلہاڑی تھی، گویا اس نے دوبارہ ارتکاب جرم کیا۔ وہ سارا دن مسلح کمرہ عدالت میں بیٹھا رہا شام کے وقت عدالت نے ملزم کو اس کے مزید ارتکاب جرم کے سلسلے میں پولیس کے پاس بھیجدیا۔ اور اس کی دوبارہ گرفتاری عمل میں آئی۔

—— اعلیٰحضرت حضور نظام دکن کی حکومت ایک کروڑ روپیہ قرض لے رہی ہے۔

ممالک خارجہ

—— لنڈن ۲۴ اگست۔ لارڈ نفیلڈ نے اندھوں کی درسگاہ کو دس پانچ ہزار پونڈ کا عطیہ دیا ہے۔ اس درسگاہ کے ارباب حل و عقد اس عطیہ کی وجہ سے اس قابل ہوگئے ہیں، کہ اندھوں کیلئے کتب دانش کی لائبریری تیار کرسکیں۔ اس بارہ میں خاص قسم کی مشینوں سے امداد لی جائیگی۔

—— حال ہی میں برطانیہ نے بحری گنت و شنید کے متعلق جاپان سے دوبارہ سلسلہ جنبانی شروع کی تھی جس کے جواب میں جاپانی سفیر متعینہ لنڈن نے برطانیہ کو مطلع کیا ہے۔ کہ جبتک بحری قوت میں مساوات کے متعلق جاپان کا مطالبہ منظور نہ کیا جائیگا جاپان دوبارہ بحری گفت و شنید کے لئے تیار نہیں۔

—— پیرس ۲۳ اگست۔ ایک غیر مصدقہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ اطالوی قنصل نائکونی پر مقام ڈیبرا مارکس جو جدیس بابا سے ۲۰۰ میل شمال مغرب کی جانب ہے گولی چلائی گئی جس سے وہ زخمی ہوگیا۔ قونصل مذکور اپنے مقام مقرر کیا جارہا تھا، کہ یہ حادثہ رونما ہوا۔ ایک اطلاع سے یہ بھی پایا جاتا ہے۔ کہ یہ ایک اتفاقی حادثہ ہے۔

—— ایک غیر مصدقہ اطلاع یہ بھی ہے۔ کہ سفیر اطالیہ پر گولی چلنے کے واقعہ کے بعد اطالیہ نے ابی سینیا سے تمام تعلقات منقطع کرلئے ہیں لیکن ابھی تک سرکاری طور پر اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوا۔

—— ایک مشہور مصری نجومی پروفیسر علی صالح نے جن کی کئی پیشگوئیاں صحیح ثابت ہوچکی ہیں۔ اعلان کیا ہے۔ کہ اطالیہ اور ابی سینیا کے درمیان ماہ ستمبر کے وسط یا اکتوبر کے شروع میں جنگ چھڑ جائیگی شروع میں اطالیہ کا پلہ بھاری نظر آئیگا لیکن بعد میں اسکی افواج میں وبا پھیل جائیگی اور اُسے پیچھے ہٹنا پڑیگا پروفیسر نے یہ بھی کہا ہے کہ ایک عالمگیر جنگ یقینی ہے جو مارچ ۱۹۳۶ء میں شروع ہوجائیگی اور پورا ایک سال رہے گی، اس جنگ سے اور قدرتی مصائب مثلاً زلزلوں، سیلابوں اور وباؤں وغیرہ سے تقریباً چار کروڑ آدمی ہلاک ہوجائینگے یورپین تہذیب کو غیر معمولی نقصان پہنچیگا، اس کی جگہ مذہبی حکومت قائم ہوجائیگی

—— لندن ۲۲ اگست۔ آج صبح اطالیہ اور ابی سینیا کی آویزش کے سلسلہ میں برطانوی کابینہ کا ایک اہم اور فوری اجلاس منعقد ہوا۔ مقام اجلاس ڈاؤننگ سٹریٹ کے سامنے عوام کا غیر معمولی اجتماع تھا جسے قابو میں رکھنے کیلئے پولیس کا ایک بھاری دستہ تعینات تھا، ہر ایک گہرے خیالات میں مستغرق اور متفکر نظر آتا تھا، معلوم ہوا ہے کہ اطالیہ کے خلاف کسی فیصلہ کی منظوری پر یقیناً وزرائے کابینہ میں اختلاف پیدا ہوگیا ہے گا، یہ بھی امید کی جاتی ہے۔ کہ کابینہ میں اس پالیسی کی سفارش کی جائیگی، کہ میثاق لیگ کی رو سے برطانیہ پر جو ذمہ داریاں عائد کی گئی ہیں۔ برطانیہ اس پر مضبوطی سے قائم رہے گا، یہ بھی یقین کیا جاتا ہے۔ کہ برطانوی حکومت جو روش اختیار کرے گی، فرانس اس کی ہمدردی و تائید کا میلان رکھتا ہے

—— حکومت امریکہ اس بات کی سخت کوشش کررہی ہے۔ کہ جلد از جلد ایک قانون پاس کرکے اس امر کا یقین دلائے کہ وہ آیندہ جنگ میں غیر جانبدار رہیگی

—— جینوا ۲۲ اگست۔ یہاں کے مختلف حلقوں میں یہ یقین کیا جاتا ہے کہ اطالیہ کو ابی سینیا فتح کرنے سے باز رکھنے کا سب سے مؤثر طریق یہ ہے۔ کہ اطالوی جہازوں کیلئے نہر سویز بند کردی جائے۔ اطالوی حکومت نے اس خطرہ کے پیش نظر کثیر تعداد میں جنگی جہاز افریقہ کے سمندروں میں روانہ کردیئے ہیں۔

—— پیرس کے اخبارات، اطالیہ اور ابی سینیا میں پرامن مصالحت سے بالکل مایوس ہیں۔

—— پیرس ۲۴ اگست۔ فرانس کے ذمہ دار حلقوں میں برطانوی کابینہ کے فیصلہ پر اطمینان کا اظہار کیا جارہا ہے۔

عالم اسلام

—— حکومت ترکی آجکل اپنی فضائی طاقت کو مضبوط کرنے میں نہایت سرگرمی سے مصروف ہے اس بارہ میں ترکی کے عام باشندے حکومت سے کامل تعاون کررہے ہیں حکومت نے عوام سے ہوائی جہازوں کیلئے تین کروڑ پونڈ کا مطالبہ کیا تھا جسے انہوں نے بہت جلد پورا کردیا یقین ہے کہ حکومت اس رقم کثیر سے ہوائی جہازوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ کریگی۔ اور اپنی فضائی طاقت کو ناقابل تسخیر بنائے گی۔

—— حکومت ترکی نے مجلس جنگ کے ہوابازوں کیلئے چھ ہفتہ کا فضائی نصاب تیار کیا ہے جس کی رو سے جدید ترین دفاعی طریقوں کی تعلیم دی جائے گی۔

—— عراق کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے، کہ عراق میں بغاوت کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ باغی لیڈر شیخ خاوان کو زبردست پہرہ میں بغداد لایا گیا محکمہ حرب نے اس کو سزائے موت دی تھی اور وہ یہ حکم سنکر مبہوت رہ گیا تھا۔ اس لئے حکومت نے اس سزا کو حبس دوام سے بدل دیا ہے۔

—— وزارت داخلہ عراق نے اپنی جدید اصلاحی سکیم کو عمل میں لانے کیلئے مملکت عراق کی جدید تقسیم کا خاکہ مرتب کیا ہے جس کی رو سے ملک پانچ صوبوں میں تقسیم ہوجائے گا۔

—— گذشتہ دنوں امیر سعود ولی عہد حجاز نے انگلستان کی سیاحت کی ان کے سفر کی دلچسپ تفصیلات عربی اور انگریزی اخبارات میں شائع ہوئی ہیں انگلستان کے اعلیٰ حلقوں کی طرف سے شہزادہ کا شاندار استقبال کیا گیا شہزادہ نے دوران سیاحت میں آکسفورڈ یونیورسٹی کا بھی معائنہ کیا اور اس سے خاص اثر لیا۔ یونیورسٹی کے وائس چانسلر کی طرف سے آپ کو شاندار دعوت دی گئی، فوجی مجلس کے دسترخوان پر بھی آپ نے کھانا تناول کیا، علاوہ ازیں شہزادہ کے اعزاز میں دیگر متعدد دعوتیں دی گئیں جن میں سے انگریزی وزارت خارجہ اور لنڈن کے لارڈ میئر کی دعوتیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

—— شہزادہ موصوف نے ملک معظم سے بھی ملاقات کی اس مقصد کے لئے ایک پراثر اجتماع کا انتظام کیا گیا تھا ولی عہد نے ملک معظم سے عربی طریق پر مصافحہ کیا اس وقت آپ کا لباس بالکل عربی تھا شہزادہ موصوف انگلستان کی ملاقاتوں اور دعوتوں سے فارغ ہوکر اسکاٹ لینڈ تشریف لے گئے اور سیاحت ختم کرکے جرمنی اور سوئیٹزرلینڈ کی راہ سے عازم وطن ہوئے۔

—— مختلف اسلامی حلقوں میں شہزادہ کی سیاحت اور انگریزوں کے پرتپاک خیر مقدم کو گذشتہ تاریخی تجربات کی روشنی میں کسی زبردست سیاسی خطرہ کا پیش خیمہ سمجھا جارہا ہے۔ کیونکہ آپ کی روانگی انگلستان جدید انگریزی حجازی معاہدہ کے فوراً بعد عمل میں آئی ہے۔ خدا کرے یہ اندیشہ غلط ثابت ہو۔

—— معلوم ہوا ہے، کہ حکومت ایران نے حکم دیا ہے کہ خارجی جہاز ایرانی سمندر میں اپنے قومی جھنڈے نہ لہرائیں سیاسی افسران اور سفیروں کے جہاز اس حکم سے مستثنیٰ ہیں

—— چند روز ہوئے ایران میں خراسان کے قریب نہایت خوفناک اور تباہ کن سیلاب آیا جس سے لاکھوں کروڑوں روپیہ کا مالی نقصان ہوا۔ انیس ۱۹ آدمی ضائع ہوگئے۔ تقریباً بیس ۲۰ ہزار مویشی بہ گئے! اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے

—— حکومت ترکی کا ارادہ ہے کہ سلطنت کے طول و عرض میں جس قدر اجنبی کمپنیوں کی ریلیں ہیں ان کو خرید لیا جائے۔ ترکی پارلیمنٹ کے آیندہ اجلاس میں اس مسئلہ پر خاص طور پر غور کیا جائے گا۔

—— افغانستان میں جشن استقلال نہایت شاندار اور مؤثر طریق پر منایا گیا ملک کے تمام طبقات نے اس قومی تقریب میں انتہائی سرگرمی و مسرت سے حصہ لیا۔

—— ترکی کی تازہ اطلاعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ ترکی اور سپین کے تجارتی معاہدہ کی ابتدائی کارروائیاں شروع ہوگئی ہیں ترکی جرائد اس معاہدہ کو نمایاں اہمیت دے رہے ہیں۔

علم دوست اصحاب کیلئے تحائف

تصنیفات حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اوّل

یعنی براہین احمدیہ ہر چہار حصص براہین احمدیہ اسلام کی حقانیت تمام قسم کے مخالفین اسلام کے رو میں بے نظیر الہامی کتاب ہے۔ حجم ۲۲×۲۹ صفحہ ۵۲۳ قیمت قسم اول ولایتی کاغذ مجلد ... مجلد ہے۔ قسم دوم معمولی کاغذ مجلد ... مجلد ...

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد دوم

یعنی (۱) سرمہ چشم آریہ (رد اعتراضات) قیمت عہ (۲) شحنۂ حق (رد اعتراضات آریہ) ۸ر (۳) ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب (عیسائیوں کے اہم اعتراضات درباره نبوت رسول نبی کریم کے مدلل جوابات) قیمت مکمل مجلد ... مجلد ... حجم ۲۲×۲۹ صفحہ ۲۳۹

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد سوم

یعنی (۱) فتح اسلام واشاعت اسلام کیلئے مختلف شعبوں کی وضاحت۔ قیمت ۵ر (۲) توضیح المرام (حضرت مسیح موعودؑ کے مادی نزول کی حقیقت۔ قیمت ۵ر (۳) ازالہ اوہام ہر دو حصہ (وفات مسیح حقیقت دجال۔ یاجوج ماجوج وغیرہ اور دلائل دعاوی مسیحیت پر مفصل بحث۔ گویا یہ کتاب سلسلہ احمدیہ کی بنیادی اینٹ کا حکم رکھتی ہے) ہر ایک طالب حق کے لئے اس کا مطالعہ ضروری ہے۔ قیمت عا ر مکمل جلد کی قیمت۔ مجلد ... مجلد ... حجم ۲۲×۲۶ صفحہ ۵۰۳

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد چہارم

یعنی (۱) الحق مباحثہ لدھیانہ قیمت ۔ ۳ر (۲) الحق مباحثہ دہلی حضرت مسیح موعودؑ اور مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالی کی مفصل اور قابل دید بحث۔ قیمت عہ (۳) آسمانی فیصلہ۔ ہندوستان کے سربر آوردہ علماء و پیروں کو دعوت دی گئی ہے۔ قیمت ۵ر (۴) نشان آسمانی (بزرگان امت کی پیشگوئیاں درباره صداقت دعویٰ خود) ۵ر مکمل جلد کی قیمت۔ مجلد عا ر مجلد ... حجم ۲۲×۲۶ صفحہ ۳۹۹

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد پنجم

یعنی (۱) آئینہ کمالات اسلام (اسلام کی بے نظیر خوبیوں کو نہایت وضاحت سے بیان کر کے اس کے اصولوں کی سچائی پر مدلل بحث کی گئی ہے۔ نئی روشنی کے تعلیم یافتہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مطالعہ کے لائق ہے۔ قیمت عا ر (۲) برکات الدعا (دعا کی ماہیت اور فلسفہ بیان کر کے نیچری خیالات کا رد کیا گیا ہے) قیمت ۱ر (۳) جنگ مقدس (اسلام اور عیسویت کی سچائی پر حضرت مسیح موعودؑ اور پادری عبداللہ آتھم کا مباحثہ) ۱۲ر (۴) حجۃ الاسلام (عیسائیوں پر صداقت اسلام کی حجت قائم کی گئی ہے) قیمت ۴ر (۵) سچائی کا اظہار (عیسائیوں کے بعض اعتراضات کے جوابات) قیمت ۴ر قیمت مکمل مجلد ... مجلد ... حجم ۲۲×۲۶ صفحہ ۴۹۵

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ششم

یعنی (۱) تحفہ بغداد (عربی زبان میں اہل عراق کو دعوت) قیمت ۴ر (۲) کرامات الصادقین (عربی میں الہامی کتاب۔ تفسیر سورہ فاتحہ۔ رد مخالفین اسلام) قیمت ۱۲ر (۳) حمامۃ البشریٰ (اہل عرب کو دعوت۔ وفات مسیح و دعاوی مسیحیت پر نہایت عمدہ کتاب ہے) قیمت عہ (۴) نور الحق (عربی میں عیسائیوں کے عقائد باطلہ کا رد۔ الہامی کتاب) قیمت ہر دو حصہ عہ (۵) سر الخلافت (عربی میں خلافت راشدہ کی صداقت پر) قیمت ۸ر (۶) اتمام حجت (عربی میں مخالفین اسلام پر حجت قائم کی گئی ہے۔ قیمت ۴ر۔ یہ جملہ کتب عربی ممالک میں تبلیغ کے لئے بیحد مفید ہیں۔ قیمت مکمل مجلد ... مجلد ... حجم ۲۲×۲۶ صفحہ ۵۰۱

سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ہفتم

(۱) ضیاء الحق۔ دعویٰ مسیحیت کی صداقت پر مخالفین کے جوابات قیمت ... ۴ر (۲) شہادت القرآن ۸ر (۳) انوار الاسلام۔ عیسائیوں کے مقدمہ کی روئداد۔ قیمت ... (۴) نور القرآن حصہ اول و دوم۔ عیسائیوں کے بہت سے اعتراضات کے جوابات جو وہ اسلام پر کرتے رہتے ہیں۔ قیمت عہ

فضل الباری حصہ اول یعنی اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری

تالیف حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور

بخاری شریف کی کتب، ابواب اور مضامین کو اس طرح سے رکھا گیا ہے کہ حجم بہت کم ہو گیا ہے۔ ترجمہ بامحاورہ ہے۔ مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور احادیث کو اس کے ماتحت رکھا گیا ہے۔ ہر قسم کے اعتراضات کو دور کیا گیا ہے۔ مسائل پر مختلف رائیوں میں سے جو معقول اور مدلل ہو اسے ترجیح دی گئی ہے۔ مکرر احادیث پر ترتیب وار نمبر دیئے گئے ہیں۔ اور الفاظ کی لغی بحث کو نوٹوں میں واضح کیا گیا ہے۔ پہلی جلد ۲۹×۲۲ سائز کے ۵۰۰ صفحات پر مشتمل ہے جس میں تقریباً چودہ پارے صحیح بخاری کے کتاب الانبیاء تک آ چکے ہیں۔ اصل قیمت جلد اول مجلد ... مجلد ... رعایتی قیمت مجلد ... مجلد ... روپیہ۔

ترجمۃ القرآن انگریزی

(بلا متن سستا ایڈیشن)

یہ بلا متن ترجمۃ القرآن کا دوسرا ایڈیشن ہے جو کہ اسی سال گیارہ ہزار کی تعداد میں ولایت سے چھپ کر آیا ہے۔ پبلک کے اصرار پر سستا ایڈیشن تیار کرایا گیا ہے۔ خصوصاً غیر مسلم اصحاب میں مفت تقسیم کیلئے نہایت موزون ہے۔ اب یہ ترجمہ اپنی مقبولیت کی وجہ سے محتاج تعریف نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی حقیقی تڑپ کا نتیجہ ہے۔ آپ نے ازالہ اوہام میں اس کی خواہش فرمائی اور فرمایا کہ یہ میرا کام ہے۔ یا اس کا جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے۔ اس ترجمہ کے بعد اور ترجمے بھی شائع ہوئے ہیں۔ لیکن اس وقت دنیا گواہی دیتی ہے کہ یہ بہترین ترجمہ ہے۔ اس لئے ہمارے دوست اس سستے ایڈیشن سے فائدہ اٹھائیں۔ اور غیر مسلم اصحاب میں مفت تقسیم کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ قیمت عا ر فی کاپی۔

انوار القرآن پارہ عم کی ایمان افروز تفسیر

مؤلفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

جن لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کا درس سنا ہے وہ ڈاکٹر صاحب کے معارف وحقائق قرآنی کو خوب جانتے ہیں۔ احباب جماعت کے لئے بیش بہا تحفہ ہے۔ جسے ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے مخصوص دلنشین و مدلل انداز میں لکھا ہے۔ بہترین کتابت، دیدہ زیب طباعت اعلیٰ، سفید ولایتی کاغذ، خوبصورت کپڑے کی جلد جس پر کتاب اور مصنف کا نام سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے۔ جلسہ سالانہ پر احباب کے اصرار پر جناب ڈاکٹر صاحب نے اس کی قیمت میں تخفیف بھی کر دی ہے۔ یعنی اس وقت یہ دیدہ زیب کتاب صرف (عہ) میں ملتی ہے۔ احباب آج ہی فرمائش بھیجدیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی جلد دو روپے ... (عہ)

گولڈن ڈیڈز اوف اسلام

اسلام کے سنہری کارنامے (دوسرا ایڈیشن)

اس کتاب کو مولوی محمد یعقوب خانصاحب "ایڈیٹر دی لائٹ" نے انگریزی زبان میں تالیف کیا ہے۔ کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ اسلام کے سنہری کارناموں کا ایک مختصر مرقع ہے۔ اس میں اسلامی تاریخ کی مختلف زمانوں کے پانچ منتخب واقعات بیان کئے گئے ہیں جن سے اسلام کی تعلیم اور مسلمانوں کی اسپرٹ پر روشنی پڑتی ہے۔ کتاب بہت دلچسپ اور طرز تحریر نہایت دلکش ہے۔ لائبریریوں میں رکھنے، طالبعلموں، داعظوں اور مبلغوں کے مطالعہ کے قابل ہے۔ نیز غیر مسلم اصحاب کے لئے نہایت موزون ہے۔ سرورق سادہ اور دیدہ زیب ہے۔ جس پر کرہ ارض پہاڑی کی چوٹی کے اوپر ایک مسلمان ہاتھ میں اسلامی علم لئے لہرا رہا ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

نوٹ:۔ تمام کتابوں کا محصول ڈاک وخرچ پیکنگ بذمہ خریدار ہوگا۔ طلب کرنے پر فہرست کتب مفت روانہ کی جاتی ہے۔

ملنے کا پتہ

منیجر۔ دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

تار کا پتہ: مسلمان لاہور

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْـًٔا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

الصُّلْحُ خَیْرٌ

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر میرزا مسعود بیگ

لاہوری ایڈیشن

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیم

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا ...
(۲) کوئی کلمہ گو ...
(۳) قرآن کریم کی ... منسوخ نہیں ...
(۴) سب صحابہ و ائمہ ... سب مجددوں کو ماننا ...
(۵) اسلام تمام ...

جلد ۲۳ | لاہور۔ یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ ۔ مطابق ۳ ستمبر ۱۹۳۵ء | نمبر ۵۶

موجودہ صورت حالات کے متعلق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد

اے میرے پیارو شکیب و صبر کی عادت کرو
وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مشکِ تتار

نفس کو مارو کہ اُس جیسا کوئی دشمن نہیں
چپکے چپکے پیدا کرتا ہے وہ سامانِ دمار

جس نے نفسِ دوں کو ہمت کر کے زیر پا کیا
چیز کیا ہیں اس کے آگے رستم و اسفندیار

گالیاں سنکر دعا دو پاکے دُکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

دیکھ کر لوگوں کا جوش و غیض مت کچھ غم کرو
شدت گرمی کا ہے محتاج بارانِ بہار

ہم نے یہ مانا کہ ان کے دل ہیں پتھر ہو گئے
پھر بھی پتھر سے نکل سکتی ہے بیداری کی نار

کیسے ہی وہ سخت دل ہوں ہم نہیں ہیں نا امید
آیت لا تیئسوا رکھتی ہے دل کو استوار

لاتقولوا لانبی بعدہٗ کے صحیح معنی

(از جناب مولوی عمرالدین صاحب احمدی)

قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ نبیوں کے سلسلہ کا آنحضرت صلعم پر ختم ہو جانا مذکور ہے اور امت محمدیہ میں تیرہ سو برس میں ایک بھی فرد ایسا نہیں پیدا ہوا جو ختم نبوت کا منکر ہو سب اس کے یہی معنی سمجھتے رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں کے خاتمہ پر تشریف لائے ہیں۔ اب آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ یہ استفادہ قرآن پاک کی آیت ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین پر مبنی ہے اور اس کے معنے عربی زبان کے لحاظ سے بھی یہی ہیں اور حضرت ختمی مآب سے منقول بھی ہیں۔ چنانچہ آپ نے مختلف پیرایوں میں ختم نبوت کا مفہوم لا نبی بعدی "یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں کے الفاظ میں بیان فرمایا جس سے کسی شخص کو انکار نہیں ہوا۔ مگر نص قرآن اور متعدد احادیث صحیحہ متواترہ اور اجماع امت کے خلاف آج قادیان کے بعض علما کہتے ہیں۔

"ختم نبوت یا خاتم النبیین کے یہ معنی نہیں ہیں کہ نبوت ختم ہو گئی۔ کیونکہ خاتم کے معنی مہر کے ہوتے ہیں نہ کہ بند کرنے کے۔ اور لا نبی بعدی کے یہ معنی نہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں بلکہ یہ معنی ہیں کہ تشریعی نبی کوئی نہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میرے بعد عیسیٰ نبی اللہ نازل ہونگے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہے

لاتقولوا لانبی بعدہٗ وقولوا انہ خاتم الانبیاء

یہ نہ کہو کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ کہو کہ وہ خاتم الانبیا ہیں۔ اس قول سے معلوم ہو گیا۔ کہ خاتم الانبیاء کے معنی لانبی بعدہٗ نہیں ہیں۔ یعنی آنحضرت صلعم کے بعد نبی آسکتا ہے۔"

اس مضمون میں مجھے صرف حضرت عائشہ صدیقہ کے قول کے معنی بیان کرنے ہیں۔ اس لئے میں اور باتوں کو فی الحال چھوڑتا ہوں۔

یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ بعض الفاظ کا ترک کر دینا کبھی اس وجہ سے ہوتا ہے کہ لوگوں کو ان سے مغالطہ لگ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ورنہ وہ الفاظ صحیح ہوتے ہیں اور ان کا بولنا بھی جائز ہوتا ہے اسی طرح بعض جائز کاموں کو عمداً ترک کر دیا جاتا ہے تاکہ فتنہ نہ ہو۔ لیکن ایسا کرنے سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا۔ کہ وہ متروک فعل کوئی معیوب کام ہے اس کی مثالیں سنئے

(۱) اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے

لاتقولوا راعنا ولکن قولوا انظرنا

یعنی راعنا مت کہو۔ لیکن "انظرنا" کہو۔

اب "راعنا" اور "انظرنا" میں جانست میں کوئی فرق نہیں دونوں لفظ ایک ہی مفہوم کو ادا کرتے ہیں۔ مگر چونکہ راعنا کے لفظ کو بعض لوگ ذرا دبا کر بولتے اور اس سے آنحضرت کی اہانت مقصود ہوتی اس لئے اس لفظ کو آنحضرت کے لئے بولنے سے خدا تعالیٰ نے منع فرما دیا

(۲) صلح حدیبیہ کے موقعہ پر آنحضرت کے اسم مبارک کے ساتھ محمد رسول اللہ لکھا گیا۔ تو کفار نے کہا کہ چونکہ ہم محمد صلعم کو رسول اللہ نہیں مانتے۔ اس لئے یہ الفاظ کاٹ دیئے جائیں حضرت علی نے تو رسول اللہ کے الفاظ کو کاٹنے سے انکار کر دیا۔ مگر فتنہ و فساد فرو کرنے کے لئے آنحضرت صلعم نے خود الفاظ رسول اللہ کو کاٹ دیا۔ جس کے یہ معنی نہ تھے کہ حضور نے رسول اللہ ہونے سے انکار کر دیا۔ بلکہ یہ منشا تھا کہ صلح ہو جائے اور فتنہ و فساد پیدا نہ ہو

(۳) آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں خانہ کعبہ کی عمارت کو گرا کر از سر نو اس طرح بناؤں کہ وہ جگہ جو حطیم کہلاتی ہے وہ کعبہ کے اندر آ جائے اور کعبہ کا دروازہ جو بہت اونچا ہے وہ زمین کے برابر ہو جائے اور دوسری جانب بالمقابل ایک اور دروازہ بناؤں تاکہ زائرین ایک طرف سے داخل ہوں اور دوسری طرف سے نکل جائیں مگر اس پسندیدہ کام کو آپ نے کیوں نہ کیا فرماتے ہیں کہ تا قوم کو ٹھوکر نہ لگ جائے۔ اس سے اگر کوئی یہ نتیجہ نکالے کہ کعبہ کو گرا کر دوبارہ بہتر صورت میں بنا دینا جیسا کہ حضور صلعم کا خیال تھا دراصل فعل ہی اچھا نہ تھا تو ہم ایسے عقلمند کو یہی کہینگے کہ

سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

اس قسم کی اور متعدد مثالیں مل سکتی ہیں لیکن تین مثالیں جو اوپر ہم نے پیش کی ہیں وہ ہمارے مدعا کے اثبات کے لئے کافی ہیں۔ اور ہر شخص خود ذاتی تجربہ رکھتا ہے کہ بعض دفعہ مسنون کاموں کو اس لئے ترک کر دیا جاتا ہے کہ تا دوسرے غلط فہمی میں نہ پڑیں مگر ہمارا ایسا کرنا اس مسنون کام کو غیر مسنون نہیں بنا سکتا۔

اس نکتہ کو سمجھ لینے کے بعد اب یہ بات آسانی سے سمجھ میں آ سکتی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے کیوں لانبی بعدہٗ کہنے سے منع فرمایا۔ بات یہ ہے کہ ایک طرف تو آنحضرت صلعم کا خاتم الانبیاء ہونا مسلمہ امر ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ ہی راوی ہیں کہ آنحضرت صلعم آخری نبی ہیں۔ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ دوسری طرف احادیث صحیحہ متواترہ میں ابن مریم کے نزول کی خبر دی گئی ہے اور آنحضرت صلعم خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ ضرور ضرور ابن مریم تم میں نازل ہوں گے۔ اور بعض احادیث میں آنے والے مسیح کے متعلق نبی اللہ کا لفظ بھی موجود ہے اور اس ابن مریم کی آمد سے یہی سمجھا جاتا رہا۔ کہ وہ مسیح ابن مریم جو رسولاً الیٰ بنی اسرائیل اور صاحب انجیل ہے وہی آخری زمانہ میں آئیگا۔ جس طرح الیاس نبی کی جسمانی آمد کا غلط خیال یہود میں تھا اسی طرح ابن مریم کے جسمانی نزول کا خیال حکمت الٰہی کے ماتحت مسلمانوں میں ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ اگرچہ بعض جلیل القدر ائمہ دین نے یہ اقرار کیا کہ وہ مسیح ناصری فوت ہو چکا اور تمام بڑی بڑی تفاسیر کی کتابوں میں رفع سے پہلے وفات مسیح کا اقرار بھی موجود ہے۔ مگر پھر بھی اسی مسیح کی دوبارہ آمد کے لوگ قائل رہے حالانکہ یہ خیال قرآن و حدیث کے خلاف ہے مگر صرف اس لئے کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا فرمایا ہے کہ خدا کی قسم مسیح ابن مریم تم میں نازل ہوگا۔ لوگ مسیح کی جسمانی آمد کے ہی قائل رہے۔ البتہ بعض صوفیا نے اقرار کیا ہے کہ مسیح کی آمد ثانی بروز کے طور پر ہوگی۔ لیکن یہ خیال دبا رہا۔ اور غلبہ اسی خیال کا رہا کہ مسیح ناصری جو نبی اللہ ہے وہی آخری زمانہ میں اپنے جسم عنصری کے ساتھ آسمان سے فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہونگے۔

ان حالات میں اگر یہ کہا جائے کہ "لانبی بعدہٗ" یعنی آنحضرت صلعم کے کوئی نبی نہیں تو اس سے یہ نتیجہ بھی نکال سکتے ہیں کہ نبی اللہ عیسےٰ کی آمد کا وعدہ بھی غلط ہے حالانکہ یہ وعدہ بھی صحیح ہے [illegible] طرف لانبی بعدہٗ نہ کہیں تو ختم نبوت کا انکار معلوم ہوتا ہے [illegible] ختم نبوت کا انکار کفر ہے۔ اور اگر مسیح کی آمد کی خبر [illegible] کا انکار کریں تو یہ بھی بے ایمانی ہے۔ ایں حالات حضرت عائشہ صدیقہ [illegible]

قولوا انہ خاتم الانبیاء

اور یہ فقرہ بول کر ختم نبوت کا اقرار کر لیا اور سمجھا دیا کہ آنحضرت صلعم ہی آخری نبی ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ لیکن چونکہ اس سے [illegible] مسیح کا انکار بھی نکل سکتا تھا۔ اس لئے ساتھ ہی فرما دیا کہ

لاتقولوا لانبی بعدہٗ

یہ نہ کہو کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی بھی نبی نہ آئے گا۔

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ جملہ صاف بتا رہا ہے کہ وہ ایک پہلے نبی کے آ جانے کو ختم نبوت کے خلاف نہ سمجھتی تھیں بلکہ یہ سمجھتی تھیں کہ اب کوئی نیا نبی پیدا نہ ہوگا۔ اور ان کے نزدیک لانبی بعدی کے یہی معنی تھے اس لئے نزول عیسےٰ کو مد نظر رکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ نہ کہو کہ اب کوئی بھی نبی نہ ہوگا۔ گویا لانبی بعدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں ان کے معنی تو یہ کرتے ہیں کہ اب کوئی نیا نبی پیدا نہ ہوگا اور اپنے الفاظ لاتقولوا لانبی بعدہٗ سے ان کی یہ مراد تھی کہ عیسےٰ نبی اللہ جو انبیاء سابقین میں سے ہیں ان کی آمد بھی ضروری ہے اور یہ لانبی بعدی کے خلاف نہیں ہے۔ چنانچہ مجمع البحار میں حضرت امام محمد طاہر صاحب [illegible] کا قول درج کر کے فرماتے ہیں۔

ھذا ناظر الی نزول عیسےٰ وھذا ایضا لاینافی حدیث لانبی بعدی

یعنی عائشہ صدیقہ کا یہ قول کہ یہ نہ کہو کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں نزول عیسےٰ کو مد نظر رکھکر فرمایا گیا ہے اور ان کے اس قول سے حدیث لانبی بعدی کی نفی نہیں ہوتی

حضرت مغیرہ صحابی کا بھی بیان حضرت عائشہ صدیقہ کے قول کی تائید کرتا ہے چنانچہ درمنثور میں لکھا ہے۔

عن شعبی قال قال رجل عند مغیرۃ ابن شعبۃ صلی اللہ علی محمد خاتم الانبیاء لانبی بعدہٗ فقال مغیرۃ ابن شعبۃ حسبک اذا قلت خاتم الانبیاء فانا کنا نحدث ان عیسےٰ علیہ السلام خارج فان ھو خرج فقد کان قبلہ وبعدہٗ۔ (درمنثور جلد ۵ صفحہ ۲۰۴)

شعبی جو ایک جلیل القدر تابعی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حضرت مغیرہ ابن شعبہ کے سامنے ایک شخص نے کہا۔ رحمت خاص نازل فرمائے اللہ تعالیٰ محمد پر جو خاتم الانبیاء ہیں۔ جن کے بعد کوئی نبی نہیں پس مغیرہ نے کہا کافی ہے تیرے لئے جب تو نے کہا خاتم الانبیاء کیونکہ ہم کہا کرتے تھے کہ عیسےٰ آئیں گے [illegible] تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی ہیں اور [illegible]

حضرت مغیرہ کی تقریر سے صاف ثابت ہے کہ [illegible] لانبی بعدہٗ کہنے کو غیر ضروری قرار دیا ہے اور کہا کہ صرف خاتم الانبیاء کہنا کافی ہے اس سے آپ کی صرف اسی قدر غرض ہے کہ عیسےٰ کی آمد کا انکار نہ ہو ورنہ خاتم الانبیاء کے معنے یہی سمجھتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اسی لئے تو کہا کہ لانبی بعدہٗ کہنے کی ضرورت ہی نہیں خاتم الانبیاء کہنا کافی ہے اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ کا قول ہے ان ہر دو نے آمد عیسےٰ کو مد نظر رکھ کر [illegible] کہنے سے روکا ہے ورنہ نہ تو وہ لانبی بعدی کی [illegible] ہیں اور نہ خود خاتم الانبیاء کے یہ معنے سمجھتے ہیں کہ [illegible]

(باقی صفحہ ۴ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم سہ شنبہ ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ | نمبر ۵۶

اطالیہ اور حبشہ کی کشمکش

امن عالم اور تعلیم اسلام

کہا جاتا ہے کہ موجودہ زمانہ میں تہذیب و تمدن کا آفتاب نصف النہار پر چمک رہا ہے۔ ہر طرف علوم و فنون اور صنعت و حرفت کے دریا بہہ رہے ہیں۔ دنیا اس قدر مہذب اور ترقی یافتہ ہو گئی ہے کہ عہد قدیم کی روایات ہیچ معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو تہذیب حاضرہ میں قطع نظر چند مفید اور اصلاحی باتوں کے اور کچھ علمی ترقی کے اکثر باتیں ایک سراب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتیں۔ نظر غائر سے دیکھنے والے کو معلوم ہوگا کہ مغربی تہذیب میں ملمع اور ظاہری خوبصورتی کے سوا اصلیت بہت ہی کم ہے۔ دنیا میں قیام امن اور انسداد جنگ کے لئے لیگیں موجود ہیں لیکن جب کسی قوم کے سر پر جنگ کا بھوت سوار ہو جائے تو سب بین الاقوامی ذمہ داریاں دھری رہ جاتی ہیں۔ تخفیف اسلحہ کے لئے قوانین موجود ہیں لیکن جب کوئی ملک مسلح ہونا چاہتا ہے تو وہ بغیر کسی کی پروا کئے حسب ضرورت اسلحہ فراہم کر لیتا ہے۔ اور جب جنگ چھڑ جائے تو پھر یہ مہذب اقوام ایک دوسرے کو کچلنے کے لئے اس طرح تیار ہو جاتی ہیں کہ واقعی پرانے زمانہ کی روایات ہیچ معلوم ہوتی ہیں۔

آج کل اطالیہ اور حبشہ میں عجیب کشمکش ہو رہی ہے۔ حبشہ کی آزادی کو محض اس لئے سلب کیا جا رہا ہے کہ اٹلی ایسا کرنا چاہتا ہے۔ اور حبشہ کی اس کے سوا اور کوئی خطا نہیں کہ اطالیہ کو ایک نو آبادی کی ضرورت ہے۔ آج سے کچھ عرصہ قبل مسولینی نے یہ اعلان کیا تھا کہ اگر اٹلی حبشہ سے جنگ کرنے کا ارادہ ترک کر دے تو اس میں سفید اقوام کی ہتک ہوگی کیونکہ اس سے یہ سمجھا جائے گا کہ اٹلی نے ایبی سینیا سے دب کر ایسا کیا ہے۔ بھلا یہ مہذب اقوام کیونکر گوارا کر سکتی ہیں کہ ایک سیاہ فام قوم بھی سر اٹھائے اور وہ بھی ایک آزاد سلطنت کی مالک ہو۔ آزادی تو صرف سفید اقوام کا حق ہے۔ اس لئے تقاضائے تہذیب غالباً یہی معلوم ہوتا ہے کہ یا تو کوئی ایک سفید قوم جس کا داؤ چلے اس ملک پر قبضہ کر لے اور یا سب آپس میں مل کر اس کے حصے بخرے کر لیں۔ استبداد و استعمار کا موجودہ تہذیب میں اس قدر زور ہے کہ بعض دفعہ گورے کالے اور عیسائی غیر عیسائی کا فرق بھی نہیں دیکھا جاتا۔ اٹلی جس میں عیسائیت کا سب سے بڑا مرکز ہے اور جو پاپائے روم کا ملک ہے وہ ایک عیسائی حکومت کو کچلنا چاہتا ہے۔ ادھر ہٹلر آستہ یا پر دانت تیز کر رہا ہے اور موقع کی تلاش میں ہے کہ جب موقع ملے تو وہ اس ملک کو قلمرو جرمنی میں شامل کر لے۔

جنگیں ہمیشہ ہوتی آئی ہیں اور جب تک دنیا قائم ہے ہوتی رہیں گی لیکن جنگوں کی اغراض میں ہمیشہ فرق رہا ہے۔ یوں تو اکثر انبیاء نے بھی جنگیں کیں اور خود محمد رسول اللہ صلعم جیسے رؤف و رحیم انسان کو بھی جو دنیا کے لئے رحمت بن کر آئے تھے تلوار اٹھانی پڑی اور دشمن سے کئی مواقع پر آپ کی جنگ ہوئی۔ پھر آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو بھی ممالک فتح کرنے پڑے اور بڑی بڑی عظیم الشان مہمات پیش آئیں۔ لیکن ان تمام جنگوں میں غرض استبداد و استعمار نہ تھی۔ وہ دوسروں کو اس لئے دبانا نہ چاہتے تھے کہ انہیں کسی کی آزادی ناپسند تھی یا کسی قوم کے رنگ اور خط و خال سے انہیں نفرت تھی یا مفتوحہ ممالک کی انہیں ضرورت تھی۔ بلکہ ان جنگوں کے مقاصد صرف وہی تھے جن مقاصد کے لئے قرآن نے جنگ کی اجازت دی ہے قرآن مجید کی رو سے جنگ صرف صرف مذہبی آزادی کے لئے، قیام امن کے لئے اور اپنے دفاع کیلئے ہو سکتی ہے اور وہ بھی اس طرح کہ جنگ کی ابتدا فریق مقابل کی طرف سے ہو۔ اور پھر اس اجازت کو بھی اسی طرح مشروط کر دیا ہے کہ کبھی وحشت و بربریت تک نوبت ہی نہیں آسکتی۔ دوسرے سے اسی حد تک زیادتی کی جائے جس قدر وہ خود زیادتی کرے اور پھر اگر دوران جنگ میں فریق مقابل صلح کے لئے ہاتھ بڑھائے۔ تو فوراً صلح کر لی جائے تاکہ بے فائدہ کشت و خون نہ ہو۔ موجودہ مہذب اقوام تو استعماریت کیلئے کسی نہ کسی بہانہ کی تلاش میں رہتی ہیں لیکن مسلمانوں کو بسا اوقات ایسے مواقع پیش آئے اور انہوں نے خود جنگ سے گریز کیا۔ سب مؤرخین لکھتے ہیں کہ عراق عرب فتح ہو جانے پر حضرت عمرؓ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کاش ان کے اور فارس کے درمیان آتشیں پہاڑ حائل ہوتا۔ تاکہ نہ ایرانی ان تک پہنچ سکتے اور نہ وہ ایرانیوں تک پہنچ سکتے۔ اور سر ولیم میور جیسے مؤرخ نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ جب حضرت عمرؓ کے جرنیل زیاد نے دور عراق سے نکل کر خراسان میں ایرانی افواج کے تعاقب کی اجازت چاہی تو حضرت عمرؓ نے اسے روک دیا کیونکہ مسلمان کو بلاوجہ جنگ کرنے کی اجازت ہی نہیں۔

بے شک دور حاضرہ میں تہذیب و تمدن بہت ترقی ہو گئی ہے لیکن کیا قرآن مجید کے ان اصول سے بہتر اصول جن کا مختصراً اوپر ذکر کیا گیا ہے کسی سوسائٹی یا جمعیت یا لیگ نے مرتب کر کے دکھلائے؟ کیا آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے اس اُمّی انسان علیہ التحیۃ والسلام نے امن عالم کے لئے جو زریں باتیں سکھائیں اور جس قدر پاکیزہ نمونہ جنگ کے وقت پیش کیا موجودہ تہذیب نے اس کی کوئی نظیر پیدا کی؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ایک ملک کے جنگ پر آمادہ ہو جانے سے تمام یورپ میں پریشانی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ اور ہر ملک کو اپنے حقوق کی حفاظت کی فکر لاحق ہو گئی ہے؟ جب یہ واقعات درست ہیں اور یقیناً درست ہیں تو پھر نتیجہ یہی ہے کہ موجودہ زمانہ میں محض ملمع سازی اور ظاہرداری کا نام ہی ترقی ہے اور موجودہ تہذیب ابھی اس مقام پر نہیں پہنچی۔ جس میں مزید اصلاح کی گنجائش باقی نہ ہو اور جسے ہم عروج و ترقی کا کمال کہہ سکتے ہوں۔

کاش اگر لوگ اصول اسلام پر غور کریں تو انہیں اس سے بہتر مکمل اور جامع تعلیم کہیں اور نظر نہ آئے گی۔ ہر شخص دنیا میں قیام امن کا خواہاں ہے اور چاہتا ہے کہ جنگ کے اسباب جہاں تک ہو مٹ جائیں۔ لیکن یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ لوگ اصول اسلام کو سمجھیں۔ اور اس کا طریق یہی ہے کہ مسلمان دنیا کے گوشہ گوشہ میں قرآن کے پیغام کو پہنچا دیں اور تمام اقوام و ممالک پر ثابت کر دیں کہ دنیا کے امن اور سیاسی پیچیدگیوں اور استبداد و استعماریت کا واحد علاج آغوش اسلام ہے۔

یورپ میں احمدیت کے نمائندے

ہمارے فاضل دوست مولانا محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر "لائٹ" کو گذشتہ سال بتقریب یوم میلاد النبی کے موقع پر جبلپور (صوبجات متوسط) میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں ایک غیر از جماعت دوست نے جو جبلپور میں ڈائریکٹر آف سکولز ہیں یورپ جانے کا خیال ظاہر کیا اور خانصاحب سے چند تعارفی خطوط طلب کئے۔ چنانچہ خانصاحب نے انہیں ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن اور مولوی آفتاب الدین صاحب امام مسجد ووکنگ اور اقبال شیدائی صاحب (جو پیرس میں ہماری جماعت کے ایک نہایت ہی جوشیلے ممبر ہیں) کے نام تعارفی خطوط دیئے۔ اب یہ صاحب یورپ سے واپس آچکے ہیں اور یورپ میں ہماری جماعت کی خدمات اسلامی اور ہمارے مبلغین کے طرز عمل سے بہت متاثر ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:-

"مجھے آپ کے تعارفات سے خاص لطف رہا اقبال شیدائی تو ایک بڑی شخصیت ہے۔ ان کو اور ان کی میم صاحبہ اور ان کی دعوت کو میں کبھی نہیں بھول سکتا۔ برلن میں ڈاکٹر عبداللہ صاحب اور لندن میں مولوی آفتاب الدین صاحب آپ کی جماعت کے پاکیزہ نمونے ہیں دونوں خوب کام کر رہے ہیں آپ کے تعارفات کا مکرر شکریہ"

ہمارے معاندین اکثر یہی کہا کرتے ہیں کہ احمدیوں نے یونہی مغرب میں تبلیغ کا ایک ڈھونگ رچا رکھا ہے۔ انہیں اس معزز بزرگ کی رائے سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔

ایک محیر العقول علمی کارنامہ

ہندوستان میں یہ غلط خیال نہایت وسعت کے ساتھ پھیلا ہوا ہے کہ مسلمانوں کے دماغ علم ریاضی سے مناسبت نہیں رکھتے اور کوئی مسلمان ریاضی میں کمال حاصل نہیں کر سکتا۔ بعض حلقوں کی طرف سے اس غلط خیال کو اس قدر اہتمام و تسلسل کے ساتھ پھیلایا گیا ہے کہ مسلمانوں نے بھی بالعموم اس کی صحت پر یقین کر لیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری قوم کے طلبہ کی ہمتیں پست ہو گئی ہیں اور وہ ریاضی کے اعلیٰ امتحانات

میں بہت کم شریک ہوتے ہیں حالانکہ ہماری آنکھوں کے سامنے متعدد و ایسی مثالیں موجود ہیں جو ایسا کرنے سے روکتی ہیں۔ ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب وائس چانسلر علیگڈھ مسلم یونیورسٹی ایک بلند پایہ اور بین الاقوامی شہرت رکھنے والے ریاضی دان کی حیثیت سے ہم میں موجود ہیں اور دنیا بھر کے علمی حلقوں کی طرف سے ان کی قابلیت کا اعتراف ہو چکا ہے۔ مگر اس وقت ہم ایسے وجود گرامی اور اس کے محیر العقول کمال کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جو بظاہر عدالت کی کرسی پر بیٹھا نظر آتا ہے اور عوام میں صرف اس کی عدل گستری، قانونی قابلیت اور ادبی ذوق کے چرچے ہیں حالانکہ وہ ان کمالات کے ساتھ ایک بہت بڑا ماہر ریاضی بھی ہے۔ ایسا ماہر ریاضی جس کی بے نظیر جستجو اور ہمت بلند نے یورپ کے سب سے بڑے ریاضی دان کو پر وقار اور کامیاب دعوت مقابلہ دی ہے۔ ہماری مراد صوبہ یو۔پی کے فاضل و ہر دلعزیز چیف جج سر شاہ محمد سلیمان سے ہے۔

علمی مذاق رکھنے والے حضرات جرمنی کے مشہور یہودی پروفیسر آئینسٹائن اور اس کے مشہور نظریہ "اضافی" سے بخوبی واقف ہونگے۔ اس نظریہ نے ریاضی و ہیئت کی دنیا میں ایک انقلاب آفرین ہنگامہ برپا کر دیا اور بڑے بڑے علمائے ریاضی نے اس یہودی پروفیسر اور اس کے نظریہ کے سامنے عجز و نیاز سے سر جھکا دیئے اور کسی کو اس پر اعتراض کی جرأت نہ ہوئی۔ معاصر مدینہ سے ہمیں یہ معلوم کر کے بے حد مسرت ہوئی کہ سر موصوف نے کافی غور و خوض کے بعد اس نظریہ کی غلطیاں ثابت کی ہیں۔ اہل علم حضرات کا بیان ہے کہ ان غلطیوں کے اثبات کے بعد پروفیسر آئینسٹائن کے نظریہ کی حیثیت بے معنی قیاسات اور مغالطوں کے ایک پلندہ سے زیادہ نہیں رہتی۔ اس کے متعلق سر موصوف نے اپنا ایک مضمون "اکاڈمی آف سائنس" جیسی بین الاقوامی معتبر علمی مجلس کے سامنے پیش کیا۔ اکاڈمی اس مضمون کو مطالعہ کے بعد حیران رہ گئی۔

جسٹس سر سلیمان کا یہ کمال مسلمان قوم بلکہ سارے ہندوستان کے لئے سرمایہ فخر ہے۔ مسلمان نوجوانوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ جب ان کی قوم کا ایک فرد عدالت عالیہ کی چیف ججی کی بے پناہ مصروفیتوں میں سے تھوڑا سا وقت نکال کر دنیا کے سب سے بڑے ریاضی دان کو شکست دے سکتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ محنت و کوشش سے ریاضی کے اعلےٰ امتحانات میں امتیازی طور پر کامیاب نہ ہو سکیں اور چند سال میں قوم کے اندر متعدد ضیاء الدین اور سلیمان نظر آ جائیں؟

مسلمانان عالم اور حبش

حبش اور اطالیہ کے درمیان آج کل جو کشمکش جاری ہے اس سے قارئین بہت بڑی حد تک واقف ہونگے۔ اطالیہ اپنی طاقت کے غرور میں حبش کو محض اس لئے ہڑپ کر جانا چاہتا ہے کہ اسے ایک نو آبادی کی ضرورت ہے۔ اپنے سیاسی و اقتصادی فوائد کے لئے دوسری اقوام کی آزادی و شرف کو تباہ کر دینا گوری اقوام کے لئے معمولی بات ہے اس کشمکش کا ایک قابل غور پہلو یہ بھی ہے کہ تمام عالم اسلام کی ہمدردی مظلوم حبش کے ساتھ ہے اور متعدد ممالک کے مسلمان حبش کو اخلاقی و مادی امداد دینے کے لئے بالکل تیار ہیں۔ کئی ایک عرب سلطنتوں نے مغربی اقوام کے زیر اثر ہونے کے باوجود واضح طور پر اٹلی کی جارحانہ حرکت کے خلاف اظہار ناراضگی کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان طبعاً مظلوم کے حامی ہیں۔ وہ الذہ اعتداء مساوات کو سر بلند دیکھنا چاہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ شہنشاہ حبش کے آباؤ اجداد نے حضرت نبی کریم صلعم کے عہد مبارک میں مسلمانوں کی امداد کی تھی اور کفار مکہ کی ریشہ دوانیوں کے باوجود انہیں پناہ دی تھی۔ آج ساڑھے تیرہ سو برس کے بعد بھی تمام مسلمانان عالم کو یہ احسان یاد ہے اور وہ اپنی ایک محسن سلطنت کی امداد اخلاقی فرض سمجھتے ہیں۔ کسی کے احسان کو فراموش نہ کرنا اور اس کو بتر امداد پیش کرنا انسانیت کا ایک بہت بڑا جوہر ہے۔ یقیناً یہ بات باعث اطمینان ہے کہ مسلمان کم از کم غیروں کے لئے موجودہ عہد پستی و زوال میں بھی اس شرف سے محروم نہیں ہوئے اور یہ بات انشاء اللہ ہمیشہ ان کی فطرت میں داخل رہے گی۔ کاش برادران وطن اس بات کو سمجھیں۔ اگر وہ سمجھ لیں تو ہندوستان کے بہت جلد اچھے دن آ سکتے ہیں۔

پیغام صلح

کے متعلق کسی گذشتہ اشاعت میں اعلان کیا گیا تھا کہ اس قومی اخبار کو بہتر بنانے کیلئے چند تجاویز زیر غور ہیں۔ چنانچہ گذشتہ جمعہ کے روز وہ تجاویز مجلس منتظمہ میں پیش ہو کر پاس ہو چکی ہیں۔ اب انشاء اللہ اخبار کو ظاہری اور معنوی دونوں لحاظ سے بہتر بنانے کی کوشش کی جائیگی۔ اس کا حجم بھی عنقریب آٹھ کی بجائے بارہ صفحات کر دیا جائیگا۔ کاغذ بھی ولایت سے منگوایا جائے گا اور انشاء اللہ ہر طرح اسے جماعت کے شایان شان بنایا جائے گا۔

(مینجر پیغام صلح)

مسلم یونیورسٹی کا صحیح انتخاب

یہ خبر تمام اسلامی ہند میں بیحد مسرت کے ساتھ سنی گئی ہے کہ مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کے کورٹ نے اپنے خاص اجلاس میں اعلیحضرت سلطان العلوم حضور نظام دکن کو متفقہ طور پر یونیورسٹی کا چانسلر منتخب کیا ہے۔ اس سے زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت ممدوح نے اس عہدہ کو منظور فرما لیا ہے اور اس کے متعلق سرکاری اعلان بھی ہو چکا ہے اس طرح مسلمانان ہند کی ایک دلی خواہش پوری ہو گئی۔ الحمد للہ۔

اعلیحضرت سلطان العلوم نے دور حاضرہ میں علوم و فنون کی جو شاہانہ سرپرستی فرمائی ہے اس کے اثرات ہندوستان کے ہر ایک گوشہ میں ملتے ہیں۔ ممدوح کے عہد ہمایونی میں سلطنت آصفیہ نے بھی بے نظیر علمی ترقی کی اور جامعہ عثمانیہ کا قیام اور اردو کو اعلےٰ امتحانات کے لئے ذریعہ تعلیم بنانا ایک ایسا کارنامہ ہے جسے ہندوستان کی آئندہ نسلیں کبھی بھی فراموش نہیں کریں گی۔ مسلم یونیورسٹی علیگڈھ اسلامیان ہند کا سب سے بڑا تعلیمی مرکز ہے اس کی چانسلرشپ کے لئے اعلیٰ حضرت ممدوح سے بہتر اور کوئی شخصیت ہرگز نہیں ہو سکتی۔ مسلمانوں کا یہ تعلیمی مرکز ابتدا سے خاندان آصفیہ کے چشمہ کرم سے فیضیاب ہوتا رہا ہے اعلیحضرت ممدوح کی توجہ کرم بھی اس پر رہی ہے لیکن یہ جدید سرپرستی یونیورسٹی کے لئے بیش از بیش مفید ہوگی اور ہمیں امید ہے کہ یونیورسٹی کے ارباب حل و عقد اعلیٰ حضرت ممدوح کی سرپرستی و رہنمائی میں قوم کی وہ توقعات پوری کرنے کی کوشش کریں گے جو کہ اس کو اپنے اس تعلیمی مرکز سے ہیں۔

اخبار احمدیہ

—— سید عبد المجید صاحب ریٹائرڈ جج کپور تھلہ جو ہماری جماعت کے ایک نہایت مخلص ممبر ہیں عرصہ سے علیل ہیں اور ابھی تک انہیں پوری صحت نہیں ہوئی۔ احباب ان کی کامل صحت کیلئے دعا فرمائیں۔

—— چوہدری فضل حق صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری انجمن کی اہلیہ چند روز سے بعارضہ ملیریا بخار بیمار ہیں۔ تین چار روز پہلے چوہدری صاحب کے ہاں لڑکی تولد ہوئی ہے اور چونکہ ان کی اہلیہ زچگی کی حالت میں ہیں۔ اس لئے ان کی علالت تشویش کا باعث ہو گئی۔ اب انہیں نسبتاً آرام ہے احباب کرام ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

—— محمد اقبال سلیم صاحب گاہندری ساکن جالندھر حال وارد لاہور لکھتے ہیں کہ عرصہ دو ماہ سے وہ سخت مصائب میں مبتلا ہیں اور بہت پریشان ہیں۔ وہ تمام احباب جماعت سے بالخصوص حضرت امیر ایدہ اللہ سے اور جماعت دہلی سے (جہاں غالباً کوئی ان کے خاص متعلقین ہیں) دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

—— میاں چنوں سے شیخ عبد الرحمٰن صاحب ولد شیخ کریم بخش صاحب لکھتے ہیں کہ ان کی ہمشیرہ عرصہ چھ ماہ سے بیمار رہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرماویں۔

—— افسوس ہے کہ ہمارے دوست فرخ سیر خانصاحب کی اہلیہ جو عرصہ سے مرض دق میں مبتلا تھیں گذشتہ ہفتہ کے روز زیدہ میں وفات پا گئی ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ہمیں اس صدمہ میں اپنے دوست سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو غریق رحمت کرے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ تمام جماعتیں مرحومہ کا جنازہ غائبانہ ادا کریں۔

—— جماعت زیدہ کے سکرٹری علی بہادر خانصاحب ایک حادثہ کی وجہ سے زخمی ہو گئے ہیں اور صوابی ہسپتال میں زیر علاج ہیں ان کی صحت کے لئے تمام احباب دعا فرماویں۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفا بخشے۔

—— حافظ محمد بخش صاحب اپنے برادر زادہ نذر محمد کی صحت کے واسطے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ بچہ کو بارہ یوم سے بخار ہے تمام احباب اس کی شفا یابی کے لئے دعا کریں۔

(بقیہ اخبار احمدیہ صفحہ ۱۳ پر)

رگوید کے قوانین اخلاق و معاشرت

(از مولانا اکبر شاہ خالصاحب نجیب آبادی)

ہندوستان میں آریہ اقوام کی آمد سے پیشتر جو قدیم ترین غیر آریہ نسلیں آباد تھیں ان کے تمدن اخلاق و معاشرت کے متعلق صحیح اندازہ کرنے کے لئے نہ کوئی دستاویزی ثبوت مل سکتا ہے نہ دوسرے آثار و قرائن ایسے موجود ہیں جن کے ذریعے کوئی معقول بات کہی جا سکے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ آریہ قوم جب ہندوستان میں داخل ہوئی ہے تو آریوں کے مقابلہ میں ان کی معاشرت، اخلاق اور تمدن بہت پست حالت میں تھے اور اسی لئے وہ بہت جلد مغلوب و محکوم ہو گئے آریہ قوم کی حالت ہندوستان میں داخل ہونے کے وقت کیا تھی؟ اس کا اندازہ اگر ہو سکتا ہے تو رگوید کے ذریعے سے ہو سکتا ہے جس کی نسبت یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ اس میں کیا تغیر و تبدل ہوا۔ اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ رگوید واقعی اس زمانہ کے آریوں کی ایسی ہی مذہبی اور مسلمہ الہامی کتاب تھی جیسی کہ آجکل بیان کیا جاتا ہے یا حقیقت کچھ اور تھی۔ رگوید کو اگر ایک مستند دستاویز تسلیم کر لیا جائے۔ تو اس کے ذریعہ اس زمانے کے آریہ لوگوں کی نسبت یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ بت پرستی سے تو نا آشنا تھے مگر عناصر پرستی کا ان میں خوب زور شور تھا۔ مظاہر قدرت اور قوائے فطرت کے آگے سر کو خم کرتے اور رعد و برق اور ابر و باد و آفتاب و آتش وغیرہ کو معبود یقین کرتے اور ان کے لئے مراسم عبودیت بجا لاتے تھے تاہم ان میں ایک واجب الوجود اور خالق کائنات ہستی اور جزا و سزا کا تصور بھی موجود تھا۔ اور اس واحد لاشریک خالق کائنات کو وہ مختلف ناموں سے پکارتے تھے۔ رگوید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رگوید اصل مذہب کی جو الہامی و الٰہی مذہب ہوگا۔ اصل الہامی کتاب نہیں ہے۔ بلکہ اس حقیقی اور سچے مذہب کے بگڑ جانے اور اس میں بہت سی بدعتیں شامل ہو جانے اور روحانیت و خدا پرستی کی جگہ دنیا پرستی و نفس پرستی کے پیدا ہو چکنے کے بعد کی تصنیف ہے اور اصل الہامی کتاب کو فراموش کر کے اسی کو اس الہامی کتاب کی جگہ دیدی گئی ہوگی۔ جیسا کہ ہر الٰہی و الہامی مذہب کے بگڑنے کے بعد انسانی تصانیف الہامی کتاب کی جگہ لے لیا کرتی ہیں۔

"تم کبھی نہیں جانوگے اسے جس نے کائنات کو بنایا
کوئی چیز تمہارے اور اس کے بیچ میں حائل ہے
چاروں طرف کہر میں گھرے ہوئے پجاری بھجن گاتے
ہوئے اور رچیں پڑھتے ہوئے بھٹک
رہے ہیں۔" (رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۸۲ رچا ۷)

کون جانے کون کہیگا کہاں سے نکلا یہ عالم۔ دیوتا
اس کے بعد بنے ہیں۔ کون جانے کیسے بنا پہلے یہ عالم۔
وہ عالم کا پہلا خالق اس نے بنایا کہ نہیں اوپر سے
عالم کا دیکھنے والا وہی جانے یا نہ جانے۔"

(رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۲۹ رچا ۶ و ۷)

رگوید میں کہیں کہیں گناہ اور بدی یا نیکی اور ثواب کا ذکر بھی آتا ہے مثلاً

"اے دیوتاؤ چڑھتے سورج کے ساتھ آج ہمیں سخت
گناہ سے بچاؤ۔"

(رگوید منڈل ۱ سوکت ۱۱۵ رچا ۶)

یا مثلاً:-

"اے اگنی اپنے علم کے ذریعہ ہم کو گناہ سے محفوظ
رکھ، ہم کو حسد سے بچا۔ ہم مرنے کے بعد دیوتاؤں
کے پاس اپنی دولت لے جا سکیں۔"

(رگوید منڈل ۱ سوکت ۳۶ رچا ۱۴ و ۱۵)

یا مثلاً:-

"اے اگنی ہم سے ساری بدی کو دور کر، سارے گناہ ہم
سے دور کر، ساری بدخیالی ہم سے دور کر۔"

(رگوید منڈل ۴ سوکت ۱۱ رچا ۶)

لیکن زیادہ تر ایسی دعائیں اور التجائیں موجود ہیں جو ظاہر کرتی ہیں کہ اس زمانے کے آریہ اپنی دنیوی اغراض اور نفسانی خواہشات اور جسمانی ضروریات کے حصول کو زیادہ اہم اور مقدم سمجھتے تھے اور رضائے الٰہی اور نجات اُخروی سے غافل ہو گئے تھے اور نیکی، بدی یا عذاب و ثواب کی طرف ان کی توجہ زیادہ نہ تھی مثلاً:-

"اے سوم رس پینے والے اگرچہ ہم نالائق ہوں۔

اے اندر تو بہت مال و دولت رکھتا ہے ہم کو عمدہ
عمدہ گائیں اور گھوڑے عطا کر۔ اے صاحب قدرت
خدا وند تیری مہربانی ہمیشہ رہتی ہے ... لئے
اندر بہت دولت رکھنے والے ہمیں عمدہ عمدہ گائیں
اور گھوڑے عطا کر ... اور دشمن ... جائیں
اور اسے ... بہت دولت ... رہیں۔ اے
اندر بہت دولت رکھنے والے ہم کو عمدہ عمدہ گائیں
اور گھوڑے عطا کر۔ اے اندر ہمارے مخالفوں کو
برباد کر جو تیری تعریف بے سُری آواز سے کرتے
ہیں اور اے اندر بہت دولت رکھنے والے ہم کو
عمدہ عمدہ گائیں اور گھوڑے عطا کر۔ ہمارے ہر ایک
ملامت کرنے والے کو برباد کر اور جو ہم کو نقصان
پہنچاتا ہے اس کو ٹھہرا دے۔ اے اندر بہت
دولت رکھنے والے ہم کو عمدہ عمدہ گائیں اور گھوڑے
عطا کر۔" (رگوید منڈل ۱ سوکت ۲۹)

"اگنی امرت کا مالک ہے دولت کا مالک ہے وہی
مستحکم خاندان کا دینے والا ہے۔ اے قادر
البہانہ کر کہ ہم تیرے سامنے بلا اولاد اور بلا
چوپاؤں کے رہ جائیں۔"

(رگوید منڈل ۷ سوکت ۴ رچا ۶)

اسی طرح تمام کتاب کا بڑا حصہ اسی قسم کے گیتوں اور دعاؤں سے پُر ہے۔ کہیں کھیتی کے برباد کرنیوالے لوگوں اور جانوروں کو بددعائیں کہیں بارش ہونے اور پیداوار کے اچھے ہونے کی التجائیں ہیں۔ کہیں سیاہ فام غیر آریوں کو غلام بنانے اور ہلاک کرنے کا شوق ہے۔ کہیں اچھی پیداوار کی خواہش اور کہیں عورتوں کی صحبت سے لطف اٹھانے اور کہیں لوٹ کا مال ہاتھ آنے اور کہیں دشمنوں کے برباد کرنے کی آرزوئیں غرض اسی قسم کی باتوں سے جن میں روحانیت اور اخلاقی تعلیم بہت ہی کم ہے لبریز ہے۔

اُس زمانہ کے آریا اپنی شریعت اور احکام الٰہی کی پابندی کو نیکی جانتے اور کسی حی و قیوم ہستی کی حفاظت کے قائل اور دعاؤں کو اپنے لئے مفید سمجھتے تھے مثلاً

"اے ورن دیوتا ہم آخر انسان ہیں۔ بار بار احکام
شرع توڑتے ہیں ہمیں موت کے حوالے نہ کر۔"

(رگوید منڈل ۱ سوکت ۲۵ رچا ۱)

"جب کبھی ہم بے پروائی سے شریعت کی خلاف ورزی
کریں تو اے خدا اس جرم کے عوض ہمیں سزا نہ دے۔"

(رگوید منڈل ۱ سوکت ۲۵ رچا ۳)

اُس زمانہ کے آریا شراب اور ایک نشہ لانیوالی بوٹی سوم (غالباً بھنگ) عام طور پر استعمال کرتے تھے اور اس کو گناہ بھی نہیں سمجھتے تھے۔ اس لئے کہ وہ اپنے دیوتاؤں کو بھی شراب اور سوم رس کا پینے والا یقین کرتے تھے۔

"اندر پیاسے ہرن کی طرح سوم رس کو پیتا ہے یا
اس سانڈ کی طرح جو بے آب بیابانوں میں گھومتا ہے۔"

(رگوید منڈل ۸ سوکت ۴ رچا ۱۰)

"سوم کے قطرے اندر کے اندر اس طرح لڑتے ہیں
جیسے آدمی شراب پیتے ہی دیوانہ ہو کر لڑتا ہے۔"

(رگوید منڈل ۸ سوکت ۲ رچا ۱۲)

"اے سجاتی آپ پیاسے بیل کی مانند سوم کو اچھی طرح
پیو۔ یہ جسم کو موٹا کرتی ہے سِل بٹے پر رگڑ کر تیار کی جاتی
ہے اس میں ٹھنڈا پانی ملایا جاتا ہے۔"

(رگوید منڈل ۱ سوکت ۱۳۰ رچا ۲)

"میں سوم رس سے پیٹ بھر کر جو حرم اپنی کرنے
لگا ہوں اس کو وہ لوگ جو اپنے مطلب کی سدھی
چاہتے ہوں قبول کریں۔ اگر اس حالت میں ہم سے کوئی
گناہ ہو جائے تو آس پاس کے بیٹھنے والے سب
لوگ ہمیں معاف کریں۔"

(رگوید منڈل ۱ سوکت ۱۶۷ رچا ۵)

منو مہاراج کے زمانے میں شراب کا استعمال معیوب سمجھا جانے لگا تھا جیسا کہ منوسمرتی سے ظاہر ہوتا ہے۔ رگوید سے تعدد ازدواجات اور کثرت العیال دونوں کا پتہ چلتا ہے کہ اس زمانہ کے آریوں میں یہ مرض موجود تھیں۔ (رگوید منڈل ۸ سوکت ۲۹ رچا ۳۴) میں ایک رشی کی پچاس بیویوں کا ذکر آتا ہے۔ اسی طرح بہت سے مقامات رگوید میں ایسے ہیں جن سے کثرت ازدواجات کا نمایاں اور ناقابل شبہ ثبوت بہم پہنچتا ہے۔

"اے اسونس تم رات کے وقت کہاں ہو اور دن کے
وقت کہاں ہو تم کہاں اترتے ہو تم کہاں بستے ہو کون
تمہیں اپنے گھر کی طرف کھینچ لیجاتا ہے جیسے بیوہ اپنے دیور ...
کو پلنگ کی طرف" (رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۴۰ رچا ۲)

رگوید کے زمانے میں جوان لڑکیوں کو گھر پر بلا شادی رکھنا گناہ یا بے عزتی نہیں سمجھا جاتا تھا۔

"جیسے نیک بخت کنواری اپنے والدین کے ساتھ رہتے
ہوئے بوڑھی ہو جاتی ہے اور ان سے اپنا گزارہ حاصل
کرنے کا حق رکھتی ہے۔ ویسے ہی میں تیرے پاس دولت
کیلئے آیا ہوں۔" (رگوید منڈل ۲ سوکت ۱۷ رچا ۷)

راکشش اور دسیوں یعنی غیر آریہ لوگوں کو قتل کرنا ثواب سمجھا جاتا تھا

"اندر نے راکششوں کو اپنے تیر سے ایسا جلایا۔ جیسے
آگ خشک جنگل کو جلا دیتی ہے۔ اندر نے اپنے تیر

سے ہزار، دس ہزار، دس کروڑ دلیسیوں کو قتل کیا۔"

(رگوید منڈل ۴ سوکت ۳۰ رچا ۱۰)

رگوید کے زمانے میں قمار بازی کو معیوب سمجھا جاتا تھا۔ مگر اس کا رواج آریوں میں ضرور موجود تھا جیسا کہ رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۳۴ سے ثابت ہے۔ جھوٹ بولنے کو بڑا اور عیب کی بات خیال کیا جاتا تھا۔ چوری بھی ایک عیب اور گناہ کی بات تھی۔ بخل و کنجوسی کو عیب اور سخاوت و خوبی سمجھا جاتا تھا۔ زنا اور جادو بھی عیب میں شامل تھے۔ رگوید میں حیات بعد الممات اور جزا و سزا اور جنت و دوزخ کے عقیدے کا ذکر بھی موجود ہے۔

"جہاں ازلی نور ہے اس غیر فانی لازوال جہان میں اے
سوم مجھے جگہ دے جہاں خوشی خرمی ہے جہاں راحت
و فرحت آباد ہیں۔ جہاں ہماری تمام خواہشیں پوری
ہو سکتی ہیں وہاں لیجا کر مجھے غیر فانی بنا دے۔"

(رگوید منڈل ۹)

رگوید کے دسویں منڈل میں ہے کہ "موت کے بعد ہمارا دھن وہ ہر ہم سے کبھی چھینا نہ جائے گا۔" رگوید کے منڈل اول و چہارم و ہفتم میں دوزخ یعنی ایک گڑھے کا ذکر ہے جس میں تمام بد اعمال اور بے دین لوگوں کو مرنے کے بعد دھکیل دیا جاتا ہے اور ان لوگوں کو ڈالا جاتا ہے جو قربانی نہیں کرتے اور جھوٹ بولتے ہیں۔ اسی طرح جنت یعنی مقام راحت و مسرت کا ذکر آتا ہے لیکن رگوید میں تناسخ (آواگون) کا ذکر کہیں بھی نہیں پایا جاتا۔ بلکہ جس قدر رشیوں کا ذکر آتا ہے سب اس جہان میں درازی عمر کے خواہاں اور مرنے کے بعد دوسرے جہان میں راحت کے مقام پر پہنچنے اور عذاب سے بچنے کے آرزو مند پائے جاتے ہیں بعض اپنشدوں سے تناسخ کے عقیدے کی ابتدا پائی جاتی ہے اور منوسمرتی میں تو خوب زور شور سے اس کا ذکر موجود ہے۔ منوسمرتی میں ذات پات کی جو قیود اور دوجنما و یک جنما اور برہمن و دیش وغیرہ کے جو امتیازات موجود ہیں رگوید میں ان کا وجود ہی نہیں تھا۔ رگوید میں بھی گوشت خوری موجود ہے اور قانون منو میں بھی۔ رگوید میں گائے خوری بھی موجود ہے جو قانون منو میں نہیں۔ رگوید میں چھوت چھات کا بھی کہیں نام و نشان نہیں پایا جاتا۔ رگوید کے زمانے میں قربانیوں کا بہت رواج تھا اور یہ قربانی کی رسم رگوید سے بھی زیادہ قدیم ہے اس لئے کہ رگوید کے اکثر منتر ان قربانیوں ہی کی غرض سے تصنیف ہوئے۔ گھوڑے کی قربانی بہت اعلیٰ سمجھی جاتی تھی۔ گھوڑے کے علاوہ گائے بھینس، بکری وغیرہ کی بھی قربانیاں مروج تھیں اور قربانیوں کا گوشت بہت متبرک سمجھا جاتا تھا۔ انسان کی قربانی کا بھی ذکر آتا ہے۔ ایک رشی مسمیٰ اجیگرت نے سو گائے کے عوض اپنے بیٹے کو قربانی کیلئے بیچ دیا تھا اور سو گائے اور لیکر خود ہی اس کے ذبح کرنے کی خدمت بھی انجام دینے والا تھا۔ مگر بیٹا دیوتاؤں کی مہربانی سے بچ گیا۔ قربانی کے لئے فروخت ہونیوالا اجیگرت رشی کا بیٹا رگوید کے پہلے منڈل میں بیسویں سے لیکر چھبیسویں منتر تک کا مصنف ہے۔ رگوید سے معلوم ہوتا ہے کہ دیوتاؤں کے خوش کرنے اور خود خوشحالی حاصل کرنیکا سب سے مؤثر اور قوی ذریعہ قربانیاں ہی تھیں۔ قربانیاں کچھ تو لازمی تھیں جو مقررہ اوقات میں کی جاتی تھیں اور کچھ اختیاری تھیں جو ضرورت کے وقت ہر شخص جیسے چاہے کر سکتا تھا۔ رگوید میں کہیں مندروں، معبدوں اور عبادتخانوں کا ذکر نہیں آتا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص قربانیوں کے ذریعہ اور اپنے گھروں ہی دعائیں مانگ کر فرائض عبادت بجالاتا تھا۔

اس زمانے کے قدیم آریوں میں لوہار، سنار، بڑھئی، حجام وغیرہ پیشہ موجود تھے، گھوڑوں سے کام لیتے تھے لیکن ہاتھی کو سواری کے لئے بہت ہی

کم استعمال کرتے تھے۔ تمام علم ریاضی اور صنعت ان کا پیشہ تھا اور گلہ بانی بھی موجود تھی۔ رگوید کے زمانے کے قدیم آریوں کے تمدن و معاشرت کے متعلق مندرجہ بالا اقتباس جو مذکورہ بالا بیانات سے ہے کچھ کچھ صحیح قیاس کا موقع مل سکیگا۔

رگوید میں دس منڈل اور ایک ہزار اٹھائیس سوکت یا گیت ہیں اور دس ہزار چار سو دو (۱۰۴۰۲) رچائیں ہیں۔ ان دس منڈلوں میں بھی دوسرے منڈل سے ساتویں منڈل تک یعنی چھ منڈل زیادہ قدیم اور پروہتوں اور رشیوں کے چھ خاص خاندانوں کے مصنفہ ہوتے ہیں۔ پیران چھ منڈلوں کے بعد (۹) مختلف مصنفوں کے گیتوں سے پہلے منڈل کا آخری حصہ (سوکت ۵۱ سے ۱۹۱ تک) اور اس کے بعد پہلے منڈل کا ابتدائی حصہ اور آٹھواں منڈل کنوا رشی کے خاندان نے شامل کیا اور یہی ویدک سپت رشی کہلاتے ہیں اور انہی سات رشیوں کے تصور کی بناء پر آسمان کے سات ستاروں کے ایک مجموعے کو بھی (جسے بنات النعش یا دب اکبر کہتے ہیں) سپت رشی کہنے لگے۔ نواں منڈل درحقیقت پہلے سات منڈلوں کا انتخاب ہے جس میں سوم رس کے متعلق گیت ایک جگہ جمع کر دیئے گئے ہیں۔ دسواں منڈل پہلے نو منڈلوں سے غالباً سینکڑوں برس بعد تصنیف ہوا ہے اس میں بعض ایسی باتوں کا بھی ذکر ہے جو وید کے قدیمی نو منڈلوں کے ساتھ کسی طرح جوڑ نہیں کھاتیں۔ اس میں بعض جادو کے منتر بھی موجود ہیں۔ بعض معمولی درجہ کی مراسم و بعض فلسفیانہ خیالات اور بعض بہت ہی ادنیٰ درجہ کی باتیں ہیں۔

پیغام صلح میں اشتہار دیکر اپنی تجارت بڑھائیں

احباب کی توجہ کے قابل

حضرت مسیح موعودؑ کی سوانحعمری

اب تک تو میں حج پر ایک رسالہ لکھنے میں مصروف رہا۔ مناسک حج کے علاوہ حج کا فلسفہ اور حجر اسود، قبلہ قربانی پر اعتراضات کا جواب سب پر اس رسالہ میں بحث کی گئی ہے۔ یہ رسالہ تو اب اللہ تعالیٰ کے محض فضل سے تیار ہے صرف طباعت و اشاعت کا منتظر ہے۔

اس کے بعد میرا تو خیال تھا کہ قرآن کریم کے پارہ ۲۹ کی تفسیر بفضلہ تعالیٰ شروع کروں جو پارہ ۳۰ کے بعد بہت مشکل پارہ ہے لیکن بہت سے احباب کا اصرار ہے کہ میں پہلے حضرت مسیح موعود کی سوانحعمری کی طرف توجہ کروں۔ گو اس کام کے اہل زیادہ تر حضرت امیر یا ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب یا بابو منظور الٰہی صاحب ہیں جن کے پاس تمام ریکارڈوں کا ذخیرہ ہے لیکن چونکہ بعض دوست اسی پر مصر ہیں کہ میں ہی کچھ لکھوں اس لئے میں تمام دوستوں کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں کہ وہ مجھے اس کام میں مدد دیں اور اپنی اپنی جگہ جو کچھ حضرت کے حالات کے متعلق علم رکھتے ہوں اس سے مجھے اطلاع دیں اور اپنے اپنے ریکارڈوں سے بھی مجھے حسب ضرورت فائدہ اٹھانے کا موقع دیں نیز جتنی سوانحعمریاں اب تک شائع ہو چکی ہیں ان سے بھی اطلاع دیں تاکہ میں ان سے بھی فائدہ اٹھا سکوں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کام میں میری مدد کرے۔ کام بہت وسیع اور بہت مشکل ہے اور میری بساط سے بڑھ کر ہے۔ مگر توکلاً علی اللہ میں شروع کرنا چاہتا ہوں گو میرا ابھی تک حوصلہ نہیں پڑتا۔ اللہ ہی مدد کرنیوالا ہے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ احباب کہاں تک اس امر میں میری حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ والسلام

خاکسار بشارت احمد عفی عنہ از ڈلہوزی — ۲۷ اگست ۱۹۳۵ء

مولانا غلام مرشد صاحب کا حیرت انگیز بیان

ابلیس اور فرعون کو بھی مکالمہ الٰہیہ کا شرف حاصل تھا

کیا مولانا غلام مرشد صاحب مسیح ابن مریم کی آمد ثانی کے قائل نہیں؟

از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

سوال

انجمن حمایت اسلام لاہور کے گذشتہ سالانہ جلسہ پر مولانا غلام مرشد صاحب نے ختم نبوت پر ایک تقریر فرمائی تھی جسے انجمن مذکور نے رسالہ کی شکل میں شائع کیا ہے اس میں مولانا صاحب کا یہ ارشاد میری سمجھ سے باہر ہے۔ فرماتے ہیں:-

"کلام مکالمہ۔ آپ دیکھیں کہ انسان تو بڑی چیز ہے۔ اُس نے (یعنی خدا نے) اپنے کلام سے ابلیس کو نوازا۔ قال ما منعک (الاعراف) میں کون متکلم ہے؟ خدا متکلم۔ پس اگر آپ محض مکالمے کی بنا پر کسی کو نبی ٹھیرانے لگیں تو خیال کرنا کہ قرآن میں خدا نے فرعون کو بھی اپنے کلام سے نوازا۔ فرعون کو ڈوبتے ہوئے کس نے کہا تھا کہ اب خدا پرستی یاد آئی۔ یہ کون بول رہا تھا۔ تم کہہ سکتے ہو کہ بوساطت جبریل لیکن پھر بھی وہی بات نبیوں سے بھی گفتگو بوساطت جبریل ہی ہوتی تھی" (ختم نبوت صلا لکچر مولانا غلام مرشد صاحب)

میں وہ رسالہ بھی ملاحظہ کے لئے بھیجتا ہوں اگر ابلیس کو بھی مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کا شرف حاصل تھا اور فرعون کو بھی نبیوں کی طرح بوساطت جبریل وحی ہوئی تھی تو پھر سوائے اس کے کیا کہا جائے کہ انا للہ و انا الیہ راجعون سمجھ نہیں آتی کہ نبیوں کے ذریعہ ہدایات و شریعت کے نزول کی ضرورت ہی کیا رہ گئی جبکہ خدا کا کلام ہر ایک فرد بشر پر خواہ وہ بدمعاش سے بدمعاش ہو حتیٰ کہ ابلیس پر بھی نازل ہو سکتا ہے۔ جب ایک خدائی کے مدعی پر بھی وحی بوساطت جبریل نازل ہو سکتی ہے تو نبیوں کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ مولانا موصوف ختم نبوت ثابت کرتے کرتے نبوت کی ضرورت کو ہی باطل قرار دے بیٹھے۔ کیا آپ اس پر کچھ روشنی ڈال سکتے ہیں؟

(راقم ایک حق طلب)

جواب

اگر آپ نے یہ لکچر مطبوعہ مجھے نہ بھیجدیا ہوتا تو مجھے مشکل سے باور ہوتا کہ مولانا غلام مرشد صاحب جیسا علامہ اس قسم کی عجیب غریب اور مضحکہ انگیز بات زبان سے نکال سکتا ہے۔ اوّل تو ابلیس انسان نہیں اس لئے انسان کے ساتھ مکالمہ الٰہیہ کی مثال میں ابلیس کے ساتھ خدا کے مکالمہ کو پیش کرنا سخت غلطی ہے۔ اسی قسم کی غلطی وہ لوگ کرتے ہیں جو شہد کی مکھی کی وحی یا زمین کی وحی کو انسانی وحی کی مثال میں پیش کر کے فخر کرتے ہیں۔ میں اپنے مضمون میں "وحی الٰہی خارج سے قلب پر نازل ہوتی ہے" جو ابھی "پیغام صلح" میں نکلا ہے اس پر تفصیل سے بحث کر چکا ہوں۔ آپ ملاحظہ فرمالیں۔ شہد کی مکھی کی وحی ہدایت فطرت کا دوسرا نام ہے۔ انسان کی وحی منجانب اللہ علم پر مشتمل ہوتی ہے۔ وہ ایک جدا چیز ہے۔

انسان کے ساتھ مکالمہ الٰہیہ کی تین قسمیں

انسان کے ساتھ مکالمہ الٰہیہ کی تفصیل خود قرآن کریم میں مذکور ہے فرماتے ہیں:- ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء (الشوریٰ) بشر کو یہ میسر نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردہ کے پیچھے سے یا فرشتہ رسول بھیجے اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے جو چاہے وحی کرے۔ گویا مکالمہ الٰہیہ کو جو انسان سے ہوتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ نے تین اقسام پر منقسم کیا ہے۔ ایک تو وحی جس سے منشا یہاں جملہ مفسرین کے نزدیک القاء فی الروع ہے۔ دوسرے پردہ کے پیچھے سے۔ جس میں رویا یا کشوف اور الہام شامل ہیں۔ یہ دو تو صورتیں وہ ہیں جو انبیاء اور اولیاء دونوں میں مشترک ہیں۔ تیسری صورت یہ ہے کہ خدا کی طرف سے فرشتہ یعنی جبریل کا نزول جو صرف انبیاء سے مخصوص ہے اور جسے وحی نبوت یا وحی متلو بھی کہا جاتا ہے۔

لفظی شعبدہ بازیوں سے کچھ حاصل نہیں

مجھے حیرت ہے کہ جب مولانا موصوف نے جلسہ میں حاضرین جلسہ سے پوچھا تھا کہ "کیا میں اس جلسہ سے پوچھ سکتا ہوں کہ کیا خدا نے تمہیں اپنے کلام سے نوازا۔ کیا جواب ہے؟ (حاضرین نے بلند آواز سے کہا بیشک نوازا)"۔ اگر یہ کہو کہ اس وقت مولانا کا اور ریز کہنے والوں کا مطلب یہ تھا کہ ہمیں بھی خدا نے کتاب عطا فرمائی ہے۔ تو پھر کیا یہ طریق اہل حق کا کہلائے گا کہ بحث تو ہو انسان کے ساتھ مکالمہ الٰہیہ کی۔ اور لفظوں کا پیچ دیکر کسی قوم کو نبی کے ذریعہ کتاب ملنے کو درمیان میں لے آیا جائے اور جلسہ میں ایک بے معنی غلغلہ پیدا کر کے اسے اپنی کامیابی کا شادیانہ سمجھ لیا جائے۔ یہ بالکل غلط ہے کہ حاضرین میں سے جنہوں نے کہا تھا کہ "بیشک نوازا" کسی کا بھی یہ مطلب تھا کہ خدا اُن سے کلام کرتا ہے۔ پس ان لفظی شعبدہ بازیوں سے کیا حاصل ہے۔ بات وہ کرنی چاہیے جو ٹھوس ہو۔ جس کا تعلق امر متنازعہ فیہ سے ہو۔

ابلیس سے جناب الٰہی کا مکالمہ زبان حال میں ہے

اسی طرح ابلیس کی مثال پیش کرنا کس قدر غلط ہے۔ اوّل تو وہ انسان نہیں کہ اُسے انسان کے ساتھ مکالمہ الٰہیہ کی مثال دیتے ہوئے پیش کیا جا سکے۔ دوم ابلیس کے ساتھ خدا کا مکالمہ جو قرآن کریم میں درج ہے تمام محققین کے نزدیک محض زبان حال ہے نہ کہ وہ رُو در رُو کوئی خدا کی اور ابلیس کی آپس کی گفتگو ہے ابلیس کا جو بھی کلام قرآن میں درج ہے وہ محض اس کی فطرت بد کے مختلف اتار چڑھاؤ کا اظہار زبان حال میں کیا گیا ہے اور بالمقابل اللہ تعالیٰ کے جو جوابات درج ہیں وہ بھی محض قضا و قدر کے امور کو زبان حال میں ظاہر کیا گیا ہے تا کہ انسان اعمال بد اور اُس کی سزا کو کما حقہ سمجھ سکے۔ زبان حال اس لئے استعمال کی گئی ہے کہ نیکی و بدی کے فلسفہ کی باریکیوں کو ہر ایک انسان سمجھ نہیں سکتا جب تک کہ وہ ایک تصویری زبان میں نہ پیش کیا جائے، پس جو کلام بھی اُس تصویری زبان میں ہوگا اس کا مطلب یہ نہ ہوگا کہ سچ مچ وہ زبان سے بولا گیا ہے بلکہ وہ محض حالت کا اظہار ہوگا۔ پس زبان حال ہے جو ابلیس اور جناب الٰہی کے مکالمہ کی شکل میں ہم قرآن کریم میں پڑھتے ہیں۔

ایک مثال

مثلاً اسی ما منعک کے آگے جس کا حوالہ مولانا غلام مرشد صاحب نے دیا ہے مذکور ہے کہ ابلیس کی تکبر و خود پسندی نے اُس سے یہ کہلوایا قال فبما اغویتنی لاقعدن لھم صراطک المستقیم ۞ ثم لاتینھم من بین ایدیھم ومن خلفھم وعن ایمانھم وعن شمائلھم ولا تجد اکثرھم شٰکرین ۞ ابلیس نے کہا پس چونکہ تو نے مجھے گمراہ ٹھیرایا ہے میں ضرور انسانوں کے لئے اُن کی سیدھی راہ میں روک ڈالنے کے لئے بیٹھوں گا۔ پھر اُن کے آگے سے آؤں گا۔ اور ان کے دائیں طرف سے آؤں گا اور اُن کے بائیں طرف سے آؤں گا۔ اور تو اُن میں سے اکثر کو شکر گذار نہیں پائے گا (الاعراف) ابلیس کا یہ کلام اگر زبان حال نہیں بلکہ بقول مولانا غلام مرشد صاحب وہ سچ مچ اپنی زبان سے خدا کے ساتھ باتیں کر رہا تھا تو پھر ماننا پڑے گا کہ نعوذ باللہ خدا نے ابلیس کو چھیڑ کر اپنی ہتک کروائی کیونکہ پھر تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس نے نہایت گستاخی اور شوخی سے رُو در رُو خدا کو ایسا متکبرانہ اور کڑا جواب دیا کہ تو بہ ہی بھلی۔ وہ خدا جس کی شان خود قرآن کریم میں یہ درج ہے کہ "رب السمٰوٰت والارض وما بینھما الرحمٰن لا یملکون منہ خطابا" وہ آسمان اور زمین اور جو ان دونوں کے درمیان ہے سب کا رب۔ رحمان جس کو خطاب کرنے کی کوئی بھی طاقت نہیں رکھتا" (النباء) کیا ایسے خدا کو اسکے منہ پر ابلیس جو دل چاہتا ہے سنا جاتا ہے اور خدا کی ساری شان دھری رہ جاتی ہے۔ نعوذ باللہ ایسا خیال کرنا بھی خدا کی معرفت سے بے نصیبی کا نشان ہے

بدی نیکی کو حسد کی نگاہ سے دیکھتی ہے

پس ہر ایک صاحب معرفت اور اہل تحقیق جانتا ہے کہ ابلیس کا یہ کلام محض زبان حال کے رنگ میں ہے۔ ہر ایک ہستی جو بدی کے انتہائی مقام پر پہنچ جاتی ہے اور تکبر اور خود پسندی کی دلدادہ ہوتی ہے وہ سمجھانے سے بجائے تائب ہونے کے اُلٹا اور بدی میں بڑھتی ہے کیونکہ وہ اپنے افعال کو بُرا نہیں سمجھتی۔ پھر اتنا ہی نہیں ان حالات میں وہ دوسروں کو بھی اپنی اس ناپاک حالت میں شامل کرنے کیلئے اپنے اندر ایک جوش رکھتی ہے۔ ہم ہر آئے دن اس ابلیسانہ حالت اور شیطانی کیفیت کا نظارہ بدکار انسانوں میں دیکھتے ہیں۔ ایک شرابی جب شرابخوری میں گوئے سبقت لے جاتا ہے تو پھر وہ اپنے ہر ایک دوست کی منت کرتا ہے کہ وہ بھی کم سے کم شراب کا ایک گلاس تو پی لے ایک بددیانت آدمی دیانتدار آدمیوں کو حسد کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح دیانتداری سے ان کا بھی پاؤں پھسل جائے۔ وجہ یہ کہ بدی نیکی کو حسد کی نگاہ سے دیکھتی ہے وہ نہیں چاہتی کہ نیکی سلا

وجود کہیں بھی نظر آئے۔ پس بدکار شخص جو بدکاری کو نہیں چھوڑتا وہی تو حالت ہے جسے لعنت کہتے ہیں۔ وہ چاہتا ہے کہ دوسرے لوگ بھی اسی رنگ میں رنگین نظر آئیں جس طرح ایک کیڑی عورت چاہتی ہے کہ ساری دنیا کی عورتیں کیڑی نظر آئیں۔ اسی طرح ایک بدہستی چاہتی ہے کہ ہر ایک مخلوق اسی کے رنگ میں رنگی جائے۔ یہی وہ ہستی ہوتی ہے جس پر خدا کی لعنت پڑتی ہے۔

آدم اور ابلیس کی نافرمانی کا فرق

دیکھو نافرمانی آدم سے بھی ہوئی تھی مگر وہ کبر نفس کی وجہ سے نہ تھی بلکہ ایک کمزوری تھی جس کے بعد آدم نے استغفار کی اور خدا نے اسے معاف کر دیا اور اپنے ملاطفت اور قرب سے نوازا۔ لیکن ابلیس کی نافرمانی اپنے اندر تکبر کا رنگ رکھتی تھی۔ متنبہ کئے جانے کے بعد اس نے معافی مانگنے کے بجائے اُلٹا اپنی نافرمانی پر اصرار کیا اور بڑے تکبر سے کام لیا۔ نتیجہ یہ کہ وہ مورد لعنت ہوا۔ اور لعنت الٰہی یہ نشان ہوتا ہے کہ پھر ایسا نافرمان شخص توبہ اور استغفار کی طرف مائل نہیں ہوتا بلکہ بدی میں اور ترقی کرتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی جہاں تک ممکن ہے اپنے ساتھ اُن ناپاکیوں میں ملوث ہو جانے کی کوشش کرتا ہے۔ جن میں وہ خود مبتلا ہوتا ہے۔

ابلیس کے مذکورہ بالا کلام کا مطلب

پس ابلیس کے مذکورہ بالا کلام کا مطلب فقط اس کیفیت اور حالت کا اظہار ہے جو بدی کے اس انتہائی مقام پر کسی شخص کی ہو جاتی ہے۔ ایسے شخص کی ناپاک اور متکبر فطرت کی اندرونی کیفیت کو قرآن کریم نے حالی رنگ میں ابلیس کی زبان سے کہلوایا ہے۔ یہ فقط اُس کی اندرونی کیفیت کا اظہار زبان حال سے ہے۔ نہ یہ کہ معاذ اللہ ابلیس نہایت متمردانہ اور گستاخانہ رنگ میں جناب الٰہی کو مخاطب کر رہا ہے۔

جناب الٰہی کا ارشاد قضا و قدر کے امر کا اظہار ہے

اسی طرح ابلیس کے اس زبان حال کے جواب میں جو جناب الٰہی کا ارشاد ہے وہ قطعیً مکالمۂ الٰہیہ نہیں بلکہ محض قضا و قدر کے امر کا اظہار ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:۔ "قال اخرج منها مذءوما مدحورا لمن تبعك منهم لاملئن جهنم منكم اجمعين ہ (الاعراف) کہا کہ تو دور ہو خوار اور راندۂ درگاہ۔ بیشک انسانوں میں سے جو بھی تیری پیروی کریگا میں تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا" ظاہر ہے کہ یہ قضا و قدر کا امر ہے جس کے ذریعہ ایک بد اور ملعون ہستی کی سزا کا اعلان فرمایا ہے۔ ایسی بد اور ملعون ہستی کوئی بھی ہو خواہ وہ ابلیس ہو یا اس کا متبع انسان ہو سب کیلئے یہی سزا مقدر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اور ابلیس کے مکالمہ کی یہ اصل حقیقت ہے جو میں نے عرض کر دی۔ اسے آمنے سامنے خدا اور ابلیس کا مکالمہ بتانا اور بقول مولانا ایک کو "متکلم" اور دوسرے کو "مخاطب" قرار دیکے آپس کی تُو تُو میں میں اور لڑائی اور جھگڑے کی شکل میں پیش کرنا درحقیقت قرآن کریم کو بچوں کا کھیل بنانا ہے اور دشمنان دین کو اسلام پر ہنسنے کا موقعہ دینا ہے۔

قرآن میں فرعون پر نزول وحی یا اسے مخاطب کرنے کا مطلق ذکر نہیں

رہ گیا فرعون کا معاملہ۔ سو قرآن میں کہیں ذکر نہیں کہ خدا نے فرعون پر وحی نازل فرمائی۔ یا اس کے ساتھ نزع کے وقت باتیں کرنی شروع کر دیں۔ اصل آیات ملاحظہ ہوں۔ فرعون کی نسبت ارشاد ہوتا ہے حتی اذا ادركه الغرق قال امنت انه لا اله الا الذي امنت به بنوا اسرائيل وانا من المسلمين ہ آلئن وقد عصيت قبل وكنت من المفسدين فاليوم ننجيك ببدنك لتكون لمن خلفك اية وان كثيرا من الناس عن اياتنا لغافلون ہ (سورہ یونس) ترجمہ۔ یہاں تک کہ جب فرعون کو ڈوبنے نے پا لیا یعنی وہ غرق ہونے لگا تو کہنے لگا کہ بیشک یہ سچ ہے کہ کوئی معبود نہیں سوائے اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اب (ایمان لایا) حالانکہ اس سے پہلے تو نافرمانی کرتا رہا اور مفسدوں میں سے تھا۔ پس آج ہم تیرے بدن کو نجات دیں گے تاکہ تو پیچھے آنیوالوں کے لئے نشان بنے۔ اور بے شک لوگوں میں سے اکثر ہمارے نشانوں سے غافل رہتے ہیں"۔

فرعون کی لاش کے متعلق قرآن کی زبردست پیشگوئی

ان آیات میں فرعون کے غرق ہوتے وقت ایمان لانے کا ذکر ہے۔ جواب میں جو کچھ ارشاد ہے وہاں کہیں ذکر نہیں کہ خدا نے فرعون کو وحی کی یا اُسے مخاطب کرکے آمنے سامنے باتیں شروع کر دیں۔ بلکہ فقط اس قضا و قدر کا اظہار فرماتا ہے جو اس کے مرتے وقت کے ایمان پر نازل ہوئی اور وہ یہ تھی کہ عذاب میں پکڑے جانے کے بعد نزع کے وقت ایمان لانا مفید نہیں ہوا کرتا۔ البتہ اتنا ضرور کیا گیا کہ اس کے بدن کو غرق ہو جانے یا مچھلیوں کی غذا بن جانے سے بچا لیا گیا تاکہ وہ بعد میں آنے والوں کے لئے نشان بنے۔ اور یہ ایک زبردست پیشگوئی تھی جس کی صداقت کے ظہور کے لئے ہمارا زمانہ مقدر تھا۔ توریت میں بلکہ کسی پرانی تاریخ میں یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ فرعون کی لاش مل گئی تھی۔ صرف قرآن کریم نے تیرہ سو[1300] سال قبل یہ اعلان کیا تھا کہ فرعون کی لاش ہم نے بچا دی تھی۔ یہ ایسا اعلان تھا جس کی صداقت کو لوگ مشتبہ نظروں سے دیکھتے تھے کیونکہ فرعون کی لاش کے بچ جانے کا کوئی نشان دنیا میں موجود نہ تھا نہ کسی تاریخ میں ایسا لکھا تھا۔ لیکن آخر کار وہ وقت آگیا کہ خدا کے بتائے ہوئے علم کی صداقت ظاہر ہو۔ مصر کے مختلف مقبرے جب کھودے گئے اور مختلف فراعنۂ مصر کی نعشیں کھود کر نکالی گئیں تو اس فرعون کی نعش بھی ممی شدہ حالت میں نکلی جس کا نام منفتاح ثانی تھا اور جو حضرت موسیٰ کے زمانہ میں بحر قلزم میں غرق ہوا تھا۔ اور اُس کا ممی شدہ ہونا بتلاتا ہے کہ نعش نہ صرف بچ گئی تھی بلکہ ممی بنا کر فراعنۂ مصر کے مقبروں میں دفن بھی کی گئی تھی۔

یہ محض قضا و قدر کا ایک حکم تھا

پس فاليوم ننجيك ببدنك لتكون لمن خلفك اية میں ایک عظیم الشان پیشگوئی کے رنگ میں اُس امر الٰہی کا اظہار تھا جو قضا و قدر کی طرف سے جاری ہوا۔ قضا و قدر کے کسی امر کو خدا کا انسان کے ساتھ مکالمہ قرار دینا کس قدر حیرت انگیز ہے! پھر ایک علامہ کے منہ سے جس کی معقولیت اور علمیت کا اس قدر شہرہ ہو۔ پھر لطف یہ ہے کہ یہاں کہیں کسی آمنے سامنے مکالمہ یا وحی الٰہی بوساطت جبریل کے نزول کا ذکر نہیں بلکہ محض ایک عام قضا و قدر کا حکم ہے جس میں اس کی ساری عمر کی نافرمانی کو سامنے رکھکر اس کے مرتے ہوئے ایمان لانے کی لغویت کو ظاہر فرمایا ہے اور اس کے بدن کو آنے والی نسلوں کے لئے ایک یادگار کے طور پر قائم رکھنے کا اعلان فرمایا ہے۔ اس میں فرعون کو خطاب محض قضا و قدر کا خطاب ہے۔

سورہ الدخان کی مثال

اسی طرح جس طرح سورہ الدخان میں کفار مکہ پر سات سال کے قحط پڑنے کے ذکر میں کفار مکہ کو تقدیری رنگ میں مخاطب فرمایا ہے وہ آیات اس طرح ہیں۔ فارتقب يوم تاتي السماء بدخان مبين ہ يغشى الناس هذا عذاب اليم ہ ربنا اكشف عنا العذاب انا مؤمنون ہ انى لهم الذكرى وقد جاءهم رسول مبين ہ ثم تولوا عنه وقالوا معلم مجنون ہ انا كاشفوا العذاب قليلا انكم عائدون ہ يوم نبطش البطشة الكبرى انا منتقمون۔ ترجمہ۔ تو انتظار کر اس دن کا جب آسمان کھلی کھلی خشک سالی لائے گا وہ لوگوں کو ڈھانپ لے گی۔ یہ دردناک عذاب ہے (اور یہ منکر دعائیں مانگیں گے) کہ اے ہمارے رب ہم پر سے عذاب دور کر دے ہم ایمان لانیوالے ہیں لیکن ان کو کیا نصیحت ہوگی اور ان کا تو یہ حال ہے کہ ان کے پاس رسول کھول کر بیان کرنے والا آیا۔ اس پر بھی ان لوگوں نے اس سے پیٹھ پھیری اور کہا کہ یہ سکھایا پڑھایا ہوا دیوانہ ہے۔ بیشک ہم تم پر سے اس عذاب کو تھوڑے عرصہ کے لئے ٹال دیں گے۔ تم پھر اسی کفر کی طرف لوٹو گے۔ دن آتا ہے کہ ہم بڑی سخت پکڑ سے پکڑیں گے بے شک ہم سزا دینے والے ہیں (الدخان)

دو قابل توجہ امور

اس میں دو امور قابل توجہ ہیں ایک تو یہ ربنا اكشف عنا العذاب انا مؤمنون کہ اے ہمارے رب ہم پر سے عذاب ٹال دے ہم مومن ہیں ظاہر ہے کہ یہ محض کفار مکہ کی قلبی کیفیت کا اظہار زبان حال کے ذریعہ ہے ورنہ کفار مکہ اس سات سال کے شدید قحط کی وجہ سے نہ ایمان لائے تھے نہ انہوں نے خدا کے حضور رو رو کر دعا کی تھی۔ سوائے اس کے کہ اس شدید عذاب سے اُن کے دل ٹوٹ گئے اور اُن کے نمائندہ کی حیثیت سے ایک مرتبہ ابوسفیان آنحضرت صلعم کی خدمت میں دعا کرانے حاضر ہوا تھا کہ یہ قحط دور ہو جائے پس یہاں دعا کے مذکورہ بالا الفاظ اور اس میں ایمان کا اقرار محض کفار مکہ کی اندرونی قلبی کیفیت کا اظہار ہے جسے زبان حال کی شکل میں بیان کیا گیا ہے۔ اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ دوسرا فقرہ بھی قابل توجہ ہے وہ ہے انا كاشفوا العذاب قليلا انكم عائدون۔ کہ ہم تم پر سے تھوڑی مدت کے لئے عذاب ٹال دیتے ہیں لیکن تم پھر اُنہی شرارتوں اور کفر کی طرف لوٹ جاؤ گے۔ یہاں کفار کو خطاب ہے ظاہر ہے کہ یہ خطاب محض قضا و قدر کے خطاب کے رنگ میں ہے۔ کفار مکہ کو سامنے کھڑا کر کے تو خدا نے گفتگو نہ کی تھی۔ اور نہ وہ لوگ اس وحی کے نزول کے وقت سامنے کھڑے ہوئے تھے۔

"صنعت التفات"

دراصل یہ فصاحت و بلاغت کا قاعدہ ہے کہ کلام میں زور اور تاکید پیدا کرنے کے لئے بعض دفعہ کسی شخص کو یا کسی قوم کو یکدم غائب سے مخاطب کر لیا جاتا ہے حالانکہ وہ شخص یا وہ قوم سامنے موجود نہیں ہوتی اسے صنعت التفات کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں اس کی متعدد مثالیں ہیں حضرت شعیب نے بھی اپنی قوم کو جب وہ زلزلہ سے ہلاک ہو کر مٹ چکی تھی اور سامنے موجود نہ تھی اسی طرح مخاطب فرما کر اپنے کلام کے دردناک حصہ کو کس قدر پُر زور کر دیا ہے کہ دل ہل جاتا ہے چنانچہ قرآن کریم میں اس طرح ارشاد ہوتا ہے۔ فاخذتهم الرجفة فاصبحوا في دارهم جاثمين الذين كذبوا شعيبا كان لم يغنوا فيها الذين كذبوا شعيبا كانوا هم الخسرين ہ فتولى عنهم وقال يقوم لقد ابلغتكم رسالت ربي ونصحت لكم فكيف اسى على قوم كفرين ہ (الاعراف) غرض ان لوگوں کو زلزلہ نے آ پکڑا اور وہ اپنے گھروں میں بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے جن لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا وہ گھاٹے میں آ گئے۔ پس شعیب اُن سے مُنہ موڑ کر چلے گئے اور بولے کہ اے میری قوم بے شک میں نے تم کو اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے تھے اور تمہاری خیر خواہی کی تھی۔ پس اس قوم پر کیسے افسوس کروں جس نے (خدا کے پیغام) کو نہ مانا اور انکار کیا"۔ یہاں دیکھ لیجئے۔ حضرت شعیب کی قوم فنا ہو چکی تھی۔ وہ سامنے موجود نہ تھی اگر انہیں غائب میں ذکر کیا جاتا تو کلام میں وہ درد اور زور نہ پیدا ہوتا جو حضرت شعیب کے ان کو مخاطب کر لینے نے پیدا کر دیا

مخاطب کا صیغہ استعمال کرنے کا مقصد

اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اگر فرعون کی توبہ کی لغویت اور اُس کے بدن کو آنے والی نسلوں کے لئے بطور نشان محفوظ رکھنے کی پیشگوئی کو غائب کے صیغہ میں بیان فرماتا تو کلام میں یہ زور اور شوکت اور جلال نہ پیدا ہوتا جو اب مخاطب کے صیغہ میں بیان کرنے سے پیدا ہو گیا۔ پس یہ

خطاب جو کلام میں ہے محض فصاحت و بلاغت کے طور پر ہے۔ یہ کلام نہ کوئی وحی الٰہی تھی جو بذریعہ جبریل فرعون پر مرتے وقت نازل ہوئی تھی نہ کوئی مکالمہ الٰہیہ تھا جو ڈوبتے ہوئے فرعون سے ہونے لگا تھا بلکہ قضا و قدر کا امر تھا جو فرعون کے متعلق جاری ہوا تھا۔ اسے مکالمہ و مخاطبۂ الٰہیہ کا نام دینا درحقیقت مکالمہ و مخاطبۂ الٰہیہ کی تضحیک و توہین کرنا ہے

وحی نبوت کی افسوسناک توہین

سب سے بڑھ کر جو مولانا غلام مرشد صاحب نے ستم ڈھایا ہے یہ ہے کہ وہ اس سارے مکالمہ کو بوساطت جبریل بتاتے ہیں اور بالکل اسی طرح کا جس طرح نبیوں پر نزول جبریل ہوتا ہے فرماتے ہیں:۔ "فرعون کو ڈوبتے ہوئے کس نے کہا تھا کہ اب خداپرستی یاد آئی۔ یہ کون بول رہا تھا تم کہہ سکتے ہو بوساطت جبرئیل۔ لیکن پھر بھی وہی بات۔ نبیوں سے بھی گفتگو بوساطت جبریل ہی ہوتی تھی"۔ اب میں مولانا کے اس ارشاد پر کیا کہوں سوائے اس کے کہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ دوں خدا کا کلام جو انبیاء پر بوساطت جبریل نازل ہوتا ہے اسی کا نام تمام اکابر امت کے نزدیک وحی نبوت ہے۔ قرآن کریم سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم پر جو کلام الٰہی کا نزول ہوتا تھا اُس کے نسبت ارشاد ہوتا ہے۔ قل من کان عدوا لجبریل فانہ نزلہ علیٰ قلبک باذن اللہ۔ کہدے جو جبریل کا دشمن ہے سو ہوا کرے پس بیشک اُس نے نازل کیا اسے تیرے قلب پر اللہ کے حکم سے (البقرہ) پھر ارشاد ہوتا ہے کہ تیری طرف جو بوساطت جبریل کلام الٰہی کا نزول ہوتا ہے وہ ویسی ہی وحی ہے جیسی کل نبیوں کی طرف وحی ہوتی رہی ہے۔ فرماتے ہیں۔ انا اوحینا الیک کما اوحینا الیٰ نوح والنبیین من بعدہ بیشک ہم نے وحی کی تیری طرف جس طرح وحی کی نوح کی طرف اور تمام نبیوں کی طرف جو اس کے بعد آئے (النساء) پس خدا کا کلام جو بذریعہ جبریل نازل ہوتا ہے اُسی کو وحی نبوت کہتے جو انبیاء سے مخصوص ہے اور یہ تمام اکابر امت کے نزدیک ایک مسلّمہ امر ہے۔ پس مولانا غلام مرشد صاحب نے فرعون کے قلب پر کلام الٰہی کا نزول بوساطت جبریل مان درحقیقت انبیاء اور وحی نبوت کی سخت تذلیل اور توہین کی ہے۔ گویا بہ حیثیت نزول کلام الٰہی بوساطت جبریل انبیا کو اور فرعون کو جو خدائی کا مدعی تھا ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا انا للہ وانا الیہ راجعون

خدا کا مکالمہ مخاطبہ کن لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے

اب تک تو یہ سمجھا جاتا تھا کہ خدا کا مکالمہ مخاطبہ انبیاء کے ساتھ یا ان اولیاء کے ساتھ ہوتا تھا اور ہوتا ہے جن کا قلب شیطانی تاثرات سے پاک ہو کر جلوہ گاہ انوار الٰہیہ بن جاتا ہے۔ اور یہ وہ عظیم الشان نعمت ہے جو برگزیدگان الٰہیہ سے مخصوص ہے خواہ وہ نبی ہوں یا غیر نبی۔ جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون ۰ نحن اولیاؤکم فی الحیوٰۃ الدنیا و فی الاٰخرۃ ۰ ولکم فیہا ما تشتہی انفسکم ولکم فیہا ما تدعون ۰ نزلاً من غفور رحیم ۰ (حٰم السجدہ) ترجمہ بیشک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر استقامت دکھائی ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ کوئی خوف نہ کرو اور کوئی غم نہ کرو۔ اور جنت جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے اب اس کی خوشیاں مناؤ۔ ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور تمہارے لئے جنت میں ہر اس چیز کو جو تمہارا جی چاہے اور جو تم مانگو گے حاضر پاؤ گے۔ یہ غفور رحیم خدا کی طرف سے مہمانی ہے"۔ ان آیات میں صاف طور پر بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملائکہ کا نزول اسی دنیا کی زندگی میں اُن برگزیدوں کے قلوب پر ہوتا ہے جو توحید کو اس کمال پر پہنچا دیتے ہیں کہ ان کا رب فقط اللہ ہوتا ہے اور پھر اس حالت پر ہر ایک عسر و یسر میں ایسی استقامت دکھاتے ہیں کہ ان کا سر جناب الٰہی کے آستانہ سے کسی وقت بھی الگ نہیں ہوتا۔ پس یہ لوگ ہوتے ہیں جن کے قلوب پر ملائکہ کا نزول ہوتا ہے جو دنیا و آخرت کی بشارتیں لیکر نازل ہوتے ہیں۔ انہی بشارتوں کو حدیث شریف میں نبوت کا ایک جزو قرار دیا ہے۔

محدث کی تعریف زبان نبوی سے

جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات (بخاری) کہ نبوت میں سے باقی نہیں رہا مگر مبشرات۔ اور انہی لوگوں کو زبان مقدس نبویؐ سے محدث کا خطاب عزت عطا ہوا ہے جیسا کہ حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں:۔ "لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یکن فی امتی احد فانہ عمر۔ تم سے پہلے جو اُمتیں تھیں ان میں محدث ہوا کرتے تھے۔ پس اگر میری اُمت میں کوئی ایک بھی محدث ہو تو وہ عمر ہے"۔ محدث کی تعریف بھی خود حضرت نبی کریم صلعم ہی کی زبان مبارک سے سن لو۔ فرماتے ہیں:۔ لقد کان فیمن قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن فی امتی احد منہم فعمر (بخاری) تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے لوگ ہوتے تھے جن سے خدا تعالیٰ مکالمہ کرتا تھا بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں۔ پس اگر میری امت میں سے کوئی ایسا آدمی ہوگا تو عمر بھر ضرور ہے"۔ دونوں حدیثوں کو ملا کر پڑھنے سے ہم لامحالہ اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ محدث سے مراد ایسے لوگ ہیں جن سے مکالمۂ الٰہیہ ہوا کرتا تھا مگر وہ نبی نہ تھے۔ اور وہ اس امت میں بھی ہوں گے اور انہی میں سے حضرت عمر بھی ہیں۔ پس مکالمۂ الٰہیہ سے مشرف یا تو انبیاء ہوتے ہیں جن پر کلام الٰہی بوساطت جبریل نازل ہوتا ہے یا محدثین ہوتے ہیں جو نبی نہیں ہوتے اور ان پر نزول جبریل بہ پیرایۂ وحی تو نہیں ہوتا مگر مکالمۂ الٰہیہ کا شرف انہیں حاصل ہوتا ہے۔

مولانا کی حیرت انگیز جسارت

غرضکہ کجا ان مقدسین و مقربین کا پاک گروہ اور اُن کے ساتھ مکالمہ و مخاطبۂ الٰہیہ۔ اور کجا فرعون اور ابلیس اور ان پر قضا و قدر کی طرف سے عذاب اور لعنت کا اعلان۔ ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔ مولانا موصوف نے سب کو ایک قطار میں کھڑا کر کے کمال کر دیا

مولانا کی گھبراہٹ اور اس کا افسوسناک نتیجہ

نہ معلوم جناب مولانا غلام مرشد صاحب نے اس بات پر زور کیوں دیا کہ مکالمۂ الٰہیہ فرعون اور ابلیس سے بھی ہوتا رہا۔ کیا ان کا یہ خیال ہے کہ انبیاء پر جو کلام الٰہی کا نزول بوساطت جبریل ہوتا ہے اس کی وہی شان ہے جو بقول اُن کے فرعون کے ساتھ حالت پیش آئی اور امت محمدیہ میں اولیائے اُمت کے ساتھ جو محدثین کے مراتب عالیہ پر فائز ہوتے ہیں اور جن میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کی یہی شان ہوتی ہے جو ابلیس کے معاملہ میں ہمیں نظر آتی ہے کیا ختم نبوت بغیر اس کے ثابت نہ ہو سکتی تھی جب تک کہ تمام انبیاء اور اولیا اور محدثین اُمت محمدیہ کو جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں مکالمۂ الٰہیہ کے لحاظ سے فرعون اور ابلیس کے ساتھ معاذاللہ ایک ہی قطار میں کھڑا نہ کر دیا جائے۔ اور ان سب خدا کے برگزیدوں کو فرعون اور ابلیس جیسی ناپاک ہستیوں کے ساتھ نعوذ باللہ ایک ہی کشتی میں نہ سوار کر دیا جائے۔ العجب ثم العجب۔ معلوم ہوتا ہے ختم نبوت کے مسئلہ میں مولانا موصوف کچھ گھبرا گئے۔ کیونکہ یہ گھبراہٹ کا ہی نتیجہ ہے کہ سارے لکچر میں ختم نبوت پر کوئی دلیل پیش نہیں کی نہ قرآن کی کوئی آیت پیش کی۔ نہ کوئی حدیث پیش کی۔ نہ معقولی طور پر کوئی دلیل پیش کی۔

ختم نبوت پر جماعت احمدیہ لاہور کا مدلل لٹریچر

کاشکہ لکچر دینے سے قبل مولانا موصوف لاہوری احمدی جماعت کا لٹریچر ختم نبوت پر ملاحظہ فرما لیتے تو پریشانی کی کوئی وجہ نہ رہتی کیونکہ ہمارے ہاں تو خدا کے فضل سے ختم نبوت پر دلائل کا آفتاب چڑھا ہوا ہے جس سے حضرت ختمی مرتبت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ نئے نبی کے آنے کی کوئی صورت باقی رہ جاتی ہے نہ پرانے نبی کی۔ ہم تو بیس برس سے قادیانیوں کے ساتھ یہی جنگ لڑ رہے ہیں اور اس مسئلہ پر بفضلہ تعالیٰ وہ لٹریچر پیدا کیا ہے جو تیرہ سو سال سے ہمیں کہیں نظر نہیں آتا۔

مولانا کا لکچر سخت مایوس کن ہے

میں نے تو بڑے شوق سے مولانا کا لکچر پڑھا اس خیال سے کہ شاید کوئی نئی دلیل ختم نبوت پر مولانا نے دی ہوگی مگر ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرمان رفتم" کا مصداق بننا پڑا۔ بلکہ میں یہ کہنے کے لئے مجبور ہوں کہ سارے لکچر میں مولانا نے ختم نبوت پر ایک دلیل بھی پیش نہیں کی۔ نہ قرآن کریم کی کوئی آیت نہ کوئی حدیث۔ نہ کوئی معقول دلیل۔

مولانا کا دعوےٰ بے دلیل

محض مولانا کا اتنا کہہ دینا کافی نہیں کہ ہمیں کسی ڈاکٹر کی ضرورت نہیں یہ تو دعویٰ ہے جس کے لئے دلیل چاہیئے۔ سب مذہب والے یہی کہتے ہیں کہ ہمیں کسی اور کی ضرورت نہیں۔ اس معاملہ میں مولانا نے افسوس ہے کوئی عقلی اور نقلی دلیل پیش نہیں کی۔ سارے لکچر میں لے دے کے اسی پر ہی زور ہے کہ مکالمۂ الٰہیہ کوئی چیز نہیں۔ اور مکالمۂ الٰہیہ کی وجہ سے کسی کو نبی نہیں کہا جا سکتا۔ میں کہتا ہوں یہ بالکل ٹھیک ہے کہ محض مکالمۂ الٰہیہ کی وجہ سے کسی کو نبی نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن اس بات کے ثابت کرنے کے لئے ان کو اس کی ضرورت نہ تھی کہ وہ مکالمہ الٰہیہ کو نبیوں اور محدثین اولیائے امت اور فرعون اور ابلیس میں مشترک قرار دیدیں وہ کہہ سکتے تھے کہ قرآن اور حدیث سے ایسے برگزیدہ لوگوں سے بھی مکالمہ الٰہیہ ثابت ہے جو نبی نہیں ہوتے۔ اس لئے نبی کی تعریف مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ پر صادق نہیں آتی۔ یہ کافی تھا اس کے لئے مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کے مشرف کی تذلیل کرنے اور فرعون اور ابلیس کے عذاب اور لعنت کے ساتھ اُسے مدغم کر دینے کی ضرورت نہ تھی۔

نبوت کے لغوی معنے

ہم خود اس بات کے قائل ہیں کہ اسلام کی اصطلاح میں محض مکالمہ و مخاطبۂ الٰہیہ کا نام ہرگز ہرگز نبوت نہیں لیکن لغت کے رُو سے جبکہ خود مولانا کو مسلم ہے کہ نبوت کے معنے خبر پانے کے ہیں۔ اس لئے لغوی معنوں کے رُو سے ہر ایک شخص جو خدا سے اخبار غیبیہ پائے وہ نبی کے لفظ کا مستحق ہو سکتا ہے۔ گو ایسی حالت میں یہ لفظ مجازی طور پر اُس پر اطلاق پائے گا نہ کہ اسلام کی اصطلاح کے مطابق۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا مذہب

یہی مذہب حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد وقت کا تھا۔ جیسا کہ وہ فرماتے ہیں:۔

> "ہم خادم دین اسلام ہیں اور یہی ہمارے ظہور کی علت غائی ہے اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں۔ رسالت لغت عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں۔ اور نبوت یہ ہے کہ خدا سے علم پا کر پوشیدہ حقائق اور معارف کو بیان کرنا سو اسی حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھ کر دل میں اس کے معنے کے موافق اعتقاد رکھنا مذموم نہیں ہے۔ مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام

شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لیں کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں ہے۔ اور کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے سو دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہیئے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعویٰ بالمقابل نہیں۔ اور جو شخص ہماری طرف اس کے خلاف منسوب کرے وہ ہم پر افترا کرتا ہے ہم اپنے نبی کریم صلعم کے ذریعہ فیض و برکات پاتے ہیں۔ اور قرآن کے ذریعہ سے ہمیں فیض معارف ملتا ہے۔ سو مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے برخلاف کچھ بھی دل میں نہ رکھے ورنہ وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کا جواب دہ ہوگا۔ اگر ہم اسلام کے خادم نہیں ہیں تو ہمارا سب کاروبار عبث اور مردود اور قابل مواخذہ ہے۔

(خط حضرت مسیح موعود از اخبار الحکم اگست ۱۸۹۹ء)

لغت کی رو سے حضرت مرزا صاحب نے اپنے متعلق لفظ نبی کیوں استعمال کیا

البتہ سوال یہ ہے کہ لغت کے رُو سے حضرت مرزا صاحب نے اس لفظ کو اپنے متعلق کیوں استعمال فرمایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سب سے پہلے یہ لفظ خود حضرت نبی کریم صلعم نے آنیوالے مسیح کی نسبت استعمال فرمایا جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث دمشقی منارہ والی میں نبی اللہ کا لفظ پانچ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ پس جب حضرت مرزا صاحب نے محمد رسول اللہ صلعم کی ختم نبوت کو نہایت مستحکم دلائل سے واضح کیا اور بتلایا کہ آپ کے بعد نہ کوئی پرانا نبی آسکتا ہے نہ نیا۔ تو آپ پر یہ بھی فرض ہوگیا کہ تشریح کریں کہ آنیوالے مسیح کو "نبی اللہ" پھر کس لحاظ سے کہا گیا۔ کیونکہ جب کوئی نبی نہیں آسکتا نہ نیا نہ پرانا۔

آنیوالے مسیح کو نبی اللہ کیوں کہا گیا

تو پھر یہ آنیوالے مسیح کو "نبی اللہ" کہنا کیا معنی ؟ آپ نے اس کی تشریح یوں کی کہ آنیوالے مسیح کو محض لغوی معنوں کے رو سے نبی کہا گیا یعنی کہ خدا اس سے بکثرت مکالمہ و مخاطبہ فرمائیگا۔ اور یہ محض ایک استعارہ و مجاز ہے نہ کہ حقیقت۔ جیسا کہ فرماتے ہیں سمیت نبیًا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ (حقیقۃ الوحی) کہ میرا نام نبی مجاز کے طور پر رکھا گیا نہ کہ حقیقت کے طور پر۔ پھر حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۲۸ پر تحریر فرماتے ہیں :- لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے۔ بعض اوقات خدا تعالیٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیا کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے۔ سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں۔ آنیوالے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے۔ وہ انہی مجازی معنوں کے رُو سے ہے جو صوفیا کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا ؟

کیا مولانا اس سے بہتر تشریح کر سکتے ہیں؟

یہ وہ تشریح ہے جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے صحیح مسلم میں آنیوالے مسیح کی نسبت نبی اللہ کے لفظ کی کی ہے۔ اگر اس سے بہتر تشریح مولانا غلام مرشد صاحب کر سکتے ہیں تو وہ شوق سے کریں ہم سننے کو تیار ہیں۔ جو آدمی ختم نبوت پر لکچر دے وہ مہربانی کر کے صحیح مسلم کی اس حدیث میں نبی اللہ کے لفظ کی بھی تشریح کرے۔ ورنہ وہ لکچر مکمل اور معقول نہیں کہلا سکتا۔ جو محض اپنے دماغ کے تخیل کا نتیجہ ہو اور متعدد آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ تشنہ توضیح و تشریح رہ جائیں۔

نزول ابن مریم کی دیگر احادیث کا حل بھی مولانا کے ذمہ ہے

پھر صرف یہی حدیث نہیں۔ نزول ابن مریم کی اور بھی احادیث ہیں جن کا حل جناب مولانا غلام مرشد صاحب کے ذمہ ہے کیونکہ اس لکچر کے صفحہ ۱۳ پر انہوں نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ "آپ نے غور کیا ہوگا کہ قرآن نے نبیوں کو دوبارہ دنیا میں نہیں بھیجا۔ کیا نوح کو دوبارہ بھیجا گیا یا نصب العین کو ؟ ہود، کلیم، صالح، اور ابراہیم کو نہیں بھیجا گیا بلکہ ان کے پیش کردہ نصب العین کو دوبارہ پیش کیا (الشوریٰ ع ۲)" اس فقرہ سے صاف نظر آتا ہے کہ قرآن ہم کو یہ بتاتا ہے کہ نبی دوبارہ دنیا میں نہیں بھیجے جاتے بلکہ ان کا نصب العین بھیجا جاتا ہے۔ تو پھر کیا ہم اس سے یہ نتیجہ نکالیں کہ مولانا غلام مرشد صاحب یہ مانتے ہیں کہ مسیح ابن مریم دوبارہ دنیا میں نہیں بھیجے جائیں گے فقط اُن کا نصب العین بھیجا جائے گا ؟ ہم بھی یہی مانتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ان تمام احادیث کی تشریح جو ابن مریم کے نزول کے متعلق ہے مولانا موصوف سے سننا چاہتے ہیں۔ کیونکہ ہمیں مولانا موصوف کا مذکورہ بالا مذہب مان کر ان تمام صحیح احادیث کے ضخیم ذخیرہ کی جو نزول ابن مریم دجال یا جوج ماجوج وغیرہم کے متعلق ہیں اور کوئی معقول توجیہ نظر نہیں آتی۔ سوائے اُس کے جو حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ نے کی ہے۔

حضرت امیر ایدہ کا خطبہ جمعہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے گذشتہ سے گذشتہ جمعہ مورخہ ۲۳ اگست کو لاہور میں ایک نہایت پر معانی خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ یہ خطبہ شیخ انعام الحق صاحب نے قلمبند کیا۔ لیکن چند روز سے چونکہ شیخ صاحب کی طبیعت ناساز ہے اس لیئے وہ مسودہ صاف نہ کر سکے اور باوجود کوشش کے وہ خطبہ پرچہ زیر نظر میں قارئین کرام کی خدمت میں پیش نہیں کیا جا سکا۔ انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں خطبہ درج کر دیا جائیگا احباب سے ہم معذرت خواہ ہیں۔ (مدیر)

رسالہ رسول جہاں مفت

انجمن رفیق الاسلام گڑگانوہ کا تیرھواں رسالہ رسول جہاں شائع ہوگیا ہے جیبی تقطیع کے ۱۶ صفحوں میں دلکش اور سادہ زبان میں سچے موتی بکھرے ہوئے ہیں۔ رسول پاک کے سوانح مبارک اتنے تھوڑے صفحوں میں اس قدر جامع ملنا مشکل ہیں۔ ہر ہر سطر سے نئے نئے سبق آپ کی امت کو ملتے ہیں اور ہر صفحہ میں ترقی کے راز موجود ملیں گے یہ رسالہ ہر مسلمان پڑھے اور دوسروں کو سنائے مولودوں میں پڑھے بچوں کو حفظ کرائے۔ یہ رسالہ پانچ پیسے کے ٹکٹ محصولڈاک کے لئے بھیجنے پر پتہ ذیل سے مفت مل سکتا ہے اگر سابقہ موجود رسالے رفیق حج اور رفیق نکاح بھی منگانا ہوں تو دو آنے کے ٹکٹ بھیجئے۔ رسالے کسی حالت میں بیرنگ اور وی پی نہیں بھیجے جاتے۔ ایسے کام کرنے والی انجمن کی امداد ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور صحیح خیرات ہے۔

(محمد ظفر وکیل گڑگانوہ پنجاب)

(بقیہ صفحہ ۲)

کوئی نیا نبی ہو سکتا ہے اس لئے حضرت عائشہ صدیقہ کے قول یا مغیرہ صحابی کے قول کو پیش کر کے یہ کہنا کہ خاتم النبیین کے معنے نبیوں کو ختم کرنیوالے کے نہیں ہیں دھوکہ دہی سے کم نہیں ہے۔

غرض حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت مغیرہ صحابی کے بیانات سے یہ تو قطعی فیصلہ ہے کہ بعد آنحضرت صلعم کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا پس ان کے اقوال سے یہ نتیجہ نکالنا کہ نبوت ختم نہیں ہوئی یا یہ کہ اب کوئی شخص سچ مچ نبی ہو سکتا ہے یہ بالکل گمان باطل ہے ہاں یہ بھی سچ ہے کہ یہ خیال بھی غلط ہے کہ مسیح ناصری اپنی سابقہ نبوت کے ساتھ آسکتا ہے کیونکہ آنحضرت صلعم کل انبیاء کے خاتم ہیں اور نبی تو سب کے سب بوجہ وفات پا جانے کے ختم ہو ہی چکے تھے اور ان کی نبوتیں بھی حضرت عیسےٰ کے ساتھ ختم ہوگئیں لیکن اگر عیسےٰ زندہ ہیں تو ان کی نبوت بھی زندہ ہے اور وہ ختم نہیں ہو سکتی۔ تاوقتیکہ عیسےٰ کو ان کی نبوت سے معزول نہ کر دیا جائے یا ان کو وفات یافتہ تسلیم نہ کر لیا جائے۔ پس حق یہی ہے کہ آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی وفات عیسےٰ کی زبردست دلیلیں ہیں اور وہ کسی طرح بھی بحیثیت نبی کے اب نہیں آسکتے اور یہی وجہ ہے کہ جس قدر آئمہ دین اور محدثین اور مجددین گذرے ہیں وہ سب کے سب اس بات کے قائل ہیں کہ عیسےٰ بوقت نزول امت محمدیہ میں داخل ہونگے اور وہ قرآن و حدیث کے امتیوں کی طرح پیرو ہونگے جس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنی ہیں کہ وہ حقیقت میں تو امتی ہیں مگر اعزازی طور پر نبی کہلائیں گے اور یہ ظاہر ہے کہ مجازی یا اعزاز کے طور پر نبی کہلانا اور بات ہے اور نبی ہونا امر دیگر ہے یمکن ہے کہ ایسے لوگ جو منقول کی کورانہ پیروی کے عادی ہیں اور عقل سے کام لینا گناہ خیال کرتے ہیں وہ مصداق

ہرچہ گیرد علتی علت شود

ہمارے مضمون سے یہ نتیجہ اخذ کریں کہ خاتم النبیین کے بعد پرانا نبی آسکتا ہے۔ لہذا ہم تو یہی مانیں گے کہ عیسےٰ ہی خود نازل ہونگے سو ایسے لوگوں کے لئے یہ غور کرنے کی بات ہے کہ جب قرآن مجید سے عیسےٰ کا وفات پا جانا ثابت ہے اور احادیث سے بھی یہ ثابت ہے کہ حضرت عیسےٰ ایک سو بیس برس کی عمر میں فوت ہو چکے ہیں اور تمام بڑی بڑی تفاسیر میں یہ لکھا ہے کہ رفع سے پہلے حضرت عیسےٰ ضرور مر گئے تھے خواہ وہ تین گھنٹہ تک مرے یا تین دن تک بہرحال وہ مرنے کے بعد رفع کئے گئے تو اب ان کے آنے کیلئے تو راستہ بند ہوگیا کیونکہ قرآن و حدیث سے یہ ثابت ہے کہ جو ایک دفعہ واقعی مر جاتا ہے پھر وہ اس دنیا میں نہیں لوٹایا جاتا بلکہ تا قیام قیامت وہ عالم برزخ میں رہتا ہے یہاں تک کہ اگر وہ خدا سے دنیا میں بھیجے جانے کی درخواست بھی کرتا ہے تو وہاں سے یہ جواب ملتا ہے کہ یہ ہم نہیں کر سکتے کیونکہ ہمارے حکم اور وعدہ کے خلاف ہے۔ پس حضرت عیسےٰ ہرگز ہرگز بذات خود دنیا میں نہیں آسکتے اور متقدمین کو یہ غلطی صرف عیسےٰ ابن مریم کے نام سے لگی اور وہ معذور رہیں۔ انہوں نے حقیقت نزول ابن مریم کو نہ سمجھکر یہ دھوکہ کھایا کہ اس کے مر جانے کو تسلیم کر کے بھی اسی کے دوبارہ آنے کا عقیدہ رکھا اور بجائے ابن مریم کے نزول کی تاویل صحیح تلاش کرنے کے وفات جو متوفیک اور توفیتنی میں مذکور ہے اس کی غلط تاویل کرتے رہے تاکہ نہ تو ختم نبوت کا انکار ہو اور نہ نزول عیسےٰ کے متواتر وعدہ کا انکار کرنا پڑے۔ یہ ان کی ایمانداری تھی اور اس میں حکمت الٰہیہ یہ تھی کہ اس طرح نزول مسیح کی خبر مٹنے نہ پائی یہاں تک کہ اس کا مصداق امت محمدیہ میں سے مثیل مسیح پیدا ہوگیا اور اس کے منکروں کے لئے جائے قرار نہ رہی تو اب بے ایمانی کی راہ سے اس متواتر صحیح خبر کا انکار کرنے پر مجبور ہو گئے لیکن

آریہ اخبارات پر ایک نظر

(از جناب شیخ محمد انعام الحق صاحب)

دس بارہ سال کی بات ہے کہ گاندھی جی نے آریہ سماج اور سوامی دیانند جی کے متعلق چند سچی باتیں کہی تھیں۔ آریہ سماج کی مایہ ناز مذہبی کتاب ستیارتھ پرکاش کے متعلق انہوں نے فرمایا تھا۔

"میں نے آریہ سماجیوں کی بائبل ستیارتھ پرکاش کو پڑھا ہے جب میں یروداجیل میں آرام کر رہا تھا تو احباب نے تین کاپیاں اس کی بھیجی تھیں۔ میں نے اتنے بڑے ریفارمر کی تصنیف کردہ اس سے زیادہ مایوس کن کتاب کوئی نہیں پڑھی۔ سوامی دیانند نے سچائی پر کھڑا ہونے کا دعویٰ کیا ہے لیکن انہوں نے جانتے ہوئے جین دھرم، اسلام، عیسائیت اور خود ہندو دھرم کو غلط طور پر ظاہر کیا ہے جس شخص کو ان مذاہب کا سرسری علم بھی ہے وہ بآسانی ان غلطیوں کو معلوم کر سکتا ہے۔"

آریہ سماجیوں کی فسادپسندی اور بدزبانی کے متعلق ان کا ارشاد حسب ذیل تھا۔

"تنگ نظری اور لڑائی کی عادت کی وجہ سے آریہ سماجی یا تو دیگر مذاہب کے لوگوں سے لڑتے رہتے ہیں۔ اور اگر ایسا نہ کر سکیں تو ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ . . . . . آریہ سماجی اپدیشک کو اتنی خوشی کبھی نہیں ہوتی جتنی کہ دیگر مذاہب کی بدگوئی کرتے وقت ہوتی ہے۔"

یہ حق گوئی گاندھی جی کی ان تاریخی صاف بیانیوں میں سے ایک ہے جن کی تعداد پانچ سات سے زیادہ نہیں۔ اس سچی اور صائب رائے کے اظہار کے ساتھ ہی ہندوستان بھر کے آریہ سماجیوں میں ایک آگ سی لگ گئی آریہ اخبارات کے صفحات اور آریہ اپدیشکوں اور لیڈروں کی زبانیں گاندھی جی کی ملامت کے لئے وقف ہو گئیں سخت کلامی اور بدزبانی کا ایک نیا ہنگامہ بپا ہو گیا اور اس طرح ہر ایک آریہ سماجی اپنے افعال سے گاندھی جی کی مذکورہ بالا رائے کے حق میں دلائل مہیا کرنے لگا۔ مہینوں بلکہ برسوں یہ ناگوار سلسلہ جاری رہا۔ حتیٰ کہ گاندھی جی کی رائے عوام کو فراموش ہو گئی۔ لیکن سچی بات، ہر حالت اور ہر ایک زمانہ میں سچی ہی ثابت ہوتی ہے قدرت اس کی تائید کے لئے کوئی نہ کوئی سامان مہیا کرتی رہتی ہے

دوسرے مذاہب بالخصوص اسلام کے متعلق آریہ سماج کا جو غیر شریفانہ اور اخلاق سوز رویہ رہا ہے اور آج کل ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ اگر ملکی نیتی اور ایمانداری سے ہندو مسلم منافشات کے اسباب تلاش کئے جائیں تو ان کا سب سے بڑا سبب آریہ سماجیوں کا زہریلا لٹریچر اور ان کی امن سوز سرگرمیاں ثابت ہوگا۔ ہندوستان کی غلامی کی سب سے بوجھل بیڑی آریہ سماجی ذہنیت ہی ہے۔ یہ ایک ایسی بین حقیقت ہے جس سے کوئی واقفکار اور صداقت شعار انسان انکار نہیں کر سکتا جو کوئی سچا انسان آریہ سماجی اجتماعات میں شریک ہوا ہے وہ اس بات کی شہادت دیگا کہ آریہ سماجی اپدیشک کو اتنی خوشی کبھی نہیں ہوئی جتنی کہ دیگر مذاہب کی بدگوئی کرتے وقت ہوتی ہے۔ گاندھی جی کی صائب رائے کا یہ حصہ کچھ زیادہ دلائل کا محتاج نہیں باقی رہی آریہ سماجیوں کی خانہ جنگی۔ سو جس زمانہ میں انہیں اپنی فسادپسندی کے لئے گھر سے باہر کوئی میدان نہ ملے تو وہ لازماً آپس میں دست و گریباں ہو جاتے ہیں۔ گذشتہ دنوں پنجاب آریہ پرتی ندھی سبھا کے مشہور مناظر پنڈت بدھ دیو جی نے حیدرآباد دکن میں سناتنیوں سے مناظرہ کرتے ہوئے سناتن دھرمی مناظر کی فرمائش کے مطابق سوامی دیانند جی کی تصویر پر جوتا رسید کر دیا تھا۔ اس پر آریہ سماجی حلقوں میں ایک زبردست ہنگامہ بپا ہو گیا۔ مہاشہ کرشن اور پنڈت چموپتی کی پارٹی کو اصرار ہے کہ پنڈت بدھ دیو کا یہ فعل بیحد توہین آمیز اور مجرمانہ ہے۔ اس کے مقابل دوسری پارٹی اس بات کا اعلان کر رہی ہے کہ پنڈت جی کا جوتا مارنا آریہ سماجی عقائد کے عین مطابق ہے۔ معاملہ بیحد طول پکڑتا جا رہا ہے اس کی لپیٹ میں نہ صرف مشہور و معروف آریہ سماجی لیڈروں اور سوامیوں اور پنڈتوں کے پبلک افعال آ رہے ہیں بلکہ یہ سلسلہ ان لوگوں کی پرائیویٹ اور خانگی زندگی کی پردہ دری کا باعث بھی بن رہا ہے۔

انہی حالات سے متاثر ہو کر ایک مشہور آریہ سماجی مضمون نگار مہاشہ کرشن دیو جی کپل بیرد بی آریہ ویر میں لکھتے ہیں:-

"معلوم ہوتا ہے کہ آریہ سماج میں کچھ مدت سے جس خانہ جنگی کا بازار گرم تھا اس نے اب ایک ہیبت ناک صورت اختیار کر لی ہے پہلے اکے دکے آریہ سماجیوں میں جھگڑے تھے اب آریہ سماج کے نیتا (رہنما) باہم برسرپیکار ہیں، پنجاب کی آریہ سماجوں کی شرومنی سبھا میں آگ شعلہ زن ہے۔ آریہ سماج کی باگ ڈور تھامنے والے شہسوار ایک دوسرے پر دانت پیس رہے ہیں یہ مرض کی انتہا ہے جسے دیکھ کر سینے سے ایک آہ نکلتی ہے آریہ سماج کو سنبھالنے والے بے سدھ ہو رہے ہیں اس کشتی کے ملاح ایک دوسرے پر وار کر رہے ہیں۔"

(پرکاش، ۳۰ر اگست)

مہاشہ کرشن دیو کی یہ حقیقت بیانی گاندھی جی کی رائے کے دوسرے حصہ کی زبردست تائید کرتی ہے۔

اس خانہ جنگی پر افسوس کرنے والے بھی آریہ سماجی حلقوں میں موجود ہیں لیکن ان کے افسوس کی وجہ یہ نہیں کہ خانہ جنگی فی نفسہٖ بری چیز ہے اور آپس میں اتحاد اچھی بات ہے نہیں بلکہ اس لئے کہ اس خانہ جنگی کی وجہ سے آریہ سماج دوسرے مذاہب والوں سے چھیڑ چھاڑ سے قاصر رہ گیا ہے اب اسے اس بات کی فرصت ہی نہیں کہ وہ دوسروں کو گالیاں دے اور ان کی دل آزاری کرے۔ اس کے ثبوت میں بہتر ہوگا کہ ہم ایک سرکردہ آریہ سماجی کے الفاظ پیش کر دیں۔ مہاشہ ستیارتھی جی جنرل سیکرٹری آریہ سوراجیہ سبھا پنجاب لاہور اخبار آریہ ویر ۱۹ر اگست ۲۵ء میں رقمطراز ہیں:-

"مہاتما گاندھی جی نے ۱۹۲۳ء میں آریہ سماج کو "جھگڑالو آریہ سماج" خطاب دیا تھا۔ ان کی یہ نکتہ چینی کہاں تک جائز تھی آج اس پر بحث کرنے کا موقع نہیں مگر آج صورت حالات کا مطالعہ کرنے والے اس بات کی شہادت دے سکتے ہیں کہ آریہ سماج کم از کم مسلمانوں عیسائیوں، قادیانیوں، سکھوں، سناتنیوں، رادھا سوامیوں اور جینیوں کسی کے ساتھ اب الجھنے کو تیار نہیں۔ شروع شروع میں آریہ سماج خواہ مخواہ دوسروں سے چھیڑ خوانی کرنے کے لئے بے صبر تھا۔ مگر آج آریہ سماج کشمکش سے گریز کرتا ہے یہ اپنا سر چھپانا چاہتا ہے . . . . . آج آریہ سماج کے اندر زندگی کی یہ علامتیں مفقود ہوتی دکھائی دے رہی ہیں۔"

یہ الفاظ آریہ سماجی ذہنیت کی صحیح ترجمانی کرتے ہیں اور ان سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے آریہ سماجیوں کے نزدیک چھیڑ خوانی اور فساد انگیزی کا نام کشمکش عمل اور زندگی ہے یہ ایک ایسی بات ہے جس پر یقیناً کوئی شریف سوسائٹی فخر نہیں کر سکتی۔

ان سطور کا مقصد قطعاً آریہ سماج یا آریہ سماجیوں کی عیب چینی نہیں نہ ہمیں ان کی خانہ جنگی پر کوئی مسرت ہے بلکہ ہم ان واقعات کو بیان کر کے اپنے مسلمان بھائیوں کو غور و فکر کی دعوت دینا چاہتے ہیں۔ آریہ سماج کی دیواریں عیب جوئی، زہر چکانی، فسادپسندی اور دل آزاری کی بنیادوں پر استوار ہوئی ہیں۔ سوامی دیانند جی بانی آریہ سماج کی ساری زندگی ستیارتھ پرکاش اور دیگر مستند آریہ سماجی کتب کا ایک ایک صفحہ اور آریہ سماج کی پچاس ساٹھ سالہ سرگرمیاں اس بات کا پکار پکار کر اعلان کر رہی ہیں کہ آریہ سماج کے اپنے پاس کچھ نہیں۔ دوسروں کے پاس جب یہ کچھ دیکھتا ہے تو اپنی فطرت سے مجبور ہو کر اس میں نقص نکالتا ہے اسے گالیاں دیتا ہے اسلام کے مقابلہ پر ہی آریہ سماج کے طرز عمل کو لے لیجئے اگر اس کے بے حقیقت و بلند بانگ دعاوی سے قطع نظر کر لیا جائے تو وہ آج تک اسلام کے مقابلہ میں کوئی بہتر چیز پیش نہیں کر سکا۔ اس کا سارا زور ہمیشہ نکتہ چینی اور دل آزاری پر رہا ہے۔ جب کوئی آریہ سماجی مقرر ویدک دھرم کی صداقت کا "ڈنکا" بجانے کے لئے پلیٹ فارم پر قدم رکھتا ہے معاً اس کے الفاظ حسد و بغض کے زہر میں بجھے ہوئے تیروں کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔ اس کی ساری تقریر اپنی محرومی اور بے مائگی کا نوحہ اور مسلسل تبرہ بازی ہوتی ہے۔

بدنصیبی سے مسلمانوں میں بھی احمدیت کے مقابلہ پر ایسی جماعتیں پیدا ہو رہی ہیں جو آریہ سماجیوں کی مقلد ہیں۔ ان کے پاس احمدیت پر بے معنی اعتراضات کی ایک طویل فہرست ہے گالیوں کا بہت بڑا ذخیرہ ہے ان کے ترکش دل آزاری کے تیروں سے بھرے ہوئے ہیں لیکن دلائل و عمل صالح کی متاع سے یہ لوگ بالکل محروم ہیں۔ انہیں ہمیشہ چھیڑ خوانی کی سوجھتی ہے اور آریہ سماج کی طرح انہیں فساد انگیزی اور فضول ہنگاموں میں اپنی زندگی اور وقت نظر آتی ہے مثلاً جماعت احرار اور مکفر علماء۔ یہ لوگ احمدیت کے خلاف طوفان بے تمیزی برپا رکھیں گے یا پھر آپس میں گتھ جائیں گے۔ ان کے سامنے کوئی نیک کام ہوتا یا یہ کسی مفید پروگرام پر عمل پیرا ہوتے تو ان کی یہ حالت ہرگز نہ ہوتی کیونکہ کسی کام کرنیوالی جماعت یا شخص کے پاس فضول حرکتوں کیلئے وقت نہیں ہوتا۔ کاش ہمارے مخالف سوچیں اور سمجھیں کہ تکفیر و تخریب کا جو کھیل وہ کھیل رہے ہیں اسلام کیلئے کس قدر خطرناک اور نقصان رساں ہیں۔

چین میں اسلام

چین میں اسلام کی نشر و اشاعت سے متعلق ایک چینی مسلمان جناب محمد سلیمان ینگ کوانگ یو صاحب نے ایک سلسلہ مضامین شروع کیا ہے۔ جس کی پہلی قسط رسالہ اسلامک ریویو بابت جون ۳۵ء میں شائع ہوئی ہے چونکہ چین میں مسلمانوں کے قدیم کتبخانے برباد ہو گئے ہیں اور فاضل مقالہ نگار کو وہاں کے شاہی کتب خانہ سے فائدہ اٹھانے کی اجازت نہ تھی۔ اس لئے معلومات خاطر خواہ تفصیل کے ساتھ فراہم نہ ہو سکیں تاہم تھوڑا بہت مواد جو مہیا ہو سکا۔ اسے موصوف نے یکجا کر دیا ہے ہم اس کا خلاصہ ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

چین کے پہلے مبلغ صحابی رسول تھے

اسلام چین میں سمندر کی راہ سے جنوب مشرق سے اور خشکی کی راہ سے شمال مغرب سے داخل ہوا۔ ۶ ہجری (۶۲۸ء) میں پہلا مسلم مبلغ وہاب بن ابی کبشہ چین آیا۔ کینٹن تک جانے اور پھر سیانگان تک جسے اب سیان کہتے ہیں پہنچے۔ چینی روایات میں ابن ابی کبشہ کا نام مختلف طریقوں سے لکھا ہے مثلاً سرنا اور ساکا یا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صحابی رسول تھے۔ چین کے مسلمان احترام کی بناء پر ان کو سید وقوص یا وقوص بابا کہتے ہیں۔ اکثر امین بھی کہتے ہیں۔ یہ رسول اکرم صلعم کے ایک سفیر کی حیثیت سے خاندان سوئی کے پہلے شہنشاہ کے دربار میں دعوت اسلام پیش کرنے کی غرض سے آئے۔ ان کے ساتھ ان کے تین شاگرد تھے جو دوسرا بابا، تیسرا بابا اور چوتھا بابا کے نام سے مشہور تھے۔ شہنشاہ نے اعزاز و اکرام کے ساتھ کینٹن میں ان کا استقبال کیا، ایک مسجد تعمیر کرنے کی اجازت دی اور حدود سلطنت کے اندر ارکان مذہب کی آزادانہ بجا آوری کا حق عطا کیا۔ اپنے مشن کے تکملہ کے بعد ۶۳۲ء میں وقوص بابا شہنشاہ کے جواب کے ساتھ عرب واپس گئے لیکن وہاں پہنچکر معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم کا وصال اسی سال ہو گیا تھا۔ یہ معلوم کرنے کے بعد وہ فوراً ہی پھر چین کی طرف روانہ ہو گئے اور اب کی بار اپنے ساتھ قرآن پاک کی ایک جلد لیتے گئے۔ علاوہ ازیں اس سفر میں چالیس مسلمان بھی ساتھ تھے۔

چین میں پہلی مسجد کی تعمیر

خاندان سوئی کو شکست دیکر خاندان تانگ نے سلطنت پر قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن جدید شہنشاہ کے دربار پر بھی وقوص بابا کا اثر بہت کافی پڑا۔ کیونکہ نئے خاندان کے پہلے شہنشاہ نے نہ صرف وہ حقوق قائم رکھے جو شہنشاہ کاؤ ہوانگ نے عطا کئے تھے بلکہ سلطنت کے خزانہ سے کینٹن میں ایک مسجد بھی تعمیر کرا دی۔ جو کینٹن بلکہ چین کی پہلی مسجد تھی۔ اس مسجد کا نام ہوئی شین مسجد، یعنی مسجد بیاد گار نبی کریم صلعم تھا۔ یہ شہر کی چار دیواری کے اندر تعمیر کی گئی تھی اور اس کا مینار ایک سو ساٹھ فٹ بلند تھا۔ ۱۲ ہجری (۶۳۳ء) میں وقوص بابا نے کینٹن میں وفات پائی اور شہر کے باہر دفن ہوئے۔ ان کے مزار کے قریب ایک مسجد بنا دی گئی۔ ان کے مقبرہ کی زیارت کیلئے چین کے تمام اطراف و جوانب سے لوگ آیا کرتے تھے۔

کینٹن میں مسلمانوں کی نوآبادی

ان مسجدوں کے اردگرد عرب تاجروں کی ایک چھوٹی سی نوآبادی قائم ہو گئی۔ جن کے تعلقات پڑوسیوں کے ساتھ نہایت خوشگوار تھے معلوم ہوتا ہے کہ چند دنوں تک ان کی ایک علیحدہ جماعت تھی۔ کیونکہ اس زمانہ کا ایک وقائع نگار لکھتا ہے کہ شہر کینٹن کے مسلمانوں کا قاضی خود انہی کی جماعت کا ایک شخص ہوتا تھا اور وہ شہنشاہ چین کے حضور میں اپنے معاملات نپٹاتے تھے، مسلمانوں کی یہ جماعت جو کینٹن میں آباد ہوئی جلد بڑھ گئی، کچھ تو اس وجہ سے کہ لوگ باہر سے آکر اس میں شامل ہوتے گئے، اور کچھ اس وجہ سے کہ انہوں نے اہل چین سے شادی بیاہ کے تعلقات قائم کر لئے، اور ان کو مسلمان کرنے لگے، انہوں نے ہسپتال اور مدرسے قائم کئے اور رفاہ عام کی دوسری ضروری عمارتیں مثلاً کاروانسرائے وغیرہ تعمیر کرائیں۔ کنوئیں اور نہریں بھی بنوائیں۔

عرب اور چین کے تجارتی تعلقات

سمندر کے ذریعہ عرب اور چین کے تجارتی تعلقات پہلے سے قائم تھے زیادہ تر عرب ہی سے ہو کر شام اور بحیرہ روم کے مشرقی بندرگاہوں میں مشرق کا مال پہنچتا تھا۔ عربوں نے اس تجارت کو چین ایران اور خلیج فارس کے درمیان بہت کچھ فروغ دیا۔ تجارت ہی کے فروغ کی بناء پر شروع کے مسلمانوں کو چین میں ایک اہمیت حاصل ہو گئی اور تجارت ہی کے سلسلہ میں اول اول ان کا ذکر چینی تاریخوں میں آتا ہے۔

جو مسلمان اول اول چین میں آکر آباد ہوئے، ان کی تبلیغی سرگرمیاں کینٹن ہی تک محدود نہ تھیں، تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہانگ کاؤ بھی پہنچے، جو چین کا شہر گلستان اور صوبہ چیکیانگ کا پایہ تخت تھا، اور اس کے بعد ساحلی شہروں نیز اندرون ملک کے متعدد شہروں میں جا کر آباد ہو گئے، خاندان تانگ کے پہلے شہنشاہ کے عہد میں انہوں نے ایک مسجد بھی تعمیر کی جس کی تکمیل ۹ ہجری (۶۳۰ء) میں ہوئی

مسلمانوں کا مرکز

صوبہ شنسی کا پایہ تخت سیان جو چینی نسل کا اصلی گہوارہ تھا، بتدریج چین میں مسلمانوں کا مرکز بن گیا اور اس کی یہ مرکزیت اس وقت تک قائم ہے۔ یہ تین طرف قدرتی حصار سے محفوظ ہے اور اس کے شمال میں چین کی عظیم الشان دیوار ہے یہاں مسلمانوں نے مسجدیں اور مدرسے تعمیر کئے، یہ مسجدیں آج بھی موجود ہیں اور ابتدائی مسلمانوں کے حیرت انگیز کارناموں کی شہادت دیتی ہیں سب سے پرانی مسجد جو اس صوبہ کی سب سے بڑی مسجد بھی ہے ۱۲۴ ہجری (۷۴۲ء) میں تعمیر ہوئی تھی اس کا نام بڑی مسجد ہے۔ یہ خاندان تانگ کے عہد میں حکومت نے بنوائی تھی اس کی دیواروں پر قدیم عربی اور چینی عبارتیں اب تک ملتی ہیں، حال تک یہ مسجد حکومت کے زیر نگرانی تھی، اور اس کی مرمت بھی حکومت ہی کی طرف سے ہوا کرتی تھی۔

تاجروں کے ذریعہ تبلیغ دین

شروع کے مسلمان تاجر صوبہ شنسی ہی میں جا کر آباد ہوئے اور وہیں انہوں نے تبلیغ دین کا آغاز کیا، اس صوبہ کی آبادی آج چوراسی لاکھ پچاس ہزار ہے جس میں نصف سے زیادہ تعداد مسلمانوں کی ہے مسلمانوں کا دوسرا مرکز چوان کاؤ جو صوبہ فوکین کا ایک مشہور ضلع تھا اور جہاں آج بھی مسلمان بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ یہ صوبہ چین کے مشرقی ساحل پر واقع ہے اور اس کا بیشتر حصہ پہاڑی ہے، زمین زیادہ تر ریتلی ہے، تانگ اور سنگ خاندانوں کے دور میں مسلمان یہاں آکر آباد ہوئے۔ ان کا خاص پیشہ زراعت تھا، اور خصوصیت کیساتھ چائے کی کاشت کرتے تھے چوان کاؤ میں بھی انہوں نے ایک مسجد تعمیر کی، اگرچہ اس مسجد کی تکمیل کی صحیح تاریخ نہیں معلوم، تاہم اتنا معلوم ہے کہ ۳۹۹ ہجری (۱۰۰۹ء) میں اس کی مرمت حکومت کی طرف سے ہوئی تھی۔ اس کا نام طاہر مسجد ہے اس کی دیواروں پر قرآن پاک کی سورتیں کندہ ہیں۔ ڈنگ شان کی پہاڑی پر ایک قبرستان ہے جس میں تیسرے اور چوتھے بابا مدفون ہیں دوسرے بابا کا مزار یانگ کاؤ کے ضلع میں ہے جو صوبہ کیانگ سو میں واقع ہے۔ ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی مسلمان دین و نشر کی اشاعت کے لئے چین کے مختلف صوبوں میں پھیل گئے تھے، چین میں اسلام کی تبلیغ ابتداءً تمام تر ان مسلمان تاجروں نے کی۔ جو جنوبی بحیرں سے آئے تھے۔

شاہ چین اور خلیفہ منصور

۱۳۸ ہجری (۷۵۵ء) میں ان ابتدائی مسلمانوں کی تعداد میں ایک خاص سبب سے اہم اضافہ ہو گیا۔ آٹھویں صدی عیسوی کے وسط میں چین خانہ جنگیوں کا نشانہ بنا ہوا تھا۔ اور تخت سلطنت کے لئے شاہی خاندان کی دو جماعتیں ایک دوسرے کو برباد کر دینا چاہتی تھیں بالآخر بہت کچھ قتل و خون کے بعد شہنشاہ سولنگ نے جو خاندان تانگ سے تعلق رکھتا تھا خلیفہ منصور سے مدد کی درخواست کی خلیفہ نے دس ہزار مسلمان سپاہیوں کا ایک دستہ شہنشاہ کی مدد کے لئے روانہ کیا جس نے باغیوں کو شکست دیکر شہنشاہ کو تخت پر بٹھا دیا۔ اس واقعہ سے شہنشاہ چین اور خلیفہ کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے۔ شہنشاہ نے اس احسان کے بدلہ میں مسلمان سپاہیوں کو چین میں آباد ہونے، زمینیں خریدنے اور چینی عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت دیدی اس کے بعد اسلام کے مبلغ چین کے شمالی مغربی حصہ یعنی قنصو اور شنسی کے صوبوں میں بکثرت جانے لگے جہاں آج بھی چینی مسلمانوں کی اکثریت پائی جاتی ہے۔ چین میں مسلمانوں کا شمار سات کروڑ ہے اس کا تقریباً تین چوتھائی حصہ انہی دونوں صوبوں میں آباد ہے۔

چینی اور اسلامی سلطنتوں کے تعلقات

چینی اور اسلامی سلطنتوں کے درمیان جو دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے تھے وہ سیاسی تعلقات کے قائم ہو جانے سے اور زیادہ مستحکم ہو گئے ہر ایک نے دوسرے کے دربار میں اپنا سفیر بھیجا چینی تاریخوں میں ان بہتیرے موقعوں کا ذکر ہے جب مسلم سفراء خلیفہ کی طرف سے تحفے لیکر چین میں آئے تھے ان تعلقات سے نیز تجارت کے فروغ سے جو ان تعلقات کی وجہ سے حاصل ہوا، مسلمان تاجروں کی تبلیغی سرگرمیوں میں بڑی سہولتیں پیدا ہو گئیں ان تاجروں کی ایک بڑی تعداد ماوراء النہر اور عرب سے چین میں آئی تھی چینی وقائع نگار اس زمانہ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ مغرب سے مسلمانوں کا ایک طوفان امڈ آیا۔ یہ لوگ تین سو میل سے زیادہ فاصلہ اور سو سے زیادہ ملکوں سے آئے۔ اور پیشکش کے طور پر اپنی مقدس کتابیں لیتے آئے جو قبول کر کے قصر شاہی کے اس ایوان میں رکھدی گئیں جو مقدس یا مذہبی کتابوں کے ترجمہ کے لئے مخصوص تھا۔ یوں اس زمانہ سے ان مختلف ملکوں کے مذہبی مسائل سلطنت میں پھیل گئے اور ان پر علانیہ عملدرآمد ہونے لگا۔

شاہی خاندان کا قبول اسلام

آٹھویں صدی کے وسط میں مسلمان صوبہ قنصو میں داخل ہوئے جو اس وقت سلطنت چین میں شامل تھا۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس صوبہ میں اسلام کی اشاعت کس حد تک ہوئی لیکن اتنا معلوم ہے کہ دسویں صدی کے وسط کے قریب وہاں کے خان ساتوک نے اسلام قبول کر لیا۔ وہ اور اس کے جانشین تیرھویں صدی کی ابتدا تک حکومت کرتے رہے یہاں تک کہ چنگیز خاں نے ان کی مملکت کا خاتمہ کر دیا۔ اس مملکت کی رعایا میں قوم یوگر بھی تھی اور جب ان لوگوں نے ۹۰۰ء یا اس کے قریب

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

بقیہ اخبار احمدیہ

—— چونکہ انجمن کے مالی سال کا اخیر قریب ہے اور سال حال کے جملہ بل ہر قسم کے اسی سال کے بجٹ سے ادا ہونے ضروری ہیں۔ جن کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے اس لئے شیخ محمد نصیب صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دورہ پر روانہ ہونے والے ہیں۔ جہاں جہاں وہ پہونچیں احباب پوری تندہی سے ان کی امداد فرمادیں یعنی لفا یا چندہ بھی ادا کریں اور اشاعت اسلام کے لئے اپنے حلقۂ اثر کے احباب سے بھی چندہ فراہم کرکے ممنون و متشکر فرمادیں۔

—— منیجر صاحب پیغام صلح اطلاع دیتے ہیں کہ پیغام صلح کے وی پی پی کئے جا رہے ہیں۔ احباب انجمن کے خرچ ڈاک کا احساس فرماتے ہوئے توجہ سے وی پی پی وصول فرماکر عنداللہ ماجور ہوں +

(بقیہ صـــــ۱۲ـــ)

اسلام قبول کرلیا تو ان کے جو بھائی بند چین میں آباد تھے وہ بھی اس دین میں داخل ہوگئے۔ لیکن یہ لوگ اب بھی چینی عورتوں سے شادی بیاہ کرتے رہے۔ البتہ جو بچے پیدا ہوتے تھے ان کی تربیت اسلام کے اصول پر ہوتی تھی۔ قوم یوگر کو تجارت کا خاص ملکہ تھا اور وہ تمام وسط ایشیا میں اپنی تاجرانہ دیانت اور راستبازی کے لئے مشہور تھی۔

مسلمانوں کی روزافزوں ترقی اور اہمیت

۱۲۵۹ء میں قبلائی خان چین کے تخت پر بیٹھا۔ اسی کے عہد میں مشہور سیاح مارکو پولو نے چین کی سیاحت کی، وہ لکھتا ہے کہ میں چین میں جس حصہ میں گیا وہاں کی آبادی میں بت پرست اور محمد کی پرستش کرنے والے دونوں شامل تھے اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ مسلمان تمام ملک میں پھیلے ہوئے تھے اور ان کی جماعت کثیر التعداد اور خوشحال ہوگئی تھی۔ ان میں تاجر، کاریگر، سپاہی اور دوسرے ملکوں سے آکر آباد ہوجانیوالے ہر طرح کے لوگ شامل تھے" قبلائی خان نے اپنے عہد حکومت میں عبد الرحمان، سید اجل، اور سید احمد کو یکے بعد دیگرے مالیات شاہی کا صدر مقرر کیا تھا۔ اس نے دوسرے بڑے بڑے عہدے بھی مسلمانوں کو دیئے تھے اور پایہ تخت پیکن میں ان کے لئے ایک شاہی مدرسہ قائم کیا تھا، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ مسلمانوں کی اہمیت روز بروز بڑھتی جاتی تھی لیکن مسلمانوں کے ساتھ قبلائی خان کا یہ برتاؤ صرف اسی تک محدود نہ تھا بلکہ شروع ہی سے چین کے مسلمان خوشحال تھے اور انہیں حکومت کی اعانت حاصل تھی۔ انہیں وہ تمام حقوق و مراعات حاصل تھے جن سے ملک کے دوسرے باشندے مستفید ہوتے تھے۔ حکومت کا کوئی عہدہ ان کے لئے مسدود نہ تھا۔ وہ صوبوں کے گورنر بھی ہوتے تھے، فوج کے جنرل بھی ہوتے تھے۔ مجسٹریٹ اور وزیر بھی ہوتے تھے اور ہیر حکومت اور رعایا دونوں کے نزدیک یکساں طور پر معتمد اور معزز تھے چینی تاریخوں میں مسلمانوں کا نام نہ صرف مشہور فوجی اور ملکی افسروں کی فہرست میں ملتا ہے بلکہ مختلف حرفتوں اور علم و فضل کی مختلف شاخوں مثلاً ریاضی و ہیئت وغیرہ میں بھی وہ ممتاز نظر آتے ہیں + (ماخوذ از معارف)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

مراسلات

ٹل ضلع ہزارہ میں ڈاکہ کی کیفیت

شب درمیان ۱۹ ۲۰ کو کافی تعداد کا ڈاکہ علاقہ غیر کا موضع ٹل میں آپڑا۔ مرد مان اہل ٹل مع خواتین بیدار ہوکر ان ڈاکوؤں کا مقابلہ کیا۔ مقابلہ میں خان محمد عطا ئرخان رئیس ٹل کا ایک چچا مسمی حاجی حسین خاں صاحب و ایک چچا زاد بھائی مسمی یعقوب خاں صاحب شہید ہوگئے ڈاکوؤں میں سے موضع ٹل ہی دو ڈاکو مارے گئے اور دو گرفتار ہوئے باقی ڈاکوؤں نے بازار ٹل کو آگ لگادی اور پھر ڈاکوؤں نے واپس علاقہ غیر کی طرف رخ کیا۔ موضع . . . . . کے قریب پہنچے ہی نہ تھے کہ اس طرف سے سید گفتار شاہ نمبردار وغیرہ مع اپنے برادران کے ٹل کی امداد کے لئے نکل آئے اور ڈاکوؤں سے مقابلہ ہوا تین ڈاکو زخمی ہوئے اور بائیس ڈاکو گرفتار کر لئے گئے۔ جناب کپتان صاحب پولیس بہمراہ گارد ہائے پولیس و جناب ای۔ اے سی صاحب مانسہرہ موقعہ پر تشریف لے گئے ہیں۔ مفصل اطلاع موصول ہونے پر خبر دی جاویگی مرحوم شہدا کی نسبت دعا کی جائے کہ خان محمد عطا ئرخان اور پسماندگان کو خداوند کریم نعمت بدل عطا فرمادے۔ خاکسار

سید احمد خاں مانسہرہ

عمارتی اشیا کی تجارت

جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض ہے کہ میں عرصہ دراز سے اس کوشش میں ہوں کہ جو اشیاء متعلقہ تعمیرات مثلاً پلستر کے لئے کئی قسم کے چونہ جات جو خاص اور صاف رکھتے ہیں نیز رنگ کئی قسم کے جن کے ڈسٹمپر تیار ہوتے ہیں۔ و دیگر روغنی رنگوں کے واسطے خاص اقسام کے اور کہ پہاڑی ملک میں پھر کر اور حکومت کی طرف سے ذریعہ یعنی اتھارٹی حاصل کرکے مختلف موقعوں پر برآمد کئے ہیں۔ جن کے نمونہ جات میرے پاس موجود ہیں مگر اس کام کی انجام دہی کے واسطے سرمایہ کی ضرورت ہے میرے پاس جو بھی تھا اس وقت تک خرچ کرچکا ہوں۔ اب میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کام کو وسیع پیمانہ پر چلایا جائے۔ جو بغیر مالی امداد کے چلنا مشکل ہے۔ اس لئے میں آپ کو تکلیف دیتا ہوں کہ کچھ اصحاب تجارت پیشہ دولت مند خصوصاً ایسے کاموں سے تجربہ رکھنے والے چند اشخاص مل کر ایک فرم کی شکل میں بطریق حصہ داری روپیہ جمع کرکے اس کام کو چلائیں اور مطابق خود بحصص فائدہ اٹھائیں۔ اگر جماعت میں کوئی ایسے احباب مل کر اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیں تو نہایت اچھی بات ہے۔ اگر قارئین پیغام صلح مہربانی فرماکر اس کام میں بندہ کو اپنے مشورہ سے مشکور فرمادیں گے تو ان کی مہربانی کا ممنون ہونگا۔ جو احباب اس کام میں دلچسپی لینی چاہیں وہ براہ راست میرے ساتھ خط و کتابت کرکے تمام حالات دریافت کرسکتے ہیں۔ مگر یہ کام بہت جلدی کرنے والا ہے اس لئے جلد توجہ کی جائے۔

آپ کی شبانہ روز دعاؤں کا محتاج احقر شہاب الدین مستری رائل پیلس جموں۔ خریدار ۲۱۶ اخبار پیغام صلح لاہور۔

جواب پتہ ذیل پر دیں
محلہ معماراں۔ زیر مست گڑھ
جموں خاص

مجلس جشن میلاد النبی سکندرآباد کے انعامی مضامین

بخدمت عالیجناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ السلام علیکم

میلاد کمیٹی کا یہ دیرینہ اہم مقصد ہے کہ ہر سال حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ و محاسن اسلام پر دور جدید و قدیم کے محترم اہل قلم و طلبائے کالج کو ہم بزم مضمون نگاری کرے چنانچہ امسال بھی حسب ذیل مضامین تجویز کئے گئے ہیں۔ فاضل ادیبوں کی تنقید کے بعد بہترین مضمون نگار و مقرر کو طلائی تمغہ پیش کیا جاویگا۔ مسابقتی مضامین واپس نہ کئے جائیں گے۔ اور فیصلہ ممتحن قطعی سمجھا جائے گا۔

عنوان اول اسلام کی خصوصیات اور دیگر مذاہب پر اس کا اثر۔ یہ عنوان کل ہندوستان کے اہل قلم حضرات کی طبع آزمائی کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔ مضمون فلسکیپ کے پندرہ صفحوں سے متجاوز نہ ہو۔ اور ایک ہی رخ پر صاف خط میں لکھا جاکر سربمہر لفافہ میں ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ تک معتمد مجلس جشن میلاد النبی سکندرآباد کے پتہ پر آنا چاہئے

مسابقت کیلئے کم از کم چھ مضمون ہونا ضروری ہیں

اس کے علاوہ "بعثت ختم المرسلین سے پہلے اور بعد دنیا کی حالت" کا عنوان طلبائے مدرسہ نظامیہ و کالج ہائے حیدرآباد کی تقریری مسابقت کیلئے تجویز ہوا ہے۔ عنوان سوم "مصالح و فوائد صوم و صلوٰۃ" طلبائے ہائی سکول ہائے حیدرآباد و مضافات کی تقریری مسابقت کے لئے تجویز ہوا ہے +

(خاکسار)
عبد الکریم شریک معتمد مجلس جشن میلاد النبی سکندرآباد

انٹرنس پاس مسلمان نوجوانوں کیلئے خدمت اسلام کا نادر موقعہ

جن میٹرک پاس نوجوانوں کو خدمت اسلام کا شوق ہو انہیں مطلع کیا جاتا ہے کہ انجمن حمایت اسلام نے ان کے اس پاک جذبہ کی تکمیل کے لئے عرصہ پانچ سال سے ایک مذہبی درسگاہ موسومہ اشاعت اسلام کالج قائم کر رکھی ہے جس میں اسلامی علوم مثلاً قرآن مجید، حدیث شریف، فقہ حنفی، تاریخ اسلام، سیرۃ النبی صلعم کے علاوہ دیگر مذاہب سے بھی واقف کرایا جاتا ہے کورس دو سال کا ہے۔ وظیفہ حسب لیاقت عـ۵ـہ سے لیکر عـ۲۰ـہ روپیہ ماہوار تک دیا جاتا ہے۔ مزید معلومات کے لئے ۲/۰ کے ٹکٹ بھیجکر پراسپکٹس منگوالیں۔ درخواست ہائے داخلہ کے لئے آخری تاریخ ۱۵ ستمبر مقرر کی گئی ہے۔

(سیکرٹری اشاعت اسلام کالج انجمن حمایت اسلام لاہور)

پیغام صلح میں تجارتی اشتہارات

ضخامت کی کمی کی وجہ سے پیغام صلح میں تجارتی اشتہارات کی زیادہ گنجائش نہ تھی لیکن اب بہت جلد اس کے صفحات میں اضافہ ہونے والا ہے اس لئے اب کافی تعداد میں تجارتی اشتہارات قبول کئے جاسکتے ہیں۔ پیغام صلح ایک مقتدر انجمن کا واحد اردو آرگن ہونے کے علاوہ شمالی ہندوستان کا نہایت باثر اور کثیر الاشاعت سہ روزہ ہے اس میں اشتہار دینا کاروبار کیلئے بیحد مفید ہوگا جماعت کے تجارت پیشہ اصحاب خاص طور پر توجہ فرمائیں نرخ بالکل واجبی طویل عرصہ کے اشتہارات کیلئے خاص رعایت

(منیجر شعبہ اشتہارات)

عالمِ اسلام

—— حکومت عراق آج کل ہوابازی کو ترقی دینے کی خاص طور پر کوشش کر رہی ہے۔ تجویز ہے کہ ہوابازی کا ایک کالج قائم کیا جائے۔ جہاں عراقی طلبہ کو کم از کم وقت میں اعلیٰ تعلیم دی جائے۔ اور ایک قومی کمپنی تیار کی جائے جو اپنے سرمایہ سے جہاز منگائے۔ اور ان کو عراقی شہروں کے درمیان مسافروں کی سہولت کے لیئے استعمال کرے۔ ان دونوں تجویزوں کو عمل میں لانے کے لیئے دو لاکھ پونڈ کی رقم منظور کی گئی ہے۔

—— عراق کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ اگست کے دوسرے ہفتہ میں عراقی پارلیمنٹ نے نئی مجلس کا افتتاح کیا اور اپنی تقریر میں دیگر امور کے علاوہ ایران کے ساتھ دوستانہ تصفیہ کی توقع ظاہر کی۔ ایران و اعراق کے درمیان سرحدی نزاع ہے۔

—— ٹرکی کے فضائی کلب نے مختلف جہازوں اور ریلوے کمپنیوں سے درخواست کی ہے کہ وہ جمعہ کے دن اپنے کرایوں میں اضافہ کر دیا کریں اور اس طرح جو زائد رقم موصول ہو۔ وہ ٹرکی کے فضائی استحکام کے لیئے حکومت کے سامنے پیش کریں۔ ٹرکی کے شہروں میں جمعہ کے روز آمد و رفت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس لیئے امید کیجاتی ہے۔ اس تجویز پر عمل کرنے سے کافی چندہ جمع ہو جایا کرے گا۔

—— مصر کی تازہ ڈاک سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اٹلی نے ایبی سینیا کے خلاف جو ظالمانہ پالیسی اختیار کر رکھی ہے اس کی وجہ سے مصر بھر میں اٹلی کیخلاف غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔ مصر کے اہل الرائے لوگ اس خیال کا اظہار کر رہے ہیں کہ اٹلی نے صرف ایبی سینیا کو الٹی میٹم نہیں دیا بلکہ جملہ مشرقی اقوام کو چیلنج کیا ہے۔ یہ خبر بھی موصول ہوئی ہے کہ اسی کرڈ بن مصری فوجی افسروں نے حکومت ایبی سینیا کو اپنی خدمات پیش کی ہیں۔

—— حکومت ایبی سینیا نے فیصلہ کیا ہے کہ قاہرہ میں خاص طور پر اپنا سفارت خانہ قائم کرے چونکہ اٹلی کی فوجیں اغلباً نہر سویز سے گزریں گی۔ اس لیئے حبشی سفیر مصر میں بیٹھ کر ان کی نگرانی کرے گا۔ اور اپنی حکومت کو تمام تفصیلات سے آگاہ کرتا رہیگا۔

—— شاہ عراق نے ایک فرمان کے ذریعہ سڑکوں اور ریلوں وغیرہ کی تعمیر اور دیہی اصلاحات اور توسیع نظام آبرسانی کے لیئے ایک لاکھ پچیس ہزار پونڈ کی رقم منظور کی ہے۔ حکومت عراق اس کام کو انجام دینے کے لیئے مصر سے ماہر فن انجنیر بلوا رہی ہے۔

—— سلطان ابن سعود کی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ مملکت حجاز پر پرواز کرنے والے طیارے یا ان سمندروں میں تیرنے والے جہاز جن پر شاہ ابن سعود کا قبضہ ہے۔ شاہ موصوف کی اجازت کے بغیر وائرلیس کے ذریعہ کوئی پیغام نہیں بھیج سکتے۔ اور نہ ہی وصول کر سکتے ہیں۔

—— گذشتہ دنوں محمرہ (ایران) میں آتشزدگی کی ہولناک واردات وقوع پذیر ہوئی۔ اور انگریزی فرم کا دفتر سرکاری چونگی خانہ اور دیگر عمارتیں جل کر راکھ ہوگئیں۔ برطانوی قونصل خانہ جو انگریزی فرم کے ساتھ ہی واقع ہے۔ جلتے جلتے رہ گیا ہے۔

—— انگورہ یکم ستمبر۔ حکومت ٹرکی میں . . . جو پنج سالہ تعمیری سکیم مرتب کی گئی ہے۔ اس میں ٹیلیفون اور ریڈیو کو وسیع کرنے اور کامیاب بنانے کے لیئے حسب ذیل تجاویز زیر عمل ہیں۔ (۱) طول و عرض ترکیہ میں ٹیلیفون کا سلسلہ قائم کیا جائیگا (۲) ریڈیو ٹیلیفون کے لیئے جدید لائنیں لگائی جائیں۔ (۳) ابتدائی ٹیلیفون اور ریڈیو کے جدید اسٹیشن ہر جگہ بکثرت قائم کیئے جائیں (۴) تار برقی کا جدید سلسلہ قائم کیا جائے (۵) ہر جگہ آٹومیٹک طریقہ جاری کیا جائے۔ اور کافی تعداد میں مزید سے دیا ئیں۔

—— خلیج باب المندب جنگی نقطۂ نظر سے ایک اہم مقام ہے۔ اس خلیج پر حکومت یمن کا قبضہ ہے۔ اطالیہ اور ایبی سینیا کی متوقع جنگ سے برطانیہ کو اس خلیج میں خدشہ سا لگا رہتا ہے۔ حکومت برطانیہ نے ایک خاص وفد صنعا دارالحکومت یمن بھیج کر اس امر کی کوشش کی تھی۔ کہ اطالیہ اور حبشہ کی جنگ کے دوران میں یہاں کی بندرگاہ پر برطانیہ کو قبضہ دے دیا جائے لیکن امام یمن نے اس کو منظور کرنے سے قطعی انکار کر دیا۔

ممالکِ خارجہ

—— لندن ۳۰ راگست۔ کل ملکہ بلجیم موٹر کے حادثہ سے ہلاک ہو گئیں۔ بادشاہ جو موٹر چلا رہے تھے خفیف طور پر زخمی ہوئے موٹر کار دفعتہ بادشاہ کے قابو سے باہر ہو گئی جس کا سبب اب تک معلوم نہیں ہو سکا۔ کار ایک جھیل کی طرف گھومی اور ایک درخت سے ٹکرائی۔ ملکہ کا سر درخت سے ٹکرایا اور وہ فوراً جاں بحق ہوگئیں۔ ڈرائیور کو جو گاڑی کے پیچھے بیٹھا تھا کوئی ایذا نہیں پہنچی۔ یہ حادثہ لوسرین کے مقام پر سوئٹزرلینڈ کی حدود میں ہوا۔

—— لوسرین ۳۰ راگست۔ بادشاہ پر اس المناک حادثہ نے بہت برا اثر ڈالا ہے لیکن ان کی حالت اس قابل ہے کہ آج رات کی گاڑی پر برسلز (پایۂ تخت بلجیم) جا سکیں

—— برسلز ۳۱ راگست۔ ملکہ کی رسم تدفین غالباً ۳ ستمبر کو ادا کی جائے گی آج صبح تابوت یہاں پہنچ گیا ہے۔

—— یہ امر قابل ذکر ہے کہ سابق شاہ بلجیم کنگ البرٹ آج سے تقریباً اٹھارہ ماہ قبل موٹر کے حادثہ سے ہلاک ہوئے تھے۔

—— ملکہ یورپ کے متعدد ممالک بالخصوص فرانس میں بہت ہر دلعزیز تھیں۔ صدر فرانس اور متعدد ممالک کے بادشاہوں اور صدروں نے تعزیتی برقیات ارسال کئے ہیں۔

—— لندن ۳۰ راگست۔ ملکہ سویڈن کی شہزادی تھیں۔ یہاں کے اخبارات نے اس حادثہ کی خبر ملتے ہی اپنے سپیشل ایڈیشن شائع کئے۔ سرکاری طور پر ماتم منائے جانے کا حکم دیا گیا۔

—— روم ۲۸ راگست۔ معلوم ہوا ہے کہ مسولینی نے مجلس اقوام میں پیش کرنے کے لیئے ایک طویل یادداشت تیار کی ہے جس میں ایبی سینیا پر الزام لگایا ہے کہ وہ سالہا سال سے مخالفانہ و جارحانہ حملے کرتا رہا ہے۔ ان واقعات کی تائید میں فوٹوگراف بھی پیش کیئے جائیں گے۔

—— سڈامو ۱۳ راگست۔ والکائیٹ سے حبشی اور اطالوی عساکر میں خونریز جنگ کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ والکائیٹ کے شمال مغرب میں اطالوی عساکر ڈیرے ڈالے پڑے تھے کہ حبشی افواج نے ایک ندی کا رخ بدل کر اس طرف کر دیا۔ جس سے اطالوی کیمپوں میں سیلاب آگیا اور انہیں پیچھے ہٹنا پڑا۔ جب وہ پسپا ہو رہے تھے۔ تو حبشی قبائل نے حملہ کر دیا۔ اس طرح خونریز جنگ شروع ہو گئی۔ چالیس اطالوی اور بیس حبشی مارے گئے۔

—— حکومت حبش اس حملہ کی ذمہ داری سے انکار کر رہی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ یہ حرکت ان قبائل کی ہے جو آزاد ہیں اور جن کا گذر اوقات ہی ڈاکہ زنی اور قزاقی پر ہے۔

—— ادیس ابابا کی ایک اور اطلاع مظہر ہے کہ کل اطالیہ کی تیس لاریاں جو سامانِ حرب سے بھری ہوئی تھیں دوگاؤں اور مرار ڈیر کی طرف جا رہی تھیں ان پر قبیلہ حجارش کے ایک لشکر نے حملہ کر دیا۔

—— ادیس ابابا۔ یکم ستمبر۔ اس معاہدہ کی سرکاری طور پر تصدیق ہوگئی ہے جس کی رو سے حدود حبشہ کے تیل کے چشموں کا ٹھیکہ ایک امریکن کمپنی کو دیا گیا ہے۔

ہندوستان

—— راولپنڈی یکم ستمبر۔ مسجد شہید گنج کے متعلق اجلاس دو دن جاری رہا۔ کافی بحث کے بعد سول نافرمانی کی قرارداد منظور ہوگئی۔ پیر جماعت علی شاہ امیر شریعت مقرر ہوئے ہیں۔

—— کوئٹہ ۳۰ راگست۔ امید کی جاتی ہے کہ آیندہ ماہ جب جایئدادوں کے مالک جمع ہوں گے۔ تو کھدائی کا کام باقاعدہ شروع کر دیا جائے گا اس وقت زیادہ تر دقت یہ ہے کہ اب تک بعض لوگوں کی طرف سے استغاثی درخواستیں موصول نہیں ہوئیں اور نہ یہ پتہ ہے کہ وہ لوگ اس وقت کہاں ہیں

—— حکومت پنجاب نے لاہور کے ۲۰ و ۲۱ جولائی کے فائرنگ کے شہدا اور مجروحین کی تعداد معلوم کرنے کے لیئے جو کمیٹی مقرر کی تھی اس نے اپنی رپورٹ پیش کر دی ہے۔ جو چند دنوں تک شائع کر دی جائے گی

—— احمد آباد گجرات کے علاقوں میں اچھوتوں پر ہندوؤں کے مظالم بدستور جاری ہیں۔

—— بمبئی ۹ راگست سکندرآباد کے متعلق ریزیڈنسی کا ایک اعلان مظہر ہے۔ کہ حالات بالکل سکون پر آ گئے ہیں۔ ٹرنال بھی کھل گئی ہے مجروحین کی تعداد ۹۹ ہے جن میں سے ۶۹ ہندو۔ ۲۰ مسلمان اور باقی عیسائی۔ ۹ کی حالت خطرناک ہے۔ ایک مسلمان ہلاک ہو چکا ہے۔ ایک خطرناک حالت سے گذر رہا ہے۔ تلواروں کلہاڑوں وغیرہ کے علاوہ ایک ہزار لاٹھیاں بھی قبضہ میں کر لی گئی ہیں۔ ذمہ دار لوگوں کا خیال ہے کہ ہندوؤں نے ایک خاص سازش اور منصوبہ کے ماتحت یہ فساد برپا کیا ہے اور ان کی پشت پر کوئی بیرونی طاقت ہے۔

—— اس افسوسناک حادثہ کے دوران میں حیدرآباد میں بالکل امن رہا۔ وہاں کی پولیس نے سکندرآباد کے تمام راستے بند کر دیئے۔

—— سرحد پر بدستور بے چینی موجود ہے۔ گذشتہ ہفتہ چینی کے مشہور معروف سرحدی مجاہد سرنبع ساہ دار میں جو چارسدہ سب ڈویژن میں واقع ہے ایک ہمنڈ کے ہاتھ سے شہید ہو گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ چینی بادشاہ گل کی معیت میں ایک سرحدی لشکر کو برطانوی فوجوں سے لڑنے کے لیئے لا رہا تھا اور گنناب روڈ کی مرمت کے خلاف مظاہرے کر رہا تھا۔

—— لاہور کے بعض نوجوان ادیب کوششیں کر رہے ہیں کہ لاہور میں ایک عظیم الشان اردو کانفرنس منعقد کی جائے اور زبان اردو کی ترقی و بقا کے لیئے موثر کوششیں عمل میں لائی جائیں۔

—— حکومت یو۔پی۔ نے بنارس۔ خواجہ۔ نواب گنج اور سہرودی کی میونسپلٹیاں دسمبر ۱۹۳۶ء تک معطل کر دی ہیں۔

—— شملہ ۲۱ راگست۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ مسلم یونیورسٹی کورٹ نے اپنے خاص اجلاس میں متفقہ فیصلہ کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت حضور نظام کو یونیورسٹی کا چانسلر مقرر کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت ممدوح نے اس عہدہ کو قبول فرما لیا ہے۔

—— مجلس اتحاد ملی لاہور نے تجویز کیا ہے کہ ۳ ستمبر کو وسیع پیمانہ پر یوم شہید گنج منایا جائے جس کی تفصیلات حسب ذیل ہیں (۱) اس روز ہر شہر اور ہر قصبے کی جامع مساجد میں مسلمانوں کا اجتماع ہو اور حادثہ شہید گنج کے متعلق خطبہ پڑھا جائے (۲) اس روز مسلمان اپنے مکانوں دکانوں عمارات موٹروں ٹانگوں اور گاڑیوں پر سیاہ جھنڈا لہرائیں (۳) نماز جمعہ کے بعد ماتمی جلوس نکالے جائیں (۴) جلوس کے اختتام پر جلسے منعقد کیئے جائیں جن میں مجلس اتحاد ملی کے پروگرام پر عمل پیرا ہونے کے لیئے حاضرین سے حلفیہ عہد لیئے جائیں۔

مسئلہ ختم نبوت سے اہلحدیث صاحبان کا تمسخر

(ایک احمدی کے قلم سے)

۵ر جولائی ۱۹۸۹ء کے اخبار تنظیم اہلحدیث روڑ میں مدیر صاحب تنظیم "تقاضائے سیاست اور ختم نبوت" کے عنوان کے تحت میں فرماتے ہیں کہ:-

"عیسٰے علیہ السلام کی دوبارہ آمد نبوت کی ضرورت کے لئے نہیں بلکہ سیاست کی شان کے لئے ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب (الحدیث مشکوٰۃ باب نزول عیسٰے علیہ السلام فصل اول ص) یعنی خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ عنقریب ابن مریم حکومت اور عدالت کے ساتھ تم میں اتریں گے۔ پس سولی کو توڑ ڈالیں گے الخ"

پھر لکھتے ہیں کہ:-

"مرزا کو ہم اس لئے جھوٹا کہتے ہیں کہ قادیانیوں کے قول کے مطابق مرزا نبوت کی غرض سے آیا ہے حالانکہ اب نبوت کی ضرورت نہیں کیونکہ احکام اتر چکے اور ان کی حفاظت خدا نے اپنے ذمہ لے لی۔ اب نہ احکام اترنے کی خاطر نبوت کی ضرورت رہی کیونکہ احکام قیامت تک یہی رہیں گے اور نہ حفاظت کے لئے نبوت کی ضرورت رہی کیونکہ حفاظت کا ذمہ خدا نے خود لیا ہے"

پھر ہم پر عنایت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:-

لاہوریوں کے قول کے مطابق اگرچہ مرزا نبی نہیں لیکن وہ مسیح موعود کہتے ہیں اور مسیح موعود کی آمد چونکہ سیاسی شان کی غرض سے ہے اس لئے لاہوریوں کے قول کے مطابق بھی مرزا جھوٹا ہوا"

پھر کفر کی وجہ بھی انہی کی زبانی سن لیجئے کہ:-

"مرزا کے جھوٹا ہونے کے ساتھ یہ دونوں پارٹیاں بھی جھوٹی ہوئیں کیونکہ جھوٹے کو سچا کہنے والا بھی جھوٹا ہے۔ بلکہ مرزا کے کفر کے ساتھ یہ دونوں فریق کافر ہیں۔ قادیانیوں کا کفر تو ظاہر ہے کیونکہ وہ مرزا کو نبی کہتے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوئے نبوت کرنے والا کافر ہے

اور لاہوری اس لئے کافر ہیں کہ آنیوالے مسیح عیسٰے علیہ السلام ہیں اور ان کی آمد اگرچہ نبوت کی غرض سے نہیں بلکہ سیاسی شان کی غرض سے ہے لیکن نبوت ان سے جدا نہیں اور لاہوریوں نے اس سارے سلسلہ کو درہم برہم کر کے ایک بناوٹی مسیح کو ان کی جگہ پر بٹھلا دیا ہے جس کے ساتھ نہ سیاست ہے نہ نبوت ہے گویا یہ آنیوالے مسیح کی سیاست و نبوت دونوں سے منکر ہیں پس یہ قادیانیوں سے کم کافر نہیں"

پھر ارشاد ہوتا ہے:-

"جب لاہوری پارٹی آنیوالے مسیح کی سیاست و نبوت دونوں سے منکر ہے تو یہ مسلمان کس طرح ہوئے جیسے غیر نبی کو نبی کہنا کفر ہے اسی طرح نبی کی نبوت سے انکار کرنا کفر ہے اور سیاست کا انکار اس پر اضافہ ہے"

مولوی صاحب کا پیچ و تاب قابل غور ہے۔ پہلے حوالہ میں لکھتے ہیں "کہ حضرت عیسٰے کی دوبارہ آمد۔ نبوت کی ضرورت کے لئے نہیں بلکہ سیاست کی شان کے لئے ہے" جب یہ بات ہے تو جو لوگ ان کی سیاست سے روگردانی کریں گے ان کو وہ خود درست کرینگے مولویوں کے فتووں کو وہاں کون پوچھیگا۔ کسی بادشاہ کا منکر وہی کہا جا سکتا ہے جو اس کی بادشاہی میں ہو کر اس کی سلطنت کی بغاوت کرے۔ جب ابھی تک وہ بادشاہ ہی نہیں بنا۔ تو اس کا انکار کفر کیسے ہو گیا۔ پھر جبکہ بقول مولوی صاحب اس نے دوبارہ نبوت کی ضرورت کے لئے نہیں آنا بلکہ سیاست کی شان کے لئے آنا ہے۔ لوگ اس کے انکار کے مجرم تو تب قرار دیئے جا سکتے ہیں جبکہ اس کی سیاست ہو اور وہ انکار کریں۔ چونکہ ہم میں ابھی تک وہ نہیں اترے اس لئے ہم مجرم نہیں۔ رہی حدیث۔ اس کی صحت سے ہمیں انکار نہیں۔ زیادہ سے زیادہ ہم اس کی تاویل کرتے ہیں اور تاویل کرنے والے کو منکر کہنا چودھویں صدی کے علماء اہلحدیث کی ہی شان ہے۔

دوسرے حوالہ میں قادیانیوں پر نظر عنایت کی ہے لیکن اتنا نہیں سوچا کہ کوئی قادیانی یہ نہیں کہتا کہ حضرت مرزا صاحب نبوت کی غرض سے تشریف لائے ہیں وہ بھی کہکر بھی اس بات کے قائل ہیں کہ احکام قرآنی میں تغیر تبدل ممکن نہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب احکام دین میں کسی قسم کی کمی بیشی کرنے نہیں آئے۔ احکام دین قیامت تک وہی رہیں گے جو حضرت محمد رسول اللہ نے ہمیں سکھلائے وہ بھی مانتے ہیں کہ قرآن کی حفاظت کا ذمہ خدا نے خود لیا ہوا ہے حضرت مرزا صاحب کوئی نئی شریعت یا ہدایت نہیں لائے حضرت مرزا صاحب نے خود بھی یہی فرمایا ہے:-

"میرا اعتقاد یہ ہے کہ میرا دین بجز اسلام کے نہیں۔ اور میں کوئی کتاب بجز قرآن کے نہیں رکھتا اور میرا کوئی پیغمبر بجز محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں جو کہ خاتم الانبیاء ہے ...... گواہ رہ کہ میرا تمسک قرآن شریف ہے اور رسول اللہ کی حدیث کی جو کہ چشمہ حق ہے اور معرفت ہے میں پیروی کرتا ہوں اور ان تمام باتوں کو قبول کرتا ہوں جو کہ اس (خیر القرون) میں باجماع صحابہ قرار پائی ہیں۔ نہ ان پر کوئی زیادتی کرتا ہوں نہ ان میں کوئی کمی اور اسی اعتقاد پر میں زندہ رہونگا اور اسی پر میرا خاتمہ اور انجام ہوگا اور جو شخص ذرہ بھر بھی شریعت محمدیہ میں کمی بیشی کرے یا کسی اجماعی عقیدہ کا انکار کرے اس پر خدا اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔ یہی میرا مقصود اور یہی میری مراد ہے"

(انجام آتھم ص۱۴۳ عربی ضمیمہ)

پھر لاہوریوں پر نظر عنایت اس لئے کی ہے کہ مسیح موعود کی آمد چونکہ سیاسی شان کی غرض سے ہے" اس لئے معاذ اللہ مرزا صاحب جھوٹے ہیں اور ان کو ماننے کی وجہ سے ان کے پیرو بھی جھوٹے ہیں کیونکہ

مولوی صاحب کا معیار ہے کہ جھوٹے کو سچا کہنے [illegible]

مولوی صاحب کو اپنی اور مولوی ثناء اللہ صاحب کی [illegible]

مقبول نہ ہوئی ہوگی۔ ایک غیر متعلق شخص عرضی کی خاطر [illegible]

نکالنے پر مجبور رہا کہ فریقین میں سے ایک شخص [illegible]

ہے کہ فریقین کو لیڈر تسلیم کرنے والے خود اہلحدیث [illegible]

نکلا کہ ان میں سے جو اہلحدیث لوگ ہیں [illegible]

سب کے سب جھوٹے ہیں۔ اس معیار پر تو خود مولوی [illegible]

جھوٹا ثابت ہو تب حضرت مرزا صاحب [illegible]

پھر فرماتے ہیں کہ قادیانیوں کا کفر [illegible]

کہتے ہیں اور محمد کے بعد دعوئے نبوت کرنے [illegible]

پہلے لکھ چکا ہوں قادیانی حضرت مرزا صاحب [illegible]

ہیں۔ جیسا خود مولوی صاحب حضرت عیسٰے [illegible]

کی کمی بیشی نہیں ہو سکتی باقی رہا دعویٰ نبوت [illegible]

دعوے کا ثبوت نہ قادیانیوں کے پاس ہے [illegible]

دے سکتے ہیں مرد میدان ہیں تو دعوے نبوت [illegible]

آخر میں مولوی صاحب نے اپنے غلط [illegible]

ہی انکار کر دیا ہے اور لکھا ہے کہ:-

"آنیوالے مسیح عیسٰے علیہ السلام ہیں اور [illegible]

کی غرض سے نہیں بلکہ سیاسی شان کی غرض سے [illegible]

ان سے جدا نہیں ...... جب لاہوری [illegible]

مسیح کی سیاست و نبوت دونوں سے منکر [illegible]

مسلمان کس طرح ہوئے۔ جیسے غیر نبی کو نبی [illegible]

ہے اسی طرح نبی کی نبوت سے انکار کرنا [illegible]

اور سیاست کا انکار اس پر اضافہ ہے"

خلاصہ مطلب یہ کہ چونکہ ہم حضرت محمد خاتم النبیین [illegible]

پرانے نبی کی آمد سے منکر ہیں اور صاف کہتے ہیں [illegible]

مرزا صاحب کہ:-

"ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت [illegible]

کے رُو سے بعد آنحضرت کوئی نیا نبی [illegible]

اور نہ پرانا۔ قرآن ایسے نبیوں کے ظہور [illegible]

(رسالہ [illegible])

اس لئے مولوی صاحب ہمیں کافر قرار [illegible]

قرار نہیں دیتے کہ ہم معاذ اللہ حضرت نبی کریم کی نبوت [illegible]

یا آپ کو صحیح معنوں میں خاتم النبیین نہیں مانتے [illegible]

مثل حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ کی نبوت کے منکر ہیں [illegible]

کریم سے پہلے گزر چکے ہیں بلکہ ہم کافر اس لئے ہیں کہ [illegible]

حضرت خاتم النبیین کے ایک پرانے نبی کے آنے کے [illegible]

ہم ختم نبوت کے منافی سمجھتے ہیں اس لئے ہم کافر ہیں [illegible]

کے پاس دوسرے مسلمانوں کو کافر بنانے کی ہے [illegible]

قادیانیوں کے ساتھ ایک ہی کشتی میں سوار ہیں [illegible]

ہر دو منکر ہیں۔ لیکن کا فرد دوسروں کو کہتے ہیں [illegible]

مولوی صاحب سے ہم ایک سوال کرتے [illegible]

شخص حضرت نبی کریم کو خاتم النبیین نہ مانے [illegible]

ہے کہ کوئی شخص مسلمان نہیں کہلا سکتا جب تک [illegible]

شخص کی نبوت پر ایمان نہ لائے تو کیا ایسا شخص [illegible]

اسلام اور آنحضرت کی شریعت کو منسوخ نہیں [illegible]

نبوت پر ایمان لانے کو ایک بے حقیقت چیز [illegible]

نئے نبی کی شرط لگانا ایک شرارت ہے اصل بات [illegible]

(باقی [illegible])

تارکا پتہ: مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۸۳

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۝

عقائد جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ و ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

عقائد حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام او
بادۂ عرفان ما از جام او
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۳ | لاہور۔ یوم شنبہ مطبوعہ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ۔ مطابق ۷ ستمبر ۱۹۳۵ء | نمبر ۵۷

احباب کی توجہ کے قابل

حضرت مسیح موعودؑ کی سوانحعمری

اب تک تو میں حج پر ایک رسالہ لکھنے میں مصروف رہا۔ مناسک حج کے علاوہ حج کا فلسفہ اور حجر اسود، قبلہ، قربانی پر اعتراضات کا جواب سب پر اس رسالہ میں بحث کی گئی ہے۔ یہ رسالہ تو اب اللہ تعالیٰ کے محض فضل سے تیار ہے صرف طباعت و اشاعت کا منتظر ہے۔

اس کے بعد میرا تو خیال تھا کہ قرآن کریم کے پارہ ۲۷ کی تفسیر بفضلہ تعالیٰ شروع کردوں جو پارہ ۳۰ کے بعد بہت مشکل پارہ ہے۔ لیکن بہت سے احباب کا اصرار ہے کہ میں پہلے حضرت مسیح موعودؑ کی سوانحعمری کی طرف توجہ کروں۔ گو اس کام کے اہل زیادہ تر حضرت امیر یا ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب یا بابو منظور الٰہی صاحب ہیں جن کے پاس تمام ریکارڈوں کا ذخیرہ ہے لیکن چونکہ بعض دوست اسی پر مصر ہیں کہ میں ہی کچھ لکھوں اس لئے میں تمام دوستوں کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں کہ وہ مجھے اس کام میں مدد دیں اور اپنی اپنی جگہ جو کچھ حضرت کے حالات کے متعلق علم رکھتے ہوں اس سے مجھے اطلاع دیں اور اپنے اپنے ریکارڈوں سے بھی مجھے حسب ضرورت فائدہ اٹھانے کا موقع دیں۔ نیز جتنی سوانحعمریاں اب تک شائع ہو چکی ہیں ان سے بھی اطلاع دیں تاکہ میں اُن سے بھی فائدہ اٹھا سکوں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کام میں میری مدد کرے۔ کام بہت وسیع اور بہت مشکل ہے اور میری بساط سے بڑھ کر ہے مگر توکلاً علی اللہ میں شروع کرنا چاہتا ہوں۔ گو میرا ابھی تک حوصلہ نہیں پڑتا۔ اللہ ہی مدد کرنے والا ہے میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ احباب کہاں تک اس امر میں میری حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ والسلام

خاکسار۔ بشارت احمد عفی عنہ از ڈلہوزی

پیغام صلح

کے متعلق کسی گذشتہ اشاعت میں اعلان کیا گیا تھا کہ اس قومی اخبار کو بہتر بنانے کیلئے چند تجاویز زیر غور ہیں چنانچہ وہ تجاویز انجمن کی مجلس عاملہ میں پیش ہو کر پاس ہو چکی ہیں اور عنقریب انہیں عملی جامہ پہنایا جائے گا یعنی اخبار کا حجم بھی بڑھا دیا جائے گا۔ اور اسے ظاہری لحاظ سے بھی بہتر بنانیکی کوشش کی جائیگی اور اسے عمدہ کاغذ لگایا جائیگا۔ حجم بڑھ جانے سے انشاءاللہ قارئین کی دلچسپی کا کافی سامان ہو جائے گا۔

(مینیجر پیغام صلح)

جاپان اور اسلام

جاپان میں تبلیغ اسلام کے متعلق مفید معلومات اور ہمت افزا حالات

(پروفیسر برلاس صاحب دہلوی مقیم ٹوکیو (جاپان))

مسلمانوں کی خوش اعتقادی

جنگ عظیم سے پہلے ہندوستان میں یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ قیصر جرمنی مسلمان ہو گیا۔ یہ اس کی ایک حکمت عملی تھی کہ اپنے بڑھتے ہوئے حوصلوں کو پورا کرنے کے لئے بنی نوع انسان کی ہمدردی حاصل کرنا چاہتا تھا۔ دو رقیب سلطنتوں کی اکثر آبادی مسلمان تھی۔ ان کی تالیف قلوب کے لئے اس نے مذہب اسلام کے بارے میں چند تعریفی جملے کہہ دیئے۔ مسلمانان عالم زمانہ کی ٹھوکریں کھاتے کھاتے پست ہمت ہو گئے تھے۔ ایک جلیل القدر بادشاہ کی زبانی اپنے مذہب کی تعریف سن کر باغ باغ ہو گئے۔ اس خبر نے خوش اعتقاد لوگوں کے دلوں میں اتنی اہمیت حاصل کر لی کہ قیصر جرمنی کو مسلمان تسلیم کرنے لگے، حالانکہ اس میں ذرا سی بھی اصلیت نہ تھی نہ وہ خود مسلمان ہوا تھا، اور نہ جرمنی میں اسلام کی اشاعت ہی ہو رہی تھی۔

کچھ ایسی ہی خبریں تحریک ترک موالات کے زمانے میں مہاتما گاندھی کے متعلق مشہور ہو گئی تھیں۔ مسلمان سر سید احمد کی پالیسی پر عمل پیرا تھے، اور ایک حد تک سیاسیات سے دور تھے ہندوستان کی آزادی حاصل کرنے کے لئے تمام قوموں کے اتحاد کی ضرورت تھی۔ مہاتما گاندھی نے مسلم لیڈروں کی تالیف قلوب کی۔ مسلمانوں نے پھر قیصر جرمنی کی طرح مہاتما گاندھی کو مسلمان تسلیم کر کے، اپنا دل خوش کر لیا۔

دونوں مرتبہ سیاسی ضرورتوں نے اغیار کو مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کرنے پر مجبور کیا تھا، اور انہوں نے پیشقدمی کی تھی، مسلمانوں نے لبیک کہا۔ جاپان کے بارے میں حالات نے ابھی وہ صورت اختیار نہیں کی ہے نہ شہنشاہ جاپان کو مسلمانوں کی تالیف قلوب کی ضرورت پیش آئی ہے اور نہ جاپان میں کوئی تبلیغی کام ہی ہو رہا ہے۔ پھر بھی ہندوستان اور مصر میں جاپان میں اسلامی سیلاب کی خبریں گرم ہیں۔ ہندوستان سے آنیوالے کئی اصحاب کی زبانی یہ خبر سننے میں آئی ہے کہ شہنشاہ جاپان مسلمان ہو گیا۔ اور جاپانی جوق در جوق اسلام لا رہے ہیں۔ ہمارے کئی احباب ہندوستان سے اسی مضمون کے خط بھی لکھ چکے ہیں۔ یہ سمجھ میں نہ آتا تھا۔ کہ اس قسم کی خبروں کی اشاعت کا ماخذ کون ہے، اخبار ہند جدید کا ایک پرچہ ہمارے ایک جاپانی دوست نے دکھایا۔ اس سے تمام حالات یکا یک روشن ہو گئے۔

شاہ جاپان اور اسلام

اس ماخذ کا حال لکھنے سے پہلے یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ یہ تمام خبریں سرتا پا غلط ہیں۔ نہ شہنشاہ جاپان مسلمان ہوا۔ نہ بیس ہزار جاپانی مسلمان ہیں اور نہ جاپانی گورنمنٹ مسجد کی تعمیر میں امداد کرنے پر آمادہ ہے۔ اس وقت جاپان میں ایک مسجد بھی نہیں ہے۔ شہنشاہ جاپان کا مسلمان ہونا پاپائے روم کے مسلمان ہونے سے بھی زیادہ دشوار ہے، وہ دنیا کے قدیم ترین خاندان کا بادشاہ ہے، اور تمام قومی روایات کا سرچشمہ۔ وہ ارضی دیوتا مانا جاتا ہے۔ سورج دیوی کی اولاد ہے، اور دیوتاؤں کے احکام کی پابندی اپنی رعایا سے کرانا اس کا فرض عین ہے۔ جب کبھی شاہی سواری بازاروں سے گذرتی ہے تو مکانوں کی چھتوں سے اس کی سیر دیکھنا نہ صرف گناہ ہے بلکہ قانوناً جرم بھی ہے۔ رعایا ٹوپیاں اتار کر سڑک کی پٹڑیوں پر سرنگوں کھڑی ہو جاتی ہے اور شاہی سواری گذرتی ہے تو سناٹا چھا جاتا ہے۔ پولیس کے سپاہی چونکہ وردی کی ٹوپی نہیں اتار سکتے۔ سواری کی طرف پیٹھ کر کے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایسی باعظمت شخصیت کا مسلمان ہونا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ پھر مسلمانوں نے اسے کبھی مسلمان بنانے کی کوشش کی ہوتی، تو ایسی خبر مشہور کرنی کچھ زیبا بھی تھی۔ مسلمان اپنے فریضہ تبلیغ سے غفلت برتیں۔ اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں تو یہ مشکل کام ہے

کوبے میں مسجد

ٹوکیو میں تاتاری مسلمانوں نے اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے ایک مدرسہ قائم کر رکھا ہے۔ وہیں عیدین اور جمعہ کی نماز پڑھتے ہیں۔ یہی حال کوبے کا ہے۔ وہاں تاتاری مسلمان کے علاوہ ہندی مسلمان بھی ہیں۔ انہوں نے ہندوستان اور کوبے سے پچہتر ہزار ین جمع کر کے کوبے میں مسجد کی بنا ڈالی ہے جو زیر تعمیر ہے اور چھ مہینے کے اندر تعمیر ہو جائے گی۔ جاپانی گورنمنٹ نے ابھی تک اسے مسجد یعنی مذہبی عمارت تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے۔ جاپان میں تمام زمین سرکاری ہے کسی قطعہ پر مکان تعمیر کیا جائے۔ تو زمین کا ٹیکس گورنمنٹ لیتی ہے۔ دوسرے مذاہب یعنی شنتو، بدھ اور عیسائی معابد کو یہ رعایت حاصل ہے کہ ان سے ٹیکس نہیں لیا جاتا مسجد ابھی تک اس رعایت کی مستحق قرار نہیں دی گئی مسلمانوں نے بہت کوشش کی۔ انگلستان سے پچھلے سال مسٹر خالد شیلڈرک یہاں تشریف لائے تھے انہوں نے بھی کوشش فرمائی۔ لیکن ابھی تک کامیابی نہیں ہوئی۔ جاپانیوں میں اسلام کی اشاعت کا یہ حال ہے کہ پانچ چھ جاپانیوں سے زیادہ مسلمان نہیں ہیں۔ البتہ وہ جاپانی عورتیں ان کے علاوہ ہیں جن سے غیر ملکی مسلمانوں نے نکاح کر لیا ہے۔ مگر ان کی تعداد بھی ایک درجن سے زیادہ نہیں ہے

جاپان کی مسلمان آبادی

جاپان میں دو قوموں کے مسلمان آباد ہیں۔ ہندی اور تاتاری کچھ ترکی، ایرانی، افغانی، مصری اور شامی بھی ہیں۔ مگر وہ کسی شمار میں نہیں ہیں۔ ہندی مسلمان تقریباً تیس سال سے جاپان میں آنے لگے ہیں، سب خوشحال تاجر ہیں۔ یہ جاپان کا مال برآمد کرتے ہیں۔ ۱۹۲۲ء سے پہلے ان کی کوٹھیاں یوکوہامہ اور کوبے میں کھلی ہوئی تھیں۔ زلزلے کے بعد یوکوہامہ چھوڑ دیا۔ اور اب تمام لوگ کوبے میں کاروبار کرتے ہیں۔ ان کی تعداد سوا سو اور ڈیڑھ سو کے درمیان ہے۔ پچھلے دس سال سے کوبے میں تعمیر مسجد کی کوشش کر رہے تھے اب روپیہ جمع ہونے پر کام شروع کر دیا ہے۔ اس مسجد کی کیفیت مسٹر برلاس نے کوبے میں مسجد کے نام سے رسالہ عصمت کو بغرض اشاعت بھیجدی ہے۔ عنقریب یہ مضمون شائع ہو جائے گا۔ یہاں طوالت کے خوف سے اس کو نقل کرنا مناسب نہیں ہے

تاتاری مسلمان پچھلے پندرہ سال میں روس سے ہجرت کر کے جاپان میں آباد ہو گئے ہیں۔ ان کی بڑی تعداد ٹوکیو اور کوبے میں مجتمع ہے۔ کوبے میں تقریباً ڈیڑھ سو تاتاری آباد ہیں۔ ٹوکیو میں کچھ زیادہ ہوں گے۔ کچھ دوسرے شہروں میں منتشر ہیں۔ جاپان میں ان کی کل آبادی چار پانچ سو کے درمیان ہے۔ ان کی مالی حالت زیادہ اچھی نہیں ہے۔ زیادہ تر درزی کا کام کرتے ہیں۔ مگر سب عزت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ انہوں نے چندہ جمع کر کے ٹوکیو میں ایک مدرسہ قائم کر رکھا ہے۔ پچیس تیس ہزار ین کی عمارت ہے اس کی تعمیر میں منچوکو کے تاتاریوں نے بھی معاونت کی تھی۔

مسلمانوں کی پارٹی بازی

ان کے پیش امام مسٹر قربان علی ہیں۔ پچھلے سال سے ان میں دو پارٹیاں قائم ہو گئی ہیں۔ قوم پرست تاتاریوں نے ترک تاتار انجمن کی شاخ ٹوکیو میں قائم کی۔ مسٹر قربان علی سفید روسیوں کے ہمنوا ہیں انہوں نے انجمن کی مخالفت کی۔ اور یہ ترکی کے بھی خلاف ہیں جب سے دو پارٹیاں بن گئی ہیں۔ عمارت مدرسے پر قبضے کا جھگڑا ہے۔ مسٹر قربان علی نے تمام جائداد اپنے نام پر رجسٹر کرا رکھی ہے گویا ان کی ذاتی ملکیت ہے۔ اس پر تاتاری برہم ہیں۔ انہوں نے دوسرا امام انتخاب کر کے دوسرے مکان میں نماز پڑھنی شروع کر دی ہے۔ اور مدرسہ بھی دوسرا قائم کر لیا ہے۔ مسٹر قربان علی عربی کے عالم ہیں اور ترکی زبان کے فاضل مقرر ہیں۔ روسی فوج میں مُلا کی خدمت پر مامور رہ چکے ہیں۔ ترکی زبان میں ایک ماہوار رسالہ بنام "جاپان مخبری" نکالتے ہیں۔ جو جاپان کے باہر بھی جاتا ہے۔ عرصہ سے امام اور مدرسہ کے صدر رہنے کی حیثیت سے عہدہ داران حکومت میں بھی کچھ رسوخ حاصل کر لیا ہے۔ ان سب باتوں کے زعم میں اپنی قوم کی مخالفت کر رہے ہیں۔ کچھ تاتاری ان کے ساتھی بھی ہیں۔ مگر ان کی پارٹی ٹوکیو تک محدود ہے کوبے کے اور دوسرے شہروں کے تاتاری سب ان کے خلاف ہیں۔

ایک ترکی مسمی مسٹر محسن جاپان اوغلو جو ترکی گورنمنٹ کے معتوب ہیں مسٹر قربان علی سے ملے ہوئے ہیں۔ سابق میں مسٹر اوغلو استنبول کے کسی ترکی اخبار کے نامہ نگار تھے، آج کل جاپان اور منچوکو میں گشت کرتے رہتے ہیں۔ ایک اور صاحب بھی ان کے ساتھی ہیں جن کا نام مسٹر عبد الرشید ابراہیم ہے یہ پہلے روس میں مفتی تھے اور سابق ترکی میں بھی کچھ اثر رکھتے تھے۔ مسٹر قربان علی اور مسٹر عبد الرشید ابراہیم کے بارے میں ایک قوم پرست ترک کہتے ہیں۔ کہ یکے شیطان است دیگے ابلیس، ان تینوں صاحبان کے ذریعہ معاش کا حال نہیں کھلتا کہ روپیہ کہاں سے آتا ہے۔

یہ تینوں مل کر اسلامی ممالک میں پروپگنڈا کر رہے ہیں۔ ان کے مضامین مصری اخبارات میں شائع ہوتے ہیں۔ ان سے ہندوستان کے اخبارات ترجمہ کرتے ہیں۔ جاپان میں اسلام کے سیلاب کا تمام راز ان تینوں ہستیوں میں مضمر ہے۔ اخبارات کے دیکھنے والوں کو یہ علم ہوگا۔ کہ اس قسم کی خبریں پچھلے سال ہی سے پھیلنی شروع ہوئی ہیں۔ خبروں کی اشاعت کا زمانہ تاتاریوں کی پارٹی بندی سے آغاز ہوتا ہے۔

حالات کا روشن پہلو

ان حالات کا روشن پہلو بھی ہے۔ ہمارے پاس خبریں آ

(باقی ص۷ پر ملاحظہ ہو)

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم شنبہ ۔ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ | نمبر ۵

امام ابن تیمیہ رح اور عقیدہ وفات مسیح

حضرت مسیح موعودؑ پر بیجا اعتراض مولوی شہاب الدین صاحب کے چیلنج کا جواب

اخبار "زمیندار" مورخہ یکم ستمبر ۳۵ء میں ایک مضمون بعنوان "قادیانی کا ائمہ اسلام پر بہتان" از قلم علامہ شہاب الدین صاحب خطیب جامع مسجد چوبرجی لاہور شائع ہوا ہے جس میں علامہ صاحب نے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا امام ابن تیمیہ کی نسبت یہ کہنا کہ امام صاحب مرحوم وفات مسیح کے قائل تھے ان پر افترا کرنا اور بہتان باندھنا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"آج ہم حسب وعدہ غلام احمد قادیانی کی اس کذب بیانی کی طرف ناظرین کو پھر توجہ دلاتے ہیں جو اس نے ائمہ اسلام کے حق میں کی ہے اس نے اپنی کتاب "سر الخلافت" میں لکھا ہے کہ یہ حضرات بھی میری طرح حضرت مسیح کی موت کے قائل تھے منجملہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی لیا ہے اور نہایت عیاری سے لیا ہے کہتا ہے۔ وقد سمعت ان ابن تیمیۃ وابن القیم وغیرھما کانوا معترفین بموت عیسٰی علیہ السلام ثم بعد ذلک ترائی ظھور بنزول عیسٰی"

اس کے بعد مولوی صاحب نہایت ہی نامناسب زبان میں حضرت مسیح موعودؑ کی نیت و دیانت پر حملہ کرتے ہوئے امام ابن تیمیہ کی کتاب الجواب الصحیح سے ایک طویل حوالہ نقل کرتے ہیں اور بعد ازاں جماعت احمدیہ کو مخاطب کرتے ہوئے نہایت تعلّی سے فرماتے ہیں:۔

"ہمیں اہل علم کے سامنے ایسا استدلال کرنے سے شرم آنی چاہیئے کہ فلاں فلاں حضرت مسیح کی موت کے قائل تھے۔ ساڑھے تیرہ سو سال کے اندر اندر ایک آدمی کا نام تو لو جس کو امت نے امام کے نام سے پکارا ہو اور اس نے حضرت عیسٰی کے حق میں "مات" بلفظہ ماضی کہا ہو۔ امام بخاری اور امام مالک کے نام لیکر تو تمہیں دھوکہ ہو رہا ہے۔ انشاءاللہ ہم کسی فرصت میں ان حضرات کا حضرت مسیح کی زندگی کا قائل ہونا اور مرزا کا کاذب ہونا ثابت کریں گے جس طرح آج ابن تیمیہ کا قائل ہونا ثابت کیا ہے۔ اگر کسی مرزائی کے پاس کوئی دلیل ہے تو قلم اٹھانے کی کوشش کرے"!

حضرت مسیح موعودؑ کی راستبازی

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر بفرض محال امام ابن تیمیہ رح کی کسی تصنیف سے یہ ثابت نہ بھی ہو کہ وہ وفات مسیح کے قائل تھے تو بھی حضرت مسیح موعودؑ کی ذات الزام سے بری ہے کیونکہ انہوں نے صاف فرمایا ہے "وقد سمعت" یعنی میں نے ایسا سنا ہے۔ اس زمانہ میں جبکہ حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ کیا تھا امام ابن تیمیہ ابن قیم اور دوسرے اپنے بزرگوں کی تصانیف جیسا کہ خود مولوی شہاب الدین صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے ہندوستان میں قریباً مفقود تھیں اور یہ کتب بہت بعد میں لوگوں کے ہاتھوں پہنچی ہیں چنانچہ ابن تیمیہ کی جس کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے یعنی الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح ۱۳۲۲ھ میں مصر میں شائع ہوئی ہے لیکن "سر الخلافۃ" جس میں حضرت مسیح موعودؑ کا یہ حوالہ ہے اس سے دس سال قبل ۱۳۱۲ھ میں شائع ہوئی ہے اسی لئے آپ نے نہایت دیانتداری سے صاف طور پر لکھ دیا کہ انہوں نے ایسا سنا ہے۔ مولوی صاحب کے نزدیک یہ ان کی معاذ اللہ عیاری اور چالاکی تھی لیکن فی الحقیقت یہ ان کی راستبازی کا نشان ہے کہ جو اصل حقیقت تھی آپ نے اسی قدر ظاہر کی۔ مولوی صاحب کا یہ فرمانا کہ کوئی بات بلا تحقیق بیان کر دینا کافی جھوٹ ہے اس جگہ چسپاں نہیں ہو سکتا کیونکہ خود جیسا کہ مولوی صاحب کو تسلیم ہے تحقیق کا سامان ہی موجود نہ تھا البتہ یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضرت اقدس کے حلقہ بگوشان میں خدا کے فضل سے بڑے بڑے متبحر عالم بھی تھے اور ایسے بھی تھے جنہوں نے بلاد اسلامیہ کی سیاحت کی تھی اور نادر الوجود اور قیمتی کتب کا مطالعہ کیا ہوا تھا اس لئے ممکن ہے کہ ان بزرگوں نے امام ابن تیمیہ کی تصانیف پڑھی ہوں اور انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے پاس یہ روایت کی ہو اور آپ نے ایک راستباز شخص کی زبانی سن کر یہ روایت نقل کر دی ہو جو کسی طرح بھی نامناسب نہیں۔

امام ابن تیمیہ کی طرز استدلال

اب ہم امام صاحب کی اصل کتاب کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ امام ابن تیمیہ نے اس کتاب میں عیسائیوں کے غالیانہ عقائد کا رد لکھا ہے۔ اور آپ کا طریق یہ ہے کہ پہلے آپ عیسائیوں کا ایک عقیدہ یا اعتراض نقل کرتے ہیں اور پھر اس کی تائید میں عیسائی جتنی آیات قرآنی پیش کر سکتے ہیں ان کو نقل کرتے ہیں اور عیسائیوں کی طرف سے استدلال مکمل کر لینے کے بعد وہ خود ان دلائل کا رد کرتے ہیں اور اس کی تائید میں آیات قرآنی اور احادیث نبوی پیش کرتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ غلط ہے اور ان کا اعتراض قرآن مجید پر بیجا ہے کیونکہ قرآن سے ان کے عقیدہ الوہیت مسیح کی تائید نہیں ہوتی۔ مثلاً عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ چونکہ مسیح علیہ السلام کی روح القدس سے تائید کی گئی اس لئے یہ ان کی الوہیت کی دلیل ہے۔ اس عقیدہ کو امام صاحب بیان کرینگے اور اس کی تائید میں جو آیات قرآنی عیسائی پیش کرتے ہیں ان کو نقل کرینگے اور بعد ازاں انکی رد لکھینگے کہ یہ کوئی مسیح علیہ السلام کی خصوصیت نہ تھی بلکہ دوسرے انبیاء کو بھی روح القدس سے تائید بخشی گئی اور خود نصاریٰ کی کتب سے ثابت کرینگے کہ حضرت داؤد علیہ السلام و دیگر انبیاء کو روح القدس دی گئی۔

حوالہ زیر بحث

حوالہ زیر بحث جو مولوی شہاب الدین صاحب نے پیش کیا ہے وہ الجواب الصحیح جلد دوم میں صفحہ ۲۸۱ پر ہے صفحہ ۲۷۷ پر ایک نئی فصل شروع ہوتی ہے جس کی ابتدا عیسائیوں کے اس اعتراض سے کی گئی ہے کہ چونکہ قرآن مجید میں آتا ہے۔ انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاھا الی مریم وروح منہ۔ اس لئے اس سے عیسائی عقیدہ کی تائید ہوتی ہے کہ مسیح علیہ السلام ایک کامل انسان تھے کیونکہ وہ مریم کے ہاں پیدا ہوئے اور کامل خدا تھے کیونکہ ان میں خدا تعالیٰ کی روح تھی۔ پھر اس عقیدہ کی تائید میں عیسائیوں کی طرف سے اور جو آیات پیش کی جاتی ہیں ان کو نقل کیا گیا ہے مثلاً وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم۔ یاعیسی انی متوفیک ورافعک الی ومطھرک من الذین کفروا۔ وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ۔ اور ان تمام آیات سے عیسائیوں نے یہ استدلال کیا ہے کہ انسان ہونے کے لحاظ سے ان پر موت آئی لیکن ان کی لاہوتی صفات قائم رہیں اور وہ بدستور خدا رہے۔ فقول ان المسیح صلب وتألم بناسوتہ ولم یصلب ولا تألم بلاھوتہ۔

یہ تمام اعتراض نقل کرنے کے بعد امام صاحب اس کا جواب شروع کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ کہنا کہ مسیح علیہ السلام میں از روئے قرآن لاہوتی اور ناسوتی دونوں قسم کی صفات پائی جاتی تھیں ایک کذب صریح ہے اور پھر اس کی تردید میں مندرجہ ذیل آیات قرآنی پیش کرتے ہیں:۔

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم قل فمن یملک من اللہ شیئا ان اراد ان یھلک المسیح ابن مریم وامہ ومن فی الارض جمیعا — لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم وقال المسیح یا بنی اسرائیل اعبدوا اللہ ربی وربکم انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ ومأواہ النار وما للظالمین من انصار لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ وما من الہ الا الہ واحد — ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل — وقالت الیھود عزیر ابن اللہ وقالت النصاری المسیح ابن اللہ ذالک قولھم بافواھھم یضاھئون قول الذین کفروا من قبل — اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم وما امروا الا لیعبدوا الٰھا واحدا۔ ان تمام آیات سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ مسیح علیہ السلام محض ایک نبی اور رسول تھے جس طرح ان سے پہلے انبیاء گذر چکے تھے اور مسیح علیہ السلام نے ہمیشہ خدائے واحد کی پرستش کی تعلیم دی تھی اور اپنی قوم کو شرک سے بچنے کی تلقین کی تھی پس ان کی طرف خدائی کو منسوب کرنا اور یہ کہنا کہ ان کے اندر لاہوتی صفات پائی جاتی تھیں ایک کھلا جھوٹ ہے اور قرآن مجید سراسر اس کی تردید کرتا ہے۔

امام صاحب کا عقیدہ دربارہ وفات مسیح

اس کے بعد امام ابن تیمیہ اس آیت کی تفسیر بیان فرماتے ہیں

واذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الھین ...... فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شیء شھید۔ لکھتے ہیں: "فاخبر عن المسیح انہ لم یقل لھم الا ما امرہ اللہ بہ بقولہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم وکان علیھم شھیدا ما دام فیھم وبعد وفاتہ کان اللہ الرقیب علیھم فاذا کان بعضھم قد غلط فی النقل عنہ او فی تفسیر کلامہ او بعضھم تغیر دینہ لم یکن علی المسیح علیہ السلام من ذالک درک وانما ھو رسول علیہ البلاغ المبین" (ترجمہ) پس اللہ تعالیٰ نے مسیح کی نسبت خبر دی ہے کہ اس نے لوگوں کو صرف وہی کہا تھا جو اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا تھا۔ جیسا کہ اس نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اور وہ (مسیح) ان پر گواہ رہا جب تک وہ ان کے درمیان رہا اور اس کی **وفات کے بعد** اللہ تعالیٰ ہی ان لوگوں پر نگہبان تھا۔ پس اگر کسی نے مسیح علیہ السلام سے بات نقل کرنے میں غلطی کی ہو یا ان کے کلام کی تفسیر میں غلطی کی ہو یا جان بوجھ کر ان کے دین میں تغیر و تبدل کیا ہو تو مسیح علیہ السلام کسی طرح اس کے ذمہ دار نہیں ہو سکتے۔ وہ تو صرف ایک رسول تھے اور ان کا کام صاف صاف پیغام پہنچا دینا تھا"

(دیکھو الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح جلد دوم صفحہ ۲۸۰)

معلوم ہوتا ہے کہ یہ الفاظ علامہ شہاب الدین صاحب کی نظر سے نہیں گذرے۔ ورنہ وہ "زمیندار" میں اتنا لمبا چوڑا مضمون لکھنے کی زحمت گوارا نہ کرتے اور اس تعلّی سے جماعت احمدیہ کو چیلنج نہ کرتے کہ "اگر کسی مرزائی کے پاس کوئی دلیل ہے تو قلم اٹھانے کی کوشش کرے"۔ کس قدر صفائی اور خوبصورتی سے اس آیت کی تفسیر نے مسئلہ کو حل کر دیا ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ امام ابن تیمیہ علیہ الرحمۃ وفات مسیح کے قائل تھے۔ کیونکہ امام صاحب اس آیت کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں کہ الوہیت کو مسیح علیہ السلام کی طرف منسوب کرنا ان پر افترا کرنا ہے کیونکہ مسیح علیہ السلام تو بغیر اللہ تعالیٰ یہی تعلیم دیتے رہے کہ "اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے"۔ اور یہ مسئلہ کہ مسیح اور اس کی والدہ بھی خدا ہیں مسیح علیہ السلام کی وفات کے بعد وضع کیا گیا جس کی ذمہ داری مسیح علیہ السلام پر عائد نہیں ہوتی۔ پس ثابت ہو گیا کہ امام ابن تیمیہ و دیگر بہت سے ائمہ اسلام کی طرح وفات مسیح کے قائل تھے اور مولوی شہاب الدین کا یہ کہنا "قادیانی نے ائمہ اسلام پر بہتان باندھا ہے" بذات خود ایک بہتان و افترا ہے۔

دوسرے مقامات کے حوالے

اس کے علاوہ اور بھی بعض مقامات پر امام صاحب کی تحریروں سے وفات مسیح کے عقیدہ کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ الجواب الصحیح کی جلد اول کے صفحہ ۱۲۱ پر جہاں تصاویر و اصنام کی عبادت کی بحث ہے۔ امام صاحب نے صحیحین کی ایک حدیث نقل کی ہے۔ انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی مرض موتہ لعن اللہ الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیائھم مساجد۔ رسول کریم صلعم نے مرض الموت میں فرمایا کہ خدا کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنا لیا۔ اب اگر نصاریٰ کے پیغمبر حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر بیٹھے ہوں اور وفات پا کر قبر میں مدفون نہ ہو گئے ہوں تو یہ حدیث جھوٹی ٹھہرتی ہے پس اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام بھی وفات پا کر مدفون ہو چکے ہیں اور امام صاحب چونکہ اس حدیث کو اپنے استدلال میں پیش کرتے ہیں۔ اس لیے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نبی نصاریٰ یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کے قائل تھے۔

پھر حضرت نبی کریم صلعم کے خاتم النبیین ہونے کا ذکر فرماتے ہوئے امام صاحب لکھتے ہیں۔ فلما کان محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ولم یکن بعدہ رسول۔ کہ جب محمد صلعم خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد کوئی رسول نہیں آ سکتا۔ اس تحریر کو بھی وفات مسیح کے عقیدہ کے اثبات میں بطور دلیل پیش کیا جا سکتا۔ کیونکہ رسول کریم صلعم کی ختم نبوت اور مسیح علیہ السلام کی حیات اور دوبارہ آمد ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

علاوہ ازیں وفد نجران کا ذکر لکھتے ہوئے امام صاحب حضرت نبی کریم صلعم اور عیسائیوں کے مکالمہ کے الفاظ نقل کرتے ہیں:- فقال لھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم الستم تعلمون ان ربنا حی لا یموت وان عیسی یاتی علیہ الفنا قالوا بلی کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب حی لا یموت ہے اور عیسیٰ پر فنا آئی؟ انہوں نے کہا بے شک۔ اس سے بھی عقیدہ وفات مسیح پر استدلال ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ یاتی مضارع ہے اور اس کے معنی ہیں فنا آئیگی تو اس کا یہ جواب ہے کہ بعض دفعہ مضارع ماضی کے معنوں میں بھی استعمال ہو جاتا ہے اور اس کے علاوہ رسول کریم کی طرز استدلال کو سامنے رکھتے ہوئے یہاں معنی ماضی کے ہی کرنے پڑیں گے کیونکہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ واقعی مسیح پر موت آئی اور وہ فنا ہو گئے گو وہ بعد میں موت پر فتح پا گیا پس رسول کریم کا ان پر ان کے عقیدہ کے مطابق سوال کرنا اور ان کا اثبات میں جواب دینا مسیح علیہ السلام پر فنا آنے کی دلیل ہے۔

مولوی شہاب الدین کا پیش کردہ حوالہ

افسوس ہے کہ مولوی شہاب الدین صاحب نے جو حوالہ "زمیندار" میں نقل کیا ہے وہ مسلسل حوالہ نہیں جیسا کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے صرف صفحہ ۲۸۲ کا حوالہ دیا ہے۔ مولوی صاحب نے مختلف مقامات سے اپنے مطلب کے الفاظ جمع کر لئے ہیں اور ان کی ترتیب کو ملحوظ نہیں رکھا۔ اور پھر اسی فصل میں آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم کی تفسیر جو اوپر ہم نے نقل کی ہے اس کا ذکر ہی نہیں کیا اور ایک محکم چیز کو چھوڑ کر جو وفات مسیح پر قطعی الدلالت ہے مولوی صاحب نے متشابہ آیات سے استدلال کیا ہے جن کی خود امام صاحب نے کئی توجیہیں بیان کی ہیں۔ ان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ اور وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم اور بل رفعہ اللہ علیہ یہ تمام متشابہ آیات ہیں جن کی تفسیر میں مفسرین نے ایک دوسرے سے اختلاف کیا ہے اور اس کی کئی توجیہیں بیان کی ہیں لیکن آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم ایک محکم آیت ہے اور اس کی تفسیر کرتے ہوئے امام صاحب نے بھی وفات مسیح کے عقیدہ کو ہی تسلیم کیا۔ مولوی شہاب الدین صاحب کو مرزا صاحب کی کذب بیانی اور بہتان تو نظر آ گیا لیکن قرآن مجید کا یہ ارشاد یاد نہ رہا۔ فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ۔

امام صاحب اور عقیدہ نزول مسیح

اس میں شبہ نہیں کہ امام صاحب کی تحریروں سے نزول مسیح کے عقیدہ کا اثبات بھی نظر آتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ احادیث نبوی میں بار بار عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی خبر دی گئی تھی اور یہ آئمہ کرام احادیث نبوی کو رد نہ کرنا چاہتے تھے اس لئے وفات مسیح کا عقیدہ رکھنے کے باوجود بھی وہ کسی مسیح کی آمد کے منتظر رہے۔ یہ تو اس زمانہ کے لئے مقدر تھا کہ اللہ تعالیٰ مسیح موعود کے ذریعہ اس بات کو صاف کرے لیکن پرانے بزرگ ہر دو امور کو مانتے رہے چنانچہ بعینہ یہی بات ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "سر الخلافت" میں تحریر فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ "وقد سمعت ان الامام مالکا وابن قیم وابن تیمیہ والامام البخاری وکثیرا من اکابر الائمۃ وفضلاء الامۃ کانوا امقرین بموت عیسی ومع ذالک کانوا یومنون بنزول عیسی الذی اخبر عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما انکر احد ھذین الامرین وما الکلم وکانوا یفوضون التفاصیل الی اللہ رب العلمین" یعنی امام مالک و بخاری و ابن قیم و ابن تیمیہ اور دیگر اکابرین امت عیسیٰ کی موت کے قائل تھے اور اس کے ساتھ ہی وہ اس عیسیٰ کے نزول پر بھی ایمان رکھتے تھے جس کی نسبت رسول اللہ صلعم نے خبر دی تھی اور انہوں نے تفاصیل کو اللہ کے سپرد کرتے ہوئے دونوں میں سے کسی بات کا انکار نہ کیا۔

مولوی شہاب الدین صاحب خدارا بتائیں کہ حضرت مرزا صاحب نے کونسی خلاف واقعہ بات کہی اور ائمہ اسلام پر کیا بہتان طرازی کی جس کی وجہ سے مولویوں نے ان کو معاذ اللہ مفتری اور کاذب قرار دیا ہے۔ کیا جو کچھ مرزا صاحب نے بیان کیا تھا وہ ایک حقیقت نہیں؟ مولوی صاحب تو ماشاء اللہ اہل علم ہیں کیونکہ فرماتے ہیں "تمہیں اہل علم کے سامنے ایسا استدلال کرنے سے شرم آنی چاہیئے" لیکن اس کے باوجود اپنے علم کو صحیح طور پر استعمال کرنا نہیں جانتے اور جھٹ دوسروں کو مفتری اور کاذب بنا دیتے ہیں حالانکہ اس کے مصداق خود آپ ہیں۔ کاش مولوی لوگ حیا اور دیانتداری سے کام لیں اور کسی کو مفتری بنانے سے قبل اپنے ایمان کی فکر کیا کریں۔ کیا علامہ شہاب الدین کے پاس اس کا کوئی جواب ہے؟

ایران کا دور جدید

گذشتہ ماہ ایران کے متعلق جو خبریں موصول ہوئی ہیں، ان میں سے اکثر نہایت دل خوش کن اور حوصلہ افزا ہیں۔ معاصر اتحاد اسلام ہرات کے بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایران میں ایک شاندار تحریک اصلاح کا آغاز ہو چکا ہے۔ اور عالم اسلامی کا یہ متنفذ رکن جمود و غفلت بے جا قدامت پسندی اور توہمات کی تمام زنجیریں مکمل طور پر توڑ دینے کا عزم راسخ کر چکا ہے۔ معاصر موصوف رقمطراز ہے کہ حال ہی میں حکومت ایران نے حسب ذیل احکام نافذ کئے ہیں۔

(۱) ایران میں متعہ کی ممانعت

(۲) ایرانی قلمرو میں صحابہ کبارؓ اور اکابر امت پر تبرے کا امتناع

(۳) برسر بازار گریہ و ماتم کی ممانعت

ہم اس وقت متعہ کے جواز و عدم جواز پر کوئی بحث نہیں کرنا چاہتے۔ ہمارے عقاید و خیالات کی رو سے متعہ کی اسلام میں قطعاً اجازت نہیں۔ اور اس کو اسلامی شریعت سے دور کا بھی تعلق نہیں لیکن اس سے قطع نظر ایران میں متعہ کو مذہبی رسم کا تقدس ہرگز حاصل نہیں تھا۔ بلکہ اس نے عام فسق و فجور کی شکل اختیار کر لی تھی۔ ہر وہ مسافر جو حدود ایران کے اندر کسی سرائے یا ہوٹل میں چند روز کیلئے قیام کرتا اس بات کے لئے آزاد تھا کہ چاندی کے چند سکوں کے عوض محض نفس پرستی کی خاطر ایک عورت حاصل کرے۔ اور وہاں سے روانہ ہوتے وقت اسے چھوڑ دے۔ بد اخلاقی کے اس داغ کا ایران جیسے آزاد اسلامی ملک کی پیشانی سے دور ہو جانا ہر ایک مسلمان کے لئے باعث مسرت ہونا چاہیئے۔

شیعہ حضرات ہمیں معاف فرمائیں کہ ان کی تبرہ بازی کی رسم کو اسلامی تعلیم اور اسلامی اخلاق سے کامل بُعد ہے اور اُن کا یہی فعل قبیحہ

سنی مناقشات کی جڑ ہے۔ اعلیحضرت شاہ ایران اور آپ کے وزراء لائق مبارکباد ہیں کہ انہوں نے فساد کی اس جڑ ہی کو اپنی دانشمندی سے کاٹ کر پھینک دیا۔ برسر بازار گریہ و ماتم کی ممانعت بھی قابل تعریف ہے ہم شیعہ حضرات کے جذبات کا پورا احترام کرتے ہوئے عرض کرنے کی جرأت کریں گے کہ ان کے ہاں محرم اور غم حسینؓ کی جو مراسم مروج ہیں ان کا اسلام میں ہرگز کوئی جواز موجود نہیں۔

تاجدار ایران کی بالغ نظری کی بے اختیار داد دینی پڑتی ہے۔ کہ انہوں نے ایک بہت بڑے مرض کی صحیح تشخیص کر کے اس کا مناسب علاج تجویز کیا ہے۔ ہندوستان کے شیعہ حضرات اپنے سب سے بڑے ہم عقیدہ حکمران کی تقلید کر کے اسلام اور مسلمانوں کی بہت بڑی خدمت انجام دے سکتے ہیں۔ کاش وہ ایسا کریں۔

ایرانی وزیر تعلیم کی تقریر

بعض دیگر ممالک کی طرح ایران کے شیعہ سنیوں میں بھی تعصب و عدم اعتمادی کی خوفناک خلیج حائل تھی جس نے اتحاد اسلامی کو پارہ پارہ کر رکھا تھا۔ ایران میں شیعہ حضرات کی اکثریت ہے۔ حکومت کا مذہب بھی شیعہ ہے۔ اس لئے بسا اوقات سنی مسلمانوں کو سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا تھا صدیوں سے یہ حالت موجود تھی۔ شاہان قاچار کے تاریک زمانہ میں کئی مرتبہ سنیوں کے ساتھ ناروا سلوک کیا گیا۔ الحمد للہ۔ ایران کے موجودہ دور ترقی و اصلاح میں اس خلیج کو بھی پاٹنے کی کامیاب کوشش کی جا رہی ہے شیعہ حضرات کا تعصب اور سنیوں کا عہد بیچارگی قصہ پارینہ ہوتا جا رہا ہے تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وزارت تعلیم نے خاص احکام کی رو سے سرکاری مدارس میں فقہ حنفی کی تعلیم کو لازمی قرار دے دیا ہے بعض مدارس خاص طور پر فقہ حنفی کی تعلیم کے لئے جاری کئے گئے ہیں۔ اسی قسم کے ایک مدرسہ کی تقریب افتتاح پر تقریر کرتے ہوئے وزیر تعلیم نے فرمایا کہ:-

> "علماء و مجتہدین نے اپنے ذاتی نفع کے لئے ہم کو آپس میں مصروف جنگ رکھا۔ اب وقت آگیا ہے۔ کہ رسول عربی کے تمام حلقہ بگوش متحد و متفق ہو جائیں۔ اور جس طرح عیسائی فرقے مسیحیت کی خدمت کے لئے ایک ہو گئے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کے تمام فرقے اسلام کی خدمت کے لئے ایک خط پر جمع ہو جائیں۔"

ایرانی وزیر تعلیم کے یہ بیش بہا الفاظ تمام دنیا کے مسلمانوں بالخصوص ہندی مسلمانوں کو گوش دل سے سننے چاہئیں۔ یہ ایک نہایت تلخ حقیقت ہے کہ مولویوں اور مجتہدوں نے مسلمانوں کو آپس میں کافی لڑایا۔ اس خانہ جنگی کی وجہ سے مسلمان ترقی و دماغ کی قابلیتوں سے محروم ہو گئے ہیں۔ جب تک فروعی اختلافات سے قطع نظر کر کے خانہ جنگی کو بند نہیں کیا جاتا اسلام کی کوئی خدمت ناممکن ہے۔ حال ہی میں سرکاری حکم پر ایرانیوں نے مغربی لباس اختیار کر لیا ہے۔ اس تبدیلی کو ہمارے ملک کے قدامت پسند حضرات نے خطرے کی نگاہ سے دیکھا ہے انہیں اندیشہ ہے کہ کہیں ایران لباس کی تبدیلی کے ساتھ مذہبی جذبات سے محروم اور اسلام سے دور نہ ہو جائے۔ جس ملک کا وزیر تعلیم ایک سرکاری تقریب پر اس قسم کے شاندار الفاظ کہہ سکتا ہے اس کے متعلق لا مذہبی ارتداد کا شبہ قطعی طور پر ظلم نا سمجھے۔ باقی رہا لباس کی تبدیلی کا مسئلہ سو ایران کی ضروریات و مشکلات ہمارے سامنے نہیں۔ لہذا حکومت ایران کو محض اس معمولی بات پر مطعون کرنا بہت نازیبا ہے۔ اگر بفرض محال ایران کا یہ قدم کسی لحاظ سے غلط بھی ہو تو یہ غلطی اس قدر معمولی اور کم خفیف ہے جسے اس کے بے پناہ جذبہ اصلاح و خدمت دین کے سامنے بآسانی نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔

افسوس ہے کہ ہندوستانی شیعوں کا تاریک خیال اور قدامت پسند طبقہ خواہ مخواہ شاہ ایران سے ناراض ہو رہا ہے۔ حالانکہ چند سال تک زمانہ کا طاقتور ہاتھ ان کو بھی اسی راہ پر گامزن ہونے کے لئے مجبور کرنے والا ہے

فرقہ وارانہ مناقشات

ہندوستان کے فرقہ وارانہ مناقشات تمام ہندوستانیوں کی پستی و ذلت کا باعث ہیں۔ یہ دیکھ کر ہر ایک سچے محب وطن کو دکھ ہوتا ہے کہ مسجد شہید گنج کے انہدام کے ناگوار اور مسلم آزار حادثہ کے بعد یہ وبا خطرناک رفتار سے ترقی کر رہی ہے۔ امرتسر، گوجرانوالہ، امیر گڑھ اور علاقہ ماجھا کے مختلف دیہات سے تکلیف دہ اور اضطراب انگیز خبریں موصول ہو چکی ہیں۔ ہم واقعات کے ہر پہلو پر دیانت اور غیر جانبداری سے غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اس وقت مسلمان زخم خوردہ ہیں۔ سکھوں اور ہندوؤں کا ناعاقبت اندیش اور وطن دشمن طبقہ ان کے زخموں پر پے در پے نمک پاشی کر رہا ہے۔ موجودہ حالات میں مسجد کا انہدام نہایت غیر جانبدارانہ اور ظالمانہ فعل تھا۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے شریف اور عقلمند سکھ بھی بخوبی محسوس کر رہے ہیں۔ گو وہ اپنی مجبوریوں یا کمزوریوں کی وجہ سے اس کا واضح طور پر اعتراف نہیں کرتے۔ لیکن وہ وقت بہت جلد آنے والا ہے۔ جب انہیں احساس ندامت کے ساتھ ایسا کرنا پڑیگا کیونکہ استدلال کی بڑی سے بڑی مقدار بھی کسی ناجائز فعل کو جائز نہیں بنا سکتی۔ البتہ فی الحال ہم سکھوں کے شریف طبقہ سے اس قدر توقع ضرور رکھتے ہیں کہ وہ آیندہ کے لئے اپنی قوم کے طرز عمل کو بہتر بنانے کی کوشش کریں۔ یہ امر بھی باعث رنج ہے کہ ہندوؤں نے موجودہ حالات میں نہایت قابل اعتراض روش اختیار کر رکھی ہے۔ وہ سکھوں کو مناسب افعال سے روکنے کی بجائے ان کی شرارت آمیز حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ ان کی اس روش کی وجہ سے ہندوستان کا مستقبل زیادہ مخدوش و تاریک ہوتا جا رہا ہے۔ سب سے زیادہ تعجب انگیز بات یہ ہے کہ پوری ہندو قوم سے ایک ذمہ دار آدمی نے بھی اس کے خلاف آواز بلند نہیں کی۔

بہرحال ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے بھی درخواست کریں گے کہ وہ ان تکلیف دہ حالات میں کامل صبر و سکون سے کام لیں۔ برادران وطن کی طرف سے آج کل جو نمک پاشی ہو رہی ہے۔ اس کا مقصد ظاہر ہے اس مقصد کو کامل صبر و ضبط ہی سے ناکام کیا جا سکتا ہے۔

کیا حضرت مرزا صاحب اپنے دعوے کا انکار کرنے والوں کو کافر کہتے تھے

ڈاکٹر سر محمد اقبال کی شہادت

اس وقت جبکہ عام طور پر یہ پروپگنڈا کیا جا رہا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے دعوے کا انکار کرنے والوں کو کافر کہا ہے اور اس کے بالمقابل آپ کی اپنی شائع شدہ تحریر کی بھی پروا نہیں کی جاتی جس میں آپ نے یہ لکھا ہے:-

> "ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا" (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰ مطبوعہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

میں اپنے مسلمان بھائیوں کے سامنے ڈاکٹر سر محمد اقبال کی شہادت پیش کرتا ہوں جو انہوں نے گذشتہ موسم سرما میں جب میں ان کی عیادت کے لئے گیا خود میرے سامنے بیان کی اور فرمایا کہ:-

ایک دفعہ جناب میرزا صاحب سیالکوٹ گئے۔ ان ایام میں میاں (سر) فضل حسین وہیں کام کرتے تھے۔ ایک دن ڈاکٹر صاحب کہیں جا رہے تھے تو اتفاق سے رستے میں میاں صاحب سے ان کی ملاقات ہو گئی۔ ڈاکٹر صاحب نے دریافت کیا کہ آپ کدھر جا رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ میں مرزا صاحب کی طرف جا رہا ہوں ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب کا بیان ہے کہ جب ہم آپ کے پاس پہنچے تو اثنائے گفتگو میں میاں صاحب نے جناب مرزا صاحب سے یہ سوال کیا۔ کہ کیا آپ اپنے منکر کو کافر کہتے ہیں۔ تو آپ نے صاف الفاظ میں جواب دیا کہ:-

"میں اپنے منکر کو کافر نہیں کہتا"

ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ جناب مرزا صاحب کے یہ الفاظ مجھے اچھی طرح یاد ہیں۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال نے یہ بھی فرمایا کہ البتہ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ واقعہ کس سال کا ہے۔ لیکن اتنا یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ میاں فضل حسین ان دنوں وہاں پریکٹس کرتے تھے۔ سو اس کے متعلق صرف اتنا بیان کر دینا ضروری ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے سیالکوٹ تشریف لیجانے کا واقعہ ۱۹۰۴ء کا ہے

میں امید کرتا ہوں کہ خدا ترس مسلمان اس کے بعد کم سے کم اس بات کو حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب نہ کریں گے کہ آپ اپنے دعوے کا انکار کرنے والوں کو کافر کہتے تھے

(خاکسار)

محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور ۲۰ اگست ۳۵ء

اخبار احمدیہ

—— ہمارے کرم دوست ایم موسیٰ خانصاحب پلیڈر ہائی کورٹ کشمیر سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی صاحبزادی کی شادی ہمراہ بشیر محمد خانصاحب بعوض ایک ہزار روپیہ مہر بخیر و خوبی سرانجام پا گئی ہے۔ وہ تمام احباب جماعت اور بزرگان سے ملتمس ہیں کہ خلوص دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے باعث برکت بنائے۔ اس تقریب سعید پر انہوں نے پانچ روپے اپنی طرف سے اور پانچ روپے دولہا کی طرف سے بغرض اشاعت اسلام حضرت امیر ایدہ کی خدمت میں ارسال فرمائے ہیں اور علاوہ ازیں دو روپیہ اپنے قومی آرگن پیغام صلح کی توسیع اشاعت کے لئے بطور امداد عطا فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خانصاحب موصوف کو جزائے خیر بخشے اور اس مبارک تقریب کو دولہا دلہن اور جملہ متعلقین کے لئے باعث مودت و رحمت بنا دے۔

—— اسی ہفتہ میں ایک اور مسرت بخش تقریب ظہور میں آئی۔ ہمارے سلسلہ کے نہایت ہی محترم بزرگ حکیم مرزا خدابخش صاحب کے بڑے صاحبزادہ مرزا حبیب الرحمن صاحب ایم اے پروفیسر مالیر کوٹلہ کالج کی شادی ہمارے دوست خانصاحب مظفر خانصاحب پنشنر انسپکٹر پولیس کی صاحبزادی سے ۴ ستمبر بروز بدھ وار قرار پائی۔ ۴ تاریخ کو ایک بجے برات خانصاحب کے مکان واقعہ ٹمپل روڈ مزنگ میں پہنچی۔ جس میں بزرگان جماعت اور اساتذہ مسلم ہائی سکول کے علاوہ متعدد معززین شہر بھی شریک تھے۔

(بقیہ اخبار احمدیہ صفحہ ۶ پر)

ملک حبش کے دلچسپ حالات

اطالوی حبشی نزاع کے سلسلہ میں ملک حبش کے متعلق مقالات ومضامین میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ ہندوستان و یورپ کے اخبارات و رسائل [illegible] میں کثرت سے اس موضوع پر شائع ہو رہے ہیں۔ ہم بھی ناظرین پیغام صلح کی دلچسپی کے لئے بعض واقعات درج ذیل کرتے ہیں جو مختلف اخبارات سے ماخوذ ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ حبش کی [illegible] نوح کی اولاد ہیں [illegible] قدیم ترین باشندے ہیں ان کے قدیم تاریخی حالات [illegible] البتہ اس قوم کی تاریخ آج سے تین ہزار سال قبل [illegible] کے وقت سے شروع ہوتی ہے جبکہ ملکہ کی عقل و حکمت کی بدولت [illegible] کمال پر پہنچ گیا تھا۔

[illegible] حبشیوں کے دو گروہ ہیں۔ ان میں سے ایک [illegible] تمام علامات زنگیوں کی خاص [illegible] بال گھونگروالے [illegible] یہ لوگ تہذیب [illegible] بعض [illegible] و [illegible] زیب و [illegible] کرتے ہیں۔

دوسرا گروہ [illegible] ہیں اور [illegible] جزیرہ عرب [illegible] یہ لوگ متمدن ہیں اور [illegible] تعمیر پایا ہے [illegible] جاتے ہیں۔ [illegible] زیادہ آباد [illegible] بھی [illegible] کئے ہوئے ہے۔

ملک حبش میں [illegible] کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔ باوجود [illegible] کی ریاست میں ہے مگر اس کی وضع و قطع [illegible] مختلف ہے کیونکہ اس کی عمارت گول بنائی جاتی ہے۔ اور [illegible] نماز کے وقت مصر کے قبطی پادری کی طرح عام [illegible] بہر حال یہ رسوم حبشیوں کو یہودیوں سے ورثہ میں ملی ہیں [illegible] ۳۳۰ء کے قریب یمن کی طرف سے حبش میں داخل ہوئی ہے۔ یمن اس وقت (مسیحی ہونے سے پہلے) یہودی تمدن میں رنگا ہوا تھا۔ یہودیوں اور عیسائیوں میں اسلام سے پہلے نہایت خونریز معرکہ آرائیاں ہو چکی ہیں جن کی تفصیل تاریخ میں موجود ہے۔

حبش میں عمارات گول شکل کی بنائی جاتی ہیں۔ یہ زنگیوں کے مکانات سے زیادہ مشابہ ہوتی ہیں۔ ان کی تعمیر بانس سے ہوتی ہے اور انہیں اندر باہر سے مٹی سے لیپ دیا جاتا ہے ان کے آس پاس درخت لگا دیئے جاتے ہیں۔ جن کی شاخیں ان کی دیواروں پر پھیل کر انہیں اپنے پتوں سے ڈھانپ لیتی ہیں اور درختوں کے پھل ان کی دیواروں کی سطح پر پڑے رہتے ہیں۔

حبشیوں میں بستی یا گاؤں کا وہ مفہوم نہیں ہے جو عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ حبشی اپنے کھیت میں صرف اپنے بیوی بچوں کے ساتھ بسر کرتا ہے۔ اس کا پڑوسی کوئی نہیں ہوتا۔ البتہ کبھی اس کا خاندان بڑھ جاتا ہے تو اسی خاندان کے افراد سے ایک چھوٹا سا گاؤں بن جاتا ہے جس میں دس مکان ہوتے ہیں۔

ان کے یہاں زراعت کا جو طریقہ رائج ہے یہ وہی ہے جو تین ہزار برس پہلے رائج تھا۔ یہ لوگ لہسن پیاز بڑی کثرت سے بوتے ہیں اور [illegible] کثرت کھاتے ہیں۔ ان میں آج کل آلو اور ٹماٹر [illegible] جاتے ہیں [illegible] تو ان کے درخت بڑی افراط سے [illegible] اور تمام مکانات کے ارد گرد دیکھے نظر آتے ہیں۔

حبشیوں نے [illegible] رسوم بھی اختیار کر رکھی ہیں مثلاً حبشی شہنشاہ [illegible] ہیلا سلاسی ہمیشہ اپنا نام [illegible] میں رجسٹر پر لکھا کرتے ہیں جس طرح [illegible] آموں رفراعنہ میں سے ایک بادشاہ لکھا کرتا تھا۔

حبش کا پایہ تخت [illegible] ۱۸۹۶ء میں اٹلی پر فتح حاصل کرنے کے بعد شاہ حبش نے تعمیر کیا۔ اس کا نام ادیس ابابا یعنی گل نو ہے اور یہ دنیا کے جدید ترین دار الخلافوں میں سے ہے۔ اس سے قبل حبشہ کا دار الخلافہ [illegible] تھا۔ یہ لفظ ابابا عربی الاصل معلوم ہوتا ہے جس کا تعلق زراعت سے ہے۔ ادیس ابابا کی آبادی ... [illegible] ہزار سے زیادہ نہیں ہے۔ مگر جب وہاں قبائل کے سردار آتے اور ان کے گرد و نواح میں خیمہ زن ہوتے ہیں تو انسانی آبادی اور چہل پہل بڑھ جاتی ہے۔ . . . .

اور [illegible] کے تمام باشندے ان سرداروں کے زرق برق خلعت [illegible] کے لباس دیکھنے کے لئے جمع ہو جاتے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ [illegible] ہندوستان اور جاپان سے آنیوالے تاجروں سے تمدنی و [illegible] سامان خریدتے ہیں۔ اس لئے ان کی آمد سے تجارت میں بھی ترقی ہو جاتی ہے۔ شہر کے وسط میں ایک میدان [illegible] جس [illegible] کے سامنے یہاں کے دیہاتی بازار [illegible] آس پاس تاجروں کی [illegible] قائم ہیں [illegible] بارش [illegible] کثرت سے [illegible] اور [illegible] بازار [illegible]

حبش کی تجارت زیادہ تر [illegible] عرب اور شام [illegible] والوں کے ہاتھ میں ہے۔

ملک حبش میں چھوٹے چھوٹے جرائم کے لئے لوگ عدالت میں [illegible] ایک شخص کو جج مقرر کر لیتے ہیں۔ جو برسر عام عدالت کرتا ہے اور [illegible] لوگ مقدمہ کی کارروائی سنتے ہیں۔ اور مقدمہ فیصلہ ہونے کے بعد جج کو مقررہ فیس ادا کر دی جاتی ہے۔ صرف وہ جرائم جن کی سزا موت ہے سرکاری عدالت میں پیش ہوتے ہیں۔

حبشہ میں شادی کرنے کا بھی عجب رواج ہے۔ رشتہ کے لئے بہت تگ و دو نہیں کرنی پڑتی بلکہ ہفتہ کے روز صبح مارکیٹ میں جوان لڑکیاں جمع ہو جاتی ہیں اور ایک کمیشن ایجنٹ ایک اونچے مقام پر کھڑا ہو کر ہر ایک لڑکی کا نام لیتا ہے اور اس کے وصائف بیان کرتا ہے اور اس کے بیاہے جانے کے لئے چند روپے اور کچھ کپڑے اور کچھ شہد وغیرہ مقرر کرتا ہے حاضرین میں سے جس کو یہ سودا منظور ہو۔ وہ اشیاء مطلوبہ ادا کر کے لڑکی کو لے جاتا ہے۔

حبش کی مکتوبی زبان اور وہ زبان جسے باشندگان حبش کا زیادہ حصہ جانتا ہے، امہری کہلاتی ہے۔ یہ زبان جدید عربی اور قدیم مصری زبان کے الفاظ پر مشتمل ہے۔ اس زبان میں جو کتابیں تالیف ہوئی ہیں۔ ان کی تعداد ایک ہزار دو سو کتابوں سے کم نہیں ہے مگر ان میں زیادہ تر قلمی ہیں جو طبع نہیں ہوئیں۔ ان کتابوں میں زیادہ تر گرجا، نماز اور دینی خدمت کے آداب و مباحث ہیں۔ مگر کچھ کتابیں ریاضی جغرافیہ اور تاریخ کی بھی ہیں۔ لندن کے عجائب خانہ میں ان کتابوں کے بہت سے نسخے خریدے گئے ہیں۔

ادیس ابابا میں ٹیلیفون سب طرف پھیلا ہوا ہے اور ٹیلیگراف ملک کے اطراف کو ایک دوسرے سے ملائے ہوئے ہے۔ دار السلطنت ادیس ابابا سے چھ اخبار نکلتے ہیں۔ جن میں سے دو فرانسیسی زبان میں، ایک یونانی میں، ایک اطالوی میں اور دو امہری زبان میں شائع ہوتے ہیں۔ ان دو میں سے ایک کے رئیس التحریر خود شہنشاہ ہیلا سلاسی ہیں۔ اس کا نام "اَنا سام" ہے۔ شہنشاہ اس اخبار میں تقریباً روزانہ مضمون لکھتے ہیں اور ان کا شمار معتدل اخبار نویسوں میں ہے۔

حبشہ کے لوگ فن سپاہ گری میں بہت ماہر ہیں اور ہر حبشی ایک پیدائشی سپاہی کی مانند ہے۔ تین ہزار برس سے آج تک متعدد لڑائیاں لڑنے کے باوجود حبشہ نے اپنی آزادی کو اس وقت تک برقرار رکھا ہے اور کسی نے اس ملک کو فتح نہیں کیا۔

(بقیہ اخبار احمدیہ)

ہم اس تقریب سعید پر مرزا صاحب موصوف اور ان کے متعلقین کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے خیر و برکت کا باعث بنا دے۔ آمین

مرزا خدا بخش صاحب نے اس تقریب پر دس روپیہ عطیہ بغرض اشاعت اسلام انجمن کو مرحمت فرمایا ہے۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء

—— جناب امام الدین صاحب ٹھیکیدار جہلم سے رقم فرما ہیں کہ وہ وسط ستمبر میں اپنے صاحبزادہ عبد المجید صاحب بی اے کو انگلستان برائے حصول تعلیم قانون بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ احباب کرام سے دعا کے ملتمس ہیں۔

—— یہ خبر افسوس سے سنی جائے گی کہ خانصاحب ملک مولا بخش صاحب ساکن گجرات ضلع گجرات چند روز ہوئے اس دار فانی سے رحلت فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمیں ان کے صاحبزادہ عبد المنان صاحب اور جملہ متعلقین سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل بخشے۔

کل جمعہ کے روز ان کا جنازہ غائبانہ پڑھا گیا۔ بیرونی جماعتیں بھی دعائے مغفرت کریں۔

—— حاجی جان محمد صاحب پشاور میں ایک مشہور لیڈر اور مخیر بزرگ تھے۔ اور تحریک خلافت میں قومی خدمات سرانجام دے چکے تھے۔ ہمارے سلسلہ سے انس اور محبت رکھتے تھے۔ چند روز ہوئے کہ وہ بعارضہ ہیضہ انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کل جمعہ کے روز ان کا جنازہ غائبانہ پڑھا گیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جوار رحمت میں جگہ دے۔

مجروحین شہید گنج اور شہدا کے متعلقین کی امداد

قضیہ شہید گنج کے دوران میں جو لوگ گولیوں سے شہید ہوئے ان کے لواحقین کی امداد کے لئے اور مجروحین کی امداد کے لئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے یکصد روپیہ کی رقم مسلم ریلیف کمیٹی لاہور میں پیش کی ہے۔

اسسٹنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

(بقیہ صفحہ ۲)

رہی ہیں۔ کہ ہندوستان اور مصر میں تبلیغی مشن تیار ہو رہے ہیں۔ اور عنقریب جاپان آنے والے ہیں۔ کاش کہ ان خبروں میں صداقت ہو۔ ان مشنوں کو معلوم رہنا چاہیئے۔ کہ یہاں پکا پکایا تیار نہیں ہے کہ کھا پی کر واپس چلے جائیں۔ ان کو یہاں رہنا پڑے گا۔ اور مسلسل کام کرنا پڑے گا۔ اب سے تیس سال پہلے جاپان میں ایک لہر اٹھی تھی کہ دنیا کے مذاہب کا مطالعہ کیا جائے۔ اور بہترین مذہب اختیار کیا جائے۔ اس کی خبر ہندوستان میں بھی مبالغے کے ساتھ پھیلی تھی۔ وہاں سے قاری سرفراز حسین صاحب تشریف لائے۔ شاید وہ اس توقع پر آئے تھے کہ جاپانی ان کے ہاتھ پر بیعت کرکے اسلام لے آئیں گے۔ مگر ان کے خلاف توقع یہاں کی فضا مختلف تھی اور وہ ناکام واپس گئے۔ جو کوئی مشن یہاں آئے اس کا فرض تعلیم دینا نہ ہوگا۔ بلکہ جاپان اور جاپانیوں کا مطالعہ کرنا بھی ہونا چاہیئے۔ اگر اس نے دوسرے فرض سے غفلت برتی تو پہلے فرض کی انجام دہی میں ناکامی لازمی ہے۔ جاپانیوں میں کام کرنے کے لئے ان کے تمدن کا غائر مطالعہ نہایت ضروری ہے . . . . اس کے ساتھ ہی ان کی زبان بھی سیکھنی چاہیئے۔ ورنہ ان سے تبادلہ خیالات کرنا اور اپنے مقصد کی اشاعت کرنا محال ہے۔

جاپان میں عیسائی مشن

جاپان میں عیسائیوں کے بہت سے مشن کام کر رہے ہیں ان کو صدیوں سے تبلیغی کام کا تجربہ ہے۔ ان کے یہاں ایک نظام قائم ہے جس پر صبر و استقلال سے کام چل رہا ہے۔ جو نیا پادری آتا ہے وہ پہلے سے جاپانی تاریخ و تمدن کا مطالعہ کرکے چلتا ہے پھر یہاں آکر تین سال تک جاپانی زبان سیکھتا ہے۔ اس دوران میں جاپانی پادریوں کے ساتھ کام کرتا رہتا ہے۔ جب جاپانی زبان میں سہولت سے گفتگو کرنے اور لکھنے پڑھنے میں مہارت حاصل کر لیتا ہے تو دراصل اس کی خدمت کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔ مسلمانوں کو تبلیغی کام کرنا پادریوں سے سیکھنا چاہیئے حلیم الطبعی کا سبق تو ان سے ضرور حاصل کرنا چاہیئے۔

جاپانی فضا میں تبدیلی

پچھلے دس پندرہ سال میں جاپان کی فضا بہت کچھ بدل گئی ہے۔ اور روز بروز بدلتی جا رہی ہے۔ پہلے جاپانی ہر مغربی بات اختیار کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ اب انہیں اپنے تمدن کی خوبیوں کا احساس ہو گیا ہے اور اپنی تہذیب و تمدن کی اشاعت کرنے لگے ہیں۔ ٹوکیو میں جاپانیوں نے کئی سوسائٹیاں قائم کر رکھی ہیں۔ جو وقتاً فوقتاً انگریزی زبان میں جاپانی تمدن پر تقریریں کراتی رہتی ہیں۔ ان کے جلسوں میں غیر ملکی حضرات شریک ہوکر استفادہ کرتے ہیں۔ یہ سوسائٹیاں انگریزی زبان میں رسالے بھی نکالتی ہیں۔

جاپانی تمدن کی بنیاد افراد خاندان کی شیرازہ بندی پر ہے بزرگ خاندان اس شیرازے کو قائم رکھتا ہے تمام افراد اپنے خاندان کی عزت برقرار رکھنے کے لئے ہر وقت قربانی کرنے کو آمادہ رہتے ہیں۔ اجداد پرستی کے جذبے سے اس شیرازہ بندی کو تقویت پہنچتی ہے۔ مگر مغربی تمدن اور لٹریچر کی اشاعت سے اس شیرازہ بندی کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ مغربی تمدن کا بنیادی اصول شخصی آزادی ہے۔ اس سے خاندانی شیرازہ بندی متزلزل ہو رہی ہے۔ جاپانی گورنمنٹ اس نقص سے آگاہ ہے اور وہ جاپانی تمدن کے استحکام کے لئے مذہب سے اپیل کرتی ہے۔ چنانچہ تھوڑا عرصہ ہوا وزیر تعلیم مختلف مذاہب کے علما کو ایک جلسے میں مجتمع کرکے اس بارے میں گورنمنٹ کی امداد کی درخواست کر چکے ہیں اور یہ بھی ظاہر کر چکے ہیں کہ گورنمنٹ بے دست و پا ہے۔ وہ کچھ نہیں کر سکتی

جاپانیوں کی فراخدلی

جاپانی مذہب کے بارے میں بڑے فراخدل ہیں۔ یہاں یہ عجیب منظر دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ ایک خاندان میں باپ بدھ مذہب کا پیرو ہے۔ ماں شنٹو ہے بیٹی عیسائی، پھر سب مل جل کر رہتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر یہ منظر ہے کہ بدھ، شنٹو اور عیسائی علماء آپس میں جلسے کرتے ہیں اور اس امر پر بحث کرتے ہیں کہ مذہب کی اشاعت کس طرح کی جائے۔ اور تو تو میں میں نہیں ہوتی۔

سیاست میں مذہب کی مداخلت جائز نہیں

جاپانی لوگ سیاست میں مذہب کی مداخلت کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ تین صدی پیشتر پرتگیزوں نے جاپان میں عیسائیت کی تبلیغ شروع کی تھی۔ جنوبی جزیرہ کیوشو میں کئی لاکھ جاپانی عیسائی ہو گئے تھے۔ خاص جزیرہ ہونڈو میں بھی عیسائیوں کی بستیاں جگہ جگہ قائم ہو گئی تھیں۔ اس زمانے میں پادری لوگ اپنی سلطنت کے ایلچیوں کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ اور جس سلطنت میں تبلیغی خدمت انجام دیتے تھے۔ اس کی سیاسیات میں بھی دخل دیکر تخریب کا باعث ہوتے تھے۔ چنانچہ جاپان میں بھی جگہ جگہ بغاوتوں میں عیسائیوں نے حصہ لیا۔ یہ بات جاپانیوں کو بہت ناگوار گذری۔ لہذا وسط سترھویں صدی میں جاپانی گورنمنٹ نے غیر ملکی پادریوں کو جلاوطن کر دیا۔ دو سو برس تک کوئی یورپین پادری سرزمین جاپان میں قدم نہ رکھ سکا۔ آج کل پادری گورنمنٹ کے خلاف ایک لفظ منہ سے نہیں نکالتے

جاپان کی آبادی

مقبوضات کو چھوڑ کر جاپان خاص کی آبادی چھ کروڑ ہے اس میں سے تقریباً ستر فیصدی بدھ مذہب کے پیرو ہیں۔ تیس فیصدی سے کچھ کم شنٹو ہیں۔ اور عیسائی ایک فیصدی سے بھی کم ہیں۔ ان کی تعداد سوا چار لاکھ ہے۔ عیسائیوں کی تعداد بہت قلیل ہے۔ مگر جاپانیوں کے خیالات اور اخلاق پر عیسائیت کا اثر بدھ مذہب سے زیادہ گہرا پڑ رہا ہے۔

(باقی آئندہ)

اصلاح نسل انسانی میں عورت کی ذمہ داری

(از راجہ حسن اختر صاحب پی سی۔ ایس پرسنل اسسٹنٹ کمشنر محکمہ اصلاح دیہات)

بہشت ماں کے قدموں کے نیچے ہے تو دوزخ بھی ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔

نیک اور تعلیمیافتہ ماں کے بچے دنیا میں اپنے آپ کو بہشت کا وارث بنا لیتے ہیں۔ وہ اپنی ماں سے نیکی اور اصلاح کی دولت حاصل کرتے ہیں اور بعد ازاں اپنے ماحول کو نیکی اور اصلاح سے لبریز کر دیتے ہیں۔ اس کے برعکس ایک تعلیم نایافتہ ماں کے تربیت نایافتہ بچے دنیا میں شر اور فساد کے دروازے کھول دیتے ہیں اور اپنے ماحول کو گندہ اور ناپاک بنا دیتے ہیں۔

انسانیت کی بہتری اسی میں ہے کہ عورت کو اس کے صحیح مقام پر کھڑا کر دیا جائے۔ لیکن تربیت اور تعلیم کے بغیر یہ ممکن نہیں۔ عورت گھر کے نظم اور اصلاح کی ضامن ہے اس لئے گھر کے نظم اور اصلاح کے تمام امور سے اسے واقفیت ہونی چاہیئے تنظیمی امور میں سب سے نمایاں خانگی اخراجات پر پورا پورا قابو رکھنا، سینا، پرونا کاڑھنا، پینے کے پانی کا مصفا رکھنا، موسمی بخار کا تدارک کرنا، چیچک اور طاعون کے ٹیکے کی اہمیت کا پہچاننا، مکانات کو روشن اور ہوادار اور گھر کو عام طور پر صاف ستھرا رکھنا اور ضروری گھریلو استعمال دواؤں کی شناخت کے قابل ہونا وغیرہ ہیں۔

اصلاحی امور میں بچوں کی تربیت، اصول تیمارداری، ہر کام میں پابندی اوقات وغیرہ بہت اہمیت رکھتے ہیں۔

عورت کے کام کی دنیا بہت وسیع ہے اور اکثر صورتوں میں اس کو مردوں کے کام کی دنیا پر فوقیت حاصل ہے۔ اگر عورت کو تعلیم و تربیت سے محروم رکھا جائے تو کوئی قوم جوانمرد صالح نوجوان پیدا نہیں کر سکتی اور کوئی خاطر خواہ ترقی ممکن نہیں۔

کیا یہ وقت نہیں کہ ملک کی صاحب فکر خواتین اس مسئلہ کے تعمیری پہلوؤں پر غور کریں اور مندرجہ بالا اصول کو ہندوستانی گھروں میں رائج کرنے کے طریقوں پر غور کریں۔

عورت کو فطرتاً اپنے اور اپنی قوم کے بچوں سے محبت اور ہمدردی ہوتی ہے۔ اس لئے ان مسائل کے حل کے متعلق بھی انہی کو غور و فکر کرنا چاہیئے۔

ہمارے ملک میں مقدمہ بازی اور انسان آزاری کی وبا عام ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارے اکثر نوجوان اچھی تربیت نہ ہونے کی وجہ سے مغلوب الغضب ہوتے ہیں۔ اگر ہم کی مائیں اپنے فرض سے آگاہ ہوں اور اپنے وسیع ملکی ذمہ داریوں سے واقف ہوں تو ملک کی ۹۹ فیصدی برائیاں دور ہو سکتی ہیں۔

(محکمہ اطلاعات پنجاب)

خبریں

عالم اسلام

—— گذشتہ دنوں مختلف ذرائع سے یہ خبر موصول ہوئی تھی کہ حکومت فرانس شام میں ایک آزاد جمہوری سلطنت قائم کرنے کا ارادہ کر رہی ہے لیکن اب فرانسیسی ہائی کمشنر نے اس کی تردید کر دی ہے۔ انہوں نے ایک بیان میں کہا کہ حکومت فرانس کے سامنے اس قسم کی کوئی تجویز نہیں۔ فرانس نے شام کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا ہے تاکہ اس کی قوت کم ہو جائے۔

—— دمشق کے تاجروں نے اپنے ایک اجتماع میں رائے عامہ کا لحاظ کرتے ہوئے وطنی مصنوعات کی تحریک کی زبردست حمایت کی ہے، اور اعلان کیا ہے کہ وہ بالخصوص وطن کی مصنوعات ہی خریدیں گے اور فروخت کریں گے۔

—— فلسطین کے دستور اور اسمبلی کے قیام کی تجویز کے سلسلہ میں وطنی رہنماؤں، انتدابی دفتر اور حکومت برطانیہ میں جو گفت و شنید جاری تھی وہ آخری منزل پر پہنچ چکی ہے اور توقع کی جا رہی ہے کہ اس سال اسمبلی کا قیام اور انتخاب عمل میں آ جائے گا۔

—— حکومت برطانیہ نے فلسطین کے ساحل پر بمقام حیفا جو عظیم بحری مستقر بنایا ہے اس کی توسیع کی جدید منظوری دی گئی ہے پہلے بندرگاہ میں صرف چار جہاز لنگر انداز ہو سکتے تھے لیکن اب دس جہاز پلیٹ فارم کے قریب قیام کر سکیں گے۔

—— ایک غیر مصدقہ اطلاع مظہر ہے کہ سلطان ابن سعود کے خلاف علاقہ عسیر کے قبیلہ بنی مالک نے مسلح بغاوت کر دی اور اس قبیلہ کے افراد کا سلطان موصوف کی افواج کے ساتھ زبردست تصادم ہوا۔ اس بغاوت کو دبانے کیلئے ریاض سے کافی تعداد میں افواج بھیجی گئیں۔ جنہوں نے امن و امان قائم کر لیا۔ حکومت احتیاطی تدابیر میں مصروف ہے۔

—— بیان کیا جاتا ہے کہ امام یمن نے ایک فرمان جاری کیا ہے کہ مصر، عدن اور ہند میں جس قدر یمنی مقیم ہیں ان میں سے کوئی بھی اطالوی افواج میں بھرتی نہ ہو۔ جو لوگ اس فرمان کی خلاف ورزی کریں گے ان کی زمین اور مال و زر بحق حکومت ضبط کر لیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص یمن میں اطالوی افواج یا مزدور بھرتی کرتا ہوا پکڑا گیا، تو اسے حبس دوام کی سزا دی جائے گی۔

—— عراق کی تازہ ڈاک میں جو اخبارات موصول ہوئے ہیں ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عراق کی مجلس وزراء نے فیصلہ کیا ہے کہ مرحوم شاہ فیصل کے مدفن پر ایک شاندار مقبرہ تعمیر کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے ایک معقول رقم منظور کی گئی ہے۔ یہ مقبرہ پارلیمنٹ کی عمارت کے قریب تعمیر کیا جائیگا

—— فرانس اور ترکی کا تجارتی معاہدہ پایہ تکمیل تک پہنچ گیا اس معاہدہ کی وجہ سے فرانس کی مصنوعات کو ترکی میں اور ترکی مصنوعات کو فرانس میں چنگی کی بہت سی مراعات دی جائیں گی۔

—— تجویز ہے کہ عراق کو ریلوے کے ذریعے یورپ سے ملحق کر دیا جائے اس ریلوے سے بحیرہ روم میں تیل لے جانے کا کام لیا جائیگا، نیز بغداد اور طرطوس ہوتے ہوئے اناطولیہ کو بھی اور استنبول سے بھی اس ریلوے کا تعلق ہوگا۔

—— مصر کی مجلس خواتین نے نسیم پاشا وزیر اعظم سے مطالبہ کیا ہے کہ مصر میں تعدد ازدواج کو منسوخ کر دیا جائے اور مرد عورت کی اخلاقی مساوات کو قانونی طور پر تسلیم کیا جائے۔

ہندوستان

—— شملہ میں اسمبلی کا اجلاس شروع ہے گذشتہ تین چار روز میں حکومت کو دو مرتبہ شکست ہو چکی ہے۔

—— ڈاکٹر خاں نے ۴ ستمبر کو اس بنا پر تحریک التوا پیش کی تھی کہ ماورائے سرحد پر آج کل معصوم بچوں اور عورتوں پر گولہ باری ہو رہی ہے چار بجے بعد دوپہر اس پر ہنگامہ خیز بحث ہوئی اور حکومت کی انتہائی کوشش کے باوجود ۴۴ آرا کے مقابلے میں ۶۷ آرا کی اکثریت سے تحریک منظور ہو گئی۔

—— مسٹر دین کا ٹائیلم چیٹی نے یہ تحریک پیش کی کہ سرکاری ریلوں کے ساز و سامان کی تیاری کا انتظام مقامی کارخانوں میں ہونا چاہیئے مسٹر چیٹی نے دوران تقریر میں اس بارہ میں بتلایا کہ حکومت ۱۹۲۱ء سے اسی طرح غلط وعدے کرتی چلی آ رہی ہے لیکن اس نے ان وعدوں کو ایفا کرنے کے لئے کوئی توجہ نہیں کی۔ طویل بحث کے بعد اس قرارداد پر آراء شماری ہوئی اور ۵۴ آرا کے مقابلے میں ۶۵ آرا کی اکثریت سے یہ قرارداد منظور ہو گئی۔

—— شملہ ۴ ستمبر مسٹر غالد لطیف گابا مسجد شہید گنج کے انہدام کے سلسلے میں لاہور میں مسلمانوں پر فائرنگ کی تحقیقات سے حکومت کے قاصر رہنے کے مسئلہ پر بحث و تمحیص کرنے کے لئے جو تحریک التوا پیش کرنا چاہتے تھے وائسرائے نے اس کی اجازت نہیں دی۔ کیونکہ ہز ایکسیلنسی کے خیال میں اس مسئلہ پر بحث و مباحثہ مفاد عامہ کے خلاف ہے۔

—— الہ آباد۔ پنڈت جواہر لال نہرو کی اہلیہ محترمہ یورپ میں سخت بیمار ہیں۔ آج کل وہ جرمنی کی ایک صحت گاہ (سینی ٹوریم) میں زیر علاج ہیں۔ اس صحت گاہ کے منتظم نے تار دیا تھا کہ موصوفہ کی حالت تشویشناک ہے، اس لئے ہز ایکسیلنسی وائسرائے نے پنڈت جی کو غیر مشروط طور پر یورپ جانے کے لئے قبل از وقت رہا کر دیا ہے۔ پنڈت جی کی میعاد اسیری آئندہ فروری میں ختم ہونے والی تھی۔

—— پنڈت جی الموڑہ جیل سے رہا ہونے کے بعد الہ آباد پہنچے اور وہاں سے ۴ ستمبر کی سہ پہر کو امپیریل ایرویز کے ہوائی جہاز کے ذریعہ یورپ روانہ ہو گئے۔ امید کی جاتی ہے آپ ۹ ستمبر تک اپنی اہلیہ کے پاس پہنچ جائیں گے۔

—— امرتسر میں مسلمانوں اور سکھوں کے تعلقات سخت کشیدہ ہو رہے ہیں، گذشتہ ہفتہ کئی مرتبہ فساد ہوتے ہوتے رہ گیا۔

—— حکومت پنجاب نے روزنامہ "احسان" لاہور کی پانچ سو روپے کی ضمانت ضبط کر لی۔ جس مطبع میں وہ چھپتا تھا اس کی بھی ایک ہزار روپے کی ضمانت طلب کر لی ہے (پیغام صلح) ہمیں اس مصیبت میں اپنے معاصر سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ اسے استقامت عطا فرمائے۔

—— گذشتہ چند روز سے گوجرانوالہ میں بھی مسلم سکھ تعلقات کشیدہ ہیں۔ چند روز ہوئے کسی نے بکرے کے چند سری پائے اور ایک بچھڑے کا سر کسی جگہ پھینک دیا جس سے مسلمانوں اور ہندو سکھوں کے جذبات میں شدید ہیجان پیدا ہو گیا۔ فی الحال سکوت طاری ہے۔ حکام مناسب کارروائیوں میں مصروف ہیں۔

—— چند روز ہوئے میرٹھ میں اس غلط افواہ پر فساد ہوتے ہوتے رہ گیا کہ سکھوں نے سرائے میر خاں میں ایک مسجد گرا دی۔ مسلمان لاٹھیوں سے

ممالک خارجہ

—— جنیوا ۴ ستمبر۔ آج شام کے وقت لیگ کونسل کا اجلاس منعقد ہوا۔ اطالیہ کے نمائندہ، بیرن الاسی نے ایک طویل دستاویز پیش کی جس میں بیان کیا گیا تھا کہ گذشتہ پچاس سال کے عرصہ میں اطالیہ ہمیشہ صبر و تحمل کا ثبوت دیتا رہا لیکن حبشہ ہمیشہ معاہدات کی پابندی سے بچنے کی کوشش کرتا رہا۔ اس لئے اب اطالیہ کو حبشہ پر کوئی اعتبار نہیں رہا۔

—— بیرن نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اگر حبشہ جمعیت اقوام میں اسی حیثیت سے شامل رہا جس حیثیت سے اطالیہ شامل ہے تو اطالیہ کو سخت رنج ہوگا۔ اطالوی حکومت اپنی نوآبادیات کو بچانے کی خاطر تمام ضروری اقدامات اختیار کرنے کے لئے پوری آزادی چاہتی ہے۔

—— رائٹر کی اطلاع کے مطابق ۴ ستمبر کے اجلاس کی کارروائی بہت امید افزا تھی۔ بیرن الاسی نے ایک ملاقات کے دوران میں کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ حبشہ کو جمعیت سے علیحدہ کر دیا جائے لیکن اگر حبشہ کو اطالیہ پر ترجیح دی گئی۔ تو ظاہر ہے کہ اطالیہ کو یہ صورت حال گوارا نہ ہوگی۔ اگر اقدامات اختیار کرنے سے روکا گیا تو اطالیہ اپنے مفاد کی خاطر یا جمعیت اقوام کو چھوڑ دے گا یا اعلان جنگ کر دے گا۔

—— حال ہی میں کی ولیسٹ (امریکہ) کے جزائر میں جو طوفان باد آیا تھا۔ اس سے پانچ سو آدمی ہلاک ہوئے۔ ہزارہا بے خانماں ہو گئے۔ عمارتیں گر کر دیا سلائی کی ڈبیا کی طرح ریزہ ریزہ ہو گئیں

—— جاپان کا وزیر حرب مستعفی ہو گیا۔ وزیر اعظم نے ان کا استعفا منظور کر لیا ہے۔

—— مالٹا ۵ ستمبر، حکومت آج کل نہایت سرگرمی سے والنٹیر جمع کر رہی ہے۔ انہیں مرہم پٹی کا کام سکھلایا جا رہا ہے۔ آبادی کو گیس کے حملوں سے بچانے کی دفاعی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔ والنٹیروں کو یہ کام پندرہ دن کے عرصہ میں سکھلا دیا جاتا ہے۔

—— ادیس ابابا ۵ ستمبر، حبشہ کے ایک فوجی افسر کے بیان کے مطابق ادیس ابابا کے قریبی اسلحہ خانہ سے سامان حرب دارالسلطنت کے مغرب کی طرف مختلف مراکز تک پہنچایا جا رہا ہے تاکہ اطالیہ کے ہوائی حملوں کا انسداد کیا جا سکے۔ اس افسر کا بیان ہے کہ اہل اطالیہ فوجی اہمیت کے کسی مقام کو تباہ نہیں کر سکیں گے۔ ہوائی حملوں کا اثر صرف سول آبادی، محلات، معابد اور عمارات پر ہوگا۔

—— ادیس ابابا ۵ ستمبر، چند روز ہوئے حکومت حبشہ نے ایک امریکن کمپنی کو تیل کی مراعات دی تھیں۔ اس کے متعلق اطالوی حکومت نے شدید اعتراض کیا تھا۔ حکومت حبشہ نے کافی غور و خوض کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ یہ مراعات ہرگز منسوخ نہیں کی جائیں گی، لیکن حکومت امریکہ نے اس اجارہ کو منسوخ کر دیا ہے اس کے خیال میں موجودہ وقت میں اس قسم کی مراعات امن قائم رکھنے کی تمام گفت و شنید کو برہم کر رہی ہیں۔

—— لندن ۵ ستمبر، برطانوی امارت بحری نے اس خبر کی تردید کی ہے کہ برطانیہ بحر روم کے بیڑے کو بڑے جہازوں کے ذریعے مستحکم کر رہا ہے یہ افواہ غالباً اس لئے مشہور ہو گئی کہ بحیرہ روم کا بیڑا موسومہ "ہبرام" مرمت و تجدید کے بعد دوبارہ سمندر میں بھیجا گیا ہے۔

—— جنیوا ۵ ستمبر، حبشی مندوب کا جواب سننے کیلئے جمعیۃ اقوام کی

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

میری صداقت روز روشن کیطرح دنیا پر کھل جائیگی

میں بصیرت اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں اور میں وہ قوت اپنی آنکھوں سے دیکھتا اور مشاہدہ کرتا ہوں۔ مگر افسوس میں اس دنیا کے فرزندوں کو کیونکر دکھا سکوں کہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سنتے ہوئے نہیں سنتے ہیں کہ وہ وقت ضرور آئیگا کہ خدا تعالیٰ سب کی آنکھ کھول دیگا اور میری سچائی روز روشن کی طرح دنیا پر کھل جائے گی۔ لیکن وہ وقت وہ ہوگا کہ توبہ کا دروازہ بند ہو جائیگا اور پھر کوئی ایمان سودمند نہ ہو سکیگا۔ میرے پاس وہی آتا ہے جس کی فطرت سلیم ہے وہ دور سے سچائی کی اس خوشبو کو جو میرے ساتھ ہے سونگھتا ہے اور اس کشش کے ذریعہ سے جو خدا تعالیٰ اپنے ماموروں کو عطا کرتا ہے میری طرف اس طرح کھنچے چلے آتے ہیں جیسے لوہا مقناطیس کی طرف جاتا ہے۔ لیکن جن کی فطرت میں سلامت روی نہیں اور جو مردہ طبیعت کے ہیں ان کو میری باتیں سردردہ معلوم نہیں ہوتیں۔ وہ ابتلا میں پڑتے ہیں اور انکار پر انکار اور تکذیب پر تکذیب کر کے اپنی عاقبت کو خراب کرتے ہیں اور اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے کہ ان کا انجام کیا ہونے والا ہے۔ میری مخالفت کرنے والے کیا نفع اٹھائیں گے۔ کیا مجھ سے پہلے آنے والے صادقوں کی مخالفت کرنے والوں نے کوئی فائدہ کبھی اٹھایا ہے؟ اگر وہ نامراد اور خاسر رہ کر اس دنیا سے اٹھے ہیں تو میرا مخالف اپنے ایسے ہی انجام سے ڈر جائے کیونکہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں صادق ہوں۔ میرا انکار اچھے ثمرات نہیں پیدا کریگا *

(الحکم ۲۴ رجون ۱۹۰۳ء)

اخبار احمدیہ

— چوہدری فضل داد صاحب کیمپ کلرک لالہ موسیٰ اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی ماموں زادی جو حال ہی میں داخل سلسلہ ہوئی تھیں اور جو ان کے برادر خورد چوہدری فتح محمد صاحب کی اہلیہ تھیں۔ ۸۔۹ ستمبر کی درمیانی شب کو انتقال کر گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا تعالیٰ مرحومہ کو غریق رحمت کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے ہمیں مرحومہ کے جملہ متعلقین بالخصوص چوہدری فتح محمد صاحب سے دلی ہمدردی ہے۔ احباب مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کریں

— نواب صاحب والئے ریاست امب ایک خیر انسان ہیں اور ہمارے سلسلہ سے بہت انس اور لگاؤ رکھتے ہیں۔ ممدوح عرصہ سے بیمار ہیں۔ جملہ احباب جماعت نواب صاحب موصوف کے لئے دعائے صحت فرما دیں۔

— منشی حبیب اللہ صاحب کاتب پیغام صلح کے دو بچے ایک ہفتہ سے عارضہ خسرہ بیمار ہیں۔ ان کی صحت کیلئے دعا فرمائی جائے

— مولانا محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ دو ماہ کے قیام ڈلہوزی کے بعد کل شام کو واپس لاہور تشریف لے آئے ہیں۔ ان کی اہلیہ صاحبہ تمام احباب کی دعاؤں کی محتاج ہیں۔

— خواجہ عبدالکریم داؤد صاحب لندن چند یوم سے بعارضہ نمونیہ علیل ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرماویں

— مینجر صاحب پیغام صلح افسوس کیساتھ اس امر کی اطلاع دیتے ہیں کہ بار بار تاکید کے باوجود بعض احباب نے اخبار کے وی پی واپس کر دیئے ہیں۔ وی پی کرنے سے ہفتہ عشرہ قبل ہر ایک خریدار کو بذریعہ خط اطلاع دی جاتی ہے اگر کوئی صاحب وی پی کی وصولی کیلئے تیار نہ ہوں تو انہیں چاہئیے کہ دفتر میں اطلاع دیدیا کریں تاکہ وی پی کرنے اور اس کے واپس آنے میں بیفائدہ محصولڈاک خرچ نہ ہو۔ امید ہے احباب اس پر توجہ فرمائینگے

جاپان میں اسلام

جاپان میں تبلیغ اسلام کے متعلق مفید معلومات۔ ٹوکیو مشن کی خدمات کا اعتراف

(پروفیسر برلاس صاحب دہلوی مقیم ٹوکیو جاپان)

(گذشتہ سے پیوستہ)

جاپان کا قومی مذہب

کہنے کو تو جاپانی تین فرقوں میں منقسم ہیں۔ مگر دراصل جاپانیوں کا قومی مذہب ایک ہے یعنی شنتو۔ اسی طرح شنتو کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک فرقہ دارانہ مذہب دوسرے قومی مذہب۔ زمانہ قدیم سے جاپانیوں کا قومی مذہب شنتو چلا آتا ہے پچھلی دو صدیوں سے اس نے فرقہ دارانہ مذہب کی حیثیت بھی اختیار کر لی ہے۔ قومی مذہب کی حیثیت سے یہ صرف چند قومی مراسم کی بجا آوری پر مشتمل ہے۔ اس مقصد کے لئے درگاہیں موجود ہیں جو گورنمنٹ کی نگرانی میں ہیں۔ کسی شخص کا تقرر عہدہ وزارت پر ہوا۔ تو وہ قوم کے دل میں وقار قائم کرنے کے لئے سورج دیوی کی قدیم ترین درگاہ میں جو شہر "اسیہ" میں واقع ہے۔ جا کر اپنے تقرر کی رپورٹ کرنی ضروری سمجھتا ہے جب جاپانی گورنمنٹ نے لیگ اقوام سے کنارہ کشی اختیار کی۔ تو گورنمنٹ کے فیصلے کی منظوری اول شہنشاہ سے حاصل کی گئی۔ پھر وزیر خارجہ نے اس کی رپورٹ شہنشاہ میجی مرحوم کی درگاہ میں جا کر پیش کی۔ بعد ازاں یہ تجویز جینوا میں روانہ کی گئی۔ قومی اوارد کی حیثیت سے ہر پرائمری مدرسے کے اساتذہ اپنے طلباء اور طالبات کو وقتاً فوقتاً ان درگاہوں میں لے جاتے ہیں۔ جہاں جا کر وہ بندگی بجا لاتے ہیں۔ نو وارد بادری اسی رسم پر جز بز ہوتے ہیں کہ عیسائی بچوں کو بندگی بجا لانے پر کیوں مجبور کیا جاتا ہے۔ انہیں یہ جواب ملتا ہے کہ یہ فرقہ داری کی بندگی نہیں ہے بلکہ قومی عقیدت کا ہدیہ پیش کیا جاتا ہے۔

قدامت پسندی

جاپانی فطرتاً اجداد پرست ہیں۔ شاہی خاندان کی قدامت اس جذبہ کے استحکام کی بڑی وجہ ہے۔ یہ خاندان ڈھائی ہزار برس کا قدیم ہے اور اس پر جاپانی قوم جس قدر ناز کرے بجا ہے ان کے علم الاصنام نے شاہی خاندان کا سلسلہ دیوتاؤں سے جا ملایا ہے بلکہ شاہی خاندان پر کیا منحصر ہے۔ تمام جاپانی قوم دیوتاؤں کی اولاد ہے۔ ہم کو دعا کی کیا ضرورت ہے۔ جاپانی علم الاصنام دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔ نہ صرف اس خیال سے کہ اس سے قدیم جاپانیوں کے اعتقادات کا پتہ چلتا ہے بلکہ اس خیال سے بھی کہ موجودہ جاپانیوں کی روزمرہ معاشرت پر اس کا گہرا اثر پڑا ہے۔ میں اس مضمون پر قلم اٹھانے سے پہلے جاپانی علم الاصنام کے عنوان پر لکھنا چاہتا تھا۔ یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔ لہذا آئندہ پر ملتوی ہے۔

جاپانیوں میں تبلیغ اسلام کے لئے ہمت افزا صفات موجود ہیں

جاپانی اپنی تاریخ میں آج تک کسی قوم سے مغلوب نہیں ہوئے۔ اس بات پر انہیں بہت غرور ہے۔ وہ اپنی قوم کو کسی سے پیچھے دیکھنا نہیں چاہتے۔ ان میں بہت سے اسلامی اخلاق موجود ہیں سچائی، دیانتداری، مہمان نوازی، تواضع، انکسار، حب الوطنی، اتحاد قومی، ہمدردی، بہادری، جانبازی۔ غرضیکہ بہت سی خوبیاں ان میں عام ہیں۔ تبلیغ اسلام کے لئے بڑی ہمت افزا صفت ان میں یہ ہے۔ کہ علم کے پروانے ہیں۔ ان کی پیاس کبھی نہیں بجھتی۔ چھ کروڑ کی آبادی میں گیارہ سو روزانہ اخبار نکلتے ہیں۔ ان میں سے پندرہ کی اشاعت ایک لاکھ روزانہ سے زیادہ ہے۔ ان میں چار ایسے بھی ہیں جن کی اشاعت بارہ تیرہ لاکھ روزانہ ہے۔ تمام روزانہ اخباروں کی مجموعی اشاعت ایک کروڑ نوے لاکھ ہوتی ہے۔ اور جاپان میں خاندانوں کی تعداد صرف ایک کروڑ پچہتر لاکھ ہے گویا اوسطاً ہر خاندان میں کم از کم ایک روزانہ اخبار ضرور پہنچ جاتا ہے۔ شہریوں اور دیہاتیوں کا تناسب ذہن نشین رکھا جائے۔ تو ہر شہری کے حصے میں کئی کئی روزانہ اخبار آتے ہیں۔ واقعہ یہی ہے کہ ہر شہری کئی کئی روزانہ اخبار خریدتا ہے۔ ہفتہ وار اور مہینے میں دو تین مرتبہ نکلنے والے اخبار ان کے علاوہ ہیں۔ جن کی تعداد ساڑھے پانچ ہزار کے قریب ہے۔ ماہوار رسالے بھی تقریباً آٹھ سو نکلتے ہیں۔ ان رسالوں میں چند ایسے بھی ہیں جن کی ماہانہ اشاعت دس لاکھ سے زیادہ ہے۔ کتب بینی کا شوق بھی بہت زیادہ ہے اس شوق کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ ٹوکیو میں ایک بازار میں تیس سے زیادہ دکانیں صرف سیکنڈ ہینڈ کتابوں کی ہیں۔ جن میں صرف طلبہ کے کام کی کتابیں نہیں ملتیں بلکہ ہر مذاق کی کتابیں موجود رہتی ہیں۔ پرانی کتابوں کی ایک نہ ایک دکان ہر بازار میں ضرور نظر آتی ہے۔ میلوں میں جہاں کھلونوں اور مٹھائیوں کی دکانیں لگتی ہیں وہیں کوئی نہ کوئی پرانی کتابوں کی دکان بھی موجود ہوتی ہے۔

جاپانیوں میں اسلام کے متعلق شوق

جاپانیوں میں اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کا بھی شوق ہے۔ جاپانی زبان میں قرآن شریف کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ مگر یہ ترجمہ ایک عیسائی مصنف کے انگریزی ترجمے سے جاپانی زبان میں ہوا ہے۔ پچھلے سال اسلام کا علم حاصل کرنے کے لئے ایک سوسائٹی قائم ہو چکی ہے۔ ایک جاپانی پروفیسر ترکی زبان کے ماہر ہیں۔ انہوں نے ترکی زبان پر لیکچر دینے شروع کر دیئے ہیں۔ انہیں اسلام کی کافی معلومات حاصل ہے۔ جاپانی زبان میں اسلام پر ایک کتاب بھی لکھ چکے ہیں۔ جو بڑے نفیس کاغذ پر چھپی ہے۔ اور تصاویر سے مزین ہے۔ میں اس کتاب کو نہیں پڑھ سکا۔ مگر تصاویر کے دیکھنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یورپین مصنفین سے استفادہ کیا ہے کیونکہ آنحضرتؐ کی پانچ چھ تصاویر اس میں موجود ہیں۔ انہیں کھینچنے کی کوئی مسلمان مصور جرأت نہیں کر سکتا۔ ان تصاویر کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ یورپین کیسے غلط نقطہ نگاہ سے آنحضرتؐ کو دیکھتے چلے آئے ہیں ان تصاویر کے دیکھنے سے میرے دل میں خوف پیدا ہو گیا کہ کہیں پروفیسر صاحب دوستی کے پیرائے میں اسلام سے دشمنی نہ کر جائیں۔ بدھ مذہب کی ایک یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں یہ مسلمان ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔

جاپان میں اسلام پھیلانے کی کبھی کوشش نہیں کی گئی۔ کوئی وجہ نہیں کہ جاپان کے سامنے اسلامی تعلیم پیش کی جائے۔ اور وہ اسے قبول نہ کریں۔ مجھے ان کے علمی شوق اور صلاحیت پسند طبیعت سے قوی امید ہوتی ہے کہ یہ علیا اسلام قبول کر لیں گے۔

اسلام بنی نوع انسان کے لئے بہترین مذہب ہے

دراصل ہمیں اس سے بحث بھی نہیں کرنی چاہیئے کہ جاپانی اسلام کی جانب آسانی سے مائل ہو سکتے ہیں یا مشکل سے۔ ہمیں تو یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ اسلام میں ذاتی خوبی موجود بھی ہے یا نہیں۔ کہ اسے دنیا میں پھیلایا جائے۔ ظاہر ہے کہ کسی مسلمان کو اس میں کلام نہیں ہو سکتا کہ اسلام بنی نوع انسان کے لئے بہترین مذہب ہے۔ مگر ہماری ملکی معاشرت مذہب پر اس قدر غالب آگئی ہے کہ اس میں اسلام کی خوبیاں چھپ کر ماند پڑ گئی ہیں۔ غیر مذاہب کے تعلیم یافتہ اصحاب کے سامنے مذہبی مسائل پر بحث کرتے ہوئے ہم میں جھجک پیدا ہوتی ہے اور ہم خود اپنے مذہب کے ساتھ انصاف نہیں کر سکتے۔

صحیح اسلامی تعلیم پیش کرنے میں ہم کو ہر ملک کے خصوصی حالات نظر انداز کر دینے چاہئیں اور قرون اولیٰ کا اسلام سامنے رکھنا چاہیئے ہم کو اس ملک کی معاشرت کا بھی لحاظ رکھنا چاہیئے جس میں ہم اسلام پھیلانا چاہتے ہیں۔ مثلاً جمعہ کے غسل کو مذہب کا جزو بنا کر پیش کرنا جاپان میں مناسب نہیں ہو سکتا۔ یہ صحیح ہے کہ عرب جیسے ملک میں جہاں پانی کا ہمیشہ قحط رہتا ہے۔ آٹھویں روز کے غسل کی تاکید کرنی اس امر کی دلالت ہے کہ اسلام کو صفائی نہایت پسند ہے مگر یہاں ہر کس و ناکس جاڑے تک میں روزانہ غسل کرنے کا عادی ہے۔ اگر گھر میں حمام نہ ہو تو ایک آنے کے پیسے دے کر نہایت نفیس حمام میں غسل کر سکتا ہے جس کے لئے ہندوستان کے بڑے شہروں میں ایک روپیہ دینا پڑے۔ یہاں جمعہ کے نہانے کی تاکید کی جائے تو سوائے اس کے کہ جاپانی اسلام کو گندہ مذہب سمجھیں اور کیا توقع ہو سکتی ہے۔

تبلیغ میں تمدنی ضروریات کا لحاظ

تبلیغ مذہب میں ہم کو تمدنی ضروریات کا بھی لحاظ رکھنا چاہیئے ہندوستان میں ایک صاحب جو اپنے تئیں پکا مسلمان ظاہر کرتے تھے۔ یہ بات فخریہ بیان کرتے تھے کہ میں ہندوستانی روپے کا تبادلہ دیسی ریاست کے روپے میں کراتا ہوں۔ تو زیادہ روپے آتے ہیں مگر میں زیادہ روپے نہیں لیتا بلکہ ایک آدھ روپیہ کم کر کے باقی کے پیسے لے لیتا ہوں گو یا چاندی کے بدلے چاندی زیادہ نہیں لیتے وہ اپنے دل کو اس حیلے سے تسلی دے لیتے تھے اور دوسروں کو بھی یہی تلقین کرتے تھے۔ یہ صریح دھوکہ بازی ہے اور اس طرز عمل کو مذہب کے نام پر واجب بنانا اس مذہب کو بٹہ لگانا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ کسی مقامی اور وقتی ضرورت کے لحاظ سے ایسا کوئی مسئلہ وضع کیا گیا ہو۔ مگر اس کو ہر زمانے اور ہر صورت پر حاوی کر دینا انسانی فہم و ادراک کو بے مایہ چیز قرار دینا ہوگا۔ غرضیکہ ہمیں مسائل کے استنباط کا دائرہ تنگ کر کے مذہب کو محدود اور قابل اعتراض چیز نہ بنا دینا چاہیئے۔ اسلام تمام دنیا کے لئے اور ہر زمانے کے لئے نازل ہوا ہے ویسی ہی وسعت اس میں قائم رہنی چاہیئے۔

دنیا کو اسلام کی اشد ضرورت ہے

دنیا کو اس وقت اسلام کی اشاعت کی سخت ضرورت ہے مادیت کی رو میں دنیا بہتی چلی جا رہی ہے۔ مالدار اور غریب میں شدت کی جنگ ہو رہی ہے۔ کمزور قومیں زبردستوں کے ہاتھوں پسی جا رہی ہیں۔ ہر قوم دوسری قوموں سے خائف ہے اور جنگ کی تیاری میں مصروف ہے۔ اس وقت اسلام کو میدان میں آ کر خدا کی

(باقی صـــ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۲۳ | یوم چہارشنبہ ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ | نمبر ۵۸

ائمہ متقدمین اور وفات مسیحؑ

مامور من اللہ کی صداقت کے نشان

گذشتہ اشاعت میں ہم نے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تصنیف سے چند حوالجات ان کے عقیدہ وفات مسیح علیہ السلام کی تائید میں پیش کئے تھے۔ مولوی شہاب الدین صاحب کو اس بات کا بڑا دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جن لوگوں کی طرف عقیدہ وفات مسیح منسوب کیا ہے وہ درحقیقت وفات عیسےٰ کے قائل نہیں بلکہ مرزا صاحب نے ان پر افترا کیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

"ایسے شخص کا کیا کہنا جو بروز و ظل ہونے کا مدعی ہو اور ایک عظیم الشان دینی امر میں سلف صالحین پر افترا باندھے۔ وجہ یہ تھی کہ ابن حزم، ابن قیم، ابن تیمیہ اور دیگر اکابر کی تصانیف مرزا غلام احمد کی زندگی میں تقریباً مفقود تھیں۔ . . . . . اس وقت تک لوگوں نے صرف سنا ہوا تھا کہ یہ حضرات اسلام میں چوٹی کے آدمی گذرے ہیں۔ قادیانی بیچارے کو کیا خبر تھی کہ کل ان حضرات کے جواہر ریزے ایسے عام ہو جائیں گے کہ بازاروں میں بکیں گے اور میری چالاکی طشت از بام ہو جائیگی"

امام ابن تیمیہ کے متعلق تو مختصراً کچھ عرض کیا جا چکا ہے اور دوسرے ائمہ کرام اور اکابر امت کے متعلق بھی وقتاً فوقتاً انشاء اللہ لکھا جائیگا۔ اس وقت ایک اور بزرگ یعنی امام ابن حزم اندلسی کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔ علامہ ابن حزم کے متعلق تفسیر جلالین میں صاف طور پر منقول ہے کہ وہ وفات مسیح کے قائل تھے چنانچہ آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم کی تفسیر کرتے ہوئے صاحب جلالین لکھتے ہیں:- وتمسک ابن حزم بظاھر الاٰیۃ و قال بموتہ (صفحہ ۱۰۹ مطبوعہ مجتبائی پریس دہلی) یعنی ابن حزم نے آیت کو ظاہری طور پر لیا ہے اور توفی کے معنی موت کے ہیں۔ مولوی لوگ رات دن ان کتابوں کو پڑھتے ہیں لیکن اس کے باوجود مرزا صاحب پر افترا و کذب کا بہتان باندھنے سے باز نہیں آتے۔ کیا علامہ شہاب الدین صاحب کی نظر سے یہ حوالہ نہیں گذرا یا انہوں نے جان بوجھ کر خدا کے مامور کو جھٹلانے کی قسم کھا رکھی ہے؟

افسوس ہے کہ ان لوگوں کی ذہنیت اس قدر خراب ہو چکی ہے کہ قرآن مجید کی پروا نہیں کرتے بلکہ بزرگان کے اقوال کو تلاش کریں گے کہ فلاں بزرگ نے کیا لکھا اور فلاں امام نے کیا فرمایا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے مسیح ناصری علیہ السلام کی وفات کی خبر اللہ تعالیٰ سے اطلاع پانے کے بعد دی اور قرآن مجید سے اس پر دلائل دیئے

ائمہ اسلام اور علمائے متقدمین نے صرف اپنے اجتہاد اور تدبر سے کام لیا اور بعض نے عیسےٰ کو فوت شدہ تسلیم کیا اور بعض نے اسے زندہ آسمان پر یقین کیا۔ لیکن بفرض محال اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ تمام ائمہ اسلام اور بزرگان سلف نے مسیح علیہ السلام کی حیات پر ہی اتفاق کیا ہے تو بھی ایک شخص جب خدا سے اطلاع پا کر یہ اعلان کرے کہ اللہ تعالےٰ نے اسے بذریعہ الہام اور وحی یہ اطلاع دی ہے کہ مسیح علیہ السلام وفات پاگئے تو ہمیں الہام الٰہی کے آگے سر جھکانے کے سوا چارہ نہیں۔ ہم بیشک ائمہ سلف اور بزرگان امت کی عزت کریں اور ان کی محنت و خدمت دین پر صدائے تحسین بلند کریں لیکن ان کے اجتہاد کو اور ان کی آواز کو خدا کی آواز پر ترجیح نہیں دی جا سکتی۔

اگر کوئی صاحب یہ فرمائیں کہ مرزا صاحب کی وحی ان لوگوں کے لئے کیونکر حجت ہو سکتی ہے جو مرزا صاحب کو مامور من اللہ تسلیم ہی نہیں کرتے بلکہ انہیں مفتری قرار دیتے ہیں تو ان کی خدمت میں مرزا صاحب کی صداقت پر دلیل کے طور پر ہم انہی بزرگوں کے اقوال پیش کئے دیتے ہیں جن کی تقلید کرنا تمام علمائے اسلام کے نزدیک باعث رشد و ہدایت ہے۔ گو قرآن مجید نے بڑی صراحت سے ایک صادق اور مفتری کی شناخت کے معیار بیان کر دیئے ہیں لیکن مسلمانوں نے بدقسمتی سے قرآن مجید میں تدبر کرنے کی قسم کھا رکھی ہے یہ تو صرف تقلید کے دلدادہ ہیں، اس لئے ہم بھی انہیں ایک مقتدر امام کا قول سنا دیتے ہیں۔

امام ابن تیمیہ علیہ الرحمۃ ایک بلند پایہ بزرگ ہیں جن کے اقوال مقبول عام ہیں ان کے نزدیک ایک مدعی رسالت و ماموریت کا اپنے دعوے میں کامیاب ہو جانا اس کی صداقت کی کافی دلیل ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:- ان الکذاب لا یتم اللہ امرہ و لا ینصرہ اللہ تعالیٰ ایک جھوٹے کے مشن کو پورا نہیں کرتا اور نہ ہی اس کی تائید فرماتا ہے۔ پھر دوسری جگہ امام صاحب لکھتے ہیں: من ادعی ان اللہ ارسلہ بل ذالک فانہ لا یکون الا رسولا صادقا فینصرہ اللہ و یؤیدہ و ینصر اتباعہ و یجعل العاقبۃ لھم او یکون کذابا فینتقم اللہ منہ و یقطع دابرہ (الجواب الصحیح جلد اول صفحہ ۱۵۵، ۱۵۱)

"اگر کوئی شخص یہ دعوےٰ کرے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے تو یا وہ واقعی ایک صادق رسول ہوگا (جس صورت میں) اللہ تعالیٰ اس کی نصرت اور تائید فرمائے گا اور اس کے متبعین کی مدد فرمائیگا اور ان کا انجام بہتر کریگا اور یا وہ (مدعی) جھوٹا ہوگا تو (اس صورت میں) اللہ تعالےٰ اس سے انتقام لیگا اور اس کو ہلاک کریگا۔

اب غور کر کے دیکھ لو کہ مرزا صاحب صادق ہیں یا کاذب۔ اگر تو اللہ تعالےٰ نے اُن کے مشن کو ناکام کیا ہو تو یقیناً وہ منجانب اللہ نہیں لیکن اگر خدا تعالےٰ نے ان کی تائید و نصرت فرمائی ہو تو لامحالہ وہ مامور من اللہ اور اپنے دعوے میں راستباز ہیں۔ مرزا صاحب کے مشن پر آج پچاس برس کا عرصہ گذر چکا ہے اور اس کے ثمرات خدا کے فضل سے تمام دنیا پر پھیل چکے ہیں۔ آپ کا پیغام اکناف عالم میں پہنچ چکا ہے اور جس سرزمین میں آپ کے متبعین پہنچے ہیں وہیں کامیابی نے ان کے قدم چومے ہیں۔ صحیح العقیدہ مسلمان تو اس وقت ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے ہیں یا آسمان کی طرف نگاہیں لگائے ہوئے ہیں کہ کوئی شخص آسمان سے اُترے اور ان کی دادرسی کرے لیکن ایک مفتری اور کاذب کی جماعت (نعوذ باللہ من ذالک) چاروں طرف اسلام کا پیغام پہنچانے میں مصروف ہے اور محمد الرسول اللہ کی صداقت کو تمام دنیا پر آشکارا کرنا اس کا رات دن کا مشغلہ ہے۔ مولویو! خدارا شرم و حیا سے کام لو۔ کیا ایسا کوئی کذاب اور مسیلمہ اس سے قبل بھی پیدا ہوا ہے جسے صرف ایک ہی فکر ہو کہ تمام دنیا میں محمد الرسول اللہ کی عظمت قائم ہو جائے اور کوئی ملک اور کوئی قوم ایسی نہ ہو جہاں قرآن کا پیغام نہ پہنچ جائے؟ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

حیات و ممات عیسیٰ کی بحث اب ایک پرانی کہانی ہو چکی ہے سمجھدار لوگ اس امر کو بخوبی محسوس کر چکے ہیں کہ آسمان سے کسی کا نزول ایک امید موہوم ہے۔ دجال بھی سب کو نظر آگیا۔ یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض بھی ظاہر ہو گئے۔ کسوف و خسوف بھی لوگوں نے دیکھا۔ علامات ظہور مسیح پوری ہو چکیں۔ ڈاکٹر اقبال جیسے فلسفی دماغ بھی بے اختیار پکار اٹھے کہ:-

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرف ینسلون

مسیح موعودؑ بھی تشریف لا چکے اور اپنے انفاس قدسی سے لاکھوں مُردوں کو زندہ کر چکے۔ دنیا پر ان کی صداقت آشکارا ہو چکی۔ خدائی تائید و نصرت نے ان کی سچائی کی بار بار تصدیق کی۔ لیکن مولوی دافعات سے آنکھیں بند کئے ہوئے ابھی تک اسی بحث میں مشغول ہے کہ امام ابن تیمیہ نے کیا لکھا تھا اور ابن قیم نے کیا فرمایا تھا اور ابن حزم کی کیا رائے تھی۔

جاپان میں اسلامی کتب کے سٹ

گذشتہ اشاعت میں جاپان کے حالات کے متعلق ایک مضمون شائع کیا گیا تھا جس کی دوسری قسط پرچہ زیر نظر میں ہدیہ قارئین ہے یہ مضمون پروفیسر نور الحسن صاحب برلاس دہلوی کا لکھا ہوا ہے جو ٹوکیو دار الخلافہ جاپان کے ایک کالج میں پروفیسر ہیں۔ پروفیسر موصوف لکھتے ہیں:-

"جاپان میں اسلام پھیلانے کی کبھی کوشش نہیں کی گئی۔ کوئی وجہ نہیں کہ جاپان کے سامنے اسلامی تعلیم پیش کی جائے اور وہ اسے قبول نہ کریں۔ مجھے ان کے علمی شوق اور صلاحیت پسند طبیعت سے قوی امید ہوتی ہے کہ یہ جلد اسلام قبول کر لیں گے"

انگریزی زبان جاپان میں اچھی طرح بولی اور سمجھی جاتی ہے اس لئے جب تک جاپان میں ایک مستقل تبلیغی مشن قائم نہ ہو سکے

تبلیغ کی بہترین صورت یہی ہے کہ وہاں انگریزی زبان میں سائل اور کتب مفت تقسیم کی جاویں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت انگریزی زبان میں بہترین لٹریچر سوائے احمدی جماعت کے اور کہیں نظر نہیں آتا حضرت مولانا محمد علی صاحب اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی کتابیں عالمگیر شہرت حاصل کر چکی ہیں اور انشاء اللہ اگر جاپان میں بھی یہ کتب اور انگریزی ترجمۃ القرآن مفت تقسیم کیا جاوے تو ہزاروں کی ہدایت و رہبری کا باعث ہوگا۔

ہمارے ایک دوست نے تجویز کیا ہے کہ انگریزی ترجمۃ القرآن سیرۃ نبوی اور خلافت راشدہ بزبان انگریزی اور اسلامی اصول کی فلاسفی از حضرت مسیح موعودؑ جو انگریزی میں ترجمہ شدہ ہے ان چار کتابوں کا سٹ بنا کر ایسے کم از کم پانچ سو سٹ ضرور جاپان کے اہل علم لوگوں میں تقسیم کرنے چاہئیں۔ چنانچہ اس معزز بزرگ نے یکصد روپیہ اس کار خیر میں خود بھی پیش کیا ہے۔ ہمارے بغداد کے دوست چالیس کے قریب سٹ خرید کر چکے ہیں اور انشاء اللہ عنقریب یہ سٹ جاپان میں بھیج دیئے جائیں گے۔ ہر سٹ پر معطی کا نام درج ہوگا۔ ایک سٹ کی قیمت پونے بارہ روپیہ بنتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ مفت تقسیم ہونیوالا لٹریچر ہے۔ اس لئے نصف قیمت پر یعنی پانچ روپے چودہ آنے پر ایک سٹ دیا جائیگا۔ خرچ ڈاک کا اندازہ دو روپے کے قریب ہے۔ اس لئے فی سٹ پونے آٹھ روپے کلیتہً قیمت مقرر کی گئی ہے۔ ہماری جماعت کے تمام صاحب مقدرت احباب کو اس کار خیر میں ضرور حصہ لینا چاہئے کہ دنیا کی نگاہیں اس وقت آپ لوگوں کی طرف ہی اٹھ رہی ہیں

(بقیہ صفحہ ۵)

کہتا ہے کہ خدا ایسے دلوں، عیسائیوں اور بت پرستوں وغیرہ کو بھی اس وقت پکڑتا ہے جبکہ وہ ظلم کرتے ہیں۔ مگر ہمارے مخالف بلا وجہ اختلاف عقائد پر ہنگامہ برپا کرتے ہیں

جماعت لاہور کی مخالفت کی کوئی وجہ نہیں

قادیانیوں کے خلاف تو غیر ان لوگوں کا ایک عذر ہو سکتا ہے کہ وہ ان کو کافر کہتے ہیں لیکن ہمارے ساتھ ان کے اس طرز عمل کی کوئی وجہ موجود نہیں۔ خدا جانے یہ مرنے کے بعد کیا جواب دیں گے کہ انہوں نے ایک خادم اسلام جماعت کے ساتھ جو کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتی اور آنحضرت صلعم پر ختم نبوت کی ایسی قائل ہے کہ آپ کے بعد نہ نئے نبی کا آنا مانتی ہے نہ پرانے کا یہ سلوک کیوں کیا۔ یہ تو میں آگے چل کر بتاؤنگا کہ اس مخالفت کا کیا علاج ہے خواہ ہماری بیچارگی اور بے بسی سمجھی جائے اس مخالفت کا جواب یہ نہیں کہ ہم بھی ایک منظم جماعت بنا کر اپنے مخالفین کے ساتھ وہی سلوک کرنے لگیں جو وہ ہمارے ساتھ کر رہے ہیں۔

ہمارے اور قادیانی جماعت کے تعلقات

لیکن اس سے قبل ایک تیسری بات بیان کرنی چاہتا ہوں وہ ہمارے اور قادیان کے تعلقات ہیں۔ ہمارے اور ان کے عقائد کے اختلاف کو چھوڑ کر دونوں جماعتوں کے کاموں کا اختلاف اس قدر واضح ہے کہ دونوں جماعتوں سے کوئی جماعت بھی دوسری کے ساتھ نہیں مل سکتی جب تک کہ عقائد کے ساتھ کام کو بھی نہ چھوڑے۔ یا وہ نبوت اور مسلمانوں کی تکفیر اور سیاسیات کو چھوڑیں یا ہم نبوت کے قائل ہو کر مسلمانوں کی تکفیر کریں اور اشاعت اسلام کو چھوڑ کر سیاست کی طرف متوجہ ہوں۔ آج یہ ایک ممکن اور واضح بات ہے کہ دونوں جماعتوں کے بالکل الگ الگ راستے ہو چکے ہیں ایک طرف سارا زور جماعت بندی اور نظام پر ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ بجائے خود بری چیزیں ہیں۔ لیکن قادیانی جماعت سیاسیات کے لئے یہ سب کچھ کر رہی ہے جو حضرت مسیح موعود کا مقصد نہ تھا

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد

آپ نے صاف الفاظ میں فرمایا کہ ہم تو صرف خادم دین اسلام ہو کر آئے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے یہ پیارے اور قیمتی الفاظ ہمارے مقصد کو بخوبی ظاہر کرتے ہیں۔ ان الفاظ کے مطابق ہی ہمارا دائرہ عمل ہونا چاہئے۔ بے شک جماعت کی ترقی اور نظام اچھی چیز ہے۔ اس کے ساتھ قوم مستحکم ہوگی۔ لیکن اس مضبوطی کا مقصد اشاعت اسلام کے سوا اور کچھ نہیں ہونا چاہئیے۔ خاص کر قوم دجال تک پیغام اسلام پہنچانا مسیح موعودؑ کے آنے کا ایک بہت بڑا مقصد ہو قوم دجال کی تباہی یہی ہے کہ اس کے اندر اسلام پھیلایا جائے

قادیانی اور اشاعت قرآن

میں نے بارہا غور کیا ہے ہمارے مقابلہ پر ایک عظیم الشان جماعت ہے (ہماری تعداد کے لحاظ سے قادیانی جماعت بہرحال عظیم الشان ہے گو باقی مسلمانوں کے مقابلہ پر ان کی تعداد بہت ہی قلیل ہے) اس کا بجٹ گیارہ لاکھ سالانہ کا ہے لیکن ان باتوں کے باوجود اس کو یہ توفیق نہیں ملی کہ دو ہزار قرآن شریف کا پہلی یورپ میں پہنچا دے یورپ کی چند زبانوں میں قرآن شریف کا ترجمہ کرتے اور تو چھوڑیئے ایک انگریزی زبان ہی میں قرآن مجید کا ترجمہ نہ ہو سکا۔ انگریزی ترجمۃ القرآن کا ارادہ کرتے بیس سال سے زائد عرصہ گذر گیا۔ ماہوار پارہ نکالنے کا دعویٰ کیا گیا مگر اکیس سال میں تیس پارے نہ نکل سکے۔ ہم نے تو جب سنا یہی سنا کہ جلسہ سالانہ پر اعلان کیا گیا کہ عنقریب انگریزی ترجمہ شائع ہو جائیگا۔ حیرت ہے کہ اس گیارہ لاکھ کے بجٹ میں سے اس کام کے لئے چند ہزار روپیہ نہیں نکل سکتا۔ گیارہ لاکھ سالانہ سے تو بیس اکیس سال میں دنیا کے تمام ملکوں میں خدا کا کلام پہنچایا جا سکتا تھا۔ ایک اتنی چھوٹی جماعت نے آج تک کم سے کم دس ہزار کاپی قرآن شریف کی مفت مختلف ممالک میں پہنچا دی ہے تو اتنی بڑی جماعت سے یہ توفیق کیوں چھن گئی۔ تعداد کے لحاظ سے تو وہ دس لاکھ کاپی بھی تقسیم کر دیتے تو کوئی بات نہ تھی۔

تحریک جدید کیلئے فوراً روپیہ جمع ہو جاتا ہے

تحریک جدید کے نام سے اپیل ہوتی ہے تین ماہ میں سوا لاکھ روپیہ جمع ہو جاتا ہے۔ انگریزی ترجمۃ القرآن کیلئے بار بار اپیلیں ہوتی ہیں لیکن کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ پھر یہ بیس ہزار روپیہ چندہ نہیں مانگا جاتا بلکہ پیشگی قیمت کے طور پر مانگا جاتا ہے اس کے باوجود یہ رقم پوری نہیں ہوتی۔ کاش اس سوا لاکھ کو ہی قرآن شریف کی مفت اشاعت پر خرچ کر کے حضرت مسیح موعودؑ کے کام کی تکمیل کے لئے قدم اٹھایا جائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت کے اندر یہ خیال اور رجحان پیدا ہو چکا ہے کہ ہماری اصل غرض سیاسی ہے اور جماعت کا فائدہ سیاسی امور ہی سے ہو سکتا ہے اس کے علاوہ ایک مصیبت ان کے سامنے یہ بھی ہے کہ جس صورت میں وہ اپنے تکفیر کے مسئلے پر عمل کر کے مسلمانوں سے الگ ہونگے تو انہیں سیاسی رنگ میں بھی علیحدہ جماعت بنانی پڑے گی۔

مسلمان کی سیاسی اور مذہبی تعریف

جنوری ۱۹۲۳ء یا ۱۹۲۴ء کا ذکر ہے کہ جناب میاں صاحب نے بریڈلا ہال میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان کی تعریف دو طرح سے ہو سکتی ہے ایک سیاسی تعریف جس کی رو سے تمام مسلمان کہلانیوالے مسلمان ہیں۔ دوسری مذہبی تعریف۔ سو اس کی رو سے ہمارا اختلاف ہے کہ باقی مسلمان کہلانیوالوں کو کافر کہیں۔ میں نے تو اسی روز کہہ دیا تھا کہ قادیانی جماعت کا رخ بدل گیا ہے۔

ہماری غرض محض اشاعت اسلام ہے

میں نے بھی اپنے دوستوں کو کہا ہے کہ وہ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو احمدی بنائیں۔ لیکن ہماری توسیع جماعت کی غرض اشاعت اسلام ہے۔ حضرت نبی کریمؐ نے بھی اسی غرض سے جماعت بنائی اس لئے نہیں بنائی تھی کہ طاقتور ہو جائیں اور ایک زبردست جتھہ بن جائے۔ بلکہ ان کے سامنے حق کو پھیلانے کی غرض تھی اور حضرت مسیح موعودؑ کی بھی جماعت بنانے کی یہی غرض تھی۔

موجودہ مخالفت کا ہماری طرف سے جواب

اب میں اس طرف آتا ہوں کہ موجودہ مخالفت کا جواب ہماری طرف سے کیا ہونا چاہئیے اس کا ایک ہی جواب ہے کہ ہمارا قدم نیکی کے راستے کی طرف بڑھے اس کے سوا اور کوئی جواب نہیں۔ ایک آدمی کا عزم بھی بڑا ہوتا ہے لیکن اگر کوئی جماعت عزم کرے تو بہت ہی بڑی طاقت ہے۔ تم اتنے آدمی ہو اگر یہ ارادہ کر لو کہ ہم نے فلاں کام ضرور ہی کرنا ہے تو کامیابی یقینی ہے۔ آج طوفان مخالفت کے مقابلہ میں قادیانی جماعت کا جواب یہ ہے کہ اپنی جماعت کو منظم کر لو اور روپیہ جمع کر لو۔ بلاشبہ جتھے اور مال دونوں کی طاقت سے انکار نہیں ہو سکتا اس نے روپیہ بھی جمع کر لیا ہے۔ بے شک یہ بھی ایک جواب ہے آج سکھوں کی طاقت کا باعث ان کی تنظیم اور روپیہ ہے۔ اکالیوں نے گوردواروں کی آمدنی پر قبضہ کر کے اپنی قوم کے لئے ایک زبردست تقویت کا سامان مہیا کر دیا ہے۔ گوردواروں سے سکھوں کو کم و بیش ایک کروڑ سالانہ کی آمدنی ہوتی ہے۔ اگر احراریوں کو ذرا بھی عقل ہوتی تو وہ موجودہ نقصان دہ روش اختیار کرنے کی بجائے اسلامی اوقاف پر قبضہ کر لیتے خود بھی بن جاتے اور قوم کو بھی فائدہ پہنچتا۔ قادیانی جماعت قدم اٹھا رہی ہے اور اپنی تعداد اور سرمایہ بڑھا رہی ہے ہمیں بھی کوئی قدم اٹھانا چاہئیے۔ وہ قدم کیا ہو؟ دو باتیں میری سمجھ میں آتی ہیں اگر ہم ان پر عمل کریں تو موجودہ مخالفت خود بخود دب جائیگی۔

سپین مشن اور جرمن ترجمۃ القرآن

سپین مشن کیلئے ہم نے ڈیڑھ سال قبل کوشش شروع کی تھی۔ ہمیں اس میں کچھ کامیابی بھی ہوئی ہے ایک تو اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانا چاہئیے۔ دوسرا کام ہمارے سامنے جرمن ترجمۃ القرآن کا ہے ترجمہ آپ کو معلوم ہے مکمل ہو چکا ہے۔ صرف طباعت باقی ہے۔ اگر ہم اپنی جگہ عزم کر لیں اور اس سال دونوں کاموں کو انجام دیدیں تو یہ مخالفت کا ایک زبردست جواب ہوگا۔

خدا کے حضور گرنے سے طاقت حاصل ہوتی ہے

اس کے علاوہ کچھ دعائیں بھی کریں اور اپنے اندر کچھ طاقت پیدا کریں کیونکہ خدا کے حضور گرنے سے انسانوں اور جماعتوں کے اندر وہ عظیم الشان طاقت پیدا ہوتی ہے جو کسی جتھہ یا کسی مال سے پیدا نہیں ہوتی دعا کریں کہ اے خدا تیرے کلمہ کو بلند کرنے کے سوا اور کوئی ہماری غرض نہیں۔ تیرے کلام اور تیرے کام کو دنیا میں پہنچانے کے سوا... ہمارا کوئی کام نہیں۔ تو اپنی جناب سے وہ دل ہمیں عطا فرما کہ ہمارا قدم آگے بڑھتا چلا جائے اور وہ سامان عطا فرما کہ جو کام ہم نے شروع کیا ہے اور ہم نے قدم اٹھایا ہے وہ تکمیل کو پہنچ جائے۔ ہاں اس کے ساتھ آپ لوگوں کو کچھ ایثار بھی کرنا ہوگا خدا کی راہ میں کچھ مال خرچ کرنا ہوگا۔ مگر اس طرح آپ چند پیسوں سے ایسی اچھی یادگاریں قائم کر لیں گے۔ اسلام کے لئے بجید فائدہ مند ہوں گی اور بالآخر دلوں کو کھا جائیں گی جن لوگوں کے ورغلانے سے مسلمان قوم ہماری مخالفت کر رہی ہے کل اپنی لوگوں پر وہ لعنتیں بھیجا کرے گی۔

قضیہ مسجد شہید گنج سے عبرت۔ موجودہ طوفان مخالفت کا ہماری طرف سے جواب

سپین مشن کا اجرا اور جرمن ترجمۃ القرآن کی طباعت

خطبہ جمعہ لاہور ۲۳ اگست ۱۹۳۵ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

آج مجھ کو اتفاق سے یہاں آنے کا موقع ملا اور میں چاہتا ہوں کہ دو تین ضروری باتیں آپ کے سامنے بیان کر دوں۔ پہلی بات تو مسجد شہید گنج کا حادثہ ہے جو مسلمانوں کے لئے نہایت تکلیف دہ ہے اور اگر وہ اس سے کچھ سبق اور عبرت حاصل کریں تو یہ ایک مفید موقع بھی ہے۔ اس وقت اس بات کو بیان کرنے سے کچھ حاصل نہیں کہ اس مسجد کو شہید کرنے سے مسلمانوں کے دلوں کو بے انتہا دکھ پہنچا ہے۔ اسلام کے بعض شعائر اور بعض نشان ایسے ہیں کہ ہر ایک مسلمان کے دل میں خواہ وہ کیسا ہی فاسق و فاجر اور بے عمل کیوں نہ ہو ان کی بے حد عزت اور محبت ہے اس کو دوسرے غیر مسلم لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ ہر ایک مسلمان کو مسجد قرآن اور حضرت نبی کریم صلعم سے بے انتہا محبت ہے اس لئے لازمی تھا کہ مسجد کے گرائے جانے سے مسلمانوں کے دلوں کو دکھ پہنچا۔ لیکن جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ اسوقت ان باتوں کے بیان کرنے سے کچھ حاصل نہیں لیکن اس واقعہ میں ایک امر سبق کا موجب ہو سکتا ہے اگر مسلمان اس سے سبق حاصل کرنا چاہیں گو اس کی بہت ہی کم توقع ہے۔

لیڈر کلمہ حق کہنے سے خائف ہیں

ان ایام میں ایک بات دور سے دیکھنے والے کو بھی نظر آتی ہے کہ مسلمان لیڈروں اور رہنماؤں کا عوام الناس پر کوئی اثر نہیں۔ اور نہ عوام الناس ان کے پیچھے لگتے ہیں۔ لیڈروں میں دورخی، نفاق کمزوری اور دنیا پرستی ہے اس لئے شاید کلمہ حق کا ان کے منہ سے نکلنا مشکل ہے۔ اور عوام الناس کے لئے کلمہ حق کا سننا بھی مشکل ہے بات یہ ہے کہ آپس میں جنگ جدل پر اپنی قوت صرف کر کے آہستہ آہستہ مسلمانوں کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ غیر قوم سے مقابلہ کی طاقت ان میں باقی نہیں رہی۔ غیر قوم سے مقابلہ کے لئے سب سے زیادہ ضروری آپس میں اتحاد ہے اور ہر روز کی پھوٹ سے اس کا نشان تک باقی نہیں۔ حکومت بھی اس بات کو خوب اچھی طرح جانتی ہے۔ چنانچہ اس کو سب سے کم پرواہ مسلمانوں کی ہے اتنی کم پرواہ اسے کسی اور قوم کی نہیں

مسلمان پر گولی چلانا آسان ہے

واقعات پر غور کر کے دیکھ لو۔ سول نافرمانیاں ہمارے سامنے ہوتی رہی ہیں اور براہ راست حکومت سے مقابلہ کے لئے ہوتی رہی ہیں۔ ان سول نافرمانیوں کا مقصد حکومت کو دور کرنا تھا۔ ہزاروں کے مجمع ہوتے تھے لیکن کبھی کہیں گولی نہ چلی۔ مسلمانوں کی حالت میں کراچی اور لاہور دونوں جگہ گولی چل گئی۔ بیشک امن قائم رکھنے کے لئے کچھ نہ کچھ کارروائی کرنی پڑتی ہے لیکن دوسروں کی طرح اس کی نوعیت بھی ہجوم کے مطابق ہونی چاہیئے تھی۔ اگر کوئی خلاف قانون اجتماع ہو گیا۔ یا جلوس نکل گیا تو اس کی سزا کیا ہے پکڑو گرفتار کرو۔ زیادہ سے زیادہ لاٹھی چل گئی۔ گولی چلانے کا تو مجھے کوئی جواز نظر نہیں آتا۔ بات اصل میں یہ ہے کہ ہر روز کی خانہ جنگی نے غیر قوم سے مقابلہ کی طاقت کو سلب کر لیا ہے یہ کوئی معمہ نہیں صاف بات ہے

مامور کی مخالفت سے ایمان سلب ہو جاتا ہے

ہمارے حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ میرے دعویٰ کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہو جاتا لیکن اس کے ساتھ یہ بھی بات ہے کہ جب کوئی خدا کے مامور سے مقابلہ کی ٹھان لے تو آہستہ آہستہ اس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ کیا وجہ؟ کیا خدا کا کسی کے ساتھ یارانہ ہے کہ اس کی مخالفت کی وجہ سے ایمان سلب ہو جاتا ہے؟ نہیں یہ بات نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ خدا کے ولی کا ہر ایک فعل نیکی کے لئے ہوتا ہے۔ جب اس کے ساتھ کوئی دشمنی کی ٹھان لے تو رفتہ رفتہ ہر ایک نیک کام کے ساتھ اس کی دشمنی ہو جاتی ہے۔ اس کا قدم نیکی سے دور ہوتا جاتا ہے۔ دیکھ لیجئے سیدھی بات ہے جو لوگ احمدیت کے مخالف ہیں وہ کیا کرتے ہیں؟ کیا خدا کا نام پھیلاتے ہیں۔ کیا اسلام اور قرآن کی اشاعت کرتے ہیں؟ نہیں۔ ان تمام ضروری اور نیک کاموں کے لئے ان کی طاقت سلب ہو چکی ہے اور اس کا سبب خدا کے مامور کے ساتھ عداوت ہے۔

اسلام کے مقصد صحیح سے مسلمانوں کا بعد

آپ کو یاد ہو گا کہ ایک زمانہ تھا کہ جس کسی نے تبلیغ اسلام کا نام لیا اور لوگوں نے اس کے متعلق فوراً مشہور کر دیا کہ یہ مرزائی ہو اور اس بنا پر اس کی مخالفت شروع کر دی۔ اس کی وجہ اسلام کے اصل مقصد سے بُعد تھا۔ اگر مسلمان کچھ سبق حاصل کرنا چاہیں تو سمجھ لیں کہ کسی کو کافر کہنے سے تو ہرگز نہیں مٹایا جا سکتا۔ آج جو لوگ احمدیت کی مخالفت میں پیش پیش ہیں۔ دس بیس سال قبل مسلمانوں کا بہت بڑا طبقہ ان کو کافر کہتا تھا۔

مکہ اور مدینہ کے فتوے

آج ہمیں مکہ اور مدینہ کے فتوے بتائے جاتے ہیں۔ لیکن شاہ اسماعیل شہید سر سید مرحوم غرضیکہ کتنے ہی لوگوں کے خلاف مکہ مدینہ کے فتوے موجود ہیں۔ تکفیر کی وبا ہندوستان میں ہی محدود نہیں بلکہ سارے عالم اسلامی میں پھیلی ہوئی ہے۔ مکہ اور مدینہ اور دوسرے مقامات کے علما کی تو مہریں ہر شخص کے کفر کے فتوے پر ثبت ہو سکتی ہیں افسوس اس بات کا ہے کہ اب تک ان لوگوں کو سمجھ نہیں آئی کہ وہ جس کام میں لگے ہوئے ہیں اس کی وجہ سے وہ اسلام سے دن بدن دور جا رہے ہیں۔

ان لوگوں میں نیک کام کیلئے قوت باقی نہیں رہی

آخر ان لوگوں میں کسی نیک کام کے لئے کیوں قوت پیدا نہیں ہوتی۔ وہ اشاعت اسلام اور اشاعت قرآن کا ذمہ کیوں نہیں لیتے مسلمان لیڈروں کے سامنے خادمان اسلام کو گالیاں دی جاتی ہیں لیکن لیڈروں کی زبانیں گالیاں دینے والوں کو روکنے کیلئے نہیں کھلتیں اس لئے کہ انہیں یہ جرأت نہیں کہ عوام کو کلمہ حق کہہ سکیں۔ اگر کھلتی ہیں تو محض اپنی برئیت کے لئے۔

کسی کو بدنام کرنے کے لئے احمدی کہنا کافی ہے

ان لوگوں کے نزدیک آج کل ایک دوسرے کو بدنام کرنے کا سب سے زیادہ آسان ذریعہ یہ ہے اپنے مخالف کو احمدی قادیانی کہہ دیا جائے۔ جیسا کہ مولانا قریشی سکرٹری سیرت کمیٹی کو کہہ دیا گیا ہے اور وہ اپنی صفائی اور بریت میں اعلان کر رہے ہیں کہ میں احمدی یا قادیانی ہرگز نہیں ہوں اور اپنے قواعد کا حوالہ دے رہے ہیں کہ ہمارے قواعد کی دفعہ کی رو سے کوئی احمدی یا قادیانی ہماری کمیٹی کا ممبر ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن لوگ ہیں کہ پھر بھی ان کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔

عوام الناس اور لیڈر

گذشتہ دنوں اسی مسجد کے قضیہ کے دوران میں ایک ڈکٹیٹر مقرر کرنے کی تجویز ہوئی تھی۔ ایک بڑے آدمی کو ڈکٹیٹر بننے کے لئے کہا بھی گیا۔ اس نے جواب دیا کہ اگر تم نے میری بات ماننی ہے تو میں ڈکٹیٹر بنتا ہوں اگر مجھ سے اپنی بات منوانی ہے تو ڈکٹیٹری گھر رکھو۔ بات یہ ہے کہ نہ لیڈر کلمہ حق کہنے کی جرأت رکھتے ہیں اور نہ عوام کا لیڈروں پر اس قدر اعتماد ہے کہ وہ کچھ کہیں تو وہ ماننے کے لئے تیار رہیں ہر لیڈر کو یہ فکر ہے کہ میں نے کوئی بات عوام کے خیالات کے خلاف کہی تو میری ساری عزت اور رسوخ جاتا رہے گا۔ بے شک جب تک لیڈروں میں کلمہ حق کہنے کی جرأت نہیں ہوتی اس وقت تک مسلمانوں کا کوئی نظام قائم نہیں ہو سکتا۔

ہماری موجودہ مخالفت

دوسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں موجودہ مخالفت ہے پسرور کا واقعہ آپ نے پیغام صلح میں پڑھ لیا ہو گا۔ چند روز ہوئے ہماری جماعت پسرور کے سیکرٹری قاضی شاہ محمد صاحب کا اکلوتا لڑکا انتقال کر گیا۔

احرار کا عظیم الشان کارنامہ

قبرستان میں قبر کھودی جا رہی تھی کہ مجلس احرار نے ایک عظیم الشان کارنامہ انجام دیا۔ گویا احراریوں نے اپنے نزدیک اسلام کی فتح کر دی یعنی لوگوں کو بھڑکایا کہ اس بچہ کی میت قبرستان میں دفن نہ ہونے دی جائے۔ چنانچہ احراریوں کی انگیخت پر جاہل مسلمانوں نے شور مچا دیا اور قاضی صاحب کو مجبوراً اپنے بچہ کی میت پرائیویٹ جگہ میں دفن کرنی پڑی۔ اسی قسم کا ایک دوسرا واقعہ صوبہ سرحد سے مولانا احمد صاحب نے لکھا ہے۔ ایک دوست کی لڑکی کا انتقال ہو گیا ان کے گاؤں کے ملانوں نے لوگوں پر دباؤ ڈالا کہ جنازہ کے ہمراہ کوئی نہ جائے اور نہ عام قبرستان میں اسے دفن ہونے دیا جائے۔ مجبوراً انہوں نے رات کے وقت اس کو دفن کیا اور اپنی جگہ میں دفن کیا۔ یہ ہے خدمت اسلام کا وہ کام جو مجلس احرار کر رہی ہے جو احرار کے بڑے بڑے لیڈر کہلاتے ہیں اور قوم کی رہنمائی کے دعویدار ہیں۔ وہ دزا زلو پر قبضے جمانے کی فکر میں ہیں لیکن ان شرمناک افعال کے متعلق ان کی زبان سے ایک کلمہ نہیں نکلتا۔ میرے خیال میں تو مجلس احرار کے ساتھ ہمارا کوئی مقابلہ نہیں کیونکہ ان کا کام اور ہے اور ہمارا کام اور ہے۔

ہمارے مخالفین کا طرز عمل اہل باطل کا شیوہ ہے

کاش ان لوگوں میں کوئی سمجھدار اور اہل دل ہوتا اور وہ سمجھتے کہ انہوں نے جو طرز عمل اختیار کر رکھا ہے وہ اہل باطل کا ہے۔ تاریخ دیکھ لو ہمیشہ یہ اہل باطل کا شیوہ رہا ہے اہل حق کا نہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے عقائد کے اختلاف کا فیصلہ قیامت پر رکھا ہے سب مجھے تو تعجب ہوتا ہے کہ یہ لوگ عقائد کی باریکیاں نکال نکال کر کفر کے فتوے دیتے ہیں اور بائیکاٹ اور ظلم کی تلقین کرتے ہیں۔ قرآن تو

(باقی صفحہ ۴ پر)

جناب خلیفہ قادیان کی پیچدار قسم

قولوا قولاً سدیداً کی خلاف ورزی

از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

حضرت صاحب کی مخالفت کے منہ ارقادیانی دوست ہیں

خدا جانے وہ کونسی گھڑی تھی۔ جس میں جناب میاں محمود احمد صاحب نے نبوت اور تکفیر کے مسائل کی بنیاد ڈالی جس سے سلسلہ کا سارا کام خدمت دین اور حفاظت و اشاعت اسلام کا اس گرداب بلا میں پڑ کر سالہا سال کے لئے پیچھے پڑ گیا۔ اور اتنی بڑی جماعت کی قوت زیادہ تر انہی جھگڑوں اور پیر پرستی کی نظر ہو کر رہ گئی۔ قادیانی جماعت کا زیادہ تر کام اب اپنی طاقت اور سیاسی اہمیت کو بڑھانا رہ گیا۔ یا پھر پیر پرستی کے مخالف مظاہروں میں محدود ہو گیا، اور دشمنوں کو حضرت مسیح موعود کو ناحق بدنام کرنے اور اُن سے پبلک کو خواہ مخواہ بدظن کرنے کا موقع ہاتھ آ گیا۔

دیکھ لو۔ دشمنوں کے ہاتھ میں جو کچھ مصالحہ حضرت صاحب کی طرف سے مسلمانوں کو بدظن کرنے کا ہے وہ زیادہ تر انہی قادیانی دوستوں کا ہی مہیا کردہ ہے۔ نبوت کے بارہ میں ایک مرتبہ کسی غیر احمدی مولوی سے ہماری بحث ہوئی تو دیکھا کہ اُس کی بغل میں جناب خلیفہ صاحب کی کتاب القول الفصل موجود ہے۔ خلافت کے شوق کا تقاضا ہی تھا کہ حضرت مرزا صاحب کو نبی بنایا جائے۔ سو ہزارہا آدمیوں کے دلوں میں نئی نبوت کا نقش جما کر خلافت کا رنگ جما دیا گیا۔ اب اگر نہایت کامیابی کے لہجہ میں جناب خلیفہ صاحب قادیان یہ شعر پڑھیں۔ جو ابتدا میں اُن کے نفس کی گہرائیوں سے نکلا تھا تو بہت بجا ہے کہ ؎

شکر اللہ مل گیا ہم کو وہ لعل بے بدل
کیا ہوا اگر قوم کا دل سنگ خارا ہو گیا

خلیفہ صاحب کی عجیب و غریب قسم

حضرت مرزا صاحب کی نبوت کے بارے میں خود جناب خلیفہ صاحب قادیان کو کہاں تک یقین ہے۔ یہ اس قسم سے پتہ چلتا ہے جو جناب خلیفہ صاحب موصوف نے ابھی حال ہی میں کھائی ہے اور جو الفضل مجریہ ۲۰ر اگست ۱۹۳۵ء میں شائع ہوئی ہے۔ کوئی صاحب حاجی ضیاء اللہ صاحب مالک پنجاب سوپ فیکٹری لاہور نے خلیفہ صاحب موصوف کی خدمت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے "سچے نبی" ہونے کے متعلق حلف کا مطالبہ کیا اور لکھا کہ "کیا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی خدا کے سچے نبی اور رسول ہیں۔ اگر وہ سچے ہوئے اور آپ نے قسم نہ کھائی اور میں اس نعمت سے محروم رہ گیا تو اس کا سارا بوجھ آپ پر ہوگا"

اول تو مجھے اس مطالبہ کی ہی سمجھ نہیں آتی ۔ اگر خلیفہ صاحب قسم کھا لیتے کہ حضرت مرزا صاحب خدا کے سچے نبی اور رسول ہیں۔ تو کیا حاجی صاحب مان لیتے کہ واقعی حضرت مرزا صاحب خدا کے سچے نبی اور رسول ہیں۔ اگر ایسا ہے تو پھر ایک بہائی بھی خدا کی قسم کھا کر کہہ دیگا کہ بہاء اللہ مظہر الوہیت ہے۔ اور ایک پادری بھی خدا کی قسم کھا کر کہہ دیگا کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ اور ایک ہندو خدا کی قسم کھا کر کہہ دیگا کہ کرشن خدا کا اوتار ہے۔ جب کُلُّ حزبٍ بما لدیھم فرحون یعنی ہر ایک گروہ جو بھی مذہب رکھتا ہے وہ اسی پر خوش اور نازاں ہوتا ہے تو اُس مذہب کے معتقد سے یہ کہنا کہ تو اپنے عقیدہ کے متعلق قسم کھا بالکل بے معنی ہے۔

ظاہر ہے کہ اس کو اپنے مسلمہ عقیدہ کے متعلق قسم کھانے میں کیا تامل ہو سکتا ہے۔ اگر اسی طرح معتقدات کے فیصلے ہوا کریں تو پھر حاجی صاحب کو بڑی مشکل درپیش ہوگی۔ بہائیوں میں ان کو بہائی بننا پڑیگا۔ عیسائیوں میں عیسائی۔ اور ہندوؤں میں ہندو۔

خیر اس مطالبہ قسم کے جواب میں جو قسم خلیفہ صاحب قادیان نے کھائی ہے وہ بہت عجیب ہے۔ خلیفہ صاحب موصوف نے حضرت مرزا صاحب کے سچے نبی اور رسول ہونے پر قسم کھانے سے ایسی صفائی سے پہلو بچایا ہے کہ بے اختیار داد دینے کو دل چاہتا ہے فرماتے ہیں:۔

"میں آپ کے خط کے جواب میں حلفیہ تحریر کرتا ہوں کہ وہ خدا جس نے مجھے پیدا کیا اور جس کے قبضہ میں میری جان ہے اور جو دلوں کا بھید جانتا ہے میں اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے نزدیک وہ نبوت جس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دعویٰ ہے اسلام کے لئے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہتک کا موجب نہیں بلکہ اسلام کی مضبوطی کا موجب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بڑھانے کا۔ اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایسی نبوت نہ صرف قرآن کریم اور حدیث شریف سے ثابت ہے بلکہ مجھے خود اللہ تعالےٰ نے بذریعہ رؤیا و کشوف اس پر یقین دلایا ہے"

خلیفہ صاحب کا اصل مطالبہ سے گریز

ملاحظہ فرمایا آپ نے۔ مطالبہ یہ تھا کہ حضرت مرزا صاحب کے سچے نبی اور رسول ہونے پر قسم کھاؤ اس کا جواب قولوا قولاً سدیداً کے ماتحت یہ تھا کہ خلیفہ صاحب صاف طور پر قسم کھاتے کہ "مرزا صاحب خدا کے سچے نبی اور رسول ہیں"۔ مگر خلیفہ صاحب ایسا نہیں کرتے وہ اس بات پر قسم کھانے سے گریز کر جاتے ہیں اور قسم اس بات پر کھا لیتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت اسلام یا آنحضرت صلعم کے لئے باعث ہتک نہیں۔ حالانکہ سائل کا یہ مطالبہ نہ تھا۔ وہ تو جناب خلیفہ صاحب سے صاف صاف مطالبہ کر رہا ہے کہ آپ قسم کھائیں کہ حضرت مرزا صاحب خدا کے سچے نبی اور رسول ہیں۔ مگر خلیفہ صاحب پہلے تو "وہ نبوت جس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دعویٰ ہے" کہ کر نبوت کو کسی خاص معنے میں محدود کر لیتے ہیں۔ جیسے اپنے ذہن میں رکھا ہوا ہے۔ اور ظاہر نہیں کرتے کہ وہ کیا ہے محدثیت ہے یا شریعت اسلام کی اصطلاح کے مطابق نبوت۔ پھر قسم صرف اس بات پر کھاتے ہیں کہ وہ خاص قسم کی نبوت جو جناب خلیفہ صاحب کے ذہن میں ہے وہ اسلام یا آنحضرت صلعم کے لئے باعث ہتک نہیں۔ کس خوبصورتی سے اصل مطالبہ کو ٹال دیا۔ حاجی صاحب کو اس قسم سے تسلی ہو گئی ہو تو بڑا تعجب ہے کیونکہ کسی عقلمند کی تو اس قسم سے تسلی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اتنی بڑی جماعت کے ایک مذہبی مقتدا کی زبان سے معتقدات اور ایمانیات کے معاملہ میں جس میں انسان کا معاملہ خدا سے اور اپنی ضمیر سے نہایت صاف ہونا چاہیئے ایسی پیچدار قسم سنکر ایک عقلمند کی تو حیرت کی انتہا نہیں رہتی۔ اور اگر خدا کا فضل دستگیری نہ کرے تو دل مذہب سے ہی بیزار ہو جاتا ہے۔

مسیح موعود کس قسم کے نبی تھے

میں خلیفہ صاحب قادیان کی "وہ نبوت" کو نہیں سمجھا کہ اس سے کیا مراد ہے

اگر اُس سے آنحضرت صلعم اور اسلام کی ہتک نہیں ہوتی تو پھر یہ ظاہر ہے کہ اس سے مُراد محدثیت ہی ہو سکتی ہے۔ جس کا منکر کافر نہیں ہوتا۔ اس کے سوا جو نبوت ہے جسے اسلام کی اصطلاح میں نبوت کہا جاتا ہے۔ اور جس کا منکر کافر خارج از اسلام کہلاتا ہے وہ یقیناً آنحضرت صلعم اور اسلام کے لئے باعث ہتک اور موجب کمزوری ہے۔ اگر خلیفہ صاحب کے ذہن میں وہ نبوت سے مُراد محدثیت نہیں تو پھر کیا اس سے ہم یہ سمجھیں کہ وہ نبوت جو امت محمدیہ کو اپنے انکار کی وجہ سے کافر خارج از اسلام ٹھیرا دے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو معطل کر دے۔ اور آپ کو رسول زمانہ کے منصب سے ریٹائر کر دے۔ کیونکہ اب آپ کی رسالت پر ایمان لانے سے کوئی اسلام کے دائرہ کے اندر داخل نہیں ہوتا۔ وہ آنحضرت صلعم کے لئے باعث ہتک اور اسلام کے لئے باعث تفرقہ دینا ہی نہیں ہے حالانکہ ہر ایک عقلمند جانتا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی اور اسلام کے ضعف اور آنحضرت صلعم کی ہتک کا تصور نہیں ہو سکتا۔ یہ کہنا کچھ بھی مفید نہیں کہ یہ نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان نبوت سے فیض یافتہ ہے۔ میں کہتا ہوں ہزار دفعہ فیض یافتہ ہو۔ جب ایک غلام اُٹھ کر کسی بادشاہ کو حکومت کی کرسی سے الگ کر کے بٹھا دے اور آپ اُس کرسی پر بیٹھ جاوے اور حکومت کے سارے اختیارات اس غلام کو منتقل ہو جاویں اور وہ بادشاہ وقت بن جاوے اور اُن تمام لوگوں کو سلطنت کا باغی قرار دے جو اس نئے حاکم کو پُرانے حاکم کی جگہ بادشاہ وقت ماننے کے لئے تیار نہ ہوں تو فرمایئے اُس پرانے بادشاہ کی اس سے بڑھ کر ذلت اور توہین اور کیا ہو سکتی ہے؟ یہ کہنا کہ یہ غلام اُسی پرانے بادشاہ سے اصول حکومت سیکھتا رہا ہے اور اُنہیں قوانین کا پابند ہے جو پرانے بادشاہ نے بنائے تھے بالکل لغو ہے۔ جب پرانے بادشاہ کی اطاعت حکومت سے بغاوت ٹھہر گئی تو پرانے بادشاہ کی بادشاہت ختم ہو گئی۔ اسی طرح کوئی شخص ہزار دفعہ آنحضرت صلعم سے فیض یافتہ ہو۔ وہ جب رسول زمانہ کی کرسی پر بیٹھ گیا اور اس کا انکار کفر ٹھہر گیا اور بغیر اس کو مانے اب کوئی اسلام کے دائرہ میں داخل نہیں ہو سکتا تو پُرانے رسول کی رسالت کا دور تو ختم ہو چکا وہ موسیٰ و عیسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح اب فیض نبوت و رسالت سے ریٹائر ہو چکا۔ کیا اس سے بڑھ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک اور کوئی متصور ہو سکتی ہے کیا اس سے اسلام کی عین جڑ پر کلہاڑا نہیں چل جاتا؟ پھر اس قسم کی نبوت کے متعلق کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ اس سے آنحضرت صلعم اور اسلام کی ہتک نہیں ہوتی۔ خلیفہ صاحب قادیان اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ وہ حضرت مسیح موعود کی طرف ایسی نبوت منسوب کرتے ہیں جس کا منکر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے خواہ اس نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو (دیکھو آئینہ صداقت ص۳۵) تو پھر ایسی نبوت کے متعلق یہ کہنا کہ اُس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک نہیں ہوتی اور اسلام برباد نہیں ہوتا صریح غلط بیانی اور اس پر قسم کھانا بڑی جرات ہے۔

خلیفہ صاحب قادیان اور مسئلہ تکفیر

بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی لگ گئی ہے کہ خلیفہ صاحب قادیان مسئلہ تکفیر میں آج کل ڈھیلے پڑ گئے ہیں۔ اور یہ غلطی ایک خطبہ سے لگی ہے۔ جو جناب خلیفہ صاحب نے ایک موقع پر پڑھا جب کہ لوگوں میں ان کے فتاویٰ کفر کی وجہ سے بہت برہمی پھیل گئی تھی۔ غیر احمدی مسلمانوں پر خلیفہ صاحب قادیان کی طرف سے کفر کا فتویٰ سب سے پہلے تشحیذ الاذہان اپریل ۱۹۱۱ء میں شائع ہوا۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً خلیفہ صاحب کی مختلف تصانیف اور تحریروں اور تقریروں میں وہ تازہ ہوتا رہا۔ یہانتک کہ حال ہی میں عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں گورداسپور میں اپنے حلفیہ بیان میں خلیفہ صاحب نے اپنے اس مسلک کی تائید و تصدیق کی۔ چونکہ آجکل فضا میں احمدیت کے خلاف اشتعال بہت ہے اس لئے اس بیان سے پبلک میں برہمی اور اشتعال کے جذبات کا مشتعل ہو جانا ایک لازمی امر تھا۔ ان حالات جناب خلیفہ قادیان نے کچھ عرصہ ہوا ایک خطبہ پڑھا۔

(باقی آئندہ)

(بقیہ صفحہ ۲)

وحدانیت اور بنی نوع انسان کی مساوات اور اخوت اور آپس میں انصاف کا اعلان و تبلیغ کرنا چاہیئے۔ روحانیت کے غلبے سے مادیت کو مغلوب کرنا چاہیئے۔ انسانیت کو ایثار سے دبانا چاہیئے اور دوسروں سے فائدہ اٹھانے کے بجائے خدمت کو انسانی شعار بنانا چاہیئے۔ یہ مشن اسلام سے بڑھ کر اور کوئی مذہب پورا نہیں کرسکتا۔ جس نے امیر اور غلام کو ایک دسترخوان پر بٹھا دیا اور بادشاہ و رعایا کو کندھے سے کندھا ملا کر ایک صف میں کھڑا کر دیا۔ کونسی قوم اور کونسا مذہب ایسی فراخدلی کی مثال پیش کرسکتا ہے کہ مفتوحہ قلعہ کے دروازے پر فاتح قوم کے بادشاہ کی سواری پہنچتی ہے۔ تو اس حال میں کہ غلام اونٹ پر سوار ہے اور بادشاہ اس کی نکیل پکڑے زمین پر کھڑا ہے۔ اس زبردست روحانیت کے سامنے تمام جاہ و جلال ہیچ ہے۔ ہم کو یہ اسلام پیش کرنا ہے اور دنیا میں امن قائم کرنا ہے۔

مبلغین کس قسم کے ہونے چاہئیں

اس اسلام کو پیش کرنے کے لئے مبلغین کہاں سے آئیں؟ صرف علمی قابلیت کافی نہیں ہے بلکہ زبردست اخلاق کی بھی ضرورت ہے۔ ہماری نظر علمائے کرام پر پڑنی چاہیئے۔ مگر افسوس ہے کہ ہمارے علما کئی صدیوں سے ایک دائرے ۔ ۔ ۔ میں محدود ہو کر رہ گئے ہیں۔ ان میں سے رواداری مفقود ہو گئی ہے۔ اختلاف رائے برداشت کرنے کا مادہ سلب ہو گیا۔ اپنے جذبات پر قابو رکھنے کی قابلیت جاتی رہی۔

متحد ہو کر علما دین امت کی بڑی خدمت کرسکتے ہیں۔ مگر یہ امر ابھی مشکوک ہے کہ غیر ممالک میں تبلیغ کا کام بھی سنبھال سکتے ہیں اگر وہ کمر ہمت باندھیں۔ تو اس سے بہتر کوئی بات نہیں ہوسکتی۔ غیر ممالک میں تبلیغ کے لئے اسلامی علوم کے ساتھ مغربی علوم پر بھی عبور ہونا چاہیئے۔ جاپان ایک مشرقی ملک ہے۔ مگر مغربی خیالات اور مغربی تمدن سے بہت متاثر ہے۔ یہاں مشرقی اور مغربی دونوں قسم کے اسلحہ سے مسلح ہو کر آنا چاہیئے۔

ہندی مسلمانوں کا جذبہ ایثار

تبلیغی مشن کی سرپرستی کے لئے ہماری نظر ہندوستان کی طرف ہی اٹھتی ہے۔ ہندی مسلمان خواہ کتنے ہی خوار ہوں۔ خواہ وہ اپنا وقار کتنا ہی کھو چکے ہوں مگر ان میں ایمانی قوت باقی ہے اور وہ سیاسی میدان میں بھی اپنی قوت کا سکہ اپنے ہم وطنوں کے دلوں پر بٹھا رہے ہیں۔ پہلا سا احساس کمزوری جو ہمیں مفلوج کئے ہوئے تھا اب زائل ہو رہا ہے۔ اب ہمیں اپنی قوت پر اعتماد ہونے لگا ہے اور شکنجے کی زنجیریں توڑ کر اب ہم اپنے حقوق منوانے کھڑے ہو گئے ہیں۔ مذہبی میدان میں بھی ہندوستان کے مسلمان روئے زمین کے مسلمانوں پر سبقت لے گئے ہیں۔ ان کی ہمدردی تمام اقصائے عالم پر محیط ہے ہندی مسلمانوں نے ترکی کی مصیبت میں کیا کچھ قربانیاں نہیں کیں۔ غریب عورتوں نے اپنے گلے اور ہاتھوں کے زیور دے ڈالے۔ ہمارے ہم وطن بھائی مسلمانوں کے اس ایثار کو مذہبی جنون کہہ کر وطن سے غفلت قرار دیتے ہیں۔ دراصل مسلمانوں کی بین الاقوامی ہمدردی ایک مایہ ناز جذبہ ہے۔ جس کی عظمت کو ایک ملک کے اندر محدود رہنے والے ہرگز محسوس نہیں کرسکتے۔ یہ بین الاقوامی جذبہ ہی مسلمانوں سے ایسے ایسے کارہائے عظیم کرانے والا ہے جس سے دنیا آنے والی آفات سے محفوظ ہو جائے گی۔ آج کل قوموں کے دلوں میں خود غرضی کا جذبہ غالب ہے۔ جب تک یہ جذبہ کارفرما رہے گا۔ دنیا جنگ و جدل کی آماجگاہ بنی رہے گی۔ جب اسلامی اخوت کی تبلیغ ہوگی۔ تب ہی دنیا امن کی جگہ بن سکے گی۔

مغرب میں کامیاب تبلیغ اسلام

یہ ہندی مسلمانوں ہی کی ہمت تھی کہ ایسی قوموں نے جنہوں نے دنیا کی بیشتر کمزور قوموں کو اپنا حلقہ بگوش بنا رکھا ہے اسلام کا حلقہ بگوش بنانے کا بیڑا اٹھایا ہے اور وہاں اسلامی مشن کھڑا کر دیا ہے جس نے چند سال میں انگلستان و دیگر ممالک مغرب میں بہت سے افراد کو مسلمان بنا لیا ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں ہی کو جاپان میں تبلیغ اسلام کا بار اپنے کندھوں پر اٹھانا چاہیئے۔ دنیا کے کسی ملک میں مسلمانوں کی تعداد اتنی نہیں ہے کہ جتنی ہندوستان میں ہے۔ اس لحاظ سے بھی ہندوستان کے مسلمان اپنی متحدہ قوت سے جتنی اسلامی خدمت انجام دے سکتے ہیں۔ دوسرے کسی ملک کے مسلمان نہیں کرسکتے۔ پھر ہندوستان کے مسلمانوں نے انگلستان میں تبلیغی مشن قائم کر کے غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کا جو تجربہ حاصل کر لیا ہے۔ اس سے دوسرے ممالک والے ابھی تک محروم ہیں۔

دوکنگ مشن کی کتابوں میں بہترین لٹریچر ہے

جاپان میں تبلیغ اسلام ہم کئی طریقوں سے کرسکتے ہیں اور ہم کو ہر طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔ اول یہاں کی پبلک لائبریریوں میں اسلامی رسائل بھیجنا۔ یہاں اردو جاننے والے عنقا ہیں اور جو ہیں بھی وہ ان رسائل سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ البتہ انگریزی جاننے والے بے انتہا ہیں۔ اب تو انگریزی زبان ہر مدرسے میں لازمی ہے انگریزی کے رسائل مفید ہونگے۔ اسلامک ریویو لاہور والے اس تجویز پر عمل کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔ ان کو میں نے پبلک لائبریریوں اور چند اداروں کی فہرست روانہ کر دی ہے اور دیگر فہرستیں زیر ترتیب ہیں۔

دوئم انگریزی زبان میں اسلام پر چھوٹے چھوٹے پمفلٹ جاپانیوں میں تقسیم کرنا۔ اس ضمن میں بھی اسلامک ریویو والے کام کر رہے ہیں وہ وقتاً فوقتاً ووکنگ مشن کے پمفلٹ بھیجتے رہتے ہیں۔ اور میں انہیں تقسیم کرتا رہتا ہوں۔ اس وقت ووکنگ مشن کی کتابوں میں بہترین اسلامی لٹریچر موجود ہے۔ جب تک اس سے بہتر شائع نہ ہوں اسی کی تقسیم کا انتظام ہونا چاہیئے۔

سوئم یہاں کے انگریزی اخبارات میں اسلام پر مضامین شائع کرنا۔ یہ اخبارات دراصل غیر ملکیوں کے استفادہ کے لئے ہیں۔ مگر کچھ جاپانی بھی ان کو دیکھتے ہیں۔ میں سال میں ایک مضمون شائع کرا سکتا ہوں مگر یہ کافی نہیں۔ دوسرے مضمون نگاروں کو توجہ کرنی چاہیئے

چہارم۔ یہاں کے علمی جلسوں میں اسلام پر تقریریں کرنا۔ مجھے سال میں ایک مرتبہ ایسا موقع مل جاتا ہے۔ ایک تقریر سے زیادہ تیار کرنے کی مجھے فرصت نہیں۔ دوسرے احباب ہندوستان سے آئیں تو زیادہ کام کرسکتے ہیں۔

لائبریری اور مشن کا قیام

پنجم لائبریری کا قیام۔ انگلستان اور یورپ کے دیگر ممالک کی لائبریریوں میں اسلامی لٹریچر دستیاب ہو جاتا ہے بلکہ مستشرقین وہیں کی لائبریریوں سے اسلامی تمدن کی تحقیقات کرتے ہیں۔ جاپان میں اس کی بڑی کمی ہے۔ یہاں اسلامی لٹریچر کا فقدان ہے۔ ایسی لائبریری کی اشد ضرورت ہے جس میں انگریزی، جرمن اور فرانسیسی میں کتب موجود ہیں۔ ان زبانوں کے علاوہ اگر اردو، فارسی اور عربی کی کتابیں بھی مہیا ہوں تو بہت اچھا ہے۔ ایسی لائبریری کے قیام میں مسلمان جتنی فراخ حوصلگی سے کام لیں اتنا ہی مفید ہوگا۔

ششم اسلامی مشن کا قیام۔ اس کے قیام میں بہت روپیہ صرف ہوگا۔ اسی وجہ سے اسے آخر میں درج کیا گیا ہے مگر اس کے بغیر تبلیغ کا کام کما حقہ پورا نہیں ہو سکتا۔ اس مشن کے افراد کو جاپانی زبان سیکھ کر اول جاپانی نو مسلموں کو جاپانی زبان میں عملی جامہ پہنانا چاہیئے۔ لائبریری کا قیام اس مشن کے ساتھ بھی ضروری ہے جب تک مشن قائم نہ ہو۔ اول پانچ تجویزوں پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ میں کچھ وقت نکال سکتا ہوں اور وہ اسلام کی خدمت کے لئے حاضر ہے۔ جب تک کتابوں کا ذخیرہ زیادہ نہ ہو۔ میں اپنے مکان میں لائبریری کے لئے جگہ بھی دے سکتا ہوں۔ جب تعداد زیادہ ہو جائے گی۔ تو اس کے لئے علیحدہ مکان اور فرنیچر کی ضرورت ہوگی۔ مخیر حضرات براہ راست میرے پاس کتابیں بھیج سکتے ہیں۔ اسلام کی اس خدمت کے لئے ہندوستان میں کمیٹی بنی چاہیئے اور یہ جس قدر جلد قائم ہو اچھا ہے ٭ (ماخوذ)

ہماری تبلیغی ڈاک

(از خانصاحب محمد منظور الٰہی صاحب)

بغداد سے سید تصدق حسین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ بغداد کے بعض احباب نے ۲۸ سٹ پیلے جاپان کیلئے بھیجنے کا انتظام کیا تھا۔ اب ذیل کے سات احباب نے مزید ایک ایک سٹ کی قیمت دینی منظور فرمائی ہے گویا کل ۳۵ سٹوں کی قیمت احباب بغداد نے اس وقت تک عطا کی ہے جزاکم اللہ احسن الجزا۔ جناب یعقوب الیاس صاحب فالفیتر، جناب امیر حسین صاحب پراچہ دلال، داؤد صاحب، جناب التفات حسین خانصاحب، جناب عبدالصمد صاحب برق کرکوک، جناب خلیل آفندی فائز کی عمارہ خانصاحب ایک شیخ محمد رفیق انصاری صاحب، جناب سید اکبر علی صاحب

ٹرینیڈاڈ میں مولوی امیر علی صاحب مسلم مشنری پہلے ایک ماہوار انگریزی رسالہ تبلیغ اسلام کے لئے شائع کیا کرتے تھے۔ اب اسے اخبار کی شکل دیدی گئی ہے۔ جس کے پرچے انہوں نے یہاں بھی ارسال فرمائے ہیں اس کے متعلق مفصل انشاء اللہ آئندہ لکھا جائیگا۔

جاوا۔ اخویم مرزا ولی احمد بیگ صاحب نے احمدیہ کانفرنس صولو میں شامل ہونے والے احمدی نمائندگان کا فوٹو ارسال فرمایا ہے۔ جو انشاء اللہ اپنے کسی اخبار میں شائع کیا جائیگا۔ ڈچ ترجمۃ القرآن بہت مقبول ہوا ہے اور اب حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب اصول اسلام کی فلاسفی کا جاوی ترجمہ شائع ہو کر یہاں پہنچ چکا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہ جماعت خدمت اسلام کا بڑا کام کر رہی ہے۔

تار کا پتہ: مسلمان لاہور — رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۸۲۳

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

برگزیدہ لوگوں پر ابتلا آنے کی وجہ

یہی قدیم سے برگزیدہ لوگوں کیساتھ سنت اللہ ہے کہ وہ ورطۂ عظیمہ میں ڈالے جاتے ہیں لیکن غرق کرنیکے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ تا اُن موتیوں کے وارث ہوں کہ جو دریائے وحدت کے نیچے ہیں۔ اور وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں لیکن اس لئے نہیں کہ جلائے جائیں بلکہ اس لئے کہ تا خدا تعالیٰ کی قدرتیں ظاہر ہوں۔ اور ان سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے اور لعنت کیجاتی ہے۔ اور وہ ہر طرح سے ستائے جاتے ہیں اور دکھ دئے جاتے ہیں۔ اور طرح طرح کی بولیاں اُنکی نسبت بولی جاتی ہیں اور بدظنیاں بڑھ جاتی ہیں یہانتک کہ بہتوں کے خیال و گمان میں بھی نہیں ہوتا کہ وہ سچے ہیں۔ بلکہ جو شخص انکو دکھ دیتا اور لعنتیں بھیجتا ہے وہ اپنے دل میں خیال کرتا ہے کہ بہت ہی ثواب کا کام کر رہا ہے۔ پس ایک مدت تک ایسا ہی ہوتا رہتا ہے۔ اور اگر اُس برگزیدہ پر بشریت کے تقاضا سے کچھ قبض طاری ہو۔ تو خدا تعالیٰ اسکو ان الفاظ سے تسلی دیتا ہے کہ صبر کر جیسا کہ پہلوں نے صبر کیا اور فرماتا ہے کہ میں تیرے ساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں پس وہ صبر کرتا رہتا ہے یہانتک کہ امر مقدر اپنی مدت مقررہ تک پہنچ جاتا ہے تب غیرت الٰہی اُس عزیز کے لئے جوش مارتی ہے۔ اور ایک ہی تجلی میں اعدا کو پاش پاش کر دیتی ہے۔ سو اوّل نوبت دشمنوں کی ہوتی ہے۔ اور اخیر میں اس کی نوبت آتی ہے۔

خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ آخر کار تجھے فتح ہوگی۔ اور ہر ایک الزام سے تیری بریت ظاہر کردونگا اور تجھے غلبہ ہوگا۔ اور تیری جماعت قیامت تک اپنے مخالفوں پر غالب رہیگی۔ اور فرمایا کہ میں زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کردونگا۔

(الحکم ۶ مارچ ۱۹۰۸ء)

اخبار احمدیہ

— ہماری انجمن کے آنریری سکرٹری شیخ محمد دین جان صاحب ایڈووکیٹ چند روز بعارضہ بخار بیمار رہے۔ اب انہیں نسبتاً افاقہ ہے۔ لیکن کامل صحت کے لئے انہیں احباب کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

— شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی چند دنوں سے یہاں مقیم ہیں۔ گذشتہ ہفتہ ینگ مین ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام انہوں نے "محمدی بیگم کے متعلق پیشگوئی" پر ایک فاضلانہ تقریر کی۔ گذشتہ شب پھر انہوں نے ایک تقریر فرمائی جس میں مسیح موعود پر مخالفین کے چیدہ چیدہ اعتراضات کا جواب دیا۔

— چوہدری روشن دین صاحب اسسٹنٹ گیریزن انجنیر کی ترقی عہدہ کے متعلق کسی گذشتہ اشاعت میں خبر درج کیگئی تھی۔ حال ہی میں انکے صاحبزادہ چوہدری عبدالمجید صاحب کا خط آیا ہے جسمیں وہ لکھتے ہیں کہ چوہدری صاحب موصوف نے پچیس روپے بطور شکرانہ برائے انجمن کو ارسال کیا ہے۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء۔ چوہدری صاحب موصوف ہمارے مخلص دوستوں میں سے ہیں اور خدمت دین کے کاموں میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کے احباب کو یہ خاص امتیاز بخشا ہے کہ وہ ہر خوشی کے موقعہ پر سب سے پہلے مالک حقیقی کا شکر ادا کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اور اسکے دین کی خدمت کیلئے اپنے اموال کو خرچ کرنا سب سے بڑا راحت کا ذریعہ خیال کرتے ہیں۔ احباب کرام چوہدری صاحب موصوف کی دینی و دنیوی ترقیوں کے لئے دعا فرماویں۔

مسلم ہوسٹل

مجوزہ مسلم ہوسٹل کیلئے ایک عمدہ اور با موقعہ جگہ کا انتظام کر لیا گیا ہے اور اس ماہ کے اخیر میں ان شاء اللہ ہوسٹل کھل جائیگا۔ تمام وہ احباب جن کے عزیز یہاں مختلف کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں۔ اپنے بچوں کو خاص طور پر اس قومی دار الاقامۃ میں ٹھہرانے کی تلقین فرماویں جہاں ان شاء اللہ انہیں ہر آسائش کے علاوہ دینی امور سے بھی دلچسپی کا سامان بہم پہنچتا رہیگا۔ ہوسٹل میں جگہ حاصل کرنیکے لئے فوراً سکرٹری صاحب سے خط و کتابت کی جاوے۔

(مفصل آئندہ)

درس قرآن کریم

فرمودہ مولینا مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی

مرتبہ ماسٹر غلام محمد صاحب بی اے

قرآن کریم کا دعوے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ الٓمّٓ ۰ انا اللہ اعلم) میں مصنف اور اس کا دعوے موجود ہے۔ مگر ایسا دعوے جسے قبول کرنے میں کسی اہل مذہب اور عقلمند کو انکار نہیں۔ ذالک الکتاب ۔الخ میں یہ بیان ہے کہ اس کے کتاب ہونے کا یہ ثبوت ہے کہ یہ کتاب بن جائے گی۔ لاریب فیہ رہے گی اور ھدی للمتقین ثابت ہوگی گویا قرآن کریم اپنی ابتدا میں اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ اس کی تعلیم کی سچائی میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں۔ دنیا کی اور کوئی الہامی کتاب اس قسم کا دعوے نہیں کرتی۔ اور نہ ہی نفس الواقع وہ شک شبہ سے خالی ہے۔ ذالک الکتاب میں بتایا کہ یہ وحی جو متفرق طور پر نازل ہو رہی ہے متفرق نہ رہے گی۔ بلکہ پیشگوئی کردی کہ وہ کتاب بنجائیگی۔ پہلی کتابوں میں بھی یہ پیشگوئی موجود ہے۔ مگر یہ ایک عجیب بات ہے کہ قرآن کریم کے متعلق جو جو پیشگوئیاں دیگر سماوی کتب میں مذکور ہیں۔ وہ خود اس نے پیشتر سے بیان کردی ہیں۔ شروع میں ہی قرآن کریم کا یہ دعوے ہے کہ وہ ایک کتاب کی صورت میں آجائیگا ایسی کتاب جو کبھی ضائع نہ ہوگی۔ اور جس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہ ہوگا۔ اور ہر قسم کے تغیر وتبدل سے پاک رہے گا۔ کامل الہامی کتاب کے تین معیار ہیں (۱) نبی کی زندگی جوں کی توں جمع ہو جائے۔ (۲) آیندہ اس میں گڑبڑ یا تحریف نہ ہو۔ (۳) متقین کے لئے ہمیشہ ہمیشہ ہدایت کا موجب رہے۔

قرآن کی بے نظیر خوبی

ایک اور خوبی کی بات جو قرآن کریم میں ہمیں نظر آتی ہے یہ ہے کہ وہ لکھے جانے کے لحاظ سے اپنا نام الکتاب اور پڑھے جانے کے لحاظ سے اپنا نام القرآن بتاتا ہے۔ مگر دیگر سماوی کتب اپنے اندر اپنا کوئی نام نہیں بتاتیں۔ مثلاً توریت میں کہیں مذکور نہیں کہ اس کا نام توریت ہے۔ بائیبل میں لفظ تورہ آتا ہے۔ مگر قانون خاکہ یا نقشہ کے معنوں میں آتا ہے کسی کتاب کے نام کے طور پر نہیں۔ اسی طرح چاروں کے چاروں ویدوں کو شروع سے آخر تک پڑھ جاؤ۔ وید نے اپنا نام وید کہیں نہیں بتایا۔ گویا رگ وید سام وید اتھروید یہ اصطلاح ان کے اندر موجود نہیں۔ انجیل میں انجیل کا لفظ خوشخبری کے معنی میں تو آتا ہے۔ مگر کتاب کے نام کے طور پر کہیں نہیں آتا۔ بائیبل میں جو کتاب کسی نبی کی طرف منسوب ہے اس کی سند کامل نہیں۔ حالانکہ کتاب کے الہامی ہونے کے لئے سند سب سے پہلی چیز ہے۔ پھر بائیبل کے مروجہ نسخہ کے علاوہ اور متفرق کتابیں بھی ہیں جو بائیبل کے انبیاء کی طرف منسوب ہیں مگر ان کو مستند نہیں سمجھا جاتا۔ یا سب مستند نہیں مانتے۔

کتاب معراج موسیٰ۔ کتاب حنوک اور اسرار حنوک عہد نامہ اور جنگ نامہ خداوند وغیرہ وغیرہ یہی حال ویدوں کا ہے۔ نہ رشیوں میں اتفاق نہ چار نزول کا تعین نہ زمانہ نزول کے متعلق کچھ پتہ۔ اس قدر اختلافات ہوتے ہوئے کتاب لاریب فیہ کیسے ہو سکتی ہے؟ امام رازی اور امام بخاری کا یہ خیال کہ توراۃ وانجیل میں تحریف لفظی نہیں ہوئی تاریخ کی روشنی میں بالکل غلط ہے۔

ھدی للمتقین

ھدی للمتقین متقیوں کے لئے ہدایت ہے۔ ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین کی دو ترکیبیں از روئے علم منطق ہو سکتی ہیں (۱) علم کی کتاب لاریب فیہ اور ھدی للمتقین ہوتی ہے (۲) جو کتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین ہو وہ اعلم کی کتاب ہوتی ہے۔ ہدایت کے معنی چار طرح پر ہوتے ہیں۔ اول فطری ہدایت ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے ہر چیز میں خلق کیساتھ ہی رکھدی ہے۔ دوسری وہ ہدایت ہے جو انسان کو نبیوں کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے۔ تیسری وہ ہدایت ہے جو کسی کو ایک ہدایت پر عمل کرنے کے بعد دوسری روشنی نظر آنے لگتی ہے۔ چوتھی ہدایت جنت ہے۔ یعنی منزل مقصود۔ ھدی للمتقین میں آخری تینوں قسم کی ہدایت مراد ہے۔ انسان جوں جوں تقوےٰ میں ترقی کرتا چلا جائے۔ یہ قرآن کریم ہمیشہ اسے نئی سے نئی روشنی دیتا چلا جائیگا۔ کسی منزل اور مقام پر آگے ہدایت دینے سے کبھی عاجز نہیں آئیگا۔

تقویٰ کا مفہوم

متقی کا مادہ ہے وقی جس کے معنی ہیں کسی نفس کو اس چیز سے بچانا جو ضرر دینے والی ہو۔ جیسے وقھم عذاب السعیر یا وما لھم من اللہ من واق۔ یا قوا انفسکم واھلیکم نارا سے ظاہر ہے۔

دوسرے معنی اس وقی کے مصدر سے بچنے والے کے ہیں اور جس سے ضرر کا خوف ہو اس سے بچا لینے کے بھی۔

تقوےٰ کے معنی خوف یا ڈر کے غلط ہیں۔ اور تقوی اللہ سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ خدا کوئی ہوّا ہے جس سے ڈرنا چاہیئے۔ بلکہ اس کے معنی ہیں۔ اللہ کے حفاظت نفس کے بنائے ہوئے قوانین پر چلنا۔ نفس کو ضرر دینے والے افعال سے بچانا۔ تقوےٰ کے دوسرے معنی اخلاق کے بھی ہیں۔ اخلاق انسان کے اندر وہ ملکہ ہے کہ جس سے اس کا ہر فعل مفید نتائج پیدا کرتا ہے۔ تقوے کے معنی فطرت کا صحیح طور پر ظہور بھی ہے۔ اور ہر قسم کی کمزوری سے بچنا بھی جیسے ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم (تم میں سب سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ کمزوریوں سے بچتا ہے) اعلیٰ اخلاق اور تقویٰ انسان کا لباس ہیں۔ جس طرح ظاہری لباس شعار انسانیت میں سے ہے اسی طرح تقوےٰ بھی انسان کو انسان بناتا ہے لباس التقوی ذالک خیر۔ تقویٰ ایک نور ہے جو دوسرے لوگوں سے ممتاز بناتا ہے یجعل لکم نورا تمشون بہ۔

قرآن کا دعوے تاریخ کی روشنی میں

اب دیکھنا یہ ہے کہ قرآن کریم کا یہ دعوی کہ وہ ہدایت کا موجب ہے تاریخ کی روشنی میں کہاں تک صحیح ہے۔ اگر دیگر سماوی کتب کو قرآن کریم کے بالمقابل دیکھا جائے اور تاریخ کی روشنی میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی سی نظیر کہیں نہیں ملتی۔ قرآن کریم نے جو خلق کی اصلاح کی ہے۔ اس کا عشر عشیر بھی کسی اور کتاب نے نہیں کیا۔ قرآن کریم میں اور دیگر سماوی کتب میں ہمیں ھدی للمتقین اور ھدی للناس ہونے کے لحاظ سے ایک بین فرق نظر آتا ہے

موسیٰ کی قوم

توریت میں بے شک اعلیٰ درجے کے احکامات ہیں مگر اس نے خلق کی کہاں تک اصلاح کی۔ اس کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کی تربیت میں رات دن کوشاں رہتے ہیں۔ لیکن چند ایام کے لئے جب انہیں چھوڑ جاتے ہیں۔ تو ادھر سامری کی ایک معمولی سے معمولی بات سے ساری کی ساری قوم گمراہ ہو جاتی ہے۔ اور تو اور ان کی موجودگی میں بھی ان کی قوم بات بات پر لڑتی جھگڑتی ہے۔ ایک دفعہ سفر میں جب کچھ دیر پانی دستیاب نہ ہو سکا۔ تو بنی اسرائیل نے حضرت موسےٰ کو سخت سست کہنا شروع کر دیا۔ کہ تم نے ہمیں اس مصیبت میں ڈالا ہے۔ ہم پیاس سے مر رہے تھے اور تکان سے چور چور ہو رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ ہزار کہیں کہ کچھ خدا کا خوف کرو۔ اس پر بھروسہ کرو۔ وہی کوئی نہ کوئی سبب بنا دیگا۔ مگر نہیں وہ ایک نہیں سنتے تھے۔ اور حضرت موسیٰ کو برا بھلا کہے چلے جاتے تھے

ایک اور موقع پر حضرت موسیٰ انہیں کہتے ہیں دیکھو یہ مقدس کتاب تمہیں دی جاتی ہے۔ اس پر اگر عمل کرو تو تمہیں یہ سرزمین مل جائے گی۔ مگر وہ کہتے۔ فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون (جاؤ تم اور تمہارا رب جاکر لڑو۔ ہم تو یہاں بیٹھے ہیں) جنگ انہیں آفت اور ہلاکت نظر آتی تھی۔ اس کی سزا انہیں یہ ملی کہ چالیس سال تک وہ ارض مقدس ان پر حرام کر دی گئی۔ بات دراصل یہ ہے کہ یہ قوم آزادی کی قدر وقیمت سے ناآشنا ہے محض تھی۔ فرعون کی غلامی میں رہ کر غلامی کی دلدادہ ہو چکی تھی۔ ۴۰ سال میں وہ نسل تباہ کر دی گئی۔ اور ان کی اولاد جو جنگل میں آزاد پیدا ہوئی تھی جوان ہوگئی۔ یہ آزادی کی قدر شناس تھی اور سرزمین کی مالک بن جاتی ہے۔ ایک اور واقعہ سنئے کہ یہ قوم کیسی اکھڑ واقع ہوئی کہ بات بات پر کرڈکراتی تھی۔ ایک دفعہ بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کہا ہمیں دکھا تمہارا خدا کیسا ہے اپنے خدا کو حاضر کرو۔ ورنہ ہم ایمان نہیں لائیں گے۔ لن نؤمن لک حتی نری اللہ جھرۃ۔ حضرت موسیٰ نے انہیں لاکھ سمجھایا کہ کچھ خدا کا خوف کرو خدا ایسی باتوں سے پاک ہے کہ کسی مجسم شکل میں آئے۔ مگر وہ اپنی ضد پر قائم رہے۔ بالآخر تنگ آکر حضرت موسیٰ نے ان میں سے ستر آدمی منتخب کر لئے۔ اور انہیں طور پر لے گئے۔ اس پر ایک شدید زلزلہ آیا۔ بنی اسرائیل کے ستر آدمی جو حضرت موسیٰ کے ساتھ آئے تھے۔ خوفزدہ ہو کر دور بھاگ گئے اور موسےٰ سے مخاطب ہو کر کہا تو دیکھ آیندہ تو ہمارے ساتھ بات کیا کر۔ اس خدا کو کہہ دے کہ وہ ہمارے ساتھ بات نہ کرے۔"

مسیح کی قوم

اسی طرح عیسائی قوم کا حال ہے۔ جناب مسیح نے بمشکل ساری عمر میں بارہ حواری بنائے۔ جو آپ کی گرفتاری کے وقت سب چھوڑ کر بھاگ گئے متی ۲۶: ۵۶۔ ان میں سے ایک کا نام پطرس تھا۔ پطرس (Petros) کہتے ہیں پتھر کو۔ چونکہ وہ عیسائیت کی بنیادی چٹان سمجھا گیا۔ اس لئے وہ پطرس کہلایا۔ اس کے متعلق حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بہشت کی چابیوں کا مالک ہے۔ اور یہی پطرس تھا جس کے متعلق بعد میں فرمایا کہ یہ شیطان ہے۔ اسی نے جس وقت یہ کہا اگر جان بھی جائے تو بھی میں وفادار رہوں گا تو حضرت نے فرمایا:۔ اے پطرس تو ہی ہوگا کہ مرغ کے اذان

(باقی بر صفحہ ۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم شنبہ ۱۴ رجمادی الثانی ۱۳۵۴ھ | نمبر ۵۹

مولوی ظفر علیخاں صاحب اور مسئلہ وفات مسیح

مدیران "زمیندار" و "احسان" کا عقیدہ

مولوی ظفر علی خاں صاحب کے عقیدہ دربارہ وفات مسیحؑ پر ایک نوٹ اخبار "مجاہد" مورخہ ۱۲ ستمبر میں شائع ہوا ہے جس کے لکھنے والے مولوی عبدالرحمٰن صاحب خطیب جامع مسجد وزیرآباد ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:-

"میں قریباً اگست کی پچیس تاریخ کو مولینا سید عنایت اللہ شاہ صاحب خطیب جامع مسجد گجرات کو اپنے ہمراہ لے کر مولینا ظفر علیخاں صاحب سے ملاقات کرنے کیلئے کرم آباد گیا۔ وہاں سالک صاحب ایڈیٹر "انقلاب" اور مولنا چراغ حسن حسرت ایڈیٹر روزنامہ "احسان" بھی موجود تھے دوران گفتگو میں مسٹر عنایت اللہ مشرقی کا ذکر آگیا۔ مولینا ظفر علیخاں صاحب نے مشرقی صاحب کے خلوص نیت کی بیحد تعریف کی۔ میں نے اس گفتگو کے جواب میں مولینا سے عرض کیا کہ مشرقی کے عقاید اسلامی تعلیمات کیخلاف ہیں۔ مثلاً اس نے تذکرہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات کا انکار کیا ہے۔ اس پر مولینا ظفر علیخانصاحب نے فرمایا کہ **حیات مسیح کا عقیدہ کوئی اسلامی عقیدہ نہیں ہے۔ بہت سے مسلمانوں نے اس کا انکار کیا ہے**"۔ مولینا کی تائید مولانا چراغ حسن حسرت نے پر زور لفظوں میں کی۔

مجھے مولینا ظفر علیخانصاحب کی زبان سے حیات مسیح کا انکار سن کر اس قدر دکھ ہوا کہ جس کو میں الفاظ میں ادا نہیں کرسکتا۔ میں کہتا تھا کہ یا اللہ یہ وہی مولینا ظفر علیخاں ہیں جو چالیس برس سے مرزائیوں کی مخالفت میں سینہ سپر ہیں اور ان کا اپنا عقیدہ وہی ہے۔ جو مرزا غلام احمد کا ہے"

اس وقت گو احمدیت کی مخالفت بہت عام ہے لیکن اس میں خصوصیت سے حصہ لینے والے ہمارے دو معاصر ہیں یعنی "زمیندار" اور "احسان"۔ مندرجہ بالا شہادت میں کہ دو اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان کی رائے موجود ہے کہ حیات مسیح کا عقیدہ کوئی اسلامی عقیدہ نہیں۔ اس کے علاوہ "احسان" کے سرد بیر مرتضیٰ احمد خانصاحب کے متعلق ایک اور شہادت حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ اخبار "الفضل" مورخہ ۱۲ ستمبر میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کے لکھنے والے اپنے آپ کو عملہ "احسان" کا رازدان ظاہر کرتے ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں "جن دنوں مرتضی احمد صاحب حیات مسیح پر مضمون لکھا کرتے تھے (جو ایک عجیب و غریب عنوان سے شائع ہوتے تھے یعنی مرزائیت کے کاشہ سر پر اسلام کا البتر سکن گرز) آپ اپنے خاص احباب میں جو ماتحت ہونے کے باعث ست بچن کہنے کے عادی ہیں فخریہ طور پر بیان کرتے تھے کہ گو حیات مسیح کا عقیدہ مشکوک معلوم ہوتا ہے۔ مگر جماعت احمدیہ کے قلعہ کو مسمار کرنے کے لئے ہمارے یہ دلائل کافی ہیں"۔

حیرانی کی بات ہے کہ جب ان لوگوں کے اپنے یہ عقاید ہیں تو یہ احمدیت کی مخالفت پر کیوں ادھار کھائے بیٹھے ہیں؟ احمدیوں سے وہ کونسا گناہ سرزد ہوگیا جس کی پاداش میں انہیں دائرہ اسلام سے خارج کیا جارہا ہے اور انکی مخالفت اور تباہی کو عین خدمت اسلام سمجھا جاتا ہے؟ جب حیات مسیح کا عقیدہ اسلامی عقیدہ ہی نہیں اور ایک مشکوک مسئلہ ہے تو پھر اس کے ماننے والے اسلام سے کیونکر علیحدہ ہوگئے؟ کیا اس لئے کہ مرزا صاحب نے خود مسیح موعود کا دعوےٰ کر دیا اور اسلام کی توہین کردی؟ کاش اگر یہ لوگ غور کریں تو انہیں معلوم ہو جائے کہ مرزا صاحب نے تو اسلام کی صحیح معنوں میں عزت قائم کی ہے کیونکہ جو لوگ حیات مسیح کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ وہ قرآن کے نصوص صریحہ کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور جو وفات مسیح کا عقیدہ رکھتے ہیں اور مسیح موعود کو قبول نہیں کرتے۔ وہ عملاً احادیث نبوی کو ایک ردی کا انبار قرار دیتے ہیں پس ان دونوں باتوں میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے یا قرآن کو جھٹلاؤ یا حدیث کو جھٹلاؤ۔ اس کے سوا تیسری اور کوئی راہ نہیں سوائے اس کے کہ حضرت مرزا صاحب کے دعوے کو قبول کیا جائے۔

حضرت مسیح موعود کی بعثت نے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ دونوں کی تصدیق کردی۔ وفات مسیح بھی ثابت رہی اور رسول مقبول کا فرمان بھی پورا ہوگیا کہ ابن مریم آئیگا اور وہ امامکم منکم ہوگا۔ بارہا ہم نے اپنے دوستوں کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ ان کا تمہارے پاس کیا جواب ہے کہ رسول کریم نے آنے والے مسیح کو اسی امت کا ایک فرد قرار دیا مگر لیکن مسیح ناصری جسکے نزول کے تم منتظر ہو وہ تو اس امت سے تھے ہی نہیں پھر کیوں تم ارشاد نبوی سے انحراف کرتے ہو؟ لیکن اس کا کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا جاتا اور بدستور مرزا صاحب کی تکذیب جاری رہتی ہے کیا حق پسندوں اور ایمانداروں کا یہی شیوہ ہے؟

حضرت مرزا صاحب نے کونسا ایسا جرم کیا کہ تم نے معاذ اللہ انہیں دجال اور کذاب بنا دیا۔ احمدیوں نے اسلام کا کیا بگاڑا کہ تم ان کے استیصال کے درپے ہوگئے؟ ذرا اپنے دلوں کو ٹٹولو کیا تمہارے اپنے دل یہ گواہی نہیں دیتے کہ حیات مسیح کا عقیدہ مشکوک اور غیر اسلامی عقیدہ ہے؟ پھر خدا کا خوف کرو اور ایک مامور من اللہ کی تکذیب سے گریز کرو۔ اگر تم ایمانداری سے یہی سمجھتے ہو کہ حضرت مرزا صاحب کے وجود سے اسلام کو نقصان پہنچا تو کوئی ایسا عقیدہ پیش کرو جس میں مرزا صاحب نے اسلام کی خلاف ورزی کی ہو۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے ایک مردہ قوم میں از سرِ نو جان ڈالی اور بیکاروں کو خدمت دین کے کام پر لگایا۔ مایوس دلوں کی ڈھارس باندھی اور انہیں اسلام کی فتح و نصرت کا یقین دلایا محمد رسول اللہ صلعم کے چہرہ مبارک سے بدنما داغ دور کئے اور اسلام کے کھوئے ہوئے وقار کو دنیا میں قائم کیا۔ مذاہب باطلہ کا رد کرتے ہوئے اسلام اور قرآن کی صداقت و عظمت کو الم نشرح کیا۔ تو کیا اب بھی تمہیں ان کی مسیحائی میں شک ہے؟ پھر ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب ہر وقت محمد الرسول اللہ صلعم کی غلامی کا دم بھرتے رہے۔ اور تمام عمر رسول مقبول کے عشق میں گزاری اور پکار پکار کر کہتے رہے کہ "واللہ یعلم انی عاشق الاسلام و فداء حضرت خیر الانام و غلام احمد المصطفیٰ" کہ خدا کی قسم میں اسلام کا عاشق ہوں۔ حضرت خیرالانام کا فدائی ہوں اور احمد مصطفیٰ کا غلام اور چاکر ہوں۔ ساری عمر ایک شخص اسلام کی پرستش میں گزار دے اور سرِ مو اسلام کی تعلیم سے انحراف نہ کرے اور محمد الرسول اللہ کی غلامی کا جوا گردن میں پہنے رہے اور ہمہ تن اس کے عشق میں گداز ہو جائے اور قرآن اور حدیث کی عزت کو تمام دنیاوی وجاہتوں اور عزتوں پر مقدم کرے اور مصائب اور مخالفت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بھی اسلام کی خدمت میں لگا رہے تو کیا ایسے شخص کو تم کافر اور خارج از اسلام قرار دیتے ہو؟ اور بھی تو بیشمار لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں۔ ان کے خلاف کیوں یہ شور و غوغا نہیں مچایا جاتا۔ کیا صحابہ کرام اور ائمہ متقدمین میں سے بے شمار لوگوں نے وفات مسیح کا اقرار نہیں کیا۔ کیا اس زمانہ میں سید احمد خاں مرحوم وفات مسیح کے قائل نہ تھے؟ کیا علامہ عنایت اللہ مشرقی وفات مسیح کے قائل نہیں؟ کیا علامہ عبداللہ یوسف علی نے علی الاعلان اپنے ترجمہ قرآن میں اس عقیدہ کا اظہار نہیں کیا؟ اور اسی طرح اور بھی بہتیرے عالم دین ائمہ اور مترجمین قرآن ہیں جو مسیح علیہ السلام کی موت کے قائل ہیں لیکن یہ سب بدستور مسلمان کے مسلمان اور صرف احمدی واجب القتل اور خارج از اسلام؟

حضرت مرزا صاحب تو فرماتے ہیں کہ "مسیح موعود کا دعویٰ اگر اپنے ساتھ ایسے لوازم رکھتا جن سے شریعت کے احکام اور عقاید پر کچھ مخالفانہ اثر پہنچتا تو بیشک ایک ہولناک بات تھی۔ لیکن دیکھنا چاہئے کہ میں نے اس دعویٰ کے ساتھ کس اسلامی حقیقت کو منقلب کر دیا ہے۔ کون سے احکام اسلام میں سے ایک ذرہ بھی کم یا زیادہ کر دیا ہے۔ ہاں ایک پیشگوئی کے وہ معنی کئے گئے ہیں جو خدا تعالیٰ نے اپنے وقت پر مجھ پر کھولے ہیں اور قرآن کریم ان معنوں کی صحت کے لئے گواہ ہے اور احادیث صحیحہ بھی ان کی شہادت دیتی ہیں۔ پھر نہ معلوم کہ اس قدر کیوں شور و غوغا ہے"۔ (آئینہ کمالات اسلام)

جب حقیقت یہ ہو کہ بیشمار بزرگان دین بھی ایک امر کے قائل ہوں اور خود مدیران "احسان" و "زمیندار" کے نزدیک وہ مشکوک اور اسلام سے تعلق نہ رکھنے والا عقیدہ ہو تو پھر ایسے عقیدہ کی وجہ سے احمدیت کے خلاف یہ طوفان کیوں برپا ہے؟ کیا یہ سب روٹی کا سلسلہ نہیں؟ کیا احمدیت کی مخالفت اخبار کی مقبولیت کا ذریعہ بنانے کے لئے ضمیر کی آواز کو دور نہیں کیا جاتا ہے۔ اور خود ایک چیز کو مانتے ہوئے ہمیں اس کے ماننے کا طعنہ

کیوں دیا جاتا ہے؟ کیا مذہب کے نام پر تجارت کرنے کا نام ہی اسلام ہے؟

خود احمدیت کی مخالفت میں ہر قسم کے جھوٹ اور فریب کو جائز سمجھتے ہیں لیکن خدا کے مامور کو کاذب قرار دیتے ہیں۔ فرضی خطوط اخبارات میں شائع کر کے لوگوں کو احمدیت سے بدظن کرنے کی ناکام کوشش کی جاتی ہے۔ چنانچہ "الفضل" کے مضمون نگار لکھتے ہیں کہ اخبار احسان میں ایک صاحب عطاء اللہ اشرف کام کرتے ہیں۔ جن کے ذمہ اخبار میں فرضی خطوط شائع کرنا ہے۔ وہ وہیں بیٹھے بیٹھے چند نام لکھ کر کہ ان لوگوں نے "احسان" کے مطالعہ سے احمدیت سے توبہ کر لی ہے کاتب کو دے دیتے ہیں اور وہ لکھنا شروع کر دیتا ہے کہ اتنے میں آواز دی جاتی ہے کہ "نیچے نامہ نگار خصوصی لکھ دیا جائے" اور خود ایک اور خبر تیار کرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ یہ ہمارے اسلامی جرائد کا حال ہے جو آٹھ کروڑ مسلمانوں کے ترجمان حال اور اسلام کے واحد علمبردار ہیں اور جو احمدیت کے استیصال کا تہیہ کر چکے ہیں۔ فقط اسلئے کہ احمدیت اسلام کی صحیح ترین تصویر دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے اور یہ لوگ اسلام کو بدنام کر کے اپنا اُلو سیدھا کرنا چاہتے ہیں۔

برائے ملاحظہ علامہ شہاب الدین صاحب

خطیب جامع مسجد چوبرجی لاہور

(از جناب خان غلام محمد خانصاحب پنشنر ای اے سی لاہور)

پیغام صلح مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۳۵ء میں جناب مولوی شہاب الدین صاحب کے چیلنج کا جواب پڑھ کر مجھے خیال آیا کہ اب مولانا صاحب کی تشفی و تسلی ہو گئی ہوگی۔ کیونکہ مولینا صاحب اہل علم ہیں اللہ تعالٰے نے بھی بزبان سرفست ترجمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم "رب زدنی علما" میں زیادتی علم کی دعا کی تلقین فرمائی ہے۔ چونکہ مولینا صاحب خطیب بھی ہیں۔ ان کے خطبہ کی تزئین کے لئے مرزا ابوالحسن صاحب قاآنی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۰۴ء تا ۱۸۵۳ء کے دو شعر عرض کرتا ہوں۔ شاید کسی وقت ان کے کام آویں۔

قاآنی صاحب اپنے آپ کو خاقانی ثانی بھی قرار دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو ان کا یہ شعر:

شاہا بہ قاآنی نگر خاقانی ثانی نگر
کے اوج خاقانی نگر اینک بہ گفتار آمدہ

اور خاقانی صاحب تو کسی تعریف کے محتاج نہیں۔ وہ خود فرماتے ہیں:

تاکے ملک سخن خسا قایم کرد گنج نطق
وغل صد خاقانی نزدیک یکدگر غرآئے من

مضمون کچھ بے ربط جیسا ہو چلا ہے۔ قاآنی رحمہ اللہ کے دو شعر مقصد ذیل ہیں۔ جن سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی وفات پر کافی سے زیادہ روشنی پڑتی ہے۔

کوشش قاآنی کہ رخش ہستی آری زیر ران
چند خواہی چوں امیراں اسب واشتر داشتن
تن رہا کن تا چو عیسٰی بر فلک گردی سوار
ورنہ عیسٰی بے نشاید شد زیک خر داشتن

مطلب کہ عیسٰی علیہ السلام جو فلک پر گئے ہیں تو جسم خاکی کو یہاں چھوڑ کر گئے ہیں۔ بجسد العنصری آسمان پر نہیں گئے۔ فافہم و تدبر۔　خاکسار غلام محمد از ۳ پارک لین ٹرنگ لاہور۔

مغرب میں تبلیغ اسلام کی آسان تجویز

یورپین طلبا کی تبلیغی کلاس

گذشتہ اگست میں جیسا کہ قارئین کرام کو یاد ہوگا اخبار کے ذریعہ بھی اور خطوط کے ذریعہ بھی احباب جماعت کی خدمت میں تحریک کی گئی تھی کہ انجمن نے یورپین طلبا کے لئے ایک تبلیغی کلاس کھول لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ جس پر بارہ سو روپیہ سالانہ خرچ ہوگا۔ اس وقت تین البانوی طالب علم یہاں تعلیم دینی حاصل کر رہے ہیں۔ اور بہت سی اور طالب علموں کی البانیہ اور دیگر یورپین ممالک سے درخواستیں آئی ہوئی ہیں جن کو انشاءاللہ معقول انتظام ہو جانے پر یہاں بلا لیا جائیگا۔ اس اپیل کے جواب میں کچھ احباب کے وعدے اور نقد رقوم بھی آ چکی ہیں۔ لیکن اکثر دوستوں نے ابھی اس کی طرف کماحقہٗ توجہ نہیں فرمائی۔ ان کی خدمت میں مکرر درخواست ہے کہ وہ اس تحریک کی اہمیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ضرور اس میں شرکت فرماویں اور دفتر کو اپنے جواب سے ممنون کریں۔ اگر مختلف ممالک کے طلبا یہاں سے تعلیم حاصل کر کے اپنے اپنے ملک میں جا کر تبلیغی مشن قائم کر دیں تو انجمن کو ان مشنوں پر بہت تھوڑا خرچ کرنا پڑیگا۔ اور اس طرح اسلام کا پیغام انشاءاللہ تمام دنیا میں پہنچ سکے گا۔

اس وقت تک مندرجہ ذیل احباب کے وعدے آ چکے ہیں اور بعض کی رقوم بھی وصول ہو چکی ہیں۔

نمبر	نام		رقم
۱	سراج الدین ذکی صاحب بی اے سیالکوٹ	سالانہ	-/50
۲	قاضی محبوب عالم صاحب گوجرانوالہ	"	-/5
۳	خانصاحب ڈاکٹر سعید احمد صاحب مانسہرہ	"	-/10
۴	خان بہادر میاں غلام رسول صاحب جھنگ	سالانہ	-/60
۵	مخدوم محمد اشرف صاحب شملہ	"	-/10
۶	ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب پشاور	"	-/50
۷	سید امجد علی شاہ صاحب لاہور	"	-/-/6
۸	ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب لاہور	"	-/24
۹	شیخ محمد محسن مولا بخش صاحبان لائلپور	"	-/24
۱۰	مولانا عبدالہادی صاحب عظیم کلانوں	"	-/10
"	شیخ رحمت الٰہی صاحب لائلپور	"	-/36
	میزان		-/240

شوگر کیمسٹری کا خاص نصاب

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

پنجاب ایگریکلچرل کالج لائل پور میں "شوگر کیمسٹری" کا ایک ماہی پوسٹ گریجویٹ نصاب یکم اکتوبر ۱۹۳۵ء سے جاری ہوگا۔ جس میں نیشکر اور اس کے کیمیاوی تجزیہ کے متعلق علمی اور عملی تربیت دی جائیگی اس نصاب میں زیادہ سے زیادہ چھ طلبا کو داخل کیا جائے گا۔ داخلہ کی شرط یہ ہے کہ امیدوار ایگریکلچر میں بی ایس سی یا کیمسٹری و طبیعات (علم تباتات) میں بی ایس سی کی ڈگری حاصل کر چکا ہو جملہ درخواستیں ہر حالت میں ۱۰ ستمبر تک پرنسپل صاحب پنجاب ایگریکلچرل کالج لائل پور کے پاس پہنچ جانی چاہئیں۔

بقیہ صـ ٦

خلیفہ صاحب کی قسم اصل مطالبہ کا جواب نہیں

قصہ کوتاہ یہ کہ خلیفہ صاحب کی یہ قسم اصل مطالبہ کا جواب نہیں بلکہ سوال از آسمان جواب از ریسمان کا مصداق ہے۔ پہلے وہ اس بات کو صاف کریں کہ وہ کونسی نبوت ہے جسے "وہ نبوت جس کا حضرت مسیح موعود کو دعوٰی ہے" کے فقرہ میں ذکر کرتے ہیں۔ اگر یہ نبوت محدث والی نبوت نہیں بلکہ وہ نبوت ہے جسے اصطلاح اسلام میں نبوت کہتے ہیں اور جس کا منکر خارج از اسلام ہے تو انہیں اس امر کی قسم کھانے کی قطعاً ضرورت نہیں کہ آیا اس سے آنحضرت صلعم کی ہتک ہوتی ہے یا نہیں اور اسلام کی تباہی اس میں مضمر ہے یا نہیں کیونکہ اس میں آنحضرت صلعم کی ہتک اور اسلام کی تباہی ایسا اظہر من الشمس امر ہے جس پر قسم کھانیکی کسی کو ضرورت نہیں کیونکہ رات پڑی ہوئی ہو تو قسم کھا کر رات کو دن منوا نہیں سکتے۔ اس صورت میں خلیفہ صاحب کو صاف طور پر یوں قسم کھانی چاہئیے کہ "میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود واقعی سچے نبی اور رسول ہیں۔ جس کا منکر کافر خارج از دائرہ اسلام ہوتا ہے" تب تو مطالبہ کرنے والے کو جواب ٹھیک ملتا ہے ورنہ قسم کھانے میں ایسی چکری گھما دی جس سے اصل مطلب حاصل نہ ہو اور سامع بات کی تہ تک نہ پہنچ سکے یہ ایک متقی کی شان سے بعید اور خلاف تقوٰی ہے اللہ تعالٰے فرماتے ہیں کہ یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولاً سدیداً کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور تقوٰی کرو اور جو بات کرو صاف اور سیدھی کرو پیچدار باتیں کرنی تقوٰے کے خلاف ہیں۔

اصل حقیقت کے لئے مدعی کیطرف رجوع کرو

حاجی ضیاء اللہ صاحب کو چاہئیے تھا کہ وہ بجائے خلیفہ صاحب قادیان سے قسم کے مطالبہ کے خود مدعی یعنی حضرت مسیح موعود کی تحریروں کو دیکھتے اور اس بارہ حضرت مسیح موعود کے دعوے پر محققانہ نظر ڈالتے اگر قسم پر ہی فیصلہ کرنا تھا تو خود حضرت مسیح موعود کے حلفیہ بیانوں کو ملاحظہ فرماتے۔ جن میں سے دو یہاں عرض کرتا ہوں

اگر در خانہ کس است ہمیں قدر بس است

فرماتے ہیں:-

"بالآخر پھر میں عامۃ الناس پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے اللہ جل شانہٗ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میرا عقیدہ ہے اور لکن رسول اللہ وخاتم النبیین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے۔ میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالٰے کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالٰے کے نزدیک کمالات ہیں کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے خلاف نہیں" (کرامات الصادقین صـ ۲۵)

"اور دوسرے الزامات جو میرے پر لگائے جاتے ہیں کہ یہ شخص لیلۃ القدر کا منکر ہے اور معجزات کا انکاری اور معراج کا منکر اور نیز نبوت کا مدعی اور ختم نبوت سے انکاری ہے یہ سارے الزامات باطل اور دروغ محض ہیں۔ ان تمام امور میں میرا مذہب وہی ہے جو دیگر اہلسنت وجماعت کا مذہب ہے ..... اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا مسجد (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"

(مجموعۂ اشتہارات حصہ چہارم صفحہ ۲۲۴)

چونکہ اتوار کو تعطیل ہے اس لئے پرچہ تاریخ اشاعت سے ایک دن قبل شائع ہو رہا ہے

مسلمانوں کا بےمثال تمدن

شاہان اسلام کا شوق علمی۔ یورپ پر ہسپانیہ کے احسانات۔ ایک عیسائی مورخ کا اعتراف حقیقت

مترجمہ شیخ محمد احمد صاحب بی۔اے۔ ایل ایل۔بی وکیل ایبٹ آباد

مسلمانوں کی حیرت انگیز ترقی

سامی اقوام جنہوں نے اسلام کے علم کو بلند کیا۔ مذہبی نشے میں سرشار اپنے صحرائی مسکن سے نکلیں اور قلیل ترین عرصہ میں سلطنت روما سے بھی وسیع حکومت کی بنیاد ڈالنے میں کامیاب ہوگئیں جسکی سرحدیں کاشغر و پنجاب سے لے کر بحر ظلمات اور جنوبی فرانس تک پھیلی ہوئی تھیں۔ اس نظریہ سے جو اسلام کے عروج کو ایک خونی مہدی کے خروج اور درویشوں کے جہاد سے تشبیہ دیتا ہے غلط تر نظریہ تاریخ انسانی میں ممکن نہیں۔ اس نظریہ کی بنیاد ان واقعات پر رکھی جاتی ہے۔ جو تمام کے تمام اسلامی تہذیب و تمدن کے انحطاط کے زمانہ میں ظہور میں آئے۔ اور جب اسلام کے سادہ و صحرائی اصول اشعری علم کلام کی وجہ سے پیچیدہ بن چکے تھے۔

عربوں پر محمد صلعم کی تعلیم کا اثر

خاندان قریش جس میں اسلام کی ابتدا ہوئی اپنے سادہ قبائلی دستور کے باوجود تمدن کے ابتدائی اصولوں سے آشنا تھا۔ یہ اُن امیر اور سیاح تاجروں کی جماعت تھی جو بیرونی دنیا سے خوب واقف تھے۔ جہاں نوازی اقربا پروری اور اس قسم کی بہت سی دیگر خوبیاں ان میں موجود تھیں۔ شجاعت و لسانت ان کی گھٹی میں رچی ہوئی تھی اگرچہ وہ اس کے جائز استعمال سے ناواقف تھے اور ہمیشہ ایکدوسرے سے برسرپیکار رہتے تھے۔ ان کی شاعری بھی اپنے ابتدائی مراحل طے کر چکی تھی اور اس میں لطافت و تفرع پیدا ہو رہا تھا۔ غرضیکہ وہ ایک ایسی دنیادار سوسائٹی تھی جو معاشرت کے ہر پہلو میں اپنے گرد کے قبائل سے ممتاز تھی۔ اُن کے گھرانے کے ایک سادہ اور بے لوث سوداگر محمدؐ کی تعلیم نے ان پر ایک حیرت انگیز اثر ڈال دیا۔ اُس کی آواز اپنے ماحول کے خلاف ایک باغیانہ جذبہ اپنے اندر لیئے ہوئے تھی۔ وہ جذبہ ایک انسانی بت شکن احساس تھا جو اُن لوگوں پر جن سے جوہر توحید ملوث ہو چکا تھا۔ ایک قہرمانی اخراج کی صورت میں نازل ہوا۔ اُس ابن عرب نے مافوق البشر ہونیکا دعویٰ کرنیکے بغیر ایک سنجیدہ مصلح کی سپرٹ میں انتہائی سادہ الفاظ میں اپنے پروگرام کو دنیا کے سامنے رکھدیا۔ وہ پروگرام توحید باریتعالیٰ اور وحدت نسل انسانی کا پروگرام تھا۔ جس نے عربوں کے دلوں پر بجلی کی سرعت سا اثر کیا۔ اور اُنہیں شیر شتر اور سوسمار کھانے والی قوم سے فاتحین عالم بنا دیا۔

مسلمانوں کی خلافت اُولیٰ

ان لوگوں میں جو محمد عربی صلعم کے گرد جمع ہو گئے تھے ایک مذہبی جوش ایک والہانہ سرشاری اور ایک جذبۂ تحقیق موجود تھا۔ علاوہ ازیں ان میں عمر اعظم جیسے قاید بھی موجود تھے جنہیں ہم بجا طور پر اسلام کا سینٹ پال کہہ سکتے ہیں۔ لیکن اس جذبہ مذہبی نے اسلامی جنگوں کی ابتدا نہیں کی۔ کیونکہ اسلام کی لڑائیاں تقریباً سب کی سب سیاسی جنگیں تھیں۔ جن کا مقصد واحد صرف فتوحات ملکی تھا۔ خلفائے راشدین کے ان ایام کے بعد جن میں خلفاء کا شکی لگے کپڑے پہنے مدینہ کی گلیوں میں پھرنا۔ اور عمر اعظم جیسے باجبروت خلیفہ کا بحیثیت فاتح بیت المقدس کی طرف صرف ایک رفیق کے ہمراہ اونٹ کی نکیل پکڑے سفر کرنا دنیا کو حیران کیئے ہوئے ہے۔ خلافت بنی امیہ کی طرف منتقل ہو گئی جو ابتدائے اسلام میں پیغمبر عرب کے انتہائی دشمن تھے اور جو خلیفہ ہونے کے بعد بھی اس بات کو نہیں چھپاتے تھے کہ اُن کی خلافت شخصی حکومت کا دوسرا نام ہے۔

مذہب اسلام تعصب سے پاک ہے۔

دنیا میں کبھی کسی مذہب کی اشاعت مذہبی تعصب کی عدم موجودگی میں نہیں ہوئی لیکن اسلام اس کلیہ سے بھی استثنائی حکم رکھتا ہے۔ ہمیں تاریخ اسلامی میں ایک عجیب بات نظر آتی ہے کہ اس عالمگیر تحریک نے مذہبی تعصب کو اپنے زمانۂ انحطاط میں پیدا کیا۔ اور اپنے سیاسی عروج کے زمانہ میں وہ اس جذبہ سے قطعاً ناآشنا رہی اور اُس زمانہ میں بھی یہ تعصب اپنی تخلیق کیلئے ان نیم وحشی اقوام کا شرمندۂ احسان تھا جنہوں نے اسلامی تمدن و تہذیب کو تباہ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ یہ ایک اہم اختلاف ہے جو اسلام کو دیگر مذاہب خصوصاً عیسائیت سے جس کی اشاعت آگ اور تلوار سے کی گئی ممتاز کرتا ہے۔

بنو عباس اسلامی تمدن کے بانی ہیں

بنی امیہ کے زمانہ کے بعد خاندان عباس جو حضرت رسول اکرم کے عم زاد تھے سریرآرائے مسند خلافت ہوا۔ شاہان عباسیہ کی حکومت جو اسلامی علوم و تمدن کے اصلی بانی تھے یقیناً فارس کی مرہون منت تھی۔ فارس میں سلطنت ساسانیہ ایشیا کی دو لونانی تہذیب کے تجارت کا مقام اتصال رہ چکی تھی۔ آخری دو کسرا اول کے زمانہ میں ان دو تہذیبوں کی آمیزش اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی ہندوستانی و چینی صناعوں کو دعوت دینے کے علاوہ فارس جنون مذہب کے ستائے ہوئے عیسائیوں کے لئے بھی آخری پناہ گاہ تھا۔ ناصری جند شاپور میں ایڈیسہ سے بھی زیادہ عالیشان مدرسہ کی بنیاد رکھ چکے تھے۔ فارس کی اس امن پسندانہ فضا میں اسلام کو فلسفیانہ نکتہ نگاہ سے قبول کیا گیا۔ اس فلسفیانہ مذہبی جذبہ نے اس کے سادہ اصولوں کو عقلی توحید کے اس سانچہ میں ڈھال دیا۔ جس کو عرف عالم میں الحاد معتزلہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ بنی عباس کے عہد حکومت میں عرب کو خلفائے عباسیہ سے جنہوں نے تمدن اسلام کی حقیقی طور پر بنیادیں استوار کیں اتنا ہی تعلق تھا جتنا مامون عباسی کے مندرجہ ذیل الفاظ ظاہر کرتے ہیں۔

"عرب خدا کے مقرب بندے ہیں۔ اس کے بہت ہی مفید و کار آمد خدمت گذار جنکی زندگیاں عقل انسانی کو جلا دینے کے لئے وقف ہیں۔ اور جنہیں رب کعبہ نے خاص اپنی خدمت کے لئے چنا ہے۔

مسلمانوں نے دوسری تہذیبوں سے کیا فایدہ اٹھایا

فارس کی مخصوص فضا کے علاوہ تہذیب اسلامی کے نشوونما کرنے میں اور بھی بہت سے اجزا کام کر رہے تھے۔ قدیم عرب بھی کلدانیوں کی طرح مظاہر سماوی کی عبادت کرتے تھے۔ اس وجہ سے عربی بلدیہ نشین علم نجوم اور حرکات سماوی سے واقف ہو چکے تھے۔ طبابت بھی اپنی ابتدائی حالت میں عربوں میں موجود تھی۔ اس کے اصولوں سے واقفیت حاصل کرنے سے پہلے اشیا کے خواص و ماہیت کا دریافت کرنا ایک ضروری امر تھا۔ خود محمد عربی اور ابوبکر کو اس فن میں کافی دسترس حاصل تھی جب ابنائے صحرا نے اپنے خیموں کو چھوڑ کر دمشق و بغداد کے محلات کو آباد کیا تو انہیں ناصری اطبا سے واسطہ پڑا۔ خلفاء کے جذبۂ تحقیق اور اعتراف کمال نے انہیں مجبور کر دیا کہ وہ ان کے علم کے ماخذ کا پتہ لگائیں۔ اس طرح عرب اپنے ہیپوکریٹس اور گیلن سے واقف ہوئے۔ اور موخرالذکر کی وساطت سے اس کے باکمال اُستاد ارسطو کی کتابوں اور علوم سے آشنائی پیدا کی۔

عرب کی سرحدوں پر دو عظیم الشان سلطنتوں کی موجودگی نیز شمالی عرب کے روم کے زیر اثر ہونے کے باوجود عرب ابھی تک ایک بادیہ پیما قوم تھی لیکن حکومت و امارت حاصل کرنے کے بعد انہیں قدیم تہذیبوں کا علم ہوا اور وہ اس رومی تہذیب سے آشنا ہوئے جو ابھی تک مشرقی روم میں باقی تھی۔ انہوں نے اس تہذیب کا نہایت ہی گہرا مطالعہ کیا لیکن انہوں نے اس تہذیب و علم کو جو رومی کے ہاتھوں میں پوشیدہ تھا اپنا لینے کے باوجود روم کی روحانی بربریت اور وحشت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔

شاہان اسلام علم کے شیدائی تھے۔

اس نئے علمی جذبہ میں جو مسلمانوں میں کلدانی و اصنامی تہذیبوں کے مطالعہ سے پیدا ہوا۔ ابھی تک اصنامی و اساطیری اثر کارفرما تھا۔ مسلمانوں نے اپنے علوم کو ان اصنامی نظریوں سے پاک کرنے کا تہیہ کیا اور اس کوشش میں مشغول ہو گئے۔ بغداد شیراز اور قرطبہ کے شہزادے اور امراء علم کو اپنے وزیروں کی عزیز ترین متاع سمجھنے لگے۔ علم کو صرف ایک لازمہ شاہیت و امارت نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ ولی عہد اور وزرا نہ شوق سے علوم حاصل کرتے تھے چشم دنیا نے کبھی اس سے پہلے اور نہ ہی بعد اس قسم کا نظارہ دیکھا کہ اہل حکم و امارت و دولت اتنی وسیع و عریض سلطنت کے طول و عرض میں اس طرح اپنے آپ کو حصول علم کے لئے موقف کر چکے ہوں۔ اور علم ان کی زندگی کا سب سے بڑا نصب العین بن گیا ہو۔ اور خلفاء اور امرا نے اپنے دیوانوں سے اٹھ کر سیدھے دارالمطالعہ میں چلے جانے کو اپنا معمول بنا لیا ہو۔ لا ریب اس سے ان کے سیاسی کاموں کو نقصان پہنچا لیکن تحصیل علم کے شوق میں انہوں نے اس نقصان کو بطیب خاطر گوارا کیا۔ دستاویزات۔ قلمی نسخے اور نباتاتی نمونوں کے کاروان بخارا سے بغداد اور مصر سے اندلس جانے لگے۔ کتابوں اور اساتذہ کی تلاش میں سفرا ہندوستان اور دیگر دور دراز ممالک میں بھیجے گئے۔ ہر مسجد کے ساتھ ایک مکتب کھولا گیا۔ دیار العلوم قائم کیئے گئے۔ اہل علم بغیر کسی مذہبی یا نسلی امتیاز کے ممتاز کیئے جانے لگے دولت کے انبار ان کے قدموں میں لگا دیئے گئے۔ اور وہ صوبوں کے عمال مقرر ہونے شروع ہو گئے۔ علما کی جماعتیں اور کتابوں سے لدے ہوئے اونٹ خلفاء کے ہمسفر ہوتے۔

تہذیب یورپ کی ابتدا اندلس سے ہوئی

پندرھویں صدی عیسوی کی بجائے عرب و اندلس کے مسلمانوں کی علمی کاوش و تحقیق کو تمدن کی حیات نو کے نام سے پکارنا زیادہ موزوں ہے۔ کیونکہ یورپ کی حیات نو کا مہد اول اطالیہ نہیں بلکہ اُندلس ہے۔ اس لئے کہ جب اسلامی دنیا کے شہر بغداد۔ قرطبہ شیراز، قاہرہ اور ٹولیڈو علوم و فنون کے مراکز تھے۔ یورپ وحشت و بربریت کا شکار ہوتے ہوتے ظلمات و ادبار کی اتھاہ گہرائیوں میں گر چکا تھا۔ اس وقت ان شہروں ہی سے اس کی حیات تازہ کا ظہور ہوا جو آیندہ چل کر حیات انسانی کے ارتقا کا باعث بنی اور اس لئے بھی کہ اسلامی تمدن کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہی حیات انسانی کی مردہ رگوں میں خون تازہ حرکت کرنے لگا۔

یورپین مورخوں نے مسلمانوں کے احسانات کو عمداً نظر انداز کیا

ان واقعات کا بار بار اعادہ کیا جا چکا ہے۔ لیکن اس کے باوجود انہیں نظر انداز کر دینے ہی میں مصلحت سمجھی گئی ہے۔ یہ اس لئے کہ یورپ پر "لامذہب ستے" کے احسانوں کا تذکرہ تاریخ عیسائیت میں کوئی جگہ نہیں پا سکتا۔ یہانتک کہ گبن بھی یورپ پر اسلام

(باقی برصفحہ ۷)

جناب خلیفہ قادیاں کی پیچدار قسم

قولوا قولاً سدیداً کی خلاف ورزی

از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

گذشتہ سے پیوستہ

خلیفہ صاحب قادیاں اور مسئلہ تکفیر

جناب خلیفہ قادیان نے کچھ عرصہ ہوا ایک خطبہ پڑھا جس میں آپ نے حالات پیش آمدہ پر ریویو کرتے ہوئے اس مسئلہ تکفیر پر بھی اظہار خیالات فرمایا ہے۔ مگر اس طرح گول مول طریق پر کہ پڑھنے والے کے جب تک وہ اس دریا کا پورا شناور نہ ہو ہاتھ پلے کچھ نہیں پڑتا چنانچہ بڑے بڑے مشہور مناظر اس بھنور میں پڑ کر چکرا گئے یہاں تک کہ ایک صاحب نے تو علی الاعلان اپنے ایک مضمون میں اخبار میں شائع بھی کر دیا کہ خلیفہ صاحب نے عقیدہ بدل لیا ہے۔ اور دو ایک ہماری جماعت کے بزرگ اور محمودی عمائد تک اس غلط فہمی کی نظر ہو گئے۔ حالانکہ خلیفہ صاحب قادیاں اپنے عقیدہ تکفیر میں ایک انچ بھی اپنی جگہ سے نہیں کھسکے بلکہ یہ میں نے بھی وہ خطبہ پڑھا اور سوائے اس کے کہ خلیفہ صاحب کے اس چکرا دینے والے بیان اور اپنے بھولے بھالے دوستوں کی غلط فہمی پر افسوس کروں اور کیا کر سکتا تھا۔ بات فقط اتنی ہے کہ خلیفہ صاحب قادیاں نے اپنے خطبہ میں تکفیر کے معاملہ میں ایک قسم کی اپالوجی یعنی معذرت کی ہے اور غیر احمدیوں کی ناراضگی کو مٹانا چاہا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ تکفیر کے معاملہ میں ڈھیلے پڑ گئے ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ تکفیر کے معاملہ میں اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتے ہوئے آپ نے وہ وجوہات بتلائی ہیں جن کی وجہ سے غیر احمدی مسلمانوں کو خلیفہ صاحب موصوف اور اُن کی جماعت نے باوجود کفر کا فتویٰ دینے کے ناراض نہیں ہونا چاہئے۔ اور وہ دو وجوہ یہ ہیں :-

تکفیر کی دو وجوہ

پہلی وجہ خلیفہ صاحب کی طرف سے جو دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ غیر احمدی مسلمانوں کو مخاطب کر کے آپ فرماتے ہیں کہ اگر ہم کفر کے فتوے دیتے ہیں تو ناراض کیوں ہوتے ہو۔ تمہارے علما بھی تو رات دن کفر کے فتوے دیا کرتے ہیں۔ چنانچہ خلیفہ صاحب نے حسب حال یہ مصرعہ پڑھ کر اِن پر حجت تمام کی ہے کہ ع این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند اس کا مطلب صاف طور پر یہ ہے کہ بھائیو! جب تم بھی کلمہ گو مسلمانوں کو کافر کہنے کے عادی ہو اور ہم بھی کلمہ گو مسلمانوں کو کافر کہنا اپنا فرض سمجھتے ہیں تو ... پیارے ہم تم ایک ہی کشتی کے سوار ہیں اور ایک ہی بیماری کے مریض ہیں۔ پس تمہیں ہم سے ناراض ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ بلکہ آپس میں ہمدردی اور پیار ہونا چاہئے اور اگرچہ اس کو آپ نے بڑھایا نہیں۔ مگر اس کا صاف نتیجہ یہ ہے کہ ہم دونو فریق کو اگر رنج ہونا چاہئے تو لاہور کی پیغامی جماعت سے ہونا چاہئے جو ہم دونوں سے الگ ایک نیا مسلک رکھتے ہیں یعنی یہ کہ وہ کسی کلمہ گو مسلمان کو کافر کہنا جائز نہیں سمجھتے پس تم ناراض ہوتے ہو تو اُن سے ہو جو تکفیر مسلمانان کے قائل نہیں۔ ہم تم دونو ایک ہی اصول کے پابند تکفیر مسلمانان کے شیدائی کیوں نہ آپس میں گھل مل جائیں۔ اور مل کر پیار سے رہیں!!

(۲) دوسری وجہ خلیفہ صاحب کی طرف سے یہ دی گئی ہے کہ غیر احمدی علما جس کسی کو کافر ٹھیراتے ہیں اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ شخص لازماً و ضرور جہنمی ہے کیونکہ اُن کے نزدیک ہر ایک کافر جہنمی ہوتا ہے لیکن خلیفہ صاحب قادیان ہر ایک کافر کو جہنمی نہیں سمجھتے۔ اُن کے نزدیک جس کسی شخص کو کسی نبی یا رسول کی تبلیغ نہیں پہنچی یا تبلیغ تو پہنچی مگر حجت تمام نہیں ہوئی تو اس شخص کو اگرچہ ہم شریعت کی اصطلاح کی رُو سے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج تو ضرور کہیں گے۔ مگر جہنمی نہیں کہہ سکتے کیونکہ جب تک کسی شخص کو پوری طرح تبلیغ نہ ہو اور اس پر حجت تمام نہ ہو وہ اس معاملہ میں قابل مواخذہ قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ پھر یہ خدائی صفت عدل کے خلاف ہوگا۔ لہٰذا خلیفہ صاحب جب کسی کو کافر خارج از اسلام کہتے ہیں تو یہ لازمی امر نہیں کہ وہ شخص جہنمی بھی ہو اور غیر احمدی علما جسے کافر کہتے ہیں اُسے وہ لازمی طور پر جہنمی بھی سمجھتے ہیں۔ اس لئے خلیفہ صاحب قادیان کے کافر خارج از اسلام ٹھہرانے سے ناراض نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ غیر احمدی علما کی تکفیر سے خلیفہ صاحب کی تکفیر میں سزا کا احتمال ایک حد تک کم ہے گویا آخرت میں سزا کے لحاظ سے خلیفہ صاحب کی تکفیر غیر احمدی مولویوں کی تکفیر سے کسی قدر ہلکی ہے۔

غلط فہمی کی وجہ

یہی وہ بات تھی جس سے ہمارے دوستوں کو مغالطہ لگ گیا کہ خلیفہ صاحب تکفیر کے معاملہ میں ڈھیلے پڑ گئے ہیں۔ حالانکہ وہ ڈھیلے نہیں پڑے۔ ایسا کہنا تو ان کی اولوالعزمی کی شان کی تحقیر ہے۔ ان کا مذہب مدت عرصہ سے یہی ہے۔ اور اس معاملہ میں حضرت مسیح موعود کے کفر اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے کفر کو بلکہ ہر ایک نبی کے کفر کو وہ ایک ہی مقام دیتے ہیں۔ یعنی اگر حضرت مسیح موعود کے منکروں کو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہوئے یہ بھی ساتھ ساتھ کہتے ہیں کہ ضروری نہیں کہ ہر ایک ان میں سے جہنمی ہو کیونکہ ممکن ہے کہ اُن میں سے بعض پر حجت نہ تمام ہوئی ہو۔ تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکروں پر بھی تو یہی فتوے وہ دیتے ہیں یعنی آپ کے منکر کافر اور خارج از اسلام ضرور ہیں۔ مگر ضروری نہیں کہ ہر ایک ان میں سے جہنمی بھی ہو۔ کیونکہ جس پر حجت تمام نہیں ہوئی اُسے سزا دینا خدائی انصاف کے خلاف ہے ایک یہودی جس پر آنحضرت صلعم کی رسالت کی حجت تمام نہیں ہوئی وہ اگرچہ کافر دائرہ اسلام سے خارج ہے مگر وہ اس بات کی سزا میں جہنمی نہیں ہو سکتا کہ وہ آنحضرت صلعم پر ایمان نہیں لایا۔ اسی طرح ایک غیر احمدی مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی رسالت پر ایمان نہیں لایا وہ اگرچہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے مگر ضروری نہیں کہ وہ جہنمی بھی ہو۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اُس پر حجت نہ تمام ہوئی ہو۔ کافر خارج از اسلام شخص کی سزا کے متعلق جناب خلیفہ صاحب قادیان کا یہ مذہب آج سے نہیں بلکہ عرصہ سے ہے اور اس میں ان کے نزدیک آنحضرت صلعم بلکہ ہر ایک نبی کا منکر اور مسیح موعود کا منکر دونو ایک ہی مقام پر ہیں۔ دونوں میں قطعاً کوئی فرق نہیں۔ پس اس خطبہ میں جناب خلیفہ صاحب نے غیر احمدی علما سے جو فرق ظاہر فرمایا ہے وہ کافر کی سزا میں ہے نہ کہ کسی شخص کے کفر کے فتوے کے مستوجب ہونے میں۔ رسول زمانہ کا منکر جس طرح ایک غیر احمدی عالم کے نزدیک کافر خارج از اسلام ہے ویسے ہی خلیفہ صاحب کے نزدیک کافر اور خارج از اسلام ہے۔ فرق یہ ہے کہ غیر احمدی عالم کے نزدیک ہر کافر جہنمی ہے خلیفہ صاحب کے نزدیک ضروری نہیں کہ ہر کافر جہنمی بھی ہو۔

خلیفہ صاحب اپنی جگہ پر قائم ہیں

جناب خلیفہ صاحب اس کفر کے مسئلہ میں اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں کھسکے۔ یہ جو کچھ فرق خلیفہ صاحب نے فرمایا ہے صرف عالم آخرت کے متعلق ہے۔ یعنی وہاں کی سزا کے بارے میں خلیفہ صاحب اتنے متشدد نہیں جتنا کہ ایک غیر احمدی مولوی۔ اس لئے وہ غیر احمدی مسلمانوں کو فرماتے ہیں کہ تم ہم سے ناراض کیوں ہوتے ہو۔ ہم تمہیں کافر کہہ کر دائرہ اسلام سے بیشک خارج کر دیتے ہیں اور کروڑہا کروڑ مسلمانوں کو قلم کی ایک کشش سے ملت محمدیہ میں سے خارج کر کے کفار کی تعداد میں کروڑوں کا اضافہ کر دیتے ہیں لیکن بایں ہمہ تمہیں شکر گذار ہونا چاہئے کہ تم کو لازمی طور پر جہنمی قرار نہیں دیتے اس دُنیا میں تم اب مسلمان نہیں رہے کافر ہو خارج از اسلام ہو باں مرنے کے بعد جہنم میں جانا تمہارے لئے ضروری نہیں۔ پس آخرت کا قصہ تو آخرت میں جا کر طے ہوگا۔ اس دنیا میں تو خلیفہ صاحب کی پوزیشن یہ ہے کہ اُن کے نزدیک اس نبوت نے جسے وہ حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کرتے ہیں تمام مسلمانوں کو یقیناً کافر خارج از اسلام قرار دے دیا ہوا ہے۔ یہ رموز باطنی اور اسرار خلافت ہیں جو جناب خلیفہ صاحب کی تقریر میں پنہاں تھے۔ جن کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہو گئی کہ خلیفہ صاحب نے اپنا مذہب بدل لیا ہے۔ یہاں تک کہ بعض قادیانی بزرگوں کو بھی اس معاملہ میں مغالطہ لگ گیا تھا۔ بات یہ ہے کہ خلیفہ صاحب کی تقریروں کے سمندر کی شناوری آسان نہیں ہے ؎

دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نہ شد تختہ بر کنار

قرآن و حدیث کی رُو سے نبوت ختم ہے

الغرض وہ نبوت جس کا انکار کفر ہو محمد رسول اللہ صلعم کے بعد اس کا وجود ماننا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک اور اسلام کی تباہی اور تفرقہ کا موجب ہے۔ اور ایسی کسی نبوت کا ذکر نہ قرآن شریف میں ہے نہ حدیث شریف میں۔ خلیفہ صاحب قادیاں کا یہ قول محض ایک لاف و گزاف کی حیثیت رکھتا ہے کہ اس قسم کی نبوت قرآن اور حدیث سے ثابت ہے۔ قرآن شریف اور حدیث شریف کی رو سے نبوت ختم ہے اور محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت کا قیامت تک دامن دراز ہے۔ ہاں قرآن اور حدیث سے جس چیز کا اس امت مرحومہ میں جاری رہنا ثابت ہے وہ مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ ہے۔ مگر اس کا نام خود حضرت نبی کریم صلعم محدثیت رکھتے ہیں اور اُس کو نبوت کا ایک جزو قرار دیتے ہیں۔ محدثیت یا جزئی نبوت کے پانے والے کو اصطلاح اسلام میں نبی نہیں کہا جاتا پس محدثیت یا جزئی نبوت کے پانے والے کو اگر کسی پیشگوئی یا الہام میں نبی کا نام دیا جائیگا تو وہ محض مجاز ہوگا حقیقت نہیں ہو سکتی۔ اور یہی حضرت مسیح موعود اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ سُمِّیْتُ نَبِیًّا مِنَ اللّٰہِ عَلٰی طَرِیْقِ الْمَجَازِ لَا عَلٰی وَجْہِ الْحَقِیْقَۃِ (حقیقۃ الوحی) کہ میرا نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو نبی رکھا گیا۔ تو یہ صرف مجاز کے طور پر ہے حقیقت نہیں۔

خلیفہ صاحب قادیاں کے کشوف و رویا

رہ گئے خلیفہ صاحب قادیاں کے اپنے رویا یا کشوف۔ مجھے خلیفہ صاحب کی اس جرأت پر تعجب ہے کیونکہ قرآن اور حدیث کے احکام کے ساتھ اپنے رویا اور کشوف کا ذکر کرنا ایک مضحکہ انگیز فعل ہے۔ ایک غیر مامور کے رویا اور کشوف بالخصوص جب وہ قرآن اور حدیث اور خود حضرت مسیح موعود کے ارشادات کے خلاف ہوں ایک پشہ کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتے۔ بلکہ ان پر معتقدات کی بنا رکھنا بدعت اور ضلالت ہے۔

(باقی بر صفحہ ۴ پر)

(بقیہ صفحہ ۲)

دینے سے پیشتر تین بار میرا انکار کرے گا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ اسی روز جناب مسیح کو گرفتار کیا گیا۔ ایک عورت نے جب پطرس کو دیکھا تو واویلا مچایا کہ یہ بھی اس کا ساتھی ہے۔ تو پطرس نے سب کے سامنے انکار کر کے کہا کہ میں اسے نہیں جانتا۔ اتنے میں ایک اور آدمی آیا۔ تو پطرس کو پکڑوانا چاہا۔ پطرس نے قسم کھا کر انکار کیا کہ میں تو یسوع کو جانتا بھی نہیں۔ اتنے میں تیسرے نے کہا کہ تیری بولی ظاہر کرتی ہے کہ تو اس کا ساتھی ہے۔ پطرس نے یسوع پر لعنت بھیجکر بیزاری کا اظہار کیا اور اپنی جان بچائی۔ اس وقت مرغ نے اذان دی تو پطرس کو یسوع کی وہ پیشگوئی یاد آگئی۔ اس پر وہ بہت پچھتایا اور رویا۔ دیکھئے وہ حواری جو اس واقعہ سے چند گھنٹے قبل وفادار ہونے کا دعوےٰ کر رہا تھا کس طرح بگڑ گیا۔ ایک اور حواری کے متعلق لکھا ہے کہ جب اس کو چادر سے پکڑا تو وہ چادر چھوڑ کر ننگا بھاگ گیا۔ تیسرے نے صرف تین ۳ روپے لے کر یسوع کو گرفتار کرا دیا۔ بلکہ سب شاگرد آپ کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔

صحابۂ کرام کا نمونہ

اب اس کے بالمقابل محمد صلعم کے صحابہ کرام کے نمونہ پر نگاہ ڈالیئے کہ وہ کس طرح آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فدا تھے۔ ہر وقت جان و مال قربان کرنے کو مستعد رہتے تھے۔ جنگ میں اپنے آقا کے گرد دیوار بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور تیروں اور تلواروں کو اپنے اوپر لیتے ہیں۔ مگر رسول خدا کا بال بیکا نہیں ہونے دیتے۔ تیروں کی بارش کی طرف پیٹھ دے کر کھڑے ہو جاتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تیر کو سامنے سے آتا ہوا دیکھ کر بیچارگی کے عالم میں بچاؤ کے لیے ایک طرف ہل جائیں اور تیر رسول خدا کو جا لگے۔ یہ تھا ایمان اُن لوگوں کا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اپنی قوت قدسی سے محمد صلعم نے کس خوبی سے ان کی تربیت کی۔

ویدوں کی تعلیم تاریخ کی روشنی میں

اسی طرح تاریخ کی روشنی میں اگر ویدوں کی تعلیم پر غور کیا جائے تو ہمیں تین باتیں خصوصیت سے نظر آتی ہیں۔ ایک تو ویدوں نے گائے کی انتہائی عظمت کو قائم کیا۔ اور برہمن کو خاص خاص حقوق دے کر اس کی عزت بڑھائی۔ دوسرے ذات پات کی تمیز کو فروغ دیا۔ تیسرے مناظر قدرت کی پرستش کو پھیلایا۔

گائے کی انتہائی عظمت بالخصوص وہ گائے جو برہمن کی گائے ہو۔ کوئی راجہ اگر برہمن سے گائے چھین لیتا یا برہمن کو دکھ دیتا۔ تو خیال کیا جاتا تھا کہ راجہ کی راجدھانی میں سب مصائب اس کی وجہ سے ہیں۔ یہی تین باتیں ہندوؤں میں خصوصیت سے پائی جاتی ہیں۔ اور یہی تین چیزیں ان کے لئے تباہی کا باعث ہو رہی ہیں۔ گاؤرکشا پر اس قوم کے لاکھوں روپے صرف ہو رہے ہیں۔ مگر حاصل انہیں سوائے گوبر اور پیشاب کے اور کچھ نہیں۔ ایک دفعہ ایک تعلیمیافتہ ہندو ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے ہاں آئے اور کہا کہ مسلمان اگر گاؤرکشا کا کام اپنے ذمہ لے لیں تو گائے مفید ثابت ہو سکتی ہے ورنہ ہمارے لئے تو یہ مصیبت کا باعث ہو رہی ہے۔ جگہ جگہ گؤشالے ہیں۔ جہاں لاکھوں روپیہ برباد ہوتا ہے۔

گؤرکشا کی مصیبت

ایک دفعہ بھرت پور کی ریاست میں یہ حکم دے دیا گیا کہ ریاست سے کوئی گائے باہر نہ جائے جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ کچھ مدت کے بعد گایوں کے ریوڑ کے ریوڑ گلی کوچوں میں پھرتے نظر آنے لگے۔ ان کی اس قدر بہتات ہو گئی کہ انسان کے لئے جینا محال ہو گیا۔ کہیں وہ ٹکر سے بچوں کو گرا دیتیں۔ کہیں وہ سینگ مار مار کر عورتوں اور بوڑھوں کو زخمی کر دیتیں اور کہیں زراعت چٹ کر جاتیں۔ بالآخر تنگ آ کر باہر

مسلمانوں کو بلا کر ان کے حوالے کر دی گئیں۔

بڑودہ کے قریب راج پیپلا کی ریاست میں ایک جنگل ہے جہاں ہندوؤں نے گایوں کو آزاد چھوڑ دیا۔ وہاں جانوروں میں سخت وبا پھیلی اور گائیں اس جنگل میں کثرت سے مرنے لگیں۔ جس سے سخت تعفن پیدا ہو گیا۔ ناچار مسلمانوں کو بلا کر گائیں ان کے سپرد کیا گیا۔

ذات پات کی لعنت کا علاج

برہمن کی تعظیم نے بھی اس قوم کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ اگر کوئی ہندو کسی عورت کے ساتھ ناجائز تعلق کرتا۔ تو وہ واجب القتل ٹھہرایا جاتا۔ اور اگر اس فعل کا مرتکب برہمن ہوتا تو اس کی سزا صرف اس کا سر مونڈھ دینا تھا۔ تا کہ اسے حجامت کے پیسے بھی نہ دینے پڑیں۔ باوجود سخت ترین کوشش کے یہ قوم ذات پات کی تمیز کو دور نہ کر سکی۔ جب تک یہ قوم دنیا کے سب سے بڑے مصلح کی تعلیم پر عمل نہ کرے گی۔ ذات پات کی لعنت سے کسی طرح بھی نہیں بچ سکتی۔ اتفاق سے گائے نے ہندوؤں میں پولیٹیکل حیثیت لے رکھی ہے۔ ہندو کسی بات پر جمع نہیں ہو سکتے۔ ان کا اتفاق نہ پرمیشر پر ہو سکتا ہے نہ ویدوں پر۔ اگر وہ متفق ہو سکتے ہیں تو صرف گائے پر۔

خلاصہ کلام یہ کہ جس قدر اصلاح خلق خدا قرآن نے کی ہے۔ اور کسی کتاب نے نہیں کی۔ اس نور اور ہدایت نے ایک قلیل عرصہ میں ایک ایسی زبردست قوم بنا دی۔ جو دنیا کی تمام دیگر اقوام کے لئے رہبر بن گئی۔

سرکاری اعلان

پرنس آف ویلز رائل ملٹری کالج ڈیرہ دون

پرنس آف ویلز رائل انڈین ملٹری کالج ڈیرہ دون میں چند خالی اسامیوں کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں۔

مقامی حکومت کی سفارش پر ہز ایکسیلنسی حضور کمانڈر انچیف طلبا کو نامزد کریں گے۔

پنجاب کے درخواست کنندگان ایک سلیکشن بورڈ (مجلس انتخاب) جس کے صدر ہز ایکسیلنسی گورنر بہادر ہوں گے کے روبرو مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۳۵ء کو بروز دوشنبہ گورنمنٹ ہاؤس لاہور میں پیش ہوں گے۔

مجلس انتخاب کے روبرو پیش ہونے کی غرض سے درخواستیں اسی ضلع کے جہاں درخواست کنندہ عام طور پر سکونت رکھتا ہو ڈپٹی کمشنر کی وساطت سے ایسی تاریخوں پر پیش کی جائیں، کہ وہ پرائیویٹ سکرٹری ہز ایکسیلنسی گورنر بہادر پنجاب کی خدمت میں یکم نومبر ۱۹۳۵ء کو یا اس سے پیشتر پہنچ جائیں۔ اس تاریخ کے بعد کی درخواست پر غور نہیں کیا جائیگا۔

درخواست کے نمونے اور ہر قسم کی مزید واقفیت متعلقہ ڈپٹی کمشنر سے حاصل ہو سکتی ہے۔

درخواست کنندگان کی عمر ۲ جنوری ۱۹۳۶ء کو ۱۱ اور ۱۲ سال کے درمیان ہونی چاہیے۔

تربیت، فیس، طبی علاج، کالج سے نام خارج کرانے یا کرنے، وظائف اور انتظام قیام و طعام وغیرہ کے متعلق جملہ معلومات اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر سے حاصل ہو سکتی ہیں جہاں امیدوار عام طور پر سکونت رکھتا ہے۔

نمبر 1793
مورخہ ۲۹ اگست ۱۹۳۵ء لاہور

فضل الٰہی
ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب

بقیہ صفحہ نمبر ۵

کے احسانات کا ذکر کرتا ہوا ان کی وقعت کو کم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ گذشتہ صدی تک ہمارے پاس اسلامی تاریخ و علوم کی گہرائی تک پہنچنے کے لیے کوئی مبسوط کتاب نہ تھی۔ چنانچہ پروفیسر بیون اپنی کتاب "تاریخ ازمنۂ وسطیٰ" میں لکھتے ہیں۔ اب وقت آ گیا ہے کہ محمد اور اسلام کے ان واقعات کو جو یورپ میں ۱۹ صدی سے پہلے لکھے گئے تھے صرف ادبی نوادر میں شمار کیا جاوے۔ موجودہ زمانہ بھی جبکہ صحیح طور پر علوم تاریخ تک رسائی ہو چکی ہے۔ جتنی کتابیں ازمنہ وسطیٰ کی تاریخ کے متعلق لکھی گئی ہیں۔ ان میں سے بہت کم کتابیں ایسی ہونگی جو اسلامی تمدن کے سرسری ذکر کے سوا اس تہذیب کا اہل یورپ پر اس کے احسانات کا ذکر تک بھی کرتی ہوں۔ یورپ کی حیات تازہ کی تاریخیں سوائے صلیب کی ہلال پر فتح کا ذکر کرنے کے تمدن اسلامی کے متعلق بالکل خاموش ہیں۔ اسلامی دور حکومت میں اندلس کی تاریخ کا عرب کے تہذیب و تمدن کا ذکر کئے بغیر لکھنا بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص ڈنمارک کی تاریخ لکھنے بیٹھے لیکن ہملیٹ کا ایک دفعہ بھی ذکر نہ کرے۔ ڈاکٹر آسبرن ٹیلر نے کبھی اس قسم کا ایک شاندار کارنامہ یورپ کے ازمنۂ وسطیٰ کی ضخیم تاریخ لکھ کر سرانجام دیا ہے جس میں اس نے بھولے سے ایک دفعہ بھی اسباب کو بیان کرنا پسند نہیں کیا کہ مسلم قوم بھی اس زمانہ میں کہیں بستی تھی۔

اسلامی تمدن کے آثار کا مٹ جانا ناممکن ہے

گو ایک مفید اور کارآمد تہذیب کا جو جذبہ تحقیق سے پر ہو یورپ کی وحشی اقوام کے دوش بدوش رہ کر ان پر اثر انداز ہونا اور ان کو ترقی کی طرف رہنمائی کرنا ایک عجیب بات نظر آتی ہے لیکن انتہائی جدوجہد کے باوجود بھی ان تعلقات کو بدنما کرنے یا انہیں حرف غلط کی طرح مٹانے کی کوشش ناکام رہی ہے۔ اور قدرت نے اس معاملہ میں اپنے قوانین میں ذرہ بھر بھی تعطل گوارا نہیں کیا۔ تاہم اس تہذیب کا اثر اور اس کی وسعت اس اندازہ سے جو ہم موجودہ حالات میں لگا سکتے ہیں۔ بہت وسیع تھی کیونکہ اس کے متعلق ہمارا علم صرف انہی واقعات تک محدود ہے جو مخالف طاقتوں کے اثر و کوشش کے باوجود تباہی کے ہاتھوں سے بچ رہے ہیں۔ اگر ان تعلقات کو بدنما کرنے یا مٹا دینے کی کوششوں نیز ان تعصبات اور غلط نظریوں کو ملحوظ رکھا جائے۔ جو ہر ایک واقعہ پر غلاف کی طرح لپٹے ہوئے ہیں تو بلاشبہ ہمارا ان تعلقات و اثرات کا اندازہ بجائے افراط کے تفریط کی طرف زیادہ مائل ہوگا۔ (ترجمہ)

خبریں

عالم اسلام

—— سکندریہ (مصر) ۱۰ ستمبر۔ اس وقت بندرگاہ سکندریہ میں ۲۴ برطانوی جنگی جہاز اور ایک ہسپتال کا جہاز متعین ہیں اور رایر فورس کے ہوائی جہاز مسلسل طور پر سکندریہ اور ابوکیر ڈیلٹو کے قرب وجوار میں گشت کر رہے ہیں۔

—— علی گڈھ ۱۲ ستمبر۔ سلطان ابن سعود کی حکومت نے ڈاکٹر ضیاء الدین احمد وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کو ان کے وائس چانسلر منتخب ہونے پر مبارکباد کا خط لکھا ہے اور بطور تحفہ ایک عربی عبا بھیجی ہے۔ اس مکتوب کے نیچے حکومت سعودیہ کے وزیر مالیات کے دستخط ہیں۔

—— حکومت ایران پیرس میں ایک محکمہ معلومات عامہ قائم کرنے والی ہے۔ جس کے ماتحت ایک پندرہ روزہ اخبار فرانسیسی زبان میں شائع ہوا کرے گا۔ اس اخبار میں سیاسی اور اقتصادی امور پر بحث کی جائے گی۔

—— تازہ عربی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ گذشتہ دنوں سفیر ترکیہ متعین ٹوکیو نے وزارت خارجہ جاپان سے گفتگو کی۔ ذمہ دار حلقوں میں قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ گفتگو حبش اور اٹلی کے تنازعہ کے متعلق تھی۔

—— حال ہی میں استنبول میں ۲۲ اشخاص جاسوسی کے الزام میں گرفتار کئے گئے تھے۔ وہ سب سزایاب ہو گئے ہیں۔ ان میں سے تین انگریز تھے جنکو خارج البلد کر دیا گیا۔ دوسرے تمام ملزموں کو مختلف سزائیں دی گئیں۔ اس سلسلے میں ایک یہودی بھی ماخوذ تھا۔ اس نے ترکی کے اعلیٰ حکام کو ایک لاکھ روپیہ رشوت دینی چاہی لیکن پولیس نے ان کو بھی رشوت دہی کے الزام میں گرفتار کر لیا۔

—— ایران کی وزارت خارجہ نے چند سیاسی مصلحتوں کی بنا پر چند جدید ادارے قائم کرنیکا فیصلہ کیا ہے (۱) بخارسٹ (پایہ تخت رومانیہ) میں ایک نئی سفارت کا قیام جس کا تعلق ریاستہائے بلقان یعنی رومانیہ، بلغاریہ، یوگوسلاویہ، یونان اور البانیہ سے ہوگا (۲) امریکہ میں ایک نئی سفارت کا قیام (۳) ضمیمہ سفارت ایران کے طور پر مملکت سعودی میں ایک نئی سفارت کا قیام (۴) فلسطین وشرق اردن میں نئی قونصل گری کا قیام جس کا مرکز بیت المقدس ہوگا (۵) دمشق میں قونصل خانہ کا قیام۔ اس خبر سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت ایران کو سیاسی ضرورتوں کا صحیح طور پر احساس ہو چکا ہے اور خدا کے فضل سے اس کا سیاسی وقار روز بروز ترقی کر رہا ہے۔

—— شاہ افغانستان نے ایک فرمان جاری کیا ہے جس میں جشن استقلال افغانستان کی تقاریب کے موقع پر افغانی فوج کی تعلیم اور باقاعدگی کی تعریف کی گئی ہے۔

—— مشہور مصری عالم علامہ رشید رضا مدیر المنار قاہرہ کا ۲۲ راگست کو انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ایک بلند پایہ مصنف، ادیب اور عالم دین تھے ۱۹۱۲ء میں ہندوستان بھی تشریف لائے تھے۔

—— حکومت ایران نے انگریزی ٹوپی (ہیٹ) کا پہننا لازمی قرار دیا ہے اس لئے ایران میں ان ٹوپیوں کی مانگ بہت زیادہ ہے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ کم از کم ایک کروڑ ٹوپیاں درکار ہونگی۔ بعض لوگ اسقدر غریب ہیں کہ ارزاں ترین ہیٹ بھی نہیں خرید سکتے۔ انکے لئے ایرانی میونسپلٹیاں مفت ٹوپیاں مہیا کر رہی ہیں۔ حکومت نے ہیٹ کے متعلق آداب ایک پمفلٹ کی شکل میں چھاپ کر کثیر تعداد میں تقسیم کئے ہیں۔ اس میں بتلایا گیا ہے کہ کس وقت ہیٹ اتار لینی چاہئے اور دن رات کے کونسے کونسے اوقات میں کس قسم کی ہیٹ پہننی چاہئے

ہندوستان

—— لاہور ۱۱ ستمبر۔ رات کے بارہ بجے مقامی حکومت کے احکام کے ماتحت مولوی اختر علیخان آف زمیندار کو یہ حکم ملا کہ وہ ابھی کیتھل (ضلع کرنال) چلے جائیں۔ اسی ضمن میں ملک لال دین قیصر کو بھی پولیس اپنی حراست میں تہنگ لے گئی ہے۔ ان دونوں کو مذکورہ بالا مقامات پر غیر معین مدت کیلئے نظر بند رکھا جائیگا۔

—— سرحد پر انگریزی لشکر اور قبائل میں بدستور جنگ شروع ہے حکومت پنجاب نے اپنے ایک اعلان میں تسلیم کیا ہے کہ اس جنگ میں مسجد شہید گنج کے معاملہ کو بہت کچھ دخل ہے۔

—— گاندھی جی کے وطن احمد آباد کے قرب وجوار میں ہریجن لڑکوں کے سکول میں داخلہ کے متعلق اعلیٰ ذات کے ہندوؤں اور اچھوتوں میں کشمکش بدستور جاری ہے۔ ہندو اچھوتوں پر طرح طرح کے مظالم کر رہے ہیں

—— اجمیر میونسپلٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی مرحوم کے عرس پر رنڈیوں اور رقاصہ لڑکیوں کو شہر میں آنیکی اجازت نہ دی جائے بعض اخلاق باختہ لوگ اس فیصلہ کی خلاف ورزی کا ارادہ کر رہے ہیں

—— ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ حکومت نے پنجاب کے تمام اضلاع میں تلوار رکھنے کی اجازت دیدی ہے اس کے متعلق عنقریب ایک باقاعدہ اعلان شائع کر دیا جائیگا۔

—— شملہ ۱۰ ستمبر۔ ۷ ستمبر تک وائسرائے کے زلزلہ فنڈ کی میزان ۲۹۲ پونڈ اور ۲۶۹۴۹۲ روپیہ تھی۔

—— بمبئی ہائیکورٹ نے ایک فیصلہ میں قرار دیا ہے کہ سارداایکٹ صرف برطانوی علاقہ پر حاوی ہے اور صرف انہی ازدواجی معاہدات پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ جو برطانوی ہند میں معرض وجود میں آئیں۔

—— الہ آباد ۱۱ ستمبر۔ آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا آیندہ اجلاس ماہ اکتوبر میں بمقام رائے بریلی منعقد ہوگا۔

—— لاہور ۱۱ ستمبر۔ پیر محمد دین صاحب تبر اور سید سرور شاہ گیلانی کو کل لدھیانہ میں گرفتار کر لیا گیا۔ سید سرور شاہ گیلانی کو بطور نظر بند موگہ ضلع فیروزپور بھیجدیا گیا ہے۔ اور پیر محمد الدین میر کو بطور نظر بند روپڑ ضلع انبالہ لے جایا گیا ہے۔

—— ایک بعد کی اطلاع مظہر ہے کہ سید زین العابدین ملتانی کو بھی مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں ۱۰ ر ستمبر کی درمیانی شب کو گرفتار کر کے بطور نظر بند سرسہ ضلع حصار میں بھیجدیا گیا۔ مولوی شیر نواب قصوری کو بھوانی میں نظر بند کر دیا گیا۔

—— حکومت پنجاب نے اعلان کیا ہے کہ مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں ہر ایک خلاف قانون تحریک کو دبا دیا جائیگا۔

—— شملہ ۱۱ ستمبر۔ اسمبلی میں بیان کیا گیا کہ گذشتہ پانچ سال میں ۱۴ مسلم اخبارات بند ہو چکے ہیں۔

—— امید کیجاتی ہے کہ پنڈت نہرو کانگرس کے سالانہ اجلاس کی صدارت قبول فرما لینگے۔ اور انعقاد اجلاس تک ہندوستان تشریف لے آئیں گے

—— لاہور ۱۱ ستمبر۔ حکومت پنجاب نے قانون ترمیم ضابطہ فوجداری کے ماتحت جن اشخاص کے خلاف کارروائی کی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ پیر جماعت علیشاہ صاحب ان میں شامل نہیں ہیں۔

—— شملہ ۱۲ ستمبر۔ اسمبلی میں مسودہ ترمیم قانون ضابطہ فوجداری ۶۱ کے مقابلہ میں ۱۷ آراء سے مسترد ہو گیا۔

ممالک خارجہ

—— پنڈت جواہر لال نہرو بخیریت منزل مقصود پر پہنچ گئے ہیں۔ وہاں کا ایک تار مظہر ہے کہ مسز کملا نہرو کی حالت بہت خراب ہے۔ عمر و برے کے بعد ان کے صحت یاب ہو جانے کا امکان ہے۔

—— بٹن روگ (امریکہ) ۱۰ ستمبر۔ سینیٹر ہیوے لانگ پر جنہوں نے اعلان کر رکھا تھا کہ وہ ۱۹۳۶ء میں صدارت جمہوریت کے انتخابات میں لبرل پارٹی کی طرف سے امیدوار کھڑے ہونگے کسی نامعلوم شخص نے پارلیمنٹ ہاؤس میں پستول سے حملہ کر دیا۔ جس سے وہ شدید زخمی ہوئے۔ انہیں فوراً ہسپتال پہنچایا گیا۔ بعد کی خبر ہے کہ وہ بہترین طبی امداد کے باوجود جانبر نہ ہو سکے۔ حملہ آور کو اسی جگہ قتل کر دیا گیا۔

—— عدیس ابابا ۱۰ ستمبر۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ اریٹریا میں اطالوی افواج نقل وحرکت کر رہی ہیں جس سے یہ توقع کیجاتی ہے کہ وہ مستقبل قریب میں ابی سینیا پر حملہ کرنے والی ہیں۔ بعض اطلاعات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اطالوی افواج سرحدوں پر جمع ہو رہی ہیں

—— جینوا ۱۰ ستمبر۔ ارکان خمسہ کی کمیٹی سرگرمی سے اپنے کام میں مصروف ہے امید کیجاتی ہے کہ وہ چند روز تک اپنی رپورٹ پیش کر دیگی۔ شاہ حبش نے اپنے آپکو لیگ کی رضامندی پر چھوڑ دیا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ شاہ لیگ کے کسی فیصلہ کو مسترد نہیں کرینگے بشرطیکہ حبش کی آزادی پر کسی قسم کی زد نہ پڑے۔ حکومت برطانیہ کا اصرار یہی ہے کہ ابی سینیا کی آزادی پر ہرگز کوئی چوٹ نہ آئے۔

—— عدیس ابابا۔ ابی سینیا کی افواج کے دو اہم سپہ سالار محاذ جنگ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔

—— ایتھنز (یونان) ۱۱ ستمبر۔ کل آدھی رات کے وقت جمہوریت پسندوں اور شاہ پسندوں میں شدید تصادم ہو گیا۔ یہ فساد اس عمارت کے باہر ہوا جس جگہ مجلس کابینہ حکومت شاہی کے دوبارہ قیام کے مسئلہ کے حل کرنے کے لئے عوام الناس سے استصواب رائے کے بارہ میں غور وخوض کر رہی تھی۔ وزیر حربیہ نے جنرل پاپا ٹاکوس (جمہوریت پسند) کی گرفتاری کا حکم جاری کر دیا تھا۔ لیکن انہوں نے گرفتار ہونے سے انکار کر دیا۔ اس طرح فریقین کے سپاہیوں میں جنگ شروع ہو گئی جس میں جنرل مذکور اور اس کا بھائی مجروح ہو کر شفاخانہ میں منتقل ہو گیا ہے۔ وزیر اعظم شاہی حکومت کے دوبارہ قیام کے طرفدار ہیں انہوں نے ایک اعلان کیا ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ حکومت کے بحال کرنے کے مسئلہ کو استصواب رائے سے طے کیا جائیگا۔

—— امید کی جاتی ہے کہ حبشہ اور اطالیہ کی جنگ ستمبر کے آخری ایام میں شروع ہو جائے گی۔

—— جینوا ۱۰ ستمبر۔ فرانس، اٹلی، برطانیہ، سپین، بلجیم اور میکسیکو کے نمائندوں کو لیگ اسمبلی کا نائب صدر منتخب کیا گیا ہے۔ روس دو آرا کی کمی سے لیگ اسمبلی میں نشست حاصل نہ کر سکا۔ صرف یہی ایک بڑی طاقت ہے جس کو بورڈ میں نمائندگی حاصل نہیں ہوئی۔ مسٹر ڈی ویلرا کو پولیٹیکل کمیشن کا صدر منتخب کیا گیا۔

—— لندن ۱۱ ستمبر۔ ملکہ ابی سینیا نے کل رات عدیس ابابا میں براڈکاسٹنگ سٹیشن کا افتتاح کرتے ہوئے خواتین عالم کے نام ایک پیغام دیا۔ اصل پیغام انہوں نے حبشی زبان میں دیا۔ بعد میں اسکا انگریزی ترجمہ بھی سنایا گیا۔ اس براڈکاسٹ کا انتظام بین الاقوامی انجمن خواتین کی طرف سے کیا گیا تھا۔

اسلامیہ مسلمان لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۸۲۳

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت ہیں
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام او
بادۂ عرفان ما از جام او
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ و ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۳ | لاہور - یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ - مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۳۵ء | نمبر ۶۰

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حیات مسیح کا عقیدہ رکھنے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی لازم آتی ہے

فرمایا۔ "دیکھو میں کھول کر کہتا ہوں کہ تم اپنے نفسوں پر رحم کرو۔ اس پیغمبر کی شان میں جو افضل الرسل ہے یہ بے ادبی نہ کرو کہ حضرت مسیح کو اس سے افضل قرار دو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ آپؐ کی وفات پر صحابہ کی کیا حالت ہوئی تھی۔ وہ دیوانہ وار پھرتے تھے آپؐ کی زندگی ان کو ایسی عزیز تھی کہ حضرت عمرؓ نے تلوار کھینچ لی کہ اگر کوئی آپ کو مردہ کہیگا تو میں اس کا سر اڑا دونگا۔ اس شور پر حضرت ابوبکرؓ آئے اور انہوں نے آگے بڑھ کر آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا کہ آپ پر خدا دو موتیں جمع نہ کریگا۔ اور پھر یہ آیت پڑھی ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ یعنی آنحضرت بھی ایک رسول ہیں آپ سے پہلے جس قدر رسول آئے ہیں سب وفات پا گئے ہیں۔ صحابہؓ نے جب اس آیت کو سنا تو انہیں ایسا معلوم ہوا کہ گویا یہ آیت اب اتری ہے۔ انہوں نے معلوم کیا کہ آپؐ کے مقابلہ میں کوئی اور زندہ نہیں ہے۔

تم میں وہ عشق اور محبت نہیں جو صحابہؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی ورنہ تم یہ کبھی روا نہ رکھتے کہ حضرت مسیح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل زندہ کہتے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر صحابہؓ کے سامنے اس وقت کوئی کہتا کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ ہیں تو ان میں سے ایک بھی زندہ نہ رہتا۔ وہ اس قدر آپؐ کے عشق اور محبت میں فنا شدہ تھے حسان بن ثابتؓ نے اس موقعہ پر ایک مرثیہ لکھا ہے جس میں وہ کہتے ہیں۔

کنت السواد لناظری   فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت   فعلیک کنت احاذر

یعنی اے میرے پیارے نبی تُو تو میری آنکھوں کی پتلی تھا اور میرے دیدوں کا نور تھا۔ پس میں تو تیرے مرنے سے اندھا ہو گیا۔ اب تیرے بعد میں دوسروں کی موت کا کیا غم کروں۔ عیسیٰ مرے یا موسیٰ مرے۔ کوئی مرے مجھے تو تیرے ہی مرنے کا غم تھا۔ صحابہؓ کی تو یہ حالت تھی مگر اس زمانہ میں اپنے منہ سے اقرار کرتے ہیں کہ نہیں افضل الانبیاءؐ وفات پا گئے اور حضرت مسیحؑ زندہ ہیں۔ افسوس مسلمانوں کی حالت کیا سے کیا ہو گئی ہے ٭

(الحکم ۷ ستمبر ۱۹۰۴ء)

اخبار احمدیہ

——حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی صاحبزادی رفیعہ بیگم جو گذشتہ جون میں زنانہ میڈیکل سکول لدھیانہ کے داخلہ کیلئے منتخب ہو گئی تھیں ۱۵ ستمبر کو لدھیانہ چلی گئی ہیں ہمہ ڈاکٹر صاحب ممدوح تمام احباب جماعت سے صاحبزادی کی دینی و دنیوی کامیابی کے لئے دعا کے طالب ہیں۔ اس سے قبل عزیزہ کو کبھی گھر سے جدا ہونے کا موقع نہیں آیا۔ اس لئے احباب خاص طور پر اس کے لئے دعا فرماویں۔

——دیوان منصب علی خانصاحب مالیر کوٹلہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے احباب میں سے ہیں وہ عرصہ سے درد شقیقہ کی وجہ سے تکلیف میں ہیں۔ احباب ان کی صحت کیلئے دعا فرماویں۔

——کپورتھلہ میں ایک صاحب میاں نبی بخش صاحب پٹواری ہماری جماعت سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں وہ احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں مسیح موعودؑ کو شناخت کرنے کی توفیق دے اور ان کی عاقبت نیک ہو۔

——افسوس ہے کہ ہمارے بغدادی دوست عبدالکریم داؤد صاحب جن کے لئے گذشتہ دنوں دعا کی تحریک بھی کی گئی تھی۔ قضاء الٰہی سے ۷ ستمبر کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم کو سلسلہ سے بالخصوص حضرت امیر ایدہ اللہ سے بہت محبت تھی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور ان کے تین معصوم بچوں اور جملہ اعزا کو صبر جمیل عطا فرمادے۔ احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے

——شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مبلغ اسلام ضلع فیروزپور کے دورہ پر تشریف لیگئے ہیں اور تا آخر ستمبر تک اسی ضلع کا دورہ کرینگے جس جس جگہ شیخ صاحب پہنچیں احباب کو چاہئیے کہ لیکچروں وغیرہ کا انتظام کرکے ان کی آمد سے فائدہ اٹھائیں۔ نیز تقاضا جات بھی ادا کر دیں تاکہ اس سال کا حساب اسی سال میں بیباق ہو جائے ٭

مسیح موعودؑ اور ختم خلافت

کیا اب مجددین کا سلسلہ بند ہو جائیگا؟ ایک سوال اور اس کا جواب

(از جناب سید مدثر شاہ صاحب گیلانی پشاوری)

اخبار اہلحدیث امرتسر مورخہ ۸ رجمادی الاول ۱۳۵۴ھ مطابق ۹ اگست ۱۹۳۵ء صفحہ ۹ کالم اول پر زیر عنوان "امیر جماعت لاہور و خلیفہ قادیان" سے ایک سوال شائع ہوا ہے جس کو میں نیچے نقل کرتا ہوں۔

ایک سوال ایک احمدی کے قلم سے

حضرت مرزا صاحب قادیانی نے اپنے آپ کو خاتم الخلفا اور محمدی سلسلہ کا چودہواں خلیفہ پیش کیا ہے اور بقول حضرت مرزا صاحب حضرت عیسیٰ موسوی سلسلہ کے چودہویں خلیفہ اور خاتم الخلفا سلسلہ موسویہ ہیں۔ جیسا کہ حضور نبی کریم صلعم بھی اس کی تائید میں فرماتے ہیں کہ میرے اور عیسےٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ بس غرض ہے کہ جن مسلمانوں نے حضرت میرزا صاحب کو مانا ہے، امام آخر الزماں سمجھ کر مانا ہے جس کا اسلام میں آخری عہدہ ہوا ہے۔ تو اب سوال یہ ہے کہ جیسے حضرت مرزا صاحب حدیث کے ماتحت صدی کے سر پر ہو کر اپنی صداقت فرماتے ہیں، اب جو صدی ختم ہو کر پندرھویں صدی شروع ہوگی۔ تو کوئی امام آئیگا یا نہیں اگر کوئی آگیا تو حضرت میرزا صاحب آخری نہ رہے اور مسلمان آخری ہی کو ماننے کے قائل ہیں۔ اگر کوئی نہیں آئیگا تو حدیث ہر صدی کے سر پر مجدد آنے کی غلط ہو کر الزام قائم ہوگا۔ اگر کہو کہ میرزا صاحب کے تابع ہو کر صدی کے سر پر آئیگا تو بھی کرم بند کرتے ہیں، اور میرزا صاحب اس کی تائید کرتے ہیں جیسا کہ میں اوپر عرض کر چکا ہوں۔ اگر آپ اسلام سے یا حضرت میرزا صاحب سے کچھ بھی تعلق رکھتے ہیں تو میں اپنی کا واسطہ دیکر آپ سے ملتمس ہوں کہ مجھے ضرور جواب سے مشکور فرماویں۔ اور اگر خود جواب نہ دیں تو آپ کی سند سے کوئی آپ کا نمائندہ ہی جواب دیوے۔

خاکسار: علی محمد منجن والا۔ احمدی و محمدی مسلمان و ممبر انجمن اہل اسلام متصل مسلم ہائی سکول لاہور

جواب

میرے پاس امیر صاحب جماعت لاہور یا خلیفہ صاحب قادیان کیطرف سے اس سوال کے جواب دینے کی کوئی سند نمائندگی تو موجود نہیں ہے مگر میں اس شرط کو غیر ضروری اور غیر اہم سمجھتا ہوں۔ عربی زبان کا ایک مقولہ مشہور ہے۔ لاتنظر الی من قال وانظر الی ما قال یعنی یہ نہ دیکھو کہ کس نے کہا اور یہ دیکھو کہ کیا کہا۔ سو میں اس قول زریں اور واجب التعمیل کو سامنے رکھ کر اپنی بساط کے مطابق کچھ جواب ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

خلیفہ اور مجدد کا مفہوم الگ الگ ہے

واضح ہو کہ حضرت مسیح موعودؑ جناب میرزا صاحب کا یہ ارشاد کہ میں خاتم الخلفا ہوں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آتے رہیں گے۔ اپنی اپنی جگہ اور اپنے اپنے موقعہ پر بالکل حق اور صحیح ہیں اور ان میں کوئی تناقض یا منافی نہیں۔ یہ اعتراض انہی لوگوں کی طرف سے ہو سکتا ہے جو خلیفہ اور مجدد یا ان کے مفہوم کو ایک ہی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ جب یہ الفاظ جدا جدا اور ان کے معنے اور الگ الگ ہیں تو پھر ان کے معانی اور مفہوم میں کم و بیش تفاوت ہونا چاہیئے۔ نہ اہل السنت والجماعت کا جس میں احمدی بھی داخل ہیں اس امر پر آج تک اتفاق چلا آتا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ سے لیکر سید نا حیدر کرارؓ تک ہر ایک خلیفہ محمدیہ تھے۔ جنہوں نے بعد دیگرے اپنے اپنے زمانہ میں فرائض خلافت کو اپنے اپنے رنگ میں ضرورت زمانہ کے موافق ادا فرماتے رہے۔ ہر کارے و ہر مردے۔ مگر ہاں وہ مجددین میں سے نہ تھے۔ نہ تو ان بزرگان میں سے کسی نے مجددیت کا دعویٰ کیا اور نہ الفاظ حدیث مجددیت ان کے زمانہ خلافت پر صادق آسکتے ہیں۔ الفاظ حدیث اور سائل کے سوال سے ثابت ہوتا ہے کہ مجدد ہر صدی کے سر پر آئے گا۔ مگر یہاں یہ حال ہے کہ ان چاروں خلفاء محمدیہ کا زمانہ خلافت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عرصہ ۳۰ سال کے اندر اندر ختم ہو جاتا ہے۔ پس اگر خلیفہ اور مجدد ایک ہی ہوتا ہے جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے تو پھر یا تو یہ ماننا پڑے گا۔ کہ بزرگان ممدوح میں سے نعوذ باللہ کوئی بھی خلیفہ نہ تھا۔ کیونکہ ان میں سے ایک بھی صدی کے سر پر نہیں آیا۔ اور یا یہ کہنا پڑے گا کہ حدیث مجدد نعوذ باللہ غلط ہے اور یہ دونوں امور بالبداہت باطل ہیں اور یا یہ قبول کرنا پڑے گا کہ خلافت اور مجددیت میں فرق ہے۔ اب سائل کا اختیار ہے کہ ہر سہ امور بالا میں سے جس کو چاہے قبول کرے اور جس کو چاہے رد کرے اختلاف رائے ہو سکتا ہے۔

حضرت صاحب کی کسی تحریر سے ظاہر نہیں ہوتا کہ مسیح موعودؑ آخری مجدد ہے

یہ صحیح ہے کہ حضرت میرزا صاحب نے کہیں تو یہ تحریر فرمایا ہے کہ مسیح موعود آخری خلیفہ اور خاتم ولایت محمدیہ ہے (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۳ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۰۲ء) یعنی ایسا کوئی ولی نہیں آئے گا جو خلیفہ بھی ہو۔ اور کہیں یہ لکھا ہے کہ خلافت کا پہلا نقطہ حضرت ابوبکرؓ اور آخری نقطہ حضرت مسیح موعودؑ ہے اور اس طرح دونوں لفظوں کا اتصال ہو گیا۔ اور سلسلہ خلافت کا خاتمہ ہو گیا (حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۶۱ ۱۹۰۲ء) اور کہیں یہ لکھا کہ سلسلہ محمدیہ کا آخری خلیفہ مسیح موعود اور سلسلہ موسویہ کا آخری خلیفہ حضرت عیسےٰ ہیں (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۶۲ ۱۹۰۲ء) اور کہیں یہ کہ قرب قیامت کی ایک بھاری علامت یہ ہے یعنی سلسلہ استخلاف محمدیہ کا آخری خلیفہ جس کا نام مسیح موعود اور مہدی معہود ہے ظاہر ہو جائے (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۱ ۱۹۰۲ء) مگر میں نے کسی جگہ پر آپ کی کتابوں میں یہ نہیں پڑھا کہ آپ نے یہ ارقام فرمایا ہو کہ مسیح موعودؑ آخری مجدد ہے اور اس کے بعد کسی مجدد کا آنا قیامت تک منقطع ہے پس اگر پندرھویں نے آنا ہے تو مجدد نے بھی حسب الفاظ حدیث آنا ہے ورنہ اذا فات الشرط فات المشروط

خلافت کیوں ختم ہو گئی

اس شک میں نہ پڑنا چاہیئے کہ خلافت کیوں ختم ہو گئی۔ میں کہتا ہوں کہ نبوت کیوں ختم ہو گئی؟ جو وجہ نبوت کے ختم ہونے کے لئے ہو سکتی ہے وہی وجہ خلافت کے ختم ہونے کیلئے کیوں نہیں ہو سکتی بشرطیکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صحیح معنوں سے اور نہ ان معنوں سے جو قادیانیوں نے بعد وفات مسیح موعودؑ بنا لیا ہے خاتم النبیین مانا جائے۔ پس جب نبوت کے ختم ہونے پر کوئی اعتراض نہیں تو پھر خلافت کا ختم ہو جانا کیوں قابل اعتراض ہے۔ حالانکہ خلافت بمقابلہ نبوت ایک بہت ادنےٰ منصب ہے۔ خود سائل نے تسلیم کیا ہے کہ حدیث نبوی میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی نبی نہیں آیا ہے پس جس طرح سلسلہ موسویہ کے آخری خلیفہ حضرت مسیح کے بعد کوئی خلیفہ سلسلہ موسویہ میں نہیں آیا۔ تو اسی طرح مماثلت کو پورا کرنے کے لئے کیا یہ ضروری نہیں کہ سلسلہ محمدیہ کے آخری خلیفہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد بھی کوئی خلیفہ نہ ہو۔ حضرت مسیح موعودؑ ایک مقام میں لکھتے ہیں "اور چونکہ ہر ایک سلسلہ میں خدا کا یہ قانون قدرت ہے کہ اس کا کمال تب ظاہر ہوتا ہے کہ جب آخر حصہ سلسلہ کا پہلے حصہ سے مشابہ ہو جائے اس لئے ضروری ہے کہ موسوی اور محمدی سلسلہ کا پہلا خلیفہ موسوی اور محمدی سلسلہ کے آخری خلیفہ سے مشابہ ہو کیونکہ کمال ہر ایک چیز کا استدارت[1] کو چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام بسائط گول شکل پر پیدا کئے گئے ہیں" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۶)

مسیح موعودؑ کا مقرر کردہ اصول

ہاں آپ کے بعد سجادہ نشینی کا سلسلہ جاری ہو جانا کوئی عجوبہ امر نہیں۔ کیونکہ یہ کوئی نئی بات تو ہے نہیں۔ بہت سے بزرگوں کے سجادہ نشین ہمارے سامنے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے تو ایک قاعدہ کلیہ اور اصول تو یہ ہمارے ہاتھ میں دیدیا ہے جو بطور وصیت ہے کیونکہ وہ الوصیت میں درج ہے۔ "نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے...... اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے"۔ (الوصیت صفحہ ۱۰) ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص خلیفہ ہو مگر مجدد نہ ہو یا مجدد ہو مگر خلیفہ نہ ہو۔ یا یہ کہ خلیفہ ہو اور مجدد بھی ہو بلکہ اس کے علاوہ مسیح موعود بھی ہو اور یہ ہو سکتا ہے کہ وہ بلحاظ خلافت اور مسیح موعود کے آخری ہو مگر بلحاظ مجددیت آخری مجدد نہ ہو۔ بہرحال جو خلیفہ مسیح موعود ہو گا وہی خلیفہ اس امت کا خاتم الخلفا ہو گا

موسوی اور محمدی سلسلہ کا انطباق

حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی اولوالعزم اور بادشاہ بھی تھے مگر کسی نبی کے خلیفہ نہ تھے آپ کے بعد آپ کی امت میں ایسے کئی خلفا گزرے ہیں جن کو خلافت روحانی اور جسمانی دونو حاصل ہیں یعنی نبوت اور سلطنت مثلاً حضرت داؤد اور حضرت سلیمان وغیرہ اور ایسے خلفا بھی گزرے ہیں۔ جن کو صرف خلافت جسمانی حاصل تھی اور خلافت روحانی حاصل نہ تھی۔ مثلاً اسموئیل نبی کی کتاب میں ایسے خلیفہ کا نام ساؤل اور قرآن کریم میں طالوت آیا ہے جو حضرت سموئیل نبی کے وقت میں خدا تعالےٰ کے حکم سے بادشاہ مقرر کیا گیا تھا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے:۔ ان اللہ قد بعث لکم طالوت ملکا۔ سورۃ البقرہ آیت ۲۴۸ اور ایسے خلفا بھی گذرے ہیں جو صرف روحانی خلیفہ یعنی نبی تھے اور جسمانی خلیفہ یعنی بادشاہ نہ تھے۔ مثلاً حضرت مسیح علیہ السلام بلکہ ایسے لوگ بھی گزرے ہیں جو باوجود نبی اور بادشاہ نہ ہونے کے صرف محدث بفتح دال تھے۔ پس سلسلہ محمدیہ میں بھی سلسلہ موسویہ کی مانند خلفاء گذرے ہیں یعنی

(باقی صفحہ ۷ پر)

[1] استدارت کے لفظ سے میری مراد یہ ہے کہ جب ایک دائرہ پورے طور سے کامل ہو جاتا ہے تو جس نقطہ سے شروع ہوا تھا اسی نقطہ سے جا ملتا ہے اور جب تک اس نقطہ کو نہ ملے تب تک اس کو دائرہ کاملہ نہیں کہہ سکتے پس آخری نقطہ کا پہلے نقطہ سے جا ملنا وہی امر ہے جس کو دوسرے لفظوں میں مشابہت تامہ کہا کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم پنجشنبہ ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ | نمبر ۶۰

یوم مسجد شہید گنج

مسلمانوں کیلئے ایک لمحہ فکریہ ۔ جماعت احمدؐ کا مسلک

کل ۲۰ ستمبر کو مسلمانان ہند یوم مسجد شہید گنج منائیں گے اور اس غم و درد کا اظہار کریں گے جو مسجد شہید گنج کے انہدام سے ان کے دلوں میں جاگزین ہے۔ اس یوم احتجاج کا پروگرام کئی روز سے اخبارات میں شائع ہو رہا ہے اور مسلمانوں نے اس امر کو صراحت سے بیان کر دیا ہے کہ وہ اسلامی ضبط و تحمل کو عمل میں لاتے ہوئے کامل امن و سکون سے صرف انہدام مسجد کے خلاف احتجاج کرنا چاہتے ہیں اور حکومت پر اور ہمسایہ اقوام پر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ مسجد کے گرائے جانے سے تمام مسلمانوں کے دل بری طرح مجروح ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس تحریک کے قائد اور امیر پیر سید جماعت علی شاہ نے بھی اس امر کی وضاحت کر دی ہے کہ ۲۰ ستمبر کو مسلمان حکومت کے پاس صرف فریاد کریں گے جس طرح بچے تکلیف پہنچنے پر والدین کے پاس فریاد کرتے ہیں اور داد رسی چاہتے ہیں۔ حکومت کو اس بارہ میں کچھ غلط فہمی ہوئی ہے اور اس کا خیال ہے کہ مسلمان ۲۰ ستمبر سے سول نافرمانی شروع کر دیں گے اور حکومت سے مقابلہ کی ٹھان لینگے حالانکہ یہ خیال درست نہیں۔ ۲۰ ستمبر کو مسلمان صرف آئینی طور پر احتجاج کریں گے جس میں سرکاری ملازم بھی شامل ہو سکیں گے کیونکہ یہ ایک مذہبی معاملہ کی حیثیت رکھتا ہے اور اس میں سب کے جذبات یکساں ہیں۔

یہ امر اب کسی تفصیلی بحث کا محتاج نہیں رہا کہ منہدم عمارت واقعی ایک مسجد تھی جو ایک مسجد کے طور پر تعمیر ہوئی اور سکھوں کے قبضہ میں آنے سے قبل بطور مسجد استعمال ہوتی رہی اور سکھوں نے اس مسجد کو گرا کر نہایت غیر دانشمندی اور عدم رواداری کا ثبوت دیا ہے۔ حکومت سے وعدہ کرنے کے باوجود تاریخ فیصلہ سے پہلے مسجد کو گرا دیا اور مسلمانوں کے جذبات کی پروا نہ کرتے ہوئے اپنی ضد پر قائم رہنا گویا مسلمانوں کے ضبط و تحمل کو ایک کھلا ہوا چیلنج تھا۔ سکھ قوم اگر اپنی ابتدائی تاریخ پر غور کرتی اور مسلمانوں کے ان بیش بہا احسانات کو جو انہوں نے سکھوں پر کئے مد نظر رکھتی تو وہ کبھی اس ناروا حرکت کا ارتکاب نہ کرتی۔ مسلمانوں نے ان کے معابد کی حفاظت کیلئے اپنا خون تک بہایا ہے۔ مسلمانوں نے بار ہا ان کے گورو اور بزرگوں کو پناہ دیکر اپنی فراخ حوصلگی کا ثبوت دیا ہے اور سکھ ہمیشہ مسلمانوں کے مرہون احسان رہے اور محض ان کے روادارانہ سلوک کی وجہ سے وہ اس قدر ترقی کر گئے۔ آج وقت تھا کہ سکھ قوم احسان کا بدلہ احسان سے دیتی اور مسلمانوں کے جذبات کا احترام کرتی اور ان کی ایک جائز اور طبعی خواہش کو قبول کرتی اور ایک ایسی قوم کو اپنا لیتی جو ہمیشہ دوستی کا حق ادا کرتی ہے اور احسان کا بدلہ احسان سے دیتی ہے لیکن سکھوں نے قلت تدبر سے کام لیتے ہوئے حالات کا صحیح جائزہ نہ کیا اور نہایت ہی متمردانہ طریق پر مسجد کو گرا کر مسلمانوں کے قلوب کو مجروح کیا۔

مسلمان ۲۰ ستمبر کے روز حکومت پر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ مسجد کے انہدام نے انہیں سخت ایذا پہنچائی ہے اور وہ اس ایذا دہی کا ازالہ چاہتے ہیں جس کی صورت یہی ہے کہ مسجد کی جگہ مسلمانوں کے حوالہ کر دی جائے اور آئندہ ان کے معابد کی حفاظت کا کوئی خاطر خواہ انتظام کیا جائے۔ جمعہ کے روز مسلمان مساجد میں جمع ہو کر شہداء کے لئے دعا مغفرت اور ان کے پسماندگان کے ساتھ اظہار ہمدردی کریں گے۔ مسجد کی واگذاری کے لئے قرار دادیں منظور کریں گے اور بغیر کسی ہیجان و اشتعال کے اسلامی ضبط و نظام کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے دلی جذبات کا مظاہرہ کرینگے۔

جہاں تک ہماری جماعت کا تعلق ہے ہمیں بھی مسجد کے گرائے جانے کا اسی قدر صدمہ ہے جیسا ہمارے بھائیوں کو اور ہمارے وہی جذبات ہیں جو عامۃ المسلمین کے مسجد کے واگزار کرانے میں ہم ہر آئینی کوشش میں اپنے بھائیوں کا ساتھ دینگے بس ہماری بیرونی جماعتوں کو بھی چاہیئے کہ وہ جمعہ کے روز تجویز کے مطابق احتجاج کریں اور مسجد کی واگذاری کے لئے قرار دادیں منظور کریں اور شہداء کے لئے دعائے خیر اور ان کے لواحقین کے لئے ہمدردی کا اظہار کریں۔

اس موقع پر ہم ایک بات اور عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں جو بظاہر ۲۰ ستمبر کے پروگرام میں شامل نہیں۔ اس روز تمام ہندوستان کے مسلمان اپنے شہر کی بڑی بڑی مساجد میں جمع ہو کر مسجد شہید کے حصول اور واگذاری کے لئے قرار دادیں پاس کریں گے۔ مناسب ہے کہ وہ اس وقت اپنی قوم کی موجودہ حالت پر بھی تھوڑا سا غور کر لیں۔ مسلمانوں کی موجودہ حالت بھی اس امر کی متقاضی ہے کہ ایک روز کل ہندوستان کے مسلمان مساجد میں جمع ہو کر اپنے حال اور مستقبل پر غور کریں۔ عبادت گاہ کی حفاظت بے شک ایک ضروری اور مقدس مذہبی فریضہ ہے لیکن عبادت کرنے والوں کی عزت و حفاظت اور ان کی زندگی اور موت کچھ کم توجہ طلب نہیں۔ اگر قوم ذلیل اور مذہب سے بیگانہ رہی تو ہمیں مساجد کیا فائدہ پہنچائیں گی۔ مسجد شہید گنج کی دوبارہ تعمیر کے ساتھ ہی قومی تعمیر کو بھی ملحوظ رکھا جائے اور اس کے لئے اپنا زور اور پوری قوت صرف کی جائے ورنہ ہم بھی خدا کے اس قول کے مصداق ہونگے:۔ اجعلتم سقاية الحاج وعمارة المسجد الحرام كمن آمن بالله واليوم الآخر وجاهد في سبيل الله لا يستوون عند الله ۔ کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کا آباد کرنا اس کی طرح ٹھیرا لیا ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لایا اور اس کی راہ میں جہاد کیا؟ اللہ کے ہاں وہ برابر نہیں۔ اے کاش! مسلمان حقیقت اسلام کو فراموش نہ کرتے تو آج ان کو یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ اگر مسلمان واقعی مسلمان ہوتے تو آج ان کی یہ رسوائی نہ ہوتی۔ اگر وہ واقعی بنیان مرصوص کے مصداق ہوتے تو آج ان کی مسجد شہید نہ ہوتی۔ سکھ قوم نے کیوں ایسا کیا؟ محض اس لئے کہ ان میں جتھا اور تنظیم ہے اور ان میں صحیح قومی روح موجود ہے۔ اگر مسلمان بھی آج اشداء على الكفار رحماء بينهم کے مصداق ہوتے تو مسجد شہید گنج کی ایک اینٹ بھی اپنی جگہ سے نہ ہلتی اور سکھ قوم بڑی خوشی سے مسلمانوں کے جذبات کا احترام کرتی ہوئی مسجد مسلمانوں کے حوالہ کر دیتی۔

ہم پیر سید جماعت علی شاہ صاحب اور جملہ مسلمانان ہند کی خدمت میں التماس کریں گے کہ جہاں وہ ۲۰ ستمبر کے روز اپنی قوم کی فلاح و بہبود کے لئے بارگاہ الٰہی میں گڑگڑا کر دعا کریں اور اس ذات پاک سے استعانت کریں۔ وہاں اپنی قومی تعمیر کے پروگرام کو بھی مد نظر رکھیں اور مسلمانوں کو متحد اور منظم ہونے کی تلقین کریں اور انہیں قرآن مجید پر عمل پیرا ہونے کی تاکید فرما دیں۔ فروعی اختلافات اور اندرونی مناقشات کو فراموش کرتے ہوئے مسلمانوں کو اصول اسلام پر متحد ہو جانا چاہیئے اور ایک دوسرے سے بغض و عداوت اور پارٹی بازی کو ترک کر دینا چاہیئے۔ ذاتی اغراض کو قومی اغراض پر قربان کیا جائے اور ہر کام محض رضائے الٰہی کے لئے سرانجام دیا جائے ہمیں قرآن مجید کو دستور زندگی بنانا چاہیئے کیونکہ قرآن پاک کی بدولت ہی ہم سر بلند ہوئے تھے اور اسی کو پس پشت پھینکنے کے سبب ہم ذلیل ہوئے ہیں۔ پس ۲۰ ستمبر کو ہمیں نہایت ہی ٹھنڈے دل سے واقعات پر غور کرنا چاہیئے۔ اور صورت حالات کا صحیح جائزہ لینا چاہیئے اور اس روز جہاں ہم مسجد کی واگذاری کا ارادہ کریں اس کے ساتھ ہی اپنی عزت ایمان اور وقار قومی کو واگذار کرانے کی بھی ٹھان لیں۔ اگر مسلمانوں کا ایمان واگذار ہو جائے تو وہ کبھی مغلوب نہیں ہو سکتے۔ وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين۔

پیر جماعت علی شاہ صاحب کی خدمت میں گذارش

پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کو راولپنڈی کانفرنس میں تحریک واگذاری مسجد شہید گنج کا قائد منتخب کیا گیا تھا اور قریباً تمام مسلمانوں نے اس فیصلہ کو قبول کر لیا تاکہ موجودہ صورت حالات میں آپس کی پھوٹ اور اختلافات کے باعث حصول مقصد میں رکاوٹ پیدا نہ ہو۔ چنانچہ پیر صاحب اخبار انقلاب کے نام اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں:۔

فقیر کو سب سے زیادہ خوشی اس بات کی ہے کہ سب اسلامی فرقوں نے فقیر کی خادم اسلام ہونے کی خدمت کو صدق دل سے قبول فرما لیا ہے۔ میاں

تک کہ اہل قادیان نے بھی فقیر کی قیادت ملت کو تسلیم کر لیا ہے اور تمام ہندوستان کے اہل اسلام میں اتفاق کی ایک لہر دوڑ گئی ہے اور سب اہل اسلام ایک مرکز پر یک دل و یک جان و یک آواز ہو کر متفق اور منظم ہو گئے ہیں جو اصل اصول کامیابی ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ ع بچھڑے ہوئے مل جاتے ہیں جب فضل خدا ہوتا ہے"

لیکن دو تین روز کا واقعہ ہے کہ امرتسر میں پیر صاحب تقریر کر رہے تھے اور دوران تقریر میں کسی احراری نے سوال کر دیا کہ آپ حضرت مرزا صاحب کو کیا سمجھتے ہیں۔ تو پیر صاحب نے کہا کہ وہ انہیں ملعون سمجھتے ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) اگر پیر صاحب نے واقعی ایسا کہا ہے تو ہمیں ان کی عقل و دانش پر سخت تعجب اور افسوس ہے۔ ایک طرف تو آپ چاہتے ہیں کہ مسلمان یکدل و یک جان و یک آواز ہو جائیں جو کامیابی کا اصل اصول ہے اور دوسری طرف آپ خود مسلمانوں میں نفاق اور منافرت کا بیج بوتے ہیں اور ان کے جذبات کو مجروح کرتے ہیں ہر بات کے لئے ایک موقع اور محل ہوتا ہے۔ اگر کسی احراری نے شرارت کی غرض سے اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی نیت سے ایک بیہودہ سوال کر دیا تھا تو پیر صاحب کا فرض تھا کہ اسے اس قسم کے بے محل سوال سے روک دیتے اور اصل موضوع پر تقریر جاری رکھتے۔ ہم شاہ صاحب کی خدمت میں مخلصانہ طور پر عرض کریں گے کہ اس وقت وہ ایک فوجی جرنیل کی حیثیت میں ہیں۔ اور میدان جنگ میں جرنیل کا یہ کام نہیں ہوتا کہ وہ لوگوں کے عقائد کی چھان بین کرتا پھرے اور غیر متعلق بحثوں میں الجھتا پھرے۔ حضرت مرزا صاحب کی پوزیشن کے متعلق بحث کرنے کے اور کئی مواقع ہیں۔ اس وقت صرف امر مشترک کو پیش نظر رکھنا چاہیئے اور اندرونی جھگڑوں میں پڑ کر اپنی قوت کو ضائع نہ کرنا چاہیئے۔

ہمیں امید ہے کہ پیر جماعت علی شاہ صاحب حالات کے مطابق پورے تدبر سے کام لیں گے اور آئندہ اس قسم کی بات کا اعادہ کر کے اپنی پیری کا ثبوت نہ دیں گے۔

مولویوں کا شوق تکفیر

معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان کے ایک بہت بڑے مولوی صاحب نے ڈاڑھی کے نہایت ہی اہم موضوع پر ایک معرکہ کی کتاب لکھی ہے جو ایک ان سے بھی بڑے مولوی صاحب کے حسب الحکم شائع ہوئی ہے یہ دونوں حضرات اپنے اسمائے گرامی کے ساتھ طویل القابات رکھتے ہیں اور علم و فضل کے بہت بڑے مالک سمجھے جاتے ہیں۔ اس کتاب کی معقولیت، شگفتہ نگاری اور زور بیان کے چند نمونے ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں جو معاصر عزیز "ہند" کلکتہ کی وساطت سے ہم تک پہنچے ہیں۔ ڈاڑھی منڈانے اور ترشوانے والوں کی نسبت ارشاد ہوتا ہے:۔

"یہ لوگ فاسق معلن ہیں اس لئے کہ ڈاڑھی منڈانا اور حد مسنون سے کم کرانا، ترشوانا گناہ کبیرہ ہے ..... یہ لوگ اللہ اور رسول کے ملعون ہیں دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ ان پر نظر رحمت نہ فرمائیگا وہ بہشت میں نہ جائیں گے اللہ تعالیٰ ان کو دوزخ میں ڈالے گا اللہ تعالیٰ ان کا دشمن اور وہ اللہ تعالیٰ کے دشمن اور سخت مبغوض ہیں ...... واجب التعزیر شہر بدر کئے جانے کے قابل ہیں ...... خدا کے عہد شکن ہیں ...... اللہ و رسول ان سے بیزار ہیں۔ شیطان ملعون کے فرمانبردار ہیں ...... اللہ تعالیٰ اور ملائکہ اور جملہ بشر کی ان پر لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی اور فرشتوں نے اس پر آمین کہا ... ... کافر ہیں ان سے بغض و عداوت واجب ہے ..... ان سے کلام دوستانہ کرنا جائز نہیں ..... ان سے السلام علیکم بھی نہ چاہیئے بلکہ اگر خود بھی السلام علیکم کہیں تو اس کا جواب تک دینا واجب نہیں ..... یہ لوگ منافق ہیں ..... مستحق ہیں عذاب الہیٰ کے عذاب دنیا کے بھی مستحق ہیں ....."

ذرا ان الفاظ کو ملاحظہ فرمائیں اور سوچیں کہ اس قسم کی تحریروں کو اسلامی اخلاق سے دور کا بھی تعلق ہے؟ ڈاڑھی کے مسئلہ کو خواہ کتنی ہی اہمیت دی جائے اسے اصول دین اور معیار کفر و اسلام ہرگز ثابت نہیں کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ہمارے حضرات علمائے کرام ڈاڑھی منڈانے اور ترشوانے والوں کو ملعون و فاسق بھی فرما رہے ہیں اور لائق دوزخ و لعنت بھی قرار دے رہے ہیں۔ اسی پر بس نہیں ان کو شہر بدر کرنے اور ان سے بغض و عداوت رکھنے کا فتویٰ بھی صادر فرمایا جا رہا ہے۔ یہ کس قدر دردناک منظر ہے کہ ہمارے مولویوں کے نزدیک عقائد صحیح و اعمال صالح کی کوئی قدر و قیمت نہیں انہیں اسلام کے اصولوں سے چنداں واسطہ نہیں صرف فروعات پر زور ہے۔ کہیں ڈاڑھی کے بالوں سے الجھتے ہیں کہیں پاجامہ ٹخنے سے نیچا اور اونچا ہونے کی بحث ہے۔ دن رات اس قسم کی باتوں پر مناظرے تنازعے اور جنگیں ہوتی ہیں۔ بات یہ ہے کہ مولویوں کو تعمیری کاموں سے نفرت ہو چکی ہے انہیں محض تخریب کا شوق ہے۔ اسلام کی اشاعت و حفاظت ان کے پیش نظر نہیں صرف تکفیر کا ولولہ ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اس قسم کے بیہودہ مسائل میں موشگافیاں کرتے اور بے تکلف مسلمانوں کو کافر بناتے چلے جاتے ہیں۔ کاش وہ سمجھیں۔ ان کی یہ روش قرآن و حدیث سے بُعد کامل رکھتی ہے اور دین و ملت کے لئے بےحد نقصان رساں ہے۔ غیر مسلم تو رہے ایک طرف۔ اس قسم کی افسوسناک تحریریں جب تعلیم یافتہ مسلمان نوجوانوں کی نظر سے گزرتی ہیں تو انہیں بھی مذہب سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے وہ اسلام کو اخلاق و امن کا علمبردار سمجھنے کی بجائے بغض و عداوت کی بنیاد خیال کر لیتے ہیں لیکن مولوی اس حقیقت کو نہیں سمجھتے۔ غالباً شوق تکفیر کی وجہ سے انہیں اس کے سمجھنے کی اہلیت ہی نہیں رہی۔

حضرت مسیح موعودؑ کی سوانحعمری

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک مستند اور اعلیٰ سوانحعمری کی ضرورت عرصہ سے محسوس کی جا رہی ہے اور یہ چیز احمدیت کی تبلیغ اور مخالفین کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے بیحد مفید ہو سکتی ہے غالباً ۱۹۳۳ء کا ذکر ہے کہ "پیغام صلح" نے اس موضوع پر متعدد مضامین بھی شائع کئے تھے۔ اب یہ خبر تمام جماعت میں مسرت کے جذبات کے ساتھ سنی جائے گی کہ احباب کے اصرار پر اس ضروری کام کا بیڑا ایک ایسے بزرگ نے اٹھایا ہے جو اس کا ہر لحاظ سے اہل ہے یعنی اس کام خیر کے لئے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب آمادہ ہو گئے ہیں۔ اس بارہ میں ان کا اعلان احباب کی نظر سے گزر چکا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کا یہ عزم بہت مبارک ہے اللہ تعالیٰ انہیں اس میں کامیاب کرے۔ تمام احباب کا فرض ہے کہ اس کام میں ان کی ہر ممکن امداد کریں۔ بہت سے بزرگوں کے پاس ایسے خطوط، یادداشتیں اخبارات اور کتابیں کافی تعداد میں موجود ہیں جو بہت کارآمد ہو سکتی ہیں ڈاکٹر صاحب ممدوح نے حضرت مسیح موعود کا زمانہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور بارہا حضور کے فیض صحبت سے مستفید ہوئے ہیں۔ علاوہ ازیں آپ تصنیف و تالیف اور تحقیق کا عمدہ مذاق رکھتے ہیں ہمیں یقین ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی آپ کے قلم سے لکھی ہوئی سوانحعمری جماعت کی ضرورت اور توقعات کے مطابق ہوگی مگر یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ تمام بزرگ ڈاکٹر صاحب موصوف کو معلومات بہم پہنچا کر امداد دیں۔

پیر جماعت علی شاہ کا احمدیوں پر فتویٰ کفر

اخبار بالکل تیار ہو چکا تھا کہ آج صبح کی اخبارات میں پیر جماعت علی شاہ صاحب کا ایک فتویٰ شائع ہوا ہے جس میں آپ فرماتے ہیں:۔

"فقیر کے عقیدہ میں قادیانی اور لاہوری مرزائی دونوں دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور ان دونوں فرقوں کو اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں .... جو شخص مرزا قادیانی کو مسلمان ثابت کر دے فقیر اس کو دس ہزار روپیہ انعام دے گا"

ہمیں پیر صاحب کی عقل پر رونا آتا ہے۔ اس لئے نہیں کہ انہوں نے ہم پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے بلکہ اس لئے کہ وہ بے موقع راگ الاپ کر جگ ہنسائی کا باعث ہو رہے ہیں۔ ہمیں ایسے فتووں کی پروا نہیں۔ کون ان فتووں سے خالی ہے؟ کیا پیر جماعت علی شاہ خود فتاویٰ کی زد سے محفوظ رہے ہیں؟ دیوبندی اور اہل حدیث حضرات پیر صاحب کو کیا سمجھتے ہیں؟ مرزا صاحب کے مسلمان ثابت ہونے پر وہ انعام دیتے ہیں۔ لیکن ذرا اپنا اسلام تو ثابت کریں۔

اگر یہی روش رہی تو ماشاءاللہ ابھی قیادت کہیں گے آج احمدیوں کو اسلام سے خارج کر دیا ہے کل مولوی ثناءاللہ اور اس کے ہمنواؤں کو خارج کر دیں گے، پرسوں دیوبندیوں کے خلاف اعلان ہو جائیگا۔ بس پھر دیکھیے پیر صاحب رہ گئے یا آپ کے چند بریلوی مرید۔ اگر ملت کی امارت و قیادت اسی طریق پر ہو گی تو پھر کار ملت تمام خواہد شد۔

ہمیں تو کسی کے فتویٰ کی پروا نہیں۔ جب تک ہم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کریں گے دنیا کی کوئی طاقت ہمیں خارج از اسلام نہیں کر سکتی۔ البتہ پیر صاحب کو چاہیئے کہ کسی اصول پر قائم رہیں۔ ایک طرف اتحاد کا سبق دیتے ہیں اور دوسری طرف خود ہی قوم کے رشتہ اخوت کو کاٹ رہے ہیں۔

مسلم ہوسٹل لاہور

جیسا کہ اس سے قبل متعدد مرتبہ اخبار میں اعلان ہو چکا ہے انجمن نے مسلم طلباء کی بہتری کے لئے مسلم ہوسٹل کھولنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یکم اکتوبر ۱۹۳۵ء سے باقاعدہ ہوسٹل کھل جائیگا طلباء داخل کئے جائیں گے۔ قواعد و ضوابط کی کاپی یکم اکتوبر سے پہلے دفتر سکرٹری سے لی جا سکتی ہے

ہوسٹل کیلئے ایک فراخ اور ہوا دار کوٹھی نہایت موزوں جگہ پر لی گئی ہے۔ سپرنٹنڈنٹ ایک لائق گریجوایٹ مقرر کیا گیا ہے جو طلباء کی ہر طرح کی نگرانی کرے گا۔ امید ہے کہ جن احمدی احباب کے بچے یہاں کسی کالج میں تعلیم حاصل کرتے ہیں وہ اپنے بچوں کو ضرور مسلم ہوسٹل میں داخل کرینگے اور اپنے حلقہ اثر کے احباب کو بھی ترغیب دلائینگے کہ وہ اپنے بچوں کو ہوسٹل میں داخل کریں۔ خاکسار

شیخ محمد نصیب اسسٹنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

بقیہ اخبار احمدیہ

—— شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر ہڈی والے انبالہ شہر جو ہمارے ایک دوست شیخ عبد الرحمن صاحب سوداگر کے خسر تھے اور نہایت ہی نیک طبع اور مخیر انسان تھے۔ ۱۲ ستمبر کو انبالہ میں وفات پا گئے ہیں۔ مرحوم کو ہمارے سلسلہ سے محبت ہمدردی اور دلچسپی تھی۔ احباب ان کے لئے دعائے مغفرت فرما دیں۔

—— شیخ فضل حق صاحب نا ندلیانوالہ سے لکھتے ہیں کہ وہ کچھ دنوں سے بیمار ہیں۔ گلوں کی شکایت ہے۔ نیز دل و دماغ کی کمزوری کی تکلیف عموماً رہتی ہے دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں

—— ہمارے دوست مولوی مرتضیٰ خاں صاحب مانگروال سے اطلاع دیتے ہیں کہ ان کا لڑکا عزیز معصوم ٹی بی کا مریض ہے ان دنوں سخت تکلیف میں ہے اور مولوی صاحب موصوف اور ان کے اہل و عیال کو بڑی تکلیف و پریشانی ہے۔ وہ احباب کرام سے دردمندانہ دعاؤں کے طالب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو فضل کرتے ہوئے دیر نہیں لگتی۔

—— محمد ابراہیم محافظ اراضی اوکاڑہ کا چھوٹا بھائی علی اکبر لگاتار تپ سے بیمار رہتا ہے۔ وہ سب بھائیوں سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

—— مسلم ہائی سکول لاہور موسم گرما کی تعطیلات کے بعد پرسوں ہفتہ کے روز صبح سات بجے کھلیگا۔

قابل توجہ احباب جماعت

سکرٹری صاحب کا ایک ضروری مکتوب

نمبر ۱

دفتر سکرٹری - ۱۷ ستمبر ۱۹۳۵ء

بخدمت پریذیڈنٹ و سکرٹری صاحبان و بزرگان سلسلہ

برادران مکرم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱- جس محبت اور باقاعدگی سے آپ صاحبان نے اس سال میں اب تک اپنی ذاتی رقوم چندہ وغیرہ بھیجتے رہے ہیں وہ لائق صد شکریہ اور آفرین ہے۔ یہ محبت اور باقاعدگی اس بات کی ذمہ دار ہے کہ دوران سال میں آپ کی انجمن کو اخراجات چلانے میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ یہ خیال نہ کریں کہ آپ کی مرسلہ رقوم درجہ اندازہ کی مترادف ہیں اور کوئی ان کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ نہیں۔ حقیقت الامر یہ ہے کہ یہاں آپ کی فیاضی کا ایک ایک پیسہ نہایت قدر اور عزت کی نگاہ سے شمار کیا جاتا ہے اور اس کی جو قیمت خداوند تعالیٰ کے نزدیک ہے یقیناً اسے آپ کے قلب خود محسوس کرتے ہونگے

۲- آپ کو علم ہے کہ انجمن کا مالی سال اکتوبر میں ختم ہوا کرتا ہے۔ جبکہ رے دے کر تمام حسابات صاف کئے جایا کرتے ہیں۔ اس لئے ان دنوں روپیہ کی بالخصوص مانگ ہوتی ہے۔ اس لئے چاہیئے یہ تھا کہ ان ایام میں خاص چستی اختیار کی جاتی - لیکن مجھے ستمبر کی آمد کی رفتار دیکھ کر بہت تکلیف ہوئی ہے کہ برعکس چستی کے اس ماہ میں خلاف معمول سستی آگئی ہے۔ اور جماعتوں اور بزرگوں کی رقوم اس باقاعدگی سے نہیں آئیں جیسے دوران سال میں آتی رہی ہیں۔ اس لئے لازماً اخراجات کی ادائیگی میں دقت رونما ہو گئی ہے اور مجھے ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ آپ صاحبان کی خدمت میں خود اپیل کروں بندہ نہایت ادب کے ساتھ التماس ہے کہ پریذیڈنٹ صاحبان اور سیکرٹری صاحبان فی الفور اس غیر معمولی کمزوری کی طرف توجہ فرمائیں اور رقوم اگر جمع ہو کر ان کے پاس پڑی ہیں تو بلا توقف بھیج دیں اور اگر ابھی تک جمع نہیں ہوئیں تو جمع کر کے ۳۰ ستمبر سے قبل ارسال کر دیں اور مجھے اس پر مجبور نہ کریں کہ یہاں سے آدمی ان کی خدمت میں روانہ کروں - کیونکہ اس صورت میں انجمن کو غیر ضروری اخراجات کا متحمل ہونا پڑے گا جسے غالباً پسند نہ کیا جائیگا۔

ایک دفعہ پھر عرض کرتا ہوں کہ جن بزرگوں یا جماعتوں کی رقوم ۳۰ ستمبر تک نہ پہنچینگی - یقیناً مجھے ان کی طرف آدمی بھیجنے میں ذرا بھی تامل نہ ہوگا اور زائد اخراجات کی ذمہ داری ان کی ہوگی نہ کہ میری - والسلام - محمد دین جان آنریری جنرل سکرٹری

نمبر ۲

دفتر سکرٹری - ۱۷ ستمبر ۱۹۳۵ء

بخدمت پریذیڈنٹ صاحبان و سکرٹری صاحبان

برادران مکرم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - چونکہ اکتوبر ہمارے مالی سال کا آخری مہینہ ہے اور اس ماہ میں انجمن کی کارگزاری کی سالانہ رپورٹ تیار ہوگی - اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جملہ بیرونی انجمنوں کے حسابات کی پڑتال کی جائے۔ اس غرض سے میں نے اسسٹنٹ سیکرٹری صاحبان کو ہدایت کی ہے کہ جلد سے جلد جا کر باہر کی انجمنوں کے حساب کی پڑتال کر کے ان کی نسبت میرے پاس رپورٹ کریں تاکہ ان کی کارگذاری کا ذکر سالانہ رپورٹ میں کیا جاسکے لہذا آپ کی خدمت میں التماس ہے کہ اسسٹنٹ سکرٹری صاحبان کے پہنچنے سے قبل آپ خود اپنے حسابات کو درست کر لیں اور اس میں ذیل کی باتوں کا خیال رکھیں:-

۱- جن دوستوں نے اب تک اپنی ذاتی رقومات دوران سال میں باقاعدگی سے ادا نہیں کیں۔ ان کی خدمت میں خصوصاً حسب ضرورت ذاتی طور پر یا مقامی وفد کی شکل میں حاضر ہوں اور ان سے درخواست کریں کہ بقایا جات بلا توقف صاف کر دیں

۲- جو رقوم آپ کے پاس پہنچ چکی ہیں لیکن ابھی تک آپ اپنی حساب میں درج نہیں کر سکے وہ فی الفور درج کر کے رجسٹر مکمل کر لیں۔

۳- رقومات جو کسی وجہ سے اب تک آپ یہاں نہیں بھیج سکے۔ بلا توقف روانہ کر دیں۔ مبادا کہ ان نقصوں میں سے کوئی بوقت معائنہ آپ کے حسابات میں پایا جائے اور مجھے اس کا ذکر سالانہ رپورٹ میں کرنا پڑے - امید ہے کہ سب دوست میری اس گذارش کو فوری توجہ دیں گے

محمد دین جان (آنریری جنرل سکرٹری)

مکتوب برلن

رسالہ مسلمش ریویو کی اشاعت کا اہم مسئلہ

برلن مشن اور جرمن مسلم سوسائٹی کی کارگزاری کی رپورٹ

ڈاکٹر مارقوس کا لیکچر

ماہ اگست کا آغاز ایک ٹی پارٹی سے ہوا جس کا انتظام جرمن مسلم سوسائٹی کی طرف سے کیا گیا تھا۔ نشست وغیرہ کا انتظام باہر باغ میں کیا گیا مگر ٹھیک آٹھ بجے جبکہ مہمان تشریف لا رہے تھے بوندا باندی شروع ہو گئی جس کی وجہ سے مجبوراً کمروں میں بیٹھنا پڑا۔ حاضرین کی تعداد اس قدر تھی کہ کم و بیش ایک چوتھائی حصہ کو کمروں میں جگہ نہ مل سکی اس موقع پر علامہ جناب ڈاکٹر حمید مارقوس صاحب نے اپنے خیالات سے حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ ہمارے دیرینہ دوست پروفیسر ڈاکٹر رشید رحمانی نے بھی جو کہ استنبول کی یونیورسٹی میں السنہ شرقیہ کے پروفیسر ہیں اور آج کل برلن میں تشریف رکھتے ہیں اس جلسہ میں شرکت فرمائی اور ترکی کے حالات سے حاضرین کو مستفیض ہونے کا موقع دیا۔

ریویو کی باقاعدہ اشاعت کا انتظام

۱۶ اگست کو شام کے ۸ بجے جرمن مسلم سوسائٹی کی مجلس منتظمہ کا اجلاس منعقد ہوا۔ ایک خاص امر جس کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ جرمن مسلم سوسائٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ جرمن رسالہ مسلمش ریویو کی باقاعدہ اشاعت کے لئے ہر ممکن کوشش کی جاوے۔ فنانشل سیکرٹری مسٹر عمر شوبرٹ نے تجویز کی کہ کم از کم بیس مارکس کی سالانہ امداد سوسائٹی کی طرف سے ریویو کو دی جاوے۔ جو کہ معمولی سی بحث کے بعد کثرت رائے سے منظور ہو گئی ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن نے ممبران سوسائٹی سے درخواست کی کہ رسالہ کے لئے خریدار پیدا کئے جاویں اور ہر ممبر اپنے حلقہ اثر میں توسیع اشاعت کے لئے کوشش کرے۔ امید ہے اس طرح کم و بیش نصف خرچ یہاں سے پورا ہو جائیگا۔ بقیہ نصف کے لئے انجمن سے درخواست کی جاتی ہے۔ رسالے کا باقاعدہ اجرا اور قیام برلن مشن کے لئے اشد ضروری ہے جیسا کہ بارہا ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب لکھ چکے ہیں۔ ہماری کامیابی کا بیشتر حصہ ریویو کی باقاعدہ اشاعت سے وابستہ ہے۔ اگر اس کی اشاعت باقاعدہ نہ ہو تو نہ صرف مشن کے کام کو ہی نقصان پہنچتا ہے بلکہ جو چند خریدار پیدا کئے جاتے ہیں وہ اس بے قاعدگی سے بدظن ہو کر آئندہ خریداری سے انکار کر دیتے ہیں جس سے مالی حالت کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔

موجودہ زمانہ میں پریس کی اہمیت

آج کل کسی اصول کی اشاعت کے لئے پریس بڑا زبردست حربہ ہے۔ بدقسمتی سے ہمارا پریس بڑا کمزور ہے۔ اور اگر رسالہ مسلمش ریویو کو بھی بند کر دیا جائے یا اس کو سسکتی حالت میں رہنے دیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جو دھیمی سی آواز اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اس کے ذریعہ نکل رہی ہے وہ بھی بالکل ختم ہو جائے گی۔ میں قارئین پیغام صلح سے مودبانہ مگر پرزور الفاظ میں درخواست کروں گا کہ ازراہ کرم اپنے پریس کو مضبوط کرنے کیلئے پوری پوری جدوجہد کریں۔ خوب یاد رکھیں ہماری کامیابی یا ناکامیابی کا دارومدار ہمارے پریس کی مضبوطی یا کمزوری پر ہے جس قوم کا پریس کمزور ہے اس کی کامیابی ناممکن ہے۔ یورپ میں جن جن اقوام کے پریس مضبوط ہیں وہ اوج ترقی پر ہیں۔ آج کل "اذا الصحف نشرت" کا زمانہ ہے اور علم و حکمت کی نشر و اشاعت کے لئے اخبارات، ٹریکٹ، رسالجات، کتابوں، ریڈیو وغیرہ کے اجرا کی سخت ضرورت ہے۔ یورپ نے اس راز کو پہچانا ہے ایک ایک شہر سے سینکڑوں اخبارات اور رسالجات روزانہ شائع ہوتے ہیں اور ان کو بچہ بچہ پڑھتا ہے کوئی گھر ان سے خالی نہیں ہے۔ غریب سے غریب آدمی بھی اخبار کا باقاعدہ مطالعہ کرتا ہے اور اس طریقہ سے قومیں زندہ ہیں۔ اس موضوع پر شاید کسی اور موقع پر تفصیلاً عرض کروں گا سردست اس قدر عرض ہے کہ خدارا اپنے پریس کو مضبوط کرنے کی کوشش کریں جب تک آپ کا پریس کمزور رہے گا تب تک آپ کبھی ترقی نہیں کر سکتے۔ اگر آپ کا کام تمام دنیا پر حاوی ہے تو آپ کا کل پریس یعنی اردو۔ انگریزی جرمن وغیرہ بھی مضبوط ہونا چاہیئے تاکہ آپ کی آواز ہر جگہ پر پہنچ سکے

وحی نبوت پر ایک عیسائی پروفیسر کا لیکچر

ماہ اگست کی ۲۳ تاریخ بروز جمعۃ المبارک شام ۸ بجے برلن مسجد کے وسیع ہال میں ایک نہایت ہی بصیرت افروز اور پر از معلومات لیکچر ہوا۔ اس دفعہ کے مقرر یہاں کی ایک یونیورسٹی (یعنی ولہیلنگ ہوکشولے) کے شعبہ تاریخ مذاہب کے ڈائرکٹر پروفیسر ڈاکٹر گرسماخر تھے۔ آپ کے لیکچر کا عنوان تھا۔ "وحی نبوت از روئے قرآن"۔ فاضل مقرر بارہا اپنے طلبا اور طالبات کے ہمراہ مسجد میں تشریف لا چکے ہیں۔ اور امام مسجد برلن سے انہوں نے درخواست بھی کی ہے کہ وہ (ولہلنگ ہوکشولے) میں ماہ اکتوبر میں اسلام پر دو لیکچر دیں جس کو امام صاحب نے بخوشی قبول کر لیا ہے۔ پروفیسر صاحب موصوف نے کم و بیش ایک گھنٹہ کے عرصہ میں مسئلہ زیر بحث پر از روئے قرآن اور احادیث روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ قرآن کریم نے وحی کے تین طریقے بیان کئے ہیں:۔ (۱) وحی یعنی القا (۲) من وراء حجاب (۳) اور بذریعہ جبرئیل۔ اور اسلام تمام انبیاء پر ایمان لانا ضروری قرار دیتا ہے اور اسی طرح ان کی کتب مقدسہ پر۔ البتہ ان انبیاء کو بشر تصور کرتا ہے اور ان کا فرض یہ قرار دیتا ہے کہ وہ وحی کے پانے والے ہوتے ہیں اور ان کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ ان احکام کو آگے پہنچا دیں اور ان پر عمل کر کے لوگوں کو بتا دیں کہ جو احکام وہ اللہ تعالیٰ سے پا رہے ہیں۔ وہ قابل عمل بھی ہیں اور ان احکامات میں ان کا اپنا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ آخر پر یہ بھی بتایا کہ قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ وہ تمام کتب سابقہ کا خلاصہ ہے اور آخری کتاب ہے مضمون بعید پر لطف اور پر از معلومات تھا اور ہمیں خاص طور پر اس بات سے خوشی ہوئی ہے کہ صاحب موصوف نے تمام باتوں کا قرآن کریم سے حوالہ دیا ہے ان کا نصف مضمون قرآن کریم کی آیات پر مشتمل تھا ہم اس مدلل اور اہم مضمون کو انشاء اللہ اپنے رسالہ مسلمش ریویو میں شائع کریں گے تاکہ عام جرمن پبلک ان خیالات سے جو ایک عیسائی علم دوست اور حق گو کی تحقیقات کا نتیجہ ہیں۔۔۔ مستفیض ہو سکے۔ ہم پروفیسر صاحب موصوف کے دوبارہ ممنون ہیں۔ جزاہم اللہ۔

زائرین مسجد

حسب معمول ماہ رواں میں بھی اکثر احباب مسجد دیکھنے کے لئے تشریف لائے اور خاص طور پر مصری دوست۔ یہاں کے مصری قونصل مسٹر یحییٰ منک کو امام صاحب نے چائے کی دعوت دی۔ جبکہ کچھ عرصہ بعد قونصل صاحب موصوف نے اپنے دولت خانہ پر امام صاحب کے اعزاز میں چند مصری احباب کو مدعو کیا۔ ان حضرات میں جو اس دعوت میں شریک ہوئے حکومت مصریہ کے ایک وزیر سابقہ بھی تھے۔ کم و بیش دو گھنٹے مختلف موضوعات پر تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔

مصری نوجوانوں کی ملاؤں سے نفرت

یہ سنکر کہ نوجوانان مصر وہاں کے اکثر شیوخ اور ملاؤں کے کردار اور افعال سے سخت متنفر ہیں حیرانی ہوئی۔ اصل بات یہ ہے کہ ان ملاؤں اور شیوخ نے ترہات اور بدعات کو اسلام سمجھ رکھا ہے اور پھر ان کے اپنے افعال اور کردار اسلام کی تعلیم سے کوسوں دور ہیں۔ جب حکومت مصریہ نے وہاں ریڈیو کا دفتر کھولا تو یہ تجویز ہوئی کہ علی الصبح ہر روز ایک اعلیٰ درجہ کا خوش الحان قاری قرآن کریم کا ایک رکوع پڑھ کر لوگوں کو سنایا کرے تاکہ لوگوں کو کلام پاک سننے کا موقع مل جایا کرے۔ اس تجویز پر وہاں کے علماء نے بڑی مخالفت کی اصل وجہ یہ تھی کہ پہلے یہ "علما" لوگوں کے گھروں پر جا کر قرآن کریم پڑھا کرتے تھے اور اس کے لئے ان کی تنخواہیں مقرر تھیں۔ اب ان کے علمے ماٹے جاتے رہنے کا خوف تھا لہذا اس کو "عمل الشیطان" قرار دے دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل و سمجھ دے۔ والسلام

(نامہ نگار از برلن)

(بقیہ صفحہ ۲)

صرف بادشاہ مثلاً حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ وغیرہ اور ایسے بھی گزرے ہیں جو مجدد اور بادشاہ بھی تھے مثلاً حضرت عمر بن عبدالعزیز وغیرہ۔ اور ایسے بھی گزرے ہیں جو صرف روحانی خلیفے تھے یعنی مجدد یا محدث اور جسمانی خلیفہ یعنی بادشاہ نہ تھے مثلاً حضرت مجدد صاحب سرہندی۔ یاد رہے کہ اس امت میں بوجہ ختم نبوت انبیا کے قائم مقام محدثین ہیں۔ اس امر کے ثبوت میں حضرت مسیح موعودؑ کی ایک عبارت کا نقل کر دینا کافی ہوگا۔ "مسیح موعودؑ نے بھی چودھویں صدی کے سر پر ظہور کیا اور محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ سے انطباق کلی پا گیا اور اگر یہ کہا جائے کہ موسوی سلسلہ میں تو حمایت دین کیلئے نبی آتے تھے اور حضرت مسیح بھی نبی تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرسل ہونے میں نبی اور محدث ایک ہی منصب رکھتے ہیں اور جیسا کہ خدا تعالےٰ نے نبیوں کا نام مرسل رکھا اور ایسا ہی محدثین کا نام بھی مرسل رکھا۔ اسی اشارہ کی غرض سے قرآن شریف میں وقفینا من بعدہ بالرسل آیا ہے اور یہ نہیں آیا ہے کہ وقفینا من بعدہ بالانبیاء پس یہ ایسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسل سے مراد مرسل ہیں خواہ وہ رسول ہوں یا نبی ہوں یا محدث ہوں۔ چونکہ ہمارے سید و رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت صلعم کوئی نبی نہیں آ سکتا اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے۔" (شہادۃ القرآن صفحہ ۲۷ دوسرا ایڈیشن)

مسیح موعودؑ خاتم الخلفاء ہیں لیکن خاتم المجددین نہیں

حضرت مسیح موعود نے بہت سے مقامات میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام سلسلہ موسویہ کے آخری روحانی خلیفہ تھے۔ مثلاً

"پس جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ کے مثیل ہو کر ان کے عین نہیں ہو سکتے۔ ایسا ہی تمام محمدی خلفاء جن میں آخری خلیفہ مسیح موعود ہے وہ موسوی خلیفوں کے جن میں سے آخری خلیفہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ہیں کی طرح عین نہیں ہو سکتے۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۶۳ ۱۹۰۲ء)

یہ امر ظاہر ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام باوجود خاتم الخلفا ہونے کے خاتم النبیین نہیں ہیں تو حضرت مسیح موعود باوجود خاتم الخلفا ہونے کے خاتم المجددین نہیں ہیں۔ سائل نے اپنے سوال میں خود بھی لکھا ہے کہ بقول حضرت میرزا صاحب حضرت عیسےٰ موسوی سلسلہ کے چودھویں خلیفہ اور خاتم الخلفاء سلسلہ موسویہ ہیں۔" پس جب حضرت مسیح علیہ السلام کے خاتم الخلفاء ہونے پر کوئی اعتراض نہیں تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاتم الخلفاء ہونے پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا ہے۔ پس واقعات حالات سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود نے بہت سے مقامات میں بوجہ ہونے مسیح موعود کے اپنے خاتم الخلفاء ہونے پر بڑا زور دیا ہے مگر خاتم المجددین ہونے کے متعلق مجھے آپ کی کوئی تحریر نہیں مل سکی ہے۔

پس خلاصہ جواب یہ ہوا کہ خلافت کے خاتمہ سے مجددیت کا خاتمہ لازم نہیں آتا۔

سب سے بڑی خواہش

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

آج کل ایک دیہاتی رئیس کی بڑی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ دیہاتی زندگی کو ترک کر کے کسی بڑے شہر میں آباد ہو جائے اس لئے کہ دیہات میں اس کو سامان تفریح و آسائش مہیا نہیں ہو سکتا۔ ان دیہاتی رئیسوں کی پیروی سکول کے لڑکے بھی کرنے لگتے ہیں اور دیہاتی سکولوں سے فارغ ہوتے ہی ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ گاؤں کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیں۔ پنجاب کے زمینداروں کو یہ بتانے کی حاجت نہیں کہ ایک انگریز زمیندار اپنے گاؤں میں رہنے میں کتنی خوشی محسوس کرتا ہے۔ جواب ملیگا کہ ہاں انگریز زمیندار واقعی اپنے دیہات میں رہنا پسند کرتے ہیں اس لئے کہ اسے ہر قسم کی آسائش میسر ہوتی ہے۔ انگلستان کی تاریخ کی ورق گردانی کی جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ تمام آسائشیں جو آجکل انگلستان کی دیہاتی آبادی کو میسر ہیں وہ دیہات ہی میں پایہ تکمیل کو پہنچی تھیں۔ گذشتہ زمانے میں انگلستان کی حکومت اس بات کے خلاف تھی کہ لوگ دیہات کو چھوڑ دیں۔ چنانچہ سترھویں صدی میں سکس کے ایک رئیس کو ایک ہزار پونڈ جرمانہ محض اس لئے ادا کرنا پڑا کہ وہ اپنے گاؤں میں رہنے کی بجائے لنڈن میں سکونت اختیار کرنا چاہتا تھا۔ علاوہ ازیں مبت سے سرکاری اعلان شائع کر کے دیہاتیوں کو تنبیہ کی گئی کہ وہ اپنے اپنے دیہات میں رہ کر اپنے فرائض انجام دیں۔ وہ فرائض کیا تھے اپنے بھائیوں کے لئے راحت کا سامان پیدا کریں اور اپنی مہمان نوازی کی عادت کو زندہ کریں۔ لیکن نہ صرف اپنی ذات کیلئے کارآمد ثابت ہوں بلکہ گاؤں کے دوسرے زمینداروں کے لئے بھی حوصلہ افزائی کا باعث ہوں۔ اس وقت سے انگلستان کے دیہات میں سامان دلچسپی پیدا ہوا۔ حکومت نے زمینداروں کو اپنے گاؤں میں رہنے پر مجبور کیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے مفاد کے لئے اپنی دیہاتی زندگی کو شہروں سے بھی زیادہ دلچسپ بنا لیا۔ جب کوئی انگریز پنشن ہو جاتا ہے تو اپنے دیہاتی گھر (کنٹری سیٹ) میں جابستا ہے۔ اس بیسویں صدی میں جبکہ نئی روشنی کا بہت چرچا ہے حکومت کیلئے بہت مشکل ہے کہ وہ دیہاتی رئیسوں کو مجبور کرے۔ تاہم یہ کچھ برا نہیں اگر زمینداروں سے گذارش کی جائے کہ وہ اپنے فرائض بجا لائیں اور اپنی دیہات کی ترقی میں دلچسپی لینے لگیں تاکہ صحت و آرام و آسائش نہ صرف اپنے لئے ہی حاصل کر سکیں بلکہ اپنے دوسرے دیہاتی بھائیوں کے لئے خضر راہ ثابت ہوں۔ مثال کے طور پر ملک معظم کے ولی عہد پرنس آف ویلز ہی کو لیجئے۔ انہوں نے اپنی زندگی بیکاروں، غریبوں اور بے چاروں کو آسائش مہیا کرنے کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ پنجابی زمیندار شہزادہ ویلز کی شاندار مثال پر عمل کرتے ہوئے اپنی اور اپنے مزارعین کی خوشحالی اور دیہات کی از سر نو تعمیر کے کام میں دل و جان سے مشغول ہونے کو اپنی زندگی کا مقصد اولیں سمجھ لیں۔ (لاہور ۱۲ ستمبر ۱۹۳۵ء)

خبریں

عالم اسلام

—— جاپان اور ترکی کے درمیان تجارتی معاملات پر جو گفتگو جاری تھی وہ ختم ہو چکی ہے اور عنقریب معاہدہ پر دستخط ہونے والے ہیں۔

—— ترکی کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ حکومت ترکی تھریس کو جدید تعمیری تغیرات کے ساتھ نوآبادی کی شکل دینے کا فیصلہ کر چکی ہے اس نوآبادی میں بلقان اور رومانیہ کے ترک مہاجرین کی اقامت کا انتظام کیا جائیگا۔

—— ترکی کی وزارت جنگ نے اپنے فوجی افسروں کا ایک وفد برلن بھیجا ہے جو جرمنی کے قوانین جنگ اور عسکری ضبط و نظم کا مطالعہ کرے گا اور اپنی رپورٹ حکومت کے سامنے پیش کرے گا۔ تاکہ ان میں سے مفید قوانین کو ترکی افواج میں بھی جاری کیا جاسکے۔

—— ترکی میں جمہوری حکومت کی قوت پرواز کے استحکام کے لئے جو جذبہ پایا جاتا ہے اس کے باعث عام امداد کا سلسلہ جاری ہے آخری اطلاع کے مطابق حکومت کے خزانہ میں اس فنڈ کا ایک کروڑ اسی لاکھ روپیہ جمع ہو چکا ہے۔

—— اسکندریہ ۱۷ ستمبر۔ حال ہی میں نسیم پاشا وزیر اعظم مصر نے ایک سرکاری اعلان میں بتلایا ہے کہ میرے اور برطانوی ہائی کمشنر کے درمیان جو دوستانہ گفت و شنید ہو رہی تھی وہ بخیر و خوبی ختم ہو گئی۔ ہائی کمشنر نے مجھے ایک خط دیا ہے جس میں لکھا ہے کہ ملک معظم کی حکومت مصر کے مفاد کا پورا پورا خیال رکھے گی اگر بین الاقوامی صورت حالات کے متعلق اس کے سامنے کوئی ایسا مسئلہ پیش ہوا جس سے مصر کا تعلق ہو تو حکومت مصر کے مشورہ کے بغیر کوئی اقدام نہ کیا جائیگا

—— بغداد ۱۷ ستمبر۔ گذشتہ اتوار کو عراق میں شاہ غازی کی تاجپوشی کی دوسری سالگرہ نہایت شان و شوکت سے منائی گئی۔ رعایا کے تمام طبقوں نے اس تقریب میں حصہ لیا۔ گذشتہ ماہ مارچ میں ہنگامہ کاظمین کے سلسلہ میں جو لوگ قید ہوئے تھے وہ کل شام کو رہا کر دیئے گئے

—— جینوا ۱۷ ستمبر۔ لیگ اسمبلی کے اجلاس میں حکومت ترکی کے نمائندہ ڈاکٹر توفیق نے دردانیال کے متعلق فوجی معاہدے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ کہ یہ دفعات ترکی کی ساحلی حفاظت کیلئے سخت مضر ہیں۔ آپ نے کہا کہ ان مواقع کی صورت میں جن کا ذکر معاہدے میں ہو چکا ہے ترکی مجبور ہو گا کہ آبنائے باسفورس کی فوجی ضروریات کے لئے ان دفعات میں ترمیم کرے۔

—— حکومت رومانیہ عنقریب ایران میں اپنا سفارتخانہ قائم کرنے والی ہے۔

—— حکومت فرانس نے ترکی سے کثیر مقدار میں کوئلہ خریدنے کا فیصلہ کیا ہے۔ سار پر جرمنی کا قبضہ ہونے کے بعد فرانس کا کوئلہ اس کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتا۔

—— حکومت ترکی نے سرکاری طور پر اعلان کیا ہے کہ ۱۹۳۲ء میں اس کے پاس صرف ۱۲ ہزار ٹن کا بحری بیڑا تھا۔ لیکن حال میں ترکی کے پاس ایک لاکھ پچاس ہزار ٹن وزنی بیڑا موجود ہے اور وہ اس میں مزید اضافہ کی کوشش کر رہی ہے

—— حکومت ترکی نے حال ہی میں ایک مسودہ قانون تیار کیا ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ طبی و قانونی و زراعتی اور انجنیری کے کالجوں سے جو طلبہ تکمیل تحصیل کے بعد نکلیں انہیں ولایات شرقی میں مشق کے طور پر خدمات انجام دینا ضروری ہو گا تاکہ بلاد ترکی، نوجوان طلبہ کی معلومات سے فائدہ اٹھائیں۔

ہندوستان

—— مسجد شہید گنج کے معاملہ کی وجہ سے ہندوستان کے متعدد علاقوں کے مسلمانوں میں بے چینی موجود ہے۔ جگہ جگہ ۲۰ ستمبر کے پرامن مظاہرہ کی وسیع پیمانہ پر تیاریاں ہو رہی ہیں۔

—— شملہ ۱۷ ستمبر۔ کل یہاں مسلم ارکان اسمبلی کا ایک اجلاس مسجد شہید گنج کے مسئلہ پر غور کرنے کیلئے منعقد ہوا۔ تمام ارکان نے متفقہ طور پر اپنے پنجابی بھائیوں سے اظہار ہمدردی کیا۔ حکومت پنجاب، حکومت ہند اور سکھ لیڈروں سے گفت و شنید کرنے کیلئے ایک کمیٹی کا تقرر عمل میں لایا گیا۔ یہ کمیٹی پیش نظر فیصلہ کا حل سوچنے کے علاوہ مسجد کی واپسی کے لئے کوشش کرے گی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ کمیٹی عنقریب وائسرائے اور گورنر پنجاب سے ملاقات کرے گی۔

—— لاہور ۱۷ ستمبر۔ مجلس مرکزیہ اتحاد ملی لاہور نے یوم احتجاج منانے کے سلسلے میں اعلان کیا ہے کہ ۲۰ ستمبر یوم جمعہ کاروبار بند کئے جائیں۔ روزے رکھے جائیں اور ماتمی نشان لگا کر جامع مساجد میں نماز جمعہ ادا کریں بعد از نماز ماتمی جلوس میں شرکت کریں۔

—— شملہ ۱۷ اگست۔ آج کونسل آف سٹیٹ کا گرمائی اجلاس شروع ہوا۔

—— سرحد کونسل کا اجلاس نومبر کے پہلے ہفتہ میں منعقد ہو گا۔ امید کی جاتی ہے کہ شریعت بل بھی اس اجلاس میں پیش ہو گا۔

—— حکومت پنجاب نے روزنامہ "احسان" سے تین ہزار اور اس کے پریس سے ایکہزار کی ضمانت طلب کی ہے۔ روزنامہ "ستیا" سے ایکہزار اور اس کے پریس سے بھی اسی قدر ضمانت مانگی ہے۔ روزنامہ "زمیندار" اور اس کے پریس کی چار ہزار روپے کی ضمانت ضبط کر لی گئی ہے۔

—— ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ حکومت سرحد مہمندوں کیخلاف زبردست فوج کشی کرنے والی ہے۔ اس کے ابتدائی اقدام کے طور پر تیس ہزار گورہ اور ہندوستانی فوج سرحد و صوبہ پنجاب کی خاص فوجی چوکیوں سے لیکر پشاور اور کٹائی کے درمیان جمع ہوئی ہے۔ حکومت سرحد کا ایک اعلان بالا مہمند اور گرد و نواح کے علاقہ کے قبائل میں تقسیم کیا گیا ہے جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ حکومت نے کسلائی علاقہ میں پیشقدمی کا عزم بالجزم کر لیا ہے۔

—— ایبٹ آباد ۱۷ ستمبر۔ میاں سر فضل حسین بالقابہ کی صحت بہت کچھ بہتر ہو گئی ہے آپ ماہ اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں لاہور واپس تشریف لے آئیں گے۔

—— شملہ میں اسمبلی کا اجلاس شروع ہے کرمنل لا امنڈمنٹ بل اسمبلی نے کثرت رائے سے مسترد کر دیا تھا۔ وائسرائے نے اپنی سفارش کے ساتھ اس کو دوبارہ بھیجا لیکن دوبارہ بھی ۵۷ آرا کے مقابلہ میں ۶۹ آرا کی کثرت سے مسترد ہو گیا۔

—— شملہ ۱۶ ستمبر۔ آج ہز ایکسیلنسی وائسرائے نے اسمبلی کے اجلاس میں ایک گھنٹے تک تقریر کی اور ہندوستان کے موجودہ حالات پر تبصرہ کیا۔ نئے آئین کا ذکر کرتے ہوئے آپنے کہا کہ یہ امر میرے لئے باعث مسرت ہے کہ میرے عہد میں ایک ایسی چیز پایہ تکمیل کو پہنچی ہے اور ایک ایسا قانون بنایا گیا ہے جس کیلئے راجہ اشوک کے عہد سے اب تک کوشش ہو رہی تھی ہندوستان کی تاریخ میں اس واقعہ کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

—— وائسرائے کی تقریر کے وقت اسمبلی کے تمام کانگرسی ممبر غیر حاضر تھے البتہ کانگرس نیشنلسٹ پارٹی باقاعدہ موجود تھی علاوہ ازیں متعدد معزز وزیٹر بھی وائسرائے کی تقریر سننے کیلئے تشریف لائے تھے ٭

ممالک خارجہ

—— عام خیال یہی ہے کہ اطالیہ اور حبشہ کا معاملہ گفت و شنید سے ہرگز طے نہ ہو گا۔ جنگ ضرور ہو گی۔

—— اخبار سنڈے کرانیکل کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ اٹلی نے حبشہ کے قریب اریٹریا میں اپنی جو افواج جمع کر رکھی ہیں وہ شدت گرما اور تپ محرقہ کی وجہ سے سخت پریشان ہیں۔ تقریباً آٹھ ہزار سپاہی ہلاک اور بیکار ہو چکے ہیں۔ ہر روز مریض سپاہیوں میں سینکڑوں کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر اور نرسیں نہایت مصروف ہیں۔

—— سفیر اطالیہ متعین عدیس ابابا نے حکومت حبشہ سے درخواست کی تھی کہ ۱۸۰ اطالوی سپاہیوں کو سفارتخانہ اطالیہ کی حفاظت کیلئے عدیس ابابا آنے کی اجازت دی جائے مگر حکومت حبشہ نے اس درخواست کو نامنظور کر دیا ہے۔

—— جینوا ۱۷ ستمبر۔ حکومت حبشہ کی طرف سے اطالیہ کے الزامات کا جواب شائع ہو گیا ہے اس جواب میں بتلایا گیا ہے کہ اطالیہ نے دستاویزات کی فراہمی میں نہایت بے احتیاطی سے کام لیا ہے۔ یہ جواب ایک فرانسیسی موسیو گرول نے تیار کیا ہے۔ علاوہ ازیں اس میں بتلایا گیا ہے کہ اطالیہ نے حبشہ کے مختلف حصوں میں قونصل خانے قائم کر رکھے ہیں۔ ان قونصل خانوں کا واحد مطلب یہ ہے کہ حبشہ کی افواج اور قبائل میں شورش پیدا کی جائے اور انہیں حکومت کے خلاف بھڑکایا جائے جواب میں اس بات پر بھی زور دیا گیا ہے کہ اگر اطالیہ کے الزامات صحیح ہیں تو اس صورت میں کسی دوسری حکومت کی سفارت نے ان پر کیوں اعتراض نہیں کیا۔

—— عدیس ابابا ۱۷ ستمبر۔ حبشہ کے طول و عرض میں عام فوجی نقل و حرکت اور مارشل لا کے نفاذ کے متعلق ایک قانون تیار کیا گیا ہے جو شہنشاہ کی منظوری کے بعد نافذ کیا جائیگا۔ حبشہ میں اس امر کا خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ اطالیہ ارکان خمسہ کی کمیٹی کی سفارشات کو مسترد کرنے کے بعد انجمن اقوام کی رکنیت سے فوراً مستعفی ہو جائیگا اگر ایسا ہی ہوا تو اس صورت میں مذکورہ بالا قانون پر شہنشاہ سے فوراً دستخط کرا لئے جائیں گے۔

—— ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ شہنشاہ حبشہ اس وقت کوئی ایسا اقدام نہیں کرنا چاہتے جو فرانس اور انگلستان کو شش و پنج میں ڈالدے۔ توقع ہے کہ اس ہفتہ میں شہنشاہ اور ان کے مشیر موجودہ حالات کے متعلق بہت اہم فیصلے کرینگے۔

—— گذشتہ یکشنبہ کی صبح کو قبائل کے ۲۴۰۰ آدمیوں نے شہنشاہ کے محل کے سامنے مظاہرہ کر کے اپنے آپ کو جنگی خدمات کیلئے پیش کیا۔

—— یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حبشہ کے سرکاری دفاتر کے بہت سے ملازم فوج میں بھرتی ہو رہے ہیں اور ان کی جگہ عورتوں کے نام دفتری کے کاروبار کیلئے تجویز کئے جا رہے ہیں افواج کی نقل و حرکت تیزی سے ہو رہی ہے۔

—— عدیس ابابا ۱۷ ستمبر۔ حکومت حبشہ کا ایک بیان مظہر ہے کہ آئرلینڈ کے پانچہزار آدمی جنگ کی صورت میں حبشہ کی طرف سے لڑنے کو تیار ہیں۔ ابھی تک تین ہزار فرانسیسی، سینکڑوں جرمن اور انگریز، روسی اور برازیلی اپنے آپ کو رضاکارانہ طور پر پیش کر رہے ہیں لیکن حکومت حبشہ نے ابھی تک ان میں سے کسی کی خدمات کو قبول نہیں کیا

—— روما ۱۷ ستمبر۔ وزارت حربیہ کی نگرانی میں جنگ کے ساز و سامان کی وسیع تیاریاں غیر معمولی سرگرمی سے شروع ہو گئی ہیں ٭

تار کا پتہ: مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر

قُلْ یَا اَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام او
بادۂ عرفان ما از جام او
یک قدم دوری ازان روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۳ | لاہور۔ یوم دوشنبہ مطبوعہ ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۳۵۴ھ۔ مطابق ۲۳ ستمبر سنہ ۱۹۳۵ء | نمبر ۶۱

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جماعت کیلئے نصائح

اللہ تعالیٰ کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ مگر صالح بندوں کی۔ آپس میں اخوت اور محبت کو پیدا کرو اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو۔ ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ۔ کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے۔ اللہ تعالیٰ سے ایک سچی صلح پیدا کر لو۔ اور اس کی اطاعت میں واپس آ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے اور اس سے بچنے والے وہی ہیں جو کامل طور پر اپنے سارے گناہوں سے توبہ کر کے اس کے حضور میں آتے ہیں۔

تم یاد رکھو کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہو جاؤ گے تو خدا تمام رکاوٹوں کو دور کر دے گا اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کسان عمدہ پودوں کی خاطر کھیت میں سے ناکارہ چیزوں کو اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے اور اپنے کھیت کو خوشنما درختوں اور بارآور پودوں سے آراستہ کرتا اور ان کی حفاظت کرتا اور ہر ایک ضرر اور نقصان سے ان کو بچاتا ہے۔ مگر وہ درخت اور پودے جو پھل نہ لاویں اور خشک ہونے لگ جاویں ان کی مالک پرواہ نہیں کرتا کہ کوئی مویشی آ کر ان کو کھا جاوے یا کوئی لکڑہارا ان کو کاٹ کر تنور میں پھینک دیوے۔ سو ایسا ہی تم بھی یاد رکھو اگر تم اللہ تعالیٰ کے حضور صادق ٹھہرو گے تو کسی کی مخالفت تمہیں تکلیف نہ دے گی۔ پر اگر تم اپنی حالتوں کو درست نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے فرمانبرداری کا سچا عہد نہ باندھو تو پھر اللہ تعالیٰ کو کسی کی پرواہ نہیں۔ ہزاروں بھیڑیں اور بکریاں روز ذبح ہوتی ہیں پر ان پر کوئی رحم نہیں کرتا اور اگر ایک آدمی مارا جاوے تو اتنی باز پرس ہوتی ہے سو اگر تم اپنے آپ کو درندوں کی مانند بیکار اور لاپرواہ بناؤ گے تو تمہارا بھی ایسا حال ہو گا۔ چاہیئے کہ تم خدا کے عزیزوں میں شامل ہو جاؤ تا کہ کسی وبا کو یا آفت کو تم پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہو سکے۔ کیونکہ کوئی بات اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر زمین پر نہیں ہو سکتی۔

(الحکم ۱۳ اگست ۱۸۹۸ء)

اخبار احمدیہ

— افسوس ہمارے دوست مولوی مرتضیٰ خانصاحب کا منجھلا [illegible] جس کے لئے گذشتہ اشاعت میں دعا کی تحریک کی گئی تھی ۱۰ ستمبر کی صبح کو اپنے [illegible] کو داغ مفارقت دے گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ عزیز مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے۔ ہمیں اس صدمہ میں مولوی مرتضیٰ خانصاحب اور ان کے خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔

— گذشتہ جمعہ کے روز مرحوم کا اور عبدالکریم داؤد مرحوم بغدادی و شیخ رحمت اللہ صاحب انبالوی کا جنازہ غائبانہ ادا کیا گیا۔

— خانصاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ۲۰ تاریخ کی شام کو مری سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔

— ۲۰ ستمبر بعد از نماز جمعہ ہماری انجمن نے یوم شہید گنج کے پروگرام کے مطابق مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کیں:-

۱- احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا یہ جلسہ مسجد شہید گنج ایجی ٹیشن کے شہداء کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے اور ان کے پسماندگان کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کو غریق رحمت کرے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔

۲- احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا یہ جلسہ انہدام مسجد شہید گنج پر دلی غم و درد کا اظہار کرتا ہے اور حکومت پنجاب سے پر زور درخواست کرتا ہے کہ وہ مسجد شہید گنج اور مزار شاہ کاکو کی جگہ مسلمانوں کو واپس کر دے اور جب تک اس امر کا فیصلہ نہ ہو جائے گوردوارہ کی تعمیر کو روک دیا جائے۔

۳- قرار پایا کہ ان قراردادوں کی نقول حکومت پنجاب و حکومت ہند اور اخبارات کو بھیجی جاویں۔

(جنرل سکرٹری)
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

تذکرہ احمدیہ

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

(از جناب مولوی مصطفیٰ خان صاحب بی اے ایڈیٹر "اسلامک ورلڈ")

تذکرہ احمدیہ لکھنے کا خیال تو مدت سے میرے دماغ میں تھا لیکن والد مرحوم کی وفات کے بعد یہ خیال عزم کی صورت میں تبدیل ہو گیا۔ مگر کام کی مشکلات رہ رہ کر جوش سلیست کئے دیتی تھیں۔ اول تو اس قسم کی تصنیف بہ لحاظ اپنی نوعیت ہی کے ایک کٹھن منزل ہے دوسرے جس رنگ میں اس کام کو میں سرانجام دینا چاہتا ہوں۔ وہ اور بھی کٹھن ہے۔ لیکن باوجود ان مشکلات کے۔ اس میں کلام نہیں کہ یہ کام بیحد دلچسپ اور مفید ہے۔ اس لئے طوعاً و کرہاً میں نے اس کی تکمیل کا ارادہ کر ہی لیا ہے۔ عزم تو میں کرتا ہوں مگر پورا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے

دریں دریائے پر طوفاں دریں امواج شور افزا
دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا

کام کی اہمیت

اس کام کی اہمیت بیان کرنے کے لئے ایک دفتر چاہیئے لیکن یہاں صرف میں اتنا عرض کرنے پر اکتفا کروں گا۔ کہ آج کوئی پچاس سال ہوتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ مبعوث ہوئے تھے۔ آپ نے خدا سے علم پا کر چند مسائل اسلامیہ پر خاص توجہ مبذول فرمائی۔ اس پر ملک میں ایک طوفان بے تمیزی اٹھا اور علماء کرام نے حسب معمول تکفیر کی ہولی کھیلنی شروع کی اور حسب عادت فتووں کی گلال پھینکنے لگے۔ کہ تلوار کی بجائے اب ان بیچاروں کے ہاتھ میں یہی ایک ہتھیار ہے جس سے وہ ہم اسلام پر کچھ کے لگایا کرتے ہیں۔ وفات مسیح، نزول ابن مریم، ختم نبوت مجدد وغیرہ مسائل کچھ ایسے مشکل نہ تھے جن کے سمجھانے کے لئے پچاس سال کا عرصہ درکار ہو۔ مگر خدا کی شان ہے کہ نصف صدی کے عرصہ میں اس ملک کے طول و عرض میں نسبتاً بہت ہی کم مسلمان ہیں جنہوں نے فرستادہ خدا کی اس آواز پر لبیک کہا ہو تکفیر کی ہولی کھیلنے والے۔ فتووں کی گلال پھینکنے والے۔ سب و شتم کے تیر چلانے والے آج بھی موجود ہیں۔ مگر فرق یہ ہے کہ اب وہ اپنا محاذ بدل چکے ہیں۔ پہلے وفات مسیح اور نزول ابن مریم کے مسائل ان کا مورچہ تھے اور اس کی آڑ میں بیٹھ کر وہ سلسلہ پر تکفیر و تفسیق کے تیر چلاتے تھے اب انہوں نے اس مورچہ کو غالباً کمزور سمجھ کر چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ بالمقابل سلسلہ احمدیہ کی طرف سے ان مسائل پر لٹریچر کا ایک پہاڑ کھڑا کر دیا گیا۔ اس پچاس سال کے عرصہ میں حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت نے ان مسائل متنازعہ فیہا پر بہت کچھ لکھا ہے اور خوب سیر کن بحث کی ہے۔ نتیجہ یہ ہوا ہے کہ آج سلسلہ کے خلاف جو تحریر یا تصنیف نکلتی ہے اس میں ان مسائل کا ذکر نہیں ہوتا بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کی ذات ستودہ صفات یا آپ کے رفقاء کی زندگیوں پر اعتراضات ہوتے ہیں اور اہل باطل کا یہ پرانا طریق ہے کہ جب وہ اصولی بحث میں سچ یا رد ماننے پر مجبور ہوتے ہیں تو ذاتیات پر حملے شروع کر دیتے ہیں۔ آج عیسائی مصنفین کو دیکھ لو۔ اسلام کے متعلق کبھی توحید باری تعالیٰ، صفات باری تعالیٰ، تثلیث، کفارہ مسیح الوہیت مسیح پر بحث نہیں کریں گے۔ بلکہ اسلام پر اعتراض کرتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات کو ہدف ملامت بنا لیتے ہیں اور جو کچھ سمجھ میں آتا ہے واہی تباہی لکھتے جاتے ہیں۔ یہی حال اب معاندین سلسلہ کا ہے وفات مسیح اور نزول ابن مریم کے مسائل کو چھوتے تک نہیں۔ ہاں حضرت اقدس کی زندگی پر اعتراضات کرتے چلے جاتے ہیں

اس قسم کے لٹریچر کی بہت کمی ہے

دوسری طرف یہ بھی ایک حقیقت نفس الامری ہے کہ ہمارے سلسلہ میں اس قسم کے لٹریچر کی بہت کمی ہے جس میں حضرت مسیح موعودؑ یا آپ کے رفقاء کی سیرت و سریرت پر روشنی ڈالی گئی ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے اہل قلم کو وفات مسیح اور نزول ابن مریم اور دوسرے مسائل اسلامیہ ہی سے فرصت نہیں ملی۔ لیکن اب وقت آگیا ہے کہ اس قسم کا لٹریچر پیدا کیا جائے جس میں حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے ان احباب کرام کے سوانح حیات قلمبند ہوں۔ جنہوں نے آپ کی صحبت میں رہ کر تزکیہ نفس کیا ہو۔ میں یقین کرتا ہوں کہ ان کی زندگیوں میں بہت سے جواہر ریزے ہیں جن کو اہل نظر دیکھ کر اپنی آنکھوں سے لگائیں گے اور جو بد باطن اور دریدہ دہن آج سلسلہ کو بدنام کرنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں ان کی آنکھیں بھی ان کی روشنی سے خیرہ ہو جائیں گی۔ حضرت مسیح موعودؑ، حضرت مولانا مولوی نور الدین حضرت مولانا مولوی محمد احسن، حضرت مولانا مولوی عبد الکریم۔ حضرت مولانا مولوی برہان الدین اور دوسرے اکابر سلسلہ کے سوانح حیات اور پاک زندگیاں بجائے خود سلسلہ کی حقانیت کا ایک زبردست ثبوت ہیں۔ کیونکہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے ان بزرگوں کے سوانح حیات سے معاندین سلسلہ کو معلوم ہو جائیگا کہ ایسے ایسے لوگ اس سلسلہ میں منسلک ہوئے اور بر خدمت اسلام کے کیسے کیسے کام سرانجام دے کر محبوب حقیقی سے جا ملے۔

بزرگوں کا نمونہ ہمارے لئے مشعل راہ ہوگا

اس کے علاوہ خود ہم لوگوں کے لئے بھی ان کی زندگیوں میں بے شمار سبق مل سکتے ہیں۔ سلسلہ کے نوجوانوں کے لئے ان کے سوانح حیات مشعل راہ کا کام دے سکتے ہیں جن کی روشنی میں وہ نوجوان اپنی زندگیوں کو پاکبازی کے ساتھ بام رفعت و ترقی تک پہنچا سکتے ہیں اور اسلام کی خدمت کے لئے مواقع نکال سکتے ہیں اور سب سے آخر میں یہ عرض کرونگا کہ کیا یہ ہمارا مقدس فرض نہیں ہے کہ ہم ان بزرگوں کی یاد کو تازہ رکھیں جنہوں نے اپنی زندگیاں خدمت اسلام کیلئے وقف کیں جنہوں نے امام الزمان کی ندا کو سنا اور اس کی صحبت میں بہت سی تکالیف برداشت کیں، جنہوں نے اس فرستادہ خدا کا ساتھ دینے میں دنیا اور اہل دنیا کی پرواہ نہ کی اور جنہوں نے عملی طور پر دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے رضاء الٰہی کے لئے سلسلہ میں شمولیت اختیار کی اور اپنی دنیوی اغراض و مفاد پر لات ماردی اگر ہم ہی ان کی تربت پر عقیدت و ارادت کے پھول نہ چڑھائیں گے تو اور کون چڑھائیگا۔ اگر ہم ہی ان کے مزار پر شمع محبت دوام کی مشعل نہ روشن کریں گے۔ تو اور کون کرے گا۔

نام نیک رفتگاں ضائع مکن
تا بماند نام نیکت برقرار

خاتمہ سخن

میں نے اپنی کج زبانی کی بساط کے مطابق اس کام کی اہمیت و ضرورت تو بیان کر دی ہے لیکن اس کی تشریح میں جو کمی میری بے بضاعتی کی وجہ سے رہ گئی ہو اس کو یقیناً احباب سلسلہ کی وہ گہری محبت پورا کر دے گی جو ان کو سلسلہ کے مقدس بانی اور اس کے بزرگوں سے ہے کیونکہ حقیقت میں حضرت مسیح موعود اور آپ کے احباب کی زندگیاں خدا تعالیٰ کی نشانیاں ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کا آپ کے حلقہ عقیدت میں داخل ہونا الہام الٰہی یاتون من کل فج عمیق کو پورا کرتا ہے۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ احباب کرام مجھے اس کار خیر میں پوری مدد دیں گے۔ سردست میں ان سے دو قسم کی امداد کے لئے استدعا کرتا ہوں۔ **اوّل تو** وہ میرے لئے دعا فرمائیں کہ خدا مجھے اس کام کی تکمیل کے لئے توفیق مرحمت فرمائے اور یہ اسی طرح سرانجام پائے جس طرح میرا دل چاہتا ہے۔ دوسرے وہ حضرت مسیح موعودؑ اور دوسرے اکابر سلسلہ کے حالات سے مجھے مطلع فرمائیں۔ بعض احباب سے میں نے اس تجویز کا ذکر زبانی کیا تو ان سب نے نہ صرف اس کو بنظر استحسان دیکھا بلکہ بعض نے نہایت اصرار و الحاح سے مجھے **"تذکرۂ احمدیہ"** لکھنے کی تاکید کی۔ اس سے کچھ میری حوصلہ افزائی ہوئی ہے اور اگر اسی طرح دوسرے احباب نے ہمت بندھائی تو پھر خدا کے فضل سے یہ کام کچھ مشکل نہیں۔ گو اس کے لئے بہت سے وقت کی ضرورت ہے۔ واللہ المستعان

جزیرہ ٹرینیڈاڈ کا ایک اسلامی اخبار

احمدیت کے ثمرات سے نہ صرف ہندوستان اور یورپ بلکہ دور دراز ممالک اور جزائر کے باشندگان نے بھی بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ ہمارا تبلیغی لٹریچر قریباً تمام ملکوں میں مفت تقسیم کیلئے بھیجا جاتا ہے۔ جزیرہ ٹرینیڈاڈ میں جب اس کی اشاعت ہوئی تو وہاں کے ایک نوجوان کے دل میں ہندوستان میں آکر ہماری جماعت میں رہ کر حصول علم دین کی ترغیب پیدا ہوئی چنانچہ یہ طالب علم امیر علی نام ہندوستان آئے اور چار سال کے قریب ہمارے اشاعت اسلام کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد ٹرینیڈاڈ واپس تشریف لیگئے۔ واپسی پر انہوں نے حج بیت اللہ کا فریضہ بھی ادا کیا اور کچھ عرصہ مصر میں قیام کر کے علوم عربیہ کے حصول کی تکمیل کی۔

ٹرینیڈاڈ پہنچنے پر مولوی امیر علی صاحب نے تبلیغی کام شروع کر دیا اور خدا کے فضل سے بہت عمدہ نتائج کا انجام رہا۔ وہاں آپنے ایک انجمن تقویت الاسلام کی بنیاد رکھی جو عمدہ تبلیغی خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ حال ہی میں انہوں نے ایک ماہوار انگریزی اخبار دی کمفرٹر (The Comforter) جاری کیا ہے اخبار فلسکیپ سائز کے آٹھ صفحوں پر مشتمل ہے۔ طباعت اور کاغذ نہایت عمدہ ہے سالانہ چندہ ساٹھ سینٹ یعنی صرف ڈیڑھ روپیہ ہے۔

جیسا کہ مولوی لوگوں کا ہر جگہ دستور ہے ٹرینیڈاڈ میں بھی ملاؤں نے مولوی امیر علی صاحب کے خلاف ایک انجمن بنا رکھی ہے جس کا کام تکفیر کرنا اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنا ہے اور گو خدا کے فضل سے نوجوان طبقہ اور تمام سمجھدار اور تعلیم یافتہ لوگ انجمن تقویت الاسلام کے کام سے ہمدردی رکھتے ہیں لیکن پھر بھی مولوی صاحبان پوری کوشش کرتے ہیں کہ مولوی امیر علی صاحب کے مشن کو ناکام کیا جائے انہی مشکلات کے باعث انہوں نے اخبار فی الحال ماہوار رکھا ہے۔

ہماری جماعت کے احباب کو چاہیئے کہ وہ ضرور اس اخبار کی خریداری اور سرپرستی منظور فرما کر مسلمانان ٹرینیڈاڈ اور بالخصوص الحاج مولوی امیر علی صاحب کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔ ڈیڑھ روپیہ سالانہ معمولی رقم ہے جو صاحب

طرح اور تجربہ سے اور رات دن کی گفتار کردار سے کے شاہد سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق اور رسول اللہ پایا اور سمجھا اور پھر استقامت میں ذرا بھی تزلزل نہ آیا۔ شروع دعویٰ میں کوئی نشان نہ تھا، کوئی حیرت میں ڈالنے والی تعلیم نہ تھی اور عقل و فطرت کو سجدہ میں گرا دینے والی قرآن عظیم کی کوئی پر فصاحت مؤثر نازل ہو چکی اور پڑھی نہ جا چکی تھی۔ جب راہ میں سن کر امام الصادقین والمصدقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کو اٹھا۔ اور اس راز کی کلید بجز اس کے کیا ہے کہ ابوبکر صدیق کو رات دن کی صحبت کے سبب سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ادا اصدق حق کی سمجھ میں آ گئی تھی۔ اسی طرح میں کہوں گا کہ میں نے خلا میں ملا میں گفتار میں کردار میں تحریر میں تقریر میں۔ غرض ہر حال میں دس برس کے دراز اور گہرے تجربہ سے حضرت مرزا صاحب کو صادق اور مستحق ان دعووں کا پایا جو وہ کرتے ہیں۔

اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ان کی خدمت میں بیٹھا ہوں۔ پھر میں کہتا ہوں کہ ہر بات کو میں خدا کے لئے سنتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے لئے نکتہ چینیوں کے اعتراض میں غور کرتا ہوں۔ اور کوئی تعصب مجھے مجبور نہیں کرتا کہ میں باہر کی آوازوں کی طرف سے کان بہرے کر دوں۔ مگر افسوس ہر ایک منتجل معترض میں عادت صریح ظلم پا کر یقین اور بصیرت میں کل یوم ھو فی شان نمایاں ترقی کرتا ہوں کہ لاریب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہی مسیح اور مہدی ہیں جو خدا تعالیٰ کے کل راستبازوں کی زبان پر موعود ہوئے ہیں (۱۴؍اکتوبر ۱۹۰۰ء)

(۶)

سیرۃ مسیح موعودؑ کے کچھ اور شیئون

میں بڑے فخر سے اس بات کو ظاہر کرتا ہوں کہ اس پاک زندگی کا نمونہ ہم میں ہمارے امام ہمام علیہ السلام ہیں۔ یہ سب ثبوت ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ نبی ہونے کا۔ آپ کے اتباع کی زندہ برکتیں ہر زمانہ میں موجود رہتی ہیں۔ میں اس وقت ایک نازک مقام پر کھڑا ہوں اگر میں بایں حالت خدا کے گھر میں خدا کی کتاب ہاتھ میں لے کر خدا کے مسیح موعود کے حضور جھوٹ بولتا ہوں تو پھر مجھ سے بڑھ کر لعنتی نہیں ہو سکتا۔ میں راستی سے کہتا ہوں کہ میں اس برگزیدہ امام کے وجود میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چال ڈھال کو ایسا زندہ دیکھتا ہوں کہ میں کہہ سکتا ہوں کہ دوبارہ خود رسول کریم تشریف لے آئے ہیں۔

مجھے اس دعویٰ کا فخر حاصل ہے اور میرے دوست جانتے ہیں کہ یہ بجا فخر ہے کہ مجھے حضرت امام کی اندرونی زندگی سے زیادہ واقف ہونے کا موقع ملا ہے اور یہی وہ بات ہے جس نے مجھے آپ کی صداقت پر بڑا بھاری یقین دلایا ہے۔ میں نے آپ کے ہر معاملہ میں وہ استقامت، کوہ وقاری، متانت اور سکینت جمعیت اور طمانیت دیکھی ہے۔ جو صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں دیکھی۔

سینکڑوں کی دھمکی رقتل کے منصوبے، قتل عمد کے جھوٹے مقدمے، کفر کے فتوے، ناپاک اور خطرناک گالیوں کے اشتہار اور خطوط آئے جن کو دیکھ کر اور سن کر انسان کا دماغ پریشان ہو جاتا ہے اور ایسی ایسی ناسزا باتیں پیش آئیں جو بڑے سے بڑے متین آدمی کو بھی حیران کر دیتی ہیں مگر کبھی دیکھا نہیں گیا کہ حضرت اقدس نے پیشانی پر بل ڈال کر اس اثنا میں کسی کی طرف دیکھا ہو۔

میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں بسا اوقات بعض تکدر امور کی وجہ سے اداس ہوا ہوں مگر حضرت کے پاک اور بشاش چہرے کو دیکھ کر طبیعت ایسی مسرور اور منشرح ہو گئی ہے گویا مجھے عظیم الشان خوش بخش نظارہ کو دیکھا ہے۔

غرض یہ پاک انسان گھر میں بیٹھا ہے جب بھی خوش اور دوستوں کے درمیان ہے تو خوش و خورم۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے ساتھ مکان کی تلاشی دلا رہا ہے تو خوش و خرم۔

اب میں پوچھتا ہوں کہ یہ خلاف عادت فطرت منجانب اللہ ہونے پر دلالت نہیں کرتی تو کہاں سے آئی۔

تم دیکھو گے کہ جب یہ خدا کا مامور راہ چلتا ہے تو کس طرح پر متانت کے ساتھ نظر پشت پا دوختہ گویا وقار اور متانت کا ایک پہاڑ ہے۔ تم نے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ کہ سنگ فطرت آدمی کبھی جمعیت کے ساتھ ایک رخ کو جاتا ہے مگر حضرت اقدس ہیں کبھی دائیں بائیں نہیں دیکھتے۔ یہ قوت قلب اور سکینت بتاتی ہے کہ ایک معشوق ذو الجلال ایسا سامنے ہے کہ نگاہ اس سے ہٹتی ہی نہیں۔ (۱۷؍ستمبر ۱۹۰۰ء)

(الحکم مسیح موعود نمبر ۲۷؍مئی ۱۹۳۵ء)

حاجی جان محمد صاحب مرحوم

کے انتقال کی خبر سن کر نہایت ہی صدمہ ہوا۔ گذشتہ ماہ پشاور میں آپ کا ہیضہ سے انتقال ہوا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حاجی صاحب مرحوم ایک خاص شخصیت کے انسان تھے۔ آپ کو رفاہ عام کے کاموں میں بہت دلچسپی تھی۔ خلافت کی تحریک کے زمانے میں آپ نے خدمت قوم میں نمایاں حصہ لیا۔ آپ کی شخصیت تمام صوبہ سرحد میں اس زمانہ میں سب سے زیادہ مشہور تھی۔ آپ نے اسلامیہ کلب پشاور کا ٹھیکہ لے لیا اور اپنی حکمت عملی سے اس کی آمدنی کو بہت ساتر ترقی دیا اور بہت سی عمارات بنا کر اس کی حیثیت کو بھی بڑھا دیا۔

آپ بہت باہمت اور محنتی انسان تھے۔ کاروبار کو خوب سمجھتے تھے جن کسی کے ساتھ ان کا دوستانہ تعلق تھا۔ اس کو آپ نے اخیر تک نبھایا۔ اس خاکسار کے ساتھ بھی ان کا بہت پرانا تعلق تھا۔ جب کبھی مجھے پشاور جانے کا اتفاق ہوتا تو ہمیشہ خاص طور پر مدعو کرتے اور اپنے دوستوں کے ساتھ تعارف کراتے۔

خلافت کی تحریک میں آپ قید بھی ہو گئے تھے اور منٹگمری جیل میں آپ کو رکھا گیا تھا۔ خان صاحب عبد الغفور خاں اس زمانہ میں داروغہ جیل تھے ان کے علاج کیلئے مجھے منٹگمری جانے کا اتفاق ہوا۔ جیل میں حاجی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی اس کا مجھ پر بہت اثر ہوا۔ حاجی صاحب باوجود اپنی ضعیف العمری کے جیل میں بالکل کرتبہ ہو کر دوسرے قیدیوں کے ساتھ محنت مشقت کا کام نہایت کشادہ پیشانی سے کرتے تھے اور بالکل خوش و خرم تھے اور ایک لفظ بھی اپنی تکلیف کا زبان پر نہ لاتے تھے۔ آپ کی وفات کا نہ صرف صوبہ سرحد میں بلکہ پنجاب میں بھی ان کے تمام دوستوں اور متعلقاروں کو از حد صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے۔ عزیز عبد اللہ جان اور ان کے جملہ خاندان سے ہمیں دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صبر کی توفیق دے اور ان کا خود محافظ و ناصر ہو۔ ہمارے سلسلہ کے ساتھ بھی ان کو خاص طور پر دلچسپی تھی اور ہمیشہ معاونت فرماتے تھے۔

خاکسار مرزا یعقوب بیگ

زمینداروں کو مفید مشورہ

کماد کی فصل کے مکمل پودے بطور چارہ استعمال نہ کرو

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

موسم سرما میں سبز چارہ کی کمی کی وجہ سے زمیندار کماد کے مکمل پودے یا کم از کم آگ بطور چارہ استعمال کرتے ہیں۔ کماد کے آگ کو تو بطور چارہ استعمال کرنا ہی چاہیئے کیونکہ وہ اسی کام کیلئے مفید ہے مگر تمام کماد کو ہی چارہ کے واسطے استعمال کرنا سودمند نہیں ہے۔ کماد سے گڑ کھانڈ اور شکر بنانا ہی مفید ہے۔ علاوہ ازیں امسال رقبہ کاشت کماد بمقابلہ دوسرے سالوں کے کم ہے۔ کیونکہ اعلیٰ بیج کماد کا نایاب و گراں تھا۔ اس لئے بھی زمینداران ابھی سے موسم سرما میں چارے کی کمی کے خطرہ کو محسوس کر رہے ہیں۔ اب رہا یہ سوال کہ سبز چارہ کی کمی کا کیا بندوبست کیا جائے اس کے واسطے زمینداران کو چاہیئے کہ وہ ماہ اسوج یعنی نصف ماہ ستمبر میں برسیم کی کاشت کریں اس کا طریقہ کاشت بالکل سینجی کی طرح ہے۔ مگر اس کو ماہ اسوج میں کاشت کر کے اخیر ماہ بیساکھ سے لیکر نصف ماہ جیٹھ تک سات عدد کٹائیاں لی جا سکتی ہیں۔ ہر ایک کٹائی کا وزن فی ایکڑ اوسط وزن سینجی فی ایکڑ کے تقریباً برابر ہوتا ہے اور دوسرے خوبی یہ ہوتی ہے کہ ماہ جیٹھ کے نصف تک سبز چارہ باآسانی مل سکتا ہے۔ ضلع گورداسپور کے ۸۹ گاؤں میں یہ چارہ بویا گیا تھا کہ یہ چارہ بہت کامیاب ثابت ہوا ہے اور زمینداروں نے اس کو بہت پسند کیا ہے۔ اب ہر طرف سے اس کے بیج کے واسطے پر زور مانگ ہے اس کا بیج ۱۲ سیر فی کنال کے حساب سے بویا جاتا ہے۔ زمینداروں کو چاہیئے کہ وہ مزید مشورہ کے لئے اپنے حلقہ کے انسپکٹر زراعت سے ملاقات کر کے فیصلہ کریں اور بیج کو یقینی طور پر حاصل کرنے کے لئے ایک درخواست نصف بھادوں تک اپنے حلقہ کے انسپکٹر زراعت کو دیدیں۔ یا بذریعہ ڈاک روانہ کر دیں۔

اس کے بعد وہ فصل خریف کے چری کے چارہ کے علاوہ کچھ تھوڑے رقبہ میں ہاتھی گھاس کا بارانی چارہ ماہ جون میں بارش کے شروع ہونے پر دیا جائے تو بارانی علاقوں میں بھی کماد مکمل بطور چارہ استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی کیونکہ ہاتھی گھاس کا کافی چارہ ان ایام میں بھی مل جائیگا اور کماد بطور چارہ استعمال کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت و سیرت کے تاثرات

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی زبان سے

(۱)

خدانمائی کا وعدہ اور اس کا ایفاء

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے خوب یاد ہے کہ حضرت اقدس جن دنوں سیالکوٹ تشریف فرما تھے ایک روز میر حسام الدین صاحب (مرحوم) کے مکان میں سیڑھیوں پر چڑھ رہے تھے آپ ٹھہرے اور پیچھے مڑ کر مجھے کہا کہ

مولوی صاحب میرے ساتھ چلو میں خدا دکھا دوں گا

یہ زبردست الفاظ اور وہ پاک صدا اب تک میرے کانوں میں گونجتی ہے اور اب تک میرے دل میں اس کا گہرا اثر باقی ہے۔ میں خدا تعالیٰ کے اس گھر میں کھڑا ہو کر شہادت دیتا ہوں کہ بے شک میں نے **مرزا غلام احمد** (خدا کی نصرتیں اور ملائکہ کا سلام اس پر ہو) **کے ذریعہ خدا کو دیکھا۔ اور یقیناً خدا کو دیکھا۔**"

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے جس موقع کا ذکر فرمایا یہ ۱۸۹۲ء کا واقعہ ہے۔ اس سال حضور نے امرتسر، لاہور، سیالکوٹ اور بعض دوسرے مقامات کا ایک سفر فرمایا تھا اور جس وقت اس شہادت کا اظہار آپ نے کیا یہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۹ء کا واقعہ ہے اور قادیان کی مسجد اقصےٰ میں یہ شہادت حضرت آپ نے ادا کی۔

حضرت مخدوم الملت نے اسی سلسلہ میں ایک دوسرے موقعہ پر اپنی شہادت دیتے ہوئے فرمایا کہ:-

میں وہی نسخہ اور اصول بتاتا ہوں جس نے مجھے شفا دی ہے۔ میں نے قرآن بھی پڑھا تھا۔ مولانا مولوی نورالدین کے طفیل سے حدیث کا بھی شوق ہو گیا تھا۔ گھر میں صوفیوں کی کتابیں [illegible] کرتا تھا **مگر ان میں وہ روشنی وہ نور معرفت نہیں وہ ترقی اور بصیرۃ نہ ملتی جو اب ہے۔**

(۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے چند پہلو

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے بڑے غور سے ہمیشہ دیکھا ہے مجھے اس زمانہ میں ایک ہی شخص مستقیم، ترازو اور پورے پیمانہ سے تو لنے والا نظر آیا۔

میں اپنے امام (ایدہ اللہ) کو ایسا رحیم، کریم، حلیم، عفو دوست پاتا ہوں کہ اس کی نظیر نہیں پاتا۔ میں اکثر اپنے دل کو ملامت کرتا ہوں اور اللہ تعالےٰ نے بہتر جانتا ہے کہ اس فکر میں گداز ہو ہو جاتا ہوں اور جس قدر عزت اور تکریم ہماری ہمارا امام کرتا ہے اور جس الفت اور محبت سے ہم سے سلوک کرتا ہے ہم اس کے مقابلہ میں سراسر شرمندہ ہیں۔ مہربانی میں اس کا ہاتھ اوپر پاتا ہوں۔ دل میں بڑی تڑپ لگی رہتی ہے کہ اس کے حسن اور احسان کے اندازہ پر دلوں میں اس کی اس قدر اور محبت پیدا ہو جائے۔ **مجھ پر تو اس کے خاص فضل اور احسان ہیں میں سخت کمزور ناقص جلد ابتلا میں پڑ جانے والا اور نادان تھا۔ بارہ برس سے (۱۸۸۸ء سے)** اس عاجز کا اس پاک انسان کے حلم اور کرم سے ہوا ورنہ میں اپنی خو اور طبیعت کے لحاظ سے ایک لحظہ بھی کہیں بیٹھنے کے قابل نہ تھا۔ کردار میں۔ گفتار میں۔ اور مختلف معاملات میں مجھ سے بڑی غلطیاں سرزد ہوئیں۔ **اگر میرا امام پردہ پوش اور نرم خو نہ ہوتا تو میں کب کا ہلاک ہو چکا تھا۔**

اس کے اغماض و حلم نے ہماری زود رنج چڑ جانے والی طبیعتوں کو کبھی موقع ہی نہ دیا کہ کوئی شکایت زبان پر لائیں۔ اس کے اکرام اور احترام نے جو اس نے ہر وقت اپنی حرکات و سکنات میں ہماری نسبت اختیار کیا ہمارے دلوں کو مسخر کر لیا۔ مبارک ہے وہ انسان جس نے ہمارے لئے ایسے انسان کو بھیجا (۱۰ جون ۱۹۰۰ء)

(۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضور علیہ التحیۃ الصلوٰۃ والسلام سے جو عشق و محبت تھی اس کا اندازہ ناممکن ہے لیکن کسی حد تک اس جذبہ محبت کا اظہار آپ کے اس شعر سے ہوتا ہے ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

اسی جذب محبت کا اعتراف ایک اور مقام پر یوں فرمایا ؎

درکوئے تو اگر سر عشاق را زنند
اول کسے کہ لاف تعشق زند منم

حضرت اقدس کے کلام اور آپ کی زندگی کے واقعات میں ایسی بہت سی باتیں ملتی ہیں جو حضور کے عشق و محبت کا ایک مرقع ہیں۔ مگر میں یہاں ان تاثرات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ جو اس خصوص میں حضرت مخدوم الملت کے تھے۔ فرمایا:-

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اور یاد رکھو میں پورے شعور اور خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھ کر قسم کھاتا ہوں۔ بیوقوفوں اور سفلوں کی طرح نہیں کہ میں جو اس **پاک انسان کے پاس بیٹھا ہوں وہ ایک چیز ہے جس نے میری روح کو ذوق اور لذت سے معمور کر دیا ہے وہ بات یہی ہے کہ:**

اس پاک وجود میں خدا تعالےٰ کے پاک دین اس کی سچی اور مہیمن کتاب اس کے کامل اور خاتم النبیین رسول کے لئے ایک بےنظیر غیرت پاتا ہوں۔ **ہاں یہی عشق اور محبت کی چنگاری ہے جس نے میرے سینہ کو منور کر دیا ہے** اور میں دیکھتا ہوں کہ میرے دل میں اس نے کہاں تک ترقی کی ہے۔ مجھے بھی بحیثیت ایک مسلمان کے بلکہ ایک محقق مسلمان کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سچی محبت اور سچا عشق ہے۔ کلام مجید کے ساتھ ایک دلچسپی اور اس کے لئے میرے دل میں ایک خاص قدر ہے اور نہایت غیرت ہے مگر میں نے خوب اندازہ کر کے دیکھ لیا اور میں پوری بصیرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ

ایک بھی دل نہیں جو ایسا سوز اور ایسا عشق رکھتا ہو جو میرے آقا میرے ہادی و پیشوا حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل کو ہے۔ دین کی نصرت اعلاء کلمۃ الاسلام کے لئے وہ کیا کیا بے آرامیاں سہتا اور دکھ اٹھاتا ہے میں بیان نہیں کر سکتا۔

(۴)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ کارنامہ

اس دن کی لذت اور ذوق سے میری روح آج تک بھری ہوئی ہے جبکہ حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے نشہ میں سرشار ہو کر یہ کہا کہ آپ ہی ایک ایسے **رسول ہیں جن کا زندہ کارنامہ** ہم دنیا میں پاتے ہیں۔

میری روح اس بات کے تصور سے خوش ہوتی ہے کہ آج ساری دنیا میں سایہ اور ظل کے طور پر **خلق عظیم** ہمارے امام ایدہ اللہ کو دیا گیا ہے یہ زمانہ اس قسم کا علمی زمانہ ہے کہ اگر کوئی لاٹھی کو چلا دیتا ہے اور گھری کو سانپ بنا دے تو تھوڑی دیر کے لئے لوگ حیران تو ہو جائیں گے۔ مگر خدا کی عظمت اور جلال اور گناہ اور ناپاکی سے نفرت پیدا نہ ہوگی۔ خدا تعالےٰ نے جیسا کہ ابتدا میں قرآن کریم کا علمی اعجاز تجویز فرمایا تھا۔ اس زمانہ میں جبکہ شکوک کی کثرت ہو گئی اور خدا پرستی اٹھ گئی۔ ایسا ہی تقاضا کیا ہے کہ قرآن کریم کے رنگ میں قرآن کریم کی عظمت کو ظاہر کیا جاوے۔ چنانچہ یہ معجزہ امام کے کلام قلم اور دوات میں رکھا ہے۔ یہ خدمت جو امام الزمان سے ہو رہی ہے وہی خدمت ہے جو قرآن کریم نے کی۔ جیسے قرآن کی مزدوری غیر منقطع ہے اسی طرح سلطان القلم کی مزدوری غیر منقطع ہے اسی طرح سلطان القلم کے قلم کی مزدوری غیر فانی ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کا کیسا احسان ہے کہ وہاں قلم کا نشان دیا اس کے ساتھ ہی اخلاق فاضلہ کا نشان عطا فرمایا۔ تا کہ ظل اصل کے تابع ثابت ہو جاوے براہین احمدیہ میں یہ الہام پچیس برس سے درج ہے۔

"انک لعلیٰ خلق عظیم"

(مارچ ۱۹۰۰ء)

(۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر علیٰ وجہ البصیرۃ ایمان

میں ایک شخص ہوں جو خدا کے لئے اور خدا میں ہو کر اقرار کرتا ہوں کہ میں محض راستی کی محبت اور ابتغاء وجہ اللہ کی غرض سے حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں بیٹھا ہوا ہوں اور میری روح مجھے یقین دلاتی ہے کہ میں اس دعوےٰ میں علیٰ وجہ البصیرۃ صادق ہوں اگر مجھے بیت اللہ میں ایک عظیم الشان مجمع کے روبرو کھڑا کر کے رب عرش عظیم کی پرہیبت قسم دلائی جائے تو بھی میں بلند آواز سے کہونگا کہ میں نے دس برس کے رات دن کے تجربہ اور مشاہدہ اور گہری اندرونی اور بیرونی واقفیت سے **حضرت مرزا صاحب کو ایسا ہی اور اسی طرح صادق اور منجانب اللہ پایا ہے جس**

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت و سیرت کے تاثرات

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی زبان سے

(۱)

خدانمائی کا وعدہ اور اس کا ایفاء

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے خوب یاد ہے کہ حضرت اقدس جن دنوں سیالکوٹ تشریف فرما تھے ایک روز میر حسام الدین صاحب (مرحوم) کے مکان میں سیڑھیوں پر چڑھ رہے تھے آپ ٹھہرے اور پیچھے مڑکر مجھے کہا کہ

مولوی صاحب میرے ساتھ چلو میں خدا دکھا دوں گا

یہ زبردست الفاظ اور وہ پاک صدا اب تک میرے کانوں میں گونجتی ہے اور اب تک میرے دل میں اس کا گہرا اثر باقی ہے۔ میں خدا تعالیٰ کے اس گھر میں کھڑا ہو کر شہادت دیتا ہوں کہ بے شک میں نے **مرزا غلام احمد** (خدا کی نصرتیں اور ملائکہ کا سلام اس پر ہو) **کے ذریعہ خدا کو دیکھا۔ اور یقیناً خدا کو دیکھا"**

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے جس موقع کا ذکر فرمایا یہ ۱۸۹۲ء کا واقعہ ہے۔ اس سال حضور نے امرتسر، لاہور، سیالکوٹ اور بعض دوسرے مقامات کا ایک سفر فرمایا تھا اور جس وقت اس شہادت کا اظہار آپ نے کیا یہ ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۹ء کا واقعہ ہے اور قادیان کی مسجد اقصیٰ میں یہ شہادت حضرت آپ نے ادا کی۔

حضرت مخدوم الملت نے اسی سلسلہ میں ایک دوسرے موقعہ پر اپنی شہادت دیتے ہوئے فرمایا کہ:-

میں وہی نسخہ اور اصول بتاتا ہوں جس نے مجھے شفا دی ہے۔ میں نے قرآن ابھی پڑھا تھا۔ مولانا مولوی نورالدین کے طفیل سے حدیث کا بھی شوق ہوگیا تھا۔ گھر میں صوفیوں کی کتابیں بھی پڑھا کرتا تھا مگر ان میں **وہ روشنی وہ معرفت نہیں وہ ترقی اور بصیرۃ نہ تھی جو اب ہے۔**

(۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے چند پہلو

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے بڑے غور سے ہمیشہ دیکھا ہے مجھے اس زمانہ میں ایک ہی شخص منقطع تر زواد پورے پیمانہ سے تولنے والا نظر آیا۔

میں اپنے امام (ایدہ اللہ) کو ایسا رحیم، کریم، حلیم، عفو دوست پاتا ہوں کہ اس کی نظیر نہیں پاتا۔ میں اکثر اپنے دل کو ملامت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے بہتر جانتا ہے کہ اس فکر میں گداز ہو ہو جاتا ہوں اور جس قدر عزت اور تکریم ہماری ہمارا امام کرتا ہے اور جس الفت اور محبت سے ہم سے سلوک کرتا ہے، ہم اس کے مقابلہ میں سراسر شرمندہ ہیں۔ ہر بات میں اس کا لحاظ اور پاتا ہوں۔ دل میں بڑی تڑپ لگی رہتی ہے کہ اس کے حسن اور احسان کے اندازہ پر دونوں میں اس کی اس قدر اور محبت پیدا ہو جائے۔ **مجھ پر تو اس کے خاص فضل اور احسان ہیں میں سخت کمزور ناقص جلد ابتلا میں پڑ جانے والا اور نادان تھا۔ بارہ برس سے (۱۸۸۸ء سے)** اس عاجز کا اس پاک انسان کے حلم اور کرم سے ہوا ورنہ میں اپنی خو اور طبیعت کے لحاظ سے ایک لحظہ بھی کہیں بیٹھنے کے قابل نہ تھا۔ کردار میں، گفتار میں، اور مختلف معاملات میں مجھ سے بڑی غلطیاں سرزد ہوئیں۔ اگر میرا امام پردہ پوش اور نرم خو نہ ہوتا تو میں کب کا ہلاک ہو چکا تھا۔

اس کے اغماض و حلم نے ہماری زود رنج چڑ جانیوالی طبیعتوں کو کبھی موقع ہی نہ دیا کہ کوئی شکایت زبان پر لائیں۔ اس کے اکرام اور احترام نے جو اس نے ہر وقت اپنی حرکات و سکنات میں ہماری نسبت اختیار کیا ہمارے دلوں کو مسخر کر دیا۔ مبارک ہے وہ انسان جس نے ہمارے لئے ایسے انسان کو بھیجا (۱۰ر جون ۱۹۰۰ء)

(۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضور علیہ التحیۃ الصلوٰۃ والسلام سے جو عشق و محبت تھی اس کا اندازہ ناممکن ہے لیکن کسی حد تک اس جذبہ محبت کا اظہار آپ کے اس شعر سے ہوتا ہے ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اسی جذب محبت کا اعتراف ایک اور مقام پر یوں فرمایا ؎

در کوئے تو اگر سر عشاق را زنند
اول کسے کہ لاف تعشق زند منم

حضرت اقدس کے کلام اور آپ کی زندگی کے واقعات میں ایسی بہت سی باتیں ملتی ہیں جو حضور کے عشق و محبت کا ایک مرقع ہیں۔ مگر میں یہاں ان تاثرات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ جو اس خصوص میں حضرت مخدوم الملت کے تھے۔ فرمایا:-

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اور یاد رکھو میں پورے شعور اور خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھ کر قسم کھاتا ہوں۔ بیوقوفوں اور سفلوں کی طرح نہیں کہ میں جو اس **پاک انسان** کے پاس بیٹھا ہوں وہ ایک چیز ہے جس نے میری روح کو ذوق اور لذت سے معمور کر دیا ہے وہ بات یہی ہے کہ:-

اس پاک وجود میں خدا تعالیٰ کے پاک دین اس کی سچی اور مہیمن کتاب اس کے کامل اور خاتم النبیین رسول کے لئے ایک بےنظیر غیرت پاتا ہوں۔ ہاں یہی عشق اور محبت کی چنگاری ہے جس نے میرے سینہ کو منور کر دیا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ میرے دل میں اس نے کہاں تک ترقی کی ہے۔ مجھے بھی بہ حیثیت ایک مسلمان کے بہیر ایک محقق مسلمان کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سچی محبت اور سچا عشق ہے۔ کلام مجید کے ساتھ ایک دلچسپی اور اس کے لئے میرے دل میں ایک خاص قدر ہے اور نہایت غیرت ہے مگر میں نے خوب اندازہ کر کے دیکھ لیا اور میں پوری بصیرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ

ایک بھی دل نہیں جو ایسا سوز اور ایسا عشق رکھتا ہو جو میرے آقا میرے ہادی و پیشوا حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل کو ہے۔ دین کی نصرت اعلاء کلمۃ الاسلام کے لئے وہ کیا کیا بے آرامیاں سہتا اور دکھ اٹھاتا ہے میں بیان نہیں کر سکتا۔

(۴)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ کارنامہ

اس دن کی لذت اور ذوق سے میری روح آج تک بھری ہوئی ہے جبکہ حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے نشہ میں سرشار ہو کر یہ کہا کہ **آپ ہی ایک ایسے رسول ہیں جن** کا زندہ کارنامہ ہم دنیا میں پاتے ہیں۔

میری روح اس بات کے تصور سے خوش ہوتی ہے کہ آج ساری دنیا میں سایہ اور ظل کے طور پر **خلق عظیم** ہمارے امام ایدہ اللہ کو دیا گیا ہے یہ زمانہ اس قسم کا علمی زمانہ ہے کہ اگر کوئی الماس کو ملا ڈالتا ہے اور گھری کو سانپ بنا دے تو تھوڑی دیر کے لئے لوگ حیران تو ہو جائیں گے۔ مگر خدا کی عظمت اور جلال اور گناہ اور ناپاکی سے نفرت پیدا نہ ہوگی۔ خدا تعالیٰ نے جیسا کہ ابتدا میں قرآن کریم کا علمی اعجاز تجویز فرمایا تھا۔ اس زمانہ میں جبکہ تشکک کو کثرت ہوگئی اور خدا پرستی اٹھ گئی۔ ایسا ہی تقاضا کیا ہے کہ قرآن کریم کے رنگ میں قرآن کریم کی عظمت کو ظاہر کیا جاوے۔ چنانچہ یہ معجزہ امام کے کلام قلم اور دوات میں رکھا ہے۔ یہ خدمت جو امام الزمان سے ہو رہی ہے وہی خدمت ہے جو قرآن کریم نے کی۔ جیسے قرآن کی مزدوری غیر منقطع ہے اسی طرح سلطان القلم کی مزدوری غیر منقطع ہے اسی طرح سلطان القلم کے قلم کی مزدوری غیر فانی ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کا کیسا احسان ہے کہ وہاں قلم کا نشان دیا اس کے ساتھ ہی اخلاق فاضلہ کا نشان عطا فرمایا۔ تا کہ ظل اصل کے تابع ثابت ہو جاوے براہین احمدیہ میں یہ الہام پچیس برس سے درج ہے۔

"انک لعلیٰ خلق عظیم"

(مارچ ۱۹۰۰ء)

(۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر علیٰ وجہ البصیرۃ ایمان

میں ایک شخص ہوں جو خدا کے لئے اور خدا میں ہو کر اقرار کرتا ہوں کہ میں نفس راستی کی محبت اور ابتغاء وجہ اللہ کی غرض سے حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں بیٹھا ہوا ہوں اور میری روح مجھے یقین دلاتی ہے کہ میں اس دعویٰ میں علیٰ وجہ البصیرۃ صادق ہوں اگر مجھے بیت اللہ میں ایک عظیم الشان مجمع کے روبرو کھڑا کر کے رب عرش عظیم کی پر ہیبت قسم دلائی جائے تو بھی میں بلند آواز سے کہوں گا کہ میں نے دس برس کے رات دن کے تجربہ اور مشاہدہ اور گہری اندرونی اور بیرونی واقفیت سے حضرت مرزا صاحب کو ایسا ہی اور اسی طرح صادق اور منجانب اللہ پایا ہے جس

طرح اور تجربہ سے اور رات دن کی گفتار کردار کے مشاہدہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق اور رسول اللہ پایا اور سمجھا اور پھر استقامت میں ذرا بھی تزلزل نہ آیا۔ شروع دعویٰ میں کوئی نشان نہ تھا۔ کوئی حیرت میں ڈالنے والی تعلیم نہ تھی اور عقل و فطرۃ کو سجدہ میں گرا دینے والی قرآن عظیم کی کوئی پر فصاحت سورۃ نازل ہو چکی اور پڑھی نہ جا چکی تھی۔ تب راہ میں سن کر امام الصادقین والمصدقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کو اٹھا۔ اور اس راز کی کلید بجز اس کے کیا ہے کہ ابو بکر صدیق کو رات دن کی صحبت کے سبب سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ادا صدق و حق کی سمجھ میں آ گئی تھی۔ اسی طرح میں کہوں گا کہ میں نے خلا میں ملا میں گفتار میں کردار میں تحریر میں تقریر میں۔ غرض ہر حال میں دس برس کے دراز اور گہرے تجربہ سے حضرت مرزا صاحب کو صادق اور مستحق ان دعووں کا پایا جو وہ کرتے ہیں۔ اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ان کی خدمت میں بیٹھا ہوں۔ پھر میں کہتا ہوں کہ ہر بات کو میں خدا کے لئے سنتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے لئے نکتہ چینیوں کے اعتراض میں غور کرتا ہوں۔ اور کوئی تعصب مجھے مجبور نہیں کرتا کہ میں باہر کی آوازوں کی طرف سے کان بہرے کر دوں۔ مگر افسوس ہر ایک مستعجل معترض میں عادت صریح ظلم پا کر یقین اور بصیرت میں کل یوم ھو فی شان نمایاں ترقی کرتا ہوں کہ لاریب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہی مسیح اور مہدی ہیں جو خدا تعالیٰ کے کل راستبازوں کی زبان پر موعود ہوئے ہیں

(۲۴ اکتوبر ۱۹۰۰ء)

(۶)

سیرۃ مسیح موعودؑ کے کچھ اور شیئون

میں بڑے فخر سے اس بات کو ظاہر کرتا ہوں کہ اس پاک زندگی کا نمونہ ہم میں ہمارے امام ہمام علیہ السلام ہیں۔ یہ ہے ثبوت ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ نبی ہونے کا۔ آپ کے اتباع کی زندہ برکتیں ہر زمانہ میں موجود رہتی ہیں۔ میں اس وقت ایک نازک مقام پر کھڑا ہوں اگر میں بائیں دالان خدا کے گھر میں خدا کی کتاب ہاتھ میں ہے کہ خدا کے مسیح موعود کے حضور جھوٹ بولتا ہوں تو پھر مجھ سے بڑھ کر لعنتی نہیں ہو سکتا۔ میں راستی سے کہتا ہوں کہ میں اس برگزیدہ امام کے وجود میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چال ڈھال کو ایسا زندہ دیکھتا ہوں کہ میں کہہ سکتا ہوں کہ دوبارہ خود رسول کریم تشریف لے آئے ہیں

مجھے اس دعویٰ کا فخر حاصل ہے اور میرے دوست جانتے ہیں کہ یہ بجا فخر ہے کہ مجھے حضرت امام کی اندرونی زندگی سے زیادہ واقف ہونے کا موقع ملا ہے اور یہی وہ بات ہے جس نے مجھے آپ کی صداقت پر بڑا بھاری یقین دلایا ہے۔ میں نے آپ کے ہر معاملہ میں وہ استقامت، کوہ وقاری، متانت اور سکینت جمعیت اور طمانیت دیکھی ہے۔ جو صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھی۔

سنہ ہنگامیوں کی دھمکی، قتل کے منصوبے، قتل عمد کے جھوٹے مقدمے، کفر کے فتوے، ناپاک اور خطرناک گالیوں کے اشتہار اور خطوط آئے جن کو دیکھ کر اور سنکر ان کا دماغ پریشان ہو جاتا ہے اور ایسی ایسی ناسزا باتیں پیش آئیں جو بڑے بڑے متین آدمی کو بھی حیران کر دیتی ہیں مگر کبھی دیکھا نہیں گیا کہ حضرت اقدس نے پیشانی پر بل ڈال کر اس اثنا میں کسی کی طرف دیکھا ہو۔

میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں بسا اوقات بعض مکدر امور کی وجہ سے اداس ہوا ہوں مگر حضرت کے پاک اور بشاش چہرے کو دیکھ کر طبیعت ایسی مسرور اور منشرح ہو گئی ہے گویا مجھے عظیم الشان خوش بخش نظارہ کو دیکھا ہے

غرض یہ پاک انسان گھر میں بیٹھا ہے جب بھی خوش اور دوستوں کے درمیان ہے تو خوش و خورم۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے ساتھ مکان کی تلاشی دلا رہا ہے تو خوش و خرم۔

اب میں پوچھتا ہوں کہ یہ خلاف عادت فطرت منجانب اللہ ہونے پر دلالت نہیں کرتی تو کہاں سے آئی۔

تم دیکھو گے کہ جب یہ خدا کا مامور راہ چلتا ہے تو کس طرح پر متانت کے ساتھ نظر پشت پا دوختہ گویا وقار اور متانت کا ایک پہاڑ ہے۔ تم نے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ کہ سگ فطرت آدمی کبھی جمعیت کے ساتھ ایک رخ کو جاتا ہے مگر حضرت اقدس ہیں کبھی دائیں بائیں نہیں دیکھتے۔ یہ قوت قلب اور سکینت بتاتی ہے کہ ایک معشوق ذوالجلال ایسا سامنے ہے کہ نگاہ اس سے ہٹتی ہی نہیں۔

(۷ ستمبر ۱۹۰۰ء)

(الحکم مسیح موعود نمبر ۲۷ مئی ۱۹۳۵ء)

حاجی جان محمد صاحب مرحوم

کے انتقال کی خبر سن کر نہایت ہی صدمہ ہوا۔ گذشتہ ماہ پشاور میں آپ کا ہیضہ سے انتقال ہوا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حاجی صاحب مرحوم ایک خاص شخصیت کے انسان تھے۔ آپ کو رفاہ عام کے کاموں میں بہت دلچسپی تھی۔ خلافت کی تحریک کے زمانے میں آپ نے خدمت قوم میں نمایاں حصہ لیا۔ آپ کی شخصیت تمام صوبہ سرحد میں اس زمانہ میں سب سے زیادہ مشہور تھی آپ نے اسلامیہ کلب پشاور کا ٹھیکہ لیا اور اپنی حکمت عملی سے اس کی آمدنی کو بہت ترقی دیا اور بہت سی عمارات بنا کر اس کی حیثیت کو بھی بڑھا دیا

آپ بہت باہمت اور محنتی انسان تھے۔ کاروبار کو خوب سمجھتے تھے جس کسی کے ساتھ ان کا دوستانہ تعلق تھا۔ اس کو آپ نے اخیر تک نبھایا۔ اس خاکسار کے ساتھ بھی ان کا بہت پرانا تعلق تھا۔ جب کبھی مجھے پشاور جانے کا اتفاق ہوتا تو ہمیشہ خاص طور پر مدعو کرتے اور اپنے دوستوں کے ساتھ ملاقات کراتے۔

خلافت کی تحریک میں آپ قید بھی ہو گئے تھے اور منٹگمری جیل میں آپ کو رکھا گیا تھا۔ خانصاحب عبدالغفور خاں اس زمانہ میں داروغہ جیل تھے ان کے علاج کیلئے مجھے منٹگمری جانے کا اتفاق ہوا۔ جیل میں حاجی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی اس کا مجھ پر بے حد اثر ہوا۔ حاجی صاحب باوجود اپنی ضعیف العمری کے جیل میں بالکل کربستہ ہو کر دوسرے قیدیوں کے ساتھ محنت مشقت کا کام نہایت کشادہ پیشانی سے کرتے تھے اور بالکل خوش و خرم تھے اور ایک لفظ بھی اپنی تکلیف کا زبان پر نہ لاتے تھے۔ آپ کی وفات کا نہ صرف صوبہ سرحد میں بلکہ پنجاب میں بھی ان کے تمام دوستوں اور نیاز مندوں کو از حد صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے۔ عزیز عبداللہ جان اور ان کے جملہ خاندان سے ہمیں دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صبر کی توفیق دے اور ان کا خود حافظ و ناصر ہو۔ ہمارے سلسلہ کے ساتھ بھی ان کو خاص طور پر دلچسپی تھی اور ہمیشہ معاونت فرماتے تھے۔

خاکسار — مرزا یعقوب بیگ

زمینداروں کو مفید مشورہ

کماد کی فصل کے مکمل پودے بطور چارہ استعمال نہ کرو

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

موسم سرما میں سبز چارہ کی کمی کی وجہ سے زمیندار کماد کے مکمل پودے یا کم از کم آگ بطور چارہ استعمال کرتے ہیں۔ کماد کے آگ کو تو بطور چارہ استعمال کرنا ہی چاہئیے کیونکہ وہ اسی کام کیلئے مفید ہے مگر تمام کماد کو ہی چارہ کے واسطے استعمال کرنا سودمند نہیں ہے۔ کماد سے گڑ کھانڈ اور شکر بنانا ہی مفید ہے۔ علاوہ ازیں امسال رقبہ کاشت کماد بمقابلہ دوسرے سالوں کے کم ہے۔ کیونکہ اسلئے بیج کماد کا نایاب و گراں تھا۔ اس لئے بھی زمینداران ابھی سے موسم سرما میں چارے کی کمی کے خطرہ کو محسوس کر رہے ہیں۔ اب رہا یہ سوال کہ سبز چارہ کی کمی کا کیا بند و بست کیا جائے اس کے واسطے زمینداران کو چاہئیے کہ وہ ماہ اسوج یعنی نصف ماہ ستمبر میں برسیم کی کاشت کریں اس کا طریقہ کاشت بالکل سینجی کی طرح ہے۔ مگر اس کو ماہ اسوج میں کاشت کرکے اخیر ماہ بیساکھ سے لیکر نصف ماہ جیٹھ تک سات عدد کٹائیاں لی جا سکتی ہیں۔ ہر ایک کٹائی کا وزن فی ایکڑ اوسط وزن سینجی فی ایکڑ کے تقریباً برابر ہوتا ہے اور دوسرے خوبی یہ ہوتی ہے کہ ماہ جیٹھ کے نصف تک سبز چارہ باآسانی مل سکتا ہے۔ ضلع گورداسپور کے ۸۹ گاؤں میں یہ چارہ بویا گیا جہاں کہ یہ چارہ بہت کامیاب ثابت ہوا ہے اور زمینداروں نے اس کو بہت پسند کیا ہے۔ اب ہر طرف سے اس کے بیج کے واسطے پر زور مانگ ہے اس کا بیج لیم اسیر فی کنال کے حساب سے بویا جاتا ہے۔ زمینداروں کو چاہئیے کہ وہ مزید مشورہ کے لئے اپنے حلقہ کے انسپکٹر زراعت سے ملاقات کر کے فیصلہ کریں اور بیج کو یقینی طور پر حاصل کرنے کے لئے ایک درخواست نصف بھادوں تک اپنے حلقہ کے انسپکٹر زراعت کو دیدیں۔ یا بذریعہ ڈاک روانہ کر دیں۔

اس کے بعد وہ فصل خریف کے چری کے چارہ کے علاوہ کچھ تھوڑے رقبہ میں ہاتھی گھاس کا بارانی چارہ ماہ جون میں بارش کے شروع ہونے پر دیا جائے تو بارانی علاقوں میں بھی کماد کو مکمل بطور چارہ استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ کیونکہ ہاتھی گھاس کا نانی چارہ ان ایام میں بھی مل جائیگا اور کماد بطور چارہ استعمال کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

زلزلہ پر سیاروں کے اثرات

سائنس کا ایک نظریہ

سائنس، ارضیات اور ہیئت کے ماہرین نے زلزلہ کے اسباب کے متعلق مختلف نظریے قائم کئے ہیں۔ بعض ماہرین سائنس کا خیال ہے کہ زلزلے اکثر زمین کی تہ کی ناقص ساخت کے سبب واقع ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہندوستان میں جو زلزلے آئے ان کا سبب ایک ہندوستانی ماہر سائنس یہ بتاتا ہے کہ ہمالیہ کی جڑیں کھوکھلی ہوگئی ہیں۔ جس سے ان کا وزن نسبتاً ہلکا ہوگیا ہے۔ اور وہ زمین کی اندرونی تہ پر اپنا توازن قائم کرنا چاہتا ہے اور اسی کے اثر سے زمین میں جنبش پیدا ہوتی ہے، اور جو کبھی اتنی تیز ہوتی ہے کہ اس کے اثر سے ایک وسیع آبادی تباہ و برباد ہو جاتی ہے اسی طرح فضا کی تموجی کیفیت اور مقناطیسی قوت کے دباؤ سمندروں کی طغیانی کے دھکوں اور سطح زمین کی تہ کے تنگ ہو جانے سے بھی زلزلے آتے ہیں۔ لیکن سچ یہ ہے کہ اس سلسلہ میں ماہرین سائنس اور ارضیات کے معلومات اب تک نہایت محدود ہیں۔ موجودہ زمانہ کے سائنسدان زلزلہ کی آمد سے قبل اس کی خبر نہیں دے سکتے وہ انہی اصولوں سے واقف ہیں جو ارسطو نے ۳۰۰ء قبل مسیح اور بطلیموس نے ۱۴۴ء میں قائم کرکے زلزلے کے وقت اور مقامات کو قبل از وقت وقوع جاننے کی کوشش کی ہے۔ ارسطو اور بطلیموس کے قوانین موجودہ زمانہ کے ارضیات، شہابیات، طبیعات اور اسی قسم کے دوسرے علوم سائنس کے اصولوں پر قائم نہیں بلکہ علم ہیئت اور نجوم کے مجموعی اصولوں پر مبنی ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ زمین کے اجزا اور اس کی فضائی حالت پر سماوی اور کائناتی اثرات، سمندر کی گہرائیوں سے نہیں بلکہ عالم بالا سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ زلزلے کے جھٹکوں میں مقناطیسی سوئیاں غلط سمت بدل لیتی ہیں۔ گھڑیاں بند ہو جاتی ہیں ان تمام باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمین کی مقناطیسی قوت میں بجلی کی فراوانی سے خلل پڑ جاتی ہے بعض زلزلے آندھی، بجلی، اولے اور بارش کے بعد آتے ہیں اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ افقی اور انتصابی جھٹکوں کے علاوہ چکری جھٹکے (WHIRLING SHOCKS) بھی آتے ہیں جو تمام عمارتوں کو پست کر دیتے ہیں۔ اس لئے علم ہیئت کا یہ نظریہ نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ بجلی کی (FELLURIC) لہر جو آفتاب، ماہتاب اور دوسرے سیاروں کے اضافی مقامات سے پیدا ہوتی ہے، نہ کہ صرف برقی لہر زلزلہ کی تباہ کن بربادیوں کا سبب ہوتی ہے۔ بطلیموس نے دوسری صدی ہجری میں لکھا تھا کہ تمام سیاروں میں زمین سے سب سے زیادہ قریب ماہتاب ہے اور ارضی چیزوں میں اس کا اثر سب سے زیادہ قابل قبول ہے۔ اس کی ضیا پاشی کے اثرات سے دریاؤں میں مد و جزر ہوتا ہے سمندر میں لہریں اٹھتی ہیں۔ اسی طرح پودوں اور جانوروں کے نشو و نما یا تنزل پر بھی اس کا اثر پہنچتا ہے۔ سفریئل (SEPHARIAL) جو علم ہیئت اور سائنس کا بہت بڑا ماہر ہے لکھتا ہے کہ ہمیں یہ خیال کرنے میں مطلق تامل نہیں کہ جو قوت جو پانی کی ایک موٹی تہ کو چند گھنٹوں میں کئی فیٹ اونچا بہا جاتی ہو وہ زمین کے سیال اجزا پر اپنا عمل کیوں نہیں کر سکتی۔ گرہن کے سلسلہ میں یہ بات ابھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے۔ کہ آفتاب کا تاریکی میں چھپ جانا اور شعاعوں کا بالکل مفقود ہو جانا حرارت کے دفعتاً سرعت سے کم ہو جانے کا سبب ہوتا ہے۔ اور پھر کائنات کو اپنی اصلی حالت پر لانے کے لئے زمین کی اندرونی تہ سے گرمی اوپر کی طرف جاتی ہے۔ لیکن زمین کی تہ کا کوئی حصہ آتش فشانی عمل یا کسی اور وجہ سے کمزور ہوگیا ہو تو حرارت کے دباؤ کی کثرت سے زمین میں جنبش پیدا ہو جاتی ہے۔

زلزلوں کی گذشتہ تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ کثیر التعداد زلزلے ایسے ہیں۔ جن کے قبل یا بعد آفتاب یا ماہتاب میں گرہن ضرور لگے۔ بعض زلزلے ایسے وقت میں آئے، جب ماہتاب اور زمین کے درمیان انتہائی فاصلہ ہوگیا تھا۔ بہت کم زلزلے ایسے ہوتے ہیں جن کے قبل یا بعد کوئی گرہن ہی نہ لگا ہو۔

اگر اس قانون کو حقیقت سمجھ کر ہم تسلیم کرلیں تو پھر ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ سال میں کم از کم دو بار زلزلہ کا آنا ضروری ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سیاروں کی جگہیں ہر سال بدلتی رہتی ہیں لیکن جب کبھی گرہن ہو تو یہ یقین کر لینا چاہئے کہ کائنات میں کوئی واقعہ ظہور پذیر ہونے والا ہے، یورانس، نیپچون، زحل، مشتری اور مریخ، جب متصل یا مخالف سمتوں میں یا مستطیل ہوں خصوصاً گرہن کے وقت تو اس کسی مہلک خطرہ کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

اس تھوڑی سی وضاحت کے بعد ہم گذشتہ زلزلوں پر تبصرہ کریں گے اور ان نجومیوں کے تمام نام بتائیں گے جنہوں نے قبل از وقوع زلزلوں کی پیشگوئیاں کردی تھیں۔

۱۸۵۷ء میں کلبیریا میں ایسا زلزلہ آیا کہ چالیس ہزار افراد موت کے گھاٹ اتر گئے اس زلزلہ کے وقت جدی میں زحل اور مشتری یورانس کے مخالف سمت پر اور نیپچون کے ساتھ میزان میں متصل تھے اسی لئے سیاروں کے اثرات میں شدت تھی۔ ۱۸۳۵ء میں ماہ جولائی میں کیا میں زلزلہ آیا۔ ۲۰۰ آدمی ہلاک ہوئے۔ اسی سال ماہ جون کو آفتاب میں گرہن لگا تھا۔ زحل اور یورانس ثور میں تھے جو زلزلہ کی لازمی بجان ہے۔ مشتری قوس الرامی میں گرہن کی ڈگری کی مخالف سمت پر تھا۔ مریخ اس دن اس ڈگری سے گذر رہا تھا۔ ایک سال قبل کئی منجموں نے اس زلزلہ کی پیشگوئی کی تھی۔ ۱۵ اگست ۱۸۶۸ء میں جنوبی امریکہ کے بہت سے شہر اور قصبے زلزلہ کی وجہ سے تباہ ہوگئے یہاں تک کہ جھیلیں بھی خشک ہوگئے۔ اسی سال ۲۳ فروری کو آفتاب میں گرہن لگا تھا۔ آفتاب، ماہتاب، مشتری اور مریخ برج حوت میں تھے۔ آفتاب اور ماہتاب زحل سے ۹۰ ڈگری اور اسی طرح زہرہ بھی یورانس سے ۹۰ ڈگری کے فاصلہ پر تھا۔ زلزلہ کے روز آفتاب مریخ اور ماہتاب کی مخالف ڈگری سے گذر رہا تھا اور ماہتاب مریخ سے متصل تھا، کئی منجموں اور پیرس نے اس کی پیشگوئی کی ۱۳ اپریل ۱۸۹۸ء میں کیوس (ارکی جاگو) میں زلزلہ کے باعث پانچ ہزار آدمی مرے، زحل اور مشتری برج ثور میں تھے۔ ۲۰ جون ۱۹۳۰ء میں آرمینیہ میں ۴۰ گاؤں تودہ خاک بن گئے۔ زہرہ، مشتری، زحل، نیپچون سب کے سب ثور میں تھے اسی طرح اور بھی کثرت سے مثالیں ہیں جو طوالت کے خیال

(باقی پوسٹ میں)

خبریں

یوم احتجاج

۲۰ ستمبر کا پرامن مظاہرہ

—— پنجاب اور یوپی کے اکثر مقامات پر ۲۰ ستمبر کو مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں پرامن مظاہرے کئے گئے۔ تاحال لاہور کے علاوہ مندرجہ ذیل مقامات سے خبریں موصول ہوئی ہیں۔ امرتسر، لائل پور، گوجرانوالہ، آگرہ دہلی، ملتان، شملہ، راولپنڈی۔

—— لاہور ۱۹ ستمبر مسلمانان لاہور یوم احتجاج منانے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ سیاہ جھنڈیوں، سیاہ بلوں اور نشانوں کا سرگرمی سے اہتمام کیا جا رہا ہے۔ تمام اسلامی محلوں کے مکانوں، دوکانوں اور مساجد پر سیاہ جھنڈیاں لہراتی ہوئی نظر آ رہی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لاہور کی تمام اسلامی آبادی سیاہ پوش ہو گئی ہے۔

—— سکھ اس احتجاجی مظاہرے کے سلسلہ میں وسیع پیمانہ پر تیاریاں کر رہے ہیں۔ انہوں نے پانصد مضبوط لاٹھیاں امرتسر سے منگوائی ہیں اور دو ہزار کرپان بند سکھ بیرونجات سے لاہور آئے ہوئے ہیں جو لاہور کے مختلف گوردواروں میں پچاس پچاس اور سو سو کی تعداد میں ٹھہرائے گئے ہیں۔ ذمہ دار اکالی لیڈر بھی لاہور پہنچ چکے ہیں۔

—— گورنمنٹ بھی اس سلسلہ میں خاص تیاریاں کر رہی ہے۔ بیرونجات سے کافی تعداد میں پولیس منگوائی گئی ہے۔ چند مجسٹریٹ بھی انبغرض انتظام باہر سے لاہور آئے ہیں۔

—— لاہور ۲۰ ستمبر۔ آج یوم مسجد شہید گنج منانے کے سلسلے میں مسلمانان لاہور نے غیر معمولی سرگرمی و بیداری کا ثبوت دیا۔ شہر کے تمام اسلامی بازار اور دوکانیں بند تھیں۔ ہر ایک شخص سیاہ پریشان نظر آ رہا تھا۔ مسلمانوں کی تمام عمارتوں پر سیاہ جھنڈیاں لہرا رہی تھیں۔ اکثر تانگوں، موٹروں ٹھیلوں وغیرہ پر بھی ماتمی نشان آویزاں تھے۔

—— صبح دس بجے کے قریب ہی مسلمان گردو نواح سے شاہی مسجد کی طرف جانے لگے۔ بارہ بجے تک دو ڈھائی لاکھ کے قریب مجمع ہو گیا۔ قرب و جوار کے دیہات سے بھی کثیر التعداد مسلمان آئے ہوئے تھے۔ نوعمر لڑکے کثیر تعداد میں موجود تھے۔ مسجد کے برآمدوں کے علاوہ سارا صحن، سیڑھیاں، متصل حضوری باغ اور بارہ دری نمازیوں سے بھر گئی۔ عیدین سے بہت زیادہ اجتماع تھا۔

—— نماز جمعہ کے بعد مسلمانوں کا جم غفیر ایک عظیم الشان جلوس کی شکل میں ننگے سر موچی دروازہ کی طرف جلسہ گاہ کی جانب روانہ ہوا۔ جلوس مکمل طور پر پرامن تھا۔ اہل جلوس کی طرف سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہیں ہوئی جس سے نقص امن کا اندیشہ ہو۔ یہ جلوس ساڑھے پانچ بجے کے قریب بیرون موچی دروازہ پہنچا۔ جہاں پیر جماعت علی شاہ صاحب کی زیر صدارت ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں متعدد اصحاب نے تقریریں کیں۔ اور قراردادیں منظور کی گئیں۔ ایک قرارداد میں اس امر کا مطالبہ کیا گیا کہ مسجد شہید گنج کی اراضی اور مزار حضرت کاکو شاہ معہ اراضی متعلقہ پر حکومت تا فیصلہ مقدمات دیوانی قبضہ کر لے تاکہ اس زمین پر کسی جدید عمارت کی تعمیر سے مسلمانوں میں مزید اشتعال پیدا نہ ہو۔

—— ساڑھے چھ بجے کے قریب نماز کیلئے جلسہ برخاست ہوا تو مجلس احرار کے ایک رکن نے حاضرین کو ٹھہرانے کیلئے اعلان کیا کہ مولوی حبیب الرحمان لدھیانوی تقریر کرنا چاہتے ہیں جس پر حاضرین نے مولوی صاحب کی تقریر سننے سے انکار کر دیا اور مجلس احرار مردہ باد کے نعرے لگنے لگے جس کے جواب میں چند احراریوں نے زندہ باد کے نعرے لگائے اس طرح کچھ انتشار اور بدمزگی پیدا ہو گئی۔

—— سکھوں نے متعدد مواقع پر مسلمانوں کو اشتعال دلانے کی کوشش کی۔ لیکن

ہندوستان

—— پشاور ۲۰ ستمبر۔ چیدہ چیدہ سو ہندوستانی اور گورہ سپاہیوں نے درہ ناہکی اور کس لائی کے میدانوں پر جہاں سخت جنگجو مہمندوں کے گھر آباد ہیں قبضہ کر لیا ہے۔ یہ بات تعجب انگیز ہے کہ مہمندوں نے اس جگہ برطانی افواج کا کوئی مقابلہ نہیں کیا۔ قبضہ کرنے میں فوجیوں کو کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔ چنانچہ قبضہ کرنے کے بعد فوراً سڑک لگانے کا کام بھی جاری کر دیا گیا ہے۔

—— شملہ ۱۹ ستمبر۔ سر جی۔ ایس۔ باجپائی نے بیان کیا ہے کہ جنوبی افریقہ میں سیلابوں کی وجہ سے دو ہزار ہندوستانی مصیبت میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ ان کے نقصان کا اندازہ دس ہزار پونڈ ہے۔

—— شملہ ۲۰ جنوری۔ اسمبلی میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بیان کیا گیا کہ حکومت ہند حکومت انگلستان کے مشورہ سے چینی ترکستان میں روسی دھمکیوں سے ہندوستانی تجارت کو محفوظ کرنے کے لئے غور و خوض کر رہی ہے۔

—— کوئٹہ ۱۹ ستمبر کل شام دشت میں حاجی برت نے تلاف کے کرد سردار کے بھائی میر یار محمد خاں کو گولی سے ہلاک کر دیا۔ اس حادثہ کے بعد بہت سے کرد اکٹھے ہو گئے جنہوں نے حاجی برت کو قتل کر دیا اس واقعہ کو علاقہ میں غیر معمولی اہمیت دی جا رہی ہے۔ بہت سی گرفتاریاں عمل میں آ چکی ہیں

—— شملہ ۲۰ ستمبر۔ اسمبلی کے مسلمان ممبروں نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ مسجد شہید گنج کے تنازعہ کے سلسلہ میں والسرائے کے پاس ایک وفد لے جائیں گے۔ نیز سکھوں سے گفت و شنید کریں گے۔ اس سلسلہ میں کام شروع ہو چکا ہے۔ مسٹر گابا نے بحیثیت سکرٹری گوردوارہ پربندھک کمیٹی کو تحریک کی ہے کہ وہ سمجھوتہ کیلئے کمیٹی کے ارکان سکھ قوم کے رہنماؤں سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ مولانا شوکت علی نے اس بارہ میں سردار منگل سنگھ کو بشر سے تبادلہ خیالات بھی کیا۔

—— امید کی جاتی ہے کہ اسمبلی کا موجودہ اجلاس ۲۵ ستمبر کو ختم ہو جائیگا ۲۵ ستمبر کو زراعت کے ضمنی مطالبات اور پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی رپورٹ پر غور ہوگا۔

—— کراچی۔ ۲۰ ستمبر حیدرآباد سندھ کے قریب ایک گاؤں شہم اکاری میں آتشزدگی کی خوفناک واردات ظہور پذیر ہوئی۔ تقریباً تمام گاؤں جل کر راکھ ہو گیا۔

—— لاہور کے اسلامی اخبارات نے فیصلہ کیا ہے کہ حکومت کی موجودہ روش کیخلاف عملی احتجاج کے طور پر ۲۰ ستمبر کو سارے ہندوستان کے اسلامی اخبارات کی اشاعتیں معطل کر دی جائیں

—— حیدرآباد دکن کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ تمام ریاست میں اصلاح دیہات کا کام نہایت سرگرمی سے جاری ہے اس کام کی نوعیت دو طرح کی ہے ایک طرف تو دیہاتیوں کو حفظان صحت اور صفائی کی ضرورت و اہمیت سمجھائی جاتی ہے۔ دوسرے آمدنی میں اضافہ کرنے کی تدابیر سے انہیں روشناس کرایا جاتا ہے۔

—— لاہور ۱۹ ستمبر۔ ڈاکٹر شیخ محمد عالم بیرسٹر ایٹ لاء اور میاں عبدالحی صاحب ایڈووکیٹ نے مسجد شہید گنج کے متعلق سکھوں کے خلاف دفعہ ۲۹۵ کے ماتحت دعویٰ دائر کر دیا ہے۔

—— کانگریس پارٹی نے اسمبلی میں قرارداد پیش کی تھی کہ زلزلہ کوئٹہ کے متعلق ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی جائے حکومت نے اس قرارداد کی سخت مخالفت کی۔ چنانچہ ۵۰ آراء کے مقابلہ میں ۶۱ آراء کی اکثریت سے کانگریس کو شکست ہو گئی یہ اسمبلی کے موجودہ اجلاس میں حکومت کی پہلی فتح ہے۔

ممالک خارجہ

—— عدیس ابابا، ۱۹ ستمبر۔ حبشہ کے ایک صوبہ کے گورنر نے حکم صادر کیا ہے، کہ تمام ایسے لوگ جو تندرست اور جنگ کے قابل ہوں، محاذ جنگ کو روانہ ہو جائیں، جو لوگ تندرست و تنومند ہونے کے باوجود گریز کرینگے انہیں عورتوں کا لباس پہنا کر تشہیر کی جائیگی اور پھانسی دے دی جائیگی۔

—— عدیس ابابا، ۱۹ ستمبر کل دوپہر کو ملکہ حبش شہنشاہ سے چشم پرنم رخصت ہو کر سپیشل ٹرین کے ذریعہ ریکافتو کے مقام کو روانہ ہو گئیں ہیں سو دنیچے بھی اُن کے ہمراہ ہیں وہاں یہ ایک ہوٹل میں سکونت رکھینگے، ریکافتو عدیس ابابا سے دو گھنٹے کی مسافت پر ہے۔

—— لندن، ۱۸ ستمبر، لارڈ ریڈنگ سابق وائسرائے ہند پر درد کا سخت حملہ ہوا ہے، علاج کیلئے وینس سے ڈاکٹر منگوائے گئے ہیں۔

—— لندن ۱۸ ستمبر۔ ۹۲ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلنے والی آندھی جو جزائر سسلی میں نمودار ہوئی، تمام رات برطانی جزائر میں چلتی رہی گذشتہ بیس سال کے دوران میں ایسا شدید طوفان بادنہیں آیا، اس آندھی کی وجہ سے بہت سے جہاز رک گئے، چند کشتیاں اور شمیر بھی ڈوب گئے۔

—— معلوم ہوا ہے اکہ ہر ہٹلر نے نازی لیڈروں کو حکم دیا ہے، کہ جرمنی کے یہودیوں کے خلاف انفرادی طور پر کسی قسم کی دہشت انگیزی کا اقدام نہ کیا جاوے، اور اب جرمنی کے یہودیوں کو جداگانہ حیات ملی کا موقع دیا جائے، یہودیوں کو عین اسی طرح جرمنی کی ملی اقلیت کا حق دیا جائے، جس طرح کہ دوسرے ملکوں میں یہودیوں کی اقلیت کو دیا جاتا ہے۔

—— جرمنی میں حال ہی میں ایک قانون نافذ ہوا ہے جسکی رو سے یہودیوں کو آریائی نسل کی عورتوں کو ملازم رکھنے کی ممانعت کر دی گئی ہے، اس قانون کے مطابق ۲۰ ہزار لڑکیاں اور عورتیں بیکار ہو جائیں گی، حکومت کا نقطہ نظر یہ ہے کہ یہودیوں کے گھروں میں نوجوان جرمن لڑکیوں کی ناموس خطرہ میں رہتی ہے۔

—— فرانس اور برطانیہ کی تجویز یہ تھی، کہ وہ اپنا کچھ علاقہ حبشہ کو دیدیں اور اُن کے عوض حبشہ کا کچھ حصہ اطالیہ کو دلوا دیں، اس طرح اطالیہ بھی مطمئن ہو جائیگا، اور حبشہ کو سمندر تک راستہ مل جائیگا۔

—— میسولینی نے اس تجویز کو مضحکہ انگیز قرار دیا ہے، اور ایک اخباری ملاقات میں کہا ہے۔ کہ ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ گویا لیگ کی مقرر کردہ کمیٹی یہ خیال کرتی ہے، کہ مجھے ریگستان جمع کرنے کا شوق ہے، حالانکہ یہ بالکل غلط ہے، اطالیہ اس طرح ہرگز مطمئن نہیں ہو سکتا۔

—— عدیس ابابا، ۱۹ ستمبر۔ حکومت حبشہ کو آج ہی جینوا سے ایک برقی پیغام موصول ہوا ہے جس میں اسے ارکان خمسہ کی کمیٹی کی تجاویز سے مطلع کیا گیا ہے، غالباً شاہنشاہ حبشہ فوراً کابینہ کا اجلاس طلب کریں گے تاکہ ان تجاویز پر غور و خوض کیا جا سکے اگرچہ تجاویز کے متعلق کوئی علم نہیں تاہم غیر سرکاری طور پر معلوم ہوا ہے، کہ حبشہ غالباً ان تجاویز کو منظور کر لیگا۔

—— حکومت حبشہ نے اطالوی قونصلوں کو ہدایت کی ہے، کہ وہ حبشہ سے جانا چاہیں تو چلے جائیں، حکومت اس بات کی ضمانت نہیں دے سکتی، کہ جنگ شروع ہونے پر اُن کے مکانات محفوظ رہینگے، ان قونصلوں کو یہ بھی بتلایا گیا ہے۔ کہ وہ لازمی طور پر ایک مخصوص راستہ اختیار کر کے عدیس ابابا پہنچیں۔

—— افریقہ میں سنوسی قبائل نے اطالوی حکومت کے خلاف بغاوت برپا کر دی، جو اطالوی افواج اس بغاوت کو فرو کرنے کیلئے بھیجی گئی تھیں، وہ پسپا ہو رہی ہیں، اطالوی حکام کا خیال ہے، کہ سنوسیوں کو مصریوں کی

تار کا پتہ: مسلمان لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۸۲

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جماعت احمدیہ کیلئے خدا کا وعدہ۔ یہ جماعت ہمیشہ غالب رہیگی

پس ہر ایک انسان کیلئے ضروری ہے کہ وہ مدعی کے استقلال اور ثابت قدمی کو دیکھے ہماری جماعت کے لئے جو ہم توقع کر سکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے وجاعل الذین اتبوک فوق الذین کفروا الی یوم القیٰمۃ اللہ تعالیٰ کے وعدے سچے ہوتے ہیں اور ان میں تخلف نہیں ہوتا اس لئے کوشش کرو کہ تم سب ان وعدوں سے حصہ لینے والے ٹھہرو۔

یہاں اللہ تعالیٰ ایک **کُشتی** کا طریق بتاتا ہے۔ **فوق** سے گرانا ہی مقصود ہے ورنہ اس سے یہ تو مراد نہیں کہ جسم زنی اور بھاری ہو جائینگے اور پھر یہاں اس سلسلہ کیلئے **لڑائی** بھی نہیں ہے کیونکہ یضع الحرب کا ارشاد ہے پس **فوقیت** سے مراد **روحانی صدق** ہے۔ اور اس کے ثمرات **علوم۔ معارف۔ نکات**۔ مکنونات اور اللہ سے قریب ہونا اور ان تعلقات سے علوم جدیدہ کا پیدا ہونا مراد ہے۔ مخالفوں کا پانی آسمانی نہیں ہے۔ اس کو فوق سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے وہ جلد گندہ اور ناپاک ہو جاتا ہے مگر مسیح موعودؑ کے متبعین کا فوق یعنی آسمان سے تعلق ہے جو ہمیشہ تازہ علوم اور جدید معارف پاتے رہینگے اور جیسا کہ قاعدہ ہے کہ جب آسمانی پانی نہ آئے زمینی پانی خشک ہو جاتا ہے۔ یا ناپاک اور سمی مواد پیدا کرنیوالا ہو جاتا ہے۔ اس کی اصلاح کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہی قانون مقرر کیا ہے کہ آسمان سے سال میں ایک بار یا دو بار برسات ہوتی ہے اور وہ ان تمام گندی اور ناپاک ہواؤں کو اور مواد فاسدہ کو صاف کر دیتی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے **تجدید** کے قانون کو مخفی رکھا ہے اور صاف ثابت ہوتا ہے کہ روحانی اور جسمانی تجدید کا سلسلہ کیسے چلتا ہے یہ **حدیث** کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد تجدید دین کے لئے آتا ہے مخالفوں کے نزدیک کیسی ہی ہو۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ جب قانون قدرت میں اس کی تصریح موجود ہے تو پھر اس سے انکار کے کیا معنی؟ ہر چیز تجدید کی محتاج ہے۔ پس نئی صدی بھی حق رکھتی ہے کہ نئے **اہل دل** پیدا کرے جو حکمت اور صداقت کی تخم ریزی کریں۔ (تقریر ۲۲ دسمبر ۱۹۰۰ء)

اخبار احمدیہ

—— جناب مرزا مسعود بیگ صاحب ایم۔ اے ایڈیٹر پیغام صلح ایک ہفتہ کی رخصت پر لاہور سے باہر تشریف لے گئے ہیں یہ پرچہ ان کی غیر حاضری میں مرتب و شائع ہو رہا ہے۔

—— بھدرواہ ریاست جموں سے ہماری جماعت کے صدر ملک عبدالرزاق صاحب بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ سید اختر حسین صاحب مبلغ (جو آجکل وہاں مقیم ہیں) کو عین جلسہ میں جبکہ وہ غیر از جماعت مولوی سے مناظرہ کر رہے تھے احراریوں نے حملہ کر کے زخمی کر دیا تفصیلات کا انتظار ہے تمام احباب سے درخواست ہے کہ وہ مولوی صاحب موصوف کی صحتیابی کے لئے درد دل سے دعا کریں۔

—— شیخ محمد نصیب صاحب اسسٹنٹ سکرٹری انجمن امرتسر گوجرانوالہ کے دورہ پر اور میاں عبدالشکور صاحب بٹ محصل انجمن راولپنڈی کے دورہ پر تشریف لے گئے ہیں۔

—— سکرٹری صاحب جماعت چیچہ اطلاع دیتے ہیں کہ مولوی تیز بخش صاحب چیچہ طویل علالت کے بعد ۱۵ ستمبر کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ

—— جناب امام الدین صاحب ریٹائرڈ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ سرکار آف انڈیا پنشنر بھیرہ تحریر فرماتے ہیں کہ ان کے والد محترم جناب میاں محمد بخش صاحب ۲۹ اگست کو ۹۴ سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ۔ مرحوم حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے خادم تھے۔

—— شیخ عبدالرحمٰن صاحب مگوں خلف الرشید شیخ میاں کریم بخش صاحب مگوں ساکن میاں چنوں ضلع ملتان اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۰ اور ۱۱ ستمبر کی درمیانی شب کو ان کی ہمشیرہ کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ۔

—— پیغام صلح ہم ان حادثات پر دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وفات پانیوالوں کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

—— علاوہ سابقہ ۲۵ سٹوں کے احباب جماعت نے مزید ۳ سٹوں کو جاپان بھیجنے کیلئے امداد عطا فرمائی ہے (۱) ماسٹر غلام محمد صاحب خالقین (۲) ہمشیرہ فخریہ بانو صاحبہ بیگم سید تصدق حسین صاحب (۳) عزیزہ نور النساء بیگم صاحبہ صاحبزادی

فرضیت و اہمیت زکوٰۃ

احباب جماعت کی خاص توجہ کے قابل

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

میرے پاس وُہ لفظ نہیں جن میں مَیں آپ کو زکوٰۃ کی اہمیت کی طرف توجہ دلاسکوں۔ پہلی بات اور مختصر تو یہ ہے کہ اس خدا کے حکم کے سامنے جس نے ہمیں سب کچھ دیا ہے ہمارا سر جھکنا چاہیئے اور اس کے صریح احکام سے سرتابی بمنزلہ بغاوت کے ہے۔ زکوٰۃ اسلام کے ارکان خمسہ میں سے دوسرا بڑا رکن ہے اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں تنبیہ کی ہے:-

والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم۔ یوم یحمٰی علیھا فی نار جھنم فتکوٰی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون۔

وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کے مقررہ حصہ کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خبر دو جبکہ اسے جہنم کی آگ میں گرم کیا جائیگا پھر اس کے ساتھ ان کی پیشانیاں اور ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائینگی۔ یہ وہ ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کر رکھا تھا تو اس کا مزہ چکھو جو تم جمع کرتے تھے۔

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کنز وہ مال ہے جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے۔ بغیر زکوٰۃ کا نہ دینا کن لوگوں کا کام ہے۔

وویل للمشرکین الذین لا یؤتون الزکوٰۃ وھم بالاٰخرۃ ھم کٰفرون۔

مشرکوں پر افسوس جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کا انکار کرتے ہیں۔

دوسری بات

تعلیم اسلامی میں زکوٰۃ ہی وہ حصہ ہے جو دولت کی غیر مساوی تقسیم کا صحیح علاج ہے۔ جس غیر مساوی تقسیم سے تنگ آکر یورپ کا ایک حصہ آخر اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ کسی شخص کے پاس بھی کوئی دولت جمع نہ ہو۔ اسلام نے آج سے تیرہ سو سال پیشتر اس کا صحیح علاج اس صورت میں تجویز کیا کہ ہر صاحب دولت کی دولت کا چالیسواں حصہ ہر سال غربا میں تقسیم ہوتا رہے اور دوسری قومی ضرورتیں اس سے پوری ہوتی رہیں۔ لیکن مسلمانوں نے اس اصول کو چھوڑ رکھا ہے اور اسلام کی تعلیم میں جو ایک عمدہ معاشی کشش خداتعالیٰ نے رکھی تھی۔ اسے اپنے ہاتھوں سے باہر نکال پھینکا ہے۔ اور اگر صاحب دولت اس خدائی نکتہ سے انحراف کرتے رہینگے تو وہ وقت دور نہیں کہ روس کی طرح ان کی ساری دولت جبراً چھین لی جائے۔

تیسری بات

وہ قوم دنیا میں کبھی معزز نہیں بن سکتی جو اپنے غربا کی اور اپنی قومی ضروریات کی پروا نہیں کرتی۔ آج کوئی قوم نہیں جس کے غربا اس سے بڑھ کر کس میپرسی کی حالت میں ہوں جس کس میپرسی کی حالت میں مسلمان غربا ہیں اور کوئی قوم نہیں جس کی قومی ضروریات اس عدم توجہی کا شکار ہوں جس عدم توجہی کا شکار مسلمان قوم کی ضروریات ہیں۔ اور اس کی جڑ صرف ایک ہی ہے کہ مسلمانوں نے اصول زکوٰۃ کو ترک کر دیا ہے۔ بعض احمقوں کا خیال ہے کہ مسلمان غریب اس لئے ہوگئے ہیں کہ ان کا مال جمع نہیں رہتا اور اس میں سے زکوٰۃ نکلتی رہتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر مسلمان اصول زکوٰۃ پر عمل پیرا ہوتے تو ان کی قوم کسی بات میں دوسروں کی محتاج نہ ہوتی اور ان کی پشت پر ایک ایسی مالی طاقت ہوتی جس کی وجہ سے ان کا قدم دنیا کی قوموں میں سب سے آگے ہوتا۔

بیت المال کے بغیر زکوٰۃ ادا نہیں ہوسکتی

اس میں شک نہیں کہ بعض مسلمان زکوٰۃ ادا بھی کرتے ہیں۔ مگر سنت نبوی پر پھر بھی عمل نہیں۔ کچھ گداگر زکوٰۃ کا مہینہ آنے پر گھروں سے نکل کھڑے ہوتے ہیں اور ایک ایک دولتمند کے پاس پہنچکر حصہ رسدی کچھ پیسے وصول کر لیتے ہیں۔ دینے والے سمجھتے ہیں کہ ہمنے زکوٰۃ ادا کر دی۔ حالانکہ زکوٰۃ اس چیز کا نام نہیں جو فقیروں کو دی جائے۔ بلکہ زکوٰۃ وہ ہے جو بیت المال میں جمع کرکے وہاں سے خرچ کی جاوے۔ جو لوگ اپنے طور پر زکوٰۃ خرچ کرتے ہیں وہ قوم میں گداگری پیدا کرنیوالے اور بیکاری کے جرم کی اعانت کرنیوالے ہیں

قرآن کریم کی صریح ہدایت

قرآن کریم میں صریح ہدایت ہے کہ امام کے عامل زکوٰۃ وصول کرلیں۔ یہاں تک کہ ان عاملوں کو مد زکوٰۃ میں سے تنخواہ دینا بھی قرآن کریم نے زکوٰۃ کے ضروری مصارف میں سے قرار دیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی عمل تھا۔ کوئی شخص اس بات کا مجاز نہ تھا کہ یہ کہے کہ میرے پاس بہتیرے زکوٰۃ مانگنے والے آجاتے ہیں یا میرے رشتہ دار بہتیرے مستحق ہیں۔ میں بیت المال میں نہیں دیتا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا طرز عمل

آپ کی وفات کے بعد جب بعض قوموں نے حضرت ابوبکرؓ کو یہ کہلا بھیجا۔ کہ ہم اپنی زکوٰۃ بیت المال میں داخل نہیں کرتے اپنے طور پر خرچ کریں گے تو آپ نے ان کے خلاف لشکر کشی کی۔ نماز اگر کوئی شخص نہیں پڑھتا یا اکیلا گھر میں پڑھ لیتا ہے اور مسجد میں نہیں آتا۔ تو وہ اپنی جان کا نقصان کرتا ہے مگر جو شخص اپنی زکوٰۃ بیت المال میں ادا نہیں کرتا وہ قوم کا نقصان کرتا ہے۔

اپنے طور پر زیادہ سے زیادہ ایک تہائی زکوٰۃ خرچ کی جاسکتی ہے

اپنی جماعت کے لئے میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ان کا چندہ ماہوار جہاد فی سبیل اللہ ہے اور زکوٰۃ اور جہاد اسلام کے دو الگ الگ رکن ہیں۔ ایک کے ادا کرنے سے دوسرا ادا نہیں ہوجاتا۔ ایک شخص چندہ دیتا ہے زکوٰۃ نہیں دیتا۔ وہ بھی ایک رکن اسلام کو چھوڑتا ہے۔ البتہ احباب کی سہولت کے لئے انجمن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایک تہائی تک زکوٰۃ کے معطی کو اختیار ہے کہ وہ اپنے طور پر خرچ کرے۔ اپنے کسی غریب رشتہ دار کو دیدے یا کسی محتاج کو دیدے یا اس کا کچھ لٹریچر منگوا کر اپنے طور پر تقسیم کر دے اور اس کی بنا ایک حدیث پر ہے جس میں آتا ہے کہ تم جب زکوٰۃ کا اندازہ کرو تو ایک تہائی یا ایک چوتھائی چھوڑ دیا کرو۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ تا ایک شخص خود اپنے ہمسایوں یا قریبیوں پر جو مستحق زکوٰۃ ہوں خرچ کرسکے۔ لیکن جو لوگ ساری زکوٰۃ اپنے طور پر خرچ کرتے ہیں وہ خدا کے حکم کے خلاف چلتے ہیں اگر ایک شخص سمجھتا ہے کہ اس کی ایک تہائی زکوٰۃ سے زیادہ کے کوئی اس کے قریبی حقدار ہیں تو وہ اس کے لئے انجمن میں لکھ سکتا ہے۔ اس طرح وہ اپنے حسب منشاء امداد بھی دے سکتا ہے اور خدا کے حکم کی تعمیل بھی ہو جائے گی اور قوم کی عزت بھی بڑھے گی۔

زکوٰۃ کن کن چیزوں پر ہے اور کس حساب سے

(۱) نقدی و زیورات

نقدی خواہ سونا ہو یا چاندی یا نوٹوں کی صورت میں۔ اپنے پاس جمع ہو۔ یا کسی جگہ امانت کے طور پر جمع ہو۔ زیورات خواہ روپے کو جمع رکھنے کی غرض سے بنوائے گئے ہوں خواہ استعمال کے لئے۔ خواہ شب و روز پہنے جاتے ہوں۔ خواہ رکھے رہتے ہوں۔ ان پر بھی نقدی کی طرح زکوٰۃ ہے۔ مگر ان میں جس قدر چاندی یا سونا لگا ہے۔ اسی پر زکوٰۃ ہے۔ اگر وہ جڑاؤ ہیں۔ تو جڑاؤ پر زکوٰۃ نہیں۔ نہ ہی جواہرات پر زکوٰۃ ہے صرف سونے یا چاندی کی قیمت پر زکوٰۃ ہے جو اس میں لگا ہے۔

زیور کی زکوٰۃ پر احادیث موجود ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور اس کی لڑکی کے ہاتھ میں سونے کے کڑے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ تو فرمایا کیا چاہتی ہو۔ کہ قیامت کے دن یہ آگ کے کڑے ہوں۔

حضرت ام سلمہ نے کچھ سونے کا زیور پہنا ہُوا تھا اور آپ نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا کہ یہ ایسا مال تو نہیں جس پر عذاب کی خبر قرآن شریف میں ہے تو آپ نے فرمایا۔ جو چیز زکوٰۃ کو پہنچ جائے اور اس کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو وہ پاک ہوجاتی ہے اور ایسی ہی ایک حدیث حضرت عائشہ کے متعلق ہے یہ تینوں حدیثیں ابو داؤد میں ہیں۔

جس نقدی یا زیور پر پورا سال ہوگیا ہو۔ اگر وہ چاندی یا نوٹوں کی صورت میں ہے تو باون روپے سے زیادہ مالیت ہونے کی صورت میں۔ اور اگر سونا ہے تو ساڑھے سات تولہ سونے سے زیادہ ہونے کی صورت میں اڑھائی روپے فی سینکڑہ کے حساب سے زکوٰۃ ہے۔

(۲) تجارتی مال

وہ سرمایہ جو تجارتی مال پر لگا یا ہُوا ہو یا بصورت انڈسٹری لگایا گیا ہو۔ یعنی کسی کارخانہ پر جس کے ذریعہ ایک شخص منفعت اٹھاتا ہے کسی حدیث میں اس کے متعلق کوئی تصریح نہیں۔ سوائے ان مویشیوں کے جو تجارت کے لئے رکھے جاتے تھے۔ فقہاء نے اس حصہ سرمایہ پر زکوٰۃ قرار دی ہے جو سال کے اندر فروخت ہُوا ہو۔ مثلاً ایک شخص کے پاس ایک لاکھ سرمایہ ہے تو اس میں سے چالیس ہزار کا سامان ایک سال میں فروخت ہُوا تو چالیس ہزار پر زکوٰۃ قرار دی ہے۔

مَیں نے اس مسئلہ پر بہت غور کیا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ تجارت پر لگا ہُوا مال اور انڈسٹری کی صورت میں لگا ہوا سرمایہ مکان یا زمین یعنی جائداد غیر منقولہ سے زیادہ مشابہ ہے۔ اور جس طرح زمین پر خود زکوٰۃ نہیں بلکہ جو نفع اس سے اٹھایا جائے اس پر زکوٰۃ ہے اسی طرح تجارت یا انڈسٹری میں لگایا ہُوا سرمایہ بندھا پڑا رہتا ہے کارخانوں کی صورت تو ظاہر ہے مگر تجارت میں بھی اگر ایک شخص نے بالفرض چالیس ہزار کا مال فروخت کیا ہے تو یہ سارا روپیہ اس کے پاس نقد نہیں رہے گا بلکہ اس سارے کو یا اس کے بڑے حصہ کو وہ پھر تجارت کا نیا مال خریدنے پر لگا دے گا تو یہ سرمایہ بھی کارخانوں کے سرمایہ کی طرح بندھا ہُوا ہے ان دونوں صورتوں میں زکوٰۃ اس نفع پر ہونی چاہیئے جو تجارت یا کارخانے سے اٹھایا گیا ہے۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم پنجشنبہ ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ | نمبر ۶۲

پیغام صلح کا دور جدید

بزرگان و احباب کی خدمت میں چند ضروری باتیں

(از مدیر معاون)

بزرگان و احباب جماعت کو عرصہ سے پیغام صلح کے متعلق مختلف قسم کی شکایات تھیں اور وہ بہت بڑی حد تک حقیقت پر مبنی تھیں۔ لیکن مالی مشکلات ہر اصلاحی کوشش میں رخنہ اندازی کرتی رہتی تھیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ترتیب مضامین، ظاہری شکل و صورت اور حجم کے لحاظ سے اخبار کو جماعت کے شایان شان ہونا چاہیئے۔ مگر یہ ساری چیزیں کافی روپیہ چاہتی ہیں اور احباب کی کمی احساس کی وجہ سے اخبار کے آمد و خرچ میں پہلے ہی کافی فرق ہے اور یہ اپنے اخراجات کا خود کفیل نہیں ہو سکتا۔ لیکن انجمن نے بزرگان و احباب جماعت کی خواہشات کے احترام اور سلسلہ کی اخباری ضروریات کے مدنظر اخبار کو بہتر بنانے کے لئے بہت بڑا قدم اٹھایا ہے جس کی وجہ سے اسے ڈھائی تین ہزار روپیہ سالانہ کا مزید بار عظیم برداشت کرنا پڑے گا۔ عملہ میں تبدیلی و اضافہ کیا جا چکا ہے۔ جماعت کے ایک قابل، محنتی اور صاحب احساس نوجوان کے ہاتھ میں اخبار کی عنان ادارت دی گئی ہے اور ان کی امداد کے لئے بھی ایک آدمی مہیا کیا گیا ہے۔ چنانچہ قارئین کرام مضامین اور ان کی ترتیب کے لحاظ سے اخبار میں ایک خوشگوار اور حوصلہ افزا تبدیلی محسوس کر رہے ہونگے۔ اب ارادہ ہے کہ انشاء اللہ، ۱ اکتوبر سے اخبار کا حجم آٹھ صفحات کی بجائے بارہ صفحات کر دیا جائے۔ اگر احباب نے کافی حوصلہ افزائی کی اور بکثرت نئے خریدار فراہم کئے تو بہت جلد مزید اضافہ بھی ممکن ہے اس کے ساتھ ہی اخبار کی گٹ اپ کو بہتر بنانے کیلئے رفتہ رفتہ قدم اٹھایا جائیگا۔ اخبار کے کاغذ کے متعلق بھی شکایات تھیں اس کے ازالہ کے لئے یہ تجویز کی گئی ہے کہ سال بھر کی ضرورت کے لائق کاغذ ولایت سے منگوا لیا جائے۔ یہ کوشش بھی کی جا رہی ہے کہ اخبار کی طباعت موجودہ حالت سے بہتر ہو۔

انجمن نے اخبار کو بہتر بنانے کیلئے جو باحوصلہ اور ایثار پرور قدم اٹھایا ہے یہ اسی صورت میں آگے بڑھ سکتا ہے کہ تمام بزرگان و احباب جماعت بھی تعاون و امداد کے لئے آمادہ ہو جائیں۔ ہمارا مطالبہ بہت معمولی ہے جسے ہر ایک فرد سلسلہ پورا کر سکتا ہے

اول۔ ہم یہ چاہتے ہیں تمام وابستگان سلسلہ جو اردو زبان پڑھ یا سمجھ سکتے ہیں۔ اخبار کی خریداری قبول فرمائیں۔ طلبہ کیلئے رعایتی چندہ مقرر ہے۔ غریب بھائی بہنوں کے لئے بھی رعایت ممکن ہے۔ جو یکمشت چندہ ادا نہیں کر سکتے۔ ان سے اقساط کے ذریعہ وصول کیا جا سکتا ہے۔

دوئم۔ تمام دوست جماعت کے اندر اور باہر اخبار کی توسیع اشاعت کی کوشش کریں۔ اس سے دو فائدے ہونگے ایک احمدیت کا چرچا بڑھیگا۔ دوسرے اخبار کو تقویت پہنچیگی۔ غیر از جماعت خریداروں کو بھی مذکورہ بالا رعایت اور سہولت حاصل ہو گی۔

سوئم۔ جن دوستوں کے ذمہ اخبار کا بقایا ہے وہ جلد از جلد ادا فرمائیں۔ ولایت سے کاغذ منگوانے کے لئے کم از کم ایک ہزار روپے کی ضرورت ہے۔ بعض دوسرے اخراجات بھی درپیش ہیں

چہارم۔ جماعت کے تجارت پیشہ اصحاب اپنے قومی اخبار میں اشتہار دیں اور دیگر تاجروں سے بھی اشتہار فراہم کرنے کی کوشش کریں۔ اس بارہ میں تمام خط و کتابت مینیجر صیغہ اشتہارات پیغام صلح سے کی جائے۔

امید ہے تمام بزرگان و احباب سلسلہ ان درخواستوں پر عملاً توجہ فرما کر اپنے اخبار کی امداد فرمائیں گے اور بار بار ان کے اعادہ کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔ اگر انہوں نے ایسا کیا، تو انشاء اللہ پیغام صلح کا دور جدید شاندار و کامیاب ہو گا +

"شیر دسترخوان"

جماعت اہلحدیث کے مشہور اخبار "تنظیم اہلحدیث" روپڑ میں اس "مہتم بالشان" مسئلہ پر بحث شروع ہے کہ "سنز ربع بیٹھ کر کھانا کیسا ہے؟ کیا کھاتے وقت آلتی پالتی جو کر ٹی مار کر بیٹھنا درست ہے" ایک صاحب مولوی عبدالرحمٰن صاحب آزاد نے سوال پیش کر کے اس "مذاکرہ لذیذ" کا آغاز فرمایا ہے "تنظیم اہلحدیث" کے مولوی ایڈیٹر صاحب نے اس کے جواب میں کمال دریا دلی سے اپنے اخبار کے پورے پانچ کالم صرف فرمائے ہیں۔ ان کا یہ طویل مضمون مولویانہ طرز تحریر کا ایک معیاری نمونہ ہے۔ یعنی کام کی بات مفقود ہے۔ بہر حال غور و فکر کے بعد یہ پتہ چلتا ہے کہ ایڈیٹر صاحب کی رائے میں آلتی پالتی مار کر کھانا درست ہے۔ اب یہ عین ممکن ہے کہ اور کوئی مولوی صاحب اٹھیں اور اس حالت میں کھانا کھانے کو مکروہ و ناجائز قرار دیدیں اور یہ "مذاکرہ لذیذ" ایک ناگوار ہنگامہ کی صورت اختیار کر لے جس کو دیکھ کر ہر شریف آدمی کی طبیعت متلانے لگے کیونکہ ہم بارہا مولویوں کے اخبارات میں اس قسم کی معمولی باتوں پر بڑی بڑی جنگیں برپا ہوتے دیکھ چکے ہیں۔

ذرا مولوی حضرات کے مشاغل ملاحظہ فرمائیگا۔ دین و ملت کا انہیں ذرہ بھر بھی فکر نہیں۔ فروعی اختلافات، بے حقیقت مسائل اور غلط و بے معنی عقاید کے لئے ہنگامے بپا ہیں۔ آج کل ہندوستان اور متعدد دوسرے ممالک میں مسلمانوں کی قومی زندگی گوناگون خطرات میں مبتلا ہے۔ مولوی کے پاس ان ساری بربادیوں کیلئے ایک نا تمام آہ بھی نہیں۔ وہ یہ مطلق نہیں سوچتا کہ بعد کے مسلمانوں کے پاس کھانے کو بھی ہے یا نہیں۔ ان کو حلال کمائی کی سوکھی روٹی بھی میسر آجاتی یا نہیں بلکہ وہ کمال بے فکری انتہائی بے حسی و ستم ظریفی کے ساتھ فضول اور مضحکہ انگیز بحثوں میں مصروف ہے۔ لیکن سچ ہے کہ اسے قوم کی اس فاقہ مستی کا احساس بھی کیا ہو جبکہ غریب و جاہل مسلمان ان کے لئے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کاٹ کر مرغن کھانے مہیا کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ "شیر دسترخوان" اس کے عوض مسلمانوں کو بے معنی تفرقہ انگیز بحثوں میں مصروف رکھتا ہے۔ ذرا سوچئے کہ قوم کا یہ عنصر دین و ملت کے لئے کس قدر باعث مصیبت ہے اور اس کا جلد سے جلد مفقود ہو جانا کس قدر ضروری ہے

امریکہ کی ایک سفاک عورت

نیویارک (امریکہ) کی پولیس نے بے حد تلاش و جستجو کے بعد ایک عورت پیل جیلیس کو گرفتار کیا ہے کہ اس نے تیس مردوں کو قتل کر کے ان کی لاشیں غائب کر دی تھیں۔

اس سفاک عورت کی داستان جرائم نہایت عجیب و غریب ہے۔ اس کا دستور تھا کہ نوجوان مردوں کو مختلف حیلوں بہانوں سے پھانستی اور ان سے شادی کا وعدہ کرتی پھر انہیں لوٹ لیتی۔ اور قتل کر ڈالتی۔ قتل کے بعد لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کرتی اور انہیں جلا کر اپنے مکان کے اندر ہی زمین میں دفن کر دیتی۔ دنیا اس کے جرائم سے ناواقف تھی۔ اتفاق سے ایک مرتبہ اس کے مکان کو آگ لگ گئی فائر بریگیڈ نے آکر آگ بجھائی۔ اسی دوران میں انہیں وہ مدفن نظر آیا جو اس عورت نے لاشوں کے لئے تیار کیا تھا یہ ۱۹۱۰ء کا واقعہ ہے پولیس نے اس عورت کو گرفتار کرنا چاہا لیکن وہ بھاگ گئی اور پچیس برس کے بعد اب پکڑی گئی۔ اس وقت اس کی عمر ساٹھ برس کی ہے۔ گرفتار ہونے کے بعد اس نے عدالت میں نہایت دلیری سے بیان دیا کہ اگر اب بھی مجھے رہا کر دیا جائے تو میں حسب دستور مردوں کو قتل کرتی رہوں گی۔ عدالت کو ملزمہ کے پاگل ہونے کا شک ہوگا اور اس نے طبی معاینہ کا حکم دیا۔ یہ حکم سنکر عورت چلائی

"میں پاگل نہیں ہوں۔ میں اپنے ہوش میں ہوں اور اپنی عقل سے کام کرتی ہوں۔ معاینہ کرا کے میری توہین نہ کرو"۔

ڈاکٹر نے معاینہ کے بعد فیصلہ دیا کہ عورت کے دماغ میں ہرگز کوئی فتور نہیں۔ عدالت نے عورت سے سوال کیا کہ آخر مردوں کو قتل کرنے کی کیا وجہ؟ اس کے جواب میں عورت نے کہا "میں نے انہیں اس لئے قتل کیا ہے کہ وہ عورتوں پر ظلم کرنے کے خوگر ہیں۔ میں نے تمام دنیا کی مظلوم عورتوں کا بدلہ لینا چاہا ہے" یہ خبر کافی دلچسپ ہے لیکن ہم نے اس کو اپنے قارئین کے سامنے

دلچسپی کے لئے نہیں بلکہ عبرت انگیزی اور غور و فکر کے لئے بیان کیا گیا۔ مغربی تہذیب نے نوع انسانی پر جو لعنتیں مسلط کی ہیں۔ ان میں سے ایک بہت بڑی لعنت مرد اور عورت کی حریفانہ کشمکش ہے مغربی تہذیب کے منحوس میدان میں یہ دونوں صنفیں ایک دوسرے کے بالمقابل دشمنوں کی حیثیت سے کھڑی ہیں۔ یورپ نے عورت کو بعض پہلو سے بے حد گرایا اور ذلیل کیا۔ اس کے حقوق چھینے اور اس کی حیثیت سے ایک خوشنما پالتو جانور سے زیادہ نہ سمجھی اور دوسرے پہلو سے اس کو اس قدر آزاد و آوارہ بنا دیا کہ وہ اپنے نسوانی شرف و تقدس کو برباد کر بیٹھی۔ حوا کی یورپین بیٹیوں نے عرصہ دراز تک اس ظلم و تذلیل کو برداشت کیا اور بالآخر وہ مرد کے لئے ایک خوبصورت زہریلی ناگن بن کر میدان مقابلہ میں آ ڈٹی۔ اس ہولناک کشمکش کے نتائج ہم کو یورپ و امریکہ میں ہر جگہ اور ایشیا کی مغرب زدہ سوسائٹیوں میں بکثرت نظر آ رہے ہیں۔ مندرجہ بالا سرگذشت بھی اسی کا ایک نمونہ ہے برخلاف اس کے اسلام نے عورت کو تمام ضروری حقوق دیئے۔ اس کے نسوانی شرف و تقدس کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی مرد اور عورت دونوں کیلئے ایسی معتدل و حکیمانہ راہ عمل مقرر کی جس پر وہ کامل اتحاد و تعاون سے روحانی سربلندی اور دنیوی ترقی کی طرف بڑھتے ہیں۔ ہمارے مغرب زدہ اور حامیٔ نسواں حضرات اور حقوق طلب آزاد خیال خواتین کے لئے یہ دونوں راہیں کھلی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں صحیح راہ کے انتخاب کی توفیق دے۔

بقیہ صفحہ ۲

سامان کی تجارت مویشی کی تجارت سے بالکل علیحدہ چیز ہے کیونکہ مویشیوں میں توالد و تناسل کے ذریعہ سے خود افزائش ہوتی رہتی ہے۔ یہ زکوٰۃ اسی حساب سے ہوگی جیسے نقدی کی زکوٰۃ

(۳) غلہ وغیرہ۔ پیداوار زمین پر زکوٰۃ

زمین کی پیداوار پر بھی زکوٰۃ ہے۔ اس کا ذکر قرآن کریم میں خصوصیت سے کیا گیا ہے۔ چنانچہ انگور، کھجور، زیتون، انار اور مختلف قسم کے کھیتوں کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کلوا من ثمرہٖ اذا اثمر و اٰتوا حقہ یوم حصادہٖ اس کے پھل سے کھاؤ جب وہ پھل لائے اور اس کے کاٹنے کے دن اس کا حق دو۔ یہ حق زکوٰۃ ہے اور زمین پر خراج ہندوستان میں گورنمنٹ وصول کرتی ہے وہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ نہیں کرتا۔ حقہ کے اندر نہیں آتا بلکہ گورنمنٹ اپنے آپ کو ایک گونہ مالک زمین قرار دے کر وصول کرتی ہے۔ زکوٰۃ کے خاص مصارف قرآن کریم میں بتائے گئے ہیں جن میں زیادہ تر فقراء و مساکین مؤلفۃ القلوب اور جہاد فی سبیل اللہ کا حصہ ہے اور زمین کے خراج کا روپیہ جو گورنمنٹ وصول کرتی ہے ان مصارف پر نہیں لگتا۔ پھر یہ خراج ہر مالک زمین سے وصول ہوتا ہے۔ امیر ہو یا غریب فصل ہو یا نہ ہو۔ زکوٰۃ صرف اغنیاء پر ہے اور جس قدر کسی فصل میں پیداوار ہو۔ اسی کا معینہ حصہ ہے البتہ یہ خراج چونکہ مجبوراً دینا پڑتا ہے اس لئے لازمی اخراجات زمین میں شمار ہوگا۔ گویا پیداوار زمین کی اس قدر کم ہی جائے گی۔ مثلاً ایک شخص کے پاس بیس بیگھہ زمین ہے۔ جس میں پچاس من گیہوں پیدا ہوتی ہے جس کی قیمت اندازاً ڈیڑھ سو سمجھ لو۔ مگر اس زمین پر اسے پچاس روپے خراج سرکار کو بھی دینا پڑتا ہے تو اس کی پیداوار ایک سو روپے سمجھی جائے گی۔ ایسا ہی اگر ایک شخص نے دوسرے سے اجارہ پر لے کر زمین کو کاشت کیا ہے تو جس قدر رقم بطور اجارہ دینی پڑتی ہے وہ خرچ لازم میں محسوب ہوگی اور نصاب کا اندازہ بھی اس کی منہائی کے بعد ہوگا۔ لیکن اس صورت میں اجارہ پر دینے والے نے بھی فی الحقیقت زمین کی پیداوار کا ہی ایک حصہ لیا ہے اس لئے جو رقم وہ بطور اجارہ

سے وہ غلہ کے قائم مقام سمجھی جا کر اس پر زکوٰۃ غلہ کی طرح ہی واجب الادا ہوگی۔ گویا یوں سمجھنا چاہیئے کہ اس زمین کی پیداوار میں دو شریک ہوگئے ایک اصل مالک زمین اور ایک کاشتکار۔ اور ہر ایک پر اس کے حصہ کے مطابق زکوٰۃ ہے بشرطیکہ وہ آمد نصاب سے زیادہ ہو۔

غلہ کا نصاب

حدیث میں کھجور کا نصاب پانچ وسق ہے جو ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع چار مد ہے اور مد ۱ ½ رطل ہے اور رطل آدھ سیر۔ تو اس حساب سے بیس من پختہ کھجور کا نصاب ہوا۔ پس یہی نصاب غلوں کا ہے۔ خواہ گیہوں ہو یا جو یا باجرہ یا چنا یا کوئی اور غلہ جن کا نرخ قریباً قریباً برابر ہے لیکن ایسی پیداوار اراضی جو نسبتاً زیادہ گراں ہے جیسے کپاس۔ اس کا نصاب بھی کم ہونا چاہیئے۔ چنانچہ احادیث میں نہ صرف سونے اور چاندی کے نصاب میں فرق رکھا ہے بلکہ اونٹ گائے بکری سب کے نصاب میں فرق ہے۔ اور چونکہ ہر چیز کے لئے علیحدہ نصاب مقرر کرنا مشکل ہے۔ اسی لئے ایسی پیداوار اراضی کا جو عام غلوں سے زیادہ گراں ہے سب کا نصاب باون روپے ہوگا جو نقدی کا نصاب ہے اور نصاب کا حساب یوں کیا جائیگا۔ کہ اول پیداوار اراضی کی دیکھی جائیگی۔ پھر اس میں سے اس قدر کمی کی جائیگی جس قدر خراج زمین پر سرکار کو یا مالک اراضی کو دینا پڑتا ہے۔ باقی ماندہ پیداوار اگر بیس من پختہ سے زیادہ ہے یا باون روپے سے زیادہ قیمت کی ہے تو اس پر زکوٰۃ لیجائیگی صحابہؓ کے زمانہ میں اور بعد کے زمانہ میں اسلامی سلطنتوں میں بارانی زمینوں یا قدرتی نہروں سے سیراب ہونیوالی زمینوں کی پیداوار کا عشر یعنی دسواں حصہ لیا جاتا تھا۔ اور چاہی زمینوں کی جن پر کاشتکار کو محنت کرنی پڑتی ہے یا نہری زمینوں کی جن پر سرکار کو آبیانہ دینا پڑتا ہے پیداوار کا بیسواں حصہ لیا جاتا تھا۔ مگر اس کے علاوہ زمین پر اور کوئی محصول نہ تھا۔ موجودہ زمانہ میں چونکہ زمین پر محصول بھی ہے اس لئے زکوٰۃ بحساب ۲ ½ فیصدی لی جائیگی۔ جو پس انداز کی زکوٰۃ ہے۔

ایسی فصلیں جو زمیندار صرف مویشی کے لئے بوتے ہیں۔ ان پر کوئی زکوٰۃ نہ ہوگی اور ایسا ہی ان ترکاریوں، سبزیوں اور پھلوں پر بھی کوئی زکوٰۃ نہ ہوگی۔ جو اپنے گذارہ کے لئے کاشت کی جاتی ہے لیکن جو سبزیاں اور پھل وغیرہ فروخت کیلئے کاشت ہوتے ہیں اور ایسا ہی جو فصلیں ایسی ہیں کہ وہ صرف فروخت کیلئے کاشت کیجاتی ہیں یا فروخت کر دی جاتی ہیں جیسے خربوزہ یا نیل وغیرہ، ان سب میں زکوٰۃ اسی حساب سے ہوگی جو اوپر ذکر ہوا ہے۔ لیکن نصاب سہولت کیلئے باون روپے رہیگا یعنی باون روپے سے زیادہ کی فصل اگر فروخت کی ہے تو اس پر زکوٰۃ اسی حساب سے ہوگی جو اوپر ذکر ہوا۔

جو لوگ زمین کو خود کاشت نہیں کرتے بلکہ اجارہ یا حصہ پر دے کر دوسروں سے کاشت کراتے ہیں ان کی پیداوار اراضی وہی روپیہ یا غلہ سمجھا جائیگا جو وہ وصول کرتے ہیں اور خراج سرکاری اگر وہ خود ادا کرتے ہیں تو اس سے منہا کرنے کے بعد۔ اگر نصاب غلہ سے زیادہ ہو یا بصورت روپیہ باون روپے سے زیادہ ایسی آمد ہو تو اس پر زکوٰۃ اسی حساب سے ہوگی جو اوپر ذکر ہوا۔

۴۔ مکانات کے کرایہ پر زکوٰۃ

مکانات کے کرایہ پر ایک سال کی آمدنی کرایہ باون روپے سے زیادہ ہو تو زکوٰۃ بحساب اڑھائی روپے فی سینکڑہ ہوگی اپنے رہائشی مکانات پر یا جن مکانات سے کوئی کرایہ وصول نہیں ہوتا کوئی زکوٰۃ نہیں۔

۵۔ تجارتی مویشیوں پر زکوٰۃ

اونٹ کا نصاب پانچ۔ گائے کا تیس۔ بھیڑ بکری کا چالیس ہے اور زکوٰۃ ان میں قریباً چالیسواں حصہ بنتی ہے۔ البتہ بکریوں میں چالیس سے لیکر دو سو تک ایک ہی بکری ہے اور فی سو بکری پر ایک۔

پسرور میں مخالفین احمدیت کی افسوسناک حرکات

ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ

(از جناب خواجہ غلام نبی صاحب بھیرو)

پسرور میں مخالفین حق اپنی پوری قوت سے احمدیت کو مٹا دینے پر تلے بیٹھے ہیں بالکل اسی طرح جس طرح مشرکین مکہ اسلام کو مکہ مکرمہ سے مٹا دینا چاہتے تھے۔ ہماری طرف سے ان کی شرارتوں کا کوئی جواب نہیں دیا جاتا۔ راستہ چلتے احمدیوں کو گالیاں دینا اور آوازے کستا ہمارے مخالفین کا شیوہ ہو چکا ہے۔ مگر احمدی نہایت صبر و سکون کے ساتھ پاس سے گذر جاتے ہیں۔

احمدیوں کا بچہ بچہ بفضل خدا تہذیب و شرافت کی مستحکم چٹان پر کھڑا ہے اور یہی وجہ ہے کہ پسرور میں ہر ایک شریف الطبع انسان کو ان کے پرامن ہونیکا اعتراف کرنا پڑتا ہے اکثر غیر مسلم شرفاء ان مخالفین کو سمجھاتے رہتے ہیں۔ ہماری جماعت کے ایک ممبر میاں محمد الدین کشمیری کا مکان محلہ موری دروازہ میں ہے۔ ان کے محلہ کے لوگ ہر وقت فساد پر آمادہ رہتے ہیں چنانچہ کئی مرتبہ لاٹھیاں لے کر ان کے مکان پر مارنے کیلئے آئے ایک دو مرتبہ کیپٹن سردار کرتار سنگھ اور ان کے بھائی سردار بلونت سنگھ نے ڈانٹ ڈپٹ کر منع کیا کہ تم ”باز آجاؤ“

میاں محمد الدین صاحب احمدی، اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ یہ وہ مسجد ہے جسکو انہوں نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے۔ مخالفین کے گالی گلوچ پر بھی انہوں نے پرواہ نہ کی اور مسجد میں نماز پڑھتے رہے اور علی اعلان یہ کہدیا کہ میں جبتک زندہ ہوں اسی مسجد میں نماز پڑھونگا اور کسی کے روکنے سے نہیں رکونگا۔ فتنہ پرداز شہر میں بڑے بڑے جغادری ملانوں اور دیگر مخالفین کے پاس گئے مگر کسی کو بھی اس مرد مومن کو زبردستی روکنے کی جرأت نہ پڑسی۔ ہاں گالیاں دیتے رہے مگر میاں محمد الدین نے کبھی بھی گالی کا جواب گالی سے نہیں دیا بالآخر ۹/۲۵ ۱۷ کو ان ظالموں نے مسجد کو اندر سے تالا لگا دیا جسکی رپورٹ میاں محمد الدین صاحب نے نائب تحصیلدار صاحب کی خدمت میں کر دی (بڑے تحصیلدار صاحب شہر میں موجود نہ تھے) اور تھانہ میں بھی اطلاع دیدی ۹/۲۵ ۱۹ کو جناب تحصیلدار صاحب نے مخالفین میں سے محمد عظیم وغیرہ کو بلایا اور میاں محمد الدین صاحب کو بھی بلایا اور دیر تک سمجھاتے رہے کہ مسلمان کو مسجد میں تالا نہیں لگانا چاہیئے۔ یہ بات سخت معصیت میں داخل ہے الغرض بہت کچھ کہنے سننے کے بعد مخالفین نے منظور کر لیا کہ میاں محمد الدین صاحب ایکطرف مسجد میں نماز پڑھ لیا کریں۔

مگر باوجود ان سب باتوں کے مخالفین ہر وقت آمادہ فساد رہتے ہیں اب سنا ہے کہ وہ لوگ کسی دن میاں محمد الدین صاحب کو پیٹنا چاہتے ہیں مگر یہ مرد مومن بھی پورے اطمینان اور شرح صدر کے ساتھ مار کھانے کے لئے آمادہ ہے بلکہ اس نے خدا سے عہد کیا ہے کہ ”الٰہی جبتک میرے دم میں دم ہے نماز پڑھنے سے ہرگز نہیں رکونگا اور اس راہ میں اگر میری جان کام آئی تو اپنی سعادت سمجھوں گا“

میاں محمد الدین صاحب اب پولیس میں بھی اطلاع نہیں دینے کیونکہ وہ سمجھ گئے ہیں کہ پولیس ہماری کچھ مدد نہیں کرتی۔ اس سے قبل کئی واقعات کی اطلاع دے کر وہ پولیس کو آزما چکے ہیں۔ پسرور کے مسلمانوں میں سے تمام بڑے بڑے صاحب مخالفین کی پشت پر ہیں بڑے بڑے گھرانوں کی فوجیں جلوس کی شکل میں احمدیوں کے مکانوں پر آکر ۲۳/۸/۳۵ کو سینہ کوبی کر گئی ہیں مگر کیا ان کی ایسی حرکات سے جو لوگ علیٰ وجہ البصیرت حق کو پا چکے ہیں کبھی ڈگمگا سکتے ہیں ؟ ہرگز نہیں ؟

اخبارات میں جس سید خاندان کے احمدیت سے روگردان ہو کر مرتد ہو جانے کی خبر شائع ہوئی ہے ہم لوگ قطعاً اس کو احمدی نہیں سمجھتے تھے۔ وہی معکد لعنۃ اب قسم کھا کر کہہ ے کہ کبھی اس نے ہمارے ساتھ ملکر کوئی نماز یا جمعہ کی

ایمان" کے ایک نامہ نگار کا حقیقت افروز بیان

حضرت امام الزمان علیہ السلام کی صداقت کے کھلے کھلے نشانات

(از محبوب عالم صاحب ریاست چمبہ)

سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین ۔ (الفرقان)

ترجمہ۔ دنیا میں پھرو اور دیکھو کہ (خدا تعالیٰ کے ماموروں کو) جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔

گو مسلمان زبان سے ضرورت مجدد سے منکر ہو جائیں۔ لیکن ان کے دل اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ مسلمان قوم کو اس زمانہ میں ایک ایسے امام اور رہنما کی ضرورت ہے جو دین کے ساتھ ساتھ ان کی دنیوی رہنمائی بھی کرے۔ چنانچہ سیرت کمیٹی پٹی کے اخبار "ایمان" مورخہ ۳۱ اگست، ۷ ستمبر میں ایک چھوٹا سا مضمون بعنوان "دین حق کی عملی خدمات کا سلسلہ" اور "فتح مندی کا راز" "ایمان" کے کسی نامہ نگار نے شائع کرایا ہے جس میں لکھا ہے:۔

"موجودہ صورت میں مسلمان شتر بے مہار کی طرح ہیں اور جس طرح بغیر سپہ سالار کے فوج تنظیم کھو بیٹھتی ہے اور شکست کھاتی ہے۔ اسی طرح وہ جماعت جو کسی ایک امام کے ماتحت نہ ہو بخوبی کامیاب نہیں ہو سکتی اور موجودہ صورت حالات میں تو میں یہ کہونگا کہ مسلمانوں میں انتخاب امام کی صلاحیت ہی موجود نہیں ہے اور نہ حالات ایسے ہیں کہ مسلمان کسی ایک شخص کو امام منتخب کر سکیں۔ پس ضرورت ہے کہ جس طرح وفات نبوی کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت صدیق اکبرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے لوگوں کو ترغیب دی تھی۔ اسی طرح آپ بھی کسی عالم دین کے ہاتھ پر بیعت کر کے عوام الناس کو ترغیب دیں کہ وہ اپنا بکھرا ہوا شیرازہ ایک مرکز پر جمع کر لیں اس کے بعد ہر شہر میں جمعہ کے دن بیعت عام کا اعلان کیا جائے۔ کہ تمام مسلمان فلاں صاحب کی بیعت کریں۔ ممکن ہے کہ اس طرح قوم کی مصیبتیں ختم ہو جائیں۔"

فی الواقعہ مسلمان قوم شتر بے مہار کی طرح ہے زمانہ حال میں کوئی بھی ایسا عالم یا رہنما یا امام موجود نہیں جو مسلمانوں کی رہنمائی کی قابلیت رکھتا ہو۔ کیونکہ اگر کوئی ایسی ہستی ہوتی تو قوم کی یہ زبون حالت نہ ہوتی آج مسلمان ایک مولانا کو سر پر اٹھاتے ہیں تو کل اسے زمین پر دے مارتے ہیں۔ اس کی پگڑی کو پاؤں تلے روند دیتے ہیں اور پھر کسی اور کی تلاش کرتے ہیں۔ ع

تو نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی

چنانچہ سید عطاء اللہ صاحب بخاری کا یہی حشر ہوا۔ خود اخبار "ایمان" کو اعتراف ہے کہ کل تک مولانا کی ذات مسلمانوں کے لئے قطب اور غوث سے کم نہ تھی۔ لیکن آج ایکدن ہیں انہیں گھر بیٹھے بغیر کسی جرم و گناہ کے ہزار ہزار گالیاں دی جا رہی ہیں"۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔ کیا یہ واقعات مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں؟ اگر سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری احمدیت کی مخالفت میں حق بجانب ہیں تو آج کیوں انہیں اور ان کی نام نہاد مجلس احرار کو ذلت کا منہ دیکھنا نصیب ہوا ہے؟

اور اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام (نعوذ باللہ) مفتری ہیں تو کیوں اللہ تعالیٰ ان کے لگائے ہوئے چمنستان کو دن بدن سرسبز اور باروَر کر رہا ہے؟

بخاری صاحب امیر شریعت بھی بن گئے۔ لوگوں نے ان کی بیعت بھی کر لی۔ مگر پھر وجہ کیا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک گمراہی کی بچانے والے کو خائب و خاسر رکھا ؎

پاک برتر ہے وہ جھوٹوں کا نہیں ہوتا نصیر
ورنہ اٹھ جائے اماں پھر سچے ہوویں شرمسار

پس معلوم ہوا۔ کہ احمدیت گمراہی نہیں صراط مستقیم ہے جس کی مخالفت میں بخاری جیسے "امیر شریعت" کو بھی ندامت اٹھانی پڑی۔

میں اخبار "ایمان" کے معزز نامہ نگار پر یہ روشن کرنا چاہتا ہوں کہ بغیر تائید آسمانی کے محض ایک شخص کو خود امام بنا کر اور اس کی بیعت کر کے کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ خود خدا تعالیٰ کسی پاک انسان کو کھڑا نہ کرے اور وہ پاک انسان صدی کے سر پر کھڑا کیا جا چکا ہے مگر لوگوں کی آنکھیں اس کی طرف سے بند ہیں ؎

آفتاب صبح نکلا اب بھی سوتے ہیں یہ لوگ
دن سے ہیں بیزار اور راتوں سے کرتے ہیں وہ پیار

اس پاک انسان کو اللہ تعالیٰ نے کامیاب کیا اور آج بھی اس کی جماعت روز افزوں ترقی کر رہی ہے اور ایک امام کے ماتحت اپنے منزل مقصود کی طرف تیزی سے قدم مار رہی ہے۔ کیا یہ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اس کے مقدس بانی کی صداقت کے کھلے کھلے نشانات نہیں؟

لا تلبسوا الحق بالباطل۔ اے لوگو کیوں صداقت کو چھپاتے ہو؟ نامہ نگار ہذا معترف ہے کہ "بغیر سپہ سالار کے فوج تنظیم کھو بیٹھتی ہے اور شکست کھاتی ہے"۔

آج دنیائے اسلام کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے سپہ سالار اور ڈکٹیٹر کی ضرورت ہے۔ پس وہ سپہ سالار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی خلیفہ ہی ہو سکتا ہے جو فنا فی الرسول کے مقام پر پہنچا ہوا ہو اور یہ مقام حضرت مسیح الزمان علیہ السلام کو حاصل ہے۔

دل زارم بہ پہلویم مجوئید
کہ بستیمش بدامان محمدؐ (مسیح موعود)

چنانچہ اسلامی دنیا کی ڈکٹیٹرشپ کے لئے ایک مرد خدا اٹھا۔ اور ملت بیضا کو منظم کرنے کے لئے بیعت لینی شروع کی۔ اور رفتہ رفتہ اس باہمت انسان نے دین احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں کی ایک فوج تیار کی۔ جو آج تک دشمنان اسلام کے مقابلہ پر بنیان مرصوص کی طرح ڈٹی ہوئی ہے اور آج تک وہ فوج مامور من اللہ کے بتائے ہوئے راستہ پر گامزن ہے۔ نامہ نگار موصوف لکھتا ہے "آپ بھی کسی عالم دین کے ہاتھ پر بیعت کر کے عوام الناس کو ترغیب دیں کہ وہ اپنا بکھرا ہوا شیرازہ ایک مرکز پر جمع کر لیں"۔

لیکن بغیر تائید غیبی امارت کا ڈھونگ رچا کر بیعت لینا منزل مقصود پر نہیں پہنچا سکتا۔ اسی کے متعلق حضرت مجدد وقت نے لوگوں کو چیلنج دیا ہے کہ:۔

؎ ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

کیا اب بھی نامہ نگار موصوف اور اخبار "ایمان" اعتراف نہ کرینگے کہ اس سلسلہ کی پشت پر قادر مطلق کا ہاتھ ہے اگر وہ قوم کی تنظیم چاہتے ہیں تو اس عالیشان سپہ سالار کے جھنڈے تلے لوگوں کو جمع کریں۔ کیونکہ ؎

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

جیسا کہ ایمان کو بھی اعتراف ہے:۔

"مسلمانوں کی موجودہ حالت کو دیکھ کر مجھے امید نہیں کہ کوئی شخص اس قوم کی بیعت قبول کرنے پر بھی آمادہ ہو"

گو ایڈیٹر صاحب کی اس سے مراد مسلمانوں کی کمزوری ہے لیکن جو شخص قوم کے انحطاط کے وقت اس کی رہنمائی نہیں کر سکتا وہ اس قابل نہیں کہ اسے امیر شریعت یا رہنما کہا جائے۔ آفرین صد آفرین ہے اس شخص کے ہمت و استقلال اور ایمانی قوت پر جس نے قوم کی باگ کو اس وقت ہاتھ میں لیا جب قوم کی حالت آج سے ہزار گنا ابتر تھی۔ وہی قوم کا حقیقی سپہ سالار کہلانے کا مستحق ہے اس نے اخبار "ایمان" کی طرح یہ بہانہ نہ کیا کہ "جہاں عوام کے دماغوں کا یہ حال ہو وہاں تو امامت کا نام لینا بھی جرم ہے"۔ اس نے عوام کے دماغوں کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی سے درست کیا اور آج ہزاروں دماغ ایک امام کے ماتحت کام کر رہے ہیں یقیناً وہی شخص اس شعر کا مصداق ہے:۔

؎ رسید مژدہ ز غیبم کہ من جہاں مردم
کہ او مجدد ایں دین و رہنما باشد

خریدار صاحبان

کی خدمت میں ایک ضروری درخواست

انجمن کا مالی سال ماہ اکتوبر میں ختم ہو رہا ہے اس موقع پر انجمن کے دیگر صیغوں کی طرح پیغام صلح کو بھی بلوں کی ادائیگی اور بقایاجات کی بیباقی کے لئے روپے کی اشد ضرورت ہوتی ہے خریدار صاحبان کی خدمت میں بصد ادب درخواست ہے کہ ادائیگی چندہ کی طرف خاص طور پر توجہ دیں جن دوستوں کو چندہ ختم ہونے کی اطلاع دی گئی ہے وہ اپنی پہلی فرصت میں واجب الادا رقوم بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں جن دوستوں کے نام وی پی ارسال ہوئے ہیں وہ انہیں ضرور وصول فرما کر اپنے قومی و اخلاقی فرض سے سبکدوش ہوں۔ (منیجر)

ضروری اطلاع

جناب مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے ایڈیٹر پیغام صلح ایک ہفتہ کی رخصت پر لاہور سے باہر تشریف لے گئے ہیں یہ پرچہ ان کی غیر حاضری میں مرتب و شائع ہوا ہے آئندہ پرچہ بھی ادارہ ایڈیشن بھی انکی غیر حاضری میں مرتب ہوگا۔ اگر ان دونوں پرچوں میں قارئین کو کوئی خامی یا فروگذاشت نظر آئے تو اسے معاف فرمایا جائے خادم۔ (مدیر معاون)

سیاسی بدعقلی اور حماقت کی انتہا

"احمدیوں کو علیحدہ اقلیت قرار دیا جائے"

معزز معاصر "انقلاب" نے اپنی ۵ ستمبر کی اشاعت میں مندرجہ ذیل مضمون بطور مقالہ افتتاحیہ شائع کیا ہے۔ جو تمام مسلمانوں کے مطالعہ اور غور و فکر کے قابل ہے۔ (مدیر)

احمدیوں کی مخالفت کی اصل غرض

مجلس احرار اسلام نے کچھ مدت سے احمدیوں کے خلاف جو طوفان برپا کر رکھا ہے۔ اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ مجلس احرار آیندہ انتخابات کے لئے اپنی تنظیم کرنا چاہتی تھی۔ اور اس تنظیم کے لئے کوئی نہ کوئی ہنگامہ مطلوب تھا۔ حکومت کے خلاف ہنگامہ پیدا کرنے کا کوئی موقع نہ تھا۔ کیونکہ کانگرس تک حکومت سے مغلوب ہو چکی تھی۔ اور گول میز کانفرنسوں میں مسلمانوں کے حقوق کا مسئلہ زیر بحث تھا۔ ہندوؤں کے خلاف ہنگامہ برپا کرتے تو دار و گیر اور مقدمات شروع ہو جاتے اور اصل مقصد (تنظیم برائے انتخابات) فوت ہو جاتا۔ اس لئے انہوں نے قادیان کے خلاف صف آرائی شروع کر دی۔ جس میں مسلمانوں کی زیادہ سے زیادہ توجہ ان کی طرف مبذول ہو سکتی تھی۔ زیادہ سے زیادہ روپیہ وصول ہونے کی توقع تھی۔ اور خطرہ کم سے کم تھا۔ اس جنگ میں عامۃ المسلمین کی تائید احرار کے شامل حال تھی۔ سکھ اور ہندو اور عیسائی بھی احرار کی پیٹھ ٹھونک رہے تھے۔ اور حکومت بھی بعض وجوہ سے احمدیوں کے خلاف ہو رہی تھی اس لئے اس طرف سے بھی احرار کو کوئی خاص خطرہ نہ تھا۔ چنانچہ رہنمایان احرار کا اندازہ صحیح نکلا۔ بڑے بڑے عظیم الشان جلسے ہوئے۔ بہت بڑے بڑے جلوس نکلے۔ کانفرنسیں ہوئیں۔ چندہ جمع ہوا۔ ہر طرف احرار ہی احرار کا نام گونجنے لگا اور لطف یہ ہے کہ نقصان ذرہ برابر بھی نہ ہوا۔ ایک صاحب کسی تقریر کی بنا پر ماخوذ ہوئے۔ تو ان کو پندرہ منٹ قید کی مضحکہ خیز سزا دی گئی۔ جس سے ایسی تقریروں کا سد باب ہونے کے بجائے ان کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ حکومت نے احرار کو قادیان کے گرد آٹھ آٹھ میل کے اندر جلسہ کرنے سے منع کر دیا۔ احرار نے سر تسلیم خم کر دیا۔ اس لئے کہ خلاف ورزی احکام کا نتیجہ قید و بند ہوتا اور انتخاب کا خواب پریشان ہو جاتا

احرار کے اقتدار کا تختہ الٹ گیا

غرض احرار اسلام اپنی احتیاط حکومت کے اغماض اور مسلمانوں ہندوؤں سکھوں اور عیسائیوں کی حمایت سے سارے صوبے میں اپنا کوس لمن الملک بجانے لگے اور کسی کو اس امر میں شبہ کی گنجائش نہ رہی۔ کہ آیندہ انتخابات میں احرار اسلام کو خوب ووٹ ملیں گے۔ یہاں تک کہ مسجد شہید گنج کا قضیہ شروع ہو گیا احرار نے اس سے کنارہ کشی اختیار کی۔ کیونکہ اس میں خطرات تھے اور آگے انتخابات آ رہے تھے۔ اس ذرا سی لغزش نے احرار کے اقتدار کا تختہ الٹ دیا اور آج فال فال احراریوں کے سوا باقی تمام مسلمان مجلس احرار کے مخالف ہو رہے ہیں ؎

رفتم کہ خار از پا کشم محمل نہاں شد از نظر
یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ راہم دور شد

احرار کی روش پر سمجھدار مسلمانوں کا اضطراب

یہ تو جو کچھ ہوا خود مجلس احرار کے لئے اچھا یا برا ہوا لیکن جن مسلمانوں کو اسلامی سیاسیات سے کما حقہٗ آگاہی ہے اور جو کسی پارٹی کی بزرگداشت نہیں بلکہ مسلمانوں کی سیاسی مصلحتوں کی حفاظت چاہتے ہیں۔ وہ احرار اسلام کی اس خلاف قادیان تحریک پر بے حد مضطرب ہو رہے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ احرار نے اپنے قدیم مسلک کے خلاف یہ جو فرقہ بندی کی جنگ چھیڑی ہے۔ اس کا نتیجہ اتحاد بین المسلمین کے حق میں نہایت مضر ہوگا۔ وہ احرار کو سمجھاتے بھی تھے کہ تم اپنے پرانے طریق پر سیاسی خدمت میں مصروف رہو۔ اور ان فرقہ پرستانہ جھگڑوں میں نہ پڑو۔ لیکن احراری نقار خانے میں طوطی کی کون سنتا تھا۔ اس لغویت کو یہاں تک ترقی دی گئی کہ جا بجا احمدیوں کو علیحدہ اقلیت قرار دینے کا مطالبہ قرار دادوں کی صورت میں ہونے لگا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عامۃ المسلمین بیچارے کیا جانیں کہ وہ اپنے پاؤں پر اپنے ہاتھوں کلہاڑا چلا رہے ہیں۔ ان کو تو جو کچھ لیڈروں نے کہہ دیا وہی کرنے لگے۔

سب سے بڑی سیاسی حماقت

لیکن ہمارا دعوےٰ ہے کہ گذشتہ سالہا سال کے دوران میں سیاسی حیثیت سے مسلمانوں نے جو سب سے بڑی حماقت کی ہے۔ وہ صرف یہی ہے کہ انہوں نے ایک ایسے فرقے کو جو ان کے ووٹنگ رجسٹر میں شامل ہے اپنے ہاتھوں اس رجسٹر سے خارج کرنے کی کوشش کی کیا دنیا کی آئینی تاریخ میں اس حماقت کی کوئی مثال مل سکتی ہے کہ ایک قوم جس کی اکثریت محض ایک یا دو فیصدی تسلیم کی گئی ہو وہ دوسری قوموں اور جماعتوں کو اپنے میں ملانے کے بجائے اپنے ہی سیاسی جسم کے بعض اعضاء کو کاٹ کر پھینک دینے پر تل گئی ہو۔ اگر یہ مطالبہ اقلیت کی طرف سے پیش ہوتا کہ ہم اکثریت کے ہاتھوں بے حد تنگ ہیں ہمیں علیحدہ اقلیت قرار دیا جائے تو ایک بات بھی تھی۔ کیونکہ دنیا بھر میں اقلیتیں علیحدہ حقوق مانگتی ہی چلی آئی ہیں لیکن یہاں اکثریت کی طرف سے یہ تجویز پیش ہو رہی تھی کہ فلاں جماعت کو ہم میں سے خارج کر دیا جائے

احمدیوں کی عقل مندی

احمدیوں کی سیاسی دانشمندی کی داد دینی چاہیئے کہ انہوں نے مسلمانوں کی طرف سے احمدیوں کو الگ کر دینے کا شور و غوغا ایک کان سنا اور دوسرے کان سے اڑا دیا ورنہ وہ بھی اگر علیحدگی کا مطالبہ شروع کر دیتے۔ تو حکومت بہت ہی جلد اُسے منظور کرنے پر مجبور ہو جاتی۔

احراریوں کی بے وقت کی شہنائی

آج ملت کے سامنے مسجد شہید گنج کا مسئلہ سبقت و اولیت رکھتا ہے۔ اور مسلمانان ہند باقی تمام مسائل کو پس پشت ڈال کر اسی پر اپنی توجہات مرکوز کر رہے ہیں۔ احرار اسلام کا یہ طریقہ بہت ہی عجیب و غریب ہے کہ وہ شہید گنج کے مسئلہ میں بھی قادیانیت کی بے وقت شہنائی بجانے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ مسلمان اس قسم کی فرقہ بندانہ آواز پر پھر اکٹھے ہو جائیں گے اور ہم انہیں پھر بے وقوف بنا کر کچھ مدت تک اپنے جلسوں اور جلوسوں کو پُر رونق بنا سکیں گے۔ تا آنکہ انتخابات کا وقت آ جائے۔ ہم نے احمدیوں کے بڑے بڑے دشمنوں کو ۲۰ ستمبر کے جلوس میں یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ احراری جھنڈوں پر یہ لکھنے کی کیا ضرورت تھی کہ "مرزا غلام احمد کافر ہے"۔ مسجد شہید گنج کو مرزا غلام احمد کے کفر و اسلام سے کیا تعلق ہے لیکن انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہی تو ایک سہارا ہے جس پر مجلس احرار اسلام زندگی بسر کر رہی ہے۔ اگر مخالف قادیان تحریک کے احیا کی امید احرار کا ساتھ چھوڑ دے۔ تو آج فضا ان کے لئے جس قدر ناسازگار ہے۔ اس میں اس مجلس کا زندہ رہنا محال ہو جائے۔

حماقت کا اعادہ

اب بعض حلقوں سے پھر یہی آواز بلند ہو رہی ہے کہ احمدیوں کو علیحدہ غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ ہم پھر یہی عرض کریں گے کہ اس قسم کا مطالبہ مسلمانوں کی سیاسی خودکشی کا مترادف ہوگا۔ جو لوگ (خواہ وہ کتنے ہی عظیم المرتبت ہوں) ایسا مطالبہ کر رہے ہیں۔ وہ مسلمانوں کی سیاسی زندگی۔ ان کی مذہبی فرقہ بندی اور ان فرقوں کے باہم تعلقات کی پیچیدگی کو بالکل نہیں سمجھتے۔ اور محض عوام کو خوش کرنے کے لئے اس قسم کی لغویات کہہ رہے ہیں جس کو سن کر انگریز اور ہندو قہقہے لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ قوم اسی طرح اپنے جسم کا ایک ایک عضو کاٹ کر پھینکتی چلی جائے گی اور ختم ہو جائے گی۔ گاندھی اور مالوی اپنی قوم کی عظیم الشان اکثریت کے باوجود چھ کروڑ اچھوتوں تک کو گلے لگا رہے ہیں محض اس لئے کہ ہندوؤں کے ووٹ زیادہ ہو جائیں اور پنجاب کے مسلمان اپنی بے حقیقت سی اکثریت کے باوجود ایک اچھی خاصی کلمہ گو تعلیم یافتہ منظم جماعت کو اپنے سے علیحدہ کر دینا چاہتے ہیں۔ تاکہ مسلمانوں کے ووٹ پہلے سے کم ہو جائیں یہ خودکشی نہیں کیا ہے۔

اس مسئلہ کے دوسرے پہلوؤں پر انشاء اللہ آیندہ اظہار خیال کیا جائے گا۔ ہر مسلمان سے گذارش ہے کہ ان معروضات کو غور سے پڑھے اور اس سیاسی خودکشی کو حتی الامکان روک دینے کی کوشش کرے۔

خبریں

عالم اسلام

—— تازہ عربی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ امام یحیٰی والئی یمن کے تخت سے دستبردار ہونے کی جو اطلاعات انگریزی اخبارات میں شائع ہوئی ہیں۔ ان میں کوئی صداقت نہیں امام موصوف بدستور یمن کے حکمران ہیں البتہ امیر سیف الاسلام ولیعہد انکی طویل بیماری کے زمانہ میں نائب السلطنت کی حیثیت سے امور مملکت کو انجام دیتے رہے ہیں

—— مصر میں انگریزی زبان کو روز بروز فروغ حاصل ہو رہا ہے اس پر وہاں کے مشہور اخبار البلاغ نے زبردست احتجاج کیا ہے اور لکھا ہے مصری قومیت کا اولین مظہر عربی زبان اور دینی تعلیم ہے حکومت کو اس کا ہر حالت میں خیال رکھنا چاہیئے۔

—— علامہ سید رشید رضا مصری کی وفات پر اکثر عربی ممالک میں ماتم کیا گیا۔

—— طہران کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ وہاں ایران اور زوگوسلاویہ کی ایک مشترکہ کمپنی قائم کی جا رہی ہے تاکہ زیگوسلاویہ کی مصنوعات کو جن میں بجلی کے اوزار خاص طور پر قابل ذکر ہیں ایران میں درآمد کرے۔

—— برلن کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ چند روز ہوئے وہاں ایران کا ایک اقتصادی وفد وارد ہوا تھا۔ اس کی آمد کا مقصد یہ ہے کہ جرمنی اور ایران کے درمیان تجارتی اشیاء کے مبادلہ کے مزید امکانات پر غور کرے۔

—— بحرین کی ایک اطلاع ہے کہ یہاں محمرہ اور عبادان سے ہجرت کئے ہوئے ۴۰ ہزار عرب وارد ہوئے ہیں، کیونکہ حکومت ایران اپنے ملک کے تمام باشندوں کی جبری فوجی بھرتی عمل میں لا رہی ہے اور سب کو ایرانی زبان کے وسیلہ سے تعلیم حاصل کرنے پر مجبور کر رہی ہے ہیٹ کا پہننا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سزائیں مل رہی ہیں۔

—— مصر کا مشہور اخبار "البلاغ" رقمطراز ہے کہ حکومت ایران نے لاطینی حروف کے استعمال کا فیصلہ کر لیا ہے یہ عمل لغت ایرانیہ کو کلمات اجنبیہ سے خارج کرنے کے بعد شروع ہوگا۔ جدید طرز پر ایک قاموس تیار ہو رہی ہے۔ جس میں کوئی عربی لفظ شامل نہیں کیا جائیگا سردست وزیر تعلیم ایران ان وسائل پر غور کر رہے ہیں۔ جو ترکی حکومت نے لاطینی حروف اختیار کرتے وقت استعمال کئے تھے خصوصاً چھاپے خانوں کو ان کے نقصانات کا معاوضہ دینے والا سوال بہت بڑی حد تک تشویش انگیز ہے۔

—— ولیعہد حجاز امیر فیصل ابن سعود انگلستان وغیرہ کی سیاحت کے بعد بخیریت حجاز پہنچ گئے ہیں۔ امیر موصوف کی واپسی پر حکومت حجاز نے سفیر انگلستان مقیم جدہ سے خواہش کی کہ وہ اپنی حکومت کو حجاز کی طرف سے شکریہ پہنچا دیں کہ امیر کو قیام انگلستان کے دوران میں راحت پہنچائی گئی ہے۔

—— گذشتہ دنوں البانیا میں بغاوت ہوگئی تھی اس کے متعلق جو تازہ اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ باغی پہاڑوں میں چھپ گئے ہیں اور ان کو قلعوں کی طرح استعمال کر رہے ہیں، حکومت کی افواج کے ساتھ ان کے کئی خونریز معرکے ہو چکے ہیں وزیر تعلیم نے استعفا دیدیا ہے۔

—— حکومت ترکی ایک نیا پنجسالہ لائحہ عمل تیار کر رہی ہے کیونکہ اس سے پہلا لائحہ عمل جو ۱۹۳۴ء سے ۱۹۳۸ء تک کیلئے تھا اپنی مدت سے پہلے ختم

ہندوستان

—— حکومت نے اعلان کر دیا ہے کہ پنجاب کے تمام اضلاع میں تلوار کی اجازت عام ہے۔ ہر شخص لائسنس کے بغیر تلوار رکھ سکتا ہے البتہ گپتی کے لئے بدستور لائسنس حاصل کرنا پڑے گا۔

—— شملہ ۲۴ ستمبر۔ اسمبلی میں ایک سوال کے جواب میں سر ہنری کریک نے بیان کیا کہ گذشتہ تین سال کی مدت میں سرحدی مہم پر انتالیس لاکھ چونسٹھ ہزار روپیہ صرف ہوا ہے۔ سرحدی قبائل کے ساتھ حکومت کی موجودہ پالیسی دوستانہ تصفیہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

—— بمبئی ۲۴ ستمبر۔ اخبار نیویارک ٹائمز کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ سر سپرو لارڈ ولنگڈن کی طرف سے ہندوستان فیڈریشن کے سب سے پہلے وزیر اعظم مقرر ہونگے۔ نیز مسٹر ایم آر جیکر ہندوستان کے سپریم کورٹ کے جج کی حیثیت سے مقرر کئے جائیں گے۔

—— کوئٹہ ۲۴ ستمبر کوئٹہ میں کھدائی کا کام شروع ہے گذشتہ ہفتہ کے دوران میں ایک لاکھ روپیہ سے زائد کی جائداد ملبہ کے نیچے سے نکالی گئی ہیں اور مالکوں کے حوالے کر دی گئی ہیں۔ اب تک بطور مجموعی ملبہ کے نیچے سے نو لاکھ روپیہ کی جائداد نکالی گئی۔ ملبہ کے نیچے سے نکالی ہوئی نعشوں کی تعداد بہت کم ہے

—— ۲۰ ستمبر کو ہندوستان کے طول و عرض میں مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں زبردست مظاہرے ہوئے۔

—— لاہور ۲۵ ستمبر۔ یہاں ہندوؤں اور سکھوں نے مسلمانوں کا سوشل بائیکاٹ کر دیا ہے۔ جس سے شہر کی فرقہ وار فضا نہایت مکدر ہو رہی ہے۔ ہر وقت فساد کا خطرہ رہتا ہے شہر کے صلح پسند اور قوم پرست ہندو مسلمان اصلاح حالات کی کوشش کر رہے ہیں

—— کل صبح ہندوؤں نے امرتسر اور گوجرانوالہ سے بذریعہ لاری سبزی منگوائی۔ بالعموم ہندوؤں نے کسی مسلمان سبزی فروش سے سبزی نہیں خریدی۔ شاہی محلہ اور ہیرا منڈی کے مسلمان سبزی فروشوں پر ہندو نوجوان پکٹنگ کر رہے ہیں۔ کناری بازار کے ایک گوٹہ فروش ہندو نے متعدد مسلمان کاریگروں کو جواب دیدیا۔ ڈی۔ اے دی سکول کے باہر ہندو طلبہ نے مسلمان تانگہ ڈرائیوروں پر پکٹنگ کیا

—— یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ہندوؤں نے ایک لاکھ روپیہ کے سرمایہ سے ایک کمپنی بنائی ہے جو میلا رام کے تالاب پر میوہ اور سبزی منڈی کھول رہی

—— سرکاری دفاتر کے ہندو ملازم، ہندو خواتین اور بچے بھی اس تحریک۔۔ مقاطعہ میں نمایاں حصہ لے رہے ہیں، ہندوؤں کے گلی کوچوں میں کسی مسلمان پھیری والے کو نہیں جانے دیا جاتا۔

—— لاہور ۲۴ ستمبر۔ آج رات کو ہندوؤں کے نوجوان لڑکے جن کے ساتھ کچھ سکھ بھی شامل تھے چوک متی میں جلوس کی شکل میں گذرے اور نہایت اشتعال انگیز نعرے لگائے۔ مسلمانوں نے صبر و تحمل سے کام لیا۔ ورنہ فساد ہو جاتا۔ پولیس میں اطلاع دی گئی۔ ہندو اور سکھ نوجوان چھوٹے چھوٹے ہینڈ بل بھی تقسیم کر رہے ہیں۔

—— لاہور ۲۲ ستمبر۔ کل شام مزار پیر کاکو شاہ کے انہدام کے الزام میں پولیس نے زیر دفعہ ۲۹۵ / ۲۹۷ تعزیرات ہند نو بار سوخ اور معزز سکھوں کو گرفتار کر لیا اور بعد میں نولکھا تھانہ میں لے جا کر پانچ پانچ سو روپیہ کے مچلکوں پر رہا کر دیا۔

—— آگرہ ۲۲ ستمبر۔ کل سپیشل مجسٹریٹ نے فیروز آباد کے ہندو مسلم فساد کا فیصلہ سنا دیا اور ۲۸ ملزموں کو بری اور پچاس کو سیشن سپرد کر دیا۔ فاضل جج نے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ ایک اینٹ کے گرنے سے فساد کی آگ بھڑک اٹھی

ممالک خارجہ

—— نیپلز ۲۴ ستمبر۔ اطالیہ ابھی تک مشرقی افریقہ کو دھڑا دھڑ فوجیں بھیج رہا ہے نیپلز مسلح فوجوں کا ایک مستقل کیمپ بنا ہوا ہے اس ہفتہ اطالیہ کے پانچ جہاز چھ ہزار سپاہ لاریوں، خچروں اور توپخانہ کو لیکر مشرقی افریقہ کو روانہ ہوئے ہیں۔ مزید تین ہزار فوج عنقریب روانہ ہونیوالی ہے

—— ان جہازوں میں جو فوج بھیجی گئی ہے ان میں ساٹھ سالہ کپتان جیرون بھی ہے جو جنگ ایڈوا میں شریک ہوا تھا۔ اس نے خود بخود مشرقی افریقہ میں جنگ کیلئے اپنی خدمات پیش کی تھیں۔

—— جنیوا ۲۳ ستمبر۔ اطالیہ اور حبشہ کے تنازعہ میں لیگ کی مقرر کردہ مجلس خمسہ کی تجاویز کو حبشہ نے تو منظور کر لیا لیکن اطالیہ نے مسترد کر دیا جس کی وجہ سے جنیوا میں صورت حالات بد سے بدتر ہوگئی ہے اور مایوسی بڑھتی جا رہی ہے لیکن اطالیہ کے مجلس اقوام سے علیحدہ ہونے کی کوئی امید نہیں۔ روم کے ذمہ دار حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ جب تک اطالیہ کو مجلس اقوام سے علیحدگی پر مجبور نہیں کیا جاتا۔ وہ علیحدہ نہیں ہوگا۔

—— مجلس خمسہ کی تجاویز پر اطالیہ و حبشہ کے جوابات پر غور و خوض کرنے کی غرض سے مجلس موصوفہ کا اجلاس ۲۳ ستمبر کی صبح کو منعقد ہوا۔ اطالیہ نے مجلس خمسہ کی تجاویز کو مسترد کرتے ہوئے چار مطالبات پیش کئے ہیں۔ (۱) حبشہ کو بالکل غیر مسلح کر دیا جائے (۲) حبشہ کی مسلح فوجوں کی از سر نو تنظیم اطالیہ کرے۔ (۳) اطالیہ کو حبشہ کے علاقہ میں ایک پٹی دیدی جائے جو علاقہ عدلیس ابابا کے مغرب میں شمال جنوب تک پھیلی ہوئی ہو تاکہ اریٹریا کو سومالی لینڈ سے ملحق کیا جا سکے (۴) اطالیہ نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اگر حبشہ کو سمندر تک پہنچنے کے لیے کوئی راستہ دیا جائے تو وہ اطالوی علاقہ سے ہو کر گذرتا ہو۔

—— لنڈن ۲۴ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ دول خمسہ کی کمیٹی کے تمام ارکان اس امر پر متفق ہیں کہ اطالیہ و حبشہ کے تنازعہ کے تصفیہ کیلئے انہوں نے جو تجاویز پیش کی تھیں ان کے جواب میں اطالیہ کی طرف سے جن خیالات کا اظہار کیا گیا۔ وہ اس قابل نہیں ہیں کہ مجلس اقوام کے میثاق کی حدود کے اندر رہ کر ان پر بحث و تمحیص ہو سکے۔

—— عدلیس ابابا ۲۳ ستمبر۔ شہنشاہ حبشہ اپنی فوج کا بہت سا حصہ جنوب میں جمع کر دینا چاہتے ہیں تاکہ اگر اطالیہ اعلان جنگ کر دے تو حبشہ کی فوجیں نہ صرف مدافعت کریں۔ بلکہ اطالوی علاقہ پر حملہ آور بھی ہوں۔

—— حبشہ کی کثیر التعداد خواتین اپنے شوہروں کے ساتھ میدان جنگ میں اطالوی فوجوں سے لڑنے کیلئے جانا چاہتی ہیں، ایک حبشی گورنر کی بیوی خواتین کی ایک فوج مرتب کر رہی ہے اس فوج کے پاس مشین گنوں کا بھی ایک دستہ ہے۔

—— ایک ولایتی اخبار کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ حبشہ کی فوج اٹلی سے جنگ کرنے کیلئے بالکل تیار ہے اب تحقیق سے معلوم ہو گیا ہے کہ جنگ اریٹیریا کے محاذ پر ہوگی۔ حبشہ کی فوج اسی محاذ پر زیادہ تر جمع ہو رہی ہے

—— بیان کیا جاتا ہے کہ اریٹریا میں اٹلی کی فوج میں ملیریا پھیل گیا ہے

—— جنیوا ۳۱ ستمبر۔ یہاں یہ زبردست افواہ ہے کہ شاہ اٹلی نے ملک معظم کو ایک خط لکھا ہے جس میں اپیل کی ہے کہ برطانیہ اور اٹلی کے تعلقات زیادہ خوشگوار ہونے چاہئیں مگر برطانوی حلقوں میں کسی کو اس خط کا علم نہیں۔

—— ٹوکیو ۲۲ ستمبر۔ جاپان کی بیمہ کمپنیوں نے اٹلی کے جہازوں پر مال بیمہ کرنے سے انکار کرنا شروع کر دیا ہے

تار کا پتہ: مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۸۲

قل یاہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون ۵

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ

آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر
میرزا مسعود بیگ
ماہوار ایڈیشن

جلد ۲۳ | لاہور - یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۱۴ رجب ۱۳۵۴ھ - مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۵ء | نمبر ۶۳

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازان روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہؓ و ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

کلام حضرت مسیح موعودؑ

مخالفین سلسلہ سے خطاب

جس کے دعوے کی سراسر افترا پر ہے بنا
اس کی یہ تائید ہو پھر جھوٹ سچ میں کیا نکھار؟

کیا خدا بھولا رہا تم کو حقیقت مل گئی!
کیا رہا وہ بے خبر اور تم نے دیکھا حال زار

بدگمانی نے تمہیں مجنون و اندھا کر دیا
ورنہ تھے میری صداقت پر براہیں بیشمار

جہل کی تاریکیاں اور سوءِ ظن کی تند باد
جب اکٹھی ہوں تو پھر ایماں اُڑے جیسے غبار

زہر کے پینے سے کیا انجام جز موت و فنا
بدگمانی زہر ہے اس سے بچو اے دیں شعار

کانٹے اپنی راہ میں بوتے ہیں ایسے بدگماں
جن کی عادت میں نہیں شرم و شکیب و اصطبار

یہ غلط کاری بشر کی بد نصیبی کی ہے جڑھ
پر مقدر کو بدل دینا ہے کس کے اختیار

سخت جاں ہیں ہم کسی کے بغض کی پروا نہیں
دل قوی رکھتے ہیں ہم دردوں کی ہے ہمکو سہار

مجھ کو پردہ میں نظر آتا ہے اک میرا معین
تیغ کو کھینچے ہوئے اس پر جو کرتا ہے وہ وار

دشمن غافل اگر دیکھے وہ بازو و سلاح
ہوش ہو جائیں خطا اور بھول جائے سب نقار

چین میں اسلام اور یورپین طاقتیں

اٹھارہویں صدی عیسوی کے وسط تک چین میں مسلمانوں کی آمد و رفت [illegible] اور خصوصاً شمالی [illegible] حکومت [illegible] ان کے لئے مسجدیں تعمیر کرائی اور ان کے ساتھ ہر طرح کی رواداری کی۔ خونریزی مسلمانوں کے جذبات کا احترام حکومت کی نظر میں [illegible] گذشتہ [illegible] اور چونکہ [illegible] مسلمانوں کی خاطر غیر مسلمانوں کو سوریا لینے سے منع کیا [illegible] شہنشاہ [illegible] کے بارے [illegible] خیال ہے کہ اس نے مذہب اسلام قبول کر لیا تھا کیونکہ اس نے ایک سو الفاظ نامی ایک رسالہ لکھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح [illegible] لیکن اہل چین اسلام کے [illegible] اقتدار سے خوفزدہ ہو گئے اور مسلمانوں کے مذہب، رسم و رواج [illegible] اور روایات کو حسد اور رشک کی نگاہ سے دیکھنے لگے اور مسلمانوں کے بارے میں [illegible] شہنشاہ [illegible] حکومت کی طرف سے ایک شاہی فرمان [illegible] جس میں مسلمانوں کے مذہب اور روایات سے [illegible] حکام کی خدمات کی تعریف و توصیف کی گئی [illegible] وقتوں میں کام آتے تھے غیر مسلم رعایا [illegible] کو بھی اسی طرح چین کے [illegible] فرمان سے شہنشاہ چین کی غیر جانبداری [illegible] تمام مخالفتوں کے [illegible] اسلام [illegible] اسلام قبول کر لیا تھا [illegible] گیا کہ وہ اپنے ملک سے آیا تھا [illegible] لکھتا ہے کہ ہر قصبہ میں مسلمانوں کی آبادی ہے جہاں عبادت [illegible] کی مسجدیں ہیں اور [illegible] عزت اور وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

چین میں اسلامی تبلیغی سرگرمیوں کی [illegible] کا پتہ نہیں چلتا لیکن موجودہ چینی مسلمانوں کی آبادی [illegible] شہروں اور قصبوں کی پرانی مسجدیں ان کی بار آور کوششوں کے عملی [illegible] صوبہ شانسی کے صدر مقام [illegible] (Zamagu) میں ایک [illegible] مسجد موجود ہے جو [illegible] میں تعمیر ہوئی [illegible] (Sgeahamm) کے صدر [illegible] (Chao) میں چین کی سب سے بڑی مسجد ہے اس شہر میں مسلمانوں نے [illegible] مسجدیں بنوائی ہیں۔ پیکن سابق دارالسلطنت چین میں ۲۵ مسجدیں ہیں۔

اسلام شہروں اور قصبوں میں پھیلتا رہا۔ [illegible] کی ایک بڑی تعداد مشرف بہ اسلام ہو گئی۔ لیکن مسیحی مبلغوں نے اہل چین کو اسلام کے خلاف ابھارنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ خانگ سی (Khaung) کے حاکم نے [illegible] میں ایک اسلامی مبلغ کو گرفتار کر کے مسلمانوں کی تبلیغی کوششوں کو بغاوت اور شورش کا مترادف قرار دیا۔ لیکن شہنشاہ چین نے حاکم کے اس رویہ پر ملامت کی اور اسلامی مبلغ کو رہا کر دیا اس طرح اگرچہ چین میں اسلام کے خلاف فضا پرآشوب ہوتی گئی لیکن شہنشاہان چین اپنے رویہ میں روادار اور صلح کل رہے۔ شہنشاہ [illegible] (Chine Lang) (۱۷۳۶ء تا ۱۷۹۶ء) نے تو یہاں تک رواداری کا اظہار کیا کہ کلام پاک اور احادیث کے مجموعوں اور اسلامی علوم و فنون کی دوسری کتابوں کو امپیریل انسائیکلوپیڈیا کے ساتھ رکھنے کا حکم دیا۔ انیسویں صدی کے آخر تک مسلمان عزت اور وقعت کے ساتھ رہے اور اسی سلسلہ میں مسلمان جنگ اور صلح دونوں زمانوں میں حکومت اور شہنشاہ کے حق میں اعلیٰ خدمات انجام دیتے رہے۔ لیکن چونکہ خاندان [illegible] ۱۹۱۲ء تک کی حکومت کے دوران میں مسلمانوں کی طرف سے نظر التفات پھیر لی گئی اور اس کا سبب یوروپین طاقتوں کا وہ رویہ ہے جو انہوں نے چین کے متعلق اختیار کیا تھا۔

اب تک چین میں یوروپین طاقتوں کا سیاسی اقتدار مطلقاً نہ تھا۔ بلکہ یوروپین مبلغوں اور تاجروں کا قیام اہل چین کی عنایتوں پر منحصر تھا۔ پرتگالیوں اور ان کے مذہبی پیشواؤں کو مکاؤ (Macao) سے آگے بڑھنے کی اجازت نہ تھی۔ پروٹسٹنٹ مبلغوں کا وہاں سرے سے وجود نہ تھا۔ اہل برطانیہ کینٹن (Canton) کے حدود سے آگے قدم نہیں بڑھا سکتے تھے۔ دیوار چین روسیوں کے راستوں میں حائل تھی اور فرانسیسیوں کا بھی کہیں نام نہ تھا۔ آخر کار ایک روسی پروفیسر چینی حالات کا مطالعہ کرنے کے لئے اپنی حکومت کی طرف سے بھیجا گیا۔ اس نے اپنی روئداد میں چین کے مسلمانوں کی روز افزوں زیادتی میں یوروپین تمدن آبادی اور تہذیب کے عناصر [illegible] اس نے یورپ کو اس خطرے سے یہ کہہ کر آگاہ کیا کہ اگر چین جہاں نوع انسان کی نہائی آبادی ہے اسلامی سلطنت بن گیا۔ تو مشرق کی سیاست کی بساط [illegible] بچھائی جائے گی اسلامی دنیا [illegible] سے بحر منجمد تک پھیلی ہوگی۔ پھر خطر [illegible] ہوگی۔ اسلام ایک بار پھر عیسائی دنیا کو معرض خطر اور ہلاکت میں ڈال دیگا اور چین کا موجودہ دنیا کے [illegible] حصوں کے لئے اس قدر منفعت بخش ہے ہنگامہ خیز مشغولیتوں میں تبدیل ہو جائیگا۔

روسی پروفیسر کی روئداد کا شائع ہونا تھا کہ یوروپین طاقتوں میں ہلچل پڑ گئی۔ انگلستان سب سے پہلے آگے بڑھا۔ کینٹن میں برطانوی تجارت کی نگہبانی لارڈ نیپیر کے سپرد کی گئی۔ اہل چین افیون کی درآمد کو قطعی طور سے بند کر دینا چاہتے تھے۔ لارڈ نیپیر کو موقع ملا۔ اور ستارہ کی ابتدا ہوئی مگر یہ تنازعہ کوئی صورت اختیار نہ کرنے پایا تھا کہ لارڈ نیپیر کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد سر چارلس ایلیٹ کی تقرری ہوئی۔ سر چارلس نے حکومت چین کے ساتھ ایک مصالحت کی جس سے چین میں افیون کی درآمد کو بند کرنے کا معاہدہ کیا گیا۔ مگر حکومت برطانیہ اس کو کب گوارا کر سکتی تھی۔ وہ ہندوستان کے افیون کی تجارت کو صرف فروغ ہی دینا نہ چاہتی تھی بلکہ اس موقع کی تلاش میں تھی کہ چین کے اندرونی معاملات میں مداخلت کر کے مسلمانوں کی بیخ کنی کرے۔ سر چارلس ایلیٹ کو واپس طلب کر لیا گیا اور [illegible] میں چینیوں کے خلاف جنگ چھیڑ دی گئی۔ برطانوی فوج نے کینٹن اور دوسرے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ چینیوں نے اپنی بے بسی کا اظہار کر کے صلح کی۔ جس سے ہانگ کانگ اور دیگر چار بندرگاہ سلطنت برطانیہ کے قبضہ میں دیدیئے گئے۔ [illegible] بندرگاہ قرار دیا گیا۔ افیون کی درآمد پر کوئی امتناعی قانون نہیں عائد کیا گیا۔ واقعات اور دلچسپ ہو گئے جب ایک عیسائی نے اعلان کیا کہ وہ خدا کی طرف سے مسلمانوں کو چین سے نکالنے کے لئے بھیجا گیا ہے اس نے "آسمانی بادشاہ" کا لقب اختیار کر کے اپنی حکومت قائم کی۔ سلطنت برطانیہ اس آسمانی بادشاہ کو حصول مقصد میں مدد دینے کیلئے آگے بڑھی۔ برطانیہ نے چینیوں کے خلاف ۱۸۵۶ء میں جنگ کا اعلان کر کے کینٹن کا صوبہ اپنے قبضہ میں کر لیا اور عیسائی شہنشاہ کی حکومت کو جائز قرار دیا۔ فرانس کو بھی اس اثنا میں چینیوں سے برسر پیکار ہونے کا موقع مل گیا کیونکہ کوئی فرانسیسی مبلغ مار ڈالا گیا تھا۔ برطانوی حکومت کے ساتھ مل کر فرانسیسیوں نے چینیوں سے تاوان وصول کرنا چاہا۔ دونوں کی متحدہ فوج ۱۸۵۸ء میں چین میں داخل ہوئی۔ اہل چین مقابلہ کی تاب نہ لا سکے اور صلح نامہ ہوا جس میں عیسائی مبلغوں کو چین کے اندرونی حصوں میں تبلیغ کی کامل آزادی دی گئی اور چینی فوج کی نگرانی یوروپین افسروں کے سپرد کی گئی۔

روس کیوں پیچھے رہتا۔ اس نے بغیر کسی معقول عذر کے الموی واسٹک اپنے قبضہ میں کر لیا۔ جرمنی بھی اس لوٹ میں خاموش نہیں بیٹھا دو جرمن مبلغوں کا قتل ہونا تھا کہ اہل جرمنی مملکت چین کے کچھ حصوں پر قابض ہو گئے۔ اب یورپ کی تمام بڑی طاقتوں نے چین میں کچھ نہ کچھ اقتدار حاصل کر لیا ہے اور ان میں سے ہر ایک گوشے سبقت لے جانا چاہتی ہے۔

اسی اثنا میں عیسائی تبلیغی انجمنوں نے اسلام کے خلاف ہر طرح کی زہر افشانیاں کیں۔ تبلیغ کے وقت عیسائی مبلغین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تمام کلمات کہہ جاتے اگر کوئی چینی مسلمان مشتعل ہو کر جواب میں کچھ کہہ دیتا۔ تو چینی فوجیں جو یوروپین حکام کے ماتحت ہوتیں فوراً قانون اور امن کے تحفظ کے بہانے طلب کر لی جاتیں۔

چینی حکومت روز بروز کمزور ہوتی جا رہی تھی۔ لائق وزراء اور مشیر کار یا تو نکال دیئے گئے تھے یا قتل کر دیئے گئے تھے۔ حکومت کا نظام سلطنت ابتر ہوتا جا رہا تھا۔ برسر اقتدار وزراء کی اخلاقی حالت پست ہو گئی تھی۔ یوروپین طاقتیں ان کو اپنا آلہ کار بنائے ہوئے تھیں اور ان کو رشوت دیکر مسلمانوں کے استیصال کی ہر ممکن کوشش کرتی تھیں۔ رفتہ رفتہ چینی ان کے زیر اثر ہو کر مسلمانوں سے بالکل برگشتہ ہو گئے۔ انہیں یقین دلایا گیا کہ [illegible] اور چینی مسلمان ہر شورش اور بغاوت کے باعث ہیں۔ چنانچہ شہنشاہان چین جو اب تک مسلمانوں کو جان نثار رعایا سمجھتے تھے ان کو بدترین دشمن سمجھنے لگے۔ اور یہ خیال مسلمہ کیا گیا کہ چین اور شہنشاہان چین کی نجات اسی میں ہے کہ یہاں سے مسلمانوں کی بالکل بیخ کنی کر دی جائے۔ ملک میں طوائف الملوکی پھیل گئی۔ عنان حکومت شہنشاہ کے ہاتھ سے فوجی حکام کے ہاتھ میں چلی گئی۔ شہنشاہ [illegible] (Hsien Feng) اور احمق شہنشاہ [illegible] (Chih [illegible]) کے زمانہ میں تو قتل عام کا اعلان کر دیا گیا۔ ان وحشیانہ حرکات کی تکمیل میں یوروپین فوجی حکام نے ہر قسم کی مدد پہنچائی۔ سال بہ سال یوروپین فوجی حکام کے ماتحت ان صوبوں میں جہاں مسلمانوں کی آبادی زیادہ تھی مسلمانوں کے قتل اور غارتگری کے لئے فوجیں بھیجی جانے لگیں۔ اور قتل، غارت اور وحشیانہ مظالم ان پر برپا ہونے لگے۔

ان ناقابل بیان مظالم کے دوران میں علمائے اسلام مسلمانوں کو صبر و سکون سے کام لینے کی تلقین کرتے رہے۔ وہ صرف مسلمانوں کو کسی محفوظ اور پر امن مقام میں ہجرت کرنے کی ہدایت کرتے۔ بسا اوقات مسلمان مدافعانہ جنگ کے لئے تیار رہتے تو وہ خدا اور رسول کا واسطہ دیکر انہیں باز رکھتے۔

یوروپین طاقتوں کی چیرہ دستیوں اور شہنشاہان چین کے مظالم سے چین میں ایک اندوہناک انقلاب برپا ہونے والا ہی تھا کہ [illegible] میں جنگ چین و جاپان کا اعلان ہوا۔ یوروپین طاقتوں کی توجہ اس

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

موجودہ طوفان مخالفت

کا علاج رجوع الی اللہ ہے

خطبہ جمعہ ۲۶؍ جولائی۔ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ بمقام ڈلہوزی

یہ خطبہ تقریباً دو ماہ قبل ارشاد فرمایا گیا تھا، مولوی دوست محمد صاحب نے اسے قلمبند کیا تھا، لیکن کسی غلطی کی وجہ سے یہ ڈلہوزی کا غذات میں پڑا رہا، ۳۰؍ ستمبر کو ہمیں موصول ہوا ہے، چونکہ یہ خطبہ نہایت ہی قیمتی حقایق و معارف سے لبریز ہے، اس لئے ہم غیر معمولی تاخیر کے باوجود اپنے قارئین کو اس سے محروم رکھنا پسند نہیں کرتے (مدیر)

سورہ فاتحہ پڑھ کر فرمایا:۔

دعا صرف لفظوں کے پڑھ لینے کا نام نہیں

یہ چھوٹی سی دعا، جو مسلمان نماز پڑھتا ہو، دن میں کئی کئی مرتبہ اس کے منہ سے نکلتی ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین، اگر فی الواقعہ اس دعا کو دل سے پڑھا جائے سچے طور پر انسان کے دل کے اندر یہی یہ تڑپ پیدا ہو، جیسے منہ سے کہتا ہے، کہ اے خدا سیدھے رستہ پر چلا، ان لوگوں کا رستہ جن پر تو نے انعام کیا، اگر واقعی دل کے اندر تڑپ ہو، کہ سیدھے رستہ پر چلے، اور دعا کا منشا بھی یہی ہے۔ دعا نرے لفظوں کے پڑھ لینے کا نام نہیں، بلکہ اس بات کو عمل میں لانا، اس پر کاربند ہونا، ضروری ہے، جس کے لئے دعا کی جاتی ہے۔ اگر یہ صورت ہو، اور سیدھے رستہ پر چلنے کی واقعی تڑپ دل کے اندر ہو، تو انسان بہت سی ٹھوکریں جو دن رات کھاتا ہے، ان سے بچ جاتا ہے۔

قومیں لیڈروں ہی سے بنتی اور بگڑتی ہیں

پچھلے جمعہ میں میں نے کہا تھا، کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ فقرہ جو انہوں نے قوم کے سرداروں یا رہنماؤں کے متعلق کہا بڑا ہی مشعل کے طور پر کام دینے والا ہے فی الحقیقت جتنی حالت قوم کی بگڑتی ہے، لیڈروں اور رہنماؤں کی وجہ سے بگڑتی ہے، قومیں بنتی بھی انہی سے ہیں، اور بگڑتی بھی انہی سے ہیں، ایک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب میں پیدا ہو جاتے ہیں ان سے کتنی بڑی اصلاح تمام عرب بلکہ کل دنیا کی ہوتی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے وجود قوم کے لئے کس حد تک عظیم الشان فوائد کا موجب ہوتے ہیں۔

حضرت عمرؓ کی خشیت الٰہی کا ایک واقعہ

گذشتہ جمعہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بعض باتیں میں نے سنائی تھیں، حضرت عمرؓ کے بعض اس قسم کے خیالات ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے، کہ کس قدر اللہ کا خوف اور خشیت ان پر غالب تھی، حضرت عمرؓ کے صاحبزادے تھے، عبداللہ اور ایک اور صحابیؓ کے لڑکے تھے جن کے ساتھ ان کی دوستی تھی، تو لکھا ہے، کہ حضرت عمرؓ کے صاحبزادے نے ان دوسرے صحابی کے صاحبزادے سے کہا، کہ میں تمہیں ایک واقعہ سناؤں، ایک دفعہ میرے باپ (حضرت عمرؓ) نے ابو موسےٰؓ اشعری سے کہا، کہ اے ابو موسےٰ تم کیا سمجھتے ہو، کہ وہ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم نے مال اور جانیں دیں، (اور فی الواقعہ جو قربانیاں اس وقت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کی ہیں ان کی نظیر کہیں نظر نہیں آتی) وہ تو ہمارے لئے قایم رہیں، اور آپ کے بعد جو کام ہم نے کئے، اور جو کوتاہیاں ہم سے سرزد ہوئیں، وہ آپس میں برابر سرابر ہی ہو جائیں، تب بھی ہمارے لئے مخلصی کی صورت بن جائے، ابو موسےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر کہا امیر المومنین یہ آپ کیا کہتے ہیں، ہم نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ کام کئے وہ کام کئے، بڑی بڑی سلطنتوں کو فتح کیا، ہزارہا لوگوں کو اسلام میں داخل کیا، یہ کچھ کم خدمات نہیں، حضرت عمرؓ فرمانے لگے، ہاں تمہارا ایسا خیال ہے، لیکن میرا تو خیال یہی ہے، کہ اگر ہمارے عمل ہماری کوتاہیوں کے برابر بھی ہو جائیں، تب بھی بڑی بات ہے۔

حضرت عمرؓ کی عظیم الشان خدمات اسلامی اور سادگی

فی الواقعہ جب دولت اور مال آجائے، تو کوتاہیاں بڑھ جاتی ہیں، لیکن حضرت عمرؓ جیسا انسان جو بادشاہ ہو کر فقیری کی حالت میں رہتا ہے، جو دس سال کے اندر اسلام کی اتنی بڑی عظیم الشان سلطنت بنا دیتا ہے، کہ ایران اور روم، و مصر کی تین عظیم الشان سلطنتیں مسلمانوں کے قبضہ میں آجاتی ہیں، اور ادھر آرمینیا اور آذربائیجان تک اور ادھر مصر تک اسلام کی سلطنت پھیل جاتی ہے، اور حضرت عمرؓ کا اپنا یہ حال ہے، کہ نہ کوئی بادشاہت کا تخت بنا، نہ شاہی لباس بنوایا، باہر سے لوگ آتے ہیں، اور وہ دریافت کرتے ہیں، کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں ہیں، وہ اور دیکھتے ہیں تو وہ بادشاہ اسلام مسجد میں ایک چٹائی پر لیٹا ہے اس شخص کی طرف سے خشیت الٰہی کا یہ اظہار ایک بےنظیر بات ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بےنظیر کلمات

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑے عجیب کلمات ہیں، جو لیڈروں اور رہنماؤں کے لئے قابل غور ہیں، فرمایا حکومت کا اہل وہ شخص ہے، جو حکومت سے گھبراتا اور ڈرتا ہے۔ اس کی وجہ صاف ہے، ایسے ہر شخص کے دل میں حکومت کی ذمہ داریوں کا احساس ہو سکتا ہے

لیڈری کی بھاری ذمہ داریاں

آج کل لوگوں کے لئے لیڈر بننا بڑا آسان ہے، ہر شخص چاہتا ہے، کہ دو جملے بولوں اور لیڈر بن جاؤں، اس کی پروا نہیں کہ قوم کا لیڈر بننا کس قدر ذمہ داریوں کا بوجھ سر پر ڈال دیتا ہے حضرت عمرؓ کو اس قدر احساس تھا، حکومت کی ذمہ داریوں کا، کہ ایک دفعہ بیت المال کا اونٹ گم ہو گیا حضرت عثمانؓ بیان کرتے ہیں، کہ دوپہر کا وقت تھا، اور ریگستان میں لو چل رہی تھی، میں نے دیکھا، کہ دور سے ایک شخص اونٹ کی نکیل پکڑے ہوئے آرہا ہے، خیال کیا، کہ ایسی لو میں کون شخص اپنی ہلاکت کے در پے ہوا ہے، نزدیک آیا، تو معلوم ہوا، کہ امیر المومنین عمرؓ ہیں، میں نے کہا، یا امیر المومنین اس دوپہر کی گرمی میں آپ کیوں نکلے، فرمایا بیت المال کا اونٹ تھا، اگر گم ہو جاتا، تو مجھ سے پوچھا جاتا، اسی طرح بیت المال کے اونٹ کو ایک دفعہ خارش ہوئی، تو اپنے ہاتھ سے اسے روغن مل رہے تھے،

احساس ذمہ داری کے چند نمونے

ایک دفعہ باہر سے لوگ آئے ہوئے تھے، جو مدینہ سے باہر خیمہ زن تھے، آپ رات کو لوگوں کو دیکھنے کے لئے نکلے تو ایک عورت کو دیکھا، کہ اس کے پاس بچے بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں، اور چولھے پر ہانڈی چڑھی ہوئی ہے، پوچھا کیا حال ہے، اس نے کہا، کہ کھانے کو کچھ ہے نہیں بچے بھوک سے بلک رہے ہیں، ہانڈی میں کچھ روڑے اور پانی ڈال کر چڑھا رکھا ہے، کہ بچے اسی امید میں کہ ہانڈی پک رہی ہے، سو جائیں، یہ سن کر بھاگے مدینہ کی طرف اور بیت المال سے آٹے کی بوری کندھے پر اٹھائی، غلام نے کہا، کہ میں اٹھائے چلتا ہوں، فرمایا، قیامت کے دن میرا بوجھ تو نہیں اٹھائے گا، بوری کندھے پر اٹھا کر لے گئے، اور جب تک اپنے سامنے پکا کر بچوں کو کھلا نہیں لیا، واپس نہیں آئے،

ایک دفعہ دیکھا، کہ ایک بدو خیمہ سے باہر بیٹھا ہے اور اندر سے عورت کے چیخنے کی آواز آرہی ہے، پوچھا کیا بات ہے، اس نے کہا کہ میری عورت کے بچہ پیدا ہونے والا ہے، اور وہ درد زہ سے تڑپ رہی ہے، پاس کوئی نہیں، فوراً گھر گئے، اور اپنی بیوی کو ساتھ لے کر آئے، جس نے اندر جا کر دایہ کا کام کیا، اور خود باہر اس شخص کے پاس بیٹھے رہے، اس وقت تک اس شخص کو پتہ نہیں تھا کہ آپ کون ہیں، جب بچہ پیدا ہوا، تو آپ کی بیوی نے آواز دی، امیر المومنین اپنے بھائی کو مبارک دیجئے، کہ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے، تب اسے معلوم ہوا کہ آپ امیر المومنین ہیں۔

احراری لیڈروں کا افسوسناک طرز عمل

یہ حالت تھی ان لوگوں کی اور اسی سے قوم بنی تھی، اب کیا کیا جائے، جو لیڈر اٹھتا ہے، وہ قوم کو بنانا اس کے مدنظر نہیں ہوتا، اپنے آپ کو بنانے کے لئے اٹھتا ہے، اپنی جیب گرم ہو جائے قوم کا بیڑا خواہ غرق ہی ہو جائے، بڑا شور تو آج احرار کا ہے، ایک مہینہ سے مسجد شہید گنج کے متعلق شور ہو رہا ہے اور وہ یہی کہتے رہے، کہ ہم سوچ رہے ہیں، کہ مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے، ایک مہینہ کے بعد جب مسلمان گولیوں کا نشانہ بن چکے تو اعلان ہوتا ہے، کہ ہم نے تو پہلے دن ہی فیصلہ کر لیا تھا، کہ مسلمانوں کو اس بارہ میں کوئی حرکت نہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ سکھوں کو اس مسجد پر قانونی حق حاصل ہے، کل شام کو ایک غیر از جماعت دوست نے جو ایک معزز عہدہ پر ہے۔ کہا کہ سکھوں کو تو احرار کے نزدیک مسجد پر قانونی حق حاصل ہو گیا لیکن انہی احرار کے نزدیک مرزا صاحب اور ان کی جماعت کو کوئی قانونی حق حاصل نہیں۔

احراریوں کی اصل غرض پیسہ ہے

لیکن یہاں تو اصل غرض پیسہ سے ہے، جہاں سے اور جس بہانہ سے پیسہ مل سکے، وہاں ان کی لیڈری کام دے گی، اور جہاں پیسہ نہ ملتا ہو، اور کوئی قربانی کرنی پڑے وہاں کچھ کرنا مصلحت کے خلاف ہو گا، اس قدر مخلوق کو گمراہ کیا ہے، ان لوگوں نے جس کی حد نہیں، مسلمانوں کا روپیہ اور طاقت کسی مفید کام پر لگنے کے بجائے برباد ہو رہے ہیں، اور ان کو پروا نہیں، اگر ان سے کوئی مفید کام لیا جاتا، تو کس قدر اچھا ہوتا، خدا جانتا ہے، ان میں اچھے لوگ بھی ہونگے، لیکن قوم کو صحیح رستہ پر لگانے والا کوئی نہیں۔

احراریوں کے شعبہ تبلیغ کی حقیقت

تبلیغ، تبلیغ کا شور زبانوں پر ہے، اور برائے نام ایک شعبہ تبلیغ

بھی بنا رکھا ہے، لیکن ان کا کام فساد کرنے، اور مسلمانوں کو لڑانے اور گالیاں دینے کے سوائے اور کچھ نہیں، ہم نے تو بسا اوقات کہا، کہ تبلیغ کا شوق ہے، تو کرو لیکن دوسروں کی تباہی کی کوشش کیوں کرتے ہو جب دیکھو مسلمانوں ہی کو لڑانا ان کا کام ہے ابھی کل ہی مسلمان زمینوں کے درپے تھے، انہیں برا کہا جاتا اور گالیاں دی جاتی تھیں، آج احمدیوں کے پیچھے پڑ گئے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی نیک مثال

کیا اچھے لفظ ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے، ان پر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک تہمت لگی تھی، اور ان تہمت لگانے والوں میں بعض مسلمان بھی ملوث ہو گئے تھے، ان میں حضرت حسانؓ بھی تھے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ایک بھتیجے عروہ نامی تھے، وہ ان کو اسی تہمت کے الزام کو پیش نظر رکھ کر برا کہنے لگے، حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے کہا، اے عروہ حسان کو برا نہ کہو، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہجو کا جواب دیتا تھا، کس قدر پاکیزہ دل ہے، کہ اپنے آپ کو رنج پہنچا اس کی پروا نہیں اسکی نیکی کا خیال ہے

کاش احراری بھی جماعت احمدیہ کی خدمات اسلامی کی قدر کرتے

کاش ان لوگوں کے دل میں بھی اتنا ہی خیال آ جاتا، کہ جس نے آریوں، دہریوں اور برہموؤں کا جواب دیا، رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملوں کا اندفاع کیا، اس کو برا نہ کہیں، تو کیا حرج ہے، بلکہ تمام قوت اسی پر صرف ہو رہی ہے، کہ نیکی کا کام کرنے والوں کو برا کہا جائے، اس قدر برا کہا ہے، اسقدر ناپاک پراپیگنڈا کیا ہے، کہ اب پنجاب میں بچہ بچہ کے منہ پر گالیاں ہیں، وہ بڑے بڑے لوگ جو کبھی اس سلسلہ کی خدمات کے قائل تھے، اس قدر ان کو متنفر کیا ہے کہ حد نہیں، یہ کوئی ثواب کا کام نہیں، اگر ہم اچھا کام نہیں کرتے، تو خود ہی کر کے دکھاتے، آخر کیا وجہ ہے، کہ چند سو یا چند ہزار انسان تو اسقدر عظیم الشان کام کرتے ہیں، لیکن وہ جو آٹھ کروڑ مسلمانوں کے نمائندے کہلاتے ہیں، ان سے کوئی کام نہیں ہوتا، انہیں کوئی توفیق نہیں ملتی، کہ آریوں کو عیسائیوں کو جواب دیں۔

مسلمانوں کو سیدھی راہ پر ڈالنے والا کوئی نہیں

جو دشمن اسلام ہیں، ان سے محبت وسلوک ہے، پیار ہے، بھی جو کچھ کیا ہے، محض اس وجہ سے کہ سکھوں سے بگڑ نہ جائے، ورنہ مسجد کے معاملہ میں کون مسلمان ہے، جس کا دل دکھتا نہ ہو، لیکن جن کے سامنے اپنی اغراض ہیں، ان کو اس کی پروا نہیں جب تک قوم ان کے ہاتھ سے چھٹکارا نہ پائی گی، اس وقت تک مسلمان کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے مسلمانوں میں قوت بھی موجود ہے، ایثار اور قربانی کا جذبہ بھی پایا جاتا ہے لیکن قوم کو سیدھی راہ پر ڈالنے والا کوئی نہیں۔

مخالفین کیلئے دعا کی ضرورت

میں نے اھدنا الصراط المستقیم سے شروع کیا تھا، یہاں جمع کا صیغہ رکھا ہے، ہم بھی دعا کریں، کہ اللہ تعالےٰ ہمیں بھی اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی سیدھی راہ پر چلائے کوئی بات ناممکن تو ہے نہیں، اُحد کے جنگ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک شہید ہو گئے، اور بہت سے مسلمان بھی جان بحق ہو گئے، اور سخت گھمسان کی حالت تھی، اور دشمن بُری طرح سے نرغہ کئے ہوئے تھے، حضرت حمزہ کا کلیجہ ہندہ نے چبا لیا تھا، اس حالت میں کسی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے بددعا کیجئے، آپ نے دعا کی رب اغفر لقومی انھم لا یعلمون اے اللہ میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ نہیں جانتے پس ہم بھی اپنی دعاؤں میں ان لوگوں کو شامل کریں، اور دعا کریں کہ ہمارے بھائیوں کو جو بدگمانی میں پڑ کر نیکی کے کام کو برباد کرنے کے درپے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سیدھی راہ پر چلائے،

کاش مسلمانوں کے دل میں اشاعت اسلام کی اُمنگ ہوتی

میں نے پچھلے جمعہ میں کہا تھا، کہ مسجد شہید گنج پر خون بہ جائیں، اور جو مسجدیں کفرستانوں میں بن گئیں، ان کو یہ لوگ گرانے کے درپے ہیں، کاش ان کو گرانے کی بجائے خود بھی دو چار مسجدیں وہاں بنا دیتے، قرآن کریم میں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت لکھی ہے، کہ لعلک باخع نفسک علیٰ آثارھم ان لم یؤمنوا بھذا الحدیث اسفا تو اپنی جان کو اس افسوس میں ہلاک کر دیگا، کہ وہ اس راہ پر ایمان نہیں لاتے، کیا ان مسلمانوں کے دل میں بھی وہ غم کبھی پیدا ہوا ہے، جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تھا، کاش ان کے دل میں کوئی اُمنگ ہوتی کہ ان عیسائیوں میں بھی کلمہ گو پیدا ہوں۔

برلن مشن کی تازہ خبر

ابھی تازہ خبر ہے، کہ برلن میں ہمارے پروفیسر شیخ محمد عبداللہ صاحب کے ہاتھ پر دو جرمن مسلمان ہوئے ہیں۔ ایک ان میں سے اخبار نویس ہے۔

کیا یہ خبر ان لوگوں کے دل میں کوئی خوشی پیدا نہیں کرتی میں حیران ہوں، کہ کیوں آنکھیں بند ہو گئی ہیں، وہاں اذان ہوتی ہے، قرآن سکھایا جاتا ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی طرف دعوت دی جاتی ہے، لیکن ان کو دن رات رٹ لگی ہوئی ہے، کہ برباد کر دو، مٹا دو، تباہ کر دو، اور نام کو شعبہ تبلیغ قائم ہے، جس سے تبلیغ کرنا مقصد نہیں، بلکہ پیٹ کمانا، اور تبلیغ کے کام کو برباد کرنا، اصل غرض ہے، کیا کر لینگے

خدا کے آگے گر جاؤ

ہم ان لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ سے زیادہ دس ہزار ٹریکٹ ہم نے ان کے اثر کے ازالہ کے لئے شائع کر دیئے اس سے کیا بنتا ہے، فی الحقیقت اصل طاقت اس خدائے مقلب القلوب کے ہاتھ میں ہے، اس کے آگے اگر گریں، اس سے مدد مانگیں، تو سب کچھ بن جاتا ہے، یہ واقعات دراصل اسی لئے پیدا ہو رہے ہیں، کہ ہم کافی طور پر خدا کے آگے نہیں گرے، یہ تمام رجوع الی اللہ پیدا کرنے کے لئے ہیں جس طرح زلزلوں کے آنے، یا آتشزدگی یا دیگر مصائب کی یہ غرض ہے کہ لوگ اللہ تعالےٰ کے آگے جھکیں، اسی طرح سے ہماری قوم کے اوپر جو مصیبت ہے اور اس کو برباد کرنے کے لئے جو زور لگایا جا رہا ہے اس کی بھی غرض یہی ہے، کہ ہم خدا کے آگے جھکیں، اسی لئے یہ مصیبت آ رہی ہے، کہ ہم اس کے آگے نہیں گرے، جس وقت اس کے آگے ہماری روحیں کامل طور پر گر جائیں گی، یہ تمام مخالفتیں خود بخود ختم ہو جائیں گی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ یوم پنجشنبہ ۴ رجب ۱۳۵۴ھ نمبر ۷۳

فرضیت و اہمیت زکوٰۃ

وابستگان سلسلہ توجہ فرمائیں

گذشتہ اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک بیش قیمت مضمون درج کیا جا چکا ہے اور یہ مضمون ٹریکٹ کی شکل میں چھپوا کر احباب اور جماعتوں کی خدمت میں بھی بھیجا جا چکا ہے اس میں زکوٰۃ کی فرضیت و اہمیت اور زکوٰۃ کے مسائل کا مفصل ذکر ہے یہ چیز اس قابل ہے کہ احباب خود بھی اسے بغور پڑھیں اور اس پر عمل کریں اور دوسرے مسلمانوں کو پڑھائیں اور اس پر عمل کی ترغیب دیں۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ آج مسلمانوں کی تمام دینی، تعلیمی اور سیاسی تحریکیں قلت سرمایہ کی وجہ سے نیم مردہ ہو رہی ہیں۔ ان کی مذہبی و تبلیغی انجمنیں فاقہ مستی کی حالت میں ہیں۔ ان کے مدارس اسکول اور کالج مفلسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس جیسی سیاسی جماعتوں کو بھی یہی رونا ہے۔ اگر مسلمان احکام زکوٰۃ پر عمل کریں تو ہمارے ادارے اور تحریکوں کو قحط مالی سرمایہ کی شکایت نہ رہے اور قوم کو زندگی و خوشحالی کا ایک ایسا سرچشمہ مل جائے جس سے ہر ایک مسلمان، یتیم، بیوہ، مصیبت زدہ اور حاجتمند سیراب ہو سکے۔ افسوس مسلمان احکام زکوٰۃ پر پورا عمل نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حیات ملی کا ایک زبردست سامان دیا تھا لیکن وہ اپنی بدعملی کی وجہ سے اس سے خود محروم ہو رہے ہیں۔ صاحب نصاب مسلمانوں کی ایک معقول تعداد سرے سے زکوٰۃ دیتی ہی نہیں اور جو لوگ دیتے ہیں وہ بالعموم ادھر ادھر ضائع کر دیتے ہیں۔ پیشہ ور منگتے، فرضی یتیم خانوں، اور دینی مدارس کے فرضی سفیر محصل ان سے اینٹھ کر لے جاتے ہیں۔

جیسا کہ قارئین کرام نے حضرت امیر ایدہ اللہ کے مضمون میں ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ زکوٰۃ کا بیت المال میں جمع ہو کر وہاں سے ایک نظام کے ماتحت خرچ ہونا اشد ضروری ہے۔ انفرادی طور پر زیادہ سے زیادہ زکوٰۃ کا تیسرا حصہ خرچ کیا جا سکتا ہے۔ جو لوگ ساری کی ساری زکوٰۃ انفرادی طور پر خرچ کر دیتے ہیں وہ احکام خداوندی کی صحیح طریق پر تعمیل نہیں کرتے ہمارے مسلمان بھائی جس انتشار کی زندگی آج کل بسر کر رہے ہیں وہ ظاہر ہے اگر وہ انفرادی طور پر زکوٰۃ خرچ کریں تو ان کا یہ عذر ایک حد تک اپنے اندر وزن رکھتا ہے کہ ہمارا کوئی نظام اور کوئی بیت المال نہیں۔ لیکن وابستگان سلسلہ احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کے دیگر بے پایاں افضال کے ساتھ یہ بھی ایک بہت بڑا فضل ہے کہ ہمارا باقاعدہ نظام اور بیت المال موجود ہے۔ لہذا جو احمدی انفرادی طور پر زکوٰۃ صرف کرے۔ اس کے پاس کوئی عذر نہیں ہے بے شک ہماری جماعت ایک غریب جماعت ہے لیکن اس میں صاحب استطاعت افراد بھی کہ کچھ بھی موجود ہیں اور وہ زکوٰۃ بھی ادا کرتے ہیں۔ ہم سب کی یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ تمام کی تمام زکوٰۃ قومی بیت المال میں جمع ہو کر مناسب طریق پر ایک نظام کے ماتحت خرچ ہو۔ اگر مقامی ضروریات کا کچھ تقاضا ہو تو زیادہ سے زیادہ تیسرا حصہ انفرادی طور پر صرف کر لیا جائے۔ اگر مقامی ضروریات بہت زیادہ ہوں تو ہم حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں مشورہ دیں گے کہ ”انجمن میں لکھ کر اپنے حسب منشاء امداد لی جا سکتی ہے اس طرح خدا کے حکم کی تعمیل بھی ہو جائیگی اور قوم کی عزت بھی بڑھیگی“

ہمارے ملک میں رجب کا مہینہ ادائیگی زکوٰۃ کے لئے مخصوص ہو گیا ہے اس مہینہ میں لوگ بالعموم زکوٰۃ نکالتے ہیں۔ لہذا ہمیں حضرت امیر قوم کے جملہ ارشادات کا پوری ذمہ داری سے خیال رکھنا چاہیئے اور اپنی ساری یا کم از کم دو تہائی زکوٰۃ مرکز میں ارسال کرنی چاہیئے۔ دوسرے سمجھدار برادران اسلام سے اشاعت اسلام کے لئے امداد حاصل کرنی کی کوشش بھی کرنی چاہیئے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ آج کل ہماری مخالفت بہت زیادہ ہے۔ لیکن ایسے صاحب احساس مسلمان بالکل مفقود نہیں ہو گئے جن کو یہ ساری باتیں سمجھائی جائیں۔ تو وہ اپنی زکوٰۃ کا ایک حصہ اللہ کے دین کی تقویت کیلئے نہ دیدیں۔ لہذا بیرونی جماعتوں اور تمام احباب کو اس بارہ میں غیر معمولی سعی کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو *

تلوار کی آزادی

مسلمانان پنجاب کا مطالبہ تھا کہ انہیں اور صوبہ کی دوسری اقوام کو سکھوں کی طرح بلا لائسنس تلوار رکھنے کی آزادی دی جائے مقام مسرت ہے کہ حکومت نے اس جائز مطالبہ کو مزید تاخیر و التوا کے بغیر منظور کر کے اپنی دانشمندی کا ثبوت دیا ہے۔ اب صوبہ بھر میں ہر شخص گپتی کے علاوہ ہر قسم کی تلوار بلا لائسنس رکھ سکتا ہے۔ سکھ تو پہلے ہی کرپان سے مسلح تھے۔ آجکل ہندو اصحاب بھی کثرت سے تلواریں خرید رہے ہیں۔ مسلمانوں کا بھی فرض ہے کہ وہ بھی ہمسایہ اقوام کی طرح اس اجازت سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں اور کوئی اسلامی گھر اور کوئی بالغ مسلمان تلوار کے بغیر نہ رہے۔ اس بارہ میں انہیں سکھ بھائیوں کی پوری پوری تقلید کرنی چاہیئے۔ اس مسئلہ کا دوسرا پہلو اقتصادی ہے۔ تلواروں کی صنعت دستکاری کسی زمانہ میں مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی۔ لیکن اب اس پر دوسروں کا قبضہ ہے۔ قوم کے متمول حضرات کا فرض ہے کہ اس موقع پر آگے بڑھیں اور کارخانے کھولیں۔ تلوار اور خنجر بنانے والے مسلمان آہنگر پنجاب کے متعدد اضلاع میں موجود ہیں اور باسانی دستیاب ہو سکتے ہیں۔ یہ سطور لکھی جا رہی تھیں کہ معلوم ہوا کہ ہمارے محترم بزرگ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب قبلہ تلواروں کا ایک کارخانہ جاری کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ لائسنس کے لئے درخواست دی جا چکی ہے۔ صرف اس کی منظوری کا انتظار ہے۔ اللہ تعالیٰ شاہ صاحب ممدوح کے اس ارادے میں برکت و کامیابی عطا فرمائے۔

علاوہ ازیں ہم اپنے قارئین کرام کے علم میں اس بات کا لے آنا ضروری سمجھتے ہیں کہ تلواروں کے بنانے اور فروخت کرنے کے لئے بدستور لائسنس کی ضرورت ہے۔ اس کے متعلق ایک واضح سرکاری اعلان بھی شائع ہو چکا ہے۔ جو اصحاب تلواروں کے کاروبار کی طرف متوجہ ہوں۔ انہیں لائسنس ضرور حاصل کر لینا چاہیئے

بیمار اور مصیبت زدہ بھائیوں کی امداد

ہماری جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے برادری کا رنگ رکھتی ہے جس کی بنیادیں اسلام کی تعلیم اخوت پر استوار ہوئی ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے ہمیں بھائی چارہ کی ایک پاک و مضبوط لڑی میں پرو دیا ہے۔ اپنے بیمار اور مصیبت زدہ بھائیوں سے ہمدردی اور ان کی امداد ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے یہ بات باعث اطمینان ہے کہ احباب اس فرض سے حتی الامکان غافل نہیں رہتے۔ لیکن ہماری جماعت کے افراد ہندوستان کے طول و عرض اور متعدد بیرونی ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ بالعموم لاعلمی اس مقدس فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کی وجہ بن جاتی ہے۔ بعض مرتبہ ایسا بھی ہوا ہے کہ جماعت کے معزز و قدیم ارکان شدید علیل ہوئے اور مرکز و بزرگان مرکز اور کارکنان اخبار تک کو خبر نہ ہوئی۔ اس طرح احباب جماعت و کارکنان انجمن ان کی عیادت و امداد سے قاصر رہے۔ جو شخص بیمار یا کسی مصیبت میں مبتلا ہو وہ بسا اوقات اپنی پریشانی و علالت یا صبر و تکلف کی وجہ سے اطلاع نہیں دے سکتا۔ یا اس کو مناسب نہیں سمجھتا۔ لہذا بیرونی جماعتوں کے صدر اور سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ایسی اطلاعات مرکز میں باقاعدہ بھجواتے رہیں۔ اس سے ایک تو اخبار کے ذریعے ساری جماعت کو اطلاع ہو سکتی ہے دوسرے مرکز سے حسب ضرورت و طلب ممکن امداد دی جا سکتی ہے سب سے زیادہ یہ کہ تمام دوست ان کے لئے دعا کر سکتے ہیں۔ ہمیں توقع ہے کہ آئندہ اس بارہ میں کافی احتیاط و ذمہ داری کا ثبوت دیا جائے گا۔

عازمان حج سے درخواست

ہر سال جماعت کے متعدد احباب حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کرتے ہیں اور غالباً کوئی بھی احمدی نہیں۔ جو اس سعادت کے حصول کی آرزو اور تڑپ نہ رکھتا ہو۔ لیکن اب تک احباب یہ مقدس سفر انفرادی طور پر اختیار کرتے رہے ہیں جس کی وجہ سے انہیں تکلیف زیادہ ہوتی ہے بعض فوائد سے بھی وہ محروم رہتے ہیں۔ اگر اس فریضہ کی ادائیگی بھی ایک نظام کے ماتحت عمل میں آئے تو بہت مناسب ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ جن دوستوں کو عزم حج کی توفیق دے وہ ایک ہی جہاز سے روانہ ہوں اور حجاز میں بھی حتی الامکان یکجا قیام کریں۔ اس طرح انہیں بحری سفر اور قیام حجاز کے دوران میں بے حد آرام رہیگا۔ بیماری اور مشکلات

کی صورت میں وہ ایک دوسرے کی امداد کر سکتے ہیں۔ سب سے زیادہ یہ کہ انہیں اس مقدس سرزمین پر اجتماعی طور پر دعائیں کرنے کا بھی موقع مل سکتا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ اس طرح خورد و نوش اور بعض دوسرے اخراجات میں بھی کفایت ممکن ہے علاوہ ازیں ہر سال احمدی عازمان حج کے قافلے کی روانگی اور مراجعت اس بے بنیاد اتہام کی ناقابل انکار تردید ہوگی۔ کہ احمدی حج نہیں کرتے۔

امسال جو دوست سفر حج کا عزم رکھتے ہوں۔ ازراہ کرم وہ بہت جلد مرکز میں اطلاع دیں۔ مختلف مقامات پر چند دوست ارادہ کر چکے ہیں انہیں صرف معقول ساتھ کی تلاش ہے۔ اس بارہ میں تمام خط و کتابت سکرٹری صاحب انجمن کے نام کی جائے ۔

مولانا حالی مرحوم کی صدسالہ سالگرہ

ہندوستان کا کوئی پڑھا لکھا مسلمان ایسا نہ ہوگا جو مولانا الطاف حسین حالی مرحوم کے نام یا اُن کے زندہ جاوید مسدس سے ناواقف ہو۔ بیشک مرحوم اس دور کے بہت بڑے شاعر اور بہت بڑے قومی کارکن تھے اگر ان کی دیگر خدمات قومی و تعلیمی سے قطع نظر بھی کر لیا جائے تو مسدس کی تصنیف ہی اتنی بڑی خدمت ہے۔ جسے مسلمانوں کو ہمیشہ تشکر و احترام سے یاد رکھنا چاہیئے۔ حالی سرسید مرحوم کی پارٹی کے ایک سرکردہ رکن تھے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ انہوں نے تحریک علیگڑھ کے وابستگان کے سامنے درد قومی اور راستے سیرت کا ایک بلند نمونہ پیش کیا۔ ان کے وطن پانی پت کے بعض زندہ دل اور صاحب احساس مسلمانوں نے ۲۶ و ۲۷ ر اکتوبر کو مرحوم کی صد سالہ سالگرہ منانے کا اہتمام کیا ہے ایک بہت بڑا جلسہ منعقد ہوگا۔ جس کی صدارت ہز ہائنس نواب صاحب بھوپال نے قبول فرمائی ہے۔ ملک کے متعدد مقتدر اصحاب نے پبلک سے اس جلسہ میں شرکت کی اپیل کی ہے۔ علاوہ ازیں حالی میموریل فنڈ کی مالی امداد کی طرف بھی توجہ دلائی ہے جو بیس سال سے پانی پت میں قابل قدر علمی اور تعلیمی خدمات انجام دے رہا ہے۔ یہ اپیل اس پرچہ میں کسی دوسری جگہ شائع ہو رہی ہے۔ صاحب استطاعت حضرات کو اس پر توجہ کرنی چاہیئے ۔

سید اختر حسین صاحب پر قاتلانہ حملہ

بھدرواہ ریاست جموں میں ہمارے نوجوان مبلغ سید اختر حسین صاحب پر غیر از جماعت لوگوں نے قاتلانہ حملہ کیا جس کی کیفیت چند روز ہوئے ہمارے نامہ نگار نے ارسال کی تھی۔ جو اسی پرچہ میں کسی دوسری جگہ درج ہے۔ اُس کاپی کے پریس چلے جانے کے بعد معلوم ہوا کہ معاملہ عدالت کے سپرد ہو چکا ہے۔ لہذا ہم اظہار رائے سے اجتناب کرتے ہیں۔ توقع ہے ہز ہائنس مہاراجہ جموں کی عدالت انصاف کرے گی۔ بہرحال اس قسم کے واقعات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے مخالفین کے پاس دلائل و صداقت نہیں۔ کیونکہ جو شخص اس دولت سے مالا مال ہو وہ اس قسم کی حرکتیں نہیں کیا کرتا۔ تمام احباب سید اختر حسین صاحب کی صحتیابی اور مخالفین کی ہدایت کے لئے درد دل سے دعا کریں ۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

میری آخری درخواست

نومبر ۱۹۳۲ء میں انجمن نے پیغام صلح کی ادارت کا بار عارضی طور پر میرے کمزور کندھوں پر رکھا تھا۔ تقریباً تین سال کے بعد ۲۱ر اگست ۱۹۳۵ء کو میں اس سے سبکدوش ہو چکا ہوں الحمدللہ۔ میں اس موقع پر چند الفاظ عرض کرنا چاہتا تھا لیکن بعض حالات ایسے پیش آئے کہ میں اپنی اس خواہش کو پورا نہ کر سکا۔ اتفاق سے جناب مرزا مسعود بیگ صاحب ایم۔ اے چند روز کے لئے لاہور سے باہر تشریف لے گئے۔ اور دو اشاعتیں پھر مجھے مرتب کرنی پڑیں۔ لہذا غیر مناسب نہ ہوگا میں اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر چند الفاظ عرض کر دوں۔

سب سے پہلے میں اس مسرت کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ بزرگان جماعت نے پیغام صلح کی عنان ادارت ایک نہایت لائق۔ صاحب احساس اور پرجوش نوجوان کے ہاتھ میں دی ہے۔ جو بہترین قابلیت کا مالک اور جوش و درد قومی کا قابل فخر سرمایہ دار ہے۔ انشاءاللہ اب گذشتہ تین سال کی کوتاہیوں اور خامیوں کی تسلی بخش تلافی ہو جائیگی۔ **جناب مرزا مسعود بیگ صاحب** ایم۔ اے سے اکثر بزرگ و احباب جماعت واقف ہوں گے۔ آپ حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے برادر زادہ ہیں۔ چند سال ہوئے آپ نے جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت کی معیت میں بمبئی میں بہترین تبلیغی کام کیا۔ اب کچھ عرصہ سے آپ انجمن کے اسسٹنٹ سکرٹری تھے اخبار کی ضروریات کے پیش نظر آپ کو وہاں سے فارغ کر کے پیغام صلح کی کرسی ادارت پیش کی گئی۔ یہ انتخاب بہترین اور بیحد حوصلہ افزا ہے میری دعا ہے اللہ تعالے آپ کو اخبار کے ذریعہ سلسلہ کی بہترین خدمات انجام دینے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین ثم آمین ۔

جناب مرزا مسعود بیگ صاحب کے قابل ہاتھوں میں اخبار کی عنان ادارت سونپے کیساتھ ہی یہ تجویز ہوئی ہے کہ پیغام صلح کے دور جدید کا آغاز کیا جائے اور اس کو ہر لحاظ سے جماعت کے شایان شان بنا دیا جائے چنانچہ ضخامت میں اضافہ کی تجویز سے احباب بخوبی واقف ہو چکے ہیں۔ مرزا صاحب موصوف کے واپس آنے کی دیر ہے کہ اخبار کے صفحات آٹھ کی بجائے بارہ کر دیئے جائینگے۔ اس کے بعد انشاءاللہ رفتہ رفتہ ترقی کی طرف قدم اٹھایا جائے گا۔

اخبار نویسی ایک پرخار وادی ہے اس میں قدم رکھنے کے بعد بعض اوقات عزیز ترین دوستوں اور بھائیوں سے اختلاف کرنا پڑتا ہے بعض اوقات قابل عزت بزرگوں کی خواہشات و ارشادات کے احترام سے آدمی قاصر رہ جاتا ہے۔ ایک ایڈیٹر کیلئے سب لوگوں کو خوش رکھنا تقریباً ناممکن ہے۔ گذشتہ تین سال میں میری بھی یہی حالت رہی مجھے اس اعتراف میں بھی تامل نہیں ہونا چاہیئے کہ شاید بعض اوقات میری کم علمی اور کثرت کار بھی بزرگوں اور دوستوں کی جائز شکایت کا باعث بنی ہو۔ لیکن خدا بہتر جانتا ہے کہ میری ہمیشہ یہی کوشش رہی کہ بزرگوں اور دوستوں کو کم سے کم شکایت کا موقع ملے اور معاصرین سے جہاں تک ممکن ہو۔ بہترین تعلقات رکھے جائیں لیکن انسان خطاوار ہے وہ لغزشوں اور غلطیوں سے مبرا ہونے کا دعوےٰ نہیں کر سکتا ہے۔ لہذا میں اپنے تمام بزرگوں دوستوں اور معاصرین کی خدمت میں معذرت خواہ ہوں امید ہے کہ وہ میری کوتاہیوں اور غلطیوں کو نظر انداز فرما دیں گے ۔

خاکسار
محمد انعام الحق ہوشیارپوری

مسیحی تبلیغ کا ایک غیر مشہور طریقہ

عیسائیوں نے اپنے مذہب کی تبلیغ کے جو مختلف طریقے جاری کر رکھے ہیں ان میں سے اکثر معلوم اور مشہور ہیں۔ مثلاً تبلیغی انجمنیں ہیں۔ افراد و اشخاص ہیں جو انفرادی طور پر تبلیغ میں مصروف ہیں۔ نشر و اشاعت کے وسیع ادارے ہیں جو دنیا کی ہر زبان میں انجیل کے ترجمے شائع کرتے رہتے ہیں۔ مدرسے اور ہسپتال ہیں جہاں دنیوی تعلیم کے ساتھ دین کی چاشنی اور علاج و دواؤں کے ساتھ مسیحیت کی شیرینی کا بھی اہتمام رہتا ہے لیکن ان کے علاوہ ایک غیر مشہور طریقہ بھی ہے جو اپنی نوعیت اور اثر کے لحاظ سے سب سے زیادہ اہم ہے۔ چنانچہ رسالہ مسلم ورلڈ (جولائی ۱۹۳۵ء) کے ایک مقالہ نگار المر ڈگلس (ELMER DOUGLAS) نے جن کی جماعت ۲۵ سال سے اسی طریقہ پر الجزائر میں تبلیغ کا کام کر رہی ہے۔ اپنی کارگذاریاں شائع بھی کر دی ہیں۔ الجزائر اب فرانس کے زیر حکومت ہے۔ وہاں مسلمانوں کی تعداد تقریباً پچاس لاکھ ہے۔

"جن لوگوں نے تبلیغی کاموں کی تنظیم کی تھی۔ انہیں اس امر میں مطلق شک نہ تھا کہ تبلیغ کا کام بچوں ہی سے شروع کرنا چاہیئے۔ مذہبی مدرسے قائم کرنا جیسے کہ دوسرے اسلامی ملکوں میں ہوا تھا۔ عملاً ناممکن تھا۔ علاوہ بریں سرکاری مدرسے کم از کم مسلمان لڑکوں کیلئے پہلے ہی سے موجود تھے۔ لہذا اس کے لئے جو طریقہ سب سے بہتر تھا اختیار کیا گیا یعنی مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے تربیت گاہوں کا قیام جہاں روز ملنے جلنے سے مسیحیت کا اثر لابدی طور پر پڑتا ہے۔ نتیجہ توقع سے زیادہ نکلا۔ ۱۹۱۰ء سے ۱۹۱۴ء تک چھ تربیت گاہیں کھل گئیں۔ ۱۹۱۴ء میں ان تربیت گاہوں میں بچوں کی مجموعی تعداد پچاس ۵۰ تھی جو ایک نمایاں کامیابی تھی۔ لڑکے اور لڑکیاں برابر فارغ ہو ہو کر نکلتے رہتے ہیں۔ ان کا کھانا کپڑا اور دن رات کی دیکھ بھال تقریباً تمام تر مشن ہی کے ذمہ رہتی ہے۔ بہت کم بچوں کے والدین اس قابل ہیں کہ خود بھی کچھ ادا کر سکیں یہ بات قابل لحاظ ہے کہ ان بچوں کو خود ان کے والدین یا اعزہ پہنچا جاتے ہیں۔ حالانکہ انہیں پوری طرح معلوم ہے کہ ہمارے ادارے مسیحی ہیں۔ ہمارا مقصد عیسائی مرد اور عیسائی عورتیں پیدا کرنا ہے اس طریقہ پر عمل کرنے سے ہمیں علانیہ اسلام سے مقابلہ کرنا نہیں پڑتا۔ جیسا کہ عموماً تبلیغی کاموں میں ہوتا ہے۔ بہت چھوٹے بچوں میں کام شروع کر دینے سے ہمیں موقع ہے کہ قبل اس کے کہ اسلامی معتقدات کے باعث انہیں کوئی رکاوٹ پیش آئے بچپن ہی میں ان کے اندر عیسائی خیالات سرایت کر دیں۔ اصولاً ہر بچہ کو اختیار حاصل ہوتا ہے کہ سن شعور کو پہنچنے کے بعد وہ خود اس بات کا فیصلہ کرے کہ دین مسیحی کا پیرو ہوگا یا اسلام کا۔ لیکن جہاں تک میں دیکھ سکا ہوں۔ عملاً ہوتا یہ ہے کہ اسلام اختیار کرنے پر بھی غور نہیں کیا جاتا"

مندرجہ بالا بیان میں اگر مبالغہ کا وجود تسلیم بھی کر لیا جائے جو عیسائیوں کے تبلیغی پروپگنڈا کا ایک نمایاں عنصر ہے تو بھی اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ تبلیغ کا جو طریقہ انہوں نے الجزائر میں جاری کر رکھا ہے۔ وہ ایک نہایت مؤثر اور کامیاب طریقہ ہے۔ اس بیان میں ایک بات خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ ان تربیت گاہوں میں جو بچے داخل ہوتے ہیں۔ ان میں سے اکثر اتنے غریب اور نادار گھروں کے ہوتے ہیں کہ ان کے والدین ان کے طعام و لباس کے اخراجات بھی ادا نہیں کر سکتے۔ مسلمانوں کے افلاس کا رونا ایک مدت سے رویا جا رہا ہے لیکن سب سے زیادہ دردناک اور شرمناک پہلو یہی ہے۔ جو مسیحی تبلیغ کی کامیابی ہر طرف ہمارے سامنے پیش کر رہی ہے ۔

(معارف)

احمدیوں کو علیحدہ اقلیت قرار دینے کا مطالبہ

سیاسی بدعقلی اور حماقت

معزز معاصر "انقلاب" کے اس مضمون کی ایک قسط گذشتہ پرچہ میں درج ہو چکی ہے۔ باقی دو قسطیں اب شائع کی جاتی ہیں۔ یہ مضمون تمام مسلمانوں کے لئے غور و فکر کا مستحق ہے (مدیر)

احرار کا ناقابل فہم طرز عمل

احمدی تحریک کوئی چالیس سال سے جاری ہے، علمائے اسلام کسی زمانے میں بھی اس سے غافل نہیں رہے، اس تحریک سے مسلمانوں کے عقائد کو محفوظ رکھنے کے لئے بے شمار کتابیں لکھی گئیں، اور دینی اخبارات مسلسل خدمت کرتے رہے، لیکن اب تک کسی سیاسی جماعت یا سیاسی ادارے کو یہ ضرورت داعی نہیں ہوئی تھی کہ وہ احمدیوں کی مخالفت کو اپنا مقصد وحید قرار دے لے، تحریک خلافت کے دوران میں احمدی من حیث الجماعت عامۃ المسلمین کے جذبات کی مخالفت کرتے تھے، اور وہ تمام بزرگ جو آج کل مجلس احرار کی زیب و زینت ہیں، تحریک خلافت میں شامل تھے، لیکن اس زمانے میں یا اس کے بعد بھی کئی سال تک ان میں سے کسی بزرگ کو یہ خیال نہیں آیا، کہ احمدیوں کے خلاف کوئی تحریر و تقریر کی مہم شروع کرنی چاہیئے، آج سے کوئی دو ڈھائی سال قبل جب مولانا ظفر علی خان نے احمدیوں کے خلاف قصہ شروع کیا تھا، اور اپیل بھیج دیئے گئے تھے، تو آپ نے چودھری افضل حق صاحب سے کہا کہ اب آپ لوگ احمدیت کی مخالفت کا بیڑا اٹھائیں، اور میری شروع کی ہوئی تحریک کو جاری رکھیں، لیکن چودھری صاحب نے اس تجویز پر اعتنا کرنا بھی ضروری نہ سمجھا، اور صاف کہہ دیا کہ ہم اس قسم کے فرقہ بندانہ جھگڑے اور حرب عقائد میں نہیں پڑتے لیکن خدا جانے تھوڑی مدت گزر جانے کے بعد بزرگان احرار پر ایک دم کیا انکشاف ہوا، کہ انہوں نے اپنی قدیم غیر فرقہ بندانہ حکمت عملی کو ترک کر کے احمدی فرقے کے خلاف اپنی تمام طاقتیں مجتمع کر دیں حالانکہ ۵۶ ہزار نفوس کا یہ بے حقیقت گروہ جو ستر کروڑ مسلمانان عالم کے سمندر میں محض ایک قطرے کی حیثیت رکھتا ہے، ہرگز اس قابل نہ تھا، کہ مسلمانان ہند کے سیاسی رہنما اپنی بہترین توجہات اس پر صرف کر دیں، اور دنیا کے اور تمام کام چھوڑ کر اسی کے ہو رہیں۔

صحیح طریق کار کیا تھا؟

پھر اگر مجلس احرار نے یہی قرار دیا تھا، کہ آئندہ مسلمانوں کی مذہبی تعلیم اور اصلاح کا بوجھ بھی اسے خود ہی اٹھانا ہے، تو کسی شخص کو اس سے تعرض کی ضرورت نہ تھی، لیکن اس اصلاح کیلئے ہنگامہ خیز جلسوں اور جلوسوں اور تلخ و ناگوار باتوں اور فساد و خونریزی کے احتمالات پیدا کرنے کی کوئی حاجت نہ تھی، مجلس احرار اپنے ایک شعبے کو اس کام پر مقرر کر سکتی تھی، کہ نزول مسیح موعود، آمد مہدی، وفات مسیح، ختم نبوت، تصانیف مرزا اور اسی قسم کے موضوعات پر سادہ و سلیس عالمانہ رسالے متین و سنجیدہ انداز میں لکھ کر شائع کرے، اور مسلمانوں میں مفت تقسیم کرنے کا انتظام کرے، اس انداز نشر و توزیع سے بے انتہا فائدہ پہنچتا، لیکن ظاہر ہے، کہ یہ کام ہنگامہ خیزی سے بالکل خالی تھا، اور بزرگان احرار ہنگامہ خیزی کے سوا کوئی کام نہیں کر سکتے انتخابات کی تیاری کے لئے بھی ہنگامہ نہایت ضروری تھا، چنانچہ احمدیت کے خلاف تعمیری کام تو کچھ بھی نہ ہوا، اور ہنگامہ ہر جگہ ہو گیا۔

احرار کی ہنگامہ پسندی کا سب سے زیادہ افسوسناک پہلو

لیکن اس تمام ہنگامہ پروری کا سب سے زیادہ افسوسناک پہلو وہی ہے، جس کا ذکر ہم نے اشاعت گذشتہ میں کیا تھا، بعض مسلمان احرار کے کہنے پر اپنے جلسوں میں یہ مطالبہ کر رہے ہیں، کہ احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے سمجھ میں نہیں آتا کہ اس مطالبہ کے لئے کونسی قومی، ملی اور دینی مصلحت محرک ہوئی ہے، ہم اُن تمام حضرات سے جو اس علیحدگی کے خواہاں ہیں، یہ سوال کرنا چاہتے ہیں، کہ اگر بالفرض حکومت اس مطالبہ کو تسلیم کر لے، تو نقصان کس کا ہوگا؟ مسلمانوں کا یا غیر مسلموں کا؟ طاقت کس کی گھٹ جائیگی، یا بٹ جائے گی؟ مسلمانوں کی یا غیر مسلموں کی؟ اگر احمدی چھپن ہزار ہیں، تو ان کے لئے ایک یا آدھ نشست کہاں سے لے کر علیحدہ کی جائے گی؟ مسلمانوں میں سے یا غیر مسلمانوں میں سے؟ اور کل کونسل میں یا ملازمتوں کے اندر وہ کس کے لئے فائدے کا سامان بنیں گے، مسلمانوں کے لئے یا غیر مسلموں کے لئے؟

علیحدہ اقلیت کی صورت میں احمدیوں کو خاص تحفظات حاصل ہونگے

کہا جاتا ہے، کہ احمدی بہت تھوڑے ہیں، انہیں ایک نشست کا بھی حق حاصل نہیں، لیکن ظاہر ہے۔ کہ اس بارے میں آخری فیصلہ مجلس احرار کے ہاتھ میں نہیں، بلکہ حکومت کے قبضے میں ہے۔ اگر آج حکومت کے تعلقات احمدیوں سے کشیدہ ہیں، تو کل خوشگوار بھی ہو جائیں گے، کیونکہ ایک انتہائی وفادار اور جاں نثار جماعت سے حکومت کب تک روٹھی رہے گی، اگر احمدی حکومت سے کہیں گے، کہ ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی سب کے سب ہمارے جانی دشمن ہیں، اس لئے ہمیں خاص تحفظات چاہئیں، تو جو مسلمان یو۔ پی میں چودہ فیصدی ہو کر تیس فیصدی حاصل کر چکے ہیں، اور مرکز میں تیئس فیصدی ہو کر مرکز میں ۳۳ فیصدی طلب کرتے ہیں، وہ احمدیوں کے ساتھ رعایتی سلوک کی کس بنا پر مخالفت کریں گے؟ اور اگر کریں گے، تو حکومت کے ساتھ احمدیوں کے اچھے تعلقات کی بنا پر اور عام سرکاری مصالح کی بنا پر جو فیصلہ ہوگا، وہ لازماً مسلمانوں کے خلاف اور احمدیوں کے حق میں ہوگا۔

مسلمان احمدیوں سے خائف کیوں ہیں

پھر اگر احمدی صرف چھپن ہزار ہیں، تو پنجاب کے ڈیڑھ کروڑ مسلمانوں کو ان سے اس قدر خوف زدہ ہونے کی کیا ضرورت ہے مسلمانوں کو چاہیئے، کہ اپنے ووٹروں کو منظم کریں، اور اگر احمدی اتنے ہی خطرناک ہیں، تو مسلمان سیاسی میدان میں ان کا مقابلہ کریں، علیحدگی پر زور دینے کا کیا مطلب ہے، سنا ہے، کہ حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب نے بھی کوئی ایسا ہی اعلان کیا ہے، حالانکہ ان کو مسلمانوں نے صرف مسجد شہید گنج کے معاملہ میں "امیر ملت" تسلیم کیا ہے، سیاسیات کے مسائل پر ان کو کبھی غور کرنے کا اتفاق نہیں ہوا، ان میں دخل دینے کی انہیں کیا ضرورت ہے؟

اپنے پاؤں پر کلہاڑی نہ چلاؤ

ہم نے نہرو رپورٹ کے زمانے سے لے کر آج تک مسلمانوں کو ان کی سیاسیات کے متعلق جس قدر مشورے دیئے ہیں، وہ ان کے حق میں بے انتہا مفید ثابت ہو چکے ہیں، اور آج مخالفین بھی اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہیں، کہ اگر "انقلاب" کی آواز نہ ہوتی، تو مسلمانوں کے سیاسی حقوق کا مسئلہ بطریق احسن حل نہ ہوتا، اور کانگرسی خیال کے لوگ ہر جگہ مسلمانوں کو نقصان پہنچا دیتے، آج ہم پھر نہایت مخلصانہ مشورہ دیتے ہیں، کہ اپنی سیاسی طاقت کو اپنے ہاتھوں گھٹانے کی حماقت نہ کرو، جو فرقے تمہارے ووٹنگ رجسٹر میں درج ہیں، ان کی علیحدگی کا مطالبہ کر کے اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی نہ چلاؤ، ورنہ تمہیں اس قدر نقصان پہنچے گا، کہ عمر بھر رویا کرو گے، اور اس نقصان کی تلافی نہ ہو سکے گی۔

اشاعت آئندہ میں ہم بتائیں گے، کہ یہ علیحدگی کا فتنہ کہاں تک بڑھ سکتا ہے، اور مسلمانوں کے کون کون سے فرقے اس کی زد میں آ کر پنجاب کے اندر مسلمانوں کی طاقت کو کم کرنے کا باعث بن سکتے ہیں۔

اسلامی سیاسیات اور مذہبی فرقہ بندیاں

احرار اور بعض دوسرے بزرگوں کے نزدیک احمدی کافر اور خارج از ملت اسلام ہی سہی لیکن مصیبت یہ ہے، کہ وہ کلمہ گو ہیں، ان کے نام مسلمانوں کے سے ہیں، وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، تمام غیر مسلم بھی ان کو مسلمان ہی سمجھتے ہیں، اور حکومت کے سیاسی ریکارڈ میں بھی وہ مسلمانوں ہی کی فہرست میں درج ہیں، اس لئے دینی اعتبار سے نہیں، تو سیاسی لحاظ سے انہیں لازماً مسلمان ہی کہنا پڑیگا، پھر اسلام میں ایک فرقہ نہیں بے شمار فرقے ہیں۔

فتاوے کفر کی ارزانی

حضرت پیر جماعت علی شاہ اور ان کے ہم عقیدہ بزرگ وہابیوں اور دیوبندیوں کے متعلق جو رائے رکھتے ہیں، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، شیعہ عام مسلمانوں کے متعلق جن خیالات کے پابند ہیں، ان کے بیان کرنے کی حاجت نہیں، بریلویوں، اور دیوبندیوں کے متعلق حضرات اہل حدیث کا جو کچھ عقیدہ ہے، اس سے ہر شخص آگاہ ہے، مختصر یہ ہے، کہ ہر فرقہ دوسرے فرقے کے علماء کے نزدیک کافر ہے، اور ہمارے اس دعویٰ کا ثبوت وہ بیشمار فتوے ہیں، جو مسلمان علماء نے ایک دوسرے کی تکفیر کے لئے شائع کئے اور وہ ہر وقت امرتسر، قادیان، بریلی، بدایوں، دیوبند، لکھنؤ کے بازاروں میں دستیاب ہو سکتے ہیں۔

یہ فتنہ شروع ہونے کے بعد نہیں رکیگا

اگر ایک دفعہ سیاسی حقوق کو فرقوں میں منقسم کرنے کا سلسلہ شروع ہو گیا، تو پھر اسے کون روکے گا؟ کس بنا پر روکے گا کیا یہ معلوم نہیں، کہ یو۔پی کے شیعہ مدت مدید سے علیحدگی کے آرزومند چلے آتے ہیں؟ کیا یہ معلوم نہیں کہ بنارس کے وہابیوں نے بھی علیحدگی کا مطالبہ کیا تھا! یعنی ان دونوں فرقوں نے قوم کی عام رائے سے اختلاف کیا تھا، اور مخلوط انتخاب کے ضمن میں صاف صاف کہہ دیا تھا، کہ وہ احناف کی طرف سے مایوس ہیں لہذا اس امر پر مجبور ہیں، کہ ہندوؤں کے ووٹوں سے کونسلوں میں جائیں، اور ہندوؤں کے ووٹ مخلوط انتخاب کے بغیر نہیں مل سکتے، آخر یہ سب علیحدگی کے اسباب نہیں تو کیا ہیں؟ فرض کرو، کل شیعہ اور وہابی علیحدگی کا مطالبہ کرتے ہیں، انہیں کون روکے گا، کون روک سکے گا؟ احرار ہزار چیخیں چلائیں "امیر الاحرار" اور "امیر شریعت" اپنی تقریروں کا جادو ہزار استعمال کریں، فیصلہ کرنے والے انگریز ہوں گے، یا ہندو، وہ جس طرح چاہیں گے، کریں گے، اور ظاہر ہے، کہ ان کا "چاہنا" ہر حالت میں مسلمانوں کے فوائد کے منافی ہوگا۔

مسلمانوں کیلئے جداگانہ انتخاب کی ضرورت و اہمیت

یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے، کہ جہاں تک ہندوؤں کا تعلق ہے ہم جداگانہ انتخاب کے حامی ہیں، کیونکہ غیر مسلم قوموں کے مقابلے میں ہمارا فائدہ اسی میں ہے، کہ ہماری نیابت علیحدہ رہے، مسلمانوں کی ہستی، ان کا اتحاد اور ان کی تنظیم صرف اسی طریق سے قائم رہ سکتی ہے، کہ اندرونِ ملت کے مسائل میں ہم مخلوط انتخاب کے اصول پر جمے رہیں، اسی میں ہمارا فائدہ ہے، بلکہ اسی پر ہندوستان میں ہماری زندگی کا انحصار ہے

سیاسی علیحدگی کی وبا قوم کیلئے مہلک ہوگی

اگر ایک دفعہ علیحدگی کی وبا شروع ہوگئی، تو جسم اسلام ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا، ہر ٹکڑا علیحدہ علیحدہ سمجھے گا، کہ میں پہلے سے بہتر طور پر زندہ ہوں، لیکن حقیقی زندگی، جو سارے جسم کی زندگی ہے، وہ مفقود ہو جائے گی، اور ایک تندرست جسم کی بجائے ادھر ادھر تڑپتے ہوئے اعضا نظر آئیں گے۔

اگر ایک دفعہ احمدی الگ کر دیئے گئے، اور انہیں علیحدگی کی حالت میں اپنے حق سے کسی قدر زیادہ حصہ مل گیا، جو لازمی ہے، کیونکہ اس قدر بے حقیقت اقلیت کو "ویٹج" ضرور دیا جائے گا تو ضروری بات ہے، کہ یو پی کے شیعوں اور بنارس کے وہابیوں کے منہ میں بھی پانی بھر آئے، اور وہ بھی علیحدگی کا مطالبہ شروع کر دیں، آج یہ کہہ دینا بہت آسان ہے کہ کوئی مسلمان فرقہ انتخابات میں سے الگ نہ ہوگا، لیکن یہ دعوی بلا دلیل ہے، سیاسیات میں دور اندیشی اور عاقبت بینی بہت ضروری ہے۔

مسلمانوں کی سیاسی جماعتوں کا فرض

سیاسی جماعتوں کا فرض ہے، کہ اگر کسی فرقے کی طرف سے مسلمانوں کے عام ووٹنگ رجسٹر سے علیحدگی کا شائبہ بھی ظاہر ہو، تو نہایت سختی سے اس کو دبا دیں، اور ایسے مضر جراثیم کو ملت میں ہرگز پھیلنے نہ دیں، لیکن یہاں الٹا حساب ہے، جو سیاسی جماعتیں مسلمانوں کے سیاسی اتحاد کو محفوظ رکھنے کے لئے کھڑی ہوئی تھیں، وہ خود کہہ رہی ہیں کہ فلاں فرقے کو مسلمانوں سے الگ کر دیا جائے، یہ اچھی خدمت اسلام ہے۔

اس مطالبہ کو فی الفور ترک کر دو

یہ اتنی کھلی ہوئی باتیں ہیں، کہ کوئی فہیم و زیرک مسلمان ان سے غافل نہیں ہو سکتا، اور ہماری سمجھ میں نہیں آتا، کہ چودھری افضل حق صاحب اور مولوی مظہر علی صاحب جیسے ہوشمند اور فہیم ارباب فکر نے مسئلہ کے اس پہلو پر اب تک کیوں غور نہیں کیا، ممکن ہے، کہ وہ بعد میں فرماویں کہ ہم اضطراراً فلاں وجہ سے یا اپنے ساتھیوں کی وجہ سے مجبور ہوگئے، کہ اس مطالبہ کی حمایت کریں، اضطرار کی حالت میں اپنا تحفظ کیا اور درست ہے، اور از روئے شرع اس کے لئے رخصت موجود ہے، لیکن قومی مصالح کا استیصال اضطرار کی حالت میں بھی کفر ہے، ایک یا دو افراد کا مر جانا اس سے ہزار درجے بہتر ہے، کہ وہ ایک پوری اُمت کی بربادی اور تخریب کا سامان بن جائیں، ایک پتھر کا پارہ پارہ ہو جانا اس سے ہزار درجہ اچھا ہے، کہ پوری عمارت کی بنیادیں، اور اس کے ستون نذرِ انہدام ہو جائیں، ہم بزرگانِ احرار کی خدمت میں عاجزانہ و مخلصانہ درخواست کرتے ہیں، کہ وہ احمدیوں کے خلاف شوق سے جو چاہیں کہیں اور کریں، لیکن ان کو مسلمانوں سے علیحدہ ایک غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ فی الفور ترک کر دیں، کیونکہ اس کے نتائج مسلمانوں کیلئے نہایت دردناک ہوں گے ✦

ٹرکی میں اصلاح دیہات

جمہوری حکومت کی عظیم الشان کارگذاری

جو لوگ پنجاب میں اصلاح دیہات کے کام کی ترقی میں مصروف ہیں، انہیں یہ معلوم کر کے دلچسپی ہوگی، کہ ٹرکی نے دیہاتی رقبوں میں تعلیم کے معاملہ میں کتنی وسیع ترقی کی ہے، حال ہی میں ایک نوٹ سے جو اس ملک سے موصول ہوا ہے، ظاہر ہوتا ہے، کہ ۳۳-۱۹۳۲ء میں وہاں دیہاتی سکولوں کی تعداد ۵۴۰۶ تک پہنچ گئی تھی، دیہات میں ۳۰۲۵۵۵ طالب علموں (جن میں ۸۹۱۲ لڑکیاں شامل ہیں) کی تعلیم کے لئے ۶۱۴۵ استاد اور ۱۹۹۰ استانیاں ملازم تھیں، ان اعداد سے ظاہر ہوتا ہے، کہ فی الحال دیہاتی سکولوں میں استانیوں کے مقابلہ میں استادوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، لیکن آئندہ سال کی رپورٹ شائع ہونے تک دیہات کے تعلیمی اداروں میں زنانہ ٹیچروں کی تعداد میں بہت کافی اضافہ ہو جائیگا، کیونکہ ٹرینڈ عورتیں بیش از بیش تعداد میں مفصلات میں جا رہی ہیں، اور گذشتہ کی نسبت اب ہر سال لڑکیوں کے نارمل سکولوں سے کامیاب استانیوں کی تعداد زیادہ ہوتی جا رہی ہے، قدرتی طور پر ان استانیوں کی بیشتر تعداد حصول ملازمت کے لئے دیہات میں جائیگی، کیونکہ اس وقت شہری سکولوں میں ان کی تعداد بہت کافی ہے، اور حکومت کو ان تمام استانیوں کو جن کی تعداد میں بسرعت تمام اضافہ ہو رہا ہے ملازم رکھنے کے لئے دقت محسوس ہو رہی ہے، جو نارمل سکولوں سے ڈگری حاصل کرتی ہیں۔

بالغوں کی تعلیم

ٹرکی میں تعلیم بالغاں کی بنیاد ۱۹۲۸ء میں ڈالی گئی تھی، جبکہ لوگوں کو لاطینی حروف میں تعلیم دینے کی غرض سے ملک کے طول و عرض میں تعلیمی اداروں کی تنظیم کی گئی تھی، ان کو مقبول عام یا قومی مدارس کے نام سے موسوم کیا گیا تھا، ان سکولوں میں بعد دوپہر یا شام کے وقت جماعتیں لگتی تھیں، جہالت کو دور کرنے کے لئے ۱۸ سے ۴۵ سال تک ایسے تمام بالغ اشخاص کے لئے جبری تعلیم کا اصول رائج کیا گیا، جو سکولوں میں تعلیم حاصل نہیں کر رہے تھے، یا جنہوں نے کوئی ایسا امتحان پاس نہیں کیا تھا، جس سے ظاہر ہوتا، کہ وہ لاطینی حروف میں پڑھ لکھ سکتے ہیں، لازمی طور پر شروع شروع میں زیادہ تعداد میں لوگ داخل ہوئے، ہر سال ایسے بالغ اشخاص کی تعداد کم ہوتی گئی، جنہوں نے قواعد گی کا امتحان پاس کر لیا ہو، اور ان کے سکولوں میں جانے کی ضرورت نہیں رہی تھی، چونکہ اب ایسے بالغ اشخاص کی تعلیم کا انتظام ہوگیا ہے، لہٰذا غالباً حکومت کو اس سال اس قسم کے مدارس کھولنے کی ضرورت نہیں ہوگی

عورتوں کے لئے طبی تعلیم کا انتظام

استنبول یونیورسٹی کے شعبہ طب سے ملحقہ دائیوں کا ایک سکول ہے، کئی سالوں کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے، کہ اس نصاب کی تعلیم حاصل کرنے سے دائیوں کی تعداد میں بسرعت کمی واقع ہوئی ہے، اس کمی کی یہ وجہ بیان کی جا سکتی ہے، کہ اوّل تو تحریک کی ہمت افزائی کے باعث عورتوں کو باقاعدہ طور پر مردانہ ڈاکٹروں کے علاج سے مستفید ہونے کے متعلق زیادہ آزادی حاصل ہوگئی ہے، اور دوسرے یہ کہ زنانہ ڈاکٹروں اور ٹرینڈ نرسوں کی تعداد میں بیش از بیش اضافہ ہو رہا ہے، جس کی وجہ سے دایہ گری کا پیشہ بالکل غیر ضروری ہوگیا ہے۔

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

سید اختر حسین صاحب پر قاتلانہ حملہ

بھدرواہ میں معاندین احمدیت کی مذبوحی حرکات

بھدرواہ میں ایک مناظرہ ۶ اگست ۱۹۳۵ء کو صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہوا جس میں پونچھ کے ایک نام نہاد عالم دین کو وہ شکست فاش ہوئی، کہ وہ مناظرہ کے فوراً بعد شہر کو چھوڑنے پر مجبور ہو گئے، اور مخالفین نے اپنی شکست کا عملاً اعتراف اس صورت میں کیا، کہ سائیں محمد شفیع سنکھتروی کو خطوط لکھے، کہ بھدرواہ میں ہمیں جماعت احمدیہ لاہور کے مقابلہ میں سخت شکست ہوئی ہے، اس لئے فوراً پہنچو، سائیں صاحب کو ایک تار بھی دیا گیا، لیکن انہوں نے ایسی چپ سادھی، کہ کچھ جواب نہ دیا، سید اختر حسین صاحب نے یہ دیکھ کر کہ اب کسی نے آنا تو ہے نہیں، حسب الحکم سیدنا حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ جمنیہ کی طرف روانگی کا ارادہ کیا، مگر ۱۳ ستمبر کو سائیں جی کا ایک تار پہنچ گیا، کہ میں فوراً آ رہا ہوں۔

گو جمنیہ سے لاہور سے اور حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کی طرف سے سید صاحب کو متواتر جلد پہنچنے کی ہدایت ہو رہی تھی، مگر ان درین حالات یہاں سے نکلنا نامناسب سمجھا گیا، سائیں محمد شفیع ۲۰ ستمبر کو بھدرواہ پہنچے شہر میں پہنچنے سے پہلے مخالفین کی ایک جماعت نے بمقام گاٹھہ ان کا استقبال کیا۔ اور خلوت میں کچھ مشورے کئے، جن میں یقیناً ان کی نیت بخیر نہ تھی، ایک شخص سے جب دریافت کیا گیا، کہ کیا گفتگو ہوئی ہے تو اس نے کہا، کہ ہم نے عہد کیا ہے، کہ یہ گفتگو کسی غیر کے کان تک نہ پہنچائیں گے راتے میں شہر کے اندر ایک شریر الطبع معاند یہ کہتے ہوئے سنا گیا، کہ سید اختر حسین اگر ہمارے قابو میں آیا تو ہم اس کا خون پی جائینگے، اور زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ مگر ان گیدڑ بھبکیوں سے خادمان دین کی ہمت پست نہیں ہوا کرتی سید اختر حسین صاحب نے دوسرے دن صبح کے وقت صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر تقریر کا اعلان کرا دیا، اور چیلنج دیا، کہ معترضین میں اگر کچھ صداقت ہے، تو تقریر کے بعد اعتراض کریں، مناظرہ کے لئے کھلا وقت دیا جائے گا، مگر سہ

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے

مولوی سنکھتروی پر وہ دہشت طاری ہوئی، کہ گھر کے کونے سے باہر نہ نکلے، حتےٰ کہ مسلم اور غیر مسلم شرفا نے جو سید صاحب کی تقریر میں شامل تھے، صاف طور پر کہا، کہ سائیں جی میں تاب مقابلہ نہیں، شریر غیر احمدیوں کو اس کا بہت صدمہ ہوا، کہ ایک تو مناظرہ میں شکست ہوئی، اور پھر جس کو مناظرہ کے لئے بلایا گیا تھا، وہ میدان میں نکلنے کا نام نہیں لیتا، بعض شرفا نے بھی سائیں جی کو مجبور کیا، جس پر انہوں نے ایک خفیہ کمیٹی کی جس میں کسی گذشتہ عہد کی تجدید کر کے مدنظر خفی ایکٹ کے اختتام پر بوقت اڑھائی بجے دن مورخہ ۲۱ ستمبر ایک منادی سننے میں آئی، کہ سائیں جی ساڑھے تین بجے تردید احمدیت پر تقریر کریں گے اور احمدیوں کو اعتراض کا موقعہ دیا جائے گا۔

جماعت احمدیہ نے جلسہ گاہ میں اپنا سٹیج لگا دیا، اور سید اختر حسین صاحب مناظرہ کے لئے تیار ہو کر میدان میں جا بیٹھے مولوی عبدالواحد صاحب مبلغ جماعت قادیان بھی اس موقعہ پر اُن کے ساتھ بیٹھے تھے، سائیں جی نے حسب عادت ایک پُر از مغلظات تقریر شروع کی، جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ سیرت پر بدترین اتہامات لگائے، جو بیان سے باہر ہیں۔ کتابوں کے غلط اور فرضی حوالے پیش کئے گئے، جس پر مجبوراً سید اختر حسین صاحب کو کہنا پڑا، کہ یہ حوالجات ان کتب سے دکھا دیجئے گا، اور تہذیب سے کلام کیجئے گا، مگر سائیں جی نے ایک نہ سنی اور پبلک کو اشتعال دلانا شروع کر دیا، چند شریر سائیں جی کے ارد گرد بیٹھے تھے، سید اختر حسین صاحب کو گالیاں دینے لگے، سائیں صاحب نے اپنی اشتعال انگیز تقریر کو جاری رکھا، اور سب سے آخر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی اہلیہ صاحبہ پر نہایت ہی کمینہ اور ناپاک حملہ کیا، جس کی برداشت سید اختر حسین صاحب سے نہ ہو سکی، مولوی عبدالواحد صاحب بھی کھڑے ہو گئے، اور شریف اور مہذب پبلک سے اپیل کی، کہ کیا یہی مناظرہ یا تقریر کا طریق ہے، کہ اس طرح بد کلامی کی جا وے، سائیں جی نے منادی کے وعدہ کے مطابق وقت دینے سے بھی انکار کر دیا اور پھر وہی حملے بار بار کرنے شروع کئے، سید اختر حسین صاحب نے اُسے کہا، کہ اپنے الفاظ واپس لیجئے، ہم ان باتوں کو سننے کے لئے تیار نہیں، مگر اس پر سائیں جی نے اپنے قریب کے شریروں کو اشارہ کر دیا، تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا، کہ ہم اس مولوی کو یہاں سے زندہ جانے نہ دینگے ایک شخص نے جو سائیں جی کے بائیں طرف بیٹھا تھا، ایک ڈنڈا اُٹھا کر سید صاحب کے سر پر پھینکا، مگر وہ جھک گئے، اور وار خالی چلا گیا، اس پر سائیں جی کے تیار کردہ غنڈوں کی پارٹی نے یک دم بلہ بول دیا، اور کرسیاں اُٹھا کر سید صاحب پر مارنی شروع کر دیں، ہمارے میز کو توڑ دیا گیا، کتابیں برباد کی گئیں سید صاحب کو چند شریروں نے پکڑا، اور چند آپ کے سر پر کرسیاں اور لاٹھیاں مارنے لگے، آپ کے کپڑے پھاڑ دیئے گئے، آپ کی عینک توڑ ڈالی گئی، اس کے بعد ایک شریر نے گلے سے پکڑ کر آپ کو نیچے گرا دیا، اور اوپر سے کرسیاں برسانے لگے، ایک دو دوستوں نے آپ کو چھڑا لیا، لیکن آپ کا کھڑا ہونا ہی تھا، کہ پھر چاروں طرف سے گھونسے پڑنے لگے، ایک شخص نے آپ کے گلے کو گھونٹ کر بالکل جان سے مارنا چاہا، مگر اتنے میں پولیس انسپکٹر صاحب و دیگر افسران پولیس نے آ کر آپ کو چھڑا لیا، آپ پر ایک گونہ غشی کی حالت تھی، ناک سے خون بہہ رہا تھا، جسم پر متعدد زخم اور بے شمار ضربات آ چکی تھیں، اگر پولیس بروقت نہ پہنچتی، تو برادران ملت سے یہی توقع تھی، کہ وہ اپنے اُن الفاظ کو پورا کرتے، جو اُنہوں نے قبل از وقت کہے تھے، اور ایک خادم اسلام کے خون سے ہاتھ رنگ کر اپنے دل کی بھڑاس نکال لیتے، اسی دوران میں مولوی عبدالواحد صاحب قادیانی پر بھی حملہ ہوا اور اُنہیں بھی دھکا دیکر گرا دیا گیا، سید صاحب کو پولیس نے اپنی حفاظت میں لے لیا، اور مجمع کو پانچ منٹ میں منتشر ہونے کا حکم دیا، سید صاحب پولیس کی حفاظت میں ہی اپنے مکان پر پہنچے، لیکن وہ اس واقعہ سے قطعاً ہراساں نہیں ہوئے بلکہ اللہ تعالےٰ کے راستہ میں ان تکالیف کو موجب رحمت سمجھتے ہیں، علاج ڈاکٹری جاری ہے، بحالئے صحت پر آئندہ پروگرام پر عمل کریں گے، انہوں نے اپنی اس تکلیف کی حالت میں بھی علے الاعلان چیلنج دے دیا ہے، کہ اگر ان کے ذمہ دار بن کر تبادلہ خیالات کرو، تو ہم حاضر ہیں، مگر سائیں جی کو اہلیت سے واقفیت ہے، قرآن کی آیات تک وہ ٹھیک نہیں پڑھ سکتے، علوم عربیہ سے قطعاً نابلد ہیں، اس لئے انہیں سید صاحب کے مقابلہ میں کھڑا ہونے کی جرأت ہی نہیں ہے، سید صاحب نے میدان میں کھڑے ہو کر کہہ دیا تھا کہ یہ شخص میرے ساتھ مناظرہ نہیں کریگا، اور ہرگز نہیں کریگا، اور اگر آئیگا تو تم دیکھو گے، کہ سامنے کھڑے ہوتے ہی اس کی ٹانگیں لڑکھڑا جائیں گی، پانچ منٹ سے زیادہ نہیں چل سکے گا، یہی ہوا، اور سائیں جی مناظرہ کا اعلان کرنے کے بعد وقت دینے سے انکاری ہو گئے، اور قیامت تک کے لئے شکست اور بزدلی کا داغ اپنے ماتھے پر لگا لیا، کیونکہ ان کے پاس دلائل کا جواب قاتلانہ حملہ کی صورت میں نظر آیا۔

انصاف پسند مسلمان اور تمام کے تمام غیر مسلم حضرات سائیں جی کے چیلوں کے بزدلانہ حملہ پر لعن طعن کر رہے ہیں، جماعت احمدیہ

(باقی پشت میں)

بچوں کا صفحہ

نیکی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو

(از سلطان محمود صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور)

پیارے بھائیو۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں یہ عادت راسخ ہو چکی تھی کہ وہ ہر نیک کام میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے تھے۔ چنانچہ میں آپ کو پہلے خلیفہ حضرت ابوبکرؓ کے متعلق ایک واقعہ سناتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ ۹ سنہ ہجری مسلمانوں کے لئے نہایت نازک وقت تھا۔ کیونکہ قیصر روم جو اس زمانہ کا سب سے زیادہ طاقتور اور سب سے بڑی سلطنت کا بادشاہ تھا مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے پر تُلا ہُوا تھا۔ اس کے پاس بہت بڑی فوج تھی۔ اور سامان جنگ کی بھی کمی نہ تھی۔ برخلاف اس کے مسلمانوں کی تعداد بہت تھوڑی تھی اور ان کے پاس کافی ہتھیار بھی نہ تھے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے لوگ خیال کرتے تھے۔ کہ اس چھوٹے سے خدائی گروہ کو قیصر روم جو اُن کا جانی دشمن تھا مٹا کر چھوڑیگا لیکن مسلمانوں میں یہ خوبی تھی کہ وہ اپنے پیارے دین کی حفاظت کے لئے جان تک کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اور خدا کے راستہ میں اپنا خون بہا دینا بہت بڑی سعادت جانتے تھے۔ اس لئے مسلمانوں نے بھی سلطنت روم کے مقابلہ کی تیاری شروع کی۔ گو ان کے پاس مال و دولت اور ساز و سامان نہ تھا۔ لیکن قربانی کی روح ان میں موجود تھی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑائی کے اخراجات کو پورا کرنے کیلئے چندہ جمع کرنے کا حکم دیا۔

ہر ایک مسلمان نے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اس فنڈ میں چندہ دیا۔ حضرت عثمانؓ نے بھی حسب معمول والہانہ طور پر اس میں حصہ لیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنی نصف جائیداد اس راہ میں دیدی اور باقی نصف اپنے گزارہ کے لئے رکھ لی۔ اس واقعہ کو ڈاکٹر اقبال یوں بیان کرتے ہیں ؎

اِک دن رسولِ پاکؐ نے اصحاب سے کہا
دیں مال راہِ حق میں جو ہوں تم میں مالدار

ارشاد سُن کے فرطِ طرب سے عمرؓ اٹھے
اس روز اُن کے پاس تھے درہم کئی ہزار

دِل میں یہ کہہ رہے تھے کہ صدیقؓ سے ضرور
بڑھ کر رکھیگا آج قدم میرا راہوار

لائے غرض کہ مال رسولِ امیںؐ کے پاس
ایثار کی ہے دستِ نگر ابتدائے کار

پوچھا حضور سرورِ عالمؐ نے اے عمرؓ
اے وہ کہ جوشِ حق سے ترے دِل کو ہے قرار

رکھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تو نے کیا
مسلم ہے اپنے خویش و اقارب کا حق گزار

کی عرض نصف مال ہے فرزند و زن کا حق
باقی جو ہے وہ ملتِ بیضا پہ ہے نثار

اسی اثنا میں حضرت ابوبکرؓ بھی آگئے اور اپنی تمام جائیداد خدا کی راہ میں دیدی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بھی یہی سوال کیا کہ اپنے بال بچوں کیلئے بھی کچھ رکھا ہے یا نہیں؟ جسکو ڈاکٹر اقبالؔ اپنے خاص انداز میں اسطرح بیان کرتے ہیں ؎

اتنے میں وہ رفیقِ نبوت بھی آگیا
جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار

لے آیا اپنے ساتھ وہ مردِ وفا سرشت
ہر چیز جس سے چشمِ جہاں میں ہو اعتبار

مِلک یمین و درہم و دینار و رخت و جنس
اسپِ قمر سم و شتر و قاطر و حمار

بولے حضور چاہیئے فکرِ عیال بھی
کہنے لگا وہ عشق و محبت کا رازدار

"اے تجھ سے دیدہ مہ و انجم فروغ گیر
اے تیری ذات باعثِ تکوینِ روزگار

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کیلئے ہے خدا کا رسولؐ بس"

اس لئے پیارے بھائیو۔ ہمیں بھی ایسے مسلمان بننا چاہیئے کہ جن کی دن رات یہی خواہش ہو کہ سب جائداد اور گھر بار خدا کی راہ میں دیدیں اور مذہب کی خاطر کسی چیز کی پرواہ نہ کریں۔ اور دین کو دنیا پر ہمیشہ مقدم رکھیں ●

اسلامی رواداری

ایک شیعہ فاضل کا قابل تعریف لیکچر

۲۱ ستمبر ۱۹۳۵ء کو لکھنؤ کے شیعہ تبلیغی کالج کے ایک فاضل مولانا لقا علی حیدری صاحب نے دیرہ دون میں اسلامی رواداری پر بہت عمدہ لیکچر دیا ہے، اس لیکچر کی رپورٹ بھیجنے کا محرک شیعہ فاضل کا اپنا طرزِ عمل ہے، جو دوران لیکچر میں تقیہ سے نہیں، بلکہ امانت اور دیانت کے ساتھ شیعہ فاضل سے ظہور میں آیا، یہ تو مشہور ہی ہے کہ اہلِ تشیعہ کو شیخینؓ سے کس قدر عداوت ہے، مگر مولانا لقا علی حیدری صاحب نے اسلامی رواداری کا اپنے لیکچر میں بہت اچھا ثبوت پیش کیا، آپ نے شیخین کا ذکر کرتے ہوئے، اُن کے اسماء گرامی کو نہایت ادب اور احترام سے لیا، اور ساتھ ہی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی کہا، حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کا نام لیا، تو اس طرح "حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ" پھر جب حضرت خلیفہ ثانی رضؓ کا نام لیا، تو اس طرح کہ "حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ" پھر تمام ازواج مطہرات کا ذکر بھی اسی ادب واحترام سے کیا، جس طرح ایک سنی عالم کرتا ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا جن کے ساتھ تمام اہلِ تشیع کو سخت دشمنی ہے، ان کا جب ذکر کیا، تو اس طرح کہ "حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا" اسلام کے کسی فرقہ کا بھی ذکر ایسے طور پر نہ کیا، کہ جس سے مسلمانوں میں کسی طرح منافرت پھیلے، بلکہ غیر مسلموں کا بھی اگر ذکر کیا، تو اُن کے بزرگوں کا ذکر بھی پاکیزہ الفاظ میں کیا، مجھے ان کا طرزِ بیان بہت اچھا معلوم ہوا، مگر خیال آیا، کہ کہیں کوئی بدظنی کا عادی انسان میرا شیخینؓ کے متعلق الفاظ کو تقیہ پر ہی مبنی قرار نہ دے۔ اس لئے میں نے فاضل لیکچرار سے مل کر کہا، کہ مولانا آپ نے اسلامی رواداری پر لیکچر دیتے ہوئے، خود جس رواداری سے کام لیا ہے، وہ قابلِ تعریف ہے، میں جانتا ہوں، کہ آپ نے جو کچھ شیخینؓ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ادب واحترام کیا ہے، یہ تقیہ سے نہیں، بلکہ دلی خلوص سے ہے، اس پر مولانا نے فرمایا، کہ جن بزرگوں نے خدمت اسلام کی اُن کی تعریف نہ کرنا، اُن کا احترام نہ کرنا تو ناشکری ہے۔ اس لئے میں نے ان بزرگواروں کا ذکر خیر اس طرح کیا ہے، یہ تقیہ نہیں، بلکہ اظہارِ حقیقت ہے۔ اس پر میں نے کہا، مولانا آپ

مولانا ثناء اللہ صاحب کی "پاکبازی"

تفسیر ثنائی کا "ایک شاہکار"

(از جناب مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت)

علوم جدیدہ کی ذیل میں ایک نظریہ تحول نمائی (Mendelism) کہلاتا ہے یعنی ماحول کے تغیر اور تبدل سے اشیاء کی ہیئت طبعی اور عادات میں تبدیلی پیدا کرنا۔ یہ نظریہ مدتوں زیر بحث رہا۔ لیکن اس بارہ میں جدید انکشافات نے ثابت کیا ہے کہ اس نظریہ کے درست ہونے میں کوئی شک نہیں۔ انسان کے لئے یہ امر ممکن ہو کہ چیتے کی اولاد کے جسم سے داغ اور چتیاں دور کر دے اور سفید بھیڑوں کی اولاد کو خود نیچر کے ہاتھوں سیاہ رنگوا لے

مولانا لوگ اس نظریہ کو سن کر کانوں پر ہاتھ رکھیں گے۔ قائلین پر ایک آنہ فنڈ کے نشادلی میں کفر کے فتوے دیں گے۔ خدا کی صفت خالقیت ارادہ اور مشیت باری تعالیٰ میں دست اندازی بتا کر مشرک بنائیں گے۔ یہ سب کچھ ہوگا مگر سائنس اور مشاہدہ کی آنکھوں دیکھی بات شامی اور درمختار کے فقہانہ دلائل سے رد نہ ہو سکیگی اور اعیان اہلحدیث کے فرمودہ افکار و حوادث اس حقیقت پر پردہ نہ ڈال سکینگے۔

انواع مخلوقات کی طبعی ہیئت اور عادات کو بدل دینا یہ ممکن ہے ناممکن ہے جائز ہے ناجائز ہے یہ بحث تو مولاناؤں میں ہوتی رہے گی لیکن اس صراحت کا کیا جواب ہوگا کہ چونکہ مولاناؤں کی عادات اخلاق اور اطوار اسی سانچہ میں ڈھل جاتے ہیں۔ جن عقائد کے ماحول میں مولانا لوگ تربیت پاتے ہیں؟

مثلاً مولانا ثناء اللہ صاحب کے خیال میں اصح الکتب بعد کتاب اللہ یعنی صحیح بخاری کی یہ حدیث لم یکذب ابراھیم الا ثلاث یعنی حضرت ابراہیم بخلاف نص قرآن انہ کان صدیقاً نبیا (لم یکذب ابراھیم قط رازی) تین جھوٹ بول سکتے ہیں تو گستاخی معاف مولانا ثناء اللہ دو صد جھوٹ بول کر مردہ انجمن صادقین کے پریذیڈنٹ کیوں نہیں رہ سکتے؟ یوسف ایہا الصدیق زبان خداوندی کے ہوتے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام معاذ اللہ جھوٹ بول سکتے بھائیوں کو اور حکومت وقت کو دھوکا دے سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے کی تعلیم دے سکتا ہے۔ تو مولانا اس سنت کی تقلید میں کیا کچھ نہیں کر سکتے؟ قرآن کریم جو احسن القصص ہے اور اس میں وہ وحی جو مولانا کے خیال میں بہترین قصہ ہے آپ اس پر اپنی قصہ گوئی کا حق یوں ادا کرتے ہیں۔

"پھر حسب دستور ان کی بوریئیں بندھوانے کا حکم دیا۔ تو اپنے بھائی کی بوری میں کٹورہ رکھوا دیا۔ پھر چپکے سے انسپکٹر پولیس کو اس کی تلاش کا حکم دیا۔ تو ایک پکارنے والے نے پولیس کی طرح مقدمہ بنانے کو پکارا کہ اے قافلے والو! تم چور ہو۔ یوسف کے بھائیوں نے پھر کر پوچھا کہ تمہارا کیا کھو گیا ہے۔ سپاہیوں نے کہا سرکاری برتن کٹورا پانی پینے کا ہمیں نہیں ملتا اور سرکار کا اشتہار ہو چکا ہے کہ جو کوئی اسے لائے اسکو اونٹ کے بوجھ جتنا غلہ ملیگا۔ اور میں جمعدار پولیس اس کا ضامن ہوں کہ دلا دوں گا۔"

(تفسیر ثنائی اردو جلد چہارم صفحہ ۱۴۰)

"اسی طرح ہم نے یوسف کو ڈھب سکھایا تھا کہ بھائیوں سے اقرار لیکر بنیامین کو رکھ سکے۔ ورنہ بادشاہ کے قانون چوری کے مطابق وہ اپنے بھائی کو اپنے پاس نہ رکھ سکتا تھا۔ مگر خدا جو چاہتا۔ تو اس قانون میں ہی ترمیم ہو جاتی۔"

(تفسیر مذکور صفحہ ۱۴۱)

مولانا ثناء اللہ صاحب نے اس تفسیر میں خدا اور خدا کے صدیق بندے یوسفؑ کی جو تصویر دکھائی ہے۔ وہ ذیل کے استقصا سے ظاہر ہے

(۱) حضرت یوسفؑ نے معاذ اللہ اپنے نوکروں کو جھوٹ کا حکم دیا اور جھوٹ سکھایا۔

(۲) اپنے بھائی کو چور بنانے یا متہم کرنے کا سامان پیدا کیا۔ نوکر حضرت کے متعلق کیا خیال کرتے ہونگے؟

(۳) پولیس میں جھوٹی رپورٹ دی جو ایک سنگین جرم ہے۔ شاید مولانا کی نگاہ میں نہ ہو۔

(۴) پولیس کا کام جھوٹے مقدمات بنانا ظاہر کیا گیا ہے۔

(۵) اپنے باپ کے فرزندوں یعنی اپنے بھائیوں کو چور قرار دیا

(۶) بھائیوں کے خلاف جھوٹی تشہیر کی۔

(۷) اپنے بزرگ باپ اور نبی کی بلا وجہ تذلیل کی۔

(۸) یوسف علیہ السلام نے انسپکٹر پولیس کو چپکے سے کٹورہ کی تلاش کا حکم دیا۔ تو سرکار کا اشتہار اس چوری کے متعلق کیسے شائع ہوا۔ پولیس سچی تھی تو مولانا نے وہ اشتہار کہاں پڑھا؟ اگر پولیس جھوٹی تھی تو مولانا کو کیسے پتہ چلا۔

(۹) مولانا پولیس پر کیوں برس رہے ہیں۔ انہیں کیا معلوم کہ یہ تلاش کرنیوالا یوسف کا کوئی نجی ملازم نہ تھا۔ یہ تفسیر بالرائے کا ارتکاب کیوں کیا جا رہا ہے؟ یہ بہت ممکن ہے، کہ اس وقت کی پولیس نہایت مہذب ہو، اور مولانا خواہ مخواہ افک مبین کے مرتکب ہو رہے ہوں، کیونکہ قرآن کریم نے نہ ایسے لوگوں کا ذکر کیا ہے، اور نہ ان پر کوئی الزام دیا ہے۔

(۱۰) مولانا یوسفؑ، ان کے ملازمین، ان کے بھائیوں، انسپکٹر پولیس، جمعدار پولیس، اور سپاہی پر جھوٹ اتہام، افک و افترا کرنے اور محل تہمت بنانے کے بعد اللہ میاں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جس کی شان میں قرآن شریف فرماتا ہے۔ "ومن اصدق من اللہ قیلاً" گویا اس جھوٹ، دغا بازی، دھوکہ دہی کا ڈھب معاذ اللہ خود اللہ تعالیٰ نے یوسفؑ کو تعلیم کیا تھا۔ یہ تعلیم یوسفؑ کو کیوں اللہ تعالیٰ نے دی، مولانا کے خیال میں شاید اس لئے کہ اس کے بعد آتا ہے۔ "نرفع درجات من نشاء" کہ وہ یوسفؑ کے درجات کو بلند کرنا چاہتا تھا، اس قسم کی جھوٹ کے بغیر حضرت یوسفؑ کے درجات بلند نہ ہو سکتے تھے۔

(۱۱) مندرجہ بالا قبائحات کے علاوہ یہاں یوسفؑ معاذ اللہ بھائیوں کو ایک اور دھوکا دیکر اقرار لینا چاہتے ہیں، کہ بھائی کو اپنے پاس رکھ لیں۔

(۱۲) یوسف علیہ السلام نہ صرف مولانا کے اعتقاد میں بھائیوں سے آنکھ مچولی کھیل رہے ہیں، بلکہ بادشاہ کے قانون کے خلاف ساتھ ہی ساتھ ایک حیلہ بھی تلاش کر رہے ہیں، کیونکہ شاہی قانون تو اس امر کی اجازت نہیں دیتا، کہ وہ اپنے بھائی کو اپنے پاس رکھ سکیں، مگر یوسف علیہ السلام نے یہ سب حیل اپنے بھائی کو پاس رکھنے کی خاطر کئے اور کرائے۔

(۱۳) مولانا کے خیال میں (نعوذ باللہ) اللہ میاں کو بھی قانون میں ترمیم کرا دینے کی بجائے یہ حیل باطلہ بہت پسند آئے اور اسی لئے یوسفؑ کے درجات کو بلند کرنے کیلئے اس سے بہترین سبیل اللہ تعالیٰ کے ہاں نہ تھی۔

جو لوگ مولانا ہو کر اور "ذیل مفسر قرآن" ہو کر اس تحول فجائی میں رہتے ہوں، ان کے دل پر صداقت کا پرتو کوئی کیونکر ڈال سکتا ہے۔ انبیاء اور خدا کے برگزیدہ لوگوں کو معاذ اللہ جھوٹے، کاذب، دغا باز قرار دینا اور اللہ تعالیٰ کو اس جعل سازی، فریب کاری اور روباہ بازی کا معلم قرار دینا۔ ان فی ذالک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شھید۔ اس ذہنیت کے مولانا جس شخص کو جھوٹا کہیں سر کے کانوں سے نہیں، بلکہ قلب اور روح کے کانوں سے سن رکھو کہ وہ صدیق ہوتا ہے۔

مولانا اہل حدیث ہیں، حضرت مسیح موعود کو جھوٹا لکھیں۔ کاذب لکھیں، اور ہمیں عبد الباطل ٹھہرائیں، تو تعجب کیا!

باقی رہا ان کا مطالبہ، کہ انہوں نے کسی عدالت میں کاذب کو متقی نہیں ٹھہرایا، یا حسب تاویل ایک معنی میں متقی نہیں ٹھہرایا، تو اس کے متعلق وہ اپنے اخبار میں پہلے ایک حلفیہ بیان شائع کریں، کہ نہ کوئی ایسا مقدمہ ہوا، نہ متقی کے معنوں کے متعلق ان کا کوئی بیان تھا، اور نہ انہوں نے کاذب کو متقی ٹھہرایا، تو ہم اہلحدیث کے فائلوں کی ورق گردانی انشاء اللہ تعالیٰ کریں گے۔

ورنہ جو شخص بلد امین اور مکہ معظمہ میں جا کر جھوٹ بولنے سے پرہیز نہیں کرتا، اور کہتا ہے، کہ میں نے آریوں اور عیسائیوں کے خوف سے قرآن شریف کی تفسیر سلف صالحین کے خلاف کی ہے آریوں اور عیسائیوں (یا احمدیوں) کا خوف ہونے پر تفسیر کا یہ حال ہے، اگر اس قدر بھی نہ ہوتا، تو مولانا خدا جانے تفسیر میں کن حقائق کا اظہار کرتے۔

مولانا کے متعلق سطور بالا میں جو کچھ نا ملائم لکھا گیا ہے، وہ انہی کے الفاظ واپس کئے گئے ہیں۔ ع

کیں زر قلب بہر کس کہ دہی باز دہد

رسید زر

مندرجہ ذیل رقوم حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی معرفت داخل خزانہ ہوئیں:-

۲۵/۱ ۲۔ ڈاکٹر محمد عبد السمیع صاحب راجن پور عنہ ۲۰ چندہ ماہوار

// منشی نظام الدین صاحب چک شیخاں ۱۲ للعدر چندہ ماہوار

// // // // // // // صدقات زکوۃ (بہ تفصیل)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیرایدہ اللہ ڈلہوزی میں تشریف اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ انشاء اللہ آپ ۷ اکتوبر کو لاہور تشریف لے آئینگے

— حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بھی ۷ اکتوبر کو لاہور تشریف لا رہے ہیں، تا اطلاع ثانی ان سے خط و کتابت کا پتہ حسب ذیل ہو گا:۔ معرفت حضرت مولانا محمد علی صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

— جناب میرزا مسعود بیگ صاحب ایم۔ اے۔ ایڈیٹر پیغام صلح ۲۵ ستمبر کو پشاور تشریف لے گئے تھے ابھی تک واپس نہیں آئے۔ انتظام ہے پیش نظر پرچہ بھی ان کی غیر حاضری میں مرتب ہو رہا ہے۔

— یہ خبر انتہائی مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ جماعت کے معزز و محترم رکن جناب شیخ محمد اسماعیل صاحب لائلپوری کے صاحبزادہ شیخ عزیز احمد صاحب کے گھر اللہ تعالے نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے ہم ساری جماعت کی طرف سے شیخ صاحب ممدوح اور ان کے معزز خاندان کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت و مسرت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے آمین۔ ثم آمین۔

— ہمارے عزیز دوست جناب سید خورشید علی صاحب بصرہ کے برادر عزیز جناب سید ممتاز حسین صاحب کے گھر اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ (مبارکباد) اس خوشی کے موقع پر شاہ صاحب موصوف نے لائٹ سین فنڈ میں مبلغ پانچ روپے عطا فرمائے ہیں۔ جزاک اللہ احباب سے دعا کی التجا ہے کہ اللہ تعالے مولود مسعود کو صحت و مسرت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور والدین و خاندان کے لئے موجب فخر و برکت بنائے۔

— جناب سید تصدق حسین صاحب بغداد سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مکرم سید عنایت اللہ شاہ صاحب نے جاپان کو اسلامی کتب کا ایک سٹ بھیجنے کے لئے عطیہ دیا ہے۔ احباب بغداد کی طرف سے اب تک انتالیس سٹوں کی قیمت وصول ہو چکی ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

— شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی اپنے دورہ سے ۱ اکتوبر کو واپس آگئے ہیں۔ کل آپ نے مسجد احمدیہ بلڈنگس میں ایک لیکچر دیا جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے سرخ چھینٹوں والے کشف پر مفصل روشنی ڈالی۔

— میاں غلام صدیق صاحب سکرٹری جماعت احمدیہ ڈیرہ غازیخان عرصہ تین ماہ سے علیل ہیں۔

— ہمارے محترم و مخلص دوست شیخ عبدالعزیز صاحب شملہ بھی کچھ عرصہ سے علیل ہیں۔ تمام قارئین ان دونوں دوستوں کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔

— لبھر لوپر سے ایک صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ان کا لڑکا قتل کے ایک مقدمہ میں گرفتار ہے ان کی رہائی کے لئے خاص طور پر دعا کی جائے۔

— جناب منشی محمد عبداللہ صاحب مدرس مڈل اسکول سپنڈری ضلع شیخوپورہ اور ملک امرالٰہی صاحب اکوند ضلع ہزارہ تمام احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں ان کو چند مشکلات پیش ہیں۔

— جناب محمد حنیف خان صاحب ٹیری ضلع کوہاٹ سے یہ افسوسناک اطلاع دیتے ہیں کہ [illegible] محترمہ بی بی حسینہ کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ [illegible] مولانا احمد گل صاحب مرحوم کی چچازاد بہن تھیں۔ انہی کے ذریعہ [illegible] سلسلہ ہوئی ہوئی تھیں۔ اور نہایت راسخ الاعتقاد اور [illegible] تھیں۔

— پیغام صلح اس صدمہ [illegible] محمد حنیف صاحب اور ان کے خاندان سے دلی ہمدردی [illegible] ہے۔ اللہ تعالے مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ احباب سے نماز جنازہ غائب کی درخواست ہے ۔

جمشید پور ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کا اعلان
داخلہ کی شرائط

مسٹر جے ایل کینن جنرل منیجر ٹاٹا آئرن اینڈ اسٹیل کمپنی لمیٹیڈ جمشید پور نے اعلان کیا ہے کہ:۔

مندرجہ ذیل خصوصیات و اوصاف میں سے کسی خصوصیت کے حامل امیدوار اگر ٹاٹا آئرن اینڈ اسٹیل کمپنی کے کارخانہ واقع جمشید پور میں کام کرنا چاہیں تو کمپنی مذکور ان کی درخواستوں پر غور و خوض کرنے کو تیار ہے۔

درجہ (ب) امیدوار نے مکینکل یا الکٹرکل انجنیرنگ یا دھات صاف کرنے کے کام کی کسی ریکگنائزڈ مستند ہندوستانی یا غیر ملکی یونیورسٹی یا ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ یا کالج سے ڈگری یا ڈپلومہ حاصل کیا ہو

(کلاس اے) (۱) امیدوار نے کسی مستند ہندوستانی یا غیر ملکی یونیورسٹی یا ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ یا کالج سے مکینکل یا الیکٹریکل انجنیرنگ یا دھات صاف کرنے کے کام میں آنرز یا فرسٹ کلاس ڈگری یا ڈپلومہ حاصل کیا ہو۔ جن امیدواروں کو اس سند کے ساتھ بیرونی ممالک کے کارخانوں میں کام کرنے کا تجربہ بھی ہوگا۔ انہیں ترجیح دی جائے گی۔

(کلاس اے) (۲) امیدوار نے مکینکل یا الکٹرکل انجنیرنگ یا دھات صاف کرنے کے کام میں کسی مستند ہندوستانی یا غیر ملکی یونیورسٹی یا ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ یا کالج سے آنرز پاس کیا ہو یا فرسٹ کلاس ڈگری یا ڈپلومہ حاصل کیا ہو ساتھ ہی اس نے گریجوایٹ ہونے کے بعد کسی غیر ملکی آئرن یا اسٹیل ورکس میں کم از کم ۶ ماہ مسلسل عملی تجربہ حاصل کیا ہو۔

(۲) ۳۱ دسمبر ۱۹۳۵ء کو

(۱) ایسے امیدوار کی عمر جو انجنیرنگ یا دھات صاف کرنے کے کام میں کسی غیر ملکی یونیورسٹی کا گریجوایٹ ہو۔ ۲۷ سال سے زیادہ نہ ہونی چاہیئے

(۲) ایسے امیدوار کی عمر جو انجنیرنگ یا دھات صاف کرنے کے کام میں کسی ہندوستانی یونیورسٹی کا گریجوایٹ ہو۔ ۲۷ سال سے زیادہ نہ ہونی چاہیئے۔

(۳) اپرنٹسوں کو دو سال تک جمشید پور میں کتابی اور عملی تعلیم دی جائے گی۔ اس دوران میں ان کو حسب ذیل شرح سے تنخواہیں دی جائیں گی:۔

کلاس بی	پچاس روپے ماہوار
کلاس اے (۱)	پچھتر روپے ”
کلاس اے (۲)	دو سو روپے ”

(۴) اپرنٹس شپ۔ زمانہ اپرنٹس شپ کے اختتام پر تقرر وغیرہ کے متعلق تفصیلی شرائط مطبوعہ پراسپکٹس میں درج ہیں۔ جو درخواست کرنے پر مفت مل سکتا ہے۔

(۵) امیدواروں کو چیف ٹریننگ جمشید پور ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کے سپرنٹنڈنٹ (براہ ٹاٹانگر۔ بی۔ این۔ ریلوے) کے پتہ پر درخواستیں بھیجنی چاہئیں۔

(۶) ۳۱ اکتوبر کے بعد کسی درخواست پر غور نہیں کیا جائے گا۔

پیغام صلح:۔ امید ہے کہ مسلمان امیدوار اس اعلان پر فوری توجہ مبذول کر کے سپرنٹنڈنٹ ٹریننگ جمشید پور ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کے نام جلد سے جلد درخواستیں بھیجیں گے ۔

نواب حیات محمد صاحب قریشی کو صدمہ

جناب خان بہادر نواب محمد حیات صاحب قریشی ایم۔ ایل سی آف ساہووال ضلع شاہ پور کے مشہور رئیس و زمیندار ہیں جو قومی درد اور اسلامی احساس کی دولت بھی رکھتے ہیں ہمیں یہ معلوم کر کے از حد افسوس ہوا کہ موصوف کو گذشتہ دنوں اپنے نوجوان صاحبزادہ کی وفات کا صدمہ اٹھانا پڑا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ہم ساری جماعت کی طرف سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اللہ تعالے مرحوم کی مغفرت فرمائے اور نواب صاحب کو نعم البدل عطا کرے۔ آمین ثم آمین ۔

فضل الباری پر ادبی دنیا کا تبصرہ

مجلہ ادبی دنیا کے فاضل مدیر مولوی منصور احمد صاحب نے ستمبر کے پرچہ میں مندرجہ ذیل الفاظ میں حضرت امیر ایدہ اللہ کے ترجمہ صحیح بخاری موسومہ بہ "فضل الباری" پر تبصرہ فرمایا ہے (مدیر)

یہ احادیث نبوی کی معتبر ترین کتاب صحیح بخاری کا اردو ترجمہ تفسیر اور تلخیص ہے جسے جماعت احمدیہ لاہور کے فاضل امیر مولانا محمد علی صاحب ایم اے نے تالیف کیا ہے۔ قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ و تفسیر اور اردو ترجمہ اور تفسیر کے بعد آپ کی یہ تیسری کوشش ہے جس سے آپ کے غیر معمولی عزم اور ہمت کا پتہ چلتا ہے۔ زیر نظر ترجمہ شستہ و برجستہ ہے اور تفسیر سے وسعت نظر کا اظہار ہوتا ہے بخاری کی تلخیص و اختصار کا کام اس سے قبل علامہ حسین بن مبارک زبیدی نے کیا تھا اور حال ہی میں اس کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے لیکن اس باب میں جو کام مولانا محمد علی نے کیا ہے وہ تحقیقی اور افادی حیثیت سے اپنی نظیر آپ ہے۔ زبیدی نے تجرید میں مکرر احادیث کو حذف کر دیا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کے تکرار سے عموماً کسی نئے مسئلے کا استنباط کیا گیا ہے اور اس لئے اگر مکررات کو قطعی طور پر حذف کر دیا جائے تو اول تو استنباط میں نقص واقع ہوتا ہے دوسرے پڑھنے والا امام بخاری کے کمال فقاہت سے آشنا نہیں ہو سکتا فضل الباری میں اس نقص کو اس طرح رفع کیا گیا ہے کہ ہر حدیث پر نمبر دے دیا گیا ہے اور بعد مکرر کے موقعہ پر صرف گذشتہ احادیث کے محض نمبر دینے پر اکتفا کی ہے۔ مولف کتاب چونکہ دوسرے مذاہب اور علوم جدیدہ سے بھی واقف ہیں اس لئے انہوں نے حواشی لکھنے میں ان اعتراضات کو بھی مدنظر رکھا۔ جو جدید تعلیم کی وجہ سے دلوں میں پیدا ہو جاتے ہیں یا دشمنان اسلام تعلیمات اسلامیہ پر کرتے ہیں۔ کتاب تیرہ پاروں پر ختم ہوئی ہے اور تقریباً ساڑھے آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔

مجلد کی قیمت سات روپے اور بے جلد کی قیمت چھ روپے مقرر ہے ملنے کا پتہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مولوی منصور احمد صاحب ایڈیٹر ادبی دنیا لاہور

عمدہ بیج کا انتخاب

زراعت پیشہ اصحاب کو ایک مفید مشورہ

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

زمیندار کی محنت بارآور ہونیکے واسطے یہ لازمی ہے کہ وہ عمدہ اور خالص بیج استعمال کرے، کیونکہ یہ امر واقعہ ہے کہ ایسی زمین میں بھی جہاں آبپاشی کے ذرائع کم ہوں، اور بارش کی قلت ہو، کامیابی کے ساتھ فصلیں پیدا کی جا سکتی ہیں، اور تجربات سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے، اس سلسلہ میں ایک مشہور سرگذشت ہے، کہ امریکہ میں ایک شخص مسمی جوزف سمتھ نے ۱۸۳۰ء میں نبی ہونے کا دعویٰ کیا، اور عیسائیوں کے ایک فرقہ کی جسکو مارمن کہتے ہیں، بنیاد ڈالی، عیسائی شریعت کے خلاف کثرت ازدواج کو جائز قرار دیا، اور تھوڑے ہی عرصہ میں اس کے مریدوں کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ گئی، اس کے برخلاف لوگوں میں جوش پیدا ہوا، تو حکام وقت نے اس کو جنوبی امریکہ کے علاقہ میں جلاوطن کر دیا، مارمن لیڈر جب اپنے ہمراہیوں کے ساتھ وہاں پہنچا، تو خشک زمین کے سوا وہاں کچھ بھی نہ تھا سبزی کہیں دیکھنے میں بھی نہیں آتی تھی، بارش کی مقدار بھی سال بھر میں آدھ انچ کے قریب تھی، امریکہ میں اس سے زیادہ اور کوئی خشک علاقہ نہ تھا مگر انہوں نے وہاں پہنچ کر زمین کی تیاری شروع کر دی، اور موسم کے مطابق مختلف قسم کے بیج کاشت کئے، مگر بارش کی کمی کی وجہ سے فصل کا اکثر حصہ سوکھ گیا، تاہم بعض پودے ایسے تھے جنہوں نے خشک سالی کا بڑی اچھی طرح مقابلہ کیا، اور تھوڑا سا اناج پیدا ہو گیا جو انہوں نے نہایت احتیاط سے رکھا، جب دوسرے سال اس کو کاشت کیا، تو تمام فصل کامیاب ہو گئی، اور چند سال میں تمام کھیت عمدہ فصل دینے لگے، لوگوں نے اس کی اس کوشش کو معجزہ سے تعبیر کیا، اور پھر ہزاروں کی تعداد میں اس کے مرید بن گئے حالانکہ معجزہ وغیرہ کی کوئی بات نہ تھی، صرف بیج کے انتخاب کا عامل تھا، اس طرح اگر یہاں بھی زمیندار کوشش کریں، تو کوئی وجہ نہیں، کہ ان کی محنت کے نتائج ویسے کامیاب نہ ہوں، جیسا کہ ان ممالک میں حالانکہ قدرت نے جو سہولتیں ہمیں مہیا کی ہیں، دیگر ممالک کے لوگوں کو میسر نہیں ہو سکتیں، آجکل فصل خریف کا موقعہ ہے، اور باجرہ کی فصل کثرت سے کاشت کی جا رہی ہے، کہ اس کے بیج کے انتخاب کی طرف زمینداروں کی توجہ مبذول کرائی جاوے، اب یہ سوال ہے کہ وہ کیا صفات ہیں جن کی بنا پر باجرے کا بیج انتخاب کیا جائے کسی بھی جنس میں ایک صفت کو پیداوار زیادہ دینے کے خلاف سمجھ لینا سخت غلطی ہے، مثلاً لمبے سٹے، مگر ان میں یہ اثر نہیں ہوتا کہ وہ دیر سے پکتے ہیں اس لئے سٹے ایسے پودوں سے لینے چاہئیں، جو مقابلۃً دگنے ہوں، دوسرے وہ پودے جو بہت شاخیں پیدا نہیں کرتے، ناقص خیال کئے جاتے ہیں، اس لئے انتخاب کے سلسلے میں صرف وہی پودے رکھے جائیں، جن میں پھوٹ اور شاخیں پیدا کرنے کی طاقت ہو تیسری بات سٹوں کی لمبائی اور بناوٹ ہے، سٹا جتنا زیادہ ٹھوس اور گھٹا ہوگا اتنا ہی زیادہ بیج اس سے حاصل ہوگا، اس کے علاوہ سٹے ایسے پودوں سے لئے جائیں، جن کے دانے موٹے اور گول ہوں، کیونکہ ایسے دانوں میں بڑے اور پتلے دونوں کی نسبت غذائیت کا مادہ زیادہ ہوتا ہے ساتھ ہی اس بات کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے کہ دانوں کا رنگ چمکدار اور نیلگوں ہو، کیونکہ سیاہی مائل اور خاکستری دانوں میں مادہ غذائیت کی مقدار کم ہوتی ہے، یہ ضروری تدابیر ہیں جنہیں باجرہ کا عمدہ بیج حاصل کرنے کیلئے عمل کرنا چاہیئے۔

خبریں

عالم اسلام

—— روم ۲۴ر ستمبر۔ حکومت اطالیہ نے ترکی منڈیوں سے بہت بڑی مقدار میں غلہ خریدا ہے جس سے غلہ کا نرخ گراں ہوگیا ہے۔

—— کابل ۲۰ر ستمبر۔ سردار فیض محمد خان وزیر خارجہ افغانستان جلال آباد روانہ ہو گئے ہیں آپ افغانستان کے مہمند قبائل سے سرحد کی موجودہ صورت حال کے متعلق مشورہ کریں گے۔

—— علاقہ طرابلس میں اطالوی افواج کے جنرل نے تمام عربوں کے نام احکام صادر کئے ہیں کہ وہ لازمی طور پر فوجی ٹریننگ حاصل کریں۔ ۲۰ سے ۴۰ برس کے تمام عربوں کو احکام مل چکے ہیں کہ وہ بلا تامل افواج میں شامل ہو جائیں۔ ۱۳ سے ۲۰ برس کے نوجوانوں کو جبری فوجی ٹریننگ دی جائیگی۔ جو لوگ مذکورہ بالا احکام کی خلاف ورزی کرینگے یا ان احکام کے ماتحت صدائے احتجاج بلند کرینگے انہیں گولی سے اڑا دیا جائے گا۔

—— استنبول ۲۹ر ستمبر۔ مصری تاجر ترکی مصنوعات اور پیداوار زیادہ سے زیادہ مقدار میں خرید رہے ہیں۔ ترک جرائد مصریوں کی اس ترک نوازی کے بے حد ممنون ہیں۔

—— افغانستان کی بعض اطلاعات سے یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ افغانستان، ترکی اور روس کے درمیان کوئی خفیہ معاہدہ ہونے والا ہے۔

—— استنبول ۳۰ر ستمبر۔ مشرقی ترکی سے ایک نہایت ہی افسوسناک خبر موصول ہوئی ہے کہ بلغاریہ کی حکومت نے دو ترکی ساجد کو گرجاگھروں میں منتقل کر دیا ہے جس پر بلغاریہ کی ترکی آبادی نے احتجاج کیا۔ حکومت [illegible] مظاہرہ کرنے والوں کو [illegible] [illegible] [illegible] ترک نوجوان [illegible] سرحد میں داخل ہو گئے۔ حکومت ترکیہ نے [illegible] کا وعدہ کیا ہے۔

—— گذشتہ ماہ جنیوا میں یورپ کے مسلمانوں کی ایک شاندار کانفرنس منعقد ہوئی جس میں یوگوسلاویہ، پولینڈ، ہنگری، رومانیہ، برطانیہ، جرمنی، ہالینڈ، آسٹریا اور البانیہ کے مسلمانوں کے نمائندے شریک ہوئے۔ علاوہ ازیں الجزائر، شام، مصر، افغانستان، ایران، ہندوستان، عربستان کے وہ مسلمان باشندے جو یورپ میں مستقل سکونت رکھتے ہیں وہ اس کانفرنس میں شریک تھے۔ متعدد سرکردہ اصحاب نے تقریریں کیں۔

—— اس کانفرنس میں جنیوا کے بین الاقوامی مقام پر ایک مسجد کی تعمیر کی ضرورت کا اظہار بھی ایک قرارداد کی شکل میں کیا۔ ایک مستقل بیورو کا قیام بھی عمل میں آیا اور اس کے اراکین کا انتخاب کیا گیا۔

—— حکومت عراق نے جبری فوجی بھرتی کے قانون کے تحت ۹۰ ہزار افراد کو عراقی عساکر میں داخل کیا ہے اور توقع ہے کہ جنوری ۱۹۳۶ء سے قبل یہ تعداد ڈیڑھ لاکھ تک پہنچ جائے گی۔ عوام نے جبری بھرتی کے قانون کا پرمسرت خیر مقدم کیا ہے۔ اس وقت عراق کے پاس ساڑھے چار لاکھ تربیت یافتہ سپاہی موجود ہیں۔

—— حکومت عراق نے طرابلس کی صنعت پارچہ بافی سے استفادہ کرنے کیلئے وہاں کے صناعوں اور مالکان کارخانہ جات کو دعوت دی ہے کہ وہ اپنے کارخانے عراق میں آکر قائم کریں چونکہ یہ لوگ اٹلی کی حکومت میں مطمئن نہیں اس لئے انہوں نے حکومت عراق کی درخواست کو منظور کر لیا ہے۔ حکومت مذکور ان کو زمین مفت دیگی اور ہر ممکن سہولتیں مہیا کرے گی۔

ہندوستان

—— لاہور ۳۰ر ستمبر۔ آج صبح مولانا شوکت علی، سید مرتضیٰ بہادر اور مسٹر خالد لطیف گابا شملہ سے لاہور پہنچے۔ ان حضرات کی آمد کا مقصد مسجد شہید گنج کے متعلق سکھوں سے گفت و شنید کرنا ہے۔

—— لاہور یکم اکتوبر۔ مولانا شوکت علی صاحب نے آج ایک اخباری ملاقات کے دوران میں فرمایا کہ وائسرائے اور گورنر سے ملاقات کے بعد ہم لوگ حکومت کے رویہ سے ایک حد تک پرامید ہیں امید ہے وہ جلد یا بدیر ہمارے مطالبات تسلیم کرے گی۔

—— آپ نے یہ بھی فرمایا کہ انگریز کی نسبت سکھوں سے زیادہ متوقع ہوں۔ ماسٹر تارا سنگھ کے جواب سے بھی میں مایوس نہیں ہوا۔ مجھے یقین ہے کہ میرا انکسار ان کے انکار کو اقرار سے بدل دیگا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تلوار مسلمان کا زیور ہے۔ میں مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی کمر میں تلوار ضرور لگائیں۔

—— لاہور میں ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں کا معاشرتی مقاطعہ بدستور زور شور سے شروع ہے۔ بالعموم کوئی سودا مسلمانوں سے نہیں خریدا جاتا۔ سبزی اور پھل کی دکانیں ہندو دھڑا دھڑ کھول رہے ہیں۔ ہندو منڈی سے سبزی خریدنیوالوں کو باقاعدہ سارٹیفکیٹ دیئے جاتے ہیں۔ ہندو محلوں اور گلیوں میں پھیری والے ہندو آلو۔ ہندو بینگن اور ہندو سبزی کی صدا لگاتے ہیں۔

—— ہندوؤں کے اس طرز عمل سے متاثر ہو کر مسلمان بھی اپنی اقتصادی حالت درست کرنے کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ اور نئی دکانیں کھولنے کی کوشش ہو رہی ہے۔

—— شہر کے بعض حصوں میں جوابی مقاطعہ کی صورت اختیار کر لی ہے [illegible] ہندو اور مسلمان ایک دوسرے کے خلاف [illegible] جس سے فرقہ وارانہ فساد کا ہر وقت [illegible] بازاروں میں پولیس کے سپاہی متعین کر دیئے گئے ہیں۔

—— ہندو صرافوں اور بزازوں نے چندروز ہوئے ایک جلسہ میں فیصلہ کیا تھا کہ تمام دکانیں بند کر کے چابیاں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حوالے کر دی جائیں۔ یکم اکتوبر کو تقریباً تین صد بزاز اور صراف کچہری پہنچے اور ان کے نمائندوں نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی ملاقات کی۔ صاحب موصوف نے شکایات پر غور کرنے کا وعدہ کیا اور یہ بھی کہا کہ جب تم لوگوں نے مسلمان دکانداروں اور بالخصوص سبزی اور میوہ فروشوں کا مقاطعہ کر رکھا ہے تو یہ شکایت کہ مسلمانوں نے تم سے سودا لینا بند کر دیا ہے نامناسب ہے۔

—— پیر جماعت علی شاہ صاحب نے اپیل کی ہے کہ پنجاب کے سوا کروڑ مسلمانوں میں سے کم از کم دس لاکھ رضاکار ایک ماہ کے اندر اندر بھرتی ہو جائیں۔ سولہ سال اور ستر سال کے درمیان عمر کا کوئی مسلمان باقی نہ رہے جو رضاکار نہ بن جائے۔ چونکہ اب تلوار کی آزادی ہو گئی ہے اس لئے کوئی مسلمان جو طاقت رکھتا ہو تلوار کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلے غریب مسلمانوں کے لئے خوشحال بھائی تلوار خرید دیں آپ نے یہ بھی اعلان کیا کہ شہید گنج کی تحریک کو جاری رکھا جائے گا

—— قادیان ۳۰ر ستمبر۔ جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی شادی ان کے ماموں ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن کی بڑی صاحبزادی محترمہ مریم صدیقہ صاحبہ سے ہوئی۔ مبارکباد

ممالک خارجہ

—— مسولینی نے اعلان کیا ہے کہ اٹلی کا اقتصادی بائیکاٹ اس سے جنگ کرنے کے مترادف ہے۔

—— ۱۲۰۰ مسلح فرانسیسی سپاہی حبشہ روانہ ہوئے ہیں جو حبشہ اور اٹلی کی متوقع جنگ کے موقع پر حبشہ میں مقیم فرانسیسی باشندوں کی حفاظت کرینگے۔

—— سیام کی تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ سیام کے وزیر اعظم کو گرفتار اور وزیر داخلہ کو قتل کرنے کے الزام میں سیام کے پندرہ غیر کمیشن یافتہ افسروں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ان کا ارادہ موجودہ حکومت کا تختہ الٹ دینے کا تھا۔ ان میں سے ایک کو سزائے موت اور باقی کو مختلف میعاد کی سزائے قید دی گئی ہے

—— ٹوکیو یکم اکتوبر۔ سات جاپانی تباہ کن جہاز بسرعت تمام عازم سویٹو ہو رہے ہیں۔ تاکہ ان جاپانی باشندوں کی جنہوں نے جاپانی مال کے محصول کی ادائیگی سے انکار کر دیا ہے حفاظت کر سکیں۔ جاپانیوں کا خیال ہے کہ حکومت چین کے ارباب حل وعقد ان سے بے وجہ محصول وصول کر رہے ہیں۔

—— بعض حلقوں کا بیان ہے کہ چینی حکام نے حکم دیدیا ہے کہ جو شخص محصولات کے جدید قانون کی خلاف ورزی کرے گا اسے قتل کر دیا جائے گا۔ ان حالات میں چین و جاپان میں از سر نو جنگ شروع ہو جانے کا امکان ہے۔

—— امریکہ کے بجٹ میں ۳۲۸۲ ملین ڈالر کا خسارہ ہے یہ خسارہ پچھلے سال کے خسارہ کی نسبت ۳۰ ملین ڈالر کم ہے۔ لیکن اس کے باوجود سال جدید کے لئے کسی قسم کا مزید ٹیکس عائد نہیں کیا جائے گا۔

—— اندازہ ہے کہ حبشہ جنگ کیلئے دس لاکھ سپاہی میدان جنگ میں لا سکتا ہے برخلاف اس کے اطالیہ زیادہ سے زیادہ ۲½ لاکھ سپاہی۔

—— پیرس ۲۹ر ستمبر۔ ایک ذمہ دار فرانسیسی اخبار کا بیان ہے کہ گذشتہ منگل کے روز اطالوی مجلس وزراء کے جلسہ میں مسولینی کی موجودہ پالیسی کی سخت مخالفت کی گئی۔ اطالوی افواج کے سپہ سالار نے شاہ اٹلی کی خدمت میں ظاہر کیا ہے کہ حبشہ میں اٹلی کی جارحانہ کارروائی کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ بلکہ شکست کا خطرہ ہے۔

—— قوی توقع ہے کہ ۱۰ اکتوبر تک اٹلی اور حبشہ کے درمیان جنگ شروع ہو جائے گی۔ شاہ حبشہ نے لیگ کونسل کے صدر کو تار دیا ہے کہ افریقہ میں اٹلی کی روز افزوں فوج کی موجودگی میں حبشہ عام فوجی نقل و حرکت میں مزید تاخیر نہیں کر سکتا۔

—— پیرس ۲۹ر اکتوبر۔ سویز کنال کمپنی نے رسمی طور پر انکار کر دیا ہے کہ ڈائرکٹروں کے معمولی ماہانہ اجلاس میں نہر سویز کے بند کرنے کا مسئلہ بحث میں شامل ہوگا۔

—— اس سے قبل اس افواہ سے انکار کیا جا چکا ہے جس کا مفاد یہ تھا کہ کمپنی اس سلسلہ میں قانونی مشورہ حاصل کر رہی ہے۔ ایسا قانونی مشورہ ۱۸۸۸ء کے معاہدہ کے مطابق غیر ضروری ہے کیونکہ اس معاہدہ کی رو سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ نہر سویز جنگ یا صلح کے زمانہ میں تجارتی اغراض کے لئے ہمیشہ کھلی رہیگی۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر میرزا مسعود بیگ

جلد ۲۳ | لاہور ـ یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۸ رجب ۱۳۵۴ھ ـ مطابق ۸ اکتوبر ۱۹۳۵ء | نمبر ۶۴

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

عفو اور رحم کی صحیح تعریف

اب مثلاً عفو ہی ایک اخلاقی قوت ہے اس کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آیا عفو کے لائق ہے یا نہیں۔ مجرم دو قسم کے ہوتے ہیں بعض تو اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان سے کوئی حرکت ایسی سرزد ہو جاتی ہے جو غصّہ تو لاتی ہے لیکن وہ معافی کے قابل ہوتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ اگر ان کی کسی شرارت پر چشم پوشی کی جاوے اور اس کو معاف کر دیا جائے تو وہ زیادہ دلیر ہو کر مزید نقصان کا باعث بنتا ہے۔ مثلاً ایک خدمتگار ہے جو بڑا نیک اور فرمانبردار ہے وہ چاء لایا اتفاق سے اس کو ٹھوکر لگی اور چاء کی پیالی گر کر ٹوٹ گئی اور چاء بھی مالک پر گر گئی۔ اگر اس کو مارنے کیلئے اٹھ کھڑا ہو، اور تیز اور تند ہو کر اس پر جا پڑے تو یہ سفاہت ہوگی۔ یہ عفو کا مقام ہے۔ کیونکہ اس نے عمداً شرارت نہیں کی ہے اور عفو اس کو زیادہ شرمندہ کرتا اور آئندہ کیلئے محتاط بناتا ہے لیکن اگر کوئی ایسا شریر ہے کہ وہ ہر روز توڑتا ہے اور یوں نقصان پہنچاتا ہے اس پر رحم یہی ہوگا کہ اس کو سزا دی جائے..... میں ابھی بتا چکا ہوں کہ قرآن شریف کی تعلیم حکیمانہ نظام اپنے اندر رکھتی ہے۔ اس کے بالمقابل انجیل کی تعلیم کو دیکھو کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیرے وغیرہ وغیرہ کیسی قابل اعتراض ہے کہ اس کی پردہ پوشی نہیں ہو سکتی اور اس کی تمدنی صورت ممکن ہی نہیں ہے۔ یہاں تک بڑے سے بڑا زم خود مقدس مآب پادری بھی اس تعلیم پر عمل نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی انجیل کی اس تعلیم کا عملی ثبوت لینے کیلئے کسی پادری صاحب کے منہ پر طمانچہ مارے تو وہ بجائے اس کے کہ دوسری گال پھیرے پولیس کے پاس دوڑا جاویگا اور اس کو حکام کے سپرد کرا دیگا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انجیل معطل پڑی ہے اور قرآن شریف پر عمل ہو رہا ہے۔

(الحکم ۱۰ر اپریل ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

—— گذشتہ پرچہ میں اطلاع دی گئی تھی کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۶ر اکتوبر کو ڈلہوزی سے لاہور تشریف لائیں گے۔ پروگرام کے مطابق حضرت ممدوح نے اس روز ۸ بجے شام کی ٹرین سے لاہور پہنچنا تھا۔ چنانچہ متعدد احباب استقبال کے لئے اسٹیشن پر بھی گئے۔ لیکن آپ احباب امرتسر کی خواہش و اصرار پر ایک رات کیلئے وہاں رک گئے اور ۷ر اکتوبر کی صبح کو لاہور پہنچے۔ حضرت ممدوح کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ امرتسر کے ریلوے سٹیشن پر مقامی جماعت کے تمام دوست موجود تھے۔

—— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بھی ایک دو روز کیلئے امرتسر ٹھہر گئے ہیں انشاء اللہ امروز فردا میں لاہور تشریف لائیں گے۔

—— اطلاع ملی تھی کہ جناب مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے ایڈیٹر پیغام صلح ۶ر اکتوبر کی شام کو واپس تشریف لے آئیں گے لیکن نہیں آئے انتظار ہے اس لئے یہ پرچہ بھی ان کی عدم موجودگی میں مرتب ہوا ہے۔

—— ہماری جماعت کے نہایت ہی محترم رکن جناب سید عبد المجید صاحب سابق جج کپورتھلہ گذشتہ دنوں علیل ہو گئے تھے۔ اب یہ معلوم کر کے بیحد مسرت ہوئی کہ موصوف اللہ تعالیٰ کے فضل سے روبصحت ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپکو صحت کاملہ عطا فرمائے اور تادیر سلامت رکھے۔ تمام احباب کی خدمت میں التماس دعا ہے۔

—— گذشتہ اتوار کی شام کو شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی نے سعید احمدیہ بلڈنگس میں مولوی ثناء اللہ کے آخری فیصلہ کے موضوع پر ایک لیکچر کی

—— انتہائی رنج و افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ ۵ر اکتوبر کو جناب راجہ غلام ۔۔۔ صاحب از دلوی ظفر علی خان آف زمیندار کے چچا نہایت ہی مختصر علالت کے بعد انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم عرصہ سے احمدیت کے ساتھ محبت رکھتے تھے گذشتہ سالانہ جلسہ پر بیعت کی تھی۔ تفصیلات نوٹوں کے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

—— گذشتہ ہفتہ منشی حبیب اللہ صاحب کاتب پیغام صلح کی سہ سالہ لڑکی کا انتقال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے۔

ہم اور ہماری مخالفت

برادران جماعت کی خدمت میں چند باتیں

(از جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن)

احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون۔ (قرآن کریم ۲۹:۲)

آج کل جو طوفان مخالفت احمدیت کے خلاف ہمارے مسلمان بھائیوں نے برپا کر رکھا ہے۔ اس کی تفصیل بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے مخالفین کے اندر ایک جنون کی حالت پیدا ہو گئی ہے وہ ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں سوچتے کہ آخر ہم کس چیز کی مخالفت کر رہے ہیں۔ آخر وہ کونسی بات ہے جو ان کو احمدیت میں خلاف اسلام نظر آتی ہے یہ کہ ہم دین اسلام کو دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ یہ کہ ہم قرآن کریم کے تراجم مختلف زبانوں میں شائع کر رہے ہیں؟ سیرت نبوی کو دنیا میں پیش کر رہے ہیں۔ ٹریکٹوں، کتابوں لیکچروں کے ذریعہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک فرد اپنے پسینہ کی گاڑھی کمائی میں سے ایک خاصی رقم ماہانہ اس کار خیر کے لئے قومی بیت المال میں جمع کرتا ہے۔ اور اس کے باوجود مخالفین کی طرف سے ہم کو نہ صرف گالی گلوچ کے ذریعہ روحانی تکلیف دی جاتی ہے، بلکہ جسمانی ایذا رسانی سے بھی کام لیا جاتا ہے اور احمدیوں کے قتل کرنے کو کار ثواب سمجھا جاتا ہے۔ خدا ان نادانوں کو سمجھ دے۔ آمین۔

میں آج اپنی جماعت کی خدمت میں چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ بعض اوقات ہم مخالفت کے طوفان بے تمیزی کو دیکھ کر گھبرا جاتے ہیں اور دل ہی دل میں خیال کرنے لگتے ہیں کہ شاید خدانخواستہ ہم غلط راہ پر ہیں۔ ہم نے اسلام کی خاطر اور محض رضائے الٰہی کو مدنظر رکھتے ہوئے اس جماعت میں شمولیت کی۔ اس جماعت کے ممبر بننے سے ہمیں قطعاً کسی قسم کا مالی یا دنیاوی فائدہ نہیں۔ بلکہ ہمارا بائیکاٹ کیا جاتا ہے اور آج کم و بیش ۳۰ - ۴۰ سال کا عرصہ ہو گیا ہے۔ مگر ہماری مخالفت کم نہیں ہوتی، بلکہ دن بدن بڑھتی جاتی ہے آخر اس کی کیا وجہ ہے۔ میں اس کا جواب قرآن الحکیم کی مندرجہ بالا آیت کے اندر پاتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ کے انبیاء دونیا اور مجدد بھیجنے کی غرض یہ نہیں ہوا کرتی کہ لوگ منہ سے کہدیں کہ ہم ایمان لائے ہیں، بلکہ اصل غرض انسان کو اپنے کمالات تک پہنچانا ہوتا ہے اور وہ بغیر دکھوں اور مصائب میں پڑنے سے نہیں ہوا کرتا۔ دنیا کا کوئی مصلح یا ریفارمر گزرا ہے جس کی زندگی اس امر کی شاہد نہیں کہ بغیر دکھ اور مصیبت کے ترقی ناممکن ہے۔ مخالفت میں کامیابی کا لطف و مزہ آتا ہے: اس کا اندازہ وہی لگا سکتا ہے جس نے اس پھل کو چکھا ہو۔ ایک اور نقطہ قابل ذکر ہے۔ اگر انسان مخالفت اور مصائب سے ڈر کر قدم پیچھے ہٹائے اور یہ مخالفت اس کی ترقی میں روک ہو تو یقیناً یہ مخالفت کامیاب ہو گئی۔ اور اگر انسان باوجود مخالفت کے ترقی کرتا جائے اور جتنی مخالفت بڑھے اتنا ہی اس کا قدم آگے کی طرف اٹھے تو یقیناً جاننا چاہیئے کہ انسان راہ راست پر ہے اور یہ مخالفت کھاد کا کام دے رہی ہے۔

البتہ انسان چونکہ کمزور واقع ہوا ہے اور ظاہری حالات سے ضرور متاثر ہوتا ہے لہٰذا اس کا قدم ضرور ڈگمگا جاتا ہے۔ ان حالات میں ثابت قدم رہنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے دو زبردست طریقے ہمیں بتائے ہیں جن کا ذکر قرآن کریم کی ایک چھوٹی سی سورت "الکوثر" میں کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:۔ انا اعطینٰک الکوثر۔ فصل لربک وانحر۔ ان شانئک ھو الابتر۔ "یعنی ہم نے تجھ کو بڑی بھلائی اور کامیابی دی ہے۔ سو اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر تیرا دشمن ہی ہے جس کا ذکر باقی نہیں رہیگا"۔ کیا ہی پر حکمت اور امید افزا کلام ہے۔ اگر انسان کامیابی چاہتا ہے اور دشمن پر فتح حاصل کرنی چاہتا ہے تو دو چیزوں کو اپنا شیوہ بنالے۔ اول اللہ تعالیٰ کے حضور میں حد درجہ کی عاجزی، انکساری اور فروتنی اختیار کرے۔ جس کا بہترین ذریعہ صلوٰۃ یعنی نماز ہے اور یہ نماز محض حصول رضائے الٰہی کے لئے ہو۔ اور اس میں انسان کو ایک حظ اور لذت آئے۔ "لربک" کے لفظ خوب پر حکمت ہیں۔ یعنی نماز صرف خدا کے لئے ہو ورنہ دکھاوے کی نماز پر تو اسی سورۃ الکوثر سے پہلی سورۃ (الماعون) میں فرمایا۔ فویل للمصلین یعنی ایسے نمازیوں پر افسوس ہے تف ہے۔ لہٰذا دشمن پر کامیابی حاصل کرنے کیلئے سب سے پہلی شرط فصل لربک ہے اور دوسری شرط "انحر" یعنی قربانی اور ایثار ہے۔ جب تک انسان ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار نہ ہوگا خواہ کتنی ہی نمازیں پڑھے کامیابی کا منہ دیکھنا اسے نصیب نہ ہوگا۔

یہی دو چیزیں ہیں جو حضرت مرزا صاحب نے ہم میں پیدا کیں۔ آپ نے کیا خوب ہی فرمایا ہے۔ "اسلام کا دوبارہ زندہ ہونا ایک فدیہ چاہتا ہے اور وہ ہمارا اس کی راہ میں مرنا ہے۔" جب تک ہم اس کی راہ میں اپنے آپ کو مار نہیں دیتے تب تک اسلام زندہ نہیں ہو سکتا۔ ہمارا اس کی راہ میں مرنا اس کا زندہ ہونا ہے۔ ہمارا اس کی راہ میں قتل ہونا اس کی حیات ہے۔ بغیر اس قربانی کے اسلام زندہ نہیں ہو سکتا۔

آؤ ہم اس قربانی کے سبق کو دوبارہ زندہ کریں مگر خوب یاد رہے۔ باتوں سے نہیں بلکہ عمل سے۔ اقوال سے نہیں بلکہ افعال سے، بذریعہ نماز خدا سے تعلق پیدا کریں اور اس خزانہ طاقت سے طاقت حاصل کر کے قربانی اور ایثار کی سچی روح اپنے اندر پیدا کریں اور اس طرح الا ان نصر اللہ قریب کا نظارہ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کریں۔

یہاں ایک اور امر کا ذکر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ یہ کوئی آسان راستہ نہیں ہے۔ بلکہ بڑی مشکل کٹھن ہے جس کی اشاعت پھولوں کی سیج نہیں بلکہ کانٹوں کا بستر ہے۔ اسی لئے حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے "جس کے پاؤں نرم ہوں وہ بہتر ہے کہ اس خاردار وادی میں قدم نہ رکھے" (باقی برصفحہ ۱۲)

فریاد اسلام

(از جناب سید عبد المجید صاحب عاصم سابق جج کپورتھلہ)

کیوں کہتے ہو کہ جوہر قابل نہیں رہا　　کیوں کہتے ہو کہ بندۂ کامل نہیں رہا
کیوں اعتقادِ ختمِ نزولِ ملائکہ　　کیوں اب طریق رسل رسائل نہیں رہا
کہتے ہو کیوں کہ بند ہوئیں ہم کلامیاں　　کیا اب خدا کلام کے قابل نہیں رہا
کہتے ہو کیوں کہ ہے یہ گلستاں خزاں زدہ　　کہتے ہو کیوں کہ شورِ عنادل نہیں رہا
کہتے ہو کیوں کہ ختم ہوئی داستانِ عشق　　کہتے ہو کیوں کہ لیلےٰ و محمل نہیں رہا
خالق وہی ہے اور ہے مخلوق بھی وہی　　دونوں کو جوڑ کہ دیکھ سکے دل نہیں رہا
جس کو ملا ہو مہدیٔ موعود۔ پھر کوئی　　خوش قسمتی میں اس کا مقابل نہیں رہا
اس کی نگہ سے کٹ گئیں بیماریاں سبھی　　دِل پائے بندِ طوق و سلاسل نہیں رہا
محبوب وہ ملا جو خدا کا حبیب ہے　　دِل اب کسی کے حُسن کا قائل نہیں رہا
ہم بحرِ احمدیت میں ہوئے جب سے غوطہ زن　　دِل میں خیالِ منزل و ساحل نہیں رہا
وہ کیا ملے کہ گوہرِ مقصود مِل گیا　　اب دِل اسیرِ دعوئے باطل نہیں رہا
جس ہاتھ پہ ہے ہاتھ خدا کا وہ ہے یہی　　دیکھے وہ جو خدا کا بھی قائل نہیں رہا
تسلیم کیجئے ہے اسی میں سلامتی　　اب وقت پیش و پس کا بھی غافل نہیں رہا
کہتا ہوں میں بھلے کی تمہارے بھلے میں ہوں　　کیوں اعتبار مجھ پہ میرے دِل نہیں رہا
شکر و رضا و قرب خدا نفس مطمئن　　کیا کیا ملے گا اور تمہیں کیا مِل نہیں رہا
خالق کو جس نے پایا نہیں اس جہان میں　　مخلوق سے وہ اُنس کے قابل نہیں رہا
ہے ابتدا اسی کی اک اچھی ابتدا　　جو دِل مآل کار سے غافل نہیں رہا
جس دِل کو مجھ پہ ناز ہو وہ دِل تو ہے مگر　　جس دِل پہ مجھ کو ناز تھا وہ دِل نہیں رہا

عاصم سے شکوہ حضرتِ ملّا کو ہے عبث
اب ان کی محفلوں کے وہ قابل نہیں رہا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم سہ شنبہ ۸ رجب المرجب ۱۳۵۴ھ | نمبر ۹۴

ظالمانہ حرکتیں

مخالفین احمدیت کے افلاس دلائل کا کھلا ثبوت

احمدیت کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے، کہ ابتداء میں مخالفین نے اس کو ایک نگاہ حقارت کے ساتھ نظر انداز کرنے کی کوشش کی، پھر تمسخر کا دور شروع ہوا، اور یہ چاہا گیا کہ یہ صدائے حق شیطانی قہقہوں، اور دل آزار آوازوں کے شور میں دب جائے، مگر ایسا نہ ہوا، اس ناکامی کے بعد مجنونانہ مخالفت کا آغاز کیا گیا، جو اب تک شروع ہے، مخالفین ہر محاذ پر احمدیت سے ٹکرتے ہیں، اور ناکام رہتے ہیں، اور ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہیگا کیونکہ حق و باطل کی کشمکش کا نتیجہ کبھی بھی اس سے مختلف نہیں ہوا۔ اور نہ ہوگا۔

ایک وقت تھا، کہ مناظروں کی گرم بازاری تھی، وفات مسیح اور اسی قسم کے دوسرے موضوعات پر دھڑا دھڑ احمدیوں کو مناظر کے چیلنج دیئے جاتے تھے، لیکن اب ان مسائل کا کوئی نام بھی نہیں لیتا، گذشتہ چند سالوں میں بڑے بڑے دعاوی کے ساتھ کتابیں لکھی گئیں، بڑے بڑے ادیب اور ایڈیٹرس میدان میں آئے، لیکن اصولی بحث سے سب نے اجتناب کیا، حق یہ ہے کہ اب وفات مسیح جیسے تمام مسائل میں احمدیت کے مخالفین بری طرح سرنگوں ہو چکے ہیں، ان ناکامیوں کے بعد غلط بیانیوں اور بہتان طرازیوں کا دور شروع ہوا، وہ وہ باتیں جو کسی احمدی کے تصور میں بھی کبھی نہیں آئیں، حضرت مرزا صاحب اور جماعت احمدیہ کی طرف منسوب کی گئیں، لیکن غلط بیانیوں اور بہتان طرازیوں کی پیدا کی ہوئی تاریکی زیادہ دیر تک نہیں رہتی، اہل عقل و انصاف میں ہمارے مخالفین اپنا اعتبار بالکل کھو چکے ہیں، ان کو کامیاب ہتھکنڈا تسلیم کر کے ان کی خرافات پر شاید کبھی کوئی شخص قہقہہ تو لگا لیتا ہوگا، لیکن کسی شریف آدمی کے دل میں ان کا ذرہ بھر بھی احترام نہیں، اب ہمارے ان مہربانوں کا زور قاتلانہ حملوں، مار پیٹ، بائیکاٹ اور جھوٹے مقدمات پر ہے، جن سے قارئین پیغام صلح بخوبی واقف ہیں، ان کی یہ ظالمانہ حرکتیں بے حد رنجدہ اور قابل افسوس ہیں، لیکن ان کا ایک پہلو بلند آواز سے احمدیت کی فتح و کامرانی کا اعلان کر رہا ہے، یہ طرز عمل ہمیشہ ان لوگوں کا رہا ہے، جن کو صداقت سے بیر ہوتا ہے، جن کے پاس اپنی باتوں کے ثبوت میں دلائل نہیں ہوتے، دنیا کی تاریخ موجود ہے، کیا کبھی کسی نبی ولی حقیقی ریفارمر اور راستباز انسان نے ان باتوں کو اختیار کیا ہے؟ ہرگز نہیں، تاریخ کی روشنی میں ہر شخص کہ احمدیت اور مخالفین احمدیت کا صحیح مقام آسانی سے متعین ہو سکتا ہے، قاتلانہ حملے، مار پیٹ، بائیکاٹ اور جھوٹے مقدمات ہمارے لئے خواہ کس قدر ہی تکلیف دہ کیوں نہ ہوں لیکن یقینی طور پر ہمارے قدم کو ترقی و کامرانی کی طرف لے جانے والے ہیں، اور وہ وقت انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد آنے والا ہے، جب یہ حرکتیں ہمارے مخالفین کے لئے سراسر ندامت و ذلت بن جائیں گی۔

آہ! راجہ غلام قادر صاحب

اس ہفتہ دست اجل نے ایک ایسی ہستی ہم سے چھین لی یعنی ہمارے محترم بزرگ جناب راجہ غلام قادر صاحب سابق منیجر اخبار "زمیندار" کا ۵ر اکتوبر کی شب کو نہایت مختصر علالت کے بعد انتقال ہو گیا (انا للہ وانا الیہ راجعون) قارئین پیغام صلح اس محترم ہستی سے بخوبی واقف ہونگے۔ آپ مولوی ظفر علی خاں مدیر و مالک زمیندار کے چچا تھے۔ ابتداء سے اخبار "زمیندار" کا انتظام آپکے ہاتھ میں رہا۔ راجہ صاحب مرحوم حضرت مولانا عبد اللہ خاں صاحب مرحوم کے قریبی عزیز تھے اور آپ مولانا مرحوم کی کوشش سے ہی احمدیت کی طرف متوجہ ہوئے۔ جوں جوں آپ ہمارے لٹریچر اور دینی خدمات کا مطالعہ کرتے رہے آپکا حسن ظن بڑھتا گیا۔ بزرگان احباب جماعت سے ذاتی مراسم بھی ترقی کرتے گئے۔ کئی سال سے آپ اکثر نمازیں بھی احمدیہ بلڈنگس کی مسجد میں ادا کرتے تھے۔ آخر گذشتہ سالانہ جلسہ پر جبکہ احمدیت کی مخالفت اوج کمال پر پہنچی ہوئی تھی آپ نے بیعت بھی کر لی۔ مولوی ظفر علی خاں صاحب کو معلوم ہوا تو آپ کو فوراً نوٹس دے دیا کہ آپ صداقت سے کنارہ کش ہو جائیں ورنہ ۲۵ سال کی خدمات کے باوجود آپ کیلئے دفتر زمیندار میں کوئی جگہ نہیں۔ آپ اس نوٹس کے ملتے ہی دفتر سے علیحدہ ہو گئے آپکا کئی سو روپیہ دفتر زمیندار کے ذمہ تھا اسکی بھی آپ نے پرواہ نہ کی۔ ساری عمر آپ نے اخبار زمیندار کی خدمت میں بسر کر دی تھی۔ برائے نام تنخواہ پر اور بعض اوقات بلا تنخواہ کام کیا تھا اسلئے کوئی اثاثہ آپکے پاس موجود نہ تھا۔ بڑھاپے کی عمر تھی پھر رشتہ داری کے تعلقات بھی تھے۔ لیکن آپ کی قوت ایمانی نے ان چیزوں کی ذرہ بھر پرواہ نہ کی۔ یہ ساری داستان تفصیل سے پیغام صلح کے صفحات میں بیان ہو چکی ہے۔ آپ سلسلہ احمدیہ میں بہت دیر سے شامل ہوئے۔ لیکن اپنے اخلاص و قربانی کا نہایت شاندار نمونہ پیش کیا اس پر باقاعدہ احمدیہ پر فخر کر سکتی ہے۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے نہایت پابند تھے۔ احمدیت سے آپ کو [illegible] محبت تھی۔ عمر تقریباً ساٹھ سال تھی لڑکی [illegible] کے انتقال کو عرصہ ہوا [illegible] کوئی اولاد نہیں تھی۔ غیر معمولی اخلاص وقربانی آپکی یادگار ہے۔ اور یہی یادگار ہے جو اولاد سے ہر صورت میں بہتر ہے۔ ۶ر اکتوبر کی شام کو قبرستان میانی صاحب میں سپرد خاک کی گئی۔ جنازہ پر اکثر بزرگ احباب جنازہ کے ہمراہ تھے۔ ۷ر اکتوبر کو آپ چونکہ [illegible] نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ غالباً شام کے وقت [illegible] اور حق [illegible] کے پاس پہنچ گئے۔ اس مرد خدا کی وفات ایک زبردست قربانی [illegible] جسکو ہر ایک احمدی کا دل محسوس کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں اعزاز کے ساتھ جگہ دے اور ہم سبکو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

فراہمی زکوٰۃ کے متعلق بیرونی جماعتوں کے فرائض

گذشتہ دو اشاعتوں میں زکوٰۃ کی فرضیت واہمیت کے متعلق کافی لکھا جا چکا ہے، اس بارہ میں کوئی بات تشنہ تشریح نہیں رہی اب ضرورت اس بات کی ہے، کہ تمام احباب اور تمام جماعتیں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تجاویز و ارشادات کو عملی جامہ پہنانے کی پوری کوشش کریں، ہمارے خیال میں بہتر ہوگا، کہ تمام جماعتیں اپنے صاحب نصاب اراکین کی فہرستیں تیار کر کے ہر ایک سے باقاعدہ زکوٰۃ وصول کریں، اور اگر کوئی دوست ادائیگی زکوٰۃ میں تساہل کریں تو انہیں یاد دہانی کرائی جائے، علاوہ ازیں غیر از جماعت حضرات جو سلسلہ سے محبت یا حسن ظن رکھتے ہیں ان کے پاس دوستوں کو وفد کی شکل میں جانا چاہیئے، یہ ممکن ہے کہ وہ بعض جگہ جائیں اور ان کو کو جگہ اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہو، یا دس جگہ ہی وہ ناکام رہیں لیکن انہیں اس کا مطلق خیال نہیں کرنا چاہیئے، ہمارا کام کوشش کرنا ہے، نتائج کا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جو کوششیں خلوص وعزم راسخ کے ساتھ کی جائیں۔ وہ بالآخر ضرور کامیاب ہوتی ہیں، اس پرچہ کے احباب تک پہنچنے تک ماہ رجب کا تقریباً ایک عشرہ گذر چکا ہوگا اور بیس دن باقی رہ جائیں گے، لہٰذا اس فرصت کا ایک دن بھی رائیگاں نہیں جانے دینا چاہیئے، اور فوراً کام میں لگ جانا چاہیئے۔

مسلمانوں کی صحت جسمانی

نواب بہادر یار جنگ کا مسلم نوجوانوں سے خطاب

یہ امر مسلمات سے ہے کہ بدن صحیح قلب اور دماغ صحیح کا بھی ذریعہ دار ہوتا ہے اور بدن کی تندرستی و صحت ممنت اور ورزش پر منحصر ہے کاہل سست اور بیکار آدمی نہ صرف اپنے قویٰ کو کمزور اور اپنے جسم کو بیمار اور اپنے قلب و دماغ کو بیکار کر لیتا ہے۔ بلکہ اپنی قوم کے لئے بھی حال و مستقبل میں ذلت و ہلاکت ثابت ہوتا ہے مسلمانوں نے اپنی تاریخ کی ابتدا میں اس راز کو سمجھا اور یہ بھی معلوم کر لیا کہ کمزور اور بے طاقت قوم اپنی افادیت کی صلاحیت بھی کھو بیٹھتی ہے اور فطرت کے قانون بقائے اصلح کے ماتحت بہت جلد مٹ جاتی اور دنیا سے فنا ہو جاتی ہے۔

زوال کے وقت قوم کی حالت

جب مسلمانوں پر نکبت کی ہوائیں چلیں اور بدبختی کے طوفان اٹھے تو یہاں سب مبلائیاں چھوٹ گئیں۔ وہیں اپنے جسم کی پرداخت، اپنی طاقت کی بحالی، اپنی عقل و فراست کی حفاظت اور اپنی آئندہ نسل کی بہتری کا خیال بھی ان کے دل سے جاتا رہا۔ آج ان کی بستیاں بیماروں کی اقامت گاہیں اور مریضوں کے محلے معلوم ہوتی ہیں۔ جہاں زرد، نحیف الجثہ اور نازک نادان انسان رہتے ہیں۔ جن کے ہاتھ کے لئے معمولی بید کی چھڑی بھی بوجھ ہے اور جن کی کلائی پر رسٹ واچ ایک کوہ گراں ہے۔ ایسی قوم سے نہ تو اپنی حفاظت کی توقع کی جا سکتی ہے اور نہ غیر کے لئے حامی ثابت ہونے کی۔

مسولینی کا قول یاد رکھو

نوجوانو! اگر تم اپنے مستقبل کو شاندار دیکھنا چاہتے ہو۔ اگر اپنے آپ کو فنا کے غار سے بچا کر چند روز اور جینا چاہتے ہو تو یہ سمجھ کے بلکہ عہد حاضر میں دنیا کے مشہور ترین شخص مسولینی کا یہ مقولہ یاد رکھو۔ کہ بکریوں کی طرح ایک سو برس جینے سے بہتر ہے کہ تم شیر کی طرح ایک دن جیو۔

مسلم نوجوانان ہند کو چاہیئے کہ ہر محلہ، ہر گاؤں، یعنی ہر مسلم آبادی میں باقاعدہ ورزشی مرکز قائم کرنے کی کوشش کریں۔ جہاں مسلم نوجوان بھیڑوں میں پل کر اپنے آپ کو بھی بھیڑ سمجھنے لگے ہیں۔ اپنی اصلی صورت دیکھیں اور اپنی حقیقت کو پہچانیں اور دنیا کی پیٹھ پر اس کا ایک تندرست اور طاقتور سپوت بن کر قائم رہیں۔

اپنا کام خود کرو

قرون اولیٰ میں ورزش کے جن طریقوں کا ہمیں پتہ چلا ہے۔ ان میں سے ایک اپنی اور غیروں کی خدمت بھی تھا۔ آج کل کے متمول طبقہ میں یہ مرض عام ہے کہ وہ اپنی زندگی کے معمولی معمولی کاموں کے لئے بھی ایک ملازم کی توجہ کے محتاج ہیں . . . .

یہاں تک کہ وہ تمام قوتیں جو فطرت نے ان کو عطا کی ہیں فنا ہو جاتی ہیں اور ان کو اپاہج بنا دیتی ہیں۔ ان کے لئے باعث افتخار ہونا چاہیئے کہ رحمۃ للعالمین کا اسوہ حسنہ موجود ہے کہ آپ ایک نہیں سینکڑوں خادم رکھ سکتے تھے۔ بلکہ آپ کی خدمت کو اپنے لئے عزت سمجھنے والے اصحاب اور خادم کی موجودگی میں اپنا لباس خود دھوتے۔ اپنے گھروں میں پانی خود بھرتے اور اپنی جوتی کو خود ٹانکا دیا کرتے تھے بصحت جسمانی کا یہی راز ہے کہ اپنے کام اپنے ہاتھ سے کرو۔

دوسروں کی خدمت کرو

اگر اسلام نے ہم کو صرف اپنی ہی خدمت کرنا سکھایا ہوتا اور اپنے حاجتمند بنی نوع کی طرف متوجہ نہ کیا ہوتا۔ تو مجھے اس کے آخری اور مکمل مذہب ہونے میں تامل ہوتا۔ اس نے خدمت خلق کی طرف بھی ہم کو اس شدت کے ساتھ متوجہ کیا کہ حضرت سعدی جیسے نکتہ داں یہ کہنے پر مجبور ہو گئے۔

عبادت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

آپ کو معلوم ہے کہ دنیا کے ایک مشہور سخی حاتم طائی کے فرزند عدی کے ایمان کی تحریک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت خلق ہی ہوئی تھی۔ وہ جس کے کاندھوں پر رسالت و نبوت اور خلافت الٰہی کا بوجھ رکھا ہوا تھا۔ اس نے یتیموں، بیواؤں، بوڑھوں اور معذوروں کی خدمتگزاری کے بوجھ کو اس میں اضافہ کرنے کو کبھی بار نہ سمجھا۔ ان کے گھر پانی آپ نے بھرا۔ ان کے لکڑیوں کے گٹھے آپ نے اٹھائے۔ ان کے اونٹوں اور بکریوں کا دودھ آپ نے دوہا اور اپنی امت کے لئے ایک بہترین مثال چھوڑی۔ پس خلق خدا کے کام کاج میں مدد دو۔ یہ تمہاری جسمانی اور روحانی دونوں قسم کی خوشیوں کا موجب ہوگا۔

زندگی کا پروگرام

مسلمانوں کو نواب صاحب کے ارشادات کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ زندگی کا راز یہ ہے کہ مسلمان اپنے جسموں کو مضبوط بنائیں۔ اس کے بغیر ہماری موجودہ نسلوں کی دماغی اقتصادی اور سیاسی ترقی کا مسئلہ کبھی حل نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک گھر میں تین قسم کا پروگرام رائج ہونا چاہیئے۔

(۱) بچوں کی صحت کس طرح قائم رہے؟
(۲) عورتوں کی صحت کس طرح قائم رہے؟
(۳) مردوں کی صحت کس طرح قائم رہے؟

ان پروگراموں کی بنیاد سات امور پر ہے:-

(۱) نماز، دعا اور تلاوت قرآن تاکہ خیالات پاک رہیں۔
(۲) سادہ غذا۔ جو معدے میں جوش مستی اور غلاظت پیدا نہ کرے اور جس سے اخراجات کم ہوں تاکہ دماغ بےفکر رہے۔
(۳) کم خوری۔ تاکہ ہاضمہ درست رہے۔ جس میں فاسد مواد پیدا نہ ہوں اور اخلاقی اور جسمانی بیماریوں کا حملہ کم ہو۔
(۴) صفائی۔ اس میں باقاعدہ غسل، روزانہ مسواک کرنا، کھانے سے پہلے اور بعد منہ اور ہاتھ کا دھونا، بستر کی صفائی اور گھر کی صفائی، لباس کی صفائی، کھانے کے برتنوں کی صفائی دسترخوان کی صفائی وغیرہ امور شامل ہیں۔
(۵) لازمی سیر اور ورزش۔ عورتوں، مردوں اور بچوں کے لئے سیر اور ورزش کا مستقل پروگرام ہونا چاہیئے۔
(۶) نظام اوقات۔ یہ بڑی ضروری ہے کہ تمام کاموں کے لئے وقت مقرر ہو۔ نیند کے لئے وقت مقرر ہو اور قائل ورزش اوقات کی پابندی کی جائے۔

(۷) صبح خیزی اور صبح و شام لمبے لمبے سانس لینا۔

افسوس کہ مسلمانوں کی صحت حد درجہ کمزور ہو رہی ہے۔ وقت آگیا ہے کہ ہم زندہ رہنے کا طریقہ سیکھیں اور کسی اصول کے مطابق زندگی بسر کریں۔ دیکھو! یہ وقت کی آواز ہے۔ آپ اپنے آپکو آوارہ نہ بناؤ، اور زندگی کے اصولوں پر عمل کرو، ورزش اور صحت کا لحاظ کرنا معمولی چیز نہیں ہے۔ یہ عبادت ہے۔ یہ ترقی کا ذریعہ ہے، انسان کی روح اور عقل جسم ہی کے ذریعے قائم رہتی ہے۔ اگر جسم مضبوط نہ ہو تو زندگی بیکار ہے۔

مسلمان تاجر توجہ کریں

مسلم چیمبر آف کامرس پنجاب نے باقی مسلم تحریک کے سلسلہ میں ذیل کا انتظام کیا ہے:-

(۱) جن مسلمانوں کو ہندوؤں نے اس تحریک کے سلسلہ میں ملازمت سے علیحدہ کیا ہے وہ نام کو دفتر میں درج رجسٹر کرائیں۔ تاکہ اسلامی اور انگریزی کارخانوں میں ان کی کھپت کا انتظام کیا جائے۔

(۲) تمام مسلمان تاجر مسلمان کاریگر یا مسلمان نوجوان ہر قسم کی کاروباری اطلاع اور کاروباری مشورہ ہر روز بارہ بجے اور تین بجے دوپہر کے درمیان بالکل مفت دفتر سے طلب کر سکتے ہیں۔ بیرون لاہور سے خرچ ڈاک بھیج کر واقفیت حاصل کی جا سکتی ہے۔

(۳) ان ہندو تاجروں یا دیگر اشخاص کی اطلاع دفتر میں پہنچانی ضروری ہے۔ جو پُرامن باقی مسلم تحریک کے راستہ میں حائل ہوتے ہیں۔ تاکہ حکام بالا کو اس شرارت پسند عنصر کی اطلاع دی جائے۔

چیمبر کی رائے میں باقی مسلم تحریک مسلمانوں کے لئے فائدہ کا باعث ہے۔ اور اس کے مقابلہ پر باقی ہندو تحریک مسلمانوں کو کوئی مستقل نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ کیونکہ ہندوؤں نے ایک ہزار سال سے اپنی تمام خوراک۔ پوشاک اور دیگر ضروریات ہندوؤں سے ہی پورا کرنے کا انتظام کر رکھا ہے۔

یہ رائے عام کو الف کا مطالعہ کرنے کے بعد دی گئی ہے ✚

(جائنٹ سکرٹری مسلم چیمبر آف کامرس۔ پنجاب
تاج محل ہوٹل۔ انارکلی لاہور)

خبریں

عالم اسلام

—— لندن ۵ ر اکتوبر۔ علی جاودیدبے العباسی لنڈن میں عراقی سفیر مقرر ہوئے ہیں۔ آپ عراق کی ایک مشہور و معروف شخصیت ہیں اور شاہ فیصل کے زمانہ میں تحریک عربیت کے سب سے بڑے علمبردار رہے ہیں۔ آپ چند روز میں چارج لے لینگے۔

—— بغداد ۴ ر اکتوبر۔ ۱۰۰۰ اشوریوں کو موصل سے اشوری نوآبادی میں نقل کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ان لوگوں کے نقل مکانی کے تمام اخراجات حکومت عراق برداشت کریگی اور یہ سلسلہ اکتوبر کے آخری ہفتہ تک جاری رہے گا۔

—— قاہرہ ۵ ر اکتوبر۔ شاہ فواد اب پوری طرح صحتیاب ہو گئے ہیں۔ شاہ کی صحتیابی کی خوشی میں ایک جشن منایا گیا اور شاہی محل سے جلوس نکالا گیا۔ آپ کو ایک کھلی گاڑی میں بٹھلایا گیا جس کے ہمراہ تمام بڑے بڑے سرکاری حکام و وزراء تھے۔ جلوس کے اختتام پر شاہ موصوف کی درازی عمر کیلئے دعا مانگی گئی۔

—— ایک غیر مصدقہ خبر ہے کہ بصرہ کے ہندوستانی تاجروں کو حکومت عراق کی طرف سے اس امر کا نوٹس ملا ہے کہ تین ماہ کے عرصہ میں عراق سے نکل جائیں اس وجہ سے ہندوستانی تجار نے اپنے تمام آرڈر منسوخ کر دیئے ہیں۔

—— عدن ۲ ر اکتوبر۔ کرہ ہوائی سے گیسوں کے ذریعہ حملوں کے مقابلہ کے لئے احتیاطی تدابیر عمل میں لائی جا رہی ہیں۔ اس غرض کے لئے خاص کنسٹیبل بھرتی کئے گئے ہیں۔ عرب اپنے بال بچوں کو ملک کے بالائی علاقہ میں بھیج رہے ہیں اور ہندوستانی خاندان ہندوستان آ رہے ہیں۔

—— حکومت مصر نے اپنے مشہور ماہر سیاست استاذ محمد امین یوسف کو واشنگٹن میں اپنا سفیر مقرر کیا ہے۔

—— امیر کویت شیخ احمد جابر عراق و مصر کے دورہ سے واپس آ گئے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے واپسی میں برطانوی نمائندہ سے گفتگو کی۔ جس کو بہت ہی مخفی رکھا گیا ہے۔ غالباً یہ گفتگو کویت میں انگریزی ہوائی مستقر کے قیام کے متعلق ہوئی ہے۔

—— قدس کا ایک پیغام مظہر ہے کہ حکومت فرانس مفتی اعظم فلسطین کے شام کے متعلق طرز عمل کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور وہ اس کو غیر دوستانہ قرار دیتی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ حکومت شام اس سلسلہ میں خاص تدابیر اختیار کرے گی۔

—— علامہ شیخ محمد مراغی صدر اعلیٰ جامع ازہر مصر عربی زبان اور شرعی علوم کی ایک عظیم الشان جدید یونیورسٹی قائم کرنے کی سعی کر رہے ہیں جامعی تعلیم کے شرعی، دینی اور علمی شعبوں میں تحقیق کی کلاسیں قائم کی گئی ہیں اور اس کے علاوہ ایک کمیٹی مقرر کی گئی تھی۔ تاکہ وہ مشرق و مغرب کی اہم زبانوں کے متعلق رپورٹ کرے۔ کیٹی نے اپنی سفارشات مکمل کر لی ہیں۔ جن کی رو سے جامعہ میں اہم ترین غیر ملکی زبانوں کی تعلیم لازمی قرار دی جانے والی ہیں۔

—— صنعا کا ایک پیغام مظہر ہے کہ امام یحییٰ شاہ یمن نے اپنی علالت کی وجہ سے امیر سیف الاسلام کو نائب السلطنت کے عہدہ پر مقرر کیا ہے امیر موصوف امام کے بڑے بیٹے ہیں اور تمام یمن میں کافی ہر دلعزیز ہیں امیر سیف الاسلام نے نظام ملک اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے لیکن وہ تمام امور مملکت اپنے والد محترم کے نام پر انجام دینگے

—— یہ بھی بیان کیا جاتا ہے امیر حکومت یمن کی تجدید و اصلاح کیلئے اہم خیالات رکھتے ہیں اور اپنے ملک کو آزاد بنیادوں پر ترقی کے اعلیٰ مدارج پر پہنچانا چاہتے ہیں اس کے متعلق انہوں نے ایک زبردست اسلامی پروگرام بھی تیار کیا ہے۔

ہندوستان

—— معاصر ستارہ "ابشار" کراچی اس خبر کا ذمہ وار ہے، کہ ہندوستانی افواج کو برطانی علاقہ کے کسی حصہ کی طرف باہر جانے کیلئے تیار رہنے کا حکم دیا گیا ہے، کہ مبادا اطالیہ اور حبشہ کی جنگ میں ملکہ کو مدافعت کرنی پڑے۔

—— معاصر مذکور نے یہ بھی لکھا ہے، کہ مشہور جہاز ران کمپنیوں کے ایک درجن سے زائد جہاز فوجی نقل و حرکت کیلئے کرایہ پر لے گئے ہیں، اور معلوم ہوا ہے کہ کئی ہزار برطانوی فوج جس میں زیادہ تعداد ہندوستانیوں کی ہوگی، چند روز کے اندر اندر ہندوستان سے روانہ ہو جائے گی۔

—— امرتسر ۴ ر اکتوبر، کل ڈیڑھ بجے سکھ مشنری کالج میں شہید گنج کے تصفیہ کے متعلق سکھ مسلم کانفرنس منعقد ہوئی، مولانا شوکت علی، سید مرتضےٰ بہادر، مسٹر خالد لطیف گابا، شیخ محمد صادق، میر مقبول اور خواجہ احمد صادق مسلمانوں کی طرف سے نمائندہ تھے، اور سکھوں کی طرف سے ماسٹر تارا سنگھ، بھائی دلیپ سنگھ دوآبیہ، گیانی گرمکھ سنگھ مسافر، بھائی کرتار سنگھ کیمبل پور، بھائی ہرنام سنگھ لاہور، گیانی کرتار سنگھ لائلپوری، وغیرہ تھے۔

—— گفتگوئے مصالحت ناکام رہی، سکھوں کی طرف سے یہ کہا گیا کہ صرف اسی صورت میں گفت و شنید ہو سکتی ہے، جبکہ اس بات کو تسلیم کر لیا جائے، کہ شہید گنج سے ملحقہ زمین مسلمانوں کو واپس نہیں کی جائیگی۔

—— لاہور میں ہندو اور مسلمانوں کی طرف سے بائیکاٹ کی تحریک جاری ہے، صلح پسند ہندو مسلم اصحاب اس کو ختم کرانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔

—— گورنر پنجاب اپنے عملے سمیت ۵ ر اکتوبر کو لاہور پہنچ گئے ہیں۔

—— لاہور، ۳ ر اکتوبر، ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ گورنر پنجاب نے پنجاب کونسل کی میعاد میں ۲۴ ر اکتوبر ۱۹۳۵ء سے ایک سال کی توسیع کر دی ہے،

—— لاہور کے ہندو صرافوں اور بزازوں نے کئی روز کی ہڑتال کے بعد اس ہفتہ اپنی دکانیں کھول لی ہیں۔

—— ریاست بہاولپور میں پیر جماعت علی شاہ صاحب کا داخلہ بند کر دیا گیا ہے۔

—— چند روز ہوئے ضلع ہزارہ میں زلزلے کے شدید جھٹکے محسوس کئے گئے، جنکے نتیجہ میں ایک عورت ایک لڑکا اور متعدد مویشی ہلاک ہو گئے۔

—— قاہرہ، ۶ ر اکتوبر۔ تازہ اطلاعات مظہر ہیں، کفرہ اور صحرائے سلوم میں بدوی جمعیتوں نے جدید آلات حرب سے لیس ہو کر اطالیہ کے خلاف معرکہ جدال و قتال شروع کر دیا ہے، بغاوت کے شعلے تمام ٹریپولی س اور طرابلس میں بھڑک اٹھے ہیں، سنوسی لیڈروں نے اعلان کر دیا ہے، کہ وہ آزادی کامل سے کم کسی چیز پر رضامند نہیں ہو سکتے۔ اس بغاوت کی وجہ سے اطالیہ میں سخت تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

—— قاہرہ، ۹ ر اکتوبر، اسکندریہ کی پولیس نے اعلان کیا ہے کہ کوئی آدمی بندرگاہ کی لاشینوں میں داخل نہ ہو سمندر میں سرنگیں بچھا دی گئی ہیں، اور احکام جاری کر دیئے گئے ہیں، کہ بندرگاہ کے تمام جہاز جن میں جنگی جہاز بھی شامل ہیں۔ رات کے گیارہ بجے اپنی

ممالک خارجہ

—— لندن ۲ ر اکتوبر، روم کا ایک سمتی پیغام مظہر ہے، کہ اٹلی میں عام فوجی بھرتی شروع ہو گئی ہے، تمام شہری آبادی کو مسلح کر دینے کے متعلق جن احکام کا عرصہ سے انتظار تھا، وہ کل جاری کر دیئے گئے۔

—— جس وقت یہ احکام نافذ ہوئے ہیں، تو گرجاؤں میں گھنٹیاں اور کارخانوں میں سیٹیاں بج رہی تھیں، کوچ کرنے رسالوں کے فوجی باجوں اور ریڈیو کے قومی اور وطنی ترانوں سے تمام فضا گونج رہی تھی، تمام عمارتوں پر اٹلی کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔

—— اعدیس ابابا، ۳ ر اکتوبر۔ ولی عہد حبش نے ان اطالوی سپاہیوں کو جو حدود حبش میں داخل ہو گئے ہیں، باہر نکالنے کی تدابیر شروع کر دی ہیں۔

—— اعدیس ابابا ۴ ر اکتوبر، اطالوی سفارت خانہ اپنا سامان ریلوے اسٹیشن کو روانہ کر رہا ہے، اور خفیہ کاغذات کو سفارت خانہ کے باغ میں نذر آتش کیا جا رہا ہے۔

—— پیرس، ۲ ر اکتوبر۔ اطالیہ اور حبشہ میں جنگ شروع ہو گئی ہے، بیس ہزار اطالوی سپاہی حبشہ کی حدود میں داخل ہو گئے ہیں۔

—— جینوا، ۲ ر اکتوبر۔ مجلس اقوام کی تمام کوششیں ناکام ثابت ہوئیں، اطالوی لشکر نے پیش قدمی کے بعد اڈووا اور اڈیگرات پر ... بمباری کی، جس سے حبشہ کے متعدد باشندے مجروح ہوئے اور مکانات منہدم ہو گئے۔

—— جینوا ۲ ر اکتوبر۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے، کہ اطالوی افواج کو ایم کیطرف بڑھتے ہوئے شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

—— رائیٹر کی بھی ایک خبر مظہر ہے، کہ اطالوی افواج کو اڈووا اور اڈیگرات کے درمیان ایم کی طرف بڑھتے ہوئے، شکست فاش ہوئی، روما میں اس بات کا اعتراف کیا جا رہا ہے، کہ حبشی افواج اطالوی لشکر کا زبردست مقابلہ کر رہی ہیں، اور انہوں نے اطالویوں کا سامان رسد بھی لوٹ لیا ہے۔

—— اعدیس ابابا، ۵ ر اکتوبر، دانکیل کے علاقہ میں خصوصاً مقام کے مقام پر تمام رات دست بدست لڑائی ہوتی رہی، دونوں طرف بھاری نقصان ہوا، غیر سرکاری اندازہ ہے کہ تیرہ سو حبشی اور سات سو اطالوی ہلاک ہوئے۔

—— اطالیہ کی جابرانہ پالیسی کے خلاف متعدد اسلامی ممالک میں جذبہ نفرت کا اظہار کیا جا رہا ہے، مصر میں "حبشہ چلو" کے نعرے لگائے جا رہے ہیں، اطالوی سفیر متعینہ مصر نے حکومت مصر سے درخواست کی ہے کہ اطالیہ کے خلاف لکھنے والے اخبارات پر پابندیاں عائد کر دی جائیں، لیکن حکومت مصر نے اس درخواست کا کوئی جواب نہیں دیا۔

—— اطالیہ کی توجہ کو منقسم کرنے کے لئے سنوسی قبائل نے طرابلس میں بغاوت شروع کر دی ہے، برطانی جہاز کوئین الزبتھ جبل الطارق سے اسکندریہ روانہ ہو گیا ہے۔

—— معلوم ہوا ہے، کہ حبشہ میں اطالوی طیاروں نے ریڈکراس کے کیمپ پر بمباری کی جس سے کئی نرسیں زخمی و ہلاک ہو گئیں، شاہ حبشہ نے مجلس اقوام کے پاس سخت احتجاج کیا ہے۔

—— عدیس ابابا، ۵ ر اکتوبر، میدان جنگ کی آخری اطلاعات مظہر ہیں، اڈیگرات کے قلعہ اور اڈووا پر اطالویوں نے قبضہ کر لیا ہے،

اسلامی کتب کا بہترین ذخیرہ
تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے مترجم و مفسر القرآن انگریزی و اردو وغیرہ
بیان القرآن
یعنی
اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن
خصوصیات
فضل الباری حصہ اول
یعنی
اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری
خصوصیات
محصول ڈاک عہ علاوہ
سیرت خیر البشر
تاریخ خلافت راشدہ
جمع قرآن
مقام حدیث
اہل قرآن گروہ کا مدلل اور فیصلہ کن جواب ہے۔ ضرورت حدیث، تنقید حدیث اور جمع حدیث پر مفصل بحث
النبوت فی الاسلام
مقدمۃ القرآن حصہ اول
حقیقت المسیح
عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب از روئے قرآن کریم اور بائبل دیا گیا ہے۔
تصنیفات مختلف مصنفین
انوار القرآن
پارہ عم کی ایمان افروز تفسیر
لٹریچر آف اسلام
انتخاب صحاح ستہ
مختلف مسائل اسلامیہ پر صحاح ستہ کی احادیث کا انتخاب
کامران
اردو ترجمہ یجر وید
المسیح الدجال
حضرت مسیح علیہ السلام کی دوبارہ آمد اور یاجوج ماجوج کے متعلق احادیث کی تشریح
الروح
تناسخ
ولادت مسیح
رسالہ نماز
قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت
روزہ
حج
زکوٰۃ
اکرام الحق
المشتہر: مینیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور

تار کا پتہ: مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۸۲

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازان روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ و ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۳ لاہور - یوم جمعہ مطبوعہ ۱۱ رجب ۱۳۵۴ھ - مطابق ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء نمبر ۶۵

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جماعت میں باہمی اتفاق و محبت کی ضرورت

جماعت کے باہم اتفاق و محبت پر میں پہلے بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تم باہم اتفاق رکھو اور اجتماع کرو۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی تھی کہ تم وجود واحد رکھو ورنہ ہوا نکل جائیگی۔ نماز میں ایک دوسرے کیساتھ جڑ کر کھڑا ہونے کا حکم اسی لئے ہے کہ باہم اتحاد ہو۔ برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کریگی۔ اگر اختلاف ہوا اور اتحاد نہ ہو تو پھر بے نصیب رہوگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو اور ایک دوسرے کیلئے غائبانہ دعا کرو۔ اگر ایک شخص غائبانہ دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو۔ کیسی اعلیٰ درجہ کی بات ہے اگر انسان کی دعا منظور نہ ہو تو فرشتہ کی تو منظور ہوتی ہے۔ میں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔ میں دو ہی مسئلے لیکر آیا ہوں۔ اول خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کیلئے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہؓ میں پیدا ہوئی تھی کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم۔ یاد رکھو تالیف ایک اعجاز ہے یاد رکھو جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کیلئے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے وہ مصیبت اور بلا میں ہے۔ اس کا انجام اچھا نہیں۔ میں ایک کتاب بنانیوالا ہوں اس میں ایسے تمام لوگ الگ کر دیئے جائینگے جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی ہوتی ہے۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ کسی بازی گر نے دس گز کی چھلانگ ماری ہے دوسرا اس پر بحث کرنے بیٹھتا ہے اور اس طرح پر کینہ کا وجود پیدا ہو جاتا ہے۔ یاد رکھو بغض کا جدا ہونا مہدی کی علامت ہے اور کیا وہ علامت پوری نہ ہوگی۔ وہ ضرور ہوگی۔ تم کیوں صبر نہیں کرتے۔ جیسے طبی مسئلہ ہے کہ جب تک بعض امراض کا قلع قمع نہ کیا جاوے مرض دفعہ نہیں ہوتا۔ میرے وجود سے انشاءاللہ ایک صالح جماعت پیدا ہوگی۔

(خطبہ عید الضحیٰ ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء)

اخبار احمدیہ

—— ہمارے مکرم دوست شیخ محمد عبداللہ صاحب خلف الرشید شیخ محمد جان صاحب مرحوم (آف غلام قادر اینڈ کو سیالکوٹ) کاروباری سلسلہ میں یورپ تشریف لیگئے تھے۔ آپ نے دو تین روز برلن میں بھی قیام فرمایا اور روزانہ برلن مسجد میں نماز کی ادائیگی کیلئے جاتے رہے اور ۳۰ اگست کو جمعہ کی نماز بھی وہیں ادا کی۔ ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ کی درخواست پر انہوں نے ستر مارکس (۵۷ روپے) جرمن مشن کو بطور امداد عطا فرمائے اور مزید اعانت کا وعدہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر بخشے۔ احباب ان کیلئے دعا کریں۔

—— شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مبلغ اسلام کی اہلیہ سامانہ میں سخت بیمار ہیں احباب ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔

—— مولوی مرتضےٰ خان صاحب انسپکٹر مانگرول حضرت امیر ایدہ اللہ، جناب نواب صاحب مانگرول اور جملہ بزرگان و احباب جماعت و اعزاو اقارب کا جنہوں نے ان کے لڑکے کی فوتیدگی پر ان سے اظہار ہمدردی فرمایا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں اور احباب دعا کے خواستگار ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر و استقامت بخشے۔

—— حضرت امیر ایدہ اللہ کے ارشاد کے مطابق عنقریب مبلغین کے وفود علاقہ پنجاب سرحد کا دورہ کرنیوالے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ خاص توجہ سے ان وفود کا ساتھ دیں اور نہ صرف ان سے خود فائدہ اٹھائیں بلکہ دوسروں کو بھی مستفید ہونیکا موقع دیں۔ مفصل پروگرام آئندہ شائع ہوگا

—— ہماری جماعت کے ایک مخلص نوجوان جو کسی وقت میں ایک رئیس اور بڑے آسودہ حال تھے آجکل سخت مالی مشکلات میں مبتلا ہیں اگر کوئی دوست ان کے لئے کہیں ملازمت کا انتظام فرما سکیں تو یہ ہمدردی اور اعانت کا باعث ہوگا۔ نوجوان مذکور انٹرنس پاس ہیں اور کاروباری تجربہ بھی رکھتے ہیں۔ خط و کتابت کا پتہ:- م - ڈ معرفت ایڈیٹر پیغام صلح لاہور۔

—— یہ خبر مسرت سے سنی جائیگی کہ ہمارے نوجوان دوست شیخ عزیز احمد صاحب خلف الرشید جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب عبدالرؤف تائب صاحب خلف الصدق خان غلام محمد خان صاحب نوشہرہ ایل ایل بی کے امتحان میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

اولی الامر منکم کی تشریح

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب احمدی)

حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے کہ انگریزوں کی سلطنت میں چونکہ مذہبی آزادی ہے۔ اور سکھوں کے وقت جو مسلمانوں کو نہ اذان دینے کی اجازت تھی اور نہ وہ تبلیغ اسلام کر سکتے تھے اور مسلمان طرح طرح کے ظلموں کے نیچے پیسے جا رہے تھے۔ ان کو سرکار انگریزی نے ظلم کے ہاتھوں سے چھڑا کے کامل مذہبی آزادی عطا کی اور ہم ان کی سلطنت میں اسلام کی تبلیغ ایسی بے خوفی سے کر سکتے ہیں کہ کسی اسلامی حکومت میں بھی یہ آزادی نہیں ہے اس لئے یہی عادل اور محسن گورنمنٹ اولی الامر منکم میں داخل ہے

ڈیرہ دون میں بخاری صاحب کی تقریر

اس پر عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب نے بڑی حقارت سے کہا۔ کہ جس نے انگریزوں جیسی حکومت کو جو ایسی ہے اور ویسی ہے اولی الامر منکم قرار دیا ہے۔ وہ مسیح موعودؑ کیسے ہو سکتا ہے اور پھر شیخی بگھاری کہ ہم ہندوستان کو آزاد کرانے والے ہیں۔ لوگ تو ایک مسجد کے معاملہ میں ہمت ہار گئے اور ہم سارے ہندوستان کو آزاد کرانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ یہ شرعی مسئلہ ہے کہ جو ملک ایک دفعہ اسلامی سلطنت میں داخل ہو گیا۔ پھر اگر وہ ملک مسلمانوں سے کوئی اور سلطنت لے لے۔ تو مسلمانوں کا حق ہے اور انکو چاہئیے کہ اس ملک کو ضرور واپس لیں۔

سچ تو یہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنی قابلیت سے ایک وقت اکثر حصہ دنیا پر عدل و انصاف کی حکومت قائم کی جیسا کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا لیکن پھر جب خود مسلمانوں نے اسلام کو ہی چھوڑ دیا۔ اور صرف نام کے مسلمان رہ گئے۔ تو سلطنت کمزور ہو گئی اور حسب قانون الٰہی یکے بعد دیگرے ممالک ہاتھ سے نکل گئے کسی نے کیا جبر کرنا تھا مسلمان خود ہی مورد خشم خدا ہو گئے اب دوبارہ ان ممالک کو اپنا ورثہ سمجھنا فضول ہے خدا حکومت جسے مناسب سمجھتا ہے دیتا ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ دنیا بھر میں صلح اور امن رکھنے والوں اور مخلوق کو نفع پہنچانے والوں کو ہی خدا زمین کا وارث کیا کرتا ہے۔ اس لئے اگر پھر سلطنت چاہیئے تو دوسری قوموں سے صلاحیت میں سبقت لیجاؤ۔ خدا خود وعدہ فرماتا ہے کہ

انتم الاعلون ان کنتم مومنین

ورنہ خدا تعالیٰ کسی کا رشتہ دار نہیں ہے۔

منکم کا مفہوم

ہمارے علماء کو چونکہ ایک ہزار برس تک اپنی ہی سلطنت میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ اس لئے وہ اولی الامر منکم کے معنے مسلمان بادشاہ کرتے رہے۔ چونکہ حکم ربانی اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کے مخاطب مسلمان ہیں اس لئے یہ سمجھ لیا گیا کہ "منکم" سے مراد "من المسلمین" ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ اگرچہ یہ حکم مسلمانوں کو ہے۔ مگر دوسرے لوگ بھی اس کے ویسے ہی مخاطب ہیں۔ ہر شخص پر فرض ہے کہ وہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرے اور اولی الامر کی اطاعت کرے۔ اس لئے اولی الامر منکم کے معنے صرف یہ ہیں کہ جو تمہارا حاکم یا بادشاہ ہو۔ اس کی اطاعت کرو۔ بادشاہ یا حاکم کی اطاعت مذہب کے معاملات میں نہیں ہوتی۔ بلکہ سیاست ملکی کے اندر وہ حاکم ہے۔ پس بادشاہ کا ہم مذہب ہونا کوئی ضروری نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان جب چین میں گئے تو چینی۔ غیر مسلم بدھ بادشاہوں کے ماتحت رہے اور جب وہ حبشہ

فرمان نبوی صلعم حبشہ میں گئے تو وہاں عیسائی بادشاہ کے ماتحت رہے بلکہ اس کے ملک کی حفاظت بھی کی۔ غرض مسلمان جس جس ملک میں گئے۔ وہاں کی حکومت کے ماتحت وفاداری کی اور انہوں نے عملاً ثابت کر دیا کہ اولی الامر منکم کے معنی یہی ہیں کہ جو ہم پر بادشاہ ہو ہم پر اس کی اطاعت فرض ہے۔

موجودہ زمانہ کے علماء کی شہادت

ہمارے اس بیان پر علاوہ واقعات کے موجودہ زمانے کے علماء کی تحریریں بھی شاہد ہیں۔ جیسا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے رسالہ خلافت محمدیہ میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اس آیت میں دو قسم کے احکام ہیں مذہبی اور سیاسی مذہبی احکام میں تو ارشاد ہوا کہ اللہ اور رسول جو فرماویں ان کی تابعداری کرو۔ سیاسی حکم میں فرمایا۔ کہ ارباب حکومت کی اطاعت کرو۔"

قرآن مجید کی مثال

اب ہم منکم کے معنوں کی وضاحت کیلئے قرآن مجید سے ایک اور آیت پیش کرتے ہیں جو حسب ذیل ہے:۔

وقال لهم خزنتها الم یاتکم رسل منکم

یعنی اسے جہنمیو! کیا تم میں سے ہمارے رسول تمہارے پاس نہیں آئے تھے تو وہ کہینگے:۔

ہاں آئے تو تھے پر ہم نے ان کو جھٹلا دیا۔

جس طرح "رسل منکم" سے مراد یہ نہیں کہ ان جہنم میں پڑنے والوں کے ہم مذہب رسول بلکہ صرف یا تو وہ اس لحاظ سے ان میں سے ہیں۔ کہ قوم ایک ہے یا ملک ایک ہے یا اس لحاظ سے کہ رسول بھی انسان اور وہ بھی انسان۔ ورنہ دوزخیوں میں سے تو کوئی رسول نہیں ہو سکتا۔

لغت کی شہادت

مغنی اللبیب میں جہاں "من" کے مختلف معانی لکھے ہیں۔ وہاں من کو "فی" اور "علیٰ" کے مترادف بھی لکھا ہے اس لحاظ سے قواعد عربیہ کے مطابق اولی الامر منکم کے معنی اولی الامر فیکم یا اولی الامر علیکم ہو گئے اور یہی درست ہے

حنفی حضرات کی شہادت

حیدر آباد دکن سے ایک کتاب "الحکمت البالغہ" تین جلدوں میں شائع ہوئی۔ اس کتاب کا مصنف ادارہ اشاعت العلوم حیدر آباد کا رکن رکین ہے اور حنفی المذہب ہے۔ اس نے بھی اولی الامر منکم کے معنی یہی لکھے ہیں کہ مسلمانوں کا جو بادشاہ ہو۔ یہ نہیں کہ جو مسلمان بادشاہ ہو۔ (الحکمت البالغہ جلد ۲)

اگر یہ بات تسلیم نہ کی جائے تو پھر ایک اور مشکل پیش آتی ہے۔ منکم میں "کم" کا مرجع "یا ایہا الذین امنوا" ہے۔ تو اس لحاظ سے اگر اولی الامر مومنین میں سے ہونا چاہیے۔ تو اب مسلمانوں کے تمام فرقے ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ پھر اولی الامر کس فرقے میں سے ہونا چاہئیے۔ اگر کہو کسی فرقے میں سے ہو تو پھر اگر وہ حنفی ہوا۔ اور دوسروں نے کہا۔ یہ ہم میں سے نہیں ہے تو کیا کہو گے؟

قرآن مجید پر اعتراض وارد ہوتا ہے

پس بادشاہ ہمارا غیر مذہب سے ہو سکتا ہے اور اولی الامر منکم سے مراد مسلمانوں کا بادشاہ ہے خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔ ورنہ کوئی مولوی صاحب ذرا قرآن مجید سے جو کامل کتاب ہے بادشاہ وقت کی اطاعت کا علیحدہ حکم دکھائیں۔ چونکہ ایسا نہیں کر سکتے۔ اس لئے ماننا پڑیگا کہ نعوذ باللہ مسلمانوں کے لئے جو کامل ہدایت نامہ ہے اس میں اتنی ضروری ہدایت بھی موجود نہیں ہے۔

یوں کہدینا آسان ہے کہ مسلمان محکوم ہونے کیلئے پیدا نہیں ہوا مگر اس کو ثابت کرنا اور واقعات صحیحہ ثابتہ کا انکار کرنا محالات سے ہے

انبیاء کا غیروں کے ماتحت ہونا

قرآن مجید سے تو انبیاء بھی دوسرے بادشاہوں کے ماتحت نظر آتے ہیں۔ حضرات یوسف اور مسیح علیہما السلام کا حال تو واضح ہے اور توریت شریف سے صدہا نبی جو غیر بادشاہ نظر آتے ہیں سب کے سب دوسرے بادشاہوں کے ماتحت تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق تو قرآن مجید کے الفاظ

ماکان لیاخذ اخاہ فی دین الملک

سے ثابت ہے کہ وہ شاہی قانون کے خلاف نہ کر سکتے تھے۔ اور حضرت یوسف اس بادشاہ کے ملک میں جس آخری مقام پر قرآن مجید کی رو سے پہنچے ہیں۔ وہ "افسر خزائن" کا عہدہ ہے۔ کیونکہ حضرت یوسف نے یہی کہا تھا کہ:۔

اجعلنی علیٰ خزائن الارض

اب اگر مومن کے لئے بادشاہ وقت کی اطاعت فرض نہ ہو جبکہ وہ بادشاہ غیر مذہب سے ہو تو پھر حضرت یوسف علیہ السلام کو جو اپنے زمانہ میں اول المومنین ہیں کیا کہا جائیگا؟

پھر حضرت مسیح علیہ السلام اپنے ہم مذہب بادشاہ کے تابع ہوتے تو اس قدر مصائب کیوں اٹھاتے۔ انجیل اور تاریخ کلیسا شاہد ہے کہ وہ رومی گورنر کے ماتحت تھے۔ جو مشرک لوگ تھے۔ قیصر کی بادشاہی تھی۔ اسی واسطے مسیح نے کہا کہ جو قیصر کا ہے وہ قیصر کو دو۔ اور مسیح پر یہودیوں نے بغاوت کا الزام لگا کر پھانسی دلانا چاہا۔ یہ سب امور ثابت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح ایک مشرک بادشاہ کے ماتحت تھے اور انہوں نے اس کے قوانین کی خلاف ورزی نہ کی۔ پس جبکہ ایک نبی بھی غیر مسلم بادشاہ کی اطاعت پر مجبور ہے تو یہ کہنا کہ مسلمان محکوم نہیں رہ سکتا بے معنی نعرہ ہے۔ جو جذبات کو تو بھڑکا سکتا ہے۔ مگر واقعات کے خلاف ہے۔

لطیفہ

ایک غیر احمدی مولوی صاحب دہلی میں ایڈورڈ پارک میں تشریف لائے اور حضرت مرزا صاحب کے غیر صادق ہونے پر یہ دلیل بیان فرمائی کہ وہ انگریزوں کے تابع تھے۔ میں نے جب مسیح علیہ السلام کا وجود ان کی دلیل کے خلاف پیش کیا تو فرمایا:۔

"کہ نبی یا قتل ہو جائے گا یا بادشاہ ہو گا"

میں نے کہا۔ اس میں تھوڑا سا اضافہ فرمالیں کہ یا وہ آسمان پر اٹھا لیا جائے گا۔ مولوی صاحب شرمندہ تو نہ ہوئے کہنے لگے کہ اچھا یونہی سہی۔ تب میں نے کہا کہ اب آپ یوسف علیہ السلام کو نبی ثابت کیجئے۔ کہنے لگے وہ آخر میں بادشاہ ہو گئے تھے۔ میں نے کہا۔ بالکل غلط ہے۔ آپ ثبوت لائیے ان کی تمام لائف مذکور ہے۔ قرآن مجید تو ان کی وفات تک زیادہ سے زیادہ انہیں فنانشل کمشنر قرار دیتا ہے اور یہ بادشاہ مصر کی ملازمت ہے۔ اب تو مولوی صاحب بہت پریشان ہوئے۔ میں نے کہا۔ اب یہ بھی بتا دیجئے کہ اگر نبی قتل ہو جاتا ہے یا آسمان پر اٹھا لیا جاتا ہے تو اس سے قبل وہ کسی غیر مسلم بادشاہ کی رعیت ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں ہو سکتا تو اسے قتل کون کر سکتا ہے۔ اور یا

(باقی صفحہ ۶ پر ملاحظہ ہو)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم جمعہ ۱۱ رجب ۱۳۵۴ ہجری | نمبر ۶۵

"ینگ اسلام"

ہماری جماعت کے انگریزی خوان طبقہ پر اخبار "ینگ اسلام" کی اہمیت اچھی طرح واضح ہو چکی ہوگی۔ سلسلہ کی ضروریات اس قسم کے انگریزی اخبار کے اجرا کی عرصہ سے متقاضی تھیں اور اس اخبار کے اجرا میں شاید اور بھی التوا ہو جاتا اگر ہمارے ایک نہایت ہی مخلص و باہمت نوجوان کی غیر معمولی سعی و قربانی بروئے کار نہ آتی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت تک زیادہ تر بوجھ اس اخبار کا صرف اسی نوجوان کے کندھوں پر ہے جو نہایت ہی خاموشی اور استقلال سے اپنے کام میں مصروف ہے۔

یہ حقیقت اب اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ اسلام کی بہترین تصویر وہی ہے جو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر میں ملتی ہے۔ آج سے تقریباً نصف صدی قبل یورپ اسلام کو وحشت و بربریت کا ایک مرقع تصور کرتا تھا اور اس پاک مذہب اور اس کے مقدس بانی علیہ التحیۃ والسلام کی نسبت طرح طرح کی غلط فہمیوں میں مبتلا تھا۔ اور آج اگر ہمیں ہزاروں کی تعداد میں یورپین مسلمان نظر آتے ہیں تو یہ محض حضرت مسیح موعودؑ کی برکت اور آپ کے علم کلام کی طفیل ہے۔ امام زمان کی دلی تڑپ تھی کہ اسلام کا چہرہ تمام دنیا پر ظاہر کیا جائے اور اس کی راہیں مغربی ملکوں کی طرف کھول دی جائیں۔ خدا کا احسان ہے کہ ہم محض اس کے فضل سے اس مقصد کو کسی حد تک پورا کرنے کے قابل ہوئے۔ لیکن ہم نے ابھی تک جو کچھ کیا ہے وہ سمندر میں ایک قطرہ کی حیثیت رکھتا ہے اور ابھی ہمیں بہت کچھ کرنا ہے۔

"ینگ اسلام" کی زندگی کا مقصد وحید حضرت مسیح موعودؑ کے علم کلام کو دنیا میں پھیلانا ہے۔ انگریزی زبان اس وقت تقریباً دنیا کے تمام ممالک میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے انگریزی میں اس قسم کے اخبار کا اجرا سلسلہ کی ترقی کے لئے ایک نہایت ہی ضروری چیز ہے۔ اخبار مذکور کو جاری ہوئے قریباً ڈیڑھ سال ہو چکا ہے لیکن احباب نے ابھی تک کما حقہ اس کی اعانت اور توسیع اشاعت کیلئے سعی نہیں فرمائی۔ ڈیڑھ روپیہ سالانہ نہایت ہی معمولی چندہ ہے اور ہر انگریزی خوان احمدی خواہ وہ طالبعلم ہی ہو بآسانی یہ رقم ادا کر سکتا ہے جو طالبعلم یکمشت ادا نہ کر سکے وہ دو آنے ماہوار کے حساب سے اپنی جماعت کے سکرٹری کو ادا کر سکتا ہے اور اخبار کا خریدار بن سکتا ہے۔ ہم قارئین پیغام صلح سے پر زور اپیل کرینگے کہ وہ اس مفید اخبار کی توسیع و ترقی کیلئے ہر ممکن کوشش کریں اور اپنے جوش اخلاص کا ثبوت دیں۔ بیرونی جماعتوں کے سکرٹری صاحبان کو بالخصوص اس طرف توجہ فرمانی چاہیئے ٭

احمدی بچوں کی تربیت

قرآن مجید نے مومنوں کو ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما کی پاکیزہ دعا سکھائی ہے "اے خدا ہمیں ہماری ازواج اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی راحت عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنائیو"۔ اولاد اسی وقت ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن سکتی ہے جب وہ ماں باپ کے نقش قدم پر چلے اور دین و دنیا میں بھلائی کی طرف قدم اٹھائے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت پر اپنا خاص فضل کیا ہے کہ اس نے احمدیوں کو صالح اولاد عطا فرمائی ہے اور یہ محض اس عمدہ تربیت کا نتیجہ ہے جس کی توفیق مسیح موعودؑ کی طفیل والدین کو حاصل ہوئی۔ دینی تذکرے، قرآن و حدیث کی باتیں، سیرت نبویؐ کے واقعات اور مسیح موعودؑ کی زندگی کے حالات احمدی گھروں میں کثرت سے دوہرائے جاتے ہیں۔ جو آہستہ آہستہ بچوں کے قلوب پر نقش ہو جاتے ہیں۔

پشاور میں ڈاکٹر عبد المجید صاحب ایم۔ بی بی ایس ہماری جماعت کے ایک نہایت ہی مخلص نوجوان ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں ایک صالح بی بی اور صالح اولاد عطا فرمائی ہے۔ گذشتہ دنوں جب جاپان میں اسلامی کتب کی مفت تقسیم کے لئے اپیل کی گئی تو ڈاکٹر صاحب کی دو کمسن صاحبزادیوں نے آٹھ روپے یعنی ایک سٹ کی قیمت ارسال کی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ رقم ڈاکٹر صاحب کی صاحبزادیوں نے ایک ایک پیسہ کر کے جمع کی تھی۔ کیونکہ گذشتہ میلاد النبیؐ کے روز ان بچیوں کو سمجھایا گیا تھا۔ کہ رسول کریم صلعم نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے اور آپ کا حکم تھا کہ کفایت شعاری سے کام لینا چاہیئے اور مال خدا کی راہ میں خرچ کرنا چاہیئے۔ خورد سال بچیوں کا یہ جذبہ قابل تحسین اور لائق صد آفرین ہے۔ اللہ تعالیٰ ان بچیوں کو اس سے بڑھ کر خدمت دین کی توفیق بخشے اور عمر دراز کے ساتھ دینی و دنیوی حسنات عطا فرمائے

ہمارے تمام احمدی احباب کو اس مثال کی تقلید کرنی چاہیئے اور اپنی اولاد کی اس رنگ میں تربیت کرنا چاہیئے جس سے آنکھوں کو ٹھنڈک اور قلوب کو راحت نصیب ہو ٭

بائیکاٹ کی وبا

چند ہفتوں سے ہندو و سکھ حضرات نے لاہور، امرتسر اور پنجاب کے چند دیگر مقامات پر مسلمانوں کا اقتصادی مقاطعہ کر رکھا ہے لاہور میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ بالعموم کوئی ہندو یا سکھ مسلمان سبزی فروش یا میوہ فروش سے سودا نہیں خرید تا کسی مسلمان مزدور سے کام کرانے کا روادار نہیں۔ "ہندو سبزی منڈی" کھولی جا چکی ہے۔ برادران وطن کے گلی کوچوں میں "ہندو گوبھی"، "ہندو آلو" اور "ہندو بینگن"، وغیرہ مضحکہ خیز صدائیں سنائی دے رہی ہیں۔ ظاہر اور خفیہ پروپیگنڈا اور پکیٹنگ بھی جاری ہے۔ اس سارے طوفان بے تمیزی کی وجہ پیر جماعت علی شاہ صاحب کی ایک تقریر بتلائی جاتی ہے جس میں انہوں نے مسلمانوں کو اپنی اقتصادی حالت درست کرنے اور تجارت کی طرف متوجہ ہونے کی تلقین کی تھی۔ اس تقریر پر برادران وطن کو مشتعل یا معترض ہونے کی قطعاً ضرورت نہ تھی۔ خاص کر اس صورت میں جبکہ انہوں نے تقریباً ایک ہزار سال سے اکثر معاملات میں مسلمانوں کا عملاً مقاطعہ کر رکھا ہے۔ اگر ایک غریب و نادار قوم اپنی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کی جائز طور پر کوشش کرتی ہے تو یہ اس کا قدرتی حق ہے۔

اس وقت مسلمانوں اور ہندوؤں کی ذہنیت اور طرز عمل میں وہی فرق ہے جو تعمیر اور تخریب میں ہے۔ مسلمان چاہتا ہے کہ وہ افلاس و بیکاری کی پستی و مصیبت سے نکل کر خوشحالی و باروزگاری اور عزت کی بلندی پر پہنچ جائے۔ وہ ہندو یا سکھ کو کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتا اور نہ ان کا بائیکاٹ اس کا مقصد ہے۔ بخلاف اس کے ہندو اور سکھ مسلمان کا بائیکاٹ کرنے پر مصر ہیں۔ ان کی کوشش ہے کہ مسلمان اقتصادی پستی کے گڑھے سے نکل کر تجارتی میدان میں نہ آئے۔ یہ ذہنیت تنگدلانہ اور غیر روادارانہ ہے۔ اور شرافت و انصاف سے بعد عظیم رکھتی ہے۔ ہم اپنے یقین کی بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ ہندوؤں میں ایسا فرقہ موجود ہے۔ جو ہمیشہ مسلمانوں کے بائیکاٹ کا متمنی رہا ہے اس نے پیر جماعت علی شاہ صاحب کی تقریر کو بہانہ بنا کر ہندو و سکھ پبلک کو بائیکاٹ کی دو دھاری تلوار چلانے پر آمادہ کر لیا ہے اور اپنی نادانی اور جوش تعصب کی وجہ سے اس حقیقت کو بالکل فراموش کر دیا ہے کہ اس تحریک سے مسلمانوں کے علاوہ ہندوؤں اور سکھوں کو بھی کافی اقتصادی و اخلاقی نقصان پہنچکر رہیگا جس کے آثار اب نمایاں طور پر نظر آنے لگے ہیں۔ اگر ہندو اور سکھ قوم میں دور اندیش وطن خواہ اور امن پسند افراد ابھی تک موجود ہیں اور اپنے اندر سچی بات کہنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ تو انہیں اپنے ہم مذہبوں کو اس غلط اقدام سے روکنا چاہیئے۔

مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ برادران وطن کے اس غلط اقدام سے ہرگز مشتعل نہ ہوں، بلکہ نہایت امن و استقلال اور خاموشی و پامردی سے اپنی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے میں مصروف رہیں اور ہندوؤں یا سکھوں کے بائیکاٹ کا خیال بھی دل میں نہ لائیں۔ ہم کسی کو ایذا پہنچانا یا کسی کا مقاطعہ کرنا نہیں چاہتے بلکہ اپنی حالت کو بہتر بنانے کے متمنی ہیں۔ دلیر اور شریف اقوام دوسروں کو پستی میں گرانے کی بجائے خود بلند ہونے اور ابھرنے کی کوشش کیا کرتی ہیں۔ مسلمانوں نے ہمیشہ ایسا ہی کیا ہے اور اب بھی انہیں ایسا ہی کرنا چاہیئے ٭

ایران اور آریہ اخبارات

حال ہی میں حکومت ایران نے اپنی مملکت کے اندر چند اصلاحات نافذ کی ہیں، مغربی لباس کو قانوناً رواج دیا گیا ہے۔ متعہ اور پبلک مقامات پر ماتم و سینہ کوبی کی ممانعت کر دی گئی ہے، جن کا ذکر ضروری تفصیل کے ساتھ پیغام صلح کے صفحات میں آچکا ہے۔ آریہ اخبارات نے ان اصلاحات کے نفاذ پر شور مچا رکھا ہے کہ ایران اسلام کو چھوڑ رہا ہے، اس سے دور ہو رہا ہے۔ ہم جانتے ہیں۔ آریہ اخبارات کا یہ شور اور اظہار مسرت ان کی اسلام دشمنی کا نتیجہ ہے لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ان اصلاحات کے نفاذ سے ایرانی پہلے سے زیادہ اچھے اور پکے مسلمان ہو گئے ہیں۔ متعہ کی اسلام میں قطعاً اجازت نہیں، اور مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت اس کو حرام سمجھتی ہے۔ قریباً یہی حال ماتم و سینہ کوبی کا ہے۔ باقی رہا لباس سو اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے وہ کسی خاص لباس یا رسم الخط کو لازمی قرار نہیں دیتا۔ ہر قوم اپنی ضروریات اور پسند کے مطابق لباس و رسم الخط اختیار کر سکتی ہے۔ نیوگ آریوں کا مشہور اور معرکہ کا مسئلہ ہے اس پر وہ آج تک عمل نہ کر سکے گروکل طریق تعلیم ناکام ثابت ہو چکا ہے۔ ویدک دھرم اور سوامی دیانند کی

تعلیم کے خلاف بدھوا بواہ کی زور شور سے تلقین کی جا رہی ہے آریہ دیو بیاں طلاق کے حق کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ مناسب ہوگا کہ آریہ اخبارات اسلامی ممالک کے حالات کو غلط طریق پر پیش کرنے اور ان غلط بیانیوں پر خوش ہونے کی بجائے اپنے مشن کی مذکورہ بالا ناکامیوں پر ماتم کیا کریں۔

ایک نہایت ضروری گذارش

ہماری جماعت کے احباب کو جہاں اللہ تعالیٰ نے اور بہت سی خوبیاں بخشی ہیں۔ وہاں یہ بھی ان کا امتیازی نشان ہے کہ وہ معاملہ کے نہایت صاف ہیں اور دین کے معاملہ میں وہ کوئی بقایا اپنے ذمہ رکھنا پسند نہیں کرتے۔ موجودہ وقت میں عام اقتصادی مشکلات وکساد بازاری کے باعث بیشک بعض احباب وقت پر اپنے مقررہ چندے ادا نہیں کر سکتے۔ اس لئے باقی داروں کی فہرست طویل ہو جاتی ہے۔ شعبہ پیغام صلح کا بھی یہی حال ہے۔ چنانچہ بعض احباب باوجود متعدد یاد دہانیوں کے ابھی تک اپنا چندہ ادا نہیں کر سکے۔ اور بعض نے وی۔ پی بھی واپس کر دیئے ہیں۔ جو دفتر کے مزید نقصان کا باعث ہوئے

باقی دار احباب کی مجبوریوں کو محسوس کرتے ہوئے ہم ان کی خدمت میں گذارش کریں گے کہ وہ اپنے امتیازی نشان کو برقرار رکھیں اور تھوڑی سی مزید قربانی سے کام لیتے ہوئے اخبار کا چندہ ۱۵ر اکتوبر سے پہلے پہلے ارسال فرما دیں۔ آخر ہر شخص کسی نہ کسی طرح اپنی ضروریات پوری کرتا ہے اور اس دینی ضرورت کے لئے اگر ہمیں کچھ زیادہ تکلیف بھی اٹھانی پڑے تو اس سے دریغ نہ ہونا چاہیئے۔ اکتوبر انجمن کے سال کا آخری مہینہ ہے اور اس کے اختتام سے قبل تمام بقایا وصول ہو جانا ضروری ہے۔

اس وقت ایک ہزار سے زائد رقم کے بل قابل ادائیگی ہیں جو آخر اکتوبر تک ادا کرنے ضروری ہیں۔ اس لئے خریدار صاحبان متوجہ ہو کر کے خاص توجہ فرمائیں اور اپنا چندہ جلد از جلد ارسال کر دیں۔

خاکسار:۔ منیجر پیغام صلح

مولوی ابو عبید بی اے کوہاٹی کا انعامی چیلنج

اخبار "احسان" مورخہ ۴ر اکتوبر ۱۹۳۵ء میں مولوی صاحب ممدوح نے حضرت مولانا محمد علی صاحب اور خلیفہ قادیان کو ایک ہزار روپیہ کا چیلنج دیا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں سے توہین انبیاء و ابرار ثابت کرنیکو طیار ہیں۔ بہت اچھی بات ہے۔ جماعت کے بزرگوں کو اس بارہ میں تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے۔ میں مولوی جی کا پرانا خادم ہوں اور اس بارہ میں ان کا چیلنج قبول کرتا ہوں۔ صرف اتنی منصفانہ بات کے ساتھ کہ وہ بالمقابل مجھے بھی تفسیروں اور حدیثوں سے ان کے اپنے عقائد دربارہ انبیاء و حضرت نبی کریمؐ پیش کرنے کی اجازت دیں۔ ثالث کوئی ریٹائرڈ جج مقرر کر لیا جائے جس کی امانت و دیانت شہرہ آفاق ہو۔ اور مولوی جی ایک ہزار روپیہ انعامی خزانہ انجمن حمایت اسلام لاہور میں فوراً جمع کرا دیں۔ اگر جج صاحب نے مولوی جی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ تو وہ اپنا روپیہ وہاں سے لے لیں اور اگر اس کے خلاف جج صاحب نے فیصلہ دیا۔ کہ مولوی جی کی تفسیروں اور حدیثوں میں توہین انبیاء و حضرت محمدؐ اس سے بہت بڑھ کر ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ تو وہ روپیہ ہماری طرف سے یتیم خانہ انجمن حمایت اسلام لاہور کی مد میں منتقل کر دیا جائے۔ یہ ایک نہایت منصفانہ تجویز ہے۔ چونکہ مولوی جی نے یہ اعلان تمام مسلمانوں کے نمائندہ ہونے کی حیثیت سے کیا ہے۔ اس لئے وہ اپنی مدد کے لئے عملہ "احسان"۔ مولوی ثناء اللہ۔ مولوی ابراہیم۔ مولوی ظفر علی کرم آبادی۔ اور دوسرے مخالفین سلسلہ احمدیہ کو بلا لیں۔ باقی ابرار کی توہین کرنے والا ایک بھاری گروہ مسلمانوں کا تیرہ سو سال سے موجود ہے۔ چہ فرمایند مولوی جی دربارہ آں۔

یقین ہے کہ مولوی جی اس منصفانہ فیصلہ کی طرف جلد قدم اٹھا کر منظوری سے مجھے اطلاع دیں گے۔ تاکہ کسی ثالث کا نام پیش کیا جا سکے۔

اسی مضمون کی چٹھی ایڈیٹر "احسان" لاہور کو بھیجی گئی ہے۔ جس کی نقل بذریعہ رجسٹری مولوی جی کو بھی روانہ کر دی گئی ہے۔

(خاکسار:۔ محمد منظور الٰہی احمدیہ بلڈنگس لاہور)

محکمہ ڈاک و تار میں خالی اسامیاں
سپروائیزروں اور اوپریٹروں کی ضرورت

۱۳ر جنوری ۱۹۳۶ء کو تمام ہندوستان متعدد منتخبہ مقامات میں متذکرہ صدر اسامیوں کے لئے مقابلے کے امتحانات لئے جائیں گے، پچھلے امتحان میں جو ۱۴ سے ۱۶ر جولائی ۱۹۳۵ء کو لیا گیا تھا، ۲۵ غیر مسلموں کے مقابلے میں صرف ایک مسلم بھرتی کیا گیا تھا۔ متعلقہ ارباب حل وعقد سے استفسار کے بعد معلوم ہوا کہ امتحان میں صرف ایک ہی مسلمان شامل ہوا تھا، چنانچہ اسے انتخاب کر لیا گیا، ایسے حالات وکوائف میں افسران متعلقہ کے لئے یہ امر غیر ممکن تھا۔ کہ مسلمانوں کو مندرجہ بالا اسامیوں کے پُر کرنے کے لئے ان کے ۲۵ فیصدی حقوق دیئے جائیں، متذکرہ ڈیپارٹمنٹ نے ہمیں اطلاع دیتے ہوئے اس امید کا اظہار کیا تھا، کہ آئیندہ امتحان میں اعلیٰ قابلیت کے مزید مسلمان امیدوار شامل ہوں گے، اور مزید مسلمان مقررہ نمبروں کو حاصل کرتے ہوئے، امتحان میں کامیاب ہوں گے۔

متذکرہ صدر اسامیاں آل انڈیا سروس سے تعلق رکھتی ہیں، اور ان کی تنخواہ وغیرہ معقول ہے۔ اس کے علاوہ ایسی سروس میں آئیندہ کے لئے بہت کم ۔۔۔۔ امید ہو سکتی ہے، گذشتہ امتحانات کے پرچوں کی نقول ۴ر آنے کی ادائیگی پر حلقوں کے جنرل پوسٹ ماسٹروں کے دفتروں سے مل سکتی ہیں۔

ہمیں امید ہے، کہ ہمارے نوجوان بھائی جو اعلیٰ تعلیم کے مالک ہیں، زیادہ تعداد میں متذکرہ صدر امتحان میں شامل ہوں گے، اور بھرتی میں اپنے ۲۵ فیصدی حقوق کو ضائع نہ ہونے دینگے کیونکہ ایسے مواقع زیادہ دیر تک نہیں مل سکتے۔

امیدواروں کی بھرتی کے قوانین اور درخواست کے مجوزہ فارم حلقوں کے جنرل پوسٹ ماسٹروں سے مل سکتے ہیں، درخواست کے پیش کرنے کی آخری تاریخ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء ہے، امتحانات کے لئے کم از کم قابلیت حسب ذیل ہونی چاہیئے۔

ٹانک وائن کا قصہ

"مخالفین" کے بے حقیقت اعتراض کا جواب

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

سوال۔ حکیم محمد حسین صاحب قریشی نے ایک رسالہ "خطوط امام بنام غلام" کے نام سے چھپوایا تھا جس میں ایک خط حضرت مسیح موعودؑ کا یہ ہے:

"محبی اخویم حکیم محمد حسین صاحب قریشی سلمہ اللہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خریدنی خود خرید دیں، اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دوکان سے خرید دیں، مگر ٹانک وائن چاہیئے اس کا لحاظ رہے باقی خیریت ہے۔ والسلام، مرزا غلام احمد عفی عنہ (خطوط امام ص۵)

اسی کی بنا پر "مخالفین" نے اعتراض کئے ہیں۔ کہ مرزا صاحب نعوذ باللہ شراب پیتے تھے۔ میرے خیال میں "ٹانک وائن" ضرور کسی دوا کا نام ہے شرابوں کے نام اس طرز کے نہیں ہوتے۔ جناب کو تو معلوم ہوگا، اسلئے براہ کرم اس کے متعلق اپنے خیال سے مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔

جواب۔ اوّل تو مجھے یہ افسوس آتا ہے، کہ حکیم محمد حسین صاحب قریشی نے اگر حضرت مسیح موعودؑ کے کوئی خطوط اپنے نام کے چھپوانے ہی تھے، تو ایسے چھپوائے ہوتے جن میں کوئی دین و دُنیا کی بھلائی ہوتی، ایسے خطوط شائع کروانے سے جن میں گھر کے لئے کچھ چیزیں خریدنے کے لئے حضرت لکھتے ہیں لوگوں کو کیا نفع ہو سکتا ہے، سوائے اس امر کے کہ یہ پتہ لگے، کہ قریشی صاحب حضرت صاحب کیلئے کبھی کبھی خریداری بھی کیا کرتے تھے، بہتر ہوتا، کہ اس خدمت کا اجر قریشی صاحب اللہ تعالےٰ سے لیتے۔ ان امور کے بیان کرنے سے پبلک میں اپنا تعلق جتلانا یا اپنی خدمت گزاریوں کا اعلان کرنا کہیں ریا کی حد تک نہ پہنچ جائے۔ جس سے ان امور کا ثواب بھی ضائع ہو جائے۔

"مخالفین" کا شیوۂ بولہبی

واضح ہو کہ جب مخالفت کی آگ کسی کے سینہ میں اس حد تک بھڑکنے لگتی ہے کہ اُسے ابولہب کہنا حق بجانب ہو جاتا ہے، تو ایسے شخص کو ہر ایک بے ضرر بلکہ اچھی بات بھی بُری لگنے لگتی ہے، اور ہر ایک امر میں عیب بینی کرنا اُس کی عادت بن جاتی ہے یہی حال ہمارے مخالفین کا ہے۔

مندرجہ بالا خط سے یہ نتیجہ نکالنا، کہ حضرت مرزا صاحب نعوذ باللہ شراب پیا کرتے تھے، کس قدر بوالعجبی اور بولہبی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ طبیب بھی تھے

اوّل تو ٹانک وائن شراب نہیں، اور اگر ہوتی بھی، تو کیا کہیں اس میں حضرت صاحب نے یہ لکھا ہے، کہ ٹانک وائن میں خود پیونگا، کیا ہم جو بازار سے چیزیں خریدتے ہیں، یا کسی دوست سے خرید کرواتے ہیں تو وہ سب ہم خود ہی استعمال کیا کرتے ہیں۔ یا بہت سی چیزیں اپنے خاندان کے دوسرے افراد کے استعمال کیلئے بھی خریدی جاتی ہیں؟ کیا یہ ممکن نہیں کہ خاندان میں کوئی فرد بیمار ہو یا لمبی بیماری سے اٹھا ہو، اور ضعف ونقاہت کے دُور کرنے کے لئے آپ نے اس کے لئے ٹانک وائن تجویز کی ہو اور لاہور سے منگوائی ہو، یاد رہے کہ حضرت مسیح موعودؑ طبیب حاذق بھی تھے، اور غریبوں کا علاج مفت کیا کرتے تھے، بلکہ اپنے پاس سے دوا بھی دیا کرتے تھے، پس کیا یہ ممکن نہیں، کہ ٹانک وائن کسی مریض کے لئے منگائی ہو۔ حضرت مولانا نور الدین علیہ الرحمۃ تو کثرت سے کوکو وائن اور ٹانک وائن تپ دق کے مریضوں اور کمزور بیماروں کے لئے تجویز کیا کرتے تھے اور تمام ڈاکٹر تجویز کیا کرتے ہیں، اور منگواتے ہیں اور پلاتے ہیں۔

طبی ضرورتوں کیلئے شراب جائز ہے

کیا یہ سچ نہیں کہ ڈاکٹر لوگ نمونیا اور مختلف خطرناک امراض میں برانڈی اور رم تک استعمال کرواتے ہیں۔ اور وہ من اضطر غیر باغ ولا عاد کے ماتحت جائز سمجھی جاتی ہے، کیونکہ مریض کی حالت اضطراری ہوتی ہے، اور اضطراری حالت میں خنزیر کا گوشت تک حلال ہو جاتا ہے۔ تو ایک مریض کے لئے شراب بطور دوا کے کیوں نہ جائز ہو۔ کیا سنکھیا کھانا شرعاً حرام نہیں، تو پھر کیوں اطبا مختلف امراض میں سنکھیے کا استعمال کرواتے ہیں اسی لئے کہ اضطراری حالت میں ان چیزوں کا جواز شریعت کے مطابق ہے۔ پس ان حالات میں اگر حضرت مسیح موعودؑ برانڈی اور رم کا استعمال بھی اپنے مریضوں سے کرواتے یا خود بھی مرض کی حالت میں کر لیتے، تو وہ خلاف شریعت نہ تھا، چہ جائیکہ ٹانک وائن جو ایک دوا ہے۔ اگر اپنے کسی خاندان کے ممبر یا دوست کیلئے جو کسی لمبے مرض سے اٹھا ہو اور کمزور ہو، یا بالفرض محال خود اپنے لئے بھی منگوائی ہو، اور استعمال بھی کی ہو تو اس میں کیا حرج ہو گیا، آپ کو ضعف کے دورے ایسے شدید پڑتے تھے، کہ ہاتھ پاؤں سرد ہو جاتے تھے، نبض ڈوب جاتی تھی، میں نے خود ایسی حالت میں آپ کو دیکھا ہے، نبض کا پتہ نہیں ملتا تھا، تو اطبا یا ڈاکٹروں کے مشوروں سے آپ نے ٹانک وائن کا استعمال اندرین حالات کیا ہو، تو عین مطابق شریعت ہے، آپ تمام تمام دن تصنیفات کے کام میں لگے رہتے تھے، راتوں کو عبادت کرتے تھے۔ بڑھاپا بھی تھا۔ ضعف بھی پڑتا تھا، تو اندریں حالات اگر ٹانک وائن بطور علاج پی بھی لیا ہو، تو کیا قباحت لازم آگئی؟

دشمنوں کو عیب چینی میں مزا ملتا ہے۔

جو لوگ دشمن عیب چین ہوتے ہیں ان کو تو خواہ مخواہ کی عیب چینی اور ہرزہ سرائی میں مزا ملتا ہے۔ ورنہ بات درحقیقت کچھ بھی نہیں ہوتی۔ حقیقۃ الوحی کی تصنیف کے زمانہ میں حضرت صاحب کو ضعف کے دورے زیادہ پڑتے تھے، وجہ یہ کہ سارا سارا دن کتاب لکھتے رہتے تھے۔ آخر دماغ کہاں تک برداشت کرتا، میں نے عرض کیا، کہ حضور ۱۲ دانے بادام کے مقشر کرکے تین چار دانے چھوٹی الائچی کے ساتھ پیوا کر اور گھٹوا کر دودھ کے ساتھ پئیں تو اس محنت دماغ میں مفید پڑے گا۔ میرا تجربہ کردہ ہے، آپ نے اس کو پسند کیا، اور پینے لگے، جس سے آپ کو فائدہ ہوا، بس پھر کیا تھا، مخالفوں میں ایک شور پڑ گیا کہ دو جی مرجاتے بدامان پینڈ ہے "یعنی لوجی مرزا تو بادام پیتا ہے"۔ اب یہ بدمعاشی نہیں تو اور کیا ہے۔ کہ اتنی دماغی محنت کرنے والے کے لئے اگر کسی ڈاکٹر نے بادام پینے کا مشورہ دیدیا، تو فوراً اس کے خلاف ایک دستاویز تکذیب بنالی جائے۔ یہ سب بولہبی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ٹانک وائن کسی ضعف ونقاہت کی حالت میں پینا عین علاج اور مطابق شریعت ہے۔ لیکن اسے کیا کہا جائے کہ ؎

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر

ٹانک وائن کو شرابخوری قرار دینا شرارت ہے

پس ٹانک وائن کے استعمال کو شرابخوری قرار دینا محض ایک شرارت ہے، اس طرح تو سارا انگریزی دواخانہ شراب خانہ کہلائیگا۔ کونسا ٹنکچر اور کونسا لائیکور اور لیکوئیڈ ایکسٹریکٹ ہے جس میں اسپرٹ نہیں پڑتی۔ بات یہ ہے، کہ بعض دوائیں تو پانی میں حل ہو جاتی ہیں۔ اور اکثر دوائیں پانی میں حل نہیں ہوتیں۔ وہ الکحل میں حل ہوتی ہیں، اور پانی میں حل ہونے میں اُن کے متعفن ہو جانے کا خطرہ ہوا کرتا ہے، الکحل میں تعفن نہیں پیدا ہوتا ہے یا بہت عرصہ کے بعد خرابی نمودار ہوتی ہے۔ اس لئے ادویات کو الکحل میں حل کرکے رکھا جاتا ہے۔ تاکہ وہ کماحقہٗ حل بھی ہو جائیں، اور خراب بھی نہ ہوں۔ الکحل کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں بعض اسپرٹ کہلاتی ہیں، بعض وائن۔ ادویات زیادہ تر اسپرٹ میں حل ہوتی ہیں۔ لیکن بعض ادویہ وائن میں حل کی جاتی ہیں مثلاً وائنم ایپکاک۔ وائنم کالچی سائی، یہ لاطینی نام ہیں، انگریزی میں یہ کہلاتی ہیں۔ ایپکاک وائن۔ کالچی کم وائن، یہ ادویات کھانسی اور وجع المفاصل میں بہت عام استعمال میں آتی ہیں، اور ہزاروں لوگ ان کی بوتلوں کی بوتلیں پی جاتے ہیں۔ لیکن کبھی کوئی نہیں کہتا کہ یہ شراب پی رہے ہیں۔

ٹانک وائن دوا ہے شراب نہیں

اسی طرح ٹانک وائن میں بعض چیزیں مثلاً فولاد اور کونین اور بعض میں مچھلی کا تیل (کاڈ لیور آئیل) حل کیا ہوا ہوتا ہے۔ اور عام طور پر لمبے امراض سے اُٹھے ہوئے مریضوں کو بطور طاقت کے استعمال کرائی جاتی ہے، مگر کبھی کوئی ان مریضوں کو شرابی نہیں کہتا اور نہ ایسا کہنا درست ہو سکتا ہے تو پھر حضرت مسیح موعودؑ نے ٹانک وائن اگر مریضوں کے لئے خرید کروائی یا خود بھی بالفرض محال ان حالات میں استعمال کی ہو، جب آپ کو ضعف کے دورے پڑتے تھے، تو کیا اس کا نام دوا اور علاج ہوگا، یا شراب خوری ہوگی، ٹانک وائن شراب نہیں دوا ہے، اور ضرورت کے وقت اس کے استعمال پر آوازے کسنا انصاف نہیں ظلم اور شرارت ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ غریبوں کو ادویات مفت تقسیم کیا کرتے تھے

اور پھر ایسی صورت میں کہ خط میں فقط ٹانک وائن کی ایک بوتل خرید کرنے کا حکم ہے، اس میں کہیں اپنے استعمال کرنے کا ذکر نہیں۔ بہت سے پرانے احباب جانتے ہونگے کہ حضرت صاحب بہت سی ادویات غربا میں تقسیم کیا کرتے تھے انہی میں ٹانک وائن بھی تھی، غریب لوگ اتنی گران قیمت دوا خرید نہیں کر سکتے، آپ اکثر مفت تقسیم کیا کرتے تھے، ایک دفعہ میری بیوی بیمار ہو گئی، اور ضعف ونقاہت زیادہ ہو گئی، تو میرے عرض کرنے پر نہ صرف دعا کی، بلکہ اُن کے لئے یہی ٹانک وائن تجویز کی، چونکہ قادیان میں کوئی دواخانہ نہ تھا، اس لئے ٹانک وائن بھی خود اپنے پاس سے ہمیں عنایت فرمائی، جو اسی امر کیلئے رکھی ہوئی تھی کہ ضرورت کے موقعوں پر مریضوں کے کام آئے۔

زکوٰۃ کا بہترین مصرف اشاعت اسلام ہے

(بقیہ صفحہ ۲)

قتل کرنیوالوں سے بچا کر آسمان پر اٹھانے کی کیا ضرورت پیش آجاتی ہے۔ مولوی صاحب کو تو آیت قرآنی وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یاد آگئی تو اڑ بیٹھے۔ میں نے کہا۔ مولانا رسول باعتبار اپنی رسالت کے تمام مخاطبین کے لئے واجب الاطاعت ہوتا ہے۔ اس حقیقت کا اظہار آیت مندرجہ بالا میں کیا گیا ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ نبی کسی کا مطیع ہوتا ہی نہیں۔ ہمارے نبی صلعم نے تو کفار سے جو معاہدہ کیا۔ اس کی پابندی کی اور ملک کے اندر مروجہ قوانین سے بھی بغاوت نہ کی اور خود اپنے صحابہؓ کو حبشہ کے عیسائی بادشاہ ۔ ۔ ۔ کے ماتحت چلے جانے کو حکم دیا۔ پس آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہر رسول خدا اس لئے بھیجا جاتا ہے کہ لوگ اس رسول پر نازل ہونے والے احکام کی تابعداری کریں اور اس رسول کو اپنا مطاع جانیں اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ رسول بالکل کسی بادشاہ غیر مسلم کا یا مسلم کا تابع نہیں ہوتا۔ دین میں نبی مطبوع ہے اور دنیا میں بادشاہ۔ نبی کے خلفاء دین میں مطبوع ہوتے ہیں اور بادشاہ کے مقرر کردہ حکام دنیا میں واجب الاطاعت ہوتے ہیں

مسیح علیہ السلام کا امامکم منکم کا مصداق ہونا

جبکہ خود علماء مسیح ناصری علیہ السلام کو جو مسلمانوں میں سے نہیں ہیں۔ بلکہ یسوع کا الیٰ بنی اسرائیل ہیں۔ امامکم منکم کا مصداق تسلیم کر لیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے خیال میں باوجود نبی ہونے کے بحیثیت ایک امام کے آئیں گے اور اسلامی مفاد ان کی ذات سے وابستہ ہوگا۔ تو پھر اس مسیح کی قوم یعنی نصاریٰ اگر ہمارے اسلامی مفاد میں بحیثیت بادشاہ ہونے کے ممد اور معاون ہو تو وہ کیونکر اولی الامر منکم کی مصداق نہیں ہو سکتی۔ جس دلیل سے مسیح علیہ السلام امامکم منکم ہو سکتے ہیں۔ اسی دلیل سے ان کی امت کا ایک بادشاہ اولی الامر منکم ہو سکتا ہے۔ فما هو جوابکم فهو جوابنا

مولوی محمد حسین صاحب کی ایک تقریر

ایک دفعہ ۱۹۰۵ء میں جناب مولانا محمد حسین صاحب پیشوا فرقہ اہلحدیث بٹالہ کی جامع مسجد میں حضرت مرزا صاحب کے خلاف لیکچر دینے کھڑے ہوئے۔ اور نزول مسیح من السماء ثابت کرتے کرتے بخاری شریف کی حدیث

”کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم وامامکم منکم“

کو پیش کر بیٹھے اور یہ ثابت کرنے کیلئے کہ اس وقت وہ امام ہونگے۔ حدیث بخاری میں بجائے امامکم منکم کے امامکم فیکم بار بار پڑھتے رہے۔ کیونکہ بغیر فیکم کے مسیح علیہ السلام کو امام بنانا ان کے لئے مشکل تھا۔ اس پر مولوی صاحب کو توجہ دلائی گئی۔ تو مولوی صاحب نے کہا۔ حدیث میں منکم ہی ہے۔ مگر مراد یہاں فیکم ہے۔ جب دوسرے سامعین سے بعد میں ہم نے یہ غلطی بتائی۔ تو وہ یہ سمجھے کہ ہم گویا یہ کہہ رہے ہیں کہ حدیث میں تو ”فیکم“ ہے۔ مگر مولانا صاحب ”منکم“ کہہ رہے تھے اس لئے وہ جھٹ کہنے لگے کہ نہیں مولانا صاحب ”امامکم فیکم“ ہی کہہ رہے تھے۔ آپ لوگ مولانا پر افترا کرتے ہیں۔ جب اصل حقیقت واضح کی گئی تو بیچارہ شرمندہ ہو کر رہ گئے۔

خلاف اسلام امور میں اطاعت نہیں ہو سکتی

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اولی الامر منکم سے بادشاہ کا ہم میں سے ہونا لازم نہیں آتا۔ بلکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ جو مسلمانوں کا بادشاہ ہو خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔ اس کی سیاسی اطاعت ہر مسلمان کا فرض ہے لیکن اگر وہ بادشاہ اسلام کو نقصان پہنچائے۔ تو ہم اس حصہ میں اس کی اطاعت ہرگز نہ کرینگے۔ خواہ وہ بگفتن مسلم بادشاہ ہی کیوں نہ ہو۔

لا طاعة لمخلوق اللہ فی معصیة الخالق

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

خبریں

عالم اسلام

—— مصر کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ مالٹا اور انگلستان سے مزید برطانوی افواج قاہرہ وارد ہوئی ہیں اور انہیں مصر کی احکام دیئے گئے ہیں کہ صحرائے سلوم میں مصری افواج کی اعانت کی جائے۔ اس علاقہ میں حکومت مصر اپنی سرحدوں کی حفاظت کیلئے خاص طور پر کوشاں ہے

—— مصری مدبرین کی رائے ہے کہ اٹلی و حبشہ کی جنگ کے پیش نظر مصر و برطانیہ کو پہلو بہ پہلو رہنا چاہیئے اور بحر و بر دونوں طرف سے مصر کی مدافعت کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہیئے۔

—— چند روز ہوئے حکومت مصر نے ایک اطالوی طیارہ کو گرفتار کیا ہے جو صحرائے طرابلس سے ایک خفیہ مشن پر آیا تھا۔ یہ طیارہ بلا اجازت و اطلاع طیران گاہ دکھیلا پر اترا تھا۔ حکومت مصر نے اطالوی حکومت کی درخواست کے باوجود یہ طیارہ واپس کرنے سے انکار کر دیا۔

—— لندن کے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ سلطان ابن سعود نے حکومت برطانیہ سے درخواست کی ہے کہ وہ اطالیہ اور حبشہ کی جنگ میں حبشہ کا ساتھ دے۔ نیز سلطان موصوف نے حجازی عساکر کو ہر وقت تیار رہنے کا حکم صادر کیا ہے اور عدیدہ میں حبشی قونصل خانہ قائم کر دیا گیا ہے۔

—— عدیس ابابا کی ایک خبر مظہر ہے کہ حبشہ میں تین ہزار یمنی مسلمان آباد ہیں۔ چند روز ہوئے ان کے ایک وفد نے شاہ نجاشی کی خدمت میں حاضر ہو کر جملہ مسلمانوں کی طرف سے عقیدت و دوستی کا یقین دلایا اور کہا کہ اگر ضرورت پڑی تو اہل یمن حبش کی امداد کے لئے اپنے وطن سے چل پڑینگے اور کشتیوں میں سوار ہو کر اپنے حبشیوں بھائیوں کے دوش بدوش اٹلی سے لڑنے کی خاطر بحیرہ قلزم عبور کریں گے۔

—— طہران کی ایک تازہ خبر مظہر ہے کہ عراق اور ایران کا سرحدی تنازعہ جو مدتوں سے چلا آ رہا تھا۔ بخیر و خوبی طے ہو گیا۔ دونوں حکومتوں نے دوستانہ طریق پر حد بندی کا مسئلہ حل کر لیا ہے۔ یہ خبر عربی ذرائع سے قبل ازیں موصول ہو چکی ہے۔ اب ایرانی ڈاک سے بھی اس کی تصدیق ہو گئی۔

—— ایران اور شام کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا ہے کہ وہ ایرانی جو اس وقت شام اور لبنان میں آباد ہیں اور تجارت کر رہے ہیں ان کو بھی وہی حقوق حاصل ہونگے جو دیگر اجنبیوں کو حاصل ہیں۔

—— حکومت ایران کئی سال سے چائے کی پیداوار کی کوشش کر رہی ہے۔ چنانچہ مازندران کا پورا علاقہ اب چائے کی کاشت کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اس کوشش میں حکومت مذکور کو نمایاں کامیابی ہو رہی ہے امید کی جاتی ہے کہ یہ علاقہ اس قدر زیادہ اور عمدہ چائے پیدا کر سکیگا۔ جو نہ صرف تمام ایران کے لئے کافی ہو۔ بلکہ باہر کے ملکوں کو بھی بھیجی جا سکے۔

—— اطالوی اخبارات نے حکومت مصر پر یہ الزام لگایا تھا۔ کہ وہ اہل طرابلس کو اطالیہ کے خلاف بھڑکا رہی ہے۔ حکومت مصر نے اس کی باقاعدہ تردید کر دی ہے۔

—— قاہرہ ۹ر اکتوبر۔ اطالیہ اور حبشہ کے جنگ کے آغاز نے مصری فضا میں زبردست ہیجان پیدا کر دیا ہے۔ اطالوی باشندوں نے ایک جلوس نکالا۔ لیکن مصری حکومت نے ان جلوسوں کی ممانعت کر دی ہے جس سے اطالوی باشندوں میں حکومت مصر کے خلاف جذبات ناراضگی پیدا ہو گئے ہیں۔

ہندوستان

—— رہتک کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ گذشتہ سہ شنبہ کو بھرت ملاپ کے جلوس میں شامل ہونیوالے ہندوؤں نے نماز کے وقت مساجد کے سامنے باجہ بند کرنے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے بدامنی اور فساد کا شدید خطرہ پیدا ہو گیا۔ ہندوؤں نے مسلمانوں کی دکانوں کو لوٹ لیا۔ مقامی افسران نے گولی چلا کر صورت حالات کو بدتر ہونے سے بچا لیا۔

—— الہ آباد ۸ر اکتوبر۔ اجمیر کے ایک شخص مسٹر ایل ڈی شرما نے متواتر ۸ گھنٹہ پیدل چل کر ایک امریکن کا ۷ گھنٹہ کا سابقہ ریکارڈ توڑ دیا۔

—— بمبئی۔ ۱ر اکتوبر۔ حبشہ اور اٹلی کی جنگ کا اثر ہندوستان میں بھی رونما ہو رہا ہے۔ بمبئی کی بندرگاہ میں سرکاری سرگرمیوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ حکومت پیش بندی کے طور پر تیاریوں میں مصروف ہے متعدد مسافر لے جانیوالے جہازوں کو ہسپتالی جہازوں میں تبدیل کیا جا رہا ہے

—— لاہور ۱ر اکتوبر۔ مقامی ہائیکورٹ کے چیف جج سر ڈوگلس ینگ آج انگلستان سے واپس لاہور پہنچ گئے ہیں۔ ہائیکورٹ بھی آج کھل گیا ہے۔

—— لاہور ۹ر اکتوبر۔ میاں سر فضل حسین ایبٹ آباد سے لاہور پہنچ گئے ہیں۔

—— سرگودھا ۸ر اکتوبر۔ مینیوٹ سے ۱۳ میل کے فاصلہ پر سرگودھا اور جھنگ کی پولیس سے اس علاقہ کے دو مشہور ڈاکوؤں ... مباددی اور البشر سنگھ کا زبردست مقابلہ ہوا۔ دونوں آخر دم تک پولیس کی جمعیت کا مقابلہ کرتے رہے اور بالآخر ان کی گولیوں سے ہلاک ہو گئے۔ اس علاقہ میں ان دونوں نے بڑا اودہم مچا کر رکھا تھا۔ متعدد اضلاع کی پولیس ان کی تلاش میں تھی۔

—— بلوچستان کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ امسال چمن میں پھلوں کی غیر معمولی کثرت ہے۔ ہر روز ۲۵۰۰ ٹوکرے پھلوں کے ہندوستان کے مختلف حصوں کو بھیجے جا رہے ہیں۔

—— شیخوپورہ ۹ر اکتوبر۔ محکمہ ریلوے نے فیصلہ کیا ہے کہ چیچوکی ملیاں کی بجائے شیخوپورہ کو جنکشن بنا دیا جائے یعنی لائل پور اور شور کوٹ کی لائنیں یہیں سے جدا کریں امید ہے یہ تجویز یکم اپریل ۱۹۳۶ء تک جامہ عمل پہن لے گی۔

—— لاہور ۱ر اکتوبر۔ پنجاب کے مشہور کانگریسی لیڈر ڈاکٹر ستیہ پال گجرات جیل سے رہا ہو گئے۔ آپ کو بمقام دہلی باغیانہ تقریر کرنے کے الزام میں دو سال کی سزا ہوئی تھی۔

—— شملہ ۹ر اکتوبر۔ خان بہادر عبدالعزیز کمشنر انبالہ ڈویژن تین ماہ کے لئے پنجاب کے قائم مقام فنانشل کمشنر مقرر کئے گئے ہیں۔

—— حیدر آباد دکن ۹ر اکتوبر۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ اعلیحضرت حضور نظام کی سلور جوبلی کی تقریب جس کی تاریخ افتتاح ۲۳ر دسمبر مقرر تھی۔ ماہ فروری کے آخری ہفتہ تک ملتوی کر دی گئی ہے۔ اعلان میں اس التوا کی کوئی وجہ بیان نہیں کی گئی۔

—— لاہور میں ہندوؤں کی طرف سے بائیکاٹ کا زور کس قدر کم ہو گیا ہے ہندوؤں کی طرف سے جو بہری منڈی کھولی گئی تھی وہ ناکام ہو رہی ہے کشمیری بازار میں چند ہندوؤں کی دکانیں تھیں جو بزازی اور جنرل مرچنٹ کا کام کرتے تھے معلوم ہوا ہے انہوں نے خود بخود دکانیں چھوڑ دی ہیں اب وہاں مسلمانوں نے بزازی کی دکانیں۔۔۔

ممالک خارجہ

—— اٹلی اور حبشہ کی جنگ زور شور سے شروع ہے۔ فتح و شکست کے متعلق متضاد اور غیر مصدقہ خبریں وصول ہو رہی ہیں جن سے قطعی طور پر کوئی نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا۔

—— لندن ۸ر اکتوبر۔ پہلے خبر آئی تھی کہ اطالیہ نے اڈوا پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ لیکن بعد کی خبر ہے کہ جنگ (یا دل جنگ کا ایک طریقہ جس میں کھلے طور پر مقابلہ نہیں کیا جاتا۔ بلکہ پوشیدہ مقامات میں سے دفعتاً نکل کر دشمن پر حملہ کر دیا جاتا ہے) اختیار کر کے حبشی افواج نے پیشقدمی روک دی ہے۔ اب اطالوی دس میل سے اڈوا پر گولہ باری کر رہے ہیں

—— حکومت حبشہ نے خارجی ممالک کو جانیوالے تاروں اور خطوط پر سنسر بٹھا دیا ہے محکمہ احتساب کا افسر اعلیٰ ایک مصری ہے۔

—— ایک فرانسیسی اخبار کا بیان ہے کہ حبشہ کو بلجیم اور برطانیہ سے برابر اسلحہ پہنچ رہا ہے اور حبشی اقوام اٹلی کے جارحانہ اقدام سے مطلق ہراساں نہیں ہوئیں۔

—— جاپان اور مصر میں اٹلی کے خلاف اور حبشہ کی حمایت میں مظاہرے ہو رہے ہیں۔

—— جرمنی اور امریکہ نے اٹلی و حبشہ کی جنگ میں غیر جانبدار رہنے کا اعلان کر دیا ہے۔

—— حکومت حبشہ کے بعض سرکاری بیانات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حبشی افواج نے مختلف علاقوں میں اطالوی چوکیوں پر قبضہ کر لیا ہے

—— بیان کیا جاتا ہے کہ اطالوی ہوائی جہازوں نے اڈوا میں عورتوں اور بچوں پر بھی گولیاں چلائیں۔

—— ایک خبر جس کو قابل وثوق قرار دیا جا رہا ہے مظہر ہے کہ وا لوال پر حبشی افواج نے قبضہ کر لیا ہے۔

—— فرانس نے برطانیہ کو یقین دلایا ہے۔ کہ اگر اٹلی نے بحیرہ روم میں جارحانہ اقدام کیا تو فرانس برطانیہ کی امداد کریگا۔

—— فرانسیسی اخبارات یقینی طور پر لکھ رہے ہیں کہ اڈوا پر اطالوی افواج نے قبضہ کر لیا ہے۔ انہیں امید ہے کہ اب جنگ زیادہ طوالت نہیں پکڑے گی۔ کیونکہ اٹلی نے اب سے چالیس برس پیشتر کی اپنی شکست کا انتقام لے لیا ہے۔

—— لندن ۸ر اکتوبر۔ جمعیتہ اقوام نے اطالیہ اور حبشہ کے تنازعہ پر غور کرنے کے لئے چھ آدمیوں کی جو کمیٹی بنائی تھی۔ اس نے قرار دیا ہے کہ اطالیہ نے میثاق جمعیتہ کی خلاف ورزی کی ہے

—— اب یہ افواہ بہت مشہور ہے کہ اٹلی پر نہر سویز بند کر دی جائے گی۔ اگر لیگ کی اسمبلی نے کمیٹی کے فیصلہ کی تائید کی تو ایک کمیٹی بنائی جائے گی جو لیگ کے تعزیری فیصلوں کی تعمیر کے متعلق تدابیر اختیار کرے گی۔

—— حکومت حبشہ نے اطالوی سفیر کو حکم دیا ہے کہ وہ حبشہ چھوڑ کر فوراً چلا جائے۔ کیونکہ حبشہ میں اطالوی سفارت خانہ کا قیام امن عامہ کیلئے سخت خطرناک ہے۔ علاوہ ازیں حکومت حبشہ نے اپنے سفیر مقیم روما کو بھی واپس بلا لیا ہے۔

—— حبشہ میں بعض فرانسیسی اخبارات کا داخلہ بند کر دیا گیا ہے۔

—— طرابلس میں بدوی عربوں کی بغاوت نے نازک صورت اختیار کر لی ہے۔ عرب رہنما تمام اطالوی علاقہ میں حبشہ کے حق میں پروپیگنڈا کر رہے ہیں اور عرب نوجوانوں کو حبشہ کی امداد پر آمادہ کر رہے ہیں۔ اس وقت تک ۔۔۔ سے زائد بدوی نوجوان عدیس ابابا پہنچکر میدان کارزار کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔

پیغام صلح
۱۱ر اکتوبر ۳۵
اسلامی کتب کا بہترین ذخیرہ
تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی و اردو وغیرہ
بیان القرآن
یعنی
اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن
خصوصیات
ہر بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے۔ قرآن کریم کو ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے۔ تشریح لغت مکمل طور پر دی گئی ہے۔ لغت کی مستند کتب مفردات امام راغب، لسان العرب، تاج العروس کی بنا پر ترجمہ و تفسیر کیا گیا ہے۔ پرانی تفاسیر کا خلاصہ معہ حوالجات دیئے گئے ہیں۔ ہر قسم کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ ہر سورت کا آپس میں تعلق واضح کیا گیا ہے۔ موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر ہے ۲۲×۲۹ سائز کے دو ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ اصل ہدیہ مکمل تفسیر ۲۵ روپے۔ رعایتی قیمت روپے
بیان القرآن کا مختصر ایڈیشن حمائل شریف مترجم کے نام سے شائع کیا گیا ہے
فضل الباری حصہ اوّل
یعنی
اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری
خصوصیات
بخاری شریف کی کتابوں۔ بابوں اور مضامین کو اس طریق سے رکھا گیا ہے کہ حجم بہت کم ہو گیا ہے۔ ترجمہ بامحاورہ ہے۔ مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور احادیث کو اس کے ماتحت رکھا گیا ہے۔ ہر قسم کے اعتراضات کو دور کیا گیا ہے۔ مسائل میں مختلف راویوں میں سے جو معقول اور مدلل ہوا سے ترجیح دی گئی ہے۔ مکرر احادیث پر ترتیب وار نمبر دیئے گئے ہیں اور الفاظ کی کمی بیشی کو نوٹوں میں واضح کیا گیا ہے۔ پہلی جلد ۲۲×۲۹ سائز کے ۸۵۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں قریباً چودہ پارے صحیح بخاری کے کتاب الانبیاء تک آ چکے ہیں۔
اصل قیمت جلد اوّل مجلد روپے۔ رعایتی قیمت روپے
محصول ڈاک علاوہ
سیرت خیر البشر
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مفصل سوانحعمری جس میں خصوصیت سے آپ کے اخلاق فاضلہ پر محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے ہر قسم کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ قیمت
تاریخ خلافت راشدہ
خلفائے راشدہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی کے حالات زندگی دیئے گئے ہیں اور واضح کیا گیا ہے کہ خلافت راشدہ کے چار مختلف زمانے مسلمانوں کو چار عظیم الشان سبق دیتے ہیں اور یورپین مؤرخین نے خلفاء راشدہ کی زندگیوں پر جو اعتراضات کئے ہیں ان کا مفصل اور مدلل جواب دیا گیا ہے۔ چار الگ حصوں میں۔ قیمت
جمع قرآن
قرآن کریم کی جمع اور ترتیب کے متعلق تمام تاریخی واقعات اور غیر مسلموں کے قرآن کریم پر اعتراضات اور ان کا مفصل اور مدلل جواب دیا گیا ہے
قیمت مجلد
مقام حدیث
اہل قرآن گروہ کا مدلل و فیصلہ کن جواب ہے۔ ضرورت حدیث، تنقید حدیث اور جمع حدیث پر مفصل بحث۔
قیمت مجلد
النبوۃ فی الاسلام
نبوت، رسالت محدثیت اور مجددیت پر بحث، اور ثابت کیا ہے کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی ہے
مجلد
مقدمۃ القرآن حصہ اوّل
اس میں ہستی باری تعالیٰ پر دلائل قرآنی کو چار قسم پر تقسیم کر کے کل آیات قرآن کو جمع کیا گیا ہے
قیمت
حقیقت المسیح
عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب از روئے قرآن کریم اور بائبل دیا گیا ہے۔
قیمت
تصنیفات مختلف مصنفین
انوار القرآن
پارۂ عم کی ایمان افروز تفسیر
مؤلفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جن لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کا درس سنا ہے وہ ڈاکٹر صاحب کے معارف و حقائق قرآنی کو خوب جانتے ہیں۔ جملہ احباب کیلئے بیش بہا تحفہ ہے جسے ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے مخصوص دلنشیں و مدلل انداز میں لکھا ہے۔ بہترین کتابت دیدہ زیب، طباعت اعلیٰ، سفید ولایتی کاغذ، خوبصورت کپڑے کی جلد جس پر کتاب اور مصنف کا نام سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے بعض مقتدر احباب کے اصرار پر جناب ڈاکٹر صاحب نے اس کی قیمت میں تخفیف بھی کر دی ہے یعنی اس وقت یہ دیدہ زیب کتاب صرف ملتی ہے احباب آج ہی فرمائش بھیجدیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت
گولڈن ڈیڈز اوف اسلام
اسلامی تاریخ سے پانچ منتخب واقعات
انتخاب صحاح ستہ
مختلف مسائل اسلامیہ پر صحاح ستہ کی احادیث کا انتخاب
کامران
اردو ترجمہ یجر وید
سنسکرت
المسیح الدجال
قیمت
الروح
تناسخ
ولادت مسیح
رسالہ نماز
قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت
روزہ
حج
زکوٰۃ
اکرام الحق
المشتہر مینیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور

تاسیس ... مسلمان لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۸۴

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خدا کے بندے کون ہوتے ہیں

یہ وہی لوگ ہیں جو اپنی زندگی کو جو اللہ تعالےٰ نے ان کو دی ہے اللہ تعالیٰ کی ہی راہ میں وقف کر دیتے ہیں اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں قربان کرنا اس کا فضل اور اپنی سعادت سمجھتے ہیں مگر جو لوگ دنیا کی املاک جائیداد کو اپنا مقصود بالذات بنا لیتے ہیں وہ ایک خوابیدہ نظر سے دین کو دیکھتے ہیں مگر حقیقی مومن اور صادق مسلمان کا یہ کام نہیں ہے سچا اسلام یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کر دے تاکہ وہ حیات طیبہ کا وارث ہو چنانچہ خود اللہ تعالیٰ اس الٰہی وقف کی طرف اشارہ کر کے فرماتا ہے: من اسلم وجهه لله وهو محسن فله اجره عند ربه ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون۔ اس جگہ اسلم وجهه لله کے معنی یہی ہیں کہ ایک نیستی اور تذلل کا لباس پہنکر آستانہ الوہیت پر گرے اور اپنی جان، مال، آبرو غرض جو کچھ اس کے پاس ہے خدا ہی کے لئے وقف کرے اور دنیا اور اس کی ساری چیزیں دین کی خادم بنا دے۔ کوئی یہ نہ سمجھ لیوے کہ انسان دنیا سے کچھ غرض اور واسطہ ہی نہ رکھے۔ میرا یہ مطلب نہیں اور نہ اللہ تعالیٰ دنیا کے حصول سے منع کرتا ہے بلکہ اسلام نے رہبانیت کو منع فرمایا ہے یہ بزدلوں کا کام ہے مومن کے تعلقات دنیا کے ساتھ جس قدر وسیع ہوں۔ وہ اس کے مراتب عالیہ کا موجب ہوتے ہیں، کیونکہ اس کا نصب العین دین ہوتا ہے اور دنیا اور اس کا مال و جاہ دین کا خادم ہوتا ہے۔ پس اصل بات یہ ہے کہ دنیا مقصود بالذات نہ ہو۔ بلکہ حصول دنیا میں اصل غرض دین ہو اور ایسے طور پر دنیا کو حاصل کیا جائے کہ وہ دین کی خادم ہو۔ جیسے انسان کسی جگہ سے دوسری جگہ جانے کیواسطے سفر کے لئے سواری یا اور زادِ راہ لیتا ہے تو اس کی غرض منزل مقصود پر پہنچنا ہوتا ہے۔ نہ خود سواری اور راستہ کی ضروریات۔ اس طرح پر انسان دنیا کو حاصل کرے مگر دین کا خادم سمجھ کر۔

(تقریر ۳ اگست سنہ ۱۹۰۰ء)

اخبار احمدیہ

—— نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ ہمارے دوست شیخ عبدالرزاق صاحب بیرسٹر جو شیخ عبدالرحمن صاحب مرحوم کے صاحبزادہ اور حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم و مغفور کے برادر زادہ تھے، گذشتہ جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب کو بعارضہ نمونیا کلیپور میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہفتہ کی صبح کو مرحوم کی نعش لاہور لائی گئی۔ متعدد بزرگان جماعت اور غیراز جماعت اصحاب نے نماز جنازہ ادا کی اور انہیں سپرد خاک کیا گیا۔ مرحوم کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو اور سب متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے بیرونی جماعتیں مرحوم کا جنازہ غائبانہ ادا کریں۔

—— ہمارے مکرم دوست چوہدری روشن دین صاحب گیریزن انجینیر نوشہرہ کو گذشتہ دنوں ایک سخت حادثہ پیش آیا یعنی ان کی موٹر دس فٹ گہری کھڈ میں گر گئی۔ موٹر تو بالکل ٹوٹ گئی لیکن الحمد للہ کہ چوہدری صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔ آپ کو خفیف چوٹیں آئی ہیں، لیکن کوئی زیادہ تشویش کی بات نہیں۔ ہم چوہدری صاحب کی خدمت میں سب دوستوں کی طرف سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

چوہدری صاحب کی صاحبزادی نے شکرانہ الٰہی بجا لاتے ہوئے دس روپے کی رقم انجمن کو ارسال کی ہے۔ جزاھا اللہ خیرا۔

—— چوہدری فتح محمد صاحب متعلم خالصہ کالج امرتسر جو ہمارے ایک نوجوان دوست ہیں اپنی کامیابی اور دینی و دنیوی ترقی کیلئے دعا کے خواستگار ہیں۔

—— ہماری جماعت کے ایک مخلص نوجوان جو کسی وقت میں ایک رئیس اور بڑے آسودہ حال تھے آجکل سخت مالی مشکلات میں مبتلا ہیں۔ اگر کوئی دوست ان کے لئے کہیں ملازمت کا انتظام فرما سکیں تو یہ ہمدردی و اعانت کا باعث ہوگا۔ نوجوان مذکور انٹرنس پاس ہیں اور کاروباری تجربہ بھی رکھتے ہیں خط و کتابت کا پتہ۔ م۔ ا معرفت ایڈیٹر پیغام صلح لاہور۔

—— زکوٰۃ کی فراہمی اور ترسیل کی طرف احباب جماعت کی توجہ مبذول کرائی جاتی ہے۔ نصف ماہ رجب گذر چکا ہے بیرونی جماعتیں خاص طور پر توجہ فرمائیں

دربار مانگرول کی انصاف پسندی اور رعایا نوازی

(اخبار "ریاست" دہلی مورخہ ۲۶ / اگست ۱۹۳۵ء میں ایک مراسلت بعنوان "مانگرول میں تعصب" شائع ہوئی تھی جس میں مضمون نگار نے دربار مانگرول پر جبر و تعصب کا الزام لگایا۔ اور لکھا کہ مانگرول میں ہندوؤں کو جبراً مسلمان بنایا جاتا ہے، اور وہاں ہندوؤں کو مسلمان بنانے کی تحریک زور پکڑ رہی ہے۔ ذیل میں ہم وہ خط شائع کر رہے ہیں، جو مانگرول کے ایک باشندے نے ایڈیٹر "ریاست" کو اس دور از حقیقت الزام کے جواب میں لکھا ہے۔ — مدیر)

جناب ایڈیٹر صاحب تسلیم

اظہار افسوس کے ساتھ تحریر کیا جاتا ہے، کہ جناب نے حال ہی میں ۲۶ / ۸ / ۳۵ کے پرچہ ریاست میں دربار مانگرول کے خلاف "نئی روشنی" جیسی ناقابل اعتماد اخبار کا اقتباس شائع کر کے ریاست کے صدق پسند باشندوں کے دلوں کو رنجیدہ کیا۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوا، کہ جناب کو حقیقت حال سے مطلع کر کے اس اقتباس کی تردید کی استدعا کروں۔

ایک شخص مسمی کشوری لال ساکن اجمیر جس نے اپنا نام یہاں پر درسن لال اصل ظاہر کیا، ۱۵ مئی کو بحالت مرض مانگرول میں وارد ہوا اور مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی سرائے میں کہ جس میں مسافروں کی خوراک کا انتظام اہل محلہ کر دیتے ہیں، فروکش ہوا، شخص مذکور بلا کسی لالچ یا ترغیب و تحریص کے جامع مسجد میں مجمع عام کے سامنے امام مسجد کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اس کے اسلام لانے سے قبل یہاں کے چند ایک بنیوں نے اسے مسلمان ہونے سے روکنے کے لئے ہر چند کوشش کی مگر بے سود رہی یہ نو مسلم دس دن تک بلا کسی پابندی کے اسی سرائے میں مقیم رہا۔ اور دن کا اکثر حصہ یہاں کے بنیوں کی ملاقاتوں میں گذارتا۔ اس کے حرکات و سکنات سے تو اسی وقت ٹپکتا تھا کہ یہ کسی مفسد شخص کے ایما سے اظہار اسلام کر رہا ہے، اور جس کی تصدیق اس کے نام کے تبدیل کرنے، اور خصوصاً اتنے دور و دراز سے یہاں آکر اسلام کے قبول کرنے اور بہ جلدی ہی ریاست کے برخلاف غلط اتہامات لگانے سے پوری ہو گئی۔ یہ شخص ۲۶ جون کو یہاں کے ایک بنئے مسمی جگجیون تک چند درباری کے ساتھ جو کہ اپنی شر انگیزی اور فتنہ پردازی کے باعث نزدیک و دور مشہور ہے۔ مگر اپنی جماعت میں رسوخ نہ ہونے کے باعث اس کا فتنہ ہمیشہ ناکامیاب رہا ہے، چلا گیا۔

یہاں کے دربار مانگرول و دیگر اراکین ریاست کو اس وقت تک کوئی اطلاع نہ ہوئی جبکہ "جنم بھومی" نے اس واقعہ کو ایک نہایت ہی غلط پیرایہ میں بہیج کذب بیانی سے کام لیتے ہوئے شائع کیا چنانچہ اس کی تردید صاف طور پر مختلف اخباروں میں کر دی گئی۔ والیٔ مانگرول ایک نہایت آزاد خیال صلح پسند اور غیر متعصب ہستی ہیں، رعایا سے سلوک نہایت ہمدردانہ اور منصفانہ ہے۔ مذہبی معاملہ میں آپ کا قرآنی مقولہ لا اکراہ فی الدین دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں، تو زبان زد عام ہے، اور پھر مانگرول کے مسلمان بھی اتنے جاہل نہیں کہ وہ اس قسم کی اسلامی اصول سے ناواقف ہوں، لہٰذا یہاں پر کسی کو زبردستی مسلمان بنانے کا خواب و خیال تک بھی نہیں ہاں اگر کوئی بخوشی مسلمان ہو، تو اسے کوئی روک و تھام بھی نہیں۔

میں مندرجہ بالا بیان کی صداقت اور دربار مانگرول کی غیر متعصبانہ روش کا ثبوت ذیل کے چند ایک امور سے ظاہر کئے دیتا ہوں۔

(۱) شہر کے جنوبی دروازہ پر اہل محلہ کے لئے کہ جس میں شہر کے دہانہ میں درباری اور دیگر اہل پیشہ ہنود رہتے ہیں، نیز مانگرول بندر کے ایک ہزار ہندو مزدور جو کہ شہر سے ایک میل کے فاصلہ پر رہتے ہیں شہر میں ایک بڑی ہسپتال کے ہوتے ہوتے محض اُن کی دوری اور تکلیف کو مدنظر رکھ کر دربار مانگرول نے ایک ڈسپنسری بنوا کر دی ہے، جس سے اُن لوگوں کو بے انتہا فائدہ ہے، اور وہ ممنون ہیں۔

(۲) ریاست کے دیہاتی علاقہ کے لئے کہ جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے، ایک مستقل ڈاکٹر مقرر فرمایا ہوا ہے، جو مہینہ میں ۲۲ دن دورہ کر کے مریضوں کا مفت علاج کرتا ہے۔

(۳) اس سال نواب صاحب نے اپنے جیب خاص سے دو کمرے مسلمانوں کے لئے، دو ہندوؤں کے لئے اور تین اچھوتوں کیلئے بنوائے ہیں، تاکہ موسم برسات میں غریب رعایا کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو، اور وہ کسی فوری ضرورت پر ان میں رہ سکیں۔

(۴) عام ہسپتال میں نواب صاحب نے اپنے جیب خاص سے ہندوؤں کے لئے ایک سپیشل وارڈ تعمیر کروایا ہے۔

(۵) اکثر ہندو دستکاروں کے لئے ریاست میں سے سالیانہ مقرر کرنے کے علاوہ وقتاً فوقتاً اپنے جیب خاص سے نقد رقومات سے بھی امداد فرماتے ہیں۔

(۶) حال ہی میں آپ نے ایک لاکھ سے مزید رقم کسی ایسے کام پر خرچ کرنے کا تہیہ کیا ہے، کہ جس میں آپ کی رعیت کو بلا امتیاز مذہب و ملت عام طور پر فائدہ پہنچ سکے۔

(۷) آپ نے ۴-۹-۴۹۲۷۰ کی کثیر رقم سے ایک وقف فنڈ قائم کیا ہوا ہے۔ جس کے اغراض و مقاصد سے یہ بھی ہے، کہ مانگرول کی رعایا کو بلا لحاظ مذہب و ملت یکساں طور پر مفت تعلیم دی جائے چنانچہ اسی طرح سے دیا جاتا ہے۔

(۸) یہاں پر ملازمتوں میں بھی کوئی ہندو مسلم سوال نہیں، دونو قوموں کو مساویانہ طریق پر ملازمتیں ملی ہوئی ہیں، جیسا آپ کو "گجرات ٹائمز" کا ایک پرچہ کہ جس میں کسی نے ملازمتوں کی مفصل کیفیت کو چھپوایا ہے، روانہ کر رہا ہوں۔

(۹) سرکار عالی نے ایک خیراتی فنڈ جیب خاص سے ماہانہ مقرر کیا ہوا ہے، جس میں سے ہندو و مسلمان اپاہجوں اور ان ضعیفوں کو جو کہ کام کرنے سے عاجز ہوں، مقررہ رقومات دی جاتی ہیں، اور جس کی تقسیم کے لئے ایک خاص نظام مقرر ہے۔

(۱۰) دیہات میں ہر سال رعایا پر بلا لحاظ مذہب و ملت کثیر غلہ اور کپڑا تقسیم فرمایا کرتے ہیں۔

(۱۱) اہل ہنود کے تیوہاروں میں رئیس خود جلوس میں شریک ہوتے ہیں، اور ہندو پجاریوں کو مقررہ وظائف اپنے دست خاص سے مرحمت فرماتے ہیں۔

میں نے یہاں کی مختصر مگر سچی حقیقت تحریر کر دی ہے، ہاں اگر آپ کو اس کی راستی پر کسی قسم کا شک ہو، تو آپ بخوشی یہاں آکر بعوض حالات کو مطالعہ کر سکتے ہیں، اور اگر آپ نے اس بیان میں کسی قسم کی غلط بیانی ثابت کی تو آپ کی آمد و رفت کا کرایہ میرے ذمہ ہوگا، فقط

(ایک واقف حال)

اسلام کے مقابل پر آریہ سماج چمبہ کو کھلی شکست

قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

آریہ سماجی پنڈتوں کی بدزبانی سے شاید ہی کوئی ناواقف ہو

جس آریہ کو دیکھیں تہذیب سے ہے عاری

کس کس کا نام لیویں ہر سو وبا یہی ہے

مورخہ ۶ / ۷ / ۸ / ستمبر ۱۹۳۵ء آریہ سماج چمبہ کا سالانہ جلسہ تھا جس میں پنڈت ستی دیو اور پنڈت دھرم دت نے اپنی بدزبانی کا بہت کافی ثبوت دیا، اُمید نہیں، کہ کوئی مذہب اُن کی طعن و تشنیع سے بچا ہو، یہاں تک کہ اپنے سناتن دھرم بھائیوں کو بھی نہیں چھوڑا یہاں قابل ذکر بات یہ ہے، کہ ان پنڈت صاحبان نے اپنی عادت کے مطابق اسلامی خدا، اسلامی اُصول و عقائد اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات پر بھی ناپاک اور دل آزار حملے کئے، جن کو کوئی بھی مسلمان جس کے دل میں ایک ذرہ بھر غیرت و حمیت بھی باقی ہے، برداشت نہیں کر سکتا، ہم نے تمام اعتراضات نوٹ کر کے دوسرے روز صبح آریہ سماج کو چیلنج دیکر میدان میں نکلنے اور وہ تمام لغو و لچر اعتراضات ثابت کرنے کے لئے للکارا۔ اس چیلنج کو آریہ سماج نے منظور کر لیا، شرائط مناظرہ وغیرہ تحریر کر لی گئیں، اور مباحثہ کی تاریخیں ۴ / ۵ / ۶ / ۷ / اکتوبر ۱۹۳۵ء مقرر ہوئیں لیکن اس درمیانی عرصہ میں آریہ سماج کی طرف سے بہت کوشش ہوئی، کہ مباحثہ کسی نہ کسی طریق سے روک دیا جائے، جب اس میں ہر طرح سے ناکام رہے، تو ہمارے مبلغین کے پہنچنے سے ایک دن پہلے ہمیں ایک خط لکھا جس میں مباحثہ کرنے سے صاف انکار کر دیا، انہیں اُسی وقت جواباً تحریر کیا گیا، کہ "مباحثہ کا رکنا اب نہایت ہی مشکل ہے، کیونکہ ہمارے مولوی صاحبان راستے میں ہیں، اور ہم اُن کو اطلاع نہیں دے سکتے اگر آپ نے اپنی کمزوری محسوس کر لی ہے، اور اب چار و ناچار مباحثہ سے فرار کی ہی ٹھانی ہے، تو ہمارا تمام خرچہ وغیرہ دے دیں، ورنہ مباحثہ کے لئے تیار رہیں" لیکن آریہ سماج کی طرف سے اس کا کوئی جواب نہ آیا، دوسرے روز مولنا عبدالحق صاحب ودیارتھی، اور مولوی احمد یار خاں صاحب چمبہ پہنچ گئے، اور تیسرے روز مولینا عمرالدین صاحب شملوی بھی ڈیرہ دون سے تشریف لے آئے، تاریخ اور وقت مقررہ پر ہم آریہ سماج مندر میں گئے، مگر اُسے مقفل پایا، یہ حالت دیکھ کر ہم آریہ سماج کے منتری صاحب کے مکان پر پہنچے، اور اُن سے مباحثہ کی بابت دریافت کیا، منتری صاحب نے یہ کہہ کر کہ "ہمارا صدر مباحثہ کرنے پر رضامند نہیں، اس لئے ہم مجبور ہیں" اپنی شکست کا کھلے لفظوں میں اعتراف کر لیا، وہاں سے واپس آکر ہم نے ایک جلوس نکالا، چونکہ ہم پر جامع مسجد چمبہ کا دروازہ حکومت نے بند کر دیا ہے، اور ہم نے جلسہ سالانہ کرنے کے لئے جگہ بھی مانگی، مگر وہ بھی نہ مل سکی، اس لئے جگہ نہ ہونے کی وجہ سے، دو دن تک جلوس نکال کر اسلام کا پیغام تمام لوگوں کو سنایا، اور آریہ سماج کے اعتراضوں کا جواب دے کر انہیں مقابل پر آنے کے لئے دوبارہ للکارا گیا مگر

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

بالآخر ہم حکومت چمبہ کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں، کہ اس نے ہمارے اس طریق تبلیغ میں کوئی روک اور رکاوٹ پیدا نہ کی اور ہمارا یہ تبلیغی جلوس اپنا کام نہایت امن اور احسن طریق پہ سرانجام دے سکا۔

(خاکسار سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام چمبہ)

مسلمانوں کا موجودہ طریق عمل قرآن و حدیث سے عملاً انحراف

خطبہ جمعہ ۱۱ر اکتوبر ۱۹۳۵ء

(فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

یاایھا الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ . . . . تشعرون (سورہ بقرہ ۲: ۱۵۴-۱۵۳)

ترجمہ:- اے لوگو جو ایمان لائے ہو صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے جاتے ہیں، انہیں مردہ نہ کہو۔ بلکہ وُہ زندہ ہیں۔ مگر تم محسوس نہیں کرتے۔

ابدی زندگی

قرآن شریف میں جہاں مسلمانوں کیلئے آنے والی مشکلات کا ذکر کیا گیا ہے، اور ہدایت فرمائی ہے۔ کہ استعینوا بالصبر و الصلوٰۃ یعنی صبر اور نماز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کرو۔ اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا گیا ہے، ولاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لاتشعرون (جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو۔ بلکہ وُہ زندہ ہیں مگر تم محسوس نہیں کرتے)۔

پیدائش اور موت کا سلسلہ اس دنیا میں ایسا لگا ہوا ہے، جو انسان کے اختیار سے باہر ہے۔ لوگ پیدا ہوتے اور مرتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بتلایا ہے، کہ وُہ ایک ایسی زندگی بھی حاصل کر سکتے ہیں جس پر موت وارد نہیں ہو سکتی وُہ جسمانی زندگی تو نہیں لیکن انسانی زندگی ضرور ہے۔ جب انسان اس دنیا میں ہوتا ہے۔ تو اس کا کچھ نہ کچھ اثر اس دنیا کے معاملات پر پڑتا ہے۔ جو اس کی موت کے بعد جاری رہتا ہے۔ یہ بھی ایک رنگ زندگی کا ہے کہ موت کے بعد بھی انسان کا اثر دنیا کی زندگی پر پڑتا رہے پھر اللہ کی راہ میں مارے جانے سے صرف یہی مراد نہیں۔ کہ دشمن کی تلوار یا گولی سے مارا جائے۔ بلکہ جو شخص اپنا مقصد بلند قرار دے لیتا ہے۔ اس کی زندگی اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہو جاتی ہے۔ اور اسکی موت بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہوتی ہے۔

نبی کریم صلعم اور آپکے صحابہؓ کی زندگیاں

ہر مسلمان کی زندگی اور موت ایسی ہی ہونی چاہیئے۔ جیسے قرآن شریف میں آتا ہے، اور یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا صحیح نقشہ ہے۔ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العٰلمین (الانعام ۶: ۱۶۳) کہو میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کیلئے ہے جو جہانوں کا رب ہے ہر مسلمان کو یہی ہدایت ہے کہ وہ اپنا نصب العین یہی قرار دے پس اللہ تعالیٰ کے لئے زندگی کا وقف ہونا، اور اسی حالت میں موت کا آجانا بھی قتل فی سبیل اللہ کے تحت ہی میں آتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو طبعی موت سے وفات پائی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی۔ ان کی زندگی اور زندہ ہونا بالکل سورج کی طرح روشن ہے۔ ان کی زندگی کا اثر لاکھوں کروڑوں بلکہ اربوں انسانوں کی زندگیوں پر اس قدر غالب ہے کہ کیا کسی زندہ کا ہو سکتا ہے۔ بڑے بڑے بادشاہ جنکے ہاتھ میں طاقت اور دولت ہوتی ہے اور جو لوگوں کو کچل سکتے ہیں۔ ان کا بھی اثر اس قدر غالب نہیں جس قدر کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کا ہے۔ یہ پاک ہستیاں کروڑوں اربوں انسانوں کو متاثر کر رہی ہیں۔ اور زندوں سے زیادہ متاثر کر رہی ہیں اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ان کی زندگیوں کا مقصد بلند ترین تھا یعنی خدا کے نام کو دنیا میں پھیلانا اور خدمت خلق۔ اس سے بڑھ کر بلند مقصد اور کیا ہو سکتا ہے وجو شخص ایسی موت سے بچنا چاہتا ہے۔ کہ اس کے جسم کے ساتھ اسکی روح بھی مر جائے، وُہ اپنے مقصد کو بلند کرے۔ جس قدر اس کا مقصد بلند ہوگا اسی قدر اس کی زندگی پائیدار و مستحکم ہو جائیگی۔

ہماری جماعت کا مقصد بلند

ہماری جماعت کی تعداد دیکھو تو اس قدر قلیل ہے کہ دنیا کی جماعتوں میں اس کا شمار بھی مشکل سے ہو سکتا ہے لیکن اگر اسکے بلند مقصد کی طرف خیال کرو تو باقی جماعتیں اس کے سامنے کوئی شے ہی نہیں۔ ذرا غور کرو ایک مرد خدا کی وجہ سے ہم کس قدر بلند مقصد پر کھڑے ہیں۔ دعوت الی اللہ دنیا کو خدا کی طرف بلانا اس سے بلند مقصد اور کیا ہو سکتا ہے یہ انبیاء اور اولیاء اللہ کا کام ہے یہ کام کمال درجہ کی بےنفسی اور بےغرضی کو چاہتا ہے۔ ذاتی خواہشات کا اس میں ذرہ بھر بھی دخل نہیں آ سکتا۔ اس سے زیادہ بےغرضی اور بےنفسی کا اور کوئی کام نہیں۔

سیاسی لیڈر ذاتی اغراض کے تابع ہیں

مثلاً سیاسی کام ہی کو لے لیجئے آج کل سیاسیات کا بہت چرچا ہے۔ والنٹیر بھرتی ہو رہے ہیں جماعتیں تیار ہو رہی ہیں لیکن اگر ذرا غور سے دیکھو تو یہ سب کچھ لیڈری اور ووٹوں کا قصہ نظر آئیگا ننانوے فیصدی سیاسی آدمیوں کی یہی حالت ہے ہو سکتا ہے کہ سو میں ایک آدمی خلوص نیت سے کام کرنے والا بھی ہو۔ لیکن اکثر ذاتی اغراض کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ اور جو جماعت خدا کے نام کو پھیلانے اور اُس کے کلام پاک کی اشاعت کے لئے کھڑی ہوتی ہے اسے لازماً ذاتی اغراض و خواہشات سے الگ ہونا پڑیگا۔

مسلمان تعلیم قرآن سے غافل ہیں

جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں ہماری جماعت کا مقصد اوّل دعوت الی اللہ اور قرآن کو پھیلانا ہے۔ قرآن کریم میں صاف فرمایا گیا ہے تبٰرک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہٖ لیکون للعٰلمین نذیرًا۔ وُہ ذات بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن اُتارا تاکہ وُہ تمام نسلوں کو ڈرانے والا ہو۔ واقعات پر ذرا غور کیجئے اور دیکھئے کہ ملکوں کے ملک اور براعظموں کے براعظم ایسے پڑے ہوئے ہیں جہاں ابھی تک اسلام اور قرآن کی روشنی نہیں پہنچی لیکن مسلمانوں کے اندر تبلیغ اسلام و اشاعت قرآن شریف کا کوئی ولولہ پیدا نہیں ہوتا، وُہ قرآن مجید کو پڑھتے ہیں۔ ان کا اس پر ایمان ہے لیکن کیسا ایمان ہے کہ اس کے فرمان پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔

تبلیغی انجمنیں تبلیغ کی بجائے تکفیر کرتی ہیں

ویسے تو دعوت و تبلیغ کے شعبے بھی قائم ہو جاتے ہیں لیکن کام کچھ نہیں ہوتا۔ آجکل مسلمانوں کی ان انجمنوں کے تبلیغی شعبوں کا کام تبلیغ نہیں تکفیر ہے۔ ہماری آنکھوں کے سامنے ایک بہت بڑی جماعت یعنی جماعت احرار کا شعبۂ تبلیغ قائم ہوتا ہے۔ اس کے لئے ہزاروں روپے چندہ بھی ہوا۔ لیکن اس شعبہ نے کام کیا کیا! ایک شخص کی تکفیر یا اس کی وجہ سے ایک جماعت کی تکفیر۔ افسوس ان لوگوں کی سمجھ میں یہ موٹی سی بات نہیں آتی کہ کسی کو کافر بنانے کا نام تبلیغ نہیں رکھا جا سکتا۔ مگر دیکھ لو ساری قوت اسی پر صرف ہو رہی ہے۔

کفر و اسلام کی نئی تعریف

آج ان لوگوں نے اسلام و کفر کی نئی تعریف بنائی ہے۔ اور قریب قریب سب مسلمان کہلانے والے اس تعریف پر متفق ہیں۔ ان لوگوں کے نزدیک آج مسلمان کون ہے! جو مرزا کو کافر کہے اور کافر کون ہے! جو مرزا کو کافر نہ کہے۔ کفر و اسلام کی یہ جدید اور انوکھی تعریف آجکل مولویوں اور لیڈروں کی طرف سے اخباروں اور رسالوں میں لکھی جا رہی ہے وعظوں اور لیکچروں میں بیان ہو رہی ہے۔ کیا یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی تعمیل ہے!

فرمان نبویؐ کی مخالفت

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو فرماتے ہیں کہ من صلّی صلاتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسول اللہ فلا تخفروا اللہ فی ذمتہ ترجمہ:- جو شخص ہماری نماز پڑھتا ہے، اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے۔ ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے وہ مسلمان ہے اس کیلئے اللہ کی امان اور اللہ کے رسول کی امان ہے۔ سو تم اللہ کی امان میں اس کی خیانت مت کرو کہنے کو کہتے ہیں۔ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر ایمان لاتے ہیں۔ جاؤ کہہ کر دیکھ لو اشتہارات شائع کر کے دیکھ لو۔ کوئی بھی اس فرمان نبویؐ کی پروا نہ کریگا۔ قرآن کریم میں تو اس سے بھی بڑھ کر لکھا ہے۔ و لاتقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مؤمنا۔ جو شخص تمہیں سلام علیکم کہے اسے تم کافر نہیں کہہ سکتے۔ مگر سارے مسلمانانِ دنیا کو تلاش کر لو کوئی مسلمان مولوی پیر شاعر فلاسفر لیڈر اللہ اور اس کے رسولؐ کے ان ارشادات کے سامنے سر جھکاتا ہوا نظر نہیں آئیگا۔ کہنے کو یہ لوگ ختم نبوت کا شور مچاتے ہیں لیکن ان کا عمل یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی ماننے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔ ان کے نزدیک مذہبی معاملات میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم واجب التعمیل نہیں۔ ان کا ہر ایک مولوی، پیر اور لیڈر اپنی خواہشات کی پیروی کر رہا ہے اسے خدا اور رسولؐ کے ارشادات کی قطعاً کوئی پروا نہیں۔

ختم نبوت کے صحیح معنی

زیادہ افسوس اس بات کا ہے۔ کہ اس جماعت کو بھی اللہ اور اسکے رسولؐ کے فرمان کی پروا نہیں جس میں خدا کا مسیح آیا۔ کہاں ہے ان لوگوں کا ایمان خوب یاد رکھیں کہ ختم نبوت کے معنی صرف یہ ہیں کہ آئندہ تمام مذہبی معاملات میں حکم صرف ایک کا واجب التعمیل ہوگا۔ سب اسی ایک کے جھنڈے کے نیچے جمع ہونگے۔ اور صرف اسی ایک ہی کی اطاعت کی جائیگی۔ اس کے بغیر ختم نبوت کوئی چیز نہیں۔ یہ لوگ کہنے کو تو کہتے ہیں۔ کہ ہم صرف ایک فرقے (احمدی) کو نکال کر ایک دوسرے کے کافر کہنے کی بھی پروا نہیں کریں گے لیکن ان کے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی کوئی عزت نہیں۔ ان کے اتحاد کی بنیاد کفر پر ہے۔ ان کی تبلیغ کی بنیاد کفر پر ہے، ان کے اسلام کی بنیاد کفر پر ہے۔ گویا انھوں نے ان تینوں بہترین چیزوں کا مدار ایک شخص کی تکفیر پر رکھ لیا ہے۔ اس سے کچا مذہب اور کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم سہ شنبہ ۱۵ رجب ۱۳۵۴ھ | نمبر ۶۶

واجب الاطاعت کون ہے؟

سرور دوجہان (صلی اللہ علیہ وسلم)

یا علمائے اسلام کا دیوان عالی

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

قادیانی یا احمدی کافر ہیں یا مسلمان؟ - اس سوال کو حل کرنے کے لئے ایک تجویز یہ پیش کی گئی ہے کہ علمائے اسلام کا ایک "دیوان عالی" بلایا جائے جس سے ایک ایسا فیصلہ حاصل کیا جائے۔

"جو قادیانیوں کے عقائد کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد ازروئے اصول ومبانی شریعت غرائے مصطفوی صادر کیا جائے" (احسان ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

قوم کی ساری قوت ان آئے دن کے جھگڑوں سے بیکار ہو چکی ہے۔ اور آج مسلمان پنجاب ہیں باوجود اپنی اکثریت کے سکھوں کی چھوٹی سی قوم کے سامنے بھی اپنی حیثیت اور وقعت کھو چکے ہیں اور اس کی وجہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آپس کے جھگڑوں نے انہیں اس قابل نہیں چھوڑا کہ وہ اپنی بہتری کا کوئی تعمیری کام کر سکیں۔ اور فی الواقع آج ضرورت ہے کہ کوئی طاقت مسلمانوں کے اندر ایسی ہو جو ان کے باہمی جھگڑوں کو کم کر کے ان کو دنیا میں باقی رہنے اور ترقی کرنے کے قابل بنا دے لیکن "علمائے اسلام کا دیوان عالی" وہ طاقت نہیں اس لئے کہ وہ تو خود ایک دوسرے کو کافر کہہ کر اپنی طاقت کو زائل کر چکے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس "دیوان عالی" میں اہل سنت، اہل تشیع، اہل حدیث سب ہوں گے جو سب ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ ان میں سے ہر گروہ کے اندر جو فرقے ہیں وہ بھی ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ حتیٰ کہ ابھی بہت دن نہیں ہوئے ایک حنفی جماعت کے دو گروہ بریلوی اور دیوبندی ایک دوسرے کو کافر ثابت کرنے کے لئے مسجد وزیر خاں میں جمع ہوئے تھے مگر جیسا کہ ہمیشہ ہوتا ہے شرائط طے نہ ہو سکیں اور پولیس کے افسران نے دونوں کو جدا کر کے اپنے اپنے گھر کو بھیج دیا۔ اور کوئی تعجب نہیں کہ اس "دیوان عالی" میں جس شخص کو "امیر ملت" کی حیثیت حاصل ہو چکی ہے وہ بھی سوائے ایک گروہ کے باقی سب علما کو کافر قرار دیں تو یہ دیوان عالی جس میں سب ایک دوسرے کو کافر کہہ رہے ہوں گے مسلمانوں میں اتحاد پیدا نہیں کر سکتا نہ ان کا خود اس بات پر کبھی اتفاق ہو سکے گا کہ **ازروئے شریعت مسلم کون ہے** - اور جب "مسلم" کی تعریف کا بھی فیصلہ کوئی نہ ہوگا تو یہ دیوان عالی کسی کو کافر کس بنا پر قرار دے گا یا مسلم کہے گا تو کس بنا پر کہے گا۔ اس کی بجائے میں نہایت درد دل سے تمام مسلمان اخبار نویسوں، اور لیڈروں اور سجادہ نشینوں اور علما کے سامنے سرور دوجہان صلعم کا ارشاد اور حکم پیش کرتا ہوں جو ان سب کے نزدیک واجب الاطاعت ہیں اور جو فی الواقع اسلام میں ایک ہی طاقت ہے جو اتحاد پیدا کر سکتی ہے کیونکہ آپ کے فرمان کے سامنے چون وچرا کرنا کسی مسلمان کا کام نہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذٰلک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسول اللہ فلا تخفروا اللہ فی ذمتہ** (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب فضل استقبال القبلہ) **ترجمہ** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہماری نماز پڑھتا ہے اور ہمارے قبلے کی طرف منہ کرتا ہے اور ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے یہی مسلم ہے جس کے لئے اللہ کا عہد اور اس کے رسول کا عہد اور امان ہے خبردار اللہ کے عہد اور امان کو نہ توڑنا اور غداری نہ کرنا - اگر سرور دوجہان کے اس ارشاد کے سامنے سب مسلمان کہلانے والے جو اپنے ناموں اور اپنی جانوں کو آپ پر قربان کرتے ہیں سر جھکا دیں تو آج ان میں اتحاد قائم ہو کر اس کی حالت سنور جائے اور ان کے تمام کام ارشاد نبوی کے سامنے سر جھکا دینے اور اتحاد قائم کر لینے کی وجہ سے بابرکت ہو جائیں۔ اس ارشاد میں کوئی امر تاریک نہیں کوئی اشتباہ نہیں۔ عقائد میں بال کی کھال اتارنے کی ضرورت نہیں

یہ ارشاد نبوی قادیانیوں پر بھی حجت ہے اور ان کے مکفرین پر بھی - اگر قادیانی قبلہ کی طرف منہ کر کے وہی نماز پڑھتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی اور جس کا ذکر احادیث نبوی میں ہے تو وہ یقیناً مسلمان ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کا عہد اور امان ان کے لئے ہے اور کسی مولوی کو کوئی حق نہیں کہ انہیں کافر قرار دے اور جو ایسا کریگا وہ اللہ کے عہد کو توڑنیوالا اور غدار ہوگا دوسرے مسلمان وہی نماز پڑھتے ہیں جو رسول اللہ صلعم نے پڑھی اور قبلے کی طرف منہ کرتے ہیں تو وہ یقیناً مسلمان ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کا عہد اور امان ان کے لئے ہے اور کسی قادیانی کو حق نہیں کہ انہیں کافر قرار دے اور جو ایسا کریگا وہ اللہ کے عہد کو توڑنیوالا اور غدار ہوگا)

میرے بھائیو آؤ آج ہم اپنی اپنی خواہشات اور خیالات کو ترک کر کے ارشاد نبوی کے سامنے سر جھکا دیں ایک دوسرے کو سالہا سال تک کافر کہنے کا نتیجہ تو ہمارے سامنے ہے کہ ہماری قوم دنیا میں ذلیل ہو چکی اور ارشاد نبوی کو نہ ماننے کی وجہ سے آخرت میں بھی سرخرو نہیں ہو سکتی۔ آج ارشاد نبوی کی تعمیل ایک دس سال کے لئے کر کے دیکھ لو کہ ہماری قوم ترقی کے کن مدارج پر پہنچتی ہے دس سال تک اس کا تجربہ کر کے دیکھو تو اگر ہماری حالت ان دس سالوں میں نہ سنورے تو پھر اپنے اپنے کفر کے فتوے نکال کر ایک دوسرے پر چسپاں کر دینا -

(محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور)

"مجاہد" کی ایک غلط بیانی کی تردید

راجہ غلام قادر صاحب مرحوم کو جس روز دفن کرنے کے لئے احباب قبرستان تشریف لے گئے۔ اس روز ایک واقع پیش آیا جس کو ہمارے مخالفین نے حسب عادت بالکل غلط پیرایہ میں پیش کر کے لوگوں کو دھوکا دینا چاہا ہے۔ چنانچہ اخبار "مجاہد" مورخہ ۸ اکتوبر میں ذیل کی خبر شائع ہوئی ہے "راجہ غلام قادر مرزائی (جو مولانا ظفر علی خاں کے چچا تھے) ہیضہ کی مہلک مرض میں مبتلا ہو کر ۵ اکتوبر کو انتقال فرما گئے۔ افسوس نہیں تو یہ نصیب نہ ہوئی جنازہ کے ہمراہ مرزائیوں کے علاوہ رواداری کے طور پر مسلمان بھی جنازہ کے ساتھ گئے۔ لاہوری مرزائی امام کے پیچھے مسلمانوں نے نماز جنازہ پڑھ لی۔ اسی دوران میں ایک مسلمان کا جنازہ قبرستان میں آگیا۔ بے سمجھ سادہ لوح اور مذہب سے ناواقف مسلمانوں نے اسی مرزائی امام کو جنازہ پڑھانے کے لئے کہا۔ مگر یہ خیر گزری کہ اس مرزائی امام نے مسلمان کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا اور راجہ صاحب کی تدفین کے بعد چلتے بنے"

اصل حقیقت یہ ہے کہ جس وقت راجہ غلام قادر صاحب کا جنازہ قبرستان میں پہنچا تو اس وقت ایک اور میت پہلے ہی جنازہ گاہ میں رکھی ہوئی تھی "مجاہد" نے صریح جھوٹ بولا ہے کہ مرزائی نماز جنازہ پڑھ چکے تو ایک اور مسلمان کا جنازہ قبرستان میں آگیا۔ وہ جنازہ پہلے ہی موجود تھا چنانچہ راجہ صاحب کی چارپائی بھی اسی جنازہ کے ساتھ رکھ دی گئی نماز مغرب کا وقت قریب تھا اس لئے پہلے نماز مغرب ادا کی گئی اور بعد ازیں مولانا عزیز بخش صاحب نے ہر دو میتوں پر نماز جنازہ پڑھائی کیونکہ دونوں میتیں سامنے تھیں۔ مولوی صاحب کے جنازہ پڑھانے پر لوگوں نے سمجھا کہ شاید انہوں نے صرف راجہ صاحب کا جنازہ پڑھایا ہے چنانچہ جنازہ ختم ہونے کے بعد انہوں نے مولوی صاحب سے پھر درخواست کی کہ دوسری میت کا بھی جنازہ پڑھا دیں لیکن مولوی صاحب نے جواباً فرمایا کہ دوسرے جنازہ کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ دونوں کا جنازہ پڑھا چکے ہیں۔ اگر سامنے ایک سے زیادہ میتیں رکھی جائیں تو سب کا ایک ہی بار جنازہ پڑھ لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد احباب راجہ صاحب کی چارپائی اٹھا کر قبرستان کی طرف چلے گئے۔

یہ ہے اصل کیفیت جس کو "مجاہد" نے "لاہوری مرزائیوں کا مسلمان کا جنازہ پڑھنے سے انکار" قرار دیتے ہوئے اور اپنی روائتی غلط بیانی کا ثبوت پیش کیا ہے۔

"پیغام صلح"

کا ۲۳ اکتوبر کا پرچہ

بارہ ۱۲ صفحات کا ہوگا

(منیجر)

ہو سکتا ہے۔

مسلمان لیڈروں سے اپیل

میں مسلمانوں کے لیڈروں اور مولویوں سے اپیل کرتا ہوں کہ قرآن حکیم کہتا ہے۔ ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مؤمناً حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث موجود ہے۔ من صلّی صلاتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسول اللہ۔ وہ قرآن وحدیث کے ان ارشادات پر سر جھکا دیں، بے شک آپس میں اختلاف کر لو۔ ایک دوسرے کو بُرا کہہ لو چلو گالی بھی دے لو، گو حدیث میں اسلامی اخوت کے احترام کے متعلق تاکیدی احکام موجود ہیں۔

ان دماءکم واموالکم واعراضکم حرام بینکم

اسلامی اخوت کی وسعت

اسلامی اخوت بہت وسیع ہے۔ ہر ایک شخص کلمہ پڑھ لینے کے بعد اس اخوت میں شریک ہو جاتا ہے۔ روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ جنگ ہو رہی ہے۔ کافر دشمن نے میرا ہاتھ کاٹ دیا۔ جب میرے وار کا موقع آیا، تو دشمن نے ایک درخت کی آڑ میں کھڑے ہو کر کلمہ پڑھ دیا۔ ایسے موقع پر میں کیا کروں، آپؐ نے فرمایا کہ اس شخص کے کلمہ پڑھ لینے کے بعد تم اس پر ہرگز وار نہیں کر سکتے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ وہ تو وار کر چکا ہے، تو کیا مجھے اجازت نہیں۔ فرمایا اگر تم نے ایسا کیا تو تم اس حالت میں ہو جاؤ گے جس حالت میں یہ شخص کلمہ پڑھ لینے سے قبل تھا۔

سیرت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حالات میں لکھا ہے۔ کہ جب آپؓ کو ایک ایرانی غلام نے شدید زخمی کر دیا۔ تو آپؓ نے ابن عباسؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ تم اور تمہارے والد روز کہا کرتے تھے کہ عجمی غلاموں کو مدینہ کے اندر لایا جائے۔ اس کا نتیجہ تم نے دیکھ لیا (عجمی غلام بالخصوص ایرانی غلام اچھے کاریگر ہوا کرتے تھے صنعت وحرفت کو ترقی دینے کے لئے انہیں مدینہ بلایا جاتا تھا) ابن عباس نے جواب میں کہا۔ اگر آپ فرمائیں تو ہم ان غلاموں کو قتل کر دیں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ یہ تم نے کیا کہا۔ جب وہ ہماری نماز پڑھتے ہیں تو ہم انہیں کس طرح قتل کر سکتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد

ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی شخص نے ایک نہایت ہی ناپاک اعتراض کیا۔ حضورؐ نے کچھ مال تقسیم کیا اس شخص نے کہا یہ تقسیم آپ نے اللہ کی رضامندی کے مطابق نہیں کی۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا، کہ یا رسولؐ اللہ اگر آپؐ اجازت دیں، تو اس شخص کو قتل کر دیا جائے۔ حضورؐ نے فرمایا لعلہ یصلی۔ کیا تمہیں معلوم نہیں، کہ شاید یہ شخص نماز پڑھتا ہو۔ عبداللہ بن ابی مشہور منافق تھا۔ اور سب کو اس کی منافقت معلوم تھی، اس نے کئی مواقع پر مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچائے لیکن ان تمام باتوں کے باوجود اس کو کسی نے کافر نہیں کہا۔ حضرت نبی کریمؐ نے اسکے جنازہ کی نماز پڑھی۔ روایتوں میں یہاں تک آتا ہے۔ کہ جس وقت حضرت نبی کریمؐ قبرستان پہنچے تو جنازہ قبر میں رکھ دیا گیا تھا۔ آپ نے باہر نکلوا کر نماز جنازہ پڑھی

قادیانیوں اور غیر احمدی مکفروں کا یکساں رویہ

لیکن افسوس آج ان حقائق پر کوئی غور نہیں کرتا خواہ قادیانی غالی ہوں۔ خواہ مکفر مولوی ہوں۔ میں تو کہتا ہوں کہ افراط تفریط ایک ہی نتیجے پر پہنچاتے ہیں یعنی دونوں کے نزدیک کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ منسوخ ہو چکا ہے۔ قادیان والوں کے نزدیک حضرت مرزا صاحب کو نبی ماننا ضروری ہے اسکے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اور مکفرین کے نزدیک حضرت مرزا صاحب کو کافر کہنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر کوئی شخص دائرہ اسلام کے اندر نہیں رہ سکتا۔ گویا کفر و اسلام کا مدار حضرت مرزا صاحب کی ذات پر رہ گیا ہے۔ کوئی ان کو کافر کہہ کے مسلمان ہو جائے، کوئی نبی کہہ کے مسلمان بن جائے، یہ لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم نبوت کے تخت سے اُتارنا چاہتے ہیں۔ اور اپنی خواہشات واغراض کی پیروی کر رہے ہیں۔ اس افراط وتفریط کے طوفان میں صرف ایک ہماری جماعت ہے جو کلمہ حق کہنے کی جرأت کرتی ہے۔

بڑے بڑے مسلمان بھی کلمہ حق نہیں کہہ سکتے

مجھے تو اس بات پر افسوس آتا ہے۔ کہ مسلمانوں کے بڑے بڑے آدمیوں کی بھی ذہنیت کچھ عجیب قسم کی ہو گئی ہے آزادی رائے اور حق گوئی کا جوہر ان سے مفقود ہو گیا ہے۔ ان میں جرأت نہیں۔ کہ وہ برملا سچی بات کہہ دیں۔ ان دنوں ایک مسلمان ممبر اسمبلی بیل خلع کے متعلق ایک مسودہ قانون پیش کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔

مسودہ قانون خلع اور فقہ حنفی

یہ قانون بے شک مفید اور ضروری ہے۔ لیکن اس مسودہ میں مجھے ایک عجیب بات نظر آئی لکھا ہے۔ کہ ہم فلاں فلاں بات میں فقہ حنفی کی بجائے فقہ مالکی کی پیروی کریں گے۔ مجھے تعجب اس بات پر آیا کہ یہ کیوں نہ کہا کہ فقہ حنفی کی بجائے قرآن وحدیث کی پیروی کریں گے۔ بات یہ ہے کہ اگر ایسا کہا جائے تو ابھی علماء مخالفت شروع کر دیں گے۔ وہ اس بات کو تو گوارہ کر سکتے ہیں۔ کہ ایک حنفی کسی مسئلے میں فقہ حنفی کو چھوڑ کر فقہ مالکی کی پیروی کرے۔ لیکن فقہ حنفی کو چھوڑ کر قرآن مجید وحدیث شریف کی پیروی کا نام نہیں لیں گے حالانکہ خود امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اترکوا قولی لقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بھی ایک عجیب گورکھ دھندا ہے۔ کہ جو چیز ہمارے لئے زندگی اور نور کا اصل سرچشمہ ہے یعنی قرآن وحدیث اس کا ہم نام بھی نہیں لے سکتے۔

فقہ کو قرآن مجید وحدیث شریف پر ترجیح دیجاتی ہے

یہ واقعہ غالباً پہلے بھی بیان کیا تھا۔ کہ ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ اجتماع میں میں نے اس قدر کہا، کہ قرآن کریم کا درجہ اوّل ہے۔ اس کے بعد حدیث کا اس کے بعد فقہ کا۔ فوراً ایک صاحب نے اعتراض کر دیا۔ کہ آپ نے ہماری فقہ کو تھرڈ کلاس قرار دے دیا ہے۔ میں نے کہا۔ کہ چاہے فقہ کو تھرڈ کلاس قرار دے لو چاہے قرآن کریم کو ایک چیز کو ضرور تھرڈ کلاس قرار دینا پڑیگا۔

مسیح موعود کا عظیم الشان احسان

میں تو کہتا ہوں۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا یہ بھی ایک بہت بڑا احسان ہے۔ کہ قرآن شریف کو افضل قرار دینے کا عظیم الشان اصول انہوں نے از سر نو قائم کر دیا۔ تو ہم نہ صرف قرآن کریم کو دُنیا میں پھیلانے کا مقصد اپنے سامنے رکھتے ہیں بلکہ مسلمانوں کی زندگی میں بھی اسکو بڑے بلند مقام پر رکھنے کا مقصد ہمارے سامنے ہے۔ اور یہ اس قدر بلند مقصد ہے۔ کہ اس کو چھوڑ کر زندگی کسی کام کی نہیں۔ اور یہ مقصد خدا چاہے گا تو ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اور اس کے ساتھ وہ جماعت بھی زندہ رہے گی، جس نے اس مقصد عظیم کو اپنے سامنے رکھا ہے لیکن اگر خدانخواستہ یہ مقصد مر سکتا ہے۔ تو ہماری زندگیوں سے ہماری موت بہتر ہے۔

یہ مقصد مر نہیں سکتا

لیکن خوب یاد رکھو یہ مر نہیں سکتا۔ اور بالضرور کامیاب ہوگا۔ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ یہ وعدہ بالآخر ضرور پورا ہو کر رہے گا۔

ایک غیر از جماعت نوجوان کا جذبہ

کل ایک نوجوان جو جماعت میں شامل نہیں انہوں نے مجھ سے کہا جو لمحہ میری زندگی کا گذر رہا ہے۔ گناہ میں گذر رہا ہے۔ کیونکہ میری زندگی کا مصرف خدمت واشاعت اسلام نہیں۔ میں ان کے ان الفاظ سے بے حد متاثر ہوا۔ یہ ایک ایسے نوجوان کے الفاظ ہیں جو ہماری جماعت میں شامل نہیں ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہماری جماعت کے ہر ایک فرد کا مقصد زندگی صحیح معنوں میں اشاعت و خدمت اسلام ہوتا۔ تو ہم کہیں سے کہیں پہنچ چکے ہوتے۔

ہمارے سامنے ایک مقصد بلند ہے

خوب یاد رکھو۔ کہ ہم ایک بہت بلند مقصد لیکر کھڑے ہوئے ہیں۔ جو ہمیں روحانی موت سے بچا ئیگا۔ جوں جوں خدا کا نام بلند ہوگا۔ جوں جوں اسلام کا نام بلند ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی اس مقصد کو رکھنے والی جماعت بھی بلند ہوتی جائیگی۔ جس جماعت کا مقصد دین کی اشاعت اور اتحاد بین المسلمین ہو وہ ناکام نہیں رہ سکتی۔ اس لئے ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اپنے بلند مقصد کو سامنے رکھ کر فوراً کام میں لگ جائیں۔

راجہ غلام قادر صاحب مرحوم

آخر پر میں اپنے ایک عزیز دوست راجہ غلام قادر صاحب مرحوم کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ گذشتہ ہفتہ اسی مسجد میں انہوں نے احباب کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی، اس کے دوسرے روز خدا نے انہیں اپنے پاس بلا لیا۔ راجہ صاحب مرحوم ان لوگوں میں سے تھے۔ جو ایک ہی قدم میں تمام مرحلے طے کر لیتے ہیں۔ اور بعض لوگ اپنی ساری عمر سوچ بچار میں گذار دیتے ہیں۔ جیسا کہ تمام دوستوں کو معلوم ہے۔ راجہ صاحب مرحوم عرصہ سے نمازیں ہمارے ساتھ ادا کرتے تھے۔ ہمارے درسوں اور لیکچروں میں بھی باقاعدگی سے شریک ہوتے تھے، خیالات وعقائد میں ہم سے بالکل متفق تھے۔ ہمارے ٹریکٹ وغیرہ بھی تقسیم کرتے رہتے تھے لیکن بیعت نہیں کی تھی، ایک وقت آیا۔ کہ انہوں نے صرف ایک واقعہ سے متاثر ہو کر بیعت کر لی، "ڈپٹی کمشنر نے انہیں ملازمت سے علیحدہ کرنے کی دھمکی دی۔ انہوں نے اس کی مطلق پرواہ نہ کی اور دھمکی ملتے ہی فوراً استعفیٰ لکھ کر دیدیا۔ اور وہ جرأت دکھائی۔ جو ایک سچے مومن کے اندر ہونی چاہیئے۔ انسان کی زندگی اچھے حالات میں بھی بسر ہو جاتی ہے۔ اور تنگ دستی میں بھی۔ سادہ کپڑوں اور سادہ خوراک کے ساتھ بھی وہ وقت گذار دیتا ہے۔ اور لباس فاخرہ اور پُر تکلف کھانے کھا کر بھی وقت گذار دیتا ہے لیکن بہت سے سادہ لباس پہننے والوں اور سادہ غذا کھانے والوں کی زندگی دوسروں کی نسبت اچھی رہتی ہے۔

مبلغین کے وفود کا پروگرام

۱۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مولوی عمر الدین صاحب شیخ محمد یوسف صاحب	دہلی۔ کرنال۔ انبالہ۔ پٹیالہ سامانہ۔ لدھیانہ۔ شملہ۔ جالندھر کپورتھلہ۔ مالیر کوٹلہ۔
۲۔ چوہدری فضل داد صاحب حکیم اللہ دتا صاحب	جہلم۔ گجرات۔ سرگودھا۔ چک ۹ جنوبی چک شمالی۔ جھنگ۔ شیخوپورہ۔ لائل پور۔ منڈی سنگلہ
۳۔ مولوی عزیز بخش صاحب قاضی شیر محمد صاحب	ڈیرہ غازی خاں۔ علی پور مظفر گڑھ۔ ملتان۔

اسسٹنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

خبریں

عالم اسلام

—— ایک نیا مسودہ قانون حکومت عراق کے زیر تجویز ہے جس کی رو سے شادی پر متعدد پابندیاں عائد ہوں گی جو لوگ لاعلاج و شدید امراض میں مبتلا ہوں گے یا بہت کمزور ہوں گے ان کو شادی کی اجازت نہیں دی جائیگی۔ نوجوانوں کو شادی کے بعد ٹیکسوں میں رعایت دی جائیگی جو لوگ بڑی عمر میں شادی کریں گے وہ اس رعایت کے بہت کم مستحق ہوں گے۔ جن کے بچے زیادہ ہیں انہیں ملازمتوں کے حصول میں ترجیح دی جائیگی۔

—— اس قانون کو شیعہ سنی علما اور عراق کے اہل الرائے حضرات پسند کر چکے ہیں رائے عامہ بھی ان کے حق میں ہے کیونکہ اس قانون کے نفاذ سے بہت سی معاشرتی مشکلات کا خاتمہ ہو جائے گا۔

—— قسطنطنیہ ۱۰ر اکتوبر۔ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ترکی کے طول و عرض میں فری میسن کے جس قدر لاج ہیں انہیں اٹھوا دیا جائے وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اس تحریک کے اصول ترکوں کی قومی حکمت عملی کے منافی ہیں۔

—— مصر کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ اٹلی و حبشہ کی جنگ کا مصر کی تجارت پر بہت برا اثر پڑا ہے۔ گذشتہ موسم گرما میں اطالوی تاجروں نے جن کا مرکز سادا کاہ قائم تھا مصر اور سوڈان سے جبرا تانا اور غلہ کی بہت بڑی مقدار خریدی تھی چونکہ اب انہیں تجارت کی حفاظت اور قرضے کے مسائل کے تصفیہ کے متعلق بہت سے شکوک پیدا ہو گئے ہیں اس لئے مارکیٹ پر اس کا بہت برا اثر پڑ رہا ہے۔

—— قاہرہ کے ایک عربی اخبار میں اطلاع شائع ہوئی ہے کہ نسیم پاشا وزیر اعظم مصر مستعفی ہونا چاہتے ہیں کیونکہ آپ بہت زیادہ بوڑھے ہو چکے ہیں اور وزارت عظمیٰ کے کام کی کثرت سے آپ کی صحت پر برا اثر پڑ رہا ہے۔ اس اخبار نے یہ بھی لکھا ہے کہ حبشہ کے معاملات کے تصفیہ تک آپ کے عزم کو روکنے کی کوشش کی جائے گی۔

—— حکومت ترکی جدید طیارے خریدنے کی کوشش کر رہی ہے تاکہ لندن سے انگورہ تک ڈاک اور مسافروں کے لانے اور لے جانے میں سہولت ہو سکے۔

—— چند ماہ سے ترکوں کی تقلید میں عراق کے بعض نوجوانوں میں یہ تحریک ہو رہی ہے کہ عربی رسم الخط کی بجائے لاطینی حروف استعمال کئے جائیں۔ نوجوانوں کی ایک پارٹی نے حکومت عراق سے اس کا مطالبہ بھی کیا۔ لیکن حکومت نے ایسا کرنے سے صاف انکار کر دیا اور واقف کار اصحاب کا خیال ہے کہ عراق اپنی قدیم روایات سے دستبردار نہیں ہوگا۔

—— تازہ ولایتی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ جزیرہ سیروس جو ترکی ساحل کے بالکل سامنے اور قریب واقع ہے، نہایت سرعت کے ساتھ اطالیہ کا ایک جنگی مستقر بنتا جا رہا ہے۔ جزیرہ پہلے ہی سے ایک اچھا فضائی مستقر ہے۔ اس وقت اس کی بندرگاہ میں ایک آہن پوش جنگی بحری جہاز ایک تربیت دینے والا جہاز سات تباہ کن جہاز۔ چھ آبدوز اور پچاس طیارے برابر اس جزیرہ کی اور نواحی علاقہ کی نگرانی کر رہے ہیں۔ سڑکیں نہایت سرگرمی سے تعمیر ہو رہی ہیں جو میدان سے پہاڑی چوٹیوں تک جاتی ہیں اس کے بالمقابل ترکی بھی مدافعت کی تیاریاں کر رہا ہے و یقین ہے کہ وہ کسی صورت میں بھی یورپ کی کسی طاقت سے مرعوب نہیں ہوگا۔

ہندوستان

—— صوبہ آگرہ کی عدالتوں کی تازہ رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ امسال گذشتہ سال کی نسبت دو ہزار دیوانی مقدمات کم دائر ہوئے اس کی وجہ اقتصادی بد حالی ہے۔

—— سندھ میں جعلی سکے غیر معمولی کثرت سے چل رہے ہیں ان کے انسداد کے لئے سندھ کی خفیہ پولیس نے ایک علیحدہ عملہ مقرر کیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جعلی روپے بنانے کی سازش بین الصوبجاتی ہے جس میں زیادہ حصہ پنجاب اور اس کی ایک ریاست کے باشندوں کا ہے۔ جعلی روپے بنانے کی عام ذمہ داری بیکاری پر عائد ہوتی ہے۔

—— لاہور ۱۱ر اکتوبر۔ کل صبح مسٹر ہنری کریک ہوم ممبر گورنمنٹ آف انڈیا یہاں پہنچے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ آپ شہید گنج ایجی ٹیشن کے متعلق گورنر پنجاب سے کچھ مشورہ کرنے آئے ہیں۔

—— دربار مالیر کوٹلہ نے مسٹر جے سی ڈونالڈسن کلکٹر علی گڑھ کی سفارشات پر فیصلہ کیا ہے کہ حسب سابق رسوم کے مطابق آرتی کی رسم نماز مغرب کے بعد ادا کی جائے گی اور اس پر کوئی پابندی عائد نہ ہوگی اس کے ساتھ ہی اعلان کیا گیا ہے کہ اگر ہندو مسلمان کوئی باہمی تصفیہ کر لیں تو دربار اس کا بخوشی خیر مقدم کرے گا۔ مسٹر موصوف کو ایجنٹ گورنر جنرل نے مالیر کوٹلہ کے ہندو مسلمانوں کے تنازعہ کی تحقیقات کے لئے مقرر کیا تھا۔

—— چند روز سے لاہور میں ہیضہ کی وبا پھیل گئی ہے شہر کے مختلف حصوں میں روزانہ کئی کیس ہو جاتے ہیں۔ انسدادی تدابیر جاری ہیں اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے۔

—— چند روز ہوئے میرٹھ میں ایک قبر کی زمین کے متعلق ہندو مسلمانوں کا تنازعہ ہو گیا۔ فرقہ وارانہ فساد کا شدید خطرہ پیدا ہو گیا تھا لیکن حکام کی بروقت مداخلت سے سمجھوتہ ہو گیا۔

—— پنجاب کونسل کا اجلاس عنقریب ہونے والا ہے امید کی جاتی ہے کہ راؤ بہادر چودھری چھوٹو رام اس اجلاس میں ترمیمی قرضہ بل پیش کریں گے

—— حکومت دکن کا آئندہ سال کا بجٹ تیار ہو چکا ہے جو نہایت کامیاب ہے اس سال کے متعلق سولہ لاکھ چھیالیس ہزار روپے کی بچت کا اندازہ کیا گیا ہے یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ کوئی نیا ٹیکس تجویز نہیں کیا گیا اور ہر محکمہ کو کافی روپیہ دیا گیا ہے۔

—— بیان کیا جاتا ہے کہ مالیر کوٹلہ میں ایک ہندو باوے نے ایک مسلمان لڑکے کو قتل کر دیا ہے جس کی وجہ سے وہاں کے مسلمانوں میں شدید بے چینی پھیلی ہوئی ہے

—— دہلی ۱۲ر اکتوبر۔ کچھ عرصہ ہوا اسمبلی کے چند مسلم ارکان کے ایک وفد نے مسجد شہید گنج کی واگزاری کے بارے میں وائسرائے ہند سے ملاقات کی تھی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ حکومت پنجاب عنقریب میں ایک سرکاری اعلان شائع کریگی جس میں شہید گنج کے متعلق حکومت کے فیصلے پر روشنی ڈالی جائیگی یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وفد کے ارکان کی گذارشات کے متعلق دہلی اور لاہور میں تبادلہ خیالات ہو رہا ہے۔

—— چند روز ہوئے مسٹر خالد لطیف گابا نے ایک اخباری ملاقات میں فرمایا کہ احرار کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ جلد از جلد اس امر کا اعتراف کر لیں کہ مسجد شہید گنج کے بارے میں ان کا طریق کار غلط تھا اس کے بعد اس مسئلے پر مسلمانوں کے احساسات اور جذبات کی مخالفت کو ترک کر دیا

—— اٹلی و حبشہ کی جنگ کی وجہ سے ہندوستان کے اکثر علاقوں

ممالک خارجہ

—— اٹلی و حبشہ کی جنگ زور شور سے جاری ہے اس ہفتہ بھی اکثر متضاد خبریں آتی رہی ہیں۔ جن کی وجہ سے کوئی قطعی رائے قائم کرنا مشکل ہے

—— لندن ۱۱ر اکتوبر۔ جمعیت اقوام کی اسمبلی نے چھ ارکان کی رپورٹ منظور کر لی ہے صرف آسٹریا اور ہنگری نے اس سے اختلاف کیا تعزیری کارروائی کرنے کا آخری فیصلہ ہو چکا ہے۔ اس فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے کے متعلق تجاویز ہو رہی ہیں۔

—— عام طور پر قیاس کیا جاتا ہے کہ اب مسولینی حبشہ پر قبضہ کئے بغیر دم نہیں لے گا۔

—— انگلستان کا ایک اخبار رقمطراز ہے کہ حبشہ کے متعلق مسولینی نے جو پالیسی اختیار کی ہے شاہ اٹلی اس کے حق میں نہیں ہیں لیکن مسولینی کے مقابلے میں چونکہ بے بس ہیں اس لئے احتجاج کے سوا اور کچھ نہیں کر سکے۔ چند روز ہوئے کابینہ کے اجلاس میں اسی معاملہ پر ولی عہد سے بھی مسولینی کی جھڑپ ہو گئی تھی اٹلی کا مشہور ہوا باز فوجی افسر مارشل بلیڈیو بھی اس جنگ کے خلاف ہے۔

—— قاہرہ ۱۰ر اکتوبر۔ اٹلی حبشہ کے دارالسلطنت عدلیس ابابا پر ہوائی حملہ کی زبردست تیاریاں کر رہا ہے۔ شاہ حبشہ نے اپنا مال و متاع باہر محفوظ مقامات پر بھیج دیا ہے اپنے محل کا چار لاکھ پونڈ میں بیمہ بھی کرا لیا ہے اور یورپ کے متعدد بنکوں میں معقول رقوم جمع کرا دی ہیں۔

—— حکومت حبشہ نے اطالوی سفیر کو حبشہ سے نکل جانے کا حکم دیا ہے کیونکہ اس پر جاسوسی کا شبہ تھا۔

—— عدلیس ابابا کی ایک اطلاع سے پتہ چلتا ہے کہ حکومت نے اس امر کا فیصلہ کیا ہے کہ فضائی حملوں کے خلاف حفظ ماتقدم کے طور پر عدلیس ابابا میں شام سے صبح تک بالکل تاریکی رہیگی کسی قسم کی روشنی نہیں کی جائے گی۔

—— روما ۱۱ر اکتوبر۔ اطالوی حلقوں میں اس امر پر اظہار مسرت کیا جا رہا ہے کہ آسٹریلیا اور ہنگری نے تعزیری احکام کے فیصلے کے متعلق دوسری حکومتوں کی تائید نہیں کی جرمنی ہسپانیہ اور سوئٹزرلینڈ بھی اٹلی کے ایک حد تک طرفدار ہیں۔

—— شاہ حبشہ نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ اٹلی سے اب مصالحت ناممکن ہے۔

—— عدلیس ابابا ۱۱ر اکتوبر۔ اگرچہ حبشی علاقہ میں اطالوی افواج برابر بڑھتی چلی آ رہی ہیں لیکن حبشیوں نے بھی اطالوی علاقہ کو فتح کر کے اپنی کمی کو پورا کر لیا اس وجہ سے حبشی افواج میں پوری سرگرمی ہے

—— حکومت حبشہ کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ اطالوی قبائل کے پچاس فوجی سپاہی ماکلے کے قریب مشین گنوں سمیت بھاگ گئے ہیں اور اپنی سینیل کے علاقے میں داخل ہو گئے ہیں اس کے علاوہ آکسم سے بھی اطلاع ملی ہے کہ دو سو اطالوی سپاہی بھاگ گئے ہیں

—— ایک غیر مصدقہ خبر ہے کہ حبشہ کی فوج نے اڈوا پر دوبارہ قبضہ کر لیا ہے لیکن بعض اطلاعات سے اس کی تردید بھی ہوتی ہے۔

—— ایک اہم خبر یہ موصول ہوئی ہے کہ شاہ حبشہ کا داماد بارہ ہزار مسلح افواج سمیت اطالیہ سے جا ملا ہے حکومت اٹلی نے ایک اعلان کیا ہے۔ کہ شاہ حبشہ کے داماد کا یہ اقدام واضح کر رہا ہے کہ حبشہ کے سرحدی قبائل ہرگز اطالیہ سے لڑنے کے لئے تیار نہیں۔ روما میں اس امید کا اظہار کیا جا رہا ہے

ہندوستانی عازمان حج کیلئے چند طبی ہدایات

(از ڈاکٹر عبدالحمید، ایم بی بی ایس۔ انڈین میڈیکل افسر۔ انگریزی قنصل خانہ۔ جدہ شریف)

سفر حج کے دوران میں بیماری کے تحفظ کے لئے حسب ذیل تدابیر پر عمل کرنا چاہیئے۔

چیچک

یہ بیماری حجاز اور نجد میں بہت ہوتی ہے۔ اس لئے جتنے لوگ جہاز کا ٹکٹ لیں گے ان سب کیلئے ٹیکہ لگوانا ضروری ہے خود عازمان حج کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس قاعدہ سے پیچھا چھڑانے کی کوشش نہ کرنی چاہیئے۔ خاصکر لڑکوں کے لئے تو یہ نہایت ہی ضروری ہے اگر اس مشورہ پر عمل نہ کیا گیا اور کسی خاندان کا ایک آدمی بھی چیچک میں مبتلا ہوگیا تو سارے خاندان کو انتہائی تکالیف سے دوچار ہونا پڑے گا

ہیضہ

گو حجاز میں بہت دنوں سے ہیضہ کی وبا نہیں پھیلی ہے۔ تاہم مختلف اقطاع عالم کے آدمیوں کے اتنے بڑے اجتماع میں اس کا پھیل جانا بعید از امکان نہیں ہے اس لئے اب ہر جہاز کا ٹکٹ خریدنے والے کیلئے ہیضہ سے تحفظ کا ٹیکہ لینا ضروری کردیا گیا ہے اور کسی عازم حج کو بلا یہ ٹیکہ لئے ہوئے سفر پر نہ روانہ ہونا چاہیئے اس میں خود اہی کا فائدہ ہے۔

پیچش۔ تخمہ اور میعادی بخار

یہ بیماریاں اکثر میلا پانی پینے اور متاثر غذا اور پھل کھانے سے ہوجاتی ہیں۔ پانی تین قسم کا ملتا ہے:۔

(۱)۔ برساتی پانی جو عموماً بے رنگ ہوتا ہے۔

(۲)۔ نتھارا ہوا پانی جو صاف اور خالص ہوتا ہے۔

(۳)۔ چشمہ کا پانی، جدہ میں پانی ذرا کھاری ہوتا ہے مگر مکہ معظمہ میں عمدہ ہوتا ہے۔

محفوظ طریقہ یہ ہے کہ جس طرح کا بھی پانی ہو اسے استعمال سے پہلے ابال لیا جائے یا اگر یہ نہ ہو سکے تو چند دانے لال دوا (پوٹاسیم پرمینگنیٹ) کے ہر پانی کی صراحی گل میں ڈال دینا چاہیئے اور تھوڑی دیر اسی طرح رکھنے کے بعد استعمال کرنا چاہیئے۔ یہ طریقہ منٰے میں اور عرفات میں اور مدینہ منورہ کے راستہ میں سختی سے برتنا چاہیئے اس لئے کہ وہاں پانی اچھا نہیں ملتا۔

غذا

غذا کے بارے میں یہ ہے کہ تمام ترکاریوں کو پکانے سے پیشتر اچھی طرح سے دھو لینا چاہیئے۔ کچی ترکاریوں کے استعمال سے ہر صورت پرہیز کرنا چاہیئے۔ گوشت کم کھانا چاہیئے۔ خاصکر ان لوگوں کو جن کا معدہ کمزور ہو اس بات کی احتیاط کرنی چاہیئے کہ اجابت کم از کم دن میں ایک بار ضرور ہوتی رہے۔ پھل کھانے میں بھی احتیاط کرنی چاہیئے اور کچے یا گلے ہوئے پھل نہ کھانے چاہئیں۔ حجاز میں جو دودھ ملتا ہے وہ بغیر ابلا ہوا ہوتا ہے۔ اسے استعمال سے پہلے اچھی طرح جوش دے لینا چاہیئے۔

دہی

یہ غذا جو ہندوستان کے مختلف حصوں میں استعمال ہوتی ہے جدہ کے موسم سرما میں مفید نہیں ہے البتہ مکہ معظمہ کی گرم و خشک آب و ہوا میں بہت ہی مناسب غذا ہے اسے ہمیشہ ڈھک کر رکھنا چاہیئے تاکہ مکھیاں اور گرد اسے گندہ نہ کردیں اسے ابلے ہوئے دودھ سے بنایا جاتا ہے

چونکہ حج کا زمانہ ہر سال موسم سرما سے قریب ہوتا جاتا ہے۔ اس لئے حجاز میں چا خالص یا دودھ ملا کر پینا مفید ہوگا۔ اگر اور کوئی چیز نہ ملے تو گرم پانی استعمال کرنا چاہیئے۔

فصلی بخار

یہ بیماری چونکہ مچھروں کی کثرت کی وجہ سے بہت عام ہے۔ اس لئے اس سے تحفظ کی خاص احتیاط کرنی چاہیئے۔ عازمان حج کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ حجاز میں جتنے دن رہیں برابر پانچ یا دس گرین کونین ہفتہ میں کم از کم دو تین بار استعمال کرتے رہیں۔ مچھردانیاں ضرور استعمال کرنی چاہئیں اور اگر یہ نہ مل سکیں تو ہاتھ منہ اور پیر پر آئیل دیسی یا آئیل سٹرونلا مل لینا چاہیئے جس سے مچھروں کے کاٹنے کا اثر نہیں ہوتا کھلے میدان میں رات کو سونا مناسب نہیں ہے۔ خاصکر جدہ میں شبنم کی وجہ سے بائی وغیرہ ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

سرد ہوائیں

جدہ میں اکثر سرد ہوائیں چلتی ہیں اور کمزور جثہ کے لوگوں اور بچوں کو ان سے محفوظ رہنے کے لئے مناسب لباس پہننا چاہیئے۔ اس معاملہ میں بے احتیاطی سے سخت بیماری کا اندیشہ ہے۔ علاوہ بریں چونکہ موسم سرما میں ہوگا۔ اس لئے احرام کا کپڑا موٹا اور گرم ہونا چاہیئے۔

گرد سے حفاظت

مکہ معظمہ اور منٰے وغیرہ میں گرد کی وجہ سے زکام، خراش اور کھانسی ہوجانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ عازمان حج کو مشورہ دیا جاتا ہے۔ وہ اپنی ناک اور حلق گرم پانی میں ذرا سا نمک ملا کر دھو لیا کریں روزانہ غسل بھی مفید ہے۔ لیکن موسم گرما میں نیم گرم پانی سے نہانا چاہیئے۔

گو حج کا زمانہ موسم سرما میں ہوگا۔ لیکن آفتاب کی شعاعوں میں اتنی تیزی ہوگی کہ دھوپ کی تڑپ لگ جائے۔ اس لئے عازمان حج کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ دھوپ میں باہر نکلتے وقت چھتری لے لیا کریں۔

نوٹ:۔ (۱) جدہ۔ مکہ معظمہ اور منٰے وغیرہ کے انگریزی اسپتالوں میں دوائیں اور ڈاکٹری مشورہ دن رات مفت ملیگا۔

(۲) چونکہ مقامی حکومت نے بلا لائسنس طبابت کی ممانعت کر دی ہے اس لئے جو عازمان حج ڈاکٹری جانتے ہیں۔ انہیں بلا سعودی حکومت کی اجازت حاصل کئے ہوئے دوران سفر حج میں نسخے وغیرہ مفت بھی نہ لکھنے چاہئیں۔ (۱۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

اسلامی کتب کا بہترین ذخیرہ
تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی و اردو وغیرہ
بیان القرآن
یعنی
اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن
خصوصیات
ہر بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے۔ قرآن کریم کو ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے۔ تشریح لغت مکمل طور پر دی گئی ہے۔ لغت کی مستند کتب مفردات امام راغب، لسان العرب، تاج العروس کی بنا پر ترجمہ و تفسیر کیا گیا ہے۔ پرانی تفاسیر کا خلاصہ معہ حوالجات دیئے گئے ہیں۔ ہر قسم کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ ہر سورت کا آپس میں تعلق واضح کیا گیا ہے۔ موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر ہے ۲۹×۲۲ سائز کے دو ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ اصل ہدیہ مکمل تفسیر ۲۵ روپے۔ رعایتی قیمت ۱۳ روپے
بیان القرآن کا مختصر ایڈیشن حمائل شریف مترجم کے نام سے شائع کیا گیا ہے
جس میں بہت مختصر نوٹ ہیں۔
فضل الباری حصہ اول
یعنی
اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری
خصوصیات
بخاری شریف کی کتابوں۔ بابوں اور مضامین کو اس طریق سے رکھا گیا ہے کہ حجم بہت کم ہو گیا ہے۔ ترجمہ بامحاورہ ہے۔ مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور احادیث کو اس کے ماتحت رکھا گیا ہے۔ ہر قسم کے اعتراضات کو دور کیا گیا ہے۔ مسائل میں مختلف راویوں میں سے جو معقول اور مدلل ہو اسے ترجیح دی گئی ہے۔ مکرر احادیث پر ترتیب وار نمبر دیئے گئے ہیں اور الفاظ کی پیشی کو نوٹوں میں واضح کیا گیا ہے۔ پہلی جلد ۲۹×۲۲ سائز کے ۵۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں قریباً پونے پارے صحیح بخاری کے کتاب الانبیاء تک آچکے ہیں
اصل قیمت جلد اول مجلد ۔ رعایتی قیمت
محصول ڈاک علاوہ
سیرت خیر البشر
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مفصل سوانح عمری جس میں خصوصیت سے آپ کے اخلاق فاضلہ پر محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے ہر قسم کے اعتراضات جو یورپین مصنفین نے کئے ہیں ان کا جواب دیا گیا ہے۔ قیمت مجلد غیر مجلد
تاریخ خلافت راشدہ
خلفائے راشدہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی کے حالات زندگی دیئے گئے ہیں اور واضح کیا گیا ہے کہ خلافت راشدہ کے چار مختلف زمانے مسلمانوں کو چار عظیم الشان سبق دیتے ہیں اور یورپین مورخین نے خلفاء راشدہ کی لڑائیوں پر جو اعتراضات کئے ہیں ان کا مفصل اور مدلل جواب دیا گیا ہے۔ چار الگ حصوں میں۔ قیمت مجلد بجلد
جمع قرآن
قرآن کریم کی جمع اور ترتیب کے متعلق تمام تاریخی واقعات اور غیر مسلمانوں کے قرآن کریم پر اعتراضات اور ان کا مفصل اور مدلل جواب دیا گیا ہے
قیمت مجلد بجلد ۱۲/
مقام حدیث
اہل قرآن گروہ کا مدلل اور فیصلہ کن جواب ہے۔ ضرورت حدیث، تنقید حدیث اور جمع حدیث پر مفصل بحث۔
قیمت مجلد بجلد
النبوت فی الاسلام
نبوت و رسالت محدثیت اور مجددیت پر بحث، اور ثابت کیا ہے کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی ہے
مجلد بجلد
مقدمۃ القرآن حصہ اول
اس میں ہستی باری تعالیٰ پر دلائل قرآنی کو چار قسم پر تقسیم کر کے کل آیات قرآن کو جمع کیا گیا ہے
قیمت ۶/
حقیقت المسیح
عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب از روئے قرآن کریم اور بائبل دیا گیا ہے۔
قیمت ۳/
تصنیفات مختلف مصنفین
انوار القرآن
پارہ عم کی ایمان افروز تفسیر
مؤلفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب
جن لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کا درس سنا ہے وہ ڈاکٹر صاحب کے معارف و حقائق قرآنی کو خوب جانتے ہیں۔ جملہ احباب کیلئے بیش بہا تحفہ ہے جسے ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے مخصوص دلنشیں و مدلل انداز میں لکھا ہے۔ بہترین کتابت دیدہ زیب، طباعت اعلیٰ، سفید ولایتی کاغذ، خوبصورت کپڑے کی جلد جس پر کتاب اور مصنف کا نام سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے بعض مقتدر احباب کے اصرار پر جناب ڈاکٹر صاحب نے اس کی قیمت میں تخفیف بھی کر دی ہے یعنی اس وقت یہ دیدہ زیب کتاب صرف ... میں ملتی ہے احباب آج ہی فرمائش بھیجدیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت
گولڈن ڈیڈز اوف اسلام
اسلامی تاریخ سے پانچ منتخب واقعات لئے گئے ہیں کتاب بہت دلچسپ اور لائبریریوں میں رکھنے اور طلبہ کیلئے نہایت موزوں ہے قیمت
انتخاب صحاح ستہ
مختلف مسائل اسلامیہ پر صحاح ستہ کی احادیث کا انتخاب
بجلد
کامران
مؤلفہ شیخ محمد دین جان بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ یہ ایک انگریزی تصنیف کا ترجمہ ہے اس میں زندگی کو کامیاب بنانے کے ذرائع درج ہیں۔ کی کتاب ہر خصوصاً نوجوانوں کے مطالعہ کے قابل ہے۔ قیمت
اردو ترجمہ یجر وید
یجر وید کے بیس ابتدائی ادھیاؤں کا اردو ترجمہ از مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی سنسکرت۔ قیمت
المسیح الدجال
حضرت مسیح علیہ السلام کی دوبارہ آمد اور یاجوج ماجوج کے متعلق احادیث کی تشریح
قیمت ۴/
| الروح | تناسخ | ولادت مسیح | رسالہ نماز | قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت | روزہ | حج | زکوٰۃ | اکرام الحق |
| ۳/ | ۳/ | ۴/ | ۸/ | ۳/ | ۴/ | ۶/ | ۳/ | ۱/ |
المشتہر منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور

تار کا پتہ: مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۸۲

قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ہ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہر نبی اور مامور کے وقت دو فرقے ایک سعید دوسرا شقی ہوتے ہیں

دیکھو! میں محض للہ مختصر طور پر چند باتیں سناتا ہوں میری طبیعت اچھی نہیں اور زیادہ باتوں کی حاجت نہیں کیونکہ وہ لوگ جنکو اللہ تعالیٰ نے نیک اور پاک فطرت عطا فرمائی ہے اور جن کی استعدادیں عمدہ ہیں وہ بہت باتوں کے محتاج نہیں ہوتے اور ایک اشارہ ہی سے اصل مقصد اور مطلب کو سمجھ لیتے ہیں اور بات کو پالیتے ہیں ہاں جو لوگ اچھی فطرت اور عمدہ استعداد نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور قدرت پر اعتقاد نہیں رکھتے بلکہ نفسانی ہی اغراض کی پیروی کرتے ہیں وہ ایسی پستی کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں کہ اگر سب انبیاء علیہم السلام اکٹھے ہو کر ایک ہی وعظ کے ممبر پر چڑھ کر نصیحت کریں انہیں تب بھی کچھ فائدہ نہ ہوگا یہی وہ سر ہے کہ ہر نبی اور مامور کے وقت دو فرقے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جس کا نام سعید رکھا ہے اور دوسرا وہ جو شقی کہلاتا ہے دونوں فرقے وعظ و نصیحت کے لحاظ سے یکساں طور پر انبیاء علیہم السلام کے سامنے تھے اور اس پاک گروہ نے کبھی کسی سے بخل نہیں کیا۔ پورے طور پر حق نصیحت ادا کیا۔ جیسے سعیدوں کیلئے ویسے ہی اشقیاء کیلئے مگر سعید قوم کان رکھتی تھی جس سے اس نے سنا۔ آنکھیں رکھتی تھی جس سے دیکھا دل رکھتی تھی جس سے سمجھا مگر اشقیاء کا گروہ ایک ایسی قوم تھی جس کے کان نہ تھے جو سنتی۔ اور نہ آنکھیں تھیں جس سے دیکھتی۔ نہ دل تھے جس سے سمجھتی۔ اس لئے وہ محروم رہی۔

مکہ معظمہ کی مٹی ایک ہی تھی جس سے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ابوجہل پیدا ہوئے۔ مکہ وہی مکہ ہے جہاں اب کروڑوں انسان ہر طبقہ اور ہر درجہ کے دنیا کے ہر حصہ سے جمع ہوتے ہیں اسی سرزمین سے یہ دونوں انسان پیدا ہوئے جن میں سے اول الذکر اپنی سعادت اور رشد کی وجہ سے ہدایت پاکر صدیقوں کا کمال پا گیا اور دوسرا شرارت، جہالت بیجا عداوت اور حق کی مخالفت میں شہرت یافتہ ہے۔

یاد رکھو کمال دو ہی قسم کے ہوتے ہیں ایک رحمانی اور دوسرا شیطانی۔ رحمانی کمال کے آدمی آسمان پر ایک شہرت اور عزت پاتے ہیں اسی طرح شیطانی کمال کے آدمی شیاطین کی ذریت میں شہرت رکھتے ہیں۔ (تقریر ۲۸ دسمبر ۱۹۰۰ء)

اخبار احمدیہ

—— وزیرآباد میں آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر آریوں سے مناظرہ کیلئے مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی اور مولوی احمد یار صاحب وزیرآباد تشریف لے گئے تھے لیکن آریہ سماج سے مناظرہ نہ ہوا۔ مولوی صاحب کے پہنچنے سے قبل ایک قادیانی دوست سے مناظرہ طے پا چکا تھا جنہوں نے خوبی سے مناظرہ کیا۔ مولانا عبدالحق صاحب کا ایک پبلک لیکچر زیر صدارت مولانا صدرالدین صاحب منعقد ہوا جس کا اہالیان وزیرآباد پر بہت عمدہ اثر ہوا۔ دوران جلسہ میں ایک احراری نے پبلک کو احمدیوں کے خلاف بھڑکانا چاہا لیکن اس کا یہ فعل اس کی اپنی ہی رسوائی کا باعث ہوا۔

—— سید اختر حسین صاحب حیدرآباد دکن سے چند روز ہوئے بعد روانہ واپس آگئے ہیں اور اب بالکل خیر و عافیت سے ہیں۔

—— ہمارے دوست ملک آر سلیمان صاحب بصرہ سے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے جس کا نام والدین نے سلیمان خالد تجویز کیا ہے۔ احباب بچہ کی درازی عمر اور نیک بختی کیلئے دعا فرمادیں۔

—— مقام مسرت ہے کہ ہمارے مکرم دوست میاں محمد اسحاق صاحب جنا ہر پاچسکے صاحبزادہ میاں محمد ایوب صاحب امسال ولایت میں آئی سی۔ ایس کے امتحان مقابلہ میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ ہم سب دوستوں کی طرف سے انکی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ملک و ملت کی بہترین خدمت کی توفیق بخشے۔

—— چوہدری فضل داد صاحب احمدی تحصیل میلسی ضلع ملتان اپنے مقصد میں کامیابی کے لئے احباب سے دعا کے خواستگار ہیں۔

—— ہمارے محترم بزرگ حکیم مرزا خدابخش صاحب کے صاحبزادہ مرزا عزیز الرحمٰن صاحب ایم۔ ایس۔ سی برلن میں بیمار ہیں۔ احباب کرام مرزا صاحب کیلئے دعا فرمادیں۔

—— آج شام کو ساڑھے سات بجے وائی۔ ایم۔ سی۔ اے ہال میں ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام ایک پبلک جلسہ ہوگا جس میں زیر صدارت ڈاکٹر نند لعل صاحب بیرسٹر ایٹ لاء مولانا محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر لائٹ مذہب سے بیزاری کے اسباب پر تقریر فرمائیں گے۔

مسجد شہید گنج اور جنگ سرحد (ہزارہ)

(از قلم جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ لاہور)

اب یہ بات پردۂ راز میں نہیں رہی۔ کہ سرحد ہزارہ پر جنگ اُن واقعات کی صدائے بازگشت ہے۔ جو گذشتہ مہینوں میں لاہور میں مسجد شہید گنج اور مزار حضرت شاہ کاکو کے انہدام اور دہلی دروازہ لاہور کے باہر مسلمانوں پر گولی برسائی جانے کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی حکومت سرحد نے ابتداً خیال کیا تھا کہ سرحد ہزارہ پر حملہ اُس کاوش کا نتیجہ ہے جو حضرت سید احمد بریلوی اور دیگر مسلم مجاہدین اور سکھوں کے درمیان ہوئی تھی۔ جیسا کہ حکومت سرحد نے اس تحریر میں جو شروع ستمبر میں شیا گلی سے شائع کی تھی ظاہر کیا ہے۔ مگر مابعد پنجاب گورنمنٹ نے ۵ ستمبر کو شملہ سے جو اعلان کیا۔ اُس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ سرحدی شورش لاہور ہی کے تازہ واقعات کا نتیجہ ہے۔

سرحدی ہندوؤں کی خاطر مسلمانوں کی قربانیاں

حالات حاضرہ سے بادی النظر میں تو واقعی یہ سمجھا جا سکتا تھا کہ سرحدی شورش وہاں کے ہندو مسلمانوں کی باہمی کشیدگی کا نتیجہ تھی جس حملہ کے نتیجے میں جو صواتی قبائل نے ٹبل پر کیا۔ یہ بات روز روشن کی طرح صاف ہے۔ کہ اس علاقہ میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلقات بہت خوشگوار اور برادرانہ ہیں۔ جیسے ہونے چاہئیں۔ اگرچہ حملہ سکھوں کے گوردوارہ پر تھا۔ اور اُس جذبے کے ماتحت ہوا تھا جو سکھوں کے ہاتھوں لاہور کی مسجد گرانے سے پیدا ہوا تھا۔ ہندوؤں اور سکھوں کی آبادی سرحد میں صرف پانچ فیصدی ہے۔ اگر سرحدی مسلمان چاہتے۔ تو ایک لحظہ میں سکھ اور ہندوؤں کا صفایا ہو جاتا خصوصاً جب قبائل سرحد اُن کی پشت پر ہوں۔ مگر ایسا نہیں ہوا مسلمان اپنے سکھ بھائیوں کے گوردوارہ کی حفاظت کیلئے کھڑے ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ گوردوارہ کی ایک اینٹ کو بھی کوئی ہاتھ نہ لگا سکا۔ ٹبل کی اس جنگ میں بارہ آدمی جو شہید ہوئے ان میں گیارہ مسلمان ہیں۔ صرف ایک ہندو۔ ان اعداد سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سرحد میں ہندو اور مسلمانوں کے تعلقات برادرانہ اور بیحد خوشگوار ہیں۔

دو ٹبل رئیسوں کی شہادت

ٹبل ضلع ہزارہ کا آخری سرحدی مقام ہے۔ جو خود مختار علاقہ سے ملحق ہے۔ اور باشندگان ٹبل دوسرے صواتیوں کی طرح یوسف زئی ہیں اور حملہ آوروں کے رشتہ دار ہونے کی وجہ سے اُن میں باہمی خون کا رشتہ ہے۔ باوجود اس قدر قرابت کے جو کہ اُن کے درمیان تھی حاجی محمد حسین خاں رئیس ٹبل معہ اپنے آدمیوں کے سکھوں کے گوردوارہ کی حفاظت کیلئے اُٹھ کھڑے ہوئے، حاجی صاحب موصوف جو ایک ضعیف العمر بزرگ تھے۔ اپنے بھتیجے محمد یعقوب خاں سمیت حملہ آوروں کے ہاتھوں اس لڑائی میں شہید ہو گئے۔ مگر حملہ آوروں کے کئی آدمی گرفتار کر کے انگریزوں کے حوالے کر دئے۔ اُن کا یہ فعل زندہ کارنامہ تھا یہ امر مسلمہ ہے کہ اُن کے ساتھ انگریزی امداد نہ تھی۔

سرحدی ہندو اور سکھ

سرحدی مسلمان خاص کر آزاد قبائل ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ کسی قسم کی غیریت نہیں رکھتے۔ بلکہ ہندو اور سکھوں کو اپنے ہمسائے سمجھتے ہیں۔ مجھے پچیس سال سے زائد کا اس علاقہ کا تجربہ ہے۔ اُس کی بنا پر میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں، کہ وہ بھائیوں کی طرح رہتے ہیں مسلمان ایک بہادر قوم اور فیاض گروہ ہے۔ اور اُنہوں نے کبھی اپنی ہمسایہ اقلیت کو ایذا دینے کا خیال نہیں کیا۔ بلکہ وہ ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ اسلامی مساوات کا سلوک کرتے ہیں۔ اور مسلم و غیر مسلم کی کوئی تمیز نہیں کرتے۔ میں سردار محمد زمان خاں والئی ریاست امب کے ہاں مہمان رہا ہوں۔ اور مجھے مرحوم ملک غلام احمد خاں رئیس چورا کے ساتھ بھی آفریدی علاقہ میں رہنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اور تنگی تک جو تیراہ کی سطح مرتفع کے نیچے ہے گیا ہوں۔ اس طرح مجھے سرحدی قبائل کے حالات مطالعہ کرنے کا کافی موقع ملا ہے۔ میں اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہنے کا حق رکھتا ہوں۔ کہ وہاں ہندو مسلمانوں کے تعلقات نہایت ہی دوستانہ ہیں۔ خود مختار علاقہ میں اِن تعلقات کے خوشگوار ہونے کی حالت یہ ہے۔ کہ تن تنہا غیر مسلح ہندو یا سکھ اُن بستیوں میں بے خوف و خطر تجارت کرتے پھرتے ہیں۔ اور کسی کی مجال نہیں جو اُن کی طرف انگلی بھی اُٹھا سکے۔ رئیس علاقہ ہمیشہ اپنے ہندو دکانداروں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور ہندوؤں کے ہاتھ میں وہاں کی کل تجارت ہے۔ اِن رؤسا میں بعض اوقات باہمی جنگ و جدال ہو جاتی ہے۔ اور بعض مرتبہ اس جنگ و جدال کی تہ میں کسی ہندو یا سکھ کی حمایت ہوتی ہے۔

سرحدی ہندو اور مسجد شہید گنج

چونکہ سرحدی مسلمانوں کا سلوک سکھوں اور ہندوؤں کے ساتھ نہایت فیاضانہ ہے۔ اس لئے لاہور کی مسجد گرانے کے مذموم فعل کو سرحدی سکھوں نے بہت بُرا منایا ہے۔ اُن کو سرحدی مسلمانوں کے ہاتھوں نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوا کیونکہ اُن کے پنجابی بھائیوں نے مسلمانوں کے قلوب کو مجروح کیا ہے۔ اور یہ بھی امر واقعہ ہے کہ سرحدی علاقہ کے سکھوں نے پنجاب کے سکھوں کے نام اخبارات میں ایک اپیل شائع کی کہ وہ مسجد مسلمانوں کو واپس دیدیں۔

تاریخ سرحد کا ایک ورق

یہ قیاس کر لینا غلطی ہے۔ کہ اس حصہ سرحد کے مسلمانوں میں وہ شجاعت نہیں جو مہمند، آفریدی اور وزیری قبائل کا طرۂ امتیاز ہے حقیقت تو یہ ہے۔ کہ یہ لوگ اپنے دیگر پٹھان قبیلوں سے بھی بڑھ چڑھ کر مذہبی جوش رکھتے ہیں۔ سرحد میں یہی لوگ ہیں جنہوں نے سکھوں اور انگریزوں کا متعدد بار مقابلہ کیا۔ سکھوں کی حکومت اور انگریزوں کی اوائل عملداری میں اِن ہی لوگوں نے ہندوستانی مہاجرین کو پناہ دی تھی۔ اس وقت بھی مہاجرین کی ایک بستی یوسف زئی خود مختار علاقہ میں اور دوسری مہمند علاقہ میں بمقام چمرقند موجود ہے اس سرحد پر انگریزوں کو جو پہلی لڑائی لڑنی پڑی۔ وہ یوسف زئی قبائل کے ہی خلاف تھی۔ اور خود مختار علاقہ کے مقام ستانہ پر (جو سندھ کے کنارے واقع ہے) ۱۸۵۸ء میں ہوئی۔ پھر ۱۸۶۳ء میں ایک دوسری لڑائی بمقام امبیلہ ہوئی جو یوسف زئی قبائل کا مرکز ہے۔ ۱۸۹۵ء میں جب ملاکنڈ پر قبضہ کیا گیا اُس وقت یوسف زئی اور صواتی اقوام سے انگریزوں کی ایک اور جنگ ہوئی۔ ۱۸۹۷ء میں سوات اور بنیر پر لڑائیاں ہوئیں۔ یہ وہ وقت تھا جب ملا ہاڈی نے مہمندوں کو انگریزوں کے خلاف اُکسایا اور شب قدر کے مقام پر لڑائی ہوئی۔ یہ لڑائی بہت اہم تھی۔ اس میں آفریدی مہمند وزیری سب قبائل شامل تھے یعنی تمام سرحد کے خلاف انگریزوں کا مقابلہ تھا۔ اس کے بعد انگریزوں کی چھوٹی چھوٹی لڑائیاں اکثر ہوتی رہی ہیں۔

۱۸۹۷ء کے بعد ہزارہ سرحد قریباً خاموش رہی ہے۔ میری رائے میں اس امن کی وجہ بہت حد تک نواب والئی ریاست امب کا اثر ہے اور اُس کے بعد والئی سوات کا۔

سکھوں کے لئے لمحۂ فکریہ

سکھ لیڈروں اور عوام کو اب غور کرنا چاہیئے۔ کہ مسجد شہید گنج کو گرا کر سکھوں نے حاصل کیا کیا۔ اور کیا کچھ کھویا؟ یہ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ مسجد کو گرا کر انہوں نے ایک قطعہ اراضی کو حاصل کر لیا جس پر وہ گوردوارہ بنانا چاہتے ہیں۔ مگر اُنہوں نے افغانستان سے لیکر رنگون اور راس کماری تک کے تمام مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو زخمی کیا ہے۔ جیسا کہ اس بے مثال مظاہرہ سے جو ۳۰ ستمبر کو طول و عرض ہند میں کیا گیا ظاہر ہے۔ گوردوارہ وہ کسی دوسری جگہ بھی بنا سکتے تھے۔ اور اس طرح ملک بھر کے مسلمانوں کے دل زخمی کرنے کے جرم سے بچ سکتے تھے، اس کے علاوہ مسلمانوں ہندوؤں اور سکھوں کے درمیان بدقسمتی سے نااتفاقی کی خلیج زیادہ وسیع ہو گئی ہے۔ اور اگر مسلمانوں کی جائز شکایت کے رفع کرنے کی کوئی تدبیر نہ کی گئی۔ تو یہ خلیج دو بڑی قوموں کے درمیان اور بھی بڑھ جائیگی۔ اور جدید اصلاحات کے ماتحت ملک کے جسقدر ترقی کرنے کی امید ہے اُس کے راستے میں بھی شدید رکاوٹ پیدا ہو جائیگی۔

قاضی کی عدالت یا مسجد

سکھوں کے فعل کو جائز قرار دینے کے لئے گوردوارہ پربندھک کمیٹی کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے۔ کہ عمارت مسجد نہ تھی۔ بلکہ قاضی کی عدالت تھی، اور اُس کے نیچے سکھ مقتولین کی ہڈیاں مدفون تھیں۔ اس واسطے سکھ قوم اُس کو گرا کر اُس جگہ پر قبضہ کرنے میں حق بجانب ہے۔ اس قسم کی توجیہہ کو اصل واقعہ سے بعد المشرقین ہے۔ یہ دلیل اسلامی اصولوں اور احترام مساجد و معابد کی ناواقفیت کی بنا پر ہے۔ ۸ جولائی تک عمارت مسجد تھی۔ اور ہر ایک شخص کو جسے کبھی بھی مسلمانوں کی عبادت گاہ دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ وہ سوائے مسجد کے اس کو اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مسجد کے گرائے جانے کے بعد بھی محراب (جہاں امام کھڑا ہو کر نماز پڑھاتا ہے) کا بنیادی نشان موجود تھا جب سکھوں نے چاردیواری بنانی شروع کی۔ تو محراب کو بنیاد سے ہٹا دیا گیا بالفاظ دیگر مسجد کا یہ آخری ثبوت آج سے چند یوم قبل تک موجود تھا "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کا نامہ نگار مستند تواریخ کے حوالوں سے بیان کر چکا ہے کہ قاضی کی عدالت فوارے کے چوک میں تھی اور چوک مسجد میں نہیں تھا۔ بلکہ مسجد کی مشرقی جانب تھا۔ اور سکھ جو لوٹ مار کے جرم میں ماخوذ تھے ہندو وزیر کے حکم سے مارے گئے تھے۔ یہاں یہ ذکر کر دینا ضروری ہے۔ کہ اس واقعہ سے قریباً دو صدیاں قبل مسجد موجود تھی۔ اور یہ قیاس کر لینا کہ مسجد مقتول سکھوں کی ہڈیوں پر بنی تھی۔ ایک فاش تاریخی غلطی ہے۔ اگر صحن مسجد میں قاضی عدالت کرتے بھی ہوں۔ تو ہر شخص جانتا ہے۔ کہ اسلامی تعلیم کے تحت مسجد میں اس قسم کے افعال قتل وغیرہ کی سخت ممانعت ہے۔ مسجد اللہ تعالیٰ کی عبادت کا مقام ہے۔ اور کوئی مسلمان کسی حالت میں بھی اس بات کو گوارا نہیں کر سکتا۔ کہ مسجد کا پاک فرش کسی قسم کے خون سے آلودہ کیا جائے۔ اِن واقعات کی موجودگی میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ مسجد شہید گنج فی الواقعہ مسجد تھی اس لئے مناسب ہوگا کہ سکھ خود بخود مسجد کی جگہ مسلمانوں کے حوالے کر دیں۔

گورنمنٹ کا فرض

ہر مہذب حکومت کا فرض ہوتا ہے۔ کہ رعایا میں امن و صلح قائم رکھے مسجد شہید گنج کے انہدام نے ملک بھر کے امن کو بہت حد تک خراب کر دیا ہے مسلمانوں کے ساتھ ہندو اور سکھوں کے تعلقات نہایت کشیدہ ہو گئے ہیں۔ اور دن بدن بد سے بدتر ہو رہے ہیں۔

(باقی صفحہ ۔۔۔ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۳ | یوم شنبہ ۱۹ رجب ۱۳۵۴ ہجری | نمبر ۶۷

حضرت مسیح موعودؑ کے کلام میں تناقض کا الزام

مخالفین سلسلہ اور قادیانی حضرات ایک ہی صف میں

احرار کے ترجمان "مجاہد" نے اپنی ایک اشاعت میں منشی عبداللہ صاحب معمار امرتسری کا ایک مضمون بعنوان "خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم" شائع کرکے یہ ثابت کرنے کی سعی کی کہ حضرت مسیح موعودؑ کے کلام میں تناقض ہے۔ "الفضل" مورخہ ۱۰ اکتوبر میں اس کا جواب شائع ہوا ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ "مجاہد" کا اعتراض بے بنیاد ہے اور مسیح موعودؑ کی پیش کردہ تحریروں میں تناقض نہیں۔ ہمارا اپنا بھی ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام تناقض و تخالف سے پاک ہے بلکہ ہر راستباز مامور کا کلام ہمیشہ تناقض سے خالی ہوتا ہے لیکن اس سلسلہ میں ہمیں اپنے قادیانی دوستوں کی خدمت میں ایک دو باتیں عرض کرنا ہے۔

مخالف کے اعتراض کے جواب میں تو آپ نے کہدیا کہ مسیح موعودؑ کے کلام میں تناقض نہیں لیکن عملاً آپ خود بھی اسی بات کے قائل ہیں کہ حضرت اقدس کے کلام میں تخالف تھا یعنی ایک وقت آپ نبوت کا مفہوم کچھ اور سمجھتے رہے اور بعد میں اس سے بالکل مختلف خیال کا اظہار کیا۔ تمام قادیانی دوست اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے وفات سے چند سال قبل اپنے عقیدہ دربارہ نبوت میں تبدیلی کی تھی اور آپ کی بعض تحریروں نے پہلی تحریروں کو منسوخ کر دیا۔ اب یہ نہایت ہی صاف اور سیدھی بات ہے کہ ناسخ اور منسوخ ہمیشہ آپس میں متناقض ہوتے ہیں ورنہ نسخ کی کوئی وجہ نہیں۔ منسوخ شدہ تحریر منسوخ کرنے والی تحریر سے ہمیشہ مخالف ہوگی جس سے بالبداہت تناقض لازم آتا ہے

افسوس ہے اس وقت ہمارے مخالفین اور قادیانی حضرات ایک ہی صف میں کھڑے نظر آتے ہیں اور یکساں طور پر حضرت مسیح موعودؑ کی طرف غلط باتیں منسوب کرنے میں شریک ہیں صرف نیت اور طریق عمل کا فرق ہے۔ مخالفین بدنیتی اور عناد کی وجہ سے غلط اتہامات باندھتے اور آپ پر افترا کرتے ہیں لیکن قادیانی دوست فرط محبت اور جوش عقیدت سے بیجا باتیں منسوب کرتے ہیں۔ دونوں فریق حضرت اقدس کو مدعی نبوت قرار دیتے ہیں اور آپ کے کلام میں تناقض کے قائل ہیں۔ معاندین تو آپ کی طرف تناقض منسوب کرکے آپ کو معاذاللہ مراقی اور مجنوں قرار دیتے ہیں اور متبعین اس کو خدا کی طرف سے سمجھتے ہیں اور ناسخ منسوخ کہکر اپنی تسلی کر لیتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے کلام میں کوئی تضاد و اختلاف نہیں۔ آپ آخر وقت تک یہی فرماتے رہے کہ ان کا نام ظلی اور مجازی طریق پر نبی رکھا گیا ہے فی الحقیقت وہ نبی نہیں ہیں۔

عجیب بات ہے کہ آدمی کو ایک غلط بات ثابت کرنے کیلئے خود بھی کئی غلط باتیں کہنی پڑتی ہیں اور ایک خلاف حقیقت امر کی تائید میں ایسے دلائل پیش کیے جاتے ہیں جو خود ایک دوسرے سے متناقض ہوں۔ چنانچہ ہمیں ایسا ہی نظر آتا ہے کہ قادیانی بزرگ حضرت مسیح موعودؑ کے دعوےٰ نبوت کی تائید میں جو دلائل دیتے ہیں اور تبدیلی عقیدہ کا جھوٹ آپ کی طرف منسوب کرنے میں جو حوالہ جات پیش کرتے ہیں وہ بالکل ایک دوسرے سے متضاد ہیں۔ سب سے پہلے جناب میاں صاحب نے "القول الفصل" میں فرمایا:-

"۱۹۰۲ء سے پہلے کی کسی تحریر سے حجت پکڑنا بالکل جائز نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ "تریاق القلوب" میں جو آپ نے اپنا عقیدہ نبوت کے متعلق لکھا ہے بعد کی وحی نے اس سے آپ کو بدلا دیا۔"

(القول الفصل ص ۲۴)

پھر "حقیقۃ النبوت" میں آپ فرماتے ہیں:-

"چونکہ ایک غلطی کا ازالہ ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا ہے جس میں آپ نے اپنی نبوت کا اعلان بڑے زور سے کیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے اور ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور پر حد فاصل ہے۔"

(حقیقۃ النبوت ص ۱۲۱)

پھر آج سے چند ماہ قبل ایک مرید کے استفسار پر کہ حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ نبوت کی تاریخ کونسی ہے آپ نے ۱۹۰۲ء اور [illegible] کی بجائے [illegible] قرار دیا ہے حالانکہ پہلے آپ اسے برزخ قرار دے چکے ہیں اور اس جگہ ایک غلطی کے ازالہ کی بجائے "اربعین" کو بنائے دعویٰ قرار دیا ہے۔ لیکن سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں حلفی شہادت دیتے ہوئے آپ نے فرمایا ہے:-

"حضرت صاحب نے دعویٰ نبوت ۱۸۹۰ء کے آخر میں یا ۱۸۹۱ء کے شروع میں کیا۔"

(الفضل ۳۰ مارچ ۳۵ء)

اب غور فرمائیے یہ چاروں باتیں ایک دوسرے سے متناقض ہیں یا نہیں؟ ان میں سے بہرصورت تین ضرور غلط ہیں صرف ایک ہی بات صحیح ہو سکتی ہے۔ معلوم نہیں ہمارے قادیانی دوست اس تناقض کو محسوس کرتے ہیں یا نہیں؟ اگر وہ ٹھنڈے دل سے اس پر غور کریں تو انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو جائیگا۔ ان کے دلائل کا روز روز بدلتے رہنا اور کسی بات پر قرار نہ پکڑنا اس بات کی دلیل ہے کہ جس چیز کو وہ پیش کرتے ہیں وہ صحیح نہیں۔ کاش ہمارے بھائی واقعات پر غور فرمائیں۔

کسی کے کلام میں تناقض دکھانا کوئی مشکل امر نہیں۔ لوگوں نے قرآن مجید جیسی کامل و مکمل کتاب پر بھی تناقض کا الزام لگایا ہے۔ بدقسمتی سے بعض مسلمان بھی قرآن میں ناسخ منسوخ کے قائل ہیں اور گویا قرآن میں تناقض ہونا تسلیم کرتے ہیں اور اس غلط فہمی کی وجہ محض یہی ہے کہ وہ دو مختلف عبارتوں میں تطبیق نہیں دے سکتے۔ اس قسم کی غلط فہمیوں سے بچنے کے لئے ہمیں ایک [illegible] اصول بھی سکھایا گیا ہے لیکن عموماً اس اصول کو فراموش کر دیا جاتا ہے۔ کلام ہمیشہ دو قسم کا ہوتا ہے محکم اور متشابہ۔ ہم جب کبھی متشابہ کو محکم کے مقابل پر رکھینگے ہمیں کلام میں تناقض نظر آئیگا لیکن جب متشابہ کو محکم کے ماتحت کرینگے تو بات واضح ہو جائیگی اور کوئی تضاد معلوم نہ ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام میں بھی محکم اور متشابہ دونوں قسم کی عبارات موجود ہیں۔ ہمیں بار بار ان کی تحریروں میں لفظ نبی اور رسول لکھا نظر آئیگا اور آپ نے بارہا اس لفظ کو اپنے لئے استعمال کیا جو بادی النظر میں نبوت کا دعویٰ معلوم ہوتا ہے لیکن آپ نے اس کے لئے ہمیں ایک محکم اصول بتا دیا جس کو ہم اگر پیش نظر رکھیں تو ہمیں کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی اور وہ آپ کا یہ ارشاد ہے:- سمیت نبیاً من اللہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ۔ اس [illegible] بات کو اگر مد نظر میں لیا جائے تو نہ ناسخ منسوخ ثابت کرنے کی ضرورت پڑتی ہے اور نہ ۱۹۰۲ء ۱۹۰۱ء اور ۱۹۰۰ء کی اینچا کھینچی اور تبدیلی دعویٰ کے اثبات کی حاجت رہتی ہے۔

ہم اپنے قادیانی دوستوں کی خدمت میں مکرر درخواست کریں گے کہ وہ اپنے عقائد پر نظرثانی کریں اور غور کریں کہ کیا آج فرط محبت سے وہ خود بھی مسیح موعود علیہ السلام کی طرف وہی بات منسوب نہیں کر رہے جو معاندین سلسلہ بغض و عداوت یا جہالت سے حضور کیطرف منسوب کرتے ہیں؟

احسانؔ کا دیوان عالی

روزنامہ "احسان" بار بار اسی بات پر اصرار کرتا ہے کہ احمدیوں کو اپنے اسلام کے ثبوت کیلئے "علمائے کرام کے دیوان عالی" میں اپنا مقدمہ پیش کرنا چاہیئے۔ اس کے جواب میں عرض کیا گیا تھا کہ جب خدا اور خدا کے رسول نے صاف الفاظ میں اسلام کا معیار مقرر کر دیا ہے تو علمائے کرام کو "دیوان عالی" کے انعقاد کی تکلیف دینا بے معنی ہے۔ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ نے گذشتہ خطبہ میں بالوضاحت اس مسئلہ پر روشنی ڈالی تھی اور قرآن مجید و احادیث نبوی سے ثابت کیا تھا کہ احمدیوں کے مسلمان ہونے کا یہ کافی ثبوت ہے کہ وہ اسلامی نماز ادا کرتے ہیں اسلامی قبلہ کی طرف منہ کرتے ہیں اور مسلمانوں کا ذبیحہ کھاتے ہیں۔

"احسان" سے اس حدیث کا کوئی جواب تو بن نہیں آیا لیکن اس کے باوجود وہ دیوان کے انعقاد پر زور دے رہا ہے۔ چنانچہ ۱۰ اکتوبر کی اشاعت میں ارشاد ہوتا ہے:-

"ہم ان مرزائی قسم کے لوگوں سے بالعموم اور میاں محمد علی سے بالخصوص یہ کہنے کے خواہاں ہیں کہ اگر علمائے اسلام کے دیوان عالی کے سامنے قادیانیوں اور مرزائیوں کے عقائد پیش کرنے کا وقت آیا تو وہ دیوان عالی میاں صاحب کی بیان کردہ حدیث اور دیگر نصائص و ارشادات کی روشنی میں تمام امور کا فیصلہ کرے گا۔"

ہمیں ان مدعیان اسلام کی عقل پر حیرت ہوتی ہے جو صریحاً قرآن مجید

کے احکام کو ٹھکراتے ہیں۔ قرآن نے اللہ اور اس کے رسول اور اولی الامر کی اطاعت کا حکم دیا ہے لیکن تنازعہ کی صورت میں صرف خدا اور رسول حَکم ہیں۔ فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول۔ یہاں علماء یا اولی الامر کی بھی نہیں سنی جاتی صرف خدا اور خدا کے رسول کا فیصلہ ناطق ہوگا۔ خدا کا حکم صاف موجود ہے کہ جو تم پر سلام بھیجے اس کو یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں اور رسول کا فیصلہ صاف موجود ہے کہ جو مسلمانوں کی نماز پڑھے ہمارے قبلہ کی طرف رخ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے۔ اس کے باوجود بار بار دیوان عالی کی رٹ لگانا کیا خدا اور رسول کے احکام کی توہین نہیں؟ کیا یہ صاف طور پر یہود کی تقلید نہیں جنہوں نے اپنے احبار و رہبان کو خدا کا شریک بنا لیا تھا؟ آج مسلمان کہلانے والے بھی علمائے اسلام کو خدا اور اس کے رسول کا شریک بنا رہے ہیں۔

علاوہ ازیں اگر احمدی دیوان عالی میں پیش بھی ہو جائیں تو وہ کن علماء کا دیوان ہوگا جو خود ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں؟ کیا ہم کافروں کے سامنے اپنے اسلام کا مقدمہ پیش کریں؟ احسان کو اگر اس دیوان کے انعقاد کا بہت شوق ہے تو اسے چاہئیے کہ پہلے ایک دیوان منعقد کر کے ان علماء کے کافرانہ فتاویٰ میں ختم کرے اور ایک دوسرے کے کفر کو منسوخ کرائے جب یہ علماء ایک دوسرے کی تکفیر سے دستبردار ہو کر سب کے سب مسلمان ہو جائیں گے تو پھر ہم ان مسلمان علماء کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کر دیں گے۔

ڈاکٹر امبیدکر کا آوازۂ حق

چند روز ہوئے احاطہ بمبئی کی اچھوت کانفرنس میں مشہور ہریجن لیڈر ڈاکٹر امبیدکر کے ایماء سے متفقہ طور پر یہ قرارداد منظور ہوئی ہے کہ اچھوت ہندو مذہب کو بالکل ترک کر دیں اور وہ مذہب اختیار کریں جو انہیں اپنے دیگر پیروؤں کے مساوی درجہ عطا کرے۔ ڈاکٹر موصوف نے حاضرین جلسہ کے سامنے جن کی تعداد دس ہزار سے متجاوز تھی تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"ہم آج تک اپنی مساعی میں ناکام رہے ہیں اور ہندوؤں کے دلوں کی حالت کو نہیں بدل سکے۔ اب اپنی کوشش وقت اور روپے کو اس ناروا سلوک کی تلافی کے لئے اور ہندوؤں کے ساتھ مل کر کام کرنے میں خرچ کرنا بے سود ہے۔۔۔۔ ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ہماری مشکلات کا اعلیٰ اور واحد حل یہی ہے کہ ہم ہندو مذہب کو بالکل ترک کر دیں۔۔۔۔ اب ہمیں اپنی کمزوریوں کو دور کرنا چاہیئے۔ یہ میری بدقسمتی ہے کہ میں اچھوت کا دھبہ لیکر پیدا ہوا۔ مگر اس میں میرا قصور نہ تھا لیکن میں ہندو نہیں مروں گا کیونکہ یہ میری طاقت میں ہے"۔

اس کے ساتھ ہی معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان کی اچھوت اقوام کی مرکزی مجلس کے سکرٹری مسٹر راج بھائی نے ایک اخباری ملاقات میں کہا کہ۔

"میں ڈاکٹر امبیدکر کے نقطہ نگاہ سے حیران نہیں کیونکہ ان کا یہ بیان سابق واقعات پر مبنی ہے۔۔۔۔ ڈاکٹر صاحب نے اس امر کا اعلان نہیں کیا کہ وہ کس مذہب کو قبول کریں گے البتہ ڈاکٹر صاحب نے پہلے ہی اپنی چند ایک تقریروں میں اسلام کی تعریف کی ہے اور اس کے متعلق اپنا رجحان ظاہر کیا ہے"۔

اچھوت کانفرنس کا متفقہ فیصلہ، ڈاکٹر امبیدکر کی پرجوش ومدلل تقریر اور پختہ عزم اور مسٹر راج بھائی کے مندرجہ بالا اقتباس نے ہندو حلقوں میں تشویش اور غم وغصہ کا زبردست طوفان برپا کر دیا ہے۔ اچھوتوں کی علیحدگی کے خیال سے ان کو اپنا سیاسی مستقبل تاریک نظر آ رہا ہے حتیٰ کہ گاندھی جی بھی خاموش نہیں رہ سکے انہوں نے ڈاکٹر امبیدکر کی تقریر وعزم کے متعلق تمارفانہ انداز میں ایک بیان دیا ہے جس میں وہ کوشش کے باوجود اپنی تشویش کو نہیں چھپا سکے۔ اس بیان کا ڈاکٹر موصوف نے نہایت مدلل جواب دیا ہے انشاء اللہ ان چیزوں پر آئندہ اشاعت میں تبصرہ کیا جائیگا فی الحال ہمیں مختصر طور پر یہ عرض کرنا ہے کہ اچھوت اقوام کا احساس خودداری اور جذبہ اصلاح وترقی ان کو اسلام کے قریب لا رہا ہے لیکن بدقسمتی سے مسلمانوں کا احساس دینی اور جذبہ اشاعت اسلام محو خواب ہے۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے جو محتاج دلائل نہیں کہ اچھوتوں کی مشکلات کا واحد حل اسلام ہے اگر صحیح طریق پر ان مظلوم انسانوں تک پیغام اسلام پہنچایا جائے تو وہ یقیناً دین فطرت کی آغوش اخوت ومساوات میں آجائیں گے۔ کاش مسلمان اس بات کو سنیں اور سمجھیں۔

---

۲۳ راکتوبر ۱۹۳۵ء سے

پیغام صلح

کی ضخامت میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ آئندہ اخبار آٹھ کی بجائے

بارہ صفحات

پر شائع ہوا کرے گا۔

(منیجر "پیغام صلح")

کھلا چیلنج منظور

(از مولوی عمر الدین صاحب)

مجاہد مجریہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۵ء کے صفحہ ۲ پر مندرجہ ذیل کھلا چیلنج اس عاجز کے نام شائع ہوا ہے۔

"کھلا چیلنج"

"بنام مولوی عمر الدین مرزائی شملوی مشنری مبلغ جماعت احمدیہ لاہوری"

"اگر آپ"

یہ ثابت کر دیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی از روئے قرآن کریم وعقائد اسلام مسلمان تھے اور اس کا خاتمہ اسلام پر ہوا تو میں مبلغ پچیس روپے آپ کو نقد انعام پیش کر دوں گا اور اگر آپ اس ثبوت میں ناکام رہے تو آپ کو اپنے عقائد مرزائیہ سے تائب ہونا پڑیگا"

"المشتہر سید مہربان علی میرٹھی تاجر کتب ڈیرہ دون"

یہ کھلا چیلنج سید مہربان علی صاحب نے بذریعہ رجسٹری بھی مجھے بھیجا۔ لیکن افسوس ہے کہ میری عدم موجودگی کی وجہ سے رجسٹری واپس چلی گئی اب مجھے آج ایک دوست نے اخبار مذکور دیا اور کہا کہ یہ چیلنج ہے اور ساتھ ہی رجسٹری شدہ چٹھی کی نقل بھی شائع ہو گئی ہے جو حسب ذیل ہے۔

"مولوی عمر الدین صاحب مرزائی۔۔۔۔ آپ کو معلوم ہو کہ ہم ایک شائع شدہ چیلنج آپ کے پاس آپ کی آگاہی کے لئے روانہ کر رہے ہیں۔ اگر کچھ ہمت ہے تو جواب باصواب دیجئے۔ اور نہیں تو ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہونگے کہ آپ تحقیق حق نہیں چاہتے بلکہ لکیر کے فقیر ہی رہنا پسند کرتے ہیں"۔

آپ کا مخلص:۔ سید مہربان علی تاجر کتب ڈیرہ دون"

میں اپنے مخلص سید مہربان علی صاحب کا چیلنج منظور کرتا ہوں اگرچہ سید صاحب سے مجھے ذاتی تعارف نہیں لیکن یہ خیال کر کے کہ سید صاحب اپنے پلے سے مبلغ پچیس روپے خرچ کر کے بھی حضرت مسیح موعود کے اسلام کا ثبوت لینا چاہتے ہیں۔ تو مجھے چاہیئے کہ میں ضرور ان کی مدد کروں سو سید صاحب ڈیرہ دون میں ایک باقاعدہ جلسہ کا انتظام کریں جس میں میں پہلے روز تحریراً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقائد پیش کر دونگا اور یہ تحریر پبلک میں باواز بلند پڑھ کر سنائی جائے گی۔ اس کے بعد سید صاحب یا ان کا کوئی نمائندہ میرے پیش کردہ عقائد پر بحث کر کے ثابت کرے کہ وہ عقائد خلاف اسلام ہیں اور میں ان کی جرح کا جواب دونگا۔ سید صاحب پھر جواب الجواب دیں اور آخر میں خاکسار بحیثیت مدعی آخری تقریر کرے گا اور پہلے دن کی بحث ختم ہو جائے گی۔ یہ تمام بحث ساتھ ساتھ قلمبند کرنے کا انتظام لازمی ہوگا۔

دوسرے دن حضرت مسیح موعود کے جن عقائد کو سید صاحب خلاف اسلام سمجھتے ہوں لکھ کر وقت مقررہ کے اندر سنا دیں اور پہلے روز کی طرح جواب اور جواب الجواب کے بعد سید صاحب کی تقریر پر بحث ختم ہو جائے گی اور پبلک خود فیصلہ کرے گی کہ حق کدھر ہے

انعام

سید صاحب کے مبلغ پچیس روپے کے بالمقابل میں سید صاحب کو مبلغ پچاس روپے انعام دونگا۔ اگر سید صاحب یہ ثابت کر سکیں کہ حضرت مسیح موعود مسلمان نہیں اور اگر وہ ثابت کر دیں کہ حضرت مرزا صاحب مسلمان نہیں ہیں تو بلا شبہ میں تسلیم کرونگا کہ حضرت اقدس مسیح موعود نہیں ہیں اور میرا ایسا مان لینا ہی عقائد احمدیہ سے توبہ ہے۔ لیکن اگر سید صاحب اپنے مدعا کے ثبوت میں ناکام رہیں اور میں حضرت مسیح موعود کے عقائد کا صحیح ہونا ثابت کر دوں تو چاہیئے کہ سید صاحب بھی حق کو قبول کر لیں کیونکہ

جب کھل گئی سچائی تب اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہ ہدیٰ یہی ہے

مگر یہ سچائی کا کھل جانا کسی ثالث کے فیصلہ کی بنا پر نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر کوئی ثالث یہ کہدے کہ واقعی حضرت مرزا صاحب کے عقائد درست ہیں اور وہ عین اسلام ہیں اور سید صاحب کا دل اس فیصلہ کو غلط قرار دے تو یہ ظلم ہوگا کہ ہم سید صاحب سے ان کے دل کیخلاف اقرار کروائیں کیونکہ ایسا کروانا تو جبر واکراہ کے برابر ہے اور خدا کا حکم ہے۔ لا اکراہ فی الدین۔ پس تبدیلی عقیدہ ثالثوں کے فیصلہ پر نہیں ہو سکتی بلکہ وہ دل کے مان لینے پر موقوف ہے۔

رہا انعامی رقم کا فیصلہ یہ بیشک ثالثوں کے فیصلہ کے مطابق کیا جا سکتا ہے۔ مگر ثالث صاحبان بالکل غیر جانبدار ہونے چاہئیں اور ان کو فیصلہ حلفاً موکد بعذاب کرنا ہوگا۔ اور ثالث کم از کم تین ہوں گے اور ان کو فیصلہ مدلل طور پر تحریراً دینا ہوگا اور اس طرح جو فیصلہ وہ کثرت رائے سے یا اتفاق رائے سے دیں اس کے مطابق غالب کو انعام دیدیا جائیگا اور یہ انعام کا روپیہ مباحثہ سے پہلے ثالثوں کے سپرد کر دیا جائے گا۔

انعامی رقم کا مصرف

سید صاحب نے جو رقم انعام مقرر کی ہے وہ مجھے تو درکار نہیں ہے اس لئے میں تو ان کے پچیس روپے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

(باقی پھر سہی)

اسلام اور گوشت خوری

ویدک دھرم عالمگیر مذہب نہیں ہے

(از جناب محبوب عالم صاحب چیمہ)

"ان طبقات میں جن کے گرد و نواح کا سمندر منجمد رہتا ہے گوشت بکثرت استعمال کیا جاتا ہے۔ اور رینڈیر، سیل اور جنگلی پرندوں کا گوشت یہاں کے باشندوں کا دارومدار ہے کیونکہ سبزی بہت کمیاب ہے چربی کافی مقدار میں کھائی جاتی ہے۔ چربی جسم کے لئے خوراک کا ایسا جزو مہیا کرتی ہے جو جسم کی حرارت کو قائم رکھنے کے لئے ازبس ضروری ہے"

(ترجمہ انگریزی ماخوذ از سٹوریز آف ادر لینڈز)

علاوہ ازیں وہ لوگ جو بلند پہاڑوں پر رہائش پذیر ہیں وہ بھی گوشت اور چربی بکثرت کھاتے ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ بنی نوع انسان کا ایک کثیر حصہ صرف گوشت کھا کر اپنی زندگی بسر کر رہا ہے۔ اس لئے آریہ سماج کا یہ اصول کہ "گوشت کھانا گناہ ہے"۔ ایک عالمگیر اصول نہیں بن سکتا اور جس مذہب کے اصول غیر عالمگیر ہوں وہ دنیا میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہم کبھی امید نہیں کر سکتے کہ وید کے جھنڈے تلے سارا جہان آ جائیگا۔

دراصل وہ مذہب "مذہب" نہیں ہے جس کے اصول محدود دائرہ کے اندر کام کر سکتے ہوں۔ جو قانون الٰہی ہوتا ہے وہ روئے زمین کے باشندگان کے لئے یکساں طور پر مفید ہوتا ہے۔ چنانچہ اسلام کا کوئی بھی ایسا قانون یا اصول نہ ہوگا جس پر دنیا کے کسی سرد یا گرم طبقے میں عملدرآمد نہ ہو سکتا ہو۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ گورنر پنجاب ایک ایسا قانون وضع کریں جو اہل لاہور کے لئے مفید ہو اور اہل ملتان کے لئے باعث نقصان اگر کوئی اس قسم کا قانون بن بھی جائے تو وہ جلدی منسوخ ہو جائیگا یہی انجام سماج کے اصولوں کا ہوگا (انشاء اللہ العزیز) اگر "گوشت کھانا پاپ ہے" وید کا اصول ہے تو پھر وید بھی الہامی کتاب نہیں اور اگر وید کو الہامی تسلیم کیا جائے تو اصول مذکور کسی نے اس میں اضافہ کر دیا ہے۔

ایک دفعہ ایک آریہ سماجی کہنے لگا کہ "گوشت کھانا شراب نوشی سے بھی بہت بڑا گناہ ہے"۔

معلوم نہیں ان سماجیوں کی عقل پر پردہ پڑا ہوا ہے یا یہ صرف اسلام کی مخالفت کے لئے گوشت خوری کو "مہا پاپ" قرار دے رہے ہیں۔ دیکھئے یہ کس قدر حماقت ہے کہ جس چیز پر لاکھوں کروڑوں انسان پل رہے ہیں۔ اسے کھانا یہ لوگ "مہا پاپ" قرار دیتے ہیں پس معلوم ہوا کہ آریہ سماجیوں کی سمجھ میں انسانوں سے حیوان بہتر ہیں

اے آریہ سماج تیرے دل کو کیا ہوا
تو جاگتی ہے یا تیری باتیں ہیں خواب میں

انسان مرتا مر جائے مگر حیوان کی جان نہ جائے۔ اسکیموز اور بلند پہاڑوں کے باشندوں کی زندگی تو بغیر چربی اور گوشت کھائے برقرار نہیں رہ سکتی کیونکہ چربی ہی خوراک کا وہ جزو ہے جو بدن کی حرارت کو قائم رکھتا ہے۔ اب یا تو کوئی مہاشہ جی وہ جز کیمیائی طور پر ایجاد کریں یا اس دنیاوی قانون کو خیرباد کہدیں یا خود شمالی یا جنوبی قطب میں سال چھ مہینے بغیر گوشت کے گزاریں اور پھر لوگوں میں گوشت خوری کی نسبت نفرت پھیلائیں۔

البتہ یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ ایک شخص فطرتی طور پر گوشت سے متنفر ہے یا گوشت کھانے سے اسے کوئی بیماری لاحق ہو جاتی ہے ایسے انسان کو اسلام مجبور نہیں کرتا کہ وہ ضرور ہی گوشت کھائے۔ گوشت خوری کوئی مذہب نہیں ہے یہ تو خوراک کا سوال ہے۔ جس کی طبیعت چاہے کھائے جس کی چاہے نہ کھائے۔ اسلام کسی کو مجبور نہیں کرتا کہ وہ گوشت ضرور کھائے۔ ہاں قرآن یہ بھی نہیں کہتا کہ گوشت کھانا "مہا پاپ" ہے۔ وہ اسی لئے کہ لاکھوں انسانوں کا گزارہ صرف گوشت پر ہی ہے اسلام وہ کچا تاگا نہیں جو گوشت چھوڑنے سے ٹوٹ جائیگا۔ ایک آدمی دودھ سے پیٹ پال کر بھی مسلمان رہ سکتا ہے اور گوشت کھا کر بھی۔ اسلام کا رب رب العالمین ہے وید کا خدا رب العالمین نہیں۔ آریوں کا خدا سائبیریا، روس، صحرائے عرب، افریقہ کے باشندوں کو (گوشت حرام قرار دیکر) مارنا چاہتا ہے۔ اسلام کا خدا تمام جہانوں کو مختلف طریق سے پالنا چاہتا ہے

اس اصول کو رواج دینے سے سماج کا یہ مقصد ہے کہ لوگوں کو اسلام سے متنفر کیا جائے۔

اسی مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے سماج کے بانی نے گوشت خوری "مہا پاپ" قرار دی ہے۔ کیونکہ اور تو کوئی نقص اسے اسلام میں نظر نہ آیا۔ گوشت خوری اس کے ہاتھ میں ایک بڑا ہتھیار آ گیا۔ جس کے ذریعے اس نے اسلام کے خلاف نفرت پھیلانے کی کوشش کی اور آج بھی اس کے حواری گوشت خوری کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے ہیں مگر کامیابی کا منہ انہیں دیکھنا نصیب نہیں ہوتا۔ اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ ہندوؤں میں ہی ہزاروں بلکہ لاکھوں کروڑوں ایسے ہیں جو بڑے مزے سے گوشت کھاتے ہیں۔ یہ بھی عجیب مذہب ہے کہ بقول آریہ سماج ایک طرف تو گوشت کھانے سے بڑھ کر دنیا میں کوئی پاپ نہیں اور گوشت خوروں کو بڑے بڑے جلسوں اور لیکچروں میں کتوں اور درندوں سے تشبیہ دی جاتی ہے اور دوسری طرف جو گوشت کھائے وہ بھی ہندو جو نہ کھائے وہ بھی ہندو۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

اور ادھر ڈاکٹر مونجے ہندوؤں کو یہ تلقین کر رہے ہیں کہ اگر تم مسلمانوں کا مقابلہ کرنا چاہتے ہو تو خوب گوشت کھاؤ۔ چنانچہ ڈاکٹر موصوف نے ہندو مہا سبھا کے اجلاس بمبئی اور پراونشل ہندو سبھا انبالہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"کہ از کم سناتنیوں کے دھرم شاستر کے مطابق ماس کھانا پاپ نہیں ہے اور اپنی بڑھتی ہوئی ذاتوں کو روکنے کیلئے یہی واحد ذریعہ ہے"۔

خبریں

عالم اسلام

——ترکی کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ آجکل وہاں یہ تحریک زور پکڑ رہی ہے کہ "ترکی صرف ترکوں کے لئے ہے"۔ اس تحریک کے زیر اثر اکثر غیر ملکی ملک بدر کئے جا چکے ہیں۔ اب ایک سرکاری اعلان کی رو سے ترکی کی کانوں میں کام کرنے والے تمام غیر ملکی مزدوروں اور کاریگروں کو علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ جن کانوں پر غیر ملکی کمپنیوں کا قبضہ ہے حکومت انہیں قیمت ادا کر کے اپنے قبضہ میں کر لیگی۔

——آج کل ترکی اور بلغاریہ کے تعلقات کشیدہ ہو رہے ہیں چند روز ہوئے ترکی و بلغاریہ کی سرحد پر ستر ذرا کے مقام پر بلغاری سپاہیوں نے چند ترکی جرنیلوں کو گرفتار کر لیا جس کی وجہ سے ترکی چوکی کے سپاہیوں نے بلغاری سپاہیوں پر گولی چلا دی جس سے دو بلغاری سپاہی ہلاک ہو گئے اس کے بعد بھی آپس میں معمولی جھڑپیں ہوتی رہیں۔

——حکومت ترکی کے اس اقدام کے خلاف بلغاریہ نے مجلس اقوام کو ایک احتجاج نامہ ارسال کیا ہے اور اس کی نقول ممالک یورپ دول میں بھی تقسیم کر دی گئی ہیں۔

——اٹلی و حبشہ کی جنگ کے پیش نظر مصر میں سخت بے چینی پھیل رہی ہے اور یہ خیال مصر میں عام طور پر پھیلا ہوا ہے کہ حبشہ کی تسخیر کے بعد مسولینی مصر کو فتح یا اپنے زیر اثر کرنے کی کوشش کریگا اس لئے مصر میں وسیع پیمانہ پر جنگی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

——قاہرہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ مصر میں صورت حال روز بروز نازک ہوتی جاتی ہے۔ سرحد مصر (صحرائے سالیم) پر ۵۰ ہزار اطالوی سپاہ اسپنکروں لیبا زہ بازو اور آبدوزوں کی موجودگی سے زبردست ہیجان پیدا ہو گیا ہے۔

——اس وقت تک اسکندریہ، پورٹ سعید اور سویز دا کعبہ کے بندرگاہوں میں ۱۲۰ برطانوی جنگی جہاز جمع ہو چکے ہیں۔ اسکندریہ کے ہوائی مستقر میں تین سو برطانی طیارے بھی موجود ہیں۔

——حکومت شرق اردن نے باہر سے غلہ کی درآمد بالکل بند کر دی ہے۔

——حکومت یمن نے حکومت عراق سے درخواست کی تھی کہ یمنی طلبہ کو عراق کی فوجی درسگاہ میں شامل ہونے کی اجازت دی جائے مجلس وزرائے عراق نے اس درخواست کو منظور کر لیا ہے۔

——افغانستان کی ایک خبر مظہر ہے کہ مزار شریف اور درہ صوف کے درمیان ٹیلیفون مکمل ہو کر مخابرات کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے

——عدن ۱۵ اکتوبر۔ اطالوی سمالی لینڈ میں اطالوی حکام نے فرقہ قادریہ کے رہنما پیر قاضی محمد بن حسن کو چھ دیگر صوفیوں سمیت پھانسی دیدی ہے۔ یہ چھ صوفی پیر صاحب کے پیرو تھے۔ اچانک غیر متوقع طور پر ان کی گرفتاری عمل میں آئی۔ اطالوی حکام کو شبہ تھا کہ سنوسیوں کے سانفوان کا نامہ و پیام اور ساز باز ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے اطالوی فوج میں سمالی مسلمانوں کی جبری بھرتی کے خلاف فتویٰ دیا تھا

——اطالوی جبر و تشدد سے سمالی لینڈ میں سخت خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے مسلمانوں کو اہل و عیال سمیت اطالوی سپاہیوں کی خدمت پر مجبور کیا جاتا ہے مسلمان عورتیں اطالوی سپاہیوں کیلئے چھ گھنٹے کی مسافت سے گھڑوں اور گدھوں پر پانی لاتی ہیں۔ مردوں سے جنگل سے لکڑیاں منگوائی جاتی ہیں لشکریوں کا کھانا پکوایا جاتا ہے انہیں جنگیوں کا کام کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔

ہندوستان

——لاہور میں ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں کا بائیکاٹ بدستور شروع ہے جس کی وجہ سے فرقہ وارانہ کشیدگی بڑھ رہی ہے۔ اور فساد کا ہر وقت خطرہ رہتا ہے۔

——شہید گنج ایجیٹیشن میں جو مسلمان گرفتار و سزایاب ہوئے تھے ان میں سے ایک معقول تعداد عدالت سشن اور ہائیکورٹ سے بری ہو گئی ہے

——مسلمانان لائلپور کا مطالبہ تھا کہ ان کو مقامی میونسپلٹی میں آٹھ نشستیں دی جائیں۔ حکومت نے ان کا یہ مطالبہ منظور کر لیا ہے

——لاہور ۱۶ اکتوبر۔ پنجاب کونسل کے آئندہ اجلاس میں جو ۲۱ اکتوبر کو شروع ہوگا۔ حکومت کی طرف سے دو اہم بل پیش کئے جائینگے ایک سینما ٹیکس کا بل دوسرے پنجاب کرمنل لا امنڈمنٹ بل اول الذکر کا مطلب یہ ہے کہ سینماؤں تھیٹروں اور دیگر ایسی تفریحات پر ٹیکس لگایا جائے اور دوسرے بل کا مطلب یہ ہے کہ پنجاب کرمنل لا امنڈمنٹ ایکٹ میں توسیع کی جائے۔

——لاہور میونسپلٹی کے ایگزکٹو افیسر لالہ شنکر داس ڈیڑھ ماہ کی رخصت پر جا رہے ہیں۔ عارضی طور پر ایگزکٹو افیسر کے انتخاب پر میونسپلٹی کے ۱۴ اکتوبر کے اجلاس میں شدید ہنگامہ ہوا جس پر بیگم شاہنواز نے ارکان بلدیہ کو بر سر اجلاس سرزنش کی۔

——گاندھی جی نے اپنے ایک اخباری بیان میں کہا کہ حبشہ عدم تشدد پر کاربند رہ کر فتح حاصل کر سکتا ہے۔

——مالیر کوٹلہ کے ہندو بدستور شر انگیزی میں مصروف ہیں۔ تین چار روز ہوئے انہوں نے نماز کے وقت نقاروں اور طبلوں کے ساتھ گستاخی کی۔ مسلمانوں نے تنگ آ کر مسجد مقفل کر دی۔ آخری اطلاع کے مطابق حکام ریاست نے ہندوؤں کی مفسدہ پردازی کے انسداد اور مسلمانوں کی شکایات کے ازالہ کے لئے کوئی کارروائی نہیں کی چند روز ہوئے ہندوؤں نے ایک مسلمان کو ہلاک کر دیا تھا۔ اس واردات کے ملزم کا بھی سراغ نہیں لگایا گیا۔

——کوئٹہ میں کھدائی کا کام شروع ہے۔

——گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے اعلان کیا ہے کہ شہید گنج کے بارے میں سکھوں کی پوزیشن بالکل صاف اور واضح ہے اور یہ جگہ ہرگز مسلمانوں کو واپس نہیں کی جائے گی۔

——بعض ذمہ دار مسلمان قانون دانوں کے مشورہ سے مسجد شہید گنج کی واگزاری کے مقدمہ کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ اب معلوم ہوا ہے کہ یہ تیاریاں قریب الاختتام ہیں۔ ڈاکٹر محمد عالم اپنے رفقا کے ساتھ اس کام میں مصروف ہیں۔ جو مسلم وکلا اس مقدمہ کے کاغذات دیکھنا چاہیں۔ وہ ڈاکٹر صاحب سے ملیں۔

——کچھ عرصہ ہوا پٹیالہ کے سکھ کوتوال نے ایک نومسلم مولوی حبیب الرحمان صاحب کے نابالغ لڑکے عزیز الرحمٰن کو اغوا کرا کر چھپا دیا تھا جس کی وجہ سے ریاست و بیرون ریاست کے مسلمانوں میں شدید بیچینی پھیلی ہوئی ہے۔ برطانی علاقہ کی چند مقتدر اسلامی انجمنوں نے ہز ہائینس مہاراجہ پٹیالہ سے بذریعہ تار اس معاملہ میں مداخلت کی درخواست کی تھی جس کا جواب یہ دیا گیا کہ مہاراجہ موصوف اس معاملہ کی تحقیقات کر رہے ہیں انہوں نے جواب دینے کیلئے فریقین کو طلب کیا ہے

——مرکزی جمعیۃ علماء ہند کا سالانہ اجلاس بدایوں (یو۔ پی) میں ۱۹، ۲۰، ۲۱ اکتوبر کو بصدارت پیر جماعت علی شاہ صاحب منعقد ہوا ہے۔

ممالک خارجہ

——اٹلی و حبشہ کی جنگ بدستور شروع ہے۔ مصدقہ و نتیجہ خیز خبریں بہت کم موصول ہو رہی ہیں کیونکہ حبشہ میں خبر رسانی کے ذرائع تسلی بخش حالت میں موجود نہیں ہیں۔

——ایک انگریزی اخبار کا نامہ نگار اطلاع دیتا ہے کہ چونکہ غیر ذمہ دار نامہ نگاروں نے بے شمار اطلاعیں ارسال کی ہیں۔ اس لئے حکومت حبشہ اطلاعات پر بھی سنسر بٹھانے کے انتظامات کر رہی ہے

——اڈوا کی ٹیلیگراف لائن کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے اس لئے حکومت حبشہ کو بھی علم نہیں کہ اس علاقہ میں کیا ہو رہا ہے۔ چونکہ اطالوی افواج نہایت سست رفتاری سے پیشقدمی کر رہی ہیں اس لئے اندازہ کیا جا رہا ہے کہ حبشہ کی طرف سے ان کی شدید مزاحمت کی جا رہی ہے۔

——فرانس کی وزارت حربیہ کے ارکان کی رائے ہے کہ ایسے بینا جیسے کوہستانی علاقہ میں جہاں سڑکوں کا نام و نشان بھی موجود نہیں ہے اطالیہ کی بڑی توپیں اور بھاری ٹینک بالکل بیفائدہ ہیں۔

——فرانسی ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حبشی اور اطالوی سپاہیوں کی بعض مواقع پر دست بدست جنگ بھی ہوئی۔ سنگین کی لڑائی میں حبشیوں کو اطالویوں پر فوقیت حاصل ہے۔

——عدیس ابابا ۱۴ اکتوبر۔ جرمنی سے دو سو کلدار توپیں چھ سو بندوقیں اور پچاس لاکھ کارتوس حبشہ بھیجے گئے۔ یہ سارا سامان فرانسیسی سمالی لینڈ جبوتی بندرگاہ پر اترے گا اور وہاں سے حبشہ کے لئے عدیس ابابا کو جائے گا۔

——معلوم ہوا ہے کہ اٹلی حبشہ کے قبائل کو ساتھ ملانے کے لئے پانی کی طرح روپیہ بہا رہا ہے اور زر اور پروپیگنڈے کے زور سے حبشہ کو تباہ کر دینا چاہتا ہے۔ حکومت حبشہ اس سے پوری طرح باخبر ہے حال ہی میں سمالی لینڈ کے سات سرداروں کو جن کے قبضہ سے اطالوی نوٹوں کے بنڈل دستیاب ہوئے تھے جاسوسی کے الزام میں قتل کر دیا گیا ہے

——چند روز ہوئے اطالوی افواج نے حبشہ کے مشہور قلعہ ڈاگولا پر چالیس منٹ تک شدت کی بمباری کی جس سے شدید نقصان ہوا۔

——عدیس ابابا ۱۵ اکتوبر۔ اطالوی سفیر یہاں سے رخصت ہو گیا ہے سفرائے انگلستان و فرانس نے اس کو ریلوے اسٹیشن پر الوداع کہی۔

——معلوم ہوا ہے کہ حبشہ کی افواج میں جوش و خروش اور وطن پرستی کا جذبہ تو غیر معمولی ہے لیکن ضرورت کے مطابق اسلحہ نہیں ہے۔

——بیان کیا جاتا ہے کہ حبشہ کے شمالی محاذ پر ۶۰ ہزار سپاہی موجود ہیں۔

——لندن ۱۵ اکتوبر۔ انگلستان۔ امریکہ۔ بلجیم۔ فرانس۔ جرمن۔ مصر اور یونان کے سفرا نے باہمی کانفرنس کی قرار داد کے مطابق انگلستان کے سفیر متعینہ روما کی معرفت حکومت روما سے درخواست کی ہے کہ عدیس ابابا اور ڈائرڈاوا پر بمباری نہ کی جائے کیونکہ ان مقامات پر غیر ملکی باشندے کافی تعداد میں آباد ہیں۔

——بیان کیا جاتا ہے کہ بارش کی وجہ سے اطالوی فوجوں نے پیشقدمی روک دی ہے۔

——حکومت حبشہ نے تمام قیدیوں کو جن میں قاتل اور رہزن بھی شامل ہیں قید خانوں سے آزاد کر دیا ہے تاکہ وہ محاذ جنگ پر جا کر اطالوی افواج کا مقابلہ کر سکیں جو لوگ حبشہ سے مفرور ہیں ان کے نام بھی اعلان شائع کیا گیا ہے کہ وہ واپس آ جائیں اور اسلحہ لیکر وطن کی خدمت کے لئے میدان جنگ کو جائیں۔ حبشیوں کے مشہور شہر اکسیم پر اطالیہ کا قبضہ ہو گیا

گورنمنٹ کا اور ہر صلح پسند انسان کا یہ فرض ہے۔ کہ دو قوموں کے درمیان صلح اور دوستی کو بحال رکھنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے۔ سکھوں کو چاہیئے کہ وہ مسجد خود بخود مسلمانوں کے حوالے کر دیں ورنہ گورنمنٹ کو چاہیئے۔ کہ مسجد کی جگہ کو تا فیصلہ عدالت دیوانی اپنے قبضے میں لے لے۔ تاکہ اسی پر کوئی عمارت تا فیصلہ عدالت نہ بنائی جائے مسجد کو چونکہ عبادت گاہ ہوتی ہے۔ عام سکنی جائداد کی طرح تصور کر لینا ایک غلطی ہے۔

تحفظ معابد جملہ مذاہب

ہندوستان بھر کے تمام مسلمانوں کے مجروح جذبات کے مظاہرے نے جو اُنہوں نے ۲۰ ستمبر کو کیا بہت سے غیر مسلموں کو جنہوں نے اِس نظارہ کو دیکھا مسلمانوں کے جذبہ احترام مساجد کے متعلق حیرت میں ڈال دیا ہوگا۔ مگر صرف یہی نہیں۔ بلکہ اسلام مسلمانوں پر تمام مذاہب کے معابد کی حفاظت عائد کرتا ہے۔ خواہ وُہ کسی مذہب کے ہوں۔ اِس کے بارے میں قرآن کریم کا حکم ہے۔ (ولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع و بیع و صلوٰت و مساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیراً و لینصرن اللہ من ینصرہٗ اِن اللہ لقوی عزیز۔ (سورہ ۲۲۔ رکو ۶۔ آیت ۴۰) یعنے اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے سے نہ ہٹاتا رہتا۔ تو یقیناً راہبوں کی کوٹھڑیاں۔ اور گرجے اور عبادت گاہیں۔ اور مسجدیں جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے گرا دی جاتیں۔ اور اللہ ضرور اُس کی مدد کریگا جو اُس کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ طاقتور غالب ہے۔

جب مسلمان دوسرے مذاہب کے معابد کو عزت و حرمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ تو قدرتی طور پر دوسرے مذاہب والوں سے ایسے ہی سلوک کی توقع رکھتے ہیں۔ مزید براں قرآن حکیم کی رو سے کسی مذہب کے معبد کو جہاں خدائے واحد کی عبادت کی جاتی ہو، بے حرمتی کرنا گناہ عظیم ہے۔ چاہے وُہ گرجا ہو یا کسی اور مذہب کی عبادتگاہ۔ علاوہ ازیں مسجد یا کسی دوسری عبادتگاہ کو بند کر دینا کہ وہاں اللہ کی عبادت نہ کی جائے۔ اس قوم کے مذہبی جذبات کو ٹھکرانا ہے۔ موجودہ حالات کے ماتحت اگر مختلف فرقوں کے مسلمان یک آواز انہدام مسجد کو غم و غصہ کی نگاہ سے دیکھیں تو وُہ حق بجانب ہیں۔ سرحد میں تو خصوصیت سے انہدام مسجد پر غم و غصہ کا مظاہرہ ہوا ہے۔ ٹیل کے مقام پر مسلمانوں نے جو قربانیاں کی ہیں۔ وُہ پنجاب کے سکھوں کیلئے مسلمانوں کو مسجد کی واپسی کیلئے مشعلِ ہدایت ہونی چاہئیں۔ اِس طرح وُہ دو بڑی قوموں کے باہمی دوستانہ تعلقات کو نہ صرف مضبوط کریں گے۔ بلکہ پنجاب کے علاوہ سرحد پر قیام امن کے موجب ہونگے۔

حکومت وُہ کچھ کر سکتی ہے جو رعایا کیلئے محال ہوتا ہے۔ اب تک حکومت نے مذہبی معاملات کی مداخلت میں اپنی طاقت کے استعمال سے اجتناب کیا تھا۔ مگر مسجد شہید گنج کے انہدام میں گورنمنٹ نے اِس اُصول کو نظر انداز کیا ہے۔ اور گورنمنٹ کے اس رویہ کو مسلمانوں نے اور بہت سے دوسرے لوگوں نے اچھی نظروں سے نہیں دیکھا۔ گورنمنٹ کے مفاد کے خلاف ہوگا۔ کہ اپنی آٹھ کروڑ مسلم رعایا کے دلی شکوک کو رفع نہ کرے۔ اور اپنے اثر سے سکھوں کو مسجد کی واپسی کی ترغیب نہ دے۔ اسی سے ہز ایکسیلنسی گورنر کی نیک نامی بھی ہوگی۔ اور حکومت کے واسطے مسلمانوں کی وفاداری اور اعتماد بھی برقرار رہیگا۔ اسمبلی میں بھی ایک قانون پاس ہونا چاہیئے جس سے جملہ مذاہب کے معابد کی حفاظت ہو سکے۔

حکومت مغلیہ سے ایک سبق

مغلوں نے ہندوستان پر تقریباً تین سو سال تک حکومت کی ہے۔ اُن کی اعلیٰ تہذیب اور لیاقت کے اندازے کے لئے اُن کی بنائی ہوئی عمارات (تاج محل وغیرہ) شاہد ہیں۔ اُن کی تمام آمدنی ملک کی بہتری کے لیے صرف ہوتی تھی۔ اور ہندوستان کا فی امیر ہو چکا تھا۔ اُنہوں نے ہندوستان کو اپنا وطن بنایا اور اس سے کبھی بھی بے پرواہ نہ ہوئے۔ بایں ہمہ جو کوئی غلط کاری انفرادی طور پر کسی حاکم سے سرزد ہوئی۔ اُس کو تاریخ نے اسلامی حکومت کی بدامنی سے تعبیر کیا۔ مغلوں کے جانشینوں (انگریزوں) سے جو فروگذاشتیں ہونگی وہ آئندہ صفحاتِ تاریخ میں عیسائی حکومت کی بدامنی سے تعبیر کی جائیں گی ہر ذمہ دار حکومت کو محتاط رہنا چاہیئے۔ ـــ ؎

سرچشمہ شاید گرفتن بہ بیل
چو پُر شد نشاید گذشتن زپیل

اِس زریں اُصول کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔

مجھے اُمید ہے کہ یہ چند سطور جو ہندوستان کی جملہ اقوام کے ساتھ خیر خواہی اور ہمدردی کا احساس لئے ہوئے ہیں۔ پیدا شدہ ناخوشگوار خلیج کو پاٹنے میں ممد و معاون ہونگی۔ دُعا ہے اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہمیں صراط المستقیم پر چلنے کی ہمت اور توفیق دے۔ آمین۔

ایک نیکدل خاتون کا اخلاص اسلامی

حضرت مولانا مولوی عزیز بخش صاحب بی۔ اے کی اہلیہ محترمہ ایک نہایت ہی مخلص اور نیکدل یورپین خاتون ہیں۔ جنہوں نے آج سے سترہ سال پہلے کوئٹہ میں اسلام قبول کیا تھا۔ اور اس کے کچھ عرصہ بعد حضرت امیر ایدہ اللہ کے توسط سے حضرت مولانا عزیز بخش صاحب کی زوجیت میں داخل ہو کر نیکی، عفت، جفاکشی، وفاداری اور علم و حیا کے وہ بہترین جوہر اپنے اندر پیدا کر لئے جو آج عام مسلمان خواتین میں بہت کم دیکھنے میں آتے ہیں، الا ماشاءاللہ۔ اس نیکدل خاتون نے اپنی عمر کی پچاسویں سالگرہ اور سترہ سالہ اسلامی زندگی کی تقریب پر ۹ اکتوبر کو حضرت امیر ایدہ اللہ اور چند دیگر اصحاب کو دعوت دی، اور جو دعوت نامہ اُنہوں نے لکھ کر بھیجا اس کے لفظ لفظ سے ان کا اسلام کے ساتھ عشق و اخلاص ٹپکتا ہے چنانچہ لکھتی ہیں:۔

۲۸ ستمبر ۱۹۱۸ء بروز جمعہ میں نے کوئٹہ علاقہ بلوچستان میں اسلام قبول کیا۔ گذشتہ ماہ کی ۲۸ کو پورے سترہ سال مجھے مسلمان ہوئے ہو گئے ہیں۔ اس عرصہ میں دینِ اسلام مجھے ایک خوبصورت مذہب معلوم ہوا ہے۔ اور میں اللہ تعالےٰ کا شکر کرتی ہوں کہ اس نے مجھے سچے دین کی ہدایت دی۔ ۲½ سال کا عرصہ میں بیوہ رہی اور اُس زمانہ میں خدا ہی میرا رہنما اور سہارا رہا جس نے تمام ابتلاؤں اور مصائب میں میری حفاظت کی۔ جب اللہ تعالےٰ کی عنایت سے مجھے مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقعہ دیا تو مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ خدا کا ایک فرشتہ میرے ساتھ بول رہا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب بے شک بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کیلئے بمنزلہ ایک مہربان باپ کے ہیں۔ اُنہوں نے بڑی مہربانی سے مجھے اپنا ترجمہ انگریزی قرآن کریم عطا فرمایا جس کا میں ہر روز مطالعہ کرتی ہوں۔ اور میں اُن کی اس توجہ کی مشکور رہوں۔ میں نے آج کے دن اپنی سترہ سال کی اسلامی زندگی کے گذرنے اور اپنی عمر کی پچاسویں سالگرہ کی تقریب پر آپ کو یہاں آنے کی تکلیف دی ہے اور میں آپ سب سے درخواست کرتی ہوں کہ آپ میرے لئے دُعا کریں کہ اللہ تعالےٰ مجھے ایک راستباز مومن بنا دے اور دین اسلام کے تمام اصولوں پر عمل کرنے کی توفیق بخشے، آخر دم تک مجھے دین اسلام پر قائم رکھے، اور پنجگانہ نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی طاقت دے۔

مریم روسی جیسی فلورا دیلانڈ سابقہ بیوہ سید کریم بخش خاں
حال زوجہ مولوی عزیز بخش بی۔ اے احمدیہ بلڈنگس لاہور ۹ ۳۵
دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خاتون موصوفہ کو ان کے حسن کردار کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ اور بہترین اسلامی اخلاق کا نمونہ بنائے۔

قارئین پیغام صلح کی خدمت میں گذارش

قارئین پیغام صلح کی خدمت میں متعدد بار چندہ کی ادائیگی کیلئے گذارش کی گئی ہے۔ اخبار میں اپیل کرنے کے علاوہ فرداً فرداً بھی خطوط لکھے گئے ہیں۔ مکرر التماس ہے کہ اخبار کا بقایا چندہ ۲۵ اکتوبر سے پہلے لاہور ارسال فرما دیا جاوے۔ جن دوستوں کے خریداری نمبر درج ذیل ہیں۔ وہ بالخصوص ہماری درخواست کے مخاطب ہیں

(منیجر پیغام صلح)

۱، ۲، ۳، ۴، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۶، ۲۴،
۲۵، ۳۷، ۳۸، ۴۰، ۴۲، ۴۴، ۴۷، ۵۰، ۵۴، ۵۵،
۵۶، ۵۸، ۵۹، ۶۲، ۶۸، ۶۹، ۷۵، ۷۷، ۷۸،
۸۲، ۸۳، ۸۶، ۹۲، ۹۵، ۹۶، ۱۰۰، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۷،
۱۱۰، ۱۱۲، ۱۱۵، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۳۲، ۱۳۶، ۱۳۸،
۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۸، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۸،
۱۵۹، ۱۶۱، ۱۶۳، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۹، ۱۸۰،
۱۸۷، ۱۸۸، ۱۹۴، ۱۹۵، ۲۰۷، ۲۰۹، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۴،
۲۱۸، ۲۲۱، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۶،
۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۱، ۲۵۲،
۲۵۷، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۲، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۷۵،
۲۷۷، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۹۵،
۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۷، ۳۱۹،
۳۲۱، ۳۲۲، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۵،
۳۴۷، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۶۲، ۳۶۵،
۳۶۹، ۳۷۱، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۸، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۵،
۳۸۷، ۳۸۹، ۳۹۱، ۳۹۳، ۴۰۱، ۴۰۳، ۴۰۷، ۴۱۱،
۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۳،
۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۴، ۴۳۵،
۴۳۶، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۴، ۴۴۷، ۴۵۲، ۴۵۶،
۴۵۷، ۴۶۰، ۴۶۴، ۴۷۲، ۴۸۰، ۴۸۳، ۴۸۹،
۴۹۰، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۵، ۵۰۹،
۵۱۳، ۵۱۷، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۵،
۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۴۰،
۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸،
۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۶۰،
۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹،
۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۸۱،
۵۹۱، ۵۹۳، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۸، ۶۰۰، ۶۱۰،
۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۸، ۶۲۲، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۱،
۶۳۳، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۴۲، ۶۴۵، ۶۵۸، ۶۶۱،
۶۶۲، ۶۶۶، ۶۶۹، ۶۷۲، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۸۰،
۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۶، ۶۸۸، ۶۹۰، ۶۹۱،
۶۹۳، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱،
[illegible]

اسلامی کتب کا بہترین ذخیرہ
تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی و اردو وغیرہ
بیان القرآن
یعنی
اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن
خصوصیات
ہر بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے۔ قرآن کریم کو ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے۔ تشریح لغت مکمل طور پر دی گئی ہے لغت کی مستند
کتب مفردات امام راغب، لسان العرب، تاج العروس کی بنا پر ترجمہ و تفسیر کیا گیا ہے۔ پرانی
تفاسیر کا خلاصہ معہ حوالجات دیئے گئے ہیں۔ ہر قسم کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ ہر
سورت کا آپس میں تعلق واضح کیا گیا ہے۔ موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر ہے ۲۹×۲۲ سائز کے دو ہزار
صفحات پر مشتمل ہے۔
بیان القرآن کا مختصر ایڈیشن حمائل شریف مترجم کے نام سے شائع کیا گیا ہے
فضل الباری حصہ اوّل
یعنی
اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری
خصوصیات
بخاری شریف کی کتابوں۔ بابوں اور مضامین کو اس طریق سے رکھا گیا ہے کہ
حجم بہت کم ہو گیا ہے۔ ترجمہ بامحاورہ ہے۔ مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور
احادیث کو اس کے ماتحت رکھا گیا ہے۔ ہر قسم کے اعتراضات کو دور کیا گیا ہے۔ مسائل میں مختلف
راویوں میں سے جو معقول اور مدلل ہو اسے ترجیح دی گئی ہے۔
ہے۔ جس میں قریباً چودہ پارے صحیح بخاری کے کتاب الانبیاء تک آچکے ہیں
محصول ڈاک علاوہ
سیرت خیر البشر
تاریخ خلافت راشدہ
خلفائے راشدہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی کے حالات زندگی دیئے گئے ہیں
جمع قرآن
قرآن کریم کی جمع اور ترتیب کے متعلق تمام تاریخی واقعات اور غیر مسلمانوں کے قرآن کریم پر اعتراضات اور ان کا مفصل اور مدلل جواب دیا گیا ہے
مقام حدیث
النبوّت فی الاسلام
مقدمۃ القرآن حصہ اوّل
حقیقت المسیح
عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب از روئے قرآن کریم اور بائبل دیا گیا ہے۔
تصنیفات مختلف مصنفین
انوار القرآن
پارۂ عم کی ایمان افروز تفسیر
مؤلفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب
گولڈن ڈیڈز آف اسلام
انتخاب صحاح ستّہ
کامران
اردو ترجمہ یجر وید
المسیح الدجّال
الروح
تناسخ
ولادت مسیح
رسالہ نماز
قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت
روزہ
حج
زکوٰۃ
اکرام الحق
المشتہر: منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

انسان قوت ایمانی سے تکالیف پر غالب آسکتا ہے

ہر ایک قدم جو صدق اور تلاش حق کیلئے اٹھایا جاوے۔ اس کے لئے بہت بڑا ثواب اور اجر ملتا ہے۔ مگر عالم ثواب مخفی عالم ہے جس کو دنیا دار کی آنکھ دیکھ نہیں سکتی۔

بات یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ باوجود آشکار ہونے کے مخفی اور نہاں در نہاں ہے اور اس لئے الغیب بھی اس کا نام ہے اسی طرح پر ایمان بالغیب بھی ایک چیز ہے جو گو مخفی ہوتا ہے مگر عامل کی عملی حالت سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس زمانہ میں ایمان بالغیب بہت کمزور حالت میں ہے۔ اگر خدا پر ایمان ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ لوگوں میں وہ صدق حق کی تلاش اور پیاس نہیں پائی جاتی جو ایمان کا خاصہ ہے۔

خدا کی راہ میں سختی کا برداشت کرنا مصائب اور مشکلات کے جھیلنے کیلئے ہمہ تن طیار ہو جانا، ایمانی تحریک سے ہی ہوتا ہے۔ ایمان ایک قوت ہے جو سچی شجاعت اور ہمت انسان کو عطا کرتا ہے۔ اسکا نمونہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی میں نظر آتا ہے۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے تو وہ کونسی بات تھی جو انکو امید دلاتی تھی کہ اس طرح پر ایک بیکس ناتوان انسان کیساتھ ہو جانے سے ہم کو کوئی ثواب ملیگا۔ ظاہری آنکھ تو اس کے سوا کچھ نہ دکھاتی تھی کہ اس ایک کے ساتھ ہونے سے ساری قوم کو اپنا دشمن بنا لیا ہے جس کا نتیجہ صریح یہ معلوم ہوتا تھا کہ مصائب اور مشکلات کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑیگا اور وہ چکنا چور کر ڈالیگا۔ اس طرح پر ہم ضائع ہو جائینگے۔ مگر کوئی اور آنکھ بھی تھی جس نے ان مصائب اور مشکلات کو ہیچ سمجھا تھا اور اس راہ میں مر جانا انکی نگاہ میں ایک راحت اور سرور کا موجب تھا۔ انہوں نے وہ کچھ دیکھا تھا جو ان ظاہر بین آنکھوں کے نظارہ سے نہاں در نہاں اور بہت ہی دور تھا وہ ایمانی سمجھ تھی اور ایمانی قوت تھی جو ان ساری تکلیفوں اور دکھوں کو بالکل ہیچ دکھاتی تھی۔ آخر وہ ایمان ہی غالب آیا۔ اور ایمان نے وہ کرشمہ دکھایا کہ جس پر ہنستے تھے اور جس کو ناتواں اور بیکس کہتے تھے۔ اسی ایمان کے ذریعہ ان کو کہاں پہنچا دیا۔ وہ ثواب اور اجر جو پہلے مخفی تھا پھر ایسا آشکارا ہوا کہ اس کو دنیا نے دیکھا اور محسوس کیا۔ کہ ہاں یہ اسی کا ثمرہ ہے۔

(تقریر ۲۶ دسمبر ۱۹۰۰ء)

اخبار احمدیہ

—— انجمن کی جنرل کونسل کا اجلاس آئندہ اتوار مورخہ ۲۷ اکتوبر صبح دس بجے احمدیہ بلڈنگس میں منعقد ہوگا۔ ممبر صاحبان کی خدمت میں ایجنڈا بھیجدیا گیا ہے۔ زیادہ سے زیادہ ممبر حضرات کو اس میں شمولیت فرمانی چاہیئے۔ وقت کی پابندی کا خاص خیال رکھا جائے

—— گذشتہ ہفتہ مورخہ ۱۹ اکتوبر وائی۔ ایم۔ سی۔ اے ہال میں مولانا محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر "لائٹ" نے زیر صدارت ڈاکٹر نند لعل صاحب بیرسٹرایٹ لاء "مذہب سے بیزاری کی وجوہ" پر انگریزی میں تقریر فرمائی حاضرین میں ہندو، سکھ اور عیسائی بھی بکثرت موجود تھے اور سبنے نہایت توجہ اور دلچسپی سے تقریر سنی۔

—— خانصاحب نے فرمایا کہ مختلف مذاہب کے پیرؤں نے اپنے آپکو ایک دوسرے سے الگ تھلگ رکھنے میں بھلائی سمجھی ہے اور ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی حالانکہ نظام عالم میں دوسری تمام ضروری اشیا مثلاً ہوا، پانی اور روشنی کی طرح خدائی نور بھی سب میں مشترک ہے صداقت آج بھی وہی ہے جو دنیا کی ابتدا میں تھی ہمیشہ ایک ہی مذہب خدا کی طرف سے آتا رہا جو اپنی مکمل شکل میں اسلام کے نام سے ظاہر ہوا تنفر کی وجہ ایکدوسرے سے علیحدگی ہے اور خدا کے نور کو چھوڑ کر انسان کے خود ساختہ خیالات کی پیروی ہے جسکو غلطی سے مذہب کا نام دیدیا جاتا ہے۔ مذاہب کے علماء کا نمونہ بھی لوگوں کو مذہب سے متنفر کرنیکا باعث ہوا ہے تنفر کی یہ بھی وجہ ہے کہ مذہب کو ترقی کی راہ میں روک سمجھا جاتا ہے حالانکہ صحیح طور پر دیکھا جائے تو مذہب ترقی کیلئے ممد و معاون ہے۔

ڈیڑھ گھنٹہ تک آپ کی تقریر جاری رہی اختتام تقریر پر صاحب صدر نے قرآن مجید کے محاسن اور اسلام کے عمدہ اصولوں پر ایک نہایت ہی مؤثر پیرایہ میں تبصرہ کیا۔ آپنے رسول کریم صلعم سے بیحد عقیدت کا اظہار کیا اور فرمایا کہ یقیناً وہ تمام دنیا کے رہبر تھے۔ آپنے فرمایا کہ تعصب بالائے طاق رکھتے ہوئے اسلام کی تعلیم کے مطابق ایکدوسرے کے خیالات

مہاجر الی اللہ راجہ غلام قادر مرحوم!

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

عشق قرآن

راجہ غلام قادر خاں مرحوم کی بھی عجیب دلربا ہستی تھی۔ مادیت کے اس دور میں مذہب سے عشق اور حق پرستی اور حق گوئی کا وہ چسکا تھا جو آجکل عنقا ہے۔ دیکھنے میں بوڑھے مگر ہمت میں جوان۔ نمازوں میں، درس قرآن میں سب سے آگے۔ درس قرآن کریم میں اگر کسی ناگزیر وجہ سے ناغہ ہو جاتا تو بڑا محسوس کرتے۔ مجھ سے آکر معذرت کرتے جس رکوع کا درس ناغہ ہوا تا اس میں اگر کچھ مشکلات ہوتیں تو وہ آکر حل کرواتے۔ اس بات کو یاد کر کے کس قدر قلق ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ انہیں باہر جانا پڑ گیا اور اس روز حضرت داؤد اور دُنبیوں والے قصہ پر بحث تھی واپس آکر مجھے فرمانے لگے کہ وہ بحث میرے سامنے دہراؤ۔ میں نے مذاق سے کہا "نہیں دہراتا۔ کیوں غیر حاضر ہوئے"۔ میں ڈلہوزی جانے لگا تو فرمانے لگے "وہ حضرت داؤد والا واقعہ تو حل کر جاؤ۔ اور حضرت موسٰی کے عصا کا سانپ بننے والا واقعہ بھی"۔ میں نے کہا ڈلہوزی سے واپس آکر سناؤنگا۔ ذرا انتظار کا مزہ چکھو"۔ مجھے کیا خبر تھی کہ پھر ملاقات نہ ہوگی۔ میری ڈلہوزی سے واپسی سے ایک دن قبل اپنے مولا سے جا ملے۔ ان کی وفات کا سن کر مجھے جو دھچکا لگا اور جو قلق ہُوا وہ بیان سے باہر ہے۔ بار بار میرا دل چاہتا تھا کہ پکارنے لگوں کہ "اے قرآن کے عاشق اور درس کے شیدائی ذرا ٹھہر کہ میں حضرت داؤد کے دُنبیوں والے واقعہ اور حضرت موسٰی کے معجزہ کی تشریح تجھے سنا دوں"۔ مگر کہاں! وہ منزل سلوک کو تیزی سے طے کرنے والا گذر گیا اور میں ندامت اور حسرت سے ہاتھ ملتا رہ گیا۔ اب وہ اپنے قادر خدا سے اس کے کلام کی تشریح سنتا ہوگا۔ اُسے میری اب کیا پروا ہے اور نہ میری تشریحوں کی اب ضرورت باقی رہ گئی۔

مرحوم کی غیرت ایمانی

کچھ لوگ ہوتے ہیں جو پیچھے آتے ہیں اور آگے نکل جاتے ہیں۔ یہ شخص اُن میں سے تھا۔ جب ظفر علی خاں ایڈیٹر "زمیندار" یعنی بھتیجے نے احمدیت کی وجہ سے نہایت بے رحمی سے زمیندار کے عملہ سے خارج ہونے کی دھمکی دی تو واہ رے ایمان اور واہ ری غیرت۔ اپنی مالی حالت نہایت کمزور ہونے کے باوجود خود اٹھا کر استعفا دیدیا۔ اور دنیا پر اس طرح لات ماردی کہ انقطاع الی اللہ کا نقشہ جو سلوک کی آخری منزل ہے نظروں کے سامنے پھر گیا۔ اسے کہتے ہیں **خدا کی طرف ہجرت**۔ کہ دنیا کی ساری امیدوں اور تمناؤں کو ترک کر کے خدا کی طرف آجانا۔ جو ملازمت عمر بھر کی روزی کا سہارا رہی اُسے خدا کے لئے چشم زدن میں ترک کر دینا بڑے ایمان اور اخلاص کو چاہتی ہے۔ اور ایسا ایثار ہے جس کی مثالیں کم ملتی ہیں۔ یہ بات نہ تھی کہ ہماری انجمن نے کوئی ان سے وعدہ کیا تھا کہ ہم تمہیں ملازم رکھ لینگے تم چھوڑ دو۔ نہیں محض اللہ کے لئے چھوڑی۔ اور خدا کی شان انجمن میں بھی کوئی صورت اُن کی ملازمت کی نہ نکلی۔ محض توکل پر گذارہ تھا اور وہ اخلاص اور ایثار کا مجسمہ اسی طرح خوش ہشاش بشاش بغیر کسی شکوہ و شکایت کے دن رات دین کی خدمت میں لگا رہتا تھا۔

جہاد فی سبیل اللہ کا جذبہ

نہایت خاموشی اور متانت سے لوگوں کو سلسلہ کا لٹریچر دیتے رہنا۔ دشمنوں کے حملوں سے باخبر رہنا اور ہمیں آکر بتانا اور توجہ دلانا اللہ اللہ خدا کا سپاہی! مگر بڑا ہوشیار۔ بڑا چوکنا۔ مجاہد فی سبیل اللہ ہو تو ایسا ہو کہ ذرا سی آہٹ پر دشمن کے حملے کے لئے ہوشیار ہو جانا۔ اور ساتھیوں کو مقابلہ کے لئے بیدار کرنا۔ یہ چستی اور ہمہ تن آمادگی قابل رشک تھی۔ ہماری مسجد میں عرصہ سے آتے اور نمازوں میں شامل ہوتے تھے اور سلسلہ کے سارے کاموں میں دلچسپی لیتے تھے۔ اور اس اثنا میں علماسے اخبار میں جو ان کی محبت آمیز پیرایہ میں جھڑپ ہوتی رہی تھی وہ علاوہ مدلل اور معقول ہونے کے بعید دلچسپ ہوا کرتی تھی۔

دینی امتحان میں کامیابی

لیکن بیعت کو ابھی سال بھی نہیں گذرا۔ اچانک دل میں خیال آیا کہ زندگی کا کیا اعتبار ہے بیعت کر لو۔ اپنے ایک پرانے دوست سے ذکر کیا جو احمدی نہیں ہیں مگر نہایت نیک بزرگ ہیں۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ فوراً بیعت کر لو۔ چنانچہ بیعت کرتے ہی نوکری سے علیحدگی اختیار کرنی پڑی۔ میں ان دنوں کلکتہ میں تھا۔ ان کے اس امتحان کا پڑھ کر میں نے خط لکھا اور یہ آیت لکھی کہ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون۔ کہ کیا لوگوں نے گمان کر رکھا ہے کہ وہ اتنا کہکر کہ ہم ایمان لائے چھٹ جائینگے اور وہ امتحان میں نہیں ڈالے جائیں گے میں نے کہا خوش قسمت ہو کہ بیعت کے ساتھ ہی امتحان شروع ہو گیا اور اس میں کامیاب نکلے۔ فرمایا کرتے تھے کہ اس خط کو پڑھ کر مجھے بڑی تسلی اور خوشی ہوئی۔ قصہ کوتاہ یہ کہ سلوک کی تمام منازل جنہیں طے کرنے میں ہزارہا مشکلات کا سامنا ہوتا ہے یہ شخص آناً فاناً طے کر گیا۔ بقول حضرت مسیح موعود ؎

بنگر ایں شوخی ازاں شیخ عجم
ایں بیاباں کرد طے در یک قدم

اور محبوب حقیقی کی رضا کو حاصل کر لیا۔ اور ہم وہیں پڑے بھٹک رہے ہیں۔ کیا خوب حالی مرحوم فرماتے ہیں:۔

؎ یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا
ہم محو نالۂ جرس کارواں رہے

درخواست دعا

ہمارے مکرم دوست ماسٹر صادق علی صاحب ہیڈ ماسٹر پٹیالہ سے لکھتے ہیں کہ ان کے دو برادر زادوں کو آنکھوں میں سخت تکلیف ہے۔ ایک ایک آنکھ میں سخت زخم ہو گیا ہے جس سے بصارت زائل ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ دونوں بچے ہسپتال میں داخل ہیں احباب ان کیلئے درد دل سے دعا فرما دیں۔

ہمارے دوست سعید اللہ صاحب منگو رڈاکخانہ مانسہرہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ وہ عرصہ سے بیمار ہیں اور احباب سے خاص طور پر دعا کی درخواست کرتے ہیں +

جواہر ریزے

قرآن مجید

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے صدقوں کو احسان جتانے اور دکھ دینے سے باطل نہ کرو اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھانے کے لئے خرچ کرتا ہے۔ اور اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتا۔ سو اس کی مثال اس صاف چٹان کی سی ہے جس پر مٹی ہو پھر اس پر زور کا مینہ پڑے اور اسے بالکل صاف کر کے چھوڑ دے۔ اس میں سے کچھ بھی ہاتھ نہ آئے گا جو کمایا تھا؛ ور اللہ کافر لوگوں کو راہ نہیں دکھاتا۔

اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے مالوں کو اللہ کی رضا چاہنے اور کچھ اپنے آپ کو مضبوط کرنے کیلئے خرچ کرتے ہیں اس باغ کی مثال کی طرح ہے جو اعلیٰ درجہ کی زمین پر ہو پھر اس پر زور کا مینہ پڑے پس وہ اپنا پھل دوچند دے۔ لیکن اس پر اگر زور کا مینہ نہ پڑے تو ہلکا مینہ ہی (کافی ہے) اور اللہ جو تم کرتے ہو دیکھتا ہے۔

کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ اس کا ایک باغ کھجوروں اور انگوروں کا ہو اس کے نیچے نہریں بہتی ہوں اس کے لئے اس میں ہر قسم کے پھل ہوں اور اسے بڑھاپے نے آلیا ہو اور اس کی اولاد چھوٹی چھوٹی ہو پھر اسے ایک بگولا پہنچے جس میں آگ ہو پس وہ جل جائے۔ اس طرح اللہ تمہارے لئے باتیں کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم فکر کرو۔

اے ایمان والو ان اچھی چیزوں سے خرچ کرو جو تم کماتے ہو اور اس سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے اور بری چیز دینے کا قصد نہ کرو اس میں سے تم خرچ کروگے حالانکہ تم خود اس کو لینے والے نہیں سوائے اس کے کہ اس کی قیمت کم کراؤ اور جان لو کہ اللہ غنی تعریف کیا گیا ہے۔ (۲ — ۲۶۴)

حدیث شریف

(۱) حضرت اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان بندوں پر رحم کرتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں (نسائی)

(۲) اللہ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا (بخاری)

(۳) خدائے رحمان رحم کرنیوالوں پر رحم کرتا ہے پس اہل زمین پر رحم کرو تاوہ جو آسمان پر ہے تم پر رحم کرے (ابوداؤد)

(۴) وہ شخص یقیناً بدنصیب ہے جس کے دل سے رحم اٹھ گیا (ترمذی)

(۵) حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے قبیلہ حمیر کی ایک گندمی رنگ کی عورت کو جہنم میں دیکھا جسے صرف اس گناہ کی پاداش میں عذاب دیا جا رہا تھا کہ اس نے بلی کو بھوکی پیاسی باندھے رکھا اور اسے نہ کچھ کھانے کو دیا نہ اسے کھولا کہ وہ چوہے وغیرہ کھا لیتی۔ (مسند امام اعظم)

(۶) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ایک بدکار عورت کو اللہ تعالیٰ نے محض اسلئے بخشدیا کہ اس نے ایکدفعہ ایک کنوئیں کے پاس ایک کتے کو زبان نکالے ہوئے دیکھا اور وہ قریب تھا کہ پیاس کی شدت سے مرجائے اس عورت نے اپنی جوتی نکالکر اپنی اوڑھنی سے باندھی اور کنوئیں میں سے پانی نکال کر اس کتے کو پلایا اس پر وہ بخشی گئی۔ صحابہ نے دریافت کیا کہ کیا جانور پر رحم کرنیکا بھی ثواب ہے فرمایا ہر ایک جاندار پر رحم کرنیکا اجر ملتا ہے (بخاری و مسلم)

(۷) حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلعم نے جانوروں کو ایکدوسرے کے ساتھ لڑانے سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد)

گذارش احوال!

پرچہ زیر نظر قارئین کرام کی خدمت میں کچھ تبدیلیوں کے ساتھ پیش ہو رہا ہے حسب سابق اعلان کے مطابق چار صفحات کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ ظاہری شکل بھی کچھ تبدیل کر دی گئی ہے اور معنوی لحاظ سے بھی اسے بہتر بنانے کی سعی کی جا رہی ہے۔ اگرچہ جو کچھ ہوا ہے ہماری توقعات کے بالمقابل بہت تھوڑا ہے لیکن یہ بھی ایک قدم ہے۔ انشاء اللہ آہستہ آہستہ اور بھی قدم اٹھائے جائینگے اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور احباب کی دعائیں شامل حال رہیں تو پیغام صلح ترقی کی منازل جلد طے کریگا۔

قومی اخبار کی بہتری میں افراد قوم کا بھی اتنا ہی حصہ ہوتا ہے جتنا انتظامی عملہ کا۔ یہ ایک خالص مذہبی اخبار ہے اور ایک خاص جماعت کے نقطہ نظر کو پیش کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کی اعانت کے لئے دوسرے لوگوں کو جو ہمارے نقطہ خیال سے متفق نہیں۔ بہت حد تک آمادہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی سب سے زیادہ ذمہ داری ہمارے اپنے ہی احباب پر پڑتی ہے۔ اگرچہ غیر از جماعت دوستوں کی دلچسپی کا سامان بھی اس میں ہوتا ہے اور وہ بھی اس کے خریدار ہیں تاہم زیادہ تر اس اخبار کا حلقہ اشاعت احمدیوں تک ہی محدود ہے۔ اس سلسلہ میں ہمیں اپنے عزیز دوستوں کی خدمت میں ایک دو باتیں عرض کرنا ہے۔

آج کل دنیا میں پروپیگنڈا ایک بہت بڑی طاقت ہے جس کا زیادہ تر ذریعہ اخبارات ہیں۔ ہر قوم اپنے پریس کو مضبوط کرنے کی فکر میں ہے اور ہر جماعت پوری قوت سے اپنے پروپیگنڈے میں مصروف ہے۔ ہماری جماعت کسی دنیاوی شہرت یا نام یا جھوٹے پروپیگنڈے کی خواہاں نہیں بلکہ ایک خالص تبلیغی جماعت ہونے کے لحاظ سے اسے بھی اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے وسیع پیمانہ پر نشر و اشاعت کی ضرورت ہے جس کے لئے قومی اخبار کا مضبوط ہونا بیحد ضروری ہے۔ اگر ہمارے دوست جو توفیق رکھتے ہیں سب کے سب یا کم از کم ہر احمدی گھر میں ایک خریدار بھی "پیغام صلح" کا موجود ہو تو اخبار کی حالت بہت مضبوط ہو سکتی ہے اور اخبار اپنی تمام ضروریات کا خود کفیل ہو کر کافی ترقی کر سکتا ہے۔ اس لئے ہم اپنے تمام دوستوں سے جو استطاعت رکھنے کے باوجود ابھی تک "پیغام صلح" کے خریداروں میں شامل نہیں ہوئے درخواست کرینگے کہ وہ اس قومی جریدہ کو مستحکم کرنے میں معاون ہوں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا یہ بھی ایک ذریعہ ہے۔

جن احباب کو اللہ تعالیٰ نے اور زیادہ وسعت اور مقدرت بخشی ہے ان کو چاہئیے کہ اخبار اپنے خرچ پر اپنے بعض غیر از جماعت دوستوں کے نام جاری کرا دیں تاکہ اخبار کے باقاعدہ مطالعہ سے انہیں سلسلہ کے ساتھ انس پیدا ہو اور وہ خدام اسلام کی اس جماعت کی پوزیشن کو اچھی طرح سمجھ سکیں اور اس میں شمولیت فرما سکیں۔ یہ ایک نہایت ضروری تجویز ہے۔

خریدار حضرات میں جو بقایادار ہیں ان کی خدمت میں بھی عرض ہے کہ وہ بقایا کی ادائیگی کی طرف خاص توجہ فرماویں۔ کئی بار عرض کیا جا چکا ہے کہ اکتوبر میں تمام بقایا وصول ہو جانا چاہئیے۔ اکتوبر اب قریب الاختتام ہے لیکن ہنوز کئی دوستوں کا چندہ بقایا ہے۔

ایک اور عرضداشت ہمیں اپنے بزرگان سلسلہ کی خدمت میں کرنی ہے۔ ہم نے اس بات کا ارادہ کیا ہے کہ پیغام صلح میں سلسلہ احمدیہ کی تاریخ کے واقعات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے حالات باقاعدگی سے درج کئے جائیں۔ اس سلسلہ میں ہمیں اپنے ان تمام بزرگوں کے تعاون کی ضرورت ہے جنہوں نے مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مولانا نور الدین صاحب مرحوم کا زمانہ دیکھا ہے اگر ہمارے بزرگ اپنے اپنے تاثرات اور حضرت اقدس کی زندگی کے چیدہ چیدہ واقعات قلمبند فرما کر ہمیں ارسال کریں تو یہ قوم کی ایک بڑی بھاری خدمت ہوگی اور آئندہ نسلوں میں سلسلہ کی روایات جاری رکھنے کا ایک عمدہ ذریعہ ہوگا۔

واقعات "تاریخ اسلام"، مذاہب غیر پر معقول تبصرہ، اور سلسلہ پر اعتراضات کے جواب بھی مستقل عنوانات کے تحت میں آتے رہینگے اس کے لئے بھی ہمیں اپنے اہل قلم دوستوں کی اعانت مطلوب ہے تاکہ اخبار کی دلچسپی میں ہر ممکن طریق پر اضافہ کیا جا سکے۔

اگر ہمارے قارئین میں سے کوئی دوست اخبار کی بہتری کے متعلق کوئی اور تجویز بھی پیش کر سکتے ہوں تو وہ شکریہ کے ساتھ قبول کی جائیگی۔

ریاست دھار کی جامع مسجد

اکثر ہندو ریاستوں میں مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم ہو رہے ہیں، ریاست دھار کے متعلق تازہ شکایت یہ ہے کہ وہاں کی ایک قدیم جامع مسجد کو حکام ریاست اپنے تصرف میں لینا چاہتے ہیں۔ پہلے اس مسجد پر "بھوج شالہ" کی تختی لگوائی گئی جس پر مسلمانوں میں شدید بے چینی پھیل گئی۔ متعدد اسلامی اخبارات نے صدائے احتجاج بلند کی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے احتجاج کا ارباب ریاست پر الٹا اثر ہو رہا ہے کیونکہ حال ہی میں محکمہ حفنوز نے ایک اعلان شائع کیا ہے کہ بعض لوگ بھوج شالہ کی غلط تعبیر کر کے مسلمانوں میں بے اطمینانی پھیلا رہے ہیں۔ حالانکہ ایک احاطہ میں تین عمارتیں موجود ہیں۔ جن کو بھوج شالہ، مسجد کمال مولانا اور مقبرہ کمال مولانا کہا جاتا ہے۔ اب محکمہ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی کو اس مطلب کا بورڈ لگانے کا حکم دیا گیا ہے:-

"ان محفوظ عمارات کی دیوار یا کسی حصہ پر لکھنا۔ اندر یا احاطے میں مقیم ہونا۔ احاطے میں یا اس کے آس پاس میت دفنانا یا کوئی دوسرا نقصان پہنچانا سخت ممنوع ہے۔ خلاف ورزی کرنیوالے شدید سزا کے مستوجب ہونگے۔"

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس اعلان کے بعد مسجد مقفل کر دی گئی ہے مسلمانوں کو آنے جانے کی اجازت نہیں۔ حکام ریاست کی اس بے تدبیری سے مسلمانوں کی بے چینی و بے اطمینانی میں اضافہ ہو گیا اور یہ مسئلہ برطانی ہندوستان میں بھی روز بروز زیادہ اہمیت حاصل کرتا جا رہا ہے۔ مسجد اور قبرستان پر مسلمانوں کا غیر مشروط قبضہ ہونا چاہئیے بہتر یہی ہے کہ ان مقامات کو جلد از جلد آزاد کر دیا جائے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ مسجد آج سے آٹھ سو سال قبل شاہان خلجی کے عہد حکومت میں تعمیر ہوئی تھی اور اس جگہ ہندوؤں کی ایک عمارت بھوج شالہ تھی۔ اس لئے حکام ریاست رفتہ رفتہ اس مسجد پر قبضہ کر لینا چاہتے ہیں۔ لیکن انہیں یاد رکھنا چاہئیے کہ یہ قدیم تخیل موجودہ جدید زمانہ میں قطعی طور پر ناقابل قبول ہے۔ اس کو عمل میں لانے سے بیشمار خطرات پیدا ہو جائینگے جنکی ذمہ داری حکام ریاست پر ہوگی۔

ریزرو بنک کی ملازمتوں میں مسلمانوں کی حق تلفی

تقریباً تمام سرکاری محکموں میں عرصہ دراز سے مسلمانوں کی شدید حق تلفی ہو رہی ہے ہر جگہ برادران وطن کی مکمل اجارہ داری قائم ہے ان لوگوں کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ کوئی مسلمان اس اجارہ میں مخل نہ ہو۔ مسلمانوں کی مسلسل عرض معروض اور چیخ پکار کے بعد حکومت نے مسلمانوں کے لئے پچیس فیصدی ملازمتیں محفوظ رکھنے کا اعلان کیا۔ لیکن واقعات بتلاتے ہیں کہ ہندو بابوؤں اور ان کے زیر اثر انگریز افسروں کو حکومت کے احکام کی کوئی پروا نہیں۔ سرکاری دفاتر کے دروازے مسلمان امیدواروں پر بدستور بند ہیں۔ ریزرو بنک ایک بالکل نیا محکمہ ہے۔ اس میں مسلمانوں کی غیر معمولی حق تلفی ہو رہی ہے۔ گذشتہ اجلاس اسمبلی میں اس کے متعلق سوال کیا گیا تھا۔ تو مسٹر گرگ نے جواب دینے کی بجائے بے تعلقی کا اظہار کر کے معاملہ کو ٹال دیا۔ ایک نہایت اہم اور نئے محکمہ میں حق تلفی

تخمیس بر ارشادات مسیح موعودؑ

(از جناب عبدالصمد صاحب برقؔ اکبرآبادی حال مقیم کرکوک - عراق)

دل سے اپنے دور پہلے کبر اور نخوت کرو　　جس میں ہو خُلقِ محمدؐ پیدا وہ خصلت کرو
بٹ رہی ہے دولتِ عرفاں اگر ہمت کرو　　اے مرے پیارو شکیب و صبر کی عادت کرو
وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مُشکِ تتار

اے عزیزو آپ سے میری کوئی ان بن نہیں　　وہ نصیحت کر رہا ہوں تم پہ جو روشن نہیں
خادمِ اسلام ہوں میں قوم کا رہزن نہیں　　نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں
چپکے چپکے پیدا کرتا ہے یہ سامانِ دمار

سترِ قرآں کا جہاں میں نے جب چرچا کیا　　چار دانگ عالم سے اٹھی تھی صدائے مرحبا
حاملانِ علم و دیں نے حشر برپا کر دیا　　جس نے نفسِ دوں کو ہمت کر کے زیرِ پا کیا
چیز کیا ہیں اس کے آگے رستم و اسفندیار

ہے یہ پیغامِ صلح ہر اک کو اذنِ عام دو　　مشرق و مغرب میں پھر کر دعوتِ اسلام دو
صبر ایوبی عمل میں خاطرِ انجام دو　　گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

کام تم نشر و اشاعت کا نہ ہرگز کم کرو　　ہمتِ مردانہ مثلِ نامور حاتم کرو
تم نہ بیٹھے انتظارِ عیسیٔ مریم کرو　　دیکھ کر لوگوں کا جوش و غیظ مت کچھ غم کرو
شدتِ گرمی کا ہے محتاج بارانِ بہار

پھیر کر دل آئینۂ اسلام شستہ ہو گئے　　خود جو تھے برخود غلط مجھ سے مکدر ہو گئے
اس طرح بگڑے کہ بس سدِّ سکندر ہو گئے　　ہم نے یہ مانا کہ ان کے دل ہیں پتھر ہو گئے
پھر بھی پتھر سے نکل سکتی ہے دینداری کی نار

افتراء تزویر کا مرزا پہ ہے گفت و شنید　　بن کے حاسد ہو گئے "علمائے دیں" محروم دید
بندگانِ حق پہ ان کا برقؔ یہ ظلمِ شدید　　کیسے ہی وہ سخت دل ہوں ہم نہیں ہیں ناامید
آیتِ لا تَیْئَسوا رکھتی ہے دل کو استوار

(بقیہ نوٹ)

اور ہندوؤں کی اجارہ داری کو مسلمانوں کے تمام طبقے شدید طور پر محسوس کر رہے ہیں۔ ارباب حکومت کو اس طرف خاص توجہ دینی چاہیئے اور اسمبلی کے مسلم اراکین کا یہ فرض ہے کہ وہ بار بار اس موضوع پر سوال کر کے حکومت کو توجہ دلائیں اور تلافی پر آمادہ کریں۔ مسلمانوں کی حق تلفیوں کے جواب میں حکومت کے پاس دو تراشے تراشے جواب موجود ہیں۔ ایک یہ کہ جن محکموں میں مدت دراز سے ہندوؤں کی اکثریت ہے ان کو قلیل عرصہ میں ان کی اجارہ داری سے نجات نہیں دلائی جاسکتی۔ دوسرا یہ کہ قابل مسلمان دستیاب نہیں ہوسکتے لیکن ریزرو بنک ایک نیا محکمہ ہے اور اس میں کام کرنے کیلئے اعلیٰ قابلیت کے مسلمان نہایت آسانی سے دستیاب ہو سکتے ہیں۔ لہذا یہ عذر ریزرو بنک کے متعلق مسلمانوں کی جائز شکایات کا جواب ہرگز نہیں بن سکتا۔

بے انصافی کی تلافی کی جائے اور قابل اعتراض حصوں کو حذف کر دیا جائے۔
ڈاکٹر صاحب نے متعدد قانونی حوالے اور تمثیلیں پیش کیں۔ ڈاکٹر صاحب کی بحث ختم ہو چکی ہے اور سماعت جاری ہے۔

سشن جج گورداسپور کے فیصلہ کے خلاف درخواست نگرانی

سر تیج بہادر سپرو کی بحث

لاہور ۲۱؍ اکتوبر۔ مسٹر جی۔ ڈی کھوسلہ سشن جج گورداسپور نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں جو فیصلہ دیا تھا۔ اس کے خلاف آج آنریبل جسٹس کولڈ سٹریم کے روبرو مرزا شریف احمد صاحب کی درخواست نگرانی پیش ہوئی۔ احمدیوں کی طرف سے سر تیج بہادر سپرو بطور وکیل پیش ہوئے۔

گورنمنٹ ایڈووکیٹ دیوان رام لال نے درخواست پیش کرتے ہوئے کہا کہ عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں فاضل سشن جج گورداسپور نے گورنمنٹ کے نظام پر حملے کئے ہیں جس سے گورنمنٹ کے نظم و نسق کو سخت دھکا لگیگا۔ مثلاً یہ کہ قادیانی ظلم کرتے ہیں۔ قتل ہو جانے پر بھی پولیس کوئی کارروائی نہیں کرتی۔ یہ پولیس کے خلاف سخت الزام ہے حالانکہ پولیس نے پوری تفتیش سے اپنی تسلی کر لی تھی۔ پھر یہ الزام بھی دیا گیا ہے کہ قادیان میں متوازی عدالتیں قائم ہیں اور حکومت اس شرانگیزی کو نہیں روکتی بلکہ قادیانیوں کی حمایت کرتی ہے۔ یہ دونوں الزامات غلط ہیں اور انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ان کو بے بنیاد قرار دیکر فیصلہ سے حذف کر دیا جائے۔

سر تیج بہادر سپرو کی بحث

سر سپرو نے کہا کہ عدل و انصاف کا تقاضا ہے کہ نہایت سنجیدگی سے اس پر غور کیا جائے کہ عدالتوں کو ذاتی معاملات میں نکتہ چینی کا کہاں تک حق حاصل ہے۔ آپ نے کہا کہ سید عطاء اللہ شاہ جیسے شعلہ بیان شخص نے جاہل اور ناخواندہ طبقہ کے سامنے ہنگامہ خیز تقریر کر کے احمدیوں کے خلیفہ اور بانی پر شدید الزامات عائد کئے۔ مرزا بشیر الدین محمود نے ملزم پر مقدمہ نہیں چلایا۔ بلکہ حکومت نے خود کارروائی کی۔ پھر ملزم نے اپنی صفائی میں ایک سو سے زیادہ گواہ طلب کئے۔ مرزا بشیر الدین محمود کو بھی بلایا اور ان کے والد کے چال چلن و طریق کار کے متعلق سوال کئے جنکا مقدمہ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ عدالت ماتحت میں ایک تماشہ ہو رہا تھا جس کا ہیرو ملزم تھا۔ ملزم نے دوسرے مذہب پر حملے کئے اور عجیب مضحکہ انگیز صفائی پیش کی۔ اگر عدالتوں میں اس قسم کی ڈیفنس ہو سکتی ہے تو بہتر ہے کہ تعزیرات ہند سے دفعہ ۱۵۳ - الف اور ۱۲۴ - الف نکال لی جائیں۔

سر سپرو نے کہا کہ فاضل جج نے عجیب فیصلہ لکھا ہے۔ بجائے عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریر پر تبصرہ کرنے کے انہوں نے احمدیہ جماعت کے بانی اور پیروؤں پر نا ملائم الفاظ میں تنقید کی ہے۔ مرزا غلام احمد کو ٹامنک دائن پینے کا عادی قرار دیا ہے اور قادیانیوں کو انگریزوں کا دم کٹا کتا کہا ہے۔ قادیان میں متوازی عدالتوں کا الزام بھی ہے۔ یہ حصے ہیں جن میں مرزا صاحب اور ان کے اعمال پر مخالفانہ نکتہ چینی کی گئی ہے جو فیصلہ سے حذف کر دیئے جائیں۔

۲۲؍ اکتوبر۔ آج بھی سر سپرو نے اپنی بحث جاری رکھتے ہوئے مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ سے چند اقتباسات پڑھ کر سنائے اور کہا کہ ان کا واقعات مقدمہ سے کوئی تعلق نہیں۔ قادیان میں قتل و غارت کی گرم بازاری کا الزام غلط ہے۔ عبدالکریم کے مکان کو آگ لگانے کا الزام بھی غلط ہے۔ یہ مکان سمال ٹاؤن کمیٹی نے گرایا تھا اور مرزا صاحب کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ میری درخواست ہے کہ یہ ریمارکس حذف کر دیئے جائیں کیونکہ یہ غیر متعلق غیر ضروری اور بغیر کسی شہادت کے غلط واقعات پر مبنی ہیں۔

سید عطاء اللہ کی ڈیفنس میں کہا گیا ہے کہ مرزا غلام احمد نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر اور ملعون کہا ہے۔ یہ سراسر غلط اور بہتان ہے۔ مرزا قادیان فریق مقدمہ نہ تھے انکے متعلق غیر مناسب الفاظ لکھے گئے ہیں حالانکہ انہیں صفائی پیش کرنے کا کوئی موقعہ نہیں دیا گیا۔ کیا یہ عدالت کے اختیارات کا ناجائز استعمال نہیں؟

یہ کہنا کہ بانی احمدیت شراب کے عادی تھے سراسر ظلم اور قابل اعتراض ہے اس کے جواز میں کوئی شہادت موجود نہیں۔ خلیفہ قادیان کی اسقدر شہادت ہے کہ ایکدفعہ ٹینچر بطور دوا منگوائی گئی تھی۔ پتہ نہیں کس کے لئے منگوائی گئی تھی۔

فاضل جج کے فیصلہ نے ایک کثیر التعداد جماعت کے جذبات کو مشتعل کیا ہے جس کیلئے میں عدالت میں پیش ہوا ہوں۔ اندری جماعت کے ساتھ اس

تاریخ سلسلہ احمدیہ

حضرت مولانا نور الدین صاحب مرحوم

آپ کی زندگی کے آخری ایام

احمدیت کا وہ بہترین زمانہ جس میں خدا کا مامور اپنی افضال و انعام بانٹ رہا تھا ہماری جماعت کے بہت خوش قسمت لوگوں نے دیکھا لیکن موجودہ وقت میں ایسے احباب کی تعداد زیادہ ہو رہی ہے جنہیں وہ برکات کا دور دیکھنا نصیب نہیں ہوا۔ ایسے دوستوں کے لئے یہ بھی بڑی راحت و سعادت کا باعث ہوگی اگر اس زمانہ کے واقعات ہی ان کو سنائے جائیں۔ اس لئے ہم نے ارادہ کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال رہا تو سلسلہ کی تاریخ کے مختلف واقعات اور یادداشتیں احباب کی خاطر قارئین "پیغام صلح" کی نذر کرتے رہیں۔ باقی مدگی سے پیش کئے جائیں و باللہ التوفیق۔

اس سلسلہ میں ہمارے پاس کچھ مواد جمع ہو چکا ہے اور کچھ جمع کیا جا رہا ہے۔ ہمیں ہمارے محترم بزرگ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے کمال مہربانی سے اپنی ایک ڈائری عنایت فرمائی ہے جس میں حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نور الدین صاحب مرحوم کی زندگی کے آخری ایام کے حالات درج ہیں ہم اس عنایت کے لئے ڈاکٹر صاحب کے بےحد ممنون ہیں۔ وہ ایک تذکرہ کی صورت میں حضرت مسیح موعود اور حضرت مولانا نور الدین صاحب مرحوم کی زندگی کے چیدہ چیدہ واقعات شائع کرنا چاہتے تھے لیکن ہماری درخواست پر انہوں نے یہ ڈائری "پیغام صلح" میں اشاعت کے لئے عنایت فرما دی ہے۔ جنوری ۱۹۱۴ء میں حضرت مولانا مرحوم بیمار ہوئے اور جب ان کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی تو ڈاکٹر صاحب موصوف ان کی تیمارداری اور ان کے علاج کے لئے قادیان تشریف لے گئے اور حضرت مرحوم کی وفات تک قادیان ہی میں مقیم رہے اور بڑے اخلاص اور محبت سے مغفور کی خدمت کرتے رہے۔ ان ایام میں ڈاکٹر صاحب ممدوح روزانہ جو واقعات ہوتے اور حکیم الامۃ جو ارشاد فرماتے اسے باقاعدگی سے قلمبند کرتے رہے اور اس طرح باتوں ہی باتوں میں علم، حکمت اور معرفت کا ایک خزانہ جمع کر لیا۔ اب ہم یہ زرین اقوال اپنے احباب کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

ڈائری کے پہلے چند اوراق کچھ بوسیدہ ہو چکے ہیں۔ اس لئے ہم ۸ر فروری ۱۹۱۴ء سے سلسلہ بیان شروع کرتے ہیں۔

(مدیر)

۸ر فروری ۱۹۱۴ء

اللہ تعالیٰ کے افضال

بابو منظور الٰہی صاحب کو نصیحت کرتے ہوئے خدا کے افضال بیان فرمائے۔ کہا "خدا کے مجھ پر تین بڑے بھاری فضل ہیں"

(۱) "خدا تعالیٰ نے میرا سر کچھ کر دیا آدمیں مجھے لا الٰہ الا اللہ کی حقیقت سمجھا دی۔ مطلب یہ تھا کہ میرے دماغ میں یہ مسئلہ رچ جاوے تو پھر کیا میں مشرک ہو سکتا ہوں یا توحید کے خلاف کچھ کر سکتا ہوں" فرمایا "میرے ساتھ خدا تعالیٰ کا یہ تعلق ہے کہ اگر تمام جہان بھی میرے خلاف ہو اور میرا مولیٰ میرے ساتھ ہو۔ تو مجھے کسی کی ایک تنکے کے برابر بھی پرواہ نہیں"

(۲) "میرے ساتھ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ اگر مقابلہ پر کوئی معترض مجھ سے قرآن کی کوئی آیت پوچھے تو میں اسی وقت مجھ کو سمجھا دونگا"

(۳) "محرم پال کے مقابلہ میں میں نے جناب باری میں دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے دو سجدوں کے درمیان حروف مقطعات کا علم دیا۔ میں نے اس میں خدا کے فضل سے کتاب نور الدین کے آخر میں وہ کچھ لکھا کہ پنڈت بھی حیران رہ گئے۔ اور انہوں نے کہا کہ تمام علوم جو سنسکرت میں ہیں وہ سب لکھ دیئے گئے۔ حالانکہ مجھے سنسکرت نہیں آتی۔ یہ خدا کا مجھ پر ایسا فضل ہے کہ تیرہ سو سال میں کسی پر نہیں ہوا"

——میں نے صبح کے وقت خواجہ صاحب کے خط کا ذکر کیا۔ فرمایا "پانچ لاکھ عیسائی اللہ نے وعدہ کیا ہے مغربی افریقہ میں مسلمان ہونگے تعلیم یافتہ ہوں گے۔ کوئی چھوٹی بات تو نہیں"۔ بابو منظور الٰہی کو فرمایا کہ چار پانچ اشتہار دیدو۔

—— مجھے اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا "میں تم سے بہت خوش ہوں"۔ پھر فرمایا "میں تمہاری خدمات سے بہت خوش ہوں"

—— صاحبزادہ صاحب، مولوی محمد علی صاحب اور ہم سب کو مخاطب کر کے فرمایا "پیارو! میں کمزور ہوتا جاتا ہوں۔ میں روز سات سبق پڑھا کرتا تھا"

—— مبارک بیگ کو کہا "اچھا کیا تم آ گئے"

حضرت امیر کو ہدایات مسئلہ کفر و اسلام

مولوی محمد علی صاحب، ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب، حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ اور مردان و پشاور کی جماعت کے لوگ قریباً پندرہ اصحاب موجود تھے۔ مولوی محمد علی صاحب کا ترجمۃ القرآن سننے کے بعد فرمایا "مولوی صاحب میں آپ کو چند آیات لکھاتا ہوں ان کو تطبیق دیں، چار آیات ہیں ان کی تطبیق ضروری ہے۔

(۱) وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون۔ خدا ان کو مومن بھی کہتا ہے اور مشرک بھی۔

(۲) لولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوٰت۔ خدا کو اس کی بچ کیا پڑی ہوئی ہے معلوم ہوتا ہے ان کی جڑ میں کچھ ایمان رکھا ہے۔

(۳) امام ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے۔ وہ کہتا ہے اگر کوئی اشھد ان لا الٰہ الا اللہ ایک دفعہ دل سے کہدے وہ مومن ہو جاتا ہے چاہے شرک کرے، کفر کرے ظلم کرے۔ ایک حدیث بھی ہے من قال لا الٰہ الا اللہ فقد دخل الجنۃ بعض حدیثیں ہیں۔ جو نماز نہ پڑھے، زکوٰۃ نہ دے، حج نہ کرے ان سے یوں ہوگا یوں ہوگا۔ اس کی تطبیق کیا ہے؟ یہ بھی ہے من کان اٰخر کلامہ ان لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ

قل اللہ ثم ذرھم۔ خدا منوا کر بس کر دو۔ قرآنی آیت ہے پھر یہ ہے کہ نماز نہ پڑھے تو یہ غضب۔ یہ قصہ کیوں شروع کیا ہے؟

(۴) ایک اور آیت ہے۔ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ...... اولٰئک ھم الکفرون حقا اس سے معلوم ہوا کسی رسول کا انکار کافر بنا دیتا ہے۔ اس کی میں نے تطبیق دی ہے۔ آپ بھی سوچیں۔ ابوحنیفہؒ بھی بڑا آدمی ہے۔ اس پر کسی نے جرح نہیں کی۔ اس کی ایک کتاب "عقائد امام ابوحنیفہؒ" ہے۔ ہمارے کتبخانہ میں ہوگی۔ یوں بھی آتا ہے اگر مومن پر بدظنی کرے۔ دخل النار۔ آپ بھی ذرا تطبیق تو کریں۔

مجھے اس سے فکر پڑا ہے کہ مرزا صاحب کو نہ ماننے سے جو کفر کا فتوے دیتے ہیں اس کی جڑ بھی یہیں سے نکل آئی ہے۔ آپ نے تو سمجھ لیا ہوگا۔ اس کے بڑے پہلو ہیں۔ بخاری صاحب بہت ناراض ہوئے ہیں۔ بخاری کی کتاب الایمان بھی ضرور دیکھ لیں۔ میں نے رات کو ساری کتابیں ٹٹولی ہیں۔ میرا منشا صرف مرزا صاحب کو ماننے نہ ماننے کا ہے یہ مسئلہ دلچسپ ہے"

——سورہ کہف کے نوٹ سنکر مولوی محمد علی صاحب سے فرمایا:۔ "اس سے زیادہ آپ کیا لکھ سکتے ہیں"

مولوی محمد علی صاحب کو فرمایا "میرے سرہانے خواجہ صاحب کا خط ہوگا۔ اس کو ذرا پڑھ لو"۔ جب آپ نے پڑھا تو مفصلہ ذیل جواب لکھایا:۔

"اس بیماری میں مجھے بتلایا گیا ہے کہ پانچ لاکھ آدمی افریقہ میں مسلمان ہوگا۔ گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ بہار کے دن ہیں۔ بہار کے دن ہیں"

خواجہ صاحب کے خط میں چوہدری فتح محمد کی آنکھوں کی تکلیف کا ذکر تھا کہ جناب کے حکم پر ان کو ہلکا کام دیا تھا۔ ایک گھنٹہ کام کے بعد انہوں نے بیان کیا کہ تمام رات نیند نہیں آئی۔ آنکھوں میں درد رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ چوہدری فتح محمد کو لکھدو "پینتالیس منٹ کام کرے، پندرہ منٹ آرام کرے۔ پھر اس کے بعد خود آرام ہو جائیگا"۔ فرمایا "یہ بھی لکھو۔ اور تم کو جو توفیق نہیں ملتی، تم توبہ استغفار کرو"۔

زکوٰۃ کے متعلق سوالات و جوابات

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

سوال۔ ملازمین ڈسٹرکٹ بورڈ کا پراویڈنٹ فنڈ جو کٹتا رہتا ہے وہ ان کے قبضہ میں آنے کے بغیر جمع ہوتا رہتا ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں اور کس حساب سے الخ

جواب۔ پراویڈنٹ فنڈ پر اس وقت تک کوئی زکوٰۃ نہیں جب تک وہ آپ کے قبضہ میں نہیں آ جاتا۔ آپ کے قبضہ میں آنے کے بعد اگر وہ رقم پورا ایک سال تک آپ کے قبضہ میں رہے تو پھر اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔

سوال۔ لائف انشورنس کمپنی میں زندگی بیمہ کرانا شرعاً ممنوع ہے یا نہیں؟

جواب۔ میری رائے میں زندگی کا بیمہ کرانا شرعاً ممنوع نہیں۔

سوال۔ جس شخص نے زندگی بیمہ کرائی ہو اس کو زکوٰۃ کس طرح ادا کرنی چاہئے۔ سال بھر کے چندہ پر یا جتنی رقم جمع ہو چکی ہے اس پر؟

جواب۔ جتنی رقم کے لئے زندگی بیمہ ہے جب تک وہ رقم قبضہ میں نہ آئے اور اس پر ایک سال گذر نہ جائے۔ اس رقم پر زکوٰۃ فرض نہیں جو رقم اپنے قبضہ اور تصرف میں نہیں اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی۔

تاریخ اسلام

فضائل اصحاب النبی رضی اللہ عنہم

تاریخ اسلام کے درخشندہ ستارے

رسول کریمؐ کی صداقت کا نشان

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مشن میں جو کامیابی ہوئی اس کی نظیر نبوت و رسالت کی تاریخ میں کہیں اور نہیں مل سکتی۔ آپ کے بیشمار کمالات میں سے ایک کمال اور آپ کی صداقت کے واضح دلائل میں سے ایک بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ آپ کے متبعین آپ کی پیش کردہ تعلیم کے مظہر حقیقی اور اسلامی اخلاق و آداب کے پیکر مجسم ثابت ہوئے وہ محمد مصطفےٰ صلعم کے رنگ میں ایسے رنگین ہوئے کہ بارگاہ الہٰی نے بھی ان کی حمد و ثنا بیان فرمائی اور زبان نبوتؐ نے بھی بارہا ان کی تعریف کے گیت گائے۔ دشمن محمد صلعم کی پیش کردہ تعلیم پر اپنی کوتاہ فہمی سے اعتراض کرے تو کر سکتا ہے لیکن اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ جو انقلاب عظیم پیغمبر اسلام نے پیدا کیا اس کی مثال کہیں اور نظر نہیں آتی۔ آپؐ نے انسانوں کی فطرت کو ہی بدل دیا اور ایک ایسی قوم کو جو بنی نوع انسان کیلئے باعث ننگ و عار تھی چند ہی سال کے اندر ایسے بلند مقام پر پہنچا یا کہ وہی لوگ انسانیت کے لئے سرمایہ فخر و ناز بن گئے۔ پس جسے اسلام کی عملی تصویر دیکھنا مطلوب ہو وہ نبی کریم صلعم کی سیرۃ پاک کے ساتھ اصحاب کرام کی زندگیوں پر بھی نگاہ ڈالے۔

صحابہؓ کی زندگیاں مشعل راہ ہیں

آج اس الحاد و مادہ پرستی کے دور میں ہماری مذہبی روایات قصہ پارینہ بن چکی ہیں اور اس وقت قوم کو تنزل و انحطاط کے غار عمیق سے نکالنے کے لئے بزرگان و آئمہ سلف اور بالخصوص اصحاب نبیؐ کی زندگیاں ہی ہمارے لئے صحیح طور پر مشعل راہ بن سکتی ہیں۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا:۔ اصحابی کالنجوم فبایّھم اقتدیتم اھتدیتم "میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں جس کی پیروی کروگے ہدایت پا لوگے" اس لئے ہم نے ارادہ کیا ہے کہ قارئین پیغام صلح کی خدمت میں باقاعدگی سے تاریخ اسلام کے ان درخشندہ ستاروں کے حالات زندگی پیش کریں اور حتی الوسع ہر اشاعت میں ایک صفحہ کسی بزرگ صحابی کے حالات کیلئے یا تاریخ اسلام کے کسی اہم اور سبق آموز واقعہ کیلئے وقف کریں انشاء اللہ تعالیٰ۔

مناقب صحابہؓ

قبل اس کے کہ باقاعدہ طور پر حضرات ابوبکر، عمر، عثمان وعلی و دیگر اصحاب کرام کی سوانح حیات لکھی جائیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مجملاً ان کے مناقب و فضائل قرآن و حدیث کی رو سے بیان کئے جائیں۔ کتاب اللہ میں متعدد مقامات پر اصحابؓ رسولؐ کی مدح و توصیف فرمائی گئی اور ان کے ایمان و اخلاص، اعمال صالحہ، زہد و عبادت، تقویٰ، استقامت، جود و سخاوت اور محاسن اخلاق کو نفصیل کے ساتھ نمایاں کیا گیا ہے۔ ذیل میں ہم چند آیات قرآنی درج کرتے ہیں

(۱) والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعد لھم جنّٰت تجری تحتھا الانھار خٰلدین فیھا ابدا ذالک الفوز العظیم۔

"اور سبقت لیجانے والے مہاجرین اور انصار میں سے پہلے اور وہ جنہوں نے احسان کے ساتھ ان کی پیروی کی۔ اللہ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے اور اس نے ان کے لئے باغ تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ انہی میں ہمیشہ رہینگے۔ یہ بڑی کامیابی ہے"

(۹ — ۱۰۰)

(۲) ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت اولٰئک ھم خیر البریۃ۔ جزاؤھم عند ربھم جنّٰت عدن تجری من تحتھا الانھار خٰلدین فیھا ابدًا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ ذالک لمن خشی ربّہ ۔

"جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے ہیں وہ بہترین مخلوق ہیں، ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں ہمیشگی کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ انہی میں رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے"

(۹۸ — ۷ و ۸)

(۳) ولٰکن اللہ حبّب الیکم الایمان وزیّنہ فی قلوبکم وکرّہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان۔ اولٰئک ھم الراشدون۔ فضلًا من اللہ ونعمۃ واللہ علیم حکیم۔ "لیکن اللہ نے تمہارے نزدیک ایمان کو محبوب بنا دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں زینت دی ہے اور کفر اور فسق اور نافرمانی کو تمہارے نزدیک مکروہ کر دیا ہے یہی بھلائی کی راہ چلنے والے ہیں اللہ کی طرف سے فضل اور نعمت ہو اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے" (۴۹ — ۷)

(۴) کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ۔ "تم سب سے اچھی امت ہو جو لوگوں کی بھلائی کیلئے ظاہر کیگئی ہے۔ تم اچھے کاموں کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو" (۳ — ۱۰۹)

(۵) قل الحمد للہ وسلٰم علی عبادہ الذین اصطفٰی ط "کہو سب تعریف اللہ کے لئے ہے اور اس کے بندوں پر سلامتی ہے جنہیں اس نے چنا" (۲۷ — ۵۹)

(۶) ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔

"وہ لوگ جو تجھ سے بیعت کرتے ہیں، وہ اللہ سے ہی بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے" (۴۸ — ۱۰)

(۷) اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ویدخلھم جنّٰت تجری من تحتھا الانھار خٰلدین فیھا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ اولٰئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون۔

"انہی کے دلوں کے اندر (اللہ نے) ایمان لکھ دیا ہے اور اپنی روح سے ان کی تائید فرمائی ہے اور وہ انہیں باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، انہی میں رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اس سے راضی ہیں۔ یہ اللہ کا گروہ ہے۔ دیکھو اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہے" (۵۸ — ۲۲)

ان آیات کے علاوہ اور بہت سی آیات ہیں جن میں اصحاب نبیؐ کے اوصاف و محامد بیان کئے گئے ہیں لیکن ان سب کو یہاں نقل کرنا ممکن نہیں۔ مثلاً سورہ المؤمنون کے شروع اور الفرقان کے آخری رکوع میں خاص طور پر پیروان و اصحاب محمدؐ کی زندگی کا نقشہ کھینچا گیا ہے اسی طرح سورہ فتح، آل عمران، احزاب، حٰم السجدہ، توبہ، احقاف اور دیگر کئی مقامات پر ان کے اخلاق و اطوار کی تفصیل دی گئی ہے۔

احادیث میں صحابہؓ کے مناقب

احادیث نبوی میں بھی صحابہ کرامؓ کی فضیلت کا کثرت سے ذکر آتا ہے امام بخاریؒ نے اس پر ایک خاص باب بھی باندھا ہے۔ اس کے علاوہ صحاح کی دیگر کتب میں بھی اصحاب رسولؐ کی تعریف میں احادیث منقول ہیں۔ ذیل میں ہم چند احادیث صرف صحیح امام بخاری سے نقل کرتے ہیں:۔

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رسول کریمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:۔

خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم

"سب سے بہتر لوگ میرے زمانہ کے ہیں پھر جو ان سے متصل ہوں۔ پھر جو ان سے متصل ہوں"

(بخاری کتاب الشہادات۔ تجرید بخاری صـــ جلد دوم)

(۲) حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا:۔

لا تسبّوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذھبًا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ۔

"میرے صحابہ کو برا نہ کہو۔ تم میں سے اگر کوئی کوہ احد کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو ان کے مد (اندازہ) وسعت اور شان کو نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ اس کے نصف کو بھی نہیں"

(تجرید بخاری جلد دوم صـــ باب فضائل اصحاب النبیؐ)

(۳) حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہ احد پر چڑھے اور آپ کے ہمراہ ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ بھی تھے۔ آپ کے چڑھنے سے پہاڑ لرزا تو آپ نے فرمایا۔ اثبت احد فانما علیک نبی وصدیق وشھیدان۔ "اے احد قائم رہو تجھ پر تو نبی، صدیق اور دو شہید ہیں" (ایضاً)

پھر ایک حدیث میں جو پہلے آ چکی ہے۔ رسول کریم صلعم نے اپنے اصحاب کو نجوم سے تشبیہ دی ہے اور ان کی متابعت کو باعث ہدایت قرار دیا ہے۔ اسی طرح بیشمار احادیث میں مہاجرین و انصار کے فضائل کا ذکر آتا ہے اور خلفائے راشدین کی توصیف کی گئی ہے جو انشاء اللہ اپنی اپنی جگہ بیان کی جائیں گی۔

جہاں تاریخ عالم محمد رسول اللہ صلعم جیسا انسان پیدا کرنے سے قاصر رہی ہے آپ کے متبعین کی مثال بھی ہمیں کہیں اور نظر نہیں آتی۔ دوسرے انبیاء کے متبعین اور حواریین کا ذکر بھی تاریخ اور ان کی مذہبی کتب میں آتا ہے۔ بعض نے فاذھب انت وربک فقاتلا کہکر اپنے نبی متبوع کا ساتھ دینے سے انکار کیا اور بعض نے چند ٹکوں سے دنیاوی لالچ کی خاطر اپنے ہادی و مولا کو پکڑوا دیا۔ مگر یہ فخر صرف سرور دو عالم علیہ التحیۃ والسلام کے حصہ میں ہی آیا کہ آپ کے اصحاب نے صراط مستقیم پر ایسا لزوم اختیار کیا اور اپنے محبوب پیغمبر پر اس طرح جانثار رہے کہ دنیا آج تک ان کا نمونہ دیکھ کر محو حیرت ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۔

اچھوت اقوام کی مشکلات کا واحد حل اسلام ہے

موجودہ حالات میں مسلمانوں کا فرض

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء۔ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

وقالت الیھود عزیر ابن اللہ وقالت النصاری المسیح ابن اللہ ذالک قولھم بافواھھم .... یشرکون (التوبہ ۹: ۳۱۔۳۰)

ترجمہ: یہودی کہتے ہیں عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں یہ ان کی نقل کرتے ہیں جو پہلے کافر ہوئے اللہ ان کو ہلاک کرے۔ کہاں سے الٹے پھیرے جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنے عالموں اور راہبوں کو اللہ کے سوائے رب بنا لیا ہے اور مسیح ابن مریم کو۔ ان کو سوائے اس کے کچھ حکم نہ دیا گیا تھا کہ ایک معبود کی عبادت کریں۔ اس کے سوائے کوئی معبود نہیں وہ اس سے پاک ہے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔

ہندوستان میں تبلیغ اسلام کا وسیع میدان

پچھلے خطبہ میں میں نے ذکر کیا تھا کہ جماعت کے دو بڑے مقصد ہیں ایک تبلیغ اسلام اور لوگوں کو قرآن مجید پہنچانا دوسرے مسلمانوں کے درمیان اتحاد پیدا کرنا۔ یہ دونوں باتیں درحقیقت لازم و ملزوم ہیں یورپ و امریکہ کے علاوہ تبلیغ اسلام کے لئے ایک بہت بڑا میدان یہاں بھی موجود ہے اور میں وقتاً فوقتاً اس کی طرف توجہ بھی دلاتا رہا ہوں اور وہ ہے ہندوؤں میں تبلیغ اسلام۔ بالخصوص ہندوؤں کے ایک خاص طبقہ میں جن کو اچھوت کہا جاتا ہے

ڈاکٹر امبیدکر کا اعلان

ابھی آپ نے اخبارات میں ڈاکٹر امبیدکر کا بیان پڑھا ہوگا یہ اچھوتوں کے سب سے بڑے لیڈر ہیں۔ ان کی سرکردگی میں دس ہزار اچھوتوں کے متفقہ فیصلے کے طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ وہ آئندہ جو کچھ بھی ہوں لیکن ہندو ہرگز نہیں رہیں گے۔

اچھوت ہندو رہ کر پستی سے باہر نہیں نکل سکتے

آج سے کوئی تین سال پیشتر جب گاندھی جی نے اچھوتوں کو ہندوؤں میں ملانے کی تحریک شروع کی ہے۔ اس وقت میں نے ایک مضمون لکھا تھا جس میں بتلایا تھا، کہ اچھوت، اچھوت پن یا اس پست حالت سے جس میں کہ وہ آجکل ہیں باہر نہیں نکل سکتے اور نجات نہیں پا سکتے جب تک کہ وہ ہندو دھرم کے اندر ہیں۔ کیونکہ ان کے اچھوت پن کی بنیاد مذہبی عقیدہ پر ہے، خواہ گاندھی جی آجائیں یا کوئی اور اچھوتوں کو ہندو رکھتے ہوئے موجودہ پست حالت سے باہر نہیں نکال سکتا۔

ہندو مذہب کی کتب مقدسہ اور اچھوت

بات یہ ہے کہ مذہبی عقیدہ انسان کے اندر اس قدر راسخ ہو جاتا ہے کہ وہ اس کے سامنے کسی کی بات ماننے کو تیار نہیں ہوتا۔ جب تک اچھوت ہندو ہیں ان کا ایمان لازمی طور پر ہندو مذہب کی کتب مقدسہ پر رہیگا اور ان کتب کی تعلیمات کا اثر اچھوتوں کے دل و دماغ پر لازمی طور پر پڑے گا۔ ہندو کیوں اچھوتوں کو اپنے ساتھ ملانا اور مساوی درجہ دینا نہیں چاہتے؟ محض اس لئے کہ ہندو دھرم کی کتب مقدسہ نے اچھوتوں کے لئے نہایت پست اور حقیر درجہ تجویز کیا ہے۔ ان کتب کی تعلیمات کی رو سے اچھوت نہ دنیوی رنگ میں ترقی کر سکتے ہیں نہ روحانی طور پر۔ لہذا یہ بات بالکل واضح ہے کہ جب تک اچھوت ان کتابوں پر اعتقاد رکھتے ہیں، وہ اچھوت پن کے چکر سے باہر نہیں نکل سکتے اور ان کے خیالات میں کوئی بلندی پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب تک وہ ہندو ہیں یا ہندو کہلاتے ہیں اچھوت پن کا داغ ان سے کسی حالت میں بھی دور نہیں ہو سکتا۔ کئی سال ہوئے جنوبی ہند کے ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ اچھوت نے بھی یہ بات کہی تھی۔

ہندوؤں کی تشویش کی اصل وجہ

ڈاکٹر امبیدکر پر ہندو بہت لے دے کر رہے ہیں۔ گاندھی جی کا بھی ایک بیان شائع ہوا ہے جو آپ نے اخبارات میں پڑھ لیا ہوگا۔ بات دراصل یہ ہے کہ گاندھی جی اور تعلیم یافتہ ہندو اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ ہندو قوم سے آٹھ کروڑ انسانوں کا علیحدہ ہو جانا سیاسی طور پر ہندوؤں کو تباہ کر دیگا۔ ہندو اخباروں اور لیڈروں کی تشویش اور ڈاکٹر امبیدکر پر لے دے کی اصل وجہ یہی ہے۔ آج سے قبل بھی جبکہ اچھوتوں کیلئے علیحدہ سیٹوں کا اعلان ہوا تھا۔ گاندھی جی نے مرن برت رکھ لیا تھا جو پونہ پیکٹ کی وجہ سے توڑا تھا۔

اچھوت کونسا مذہب اختیار کریں

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے جب یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ ہندو نہیں رہینگے تو وہ کونسا مذہب ہے جو ان کو اچھوت پن سے نجات دے سکتا ہے۔ ایسے دو مذہب ہیں۔ اسلام اور عیسائیت، باقی سب باتیں اور زبانی دعوے ہیں۔

عیسائی مذہب میں اچھوتوں کو مساوات نہیں مل سکتی

اس میں کچھ شک نہیں کہ عیسائی مشنریوں کے پاس مال و دولت بہت زیادہ ہے گو آٹھ کروڑ انسانوں کی وسیع آبادی کو مالی امداد دینا ان کے لئے بھی ناممکن ہے لیکن وہ ایک حد تک اچھوتوں کی روپے سے امداد کر سکتے ہیں۔ مگر اچھوت جس چیز کی خاطر ہندو مذہب کو چھوڑ رہے ہیں وہ عیسائیت میں بھی انہیں نہیں مل سکتی یعنی مساوات جن اچھوتوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا ہے انہیں ہندوؤں میں سے عیسائی ہونیوالے لوگ بدستور اچھوت سمجھ رہے ہیں حتیٰ کہ گرجا گھروں میں بھی ان میں اور دوسرے لوگوں میں امتیاز ہے۔ کچھ عرصہ ہوا۔ اس تفریق کو دور کرنے کیلئے ایک اچھوت عیسائی نے گاندھی جی کی طرح برت رکھا تھا۔ یہ باتیں بخوبی ظاہر کرتی ہیں کہ اچھوتوں کو عیسائیت کے اندر بھی مساوات حاصل نہیں ہو سکتی اور میں سمجھتا ہوں ڈاکٹر امبیدکر جیسا ہوشمند انسان بھی اس حقیقت سے ناواقف نہیں ہو سکتا۔

اچھوتوں کی مشکلات کا واحد حل اسلام ہے

اس کے بعد مذہب اسلام ہی اچھوتوں کی مشکلات کا واحد حل رہ جاتا ہے۔ تقریباً دو سال کا عرصہ ہوا میں نے ڈاکٹر امبیدکر کو ایک خط لکھا تھا کہ اگر آپ اپنی قوم کو نجات دلانا چاہتے ہیں تو اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں کہ اچھوت ہندو دھرم کو ترک کر کے اسلام قبول کر لیں۔ اس کے ساتھ ہی اپنا مذہبی لٹریچر قرآن شریف و دیگر کتب بھیجی تھیں۔ مجھے یقین ہے کہ ان کا فیصلہ مضبوط دلائل پر مبنی ہے

اس وقت ٹھوس کام کی ضرورت ہے

شاید ہمارے بہت سے مسلمان بھائی خیال کرتے ہوں کہ صرف اخباروں میں ایک آدھ مضمون لکھ دینے یا تاریں دیدینے اور اخباروں میں انہیں مشتہر کر دینے سے اچھوتوں کو دعوت اسلام دینے کا فرض ادا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اس وقت تاروں اور اخبارات میں اعلانات کی ضرورت نہیں بلکہ ٹھوس کام کی ضرورت ہے۔ جس طرح ڈاکٹر امبیدکر نے لکھا تھا کہ اچھوتوں کے اسلام قبول کرنے کے مسئلہ پر طویل غور کی ضرورت ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کو اس مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے طویل جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے بیشمار قربانیاں اور بیشمار روپیہ درکار ہے اور سب سے زیادہ مسلمانوں کا اتحاد درکار ہے۔

مسلمانوں کی افسوسناک غفلت و خانہ جنگی

مسلمانوں نے کافی وقت فضول جھگڑوں میں ضائع کر دیا اور ضائع کر رہے ہیں ورنہ اب تک کروڑوں اچھوت اسلام کے اندر آ چکے ہوتے۔ گو اب بھی لاکھوں آ چکے ہیں لیکن اس میں مسلمانوں کی جدوجہد کا دخل نہیں۔ آج کل دین کی ضروریات سے مسلمان بالکل غافل ہیں ان کا شغل کچھ اور ہے اور وہ اس شغل میں معروف ہیں۔ ان کا وقت ان کا روپیہ اور ان کی طاقت آجکل ایک دوسرے کو کافر بنانے اور ترک دینے میں ضائع ہو رہی ہے اصل کاموں پر مطلق توجہ نہیں۔

مسلمان کی تعریف پر اختلاف

میں نے گذشتہ خطبہ میں بتلایا تھا کہ مسلمانوں کے مولوی، پیر لیڈر اور اخبار نویس "مسلمان" کی کسی تعریف پر متفق نہیں اور ان کا کوئی بڑے سے بڑا عالم اور لیڈر بھی "مسلمان" کی صحیح تعریف نہیں کر سکتا ہندو مذہب کے متعلق کہا جاتا تھا کہ اس کی کوئی تعریف نہیں لیکن مولویوں کی وجہ سے اب اسلام کی بھی یہی حالت ہو گئی ہے۔ کسی سے پوچھ کر دیکھ لو جہاں تک کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا تعلق ہو اس میں تو سب متفق ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی وہ مسلمان ہونے کے لئے کچھ ضروریات دینی کی شرط لگاتے ہیں۔ ان میں مشرق و مغرب اور زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ ایک سنی کے نزدیک وہ ضروریات دینی کچھ اور ہیں ایک شیعہ کے نزدیک اس کے برعکس کچھ اور۔ یہی حال اہلحدیث، دیوبندی، بریلوی وغیرہ فرقوں کا ہے گو یہ لوگ آجکل ایک مزید "ضرورت دینی" پر بھی متفق ہو گئے ہیں۔ یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو کافر کہا جائے۔

حضرت نبی کریم کا ارشاد

میں نے ان سب کے سامنے ایک بات پیش کی تھی اور حضرت نبی کریم صلعم کا ایک ارشاد رکھکر دعوت دی تھی کہ آؤ ہم سب اس کے سامنے سر جھکا دیں۔ حضرت نبی کریم صلعم "مسلمان" کی تعریف ان الفاظ میں فرماتے ہیں:۔ من صلی صلاتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسول اللہ فلا تخفروا اللہ فی ذمتہ۔ (ترجمہ) جو شخص ہماری نماز پڑھتا ہے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے، ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے وہی مسلمان ہے اس کے لئے اللہ کی امان اور اللہ کے رسول کی امان ہے۔ سو تم اللہ کی امان میں اس کی خیانت مت کرو۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص اسلامی نماز پڑھتا ہے اور اسلامی

قبلے کی طرف منہ کرتا ہے اور اسلامی ذبیحہ کھاتا ہے وہ مسلمان ہے اس کے لئے اللہ اور رسول کی امان ہے۔ اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کو تاکید ہے کہ تم اللہ کی اس امان میں خیانت نہ کرو۔ کتنی ڈر جانے والی بات تھی۔

اس دعوت کا افسوسناک جواب

میں نے مسلمان مولویوں، پیروں، لیڈروں، شاعروں اور فلاسفروں کو مخاطب کر کے کہا کہ آؤ تھوڑی دیر کے لئے اس فرمان نبوی کے سامنے سر جھکا دیں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کے عہد کو توڑنے والے نہ بنیں۔ اس کا جواب کیا ملا؟ کہ رسول اللہ صلعم کی اس حدیث کو علما کے سامنے پیش کیا جائے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ گویا رسول اللہ صلعم کا فرمان بھی ناقابل تسلیم ہے جب تک علماء۔ ایک دوسرے کو کافر کہنے والے علماء اس کو قابل تسلیم قرار نہ دیں۔

یہودیوں اور عیسائیوں کی تقلید

خطبہ کے شروع میں میں نے جو آیتیں پڑھی ہیں ان میں بتلایا ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنے عالموں اور راہبوں کو اللہ کے سوائے اپنا رب بنا لیا ہے۔ جو کچھ وہ کہتے تھے وہ بلا تامل مان لیتے تھے اور کتاب اللہ کی انہیں پرواہ نہ تھی۔ یہی حالت آج کل مسلمانوں کی ہے۔ جب کوئی بات کہی جاتی ہے اور قرآن و حدیث کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے تو اس کا جواب یہ ملتا ہے کہ ہمارے علماء ایسا کہتے ہیں۔ وہ حدیث کو مانیں تو مسلمان بھی مان لیں گے وہ پروا نہ کریں تو مسلمان بھی نہ کریں گے۔

دیوان عالی کی رٹ

میں نے ان کے سامنے قرآن و حدیث کے ارشادات رکھے ہیں لیکن اس کے باوجود علماء کے دیوان عالی کی رٹ لگائی جا رہی ہے۔ جب ان لوگوں کو قرآن و حدیث کے کسی حکم کی طرف بلاؤ۔ یہ فوراً کہہ دیتے ہیں کہ کیا ہمارے علماء قرآن و حدیث کو نہیں سمجھتے۔ یہودی بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ وہ بھی کتاب اللہ کی بات کو پس پشت پھینک کر اپنے علماء اور راہبوں کی پیروی کرتے تھے اب مسلمانوں کی بھی یہی حالت ہو گئی ہے۔

امام ابو حنیفہ کا ارشاد

آج تو دیوان عالی کی تجویز پر زور دینے والوں میں حنفی سب سے پیش پیش ہیں۔ حالانکہ امام ابو حنیفہؒ کا ارشاد ہے کہ میرے قول کو رسول اللہ صلعم کے قول کے سامنے چھوڑ دو۔ حالانکہ امام صاحب قرآن و حدیث کو آج کل کے علماء کی نسبت بہت زیادہ سمجھتے تھے۔

عذر کی کوئی گنجائش نہیں

میں نے جو حدیث ان علماء کے سامنے رکھی تھی وہ بالکل واضح اور صاف ہے۔ کسی اجتہاد اور فقاہت کی ضرورت ہو تو پھر کوئی عذر ہو سکتا ہے لیکن اس حدیث میں تو عذر کی کوئی گنجائش ہی نہیں اور یہ حدیث سب مسلمانوں پر خواہ وہ قادیانی ہوں یا مکفر علماء کے پیرو حجت ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ ہمارے قادیانی دوست بھی اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ کل اسی مسجد میں ایک قادیانی نے کہا کہ اگر میاں محمود احمد صاحب جھوٹے ثابت ہو جائیں تو حضرت مرزا صاحب خود بخود جھوٹے ثابت ہو جائیں گے۔

احراری لیڈروں کی قرآن و حدیث سے عملی بغاوت

اخبار مجاہد کے اندر ایک احراری لیڈر اسلام کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایک شخص صرف السلام علیکم کہہ کر یہ حق رکھتا ہے کہ مسلمانوں کے دسترخوان پر آ بیٹھے۔ یہ اسلام کی خوبی ہے اور قرآن کا حکم تھا۔ ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومناً۔ مگر آج مسلمانوں نے اس خوبی کو اپنے ہاتھوں سے گنوا دیا اور قرآن کے ارشاد کو پس پشت پھینک دیا۔ ان کو خود ذرا شرم آنی چاہیئے تھی کہ قرآن کہتا ہے۔ ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومناً۔ جو شخص تمہیں السلام علیکم کہے۔ اسے تم کافر مت کہو۔ ارشاد نبویؐ یہ ہے کہ جو شخص اسلامی نماز پڑھے، اسلامی قبلے کی طرف منہ کرے اور اسلامی ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ ارشاد ہے کہ من کفر اھل لا الٰہ الا اللہ فھو الی الکفر اقرب۔ جو شخص کلمہ گو کی تکفیر کرتا ہے وہ خود کفر کے قریب ہے۔ لیکن احراری لیڈروں کو ان باتوں کی ذرا بھی پروا نہیں۔ ان کے نزدیک جو چاہے کرے۔ نماز پڑھے، روزے رکھے، زکوٰۃ دے۔ حج کرے۔ تبلیغ اسلام کرے۔ لیکن مرزا صاحب کو کافر نہ کہے تو وہ مسلمان نہیں۔ غور کیجئے ان کا اسلام کس طرح لوگوں کے لئے موجب کشش ہو سکتا ہے اور یہ لوگ غیروں کو کس طرح اسلام کے اندر لا سکتے ہیں؟

احراری لیڈر اپنی خواہشات کے پجاری ہیں

احراری لیڈر نام تو اللہ اور رسول کا لیتے ہیں لیکن دراصل اپنی خواہشات کے پجاری ہیں۔ اگر انہیں اللہ اور رسول سے سچی محبت ہوتی تو ان کے احکام پر ان کی گردنیں فوراً جھک جاتیں۔ مسلمان کی یہ شان ہے کہ جہاں اللہ کا فرمان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہو۔ فوراً اپنی خواہشات کو چھوڑ دے۔ لیکن ان لوگوں کی حالت اس کے برعکس ہے۔

احباب جماعت سے چند باتیں

اچھوتوں کو دعوت اسلام دینے کا کام اگر ہماری جماعت چاہے تو کر سکتی ہے لیکن اس کے لئے بےشمار قربانیوں اور ساعیوں کی ضرورت ہے۔ اگر تم خدا کے ہاں اپنا نام زندہ رکھنا چاہتے ہو۔ اگر مرنے کے بعد خدا اور رسول کے سامنے شرمندہ ہونا نہیں چاہتے۔ تو تمہیں اس کام کو ہاتھ میں لینا چاہیئے اور اس کے لئے مزید قربانیاں کرنی چاہئیں۔ یاد رکھو کوئی کام قربانیوں کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ دنیوی مقاصد کے لئے بھی قربانیاں کرنی پڑتی ہیں۔ دین کے کاموں کے لئے تو بےشمار قربانیوں کی ضرورت ہے۔ خوب یاد رکھو کہ ہماری جماعت کا مقصد تبلیغ اسلام ہے۔ اس مقصد میں تم اسی صورت میں کامیاب ہو سکتے ہو کہ تم میں سے ہر ایک فرد کو گھر کے اندر اور باہر ہر وقت یہی خیال رہے کہ ہم نے اسلام اور قرآن کو دنیا کے آخری کونوں تک پہنچانا ہے۔ ایسا کرنے سے ہی ہم سرخرو ہو سکتے ہیں ●

مراسلات

زمیندار کی بہبود کیلئے چند مفید مشورے

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

ضلع گوجرانوالہ میں عام طور پر سبز چارے کی قلت رہتی ہے۔ اس دقت کو دور کرنے کے لئے بہت سی قسم کے چاروں کی فصلوں کا تجربہ کیا گیا ہے اور فصل ربیع کے سبز چارے کے واسطے برسیم ایک نہایت مفید چارہ ثابت ہوا ہے۔ اس کی کاشت ضلع ہذا میں بڑھ رہی ہے۔ اب اس کی کاشت کا وقت آگیا ہے۔ جو صاحبان چارہ کی قلت سے بچنا چاہتے ہیں وہ ضرور اس کی کاشت کریں۔

یہ سینجی یا لوسرن کی قسم سے ہے۔ جس زمین میں کاشت کی جاتی ہے اس کی طاقت کو بڑھاتی ہے۔ **زمین**۔ ہر ایک زمین جس میں پانی دیر تک کھڑا رہتا ہو۔ کاشت کی جا سکتی ہے۔ چونکہ وہ بہت کٹائیاں دیتی ہے۔ اس لئے زمین کو خوب ہل چلا کر اور کھاد ڈال کر تیار کر لینا چاہیئے جس قدر زمین طاقتور ہو گی اسی قدر فصل اچھی اور جلد تیار ہو گی۔ اور زیادہ کٹائیاں دے گی۔ **بیج**۔ آٹھ سیر بیج فی ایکڑ کے حساب سے ڈالنا چاہیئے۔ **وقت کاشت**۔ ماہ ستمبر سے شروع نومبر تک بویا جاتا ہے **طریق کاشت**۔ کھیت میں پانی دے کر بیج کو کھڑے پانی میں چھڑک دینا چاہیئے۔ بونے سے پہلے بیج کو چند گھنٹے پیشتر کھلے پانی میں بھگو رکھنا چاہیئے۔ پھر سورج نکلنے سے پہلے یا غروب ہونے کے بعد برسیم کے جراثیم جو کہ لائلپور سے ملتے ہیں۔ مٹی کے ساتھ ملا کر بیج کے ساتھ کھیت میں ملا دینے چاہئیں۔ ان جراثیم کے ملانے سے فصل بہت اچھی تیار ہو گی۔ **آبپاشی**۔ پہلی آبپاشی بونے کے ایک ہفتہ بعد اور پھر جب ضرورت ہو۔ چونکہ یہ چارہ جلدی جلدی بڑھتا ہے اگر اس میں کھاد اور پانی اچھی طرح دیا جائے گا تو بہت اچھی پیداوار ہو گی۔ **کاٹنے کا وقت** پہلی کٹائی دسمبر میں لینی چاہیئے۔ اس کو جس قدر جلد کاٹا جائیگا اتنا ہی پیداوار زیادہ پھیلیگا اور گھنا ہو گا۔ پھر عام طور پر ہر ماہ میں تین کٹائیاں دیتا رہتا ہے اور آخری کٹائی ماہ جون میں کی جاتی ہے۔ جس وقت کوئی سبز چارہ نہیں ہوتا۔ جس فصل سے بیج لینا ہو۔ اس فصل سے ماہ مارچ کے بعد کوئی کٹائی نہیں لینی چاہیئے۔ **فوائد**۔ چارہ ہر قسم کے جانوروں کو کھلایا جا سکتا ہے اور طاقت دیتا ہے۔ دودھ والے جانوروں کا دودھ بڑھا دیتا ہے۔ اپھارہ وغیرہ کا بالکل خطرہ نہیں ہے۔ بہت سی کٹائیاں دیتا ہے جس زمین میں بویا جائے اس کو طاقتور بنا دیتا ہے۔ اگر بیج تیار کیا جائے تو بڑا مہنگا فروخت ہوتا ہے اور معقول رقم ملتی ہے۔ محکمہ زراعت اس کا بیج اور جراثیم مہیا کرتا ہے۔ جن صاحبان کو ضرورت ہو۔ اپنے علاقے کے اگریکلچر اسسٹنٹ سے درخواست کریں۔ مزید حالات کیلئے اکسٹرا اسسٹنٹ محکمہ زراعت گوجرانوالہ سے خط و کتابت کریں۔

دیہات میں آلہ نشر صوت کا تجربہ

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

دیہات میں آلہ نشر صوت کے متعلق تجربہ کرنے کے خیال سے حکومت پنجاب براڈ کاسٹنگ سٹیشن نیو دہلی کو استعمال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ وہ سب سے پہلے یہ معلوم کرنا چاہتی ہے کہ آیا دیہاتی کو براڈ کاسٹنگ سے کوئی دلچسپی بھی ہے یا نہیں۔ بالفاظ ✕

✕ دیگر وائرلیس کے ذریعہ جو تقریر وہ دیہاتی سنیگا۔ اس کے تاثرات قبول کرنے کی اس میں صلاحیت بھی ہو گی یا نہیں۔ پھر وہ آلہ نشر صوت کو سننے کی عادت بھی ڈال سکیگا۔ یا وہ اسے ایک عارضی شغل سمجھ کر ابتدائی دلچسپی کا دور گذر جانے پر اس سے بےپرواہ ہو جائیگا۔ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ پنجابی دہقان کی دلچسپی آلہ نشر صوت میں مستقل رہیگی تو پھر حکومت پنجاب یہ معلوم کرنے کی متمنی ہے کہ کیا دیہاتی آلہ نشر صوت کے سلسلہ میں اس کے مصارف کا ایک حصہ برداشت کرنے کو تیار ہے۔ پہلے دہلی کے قریب پنجاب کے دیہات میں جو کمیونٹی رسیور نصب کئے جائیں گے ان کے متعلق ٹینڈر طلب کئے گئے ہیں۔ ان رسیوروں کے نمونوں کے متعلق مفصل واقفیت جناب کمشنر محکمہ اصلاح دیہات حکومت پنجاب لاہور کی خدمت میں درخواست ارسال کرنے پر حاصل کی جا سکتی ہے۔ ٹینڈر بھیجنے والے (الف) ایک سیٹ اور (ب) سیٹوں تک کے لئے قیمتوں سے مطلع کر سکتے ہیں۔ جو لوگ آلہ نشر صوت سے دلچسپی

ڈاکٹر امبیدکر کا آوازۂ حق

اچھوتوں کے صحیح فیصلہ پر ہندو لیڈروں کی تشویش

(از جناب شیخ محمد انعام الحق صاحب)

قارئین "پیغام صلح" اس خبر سے واقف ہو چکے ہیں کہ چند روز ہوئے ناسک کے ضلع میں احاطہ بمبئی کے اچھوتوں کی ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کے شرکاء کی تعداد دس ہزار سے متجاوز تھی۔ اس کانفرنس میں ڈاکٹر امبیدکر کے ایما سے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ اچھوت ہندو مذہب کو بالکل ترک کر دیں اور وہ مذہب اختیار کریں۔ جو انہیں مساوات کے وہی حقوق دے۔ جو اس کے دیگر پیرؤں کو حاصل ہوں۔ اس کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر امبیدکر نے ہندوؤں کی ذہنیت اور ان کے طرز عمل سے مایوسی کا اظہار کیا اور صاف الفاظ میں اپنے تبدیل مذہب کے عزم کا اعلان کر دیا۔ ڈاکٹر صاحب اور ان کے رفقا ہندو مذہب کو ترک کر کے کونسا مذہب اختیار کرینگے؟ اس کا جواب مستقبل قریب ہی میں مل جائیگا۔ ہندوستان کی اچھوت اقوام کی مرکزی مجلس کے سکرٹری مسٹر راج بھائی کے ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب کا رحجان اسلام کی طرف ہے۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو کہنا چاہئے۔ کہ انہوں نے اپنی قوم کی مشکلات کا صحیح حل دریافت کر لیا ہے۔ جس کے لئے وہ لائق مبارکباد ہیں۔

اچھوت کانفرنس کے مذکورہ بالا فیصلہ اور ڈاکٹر امبیدکر کے اعلان پر اچھوتوں کے ہوشمند طبقات اظہار مسرت کر رہے ہیں۔ اور ڈاکٹر صاحب کی تقلید کیلئے آمادہ نظر آتے ہیں۔ اس وقت مسٹر پی۔ ایس ونکارڈ پریذیڈنٹ ہریجن ایسوسی ایشن سکندرآباد (دکن) کا ایک اخباری بیان ہمارے پیش نظر ہے۔ جس میں انہوں نے صاف طور پر کہا کہ مسٹر گاندھی اور ہندوؤں سے بھلائی توقع فضول ہے۔ ہندوؤں کے وعدے اور تسلیاں بالکل جھوٹی ہیں۔ اچھوت ہندو دھرم کے اندر رہکر ہرگز ترقی نہیں کر سکتے۔ وارد ہا کی ایک خبر مظہر ہے کہ چاندہ کے علاقہ میں اچھوت کانفرنس ناسک کے فیصلہ سے متاثر ہو کر چھ سو اچھوتوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ یو۔ پی کے تعلیم یافتہ اچھوت بھی اس فیصلہ کا خیر مقدم کر رہے ہیں۔ بخلاف اس کے ہندو قوم اس فیصلہ سے بہت خوفزدہ اور ناراض ہے۔ مختلف ہندو حلقوں کی طرف سے زبردست تشویش کا اظہار ہو رہا ہے۔

اچھوتوں کا یہ خیال بالکل صحیح اور طویل و تلخ تجربات کا نتیجہ ہے کہ ہندو دھرم کے اندر رہتے ہوئے ان کی اصلاح و بہتری ناممکن ہے اس موضوع پر سیر حاصل بحث حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ میں موجود ہے۔ جو اس پرچے میں کسی دوسری جگہ درج ہے۔ اسوقت ہم چند سرکردہ ہندو لیڈروں کے اُن بیانات کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ جو کہ انہوں نے ڈاکٹر امبیدکر کے اعلان کے متعلق دئے ہیں۔ ان تمام بیانات میں دو باتیں مشترکہ ہیں کہ کوئی ہندو لیڈر بھی اچھوتوں پر ہندوؤں کے مظالم اور اچھوتوں کی مشکلات سے انکار نہیں کر سکا۔ اور سب نے انہیں طفل تسلیاں دی ہیں اور ان سے ایسے وعدے کئے ہیں۔ جو کبھی بھی شرمندہ ایفا نہ ہونگے۔

سب سے پہلے ہم گاندھی جی کے بیان کو لیتے ہیں۔ گاندھی جی نے حسب عادت اس بیان میں "عارفانہ" انداز اختیار فرمایا ہے۔ لیکن آپ جانتے ہیں۔ کہ یہ چیز کسی غیر معقول بات کو معقول نہیں بنا سکتی۔ سب سے پہلے گاندھی جی نے کانفرنس کے فیصلہ اور ڈاکٹر امبیدکر کی تقریر کو بدقسمتی پر محمول کیا ہے۔ جہاں تک ہندو قوم کے سیاسی مستقبل کا تعلق ہے بیشک اسکو بدقسمتی پر محمول کیا جا سکتا ہے لیکن اچھوتوں کی اصلاح و ترقی کے لحاظ سے دیکھا جائے۔ تو کانفرنس کا فیصلہ اور ڈاکٹر امبیدکر کا عزم ہزاروں خوش قسمتیوں کا سرمایہ دار ہے۔ اسکے بعد گاندھی جی "ناصح مشفق" کا فرض مندرجہ ذیل الفاظ میں ادا فرماتے ہیں۔

> "مذہب کسی مکان یا لباس کیطرح نہیں۔ جو اپنی مرضی کے مطابق فوراً تبدیل کیا جا سکے۔ یہ معاملہ جسم کی بجائے روح کا ہے۔ مذہب ایک ایسا رشتہ ہے۔ جو انسان کو خدا سے ملاتا ہے۔ مذہب انسان کی موت کے بعد بھی برقرار رہتا ہے۔ اگر ڈاکٹر امبیدکر کو خدا پر اعتقاد ہے۔ تو میں انہیں مشورہ دونگا۔ کہ وہ غصہ کو تھوک دیں اور اپنے فیصلہ پر از سر نو غور کریں۔ اور اپنے آباؤ اجداد کے مذہب کا جائزہ لیں۔ آخر میں اس بات کا اظہار بھی ضروری ہے۔ کہ ڈاکٹر امبیدکر اور ان لوگوں کی تبدیلی مذہب سے جنہوں نے اس قرارداد کو منظور کیا ہے۔ ان کا مقصد پورا نہیں ہوگا۔ نہ ہی غیر تعلیم یافتہ ہریجن انکی بات پر کان دھرینگے۔ جبکہ انکی زندگیاں بری یا بھلی طرح ہندوؤں کے ساتھ ہی وابستہ ہیں۔"

ڈاکٹر امبیدکر نے کبھی بھی اس امر سے انکار نہیں کیا کہ مذہب کا تعلق انسان کی روح کیساتھ ہے اور مذہب انسان کی موت کے بعد بھی برقرار رہتا ہے۔ انہیں خدا پر بھی اعتقاد ہے یہی وجہ ہے کہ وہ ہندو دھرم کی تعلیمات کو انصاف و مساوات کے برعکس پا کر دوسرے مذہب کے متلاشی ہیں۔ لامذہب نہیں بنے۔ ہمارے خیال میں گاندھی جی کا یہ "اپدیش" بلا ضرورت ہی ہے شاید انہوں نے اپنے بیان کو "مقدس" یا زیادہ "عارفانہ" بنانے کیلئے ایسا کہا ہے۔ ڈاکٹر امبیدکر نے گاندھی جی کے ان ارشادات کا نہایت مدلل اور مسکت جواب دیا ہے۔ مناسب ہوگا۔ اس کا ضروری حصہ پیش کر دیا جائے۔

> "ہندو مذہب ہمارے دکھوں کا علاج نہیں ہندو مذہب کی اساس ہی عدم مساوات پر ہے اور اسکے پیرو رہتے ہوئے ہریجن انسانیت کے درجہ پر کبھی بھی نہیں پہنچ سکتے کسی کو بھی خیال نہیں کرنا چاہئے۔ کہ میں نے یہ فیصلہ جلدی یا غصہ کیحالت میں کیا ہے۔ یہ فیصلہ کافی غور خوض کے بعد کیا گیا ہے میں گاندھی جی سے اس بات پر اتفاق کرتا ہوں کہ مذہب لازمی شئے ہے لیکن میں یہ ماننے کیلئے طیار نہیں کہ مذہب وہی سچا ہے جو اسکے آبا و اجداد کا ہو۔"

گاندھی جی نے جو یہ دھمکی دی تھی کہ غیر تعلیم یافتہ ہریجن ڈاکٹر امبیدکر کی باتوں پر کان نہیں دھرینگے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانیت سوز مظالم کے باوجود اچھوت جو ہندو قوم سے وابستہ ہیں اسکی وجہ محض جہالت ہے اور گاندھی جی کا یہ ارشاد معقولیت سے بُعد عظیم رکھتا ہے۔ غیر تعلیم یافتہ لوگوں کی عدم قبولیت کسی فیصلہ کے غلط ہونے کی وجہ نہیں بن سکتی۔ گاندھی جی کے کئی ارشادات و عقائد ایسے ہیں جنہیں غیر تعلیم یافتہ ہندو ہمیشہ ٹھکراتے رہتے ہیں۔ اچھوت ادھار کی تحریک ہی کو لے لیجئے۔ غیر تعلیم یافتہ ہندوؤں کی عظیم اکثریت اسے قبول کرنے سے انکار کر رہی ہے۔ جب یہ عدم قبولیت گاندھی جی کے خیالات کی تبلیغ اور انکے عزائم کیلئے روک نہیں بن سکی۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ گاندھی جی اسکو ایک دھمکی کی شکل دیکر ڈاکٹر امبیدکر کے راستہ میں حائل کریں۔ ڈاکٹر صاحب نے اس دھمکی کا بھی نہایت معقول جواب دیا ہے کہ

> "مجھے اسکی پرواہ نہیں کہ جماعت بھی ایسا کرتی ہے یا نہیں اپنے متعلق وہ خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اگر انکے خیال میں میرا یہ قدم صحیح ہوگا تو وہ بھی میری پیروی کرینگے۔ لیکن اگر انہوں نے اسکے برعکس سمجھا تو میری پیروی نہیں کرینگے۔ میری اپنی نصیحت یہ ہے کہ گاندھی جی اچھوت اقوام کو موقعہ دیں کہ وہ خود اپنے لئے کوئی لائحہ عمل تجویز کریں۔"

کسی صحیح الخیال شخص کو ڈاکٹر امبیدکر کی اس خواہش کی معقولیت سے انکار نہیں ہو سکتا۔ لیکن کسی واقف کار شخص کیلئے یہ کہنا بھی از حد دشوار ہے کہ گاندھی جی اور دوسرے ہندو لیڈر اچھوتوں کو اپنے لئے کوئی لائحہ عمل تجویز کرنے کی مہلت دینگے بلکہ توقع یہ ہے کہ انکی طرف سے بدستور جوڑ توڑ اور سازشیں شروع رہینگی اور اچھوتوں کو وہ بدستور تاریکی و پستی میں رکھنے کی انتہائی کوشش کرینگے۔

اس کے بعد ہمیں ایک ایسی جماعت کے صدر کے خیالات و جذبات کو بیان کرنا ہے جو بظاہر تمام ہندوستانیوں کی متفقہ اور نمائندہ جماعت کہلاتی ہے۔ لیکن عملاً وہ ایک **ہندو جماعت** ہے۔ یعنی کانگرس۔ بابو راجندر پرشاد صدر **کانگریس نے اچھوت کانفرنس کی** قرارداد پر مندرجہ ذیل الفاظ میں **اظہار افسوس فرمایا ہے** کہ

> "اونچی ذاتوں کے ہزاروں ہندو ہریجنوں کی حالت کو بہتر بنانے کیلئے حقیقی کوشش کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کو ہریجنوں کی رکاوٹوں اور مشکلات سے جو وہ اتنے عرصہ سے برداشت کر رہے ہیں واقفیت ہے۔ جب یہ حقیقی کوشش کی جا رہی ہے تو کتنی بدقسمتی کی بات ہے۔ کہ ایسی کارروائی کی جائے۔ جس سے غلط فہمی بڑھے۔ اور سدھارکوں کا کام زیادہ مشکل ہو جائے.... مجھے دکھ ہوا کہ ایسا ریزولیوشن پاس کیا گیا۔"

افسوس ہے کہ راجندر بابو نے بھی حقیقت پر غور نہ کیا۔ بجائے الفاظ کی نمائش پر اکتفا کیا۔ ہندوؤں کا ایک نہایت ہی محدود طبقہ اچھوت ادھار کا جو کام کر رہا ہے وہ حقیقی نہیں بلکہ سراسر نمائشی اور خود غرضی پر مبنی ہے۔ اسکے علاوہ ہزاروں ہندو اگر اچھوت ادھار کا کام کر رہے ہیں تو کروڑوں ہندو اچھوتوں کے ساتھ انسانیت سوز مظالم کر رہے ہیں۔ انکی کوشش ہے کہ اچھوت ذلت و پستی کے گڑھے ہرگز باہر نہ نکلیں۔ بعض لوگوں کیطرف سے یہ سوال ہو رہا ہے کہ کانگریس جب سب ہندوستانیوں کی متفقہ و نمائندہ جماعت ہے۔ اور اسے مذہب سے کوئی تعلق نہیں تو پھر صدر کانگریس کو اچھوت کانفرنس کے فیصلہ پر دکھ محسوس کرنے کی کیا ضرورت پیش آ گئی۔ اچھوت تبدیلی مذہب کے بعد بھی ہندوستانی ہی رہینگے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ راجندر بابو ہندو ہیں۔ اور جیسا کہ ہم اوپر عرض کر چکے ہیں۔ کانگریس بھی عملاً ہندو جماعت ہے۔ اس وجہ سے انہیں دکھ کے اظہار کی ضرورت پیش آئی۔ ایک اور ہندو لیڈر مسٹر جے سکھ لال مہتہ کا ارشاد بھی اس سلسلہ میں قابل ذکر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ

"میں ڈاکٹر امبیدکر کے نظریہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا

ہوں اگر میں اچھوت ہوتا۔ تو آج سے بہت عرصہ پیشتر ہندو مذہب کو چھوڑ چکا ہوتا تاہم میں ہریجنوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ گمراہ نہ ہوں اور اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ اگر وہ کسی مذہب کو اختیار کرینگے تو کیا انہیں مساوات حاصل ہو جائیگی؟"

معقولیت و غیر معقولیت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ الفاظ کی جادوگری اور استدلال کی بڑی سے بڑی مقدار بھی کسی غیر معقول بات کو معقول نہیں بنا سکتی مسٹر جے سکھ لال ہتہ کے مندرجہ بالا الفاظ بھی اسی قسم کی ایک کوشش ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر میں اچھوت ہوتا تو آج سے بہت عرصہ پیشتر ہندو مذہب کو چھوڑ چکا ہوتا لیکن اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر امبیدکر اور انکے رفقا کے عزم تبدیلی مذہب کو گمراہی سے بھی تعبیر کر رہے ہیں اور انہیں تنبیہ بھی فرماتے ہیں۔ اچھوت ہونے کی حالت میں جس چیز کو وہ آج سے بہت پہلے چھوڑ چکے ہوتے اسی چیز کے ساتھ اچھوتوں کو وابستہ رکھنے کی کوشش بھی فرما رہے ہیں۔ سمجھ نہیں آتا۔ ان کے اس "ارشاد گرامی" پر آنسو بہائے جائیں یا اسے ایک طویل قہقہہ کی نذر کر دیا جائے۔

سب سے آخر ہم پنڈت مالویہ کے بیان کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ پنڈت جی کی خصوصیات اور کارناموں سے ہمارے ناظرین بخوبی واقف ہونگے۔ آپ کٹر سناتنی ہیں۔ اپنے عقائد کی رو سے آپ کسی اچھوت کیساتھ چھونا بھی جائز نہیں سمجھتے۔ چند سال کا ذکر ہے کہ لاہور میں ایک اچھوت لڑکے نے آپکو پھولوں کی مالا پہنا دی جسکی وجہ سے آپ نے نیام گنگا آکر کپڑوں سمیت اشنان کیا۔ ان صفات کے بزرگ کو اچھوتوں سے جسقدر ہمدردی ہو سکتی ہے اسے بیان نہ کرنا ہی بہتر ہے۔ آپکے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اچھوتوں میں خانہ جنگی برپا کر دینے کا عزم رکھتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے

"ہمارا فرض ہے کہ ان اچھوتوں کی معاونت میں دریغ و تامل نہ کریں جو اپنے آباؤ اجداد کی پیروی پر مصر ہیں"

پنڈت مالوی اور ان کے رفقا کی "معاونت" جو گل کھلائیگی۔ وہ اچھوتوں کے لئے یقیناً کانٹے ثابت ہوں گے۔

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے۔

"ڈاکٹر امبیدکر جیسے دانشمند آدمی نے اپنے لئے سخت غلطی اور اپنے ہم مذہب اچھوتوں سے نہایت بے انصافی کی ہے۔ دنیا کا کوئی ایسا مذہب نہیں ہے جسکے پیرو کسی وقت آپس میں نہ لڑیں بھائیوں بھائیوں میں بھی جھگڑا ہو جاتا ہے اور ایک بھائی اپنے دوسرے بھائی سے قانونی حقوق طلب کر لیتا ہے۔ ایسا گناہ جو ایک شخص اپنے ہم مذہب کرتا ہے۔ مذہب کا گناہ نہیں سمجھنا چاہئے۔ دنیا میں ہندو مذہب کے سوا کوئی ایسا مذہب نہیں۔ جو خدا کی ذات کا لحاظ کرتے ہوئے انسانوں کیلئے مساوات کا خواہاں ہو اگر ہم اپنے مذہب کی بلند خوبیوں پر کاربند نہ رہ سکیں تو ہمارا قصور ہے نہ کہ ہمارے مذہب کا"

پنڈت مالوی نے ان الفاظ میں جنکو مگرمچھ کے آنسو کہنا زیادہ زیب ہوگا۔ ستی اور واضح حقیقتوں کو جھٹلانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ جنہیں اندھے بھی پوری طرح محسوس کر رہے ہیں اگر اچھوتوں پر ہندوؤں کے مظالم کسی رواج کا نتیجہ ہوتے تو ایک بات بھی تھی لیکن مصیبت تو یہ ہے کہ ہندوؤں کی مستند مذہبی کتب میں اچھوتوں کو جانوروں سے بھی ذلیل درجہ دیا گیا ہے اور انہی کتب کی وجہ سے ہندو اچھوتوں پر مظالم کرتے ہیں۔ حیرت ہے کہ پنڈت جی نے منوسمرتی جیسی کتابوں کی موجودگی میں کس طرح ان الفاظ کے ارشاد فرمانے کی جسارت کی۔ اسکے علاوہ سوال یہ ہے کہ وہ خود عملاً اچھوتوں سے مساوات کا سلوک کیوں نہیں کرتے جو پنڈت جی کو معلوم ہونا چاہئے۔ اب وہ وقت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گذر گیا جبکہ اچھوتوں کو الفاظ کی شعبدہ بازیوں سے بہلایا اور دنیا کو دھوکہ میں رکھا جا سکتا تھا

آپ ان تمام ہندو رہنماؤں کے بیانات پر نظر ڈالیں؟ ان میں اچھوتوں کیلئے طفل تسلیاں بھی ہیں نصیحتیں بھی ہیں اور گول مول وعدے بھی ہیں لیکن کسی عملی اقدام پر آمادگی کا کہیں پتہ نہیں۔ ظاہر ہے کہ آٹھ کروڑ انسان ہزاروں سال کے مایوس کن تجربہ کے بعد ہندو لیڈروں کی طفل تسلیوں اور گول مول وعدوں پر اپنا مستقبل نثار نہیں کر سکتے۔

چھوت چھات ہندو مذہب کا ایک بنیادی مسئلہ ہے ہندوؤں کی کتب مقدسہ میں اچھوتوں کیلئے نہایت ذلیل و حقیر درجہ تجویز کیا گیا ہے۔ ہندو اپنے مذہب کی تعمیل کرتے ہوئے اچھوتوں کو اپنی قوم کے اندر کوئی بہتر مقام نہیں دے سکتے۔ یہ قطعاً ناممکن ہے۔ اگر وہ اپنے مذہبی احکام کو اور قومی خصوصیات کو یکسر بدل ڈالیں تو شاید اس ناممکن کو ممکن بنایا جا سکے۔ لیکن اس صورت میں نہ ہندو مذہب ہندو مذہب رہیگا اور نہ ہندو قوم ہندو قوم رہیگی۔ اسکی بجائے ایک نیا مذہب اور ایک نئی قوم عالم وجود میں آجائیگی۔ اس سے یہ کہیں بہتر ہے کہ وہ اچھوتوں کو اپنے پسند کا مذہب اختیار کر لینے دیں۔ بلکہ اس بارہ میں انکی امداد و حوصلہ افزائی کریں۔ اگر ہمارے ہندو بھائی سیاسی خود غرضیوں سے نجات پا سکیں تو اچھوتوں کا تبدیلی مذہب کا عزم ان کیلئے تشویش اور غم و غصہ کی وجہ بننے کے بجائے مسرت کا پیغام بن سکتا ہے۔ جیسا کہ ناسک کے سناتن دھرمی ڈاکٹر امبیدکر کے اعلان پر خوش ہو رہے ہیں۔ کیونکہ انہیں اطمینان ہو گیا۔ کہ اب اُن کے مندر اب اچھوتوں کے قدموں سے ناپاک نہ ہونگے۔

محکمہ زراعت پنجاب کی طرف سے مخلصانہ بورنگ فیس کی عارضی معافی

حال ہی میں پنجاب گورنمنٹ (وزارت زراعت) نے فیصلہ کیا تھا کہ محکمانہ بورنگ فیس جو بحساب بارہ آنے فی فٹ اُن چاہات پر جن میں محکمہ زراعت کا عملہ بورنگ نال لگاتا ہے۔ واجب الوصول ہوتی ہے آئندہ ناکامیاب چاہات پر جن میں بورنگ کرنیکے بعد پانی پہلے کی نسبت بیس فیصدی سے زیادہ نہ ہو جائے نہیں لگائی جائیگی۔ پچھلے ۲۰ سال کے تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے۔ کہ نال لگانے سے اسی فیصدی چاہات میں بیس فیصدی سے تین سو فیصدی تک پانی کا اضافہ ہوا۔ اس لئے بورنگ کی بدولت کاشتکار زیادہ قسموں کی اور زیادہ نفع آور فصلیں وسیع تر رقبے میں بو سکتا ہے۔

زمینداروں کے فائدہ کی خاطر کنوؤں میں ہر ما لگوانے کی مانگ کو ترقی دینے کے لئے پنجاب گورنمنٹ (وزارت زراعت) نے اب فیصلہ کیا ہے۔ کہ عارضی طور پر اُن جملہ زراعتی چاہات کے متعلق جن میں محکمہ بورنگ کی معرفت نال لگوائی جائے محکمانہ بورنگ فیس نہیں لی جائیگی۔ یہ رعایت اُن تمام چاہات پر دی جائیگی جن میں یکم نومبر ۱۹۳۵ء یا اس کے بعد نال لگانی شروع کی جائیگی مالکان چاہات فیتیج الاونس۔ نال اور سٹرینر کی پوری قیمت حسب دستور خود ادا کریں گے۔

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

عالم اسلام

—— حکومت عراق نے ملک کے دور دراز علاقوں کو ملانے کے لئے طول طویل سڑکوں کی تعمیر کا پروگرام بنایا ہے جس کی رو سے ایک بڑی سڑک صحرائی علاقہ کو عبور کرتی ہوئی شاہی سرحد تک جائے گی اس سڑک کی وجہ سے دمشق سے بغداد تک کل راہ ۱۶ گھنٹے میں طے ہو جائے گی۔

—— ایران کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت ایران خلیج فارس کے متعلق برطانوی سیاست کی شدید نگرانی کر رہی ہے اور اس کے جواب میں ایک محکم سیاست کو اختیار کرنا چاہتی ہے۔ حکومت برطانیہ ایرانی دعاوی کے جواب میں عرب شیوخ کو وحدت عرب کا نام لے کر متحد کر رہی ہے اور ایران اپنی جوابی حکمت عملی کو نہایت ہوشمندی سے ترتیب دے رہا ہے۔

—— قاہرہ کی ایک خبر ہے کہ شہزادہ فاروق ولی عہد مصر ایک طویل سیاحت کا عزم رکھتے ہیں جس کا مرکزی نقطہ لندن ہوگا۔ احمد حسین بے اس سفر میں شہزادہ کے سکرٹری ہونگے پروگرام مرتب ہو رہا ہے۔

—— عراق کے مشہور ماہر تعلیم صادق بے کو حکومت عراق نے وزیر تعلیم کا منصب عطا کیا ہے۔ جدید وزیر تعلیم نے تمام تعلیمی اداروں کے نام فرمان جاری کیا ہے جس میں تمام کارکنوں سے متحدہ مساعی کی اپیل کی ہے۔

—— حکومت عراق ہوابازی کی تعلیم کے لئے ایک کالج قائم کر رہی ہے امید کی جاتی ہے کہ اس کالج سے بہت سے ہواباز ماہر ہو کر نکلیں گے اور عراق کو بیرونی امداد کی ضرورت نہیں رہے گی۔

—— مصر کے مشہور اخبار "البلاغ" نے اس مخفی گفتگو کو شائع کر دیا ہے۔ جو برطانوی امیر البحر اور توفیق نسیم پاشا وزیر اعظم مصر کے درمیان ہوئی اور جس کی اشاعت کو سرکاری حلقے پسند نہیں کرتے ہیں۔ "البلاغ" کا بیان ہے کہ دونوں مدبرین میں آئندہ جنگ کے سلسلے میں گفتگو ہوئی۔ مصر کی برّی و بحری اور فضائی حفاظت کا مسئلہ زیر بحث تھا۔ وزیر اعظم مصر کی تشویش کے جواب میں برطانوی امیر البحر نے اطمینان دلایا کہ حکومت برطانیہ مصر کی حفاظت اور دفاع کے لئے کافی ذرائع رکھتی ہے

—— ایرانی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت ایران نے مقامی مہاجنوں سے دس لاکھ ریال بطور قرض لیا ہے یہ رقم جدید قسم کی سڑکوں کی تعمیر پر صرف ہوگی۔ سڑکوں کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔

—— محکمہ اوقاف مصر نے حکم دیا ہے کہ جن مسلم خواتین کے جسم اگر شریعت کی رو سے پوشیدہ نہ ہوں گے تو انہیں مساجد میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اس حکم پر عمل درآمد اول قاہرہ کی مسجدوں میں کیا گیا لیکن اب تمام مصر میں اس حکم پر عمل کیا جائے گا۔

—— معاہدہ لوزان کے بموجب ترکی اور یونان کی جو مخلوط عدالت خصوصی قائم ہوئی تھی اس کی مدت ختم ہو گئی ہے اور یونانی نمایندے اپنے وطن کو چلے گئے ہیں اس عدالت میں ترکی اور یونان کے مشترکہ تنازعات پیش ہوا کرتے تھے۔ یونانی چیف جج نے روانگی سے قبل ترکی کی موجودہ ترقی و اصلاح کے لئے غازی مصطفےٰ کمال پاشا کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔

—— مصری اخبارات اٹلی و حبشہ کی جنگ کے سلسلے میں بمباری اور گیسوں کا خطرہ محسوس کر رہے ہیں کیونکہ اس سلسلہ میں عام تباہی اور بربادی کا مقابلہ کرنے کے لئے جن احتیاطی وسائل کی ضرورت ہے وہ مصر کے پاس موجود نہیں ہیں۔

—— شاہ البانیہ احمد زوغو نے اپنے ملک کی عورتوں کی آزادی کا اعلان کر دیا ہے سب سے پہلے انہیں رواجی پردے سے نجات دلائی جائے گی انہیں مخصوص سکولوں میں حصول تعلیم کی اجازت ہوگی وہ مختلف سرکاری شعبوں میں ملازم ہو سکیں گی اور اپنی مرضی سے شادی کر سکیں گی۔ واقف کار حلقوں کا بیان ہے شاہ موصوف کو نوجوان طبقہ کی پوری پوری تائید حاصل ہے لیکن انہیں قدامت پسندوں اور ملاؤں کی مخالفت کا ضروری سامنا کرنا پڑے گا۔

ہندوستان

—— کراچی ۱۸۔ اکتوبر۔ سندھ کو گورنری کا صوبہ بنانے کے لیے سرگرمی سے تیاریاں کی جا رہی ہیں متعدد سرکاری عمارتوں کی تعمیر کی سکیم بھی قریب الاختتام ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ موجودہ گورنمنٹ ہاؤس کو منہدم کر دیا جائے گا اور آئندہ حکومت کے لئے اس مقام پر چار لاکھ روپے کی لاگت سے ایک اور عمارت تعمیر کی جائے گی۔ ہائی کورٹ کے لئے بھی ایک عظیم الشان عمارت بنائی جائے گی۔

—— حلقہ جالندھر کی طرف سے اسمبلی کے ضمنی انتخاب کا نتیجہ نکل آیا۔ لالہ رام پرشاد کے مقابلہ پر رائے زادہ ہنسراج کامیاب ہو گئے۔ رائے زادہ موصوف کانگرس کی طرف سے امیدوار تھے۔

—— تقریباً دو اڑھائی ہفتے کا ذکر ہے کہ گورنمنٹ ڈیونگ فیکٹری شاہدرہ میں دو مسلمان آدھی رات کے وقت شہید کر دیئے گئے تھے۔ اس سلسلے میں پولیس نے دو سکھوں کو گرفتار کر لیا ہے اور مقدمہ کی سماعت شروع ہو گئی ہے۔

—— امسال مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کا جلسہ تقسیم اسناد نومبر میں منعقد ہوگا سرگرجا شنکر باجپائی کانووکیشن ایڈریس پڑھیں گے آپ پہلے ہندو ہیں جو مسلم یونیورسٹی میں کانووکیشن ایڈریس پڑھیں گے۔

—— لاہور ۱۸۔ اکتوبر۔ لالہ ہرکشن لال کے بیٹے لالہ جیون لال گابا کو حکم عدالت کی خلاف ورزی کے جرم میں ایک ماہ قید اور خود لالہ ہرکشن لال کی گرفتاری کے بلا ضمانت وارنٹ کے واقعات نے آج ہائی کورٹ اور شہر میں سنسنی پھیلا دی یہ سب کچھ پیپلز بنک کا قرضہ وصول کرنے کے سلسلہ میں ہوا۔

—— قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ نئے آئین کے ماتحت یو۔ پی گورنمنٹ نے وزیر اعظم کا عہدہ نواب صاحب چھتاری کو پیش کیا ہے اور نواب صاحب موصوف نے یہ پیش کش منظور کر لی ہے۔ راجہ صاحب نروا ان کے ساتھ بطور وزیر کام کریں گے۔ نواب صاحب اس سے قبل دو دفعہ یو۔ پی کے عارضی گورنر مقرر ہو چکے ہیں۔

—— واردھا ۲۰ر اکتوبر۔ چاندہ سے آمدہ ایک اطلاع مظہر ہے کہ اچھوت کانفرنس کے اس فیصلہ سے متاثر ہو کر کہ اچھوت ہندو مذہب چھوڑ دیں۔ چھ سو اچھوت مسلمان ہو گئے ہیں۔ سی۔ پی کے تمام اچھوتوں میں اچھوت کانفرنس کے فیصلہ سے جوش پیدا ہو گیا ہے۔

—— لاہور ۲۰ر اکتوبر۔ گذشتہ شب کو رام گلی کے ایک مکان میں زبردست دھماکا ہوا۔ پولیس نے اطلاع ملتے ہی مکان کی ناکہ بندی کر لی۔ تلاشی لینے پر بم سازی کا سامان دستیاب ہوا۔ تین اشخاص مجروح ملے جن میں سے ایک کی حالت نازک ہے۔ پولیس نے چھ ہندو اور سکھ لڑکوں کو حراست میں لے لیا ہے۔ اور نہایت خاموشی سے تفتیش کر رہی ہے۔

—— لاہور میں ہندو مسلم بائیکاٹ کی وبا ابھی تک موجود ہے ۱۹ر اکتوبر کو پولیس نے شاہی محلہ میں چار ہندو والنٹیروں کو پکٹنگ کرنے اور ایک ہندو سبزی فروش کی دکان سے سبزی چھین لینے کے الزام میں گرفتار کیا ہے۔

عنقریب نارتھ ویسٹرن ریلوے پنجاب میں نئی ریلوے لائینیں بنانے کے پروگرام کو عملی تجویز دینے والی ہے۔ شیخوپورہ۔ گوجرانوالہ قادیاں۔ بوٹاری اور سیرورد گوجرانوالہ کے درمیان دو براچ لائینیں بنائی جائینگی۔ یہ علاقے نہایت زرخیز ہیں۔ مگر سلسلہ آمد و رفت کا اچھا انتظام نہ ہونے کے باعث اور افتادہ اور پس ماندہ حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔

—— مہاراجہ کشمیر نے ایک ہوائی جہاز منگوایا ہے جس پر چاندی منڈھی ہوئی ہے۔

—— کلکتہ ۱۹ر اکتوبر گلیسرین کا نرخ چار سو فیصدی زیادہ ہو گیا ہے۔ بمبئی و کلکتہ کے دوا فروش ذخیرہ اکٹھا کر رہے ہیں۔

—— بریں

ممالک خارجہ

—— معلوم ہوا ہے کہ حکومت برطانیہ عنقریب ۲۵ کروڑ پونڈ جنگی قرضہ لینے والی ہے۔

—— عدیس ابابا ۲۰ر اکتوبر۔ پچاس ہزار حبشی سپاہیوں کے سامنے شاہ حبشہ نے ایک پرجوش و ولولہ انگیز تقریر کی جس میں کہا کہ ہر فوجی اور غیر فوجی سے توقع ہے کہ وہ موت سے بے پروا ہو کر ملک کے تحفظ اور دفاع کی خاطر ہر ممکن قربانی کرے۔ اطالویوں کو اپنے سامان جنگ پر ناز و غرور ہے مگر اس کے باوجود فتح ہماری ہوگی۔ کیونکہ ہم حق و صداقت پر ہیں۔

—— اڈوا پر اطالوی قبضہ کے بعد وہاں کے باشندوں کی زندگی غلامانہ ہو گئی۔ اطالوی افسران سے جبری محنت لیتے ہیں حتیٰ کہ سڑکوں کے بنانے کے لئے کمسن بچوں سے بھی شدید مشقت لی جاتی ہے۔

—— لندن کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ محاذ جنگ پر چند روز سے فریقین بالکل خاموش ہیں۔ یہ سکوت دونوں کی اہم تجاویز اور منصوبوں کو ظاہر کر رہا ہے۔

—— عدیس ابابا کی ایک خبر مظہر ہے۔ کہ شاہ حبشہ اس ماہ کے آخر تک بذات خود میدان میں جانے کی تیاری میں مصروف ہیں۔

—— اطالیہ کی طرف سے شاہ حبشہ کو یہ تجویز ارسال کی گئی ہے۔ کہ اگر حکومت حبشہ ریلوے لائن کے ذریعہ کاربی علاقوں سے اسلحہ درآمد نہ کرے۔ تو اطالیہ اس لائن کو کوئی صدمہ نہیں پہنچائیگا۔ شاہ حبشہ اس تجویز پر غور کر رہے ہیں۔

—— حکومت حبشہ کا ایک اعلان مظہر ہے کہ اطالوی افواج نے میکالے پر مشین گنوں کے ذریعے فائر کئے جس کی وجہ سے ۶۰ اشخاص ہلاک اور مجروح ہوئے۔

—— اطالوی افواج جنگی محاذوں کے پیچھے اچھی سڑکیں تعمیر کرنے اور کنوئیں کھودنے میں مصروف ہے۔ ضلع اکسوم میں متحرک دکانیں کھولی گئی ہیں۔ اور اب قبائل میں اطالوی سکے بھی استعمال ہو گئے ہیں۔

—— ایک اطلاع مظہر ہے کہ گذشتہ چند ہفتوں میں اطالوی فوج نے اکسوم کے محاذ پر ۳۷۵ میل ٹیلیگراف لائن قائم کر لی ہے۔ پانی کی فراہمی کی مشکلات کو بھی دور کر دیا ہے۔ گذشتہ چند روز میں ۱۲۱ کنوئیں کھود لئے گئے ہیں۔ تالابوں کے ذریعہ بارش وغیرہ کا پانی بھی منقطر کیا جا رہا ہے۔

—— روما ۲۰ر اکتوبر۔ مسولینی کا بڑا لڑکا حبشہ کی فضا میں ہوائی جہاز کے ذریعہ پرواز کر رہا تھا کہ حبشی قبائل نے فائروں کی بوچھاڑ شروع کر دی حتیٰ کہ چند ایک گولیاں لگیں مگر مسولینی کا لڑکا بالکل محفوظ رہا۔

—— لندن۔ ۱۹ر اکتوبر سفیر برطانیہ متعین پیرس نے موسیو لاول وزیر اعظم فرانس سے حکومت برطانیہ کے اس نوٹ کا جواب حاصل کر لیا ہے جس میں تحریر تھا کہ اگر اطالیہ بحیرہ روم میں برطانیہ کے بیڑے پر حملہ آور ہو۔ تو اس صورت میں فرانس کی امداد انگلستان کے شامل حال ہوگی یا نہیں۔ وزیر اعظم کا جواب اثبات میں ہے اور اندازہ ہے کہ یہ جواب غیر مشروط ہے۔

—— جنیوا۔ ۱۹ر اکتوبر اٹلی کے اقتصادی بائیکاٹ کے فیصلہ پر چودہ حکومتیں متفق ہو گئی ہیں۔

لندن ۱۹ر اکتوبر سفیر برطانیہ متعین روما نے مسولینی سے ملاقات کر کے اس کو اطمینان دلایا ہے کہ حکومت انگلستان اطالیہ و حبشہ کے تنازعہ کے متعلق کسی قسم کی مداخلت کرنا نہیں چاہتی۔ مگر وہ اس معاملے میں انجمن اقوام کے ایک وفادار رکن کی حیثیت سے اجتماعی معاہدہ کو پورا کرنا چاہتی ہے۔ یا ان احکام کی تعمیل کو اپنا فرض سمجھتی ہے۔ جو انجمن اقوام کی رو سے لیگ کی طرف سے منظور کئے جائیں۔

عوام سمیت اطالیہ کی اطاعت قبول کر لی ہے۔ کل صوبہ ٹیگری کے تبلیغی عیسائیوں کے ۲۰۰ کلیساؤں کے پادریوں اور ۱۵ مساجد کے ملاؤں نے متفق ہو کر اطالیہ کی اطاعت قبول کر لی ہے۔

اسلامی کتب کا بہترین ذخیرہ
تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی و اردو وغیرہ
بیان القرآن
یعنی
اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن
خصوصیات
فضل الباری حصہ اول
یعنی
اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری
خصوصیات
محصول ڈاک علاوہ
سیرت خیر البشر
تاریخ خلافت راشدہ
جمع قرآن
مقام حدیث
النبوت فی الاسلام
مقدمۃ القرآن حصہ اول
حقیقت المسیح
عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب از روئے قرآن کریم اور بائبل دیا گیا ہے۔
تصنیفات مختلف مصنفین
انوار القرآن
پارہ عم کی ایمان افروز تفسیر
گولڈن ڈیڈز آف اسلام
انتخاب صحاح ستہ
مختلف مسائل اسلامیہ پر صحاح ستہ کی احادیث کا انتخاب
کامران
اردو ترجمہ یجر وید
المسیح الدجال
الروح
تناسخ
ولادت مسیح
رسالہ نماز
قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت
روزہ
حج
زکوٰۃ
اکرام الحق
المشتہر منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور
www.aaiil.org

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دعا کی حقیقت

دعا بڑی چیز ہے افسوس! لوگ نہیں سمجھتے کہ وہ کیا ہے؟ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہر دعا جس طرز اور حالت پر مانگی جاوے ضرور قبول ہو جانی چاہیئے۔ اس لئے جب وہ کوئی دعا مانگتے ہیں اور پھر اپنے دل میں جمائی ہوئی صورت کے موافق اس کو پورا ہوتے نہیں دیکھتے تو مایوس اور ناامید ہو کر اللہ تعالیٰ پر بدظن ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ مومن کی یہ شان ہونی چاہیئے کہ اگر بظاہر اسے اپنی دعا میں مراد حاصل نہ ہو تب بھی ناامید نہ ہو۔ کیونکہ رحمت الٰہی نے اس دعا کو اس کے حق میں مفید نہیں قرار دیا۔ دیکھو بچہ اگر ایک آگ کے انگارہ کو پکڑنا چاہے تو ماں دوڑ کر اس کو پکڑ لیگی۔ بلکہ اگر بچہ کی اس نادانی پر ایک تھپڑ بھی لگا دے تو کوئی تعجب نہیں۔ اسی طرح مجھے تو ایک لذت اور سرور آجاتا ہے۔ جب میں اس فلسفۂ دعا پر غور کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ وہ [illegible] خدا جانتا ہے کہ کونسی دعا مفید ہے۔

مجھے بارہا افسوس آتا ہے جب لوگ دعا کے لئے خطوط بھیجتے ہیں اور ساتھ ہی لکھ دیتے ہیں کہ اگر ہمارے لئے یہ دعا قبول نہ ہوئی تو ہم جھوٹا سمجھ لیں گے۔ آہ! یہ لوگ آداب دعا سے کیسے بےخبر ہیں نہیں جانتے کہ دعا کرنیوالے اور کرانیوالے کیلئے کیسی شرائط ہیں۔ اس سے پہلے کہ دعا کی جاوے بدظنی کا شکار ہو جاتے ہیں اور اپنے ماننے کا احسان جتانا چاہتے ہیں اور نہ ماننے اور تکذیب کی دھمکی دیتے ہیں۔ ایسا خط پڑھ کر مجھے بدبو آجاتی ہے اور مجھے خیال آتا ہے کہ اس سے بہتر تھا کہ یہ دعا کیلئے خط ہی نہ لکھتا۔ میں نے کئی بار اس مسئلہ کو بیان کیا ہے اور پھر مختصر طور پر سمجھاتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں سے دوستانہ معاملہ کرنا چاہتا ہے، دوستوں میں ایک سلسلہ تبادلہ کا رہتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ اور اس کے بندہ میں بھی اسی رنگ کا ایک سلسلہ ہوتا ہے۔

(یکم جنوری ۱۹۰۰ء)

اخبار احمدیہ

گذشتہ ماہ سید اختر حسین صاحب پر بھدرواہ میں جو حملہ ہوا۔ اس میں دریافت حالات اور سید صاحب کی امداد کیلئے انجمن نے ہمارے دو نوجوان دوستوں یعنی شیخ منظور احمد صاحب وکیل لاہور اور مرزا امجد احمد صاحب، وکیل ڈسکہ کو بھدرواہ جانے کو کہا۔ ہر دو صاحبان اپنا کام کاج چھوڑ کر اور اسقدر لمبے سفر کی صعوبت برداشت کر کے دو مرتبہ وہاں تشریف لے گئے اور ہر ممکن امداد بہم پہنچائی۔ ایسے ہی جماعت جموں نے بھی کافی امداد کی۔ مقدمہ اب بھدرواہ میں سرکاری طور پر چل رہا ہے۔ انجمن ان سب احباب کا شکریہ ادا کرتی ہے جنہوں نے اس معاملہ میں اپنے خلوص و ایثار کا اظہار کیا۔

—— ہمارے دوست حکیم غلام احمد صاحب ساکن چک نمبر ۲۱۶ تحصیل جڑانوالہ ضلع لائل پور ۲۵ر اکتوبر سے بطور آنریری مبلغ اضلاع لائل پور و ساہنوالی کے دورہ پر روانہ ہوئے ہیں۔ ان اضلاع کی جماعتوں کو جب حکیم صاحب وہاں پہنچیں ان سے استفادہ کرنا چاہیے اور دست بستہ ہو کر تبلیغی کام کو قوت دینی چاہیئے۔

—— سامانہ سے اطلاع آئی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے شیخ محمد یوسف صاحب گرنیتھی مبلغ اسلام کو فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ ہم سب دوستوں کی طرف سے شیخ صاحب کو مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو باعمر، نیک اور صاحب نصیب کرے۔

شیخ صاحب کی اہلیہ صاحبہ نے اس خوشی میں پانچ روپے انجمن کو عطا کئے ہیں جزاہا اللہ تعالیٰ۔

—— ہمارے دوست گل محمد صاحب سکرٹری جماعت علی پور کی اہلیہ ۲۰ر اکتوبر کو انتقال فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

تبلیغی مراسلات

مکتوب برلن

ایک جرمن خاتون کا قبول اسلام۔ جرمن مسلم سوسائٹی کی کارگزاری

مسلمانوں کی نا اتفاقی

ناظرین "پیغام صلح" اس امر سے بخوبی واقف ہونگے کہ جرمنی میں ایک جرمن مسلم سوسائٹی ہے جو برلن مسجد کے ساتھ بطور ایڈوائزری کمیٹی کام کر رہی ہے۔ اس سوسائٹی کے زیر اہتمام باقاعدہ لکچروں اور اسلامی تہواروں کا انعقاد ہوتا ہے۔ مسجد اور اس سوسائٹی کے کام کاج کے متعلق اکثر احباب بخوبی واقف ہو گئے۔ شومئی قسمت سے مسلمانوں کے اندر ایک لاعلاج مرض پیدا ہو چکا ہے اور وہ یہ کہ جہاں کوئی جماعت کسی ایک نیک کام کو شروع کرے گی وہاں حاسدوں کا ایک گروہ پیدا ہو جاتا ہے۔ چند دن کے لئے بڑے زور شور کے ساتھ کام شروع کیا جاتا ہے مگر مشکلات اور مقابلہ کی تاب نہ لا کر چند مہینوں بلکہ چند ہفتوں میں ہی سارا جوش ختم ہو جاتا ہے اور پھر اس نیک اور قابل تعریف جماعت کو بدنام کرنا شروع کر دیا جاتا ہے۔ آج کل چونکہ احمدیت کے خلاف ایک طوفان بے تمیزی برپا ہو رہا ہے۔ لہذا جہاں کہیں مسلمانوں میں نفاق اور جنگ شروع ہوگی وہاں تعصب اس کی ذمہ داری احمدیوں پر تھوپ دی جائے گی۔ بدقسمتی سے مسلمانوں کی حالت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ جہاں دو مسلمان ہونگے وہاں تین پارٹیاں ہوں گی۔

ایک غلط الزام

عام طور پر یہ الزام دیا جاتا ہے کہ مسلمانان برلن کے درمیان احمدیوں نے پھوٹ ڈلوائی۔ اس سفید جھوٹ کا جواب بارہا دیا جا چکا ہے۔ میں اس وقت اس بحث میں دوبارہ پڑنا نہیں چاہتا۔ مگر قابل غور سوال یہ ہے کہ کیا کوئی ایسا ملک بھی ہے جہاں مسلمانوں میں اتفاق اور اتحاد ہو۔ میں یورپ کو لیتا ہوں۔ یہاں صرف برلن میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ایک مشن ہے اگر برلن میں مسلمانوں کے اندر پارٹی بازی کا الزام احمدیوں پر دیا جاتا ہے تو فرانس، آسٹریا، چیکوسلاویہ، ہنگری، اٹلی کے مسلمانوں کے اندر کیوں نفاق اور فرقہ جنگی ہے۔ بات یہ ہے کہ جہاں کوئی کام کرنے والی جماعت پیدا ہوگی وہاں فوراً مخالف اور حاسد پیدا ہو جائیں گے، جن کا مقصد کام نہیں ہوتا بلکہ نام ہوتا ہے۔

نام نہاد جماعت اسلامیہ برلن

بعینہ یہی حال یہاں کی نام نہاد جماعت اسلامیہ کا ہے۔ اخبارات میں بڑے بڑے جلی حروف میں لکھا جاتا ہے کہ مسلمانان برلن میں جماعت احمدیہ نے پھوٹ ڈلوائی اور احمدی مبلغ کوئی کام نہیں کر رہے بلکہ جماعت اسلامیہ برلن بڑی جانفشانی سے خدمت اسلام کا کام سرانجام دے رہی ہے۔ خوب یاد رہے درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے کاش جماعت اسلامیہ برلن بجائے بیہودہ اور فضول مضامین کے کسی اپنے کارنامے کا ذکر کرتی۔ کسی خدمت اسلام کا ذکر کرتی۔ جو اس نے آج تک سرانجام دی ہو۔ مگر ان کے سارے مضامین اٹھا کر دیکھ لو۔ بمشکل ایک فیصدی ایسے مضامین ہونگے۔ جن میں اپنے کسی ٹھوس کام کا ذکر ہو۔ آج تک ان کو اتنی توفیق نصیب نہ ہوئی کہ اسلام پر کوئی باقاعدہ لکچروں کا سلسلہ جاری کر سکیں۔ ....

.... اسلام کی حمایت اور حقانیت پر کوئی دو چار کتب یا رسالہ جات یا کم از کم پمفلٹ ہی شائع کر سکیں۔ مسلمان بچوں کی مذہبی تعلیم کا ہی کوئی انتظام کر سکیں۔ کسی اسلامی اخبار یا جرنل یا ریویو کا اجرا کیا ہو۔ کسی اسلامی ادارہ یا یتیمخانہ کی بنیاد رکھی ہو۔ کوئی خانہ خدا تعمیر کیا ہو۔ بقول سکرٹری جماعت اسلامیہ یہ جماعت "بے نظیر" کام کر رہی ہے۔ یہ کام بے شک ایسا بے نظیر ہے کہ نظر ہی نہیں آتا۔ اصل بات یہ ہے کہ کچھ ہو تو نظر آئے سوائے اس کے کہ سال میں دو مرتبہ عیدین کی نمازوں پر چند مسلمان وہاں جمع کر لئے جاتے ہیں اور شور مچا دیا جاتا ہے کہ جماعت اسلامیہ بے نظیر کام کر رہی ہے۔ اس کے برخلاف جس جماعت کو بدنام کیا جاتا ہے اس کے کام کی طرف توجہ کریں، تو انسان حیران رہ جاتا ہے۔

احمدیہ جماعت کی گرانقدر خدمات

احمدی جماعت کی تعداد چند ہزار نفوس سے زائد نہیں ہے مگر کام کو دیکھ کر دشمن بھی معترف ہے کہ فی زمانہ اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ پھر بھی بدنام کرنے کے لئے اس قسم کے جھوٹ بولے جاتے ہیں کہ حکومت جرمنی برلن مسجد کے خلاف ہے اور عنقریب مسجد کو بند کر دیا جائیگا۔ اس کے متعلق بھی تفصیلاً قبل ازیں عرض کر چکا ہوں کہ واقعات اس کے بالکل برعکس ہیں۔ حکومت جرمنی نے ماہ فروری میں کسی جلسہ کو حکماً بند کیا۔ تو جماعت اسلامیہ کا جلسہ تھا۔ حکومت جرمنی کے دفتر خارجیہ، عدالت عالیہ یا کسی اور وزارت کو اسلام کے متعلق کچھ دریافت کرنا ہوتا ہے تو مسجد کی طرف رخ کرتے ہیں۔ ایسی کئی ایک مثالیں گذشتہ مضامین میں عرض کر چکا ہوں۔ آج ہی امام صاحب برلن مسجد کو ہوم منسٹر سے ایک خط موصول ہوا۔ کہ فلاں امر کے متعلق وہ ان کو اطلاع دیں۔ اسی طرح اسلامی حکومتوں کے نمائندوں کو جب کبھی کسی مذہبی مسئلہ کی ضرورت ہوتی ہے تو ان کو مسجد کی طرف متوجہ ہونا پڑتا ہے۔ کاش ہمارے مخالفین ان امور پر غور کریں اور نیک کام میں روڑے اٹکانے سے باز آئیں۔

جرمن مسلم سوسائٹی کا سالانہ اجتماع

اب میں جرمن مسلم سوسائٹی کی ماہ ستمبر کی کارگذاری بیان کرتا ہوں۔ ماہ ستمبر کا آغاز ہمارے دوست جناب کاظم زادہ ایرانشہر کے لکچر سے ہوا۔ آپ کے لکچر کا موضوع تھا "مولانا جلال الدین رومی اور نظریہ دنیا"۔ فاضل مقرر نے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ مولانا مرحوم کے خیالات متعلقہ حیات، ممات، بعث بعد از موت پر اسلامی نقطہ نگاہ سے روشنی ڈالی۔ لکچر کے افتتاح سے قبل قرآن کریم کی تلاوت کی گئی اور کرسی صدارت کو جرمن مسلم سوسائٹی کے صدر جناب امین بوسفلڈ نے قبول فرمایا۔ لکچر کے بعد حاضرین کی جن کی تعداد کم و بیش ڈیڑھ صد تھی چائے سے تواضع کی گئی۔ جلسہ رات کے گیارہ بجے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ مگر اکثر احباب رات کے ۱۲ بجے تک مختلف مسائل پر گفتگو کرتے رہے

جرمن مسلم سوسائٹی کی مجلس منتظمہ کا انتخاب

۱۲ ماہ ستمبر کو ۴ بجے بعد از دوپہر ممبران جرمن مسلم سوسائٹی کا سالانہ اجتماع ہوا۔ سب سے اول جنرل سیکرٹری صاحب نے سال گذشتہ کی رپورٹ پیش کی جس میں سوسائٹی کے سالانہ آمد و خرچ کا گوشوارہ بھی تھا۔ ازاں بعد مجلس منتظمہ کا سالانہ انتخاب ہوا جس میں حسب ذیل عہدیدار اور ممبر منتخب ہوئے

(۱) صدر۔ جناب امین بوسفلڈ صاحب (جرمن مسلم)
(۲) جنرل سکرٹری۔ ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ امام مسجد برلن (بحیثیت عہدہ)
(۳) اسسٹنٹ سیکرٹری۔ ڈاکٹر کلب خان ہونے (غیر مسلم)
(۴) فنانشل سکرٹری۔ جناب عمر شوبرٹ (جرمن مسلم)
(۵) ممبران۔ جناب حکمت بائر (جرمن مسلم)
(۶) جناب خالد زائر (جرمن مسلم)
(۷) جناب عبود ابراہیم۔ (عراقی مسلم)

انتخاب کے بعد فنانشل سکرٹری عمر شوبرٹ نے ایک تجویز پیش کی کہ جرمن رسالہ مسلمیش ریویو (جو کہ ساری جرمنی میں واحد اسلامی ریویو ہے) مالی مشکلات میں مبتلا ہے۔ مگر اس کا باقاعدہ سہ ماہی شائع ہونا اشد ضروری ہے لہذا جرمن مسلم سوسائٹی اس نہایت ہی قیمتی جرنل کی باقاعدہ اشاعت کیلئے یکصد بیس مارکس سالانہ بطور امداد منظور کرے یہ تجویز باتفاق رائے منظور ہوئی۔ اور ریویو کا تازہ نمبر انشاء اللہ ہفتہ عشرہ تک شائع ہو جائے گا۔

اس کے بعد سوسائٹی کے لکچروں پر مختلف پہلوؤں سے بحث ہوتی رہی اور بالآخر یہ قرار پایا کہ آئندہ سال میں مندرجہ ذیل احباب اس کام کو اپنے ذمہ لیں گے۔ ڈاکٹر محمد عبداللہ۔ ڈاکٹر حمید مارکوس۔ امین بوسفلڈ۔ مسٹر ڈیولے۔ مسٹر عبود ابراہیم۔ مسٹر عمر شوبرٹ وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ کوشش ہوگی کہ لکچر خالص اسلامی ہوں نیز قرار پایا کہ اگر ممکن ہو تو ممبران سوسائٹی کا اجتماع سالانہ کی بجائے ششماہی ہوا کرے اور آپس میں رابطہ اتحاد اور جذبات اخوت اور محبت کو بڑھانے کے لئے تفریحی جلسوں اور سیر و سیاحت وغیرہ کا انتظام کیا جایا کرے۔ چند اور تجاویز کے بعد شام کے ۷ بجے یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

قرآن اور بائیبل پر دلچسپ گفتگو

احباب اس امر سے تو بخوبی واقف ہوں گے۔ کہ برلن کے مختلف سکولوں کے طلبا اور طالبات اور دیگر سوسائٹیوں کے ممبر وقتاً فوقتاً مسجد دیکھنے کے لئے تشریف لاتے رہتے ہیں۔ اور ایسے مواقع پر عموماً کوئی نہ کوئی لکچر بھی دیا جاتا ہے۔ ماہ ستمبر کی ۲۷ تاریخ کو شام کے ۸ بجے محققین بائیبل کی ایک سوسائٹی کے ممبر مسجد دیکھنے کے لئے تشریف لائے۔ اس موقع پر امام مسجد ڈاکٹر شیخ عبداللہ صاحب نے ایک مختصر سی تقریر کے دوران میں اسلام کے مختلف پہلوؤں اور مسائل پر روشنی ڈالی۔ لکچر کے بعد سوالات اور جوابات کا سلسلہ شروع ہوا جس میں خاص طور پر قرآن اور بائیبل کا مسئلہ خوب دلچسپ رہا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے سامعین کے ذہن نشین کرایا کہ قرآن کا درجہ بلحاظ حجیت بائیبل سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ موجودہ بائیبل خدا کا کلام نہیں اور اس کا رتبہ حدیث کا ہو سکتا ہے۔ مگر قرآن کریم خدا کا کلام ہے اور آج تک اس کا ایک شوشہ تک نہیں بدلا۔ اس کے برخلاف بائیبل میں تحریف لفظی بھی ہو چکی ہے۔ یہ بحث بڑی دلچسپ تھی۔ اور بالآخر زائرین کو تحریف بائیبل کا معترف ہونا پڑا۔ اس کے علاوہ جنگ اور اسلام۔ عورت اور اسلام۔ قسمت۔ حضرت عیسیٰ کی حیات و وفات۔ تصور باری تعالےٰ وغیرہ امور پر بھی گفتگو ہوتی رہی

(باقی برصفحہ ۱۱)

جلد ۲۳　یوم دوشنبہ ۲۸ رجب ۱۳۵۴ ہجری　نمبر ۶۹

حضرت امیر ایدہ اللہ کا انگریزی ترجمۃ القرآن

اور

مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی

علمائے کرام کی عجیب و غریب ذہنیت

مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی کے نام سے اکثر احباب واقف ہونگے۔ آپ ایک سنجیدہ بزرگ اور عمدہ خیالات کے عالم ہیں پہلے اخبار "سچ" نکالا کرتے تھے۔ ان دنوں لکھنؤ سے "صدق" نام ایک دہ روزہ اخبار آپ کے زیر ادارت شائع ہوتا ہے۔ مولانا صاحب موصوف بارہا ہماری جماعت کی خدمات اسلامی کا اعتراف کر چکے ہیں، اور حضرت امیر ایدہ اللہ اور حضرت خواجہ صاحب مرحوم کی تصنیفات کے بہت مداح ہیں۔ بالخصوص حضرت امیر کے ترجمۃ القرآن انگریزی کے متعلق مولانا عبدالماجد صاحب بہت اچھی رائے دیتے رہے ہیں۔ لیکن پچھلے دنوں انہی بزرگوار نے ایک عجیب و غریب بات لکھی جسے پڑھ کر ہمیں بیحد حیرت ہوئی کہ مولانا عبدالماجد صاحب جیسا معقول آدمی ایسی بات کیونکر لکھ سکتا ہے۔ آجکل احمدیت کی مخالفت میں بڑے بڑے پیر، مولوی، شاعر اور فلسفی پیش پیش ہیں اور طرح طرح کے اتہامات سے اس سلسلہ کو بدنام کرنا چاہتے ہیں۔ ممکن ہے یہ بھی اسی رد کا اثر ہو۔

مولانا عبدالماجد صاحب علامہ عبداللہ یوسف علی صاحب کے انگریزی ترجمۃ القرآن پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنے اخبار "صدق" مورخہ ۱۱ر اکتوبر میں فرماتے ہیں۔

"انگریزی میں، تو جہاں کہنا چاہیئے کہ ٹھیٹھ اسلامی نقطۂ نظر سے کوئی ایک تفسیری ترجمہ بھی موجود نہیں ابھی گنجائش بہت زائد ہے۔ پکتھال صاحب کے ہاں تفسیر سرے سے ہے ہی نہیں، مولوی محمد علی صاحب کی تشریحات مفید ہونے کے باوجود اسلامی نقطۂ خیال سے قابل قبول نہیں"۔

تعجب ہے کہ دو متضاد باتوں کو مولانا نے کیونکر جمع کر دیا۔ "مفید ہونے کے باوجود قابل قبول نہیں"۔ مفید ہونے کا تو آپ نے اعتراف کیا۔ لیکن ناقابل قبول ہونے کی کوئی وجہ بیان نہ فرمائی۔ اب انہی بزرگوار کی رائے حضرت امیر کے انگریزی ترجمہ کی نسبت جو آج سے قریباً ڈیڑھ سال قبل جون ۱۹۳۴ء میں اخبار "سچ" میں شائع ہوئی ملاحظہ فرمائیے۔

"یورپ اور خود ہندوستان کا انگریزی طبقہ جس ترجمہ سے سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے اور جو ان سے زیادہ پھیلا ہے وہ یہی ترجمہ ہے"۔

اس کے ساتھ ہی مولانا اپنے ایک خالص انگریزی خواں دوست کی رائے نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں :-

"مولوی محمد علی صاحب کے ترجمہ کی خوبیوں سے، اس کے اثرات سے، اس کی تبلیغی کامیابیوں سے انکار کرنا آفتاب کی روشنی سے انکار کرنا ہے۔ صدہا ہزارہا بیگانوں کو یگانہ بنانے، صدہا ہزارہا منکروں کو اسلام سے قریب تر لانے میں وہ یقیناً معین ہوا ہے۔ خود اپنے متعلق میں یہ اعتراف بمسرت کرتا ہوں کہ آج سے پندرہ سولہ سال پیشتر جب میں الحاد و ارتیاب کی تاریکیوں میں بھٹک رہا تھا، اس وقت گنتی کی دو چار کتابیں جو مجھے اسلام سے قریب لانے میں معین ہوئی تھیں، ان میں سے ایک یہی انگریزی ترجمۃ القرآن تھا۔ مترجم کے ہمنام مولانا محمد علی (مرحوم)، مدیر کامریڈ بھی اس سے بہت متاثر تھے۔ اور اس کی تعریف ہی کیا کرتے تھے"۔

مگر تعجب ہے اس "صدہا ہزارہا بیگانوں کو یگانہ بنانے" اور "صدہا ہزارہا منکروں کو اسلام سے قریب لانے" اور خود مولانا جیسے بزرگ کو "الحاد و ارتیاب کی تاریکیوں" سے نکالنے والے ترجمہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ "اسلامی نقطۂ خیال سے قابل قبول نہیں"۔ جو چیز اسلامی نقطۂ خیال کے مطابق نہ ہو وہ غیر مسلموں کیلئے رہنمائی کا باعث کیونکر ہو سکتی ہے۔ اور جو خود مسلمانوں کے نزدیک قابل قبول نہیں وہ اغیار کے لئے کیونکر سرچشمہ ہدایت بن سکتی ہے؟ ایک طرف تو مولانا اس ترجمہ کے محاسن کو آفتاب کی مانند روشن قرار دیتے ہیں اور اس بات کے معترف ہیں کہ یورپ اور ہندوستان کا انگریزی طبقہ سب سے زیادہ اس ترجمہ سے ہی متاثر ہوا ہے۔ اور دوسری طرف اسے ناقابل قبول قرار دیتے ہیں۔ کیا یہ اجتماع ضدین نہیں؟

پھر انہی بزرگ مولانا عبدالماجد صاحب کا ایک اور مکتوب ملاحظہ ہو۔ دسمبر ۱۹۳۲ء میں "پیغام صلح" کے جلسہ نمبر میں متعدد مسلم اکابر کے پیغامات شائع ہوئے جن میں ایک پیغام مولانا عبدالماجد صاحب کا بھی تھا۔ آپ فرماتے ہیں :-

"آپ کے امیر جماعت اور خواجہ کمال الدین صاحب دونوں مستحق مبارکباد ہیں، کہ اپنی زندگیاں اس مبارک مشن کے لئے وقف کر دی ہیں۔ ولادت مسیح وفات مسیح، ظہور مسیح موعود وغیرہا مسائل میں ہمارا آپ کا اختلاف ہے وہ واضح و ظاہر ہے لیکن جو عام خدمات اسلامی آپ کی جماعت ہمت و سرگرمی، جوش و انہماک کے ساتھ انجام دے رہی ہے۔ ان کی داد نہ دینا ظلم ہے۔ اور داد کیا معنی مجھے تو بار بار رشک آ چکا ہے۔ یورپ امریکہ میں تبلیغ اسلام کی کوششیں، آپ کے امیر جماعت کا انگریزی ترجمہ قرآن، اردو تفسیر قرآن، سیرت خیر البشر، تاریخ خلافت راشدہ، مقام حدیث وغیرہ متعدد انگریزی و اردو تصانیف، نیز خواجہ صاحب کا اسلامک ریویو، ان سب کے ذریعے انگریزی خوانوں تک جو روشنی پہنچ رہی ہے اس کے فیض سے کوئی واقف کار کیسے انکار کر سکتا ہے"۔

آپ ان شہادات کی موجودگی میں مولانا عبدالماجد صاحب کا فرمانا کہ مولوی محمد علی صاحب کا ترجمہ اسلامی نقطۂ خیال سے قابل قبول نہیں واقعی بقول اُن کے "آفتاب کی روشنی سے انکار کرنا ہے"۔

پھر اسی محولہ بالا تبصرہ میں جو علامہ یوسف علی صاحب کے قرآن پر کیا گیا ہے۔ مولانا عبدالماجد صاحب فرماتے ہیں کہ یوسف علی صاحب نے حواشی کے باب میں بڑی احتیاط کی ہے اور پھونک پھونک کر قدم رکھا ہے"۔ ایک طرف تو انکے لئے ترجمہ کی حیثیت و وقار کا ملحوظ رکھنا ضروری تھا۔ اور :-

"دوسری طرف اس کی بھی نگہداشت ضروری تھی کہ قلم عامۂ مسلمین اور خالص اہل سنت کے عقائد سے تجاوز نہ کر جائے۔ (ورنہ پھر مولوی محمد علی لاہوری کا ترجمہ کیا بُرا تھا)"۔

خدا جانے یہ "خالص اہل سنت کے عقائد" اور "ٹھیٹھ اسلامی نقطۂ نظر" سے کیا مراد ہے؟ کاش مولانا اس کی بھی وضاحت کر دیتے کیا یہ اہل سنت کے عقائد قرآن و حدیث کے علاوہ کچھ اور ہیں؟ کس چیز میں مولانا محمد علی صاحب نے قرآن و حدیث سے تجاوز کیا ہے؟ بڑا فرق تو لے دے کے حضرت عیسیٰؑ کی وفات کا ہی ہے۔ لیکن علامہ یوسف علی صاحب نے بھی تو اسی تفسیر کو درست قرار دیا ہے۔ یہ تو ایسا اختلافی مسئلہ ہے۔ کہ خود اہل سنت کے کئی سرکردہ علماء نے وفات مسیح کا عقیدہ درست تسلیم کیا ہے اتنی سی بات کو خالص اہل سنت کے عقائد اور ٹھیٹھ اسلامی نقطۂ خیال سے تجاوز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اور کوئی بات بھی خدا

کے تفسیر [illegible] ایسی نہیں جس میں مولانا محمد علی صاحب نے اپنے ترجمہ میں قرآن و حدیث سے اختلاف کیا ہو۔ وفات مسیح کا عقیدہ بھی قرآن و حدیث سے ثابت کیا گیا ہے اور ہر بات میں قال اللہ و قال الرسول کی متابعت کی گئی ہے، اور یہی وجہ ہے۔ کہ خدا کے فضل سے ہزاروں بندگان خدا اس ترجمہ کی بدولت حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور ہزاروں انسان جو اسلام کی نسبت طرح طرح کے شبہات رکھتے تھے اس کی طفیل اس دین پاک کو سمجھنے کے قابل ہوئے اور یہی اس ترجمہ کی مقبولیت کی سب سے بڑی وجہ ہے۔

مولانا عبدالماجد صاحب کو ہمارے عقائد بخوبی معلوم ہیں۔ ہمارا کوئی عقیدہ کتاب و سنت کے خلاف نہیں۔ خود ہمارے مرشد و پیشوا اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت قرار دیتے تھے اور خدا کے فضل سے ہم [illegible] معترض ہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی خلاف [illegible] کرنا ہو [illegible] کیا مولانا عبدالماجد صاحب بتا سکتے ہیں کہ کس امر میں یہ ترجمہ اسلامی نقطۂ خیال سے متجاوز اور کس لئے ناقابل قبول ہے؟

علم و حکمت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کی گمشدہ میراث قرار دیا ہے۔ اور مومن کو حکم ہے کہ جہاں سے بھی حکمت ملے وہ حاصل کرے۔ خذ ما صفا و دع ما کدر ہمیشہ مسلمانوں کا مسلک رہا ہے۔ اچھی بات ایک کافر سے بھی مل جائے تو لے لینی چاہیئے۔ یہی وہ نکتہ تھا جس کی بدولت مسلمان تمام دنیا کے استاد بن گئے تھے اور علم و حکمت مسلمانوں کی میراث قرار پائی تھی۔ آج ہماری پستی کے دوسرے اسباب میں ایک سبب ہماری یہ ذہنیت بھی ہے کہ ہم اچھی چیز کو لینے کی کوشش نہیں کرتے اور ایک چیز کو مفید سمجھنے کے باوجود ناقابل قبول قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ جو چیز مفید ہے وہ ضرور قابل قبول ہے۔ اگر وہ قابل قبول نہیں تو وہ مفید بھی نہیں ہو سکتی۔ عمدہ بات ہر جگہ سے لینی چاہیئے خواہ خاص اہل سنت کے علماء کے ہاں سے ملے اور خواہ غیر احمدی [illegible] سے۔

انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال

دعا اور آریہ سماجی

دعا اسلامی تعلیمات کا اہم جزو ہے حضرت مسیح موعود نے بھی اس پر خاص طور پر زور دیا ہے مشکلات و مصائب کے وقت بندہ کا اپنے مالک حقیقی کے دربار اعلیٰ کے حضور عاجزانہ گر جانا اپنے اندر خاص اثر و کیفیت رکھتا ہے، جو انسان کے دل کو حوصلہ و اطمینان اور جرأت و ہمت کے جذبات سے لبریز کر دیتا ہے آریہ دھرم دعا کا منکر ہے۔ سوامی دیانند جی اور ان کے پیرووں نے بارہا اس کا مذاق اڑایا ہے لیکن بسا اوقات دعا کا مذاق اڑانے والے آریہ سماجی بھی دعا کرنے کے لئے مجبور ہو جاتے ہیں کیونکہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ وہ مشکلات کے وقت خدا کی طرف رجوع ہو۔ ان کا یہ فعل انفرادی ہی نہیں۔ بلکہ بعض مرتبہ اجتماعی بھی ہوتا ہے۔

آریہ سماج کے مشہور لیڈر مہاتما ہنسراج جی کی صحت [illegible] سے غیر تسلی بخش ہے۔ آریہ سماجی جگہ جگہ اپنے اجتماعوں میں ان کی [illegible] دعا کرتے ہیں۔ مثلاً [illegible] کی ایک اطلاع ملاحظہ ہو۔

[illegible] آریہ سماج بازار [illegible] میں [illegible]
[illegible] شاندار آریہ [illegible] کا جنرل اجلاس
ہوا جس میں آریہ سماج کے [illegible]
ہنسراج کی صحت و درازی عمر کے لئے پرارتھنا
(دعا) کی گئی۔ (۱۰ ستمبر ۱۹۳۵ء)

آریہ سماج نے کئی امور میں اسلام کی صداقت کا زبانی انکار کیا لیکن عملی طور پر اعتراف کرنے پر مجبور ہو گیا۔ دعا بھی ان میں سے ایک ہے۔ آریہ سماجی مناظر اور لیکچرار پلیٹ فارموں پر کھڑے ہو کر اپنے سوامی کی تقلید میں قبولیت دعا سے انکار کرتے رہتے ہیں۔ آریہ سماجی اخبارات انکی تائید میں مضامین بھی شائع کرتے رہتے ہیں لیکن جب کبھی آریہ سماجیوں کا کوئی محبوب لیڈر بیمار ہوتا ہے یا اور کوئی مشکل ان کو پیش آتی ہے۔ تو بے اختیار ان کا دست دعا بلند ہوتا ہے۔ اور سر نیاز اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں جھک جاتا ہے۔ کیا یہ دین فطرت کی ایک نمایاں فتح نہیں؟

ڈاکٹر امبیدکر کا عزم راسخ

ناسک اچھوت کانفرنس میں ڈاکٹر امبیدکر نے ہندو دھرم کو ترک کرنے کا جو اعلان کیا تھا، اس پر وہ پوری مضبوطی سے قائم ہیں۔ ہندوؤں کے شور و غوغا، دھمکیوں اور طفل تسلیوں کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ اور امید ہے آئندہ بھی نہ ہوگا کیونکہ ڈاکٹر صاحب ایک دانشمند ذمہ دار اور اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص ہیں ان کا تبدیلی مذہب کا عزم طویل غور و فکر اور بے شمار تلخ تجربات کا نتیجہ ہے۔ بمبئی کی ایک خبر مظہر ہے۔ کہ ۲۳ اکتوبر کو ایک اخباری نمائندہ نے ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کر کے چند سوالات کئے ان کے جواب میں آپ نے جو کچھ کہا وہ ہندوؤں کیلئے مزید تشویش اور غم و غصہ کا باعث بن رہا ہے اخباری نمائندہ کا بیان ہے کہ ڈاکٹر صاحب نہایت خوش و خرم تھے۔ اور معلوم ہوتا تھا۔ کہ ہندوؤں کی وسیع مخالفت کا ان پر کوئی اثر نہیں اس سوال پر کہ "کیا آپ نے بدھ مذہب قبول کر لیا ہے"؟ ڈاکٹر صاحب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

> نہیں! کون کہتا ہے۔ یہ غلط ہے یہ میرا ایک آدمی سوال نہیں بلکہ صوبہ بمبئی کے چالیس ہزار اچھوتوں کا سوال ہے۔ ہم لوگ کسی خاص جگہ مل کر اس بات کو سوچیں گے کہ کونسا مذہب قبول کرنا چاہیئے ۔ ۔ ۔ ۔ ذاتی طور پر میں اپنے دل میں ایک مذہب قبول کر چکا ہوں مگر میں ابھی اس کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔ وقت آنے پر بتاؤنگا؟

ڈاکٹر امبیدکر کا آریہ سماجی بننے سے انکار

اخباری نمائندہ نے [illegible] آریہ سماج کی فرضی مساوات و روشن خیالی کی تعریف کرتے ہوئے اور آریہ سماج احمد آباد کے سکرٹری کے اس [illegible] کا حوالہ دیتے ہوئے جس میں انہوں نے [illegible] ڈاکٹر امبیدکر کے لڑکے کو رشتہ دینے پر آمادگی ظاہر کی تھی سوال کیا "آپ آریہ سماج میں جانا پسند کرینگے"؟ اس کے جواب میں ڈاکٹر امبیدکر بول اٹھے گویا ہوئے۔

> "نہیں ہرگز نہیں کیونکہ وہ ہندو دھرم کی ہی ایک شاخ ہے اور میں ہندو دھرم اور اس کی تمام شاخوں میں سے کسی ایک کو بھی قبول نہ کرونگا ہندو دھرم کی اصلاح صرف باتیں ہی باتیں ہیں۔ نوجوان بھی اس میں ناکام ہیں کسی سے اس بارے میں کچھ نہیں ہو سکتا۔ میں آریہ سماج کو ہرگز قبول نہیں کروں گا۔"

یہ الفاظ ڈاکٹر صاحب کی بیدار مغزی کا ایک اور اچھا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ اس میں کیا شک ہے آریہ سماج ہندو دھرم کی ایک قدرے تبدیل شدہ شکل یا اس کی ایک شاخ ہے۔ اچھوت ادھار اور ذات پات کی تفریق کو دور کرنے کے لئے اس نے جو کچھ کیا ہے وہ سراسر نمائشی اور بے حقیقت ہے بہت اچھا ہوا، کہ ڈاکٹر صاحب نے کمال دانشمندی سے آریہ سماج کے دام میں اسیر ہونے سے انکار کر دیا۔

پنڈت مالوی کی اپیل کا دندان شکن جواب

اخباری نمائندہ نے سوال کیا "آپ نے پنڈت مالوی جی کی اپیل پڑھی ہے"؟ اس کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے فرمایا۔

> "پنڈت مالوی جی اور ایسے ہی دوسرے آدمی یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ اگر میں تبدیل مذہب کرونگا، تو اچھوت میرا کہنا نہیں سنیں گے۔ اور میں اکیلا رہ جاؤنگا۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر کیوں مالوی جی اتنی پروا کرتے ہیں اور میرے اعلان پر اتنی گڑبڑ کیوں مچی ہوئی ہے"؟

بات واقعی معقول ہے کہ جب ہندو رہنماؤں کو یقین ہے کہ اچھوت ڈاکٹر امبیدکر کی آواز پر لبیک نہیں کہینگے۔ بلکہ بدستور ہندو دھرم میں رہ کر ذلتیں برداشت کرتے رہینگے تو اس چیخ پکار اور افراتفری کی کیا ضرورت ہے؟ ان طفل تسلیوں کے کیا معنی؟ آریہ سماج احمد آباد کے سکرٹری کیوں اپنی لڑکی کا رشتہ پیش کر رہے ہیں؟ گاندھی جی کو کس چیز نے مہر سکوت توڑنے پر آمادہ کیا؟ مالوی جی کیوں خوشامد فرما رہے ہیں؟

ہمیں یقین ہے۔ کہ اچھوتوں کا تعلیم یافتہ صاحب احساس اور ہوشمند طبقہ ہندو دھرم کی خامیوں اور ہندو قوم کی حقیقت سے پوری طرح آگاہ ہو چکا ہے۔ اب اس پر ہندوؤں کا جادو نہیں چل سکتا اور اس کا سہرا ڈاکٹر امبیدکر کے سر ہے۔

احمدیہ جماعت لاہور کا مسلک

"مجاہد" کے مراسلہ نگار کا بیجا مطالبہ

حضرت امیر قوم ایدہ اللہ نے گذشتہ سے گذشتہ جمعہ کے خطبہ میں فرمایا تھا کہ آجکل مسلمان عملاً قرآن و حدیث کی پیروی ترک کر چکے ہیں۔ اور اب کفر و اسلام کی بھی نئی تعریف وضع کی گئی ہے اس رو میں ہمارے قادیانی دوست اور غیر احمدی مکفر علماء یکساں حیثیت رکھتے ہیں۔ ایک گروہ نے غلو کیا اور افراط کی راہ اختیار کی تو دوسرے نے تفریط کا رستہ اختیار کر لیا۔ قادیانیوں کے نزدیک حضرت مرزا صاحب کا ماننا کسی کو مسلمان بنا سکتا ہے۔ اور مکفرین کے نزدیک حضرت مرزا صاحب کی تکفیر مدار اسلام ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم نبوت کے تخت سے اُتارنا چاہتے ہیں اور اپنی خواہشات اور اغراض کی پیروی کر رہے ہیں۔

اخبار "مجاہد" مورخہ ۲۴ اکتوبر میں ایک صاحب امان اللہ خان نیازی کی ایک مراسلت شائع ہوئی ہے جس میں وہ اس خطبہ کا حوالہ دیکر ہماری جماعت کے رد یہ پہ اعتراض کرتے ہیں۔ اور ہم سے سوال کرتے ہیں۔ کہ جب ہمارے نزدیک قادیانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا پاس نہیں کرتے، اور اپنی اغراض کی پیروی کر رہے ہیں تو پھر ہم لاہوری جماعت کے ممبر احرار یا دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مل کر قادیانی عقیدہ کی مخالفت کیوں نہیں کرتے؟ آپ لکھتے ہیں

> "اگر مولوی محمد علی صاحب اور لاہوری احمدی قادیانیوں کے اس بدعقیدہ سے متفق نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں تو پھر مولانا محمد علی صاحب اور اس کی جماعت کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا اخلاقی فرض یہ ہونا چاہیئے کہ وہ قادیانیوں کے خلاف مسلمانوں کے ہمنوا ہو کر ایسا ہی زبردست جہاد شروع کر دیں جس طرح احرار اور دوسرے مسلمانوں نے قادیانیوں کے خلاف شروع کیا ہے"۔

حضرت امیر کے مخاطب ..... دونوں گروہ تھے قادیانی بھی اور غیر احمدی بھی، کیونکہ دونوں ختم نبوت کے مفہوم سے دور اور اپنی اغراض و خواہشات کی پیروی میں مصروف ہیں لیکن امان اللہ صاحب نے اپنے آپ کو تو نہایت صفائی سے بچا لیا اور سارا الزام قادیانیوں پر عائد کر دیا۔ ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ یہ لوگ لاہوری جماعت کو کس منہ سے اپنی ہمنوائی کی دعوت دیتے ہیں۔ کیا یہ خود اسی مرض کے مریض نہیں جس میں قادیانی جماعت مبتلا ہے؟ ہمارے نزدیک تو یہ دونوں ایک ہی کشتی میں سوار ہیں۔ قادیانی ایک نئے نبی کے قائل ہیں اور یہ ایک پرانے نبی کی آمد کے منتظر۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم نبوت کے تخت سے اُتارنے میں یکساں شریک، اور اپنی اغراض کی پیروی میں ایک جیسے پس لاہوریوں نے اگر ایک گروہ کو چھوڑا تو دوسرے سے کیونکر جا ملیں، جبکہ دوسرا بھی اسی مسلک کا پیرو ہے؟

نیازی صاحب کو جان لینا چاہیئے کہ لاہوری جماعت آج سے یا سال دو سال سے نہیں بلکہ اکیس سال سے جماعت قادیان سے علیحدہ ہے اور انکے عقیدۂ نبوت و تکفیر کی مخالف ہے، ہماری قادیان سے علیحدگی صرف اسی مذہبی اختلاف پر ہوئی اور ہم یوم اختلاف سے لیکر آج تک برابر ان غلط عقائد کا رد کر رہے ہیں۔

احرار تو ابھی کل پیدا ہوتے ہیں اور ان کے "جہاد" کو شروع ہوئے ابھی چند سال بھی نہیں گذرے۔ پھر ہمارا اختلاف قادیانیوں سے کسی ذاتی اور دُنیاوی غرض اور کسی سیاسی مصلحت کے پیش نظر نہیں بلکہ محض اسلام کی خاطر اور خدا اور اس کے رسول کیلئے ہے لیکن احرار اور دوسرے اسی قسم کے "مجاہدین" محض سیاسی وجوہات کی بنا پر اور ذاتی اغراض اور دُنیاوی فوائد کیلئے قادیانیوں کی مخالفت کر رہے ہیں ورنہ اگر یہ مخالفت نیک نیتی سے اور خدا کے رسول کیلئے ہوتی تو اسے شروع ہوئے آج اکیس برس ہونے چاہئیں تھے لیکن احرار کی مخالفت تو کل ظہور میں آئی ہے۔ اور اس سے پہلے یہ لوگ قادیانی عقائد کو جاننے کے باوجود کبھی ان کی مخالفت کا نام نہ لیتے تھے۔ پس لاہوری جماعت ان غیر مستقل مزاج مجاہدین کی ہمنوائی کا شرف کیونکر حاصل کر سکتی ہے جو ہوا کے رُخ کے ساتھ اپنا رُخ بدل لیا کرتے ہیں؟

ہماری علیحدگی قادیان سے خالصۃً للہ تھی اور ہمارے مسلک اور طرزِ عمل سے دوسرے مسلمان اور خود قادیانی بھی واقف ہیں انہی ایام میں جب ان دونوں جماعتوں کا اختلاف ہوا مولانا ابوالکلام صاحب آزاد نے اپنے مشہور اخبار "الہلال" میں لکھا تھا کہ مسلمانوں کی تکفیر کی بنا پر جماعت لاہور کا قادیان سے علیحدہ ہو جانا ایک تاریخی واقعہ کے طور پر رہیگا اور حقیقت بھی یہی ہے۔ ہمارا خدا کے فضل سے آج بھی وہی مسلک ہے جو آج سے اکیس برس قبل تھا۔ میانہ روی ہمارا شیوہ ہے۔ اگر ہم افراط کرنے والوں سے الگ ہوئے تھے، تو تفریط کرنے والوں کے ساتھ کیونکر مل سکتے ہیں، حالانکہ دونوں ختم نبوت کے تخت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُتارنے والے اور دونوں آپ کا کلمہ پڑھنے والوں کے منکر اور اپنی خواہشات کے پیرو ہیں۔

جواہر ریزے

قرآن مجید

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اس میں سے جو ہم نے تم کو دیا ہے خرچ کرو اس سے پہلے کہ وہ دن آجائے کہ جس میں نہ کوئی خرید و فروخت ہو گی اور نہ کوئی دوستی اور نہ ہی کوئی سفارش اور کافر ہی ظالم ہیں اللہ (وہ ذات پاک ہو کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہمیشہ زندہ ہے قائم رکھنے والا ہے اس پر نہ اونگھ غالب آتی ہے اور نہ نیند۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے وہ کون ہے جو اس کے پاس سوائے اس کی اجازت کے سفارش کرے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز پر احاطہ نہیں کر سکتے سوائے اس کے جو وہ چاہے۔ اس کا علم آسمانوں اور زمین پر حاوی ہے اور ان دونوں کی حفاظت اس پر بوجھ نہیں اور وہ بہت بلند عظمت والا ہے

دین میں کوئی زبردستی (منوانا) نہیں۔ ہدایت (کی راہ) گمراہی سے واضح ہو چکی ہے۔ پس جو شخص شیطان کا انکار کرتا ہے اور اللہ پر ایمان لاتا ہے اس نے ایک ایسا مضبوط کڑا پکڑ لیا جو ٹوٹنے والا نہیں، اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ اللہ ان لوگوں کا ولی ہے جو ایمان لائے وہ ان کو ظلمت اندھیرے کے اندر سے روشنی کی طرف لاتا ہے اور جو کافر ہیں ان کے ولی شیطان ہیں وہ انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لیجاتے ہیں۔ یہ آگ والے ہیں۔ وہ اسی میں رہینگے

حدیث شریف

(۱) عالم کو عابد پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسی مجھے تم میں سے ادنیٰ شخص پر۔ (ترمذی)

(۲) ایک عالم شیطان پر ہزار عابد سے سخت تر ہے۔ اور عالم کو عابد پر ایسی فضیلت ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کو تمام تاروں پر۔ اور علما انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء کی میراث نہ دینار ہے نہ درہم وہ ان کی میراث علم ہی ہے پس جس نے علم حاصل کیا اس نے بہت کچھ حاصل کیا۔ (ابو داؤد و ترمذی)

(۳) جس شخص کے لئے اللہ بہتری چاہتا ہے اسے دین میں سمجھ عطا کر دیتا ہے۔ (ترمذی)

(۴) جو شخص علم کی جستجو میں نکلا وہ اپنی واپسی تک گویا اللہ کی راہ میں چلتا رہا۔ (ترمذی)

(۵) ایماندار آدمی نیک باتیں سیکھنے سے سیر نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ اس کا انجام بہشت ہو جاتا ہے (یعنی وہ فوت ہو جاتا ہی) (ترمذی)

(۶) حکمت کی بات مومن کی گمشدہ چیز ہے۔ جہاں ملے وہ اس کا حق ہے۔ (ترمذی)

(۷) جب تک تم ایمان نہ لاؤ گے جنت میں داخل نہ ہو سکو گے۔ اور جب تک آپس میں محبت نہ کرو گے ایمان کامل نہ ہو سکیگا میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کونسی چیز ہے جو آپس میں محبت پیدا کرتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ تم آپس میں سلام کو عام کرو۔ (ابن ماجہ)

(۸) اللہ سے قریب تر وہ شخص ہے جو پہلے سلام کہتا ہے۔ (ابو داؤد)

(۹) چاہیئے کہ چھوٹا بڑے کو، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو، اور چھوٹا گروہ بڑے گروہ کو سلام کہے۔ (بخاری)

(۱۰) چاہیئے کہ سوار پیادہ کو پہلے سلام کہے۔ (بخاری)

(۱۱) جو شخص پہلے سلام کہتا ہے وہ تکبر سے پاک ہوتا ہے (بیہقی)

تاریخ سلسلہ احمدیہ

حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم
آپ کی زندگی کے آخری ایام
(۲)

مولوی عبیداللہ صاحب دہلوی سے گفتگو

مولوی عبیداللہ صاحب سے گفتگو ہو رہی تھی۔ حضرت مولانا مرحوم نے فرمایا "شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے۔ کہ دس اصول ہیں۔ اگر معلوم ہوں تو پھر کوئی بات شریعت کی ان سے باہر نہیں رہتی۔ وہ کہاں ہیں؟ اگر آپ ہم کو یہ نکال دیں تو آپ کا بڑا احسان ہوگا" مولوی (عبیداللہ) صاحب نے کہا "آپنے سب عمر اسی میں ... کی آپ کو کوئی کیا بتلا سکتا ہے"۔ حضرت نے فرمایا "آپ نے اُن کی سب تصنیف کھنگالی ہوگی" مولوی صاحب نے کہا کہ یہ اصول ان کی مختلف کتابوں میں ہیں ایک جگہ نہیں۔ فرمایا "مختلف کتابوں سے ہی نکال دیں۔ کتاب اللہ۔ سنت رسول اللہ، تعامل اجماع صحابہ کے علاوہ آپ اگر نکال دیں تو میں بہت ممنون ہوں گا۔ پانچ چھ ہی اصول آپ نکال دیں تو باقی ہم خود نکال لیں گے"۔

فرمایا "آپ کا ہم پر احسان بہت بڑا ہے۔ آپ نے ہم کو مقدمہ سے "حضرت تجلی" ... کی ہم کو ضرورت تھی۔ یہی دس قانون کہیں سے تلاش کر دیں۔ ... دیوبند لکھا تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہم کو ایسا کافر سمجھتے ہیں کہ جواب دینا پسند نہیں کیا"۔

— میاں صاحب کو مخاطب کر کے کہا "کل تپ بہت چڑھا۔ مگر میرا دل نہیں گھبرایا۔ یہ اللہ کا فضل ہے"۔

— جب ... پھر خدمت میں حاضر ہوئے تو بہت سے آدمی تھے۔ فرمایا "چارپائی بچھا دو جن پر ہمارے سب دوست بیٹھ سکیں۔ نواب صاحب کو بھی شامل کر لو"۔

پھر صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب پر نظر پڑی۔ فرمایا "میاں معلوم ہوتا ہے"۔ پھر فرمایا "میاں میں بھول تو نہ گیا" (ایک یا دو دن پہلے اس سے میاں صاحب آپ سے مل نہ سکے تھے باہر شکار کو تشریف لے گئے تھے)

نوٹ:- رات مولوی عبیداللہ صاحب سے ہماری بہت گفتگو ہوئی وہ اپنا ایک آدمی خواجہ صاحب کی امداد کے لئے بھیجنا چاہتے تھے ہم نے کہا خواجہ صاحب کے اسلامی مشن میں ان کے متحد الخیال ہی آدمی چاہئیں اور وہی مل کر کام کر سکتے ہیں۔ انہوں نے صرف چھ مہینے کے لئے تعلیم کے لئے اپنے ایک آدمی کو وہاں بھیجنے کے لئے کہا کہ خرچ ہم دیں گے۔ آٹھ ہزار روپیہ اعانت مسلم انڈیا میں دیں گے۔ ان کا آدمی خواجہ صاحب کی ماتحتی میں رہیگا۔ اگر قلی کا کام بھی لیں گے تو کریگا۔ خواجہ صاحب چند ماہ کے بعد یا اس سے پہلے جہاں اس کو بھیجیں وہاں جاویگا انہوں نے کہا ہم مقابل میں کوئی مشن قائم نہیں کرنا چاہتے خواجہ صاحب کی ماتحتی میں جہاں وہ بھیجیں کام کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان کی کارگذاری کی تصدیق صرف خواجہ صاحب کی طرف سے ہوگی۔ ہم اپنے آدمیوں کو ہرگز خود مختار نہ رکھیں گے۔

حضرت حکیم الامت کا ذکر ہوا تو ہم نے کہا کہ اس وقت تمام اسلامی دنیا میں ان کی مثل کوئی عالم نہیں انہوں نے کہا کہ ہاں بیشک اور کہا میں آپ سے بڑھ کر ان کی قابلیت کا خود معترف ہوں۔

حصول علم کا شوق

(اگلے روز) مولوی عبیداللہ صاحب دوپہر کے وقت رخصت کے لئے آئے۔ میں نے عرض کیا کہ رخصت ہونا چاہتے ہیں حضرت صاحب نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سینے سے لگا لیا اور فرمایا "ہم مولوی صاحب کو کس طرح رخصت کریں"۔ پھر اُن کو مخاطب کر کے فرمایا "تم بڑے عالم ہو، بڑے سیاح ہو، تجربہ کار ہو۔ ہم علم کے بھوکے ہیں۔ آپ نے ہم کو تین چیزوں کی حرص لگائی مگر اس کا کوئی پتہ نہ دیا۔ آپ نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ مولوی عبدالحی نے موطا میں ایک جگہ غلطی کی ہے۔ میرا بھی جی چاہتا ہے۔ کہ آگاہ ہو جاؤں لوگوں کو پڑھاتا ہوں کسی کو نفع ہو جاوے۔ بارہ اصول شاہ ولی اللہ نے باندھے ہیں۔ میری صلاح ہے کہ آپ سے جتنوں پر ہو سکے اطلاع ہو جاوے۔ ان کے جواب دیکر جانا۔ اگر نہیں بتانا تو آپ جا سکتے ہیں۔ ہم کچھ نہ کچھ امداد بھی کریں گے"۔

مولوی صاحب نے جواب میں کہا کہ جو کام آپ کر رہے ہیں یہ سب ہماری امداد ہے۔

حضرت صاحب نے فرمایا "میں آج کل قرآن پڑھاتا ہوں۔ اور بخاری عورتوں میں ہے ایسے ہی مردوں میں قرآن اور بخاری پڑھاتا ہوں۔ بخاری سے مجھے بہت محبت ہے۔ اس کی غلطیوں کو بھی میں جانتا ہوں جس سے اس کا مرتبہ قرآن کریم سے گرا ہے۔ سات درس دیتا ہوں جن میں سے دو عورتوں میں دو مردوں میں ایک مسند احمد حنبل پڑھتا ہے"۔ پھر فرمایا "اتنے بڑے عالم کو مل کر اگر نفع نہ پہنچے تو دل کو رنج ہوتا ہے"۔

دوستوں کی قدر و منزلت

بابو منظور الٰہی کو سمجھاتے ہوئے فرمایا "میں دنیادار نہیں مجھے دنیا کمانے کا ڈھب خوب ہے مگر میں نے کبھی دنیا کی پروا نہیں کی۔ میں نے دو لاکھ دس ہزار کی ملک کی شراکت صرف اتنی بات پر چھوڑ دی کہ جس کے ساتھ شراکت تھی وہ محمد جان وشادی خان کو نوکر کہنا چاہتا تھا"۔ (شیخ محمد جان وزیرآبادی اس وقت موجود تھے) فرمایا "یہ بچے تھے۔ ہم کو خوب جانتے ہیں۔ اور اس معاملہ سے خوب واقف ہیں۔ پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ بھی بچے ہی تھے آپ بھی ہم سے واقف ہیں۔ کیا ہم دنیادار ہیں؟ میں نے عرض کیا۔ نہیں!)

"میں نے کہا کہ یہ میرے دوست ہیں نوکر نہیں۔ اگر نوکر سمجھتے ہو تو میں ایک منٹ کا تعلق بھی تم سے نہیں رکھتا۔ میں محمد جان وشادی خاں کو نوکر نہیں کہوں گا۔ یہ بھی دوست ہیں۔ آپ بھی دوست ہیں۔ دو لاکھ دس ہزار روپیہ کا معاملہ اس بات پر میں نے قطع کیا۔ یہ لوگ کیا جانتے ہیں میں کتنی دنیا کما سکتا ہوں۔ یہ لوگ میری دنیا سے واقف نہیں"۔

شیخ نیاز احمد کو مخاطب کر کے فرمایا "اُن کے والد شیخ غلام قادر مجھے ساٹھ ہزار روپیہ کا منافع دیتے تھے۔ اگر میں شراکت جاری رکھتا۔ مگر میں نے کہا کہ میں اپنے دوستوں کا اتنا دام نہیں لگا سکتا۔ وہ اس سے بہت زیادہ قیمت کے ہیں۔ اور میں نے ان سے قطع تعلق کیا"۔

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ مولوی صاحب دہلی میں مسجد فتح پوری کے امام اور قرآن و حدیث کے مدرس تھے۔ یہ بزرگ مولوی احمد علی صاحب صدر انجمن خدام الدین و امام مسجد شیرانوالہ دروازہ کے استاد بھی تھے۔ قادیان میں حضرت حکیم الامت کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئے تھے۔ کہ وہ ولایت میں خواجہ صاحب مرحوم کے پاس اپنا ایک آدمی ٹریننگ کے لئے بھیجنا چاہتے تھے۔ جن کا نام غالباً انیس احمد تھا۔ اور وہ علیگڑھ کے گریجویٹ تھے۔

۹ر فروری ۱۹۱۴ء

حضرت مولانا محمد علی صاحب کے متعلق اظہار خوشنودی

آج رات ہم چند احباب حضور کو کھانا کھلا رہے تھے (یعنی حضرت صاحبزادہ صاحب خلیفہ رشید الدین صاحب۔ میاں عبدالحی صاحب حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ صاحب) اور میں جناب کو باتوں باتوں میں کھانا کھلا رہا تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا "میں نے آپ سے بھی کچھ سیکھا ہی ہے" میں نے عرض کی کہ میں نے تو حضور سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ فرمایا "مجھے تو قرآن ہی آتا ہے۔ وہی میں سکھا سکتا ہوں"۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ حضور کو لمبی زندگی عطا فرما دے۔ اور ہم حضور سے اور قرآن سیکھیں۔ فرمایا "مولوی محمد علی سے پوچھو۔ مجھے کتنا قرآن آتا ہے۔ مولوی محمد علی بہت محنت کر کے صدہا صفحے لکھ کر لاتے ہیں۔ میں ان کو مختصر کر دیتا ہوں۔ بعض اوقات وہ کہتے ہیں کہ آپ کی رائے تمام تحقیقات سے بالاتر ہے۔ پھر فرمایا "مجھے مولوی محمد علی نے بہت خوش کیا ہے۔ میرا دل باغ باغ ہو گیا ہے۔ اس نے یاجوج ماجوج اور اصحاب کہف ذوالقرنین کی تحقیقات عجیب کی ہے۔ تمام انسائیکلو پیڈیا چھان مارے ہیں۔ کیسا مسئلہ صاف کیا ہے۔ واہ۔ واہ۔ واہ"۔

لاہور ہائیکورٹ میں سر تیج بہادر سپرو کی حقیقت بیانی
حضرت مسیح موعود نے مسلمانوں کو کافر نہیں کہا

(از جناب سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل)

عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف غلط بیانیوں سے کام لے کر آپ کو بدنام کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ وہاں اس قدر فائدہ بھی ضرور ہوا ہے کہ جناب میاں محمود احمد صاحب نے اپنے سابقہ عقائد سے کسی قدر رجوع کر لیا ہے۔ ۱۹۲۶ء میں آپ نے لالہ کنور رام سب جج گورداسپور کے سامنے بیان دیا تھا۔ کہ خاتم النبین کے معنے "آخری نبی کے نہیں ہیں"

(الفضل ۲۰ نومبر ۱۹۲۲ء) مگر مارچ ۳۵ء میں دیوان سکھانند کے سامنے کہدیا کہ میرا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اسی طرح کفر و اسلام کے مسئلہ میں بھی سابقہ عقائد کے خلاف بیان دیا۔ اور پھر حلف دیا۔ اگر اس قسم کے مقدمات جاری رہے تو اتنی امید ضرور ہے کہ جناب میاں صاحب حضرت اقدس مسیح موعود کے مذہب کے بہت قریب آجائیں گے۔

جی ڈی کھوسلہ کے فیصلہ کے خلاف اپیل کی سماعت کے موقعہ پر سر تیج بہادر سپرو کی آمد نے مقدمہ کو بہت دلچسپ بنا دیا ہے۔ آپ قادیانیوں کی طرف سے پیروی کرنے کے لئے آئے تھے۔ ناممکن تھا۔ کہ اس موقعہ پر بھی کسی حقیقت سے پردہ نہ اٹھتا۔ ۲۲ راکتوبر کو سر تیج بہادر نے مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ کے بعض حصص کو منسوخ کرانے کے دلائل دیتے ہوئے یہ کہا کہ:۔

> "فرقہ قادیانیہ (احمدیہ) کے بانی نے ان "ہزارہا مسلمانوں" پر ہرگز فتویٰ کفر" صادر نہیں کیا۔ جنہوں نے اس کی دعوت کو قبول نہ کیا تھا۔ بلکہ "صرف" ان لوگوں کو کافر کہا۔ جنہوں نے پہلے آپ پر کفر کا فتویٰ صادر کیا۔" (اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ ۲۳ راکتوبر)

سر تیج بہادر سپرو کا بیان بالکل واقع کے مطابق ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ خود بھی فرماتے ہیں کہ "ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔" اور آپنے بموجب حدیث صرف ان لوگوں پر ان کا ہی فتویٰ کفر لوٹایا۔ جنہوں نے آپ کو اسلام سے خارج کہا تھا۔ اسی بنا پر جب مولوی محمد حسین بٹالوی نے عدالت میں اپنے فتوے کفر کو واپس لیا تو آپ نے کہدیا کہ میں بھی آئندہ اس کو کافر نہ کہوں گا۔

یہی بات آپ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں سر فضل حسین سے گفتگو کے دوران میں فرمائی کہ "جو ہمیں کافر نہیں کہتا ہم اُسے ہرگز کافر نہیں کہتے" (بدر ۲۴ رمئی ۱۹۰۸ء)

لیکن قادیانی جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے تمام مسلمانوں کو جو آپ کی بیعت میں شامل نہیں ہوتے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج کہا۔ اس امر پر آج تک متعدد کتب لکھی گئیں۔ بیسیوں مناظرے ہوئے۔ مگر قادیانی جماعت تمام غیر احمدی دنیا کو دائرہ اسلام سے خارج ہی سمجھتی رہی۔ خود میاں صاحب فرماتے ہیں۔ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔" (آئینہ صداقت ص ۳۵) اب سوال یہ ہے کہ کیا جماعت قادیانیہ کے وکیل سر تیج بہادر سپرو کا بیان درست ہے یا غلط۔ اگر میاں صاحب یا ان کے مرید اسے درست سمجھتے ہیں تو پھر تمام مسلمانوں کو کافر کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ اور اگر قادیوں کے نزدیک سر تیج بہادر سپرو کا بیان غلط ہے تو انہیں چاہئے تھا کہ عدالت میں اس امر کا اظہار کرتے۔ خواہ انکو اس میں نقصان ہی اٹھانا پڑتا۔ کیونکہ کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علی انفسکم" کا یہی مطلب ہے کہ خواہ انسان کی اپنی ذات کو ہی نقصان پہنچتا ہو۔ سچی گواہی سے نہ ہٹے۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔

یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ قادیانیوں نے اپنے وکیل کو ایک غلط بات بتائی ہو۔ صاف نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ اب قادیانی بھی تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ صرف وہی مسلمان فتویٰ کفر کے مستحق ہیں۔ جو خود فتویٰ کفر لگاتے ہیں۔ ورنہ وہ لوگ جو فتویٰ کفر نہیں لگاتے۔ یا مولوی محمد حسین بٹالوی کی طرح رجوع کر لیتے ہیں۔ اُنکے نزدیک کافر نہیں (فالحمد للہ علی ذالک)

مسلمان اور منافق

مدیر "احسان" کی غلط فہمی

"پیغام صلح" مورخہ ۵ راکتوبر میں جو خطبہ شائع ہوا اس میں یہ بیان تھا کہ اسلامی اخوت بہت وسیع ہے اور ہر شخص کلمہ پڑھنے سے اس اخوت میں شریک ہو جاتا ہے۔ حضرت امیر قوم نے متعدد واقعات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے اس کی تائید میں بیان فرمائے اور یہ بھی فرمایا کہ عبد اللہ ابن ابی جیسے شخص کو بھی کافر نہیں کہا گیا بلکہ حضرت نبی کریم صلعم نے اس کے جنازہ کی نماز بھی پڑھی۔ اس کو مدیر "احسان" مولوی مرتضیٰ احمد خاں صاحب "لاہوری میرزائیوں کی منافقین کو مسلمان ثابت کرنے کی ناپاک کوشش" قرار دیتے ہیں اور اس بات کا حوالہ دیتے ہوئے کہ عبد اللہ بن ابی کے جنازہ سے قبل اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنازہ کی نہی نہ آئی تھی۔ آپ نے ہم پر قرآن اور احادیث نبوی میں قطع و برید کا الزام لگایا ہے۔ ملاحظہ ہو "احسان" مورخہ ۸ راکتوبر۔

یہ صحیح ہے کہ عبد اللہ بن ابی کی وفات تک منافقین کے جنازہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطلق ممانعت کا حکم نازل نہ ہوا تھا۔ اور آیت قرآنی "لا تصل علی احد منھم مات ابدا" اس واقعہ کے بعد نازل ہوئی اور جب اللہ تعالیٰ نے وحی الٰہی سے صراحت کر دی اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کا جنازہ پڑھنا ترک کر دیا۔ لیکن یہ ایسے منافقین تھے جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے رسول کریم صلعم کو اطلاع دی تھی۔ چنانچہ حضور نے نام لے کر ایسے لوگوں کو مسجد سے خارج کر دیا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کی منافقت پر آگاہی کی جا چکی تھی۔ لیکن جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع نہیں دی اُن سے آپؐ وہی سلوک کرتے رہے جو عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ کیا۔

یہی بات ہماری طرف سے پیش کی گئی تھی کہ شریعت نے صرف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا پڑھنا اسلام کا نشان قرار دیا ہے اور ہم کلمہ طیبہ کے قائل کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں کر سکتے پھر جو شخص مسلمانوں کی نماز بھی پڑھے، ان کے قبلہ کی طرف رخ بھی کرے اور ان کا ذبیحہ بھی کھائے۔ اس کے لئے تو خدا اور خدا کے رسول کی بھی امان ہے۔ سیرۃ نبویؐ کے کئی واقعات دہرا کر بتایا گیا تھا۔ کہ کلمہ پڑھنے سے ایک شخص مسلمان ہو جاتا ہے خواہ وہ میدان جنگ میں جان بچانے کیلئے ہی ایسا کرے۔ دل کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں انسان کسی پر منافقت کا الزام نہیں لگا سکتا سوائے اس کے کہ وحی الٰہی اس کی تصدیق کرے۔

"احسان" کا یہ کہنا کہ "میرزائیوں کی حیثیت مسلمانوں میں منافقین کی سی ہے" ایک بہت بڑی جسارت ہے۔ اس امر کا فیصلہ کہ کوئی شخص سچے دل سے مومن ہے یا منافق ہے وحی الٰہی کر سکتی ہے۔ تو کیا آج ہمارے مخالفین میں سے کوئی شخص وحی الٰہی کے ذریعہ ہماری منافقت پر آگاہ ہو چکا ہے یا یہ سب فرضی فتوے ہم پر لگائے جاتے ہیں؟ افسوس ہے ایک ایسی جماعت کو منافق قرار دیا جا رہا ہے جو ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر کی صحیح مصداق ہے اور اعلائے کلمۃ اللہ کا کام کر رہی ہے۔ دین اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچا رہی ہے اور صدہا لوگوں کو اسلام میں داخل کر رہی ہے۔ مومن تو وہ رہ گئے جو گھر میں بیٹھے ایک دوسرے کو گالی گلوچ دے رہے ہیں اور جو لوگ قرآن اور دین کو دنیا میں پہنچا رہے ہیں وہ منافق ہو گئے کیا دین خدا کو دنیا میں پہنچانا اسلام کا جہاد ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیا منافق وہ ہوئے جو یہ جہاد کرتے ہیں یا وہ جو نہیں کرتے؟

پھر ہمارا سوال تو یہی ہے من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسول اللہ یہ رسول کریم صلعم کی حدیث ہے یا نہیں؟ اور کیا آج لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ہمارا اسلام ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو ہر کلمہ گو مسلمان قرار دیا جائے گا اگر نہیں تو کلمہ منسوخ ہے۔ پھر اس کی جگہ کوئی اور کلمہ تجویز کردیں جس سے انسان مسلمان ہو جائے۔ اگر ایک ہندو یا عیسائی یہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا ہے تو ایک شخص جو مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوا وہ یہ کلمہ پڑھ کر کیوں مسلمان نہیں ہوتا؟

دوسری جماعتوں کیلئے قابل تقلید مثال

احباب یہ سن کر خوش ہوں گے کہ جماعت بغداد نے "جاپانی سٹ فنڈ" میں مبلغ -/۱۰۵ روپیہ کی رقم پیش کی ہے۔ جماعت بغداد خدا کے فضل سے ہر تحریک میں بڑھ کر حصہ لیتی ہے۔ خصوصاً سید تصدق حسین صاحب قادری بہت پرجوش بزرگ ہیں جنکی کوششوں سے جماعت بغداد قابل تقلید مثالیں پیش کر رہی ہے۔ جہاں ہم احباب بغداد کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ وہاں دوسری جماعتوں سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ وہ بھی کوشش کریں اور جاپان میں سٹ بھیجنے کیلئے تھوڑی بہت ضرور امداد فرما دیں۔ بغداد سے مندرجہ ذیل اصحاب نے سٹ دئے ہیں۔

نام	سٹ
۱۔ جناب مسٹر لعد جاپا صاحب۔	۱ سٹ۔ ایک سٹ کی قیمت ۵ روپے ہے
۲۔ جناب مسٹر اے ایم کے ساگر صاحب۔	۱ سٹ
۳۔ جناب مسٹر عبد الحکیم صاحب	۱ سٹ
۴۔ جناب میاں محمد یعقوب صاحب پراچہ	۵ سٹ
۵۔ جناب مسٹر خلیل آفندی صاحب	۱ سٹ
۶۔ جناب ماسٹر غلام محمد صاحب	۱ سٹ
۷۔ جناب مسٹر بشیر احمد صاحب پراچہ	۱ سٹ
۸۔ جناب مسز ملا داؤد آدم اینڈ امیر حسین پراچہ	۱ سٹ
۹۔ جناب مسٹر موسے بھائی ابراہیم صاحب	۱ سٹ
۱۰۔ جناب مسٹر عبد اللطیف اسمٰعیل خاں فتح اللہ صاحب	۱ سٹ
۱۱۔ جناب حافظ گل محمد صاحب	۱ سٹ
۱۲۔ جنابہ مس نور النساء صاحبہ قادری } معرفت سید تصدق حسین	۱ سٹ
۱۳۔ جنابہ مسز قادری صاحب } صاحب قادری	۱ سٹ
۱۴۔ مسٹر الطاف حسین خان صاحب	۱ سٹ
۱۵۔ مسٹر محمد شیر گل صاحب	۱ سٹ
۱۶۔ جناب سید اختر علی صاحب	۱ سٹ
۱۷۔ جناب مسٹر ایم آر مرزا صاحب	۱ سٹ
۱۸۔ شیخ عباس یعقوب صاحب	۱ سٹ
۱۹۔ جناب مسٹر اے رشید صاحب	۱ سٹ
۲۰۔ جناب سید تصدق حسین صاحب قادری	۱ سٹ
۲۱۔ جناب مسٹر ہاشم عمر صاحب	۱ سٹ
میزان کل	۲۵ سٹ

(اسسٹنٹ سکرٹری)

حضرت مسیح موعودؑ اور میاں محمود احمد صاحب کے متضاد اقوال

عذر گناہ بدتر از گناہ

(از جناب مولوی دوست محمد صاحب)

قادیانی حضرات نے جبدن سے میاں محمود احمد صاحب کی اطاعت امام تسلیم کیا ہے۔ ان کے ہر قول و فعل کو خواہ وہ کتنا ہی غیر معقول اور خلاف حق کیوں نہ ہو معقول اور برحق قرار دینے سے ذرہ دریغ نہیں کرتے۔ میاں صاحب رات کو دن کہدیں تو مرید آمنا و صدقنا پکار اٹھتے ہیں اور جب کوئی ہوشمند ان کی توجہ دلاتے کہ بھلے لوگو کبھی رات کی ظلمت اور دن کی روشنی بھی ایک ہو سکتی ہے تو انہیں یہ جواب دینے میں بھی دریغ نہ ہوگا کہ آخر دونوں کبھی تو ایک ہی آسمان پر ہوتے ہیں گو وہ نظر نہ آئیں۔ پھر اگر رات کو دن اور دن کو رات کہہ لیا جائے تو کیا ہرج ہے۔

بعینہ اسی قسم کی تاویل ۱۵ اکتوبر کے الفضل میں حضرت مسیح موعود کے الہام "کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ" کی کی گئی ہے تاکہ کسی طرح میاں صاحب کے ان گستاخانہ کلمات سے اس کی مطابقت ثابت ہو جائے۔ جو ۵ جنوری ۱۹۳۵ء کے خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل ۲۲ جنوری ۱۹۳۵ء میں انہوں نے کہے اور وہ یہ ہیں:۔

"نادان ہے وہ شخص جس نے کہا کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ۔ کیونکہ خدا کے فضل انسان کو گستاخ نہیں بنایا کرتے بلکہ اور زیادہ شکر گذار اور فرمانبردار بناتے ہیں"

میاں صاحب کے یہ الفاظ حضرت مسیح موعودؑ کے اس الہام کی صداقت کا ایک بین ثبوت ہیں، یہ فی الواقعہ خدا تعالیٰ کا کرم اور فضل ہی تھا کہ ایسے کلمات کہکر بھی وہ کسی عذاب کے نیچے نہیں آئے ورنہ یہ کوئی معمولی گستاخی نہیں کہ جو فقرہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام میں آچکا ہے اس کے قائل کو جو خود جناب باریتعالیٰ ہیں بڑی جرأت سے عین خطبہ کے اندر "نادان" کہدیا جائے۔

لیکن قادیانی طریقہ کے مطابق ۱۵ اکتوبر کے الفضل میں میاں صاحب کے ان الفاظ کو صحیح ثابت کرنے کیلئے الہام کی یہ تاویل کی گئی ہے کہ یہ کسی "نادان" ہی کی آواز تھی جس کو جناب باری نے روایتاً حضرت مسیح موعود پر الہام کیا جس طرح قرآن کریم میں فرعون کا یہ قول نقل ہوا ہے۔ انا ربکم الاعلیٰ یا ابلیس کا یہ قول الہام کیا گیا ہے انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین یا نمرود کا یہ اعلان نقل ہوا ہے۔ انا احی وامیت۔ آہ! ان وھڑہ بندوں اور ناحق کوشوں کو کیا کہا جائے جو میاں صاحب کی ایک بات کو صحیح ثابت کرنے کیلئے قرآن کریم پر بھی حملہ کرنے سے نہیں جھجکتے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے الہام کو تو "نادان" کا قول قرار دیا ہی تھا اب قرآن کو بھی اسی کا ہم پلہ ٹھہرایا جانے لگا اور کوئی خدا کا خوف کرنیوالا نہیں جو اتنا کہہ سکے کہ خدا کے بندو! ایسی دلیری اور ناحق کوشی کے بجائے ایک غیر ملہم کے قول کو دیوار کے ساتھ کیوں نہیں مارتے؟

کیا یہ صحیح ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا الہام "کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ" بھی اسی طرح روایتاً بیان ہوا ہے جس طرح فرعون یا ابلیس یا نمرود کے اقوال؟ کون نہیں جانتا کہ مؤخر الذکر اقوال کا جہاں جہاں قرآن میں ذکر ہے وہاں ساتھ ہی "قال" کا لفظ بھی موجود ہے جس میں یہ بتا دیا گیا ہے کہ یہ خدا کے اقوال نہیں بلکہ فرعون، ابلیس اور نمرود کے اقوال ہیں کیا مسیح موعودؑ کے الہام میں بھی ایسا کوئی لفظ دکھایا جا سکتا ہے جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ خدا تعالیٰ نے یہ کسی اور کے الفاظ مسیح موعودؑ کی زبان پر جاری کئے ہیں؟ اگر نہیں اور ہرگز نہیں اور ایسا ثابت نہیں کیا جاسکتا تو یہ کسقدر جرأت اور دلیری ہے کہ اسے کسی "نادان" کا قول قرار دیا جائے اور قرآن سے اس کی ایسی مثالیں نقل کی جائیں جن میں "قال" کہکر بتا دیا ہے کہ وہ دوسروں کے اقوال ہیں جو روایتاً محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے ہیں۔ غور کرکے دیکھو تو یہ ایک ایسا عجز و انکسار کا کلمہ ہے جس کو کسی طرح بھی کسی "نادان" یا شیطان کا قول قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہ کہنا کہ خدا کے فضل انسان کو گستاخ نہیں بنایا کرتے اور سرکش نہیں کر دیا کرتے بلکہ اور زیادہ شکر گزار اور فرمانبردار بنانے ہیں صحیح ہے لیکن ایک شکر گذار اور فرمانبردار انسان کبھی خدا کے حضور میں اپنی شکر گذاری اور فرمانبرداری کا ذکر نہیں کریگا بلکہ اس کے انعامات اور اپنی کمزوریوں اور لغزشوں کو پیش نظر رکھکر یہی کہیگا کہ "کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ"۔ یہ کوئی نادانی یا گستاخی کا کلمہ نہیں بلکہ اپنی عاجزی اور کمزوری کا اعتراف ہے اور خدا تعالیٰ نے ان الفاظ کو حضرت مسیح موعود پر الہام کی صورت میں نازل فرما کر آپ کی دلی حالت کا نقشہ کھینچا ہے۔

اس توجیہہ کی صحت کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ الہام کے الفاظ صرف اتنے ہی نہیں بلکہ اس سے پہلے یہ بھی لفظ ہیں۔ ایلی ایلی لما سبقتانی کیا اسے بھی کسی "نادان" کا قول قرار دو گے؟ ظاہر ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے الفاظ ہیں جن کی مماثلت کا شرف حضرت مسیح موعودؑ کو حاصل ہے، پس جس طرح سے مسیح اول کے منہ سے سخت ترین دکھوں اور مصائب کے وقت ایلی ایلی لما سبقتانی کے الفاظ نکلے اسی طرح مسیح ثانی کے منہ سے بھی نکلے یا اس کے دل کی حالت ایسی ہوئی لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے افضال الٰہی اور اپنی کمزوریوں کو بھی پیش نظر رکھا اور مسیح اول کی طرح صرف یہ شکایت ہی نہیں کی کہ اے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا بلکہ ساتھ یہ بھی خیال ہوا کہ خداوند تیرے افضال اور اکرام تو بہت ہیں ہم ہی کمزور ہیں کہ ان سے فائدہ اٹھانے اور شکر گذار رہنے کے بجائے خطاؤں اور لغزشوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت مسیح موعود معاذ اللہ خدا کے شکر گذار بندے نہ تھے اور خطاؤں اور کمزوریوں میں مبتلا تھے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ خدا کے دربار میں بڑے بڑے مقربان الٰہی اپنے آپ کو عاجز اور خطاکار ہی سمجھتے ہیں۔

افسوس ہے کہ اس پاک کلمہ کو میاں صاحب نے ناپاک اور اس کے کہنے والے کو "نادان" بنا دیا اور جب اس پر اعتراض کیا گیا کہ تم نے مسیح موعود کی ہتک کی ہے اس کے الہام کی ہتک کی ہے تو جواب ملتا ہے کہ یہ تو کسی شیطان کا کلمہ ہے جو روایتاً مسیح موعودؑ پر نازل ہوا۔ اس لئے ہتک نہیں ہوئی۔ ہم کہتے ہیں اسے شیطانی بنانے یا نادانی کا کلمہ قرار دینے کے بجائے کیوں اچھے معنوں میں نہیں لیتے کہ جس سے مسیح موعودؑ کی عبودیت کی شان بلند ہو۔ رہا میاں صاحب کا قول اسے چھوڑ دو کیونکہ وہ کوئی خدا کا قول نہیں۔ وہ اکثر ایسے الفاظ منہ سے نکال دیتے ہیں جو بہت دور تک پہنچتے ہیں اور اعتراضات کا موجب ہوتے ہیں اور صرف "کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ" کا فقرہ ہی نہیں جس کے قائل کو انہوں نے "نادان" کہا ہے بلکہ ایک جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ:۔

"بعض نادان کہہ دیتے ہیں کہ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ کے یہ معنی ہیں کہ رسول مطیع نہیں ہوتا بلکہ مطاع ہوتا ہے"

حالانکہ یہ حضرت مسیح موعودؑ کا فرمان ہے جو ازالہ اوہام میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول مطاع ہوتا ہے مطیع نہیں ہوتا"

اب فرمائیے "نادان" کون بنا؟ کیا "الفضل" اور اس کے تمام حامی و مددگار باہم مل کر میاں صاحب اور حضرت مسیح موعودؑ کے ان اقوال میں کوئی تطابق کی صورت پیدا کر سکتے اور یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ منقولہ بالا الفاظ میں میاں صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کو "نادان" نہیں بنایا؟

سیشن جج گورداسپور کے فیصلہ کیخلاف درخواست نگرانی

وکیل ملزم کی طرف سے مسٹر تیج بہادر سپرو کے دلائل کا جواب

لاہور ۲۴ اکتوبر۔ عدالت عالیہ میں شاہ جی کے مقدمہ متعلقہ سیشن جج گورداسپور کے فیصلہ کے خلاف قادیانی جماعت کی درخواست نگرانی کی سماعت مسٹر جسٹس کولڈ سٹریم کے روبرو جاری ہے۔ آج وکیل احرار محمد شریف صاحب جالندھری نے سر تیج بہادر سپرو کے دلائل کا جواب دیتے ہوئے سیشن جج کے فیصلہ کو درست ثابت قرار دینے کی کوشش کرتے ہوئے کہا کہ قادیان میں خانہ ساز احمدی عدالت اور عدالتیں قائم ہیں جن کے ذریعے غیر احمدیوں پر طرح طرح کے تشدد کئے جاتے ہیں اور اکثر حالتوں میں انہیں قادیان سے باہر نکلنے پر بھی مجبور کر دیا جاتا ہے اس سلسلہ میں وکیل مذکور نے اخبار "الفضل" میں سے جناب میاں صاحب کے بعض اعلانات پیش کئے اور بتایا کہ ۴ اکتوبر ۱۹۳۲ء کے پرچہ میں درج ہے کہ "ہم تمام دنیا میں اپنی حکومت پھیلائیں گے"۔ ایک اور پرچہ میں درج ہے کہ:۔ "تین سو برس کے عرصہ میں تمام لوگ احمدی ہو جائیں گے"۔ اسی طرح وکیل مذکور نے "الفضل" میں سے بعض دیگر حوالجات پیش کرکے ثابت کرنا چاہا کہ قادیانی اپنے مشن کی کامیابی کیلئے تشدد کو جائز خیال کرتے ہیں اور اپنے عقیدے سے اختلاف رکھنے والوں کو گردن زدنی سمجھتے ہیں۔ اسی ضمن میں عطاء اللہ شاہ بخاری کے خلاف مقدمہ کے چند گواہان صفائی کے بیانات پیش کئے۔ وکیل مذکور نے اس بات پر خاص طور پر زور دیا کہ قادیانی جماعت کی خانہ ساز عدالتیں قائم ہیں ان کے لئے باقاعدہ اسٹامپ کاغذ بنے ہوئے ہیں جو قیمتاً فروخت کئے جاتے ہیں جن کی قیمت خلیفہ صاحب کے خزانے میں جاتی ہے۔ یہ عدالتیں غیر احمدیوں کو بید زنی، جرمانہ اور قادیان بدر ہونے کی سزائیں دیتی ہیں۔ اس سلسلہ میں بعض نظیریں بھی پیش کیں۔ اور ان کی بنا پر یہ ثابت کرنیکی کوشش کی کہ ملزم نے جو کہا تھا "قادیان فرعون کا گھر بنا ہوا ہے"۔ اور اس پر سیشن جج گورداسپور نے جو ریمارکس دیئے ہیں ان میں کوئی غلطی نہیں بلکہ وہ واقعات پر مبنی ہیں اور ان کا فیصلہ میں موجود رہنا اشد ضروری ہے۔ قادیانی جماعت کی طرف سے مسٹر سلیم وکیل نے کہا کہ یہ واقعات غیر متعلقہ ہیں اور اگر واقعی قادیان میں کوئی متوازی حکومت قائم کی گئی ہے تو یہ غیر ممکن ہے کہ حکومت کو اس کا علم نہ ہو۔ حکومت نے کبھی اس کا نوٹس نہیں لیا۔ فاضل جج نے بھی دو مرتبہ وکیل احرار کو کہا کہ اس کی پیشکردہ دلائل سے متوازی حکومت کا وجود ثابت نہیں ہوتا۔

۲۴ اکتوبر کو بھی سماعت متواتر جاری رہی اس روز بھی وکیل احرار نے یہ ثابت کرنیکی کوشش کی کہ قادیان میں خانہ ساز عدالتیں قائم ہیں۔ قادیانی غیر احمدیوں پر تشدد کرتے ہیں۔ نیز حضرت مرزا صاحب نے ان مسلمانوں کو جو ان کے عقیدہ سے اختلاف رکھتے ہیں گندی گالیاں دی ہیں۔ اسی سلسلہ میں مولوی عبدالکریم آف مباہلہ کے واقعات اور چند دیگر واقعات کا ذکر کیا۔ مولوی محمد حسین کے قتل کا بھی ذکر آیا۔

۲۵ اکتوبر کو دیوان رام لال گورنمنٹ ایڈووکیٹ نے پولیس پر عائد کردہ الزامات کو فیصلہ سے حذف کرنے کے سلسلہ میں جوابی تقریر کرتے ہوئے کہا کہ سیشن جج نے گورنمنٹ آفیسروں اور پولیس کے خلاف غلط الزامات عائد کئے ہیں۔ گورنمنٹ آف ہمیشہ غیر جانبدار رہے ہیں اور ایک بھی موقعہ ایسا نہیں آیا جبکہ انہوں نے کسی فریق کی رعایت کی ہو۔ سماعت ختم ہو چکی ہے۔ فاضل جج

(الفضل ۲۰ نومبر ۱۹۲۲ء) مگر مارچ ۱۹۳۵ء میں دیوان سکھانند کے سامنے کہدیا کہ میرا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اسی طرح کفر و اسلام کے مسئلہ میں بھی سابقہ عقائد کے خلاف بیان دیا۔ اور پھر خدا نے دیا۔ اگر اس قسم کے مقدمات جاری رہے تو اتنی امید ضرور ہے کہ جناب میاں صاحب حضرت اقدس مسیح موعود کے مذہب کے بہت قریب آجائیں گے۔

جی ڈی کھوسلہ کے فیصلہ کے خلاف اپیل کی سماعت کے موقعہ پر سر تیج بہادر سپرو کی آمد نے مقدمہ کو بہت دلچسپ بنا دیا ہے۔ آپ قادیانیوں کی طرف سے پیروی کرنے کے لئے آئے تھے۔ ناممکن تھا کہ اس موقع پر بھی کسی حقیقت سے پردہ نہ اُٹھتا۔ ۲۲ اکتوبر کو سر تیج بہادر نے مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ کے بعض حصص کو منسوخ کرانے کے دلائل دیتے ہوئے یہ کہا کہ:-

"فرقہ قادیانیہ (احمدیہ) کے بانی نے اُن ہزارہا مسلمانوں پر ہرگز فتویٰ کفر صادر نہیں کیا۔ جنہوں نے اس کی دعوت کو قبول نہ کیا تھا۔ بلکہ صرف ان لوگوں کو کافر کہا۔ جنہوں نے پہلے آپ پر کفر کا فتویٰ صادر کیا۔" (اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ ۲۴ اکتوبر)

سر تیج بہادر سپرو کا بیان بالکل واقع کے مطابق ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ خود بھی فرماتے ہیں کہ "ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔" اور آپ نے بموجب حدیث صرف ان لوگوں پر ان کا ہی فتویٰ کفر لوٹایا۔ جنہوں نے آپ کو اسلام سے خارج کہا تھا۔ اسی بنا پر جب مولوی محمد حسین بٹالوی نے عدالت میں اپنے فتوئے کفر کو واپس لیا تو آپ نے کہدیا کہ میں بھی آئندہ اس کو کافر نہ کہوں گا۔

یہی بات آپ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں سر فضل حسین سے گفتگو کے دوران میں فرمائی کہ "جو ہمیں کافر نہیں کہتا۔ ہم اُسے ہرگز کافر نہیں کہتے" (بدر ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء)

لیکن قادیانی جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے تمام مسلمانوں کو جو آپ کی بیعت میں شامل نہیں ہوتے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج کہا۔ اس امر پر آج تک متعدد کتب لکھی گئیں۔ بیسیوں مناظرے ہوئے۔ مگر قادیانی جماعت تمام غیر احمدی دنیا کو دائرہ اسلام سے خارج ہی سمجھتی رہی۔ خود میاں صاحب فرماتے ہیں۔ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (آئینہ صداقت ص۳۵) اب سوال یہ ہے کہ کیا جماعت قادیانیہ کے وکیل سر تیج بہادر سپرو کا بیان درست ہے یا غلط۔ اگر میاں صاحب یا ان کے مرید اسے درست سمجھتے ہیں تو پھر تمام مسلمانوں کو کافر کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ اور اگر قادیانیوں کے نزدیک سر تیج بہادر سپرو کا بیان غلط ہے تو انہیں چاہئے تھا کہ عدالت میں اس امر کا اظہار کرتے۔ خواہ انکو اس میں نقصان ہی اٹھانا پڑتا۔ کیونکہ کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علی انفسکم" کا یہی مطلب ہے کہ خواہ انسان کی اپنی ذات کو ہی نقصان پہنچتا ہو۔ سچی گواہی سے نہ ہٹے۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔

یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ قادیانیوں نے اپنے وکیل کو ایک غلط بات بتائی ہو۔ صاف نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ اب قادیانی بھی تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ صرف وہی مسلمان فتویٰ کفر کے مستحق ہیں۔ جو خود فتویٰ کفر لگاتے ہیں۔ ورنہ ایسے لوگ جو فتویٰ کفر نہیں لگاتے۔ یا مولوی محمد حسین بٹالوی کی طرح رجوع کر لیتے ہیں۔ اُنکے نزدیک کافر نہیں (فالحمد للہ علی ذالک)

مسلمان اور منافق

مدیر "احسان" کی غلط فہمی

"پیغام صلح" مورخہ ۱۵ اکتوبر میں جو خطبہ شائع ہوا اس میں یہ بیان تھا کہ اسلامی اخوت بہت وسیع ہے اور ہر شخص کلمہ پڑھنے سے اس اخوت میں شریک ہو جاتا ہے۔ حضرت امیر قوم نے متعدد واقعات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے اس کی تائید میں بیان فرمائے اور یہ بھی فرمایا کہ عبداللہ ابن اُبی جیسے شخص کو بھی کافر نہیں کہا گیا بلکہ حضرت نبی کریم صلعم نے اس کے جنازہ کی نماز بھی پڑھی۔ اس کو مدیر "احسان" مولوی مرتضیٰ احمد خاں صاحب "لاہوری مرزائیوں کی منافقین کو مسلمان ثابت کرنے کی ناپاک کوشش" قرار دیتے ہیں اور اس بات کا حوالہ دیتے ہوئے کہ عبداللہ بن اُبی کے جنازہ سے قبل اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنازہ کی نہی نہ آئی تھی۔ آپ نے ہم پر قرآن اور احادیث نبوی میں قطع و برید کا الزام لگایا ہے۔ ملاحظہ ہو "احسان" مورخہ ۱۸ اکتوبر۔

یہ صحیح ہے کہ عبداللہ بن اُبی کی وفات تک منافقین کے جنازہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطلق ممانعت کا حکم نازل نہ ہوا تھا۔ اور آیت قرآنی ولا تصل علی احد منھم مات ابدا اس واقعہ کے بعد نازل ہوئی اور جب اللہ تعالیٰ نے وحی الٰہی سے صراحت کر دی اس وقت ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کا جنازہ پڑھنا ترک کر دیا۔ لیکن یہ ایسے منافقین تھے جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ سے رسول کریم صلعم کو اطلاع دی تھی۔ چنانچہ حضورؐ نے نام لے کر ایسے لوگوں کو مسجد سے خارج کر دیا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کی منافقت پر آگاہی کی جا چکی تھی لیکن جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع نہیں دی اُن سے آپؐ وہی سلوک کرتے رہے جو عبداللہ بن اُبی اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ کیا۔

یہی بات تو ہماری طرف سے پیش کی گئی تھی کہ شریعت نے صرف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا پڑھنا اسلام کا نشان قرار دیا ہے اور ہم کلمہ طیبہ کے قائل کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں کر سکتے پھر جو شخص مسلمانوں کی نماز بھی پڑھے، ان کے قبلہ کی طرف رخ بھی کرے اور ان کا ذبیحہ بھی کھائے۔ اس کے لئے تو خدا اور خدا کے رسول کی بھی امان ہے۔ سیرۃ نبویؐ کے کئی واقعات دہرا کر بتایا گیا تھا کہ کلمہ پڑھنے سے ایک شخص مسلمان ہو جاتا ہے خواہ وہ میدان جنگ میں جان بچانے کیلئے ہی ایسا کرے۔ دل کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں انسان کسی پر منافقت کا الزام نہیں لگا سکتا سوائے اس کے کہ وحی الٰہی اس کی تصدیق کرے۔

"احسان" کا یہ کہنا کہ "مرزائیوں کی حیثیت مسلمانوں میں منافقین کی سی ہے" ایک بہت بڑی جسارت ہے۔ اس امر کا فیصلہ کہ کوئی شخص سچے دل سے مومن ہے یا منافق ہے وحی الٰہی کر سکتی ہے۔ تو کیا آج ہمارے مخالفین میں سے کوئی شخص وحی الٰہی کے ذریعہ ہماری منافقت پر آگاہ ہو چکا ہے یا یہ سب فرضی فتوے ہم پر لگائے جاتے ہیں؟ افسوس ہے ایک ایسی جماعت کو منافق قرار دیا جا رہا ہے جو ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر کی صحیح مصداق ہے اور اعلائے کلمۃ اللہ کا کام کر رہی ہے۔ دین اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچا رہی ہے اور صدہا لوگوں کو اسلام میں داخل کر رہی ہے۔ مومن تو وہ رہ گئے جو گھر میں بیٹھے ایک دوسرے کو گالی گلوچ دے رہے ہیں اور جو لوگ قرآن اور دین کو دنیا میں پہنچا رہے ہیں وہ منافق ہو گئے۔ کیا دین خدا کو دنیا میں پہنچانا اسلام کا جہاد ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیا منافق وہ ہوئے جو یہ جہاد کرتے ہیں یا وہ جو نہیں کرتے؟

پھر ہمارا سوال تو یہی ہے من صلی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسول اللہ یہ رسول کریم صلعم کی حدیث ہے یا نہیں؟ اور کیا آج لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہمارا اسلام ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو ہر کلمہ گو مسلمان قرار دیا جائے گا اگر نہیں تو کلمہ منسوخ ہے۔ پھر اس کی جگہ کوئی اور کلمہ تجویز کر دیں جس سے انسان مسلمان ہو جائے۔ اگر ایک ہندو یا عیسائی یہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا ہے تو ایک شخص جو مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوا وہ یہ کلمہ پڑھ کر کیوں مسلمان نہیں ہوتا؟

دوسری جماعتوں کیلئے قابل تقلید مثال

احباب یہ سن کر خوش ہوں گے کہ جماعت بغداد نے "جاپانی سٹ فنڈ" میں مبلغ -/۱۰۵ روپیہ کی رقم پیش کی ہے۔ جماعت بغداد خدا کے فضل سے ہر تحریک میں بڑھ کر حصہ لیتی ہے۔ خصوصاً سید تصدق حسین صاحب قادری بہت پرجوش بزرگ ہیں جنکی کوششوں سے جماعت بغداد قابل تقلید مثالیں پیش کر رہی ہے۔ جہاں ہم احباب بغداد کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ وہاں دوسری جماعتوں سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ وہ بھی کوشش کریں اور جاپان میں سٹ بھیجنے کیلئے تھوڑی بہت ضرور امداد فرما دیں۔ بغداد سے مندرجہ ذیل اصحاب نے سٹ دئے ہیں۔

۱- جناب مسٹر اسد جوایا صاحب۔ ۱ سٹ۔ ایک سٹ کی قیمت آٹھ پیسے ہے
۲- جناب مسٹر اے ایم کے ساگر صاحب۔ ۱ سٹ
۳- جناب مسٹر عبدالحکیم صاحب ۱ سٹ
۴- جناب میاں محمد یعقوب صاحب پراچہ ۵ سٹ
۵- جناب مسٹر خلیل آفندی صاحب ۱ سٹ
۶- جناب ماسٹر غلام محمد صاحب ۱ سٹ
۷- جناب مسٹر بشیر احمد صاحب پراچہ ۱ سٹ
۸- جناب مسز زلا داؤد آدم اینڈ امیر حسین پراچہ ۱ سٹ
۹- جناب مسٹر موسے بھائی ابراہیم صاحب ۱ سٹ
۱۰- جناب مسٹر عبداللطیف اسمٰعیل خاں فتح اللہ صاحب ۱ سٹ
۱۱- جناب حافظ گل محمد صاحب ۱ سٹ
۱۲- جنابہ مس نور النساء صاحبہ قادری } معرفت سید تصدق حسین ۱ سٹ
۱۳- جنابہ مسز قادری صاحبہ } صاحب قادری ۱ سٹ
۱۴- مسٹر الطاف حسین خان صاحب ۱ سٹ
۱۵- مسٹر محمد شیر گل صاحب ۱ سٹ
۱۶- جناب سید اختر علی صاحب ۱ سٹ
۱۷- جناب مسٹر ایم آر مرزا صاحب ۱ سٹ
۱۸- شیخ عباس یعقوب صاحب ۱ سٹ
۱۹- جناب مسٹر اے رشید صاحب ۱ سٹ
۲۰- جناب سید تصدق حسین صاحب قادری ۱ سٹ
۲۱- جناب مسٹر ہاشم عمر صاحب ۱ سٹ

میزان کل ۲۵ سٹ

(اسسٹنٹ سکرٹری)

متلاشیان روزگار کیلئے

۱- پنجاب نیشنل شوگر ملز لائل پور میں ایک احمدی گریجویٹ کی ضرورت ہے۔ تنخواہ پینتیس سے چالیس روپے ماہوار تک حسب لیاقت دی جائے گی۔ درخواستیں اس پتہ پر آنی چاہئیں۔

مینیجر دی پنجاب نیشنل شوگر ملز۔ لائل پور

۲- غلام حیدر مسلم ہائی سکول بدوملہی ضلع سیالکوٹ میں ایک ٹرینڈ مولوی فاضل استاد کی ضرورت ہے۔ درخواستیں مع نقول اسناد پتہ ذیل پر بھیجی جائیں۔ اور کم سے کم مشاہرہ جو قبول ہو وہ بھی لکھ دیا جائے۔ تقرری پر فوراً مدرسہ میں حاضر ہونا ہوگا۔

مینیجر تعلیم۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
احمدیہ بلڈنگس لاہور

۳- نارتھ ویسٹرن ریلوے میں گارڈ بھرتی کئے جائیں گے۔ امیدوار الف اے یا ایف ایس سی یا اس کے برابر لیاقت کا ہو۔ عمر اٹھارہ (۱۸) اور چوبیس (۲۴) برس کے درمیان ہو۔ درخواست مقررہ فارم پر جانی چاہئے جو بڑے بڑے سٹیشنوں پر ایک روپیہ میں مل سکتی ہے۔ اسکے ہمراہ یونیورسٹی سرٹیفکیٹ کیرکٹر سارٹیفکیٹ اور کھیلوں کے متعلق سارٹیفکیٹ کی مصدقہ نقول ہونی چاہئیں۔

درخواستیں ہر ڈویژن کے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ کو ۳۰ نومبر تک پہنچ جانی چاہئیں منتخب شدہ امیدواروں کا ان کی ڈویژن میں ۸ نومبر کو معائنہ ہوگا

تنخواہ ۳۰-۵-۵۰ — ۲-۶۰

انیس (۱۹) اسامیوں میں سے قریباً ۱۵ اسامیاں مسلمانوں کو دی جائیں گی۔

۴- محکمہ ریلوے کے اکاؤنٹ آفس میں کلرکوں کی ضرورت

۲۰ جنوری ۱۹۳۶ء کو ریلوے اکاؤنٹ آفس کیلئے کلرکوں کی بھرتی کا امتحان مقابلہ ہونا قرار پایا ہے۔ دس اسامیاں خالی ہیں جن میں سے کم از کم چھ مسلمانوں اور ایک دوسری بیناریٹی اقوام کے لئے مخصوص ہیں۔ امتحان ذیل کے مضامین میں ہوگا۔

۱- خوشخطی اور کمپوزیشن (۲) حساب (۳) واقعات موجودہ کا علم یعنی جنرل نالج۔ واقعات حاضرہ۔ تواریخ۔ اور عام حالات جن کا ایک تعلیم یافتہ نوجوان کو جاننا ضروری ہے ان کے بارہ میں سوالات کئے جاویں گے۔

مفصل قواعد اور درخواست کا فارم چیف اکاؤنٹ افسر نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور سے مفت مل سکتے ہیں۔ امتحان میں شریک ہونے والے طالب علم سے پانچ روپیہ فیس امتحان لی جاویگی۔ تمام درخواستیں ۱۵ دسمبر ۱۹۳۵ء سے پہلے پہلے پہنچ جانی ضروری ہیں۔

امتحانات دینیات

دینیات کے امتحانات وسط نومبر کے قریب منعقد ہوں گے۔ کچھ امیدواروں کے نام موصول ہو چکے ہیں لیکن ابھی اور ناموں کی ضرورت ہے۔ ہمارے سلسلہ کے احباب بالخصوص نوجوان دوستوں کو اس طرف ضرور توجہ فرمانی چاہئے۔ علم میں اضافہ کرنے کا یہ عمدہ ذریعہ ہے۔ کامیاب طلبا کو انعام دئے جائیں گے۔ امتحان میں شمولیت کے خواہشمند پتہ ذیل پر اپنے نام ارسال کریں۔ نصاب کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سکرٹری سب کمیٹی دینیات
دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

	درجہ اول	درجہ دوم	درجہ سوئم
قرآن کریم	سورہ فاتحہ و بقرہ مع ترجمہ و تفسیر	سورۃ آل عمران۔ النساء۔ المائدہ	سورۃ انعام تا آخر سورہ توبہ
سیرۃ و تاریخ	سیرۃ خیر البشر	تاریخ خلافت راشدہ	سیرۃ عائشہ صدیقہ۔ سیرۃ صحابہ و سیرۃ صحابیات
مسائل شرعیہ	طہارت۔ نماز۔ روزہ	زکوٰۃ و حج	فضل الباری صفحہ ۱-۱۲۶
کتب سلسلہ	رسالہ مسیح موعود	تحریک احمدیت۔ توضیح مرام۔ فتح اسلام و ازالہ اوہام	آئینہ احمدیت۔ النبوۃ فی الاسلام۔ تعلیم اسلام۔ انجام آتھم مع ضمیمہ سوائے عربی حصہ کے

درجہ اول کا امتحان ہر شخص دے سکتا ہے۔ لیکن درجہ دوم کے لئے شرط ہے۔ کہ اول درجہ کا امتحان پاس کر چکا ہو اور درجہ سوم کے لئے شرط ہے۔ کہ درجہ دوئم میں پاس ہو چکا ہو۔

معذرت

پرچہ زیر نظر تاخیر سے شائع ہو رہا ہے۔ صحیح تاریخ اشاعت ۲۲ اکتوبر تھی تاخیر کی وجہ یہ ہوئی کہ ہفتہ اور اتوار دو روز مطابع میں تعطیل رہی۔ (مدیر)

درخواست دعا

(۱) ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب برلن سے تحریر فرماتے ہیں کہ مرزا عزیز الرحمان صاحب بدستور بیمار ہیں۔ مرزا صاحب کو اپینڈیسائٹس کی تکلیف ہے۔ ... دو دن ہوئے آپ نے اپریشن بھی کرایا ہے اور آجکل ہسپتال میں داخل ہیں۔ احباب کرام ان کی صحت کیلئے درد دل سے دعا کریں۔

(۲) ... دوست ولی فاطمہ صاحبہ کشمیر سے تحریر فرماتے ہیں کہ انہیں دائیں پسلی میں اکثر درد کی تکلیف رہتی ہے آج کل تکلیف زیادہ ہو گئی ہے احباب سلسلہ ان کے لئے دعا کے خواستگار رہیں۔

خبریں

عالم اسلام

— تازہ مصری ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ مصر میں زغلول پاشا کی آٹھویں برسی بڑے اہتمام سے منائی گئی ہے۔ پاشائے مرحوم کے انتقال کے وقت یعنی پونے دس بجے دو منٹ کے لئے خاموشی اختیار کی گئی۔ مصریوں اور قبطیوں کے تمام طبقات مصر کے اس جلیل القدر قائد کے ماتم میں شریک ہوئے۔

— گذشتہ دنوں بوڈاپسٹ میں ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں یہ قرار پایا کہ لیلے سے قسطنطنیہ تک ایک سیدھی اور عمدہ سڑک بنا دی جائے جس پر آسانی موٹروں کی آمدورفت ہو سکے۔ اس کانفرنس میں نو مختلف ممالک کے نمائندے شریک ہوئے خیال یہ ہے کہ یہ سڑک ۱۹۳۸ء تک بالکل مکمل ہو جائیگی۔

— تازہ عربی اخبارات سے واضح ہوتا ہے کہ اٹلی جبل اخضر طرابلس میں مسلمانوں پر سختیاں کر رہا ہے۔ شیخ سنوسی نے جو مدرسہ اور مسجد بنائی تھی۔ اسے توڑ کر چراگاہ بنا دیا گیا ہے۔ مقامات کے عربی نام بدل کر اطالوی نام رکھ دیئے گئے ہیں۔ ان مظالم سے تنگ آکر عرب قبائل جبل اخضر کو چھوڑ رہے ہیں۔ اس وقت تک چالیس ہزار مسلمان جا چکے ہیں۔ اطالویوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے روکا اور گولی چلا دی جس سے سو عرب مارے گئے۔

— گذشتہ اگست میں البانیہ میں بغاوت ہوئی تھی جس میں احمد زوغو شاہ البانیہ کا ایک مشہور رفیق مارا گیا تھا۔ بغاوت کو فرو کرنے کے بعد ۱۲۹ آدمی گرفتار ہوئے۔ جن میں سے ۳۲۲ رہا کر دئیے گئے۔ ۲۱۳ کو سزائیں دی گئیں۔ جن میں سے ایک بڑی تعداد کو موت کی سزا ملی۔ ان میں سے بعض لوگوں کو فی الفور گولی سے اڑا دیا گیا تھا۔ تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ موصوف نے اپنے رفیق کے قاتل کے سوا سب مجرموں کی موت کی سزا کو قید میں تبدیل کر دی ہیں۔

— گذشتہ دنوں شاہ حبشہ نے ایک اخباری ملاقات میں فرمایا۔ میری سب سے بڑی خواہش اور امید یہ ہے کہ مصر و حبش کے مابین مستقبل قریب میں ہی تعاون قائم ہو جائے۔

— حکومت ترکی نے فیصلہ کیا ہے کہ اہم تجارتی مقامات پر جلد از جلد لاسلکی اسٹیشن قائم کر دیئے جائیں۔ چنانچہ اس ضمن میں قونیا، ازمیر اور اطلنہ میں اسٹیشن قائم ہو چکے ہیں یہ مقامات غیر معمولی تجارتی اہمیت رکھتے ہیں۔ نیز ٹیلیفون اور لاسلکی کا سلسلہ تمام یورپ سے ملا دیا گیا ہے۔ اب ہر جگہ کے حالات اور تجارتی خبریں آسانی سے حاصل ہو سکینگی۔

— ایک مصری اخبار کا نامہ نگار طہران سے منتظر ہے کہ آجکل ایران متعدد حکومتوں سے دوستانہ تعلقات اور تجارتی معاہدات کے سلسلہ میں گفتگو کر رہا ہے۔ شام سے ایک معاہدہ طے ہو چکا ہے عراق کا قضیہ بھی فیصل ہو چکا ہے تازہ خبر یہ ہے کہ روس سے ابھی ایک معاہدہ تکمیل پذیر ہو چکا ہے۔ اس کے متعلق سرکاری طور پر اعلان کیا جا چکا ہے۔

— قاہرہ کی تازہ اطلاعات سے واضح ہوتا ہے کہ بہت سے مصری اور شامی ایمبولینس کور میں شریک ہو کر روز ادیس ابابا جا رہے ہیں۔ حال ہی شاہ حبشہ نے اسلامی دنیا سے جو اپیل کی تھی اس کا اثر بہت اچھا ہوا مسلمانوں کی طرف سے ہر سمت سے ہمدردی اور امداد کے تار ادیس ابابا پہنچ رہے ہیں۔

ہندوستان

لاہور ۲۵ راکتوبر۔ آج شام کے سات بجے یوم معراج النبی کی تقریب کے سلسلہ میں مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلوس نکلا جو شہر کے مختلف بازاروں سے گزرتا ہوا حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر ختم ہوا۔ اس جلوس میں ہزاروں مسلمان مسلح شریک ہوئے پولیس کا غیر معمولی انتظام تھا۔

— پٹیالہ ۲۶ راکتوبر۔ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب نومسلم کے بارہ سالہ لڑکے حافظ عزیز الرحمٰن کو اس کے سکھ رشتہ داروں نے اغوا کر کے چھپا رکھا تھا۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں میں شدید بے چینی پیدا ہو گئی تھی۔ ہز ہائی نس مہاراجہ پٹیالہ نے فریقین کے بیانات کی سماعت فرما کر حکم دیا ہے کہ لڑکا والدین کے حوالے کر دیا جائے۔ چونکہ سکھ رشتہ داروں نے اس بات پر بہت اصرار کیا ہے کہ مولوی حبیب الرحمٰن اپنے لڑکے کو قتل کر دیں گے، اس لئے ان سے لڑکے کی جان کی حفاظت کی ضمانت بمقدار پانچہزار روپیہ لے کر لڑکا ان کے سپرد کر دیا جائے۔

— مسٹر کھوسلہ سیشن جج گورداسپور کے فیصلہ کے خلاف قادیانی جماعت نے جو نگرانی دائر کر رکھی تھی۔ اس کی سماعت ختم ہو گئی۔

— حیدرآباد دکن۔ مقامی ہندوؤں کے مشہور مذہبی لیڈر گورو جگت پرشاد شاستری اپنی اقامت گاہ پر مردہ پائے گئے شہر کے ہندوؤں میں اس واقعہ سے ہیجان و اضطراب پیدا ہو گیا۔ نعش پر تلوار کے زخم موجود تھے۔ ایک ہندو طالب علم پر شبہ ہے۔ پولیس مصروف تحقیقات ہے۔

— لاہور ۲۴ راکتوبر۔ کل شام کے پانچ بجے موچی و اکبری دروازے کے درمیان ایک مسلمان نوجوان نے تین سکھوں اور ایک ہندو پر کلہاڑی سے قاتلانہ حملہ کر کے شدید و خفیف ضربات پہنچائیں۔ ایک سکھ جس کے سر پر زخم آیا تھا۔ ہسپتال میں پہنچ کر ہلاک ہو گیا۔ دیگر مضروب زیر علاج ہیں۔ جن میں سے ایک کی حالت نازک بیان کی جاتی ہے۔ مقتول کا نام لچھمن سنگھ ہے بیان کردہ قاتل کا نام محمد حسین ہے کہا جاتا ہے کہ یہ نیم پاگل شخص ہے۔ بدحواسی کے عالم میں اس سے یہ واردات ہوئی ہے۔

— اس واردات سے شہر میں سخت سنسنی پھیل گئی۔ فرقہ وارانہ فساد کا شدید خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ پولیس اور ذمہ دار حکام مصروف تفتیش و انتظام ہیں۔

— لاہور ۲۶ راکتوبر۔ آج ہسپتال سے مسلح ہندوؤں اور سکھوں نے مقتول لچھمن سنگھ کی لاش کا جلوس نکالا جس میں تقریباً چار پانچ ہزار آدمی شامل تھے۔ جب جلوس شاہ عالمی دروازہ کے باہر سرکلر روڈ کے چوک میں پہنچا۔ تو پولیس نے اس کو آگے بڑھنے سے روکا اور حکم دیا کہ لاش سرکلر روڈ کے راستہ سے مرگھٹ کو لے جائی جائے جلوس شہر کے اندر سے جانا چاہتا تھا۔

— ذمہ دار حکام نے لیڈران جلوس کو ہر چند سمجھایا۔ لیکن وہ نہ سمجھے۔ اس پر ہلکا سا لاٹھی چارج کیا گیا۔ جس پر ہندو اور سکھ اپنی پگڑیاں اور جوتیاں چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ اور بالآخر انہوں نے شہر کے اندر جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اور پولیس کے مقرر کردہ راستہ سے لاش مرگھٹ کو لے گئے۔

ممالک خارجہ

— لندن کی ایک خبر مظہر ہے۔ کہ اب وہاں مسلمانوں کے لئے حلال گوشت میسر ہو سکے گا۔ سعودی عربین منسٹری لندن نے اس کا اہتمام کیا ہے۔ انگلستان میں حلال گوشت نہ ملنے کی شکایت تھی۔ جواب رفع ہو گئی۔

— فرانس نے اٹلی اور حبشہ میں صلح کرانے کے سلسلہ میں یہ تجویز کی ہے کہ حبشہ کا کثیر حصہ اٹلی کو دے دیا جائے۔ اس کے بدلے حکومت برطانیہ بندرگاہ زیلا حبشہ کو دے دے۔ اگرچہ اس بندرگاہ تک رسائی اس علاقے میں سے گزر کر ہو سکتی ہے۔ جو اٹلی کو دیا جانا مقصود ہے لیکن مسولینی اس پیشکش کو منظور کرنے پر آمادہ نہیں۔ وہ سارے حبشہ پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔

— ادیس ابابا کی ایک خبر مظہر ہے کہ اطالوی حکام نے سلطان اوسا کو شاہ حبشہ سے انقطاع تعلق کے لئے رشوت دینے کی کوشش کی تھی لیکن اس میں وہ کامیاب نہیں ہو سکے۔

— ادیس ابابا ۲۳ راکتوبر۔ فرانسیسی ذرایع سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ اطالوی سفیر متعینہ ادیس ابابا کے خلاف حبشہ کے ایک قبیلہ نے مظاہرہ کیا۔ اور اس کے مکان پر گولیاں چلاتے رہے۔ حبشہ کی شاہی گارڈ کو سفیر کی حفاظت کے لئے مدافعت کرنی پڑی۔

— لندن کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ لارڈ ہیڈلے کے انتقال کے بعد برطانوی مسلمانوں کے لیڈر کے انتخاب کے متعلق غور و فکر ہو رہا ہے۔ اس بارے میں سر عبدالقادر اور ہز ہائی نس آغا خان ایک متفقہ نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں مسٹر ہیوبرٹ رینکن اور مسٹر خالد شیلڈرک کے اسمائے گرامی لئے جا رہے ہیں۔

— اطالوی قونصل متعینہ حبشہ نے ایک ملاقات کے دوران میں کہا کہ اٹلی و حبشہ کی موجودہ جنگ طویل عرصہ تک جاری رہیگی حبشہ کو فتح کرنے کے لئے اٹلی کو کم از کم تین سال درکار ہیں۔ اور اس کے بعد نظم و نسق کے لئے سترہ برس درکار ہوں گے۔ مسولینی کا ارادہ ہے کہ حبشہ کو فتح کرنے کے بعد وہاں کم از کم ڈیڑھ کروڑ اطالوی آباد کیئے جائیں۔

— معلوم ہوا ہے کہ محاذ جنگ کو شاہ حبشہ کی روانگی کے لئے وسیع پیمانے پر تیاریاں ہو رہی ہیں۔ گذشتہ ہفتہ ڈیڑھ سو خچر گولہ بارود سے لدے ہوئے محاذ کو بھیجے جا چکے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جو اطالوی فوج مکالے کی طرف واپس بڑھ رہی تھی۔ اسے اطالوی افسروں نے واپس بلا لیا ہے۔

— ایک اور خبر مظہر ہے کہ اطالوی فوج اڈیگرات کی قلعہ بندی کر رہی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ اطالویوں نے بھی قلعہ بندی کے لئے حبشیوں کا طریقہ اختیار کر رکھا ہے

— لندن ۲۵ راکتوبر۔ یہاں کے باخبر حلقے اس امید کا اظہار کر رہے ہیں کہ ماہ دسمبر میں ایک بحری کانفرنس منعقد ہو گی جس میں امریکہ جاپان۔ فرانس اور اطالیہ کے سفرا نمائندوں کی حیثیت سے شامل ہوں گے۔ اس کانفرنس میں برطانیہ اپنی خاص تجاویز پیش کرے گا۔

— جنیوا ۲۶ راکتوبر۔ جنوبی افریقہ کی حکومت نے جمعیۃ اقوام کو مطلع کیا ہے کہ وہ اطالیہ کے خلاف ناکہ بندی کیلئے تیار ہے۔

تبلیغی مراسلات

(بقیہ صفحہ ۲)

ایک خاتون کا قبول اسلام

ناظرین پیغام صلح کے لئے یہ خبر مسرت کا باعث ہوگی۔ کہ ماہ رواں میں ایک خاتون حلقہ بگوش اسلام ہوئیں۔ آپ معمر خاتون ہیں۔ اور کسی دفتر میں ملازم ہیں۔ آپ کو کلیسائی مذہب کو خیرباد کہے ہوئے ۵ سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ آپ کا اسلامی نام آمنہ رکھا گیا۔ اللہ تعالےٰ استقامت عطا فرمائے۔

جناب شیخ محمد عبید اللہ صاحب آف غلام قادر اینڈ کو

...... ناظرین پیغام صلح اس امر سے بخوبی واقف ہوں گے۔ کہ موسم گرما میں اکثر لوگ سیر و سیاحت یا کاروباری سلسلہ میں یورپ تشریف لاتے ہیں۔ ان قابل ذکر ہستیوں میں اس وقت دو کا ذکر خیر کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے اول ہماری جماعت کے فرد شیخ عبید اللہ صاحب ولد شیخ محمد جان صاحب مرحوم ہیں۔ آپ کاروباری سلسلہ میں یورپ تشریف لائے اور چند دنوں کے لئے برلن بھی قیام فرمایا۔ اور تقریباً ہر روز مسجد تشریف لاتے رہے اور نماز جمعہ بھی یہیں پڑھتے رہے۔ آپ کی برلن مسجد میں تشریف آوری زبانی جمع خرچ تک محدود نہ تھی۔ بلکہ امام صاحب کے اشارہ پر کہ ہمارا رسالہ مسلمیش ریویو مالی مشکلات میں ہے۔ آپ نے ۷۰ مارکس کی گراں قدر رقم بطور امداد مرحمت فرمائی۔ جزاہ اللہ۔ اسی طرح ایک اور دوست ٹیونس سے تشریف لائے اور خود بخود مبلغ ۵۰ مارکس کی رقم برائے رسالہ مسلمیش ریویو مرحمت فرما گئے۔ یہ دوست گذشتہ سے پیوستہ سال بھی تشریف لائے تھے اور مسجد کے کتب خانے کے لئے دو الماریاں یعنی ۸۰ مارکس مرحمت فرما گئے تھے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء (نامہ نگار از برلن)

چمبہ میں احمدیت کی شاندار فتح

اور لال حسین اختر کی شکست

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

براہ کرم مندرجہ ذیل مضمون اخبار پیغام صلح میں شائع فرما کر مشکور فرمادیں۔

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولےٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

جیسا کہ میں اپنی تبلیغی رپورٹ مندرجہ پیغام صلح مورخہ ۱۵ ر اکتوبر ۱۹۳۵ء میں یہ لکھ چکا ہوں۔ کہ آریہ سماج کے فرار ہونے کے بعد ہم نے سالانہ جلسہ کرنا چاہا۔ مگر جگہ نہ ہونے کی وجہ سے سالانہ جلسہ تو کر نہ سکے ہاں دو دن تک متواتر تبلیغی جلوس نکال کر لوگوں کو پیغام اسلام سنایا اور آریہ سماج کے اعتراضوں کے جواب دے کر انہیں دوبارہ مقابل پر آنے کے لئے للکارا لیکن وہ ایسے دم بخود ہوئے کہ گویا جسم میں جان ہی نہیں۔

ہمارے اس تبلیغی جلوس کا اثر مسلم پبلک پر بہت ہی اچھا ہوا یہاں تک کہ اس جلوس میں بہت سے غیر احمدی احباب نے شرکت کی۔ اور ان میں سے مخالف نے بھی نعتیں پڑھیں۔ الغرض خدا کے فضل و کرم سے ہمارا یہ جلوس نہایت ہی کامیاب رہا۔ مگر ہماری یہ کامیابی دیکھکر ہمارے دشمنوں کے سینوں پر سانپ لوٹ گئے۔ اور انہوں نے بھی جلسہ کا انتظام کرنا شروع کر دیا۔ جب تک ہمارے مولوی صاحبان یہاں رہے یہ سراغ تک نہ نکالا کہ انہوں نے کب تک جلسہ کرنا ہے۔ مگر جس دن مولوی صاحبان واپس تشریف لے گئے اُس دن شام کو یہ خبر ملی کہ غیر احمدیوں کا جلسہ ۱۱ر اکتوبر کو ہے اور لال حسین اختر "احراری" آرہا ہے۔ لال حسین صاحب نے آتے ہی اپنی عادت کے موافق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیخلاف دریدہ دہنی شروع کر دی۔ بیہودہ دلخراش اعتراضات کر کے ہمارے اثر کو زائل کرنے کی کوشش کی۔ اور آریہ سماج سے بھی معاہدہ کر لیا کہ وہ ایک دوسرے کے خلاف کچھ نہ کہیں۔ مگر ہاں جہاں تک ہو سکے۔ مرزائیوں کی مخالفت میں کسی قسم کی کمی باقی نہ رکھیں۔ ہم مجبور تھے۔ لعل حسین کے اعتراضوں کا جواب کسی طرح سے بھی دے نہ سکتے تھے کیونکہ ایک طرف تو حکومت نے ہم پر مسجد کا دروازہ بند کر رکھا ہے اور دوسری طرف ہمیں تبلیغی اشتہارات نکالنے سے بھی حکماً روک دیا ہے۔

۱۳ر اکتوبر کو انجمن اسلامیہ کے نائب سکرٹری کی طرف سے لال حسین کا چیلنج ہمیں ملا۔ جسے ہم نے فوراً منظور کر کے شرائط وغیرہ طے کرلیں۔ مناظرہ کے لئے دو مضمون رکھے گئے۔ (۱) حیات مسیح علیہ السلام (۲) صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ تاریخ مناظرہ ۳ر نومبر ۱۹۳۵ء مقرر ہوئی۔ مگر اسی روز شام کو مولوی غلام مصطفےٰ صاحب مولوی فاضل قادیان سے تشریف لے آئے اس لئے تاریخ تبدیل کر کے مناظرہ مولوی صاحب موصوف کے حوالہ کیا گیا۔

پہلا مناظرہ بتاریخ ۱۵ر اکتوبر حیات مسیح علیہ السلام پر ہوا اس میں مدعی مولوی لال حسین تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نے بہت کوشش کی اور بہتیرے ہاتھ پاؤں پھیلائے کہ کسی نہ کسی طرح دن کو رات کر کے حیات مسیح ثابت کر دے۔ مگر مولوی غلام مصطفےٰ صاحب نے اس کی تمام کوششوں پر پانی پھیر دیا اور اس کے تمام دلائل کو احسن طریق پر توڑتے ہوئے اور ایک ایک اعتراض کا مکمل جواب دیتے ہوئے وفات مسیح ثابت کر دیا۔

دوسرے روز صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بحث ہوئی۔ اس میں مدعی مولوی غلام مصطفےٰ صاحب تھے۔ مولوی صاحب نے ۲۷ دلائل قرآن و حدیث سے صداقت حضرت مسیح موعود پر پیش کئے۔ جن کو لال حسین نے توڑنے کی بہت کوشش کی مگر سچی بات تو یہ ہے کہ ایک دلیل بھی توڑ نہ سکا۔ اور پھر اپنی طرف سے بہتیرے اعتراضات بھی کئے۔ جن کا مولوی صاحب نے تسلی بخش جواب دیا۔

میاں لال حسین صاحب اپنی عادت سے مجبور ہو کر بد زبانی بھی کرتے جاتے تھے۔ جس پر مولوی صاحب نے انہیں ادکاڑہ والے گھی اور روپیہ کے غبن کرنے کا واقعہ یاد دلایا اور جناب منظور الٰہی صاحب سکرٹری جماعت کا خط بھی دکھایا۔ جو کہ "برق احمدیت" میں چھپ چکا ہے۔

اس سے پیشتر لال حسین صاحب اپنے جلسہ میں صفائی کے طور پر بار ہا کہہ چکے تھے کہ "مجھ پر الزام لگایا جاتا ہے کہ میں نے گھی چرایا اور روپیہ غبن کیا ہے۔ اگر یہ واقعہ سچا ہے تو مرزائیوں کو کہو کہ وہ لاہوری جماعت کی کوئی تحریر اس معاملہ کے متعلق چھپی ہوئی دکھائیں۔ مولوی صاحب نے لعل حسین کے اس مطالبہ کو بھی پورا کر دیا اور وہ تحریر دکھا کر حجت تمام کر دی۔ اور ساتھ ہی چیلنج بھی دیا کہ میں نے تو صداقت حضرت مسیح موعود پر بحث کر لی ہے۔ مگر تم میں اگر ہمت ہے تو آؤ اس مناظرہ کے ختم ہونے کے بعد ذرا عقائد حنفیہ پر بھی بحث کرلیں اور دیکھیں۔ کہ عقائد حنفیہ اسلام کے مطابق ہیں یا نہیں مگر لال حسین اختر صاحب میں اتنی ہمت ہی پیدا نہ ہوئی کہ اس کا جواب تک بھی دیتے مناظرہ کے خاتمہ پر لال حسین نے رات کو تقریر کرنے کا اعلان کیا۔ چنانچہ اسی رات ان کی تقریر ہوئی جس میں ہمارے غالب اثر کو زائل کرنیکی ناکام کوشش کی گئی۔ احرار زندہ باد کے نعرے لگائے گئے۔

ہم حیران ہیں کہ یہاں حکومت ہماری تبلیغ میں تو طرح طرح کی رکاوٹیں پیدا کرتی ہے۔ اور احرار کا پروپاگنڈا کیوں اس قدر کھلے بندوں ہونے دیا جاتا ہے۔ احراری آئے دن یہاں آکر ہمارے پیشوا کی سخت سے سخت توہین کرتے ہیں۔ مگر انہیں کوئی پوچھتا تک بھی نہیں۔

مندرجہ ذیل احباب نے جو کہ غیر احمدی اور غیر مسلم ہیں۔ ہمیں اپنی آرا لکھ کر دی ہیں۔ کہ احمدی مناظر ہر پہلو میں غیر احمدی مناظر پر...... غالب رہا۔ اور غیر احمدی مناظر احمدی مناظر کی کسی دلیل کو رد نہ کر سکا۔

(۱) دستخط لالہ سوہن لعل صاحب (بحروف اردو) (۲) دستخط لالہ منشی لعل (بحروف انگریزی) (۳) دستخط جناب معظم خانصاحب (بحروف اردو) (۴) دستخط مرزا رحیم بیگ صاحب (بحروف انگریزی) (۵) دستخط مسٹر غلام محی الدین صاحب سینیٹری انسپکٹر (بحروف انگریزی) (۶) دستخط مرزا رستم بیگ صاحب (بحروف اردو)

(نوٹ) ان میں سے ہر ایک صاحب کی تحریر شدہ رائے ہمارے پاس موجود ہے۔ جو کہ بوجہ طوالت مضمون اس میں درج نہیں کی گئیں۔ (خاکسار سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام چمبہ)

میرٹھ میں اسلام کی عظیم الشان فتح

آریہ سماج کو شکست فاش

مورخہ ۱۳ر اکتوبر ۱۹۳۵ء کو لال کرتی آریہ سماج صدر بازار میرٹھ کے سالانہ جلسہ کے موقع پر آریہ سماجیوں اور اہل اسلام کے درمیان عظیم الشان مناظرہ ہوا جس میں اسلام کو مکمل فتح اور آریہ سماج کو شکست فاش ہوئی۔ آریہ سماج کی طرف سے آریوں کے مشہور مناظر پنڈت رامچندر دہلوی پلیٹنگ دہلوی بار روکیل پیش ہوئے اور اہل اسلام کیطرف سے شیخ عبدالحی صاحب سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی نے وکالت کی۔ مضمون مباحثہ "دنیا کا بہترین مذہب" تھا۔ مباحثہ رات کے ۸ بجے شروع ہوا اور گیارہ بجے رات ختم ہوا۔ حاضرین کی تعداد بہت زیادہ تھی۔

شیخ صاحب نے جب فضائل اسلام کو پیش کیا جو اس کو دیگر ادیان پر حاصل ہیں اور جن کی بنیاد پر ایک متعصب کو متعصب نسا...

اسلامی کتب کا بہترین ذخیرہ

تصنیف حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی و اردو وغیرہ

بیان القرآن

یعنی

اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن

خصوصیات ہر بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے۔ قرآن کریم کو ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے۔ تشریح لغت مکمل طور پر دی گئی ہے۔ لغت کی مستند کتب مفردات امام راغب، لسان العرب، تاج العروس کی بنا پر ترجمہ و تفسیر کیا گیا ہے۔ پرانی تفاسیر کا خلاصہ معہ حوالجات دیئے گئے ہیں۔ ہر قسم کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ ہر سورت کا آپس میں تعلق واضح کیا گیا ہے۔ موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر ہے ۲۲×۲۹/۸ سائز کے دو ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ اصل ہدیہ مکمل تفسیر ۲۵ روپے۔ رعایتی قیمت ۱۳ روپے (محصول ڈاک عا علاوہ) غیر مجلد ۲۰ روپے۔ ۱۱ روپے

بیان القرآن کا مختصر ایڈیشن حمائل شریف مترجم کے نام سے شائع کیا گیا ہے جس میں بہت مختصر نوٹ ہیں۔ غیر مجلد عا۔ مجلد ۱۲/۔

فضل الباری حصہ اول

یعنی

اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری

خصوصیات بخاری شریف کی کتابوں۔ بابوں اور مضامین کو اس طریق سے رکھا گیا ہے کہ حجم بہت کم ہوگیا ہے۔ ترجمہ بامحاورہ ہے۔ مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور احادیث کو اس کے ماتحت رکھا گیا ہے۔ ہر قسم کے اعتراضات کو دور کیا گیا ہے۔ مسائل میں مختلف راویوں میں سے جو معقول اور مدلل ہو اسے ترجیح دی گئی ہے۔ مکرر احادیث پر ترتیب وار نمبر دیئے گئے ہیں اور الفاظ کی کمی بیشی کو نوٹوں میں واضح کیا گیا ہے۔ پہلی جلد ۲۲×۲۹/۸ سائز کے ۸۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں قریباً چودہ پارے صحیح بخاری کے کتاب الانبیاء تک آچکے ہیں۔

اصل قیمت جلد اول مجلد للعہ روپے۔ رعایتی قیمت ۸ روپے
بیجلد ہے روپے ۔ ۔ ۔ ۔ ۶ ۔
محصول ڈاک ۴ علاوہ

سیرت خیر البشر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مفصل سوانح عمری جس میں خصوصیت سے آپ کے اخلاق فاضلہ پر محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے ہر قسم کے اعتراضات جو یورپین مصنفین نے کئے ہیں ان کا جواب دیا گیا ہے۔ قیمت۔ ۔ مجلد عہ۔ غیر مجلد عہ

تاریخ خلافت راشدہ خلفائے راشدہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی کے حالات زندگی دیئے گئے ہیں اور واضح کیا گیا ہے کہ خلافت راشدہ کے چار مختلف زمانے مسلمانوں کو چار عظیم الشان سبق دیتے ہیں اور یورپین مؤرخین نے خلفاء راشدہ کی لڑائیوں پر جو اعتراضات کئے ہیں ان کا مفصل و مدلل جواب دیا گیا ہے۔ چار الگ حصوں میں۔ قیمت۔ ۔ مجلد عہ۔ بیجلد عہ

جمع قرآن قرآن کریم کی جمع اور ترتیب کے متعلق تمام تاریخی واقعات اور غیر مسلمانوں کے قرآن کریم پر اعتراضات اور ان کا مفصل اور مدلل جواب دیا گیا ہے۔ قیمت مجلد عہ۔ بیجلد ۔ ۱۲/

مقام حدیث اس قرآن گروہ کا مدلل و فیصلہ کن جواب ہے۔ ضرورت حدیث، تنقید حدیث اور جمع حدیث پر مفصل بحث۔ قیمت مجلد عہ۔ بیجلد ۔ عہ

النبوۃ فی الاسلام نبوت و رسالت محدثیت اور مجددیت پر بحث، اور ثابت کیا ہے کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہوگئی ہے۔ مجلد عا۔ بیجلد عا

مقدمۃ القرآن حصہ اول اس میں ہستی باری تعالیٰ پر دلائل قرآنی کو چار قسم پر تقسیم کرکے کل آیات قرآن کو جمع کیا گیا ہے۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۶/

حقیقت المسیح عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب از روئے قرآن کریم اور بائبل دیا گیا ہے۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۳/

تصنیفات مختلف مصنفین

انوار القرآن پارۂ عم کی ایمان افروز تفسیر

مؤلفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب۔ جن لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کا درس سنا ہے وہ ڈاکٹر صاحب کے معارف و حقائق قرآنی کو خوب جانتے ہیں۔ جملہ احباب کیلئے بیش بہا تحفہ ہے جسے ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے مخصوص دلنشیں و مدلل انداز میں لکھا ہے۔ بہترین کتابت دیدہ زیب، طباعت اعلیٰ، سفید ولایتی کاغذ، خوبصورت کپڑے کی جلد جس پر کتاب اور مصنف کا نام سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے بعض مقتدر احباب کے اصرار پر جناب ڈاکٹر صاحب نے اس کی قیمت میں تخفیف بھی کردی ہے یعنی اس وقت یہ دیدہ زیب کتاب صرف ۱۲ میں ملتی ہے احباب آج ہی فرمائش بھیجیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت ۱۲/

گولڈن ڈیڈز آف اسلام اسلامی تاریخ سے پانچ منتخب واقعات لکھے گئے ہیں کتاب بہت دلچسپ اور لائبریریوں میں رکھنے اور تعطیل کیلئے نہایت موزوں ہے قیمت

انتخاب صحاح ستہ مختلف مسائل اسلامیہ پر صحاح ستہ کی احادیث کا انتخاب۔ بیجلد ۔ ۱۲

کامران مؤلفہ شیخ محمد دین جان بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ۔ یہ ایک انگریزی تصنیف کا ترجمہ ہے اس میں زندگی کو کامیاب بنانے کے ذرائع درج ہیں۔ ۱۶۰ صفحہ کی کتاب ہے خصوصاً نوجوانوں کے مطالعہ کے قابل ہے۔ قیمت عہ

اردو ترجمہ یجر وید یجر وید کے بیس ابتدائی ادھیاؤں کا اردو ترجمہ از مولانا عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت۔ قیمت ۔ عہ

المسیح الدجال حضرت مسیح علیہ السلام کی دوبارہ آمد اور یاجوج ماجوج کے متعلق احادیث کی تشریح۔ قیمت ۔ ۔ ۴/

الروح	تناسخ	ولادت مسیح	رسالہ نماز	قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت	روزہ	حج	زکوٰۃ	اکرام الحق
۳/	۳/	۴/	۶/	۳/	۴/	۶/	۳/	۱/

المشتہر منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور

قل یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا الله ولا نشرک به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ماہوار ایڈیشن

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
میرزا مسعود بیگ
(ایم۔ اے)
عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر
پیغام صلح لاہور
سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ ۔ چھ روپے
ششماہی ۔ تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۳ — لاہور ۔ یوم یکشنبہ مطبوعہ ۵ شعبان ۱۳۵۴ھ مطابق ۳ نومبر ۱۹۳۵ء — نمبر [illegible]

کلامِ حضرت مسیح موعودؑ

مقامِ ولایت

کلاہِ فتح و ظفر ہیچ سر نمے یابد — مگر سریکہ پئے حفظِ دیں فدا باشد

نشانہائے سماوی بہ ہیچکس ندہند — مگر کسیکہ زخود گم پئے خدا باشد

کسے رسد بمقامِ خوارق و اعجاز — کہ در مقامِ مصافات و اصطفا باشد

ہمیں است طائفۂ برگزیدگانِ خدا — ہمیں علامتِ شاں از خدائے ما باشد

غرض مقامِ ولایت نشانہا دارد — نہ ہر کہ دلق بپوشد ز اولیاء باشد

کلیدِ ایں ہمہ دولت محبت است و وفا — خوشا کسیکہ چنیں دولتش عطا باشد

بکنجِ خلوتِ پاکاں اگر گذر بکنی — عیاں شود کہ چہ نورے دراں سرا باشد

بدولت دو جہاں سر فرو نمی آرند
بعشقِ یار دلِ زارِ شاں دوتا باشد

تاریخ سلسلہ احمدیہ

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب مرحوم
آپ کی زندگی کے آخری ایام

(۳)

۱۱ر فروری ۱۹۱۴ء

گالی کا بدلہ گالی سے نہ دو

نواب محمد سلیم خاں رئیس ٹیری کو رخصت کرتے ہوئے جب انہوں نے پوچھا کہ غیر احمدیوں کو یہود و نصاریٰ کہنا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا "تم استغفار بہت کرو۔ گالی کا بدلہ گالی سے نہ دو۔ تم ان کو یہود و نصاریٰ نہ کہو۔ خدا تمہاری مدد کرے گا۔"

۱۲ر فروری ۱۹۱۴ء

قومی بیت المال کی اہمیت۔ مولانا محمد علی صاحب سے اظہار محبت

سورۃ التبت کے نوٹ قرآن سننے سے پہلے فرمایا "آج میں نے بہت مطالعہ کیا۔ بنوامیہ کے عیش و آرام اور عباسیوں کی عیش و عشرت کا نقشہ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے کھینچا ہے اور خدا نے ان کو خوب رگڑا ہے۔ جو ایسا کرے گا دنیا پائے گا؟"

"بیت المال کو تم بھول جاتے ہو۔ ان دونوں نے بیت المال کہاں رکھا؟ بڑا ظلم کیا۔"

"اکبر، محمد غوری، محمود غزنوی، انہوں نے کہاں خزانہ رکھا؟ کہاں سے مراد یہ ہے، کہ بیت المال ان کے پاس کہاں تھا؟ خدا کا مال ان کے پاس آتا تھا۔ انہوں نے خدا کے حکم کے مطابق اس کی تقسیم نہ کی۔ اس میں فقراء اور مساکین کا حق چاہیئے۔"

مولوی محمد علی صاحب کو مخاطب کرکے فرمایا "آپ ضرور حقوق کی نگہداشت کریں اور خدا کے مال کی تقسیم کریں" پھر پوچھا کہ آپ کے ہاں اس پر عملدرآمد ہے؟ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ زکوٰۃ کا فنڈ علیحدہ ہے۔

پھر آپ نے فرمایا "محمد علی نے تقسیم کی؟" مولوی صاحب نے عرض کیا "تقسیم کی ہے۔ زکوٰۃ کا مال الگ ہے۔ آمدنی میں سے بھی الگ ہے"۔

یہ باتیں سن کر حضرت صاحب بہت خوش ہوئے۔ فرمایا "اللہ تم کو جزائے خیر دے"۔ اور مولوی محمد علی صاحب کا منہ پکڑ کے اپنے منہ کے ساتھ لگا لیا اور اس پر بوسہ دیا۔ مولوی محمد علی صاحب نے حضرت صاحب کی عنایت کا شکریہ ادا کیا اور آپ کا ہاتھ چوم لیا۔

آپ نے فرمایا "اسی طرح دوستوں کو سمجھاؤ۔ خدا نے جو تقسیم کی ہے۔ اسی طرح سے کریں۔ افراد سے شروع ہو تو پھر جماعت بنے گا"

۱۵ر فروری ۱۹۱۴ء

عیادت کا شکریہ

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب جب آپ کی عیادت کے لئے تشریف لائے تو انہوں نے کہا کہ دو ماہ کی رخصت لیکر وہ حاضر ہونگے۔ آپکو رخصت کرتے ہوئے فرمایا "آگے بھی آپنے بہت کرم کیا ہے بہت مہربانی کی ہے بہت غریب نوازی کی ہے ہم کا رنا بلو۔ آخر خدا سنتا ہے"

مسئلہ کفر و اسلام اور جناب میاں صاحب کی غلط فہمی

مولوی شیر علی صاحب، نواب صاحب، مولوی محمد علی صاحب، ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب، مرہم عیسٰی صاحب اور بہت سے اصحاب تھے۔ صاحبزادہ صاحب درس کے نوٹ لکھ رہے تھے۔ فرمایا "کفر و اسلام کا مسئلہ دقیق مسئلہ ہے جس کو بہت لوگوں نے نہیں سمجھا" حضرت صاحبزادہ صاحب و مولوی محمد علی صاحب حضرت صاحب کے پاس چارپائی پر بیٹھے تھے۔ آپنے ان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ "تمہارے میاں نے بھی اس کو نہیں سمجھا۔"

۱۷ر فروری ۱۹۱۴ء

قرآن مجید سے بے مثال عشق

رقت آمیز الفاظ میں فرمایا "میں حیران ہوں کہ اب کیا کروں گا۔ کھانا اور رکھتا تو سور بھی ہے۔ میرا قرآن پڑھانا گیا۔ میری زندگی کس کام؟"

خواجہ صاحب کا خط آنے پر کہ مولوی شیر علی صاحب کو ولایت روانہ فرمائیں۔ آپنے فرمایا "وہ دونوں (یعنی مولوی شیر علی صاحب اور مولوی صدرالدین صاحب) یہاں ہیں۔ ان کو میں حکم کرسکتا ہوں مگر ان کی بیویوں پر میں حکم نہیں کرسکتا" فرمایا "شیر علی اور صدرالدین کی بیویوں کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو بہت اعلیٰ درجہ کی اولاد دے۔ اس کے آگے میں کیا کرسکتا ہوں"؟ پھر فرمایا "ایک کو اولاد کی ضرورت بھی ہے"

—— رات کو جب مولوی صدرالدین صاحب میرے ساتھ حسب معمول حضرت صاحب کو کھانا کھلانے کے لئے گئے۔ آپنے اُن کو مخاطب کرکے فرمایا "آپسے صرف چھ ماہ کی زندگی مانگتا ہوں"۔ فرمایا "شملہ کی سیر بھی تو لوگ کرآتے ہیں"۔ (مطلب یہ تھا کہ مولوی صاحب خواجہ کمال الدین صاحب کی مدد کے لئے انگلستان جانے کے لئے اپنی آمادگی ظاہر کریں) اس کے جواب میں مولوی صدرالدین صاحب نے عرض کیا کہ ساری زندگی حاضر ہے۔ اس پر حضرت صاحب بہت خوش ہوئے اور آپ نے فرمایا "کل تک مولوی شیر علی اور مولوی صدرالدین صاحب دونوں جواب دیں میں اس کے متعلق کل فیصلہ کردونگا"

اگلے روز مولوی محمد علی صاحب نے عرض کیا کہ مولوی شیر علی صاحب تیار ہیں۔ (چونکہ مولوی شیر علی صاحب مدت سے ریویو آف ریلیجنز کی ایڈیٹری کرتے ہیں، خواجہ صاحب نے اُن کو اپنے پاس بلانے کے لئے مقدم رکھا تھا) اس لئے حضرت صاحب نے مولوی شیر علی صاحب کا انتخاب فرمایا اور مولوی شیر علی صاحب کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جزاء خیر دے۔

۱۸ر فروری ۱۹۱۴ء

علی الصبح عین ضعف کے وقت جبکہ حالت نہایت ہی کمزور تھی اور تمام رات شدت سے درد ہوتا رہا تھا آپنے فرمایا "نفس کی کوئی خواہش باقی نہیں رہی۔"

القاء الٰہی

عین ضعف کی حالت میں جبکہ بظاہر دیکھنے پر سوائے حرکات نبض و تنفس کے جسم تقریباً سرد تھا اور زندگی کے آثار بہت کم پائے جاتے تھے اور اس وقت مولوی محمد علی صاحب حسب معمول قرآن شریف کے نوٹ سنانے کے لئے حاضر ہوئے اور اس وقت جماعت کے اور بہت سے اصحاب اور صاحبزادہ صاحب موجود تھے۔ آپ نے مولوی محمد علی صاحب کو مخاطب کرکے یوں فرمایا۔ "رات مجھے القاء ہوا۔ ہم نے اپنی وسعت علمی کے ساتھ بعض سورتوں کی بہت توقیر کی ہے۔ وہ کسی انسان کے ابھی علم میں نہیں۔ تھوڑے دنوں کیلئے اس کو تنگ نہ کرنا (یعنی اس کے علوم کو) الرحمٰن علم القرآن۔ ہم سکھانیوالے، محمد الرسول اللہ سیکھنے والا، تمہاری کیسی کی وسعت ہے کہ تم ان علوم کو سیکھ جاؤ؟ خلق الانسان میں محمد رسول اللہ صلعم مراد ہیں۔ علمہ البیان ہم نے اس کو صرف سکھلا دیا۔ الشمس والقمر بحسبان اس وقت ہم نے انتظام شمس و انتظام قمری کو محمد رسول اللہ صلعم کو دکھلا دیا اور عنقریب ہم ظاہر کریں گے۔ وہ وقت آتا ہے"

پھر مولوی محمد علی صاحب کو مخاطب کرکے فرمایا "وسیع لفظوں سے نظام شمسی و نظام قمری کے لفظوں کو (یعنی جو آیت قرآنی اسکی طرف دلالت کرتی ہے) بہت وسیع کرو۔ آپ بھی اس وسعت کو حرفوں میں بیان کرو۔ نہ ملاّ کی طرح کہ الشمس والقمر بحسبان نجم اور شجر ہمارا سجدہ کریں۔ آسمان کی رفعت ضرور بیان کرو، پانسو برس کی راہ ترجمہ میں اڑا دو۔ انکی مقدار بعد کی جو ثابت ہوئی ہے وہ بیچ ہے"

یہ تقریر آپ نے بہت ٹھہر ٹھہر کر بیان فرمائی۔ بعض لفظوں میں ایک ایک دو دو منٹ کا فرق ہو جاتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ غنودگی طاری ہوگئی۔ مگر آپ کمزوری کی وجہ سے جلدی نہ بول سکتے تھے اور اس طرح ٹھہر ٹھہر کر بیان فرمایا۔

اس تقریر کے بعد آپ نے مولوی محمد علی صاحب کو مخاطب کرکے فرمایا "میری بات کچھ خیال میں آئی یا بیمار کی طرح یونہی کہتا ہوں؟"

مولوی محمد علی صاحب نے عرض کیا کہ نہیں حضور نے ٹھیک فرمایا ہے۔

پھر حضرت صاحب نے مولوی صاحب کو مخاطب کرکے فرمایا "تمہاری کتاب کو وسیع کرو اللہ تعالیٰ تم کو وسیع کرے گا" پھر فرمایا "اس قدر جوش تھا بیان میں کہ (یعنی القاء الٰہی میں)۔ بیماری نہ روکتی تو کچھ بیان کرتا یا کردونگا"

پھر فرمایا "مطلب میرا سمجھ گئے ہو"

ترجمۃ القرآن۔ مولانا محمد علی صاحب سے خطاب

فرمایا "دعا کرتا ہوں موت نہ دیکھو۔ بڑا کام ہے۔ کر جاؤں۔ محتاج نہ ہوں۔ ہر وقت ڈرتا ہوں۔ وہ بے پرواہ ہے ورنہ مجھے کیا ہوس باقی ہے۔ عزت بھی ہے مال بھی اولاد بھی، ہوس تو کوئی نہیں۔ پھر مولوی محمد علی صاحب کو مخاطب کرکے فرمایا "تمہارا روز دیکھنا یہ بھی میرے روح کی غذا ہے" پھر فرمایا۔ "مولوی صاحب تم مجھے بہت پیارے ہو۔ ایک کام کا ہتھیار ملا ہے (یعنی مولوی محمد علی)، علم ہی علم ہے۔ تمہارا افضل ہے"

مولوی محمد علی صاحب نے جواب میں عرض کیا "یہ میری خوش قسمتی ہے کہ حضور کے خیالات کا ترجمہ کرسکوں" حضرت صاحب نے فرمایا "سب اس کا فضل ہے، جو ہوا فضل اور جو ہوگا فضل ہوگا"

پھر قرآن شریف کی طرف اشارہ کرکے فرمایا "یہ میری غذا ہے۔ والاویٹافر (VITAFER) ایک انگریزی غذا ہے کیا چیز ہے۔ ادھر کھائی اور ادھر پھینک دی"

پھر مولوی محمد علی صاحب کی طرف اشارہ کرکے مجھ کو فرمایا "وہ یقین کرینگے کہ کم از کم جتنا مجھے قرآن آتا ہے دنیا میں ایسے لوگ بہت کم ہیں، سادگی بھی ہے اور رہبانیوں سے بہت دور اور قرآن کے ظاہر کا اتباع" پھر فرمایا۔ "یہ ترجمہ یورپ، افریقہ، امریکہ، چین، جاپان و آسٹریلیا میں انشاء اللہ مفید ہوگا"

نوٹ:۔ بعض تاریخوں کے نوٹ ڈائری میں موجود نہیں۔ اس لئے وہ تاریخیں خالی چھوڑ دی گئی ہیں۔ (مدیر پیغام صلح)

مسئلہ ختم نبوت اور مولانا اسلم جیراجپوری

حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت پر عجیب و غریب استدلال

(از جناب مولانا محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر "لائٹ")

طلوع اسلام

دہلی سے ایک نیا رسالہ بنام "طلوع اسلام" نکلا ہے جس کا پہلا نمبر میری نظر سے گذرا۔ احمدیہ جماعت کے ایک فرد کیلئے اس نام ہی میں کافی کشش موجود ہے کیونکہ یہی دوبارہ طلوع اسلام کا جذبہ اس جماعت کے وجود کا موجب ہے اور اسی خوشگوار تصور میں اس کی تمام جدوجہد کا راز مضمر ہے۔ جہاں کہیں یہ تڑپ نظر آئے۔ ہم اسے اسی آگ کی ایک چنگاری سمجھتے ہیں جو اس جماعت کے قلوب میں مشتعل ہے اور اس لئے اس کو عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ یہ مسرت محض نام تک محدود نہیں بلکہ ادارہ کے "شذرات" اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے جن جذبات عالیہ کے حامل ہیں ان سے بھی میں متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

موجودہ مسلمانوں کی غیر منصفانہ ذہنیت

مگر آگے چل کر یہ مسرت غیر مخلوط نہ رہی اور مجھے یہ دیکھ کر قدرے مایوسی ہوئی کہ اسلام کا یہ بلند نظریہ خواہ بھی ابھی اس قدر کافی بلند نہیں ہو سکا کہ جماعت احمدیہ کے ساتھ اس ناانصافی کا شکار ہونے سے بچ سکے جو آجکل ہر کس و ناکس نے سستی ہر دلعزیزی کے لئے ایک قریب ترین راستہ بنا رکھا ہے۔ جماعت احمدیہ کی نکتہ چینی مجھے اس لئے شاق نہیں گذری کہ میں نکتہ چینی کو کشادہ دلی سے سننے کا عادی نہیں ہوں یا اسے اپنی جماعت کے لئے مضرت رساں سمجھتا ہوں بلکہ جس بات نے میرے قلب پر مایوسانہ اثر کیا وہ یہ ہے کہ ہم اس قابل نہیں رہے کہ مخالفت میں ایک دوسرے کے ساتھ اس انصاف کا برتاؤ کر سکیں جو قرون اولیٰ کے اسلام کا سب سے بڑا طرۂ امتیاز تھا

بلند اخلاق کی ضرورت

میرے نزدیک اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے سب سے بڑی طاقت وہی ہو سکتی ہے جو اس کی نشاۃ اولیٰ کے پیچھے کارفرما تھی یعنی اس کے بلند معیار اخلاق۔ اور جب تک مسلمانوں میں یہ طاقت دوبارہ زندہ ہو کر نشوونما نہیں پاتی کوئی دنیاوی اسباب ان کو دنیا میں ایک کامیاب اور سربلند قوم نہیں بنا سکتے۔ آج بڑے سے بڑا اسلامی لیڈر انصاف کے اس بلند معیار پر پورا نہیں اترتا جو اسلام نے دنیا میں قائم کیا اور جب بانی جماعت احمدیہ کا سوال آتا ہے تو وہ اسلامی انصاف کو مصلحت پر قربان کرنے میں تامل نہیں کرتا۔

ڈاکٹر سر محمد اقبال

ڈاکٹر سر محمد اقبال نے اپنے کانوں سے بانی تحریک احمدیہ کی زبان سے سنا کہ آپ اپنے نہ ماننے والوں کو کافر نہیں سمجھتے تھے۔ جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ وہ مدعی نبوت نہیں تھے مگر باوجود اس کے فضاءِ عام کی رو میں بہ جانا ان کو بھی مفید معلوم ہوا اور ذاتی علم کے باوجود دنیا میں اعلان کر دیا کہ حضرت مرزا صاحب مدعی نبوت تھے اور اپنے منکرین کو کافر سمجھتے تھے۔ اگر یہ اس شخص کا اسلامی انصاف اور اسلامی اخلاقی جرأت ہے جس کی طرف نئی نسل کی آنکھیں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے رہ رہ کر اٹھتی ہیں تو تا بہ دیگراں چہ رسد۔

"جامعہ ملیہ" سے ہماری توقعات

ہاں ایک ایسے آرگن سے جس کی زمام ادارت ایک ایسے ادارہ کے فرد کے ہاتھ میں ہے جس کی بنیاد رئیس الاحرار مولانا محمد علی مرحوم کے دست مبارک سے پڑی جن کی زندگی کا آخری کمال یہ تھا کہ آپنے ہر دلعزیزی کو اصول پر قربان کر دیا تھا۔ ایک ایسے آرگن سے ضرور توقع تھی کہ وہ ملت کے سامنے اپنی بلند روایات کو قائم رکھتا اور تحریک احمدیہ کے متعلق عام ذہنیت کی سطح تک گرنے سے نہ صرف انکار کرتا بلکہ اس کے خلاف علم بغاوت بلند کرتا۔

مسیح موعودؑ کے دعویٰ نبوت پر پہلی دلیل

اس تمہید کے بعد میں اس مضمون کی طرف آتا ہوں جو ان سطور کا محرک ہوا ہے۔ "ختم نبوت" کے موضوع پر بحث کرتے ہوئے "مولینا حافظ محمد اسلم جیراجپوری" صاحب حسب معمول حضرت مرزا صاحب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور ایسے دلائل سے کام لیتے ہیں جن کو کوئی ذمہ دار اخبار نویس اپنے اخبار کے معیار صداقت کو گرائے بغیر اپنے صفحات میں جگہ دینے کیلئے تیار نہیں ہو سکتا۔

دلیل نمبر ۱

سب سے پہلا استدلال "مولانا" "حافظ" "جیراجپوری" صاحب یوں فرماتے ہیں:-

"تیرہ صدیوں کے اس منصوص متفق علیہ اور اجماعی عقیدہ کے خلاف پنجاب میں مرزا غلام احمد قادیانی باوجود قرآن پر ایمان رکھنے کے ادعا کے اپنی نبوت کا دعوےٰ لیکر کھڑے ہوتے ہیں۔ مجھے ان کے اس دعوےٰ پر دلیل لانے کی ضرورت نہیں کیونکہ قادیانی جماعت جس کا عقیدہ اور عمل مرزا صاحب کے نوشتوں پر ہے خود اس کا ثبوت ہے۔ وہ ان کو انبیاء سابقین علیہم السلام کی طرح نبی مانتی ہے اور ان کی نبوت کے منکر کو کافر سمجھتی ہے"۔

عجیب و غریب منطق

واہ! سبحان اللہ۔ کیا خوب استدلال ہے۔ چونکہ حضرت مرزا صاحب کی جماعت کا ایک حصہ ان کی طرف نبوت کو منسوب کرتا ہے اس واسطے ضرور ہے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہوگا اگر یہی منطق صحیح ہے تو ہمیں ماننا پڑے گا کہ حضرت مسیحؑ نے بھی ضرور خدائی کا دعویٰ کیا ہوگا۔ کیونکہ ان کے پیروان کے نوشتوں کی بناء پر یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔

جماعت لاہور کے عقائد کے متعلق خاموشی

مولانا جیراجپوری اس سے ناواقف نہیں کہ احمدیہ جماعت کا ایک حصہ جو مرکز لاہور سے تعلق رکھتا ہے مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتا، نہ ان کے منکرین کی تکفیر کا قائل ہے آگے چل کر وہ اس جماعت کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ مگر اس موقع پر انہوں نے اس حصہ جماعت کے عقائد کو فراموش کرنا ضروری سمجھا۔ میں پوچھتا ہوں کیا یہ دیانتدارانہ استدلال ہے کہ اگر ان کے پیروؤں کے عقائد کی بناء پر ہی مرزا صاحب کے دعاوی کا فیصلہ کرنا تھا تو صرف اس حصہ کے عقائد کو بناء استدلال ٹھیرایا جاوے جو مفید مطلب ہو اور دوسرے حصہ کے عقائد کو جو اس مقصد کے خلاف پڑتے ہیں نظر انداز کر دیا جاوے؟

حضرت صاحب کے نوشتوں سے دعویٰ نبوت ثابت نہیں تھا

پھر حضرت مرزا صاحب کے نوشتے ایسے نہیں جن تک حضرت جیراجپوری کی رسائی نہیں ہو سکتی تھی۔ اگر فی الحقیقت وہاں دعوئے نبوت کی تائید میں ان کو کوئی چیز مل سکتی تو وہ پیش کر دیتے۔ وہاں تو وہ صاف لکھتے ہیں کہ ما نعنی من النبوۃ ما یعنی من الصحف الاولیٰ مگر جیراجپوری صاحب فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب کو انبیاء سابقین کی طرح نبی ہونے کا دعویٰ تھا جس حقیقۃ الوحی کا وہ آگے چل کر حوالہ دیتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اصلی کتب کا مطالعہ بھی کیا ہے وہاں حضرت مرزا صاحب صاف لکھتے ہیں سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔ خدا تعالیٰ نے میرا نام نبی مجازی طور پر رکھا ہے حقیقی طور پر نہیں کیا ان صاف اعلانات کے باوجود جن کا مولانا جیراجپوری کو علم ہے یہ کہنا دیانتداری ہے کہ مرزا صاحب انبیاء سابقین کی طرح نبی ہونے کے مدعی تھے؟

دلیل نمبر ۲

غلط استدلال اور دیدہ دلیری

"مرزا صاحب موصوف چونکہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے اس لئے مسلمانوں کو قائل کرنے کے لئے اس مسئلہ کے متعلق انہوں نے کئی دلیلیں اپنے دل سے جوڑ رکھی تھیں جو دلیلیں نہیں ہیں بلکہ تلبیسات اور آیات قرآنی کی سراسر تحریفات ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:-

"اللہ جلشانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھیرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ نبی تراش ہے"۔

(حاشیہ حقیقۃ الوحی ص۹۶)

اس حوالہ کے متعلق فاضل مضمون نگار کو بلاشبہ حق تھا کہ مرزا صاحب کی تشریح خاتم یعنی مہر سے اختلاف کرتا مگر اس کو دعویٰ نبوت کی تائید میں پیش کرنا دیدہ دلیری نہیں تو اور کیا ہے؟ مرزا صاحب صاف الفاظ میں فرماتے ہیں کہ نبی کریم کی پیروی "کمالات نبوت" بخشتی ہے نہ کہ نبوت۔

کیا جیراجپوری صاحب احادیث کے منکر ہیں؟

کیا مولانا جیراجپوری کو اس سے انکار ہے کہ نبی کریم کا ایک سچا پیرو وہ کمالات حاصل کر سکتا ہے جو انبیاء میں پائے جاتے ہیں؟ کیا مولانا ان احادیث سے بھی انکار کرنے کیلئے تیار ہیں۔ جن میں آیا ہے کہ اس امت کے علماء انبیاء کی مانند ہونگے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور اس امت میں ایسے لوگ ہونگے جن سے خدا ہمکلام ہوگا۔ رجال یکلمون من غیران یکونوا انبیاء۔ اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبوت سے صرف مبشرات باقی ہیں۔ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات۔ کیا ان کو کمالات نبوت سے تعبیر کرنا غلط ہے اور کیا "کمالات نبوت" کو عین نبوت بنانا ناقدانہ دیانتداری ہے؟

عرض سلام بحضور خیر الانام

(از حکیم محمد نعمان صاحب ساجد زبدۃ الحکماء چھاؤنی لاہور)

الصلوٰۃ والسلام اے شاہِ خوبانِ جہاں — الصلوٰۃ والسلام اے نازشِ ہر انس و جاں

الصلوٰۃ والسلام اے احمد یا راحد — الصلوٰۃ والسلام اے مظہرِ ربِ صمد

الصلوٰۃ والسلام اے نورِ چشم آمنہ — الصلوٰۃ والسلام اے دین و دنیا کی پنہ

اے نبی واقفِ اسرار ارض و آسماں — اے رسولِ راز دارِ صنعتِ کون و مکاں

تو ہے خیر المرسلین۔ تو رحمۃ للعالمیں — ہے تو سراج السالکیں۔ تو عرش و کرسی کا مکیں

ہے صاحبِ معراج تو۔ شاہوں کے سر کا تاج تو — حاجت روائے بیکساں۔ دستگیرِ ہر محتاج تو

اُمت تیری پامال ہے اے سرورِ افلاک سُن — اسلام خستہ حال ہے اے صاحبِ لولاک سُن

خادم تیرے ذلت نشیں۔ دشمن تیرے رفعت مکیں — یا رحمۃ للعالمیں! یونہی ہے دینِ متیں؟

روح القدس سے کام لے امت گری ہی تھام لے — تو ہی بتا تیرے سوا اب قوم کس کا نام لے؟

اب دشمنانِ دین کا ہر سو تلاطم ہے بپا — اسلام کی کشتی بچا لے باخدا۔ اے ناخدا

مادہ پرستی ہے کہیں۔ شہوت پرستی ہے کہیں — آہ۔ حق پرستوں کی کہیں آواز بھی آتی نہیں

تکفیر بازی عام ہے۔ مسلم کا بس یہ کام ہے — خود مسلموں نے کر دیا اس دین کو بدنام ہے

اے مُرسلِ خیر الوریٰ۔ اے شافعِ روزِ جزا — لاجوش میں رحمت ذرا مسلم کو پستی سے بچا

جامِ مئے وحدت پلا۔ اے ساقیٔ کوثر ذرا — ایسی پلا۔ ہنچو کرا۔ سب تفرقے یکسر مٹا

ڈنکہ بجے اسلام کا۔ سکہ چلے اسلام کا — ہر ذی نفس جو سانس لے بس دم بھرے اسلام کا

اے بادشاہِ انبیاء ساجد بھی ہے در کا گدا

چشمِ کرم بہرِ خدا۔ چشمِ کرم بہرِ خدا

امتحانات دینیات

دینیات کے امتحانات وسط نومبر کے قریب منعقد ہونگے۔ کچھ امیدواروں کے نام موصول ہو چکے ہیں لیکن ابھی اور ناموں کی ضرورت ہے۔ ہمارے سلسلہ کے احباب بالخصوص نوجوان دوستوں کو اس طرف ضرور توجہ فرمانی چاہیئے۔ علم میں اضافہ کرنے کا یہ عمدہ ذریعہ ہے۔ کامیاب طلبا کو انعام دیئے جائیں گے۔ امتحان میں شمولیت کے خواہشمند پتہ ذیل پر اپنے نام ارسال کریں۔ نصاب کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

(سکرٹری سب کمیٹی دینیات۔ دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

	درجہ اول	درجہ دوم	درجہ سوم
قرآن کریم	سورہ فاتحہ و بقرہ کا ترجمہ و تفسیر	سورہ آل عمران۔ النساء۔ المائدہ	سورہ انعام تا آخر سورہ توبہ
سیرۃ و تاریخ	سیرۃ خیر البشر	تاریخ خلافت راشدہ	سیرۃ عائشہ صدیقہ۔ سیرۃ صحابہ و سیرۃ صحابیات
مسائل شرعیہ	طہارت۔ نماز۔ روزہ	زکوٰۃ و حج	فضل الباری صفحات ۱-۱۴۶
کتب سلسلہ	رسالہ مسیح موعود	تحریک احمدیت۔ توضیح مرام فتح اسلام و ازالہ اوہام	آئینہ احمدیت۔ النبوۃ فی الاسلام تعلیم اسلام۔ انجام آتھم معہ ضمیمہ سوائے عربی حصہ کے

درجہ اول کا امتحان ہر شخص دے سکتا ہے لیکن درجہ دوم کے لئے شرط ہے کہ اول درجہ کا امتحان پاس کر چکا ہو۔ اور درجہ سوم کے لئے شرط ہے کہ درجہ دوم میں پاس ہو چکا ہو۔

دلیل نمبر ۳)

خلافِ دیانت استدلال

اگلے صفحہ پر مولانا چیرا جپوری بعینہ اسی بددیانتی کے مرتکب ہو کر "افاضۂ نبوت" کو عین نبوت بنا کر مرزا صاحب کو دعویٰ نبوت سے مطعون کرتے ہیں۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

"افسوس حال کے نادان مسلمانوں نے اپنے نبی مکرم کا کچھ قدر نہ کیا ...... وہ ختم نبوت کے ایسے معنی کرتے ہیں جس سے آنحضرت کی ہجو نکلتی ہے نہ تعریف۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس پاک میں افاضہ اور تکمیل نفوس کے لئے کوئی قوت نہ تھی اور وہ صرف خشک شریعت سکھانے آئے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس امت کو یہ دعا سکھاتا ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم۔ پس اگر یہ امت پہلے نبیوں کی وارث نہیں۔ اور اس انعام سے ان کو کچھ حصہ نہیں تو یہ دعا کیوں سکھلائی"

اس سے بھی مولانا چیراجپوری صاحب دعوئے نبوت نکالتے ہیں سچ ہے گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ...... چشمۂ آفتاب را چہ گناہ۔ اگر جامعہ کے درخشندہ ستاروں کا یہی طرزِ استدلال ہے تو عوام سے انصاف کی توقع رکھنا بے سود ہے۔ مرزا صاحب وراثت انبیاء کی خود اوپر تشریح کر چکے ہیں یعنی تکمیل نفوس۔ وہی کمالات نبوت جو آپ پہلے حوالہ میں استعمال فرما چکے ہیں اس کو نبوت سے تعبیر کرنا بے انصافی نہیں تو اور کیا ہے؟

بانی سلسلہ اور قادیانی عقائد

اس سے آگے مولانا چیراجپوری صاحب قادیانیوں کے دلائل کو بے کر بانی سلسلہ کو ان کے لئے ذمہ دار قرار دیتے ہیں اور یوں بزعم خود ثابت کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ سبحان اللہ کیا خوب طرز استدلال ہے۔ کیا مولانا اس عام مقولہ سے بھی ناآشنا ہیں کہ پیراں نے پرند مریداں می پرانند۔ اگر قادیانی مرید غلو کے مرتکب ہو کر مرزا صاحب کی طرف نبوت منسوب کریں اور اس کے لئے قرآنی آیات سے تمسک کرنے کی کوشش کریں تو یہ کہاں کا انصاف ہے کہ مرزا صاحب کو اس دعویٰ اور اس استدلال ہر دو کا ذمہ دار قرار دیا جائے؟

حدیث مجدد سے انکار

آخر پر مولانا چیراجپوری جماعت لاہور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حدیث مجدد سے یک قلم انکار کرتے ہیں اور اس کو اور نیز مہدی کے عقیدہ کو محض اختراع قرار دیتے ہوئے خلاصہ نکالتے ہیں:۔

"حاصل یہ ہے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت یا مجددیت یا مہدویت کا عقیدہ کسی شخص کی بابت رکھنا شخصیت پرستی ہے جس سے قرآن اور اسلام کو قطعی کوئی تعلق نہیں۔ ایسے مدعی نبوت حسب ... کھڑے ہوئے ہیں امت میں تفرقہ اور فتنہ کا باعث ہوئے ہیں"

بالفاظ دیگر امت مرحومہ میں جس قدر اکابر گذرے ہیں جو اپنے اپنے زمانہ میں اسی حدیث مجدد کے ماتحت کھڑے ہوئے مثلاً حضرت مجدد الف ثانی سرہندی و حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مولانا چیراجپوری کے نزدیک سب کے سب متفنی تھے۔ سچ ہے کہ جب انسان حق کی مخالفت پر کھڑا ہو جاتا ہے تو اس کا قدم جادہ اعتدال سے بھٹک جاتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کرتے ہوئے مولانا چیراجپوری صاحب نے حدیث نبوی کو بھی جواب دیدیا جس کی صحت

سال نو اور ہمارے اہم فرائض

کامیابی کیلئے عزم و استقلال کی ضرورت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا قدم ہمیشہ ترقی کی طرف جاتا ہے اور وہ روز بروز حسنات اور نیکیوں میں آگے بڑھتا ہے۔ پھر مسلمان کو یہ گر سکھایا کہ جب وہ تمام دن کے مشاغل سے فارغ ہو کر رات کو چارپائی پر لیٹے تو اسے چاہیئے کہ دن کے واقعات اور اپنے افعال پر ایک نظر دوڑائے اور دیکھے کہ اس نے دن بھر میں کتنی برائیاں کیں اور کتنی نیکیاں۔ اسی طرح ہر روز اپنا محاسبہ کرنے سے انسان یقیناً خیر میں ترقی کرے گا اور منکرات سے بچیگا۔ کیونکہ بھلائی کی طرف میلان ایک فطرتی تقاضا ہے اور اگر ہم روزانہ اپنے نفع نقصان کا حساب کریں تو یقیناً ہم نقصان کی راہ چھوڑ کر نفع کا راستہ اختیار کریں گے۔

دن، ہفتہ، مہینہ اور سال زمانہ کے مختلف حصے ہیں جنہیں ہم نے اپنی سہولت کی خاطر ایک میزان کے طور پر مقرر کر رکھا ہے لیکن ان سب اوقات میں ایک مسلمان کا فرض یہی ہے کہ اس کی زندگی میں ہر آینوالا لمحہ گذرے ہوئے لمحہ سے بہتر ہو۔ جس نے اس اصول کو طریق کار بنا لیا وہ یقیناً کامیاب ہو گیا۔

یکم نومبر ۱۹۳۵ء سے ہماری انجمن کا نیا سال شروع ہوتا ہے اور یہ ہمارے لئے شکرانہ الٰہی بجالانے کا موقع ہے کہ ہم محض اس کے فضل اور اس کی تائید سے اس کے دین کی خدمت کے لائحہ پر عمل کرتے ہوئے اپنی عمر کے اکیس برس گزار چکے ہیں اور خدا کا شکر ہے کہ ہمارا قدم ڈگمگایا نہیں اور ہم بدستور اپنے کام میں مشغول رہے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ آج جہاں ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم مالک حقیقی کی بارگاہ میں سجدہ شکر ادا کریں وہیں ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ ہم ان گذرے ہوئے سالوں پر ایک نظر دوڑائیں اور اندازہ کر لیں کہ ہم نے کتنی منازل طے کر لی ہیں اور اپنے مقصود تک پہنچنے کیلئے ابھی ہمیں کتنی منازل اور طے کرنا ہے۔ پھر رسول اللہ صلعم کے اس ارشاد کو ذہن میں رکھیں کہ "مومن کا ہر قدم ترقی کی طرف اٹھا کرتا ہے اور اس پر ہر نیا دن گذرے ہوئے دن سے بہتر آیا کرتا ہے"

ان جذبات کے ساتھ اگر ہم اپنی زندگی کے بائیسویں برس میں قدم رکھیں تو یقیناً یہ بائیسواں برس بھی ہمارے لئے نئی ترقیات اور نئی کامیابیوں کا پیش خیمہ ہوگا۔

ہمارے سامنے اس قدر بلند مقصد ہے کہ اس سے اونچا مقصد کوئی ممکن نہیں ہو سکتا۔ دنیا کے گوشے گوشے میں قرآن کا پیغام پہنچانا اور تمام بنی نوع انسان کو محمد رسول اللہ صلعم کی غلامی کا شرف بخشنا۔ اس سے بہتر اور بلند مقصد اور کیا ہو سکتا ہے؟ لازمی طور پر اس مقصد کے حصول کے لئے ہمیں بے شمار قربانیاں کرنی پڑیں گی اور ہر قدم پر مصائب و تکالیف برداشت کرنی ہونگی لیکن ان ابتلاؤں اور تکالیف کے بغیر ہم منزل مقصود کے قریب نہیں ہو سکتے۔

ویسے تو خدا کے فضل سے ہم نے دنیا کے بہت سے ممالک میں کسی نہ کسی رنگ میں پیغام توحید پہنچا دیا ہے لیکن صحیح معنوں میں کام ابھی بہت ہی محدود دائرے میں ہوا ہے۔ ابھی صرف چند ہی مقامات پر ہم نے مساجد تعمیر کی ہیں اور صرف چند ہی ملکوں میں مشن قائم کئے ہیں اور گنتی کی زبانوں میں قرآن کریم اور لٹریچر نبوی کے تراجم شائع کر سکے ہیں۔ حالانکہ مشرق و مغرب کے بیشمار ممالک ابھی ہماری امداد کے منتظر ہیں اور کروڑوں انسان نور اسلام سے اپنے قلوب کو منور کرنے کیلئے بیتاب ہیں۔ خود اسی ملک ہندوستان میں کروڑوں بندگان خدا ایک پیاسے کی مانند تڑپ رہے ہیں اور اس بات کے محتاج ہیں کہ ہم محمد رسول اللہ صلعم کے چشمہ ہدایت اور اس بادۂ عرفان کے چند قطروں سے ان کے حلق تر کریں اور ان کی پیاس بجھائیں۔ پھر خود ہمارے اپنے بھائی جو مسلمان کہلانے کے باوجود جوہر اسلامی کو کھو چکے ہیں اور جو دریا کے کنارے پر بیٹھنے کے باوجود تشنہ لب ہیں، وہ بھی حقدار ہیں کہ ہم ان کی خدمت کر کے حق اخوت ادا کریں اور ان کی بیچارگی میں ان کا ساتھ دیں۔ پس دیکھ لو اور خوب اچھی طرح اندازہ کر لو کہ تم نے کیا کچھ کرنا ہے اور ابھی تک کیا کر چکے ہو۔

کامیابی کے لئے دو ہی چیزیں بکار ہوتی ہیں، ایک عزم اور دوسرے استقلال، عزم تو ہم خدا کے فضل سے بہت بڑا کر چکے ہیں اب ضرورت استقلال کی ہے۔ اگر ہم نے پوری ثابت قدمی سے کام لیا اور اس مقصد بلند کے حصول کے لئے متواتر جد و جہد میں لگے رہے تو خدائی نصرت بھی یقیناً ہمارا ساتھ دے گی اور دنیاوی طاقتیں بھی سب کی سب ہمارے سامنے جھک جائینگی۔

اس لئے ہم میں سے ہر ایک کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ ہمیشہ یہی کوشش کرے کہ اس کا ہر قدم ترقی کی طرف اٹھے اور اس کی زندگی کا ہر نیا دور پہلے دور سے کامیاب اور روشن تر ہو۔ دنیا میں ہر جگہ ہمیں جہد للبقا کا اصول کارفرما نظر آتا ہے۔ اس جد و جہد میں سکون ممکن نہیں۔ افراد ہوں یا اقوام وہ ہمیشہ یا ترقی کریں گے اور یا تنزل کی طرف جائیں گے۔ ایک جگہ ٹھہرنا ناممکن ہے۔ لیکن بلندی سے نیچے گرنا تو مومن کی شان نہیں۔ اس لئے اس کی بقا کا یہی اصول ہے کہ وہ ہمیشہ آگے قدم بڑھائے۔ رسول مقبول صلعم نے اگر فرمایا تھا کہ چالیس مومن دنیا کو فتح کر سکتے ہیں تو اس میں مبالغہ نہیں اور قرآن نے اگر کہا ہے کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة کا اصول بتایا تھا تو یہ بھی دور از حقیقت نہیں تاریخ اسلام کے اوراق الٹ کر دیکھو تو تمہیں مومن کے عزم و استقلال کے نتائج اور قلت و بے سرو سامانی کے باوجود کثرت اور طاقت پر غلبہ کے صدہا واقعات نظر آئیں گے۔

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا جو عہد ہم نے مامور من اللہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے کیا ہے وہ ہمیشہ ہم سے قربانیاں چاہتا ہے اگر ہم میں سے ہر شخص اپنی ذمہ داری کو محسوس کرے اور اس عہد کو ہمیشہ پیش نظر رکھے اور اس بات کا تہیہ کرے کہ اس کا ہر قدم ترقی کی طرف اٹھیگا اور اس کی زندگی میں ہر آینوالا لمحہ ہر نیا دن اور ہر نیا سال، گذرے ہوئے لمحات، گذرے ہوئے دن اور گذشتہ سالوں سے بہتر طریق پر خدمت دین میں صرف ہوگا اور وہ ہمیشہ اپنا محاسبہ کرتا رہیگا اور اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی نہ کریگا اور صحیح مومنانہ شان اپنے اندر پیدا کریگا۔ تو یاد رکھو تم منزل مقصود کے بہت قریب پہنچ گئے ہو۔ اور کامیابی عنقریب ہمارے قدم چومے گی۔

مسلمانوں کے کارناموں کا کفار سے مقابلہ

معاصر "ایمان" کی تازہ اشاعت کے صفحہ اوّل مندرجہ بالا عنوان سے ایک قابل غور مضمون شائع ہوا ہے جس میں عیسائیوں قادیانیوں اور احمدیوں کی تبلیغی کوششوں اور مسلمانوں کی غفلت و بے حسی کا موثر الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے۔ جماعت احمدیہ لاہور کے متعلق لکھا ہے:-

"لاہوری جماعت کا یہ حال ہے کہ صرف جاوا اور ملایا میں انکے متعدد اخبارات جاری ہیں ... بالمقابل اپنا حال دیکھیے ہم اہل سنت جنکی تعداد سات کروڑ سے کم نہ ہوگی، ایک بھی ایسا تبلیغی مشن نہیں رکھتے جس کے مبلغوں نے اشاعت اسلام کے لئے کبھی ہندوستان سے باہر قدم رکھا ہو کیا یہ ہمارے لئے باعث شرم

نہیں کہ وہ باطل فرقے جن کے پیرو انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں دنیا کے گوشے گوشے میں تبلیغی مشن قائم کر دیں۔ قرآن مجید کے تراجم چھاپیں اور لنڈن اور برلن جیسی جگہوں میں مسجدیں بنائیں اور اذانیں بلند کریں۔ مگر ہم سات کروڑ کی تعداد کے باوجود نہایت بے عزتی سے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں۔ دیکھو! یہ کس قدر بے عزتی کی بات ہے کہ چند ہزار قادیانی (احمدی) صرف یورپ کے اندر کم از کم پانچ تبلیغی مشن چلا رہے ہیں جن کے مصارف کا اندازہ ایک لاکھ روپیہ سالانہ سے کسی طرح کم نہ ہوگا۔ لیکن اس کے برخلاف ہم سات کروڑ مسلمان نام لینے کو بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ ہندوستان کے باہر ہمارا کوئی تبلیغی مشن موجود ہے .... ہم زبانی طور پر بہت کچھ جمع خرچ کرتے ہیں مگر ہماری عملی زندگی بہت ہیچ ہے ہم میں ہزاروں نواب جاگیردار سیٹھ اور رئیس موجود ہیں، مگر دین کے احساس سے عاری ہیں خدا خوفی کے جذبات سے محروم ہیں ذلت اور سفاہت کی انتہا ہے کہ ہم لوگ مقدمہ بازیوں اور رنڈی کے تماشوں پر ہزارہا روپیہ خرچ کر دیتے ہیں مگر ایسے اوقات میں اگر کوئی شخص خدمت دین کے لئے ہم سے ایک روپیہ بھی طلب کرے تو ہمارا دل بیٹھ جاتا ہے اور ہماری پیشانی پر آنا فاناً تنگی و تعصب کی سینکڑوں گرہیں نمودار ہو جاتی ہیں .... خدا تعالیٰ ہماری حالت پر رحم فرمائے کہ بلند بانگ ادعاوی تو ہم بہت کر چکے اب کچھ عمل کی توفیق بھی نصیب ہو۔"

معاصر موصوف نے جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں اور مسلمانوں کی غفلت و بے حسی اور دین سے آبد کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ حقیقت پر مبنی ہے امید ہے جو لوگ اس تحریر کے مخاطب ہیں وہ اس پر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے۔

معاصر ایمان سے التماس

ہم نے اس تحریر کو پوری احتیاط سے پڑھا ہمارے خیال میں اس میں بعض ایسی باتیں بھی موجود ہیں جو معاصر "ایمان" کے مخلصانہ غور و فکر کی محتاج ہیں۔ یہ بالکل سچ ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کے علاوہ اس متعدد اخبارات ورسائل یورپ میں اس کی متعدد مساجد موجود ہیں اس کے مبلغ ان مساجد میں اذانیں بھی بلند کرتے ہیں اور اس جماعت نے یورپ کی تین زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم بھی کئے ہیں اور کئی ایک مغربی زبانوں میں اسلامی لٹریچر چھاپا ہے لیکن اس کے باوجود معاصر موصوف نے اس جماعت کو "باطل فرقوں" کے زمرے میں رکھا ہے بلکہ مضمون کے عنوان سے تو اس بات کا بھی شبہ ہوتا ہے کہ اس نے اسکو کفار میں شمار کرنا چاہا ہے ہم نہایت خلوص و ادب سے سوال کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے عقائد و اعمال میں وہ کونسی بات نظر آتی ہے جس نے ہمارے متعلق "اہل باطل" کا لفظ استعمال کرنے پر مجبور کر دیا؟ دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ اس "اہل باطل" فرقہ کو تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدمت اسلام کی اس قدر توفیق حاصل ہے لیکن "اہل حق" سنی مسلمان باوجود اُنکے ہزارہا نواب، جاگیردار، سیٹھ، اور رئیس ہیں سے محروم ہیں، احمدی تو بے حد قلت تعداد کے باوجود لاکھوں روپیہ خدمت اسلام پر صرف کر رہے ہیں اور اہل سنت صرف زبانی جمع خرچ میں مصروف ہیں۔ ہمارے معاصر کو ان باتوں پر پوری ذمہ داری اور ایمانداری سے غور کرنا چاہیئے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو وہ لازمی طور پر اس نتیجہ پر پہنچیگا کہ ایک مرد خدا سے وابستگی نے جماعت احمدیہ میں خدمت دین کا اس قدر جوش اور ولولہ پیدا کر دیا ہے! افسوس اسی مرد خدا کو زبانی جمع خرچ کرنے والے بے حس و بے عمل مسلمان کافر اور دشمن اسلام قرار دے رہے ہیں اور غالباً اسی وابستگی کی بنا پر ہی ہمارے معاصر نے ہمارا شمار "اہل باطل" میں کیا ہے۔ اور یہ فعل حق و صداقت سے بُعد عظیم رکھتا ہے۔

ہندو دھرم کی "مساوات"

ڈاکٹر امبید کر کو طفل تسلی دیتے ہوئے پنڈت مالوی جی نے فرمایا تھا۔ کہ:۔

> "دُنیا میں ہندو مذہب کے سوا کوئی ایسا مذہب
> نہیں جو خدا کی ذات کا لحاظ کرتے ہوئے انسانوں
> کے لئے مساوات کا خواہاں ہو"

افسوس پنڈت جی کے اس قول کی حقیقت و عمل کی دنیا میں ذرہ بھر بھی قیمت نہیں بہتر ہوگا کہ اس کو خود پنڈت جی کی عملی زندگی کی کسوٹی پر پرکھا جائے۔ کیونکہ پنڈت جی نہ صرف ایک زمانہ شناس کانگریسی لیڈر ہیں بلکہ سناتن دھرمی ہندوؤں میں انہیں مذہبی رہنما کا درجہ بھی حاصل ہے۔ اچھوت تو ایک طرف رہے۔ پنڈت جی اپنے مذہبی عقائد و مراسم کی بنا پر کسی غیر برہمن حتیٰ کہ اپنے سے کم درجے کے برہمن کے ہاتھ سے کھانا بھی نہیں کھا سکتے۔ دوران سفر میں ان کے کھانے کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ یا پنڈت جی کو خود چولہا جھونکنا پڑتا ہے۔ چند سال کا ذکر ہے کہ لاہور میں آپ نے اچھوت ادھار پر ایک زبردست لیکچر دیا۔ جس سے متاثر ہو کر ایک اچھوت لڑکے نے آپ کے گلے میں پھولوں کی مالا ڈال دی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ پنڈت جی نے قیام گاہ پر آ کر کپڑوں سمیت اشنان فرمایا۔ اسی سلسلہ میں یہ واقعہ بھی دلچسپی سے سنا جائیگا کہ ایک مرتبہ کانگرس کے کسی اجتماع پر پنڈت جی دیش بندھو آنجہانی سے کسی سیاسی مسئلہ پر تبادلہ خیالات فرما رہے تھے کہ آپ کو پیاس لگی۔ خاص آدمی پانی لیکر آیا۔ پنڈت جی اپنی نشست سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور دور جا کر دری کا کنارہ پلٹایا۔ اور اس جگہ کھڑے ہو کر پانی پیا تاکہ پانی پیتے وقت ایک غیر برہمن (دیش بندھو جی) سے ہم نشینی نہ ہو سکے۔ جس مذہب کی "مساوات" کی عمل کی دنیا میں یہ کیفیت ہو۔ اسکو اچھوت کیا کریں؟ کاش پنڈت جی اسکا کوئی جواب ارشاد فرمائیں۔

ہندو اور سکھوں کی اشتعال انگیزیاں

مسجد شہید گنج کے انہدام کے بعد پنجاب بلکہ یو۔پی اور صوبہ سرحد کے بعض علاقوں میں بھی فرقہ وارانہ کشیدگی روز بروز بڑھ رہی ہے اور خدا جانے سکھوں کی اس غلطی و حماقت کے آخری نتائج کیا ہوں گے زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ وہ اس غلطی کے ارتکاب کے بعد بھی اشتعال انگیز حرکات میں مصروف ہیں۔ جو غم و غصہ کی جلتی آگ پر تیل کا کام دے رہی ہیں۔ ہندو از راہ شرارت و مسلم آزاری اس قسم کی حرکات میں سکھوں کی ہر طرح سے امداد و حوصلہ افزائی کر رہے ہیں پہلے بائیکاٹ کا فتنہ بپا کیا گیا۔ اس کے بعد ایک اور خطرناک کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ چند روز ہوئے ایک مخبوط الحواس مسلمان نوجوان نے ایک سکھ کو قتل کر دیا۔ جس پر ذمہ دار مسلمان اظہار و افسوس و بیزاری کر چکے ہیں۔ لیکن سکھ اور ہندو اس انفرادی واقعہ کو خواہ مخواہ ایک سازش قرار دے رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں نہایت اشتعال انگیز باتیں کہی اور لکھی جا رہی ہیں۔ مقتول کی لاش کے جلوس کے ساتھ نامناسب نعرے لگائے گئے۔ ۲۷ اکتوبر کو لاہور میں سکھوں اور ہندوؤں کا ایک مشترکہ جلسہ ہوا۔ جس میں مشہور آریہ مہا سبھائی لیڈر بھائی پرمانند اور سکھ اکابر نے نہایت غیر ذمہ دارانہ اور دل آزار تقریریں کیں۔ یہ سب کچھ حکومت کے علم میں ہے۔ انفرادی واقعات کے لئے ساری قوم کو ذمہ دار قرار دیکر اشتعال انگیزی کرنا حد درجہ کی شرارت اور فساد پسندی ہے۔ اس واردات سے کچھ عرصہ پہلے لاہور کے قریب شاہدرہ میں دو مسلمان نہایت بے رحمی سے شہید کئے جا چکے ہیں۔ لیکن مسلمانوں نے ہندو یا سکھ قوم کو اس کا مجرم نہیں قرار دیا۔ انصاف و شرافت کا تقاضا تھا کہ برادران وطن بھی ایسا کرتے۔ ہم ہندوؤں اور سکھوں کے ذمہ دار اصحاب سے مخلصانہ درخواست کرتے ہیں۔ کہ بگڑے ہوئے حالات کو زیادہ نہ بگاڑیں۔ اس کا نتیجہ سب کے لئے خراب اور تباہ کن ہوگا۔ ان حالات میں حکومت کے بھی کچھ فرائض ہیں۔ دنیا تعجب سے دیکھ رہی ہے۔ کہ جن حکام نے محض بدامنی کے احتمال پر متعدد مسلمانوں کو گرفتار و نظر بند کر دیا تھا وہ اب کیوں خاموش ہیں؟ ان کی یہ خاموشی حالات کو زیادہ خراب کرنے کے علاوہ طرح طرح کی بدگمانیوں کا باعث بھی بن رہی ہے۔

احمدیہ جماعت بھدرواہ

گذشتہ دنوں بھدرواہ ریاست جموں میں مخالفین نے ہمارے مبلغ سید اختر حسین صاحب پر دوران مناظرہ میں حملہ کر کے ان کو زخمی کر دیا تھا۔ حکومت جموں نے ملزموں کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی اور اس وقت مقدمہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔ اب مخالفین مقامی حکام اور جماعت احمدیہ کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ فساد میں پہل احمدیوں نے کی تھی اور حکام نے یہ مقدمہ بلا وجہ چلایا ہے جموں کے احراری اس پروپیگنڈے میں پیش پیش ہیں۔ حکام ریاست کو بخوبی معلوم ہے کہ اس مقدمہ میں ہمارا کوئی ہاتھ نہیں۔ محض حفظ امن کی خاطر یہ کارروائی کی گئی ہے۔ جو ہر ذمہ دار و انصاف پسند حکومت کا فرض ہے۔ امید ہے حکومت جموں اس پروپیگنڈے سے ہرگز متاثر نہ ہوگی اور پورے انصاف و تدبر سے کام لیگی۔

جماعت بھدرواہ ان دنوں مشکلات میں ہے۔ مخالفین ان کو مختلف طریقوں پر دق اور مرعوب کرنے کی کوشش میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت بخشے۔ ہماری جماعت کے تمام احباب کو ان کے لئے درد دل سے دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔

تبلیغ اسلام کیلئے دلوں میں درد پیدا کرو

رسول کریم صلعم کا جوش و تڑپ جماعت کو ضروری نصائح

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۵ر اکتوبر ۱۹۳۵ء

(فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ)

طٰسٓمٓ تلک ایٰت الکتٰب المبین ۔ لعلک باخعٌ نفسک .... معرضین (الشعراء ۲۶: ۱-۵)

ترجمہ :- طور سینا پر موسیٰ (کی وحی پر غور کرو) یہ کھول کر بیان کرنے والی کتاب کی آئتیں ہیں شاید تو اپنے آپ کو ہلاک کر دیگا ۔ کہ یہ ایمان نہیں لاتے ۔ اگر ہم چاہیں ان پر آسمان سے ایک نشان اُتاریں تو اُن کی گردنیں ۔ اس کے سامنے جُھک جائیں اور اُن کے پاس رحمٰن کی طرف سے کوئی نصیحت نہیں آتی مگر وُہ اس سے منہ پھیرنے والے ہوتے ہیں ۔

بلند مقصد کیلئے بلند ہمّت کی ضرورت

جتنا کوئی بلند مقصد سامنے ہو ۔ اسی قدر زیادہ جد و جہد اور ہمّت کی ضرورت ہوتی ہے ۔ ایک شخص کے سامنے بڑا بلند پہاڑ ہے اُس نے اُس کی چوٹی پر پہنچنا ہے اس کے لئے زور ہمّت اور جد و جہد بکار ہے ۔ ایک شخص نے یہاں سے چل کر وہاں دس قدم پر جانا ہے اِس کے لئے کوئی بڑی جد و جہد بکار نہیں ۔ تبلیغ اسلام خدا کے نام کو دنیا میں پہنچانا خدا کی مخلوق کو خدا کے آگے جھکنا سکھانا یہ ہے بلند ترین مقصد جو کوئی انسان یا کوئی قوم اختیار کر سکتی ہے ۔ جیسا کہ میں ابھی کہہ چکا ہوں جتنا بلند کوئی مقصد ہو اس کے لئے اتنی ہی بڑی جد و جہد اور قربانیاں بکار ہوتی ہیں ۔ بہت سے لوگوں کے دلوں میں خیال ہے ۔ اگر خدا کو منظور ہے کہ اس کا دین پھیلے تو وُہ خود بخود کوئی انتظام کرے گا ۔ وُہ نہیں سوچتے کہ تبلیغ اسلام ہمارا فرض ہے یہ سوال ہمارے سامنے ہے ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قلبی کیفیت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا نام پھیلانے کا اسقدر خیال تھا اور آپؐ اس کے لئے اس حد تک کوشاں رہتے تھے کہ کہ قرآن کریم میں آتا ہے ۔ لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین (شاید تو اپنے آپ کو ہلاک کر دیگا کہ یہ ایمان نہیں لاتے) یہ حقیقت اور واقعات ہیں ۔ قرآن شریف میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جو مبالغہ کے طور پر یونہی رکھ دی گئی ہو ۔

لوگوں کی گمراہی پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا رنج و غم

کوئی اس غم کا اندازہ بھی نہیں کر سکتا جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کی گمراہی و جہالت کی وجہ سے تھا ۔ آپ پہاڑوں کی غاروں میں چلے جاتے کئی کئی دن وہاں رہتے اور تنہائی میں گریہ وزاری کرتے یہ تو ابتدائی زمانہ کی باتیں ہیں آخری زمانہ میں بھی جبکہ بادشاہت مِل گئی تھی یہی حالت تھی ۔ تہجد تو آپ پڑھتے ہی تھے لیکن اس کے علاوہ رات کے وقت گھر سے نکل کر جنگل کو چلے جاتے تھے ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے آپؐ کو نہ پایا تو باہر تلاش کیا دیکھا تو آپؐ جنت البقیع میں مصروف دعا ہیں ۔ قرآن شریف میں آتا ہے ۔ ان ربک یعلم انک تقوم ادنیٰ من ثلثی الیل ونصفہٗ وثلثہٗ (تیرا رب جانتا ہے کہ تو دو تہائی رات کے قریب قیام کرتا ہے اور کبھی) اس کا نصف اور (کبھی) اس کی تہائی) وُہ کونسی چیز تھی جو حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو راتوں کو اس قدر کھڑا رکھتی تھی جو نیند نہیں آنے دیتی تھی وُہ محض مخلوق خدا کا درد تھا ۔ نیند تو بڑی زبردست چیز ہے تو کیا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دن کو سو رہتے تھے ؟ نہیں دن کو تو حضورؐ کو دین کے اور سینکڑوں کام ہوتے تھے ۔

آپ کی زندگی کے دو نمایاں پہلو

خود کلام الٰہی اس پر شاہد ہے ۔ اِنَّ لک فِی النَّھَارِ سبحًا طویلا ۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی میں دو باتیں بالکل نمایاں نظر آتی ہیں ۔ رات کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں گریہ زاری اور دن کو دین کی نصرت کیلئے اَن تھک جد و جہد ۔ ایک شخص کے پاس جاتے ہیں وُہ بات نہیں سنتا دوسرے کے پاس جاتے ہیں ایک قبیلے کے پاس پہنچتے ہیں ، وہاں سے دھکے اور گالیاں ملتی ہیں دوسرے قبیلے کا رخ کرتے ہیں ۔ کوئی شخص بات تک سننے کا روادار نہیں ۔ چاروں طرف خطرناک مخالفت موجود ہے لیکن اس کے باوجود کوشش نہیں رکتی ۔ میں نے بھی کہہ لیا اور آپ نے بھی کہہ لیا کہ ہمارے سامنے بہت بڑا مقصد ہے ۔ لیکن صرف اِس بات کے زبان سے کہہ دینے کا کوئی فائدہ نہیں ۔ ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالو اور سوچو کہ تمہارے دل کے اندر بھی مخلوق خدا کی ہدایت کے لئے کوئی درد ہے ۔ تم بھی دین کی نصرت کے لئے کوئی جد و جہد کرتے ہو ۔ جب تک یہ بات نہیں ۔ اُس وقت تک تمہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نسبت پیدا نہیں ہوسکتی ۔ اور اس وقت تک یہ کہنا فضول ہے کہ ہم تبلیغ اسلام کرتے ہیں ۔ اشاعت قرآن کرتے ہیں ۔

ساری قوم کے دلوں میں درد ہونا چاہیئے

محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو تعلق ذات باری سے تھا وہ اور کسی کو کیا ہوگا لیکن اس کے باوجود جب تک ایک عظیم الشان گروہ کے دلوں میں مخلوق خدا کا درد نہ پیدا ہو گیا کامیابی نہ ہوگی ۔ جہاں آپ کے آدھی اور دو تہائی رات کھڑے ہونے کا ذکر ہے وہاں ساتھ ہی یہ بھی ہے ۔ وطائفۃ من الذین معک تیرے ساتھ والے بھی اسی طرح دو تہائی اور آدھی رات کھڑے ہوتے ہیں اور مخلوق خدا کی ہدایت کے لئے رو رو کر دعائیں کرتے ہیں ۔ بات اصل میں یہ ہے کہ جب قوم کی قوم کے دل کے اندر درد پیدا ہو جائے تو اس کی کیفیت کچھ اور ہوتی ہے ۔ آج بھی فرداً فرداً کوئی اثر نہیں ہوتا ۔ جب تک کوئی گروہ اور کوئی قوم متحد ہو کر کسی مقصد کے پیچھے نہ لگے ۔

اپنی نیند کو قربان کرو

ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم کسی قدر اپنی نیند کو قربان کریں جب ہمیں اپنی کوئی ذاتی غرض ہوتی ہے تو ہم خوشی سے یہ قربانی کر لیتے ہیں ۔ بیوی بیمار ہو بچہ بیمار ہو یا کوئی اور عزیز بیمار ہو ۔ تو ہمیں نیند نہیں آتی ہم جاگتے رہتے ہیں ۔ بیمار کہتا ہے سو جاؤ ۔ لیکن ہمیں نیند نہیں آتی بات کیا ہے ؟ اپنے اہل و عیال کے لئے ہمارے دل میں ایک درد اور احساس ہوتا ہے ۔ اگر اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے بھی ہمارے دل میں درد ہو تو پھر بھی ہمیں نیند نہ آئے اور ہم راتوں کو اٹھ اٹھ کر خدا کے آگے گریہ وزاری کریں ۔

نوجوانوں سے خطاب

جماعت کے نوجوانوں کو میں خاص طور پر یہ بات کہنا چاہتا ہوں تم بے شک ابھی نوجوان ہو لیکن یہی وقت تمہارے کچھ سیکھنے کا ہے ۔ میں نے قرآن شریف میں بے شمار عجائبات دیکھے ہیں ۔ اگر تم قرآن کریم پڑھو اور اُس پر غور کرو تو تم بھی بہت کچھ حاصل کر سکتے ہو ۔

خدا کے آگے سوال کرنے سے دل میں سرور پیدا ہوتا ہے

خدا سے مانگنے سے دل میں ایک سرور پیدا ہوتا ہے ۔ اگر تم خدا کے آگے جھکو اور اُس سے تم دین کی نصرت مانگو تو تمہارے دل میں بھی یہ سرور پیدا ہو سکتا ہے ۔

خدا سائل کو دینے میں پہل کرتا ہے

خدا سے مانگنے میں انسان پہل نہیں کرتا بلکہ جیسا کہ حدیث میں ہے پچھلی رات اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے من السائل کوئی مانگنے والا ہے ؟ پس جب وُہ خود سائلوں کو بلاتا ہے تو جو اُس کی طرف آویں تو اُنہیں کیوں نہ دے گا ۔

دعا میں دو باتیں مدِ نظر رکھو

دعا میں دو باتوں کو مدِ نظر رکھنا چاہیئے ۔ ایک یہ کہ انسان کے دل میں اپنی تکلیف کا احساس ہو اور خدا کے رحم پر نظر ہو ۔ جیسا حضرت ایوب صابر (علیہ السلام) کی دعا میں ہے انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین ۔ میں سخت تکلیفوں میں مبتلا ہوں اور تیرے رحم کی کوئی انتہا نہیں جب ایک معمولی انسان کے دل میں ہی .. دوسرے انسان کی تکلیف پر رحم آجاتا ہے تو جو ارحم الراحمین ہے اسکے سامنے اپنی تکلیف کو پیش کیا جا دے تو وہ کیوں رحم نہ کرے گا ۔ اور دوسری بات یہ ہے ۔ کہ دعا کرتے وقت انسان کو اپنی کمزوری اور غلطیوں کا اعتراف ہو جیسا کہ حضرت یونس علیہ السّلام کی دعا میں ہے ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِین ۔ جب حضرت یونس (علیہ السّلام) سخت مشکلات میں گھر گئے اور چاروں طرف تاریکی ہی تاریکی نظر آئی تو پھر بھی یہی عرض کیا ۔ کہ اے خدا تیری طرف سے کوئی کمی نہیں تو ہر عیب سے پاک ہے ۔ جو کچھ کوتاہی ہے وُہ میری طرف سے ہے ۔ اور جن مشکلات میں مبتلا ہوں وہ میرے اپنے نفس کی کوتاہی کے دم سے ہے جب انسان کے دل میں یہ اعتراف ہوتا ہے کہ اس کی طرف سے کوتاہی ہے ۔ تو پھر وُہ مزید جد و جہد بھی کرتا اور اس کے لئے قدم اٹھاتا ہے ۔ اور جب یہ اعتراف نہ ہو تو اس کی ترقی رُک جاتی ہے ۔ یا تو تمہارے دل میں موجودہ تکلیف کا احساس نہیں یا تم اپنے آپ کو غلطی پر نہیں سمجھتے ۔ اولیا اور انبیاء (علیہ السّلام) کی زندگیوں کو دیکھو ۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو دیکھو آپ سے زیادہ پاک اور کون ہو سکتا ہے لیکن حضور پر نور دعائیں یہی کرتے تھے جو اپنی امت کے گنہگاروں کو سکھانی مقصود تھیں پس اوّل تو دل میں وہی درد پیدا کرو جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں تھا ، اشاعت اسلام کو دُنیا کا کام نہ بناؤ ۔ اگر اس درد نے تمہاری نیند کو خراب نہیں کیا ، تو تمہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے کوئی مناسبت پیدا نہیں ہو سکتی۔ تم سو قسم کے کام کرو۔ سو قسم کی جدوجہد کرو۔ اپنے والدین، بیوی، بچوں، دوست احباب، ملک اور وطن سب کی خدمت کرو لیکن تمہاری اس جدوجہد کا ایک حصہ خالص اللہ کے لئے بھی ہونا چاہیئے اس کو اللہ کے لئے ہی محفوظ رکھو اور دوسرے تمہارے دلوں میں یہ اعتراف ہو کہ ہم سے اپنا فرض ادا نہیں ہو سکا اور ہم اس کو ادا کرنے کے لئے مزید جدوجہد کریں۔ یہ دو چیزیں جب تک نہ ہوں گی اس وقت تک تم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ایک دل کے اندر درد پیدا کرو اور اللہ کے آگے جھکو اور دوسرے اپنے اعضاء کو حرکت دو جب تک ان دونوں چیزوں کو اکٹھا نہ کرو گے نصرت نہیں آ سکتی تم کہتے ہو کہ جماعت کی ترقی جیسا کہ چاہیئے اس لئے نہیں ہوتی کہ مخالفت بہت ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ ترقی اس لئے کم ہے کہ ہماری جدوجہد کم ہے۔

ایک غیر از جماعت دوست کی رائے

آج ہی میں نے "لائیٹ" میں ایک خط پڑھا جس میں لکھا ہے۔ کہ اپنے عقائد کی تشریح میں کیوں اخبار کے اتنے ورق ضائع کئے جاتے ہیں جن لوگوں نے ماننا ہے۔ ایک دفعہ لکھ دینے سے ہی مان لینگے جنہوں نے خواہ مخواہ بیہودہ اعتراضات کرنے ہیں اُن کا کوئی علاج نہیں۔ اور پھر لکھا ہے۔ یہ لوگ اعتراضات تو کرتے ہیں لیکن جو کام احمدی کر رہے ہیں اس کا سوآں حصہ بھی نہیں کرتے۔ یہ ایک ایسے شخص کے خیالات ہیں جو احمدی نہیں۔

"لائیٹ" سے ہماری بے توجہی

لیکن تم اس اخبار "لائیٹ" کی کیا قدر کرتے ہو۔ تمہارے بیٹے انگریزی خوان ہیں تم اُن کے کالجوں کی تعلیم کے اخراجات برداشت کرتے ہو ان کے لئے روٹی کپڑے کا انتظام کرتے ہو لیکن انکی روح کو زندہ رکھنے کے لئے تین روپے سالانہ نہیں نکال سکتے کہ اُن کے نام یہ اخبار جاری کرا دو۔ اگر روح مر گئی تو جسم بیکار ہیں۔ یہی حال "پیغام صلح" کا ہے۔ اس سے بھی تم کوئی فائدہ نہیں اُٹھاتے۔

بچت فنڈ

ہم نے "بچت فنڈ" کے نام سے ایک چھوٹا سا فنڈ قائم کیا تھا اور دوستوں سے مطالبہ کیا تھا کہ ہفتہ میں صرف ایک دن کے لئے اپنے جسم کی پرورش کو ذرا کم کریں اس روز اپنے کھانے پینے کے اخراجات میں قدرے تخفیف کر کے بچت کے پیسے اس فنڈ کی صندوقچی میں ڈال دیا کرو۔ اس سے کوئی کمزور نہیں ہو جائے گا۔ بلکہ صحت کو کچھ فائدہ ہی ہوگا۔ جو کوئی گوشت کھاتا ہے وہ ہفتہ میں ایک دن دال کھا لے اور جو دال کھاتا ہے وہ چٹنی سے یا روکھی روٹی کھا لے جو روکھی کھاتا ہے وہ اس میں ذرا کمی کر دے۔ اس طرح پیسہ دو پیسہ آنہ دو آنہ چار آنہ جو کچھ بھی بچے اُسے اللہ کے دین کو قوت پہنچانے کے لئے صندوقچی میں ڈال دو۔ میرے خیال میں بعض دوست ایسے بھی ہونگے جو اس طرح ہر ہفتہ روپیہ دو روپیہ بلکہ اس سے بھی زیادہ بچا لیں۔

جمعرات کو کھانے پینے میں کمی کرو

اس کام کے لئے جمعرات کا دن مقرر کیا تھا کیونکہ بغیر مقرر کئے کوئی بات یاد نہیں رہتی جمعرات کے روز ملّانے دین کے نام پر خوب پیٹ بھر کر کھاتے ہیں خواہ پیٹ پھٹ جائے ہیضہ ہی کیوں نہ ہو جائے۔ ہم نے یہ انتظام کیا تھا۔ کہ جمعرات کے روز ہماری جماعت کا ہر ایک فرد دین کو تقویت پہنچانے کے لئے کسی قدر بھوکا رہے اور کھانے پینے میں سادگی اختیار کرے اور اس طرح جو کچھ بچے خواہ ایک پیسہ ہی کیوں نہ ہو وہ صندوقچی میں ڈال دے۔ اس طرح تمہارا ایک مشن چل سکتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ بہت کم دوست اس سہل تجویز پر عمل کر رہے ہیں۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ اُن کی تعداد ایک تہائی سے زیادہ نہیں

یہ تحریک گھروں میں مروّج کرو

میں چاہتا ہوں اس تجویز پہ پوری پابندی سے عمل ہو۔ تمہارے گھروں میں ہوسٹلوں میں مہمان خانہ میں سب جگہ "بچت فنڈ" کو رواج دیا جائے۔ تم خود اس بات کو اپنے گھروں میں مروّج کرو اس تجویز پر عمل کرنے سے تمہارے دل میں ایک لذت پیدا ہوگی تمہارے اور تمہارے اہل و عیال کے دلوں میں خدمت دین کا ایک خیال پیدا ہوگا تمہارے بچے جب سوچیں گے کہ یہ کمی کیوں کی جا رہی ہے تو انہیں اشاعت اسلام سے خود بخود ایک لگاؤ پیدا ہو جائے گا۔ موجودہ صورت یہ ہے کہ اس فنڈ میں کبھی تیس روپے اور کبھی چالیس روپے ماہوار آ جاتے ہیں جو کچھ بھی نہیں

وی آنا مشن کے اخراجات

اس فنڈ کے بھروسہ پر جو وی آنا مشن جاری کیا گیا تھا وہ دوسری چیزوں کو کھا رہا ہے اس لئے میں تمام دوستوں کو تاکید کرتا ہوں کہ ہفتہ میں لازمی طور پر ایک دن کے لئے کھانے پینے میں کمی کر دیا کرو اس طرح جو رقم پس انداز ہو اسے باقاعدگی سے صندوقچی میں ڈال دیا کرو۔ کوئی احمدی گھر اس سے خالی نہ رہے۔

ماہوار چندے

پھر تمہارے ماہوار چندے ہیں۔ اس میں بھی بہت سے دوست پوری پابندی نہیں کرتے۔ اور اس بات کے محتاج ہیں۔ کہ کوئی انہیں کہتا رہے۔

یکم نومبر سے باقاعدگی اختیار کرو

ایک بات میں صفائی سے کہہ دینا چاہتا ہوں کہ یکم نومبر سے نیا مالی سال شروع ہو رہا ہے۔ اس سال "بچت فنڈ" اس قدر آنا چاہیئے جو وی آنا مشن کے اخراجات کو پورا کر دے۔ اور اس مشن کی وجہ سے دوسرے کاموں کو ضعف نہ پہنچے ماہوار چندے بھی باقاعدہ آنے چاہئیں۔ آجکل کیا ہو رہا ہے کہ دھڑا دھڑ مطالبات کے خطوط لکھے جاتے ہیں ان پر محصول ڈاک لگایا جا رہا ہے سرکار کا خزانہ بھر رہا ہے۔ معمولی معمولی باتوں کے لئے تین پیسے کا کارڈ لکھنا پڑتا ہے۔ اگر آپ لوگوں کو احساس ہو۔ تو ان اخراجات کی بچت ہو سکتی ہے۔ موجودہ صورت میں انجمن کے ملازمین کا بہت سا وقت اور محصول ڈاک کا روپیہ خواہ مخواہ ضائع جا رہا ہے۔ اگر تم میں زندگی ہو تو اپنے محلے کے لوگوں اپنے عزیزوں دوستوں سے خود چندہ وصول کر کے بھجواؤ اور اس کام کو انجمن کے کارکنوں پر نہ رہنے دو۔

اپنے اندر خدمت دین کی صحیح روح پیدا کرو

اس مضمون کو میں یہیں ختم کرتا ہوں۔ اپنے اندر وہ روح پیدا کرو کہ تمہارے ہاتھوں سے، پیروں سے، جسم کے ہر ایک عضو سے یہ آواز نکلے کہ تم خدمت دین میں مصروف ہو اور دیکھنے والے کو معلوم ہو جائے۔ کہ تمہارے دل میں دین کا درد ہے۔ اور تم حقیقی خدمت دین کرنے والے ہو۔ نومبر کے مہینہ میں میں دیکھونگا کہ کون کون دوست ہفتہ میں ایک روز اپنی خوراک میں کمی کر کے "بچت فنڈ" کی تجویز پر عمل نہیں کرتے۔

میں سلسلہ احمدیہ میں کیوں شامل ہوں؟

ایک سوال اور اس کا پُر حقیقت جواب

(از جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب مہتمم صدر بلدیہ جھنگ)

میری پہلی زندگی اور احمدی ہونے پر مجبوری

سوال ہے کہ میں احمدی کیوں ہوں۔ اس کا مختصر مگر جامع جواب ہے۔ کہ مجبور ہوں کیونکہ اس کے سوا چارہ نہیں۔ میں مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہُوا اور ہوش سنبھالنے سے ہی مذہب کا شغف اور قرآن کریم کے مطالعہ سے سروکار رہا۔ مسلمانوں کے موجودہ بڑے بڑے فرقے یکے بعد دیگرے تقریباً سب کے سب اختیار کرکے دیکھے اور حتی الامکان نیک نیتی سے طلب حق اور تسلی کے لئے آزمائے۔ مگر کہیں ٹھکانا نہ ملا اور پاؤں نہ جما۔ پیاس نہ بجھی۔ اور تسلی نہ ہوئی۔ تحریک احمدیت کی ان دنوں ابتدا تھی۔ دوسرے فرقوں کے تلخ تجربہ کی وجہ سے پہلے پہل تو باہر ہی سے سنی سنائی باتوں کے اعتبار پر اسے بھی ایک دھوکے کی ٹٹی اور پیسہ کمانے کی دکان سمجھتا رہا۔ چونکہ قرآن کریم بالالتزام پڑھا کرتا تھا۔ اس لئے مداومت مطالعہ اور سمجھنے کی کوشش میں مروجہ معنی بھی تقریباً از بر ہو گئے تھے۔ مگر تسلی تو کجا الٹا بے طمینانی کی یہ حالت تھی کہ قرآن کا پڑھنا ایک سنگلاخ ویرانہ کا سفر معلوم ہوتا تھا اور قدم قدم پر ایسی ٹھوکریں لگتی تھیں کہ منہ کے بل گر جایا کرتا تھا۔ چنانچہ انہی ایام میں جب ایک مخلص اور سعید دوست نے اپنی یہی مشکل بیان کرکے اس کا علاج بتلایا کہ تلاوت میں انہوں نے مترجم قرآن کا استعمال ترک کر دیا ہے اور معرا قرآن استعمال کیا کرتے ہیں تو ان کے قرآنی معنوں کی بے علمی پر رشک ہُوا اور اپنے معنی جاننے پر افسوس ہُوا۔

جلسہ مذاہب اور پنڈت لیکھرام کا قتل

اسی اثنا میں جبکہ میں لاہور شہر میں بسلسلہ ملازمت تعینات تھا۔ پنڈت لیکھرام کا قتل اور جلسہ اعظم تحقیق مذاہب میں حضرت مرزا صاحب کے لیکچر کی مافوق المعمول فوقیت کے خارق عادت واقعات پیش آئے اور باوجود ہر چند تاویل کرنے کی کوشش کے مجبوراً انہیں معجزہ ہی سے تعبیر کرنا پڑا۔ تاہم تعصب کی رگ اس قدر مضبوط تھی۔ کہ ایسی کاری ضربات سے بھی کاٹی نہ گئی۔ اور دل گو کسی حد تک زخمی تو ہو گیا مگر صاف نہ ہُوا۔ البتہ یہ فائدہ ضرور ہُوا کہ میرے لئے اپنی یہ حالت اُن قابل رحم دلوں کی حالت کا تجربہ ہو گئی جو آج بھی اس قدر نشانات صداقت دیکھنے اور دلائل سننے کے باوجود لیت ولعل میں ہیں اور حوصلہ نہیں کر سکتے کہ صداقت کی تصدیق اور اس کو اختیار کریں۔ آخر قسمت رسا تھی۔ ع

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

مسیح موعود کا فہم قرآن

ایک پادری صاحب سے جناب مرزا صاحب کی تفسیر سورۃ فاتحہ کا ایک حصہ ہاتھ آیا جو اُن دنوں اخبار الحکم میں چھپ رہی تھی اس کی غرض سے اخبار مذکور کا خریدار رہا اور اسی تفسیر سے ہی اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ مطالب و معارف قرآن کے فہم میں حضرت مرزا صاحب کی مثال اُس شخص سی ہے جو ایک کمرہ کے اندر موجود ہو کر اس کے اندرونی سامان کی تفصیل مشاہدہ سے بیان فرما رہا ہے اور ان کے مقابلہ میں دیگر مفسرین کی مثال جن کی تفاسیر میں دیکھ چکا تھا ایسی تھی کہ گویا ایک بند کمرے کے باہر کھڑے ہو کر اندرونی سامان کی تفصیل دینے میں اٹکلیں دوڑا رہے ہیں۔ اس نوبت پر وہ سابقہ تقریباً بجھی ہوئی چنگاری پھر روشن ہو گئی اور تحقیق کا صحیح اشتیاق پیدا ہو گیا۔ تاہم تعصب کا برا ہو۔ کہ تحقیق سے جوں جوں احمدیت کا نقش میرے دل پر جمتا تھا میں اسے ایک گناہ سمجھتا تھا اور اس سے بچنے کی کوشش کرتا تھا۔ چنانچہ میں نے ان لوگوں کی طرف توجہ کی جو احمدیت کے دشمن تھے اور اس کے استیصال کی کوشش میں منہمک تھے اور اُن میں سے بعض میرے ذاتی دوست اور شناسا بھی تھے۔ میں نے اُن سے استمداد کی اور ان کے ساتھ گفتگو اور خطوط اور تصانیف سے علاج شروع کیا مگر

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

البتہ قرآن کریم کا وہ مطالعہ جسے میں لیئے لیئے اب تک زحمت سمجھے تھا اب رحمت ثابت ہُوا۔ کیونکہ قرآن کریم ہی کی طفیل مخالفین کے دلائل میرے لئے براہین تصدیق بن گئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ وقت آگیا کہ تعصب کی رہی سہی رگ بالکل کٹ گئی اور میں احمدیت کے قدموں میں گر گیا۔

احمدی رہنے کے وجوہات

یہ تو ہے میرے احمدی بننے کی ژولیدہ داستان۔ اب احمدی رہنے کے موجبات نہایت اختصار سے عرض کرتا ہوں۔ مذہب کی بنیاد اعتقادات اور اعمال پر ہے۔ ان دونوں کے رو سے میرے نزدیک ہر مسلمان بلکہ ہر انسان احمدی بننے پر مجبور ہے اور اس کے سوا اسے چارہ نہیں۔ بلکہ میرے نزدیک صحیح معنوں میں احمدیت اسلام بلکہ کمال انسانی کی تعبیر ہے۔

احمدیت شرک سے پاک ہے

توحید باری تعالیٰ ذات اور صفات دونوں میں صرف احمدیت ہی میں خالص اور مکمل ہے۔ دوسرے مذاہب اور اسلام کے دوسرے فرقوں میں کہیں تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہی میں شرک داخل ہو گیا ہے۔ ورنہ صفات میں تو تقریباً سب نے (الا ماشاء اللہ) شرک کو داخل کر دیا ہے۔ انسان زادوں کا ہزاروں برس سے آلان کی کان آسمان پر موجود رہنا، عالم الغیب ہونا، خالق طیور ہونا، مُردوں کو زندہ کرنا وغیرہ وغیرہ صریحاً شرک صفات باریتعالیٰ ہیں اور اس وجہ سے ایک خالص توحید کا طالب اور عاشق مجبور ہے کہ احمدی بنے۔

ختم نبوت کا صحیح مفہوم احمدیت میں ہے

(۲) شرک نبوت۔ کہنے کو تو توحید باری تعالیٰ کی طرح جناب نبی کریم صلعم خاتم النبیین ہیں اور قیامت تک نبوت کے تخت کے متمکن اور زینت ہیں۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ الصلوٰۃ والسلام جو بنی اسرائیل کے آخری مستقل اور حقیقی نبی تھے۔ اب تشریف لائیں گے اور امت وسطیٰ کی اصلاح فرمائیں گے یا یہ اعتقاد ہے۔ کہ اس امت میں سے ہی ایک حقیقی نبی آگیا۔ اس صورت میں بھی ختم نبوت کا معتقد مجبور ہے کہ احمدیت اختیار کرلے تاکہ ختم نبوت کی مہر کو محفوظ رکھ سکے۔

قبول احمدیت قرب الٰہی کا ذریعہ ہے

(۳) ہر مذہب کا منتہائے مقصود قرب الٰہی ہے اور قرب کا کمال اور ماحصل اللہ تعالیٰ سے شرف مکالمہ اور مخاطبہ ہے۔ اور اس بارہ میں میں نے سب کے سب دروازے بند پائے اور صرف احمدیت ہی کی کھڑکی کھلی ملی۔ یعنی مذاہب کے درخت میں یہی ایک شاخ ہمیں سبز پائی گئی۔

پنڈت لیکھرام کے قتل میں اعجاز الٰہی

بطور مشتے نمونہ از خروارے۔ پنڈت لیکھرام کا واقعہ جس کا اوپر ذکر ہُوا میرے نزدیک ہر معترض، مذبذب، متجسس اور طالب پر اتمام حجت ہے۔ پنڈت مذکور کی بدزبانی اور بیباکی اور پاکبازوں کے سردار جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اطہر میں گستاخی جب حد سے گزر گئی اور اللہ تعالیٰ کی غیرت کی محرک ہوئی تو پنڈت لیکھرام نے نہایت دیدہ دلیری سے مباہلہ اور مبارزہ کے رنگ میں حضرت مرزا صاحب کے خلاف عذاب کی پیشگوئی شائع کی اور اسلام اور بانی اسلام صلعم کی صداقت کی شرط پر پیشگوئی کا مطالبہ اور تقاضا کیا۔ تو حضرت مرزا صاحب نے بھی اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر نہایت پرشوکت تمہیدی نظم کے ساتھ وہ مشہور انذاری الہام عِجْلٌ جَسَدٌ لَّهٗ خُوَارٌ ۔ لَهٗ نَصَبٌ وَّعَذَابٌ شائع کیا جو پنڈت صاحب کے متعلق دنیا میں فرقان ہونے والا تھا۔ اول تو اس اشتہار کی تمہیدی نظم میں "بترس از تیغ بران محمد" کے انداز میں اور بالکل خلاف معمول ایک ہاتھ کے پنجہ کی تصویر کے نشان نے عذاب کی نوعیت صاف کر دی تھی مگر بعد میں ایک خلافاً اور فرشتہ کی ماموری کے کشف کی اشاعت نے جو پنڈت لیکھرام اور ایک اور شخص کے عذاب پر مامور ہُوا شائع کیا گیا۔ اس نے بالکل صاف کر دیا اور وقت عذاب کی تعیین بھی "یوم اقرب یوم العید" کے مشہور الہامی مصرع کی اشاعت سے ہو گئی۔ چنانچہ جس طرح یہ پرشوکت الہام اپنے مقررہ طریق سے اور مقررہ وقت پر پورا ہو کر اسلام اور بانی اسلام کی صداقت پر مہر ہُوا۔ محتاج بیان نہیں۔ تاہم ذیل کے واقعات ایک خدا ترس اور طالب حق کی پیاس بجھانے کے لئے کافی ہیں باوجودیکہ وقوعہ جرم دن کے وقت اور گھر کے آدمیوں کے روبرو ہُوا۔ اور اسی وقت بہت شور اور تعاقب بھی ہُوا۔ مکان کے نیچے گلی میں بارات کے اتفاق سے لوگ بڑی کثرت سے موجود تھے اور مکان کی چھت بھی دوسرے مکانات سے ملحق نہ پایا۔ مگر قاتل کا آج تک بھی پتہ نہیں چلا۔ کہ وقوعہ کے بعد نیچے اتر کر غائب ہُوا یا اوپر چڑھ کر کہیں اُڑ گیا۔ پنڈت صاحب اپنی مضروبی کے بعد کافی عرصہ تک زندہ رہے اور باوجودیکہ بڑے بڑے قانون پیشہ اصحاب، ججان چیف کورٹ، وکلاء مجسٹریٹ صاحبان و پولیس افسران ان کے پاس بسلسلہ ہمدردی اور رجوع موجود تھے۔ مگر ان میں سے کسی کو توفیق نہ ملی کہ پنڈت صاحب کا بیان نزع لیکر قاتل کی بابت تحقیق کر لیتے کہ وہ کون اور کہاں کا تھا تفتیش اس مقدمہ کی بڑے زور شور سے اور بڑے بڑے لائق اور منتخب پولیس افسران کی معرفت ایک طویل عرصہ تک جاری رہی اور اس قدر کوشش اور محنت ہوئی کہ اس کی کوئی نظیر نہیں۔ لاکھوں روپیہ کا انعام بھی مشتہر ہُوا۔ مگر قاتل کا صحیح پتہ آج تک بھی نہ چلا کہ کون اور کہاں کا تھا۔ بہت لوگوں نے قاتل کو واقعہ قتل سے پیشتر پنڈت صاحب کے ساتھ دیکھا ہُوا تھا اور اس سے باتیں بھی کی تھیں۔ مگر ان میں سے بھی کسی کو یہ توفیق

نہ ملی کہ اس کا نام پتہ دریافت کرتا اور بتلا سکتا چنانچہ وہ قائل آج تک بھی عدم پتہ ہے۔

پنڈت لیکھرام اور گوسالہ سامری

ان سب معجزانہ واقعات سے بہت بڑھ چڑھ کر قرآن کریم کی اس آیہ شریفہ کا کمال ہے جو پنڈت صاحب کے انجام کے متعلق حضرت مرزا صاحب کو الہام ہوئی۔ عِجْلٌ جَسَدٌ لَّهُ خُوَارٌ۔ قرآن کریم میں گوسالہ سامری کے متعلق آئی ہے جس کے انجام کا مقابلہ پنڈت صاحب کے انجام اور حالات سے کئے جانے پر پایا جاتا ہے کہ:۔

گوسالہ سامری	پنڈت صاحب
گوسالہ سامری محض ایک جسد بے جان تھا مگر اس میں آواز کی صفت ہونے نے اسے معبود بنی اسرائیل بنا دیا تھا۔	پنڈت صاحب کی بضاعت بھی اس قدر تھی کہ پولیس میں ہیڈ کنسٹیبل تھے مگر لفاظی اور زبان طرازی نے انہیں مذہبی لیڈر بنا رکھا تھا۔
گوسالہ سامری کا انجام اس کے پیٹ میں ضربات لگائے جانے سے ہوا۔	پنڈت صاحب کے بھی پیٹ ہی میں ضربات لگیں جس سے انکا انجام ہوا۔
گوسالہ سامری بعد انجام جلایا گیا بقول قرآن کریم لَنُحَرِّقَنَّهُ	پنڈت صاحب کی لاش بھی جلائی گئی۔
جلائے جانے کے بعد دریا میں پھینکا گیا لَنَنسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ	پنڈت صاحب کی خاکستر بھی دریا میں بہائی گئی۔
اسی روز یہودیوں کی عید فسح تھی	اسی روز کے متصل روز مسلمانوں کی عید تھی۔
وہاں بھی شمسی ماہ کی چھٹی تاریخ تھی وہاں قریباً شام کا وقت تھا	یہاں بھی شمسی ماہ مارچ کی چھٹی تاریخ تھی یہاں بھی تقریباً ۵ بجے شام کا وقت تھا۔
گوسالہ سامری کے واقعہ کے بعد بنی اسرائیل میں طاعون پھوٹی	یہاں بھی پنڈت صاحب کے واقعہ کے بعد پنجاب میں طاعون نمودار ہوئی

یہی ایک واقعہ منجملہ بے شمار ایسے واقعات الہامات اور پیشگوئیوں کے پورا ہونیکے ہر طالب حق کو مجبور کرتا ہے کہ وہ احمدی بنے

احمدیت اسلام کی صداقت کا نشان ہے

(۴) یوں تو مسلمان دیگر اہل مذاہب کو مطعون اور ملزم کہا کرتے ہیں کہ ان کی کتابوں کی پیشگوئیوں کو نبی کریم صلعم کی بعثت نے پورا کیا اور قرآن کریم نے مُصَدِّقٌ لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ہو کر ان کو سچا ثابت کیا، اور باایں ہمہ تعجب ہوتا ہے کہ وہ لوگ اپنے محسن اور مصدق مصدق نبی اور کتاب پر ایمان نہیں لاتے بلکہ مخالفت اور عداوت کرتے ہیں مگر تعجب اور افسوس ہے کہ مسلمان خود بھی اسی پتھر سے ٹھوکر کھا رہے ہیں اور عین اسی غلطی اور جرم کے مرتکب ہو رہے ہیں جس کی بابت دوسروں کو ملزم کرتے ہیں۔ قرآن کریم اور آثار نبوی صلعم آخری زمانہ کے مصلح کے متعلق پیشگوئیوں سے بھرپور ہیں اور انہیں خوش اور ممنون ہونا چاہئیے تھا کہ حضرت مرزا صاحب کی بعثت نے ایک ایک پیشگوئی اور نشان کی تصدیق کر کے اسلام اور بانی اسلام صلعم کی صداقت کو روشن کر دیا مگر وائے برحال امت کہ دیگر اہل کتاب کا کامل تتبع کر کے نبی کریم کے اس انذار سے بے پرواہ ہو رہی ہے جو جناب پاک نے اہل کتاب سے مطابقت کے بارہ میں فرمایا تھا۔ پس اس صورت میں بھی اسلام اور بانی اسلام صلعم کی محبت، اور ان کی تصدیق کی تڑپ مجبور کرتی ہے کہ احمدی بنوں

حدیث مجدد

(۵) بعثت مجدد کی مشہور حدیث کل تک تو متفق علیہ اور مسلم تھی اور خود اسی ہمارے ہی ملک میں جن بزرگان نے اس حدیث کے ماتحت اپنی بعثت کا دعویٰ کیا ان کی نہ صرف تصدیق ہوئی بلکہ آج وہ اپنی عزت عظمت اور احترام میں مرجع خلائق ہیں اور باوجودیکہ آج ساری دنیا قرآن کریم کی جز کی تصدیق میں آج ایک گھر بن جانے کی مصداق ہو اور صحف کے انتشار کی خبر کو آلہ انتشار الصوت (براڈکاسٹنگ) نے گمان و وہم کے احاطہ سے بڑھ کر اسے کمال تک پہنچا یا ہے۔ اور باوجودیکہ صدی کا سر تو درکنار نصف سے بھی زیادہ حصہ گذر چکا ہے مگر اللہ تعالےٰ کے تصرف اور قدرت تام نے دنیا کے کسی گوشہ میں بھی حضرت مرزا صاحب کے سوا کسی اور شخص کو اس حدیث شریف کے ماتحت بعثت کے دعویٰ کی توفیق نہیں دی تا کہ مجدد اعظم چہاردہ صد کا دعویٰ معرض اشتباہ و شکوک میں نہ آنے پائے۔ مگر وائے برحال امت کہ اپنی جان سے پیارے نبی کریم صلعم کی ان بشارتوں کی تصدیق کرنے کی بجائے اپنی نادانی سے اس کی تکذیب میں کوشاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ اس صورت میں بھی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ان کے صادق قول کی تصدیق کی تڑپ مجبور کرتی ہے کہ احمدی بنوں۔

اسلام کی وسعت کا نظریہ

(۶) اسلام کمال وسعت کا مذہب ہے اور جہاں دوسرے مذاہب نے انعام الہٰی کو خاص خاص ملکوں اور قوموں میں محدود کر دیا ان کے مقابلہ میں اسلام نے اللہ تعالیٰ کو رب العالمین بتا کر لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۔ لِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ۔ وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ۔ اس انعام کو اس قدر عام کیا کہ اس سے کوئی ملک اور کوئی قوم بھی محروم نہیں رہی۔ اور اس طرح پر وحدت نسل انسانی اور مساوات کی بنیاد ڈال دی مگر کچھ زمانہ کے بعد حسب دستور علماء نے پھر اپنی تنگ نظری سے اسلام کو بھی دوسر مذاہب کی طرح محدود دائرہ تنگ بنا دیا تھا۔ مگر احمدیت نے اسلام کی اس نمایاں خصوصیت کو از سر نو زندہ کر کے حق تجدید ادا کیا۔

اتحاد اسلامی

(۷) قرآن کریم کے صریح ارشاد وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا اور نبی کریم صلعم کے صریح حکم لَا تُكَفِّرُوا أَهْلَ قِبْلَتِكَ اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصولی ارشاد کے باوجود کہ اگر کسی شخص میں ننانوے وجوہ کفر کی پائی جائیں اور صرف ایک وجہ اسلام کی ہو تو اسے کافر نہ کہا جائے اور باوجودیکہ جناب مخبر صادق صلعم نے آخری زمانہ کا ہو بہو نقشہ کھینچکر تفرقہ اور تفریق بازی سے بہت ڈرایا تھا۔ مگر علماء نے یہودیوں کے تتبع میں اتحاد اسلامی کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور کوئی جماعت یا فرقہ فتوے تکفیر سے محفوظ اور مستثنےٰ نہ رہ سکا۔ کلمہ طیبہ کا احترام جسے پڑھ کر ایک شخص اسلام میں داخل ہو جاتا ہے علماء کی مہربانی سے بالکل اٹھ چکا تھا۔ اور شَرٌّ مَنْ تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ کا نظارہ کمال کو پہنچ چکا تھا۔ عین اس وقت احمدیت نے اسلام کی اسی نمایاں خصوصیت کو بھی از سر نو زندہ کیا۔ کہ کوئی کلمہ گو کافر و خارج از دائرہ اسلام نہیں ہو سکتا۔ اتحاد اسلامی کی یہ خصوصیت بھی مجبور کرتی ہے کہ میں احمدی رہوں۔

احمدیت اسلام کو معقول مذہب قرار دیتی ہے

(۸) اسلام عقلی اور علمی مذہب ہے۔ قرآن کریم جابجا عقل اور فکر اور تدبیر انسانی سے اپیل کرتا ہے لیکن فیج اعوج کے دابۃ الارض علماء نے اپنی مذہبی اجارہ داری کو محفوظ رکھنے کے لئے مذہب میں عقل کی مداخلت کو ناجائز قرار دے رکھا تھا اور اس لئے عقل سے اعتراض کرنیوالے کو کافر اور بیدین قرار دے کر اسلام کی عالمگیر ترقی کو مسدود کر رکھا تھا اور دوسری طرف قرآن الحکیم جو علم و حکمت کا خزانہ ہے۔ خلاف عقل و علم قصوں اور کہانیوں کا مجموعہ بنا کر۔ اساطیر الاولین کا رنگ دے رکھا تھا۔ اور اس میں بھی عقل یا دلیل کے دخل کو کفر قرار دیا تھا۔ احمدیت نے ان علماء کی مخالفت کی پرواہ نہ کر کے اسلام کے نورانی چہرہ سے اس اندھی تقلید کی گرد کو جھاڑ کر اس کا اصلی روپ نمایاں اور درخشندہ کر کے دکھلا دیا۔ اور قرآن کریم کی ایسی تفسیر کی جس سے نہ صرف مسلمان تعلیمیافتہ طبقہ کو ارتداد سے بچا لیا۔ بلکہ تمام علمی دنیا کے خیالات میں جو وہ اسلام کے متعلق رکھتے تھے اور خصوصاً مغربی ممالک میں ایک تلاطم اور انقلاب عظیم پیدا کر دیا اور ناممکن کو ممکن کر کے دکھلا دیا۔ یوں بھی میں مجبور ہوں کہ احمدیت اختیار کروں

اجتہاد اور دماغی ترقی

(۹) اجتہاد جو قومی دماغی ترقی کی روح اور جس کے بغیر قوائے عقلی اور دماغی لازماً معطل ہو جاتے ہیں، اس کو بھی ان مذہبی اجارہ داروں نے کفر کی دھمکیوں سے مسدود کر کے اسلامی ترقی پر ایک گونہ موت وارد کر دی تھی۔ احمدیت نے اس جوہر یکتا کو بھی صدیوں کا زنگ دور کر کے جلا دی اور اس کی تلافی ردکوں کو دور کر کے قومی ترقی کی طرح ڈالدی۔ یہ بھی ایک وجہ مجبوری ہے کہ احمدیت اختیار کرنی پڑتی ہے۔

جہاد کی صحیح روح احمدیت میں ہے

(۱۰) جہاد اسلام میں فرض ہے اور محض حالات مخصوص کے ماتحت تلوار کا استعمال بھی مذہب اور جان و ملک کی حفاظت کے واسطے ضروری ہے مگر یہ جہاد صغیر ہے اور بحکم قرآن کریم جہاد بالقرآن جہاد کبیر ہے۔ مگر علماء کی نادانی یا تنگ نظری نے جزو کو کل بنا کر ایک طرف ہندوستان بھر کے مسلمانوں کو بزدل اور منافق بنا دیا تھا کہ جہاد بالسیف کو فرض جانتے ہوئے اس کی تعمیل سے قاصر تھے اور دوسری طرف ہزارہا بے گناہوں کے اس غلط اعتقاد جہاد کے ماتحت قتل اور قصاص کا موجب ہو رہے تھے احمدیت نے اس غلطی کو بھی صاف کر کے ایک طرف تو اسلام سے اس غلط اور جھوٹے اعتراض کو دور کیا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا اور دوسری طرف صدہا بیگناہوں کے خون کا سد باب کیا اور مخبر صادق صلعم کے فرمان يَضَعُ الْحَرْبَ أَوْزَارَهَا پر تصدیق کی مہر ثبت کی اور اب دنیا مان گئی ہے کہ صحیح اعتقاد یہی ہے تم پس اس لئے بھی میں مجبور ہوں کہ احمدیت اختیار کروں۔

قرآن، حدیث اور فقہ

(۱۱) اسلامی تعلیم کا مدار قرآن کریم، حدیث شریف اور فقہ پر ہے۔ مگر علماء کی نادانی سے افراط اور تفریط کی حکومت تھی۔ سواد اعظم نے تو فقہ کو مقدم رکھکر قرآن اور حدیث کو پیچھے ڈال دیا تھا۔ اور ایک گروہ کثیر نے حدیث شریف کو مقدم اور قرآن کریم کو مؤخر کر کے فقہ کو تو جواب ہی دے رکھا تھا۔ تیسرے ایک قلیل گروہ نے صرف قرآن کے اختیار کرنے کے ادعا پر سنت حدیث اور فقہ سب سے انکار کر دیا تھا اور ایک چوتھے تعلیمیافتہ گروہ نے مغربی روشنی سے چکا چوند ہو کر سارے مذہب ہی کو یورپی سائنس کے قدموں میں لا ڈالا تھا۔ غرض اس افراط اور تفریط کے زور شور سے احمدیت نے تجدید کا فرض حق بحق دار رسانید کے مصداق ادا کیا۔ اور قرآن کریم کو سب پر مقدم کر کے اس کے بعد سنت اور حدیث اور ان کے بعد فقہ کا مقام قرار دیکر اسلام کا اصلی منور چہرہ درخشاں کیا۔ یہ بھی ایک وجہ ہے کہ احمدیت کے بغیر چارہ نہیں

قرآن میں ناسخ منسوخ

(۱۲) کتاب اللہ میں وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا۔ کی زبردست دلیل صداقت کے ہوتے ہوئے ناسخ اور منسوخ آیات کا ماننا عقل اور قیاس سے

بعید تھا۔ اور اسلام اور قرآن کے نورانی چہرہ پر خاک پڑ ہم ایک بہانا دانع تھا۔ قرآن کے فہم کے قصور میں بعض نے سینکڑوں آیات کو ناسخ اور منسوخ قرار دے رکھا تھا اور بعض نادان علماء نے یہاں تک غلو کیا تھا کہ بعض آیات قرآن کی مرفوع التلاوۃ ہیں اور بعض آیات ایسی بھی ہیں کہ جن کا حکم تو جاری ہے مگر قرآن میں درج نہیں ہیں۔ اور اس طرح پر قرآن کی صداقت ہی کی جڑ پر کلہاڑا چلا رکھا تھا۔ یہ احمدیت کا احسان ہے کہ اسلام کے ایسے آڑے وقت کام آکر ڈنکے کی چوٹ اعلان کیا۔ کہ قرآن کریم کا ایک شوشہ بھی منسوخ نہیں اور الحمد سے لیکر والنّاس تک وہ ترتیب اور تطبیق کرکے دکھلادی کہ بجائے خود ایک قرآنی معجزہ اور اللہ تعالے کے اپنے ہاتھ کا کیا ہوا کام ثابت ہوگیا۔ یہ اعتقاد بھی مجبور کرتا ہے۔ کہ میں احمدیت کے قدموں میں پناہ لوں۔

بہشت و دوزخ کے متعلق صحیح اعتقاد

(۱۳) عذاب و ثواب۔ بہشت و دوزخ کا اعتقاد ایک عقدہ لاینحل بنا ہوا تھا۔ اور عذاب و ثواب محض آئندہ زندگانی بعد الموت کے متعلق سمجھا جاتا تھا۔ اعتقاد تھا کہ مذہب کا اس دنیا کی زندگی پر کوئی اثر نہیں اور کہ مسلمان آخر سب بہشت میں جائیں گے اور کافر کو اس کے نیک عمل کا کوئی بدلہ نہیں ملیگا اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے واسطے دوزخ میں جلتا رہے گا۔ احمدیت نے از روئے قرآن و حدیث علمی طور پر نہایت معقولیت سے ثابت کیا کہ اعمال کا اثر مسلمان اور کافر دونوں پر اسی زندگی سے شروع ہوتا ہے۔ اور بہشتی اور دوزخی زندگی اسی دنیا سے شروع ہوتی ہے۔ اعمال کی جزا و سزا ساتھ کے ساتھ مرتب ہوتی جاتی ہے۔ آئندہ زندگانی میں بہشت میں بھی ترقیات جاری رہیں گی۔ اور دوزخ بطور ایک ہسپتال کے ہے۔ جس میں روحانی مریض داخل ہوکر اور زیر علاج رہ کر مرض کے ازالہ کے بعد نکال لئے جائیں گے اور ترقی کے راستہ پر گامزن ہونگے۔ اس اعتقاد سے بھی انسان مجبور ہے کہ احمدی ہو۔

اسلام کی بیکسی اور احمدیت کی بلند ہمتی

(۱۴) ہم نے وہ زمانہ بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ اسلام حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی طرح دہریت و مادہ پرستی عیسائیت اور آریہ سماج کے افواج کے زغہ میں تھا اور بڑے بڑے علماء ہراساں ہوکر حوصلہ چھوڑ بیٹھے تھے اور حفاظت سے لاچار تھے یہاں تک کہ ایک بہت چوٹی کے عالم نے ایک دردخواہ اسلام کے توجہ دلانے پر اپنی بےبسی اور اسلام کے انجام کا اعلان کردیا تھا۔ ایسی حالت میں صرف ایک خونی مہدی کی موہوم سی انتظار تھی کہ وہ تشریف لاکر کافروں کو قتل کرکے مسلمانوں کو غالب بنادیں گے۔ کہ احمدیت نے میدان میں نکل کر نہ صرف حفاظت اسلام بلکہ فتح اور غلبہ اسلام کے یقین سے ایک جماعت کے سینوں کو معمور کردیا جو دیوانہ وار کام میں لگ گئی اور ہر ایک قسم کی قربانی کے لئے تیار ہوگئی۔ ایسی مایوسی کے عالم میں فتح کا یقین ہونا احمدیت کی ایک بڑی خصوصیت ہے اور ہر غدا ترس اور اسلام کا ہمدرد مجبور ہے کہ احمدی بنے

احمدی مجاہدین ہیں

(۱۵) جو افراد اور قومیں دوسروں کے بھروسہ پر رہتی ہیں ان میں قوت عمل زائل ہوکر آخر اخلاقی، روحانی اور تمدنی موت وارد ہوجاتی اور بقول اقبال ؎

تنے دارد و سے جانے ندارد - کسے کو برمرادِ دیگراں زلیست

مسلمانوں میں خونی مہدی کی آمد کے انتظار نے جو آکر کافروں کو قتل کرکے ان کو غالب بنادے۔ ان کی قوت عمل کو سلب کرکے ناکارہ کردیا تھا۔ احمدیت نے اس غلطی کو دکھلا کر انہیں خود کام کرنے کے راستہ پر ڈالدیا اور لیس للانسان الا ما سعیٰ کے ماتحت جہاد کبیر پر لگادیا۔ اس صورت نے بھی مجبور کیا کہ احمدیت اختیار کروں۔

جملہ حالات بالا اور ہمچو قسم دیگر تمام حالات کے لحاظ سے چونکہ احمدی ایک مجاہد اور غیر احمدی ایک قاعد ہے اور مجاہد کو قاعد پر فضیلت ہے اس لئے بھی مجبور ہوں کہ قاعدین کی صف سے نکل کر مجاہدین کی جماعت میں شامل ہوں۔

احمدیت کا بے نظیر کارنامہ

کام کے رو سے بھی جو احمدیت نے کرکے دنیا بھر کو دکھلادیا اور کامیابی کی رو سے بھی جو اس قلیل بے بضاعت جماعت کو ہوئی ایک خدا ترس انسان کو صاف نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت کا ہاتھ کام کر رہا ہے اور نہ صرف تھا بلکہ غلبۂ اسلام اسی زمانہ میں اور اسی قوم کے ہاتھوں مقدر ہے۔

احمدیت نے اس زمانہ میں جب اسلام ہر کس و ناکس کے حملوں کا آماجگاہ بن رہا تھا۔ اور علماء سراسیمہ، ہراساں اور مایوس ہو رہے تھے نہ صرف تمام حملوں کا مکمل جواب دیا۔ بلکہ تمام حملہ آوروں کے اپنے مذاہب کی غلطیاں منکشف کرکے انہیں الزام کیا کہ ان کے چھکے چھڑا دیئے۔ اور اسلام پر حملہ کرنے کی بجائے انہیں اپنے مذاہب کے بچانے اور قائم رکھ سکنے کے لالے پڑ گئے۔ احمدیت کے واقعہ سے زمانہ کی مذہبی رَو ہی بدل گئی اور اسلام جو صدیوں سے ایک نہایت ہی غیر مہذب اور خونخوار شکل میں دکھلایا جا رہا تھا۔ علم اور عقل کی دنیا میں محبوب اور معشوق بن گیا اور احمدیت نے وہ جدید اور عجیب علم کلام پیدا کیا کہ اسلام کی تمام پیچیدہ گتھیوں اور ناہمواریوں سے صاف ہوکر اسی اصلی فطری اور ابتدائی شکل میں نظر آنے لگا جو خیر القرون قرنی میں تھا اور اس طرح پر اسلام کے دور جدید کی بنیاد ڈال دی۔

واقعات کی شہادت

ایسے زمانہ میں کہ خود اسلام کی ہستی ہی معرض خطر میں تھی۔ پنجاب کے ایک گمنام گوشہ میں ایک محض گمنام شخص کا باوجود غلامی اور بے سروسامانی کے اسلام کے غالب ہونیکا یقین لیکر اٹھنا اور تمام دشمنوں پر جو ہر طرح کی طاقت علوم و سامان سے لیس ہیں حملہ کرنا بجائے خود ایک بہت بڑا معجزہ ہے اور اُس پر اس قدر بے نظیر کامیابی ہے جس نے کہ مذہبی دنیا میں ایک انقلاب عظیم پیدا کردیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنا ہاتھ کام کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ مسلمانوں کو پھر مسلمان کرنا، کفر و شرک کے مرکزوں میں مسجدیں بنانا اور اللہ اکبر کی صداؤں کا گونجنا، ایک جماعت کا پیدا کرنا اور ان کے دلوں کو اپنے دل کے یقین کی لَے سے بھر دینا اور خدمت اسلام کے شوق کی آگ سے مشتعل کرنا، نور الدین اعظمؓ، محمد علی اور کمال الدین ایسے دیوانے پیدا کردینا، دنیا کے کناروں تک مختلف زبانوں میں پیغام اسلام کا پہنچا دینا اور محض ایک اُمّی اور راستیوں سے ہوکر قرآنی علم و حکمت کے دریا بہا دینا، اور ایک گمنام پنجابی ہوکر یورپ اور امریکہ کو علم و حکمت سکھلانا وغیرہ وغیرہ ہر ایک واقعہ بجائے خود مجبور کرتا ہے کہ میں احمدی بنوں، احمدیت میں زندہ رہوں اور احمدیت میں مروں۔

؎ ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامنِ دل مے کشد کہ جا اینجاست

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

قرآن مجید

شیطان تم کو تنگدستی سے ڈراتا ہے اور تم کو بخل کا حکم دیتا ہے اور اللہ تمہیں اپنی طرف سے مغفرت اور فضل کا وعدہ دیتا ہے اور اللہ بہت دینے والا جاننے والا ہے وہ جسے چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے اور جسے حکمت عطا کی جائے بیشک اسے بہت بھلائی دی گئی اور کوئی نصیحت قبول نہیں کرتا مگر (جو) پاکیزہ عقل والے رہیں)۔

اور جو کچھ خرچ کرنے کی چیز تم خرچ کرو یا کسی نذر کی منت مان لو تو اللہ اسے ضرور جانتا ہے اور ظالموں کے لئے کوئی مددگار نہیں۔

اگر تم صدقات کو کھلے طور پر دو تو کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر تم ان کو چھپاؤ اور محتاجوں کو دو تو وہ تمہارے لئے اچھا ہے اور وہ بعض تمہاری برائیاں تم سے دور کرے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔

ان کی ہدایت تیرے ذمہ نہیں لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور جو کچھ مال تم خرچ کروگے وہ تمہارے ہی لئے ہے اور تم خرچ نہیں کرتے۔ سوائے اس کے کہ اللہ کی رضا چاہو اور جو کچھ تم مال خرچ کروگے وہ تمہیں پورا دیا جائیگا اور تمہیں نقصان نہیں پہنچایا جائیگا ان محتاجوں کے لئے جو اللہ کی راہ میں روکے گئے ہیں، زمین میں چلنے پھرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ (سوال) سے بچنے کے باعث ناواقف ان کو دولتمند سمجھتا ہے۔ تو انہیں ان کی نشانیوں سے پہچان لیگا۔ وہ لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے اور جو کچھ مال تم خرچ کرو اللہ اسے یقیناً جانتا ہے جو لوگ رات اور دن چھپکر اور ظاہر اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں تو انکے لئے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان کو کوئی ڈر نہیں اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ (البقرہ — ۲۶۸)

حدیث شریف

(۱) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ غنی و توانا و تندرست شخص کیلئے صدقہ لینا جائز نہیں۔

(۲) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص اپنی دولت زیادہ کرنیکیلئے دوسروں سے سوال کرے وہ آگ کا انگارہ مانگ رہا ہے اب وہ چاہے تو زیادہ مانگے چاہے کم۔ (مسلم)

(۳) حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بھوکا یا محتاج ہو اور لوگوں پر اپنی بھوک یا حاجت ظاہر نہ کرے۔ خداوند تعالیٰ پر لازم آتا ہے کہ اسے ایک سال تک حلال روزی نصیب کرے (بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ)

(۴) حضرت عبداللہؓ بن عدی بن الخیار سے روایت ہے کہ مجھ سے دو شخصوں نے بیان کیا کہ ہم آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صدقہ مانگا۔ آپ نے ہماری طرف سر سے پاؤں تک دیکھا اور ہمیں قوی و توانا پایا اور فرمایا اگر تم چاہتے ہو تو میں تمہیں صدقہ دیدیتا ہوں لیکن صدقہ میں غنی اور قوی شخص کا جو خود کام کرکے کما سکتا ہو حصہ نہیں۔ (نسائی)

(۵) حضرت زبیرؓ بن العوام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر تم میں کوئی شخص رسی لیکر جائے اور اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا ایک گٹھا اٹھا کر لائے اور بیچے اور خداوند تعالیٰ اسطرح اس کی عزت بچالے تو یہ اس بات سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے آگے دست سوال دراز کرے۔ پھر لوگ چاہیں تو اسے دیں اور نہ چاہیں تو کچھ نہ دیں۔

تحریک دستکاری

خواتین سلسلہ کی توجہ کے قابل

محترم بہن صاحبہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کو علم ہوگا کہ احمدیہ انجمن خواتین اسلام لاہور نے اشاعت اسلام میں مدد دینے کے لئے ایک دستکاری فنڈ جاری کیا ہے۔ یعنی ہر ایک بی بی کوئی سا دستکاری کا کام اپنے ہاتھ سے بنا کر سال میں ایک دفعہ دیں۔ اور یہ سب اشیاء جمع کر کے سالانہ جلسے پر جو دسمبر میں ہوتا ہے۔ بذریعہ نمائش فروخت کیا جائے۔ اور روپیہ اشاعت اسلام پر صرف ہو۔ چنانچہ کئی سال سے یہ نمائش ہوتی ہے افسوس ہے کہ اب تک بہت کم بہنوں نے اس مبارک کام میں حصہ لیا ہے۔ اگر یہ تحریک عام ہو جائے تو اشاعت اسلام کو گراں قدر امداد خواتین کی طرف سے مل سکتی ہے۔ اس لئے آپ سے درخواست ہے۔ کہ آپ بھی اس نیک و مفید تحریک میں شامل ہو کر ثواب دارین حاصل کریں اور اپنی بچیوں و دیگر رشتہ دار بیبیوں کو بھی شریک کریں۔

آپ جانتی ہیں کہ آج کل مسلمانوں پر کس قدر مشکلات کا زمانہ گذر رہا ہے۔ ان کی ہستی چہار طرف سے معرض خطر ہے ناموس اسلام پر گندے حملے ہوتے ہیں اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ناپاک ترین الزامات لگائے جاتے ہیں۔ تو کیا ہمیں یونہی خاموش بیٹھے رہنا چاہیئے؟ ہرگز نہیں مذہب اسلام نے طبقہ نسواں کو ذلیل ترین حالت سے نکال کر بام عروج پر پہنچایا اور ان کے حقوق قائم کئے۔ تو ہر ایک دختر اسلام کا فرض ہے۔ کہ وہ تن من دھن سے اپنے پیارے مذہب کی حفاظت کے لئے تیار ہو جائے۔ آپ چار دیواری کے اندر سے بھی بذریعہ دستکاری حفاظت اسلام جیسے زبردست جہاد میں حصہ لے کر دین و دنیا میں سرخرو ہو سکتی ہیں۔ غریب سے غریب بہنیں بھی امداد دینے سے نہ ہچکچائیں کہ خلوص دل سے دیا ہوا ایک پیسہ بھی نہایت قدر و قیمت رکھتا ہے۔ اور ہماری متمول بہنیں بھی خادمہ اسلام ہونے کا شرف حاصل کرنے میں تاخیر نہ کریں۔ جس قسم کی دستکاری آپ کو آتی ہو وہ آپ تیار کر سکتی ہیں، اور اگر پسند نہ ہو تو اس کو دوبارہ خود ہی خرید سکتی ہیں اس قدر خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ کم قیمت خوبصورت و پائیدار چیز ہو۔ ایک قیمتی چیز سے متعدد ہلکی قیمت کی چیزیں بہتر ہیں۔ آج کل مندرجہ ذیل اشیاء کی زیادہ کھپت ہے۔ مثلاً گڑیاں، ہوئے دوپٹے، آزار بند، بچوں کے سویٹر، موزے، ٹوپی کا رواج بہت کم ہے، ٹیبل کلاتھ غلاف تکیہ، کرسیوں کے گدے، بچوں کے کھلونے، پلنگ پوش، کاتا ہوا سوت، کڑھی ہوئی قمیصیں، لیڈیز رومال، دیواروں پر آویزاں کرنے کے خوبصورت قطعے وغیرہ وغیرہ

یہ تمام اشیاء دسمبر کے پہلے ہفتے میں خاکسار کے پاس پہنچ جانی چاہئیں۔ والسلام

خاکسار:- اہلیہ محمد علی آنریری سیکرٹری

احمدیہ انجمن خواتین اسلام لاہور

اخبار احمدیہ

— ڈاکٹر نبی بخش صاحب مرحوم کے صاحبزادہ امانت علی صاحب نے اپنے نو عمر فرزند کی تقریب بسم اللہ پر پانچ روپے اشاعت اسلام کی مد میں مرحمت کئے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔ اللہ تعالیٰ صاحبزادہ کو دولت علم سے وافر حصہ بخشے۔

— ہمارے سلسلہ کے ایک پرانے بزرگ اور مسیح موعود کے صحابی حاجی ڈاکٹر محمد دین صاحب (ساکن کھاریاں) آنکھوں کے اپریشن کے لئے امرتسر تشریف لے گئے ہیں۔ ایک دو روز میں ان کا اپریشن ہوگا۔ وہ تمام احباب سے دعا کے خواستگار ہیں۔

— منشی غلام صدیق صاحب ہیڈ کلرک ڈسٹرکٹ بورڈ ڈیرہ غازیخاں بھی عرصہ سے بیمار ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا فرمائی جائے۔

— مرزا عزیز الرحمٰن صاحب مقیم برلن بھی بدستور احباب کی دعاؤں کے محتاج ہیں۔

— سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل مبلغ سلسلہ تبلیغ لائلپور تشریف لے گئے ہیں اور پانچ چھ روز کے قیام کے بعد وہ راولپنڈی پہنچ جائینگے

— پرسوں نماز جمعہ کے بعد مسجد احمدیہ بلڈنگس میں ایک ہندو مسمی نند سکنہ چک نمبر ۳۴ ضلع لائل پور نے مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشے۔ نو مسلم کا اسلامی نام عبد الرحیم رکھا گیا۔

— مسجد احمدیہ بلڈنگس میں ہر روز نماز مغرب کے بعد مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی نہایت ہی بلند پایہ اور پر معرفت درس قرآن دیتے ہیں۔ تمام مقامی احباب کو اس سے مستفید ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

— یہ خبر افسوس سے سنی جائیگی کہ مولوی عبد الوہاب صاحب مولوی فاضل کے ایک نوجوان برادر زادہ خیر اللہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے۔ اور لواحقین کو صبر عطا کرے۔ احباب جنازہ غائبانہ ادا فرمائیں۔

ایک غلطی کے ازالہ

میں

غلط فہمی کا ازالہ

مصنفہ سید مدثر شاہ صاحب گیلانی

چھپکر تیار ہے۔ بیرونی جماعتوں کے سکرٹری صاحبان و دیگر احباب جو یہ ٹریکٹ منگوانا چاہیں۔ وہ آنریری جائنٹ سیکرٹری صاحب کو تعداد مطلوبہ سے بہت جلد مطلع فرمادیں۔ تعداد اشاعت گو کافی ہے مگر اس کی مانگ بھی بہت زیادہ ہے۔ ٹریکٹ کی روانگی کے متعلق مندرجہ ذیل باتیں نوٹ کرنے کے قابل ہیں

(۱) اگر ٹریکٹ ختم ہونے پر آپ کا آرڈر ملا۔ تو تعمیل ارشاد سے معذور سمجھیں۔

(۲) آرڈر کی فوری تعمیل کے لئے ضروری ہے کہ آپ قیمت پیشگی بذریعہ منی آرڈر داخل خزانہ انجمن کرادیں وی پی نہیں کیا جاویگا۔ کیونکہ وی پی پر زائد خرچ پڑتا ہے

(۳) قیمت معہ محصولڈاک حسب ذیل ہوگی۔ سات روپیہ میں یکصد کاپی۔ چار روپیہ میں ۵۰ (پچاس) کاپی۔ ایک روپیہ میں بارہ کاپی۔ قیمت فی ٹریکٹ ڈیڑھ آنہ

(عبد الحق از دفتر جائنٹ سیکرٹری)

ضروری اعلان

پیغام صلح کے جن خریداروں کو اکتوبر میں یاد دہانیاں کرائی گئی تھیں۔ انہیں اب شروع نومبر سے وی پی کئے جارہے ہیں اور جن احباب کا چندہ نومبر میں ختم ہوتا ہے انہیں بھی اطلاع دی جاوے گی۔ اخبار کے بڑھتے ہوئے اخراجات کو مدنظر رکھتے ہوئے احباب کو چاہیئے کہ اپنے چندہ کی ادائیگی کی طرف خاص توجہ فرمادیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔ دفتر کو بار بار یاددہانی کا موقع نہ دیں

(منیجر پیغام صلح)

ضرورت رشتہ

ایک جوان لڑکی کے لئے جس کی عمر چوبیس پچیس سال کے درمیان ہے اور جو خوش شکل، امور خانہ داری سے واقف اور باسلیقہ ہے ایک شریف نوجوان اور برسر روزگار بر کی ضرورت ہے۔ لڑکی بیوہ ہے اور اس کا شوہر زلزلہ کوئٹہ میں جان بحق ہوا تھا۔ لڑکی کی ذات بٹ کشمیری ہے لیکن رشتہ کیلئے ذات پات کا زیادہ لحاظ نہیں رکھا جائے گا۔ لڑکی غیر احمدی ہے لیکن تبلیغ سے احمدی ہو سکتی ہے۔ احمدی رشتہ کو ترجیح دی جائے گی۔

خط و کتابت کا پتہ۔ ا۔ ز معرفت جائنٹ سیکرٹری صاحب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مسلمانوں کا بے مثال تمدن

یورپ پر عربوں کے احسانات۔ ایک عیسائی مؤرخ کا اعتراف حقیقت

(مترجمہ شیخ محمد احمد صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل ایبٹ آباد)

(۲)

موجودہ تہذیب پر عربوں کے اثرات

اگر یورپ کی موجودہ تہذیب عرب والوں کے جذبہ کاوش و ذوقِ تحقیق سے ناآشنا ہوتی تو ہم اُسے اُس کی موجودہ ترقی یافتہ حالت میں ہرگز نہ پاتے۔ یہ ایک مسلّمہ امر ہے کہ عربی تہذیب و تمدن ہی نے یورپ کو مدنیت و تہذیب کا پہلا درس دیا۔ چنانچہ مغربی تہذیب کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس پر اسلامی تمدن نے اپنا اثر نہ چھوڑا ہو لیکن یہ اثرات تہذیب مغرب کے اُس اہم حصہ پر جسے ہم مغرب کے جذبہ تحقیق کے نام سے پکارتے ہیں سب سے زیادہ نمایاں ہیں۔

ہاں اس بات کا انکار بھی نہیں کیا جا سکتا کہ ہماری تاریخوں کی معاندانہ خاموشی کے باوجود جن چند افراد نے عربوں سے انصاف کرنے کا عزم کیا ہے۔ اُنہوں نے اس میں ایک بڑی حد تک مبالغہ سے بھی کام لیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ عربوں کے علوم نے کوئی فوق البشر شخصیت پیدا نہیں کی۔ اور نہ ہی کوئی ایسی ایجاد و تحقیق پیچھے چھوڑی جسے ہم تواریخ علوم کا ایک باب قرار دے سکیں۔ یہ اگرچہ کسی حد تک صحیح ہے، لیکن موجودہ بحث میں غیر متعلق ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ عربوں کے علم النجوم نے کسی آنے والے نیوٹن یا کوپرنیکس کا پتہ نہیں دیا۔ لیکن یہ بھی تو حقیقت ہے کہ اُن کے علم النجوم کی عدم موجودگی میں کسی کوپرنیکس یا نیوٹن کا وجود بھی ممکن نہ تھا۔ لیکن یہ تمام باتیں خارج از بحث ہیں۔ ہماری موجودہ سائنس کا عربوں کا ممنون ہونا کسی غیر معمولی تحقیق یا ارتقائی نظریہ کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ خود سائنس کا وجود ہی عربوں کا ممنون ہے۔

موجودہ سائنس یونانیوں کی نہیں بلکہ عربوں کی تخلیق ہے

جیسا کہ ہم جانتے ہیں زمانہ قدیم سائنس کا زمانہ نہ تھا۔ اگرچہ یونانیوں نے اپنے علوم میں کافی ترقی کی تھی لیکن وہ علوم کبھی بھی یونانی تمدن کا ایک حصہ نہیں بنے۔ اس میں بھی شبہ نہیں کہ یونانیوں نے جہاں جہاں سے ہو سکا علم کو اخذ کر کے اُن پر نظریئے قائم کئے لیکن موجودہ زمانہ کا ماہرانہ ذریعہ تحقیق۔ یعنی مسلّم حقائق کا جمع کرنا۔ سائنس کے لطیف نکات تسلسل تجربات۔ تجزیاتی تحقیق و تحلیل وغیرہ یونانی تمدن و اُصولِ علم کے منافی تھیں۔ موجودہ سائنس بلاشبہ یورپ کی تخلیق ہے اور اُن جذباتِ تحقیق و تفتیش۔ غور و فکر۔ تدبر و مشاہدہ کا نتیجہ ہے جن سے یونانی قطعًا ناآشنا تھے۔ اِن جذبات کو عرب والوں نے سب سے پہلے یورپ میں رائج کیا۔ اس میں شبہ نہیں کہ یونانی علوم کی کتابوں کو خلفائے عباسیہ کے درباروں میں جمع کیا گیا اور اُن کے تراجم کئے گئے۔ لیکن عربوں کا مذاق اور اُن کی علوم میں دلچسپی اپنی طرز میں واحد چیز تھی۔ سوائے جذبہ لو ادر کی تسکین کرنے کے اُنہوں نے یونانی شاعروں اور مؤرخوں سے کچھ نہ سیکھا۔ چونکہ اُن کا مقصدِ وحید حصول علم تھا۔ جس کے حاصل کرنے کے لئے اُنہوں نے تحلیل کے فلسفہ اور طبابت کی درسی کتب کے علاوہ سکندریہ اکادیمی کی کتابوں۔ بطلموس کی کتب نجوم و حساب نیز اقلیدس اور ارقمیدس کی کتب حساب کی طرف اپنی توجہ کو زیادہ مبذول رکھا۔ تخیلاتی نظریوں اور اُن کے وسیع نتائج سے دو لاپروا تھے۔ اُنہوں نے یونانی نظریوں کو لے کے اُن کے مطابق حقائق جمع کرنے کی کوشش کی۔

عرب حقائق کو جمع کرتے تھے

عرب والوں پر یورپ کی سائنس کو معموں سے بھر دینے کا الزام دیا جاتا ہے لیکن کیا عیسائی یورپ ان معموں کے لئے عرب والوں کا محتاج تھا؟ بطلموسی نظام، موسموں کے جغرافیائی اُصول تحلیل الکیمیا کے نظریئے جو یورپ نے عرب والوں سے سیکھے۔ عرب والوں کی کاوش و تحقیق کا نتیجہ نہ تھے۔ بلکہ ان نظریوں کے بانی یورپ کے اپنے باشندے یعنی یونانی تھے۔ کیونکہ اُن کے لئے صرف نظریہ و تھیوری ایک اہم چیز تھی۔ وہ حقائق و واقعات سے ناآشنا محض تھے۔ اس کے برعکس عربوں کی علوم میں دلچسپی نظریوں کی محتاج نہ تھی۔ وہ مسلّمہ حقائق کو جمع کرنے کے دلدادہ تھے۔ اور اُن حقائق کو ایک سلسلہ میں منظم کر دینا اُن کا کمال تھا۔ جو چیز کارآمد سائنس کو عارضی و غیر مفید علوم سے ممتاز کرتی ہے۔ وہ صحتِ پیمائش کے اسلوب ہیں۔ ان اسالیب کے عرب موجد و ماہر تھے۔ چنانچہ اُنہوں نے بطلموس کے علم اجرامیات کو تو اپنا لیا لیکن اُس کی نجوم کی فہرست۔ اجرام سماوی کے نقشہ جات اور اُس کی پیمائش کو نظر انداز کر دیا۔ اُنہوں نے خود مشاہدہ کر کے ستاروں کی نئی فہرست بنائی اور اس طرح بطلموس کی غلطیوں کی اصلاح کی۔ اُنہوں نے مشاہدہ کرنے کے لئے آلات ایجاد کئے اور تسلسل مشاہدہ کو رواج دیا۔ یہاں تک کہ قرطبہ و بغداد کے رصد خانوں میں ایک ایک مشاہدہ متواتر بارہ بارہ سال تک ہوتا رہا۔

اجرام سماوی کا نیا نقشہ اور عرض بلد طول بلد

اُنہوں نے اجرام سماوی کے نئے نقشے بنائے اور عرض بلد و طول بلد کے ذریعہ سے زمین کا حجم دریافت کیا۔ چنانچہ جب مامون الرشید نے دیوان ابن ضراوبہ کو حکم دیا کہ وہ اُس کی مملکت کا نقشہ مع بری و بحری شاہراؤں کے تیار کرے تو اس بات پر بھی اصرار کیا کہ ہر جگہ کا درست عرض بلد و طول بلد دریافت کرنے کے بعد اُسے نقشہ میں درج کیا جائے۔

تحصیل علم میں عربوں کا کمال

البیرونی معدنیات کے نمونے جمع کرنے کے لئے چالیس سال تک سفر میں رہا۔ ابن بیطار نے تمام اسلامی دُنیا سے نباتاتی نمونے جمع کئے۔ اُس نے ہندوستان و دمشق کے پھولوں و نباتات کا اندلس اور یونان کے پھولوں اور نباتات سے مقابلہ کیا۔ اُس کی کتاب کو جس میں اُس نے چودہ سو بوٹیوں کا مع اُن کے خواص کے ذکر کیا ہے (...) [illegible] میئر نے "یادگار تجسس" کے نام سے پکارا ہے۔ اب اس علمی جذبہ صحت و استقلال کا مقابلہ قدماء کے تخیلاتی طریقہ سے کرو۔ ارسطو نے طبیعیات پر بغیر کسی تجربہ کرنے کے کتاب لکھی۔ اور علم الابدان پر واقعات کا مقابلہ کرنے کی حقیر سی کوشش کے بغیر قلم اُٹھایا۔ اور اس میں اس "علمی نکتہ" کا انکشاف کیا کہ مرد کے دانت عورت کے دانتوں سے تعداد میں زیادہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح گیلن جو قدماء میں علم الحیوانات کا سب سے بڑا اُستاد ہو گذرا ہے ہمیں بتاتا ہے کہ انسان کا نچلا جبڑا دو علیحدہ علیحدہ ہڈیوں سے بنا ہے۔ اس تحقیق کو اُس وقت تک مسلّم امر سمجھا گیا جب تک کہ عبد اللطیف نے خود انسانی کھوپری کا مشاہدہ کر کے اس نظریہ کی تردید کی۔ عربوں نے تمام ممکن و میسر ذرائع سے علوم حاصل کئے۔ علم نجوم و الحساب کا اکثر حصہ انہیں یونانیوں اور قدیم کلدانیوں سے حاصل ہوا۔

فی الحقیقت یونانیوں کے علوم بھی بابل والوں سے اخذ کردہ تھے۔ اس لئے یہ کہنا بجا ہوگا کہ وہ علوم بھی جو اہلِ مغرب نے عربوں سے سیکھے اصل میں اُنہی کے چچیرے بھائی بابل والوں کی مساعی و کاوش کا نتیجہ تھے۔

علوم عرب کا ایک اور ماخذ

علوم عرب کا ایک اور ماخذ جو خوش قسمتی سے حال ہی میں دریافت ہوا ہے۔ پانچویں صدی عیسوی میں گپتا خاندان کے زمانہ میں ہندوستان کی وہ ذہنی تحریک تھی جس میں آر دبھٹہ اور برا ہم گپتا نے علم الحساب کو ترقی دی اور نئے طریقے حساب حل کرنے کے رائج کئے جن کا اختراع یونانی طریقہ ہائے حساب سے عربوں کے ہاتھوں میں پہنچکر ہوا۔

علم ریاضی میں عربوں کا کمال

اُس زمانے میں جب عیسائی مغرب کا حساب اصول ثلاثہ کی حد سے آگے نہیں بڑھا تھا۔ اور جب حساب کے معمولی سے معمولی معمہ کے حل کے لئے بھی اُنہیں دانوں اور مالاؤں کی ضرورت پڑتی تھی۔ عرب عشاریہ کے نظام (decimal system) کو تکمیل تک پہنچا چکے تھے۔ زیرو (عربی زیرا) یعنی صفر کے استعمال سے اُنہوں نے الجبرا کی بنیاد ڈالی اور اُسے مساوات EQUATION کے چوتھے درجہ تک ترقی دی۔ نیز ٹرگنومیٹری کی ایجاد سے اُنہوں نے انسانی جذبہ تحقیق کی تسکین کے لئے ہزار گنا زیادہ سہولتیں مہیا کر دیں۔

علم کیمیا کی بنیاد

الکیمیا جس کے ابتدائی اصول مصری جوہریوں کے اُس عمل کے دوران میں ہی جس سے وہ مختلف دھاتوں کو ملا کر سونے کا رنگ دیتے تھے ظہور میں آ چکے تھے، لیکن چونکہ مصر والے اُن اصولوں کا جاننا صرف لیڈرانِ مذہب کا حق سمجھتے تھے اِس لئے اُنہوں نے ایک مدت دراز تک اُنہیں چھپائے رکھا لیکن جب اس علم تک عربوں کی رسائی بھی ممکن ہوئی تو اُنہوں نے اس کو یہاں تک ترقی دی کہ تقطیر (distillation - sublimation) کی ایجادیں کی۔ اُنہوں نے الکلی بنائے نیز نائیٹرک اور گندھک کے تیزاب بنائے حالانکہ قدما صرف ایک ہی تیزاب یعنی سرکہ سے واقف تھے) نیز الکلی اور پارہ کے نمک دریافت کر کے آئندہ کے لئے کیمیاوی تحقیق و تفتیش کی بنیاد رکھی۔

مزید تحقیقات کی اساس

علوم اصنامی کی طرح عربوں کے علوم اور اُس کے ساتھ ہی ازمنہ وسطے کے علوم بھی غیر منظم تھے۔ اُن کا ستاروں کا علم کلدانی علم نجوم سے لیا گیا تھا۔ کیمسٹری مصری سادھوؤں کے الکیمیا سے لیکن یہ عدم تنظم و سلک اصنامی مشرق کی اُسی توہم پرست ماحول کا نتیجہ تھا جس کا نتیجہ مذہبی میدان میں عیسائیت کے مخصوص عقائد تھے۔ یہ مذہبی اُصول تمام کے تمام جذباتی و تخیلی امور تھے، لیکن مناظرِ قدرت و واقعاتِ فطرت پر اُس ماحول کے اثرات کا صرف ہلکا سا غلاف چڑھا تھا۔ اسی لئے بطلموسی نظام اور تجرباتی تحقیق کے کیمیاوی نظریئے اس قسم کے ثابت ہوئے کہ اُنکی عدم موجودگی میں کسی مزید کیمیائی تحقیق کا ہونا ناممکن محض تھا اور اُنہیں اُس علم کی عدم موجودگی میں جس کی طرف یہ رہنمائی کرنے والے تھے۔ مزید تحقیق کی اساس قرار دیا گیا۔

عربوں نے سائنس کو بلندی پر پہنچایا

اجسام کے متعلق خیال کیا جاتا تھا۔ کہ اُن پر ایک ہی عالمگیر قانون حاوی ہے۔ اور اُن کی تخلیق ارسطو کے چار مشہور عناصر پانی، مٹی، آگ اور ہوا کی آمیزش سے کی گئی ہے، لیکن ان اجزا اور ابتدائی مادہ کی آمیزش کے علم کے باوجود موجودات کا تجزیہ ناممکن تھا اور اُنکے اختلاف و

وخصوصیات رنگ کو سات سیاروں کے اثر کے نیچے سمجھا گیا اور سات دھاتوں کو مفرد قرار دے کر پانی کو مرکب قرار دے دیا گیا۔ اُن معدنیات پر ستاروں کا اثر معلوم کرنے کے لئے سوائے اِس کے اور کوئی راستہ نہ تھا کہ خود انہی کا مشاہدہ کیا جاتا۔ اور ایک مفرد دھات کو دوسرے سے ملا کر دیکھ لیا جاتا۔ یا مرکب دھاتوں کو زوائد سے پاک کر کے انہیں مفرد بنا دیا جاتا۔ یہی تجربہ سے اُن اجزا اور دھوبات کی دریافت کی جاتی جو اُن میں تبدیلی پیدا کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے عرب والوں نے مشاہدہ اور عملِ تجزیہ کو ابتدائی اور اہم ترین چیز قرار دیا۔ عرب سائنس دان کیمیا میں اصولِ ارتقا سے بھی واقف تھے۔ اور یہ مسئلہ اُن میں زیر بحث رہا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ گیارھویں صدی میں اس مسئلہ کے حامیوں اور مخالفوں کے دو گروہ ہو گئے اور اُن میں اس پر پُرزور بحث چھڑ گئی۔ چنانچہ ابن سینا لکھتا ہے "کیمیا والوں کو اس بات کا بخوبی علم ہے۔ کہ مختلف اجزا میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی جاسکتی۔ اگرچہ ایک دھات پر دوسری دھات کا رنگ چڑھ جاتا کتنا ہی ممکن کیوں نہ ہو۔ مگر پھر بھی اُس کی اصلیت میں کوئی اصولی تبدیلی نہیں ہو سکتی" ۱۲۱۵ء میں یورپ نے بھی لیٹران کونسل میں اس معدنی اصولی تبدیلی کے کلیہ کو تسلیم کر لیا تھا لیکن اُس وقت تک عرب اس نتیجہ پر پہنچ چکے تھے کہ کوئی ایسی تبدیلی ناممکن ہے۔ چنانچہ سرایڈورڈ تھراپ اپنی کتاب تاریخ کیمیا میں لکھتا ہے۔ کہ

"علم کیمیا میں توہم و نعویا سونی کو عربوں نے نہیں بلکہ خود عیسائیوں نے داخل کیا"۔

سائنس صرف روایات کے مجموعہ کا نام نہیں بلکہ یہ ایک ارتقا پذیر ذہنی تخیل ہے پہلی نسلوں کی سائنس کو پچھلی نسلوں والے اُس بلندی سے جس پر وہ اُسی کی وجہ سے پہنچ چکے ہوتے ہیں۔ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہمارے اپنے حیواناتی اور نباتاتی نظریے آئندہ آنے والوں کی نظر میں سرمایہ تحقیر ہونگے۔

کیپلر نے جنم پتری (Horoscope) بنایا۔ نیوٹن نے بھی اپنے حساب زدہ دماغ کو دانیال نبی کی کتاب کی پیش گوئیاں حل کرنے میں مصروف کیا۔ معدنی تبدیلی کے نظریہ کے رابرٹ بائیل۔ بورٹھیور۔ نیوٹن و لینٹز قائل تھے۔ پریسٹلے نے بھی (Philogiston) کے اثر کے ماتحت اپنی دریافت آکسیجن کے نتائج کی اہمیت کو سمجھنے سے انکار کر دیا۔ اور یہ نظریہ انقلاب فرانس تک دنیا کے بہترین دماغوں پر حکمران رہا۔ یہاں تک کہ [illegible] کے نئے نظریہ و تحقیق و تجربہ نے جس کی بنیاد بھی عربوں کے تجربات پر رکھی گئی اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا۔ کہ معدنیات کی فطرت تبدیل کر کے انہیں بیش قیمت دھاتوں میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

اندلس میں علوم کا خزانہ اور مسلمانوں کی رواداری

عربی علوم اپنی ابتدا ہی میں عیسائی یورپ میں رائج ہونے شروع ہو گئے۔ اگر سینٹ ڈنسٹن کی کیمیاوی تحقیق کے قصوں میں کچھ اصلیت بھی ہو تو ہم اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ یہ علوم دسویں صدی عیسوی ہی میں یورپ میں عام ہو چکے تھے۔ اندلسی خلافت کی روادارانہ فضا میں عیسائیوں کو مکمل مذہبی آزادی حاصل تھی۔ اُن کے اپنے پادری تھے اور قرطبہ کے گرد و نواح میں اُنکی خانقاہیں بکثرت ملتی تھیں۔ یورپ کے ہر حصہ سے طلبا سفر کر کے اُس روشنی کو لینے کے لئے آتے تھے، جو اُس زمانہ میں صرف اندلس ہی میں میسر آ سکتی تھی۔

قرطبہ کے چند فارغ التحصیل طلبا

الوریرو ۔ جو نویں صدی میں قرطبہ کا پادری تھا لکھتا ہے "تمام ایسے نوجوان عیسائی جو اپنی ذہانت کی وجہ سے مشہور ہیں عربوں کی زبان اور اُن کے ادب سے واقف ہیں۔ وہ والہانہ شوق سے عربی کتابیں پڑھتے ہیں اور اخراجات کثیر برداشت کر کے دار الکتب بناتے ہیں۔ وہ عربی اور عربوں کے اس قدر دلدادہ ہیں کہ ہر جگہ بلا خوف لوستہ لائم کہتے ہیں کہ عربی ادب دنیا کا لامثال ادب ہے"۔

اور یونکش کا مشہور ربرٹ جو اپنے متیز شاگردوں کو گلوب (..............) پر تعلیم دیتا تھا۔ نجوم اور حساب کی کتابیں اپنے ساتھ سپین سے لایا تھا۔ وہ اگرچہ کوئی معتبر عالم نہ تھا لیکن پھر بھی اُس کے علمی ذوق نے اُسے ازمنہ وسطے کی غاوسٹ کی کہانیوں کا ہیرو بنا دیا۔ ولیم آف ملبس لکھتا ہے۔ کہ "اُس کا علمی مذاق عربوں سے چرایا ہوا ہے"۔ اس کے بعد دو صدیوں کے دوران میں یورپ میں اشاعتِ علم کی تحریک وسعت پکڑ گئی۔ ایک افریقی پادری کانسٹنٹین نے عربی درس کی کتابوں کے تراجم کئے اور اس طرح سے علم کے بند دروازے جہونٹی کیسنو والوں کے لئے کھول دیئے۔ اسی طرح ایک دوسرا پادری ایڈل ہرڈ آف باتھ قرطبہ سے اپنے ساتھ بہت سی کتابیں لایا۔ جو اُس نے تراجم کے ذریعہ سے انگلستان اور فرانس میں پھیلا دیں۔ ۱۵۲۳ء تک کی تمام کتابیں اُس کی کتاب اقلیدس کی نقل تھیں۔ ڈینسل ڈی مارے قرطبہ حساب اور علم النجوم سیکھنے گیا۔ اور واپسی پر اس نے اپنے مطالعہ کے نتائج پر آکسفورڈ میں لیکچر دیئے۔

(Plato of Tivoli) نے البانی کی نجوم و دیگر علوم کی کتابوں کا ترجمہ کیا۔ بارھویں صدی کے آخر میں لپان کے ایک نوجوان سوداگر لیونارڈ و فیبونیکی نے الجیریا اور اندلس کے سفر کے دوران میں عربوں کے علم الحساب سے واقفیت پیدا کی۔ اور تکمیل علم کے لئے اُس نے اور بھی بہت دفعہ اندلس کا سفر کیا۔ جن کے اختتام پر اُس نے الخوارزمی کی کتاب الجبر کا ترجمہ شائع کیا۔ اور اُس نے (Decimal notation) کو عام کیا جو بعد ازاں الگورزم (الخوارزم) کے نام سے مشہور ہوا۔ اسی فیبونیکی کو حقیقی معنوں میں یورپ میں علم حساب کا بانی کہا جا سکتا ہے کریمونہ کے گریرارڈ نے عربی ادب کو یورپ میں معروف کرایا۔ اُس نے قرطبہ میں اپنی زندگی کے پچاس سال صرف کئے اور اس عرصہ میں بہت سی کتابوں کا ترجمہ کیا۔ جن میں الہشام کی المیگیسٹ (المقاطیس) اور النجوم بھی تھیں۔ مائیکل سکاٹ بھی بہت دفعہ قرطبہ گیا۔ ہیمنڈلی جو بیکن کا دوست تھا، نے بھی اندلس میں تحصیل علم کیا Conrad... آف Navarra نے حساب قرطبہ میں سیکھا اور وہی آنا میں لیکچر دیئے

یہود نے بھی مسلمانوں سے فیض حاصل کیا

یہودیوں نے بھی اندلس کے مسلمانوں کی مذہبی رواداری سے پورا پورا فائدہ اُٹھایا۔ اور جب الموحلین کی فتح کے بعد وہ یورپ میں منتشر ہو گئے تو اپنے ساتھ عربی تہذیب کو یورپ کے دُور دراز وحشی ممالک میں بھی لیتے گئے۔ فرانس اور جرمنی کے پادریوں نے اُن سے سائنس کی درسی کتب حاصل کیں۔ اُنہوں نے عربوں کی تقلید میں تمام یورپ میں مدرسوں کی بنیاد ڈالی۔ بہت سے یہودی ولیم نارمن کے ساتھ انگلستان گئے اور وہاں اُنہوں نے آکسفورڈ میں سائنس کالج کی بنیاد ڈالی۔ روجر بیکن نے عربی سیکھی اور عربی علوم سے واقفیت پیدا کی۔ روجر بیکن یا اُس کے ہمنام کو ہم موجودہ سائنس کے بانی کا مرتبہ نہیں دے سکتے۔ وہ صرف عربی علوم کے علم برداروں میں سے تھے جیسا کہ وہ خود اعلان کرتا تھا۔ کہ "عربی اور عربی علوم کا علم ہی واحد راستہ علمِ محکم حاصل کرنے کا ہے"۔

مغربی تہذیب کی ابتدا میں لوگوں کے غلط نظریے

یورپ میں تجرباتی علوم کے بانی کے متعلق بحثیں نیز عربوں کے ہر ایک علمی انکشاف کا کسی نہ کسی اُس یورپین سے انتساب جس نے سب سے پہلے اُس کا تذکرہ کیا۔ مثلاً قطب نما کا Flavio Giorji، نمک کا Arnold of Villeneuve، الکحل کا Amalfi اور بارود کا Bacon کو موجد بنانا اُن غلط نظریوں کا نتیجہ ہے۔ جو مغربی تہذیب کی ابتدا کے متعلق لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہیں۔

علم طب کی یورپ میں اشاعت

اُن یہودی عالموں نے جنہوں نے عربوں کے مدارس میں تعلیم پائی۔ ازمنہ وسطے میں عربی طب کو جو طب قدیم اور عمل جراحی میں قدیم طب سے بہت بڑھ کر تھی۔ یورپ میں اشاعت کی۔ فارماکوپیا۔ جو آجکل بھی مروج ہے۔ محدودے چند ایزادیوں کے علاوہ وہی ہے جو عربوں نے تیار کیا۔ Montpellier میڈیکل سکول کی بنیاد انہوں نے قرطبہ کے سکول کی طرز پر رکھی جسکی نقل Padua اور Pisa میں کی گئی۔ جہاں (Canons) قانون ابن سینا اور ابوالقاسم کی (Surgery) جراحی ۱۸ صدی عیسوی تک درسی کتابیں رہیں۔ ان مقامات نے Fellopius Vesalius - Cordon - Harvey اور گلیلو کو پیدا کیا۔

یورپ کی علمی بیداری مسلمانوں کی مرہون منت ہے

پندرھویں صدی میں یورپ کی علمی بیداری صرف علوم عربی کی تدریس کرنے تک محدود تھی۔ پرنس ہنری آف پرتگال نے عرب اور یہودی علما کے زیر اہتمام اپنی Nautical اکادمی کی (Cape St. Vincent) پر بنیاد رکھی۔ واسکوڈی گاما اسی اکادمی کا سند یافتہ تھا کولمبس بھی البا طلی کی کتاب ہی کے ذریعہ سے امریکہ دریافت کرنے میں کامیاب ہوا۔ کیپلر نے اپنا کام ابن یونس کی الحکمت کے نقشوں سے نکالا۔

عربوں نے تہذیب حاضر کی تشکیل کرنے کے لئے سائنس یورپ کو تحفتہً دی۔ یہ صرف سائنس ہی نہ تھی جس سے تہذیب نو کی تخلیق ہوتی بلکہ دوسرے بہت سے اثرات تھے۔ جو تمدن و تہذیب اسلام نے پیچھے چھوڑے۔ اور جنہوں نے یورپ کی مردہ رگوں میں حیات نو کا تازہ خون پیدا کیا۔

نقد و تبصرہ

"اچھوتوں کی دردبھری کہانیاں"

مرتبہ ملک فضل حسین صاحب قادیانی، حجم ۱۰۶ صفحہ تقطیع کتابی قیمت ۲ر کتابت طباعت اور کاغذ اچھا ہے۔ پتہ:- بکڈپو تالیف و اشاعت قادیاں ضلع گورداسپور

اس رسالہ میں سب سے اوّل ثابت کیا گیا ہے کہ ہندوستان کی آزادی و ترقی کیلئے اچھوتوں کی اصلاح ازبس ضروری جب تک ان بدنصیب انسانوں کو ذلت و پستی کے گڑھے سے نہیں نکالا جاتا سوراج کا حصول ناممکن ہے اس کے بعد بتایا ہے کہ اچھوت ہندوستان کے اصل آبادکار اور قدیم باشندے ہیں آریہ فاتحین کے جور و ظلم کیوجہ سے موجودہ ناگفتہ حالت کو پہنچ گئے ہیں اور ہندوؤں کے ظالمانہ طرز عمل سے متاثر ہو کر تحریک آزادی کی ہمیشہ مخالفت کرتے رہتے ہیں اور اپنے وجود کے تحفظ کے لئے انگریزوں کی حکومت ضروری خیال کرتے ہیں اس کے بعد اچھوتوں کی موجودہ دردناک حالت کو واضح کرنے کے لئے غیر ملکی سیاحوں کی بعض مستند تحریریں اور ہندو افسانہ نگاروں کی لکھی ہوئی دس کہانیاں درج کی گئی ہیں۔ آخر پر ثابت کیا گیا ہے کہ اچھوتوں کی اصلاح ہندوؤں سے ناممکن ہے اسلام ہی اُن کی مشکلات کا واحد حل ہے اور مسلمانوں کو بھی اس ضروری کام کی طرف مناسب الفاظ میں توجہ دلائی گئی ہے۔

"اچھوتوں کی حالتِ زار"

مرتبہ ملک فضل حسین صاحب قادیانی حجم ۱۰۶ صفحے تقطیع کتابی قیمت ۳/۸ر کاغذ کتابت اور طباعت خاصی ہے۔ مندرجہ بالا پتہ سے مل سکتی ہے۔

اس رسالہ میں اوّل متعدد سرکردہ ہندو لیڈروں کے بیانات درج ہیں کہ جب تک چھوت چھات دُور نہ ہو سوراج کا ملنا محال ہے اس کے بعد اچھوتوں کی حالت زار کے متعلق بارہ ذمہ دار ہندو معززین کی عینی شہادتیں پیش کی گئی ہیں اور اچھوتوں کے ساتھ ہندوؤں کے ناروا اور ظالمانہ سلوک کے متعلق ایک سو ایک رقت خیز واقعات درج کئے گئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندو اچھوتوں کو جانوروں سے بھی ذلیل سمجھتے ہیں۔ انہیں کسی حالت میں بھی مساوی حقوق دینے کیلئے تیار نہیں ہندو ان کو اپنے مندروں، کنوؤں، سڑکوں اور تالابوں پر نہیں آنے دیتے۔ ہندو درسگاہوں، سبھاؤں، دھرم سالوں، ہوٹلوں اور سراؤں کے دروازے ان پر بند ہیں۔ بعض علاقوں میں انہیں گیہوں کھانے، چاندی سونے کے زیورات پہننے، پبلک سڑکوں پر چلنے اور آبادیوں میں بود و باش رکھنے کی بھی ممانعت ہے۔ ان واقعات کے مطالعہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اعلیٰ ذات کے سکھ، اچھوت دنہ مبی سکھوں سے بھی نہایت ناروا برتاؤ کرتے ہیں سکھ اچھوتوں کی حالت ہندو اچھوتوں سے بہتر نہیں ان واقعات کے اندراج کے بعد کئی ہزار پنڈتوں اور آچاریوں کے فیصلہ کن اعلانات درج ہیں کہ چھوت چھات لازمی اور لابدی ہے۔ آخر پر ہندو اور اچھوت لیڈروں کے وہ اعترافات ہیں جن میں اسلامی مساوات کی خوبیوں کو تسلیم کیا گیا ہے۔

"وید شاستر اور اچھوت اُدھار"

مرتبہ ملک فضل حسین صاحب قادیانی حجم ۹۰ صفحے تقطیع کتابی قیمت ۳ر کتابت، طباعت اور کاغذ معمولی۔ مندرجہ بالا پتہ پر مل سکتی ہے۔

یہ رسالہ اس سلسلہ کا تیسرا حصہ ہے جس کی پہلی دو کتابوں کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ اس میں ویدوں شاستروں، سوامی دیانند اور سرکردہ آریہ سماجیوں کی تحریروں سے سینکڑوں حوالجات جمع کر دیئے گئے ہیں جو اس بات کا شافی ثبوت ہیں کہ سناتن دھرم اور آریہ سماجی مسلمات کی رُو سے چھوت چھات ضروری ہے۔ اور اچھوت ہندوؤں میں رہ کر مساوی حقوق ہرگز نہیں حاصل کر سکتے۔ اس بارہ میں آریہ سماج سناتن دھرم ہی کی طرح عاجز و ناکارہ ہے ان حوالوں کے مطالعہ سے معلوم ہو جاتا ہے اچھوتوں کے متعلق قدامت پسند ہندوؤں اور سوامی دیانند کے خیالات میں مطلق فرق نہیں جس قسم کے خیالات وید شاستروں اور زمانہ حال کے سناتنی پنڈتوں کے ہیں وہی خیالات سوامی دیانند جی کے ہیں آخر پر ہندو معززین کے اعترافات کو پیش کرتے ہوئے بتلایا گیا ہے کہ حقیقی مساوات کا علمبردار اسلام ہی ہے۔ ان تینوں رسالوں میں ملک صاحب نے محنت سے عمدہ اور مفید حوالہ جات جمع کر دیئے ہیں جن سے بہت فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

"ایک غلطی کے ازالہ میں"

غلط فہمی کا ازالہ

مؤلفہ میر مدثر شاہ صاحب گیلانی پشاوری۔ حجم ۲۷ صفحات۔ تقطیع کتابی۔ کتابت طباعت اور کاغذ عمدہ۔ قیمت فی رسالہ ۱ر ایک روپیہ میں یکم جون اور سات روپیہ میں "ایک صد"۔ ملنے کا پتہ دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

احمدیہ جماعت کا قادیانی فریق اپنے عقیدہ نبوت مسیح موعود کی تائید میں کہا کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے ۱۹۰۱ء میں اشتہار موسومہ "ایک غلطی کے ازالہ" کے ذریعہ عقیدہ نبوت میں تبدیلی کر لی تھی اور اس اشتہار میں آپ نے بڑے زور شور سے اپنے دعویٰ نبوت کا اعلان کیا تھا۔ اسلئے ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتابیں جن میں آپ نے نبوت سے انکار کیا ہے۔ اب منسوخ ہیں۔

میر صاحب نے یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے "ایک غلطی کے ازالہ" میں سابقہ عقیدہ کے متعلق کوئی تبدیلی نہیں کی اور نہ انکار نبوت کے حوالجات کو منسوخ یا غلط قرار دیا ہے۔ بلکہ حضرت صاحب کے یہ الفاظ جو "ایک غلطی کے ازالہ" میں درج ہیں کہ "ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعویٰ اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہکر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے" صاف ظاہر کرتے ہیں کہ حضرت صاحب نے اپنی پہلی کتب کو ہی اپنے دعویٰ پر سند ٹھہرایا ہے اور انہیں منسوخ قرار دینا ایک بین حقیقت کا انکار کرنا ہے اس کے علاوہ اس رسالہ میں قادیانی جماعت کے امام جناب میاں صاحب کے متضاد اقوال کے ذریعہ ثابت کیا گیا ہے کہ انکا عقیدہ صداقت پر مبنی نہیں۔ نبوت کے مفہوم اور اسکی حقیقت پر بھی سیر کن بحث کیگئی ہے اور حضرت مرزا صاحب کی تمام کتب کی روشنی میں انکے دعویٰ پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ رسالہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

"تاریخ گوجراں"

مؤلفہ حافظ عبدالحق صاحب شہر سیالکوٹ۔ حجم ۴۰۰ صفحے تقطیع ۱۸×۲۲/۸ کاغذ کتابت و طباعت معمولی قیمت ۸ر ملنے کا پتہ کہسار بکڈپو انارکلی لاہور

یہ قوم گوجر کی مفصل تاریخ ہے۔ جو ایک گوجر اہل قلم نے لکھی ہے اس میں لفظ "گوجر" کی وجہ تسمیہ۔ قوم گوجر کے نسب نامے۔ گوجر سلطنتوں اور خاندانوں کی ابتدا اور ان کے کارنامے، قوم گوجر کی مختلف شاخیں، گوجر سلطنتوں کا زوال۔ قوم گوجر سے راجپوتوں کا تعلق وغیرہ موضوعات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ فاضل مؤلف کی تحقیقات کو تاریخ کے معیار پر پرکھنے کے لئے کافی فرصت درکار ہے جو ہمیں میسر نہیں۔ اس کتاب کا مقصد تالیف فاضل مؤلف نے مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے۔

"بعض متمول اور تعلیم یافتہ (گوجر) اشخاص اپنی قوم کی جہالت اور قومی تاریخ سے لاعلم اور ناواقف ہونیکی وجہ سے گوجر قومیت کو خیرباد کہکر غیر قوموں میں جذب ہو رہے تھے۔ اور اپنے قومی لقب گوجر کو ترک کر کے سید، قریشی مغل، پٹھان، برہمن، راجپوت، ٹھاکر وغیرہ لقب اختیار کر رہے تھے۔ اس لئے مجھے ضرورت محسوس ہوئی کہ میں اپنی قوم کی عظیم الشان تواریخ کو اردو میں ترتیب دے کر تارکان قومیت کی خدمت میں مطالعہ کیلئے پیش کروں تاکہ یہ قومی خائن اپنی اس کمینہ حرکت سے باز آکر اپنے آباؤ اجداد کے خزانہ شجاعت یعنی بہادرانہ خون کو غیروں میں تقسیم کرنے کے مرتکب نہوں اور غیروں کے خون بھی انکی ملاوٹ سے ہر طرح محفوظ رہیں"۔

"رسالہ گوبھی"

مصنفہ مسٹر ایل کے ملک۔ حجم ۳۲ صفحے تقطیع کتابی قیمت ۱۲ر کاغذ کتابت و طباعت عمدہ۔ ملنے کا پتہ۔ اردو ہاؤس گجرات (پنجاب)

اس مختصر رسالہ میں مشہور سبزی گوبھی کی مختلف اقسام انکے طریق کاشت، غور و پرداخت اور ان سے تجارتی فوائد حاصل کرنے کے متعلق مفید معلومات جمع کر دی گئی ہیں ہمارے خیال میں یہ رسالہ زراعت پیشہ اور زراعت و باغبانی سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب کیلئے مفید و دلچسپ ثابت ہوگا۔

"پندرہ روزہ مسلمان"

سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ چندہ سالانہ ۲ر

یہ اخبار کئی سال سے جاری ہے پہلے لاہور سے نکلتا تھا مگر اب سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ سے شائع ہوتا ہے۔ حال ہی میں اس نے اپنے دور جدید کی ابتدا کی ہے اور صفحات میں اضافہ کیا ہے اور اس سلسلہ میں ہم سے ریویو کی فرمائش ہوئی ہے۔ یہ پرچہ جماعت اہلحدیث کا آرگن اور اسی کے خیالات و افکار کا آئینہ ہے۔ بعض اوقات اس کے صفحات میں علمی و تاریخی مضامین بھی نقل کئے جاتے ہیں۔

اخبار اپنے مقاصد و حیثیت کے لحاظ سے اچھا کام کر رہا ہے

خبریں

عالم اسلام

—— حکومت ترکی نے علم حیوانات کے ماہرین کی ایک خاص کمیٹی مقرر کی ہے جو عربی ممالک میں دورہ کرکے گھوڑے خرید رہی ہے قاہرہ کی اطلاع ہے کہ اس نے مصر سے گھوڑوں کی کافی تعداد خرید کی ہے۔

—— حکومت ترکی اور ہنگری کے درمیان تجارتی گفت و شنید شروع ہوگئی ہے تاکہ گذشتہ تجارتی معاہدہ کی بنیاد پر کوئی جدید معاہدہ طے پا جائے۔ گذشتہ معاہدہ کی مدت ۱۹۳۶ء میں ختم ہو جائیگی۔

—— گذشتہ دنوں اس قسم کی خبریں آئی تھیں کہ حکومت یونان و ترکی کے تعلقات میں قدرے تلخی پیدا ہوگئی ہے اور خطرہ ہے کہ تلخی کہیں جنگ کی صورت نہ اختیار کرلے مگر تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں حکومتوں کی دانشمندی نے کوئی ناگوار صورت پیدا نہیں ہونے دی حکومت یونان نے اعلان کیا ہے کہ ترکی و یونان کے تعلقات بدستور دوستانہ ہیں۔

—— عربی اخبارات کا بیان ہے کہ طرابلس الغرب میں بدوی عربوں کی بغاوت نے خطرناک صورت اختیار کرلی ہے۔ عربوں نے اطالوی حکومت کی سخت گیرانہ حکمت عملی کے خلاف پُرامن مظاہرے کئے جن پر اطالوی پولیس نے متعدد مقامات پر گولی چلادی جس سے کافی نقصان جان ہوا۔

—— اس علاقہ میں عربوں کے اندر حبشہ کی امداد کا جذبہ روز بروز ترقی کرتا جا رہا ہے سنوسی قبائل کے شیوخ اطالیہ کے خلاف زبردست پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ سنوسی لشکر نے بلیانو کی اطالوی چوکی پر حملہ کردیا اور کافی قتل و غارت کے بعد اس پر قبضہ کرلیا۔ نوکا کے مقام پر اطالوی طیاروں نے قبائلی لشکر پر شدید بمباری کی

—— اطالوی احکام نے عرب افسروں کے ذریعہ سنوسی قبائل کے سرداروں کو رشوت دیکر رام کرنے کی کوشش کی لیکن اس میں ان کو کامیابی نہیں ہوئی اور تمام طرابلس الغرب میں بغاوت کے شعلے روز بروز زیادہ تیزی سے بھڑک رہے ہیں۔

—— ایک اور خبر مظہر ہے کہ قبائلی عربوں کا ایک لشکر حبشہ کو روانہ ہوگیا ہے۔ اطالوی حکام نے بغاوت زدہ علاقہ میں مارشل لا نافذ کردیا ہے تمام دینی مدرسوں اور مسجدوں کو حکماً بند کردیا گیا ہے۔ متعدد مساجد کو فوجی ہیڈ کوارٹروں میں تبدیل کردیا گیا ہے۔ جہاں چار عرب پھرتے یا نجی معاملات پر گفتگو کرتے نظر آتے ہیں انہیں گولی کا نشانہ بنا دیا جاتا ہے۔

—— طرابلس کے بہت سے مسلمان تاجروں کو باغیوں کی امداد کرنے کے جرم میں گرفتار کرلیا گیا ہے۔ اُنکی جائیدادیں ضبط کرلی گئی ہیں۔ تحریک آزادی کے تمام رہنماؤں کو قید یا جلاوطن کردیا گیا ہے۔

—— دمشق میں حکومت سعودیہ کے وزیر مالیات شیخ عبداللہ سلیمان نے کہا کہ ملکی حکومت کی مالی حالت اب بہتر ہو رہی ہے عرب و حجاز میں سونے اور پیٹرول کی کانیں بکثرت موجود ہیں جنکا ٹھیکہ مناسب محفوظ شرائط پر امریکن اور انگریزی کمپنیوں کو دیا جا رہا ہے۔

—— ترکی اخبارات اٹلی و حبشہ کی جنگ کے متعلق بڑی دلچسپی لے رہے ہیں سرکاری اخبار "جمہوریت" لکھتا ہے کہ اس جنگ کی تہ میں دوسرے ممالک کام کر رہے ہیں۔ اور کہا جاسکتا ہے کہ یہ جنگ اٹلی و حبشہ کی نہیں بلکہ اٹلی اور انگلستان کی ہے۔ اس اخبار کی رائے ہے۔ کہ اطالیہ کی موجودہ رعونت اور غرور اس کی ندامت و پستی کے گڑھے میں دھکیل دیگا۔

—— البانیہ میں بغاوت فرو ہونے کے بعد حکومتیں اہم تبدیلیاں ہوئی ہیں شاہ البانیہ نے جنرل گھلمردی کے قتل کے جرم میں دو جرنیلوں کو پھانسی کی سزا دی ہے۔

ہندوستان

—— چودھری چھوٹو رام صاحب کا مسودہ قانون تحفظ مقروضاں سلیکٹ کمیٹی کے سپرد ہوگیا ہے۔

—— ڈپٹی کمشنر پشاور کے ایک خط کی بنا پر جو انہوں نے ایک مقامی اخبار کے ایڈیٹر کو لکھا ہے۔ یہ خیال کیا جا رہا ہے کہ حکومت سرحد نے بھی حکومت پنجاب کی تقلید میں تلوار کو ایکٹ اسلحہ سے مستثنیٰ کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ اس مقصد کے لئے ایک قرارداد بھی سرحدی کونسل کے آئندہ اجلاس میں پیش ہونے والی ہے۔

—— ولایت سے ایک تحقیقاتی مہم ہندوستان پہنچنے والی ہے جو ہندوستان کے نامعلوم علاقوں کو معلوم کرنے کی کوشش کریگی۔

—— معلوم ہوا ہے کہ پرانے کوئٹہ کے کھنڈروں پر ہی نیا کوئٹہ بسایا جائیگا اور یہ ایک نہایت شاندار شہر ہوگا۔ اس کے مکانات اس قسم کے بنائے جائینگے جن پر زلزلہ اثر نہ کرسکے۔ حکام نے نئی آبادی کے لئے اور کوئی جگہ تلاش کرنے کی از حد کوشش کی لیکن انہیں اسمیں کامیابی نہ ہوئی

—— کوٹ تیلی کے مہاجرین بدستور دہلی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور روز بروز ان میں اضافہ ہو رہا ہے۔

—— اس خبر کی تردید ہوگئی ہے کہ ریاست لوہارو کے نظم و نسق میں حکومت ہند مداخلت کرنے والی ہے۔

—— نئی دہلی ۲۹ر اکتوبر۔ حکومت ہند نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اطالیہ کے خلاف اسی قسم کے مالی اور اقتصادی تعزیری احکام نافذ کرے جیسے کہ حکومت انگلستان اور لیگ کے دوسرے ارکان نے نافذ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— سرکار کی طرف سے مزار شاہ کاکو کے انہدام کے سلسلہ میں ۱۷ سکھوں پر مقدمہ دائر ہوا تھا اس کی سماعت جاری ہے متولی مزار اور متعدد سکھوں کے بیانات استغاثہ کی طرف سے ہو چکے ہیں۔

—— لاہور ۳۱ر اکتوبر۔ کل ڈاکٹر محمد عالم اور ملک برکت علی ایڈووکیٹ نے ۱۸ مسلمانوں کی طرف سے مسجد شہید گنج کی واگذاری کے سلسلہ میں مقدمہ دائر کردیا ہے اس مقدمہ کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس مسجد میں نماز ادا کرنے کا حق دیا جائے۔

—— نئی دہلی ۳۱ر اکتوبر۔ قبائل سرحد میں بالکل امن و امان ہے اور وہ سردی کے ابتدائی موسم کے کام و کاج میں مصروف نظر آتے ہیں جنگ مہمند کے ایام میں رائل انجینئروں نے جو سڑک تعمیر کی تھی وہ اب درہ ناحقی تک پہنچ چکی ہے اور اس پر موٹر کی آمدورفت جاری ہے۔

—— چند روز ہوئے تحصیل ضلع اٹک میں مسلم سکھ فساد ہوگیا تھا اب حالات پر قابو پا لیا گیا ہے معلوم ہوا ہے کہ اس فساد میں فریقین نے آتشیں اسلحہ بھی استعمال کئے متعدد مسلمان اور سکھ مجروح ہوئے۔

—— لاہور ۳۱ر اکتوبر۔ آج سرائے میاں سلطان لنڈا بازار لاہور میں ایک مسلمان نوجوان کی نعش ملی جس کا گلا کسی تیز دھار آلے سے کاٹا گیا تھا۔ پولیس مصروف تحقیقات ہے۔

—— گذشتہ ہفتہ پانی پت میں مولانا حالی مرحوم کی صد سالہ سالگرہ نہایت کامیابی سے منائی گئی ہز ہائینس نواب صاحب بھوپال نے جلسے کی صدارت فرمائی اور حالی مسلم ہائی سکول کو بیس ہزار روپے کی گرانقدر رقم عنایت فرمائی۔ بعض دیگر حضرات نے معقول رقمیں عنایت کیں تقریب ہر لحاظ سے کامیاب رہی۔

—— کوئٹہ کی مشاورتی کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ مالکان جائیداد کو سرکاری نگرانی میں اپنے مصارف پر کھدائی کی اجازت دیدی جائے امید ہے

ممالک خارجہ

—— شاہ حبشہ نے اعلان کیا ہے۔ کہ جب تک اٹلی حبشہ کی ایک انچ زمین پر قابض ہے صلح نہیں ہوسکتی۔

—— روما ۲۸ر اکتوبر۔ حکومت اطالیہ نے بحری سلحہ کی تجدید کے لئے ۸۴ کروڑ ۴۰ لاکھ لیرا (اطالوی سکہ) منظور کیا ہے یہ رقم ۱۹۳۶-۱۹۳۵ء کے دوران میں صرف کی جائیگی۔

—— حبشہ کے ایک سرکردہ سردار نے نمائندہ رائٹر سے بیان کیا ہے اگر شاہ حبشہ موجودہ حالات میں ٹیگری کا علاقہ اطالویوں کو دینے پر رضامند ہوگئے تو انہیں ۲۴ گھنٹہ کے اندر اندر تاج و تخت سے دستبردار ہونا پڑے گا۔ کیونکہ حبشہ کے باشندے اس تجویز کو سخت ناپسند کرتے ہیں وہ آخری دم تک وطن کی خاطر لڑنے اور خون کا آخری قطرہ بہا دینے کا عزم کئے ہوئے ہیں۔

—— ادیس ابابا ۲۸ر اکتوبر۔ حبشی فوجیں پُر امید ہیں اور ان میں غیر معمولی جوش و خروش پایا جاتا ہے۔ ممالک غیر میں جو حبشی آباد تھے یا کاروبار کے سلسلہ میں مقیم تھے ان میں سے ہر روز سینکڑوں کی تعداد میں خدمت وطن کیلئے واپس آرہے ہیں ان میں اکثر ایسے ہیں جنہوں نے اپنی ساری پونجی بیچ کر حبشہ آنے کیلئے ٹکٹ خریدے ہیں۔

—— روم ۲۹ر اکتوبر۔ ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ اطالوی طیاروں نے جنوبی محاذ پر ہوائی تاخت شروع کردی ہے۔

—— لنڈن ۲۹ر اکتوبر۔ وزیر خارجہ برطانیہ نے پارلیمنٹ میں بیان کیا چونکہ حبشہ اور اٹلی میں مصالحت کی کوئی امید نہیں۔ اس لئے مصالحانہ کوششیں ترک کردی گئی ہیں اور اب اٹلی کے خلاف تعزیری کارروائی ناگزیر ہے۔

—— اسمارا ۳۰ر اکتوبر۔ ہوائی جہازوں کے ذریعہ دیکھ بھال کرنے سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حبشہ کی افواج ابھی تک میکالے پر قابض ہیں۔

—— روما ۳۰ر اکتوبر۔ ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے میسولینی نے کہا کہ حکومت اطالیہ ان ممالک کی اشیاء کی درآمد کو ممنوع قرار دیگی جو اطالیہ کے خلاف تعزیری کارروائی کریں گے۔

—— یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ اطالوی ذرائع سے حبشی افواج کی پے در پے شکستوں کے متعلق جو خبریں آرہی ہیں ان میں قطعاً کوئی صداقت نہیں حبشی افواج دشمن کا پوری بہادری اور اصول جنگ کے مطابق کامیاب مقابلہ کر رہی ہیں۔ ان کے پاس سامان خورد و نوش کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ پہاڑی علاقوں میں حبشی افواج دشمن کی نظروں سے نہایت کامیابی سے اوجھل ہو جاتی ہیں۔ اس لئے ہوائی جہاز بالکل ناکام رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں حبشہ کے اکثر علاقوں کی زمین نہایت نرم ہے اگر ہوائی جہاز کو بحالت مجبوری زمین پر اترنا پڑے تو اس کے پہیئے زمین میں دھنس جاتے ہیں۔ اور وہ پرواز اور نقل و حرکت سے مجبور ہو جاتا ہے۔

—— اٹلی کے خلاف تعزیری کارروائی کے متعلق ایک سو ایک حکومتیں متفق ہوگئی ہیں۔

—— اٹلی کی افواج میں ملیریا، نمونیہ، درد گردہ اور پیچش کی بیماریاں بکثرت پھیل گئی ہیں۔ انہوں نے جو کنوئیں کھودے تھے ان سے کھاری پانی نکلا ہے۔ اس لئے پینے کے پانی کی سخت قلت ہے۔

—— ایک تازہ خبر مظہر ہے کہ ایری ٹیریا کے محاذ جنگ پر حبشہ کی افواج کو شکست فاش ہوئی ہے۔

دلچسپ اقتباسات

ایک بین الاقوامی زبان کی تجویز

آج جبکہ سائنس کی ترقیوں سے زمین کی طنابیں کھنچ رہی ہیں اور وسائل آمدورفت کے محیر العقول اختراعات سے دور دراز ممالک دفعتاً ایک دوسرے سے قریب ہوتے جا رہے ہیں ضرورت ہے کہ ایک ایسی بین الاقوامی زبان پیدا کی جائے جو ہر ملک میں آسانی کے ساتھ سمجھی جا سکے۔ اس ضرورت کا احساس عرصے سے تھا۔ چنانچہ بہتیری زبانیں اس مقصد کے لئے تجویز بھی ہوئیں لیکن ان میں سے کوئی ایک بھی کامیاب نہ ہو سکی۔ اب اورتھولوجیکل انسٹی ٹیوٹ، کیمبرج، (ادارہ صحت الفاظ) کے ڈائرکٹر مسٹر اوگڈن (C.K. Ogden) نے ادارہ مذکور کی طرف سے ایک نئی زبان کا اعلان کیا ہے اور ان کا دعوٰی ہے کہ یہ زبان بین الاقوامی ضروریات کے لئے بالکل کافی ہوگی۔ اس زبان کا نام انہوں نے "بنیادی انگریزی" (Basic English) رکھا ہے اور اس پر ایک دلچسپ مقالہ بھی لکھا ہے جو سنڈے اسٹیٹسمین مورخہ ۲۵ راگست ۱۹۳۵ء میں شائع ہوا ہے ناظرین اکرام کے لئے ہم اس کا خلاصہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔

گذشتہ تین صدیوں میں تین سو سے زیادہ مصنوعی زبانیں تجویز کی جا چکی ہیں۔ ان میں سے اکثر فنا ہو گئیں، جو باقی رہ گئی ہیں ان میں اسپرانٹو (Esperanto) زیادہ مشہور ہے۔ ان میں سے کوئی بھی کسی زندہ زبان کی بنیاد پر قائم نہیں کی گئی۔ وہ سب نئی زبانیں تھیں جن سے بجز اس کے کہ زبانوں کی تعداد میں اضافہ ہی ہوتا گیا اور کچھ حاصل نہ ہُوا، حالانکہ زبانوں کے نقطۂ نظر سے اس وقت دنیا کی بڑی ضرورت افراط نہیں بلکہ تفریط ہے۔

انگریزی پہلے ہی پچاس کروڑ آدمیوں کی مادری یا دفتری زبان ہے۔ دس سال ہوئے ہم میں سے بعض اشخاص نے محسوس کیا کہ اگر اسے آسان بنا دیا جائے تو تجارت، سائنس اور تمام دوسرے اغراض کے لئے یہ ایک بین الاقوامی زبان بن سکتی ہے، چنانچہ کیمبرج کے اورتھولوجیکل انسٹی ٹیوٹ (Orthological Institute) نے یہ کام شروع کر دیا اور یہ "بنیادی انگریزی" اس کی دہ سالہ محنت کا نتیجہ ہے۔ ہم لوگوں نے ساڑھے آٹھ سو الفاظ چن لئے ہیں جن سے بیس ہزار الفاظ کا کام لیا جا سکتا ہے۔ جو تجربہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ استعمال کے چند ضروری اصولوں کے ساتھ وہ چوبیس گھنٹوں میں یاد ہو سکتے ہیں۔ اکثر غیر ممالک کے طلبہ اگر اس زبان پر روزانہ دو گھنٹے صرف کریں تو ایک مہینہ میں عبور حاصل کر سکتے ہیں۔

انگریزی لغت کے معتبر الفاظ کا شمار پانچ لاکھ ہے ان میں سے پروفیسر تھورن ڈائک (Thorndike) نے بیس ہزار الفاظ منتخب کئے ہیں جو اکثر بچوں کی کتابوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ بہت کمسن بچوں کے لغت میں بھی دو ہزار سے تین ہزار تک الفاظ ہوتے ہیں سرخیوں اور اشتہاروں کے لکھنے والے تقریباً سات ہزار الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اوسط ناظرین کو پچیس ہزار الفاظ سے واقفیت رہتی ہے پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ صرف ساڑھے آٹھ سو الفاظ سے تمام ضروری مطالب ادا کئے جا سکیں۔

اکثر انگریزی افعال (verbs) غیر ضروری ہیں، ان کے بغیر بھی کام چل سکتا ہے۔ ہزاروں ایسے ہیں جن کا مفہوم آسان تر افعال کے ساتھ ظرف، حرف جر یا اسم کو شامل کر کے ادا کیا جا سکتا ہے مثلاً (accelerate) کے معنی ہیں to go more quickly (جلد جانا) اور climb کے معنی ہیں to go up (اوپر چڑھنا) اسی طرح to break the law کے معنی ہیں to act against the law (قانون شکنی کرنا) اور to kick کے معنی ہیں to give a kick (ٹھوکر مارنا) ان مثالوں میں چار افعال یعنی accelerate, kick, climb, break ایسے ہیں جو چھوڑے جا سکتے ہیں۔ ماہرین ادارہ نے نہایت کاوش اور محنت سے تمام غیر ضروری افعال کو خارج کر کے صرف اٹھارہ افعال کو منتخب کر لیا ہے۔ ان میں بھی بعض صرف اس لئے رکھ لئے گئے ہیں کہ ان سے دوسرے الفاظ کو مدد ملتی ہے وہ ضروری الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:۔ Come, Get, give, Go, Keep, Let, Make, Put, Seem, Take, Be, Do, Have, May, Will اگر یہ مناسب طریقہ سے استعمال کئے جائیں تو ان سے تمام دوسرے افعال کا کام لیا جا سکتا ہے۔

واضح طور پر مفہوم کے سمجھنے کے لئے جن اسماء کی ضرورت ہے ان کی تعداد چار سو ہے۔ اسی طرح ضروری صفات (adjectives) کی تعداد سو اور افعال اور ان الفاظ کی جن سے افعال کو مدد ملتی ہے، مجموعی تعداد بھی سو ہے، ان کے علاوہ دو سو الفاظ ان اسماء کے ہیں جن کی تصویر لی جا سکتی ہے، مثلاً پنسل اور گاڑی وغیرہ اور پچاس الفاظ مقابل صفات کے لئے ہیں مثلاً تنگ اور سست "بنیادی انگریزی" کے الفاظ بس اسی قدر ہیں اور اس کے علاوہ پچاس الفاظ ایسے ہیں جو عام طور پر رائج ہیں اور ہر ملک میں سمجھے جاتے ہیں۔ مثلاً ہوٹل، تھیٹر، ڈولٹ، ٹیلی گرام، پولیس میڈم، سر، القاب مثلاً پرنس اور پریذیڈنٹ، علوم کے نام، اعداد، جغرافیائی نام، اور وہ الفاظ جو پیمائش اور سکون سے متعلق ہیں، یہ سب پہلے ہی سے بین الاقوامی استعمال میں رائج ہیں اور ساڑھے آٹھ سو کی فہرست میں شامل نہیں ہیں۔

اگر تمام دنیا کے ماہرین سائنس کسی مجلس میں اکٹھا ہوں، اور ان (۸۵۰) بنیادی الفاظ کے ساتھ عام سائنٹیفک اصلاحات کے ایک سو الفاظ نیز پچاس دوسرے الفاظ جو کسی متعین سائنس کیلئے مخصوص ہوتے ہیں استعمال کریں تو وہ ایک دوسرے کا مطلب بغیر کسی دشواری کے سمجھ سکتے ہیں، ان اکہزار الفاظ کے ذریعہ ہر علم سے واقفیت حاصل کی جا سکتی ہے۔ ✦

ہوائی یونیورسٹی

چین کے ایک نوجوان فاضل مسٹر چانگ (CHANG) نے شنگھائی میں لاسلکی کے ذریعہ تعلیم کی نشر و اشاعت کا ایک عجیب غریب انتظام کیا ہے جسے وہ اپنی ہوائی یونیورسٹی کہتے ہیں، مسٹر چانگ امریکہ کی ہارورڈ یونیورسٹی کے تعلیمیافتہ ہیں چند دنوں سے وہ شنگھائی کے ایک لاسلکی کے مرکز سے مائکروفون کے ذریعہ تقریباً ایک ہزار چینی طلبہ کو تعلیم دے رہے ہیں، اس طریقہ سے جو لوگ ریڈیو کا آلہ رکھنے کی استطاعت رکھتے ہیں وہ گھر بیٹھے تعلیم حاصل کر سکتے ہیں اور جو غریب ہیں وہ ان مقامات پر جا کر تعلیم حاصل کر سکتے ہیں جہاں ریڈیو کے آلے قومی انجمنوں کی طرف سے لگے ہوئے ہیں، مسٹر چانگ نے اس بات کا بھی انتظام کیا ہے کہ طلبہ ٹیلیفون یا خط و کتابت کے ذریعہ ان مضامین کے متعلق جن کو وہ مائکروفون سے سنتے ہیں سوالات بھی کر سکتے ہیں، ان کے سوالات کا جواب فوراً دیا جاتا ہے۔ اب مسٹر چانگ اس طریقہ تعلیم کو اور زیادہ وسیع بنانا چاہتے ہیں اور ان کی تجویز ہے کہ چند گھنٹے دنیا کے ہر حصہ کے ماہرین علم و فن کے لیکچروں کے ریکارڈ جو تعلیمی فلسفیانہ اور سائنٹیفک مضامین پر ہوں طلبہ کو سنائے جائیں، لاسلکی کے ذریعہ ان لیکچروں کی اشاعت سے پہلے ان کا ترجمہ چینی زبان میں کر دیا جائے گا ✦ (معارف)

امریکہ میں جرائم کی کثرت

تہذیب کی "روشنی" میں ظلم و فساد کی تاریکی

امریکہ میں جرائم کی تعداد انتہا کو پہنچ چکی ہے، جرائم میں سب سے زیادہ ہولناک جرم "اغوا" ہے یعنی دولتمند اور مشہور مردوں، عورتوں اور ان کے بچوں کو زبردستی اٹھا کے جانا اور گرانقدر رقمیں لیکر انہیں رہا کرنا، امریکہ میں "اغوا" کی لعنت اس حد تک پھیل چکی ہے۔ کہ اب اونچے طبقے کے آدمیوں میں سوا ایک فرد بھی اپنے آپ کو سلامت نہیں سمجھتا۔ بلکہ بعض لوگ امریکہ کو چھوڑ کر انگلستان آگئے ہیں۔

ماہرین کا خیال ہے کہ "اغوا" کا جرم ناجائز شراب فروشی سے شروع ہُوا، جب امریکہ میں شراب کی بندش کا قانون رائج ہو گیا تھا تو مختلف لوگوں نے ممالک غیر سے خفیہ خفیہ شراب لا کر فروخت کرنی شروع کر دی۔ اس غرض کے لئے انہوں نے خفیہ جتھے بنائے، خفیہ آدمی ملازم رکھے۔ جو بیرونی ممالک سے شراب امریکہ کے اندر لاتے تھے، اور فروخت کے مخصوص مقامات پر پہنچاتے تھے۔ انہی جتھوں میں سے آہستہ آہستہ بعض نے دولتمندوں کے بچوں کا "اغوا" شروع کر دیا اور جب اس طرح آسانی کے ساتھ روپیہ پیدا کر لینے کی شہرت ہوئی۔ تو خاص اسی کام کے لئے جتھے بن گئے اور سارا ملک اس لعنت سے بھر گیا۔

بیرونی دنیا اغوا کی ہولناکی سے پورے طور پر اس وقت روشناس ہوئی جب کرنیل لنڈبرگ کے بچے کا اغوا کیا گیا۔ اس کے بعد ایک چھوٹی بچی کو بدمعاش اٹھا لے گئے۔ انیس روز کے بعد وہ بچی ایک لق و دق صحرا میں ایک فولادی صندوق سے بندھی ہوئی ملی۔ اسے کئی روز سے کھانے پینے کو کچھ نہیں ملا تھا۔

جولائی ۱۹۳۴ء میں امریکہ کے دارالحکومت واشنگٹن کے ایک پررونق بازار میں دیدہ دلیری کا عجیب واقعہ پیش آیا۔ ایک ۳۵ سالہ معزز اور خوش پوشاک آدمی بازار میں جا رہا تھا دفعتاً ایک موٹر پیچھے سے آئی جس میں ایک عورت اور تین مرد سوار تھے۔ راہ چلنے والے آدمی کے پاس موٹر رکی، ایک مرد نے باہر نکل کر پستول کے دستے سے اس آدمی کے سر پر ضرب لگائی۔ اسے موٹر میں ڈالا اور لے گئے۔ ہزار تلاش کی لیکن کوئی سراغ نہ ملا حتٰی کہ بیچارے اغوا کردہ آدمی کی نسبت بھی معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کون تھا۔

ایک شخص نے بیان کیا کہ بدمعاشوں کا فیصلہ یہ تھا کہ کرنیل لنڈبرگ کو اٹھا کر لے جائیں اور اس کے معاوضے میں مشہور بدمعاش اسکپونی کو رہا کرائیں جو اس وقت جیل میں ہے پھر یہ تجویز ہوئی کہ

باقی پر صفحہ ۱۸ کالم ۳

حالات

کوائف بھدرواہ

بھدرواہ میں اللہ رکھا ساغر آف جموں کی اسن سوز تقریریں

قارئین "پیغام صلح" بھدرواہ میں سید اختر حسین شاہ صاحب مبلغ اسلام پر قاتلانہ حملے کے حالات پڑھ چکے ہیں اور یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ اب مقامی عدالت میں سنگدل اور متعصب غیر احمدیوں کے خلاف مقدمہ زیر سماعت ہے اور ملزمین پر فرد جرم عائد ہو چکی ہے یہ سب کھیل اس لئے کھیلا جا رہا ہے کہ ملاں محمد شفیع سنگھروی نے بھدرواہ پہنچ کر بے سمجھ مسلمانوں کو اشتعال دلایا اور اپنی خلوتگاہوں میں مشورہ کر لیا کہ بھدرواہ سے احمدیت کو مٹانے کی یہی صورت ہے کہ سید اختر حسین صاحب مبلغ اسلام اور باقی احمدیوں کو جان سے مار دینا چاہیئے۔ نہ احمدی ہونگے اور نہ آئندہ اسلام کی تبلیغ اور غیر مذاہب کا مقابلہ ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ۔

بظاہر تو یہ بھدرواہ کا قصہ ہی معلوم ہوتا ہے مگر واقعات نے کچھ اور ہی ثابت کر کے ایک منظم سازش کا پتہ دے دیا ہے پچھلے دنوں یہاں جموں میں منظر علی صاحب اظہر کی جو تقریر ہوئی۔ اس کا غالب حصہ بھدرواہ سے احمدیت کے مٹانے پر منتج تھا۔ پھر آج ہفتہ عشرہ پہلے مسجد احمدیہ جموں کے سامنے شارع عام میں محمد اکبر میرپوری اور اللہ رکھا ساغر کی جو تقریریں ہوئیں ان سے واضح ہو گیا کہ ملاں محمد شفیع نے بھدرواہ جا کر عمداً ایک منظم سازش کے ماتحت فساد کرایا اور ہمارے نوجوان دوست شاہ صاحب پر قاتلانہ حملہ کر کے ہمارے اس بیان کی تصدیق کرا دی۔

اب چند دنوں سے اللہ رکھا ساغر بھدرواہ میں پہنچکر آتش فساد کو دوبارہ بھڑکانے میں سرگرم ہے۔ ایک طرف اگر وہ نہتے۔ کمزور بے قصور، امن پسند احمدیوں کو بائیکاٹ اور دیگر خطرناک دھمکیوں سے دبانے کی کوشش کر رہا ہے۔ تو دوسری طرف شریف۔ بے تعصب غیر جانبدار افسران ریاست کو بھی بدنام کرنے میں منہمک ہے۔ حالانکہ بھدرواہ کی جس عدالت میں مقدمہ زیر سماعت ہے اس کا افسر جلیس ایک منصف اور رعایا پرور ہندو جج ہے اور جن پولیس کے افسران نے مقدمہ چالان کیا وہ بھی بے تعصب اور نہایت انصاف پسند سنے جاتے ہیں۔ مقدمہ سرکار بنام ملزمان ہے اس میں احمدیوں کا جو بھدرواہ میں ہر لحاظ سے نہتے اور بے یار و مددگار ہیں۔ کیا ہاتھ ہو سکتا ہے۔ ہاں اپنے ذاتی فائدہ اور جلب منفعت کی خاطر ہر شریف اور بھلے مانس انسان کو بدنام کرنا احراریوں کا پیشہ ہے اور ساغر صاحب تو محض روپیہ بٹورنے اور اخبار چلانے کی غرض سے سیدھے سادے مسلمانوں کو بنا رہے ہیں، ورنہ انصاف پرور عدالت اور افسران کو بدنام کرنا بالکل بے معنی ہے۔ شیخ مقبول محمد صاحب سپرنٹنڈنٹ ٹیکنیکل سکول بھدرواہ "شیر کشمیر" کے بادر کلاں ہیں اور غیر احمدی ہیں فساد کے وقت موجود تھے اور عدالت میں ایمانداری سے شہادت ایدی لیس یہی ان کا بھاری جرم ہے۔ جس کے لئے اپنی احمدی کہکر شیخ محمد عبداللہ صاحب شیر کشمیر کی پرانی عداوت کے بدلے بھی ان سے ہی لئے جا رہے ہیں اور باقی رہے احمدی ملازمین ان کو وہاں کے مقامی دیگر افسران بخوبی جانتے ہیں کہ اس فساد میں ان کو دو کا بھی اطلاع نہیں

ہم امید کرتے ہیں کہ گورنمنٹ ریاست جموں و کشمیر اپنی غیر جانبدارانہ پالیسی کا ثبوت دیتے ہوئے انصاف سے فیصلہ کرنے کی کوشش کرے گی اور امن قائم رکھنے کے لئے چند شوریدہ سر اور

خان بہادر شیخ نور الٰہی صاحب سے اظہار تعزیت

مسلم ہائی سکول لاہور کے طلبہ اور اساتذہ کا ایک غیر معمولی جلسہ آج مورخہ ۲۹ ر اکتوبر زیر صدارت سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر منعقد ہوا۔ اور مندرجہ ذیل قرار دادیں باتفاق رائے منظور ہوئیں۔

(۱) یہ جلسہ خان بہادر شیخ نور الٰہی صاحب اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمہ تعلیم کے والد بزرگوار کی اچانک اور بے وقت موت پر انتہائی رنج و افسوس کا اظہار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ وہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور خان بہادر صاحب موصوف و مرحوم کے دیگر لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے۔

(۲) قرار پایا کہ اس ریزولیوشن کی نقول خان بہادر صاحب اور مسلم اخبارات کو بھیجی جا دیں۔

(مرزا خلیل الرحمٰن۔ سکرٹری شاف ایسوسی ایشن مسلم ہائی سکول لاہور)

اصلاح دیہات کا ایک خاص پہلو

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

راجہ حسن اختر صاحب پرسنل اسسٹنٹ کمشنر محکمہ اصلاح دیہات نے دیہات سدھار کمیٹی ضلع شاہ پور میں بمقام سرگودھا تقریر کرتے ہوئے تحریک اصلاح دیہات کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور پورے پروگرام کی جملہ مدات کے متعلق زمینداروں اور دیگر باشندگان دیہات کو نہایت کار آمد ہدایات دیں اور فرمایا کہ ہمارے ملک کے نوجوان عام طور پر اپنے ہاتھ سے کام کرنا باعث ہتک سمجھتے ہیں حالانکہ اس سے بڑھ کر کوئی عزت نہیں کہ اپنے ہاتھ سے کام کیا جائے آپ نے اس بات پر زور دیا۔ کہ اصلاح دیہات کا پروگرام اس وقت کامیاب ہو سکتا ہے جب یہ پنجاب کے دیہات میں ساری و طاری ہو جائے اور دیہاتی اس کو اپنی زندگی میں شامل کر لیں۔ یہ تحریک وقتی ہنگامی اور سیاسی نہیں اگر اس پر عمل کیا جائے تو یقیناً دیہاتی خوشحال ہو سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ نے عورتوں کی تعلیم کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالی۔ فرمایا کہ ملک ڈنمارک کی عورتیں پنیر بنانا، مرغیوں کی پرورش کرنا، دودھ کی دیکھ بھال کرنا اپنا فرض سمجھتی ہیں اور گھر کے کام کاج کو خود اپنے ہاتھ سے کرتی ہیں۔ راجہ صاحب نے فرمایا کہ عورت کے لئے مندرجہ بالا تمام امور سے واقفیت رکھنا ضروری ہے۔ سردست استانیوں کا ملنا محال ہے اور اگر استانی گاؤں سے باہر کی لائی جاوے تو گاؤں والوں کو اعتراض ہوتا ہے اس لئے فیصلہ ہوا کہ گاؤں سے ہی عورتیں دی جائیں۔ لیکن مسٹر برین نے بعد غور و خوض و صلاح مشورہ یہ فیصلہ کیا کہ استاد کے ساتھ اس کی بیوی کا بھی وظیفہ مقرر کر دیا جائے تاکہ وہ تعلیم نسواں میں امداد کا باعث ہو۔ بعد میں آہستہ آہستہ دس برس کے اندر یہ دقت رفع ہو جائیگی۔ آپ نے بڈھ کے ایک متمول زمیندار کا ذکر کیا۔ جس نے اپنے خرچ پر اصلاح دیہات کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا ذمہ لیا ہے اور کام شروع ہو چکا ہے اور دیہاتیوں سے تحریک کی کہ وہ بھی اس تحریک کو کامیاب بنانے میں سعی و غور سے کام لیں۔

تعلیم نسواں اور ڈسٹرکٹ بورڈ

ملکوں اور قوموں کی ترقی ہمیشہ عورتوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور جب تک عورتیں اس قابل نہ ہو جائیں کہ وہ اپنے گاؤں، اپنے شہر اور صوبہ کی ترقی میں ممد و معاون بنیں، پنجاب کا مستقبل تاریک رہیگا ہم بدقسمتی سے تاریخ کے نازک ترین زمانہ میں سے گذر رہے ہیں۔ فصلیں خراب اور پیداوار کی قیمتیں کم ہیں۔ ایسے اوقات میں عورتوں کو مردوں کی نسبت زیادہ تکالیف کا سامنا ہوتا ہے اس لئے کہ گھر کا سارا بوجھ گھر والی کے سر پر ہوتا ہے۔ افلاس کی حالت میں جب بچے روٹی کے ٹکڑے کے لئے بلک رہے ہوں تو وہ کلیجہ تھام کے رہ جاتی ہے۔ مشہور ہے کہ بہشت ماں کے قدموں کے نیچے ہے یعنی اگر ماں جاہل نہیں۔ اپنے ماحول کو سمجھتی ہے بچوں کی اچھی طرح نگہداشت کرتی اور ان کے دل میں تعلیم کے لئے دلچسپی پیدا کر سکتی ہے۔ گھر کو راحت اور مسرت کا مرقع بنا سکتی ہے تو بیشک بہشت اُس کے قدموں میں ہے ورنہ وُہ سب کو جہنم میں دھکیل دے گی بدقسمتی سے اس صوبہ میں تعلیم نسواں ابھی پورے طور پر نہیں پھیلی۔ بے شبہ شہروں میں لڑکیاں تعلیم حاصل کرنے لگی ہیں۔ لیکن نصاب تعلیم کی ناموزونیت خراب اثرات پیدا .... کر رہی ہے بالخصوص شہری استانیاں دیہاتی لڑکیوں کے لئے موزوں ثابت نہیں ہوئیں۔ اس لئے دیہاتی رؤسا کو تعلیم نسواں سے وحشت ہے لیکن اچھے نصاب کی تیاری و تربیت بھی انہی کے ہاتھ میں ہے۔ ان کا فرض ہے کہ پہلے تو لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ڈسٹرکٹ بورڈ سے علیحدہ روپیہ منظور کرائیں اور اس کے بعد دیکھیں کہ یہ روپیہ صحیح مصرف میں آتا ہے یا نہیں۔ ڈسٹرکٹ بورڈ ۹ فیصدی اس بجٹ سے خرچ کرتے ہیں جو تعلیم کی غرض سے ... ان کے سپرد ہوتا ہے لیکن لڑکیوں کی تعلیم کے لئے روپیہ مخصوص نہیں کیا جاتا۔ یہ ممبران ڈسٹرکٹ بورڈ کا فرض ہے کہ اس بات پر زور دیں کہ ان کی آئندہ نسلوں کے بہبود کے لئے ان کی بچیوں کی تعلیم کے لئے روپیہ علیحدہ کر دیا جائے۔ خوشی کی بات ہے کہ حکومت نے ڈسٹرکٹ بورڈوں کے نام احکام جاری کر دیئے ہیں کہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے بجٹ میں علیحدہ مد رکھی جائے۔

(مس تسلیم آنرس رسادات سٹریٹ لاہور)

بقیہ صفحہ ۱۷

کرنیل لنڈبرگ کے بجائے ان کی بیوی کو اٹھانا زیادہ مناسب ہے۔ اس کے لئے سکیم مکمل ہو گئی جس موٹر میں مسز لنڈبرگ کو سیر جانا تھا۔ وہ موقع پر پہنچ گئی۔ لیکن آخری وقت میں، بدمعاشوں کے سردار نے اس سکیم کو ملتوی کر دیا۔ بعد ازاں کرنیل لنڈبرگ کا بچہ اٹھایا گیا جو بیچارا معصوم مارا گیا۔

غرض اغوا کی وارداتوں سے آج ہر شخص ہراساں ہے۔ بڑے بڑے تاجر، دولتمند، سیاست دان، مدیر، فلم ایکٹر اور ایکٹریس سخت پریشان ہیں۔ چارلی چپلن اور مارلین ڈایٹرکاش وغیرہ مشہور ایکٹروں نے اپنی اور اپنے بچوں کی حفاظت کے لئے خاص گاردیں مقرر کر رکھی ہیں شہر کفساس کے ایک جج کی ۲۵ سالہ صاحبزادی کو بدمعاش غسلخانہ سے اٹھا کر لے گئے اور چھ ہزار پونڈ کی رقم ادا کرنے پر اسے رہا کیا۔ تیل کے ایک ملک التجار کی حسین بیوی کو نہایت غیر ساتر لباس میں اٹھا کر لے گئے اور جب اس نے شور مچایا تو لوہے کی سلاخ سے مار مار کر اس غریب و بیکس کا جسم لہولہان کر ڈالا۔ مسٹر برمیر ایک لاکھ پتی کو مار مار کر ادھ موا کر دیا اور اس کے لئے دو لاکھ ڈالر کی رقم

بچوں کا صفحہ

آزادی کی سچی روح

(از چوہدری سلطان محمود صاحب)

پیارے بھائیو۔ تم نے اسلام کے دوسرے خلیفہ حضرت عمرؓ فاروق اعظم کا نام ضرور سنا ہوگا۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں آزادی کی سچی روح ہر چھوٹے بڑے اور امیر و غریب مسلمان میں پائی جاتی تھی۔ اور وہ لوگ سچی بات کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں کرتے تھے۔ میں آپ کو اس اسلامی بادشاہ کی زندگی کا ایک واقعہ سناتا ہوں۔

ایک دن حضرت عمرؓ اعظم ایک ضروری خطبہ دینے کے لئے ممبر پر کھڑے ہوئے اور آپ نے فرمایا۔ "اے لوگو! سنو"۔ حضرت عمر ابھی یہ الفاظ کہنے بھی نہ پائے کہ سامعین میں سے ایک آدمی اٹھا اور بولا کہ "ہم آپ کی بات سننے کے لئے ہرگز تیار نہیں"۔ اس واقعہ کو مولانا شبلی مرحوم نے یوں ادا کیا ہے:۔

ایک دن حضرتِ فاروق نے ممبر پہ کہا
مَیں تمہیں حکم جو کچھ دوں تو کرو گے منظور
ایک نے اُٹھ کے کہا یہ کہ نہ مانیں گے کبھی
کہ ترے عدل میں ہم کو نظر آتا ہے فتور

مسجد میں خاموشی طاری ہوگئی اور سب لوگ اس نکتہ چیں کی طرف دیکھنے لگے جس نے امیر المومنین کو ٹوکا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس بات کو برا نہیں مانا بلکہ اس آدمی سے خطبہ نہ سننے کی وجہ دریافت کی۔ اس آدمی نے جواب دیا۔ "ہاں اے بادشاہ وقت! میرے پاس یہ وجہ ہے کہ قمیص جو آپ پہنے ہوئے ہیں یہ اس کپڑے کی بنی ہوئی ہے جو اگلے دن مال غنیمت میں آیا تھا۔ اور تمام لوگوں میں تقسیم ہوا تھا۔ اور دوسرے لوگوں کی طرح آپ کے حصے میں بھی صرف ایک ٹکڑا آیا تھا۔ اور یقیناً آپ جیسے لمبے چوڑے آدمی کے لئے ایک ٹکڑا ناکافی تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے حصہ سے زیادہ کپڑا لیا ہے۔ ہم اس وقت تک آپ کی بات سننے کے لئے تیار نہیں۔ جب تک آپ اپنی پوزیشن صاف نہ کریں"۔

یہ سن کر حضرت عمر فاروق کا لڑکا عبداللہؓ جواب کے لئے اٹھا چنانچہ مولانا شبلی بیان کرتے ہیں:۔

بولے یہ ابن عمر سب سے مخاطب ہو کر
اس میں کچھ والد ماجد کا نہیں جرم و قصور
ایک چادر میں جو پورا نہ ہوا ان کا لباس
کر سکی اس کو گوارا نہ میری طبع غیور
اپنے حصے کی بھی میں نے انہیں چادر دیدی
واقعہ کی یہ حقیقت ہے کہ جو تھی مستور
نکتہ چیں نے یہ کہا اٹھ کے کہ ہاں اے فاروق
حکم دے ہم کو کہ اب ہم اسے مانیں گے ضرور

پیارے دوستو! تم نے دیکھا کہ یہ کیا چیز تھی جس کی بدولت قرون اولیٰ کے مسلمان سلطنتوں کے وارث بنے۔ ایک طرف ان میں آزادی کی روح تھی۔ دوسری طرف وہ خدا کے احکام کی پوری پوری تابعداری کرنے میں جان تک کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ نکتہ چیں کا یہ فعل قابل تعریف ہے۔ کہ اس کے خیال میں جب حضرت عمر انصاف پر نہیں تھے تو فوراً اس نے اس بات کا جواب طلب کیا۔ لیکن حضرت عمرؓ نے بھی قطعاً برا نہیں مانا۔ اگر آجکل کا کوئی پیر یا مولوی ہوتا تو اس کے کسی مرید کو حق بات میں بھی اس کے خلاف آواز اٹھانے کی کبھی جرأت نہ ہوتی اور اگر مرید بدقسمتی سے ایسا اعتراض کر دیتا تو پیر صاحب اپنی شان جلالی میں آکر اس کو ملعون قرار دے کر اپنی مریدی سے باہر نکال پھینکتے اور اسی وقت اس پر فتوے کفر بھی جڑ دیتے۔

آج کل ہماری سوسائٹی کا سب سے بڑا نقص یہی ہے۔ کہ ہمارے خیالات میں آزادی نہیں اور اسی وجہ سے ہم غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ کوئی قوم اس وقت تک آزاد نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کے خیالات میں آزادی پیدا نہ ہو جائے۔ کیونکہ آزاد روح غلام جسم میں کبھی نہیں رہ سکتی۔ اس لئے پیارے دوستو اگر ہم آج اسلام کی پہلی سی شان و شوکت دیکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہیئے کہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح آزادی کی روح پیدا کریں اور یہی وہ چیز ہے جو ہمیں منزل مقصود تک پہنچا سکتی ہے۔

اسلامی کتب کا بہترین ذخیرہ
تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے مترجم ترجمۃ القرآن
انگریزی و اردو وغیرہ
بیان القرآن
یعنی
اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن
خصوصیات
ہر بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے۔ قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے۔ تشریح لغت مکمل طور پر دی گئی ہے۔ لغت کی مستند کتب مفردات امام راغب، لسان العرب، تاج العروس کی بنا پر ترجمہ و تفسیر کیا گیا ہے۔ پرانی تفاسیر کا خلاصہ معہ حوالجات دیئے گئے ہیں۔ ہر قسم کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ ہر سورت کا آپس میں تعلق واضح کیا گیا ہے۔ موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر ہے ۲۲×۲۹ سائز کے دو ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ اصل ہدیہ مکمل تفسیر رعایتی قیمت
بیان القرآن کا مختصر ایڈیشن حمائل شریف مترجم کے نام سے شائع کیا گیا ہے
جس میں بہت مختصر نوٹ ہیں۔ غیر مجلد مجلد
فضل الباری حصہ اوّل
یعنی
اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری
خصوصیات
بخاری شریف کی کتابوں۔ بابوں اور مضامین کو اس طریق سے رکھا گیا ہے کہ حجم بہت کم ہو گیا ہے۔ ترجمہ بامحاورہ ہے۔ مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور احادیث کو اس کے ماتحت رکھا گیا ہے۔ ہر قسم کے اعتراضات کو دور کیا گیا ہے۔ مسائل میں مختلف راویوں میں سے جو معقول اور مدلل ہوا سے ترجیح دی گئی ہے۔ مکرر احادیث پر ترتیب وار نمبر دیئے گئے ہیں اور الفاظ کی کمی بیشی کو نوٹوں میں واضح کیا گیا ہے۔ پہلی جلد ۲۲×۲۹ سائز کے ۸۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں قریباً چودہ پارے صحیح بخاری کے کتاب الانبیاء تک آ چکے ہیں۔
اصل قیمت جلد اوّل مجلد رعایتی قیمت
محصول ڈاک علاوہ
سیرت خیر البشر
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مفصل سوانح عمری جس میں خصوصیت سے آپ کے اخلاق فاضلہ پر محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے ہر قسم کے اعتراضات جو یورپین مصنفین نے کئے ہیں ان کا جواب دیا گیا ہے۔ قیمت مجلد غیر مجلد
تاریخ خلافت راشدہ
خلفائے راشدہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی کے حالات زندگی دیئے گئے ہیں اور واضح کیا گیا ہے کہ خلافت راشدہ کے چار مختلف زمانے مسلمانوں کو چار عظیم الشان سبق دیتے ہیں اور یورپین مؤرخین نے خلفاء راشدین کی لڑائیوں پر جو اعتراضات کئے ہیں ان کا مفصل اور مدلل جواب دیا گیا ہے۔ چار الگ حصوں میں۔ قیمت مجلد بے جلد
جمع قرآن
قرآن کریم کی جمع اور ترتیب کے متعلق تمام تاریخی واقعات اور غیر مسلموں کے قرآن کریم پر اعتراضات اور ان کا مفصل اور مدلل جواب دیا گیا ہے
قیمت مجلد بے جلد
مقام حدیث
اہل قرآن گروہ کا مدلل و فیصلہ کن جواب ہے۔ ضرورت حدیث، تنقید حدیث اور جمع حدیث پر مفصل بحث
قیمت مجلد بے جلد
النبوت فی الاسلام
نبوت و رسالت محدثیت اور مجددیت پر بحث، اور ثابت کیا ہے کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی ہے
مجلد بے جلد
مقدمۃ القرآن حصہ اوّل
اس میں ہستی باری تعالیٰ پر دلائل قرآنی کو چار قسم پر تقسیم کر کے کل آیات قرآن کو جمع کیا گیا ہے
قیمت
حقیقت المسیح
عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب از روئے قرآن کریم اور بائبل دیا گیا ہے۔
قیمت
تصنیفات مختلف مصنفین
انوار القرآن
پارہ عم کی ایمان افروز تفسیر
مؤلفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب۔ جن لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کا درس سنا ہے وہ ڈاکٹر صاحب کے معارف و حقائق قرآنی کو خوب جانتے ہیں۔
کاغذ، خوبصورت کپڑے کی جلد جس پر کتاب اور مصنف کا نام سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے
گولڈن ڈیڈز آف اسلام
انتخاب صحاح ستہ
مختلف مسائل اسلامیہ پر صحاح ستہ کی احادیث کا انتخاب
بے جلد
کامران
اردو ترجمہ تجرید
تجرید کے بیس ابتدائی ادھیاؤں کا اردو ترجمہ از مولانا عبد الحق صاحب فاضل سنسکرت۔ قیمت
المسیح الدجال
حضرت مسیح علیہ السلام کی دوبارہ آمد اور یاجوج ماجوج کے متعلق احادیث کی تشریح
قیمت
الروح
تناسخ
ولادت مسیح
رسالہ نماز
قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت
روزہ
حج
زکوٰۃ
اکرام الحق
المشتہر منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قومی ترقی صرف اتباع قرآن سے ہو سکتی ہے

کامیاب وہی لوگ ہونگے جو قرآن کریم کے ماتحت چلتے ہیں۔ قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے جس کی تلاش میں لوگ لگے ہوئے ہیں صحابہ کے نمونوں کو اپنے ساتھ رکھو۔ دیکھو انہوں نے حبیب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے اُن سے کئے تھے پورے ہو گئے۔ ابتدا میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں گم ہو کر انہوں نے وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصہ میں آیا تھا۔ وہ قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے اور ان کی ہی اطاعت در پیروی میں دن رات کوشاں تھے ان لوگوں کی پیروی کسی رسم و رواج تک میں بھی نہ کرتے تھے جن کو کفار کہتے تھے۔ جب تک اسلام اس حالت میں رہا۔ وہ زمانہ اقبال اور عروج کا رہا۔ اس میں سِر یہ تھا:۔ خدا داری چہ غم داری

مسلمانوں کے فتوحات اور کامیابیوں کی کلید یہی ایمان تھا صلاح الدین کے مقابلہ پر کس قدر ہجوم ہوا تھا لیکن آخر اس پر کوئی قابو نہ پا سکا۔ اس کی نیت اسلام کی خدمت تھی۔ غرض ایک مدت تک ایسا ہی رہا جب بادشاہوں نے فسق و فجور اختیار کیا پھر اللہ تعالیٰ کا غضب ٹوٹ پڑا۔ اور رفتہ رفتہ ایسا زوال آیا جس کو اب تم دیکھ رہے ہو۔ اب اس مرض کی جو تشخیص کی جاتی ہے ہم اس کے مخالف ہیں۔ ہمارے نزدیک اس تشخیص پر جو علاج کیا جائے گا وہ زیادہ خطرناک اور مضر ثابت ہوگا۔ جب تک مسلمانوں کا رجوع قرآن شریف کی طرف نہ ہوگا۔ ان میں وہ ایمان پیدا نہ ہوگا۔ یہ تندرست نہ ہونگے۔ عزت اور عروج اسی راہ سے آئیگا جس راہ سے پہلے آیا۔

(تقریر ۲۶ دسمبر ۱۹۰۰ء)

اخبار احمدیہ

—— ہماری جماعت سامانہ ریاست پٹیالہ کا سالانہ جلسہ ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ نومبر ۱۹۳۵ء کو منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ جس میں جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی، مولانا عمرالدین صاحب اور سید اختر حسین شاہ صاحب اور بعض اور مبلغین بھی شرکت فرمائیں گے۔

—— آئندہ ہفتہ کی شام کو مورخہ ۹ نومبر ۱۹۳۵ء ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام مسلم ہائی سکول لاہور میں ڈاکٹر اللہ بخش صاحب تقریر فرمائیں گے جس میں واقعات کی بنا پر اک طبی رنگ میں ثابت کیا جائے گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مراق کا مریض قرار دینا مخالفین کی کوتاہ فہمی ہے۔ تقریر بعد نماز مغرب کے بعد ہوگی اور سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر صدارت فرمائیں گے۔ مقامی جماعت کے تمام احباب کو شامل ہونا چاہیئے اور اپنے غیر احمدی احباب کو بالخصوص ہمراہ لانا چاہیئے

—— افسوس ہے ہمارے مکرم دوست اور جماعت سامانہ کے پریذیڈنٹ مرزا عزیز بیگ صاحب کی صاحبزادی عین عالم شباب میں بعمر بائیس سال قضائے الٰہی سے فوت ہو گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو غریق رحمت کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ہمیں اس صدمہ میں مرزا صاحب موصوف اور ان کے اعزا سے گہری ہمدردی ہے۔ احباب جماعت جنازہ غائبانہ ادا فرمادیں۔

مرحومہ کی یادگار ایک اڑھائی سالہ بچی ہے جس کیلئے دعائے خیر کی جائے۔ مرزا عزیز بیگ صاحب نے مرحومہ کی روح کو ثواب پہنچانے کیلئے ایک انگریزی ترجمۃ القرآن بطور صدقہ جاریہ کسی نو مسلم کو بھیجنے کیلئے تجویز فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبولیت بخشے۔

تحقیق الادیان

ایک آریہ سماجی اور جینی کا مباحثہ

اور

ایک مسلمان کا محاکمہ

(از مولوی عمرالدین صاحب احمدی)

خدا تعالیٰ کا ہر جگہ موجود ہونا

گذشتہ ہفتہ غازی آباد میں آریہ سماجیوں اور جینیوں میں مناظرہ ہوا۔ جینی اپدیشک نے آریہ پنڈت پر بہت سے اعتراضات کئے۔ جن میں سے اکثر وہی ہیں جو دہریہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ آریہ اپدیشک باوجودیکہ سنسکرت میں تو جینی اپدیشک سے بڑھا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ مگر پھر بھی وہ اپنے غلط عقائد کی وجہ سے بعض اعتراضات کا صرف الزامی جواب دے کر پیچھا چھڑانے کی کوشش کرتا رہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آریہ پنڈت صرف جینیوں کے شاستروں کی رو سے تو کچھ بحث کر سکتا تھا۔ مگر معقولی رنگ میں بحث میں چلنے کے قابل نہ تھا۔ ہم بعض سوالات اور ان کے جوابات درج ذیل کرتے ہیں۔

جینی۔ آریہ سماج خدا کو سرودیاپک (ہمہ جا موجود) مانتا ہے۔ اور جو شے سرودیاپک ہو وہ حرکت کر ہی نہیں سکتی۔ اس لئے سرودیاپک خدا میں کریا نہ ہونے سے خدا "کرتا" نہیں ہو سکتا۔

آریہ۔ خدا بے شک سرودیاپک ہے۔ وہ خود حرکت نہیں کرتا لیکن سب چیزوں کو حرکت دیتا ہے۔ اس لئے وہ کرتا کہلاتا ہے۔

جینی۔ جب خدا میں حرکت نہیں تو وہ دوسری چیزوں کو کس طرح حرکت دے سکتا ہے۔

آریہ۔ خدا چونکہ گیان والا اور چیتن ہے۔ اس لئے وہ گیان پورک حرکت دیتا ہے۔ اور اس میں حرکت دینے کی شکتی ہے۔

جینی۔ پنڈت صاحب جبکہ خدا سرودیاپک ہے اور خود حرکت نہیں کر سکتا۔ تو وہ باوجود گیانی اور چیتن ہونے کے کسی شے کو حرکت نہیں دے سکتا۔ حرکت دینے کیلئے جس طرح پہلے ہمیں حرکت کرنی پڑتی ہے۔ اسی طرح ایشور کو بھی حرکت کرنی چاہیئے۔ مگر وہ سرودیاپک ہونے سے حرکت نہیں کر سکتا اسلئے وہ کسی طرح کرتا نہیں کہلا سکتا۔

آریہ۔ یہ دیکھو تمہارے مذہب کی کتاب ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ "کال" تمام تغیرات کرتا ہے۔ جو حرکت ہے یا تبدیلی ہے۔ وہ "کال" کے باعث ہے۔ اب کال بھی سرودیاپک ہے۔ اس لئے وہ یہ تمام تغیرات کس طرح کر سکتا ہے۔ جبکہ وہ نہ چیتن ہے۔ اور نہ گیان والا۔ اگر گیانی اور چیتن "کال" یعنی تمام عالم کا تغیر و تبدل کر سکتا ہے تو آپ اسی طرح سرودیاپک پرماتما سے جو چیتن اور گیان والا ہے۔ کل جہان کا تغیر و تبدل ہونا سمجھ لیں۔

جینی۔ ہمارے مذہب کی بات کو آپ نے سمجھا نہیں۔ لیکن آپ اپنا جواب لائیں کہ بلا حرکت سرودیاپک پرماتما کس طرح جڑ پدارتھوں (بے جان اشیاء) کو حرکت دے سکتا ہے۔ آج تو یہ دیکھنا ہے۔ کہ آریہ سماج کا سرودیاپک۔ سرو شکتیمان (قادر مطلق) پرماتما ثابت بھی ہو سکتا ہے۔ یا یوں ہی ایک نام فرض کر رکھا ہے۔ اس لئے آپ وید سے جواب دیں۔

آریہ۔ میں کہہ چکا ہوں کہ جس طرح تمام تغیرات کو جینی لوگ "کال" سے مانتے ہیں۔ حالانکہ کال میں نہ گیان ہے اور نہ چیتن ہے۔ ہم لوگ تمام تغیرات کا سبب سرو شکتیمان سروگیہ (قادر مطلق اور علیم کل) پرماتما کو مانتے ہیں۔

اسلام کی روشنی میں ان سوالات کا جواب

آریہ پنڈت نے اس کا کوئی جواب نہ دیا کہ سرودیاپک (ہمہ جا موجود) پرماتما کس طرح حرکت دے سکتا ہے۔ جبکہ وہ خود غیر متحرک ہے۔ اور جینی مناظر کا آریہ پر اعتراض خود اپنے مذہب پر کلہاڑا چلانے سے کم نہ تھا کیونکہ وہ خود "کال" کو سرودیاپک مانتا ہے۔ اور تمام تغیرات کو "کال" کا نتیجہ سمجھتا ہے۔ اور یہ وہی عقیدہ ہے۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے اس طرح کیا ہے؟

"ما يهلكنا الا الدهر"

یعنی ہم کو کوئی ہلاک نہیں کرتا مگر زمانہ۔ یا یہ کہ ہم پر تغیر و تبدل کا دور نہیں آتا مگر زمانہ سے۔

ممکن ہے کہ کال کبھی دراصل خدا تعالےٰ ہی کا نام ہو جیسا ویدوں میں ہے۔ مگر جینیوں نے غلطی سے "کال" ایک الگ جوہر مان لیا ہے۔ تغیرات کو زمانہ کی طرف سب ہی منسوب کرتے ہیں۔ لیکن دراصل نہ تو زمانہ ہی کوئی شے ہے اور نہ دہر کوئی جوہر ہے۔ بلکہ مقدار فعل کے یہ دو نام ہیں۔ اصل میں دہر تو عالم کی وہ مدت ہے۔ جو اس کے ابتدا سے انتہا تک ہے۔ مجازاً یہ لفظ کسی کی مدۃ حیات اور ہر لمبی مدت کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اور زمانہ کا لفظ بھی مدت پر بولا جاتا ہے۔ خواہ وہ کم ہو یا زیادہ۔ گویا دہر اور زمانہ دراصل مدت فعل کا ہی نام ہے۔ اگر فعل نہ ہو تو یہ دونوں لفظ بے معنی ہو جاویں اور لغت انسانی میں ان کے لئے کوئی جگہ نہ ہوگی۔ مگر ہند و فلسفہ میں اسے غلطی سے ایک الگ جوہر مان لیا گیا ہے۔ اور جینیوں نے تو کمال کر دیا کہ زمانہ کو ہی خدا بنا دیا۔ اور آج بھی ہم لوگوں کو بعض اوقات زمانہ کو گالیاں دیتے سنتے ہیں مگر چونکہ ..... زمانہ تو خود کوئی متصرف فی الامور ذات نہیں ہے بلکہ اصل میں خدا تعالےٰ ہی تمام امور میں مالک و مختار ہے اور ہر حرکت اسی کے اذن سے ہوتی ہے۔ اس لئے اس امی لقب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"لا تسبوا الدهر فان الله هو الدهر"

جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ تم زمانہ کو گالی نہ دو۔ کیونکہ جسے تم زمانہ کی طرف منسوب کرتے ہو اس کا اصل فاعل تو اللہ ہے۔ اس لئے تمہاری گالی دراصل خدا کو گالی ہے۔ ورنہ زمانہ کوئی شے نہیں ہے۔

قرآن میں اواگون اور دہریت کی تردید

میں نے صدہا مرتبہ ہندوؤں کے بڑے بڑے پنڈتوں سے مباحثوں میں پوچھا کہ زمانہ جسے تم جوہر مانتے ہو اس کا ثبوت کیا ہے اور پھر جب اس پر جرح کی تو نہ کوئی آریہ اس کا ثبوت دے سکا اور نہ کوئی جینی۔ اور ہم نے اسلام کی سیدھی اور صاف تعلیم کو وید اور جین شاستروں کی تعلیم سے بہت بڑھا ہوا پایا۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں کوئی ذرائع ایسے موجود نہ تھے۔ کہ آپ ہندوستان کے جینی مسئلہ اواگون اور دہریت کو جان لیتے مگر کتنے مختصر اور سیدھے صاف الفاظ میں جین دھرم کے اس عقیدہ کا ذکر قرآن پاک میں وحی الہی سے کیا گیا ہے۔

"ما هي الا حياتنا الدنيا نموت ونحيا وما يهلكنا الا الدهر"

یعنی یہ دنیا کی ہی زندگی ہے۔ اسی میں ہم مرتے اور جیتے رہتے ہیں اور یہ مرنے جینے کا چکر کوئی نہیں چلاتا مگر دہر جسے جینی "کال" کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں اس غلط نظریہ کا رد مختلف طریقوں سے کیا گیا ہے۔ مثلاً حضرت ابراہیم خلیل کی زبان مبارک سے فرمایا۔

ربی الذی یحیی ویمیت

جس کے یہ معنے ہیں کہ اللہ جو میرا رب ہے وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ پھر جو مر جاتا ہے۔ اس کے متعلق فرمایا:-

"اولم یروا کم اهلکنا قبلهم من القرون انهم الیهم لا یرجعون"

کیا وہ لوگ جو دنیا میں ہی مرنے جینے کے چکر کے قائل ہیں وہ نہیں دیکھتے کہ ان سے پہلے کتنی قومیں ہم نے ہلاک کر دیں اور وہ مرجانیوالے ان لوگوں کی طرف لوٹ کر نہیں آتے بلکہ وہ سب کے سب اگلے اور پچھلے ایک وقت مقررہ پر خدا تعالےٰ کے حضور اپنے اعمال کی پوری پوری جزا کے لئے اکٹھے کئے جائینگے جیسا کہ فرمایا۔

"ان الاولین والاخرین لمجموعون الی میقات یوم معلوم"

غرض جین دھرم کے اس غلط نظریہ کا قرآن مجید میں کسی طرح سے رد کیا گیا ہے۔ اور آنحضرت صلعم کے پاک الفاظ

"فان الله هو الدهر"

اللہ ہی دہر ہے۔ میں جینیوں کو اس ذات کا پتہ دیدیا گیا ہے جو تمام عالم میں اپنے ارادہ اور اختیار سے ہر ممکن کیلئے فیض رساں ہے اگر اس کا فیض نہ ہو تو عالم تمام ایک لحہ میں فنا ہو جائے۔

جینی کا اعتراض خدا کے فاعل ہونے پر

اب رہا جینی پنڈت کا آریہ پر یہ اعتراض کہ خدا تعالےٰ جو محیط کل (سرودیاپک) ہے وہ حرکت کیونکر کر سکتا ہے۔ اس کا جواب آریہ کے مذہب کی رو سے تو مشکل ہے کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کو مدبر بالا رادہ نہیں مانتے بلکہ خدا کو فاعل بالخاصہ مانتے ہیں۔ لیکن ایک مسلمان فوراً کہیگا کہ خدا تعالیٰ کی حرکت ہماری طرح سے نہیں کہ جب تک ہم خود متحرک نہ ہوں ہم کسی وجود کو ہلا نہیں سکتے۔ بلکہ تمام عالم میں جو حرکت ہے وہ اس ذات قادر مطلق کے حکم اور ارادہ سے ہے۔ محض اس کا ارادہ کافی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں خدا نے فرمایا ہے۔

"انما امره اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون"

ایک اور سوال

اب اگر یہ سوال ہو کہ محض ارادہ سے حرکت کیونکر ہو سکتی ہے تو چاہیے۔ کہ ہر نفس اپنے اندر غور کرے کہ روح انسانی جسم انسانی کو کس آلہ سے حرکت دے رہی ہے کیا یہ سچ نہیں کہ روح جسم کو مجرد اپنی قوت ارادی سے ہی کام میں لگا دیتی ہے۔ اگر یہ کہو کہ ارادہ تو من یا دل کی قوت ہے تو میں کہونگا کہ من یا دل میں جو قوت ہے وہ روح کی وجہ سے ہے۔ جیسے تم دیکھتے ہو کہ ایک میگنٹ اپنے فیلڈ کے اندر اپنی قوت کشش سے لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے

(باقی صفحہ ۹ پر)

حضرت مسیح موعودؑ اور سر سید احمد صاحب مرحوم

حضرت صاحب کی تصانیف اور الہامات کے متعلق سید صاحب کی رائے

معاندین احمدیت جب دلائل و براہین کے ذریعہ اس سلسلہ کی مخالفت اور مقابلہ سے عاجز آگئے تو انہوں نے اور حیلوں سے اس کو بدنام کرنے اور اس کی نسبت غلط فہمیاں پھیلانے کی کوشش شروع کر رکھی ہے۔ کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ سر محمد اقبال کی رائے اس جماعت کی نسبت اچھی نہیں کبھی کہتے ہیں کہ فلاں عالم یا فلاں بزرگ اس جماعت کے عقائد سے متفق نہیں۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ علمائے کرام کا دیوان عالی اگر ان میرزائیوں کو مسلمان قرار دے تو انہیں مسلمان سمجھنا چاہیئے ورنہ نہیں اور اسی قسم کی اور ایچا پیچیوں سے اپنی مطلب براری کرتے ہیں۔ خدا اور خدا کے رسول کے اقوال کی تو کسی کو پرواہ نہیں۔ انہیں تو سب عملاً پس پشت پھینکتے ہیں لیکن زید بکر اور عمرو کی رائے کو مدار اسلام قرار دیا جاتا ہے۔

احرار کے ترجمان "مجاہد" نے اپنی اشاعت مؤرخہ ۵ار نومبر میں ایک مراسلت "مرزائیت کے متعلق سر سید احمد خاں مرحوم کی رائے" کے عنوان سے شائع کی ہے۔ جس کے لکھنے والے کوئی "طالوت" نام ہیں۔ اس "طالوت" صاحب نے سر سید احمد خاں مرحوم کے ایک مکتوب کا حوالہ دیا ہے جس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ سر سید نے شمس العلماء مولوی میر حسن صاحب مرحوم کے نام لکھا تھا۔ اس مکتوب میں سر سید مرحوم مولوی میر حسن صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

> "مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے پیچھے لوگ کیوں پڑے ہوئے ہیں۔ اگر ان کے نزدیک ان کو الہام ہوتا ہے بہتر، ہم کو اس سے کیا فائدہ؟ نہ ہمارے دین کے کام کا ہے نہ دنیا کے کام کا، ان کا الہام ان کو مبارک رہے۔ اگر نہیں ہوتا اور صرف ان کے توہمات اور خلل دماغ کا نتیجہ ہے تو ہم کو اس سے نقصان ہے؟
> وہ جو ہوں سو ہوں اپنے لئے ہیں...... ان کی تصانیف میں نے دیکھیں وہ اسی قسم کی ہیں جیسا ان کا الہام یعنی نہ دین کے کام کی اور نہ دنیا کے کام کی"۔

اس میں دو باتیں قابل غور ہیں۔ اول سر سید مرحوم کا مشورہ علمائے کرام کو کہ مرزا صاحب کی مخالفت نہ کریں اور ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ دوسرے سر سید کا حضرت مرزا صاحب کے الہامات اور تصانیف کے متعلق اظہار خیال۔ مسلمان اگر سر سید کی رائے پر عمل کرتے اور حضرت مرزا صاحب کی مخالفت سے دستبردار ہو جاتے تو مرزا صاحب کی تمام تر طاقت اشاعت اسلام اور ابطال ادیان باطلہ پر صرف ہوتی اور انہیں علماء کے اتہامات اور مخالفت کے جواب میں اپنی قوت ضائع نہ کرنی پڑتی۔ لیکن اس طرف تو کسی نے توجہ نہ کی، اور دوسری بات کو بڑے زور سے پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن سنت اللہ کا بہر حال اعادہ ہونا تھا اور ایک مامور من اللہ اور خیر خواہ اسلام کی اس کے ہم قوموں نے مخالفت کرنی ہی تھی۔

رہا سر سید احمد مرحوم کا یہ کہنا کہ مرزا صاحب کے الہامات نہ دین کے کام کے ہیں اور نہ دنیا کے۔ تو سید صاحب کیلئے ایسا کہنا کوئی بعید از قیاس امر نہیں جس شخص کی وحی نبوت کے متعلق یہ رائے ہو کہ وہ خارج سے قلب پر نازل نہیں ہوتی بلکہ فطرت ہی کا ایک ملکہ ہے اور انسان کے اندر سے ہی ایک آواز اٹھتی ہے تو وہ ایک غیر نبی اور امتی مامور کے الہام کو اگر بیفائدہ قرار دے تو کیا عجب ہے۔ سید صاحب اگرچہ ایک بہت بڑے عالم اور قوم کے خیر خواہ اور رہنما تھے اور دنیاوی لحاظ سے جو فائدہ انہوں نے مسلمانوں کو پہنچایا ہے اور جس بے نظیر قربانی اور ہمت اور ان تھک کوشش سے مسلمانوں کو تعلیم اور موجودہ زمانہ کی ضروریات سے روشناس کرایا ہے وہ فی الواقعہ قابل تحسین ہے اور اس لحاظ سے ہم ان کی بیحد عزت اور قدر کرتے ہیں۔ لیکن دینی معاملات میں سر سید مرحوم کی رائے کو وقیع قرار نہیں دیا جا سکتا۔ سید صاحب مرحوم پر نیچریت کا رنگ غالب تھا۔ الہام والقا تو رہا ایک طرف وہ خود محمد رسول اللہ صلعم کی وحی کے متعلق عجیب خیالات رکھتے تھے۔ دعا کے وہ منکر تھے اور اسی طرح اور کئی مذہبی معتقدات میں ان کے رد یہ اور استدلال کا رنگ علیحدہ تھا۔ اس لئے حضرت مرزا صاحب کے الہام پر سید صاحب کی رائے کوئی زیادہ وقعت نہیں رکھتی کیونکہ وہ خود اس کوچہ سے نا آشنا تھے۔ کیا ہمارے مخالفین جو سر سید کا ایک مکتوب پیش کر کے بغلیں بجا رہے ہیں اور خوش ہو رہے ہیں وہ سر سید کے دوسرے معتقدات کو بھی قبول کریں گے؟ اگر سید صاحب کے دوسرے عقائد سے انہیں اتفاق نہیں تو کیا وجہ ہے کہ صرف اسی بات سے اتفاق کیا جائے جو مرزا صاحب کے خلاف ہو اور اس طرح بے اصولا پن اور نا انصافی کا مظاہرہ کیا جائے؟

سر سید مرحوم کا یہ کہنا کہ مرزا صاحب کے الہام دین و دنیا کے کام کے نہیں ایک اور وجہ پر مبنی تھا جس کا ذکر اسی مکتوب میں انہوں نے کیا ہے اور جو "طالوت" صاحب نے بھی نقل کی ہے۔ سر سید کا خیال تھا کہ "دینیات میں کسی کا الہام جب تک اسکو شارع نہ تسلیم کر لیا جائے کسی کام کا نہیں" اسی بنا پر انہوں نے حضرت مرزا صاحب کے الہام کو بیفائدہ قرار دیا ہے کیونکہ حضرت صاحب شارع ہونیکے مدعی نہ تھے لیکن اس معاملہ میں سید صاحب مرحوم کو ایک ٹھوکر لگی ہے جس کی وجہ سے انہوں نے الہام کو ایک نکمی چیز قرار دیا ہے کسی شارع ملہم کا آنا تو از روئے اسلام اب جائز ہی نہیں کیونکہ اس سے محمد رسول اللہ صلعم کی ختم نبوت کی توہین لازم آتی ہے۔ محمد رسول اللہ صلعم کے بعد صرف ایسے ہی ملہمین آ سکتے ہیں جو شارع نہ ہوں۔ لیکن اگر ان ملہمین کے الہامات کو غیر ضروری اور بیفائدہ قرار دیا جائے اور انہیں ناقابل قبول سمجھا جائے تو اسلام ایک زندہ مذہب ثابت نہیں ہوتا اور محمد رسول اللہ صلعم کی اتباع اور تعلیم کا اثر ظاہر نہیں ہوتا اور آپکی صداقت کا منقطع ہو جانا لازم آتا ہے اور بشیر احادیث نبوی کا انکار کرنا پڑتا ہے جن میں رسول اللہ صلعم فرما چکے ہیں کہ میری امت میں ایسے اشخاص پیدا ہونگے جن سے اللہ تعالیٰ ہمکلام ہوگا۔ رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء اور لم یبق من النبوۃ الا المبشرات اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ پھر انبیاء کی صداقت اور صحف آسمانی کی صداقت اور خود محمد رسول اللہ صلعم اور قرآن کی صداقت کا سب سے بڑا یہی تو ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ آج بھی اپنے برگزیدوں پر الہام کرتا اور ان سے ہمکلام ہوتا ہے ورنہ اگر یہ حقیقت نہ ہو تو نبوت محض ایک قصہ بن جائیگی اور اسلام بھی دوسرے مذاہب کی طرح ایک مردہ مذہب بنکر رہ جائیگا۔ کیا اس قدر ابدال و اقطاب اور اولیاء اللہ جو اس امت میں گذرے ہیں وہ اسلام کی صداقت و تائید کا باعث نہیں ہوئے؟ اگر ہوئے ہیں تو کیا محض اسی لئے نہیں کہ وہ ملہمین تھے؟ اور جب ایسے برگزیدہ وجود اسلام کی صداقت و تائید کا موجب ہوتے ہیں تو پھر بھی الہام ایک بیفائدہ اور بیکار چیز ہی سمجھی جائیگی؟ اگر ہر زمانہ میں کوئی ملہم پیدا نہ ہو تو اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ اس سے پیشتر بھی خدا تعالیٰ اپنے بندوں سے ہمکلام ہوا کرتا تھا؟ اور جتنے انبیاء پیدا ہوئے وہ اپنے دعاوی میں سچے تھے؟ کیا اس دہریت اور نیچریت کے زمانہ میں جبکہ تمام تعلیم یافتہ مسلمان الہام کے وجود سے ہی منکر ہو رہے تھے اور غیر مسلم بھی اسلام پر طرح طرح کے حملے کر رہے تھے، حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ الہام نے اسلام کی تائید نہیں کی اور محمد رسول اللہ صلعم کے فیض روحانی کا ایک زندہ ثبوت پیش نہیں کیا؟ اگر کیا ہے اور یقیناً کیا تو پھر حضرت مرزا صاحب کے الہامات کو کون بیفائدہ کہہ سکتا ہے؟

رہیں مرزا صاحب کی تصانیف تو انکا اثر تو آج زمانہ پر روشن ہو چکا ہے۔ اسلام کے آگے تمام مذاہب کا لاجواب ہو جانا اور ہزار ہا مخالفین اور غیر مسلموں کا اسلام قبول کرنا مرزا صاحب کی تصانیف ہی کی بدولت ہے۔ مرزا صاحب کے پیش کردہ علم کلام کے سوا آج اور کسی طریق پر اسلام کی فضیلت اور برتری ثابت نہیں ہو سکتی جو ان باتوں کو سمجھ سکتے تھے انہوں نے تو مرزا صاحب کی تصانیف کو تیرہ سو سال میں بہترین قرار دیا تھا۔ اور پھر اس سے زیادہ حضرت مرزا صاحب کی تصانیف کی مقبولیت کا اور کیا ثبوت ہوگا کہ خود مخالفین احمدیت بھی غیر مذاہب سے مقابلہ کے موقع پر مرزا صاحب کی کتب ہی بغل میں دبائے پھرتے ہیں زبان سے خواہ لاکھ کافر کہتے پھریں۔

پس ان تمام باتوں کے باوجود کہ سر سید مرحوم کا ہمارے دلوں میں بیحد احترام ہے اور ہم انہیں مسلمانوں کا خیر خواہ اور محسن اور سوشل ریفارمر قرار دیتے ہیں لیکن مذہبی اور دینی معاملات میں ہم سید صاحب کی رائے کو قبول نہیں کر سکتے کیونکہ وہ بعض اصولی امور کے ہی منکر تھے اور وحی و الہام اور دعا اور قبولیت دعا کی حقیقت سے بے خبر تھے اور بقول حضرت مرزا صاحب "سید احمد خاں صاحب سے اس پاک فلاسفی کا دریافت کرنا ایسا ہے جیسے ایک بیطار سے کسی انسان کی مرض کا علاج پوچھنا۔ سید صاحب اگر کسی نیوی گورنمنٹ کے تعلقات انکی رعایا کے ساتھ بیان کریں تو بلاشبہ وہ اس بات کے لائق ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کی باتیں خدائی لوگ ہی جانتے ہیں" (برکات الدعا)

عیسائیوں کی تبلیغی سرگرمیاں

عیسائیوں کی مشہور تبلیغی انجمن "برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی" ۱۸۰۴ء میں قائم ہوئی تھی، تاکہ دنیا کے ہر ایک ملک اور ہر ایک زبان میں بائیبل کی اشاعت کرے۔ اب تک اس نے جو کام کیا ہے اسکے متعلق چند اعداد و شمار ملاحظہ ہوں۔

پانچویں سال میں سوسائٹی نے ۷۷۰۰۰ بائبلیں تقسیم کیں
۱۹۰۴ء میں " ۵۶۹۷۰۰۰ " " "
۱۹۳۴ء میں " ۱۰۹۳۳۲۰۲ " " "

اب تک یہ سوسائٹی دنیا کی مختلف زبانوں اور رسم الخطوں میں بائیبل کے ۰۰۰۰۰ ۴۳۰ نسخے تقسیم کر چکی ہے اور اس کا کام روز بروز ترقی کر رہا ہے۔

مندرجہ بالا سبق آموز اعداد و شمار تمام مسلمانوں بالخصوص وابستگان سلسلہ احمدیہ کی اولین توجہ کے مستحق ہیں۔ جماعت احمدیہ کا مقصد وحید تبلیغ اسلام و اشاعت قرآن ہے۔ ہم اسلئے اُٹھے ہیں کہ دنیا کے گوشے گوشے میں اور کرہ ارض کے آخری کناروں تک اسلام کی پکار اور قرآن کی روشنی پہنچا دیں۔ ہم اب تک جو کچھ کر سکے ہیں وہ اس کے مقابلہ میں نہایت قلیل ہے۔ جو ہمیں کرنا باقی ہے۔ مسلمانوں کی غفلت و بے حسی اور اپنی قلت تعداد و کمی ذرائع کے مقابلہ میں ہماری کوششیں خواہ کس قدر ہی وسیع و نمایاں کیوں نہ ہوں۔ لیکن ضرورت اور مخالفین کی سرگرمیوں کے پیش نظر انکی کوئی حقیقت نہیں۔ "برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی" عیسائیوں کے پروٹسٹنٹ فرقہ کی ایک انجمن ہے۔ مندرجہ بالا اعداد و شمار صرف اسی ایک کی سرگرمیوں کے متعلق ہیں۔ عیسائیوں میں ایسی کئی انجمنیں موجود ہیں ان سب کے مجموعی کام کا اندازہ ہم صرف قیاس سے ہی کر سکتے ہیں۔ ہمیں بھولنا نہیں چاہیئے کہ ہم نے ان سب کا مقابلہ کرنا ہے۔ اور اس کے لئے انتہائی جد و جہد اور قربانیوں کی ضرورت ہے۔

"اشاعت اسلام کا سلیقہ"

معزز معاصر "مدینہ" انگریزی ہفتہ وار "ٹروتھ" لاہور پر ریویو کرتے ہوئے اپنی یکم نومبر کی اشاعت میں رقمطراز ہے:۔

"یہ اخبار مولوی فضل کریم خاں صاحب درانی کی ادارت میں شائع ہو رہا ہے ... مولوی فضل کریم صاحب، احمدیہ انجمن لاہور کی طرف سے برلن میں تبلیغ اسلام بھی کرتے رہتے ہیں لیکن وہ احمدی عقائد سے زیادہ دیر تک مطمئن نہ رہ سکے اور انکی حق پسند طبیعت نے اس جوئے کو جلد ہی اپنی گردن سے اتار پھینکا لیکن اس رشتے سے انہیں انگریزی خواں طبقہ کے سامنے اسلام کو پسندیدہ صورت میں پیش کرنے کا سلیقہ آ گیا"۔

ان سطور میں معاصر موصوف نے تسلیم کیا ہے کہ (۱) مدیر "ٹروتھ" احمدی ہونے کی حالت میں سات سمندر پار برلن میں تبلیغ اسلام کرتے رہے ہیں اور (۲) احمدیت سے تعلق کی وجہ سے انہیں انگریزی خواں طبقے کے سامنے اسلام کو پسندیدہ صورت میں پیش کرنے کا سلیقہ نصیب ہوا۔ اسکے ساتھ ہی وہ احمدیت کو ایک جوا اور اس سے قطع تعلق کو درانی صاحب کی "حق پسندی" قرار دے رہے ہیں۔ ان دونوں باتوں کا تضاد بالکل واضح ہے۔ اگر ہمارا محترم معاصر ذرا غور و انصاف سے کام لے تو اسے معلوم ہو جائیگا کہ جس چیز سے وابستگی انسان کو خدمت و اشاعت اسلام پر آمادہ کر دے اور مذہب سے متنفر اور آزاد طبع انگریزی خوانوں کے سامنے اسلام کو پسندیدہ طریق پر پیش کرنے کا سلیقہ سکھلا دے اس سے علیحدگی حق پسندی ہرگز نہیں ہو سکتی البتہ اس کو بد نصیبی یا فریب خوردگی کہا جا سکتا ہے۔ آجکل احمدیت کے خلاف زبردست طوفان مخالفت بپا ہے۔ اس طوفان کو حرکت دینے والی طاقتیں اور انکے اغراض و مقاصد اب پوشیدہ نہیں رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہمارے خلاف بے حقیقت غلط اور متضاد باتیں پوری آزادی سے کہی اور لکھی جا رہی ہیں۔ بڑے بڑوں کا تقدس و متانت، اصول پسندی و ثقاہت اس طوفان میں تنکوں کی طرح بہی جا رہی ہے۔ متعدد امور میں شدید اختلاف خیالات کے باوجود معاصر "مدینہ" کی ہمارے دل میں عزت ہے، یہی وجہ ہے کہ ہم اسے معقولیت و ثقاہت کی ایسی بلندی پر دیکھنے کے مشتاق ہیں جہاں موجودہ طوفان بے تمیزی کے اثرات نہ پہنچ سکیں۔ معقول لوگوں سے متضاد باتیں اچھی معلوم نہیں ہوتیں۔

اسلام کا طریق عبادت

اسلام دنیا کا وہ پہلا اور واحد مذہب ہے جس نے لوگوں کو اجتماعی طریق عبادت کی تلقین کی۔ ظہور اسلام سے قبل دنیا اس برکت سے محروم و نا آشنا تھی۔ مسلمان ہر روز پانچ وقت مسجدوں میں عبادت کے جمع ہوتے ہیں۔ نماز جمعہ و عیدین اور حج کی اسلام میں جو اہمیت ہے وہ محتاج بیان نہیں ہزاروں لاکھوں انسانوں کا ایک جگہ جمع ہو کر بیک وقت خدا کے آگے جھکنا اور گڑگڑانا اپنے اندر ایک خاص اثر رکھتا ہے۔ یہ نظارے اسلام کے شدید ترین مخالفین کو بھی متاثر کئے بغیر نہیں رہتے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے برادران وطن بھی اجتماعی طریق عبادت کی ضرورت کو محسوس کرنے لگے ہیں۔ گزشتہ یکشنبہ کو لاہور میں مقامی ینگ مین ہندو ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں اس سوال پر غور کیا گیا کہ پنجاب کے ہندوؤں کو مختلف مواقع پر اجتماعی عبادت کے ذریعے متحد و متفق کرنے کے لئے کونسا طریق اختیار کیا جائے۔ متعدد سرکردہ ہندو حضرات نے تقریریں کیں۔ راجہ نرندر ناتھ نے دوران تقریر میں فرمایا کہ ہمیں مہینہ میں ایک دفعہ ضرور ایک جگہ مل کر عبادت کرنی چاہیئے۔ مشہور ہندو سرمایہ دار رائے بہادر رام سرن داس نے راجہ صاحب کی تائید میں تقریر کی اور اجتماعی عبادت کو ہندوؤں کے اختلافات دور کرنے کا ذریعہ قرار دیا۔ پنڈت وشنو پرشاد نے کہا کہ اس کانفرنس کا مقصد انعقاد ہی متحدہ عبادت کے وسائل پر غور و خوض کرنا ہے۔ کافی بحث و تمحیص کے بعد ایک کمیٹی قائم کی گئی جو متحدہ عبادت کے طریق پر غور و خوض کرے گی۔ اس کمیٹی کا تجویز کردہ طریق عبادت کس قسم کا ہوگا؟ اس کے متعلق کچھ کہنا ابھی قبل از وقت ہے لیکن یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ہندوؤں کو اجتماعی طریق عبادت کا خیال مسلمانوں کے مذہبی اجتماعات دیکھنے سے ہی پیدا ہوا ہے۔ اس طرح وہ اسلام سے اور قریب آ گئے ہیں۔ ان کا تجویز کردہ طریق عبادت یقیناً اسلامی طریق عبادت کی کسی نہ کسی لحاظ سے نقل ہوگی۔ کیا ہی اچھا ہو وہ نقل کی کوشش کی بجائے اصل ہی کو اختیار کریں کیونکہ کسی چیز کی نقل سے اصل مقصد پورا نہیں ہوا کرتا بہر حال ہندوؤں میں اس خیال کا پیدا ہونا نیک فال ہے۔

بچت فنڈ

بچت فنڈ کے متعلق حضرت امیر قوم ایدہ کے ارشادات گزشتہ اشاعت میں احباب جماعت تک پہنچ چکے ہیں اور امید ہے اس پر ہر جگہ عمل درآمد شروع ہو چکا ہو گا۔ ہماری قربانیاں اور ہماری کوششیں محض حصول رضائے الٰہی اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ہیں اور ان میں کوئی دنیاوی شائبہ نہیں۔ لوگ دنیا کی خاطر طرح طرح کی تکالیف برداشت کرتے ہیں تو ہمیں دین کی خاطر کسی تکلیف کو برداشت کرنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے جبکہ مامور من اللہ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر ہم دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر چکے ہیں؟

تازہ اخبارات میں یہ خبر ہے کہ اٹلی میں ہر سہ شنبہ اور چہار شنبہ کو قصابوں کی دکانیں بند رہا کریں گی اور ان دنوں اٹلی والے گوشت نہیں کھائیں گے۔ گوشت چونکہ اٹلی میں دوسرے ممالک سے آتا ہے اس لئے اٹلی نے اس کے خلاف تعزیری کارروائی کرنے والوں کی مخالفت میں گوشت کی درآمد کو محدود کر دیا ہے اور اپنے مخالفین کو زک پہنچانے کا ارادہ کر لیا ہے۔ اسی طرح برلن سے آمدہ ایک پیغام مظہر ہے کہ علاقہ سار میں تمام نازی افسر اور دیگر سرکاری ملازم ہفتہ میں تین دن مکھن اور گوشت نہ کھایا کریں گے تاکہ اشیاء خوردنی کی قلت کے ان ایام میں محنت کشوں کی امداد کی جائے۔

کیا جب دنیا کی خاطر لوگ ایسی قربانیاں کر سکتے ہیں تو ہم دین کی خاطر اتنی قربانی نہیں کر سکتے کہ ہفتہ میں صرف ایک دن اپنے خورد و نوش کے اخراجات میں کمی کریں اور اس طرح کچھ رقم پس انداز کر کے خدا کے دین کی امداد کریں اور اشاعت اسلام پر صرف کریں؟ ہمارا فرض ہے کہ ایک روز جسم کو تھوڑی غذا دے کر روح کو زیادہ غذا پہنچائیں۔

ہمیں یقین ہے کہ آئندہ ہر احمدی گھر میں جمعرات کے دن ہمیشہ اس تحریک پر عمل درآمد ہو گا اور صرف بچت فنڈ کے ذریعہ ہم ایک مشن کے اخراجات پورے کر سکیں گے۔

"شب برات"

وہ دن قریب آ رہا ہے۔ جب مسلمان گھر پھونک کر تماشا دیکھا کرتے ہیں ان کا کروڑوں روپیہ ایک دن میں آگ کی نذر ہو جایا کرتا ہے۔ طرح طرح کے حلوے پکا کر داد اسراف دی جاتی ہے۔ ناظرین سمجھ گئے ہونگے ہماری مراد شب برات سے ہے۔ اس تہوار کی مذہبی حیثیت کیا ہے؟ یہ ایک علیحدہ سوال ہے آجکل عوام کے نزدیک شب برات اس کا نام ہے کہ اس روز آتش بازی اور حلوے مانڈے میں کروڑوں روپیہ تباہ کیا جائے۔ ہر سال شب برات پر محض آتشبازی کے طفیل کئی جانیں ضائع جاتی ہیں، آتشزدگی کی متعدد وارداتیں ہوتی ہیں سینکڑوں بچوں کی آنکھیں پھوٹتی اور جسم جھلس جاتے ہیں۔ ہم تمام مسلمان بھائیوں اور بہنوں کی خدمت میں نہایت خلوص و دلسوزی سے درخواست کرینگے کہ وہ قوم کی مفلسی اور اقتصادی پستی کو مدنظر رکھتے ہوئے آتشبازی کو بالکل ترک کر دیں یہ ویسے بھی اسراف میں شامل ہے جو سخت گناہ اور

تاریخ اسلام

خلافت ابوبکر صدیقؓ پر سرسری نظر

آپؓ کی بے نظیر خدمات اسلامی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مختصر زمانہ خلافت میں اسلام کی جو بیش بہا خدمات سرانجام دیں وہ اپنی نظیر آپ ہیں یہ ابوبکر جیسے دل گردہ کے انسان کا ہی کام تھا کہ ایسے نازک وقت میں جبکہ ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ اُٹھ چکا تھا اور دوسری طرف تو مسلمانوں میں تفریق و تشتت کی بنیاد پڑ چکی تھی اور پھر جھوٹے مدعیان نبوت ملک میں فساد برپا کر رہے تھے اور ایک طرف ہمسایہ سلطنتیں اسلام کی طاقت کو کچلنا چاہتی تھیں۔ نہایت مضبوطی اور جرأت کے ساتھ ڈٹ کر ان تمام دشمنان اسلام کا مقابلہ کیا اور دین پاک اور ملت اسلامیہ کی بنیادوں کو جو بظاہر ہل چکی تھیں از سرنو مضبوط کیا اور اسلام کو ایک نئی زندگی بخشی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ خلافت کا سرسری نظر سے مطالعہ کرنے پر ہمیں تین چار چیزیں خاص طور پر نمایاں معلوم ہوں گی۔ (۱) ملک میں قیام امن (۲) استحکام خلافت (۳) ملکی فتوحات (۴) اقامت شریعت و جمع قرآن۔

(۱) قیام امن

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری زمانہ میں عرب میں بدامنی کے آثار ظاہر ہوئے۔ بعض کذابوں نے نبوت کا دعویٰ کیا جس پر کچھ ضعیف الاعتقاد ایمان بھی لے آئے اور اب ان لوگوں نے اسلام کے مقابلہ کی ٹھان لی صنعا میں اسود عنسی اور یمامہ میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ تیسرا مدعی نبوت نجد میں قوم بنی اسد کا سردار طلیحہ نام تھا اور آنحضرت صلعم کی وفات پر اس نے بھی علم بغاوت بلند کیا۔ چوتھی مدعیہ سجاح نام ایک عورت تھی جو وسط عرب کے ایک قبیلہ بنی یربوع سے تھی اور جب اس نے سنا کہ عرب میں شورش ہو گئی ہے تو یہ بھی اپنے قبیلہ کے لوگوں کو لیکر مدینہ پر حملہ آور ہونے کے لئے نکلی۔

ان مدعیان نے بہت سی خلق خدا کو گمراہ کر کے ملک میں فساد پیدا کر دیا۔ بعض قبائل مرتد ہو گئے اور بعض نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ الغرض ملک میں فتنہ و فساد کی ایک آگ بھڑک اٹھی۔

ایک طرف ان دشمنوں کی کثرت اور ملک کی تشویشناک حالت، اور دوسری طرف مسلمانوں کی بیکسی اور بے سروسامانی کہ دارالسلطنت مدینہ میں فوج ہی موجود نہیں اور مسلمانوں کے پاس مقابلہ کا کوئی خاطرخواہ سامان نہیں۔ لیکن ان سب امور کے باوجود حضرت ابوبکرؓ نے نہایت جوانمردی اور استقلال سے ان سب دشمنان کو جو جمعیت و افواج کے ہمراہ آئے تھے اور جن میں سے صرف مسیلمہ کے ساتھ ہی ساٹھ ہزار فوج تھی، ہلاک اور نامراد کیا اور اللہ تعالیٰ کی نصرت نے آپ کو ایسی عظیم الشان کامیابی عطا فرمائی جس کی نظیر دنیا کی تاریخ پیش نہیں کر سکتی

مدینہ کی حفاظت اور باغیوں کی سرکوبی

مدینہ کو غیر محفوظ دیکھ کر باغی مدینہ پر حملہ آور ہوئے حضرت ابوبکر نے قرب وجوار کے لوگوں کو مدینہ میں بلا کر انہیں چھوٹے چھوٹے دستوں میں تقسیم کر دیا اور باغیوں کا مقابلہ کیا۔ اتنے میں حضرت اسامہؓ بن زیدؓ بھی فوج لیکر سرحد کی مہم سے واپس آ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فوج کو گیارہ حصوں میں تقسیم کر کے مختلف اطراف و جوانب میں روانہ کر دیا۔ حضرت خالدؓ بن ولید نے سب سے اول طلیحہ کا مقابلہ کیا اور اسے شکست دی۔ اس کے بعد آپ نے مالک بن نویرہ کا رخ کیا جو سجاح کے ساتھ مل گیا تھا اور اسے بھی پسپا کیا۔ دوسری طرف مسیلمہ کے مقابلہ پر عکرمہ اور شرجیل جا چکے تھے۔ یہاں سے فارغ ہو کر حضرت خالد بن ولید ان کی امداد کو پہنچے اور اس عظیم الشان جنگ میں جو یوم الیمامہ کے نام سے مشہور ہے مسیلمہ کو شکست فاش دی۔ اس جنگ میں ستر انصار شہید ہوئے اور کثیر تعداد حفاظ کی کام آئی مسیلمہ حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی کے ہاتھوں مارا گیا۔

مانعین زکوٰۃ سے مقابلہ

جھوٹے مدعیان نبوت کے عارضی غلبہ اور باغیوں کے زور کی وجہ سے بعض قوموں کے تعلقات مدینہ سے منقطع ہو گئے اور بہت سے ان کے دباؤ کی وجہ سے خاموش ہو گئے۔ اکثر ایسے تھے جن کا خیال تھا کہ ان سے زکوٰۃ وصول نہیں ہونی چاہیئے۔ عرب لوگ چونکہ ہمیشہ آزاد رہے اس لئے ایک نظام میں وابستہ ہونا ان کو بوجھ معلوم ہوتا تھا۔ اس لئے طبیعت کی آزادی کے سبب انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا حضرت ابوبکرؓ اس بات کو گوارا نہ کر سکتے تھے کہ مسلمانوں کی وحدت اور نظام میں فرق آئے اس لئے آپ نے زکوٰۃ کا انکار کرنے والوں کو بھی عملاً اسلام سے باغی قرار دیا۔ اور ان کے مقابلہ کیلئے تیار ہو گئے بعض صحابہؓ اور حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جب مانعین زکوٰۃ بھی کلمہ پڑھتے اور توحید کے قائل ہیں تو ان سے جنگ کیونکر جائز ہو سکتی ہے؟ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ واللّٰہ لاقاتلن من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ فان الزکوٰۃ حق المال، واللّٰہ لو منعونی عناقا کانوا یؤدونھا الی رسول اللّٰہ صلعم لقاتلتھم علی منعھا۔ (بخاری)

”خدا کی قسم جو نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کریگا میں اس سے جنگ کرونگا کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ بخدا اگر وہ لوگ رسول اللہ صلعم کو ایک بکری کا بچہ دیتے تھے اور مجھے نہ دیں گے تو میں اُن سے جنگ کرونگا“

اس طرح سے اس نہایت ہی نازک وقت میں حضرت ابوبکر صدیق نے اسلام کی قوت و وحدت اور مسلمانوں کے نظام کو قائم رکھا اور ملک میں از سرنو امن قائم کیا۔ اگر آپ جمع زکوٰۃ کے اصول کو ترک کر دیتے تو اسلام کی طاقت شروع میں ہی پراگندہ ہو کر زائل ہو جاتی۔

(۲) استحکام خلافت اور ملکی فتوحات

زمام سلطنت کو ہاتھ میں لینے کے بعد سب سے پہلا کام جو حضرت ابوبکرؓ نے کیا وہ یہ تھا کہ حضرت اسامہؓ بن زیدؓ کے لشکر کو ملک شام کی طرف روانہ کیا۔ شام کے عیسائیوں کی زیادتی کی وجہ سے آنحضرت صلعم نے اپنے آخری ایام میں ایک لشکر بھیجنے کا حکم دیا تھا لیکن آپ کی علالت کے زور پکڑنے پر اس کی روانگی ملتوی ہو گئی۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد سب سے اول اس لشکر کو روانہ کیا حالانکہ قبائل عرب میں شورش اور بغاوت کی وجہ سے مدینہ میں فوج کی ضرورت تھی اور بہت سے صحابہؓ نے اس لشکر کی روانگی سے آپ کو منع فرمایا۔ لیکن ایک طرف تو رسول اللہ صلعم کے حکم کی عزت اور دوسری طرف سرحد کی مضبوطی کے خیال سے حضرت ابوبکرؓ نے لشکر کو روانہ کرنا ہی بہتر سمجھا اور یہ آپ کا ایک نہایت ہی دانشمندانہ فعل تھا جس کا عیسائی مؤرخین نے بھی اعتراف کیا ہے

سرحدوں کی مضبوطی

اگر حضرت ابوبکر سرحدوں کی مضبوطی کی فکر نہ کرتے تو شام و ایران کی ہمسایہ سلطنتیں دنوں میں اسلامی سلطنت کا خاتمہ کر دیتیں۔ خود عرب میں جو بغاوت ہوئی اس کی تہ میں بھی انہی حکومتوں کا ہاتھ کام کرتا ہوا دکھائی دیا۔ اس لئے اس کا انسداد نہایت ضروری تھا۔ سرحد کی حفاظت کرنا کیا ملکی رنگ میں اور کیا روحانی رنگ میں اسلامی تعلیم کا ایک زبردست پہلو تھا۔ گو مسلمانوں کو پہل کرنیکا حکم نہیں مگر فساد کو اس کی ابتدا میں روکنا ہی کامیابی کا اصل گر ہے۔ اس لئے حضرت ابوبکرؓ نے اپنے فرض منصبی کو پہچانا اور اپنی سلطنت کے قیام اور خلافت کے استحکام کیلئے آپ نے سرحدوں کی مضبوطی کی طرف توجہ کی۔ باوجودیکہ مسلمانوں کے پاس فوج نہ تھی اور باوجودیکہ مسلمان اس خطرہ سے آگاہ تھے کہ ایران اور شام اپنی پوری طاقت کے ساتھ ان کو کچلنے کی کوشش کرینگے۔ مگر ان تمام خطرات کو اپنے فرض منصبی کے سامنے انہوں نے ہیچ سمجھا۔

شام و ایران سے جنگ

اسلامی سرحدوں کی مضبوطی کے سلسلہ میں جن سرحدی قبائل کے ساتھ مسلمانوں کی مٹھ بھیڑ ہوئی۔ ان کی حمایت میں ان کے اپنے بادشاہ کھڑے ہو گئے یعنی مغربی اقوام کی حمایت میں قیصر اور مشرقی اقوام کی حمایت میں کسریٰ۔ اس طرح پر لڑائی نے وسعت اختیار کر لی اور مسلمانوں کا مقابلہ مشرق اور مغرب کی دو زبردست سلطنتوں سے شروع ہو گیا۔ ان جنگوں میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو قدم قدم پر فتح و نصرت عطا کی اور باوجود قلت تعداد اور قلت سامان کے وہ آہستہ آہستہ شام و ایران کے مالک ہو گئے۔ حضرت ابوبکرؓ کی زندگی میں سرحد ایران پر مسلمان حضرت خالدؓ بن ولید کی سرکردگی میں دریائے فرات کے تمام مغربی کنارے کو صاف کر چکے تھے اور انبار اور عین التمر تک تمام علاقہ مسخر کر چکے تھے۔ شام کی سرحد پر اجنادین تک کا علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ چکا تھا۔ اجنادین کی فتح کی خبر مدینہ میں اس وقت پہنچی جب حضرت ابوبکرؓ نزع کی حالت میں تھے۔ رضی اللہ عنہ

(۴) اقامت شریعت و جمع قرآن

فتنہ ارتداد کا قلع قمع کرنے کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے دین اور شریعت کی دوسری ضروریات کی طرف توجہ فرمائی۔ اس سلسلہ میں آپ کا سب سے عظیم الشان کام جمع قرآن ہے۔ جنگ یمامہ میں چونکہ بہت سے حفاظ شہید ہو چکے تھے اس لئے حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو توجہ دلائی کہ قرآن مجید کی تحریریں بھی جو رسول اللہ صلعم نے لکھوائی تھیں ایک جگہ اسی ترتیب سے جمع ہو جانی چاہئیں تاکہ اگر حافظ سب شہید بھی ہو جائیں تو قرآن اپنی ترتیب کے ساتھ تحریر میں محفوظ رہے۔ اگرچہ سورتوں کی ترتیب رسول اللہ صلعم کی زندگی میں ہی مکمل ہو چکی تھی لیکن لکھا ہوا قرآن ایک جگہ موجود نہ تھا کیونکہ نزول وحی جاری تھا۔ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد قرآن کو ایک جگہ لکھ کر کتاب کی صورت میں محفوظ کرنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کا حصہ تھا اور یہ بلاشبہ حضرت ابوبکرؓ کا امت مسلمہ پر ایک عظیم الشان احسان ہے۔

زکوٰۃ کے متعلق اس سے پیشتر عرض کیا جا چکا ہے کہ کس طرح حضرت ابوبکرؓ نے مانعین زکوٰۃ کا مقابلہ کیا اور نظام اسلام کو قائم رکھا۔

اتباع قرآن وسنت

حضرت ابوبکرؓ نے تمام امور میں خواہ وہ شرعی ہوں یا سیاسی رسول اللہ صلعم کے نمونہ کو پیش نظر رکھا۔ قومی ضروریات کا فیصلہ آپ ہمیشہ شوریٰ کے ذریعہ فرمایا کرتے تھے۔ ہر بات کے فیصلہ کیلئے آیت قرآنی اور اس کے بعد قول رسولؐ کو وقعت دیا کرتے تھے۔ اگر کسی معاملہ میں ان دونوں سے فیصلہ کی راہ سمجھ میں نہ آتی تو اکابر صحابہؓ سے مشورہ فرمایا کرتے بیت المال، محاصل کی تقسیم۔ عدالت اور قضا و افتا اور قانون ان تمام امور میں آپ نے نہایت عمدہ انتظام فرمایا تھا۔ اور اس طرح دو سال اور تین ماہ کے قلیل عرصہ خلافت میں آپؓ نے اسلام کی وہ عدیم المثال خدمت سرانجام دی کہ جس پر دشمن بھی صدائے تحسین بلند کرنے کے لئے مجبور رہے ✣

تاریخ سلسلہ احمدیہ

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب مرحوم

آپ کی زندگی کے آخری ایام

(۴)

۱۸ فروری ۱۹۱۴ء

اصحاب کہف

اصحاب کہف کا ذکر تھا۔ فرمایا "مضمون تو بڑا ہے۔ کیا کہوں۔ ڈاکٹر بولنے میں چھری مارتا ہے۔ فی الواقع بولنے میں خشکی بہت ہوتی ہے۔"

مولوی محمد علی صاحب نے عرض کیا کہ انگلستان پر قرآنی نقشہ کہف کا صادق آتا ہے اور جو حضور نے فرمایا تھا وہی سچ ہوا۔ آپ نے فرمایا "محمد علی پر بھی الزام آتا ہے کہ میں جو انگریزی نہ پڑھا تھا پڑھ گیا۔"

مولوی محمد علی صاحب نے انسائیکلوپیڈیا میں سے بہت سے واقعات پڑھ کر سنائے۔ آپ نے فرمایا "آپ کو معلوم ہوا میری باتیں بھی سچی ہوتی ہیں۔" مولوی محمد علی صاحب نے فرمایا کہ اس قدر واقعات ملے ہیں۔ آپ نے فرمایا "بہت عمدہ ہیں۔ کچھ تسلی ہوتی ہے۔" مولوی صاحب نے عرض کیا کہ یہ واقعات بیج کی طرح ہیں۔ انشاء اللہ مضمون اور بھی صاف ہو جائے گا۔

پھر آپ نے کہا کہ یوسف آرمیتیا اور انگلستان محض مائی تھالوجی (Mythology ....) ہیں (یعنی یوسف آرمیتیا حواری مسیح کا انگلستان جانا) حضرت نے فرمایا "اور ذرا زور لگاؤ۔" مولوی صاحب نے عرض کیا کہ اس کے ساتھیوں کا بھی حال مل جاوے۔ تو زیادہ مضبوط ہو جاوے گا مولوی صاحب نے عرض کیا کہ ابھی کتے کا کوئی ذکر نہیں۔ فرمایا "کتا تو ان کا لازمی ہے۔ وہ میں سگ رہ گیا ہے بڑا ہی تعلق ہے۔" مولوی صاحب نے عرض کیا کہ ایک شخص کا قصہ لکھا ہے کہ وہ پادری کے پاس گیا اور ان سے پوچھا کہ جناب کتا پاک ہے یا پلید؟ اس نے جواب دیا کہ پلید۔ اس نے پوچھا کہ تمہارا اس سے اتنا کیوں تعلق ہے؟ اس پر وہ لاجواب ہو گیا۔

۱۹ فروری ۱۹۱۴ء

حضرت صاحب کی چارپائی باہر سے اندر لیجا رہے تھے۔ ہم کو فرمایا کہ میرے بیٹے (عبدالحی) کو بھی شامل کر لو۔ پھر جب اندر گئے تو عزیز عبدالحی کو مخاطب کر کے فرمایا "کبھی پاؤں اٹھایا کر۔ کبھی سر اٹھایا کر۔ اس کی حقیقت ابھی تجھ کو معلوم نہیں۔ بچہ ہے۔"

طلب رضائے الٰہی

صبح حضرت ام المومنین عیادت کے لئے آئیں۔ اس روز آپ کی طبیعت نہایت کمزور تھی۔ بیوی صاحبہ کے سلام کے جواب میں بیوی صاحبہ کو فرمایا۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ یا اہل البیت و انیا کنود دریا نکو۔ آپ پیشم پرآب ہو گئے۔ والدہ عبدالحی نے عرض کیا کہ آپ گھبرا گئے۔ آپ تو دوسروں کو حوصلہ دیا کرتے ہیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا "گھبرا گیا ہے؟ خدا راضی ہو جائے سب کچھ پا لیا۔ یہ ایک علم ہے جاہلوں کو معلوم نہیں۔" والدہ عبدالحی نے عرض کیا کہ کیا تکلیف ہے؟ آپ نے فرمایا "شکر کروں کہ نہ کروں۔" پھر فرمایا "میں کبھی نہیں گھبراتا۔ مجھے تکلیف کوئی نہیں۔ میں چپ اس لئے ہوں کہ بولنے سے تکلیف ہوتی ہے۔"

اس وقت خاکسار و میاں صاحب کمرہ میں موجود تھے۔ جب کہ ام المومنین اور بیوی صاحبہ آئیں۔ اسی روز علی الصبح جبکہ خاکسار و میاں صاحب و خلیفہ رشید الدین موجود تھے۔ مجھے مخاطب کر کے فرمایا "ڈاکٹر تیرا بہت ہرج ہوا ہے۔ تو بہت روپیہ کمانے والا ہے۔" میں نے عرض کیا کہ میرا کوئی ہرج نہیں۔ حضور کو اللہ تعالیٰ صحت دے۔ حضور کی خدمت سے بڑھ کر اور کوئی کام نہیں۔ اور یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میرا وقت حضور کی خدمت میں صرف ہو۔

۲۰ فروری ۱۹۱۴ء

دوستوں اور مہمانوں کا پاس خاطر

سید عابد علی شاہ صاحب ساکن بد وملہی پاس کھڑے تھے ان کو اپنی چارپائی پر بیٹھنے کے لئے اشارہ فرمایا اور فرمایا "امرنا رسول اللہ صلعم ان ننزل الناس منازلھم" پھر فرمایا "میں تو بیمار ہوں" یعنی مطلب یہ تھا کہ ان کا دل چاہتا ہے کہ سب کو عزت کی جگہ پر بٹھائیں مگر بیماری کی وجہ سے معذور ہیں۔ گویا ہم کو اس پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی ــــــ فرمایا "اللہ تعالیٰ نے میرا سر دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر کہا آ تجھ کو اشھد ان لا الٰہ الا اللہ کے معنی سمجھا دیں۔ میری آنکھیں کھل گئیں۔"

شیعوں سے مباحثہ کے اصول

صاحبزادہ صاحب نے حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی اور مولوی سرور شاہ صاحب کو پیش کیا کہ وہ حافظ آباد کے قریب شیعوں کے ساتھ مباحثہ کے لئے جاتے ہیں۔ آپ نے رخصت کرتے وقت دعا کے بعد مفصلہ ذیل تقریر فرمائی:-

"اللہ پر بھروسہ کریں اور دعائیں مانگیں۔ نیا مباحثہ ہے۔ بہت دعا کریں۔ خدا کے حضور گر جائیں۔ ہمارے اصول شیعہ سے مباحثہ کے معلوم ہیں؟ سنو! ھموا بما لم ینالوا یہ منافق کی پہچان ہے۔ ہمارا یہ اعتقاد تو نہیں کہ علی مرتضیٰ نے خواہش کی۔ اگر خواہش کی ہوتی نیالوا (وہ کامیاب ہو جاتے) ایسا ہی ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے خواہش کی مگر ھموا بما لم ینالوا (جس بات کا قصد کیا پا لیا)۔ آیت استخلاف صاف ہے۔ وہ کہتے ہیں شرط ہے ایمان۔ تو اللہ گواہی فرماتا ہے یعبدوننی ولا یشرکون بی شیئاً (میری عبادت کرتے ہیں اور میرے ساتھ شرک نہیں کرتے) یہ خدائی مہر ہے۔"

فرمایا "ادھر بالکل نہ آئیو کہ لوگوں نے یا عمر، ابوبکر نے دعویٰ کیا۔ کامیاب ہوئے۔" پھر فرمایا "مسلمان ہو ضرور مان لو۔ مرزا کا جینا اور مرزا کا مرنا خدا کے حکم کے ماتحت ہوا۔ ایسے ہی نورالدین کا۔ نورالدین کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا (یعنی خلیفہ ہونا)" ہم سب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "کوئی میرا دوست نہیں کہہ سکتا کچھ میں نے ان کو کہا ہو کہ میری بھی تحریک کرنا۔ میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ میں یہیں نہ تھا۔ ارادہ تو پیچھے ہوتا ہے۔ جب میرے جیسا آدمی خلیفہ بنا گیا تو یہ خدائی کام ہے۔"

فرمایا "حافظ روشن علی ایک عجیب طرح کا گواہ ہے کبھی کبھی جلد شیوں میں پڑھتا تھا یسلب الملک من تشاء نہیں۔ میں ان کو بڑے بڑے وجوہ سمجھایا کرتا تھا۔ مجھے تو کسی قریشی کے بننے کی امید نہ تھی۔ ابوبکر، علی، عمر، عثمان کی شان اس سے بہت بڑھی ہوئی ہے۔ ایک کرتا ہی میرے گلے میں پہنایا گیا ہے۔ میں اس کو نہیں اتارتا۔"

پھر فرمایا "دعائیں کرو۔ دعائیں کرو۔" پھر فرمایا "افسوس ہے میر اسحاق نہیں آیا۔ سید میں تکبر آ ہی جاتا ہے۔" فرمایا "جاؤ پڑھو۔ اللہ کے آگے گر جاؤ۔ ہمیں اہل بیت بھی پیارے ہیں۔ صحابہؓ بھی پیارے ہیں۔ اہل بیت اور صحابہ ہیں۔" اتنی تقریر کر چکے تھے جب میر اسحاق بھی آ گئے۔ فرمایا "دعا، تواضع خدا کی درگاہ میں گر جاؤ۔ تم نوجوان ہو، پہلا مناظرہ ہے۔ تمہارا فتح پانا، میرا دل، جان اور روح اس کے لئے دعا کرتی ہے۔ تکبر نہ کرنا ہمارے نکتے بھی سن لینا، پسند آویں تو مان لینا ورنہ خیر۔" پھر فرمایا۔ "ساری کامیابیاں ناکامی میں رکھی ہوئی ہیں۔"

میر اسحاق جب آئے تو فرمایا "ایک سید، دوسرے فاضل، تیسرے جوان۔ مجھ میں ان میں سے ایک بھی بات نہیں۔ تو پھر میری طرف آنے کا کیوں خیال ہوتا۔" میر صاحب نے عرض کیا کہ انہیں اطلاع نہیں ہوئی۔ اس پر آپ نے فرمایا "تو پھر معلوم ہوا کہ آپ لوگ محمد سے کام نہیں کرتے۔"

...اللہ علیہ وسلم نے ... (بخاری)

ختم نبوت اور مولانا اسلم جیراجپوری

(از محمد فاضل صاحب طالب علم تبلیغی کلاس)

(گذشتہ اشاعت میں اسی موضوع پر ایک مضمون مولانا محمد یعقوب خانصاحب کا لکھا ہؤا شائع ہو چکا ہے مندرجہ ذیل مضمون بھی ہماری تبلیغی کلاس کے ایک طالبعلم کی کوشش کا نتیجہ ہے پہلے مضمون کے ساتھ ہی پہنچا اور اب ان کی خواہش پر اس اشاعت میں درج ہوتا ہے۔ (مدیر)

ختم نبوت کا منصوص عقیدہ

محترم سید نذیر نیازی کی ادارت میں دہلی سے "طلوع اسلام" ایک ماہوار رسالہ شائع ہؤا ہے جس کا پہلا نمبر میرے سامنے ہے۔ طلوع اسلام میں ایک مضمون "ختم نبوت" پر مولانا اسلم جیراجپوری کی طرف سے شائع ہؤا ہے۔ "ختم نبوت" ایک بہت وسیع مضمون ہے جس پر "النبوۃ فی الاسلام" جیسی ضخیم کتاب لکھی جا چکی ہے۔ مولانا اسلم جیراجپوری کی کاوش بھی قابل داد ہے۔ اور ختم نبوت چونکہ امت محمدیہ کا متفقہ اور فیصلہ شدہ مسئلہ ہے اس لئے اس مسئلہ کی مختلف پہلوؤں سے اشاعت از حد ضروری ہے مگر مولانا اسلم کے مضمون میں کچھ باتیں اصل مبحث کے علاوہ بھی درج ہیں اور بدقسمتی سے غلط درج ہیں۔ اس لئے مجھے یہ چند سطور لکھنے کی ضرورت پیش آئی۔

مولانا اسلم کے مضمون کے ابتدائی حصہ سے ہمیں کامل اتفاق ہے۔ واقعی ختم نبوت کا عقیدہ تیرہ صدیوں کا منصوص، متفق علیہ اور اجماعی عقیدہ ہے اور قرآن پر ایمان رکھنے والوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نبوت کا انکار محال ہے۔ مگر آگے چل کر مولانا اسلم ارشاد فرماتے ہیں:-

"تیرہ صدیوں کے اس منصوص، متفق علیہ اور اجماعی عقیدہ کے خلاف پنجاب میں مرزا غلام احمد قادیانی باوجود قرآن پر ایمان رکھنے کے اپنی نبوت کا دعویٰ لیکر کھڑے ہوئے مجھے ان کے اس دعویٰ پر دلیل لانے کی ضرورت نہیں کیونکہ قادیانی جماعت جس کا عقیدہ اور عمل مرزا صاحب کے نوشتوں پر ہے۔ خود اس بات کا ثبوت ہے۔ وہ اُن کو انبیاء علیہم السلام (سابقین) کی طرح نبی مانتی ہے اور ان کی نبوت کے منکر کو کافر سمجھتی ہے۔"

(طلوع اسلام اکتوبر ۳۵ء صفحہ ۱۹)

پہلے تو یہ بات ہی ایک افترا ہے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے بارہا کفر علما کو اور قادیانی جماعت کو چیلنج دیا جا چکا ہے کہ وہ مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت پیش کریں اور جہاں تک میرا علم ہے۔ آج تک اس چیلنج کا جواب اثبات میں نہیں دیا گیا۔ یہ حقیقت ہے کہ نہ مرزا صاحب نبی تھے اور نہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ کیا جس شخص کا ایمان یہ ہو ؎

ما مسلمانیم از فضل خدا ✽ مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام ✽ ہر نبوت را بروشد اختتام

وہ کبھی دعویٰ نبوت کر سکتا ہے؟

مضحکہ خیز استدلال

مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت پر اس لئے دلیل نہ پیش نہ کرنا کہ قادیانی جماعت جس کا عقیدہ اور عمل مرزا صاحب کے نوشتوں پر ہے خود اس ثبوت ہے... اور وہ ان کی نبوت کے منکر کو کافر سمجھتی ہے۔ نہایت خیز بات ہے۔ کیا ایک یہودی عالم جو حضرت عیسٰی علیہ السلام کے الوہیت پر مضمون لکھے اتنا ہی لکھ کر اپنے دعویٰ میں سچا ثابت ہو کہ چونکہ رومن کیتھولک جن کا عقیدہ اور عمل عیسٰی علیہ السلام پر ہے اور وہ ان کو گذشتہ انبیاء علیہم السلام کی طرح نبی نہیں بلکہ افضل اور خدا کا بیٹا مانتے ہیں اور اُن کی الوہیت کے منکر کو کافر سمجھتے ہیں۔ اس لئے مجھے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے دعویٰ الوہیت پر دلیل لانے کی ضرورت نہیں"۔ کیا مولانا اسلم اس یہودی کو حق پر سمجھ لینگے حالانکہ انجیل سے کہیں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی الوہیت ثابت نہیں ہوتی۔ یہی حال قادیانی جماعت اور مرزا صاحب کا ہے۔ مرزا صاحب کی کتابیں موجود ہیں۔ ان کی اپنی تحریرات سے دلیل دی جا سکتی ہے قادیانی جماعت کا طرز عمل دلیل نہیں ہو سکتا ورنہ مولانا موصوف کو اس یہودی کی دلیل سے انکار مشکل ہوگا جو الوہیت مسیح پر یہی دلیل دیتا ہے۔

حضرت صاحب کی کتب کے مطالعہ کی ضرورت

میرے خیال میں مولانا موصوف نے خود مرزا صاحب کی کتب کو پڑھنے کی تکلیف گوارا نہیں فرمائی ورنہ وہ مرزا صاحب کی کتابوں کے حوالے مولویانہ شان سے پیش نہ کرتے۔ کسی شخص کا مقصد اس کی کتب کی چند سطور سے نہیں نکل سکتا۔ بلکہ اس کے لئے کتابوں کے مکمل مطالعہ کی ضرورت ہے۔ میں مولانا اسلم کو یقین دلاتا ہوں کہ جو تحریریں انہوں نے حقیقۃ الوحی وغیرہ سے پیش کی ہیں۔ اگر وہ اُن تحریروں کو تمام و کمال پڑھ لیں۔ تو یقیناً مولانا موصوف کو اپنی رائے بدلنی پڑے گی۔ یہ کتر و بیونت تو ملاؤں کی شان ہے۔ مولانا اسلم جیسے فاضل اور جامعہ ملیہ دہلی کے پروفیسر کو ان باتوں کو دور کا تعلق بھی نہیں ہونا چاہئے۔

ظلی اور بروزی نبوت

(۲) ایک اور بات جو مولانا صاحب نے لکھی ہے وہ یہ ہے کہ:-

"ظلی نبی، مجازی نبی اور بروزی نبی وغیرہ کے الفاظ صرف اس خود ساختہ نبوت کو پردہ اخفا میں رکھنے کے لئے وضع کئے گئے ہیں۔ جن کے قرآن کی رو سے قطعاً کوئی معنی نہیں نبوت ایک حقیقت ثابتہ ہے وہاں مجاز کا گذر نہیں۔ نہ اس کا کوئی ظل ہے نہ بروز۔ وہ خود ایک بارزاد اور غیر منتزعہ صفت ہے۔ اس سے جو لوگ بذریعہ اطاعت اور اتباع کے اثر پذیر ہوتے ہیں وہ مومن اور صالح کہے جا سکتے ہیں نہ کہ نبی۔" صفحہ ۲۲

اس سے کس کو انکار ہے کہ نبوت ایک حقیقت ثابتہ ہے۔ مگر یہ کہ "مجاز کا وہاں گذر نہیں۔ نہ اس کا کوئی ظل ہے نہ بروز" غور کرنے کے قابل ہے۔ اگر امت محمدیہ کے اولیا۔ ابدال و اقطاب کی تحریرات کو پڑھا جائے تو اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ولایت ظل و بروز نبوت ہے حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب اس قسم کے استعارات سے بھری ہوئی ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ولایت کو ظل نبوت کہتے ہیں۔ حضرت مولانا روم مرشد کو نبیٔ وقت خویش کہتے ہیں۔ اسی طرح اکثر بزرگان امت نے اس ظل و بروز کو تسلیم کیا ہے تو پھر اس سے کس طرح انکار کیا جا سکتا ہے؟ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو آئینہ احمدیت)

حضرت صاحب کی پیشگوئیاں اور مولوی ثناء اللہ صاحب سے آخری فیصلہ

(۳) آگے چل کر مولانا موصوف فرماتے ہیں:-

"یہاں تک تو جو کچھ بحث تھی وہ قرآن کریم کی رو سے تھی۔ اب عقلی حیثیت سے دیکھا جائے تو اس مدعی نبوت نے کوئی تعلیم ایسی نہیں پیش کی جس میں ادنیٰ شائبہ بھی نبوت کا ہو۔ ساری عمر کا سرمایہ صرف چند پیشین گوئیاں جن میں سے جو جس قدر زیادہ جزم و ادعا کے ساتھ پیش کی گئی اسی قدر زیادہ غلط ثابت ہوئی یہاں تک ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء میں اشتہار دیا کہ:-

اب میں تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے۔ اس کو صادق کی زندگی ہی میں اس دنیا سے اٹھالے"

تقدیر نے اس معاملہ میں سچا فیصلہ کر دیا جس سے اہل بصیرت پر حق روشن ہو گیا۔ یعنی اس مدت میں جو اس دعا میں مقرر کی گئی تھی مرزا صاحب کو ہیضہ کی وبا سے وفات دیدی اور مولانا ثناء اللہ ابوالوفا کو زندہ رکھا جو آج تک ان کی تردید کر رہے ہیں۔" صفحہ ۲۲ و ۲۳

کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے کوئی تعلیم ایسی نہیں پیش کی جس میں ادنیٰ شائبہ بھی نبوت کا ہو پھر ساتھ ہی یہ بھی ارشاد ہے کہ مرزا صاحب مدعی نبوت تھے جس شخص کی کتب میں اور تعلیم میں ایک ادنیٰ شائبہ بھی نبوت کا نہ ہو وہ نبوت کا دعویٰ کیا کرے گا! اس کی طرف دعویٰ منسوب کرنا افترا نہیں تو اور کیا ہے؟ دوسری بات پیشگوئیوں کے متعلق ہے۔ مولانا موصوف نے ایک کھلی کھلی پیشگوئی کو پیش کر کے اور اس سے غلط نتیجہ اخذ کر کے قارئین "طلوع اسلام" کو غلط فہمی میں ڈالا ہے۔ بیشک مرزا صاحب نے مندرجہ بالا تحریر پیش کی۔ مگر مولانا ابوالوفا صاحب کا جواب اور مباہلہ سے انکار کہاں گیا؟ جب ابوالوفا صاحب کا ارشاد یہ ہو کہ "آپ (مرزا صاحب) اس دعویٰ میں قرآن شریف کے صریح خلاف کہہ رہے ہیں۔ قرآن تو کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔ من کان فی الضللۃ فلیمدد لہ الرحمٰن مدا (پارہ سولہ) اور انما نملی لھم لیزدادوا اثما جس کے معنی صاف صاف یہ ہیں کہ خدا جھوٹے نافرمان، مفسد اور دغاباز لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تاکہ وہ مہلت میں اور بھی برے کام کریں۔"

(منقول از اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

تو جب خود مولانا ثناء اللہ کا یہ ارشاد مرزا صاحب کی مندرجہ بالا تحریر کو پڑھنے کے بعد ہو تو فیصلہ کس کے حق میں ہوگا؟ کاش کہ مولانا ذرا انصاف سے خامہ فرسائی کرتے۔

عقیدہ مجددیت سے انکار

سب سے آخری بات جو مولانا صاحب نے لکھی ہے یہ ہے کہ:

"رہا مجدد کا عقیدہ۔ جو ایک مذہب جماعت مرزا صاحب کے متعلق رکھتی ہے تو اس عقیدہ کو قرآنی تعلیم سے کوئی تعلق نہیں۔ ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سرے پر اس امت میں ایک مجدد پیدا کرتا ہے جو اس کے دین کی تجدید کرتا ہے۔ لیکن یہ روایت حقیقت میں اس وقت کے مسلمانوں کی ذہنیت کا اظہار کرتی ہے جبکہ پہلی صدی ہجری کے خاتمہ پر اور دوسری صدی کے آغاز پر حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے جنہوں نے بنی امیہ کے مظالم کو مٹا کر ایک بار پھر عہد فاروقی کو تازہ کر دکھایا ورنہ دین اللہ کے ان اٹل اور پختہ اصولوں کا نام ہے جو مطلقاً تجدید پذیر نہیں ہیں نہ ان کے لئے مجدد کی ضرورت ہے...... حاصل یہ ہے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

ختم نبوت اور مولانا اسلم جیراجپوری

(از محمد فاضل صاحب طالب علم تبلیغی کلاس)

دگذشتہ اشاعت میں اسی موضوع پر ایک مضمون مولانا محمد یعقوب خاں صاحب کا لکھا ہوا شائع ہو چکا ہے۔ مندرجہ ذیل مضمون بھی ہماری تبلیغی کلاس کے ایک طالبعلم کی کوشش کا نتیجہ ہے پہلے مضمون کے ساتھ ہی پہنچا اور اب ان کی خواہش پر اس اشاعت میں درج ہوا ہے۔ (مدیر)

ختم نبوت کا منصوص عقیدہ

محترم سید نذیر نیازی کی ادارت میں دہلی سے "طلوع اسلام" ایک ماہوار رسالہ شائع ہوا ہے جس کا پہلا نمبر میرے سامنے ہے۔ طلوع اسلام میں ایک مضمون "ختم نبوت" پر مولانا اسلم جیراجپوری کی طرف سے شائع ہوا ہے "ختم نبوت" ایک بہت وسیع مضمون ہے جس پر "النبوۃ فی الاسلام" جیسی ضخیم کتاب لکھی جا چکی ہے۔ مولانا اسلم جیراجپوری کی کاوش بھی قابل داد ہے۔ اور ختم نبوت چونکہ امت محمدیہ کا متفقہ اور فیصلہ شدہ مسئلہ ہے اس لئے اس مسئلہ کی مختلف پہلوؤں سے اشاعت از حد ضروری ہے مگر مولانا اسلم کے مضمون میں کچھ باتیں اصل مبحث کے علاوہ بھی درج ہیں اور بدقسمتی سے غلط درج ہیں۔ اس لئے مجھے یہ چند سطور لکھنے کی ضرورت پیش آئی۔

مولانا اسلم کے مضمون کے ابتدائی حصہ سے ہمیں کامل اتفاق ہے۔ واقعی ختم نبوت کا عقیدہ تیرہ صدیوں کا منصوص، متفق علیہ اور اجماعی عقیدہ ہے اور قرآن پر ایمان رکھنے والوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نبوت کا انکار محال ہے۔ مگر آگے چل کر مولانا اسلم ارشاد فرماتے ہیں:-

"تیرہ صدیوں کے اس منصوص، متفق علیہ اور اجماعی عقیدہ کے خلاف پنجاب میں مرزا غلام احمد قادیانی باوجود قرآن پر ایمان رکھنے کے اپنی نبوت کا دعویٰ لیکر کھڑے ہوئے مجھے ان کے اس دعویٰ پر دلیل لانے کی ضرورت نہیں کیونکہ قادیانی جماعت جس کا عقیدہ اور عمل مرزا صاحب کے نوشتوں پر ہے خود اس بات کا ثبوت ہے۔ وہ اُن [illegible]

[illegible]

نہیں بلکہ افضل اور خدا کا بیٹا مانتے ہیں اور اُن کی الوہیت کے منکر کو کافر سمجھتے ہیں۔ اس لئے مجھے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے دعویٰ الوہیت پر دلیل لانے کی ضرورت نہیں"۔ کیا مولانا اسلم اس یہودی کو حق پر سمجھ لینگے حالانکہ انجیل سے کہیں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی الوہیت ثابت نہیں ہوتی۔ یہی حال قادیانی جماعت اور مرزا صاحب کا ہے۔ مرزا صاحب کی کتابیں موجود ہیں۔ ان کی اپنی تحریرات سے دلیل دی جا سکتی ہے قادیانی جماعت کا طرز عمل دلیل نہیں ہو سکتا ورنہ مولانا موصوف کو اس یہودی کی دلیل سے انکار مشکل ہوگا جو الوہیت مسیح پر یہی دلیل دے۔

حضرت صاحب کی کتب کے مطالعہ کی ضرورت

میرے خیال میں مولانا موصوف نے خود مرزا صاحب کی کتب کو پڑھنے کی تکلیف گوارا نہیں فرمائی ورنہ وہ مرزا صاحب کی کتابوں کے حوالے مولویانہ شان سے پیش نہ کرتے۔ کسی شخص کا مقصد اس کی کتب کی چند سطور سے نہیں نکل سکتا۔ بلکہ اس کے لئے کتابوں کے مکمل مطالعہ کی ضرورت ہے۔ میں مولانا اسلم کو یقین دلاتا ہوں کہ جو تحریریں انہوں نے حقیقۃ الوحی وغیرہ سے پیش کی ہیں۔ اگر وہ اُن تحریروں کو تام و کمال پڑھ لیں۔ تو یقیناً مولانا موصوف کو اپنی رائے بدلنی پڑے گی۔ یہ کتر و بیونت تو ملاؤں کی شان ہے۔ مولانا اسلم جیسے فاضل اور جامعہ ملیہ دہلی کے پروفیسر سے ان باتوں کو دور کا تعلق بھی نہیں ہونا چاہئے۔

ظلی اور بروزی نبوت

(۲) ایک اور بات جو مولانا صاحب نے لکھی ہے وہ یہ ہے کہ:-

"ظلی نبی، مجازی نبی اور بروزی نبی وغیرہ کے الفاظ صرف اس خود ساختہ نبوت کو پردہ اخفا میں رکھنے کے لئے وضع کئے گئے ہیں۔ جن کے قرآن کی رو سے قطعاً کوئی معنی نہیں نبوت ایک حقیقت ثابتہ ہے۔ یہاں مجاز کا گذر نہیں۔ نہ اس کا کوئی ظل ہے نہ بروز۔ وہ خود ایک بارز اور غیر مستر حقیقت ہے۔ [illegible]

[illegible]

اب عقلی حیثیت سے دیکھا جائے تو اس مدعی نبوت نے کوئی تعلیم ایسی نہیں پیش کی جس میں ادنیٰ شائبہ بھی نبوت کا ہو۔ ساری عمر کا سرمایہ صرف چند پیشین گوئیاں، جن میں سے جو جس قدر زیادہ جزم و ادعا کے ساتھ پیش کی گئی اسی قدر زیادہ غلط ثابت ہوئی یہاں تک کہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء میں اشتہار دیا کہ:-

"اب میں تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے۔ اس کو صادق کی زندگی ہی میں اس دنیا سے اٹھا لے"

"تقدیر نے اس معاملہ میں سچا فیصلہ کر دیا۔ جس سے اہل بصیرت پر حق روشن ہو گیا۔ یعنی اس مدت میں جو اس دعا میں مقرر کی گئی تھی مرزا صاحب کو ہیضہ کی وبا سے وفات دیدی اور مولانا ثناء اللہ ابوالوفا کو زندہ رکھا جو آج تک ان گمراہیوں کی تردید کر رہے ہیں" صفحہ ۲۲ و ۲۳

کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے کوئی تعلیم ایسی نہیں پیش کی جس میں ادنیٰ شائبہ بھی نبوت کا ہو پھر ساتھ ہی یہ بھی ارشاد ہے کہ مرزا صاحب مدعی نبوت تھے جس شخص کی کتب میں اور تعلیم میں ایک ادنیٰ شائبہ بھی نبوت کا نہ ہو وہ نبوت کا دعویٰ کیا کرے گا! اس کی طرف دعویٰ منسوب کرنا افترا نہیں تو اور کیا ہے؟ دوسری بات پیشگوئیوں کے متعلق ہے۔ مولانا موصوف نے ایک کھلی کھلی پیشگوئی کو پیش کر کے اور اس سے غلط نتیجہ اخذ کر کے قارئین "طلوع اسلام" کو غلط فہمی میں ڈالا ہے۔ بیشک مرزا صاحب نے مندرجہ بالا تحریر پیش کی۔ مگر مولانا ابوالوفا صاحب کا جواب اور مباہلہ سے انکار کہاں گیا؟ جب ابوالوفا صاحب کا ارشاد یہ ہو "کہ آپ (مرزا صاحب) اس دعویٰ میں قرآن شریف کے صریح خلاف کہہ رہے ہیں۔ قرآن تو کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔ سنو من کان فی الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمٰن مدا (پارہ ۱۶ سولہ) اور انما نملی لھم لیزدادوا اثما۔ جس کے معنی صاف صاف یہ ہیں کہ خدا جھوٹے نافرمان مفسد اور دغاباز لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تاکہ وہ مہلت میں اور بھی برے کام کریں"۔

(منقول از اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

تو جب خود مولانا ثناء اللہ کا یہ ارشاد مرزا صاحب کی مندرجہ بالا تحریر کو پڑھنے کے بعد ہو تو فیصلہ کس کے حق میں ہوگا؟ کاش کہ مولانا ذرا انصاف سے خامہ فرسائی کرتے۔

عقیدہ مجددیت سے انکار

سب سے آخری بات جو مولانا صاحب نے لکھی ہے یہ ہے کہ:

[illegible]

کسی قسم کی نبوت یا مجددیت یا مہدویت کا عقیدہ کسی شخص کی بابت رکھنا شخصیت پرستی ہے جس سے قرآن اور اسلام کو قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ ایسے دعی جب کھڑے ہوئے ہیں امت میں تفریق اور فتنہ کا باعث ہوئے ہیں۔" صفحہ ۲۳

اوپر کی عبارت کو لکھدینا اور اس کو سرسری نظر سے پڑھ لینا تو آسان ہے مگر اس پر غور کرنے سے بہت سی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ مجدد کی حدیث مشکوٰۃ اور ابو داؤد میں ہے جو صحاح ستہ میں سے ہیں اور یہ حدیث متفق علیہ ہے (حج الکرامہ صفحہ ۱۳۴) اور مسیح موعودؑ والی حدیث بخاری اور مسلم دونوں میں موجود ہے۔ پھر امت محمدیہ کی باہر گزیدہ ہستیوں نے جن میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی، حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ بھی شامل ہیں۔ اسی حدیث کی بنا پر دعویٰ مجددیت کیا ہے اور ڈنکے کی چوٹ اپنی مجددیت پر یہ حدیث بطور ارشاد حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیش کی ہے۔ اب اگر مولانا موصوف کو یہ حدیث اہل بیت کی اختراع معلوم ہوتی ہے تو ان بزرگان کے دعاوی کا کیا حشر ہوگا؟ اور اگر مولانا موصوف کے ارشاد کے مطابق مجددیت یا مہدویت کے عقیدہ کو قرآن اور اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں تو ان بزرگوں کے اسلام کے متعلق کیا ارشاد ہے، جن کے دعاوی اسی حدیث کی بنا پر موجود ہیں اور پیش کئے جاسکتے ہیں؟ اگر مولانا موصوف کا اسلام ان بزرگان امت کے اسلام کے علاوہ ہے تو انہیں مبارک ہو۔ ہمیں ان ہی بزرگوں کا اسلام قبول ہے اور اسی کی ہمیں ضرورت بھی ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ مولانا موصوف ان مجددین کی تحریرات کو پڑھ کر ان کے دعاوی اور ارشادات کے متعلق اپنا خیال ظاہر کریں۔

مولانا جیراجپوری کا تذبذب

مولانا موصوف نے اپنی مندرجہ بالا تحریر میں جماعت لاہور کو مذبذب جماعت تحریر فرمایا ہے۔ میرے خیال میں مولانا موصوف "ختم نبوت" پر مضمون لکھنے کے باوجود خود بھی ختم نبوت کے معاملے میں مذبذب ہی ہیں۔ کیا مولانا صاحب کا عقیدہ نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ تشریف لائینگے اور امت مرحومہ کی اصلاح کریں گے؟ اگر ہے تو کیا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے سے ختم نبوت کی مہر نہ ٹوٹیگی؟ اگر مولانا اسلم موصوف کے خیال مبارک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے شرعی نبی اور رسولاً الیٰ بنی اسرائیل کے آنے سے ختم نبوت میں کچھ فرق نہیں آتا۔ تو امت محمدیہ کا کوئی فرد کامل پیروئ محمد صلی اللہ علیہ وسلم و تعلیم قرآن کی بنا پر اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی سند پیش کرکے اگر اپنے آپ کو نبی کے خطاب کا مستحق کہے تو ختم نبوت کیوں ٹوٹتی ہے؟ اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا کسی اور جدید و قدیم نبی کے آنے سے قرآن مانع ہے تو کیا مولانا موصوف اپنی جرأت ایمانی سے کام لیتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات و حیات کے متعلق اپنے عقیدہ کا اعلان کر دینگے اور ختم نبوت کے صحیح مفہوم پر عامل ہونگے جس طرح خدا کے فضل و کرم سے احمدی جماعت

تبلیغ اسلام کے لئے مفت اشاعت کی اہمیت

قابل توجہ احباب سلسلہ

اشاعت اسلام جماعت احمدیہ کی ان امتیازی خصوصیات میں سے ہے جس کے دشمن اور دوست سب معترف ہیں۔ اشاعت اسلام کے کئی ذرائع ہیں جن کا بیان اس جگہ ضروری نہیں۔ منجملہ ان ذرائع کے تصنیف و تالیف کا کام بھی اشاعت اسلام کے لئے ایک اہم ذریعہ ہے۔ اگر ایسی کتابیں جو فضیلت اسلام کو بین طور پر واضح کرتی ہوں اور اسلام کی تعلیم کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہوں تصنیف کرکے اور مختلف زبانوں میں ان کے تراجم کرکے کثیر تعداد میں ان کی اشاعت کی جائے تو اشاعت اسلام کا یہ ذریعہ دیگر تمام ذرائع سے نفع مند اور کم خرچ ثابت ہوسکتا ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے تصنیفات میں ہماری جماعت کا قدم دیگر تمام اسلامی جماعتوں سے آگے ہے اور حتی المقدور کوتاہی نہیں برتی جاتی۔ مگر حضرت مسیح موعود کے ان الفاظ کو پڑھ کر یہ خیال ضرور گزرتا ہے کہ ان کتابوں کی مفت اشاعت میں ہمارا قدم قدرے سست ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"ہر وقت یہ امر ہمارے مدنظر رہنا چاہیئے کہ جس ملک کی موجودہ حالت ضلالت کے سم قاتل سے نہایت خطرہ میں پڑ گئی ہو۔ بلاتوقف ہماری کتابیں اس ملک میں پھیل جائیں۔ اور ہر متلاشی حق کے ہاتھ میں وہ کتابیں نظر آویں۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس مدعا کا بوجہ اکمل و اتم اس طور سے حاصل ہونا ہرگز ممکن نہیں کہ ہم ہمیشہ یہی امر پیش نہاد خاطر رکھیں کہ ہماری کتابیں فروخت کے ذریعہ سے شائع ہوتی رہیں۔ اور محض فروخت کے طور پر کتابوں کو شائع کرنا اور نفسانی ملونی کی وجہ سے دنیا کو دین میں گھسیڑ دینا نہایت مکروہ اور قابل اعتراض طریق ہے۔ جس کی شامت کی وجہ سے نہ ہم جلدی سے اپنی کتابیں پھیلاسکتے ہیں اور نہ کثرت سے وہ کتابیں لوگوں کو دے سکتے ہیں۔ بلاشبہ یہ بات سچ اور بالکل سچ ہے کہ جس طرح ہم مثلاً ایک لاکھ کتاب کو مفت تقسیم کرنیکی حالت میں صرف بیس روز میں وہ سب کتابیں دور دور ملکوں میں پہنچاسکتے ہیں اور عام طور پر ہر ایک فرقہ میں اور ہر ایک جگہ پھیلاسکتے ہیں اور ہر ایک حق کے طالب اور راستی کے متلاشی کو دے سکتے ہیں۔ ایسی اور اس طرح کی اعلیٰ درجہ کی کارروائی قیمت پر رہنے کی حالت میں شاید بیس برس کی مدت تک بھی ہم نہیں کرسکینگے۔ فروخت کی حالت میں کتابوں کو صندوق میں بند کرکے ہم کو خریداروں کی راہ دیکھنا چاہیئے کہ کب کوئی آتا ہے یا خط بھیجتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس انتظار دراز کے زمانہ میں ہم آپ ہی اس دنیا سے رخصت ہوجاویں اور کتابیں صندوق میں بند کی بند رہیں۔" (فتح اسلام)

میرے دوستو! خدارا خیال کرو کہ امام وقت کے ان پر درد الفاظ کے بعد ہماری ناچیز سعی کی کیا قدر رہ جاتی ہے اگر ہم خود ہی امام وقت کی منشاء کے مطابق کام نہیں کرتے تو خدارا بتلایئے کہ اور کون آئیگا جو حضرت مسیح موعود کی ان خواہشات کو پورا کرنے کا عزم کریگا اور پھر اسوقت ہماری کیا حالت ہوگی ہمارے لئے قیمتی کتابوں کی کثیر تعداد میں غیر ممالک میں اشاعت کرنا نہایت دشوار ہے کیونکہ آمدنی کے ذرائع کم ہیں۔ اپنے مرشد کی دلی منشاء کو پورا کرنیکے لئے ہم چھوٹی چھوٹی کتابوں کی اشاعت بخوبی کرسکتے ہیں۔

اس مقصد کو بوجہ احسن حاصل کرنے کیلئے انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ ایسی کتب برائے نام قیمت لاگت پر دیدی جاویں۔ تاکہ احباب زیادہ تعداد میں خرید کر ان کو ہندوستان اور دیگر ممالک میں پھیلا سکیں۔ انجمن نے اس غرض کے لئے مفت اشاعت کا صیغہ بھی کھول رکھا ہے۔ ہماری جماعت کے متمول احباب کیلئے اپنے مرشد کی اس خواہش کو پورا کرنے کا یہ ایک نادر موقع ہے۔

ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا

(خاکسار)

عبد الحق۔ از دفتر ہمامنٹ سکرٹری مدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

جواہر ریزے

قرآن مجید

اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم آپس میں مقرر وقت کیلئے قرض کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لو۔ اور چاہیئے کہ تمہارے درمیان لکھنے والا عدل کے ساتھ لکھے اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا اللہ نے اُسے سکھایا اور ضرور لکھدے اور چاہیئے کہ وہ جس پر حق ہے لکھائے اور وہ اللہ اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرے اور اس سے کچھ کمی نہ کرے۔ پھر اگر وہ شخص جس پر حق ہے کم عقل یا ضعیف ہو یا لکھوانے کی قابلیت نہ رکھتا ہو تو اس کا ولی انصاف کے ساتھ لکھوائے اور دو گواہ اپنے مردوں میں سے گواہی کے لئے بلا لیا کرو پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ان گواہوں میں سے ہوں جن کو تم پسند کرو تاکہ اگر ایک بھول جائے تو ایک ان دونوں میں سے دوسری کو یاد دلا دے، اور گواہ جب بلائے جائیں انکار نہ کریں اور اُسکے وقت تک اُسے لکھنے میں کاہلی نہ کرو تھوڑا ہو یا بہت۔ یہ اللہ کے نزدیک بہت انصاف کی بات ہے اور گواہی کو بہت مضبوط رکھنے والی ہے اور اس سے بہت قریب ہے کہ تم شک میں نہ پڑو لیکن اگر نقد سودا ہو جس کو تم آپس میں لیتے دیتے ہو تو پھر تم پر کوئی گناہ نہیں کہ اسے نہ لکھو۔ اور جب خرید و فروخت کرو تو گواہ کرلیا کرو۔ اور نہ لکھنے والے کو نقصان پہنچایا جائے اور نہ گواہ کو اور اگر تم ایسا کروگے تو یہ تمہاری طرف سے نافرمانی ہوگی۔ اور اللہ کا تقویٰ کرو۔ اور اللہ تم کو سکھاتا ہے اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ (۲ - ۲۶۰)

حدیث شریف

(۱) حضرت ابوبکر صدیقؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو بتاؤں کہ کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے کون کون سے گناہ ہیں۔ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ فرمایئے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کہ خبردار جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی۔ خبردار جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی۔ آنحضرتؐ بار بار یہی فرماتے رہے حتیٰ کہ میں نے خیال کیا کہ شاید آپ خاموش نہ ہونگے۔ (بخاری)

(۲) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میرے منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائے خواہ وہ ایک سبز مسواک کے متعلق ہی ہو وہ خود اپنی جگہ دوزخ میں بناتا ہے۔ (ابن ماجہ)

(۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو شخص جھوٹی بات کو ترک نہ کرے اور اس پر عمل کرے خدا اسکے روٹی اور پانی ترک کرنیکی پرواہ نہیں کرتا۔ (بخاری) مطلب یہ ہے کہ روزہ کا ثواب بھی اسی وقت ملتا ہے جب زبان کو بری باتوں سے بچایا جائے۔

(۴) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم سے دریافت کیا گیا۔ کہ غیبت کیا ہے آپ نے جواب میں فرمایا کہ غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کے متعلق ایسی بات کہے جو اسے ناگوار ہو۔ سائل نے عرض کیا جو بات میں کہوں اگر وہ سچی ہو تو بھی یہ غیبت ہوگی؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اگر بات سچی ہو تو وہ غیبت ہے اور اگر سچی نہ ہو تو بہتان ہے جو تو نے اپنے بھائی پر باندھا۔ (ابو داؤد)

(۵) حضرت عبادہؓ بن صامت سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ لوگوں پر من گھڑت بہتان نہ باندھا کرو۔

۴۵

(بقیہ صفحہ ۲)

. . . . خود نہیں ہلتا بلکہ اور چیزوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے نہ صرف یہ بلکہ ان چیزوں کو اپنی طرح کھینچنے والی بنا دیتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ذات جس کا فیلڈ تو لامحدود ہے کیونکہ وہ ذات خود لامحدود ہے اس لئے تمام مخلوقات اسکے فیلڈ کے اندر ہیں جسے چاہتا ہے اور جب چاہتا ہے مقناطیس کی طرح سے جس طرح چاہتا ہے حرکت دیتا ہے۔ اور جو چاہتا ہے بنا دیتا ہے روح بھی جسم میں اپنی قوت سے قلب یا من کو صاحب ارادہ بنا دیتی ہے۔ ورنہ روح نکل جانے کے بعد جسم انسانی بے حس و حرکت کیوں ہو جاتا ؟

روح کیا چیز ہے

بہت سے لوگ کہا کرتے ہیں کہ روح کو خدا نے کس طرح اور کہاں سے بنایا انکے سمجھانے کے لئے عرض کرتا ہوں کہ "الروح من امر ربی" روح ہمارے پروردگار کے حکم سے پیدا ہوئی ہے اور اسی ذات کی بدولت ہے ہی اس کا سب کچھ ہے جس طرح ایک طاقتور مقناطیس سے کچا لوہا بھی مقناطیسی خواص کا مظہر بن جاتا ہے اور جس طرح مقناطیس دوسری چیزوں کو کھینچتا ہے مقناطیس سے متاثر کچا لوہا بھی دوسری چیزوں کو اپنی طرف کھینچنے لگ جاتا ہے اسی طرح مادی جسم انسانی میں سے پیدا ہونے والی روح خدا تعالےٰ کے فیض حیات وعلم وقدرت سے صاحب حیات وعلم وقدرت ہو جاتی ہے۔ اسی واسطے ان صفات کی بقا کے لئے روح ہر لحظہ فیضان الٰہی سے پرورش پانے کے لئے محتاج ہے اور تم دیکھتے ہو کہ ہمارے جاگنے اور سونے میں ہم پر کسقدر تغیر واقعہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ گہری نیند میں انانیت یا یہ احساس کہ میں ہوں جسے ہندو "اہم" اور انگریزی میں "آئی" . . . . کہتے ہیں وہ بھی کلی مفقود ہو جاتا ہے۔ اس لئے فرمایا ہے کہ "من آیاتہ منامکم باللیل" یعنی اللہ کی نشانیوں میں سے تمہارا رات کو سونا بھی ہے۔

جینی کا ایک اور اعتراض

جینی مہاشہ نے ایک یہ اعتراض بھی کیا کہ جب خدا تعالیٰ یا پرمیشور کا وجود ایک ایسا باریک ہے کہ وہ کسی دوسری چیز کو دھکا لگا تا ہی نہیں بلکہ وہ ہر چیز کے اندر باہر رہا ہوا ہے تو وہ کسی چیز کی حرکت دے ہی نہیں سکتا

ہمیں افسوس ہے کہ سوامی دیانند آریہ اس سوال کو بھی ہضم کر گئے کرتے کیا اگر جواب دیں تو مشکل اگر نہ دیں تو مشکل۔ لیکن اسلام کی طرف سے اس کا بھی یہی جواب ہے جو ہم پہلے دے چکے یعنی یہ کہ ذات بلاشبہ سرو ویاپک ہے جس طرح روشنی شیشے کے اندر باہر سما جاتی ہے اور شیشہ کو روشنی کی وجہ سے نہ دھکا لگتا ہے نہ ٹوٹ جاتا ہے بلکہ روشنی بلا روک ٹوک شیشہ کے اندر باہر اور ارد گرد موجود ہوتی ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ روشنی شیشے میں اسطرح ویاپک ہے کہ اس کے ذرہ ذرہ میں سے آر پار ہو رہی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ذات تمام مخلوقات کے ذرہ ذرہ سے آر پار ہو رہی ہے یا یوں کہو کہ وہ سرو ویاپک ہے اس لئے بلاشبہ یہ سچ ہے کہ اس کی لطیف ذات حرکت سے مبرا ہے لیکن حرکت دینے کی قوت اس میں ہے جسے وہ ذات جتنے زمانہ و مکان میں چاہتا ہے اپنے ارادہ سے کام میں لگا دیتا ہے اور حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔

یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کے اس طرح سرو ویاپک ماننے سے میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ بعض ہمہ اوست کے قائلوں کی طرح خدا کے حلول و ظلول کا قائل ہوں بلکہ میں یہ جانتا ہوں کہ باوجود سرو ویاپک ہونے کے سب سے الگ بھی ہے وہ گویا پتلی کی طرح آنکھوں میں منور ہے اور دور ہونے کے باوجود نزدیک ہے اور نزدیک ہونے کے باوجود دور ہے"

خبریں

عالم اسلام

——— حکومت عراق نے بغداد سے ایک سرکاری پیغام شائع کیا ہے کہ جنوا میں عراق، ترکی اور ایران کے درمیان ایک معاہدہ ہوا ہے جس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ عام جنگ کی صورت میں یہ تینوں حکومتیں ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما نہ ہونگی۔ قابل وثوق ذرائع سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حکومت افغانستان بھی بہت جلد اس معاہدہ میں شریک ہونیوالی ہے۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے۔ کہ اگر آئندہ ان حکومتوں کو جنگ میں شریک ہونا پڑا تو وہ آپس میں متحد ہو کر شریک ہونگی۔

——— مصر کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے، کہ علامہ شیخ مراغی استاذ الاکبر جامع ازہر نے اعلان کیا ہے، کہ آئندہ سال ازہر کی طرف سے اساتذہ وطلبہ کے متعدد علمی وفد غیر ممالک میں حصول علم وتحقیق کی غرض سے جائینگے جو علم الاسنہ، اصول تربیت، تاریخ عمومی، خطابت اور فلسفہ جدیدکی تعلیم حاصل کریں گے۔ اور جدید تصنیف وتالیف کے اصولوں کو بھی سیکھیں گے شیخ موصوف نے ایک اخباری ملاقات میں فرمایا کہ ہم اس جدید پروگرام کے ذریعے مصر کو غیر ملکی علماء سے بے نیاز کر دینا چاہتے ہیں۔

——— اخبار "استار" اس خبر کا ذمہ دار ہے، کہ حکومت حجاز نے اپنی فوجی خدمات مجلس اقوام کے سپرد کر دی ہیں جو اطالیہ کے خلاف استعمال کی جائینگی۔ حجاز میں مسولینی کے خلاف نفرت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

——— وزیر تعلیم ترکی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اسکولوں اور کالجوں کے تمام طلبہ ایک۔ جیسا لباس پہنیں جو فوجی قسم کا ہوگا۔ یہ پابندی صرف اسکولوں کے وقات کیلئے ہوگی۔

——— انگورہ ۴ رنومبر۔ غازی توفیق رشدی نے جینوا جاتے ہوئے اخبار "ڈیلی کرانیکل" کے نمائندہ سے دوران ملاقات میں فرمایا کہ "حکومت ترکی کسی حالت میں بھی اپنے حقوق سے دست بردار نہیں ہو سکتی۔ وہ دفاعی اصول پر فوجی استحکامات کو ضروری سمجھتی ہے۔ ترک اپنی بندرگاہوں اور دردانیال کی ضرور قلعہ بندی کریں گے۔ خواہ اس کے لئے کتنی قربانی کیوں نہ کرنی پڑے"۔

——— آپ نے اطالوی عساکر کے اجتماعات کے متعلق فرمایا "ترکی ان اجتماعات اور سرگرمیوں سے خائف اور بے خبر نہیں" اطالیہ اور حبشہ کی جنگ کے متعلق کہا کہ "حکومت ترکی لیگ کے فیصلوں کا احترام کریگی"۔

——— حکومت عراق نے ہندوستانیوں کے اخراج کا قانون منظور کر دیا ہے۔ شاہ کے دستخط اس پر ثبت ہو چکے ہیں۔ ہندوستانی سوداگروں مزدوروں اور ٹیکسی ڈرائیوروں کو نوٹس دیئے گئے ہیں کہ وہ تین ماہ کے اندر اندر عراق کی حدود سے نکل جائیں۔ یہ مسودہ قانون وزیر اعظم کی طرف سے پارلیمنٹ میں پیش ہوا تھا۔

——— چند روز ہوئے بغداد کے بازاروں میں عراقی طلبہ کا ایک عظیم الشان جلوس نکلا جو نعرے لگا رہا تھا۔ "غلام ہندوستانیوں کو عراق سے نکال دو"۔ "یہ خود غلام ہیں اور دوسروں کو غلام بناتے ہیں"۔ "عراق کی دولت عراقیوں کیلئے ہے"۔

——— ترکی میں پبلک کی ایک انجمن جمعیتہ طیران کے نام سے قائم ہے، جس کا مقصد ترکی کی ہوائی طاقت کو مستحکم کرنا ہے۔ اسکے ارکان کی تعداد ۲۲۷۴۷۱ تک پہنچ گئی ہے۔ انجمن نے اب تک دو ملین پونڈ چندہ جمع کر کے حکومت ترکی کو پیش کیا ہے۔ یہ تمام سرمایہ طیارہ شکن توپوں اور طیاروں کے خریدنے میں صرف کیا جائیگا۔

——— ترکی کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت ترکیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ کراکول اور زمزنبول کی کوئلے کی کانوں میں ایسی صنعت گاہیں

ہندوستان

——— لاہور ۲ رنومبر۔ کل ہائی کورٹ نے توہین عدالت کے جرم میں لالہ ہرکشن لعل صاحب ومسٹر خالد لطیف گابا کے والد کو ایک ماہ قید کی سزا دی۔۔ ہائیکورٹ نے ان کو سمن کے ذریعے طلب کیا تھا لیکن وہ تاریخ مقررہ پر حاضر نہیں ہوئے۔

——— کراچی ۳ رنومبر۔ کراچی کے چار ہزار اچھوتوں نے متفقہ طور پر ڈاکٹر امبیدکار کے اس علان کی تصدیق کی ہے کہ اچھوتوں کو ہندو مذہب ترک کر دینا چاہیئے۔

——— مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے طلبا اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ اٹلی کی بنی ہوئی ترکی ٹوپیاں نہ خریدی جائیں، کیونکہ انجمن اقوام کی ارکان حکومتیں اٹلی کے خلاف اقتصادی تعزیری احکام نافذ کر رہی ہیں اور اسلامی ممالک میں اس کا بائیکاٹ زوروں پر ہے۔

——— بمبئی ۳ رنومبر۔ گذشتہ ہفتہ ۲۳۵۶۶۸۷ روپے کا مزید سونا غیر ممالک کو گیا۔

——— لاہور ۴ رنومبر آج پنجاب کونسل کے اجلاس میں چند سوالات کا جواب دیتے ہوئے ممبر خزانہ مسٹر بائیڈ نے کہا، حکومت نے مندرجہ ذیل الاؤنس نظر بندوں کے لئے مقرر کر دیا ہے۔ مولوی ظفر علی خان ۱۲۰ روپے ماہوار۔ سید حبیب ۱۲۰ روپے ماہوار۔ میاں فیروز الدین ۷۵ روپے ماہوار ملک لال خاں ۷۵ روپے ماہوار۔ آپ نے اس بات سے بالکل انکار کیا، کہ مسجد شہید گنج فوج کی حفاظت میں منہدم کرائی گئی ہے۔

——— ایک اور سوال کا جواب دیتے ہوئے آپ نے کہا کہ ۹ جولائی کو لنڈا بازار لاہور میں فوج اور پولیس متعین کرنے کا واحد مقصد سکھوں اور مسلمانوں کے تصادم کا انسداد کرنا تھا، اگر یہ انسدادی کارروائی نہ کی جاتی تو شہر میں سخت بلوہ اور فساد ہو جاتا۔

——— ٹمن ضلع اٹک میں مسلمانوں اور سکھوں کے تعلقات کشیدہ ہو رہے ہیں۔ ۳ رنومبر کو کمشنر راولپنڈی وہاں خود گئے مسلم اور سکھ وفود نے اپنے اپنے نقطہ نگاہ پیش کئے کمشنر موصوف نے سکھوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ فرقہ وارانہ کشیدگی کے پیش نظر مجوزہ دیوان منعقد نہ کریں۔ اور قیام امن کی خاطر ارباب حل وعقد سے تعاون کریں۔

——— ۴ رنومبر کو فیروزپور کے قریب پولیس نے دس ڈاکوؤں کو گرفتار کیا

——— ۹ رنومبر کو پنجاب ہائیکورٹ کے چیف جسٹس سر ینگ اور جسٹس بزو ایک مقدمہ قتل کے سلسلہ میں موضع سودھراں ضلع ملتان میں موقع دیکھنے کیلئے تشریف لے جائیں گے۔ پنجاب ہائیکورٹ کی زندگی میں یہ پہلی مثال ہے کہ جج صاحبان موقعہ دیکھنے کے لئے خود کسی جگہ تشریف لے گئے ہوں۔

——— نواب سر مزمل اللہ رکٹر مسلم یونیورسٹی علی گڈھ نے تجویز کی ہے کہ ہز ہائنس سر آغا خاں کو یونیورسٹی کا پرو چانسلر منتخب کیا جائے۔

——— ۹ رنومبر کو صوبہ سرحد کی کونسل میں مسٹر عبد القیوم یہ تجویز پیش کرینگے کہ کونسل کی رکنیت کیلئے جنسی پابندی کو دور کر دیا جائے اور عورتوں کو موقع دینا چاہیئے، کہ وہ انتخابات میں شامل ہونے کے لئے نامزد ہو سکیں۔

——— صوبہ سرحد کے محکمہ تعلیم نے حکم دیا ہے کہ تمام سرکاری وغیر سرکاری سکولوں میں ذریعہ تعلیم اردو اور انگریزی زبان ہو۔ ہندو وسکھ اس پر ناراض ہو رہے ہیں چنانچہ ۴ رنومبر کو کونسل کے اجلاس میں ان کے منتخب ارکان غیر حاضر تھے۔

——— مسٹر جسٹس آغا حیدر جج لاہور ہائی کورٹ ایک اخباری مکتوب

ممالک خارجہ

——— لندن ۳ رنومبر۔ پارلیمنٹ کے انتخابات عنقریب ہونے والے ہیں۔ اخبارات اس سلسلہ میں مختلف قیاس آرائیاں کر رہے ہیں وزارتوں میں وسیع تبدیلیوں کی توقع عام طور پر ظاہر کی جا رہی ہے

——— روما ۴ رنومبر۔ اٹلی میں برطانیہ اور برطانوی اشیاء سے شدید نفرت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ گھوڑوں، کتوں، اور ہوٹلوں کے انگریزی نام بدلے جا رہے ہیں۔ روما میں ایک مشہور ہوٹل کا نام عدن تھا جو بدل دیا ہے ایک اور ہوٹل کا نام لندن تھا اب اس کا نام "عدوا" رکھ دیا گیا ہے۔ ایک مصری ایجنسی محض اس وجہ سے بند ہو گئی ہے کہ وہ ایک برطانوی فرم کی نمائندہ تھی۔ عدن کی بنی ہوئی ہیٹ ممنوع قرار دی گئی ہے حالانکہ اس کا پہننا فیشن میں داخل تھا۔

——— فرانس کے ایک مشہور نجومی نے پیش گوئی کی ہے کو نومبر ۱۹۳۵ء تک حبشہ میں اطالیہ کی مہم کامیاب رہے گی اس کے بعد اس کی فوجوں میں طرح طرح کی وبائیں پھیل جائیں گی۔ اطالیہ مالی مشکلات میں مبتلا ہو جائیگا خود اطالوی پبلک مسولینی کے خلاف ہو جائے گی بغاوتیں اور انقلابات برپا ہوں گے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نجومی کی اکثر پیشگوئیاں درست ثابت ہوئی ہیں۔

——— روما ۴۔ نومبر۔ تعزیری احکام کے نفاذ کی تاریخ کے تعین سے اطالیہ میں کسی خوف وہراس کا مظاہرہ نہیں ہوا۔ اطالیہ مدت سے حفظ ماتقدم کے طور پر مواد خام جمع کر رہا ہے۔ تجویز کی جا رہی ہے کہ اطالیہ برطانی مال کا بائیکاٹ کر دے۔

——— ایتھنز ۳۔ نومبر۔ یونان میں بادشاہت کے قیام کے لئے استصواب رائے میں اکثریت نے بادشاہت کی حمایت کی۔ ۴ لاکھ انسانوں نے ووٹ دیئے۔ اس وقت تک جتنے ووٹ ڈالے گئے ہیں ان میں سے ۹۸ فی صدی شاہ جارج کو بحال کرنے کے حق میں ہیں۔ اب حکومت یونان کا ایک وفد اس ہفتہ کے آخر لندن جا کر شاہ موصوف کو نتیجہ سے باقاعدہ طور پر خبردار کرے گا۔

——— روما ۴۔ نومبر۔ شاہ اطالیہ نے روما یونیورسٹی کی ایک اعزازی ڈگری قبول کرتے ہوئے پہلی دفعہ پبلک کے سامنے موجودہ جنگ کے متعلق تقریر کی آپ نے کہا کہ اطالیہ نے اپنی تاریخ کے ہر شاندار دور میں تہذیب وتمدن کے فروغ کو اپنا نصب العین رکھا آج بھی وہ بیش از پیش متحد ومضبوط ہو کر اپنی روایتی راہ کو اختیار کر رہا ہے۔

——— اٹلی وحبشہ کی جنگ بدستور شروع ہے بسا اوقات متضاد خبریں آتی ہیں جنکی وجہ سے کوئی رائے قائم کرنے میں بے حد دقت ہوتی ہے۔ اطالوی افواج کی پیش قدمی جاری ہے۔

——— روما ۴ رنومبر۔ حکومت حبشہ نے اعلان کیا ہے کہ جو شخص راس گگسا (حبشہ کا نمک حرام سردار) کو قتل کر کے اس کا سر حکومت کے پاس لائیگا اُسے بارہ ہزار پونڈ انعام دیئے جائیں گے۔

——— عشارہ ۴ رنومبر۔ اطالوی افواج نے "اینڈر بحاماس" کے مقام پر قبضہ کر لیا ہے اور مکیلے پر زبردست تیاری کے ساتھ حملہ آور ہو رہی ہیں۔

——— لنڈن ۵ رنومبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ حبشی ابھی تک گورائی پر قابض ہیں حالانکہ اطالوی افواج نے اس پر شدید گولہ باری کی

——— لنڈن ۵ رنومبر۔ آج جینوا میں ۱۸ ارکان کی کمیٹی کی اقتصادی سب کمیٹی نے غور وخوض کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ مندرجہ ذیل مواد خام کا ان اشیاء کی فہرست میں اضافہ کر دیا جائے جنکی اطالیہ کیلئے برآمد انجمن کی طرف سے ۱۸ رنومبر کے بعد ممنوع قرار دی گئی ہے۔ تیل، کوئلہ، پگھلنے والا اور کوٹنے والا لوہا اور مشینیں۔

مراسلات

جلسۂ تعزیت

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مندرجہ ذیل سطور اپنے معزز جریدہ میں شائع فرما کر مشکور فرماویں۔

آج مورخہ ۲ر نومبر کو مندرجہ ذیل قرار دادیں اساتذہ .... اور طلباء مسلم ہائی سکول کے جلسہ میں باتفاق رائے منظور ہوئیں۔

اساتذہ اور طلباء مسلم ہائی سکول لاہور کا یہ جلسہ مولوی عزیز الدین صاحب سیکنڈ ماسٹر کے چچا میاں مہتاب الدین صاحب کے انتقال، ہمارے ہر دلعزیز دوست مسٹر اے۔ ڈی اختر سکرٹری ڈسٹرکٹ سکاوٹس ایسوسی ایشن کی ناگہانی اور بیوقت موت اور راجہ محمد افضل خان صاحب گورنر کشمیر کی والدہ ماجدہ کی وفات حسرت آیات پر اپنے دلی رنج و تاسف کا اظہار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ وہ مرحومین کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ یہ جلسہ مرحومین کے لواحقین سے اپنی دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔

(۲) قرار پایا کہ اس ریزولیوشن کی نقول متوفیان کے اعزا اور مسلم پریس بالخصوص پیغام صلح اور انقلاب کو بھیجی جائیں۔ (ہیڈ ماسٹر)

مسلم ٹاؤن کے طلبا کی انجمن

مورخہ ۲۳ر اکتوبر کو مسٹر امتیاز حسین صاحب کے دولتکدے پر مسلم ٹاؤن کے چند طلباء جمع ہوئے اور ایک جلسہ ہوا۔ جلسہ کے صدر مسٹر امجد حسین صاحب تھے وہاں عبدالسلام اسلم کی تجویز پر ایک انجمن بنائی گئی جس کا نام مسٹر ونٹیس آف اسلام لیگ رکھا گیا۔ اس کے اغراض و مقاصد عبدالسلام خورشید نے تجویز کئے جو متفقہ طور پر منظور ہوئے۔

(۱) مسلمانوں کے مذہبی اور سیاسی حقوق کا تحفظ
(۲) تہذیب جدید کی نئی شیوں کے خلاف جہاد
(۳) نوجوان مسلمانوں میں دین نہایت آسان طریق سے پیش کرنا۔
(۴) بدعات اور غیر اسلامی رسوم کا سد باب
(۵) مسلمانوں کی اقتصادی بدحالی کے دور کرنے کے وسائل سے مسلمانوں کو روشناس کرنا۔
(۶) ان تمام مقاصد پر عمل کرانے کے لئے پمفلٹ اور ٹریکٹ شائع کرنے

جلسہ میں انتخاب ہوا جو یہ تھا:۔

صدر	مسٹر امجد حسین
نائب صدر	مسٹر مسعود حسین
سکرٹری	عبدالسلام خورشید
جائنٹ سکرٹری	مسٹر عبدالسلام اسلم۔ مسٹر زکریا حسین
فنانشل سکرٹری	مسٹر امتیاز حسین
باقی ارکان	مسٹر عبدالرشید ارشد۔ مسٹر فدا حسین۔ مسٹر بشیر احمد۔ مسٹر سیفی۔

کسانوں کو کارآمد مشورہ

بچھڑوں اور بیلوں کی پرورش

مسٹر جی بریڈن ڈسٹرکٹ انجینئر ایک مضمون کے دوران میں لکھتے ہیں

کہ یوں تو پنجابی قوی الجثہ واقع ہوئے ہیں لیکن زراعت پیشہ لوگ جو آبادی کا حصہ کثیر ہیں چست اور چالاک ہونے کی بجائے بہت سست رفتار ہیں اور کام کو جلدی کرنے کے عادی نہیں۔

میرا پہلے خیال تھا کہ پنجابی کسان کی سست رفتاری اس "تہبند" کی وجہ سے ہے جو تیز رفتاری میں حائل رہتا ہے۔ لیکن تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ اس کا حقیقی باعث وہ بیل اور بھینسیں ہیں جن سے وہ کاشتکاری کے ہر شعبہ میں کام لیتا ہے اور وہ انہی کے نقش قدم پر چل کر سست رفتار بن جاتا ہے۔

برہما کے بیل بڑے مضبوط اور چست ہوتے ہیں۔ اور ہندوستان کے بعض حصوں مثلاً دکن اور جنوب میں گاڑیوں کو چلانیوالے بیلوں کی تین چار اقسام ہیں۔ جو تیز رو واقع ہوئی ہیں۔

برہما کا زمیندار دنیا بھر کے مال مویشی رکھنے والوں میں شاید سب سے زیادہ ہمدرد ہے۔ وہ اپنے مال مویشی کی اچھی طرح خبرگیری رکھتا ہے اور بچھڑے کو پوری خوراک دینے کیلئے گایوں کو دوہتا تک نہیں۔

تیز گام بیلوں کی حالت میں یہ معلوم ہوا ہے کہ ان کے پالنے والے بچھڑوں کی پرورش کیلئے تین چوتھائی دودھ چھوڑ دیتے ہیں۔ دودھ پنجابی کی عام خوراک ہے اور وہ دودھ کا استعمال کثرت سے کرتا ہے وہ دودھ کا بیٹو ہے اور اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے وہ گائے کو نچوڑ ڈالتا ہے۔ بچھڑا پیدائش سے لیکر دودھ چھڑانے کے زمانہ تک نیم فاقہ کی حالت میں رہتا ہے اور قبل از وقت خوراک کھانا شروع کر دیتا ہے۔ غذا کی کمی اور سوء ہضم کے باعث پنجاب کے مویشی طاقتور نہیں ہوتے اور یہی وہ بدبخت غلام ہیں جو آدمی کے لئے کام کرنے پر مجبور رہیں اور اپنی مصیبت بھری اور قلیل زندگی کے باقی ایام ناکافی خوراک پر ختم کر دیتے ہیں۔ زراعتی پیداوار کی بہم رسانی کاشتکار کا ابتدائی کام ہے وہ اس کے لئے دیر تک کام میں مصروف رہتا ہے۔ ایک اس کام کی رفتار اس کی رفتار حرکت پر موقوف ہے۔ اس کی چال اس کے بیل یا بھینس کے برابر ہوتی ہے اور یہ مویشی عام طور پر کمزور اور نحیف و نزار ہوتے ہیں۔ اس قسم کی مشکلات کے پیش نظر ایک شخص کیونکر دولت پیدا کر سکتا ہے وہ زیادہ سے زیادہ اپنے بال بچوں اور بیوی کا پیٹ پال سکتا ہے اور ٹیکس ادا کر سکتا ہے اس کے افلاس پر تعجب کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ اپنی حالت زار کو بہتر بنا سکتا ہے بشرطیکہ وہ بچھڑے سے شفقت کا سلوک کرے اور جب وہ بڑھ رہا ہو تو اس کے ساتھ مہربانی سے پیش آئے۔ اور قبل از وقت اس سے کام لینا شروع نہ کرے۔ اس کے ساتھ ہی جو بیل اس کا کام کرتا ہے وہ بھی اس کی مہربانی اور توجہ کا مستحق ہے۔ زمیندار کو چاہیئے کہ وہ اپنے مال مویشی کے لئے ہمدردانہ جذبات کو دل میں جگہ دے۔ جب تک ان کے لئے باقاعدہ خوراک مہیا نہ کرے۔ خود کھانا نہ کھائے جب تک انہیں پانی نہ پلائے خود پانی نہ پیئے۔ وہ اس کے رحم پر ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اس کی لاپروائی کا شکار ہو جائیں۔ زمیندار کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مویشی بے حد شکر گذار واقع ہوئے ہیں وہ اس کی نیکی کا دس گنا معاوضہ دینگے وہ اسے اور بھی خوشحال بنا دینگے بشرطیکہ ان کا خیال رکھا جائے۔ (از محکمہ اطلاعات پنجاب)

بھدرواہ میں اللہ رکھا ساغر کی شر انگیز تقریر

قابل توجہ حکام مجاز

بخدمت ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جماعت بھدرواہ بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہے خیریت جناب نیک مطلوب۔ دیگر حالات عرض خدمت ہیں۔ غیر احمدی مسلمانوں نے جموں سے اللہ رکھا ساغر کو چندہ سے بلایا ہے جس نے کل ۱۰ اکتوبر ۹۲ء کو بازار سیری چوگان میں بصدارت منشی رسول ملک ذیلدار و ملا فیروز عبدالعزیز امام مسجد سخت اشتعال انگیز تقریر کی ہے جس کی تقریر کا اختصار حسب ذیل ہے:۔

"میں بھدرواہ میں منافرت پھیلانے نہیں آیا ہوں بلکہ اتحاد پیدا کرنے آیا ہوں۔ مرزائی مسلمان ہونے کے باوجود مسلمان نہیں ہیں۔ میں اُن سے بھی اتحاد و اتفاق پیدا کرنے آیا ہوں۔ ہماری خمیر کے اندر پھوٹ بھی موجود ہے۔ ہندوؤں اور مسلمانوں میں شرارت پسند لوگ موجود ہیں۔ مرزائی کو اس ہستی دنیا سے مٹانا مسلمانوں کا ہی ایک بڑا جہاد ہے مرزائی ہندو اور مسلمان، عیسائی کے لئے خطرہ ہے اس لئے مرزائی کو مٹانا ہمارا اولین فرض ہے۔

۱۸۹۰ء میں مرزا غلام احمد صاحب قادیان سے اٹھا اور سوامی دیانند صاحب ہردوار سے، ان دونوں نے ہندوستانیوں کو کہا کہ انگریز کے وفادار رہو۔ مرزا صاحب نے جہاد کو منسوخ کیا۔ کیونکہ انگریز جہاد سے خوف کھاتے ہیں۔ اسی طرح باقی غیر مسلم قومیں مسلمانوں سے خوف کھاتی تھیں جس جہاد کو مرزا غلام احمد صاحب نے منسوخ کر کے مسلمانوں کو بزدل بنا دیا۔ سوامی دیانند صاحب اور مرزا صاحب نے ملک میں ہندو مسلم فساد برپا کیا ہے۔ مرزا صاحب نے ہندوؤں کی قابل تعظیم ہستی سیتا جی کی سخت توہین کی ہے۔ رام لچھمن کی بھی سخت توہین کی ہے۔ راجپال وغیرہ کو مرزائیوں نے ہی قتل کرایا ہے اور خود بعد میں فساد سے دور رہتے رہے۔

میں ہندوؤں کو بے غیرت کہونگا جنہوں نے مرزا غلام احمد کی ایسی توہین کرنیکے باوجود بدلہ نہیں لیا۔ بھدرواہ میں جو ہندو اور مسلمانوں کا پانی کے چشمہ کے متعلق مقدمہ شروع ہوا ہے ان کو مرزائیوں کی سازش نے مقدمہ بازی پر تیار کیا ہے ورنہ یہاں کے ہندو ہرگز مسلمانوں کے خلاف مقدمہ نہ کرتے۔ مرزا غلام احمد نے منم مسیح زماں وغیرہ الفاظ اپنی طرف منسوب کئے ہیں۔ جن سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی گئی ہے۔ اس واسطے مرزائی کو گندے عضو کی طرح علیحدہ رکھو اور مکمل بائیکاٹ رکھو۔ بھدرواہ کی پولیس نے حنفیوں کے خلاف خواہ مخواہ مقدمہ برپا کیا ہے معلوم نہیں یہاں کی پولیس نے احمدیوں کی بلاوجہ امداد کیوں کی۔ بھدرواہ جیسی لڑائی ہر جگہ ہوا کرتی ہے وہاں کوئی مقدمہ عدالت تک کوئی فریق نہیں لے جاتا ہے۔ میں نے بھی جموں میں اپنی مخالف پارٹی کے والنٹیروں کو مارا تھا جس کے لئے میں اپنے اخبار جمہور میں کھلم کھلا لکھ چکا ہوں۔ اور جلسہ میں جس میں میں نے والنٹیروں کو مارا تھا۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس وغیرہ موجود تھے۔ مجھ کو کسی نے پوچھا تک بھی نہیں۔ حالانکہ میں خود اقبالی مجرم تھا۔ بھدرواہ کی پولیس نے خود مقدمہ دائر کیا اور پولیس انسپکٹر وغیرہ خود ہی گواہ بن گئے۔ میں بھدرواہ کی پولیس کو بتلانا چاہتا ہوں کہ جموں میں آ نیسران حال کو ایک ایک کر کے بلائیں گے اور میں بھدرواہ سے جا کر بھدرواہ کی پولیس کو بتلاؤں گا کہ مقدمہ دائر کرنا کیا ہوتا ہے اور مرزائیوں کی حمایت کرنا کیا معنے رکھتا ہے۔

اس وقت تمام ہندوستان میں مخالفوں کو کچلنے کے لئے صرف ایک ہی انجمن مسلمانوں کی موجود ہے۔ جس کا نام احرار انجمن ہے جس کا سے حکومت وغیرہ چل رہی ہے۔ یہی وہ انجمن ہے جس نے تمام حکومتوں کو ہلا دیا ہے اس واسطے بھدرواہ میں اس انجمن کا قیام از بس ضروری ہے بھدرواہ میں میرا آنا اکارت نہیں گیا میں یہاں آکر فائدہ مند رہا ہوں"۔ حاضرین جلسہ کی تعداد تقریباً ستر۔ اسّی تک تھی۔

(باقی پوٹ میں)

اسلامی کتب کا بہترین ذخیرہ
تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی و اردو وغیرہ
بیان القرآن
یعنی
اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن
خصوصیات
ہر بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے۔ قرآن کریم کو ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے۔ تشریح لغت مکمل طور پر دی گئی ہے۔ لغت کی مستند کتب مفردات امام راغب، لسان العرب، تاج العروس کی بنا پر ترجمہ و تفسیر کیا گیا ہے۔ پرانی تفاسیر کا خلاصہ معہ حوالجات دیئے گئے ہیں۔ ہر قسم کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ ہر سورت کا آپس میں تعلق واضح کیا گیا ہے۔ موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر ہے ۲۲×۲۹ سائز کے دو ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ اصل ہدیہ مکمل تفسیر ۲۵ روپے۔ رعایتی قیمت ۱۳ روپے
محصول ڈاک علاوہ
غیر مجلد ۲۰ روپے ۔ ۱۱ روپے
بیان القرآن کا مختصر ایڈیشن حمائل شریف مترجم کے نام سے شائع کیا گیا ہے
جس میں بہت مختصر نوٹ ہیں۔ ہدیہ: غیر مجلد ۔ مجلد
فضل الباری حصہ اول
یعنی
اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری
خصوصیات
بخاری شریف کی کتابوں۔ بابوں اور مضامین کو اس طریق سے رکھا گیا ہے کہ حجم بہت کم ہو گیا ہے۔ ترجمہ بامحاورہ ہے۔ مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور احادیث کو اس کے ماتحت رکھا گیا ہے۔ ہر قسم کے اعتراضات کو دور کیا گیا ہے۔ مسائل میں مختلف راویوں میں سے جو معقول اور مدلل ہو اسے ترجیح دی گئی ہے۔ مکرر احادیث پر ترتیب وار نمبر دیئے گئے ہیں اور الفاظ کی کمی بیشی کو نوٹوں میں واضح کیا گیا ہے۔ پہلی جلد ۲۲×۲۹ سائز کے ۸۰۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں قریباً چودہ پارے صحیح بخاری کے کتاب الانبیاء تک آچکے ہیں۔
اصل قیمت جلد اول مجلد ۹ روپے۔ رعایتی قیمت ۶ روپے
بیجلد ۶ روپے
محصول ڈاک علاوہ
سیرت خیر البشر
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مفصل سوانحعمری جس میں خصوصیت سے آپ کے اخلاق فاضلہ پر محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے ہر قسم کے اعتراضات جو یورپین مصنفین نے کئے ہیں ان کا جواب دیا گیا ہے۔ قیمت۔ مجلد غیر مجلد
تاریخ خلافت راشدہ
خلفائے راشدہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی کے حالات زندگی دیئے گئے ہیں اور واضح کیا گیا ہے کہ خلافت راشدہ کے چار مختلف زمانے مسلمانوں کو چار عظیم الشان سبق دیتے ہیں اور یورپین مورخین نے خلفاء راشدہ کی لڑائیوں پر جو اعتراضات کئے ہیں ان کا مفصل و مدلل جواب دیا گیا ہے۔ چار الگ حصوں میں۔ قیمت۔ مجلد ۔ بیجلد
جمع قرآن
قرآن کریم کی جمع اور ترتیب کے متعلق تمام تاریخی واقعات اور غیر مسلموں کے قرآن کریم پر اعتراضات اور ان کا مفصل اور مدلل جواب دیا گیا ہے
قیمت مجلد ۔ بیجلد ۱۲
مقام حدیث
اہل قرآن گروہ کا مدلل و فیصلہ کن جواب ہے۔ ضرورت حدیث، تنقید حدیث اور جمع حدیث پر مفصل بحث۔
قیمت مجلد ۔ بیجلد
النبوۃ فی الاسلام
نبوت و رسالت محدثیت اور مجددیت پر بحث، اور ثابت کیا ہے کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی ہے
مجلد ۔ بیجلد
مقدمۃ القرآن حصہ اول
اس میں ہستی باری تعالیٰ پر دلائل قرآنی کو چار قسم پر تقسیم کر کے کل آیات قرآن کو جمع کیا گیا ہے۔
قیمت ۶
حقیقت المسیح
عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب از روئے قرآن کریم اور بائبل دیا گیا ہے۔
قیمت ۳
تصنیفات مختلف مصنفین
انوار القرآن
پانچ ہم کی بیمان افروز تفسیر
مؤلفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب۔ جن لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کا درس سنا ہے وہ ڈاکٹر صاحب کے معارف و حقائق قرآنی کو خوب جانتے ہیں۔ جملہ احباب کیلئے بیش بہا تحفہ ہے جسے ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے مخصوص دلنشیں و مدلل انداز میں لکھا ہے۔ بہترین کتابت دیدہ زیب، طباعت اعلیٰ، سفید ولایتی کاغذ، خوبصورت کپڑے کی جلد جس پر کتاب اور مصنف کا نام سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے بعض مقتدر احباب کے اصرار پر جناب ڈاکٹر صاحب نے اس کی قیمت میں تخفیف بھی کر دی ہے یعنی اس وقت یہ دیدہ زیب کتاب صرف ۱ روپیہ میں ملتی ہے احباب آج ہی فرمائش بھیجدیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت ۱
گولڈن یڈز آف اسلام
انتخاب صحاح ستہ
مختلف مسائل اسلامیہ پر صحاح ستہ کی احادیث کا انتخاب
بیجلد
کامران
مؤلفہ شیخ محمد دین جان بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ یہ ایک انگریزی تصنیف کا ترجمہ ہے جس میں زندگی کو کامیاب بنانے کے ذرائع درج ہیں۔ ۲۶۰ صفحہ کی کتاب ہر خصوصاً نوجوانوں کے مطالعہ کے قابل ہے۔ قیمت
اردو ترجمہ یجر وید
یجر وید کے بیس ابتدائی ادھیائوں کا اردو ترجمہ از مولانا عبد الحق صاحب فاضل سنسکرت۔ قیمت
المسیح الدجال
حضرت مسیح علیہ السلام کی دوبارہ آمد اور یاجوج ماجوج کے متعلق احادیث کی تشریح
قیمت ۴
الحج ۲
تسنسان ۳
ولادت مسیح ۴
رسالہ نماز ۸
قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت ۳
روزہ ۴
حج ۶
زکوٰۃ ۳
اکرام الحق ۱
المشتہر منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

نوائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
میرزا مسعود بیگ
(ایم۔ اے)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر
پیغام صلح لاہور
سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۳ — لاہور۔ یوم دوشنبہ مطبوعہ ۱۳ شعبان ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۱ نومبر ۱۹۳۵ء — نمبر ۷۲

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اپنے تائیدی نشانوں پر گفتگو

اگر بدظنی کا مرض نہ بڑھ گیا ہوتا تو بتلاؤ کہ ان مولویوں کو جنہوں نے میری تکفیر اور ایذادہی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اور کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ کونسی وجوہ کفر کی اور میری تکذیب کی نظر آئی تھیں۔ میں نے پکار پکار کر اور خدا تعالیٰ کی قسمیں کھا کھا کر کہا کہ میں مسلمان ہوں۔ قرآن کریم کو خاتم الکتب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتا ہوں اور اسلام کو ایک زندہ مذہب اور حقیقی نجات کا ذریعہ قرار دیتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کی مقادیر اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہوں۔ اسی قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہوں۔ رمضان کے پورے روزے رکھتا ہوں۔ پھر وہ کونسی نرالی بات تھی جو انہوں نے میرے کفر کے لئے ضروری سمجھی۔ صریح ظلم ہے وہ اپنے گندے اعمال اور زندگی کو نہیں دیکھتے۔ وہ زمین اور آسمان پر غور و تدبر کر کے یہ نہیں سمجھ سکتے کہ ان مصنوعات کا خالق ہے۔ **لیکھرام کے نشان سے مولویوں** نے کیا فائدہ اٹھایا؟ پھر آتھم کی پیشگوئی سے کیا فائدہ حاصل کیا؟ اللہ اللہ کیسی صاف نکلی بلکہ اس کو مشکوک کرنے کی سعی کی حالانکہ اس میں اگر کوئی الزام باقی ہے تو آتھم پر جس نے اپنی خاموشی اور ہمارے مطالبات کے جواب نہ دینے سے اس کی سچائی پر مہر کر دی۔ جب کہ اس میں صریح شرط موجود تھی۔ پھر ایک قانونی طبیعت کا آدمی بھی اس کے دو ہی معنی کرے گا۔ ایک یہ کہ اگر شرط کی رعایت کرے تو بچ رہے ورنہ مر جاوے۔ پھر بچ جانے کی صورت میں مومن کو چاہیئے تھا کہ وہ اس امر کو تنقیح طلب قرار دیتا کہ آیا اس نے رعایت کی یا نہیں؟

(الحکم جلد ۴ نمبر ۳۵)

اخبار احمدیہ

— ذیل کے احباب نے گذشتہ دنوں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت فرمائی ہے۔ اللّٰھم زد فزد۔

(۱) بشیر احمد صاحب ایم اے راولپنڈی (۲) غلام نبی صاحب بی اے لاہور (۳) محمد اسحاق صاحب ولد برکت علی صاحب قریشی (۴) مولوی محمد منیر صاحب ولد محمد اعظم انصاری قادیان ضلع گورداسپور۔ (۵) مرزا غلام رسول صاحب ولد شمس الدین صاحب ... (۶) شیر زمان خانصاحب لاہور (۷) انوار الحق خانصاحب ... (۸) عبد الرحمن صاحب ڈیرہ غازیخاں (۹) ملک غلام حیدر صاحب لاہور (۱۰) غلام نبی صاحب ... ضلع لائل پور (۱۱) خورشید محمد صاحب لاہور چھاؤنی (۱۲) شیخ حاجی عمر حیات صاحب لائل پور (۱۳) ابراہیم صاحب ... لاہور (۱۴) امام احمد صاحب لاہور (۱۵) محمود احمد صاحب لاہور۔

— منشی غلام صدیق صاحب ... کلرک ڈیرہ غازیخاں میں ابھی تک بیمار ہیں۔

— مرزا عزیز الرحمن صاحب ... برلن میں بدستور بیمار ہیں۔

— ماسٹر صادق علی صاحب ... ابھی تک آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ ان سب مریضوں اور جماعت کے دوسرے حاجتمند دوستوں کیلئے دعا فرمائی جائے۔

— چوہدری محمد امین صاحب کلرک کارخانہ شیخ صاحبان امرتسر بعض مصائب میں گرفتار ہیں اور ان کے بھائی عرصہ سے بیمار ہیں۔ ان دونوں صاحبوں کے لئے بھی دعا فرمائی جائے۔

— ہمارے دوست غلام فرید صاحب نائب تحصیلدار کا نام ای۔ اے سی کے انتخاب کیلئے جا چکا ہے۔ وہ بھی دوستوں سے دعا کے خواستگار ہیں۔

— اپنی جماعت کے ایک حافظ قرآن ان دنوں مرکز میں مقیم ہیں۔ بیرونی جماعتوں میں کسی جماعت کو رمضان شریف میں نماز تراویح کیلئے اگر حافظ صاحب کی خدمات کی ضرورت ہو تو حافظ صاحب بخوشی وہاں تشریف لے جا سکیں گے۔ اس کے متعلق سکرٹری صاحب سے خط و کتابت کی جائے۔

شرائط مناظرہ ڈیرہ دون

(از مولوی عمر الدین صاحب احمدی)

سید مہربان علی صاحب کا چیلنج

پیغام صلح مجریہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۵ء میں خاکسار نے سید مہربان علی صاحب تاجر کتب ڈیرہ دون کے چیلنج مناظرہ کو منظور کرتے ہوئے چند ایک لازمی شرائط کا بھی ذکر کیا تھا تا کہ مباحثہ زیادہ مفید ہو۔ مجھ سے مطالبہ یہ تھا کہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو مسلمان ثابت کروں۔ میں نے لکھا تھا کہ میں حضرت اقدس کو نہ صرف مسلمان بلکہ اس زمانہ میں اول المسلمین بفضل ایزدی ثابت کروں گا۔ سید صاحب نے پچیس روپے میرے لئے انعام مقرر کئے تھے میں نے سید صاحب کے لئے پچاس روپے اپنے پاس سے انعام مقرر کر دیا۔ لیکن بایں ہمہ میرے اس مضمون کے جواب میں سید صاحب کی طرف سے یہ لکھا گیا ہے:۔

"ظاہر ہوتا ہے کہ مولانا مناظرہ کے لئے تیار نہیں اور وہ
مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کو مسلمان ثابت کرنے
سے عاجز ہیں۔ ہم مولانا موصوف کو بتانا چاہتے ہیں کہ
آپ گھبرائیں نہیں میدان مناظرہ میں تشریف تو لائیے
جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ کھلا چیلنج منظور ہے"

(مجاہد یکم نومبر ۱۹۳۵ء)

حضرت مسیح موعودؑ کی شان میں نازیبا گستاخی

مجھے حیرت ہے کہ سید صاحب نے کس طرح نتیجہ نکالا ہے اور وہ مجھے کیوں کہتے ہیں کہ گھبرائیے نہیں غالباً سید صاحب مجھ سے اچھی طرح واقف نہیں ہیں ورنہ وہ بلا سوچے سمجھے اس قسم کے الفاظ منہ سے نہ نکالتے۔ خیر اس کا فیصلہ تو اب واقعات ہی ہو گا کہ کون مناظرہ کیلئے طیار نہیں اور وہ اپنے دعوے کے ثبوت سے عاجز ہونیکی وجہ سے مباحثہ سے گھبرا رہا ہے اور گریز کی راہ نکالنا چاہتا ہے۔ سید صاحب نے اپنے مضمون میں مجھے تو بڑی شرافت کیسا تھ مخاطب کیا ہے لیکن کاش وہ مجھے ایسا ہے اچھی طرح مخاطب نہ کرتے مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جن پر میرے جیسے لاکھوں دل اس طرح ہر لحظہ قربان ہو رہے ہیں جیسے شمع پر پروانے، ان کی شان پاک میں گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ نہ لکھتے جن سے تمام احمدی قوم کے دلوں کو صدمہ پہنچا ہے۔ میں سید صاحب سے درخواست کرونگا کہ وہ اپنی اس روش کو چھوڑ دیں اس میں ان کا بھلا ہے اور یہی طریق اسلام ہے۔ مناظرہ یا مباحثہ میں سخت کلامی کرنے سے سید صاحب کو کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچیگا۔ ہاں اگر میں نے کوئی سخت لفظ لکھکر ان کو موقع دیا ہے کہ وہ مجبوراً جزاءُ سيئة سيئة مثلها پر عمل کریں۔ تو وہ میری تحریروں سے ایسے الفاظ ثابت کریں۔ پھر مجھے کوئی شکایت نہ ہو گی اور میں سمجھ لونگا کہ میں نے ہی بروزِ محمد صلعم کی توہین کی ہے کیونکہ نہ میں سید صاحب کو برا کہتا نہ سید صاحب میرے آقا بروزِ محمد صلعم کی شان میں ہتک آمیز الفاظ لکھتے۔ بالآخر میں سید صاحب سے عرض کرونگا کہ وہ بلا ضرورت اس سخت کلامی کے طریق کو چھوڑ کر اصل مدعا پر آجاویں میں ہر طرح سے مقابلہ کے لئے تیار ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت

پھر سید صاحب لکھتے ہیں:۔

"آپ تو مرزا صاحب کو نبی و مرسل نہیں مانتے اور میری طرح
بعد خاتم النبیین کے تمام مدعیان نبوت کو کافر اور خارج
از دائرہ اسلام سمجھتے ہونگے"

بلاشبہ میں حضرت مرزا صاحب کو وہی مسیح موعودؑ مانتا ہوں جسے آنحضرت صلعم نے استعارۃً یا مجاز کے طور پر نبی اللہ کہا ہے لیکن میں حضرت مسیح موعودؑ کو حقیقی طور پر نبی یا رسول نہیں مانتا بلکہ جیسا کہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے:۔

"ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے
کہ ہمارے سید و مولا آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور
آنجناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں اور نہ کوئی شریعت
ہے اور اگر کوئی ایسا دعوے کرے تو بلاشبہ وہ بیدین
اور مردود ہے۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۴)

میں بھی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مستقل یا حقیقی نبوت کے مدعی کو کافر و کذاب جانتا ہوں۔ سید صاحب افسوس تو یہ ہے کہ دشمنوں نے مجاز کو حقیقت قرار دے کر کفر کا فتوےٰ حضرت مسیح موعود پر لگایا اور لگا رہے ہیں لیکن حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور اور ان کی جماعت کی دن رات کی کوشش سے اب یہ حقیقت کھل چکی ہے اور جیسا کہ قاعدہ ہے آہستہ آہستہ لوگ اس صداقت کے قائل ہوتے جا رہے ہیں۔ بڑے بڑے علامہ اور بڑے بڑے غالی بھی جب یہ دیکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے آخری ایام میں بھی وہی کہا جو ابتدائی زمانہ میں کہا تھا یعنی یہ کہ:۔

سميت نبياً من الله على طريق المجاز لا على وجه الحقيقة

یعنی خدا نے میرا نام مجاز کے طور پر نبی رکھا ہے نہ حقیقی طور پر۔

(ضمیمہ حقیقت الوحی صفحہ ۶۴)

تو وہ مقابلہ میں عاجز آجاتے ہیں اور اکثر تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم بھی حضرت مرزا صاحب کو مجازی نبی ہی مانتے ہیں واقعی حقیقی طور پر اب کوئی نبی ہو ہی نہیں سکتا۔ سید صاحب اگر آپ اس کے خلاف ثابت کر دیں گے تو واقعی میں تسلیم کروں گا کہ آپ حق پر ہیں اور اگر یہ اتنا بڑا الزام ہی جھوٹ نکلا تو اور الزامات تو پھر بہت معمولی ہیں۔ اس لئے بہتر ہو کہ دوران بحث میں اس مسئلہ پر دو تین دن مدلل طور پر خوب بحث ہو اور آپ جس قدر زور لگا سکتے ہوں ضرور لگا کر دیکھ لیں۔ اس میں دوہرا فائدہ ہے۔

جلسہ کا انتظام اور تصفیہ شرائط

"پھر سید صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

شوق سے ہم جلسہ کا انتظام کرتے ہیں آپ ڈیرہ دون آنے
کی تاریخ سے اطلاع دیجئے۔ جلسہ کے تمام اخراجات
ہمارے ذمہ ہونگے"

بہت اچھا آپ انتظام کیجئے بندہ ۲۵ر نومبر ۱۹۳۵ء کو پہنچ جائیگا بشرطیکہ آپ نے شرائط مباحثہ کا فیصلہ ۲۵ر نومبر ۱۹۳۵ء سے ایک دو روز پہلے کر لیا اور اگر شرائط کے طے ہونے میں کچھ دیر ہوئی تو پھر کوئی دوسری تاریخ مقرر کی جا سکتی ہے اور طے شدہ شرائط فریقین کے اخباروں میں چھپ جانی چاہیئیں۔

بلا تصفیہ شرائط کسی طرح مناظرہ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر آپ یہ کہیں کہ مجھے سب شرطیں منظور رہیں گی آپ آجائیں تو میں اسے ایک قسم کی دھوکا بازی خیال کرونگا کیونکہ ایسا کہنے والے اکثر بعد میں گڑبڑ ڈال دیتے ہیں اس لئے آپ شرائط کا فیصلہ ضرور کر لیں۔

سید صاحب لکھتے ہیں کہ پہلے وقت ہمارا ہو گا جس میں ہم کچھ اقتباسات پیش کریں گے جس سے ثابت ہو گا کہ مرزا صاحب از روئے قرآن کریم و عقائد اسلام دائرہ اسلام سے خارج تھے اس کے بعد آپ پیش کردہ اقتباسات کی تردید کریں گے۔ چونکہ سید صاحب مدعی ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کافر ہیں اس لئے بلاشبہ اس کا ثبوت اُن کے ذمہ ہے۔ اور وہی پہلے اپنا ثبوت دیں اور میں ان کی تردید کرونگا۔ مگر اس کے بعد میں بحیثیت مدعی دلائل قرآنی و احادیث نبوی و اصول اسلامی سے حضرت مرزا صاحب کو مسلمان ثابت کروں گا اور سید صاحب کو میرے دلائل کو رد کرنا ہو گا۔ اور سچ تو یہ ہے اگر پہلے مجھے موقع دیا جائے اور میں اسلام ثابت کروں تو زیادہ بہتر اور مناسب طریق مناظرہ ہو گا مگر میں اس پر زور نہیں دیتا تا کہ سید صاحب اسے بہانہ بنا کر مباحثہ کو نہ ٹال دیں۔

سید صاحب چونکہ مرزا صاحب کو غیر مسلم ثابت کرنا چاہتے ہیں اس لئے یہ ضروری ہے کہ وجوہات کفر کو ایک ایک کر کے پیش کیا جائے اور ہر وجہ کفر پر مفصل اور مدلل بحث ہو۔ تمام بحث ضبط تحریر میں لائی جائے آخری تحریر مدعی کی ہو گی۔ اگر ثالث صاحبان کوئی امر دریافت کریں تو فریق مخالف کو اس بات کے متعلق بحث کا حق ہو گا۔

مشہور وجوہات کفر

وجوہات کفر جو آج تک علماء کی جانب سے پیش ہوئی ہیں۔ ان میں مندرجہ ذیل وجوہ بہت اہم ہیں:۔

(ا) کیا حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور کیا وہ ختم نبوت کے منکر ہیں؟

(ب) کیا حضرت مرزا صاحب نے اپنے منکرین دعوے کو کافر ٹھہرایا ہے؟

(ج) کیا حضرت مرزا صاحب نے اپنے آپ کو مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد کا مصداق قرار دیا ہے اور آنحضرت صلعم کے اس پیشگوئی کا مصداق نہ ہونے سے انکار کر دیا ہے؟

(د) کیا حضرت مرزا صاحب نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے؟

(ہ) کیا حضرت مرزا صاحب نے خدا کا بیٹا ہونے کا دعوے کیا ہے؟

(و) کیا حضرت مرزا صاحب نے حضرت محمد صلعم کی برابری یا ان سے بڑھ کر ہونے کا دعوے کیا ہے اور اس طرح آنحضرت صلعم کی توہین کی ہے؟

(ز) کیا حضرت مرزا صاحب نے حضرت عیسےٰ کی توہین خاص طور پر کی ہے اور عموماً دوسرے انبیاء کی بھی توہین کی ہے؟

چونکہ یہ سات وجوہات بہت ہی اہم ہیں اس لئے ان پر مسلسل بحث ہو گی۔ مسئلہ نبوت پر تین دن بحث ہو اور وجوہات (و) اور (ز) پر ایک دن۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب کے منکرین کے کفر و اسلام پر بھی ایک دن بحث ہو گی اور وجوہات (د) اور (ہ) پر ایک دن اس طرح یہ بحث ایک ہفتہ کے اندر اندر ختم ہو جائے گی لیکن اگر ضرورت پیش آجاوے تو مدت بحث کو بڑھایا جا سکتا ہے اور ان تمام امور پر بحث کے لئے مندرجہ ذیل شرائط کی پابندی لازمی ہو گی۔

ضروری شرائط

(۱) ہر روز بحث کا پہلا پرچہ تحریری ہو گا۔ اور اس کا جواب بھی تحریری ہو گا۔ ہر پرچہ اس قدر مضمون پر مشتمل ہو کہ وہ آدھ گھنٹے میں سنایا جا سکے۔ بعد ازاں آدھ آدھ گھنٹہ کی دو تقریریں فریقین کی ہوں گی جو اسی وقت قلمبند کرائی ہوں گی۔

(۲) نبوت کی بحث میں چونکہ ختم نبوت کا سوال ایک مستقل بحث ہے اس لئے ختم نبوت پر ایک دن بحث ہو گی اور دو دن دعوےٰ نبوت پر بحث ہو گی۔

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر علماء کو گالیاں دینے کا الزام

مخالفین احمدیت کی غلط روش

حق و باطل کا مقابلہ اور مختلف مذاہب اور فرقوں میں بحث و تمحیص کا سلسلہ تو صدیوں سے جاری ہے اور شاید قیامت تک ختم نہ ہو۔ مذہبی مناظروں اور مجادلوں میں عام طور پر بحث کو دلچسپ بنانے اور مجالس کی رونق کی خاطر ایک فریق دوسرے گروہ کی نسبت جھوٹ الزام لگانے اور بے جا باتیں منسوب کرنے اور تمسخر و استہزا سے کام لینے کو جائز خیال کرتا ہے۔ دوسروں سے تو خیر ہمیں غرض نہیں۔ لیکن کم از کم ایک مسلمان کے شایان شان نہیں کہ وہ بھی محض اپنی فتح و جیت کے لئے یا اپنے اثر و رسوخ کو قائم رکھنے کے لئے کسی پر غلط اتہام لگائے اس سے ناانصافی برتے اور اس کے معتقدات کو غلط رنگ میں پیش کر کے اعتراض کی راہ نکالے۔ مسلمان کو اللہ تعالیٰ کا صاف حکم ہے کہ وہ ہمیشہ عدل و انصاف پر قائم رہے اور ہمیشہ سچی گواہی دے دوسرے کی نسبت حق بات بیان کرے اور کسی سے دشمنی یا اختلاف کی وجہ سے ناانصافی نہ کرے۔ یاایھا الذین اٰمنوا کونوا قوامین للہ شھدآء بالقسط ولا یجرمنکم شناٰن قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ۔ مگر افسوس ہمارے آجکل کے لیڈر، پیر اور واعظ اور صوفیاء عظام اور علمائے کرام کی ذہنیت اس قدر بگڑ چکی ہے کہ وہ صریحاً قرآن مجید کے احکام کو ٹھکراتے ہوئے ایک دوسرے کے خلاف مغلظات اور غلط بیانی اور کذب و افترا سے کام لیتے ہیں۔ احمدیت کے خلاف بالخصوص ہر ناجائز کو جائز اور ناواجب کو واجب بلکہ فرض خیال کیا جاتا ہے اور دشنام دہی اور بہتان طرازی سے کام لیا جاتا ہے اور رات دن اخبارات اور لیکچروں میں خدام اسلام کی اس جماعت اور اس کے مقدس بانی کی نسبت طرح طرح کی غلط فہمیاں پھیلائی جاتی ہیں اور انہیں بری طرح کوسا جاتا ہے اور پھر اس پر نادم اور شرمندہ ہونے کی بجائے فخر کیا جاتا ہے اور اسے دین حق کی خدمت اور تبلیغ اسلام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

بعض اخبارات نے تو احمدیت کو بدنام کرنے کا اجارہ سے رکھا ہے اور ان میں احرار اسلام کا ترجمان "مجاہد" پیش پیش ہے۔ اخبار مذکور کی دو اشاعتوں میں یعنی ۷، اور ۸ر نومبر کو صاحبزادہ سید منظور قیوم صاحب سجادہ نشین مکان شریف (ضلع گورداسپور) کا ایک مسلسل خطبہ شائع ہوا ہے جس میں پیر صاحب نے علماء سوء کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ہر ممکن طریق سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے اور اعتراضات اور غلط بیانیوں کا ایک طومار باندھ دیا ہے۔ سب سے اول تو حضرت اقدس کی زندگی کے واقعات بیان کئے ہیں اور تمسخر و استہزا کے ساتھ خطبہ میں ملاحت پیدا کی ہے اور پھر آپ پر متعدد اعتراض کئے ہیں کہ آپ نے علماء کو گالیاں دی ہیں اور صحابہ کرام اور حضرت علیؓ کی شان میں گستاخی کی ہے اور امام حسینؓ کی توہین کی ہے اور حضرت نوحؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ بلکہ تمام انبیاء اور حضرت مریم کی توہین کی ہے اور نہ صرف یہ بلکہ قرآن شریف کی، مسجد اقصیٰ کی، کعبۃ اللہ کی اور خود سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی توہین کی ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

یہ کوئی سید منظور قیوم صاحب کا ہی کمال نہیں بلکہ اس سے پیشتر صدہا مرتبہ یہی اعتراض دوہرائے گئے ہیں اور ہماری طرف سے بارہا ان کے جوابات دیئے گئے ہیں اور اگر ان لوگوں میں کچھ خوف خدا ہو تو یہ اپنی حرکات سے باز آجائیں اور اسلام کے ساتھ دشمنی اور قرآن کے ساتھ تمسخر نہ کریں۔ لیکن افسوس ان کی مولویت اور پیری اسی بات سے وابستہ ہے کہ وہ ہر روز اپنی غلط بیانیوں کا اعادہ کرتے رہیں اور اپنے بے سمجھ مریدوں پر اپنی گرفت مضبوط رکھیں۔

سب سے پہلا اعتراض پیر صاحب نے یہ کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے صوفیاء عظامؒ اور علماء کرامؒ کی شان میں گستاخی کی ہے اور انہیں "اے بدذات فرقہ مولویان"، "زمانہ کے بدذات مولوی"، "خنزیر، مولویت کے شتر مرغ" وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہے اور مولانا نذیر حسین صاحب دہلوی اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولوی عبدالحق صاحب اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی وغیرہم کو گالیاں دی ہیں مثلاً ورد مگو جاہل، بیحیا، کذاب وغیرہ۔ اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے خود تحریر فرمایا تھا کہ کسی کو گالی نہ دینی چاہیئے اور برا نہ کہنا چاہیئے۔ لیکن مرزا صاحب نے خود ہی اپنی پیکبرانہ تعلیم پر عمل نہیں کیا۔

یہ بالکل درست ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بدزبانی اور بیہودہ گوئی کو سخت ناپسند کرتے تھے اور آپ نے کبھی کسی کو گالی نہیں دی۔ اگر مخالفین امر واقع اور اظہار حقیقت کو بھی گالی ہی سمجھیں تو یہ ان کی کوتاہ فہمی ہے۔ اخلاق رذیلہ میں گرفتار رہ کر یا نفس کے طیش اور مجنونانہ جوش سے کسی کو گالی دینا اور چیز ہے اور دوسرے کے ظلم و ستم پر انتہائی مظلومانہ حالت میں ظالم کے اعمال و اخلاق کا صحیح لفظوں میں نقشہ کھینچنا امر دیگر ہے۔ اگر اظہار واقعہ کا نام بھی گالی ہے تو پھر ایسی گالیوں کا الزام بڑی بڑی ہستیوں پر عائد ہوگا اور نعوذ باللہ خود قرآن مجید نے بھی اس حسن کلام کے باوجود جو اس کی خصوصیت ہے خاص خاص حالات میں ظالم مخالفین کا سخت ترین الفاظ میں نقشہ کھینچا ہے جیسے فرمایا ولا تطع کل حلاف مھین ھماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذالک زنیم۔ پھر ایک جگہ فرمایا۔ فمثلہ کمثل الکلب پھر علماء یہود کو کمثل الحمار یحمل اسفارا فرمایا۔ اور دوسری جگہ انہیں کو القردۃ والخنازیر کہہ کر پکارا۔ اور یہ سب ان لوگوں کی واقعی حالت کا نقشہ ہے اور یہ اظہار حقیقت کے طور پر فرمایا گیا ہے۔ پس اگر یہ درست ہے تو مرزا صاحب کا مولویوں کو شتر مرغ کہہ دینا یا بدذات فرقہ کہہ دینا کیونکر گالی ہو گیا؟ تحمل و برداشت اور نرم کلامی کی بھی ایک حد ہوتی ہے اور جب کوئی مخالف شرارت اور بدگوئی میں اس قدر بڑھ جائے کہ اخلاق رذیلہ سے گزر کر ظلم و ستم پر اتر آئے تو اس وقت مجبوراً درشتی کا پہلو اختیار کرنا پڑتا ہے اور ان بیہودہ مخالفین کی حالت کا اصل نقشہ کھینچنا پڑتا ہے اور ان کے الفاظ ان پر لوٹانے پڑتے ہیں جس کے متعلق خود قرآن پاک نے بھی فرمایا ہے۔ لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم۔ اللہ تعالیٰ کسی بری بات کا بلند آواز سے کہنا پسند نہیں کرتا سوائے اس شخص کے جس پر ظلم کیا گیا ہو۔

کیا پیر صاحب کو یہ بھی معلوم ہے کہ علماء کرامؒ اور صوفیاء عظامؒ نے مرزا صاحب علیہ الرحمۃ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ کیا علماء کرام کی زبان درازیوں، شرارتوں اور قبیح ترین حرکات اور آریوں اور عیسائیوں کے ساتھ مل کر حضرت مرزا صاحب کو دکھ اور اذیت پہنچانے کے واقعات سے پیر صاحب بے خبر ہیں کہ کیا یہ مولوی ہی نہ تھے جنہوں نے ہندوستان کے طول و عرض میں پھر کر فتویٰ کفر پر مہریں لگوائیں اور بلاد اسلامیہ سے بھی مرزا صاحب کے کفر کے فتوے منگوائے؟ کیا یہ مولوی ہی نہ تھے جنہوں نے عیسائیوں کو مرزا صاحب کے خلاف قتل کا مقدمہ بنانے کے لئے اکسایا اور عدالت میں جاکر جھوٹی شہادتیں دیں بلکہ دروغ مصلحت آمیز کو جائز قرار دیکر اسلام کی مٹی پلید کی؟ کیا یہ علماء کرام ہی نہ تھے جنہوں نے لیکھرام کے قتل پر آریہ کا ساتھ دیا اور انہیں مرزا صاحب کے خلاف اکسا کر ان کی خانہ تلاشی کرائی اور انہیں ایذا پہنچائی؟ تو پھر ان لوگوں کو اگر حضرت مرزا صاحب نے بدذات فرقہ مولویان کے نام سے پکارا تو کیا غضب ہوا؟

کیا احادیث نبوی میں علماء کرام کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے اس سے زیادہ سخت الفاظ مرزا صاحب نے استعمال کئے تھے؟ احادیث نے تو مولویوں کو بھیڑیوں سے بدتر مخلوق اور شر من تحت ادیم السماء (سقف آسمانی کے نیچے بدترین خلائق) اور قردۃ و خنازیر کے الفاظ سے نوازا ہے اور ظاہر ہے کہ ان الفاظ میں چودھویں صدی کے علماء کی حالت کا صحیح نقشہ کھینچا گیا ہے اور واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ علماء کی حالت واقعی یہ الفاظ جیسا ہوتے ہیں اور مخبر صادق علیہ التحیۃ والسلام نے ان کی بالکل صحیح تصویر کھینچی ہے۔ جب یہ الفاظ گالی نہیں بلکہ اظہار

حقیقتاً کیا تو حضرت مرزا صاحب کے الفاظ سے کیوں علماء کو طیش آتا ہے جبکہ وہ بھی حقیقت پر مبنی تھے؟

سید منظر قیوم صاحب نے فرمایا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی وغیرہ کو خاص طور پر گالیاں دی ہیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ پیر صاحب نے ان بزرگوں کی شیریں مقالی کا نمونہ نہیں دیکھا۔ ان لوگوں نے اس قدر درشت اور نازیبا الفاظ میں حضرت مرزا صاحب کو گالیاں دی ہیں کہ جنہیں ایک مسلمان سننا بھی گوارا نہیں کریگا۔ مکار، کذاب، مردود، بے ایمان، مسیلمہ، دجال، ملعون، کافر، فریبی، حیلہ باز، شیطان کا مرید، بازاری شہدوں کا سردار، یہودی، روسیاہ وغیرہ الفاظ ایک بہت بڑے عالم مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے فرمودہ ہیں۔ اسی طرح دوسرے علماء کرام نے بھی بہت نارد اور بیہودہ گالیاں دی ہیں جنہیں ہم نقل نہیں کر سکتے اور جنہیں کوئی شریف اور باغیرت انسان برداشت نہیں کر سکتا۔ تو کیا اگر حضرت مرزا صاحب نے مظلوم ہونے کی حیثیت میں اور انتہائی تکالیف برداشت کرنے کے بعد اور خدمت اسلام کے کاموں میں قدم قدم پر مولویوں کی شرارتوں سے تنگ آکر انہیں بدذات یا کوئی اور اسی قسم کا لفظ کہدیا تو وہ ایسا کہنے میں حق بجانب نہ تھے؟

یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے ایسے الفاظ صرف انہی لوگوں کے لئے استعمال کئے جو خدمت اسلام کے کام میں روک بن رہے تھے اور حضرت مرزا صاحب کو کافر، دجال اور واجب القتل قرار دے رہے تھے اور جو لوگ صحیح معنوں میں عالم اور صوفی اور اعمال صالحہ رکھنے والے تھے وہ ہرگز ہرگز مرزا صاحب کے ان الفاظ کے مخاطب نہ تھے (ملاحظہ ہو ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم)

ہم پیر منظر قیوم صاحب اور دوسرے علماء اور سجادہ نشین صاحبان کی خدمت میں عرض کریں گے کہ اگر واقعی آپ "فتنہ مرزائیت" کو نابود کرنا چاہتے ہیں اور احمدیت کے نام و نشان کو مٹانا چاہتے ہیں تو اس کا یہ طریق نہیں کہ آپ غلط بیانیوں سے کام لیکر مرزا صاحب کو بدنام کریں اور تمسخر و استہزا سے اس سلسلہ کی بے وقعتی کریں بلکہ اس کا آسان طریق یہ ہے کہ آپ تبلیغ و خدمت اسلام کا کوئی ایسا زبردست کام کر کے دکھائیں کہ لوگ احمدیت کے کارنامے بالکل بھول جائیں اور احمدیت کی طرف رجوع کرنے کی بجائے آپ کی طرف رجوع کریں کوئی مشن قائم کر دیں، کسی غیر زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کر دیں کوئی اور خدمت اسلام کا کام کریں جس سے دنیا سمجھ لے کہ احمدیت کے بغیر بھی اعلائے کلمۃ اللہ کا کام ہو سکتا ہے۔ یہی طریق استیصال مرزائیت کا ہے ورنہ گالیوں اور غلط بیانیوں سے کام نہیں بنیگا۔ خدا کے لئے مذہب کو بدنام نہ کریں اور مذہب کے نام پر جھوٹ اور گالی اور غلط بیانی سے کام نہ لیں اور اسلام کے نام کو بٹہ نہ لگائیں الیس منکم رجل رشید؟

قلت تدبر

علماء کرام کا ایک دیوان عام منعقد کرنے کی تجویز پر ہماری طرف سے عرض کیا گیا تھا کہ بجائے اس کے کہ ہم علمائے کرام کا دیوان منعقد کریں کیوں نہ ہم خدا اور اس کے رسول کے صاف اور واضح احکام کے سامنے سر جھکائیں اور آپس میں اتحاد قائم کریں۔ اس سلسلہ میں آیت قرآنی لا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا اور حدیث نبوی من صلی صلاتنا واستقبل قبلتنا..... پیش کی گئی تھی۔ ہماری اس تجویز پر مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی نے "ایک غلط استدلال" کے عنوان سے "صدق" مورخہ یکم نومبر میں ایک شذرہ تحریر فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:-

"حدیث نبوی کا حکم سر آنکھوں پر لیکن کیا یہ حکم اپنی بالکل غیر مطلق صورت میں ہے۔ کیا اگر نماز مسلمانوں کی سی پڑھے اور ذبیحہ بھی مسلمانوں کے ہاتھ کا کھاتا رہے، لیکن ساتھ ہی بجائے ایک خدا کے دو خدا مانتا رہے تثلیث کا قائل رہے۔ علانیہ بت پرستی کرتا رہے، بے پردہ تکذیب رسول کرتا رہے، قرآن کے انسانی تصنیف ہونے کا اعلان کرتا رہے جب بھی وہ مسلمان ہی سمجھا جاتا رہیگا؟"

افسوس ہے مولینا صاحب نے غور سے کام نہیں لیا ورنہ انہیں ہمارے استدلال میں غلطی پکڑنے کی زحمت نہ ہوتی۔ حدیث کے الفاظ میں صلاتنا "ہماری نماز یعنی اسلامی نماز" ظاہر ہے کہ اسلامی نماز میں صرف خدائے واحد کی پرستش کی جاتی ہے اور جو دو خدا یا تثلیث کا پجاری ہو وہ اسلامی نماز ادا کرنیوالا نہیں کہا جا سکتا۔ اسلامی نماز تو ایک خدا کی عبادت ہے، پھر جو بت پرست اور رسول خدا کی تکذیب کرنیوالا ہو اس کی نماز بھی اسلامی نماز نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ارکان اسلام میں نماز سے پہلے خدا کی توحید کا اقرار ضروری ہے اور جو توحید و رسالت کا ہی منکر ہو اس کی نماز کیسی؟ ذرا سے غور و تدبر سے بات سمجھ میں آسکتی ہے لیکن اگر انسان ہر بات میں بال کی کھال اتارنے کی کوشش کرے اور دلائل پر دلائل دیتا چلا جائے تو یہ سلسلہ تو جتنا چاہے لمبا ہو سکتا ہے۔

ہندو مذہب کا جنازہ

ناسک میں ۵ نومبر کو ضلع ناسک کے دیہاتی اچھوتوں کی ایک کانفرنس ہندو مذہب کو ترک کرنے کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوئی جس میں آٹھ سو ہریجنوں نے شرکت کی اور پرجوش تقریروں میں ہندو شاستروں کی مذمت کی گئی اور ہندو مذہب کو چھوڑنے کا فیصلہ کیا گیا۔ لبعد ازاں ہندو مذہب کا جنازہ نکالا گیا اور نوجوان اچھوتوں نے ایک چتا تیار کر کے منوسمرتی اور ہندوؤں کی دیگر کتب مقدسہ کو اس میں پھینک کر نذر آتش کر دیا۔ ایک قرارداد میں یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ ہریجن ہندو یاترا میں شریک نہ ہوں اور نہ ہی مندروں میں داخل ہونے کے لئے ایجی ٹیشن کریں۔

اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے اور یخرج الحی من المیت بھی اس کی شان ہے کیا عجب ہے کہ ہندو مذہب کے اس جنازہ سے اسلام کی پیدائش ہو اور ہندو دھرم کے اس مرگھٹ پر دین حنیف کی عمارت تعمیر ہو۔ ہمارے بھائیوں کو چاہیئے کہ مقلب القلوب کی درگاہ میں بڑی عاجزی اور الحاح سے دعائیں کریں۔ اسی کے فضل سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔

حکومت پنجاب کا انتباہ

محکمہ اطلاعات کی معرفت چیف سکرٹری پنجاب گورنمنٹ کا ایک اعلان موصول ہوا ہے جس کا ضروری حصہ حسب ذیل ہے:-

"گذشتہ چند ہفتوں کے دوران میں ہندو مسلم اور سکھ اخباروں نے بار بار ایسے مضامین شائع کئے ہیں جن کا اثر اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ اقوام کے درمیان تعلقات جو بدقسمتی سے پہلے ہی کشیدہ ہیں اور بھی تلخ ہو جائیں۔ نیز ان اخباروں نے خبروں کو ایسے طریق پر شائع کیا ہے جس سے واقعات متعلقہ نے فرقہ وارانہ رنگ اختیار کر لیا ہے۔ حضور گورنر بہادر بہ اجلاس کونسل یہ انتباہ کرنا مناسب سمجھتے ہیں کہ جو اخبار اور پریس ایسی تحریریں شائع یا طبع کریں گے جن سے ملک معظم کی رعایا کی مختلف جماعتوں میں دشمنی یا منافرت کے جذبات پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو ان اخباروں اور پریسوں کے خلاف انڈین پریس (ایمرجنسی پاورس) اور کریمنل لا امنڈمنٹ ایکٹ کے ماتحت فوری اور سخت کارروائی کی جائیگی"

اس میں کوئی شک نہیں کہ فرقہ وارانہ فضا بید مکدر ہو رہی ہے اور اخبارات کی غیر محتاط تحریریں منافرت کی خلیج کو روز بروز زیادہ وسیع کر رہی ہیں۔ حکومت اس انتباہ میں بالکل حق بجانب ہے لیکن اس کے ساتھ ہی حکومت کا فرض ہے کہ مرض کے اصل سبب کا علاج کرے۔ موجودہ فرقہ وارانہ کشیدگی کی ابتدا سکھوں کی بے جا ضد، اشتعال انگیزی اور عدم رواداری سے ہوئی۔ ہندوؤں نے نہایت نامناسب اور امن شکن طریق پر ان کی حوصلہ افزائی کی آج کل بھی اسلامی اخبارات کا رویہ بحیثیت مجموعی نہایت محتاط ہے بخلاف اس کے ہندو اخبارات نامناسب مضامین اور خبریں شائع کر رہے ہیں ان کے اکابر خطرناک حد تک غیر محتاط تقریروں میں مصروف ہیں۔ اس بداعتدالی کی اصلاح کی بھی فوری ضرورت ہے۔ بہرحال اسلامی اخبارات کیلئے یہی مناسب ہے کہ وہ اپنی موجودہ پرامن روش پر کاربند رہیں اور اس طرح مخالفین کی اشتعال انگیز کوششوں کو ناکام بنا دیں۔

بقیہ اخبار احمدیہ

کل صبح گیارہ بجے کے قریب مسلم ہائی سکول لاہور کے بورڈنگ ہوس کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اساتذہ و طلباء سکول کے علاوہ اکثر اراکین انجمن بھی موقع پر موجود تھے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے سنگ بنیاد رکھنے کے بعد دعا فرمائی اور طلباء کو اس مدرسہ کی غرض و غایت کے متعلق چند مفید نصائح فرمائیں۔ دعا کے بعد حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی

——ہفتہ کی شام کو مسلم ہائی سکول لاہور میں ڈاکٹر الہ بخش صاحب نے حضرت مسیح موعود کو مراق کا مریض قرار دیئے جانے کا الزام ایک نہایت عالمانہ اور پر از معلومات لیکچر میں رد کیا۔ آپ نے متعدد طبی کتب کے حوالہ جات کی رو سے اور انسانی دماغ کی ساخت پر روشنی ڈالتے ہوئے اس اعتراض کو بے بنیاد ثابت کیا۔ لیکچر بہت دلچسپ تھا اور جماعت کے کثیر حصہ نے اس سے فائدہ اٹھایا۔

——ہمارے دوست دیوان منعدب علیخان صاحب مالیر کوٹلہ میں بیمار ہیں۔ انہیں ذیابیطس اور کمر میں درد کی شکایت ہے احباب ان کیلئے دعائے صحت فرماویں۔

مسلم ہائی سکول لاہور کیلئے حضرت امیر ایدہ اللہ کی اپیل

قابل توجہ احباب سلسلہ

برادران مکرم! السلام علیکم

یہ محض خدا کا احسان ہے کہ تھوڑے سے عرصہ میں ہم نے دو ہائی سکول قائم کر لئے ہیں لیکن اس وقت یہ دونوں سکول آپ کی امداد کے محتاج ہیں بالخصوص مسلم ہائی سکول لاہور جس کو گورنمنٹ گرانٹ کے کم ہو جانے سے بہت زیربار ہونا پڑا ہے مگر اس کمی کی وجہ گورنمنٹ کی پالیسی ہے نہ سکول کے نتائج جو ہمیشہ بہت عمدہ رہے ہیں اور پھر دوسری ضرورت اس کے لئے یہ پیش آگئی ہے کہ اس کے ساتھ اپنا بورڈنگ ہوس بھی بن جائے جس سے آئندہ کیلئے اس کے اخراجات میں بہت تخفیف ہو جائیگی۔ ان دونوں اغراض کے لئے اس سکول کو آٹھ دس ہزار روپے کی فوری ضرورت ہے۔ گو ہماری جماعت پر تبلیغ اسلام کا بہت بوجھ ہے لیکن سکول بھی ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کر رہا ہے۔ اس وقت احباب کی تھوڑی تھوڑی کوشش اور قربانی سکول کو مشکلات سے باہر نکال سکتی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جماعت کا ہر ایک فرد اس کار خیر میں حصہ لے گو وہ اپنے حسب مقدرت کتنا ہی کم ہو البتہ صاحب وسعت احباب اس میں دل کھول کر حصہ لیں مسلم ہائی سکول تعلیمی لحاظ سے بھی خدا کے فضل سے صوبہ کے بہترین سکولوں میں سے ہے اور پھر دینی تعلیم اور اخلاقی تربیت کے لحاظ سے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کر رہا ہے۔ سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب مختلف جماعتوں کے پاس وفد لے جانیکی تجویز کر رہے ہیں۔ ہماری جماعت کے افراد جہاں جہاں بھی ہوں نہ صرف اپنی حیثیت سے ان کو امداد دیں بلکہ دوسرے لوگوں سے بھی امداد حاصل کرنے میں ان کی اعانت کریں۔ والسلام

خاکسار
محمد علی

ایک نہایت ضروری اعلان

آئندہ جمعہ مورخہ ۱۵ر نومبر جمعہ کی نماز میں مرکز کی طرف سے حضرت امیر ایدہ اللہ کی بعض نہایت ضروری ہدایات تمام جماعتوں کو سنائی جائینگی۔ حضرت ممدوح کا ارشاد ہے کہ جماعت کا ہر ایک فرد اپنی اپنی جگہ بالالتزام نماز جمعہ میں شریک ہو۔ اور کوئی دوست اس روز جمعہ کی نماز سے غیر حاضر نہ ہو حتیٰ کہ جو لوگ دفاتر میں یا کسی اور جگہ ملازم ہیں وہ خاص طور پر ایک گھنٹہ کی چھٹی لیکر نماز میں شامل ہوں۔

بیرونی جماعتوں کے سکرٹری صاحبان کو چٹھی کے ذریعہ وہ ہدایات بھیجی جا رہی ہیں تاکہ وہ جمعہ کے دن احباب کو سنا دیں۔

(سکرٹری)

جلسہ سالانہ کی تاریخیں

امسال جلسہ سالانہ کی تاریخوں کے تعین کیلئے احباب کے خاص مشورہ کی ضرورت ہے۔ جلسہ عام طور پر ۲۴-۲۵-۲۶ یا ۲۵-۲۶-۲۷ کو ہوا کرتا ہے۔ عید الفطر امسال غالباً ۲۸ر دسمبر کو ہوگی۔ اگر جلسہ ۲۴ر دسمبر کو شروع ہو تو احباب واپس جا کر گھروں پر عید کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر جلسہ ۲۵-۲۶-۲۷ کو ہو تو سب احباب کا گھروں پر پہنچنا مشکل ہوگا۔ اگرچہ ۲۷ر کو جو جمعۃ الوداع کا دن ہوگا نماز جمعہ کے بعد جلسہ کی کارروائی ختم کر دی جائیگی اور اسی وقت احباب واپس ہو سکتے ہیں یا پھر عید بھی لاہور ہی میں منائی جا سکتی ہے۔

اس سلسلہ میں تمام جماعتوں اور احباب کی آراء کی ضرورت ہے مہربانی کر کے اطلاع دیں کہ آیا احباب لاہور میں عید کرنا پسند کرتے ہیں یا واپس اپنے گھروں میں جا کر۔ اور ان کے نزدیک جلسہ کیلئے کونسی تاریخیں موزوں ہوں گی؟

اس کے متعلق دوستوں کی آراء ۱۵ر نومبر سے قبل یہاں پہنچ جانی چاہئیں تاکہ آئندہ جمعہ کے روز مجلس منتظمہ اس پر کوئی فیصلہ کر سکے۔

(سکرٹری)

جواہر ریزے

قرآن مجید

لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت بھلی معلوم ہوتی ہے جیسے عورتوں اور بیٹوں اور ڈھیروں ڈھیر سونے اور چاندی اور پلے ہوئے گھوڑوں اور مویشی اور کھیتی سے بھلی معلوم ہوتی ہے۔ یہ اس دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور اللہ کے پاس لوٹ کر جانے کی اچھی جگہ ہے

کہو کیا میں تم کو اس سے اچھی بات بتاؤں ان لوگوں کے لئے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں ان کے رب کے پاس باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں رہنے والے ہیں اور پاک ساتھی اور اللہ کی رضامندی ہے اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔ وہ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب بیشک ہم ایمان لائے ہیں تو ہماری کمزوریوں سے ہماری حفاظت فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ صبر کرنیوالے اور سچ کر دکھانے والے اور فرمانبردار اور خرچ کرنے والے اور صبح کے وقتوں میں استغفار کرنے والے۔

اللہ گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور علم والے انصاف پر قائم ہوتے ہوئے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، غالب حکمت والا ہے۔

یقیناً دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے اور انہوں نے جن کو کتاب دی گئی اختلاف نہیں کیا مگر اس کے پیچھے کہ ان کے پاس علم آچکا تھا آپس کی ضد سے اور جو شخص اللہ کی آیتوں کا انکار کرتا ہے تو اللہ بھی جلد حساب لینے والا ہے۔ (۳-۱۳)

حدیث شریف

(۱) مزدور کی مزدوری اسکا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کو ادا کر دو۔ (ابن ماجہ)

(۲) مجلس میں جو باتیں کہی جائیں وہ امانت ہیں انہیں غیروں کو جا کر نہیں بتانا چاہیئے۔ ہاں تین باتیں ایسی ہیں کہ اگر کسی مجلس میں سنی جائیں تو انہیں غیروں کو بتانے میں کوئی ہرج نہیں۔ (۱) ناحق مارنا (۲) اگر کسی نے کسی کا مال بے جا جبر سے لیا ہو۔ (۳) زنا۔ (ابو داؤد)

(۳) جن بڑے گناہوں سے خداوند کریم نے منع فرمایا ہے ان کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی قرضدار مرے اور اتنا بھی اثاثہ نہ چھوڑ جائے جس سے اس کا قرضہ ادا کیا جا سکے (ابو داؤد)

(۴) اس مسلمان کا گھر سب سے بہتر ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے نیک سلوک کیا جاتا ہو اور سب سے بدتر وہ گھر ہے جس میں یتیم ہو اور گھر والے اس سے برائی سے پیش آتے ہوں۔ (ابن ماجہ)

(۵) سات مہلک گناہوں سے بچتے رہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا وہ کیا ہیں؟ فرمایا۔ (۱) خدا کے ساتھ کسی کو شریک کرنا (۲) کسی پر جادو کرنا (۳) ناحق کسی شخص کو جان سے مار ڈالنا (۴) سود کھانا۔ (۵) یتیم کا مال ہضم کر جانا (۶) لڑائی کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا (۷) پارسا اور ایماندار عورتوں پر فحش کی تہمت لگانا۔ (صحیحین)

(۶) دھوکا دینے والا اور بخل کرنیوالا اور دے کر احسان جتانیوالا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (ابو داؤد)

(۷) رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں لعنتی ہیں۔

(۸) جس جوان نے بڈھے کی اس کی عمر کی وجہ سے عزت کی۔ خدا اسکے بڑھاپے میں ضرور ایسا شخص مقرر کریگا جو اس کی عزت کرے۔ (ترمذی)

خدا اور رسولؐ کے احکام سے مسلمانوں کی غفلت

ظاہری اخلاق و آداب کی قدر و اہمیت

خطبہ جمعہ ۸ نومبر ۱۹۳۵ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

یَآیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ .... اَجْرٌ عَظِیْمٌ (الحجرات ۴۹: ۱-۳)

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو کسی معاملہ کو اللہ اور اُس کے رسولؐ سے آگے نہ بڑھاؤ اور اللہ کا تقویٰ کرو اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنی آوازوں کو نبیؐ کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ اُس سے پکار پکار کر بات کرو۔ جیسا کہ ایک دوسرے کو پکارتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمہارے عمل بے کار ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ وُہ لوگ جو اپنی آوازوں کو رسولؐ اللہ کے سامنے نیچا رکھتے ہیں وہی ہیں جنکے دل اللہ کے تقویٰ کے لئے خالص کر دیئے گئے ہیں اُنکے لئے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔

قرآن کریم کا ایک تاکیدی حکم

یہ آیات سورہ حجرات کی ہیں۔ ان میں آداب اسلامی کی تعلیم دی گئی ہے اور سب سے اوّل اس عظیم الشان چیز کو رکھا ہے جس پر اسلام کا دار و مدار ہے یعنی یَآیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ اور اُسکے رسول سے تقدم اختیار نہ کرو) اس تقدم کا کیا مطلب ہے؟ یہاں اللہ اور رسولؐ دونوں کا ذکر ہے اس لئے ان سے تقدم اختیار کرنے کا مفہوم اسکے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ جب اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کوئی حکم آ جائے تو اس سے تجاوز نہ کیا جائے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان کی توجہ نہیں ہوتی اس لئے وہ معذور ہوتا ہے۔

خدا اور رسولؐ کے احکام سے مسلمانوں کی افسوسناک غفلت

لیکن جب کوئی حکم صراحت کے ساتھ سامنے آ جائے تو مسلمان کو شایاں نہیں کہ اس سے تجاوز کرے۔ قرآن شریف کا کتنا حصہ متروک ہو رہا ہے محض مسلمانوں کی عدم توجہ اور عمل نہ کرنے سے؟ اس کا اندازہ مشکل ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ خدا اور رسولؐ کے احکام کی آج کسی کو لمبی چوڑی پروا نہیں ایک حکم خدا کا یا رسولؐ کا مسلمانوں کے علماء، مشائخ، سیاسی لیڈروں اور فلسفیوں کے سامنے رکھئیے ان میں سے کوئی بھی اس کی پروا نہیں کریگا قرآن کریم کا صاف حکم ہے لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا جو شخص تمہیں اسلام علیکم کہے اسے تم کافر نہیں کہہ سکتے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من صلّٰی صلٰوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی لہ ذمۃ اللّٰہ وذمۃ رسولہ فلا تخفروا اللّٰہ فی ذمتہ (جو شخص ہماری نماز پڑھتا ہے اور ہمارے قبلے کی طرف منہ کرتا ہے اور ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے یہی مسلم ہے جسکے لئے اللہ کا عہد اور رسولؐ کا عہد ہے تم خدا کے عہد اور امان کو نہ توڑنا اور غداری نہ کرنا) لیکن کیا آج مسلمان خدا اور رسولؐ کے ان احکام کو ماننے کو تیار ہیں!

اپنے خیالات و جذبات کی پیروی

کیا اُن کے علم میں نہیں کہ خدا نے یہ فرمایا اور رسولؐ خدا کا ارشاد یہ ہے علم تو ضرور ہے لیکن انکے تیور بتاتے ہیں کہ ان کے علماء و مشائخ، لیڈر، شاعر اور فلاسفر کوئی بھی ان احکام کے آگے سر تسلیم خم کرنے کو تیار نہیں، وُہ اپنا مذہب آپ بنائیں گے کہ کس کو کافر بنانا ہے اور کس کو مسلمان۔ میرے دل میں آتا ہے کہ ہندوستان اور بیرون ہند کے تمام علماء کو چیلنج دوں کہ جو شخص قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے اس کو کوئی کافر نہیں بنا سکتا کس قدر ظلم کی بات ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوگوں کے متعلق کہ منافقین کی علامات صراحت کے ساتھ تھے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسلمان ہی کہا کافر نہیں بنایا لیکن آج علماء اور مشائخ معمولی معمولی باتوں پر کافر کہہ رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں اتحاد نہیں ان کا کوئی کام سرسبز نہیں ہوتا اُنہوں نے فقہ کو جو انسان کا اجتہاد ہے قرآن و حدیث پر مقدم کر لیا ہے دراصل یہ بھی خدا اور رسولؐ پر ایک تقدم ہے اور لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ کی مخالفت ہے جس سے قرآن کریم نے سختی سے روکا ہے آجکل مسلمانوں کی بات بات میں یہ نقص ہو رہا ہے کہ انہیں اس کی پروا نہیں ہوتی کہ خدا اور رسولؐ کا حکم کیا ہے بلکہ وہ اپنی مرضی اور خیالات و جذبات کی پیروی کرتے ہیں

اسلام کے ساتھ استہزا

جنون تو ہر جگہ ہوتے ہیں لیکن جب ساری قوم کی قوم مجنون بن جائے تو اس پر ضرور رنج ہوتا ہے بعض مخالف اخبارات میں مباہلہ کا ایک چیلنج شائع ہوا ہے۔ کہ آؤ بند کمرہ میں بیٹھ کر ایک ایک تولہ سنکھیا کھا لیں جو شخص زندہ بچ رہے وہ حق پر ہو گا جس شخص نے یہ تجویز پیش کی ہے اس کے جنون پر خاموشی اختیار کر سکتے ہیں لیکن اس کو جب لے کر اخباروں میں شائع کیا جاتا ہے تو یہ صرف خدا اور رسولؐ سے تقدم ہی نہیں بلکہ انکے ساتھ استہزا بھی ہے اپنوں کی تو خیر یہ سوچنے کی نوبت نہیں آتی لیکن غیر کیا کہیں گے کہ کیا اسلامی صداقت انہی باتوں پر آ رہی ہے۔

ایک مرد خدا کی مجنونانہ مخالفت اور اس کی وجہ

اس قسم کے دیوانوں کے اخبارات میں مضمون شائع کر کے پیٹھ ٹھونکنا اور اس طرح اسلام پر استہزا کو عام کرنا صرف ایک مرد خدا کی مخالفت کی وجہ سے ہے۔ یہ حرکتیں اس زعم پر کی جا رہی ہیں کہ ان لوگوں کی تعداد زیادہ ہے اور وہ جو چاہیں کر لیں انکو روکنے والا کوئی نہیں۔ افسوس یہ لوگ اس بات پر غور نہیں کرتے کہ اگر یہ شخص نعوذ باللہ جھوٹا ہوتا اور وہ سچائی پر ہوتے تو لازمی تھا، کہ قرآن و حدیث ان کے حق میں ہوتے لیکن یہاں تو اُلٹا معاملہ ہے قرآن و حدیث کو چھوڑ کر اس کی مخالفت ہو رہی ہے۔ ان لوگوں کا مقصد تو یہ ہے کہ ہم نے ضرور کافر بنانا ہے۔ خواہ قرآن و حدیث کچھ ہی کہے۔ میں نے کئی مرتبہ بتایا ہے۔ کہ اگر کسی کی عیب شماری کرنی ہو اور کسی کو ضرور برا بنانا ہو۔ تو اس سے کوئی شخص بچ نہیں سکتا۔ جبکہ لوگوں نے خدا کی ذات کو نہیں چھوڑا۔ تو بندے کس طرح محفوظ رہ سکتے ہیں؟ بعض بد طینت لوگوں نے حضرت نبی کریم صلعم کی ذات اقدس پر بھی اس قدر ناپاک الزامات لگائے ہیں۔ جن کو ایک مسلمان کی زبان نقل بھی نہیں کر سکتی۔ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ محض اس لئے کہ وہ اس بات پر غور نہیں کرتے۔ کہ حضرت نبی کریم صلعم نے دنیا میں کیا کر کے دکھلایا۔ اگر یہ وہ اس پہلو پر غور کریں تو ان کے بے بنیاد اعتراضات و الزامات خود بخود دور ہو جائیں کس قدر عظیم الشان ہے وہ کام جو دنیا میں حضرت نبی کریم صلعم نے کیا۔ جس کی دنیا میں دوسری مثال نہیں مل سکتی۔ لاکھوں انسانوں کے ایک گروہ کو اور ایک ملک کو انتہائی پست حالت سے اٹھا کر مذہبی روحانی اور اخلاقی لحاظ سے نہایت اعلیٰ درجہ پہنچا دیا اور انہیں دنیا کا رہبر بنا دیا اس سے بڑا کام اور کسی انسان کا تاریخ عالم میں دکھایا نہیں جا سکتا۔ لیکن ایک قوم ہے جس کا کام سوائے عیب شماری کے کچھ نہیں۔ شیعہ لوگ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کو گالیاں دیتے ہیں۔ ان پر بدترین الزامات لگاتے ہیں۔ اسکی وجہ بھی یہی ہے۔ کہ وہ نہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے کام کیطرف دیکھتے ہیں۔ اور نہ حضرت عمرؓ کے کام کی طرف حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو بھی لوگ اسی لئے بُرا کہتے ہیں۔ کہ وہ آپ کے کام پر غور نہیں کرتے۔

نکتہ چینی کا صحیح اصول

صحیح اصول یہ ہے کہ کسی کے کام کو دیکھو۔ پھر اس کے متعلق زبان کھولو لیکن جن لوگوں کی زبان قابو میں نہیں وہ اس صحیح اصول کی پابندی نہیں کرتے۔ انکی آنکھیں بند ہیں لیکن زبان آری کی طرح چل رہی ہے یہ لوگ میرے متعلق جب پادری کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ مجھ میں کچھ کمزوری باقی ہے۔ کیونکہ یہ صرف اسی لفظ پر اکتفا کرتے ہیں۔ کذاب، دجال وغیرہ کے "خطابات" تو اُنکی طرف سے بڑے لوگوں کو ملتے ہیں۔ اور جب تک یہ "خطابات" نہ ملیں۔ تو سمجھ لو۔ کہ ابھی کچھ کمزوری باقی ہے۔

حضرت مرزا صاحب کا عظیم الشان کام

وہ مرزا غلام احمد جس نے اسلام اور حضرت نبی کریم صلعم کی عزت کو از سر نو دنیا میں قائم کیا۔ جس نے دشمنان اسلام کے تمام حملوں کا جواب دیا جس نے دین اور مسلمان کے ایمان کی حفاظت کی۔ جو حضرت نبی کریم صلعم کی ذات اقدس اور اسلام پر حملہ ہوتے دیکھ کر تڑپ اٹھتا تھا۔ اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھتا تھا۔ جب تک اس حملہ کا جواب نہ دے لے۔ جس شخص نے غیر ممالک میں یورپ و امریکہ کے براعظموں میں اسلام کی اشاعت کا انتظام کیا۔ اور اس کے لئے ایک خادم دین جماعت قائم کی۔ افسوس یہ لوگ اس شخص کو بُرا کہہ کر اپنا نامہ اعمال سیاہ کرتے ہیں۔ اور نہیں سوچتے کہ قیامت کے روز خدا کو کیا جواب دینگے۔ جب حضرت عائشہؓ صدیقہ پر بہتان لگایا گیا تو اس میں حضرت حسانؓ بھی ملوث ہو گئے۔ بعد کے زمانے میں ایک مرتبہ حضرت عائشہ کے غالباً بھانجے نے اس واقعہ کو یاد دلا کر حضرت حسان کی نسبت کوئی سخت بات کہی۔ حضرت عائشہؓ نے اپنے اس عزیز کو یہ کہہ کر فوراً روک دیا کہ وہ (حضرت حسان) تو حضرت نبی کریم صلعم کی طرف سے کفار کو جواب دیا کرتے تھے۔ اگر کسی میں کوئی بُری بات بھی ہے۔ تو اسکی خوبی کی وجہ سے وہ نظر انداز کر دینی چاہئیے۔ حضرت عائشہؓ صدیقہ کے قلب پاک کو دیکھئے ایک شخص سے رنج پہنچا ہے۔ لیکن اس کو محض اس لئے فراموش کر دیا کہ وہ حضرت نبی کریم صلعم کی طرف سے کفار کو جواب دیا کرتے تھے۔ کاش ہمارے مخالفین اس عظیم الشان کام کو دیکھتے جو حضرت مرزا صاحب نے اسلام اور حضرت نبی کریم صلعم کی مدافعت میں کیا ہے۔

صحابہ کرامؓ کا جذبہ اطاعت

اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں کے دل میں خدا اور رسول کے احکام کی کوئی حقیقی عزت نہیں۔ صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کو دیکھو۔ کہ انہیں خدا اور رسول کے احکام کی تعمیل کا کسقدر خیال تھا اور وہ اس بارہ میں کسقدر احتیاط کیا کرتے تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی یَآیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ (اے لوگو جو

ایمان لائے ہو اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے بلند نہ کرو) تو ایک صحابیؓ جو بہت بلند آواز تھے۔ گھر میں بند ہو کر بیٹھ گئے۔ اور روتے تھے اور اس خیال سے مجلس نبویؐ میں حاضر نہ ہوتے کہ حضرت نبی کریم صلعم سے میری آواز بلند نہ ہو جائے اور حکم قرآن کی خلاف ورزی سرزد ہو۔ جب حضرت نبی کریم صلعم کو معلوم ہوا تو حضورؐ نے آپ کو بلایا اور تسلی دی اس واقعہ سے اس جذبہ کا پتہ چلتا ہے۔ جو صحابہؓ کے دلوں میں خدا اور رسولؐ کے احکام کی تعمیل کے متعلق تھا۔

ظاہری آداب واخلاق

ہر ایک حکم کے باطنی مقصد کے ساتھ اس کا ایک ظاہری مقصد بھی ہوتا ہے۔ اور اس کا اثر انسان کے ظاہری اخلاق پر پڑتا ہے۔ اس وقت میں اپنے دوستوں کو چند ظاہری اخلاق کیطرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ہمیں اس خیال میں نہ رہنا چاہئے۔ کہ ہم نے مغز کو لے لیا ہے۔ اس لئے ہمیں اُن احکام کے ظاہری مقاصد کے خیال رکھنے کی ضرورت نہیں۔ اور باطنی آداب کے ساتھ ظاہری آداب کو بھی ملحوظ رکھنا چاہئے۔

قرآن کے آداب

مثال کے طور پر لیجئے۔ ایک قرآن کی روح اور اسکا مقصد ہے اور ہمیں قرآن کریم کو ہر چیز پر مقدم کرنا چاہئے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کا ایک ظاہری ادب بھی ہے۔ مثلاً یہ کہ قرآن شریف کو ظاہر طور پر عزت کے مقام پر اور اونچی جگہ پر رکھیں۔ اسکی طرف پشت نہ کریں۔ قرآن شریف میں آتا ہے۔ واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون (جس وقت قرآن پڑھا جاتا ہو۔ تو اسکو سنو اور خاموش رہو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے) بے شک یہ کفار سے خطاب ہے۔ لیکن ایک لحاظ سے مسلمان بھی اس میں مخاطب ہیں۔ اگر انسان کے دل پر خدا کی عظمت صحیح طور پر نقش ہو تو ضروری ہے کہ جس وقت کلام اللہ پڑھا جائے۔ تو وہ خاموش ہو جائے۔

اذان کے آداب

اسی طرح ہماری نماز کی اذان ہے۔ جس وقت اللہ اکبر کی ندا بلند کی جاتی ہے۔ تو ہمیں اپنی باتوں کو ترک کر دینا چاہئے۔ اذان کی آواز کو جو خدا کی توحید، خدا کی تحمید، اور رسول اللہ کی رسالت کی آواز ہے۔ اگر ہم اس کو سنکر خاموش نہ ہوں اور بدستور اپنی باتوں میں مصروف رہیں تو یہ مناسب نہیں۔ جیسا کہ ابھی کہا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ ہماری جماعت باطنی آداب کے ساتھ ظاہری آداب کو بھی اختیار کرے یہ بھی بڑی چیز ہیں۔ ان کو معمولی سمجھ کر ترک نہیں کرنا چاہئے۔ کفار اذان کے وقت شور مچایا کرتے تھے۔ اس لئے بھی ہمارے لئے اذان کے وقت سکوت کے ساتھ ادب ملحوظ رکھنا ضروری ہے بلکہ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اذان کے وقت نبی کریم صلعم اذان کے کلمات کو دہرایا کرتے تھے۔ اصل غرض یہی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی عظمت وجبروت کا پرتو انسان کے دل پر پڑے۔ اور جو شخص پروا نہیں کریگا۔ وہ اس نعمت سے محروم رہ جائیگا۔

مسجد کے آداب

پھر مسجد کے بھی کچھ آداب ہیں۔ مسجد ایک ایسی جگہ ہے۔ کہ یہاں اس قدر خدا کی عظمت ہوتی ہے کہ دنیا کا کوئی دوسرا معبد اس کی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی آلہ ہو۔ جو فضا کی چیزوں کو ریکارڈ کر سکے۔ تو معلوم ہو سکتا ہے کہ مسجد کا کرہ ہوائیہ خدا کی عظمت کی لہروں سے بھرا ہوا ہے۔ غور کیجئے دنیا میں کونسا ایسا معبد ہے۔ جسمیں مسجد کی طرح خدا کی عظمت ہوتی ہے۔ نماز کی ابتدا اذان سے ہوتی ہے جو اللہ اکبر کی آواز سے شروع کی جاتی ہے۔ نہ ٹن ٹن ہے نہ ڈھول۔ وضو تو ہے۔ پھر وضو ہے اور جماعت کھڑی ہوتی ہے۔ تو تکبیر پڑھی جاتی ہے اور دوبارہ خدا کی عظمت بیان کی جاتی ہے۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ہے قرآن کے اور کسی حصہ کی قرأت ہے۔ ان تمام چیزوں میں خدا کی عظمت ہی عظمت ہوتی ہے۔ پھر نماز میں ہر تبدیلی کے وقت اللہ اکبر کی آواز بلند کی جاتی ہے۔ مسجد میں آنے کو اس طرح سمجھنا چاہئے جسطرح کوئی گندی گلی کی ہوا سے نکل کر کسی صاف عمدہ باغ میں پہنچ جائے مسجد کی ہوا روحانی طور پر نہایت پاک، وصاف ہوتی ہے۔ اسلئے حضرت نبی کریم صلعم نے مسجد میں دنیوی باتوں اور لڑنے جھگڑنے سے منع فرمایا ہے۔ بے شک مسجد میں قومی بہتری کے کام ہوں۔ ایک دوسرے کی خیریت بھی دریافت کرلو۔ کوئی ہرج نہیں۔ اس طرح آپس میں ہمدردی اور محبت بڑھتی ہے لیکن مسجد کے احترام کو ہر حالت میں ملحوظ رکھنا چاہئے۔ حضرت نبی کریمؐ کی نظر بہت وسیع تھی۔ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ مسجد میں ٹولیاں ٹولیاں بن کر نہ بیٹھو۔ یہ وحدت کا سبق سکھلانے کیلئے نہایت ضروری بات ہے۔ اگر مسجد میں لوگ ٹولیوں کی شکل میں بیٹھے ہوں۔ دو چار یہاں بیٹھے ہیں۔ پانچ سات وہاں بیٹھے ہیں تو اس منظر کا دیکھنے والے پر کوئی اچھا اثر نہیں پڑتا۔ مسجد خدا کے ذکر اور دین کے کاموں کیلئے ہے۔ اس میں خدا کی عبادت اور خدمت دین کے متعلق غور وفکر اور تبادلہ خیالات ہونا چاہئے۔

نماز کے آداب

اسی طرح نماز کے بھی کچھ آداب ہیں۔ نماز کے اندر نہایت مودبانہ طریق پر کھڑا ہونا چاہئے۔ کہ دیکھنے والے بھی اسے محسوس کریں اور اس سے اثر لیں۔ یہ نہیں کبھی کہیں کھجلایا اور کبھی کہیں۔ ان باتوں کو سیکھنا اور اپنی عادتوں کو درست کرنا چاہئے۔ عادت کا انسان پر بڑا اثر ہوتا ہے۔ اگر کھجلانے کی عادت ہو۔ تو پھر بے اختیار ہاتھ اُٹھ جاتا ہے۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے۔ کہ مسجد میں اسقدر بلند آواز سے باتیں نہ کرنی چاہئے۔ جو دوسروں کی نماز میں مخل ہوں۔ یہ جو حکم ہے۔ کہ نماز پڑھنے والے کے آگے سے نہ گذرو۔ اسکی غایت بھی یہی ہے۔ کہ نماز پڑھنے والے کی توجہ میں خلل نہ آئے۔ اگر تم بلند آواز سے باتیں کروگے۔ تو اس کا نتیجہ بھی یہی ہوگا۔ کہ نماز پڑھنے والے کی توجہ قائم نہیں رہیگی مسجد کے سامنے جو باجہ بجانے پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ یہ بھی اسی اصول پر مبنی ہے۔ کہ اس سے نمازیوں کو توجہ میں خلل ہوتا ہے۔ اور اُن کی یکسوئی قائم نہیں رہتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ مسلمان خود بھی مسجد میں بلند آواز سے باتیں نہ کریں۔ اگر چالیس پچاس آدمی بیک وقت بیٹھے باتیں کرتے ہوں تو کامل توجہ اور یکسوئی سے نماز پڑھنا بہت مشکل ہے۔ بعض لوگ سلام پھیرنے کے بعد اس طرح اٹھ کر بھاگتے ہیں۔ گویا وہ ایک مصیبت میں پھنسے ہوئے تھے۔ یہ بھی اچھا نہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ نماز جماعت کے ختم ہونے پر ذکر الٰہی سے مسجد گونج اٹھتی تھی۔ نماز کے بعد کئی ایک اذکار ہیں۔ اور پھر انسان کو وقار کے ساتھ اٹھنا چاہئے ایسا کہ اس کے چہرے سے معلوم ہو جائے۔ کہ یہ شخص خدائے ذوالجلال کے دربار سے آیا ہے ظاہری طور پر دیکھو اگر کوئی شخص کسی شاہی دربار سے واپس آئے تو ضرور اس کے بشرے پر دربار شاہی کے کچھ نہ کچھ آثار ہوں گے۔

نماز جمعہ کے آداب

نماز جمعہ کے بھی کچھ آداب ہیں۔ حکم ہے۔ کہ نماز جمعہ کے لئے اس وقت سے پہلے مسجد میں پہنچ جاؤ۔ جبکہ امام خطبہ کے لئے کھڑا ہو۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ دوسری اذان کے بعد فرشتے اپنا دفتر بند کر کے چلے جاتے ہیں جس میں جمعہ کے نمازیوں کے اجر لکھے جاتے ہیں۔ مگر میں نے دیکھا۔ کہ جو لوگ فارغ بھی ہوتے ہیں۔ وہ بھی بالعموم دوسری اذان کے انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں۔ اور خطبہ شروع ہونے کے بعد آتے ہیں۔

پابندی وقت

لیکچروں میں بھی ہمارا یہی حال ہے۔ ایک لیکچر کے لئے اگر ۹ بجے کا وقت مقرر ہوا ہے۔ تو لوگ ساڑھے نو بجے سے قبل جمع نہیں ہوں گے۔ لیکن مہذب قوموں کے ہاں جن کے اخلاق ظاہری سنور گئے ہیں۔ ایسا نہیں ہوتا۔ وہ وقت کی پابندی کرتی ہیں۔ وہ لوگ ٹھیک وقت مقررہ پر لیکچروں وغیرہ میں پہنچ جاتے ہیں۔ بلکہ اکثر جگہ تو مہذب سوسائٹیوں میں ایسا کیا جاتا ہے۔ کہ وقت مقررہ کے بعد جلسہ گاہ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔ جو کوئی اسکے بعد آئے وہ داخل ہونے نہیں پاتا۔

اپنے اخلاق ظاہری کو بھی سنوارو

ان تمام باتوں سے میرا مقصد یہ ہے۔ کہ ہمارے اخلاق ظاہری بھی اچھے اور سکھے ہوئے ہونے چاہئیں جس طرح ہم نے مغز یعنی باطنی آداب کو اختیار کیا ہے۔ اسی طرح ہمارے ظاہری آداب بھی درست ہونے چاہئیں بعض وقت لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ احمدی نماز۔ اذان۔ قرآن اور مسجد کا ادب نہیں کرتے۔ یہ اعتراض اپنے اندر کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ مگر پھر بھی چھوٹی چھوٹی باتوں سے بعض وقت عام لوگوں کے دل پر برا اثر ہوتا ہے۔ بعض اوقات ان معمولی معمولی باتوں سے ناواقفوں کو ٹھوکر بھی لگ جاتی ہے۔ اس لئے تم کو چاہئے کہ اذان کو خدا کا پیغام۔ قرآن کو خدا کی کتاب۔ نماز کو خدا کی عبادت اور مسجد کو خدا کا گھر سمجھکر انکی عزت کرو۔ اور ان کے آداب ظاہری وباطنی دونوں کو ملحوظ رکھو ٭

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب سردار محمد مسو خانصاحب

آنریری سب جج درجہ چہارم تونسہ ضلع ڈیرہ غازیخاں

دعوے یا اپیل دیوانی ۱۳۵۶

منہ رام۔ سوکھا رام۔ دہارو رام پسران کھیم چند کھتری سکنہ کوٹ قیصرانی

بنام

الہ بخش و خدا بخش

دعوے ۔/۱۲/ 3/8

بنام اللہ بخش و خدا بخش پسران مکھہ قوم بیرا ہیں سکنائے کوٹ قیصرانی تحصیل سنگھڑ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی الہ بخش و خدا بخش مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتے ہیں اور روپوش ہیں۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام الہ بخش۔ خدا بخش مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر الہ بخش خدا بخش مذکور تاریخ ۴۔ ماہ دسمبر ۱۹۳۵ء کو مقام تونسہ حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوں گے تو ان کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۱۲ ماہ نومبر ۱۹۳۵ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم — مہر عدالت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور میاں محمود احمد صاحب کی تحریرات میں تضاد

(از قلم مولوی دوست محمد صاحب)

(۲)

حضرت مسیح موعودؑ کو معاذ اللہ نادان کا خطاب

اس مضمون کی پہلی قسط میں الفضل کے اس "عذر گناہ" پر نظر ڈالی جا چکی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام "کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ" کے متعلق اس نے کیا ہے اور اس طرح میاں صاحب کے اس ریمارک کو حق بجانب قرار دینے کی بیہود کوشش کی ہے۔

"نادان ہے وہ شخص جس نے کہا کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ"

"الفضل" کا بیان ہے کہ یہ الہام دراصل کسی شیطان و سرکش کا قول ہے جو خدا تعالےٰ نے نقل کیا ہے۔ جیسے فرعون کا قول انا ربکم الاعلیٰ قرآن میں نقل ہوا ہے۔ اس لئے میاں صاحب نے مسیح موعود یا خدا تعالیٰ کو جس نے الہام کیا "نادان" نہیں کہا۔ ہم اس کے جواب میں بتا چکے ہیں کہ یہ دراصل عذر گناہ بدتر از گناہ ہے۔ قرآن میں فرعون یا شیطان کا جو بھی قول نقل ہوا ہے اس کے ساتھ قال کہکر بتا دیا ہے کہ یہ خدا کا کلام نہیں لیکن حضرت مسیح موعود کے اس الہام میں کوئی بھی ایسا لفظ نہیں جس سے معلوم ہو سکے کہ یہ کسی شیطان کا کلام ہے جو خدا نے نقل کیا ہے۔ بلکہ اس سے پہلے ایلی ایلی لما سبقتانی کے الفاظ اس حقیقت کو الم نشرح کر رہے ہیں کہ یہ حضرت مسیح موعودؑ کے دل کی کیفیت ہے جو خدا تعالےٰ نے الفاظ کی صورت میں نقل کی ہے۔ مصائب اور شدائد کو دیکھ کر آپ کے دل سے ایک آواز اٹھتی ہے۔ اے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا لیکن اس کے ساتھ ہی نعمائے الٰہی کا خیال آجاتا ہے تو نہایت عاجزانہ طور پر آپ پکار اٹھتے ہیں کہ "کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ" یعنی اے خدا تیرے انعام و اکرام تو بہت ہی ہیں ہم ہی گستاخ ہیں کہ ان کو نظر انداز کر کے مصائب و شدائد پر چیخ اٹھتے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کی جناب میں اپنی کمزوری کا اعتراف ہے جو ہر شکر گزار بندے کو کرنا چاہیئے۔ کوئی ناشکری اور گستاخی اس میں نہیں پائی جاتی۔

اس کے ساتھ ہی ہم نے بتایا تھا کہ میاں صاحب نے صرف اسی جگہ حضرت مسیح موعود بلکہ خود اللہ تعالیٰ کو "نادان" نہیں ٹھہرایا بلکہ متعدد موقعوں پر یہی "نادانی" کا خطاب حضرت مسیح موعود کو دیا ہے۔ مثلاً حضرت مسیح موعودؑ نے ازالہ اوہام میں لکھا ہے کہ:۔

"اللہ جل شانہ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کیلئے بھیجا جاتا ہے اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۹)

اس کے بالمقابل میاں صاحب کا ارشاد ہے:۔

"بعض نادان یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ نبی دوسرے نبی کا متبع نہیں ہو سکتا اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ" (حقیقۃ النبوت صفحہ ۱۵۵)

ہم نے پوچھا تھا کہ میاں صاحب کے اس ارشاد کی رو سے "نادان" کون ہے؟ اور آیا اس کھلے تناقض کے ہوتے ہوئے بھی کوئی اس بات کا دعوےٰ کر سکتا ہے کہ میاں صاحب اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات میں کوئی تضاد نہیں؟

ایک اور موقع پر بھی حضرت صاحب کو نادان کہا گیا ہے

یہیں تک نہیں میاں صاحب نے ایک اور موقع پر بھی حضرت مسیح موعودؑ کو "نادان" قرار دینے سے دریغ نہیں کیا۔ حقیقۃ النبوت صفحہ ۱۳۳ پر فرماتے ہیں:۔

"نادان مسلمانوں کا خیال تھا کہ نبی کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ کوئی نئی شریعت لائے یا پہلے احکام شریعت میں سے کچھ منسوخ کرے یا بلا واسطہ نبوت پائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کے ذریعہ اس غلطی کو دور کرا دیا"

حالانکہ یہ "نادان" مسلمانوں کا ہی خیال نہ تھا بلکہ خود مسیح موعودؑ کا بھی خیال تھا جنہوں نے اپنے مکتوب مندرجہ اخبار الحکم ۱۸۹۹ء میں یہ لفظ لکھے ہیں:۔

"اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لیں"

غور کیجئے وہی الفاظ جو حضرت مسیح موعود نے لکھے ہیں انہیں کو میاں صاحب "نادان" مسلمانوں کا خیال قرار دے رہے ہیں فرمایئے اب بھی یہ کہنا صحیح نہیں کہ میاں صاحب اور حضرت مسیح موعود کی تحریرات میں کھلا تضاد ہے اور میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود کو ایک مرتبہ نہیں دو مرتبہ نہیں تین دفعہ "نادان" لکھا ہے۔ کس قدر جرأت اور گستاخی ہے جو خدا کے مامور اور مسیح موعودؑ کی شان میں اس شخص کی طرف سے کی جا رہی ہے جو نہ صرف اس کا فرزند بلکہ اس کی گدی کا مالک بنا بیٹھا ہے

۱۹۰۱ء میں تبدیلی عقیدہ کا الزام

لیکن آخری عبارات کے متعلق "الفضل" کا بیان ہے کہ:۔

"۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسلامی اصطلاح کے رو سے نبی کے لئے صاحب شریعت ہونا یا شریعت سابقہ میں اس کا ترمیم و تنسیخ کرنا یا کم از کم اس کا مستقل حیثیت رکھنا ضروری سمجھتے تھے ۔ ۔ ۔ لیکن بعد میں جب خدا تعالیٰ نے آپ پر یہ حقیقت کھولی کہ انبیاء کے لئے نئی شریعت کا لانا یا شریعت سابقہ میں ترمیم و تنسیخ کرنا ضروری نہیں تو آپ نے تحریر فرمایا۔

"نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانیوالا ہو اور شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کیلئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۸) (الفضل ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

کون کہہ سکتا ہے کہ الفضل کا بیان عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق نہیں۔ اول تو اگر یہ صحیح ہو کہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا عقیدہ بدل لیا تھا اور جس خیال کو میاں صاحب نے "نادان مسلمانوں کا خیال" قرار دیا ہے وہ ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کا عقیدہ تھا تو بھی یہ بہت بڑی جرأت اور گستاخی ہے کہ یہ کہا جائے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ "نادان" مسلمان تھے، آخر اس وقت بھی آپ خدا کے مامور اور مسیح موعودؑ تھے بلکہ قادیانی عقائد کے رو سے اس وقت بھی نبی تھے۔ ان کے اس وقت کے خیال کو "نادان مسلمانوں کا خیال" کہنا گویا خدا پر اعتراض کرنا ہے کہ اس نے ایک "نادان" مسلمان کو مسیح موعودؑ اور نبی بنایا۔ معاذ اللہ۔

نبی کے اصطلاحی اور لغوی معنی

لیکن یہ بھی غلط ہے کہ آپ نے ۱۹۰۱ء میں عقیدہ بدل لیا تھا، جس عبارت کو ثبوت کے طور پر پیش کیا گیا ہے اس سے تو یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ نے نبی کی جو تعریف اصطلاح اسلام کے رو سے کی تھی اس کو غلط اور "نادان مسلمانوں کا خیال" سمجھ لیا ہے بلکہ اس میں صرف "نبی کے حقیقی معنے" از روئے لغت بیان کئے گئے ہیں جیسا کہ "ایک غلطی کا ازالہ" میں بھی جس کو تبدیلی عقیدہ کا اعلان قرار دیا جاتا ہے صاف طور پر لکھا ہے کہ

"اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنی لغت کے رُو سے یہ ہیں کہ خدا سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا، پس جہاں یہ معنی صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئیگا"

اس عبارت کو براہین حصہ پنجم کی مندرجہ بالا عبارت کے ساتھ ملا کر دیکھ لیجئے دونوں میں کوئی فرق نہیں، جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے نبی کے "حقیقی معنی" اصطلاح اسلام کے رو سے بیان نہیں کئے بلکہ صرف لغت کے رو سے "نبی کے حقیقی معنوں" پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کو عقیدہ کی تبدیلی قرار دینا اور مکتوب مندرجہ الحکم میں اسلامی اصطلاح کے رو سے جو تعریف کی تھی اور جس میں نبی کے لئے شریعت کا لانا ضروری قرار دیا تھا اسے "نادان مسلمانوں کا خیال" کہکر رد کر دینا اور یہ دعوےٰ کرنا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس خیال کو بدل دیا تھا پرلے درجہ کی حق پوشی اور کھلی دھوکا دہی ہے اصطلاح اسلام کے معنی الگ چیز ہے اور لغت کے معنی الگ ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے نبی کی تعریف جو اصطلاح اسلام کے رو سے کی ہے وہ یہی ہے کہ نبی کے لئے صاحب شریعت ہونا یا شریعت سابقہ میں ترمیم و تنسیخ اور نبی سابق کی امت نہ ہونا ضروری ہے اس خیال کو آپ نے کبھی رد نہیں کیا۔ نہ اس میں کوئی تبدیلی کی۔

نبی کے لفظ سے حقیقی نبوت مراد نہیں

لغت کے رو سے نبی کے جو معنی آپ نے بیان کئے ہیں ان معنوں کے رو سے ۱۹۰۱ء کے بعد ہی نہیں بلکہ پہلے بھی نبی کا لفظ اپنے متعلق استعمال کرتے رہے چنانچہ اسی مکتوب مندرجہ الحکم میں جہاں اصطلاح اسلام کے رو سے نبی کی تعریف لکھی ہے صاف طور پر فرماتے ہیں:۔

"ایسے ہی بہت سے الہام ہیں جن میں اس عاجز کی نسبت نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے بلکہ رسول کے لفظ سے اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا اور نبی کے لفظ سے صرف اسیقدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ سے علم پا کر پیشگوئی کرنیوالا یا معارف پوشیدہ بتانیوالا"

بعینہ وہی لغوی تعریف ہے جو براہین حصہ پنجم کی منقولہ بالا عبارت میں پیش کی گئی ہے۔ اسی کو آپ نے بار بار استعارہ اور مجاز قرار دیا اور نہ صرف ۱۹۰۱ء سے پہلے بلکہ ۱۹۰۱ء کے بعد حقیقۃ الوحی میں صاف لکھا کہ سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ، میرا نام اللہ کی طرف سے مجازی طور پر نبی رکھا گیا نہ حقیقی طور پر۔ پھر حیرانی ہے کہ عقیدہ کی تبدیلی کب اور کہاں ہوئی؟ اور کس بنا پر میاں صاحب نے نبی کی اس تعریف کو "نادان مسلمانوں کا خیال" قرار دیا۔ جو اصطلاح اسلام کے رو سے آپ نے کی اور شروع سے آخر تک اس پر قائم رہے کیا یہ خدا کے مامور پر ایک نہایت ناواجب حملہ نہیں؟

دُنیا کی کل علم سے چلتی ہے یا عمل سے؟

یہاں علم سے ہماری مراد مجرد علم ہے جو عمل سے بالکل خالی ہو۔ اور عمل سے مراد محض عمل ہے جس میں علم کو کچھ دخل نہ ہو۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ دُنیا کی کل علم سے چلتی ہے یا عمل سے؟

اگر ہم کو یہ بات دریافت کرنا ہو کہ چراغ کی بتی کا اشتعال آکسیجن سے قائم رہتا ہے یا ہائیڈروجن سے یا دونوں سے، تو ہم کو چاہیئے کہ ایک دفعہ بتی کو محض آکسیجن میں اور دوسری دفعہ محض ہائیڈروجن میں رکھ کر دیکھیں۔ اگر دونوں میں بجھ جائے، تو سمجھنا چاہیئے کہ ہوا کے دونوں جزوں کو اس کے اشتعال میں دخل ہے۔ اور اگر ہائیڈروجن میں بجھ جائے اور آکسیجن میں نہ بجھے تو جاننا چاہیئے کہ اس کے اشتعال کا باعث محض آکسیجن ہے نہ ہائیڈروجن۔

اسی طرح اگر ہم یہ دیکھنا چاہیں کہ دُنیا کی کل علم سے چلتی ہے یا عمل سے تو ہم کو چاہیئے کہ اوّل ایک ایسا ملک فرض کریں جس میں اہل علم و اہل نظر کے سوا کوئی کام کرنے والا اور ہاتھ پاؤں ہلانے والا نہ ہو اور پھر دیکھیں کہ وہ ملک کتنے دن آباد رہتا ہے پھر ایک دوسرا ملک فرض کریں جس میں اَن پڑھ محنتی مزدوروں کے سوا اہل علم کا نام و نشان نہ ہو اور پھر دیکھیں کہ وہ ملک آباد رہتا ہے یا نہیں۔

ہم اوّل ایک ایسا خطہ فرض کرتے ہیں جسکے باشندے جغرافیہ داں، عالم، فلسفی، ریاضی داں، مصنف، اور یٹر (orator) شاعر اور بڑے بڑے فاضل ہیں مگر ان میں کوئی خدا کا بندہ ایسا نظر نہیں آتا جو ان واجب التعظیم ابناء جنس کے کھانے پینے اوڑھنے رہنے سہنے اور لکھنے پڑھنے وغیرہ کا سامان مہیا کرے اوّل تو کسی ملک میں بغیر کارکن جماعتوں کے ایسی آبادی کا وجود میں آنا ہی ناممکن ہے لیکن اگر بفرض محال کسی خطہ میں ایسی ناشدنی کوئی آبادی چند روز کے لئے آباد ہو جائے تو اُس کا انجام کیا ہو گا؟ ممکن ہے کہ بعض کو مطالعہ کے ذوق و شوق میں ایک آدھ روز بھوک پیاس نہ لگے بعض کو کسی مشکل مسئلے کے حل ہو جانے کی خوشی میں ایک دو وقت کھانے کی کچھ پروا نہ رہے یا بعض کو کسی مضمون کی دھن میں کچھ دیر تک خورد و نوش کا کچھ خیال نہ آئے مگر بہت جلد وہ آپ کو ایک ایسی مخلوق پائیں گے جو بھوکی ہے مگر کوئی اس کا رازق نہیں ننگی ہے مگر کوئی اس کا ستار نہیں، حاجتمند ہے مگر کوئی اس کا قاضی الحاجات نہیں اب یا تو انہیں خود اپنے اعلیٰ اور اشرف ہاتھوں سے وہ تمام حقیر اور ذلیل کام سرانجام کرنے پڑیں گے جو عوام کالانعام کو کرنے چاہئیں یا فوراً اس ملک سے ہجرت کر کے کسی ایسے خطہ میں جا کر رہنا پڑے گا جہاں ان کے لئے فرمانبردار بندے یا بندہ پرور خدا موجود ہوں دونوں حالتوں میں نتیجہ یہ نکلے گا کہ ”دنیا کی کل محض علم سے نہیں چل سکتی“۔

اس کے بعد ہم ایک دوسرا ملک فرض کرتے ہیں جسکے تمام باشندے اَن پڑھ اور بے علم ہیں مگر محنتی جفاکش اور اپنی ضروریات زندگی کے مہیا کرنے میں نہایت سرگرم ہیں۔ گو انہوں نے زراعت یا تجارت یا صنعت و دستکاری کے اصول کتابوں میں نہیں پڑھے مگر وہ اپنی تمام ضروریات جن پر انسان کی زندگی موقوف ہے خود مہیا کرتے ہیں قدرتی خواہشیں اور نیچرل ضرورتیں ان کو جس طرح سکھاتی گئیں اور متواتر تجربوں سے جس قدر ان کی سمجھ بوجھ بڑھتی گئی وہ اپنے تمام کام برابر سرانجام کرتے رہے، بونا، جوتنا، بیج بیوپار، صنعت اور دستکاری غرضیکہ تمام اہم اور ضروری کام رفتہ رفتہ بقدر ضرورت انجام دینے لگے اب ان کی کوئی ضرورت بند نہیں رہتی اور کوئی کام اٹکا نہیں رہتا ایک اناج پیدا کر کے لاتا ہے دوسرا پیستا ہے تیسرا پکاتا ہے اور تینوں مل کر کھاتے ہیں، ایک کپاس بوتا ہے، دوسرا اُسے کاتتا ہے تیسرا بنتا ہے۔ چوتھا سیتا ہے، اور چاروں مل کر پہنتے ہیں۔ اُن کو چوری یا ڈکیتی کا مطلق خوف نہیں کیونکہ ان کے پاس اپنے ہاتھ پاؤں کی محنت کے سوا کوئی دولت نہیں ان کو غنیم کے حملہ کا کچھ ڈر نہیں کیونکہ وہ اپنے ہاتھ پاؤں سے چوکس اور غنیم کے مقابلہ کے لئے مستعد اور تیار رہتے ہیں ان میں کوئی بدکار اور بدچلن نہیں، کیونکہ ان کو اپنے کام دھندوں میں بدکاری، اور بدچلنی کی فرصت ہی نہیں ان میں کوئی روگی اور بیمار نہیں کیونکہ ان میں کوئی طبیب اور ڈاکٹر نہیں ان میں کبھی مذہبی تکرار نہیں کیونکہ ان میں کوئی واعظ یا ملا نہیں، ان میں کوئی پولیٹکل اختلاف نہیں کیونکہ وہ سب کنسرویٹو (conservative) ہیں ان میں کوئی عدالتی جھگڑا نہیں کیونکہ ان میں کوئی اور بیرسٹر نہیں ان میں اس کے سوا کوئی عیب نہیں کہ وہ سویلائزڈ (مہذب و تعلیم یافتہ) نہیں۔ اور اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ دُنیا کی کل عمل سے چلتی ہے نہ علم سے۔

اب فرض کرو کہ اس ملک کے باشندوں کا میل جول کسی ایسے ملک والوں سے ہو گیا جن کے تمام کام علمی اصولوں پر مبنی ہیں، انہوں نے زراعت، تجارت صنعت و دستکاری اور تمام جنگی اور ملکی مہمات میں علم ہی کو اپنا رہبر بنایا ہے کیا معمار اور کیا بڑھئی، کیا لوہار اور کیا کمہار، کیا درزی اور کیا کفش دوز غرضکہ تمام پیشہ ور محض علم کی ہدایت سے اپنے تمام کام سرانجام کرتے ہیں۔

اس قسم کی باعلم و عمل قوم کے میل جول اور لین دین نے اس آباد ملک کے اَن پڑھ باشندوں کو سخت نقصان پہنچایا، ان کی تجارت نے ان کے اخراجات زندگی حد سے زیادہ بڑھا دیئے ان کی صنعت کے مقابلے میں ان کی صنعت ماند ہو گئی، ان کی دستکاری نے ان کی دستکاری کو ٹھنڈ کر دیا، مگر ایک مدت تک ان کو اس بات کی مطلق خبر نہ ہوئی کہ ہمارے پیشہ ور کیوں بے کار ہو گئے؟ ہماری کمائیوں میں کیوں برکت نہ رہی؟ ہمارے اخراجات روز بروز کیوں بڑھتے جاتے ہیں؟ اور ہماری آمدنی ہمارے اخراجات کو کیوں مکتفی نہیں ہوتی؟

لیکن اس غیر قوم سے جوں جوں میل جول بڑھتا گیا اُن کو انکی اور انکو اُن کی زبان سیکھنے کی ضرورت زیادہ ہوتی گئی انہوں نے اوّل ان کی زبان سیکھی پھر رفتہ رفتہ اُن کے علم بھی سیکھنے لگے جن علموں کے ذریعے سے اُنہوں نے ہر فن میں ترقی کی تھی وہ علم بھی اُنہوں نے حاصل کئے مگر سوائے رٹ لینے کے کوئی عملی فائدہ ان کے علموں سے نہ اُٹھایا۔ وہ علم کو عمل کی غرض سے سیکھتے تھے اُنہوں نے علم کو محض علم کے واسطے سیکھا۔ وہ اس نتیجہ پر پہنچ چکے تھے کہ علم آدمی کیلئے بنا ہے مگر یہ مشکل ابھی یہاں تک پہنچے تھے کہ آدمی علم کے لئے بنا ہے وہ علم سے خود بھی لذت و فائدہ اُٹھاتے تھے اور اپنے ملک اور قوم کو بھی اس کے فوائد پہنچاتے تھے، اُنہوں نے گونگے کی طرح گڑ کھایا اور کسی نے نہ جانا کہ کھٹا ہے یا میٹھا وہ دُنیا کی مختلف زبانیں اس لئے سیکھتے تھے کہ تمام عالم میں پھرتے تھے غیر ملکوں کے آدمیوں سے ملتے تھے، مختلف قوموں کے علوم و فنون سے آگاہی حاصل کرتے تھے اور انکو اپنی زبان میں نقل کرتے تھے اُنہوں نے بھی ان کی دیکھا دیکھی غیر ملکوں کی زبانیں اور غیر قوموں کی بولیاں سیکھیں مگر نہ اس لئے کہ غیر ملکوں میں سفر کریں اور غیر قوموں کے علوم و فنون اپنی زبان میں منتقل کریں بلکہ اس لئے کہ طوطے کی طرح کہیں ”حق اللہ پاک ذات اللہ“ اور کہیں ”ست گورودت داتا بول اُٹھیں“ وہ لیمپ روشن کرنے کیلئے میز لکھنے کے لئے کرسی بیٹھنے کے لئے گھنٹہ وقت دیکھنے کے لئے اور فرش بچھانے کے لئے خریدتے تھے اُنہوں نے انکی ریس سے یہ سب چیزیں فراہم تو کیں مگر نہ لیمپ کو جلایا، نہ میز پر لکھا، نہ کرسی پر بیٹھے، نہ گھنٹے میں وقت دیکھا، اور نہ فرش کو بچھایا بلکہ کباڑی کی طرح سارا گھر اسباب سے بھر لیا نتیجہ یہ ہوا، کہ ان لوگوں کی حالت بد سے بدتر ہوتی چلی گئی، علم کے ذوق و شوق میں اُنہوں نے ہاتھ پاؤں ہلانے بالکل چھوڑ دیئے اور علم کا ادب ان کو دُنیا کے ذلیل کاموں میں ہاتھ ڈالنے سے مانع ہوا، اب تا وقتیکہ وہ علم کو عمل کی غرض سے نہ پڑھیں اور اس سے عملی فائدہ نہ اُٹھائیں تب تک ممکن نہیں کہ ان کی حالت درست ہو۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ دُنیا کی کل علم سے نہیں چلتی بلکہ عمل سے چلتی ہے۔

اس تمثیل سے ہمارا یہ مطلب نہیں کہ ہم کو علم کی ضرورت نہیں بلکہ ہم کو اِس وقت علم کی نہایت ضرورت ہے اور ایسی ضرورت ہے جیسے پیاسے کو ٹھنڈے پانی کی ضرورت ہوتی ہے لیکن جس طرح ٹھنڈے پانی کی کلیاں کرنے سے پیاس نہیں بجھتی بلکہ اور زیادہ بھڑک اُٹھتی ہے اسی طرح سطحیوں کی مانند کتابوں کے الفاظ اور علوم کی اصطلاحات یاد کرنے سے اور طوطے کی طرح علمی مسائل اور قواعد رٹا کرنے سے کوئی شخص نہ آپ کو اور نہ ملک کو کوئی اصلی فائدہ پہنچا سکتا ہے، بلکہ اندیشہ ہے کہ ایسے لوگ ملک کے حق میں مضر ثابت ہوں۔

جس علم کی ہم کو ضرورت ہے وہ وہ علم ہے جو ہماری ساکن اور پژمردہ قوتوں کو متحرک اور شگفتہ و شاداب کرے نہ کہ وہ علم جو ہمارے متحرک و شگفتہ قویٰ کو بھی ساکن اور پژمردہ کر دے ایسے علم سے بے علمی سو درجے بہتر ہے بقول شخصیکہ ”بخشو بی بلی چوہا لنڈورا ہی جیئے گا“۔

منقول از مقالات حالیؔ۔ شائع کردہ انجمن ترقی اُردو۔

خبریں

عالم اسلام

—— مکہ معظمہ کا اخبار "ام القریٰ" رقمطراز ہے، کہ حکومت حجاز اپنی حدود میں مدینہ منورہ سے مدورہ تک حجاز ریلوے لائن پر گاڑیوں کی آمد و رفت جاری کرنے پر غور کر رہی ہے۔ اس مقصد کیلئے ایک کمیٹی مقرر کی گئی ہے جس نے تمام لائن کا معاینہ کرکے اپنی سفارشات ایک رپورٹ کی شکل میں حکومت کے سامنے پیش کر دی ہیں۔ یہ رپورٹ حجاز ریلوے کی اس کانفرنس میں جو حیفا میں منعقد ہو رہی ہے زیر بحث آئے گی۔ فلسطین اور شام کی طرف سے بھی تجاویز پیش ہونگی۔

—— تازہ ایرانی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ شاہ ایران نے مجرمین مشہد کیلئے معافی کا اعلان عام کر دیا ہے۔ البتہ اس سے وہ لوگ مستثنےٰ ہیں جنہوں نے بغاوت کا آغاز کیا تھا۔

—— حکومت عراق کی تازہ تعلیمی رپورٹ مظہر ہے کہ عراق میں ۸۰۰ اسکول ہیں جن میں ۶۵۰۰۰ طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ ان اسکولوں میں تیس فیصدی جگہ خاص طور پر غریب بچوں کے لئے مخصوص کی گئی ہے۔ ان بچوں کو حکومت کی طرف سے مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

—— ایران میں ترکی کی تقلید کا جذبہ روز بروز بڑھ رہا ہے۔ وہاں کا اعلیٰ طبقہ لاطینی رسم الخط کے اجرا پر زور دے رہا ہے۔ عربی رسم الخط کے حامی اور مذہبی خیال کے اشخاص کا تعاون حاصل کرنے کے لئے یہ تجویز کی جا رہی ہے کہ دینی کتابیں اور اخبار بدستور عربی رسم الخط میں شائع ہوتے رہیں۔

—— غازی محمد ابن عبدالکریم مجاہد ریف نے ایک ولایتی اخبار کے نامہ نگار سے دوران ملاقات میں کہا کہ عرب قدیم ایام سے ایک علمی تہذیب و تمدن کے مالک رہے ہیں۔ وہ یورپ کے استاد ہیں، وہ عرصے سو رہے تھے لیکن اب بیدار ہو رہے ہیں وہ دن دور نہیں جبکہ عرب اور گوری اقوام ایک دوسرے کے مقابل جنگ آزما ہونگی، آپ نے دوران گفتگو میں نہایت جوش سے نمائندہ اخبار سے فرمایا کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ آج بھی انگریز اور دوسرے یورپین لوگ ہمارے مذہب کے سامنے جھک رہے ہیں اور حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔

—— جدہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ حکومت حجاز آئندہ موسم حج کیلئے زبردست انتظام کر رہی ہے بحری راہ سے آمد و رفت کو توسیع دینے کے لئے عراق اور حجاز کے درمیان سڑکیں تیار کی جا رہی ہیں مختلف مقامات کو لاسلکی کے ذریعہ مربوط کیا جا رہا ہے، جا بجا نئے کنوئیں کھودے جا رہے ہیں پرانے کنوؤں کو بھی صاف کیا جا رہا ہے۔

—— اعلیٰحضرت حضور نظام دکن کی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ اگر حکومت سعودیہ کو اعتراض نہ ہو تو وہ اپنے مصارف سے مسجد نبوی (مدینہ منورہ) میں برقی روشنی کا انتظام کرنے کو تیار ہے۔

—— مصر کی ایک خبر مظہر ہے کہ چند روز ہوئے اطالوی سفیر مقیم قاہرہ نے نسیم پاشا وزیر اعظم مصر سے ملاقات کی اور تعزیری پابندیاں عائد کرنے کے متعلق حکومت مصر کی پالیسی کے خلاف پروٹسٹ کرتے ہوئے کہا کہ اٹلی مصر کے اس فعل کو ہمیشہ یاد رکھے گا۔ اٹلی اور مصر کے درمیان دوستانہ تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے اطالوی سفیر نے اس امر پر افسوس ظاہر کیا کہ اب مصر ان تعلقات کو منقطع کر رہا ہے۔

—— چند روز میں بغداد اور بیت المقدس کے درمیان ٹیلیفون کا سلسلہ باقاعدہ شروع ہو جائے گا۔ اور بغداد سے لنڈن تک گفتگو کرنا ممکن ہو جائیگا۔

—— سلطان ابن سعود نے ایک خاص فرمان کے ذریعہ تاجران حجاز کو تنبیہ کی ہے کہ وہ بلا وجہ قیمتوں کو نہ بڑھائیں ورنہ اسکی روک تھام کیلئے ایک آرڈیننس جاری کر دیا جائیگا۔

ہندوستان

—— پشاور ۷ رنومبر۔ کل سرحدی کونسل نے متعدد غیر سرکاری مسودات قانون منظور کئے جن میں دیہاتی پنچایت بل اور مسودہ قانون شریعت خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

—— مدراس ۷ رنومبر۔ مدراس کارپوریشن نے اپنے خاص اجلاس میں مسٹر عبدالحمید کو ایک سال کے لئے میئر منتخب کیا ہے۔

—— نئی دہلی ۷ رنومبر۔ سر عبدالرحیم صدر اسمبلی غالباً ۱۱ رنومبر کو پنجاب و صوبہ سرحد کے دورے پر روانہ ہونگے اس سفر میں آپ سرحدی کونسل کی کارروائی کو دیکھینگے اور سرحدی کونسل و پنجاب کونسل کے صدر صاحبان سے کونسلوں کی کارروائی کے متعلق بحث کریں گے۔

—— لاہور ۷ رنومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ بلدیہ لاہور کے ہندو مسلمان اور سکھ وغیرہ ممبروں کے درمیان بلدیہ کی ملازمتوں کے متعلق ایک معاہدہ ہوا ہے جسکی رو سے مندرجہ ذیل تناسب مقرر ہوا ہے۔ مسلمان ۵۱ فیصدی ہندو اور سکھ ۳۹ فیصدی عیسائی و انگریز وغیرہ ۱۰ فیصدی ملازمتوں کی خانہ پری کے لئے اسامی کی تنخواہ کو بنیادی حیثیت دی جائے گی اسامیوں کی تعداد کی پرواہ نہیں کی جائے گی کہا جاتا ہے کہ صدر بلدیہ ملک محمد دین اس معاہدہ کی پوری تائید کریں گے دونوں وائس پریزیڈنٹ پیکٹ پارٹی کے ممبر بن چکے ہیں۔

—— بمبئی کی ایک خبر مظہر ہے، کہ چند مسلم مبلغین نے ڈاکٹر امبیدکر سے ملاقات کرکے تبدیلی مذہب کے مسئلہ پر گفتگو کی ان کا بیان ہے کہ ڈاکٹر موصوف مسلمان ہونے کے لئے تیار ہیں۔

—— اعظم گڑھ ۷ رنومبر۔ مولانا سید سلیمان ندوی مدیر "معارف" گذشتہ ماہ شدید علیل رہے حالت مایوسانہ تھی، اب افاقہ ہے۔

—— کوئٹہ ۷ رنومبر۔ کھدائی کا کام بدستور شروع ہے اب تک تقریباً بیس لاکھ روپے کا مال اور کافی تعداد میں لاشیں برآمد ہو چکی ہیں۔

—— کوئٹہ اور اس کے نواح میں زلزلے کے جھٹکے ابھی تک محسوس ہو رہے ہیں۔ گذشتہ ہفتہ شنبہ کے روز مقام دھادر میں جو کوئٹہ سے ۷۰ میل ہے رات کے وقت شدید جھٹکے محسوس ہوئے۔ لوگ نیند سے چونک اُٹھے۔

—— لاہور ۸ رنومبر۔ آج یوم مسجد شہید گنج غیر معمولی اہتمام سے منایا گیا۔ شاہی مسجد میں تقریباً ۸۰ ہزار مسلمانوں نے نماز جمعہ ادا کی جس میں پنجاب اور یو۔پی کے متعدد مسلمان اکابر نے بھی شرکت کی مولانا شوکت علی نواب محمد اسماعیل، مولانا غلام بھیک نیرنگ، مولینا مظہر الدین مدیر "الامان"۔ ڈاکٹر سیف الدین کچلو کے اسما خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ نماز پیر جماعت علی شاہ صاحب نے پڑھائی۔

—— نماز کے بعد جلوس نکلا جو ایک میل لمبا اور مختلف پارٹیوں میں تقسیم تھا اکثر آدمی کلہاڑیوں، لاٹھیوں اور تلواروں سے مسلح تھے راستے میں گتکے کے کرتبوں کے مظاہرے بھی ہوئے۔ پولیس کا غیر معمولی انتظام تھا۔ ہندو آبادیوں میں کوٹھوں کی چھتوں، چوباروں پر مسلح پولیس کا پہرہ موجود تھا۔ لنڈا بازار کے سرے پر خاردار تاروں کے جنگلے لگا کر راستہ روک دیا گیا تھا گورہ فوج بھی احتیاطاً بلوائی گئی تھی۔ جلوس ہر طرح سے پُرامن رہا۔

—— جلوس کے بعد رات کو آٹھ بجے بیرون باغ دہلی دروازہ میں ایک جلسہ منعقد ہوا جسمیں مسئلہ شہید گنج کے متعلق متعدد اصحاب نے تقریریں کیں۔

—— لاہور ۹ رنومبر۔ مزار کا کو شاہ کے انہدام کا مقدمہ عدالت میں شروع ہے۔

—— پشاور ۸ رنومبر۔ یہاں سرکاری طور پر منادی کرائی گئی ہے کہ کوئی شخص بغیر لائسنس تلوار نہ رکھے۔

ممالک خارجہ

—— ادیس ابابا ۶ رنومبر۔ اطالیہ کی ہراول کا ایک زبردست دستہ کل شام ماکال میں داخل ہو گیا تھا لیکن حبشہ کی فوج نے رات کے وقت اس دستے پر حملہ بول دیا اور اسے شہر سے خارج ہونے پر مجبور کر دیا۔ اس تصادم میں فریقین کا کافی نقصان ہوا۔

—— روما ۷ رنومبر۔ بعض اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ حبشہ کو قتل کرنے کی کوشش کی گئی تھی ادیس ابابا کے قصر شاہی میں ایک خطرناک قسم کا بم دستیاب ہوا ہے پولیس نے ایک امریکن حبشی کی گرفتاری کا حکم صادر کر دیا ہے۔ اور غالباً اقدام قتل اسی سے منسوب کیا جاتا ہے بعض ذمہ دار لوگ اس خبر کی تردید بھی کر رہے ہیں۔

—— ادیس ابابا کا ایک پیغام مظہر ہے کہ گذشتہ ہفتہ جورہتی کے مقام پر اطالوی طیاروں سے عورتوں، بچوں اور مویشیوں پر شدید بم باری کی جس سے ۲۰ عورتیں، ۱۵ بچے اور کافی مویشی ہلاک ہوئے حبشی فوج کو اس بم باری سے کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

—— اطالوی اخبارات برطانیہ کے خلاف بڑے شد و مد سے مضامین شائع کر رہے ہیں جن میں اپیل کی جاتی ہے کہ ان ممالک کی مصنوعات نہ خریدی جائیں جنہوں نے اٹلی کے خلاف تعزیری اقدامات اختیار کئے ہیں۔ برطانوی مصنوعات کے بائیکاٹ پر خاص طور پر زور دیا جا رہا ہے۔

—— اسمارا ۶ رنومبر۔ علاقہ دوبجولو کے لوگ اطالوی فوج کی پیش قدمی کو خوش آمدید کہہ رہے ہیں۔ سلطان اوروسا نے عام بھرتی کے متعلق شاہ حبشہ کے احکام کی تعمیل نہیں کی اسکی رعیت کے کئی ہزار آدمی اطالوی فوج میں شامل ہو چکے ہیں۔

—— ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ اس وقت اطالیہ کی دو لاکھ فوج مصروف جنگ ہے۔ پانچ ہزار موٹریں ۵۰ ہزار اونٹ اور ہزاروں خچریں بار برداری میں مصروف ہیں۔

—— لندن ۷ رنومبر۔ اسمارا کا ایک پیغام مظہر ہے کہ اطالوی لشکر نے ماکال کے قریب ایک گھاٹی پر قبضہ کر لیا ہے جس کی زد میں ماکال ہے۔ اس انہوں نے دریائے تکازی اور دریائے عبدا کے شمالی کی جانب سارے حبشی علاقے پر قبضہ کر لیا ہے۔

—— اسمارا ۸ رنومبر۔ اطالوی افواج صبح نو بجے ماکال میں دوبارہ داخل ہو گئیں۔ قصر شاہی پر اطالوی جھنڈا لہرایا گیا حبشی افواج نے کسی قسم کی مزاحمت نہیں کی۔ شاہ حبشہ کے غدار داماد راس گگسا کو شاہ اطالیہ نے ماکال کا گورنر مقرر کیا ہے۔

—— نیویارک ۸ رنومبر۔ شاہ حبشہ نے ریڈیو کے ذریعہ حکومت امریکہ سے اپیل کی ہے کہ وہ تعزیری اقدامات کے نفاذ کے بارے میں مجلس اقوام کی امداد کرے۔

—— بعض اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ۸ رنومبر کو اطالوی افواج نے حبشہ کے تمام جنگی محاذوں پر از سر نو پیش قدمی شروع کر دی ہے اطالیہ کے ماتحت قبائل کے لشکروں نے کوہ جوندی پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ صوبہ اکسوم کے مغربی حصہ میں واقعہ ہے اس علاقہ کے قبائل اطاعت قبول کر رہے ہیں۔

—— دہلی میں ابھی تک گردن توڑ بخار کی وبا موجود ہے۔

—— لاہور ۷ رنومبر۔ آج سہ پہر کو دو تین گھنٹے بارش ہوتی رہی اور ساتھ ہی اولے بھی پڑے۔ جس کی وجہ سے موسم سرما کی ابتداء ہو گئی ہے۔

(بقیہ صفحہ ۲)

(۳) اگر کوئی فریق دوران مباحثہ میں کسی قسم کی شرارت کرے گا یا اپنی کمزوری کو محسوس کر کے بحث کو بند کر دے گا تو بھی وہ شکست خوردہ ہی قرار دیا جائیگا۔

(۴) وجوہات (د) و (ھ) کو اکٹھا ایک ہی مبحث قرار دیا جا سکتا ہے اور ان پر ایک ہی دن میں بحث ہو سکتی ہے۔ اسی طرح وجوہات (و) اور (ز) کو ایک ہی مبحث بنا کر ایک ہی دن میں بحث ہو سکتی ہے لیکن وجوہات (ب) اور (ج) الگ الگ دو مبحث ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک پر ایک ایک دن بحث ہو گی۔

(۵) تین شخص غیر جانبدار مسلمہ فریقین حکم ہونگے جو فیصلہ وہ اتفاق رائے یا کثرت رائے سے کر دیں مان لیا جائے گا اور انعامی رقم جو پیشگی جمع کرا دی گئی ہوگی وہ فریق غالب کو دیدی جائیگی ان تینوں حکموں کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ جو فیصلہ لکھیں وہ خدا تعالیٰ کی قسم کے ساتھ لکھیں اور وہ قسم مؤکد بعذاب ہو۔ تاکہ خدا تعالیٰ کا خوف ان کے لئے باعث ہدایت ہو۔

(۶) اگر کسی امر میں اشتباہ ہو تو منصفوں کو اس اشتباہ کو صاف کرنے کے لئے فریقین کے روبرو تحقیق کرنی ہو گی۔

(۷) فیصلہ بحث اسی طرح لکھنا ہوگا جس طرح ایک جج تمام وجوہات پر مدلل بحث کر کے فیصلہ دیتا ہے۔ محض یہ کہہ دینا کہ فلاں فریق حق پر ہے۔ یہ کافی نہ ہوگا۔ اور چونکہ ایسا فیصلہ لکھنا وقت کو چاہتا ہے اس لئے منصف صاحبان کو مکمل تین دن فیصلہ لکھنے کے لئے دیئے جائیں گے اور ہر منصف اپنا فیصلہ چاہے اپنی قلم سے لکھے یا لکھوا دے اسے اختیار ہے

(نوٹ)

سید صاحب نے لکھا ہے کہ جلسہ کے کل اخراجات ان کے ذمہ ہونگے اس لئے ہم سید صاحب کے شکر گذار ہیں وہ اب شرائط پیش کردہ کو قبول فرما کر جلسہ کا انتظام فرمائیں جو ان کے ذمہ ہے اور جو تاریخ وہ مقرر کر دیں۔ میں حاضر ہو جاؤنگا مگر شرائط کا تصفیہ بہر حال پہلے ضروری ہے +

دیندار انجمن کا تبلیغی وفد لاہور میں!

دیندار انجمن کا وفد (جو دس آدمیوں پر مشتمل ہے) جنوری ۱۹۳۵ء میں حیدر آباد دکن سے نکل کر ہندوستان و صوبہ پنجاب سرحد کا دورہ کرتے ہوئے علاقہ آزاد میں پہونچا اور آزاد علاقہ کا دورہ کر کے بوجہ جلسہ سالانہ حیدر آباد واپس جانے کے ارادہ سے لاہور آیا ہے۔ یہ انجمن جملہ فرقہ بندیوں سے پاک اور اس کی غرض و غایت صرف تبلیغ اسلام و اتحاد بین المسلمین ہے۔ بانی انجمن حضرت مولانا صدیق دیندار چن بسویشور صاحب قبلہ کا دعویٰ صرف غیر اقوام میں ہے۔ البتہ حسب بشارت بیعت رضوان کے اصول پر مسلمانوں سے بیعت لی جاتی ہے۔ اس دورہ کے تفصیلی حالات کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ سالانہ رپورٹ میں عنقریب شائع کیا جائے گا۔ ریاست کشمیر کے ہندو اخبارات نے اس وفد اور بانی انجمن کو ریاست حیدر آباد سے خارج شدہ بتلا کر حق پر پردہ ڈالنا چاہا ہے اور اس طرح غلط افواہ سے پبلک کو دھوکا دیا ہے یہ ان کا قدیم مرض ہے۔ ان کے اعتراضوں کے جوابات بصورت ٹریکٹ بہت جلد شائع کئے جائینگے۔ فقط

رسید رسول مبلغ اسلام و امیر وفد علاقہ آزاد

اسلامی کتب کا بہترین ذخیرہ
تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی و اردو وغیرہ
بیان القرآن
یعنی
اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن
خصوصیات
ہر بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے۔ قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے۔ تشریح لغت مکمل طور پر دی گئی ہے۔ لغت کی مستند کتب مفردات امام راغب، لسان العرب، تاج العروس کی بنا پر ترجمہ و تفسیر کیا گیا ہے۔ پرانی تفاسیر کا خلاصہ معہ حوالجات دیئے گئے ہیں۔ ہر قسم کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ ہر سورت کا آپس میں تعلق واضح کیا گیا ہے۔ موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر ہے ۲۲×۲۹ سائز کے دو ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔
بیان القرآن کا مختصر ایڈیشن حمائل شریف مترجم کے نام سے شائع کیا گیا ہے جس میں بہت مختصر نوٹ ہیں۔
فضل الباری حصہ اول
یعنی
اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری
خصوصیات
بخاری شریف کی کتابوں۔ بابوں اور مضامین کو اس طریق سے رکھا گیا ہے کہ حجم بہت کم ہو گیا ہے۔ ترجمہ بامحاورہ ہے۔ مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور احادیث کو اس کے ماتحت رکھا گیا ہے۔ ہر قسم کے اعتراضات کو دور کیا گیا ہے۔ مسائل میں مختلف راویوں میں سے جو معقول اور مدلل ہو اسے ترجیح دی گئی ہے۔ مکرر احادیث پر ترتیب وار نمبر دیئے گئے ہیں اور الفاظ کی کمی بیشی کو نوٹوں میں واضح کیا گیا ہے۔ پہلی جلد ۲۲×۲۹ سائز کے ۸۵۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں قریباً چودہ پارے صحیح بخاری کے کتاب الانبیاء تک آچکے ہیں۔
محصول ڈاک علاوہ
سیرت خیر البشر
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مفصل سوانحعمری جس میں خصوصیت سے آپ کے اخلاق فاضلہ پر محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے ہر قسم کے اعتراضات جو یورپین مصنفین نے کئے ہیں ان کا جواب دیا گیا ہے۔
تاریخ خلافت راشدہ
خلفائے راشدہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی کے حالات زندگی دیئے گئے ہیں اور واضح کیا گیا ہے کہ خلافت راشدہ کے چار مختلف زمانے مسلمانوں کو چار عظیم الشان سبق دیتے ہیں اور یورپین مورخین نے خلفاء راشدین کی لڑائیوں پر جو اعتراضات کئے ہیں ان کا مفصل اور مدلل جواب دیا گیا ہے۔ چار الگ حصوں میں۔
جمع قرآن
قرآن کریم کی جمع اور ترتیب کے متعلق تمام تاریخی واقعات اور غیر مسلمانوں کے قرآن کریم پر اعتراضات اور ان کا مفصل اور مدلل جواب دیا گیا ہے
مقام حدیث
اہل قرآن گروہ کا مدلل اور فیصلہ کن جواب ہے۔ ضرورت حدیث، تنقید حدیث اور جمع حدیث پر مفصل بحث۔
النبوۃ فی الاسلام
نبوت و رسالت محدثیت اور مجددیت پر بحث، اور ثابت کیا ہے کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی ہے
مقدمۃ القرآن حصہ اول
اس میں ہستی باری تعالیٰ پر دلائل قرآنی کو چار قسم پر تقسیم کر کے کل آیات قرآن کو جمع کیا گیا ہے
حقیقت المسیح
عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب از روئے قرآن کریم اور بائبل دیا گیا ہے۔
تصنیفات مختلف مصنفین
انوار القرآن
پارہ عم کی ایمان افروز تفسیر
مؤلفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب۔ جن لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کا درس سنا ہے وہ ڈاکٹر صاحب کے معارف و حقائق قرآنی کو خوب جانتے ہیں۔ جملہ احباب کیلئے بیش بہا تحفہ ہے جسے ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے مخصوص دلنشیں و مدلل انداز میں لکھا ہے۔ بہترین کتابت دیدہ زیب، طباعت اعلیٰ، سفید ولایتی کاغذ، خوبصورت کپڑے کی جلد جس پر کتاب اور مصنف کا نام سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے بعض معتقد احباب کے اصرار پر جناب ڈاکٹر صاحب نے اس کی قیمت میں تخفیف بھی کر دی ہے
گولڈن ڈیڈز آف اسلام
اسلامی تاریخ سے پانچ منتخب واقعات لئے گئے ہیں کتاب بہت دلچسپ اور لائبریریوں میں رکھنے اور طلبا کیلئے نہایت موزوں ہے
انتخاب صحاح ستہ
مختلف مسائل اسلامیہ پر صحاح ستہ کی احادیث کا انتخاب
کامران
اردو ترجمہ یجر وید
یجروید کے بیس ابتدائی ادھیاؤں کا اردو ترجمہ از مولانا عبد الحق صاحب فاضل سنسکرت۔
المسیح الدجال
حضرت مسیح علیہ السلام کی دوبارہ آمد اور یاجوج ماجوج کے متعلق احادیث کی تشریح
الروح
تناسخ
ولادت مسیح
رسالہ نماز
قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت
روزہ
حج
زکوٰۃ
اکرام الحق
المشتہر منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سعادتِ عظمیٰ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے ملتی ہے

میں پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کرکے کہتا ہوں کہ سعادتِ عظمیٰ کے حصول کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی راہ رکھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جاوے جیسا کہ اس آیت میں صاف فرمایا ہے قُل اِن کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی آؤ میری پیروی کرو تا کہ اللہ بھی تمکو دوست رکھے۔ اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ رسمی طور پر عبادت کرو۔ اگر حقیقتِ مذہب یہی ہے تو پھر نماز کیا چیز ہے اور روزہ کیا چیز ہے خود ہی ایک بات بنا کے اور خود ہی کرلے۔ اسلام محض اس کا نام نہیں ہے۔ اسلام تو یہ ہے کہ بکرے کی طرح سر رکھ دے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا مرنا میرا جینا میری نماز میری قربانیاں اللہ ہی کیلئے ہیں اور سب سے پہلے میں اپنی گردن رکھتا ہوں۔ یہ فخر اسلام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو اولیت کا ہے نہ ابراہیم علیہ السلام کو نہ کسی اور کو۔ یہ اسی کی طرف اشارہ ہے کنتُ نبیّاً و آدم بین الماء والطین۔ اگرچہ آپ سب نبیوں کے بعد آئے۔ مگر یہ صدا کہ میرا مرنا اور جینا اللہ تعالیٰ کے لئے ہے دوسرے کے مُنہ سے نہیں نکلی۔

اب دنیا کی حالت کو دیکھو کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنے عمل سے یہ دکھایا کہ میرا مرنا اور جینا سب کچھ اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اور یا اب دُنیا میں مسلمان موجود ہیں کسی سے کہا جاوے کہ کیا تو مسلمان ہے، تو کہتا ہے الحمد للہ جس کا کلمہ پڑھتا ہے اسکی زندگی کا اصول تو خدا کیلئے تھا۔ مگر یہ دُنیا کیلئے جیتا اور دُنیا ہی کیلئے مرتا ہے اسوقت تک کہ غرغرہ شروع ہو جاوے۔ دنیا ہی اسکی مقصود، محبوب اور مطلوب رہتی ہے۔ پھر کیونکر کہہ سکتا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتا ہوں۔

یہ بڑی غور طلب بات ہے اس کو سرسری نہ سمجھو مسلمان بننا آسان نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اسلام کا نمونہ جب تک اپنے اندر پیدا نہ کرلو مطمئن نہ ہو۔

(تقریر ۲۸ دسمبر ۱۹۰۰ء)

اخبار احمدیہ

—— کل بروز ہفتہ بعد از نماز مغرب مولوی مصطفیٰ خان صاحب بی اے سابق مسلم مشنری انگلستان "نسل انسانی پر اسلام کے احسانات" کے موضوع پر برکت علی اسلامیہ ہال بیرون موچی دروازہ میں زیر صدارت پروفیسر محمد شفیع صاحب بھٹی ایم اے پروفیسر مشن کالج لاہور تقریر فرماویں گے۔

—— جیسا کہ قبل ازیں بھی اطلاع دی جاچکی ہے۔ اپنی جماعت کے ایک حافظ قرآن ان دنوں لاہور میں مقیم ہیں۔ اگر کسی جماعت کو رمضان شریف میں نماز تراویح کے لئے حافظ صاحب کی خدمات کی ضرورت ہو تو حافظ صاحب بخوشی وہاں تشریف لیجا سکیں گے۔ اس کے متعلق سکرٹری صاحب سے خط و کتابت کی جاوے۔

—— پیشتر ازیں بھی احباب کی خدمت میں عرض کیا گیا تھا۔ کہ امسال جو دوست حج بیت اللہ شریف کا ارادہ رکھتے ہوں وہ دفتر کو اپنے نام سے اطلاع دیں۔ تاکہ کوشش کی جائے کہ سب دوست ایک ہی جہاز میں ایک جماعتی رنگ میں اس سعادت کے حصول کے لئے جا سکیں۔ اس وقت تک بعض نام آچکے ہیں۔ اگر کوئی اور صاحب بھی حج کا ارادہ رکھتے ہوں۔ تو وہ اپنے ذمہ میں سے سکرٹری صاحب کو اطلاع دیں۔

—— بھدرواہ میں ہمارے ایک دوست خواجہ غلام قادر صاحب کا بچہ بیمار ہے۔ احباب سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

—— گزشتہ اتوار کو حضرت امیر قوم نے مقامی کالجوں کے احمدی طلبا کو اپنے دولتکدہ پر دعوت چائے دی اور انہیں مفید نصائح فرمائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر توہین انبیاء کا الزام

مخالفین احمدیت کی علمی فرومائیگی

مخالفین سلسلہ احمدیہ محض اس تعصب کی وجہ سے جو ہر خدائی سلسلہ کے ساتھ مخالفین کو ہوا کرتا ہے حضرت مسیح موعود پر طرح طرح کے الزامات عائد کرتے ہیں اور ہر روز اپنی فرسودہ اعتراضات کو مزید غلط بیانیوں کی چاشنی دے کر کسی نئی شکل میں پیش کر کے عوام الناس سے داد طلب کرتے ہیں لیکن انہیں کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور بھی انہیں اپنی کرتوتوں کا جواب دینا ہے اور ایک روز ان سے ان غلط بیانیوں کی نسبت باز پرس بھی کی جائے گی۔ بار بار یہی کہا جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے علماء کی توہین کی، اولیاء اللہ کی توہین کی، انبیاء کی توہین کی اور اس طرح سے معاذ اللہ اپنے کفر کا سامان کیا۔ "مجاہد" کے ایک مضمون کا ذکر ہم گذشتہ اشاعت میں کر چکے ہیں۔ "الجمعیتہ" دہلی میں بھی ایک مضمون "دین مرزا اور اسلام" کے عنوان سے شائع ہو رہا ہے جس میں حضرت مرزا صاحب کی پیش کردہ باتوں کو خلاف اسلام قرار دیا جا رہا ہے اور آپ پر طرح طرح کے الزامات عائد کئے گئے ہیں منجملہ اور الزامات کے مخالفین کا حضرت اقدس مسیح موعود پر ایک یہ بھی بڑا الزام ہے کہ آپ نے انبیاء علیہم السلام کی توہین کی ہے۔ آج ہم اس اعتراض کے جواب میں مختصراً کچھ عرض کرتے ہیں۔

ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ توہین انبیاء کا الزام اس شخص پر لگایا جاتا ہے جس نے انبیاء علیہم السلام کی عزت کو قائم کرنے کے لئے اور ان کی معصومیت کو ثابت کرنے کے لئے کئی مضامین لکھے اور عصمت انبیاء کے مسئلہ کو بالکل واضح اور روشن کر دیا۔ بڑے بڑے علماء اور مفسرین خود انبیاء علیہم السلام پر طرح طرح کے الزامات لگاتے تھے اور کسی کو معاذ اللہ جھوٹا، کسی کو چور اور کسی کو فریبی قرار دیتے تھے اور اسی طرح ان پاک لوگوں پر کئی گندے الزام عائد کئے جاتے تھے لیکن حضرت مرزا صاحب نے ان سب کی بریت ثابت کی اور اس سلسلہ میں جو احادیث اور تفاسیر کے حوالے تھے ان کو بھی رد کیا اور خدا کے کلام سے اس کے برگزیدوں کی پاکیزگی اور راستبازی کا ثبوت پیش کیا۔ تعجب ہے کہ آج اسی شخص پر انبیاء کی توہین کا الزام لگایا جاتا ہے۔

"مجاہد" مورخہ ۱۰ نومبر میں جو مضمون شائع ہوا ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود پر توہین انبیاء کے الزام کی تائید میں مندرجہ ذیل حوالجات خصوصیت سے پیش کئے گئے ہیں:-

(۱) انبیاء گرچہ بودہ اند بسے ☆ من بعرفاں نہ کمترم ز کسے
آنچہ داد است ہر نبی را جام ☆ داد آں جام را مرا بہ تمام
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں ☆ ہر کہ گوید دروغ ہست لعیں

(۲) میں کبھی عیسےٰ کبھی موسےٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(۳) انبیک تم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم

(۴) منم مسیح زماں و منم کلیم خدا ☆ منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

(۵) خدا تعالےٰ مجھ کو اس قدر نشان دکھا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں یہ نشان دکھلائے جاتے تو لوگ غرق نہ ہوتے۔ وغیرہ وغیرہ

اگر غور سے دیکھا جائے تو مخالفین احمدیت کے یہ اعتراضات محض ان کی علمی فرومائیگی کا نتیجہ ہیں اور ان سے کسی طرح توہین انبیاء پر استدلال نہیں کیا جا سکتا

اگر ہمارے مخالفین سابق اولیاء اللہ اور بزرگان امت کے اقوال و ملفوظات پر نظر کریں تو انہیں حضرت مرزا صاحب کے مندرجہ بالا اشعار کبھی محل اعتراض معلوم نہ ہوں۔ اس امت میں ہزاروں مقربین الٰہی ایسے گذر چکے ہیں جنہوں نے رنگ انبیاء کو حاصل کر کے اپنے آپ کو انبیاء کے نام سے پکارا ہے اور بڑے بڑے دعاوی کئے ہیں۔ اپنی وحی اور الہام کو انہوں نے اسی طرح یقینی قرار دیا ہے جس طرح انبیاء علیہم السلام قرار دیتے تھے اور یہ اسی الہام اور مکالمہ الٰہیہ کی بدولت ہی انہیں رنگ انبیاء عطا ہوا۔ حضرت اقدس بھی یہی فرماتے ہیں:-

"و خدا را مکالمات و مخاطبات است با اولیائے خود دریں امت۔ ایشاں را رنگ انبیاء دادہ میشود"

(مواہب الرحمن)

(۱) حضرت مرزا صاحب کے اس ارشاد سے ؎

من بعرفاں نہ کمترم ز کسے

یہ نتیجہ نکالنا کہ اس میں انبیاء کی توہین ہے ایک معترض کی کورذوقی کی دلیل ہے۔ اگر یہ اعتراض صحیح سمجھا جائے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جتنے راستباز اس امت میں گذرے ہیں اور جتنے مجدد اور ملہم من اللہ ہوئے ہیں وہ سب کے سب نعوذ باللہ عرفان الٰہی سے بے نصیب اور یقینی و قطعی الہام سے محروم تھے۔ اور جس شخص کا الہام یقینی نہ ہو بلکہ مشکوک ہو اسے راستباز کیونکر مانا جا سکتا ہے اور اس کی اقتدا کیسے ہو سکتی ہے؟ علاوہ ازیں پہلی امتوں میں تو غیر نبیوں پر ایسے ایسے الہامات ہوئے جو غلطی سے پاک ہونے میں انبیاء کی وحی سے کسی طرح کم نہ تھے جیسے حضرت موسیٰ کی ماں کا الہام کہ موسیٰ کو دریا میں پھینک دے اور حضرت خضر کا الہام جس کی بناء پر انہوں نے ایک بچہ کو قتل کر دیا اور حضرت مریم کا الہام جس پر بھروسہ کر کے انہوں نے اپنی قوم کی پرواہ نہ کی۔ تو... جب یہ سب الہامات قطعی اور یقینی تھے اور ملہمین نے ان پر پورا یقین کیا اور انہیں غلطی سے پاک سمجھا جیسے انبیاء کی وحی غلطی سے پاک ہوتی ہے تو امت محمدیہ جو خیر الامم ہے اس کے برگزیدہ اور ولی کیوں یہ دعویٰ نہیں کر سکتے؟ پس مندرجہ بالا اشعار میں حضرت مرزا صاحب کی مراد صرف اسی قدر ہے کہ آپ کو جو الہام ہوتا ہے وہ ایسا ہی یقینی اور خطا سے منزہ ہے جیسے کہ انبیاء کا الہام۔ آپ دوسرے راستبازوں کی طرح عرفان کے اسی مقام پر کھڑے ہیں جس پر انبیاء کھڑے ہوتے ہیں۔ نہ اس میں انبیاء کی توہین ہے اور نہ اپنی بڑائی۔ اسلام تو عبادت میں بھی ہمیں عرفان کے اس بلند مرتبہ پر پہنچانا چاہتا ہے کہ ہم خدا کو دیکھ سکیں ان تعبد اللہ کانک تراہ۔ جب ایک مسلمان عرفان کی اس حد تک پہنچ سکتا ہے تو ایک مامور من اللہ اور ملہم کا یہ کہنا کہ میں عرفان میں کسی سے کم نہیں کیوں قابل اعتراض ہے؟

پہلے ولی اللہ جب یہ فرما چکے ہوں ؎

چیزے کہ انبیاء را حاصل بود کل
آں چیز بے مشقت آسان بدست مارا

تو حضرت مرزا صاحب اگر فرمائیں کہ ؎

آنچہ داد است ہر نبی را جام ☆ داد آں جام را مرا بہ تمام

تو کیا اندھیر آ گیا؟

(۲) اسی طرح حضرت مسیح موعود کے اس ارشاد سے کہ میں کبھی عیسیٰ کبھی موسیٰ، کبھی یعقوب ہوں۔ توہین انبیاء کا نتیجہ نکالنا سراسر نادانی ہے یہ انبیاء کا رنگ ہے جو ایک خدا رسیدہ انسان کو آدمؑ، موسیٰؑ، یعقوبؑ اور ابراہیمؑ بناتا ہے۔ یہ انبیاء کی محبت اور ان کے تعلق و متابعت کا اثر ہوتا ہے کہ انسان ان کے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو انہی کے نام سے پکارتا ہے اور اس کو کسی طرح انبیاء کی توہین قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیا مخالفین احمدیت حضرت معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کو بھی توہین کا ملزم قرار دیں گے جنہوں نے فرمایا ؎

دمبدم روح القدس اندر معینی مے دمد
من نمی دانم مگر من عیسیٰ مریم شدم؟

کیا شاہ نیاز احمد صاحب کا یہ قول ؎

احمد ہاشمی منم عیسیٰ مریمی منم ☆ حیدر و شبیر ز منم من نہ منم نہ من منم

اور حضرت بایزید بسطامی کا یہ فرمانا "میں ہی آدم ہوں، میں ہی شیث ہوں، میں ہی نوح ہوں، میں ہی ابراہیم ہوں، میں ہی موسیٰ ہوں، میں ہی محمد ہوں، صلی اللہ علیہ وسلم۔ شاعرانہ تعلی سمجھے جائیں گے اور ان سے نتیجہ یہ نکالا جائے گا کہ انہوں نے انبیاء کی توہین کی ہے؟ لیکن اگر یہ اشعار

قابل قبول ہیں، تو حضرت مرزا صاحب کے ہی اس فرمان سے کہ میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں کیونکر انبیاء کی توہین لازم آتی ہے؟

اسی طرح اگر حضرت مرزا صاحب نے فنافی الرسول کے مرتبہ پر پہنچکر یہ صدا بلند کی سے

منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

تو اس کو کیوں قابل اعتراض ٹھہرایا جاتا ہے جبکہ اس مرتبہ پر پہنچے ہوئے لوگ اسی قسم کی صدا بلند کیا کرتے ہیں اور جبکہ سید عبدالقادر جیلانی جیسے بزرگ بھی انا کنت محمداً کا اعلان کر چکے ہوں؟

(۳) حضرت مرزا صاحب کا یہ فرمانا سے

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم ٭ عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بہ منبرم

صرف اپنے مسیح موعود ہونے اور مسیح ناصری کے وفات یافتہ ہونے کی وجہ سے دوبارہ نہ آنے پر دلیل ہے۔ یہ ایک امر واقعہ اور حقیقت کا اظہار ہے اور اس میں جناب مسیح علیہ السلام کی کوئی توہین نہیں بلکہ صرف یہی کہا گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اب کہاں زندہ ہیں کہ دوبارہ آئیں اور اس منبر مسیحیت پر جہاں اب مجھے بٹھایا گیا ہے قدم رکھیں۔ اس شعر سے مسیح علیہ السلام کی توہین کا نتیجہ نکالنا عقل سے دشمنی کرنا ہے۔

(۴) حضرت مسیح موعودؑ کا یہ فرمانا کہ مجھے اس قدر نشان دیئے گئے ہیں کہ اگر نوح کے زمانہ میں یہ نشان دکھائے جاتے تو لوگ غرق نہ ہوتے کسی طرح توہین انبیاء پر دال نہیں ہو سکتا۔ خدا کے ولی اور برگزیدہ تو اس سے بھی بڑے دعاوی کر چکے ہیں۔ اگر ہمارے معترضین نے حضرت غوث الاعظمؒ کا قصیدہ غوثیہ ہی پڑھا ہوتا تو انہیں عجیب و غریب رنگ نظر آتا۔ حضرت غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں

انا کنت مع نوح باعلیٰ سفینۃ ٭ بحاراً و طوفاناً علیٰ کف قدرتی

میں ہی تھا نوح کے ساتھ بڑی کشتی میں اور سمندر اور طوفان میری ہی کف قدرت میں تھے، ملاحظہ فرمایا آپ نے۔ غوث الاعظم صاحب یہاں تک فرماتے ہیں کہ لوگوں کو غرق کرنا اور نوح کو طوفان سے بچانا ان کی ہی قدرت سے تھا۔ اب اس دعوے کے بالمقابل حضرت مرزا صاحب کے الفاظ کو رکھو تو حقیقت واضح ہو جائے گی۔

کاش ہمارے مخالفین بیجا و بے جا اعتراضات کی بجائے حقیقت کو سمجھنے کی بھی کوشش کریں اور ایک خدا کے برگزیدہ انسان کو بد نام کرنے کی بجائے اس کی باتوں پر غور بھی کریں۔ اگر وہ حضرت مرزا صاحب کے کلام پر غور کریں تو انہیں معلوم ہوگا کہ جس طرح لوہا آگ میں پڑ کر بالکل آگ بن جاتا ہے حالانکہ حقیقت میں وہ لوہا ہی ہوتا ہے اسی طرح خدا کے ولی کامل متابعت رسول کی وجہ سے فنافی الرسول اور فنافی اللہ ہو جاتے ہیں اور کبھی وہ نوحؑ بن جاتے ہیں کبھی ابراہیمؑ اور کبھی محمدؐ حالانکہ حقیقت میں وہ ایک امتی اور غیر نبی ہی ہوتے ہیں پس اس قسم کے دعاوی کو سمجھنے کے بغیر انہیں انبیاء کی توہین قرار دینا اپنی علمی بے مایگی کا ثبوت پیش کرنا ہے۔

سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

سرحدی ہندوؤں کا بے معنی شور

صوبہ سرحد کے محکمہ تعلیم نے سرکاری اور امدادی سکولوں کے نام سرکلر جاری کیا ہے۔ کہ تیسری جماعت سے ذریعہ تعلیم اردو ہو۔ اس پر ہندوؤں نے خواہ مخواہ شور محشر بپا کر رکھا ہے۔ سکھ حضرات بھی اس بے معنی احتجاج میں ان کے شریک ہیں۔ حالانکہ یہ حکم صوبہ کی ایک بڑی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ تعلیمی اداروں میں تنظیم و یکجہتی اور آئندہ نسلوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کے لئے یہ ایک بہترین تجویز ہے جس کا خوشگوار اثر چند سال میں سکولوں کی چار دیواریوں سے نکل کر انفرادی و قومی زندگی کے ہر ایک شعبہ پر پڑیگا۔

ہندوؤں اور سکھوں کا اعتراض یہ ہے۔ کہ ہندی اور گورمکھی ہماری مذہبی اور قومی زبانیں ہیں۔ ہماری تہذیب اور کلچر کا تقاضہ یہ ہے کہ تعلیم ان زبانوں میں ہوا کرے۔ محکمہ تعلیم کے سرکلر کو ہم نے بغور مطالعہ کیا ہے۔ اس میں ان زبانوں کی تعلیم کی ہرگز ممانعت نہیں۔ بلکہ اس کا منشا صرف یہ ہے۔ کہ تیسری جماعت سے ذریعہ تعلیم اردو ہو۔ یہ ظاہر ہے کہ اردو ذریعہ تعلیم بننے کی بہترین صلاحیت رکھتی ہے۔ ہندی اور گورمکھی اس صلاحیت سے محروم ہیں۔ ہندو اور سکھ اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بھی ایک علیحدہ مضمون کی حیثیت سے ان دونوں زبانوں کی تعلیم کا اہتمام کر سکتے ہیں۔ صوبہ کی اصل زبان پشتو ہے۔ جبکہ اس کو بھی ذریعہ تعلیم نہیں بنایا گیا۔ تو ہندی کو یہ حق کس طرح دیا جا سکتا ہے۔ باقی رہی گورمکھی سو وہ ایک بولی ہے زبان نہیں مزے کی بات یہ ہے۔ کہ سرحدی ہندو اور سکھ خط و کتابت اور کاروبار میں اردو زبان ہی استعمال کرتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس شور و غوغا کا سب سے دلچسپ پہلو یہ ہے۔ کہ پنجاب اور یو۔ پی کے ہندو اور سکھ بھی اپنے سرحدی بھائیوں کی تائید کر رہے ہیں پنجاب کے ہندو اخبارات سب سے پیش پیش ہیں۔ وہ بالکل بھول گئے ہیں۔ کہ تھوڑا عرصہ ہی ہوا ہے کہ صوبہ بنگال میں بنگالی زبان کو ذریعہ تعلیم قرار دیا گیا تھا۔ تو انہوں نے اس کی بڑے زور سے حمایت کی تھی۔ حالانکہ بنگالی زبان بنگال سے باہر قطعاً بولی اور سمجھی نہیں جاتی۔ اور اردو ہندوستان کے ہر ایک حصہ میں مروج و مستعمل ہے۔ بات دراصل یہ ہے۔ کہ تعصب کا کوئی علاج نہیں۔

مسلم ہائی سکول لاہور

مسلم ہائی سکول لاہور ہماری ایک قومی درسگاہ ہے جس نے جماعت اور عام مسلمانوں کی قابل قدر تعلیمی خدمات انجام دی ہیں۔ اس نے ہمیں بیسیوں ایسے مخلص و پرجوش نوجوان دیئے جن کی دینی سرگرمیاں قوم کے جسم میں تازہ خون کا درجہ رکھتی ہیں۔ آج کل یہ درسگاہ مالی لحاظ سے احباب جماعت کی توجہ کی طلبگار ہے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ گورنمنٹ نے اپنی جدید پالیسی کے ماتحت اس کی گرانٹ میں تخفیف کر دی ہے حالانکہ سکول کے نتائج ہمیشہ نمایاں طور پر اچھے رہے ہیں۔ دوسرے اس کے بورڈنگ ہوس کی عمارت زیر تعمیر ہے جس کا سنگ بنیاد ۱۰ نومبر کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ رکھ چکے ہیں۔ اس سکول کا بورڈنگ ہوس اپنے حسن انتظام، دینی ماحول، بہترین تربیت اور کم خرچی کی وجہ سے امتیازی درجہ اور نہایت نیک شہرت رکھتا ہے اب تک یہ کرایہ کی عمارت میں تھا جس کی وجہ سے بہت دقت تھی۔ زیر تعمیر عمارت اس دقت کو رفع کر دے گی اور اخراجات میں بھی مستقل طور پر ایک کمی ہو جائے گی۔ اس وقت ضرورت ہے کہ جماعت کے بزرگ اور نوجوان مل کر اپنی قومی درسگاہ کی اعانت کریں۔ سکول کے اولڈ بوائز کو خاص طور پر اپنی مادر علمی کی خدمت کر کے سعادتمندی کا ثبوت دینا چاہیئے۔ سکول نہ صرف لاہور میں بلکہ صوبہ کے اکثر حصوں میں نیک شہرت رکھتا ہے اگر کوشش کی جائے تو چند ہزار روپیہ کی فراہمی کچھ مشکل نہیں۔ سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مختلف جماعتوں کے پاس وفود لیجانے کی تجویز بھی کر رہے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ ہیڈ ماسٹر صاحب کی ان انتھک کوششوں اور بزرگان و نوجوانان جماعت کے احساس قومی کی وجہ سے چند ہفتوں میں سکول اپنی مالی مشکلات و ضروریات پر قابو پا لے گا ٭

افسوسناک غلط بیانیاں

تعصب اور حق کی مخالفت انسان کو راست گوئی اور اخلاق فاضلہ کی دولت سے محروم کر دیتی ہے۔ آجکل مخالفین احمدیت کی کیفیت کچھ ایسی ہی ہو رہی ہے۔ حضرت مرزا صاحب کو بد نام کرنے کیلئے انہیں کوئی معقول و صحیح بات تو ملتی نہیں اس لئے وہ بار بار نہایت بے بنیاد اور افسوسناک غلط بیانیاں کر رہے ہیں جنہیں شرمناک بہتان و افترا کہنا زیادہ صحیح ہوگا۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے مسلمان عورتوں کو کتیاں اور سؤرنیاں کہا اور مسلمانوں کو فحش گالیاں دیں۔ آجکل تحریر و تقریر کے ذریعہ بار بار اس کا اعادہ ہو رہا ہے حالانکہ دریافت کرنے کے باوجود ان لوگوں کو یہ بتلانے کی توفیق نہیں ہوتی کہ حضرت مرزا صاحب نے کب اور کہاں ایسا لکھا ہے۔ ہم ان حق ناآشنا لوگوں سے ایک مرتبہ پھر اصل تحریروں کے پیش کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں وہ قیامت تک اس مطالبہ کو پورا نہ کر سکینگے۔ مخالفین کی یہ افسوسناک غلط بیانیاں دراصل اس امر کا ثبوت ہیں کہ وہ دلائل و معقولیت سے بالکل تہیدست ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے اور ہدایت دے ٭

ضروری تصحیح

"انوار القرآن" مؤلفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے صفحہ ۱۰۸ سطر ۴ پر غلطی سے جنگ بلقان کی بجائے جنگ عظیم چھپ گیا ہے۔ احباب تصحیح فرمالیں۔

(مینیجر دار الکتب اسلامیہ)

میثاق النبیین

ویدوں میں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئیاں

(از جناب مولینا مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی)

[قارئین "پیغام صلح" کو معلوم ہوگا کہ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی ان دنوں ایک نادر اور بیش قیمت تصنیف میں مصروف ہیں جس کا نام "میثاق النبیین" ہے اس کتاب کے اندر مولینا صاحب نے توریت، انجیل، ژند اوستا، وید اور دیگر کتب مقدسہ میں حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو پیشگوئیاں اور بشارات ہیں انکو جمع کردیا ہے اور اس طرح ثابت کیا ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ کا ہی بابرکت وجود تھا جس کی آمد کی بشارت مختلف انبیاء علیہم السلام دیتے رہے۔

ذیل میں ہم شکریہ کے ساتھ مولینا کی کتاب کا ایک اقتباس درج کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ مولینا وقتاً فوقتاً ایسے اقتباسات سے قارئین "پیغام صلح" کو مستفید ہونے کا موقعہ دیتے رہیں گے۔ مدیر]

آٹھواں نشان پیارے رشی کا پیارا نام

منتر ۳: ایش رشئے مامحے شتم نشکان دش اسرجہ
تریتی شتانی عروتام سہسرا دش گونام

لفظی ترجمہ

ایش: اس (خدا) نے
رشئے: رشی
مامحے: مامح (محمد) کو
شتم: سو
نشکان: طلائی سکے یا پارے
دش: دس
اسرجہ: ہار
تریعی: تین
شتانی: سو
عروتام: عربی گھوڑے
سہسرا: ہزار
دش: دس
گونام: گایاں (دیں)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سو طلائی پارے دس ہار تین سو عربی گھوڑے اور دس ہزار گائیاں دیں۔

اس منتر میں رشی کا نام مامح بتایا گیا ہے۔ ہندوستان کے کسی رشی کا نام مامح نہیں اور نہ کوئی اور پیغمبر دنیا میں اس نام کا گذرا ہے۔ لفظی تحقیق کی بنا پر اس لفظ کی اصل مح ہے۔ جس کے معنی بزرگی دینا۔ نہایت اعلیٰ ہونا۔ عزت دیا گیا۔ تعریف کیا گیا۔ خوش ہونا اور بلند ہونا ہیں چنانچہ سنسکرت انگریزی لغت مؤلفہ مونیر ولیم میں اس لفظ کے نیچے یہ معنی لکھے ہیں:
Esteem highly, honour, revere, magnify, to exalt etc.

یہ وہی معنے ہیں جو ہمارے جاننا اور رشی کو مہرشی بنانا اور بزرگی و عزت اور قابل تعریف ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ محمد کی بجائے مامح کیوں فرمایا گیا؟ ہندو سنسکرت کتابوں میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام تھا... دیکھو اتھرو وید اور بھوشیہ پران مگر یہ لفظ ازروئے قواعد سنسکرت برے معنی بھی دیتا ہے۔ اگرچہ عربی لفظ کو سنسکرت گرامر اور لغت سے گھسیٹنا ایک علمی غلطی بلکہ شرارت ہے تاہم اس ابہام کو دور کرنے کے لئے اتھرو وید میں محمد کا قریبی تلفظ مامح جو محمد کے ہی معنی رکھتا ہے بتایا ہے تاکہ اس لفظ کو تلفظ کی بجائے معناً مترادف بنا دیا جائے۔ مسلمانوں کے کئی ایک نام سنسکرت کتابوں میں کسی قدر تصرف سے ملتے ہیں۔ مثلاً محمود غزنوی کو ماموُد گجنوی لکھا جاتا ہے۔ دیکھو کشتیہ.... اگر اتھرو وید کے رشی نے محمد میں تصرف کرکے سنسکرت تلفظ مامح بنایا اور متعلقہ معانی کو ترجیح دی تو ہندو پنڈتوں کو ایک غلطی سے بچا کر پیشگوئی کے سمجھنے کے لئے صاف اور سیدھے رستہ پر لگا یا بشرطیکہ وہ اسے سمجھنا چاہیں۔

نواں نشان حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلے ایمان لانیوالے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا مامح رشی کو اللہ تعالے نے سو خالص طلائی پارے یا دینار عطا کئے یہ سو خالص طلائی دینار وہ صحابہ ہیں جو اسی تعداد میں مکہ معظمہ کی پرفتن زندگی میں حضور کو ملے۔ اور ہر طرح کی مصیبتوں اور دکھوں میں پڑ کر خالص کندن ثابت ہوئے اور یہ وہی سابقون الاولون ہیں جو کفار مکہ کے انتہائی مظالم کی وجہ سے اپنے عزیز و اقارب وطن اور جان سے پیارے رسولؐ سے ابی سینیا یا حبش کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے انہوں نے دشمنوں کے نت نئے ستم سے تنگ آکر دنیا کی ہر محبوب شے سے جدائی گوارا کی مگر اسلام کو اپنے سینہ سے لگائے رکھا (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) قرآن شریف میں ان کے متعلق فرمایا۔ و لنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات۔ اور ضرور ہم تمہیں کسی قدر خوف۔ بھوک۔ مالوں۔ جانوں اور پھلوں (اولاد) کے نقصان سے آزمائیں گے (۲: ۱۵۵) ایک اور جگہ فرمایا ونبلوکم بالشر والخیر فتنۃ (۲۱: ۳۵) اور کھرا کھوٹا الگ کرنے کے لئے ہم تمہیں دکھ اور سکھ سے آزماتے ہیں اس آیت میں لفظ فتنہ کے معنی ہیں ادخال الذھب النار لتظھر جودتہ من ردائتہ۔ سونے کو آگ میں ڈالنا تاکہ کھرا کھوٹے سے الگ ہو جائے یہ خالص سونے کے سو پارے تھے۔ جو ہر امتحان اور فتنہ میں پورے اترے۔

شت پتھ براہمن جو یجر وید کی الہامی تفسیر کہی جاتی ہے۔ اس کے کانڈ ۱۲ پرپاٹھک ۹ براہمن اور کنڈکا ۴ میں لکھا ہے کہ "سونا انسان کی روحانی طاقت سے استعارہ ہے"

جو روحانی طاقت دنیا کی تمام مخالفتوں اور آزمائشوں پر غالب آتی ہے وہ طلائی دینار کہلاتی ہے۔ پس وہ سو جانباز اور جاں نثار صحابہ جن کی آزمائش نہایت ہی کڑی تھی۔ اپنی روحانی طاقت سے دنیا کے عذاب پر غالب آئے اور معیار صداقت پر راست اترے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ صد پارہ طلا سب سے پہلے عطا کئے گئے۔

دسواں نشان عشرہ مبشرہ

منتر میں دوسری چیز جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالے نے عطا کی وہ دس منتخب پھولوں کے ہار تھے۔ جو کامیابی اور فلاح اخروی کے لحاظ سے انتہائی کامیابی کی بشارت دئے گئے۔ ان کے الگ الگ نام لیکر حضور نے فرمایا "فی الجنۃ" حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان۔ حضرت علی و طلحہ۔ زبیر۔ عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید اور ابو عبیدہ رضوان اللہ علیہم۔ ان لوگوں کی جانی اور مالی قربانیاں اس قدر بےنظیر تھیں کہ اسی زندگی میں ان کے اوج اقبال پر فائز المرام ہونے کی خوشخبری دے دی گئی۔ انہی کی نسبت وید نے بتایا۔ کہ وہ دش اسرجہ دس جنت کے گلدستے ہیں۔

سنسکرت میں لفظ اسرجہ سہرا اور سرہار کے معنوں میں بھی آتا ہے مثلاً رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۸۴ منتر ۲ میں آتا ہے "گربھم تے اشونو دیوو آدھتام پشکر اسرجہ" (تجھے حمل چاہنے والی) تجھے دونوں اشونی کمار دیوتا پھولوں کے سہروں والے حمل عطا کریں"۔ نیز دیکھو اتھرو وید کانڈ ۱ سوکت ۱۴ منتر ۱

گیارہواں نشان اصحاب بدر کا ذکر

منتر مذکور میں تیسرا عطیہ آپ کو تین سو گھوڑے دئے جانے کا ہے۔ اور گھوڑے بھی عربی کیونکہ سنسکرت لفظ عروہ عربی اور اسروں (غیر آریہ) کی سواری کے لئے مخصوص ہے۔ عروہ کے معنی اتر وسے لغت نیز رد کئے ہیں۔ رگ وید $\frac{54}{14}$۵۔

لیکن اگنی اور اندر دیوتا یا عالم اور طاقتور کے معنوں میں بطور استعارہ استعمال ہوتا ہے۔ دیکھو رگوید $\frac{10^3}{5}$ ۸ اگنی کے لئے رگوید $\frac{44}{4}$ ۸ اور اگنی اندر دونوں کے لئے $\frac{62}{3}$ ۸۔ پس وید کی اپنی اس تشریح کی بنا پر ۳۰۰ گھوڑوں سے مراد وہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو ۳۰۰ ہونے کے علاوہ دیوتا اور فرشتے یا عالم اور طاقتور تھے۔ اپنی اس خوبی کا ثبوت ان ۳۱۳[1] اصحاب نے جنگ بدر میں دیا جو رات کو خدا کے حضور نماز میں کھڑے رہتے تھے اور دن کو ایک اعلیٰ درجہ کے جنگجو انسان تھے۔ دنیا کی کسی قوم کے سپہ سالار نے اس قدر بےنظیر فوج دنیا میں پیدا نہیں کی۔ جو عالم و عابد بھی ہو اور اس کے ساتھ ہی شجاعت میں ایسی ممتاز ہو کہ اپنے سے تین گنی فوج پر جو ہر قسم کے سامان حرب سے لیس تھی اپنی بےمائگی اور قلت سامان کے باوجود غالب آئی ہو۔ یہ تین سو تیرہ آدمی وہ فرشتے تھے۔ جو اللہ تعالے نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کئے۔

بارہواں نشان دس ہزار قدسیوں کا عطا کیا جانا

آخری عطیہ جو اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا۔ وہ دس ہزار قدسی ہیں۔ جو فتح مکہ کے وقت حضور کے ہمراہ تھے۔ ان کو وید منتر میں گایاں کہا گیا ہے۔ سنسکرت لفظ "گو" کا مادہ گم ہے جس کے معنی ہیں جنگ کے لئے جانا یا نکلنا گائے کو "گو" اس لئے کہتے تھے۔ کہ آریوں کی جنگوں کے اندر دشمن کی گایوں کا چھیننا ہی مقصود تھا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بیل فتح کی علامت ہے (بالعموم گائے اور بیل کے لئے ایک ہی لفظ "گو" استعمال ہو جاتا ہے) رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۳۳ منتر ۶ میں آتا ہے۔

نہایت تعریف والا۔ بہت مبارک۔ دشمنوں کو اکھاڑ پھینکنے والا مضبوط مددگار بیل کی طرح طاقتور (گو ادشاکتہ) ہے۔ شت پتھ براہمن کانڈ ۵ پرپاٹھک ۲ براہمن ۴ کنڈکا ۱۳ اور نیتریا II ۲۔ ۵۔ ۲ میں گائے کو رعب اور ہلاکت کا مظہر قرار دیا ہے۔ رگ وید منڈل ۵ سوکت ۵۶ منتر ۳ میں آتا ہے۔ "گوارِ بھیمیو" بیل یا گائے کی طرح رعب والا اور خوفناک ہے۔

اس کے بالکل برعکس وید میں گائے صلح اتفاق اور اتحاد کی علامت بھی ہے۔

---

[1] یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ سینکڑوں پر جو کسر ہوتی ہے۔ وہ اکثر نظر انداز کر دی جایا کرتی ہے۔

زندگی کے بیمہ پر ایک نظر

جوا اور احتیاط میں فرق

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

سوال (اخبار "پیغام صلح" مطبوعہ ۲۲ - اکتوبر ۱۹۳۵ء صفحہ ۶ "زکوٰۃ کے متعلق سوال"

(۱) لائف انشورنس کمپنی میں زندگی کا بیمہ کرانا شرعًا ممنوع نہیں۔

جواب:- میری رائے میں زندگی کا بیمہ کرانا شرعًا ممنوع نہیں"

اعتراض ۱۹۰۸ء میں خاکسار حضرت اقدس کی مجلس میں حاضر تھا کہ کسی شخص نے زندگی کا بیمہ کرانے کی نسبت سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ بھی ایک قسم کا جوا ہے۔ اس سے اجتناب چاہئیے۔ چنانچہ خاکسار نے تمام عمر میں پوسٹل بیمہ بھی نہ کرایا۔ لہذا التماس ہے کہ مزید غور کے بعد اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں یا اس کے عدم جواز کا تعاقب نہ ڈال دیں۔ والسلام

جواب - جج کا کام ہوتا ہے جو واقعات اُس کے سامنے پیش کئے جائیں، اُن پر اپنا فیصلہ دے۔ اصل واقعات کیا ہیں وہ اس کا ذمہ دار نہیں۔ جو واقعات اس کے سامنے پیش کئے جاویں گے وہ پابند ہے کہ انہیں مدنظر رکھتے ہوئے اپنا فیصلہ دے۔ یہی حال ایک مفتی کا ہے۔ جو امور اُس کے علم میں لائے جائیں گے وہ اُن کے مطابق اپنا فیصلہ یا فتویٰ دے گا۔ واقعات کو جس رنگ میں پیش کیا جائے گا ضروری ہے کہ اُس کا فیصلہ یا فتویٰ بھی اُسی کے مطابق ہو۔ بیمہ کے مطابق بھی معاملہ کی شکل یہی ہے۔ کچھ عرصہ قبل عام طور پر یہی مشہور تھا کہ یہ بھی ایک جوئے کا سا کھیل ہے اگر تو بیمہ کرانے والا مر گیا تو مرنے والا جیت گیا اور بیمہ کمپنی رقم ہار گئی۔ اور جو نہ مرا تو کمپنی جیت گئی اور بیمہ کرنے والا ہار گیا۔ چنانچہ اسی بنا پر مسلمانوں کے علماء نے اسے ناجائز قرار دیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فتویٰ بھی جو آپ نے سنا اسی کے مطابق تھا۔ بیمہ کی جس شکل کو عام طور پر اُس زمانہ میں پیش کیا جاتا تھا اُس کے مطابق فتویٰ یہی ہونا چاہئیے تھا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیا۔ لیکن اگر واقعات اس طرح نہ ہوں اور جوئے کا خیال کسی غلط فہمی پر مبنی ہو تو پھر ظاہر ہے کہ فتویٰ اس سے مختلف ہونا چاہئیے

ڈاک خانہ کا بیمہ

بات یہ ہے کہ دنیا میں نقصان سے بچنے کے لئے ہر ایک انسان کوشش کرتا ہے۔ یہاں تک کہ جن طریقوں میں نقصان کا اندیشہ بھی ہو اس میں بھی احتیاط کے سامان کئے جاتے ہیں۔ اگلے زمانہ میں روپے یا بیش قیمت اشیاء بھیجی جاتی تھیں تو ایک گارد سپاہیوں کی ساتھ جاتی تھی۔ اب بھی سرکاری خزانہ فوجی حفاظت میں سفر کرتا ہے۔ لیکن عام طور پر آجکل قاعدہ یہ ہے کہ قیمتی پارسل بیمہ کرا دیئے جاتے ہیں اُس کا مطلب یہ ہے کہ ڈاک خانہ تھوڑی سی زیادہ رقم لیکر اس پارسل کو نہایت احتیاط سے بھیجتا ہے اور اس کے کھوئے جانے یا ضائع ہوجانے کی صورت میں اصل رقم بھر دینے کی ذمہ داری اپنے سر لیتا ہے۔ سے جو اکسی طرح کہہ سکتے ہیں۔ یہ تو احتیاط کا پہلو ہے جو کسی بیش قیمت چیز کے بھیجے جانے میں ہر ایک عقلمند انسان کو مدنظر ہونی چاہئیے۔ رہ گیا ڈاک خانہ وہ سینکڑوں پارسل سے بیمہ کی فیس وصول کرتا ہے اور انہیں حفاظت سے پہنچا دیتا ہے۔ اگر کسی جگہ رقم بھرنی پڑ گئی تو اُس کے لئے وہ اُتنی ہی فیسوں کی رقم بلکہ اُس سے زیادہ مختلف بیموں سے وصول کر چکا ہوتا ہے۔ گویا یہ جو رقم بیمہ کی فیسوں کی شکل میں وصول ہوتی ہے یہ ایک قسم کا چندہ ہے جو سینکڑوں آدمیوں سے وصول ہوتا ہے۔ اور مزید احتیاط کے سامان مہیا کرنے اور کسی پارسل کے نقصان کی تلافی میں صرف ہوتی ہے۔ اس میں جوا کوئی نہیں احتیاط ہے۔ اور نقصان کی صورت میں تلافی کا انتظام ہے اور بس۔

انسانی زندگی میں مشکلات

اسی طرح انسان کی زندگی کا بیمہ ہے۔ بعض کماؤ انسان اچانک کسی حادثہ سے یا کسی طویل بیماری کا شکار ہو کر مرجاتے ہیں۔ ایک خاندان برباد ہو جاتا ہے۔ کیونکہ عام طور پر ہمارے ملک میں کمانا ایک ہے کھانے دس ہیں۔ جہاں کمانے والا مرا اور خاندان تباہ ہوا۔ اس مصیبت سے بچنے کا اگر کوئی طریق سوچا جائے تو اُس کا نام احتیاط اور دور اندیشی ہوگا جوا نہ ہوگا۔ اُس سے بچنے کا سب سے مؤثر طریق یہ ہے کہ کچھ رقم باقاعدہ طور پر پس انداز کرتے رہنا چاہئیے۔ تا کہ کمانے والے کے مرجانے پر وہ رقم پس ماندگان کے کام آئے۔ لیکن اس میں دو مشکلات ہیں ایک تو یہ کہ باقاعدہ ماہوار رقم بچانی بہت مشکل ہے بالخصوص ملازموں سے ...... ہر مہینے کوئی نہ کوئی خرچ ایسا نکل آتا ہے جس کی وجہ سے رقم پس انداز نہیں ہونے پاتی۔ اور [illegible] جس جنٹلمین کو دیکھو یہی رونا روتا نظر آئے گا [illegible] نہیں۔ دوسری مشکل یہ ہے کہ اگر بڑی ہمت کر کے رقم بچانی بھی شروع کی تو بالکل ممکن ہے کہ کمانے والا ایک سال یا دو سال بعد مرجائے اور وہ بچائی ہوئی رقم اتنی تھوڑی ہو کہ پس ماندگان کے کسی کام نہ آسکے

بیمہ کمپنی ان مشکلات کا حل ہے

ان دو مشکلات کا حل بیمہ کمپنی کے ذریعہ کیا گیا ہے۔ ایک تو یہ کہ ہر ماہ یا ہر سہ ماہی پر مقررہ رقم مجبورًا دینی پڑ جاتی ہے ورنہ بیمہ کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لئے ہر جنٹلمین یا مسلمان یا بیمہ کرانے والا روتا ہو یا ہنستا بڑ بڑاتا یہ رقم ضرور بھی جس طرح بن پڑتا ہے ادا کرتا رہتا ہے۔ گویا جبری طور پر یہ رقم پس انداز ہوتی رہتی ہے۔ دوم یہ معاہدہ ہوتا ہے کہ اتنے برس مثلاً بیس برس کے بعد یا بیمہ کرانے والے کی ۵۵ سال کی عمر پر اتنی رقم کمپنی ادا کرے گی لیکن اگر وہ آدمی اس مدت کے درمیان میں مرجائے تو اُتنی ہی رقم جو بیس برس بعد یا ۵۵ سال کی عمر پر کمپنی نے دینی تھی وہ اسی وقت یک مشت اس کے پس ماندگان کو دیدے گی۔ اور میرے خیال میں اس سے بہتر کیا امداد ہے۔ جو ایک تباہ حال خاندان کو ایسے نازک موقعہ پر مل سکتی ہے۔ اس میں جوا مجھے تو نظر نہیں آتا البتہ پس انداز رقم کی کمی کو پورا کرنے کا یہ ایک طریق ہے۔

بیمہ جوا نہیں بلکہ امداد کا طریق ہے

بیمہ کمپنی اتنی رقم ماہوار وصول کرتی ہے جس سے بیس برس یا پچپن سال کی عمر تک اس رقم سے زائد رقم جمع ہو جاتی ہے جو کمپنی نے بیمہ کرانے والے کو ادا کرنی ہے۔ سود اس کے علاوہ ہے جو کمپنی دیتی ہے سود کو چھوڑ کر جتنی رقم اصل ہے جو بیمہ کمپنی دے گی وہ اس سے کسی قدر کم ہوتی ہے جتنی ماہوار قسطوں سے جمع ہوئی ہے۔ اس طرح کمپنی کو ہر ایک بیمہ میں سے تھوڑا تھوڑا کر کے اتنی رقم جمع ہو جاتی ہے کہ وہ کسی میعاد کے ختم ہونے سے قبل مرجانے والے شخص کی رقم کی کمی کو پورا کر سکے۔ علاوہ ازیں کمپنی ان لاکھوں روپوں کی رقم کو جو مختلف بیمہ کنندگان سے وصول ہوتی رہتی ہے بڑے بڑے تجارت کے کاموں میں لگا کر بے انتہا نفع اٹھاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس نفع کو سود کی شکل میں مختلف بیمہ کنندگان میں تقسیم بھی کرتی ہے۔ اسی منافع میں سے قبل از میعاد مرجانے والوں کی رقمیں بھی بہت آسانی سے ادا ہوتی رہتی ہیں۔ پس جوا اس میں مجھے تو نظر نہیں آتا۔ البتہ بچت کا یہ ایک طریق ہے جس کے ذریعہ جبری طور پر پس انداز کرایا جاتا ہے۔ اور ایسے آدمی کے مرجانے پر اس کی کمی پوری کا بہترین ذریعہ ہے کمپنی کو اس میں کوئی نقصان نہیں۔ اول تو تھوڑی تھوڑی سی رقم وہ ہر ایک بیمہ کنندہ سے اسی لئے زیادہ وصول کرتے رہتے ہیں تا کہ کسی مرنے والے کی رقم کی کمی کو پورا کیا جا سکے دوسرے اس جمع شدہ رقم سے اس قدر منافع انہیں حاصل ہوتا رہتا ہے کہ وہ نہ صرف اس کمی کو آسانی سے پورا کرتے رہتے ہیں بلکہ بیمہ کنندہ کی رقم پر ایک معقول رقم منافع کی سود کی شکل میں دیتے ہیں۔ یہ جدا سوال ہے کہ اس سود کو کیا کیا جائے۔ اپنے نفس پر خرچ کیا جائے یا اشاعت اسلام میں دے دیا جائے۔ بہرحال کمپنی کو کوئی نقصان نہیں۔ البتہ بیمہ کنندہ کو نفع ہی نفع ہے۔ اگر نہ مرا تو ۵۵ سال کی عمر میں یا ایک میعاد گذرنے کے بعد ایک جمع شدہ رقم یک مشت اس کے ہاتھ میں آئی جو ظاہر ہے کہ بڑھاپے میں کس قدر امداد کا باعث ہو سکتی ہے۔ اور اگر مر گیا تو پسماندگان کو بے انتہا امداد پہنچی۔

بعض فرضی اعتراضات

یہ فرضی باتیں ہیں کہ اگر بیمہ کنندگان سارے ہی مرجائیں تو کیا ہو۔ ایسی صورت میں یہی ہوگا کہ بیمہ کمپنی کے پاس اگر کافی سرمایہ نہیں ہے یا منافع کا روپیہ کافی جمع نہیں ہے تو دیوالہ نکل جائے گا تو سینکڑوں تجارتی کمپنیوں کا دیوالہ نکلتا رہتا ہے مذہبی انجمنیں ٹوٹتی رہتی ہیں۔ اس میں جواز و عدم جواز کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اور پھر یہ صورتیں فرضی ہیں۔

بیمہ امداد باہمی کا ذریعہ ہے

دراصل یہ ایک ریاضی کا سوال ہے مختلف تجربوں پر مشاہدوں سے تخمینہ لگایا جاتا ہے کہ فیصدی کس قدر ایسی اموات ہوتی ہیں جن میں قبل از وقت موتیں واقع ہو کر رقم بھرنی پڑتی ہے۔ پھر اس میں کمی بیشی کی رعایت بھی رکھ لی جاتی ہے۔ اور اسی حساب سے ماہوار قسطیں مقرر کی جاتی ہیں جو اس رقم کو بھی اپنے اندر شامل کئے ہوئے ہوتی ہیں جو وقتاً فوقتاً کمپنی کو بھرنی پڑتی ہے۔ گویا کمپنی قبل از وقت کسی مرنے والے کے لغیہ کی امداد کے لئے کچھ رقم زائد وصول کرتی رہتی ہے۔ یہی رقم اگر چندہ کے رنگ میں کوئی انجمن جمع کر کے کسی متوفی کے پس ماندگان کو دیدے تو اُسے آپ ثواب بتائیں گے۔ اور یہی رقم اگر قبل از وقت [illegible]

رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۲ امنتر ۳ میں آتا ہے۔

"نانا دِھیو دَسُو یُو د انُو گا اِ دَسْتَحصتَہ "

مختلف سمجھ بوجھ رکھنے والے دولت چاہنے والے گایوں کی مانند ہم (باہم اتفاق سے) بسر کرتے ہیں۔

اور رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۴۵ منتر ۶ میں ہے۔

'مام نو پرتے منو دَسم گئو دِہ دعا وتُو '

"تیرا دل میری طرف دوڑے جیسے گائے اپنے بچھڑے کی طرف" یعنی جس طرح گائے طبعی محبت سے اپنے بچھڑے کی طرف دوڑتی ہے۔ اسی طرح تیرا دل (اے خاوند) میری طرف دوڑے۔

شت پتھ برہمن کانڈ ۱۲ پرپاٹھک ۹ برہمن اکنڈ کا ۴ میں آتا ہے۔

"گایوں کو انسان کی مثل کہا جاتا ہے"۔

اور کانڈ ۱۴ پرپاٹھک ۲ برہمن اکنڈ کا ۷ میں ہے۔

"گائے (استعارۃً) عبادت ہے۔ گائے استقلال یا (ادِتی) ناقابل شکست ہے۔ گائے سرسوتی یعنی علم سے عبارت ہے"۔

منتر کے اس ٹکڑے کے اندر جو آٹھویں نشان کے زیر عنوان دیا گیا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دس ہزار گایاں یا بیل دیئے جانے کا ذکر ہے۔ گائے اور بیل کی اس تشریح کے مطابق جو وید اور برہمن گرنتھوں سے اُوپر نقل کی گئی ہے دو باتیں صاف طور پر سمجھ میں آتی ہیں۔ ایک محمد رسول اللہ صلعم کے ساتھی گائے کی طرح مقدس یعنی قدوسی ہیں۔ رحم اور محبت کے مجسمہ ہیں۔ اور دوسری طرف اندر دیوتا کیطرح بارعب اور خوفناک ہیں۔ یہ متضاد صفات ایک ہی گروہ میں کیونکر جمع ہو سکتی ہیں۔ اس معمہ کو قرآن شریف نے یوں حل فرمایا ہے

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا (۴۸ : ۲۹)

محمد اللہ کا رسول ہے۔ اور جو اس کے ساتھ ہیں۔ کافروں کے مقابلہ پر قوی آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے والے ہیں تو انہیں عبادت کرتے ہوئے دیکھتا ہے۔ اپنے رب کا فضل اور رضا چاہتے ہیں (ایک اور جگہ فرمایا۔ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ ۵ : ۵۴ مومنوں کے سامنے عاجز اور کافروں پر غالب ہیں)

ان آیات کو نشان نمبر ۱۱ اور نمبر ۱۲ کی تشریح کے ساتھ پڑھکر دیکھو محمد رسول اللہ اور آپ کے دس ہزار صحابیوں کا (جو فتح مکہ کے وقت ٹھیک اسی تعداد میں موجود تھے) نقشہ وید منتر میں کس صفائی کے ساتھ کھینچکر رکھدیا گیا ہے۔

اسی لئے قرآن شریف نے اس کے ساتھ نہایت وضاحت سے فرمایا۔

"ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ" صحابہ کی یہ صفات شریعت کی کتابوں اور انبیاء کی بشارات میں سب جگہ موجود ہیں۔ (قرآن شریف ۴۸ : ۲۹)

اس منتر میں مندرجہ ذیل باتیں قابل غور ہیں۔

الف۔ محمد رسول اللہ کا صفاتی نام جو ذاتی نام سے بھی کسی قدر مشابہ ہے۔

ب۔ آپ کا رشی اور پیغمبر ہونا۔

ج۔ آپ کو حسب تشریح نشان نمبر ۹ ... ا خالص سونے کیطرح آزمائے ہوئے سابقون الاولون صحابہ کا دیا جانا۔

د۔ عشرہ مبشرہ دس کامیاب اور با اقبال جنت کے گلدستوں کا حضور کو دیا جانا۔

ہ۔ عابد زاہد عالم اور جنگجو ۳۱۳ تاریخی اصحاب بدر کا ذکر

و۔ دس ہزار قدوسیوں یا فتح مکہ کے وقت جری شجاع اور باہم محبت کرنے والے صحابہ کا آپ کو دیا جانا۔

دنیا کی تاریکی روشنی میں یہ ساری خوبیاں اور نشانات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات میں ہی ملتی ہیں۔ کوئی شخص آپ کے سوا کسی دنیا کے اور رشی اور پیغمبر میں یہ باتیں ایک جگہ نہیں دکھا سکتا اور نہ ان منتروں کی اس سے زیادہ معقول تفسیر کر کے دکھا سکتا ہے۔ ہر ایک بڑی سے بڑی صداقت کو ضد اور تعصب سے جھٹلایا جا سکتا ہے۔ لیکن حق و صداقت کے بالمقابل دوسری معقول توجیہہ کر دکھانا ناممکن ہے۔ اس لئے کہ راستی صرف ایک ہی جانب اپنا رخ رکھتی ہے۔ Truth cannot be two faced.

(بقیہ صفحہ ۵)

کے طور پر ایک نظام کے ماتحت جمع رکھی جائے تو اُس کا نام آپ جیسا کیسے رکھ دیں گے۔ اس کا نام اگر کچھ ہو سکتا ہے تو لیہاد یا ہی ہو سکتا ہے

اعمال پر اجر نیت کے مطابق ہوتا ہے

آپ نے تقویٰ کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت صاحب کے فتوے کے مطابق پوسٹل بیمہ نہیں کرایا۔ اس کا اجر آپ خدا سے لیں گے کیونکہ الاعمال بالنیات۔ اعمال پر اجر نیت کے مطابق ہوتا ہے آپ نے اللہ کی رضا کے لئے ایک دنیوی منافع کو چھوڑا۔ وہ جائز تھا یا ناجائز یہ علیحدہ سوال ہے۔ اُس وقت آپ کو یہ ناجائز نظر آیا آپ نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ کا اجر خدا کے ہاں لکھا جا چکا آپ کی یہ قربانی مقبول ہو چکی۔ وہاں دل پر نظر ہے۔ آپ کو خدا کی رضا مدنظر تھی اس کے لئے آپ نے ہر ایک احتیاط اور تقویٰ کا پہلو مدنظر رکھا۔ ہر ایک قسم کے دنیوی نفع کو قربان کر دیا۔ آپ کا ثواب خدا کے ہاں لکھا جا چکا۔ آج فتویٰ اگر بدل جائے تو پڑا بدلا کرے۔ فتوے پر اجر نہیں۔ قربانی اور تقوے پر اجر ہے۔ آپ نے تو جائز سمجھ کر پوسٹل بیمہ نہ کرایا۔ ہم نے اُس زمانہ میں جوا یا سود کا کاروبار سمجھ کر پراویڈنٹ فنڈ بھی نہ کٹوایا جسے آج میں خود جائز سمجھتا ہوں لیکن جو ہو چکا ہو چکا۔ اُس پر انسان کی نیت کے مطابق اجر مترتب ہو چکا۔

مذہب کا نشہ

مذہب کا نشہ بھی عجیب ہوتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں یہ نشہ اپنے انتہائے کمال پر تھا۔ مجھے ایک بیمہ ایجنٹ نے اُس زمانہ میں بیمہ کرانے کو کہا تو میں نے کہا ہم نے خدائی بیمہ کمپنی میں زندگی بیمہ کرالی ہے۔ جو قسط تمہیں دینی تھی ہم وہاں دیتے ہیں صحابہ کرام نے خدا کے ہاں زندگی کا بیمہ کرایا تھا اس نے اُنکی نسل او پس ماندگان کو ضائع ہونے نہ دیا تو اس مثال سے ہم کیوں نہ فائدہ اٹھائیں۔ دنیا کی بیمہ کمپنی ممکن ہے فیل ہو جائے۔ یا زیادہ سے زیادہ ایک رقم ادا کرے گی مگر خدا کے ہاں جو زندگی بیمہ کرا چکا اور اس بیمہ کی قسط وہاں مال اور جان سے ادا کرتا رہتا ہے۔ اُس کا معاوضہ جو خدا کے ہاں جمع ہوتا رہتا ہے وہ دنیا اور آخرت میں بے حساب ہے۔ اور خدا اُن کے پس ماندگان کو ضائع نہیں ہونے دیتا آج حضرت مسیح موعود کا وہ زمانہ جب یاد آتا ہے جب ایام اشتر کتنا بجا ہے کیونکہ اُس زمانہ میں سوا خدا کے اور کچھ نظر آتا نہ تھا۔ تو بے اختیار حضور کا یہ شعر زبان پر جاری ہو جاتا ہے کہ

امروز قوم من نہ شناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

جواہر ریزے

قرآن مجید

کہو اے اللہ ملک کے مالک تو جس کو چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ملک لے لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔ تیرے ہی ہاتھ میں (سب) بھلائی ہے۔ بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

تو رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور مردہ سے زندہ کو نکالتا ہے اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے اور تو جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

مومن مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں۔ اور جو ایسا کرے تو اس کا اللہ کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہیں سوائے اس کے کہ تم ان سے کسی طرح اپنا بچاؤ کر لو۔ اور اللہ تم کو اپنی سزا سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف انجام کار پہنچنا ہے۔

کہو اگر جو کچھ تمہارے سینوں میں ہے چھپاؤ یا اسے ظاہر کرو اللہ اسے جانتا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

جس دن ہر شخص جو کچھ اس نے نیکی کی ہے موجود پائے گا اور جو کچھ اس نے بدی کی ہے۔ آرزو کرے گا کہ اس کے اور اس کے درمیان لمبا فاصلہ ہوتا۔ اور اللہ تم کو اپنی سزا سے ڈراتا ہے۔ اور اللہ بندوں پر مہربان ہے۔
(۳ - ۲۵)

حدیث شریف

(۱) تم میں بہترین وہ ہیں جن کی عمریں سب سے زیادہ لمبی اور اخلاق سب سے زیادہ اچھے ہیں۔

(۲) نیک بات کہنا بھی صدقہ اور فیض رسانی ہے۔

(۳) جو ایک ایماندار بھائی پر لعنت کرے وہ گویا اس کا قاتل ہے۔

(۴) مسلمان وہ ہے جس کے دست و زبان سے لوگ محفوظ رہیں۔

(۵) بدترین خیانت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی بات کہے۔ وہ تجھے سچا سمجھ رہا ہو لیکن تو جھوٹ بول رہا ہو۔

(۶) اگر کسی شخص کے پاس اس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اُسے روک کر اپنے بھائی کی مدد کرے تو خدا دنیا اور آخرت میں اس کی مدد کرے گا۔

(۷) وہ لوگ قابل ملامت ہیں جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے اپنی باتیں آراستہ کریں۔

(۸) مُردوں کو کبھی بُرا مت کہو کیونکہ وہ اپنے کئے کا بدلہ پا چکے۔

(۹) زیادہ کلام نہ کرو سوائے اللہ کے ذکر کے۔ اور جو اللہ کے ذکر کے سوا زیادہ کلام کرتا ہے اس کا دل سخت ہو جاتا ہے اور بیشک اللہ سے زیادہ دور وہ شخص ہے جس کا دل سخت ہو جائے۔

(۱۰) مسلم مسلم کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسے (ظالم کے ہاتھ میں) چھوڑے اور جو اپنے بھائی کے کام میں ہوگا اللہ اس کے کام میں ہوگا اور جو مسلمان پر سے مصیبت دور کر دے گا اللہ اس پر سے قیامت کے دن مصیبتوں میں سے بڑی مصیبت دور کر دے گا اور جو مسلمان کے عیب پر پردہ ڈالے قیامت کے دن اللہ اس کے عیب پر پردہ ڈالیگا

ہمارے سالانہ جلسوں کی اغراض

دسمبر ۱۸۹۱ء میں حضرت مسیح موعود نے خالصۃً دین کی اشاعت کے لئے سالانہ جلسوں کی بنیاد رکھی حضرت صاحب ان جلسوں کی غرض و اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے۔ کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو۔ اور اپنے مولےٰ کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ تا اگر خدا تعالےٰ چاہے۔ تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہئے۔ اور دعا کرنا چاہئے۔ کہ خدا تعالےٰ یہ توفیق بخشے۔ اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو۔ کبھی کبھی ضرور ملنا چاہئے۔ کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پروا نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور ایک رسم کے طور پر ہوگی۔ اور چونکہ ہر ایک کے لئے باعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بُعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے۔ یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جاویں۔ جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالےٰ چاہے۔ بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ ۲۷ دسمبر سے ۲۹ دسمبر تک قرار پاوے۔ یعنی آج کے دن کے بعد جو تیس دسمبر ۱۸۹۱ء ہے۔ آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ دسمبر کی تاریخ آجاوے۔ تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہئے۔" (آسمانی فیصلہ)

حضرت صاحب کی اس تحریر کو چھیالیس سال [illegible] گزر چکے ہیں کتنے دسمبر ان کی زندگی میں آئے۔ اور کتنے سالانہ جلسوں میں انہوں نے شرکت فرمائی۔

میں اپنے احباب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ جس طرح آپ اپنی آمدنی میں سے ایک مستقل حصہ مقرر کر کے خدا کے دین کی اشاعت کے لئے دیتے ہیں اسی طرح سال کے ۳۶۵ دنوں میں سے جلسہ سالانہ کے تین دن بھی خدا کی راہ میں وقف کریں۔ ان تین دنوں میں ہم تمام وحدت مرکز میں جمع ہوں اور روحانی دینی معلومات حاصل کریں اور آپس میں میل ملاقات اور محبت بڑھائیں۔ کوشش کی جائے کہ حتی الوسع کوئی دنیوی کام ان دنوں میں شامل نہ کریں۔ ان تین دنوں کو ہم یوں سمجھیں کہ یہ ایک امانت ہم سے خدا تعالیٰ کو ادا کرنی ہے۔ اور اس امانت کے ادا کا پورا لحاظ رکھا جائے۔

نوٹ: جلسہ سالانہ کی تاریخوں کے متعلق انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اطلاع دی جاوے گی۔ (خاکسار۔ عبدالحق)

بچت فنڈ اور تحریک دستکاری کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ کے ارشادات

قابل توجہ احباب جماعت

برادر مکرم۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

دو باتیں ہیں جو میں چاہتا ہوں کہ ہر ایک احمدی مرد اور عورت تک پہنچ جائیں اسلئے میں نے دفتر کو ہدایت کی ہے کہ ہر ایک احمدی دوست کو جو ہماری جماعت سے تعلق رکھتا ہے یہ چٹھی فرداً فرداً پہنچا دی جائے اور ہر ایک مرد کا فرض ہے کہ وہ اس چٹھی کو محفوظ رکھے اور تب تک اسے ضائع نہ کرے جب تک اپنے گھر میں اس پر عملدرآمد ہوتا نہ دیکھ لے۔ **اوّل** جمعرات کے دن ہر ایک گھر میں کھانے کے خرچ میں کچھ کمی کر دی جائے یعنی معمولی ایام سے کم خرچ ہو خواہ وہ کمی گوشت میں ہو یا دودھ میں یا گھی میں یا اور کسی کھانے کی چیز میں حتیٰ کہ جس شخص کو سوائے خشک روٹی کے اور کچھ نہیں ملتا وہ اس دن روٹی کم کر کے ایک مٹھی آٹا ہی بچالے اور جسقدر رقم کی ہو وہ پیسے خدا کی امانت سمجھ کر ایک صندوقچی میں ڈال دیئے جائیں یا اگر آٹا ہے تو ایک برتن میں جمع کر لیا جائے اور مہینہ وار فروخت کر کے اس کی قیمت بچت فنڈ میں دیدی جائے۔ اسکی غرض یہ ہے کہ ایک طرف ہر احمدی گھر میں چھوٹوں اور بڑوں مردوں اور عورتوں کے دل میں یہ احساس پیدا ہو کہ ہم خدا کے دین کیلئے یہ تکلیف اٹھاتے ہیں۔ اور اس طرح ایک طرف اشاعت اسلام کی تحریک گھروں کے اندر پہنچ جائے اور چھوٹے بڑے اس ایک خیال سے سرشار ہوں اور دوسری طرف ہم خدا کے آخری پیغام قرآن شریف کو ان بستیوں تک پہنچا سکیں جہاں یہ آج تک نہیں پہنچا۔ اسی بنا پر ہم نے ایک مشن صرف اس بچت فنڈ کی بنا پر جاری کیا ہوا ہے۔ میں اپنے احباب کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جو تھوڑا سا ان کے حظ جسمانی کو اس رنگ میں نقصان ہوگا اس کی بجائے نہ صرف انکی صحت کو فائدہ ہوگا بلکہ اس کے ساتھ انکو اعلیٰ درجہ کا حظ روحانی حاصل ہوگا۔ خدا کے دین کیلئے کچھ تکلیف اٹھانے میں ایک لذت ہے جو اور کسی طرح نہیں ملسکتی پس **جمعرات کا دن** ہر ایک احمدی یاد رکھے کہ یہ بھوک یا کمی خوراک کے ذریعہ سے اسکے جہاد کا دن ہے۔ **دوم۔** ایک تحریک دستکاری کی ہماری قوم کی خواتین نے جاری کی ہوئی ہے جس کی طرف ابتک نوّے فیصدی احمدی گھرانوں کی توجہ نہیں اور بڑی بڑی جماعتیں اس ثواب کے کام سے اپنے آپ کو محروم کر رہی ہیں۔ اس کیلئے ایک [illegible] بھی آپکی خدمت میں ارسال ہے۔ اس دستکاری کی نمائش ہمارے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر ہوتی ہے۔ اسکی غرض یہ ہے کہ ہر ایک احمدی خاتون عورت ہو یا لڑکی کچھ نہ کچھ کام اپنے ہاتھ سے کر کے اسے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر پیش کرے۔ اور وہ چیز فروخت ہو کر اس کی قیمت اشاعت اسلام کے لئے وقف ہو یہ ضروری نہیں کہ وہ چیز قیمتی ہو خواہ وہ ایک رومال ہی ہو خواہ ایک پاؤ سوت ہی کاتا ہوا ہو۔ مگر کوئی خاتون بڑی ہو یا چھوٹی اس سے باہر نہ رہے۔ اور جو کچھ بھی تیار نہ کر سکے وہ چند پیسے ہی دستکاری کے فنڈ میں دیدے۔

کیا آپ میری اس [illegible] کو پورا کریں گے کہ ان دونوں باتوں کی تعمیل آپ کے گھر میں ہو۔ اور آپ آرام نہ کریں جب تک کہ بار بار گھر میں تاکید کر کے اس پر عمل نہ کرا لیں۔ اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو اپنے نفس کو تو بے شک کچھ تکلیف سے بچا لیں گے مگر یہ اپنی قوم کے ساتھ بلکہ خدا کے دین کے ساتھ وفاداری نہ ہوگی۔ نہ کسی کو بڑا ہونے کا خیال اس سے [illegible] روکے کہ میں اس طرح پر امداد کیا دونگا۔ اور نہ چھوٹے ہونے کا خیال کہ ایک مٹھی بھر آٹے سے کیا ہوگا۔ بلکہ یہ ہمارا ایسا قومی رنگ ہو جو ہر احمدی پر چڑھا ہوا ہو۔ والسلام۔

(خاکسار: **محمد علی** پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور)

یورپ میں تبلیغ اسلام اور مجاہد ریف

نصف صدی سے زائد زمانہ نہیں گزرا۔ کہ یورپ میں تبلیغ اسلام کے خیال پر حیرت و استعجاب کا اظہار کیا جاتا تھا مسلمانوں کے نزدیک یورپ و امریکہ کے کسی باشندے کا اسلام قبول کرنا ایک ناممکن بات تھی۔ یورپ کی سیاست، اس کے علوم و فنون اور اس کی تہذیب و تمدن کا رعب اسلامی دنیا پر بہت بری طرح چھایا ہوا تھا۔ اس دور میں مسلمانوں کے اندر جو چند درد مند ہستیاں پیدا ہوئیں۔ انکی مرعوبیت کا بھی یہ عالم تھا کہ یورپ کے حملوں سے قوم کو محفوظ رکھنے کی چند نامکمل کوششوں کے سوا اس بارہ میں وہ اور کچھ نہ کر سکے۔ اس حالت میں یورپ و امریکہ کے اندر تبلیغ اسلام کا خیال ان کے دماغوں میں بھلا کیسے آ سکتا تھا؟

لیکن اسی زمانہ میں قادیان کے گمنام گاؤں سے ایک مرد خدا اٹھا جس کی ہمت بلند نے یورپ میں تبلیغ اسلام کا بیڑا اٹھایا اس نے اس کام کے لئے باقاعدہ جد و جہد کی اور اس کا سنگ بنیاد رکھا آخر اس کے چند اولو العزم شاگردوں نے اس ناممکن کو ممکن کر دکھلایا آج یورپ کے متعدد ممالک میں جماعت احمدیہ کے مبلغ مشن اور مساجد موجود ہیں۔ سینکڑوں بلند پایہ یورپین حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں۔ جو بات کبھی مسلمانوں کے خواب و خیال میں بھی نہ آ سکتی تھی۔ مجدد زمان کے خادموں نے اللہ کے فضل سے اسے حقیقت کی شکل دیدی ہے۔ اور اس جد و جہد میں وہ برابر مصروف ہیں۔

یورپ میں تبلیغ اسلام کی ایمان افروز کامیابیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد بھی بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یورپ و امریکہ میں چند سو آدمیوں کا حلقہ بگوش اسلام ہو جانا کوئی حقیقت نہیں رکھتا اور اس جد و جہد پر وقت اور روپیہ خرچ کرنا چنداں مفید نہیں۔ وہ نہیں سمجھتے کہ یہ اس کام کا آغاز ہے جسکو ناممکن خیال کیا جاتا تھا۔ اس کی تکمیل یقیناً نہایت شاندار اور انقلاب انگیز ہوگی۔ موجودہ حالت میں بھی یہ تحریک تمام عالم اسلامی پر ہر لحاظ سے امید افزا اثر ڈال رہی ہے۔ مسلمان اقوام کی اپنی مایوسی اور جمود کو دور کرنے میں اس کے نتائج کو بہت کچھ دخل ہے۔

حال ہی میں ایک ولایتی اخبار "انٹرانسیجن" کے نمائندہ نے غازی محمد بن عبد الکریم مجاہد ریف سے ملاقات کی۔ غازی موصوف نے دوران گفتگو میں اسلام اور اسلامی و مغربی کلچر کے متعلق نہایت پرجوش الفاظ میں فرمایا۔

> "میں اعلان کرتا ہوں کہ ہم تمدن کے مالک ہیں اور زمانہ قدیم سے تمدن ہمارا رہا ہے۔ ہم اصولوں کے بانی ہیں اور ایک خاص کلچر کے سرپرست۔ ہمارا علم اور ہماری تہذیب ہی آج دنیا پر حاوی ہے اور متمدن دنیا ہمارے احسان کی حلقہ بگوش ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ آج بھی انگریز اور یورپین لوگ ہمارے مذہب کے سامنے جھک رہے ہیں۔ اور حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں"۔

اس سے کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ غازی موصوف کے اس دعویٰ میں سب سے زیادہ زور و اثر پیدا کرنے والی چیز یورپین لوگوں کا قبول اسلام ہے۔ آج سیاسی تمدنی اور علمی حیثیتوں سے یورپ کی برتری دنیا بھر میں مسلم ہے۔ اگر یہ اسلام کے سامنے جھک جائے۔ تو ہمارا حال و مستقبل ہماری ماضی کی طرح کامیاب و پرشکوہ ہو سکتا ہے۔ افسوس یورپ میں تبلیغی کوششوں پر اعتراض کرنے والے ان حقیقتوں پر غور نہیں کرتے۔

مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ کیخلاف

ہائیکورٹ کے قابل توجہ ریمارکس

لاہور ۱۱ر نومبر۔ مسٹر جسٹس کولڈ سٹریم نے آج مسٹر کھوسلہ سشن جج گورداسپور کے اس فیصلہ کے متعلق جو مولوی عطاء اللہ صاحب کے مقدمہ میں دیا گیا تھا۔ اپنا فیصلہ سنا دیا۔ فاضل جج نے فیصلہ کے متعلق بحیثیت مجموعی اپنی یہ رائے ظاہر کی کہ فیصلہ ایسی زبان میں نہیں لکھا گیا۔ جسے موزوں اور مناسب کہا جا سکے۔ نیز اس رائے کا بھی اظہار کیا۔ کہ بعض ایسی باتیں فیصلہ میں آگئی ہیں۔ جو ہرگز فیصلے کا حصہ نہیں ہونا چاہئے تھیں۔ فاضل جج نے اس بات پر زور دیا کہ فرقہ وارانہ مقدمات میں زبان خاص طور پر محتاط ہونی چاہئے۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہی منافرت جس کے دبانے کے لئے مقدمہ چلایا گیا ہو ایسے فیصلہ سے اور زیادہ بڑھے فاضل جج نے کہا چونکہ حکومت کی طرف سے ہائیکورٹ میں نظر ثانی کی درخواست سزا کے بڑھانے کی غرض سے نہیں کی گئی۔ اس لئے میرے لئے ممکن نہیں کہ میں شہادتوں کی تفصیلات میں جا کر واقعات پر تبصرہ کروں میرے اختیارات اس مقدمہ میں دفعہ ۵۶۱ کی تنگ حدود ہی میں محدود ہیں۔

اس دفعہ کے ماتحت قانونی بحث کرتے ہوئے فاضل جج نے یہ رائے ظاہر کی۔ کہ وہی جملے قلمزن ہو سکتے ہیں۔ جن کا اثر جج کی تجویز کردہ سزا پر نہ پڑے۔ لیکن ساتھ ہی اس امر کو محسوس کیا۔ کہ انصاف کا تقاضا ہے کہ ایسے جملوں کے متعلق جو کہ اس دفعہ کے ماتحت حذف نہیں کئے جا سکتے۔ اپنی رائے ظاہر کر دی جائے۔

فاضل جج نے سب سے پہلے گورنمنٹ کی درخواست کے متعلق رائے کا اظہار کرتے ہوئے یہ فیصلہ دیا کہ گورنمنٹ کے متعلق سشن جج کی نکتہ چینی بے محل اور غیر ضروری ہے۔ اگرچہ یہ جملے حذف نہیں کئے جا سکتے۔ کیونکہ اگر ایسا کیا جائے۔ تو اس کا سزا پر اثر پڑے گا۔

جماعت احمدیہ کی درخواست کے متعلق فاضل جج نے اس رائے کا اظہار کیا۔ کہ اگرچہ اس میں درج شدہ پہلے تین جملے قلمزن تو نہیں کئے جا سکتے لیکن جج ان خیالات کو بہتر طرز پر ادا کر سکتا تھا۔ فاضل جج نے جماعت احمدیہ کے متعلق نزاع یا دہ فرقہ کے الفاظ کو دل آزار اور غیر ضروری قرار دیا فاضل جج کی رائے میں سشن جج نے فیصلہ میں واقعات کو صحیح طور پر بیان نہیں کیا۔ شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی غیر احمدی کو جماعت احمدیہ کی فرمانبرداری پر مجبور نہیں کیا جاتا۔ صرف احمدیوں ہی پر قانون کے اندر رہ کر اخلاقی دباؤ حسب ضرورت ڈالا جاتا ہے۔ فاضل جج نے اسٹامپ کے متعلق بھی اظہار رائے کیا۔ عبد الکریم کے واقعات کے متعلق فاضل جج نے اس رائے کا اظہار کیا۔ کہ اس کی اپنی کرتوتیں ہی اسکی مشکلات کا باعث بنیں۔ فاضل جج نے فیصلے میں یہ کہا۔ لفظ encompassed "قتل کی تدبیر کی" کو حذف کر دینا چاہئے کیونکہ اس سے ایسے شخص کی عزت پر حملہ ہوتا ہے۔ جسے اپنی بریت ثابت کرنے کا موقع نہیں دیا گیا۔

شہادت پر بحث کرتے ہوئے فاضل جج نے کہا۔ کہ مرزا صاحب (مرزا محمود احمد صاحب) نے قاتل کے فعل قتل کی ہرگز تعریف نہیں کی اگرچہ انہوں نے قاتل کے اس فعل کو بہ نظر استحسان دیکھا۔ کہ اس نے جان کو خطرہ میں ڈال کر بھی سچ کو نہیں چھوڑا۔ قادیان میں قانون شکنی اور قتل و غارت کے الزام کے متعلق تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔ کہ شہادت سے جو نتیجہ سشن جج نے اخذ کیا ہے۔ وہ بہت بڑی جسارت ہے۔ اور بالکل ممکن ہے۔ کہ اگر اسکی بجائے کوئی اور جج ہوتا۔ تو وہ اور نتیجہ نکالتا۔ لیکن اس جملے کو برقرار رہنے دیا۔

اسی طرح جہاں جہاں سشن جج نے بانئ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق عام مسلمانوں کے خلاف دشنام دہی کا الزام لگایا ہے۔ ایسے سب جملوں کو حذف کر دیا۔

مراسلات

علامہ عبد اللہ یوسف علی کے دور کی برکات

اسلامیہ کالج کے ایک طالب علم کی شاندار کامیابی

آج مورخہ ۲ر نومبر ۳۵ء کو پنجاب یونیورسٹی کی کراس کنٹری (Cross Country Race) ریس ہوئی۔ فاصلہ سات میل سے کچھ زائد تھا۔ پنجاب بھر کے کالجوں سے تقریباً پچاس طلباء اس دوڑ میں مقابلہ کرنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔

یہ امر قابل فخر ہے کہ اسلامیہ کالج کے مشہور کھلاڑی مسٹر عبد الرحمن بی اے اتنی لمبی دوڑ میں اول رہے۔ باوجودیکہ مقابلہ بہت سخت تھا لیکن کالج ہذا کا یہ مایہ ناز کھلاڑی شروع ہی سے سب سے آگے نکل گیا اور کسی کو ساتھ نہ ملنے دیا۔ اول اور دوم کھلاڑی میں دوڑ کے اختتام تک تقریباً ۴۰۰ گز کا فاصلہ تھا۔

ہم مسٹر عبد الرحمن کو اس شاندار کامیابی پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ یونیورسٹی کے باقی مقابلوں میں بھی وہ اور ان کے ساتھی ایسی ہی نمایاں کامیابی حاصل کریں گے۔

ہم اس شاندار کامیابی پر اسلامیہ کالج کے ہر دلعزیز پرنسپل علامہ عبد اللہ یوسف علی کو بھی ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ جن کی توجہ کی وجہ سے مسلمانوں کی اس واحد درسگاہ میں زندگی کی ایک لہر دوڑ گئی ہے۔

(نامہ نگار)

میاں غلام عباس صاحب کا تبادلہ

جناب میاں غلام عباس صاحب خلف الرشید حضرت شیخ ... خان بہادر میاں غلام رسول صاحب جو دہلی شملہ کے ملٹری اکاؤنٹنٹ جنرل کے دفتر میں بعہدہ اسسٹنٹ ملٹری اکاؤنٹنٹ جنرل ہو چکے تبدیل ہو کر کوئٹہ میں ایک نہایت ذمہ دار افسر ہونے کی حیثیت میں جہاں پر کہ G.C.S افسر کا تقرر ہوا کرتا ہے تشریف لے جا رہے ہیں۔ جناب میاں صاحب موصوف نے اپنے دوران قیام دہلی و شملہ میں ثابت کر دیا ہے کہ آپ نہ صرف سچے دیکھے مسلمان، ہر دلعزیز افسر، اخلاق حمیدہ اور اوصاف پاکیزہ کے مالک ہیں بلکہ صحیح معنوں میں سلسلہ احمدیہ کے بھی خیر خواہ ہیں۔ اس لئے جماعت احمدیہ دہلی کی دعا ہے کہ میاں صاحب ممدوح جہاں رہیں دن دونی اور رات چوگنی دین و دنیا دونوں میں ترقی کرتے رہیں۔ آمین ثم آمین۔ (عبد الحق سیکرٹری جماعت دہلی)

خبریں

عالم اسلام

—— قاہرہ ۱۳ نومبر۔ یوم آزادی کے مظاہرے کے دوران میں جس میں طلبہ شریک تھے۔ شدید بلوہ ہو گیا ۲۹ آدمی زخمی ہوئے جن میں سے ۱۹ پولیس کے سپاہی ہیں مظاہرین سر سموئیل ہور کے خلاف آوازے کس رہے تھے۔ ہجوم نے برطانی قونصل خانہ پر سنگ باری کی۔ اس پر مصری فوج کا ایک دستہ منگوایا گیا جس نے مظاہرین کو نرغہ میں لے لیا۔

—— بعد کی ایک خبر مظہر ہے کہ پولیس کے ۴۵ آدمی زخمی ہوئے جن میں سے ۱۳ کو شدید زخم آئے پولیس کو گولی چلانی پڑی جس سے ایک شخص ہلاک اور ۳ زخمی ہوئے۔ ہجوم نے پولیس کی ایک لاری اور ایک موٹر سائیکل جلا دی۔

—— عراقی پٹرول کمپنی اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے ایک نئی ریلوے لائن قائم کرنا چاہتی ہے تا کہ عراق سے شام تک پٹرول کو لانے اور لیجانے میں سہولت ہو۔ کمپنی اس بارہ میں حکومت عراق سے گفتگو کر رہی ہے۔

—— برٹش پٹرول کمپنی نے دجلہ کے قریب ایک نیا معدن کھودنا شروع کیا ہے اس معدن سے ۱۰ لاکھ گیلن پٹرول روزانہ نکالا جا سکتا ہے۔

—— مصر کا مشہور اخبار البلاغ رقمطراز ہے کہ چند روز ہوئے موجودہ حالات کے پیش نظر ایک عام فوجی مظاہرہ کیا گیا جس میں مصری اور انگریزی افواج نے بہت بڑی تعداد میں شرکت کی۔ مصری پولیس بھی فوج کے ساتھ شریک مظاہرہ تھی۔ مظاہرہ کے وقت وزیر اعظم مصر۔ وزیر جنگ اور برطانوی ہائی کمشنر موجود تھے۔

—— ترکی کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ گذشتہ دنوں وہاں ایک نئی ریلوے لائن کا افتتاح ہوا۔ اس نئی لائن کا طول ۶۵ کیلو میٹر ہے اور یہ سند بکالی سے قرہ توپہ تک جاتی ہے۔

—— مصر کی مشہور علمی جماعت مجلس آثار عربیہ نے عربی آثار قدیمہ کے تحفظ کیلئے از سر نو جد و جہد شروع کر دی ہے۔ اور طے کیا ہے کہ ماہرین آثار ہر ہفتہ جمع ہوا کریں تا کہ یہ کام جلد جلد ترقی کر سکے۔

—— حکومت ایران نے شیراز میں شکر سازی کا ایک بہت بڑا کارخانہ قائم کیا ہے۔ یہ ایران میں شکر سازی کا چھٹا کارخانہ ہے۔ اس پر حکومت ایران نے بہت زیادہ روپیہ صرف کیا ہے۔

—— ایرانی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ گذشتہ ماہ کے آخر پر بوشہر میں ایک شدید زلزلہ رونما ہوا جس کے جھٹکے غیر معمولی طور پر شدید تھے۔ شہر کے باشندے کئی گھنٹے تک خوف و ہراس میں مبتلا رہے۔

—— اہل مصر نے دو طبی وفد ادیس ابابا بھیجے ہیں جن پر ۶۵ ہزار پونڈ صرف ہوئے ہیں۔

—— عراق میں تعلیم نسواں تیزی سے ترقی کر رہی ہے امسال مدارس سے فارغ التحصیل چند لڑکیوں نے بغداد کے میڈیکل کالج میں داخل ہونے کی درخواست کی ہے جو ارباب اہتمام کے زیر غور ہے۔

—— استنبول ۱۲ نومبر۔ کل آدھی رات کے وقت ترکی کا ایک مشہور جہاز جب بندرگاہ سمرنا کے دہانے پر پہنچا تو طوفان اور آندھی نے اسے گھیر لیا۔ وہ آن کی آن میں غرق ہو گیا۔ ایک دوسرا جہاز بر وقت امداد کو پہنچ گیا جس نے بہت سے مسافروں کی جانیں بچا لیں۔

—— انگورہ کی اطلاعات مظہر ہیں کہ اٹلی کے خلاف تعزیری اقدام کی تجویز منظور کرنے والوں میں ترکی حکومت بھی شامل ہے۔ اس لئے ترکی حکومت نے اٹلی کی طرف سامان خوراک بالخصوص غلہ کی روانگی حکماً موقوف کر دی ہے اس لئے غلہ کا نرخ اتر گیا ہے۔

ہندوستان

—— لاہور کے ستر مسلمانوں کی طرف سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں ایک دیوانی دعویٰ دائر کیا گیا ہے۔ کہ مسلمانوں کو مسجد شہید گنج میں نماز پڑھنے کا حق عطا کیا جائے اور گوردوارہ پربندھک کمیٹی اور گوردوارہ شہید گنج کمیٹی کے نام حکم امتناعی جاری کئے جائیں کہ وہ مسلمانوں کے نماز ادا کرنے کے حق میں مداخلت نہ کریں اور تا فیصلہ اس جگہ نئی عمارت تعمیر نہ کی جائے۔ اس مقدمہ کی سماعت ڈسٹرکٹ جج خود کر رہے ہیں۔ آپ نے مذکورہ کمیٹیوں کے نام حکم امتناعی جاری کر دیا ہے کہ وہ تا فیصلہ مقدمہ مسجد کی زمین پر کوئی عمارت تعمیر نہ کریں۔

—— اس ہفتہ سیالکوٹ میں احراریوں کی کانفرنس منعقد ہوئی۔ احراریوں نے لوگوں کو مرعوب کرنے کی خاطر ہزاروں دیہاتی نہایت اہتمام سے بلوائے تھے۔ کانفرنس میں فساد ہنگامہ اور مار پیٹ کے متعدد واقعات ہوئے اور احراریوں کے خلاف کئی مرتبہ نعرے لگائے گئے۔

—— پشاور ۱۲ نومبر۔ سر عبد الرحیم صدر اسمبلی کل رات یہاں پہنچ گئے ہیں آپ اپنے دس روزہ قیام میں سرحد کے اہم مقامات کا دورہ کرینگے۔

—— بمبئی کے مشہور سیٹھ حاجی احمد صدیق کھتری کا گذشتہ جمعہ کو مدینہ منورہ میں انتقال ہو گیا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ نے تحریک خلافت میں نہایت سرگرمی سے حصہ لیا تھا۔

—— کلکتہ ۱۳ نومبر۔ اٹلی کے قونصل جنرل مقیم کلکتہ نے حکومت ہند کو تعزیری اقدام کے خلاف ایک احتجاجی عرضداشت اپنی حکومت کی طرف سے بھیجی ہے۔ جس میں یہ دھمکی بھی دی گئی ہے۔ کہ اگر حکومت ہند نے ہندوستان سے اٹلی کے لئے برآمد کی ممانعت کر دی تو حکومت اٹلی بھی اس صورت میں ہندوستان کے خلاف جوابی کارروائی اختیار کرے گی۔

—— نئی دہلی ۱۳ نومبر۔ وائسرائے کے زلزلہ فنڈ میں اس وقت تک ۵۸۱۴۴۲۱ کی رقم جمع ہو چکی ہے۔

—— ہندوؤں کی طرف سے یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ ڈاکٹر امبیدکر کو ہندو مہاسبھا کا صدر بنا دیا جائے اور مہاسبھا کی ساری مشینری ان کے سپرد کر دی جائے وہ جس طرح چاہیں چھوت چھات کے خاتمہ کے لئے جد و جہد جاری رکھیں۔

—— شنکراچاریہ کی طرف سے ہندوؤں کا ایک وفد ڈاکٹر امبیدکر کے پاس گیا تھا لیکن ڈاکٹر صاحب ان کی باتوں سے مطمئن نہ ہو سکے۔

—— ریاست کولہاپور میں اتفاقیہ طور پر تیل کے چشموں کا انکشاف ہوا ہے امید ہے اس سے زمین کے مالکوں کو کافی فائدہ ہو گا۔

—— راؤ بہادر چودھری چھوٹو رام نے پنجاب کونسل کے ممبروں سے اپیل کی ہے کہ وہ ان کے قرضہ بل کے حق میں رائیں دیں اور مٹھی بھر ساہوکاروں کو چھوڑ کر پنجاب کی دو کروڑ سے زیادہ آبادی کو اقتصادی غلامی سے بچانے کی کوشش کریں۔ آپ نے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ اس بل پر رائے شماریوں کے نتائج کو صوبہ بھر میں مشتہر کیا جائیگا۔

—— احراریوں کا ارادہ ہے کہ ۲۲ نومبر کو قادیاں میں مباہلہ کے بہانے جمع ہو کر ہنگامہ بپا کریں۔

—— لاہور۔ ۱۳ نومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت نے چھویوں، برچھیوں اور بھالوں وغیرہ خطرناک ہتھیاروں کو دس انچ سے زائد کا قبضہ میں رکھنا ممنوع قرار دیا ہے اس سلسلہ میں لاہور میں متعدد گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔

—— نئی دہلی ۱۳ نومبر۔ فوجی ارباب حل و عقد نے تمام فوجی افسروں کو حکم دیا ہے کہ دیہات سدھار پروگرام کے متعلق سول افسروں سے تعاون

ممالک خارجہ

—— لندن ۱۲ نومبر۔ برٹش مسلم سوسائٹی نے لارڈ ہیڈلے مرحوم کی جگہ سر عمر ہیوبرٹ رینکن کو صدر منتخب کیا ہے۔ مصر کے شہزادہ محمد علی سوسائٹی کے سرپرست منتخب ہوئے ہیں۔

—— لندن ۱۱ نومبر۔ شاہ جارج نے یونانی سفارت خانہ کے تین افراد کی درخواست پر یونان کا تخت قبول کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا ہے۔ جب سفیروں نے استصواب رائے عامہ کے نتائج سے شاہ کو مطلع کیا تو ان کی آنکھیں اشک آلود ہو گئیں اور آپ نے فوراً یونان واپس جانے پر رضامندی کا اظہار کیا۔ امید ہے آپ ۱۴ نومبر کو عازم یونان ہوں گے۔

—— جرمنی میں ایک شخص کو نبوت کا دعویٰ کرنے پر ڈیڑھ سال قید کی سزا ملی ہے۔ یہ شخص مردوں کو زندہ اور خطرناک مریضوں کو شفایاب کرنے کا دعویدار ہے عدالت نے فیصلہ میں لکھا ہے کہ یہ شخص نبوت کا دعویٰ کر کے اخلاقی و مجلسی جرم کا ارتکاب کر رہا ہے خواہ یہ اپنے دعوے میں سچا ہی کیوں نہ ہو اس لئے اسکو ڈیڑھ سال قید کی سزا دی جاتی ہے۔

—— روما ۱۲ نومبر۔ مسولینی نے شاہ روما کے یوم ولادت کی تقریب پر تقریر کرتے ہوئے جنگ حبشہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ہم نے ایک مہینہ میں حبشہ سے دو پرانے بدلے لئے ہیں۔

—— ادیس ابابا۔ ۱۲ نومبر۔ ایک مصدقہ اطلاع ہے کہ جورا مائی کے مقام پر ابھی تک حبشی قابض ہیں۔ اس خبر کی بھی تصدیق ہو گئی ہے جورا مائی میں حبشی گورنر اطالوی طیاروں کی بم باری سے ہلاک ہو گیا ہے۔

—— یہ بھی ایک خبر ہے کہ حبشی فوجوں میں بعض مقامات پر نااتفاقی رونما ہو گئی ہے۔

—— لندن ۱۲ نومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ شمالی اور جنوبی محاذوں پر اطالیہ کی فوجیں پسپا ہو رہی ہیں۔ لیکن انہوں نے انتالو پر قبضہ کر لیا ہے۔

—— شمالی محاذ پر حبشی فوج دو پہاڑوں کے درمیان ایک لمبے پر جو صرف ۳۰ فٹ چوڑا ہے جمع ہے تا کہ جس وقت اطالوی افواج پیش قدمی کرتی ہوئی اس کے قریب آئیں تو ان کو نرغے میں لے لے

—— ادیس ابابا ۱۳ نومبر۔ حکومت حبشہ کا ایک اعلان مظہر ہے کہ حبشی افواج نے شدید مقابلہ کے بعد جنوبی محاذ پر اطالیہ کے چار ٹینک اپنے قبضہ میں کر لئے ہیں۔ اس معرکہ میں چھ اطالوی افسر اور کئی سپاہی کام آئے۔

—— لندن ۱۳ نومبر۔ خیال کیا جاتا ہے کہ حبشہ کے ارباب حل و عقد چاہتے ہیں۔ کہ اطالوی فوجیں حبشہ کے مرکزی اور دشوار گذار علاقوں میں داخل ہوں، تا کہ ان کے وسائل آمد و رفت اصل جنگی مرکز سے بہت دور ہو جائیں۔ ایسے مقامات حبشہ کی دفاع کے لئے بہت مفید ہونگے ابھی تک اطالوی فوجیں ہر علاقہ میں میدان صاف پا رہی ہیں۔

—— روما ۱۳ نومبر۔ اعلان کیا گیا ہے کہ حکومت اطالیہ نے تمام حکومتوں کے نام جو تعزیری اقدامات میں حصہ لینا چاہتی ہیں ایک احتجاجی یادداشت ارسال کی ہے جس میں ان حکومتوں کے خلاف قانونی اور اخلاقی نقطہ نگاہ سے شدید اعتراض کیا ہے۔

—— گذشتہ دو تین ہفتے سے حبشہ اور فرانس کے تعلقات کچھ کشیدہ ہو رہے ہیں۔ فرانس نے حبشہ و اٹلی کے تنازعہ میں جو رویہ اختیار کیا ہے اس سے شاہ حبشہ کو سخت مایوسی ہوئی ہے۔ حکومت حبشہ کا خیال ہے۔ کہ حکومت فرانس دیرہ داوا پر مستقل قبضہ کرنا چاہتی ہے۔

اپیل جلسہ فنڈ

اخویم مکرم بندہ جناب　　　السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

اپنی جماعت کا جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۳۵ء کے آخری ہفتہ میں حسب دستور سابق احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا۔ اس دینی اجتماع کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھی ہوئی ہے اور اس کی غرض دنیا میں اعلائے کلمۃ الحق کے لئے تحریک کرنا اور اس کے متعلق تجاویز کرنا ہے آپ جانتے ہیں۔ کہ ہماری اس چھوٹی سی جماعت نے اس وقت اطراف واکناف عالم میں اشاعت اسلام کا تہیہ کیا ہوا ہے اور مذہب اسلام کو اس پیرایہ میں پیش کیا جا رہا ہے۔ جس سے اس کا اصلی منور چہرہ پھر دنیا کو نظر آجائے اور یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کا منظر آنکھوں کے سامنے آجائے۔ قرآن کریم کی اصلی تعلیم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ جن پر بعد زمانہ سے پردہ پڑ گیا تھا۔ مجدد وقت نے ان کی طرف توجہ دلائی اور جہاد بالقرآن کا بھولا ہوا سبق پھر یاد دلایا۔ فروعی اختلافات کو نظرانداز کرکے جنہوں نے قوم کے شیرازہ کو بکھیر کر مسلمانوں کو کمزور کر دیا ہوا تھا سب کو دین واحد پر جمع ہونے کی تلقین کی اور نعمت اسلام سے دنیا کو فیضیاب کرنے کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح جدوجہد کی اور اس کوشش کو جاری رکھنے کے لئے ایک جماعت بنائی اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و احسان ہے کہ ہم کو اس صادق انسان کیساتھ تعلق پکڑنے اور اس کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔

اب ہمارا فرض ہے کہ اپنی سب دنیاوی ضروریات پر دین کی ضرورت کو مقدم کرکے اس نعمت کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے جان توڑ کوشش کریں۔ جلسہ سالانہ میں انہی امور پر ساری جماعت غور کرتی ہے۔ اس لئے اس میں سب بھائیوں کا شامل ہونا ضروری ہے۔ ساتھ ہی چونکہ ان مکرم مہمانوں کی مہمانداری کے لئے جو دور دور سے سفر کی تکالیف اٹھا کر یہاں جمع ہوتے ہیں، غیر معمولی اخراجات پیش آتے ہیں۔ اس لئے ان اخراجات کے لئے نقد وجنس کا مہیا کرنا بھی ہر ایک بھائی کا فرض ہے۔ اور جن کو خدا تعالیٰ نے وسعت رزق دی ہے وہ اس بوجھ کے اٹھانے میں انجمن کی بہت مدد کر سکتے ہیں۔ ایسے نیک کام میں خرچ کئے ہوئے روپے کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ انسان گھاٹے میں نہیں رہے گا اور تمام صلحا کے تجربہ میں آیا ہوا یہ نسخہ ہے کہ ؎

زر بذل مال در رہش کسے مفلس نمیگردد
خدا خود میشود ناصر اگر ہمت شود پیدا

خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت کے لئے خدا کے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرنے میں اگر کوئی شخص بخل کرتا ہے تو وہ اپنی ذات کے لئے ہی بخل کرتا ہے اور ایک بڑی سعادت سے محروم رہ جاتا ہے۔ جس کے سامنے مال و دولت کی کچھ حقیقت نہیں ہے۔ اور جو دل کھول کر اس کی راہ میں خرچ کرتا ہے وہ اس کی ضروریات کا خود کفیل ہو جاتا ہے۔ آپ سے امید کی جاتی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے جلسہ کو کامیاب بنانے کی کوشش میں حصہ لیں گے اور ...... کی رقم جو آپ کے ذمہ لگائی گئی ہے جلد بھیجکر مشکور فرما دیں گے۔ یاددہانی کا موقعہ نہ آنے دیں۔ والسلام

خاکسار: شیخ محمد دین جان ایڈوکیٹ ہائیکورٹ لاہور (آنریری جنرل سکرٹری) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مورخہ ۴ نومبر ۱۹۳۵ء

ماسٹر ابو عبیدہ نظام الدین کوہاٹی کی ذہانت

ماسٹر صاحب مذکور نے ۴ اکتوبر کے اخبار "احسان" لاہور میں حضرت مسیح موعود پر توہین انبیاء کا الزام لگا کر جماعت احمدیہ کے بزرگوں کو ایک ہزار روپیہ کا انعامی چیلنج دیا تھا۔ چونکہ یہ الزام سراسر باطل اور بے بنیاد تھا، میں نے ماسٹر جی کا یہ چیلنج منظور کرکے انکو بذریعہ رجسٹری خط اطلاع دیدی جس کی نقل ایڈیٹر اخبار "احسان" کو بھی بھیجدی۔ پھر اسی مضمون پر ذرا تفصیل سے اخبار "پیغام صلح" ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء میں ایک نوٹ لکھا اور اخبار ماسٹر جی کو بھیجدیا میرا خیال تھا۔ کہ وہ بلا کسی حیل وحجت کے انعامی روپیہ ایک معتبر انجمن یعنی حمایت اسلام لاہور میں جمع کرا کر میدان میں نکل آئیں گے۔ لیکن ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء کا اخبار "احسان" (جسے میں نے بوجہ لاہور سے غیر حاضری دو ہفتہ کے بعد دیکھا) دیکھ کر تعجب ہوا، کہ وہ شخص جو جھوٹے الزام لگانے میں اتنا دلیر ہے ان الزامات کا ثبوت دینے میں اس قدر بزدل ہے۔ کہ میرے جواب کا صحیح مفہوم بھی بیان کرنے سے قاصر ہے۔ میں نے اُس کی اپنی مسلمہ تفاسیر اور احادیث بالمقابل پیش کرنے کی اجازت اس لئے طلب کی تھی، تاکہ اس پر اور پبلک پر ثابت ہو جائے۔ کہ جن باتوں کو وہ توہین انبیاء سمجھ کر ہم پر معترض ہے۔ اس سے بہت بڑھ کر باتیں اس کی اپنی مسلمہ تفاسیر اور احادیث میں انبیاء اور خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں درج شدہ ہیں دوسری بات میں نے صاف طور پر لکھی تھی کہ "ثالث فریقین کسی ریٹائرڈ جج کو مقرر کریں، جس کی امانت و دیانت شہرہ آفاق ہو" لیکن ماسٹر جی یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ گویا ثالث بھی میں خود ہی مقرر کروں گا۔ حالانکہ میرے آخری فقرہ "مولوی جی اس منصفانہ تجویز کو منظور فرما کر جلد بذریعہ اخبار اعلان کریں گے تاکہ میں کسی ثالث کا نام پیش کر سکوں"۔ کا مطلب صرف اس قدر تھا کہ اُن کی منظوری آنے پر میں ایک ثالث کا نام پیش کر دونگا پھر وہ اپنی طرف سے خواہ اسے منظور کریں یا کوئی دوسرا نام پیش کریں جس پر فریقین کو اتفاق ہو اُسے مقرر کر لیا جائے۔ نہ معلوم ان ہر دو منصفانہ باتوں کے ماننے سے ماسٹر جی کو کیوں گریز ہے۔ اور وہ یہاں تک گھبرا گئے ہیں۔ کہ انجمن حمایت اسلام کو ہماری انجمن سمجھ رہے ہیں۔ اور تفسیروں و احادیث کو جواب دیکر اپنے آپ کو مسلمانوں کے زمرہ سے بھی نکال رہے ہیں۔ تبھی تو لکھتے ہیں۔ کہ "اس کے بعد وہ اسی قسم کا چیلنج مسلمانوں کو دیں"۔ ورنہ جب وہ مسلمانوں کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے ہمارے مقابل آنا چاہتے ہیں۔ تو خود اُن کو مسلمانوں کے مسلمات سے انکار نہ کرنا چاہیئے۔ ماسٹر جی اس بات سے بالکل تسلی رکھیں اور یہ وہم اپنے دل و دماغ سے نکال دیں۔ کہ ہم انکا انعامی روپیہ اپنے مصرف میں لانا چاہتے ہیں۔ میں نے اخبار میں صاف طور پر اعلان کر دیا تھا۔ کہ جیتنے کی صورت میں وہ اپنا روپیہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے خزانہ سے واپس لے لیں۔ لیکن ہارنے کی صورت میں وہ روپیہ اُسی انجمن کے یتیم خانہ کو مل جائے گا۔ اُمید ہے کہ ماسٹر جی جلد انعامی روپیہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے خزانہ میں جمع کرا کر میدان میں نکل آئیں گے اور ثالث کے نام سے اطلاع دینگے نیز ان تفاسیر وکتب احادیث کے نام سے بھی جن کو وہ مانتے ہیں اور اگر وہ تفسیروں اور حدیثوں کے منکر ہیں تو اس کا بھی اعلان کر دیں۔

(محمد منظور الٰہی)

پیغام صلح
۱۲
۱۵ نومبر ۱۹۳۶ء
اسلامی کتب کا بہترین ذخیرہ
تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی اردو وغیرہ
بیان القرآن
یعنے
اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن
خصوصیات
ہر بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے۔ قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے۔ تشریح لغت مکمل طور پر دی گئی ہے۔ لغت کی مستند کتب مفردات امام راغب، لسان العرب، تاج العروس کی بنا پر ترجمہ و تفسیر کیا گیا ہے۔ پرانی تفاسیر کا خلاصہ معہ حوالجات دیئے گئے ہیں۔ ہر قسم کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ ہر سورت کا آپس میں تعلق واضح کیا گیا ہے۔ موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر ہے ۲۹×۲۲ سائز کے دو ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ اصل ہدیہ مکمل تفسیر ۲۵ روپے۔ رعایتی قیمت ۱۳ روپے
محصولڈاک ۲ علاوہ
بیان القرآن کا مختصر ایڈیشن حمائل شریف مترجم کے نام سے شائع کیا گیا ہے
فضل الباری حصہ اوّل
یعنے
اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری
خصوصیات
بخاری شریف کی کتابوں۔ بابوں اور مضامین کو اس طریق سے رکھا گیا ہے کہ حجم بہت کم ہو گیا ہے۔ ترجمہ بامحاورہ ہے۔ مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور احادیث کو اس کے ماتحت رکھا گیا ہے۔ ہر قسم کے اعتراضات کو دور کیا گیا ہے۔ مسائل میں مختلف راویوں میں سے جو معقول اور مدلل ہو اسے ترجیح دی گئی ہے۔ مکرر احادیث پر ترتیب وار نمبر دیئے گئے ہیں اور الفاظ کی کمی بیشی کو نوٹوں میں واضح کیا گیا ہے۔ پہلی جلد ۲۹×۲۲ سائز کے ۸۰۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں قریباً چودہ پارے صحیح بخاری کے کتاب الانبیاء تک آچکے ہیں۔
اصل قیمت جلد اوّل مجلد ۹ روپے۔ رعایتی قیمت روپے
محصول ڈاک علاوہ
سیرت خیر البشر
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مفصل سوانح عمری جس میں خصوصیت سے آپ کے اخلاق فاضلہ پر محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے
تاریخ خلافت راشدہ
خلفائے راشدہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی کے حالات زندگی دیئے گئے ہیں
جمع قرآن
قرآن کریم کی جمع اور ترتیب کے متعلق تمام تاریخی واقعات
مقام حدیث
النبوۃ فی الاسلام
مقدمۃ القرآن حصہ اوّل
حقیقت المسیح
عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب از روئے قرآن کریم اور بائبل دیا گیا ہے۔
تصنیفات مختلف مصنفین
انوار القرآن
پارہ عم کی ایمان افروز تفسیر
مؤلفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب
گولڈن ڈیڈز آف اسلام
انتخاب صحاح ستہ
کامران
اردو ترجمہ بجر وید
المسیح الدجال
الروح
تناسخ
ولادت مسیح
رسالہ نماز
قرآن کریم کا عالمگیر پیغام
روزہ
حج
زکوٰۃ
اکرام الحق
المشتہر مینیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور
www.aaiil.org

تار کا پتہ مسلمان لاہور

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔـا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ نزلے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصُّلحُ خَیرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ٹیلیفون ۲۰۰۷

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلبا سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

ایڈیٹر
مرزا مسعود بیگ
(ایم - اے)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر
پیغام صلح لاہور
سے شائع ہوا

جلد ۲۳ ۔ لاہور - یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۲۱ر شعبان ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۹ر نومبر ۱۹۳۵ء ۔ نمبر ۸۴

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جو کام ہو اللہ کیلئے ہو!

سب صاحبان متوجہ ہو کر سنیں۔ میں اپنی جماعت اور خود اپنی ذات اور اپنے نفس کیلئے یہی چاہتا اور پسند کرتا ہوں کہ ظاہری قیل و قال جو لیکچروں میں ہوتی ہے اسکو ہی پسند نہ کیا جائے اور ساری غرض و غایت آکر اس پر ہی نہ ٹھہر جائے کہ بولنے والا کیسی جادو بھری تقریر کر رہا ہے۔ الفاظ میں کیسا زور ہے۔ میں اس بات پر راضی نہیں ہوتا۔ میں تو یہی پسند کرتا ہوں اور نہ بناوٹ اور تکلف سے بلکہ میری طبیعت اور فطرت کا ہی یہی اقتضاء ہے۔ کہ جو کام ہو اللہ کیلئے ہو جو بات ہو خدا کے واسطے ہو۔ اگر اللہ کی رضا اور اس کے احکام کی تعمیل میرا مقصد نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مجھے تقریریں کرنی اور وعظ سنانا تو ایک طرف میں تو ہمیشہ خلوت ہی کو پسند کرتا ہوں اور تنہائی میں وہ لذت پاتا ہوں جس کو بیان نہیں کر سکتا۔ مگر کیا کروں بنی نوع کی ہمدردی کھینچ کھینچ کر باہر لے آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جس نے مجھے تبلیغ پر مامور کیا ہے۔ میں نے یہ بات کہ ظاہری قیل و قال ہی کو پسند نہ کیا جائے اس لئے بیان کی ہے کہ ہر خیر میں بھی شیطان کا حصہ رکھا ہوا ہوتا ہے۔ پس انسان جب وعظ کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اس میں شک نہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بہت ہی عمدہ کام ہے۔ مگر اس منصب پر کھڑا ہونیوالے کو ڈرنا چاہیئے۔ کہ اس میں مخفی طور پر شیطان کا بھی حصہ ہے۔ کچھ تو واعظ کے بخرہ میں آتا ہے اور کچھ سننے والوں کے حصہ میں، اس کی حقیقت یہ ہے کہ جب واعظ وعظ کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو مقصد اور دلی تمنا صرف یہ ہوتی ہے کہ میں ایسی تقریر کروں کہ سامعین خوش ہو جائیں۔ ایسے الفاظ اور فقرات بولوں کہ ہر طرف سے واہ وا کی آوازیں آئیں۔ میں اس قسم کی تقریر کرنیوالوں کے مقاصد کو اس سے بڑھ کر نہیں سمجھتا جیسے بھڑوے، نقال، قوال، گویے یہی کوشش کرتے ہیں کہ ان کے سننے والے ان کی تعریفیں کریں +

(تقریر ۲ر دسمبر ۱۸۹۹ء)

اخبار احمدیہ

—— جماعت ... کا جلسہ ۱۷-۱۷-۱۸ر نومبر کو ... مولانا عمر الدین صاحب، شیخ محمد یوسف صاحب گرمنی اور سید اختر حسین صاحب نے شمولیت فرمائی۔

—— جماعت بغداد نے جاپان میں تبلیغی کتب تقسیم کرنے کے سلسلہ میں جو نام قبل ازیں بھجوائے تھے ان میں دو اور کا اضافہ ہوا ہے سلطان محمد صاحب ایک ... محمد ایوب صاحب ایک ... اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

—— یہ خبر نہایت رنج و افسوس کا باعث ہے کہ ہمارے مکرم دوست بابو عبد الرحمن صاحب ہیڈ کلرک اکاؤنٹنٹ دہلی کی صاحبزادی جس کی عمر تین چار سال کے درمیان تھی ۲ر نومبر کو ہسپتال میں شدید علالت کے بعد وفات پا گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کی والدہ آج سے ایک سال قبل انتقال فرما چکی تھیں۔ ہمیں اس صدمہ میں بابو صاحب سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ احباب بابو صاحب موصوف کیلئے دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں مزید ابتلاؤں سے بچائے اور ان پر رحم فرمائے۔

—— ہمارے مکرم دوست ڈاکٹر غلام محمد صاحب تین چار روز سے علیل ہیں اور ان کے دو بچے بھی علیل ہیں۔

—— شیخ احمد حسین صاحب سابق بلڈنگ سپروائزر گورنمنٹ ہاؤس نئی دہلی سوزش مثانہ کے سبب بیمار رہیں

—— شیخ معز الدین صاحب ڈی سی۔ او ریلوے بھی عرصہ سے بیمار ہیں

—— محمد اطہر بیگ صاحب بسی ریاست پٹیالہ بھی بیمار رہیں۔

ان سب مریضوں کیلئے اور جماعت کے دوسرے حاجتمند بھائیوں کے لئے دعا فرمائی جائے۔

—— ماسٹر غلام محی الدین صاحب احمدی کیلاش پور سرینگر سے لکھتے ہیں کہ عمل میں ان کا قدم پیچھے ہے احباب ان کے لئے دعا فرمادیں +

تبلیغی مراسلات

مکتوب بغداد

اچھوت اقوام اور ہمارا فرض

(از سید تصدق حسین صاحب احمدی)

مورخہ ۱۳ اکتوبر کو ناسک میں اچھوت اقوام کی کانفرنس میں ان کے نامور ترین رہنما ڈاکٹر امبیدکر نے وہ تقریر جو عین حقیقت پر مبنی اور صداقت سے لبریز تھی بیان فرمائی جس سے متاثر ہو کر کانفرنس کا یہ متفقہ فیصلہ کر لینا کہ اب وہ ہندو جاتی میں نہیں رہ سکتے ہندوستان کی تاریخ میں ہمیشہ کے لئے یادگار رہیگا۔

کانفرنس مذکور کے اس صحیح ترین اور قابل قدر فیصلہ پر ہندوؤں کی جمہور پرور آبادی میں ایک عجیب ہنگامہ برپا ہو گیا ہے۔ ہندوؤں کے بڑے بڑے مذہبی اور سیاسی لیڈر ریکلخت چیخ اٹھے۔ ساحر بنارس بھی تلملایا۔ گاندھی جی بھی اپنے مخصوص انداز میں گویا ہوئے انتہا یہ کہ کانگریس کے محترم صدر راجندر پرشاد بھی خاموش نہ رہ سکے دوسری طرف ہندو اخبارات نصوصاً "ملاپ" اور "پرتاپ" نے ڈاکٹر صاحب موصوف اور ان کے ہم خیال معززین پر بدحواس ہو کر وہ رکیک حملے کئے جو برادران وطن کی شان کے شایان نہیں،

اچھوتوں کی مشکلات کا حل آغوش اسلام ہے

یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب میں صرف اسلام ہی ایک ایسا عالمگیر مذہب ہے جو غریب اچھوتوں کی پیاس کو بجھا سکتا ہے۔ تو کیا ہم پر یہ فرض عائد نہیں ہوتا کہ ہم اس آب حیات کا پتہ ان تشنہ لب بھائیوں کو دیں؟ اور انہیں بتلائیں کہ جس گوہر مطلوب مساوات کی تمہیں تلاش ہے وہ قرآن کریم کی پاک تعلیمات میں پوشیدہ ہے۔ انسان سب آپس میں بھائی بھائی ہیں بزرگی کا معیار صرف ایک ہے اور وہ یہ ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

ٹھوس کام اور قربانی کی ضرورت ہے

مگر یہ کام جیسا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۴ اکتوبر میں فرمایا ہے کہ "صرف اخباروں میں ایک آدھ مضمون لکھ دینے یا تاریں دیدینے یا انہیں مشتہر کر دینے سے نہیں ہو سکتا بلکہ ٹھوس کام کی ضرورت ہے" پھر آگے چل کر احباب جماعت کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں کہ "اس کے لئے بے شمار قربانیوں اور مالوں کی ضرورت ہے اس کے لئے مزید قربانیاں کرنی چاہئیں"۔ لہذا برادران ہمیں ہمارے محبوب امیر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے فوراً میدان عمل میں مجاہدانہ طور پر سرگرم کار ہو جانا چاہیئے۔

بکوشید اے جوانان تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

جماعت بغداد کا عملی قدم

مجھے یہ قوی امید ہے کہ حضرت امیر کے فرمودہ خطبہ کی آواز کانوں میں پہنچنے کے بعد احباب جماعت کی توجہ اس اہم ترین کام کی طرف منعطف ہو چکی ہوگی صرف یہی نہیں بلکہ عملی کام بھی شروع کر دیا ہوگا۔ یہاں بھی میرے ایک عزیز دوست جناب عبداللطیف اسماعیل صاحب کی تجویز اور اخویم ابراہیم آدم صاحب سیجوانی کی تائید پر پرسوں یہ تحریک کی گئی کہ "اچھوت تبلیغ فنڈ" کھولا جائے احباب نے فوراً لبیک کہا۔ خدا کے فضل و کرم سے اس وقت تک دو سو روپیہ سے زائد رقم کے وعدے ہو چکے ہیں۔ عزیز کا خیال ہے کہ اچھوتوں میں تبلیغ اسلام کے لئے انجمن ایک گریجوایٹ صاحب مبلغ مستقل طور پر مقرر کرے۔ جملہ ممبران و معاونین موصوف کے اس خیال سے متفق ہیں۔ امید ہے انجمن ہماری اس عرضداشت کو عملی جامہ پہنا دے گی۔ والسلام

نوجوانان قوم سے اپیل

(از چوہدری فضل داد صاحب، لالہ موسےٰ)

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئیگا انجام کار

السلام علیکم۔ آپ حضرات نے محترم حضرت امیر قوم کے ارشادات گرامی و بزرگان سلسلہ کی تقاریر بذریعہ اخبارات پڑھی ہوں گی۔ اگر قوم کی قوم ان پر عملدرآمد کرنا شروع کر دے تو دن دونی اور رات چوگنی ترقی کر سکتی ہے۔ خدا کے فضل سے ہماری جماعت میں ایسے ایسے متعدد نوجوان ہیں جو کہ اکیلے اکیلے بہت بڑا کام اشاعت اسلام کا سرانجام دے رہے ہیں۔ اس لئے میری اپیل ان بھائیوں سے ہے جو کہ مجھ ایسے نادار اور کاہل واقع ہوئے ہیں جو کہ صرف جگانے سے کام کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد

میرے محترم بھائیو! کیا آپ نے کبھی علیحدگی کی گھڑیوں میں یہ سوچا ہے کہ ہم نے کیوں بیعت کی؟ اور کیا دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا جو وعدہ کیا تھا بھول گئے۔ آخر اس کا کچھ جواب تو آپ کے پاس ہوگا۔ میں اپنے متعلق صحیح صحیح عرض کرتا ہوں کہ مجھے دل سے شرم شرم کی آواز آتی ہے۔ میں نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا۔ خدا معلوم اس کی پاداش میں مجھے کیا کچھ بھگتنا پڑے گا۔ میں نے اپنے لئے ایک دھندلا سا خاکہ پروگرام کا تجویز کیا ہے اگر آپ بھی اس پر لبیک کہیں تو جماعت کا کچھ بوجھ ہلکا ہو سکتا ہے۔ اس پروگرام کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ ہم میں کام کرنے کی اہلیت پیدا ہوگی اور عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں ہماری یہ ناچیز کوشش ہماری اخروی زندگی میں ممد و معاون ہو سکے۔

عملی پروگرام

مختصر سے مختصر الفاظ میں تجویز یہ ہے:-

(۱) نماز تہجد کی باقاعدگی۔
(۲) روزانہ گداگری (جتنا وقت کسی بھائی کو میسر ہو) فراہمی چندہ برائے اشاعت اسلام
(۳) اپنی جماعت کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ و اتحاد بین المسلمین
(۴) صدر انجمن سے ارسال کردہ ٹریکٹوں کی تقسیم۔
(۵) اخبارات سلسلہ کی توسیع

خدا کے دین کیلئے گدا بننے میں عار نہ چاہیئے

ان میں سے نمبر ۲ یعنی فراہمی چندہ ہی ایک مشکل مرحلہ ہے جو کہ ہمیشہ سد سکندری نظر آتا ہے لیکن میں اس کے لئے گارنٹی کرتا ہوں کہ سو فیصدی کامیابی ہوتی ہے۔ لیکن ہم لوگ صحیح جذبہ لیکر کام کرنا شروع نہیں کرتے، ہر ایک دوست اپنا حلقہ احباب رکھتا ہے۔ ان سے مانگو۔ ان کی وساطت سے دوسروں سے مانگو۔ جب کسی کی شادی سنو۔ فوراً موقع پر پہنچ جاؤ اور کئی ایک اور موقع ہیں جن پر کچھ نہ کچھ ضرور ہی مل جایا کرتا ہے صرف قوت ایمانی اور تقویٰ درکار ہے۔ بھائیو! "اوکھلی میں سر دیا تو دھمکیوں کا کیا ڈر" احمدی نام رکھا کر گداگری سے کترانا بہت ہی بُرا ہے۔ ہمیں اطراف و اکناف عالم میں اشاعت اسلام کرنا ہے اور ہمیں اس کے لئے دیوانہ ہونا لازمی و لابدی ہے۔ جب تک ہم میں سے ہر ایک دین کی اشاعت کے لئے بیقرار نہ ہوگا۔ کامیابی ناممکن ہے حضرت مجدد وقت نے کیا خوب فرمایا ہے

ایسے دل پر داغ لعنت ہے ازل سے تا ابد
جو نہیں اس کی طلب میں بیخود و دیوانہ وار
پر جو دنیا کے بنے کیڑے وہ کیا ڈھونڈیں اسے
دین اسے ملتا ہے جو دیں کے لئے ہو بیقرار

سالانہ جلسہ تک ایک معقول رقم جمع ہونی چاہیئے

بھائیو! تقریباً ۴۰ دن کے بعد سالانہ اجتماع ہونے والا ہے اگر ہم روزانہ گداگری کرکے چار آنے کی رقم بھی جمع کر سکیں تو ۴۰ دن میں (دس) روپے کی رقم جمع ہو سکتی ہے۔ اور اگر کم از کم ایک سو نوجوان بھی اس تجویز پر لبیک کہیں تو ۱۰۰۰ روپیہ کی رقم کا جمع ہونا یقینی امر ہے میں نے چند یوم سے یہ کام شروع کیا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے میری ہمت میں برکت ڈالی تو پندرہ بیس روپیہ کا فراہم کر لینا کوئی بڑا کام نہیں

اسلام کی صحیح تصویر بن جاؤ

آپ حضرات کو یاد ہے کہ اس وقت قوم ایک ایسے دور سے گذر رہی ہے جس کے بیان کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اس وقت کام نہ کرنا بڑی بزدلی ہے۔ سالانہ اجتماع پر لوگوں کو بتلا دو کہ ہم زندہ ہیں تحریک احمدیت کو صفحہ ہستی سے مٹانیوالے خود مٹ جائیں گے بھائیو! اسلام کی صحیح تصویر بن جاؤ۔ آپ لوگوں کا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا محض دنیا میں اعلائے کلمۃ الحق ہو۔ حضرت امیر و دیگر بزرگان سلسلہ دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری ہمتیں بلند کرے

ہے یہی اک آگ تا تم کو بچاوے آگ سے
ہے یہی پانی کہ نکلیں جس سے صدہا آبشار

اے مولا کریم ہمیں توفیق عطا فرما۔ تا کہ ہم تیرے رسول پاک کے نام کو دنیا میں روشن کر سکیں۔ کیونکہ بجز تیرے چارہ گر کوئی نہیں۔ فقط

چالیس روزہ مجاہدہ

قیام اللیل کی فضیلت و اہمیت

گذشتہ جمعہ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کو خاص طور پر تاکید فرمائی ہے کہ تمام دوست چالیس دن اور رات کا ایک مجاہدہ کریں اور اپنے پروردگار کی درگاہ میں بڑے عجز و الحاح سے اور گڑگڑا کر تائید و نصرت اسلام کے لئے دعائیں کریں اور اپنی جماعت کی ترقی و استحکام اور اعلائے کلمۃ اللہ کی بیش از بیش توفیق کے لئے بارگاہ الٰہی سے سوال کریں علیحدہ مطبوعہ چٹھیوں کے ذریعہ تمام احباب اور جماعتوں تک یہ ارشاد پہنچا دیا گیا ہے اور ہمیں یقین ہے کہ ہر جگہ اس پر عمل شروع ہو چکا ہوگا۔

اگر ہم مسلمانوں کی ابتدائی تاریخ پر نظر ڈالیں اور ان کی حیرت انگیز کامیابیوں اور بے سرو سامانی و قلت اسباب کے باوجود عظیم الشان فتوح کا سبب تلاش کریں تو ہمیں سب سے بڑی چیز یہی نظر آئے گی کہ مسلمان دن کو میدان جنگ میں سپاہی بن کر لڑتے تھے اور رات کے وقت بارگاہ الٰہی میں نوافل ادا کیا کرتے تھے۔ مسلمانوں نے دعا سے وہ کام لیا جو ظاہری ساز و سامان اور قوت بازو سے ہرگز نہیں لیا جا سکتا ہر جگہ سجدوں کے ذریعہ مسلمانوں نے فتح حاصل کی۔ اگرچہ ظاہری ہتھیار کا استعمال کرنا بھی ضروری سمجھا۔ جنگ بدر میں سب سے اول جب مسلمان مٹھی بھر فوج مسلح دشمن کے نرغہ میں آئی۔ تو اس وقت بھی سب سے بڑا ہتھیار جو آزمایا گیا وہ دعا کا ہتھیار تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ الٰہی میں گڑگڑائے اور بڑے عجز و انکسار اور خشوع و خضوع سے پکارا۔ اللّٰھم ان تھلک ھذہ العصابۃ . . . . من اھل الایمان الیوم فلا تعبد فی الارض ابدا۔ اے اللہ اگر آج ایمانداروں کی یہ مٹھی بھر جماعت ہلاک ہوگئی تو پھر زمین پر تیری عبادت نہیں کی جائیگی۔ یہ آواز آسمان پر پہنچی۔ رحمت خداوندی نے جوش مارا۔ اور آسمان سے فرشتوں کا نزول ہوا جنہوں نے مسلمانوں کی امداد کی۔ پس آج بھی ہم اس بے سرو سامانی میں جبکہ ہر طرف دشمنوں کی کثرت ہے کامیابی کا ایک ہی باب کھلا دیکھتے ہیں کہ اپنے پروردگار کے حضور گر جائیں۔

چالیس رات کا مجاہدہ تو ہر احمدی مرد و عورت کیلئے کرنا ضروری ہے سوائے ان لوگوں کے جو عند اللہ معذور ہیں۔ لیکن اس کے بعد بھی اللہ تعالیٰ جسے توفیق دے وہ اس سلسلہ قیام اللیل کو جاری رکھے اور آسمانی برکات و انوار کا حقدار بنے۔ چالیس رات کا مجاہدہ انبیاء کی سنت ہے اور چالیس کے عدد میں بھی خاص راز اور برکت ہے اگرچہ ہم اس راز کی تہ تک نہیں پہنچ سکے۔ موسےٰ علیہ السلام سے چالیس رات کا وعدہ، محمد الرسول اللہ صلعم کی چالیس برس کی عمر میں بعثت، دنیا پر غالب آنے کے لئے چالیس سچے مومنوں کا وجود اور اسی طرح مجاہدات کے لئے چالیس رات کی تخصیص ایک خاص معنی رکھتی ہے اور اس چالیس کے عدد میں ایک پنہاں برکت ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں بھی موسےٰ علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے چالیس راتوں کو اپنا مقرر کردہ وقت قرار دیا ہے۔ میقات ربہ اربعین لیلہ پس ہمیں بھی لازم ہے کہ سنت انبیاء کی اتباع کرتے ہوئے چالیس رات کا ایک مجاہدہ شروع کر دیں۔

قرآن مجید اور احادیث نبویؐ میں قیام اللیل کی بہت فضیلت بیان فرمائی گئی ہے نوافل کی ادائیگی کو مقام محمود کے حصول کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے اور تہجد کو دینی و دنیوی برکات و حسنات حاصل کرنے کا وسیلہ ٹھرایا گیا ہے۔ ہر شخص کو خیر و برکت کی طلب ہے اور وہ دین و دنیا میں بھلائی چاہتا ہے۔ ہر انسان اللہ تعالیٰ کے افضال کا مورد اور اس کے انعامات کا مستحق بننے کا خواہشمند اور اپنی عزت و برتری اور فلاح و بہبود کا طلبگار ہے۔ دن کے وقت تو وہ خود ایک سائل کی طرح اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا اور اپنی حاجت براری کی درخواست کرتا ہے۔ لیکن رات کے وقت خود ذات خداوندی سائل کی تلاش میں آتی اور حاجتمندوں کی حاجت روائی کے لئے بیتاب ہوتی ہے اور رات کی آخری تہائی میں سماء دنیا پر آکر پکارتی ہے من یدعونی فاستجیب لہ من یسالنی فاعطیہ ومن یستغفرنی فاغفر لہ "کون مجھ سے دعا کرتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اسے دوں، کون مجھ سے بخشش چاہتا ہے کہ میں اسے بخشوں"۔ پس حصول مقاصد کا یہی ذریعہ ہے کہ انسان اس وقت اپنی حاجات کو قاضی الحاجات کے سامنے پیش کرے جبکہ اس کی رحمت خود جوش میں ہو اور انسان کی ہر درخواست قبول کیجائے۔

احادیث میں نوافل کے متعلق یہاں تک لکھا ہے کہ جو شخص نوافل میں کثرت اور ہمیشگی اختیار کرے وہ آہستہ آہستہ خدا تعالیٰ سے اس قدر قریب ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ بن جاتا ہے جس ہاتھ سے وہ کام کرتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہے جس آنکھ سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا کان بن جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے اور یہی وہ مقام ہے جہاں اسلام ہر مسلمان کو پہنچانا چاہتا ہے۔ پس اگر ہم اسلام کے سچے شیدائی اور محمد رسول اللہ صلعم کے صحیح متبع بننا چاہتے ہیں تو ہمیں وہی راہ اختیار کرنی چاہیئے جو ہمارے سید و مولا نے اختیار کی۔

جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے آخرین منہم کی مصداق اور صحابہ کرامؓ کی بروز ہے۔ اس لئے اس جماعت پر لازم ہے کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلے اور طائفۃ من الذین معک کی مصداق بن کر راتوں کو خدا تعالیٰ کے حضور کھڑی رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی نماز تہجد پر خاص زور دیا ہے اور اسے خدا کے فضل سے اپنے متبعین کا ایک امتیازی نشان قرار دیا ہے اور مسیح موعودؑ کے ماننے والوں نے واقعی یہ امتیاز پیدا کر کے بھی دکھایا۔ اگر اب کوتاہی شروع ہوگئی ہو تو ہمیں پھر بیدار ہو جانا چاہیئے اور سمجھ لینا چاہیئے کہ ہماری کامیابی کا راز صرف تعلق باللہ میں مضمر ہے جہاں ہم دن کے وقت بھی دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا کرنے کی سعی کریں اور اپنی طاقتوں کو خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے صرف کریں وہاں رات کو بھی اپنی کامیابی، جماعت کی ترقی اور بنی نوع انسان کی ہدایت کیلئے دعائیں کریں۔

اس چالیس روزہ مجاہدہ کی غرض محض ترقی اسلام کیلئے دعائیں کرنا ہے۔ ہم کسی ذاتی غرض کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور نہ جھکیں بلکہ ان چالیس دن اور راتوں میں محض اسلام کی نشر و اشاعت کیلئے اللہ تعالیٰ سے استمداد کریں اور یہی دعا کریں کہ اے خدا ہمیں توفیق دے کہ ہم تیرے دین کو دنیا کی تمام بستیوں میں پھیلا دیں اور تیرے پیغام کو دنیا کے کونہ کونہ میں پہنچا دیں، تیرے کلام پاک کا دنیا کی سب زبانوں میں ترجمہ کر دیں اور تیرے نام کی تکبیر کیلئے کفرستانوں میں مساجد تعمیر کر سکیں۔ اے خدا جو دین محمد کی مدد کریں ان کی مدد فرما اور ہمیں بھی ان میں سے بنا۔ اے خدا ہمیں ثابت قدمی عطا فرما اور لوگوں کے دلوں کو اسلام کی روشنی کیلئے کھول دے اے خدا مسلمانوں پر رحم کر اور انہیں صراط مستقیم پر قائم رہنے کی توفیق دے

دعا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنیکا بہترین ذریعہ نوافل ہیں۔ محمد رسول اللہ صلعم جیسے کامل انسان جو خدا کے محبوب اور رحمۃ للعالمین تھے آدھی آدھی رات اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے رہتے یہاں تک کہ آپکے پاؤں سوج جاتے اور جب آپ سے اس کے بارہ میں کہا جاتا تو آپ یہی فرماتے افلا اکون عبدا شکورا کیا میں اللہ کا شکرگزار بندہ نہ بنوں؟ پس ہم گنہگاروں کو بھی لازم ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کریں بالخصوص اس نعمت کا کہ اس نے محض اپنے فضل سے ہمیں مسیح موعودؑ کی شناخت کی توفیق دی اس مسیح موعود کی جس کی آمد کی ایک دنیا منتظر تھی اور جس کے ساتھ برکات و انوار کا وعدہ تھا اور اس بات پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر کریں کہ اس نے ہمیں خدام اسلام کی ایک جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بخشی۔ اس اظہار تشکر کے ساتھ ساتھ ہی ہم اپنی آئندہ ترقی اور کامیابی اور ثابت قدمی کیلئے دعا کریں، تو یقیناً اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو سنیگا کیونکہ اس کا وعدہ ہے اور سچا وعدہ ہے اجیب دعوۃ الداع اذا دعان ◆

ہندو مذہب کا جنازہ اور ہمارے فرائض

ڈاکٹر امبیدکر کے تاریخی اعلان نے اچھوتوں کی مظلوم، بے زبان اور بے بس آبادیوں میں بیداری و زندگی کی ایک لہر دوڑا دی ہے اچھوتوں کے صاحب احساس حلقے چھوت پن کے اس سیاہ داغ کو مٹا دینے کا فیصلہ کر چکے ہیں جو ہندو دھرم نے ان کی پیشانی پر ہزاروں سال سے لگا رکھا ہے ... ہندو دھرم سے علیحدگی کا فیصلہ کیا گیا۔ بعد ازاں ہندو مذہب کا جنازہ نکالا گیا اور پرجوش اچھوت نوجوانوں نے ایک چتا تیار کر کے منوسمرتی اور ہندو دھرم کی دیگر کتب مقدسہ کو نذر آتش کر دیا ستم رسیدہ اچھوت نوجوانوں کے اس اضطراری فعل کو اخلاقی نقطہ خیال سے کوئی پسند کرے یا ناپسند لیکن اس سے ان جذبات کا بخوبی پتہ چلتا ہے جو ان کے دلوں میں ہندو دھرم کے متعلق ہیں۔ اچھوتوں کی جملہ مشکلات کا واحد حل اسلام ہے ان کو اسلام کی دعوت دینا مسلمانوں کا فرض تھا اور ہے لیکن افسوس وہ صدیوں تک اس سے غافل رہے ہیں۔ جدید حالات کے ماتحت ان کا یہ فرض پہلے کی نسبت بہت آسان ہو گیا ہے۔ پہلے اچھوت اعتقادی طور پر ہندو دھرم کی زنجیروں میں مضبوطی سے جکڑے ہوئے تھے ان کو ان زنجیروں سے آزاد کرنا اور پھر اسلام کی دعوت دینا دوہرا کام تھا لیکن اب انہوں نے ہندو دھرم کے جوئے کو خود ہی اتار پھینکنے کی تیاری کر لی ہے تو ہمارا کام صرف اس قدر رہ جاتا ہے کہ ان تک صحیح طریق پر اسلام کا پیغام پہنچا دیں۔ اگر اب بھی مسلمان اس سے غافل رہے تو یہ ان کی کوہ ہمالیہ سے بڑی غلطی ہو گی۔ اچھوتوں کے ہاتھوں ہندو مذہب کا جنازہ نکل جانا ہمارے کندھوں سے فرائض کے اس بار کو ہلکا نہیں کر دیتا جو اسلام نے ہم پر عائد کئے ہیں۔

نمائش دستکاری

جلسہ سالانہ کی تقریب پر خواتین سلسلہ کی طرف سے ہر سال زنانہ دستکاری کی نمائش کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ خواتین اور بچیاں اپنے ہاتھ سے کچھ چیزیں تیار کر کے بھیج دیتی ہیں جنکی مناسب قیمتیں مقرر کر کے زنانہ اجتماع کے روز ترتیب سے سلیقہ سے رکھ دیا جاتا ہے اور ان کا کثیر حصہ ہاتھوں ہاتھ اسی وقت فروخت ہو جاتا ہے۔ اس طرح جو رقم فراہم ہوتی ہے وہ خواتین کی طرف سے قومی بیت المال میں اشاعت اسلام کے لئے دے دی جاتی ہے خدمت دین کا یہ ایک نہایت مفید اور آسان طریق ہے۔ ہر سال اس سے قومی بیت المال کو نمایاں تقویت پہنچتی ہے لیکن اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ہماری خواتین اور بچیوں کے دلوں میں خدمت دین کا صحیح احساس پیدا ہوتا ہے جب وہ کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے سیتی یا کاڑھتی ہیں تو قدرتی طور سے انہیں مقصد عظیم سے ایک لگاؤ اور دلچسپی ہو جاتی ہے۔ جس کے لئے ہماری جماعت کھڑی ہوئی ہے۔ اس سال بھی یہ نمائش منعقد ہو گی سیکرٹری صاحبہ کی طرف سے اپیل شائع ہو چکی ہے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کے متعلق تاکید فرمائی ہے۔ گذشتہ سالوں میں اس طرف کافی توجہ نہیں دی گئی جو قابل افسوس ہے۔ ہمارے خیال میں اس کوتاہی میں خواتین سے زیادہ قصور مردوں کا ہے۔ اگر وہ اپنے اپنے گھروں میں خواتین کو توجہ دلائیں اور تاکید کریں، حضرت امیر کے ارشادات اور اخبار کے مضامین ان تک پہنچائیں اور اشیاء کی ترسیل میں انکی امداد کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ جماعت کی ہر ایک خاتون اور ہر ایک بچی بڑے شوق سے اس میں حصہ نہ لے۔ ہمیں امید ہے امسال اس طرف پوری توجہ دی جائیگی جس سے گذشتہ سالوں کی تلافی ہو جائیگی، تمام اشیاء ۲۰ نومبر تک بھیج دی جائیں تو اچھا ہے تاکہ انکی قیمتوں کا تعین کر کے اپنی مناسب طریق پر ترتیب دیا جا سکے۔

مندرجہ بالا شذرہ سپرد قلم ہو چکا تھا کہ اخبار میں اٹلی کی ایک دلچسپ اور سبق آموز خبر نظر سے گذری جس کا ذکر غیر مفید نہیں ہو گا۔ آج کل اٹلی و حبشہ کی جنگ شروع ہے۔ دنیا کی متعدد حکومتوں نے مجلس اقوام کے فیصلہ کے مطابق اٹلی کے خلاف تعزیری اقدامات کا اعلان کر دیا ہے اور اس کی اقتصادی ناکہ بندی ان سطور کے شائع ہونے تک شروع ہو چکی ہو گی۔ اٹلی کے باشندے ان تعزیری اقدامات کا مقابلہ کرنے کے لئے سرگرمی سے تیار ہو رہے ہیں۔ جن چیزوں کے لئے وہ دوسرے ممالک کے محتاج ہیں ان کے خرچ کو بہت محدود کر دیا گیا ہے ملک کا بچہ بچہ ایثار و قربانی کے لئے آمادہ نظر آ رہا ہے۔ اٹلی کے خزانے میں سونے کی کمی ہے جو اس کی مالی ساکھ کے لئے باعث خطرہ ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کیلئے بہت سی اطالوی خواتین نے یہ تدبیر کی ہے کہ اپنی طلائی انگشتریاں جو ان کی شادی کی یادگار تھیں۔ ملک کے ڈکٹیٹر مسولینی کو بھیجدی ہیں تاکہ انہیں پگھلا کر قومی خزانے کی کمی کو پورا کیا جائے اور خود طلائی انگشتریوں کی بجائے فولادی انگشتریاں پہن لی ہیں جن پر "اپنے وطن کی خاطر" کے الفاظ کندہ ہیں۔

اٹلی کا مقصد جس کے لئے یہ ساری قربانیاں ہو رہی ہیں کیا ہے؟ ایک غریب اور امن پسند ملک کو غلام بنانا اور برباد کرنا ہے۔ لیکن ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک ایسے بلند مقصد کو لیکر کھڑے ہوئے ہیں جس سے زیادہ بلند اور شریفانہ مقصد اور کوئی نہیں ہو سکتا یعنی دنیا میں اللہ کا نام بلند کرنا اور اس کے دین اور کلام کو پھیلانا۔ یہ کس قدر قابل افسوس بات ہو گی کہ ہماری خواتین اور مردوں میں اس قدر جذبہ ایثار بھی نہ ہو جس قدر کہ اطالوی عورتوں اور مردوں میں ہے۔

بقیہ اخبار احمدیہ

—— ڈاکٹر غلام محمد صاحب کو بفضلہ تعالیٰ پہلے کی نسبت افاقہ ہے لیکن کامل صحت کیلئے احباب کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

—— ۲۰ نومبر بدھوار کی شام کو آریہ سماج گوالمنڈی کے سالانہ جلسہ کے موقع پر مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی "میرا مذہب مجھے کیا سکھاتا ہے" کے موضوع پر تقریر فرماوینگے۔ تقریر شام کے سات بجے گوالمنڈی نزد گندا انجن میں ہو گی مقامی احباب کو ضرور شرکت فرمانی چاہیئے۔

—— گذشتہ ہفتہ ۱۴ نومبر کی شام کو برکت علی محمڈن ہال میں مولوی مصطفٰے خاں صاحب ایڈیٹر اسلامک ورلڈ نے تقریر فرمائی جس کا موضوع تھا "نسل انسانی پر اسلام کے احسانات" آپنے توحید ذات باری، انسان کی کائنات پر حکمرانی، وحدت نسل انسانی، آزادی ضمیر، غیر مذاہب کا احترام، عورت کے حقوق، اور دیگر اسلامی خصوصیات پر بسیط تبصرہ فرمایا، اور ضمناً ڈاکٹر سر محمد اقبال کے بیان پر بھی جو انہوں نے احمدیت کے متعلق دیا ہے تنقید کرتے ہوئے اسکی خامیاں ظاہر کیں۔

—— ہمارے دوست محمد یوسف صاحب بغدادی تلاش روزگار میں ہیں اندرا حباب بیرونا جانا جاہتے ہیں۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی ہدایات پر جماعت لاہور کا عملی پروگرام

پرسوں مورخہ ۱۷ حضرت امیر ایدہ اللہ نے خصوصیت سے جماعت لاہور کو ظہر کے وقت مسجد مرکزی میں بلایا تھا۔ نماز کے بعد حضرت نے حسب ذیل ہدایات جماعت کو فرمائیں:۔

(۱) حضرت امیر ایدہ اللہ کی خطبہ مورخہ ۱۰ نومبر ۳۵ء کے مطابق عمل ہو۔

(۲) اپنے اندر تبلیغ سلسلہ کا شوق پیدا کریں۔ جہاں جہاں دوست رہتے ہیں۔ لازماً ان کا اس جگہ ایک حلقہ اثر بھی ہے جس میں تبلیغ کیلئے بڑا وسیع میدان ہے اسلئے ہر دوست کو کم از کم دو گھنٹے روزانہ تک ضرور اس غرض کے لئے بیٹھنا چاہیئے اور پوری باقاعدگی سے انہیں سلسلہ کا لٹریچر مطالعہ کے لئے دیا جائے اور جماعت میں شمولیت کی دعوت دی جائے جماعت کے دوست شہر کو محلوں میں تقسیم کر کے اپنے اپنے ذمہ ایک ایک حلقہ ڈال لیں وہاں سلسلہ میں شمولیت کی دعوت بھی دیں اور انجمن کی اعانت کیلئے چندہ بھی جمع کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت کے خلاف جو اسوقت مخالفت کا طوفان ہے۔ اسکو دور کرنے کیلئے حضرت صاحب کے صحیح منصب اور جماعت کے عقائد کو واضح طور پر بیان کیا جائے۔ بالخصوص ٹریکٹوں کے وسیع طور پر تقسیم کرنے کا پورا انتظام کیا جائے۔

(۳) جلسہ سالانہ کیلئے چندہ جمع کیا جائے۔ اسوقت آپ یہ کام شروع کر دیں۔ اور روز بھی جمع کریں۔ تو جلسہ سالانہ تک کم از کم تین چار روپیہ ہر ایک دوست آسانی سے فراہم کر سکتا ہے۔ یہاں لاہور کی جماعت میں اس کی صورت یہ قرار دی گئی ہے کہ ہر ایک شخص اپنے ذمے ایک رقم ڈال لے یہ اپنے اپنے حلقہ اثر کے مطابق ہونی چاہیئے۔ پھر خواہ دو دو تین تین آدمی ملکر جائیں لیکن انہیں اپنے ذمہ کی کل رقم کو پورا کرنا ہو گا۔ یہی صورت باہر کی جماعتوں کے لئے موزوں ہو گی۔ اگر رسید بکیں نہ ہوں تو منگوا کر فوراً اس کام کو شروع کر دیا جائے۔

بیرونی جماعتوں کو بھی اس پروگرام کے مطابق فوراً عمل درآمد شروع کر دینا چاہیئے۔ والسلام۔

دستخط (فضل حق) برائے آنریری جنرل سیکرٹری

اچھوت تبلیغ فنڈ

جماعت بغداد کے احباب نے اس فنڈ میں ذیل کی رقومات معرفت سید تصدق حسین صاحب ارسال فرمائی ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

نام	رقم
میاں محمد یعقوب صاحب	۶۶ — ۱۱ — ۰
شیخ عبداللطیف اسماعیل صاحب	۲۵ — ۰ — ۰
سلطان علی صاحب	۱۲ — ۵ — ۴
ابراہیم آدم صاحب سچوانی	۱۰ — ۰ — ۰
عبدالحکیم صاحب	۳ — ۵ — ۴
حافظ گل محمد صاحب	۱۰ — ۰ — ۰
محمد سالار خانصاحب	۶ — ۱۱ — ۰
الطاف حسین خانصاحب	۱۲ — ۵ — ۴
شیخ عباس بن سید یعقوب صاحب	۲۶ — ۱۱ — ۰
سید عابد علی صاحب	۱۰ — ۰ — ۰
اے، کے حسین صاحب	۳ — ۵ — ۴

حاجی سعادت علی خاں صاحب کا گرانقدر عطیہ

بورڈنگ ہوس کی تعمیر

حاجی سعادت علی خاں صاحب سلسلہ کے ان درویش منش اور ایثار کرنے والے بزرگوں میں سے ہیں جو ہر پیش آمدہ ضرورت پر فراخدلی کے ساتھ خدمت اسلام کے کاموں میں حصہ لیتے رہے ہیں۔ اس سال جب انہوں نے اپنی وصیت لکھنے کا ارادہ کیا تو مجھ سے بھی اس بارہ میں مشورہ کیا۔ اور بالآخر اللہ تعالےٰ نے انہیں اس بات پر شرح صدر عطا فرمایا کہ اپنی جائیداد میں سے

تین ہزار روپے صدقہ جاریہ

کے لئے الگ کر دیں۔ چنانچہ یہ روپیہ انہوں نے جون ۳۵ء میں خزانہ انجمن میں بھیجدیا کہ تا مستقل رنگ میں اسے کسی کام پر لگا کر اس کے منافع سے ہر سال قرآن شریف مفت تقسیم ہوتا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

میرے دل میں یہ مدت سے آرزو تھی کہ ہمارے احباب اشاعت اسلام کے کام کی مستقل بنیاد ڈالنے کے لئے یہ طریق اختیار کریں کہ

اپنے اموال میں سے اپنی زندگی میں

کچھ حصہ الگ کر کے اسے اشاعت و تبلیغ اسلام کے لئے وقف کر دیں اور اس کے متعلق میں ایک دو دفعہ پہلے تحریک بھی کر چکا ہوں۔ اس جماعت کے اندر بلاشبہ بڑے بڑے خیرات کے کام مستقل رنگ میں ہمارے احباب نے کئے ہیں اور بالخصوص ہسپتالوں کے رنگ میں مخلوق خدا کو نفع پہنچانے کا انتظام کیا ہے لیکن ہماری جماعت کی

غرض و غایت اشاعت اسلام

ہے اور یہ وہ کام ہے جو سب سے زیادہ اہم مگر جس کی طرف بدقسمتی سے عام طور پر اس وقت مسلمانوں کی توجہ سب سے کم ہے تو جہاں ہم اس کاروبار کو چلانے کے لئے کچھ نہ کچھ حصہ اپنے اموال کا قربان کر رہے ہیں وہاں اس بات کی فکر بھی ہمیں خود بخود ہونی چاہیئے کہ

ہماری موت کے بعد بھی ہمارے ہاتھوں سے

یہ کام ہوتا رہے۔

آج سے بارہ سال پیشتر ہم نے دو عظیم الشان عمارتوں کی بنیاد رکھی اور محض اللہ کے فضل نے ہمیں اس قابل بنایا کہ اس چھوٹی سی جماعت نے ایک سال میں اڑھائی تین لاکھ کی دو عمارتیں کھڑی کر دیں ایک مسلم ہائی سکول کی عمارت اور دوسری مسجد برلن۔ لیکن مسلم ہائی سکول کے لئے اب تک بورڈنگ ہوس کرائے کے مکان میں تھا۔ انجمن نے حاجی صاحب کے عطیہ کو مستقل طور پر لگانے کی مختلف تجاویز پر جب غور کیا تو سب سے بہتر یہ تجویز نظر آئی کہ اس روپے سے مسلم ہائی سکول کے بورڈنگ ہوس کے تین کمرے

سعادت منزل

کے نام سے بنوا دیئے جائیں اور ان کا ماہوار کرایہ بورڈنگ ہوس ادا کرتا رہے جو باقاعدہ ہر سال قرآن شریف کو غیر مسلموں میں پہنچانے پر خرچ ہو مگر چونکہ یہ عمارت بورڈنگ ہوس کے لئے ناکافی ہے اس لئے بجائے تین کمروں کے چھ کمرے بنوانے کا فیصلہ کیا گیا ہے جن پر قریب قریب ایک ہزار روپیہ فی کمرہ خرچ ہوگا۔

انجمن کے ہاتھ میں اس قسم کی ایک مستقل رقم اور بھی ہے۔ یعنی پانچ سو روپیہ ڈاکٹر محمد یوسف صاحب مرحوم کی طرف سے اور پانچ سو روپیہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی طرف سے جو انہوں نے اپنی اہلیہ مرحومہ کے ایصال ثواب کے لئے اسی طرح وقف کیا ہے۔ ان دونوں رقوم سے ایک کمرہ اور تیار ہو جائیگا۔ اب

دو کمروں کے لئے

کسی ایک یا دو صاحب دل بزرگوں کی ضرورت ہے کہ تا اس عمارت کی تکمیل اسی رنگ میں ہو جائے جس رنگ میں اس کی ابتدا حاجی صاحب نے کی ہے۔ یعنی یا کوئی بزرگ دو ہزار روپیہ دیدیں اور ان کے نام پر یہ دونوں کمرے بن جائیں اور یا دو بزرگ ایک ایک ہزار روپیہ دے دیں تو ایک ایک کمرہ ان کے نام پر بن جائے

> ## آئندہ جلسہ سالانہ
>
> انشاء اللہ
>
> ### ۲۴ر ۲۵ر ۲۶ر دسمبر
>
> کو منعقد ہوگا
>
> ۲۴ر دسمبر بعد از دوپہر اجلاس شروع ہو کر ۲۶ر دسمبر کو رات کے وقت کارروائی ختم ہو جائے گی +

ان کمروں کا کرایہ بورڈنگ ہوس سے باقاعدہ وصول ہو کر ان بزرگوں کے نام پر جمع ہو کر ہر سال اس رقم سے مفت قرآن شریف غیر مسلموں کو پہنچا دیئے جایا کریں گے۔

بالآخر اللہ تعالےٰ سے یہ دعا ہے کیونکہ دل اسی کے تصرف میں ہیں کہ وہ ہمارے احباب کو اس کام کی تکمیل کے لئے توفیق عطا فرمائے۔ اس طرح پر ایک خرچ سے دو کام ہوتے ہیں۔ ایک طرف ایک

قومی عمارت کھڑی ہو کر

قوم کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کا اور قوم کے ذہن کو بڑھانے کا موجب ہوگی۔ کہ جس قوم کو مٹانے کے لئے اس قدر زور لگایا جا رہا ہے اس کو اللہ تعالےٰ اپنے خاص افضال سے کس طرح ترقی دے رہا ہے اور دوسری طرف

صدقہ جاریہ

کے ایک ایسے کام کی بنیاد پڑ جائے گی جو صدقہ بھی ہے اور جس سے تبلیغ اسلام کا کام بھی ایک مستقل صورت اختیار کرلیگا۔ انسان کے ایک نیک اعمال تو وہ ہیں جو اس کی زندگی کے ساتھ ختم ہو جاتے ہیں مگر اس کا یہ نیک عمل

اس کی موت کے بعد

بھی جاری رہے گا۔ خوش قسمت ہیں وہ جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ توفیق مل جائے +

خاکسار

محمد علی

جواہر ریزے

قرآن مجید

بڑی نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے مونہوں کو مشرق اور مغرب کیطرف پھیرو، لیکن بڑا نیک وہ ہے جو اللہ اور آخرت کے دن اور فرشتوں اور کتاب اور نبیوں پر ایمان لائے اور اسکی محبت کیلئے قریبیوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سوالیوں کو اور غلام کو آزاد کرنے میں مال دے اور نماز کو قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور اپنے اقراروں کو پورا کرنیوالے جب وہ اقرار کریں اور صبر کرنیوالے تنگی اور تکلیف میں اور مقابلہ کے وقت۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے سچ کر دکھایا اور یہی متقی ہیں۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو مقتولوں کے بارہ میں تم پر قصاص مقرر کیا گیا ہے آزاد ہو تو آزاد غلام ہو تو غلام، عورت ہو تو عورت، مگر جس شخص کو اپنے بھائی کی طرف سے معافی دی گئی ہے تو عمدگی سے پیروی کرنا چاہیئے اور نیکی کے ساتھ اس کی ادائیگی کیجائے یہ تمہارے رب کی طرف سے تخفیف اور مہربانی ہے۔ پس جو کوئی اس کے بعد زیادتی کرے گا۔ اس کیلئے دردناک دکھ ہے اور اے عقل والو تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے تاکہ تم بچے رہو۔

تم پر جب تم میں سے کسی کے لئے موت آموجود ہو۔ عمدگی کیساتھ وصیت کرنا ضروری ٹھہرایا گیا ہے۔ اگر وہ بہت سا مال ماں باپ کیلئے اور قریبیوں کیلئے چھوڑے۔ یہ متقیوں پر لازم ہے پھر جو کوئی اس کے بعد جو اس نے سن لیا ہے اُسے بدل دے تو اس کا گناہ انہی پر ہے جو اسے بدلتے ہیں۔ یقیناً اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ مگر جسے وصیت کرنیوالے کی طرف سے طرفداری یا گناہ کا خوف ہو۔ پھر وہ ان کے درمیان صلح کرا دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں بیشک اللہ بخشنے والا رحم کرنیوالا ہے (۲ — ۱۷۷)

حدیث شریف

(۱) تم میں سے جو شخص مہمانوں کی خاطر مدارات کرنے میں کشادہ دل ہے اس کے لئے ملائکہ دعا کرتے ہیں۔

(۲) جو شخص نماز پڑھتا ہے، خیرات کرتا ہے، رمضان کے روزے رکھتا ہے اور مہمانوں کی خاطر تواضع کرتا ہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(۳) کسی مہمان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ اس قدر طویل قیام کرے کہ اس کا میزبان تنگ آجائے۔

(۴) جو شخص اپنے ہمسایہ کو نقصان پہنچاتا ہے اللہ اسے سزا دیگا۔ اور جو شخص ہمسایہ کو تکلیف دیتا ہے۔ اللہ اسے سزا دیگا۔

(۵) اپنے ہمسایوں کیساتھ نیکی کرو تاکہ تم سچے مومن بن جاؤ

(۶) وہ شخص جس سے اس کا ہمسایہ محفوظ نہیں ہے۔ امن کی جگہ (بہشت) میں داخل نہ ہوگا۔

(۷) جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے اپنے مہمان کی عزت کرنی چاہیئے اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے اپنے ہمسایہ سے نیکی کرنی چاہیئے اور جو شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے یا تو اچھی باتیں کرنی چاہئیں یا چپ رہنا چاہیئے

(۸) وہ شخص کامل مسلم نہیں جو اپنا پیٹ بھر لیتا ہے اور اپنے ہمسایہ کو بھوکا چھوڑ دیتا ہے۔

(۹) آنحضرت صلعم نے تین مرتبہ فرمایا "خدا کی قسم وہ شخص سچا مومن نہیں"۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کون سچا مومن نہیں؟ فرمایا جس کے ہاتھ سے اس کا ہمسایہ مامون نہیں +

جماعت کیلئے ایک مجاہدہ

خطبہ جمعہ ۱۵ر نومبر ۳۵ء۔ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر انا اعتدنا للظلمین نارا۔ (الکہف ۱۸: ۲۹)

(اور کہو حق تمہارے رب کی طرف سے ہے سو جو کوئی چاہے ایمان لائے اور جو چاہے انکار کرے۔ ہم نے ظالموں کیلئے آگ تیار کی ہے)

کائنات میں انسان کا درجہ

[illegible] میں ایک سائنس دان کے لیکچر کا خلاصہ اخبار میں دیکھ رہا تھا جس نے اس موضوع پر لیکچر دیا ہے کہ اس کائنات میں انسان کی حیثیت کیا ہے۔ گذشتہ صدی یعنی انیسویں صدی میں مادیات اور سائنس کی جو ترقیاں ہوئی ہیں ان کا ذکر کرتا ہوا وہ کہتا ہے کہ ان ترقیوں نے آہستہ آہستہ اس مقام کو گھٹا دیا جو انسان کو اس کائنات میں حاصل ہے کیونکہ ان ترقیوں نے انسان کو ایک مشین کی طرح اندھی طاقت قرار دیا ہے جو واقعات و حالات اور اپنے ماحول میں مجبور ہے اور بے اختیار ایک طرف چل رہا ہے۔ یہ نتیجہ تھا اس بات کا کہ انسان محض مادے کے ذرات کا ایک مجموعہ ہے اور اس مادہ کی طرح وہ بے اختیار کام کر رہا ہے۔

انسان اپنے راستے کے انتخاب میں مجبور نہیں

اس کے بعد یہ سائنسدان [illegible] کہ موجودہ بیسویں صدی نے اس نقطہ خیال کو بدل دیا اور اب ایک زبردست انقلاب پیدا ہو رہا ہے۔ انسان کا درجہ رفتہ رفتہ بلند ہو رہا ہے۔ وہ بلندی کیا ہے؟ یہ کہ انسان کو اپنے راستے کے انتخاب کا اختیار ہے اور اس بارہ میں وہ مجبور نہیں۔ اگر وہ اچھا راستہ اپنائے تو ترقیات حاصل کرسکتا ہے اور اگر برا راستہ اپنائے تو تباہی و بربادی کے گڑھے میں گر جاتا ہے۔

قرآن کریم کا کمال

یہ ہے خلاصہ موجودہ زمانہ کے ایک بڑے سائنسدان کے لیکچر کا۔ لیکن آج سے ساڑھے تیرہ سو برس قبل جبکہ نہ موجودہ سائنس تھی اور نہ کوئی ترقیات [illegible] اسی اصول کا علم ایک امی کے زبان سے دنیا کو دیا گیا۔ وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر (اور کہو حق تمہارے رب کی طرف سے ہے جو کوئی چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے) ماننے یا انکار کر دینے کا یہ مطلب نہیں کہ منہ سے مان لیا یا منہ سے کہہ دیا کہ میں نہیں مانتا بلکہ عملی طور پر ماننا یا انکار کرنا ہے۔ اس کے بعد فرمایا ہے کہ ظالموں یعنی نہ ماننے والوں کے لئے آگ ہے اور ماننے والوں اور اچھا عمل کرنے والوں کیلئے اعلیٰ درجہ کا اجر ہے۔ یہ تو ایک چھوٹا سا اصول ہے جو سائنس نے اس صدی میں آکر معلوم کیا لیکن قرآن کریم نے آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پیشتر ایسے چند الفاظ میں بیان کر دیا تھا اور ایسے بیسیوں اصول ہیں جو قرآن نے نہایت اختصار سے ایک دو جملوں میں بیان کئے ہیں۔ بظاہر یہ ایک چھوٹی سی آیت معلوم ہوتی ہے لیکن اس کے نیچے بہت بڑا علم ہے۔ جوں جوں سائنس ترقی کرتی جائیگی اور علوم آشکارا ہوتے جائیں گے قرآن کریم کی صداقت واضح ہوتی جائیگی اور آئندہ نسلوں کو ہم سے بھی زیادہ اس بات [illegible] کہ قرآن کریم کے اندر بے اندازہ علم و حکمت بھری ہوئی ہے۔

ہمارے اختیار کی بات

یہ ایک حقیقت ہے اور قرآن کریم نے اس پر بڑا زور دیا ہے کہ انسان کو اپنے لئے اچھے یا برے راستے کے انتخاب کا اختیار ہے چنانچہ اسی اصول پر عمل پیرا ہو کر مسلمانوں نے خدا کے کلام کی اس صداقت کو ایک ثابت شدہ حقیقت بنا دیا اور وہ اچھا رستہ اختیار کرکے بلند سے بلند مقامات پر پہنچ گئے۔ ہمارے سامنے بھی ایک میدان ہے۔ وہ نور اور ہدایت ہمارے پاس بھی موجود ہے اگر ہم چاہیں تو اس پر عمل کرکے بہتر سے بہتر نتائج حاصل کرسکتے ہیں اور اس کو چھوڑ کر یا اس پر پوری توجہ نہ دیکر ناکامی و نامرادی [illegible] کو دیکھ سکتے ہیں۔ یہ ہم میں سے ہر ایک کا اختیار ہے بچہ ہو یا بوڑھا، مرد ہو یا عورت، ہر ایک کے سامنے ترقی کی راہ بھی ہے اور تنزل کی بھی۔

مادی اور حقیقی ترقیات کا فرق

لوگوں کا خیال ہے کہ آجکل ہمارے مادی آرام آسائش کی جو چیزیں ایجاد ہو گئی ہیں، اور انسان نے جو قدرت کی طاقتوں کو مسخر کر لیا ہے وہی سب کچھ ہے۔ لیکن ایسا سمجھنا ہی سب سے بڑی ٹھوکر ہے۔ دراصل یہ سطحی علم کا نتیجہ ہے اگر ذرا گہری نظر سے دیکھا جائے تو مادی ترقیات نے انسان کیلئے کوئی جنت نہیں بنائی کوئی حقیقی آرام و راحت مہیا نہیں کیا۔ انسان کی حقیقی ترقیات وہ ہیں جو اسی دنیا کو انسان کے لئے جنت بنا دیں جیسا کہ فرمایا۔ یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ۔ مگر مادی ترقیات کے مرکز یورپ کو دیکھو کہ کیا ان مادی ترقیات نے یورپ کے عام گھروں کو جنت کا نمونہ بنا دیا ہے؟ نہیں بلکہ اس کی وجہ سے گھر دوزخ بنے ہوئے ہیں۔

مذہب فعل اور عمل کا نام ہے

بعض لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کو صرف زبانی طور پر مان لینا کافی ہے لیکن یہ غلط خیال ہے اگر کوئی شخص صرف منہ سے خدا کا اقرار کرے اور اسی طرح آوارہ پھرتا رہے جس طرح ایک دہریہ پھرتا ہے۔ تو اس کو کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ خدا کا ماننا یہ ہے کہ انسان کے افعال اور اس کی زندگی سے اس اقرار کا اظہار ہو۔ خوب یاد رکھو مذہب کسی بات کے کہنے کا نام نہیں کسی چیز کے کرنے کا نام ہے۔ منہ سے اقرار کر لینا مذہب نہیں

ہماری مشکلات اور فرائض

اس وقت ہم قومی زندگی کے ایک نازک دور سے گذر رہے ہیں مخالفت کا خوب زور شور ہے۔ ایک طرف تو اس جماعت کو مٹانے کی اور ہر قسم کے دکھ اور تکلیفیں پہنچانے کی انتہائی کوشش ہو رہی ہے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ خدمت اسلام کے وہ راستے کھول رہا ہے جو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہ تھے مگر مسلمان ہیں کہ خدمت اسلام کے اس کام کو مٹانے کے درپے ہیں۔ ہماری ہستی تو کیا چیز ہے لیکن وہ کام جو ہم نے شروع کیا ہے اگر مٹ گیا تو پھر اس کو از سر نو بنانے والا کوئی نظر نہیں آتا۔

چالیس روز کا مجاہدہ

موجودہ مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے ایک چالیس دن کا مجاہدہ تجویز کیا ہے۔ میں اس کو پیش کرتے ہوئے [illegible] سمجھتا ہوں۔

اس مجاہدہ میں سب سے پہلی تجویز یہ ہے کہ ہم سب چالیس روز تک نماز تہجد کو اپنے اوپر لازم کرلیں خواہ وہ دو رکعت ہی کیوں نہ ہو۔ چند روز تک رمضان کا مبارک مہینہ شروع ہو رہا ہے اس کی انتیس (۲۹) راتوں کے ساتھ شعبان کی گیارہ راتیں ملا لی جائیں۔ یہ کام آجکل کچھ مشکل بھی نہیں۔ راتیں کافی لمبی ہوتی ہیں زیادہ سونا بھی انسان کے قویٰ کو مضمحل کر دیتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آدھی آدھی رات اٹھ کر کھڑے رہو۔ (اگر اللہ تعالیٰ کسی کو یہ توفیق دے تو یہ بہت ہی اچھی بات ہے) دس منٹ بیس منٹ۔ آدھ گھنٹہ۔ گھنٹہ۔ ڈیڑھ گھنٹہ جس قدر ہو سکے اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہو۔ اس کے آگے عاجزانہ جھکو۔ دیکھو دنیا میں بھی صحبت کا اثر ہوتا ہے۔ اگر انسان اچھی صحبت میں بیٹھے تو اس پر اچھا اثر پڑے گا اور وہ اچھی باتیں سیکھیگا۔ اسی طرح اگر بری صحبت میں بیٹھے تو اس پر برا اثر پڑیگا اور وہ بری باتیں سیکھیگا۔ ہم تو ایک مرد خدا کے پاس جاکر بیٹھے خواہ ہم نے چاہا تھا یا نہ چاہا تھا لیکن اس نے ہم میں خدمت دین کی ایک آگ لگا دی اور جو کوئی بھی اس کے پاس جاکر بیٹھا اسی کے دل میں یہ آگ روشن ہو گئی۔ خدا کے ساتھ بھی ایک خلوت ہوتی ہے اور وہ نماز میں میسر ہوتی ہے اور بالخصوص رات کے پچھلے پہر کی نماز میں۔ رات کا وقت ایسا ہوتا ہے جبکہ چاروں طرف سکون و خاموشی ہوتی ہے۔ تم اس لئے نہ اٹھو اور کھڑے ہو کہ خدا تم کو اچھی روٹی دے، اچھے اچھے کپڑے دے، تمہاری مالی مشکلات دور کر دے۔ گو اس میں بھی کچھ حرج نہیں اور یہ چیزیں مانگنا جائز ہے لیکن ایسی پست اغراض کو لیکر خدا کے پاس نہ جاؤ۔ ان اغراض کو لیکر لوگ تو پیروں کے پاس جاتے ہیں قبروں پر جاتے ہیں۔ گو وہاں کچھ ملے یا نہ ملے اور خدا کے ہاں سے تو یقیناً یہ سب کچھ ملتا ہے۔

خدا کی ہستی کا صحیح احساس زبردست طاقت ہے

لیکن تم خدا کے سامنے جاؤ تو اس غرض کو لیکر نہ جاؤ۔ بلکہ اس غرض کو لیکر جاؤ کہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا صحیح احساس تم میں پیدا ہو اور تم پر یہ کیفیت طاری ہو کہ گویا تم اپنی آنکھ سے خدا کو دیکھ رہے ہو۔ خدا کی ہستی کا احساس تمہاری زندگی کے ہر ایک فعل میں نمایاں طور پر نظر آئے خدا کے ساتھ تعلق اور اس کی ہستی کا صحیح احساس ایک نہایت زبردست طاقت ہے ایسی طاقت جسکو حاصل کرکے کوئی ناکام نہیں رہ سکتا۔ یہ خواب خیال نہیں بلکہ ایک زندہ حقیقت ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کو دیکھو۔ حضور نے خدا کے ساتھ تعلق کی طاقت کی وجہ سے کس قدر عظیم الشان اور بے مثال کام کرکے دکھلا دیا۔ خدا کی ہستی آج بھی وہی ہے اور اس کی طاقت بھی وہی ہے لیکن اس کو لینے والے نہیں۔ یہی ایک راستہ ہے جس پر چل کر تم کامیاب ہو سکتے ہو اور دنیا میں کوئی عظیم الشان کام کر سکتے ہو۔ چالیس دن کیلئے نماز تہجد اپنے اوپر لازم کر لو۔ اس میں کوئی خاص تکلیف نہیں اٹھانی پڑے گی۔ رمضان کے مہینہ میں تو سحری کیلئے ہر کوئی اٹھتا ہے اس میں گیارہ دن اور شامل کر لو۔ دیکھو خدا کا فرمودہ غلط نہیں ہو سکتا۔ اگر ہماری ساری جماعت کے دلوں کے اندر سے متیٰ نصر اللہ کی آواز اٹھے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی ان نصر اللہ قریب کی آواز یقیناً آکر رہیگی۔

دوسرا مطالبہ۔ دن کے وقت جدوجہد

اس مجاہدہ کے سلسلہ میں میرا دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ ان چالیس ایام

جہاد ان کے وقت باہر نکل کر ان غلط خیالات کو دور کرو جو حضرت مسیح موعودؑ اور احمدیت کے خلاف مخالفین کی طرف سے پھیلائے جا رہے ہیں۔ اس جد وجہد کیلئے میں دو گھنٹہ روز مانگتا ہوں۔ یہ مت خیال کرو کہ تمہاری بات کوئی نہیں سنیگا نہیں ان لوگوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو گالیاں دیکر ان کے خلاف بہتان تراشیاں کرکے خود ان کو مظلوم بنا دیا ہے۔ لوگوں کی دلی ہمدردی مظلوم کے ساتھ ہوتی ہے۔ یہ لوگ حضرت مسیح موعودؑ کے کام کی طرف نہیں دیکھتے اور عقائد کو لیکر اس میں خواہ مخواہ موشگافیاں کرتے ہیں۔ غلط تاویلیں کرتے ہیں بے بنیاد اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ تم ذرا باہر نکلو اور اپنے اصل عقائد اور کام کو لوگوں کے سامنے پیش کرو

تمہارے ہاتھ میں صداقت کی طاقت ہے

یاد رکھو تمہارے ہاتھ میں ایک زبردست طاقت ہے ان لوگوں کے ہاتھ میں کوئی طاقت نہیں کیونکہ یہ حق پر نہیں ہیں۔ یہ لوگ ہمیں کافر کہتے ہیں لیکن جب ہم پوچھتے ہیں کہ ہم کیوں کافر ہیں، ہمارا کونسا عقیدہ اسلام اور اہل سنت جماعت کے خلاف ہے تو یہ نہیں بتلا سکتے۔ لیکن انہی لوگوں میں سے ایسے افراد نکل رہے ہیں جو ان کے مسلمہ عقائد کے خلاف جا رہے ہیں۔ ان کے خلاف ہمیں کافر کہنے والوں کی زبانیں نہیں ہلتیں نزول مسیح کے عقیدہ پر تمام اہلسنت والجماعت کا اتفاق ہے۔ تمام محدثین کا اتفاق ہے۔ بخاری مسلم وغیرہ کتب احادیث کا اتفاق ہے لیکن ان کے بعض لیڈر آج کہہ رہے ہیں کہ یہ عقیدہ مجوسیوں سے لیا گیا ہے اسلام کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ کوئی کہتا ہے قرآن میں اس کا ذکر نہیں۔ اگر یہی مسلک ہے تو کل کو حدیث کو صاف جواب دیا جائیگا اور جن دو دیواروں پر اسلام کی عمارت بنی ہے ان میں سے ایک کو گرا دیا جائیگا۔ کوئی یہ نہیں پوچھتا کہ عقائد اہل سنت والجماعت کو ترک یہ لوگ کریں اور کافر ہم ہوگئے۔ بجائے اس کے کہ ایسا کہنے والوں کے خلاف آواز اٹھائی جائے اب یہ لکھا جا رہا ہے کہ نزول مسیح کے متعلق احمدیوں سے کوئی گفتگو نہ کی جائے۔ اس قسم کی بحثیں احمدیوں کی ترقی کا باعث بن رہی ہیں۔ یہ اپنی کمزوری کا اعتراف ہے تو کہیں حدیث مجدد کا انکار ہو رہا ہے کہیں نزول مسیح کا انکار ہو رہا ہے اور اس کے ساتھ اور بیسیوں باتوں کا۔

دن کے ان دو گھنٹوں میں کیا کرو؟

سو میں کہتا ہوں کہ ان دو گھنٹوں میں تم باہر نکلو کسی سے بات چیت کرو۔ ہمارے پاس مفت اشاعت کا لٹریچر موجود ہے وہ لے جاؤ دو دو ورق چار چار ورق دو۔ اس خیال سے کہ کسی سے بات کرنے سے نہ ڈرو کہ ہمیں جواب نہیں آئیگا۔ جو کوئی اللہ کے راستے میں نکلتا ہے اللہ خود اس کی مدد کرتا ہے اور جواب بھی سکھا دیتا ہے اور بالفرض اگر ایک دفعہ جواب نہیں آئیگا تو دوسری دفعہ آجائیگا۔ گھر میں پہنچکر سوچ لوگے کسی سے پوچھ لوگے ویسے بھی ہماری اس چھوٹی سی امی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے وہ علم دیا ہے جو بڑے بڑے مولویوں کے پاس بھی نہیں۔ وجہ یہ کہ ہمارے پاس صداقت ہے اور یہ لوگ اس سے محروم ہیں۔

تیسرا مطالبہ۔ نماز باجماعت

میرا تیسرا مطالبہ یہ ہے کہ نماز فجر اور مغرب احباب اکٹھے ہو کر پڑھیں۔ بعض احباب مسجد کے قریب ہوتے ہوئے باوجود نماز باجماعت میں سستی کر جاتے ہیں۔ تمام جماعتیں اس کیلئے خاص انتظام کریں اور کم از کم فجر اور مغرب کی نماز باجماعت ادا کریں یہ ایسے اوقات ہیں جن میں تمام دوست بآسانی جمع ہو سکتے ہیں۔ ایک ایک میل ڈیڑھ ڈیڑھ میل کے اندر جو دوست رہتے ہیں۔ انہیں سب کو جمع ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے اور جہاں تک ممکن ہو دونوں نمازوں کی آخری رکعت میں قنوت میں مل کر دعائیں کریں۔ بالخصوص سورہ بقرہ کی آخری دعا اور یہ دعا اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم۔ اللھم اخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منھم۔ یہ مجاہدہ ۱۵ر شعبان یعنی ۱۷ر نومبر کی رات سے شروع کیا جائے یعنی اس رات سے جو ہفتہ اور اتوار کی درمیانی رات ہے اور مجاہدہ کا پہلا دن ۱۷ر نومبر اتوار کا دن ہوگا۔ ان باتوں میں جماعت کے تمام افراد میرے مخاطب ہیں اور یہ تجویزیں میں نے چھپوا کر تمام جماعتوں میں بھیجدی ہیں۔

بجٹ فنڈ کے متعلق تاکید

ان کے علاوہ میں دو باتیں اور کہنا چاہتا ہوں۔ ایک چھوٹی سی تجویز میں نے بجٹ فنڈ کے متعلق بتلائی تھی کہ جمعرات کے روز تمام دوست اپنے کھانے پینے کے اخراجات میں کچھ کمی کر دیا کریں اور اس طرح جو پیسے بچیں وہ الگ صندوقچی میں ڈال دیا کریں۔ لیکن اس طرف پوری توجہ نہیں کی گئی۔ یہ ایک بالکل آسان تجویز ہے۔ تمہارے گھروں، ہوسٹلوں اور مہمان خانوں سب جگہ اس پر عمل ہونا چاہیئے۔ اس پر عمل کرنے سے تمہیں کوئی خاص تکلیف نہ ہوگی لیکن فائدہ بہت بڑا ہوگا۔ تمہارا ایکسپانشن اس سے جاری رہ سکیگا۔ کیا تم خدا کو خوش کرنے کے لئے اتنا بھی نہیں کر سکتے۔ میں ایک مرتبہ پھر ہدایت کرتا ہوں کہ تمام دوست اس تجویز پر عمل شروع کر دیں۔ جن گھروں میں صندوقچیاں نہیں ہیں وہ دفتر سے لے لیں اور جب تک وہ صندوقچیاں حاصل نہ ہوں بجٹ فنڈ کے پیسوں کو الگ رکھیں۔ مسلمان قوم خدا کے نام کو بھلا نا بھول گئی ہے۔ تم اسے یاد رکھو کیونکہ تمہاری جماعت کی زندگی کا مقصد یہی ہے۔ خوب یاد رکھو۔ ان تجاویز پر عمل کرنے سے تمہاری قوم بنتی چلی جائے گی اور تمہاری قوم اس وقت تک نہیں بن سکتی جب تک تمہارا ہر ایک فرد ان پر عمل نہ کرے

زنانہ دستکاری کی نمائش

دوسری بات یہ ہے کہ جلسہ سالانہ پر ہماری خواتین کی طرف سے ایک زنانہ دستکاری کی نمائش ہوا کرتی ہے۔ جس سے قومی بیت المال کو کافی تقویت پہنچی ہے۔ اپنے اپنے گھروں میں جا کر تاکید کردو کہ ہر ایک احمدی خاتون اور لڑکی اس میں شرکت کرے اور ۲۰ر نومبر تک ہر ایک کی طرف سے کوئی نہ کوئی چیز اس نمائش کیلئے موصول ہو جائے خواہ وہ رومال کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ سوت کی ایک انٹی ہی کیوں نہ ہو۔ کسی احمدی گھر میں کوئی خاتون اور کوئی لڑکی ایسی نہ ہونی چاہیئے جو اس کام میں شرکت نہ کرے۔ اس سے تمہارے گھروں کے اندر عورتوں اور لڑکیوں کے دلوں میں خدا اور اس کے رسول کی محبت پیدا ہوگی اور یہ خوشی کوئی چھوٹی سی خوشی نہ ہوگی کہ تم نے بھی خدا کے لئے اور اس کے رسول کی عزت کی حفاظت کے لئے اور اس کے دین کی اشاعت کے لئے کچھ کام اپنے ہاتھ سے کیا ہے گذشتہ سالوں میں اس طرف پوری توجہ نہیں دی گئی۔ اگر کوشش کی جائے تو صرف لاہور کے گھروں سے ڈھائی تین سو چیزیں آ سکتی ہیں۔ لیکن حالت یہ ہے کہ ساری جماعت سے بمشکل اس قدر چیزیں وصول ہوتی ہیں۔ چھوٹی سے چھوٹی تجویز کو لو مگر اس طرح ہو کہ بڑے اور چھوٹے سب اس پر عامل ہوں اور ہر ایک دل میں اسے پورا کرنے کی تڑپ ہو تو وہ قوم کی ترقی کا بڑے سے بڑا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ اس کے رستے میں سب ایک ہو کر کام کریں +

مسلمانوں میں تبلیغ مسیحیت کا طریق

"ہمیں دلائل سے اجتناب کرنا چاہیئے" ایک عیسائی مشنری کے تاثرات

(ذیل میں ہم قارئین "پیغام صلح" کی دلچسپی کے لئے مشہور مسیحی رسالہ "دی مسلم ورلڈ" بابت اکتوبر ۱۹۳۵ء سے ایک مضمون کا ترجمہ نقل کرتے ہیں۔ مضمون نگار ریورنڈ کرسٹی ولسن ایران کے عیسائی مشنری ہیں جن کا صدر مقام تبریز میں ہے۔ اس مضمون میں پادری صاحب نے بتایا ہے کہ مسلمانوں میں کس طریق پر تبلیغ کرنی چاہیئے اور بلاشبہ اس مضمون میں جہاں عبرت ہے، حکمت بھی ہے۔ ہم بغیر کسی تنقیدی نوٹ کے اصل ترجمہ درج ذیل کرتے ہیں۔ خطوط وحدانی میں درج شدہ عبارات ہماری ہیں۔ مدیر)

مسلمانوں میں آج جو شخص مسیح کو پیش کرنا چاہتا ہے۔ اسے چاہیئے کہ دلائل سے اجتناب کرنے میں خاص مہارت حاصل کرے یہ ایک زیادہ مشکل فن ہے گو ابتدا میں ایسا معلوم نہ ہو۔ مشرقی ممالک میں علمی وعقلی مباحثات ابھی تک تفریح و دل لگی کا عمدہ ذریعہ خیال کئے جاتے ہیں۔ قریباً ہر ملک میں نہ صرف مذہبی اور علمی لوگ ہی بلکہ عام مسلمان بھی دلائل کے لئے فوراً تیار ہو جائیگا۔ ان مباحثات کے لئے مذہب کو موضوع بنانا زیادہ پسند کیا جاتا ہے گو ایک شخص خود مذہب کا زیادہ پابند اور راسخ الاعتقاد نہ ہو تاہم وہ کسی بحث یا مناظرہ میں اپنے تقلیدی مذہب کی حمایت میں بڑی خوشی سے آمادہ ہو جائے گا سامریہ کے کنوئیں پر مسیح سے جو عورت ملی وہ بھی اسی روش کی مثال تھی (دیکھو یوحنا ۴ باب)۔ گو جہاں تک ہمارا علم ہے وہ نیکی اور تقدس میں کوئی شہرت نہ رکھتی تھی لیکن پھر بھی مذہبی بحث کیلئے فوراً تیار ہو گئی۔ جو لوگ زیادہ مطالعہ نہیں کر سکتے اور جو ناخواندہ ہیں ان کے لئے بھی مباحثہ باہم علمی ارتباط کا عمدہ ذریعہ ہے۔

مسیحی نقطۂ نگاہ سے دیکھا جائے تو دلائل سے کسی عمدہ نتیجہ کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ اسلام کا نمائندہ یا تو یہ سمجھیگا کہ اس کے دلائل کا پلہ بھاری رہا اور اس کا تکبر اسے (عیسائیت) اور بھی دور کر دیگا اور یا وہ یہ سمجھے گا کہ وہ دلائل کا جواب نہیں دے سکا اور اس صورت میں بھی وہ بھاگ جائیگا یا اس لئے کہ پھر کبھی واپس نہ آئے اور یا اس لئے کہ حملہ کی کوئی اور راہ نکالے۔ ہر دو حالتوں میں اصل مطلب فوت ہو جاتا ہے خواہ ہماری دلیل کس قدر ہی وزنی اور قائل کرنے والی کیوں نہ ہو۔ پھر بھی جو شخص ارادہ کے بغیر قائل ہوتا ہے اس کے اصل خیالات بدستور رہتے ہیں۔ ہمارا کام صرف عقلی طور پر مسیحیت کی صداقت کیلئے لوگوں کو راضی کرنا نہیں بلکہ اس سے زیادہ مشکل کام ان کے قلوب اور ان کے ارادہ کو مسیح کیلئے مسخر کرنا ہے۔

اگرچہ ہم صداقت کی حمایت کرتے ہیں پھر بھی ہمیں بلا تامل یہ تسلیم کر لینا چاہیئے کہ اگر ہم دلائل شروع کریں تو ایک مسلمان ہم سے زیادہ فائدہ میں رہیگا۔ سب سے اول تو اسے زبان اور طرز ادائیگی میں خاص دسترس ہے۔ پھر اسے منطق اور طریق مناظرہ میں بھی خاص مشق حاصل ہے علاوہ ازیں ملک کے لٹریچر میں سے موزون اقتباسات عمدہ کہانیوں اور ضرب الامثال کا بھی اس کے پاس ہم سے زیادہ ذخیرہ ہے۔ اگر سامعین میں مسلمان موجود ہوں تو لازماً وہ بھی اپنے مذہب کے نمائندہ کی بات کو ہمارے خلاف ترجیح دیں گے۔ ان مباحثات سے گریز کرنے کی وجہ یہ نہیں کہ ہم دلائل میں شکست کھانے سے گھبراتے ہیں بلکہ متعدد واقعات اور تجربات سے یہ امر ثابت ہوا ہے کہ مباحثوں کے ذریعہ ہم لوگوں کو مسیح تک نہیں پہنچا سکتے۔

بعض حالات میں جو شاذ و نادر ظہور میں آتے ہیں ایک بیوقوف کو اس کی دلیل کے مطابق ہی جواب دینا پڑتا ہے۔ ایک مرتبہ ایک کمرہ میں جہاں بہت سی سامعین موجود تھے اور نہایت ہی سنجیدہ گفتگو ہو رہی تھی ایک شخص نے یوں سلسلہ کلام منقطع کیا۔ "یا تو تمہاری انجیل جھوٹی ہے اور یا مسیح کی نبوت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ عہد نامہ جدید میں لکھا ہے کہ انہوں نے بہت سے لوگوں کا مال ضائع کیا۔ جبکہ انہوں نے سوروں کا ایک گلہ جھیل میں پھینک کر ڈبو دیا" (دیکھو متی ۸ باب ۲۸ تا ۳۴، مرقس ۵ باب ۱ تا ۱۳ وغیرہ) (عیسائی) مشنری نے جواب دیا۔ "میرے بھائی! یہود کے لئے خنزیر ایسا ہی برا تھا جیسا تمہارے لئے اور کس قدر عجیب بات ہے کہ تم (مسلمان ہو کر) خنزیروں کی طرفداری اور وکالت کر رہے ہو۔"

ایک اور موقع پر ایک شخص نے میرے ایک رفیق سے کہا "تم مسیح کو سب سے بڑا پیغمبر سمجھتے ہو اس لئے کہ اس کا کوئی باپ نہ تھا۔ میں اس لحاظ سے تمہیں ایک اس سے بھی بڑا پیغمبر بتاتا ہوں۔ آدم کا نہ کوئی باپ تھا نہ ماں"۔ میرے دوست نے جواب میں کہا "تمہیں اس امر میں مسیح کی نسبت غلط فہمی ہوئی ہے۔ جہاں تک والدین کا تعلق ہے دنیا میں سب سے پہلے گدھے کا بھی نہ کوئی باپ تھا نہ ماں"۔

ڈاکٹر ایس۔ جی ولسن آنجہانی ایک مرتبہ تبریز میں ایک مجتہد سے ملنے گئے۔ میزبان نے مشرقی آداب کے بالکل برخلاف اپنے مہمان سے تمام لوگوں کے سامنے جو کمرہ میں موجود تھے یہ سوال کر دیا۔ "تمہارا کیا خیال ہے تمہارے پیغمبر (حضرت) مسیح نے شادی کی ضیافت پر کس قسم کی شراب بنائی تھی؟" (انجیل میں مسیح علیہ السلام کا پہلا معجزہ اس طرح درج ہے کہ ایک شادی کے موقع پر جہاں وہ اور ان کے شاگرد مدعو تھے شراب ختم ہو گئی تو انہوں نے پانی کو شراب میں تبدیل کر دیا اور اپنا جلال ظاہر کیا۔ دیکھو یوحنا ۲ باب ۱ تا ۱۱)۔ ڈاکٹر ولسن نے جواب دیا۔ "بعض کا خیال ہے کہ وہ خمر تھی۔ بعض کا خیال ہے کہ چونکہ وہ اسی وقت بنائی گئی اور تقسیم کی گئی وہ یقیناً الکحل سے خالی تھی لیکن جہاں تک میری رائے کا سوال ہے میرے خیال میں وہ اسی قسم کی شراب تھی جس کے متعلق قرآن میں آیا ہے کہ جنت میں اس کی نہریں بہتی ہوں گی"۔ ہمیں اس بات کی احتیاط کرنی چاہیئے کہ ایسے مواقع پر محض حاضر جوابی اور اپنی ظرافت طبع کے اظہار کیلئے جواب کو ٹال نہ دینا چاہیئے بلکہ صحیح جواب بھی مسکت ثابت ہو سکتا ہے۔

جہاں ہم بیفائدہ بحث وتمحیص سے بچنے کے لئے عمدہ پیرایہ میں کوشش کریں، ہمیں اس بات کا اظہار نہ کرنا چاہیئے کہ ہم اصل مبحث سے گریز کر رہے ہیں اور ایک بات کو چھوڑ کر دوسری کی طرف بھاگ رہے ہیں جیسا کہ ہمارے بہائی دوستوں پر اکثر الزام دیا جاتا ہے۔ ایران میں بہائی لوگ اکثر ہمیں بحث پر آمادہ کرتے ہیں اور خود وہ راسخ الاعتقاد مسلمانوں کے ہمنوا بن جاتے ہیں۔ لیکن جس شخص کو ان لوگوں کا تجربہ ہو وہ فوراً بھانپ جاتا ہے کہ یہ کس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ گفتگو اور سوال وجواب کے تجربہ سے اب ہم معلوم کر لیتے ہیں کہ کون شخص واقعی کسی مسئلہ پر روشنی کا خواہشمند ہے اور کون ہمیں محض بحث میں دھکیلنا چاہتا ہے۔

جہاں ہم دلائل اور بحث سے گریز کریں ہمیں اس بات کیلئے بھی ہر وقت تیار رہنا چاہیئے کہ ہم ہر سائل کو اس رجا اور امید کے متعلق جو ہمارے دلوں میں ہے تسلی بخش جواب دے سکیں۔ ہمیں اس بات کو بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ رسول نے تنبیہ کے بعد ہمیں حلم اور خوف سے کام لینے کا حکم دیا ہے۔ (حضرت مسیح علیہ السلام نے شاگردوں کو ہدایت فرمائی تھی کہ جب تم تبلیغ کو جاؤ تو سانپوں کی مانند ہوشیار اور کبوتروں کی مانند بھولے بنو۔ دیکھو متی ۱۰ باب ۱۶) حلم اور عاجزی اس لئے کہ ہماری محبت ظاہر ہو۔ اور خوف وخشیت اس غرض کے لئے کہ ہمارے جواب سے بیفائدہ بحث کا آغاز نہ ہو جائے۔

ایسے بھی مواقع ہو سکتے ہیں جب دلائل اور بحث سے گریز ناممکن ہو۔ اس وقت ہماری گفتگو اس مخالف کیلئے جس کو ہم اپنا مسیحی بھائی بنانا چاہتے ہیں ہماری محبت کا نمونہ اور مظہر ہونی چاہیئے۔ ہماری طرف سے بحث میں تلخی اور حدت قطعاً نہ ہو۔ کیونکہ گرم مزاجی نہ صرف ہمارے لئے باعث رسوائی ہوگی بلکہ خداوند کے نام پر بھی جس کے کام میں ہم مصروف ہیں دھبہ لگائے گی۔ ہمیں گفتگو کرنیوالے اشخاص کو صفائی اور وضاحت سے کہدینا چاہیئے کہ ہم بحث نہیں کرنا چاہتے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اس کا نتیجہ کچھ بھی نہیں۔

اگر ہم نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ ہم دلائل میں نہیں پڑیں گے تو پھر ہمیں مسلمانوں میں کس طریق پر تبلیغ کرنی چاہیئے؟ اس کے متعلق ابتدا میں ہی بتا دینا ضروری ہے کہ ہم جو کچھ بھی پیش کریں گے۔ اس کا جواب دیا جا سکتا ہے، لیکن ایک پاکیزہ زندگی جو مسیح کی روح اور محبت سے لبریز ہو اس کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اپنے دوستوں میں اپنا تقدس ظاہر کریں۔ بلکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ شامل ہو کر مسیح کی زندگی پر نظر ڈالیں ہمارا کام خدائی کام ہے۔ مسلمانوں کو مسیحی بنانا انسانی طاقت کا کام نہیں۔ ہمیں دعاؤں اور روح القدس کی طاقت کی ضرورت ہے۔ تبلیغ کے دوسرے طریقوں سے محبت اور حکمت عملی کا طریق زیادہ ضروری ہے اور یہ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ خواہ ہم کچھ بھی کہیں یا کریں صرف خدا ہی دلوں کو صداقت کے لئے کھول سکتا ہے۔

ہماری تبلیغ کا بنیادی اصول یہ ہونا چاہیئے کہ ہم مسیح کو براہ راست پیش کریں۔ (یعنی بغیر اسلام پر حملہ کرنے کے ہم براہ راست مسیح کو پیش کریں اور اس کے فضائل بیان کریں) اسی کو اصل الاصول قرار دیکر ہمیں ساری توجہ اس پر مرکوز کرنی چاہیئے۔ اسی غرض کیلئے ہم ان اسلامی ممالک میں آئے ہیں۔ ہمیں یہ کہا جائیگا کہ برتن کو پُر کرنے کے لئے پہلے اسے خالی کرنا ضروری ہے۔ (یعنی پہلے ایک مسلمان کے دل کو اسلام سے متنفر کرنا چاہیئے) لیکن یہ کوئی اچھی تشبیہ نہیں۔ یہ مثال زیادہ بہتر ہے کہ مسیحیت روشنی کی مانند ہے جس کے آنے سے تاریکی دور ہو جاتی ہے۔ گذشتہ چند سالوں میں ہم نے اس ملک میں بیشمار انجیلی وعظ زیادہ تر مسلمانوں کیلئے منعقد کئے اور اس کے باوجود کسی جلسہ یا وعظ میں اسلام کا نام تک نہیں لیا گیا۔ مسیح کی حقیقی طور پر تبلیغ کی گئی۔ اسی طرح عام گفتگو میں بھی ہمیں یہ بات ہر وقت مدنظر رکھنی چاہیئے کہ ہم مسیح کو ہمیشہ اپنے آقا، نجات دہندہ اور مالک زندگی کے طور پر پیش کریں +

(باقی آئندہ)

حضرت مسیح موعودؑ پر الزام تکفیر کے متعلق سر محمد اقبال کی شہادت

علامہ اقبال ہزاروں کے مجمع میں شہادت دینے کو تیار ہیں

(از مولانا محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر "لائٹ")

مکرمی ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" - مہربانی فرما کر مندرجہ ذیل سطور اطلاع عام کے لئے اپنے اخبار میں شائع فرما دیں تاکہ اس غلط فہمی کا ازالہ ہو جائے جو علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کے مشہور "بیان" کے متعلق پیدا ہو چکی ہے۔

"پیغام صلح" کی کسی قریبی اشاعت میں میں نے مولانا جیراجپوری صاحب کے اس مضمون پر تبصرہ کیا تھا۔ جو رسالہ "طلوع اسلام" میں حضرت مسیح موعودؑ پر اتہام نبوت کی تائید میں شائع ہوا تھا۔ مولانا جیراجپوری کے دلائل کی تردید کرتے ہوئے میں نے اظہار افسوس کیا تھا کہ ایک اس قدر بلند پایہ رسالہ بھی اس عام رو کا مقابلہ نہیں کر سکا جو اس وقت تحریک احمدیت کے خلاف جاری ہے اور جو سستی شہرت کا قریب ترین راستہ بن گیا ہے۔ میں نے یہ بھی لکھا تھا کہ علامہ اقبال جیسے بلند پایہ انسان نے اپنے کانوں سے حضرت مرزا صاحب کی زبان سے سنا کہ وہ اپنے نہ ماننے والوں کو کافر نہیں سمجھتے تھے۔ جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ وہ مدعی نبوت نہیں تھے۔ مگر باوجود اس کے انہوں نے اپنے "بیان" میں دعویٰ نبوت ان کی طرف منسوب کیا۔ اس سلسلہ میں "طلوع اسلام" کے فاضل مدیر مولانا سید نذیر نیازی صاحب سے میری گفتگو ہوئی۔ دوران گفتگو میں انہوں نے فرمایا کہ انہوں نے علامہ اقبال سے بھی میرے حوالہ کا ذکر کیا تھا جس پر علامہ موصوف نے فرمایا کہ **بے شک انہوں نے مرزا صاحب سے اسی طرح سنا کہ وہ اپنے نہ ماننے والوں کو کافر نہیں سمجھتے تھے اور وہ ہزاروں کے مجمع میں یہ شہادت دینے کو تیار ہیں۔**

اس کے علاوہ علامہ نے فرمایا کہ انہوں نے جو "بیان" اخبارات میں شائع فرمایا وہ موجودہ قادیانی کشمکش کے سلسلہ میں تھا، جو قادیانی جماعت اور عامۃ المسلمین میں جاری ہے۔ جماعت لاہور کی طرف اس کا روئے سخن ہی نہیں تھا اور نہ ہی مرزا صاحب کے معتقدات پر تبصرہ منظور تھا۔

اس سے قبل ہمارے معزز دوست راجہ حسن اختر صاحب نے بھی مجھ سے یہی فرمایا تھا کہ علامہ اقبال سے انہوں نے گفتگو فرمائی اور علامہ فرمانے لگے کہ ان کے بیان کا جماعت لاہور سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی مرزا صاحب کی شخصیت سے۔ اور ان کے سامنے وہ احمدیت تھی جس کا نقشہ آج کل کی قادیانیت کی شکل میں دنیا میں پیش ہو رہا ہے

چونکہ علامہ اقبال سے ہمارے بہت سے احباب کو یہ شکوہ ہے کہ ان کو ہمارے اور حضرت مرزا صاحب کے معتقدات کا علم ہوتے ہوئے انہوں نے اس قسم کا "بیان" شائع فرما دیا جس سے ہر دو کے متعلق سخت غلط فہمی پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے میں اس اعلان کی ضرورت سمجھتا ہوں جس سے ایک طرف علامہ اقبال کے متعلق ہمارے احباب کی غلط فہمی کا ازالہ ہو جانا چاہیئے اور دوسری طرف حضرت مسیح موعودؑ کے "دعوائے نبوت" کی تردید میں ایک ایسی وقیع ذاتی شہادت سے بہت سے مسلمان اور قادیانی دوستوں کو حضرت مرزا صاحب کے معتقدات کے متعلق اپنے خیالات پر نظر ثانی کرنی چاہیئے

نیازی صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ بہتر ہوگا کہ اس کے متعلق علامہ اقبال سے باقاعدہ خط لکھکر استفسار کر لیا جائے اور انہیں یہ شہادت دینے میں کوئی تامل نہ ہوگا۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ شاید علامہ موصوف ایسے معاملات میں پڑنا پسند نہ فرمائیں اور غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے اس قدر اعلان کافی ہو جانا چاہیئے۔ والسلام

(محمد یعقوب خاں۔ ایڈیٹر "لائٹ")

ڈاکٹر عبد الحکیم پٹیالوی کے متعلق ایک سوال کا جواب

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گرامی نامہ وصول ہوا۔ ڈاکٹر عبد الحکیم کے قصے پرانے ہو چکے۔ نہایت ناکامی کی موت وہ مرا۔ ۱۹۰۸ء میں اس پر مفصل مضامین نکل چکے ہیں۔ آئینہ احمدیت میں بھی اس پر بحث ہے آپ کے سمجھنے کے لئے مختصراً چند باتیں عرض کئے دیتا ہوں۔

ڈاکٹر عبد الحکیم کا معاملہ بہت آسان ہے آپ اگر دو باتیں ذہن میں رکھیں۔

(۱) اوّل تو یہ کہ کاذب کا صادق کی زندگی میں مرنا کوئی ضروری امر نہیں، سوائے اس کے کہ دونوں میں مباہلہ ہو چکا ہو۔ آخر مسیلمہ کذاب آنحضرت صلعم کے بعد بھی زندہ تھا۔ حضرت اقدس نے نہ تو ڈاکٹر عبد الحکیم سے کبھی مباہلہ کیا اور نہ آپ کا کوئی الہام موجود ہے جس میں یہ خبر دی ہو کہ ڈاکٹر عبد الحکیم آپ کی زندگی میں مریگا۔ مجھے تو علم نہیں لیکن اگر اجتہاداً کوئی بات آپ نے کہیں لکھی ہو تو پیشگوئیوں کے تفہیم اور اجتہاد کے معاملہ میں ملہم سے غلطی ہو سکتی ہے۔ یہ اس کی صداقت کے منافی نہیں۔

(۲) دوم یہ کہ جب حضرت اقدس نے ۱۹۰۵ء میں الوصیت میں اپنی وفات کا اعلان کر دیا اور آپ کو یہ الہام ہو گیا کہ "قرب اجلك المقدر" کہ تیری مقررشدہ موت کا وقت نزدیک آ گیا اور اس کے مطابق آپ نے وصیت بھی لکھدی اور اپنے بعد سلسلہ کے انتظام کے لئے انجمن بھی قائم کر دی تو اس کے بعد ڈاکٹر عبد الحکیم کا پیشگوئی کرنا کہ مرزا غلام احمد کی موت نزدیک ہے اور وہ تین سال کے اندر مر جائیں گے ایک بے معنی بات ہے۔ حضرت اقدس تو خود فرما چکے اعلان کر چکے کہ میری موت اب نزدیک ہے اور اس قدر نزدیک ہے کہ وصیت بھی کر چکے۔ انجمن بنا کر اس پر عملدرآمد بھی کروا چکے اور پا برکاب بیٹھے ہیں اس وقت یہ غل مچانا کہ مرزا کی موت نزدیک ہے کیا کسی عقلمند کے نزدیک پیشگوئی کہلا سکتا ہے؟ بلکہ سنی ہوئی بات کو دوہرانا کہلائیگا۔ حضرت اقدس نے تو یہاں تک کشف میں دیکھا کہ ایک کوری ٹنڈ میں مصفا پانی صرف دو تین گھونٹ رہ گیا ہے۔ باقی سب ختم ہو گیا ہے۔ اور ساتھ ہی الہام ہوا "آب زندگی" یعنی آپ کی زندگی کے پانی میں سے صرف دو تین گھونٹ باقی رہ گئے ہیں جس کے مطابق دو اور تین سال کے درمیان آپ کی وفات ہو گئی۔ اس قدر صاف صاف اعلان کے بعد ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب کی کوئی پیشگوئی ایک چبایا ہوا نوالہ ہے جس کی کوئی حقیقت اور وقعت نہیں ہو سکتی۔ لطف یہ ہے کہ ڈاکٹر عبد الحکیم نے پہلے تو پیشگوئی کی کہ آپ تین سال کے اندر مر جائیں گے پھر اسے منسوخ کر کے چودہ ماہ کی میعاد کر دی۔ پھر اسے بھی منسوخ کر کے اعلان کیا۔ کہ ۴ تاریخ اگست ۱۹۰۸ء کو فوت ہونگے۔ یاد رہے ۴ راگست تک نہیں۔ بلکہ ۴ راگست کو مرنے کی پیشگوئی کی سو خدا نے اسے جھوٹا کر دیا اور حضرت مسیح موعودؑ کی وفات ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو ہوئی۔ اگر وہ اپنی پہلی دو نو پیشگوئیوں کو منسوخ کر کے ۴ تاریخ اگست موت کی تاریخ مقرر نہ بھی کرتا تو بھی اس کی پیشگوئی موت کے متعلق کوئی حقیقت نہ رکھتی تھی۔ کیونکہ خود حضرت صاحب اپنی موت کی پیشگوئی کر چکے تھے۔ اور بتا چکے تھے کہ میری موت اب بالکل نزدیک آ گئی ہے۔ اس اعلان کے بعد کسی کا موت کی خبر دینا نہ پیشگوئی ہے نہ کوئی کرامت اور ولایت ہے۔ بلکہ محض سنی ہوئی بات کو دوہرانا ہے بعض مفسرین تو مانتے ہیں کہ جب کوئی غیب کی خبر دنیا میں کسی صادق بندہ پر نازل ہوتی ہے تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عالم روحانیات میں ادھر ادھر کی اڑتی ہوئی بات شیاطین بھی سنکر اپنے اولیا کے قلوب میں القا کر دیتے ہیں جسے استراق سمع کہتے ہیں۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی دیگر ہے حضرت اقدس اپنی موت کی خبر دنیا میں مشتہر کر چکے تھے اس کے بعد ڈاکٹر عبد الحکیم کا آپ کی موت کی پیشگوئی کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ اس کی پیشگوئی کی وقعت اس صورت میں کچھ ہو سکتی تھی کہ اس سے قبل حضرت اقدس نے اپنی وفات کی پیشگوئی نہ کر دی ہوتی۔ لیکن جب حضرت اقدس خود اپنی وفات کی پیشگوئی کر چکے تو پھر وہی بات اگر دوسرا شخص دوہرائیگا تو اسے پیشگوئی نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ نئی بات جو اس نے بتائی تھی وہ یہ تھی کہ ۴ تاریخ اگست کو آپ کی وفات ہوگی سو وہی بات غلط نکلی۔

ڈاکٹر عبد الحکیم کے متعلق حضرت اقدس کا یہ الہام تھا کہ "خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں"۔ سو دیکھ لیجئے۔ اس قبولیت تو رہی دور وہ دنیا سے ایسا مٹا کہ آج یہ بھی پتہ نہیں کہ اس کا خاندان اور اولاد کہاں ہے اور کیا کرتے ہیں۔ اس کی تفسیر کو بھی قبولیت

مسیح موعودؑ

(از غلام رسول صاحب جانباز طالب علم تبلیغی کلاس)

مسیح وقت و محبوب خدائی
فرستادہ زآں رب العلائی

دلت روشن شدہ از نور احمد
کہ عکس و ظل آں خیر الورائی

توئی مرجز عرفاں را شناور
خدا بینی و راہِ حق نمائی

بیاں سازی رموزِ علم قرآں
عیاں آوردہ اسرار سمائی

ذلیل و خوار گشتہ دشمنانت
و لے تو آنچناں شمس الضحائی

زہے دیدہ کہ دیدارِ تو دیدہ
زہے دل کاندراں جلوہ نمائی

من جانباز واہ چہ خوش نعیبم
کہ براوجِ سرم ظلِ ہمائی

خبریں

عالم اسلام

—— تازہ ایرانی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ ایرانی پارلیمنٹ نے ترکی حکومت کے اس فیصلہ کو منظور کرلیا ہے جو ایرانی و افغانی کے حدود کے تعین کے متعلق صادر کیا گیا تھا۔

—— انگورہ کی ایک خبر مظہر ہے کہ وزارت مال ترکیہ نے حکومت کی اجازت سے حبشہ کے ترکوں کو حفاظت کیلئے ۲۵ صندوق سامان حرب روانہ کیا ہے زہریلی گیس بھی کافی تعداد میں بھیجی جارہی ہے۔ ترکی سفیر مقیم قاہرہ کی مرضی کے مطابق یہ سامان حرب حبشہ میں مقیم ترکی رعایا میں تقسیم کیا جائیگا۔ حکومت حبشہ نے اس کا محصول معاف کردیا ہے۔

—— قاہرہ (مصر) میں طلبہ نے برطانیہ کے خلاف جو ہنگامہ برپا کیا تھا اس کی خبر گذشتہ اشاعت کے کسی کالم میں دی جاچکی ہے بعد کی خبر یہ ہے کہ ۱۴ نومبر کو بھی قاہرہ کے مختلف بازاروں میں ہنگامے ہوتے رہے۔ کئی مقام پر مسلح فوج اور ہجوم میں بے تحاشہ لڑائی ہوئی۔ پولیس کو دوبارہ گولی چلانی پڑی۔ ایک پولیس افسر نے مشتعل ہجوم پر ذاتی حفاظت کے لئے ریوالور چلایا جس سے چار آدمی ہلاک ہوگئے۔

—— یہ سارا جھگڑا اسلئے ہوا کہ گذشتہ دنوں سر سموئل ہور وزیر خارجہ برطانیہ نے ایک تقریر میں جو انہوں نے ۸ نومبر کو لارڈ میئر لنڈن کی دعوت میں کی تھی یہ کہدیا کہ حکومت انگلستان نے حکومت مصر کو ۱۹۲۳ء اور ۱۹۳۰ء کے دستورات اساسی نافذ نہ کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ دستورات ناقابل عمل ہیں اور عوام الناس کو قبول بھی نہیں۔ اور آپ نے یہ بھی کہا کہ حکومت انگلستان متذکرہ صدر دستور اساسی کی تجدید کے متعلق کوئی عزم نہیں رکھتی

—— اس تقریر کے مصر پہنچتے ہی زبردست ہیجان پیدا ہوگیا۔ ۱۳ نومبر کو وفد پارٹی کا زبردست اجتماع ہوا جس میں حکومت انگلستان سے عدم تعاون کی قرارداد منظور کی گئی۔ اور نسیم پاشا کی حکومت سے استعفا کا مطالبہ کیا گیا۔ اس کے بعد یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ وفد پارٹی نسیم پاشا کی حکومت سے کسی قسم کا تعاون نہ کرے کیونکہ وہ حکومت انگلستان کے مشورہ کو مسترد کرنے کیلئے تیار نہیں

—— اس فیصلہ کے بعد طلبہ نے زبردست مظاہرہ کیا جس میں پولیس اور ہجوم کا تصادم ہوگیا۔ طلبہ کے ہجوم نے بے قابو ہوکر برطانی قونصل خانہ کی کھڑکیاں توڑ ڈالیں ایک یونانی بساطی کی دکان لوٹ لی اور سر سموئیل ہور کے خلاف نعرے لگائے جسکی وجہ سے گولی چلانی پڑی آخری اطلاع کے مطابق ۵ ہلاک اور ایک صد سے زائد آدمی زخمی ہوئے۔

—— قاہرہ ۱۵ نومبر۔ بلوائیوں اور پولیس کے درمیان تصادم کے بعد حالات رو باصلاح ہیں۔ اکثر اسکول کھل گئے ہیں۔ اگرچہ بعض میں ابھی تک ہڑتال جاری ہے اگر تمام طلبہ نے کل تک کالجوں میں آنا شروع نہ کیا تو حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ۱۷ نومبر سے تمام یونیورسٹیاں ہفتہ بھر کیلئے بند کردی جائینگی۔

—— قیام امن کے لئے حکومت کی سرگرمیاں جاری ہیں مصری پیدل سپاہیوں نے قاہرہ کے بازاروں میں کیمپ لگا رکھے ہیں۔ ایک اطلاع یہ ہے کہ برطانوی پولیس افسر نے دفاع ذاتی کی غرض سے چار بلوائیوں پر گولی چلائی ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ اس کی گولیوں سے ایک آدمی ہلاک اور تین مجروح ہوئے۔

—— قاہرہ ۱۵ نومبر۔ وفد پارٹی کے فیصلہ پر مصر کے عربی قبائل نے مسرت کا اظہار کیا ہے۔ اور مصطفٰے نحاس پاشا کو مبارکباد کے تار بھیجے ہیں جن میں لکھا ہے۔ کہ عرب قبائل وفد پارٹی کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ہر ممکن قربانی کے لئے تیار ہیں۔

—— جنگ حبشہ و اٹلی کے سلسلہ میں ایک مصدقہ خبر یہ ہے کہ حکومت مصر نے جھیل ٹانا پر ۲۵ ہزار مصری فوج متعین کی ہے۔ اس فوج نے جھیل ٹانا کے کنارے ڈیرے ڈال دیئے ہیں مصری ہوائی جہاز بھی تمام دن جھیل ٹانا پر پرواز

ہندوستان

—— لاہور میں پنجاب کونسل کا اجلاس شروع ہے۔ ۱۵ نومبر کو محکمہ پولیس کے ضمنی مطالبہ زر پر بحث ختم ہوکر رائے شماری ہوئی۔ تمام منتخب شدہ مسلمان ممبروں نے جو ایوان کونسل میں موجود تھے مطالبے کے خلاف رائے دی۔ تمام سکھ اور ہندو ممبروں نے حکومت کے حق میں ووٹ دیئے۔ راؤ بہادر چودھری چھوٹو رام غیر جانبدار رہے۔ رائے شماری کے وقت کئی مسلمان ممبر غیر حاضر تھے نتیجہ یہ ہوا کہ چوالیس (۴۴) اور چوبیس (۲۴) آرا کے تناسب سے حکومت کا مطالبہ زر منظور ہوگیا۔

—— اس مطالبہ زر کی ضرورت ریزرو پولیس شہید گنج ایجی ٹیشن کے اخراجات کیلئے پیش آئی تھی، اس پر طویل بحث ہوئی مسلمانوں ممبروں نے اسکی شدید مخالفت کی دوران بحث میں شہید گنج کے واقعات کا بھی بار بار ذکر آیا۔ اور مسلمان ممبروں نے ثابت کیا کہ اس ایجی ٹیشن کی ذمہ وار گورنمنٹ ہے۔

—— ۱۷ نومبر کو لاہور میں پنجاب کونسل کی جدید عمارت کا جو چیرنگ کراس پر زیر تعمیر ہے سنگ بنیاد رکھا گیا۔

—— لاہور ۱۶ نومبر۔ مقامی پولیس نے شہر کے کئی مقامات پر بلا لائسنس نیزے، برچھیاں، چھویاں اور کلہاڑیاں رکھنے پر متعدد آدمیوں کو گرفتار کیا۔ ان گرفتاریوں سے قبل لوگ عام طور پر کلہاڑیاں وغیرہ لیکر بازاروں میں پھرتے تھے لیکن اب وہ یکدم مفقود ہوگئی ہیں۔

—— ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اعلان کیا ہے کہ صرف تلوار قانون اسلحہ سے مستثنٰے ہے جن لوگوں کے پاس اسکے علاوہ کوئی اسلحہ ہے وہ خود بخود اسے قریبی تھانہ میں لے جاکر پولیس کے قبضہ میں دیدیں، ایسے لوگوں کے خلاف پولیس بجز اسلحہ کو قبضہ میں لینے کے اور کوئی کارروائی نہیں کریگی۔

—— لاہور ۱۵ نومبر۔ آج سردار درند رسنگھ سٹی مجسٹریٹ نے گوردوارہ شہید گنج سے دو سکھوں کو گرفتار کیا جو لائسنس کے بغیر تلواریں اور کلہاڑیاں فروخت کرتے تھے۔

—— کوئٹہ ۱۵ نومبر۔ کل صبح قلات میں زلزلہ کا شدید جھٹکہ محسوس ہوا لیکن کوئٹہ میں اس کا کوئی احساس نہیں ہوا۔

—— ایک غیر مصدقہ خبر ہے۔ کہ اعلیٰحضرت حضور نظام دکن ۲۸، ۲۹، ۳۰ دسمبر کو دہلی تشریف لا رہے ہیں۔

—— نئی دہلی ۱۵ نومبر۔ گورنر مدراس آج صبح نئی دہلی میں وارد ہوئے اور وائسرائے ہاؤس میں مقیم ہیں۔

—— احراریوں کی طرف سے اعلان ہوا ہے کہ خواہ کچھ ہو وہ ضرور قادیان میں جمع ہونگے ۲۲ نومبر کا جمعہ قادیان میں پڑھیں گے۔ اور ۲۳ نومبر کو مباہلہ کریں گے۔

—— پٹنہ ۱۵ نومبر بہار اڑیسہ کی کونسل میں ۱۹ جنوری ۱۹۳۶ء سے ایک سال کی توسیع کردی گئی ہے۔

—— سیالکوٹ ۱۴ نومبر۔ بھائی ٹھاکر سنگھ کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا گیا۔ عدالت نے آپ کو باغیانہ تقریر کرنے کے جرم میں ڈیڑھ سال قید باشقت کی سزا دی اور بی کلاس کی سفارش کی۔

—— پشاور ۱۶ نومبر۔ صدر اسمبلی سر عبدالرحیم کپتان نور احمد کی معیت میں کل رات کوہاٹ سے واپس آرہے تھے کہ آپکی موٹر پر تین بار گولیاں چلائی گئیں سر عبدالرحیم بالکل محفوظ ہے دوسرے کسی شخص کو بھی زخم نہیں آئے۔ پولیس تحقیقات کررہی ہے۔

—— معلوم ہوا ہے کہ حکومت حجاز اٹلی و حبشہ کی جنگ میں اس وقت تک بالکل غیر جانبدار رہے گی جب تک اس کے حقوق پر کوئی زد نہ پڑے۔ وہ دونوں حکومتوں سے دوستانہ تعلقات رکھنے کی متمنی ہے۔

ممالک خارجہ

—— لندن ۱۵ نومبر۔ پارلیمنٹ کے انتخابات کے نتائج کا اعلان ہوا ہے اس وقت تک حکومت کی طرف سے ۴۱۶ اور مخالف پارٹی کی طرف سے ۱۷۵ ارکان منتخب ہوئے ہیں حکومت کے منتخب شدہ ارکان میں سے اس وقت تک ۳۷۲ قدامت پسند ۳۰ لبرل نیشنلز اٹھ نیشنل لیبر اور ایک آزاد خیال منتخب ہوئے ہیں۔

—— ۱۶۵ امیدوار عورتوں میں سے صرف سات منتخب ہوسکیں اس سے قبل یہ رواج تھا کہ سپیکر کی نشست کا مقابلہ نہیں کیا جاتا تھا لیکن امسال مزدوروں نے اس قدیم رسم کو بھی توڑ ڈالا۔

—— لندن ۱۶ نومبر۔ آخری اطلاع کے مطابق حکومت کو ۴۲۲ اور مخالف جماعت کو ۱۷۸ نشستیں حاصل ہوچکی ہیں ان اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ نیشنل گورنمنٹ کی پوزیشن نہایت مستحکم ہوگی۔ اگر مزید بیس نشستوں میں حکومت کو کامیابی حاصل ہوجائے۔ تو نئی پارلیمنٹ میں حکومت کو ڈھائی سو کے قریب اکثریت حاصل ہوگی۔

—— مسٹر بالڈون نے ملک کے نام ایک پیغام جاری کیا ہے جس میں کہا ہے کہ انتخابات کے نتائج بہت شاندار ہیں۔ ملک و قوم نے ہمارے عزم اور قابلیت پر فیصلہ کن انداز میں اعتماد کا اظہار کیا ہے۔

—— مسٹر ریمزے میکڈانلڈ اور لبرل لیڈر سر ہربرٹ سموئیل منتخب نہیں ہوسکے لبرل پارٹی کے بہت سے امیدوار ناکام رہے نہ صرف ناکام رہے بلکہ ان کو اس حد تک کم ووٹ ملے کہ انکی ضمانتیں ضبط ہوگئیں۔

—— لندن ۱۵ نومبر۔ سیاسی حلقوں میں کابینہ میں اہم تبدیلیوں کی توقع ظاہر کی جاتی ہے۔ اس خیال کا بھی اظہار کیا جاتا ہے۔ کہ مسٹر بالڈون مسٹر ریمزے میکڈانلڈ کے لئے کوئی نشست ضرور پیدا کرینگے۔

—— یہ بھی افواہ ہے کہ مسٹر چرچل کابینہ کے رکن بنائے جائینگے لیکن بعض ذمہ دار اشخاص کا بیان ہے۔ کہ مسٹر بالڈون اس قسم کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔

—— حبشہ کے صحرائے دناکیل میں اطالوی فوج کا ایک دستہ گم ہوگیا۔ حبشی فوج کے ایک دستہ نے اسکو پیش قدمی کرتے ہوئے دیکھا تھا، بعد میں اس کا کوئی سراغ نہیں مل سکا فرانسیسی ہوا بازبھی کوشش کے باوجود اس کا پتہ نہیں لگا سکے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ دناکیل کے قبائل نے اسے تباہ کردیا ہوگا۔

—— شاہ حبشہ عنقریب عدیس ابابا سے میدان جنگ کو روانہ ہونیوالے ہیں لیکن ابھی تک صحیح طور پر علم نہیں ہوسکا۔ کہ کونسے محاذ پر جائینگے۔

—— روما ۱۵ نومبر۔ حکومت اطالیہ کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ اطالوی فوج نے قبائلی لشکر کی امداد سے ریسا کے مقام پر قبضہ کرلیا ہے۔ حبشہ کی فوجیں جھیل اشانجی اور شمالی اخبارین میں جمع ہو رہی ہیں۔

—— ایک اطلاع مظہر ہے کہ حبشہ کے صوبہ جیجی جا کے گورنر نے قبائلی لشکروں کو جمع ہونے کا حکم دیا ہے۔ اور ان سے پرانی بندوقیں واپس لے لی ہیں اور ان کی بجائے ان میں ۲۳ ہزار نئی بندوقیں تقسیم کی گئی ہیں۔

—— حبشہ کے بعض قبائل طالوی طیاروں کی بمباری سے بہت خائف و سراسیمہ ہورہے ہیں۔

—— ادیس ابابا ۱۵ نومبر۔ بہت سے ممالک کی طرف سے اسلحہ اور ادویہ کا ذخیرہ حبشہ پہنچ رہا ہے اس وقت تک تیز فائر کرنے والی پانچ ہزار بندوقیں اور گیس سے بچنے والے پانچ ہزار نقاب درآمد ہوچکے ہیں۔ بندوقوں اور مشین گنوں کی مرمت کا سامان بھی کافی مقدار میں پہنچ چکا ہے۔ حکومت حبشہ مختلف مقامات پر مرمت کے کارخانے کھول رہی ہے۔

—— روما ۱۶ نومبر۔ اطالوی طیاروں کی بمباری سے دو حبشی شہر انفالو اور بوتیا بالکل تباہ ہوگئے۔

مراسلات

قابل توجہ ایجنٹ صاحب نارتھ ویسٹرن ریلوے

نہایت رنج اور قلق سے لکھا جاتا ہے کہ جہاں ریلوے مسافروں کیلئے اتنی سہولتیں بہم پہنچائی گئی ہیں۔ وہاں مسلمانوں کیلئے بڑے بڑے اسٹیشنوں پر جو کہ صوبہ بھر میں تجارتی مرکز شمار کئے جاتے ہیں۔ مثلاً لاہور، امرتسر، جالندھر کوئی مسلمان ٹھیکیدار پان سگریٹ اور پھلوں کا نہیں ہے بلکہ ان سب چیزوں کا ٹھیکہ ہندوؤں کے پاس ہے۔ کیا کوئی مسلمان یہ کام کرنے کے قابل نہیں مل سکتا۔ یا ریلوے افسروں کی مرضی یہی ہے کہ مسلمانوں کو ہندوؤں کے مساوی حقوق نہ دیئے جائیں۔ کیونکہ دفتری نظام کے بڑے بڑے افسر تقریباً سب کے سب ہندو ہیں۔

کیا ہم امید رکھیں کہ ایجنٹ صاحب بہادر تدارک کرینگے یا ہمیں مجبور کیا جائیگا کہ ہم مسلمان ممبروں کو اس بات کیلئے آمادہ کریں کہ وہ کونسل اور اسمبلی میں اس سوال کو اٹھائیں۔ (ایک نامہ نگار)

سرکاری اطلاع

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

گورنمنٹ پولٹری فارم گورداسپور میں مرغیوں کی پرورش اور افزائش نسل کے متعلق ایک دو ہفتہ کا نصاب جاری کیا جائیگا نصاب مذکور ۹ دسمبر ۱۹۳۵ئہ سے شروع ہوگا اور ۲۳ دسمبر ۱۹۳۵ئہ تک (بشمول ہر دو یوم) جاری رہیگا۔ اس میں مندرجہ ذیل مضامین کے متعلق عملی اور علمی تعلیم دی جائے گی۔

پنجاب کے لئے مرغیوں کی موزوں اقسام۔ دیسی مرغیوں کو بہتر بنانے کے طریق، مرغی خانہ تیار کرنے کا طریق، مرغیوں کی پرورش اقامت، حفظان صحت اور افزائش نسل کے علاوہ انڈوں سے بچے نکالنے اور موسم گرما میں مرغیوں اور چوزوں کی نگہداشت کے متعلق مفید ہدایات۔

اس نصاب میں ۱۲ طلبا داخل کئے جائیں گے۔ پانچ روپیہ فیس لی جائیگی جو کسی صورت میں بھی واپس نہیں کی جائے گی۔ طلبا کو اپنے قیام و طعام کا خود انتظام کرنا ہوگا۔ داخلہ کے لئے درخواستیں ۳۰ نومبر ۱۹۳۵ئہ سے پہلے صاحب ڈپٹی ڈائرکٹر محکمہ زراعت گورداسپور کی خدمت میں ارسال کرنی چاہئیں۔

انعامی مقابلہ

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

صاحب کمشنر محکمہ اصلاح دیہات پنجاب اعلان فرماتے ہیں کہ مندرجہ ذیل موضوع پر سلیس اردو میں نظم، مضمون یا مکالمہ لکھا جائے:۔

"اپنے گاؤں کو صاف رکھو"

مقابلہ میں شامل ہونیوالے اصحاب اپنی اپنی نظمیں، مضامین اور مکالمے دفتر صاحب کمشنر محکمہ اصلاح دیہات پنجاب میں ۱۵ دسمبر ۳۵ئہ کو یا اس سے پہلے ارسال فرمائیں۔ تین بہترین نظموں، مضامین یا مکالموں کے لئے مندرجہ ذیل انعام دیئے جائینگے

پہلا انعام	مبلغ ۲۵ روپیہ
دوسرا انعام	مبلغ ۱۵ روپیہ
تیسرا انعام	مبلغ ۱۰ روپیہ

توقع ہے کہ مصنفین اس موضوع پر لکھتے ہوئے کھاد کیلئے گڑھوں، روشندانوں، دیہاتی جوہڑ اور نالیوں کا ذکر کریں گے۔ جن مضامین مکالموں یا نظموں کو مقابلہ کے لئے پیش کیا

حج کے مصارف کا صحیح تخمینہ

پورٹ حج کمیٹی والے نقشہ سے واضح ہوتا ہے کہ گھر سے روانگی سے لیکر صرف حج کے لئے مختلف درجوں کے لئے مندرجہ ذیل رقوم درکار ہونگی

درجہ اول	۱۰	۳	۱۳۰۵
درجہ دوم	۱۰	۳	۸۸۰
درجہ سوم	۱۱	۶	۲۹۱

ان میں کرایہ ریل، کرایہ جہاز، خرچ خوراک، جدہ میں اتر کر تمام مصارف، مطوفوں وغیرہ کی فیسیں، مصارف عرفات و منٰے مصارف قربانی وغیرہ سب شامل ہیں اور کوئی ادنٰی سے ادنٰی خرچ بھی چھوڑا نہیں گیا۔ حتٰی کہ تحائف و ہدایا کے لئے درجہ اول میں اسی روپے درجہ دوم میں چالیس روپے اور درجہ سوم میں بیس روپے کی رقم شامل کر لی گئی ہے نیز درجہ اول و دوم میں علاج وغیرہ کیلئے بھی علی الترتیب چالیس اور بیس روپے کی رقمیں ملا لی گئی ہیں۔ یہ واضح رہے کہ درجہ سوم میں جدہ اور مکہ کے درمیان اونٹ اور شغدف کا کرایہ لگایا گیا ہے۔ درجہ دوم میں حاجی کے لئے بس کا کرایہ اور سامان کے لئے آدھے اونٹ کا کرایہ، درجہ اول میں حاجی کے لئے موٹر کا کرایہ اور پورے اونٹ کا کرایہ۔ اگر ان امور میں حاجی اپنی مرضی سے کوئی تغیر کرے گا۔ تو اسی تناسب سے مصارف میں کمی یا بیشی ہو جائے گی عمومی اعتبار سے مندرجہ بالا رقمیں بالکل صحیح اور درست معلوم ہوتی ہیں اور ان میں بہ ظاہر کسی رد و بدل یا کمی بیشی کا امکان نہیں۔

اگر حج کے علاوہ مدینہ منورہ کی زیارت بھی کی جائے تو زیارت کے مصارف کا اندازہ درجہ وار ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

درجہ اول	۶	۱۱	۳۸۳
درجہ دوم	۰	۱۳	۲۶۱
درجہ سوم	۱۰	۷	۱۴۸

درجہ سوم کے لئے یہ فرض کیا گیا ہے کہ حاجی اونٹ پر سفر کرے گا۔ لہٰذا اس کے مصارف میں اونٹ اور شغدف کا کرایہ شامل کیا گیا ہے۔ درجہ دوم کے لئے فرض کیا گیا ہے کہ حاجی موٹر بس میں سفر کرے گا۔ درجہ اول کے لئے فرض کیا گیا ہے کہ حاجی موٹر کار میں سفر کرے گا۔ ان مصارف کی تفصیل یہ ہے:۔

کرایہ شتر و شغدف آمد و رفت	۱۰	۷	۹۶
کرایہ بس آمد و رفت	۰	۱۳	۱۶۷
کرایہ موٹر آمد و رفت	۰	۱۱	۲۵۱

باقی مصارف میں بھی درجے کے اعتبار سے اندازہ کیا گیا ہے۔

ان تفصیلات کی بنا پر حج و زیارت دونوں پر خرچ کے اندازے کی کیفیت یہ ہوگی:۔

درجہ اول	۴	۱۵	۱۶۸۸
درجہ دوم	۱۰	۰	۱۱۴۲
درجہ سوم	۹	۱۴	۵۴۹

گویا درجہ اول والے کو کم از کم سترہ سو روپیہ درجہ دوم والے کو کم از کم ساڑھے گیارہ سو روپیہ اور درجہ سوم والے کو کم از کم ساڑھے پانسو روپیہ ساتھ لینا چاہیئے۔ یا زیادہ بہتر یہ ہے کہ درجہ اول والا اٹھارہ سو کا انتظام کرے درجہ دوم والا بارہ سو کا اور درجہ سوم والا چھ سو کا۔

اسلامی کتب کا بہترین ذخیرہ
تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی اردو وغیرہ
بیان القرآن
اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم یعنی مع عربی متن
خصوصیات
ہر بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے۔ قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے۔ تشریح لغت مکمل طور پر دی گئی ہے۔ لغت کی مستند کتب مفردات امام راغب، لسان العرب، تاج العروس کی بنا پر ترجمہ و تفسیر کیا گیا ہے۔ پرانی تفاسیر کا خلاصہ مع حوالجات دیئے گئے ہیں۔ ہر قسم کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ ہر سورت کا آپس میں تعلق واضح کیا گیا ہے۔ موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر ہے
اصل ہدیہ مکمل تفسیر رعایتی قیمت روپے
بیان القرآن کا مختصر ایڈیشن حمائل شریف مترجم کے نام سے شائع کیا گیا ہے
فضل الباری حصہ اول
اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری یعنی
خصوصیات
بخاری شریف کی کتابوں، بابوں اور مضامین کو اس طریق سے رکھا گیا ہے کہ حجم بہت کم ہو گیا ہے۔ ترجمہ بامحاورہ ہے۔ مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور احادیث کو اس کے ماتحت رکھا گیا ہے۔ ہر قسم کے اعتراضات کو دور کیا گیا ہے۔ مسائل میں مختلف راویوں میں سے جو معقول اور مدلل ہوا اسے ترجیح دی گئی ہے۔ مکرر احادیث پر ترتیب وار نمبر دیئے گئے ہیں اور الفاظ کی کمی بیشی کو نوٹوں میں واضح کیا گیا ہے۔
اصل قیمت جلد اول مجلد روپے۔ رعایتی قیمت روپے
محصول ڈاک علاوہ
سیرت خیر البشر
تاریخ خلافت راشدہ
جمع قرآن
قرآن کریم کی جمع اور ترتیب کے متعلق تمام تاریخی واقعات اور غیر مسلموں کے قرآن کریم پر اعتراضات اور ان کا مفصل اور مدلل جواب دیا گیا ہے
قیمت مجلد بیجلد
مقام حدیث
النبوۃ فی الاسلام
نبوت و رسالت محدثیت، اور مجددیت پر بحث
مقدمۃ القرآن حصہ اول
اس میں ہستی باری تعالیٰ پر دلائل قرآنی کو چار قسم پر تقسیم کر کے کل آیات قرآن کو جمع کیا گیا ہے
قیمت
حقیقت المسیح
عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب از روئے قرآن کریم اور بائبل دیا گیا ہے۔
قیمت
تصنیفات مختلف مصنفین
انوار القرآن
پارۂ عم کی ایمان افروز تفسیر
قیمت
گولڈن ڈیڈز آف اسلام
اسلامی تاریخ سے پانچ منتخب واقعات
انتخاب صحاح ستہ
مختلف مسائل اسلامیہ پر صحاح ستہ کی احادیث کا انتخاب
کامران
اردو ترجمہ تجرید
المسیح الدجال
حضرت مسیح علیہ السلام کی دوبارہ آمد اور یاجوج ماجوج کے متعلق احادیث کی تشریح
قیمت
الزکوٰۃ
تناسخ
ولادت مسیح
رسالہ نماز
قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت
روزہ
حج
زکوٰۃ
اکرام الحق
المشتہر منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور

جلد ۲۳ لاہور - یوم شنبہ مطبوعہ ۲۵ شعبان ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۳۵ء نمبر ۷۵

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

معرفت الٰہی کے حصول کے ذرائع

میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا کے حضور اس کی خشیت سے متاثر ہو کر رونا دوزخ کو حرام کر دیتا ہے لیکن یہ گریہ و بکا نصیب نہیں ہوتا جب تک خدا کو خدا اور اسکے رسول کو رسول نہ سمجھا جائے اور اس کی سچی کتاب پر اطلاع نہ ہو۔ نہ صرف اطلاع بلکہ ایمان۔ طبیب جیسے ایک مریض کو جلاب دیتا ہے اور اسکو ہلکے ہلکے دست آتے ہیں وہ مرض کو ضائع نہیں کرتے جب تک جگری دست نہ آویں وہ اپنے ساتھ تمام مواد ردیہ و فاسدہ کو لیکر نکلتے ہیں اور ہر قسم کی عفونتیں اور زہریں جنہوں نے مریض کو اندر ہی اندر مضمحل اور مضطرب کر رکھا تھا اسکے ساتھ نکل جاتے ہیں اور اسکو شفا ہوتی ہے۔ اسی طرح پر جگری گریہ و بکا آستانہ الوہیت پر ہر ایک قسم کی نفسانی گندگیوں اور مفسد مواد کو لیکر نکل جاتا ہے اور اسکو پاک صاف بنا دیتا ہے۔ اہل اللہ کا ایک آنسو جو توبۃ النصوح کے وقت نکلتا ہے مواد ہوس کے سیلاب اور ریاکاری اور ظلمتوں کے گرفتار رکھنے والے ایک دریا بہا دینے سے افضل اور اعلیٰ ہے کیونکہ وہ خدا کیلئے ہے اور یہ خلق کیلئے یا اپنے نفس کیواسطے۔ اس بات کو کبھی اپنے دل سے محو نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ کے حضور اخلاص اور راستبازی کی قدر ہے تکلف اور بناوٹ اسکے حضور کچھ کام نہیں دے سکتے۔

اب اگر یہ سوال ہو کہ پھر اس درجہ کے حصول کیلئے کیا کیا جائے اور قرآن کریم نے اس درجہ پر پہنچنے کا کیا ذریعہ بتایا ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کیلئے دو باتیں بطور اصول کے رکھی ہیں۔ اول یہ کہ دعا کرو یہ سچی بات ہے خلق الانسان ضعیفا۔ انسان کمزور مخلوق ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم کے بدوں کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اس کا وجود اور اس کی پرورش اور بقا کے سامان سب کے سب اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہیں۔ احمق ہے وہ انسان جو اپنی عقل و دانش یا اپنے مال و دولت پر ناز کرتا ہے کیونکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کا عطیہ ہے وہ کہاں سے لایا۔ اور دعا کیلئے یہ ضروری بات ہے کہ انسان اپنے ضعف اور کمزوری کا پورا خیال اور تصور کرے جوں جوں وہ اپنی کمزوری پر غور کریگا۔ اسیقدر اپنے آپکو اللہ تعالیٰ کی مدد کا محتاج پائیگا اور اس طرح پر دعا کیلئے اس کے اندر ایک جوش پیدا ہوگا۔

(الحکم، ۱۰ مارچ ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر قوم ایدہ بنصرہ کی ایک مطبوعہ اپیل "دردمندانہ گذارش" بیرونی جماعتوں کو بھجوائی گئی ہے۔ احباب جماعت اس چٹھی کو خاص التزام کے ساتھ مناسب حلقوں میں تقسیم کر دیں۔

— مولانا عزیز بخش صاحب ڈیرہ غازیخاں سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ خدا کے فضل سے جماعت ڈیرہ غازیخاں کی اپنی لائبریری بلاک ۱۱ میں کھل گئی ہے جس میں تفسیر القرآن حدیث شریف، سیرت نبوی اور حضرت مسیح موعود کی بہت سی کتب رکھی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں سلسلہ کے تمام اخبارات ریڈنگ روم کی میز پر رکھے جاتے ہیں جن سے شائقین علم استفادہ کرتے ہیں۔

— آریہ سماج گوالمنڈی نے اپنے سالانہ جلسہ پر مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کو مذہبی کانفرنس میں تقریر کرنے کی دعوت دی تھی جسے مولانا موصوف نے قبول فرما لیا لیکن عجیب بات ہے کہ دعوت دینے اور مقرر کا نام حاصل کر لینے کے باوجود بعد میں آریہ سماجیوں نے مولانا موصوف کو وقت دینے سے انکار کر دیا۔

— کل بروز جمعہ مرکز سے متعدد بزرگ مختلف بیرونی جماعتوں میں تشریف لے گئے اور وہاں نماز جمعہ پڑھائی اور جماعت کے دوستوں کو مستفید ہونے کا موقع دیا۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب لائلپور، مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی سید اختر حسین صاحب سیالکوٹ اور مولوی احمد یار صاحب امرتسر تشریف لے گئے۔

— مرکزی ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن سرگرمی سے مفید کام کر رہی ہے امسال اس میں تین نہایت مفید اور دلچسپ پبلک لیکچروں کا انتظام کیا گیا چنانچہ آج شام کو بھی ایسوسی ایشن مذکور نے زیر اہتمام متعلق محمڈن ال ریلیجن موچی دروازہ میں ساڑھے چھ بجے جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی تقریر فرمائیں گے جس کا موضوع ہے۔ آنحضرت کے نام اسلام اور ہندو دھرم کا پیغام۔ سید عبدالغنی صاحب ایم اے پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور صدر جلسہ ہونگے۔ مقامی جماعت کے تمام دوستوں کو اپنی احباب سمیت شریک جلسہ ہونا چاہئے۔

تحقیق الادیان

آریہ پرمیشور کی مالکیت!

(از قلم مولوی عمر الدین صاحب احمدی)

اعتراض۔ ۲۹ اکتوبر ۱۹۳۵ء کی رات کو مسلمانوں اور آریہ سماج کے درمیان میرٹھ میں ایک بہت بڑا مناظرہ ہوا۔ اہل اسلام کی طرف سے سوال کیا گیا کہ حسب اعتقاد آریہ سماج جبکہ خدا تعالیٰ نے کچھ پیدا نہیں کیا۔ نہ وہ مادہ کا خالق ہے اور نہ روح کا خالق تو پھر وہ روح و مادہ کا مالک کس طرح ہو سکتا ہے

دلیل۔ آریہ سماج کے مناظر پنڈت رامچندر دہلوی نے جواب دیا کہ خدا اپنی قدرت اور اپنے علم کے بجا استعمال کی وجہ سے مالک ہے

مثال یہ دی کہ ایک کلرک جو کسی دفتر میں کام کرتا ہے وہ اپنے علم کے مطابق اپنے ہاتھوں کی قدرت سے لکھتا ہے تو اس کو ماہوار مقررہ تنخواہ مل جاتی ہے جس کا وہ مالک کہلاتا ہے حالانکہ کاغذ، سیاہی قلم میز کرسی سب سامان دفتر سرکاری ہوتا ہے بابو صاحب کا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ مگر چونکہ وہ اپنے علم اور قدرت کا بجا استعمال کرتے ہیں یعنی دفتر کا کام جو ان کے سپرد ہے کرتے ہیں اس لئے جو معاوضہ ملتا ہے اس کے وہ مالک ہوتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس ہر شخص کی مالکیت کو قیاس کر لیا جائے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ جس طرح روح اپنے علم و قدرت کے بجا استعمال سے مالک ہو جاتی ہے۔ اسی طرح روح اعظم یا "پرم آتما" اپنے علم و قدرت کے بجا استعمال کی وجہ سے اس عالم کا مالک ہے۔

پنڈت رامچندر صاحب آریہ مہوا پدیشک کے اس جواب پر کم فہم آریہ تو بہت خوش تھے اور پنڈت صاحب نے بھی اس دلیل کو بار بار دہرایا اور مختلف مثالوں سے یہ ثابت کرنیکی کوشش کی کہ جس طرح ایک انسان محنت مزدوری کرکے کچھ حاصل کر لیتا ہے اور مالک ہو جاتا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ کی مالکیت ہے۔

آریہ سماج کی کوتاہ نظری

لیکن ناظرین آپ ذرا غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہو گا۔ کہ آریہ سماج کا جواب دراصل خدا تعالیٰ کی مالکیت کا انکار ہے۔ مگر آریوں کا ناسمجھی کی وجہ سے عدم مالکیت کو مالکیت کا نام دئیے جا رہا ہے۔ غور کیجئے کہ اگر روح و مادہ کو خدا تعالیٰ نے پیدا نہیں کیا بلکہ وہ اپنی قدرت سے اپنے علم کے مطابق صرف جوڑ توڑ کرتا رہتا ہے تو اس کی مثال بعینہ ایک کاریگر کی ہے جو کسی مصالحہ سے کوئی چیز تیار کرتا ہے اس تیار شدہ چیز کا اصلی مالک تو وہ ہے جس کا وہ مصالحہ ہے اور کاریگر صرف جوڑنے اور بنانے کے بدلے میں کچھ مزدوری کا مستحق ہے وہ اس چیز کا مالک نہیں بلکہ اپنی مزدوری کا مالک ہو گا۔

مثال ہماری زمین ہے جسے ہم نے خرید لیا ہے اور ہمارا ہی تمام لوہا۔ لکڑی اور پتھر وغیرہ دوسرا مصالحہ ہے اور ایک آریہ دوان کو ہم نے مکان بنانے کے لئے کام پر لگا دیا۔ شاستری جی نے اپنی طاقت اور علم سے نقشہ کے مطابق مکان تیار کر دیا۔ اب آریہ سماج ہی بتلائے کہ اس تیار شدہ مکان کا مالک کون ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ آریہ انجینیر یا معمار وغیرہ تو صرف اپنے علم و قدرت کے بجا استعمال کے بدلے میں مزدوری کے مستحق ہیں۔ مکان کا مالک تو وہ کسی طرح ہو ہی نہیں سکتے بلکہ مکان کے مالک ہم ہی ہیں جن کی وہ زمین پر بنایا گیا اور جن کا تمام سامان لگایا گیا ہے۔ ٹھیک اسی طرح آریہ ایشور کی مالکیت کا دعویٰ ہے چونکہ اس عالم کا مادہ غیر مخلوق ہے اور روحیں بھی انادی ہیں آریہ ایشور نے اپنی کاریگری سے اس عالم کو معمار کی طرح سے بنا دیا ہے۔ اس لئے وہ اس عالم کا مالک نہیں ہے البتہ اسے روحوں سے مزدوری لینے کا حق حاصل ہے کیونکہ اس نے یہ عالم انہیں کی خاطر بنایا ہے۔

مگر انادی ارواح کے پاس کچھ بھی نہیں ہے جو وہ پرماتما کو مزدوری کے طور پر دے سکیں اس لئے اب اگر آریہ ایشور اپنی مزدوری کے بدلہ میں اس عالم پر اپنا قبضہ کرکے کچھ عرصہ تک روحوں سے کوئی کام لیلے تو جائز ہے لیکن یہ کسی طرح جائز نہیں کہ وہ ابد الآباد تک اس عالم پر قابض رہے۔ جس طرح ایک معمار کسی کے لئے بنائے ہوئے مکان کا مالک نہیں ہو سکتا اسی طرح آریہ پرمیشور بھی اس عالم کا مالک نہیں ہو سکتا

آریہ ایشور کا ایشور پہ کچھ بھی نہیں ہے

سچی بات تو یہ ہے کہ چونکہ مادہ اور روح دونوں آریہ ایشور کی قدرت اور علم کا نتیجہ نہیں ہیں اس لئے آریہ مناظر کے بیان کردہ اصول کے مطابق بھی آریہ خدا روح و مادہ کا مالک نہیں ورنہ یہ بتائیں کہ اس کے علم یا اس کی قدرت کا وجود روح یا وجود مادہ میں کیا دخل ہے وہ تو خود مانتے ہیں کہ روح و مادہ خدا کے علم و قدرت سے پیدا شدہ نہیں ہیں۔ پس جبکہ کسی شئے کی مالکیت علم و قدرت کے بجا استعمال سے حاصل ہوتی ہے تو ذات روح اور ذات مادہ کا وہ ہرگز مالک نہیں کیونکہ اس کے علم و قدرت کا روح و مادہ کے وجود سے ایک ذرہ برابر بھی تعلق نہیں ہے۔

سنار کی مثال

ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی سنار کسی شخص کے سونے کا کوئی زیور تیار کر دے تو کیا وہ اس زیور کا مالک ہو گا یا جس کا سونا ہے وہ اس زیور کا مالک ہو گا؟ پھر اگر وہ سنار سونے والے شخص سے یہ کہے کہ میں نے اپنے علم و قدرت کے بجا استعمال سے سونے کو تمہارے استعمال کے لائق زیور بنا دیا ہے اس لئے میں ہی اس کا مالک ہوں تو وہ شخص یقیناً ایسے سنار کی بخوبی مرمت کرائیگا یا کرا دیگا اور اگر زیور کی بنوائی کی اجرت کا سوال ہو گا تو پھر سب سے پہلا یہ سوال ہو گا کہ زیور بنانے کا آرڈر بھی دیا گیا تھا یا خود ہی سنار صاحب کے ہاتھ چلنے سے نہ رکتے تھے اس لئے اس نے اپنی مرضی سے خود بخود زیور گھڑ کر رکھ دیا۔ اگر یہ ثابت ہوا کہ سنار نے خود ہی سونے کا زیور بلا خواہش اور حکم مالک بنایا ہے تو مزدوری کا ایک پیسہ بھی نہ ملیگا بلکہ ممکن ہے کہ کچھ سزا ہو جائے۔ پس چونکہ ازلی ارواح اپنی ذات میں مادہ اور خدا کی محتاج نہیں ہیں اور مادہ نہ خدا کا محتاج ہے اور نہ روح کا اور نہ کبھی ارواح نے خدا کے ہاں درخواست دی کہ وہ انہیں مادہ کی قید میں ڈال دے اس لئے یقیناً آریہ خدا کو کوئی حق نہ تھا کہ اس عالم کو پیدا کرتا لیکن چونکہ اس نے اس عالم کو اپنے سبھاؤ سے مجبور ہو کر بنا دیا ہے اور کبھی اپنے ہی سبھاؤ سے مجبور ہونے کی وجہ سے توڑ بھی ڈالیگا۔ اس لئے اس عالم کے بنانے یا بگاڑنے کی کوئی اجرت نہیں ملنی چاہئیے۔ بلکہ چاہیئے کہ ارواح کو جو مادہ میں قید ہونے کی وجہ سے دکھ اور تکلیف پہنچتی ہے اس کا بدلہ آریہ خدا سے دلایا جائے۔

مگر افسوس یہ ہے کہ اس کے پاس بھی کچھ نہیں اور پیدا کر سکتا نہیں۔ اس لئے چاہیئے کہ سب آریہ خدا سے منہ موڑ کر اسلامی قادر مطلق کی طرف متوجہ ہوں۔

کمزور پر قبضہ مالکیت نہیں

آریہ ایشور کی مالکیت دراصل اس طرح پر ہے کہ مادہ تو بیجان ہے اس لئے اسے کوئی اختیار ہی نہیں۔ اس پر کوئی علم و قدرت والا انسان قابض ہو جائے یا کوئی اور ہستی تو وہ اس کی مالک کہلاتی ہے۔ ہم نے اس زمین کو پیدا تو نہیں کیا لیکن تمام انسان اس زمین کے مالک ہیں۔ آریہ سماجی نقطۂ نگاہ سے کہا جا سکتا ہے کہ مادہ یا پرکرتی جڑ ہونیکی وجہ سے پرمیشور کے قبضہ میں ہے۔ چونکہ اور کوئی پرمیشور کے برابر کا نہیں ہے اس لئے اس بے جان اور بے بس پرکرتی کا مالک صرف خدا ہی ہے مگر یاد رہے کہ یہ مالکیت بالکل بے حقیقت ہے اس کی مثال تو ایسی ہی ہے کہ ایک کمزور انسان پر اگر زور آور انسان قبضہ کرے اور کہے کہ میں تیرا مالک ہوں لیکن ظاہر ہے کہ یہ مالکیت جھوٹی ہے جس کا ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ کمزور انسان کا وجود دوسرے زور آور انسان کے مر جانے پر بھی باقی رہ جاتا ہے۔

کیا اگر کسی تنہا مقام پر کوئی عورت اکیلی ہو اور کوئی اس کا والی وارث نہ ہو اور ادھر کوئی برہمن دیوتا آنکلیں تو ان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ وید ودیا کے مطابق اپنی قدرت کے بجا استعمال کے لئے اس غریب بیکس عورت کو اپنی ملک سمجھ لیں۔ اور اگر یہ جائز ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس برہمن سے زیادہ علم و قدرت والے کسی دوسرے برہمن کو یہ حق نہ ہو کہ وہ اس عورت کا مالک بن جائے۔ (ویدوں میں تو یہ حکم ہے کہ اگر ایک عورت کے دس غیر برہمن خاوند ہوں اور گیارہواں برہمن آکر اس عورت کا ہاتھ پکڑے تو وہ برہمن ہی اس عورت کا مالک ہوگا اس لحاظ سے یہ بھی جائز ہی ہوگا کہ غریب اور کمزور جہاں ملے اس پر طاقتور علم والا انسان مالکانہ قبضہ کرے مگر یہ صریح ظلم ہے)۔

گورنمنٹ کی مالکیت

انتظام ملکی اور قیام امن کے لئے ضروری ہے کہ کوئی نہ کوئی بادشاہ یا حاکم ضرور ہو اس لئے چاہیے لوگ متفق ہو کر اپنے میں سے قابل شخص کو اپنا بادشاہ بنالیں یا قابل شخص خود قوت بازو سے بادشاہ بن جائے بہرحال بادشاہ اپنی رعایا کا ایک معنوں میں مالک ضرور ہے مگر اس کی مالکیت ناقص ہوتی ہے کیونکہ ایک بادشاہ بادشاہی سے الگ بھی ہو جاتا ہے پھر اس کی مالکیت صرف انتظام ملکی تک محدود ہے اس لئے ہم خدا تعالیٰ کو گورنمنٹ کی طرح کا مالک بھی نہیں مان سکتے۔ کیونکہ اس کی ذات بھی کامل ہے تو اس کی صفت مالکیت بھی کامل چاہیئے۔

باپ کی مالکیت

دنیا میں جو حق ایک باپ کو بیٹے پر ہے وہ حق کسی دوسرے شخص کو اس بیٹے پر نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ باپ کے مرنے پر بیٹا اس کا وارث ہو جاتا ہے۔ گورنمنٹ کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ کسی کے باپ کی پیدا کردہ جائیداد کی خود مالک ہو جائے اور بیٹے کو محروم قرار دے۔ اگر باپ کی مرضی کے خلاف جبراً کسی کے بیٹے کو گورنمنٹ اپنی خدمت میں لینا چاہے یا لیلے تو یہ ظلم ہے کیونکہ باپ اس بیٹے کی پیدائش کا باعث ہے اس لئے اس کو بیٹے پر جو حق ہے دوسروں کو تو کجا ماں کو بھی وہ حق حاصل نہیں ہے۔ اس لئے یہ ماننا پڑا کہ کسی کے پیدا ہونے میں جس قدر کسی کا تعلق ہے اتنا ہی وہ اس کا زیادہ قریبی ہوتا ہے اور اسی نسبت سے حقوق بنتے ہیں۔ پس باعتبار پیدائش باپ کو سب سے بڑھ کر حق حاصل ہے

(باقی صلا پر)

خوارج کے متبع کون ہیں

علماء کرام یا جماعت احمدیہ؟

کلام پاک نے انسانی فطرت و ذہنیت کا صحیح نقشہ کھینچا ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر بات کو کھول کر بیان کر دینے اور حقائق کو واضح کر دینے کے باوجود کان الانسان اکثر شیء جدلا "انسان بہت ہی جھگڑالو ہے"۔ بات بات پر حجت کرنا، ایچا پیچی اور رکیک تاویلات سے کام نکالنا اور اپنی بات کے ثبوت کیلئے ادھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارنا اور حق کو آسانی سے قبول نہ کرنا انسانی خاصہ ہے۔ غلطی کا اعتراف اور راستی کے آگے سر جھکانا نہایت ہی مشکل امر ہے۔ لیکن مسلمانوں کو یہی حکم دیا گیا ہے کہ حق بات کے آگے فوراً سر تسلیم خم کریں اور اپنی ضد اور ہٹ کی خاطر راستی کی مخالفت نہ کریں۔

کچھ عرصہ ہوا ہماری طرف سے ارشاد الٰہی اور حدیث نبوی پیش کر کے علماء کرام کی خدمت میں درخواست کی گئی تھی کہ وہ مسلمانوں کی تکفیر سے اتحاد اسلامی کو پاش پاش نہ کریں اور خدا و خدا کے رسول کے اقوال کا پاس کرتے ہوئے آپس میں تشتت و افتراق کی راہ اختیار کرنے سے باز رہیں۔ ارشاد خداوندی لا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومنا اور فرمان نبوی من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا و اکل ذبیحتنا فذالک المسلم کسی مزید تشریح و توضیح کے محتاج نہیں لیکن ہماری طرف سے یہ دلیل پیش کرنا ہی تھا کہ علماء کرام نے حسب عادت عجیب غریب تاویلات کا لامتناہی سلسلہ شروع کر دیا۔ کسی نے یہ کہا کہ علماء کا دیوان عالی اس حدیث پہ بھی غور کریگا اور احمدیوں کے کفر و اسلام کا فیصلہ کرتے وقت اسے پیش نظر رکھیگا۔ کسی نے فرمایا کہ اس حدیث کا حکم بالکل غیر مطلق صورت میں نافذ نہیں ہو سکتا۔ یعنی یہ بھی ممکن ہے کہ ایک شخص مسلمانوں کی نماز پڑھے، ان کے قبلہ کی طرف منہ بھی کرے لیکن وہ تثلیث کا قائل بھی ہو یا ایک کی بجائے دو خدا کا ماننے والا ہو۔ اس کی جب ہم نے مزید تشریح کی اور عرض کیا کہ اسلامی نماز پڑھنے والا شخص تثلیث یا دو خداؤں کا قائل نہیں ہو سکتا بلکہ وہ صرف خدائے واحد کا پرستار ہی ہو سکتا ہے۔ تو اس پر اب ایک اور دلیل پیش کی گئی ہے۔

اخبار "صدق" لکھنؤ کے فاضل مدیر تحریر فرماتے ہیں کہ احمدیہ جماعت کا حدیث کے الفاظ کو بار بار پیش کرنا اور علماء کے دیوان کے انعقاد کو غیر ضروری قرار دینا اور ان کی تحکیم سے پہلو تہی کرنا خوارج کی پیروی ہے۔ چونکہ خوارج نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اس بنا پر علیحدگی اختیار کر لی تھی کہ انہوں نے ارشاد الٰہی ان الحکم الا للہ کے ہوتے ہوئے ایک انسان کو ثالث تسلیم کر لیا۔ اسی طرح احمدیہ جماعت کا بھی علماء کی ثالثی کو قبول نہ کرنا اور بار بار حدیث رسول کو پیش کرنا خوارج کا سا ہی طرز عمل ہے۔

ہمیں معاصر "صدق" کی غلط فہمی اور مغالطہ دہی پر افسوس ہے کاش یہ مثال بیان کرنے سے قبل ذرا اصل واقعات پر غور کر لیا جاتا۔ حضرت علی اور امیر معاویہ کا آپس میں جھگڑا متخاصمین کی جنگ تک نوبت پہنچ گئی۔ باہمی کشت و خون کے انسداد کیلئے انہوں نے ثالثی فیصلہ کی تجویز کی۔ ایک ثالث حضرت علی نے مقرر کیا اور ایک امیر معاویہ نے تاکہ یہ دونوں مل کر کوئی فیصلہ کریں جو دونوں فریق کے لئے قابل قبول ہو۔ اول تو یہ ایک دنیوی غرض تھی جس میں حکومت کے امیدوار کا فیصلہ کرنا مطلوب تھا۔ دوسرے یہ کہ اس قضیہ کا فیصلہ تحکیم ہی کر ہو سکتا تھا۔ کیونکہ اس وقت اس جھگڑے کے فیصلہ کیلئے آسمان سے کوئی وحی تو نازل نہیں ہو سکتی تھی اس لئے لامحالہ ثالثوں سے فیصلہ کرانیکی تجویز کی گئی تاکہ بیفائدہ کشت و خون نہ ہو۔

لیکن جماعت احمدیہ اور مسلمانوں کے جھگڑے کی کیفیت اس سے بالکل مختلف ہے یہاں نزاع ایک دینی مسئلہ پر ہے اور ایک ایسے مسئلہ پر جو شریعت اسلامی کا اصولی مسئلہ ہے یعنی کسی اہل قبلہ کی تکفیر کا جواز و عدم جواز۔ اس جھگڑے کے تصفیہ کیلئے حکم خدا اور خدا کا رسول ہی ہو سکتے ہیں کیونکہ ارشاد الٰہی ہے فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول اور دوسری جگہ فرمایا گیا ہے فلا وربک لا یومنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینھم "تیرے رب کی قسم وہ ایمان نہیں لاتے جب تک کہ وہ تجھے آپس میں حکم نہ بنائیں جو ان میں آپس میں اختلاف ہوا"۔ پس ایسی صورت میں فیصلہ اسی طریق پر ہو سکتا ہے کہ ہم خدا اور خدا کے رسول کی طرف رجوع کریں یہاں کسی اور حکم کی گنجائش نہیں اگر قرآن و حدیث کے الفاظ واضح نہ ہوں جب بھی کوئی وجہ ہو سکتی ہے کہ ہم علماء سے استصواب کریں اور ان سے تشریحات دریافت کریں۔ لیکن حدیث کے الفاظ بالکل واضح ہیں اور اس پر رسول کریم صلعم کا اپنا نمونہ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا طرز عمل گواہ ہے۔ جب خدا کا قول موجود ہو۔ رسول کا قول موجود ہو اور رسول کا فعل بھی ان کے مطابق موجود ہو اور رسول کے خلفاء اور متبعین کا کھلا نمونہ بھی موجود ہو تو اس کے بعد بھی علماء کے دیوان کے انعقاد پر زور دینا مذہب سے تمسخر نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا یہ خدا کے صریح احکامات کی خلاف ورزی نہیں۔ کہ اس کے فرمودہ کے بعد کسی اور کو حکم بنایا جائے؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ رسول اللہ صلعم ہر نماز پڑھنے والے اور قبلہ کی طرف رخ کرنیوالے کو مسلمان قرار دیتے تھے اور اس سے مسلمانوں کا سا سلوک کرتے تھے؟ کیا یہ واقعہ نہیں کہ ایک مرتبہ تقسیم اموال کے سلسلہ میں جب ایک شخص نے آپ پر ناپاک الزام لگایا اور حضرت عمرؓ نے اسے قتل کرنا چاہا۔ تو رسول اللہ صلعم نے یہ فرما کر حضرت عمرؓ کو روک دیا۔ لعلہ یصلی شاید وہ نماز پڑھتا ہو؟ کیا یہ صحیح نہیں کہ حضرت عمرؓ کی شہادت سے قبل جب مسلمانوں نے عجمی غلاموں کو قتل کرنا چاہا (جن میں سے ایک شخص نے حضرت عمرؓ پر حملہ کیا تھا) تو حضرت عمرؓ نے ان کو روک دیا اور فرمایا کہ ہم ان کو قتل نہیں کر سکتے کیونکہ وہ نماز ادا کرتے ہیں؟ رسول اللہ صلعم کو تو نماز پڑھنے والے شخص کے اسلام میں ذرا بھی شک نہیں اور وہ اسے ذالک المسلم فرماتے ہیں۔ یعنی یہی تو وہ مسلمان ہے جس کیلئے اللہ اور اس کے رسول کا عہد ہے۔ لیکن علماء کہتے ہیں کہ شاید وہ نماز پڑھنے کے باوجود مسلمان نہ ہو۔ کیا رسول اللہ صلعم کو علم نہ تھا کہ کوئی ایسا شخص بھی ہو سکتا ہے جو نماز بھی پڑھے اور ایک کی بجائے دو خدا بھی مانتا رہے اور اس کے باوجود وہ اسے ذالک المسلم فرمائیں؟

رسول اکرمؐ اور صحابہؓ کے طرز عمل کے علاوہ مسلمان ائمہ اور مجتہدین بھی ہمیشہ قال اللہ اور قال الرسول کے آگے سر تسلیم خم کرتے رہے اور اپنی بات کو خدا اور خدا کے رسول کی بات کے سامنے انہوں نے کبھی پیش نہ کیا۔ امام ابو حنیفہ نے صاف فرمایا۔ اترکوا قولی لقول رسول اللہ۔ "رسول اللہ کے قول کے سامنے میرے قول کو ترک کر دو"۔ تو نہیں جب رسول اللہ کے قول کی موجودگی میں ابو حنیفہؒ کا قول بھی قابل قبول نہیں ہو سکتا تو علماء کی ثالثی کی کہاں گنجائش رہتی ہے؟ قرآن اور حدیث کے ہوتے ہوئے علماء سے تحکیم کی درخواست کرنا صریحاً تقدم بین یدی اللہ و رسولہ ہے اور قرآن کے خلاف ہے۔

تعجب ہے کہ جو خدا اور خدا کے رسول کے واضح احکام سے فیصلہ چاہیں اور تکفیر کے خلاف جہاد کریں انہیں خوارج سے مثال دی جاتی ہے۔ حالانکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو خوارج کے نقش قدم پر چلنے والے خود علماء کرام ہیں۔ خوارج ہی وہ لوگ تھے جنہوں نے سب سے اول مسلمانوں کی تکفیر کی اور اسی ناپاک رسم کو شروع کیا جسے آج مولوی صاحبان کمال کو پہنچا چکے ہیں۔ معاصر "صدق" ہمیں خوارج سے تشبیہ دیتا ہے حالانکہ خدا کے فضل سے ہماری جماعت ہی ایک واحد جماعت ہے جو تمام کلمہ گوؤں کو مسلمان سمجھتی ہے اور جو سنت خوارج کی سب سے بڑی حریف اور تکفیر کی سب سے بڑی دشمن ہے۔ خوارج کے متبع تو یہ مکفر مولوی ہیں جو اسلام سے کھلی دشمنی کر رہے ہیں جس طرح خارجیوں نے کی۔ کیا ہمیں اس لئے خوارج سے مشابہ قرار دیا جاتا ہے کہ ہم خدا اور خدا کے رسول کے فرمان کو سب سے مقدم رکھتے ہیں؟ اگر یہی

باعث ہے تو اس میں ہمارا قصور نہیں۔ ہمیں قرآن اور حدیث مجبور کرتے ہیں کہ ہم حق کی اتباع میں کسی کی خواہشات کی پیروی نہ کریں اور خدا اور اس کے حبیب کے قول کی موجودگی میں کسی اور کے قول کو ترجیح نہ دیں۔ یا ایھا الذین اٰمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ واتقوا اللہ

پس جہاں تک حضرت علی اور حضرت معاویہ کے جھگڑے کا تعلق ہے وہ ایک دنیوی نزاع تھا جس کا باعث حکومت کا حاصل کرنا تھا اور اس کے فیصلہ کے لئے اور فریقین کی مصالحت کیلئے حکم مقرر کر لینا بالکل واجب تھا۔ لیکن یہاں تو ایک شرعی مسئلہ باعث اختلاف ہے اور یہ ایک دینی نزاع ہے جس میں لازماً قال اللہ اور قال الرسول کو ہی حکم بنانا پڑیگا۔ اور خدا کے ارشاد کے بعد رسولؐ کے قول اور اس کے عمل اور اس کے صحابہؓ اور خلفاء کے عمل سے ہی استنباط کرنا پڑیگا اور یہی طریق عین مطابق اسلام ہے اس طرز عمل کو خوارج کا طرز عمل قرار دینا صریحاً حق پوشی ہے۔

کسر صلیب کا ایک منظر

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا ایک بڑا مقصد کسر صلیب تھا اور خدا کے فضل سے آپ اور آپ کی جماعت دیگر مقاصد کی طرح اس میں بھی نمایاں طور پر کامیاب نظر آتے ہیں آپ کی کتابوں اور آپ کے خادموں نے ہندوستان اور اسلامی ممالک میں نہ صرف عیسائیت کے سیلاب طوفان کو روکا بلکہ عیسائی ممالک پر تبلیغی ترکتاز کا سلسلہ بھی شروع کر دیا جس کا قدم روز بروز کامیابی سے آگے بڑھ رہا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان ممالک میں عیسائیت ناکام و غیر مقبول ہو رہی ہے اور اس طرح اسلام کے لئے ایک وسیع و شاندار میدان تیار ہو رہا ہے۔

انگلستان عیسائیت کا ایک مضبوط و قابل ذکر مرکز ہے۔ وہاں عیسائیت کی کیا حالت ہے؟ اس کا جواب ایک معتبر علمی رسالہ کی زبان سے سنیئے :-

"انگلستان میں عیسائیت کے حلقہ بگوشوں کی تعداد روز بروز کم ہو رہی ہے چنانچہ حال ہی میں سینٹ پال کے ڈین ڈاکٹر میتھیوز نے کیمبرج کی ایک مذہبی انجمن میں تقریر کرتے ہوئے اس کی تصدیق بھی کی۔ موصوف نے فرمایا۔ میرا خیال ہے کہ اس ملک کے تیس فیصدی سے زیادہ آدمی کسی معنی میں بھی عیسائی نہیں ہیں۔ ہمارے ہاں ایک قومی کلیسا کا ہونا مجھے تو ایک عجیب چیز معلوم ہوتا ہے"

مغربی ممالک میں انگلستان اپنی مذہبیت اور قدامت پسندی کی وجہ سے خاص امتیاز رکھتا ہے۔ یہ وہاں کی کیفیت ہے سینٹ پال کے ڈین کی زبان سے کیمبرج کے ایک مذہبی اجتماع میں عیسائیت کی ناکامی کا اس قدر واضح اعتراف کسر صلیب کا معمولی ثبوت نہیں۔ ہمارا وقت کا مورخ تسلیم کرے یا نہ کرے لیکن مستقبل کا مورخ جب واقعات کا تجزیہ کریگا تو صاف نظر آ جائیگا کہ انگلستان میں عیسائیت کی ناکامی اور اسلام کیلئے موافق حالات پیدا ہونے میں حضرت مسیح موعودؑ کے لٹریچر اور آپ کی جماعت کی تبلیغی کوششوں کو کس قدر نمایاں دخل ہے۔

آسٹریلیا اور امریکہ میں عیسائیت کی حالت

عیسائیت کی ناکامی کی یہ کیفیت کچھ انگلستان کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ اس کے اثرات عیسائی دنیا کے ہر ایک حصہ میں نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ آسٹریلیا کا براعظم یورپین عیسائی اقوام کی ایک وسیع نوآبادی کی حیثیت رکھتا ہے۔ چند سال قبل اس کے قلیل تعداد اصلی باشندوں اور چند مسلمانوں اور یہودیوں وغیرہ کو چھوڑ کر باقی تمام آبادی عیسائی تھی۔ مسلمانوں اور یہودیوں کی تعداد تو اس قدر قلیل ہے جسے کسی شمار میں ہی نہ لانا چاہیئے۔ گویا یہ براعظم صحیح معنوں میں عیسائی براعظم تھا۔ اب وہاں عیسائیت کی کیا حالت ہے؟ اس کے جواب میں آسٹریلیا کی آخری مردم شماری کے چند اعداد و شمار عرض کر دینے کافی ہوں گے۔ جو ولایت کے مشہور اور ذمہ دار رسالہ "لٹریری گائڈ" سے ماخوذ ہیں:-

۸۴۹۸۴۸ باشندوں نے اپنا مذہب بتانے سے انکار کر دیا اس سے قبل ۱۹۲۱ء کی مردم شماری میں ایسے لوگوں کی تعداد صرف ۲۲۵۸۹ تھی۔ آسٹریلیا کے صرف ایک صوبہ نیو ساؤتھ ویلز میں ۴۵۳ آدمیوں نے اپنے آپ کو ملحد بتایا۔ ۵۱۰ نے دہریت کا اعلان کیا۔ ۱۲۰۱ نے اپنے آپ کو مذہب سے بالکل بے تعلق ظاہر کیا۔ ۱۸۱ نے عقلیت اور ۶۲۱ نے روحانیت کا متبع بتایا۔ امریکہ کے متعلق اسی رسالہ کا بیان ہے کہ وہاں ۱۲۵،۰۰۰،۰۰۰ آدمیوں میں سے ۵۰،۰۰۰،۰۰۰ ایسے ہیں جن کا کوئی مذہب نہیں۔ حالانکہ گذشتہ صدی کے آخر تک قلیل التعداد یہودیوں سے قطع نظر باقی سارا امریکہ عیسائی تھا۔

یہ حالات ہمارے جذبہ عمل، ہمارے شوق تبلیغ میں اضافہ کا باعث ہونے چاہئیں۔ میدان اگر خاردار جھاڑیوں اور گھنے جنگلوں سے خود بخود صاف ہو جائے تو باغبان کا کام آسان ہو جاتا ہے۔ ہمیں بھی یہ سہولت میسر ہے اور ہم معمولی تبلیغی جدوجہد سے بہترین ثمر پیدا کر سکتے ہیں۔ ورنہ عیسائیت کی ناکامی پر اظہار مسرت و اطمینان ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔

احراری منصوبہ ناکام رہا

مسجد شہید گنج کے تنازعہ میں احراری لیڈروں نے جس بے غیرتی کا ثبوت دیا اس کی وجہ سے وہ مسلمانوں میں بیحد بدنام اور غیر مقبول ہو چکے ہیں اور اب وہ پہلا اثر و رسوخ حاصل کرنے کیلئے عجیب و غریب حرکتیں کر رہے ہیں۔ ان کی طرف سے مباہلہ کے نام پر ۲۲، ۲۳ر نومبر کو قادیان میں جس اجتماع کا اعلان ہوا تھا وہ بھی اسی قسم کی ایک حرکت تھی۔ بات اصل میں یہ ہے کہ گذشتہ دنوں جناب میاں محمود احمد صاحب نے اپنی کسی تقریر میں احراریوں کا ذکر کرتے ہوئے انہیں چند مسائل پر مباہلہ کی سرسری دعوت دی۔ مسٹر مظہر علی اظہر و دیگر احراری لیڈروں نے اس دعوت کو پلے باندھ لیا لیکن میاں صاحب کے بار بار کہنے کے باوجود شرائط کا کوئی فیصلہ نہ کیا۔ تصفیہ شرائط اور الفاظ دعا کے تعین کے بغیر مباہلہ بالکل بے معنی بات ہے۔ پھر مباہلہ کیلئے قادیان کا مقام اور وہاں اس قدر اہتمام سے اجتماع قطعاً غیر ضروری تھا۔ لیکن جیسا کہ اب بخوبی ظاہر ہو چکا ہے احراری مباہلہ کے بہانے قادیان میں جمع ہو کر فتنہ و فساد کرنا چاہتے تھے۔

یہ بات باعث اطمینان ہے کہ حکومت نے اس مرتبہ حالات کا صحیح اندازہ کیا اور ایک خاص حکم کے ذریعہ قادیان اور اس کے آٹھ آٹھ میل تک احراری اجتماع ممنوع قرار دیا اور بعض احراری لیڈروں پر بھی پابندیاں عائد کر دی ہیں۔ اس طرح احراری منصوبہ ناکام رہا۔ اگر حکومت اس فرض شناسی کا ثبوت نہ دیتی تو یقینی طور پر ناخوشگوار واقعات پیش آتے۔ واقف کار حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ اب احرار کیلئے ضروری ہو گیا ہے کہ وہ حکومت کے حکم کی خلاف ورزی کریں۔ ورنہ وہ پہلے سے بھی زیادہ رسوا ہو جائیں گے لیکن اگر وہ حکومت سے ٹکر لگائیں تو کونسل کے انتخاب کے سلسلہ میں ان کی بقیہ امیدوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے ہمیں ان باتوں سے زیادہ دلچسپی نہیں۔ ہماری خواہش اور دعا صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کو اپنے ہمدردوں اور دودھ پینے والے مجنوؤں میں امتیاز کا سلیقہ آ جائے۔

زندہ قوموں کا جذبہ قدردانی

کسی قوم کی ترقی کے لئے یہ امر بیحد ضروری ہے کہ اس کے رہنما اور کارکن بے لوث، مخلص اور ایثار پیشہ ہوں انہیں شہرت طلبی، جاہ پسندی اور اغراض پرستی کا عیب نہ ہو۔ اس کے ساتھ ہی عوام کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ ان کی قدردانی اور حوصلہ افزائی میں بخل سے کام نہ لیں اور ان کو بیجا نکتہ چینی سے پریشان نہ کریں۔ مغربی اقوام کی ترقی کی ایک بڑی وجہ یہی ہے۔ قارئین کرام غالباً مشہور امریکن ہوا باز کرنیل لنڈبرگ کے نام سے واقف ہوں گے۔ گذشتہ دنوں انہوں نے بحر اٹلانٹک کو ایک ہی اڑان میں عبور کیا۔ فن پرواز کی اہمیت کے پیش نظر اس کارنامہ کو بہت اہم سمجھا گیا۔ قدردان پبلک نے کرنیل مذکور کو اس واقعہ پر مبارکباد کے ۳۵ لاکھ خطوط، ایک لاکھ تار اور ۱۴ ہزار تحائف کے پارسل بھیجے اس کے ہموطن شعرا نے اس کی تعریف میں ۵ ہزار نظمیں لکھیں۔ موصول شدہ لفافوں میں سے دس ہزار ڈالر کے جوابی ٹکٹ نکلے اندازہ کیا گیا۔ اگر ان خطوط کو ایک دوسرے کے اوپر رکھا جائے تو دس ہزار فیٹ اونچا مینار تعمیر ہو جائیگا۔ اظہار قدردانی کے اس طریق سے کسی کو کوئی اختلاف ہو تو ہو لیکن کوئی شخص اس جذبہ قدردانی کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

افسوس ہے آجکل مسلمان قوم سے یہ دونو باتیں مفقود ہو رہی ہیں اول تو ان میں بے لوث، مخلص اور ایثار پیشہ رہنماؤں اور کارکنوں کا وجود عنقا ہے، شہرت طلب، ہنگامہ پسند اور اغراض پرست لیڈروں کا ہی طوطی بول رہا ہے۔ مسلمان قوم ملانوں اور پیروں کی پرورش اور پوجا کرنے کی عادی ہو چکی ہے۔ اگر کوئی مرد خدا میدان عمل میں نکلتا بھی ہے تو قوم کی طرف سے اس کی قدردانی تو ایک طرف۔ اسے کام کرنے کی بھی مہلت نہیں دی جاتی۔ اس کی تضحیک و ایذا رسانی کا پورا پورا اہتمام کیا جاتا ہے مولوی کفر کا فتوےٰ دیتے ہیں۔ اخبارات اندھی مخالفت کرتے ہیں۔ بیجا نکتہ چینی کا ایک نہ ختم ہونیوالا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جب تک یہ نقص دور نہیں ہوگا مسلمان ترقی نہیں کر سکتے۔

شکریہ اعانت

ہمارے محترم بزرگ خان بہادر میاں غلام رسول صاحب رئیس جھنگ نے ہمیں ہدایت فرمائی ہے کہ ہم تین مستحق آدمیوں کے نام اخبار "پیغام صلح" مفت جاری کر دیں جن کا چندہ میاں صاحب موصوف نے اپنی گرہ سے عطا فرمایا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

ہم میاں صاحب موصوف کے بیحد ممنون ہیں کہ انہوں نے "پیغام صلح" کی اعانت فرمائی اور احباب جماعت کیلئے ایک قابل تقلید مثال قائم کی۔

مینجر پیغام صلح

ایک دردمندانہ گذارش

(از حضرت امیر قوم ایدہ اللہ بنصرہٖ)

جملہ اہل اسلام کی خدمت میں میری یہ دردمندانہ گذارش ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں تبلیغ اسلام کا ایک ایسا موقع عطا فرمایا ہے کہ اس کو ضائع کر دینا اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری ہوگی وہ اقوام جنکو اچھوت کہا جاتا ہے وہ اب یہ فیصلہ کر چکی ہیں کہ فی الحقیقت جو چیز ان کی ترقی میں روک ہے وہ خود ہندو مذہب ہے اور جب تک وہ اپنے آپ کو اس سے آزاد نہ کرلیں وہ کبھی پستی کی حالت سے باہر نہیں نکل سکتیں۔ پانچ چھ سال ہوئے مالابار کے ایک اچھوت لیڈر نے اپنے ہم قوموں کو صاف الفاظ میں یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ اس پستی اور ذلت کی حالت سے جس میں وہ ہیں باہر نہیں نکل سکتے جب تک کہ اس مذہب کے ساتھ نفرت کا جذبہ ان کے دلوں میں پیدا نہ ہو جو ان کی ذلت اور پستی کا موجب ہے اور کہ ان کو اگر کوئی مذہب دوسری قوموں کے ساتھ مساوات کے مرتبہ پر لا سکتا ہے تو وہ نہ بدھ مذہب ہے نہ عیسائیت جن کے اندر یہ تفریقات اسی طرح موجود رہتی ہیں بلکہ یہ اسلام اور صرف اسلام ہی ہے۔ آج ڈاکٹر امبیدکار جو آٹھ کروڑ اچھوتوں کے دلوں میں وہی بلند مقام رکھتے ہیں جو گاندھی جی بیندرہ کروڑ ہندوؤں کے دلوں میں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اچھوت اقوام انہیں دیوتا کی طرح سمجھتی ہیں، وہ بھی سالہا سال تک غور کرنے کے بعد کہ ان کی قوم کس طرح اس پستی کی حالت سے نکلے اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ جب تک ان کی قوم ہندو مذہب کو ترک نہیں کرے گی وہ ذلت کے اس اتھاہ گڑھے سے باہر نہیں نکل سکتی جس میں ہندوؤں کی مقدس کتابوں نے انہیں گرا رکھا ہے اور صدہا اچھوت نوجوان ان مقدس کتابوں کا جنازہ نکال کر ان کے جلانے کی آخری رسم بھی ادا کر چکے ہیں۔

ان حالات نے مسلمانوں کے لئے ایک موقعہ پیدا کر دیا ہے کہ وہ اسلام کی نعمت عظمیٰ کو ایک ایک اچھوت کے گھر تک پہنچائیں۔ مگر یہ کام ایسا نہیں، جیسا اکثر مسلمانوں نے سمجھ رکھا ہے کہ کسی نے ڈاکٹر امبیدکار کو تار دیدی اور وہ اخباروں میں چھپ گئی۔ اور کسی نے ایک دلخوش کن ریزولیوشن پاس کر لیا اور وہ اخباروں میں نکل گیا تو بس مسلمانوں کا فرض ادا ہو گیا۔ یہ تو اللہ کا فضل ہے کہ اس نے کروڑہا دلوں کو اسلام کے پیغام کی قبولیت کیلئے تیار کر دیا ہے لیکن اب ان تک اس پیغام کو پہنچانے کے لئے ساری قوم کی متفقہ جدوجہد کی ضرورت ہے۔ بیسیوں زبانوں میں اسلام کی تعلیم پر رسائل کو تیار کرنا پھر ہزارہا کی تعداد میں وہ کارکن مہیا کرنا جو ان کے گھروں تک ان کو پہنچائیں۔ پھر اس بات کیلئے تیار رہنا کہ وہ مسلمان ہوں تو ان کی دینی تعلیم کا کچھ انتظام کیا جائے بلکہ دنیوی تعلیم کا بھی تاکہ انہیں اس قابل بنایا جا سکے کہ وہ دوسری اقوام کے ساتھ ایک ہی سطح پر کھڑے ہو سکیں۔ یہ ناممکن کام تو نہیں مگر حد درجہ کا دشوار کام ضرور ہے اور ساری قوم کی سالہا سال کی پوری توجہ کو چاہتا ہے۔

مگر مسلمان قوم کی موجودہ حالت یہ ہے کہ تبلیغ کا خیال کبھی ان کے دل میں آتا ہے تو اس طرح جیسے ایک سویا ہوا آدمی کروٹ لیتا اور پھر دوسرے پہلو پر گہری نیند میں چلا جاتا ہے اور اس کی وجہ صرف علماء کی وہ قابل نفرت ذہنیت ہے کہ انہیں تکفیر کے ساتھ ایک دیوانگی کا شغف ہے اور اس وقت تو بالخصوص بہت سے لوگ اس تکفیر کی بدولت مولانا بن گئے ہیں اور تکفیر کے ناپاک نعروں کے ساتھ انہوں نے اسلامی اتحاد کی فضا کو اس قدر مسموم کر دیا ہے کہ وہ لوگ جو اس تکلیف کو محسوس بھی کرتے ہیں وہ اپنی عزت کی خاطر خاموش ہیں۔ کیونکہ جہاں کسی نے کفر بازوں کی ہاں میں ہاں ملانے سے انکار کیا اس کو بدنام کرنے پر ساری قوت خرچ کر دی جاتی ہے اور اس شور و شر کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ جو لوگ کل تک اچھے بھلے تھے وہ بھی آج تکفیر بازی میں دوسروں پر سبقت لیجانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اب جس قوم کی ساری توجہ اس ناپاک کام پر لگی ہوئی ہو کہ فلاں گروہ کو کس طرح کافر ٹھہرایا جائے۔ اور فلاں کو کس طرح مرتد اور منافق ثابت کیا جائے وہ تبلیغ اسلام کے پاک کام کو جو انبیاء اور صلحا کا ورثہ ہے کیا سرانجام دیگی۔ وہ اتحاد اسلامی جس پر مسلمان فخر کر سکتے تھے اور جو ان کی دینی اور دنیوی نجات کا ذریعہ تھا۔ آج اسے پاش پاش کر دیا گیا ہے اور الا ماشاء اللہ ساری امت خوارج کے رنگ میں رنگین ہو گئی ہے جو پہلا گروہ ہے جس نے اسلام میں تکفیر کی بنیاد رکھی اور جن کے متعلق کہا گیا ہے قد شقوا عصا المسلمین انہوں نے مسلمانوں کے اتحاد کو پاش پاش کر دیا۔ اور یہ باوجود اس کے کہ علماء جانتے ہیں کہ مسلمانوں کی تکفیر کی قرآن و حدیث میں ممانعت آئی ہے یہ بھی اسلام کی صداقت کا ایک نشان ہے کہ وہ بیماریاں جو مسلمانوں میں بعد میں پیدا ہونے والی تھیں ان کا علاج پہلے سے خدا کی کتاب میں اور رسول خدا کی حدیث میں رکھ دیا گیا ہے کاش کوئی اس سے فائدہ اٹھائے

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا جو شخص تمہیں السلام علیکم سے خطاب کرے تو تم اسے یہ مت کہو کہ تو مومن نہیں۔ یہاں اس شخص کی تکفیر سے بھی روکا ہے جس میں صرف اسلام کا اتنا نشان بھی مل جائے کہ وہ اسلامی طریق پر السلام علیکم کہتا ہے۔ اس کا مطلب صاف ہے کہ ایک شخص اپنے آپکو مسلمان کہتا ہے اور وہ اپنے اسلام کا اظہار صرف اتنی بات سے کرتا ہے کہ السلام علیکم کہدے تو ارشاد خداوندی یہ ہے کہ تم اسے یہ مت کہو کہ تو مومن نہیں اور اس آیت کا نزول بھی ایسے ہی موقع پر ہوا ہے کہ ایک شخص نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کیلئے صرف السلام علیکم کہا تھا۔ پس آیت قرآنی کا صاف منشا یہ ہے کہ جو شخص اپنے آپکو مسلمان کہتا ہو اور اس بات کو وہ کسی رنگ میں بھی ظاہر کر دے یہاں تک کہ السلام علیکم ہی کہدے تو کسی مسلمان کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کے ایمان اور اسلام سے انکار کرے

(۲) نبی کریم صلعم ارشاد فرماتے ہیں:۔ من صلّٰی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسول اللہ فلا تخفروا اللہ فی ذمتہ جو شخص ہماری نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے ہی تو مسلمان ہے جس کے لئے اللہ کا عہد ہے اور اللہ کے رسول کا عہد ہے خبردار اللہ کے عہد کی تحقیر نہ کرنا اور اسے نہ توڑنا یہ صحیح بخاری کی حدیث ہے اور اس میں یہ بتایا ہے کہ جب تم اپنے بھائی میں یہ موٹا نشان دیکھو کہ وہ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے تو اسکو مسلمان تسلیم کرو کیونکہ اللہ اور رسول کا یہ عہد ہے کہ وہ مسلمان ہے اور آپ نے تو تکفیر سے اس قدر ڈرایا ہے کہ فرمایا من کفر اھل لا الہ الا اللہ فھو الی الکفر اقرب جو کلمہ گوؤں کی تکفیر کرتا ہے وہ خود کفر کے قریب ہے۔

(۳) تیرہ سو سال سے جتنے مسلمان دنیا میں ہوئے کسی ملک میں ہوئے ہوں کسی زمانہ میں ہوئے ہوں، صحابہ کا ائمہ کا علماء و فقہاء کا عوام الناس کا سب کا اس بات پر اتفاق رہا ہے اور آج تک ایک آواز بھی اس کے خلاف نہیں اٹھی کہ اگر کسی صد سالہ کافر کو بھی مسلمان کرنا ہو تو اسے کلمہ پڑھا دیا جاتا ہے اور صرف ایک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اقرار سے وہ مسلمان ہو جاتا ہے تو جب کافر سے کافر انسان کا بھی اس کلمہ کے اقرار سے مسلمان ہو جانا مسلم ہے اور اس پر ساری امت کا اجماع اول سے آخر تک ہے۔ حتیٰ کہ آج کے مکفرین بھی اس کے قائل ہیں تو پھر جو مسلمان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتا ہے وہ کافر کس طرح ہو سکتا ہے گویا اس بات پر زبردست اجماع امت ہے کہ کلمہ گو مسلمان ہوتا ہے اب خدا کیلئے مسلمان غور کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ صاف حکم دے کہ جو شخص اپنے آپکو مسلمان کہے اور اپنے اسلام کا ادنیٰ نشان بھی دکھا دے اسے کافر مت کہو۔ رسول اللہ صلعم فرمائیں کہ جسے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا دیکھو تو خبردار اس کے اسلام سے انکار نہ کرنا اجماع امت اس بات پر ہو کہ کلمہ کے اقرار سے کوئی شخص بھی ہو اخوت اسلامی میں داخل ہو جاتا ہے مگر کفر بازوں کو نہ خدا کے حکم کی پرواہ ہے اور نہ رسول اللہ کے عہد اور ارشاد کی نہ امت کے اجماع کی۔ کیا یہ خدا اور رسول سے بغاوت کے مترادف نہیں۔ کوئی کہتا ہے اس کا فیصلہ علماء کریں گے گویا جس طرح پہلی قوموں میں لوگ کتاب اللہ کی حلت و حرمت کی پروا نہ کرتے تھے بلکہ اپنے علماء کی پروا کرتے تھے وہی حالت آج مسلمانوں کی ہو گئی ہے کوئی کہتا ہے ہم حدیث کو کیا کریں۔ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص مسلمانوں کی نماز پڑھتا ہو مگر دل میں تثلیث کا قائل ہو نعوذ باللہ مسجد کی جگہ گرجا میں جائیگا۔ آج توحید کے ماننے والوں کی تو یہ حالت ہو کہ پچاس فیصدی یا اس سے بھی زیادہ نماز کے نزدیک نہیں آتے تثلیث کے قائل ضرور مسجدوں میں نمازیں پڑھنے آئیں گے یہ تقدم بین یدی اللہ ورسولہ ہے کہ رسول خدا فرمائیں کہ جس میں قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا نشان دیکھو تو اس کے مسلمان ہونے پر اللہ اور رسول کا عہد ہے گویا اس کے عقائد کی باریکیوں میں جانے سے روکا ہے اور ہم یہ کہیں کہ حدیث نبوی کا ارشاد سر آنکھوں پر مگر بات آپکی نہیں مانیں گے بلکہ اپنی خواہش کا اتباع کریں گے۔

خوب یاد رکھئے کہ ہمارے تبلیغ کے کام میں کوئی برکت نہیں ہو سکتی جب تک خدا اور رسول کے کھلے احکام سے بغاوت کر کے ہم مسلمانوں کی تکفیر کر رہے ہیں اور اپنی ساری قوت اور طاقت کو اس بات پر خرچ کرنے کی بجائے کہ کافروں کو مسلمان بنائیں مسلمانوں کو کافر بنا رہے ہیں تو اس وقت مسلمانوں کی سب سے پہلی ضرورت خدا کے دئیے ہوئے موقعہ سے فائدہ اٹھانے کی یہ ہے کہ وہ اہل لا الہ الا اللہ اہل قبلہ کی تکفیر سے ہاتھوں اور زبانوں کو روک لیں اور مسلمانوں کے اتحاد کی جڑ کو تکفیر کی کلہاڑی سے کاٹنا چھوڑ دیں۔

اور دوسری ضرورت یہ ہے کہ تمام فرقے اس وقت اپنی توجہ کو تمام تر اچھوتوں میں تبلیغ اسلام پر صرف کر دیں بلکہ اچھوتوں کی کیا خصوصیت ہے۔ ہندوؤں میں تبلیغ اسلام پر ہماری توجہ ہو۔ یہ بڑا عظیم الشان کام ہے اگر ہم نے یہ کر لیا تو مسلمان قوم ہندوستان میں ہمیشہ کیلئے زندہ ہو جائے گی بلکہ شاید اس زبردست رو کو دیکھ کر اور بھی کئی قومیں اسلام کی طرف جھک پڑیں۔ یہ جو ہمارے تمام جلسوں اور تمام لیکچروں اور اخباروں اور مبلغوں کی آج یہ کوشش ہے کہ فلاں مسلمان جماعت کو اسلام سے خارج کر کے پھینک دیا جائے ایسی پہلی کوششوں کا حشر دیکھ لیا جائے کہ آج تک کافر بنانے سے کوئی جماعت کافر بنی تو نہیں بلکہ بالآخر کافر کہنے والے تھک جاتے ہیں اور وہ جماعت دجو اسلام کا جزو بن جاتی ہے اور پھر تکفیر کے شیدائی ایک نئی جماعت کو سامنے رکھ لیتے ہیں تو تکفیر سے آج تک کوئی گروہ کامیاب نہیں ہوا۔ ہاں تبلیغ کی کامیابی کی ساری دنیا گواہ ہے تو تکفیر کی بجائے ساری توجہ غیر مسلموں میں تبلیغ پر صرف کر کے دیکھو کہ خدا کس طرح کامیاب کرتا ہے اور یقیناً اس میں وہ لوگ زیادہ کامیاب ہوں گے جو اسلام پر زیادہ پختہ ہیں اور خدا اور اس کے رسول کے زیادہ فرمانبردار ہیں۔

(باقی صفحہ ۶ پر)

(بقیہ صفحہ)

تو آؤ اسی طریق سے ثابت کرد کہ فلاں گروہ فلاں گروہ کی نسبت زیادہ پکا مسلمان ہے۔

اور تیسری ضرورت یہ ہے کہ اگر کوئی فرقہ یا انجمن غیر مسلموں میں تبلیغ کا کام کرتا ہو اور کوئی دوسرا گروہ اس کے ساتھ تعاون نہیں کر سکتا تو کم سے کم اس کام کو نقصان بھی پہنچانے کا کبھی ارادہ نہ کرے کیونکہ آخر کار ان گروہوں کی تعداد تو بڑھے گی۔ خدا کا حکم تو قرآن شریف میں یہ ہے تعاونوا علی البر والتقوٰی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور برے کاموں میں اور ظلم کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو تو جب دیکھو کہ ایک شخص یا ایک جماعت خدا اور اس کے رسول کا نام غیر مسلموں میں پہنچا رہی ہے تو ہو سکتا ہے تو اس کی مدد کرو مگر مخالفت ہرگز نہ کرو اور جہاں دیکھو کہ ایک شخص مسلمانوں کی تکفیر کرتا ہے تو اس برے کام میں اس کے معاون مت بنو بلکہ ہو سکے تو اس ظلم کو اپنے ہاتھ سے یا اپنی زبان سے روکو یا کم سے کم دل سے ہی برا سمجھو۔ ان تین باتوں کو اگر مسلمان اختیار کر لیں تو تبلیغ اسلام کے کام میں وہ کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ورنہ کچھ وہ خود اپنی قوم کی شاخیں کاٹتے چلے جائیں گے اور کچھ غیر مسلم ان کے اس رویے سے دلیر ہو کر اسلام کی جڑیں کاٹتے رہیں گے۔ اے خدا تو اپنے دین کی حفاظت فرما اور مسلمانوں کو سمجھ دے کہ وہ اس وقت اس کام کو اختیار کریں جو ان کی بھلائی اور دین اسلام کی تقویت کا موجب ہے۔

خاکسار محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور
۱۹ نومبر ۱۹۳۵ء

جواہر ریزے

قرآن مجید

اور اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جلدی کرو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین (کے برابر) ہے وہ متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ جو لوگ آسودگی اور تنگی میں خرچ کرتے ہیں اور سخت غضب کو دبا لینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور وہ جو جب وقت کوئی برا کام کرتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے ہیں اللہ کو یاد کرتے ہیں پھر اپنے قصوروں کے لئے بخشش مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا کون قصوروں کو بخشتا ہے۔ اور جو کر بیٹھیں اس پر اصرار نہیں کرتے درانحالیکہ وہ جانتے ہوں۔ انہی کے بدلہ اپنے رب کی مغفرت اور باغ ہیں جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں ان میں رہیں گے۔ اور کام کرنیوالوں کا اجر کیا ہی اچھا ہے۔

تم سے پہلے واقعات گذر چکے ہیں پس تم زمین میں پھرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا ہی برا انجام ہوا۔ یہ لوگوں کے لئے بیان اور ہدایت اور متقیوں کے لئے وعظ ہے۔

اور نہ سست ہو اور نہ غمگین ہو اور تم ہی غالب رہوگے جب تم مومن ہو۔ اگر تم کو کوئی زخم پہنچا ہے تو یقیناً اسی طرح کا زخم لوگوں کو بھی پہنچا ہے اور ان دنوں کو ہم لوگوں میں نوبت بہ نوبت لاتے رہتے ہیں اور تا کہ اللہ جان لے ان کو جو ایمان لائے اور تم میں سے شہید بنائے اور اللہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔ (۳-۱۳۲)

حدیث شریف

(۱) مسلمانوں کے ایک دوسرے کے متعلق پانچ حقوق ہیں۔ سلام کا جواب دینا۔ بیمار کی عیادت کرنا۔ جنازہ کے ساتھ چلنا۔ دعوت قبول کرنا اور جب ایک شخص کو چھینک آئے اور وہ کہے الحمد للہ تو اس پر یرحمک اللہ کہنا۔

(۲) بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، بیماروں کی عیادت کرو اور قیدیوں کو رہا کرو۔

(۳) جب کوئی شخص کسی بیمار کی عیادت کرتا ہے تو ایک فرشتہ آسمان سے پکارتا ہے "تمہارا چلنا مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں جگہ دے"

(۴) نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ ہر ایک مسلمان پر صدقہ واجب ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ جسے نہ ملے۔ فرمایا اپنے ہاتھ سے مزدوری کرے اپنے آپ کو بھی پہنچالے اور صدقہ بھی دے۔ انہوں نے عرض کیا اگر یہ بھی نہ ملے، فرمایا حاجتمند مصیبت زدہ کی امداد کرے انہوں نے عرض کیا اگر یہ بھی نہ ہو سکے۔ فرمایا نیک کام کرے اور برائی سے بچا رہے یہی اس کے لئے صدقہ ہے۔

(۵) براء بن عازب سے روایت ہے کہا ہمیں نبی کریم صلعم نے سات باتوں کا حکم دیا اور سات سے روکا۔ ہمیں جنازوں کے ساتھ جانیکا حکم دیا اور بیمار پرسی کا اور دعوت قبول کرنیکا اور مظلوم کی مدد کرنے کا اور قسم کے پورا کرنے کا اور سلام کے جواب کا اور چھینک والے کیلئے دعا کرنے کا، اور ہمیں چاندی کے برتن سے روکا اور سونے کی انگوٹھی سے اور ریشم اور دیباج اور قسی اور استبرق سے

چند سوالات اور انکے جوابات

(از قلم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

سوال (۱) - لاہوری اور قادیانی اختلاف کی اصل وجہ کیا ہے؟ مفصل وجوہات کی ضرورت ہے۔

جواب - مفصل وجوہات پڑھنے ہوں تو مفصلہ ذیل کتب منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور سے منگوا کر ملاحظہ فرمائیں:۔
ردّ تکفیر اہل قبلہ۔ النبوت فی الاسلام۔ آخری نبی۔ حقیقت اختلاف، مراۃ الحقیقۃ وغیرہ ﴿ مصنفہ مولوی محمد علی صاحب
ان کتابوں کی موجودگی میں پھر کسی سوال کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ ویسے مجمل طور پر یوں سمجھ لیجیئے کہ پانچ موٹے اختلاف ہیں۔ جن میں سے چار تو عقیدے کے اختلاف ہیں اور ایک عمل کا۔

عقیدہ کے اختلاف سُن لیجیئے:۔

(۱) نبوت - قادیانی حضرت مرزا صاحب کو نبی سمجھتے ہیں۔ لاہوری مجدد مانتے ہیں۔ قادیانیوں کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی ہیں وہ نبی جس کی مہر سے آئندہ کھٹا کھٹ نبی بنتے چلے جائیں۔ لاہوری خاتم النبیین کے معنی سمجھتے ہیں آخری نبی جس کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ نہ نیا نہ پرانا۔

(۲) تکفیر مسلمانان - قادیانی چونکہ حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اس لیئے وہ تمام جہان کے مسلمانوں کو خواہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کا نام بھی نہ سنا ہو کافر دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ لاہوری ۔۔۔۔۔۔ ایسا نہیں مانتے کیونکہ ان کے نزدیک حضرت مرزا صاحب نبی نہیں۔

(۳) اسمہٗ احمد کی پیشگوئی - قرآن کریم میں جو حضرت عیسیٰ کی پیشگوئی ہے کہ میرے بعد ایک رسول آئیگا اور اس کا نام احمد ہوگا۔ قادیانی اس کا مصداق حقیقی حضرت مرزا صاحب کو مانتے ہیں اور لاہوری حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کو اس کا مصداق حقیقی مانتے ہیں۔

(۴) خلافت - قادیانی چونکہ حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اس لیئے ان کے بعد سلسلہ خلافت چلاتے ہیں اور جناب میاں محمود احمد صاحب کو آیت استخلاف کے ماتحت خلیفہ مانتے ہیں اور خلیفہ بھی شعار اسلام کے خلاف مطاع الکل جس کے سامنے چون و چرا کی گنجائش ہی نہیں۔ لاہوری حضرت مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے بلکہ آیت استخلاف کے ماتحت خود حضرت مرزا صاحب کو آنحضرت صلعم کا خلیفہ مانتے ہیں اور خلیفہ کا خلیفہ ایک بے معنی بات ہے۔ کم سے کم ایسا شخص آیت استخلاف کے ماتحت نہیں آسکتا۔ حضرت مرزا صاحب کا جانشین ان کی وصیت کے مطابق وہ انجمن کو سمجھتے ہیں۔

(۵) پانچواں **عمل کا اختلاف** ہے اور وہ ہے **سیاست**۔ قادیانی سر سے پاؤں تک سیاست میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ وہ گورنمنٹ اور پبلک میں سیاسی جوڑ توڑ کے بہت شوقین ہیں اور یہی ان کا دن رات کا مشغلہ ہے۔ لاہوری اپنے مرشد حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے مسلک کے مطابق سیاست سے علیحدہ رہ کر اشاعت اور حفاظت اسلام میں منہمک ہیں۔

اگر در خانہ کس است حرفے بس است

سوال نمبر ۲ - خلیفہ اور امیر میں کیا فرق ہے؟ اگر فرق نہیں تو مفصل وجوہات دیں۔

جواب - معلوم نہیں کونسا فرق پوچھتے ہیں۔ لغت کا یا اصطلاحی فرق؟ لغت میں تو خلیفہ کے معنی ہیں پیچھے آنیوالا۔ جانشین اور صاحب امر و حکومت۔ خواہ وہ پیچھے آنیوالا جانشین کوئی قوم ہو یا فرد واحد۔ یا حکومت ظاہری ہو یا باطنی۔ سب پر یہ لفظ حاوی ہے۔ امیر کے معنی ہیں صاحب امر و حکومت۔ اس میں پیچھے آنے یا جانشین ہونے کی کوئی شرط نہیں۔ گویا امیر کا لفظ عام ہے اور فرد سے مخصوص ہے اور خلیفہ کا لفظ خاص ہے اور فرد اور قوم دونوں پر حاوی ہے۔ اصطلاح اسلام میں بھی امیر کا لفظ عام ہے۔ ہر ایک صاحب امر کو امیر کہہ سکتے ہیں۔ سلطنت کا مالک بھی امیر ہے۔ ایک فوج کا افسر اعلیٰ بھی امیر ہے۔ ایک جماعت یا انجمن کا پریذیڈنٹ بھی امیر کہلا سکتا ہے۔ لیکن اسلام میں اصطلاحی خلیفہ اسے کہیں گے جو آیت استخلاف کے ماتحت آنحضرت صلعم کا جانشین ہو۔ خواہ وہ کوئی فرد ہو یا قوم ہو۔

سوال نمبر ۳ - مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور نبی کبھی غلام نہیں ہوسکتا۔ اور اگر مرزا صاحب نے دعوئے نبوت نہیں کیا تو کیا کبھی ایسا نبی ہوگذرا ہے کہ غلامی میں پیدا ہؤا ہو اور غلامی میں ہی فوت ہوچکا ہو

جواب - یہ سوال درحقیقت تین سوالات پر مشتمل ہے:۔
(۱) مرزا صاحب نے کبھی اپنی کتابوں میں دعویٰ نبوت کیا ہے؟
(۲) نبی کبھی غلام نہیں ہوسکتا۔
(۳) اگر مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت نہیں کیا۔ تو کیا کبھی ایسا نبی ہو گذرا ہے کہ غلامی میں پیدا ہؤا ہو اور غلامی میں ہی فوت ہوچکا ہو
یہ سوال غلط ہے غالباً یوں ہوگا کہ اگر حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا ۔۔۔۔۔۔ الخ

پہلی شق کا جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ یہ غلط ہے۔ بلکہ بقول حضرت مرزا صاحب جھوٹ اور بہتان ہے۔ میں خود حضرت مرزا صاحب کے حوالجات سنا دیتا ہوں

"نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۱)

"اُن پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں ۔۔۔۔۔ غرض ہمیکہ نبوت کا دعویٰ اسطرف بھی نہیں اور صرف ولایت اور مجددیت کا دعوے ہے"

(مجموعہ اشتہارات صفحہ ۲۲۳)

"اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کیلیئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ یہ ان کا سراسر افترا ہے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰)

دوسری شق یہ ہے کہ "نبی کبھی غلام نہیں ہوسکتا" یہ شق حضرت مرزا صاحب پر عائد نہیں ہوتی کیونکہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت کا نہ تھا لیکن میں سائل صاحب سے اتنا ضرور کہہ دینا چاہتا ہوں کہ مرزا صاحب کسی کے غلام نہ تھے۔ یہ آپ نے کس سے سنا کہ وہ غلام تھے۔ خدا کے فضل سے وہ آزاد تھے۔ ہندوستان سے غلامی کبھی کی مٹ چکی۔ اور اگر آپ کا مطلب یہ ہو کہ وہ برٹش گورنمنٹ کی رعیت تھے۔ اور اس کا نام غلامی ہے تو پہلے تو قرآن اور حدیث سے ثابت کیجئے کہ کسی کافر سلطنت کے ماتحت رہنا اسلام میں غلامی کہلاتا ہے اور یہ خدا کے قرب کے منافی ہے اور پھر انبیائے بنی اسرائیل کو کیا کہو گے جن میں بہت سے کافر قوموں کی رعایا تھے۔

تیسری شق کا بھی یہی جواب ہے۔ اگر آنیکے کافر قوم کی حکومت کو ہی غلامی کا لقب دیا ہے تو پھر حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ اور حضرت عیسےٰ کا کیا حال جو رومن گورنمنٹ کی حکومت کے ماتحت پیدا ہوئے اور اسی حالت میں فوت ہوئے۔ گویا بقول آپ کے غلامی میں ہی پیدا ہوئے اور غلامی میں ہی مرے بلکہ حضرت عیسیٰ کی غلامی پر تو یہاں تک مہر لگی کہ کافر قوم نے پکڑ کر صلیب پر چڑھا دیا اور کچھ نہ بنا سکے۔ شاگردوں کو کپڑے بیچکر تلواریں خریدنے کا حکم دیا۔ اور پھر کچھ نہ بنا۔ سوائے اس کے کہ آسمان پر بھاگ کر دم لیں۔ پس یہ فرضی اعتراضات ہیں جن کا ماخذ قرآن و حدیث یا مذہبی کتب نہیں۔ بلکہ ہندوستان کی سیاست ہے۔ سیاسی آزادی کے شیدائی مذہب کو بھی مروڑ کر اپنی مرضی کے موافق بنانا چاہتے ہیں۔ نبی کے لئے کسی مذہبی کتاب میں یہ شرط نہیں کہ وہ کافر قوم کی رعایا میں سے نہ ہو اور ایسے نبی متعدد ہوئے جو کافر قوم کی رعایا ہونے کی حالت میں پیدا ہوئے اور اسی حالت میں فوت ہوئے۔ یہ اعتراض سراسر خلاف واقعات اور خلاف حقیقت ہے اور حضرت مرزا صاحب تو مدعی نبوت ہی نہ تھے تو ان پر یہ اعتراض ہی کیسے ہوسکتا ہے۔

سوال نمبر ۴ - مرزا صاحب نے ایک جگہ حکومت برطانیہ کو دجال کہا ہے۔ مگر دوسری جگہ اسی حکومت کو سایہ رحمت قرار دیا ہے۔ کیا ایسے متضاد خیالات والا شخص کبھی مامور ہوسکتا ہے؟

جواب - یہاں بھی وہی سیاسی رنگ جھلکتا ہے۔ مرزا صاحب نے قطعاً متضاد خیالات کا اظہار نہیں کیا۔ انہوں نے حکومت برطانیہ کو دجال نہیں کہا بلکہ ان کے مذہب کو دجالیت کا خطاب دیا۔ کیونکہ پادریوں نے اپنے مذہب کے ذریعہ دنیا میں تثلیث پرستی اور کفارہ کو رواج دیا اور ایسا کرنے کے لئے انہوں نے ناحق اور ناروا طور پر نہایت دجل سے کام لیکر اسلام اور بانی اسلام کو دل کھول کر بدنام کیا۔ لہذا آپ نے نہایت دلیری سے ان وجوہات کی بنا پر انہیں دجال کہا۔ لیکن حکومت کو سایہ رحمت اس مذہبی آزادی کی وجہ سے کہا۔ جو اس حکومت میں ہمیں حاصل ہے۔ وہ انگریزوں سے قبل سکھوں کا سوراج دیکھ چکے تھے اور جو کچھ مسلمانوں پر ظلم اس سلطنت میں ہوتا تھا اور جس طرح مذہب اسلام کا گلا گھونٹا جاتا تھا وہ سب واقعات پیش نظر تھے۔ اس کے بعد انگریزوں نے جس مذہبی آزادی کا اعلان کیا اور نہ صرف اعلان کیا بلکہ اس کو عملاً آمد کرکے دکھایا وہ قابل رشک ہے۔ خود ان کے خدا یسوع مسیح کو حضرت مرزا صاحب نے خدائی کے تخت سے نیچے اتار کے ایسا دکھایا کہ ہمارے مولوی اسے برداشت نہ کر سکے۔ لیکن گورنمنٹ برداشت کرگئی۔ کیا گاندھی جی کے سوراج میں یہ آزادی ہوگی؟ ہرگز نہیں۔ وہ ابھی سے کہہ رہے ہیں کہ سوراج میں مذہبی تبلیغ اور مذہب بدلنے کا کسی کو حق نہ ہوگا۔ ہندو ریاستوں میں اسلام کی اشاعت آج بھی منع ہے خود افغانستان کی مسلمان سلطنت فروعی اختلافات تک کو برداشت نہیں کرسکتی تو پھر جو مذہبی آزادی ہمیں خدمت اسلام کے لئے حکومت برطانیہ میں حاصل ہے۔ اس کے لحاظ سے وہ یقیناً سایہ رحمت ہے اور اتنی مذہبی آزادی تو میرے خیال میں دنیا میں شاید ہی کسی حکومت میں ہو مسلم ہو یا غیر مسلم حکومت کے نظام میں غلطیاں بھی ہوتی ہیں۔ عمال کا سلوک اچھا بھی ہوتا ہے برا بھی۔ یہ سیاسی لوگوں کا کام ہے کہ اس پر نکتہ چینی کریں۔ حضرت مرزا صاحب مصلح تھے ان کو حکومت کے نظام یا عملہ کی کارروائیوں سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ وہ سیاست میں پڑتے تو دین کی خدمت رہ جاتی۔ حفاظت و اشاعت اسلام کے کام کیلیئے ضروری ہے کہ سیاست سے علیحدہ رہا جائے۔ قادیانیوں کی نظیر سامنے ہے سیاست میں پڑے تو مذہب رہ گیا۔

مسلمانوں کیلئے ایک نادر موقع

اچھوتوں میں تبلیغ اسلام

(از قلم خانصاحب ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب شلوح حال مقیم بمبئی)

ڈاکٹر امبیدکر کے اعلان سے ہلچل

بکوشید اے جوانان تا بدین قوت شود پیدا ✦ بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا
اگر یاران کنون برغربت اسلام رحم آرید ✦ باصحاب نبی نزد خدا نسبت شود پیدا

ڈاکٹر امبیدکار کے بیان نے ہندوستان کے طول و عرض میں ایک زلزلہ پیدا کر دیا ہے۔ گاندھی جی مہاراج کے ہندو راج کی عمارت کی بنیاد اچھوت اقوام پر کھڑی کی جا رہی تھی۔ مگر وہ دھڑام سے گر کر اس کی امیدوں پر پانی پھیر چکی ہے۔ کل ہندو اقوام کی سیاسی فوقیت کا خیال اج شرمندۂ تعبیر ہونا مشکل نظر آ رہا ہے۔ عیسائی مشنری، سالویشن آرمی والے امریکن مشن، کاتھولک مشن اور روسن کیتھولک سب اپنے اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر اچھوتوں پر قبضہ کرنے اور ہندوستان میں سیاسی عیسائیت کی قائم کرنے کیلئے راتدن جد و جہد میں مصروف نظر آتے ہیں۔ یہاں بمبئی کے علاقہ میں سوامی نرائن ہوں نے پہلے سے ہی بہت اچھوتوں کو عیسائی بنا لیا ہوا ہے۔ جیسا کہ بعض لاہور کی اخباروں سے ظاہر ہوتا ہے۔

سناتن دھرم، آریہ سماج، بیدی وغیرہ وغیرہ باوجود اپنے اختلاف عقائد کے۔ آپس میں اتفاق اور اتحاد قائم کرنے کیلئے مشترکہ طریق عبادت تجویز کر رہے ہیں الغرض ڈاکٹر امبیدکار کے اعلان نے ہندوستانی دنیا میں ایک ہلچل مچا رکھی ہے۔

نبی کریم صلعم کا جوش تبلیغ اور مسلمانوں کی بدقسمتی

لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ بدقسمت قوم مسلم جسکے ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا میں تبلیغ کی بنیاد رکھی اور اللہ کی طرف سے جن کو حکم ہوا۔ بلغ ما انزل علیک۔ قرآن کی تبلیغ کرو۔ اور جنہوں نے تبلیغ اللہ کا وہ اسوہ حسنہ دکھایا کہ آخر خود خداوند باری تعالیٰ کو ارشاد کرنا پڑا لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین۔ اے پیارے بس کرو۔ کیا اس جوش تبلیغ میں اپنی جان کو ہلاک کر دو گے۔ کہ وہ مسلمان نہیں ہوتے۔

الغرض اس حالت میں کہ آج آٹھ کروڑ نفوس بت پرستی کو چھوڑنے کا مصمم ارادہ کر چکے ہیں۔ اور اہل ہنود کے ہزارہا سال کے ظلم اور تعدی سے تنگ آ کر کسی ایسے مذہب کی تلاش میں ہیں۔ جو انہیں مساوات کا درجہ دے سکے۔ جو کہ انہیں صرف رحمۃ للعالمین کے سایہ تلے آئے بغیر نہیں مل سکتا ہے۔ ہم نبی امی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام لیواؤں کا فرض ہے۔ کہ ان لوگوں کو بت پرستی سے نکال کر توحید کی نعمت سے مالا مال کرا دیں۔ اور اس طرح درگاہ الٰہی میں درجہ حاصل کریں اور مسلمانوں کی تعداد بڑھا کر اپنی قوم کے لئے سیاسی عظمت اور طاقت کا موجب بنیں۔ اور اس کے لئے ہر ایک قسم کی قربانی کر دیں۔

لیکن وائے برحال مسلمانان کو اس وقت بھی جبکہ ہر ایک باطل پرست قوم انہیں اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ مسلمان ہیں کہ اپنے اندرونی جھگڑوں اور کفر بازی سے ہی فرصت نہیں پاتے۔ کہ ادھر توجہ کریں۔

پیروں اور مولویوں کا فرض

میں کہتا ہوں کیا اس وقت پیروں کا جو ہماری قوم کا لاکھوں روپیہ ہضم کرتے ہیں اور اپنے تئیں نبی کریم صلعم کی گدی کا وارث قرار دیتے ہیں۔ اور مولویوں کا جو اپنی تبحر علمی کے غلو میں ایک دوسرے کو مسلمان نہیں سمجھتے اور قوم میں تفرقہ کا موجب بن رہے ہیں۔ حالانکہ ان کا کام اشاعت اسلام تھا۔ کیا ان سب کا فرض نہیں ہے۔ کہ ایسے نادر موقعہ کو غنیمت سمجھیں اور بجائے تکفیر کلمہ گویاں ان آٹھ کروڑ نفوس کی ہدایت کا موجب بنیں۔

گر کُنی تکفیر قوم خود چہ کارے کردۂ
روا گر مردی جہود بے را با سلام اندر آر

کل مسلم قوم کا فرض ہے کہ اس بات کی اہمیت کو سمجھیں اور ان تکفیریں کو سمجھا دیں کہ وہ قرآن پاک کے ارشاد انما المؤمنون اخوۃ۔ ہر ایک مومن بھائی ہے کی تعمیل کریں۔ اور واعتصموا بحبل اللہ کے حکم الٰہی کے ماتحت قرآن و حدیث اور اسوہ حسنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے رکھ کر جہاں جہاں ہیں اشاعت اسلام میں مصروف ہو جائیں۔

کلمہ گو کافر نہیں ہو سکتا

مجھے تو سمجھ نہیں آتی۔ کہ جب ہم کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا کر ایک کافر کو مسلمان کر سکتے ہیں۔ تو ایک شیعہ، حنفی، اہل حدیث، احمدی، قادیانی، مالکی، حنبلی، شافعی، قادری، چشتیائی وغیرہ اہل قبلہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا۔ قرآن کریم کو کامل کتاب اور خاتم الکتب مانتا ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری رسول یقین کرتا ہوا نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کا قائل کس طرح کافر بن سکتا ہے۔ کیا آمین بالجہر کہنا۔ یا ہاتھ کو نماز میں ناف پر یا چھاتی پر باندھنا یا کھلا چھوڑ کر نماز پڑھنا بھی کوئی اصول اسلام میں سے ہے کہ ان ذرہ ذرہ اختلافات سے دوسرا کافر بن جاوے۔ اگر یہی بات تھی۔ تو پھر کلمہ پڑھانا مسلمان بننے کے لئے کافی نہ رہا۔ قرآن کریم نے ہر کلمہ گو کا نام مسلمان رکھا ہے۔ سمّٰکم المسلمین قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ اس میں حنفی، شیعہ، احمدی کی کوئی خصوصیت نہیں بتلائی۔ جو کلمہ پڑھے وہ مسلم ہے چنانچہ قرآن کریم نے فرمایا ہے قالت الاعراب اٰمنا قل لم تؤمنوا ولٰکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم کہ اعرابی کہتے ہیں کہ ہم مومن ہو گئے۔ اللہ کہتا ہے اپنے کو مسلم کہو۔ کیونکہ ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ یہاں صاف طور پر ارشاد خداوندی ہے۔ کہ کہ کلمہ گو باوجود ہزارہا نقصوں کے پھر مسلمان ہے۔ پس ان احکام کے ہوتے ہوئے کسی مولوی کا یا پیر کا یا کسی دنیادار سیاسی لیڈر کا کیا حق ہے۔ کہ وہ ایک کلمہ گو کو کافر کہے۔ اور اُسے مسلم کے نام سے محروم کرے۔ کیا کوئی ہے جو اللہ کے حکم کو مولویوں کے حکم پر ترجیح دے۔ ہاں اللہ تعالیٰ جو دلوں کے بھیدوں کو جانتا ہے اور عالم الغیب ہے اس کی جناب میں جب ہم حاضر ہونگے۔ تو وہ ہی ہے جو فیصلہ کرے۔ کہ کون کافر ہے۔ اور کون مومن ہے۔ اور یہ فیصلہ قیامت کے دن ہوگا۔ ؎

چو فردا نسیم صبح محشر پردہ بردارد ز کار
کیست کافر کیست مومن خود بگردد آشکار

ایک شیعہ کو حق پہنچتا ہے۔ کہ دوسرے کو کہے کہ تم شیعہ نہیں ہو۔ اور اسی طرح حنفی، شافعی وغیرہ کہہ سکتے ہیں کہ تم فلاں نہیں ہو۔ لیکن یہ کس کو حق پہنچتا ہے۔ کہ کسی کلمہ گو کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے۔ اور اسلامی اخوت اور برادری سے نکال سکے۔

مسلمانوں کا افتراق اچھوتوں کے قبول اسلام میں روک ہے

پس برادران ہمارا فرض ہے۔ کہ خدا کے حکم کو مانیں اور ان خود غرض لوگوں کے پیچھے لگ کر قوم میں تفرقہ نہ ڈالیں۔ بلکہ تفرقہ کو فوراً مٹا دیں اس وقت خاص کر ارشاد الٰہی لا تفرقوا کی تعمیل ضروری ہے کیونکہ یہاں بمبئی میں آ کر ڈاکٹر امبیدکار صاحب اور ان کی قوم کے حالات کو مطالعہ کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ یہ ہمارا تفرقہ انہیں مسلمان بننے سے روک رہا ہے۔ ہندو لیڈران اقوام کو کہتے ہیں۔ کہ دیکھو مسلمان بھی ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں۔ آپس میں شادی ایک دوسرے سے نہیں کرتے مُردوں کو قبرستانوں میں دفن نہیں ہونے دیتے۔ مسجدوں میں داخل نہیں ہونے دیتے۔ اندریں صورت وہاں بھی مساوات نہیں ہے۔ پس تم ہندو دھرم کو کیوں چھوڑتے ہو۔

حصول آزادی کا آسان اور صحیح نسخہ

پس برادران! خدا کے لئے اور اس کے پاک کلام اور پاک رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کو بلند کرنے کے لئے ہوش میں آؤ اور اپنے درمیان سے فوراً ان فروعی تفرقوں کو دُور کر دو۔ اور اس لئے بھی کہ آج آٹھ کروڑ نفوس کی نجات کا موجب آپ بن سکتے ہیں۔ اور آپس میں نفرت کی بجائے محبت کے جذبات کو پیدا کرو۔ پھر دیکھو کہ ایک سال میں تم کو سوراج ملتا ہے۔ یا نہیں۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ گاندھی نے تو بڑ ماری تھی، کہ سول نافرمانی سے تم ایک سال میں سوراج حاصل کر سکتے ہو۔ اور تم مالی جانی ہر ایک قسم کی قربانی اس کے لئے کر گئے۔ اب ذرا اس نسخہ کو بھی استعمال کر کے دیکھیں۔ اور سب کے سب ان اچھوتوں کو مسلمان کرنے میں لگ جائیں تو تم ہندوستان میں اکثریت حاصل کر کے اپنی کھوئی ہوئی وراثت حاصل کر سکتے ہو اور وہ بھی چند سال کے اندر۔

اشاعت اسلام کی خاطر متحد ہو جاؤ

پس برادران اٹھو! اور مل کر اور اتفاق اور اتحاد سے اشاعت اسلام میں جہاں جہاں ہو لگ جاؤ۔ اور ان اچھوت اقوام سے اپنے سوشل تعلقات بڑھاؤ۔ اور ان کے لئے اپنی دوستی اور اخوۃ کا ہاتھ بڑھاؤ۔ لیکن یاد رکھو۔ کہ ملکانہ کی شدھی کے زمانہ کا بُرا نمونہ دکھاؤ۔ کہ بجائے کارکناں کی امداد کرنے کے آپس میں حسد اور بغض کو جاری کر کے فساد کا موجب بنو۔

میرے اس عریضہ کو غور سے پڑھو۔ اور آپس میں بھائی بھائی بن کر اشاعت اسلام میں ایک دوسرے کے معاون بن جاؤ تاکہ تم دُنیا میں معزز اور کامیاب قوم کہلاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ تمہاری نصرت اور تائید کرے۔

باصحاب نبی بنگر کہ چوں شد کار ناداں نی
کہ از تائید حق سرچشمۂ نصرت شود پیدا

بالآخر عرض ہے۔ کہ آپس میں بغضوں اور کینوں کو چھوڑ دو۔ اور اس اتحاد کے نسخہ کو بھی آزماؤ۔ تا دین اسلام دنیا میں کامیاب ہو

اِک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اَب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن
چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسماں گاتا نہیں
اب تو ہیں اے دل کے اندھو دیں کے گن گانے کے دن
خدمت دیں کا تو کھو بیٹھے ہو بغض و کیں میں وقت
اب نہ جائیں ہاتھ سے لوگو! یہ پچھتانے کے دن

مسلمانوں میں تبلیغ مسیحیت کا طریق

ایک عیسائی مشنری کے تاثرات

(گذشتہ سے پیوستہ)

پرانے معتدین مسلمانوں کو اپیل کرنے کیلئے اکثر قرآن پیش کیا کرتے تھے۔ ویسے تو ہمیں قرآن اور اسلام کا جس قدر بھی علم حاصل ہو سکے بہتر ہے لیکن مسلمانوں کو مسیحی بنانے کے لئے قرآن پیش نہیں کرنا چاہیئے۔ ہمارے اپنے لٹریچر میں عمدہ کتابیں موجود ہیں جو ہم ایک متعبد و مخلص مسلمان کو دے سکتے ہیں اور ایسی کتابوں کے ذریعہ تبلیغ کرنا قرآن پیش کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔

علاوہ ازیں ہمیں ایسے لوگوں کے متعلق جو اسلامی دنیا میں ہمیں ملتے ہیں۔ مسیح کے رویہ اور طرز طریق کو خاص طور پر مطالعہ کرنا چاہیئے یہود نے لگاتار کوشش کی کہ مسیح کو کسی منطقی پھندہ میں پھنسائیں اور ان کے فہم و ذکا کا امتحان کریں۔ لیکن استاد (حضرت مسیح) نے ہمیشہ انہیں ایسا جواب دیا جو ان کے دل پر لگا اور جس نے ان کی ضمیر پر اثر کیا۔ یہ حقیقت ہے کہ مسیح کے جوابات نہ صرف دریافت کنندہ کی بات کا ہی جواب ہوتے۔ بلکہ وہ ابدی صداقت کا اظہار کرتے ہم ربانی صفات کے مالک تو نہیں اور اس لئے خداوند کی باتوں کی ویسی نقل نہیں کر سکتے۔ سوائے اس کے کہ ہم اپنے صحیفوں سے سوالات کے جواب دیا کریں۔ آہستہ آہستہ ہم اس بات میں بھی ترقی کر سکتے ہیں کہ مسیح کی محبت سے ہم لوگوں کے دلوں اور خیالات کو متاثر کریں کیونکہ جب دل متاثر ہو جائے تو انسان خود بخود حلقہ بگوش ہو جاتا ہے۔

نیکدیمس مسیح کے پاس آیا تاکہ اس سے مذہبی بحث چھیڑے اور بقول کارل ہائم نا رتھ ندی کے ایک کنارے بیٹھ گیا اور یسوع اس کی دوسری طرف اور انہوں نے اپنے اپنے مقام کی خوبیوں پر گفتگو شروع کر دی۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد وہ یہ دیکھ کر سخت حیران ہوا کہ وہ ندی کے عین بیچ میں غوطے کھا رہا تھا مسیح نے فوراً اس واقعہ کو اس کے ذاتی فعل کا نتیجہ قرار دیکر اسرائیلی فریسی کے قلب اور ضمیر پر اثر ڈالا۔ ہمیں بھی استاد کے اس فعل کی تقلید کرنی چاہیئے۔

کچھ عرصہ ہوا ہمارے مشن کے ایک پادری ریورنڈ سی، ایچ ایلن نے ایک انجیلی وعظ کے اختتام پر مذہبی سوال و جواب کی اجازت دی۔ ایک مسلمان نے بڑے اشتیاق و توجہ سے یہ سوال کیا "جس چیونٹی سے حضرت سلیمان نے گفتگو کی تھی کیا وہ مذکر تھی یا مونث"؟ مسٹر ایلن نے فوراً جواب دیا "میرے دوست مجھے تو علم نہیں لیکن ایک بات کا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر صرف یہی سوال ہے جس نے تمہیں خداوند سے دور رکھا ہے تو پھر سمجھ لو کہ تم آسمانی بادشاہت کے بہت قریب ہو"۔

تیسرا بنیادی اصول جو مسلمانوں میں مسیح کو پیش کرنے کے لئے ہمیں مدنظر رکھنا چاہیئے وہ بائبل کا استعمال ہے یہ ہمیشہ ہمارے سامنے کھلی رہنی چاہیئے اور ہمیں ہر بات اور ہر اعتراض کا جواب اس کلام سے دینا چاہیئے۔ خوش قسمتی سے جس قدر اعتراض اور سوالات کئے جاتے ہیں زیادہ تر تقلید کا رنگ رکھتے ہیں جو تمام اسلامی دنیا میں موجود ہے۔ ایک ہی بات بار بار ہمارے سامنے آئے گی اور تجربہ سے ہم بآسانی معلوم کر لیا کریں گے کہ بائبل کی کونسی آیت اس کے جواب میں ہمیں پیش کرنی چاہیئے۔

چونکہ ہمیں بہت سے نکات کو حل کرنا ہوتا ہے اس لئے تمام ضروری حوالجات کا ذہن میں رکھنا لازمی ہے اس غرض کیلئے ہمیں خاص عہدنامہ جدید اور خاص بائبل کو استعمال کرنا چاہیئے جو مسلمانوں میں تبلیغ مسیحیت کیلئے عمدہ ہتھیار ہیں ان کے صفحات پر نوٹ اور حوالجات بھی لکھتے جانا چاہیئے۔

مسلمانوں میں انجیل کی تبلیغ کے لئے ہمیں روح کی تلوار کو استعمال کرنا چاہیئے اور جو کچھ ہم کہیں یا بیان کریں اسی کے مطابق ہو اور کلام الہی کا استعمال ہمارا دستور زندگی ہو۔ اگرچہ بہت سے لوگ جن میں ہم بائبل پیش کریں بظاہر اس کے قائل نہ ہوں لیکن پھر بھی ایسے لوگ بہت ہی کم ہونگے جو اسے سننے سے انکار کریں اور اکثر اس کی صداقت کے آگے سر جھکا دیں گے۔ حالانکہ اگر ہم از خود کوئی چیز پیش کرتے تو وہ کبھی قائل نہ ہوتے۔

چند دنوں کا واقعہ ہے کہ ہم ایک پرانی فورڈ موٹر میں بیٹھے ایک ناہموار سڑک پر سفر کر رہے تھے۔ ہمارے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک مسلمان نے بائیبل کے چند اوراق دیکھنے کے بعد کہا "آپ کو معلوم ہے کہ اس ملک میں ہم لوگوں کے پاس عیسٰیؑ، محمدؐ یا کسی اور پیغمبر کے (دین کے مطالعہ کے) لئے فرصت نہیں۔ اگر آپ مجھے یہ بتا سکیں کہ روٹی کیونکر کمانی چاہیئے تو اس معاملہ میں میرے لئے دلچسپی ہو سکتی ہے۔ میری ایک بیوی اور چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ جب میں بازار جاتا ہوں تو وہ فرمائش کرتے ہیں کہ میں ایسی پر ان کیلئے روٹی لاؤں"۔ اس قسم کے سوال پر مسیح کا جواب نہ صرف دلکش بلکہ دلنشیں بھی ہے۔ وہ ہمیں پرندوں اور جنگل کے پھولوں کی طرف توجہ دلاتا ہے اگر خدا انہیں رزق اور پوشاک دیتا ہے تو کیا ہم ان سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے؟ اس کے بعد ہمیں استاد ظاہری خواہشات کی پوجا اور دنیاوی زندگی کیلئے جدوجہد کے متعلق ایک اصول بتاتا ہے "سب سے اول آسمانی بادشاہت اور اس کے محاسن کی تلاش کرو اور یہ چیزیں خود بخود تمہیں مل جائینگی" (لوقا ۱۲)۔ مسیح کے کلام میں ایک یہ خصوصیت ہے کہ جو شخص اس کلام کو سن لیتا ہے وہ پھر شوخی اور طراری سے اس کا جواب دینے میں تامل کرتا ہے۔

مختصراً یہ کہ دلائل سے اجتناب اور بحث سے گریز کرنے کیلئے ہمارا تجویز کردہ لائحہ یہ ہے کہ اول تو مسیح کو ہمیشہ براہ راست پیش کیا جائے اور اسلام پر کبھی حملہ نہ کیا جائے۔ دوسرے یہ کہ مسیح کی طرح اس بات میں مہارت پیدا کرنی چاہیئے کہ سوال کا جواب ایسے طریق پر دیا جائے جو سننے والے کے دل میں جاگزیں ہو جائے اور تیسرے یہ کہ حتی الوسع ہر سوال کا جواب بائیبل سے دیا جائے۔

درخواست دعا

شیخ معزالدین صاحب ڈی، سی، او، ریلوے جو ہمارے سلسلہ کے ایک ہمدرد دوست ہیں عرصہ سے صاحب فراش ہیں اور ان دنوں اپریشن کرانے کے سبب ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احباب شیخ صاحب موصوف کی صحت کیلئے دعا فرمائیں۔

خبریں

عالمِ اسلام

—— ترکی میں مردم شماری کا کام ختم ہوگیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں معلوم ہوا ہے کہ ترکی کی آبادی ایک کروڑ ۶۱ لاکھ ۸۰ ہزار افراد پر مشتمل ہے۔

—— حکومت ایران اپنے سواحل پر جدید قسم کی فوجی چھاؤنیاں تعمیر کررہی ہے، ان کا ٹھیکہ ایک غیر ملکی کمپنی کو دیا گیا ہے۔

—— عراق کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت عراق زراعت کی ترقی پر خاص توجہ مبذول کررہی ہے۔ پرانے زمانے کے جو وسائل آبپاشی خراب ہوچکے تھے انہیں درست کیا جارہا ہے، دریائے فرات پر ایک بند باندھا جارہا ہے جس پر دس لاکھ پونڈ خرچ ہونگے اور تین لاکھ ایکڑ زمین سیراب ہوسکے گی۔ بغداد کو ریل کے ذریعہ موصل سے ملا دینے کا بھی انتظام ہورہا ہے۔ بغداد میں ایک عالیشان یونیورسٹی کے قیام کی تیاری بھی شروع ہے۔

—— برٹش عراق کمپنی اور حکومت عراق میں ایک معاہدہ ہوا ہے جس کی رو سے حکومت عراق نے کمپنی سے ریلوے ۴ لاکھ پونڈ میں خرید لی ہے۔

—— بغداد کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ حکومت عراق نے چند ہندوستانیوں کو معمولی مدت کے نوٹس پر عراق سے نکل جانے کا جو حکم دیا تھا وہ سفیر انگلستان کی کوشش سے منسوخ ہوگیا۔ غیر ملکی باشندوں کے اخراج کا قانون صرف ہندوستانیوں کے خلاف نہ تھا بلکہ اس کا اثر تمام خارجی باشندوں پر یکساں پڑتا تھا۔ اس کے متعلق جو رپورٹیں ہندوستان میں موصول ہوئی ہیں وہ مبالغہ آمیز ہیں۔

—— جینوا ۲۱ نومبر۔ لیگ سکرٹریٹ میں مصر کی وفد پارٹی کے لیڈروں اور قاہرہ کے طلبہ کی کونسل کی طرف سے تار موصول ہوئے ہیں جن میں مصر کے دستور اساسی کے متعلق حکومت برطانیہ کے طرز عمل کی شکایت کی گئی ہے اور اس امر کی پرزور تائید کی گئی ہے۔ کہ مصر کو انجمن اقوام کا رکن مقرر کیا جائے۔

—— البانیہ کی تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سابق البانوی کابینہ مستعفی ہوگیا ہے۔ اور نئے کابینہ کی تشکیل کی گئی ہے۔ چونکہ بادشاہ نے ابھی واضح طور پر اطالیہ کی حمایت کا اعلان نہیں کیا۔ اس لئے کابینہ کو اطالوی عنصر سے پاک رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

—— قاہرہ ۲۱ نومبر۔ طلبہ کی کونسل نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ جینوا میں ایک وفد بھیجا جائے کہ وفد پارٹی کے عزائم کو تقویت پہنچائی جائے۔

—— قاہرہ ۲۰ نومبر۔ آج گذشتہ واقعات کی یاد منانے کیلئے عام ہڑتال ہوئی ایک موقع پر پولیس کو ہوا میں گولیاں چلا کر مظاہرین کو منتشر کرنا پڑا۔ دو صد طلبہ اور طالبات کا ایک جلسہ ہوا جس میں ایک ۱۲ سالہ لڑکی نے نہایت آتشیں تقریر کی۔

—— قاہرہ ۲۰ نومبر۔ آج عصر کے وقت ایک طالب علم کا جنازہ نکالا گیا جو شاہ فواد کی باڈی گارڈ کے ایک افسر کا لڑکا تھا اور سہ شنبہ کے فساد میں برطانوی پولیس کے فائر کی وجہ سے شدید مجروح ہوکر ہسپتال میں جان بحق ہوگیا تھا۔ جنازہ کے ساتھ نحاس پاشا اور دیگر سیاسی پارٹیوں کے لیڈر بھی موجود تھے۔

—— جمعیت اقوام کا رکن ہونے کی حیثیت سے عراق اطالیہ کے خلاف تعزیری کارروائی کے اقدام سے بڑی دلچسپی کا اظہار کررہا ہے۔ عراق سے اطالیہ کو کھجوریں اور دیگر اشیاء بھی جاتی ہیں۔ لیکن اطالیہ کی طرف سے جو اشیاء عراق آتی تھیں انہیں بڑی آسانی سے نظر انداز کیا جاسکتا ہے اسلئے عراق کی تجارت کو کافی نقصان پہنچیگا۔ لیکن اسکے باوجود مجلس اقوام کے لائحہ عمل کی پرزور تائید کی جارہی ہے۔

—— مصری اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت یمن نے اپنے وزیر خارجہ کو علیحدہ کردیا ہے ولیعہد شہزادہ سیف الاسلام نے اپنی بیوی کو جو وزیر مذکور

ہندوستان

—— لاہور میں پنجاب کونسل کا اجلاس شروع ہے ۲۱ نومبر کو بل برائے انسداد قحبہ خانہ جات کی تیسری خواندگی بحث کے بغیر منظور ہوگئی اور اسی روز چودھری چھوٹو رام کے بل تحفظ مقروضین پر بحث شروع ہوگئی۔ جو خیال ہے کافی طویل ہوگی۔

—— ہندو ممبروں نے اس مفید بل کی پرزور مخالفت کی، ایک ہندو ممبر نے چودھری چھوٹو رام کو اشتراکی کہا۔ چودھری صاحب کا بیان ہے کہ ساہوکاروں کی کل تعداد ۴۰ ہزار ہے۔ اور ۶۲ لاکھ ہندو کاشتکار ان کے مقروض ہیں۔

—— گذشتہ ہفتہ معاصر "انقلاب" کے ذریعہ یہ راز فاش ہوا کہ لاہور میونسپلٹی کے چھ ہندو ممبروں نے ۲۰ صفحات کی ایک خفیہ عرضداشت کمشنر لاہور کو بھیجی ہے جس میں لاہور میونسپلٹی کی مسلم اکثریت کے خلاف خوب زہر چکانی کی گئی ہے۔ کمشنر نے یہ تحریر ڈپٹی کمشنر کے پاس اور انہوں نے صدر بلدیہ کے پاس بھیج دی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس عرضداشت کا مقصد مسلم اکثریت کو توڑنا ہے۔

—— لاہور ۲۱ نومبر۔ بیان کیا جاتا ہے کہ تحریک شہید گنج کے نظربندوں میں سے حکومت نے سید حبیب۔ میاں فیروز الدین۔ ملک لال خاں اور مولانا محمد شاہ کی رہائی کے احکام جاری کردیئے ہیں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مزید نظربند بھی عنقریب رہا ہونے والے ہیں۔

—— پشاور ۲۰ نومبر۔ سر عبدالرحیم کی موٹر کار پر گولی چلنے کی واردات کی تحقیقات ہورہی ہے۔ پولیس نے چند پٹھانیوں کو گرفتار کیا ہے۔

—— نئی دہلی ۲۰ نومبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ صوبجاتی خودمختاری کا نفاذ یکم اپریل ۱۹۳۷ء سے پیشتر نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اصلاحات کے نفاذ کے سلسلے میں کام کی کثیر مقدار کا جنوری ۱۹۳۶ء سے قبل ختم ہونا قطعی طور پر ناممکن ہے۔

—— مزار شاہ کاکو کے انہدام کا مقدمہ مسٹر ٹبل مجسٹریٹ درجہ اول لاہور کی عدالت میں زیر سماعت ہے سٹی مجسٹریٹ لاہور کی بھی شہادت ہوئی ہے۔

—— لاہور ۲۱ نومبر۔ حکومت مسجد شاہ چراغ کی واگذاری کے متعلق اعلان کرچکی ہے۔ اس سلسلہ میں معلوم ہوا ہے کہ چند ہندو لیڈر اس امر کے متعلق حکومت کے خلاف دعوےٰ دائر کرنے کی تیاری کررہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ حکومت کو مسجد کی واگذاری کا کوئی حق نہیں۔

—— حکومت پنجاب نے اعلان کیا ہے کہ صرف تلوار قانون اسلحہ سے مستثنیٰ ہے۔ چھریوں، نیزوں، چاقوؤں اور کلہاڑیوں کی ایسی اقسام جو اسلحہ کی ذیل میں آتی ہیں۔ ان کو قبضہ میں رکھنے اور باہر ساتھ لے جانے کیلئے ابھی تک سارے صوبہ میں لائسنس کی ضرورت ہے۔

—— مالیر کوٹلہ ۲۰ نومبر۔ اس ماہ کے شروع میں یہاں آل انڈیا اچھوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں چھ سات ہزار اچھوت دور دور سے آکر شامل ہوئے کئی تجاویز منظور ہوئیں۔ سب سے اہم تجویز یہ تھی کہ اچھوت ہندوؤں میں شامل نہیں اور نہ وہ ہندو یا سکھ ہیں، بلکہ اچھوت ایک علیحدہ قوم ہے لہٰذا حکومت اچھوتوں کو ہندو نہ سمجھے۔

—— لاہور ۱۹ نومبر۔ کوٹ فتح خاں ضلع اٹک کے مشہور مقدمہ کا فیصلہ سکھ گوردوارہ ٹریبونل نے سنا دیا۔ یہ مقدمہ سردار محمد نواز خاں والئے کوٹ اسٹیٹ اور سادھی بھائی بتان سنگھ کے مابین چل رہا تھا۔ ٹریبونل نے سردار محمد نواز خاں صاحب موصوف کے حق میں فیصلہ سناتے ہوئے ان کو کل متنازعہ زمین کا مالک قرار دیا۔

—— نئی دہلی ۱۹ نومبر۔ کل ایک خاص اعلان کے ذریعہ حکومت ہند نے اطالیہ اور

ممالک خارجہ

—— لندن ۲۱ نومبر۔ پارلیمنٹ کے انتخابات کے تقریباً تمام نتائج کا اعلان ہوچکا ہے۔ اس وقت پارلیمنٹ میں پارٹیوں کی کیفیت حسب ذیل ہے۔

حکومت :- قدامت پسند (۳۸۴) سائمن پارٹی کے لبرل (۳۳) نیشنل لیبر (۸)، انڈیپنڈنٹ (۵) میزان ۴۳۰

مخالف پارٹی :- لیبر (۱۵۴)، انڈیپنڈنٹ لیبر پارٹی (۴) لبرل (۱۶) لارڈ جارج پارٹی (۴)، انڈیپنڈنٹ (۲) کمیونسٹ (۱)

میزان (۱۸۱)

—— لندن ۲۰ نومبر۔ جدید دار العوام کا پہلا اجلاس صدر کے انتخاب کے لئے سہ شنبہ کو منعقد ہوگا۔ چہارشنبہ کو صدر کی منظوری کے متعلق شاہی اعلان پڑھا جائیگا۔ اور اس کے بعد صدر اور ارکان سے حلف وفاداری لیا جائیگا اور اجلاس کو ۳ دسمبر تک جبکہ ملک معظم پارلیمنٹ کا رسمی طور پر افتتاح کریں گے۔ ملتوی کردیا جائیگا۔

—— لندن ۲۱ نومبر۔ توقع کی جاتی ہے کہ حکومت مسٹر ایمرے اور میکڈانلڈ کے لئے ایک نشست حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائیگی، اور وہ بدستور کابینہ میں رکن کی حیثیت سے کام کرتے رہینگے۔ بہت سے قدامت پسند مستعفی ہونے کے لئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ ان سے رسماً درخواست کی جائے۔

—— پیکن ۲۱ نومبر۔ حکومت چین و جاپان کے تعلقات زیادہ کشیدہ ہورہے ہیں فانکن کے مقام پر دونوں حکومتوں کے نمائندوں کے درمیان گفت و شنید ہورہی تھی، جو نتیجہ خیز ثابت نہ ہوسکی۔ اب قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت جاپان نے شمالی چین کے فوجی ارباب حل و عقد کو الٹی میٹم دیا تھا کہ اگر شمالی چین میں آزاد حکومت قائم نہ کی گئی تو اس صورت میں جاپانی فوجیں چین پر حملہ کردیں گی۔

—— اٹلی و حبشہ کی جنگ بدستور جاری ہے بالکل متضاد خبریں آرہی ہیں جن سے کوئی نتیجہ اخذ کرنا بالکل مشکل ہے۔

—— روما ۲۱ نومبر۔ اٹلی کا اقتصادی بائیکاٹ زور شور سے شروع ہوگیا ہے اٹلی کے طول و عرض میں بھی غیر ممالک کی اشیاء کی بائیکاٹ کی تحریک جاری ہوگئی ہے۔ ایک لاکھ تیس ہزار اطالوی تاجروں نے اس تحریک کی حمایت کا وعدہ کیا ہے۔

—— عدیس ابابا ۲۱ نومبر۔ آج صبح شاہ حبشہ جنوبی محاذ جنگ کا دورہ کرنے کے بعد جب یہاں واپس پہنچے تو معلوم ہوا ہے کہ وہ راستے میں اطالوی طیاروں کی گولیوں سے بال بال بچے۔ ہرار سے انکے جہاز کو روانہ ہوئے چند ہی منٹ ہوئے تھے۔ کہ دو اطالوی جہازوں نے ان کا تعاقب کیا مگر انہیں شاہ کا طیارہ نہ مل سکا۔

—— شاہ کا موجودہ سفر پراسرار ہے اس بارے میں متضاد خبریں شائع کی جارہی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ بیک وقت شمالی اور جنوبی محاذوں پر موجود ہے۔ اس کا مقصد شاہ کی جان کی حفاظت ہے۔

—— اس وقت محاذ اجادین میں ایک لاکھ تیس ہزار فوج موجود ہے جنرل وحیب پاشا نے پیش گوئی کی ہے۔ کہ اجادین عنقریب اطالوی افواج کا قبرستان بن جائیگا۔

—— لندن ۲۰ نومبر۔ معلوم ہوتا ہے کہ حبشی افواج اب اطالویوں کی پیش قدمی کو روکنے پر آمادہ ہوگئی ہیں۔ کیونکہ وہ وسیع پیمانہ پر مداخلت کی تیاریاں کررہی ہیں ۱۲ ہوائی جہاز بھی برطانیہ سے منگوائے گئے ہیں۔

—— ہرار ۲۰ نومبر۔ شاہ حبشہ کے ایک خاص آدمی نے انال اور جورا ئی کے درمیان اطالوی فوجوں پر شدید جوابی حملہ کیا۔ حبشہ کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹ نومبر کو انال پر حبشی قبضہ ہوچکا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۲)

اور چونکہ خدا تعالیٰ باپ اور بیٹے دونوں کا خالق ہے اس لئے وہ دونوں کا مالک ہے۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ

حقیقی مالکیت

کا اصل سبب درحقیقت خالقیت ہے اور جو خالق نہیں وہ ہرگز مالک نہیں ہے۔

ہم مزدوری کر کے جس روپے کے مالک ہوتے ہیں وہ بھی اسی لئے کہ ہم اس کے خالق ہیں اور وہ اس طرح کہ کام کرنے میں ہماری زندگی یا جان اور جسم جو ہمیں خدا تعالیٰ سے ملے ہیں ہم ان کو خرچ کرتے ہیں اور اس کے بدلے کا نام مزدوری ہے یا یوں کہو کہ روپیہ پیسہ جو ہم کماتے ہیں وہ دراصل ہماری ہی زندگی کی ایک دوسری شکل ہے اسی واسطے کہا جاتا ہے کہ "money is nothing but exchange of life"

پس جبکہ ہماری کمائی، ہماری زندگی کا ہی بدلہ ہے تو ہم اپنی زندگی کے بدلے کے ضرور مالک ہیں کیونکہ ہم کو ہماری زندگی کا مالک بنایا گیا ہے۔ اگر ہم اپنی زندگی کے مالک نہیں ہیں تو یقیناً ہم اس کے بدلے کے بھی مالک نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک غلام کی مزدوری کا مالک اس کا آقا سمجھا جاتا ہے اور ہم چونکہ خدا تعالیٰ کے عبد یا غلام ہیں اس لئے ہمارا مالک خدا ہے اور ہماری مزدوری کا بھی وہی مالک ہے مگر آریہ سماجی نقطۂ نگاہ سے تو خدا تعالیٰ کسی طرح بھی مالک نہیں ہو سکتا اور اس کلجگ کے اوتار کرشن اودے گوپال غلام احمدؐ نے کیا ہی خوب کہا ہے:-

ایشور بنا ہے منہ سے خالق نہیں کسی کا
روحیں ہیں سب انادی پھر کیوں خدا یہی ہے؟
روحیں اگر نہ ہوتیں ایشور سے کچھ نہ بنتا
اس کی حکومتوں کی ساری بنا یہی ہے
ان کا ہی منہ ہے تکتا ہر کام میں جو چاہے
گویا وہ بادشاہ ہیں ان کا گدا یہی ہے
اے آریو کہو اب ایشور کے ہیں یہی گن
جس پر ہو ناز کرتے بولو وہ کیا یہی ہے؟

اُون کا کاتنا اور بُننا

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

محکمہ صنعت و حرفت پنجاب کے زیر انتظام سنٹرل ویونگ انسٹی ٹیوٹ امرتسر اور صوبہ کے دیگر حصص میں بعض سرکاری اور صنعتی مدارس میں دستی کھڈیوں پر بہتر طریقہ پر کپڑا بننے کی تربیت کے متعلق سہولتیں میسر آسکتی ہیں۔

گذشتہ سال کے دوران میں محکمہ مذکور نے دیہات میں جولاہوں کو عملی تربیت دینے کیلئے ماہرین کی دو جماعتیں مرتب کی ہیں۔ جو کھڈیوں پر کپڑا بننے کے متعلق تجربے دکھاتی ہیں۔ ان میں سے ایک جماعت تو ضلع میانوالی کے موضع حیدر آباد اور دوسری حصار میں کام کر رہی ہے

(۲) حیدر آباد میں کارکن جماعت نے ایک سال تک متواتر کام کیا۔ یہ موضع کسی زمانہ میں اُون بننے کا ایک مشہور مرکز تھا۔ لیکن کچھ مدت سے وہاں اس صنعت میں تنزل کی علامات رونما ہو رہی ہیں صنعتی جماعت مذکور نے وہاں ایک سال کے قیام میں جو نتائج حاصل کئے ہیں انہیں ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

(الف) وہاں کے بافندوں میں بہتر نمونہ کی ۲۰ سلائی اور ۳۰ کھڈیاں رائج کر دی گئی ہیں جس سے ان کی پیداوار دوگنا ہوگئی ہے

(ب) بافندوں کو ٹوئیڈ، کمبل قمیضوں کا کپڑا اور تولیے بننے کا فن سکھایا گیا ہے۔ پہلے وہ صرف موٹا کپڑا مثلاً کھیس اور لوئیاں بنتے تھے

(ج) بافندوں کو کپڑے دھونے ملنے اور صاف کرنے اور انہیں پختہ رنگ دینے کا کام سکھایا گیا ہے۔ پہلے یہ لوگ اس کام سے ناواقف تھے۔

(د) بافندوں کو لوئیوں کے حاشیے بننے کا کام نسبتاً آسان اور سستے طریقہ پر سکھایا گیا ہے۔ وہ اس کام کو بھدے اور تکلیف دہ طریق پر کرتے تھے۔

(ہ) گاؤں میں سستے پختہ رنگوں کی فروخت کا انتظام کیا گیا ہے

(و) تین مقامی نجاروں کو کھڈیاں بنانے کا کام سکھایا گیا ہے تاکہ وہ مقامی بافندوں کیلئے کھڈیاں بنا سکیں اور ان کی مرمت کر سکیں۔

اس صنعتی جماعت کے تجربوں کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ بافندوں کی اجرتیں بڑھ گئی ہیں اور وہ سال بھر کام کر سکتے ہیں۔

(۳) حصار میں کام کرنے والی پارٹی ۱۵ سال تک مقیم رہی ہے اس دوران میں اس نے ۸ مستقل طلباء کو باقاعدہ تربیت دی۔ ان کے علاوہ دوسرے وقتی طلباء کو جو اون کاتنے اور بننے اور قالین بافی کا کام جانتے تھے، مزید تربیت دی گئی۔ ۹۷ ترقی یافتہ چرخے ۱۱ فلائی شٹل اور ۵ قالین بافی کی کھڈیاں اس دوران میں ضلع ہذا میں رائج کی گئی ہیں۔ تربیت یافتہ بافندوں کی کاتنے اور بننے کی روزانہ اجرتوں میں بالترتیب تین سے چار آنہ تک اور ۴ سے ۸ تک کا اضافہ ہو گیا ہے۔ حصار میں جماعت مذکور کے کام شروع کرنے سے پیشتر یہ لوگ کاتنے کے لئے ایک آنہ اور بننے کے لئے تین آنہ اُجرت لیتے تھے۔ حصار کی مجلس امداد قحط نے جو غرباء کو تلاش روزگار میں مدد دے رہی ہے ایک ایسی ورکشاپ کے لئے روپیہ دیا ہے جہاں جماعت مذکور کے تربیت یافتہ طلباء کو تجارتی تربیت دی جا سکے۔ اس ورکشاپ کا صنعتی انتظام جماعت مذکور کے سپرد ہے اور اس نے تین سو روپیہ کے سرمایہ سے ایک سال میں ۱۲۳۰ روپیہ کا کاروبار کامیابی سے کیا ہے۔

صوبہ کے دیگر حصص کے بافندے اگر اسی قسم کی امداد لینا چاہیں تو ان کی درخواستوں پر محکمہ صنعت و حرفت پنجاب غور کرنے کے لئے تیار ہے +

"جاپان سٹ فنڈ"

جاپان سٹ فنڈ میں اس وقت تک جو رقوم وصول ہو چکی ہیں وہ شکریہ کیساتھ ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔ دوسرے احباب کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہیئے یہ تبلیغ دین کا نہایت ہی آسان اور موثر طریق ہے۔ جہاں تک ہو سکے احباب سلسلہ اس فنڈ میں مدد فرما کر عند اللہ ماجور ہوں ایک سٹ کی قیمت معہ محصولڈاک ۷-۱۲-۰ ہے

نام	رقم
(۱) احمد سلیمان صاحب برما	38—12—0
(۲) جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب لاہور	7—12—0
(۳) ایم معین الدین صاحب	7—12—0
(۴) مسٹر اے۔ ایم سوسی والا	7—12—0
(۵) مسٹر ایم اے فاروقی صاحب کلکتہ	6—0—0
(۶) ڈاکٹر وزیر احمد صاحب جموں	5—0—0
(۷) جناب راجہ محمد حیات خانصاحب سلجوقی	7—12—0
(۸) جناب ایم محمد امام الدین صاحب	100—0—0
(۹) چوہدری محمد سعید صاحب لائلپور	15—8—0
(۱۰) میسرز مہتاب الدین اینڈ سنز	50—0—0
(۱۱) جناب ایم جمال محمد صاحب	80—0—0
(۱۲) بیگم صاحبہ میاں رحیم بخش	8—0—0
(۱۳) جناب محمد زین العابدین صاحب	7—12—0
(۱۴) سید عبدالشکور صاحب	7—12—0
(۱۵) ڈاکٹر عبدالمجید صاحب پشاور	7—12—0
(۱۶) ڈاکٹر عزیز احمد صاحب سی۔ پی	7—12—0
(۱۷) سید لعل شاہ صاحب بنوں	15—8—0
(۱۸) ایم عبداللہ صاحب ایڈوکیٹ	7—12—0
(۱۹) نواب سر شمس شاہ مرحوم کی طرف سے معرفت ڈاکٹر نظام الدین صاحب پشاور	8—0—0
(۲۰) خان بہادر مرزا غلام صمدانی صاحب	8—0—0
(۲۱) میسرز عبدالعزیز اینڈ سنز	7—12—0
(۲۲) مخدوم محمد اشرف صاحب شملہ	7—12—0
(۲۳) خانصاحب رحمت اللہ صاحب	31—0—0
(۲۴) خانصاحب ڈاکٹر سعید احمد صاحب مانسہرہ	7—12—0
(۲۵) مسٹر ایم اے فاروقی صاحب سیدپور	1—12—0
	460—8—0
جماعت احمدیہ ... کی طرف سے	200—0—0
کل میزان	660—8—0

جلد ۲۳ لاہور - یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۹ ہر شعبان ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۷ نومبر ۱۹۳۵ء نمبر ۷۶

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام!

متقیوں کی صفات

درحقیقت متقیوں کے واسطے بڑے بڑے وعدے ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ اللہ متقیوں کا ولی ہوتا ہے۔ جھوٹے ہیں وہ جو کہتے ہیں کہ ہم مقرب بارگاہ الٰہی ہیں۔ اور پھر متقی نہیں ہیں۔ بلکہ فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے ہیں اور ایک ظلم اور غضب کرتے ہیں۔ جبکہ وہ ولایت اور قرب الٰہی کے درجہ کو اپنے ساتھ منسوب کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس کے ساتھ متقی ہونے کی شرط لگا دی ہے۔

پھر ایک اور شرط لگاتا ہے یا یہ کہو متقیوں کا ایک نشان بتاتا ہے ان اللہ مع الذین اتقوا خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے یعنی ان کی نصرت کرتا ہے جو متقی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی معیت کا ثبوت اس کی نصرت ہی سے ملتا ہے پہلا دروازہ ولایت کا ویسے بند ہوا۔ اب دوسرا دروازہ معیت اور نصرت الٰہی کا اس طرح پر بند ہوا۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی نصرت کبھی بھی ناپاکوں اور فاسقوں کو نہیں مل سکتی۔ اس کا انحصار تقویٰ ہی پر ہے۔ خدا کی اعانت متقی ہی کیلئے ہے۔ پھر ایک اور راہ ہے کہ انسان مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور حاجات مختلف رکھتا ہے۔ ان کے حل اور روا ہونے کیلئے بھی تقویٰ ہی کو اصول قرار دیا ہے معاش کی تنگی اور دوسری تنگیوں سے راہ نجات تقویٰ ہی ہے فرمایا من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب متقی کیلئے ہر مشکل سے ایک مخرج پیدا کر دیتا ہے اور اسکو غیب سے اس سے مخلصی پانے کے اسباب بہم پہنچا دیتا ہے اس کو ایسے طور سے رزق دیتا ہے کہ اس کو پتہ بھی نہ لگے۔ اب غور کر کے دیکھو کہ انسان اور دنیا میں چاہتا کیا ہے۔ انسان کی بڑی سے بڑی خواہش دنیا میں یہی ہے کہ اسکو سکھ اور آرام ملے اور اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی راہ مقرر کی ہے جو تقویٰ کی راہ کہلاتی اور دوسرے لفظوں میں اس کو قرآن کی راہ کہتے ہیں اور یا اس کا نام صراط مستقیم رکھتے ہیں۔

اخبار احمدیہ

— گذشتہ ہفتہ مورخہ ۲۳ نومبر بعد از نماز مغرب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے برکتعلی محمڈن ہال میں زیر صدارت پروفیسر سید عبدالقادر صاحب ایم۔ اے ایک نہایت ہی مفید اور پر از معلومات تقریر فرمائی۔ تقریر کا موضوع موجودہ حالات کے پیش نظر نہایت ہی اہم تھا یعنی "اچھوتوں کے نام اسلام اور ہندو دھرم کا پیغام"۔ مولانا موصوف نے سورہ جمعہ کی ابتدائی آیات کی تفسیر فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی صفات ملک۔ قدوس۔ عزیز اور حکیم کے مفہوم پر روشنی ڈالی اور اس کے بالمقابل محمد رسول اللہ صلعم کی صفات تیلوا علیہم آیتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ کا الٰہی صفات سے تعلق ظاہر فرمایا اور نبی کریم صلعم کی ان صفات کو خدائی صفات کا مظہر قرار دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام کا اچھوتوں کے نام وہی پیغام ہے جو امیین کو رسول اللہ صلعم نے سنایا تھا اور اسلام اچھوتوں کو اسی بلندی پر پہنچا سکتا ہے جس پر محمد رسول اللہ صلعم نے ملک عرب کے جنگلی لوگوں کو پہنچایا تھا۔

اس کے بعد آپ نے وید اور دھرم شاستر اور منوسمرتی وغیرہ ہندو مذہب کی کتب مقدسہ سے متعدد اقتباسات پیش کئے اور بتایا کہ ہندو دھرم اچھوتوں کو جانوروں کے برابر بھی درجہ نہیں دیتا بلکہ آج تک جنوبی ہند میں اچھوتوں کیساتھ جانوروں سے بدتر سلوک کیا جاتا ہے اور ہندو دھرم میں رہ کر اچھوت کبھی ترقی نہیں کر سکتے۔

— جلسہ میں حاضری نہایت معقول تھی اپنی جماعت کے احباب کے علاوہ دیگر جماعتوں سے غیر از جماعت دوست اور ہندو سکھ بھی موجود تھے۔

— ہماری جماعت کے ایک ممبر مسٹر نذیر زمان خاں جو موٹر فٹنگ اور ریپئرنگ کا کام اچھی طرح جانتے ہیں آجکل بے روزگار ہیں اگر جماعت کے کسی دوست کو موٹر ڈرائیور کی ضرورت ہو یا موٹر فٹنگ اور ریپئرنگ کا کارخانہ کھولنا چاہتے ہوں تو یہ صاحب کام کر سکتے ہیں۔ قریباً ڈیڑھ صد روپیہ سے کام شروع ہو سکتا ہے اور اس کام میں انشاء اللہ فائدہ رہیگا۔

— سید اختر حسین صاحب ان دنوں لائلپور میں بغرض تبلیغ مقیم ہیں۔

تبلیغی مراسلات

مکتوب برلن

جرمن مسلم سوسائٹی کی کارگزاری۔ ایک عیسائی کا قبول اسلام

رسول اللہ صلعم کی سیرت پر ایک جرمن نومسلم کی تقریر

۱۰ اکتوبر کا آغاز ہمارے ایک جرمن مسلم دوست مسٹر عبداللہ دائسر کے لیکچر سے ہوا۔ اکثر احباب اس نوجوان کے نام سے واقف ہوں گے۔ آپ نے وائنا (آسٹریا) میں اسلام قبول کیا۔ اور وہاں کے دوست اور بالخصوص جناب بیرن عمر ایرنفلز آپ کو بخوبی جانتے ہیں۔ آپ کا لیکچر برلن کی ایک بہت بڑی سوسائٹی میں ہوا۔ صدر جلسہ مصری قونصل متعینہ برلن تھے۔ حاضرین کی تعداد ڈیڑھ دو صد کے قریب ہوگی۔ آپ نے بتایا کہ آنحضرت صلعم کا سلوک دوست تو دوست دشمنوں سے بھی قابل رشک تھا اور آپ کی تعلیم میں نہ ہی موسوی شریعت کی سختی ہے اور نہ ہی عیسوی مذہب کی ناقابل عمل نرمی۔ بلکہ میانہ روی کی تعلیم ہے۔ آپ کے علاوہ چند اور احباب نے بھی مختصر کلمات سے حاضرین کو محظوظ فرمایا۔

برلن مسجد میں ایک خاتون کی تقریر

۴ر اکتوبر کو برلن مسجد میں زیر صدارت جناب الین بوسنلد میڈم بیرونس شانن کا لیکچر ہوا۔ آپ مسلمہ تو نہیں ہیں مگر اسلام سے گہری ہمدردی رکھتی ہیں اور باقاعدہ ہمارے جلسوں اور لیکچروں میں شامل ہوتی ہیں۔ آپ قبل ازیں بھی ایک دفعہ لیکچر دے چکی ہیں۔ حاضرین کی تعداد یکصد سے زائد تھی۔ جلسہ کا افتتاح امام صاحب برلن مسجد نے تلاوت قرآن کریم سے کیا۔ جس کا المانوی ترجمہ بھی سنایا گیا لیکچر کے بعد حسب معمول حاضرین کی چائے اور بسکٹ سے تواضع کی گئی اور ساڑھے ۸ بجے شب کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

جرمن مسلم سوسائٹی کا ایک بارونق اجتماع

۱۸ر اکتوبر کو زیر اہتمام جرمن مسلم سوسائٹی ایک ٹی پارٹی کا انعقاد ہوا۔ ممبران سوسائٹی و دیگر احباب کی تعداد اس قدر تھی کہ بعض دوستوں کے لئے نشست کا انتظام نہ ہوسکا۔ اس جلسہ کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ عراق پولیس کے ڈاکٹر جناب محمد فہمی صاحب جو آج کل یورپ تشریف لائے ہوئے ہیں اور ان دنوں برلن ہی میں مقیم تھے اور صلوٰۃ جمعہ میں بھی شامل ہوئے تھے امام صاحب مسجد برلن کی درخواست پر ۱۸ر اکتوبر کی شام کو منذکرہ بالا اجتماع میں انہوں نے بھی ایک مختصر سی تقریر فرمائی جو سوالات اور جوابات پر مشتمل تھی۔ بعد ازاں ایک ترکی دوست نے بھی مختصر سی تقریر کی جس پر سیاسی رنگ کی بحث شروع ہوگئی۔ مگر چونکہ برلن مسجد کا سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں ہے لہٰذا امام صاحب نے اس بحث کو بند کر دیا۔ جلسہ بخیر و خوبی رات کے ۱۲ بجے اختتام پذیر ہوا فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

تاتاری مسلمانوں کا جلسہ

اکتوبر کی ۱۲ تاریخ کو بروز اتوار برلن کے تاتاری مسلمانوں نے ۵ بجے ایک عام جلسہ منعقد کیا جس کا افتتاح ہمارے دوست محب اللہ ... نے نہایت ہی خوش الحان اور روح پرور آواز میں قرآن کریم کی تلاوت سے کیا۔ اس کے بعد ترکی اور المانوی زبان میں چند تقاریر ہوئیں۔ تاتاری، ایرانی، ہندوستانی اور المانوی مسلمانوں کے علاوہ جرمنی کے غیر مسلم دوست بھی شامل جلسہ ہوئے۔

اس مجلس کے انعقاد کی غرض روسی حکومت کے مذہبی مظالم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا تھی۔

امام برلن مسجد کے مقامی یونیورسٹی میں لیکچر

مندرجہ بالا امور کے علاوہ ماہ اکتوبر کی ۱۵ و ۲۲ تاریخوں کو امام مسجد پروفیسر ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب کے دو لیکچر (ریلینگ ہوکشولے) میں ہوئے وہاں داخلہ بذریعہ ٹکٹ ہوتا ہے اور ہر لیکچر کے ٹکٹ کی قیمت کم و بیش ۱۲ روپیہ ہوتی ہے لیکن ٹکٹ کی پابندی کے باوجود حاضرین کی تعداد ۵۰ کے قریب تھی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کے پہلے لیکچر کا موضوع تھا۔ "اسلام کیا ہے" جس میں اسلامی اصولوں پر روشنی ڈالی گئی۔ دوسرا لیکچر "اسلامی ازدواجی زندگی" پر تھا جس میں عورت کے حقوق پر روشنی ڈالی گئی اور مسائل متعلقہ شادی طلاق، تعدد ازدواج، پردہ، حقوق جائداد وغیرہ پر سیر حاصل بحث کی گئی۔ ہر دو لیکچروں کا اثر بہت ہی اچھا ہوا اور ان پر اخبارات میں بھی تنقید کی گئی۔ پہلے لیکچر میں پروفیسر گرنساخر خود موجود تھے اور ٹربیر ناگے بلٹ نے نہایت ہی اعلیٰ پیرایہ میں پندرہ بیس سطور کی تنقید لکھی۔

نومسلم بچوں کی تعلیمی کلاس

اس امر کا ذکر بھی قارئین پیغام صلح کے لئے باعث دلچسپی ہوگا کہ بچوں کی مذہبی تعلیم کے لئے جو کلاس جاری ہے اس میں ایک طالب علم کا اضافہ ہوا ہے اور اب اکتوبر سے ان کو قرآن کریم پڑھانا شروع کر دیا گیا ہے اس غرض کے لئے ضروری تھا کہ بلیک بورڈ خریدا جائے۔ مگر چونکہ یورپ میں ہر چیز گراں ہے اور اس پر کم و بیش تیس ۳۰ مارکس خرچ ہوتے تھے۔ اس لئے امام صاحب نے اس مشکل کا ذکر ایک جرمن نومسلم خاتون سے کیا جس نے فوراً نصف قیمت ادا کر دی اور اس طرح بلیک بورڈ خرید لیا گیا۔ اب ان بچوں کو قرآن کریم کے عربی متن کی تعلیم دی جاتی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

ایک عیسائی ترک کا قبول اسلام

ماہ اکتوبر میں ایک عیسائی ترک امام صاحب برلن مسجد کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ آپ قبول اسلام کے لئے ترکی سفارت خانہ میں گئے مگر وہاں سے ان کو مسجد میں بھیجا گیا چنانچہ وہ ۵ ر اکتوبر کو حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور ان کی خواہش کے مطابق ان کا اسلامی نام "شریف" رکھا گیا۔ اللہ تعالےٰ انہیں استقامت بخشے۔ آمین ثم آمین۔ آپ تاجر ہیں اور ۴۵ سال کی عمر ہے اور ان دنوں برلن میں مقیم ہیں۔

(نامہ نگار از برلن)

جواہر ریزے

قرآن مجید

اے لوگو جو ایمان لائے ہو تمہارے لئے روزے ضروری ٹھہرائے گئے ہیں جیسے ان لوگوں کے لئے ضروری ٹھہرائے گئے جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم متقی بنو، چند دن۔ پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اور دنوں میں گنتی (پوری) کر لی جائے۔ اور جو اس میں مشقت پاتے ہوں وہ ایک مسکین کا کھانا فدیہ دیں۔ پھر جو کوئی تکلف سے نیکی کرتا ہے وہ اس کے لئے بہتر ہے اور اگر تم روزے رکھو تو تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔

رمضان کا مہینہ۔ جس میں قرآن اتارا گیا لوگوں کے لئے ہدایت اور ہدایت کی کھلی دلیلیں اور حق و باطل کو الگ الگ کر دینے والی دلائل۔ پس جو کوئی تم میں سے اس مہینہ کو پائے تو چاہیئے کہ اس کے روزے رکھے اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اور دنوں میں گنتی (پوری) کر لی جائے۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور کہ تم گنتی کو پورا کرو اور اللہ کی بڑائی کرو اس لئے کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور تاکہ تم شکر کرو۔

اور جب میرے بندے تم سے میرے متعلق پوچھیں تو بے شک میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کو جب وہ مجھے پکارتا ہے قبول کرتا ہوں پس چاہیئے کہ میری فرمانبرداری کریں اور چاہیئے کہ مجھ پر ایمان لائیں تاکہ ہدایت پائیں۔

حدیث شریف

(۱) حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ ایک ڈھال ہے پس چاہیئے کہ روزہ رکھنے والا فحش باتیں نہ کرے اور نہ جہالت کی باتیں کرے اور اگر کوئی اس سے لڑے یا بدگوئی کرے تو دو دفعہ کہدے کہ میں روزے سے ہوں۔ اور اس ذات پاک کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) وہ اپنا کھانا پینا خواہش صرف میری رضا کیلئے چھوڑتا ہے، روزہ صرف میرے لئے ہے میں اس کا بدلہ دونگا اور نیکی کا بدلہ اس کا دس گنا ہے۔

(۲) حضرت سہل سے روایت ہے کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریان کہتے ہیں اس سے قیامت کے دن روزہ دار داخل ہوں گے ان کے سوا اور کوئی اس سے داخل نہ ہوگا۔ کہا جائیگا۔ روزہ دار کہاں ہیں تو وہ کھڑے ہو جائیں گے اس سے ان کے سوا اور کوئی داخل نہ ہوگا جب وہ داخل ہو جائیں گے تو اسے بند کر دیا جائیگا پھر اس سے کوئی داخل نہ ہوگا۔

(۳) ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جب رمضان آجائے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان زنجیروں سے باندھ دیئے جاتے ہیں

(۴) رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ جو روزہ میں جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا ترک نہ کرے تو اللہ کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

شہر رمضان

یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ٥ .... شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن ھدی للناس وبینٰت من الھدیٰ والفرقان ۵ فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ ط

رمضان کے مبارک مہینہ کی ابتدا ہونیوالی ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں انوار و برکات کے دروازے اور قرب الٰہی کی راہیں کھل جاتی ہیں۔ مسلمان محض حصول رضا الٰہی کے لئے اپنے نفس پر تنگی اور مشقت وارد کرتے ہیں اور عبادت اور دعا پر بہت زور دیتے ہیں تاکہ انہیں خدا تعالیٰ کا قرب اور گناہوں سے دوری حاصل ہو اور اس سیر و مجاہدہ سے ان کے اندر بدی سے مقابلہ کی ایک قوت پیدا ہو جائے

آیت مندرجہ بالا میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے روزہ پہلی قوموں پر بھی فرض کیا تھا۔ اور اسلام سے پیشتر جو مذاہب دنیا میں موجود تھے ان میں کسی نہ کسی رنگ میں روزہ کو جزو عبادت قرار دیا گیا۔ لیکن روزہ کا جو مقصد اور علت غائی اسلام نے بیان کی ہے وہ پہلے مذاہب میں موجود نہ تھی اور دوسری عبادات کی طرح جو غرض اسلام نے روزہ کی قرار دی ہے وہ ہمیں کسی اور شریعت میں نظر نہیں آتی۔ پہلی قوموں میں روزہ رکھنے کا جو رواج تھا وہ بقول پادری کرو ڈن غم و رنج و مصیبت کے وقت تھا۔ گویا غم اور تکلیف کے وقت ظاہر صورت میں بھی غم اور مصیبت اختیار کی جاتی تھی۔ لیکن اسلام نے ایک بلند غرض مسلمانوں کے سامنے رکھی ہے اور وہ یہ کہ تم متقی بن جاؤ یعنی تمہارے اندر بدی کی طاقتیں کمزور اور نابود ہوں اور نیکی کی قوتیں نشو و نما پائیں۔ ہر چیز اپنے کمال تک پہنچنے کے لئے اس بات کی محتاج ہے کہ اسے صحیح طور پر نشو و نما دی جائے اور روزہ میں حکم خداوندی کی فرمانبرداری کیلئے رزق حلال کو ترک کرنے سے خواہشات کو ترک کرنے کی قوت انسان کے اندر پیدا ہوتی ہے اور یہی قوت انسان کو اپنے نفس پر حاکم بنا کر پاکیزگی اور نیکی کے اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر پہنچاتی ہے۔ لبا اوقات انسان خواہشات حیوانی کا محکوم بن جاتا ہے لیکن روزہ میں خواہشات پر غلبہ پانے کی عملی راہ بتائی گئی ہے اور راستے متقی بننے اور زندگی کے اعلیٰ ترین مقاصد کے حصول کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ جو شخص محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حلال چیز کو ترک کرسکتا ہے اس کے لئے حرام کو ترک کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے اور وہ تھوڑی سی کوشش سے نیکی کی بلند سے بلند منازل طے کر لیتا ہے۔

پھر فرمایا کہ رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں ہم نے قرآن اتارا، اور ایسا قرآن اتارا جو لوگوں کے لئے ہدایت، اور ہدایت کے کھلے کھلے دلائل رکھتا ہے اور حق و باطل کو الگ الگ کر دینے والا ہے۔ رمضان رمض سے مشتق ہے جس کے معنی دھوپ کی گرمی کی شدت ہیں۔ اسلام میں پہلے پہل جب مہینوں کے نام رکھے گئے تو اس مہینہ میں گرمی نہایت سخت تھی اس لئے اس مہینہ کا نام "رمضان" یعنی "گرمی کی شدت والا مہینہ" رکھا گیا۔ لیکن اگر اس سوال کو چھوڑ بھی دیا جائے کہ قرآن مجید کے نزول کے وقت ظاہری گرمی سخت تھی یا نہیں تو بھی اس امر میں تو کوئی شبہ ہی نہیں کہ اس وقت لوگوں کے دل آپس کی دشمنی اور حسد کی آگ سے بھڑک رہے تھے۔ بدیوں اور گناہوں کی آتش سے روحیں جل رہی تھیں۔ اور جس طرح ظاہری گرمی کی شدت سے چرند پرند اور انسان بیتاب ہو جاتے ہیں اور ان کی روح پانی کے لئے تڑپتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بدلیاں آسمان پر چھا جاتی ہیں۔ اسی طرح روحانی قحط اور نیکی کے دنیا سے گم ہو جانے اور بدی کی آگ بھڑک اٹھنے کے بعد قرآن مجید کی رحمت کی بدلی آسمان سے زمین پر اتاری گئی اگر رمضان کے معنی گرمی کی شدت والا ہیں تو عربی میں قرآن کے معنی ایک بہت بڑے چشمہ کے ہیں جس میں سب دریاؤں کا پانی آکر جمع ہو جاتا ہے پس یہ قرآن وہ مبارک چشمہ ہے جس نے سب سے اول ملک عرب کے لوگوں کے دلوں سے گناہوں اور معاصی کی بھڑکتی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کر دیا۔ اور آج بھی اگر کوئی قوم اپنے دل کی گرمی اور روح کو جلا دینے والی آگ کو ٹھنڈا کرنا چاہتی ہے تو وہ ہدایت کا چشمہ اس رمضان میں بھی موجود ہے

روزہ کو عربی میں صوم کہتے ہیں جو کسی فعل سے رک جانیکا نام ہے۔ جیسے کھانے پینے، بات کرنے اور چلنے سے رک جانا۔ لیکن اصطلاح شریعت میں اسکے معنی کھانے پینے وغیرہ سے رکنے اور جھوٹ بولنے گالی گلوچ بکنے اور کسی کی برائی سے بچ جانے کے ہیں یعنی اسلام میں روزہ کا حقیقی مقصد صرف کھانے پینے سے اپنے آپ کو روکنا نہیں بلکہ زبان کو جھوٹ اور دوسروں کو دکھ دینے والی باتوں سے، آنکھ کو بدنظری سے، کان کو گندی اور بیہودہ بات کے سننے سے اور ہاتھ کو ظلم کرنے ناجائز مال کھانے اور کسی کو ایذا دینے سے روک رکھنے کا نام ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد احادیث مروی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ روزہ صرف کھانے پینے سے رک جانے کا نام نہیں بلکہ بیہودہ باتوں اور جہالت کے کاموں سے رک جانے کا نام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رمضان شریف کو قرآن مجید کی سالگرہ کا مہینہ قرار دیا ہے یعنی یہ مہینہ اس پاک کلام کے نزول کی یادگار رہے، کسی بڑے آدمی یا کسی مشہور واقعہ کی یادگار کے دن ہم اس انسان یا اس واقعہ کا کثرت سے ذکر کرتے ہیں اور اس کے محاسن کو بار بار دہراتے ہیں۔ اسی طرح ہمیں رمضان میں جو قرآن کے نزول کی یادگار ہے اس پاک کتاب کو کثرت سے پڑھنے اور سننے اور اس پر عمل کرنے کا حکم ہے۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے بہت سے فضائل بیان فرمائے ہیں از نجملہ ان کے یہ فضیلت بھی بیان کی ہے کہ رمضان میں شیطانی طاقتیں مقید کر دی جاتی ہیں اور آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یعنی انسان کو سماوی نعمتوں اور برکات سے وافر حصہ مل سکتا ہے اور وہ اپنی زندگی کے بلند سے بلند مقام کو حاصل کر لیتا ہے۔

خدا کے لئے کوئی دکھ یا تکلیف برداشت کرنے میں ایک خاص لذت ہے لیکن اگر وہ تکلیف درحقیقت تکلیف نہ ہو بلکہ ہماری بھلائی کا ہی ذریعہ ہو تو اس میں اور بھی لذت اور مزا ہے۔ آج سائنس بھی اس امر کو تسلیم کرتی ہے کہ کبھی کبھی اپنے معدہ کو آرام دینا صحت اور زندگی کے لئے بیحد مفید ہے اور فاقہ کرنا مضر نہیں بلکہ مفید عمل ہے۔ پس اگر مسلمان گیارہ ماہ کے بعد ایک ماہ اپنے قوائے کو آرام دینے کی غرض سے خورد و نوش کو ترک کریں تو نہ صرف اس سے روحانی طور پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے سرور حاصل ہوتا ہے بلکہ جسمانی طور پر بھی اس سے ہماری صحت و عافیت میں ترقی ہوتی ہے۔ روزہ ہمیں ایک باقاعدگی سکھاتا ہے اور اس میں جذبات پر قابو پانے کی مشق ہے۔

مبارک ہیں وہ لوگ جو اس چشمہ ہدایت سے اپنی روحوں کو سیراب کرتے ہیں اور اپنی خواہشات کی آگ کو ٹھنڈا کر کے دنیوی و اخروی نعماء و افضال کے وارث قرار پاتے ہیں۔

ہماری جماعت کے احباب خدا کے فضل سے جہاں رمضان میں تمام ضروری فرائض کو حسب معمول سرانجام دیں گے، اس بات کو بالخصوص یاد رکھیں کہ آنے والا رمضان ہمارے لئے پہلے سے زیادہ جد و جہد اور سرگرمی کا مہینہ ہے اور ہم تیس دن اور تیس راتیں ہم نے بالخصوص اس بلند مقصد کے حصول کے لئے صرف کرنی ہیں جو امام وقت نے ہمارے سامنے رکھا ہے۔ آج پھر دنیا میں بدی کی آگ بھڑک رہی ہے اور لوگوں کی ارواح شدت گرمی سے تڑپ رہی ہیں اور بنی نوع انسان گناہوں کی تپش سے بیچین ہو رہے ہیں اور یہ فرض ہمارے ہی سپرد کیا گیا ہے کہ ہم قرآن کے چشمہ سے دنیا کی آگ کو ٹھنڈا کریں اور بیتاب روحوں کی پیاس بجھائیں اور بندگان خدا کو تسکین بخشیں ✤

ہمارا سالانہ اجتماع

جلسہ سالانہ کیلئے ۲۴، ۲۵، ۲۶ دسمبر کی تاریخیں مقرر ہو چکی ہیں جن کا اعلان قبل ازیں کر دیا گیا ہے۔ جلسہ سالانہ کی اہمیت کے متعلق کچھ کہنا چنداں ضروری نہیں کیونکہ احباب جماعت اس سے بخوبی واقف ہیں۔ یہ وہ اجتماع ہے جس کی ابتدا مجدد وقت کے پاک ہاتھوں سے ہوئی۔ ہم ہر سال اس لئے جمع ہوتے ہیں کہ اکٹھے ہو کر خدا کے حضور گریں، نصرت اسلام کی دعا کریں اور خدمت دین و اشاعت اسلام کا جو کام ہم نے شروع کر رکھا ہے اس کا جائزہ لیں اور آئندہ کیلئے تجاویز سوچیں۔ یہ جلسہ دراصل ہمارا قومی دربار ہے لہٰذا ہر ایک فرد سلسلہ کو پوری تیاری سے اس میں شمولیت کی کوشش کرنی چاہئیے اس میں شرکت کیلئے ہمیں جو تیاری کرنی چاہئیے اس کی تفصیلات حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات اور دفتر انجمن کے اعلانات و خطوط سے معلوم ہو سکتی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔ اس بارہ میں سب سے بڑی بات چالیس روزہ مجاہدہ ہے امید ہے احباب نے اس پر باقاعدگی سے عمل شروع کر دیا ہوگا۔ ان سطور کا مقصد یہ ہے کہ احباب ابھی سے جلسہ سالانہ میں اپنے اہل و عیال سمیت شرکت کا عزم راسخ کر لیں۔ جلسہ کرسمس کی تعطیلات کے بالکل ابتدائی ایام میں منعقد ہو رہا ہے تمام دوستوں کو جلسہ سے فارغ ہو کر کافی وقت مل سکتا ہے۔ آخر پر ہم ایک بات اور عرض کرنا چاہتے ہیں کہ یہ جلسہ رمضان کے مبارک ایام میں آ رہا ہے اور خدا جانے پھر یہ موقع کس کو نصیب ہو۔ لہٰذا ان مبارک ایام میں اس مبارک اجتماع کی قدر و قیمت کا ہمیں بخوبی احساس ہونا چاہئیے۔

حجاج اور ریلوے کمپنیاں

ہندوستان کی اکثر ریلوے کمپنیاں ہر سال کرسمس، دسہرہ دیوالی اور ایسٹر وغیرہ اور مشہور میلوں اور یاتراؤں کے ایام میں رعایتی واپسی ٹکٹ جاری کرتی ہیں۔ اکٹھے سفر کرنے والے طلبا اور سیاحوں کو بھی بعض شرائط کے ساتھ کافی رعایتیں حاصل ہیں لیکن کسی ریلوے نے آج تک حجاج کے لئے کوئی رعایت و سہولت بہم نہیں پہنچائی۔ حالانکہ ہر سال ہندوستان سے ہزاروں مسلمان حج کو جاتے ہیں۔ یہ امر بے حد قابل افسوس ہے۔ اس بارہ میں سب سے زیادہ قابل الزام نارتھ ویسٹرن ریلوے ہے۔ یہ ریلوے شمالی ہندوستان، سندھ اور بلوچستان کے ایسے علاقوں میں پھیلی ہوئی ہے جن کی ستر فیصدی سے زائد آبادی مسلمان ہے۔ افغانستان اور ترکستان کے حجاج بھی اسی ریلوے پر سفر کرتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ کم از کم نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ارباب حل و عقد اس افسوسناک فروگذاشت کی تلافی کی طرف اسی سال متوجہ ہوں اور اس طرح دوسری ریلوے کمپنیوں کے سامنے ایک قابل تقلید مثال پیش کریں۔ اس سلسلہ میں ضروری ہے کہ حجاج کیلئے کرایہ میں کافی تخفیف کر دی جائے۔ ان کے لئے طویل عرصہ کے واپسی ٹکٹ جاری کئے جائیں۔ ان کو اپنے ساتھ عام مسافروں سے کافی زیادہ وزن لیجانے کی اجازت ہو۔ کیونکہ حجاج کی ضروریات عام مسافروں سے بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ کراچی جانے والی ٹرینوں کے ساتھ حجاج کے لئے مخصوص ڈبے لگائے جائیں جن میں کافی گنجائش ہو۔ لازم ہے کہ ان تمام مطالبات کی تائید اسلامی انجمنیں اور صوبوں کی حج کمیٹیاں خاص طور پر توجہ دیں۔ بحری سفر کے دوران میں حجاج کو جن مصائب سے دوچار ہونا پڑتا ہے، ان کے ازالہ کیلئے جد و جہد ہو رہی ہے جسے مسلسل جاری رہنا چاہئیے۔ لیکن ریلوے کمپنیاں حجاج کی طرف سے جو غفلت برت رہی ہیں اس کا انسداد بھی ضروری ہے، اور اس کیلئے اب تک کوئی باقاعدہ اور منظم کوشش نہیں کی گئی ہے۔

آریہ سماج کی ناکامی

مذہبی جماعت کی حیثیت سے آریہ سماج بالکل ناکام رہا ہے اور اس کی یہ ناکامی روز بروز نمایاں ہوتی جا رہی ہے وہ اپنے بہت سے بنیادی عقائد سے دستبردار ہو چکا ہے۔ اس نے کئی امور میں اسلامی شریعت کے احکام کو قبول کر لیا ہے۔ قدیم آرین تہذیب اور طریق تعلیم و تربیت اور اصول حکمرانی کا احیا بھی آریہ سماج کا بہت بڑا مقصد تھا۔ سوامی دیانند جی نے اپنی مشہور کتاب ستیارتھ پرکاش میں ان موضوعات پر بہت کچھ لکھا ہے اور ایک خاص پروگرام پیش کیا ہے۔ کسی آریہ سلطنت کا قیام ہر لحاظ سے ناممکن ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ رہے گا۔ لہٰذا اس طرف آریہ سماجیوں کو توجہ کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ وہ ہندو راج کے قیام کے تصور ہی سے جی خوش کر لیتے ہیں۔ باقی رہا طریق تعلیم و تربیت سو وہ بھی موجودہ زمانہ کے حالات و ضروریات سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا۔ آریہ سماجیوں کا ایک فریق جس کو ماس پارٹی یا کالج پارٹی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ شروع ہی سے اس فرسودہ طریق سے ناامید و بیزار رہا ہے چنانچہ اس نے گروکلوں کی بجائے جگہ جگہ کالج اور اسکول قائم کئے اسی وجہ سے اس کو کالج پارٹی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ لیکن دوسرا فریق سوامی جی کے پیش کردہ طریق تعلیم و تربیت کا تجربہ کرنے پر مصر رہا۔ اس نے ہردوار کے قریب اور بعض دوسرے مقامات پر قدیم آرین طرز کی درسگاہیں جن کو گروکل کہا جاتا ہے کھولیں۔ لیکن تجربہ کے بعد ان کو بھی مایوس ہونا پڑا۔ چنانچہ گروکل پارٹی کا اخبار "پرکاش" اپنی تازہ اشاعت میں رقمطراز ہے :-

> "گروکل پارٹی میں ایک گروہ ایسا پیدا ہو گیا ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ جن آشاؤں (امیدوں) کے ساتھ گروکل قائم کیا گیا تھا وہ پوری نہیں ہوئیں۔ اور آریہ سماج کا لاکھوں روپیہ اس سنستھا (انسٹی ٹیوشن) پر ضائع ہوا ہے" (۲۴ نومبر)

"پرکاش" کا یہ اعتراف آریہ سماج کی ناکامی کا ایک اور وزنی ثبوت مہیا کرتا ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ آریہ دھرم کے فرسودہ عقائد و اصول اور پرانی آرین تہذیب موجودہ زمانہ کا ساتھ دینے سے قاصر ہیں۔ وہ تو آج سے ہزاروں سال پیشتر ناکارہ و بے جان ہو چکے ہیں۔ ان کو دوبارہ زندہ کرنا قطعی طور پر ناممکن ہے ہم پرکاش کو یقین دلاتے ہیں کہ آریہ سماجیوں میں گروکل کے مخالفین کی تعداد روز بروز زیادہ ہوتی چلی جائیگی اور وہ وقت بھی غالباً دور نہیں جبکہ خود آریہ سماج کے وجود کو بھی بے مصرف و نقصان رساں سمجھا جانے لگے گا۔

آریہ سماجی اپنی فکر کریں

گذشتہ دنوں سیالکوٹ میں احراریوں کی جو نام نہاد کانفرنس منعقد ہوئی اس میں بھی اس بے معنی اور نفاق انگیز مطالبہ کا اعادہ کیا گیا تھا کہ احمدی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اس لئے حکومت انہیں مسلمانوں سے علیحدہ ایک اقلیت قرار دے۔ جیسا کہ اس نے سکھوں کو ہندوؤں سے علیحدہ اقلیت قرار دے رکھا ہے۔ اس کے متعلق آریہ سماج کی ماس پارٹی کا اخبار "آریہ گزٹ" اپنے مخصوص دیانندی انداز میں رقمطراز ہے :-

> "کیوں احمدی بھائیو! تم تو اسلام کی حفاظت کے ٹھیکیدار بنے پھرتے ہو اور سادہ لوگ موجود ہیں جن کا رسوخ مسلمانوں میں تم سے زیادہ ہے مگر وہ تمہیں مسلمان ہی نہیں سمجھتے۔ دیکھیں احمدی احراریوں کے لئے کیا فتویٰ جاری کرتے ہیں" بالفظہٖ

احراریوں کے اس احمقانہ مطالبہ کے ساتھ اسلامی ہندوستان کے ذمہ دار و ہوشمند طبقوں نے جو عبرت انگیز سلوک کیا ہے وہ ایک اخبار نویس سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ "آریہ گزٹ" کو اس کا یقینی طور پر علم ہے محض آریہ سماجی ذہنیت نے اس کو مندرجہ بالا الفاظ سپرد قلم کرنے پر مجبور کیا ہے۔ سناتن دھرمی ہندوؤں کی تعداد آریہ سماجیوں سے کئی سو گنا زیادہ ہے اور ان کے بیشمار ذمہ دار پنڈت آریہ سماجیوں اور سوامی دیانند کو نہ صرف غیر ہندو بلکہ ناستک (دہریہ) اور ادھرمی (لامذہب) تک قرار دے چکے ہیں اور خود سوامی جی نے ہندو لفظ سے شدید نفرت کا اظہار کرتے ہوئے اسکو ترک کرنے پر زور دیا ہے۔ لیکن ان تمام حقائق کے باوجود آریہ سماج ہندو دھرم اور ہندو قوم کی حفاظت کا ٹھیکیدار بنا پھرتا ہے اور اس بارہ میں آریہ گزٹ کا قدم بھی کسی آریہ سماجی سے پیچھے نہیں۔ پہلے ہمارا معاصر ان سناتنی پنڈتوں کے متعلق کوئی فتویٰ صادر کرے پھر کسی دوسری طرف توجہ کرے۔ بہتر ہوگا کہ "آریہ گزٹ" ذرا اپنے گھر کا جائزہ لینے کے بعد احمدیوں کیخلاف قلم اٹھایا کرے۔

احراریوں کا مطالبہ ذمہ دار اسلامی حلقوں میں تو انتہائی نفرت و بیزاری سے ٹھکرا دیا گیا لیکن آریہ سماجیوں، مہاسبھائیوں اور سکھوں کی طرف سے اس کی تائید ہو رہی ہے جو احراریوں کیلئے باعث اطمینان و مسرت ہو۔ اس پر کسی کو تعجب نہیں کرنا چاہئیے۔ کیونکہ احراریوں نے جو مسلم کش روش اختیار کر رکھی ہے اس کا ساتھ کفر کی طاقتیں ہی دے سکتی ہیں۔

ہندو دھرم سے اچھوتوں کی بیزاری

یہ خبر قبل ازیں قارئین کرام تک پہنچ چکی ہے کہ ۹ نومبر کو ضلع ناسک کے اچھوت نوجوانوں نے ہندو مذہب کا جنازہ نکالا اور ایک چتا تیار کر کے منوسمرتی اور ہندو دھرم کی دیگر کتب مقدسہ کو نذر آتش کر دیا۔ اس کے بعد کی ایک خبر ہے کہ گذشتہ ہفتہ ناسک کے علاقہ میں سکھنیلی کے مقام پر اچھوتوں کا ایک اور زبردست اجتماع ہوا جس میں حسب معمول نہایت ہی مؤثر اور پر جوش تقریریں ہوئیں۔ اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے مظالم پوری تفصیل سے بیان کئے گئے مقررین و سامعین نے متفقہ طور پر ڈاکٹر امبیدکر کے تبدیلی مذہب کے اعلان کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ ہم کسی حالت میں بھی ہندو نہیں رہ سکتے ہیں۔

اس جلسہ میں بھی ہندو شاستروں کو نذر آتش کیا گیا اور اچھوت نوجوانوں نے ہندو دیوی اور دیوتاؤں کی مورتیوں کو پاؤں تلے روندا۔ غریب بیکس اچھوتوں کا احساس مظلومیت و حق تلفی غم و غصہ کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ ان میں ذات طلبی و خودداری کی ایک عالمگیر لہر پیدا ہو چکی ہے۔ اپنے غم و غصہ کے اظہار کیلئے انہوں نے مذکورہ بالا جو طریق اختیار کیا ہے۔ وہ عام حالتوں میں کسقدر ہی ناپسندیدہ کیوں نہ ہو لیکن اچھوتوں کی موجودہ بیکسی و مظلومیت اور ہندوؤں کے مظالم اور زیادتیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے اخلاق دانوں کے عام پیمانے سے ناپنا غالباً صحیح نہ ہوگا۔ تاہم یہ ایک علیحدہ بحث ہے جس میں اختلاف رائے کی گنجائش موجود ہے۔ اس وقت ہمارے مخاطب مسلمان بھائی ہیں۔ اچھوتوں تک پیغام اسلام پہنچانا اور اچھوت بن کے ذلیل گڑھے سے ان کو نکالنا ہمارا فرض ہے۔ افسوس ہم صدیوں تک اس فرض سے غافل رہے۔ قدرت ہمیں اس غفلت کی تلافی کا ایک زریں موقع دے رہی ہے اس کو ضائع کرنا ایسی زبردست غلطی ہوگی جس کے ارتکاب کے بعد ہم خدا کے آگے سرخرو نہیں ہو سکتے اور نہ ہمیں زمانہ مستقبل کا مورخ اور ہماری آئندہ نسلیں اچھے الفاظ سے یاد کرینگی۔ قدرت نے اس کام کو پہلے کی نسبت بہت سہل بنا دیا ہے اگر مسلمان عزم راسخ سے اٹھیں

تعلق باللہ کی اہمیت

چالیس روزہ مجاہدہ کے متعلق چند ضروری باتیں

خطبہ جمعہ ۲۲ نومبر ۱۹۳۵ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

من کان یرید العاجلۃ عجلنا لہ فیھا ما نشاء لمن نرید ثم جعلنا لہ جھنم .... سعیھم مشکورا ط

(بنی اسرائیل ۱۷ : ۲۰ - ۱۸)

ترجمہ :- جو کوئی جلد آنیوالا نفع چاہتا ہے ہم اسے اسی (دنیا) میں جو کچھ ہم چاہتے ہیں جس کے لئے ارادہ کریں جلد دیدیتے ہیں پھر ہم نے اس کے لئے دوزخ ٹھہرائی ہے وہ اس میں بُرے حال میں دھتکارا ہوا داخل ہوگا اور جو آخرت کو چاہتا اور اس کے لئے کوشش کرتا ہے جو اس کوشش کا حق ہے اور وہ مومن ہے تو یہی ہیں جن کی کوشش کی قدر کی جاتی ہے۔

مذہب عمل کا نام ہے

میں نے گذشتہ خطبہ میں آپ لوگوں کو کچھ کام کرنے کو کہا ہے کام کا کرنا یا اس کا کروانا سب سے زیادہ مشکل ہے۔ بظاہر تو انسان کے عقائد ایسی چیز ہیں کہ ان کے اندر تبدیلی پیدا کرنا مشکل ہے کیونکہ عقیدہ پر انسان بڑی مضبوطی سے جما ہوا ہوتا ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ عقائد کے تبدیل کرنے سے بھی زیادہ مشکل کام کرانا ہے فی الحقیقت لوگوں نے مذہب کو اس طرح بھی بدنام کیا ہے کہ وہ کسی چیز کے مان لینے یا کہدینے کو مذہب سمجھتے ہیں حالانکہ مذہب کچھ کرنے کا نام ہے۔ عمل کا نام ہے مگر اس زمانہ میں اس کا مطلب الٹ سمجھ لیا گیا ہے۔

نیکی کی اصلی غرض

جس چیز کو نیکی کہا جاتا ہے وہ بھی کوئی فرضی چیز نہیں نہ اس چیز کا نام ہے کہ کسی گوشہ تنہائی میں بیٹھکر تسبیح لیکر اللہ اللہ کیا جائے بلکہ قرآن کریم تو کہتا ہے کہ ہر نیکی کا ثواب ہوتا ہے یعنی اس سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ جب فائدہ حاصل نہ ہوا تو وہ نیکی نہیں کہلا سکتی۔ مذہب کی اصل غرض جو لوگوں کو نیک بنانا ہے اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ وہ اپنے آپ کیلئے، اپنے خاندان کیلئے اپنے ملک اور اپنی نوع کے لئے مفید بنیں ورنہ خدا کو ہماری دعاؤں اور نمازوں کی مطلق ضرورت نہیں یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ ان کے ذریعے ہم اپنے آپ کو مفید بناتے ہیں۔

صرف احمدی کہلوانا کافی نہیں

ہم احمدی کہلانے والے جو دوسروں کو بلاتے ہیں کہ آؤ ہمارے اندر شامل ہو جاؤ اور خدمت اسلام کے کام میں ہماری شرکت کرو۔ یہ اس لئے ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ دوسرے مسلمانوں نے اشاعت اسلام کے کام میں اپنے آپ کو بیکار بنا رکھا ہے ہم چاہتے ہیں کہ وہ مجدد وقت کے دامن سے وابستہ ہو کر اپنے آپ کو کسی قابل بنائیں اور کچھ فائدہ حاصل کریں اور اسلام کو فائدہ پہنچائیں جہاں ہماری یہ خواہش ہوتی ہے اور ہم اس کیلئے کوشش بھی کرتے ہیں۔ وہیں ہمیں یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ خود ہم نے اس شخص کے دامن سے وابستہ ہو کر جس کو کہ اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں قوت قدسی دے کر بھیجا کس قدر اپنے آپ کو مفید بنایا ہے اگر ہم نے اپنے آپ کو کسی قابل بنا لیا ہے تو بہتر ورنہ صرف ہمارا حضرت مسیح موعود کی جماعت میں شامل ہونا اور احمدی کہلانا کافی نہیں۔ ایک شخص جو زبان سے حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود کہتا ہے اور دوسرا اس سے انکار کرتا ہے ان دونوں میں اس وقت تک کوئی فرق نہیں جب تک کہ پہلا شخص اپنے عمل سے اپنے وجود کو فائدہ مند ثابت نہ کردے۔

چالیس روزہ مجاہدہ کے دو حصے - نماز باجماعت اور تہجد

میں نے جو کام کہا ہے اس کے دو حصے ہیں ایک حصہ تو عبادت کا ہے اس حصہ میں اول تو میں نے کہا ہے کہ چالیس روز تک جن میں سے پانچ چھ روز گزر بھی چکے ہیں، نماز تہجد کو اپنے اوپر لازم کر لو۔ دوسرے یہ کہ فجر اور مغرب کی نمازوں میں اکٹھے ہو کر دعا کرو۔ ایک جماعت کی دعا ہوتی ہے دوسرے تنہائی کی دعا ہوتی ہے۔ جماعت کی دعا تو فجر اور مغرب کی نمازوں میں ہو جائے گی تنہائی کی دعا کیلئے تہجد کا وقت ہے اس وقت اٹھو اور دو رکعت چار رکعت جس قدر کسی کو میسر آئے پڑھو اور تنہائی میں خدا کے آگے گرو اور گریہ و زاری کرو۔

عبادت سے کام کی قابلیت پیدا ہوتی ہے

یہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کو دن میں پانچ وقت جمع کرنے کا انتظام کیا گیا ہے یہ کتنی بڑی نعمت ہے۔ شاید بعض روشن خیال یہ خیال کریں کہ یہ کونسی نعمت ہے اور اس سے کیا فائدہ کہ ہر وقت یہی خیال ہے کہ مسجد میں جاؤ اور نماز باجماعت ادا کرو۔ ان کا خیال ہے کہ اس طرح خواہ مخواہ وقت ضائع ہوتا ہے لیکن اگر وہ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اس طرح وقت ضائع نہیں ہوتا بلکہ کام کی انتہا قابلیت پیدا ہوتی ہے۔ یہ صحابہ کرام سے بڑھکر عبادت کرنے والی اور نمازیں پڑھنے والی جماعت اور کون ہو گی؟ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ان سے زیادہ کام کرنیوالی جماعت بھی اور کہیں نظر نہیں آتی

نماز باجماعت بہت بڑی نعمت ہے

پانچ وقت نماز کیلئے اکٹھے ہونا اور ملکر دعا کرنا اسلام کی ایک ایسی نعمت ہے جو دوسروں کو حاصل نہیں۔ اب ہمارے ہموطن بھی اس کمی کو محسوس کر رہے ہیں ان کے ہاں تجویزیں ہو رہی ہیں کہ کوئی ایسا انتظام ہونا چاہیئے کہ ہم اکٹھے ہو کر خدا کے آگے جھک سکیں۔ یہاں لاہور ہی میں بعض ہندوؤں نے تحریک کی ہے کہ ہفتہ میں ایک مرتبہ سب ہندوؤں کو اکٹھے ہو کر دعا کرنی چاہیئے ان باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز باجماعت بڑی بھاری نعمت ہے

بعض دوستوں کی غفلت

میں نے دو نمازوں یعنی فجر اور مغرب میں اکٹھے ہونے کو کہا تھا کیونکہ ان اوقات میں جمع ہو جانا بہت سہل ہے اور ہر شخص نہایت آسانی سے اس تجویز پر عمل کر سکتا ہے۔ راتیں آجکل کافی طویل ہیں کوئی کھانا کھا کر اطمینان سے رات کے نو دس بجے بھی سوئے۔ تو وہ بآسانی صبح چار پانچ بجے اٹھ سکتا ہے اور تہجد سے فارغ ہونے کے بعد بھی وہ دوست جو مسجد سے میل میل بلکہ ڈیڑھ ڈیڑھ میل کے فاصلے پر رہتے ہیں، نماز فجر میں شریک ہو سکتے ہیں۔ نماز مغرب کے لئے تو تمام دوست نہایت آسانی سے آسکتے ہیں کیونکہ یہ عام طور پر فرصت کا وقت ہوتا ہے اور لوگ باہر سیر وغیرہ کو جاتے ہیں۔ اس وقت گھر میں بیٹھے رہنا بھی مفید نہیں ہمت کرنیوالوں کے لئے اس تجویز پر عمل کچھ بھی مشکل نہیں کسی باہمت کی مثال چاہیئے ہو تو وہ سامنے اکرم علی صاحب (ڈاکٹر صاحب موصوف کی طرف اشارہ کرکے) بیٹھے ہیں یہ زیادہ جوان بھی نہیں ہیں لیکن ہر روز مغرب کی نماز میں چار میل کا فاصلہ طے کرکے موضع ساندہ میں سے آتے ہیں اور اگر کم ہمتی کا نمونہ دیکھنا چاہو تو ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو تندرست اور چاق و چوبند ہونے کے باوجود پچاس قدم کے فاصلے سے بھی نہیں آتے کسی نے کہا تھا کہ دل میں کوئی آگ لگاؤ۔ میں نے اسی وجہ سے یہ مجاہدہ تجویز کیا تھا۔ ابھی تم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو نمازوں میں بآسانی آسکتے ہیں لیکن نہیں آتے۔ اس لئے میں اس طرف پھر توجہ دلاتا ہوں

تعلق باللہ کی اہمیت

یہ تمہارے فائدہ کی بات ہے۔ باقی رہی نماز تہجد بے شک یہ نفل ہے لیکن اس کے متعلق قرآن کریم کا بہت بڑا وعدہ موجود ہے تہجد کا وقت خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کیلئے بہترین وقت ہے۔ خدا کے ساتھ تعلق کو لوگوں نے معمولی بات اور ایک خواب و خیال سمجھ رکھا ہے حالانکہ یہ ایک بہت بڑی طاقت ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جس کا تعلق خدا کے ساتھ ہو مایوسی اس کے قریب بھی آنے نہیں پاتی۔ مایوسی انسان کی سب سے بڑی دشمن ہے جس وقت انسان مایوس ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ میں فلاں کام نہیں کرسکتا۔ یہی اس کی شکست اور بربادی ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے کہ مسلمان اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتا لیکن کون مسلمان؟ وہی جس کا تعلق خدا کے ساتھ ہو۔ خدا کے ساتھ تعلق انسان میں ایک ایسی ریزرو پاور (قوت محفوظہ) پیدا کر دیتا ہے جو تمام مایوسیوں اور مشکلات کا مقابلہ کرتی ہے۔ دیکھئے جب انسان بیمار ہو جاتا ہے تو بعض اوقات چند روز تک وہ کچھ نہیں کھاتا بلکہ کبھی دفعہ تو ڈاکٹر بھی اس کا کھانا بند کر دیتے ہیں۔ اس عرصہ میں اس کو جو طاقت زندہ اور ہوش میں رکھتی ہے وہ جسم کی قوت محفوظہ ہی ہوتی ہے یعنی وہ ظاہری یا جسمانی قوت۔ ٹھیک اسی طرح ایک روحانی قوت محفوظہ بھی ہوتی ہے جو انسان کو ایسے اوقات میں پر امید اور باحوصلہ رکھتی ہے جبکہ ظاہری حالات سخت مخالف ہوتے ہیں اور کامیابی کی بظاہر کوئی توقع نہیں ہوتی۔

اللہ والوں کی مثالیں

تم انبیاء اولیاء اور مجددین کو دیکھ لو وہ انتہائی مشکلات میں بھی مایوس نہیں ہوئے۔ حضرت نبی کریم صلعم اور صحابہ کرام رض کی کس قدر مخالفت ہوئی۔ ان کے لئے کس قدر مشکلات پیدا کی گئیں لیکن مایوسی کبھی ان کے قریب بھی نہیں آئی۔ ان کا بھروسہ ہمیشہ خدا پر رہا۔ یہی وہ طاقت ہے (جسکو روحانی قوت محفوظہ کہا جاسکتا ہے) جس کی وجہ سے ان کی ہمت بندھی رہی۔ آج لوگوں نے عبادت اور کام کو دو متضاد چیزیں سمجھ لیا ہے ان کا خیال ہے کہ اگر عبادت کی جائے پانچوں وقت کی نمازیں باقاعدگی سے باجماعت پڑھی جائیں تو کام رہ جاتا ہے۔ اگر کام کیا جائے تو نمازیں نہیں پڑھی جاسکتیں۔ حالانکہ یہ واقعات کے خلاف ہے یہ غلط خیال ہی وہ سب سے بڑی چیز ہے جو انسان کو مذہب سے

دور ہو سکتی رہی ہے۔

مجدد وقت کی جماعت کا فرض

آج اس غلط خیال کی اپنے عمل سے تردید اس قوم کا فرض ہے جس نے مجدد وقت کا دامن پکڑا ہے اور جو ساری دنیا میں اسلام کو پھیلانے کا بلند مقصد لیکر کھڑی ہوئی ہے اس کو چاہیئے کہ وہ اپنے عمل سے ثابت کر دے کہ عبادت کے ساتھ انسان کے کام میں کمی نہیں آسکتی بلکہ اس کی وجہ سے کام کرنے کی قوت زیادہ ہوتی ہے۔ ہمارے سامنے کام بھی ہے اور دعا بھی ہے۔ اسلام کی ابتدائی تاریخ دیکھو۔ جب کوئی مسلمان بطور سفیر کسی بادشاہ کے دربار میں جاتا ہے یہی کہتا ہے کہ ہم پہلے بدکار و جاہل تھے بری عادتوں اور رسموں میں گرفتار تھے۔ فسق و فجور میں مبتلا تھے آپس میں لڑتے تھے لیکن ہم میں ایک رسولؐ آیا اس نے ہم کو اس ذلت و گمراہی سے نکال کر انسان بنا دیا۔ ہمیں خدا پرستی اور نیک کام سکھلائے۔ ہم پہلے بیکار و ناکارہ تھے لیکن اس رسولؐ نے ہم کو کام کا بنا دیا۔ انہی باتوں کا بادشاہوں پر اثر ہوتا تھا اور یہ گفتگو ان کے دلوں کو کھا جاتی تھی۔

مذہب عمل سے پیش ہوتا ہے

آج بھی ضرورت ہے کہ ہم اپنے عمل سے اپنے آپ کو مفید ثابت کریں۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو گو ہم تقریروں اور کتابوں میں مذہب کو پیش کر دیں گے لیکن عمل سے پیش نہیں کر سکینگے۔ خوب یاد رکھیں مذہب الفاظ سے پیش نہیں ہوتا بلکہ عمل سے پیش ہوتا ہے۔ اس لئے میں نے کہا تھا کہ چالیس دن کے لئے کچھ کام اپنے ذمہ لیلو۔ دعا بھی کرو اور تھوڑی دیر کے لئے باہر بھی لوگوں میں نکلو لیکن اس طرف جماعت کے بہت سے دوستوں نے تا حال توجہ نہیں کی۔

رمضان میں کام کی بے انتہا طاقت ہے

بے شک تم میں سے کوئی طالب علم ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے فلاں امتحان کی تیاری کرنی ہے۔ ہر روز اس قدر پڑھنا ہے۔ کوئی دکاندار ہے اس نے اپنی دکانداری کا کام کرنا ہے۔ کوئی مزدور ہے اس نے مزدوری کرنی ہوتی ہے۔ یہ ساری باتیں درست ہیں لیکن انسان کے اندر کام کرنے کی اس قدر طاقت اور قابلیت ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔ کام کرنے سے تھکنا انسان میں ایک نقص کی بات ہے۔ قابل افسوس امر ہے کہ ہم میں کام کرنیکی طاقت کم ہو گئی ہے۔

کام کرنے کی قابلیت بڑھاؤ

اصل میں اس چیز کا انحصار زیادہ تر عادت پر ہے جو کام سے جی چرائیگا اس میں کام کرنے کی طاقت کم ہو جائیگی اور اگر تم کام کرتے جاؤ تو یہ قابلیت بڑھتی جائیگی۔ اگر انسان کسی کام کو پختہ ارادہ سے ہاتھ ڈالے تو وہ اسے پورا کر لیتا ہے۔ چالیس روزہ مجاہدہ کی ایک بڑی غرض یہ بھی ہے کہ ہم میں کام کرنے کی قابلیت بڑھے اور ہماری غفلت دور ہو۔ اس وقت ہماری جو زبردست مخالفت ہو رہی ہے۔ ہمارے متعلق جو بیشمار غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں، خدمت اسلام کے کام سے روکنے کی جو کوشش کی جاتی ہے۔ اس کے انسداد کیلئے ہمیں حرکت کرنی چاہیئے اور ہم ...... میں سے جو کوئی کچھ کر سکتا ہے اسے کرنا چاہیئے کوئی قدم نہ اٹھانے سے ایک قدم اٹھانا بہتر ہے۔

اپنی بڑائی کا غلط خیال

دو چیزیں انسان کو کامیابی سے محروم کر دیتی ہیں۔ ایک بڑائی کا خیال اور دوسرا کام سے تھک جانا۔ یہ ضروری نہیں کہ بڑائی کا خیال امیر آدمی ہی میں ہو۔ بعض اوقات ایک غریب آدمی میں بھی بڑائی کا خیال امیر آدمی سے بڑھ جاتا ہے وہ بار بار کہتا اور سوچتا ہے کہ فلاں آدمی نے مجھے برا کہا تھا اور فلاں نے فلاں موقع پر میری ہتک کی تھی۔ بڑائی کا خیال انسان کو حقیقی طور پر خدا کے آگے جھکنے سے روکتا ہے۔ صحیح طور پر خدا کے آگے وہی جھکیگا جس پر اضطراری کیفیت طاری ہو اور وہ سمجھے کہ میں بالکل بیکس اور بے یار و مددگار رہ گیا ہوں۔ اسی طرح جو شخص تبلیغ کے لئے نکلتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ بڑائی کے خیال کو ترک کر دے اور اللہ کے راستے میں ہر ذلت کو برداشت کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ بے شک آج کل مہذب کہلانیوالی سوسائٹیوں میں خدا اور مذہب کے ذکر کو بدتہذیبی سمجھا جاتا ہے جو کوئی کسی مہذب مجلس میں اللہ کا نام لے دے مذہب کا ذکر کر دے اس کو غیر مہذب کہا جاتا ہے۔ گو ابھی ہمارے ملک کی یہ حالت نہیں ہوئی لیکن رخ اسی طرف ہے مگر یہ بات ہمارے فرض تبلیغ میں روک نہیں ہونی چاہیئے خدا کی طرف بلانا سب سے افضل کام ہے۔ اس میں کسی ذلت اور توہین کو خیال میں نہ لانا چاہیئے حضرت نبی کریم صلعم کی کس قدر اعلیٰ شان ہے آپ سے بڑی شان اور کیا ہو سکتی ہے۔ ہم سے کون ہے جو حضورؐ کے پاؤں تلے کی خاک کی برابری بھی کر سکے۔ جب حضورؐ نے شب و روز دیوانہ وار تبلیغ کی، لوگوں کو خدا کی طرف بلایا۔ لوگوں نے اس کے عوض گالیاں دیں، پتھر پھینکے اور طرح طرح کی تکلیفیں دیں لیکن حضورؐ نے کسی تکلیف اور کسی توہین کی پرواہ نہ کی اور اپنے کام کو جاری رکھا تو پھر ہم کون ہیں اور ہماری کیا حیثیت ہے کہ معمولی معمولی تکلیفوں اور اپنی عزت کے جھوٹے خیال کی وجہ سے کلمہ حق کی اشاعت کا فرض انجام دینے سے انکار کر دیں یا اس سے رک جائیں

دعا اور کام سے کبھی نہ تھکو

کامیابی سے محرومی کی دوسری وجہ تھک جانا ہے۔ دعا اور عبادت کے معاملہ میں تو تھک جانا بہت ہی برا ہے ایک شخص کی چھوٹی سی اور ناقص ضرورت ہے۔ مثلاً دولت یا ملازمت وغیرہ کی خواہش ہے وہ اس کے لئے دو چار ماہ دعائیں کرتا ہے اور پھر تھک جاتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا نے یہ چیزیں مجھے کیوں نہیں دیں۔ دولت مال وغیرہ کی خواہش بہت ہی پست مقصد ہے اگر یہ مل بھی جائیں تو زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ تم اپنے بھائیوں میں بیٹھ کر فخر کر سکو گے ورنہ گزارہ تو اس مزدور کا بھی ہو جاتا ہے جو سارا دن لنگوٹی باندھ کر مزدوری کرتا ہے۔ یہ خیال کر خدا دعا سنتا ہے اور جو دکھ نہیں دیتا بہت بڑی غلطی ہے ایسا خیال کرنیوالے لوگ ... خدا کو اپنا محکوم سمجھتے ہیں کہ ادھر کوئی چیز انہوں نے مانگی اور ادھر خدا نے حاضر کر دی۔ دعا کا طریق تو یہ ہے کہ ... کا سر خدا کے دروازے سے نہ اٹھے۔ اور کونسا دروازہ ہے جہاں وہ اپنی التجا لیکر جا سکتا ہے اگر اللہ تعالیٰ انسان کو اس قدر طویل عمر دے کہ وہ سو سال تک ایک دعا کرتا رہے پھر بھی اس دروازہ سے تھک جانا محرومی ہے اسی طرح کام سے تھک جانیوالا بھی اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہے انسان میں کام کرنیکی بے اندازہ قوت ہے تھکان تو اسکے قریب بھی نہیں آنی چاہیئے۔ یہ دو باتیں ہیں جو بطور نصائح بتلائی ہیں بس اپنے آپکو بہتر بنانیکی کوشش کرو۔ اسلام اس وقت تم سے کچھ چاہتا ہے اس کے مطالبہ کو پورا کرو۔ خدا کے آگے جس قدر جھکو گے اس سے آخری نتیجہ خود تم کو ہی پہنچیگا۔ کام کی جس قدر طاقت اپنے اندر پیدا کرو گے وہ بالآخر تمہارے لئے مفید ہو گی پس اسلام کے کام کی قوت پیدا کرو اور خدا کے آگے جھکنے کو اپنا شعار بناؤ تاکہ اللہ تعالیٰ ہماری حالت کو بدل دے۔

نقشہ اوقات سحری و افطاری

ماہ رمضان المبارک ۱۳۵۴ھ

ایام ہفتہ	تاریخ قمری ۱۳۵۴ھ	تاریخ شمسی ۱۹۳۵ء	منتہائے سحری بجکر	منتہائے سحری منٹ	وقت افطار بجکر	وقت افطار منٹ
پنجشنبہ	یکم رمضان	۲۸ نومبر	۶	۸	۵	۲۹½
جمعہ	۲ "	۲۹ "	۶	۸	۵	۲۹
شنبہ	۳ "	۳۰ "	۶	۹	۵	۲۹
یکشنبہ	۴	یکم دسمبر	۶	۹	۵	۲۹½
دوشنبہ	۵	۲ "	۶	۱۰	۵	۲۹½
سہ شنبہ	۶	۳ "	۶	۱۰	۵	۲۹½
چہارشنبہ	۷	۴ "	۶	۱۱	۵	۲۹
پنجشنبہ	۸	۵ "	۶	۱۱	۵	۲۹
جمعہ	۹	۶ "	۶	۱۱	۵	۲۹
شنبہ	۱۰	۷ "	۶	۱۲	۵	۲۹
یکشنبہ	۱۱	۸ "	۶	۱۲	۵	۲۹
دوشنبہ	۱۲	۹ "	۶	۱۳	۵	۲۹½
سہ شنبہ	۱۳	۱۰ "	۶	۱۳	۵	۲۹½
چہارشنبہ	۱۴	۱۱ "	۶	۱۴	۵	۳۰
پنجشنبہ	۱۵	۱۲ "	۶	۱۴	۵	۳۰
جمعہ	۱۶	۱۳ "	۶	۱۴	۵	۳۰½
شنبہ	۱۷	۱۴ "	۶	۱۵	۵	۳۰½
یکشنبہ	۱۸	۱۵ "	۶	۱۵	۵	۳۱
دوشنبہ	۱۹	۱۶ "	۶	۱۵	۵	۳۱
سہ شنبہ	۲۰	۱۷ "	۶	۱۶	۵	۳۱
چہارشنبہ	۲۱	۱۸ "	۶	۱۶	۵	۳۱
پنجشنبہ	۲۲	۱۹ "	۶	۱۶	۵	۳۲
جمعہ	۲۳	۲۰ "	۶	۱۷	۵	۳۲½
شنبہ	۲۴	۲۱ "	۶	۱۷	۵	۳۲½
یکشنبہ	۲۵	۲۲ "	۶	۱۶	۵	۳۳
دوشنبہ	۲۶	۲۳ "	۶	۱۶	۵	۳۳½
سہ شنبہ	۲۷	۲۴ "	۶	۱۵	۵	۳۳
چہارشنبہ	۲۸	۲۵ "	۶	۱۵	۵	۳۳
پنجشنبہ	۲۹	۲۶ "	۶	۱۵	۵	۳۳
جمعۃ المبارک	۳۰	۲۷ "	۶	۱۴	۵	۳۳

اعلان نکاح

(۱) چوہدری محمد حسین صاحب چک ۱۰۸ جنوبی ضلع سرگودھا کے صاحبزادہ حاکم علی صاحب کا نکاح چوہدری شاہ محمد صاحب ساکن لبوڑ کی صاحبزادی سید بیگم سے ہوا۔

(۲) چوہدری کالو خان صاحب کے صاحبزادہ سردار خان صاحب کا نکاح چوہدری شاہ محمد صاحب کی صاحبزادی نور بیگم سے ہوا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ یہ تعلق جانبین کے لئے باعث برکت بنا دے آمین

ان تقاریب پر چوہدری محمد حسین صاحب نے ۲۵ روپیہ اور چوہدری کالو خان صاحب نے ۵ روپیہ اشاعت اسلام کیلئے بطور عطیہ مرحمت کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر بخشے

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب مرحوم
آپ کی زندگی کے آخری ایام

(۶)

سورۃ حٰم السجدہ

ح ۔ رحمٰن اور رحیم صحابہ سے مروی ہیں ۔ م ۔ حمید اور مجید

ح ۔ رحمٰن اور حی ۔ م محیط مالک

بشیرًا ونذیرًا ۔ فرمایا یہ مسئلہ بھی مجھے خدا نے نیا سکھایا ہے ۔

خلق السموت والارض فی ستۃ ایّام ۔ زمین کے متعلق ہے وقدر فیہا اقواتھا فی اربعۃ ایّام ۔ سبزی کے لئے پہلے ہل جوتنا ۔ پھر پانی دینا ۔ پھر بیج ڈالنا پھر چوتھے درجہ پر سبزی نمودار ہو جائیگی ۔ تعلیم کے یہی درجے ہیں انسان بھی ارض ہی ہے ۔

سواء للسائلین ۔ تمہاری ضرورتوں کو پورا کیا ۔

فقضٰھن سبع سموت فی یومین ۔ جتنا خدا اتنا ہی اس کا وقت خبر نہیں کروڑوں اربوں سال کا زمانہ ہو نجومیوں کی باتیں سب جھوٹ ہیں ۔ اب اُنھوں نے یہ کہنا چھوڑ دیا کہ فلاں ستارے کا تعلق فلاں شخص کے ساتھ ہے ۔

وقیضنا لھم قرناء اپنا قانون بنایا ہے ۔

واما ینزغنّک من الشیطن نزغ ۔ فرمایا کبھی انسان کو غضب آ جاتا ہے انسان کے دل میں جوش ہو جاتا ہے ۔ نزغ البطن کے معنی ہیں غضب برانگیختہ کرنا ۔

لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ۔ کوئی سائنس تجربہ مشاہدہ اس کے برخلاف نہیں ہو سکتا ۔

درس قرآن کے بعد فرمایا "میرا دل خوشی سے بھر گیا" پھر فرمایا "موت بہت قریب ہے"۔ آنکھوں سے آنسو آتے تھے فرمایا "اس کی ایک وجہ ہے اللہ کے نام سے جوش آتا ہے اُبال بھی آتا ہے ۔ محبت آتی ہے اس کو کون روک سکتا ہے"۔

فرمایا "ڈاکٹر ہمت نہیں رہی ۔ آج میرا دل چاہا کہ اکیلے اُٹھ کر بیٹھوں مگر نہ اُٹھ سکا"۔

۲۵ ر فروری ۱۹۱۴ء

سورۃ الشوریٰ

"الہام تین طریق سے ہو سکتا ہے ۔ (۱) وحی خدا براہ راست کرتا ہے (۲) من وراء حجاب نقشہ دکھاتا ہے جیسے حضرت یوسفؑ کو رایت احد عشر کو کبا ۔ (۳) او یرسل رسولا آدمی کی شکل میں"۔ فرمایا "وہ جو میں نے مقطعات کے متعلق کہا تھا ۔ وہ بھی ایک نقشہ دکھایا گیا تھا ۔ دیر نہیں لگتی ۔ وحی ہوتی ہے کوئی نقطہ ہوتا ہے اس نقشہ میں کچھ اصل بھی دکھائی دیتا ہے ۔ ہزارہا نقشے پیش ہو جاتے ہیں"۔

مولانا محمد علی صاحب سے خطاب

پھر مولوی محمد علی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا "مولوی صاحب آپ کے لئے بھی مجھے بڑی معرفت پیدا ہوئی ۔ علمہ البیان کی توفیق ہو تو مولوی صاحب ایک رکوع بھی بیان نہیں ہو سکتا"۔

مولوی صاحب نے عرض کیا ۔ حضور کی ساری عمر کی کوشش اور محنت مجھے بیٹھے بٹھائے مل گئی ۔ یہ نعمت لوگوں تک پہنچانے کی خدا مجھے توفیق دے جتنا کام حضور نے دنیا میں کیا ہے اس کا دسواں حصہ بھی دنیا کو نصیب ہو تو بہت ہے ۔

آپ نے چشم پُرآب ہو کر فرمایا "بخاری رہ گئی ۔ قرآن کی طرح میں نے اس کو پڑھا ہے ۔ بہت صاف کیا ہے ۔ پانی کی طرح کیا ہے ۔ اب کون جانے ۔ بہت پڑھا ہے ۔ کوئی نہیں جانتا اس میں کیا جواہر ہیں"۔

میاں محمد بخا گلپوری ایم ۔ اے کی نسبت فرمایا "ہم سے کچھ تعلق رکھتے ہیں بیٹے ہیں ۔ زہرہ کے خاوند ہیں ۔ زہرہ کو میں نے قرآن خود پڑھایا ہے"۔

ڈاکٹر غلام محمد کو فرمایا "کوئی خدمت کرو ۔ تشخیص کرو مجھے کیا ہے"۔

محمد امین کے متعلق جب لاہور رخصت ہونے کے لئے حاضر ہُوا فرمایا "بہت پیارا بچہ ہے اللہ اسکو نیک رکھے"۔

دوزخ کے متعلق کشف

فرمایا "رات میں نے دیکھا میں دوزخ میں چلا گیا ۔ میں نے کہا بہت مشکل مقام ہے ۔ مجھے الہام ہُوا ۔ الحمی من فیح جھنم فاطفئوہ بالماء یعنی تپ جہنم کی ایک لپیٹ ہے اسکو پانی کے ساتھ ٹھنڈا کر دو ۔ یہ بھی الہام ہُوا گھبرانے کی کوئی بات نہیں"۔

تپ کے علاج کے متعلق فرمایا ۔ "چار چیزیں دکھائی گئیں (۱) پانی ہر مرض کا علاج ہے ۔ (۲) ہوا ہر مرض کا علاج ہے ۔ (۳) آگ بہت سے مرضوں کا علاج ہے ۔ دوزخ اسی لئے رکھا ہے کہ بڑے بڑے بیمار وہاں جھونک دیں (۴) درد کے لئے آگ اور پانی دونوں بتائے گئے ۔ رات بڑے بڑے طریقے مجھے بتائے گئے ہیں اور اللہ نے بڑے بڑے قواعد بتائے ہیں اگر میں زندہ رہا تو سب بتا دوں گا ۔ کل بیماریوں کے علاج ہیں انشاء اللہ سنا دینگے ۔ دوزخ بھی میں نے آپ دیکھا اور عذاب بھی محسوس ہُوا ۔

مسیح موعود نے سب نمونے دکھائے

شیخ نیاز احمد صاحب کا خط مولوی صدرالدین صاحب نے پیش کیا کہ وہ چاہتے ہیں کہ افتتاح مسجد کے لئے اور نماز جمعہ پڑھانے کے لئے میاں صاحب کو وہاں روانہ فرما دیں آپ نے فرمایا "میاں صاحب موجود ہیں ان کو جانے میں کیا انکار ہے"۔

پھر فرمایا "مخلص آدمی ہے ۔ بہت مخلص ہے بارہ ہزار روپیہ کے قریب خرچ کیا ہے ۔ اگرچہ بارہ بارہ ہزار روپے مسجد کے لئے مناسب نہیں ۔ مگر لوگ کیا کریں موجودہ پوزیشن ایسی ہو گئی ہے ۔ مسجد رسول اللہ صلعم کا زمانہ بڑا مشکل ہے ۔ مرزا نے کیسی چھوٹی مسجد بنائی ۔ کیسے بابرکت نمونے بھی دکھائے ۔ مگر عمل کون کرے ۔ مرزا نے سارے نمونے دکھا دیئے"۔

کانفرنس میں پیش ہونے والے امور

مہربانی کر کے احباب ایسی تجاویز جو کانفرنس میں پیش کرنا چاہتے ہوں ۵ ر دسمبر ۳۵ء سے قبل سیکرٹری انجمن کے نام بھیجکر مشکور فرما دیں ۔

روزے کے مسائل

(۱) روزہ کا اصل مقصد تقویٰ ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون پس روزہ میں جھوٹ بولنا گالیاں دینا ، غیبت کرنا ، بدنظری اور حرامخوری روزہ کے مقصد کو فوت کر دیتا ہے ۔

(۲) جبتک رمضان کا چاند نظر نہ آوے یا شہادت نہ ملجاوے شکی روزہ رکھنا جائز نہیں

(۳) رمضان کے فرضی روزہ کی نیت اس سے قبل شام سے ہی ہونی چاہیئے کہ کل صبح روزہ رکھنا ہے ۔ سوائے اس حالت کے کہ چاند دیکھنے کی خبر نہ آئی ہو نفلی روزہ کے لئے اسکی ضرورت نہیں صبح اُٹھکر بھی نیت ہو سکتی ہے ۔

(۴) مسافر اور بیمار کیلئے روزہ معاف ہے مسافر جب گھر پہنچے تو فوت شدہ روزوں کے بدلہ رمضان کے بعد روزے رکھ لے اور بیمار جب تندرست ہو تب روزوں کی قضا ادا کرے ۔

(۵) سفر کیلئے کوئی خاص شرط نہیں جب سفر کیلئے گھر سے نکلے وہ مسافر سمجھا جائیگا اسیطرح بیماری کیلئے کسی خاص ٹمپریچر یا بیماری کے معیار کی ضرورت نہیں البتہ معاملہ کو خدا سے صاف رکھے ۔ اور بہانہ بازی سے کام نہ لے اور جب وجہ معذوری دُور ہو جائے تو قضا شدہ روزے رکھ لے ۔

(۶) اگر ایسا بیمار ہے جسکی صحت کی درستی کیلئے ایک لمبا عرصہ درکار ہے یا اُمید صحت نہیں ۔ یا ایسا کمزور ہے جس کے لئے روزہ رکھنا مضر صحت ہے یا ایسا بڈھا ہے جسکے روزہ رکھنے سے اسکی صحت پر بُرا اثر پڑتا ہے یا حاملہ عورت ہے یا دودھ پلانیوالی عورت ہے ایسے لوگ روزہ نہ رکھیں اور ہر ایک قضا شدہ روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں لیکن مسکین کو کھانا کھلانا بھی انہی لوگوں پر فرض ہے جو مسکین کا کھانا دینے کی طاقت رکھتے ہوں جو خود مسکین ہیں اور فدیہ نہیں دے سکتے ۔ لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعھا کے مطابق ہر طرح معافی کے نیچے ہیں

(۷) روزہ میں غلطی سے اگر کوئی چیز منہ میں ڈال لی جائے یا نگل لیجائے یا کلی کرتے وقت سہوًا غلطی سے پانی حلق سے نیچے اُتر جائے ۔ تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا

(۸) کسی خوشبو یا بدبو ، گرد وغبار کے ناک میں یا منہ میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

(۹) آنکھ میں سرمہ ڈالنے ، نہانے سر میں تیل ڈالنے آنکھ یا کان میں دوا ڈالنے آئینہ دیکھنے قے آجانے نکسیر پھوٹنے خون نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

(۱۰) حکم ہے کہ افطار میں جلدی کرو اور سحری کھانے میں تاخیر کرو ۔ صحابہؓ سے روایت ہے کہ ہمارے سحری کھانے اور نماز فجر کے شروع ہونیکے درمیان میں اتنا وقفہ ہوتا تھا جس میں چالیس آیتیں پڑھی جا سکتی ہیں ۔ ایک مرتبہ حضرت بلالؓ نے غلطی سے اذان جلد دیدی تھی تو آنحضرت صلعم نے حکم دیا کہ مسلمانوں کے گھروں پر جاؤ اور ان کو اطلاع دو کہ ابھی سحری کھا سکتے ہو ۔ مجھ سے غلطی ہو گئی ۔

(۱۱) رمضان کی راتوں میں قیام کرنا خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اس سے بڑھکر بدقسمت کون ہوگا ۔ جس نے رمضان کو پایا اور خدا سے اپنے گناہ نہ بخشوالئے آپ پچھلی رات کو قیام کرتے تھے اور گیارہ رکعت پڑھتے تھے دو دو رکعت کی نیت باندھتے تھے ۔ گیارھویں یعنی آخری رکعت علیحدہ پڑھتے تھے ۔ یہی آخری رکعت وتر کہلاتی ہے کیونکہ یہ رکعت ساری رکعتوں کو طاق کر دیتی ہے ۔ چونکہ آجکل ہمارے ملک میں عشا کی نماز کے آخر میں تین رکعت وتر پڑھ لیتے ہیں اس لئے پچھلی رات صرف آٹھ رکعت پڑھنی کافی ہیں اور اگر پہلی رات میں تین رکعت وتر نہ پڑھے تو پھر آخر شب میں گیارہ رکعت پڑھے پہلی شب میں بیس رکعتیں اور تین رکعت وتر کا پڑھنا حضرت عمرؓ کے زمانہ میں شروع ہُوا لوگ مسجد میں بعد نماز عشا بیٹھے باتیں کرتے رہتے تھے آپ نے ایک حافظ قرآن کو مقرر کیا کہ وہ انہیں بیس رکعت پڑھاوے اور انہیں قرآن سناوے اسطرح قرآن سننے کا ایک موقعہ پیدا کر دیا لیکن سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر شب میں قیام کرنا ہے ۔

برکات الدعا

دعا اور پیشگوئی کی حقیقت پر دلچسپ گفتگو

(از قاضی عبدالرشید صاحب بی اے مسلم ہوسٹل لاہور)

آج صبح بُدھ ۲۰ نومبر ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب مسلم ہوسٹل میں تشریف لائے۔ اور حضرت مرزا صاحب کی کتاب برکات الدعا پر جس کا آج کل درس ہوا کرتا ہے۔ انگریزی زبان میں کچھ ریویو کیا۔ اور اس سلسلہ میں بعض غیر احمدی طلبہ کے اعتراضات کا جواب بھی دیا۔ یہ مکالمہ چونکہ دلچسپ تھا۔ اور تعلیم یافتہ نوجوانوں کے ساتھ ہوا اس لیے اس کے خلاصہ کی اشاعت فائدہ کا موجب ہوگی۔

مذہب اور سائنس کا اختلاف

ڈاکٹر صاحب نے فرمایا۔ کہ اس کتاب برکات الدعا میں حضرت مرزا صاحب نے دعا پر بحث کرکے دراصل مذہب کی حقیقت کو بیان کیا ہے۔ کیونکہ موجودہ مادی تہذیب کے اثرات کا نتیجہ ہے۔ کہ مذہب کو ایک رسمی اور رواجی چیز سمجھا جانے لگا ہے۔ اور اس امر سے انکار کیا گیا ہے کہ ظاہری اسباب دنیا کے بغیر بھی کوئی اور غیر مادی منبع کامیابی ہے اور یہی وہ مقام ہے جہاں مذہب اور موجودہ تہذیب کا آپس میں تصادم ہے۔ مذہب اس بات کا قائل ہے۔ کہ دعا کے ذریعہ بڑے بڑے عظیم الشان نتائج پیدا ہوتے ہیں جو صرف اسباب سے ممکن نہیں ہوسکتے۔ مگر سائنس اس بات سے آج تک انکار کرتی رہی ہے۔ سر سید احمد خاں مرحوم نے بھی اس حقیقت کو نہیں سمجھا تھا۔ اور اگرچہ مسلمانوں کی بہتری کا انہوں نے بہت عظیم الشان کام کیا۔ مگر اپنی مذہبی تصانیف میں اسلام کی حقیقی تصویر نہیں پیش کر سکے۔ اُن کا یہ خیال تھا۔ کہ وہی بات ہوتی ہے جو پہلے سے مقدر ہو چکی ہو۔ دعا کو اس میں کچھ دخل نہیں ہے۔ دعا سے صرف تسکین قلب ہوتی ہے اور بس۔ سو حضرت مرزا صاحب نے برکات الدعا میں سر سید مرحوم کے اسی خیال کو لیا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ دوسرے دُنیوی اسباب کی طرح دعا بھی منجملہ اسباب میں سے ہے؟

دعا کی تاثیر کا ظاہری ثبوت

اس دوران میں ایم۔ اے کے ایک سٹوڈنٹ معترض ہوئے کہ "مرزا صاحب کے اس بیان کے علاوہ دلائل کا کوئی ظاہری ثبوت بھی ہے؟"

ڈاکٹر صاحب نے اس کے جواب میں حضرت صاحب کی ایک نظم جو برکات الدعا کے آخر میں ہے پڑھ کر سنائی۔ اور اس آخری شعر پر زور دیا ؎

اں مکن انکار زیں اسرار قدرت ہائے حق
قصہ کوتاہ کن بہ بیں از ما دعائے مستجاب

اور پھر فرمایا۔ کہ حضرت صاحب نے اپنی زندگی میں دعا کے قبول ہونے کا ثبوت بارہا دنیا کے سامنے پیش کیا۔ منجملہ اُن مسلمہ واقعات کے قتل لیکھرام کا واقعہ بھی حضرت مرزا صاحب کی تبل از وقت دعا کے قبول ہونے پر شاہد ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے پیشگوئی کے الفاظ برکات الدعا کے سرورق میں سے پڑھ کر سنائے۔ جن کا ایک فقرہ حسب ذیل ہے:۔

"آج جو ۲-اپریل ۱۸۹۳ء مطابق ۱۴-ماہ رمضان ۱۳۱۰ھ ہے۔ صبح کے وقت تھوڑی سی غنودگی کی حالت میں میں نے دیکھا۔ کہ میں ایک وسیع مکان میں بیٹھا ہوا ہوں اور چند دوست بھی میرے پاس موجود ہیں۔ اتنے میں ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اس کے چہرے پر سے خون ٹپکتا ہے میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ میں نے نظر اُٹھا کر دیکھا۔ تو مجھے معلوم ہوا۔ کہ وہ ایک نئی خلقت اور شمائل کا شخص ہے۔ گویا انسان نہیں ملائک شداد غلاظ میں سے ہے اور اس کی ہیبت دلوں پر طاری تھی۔ اور میں اس کو دیکھتا ہی تھا۔ کہ اس نے مجھ سے پوچھا۔ کہ لیکھرام کہاں ہے۔ اور ایک اور شخص کا نام لیا۔ کہ وہ کہاں ہے۔ تب میں نے اس وقت سمجھا کہ یہ شخص لیکھرام اور دوسرے شخص کی سزا دہی کے لیے مامور کیا گیا ہے۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ وہ دوسرا شخص کون ہے۔ ہاں یہ یقینی طور پر یاد رہا ہے۔ کہ وہ دوسرا شخص انہی چند آدمیوں میں سے ہے جن کی نسبت میں اشتہار دے چکا ہوں۔ اور یہ یکشنبہ کا دن اور ۴ بجے صبح کا وقت تھا۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک"

لیکھرام کا قتل

اس عبارت کے پڑھنے کے بعد ڈاکٹر صاحب نے لیکھرام کی خلافِ اسلام تحریرات کا مختصراً ذکر کیا۔ اور حضرت مرزا صاحب کے ساتھ اُس کے مباحثات کا تذکرہ کیا اور فرمایا۔ کہ عقلی دلائل کے استعمال کرنے کے بعد حضرت مرزا صاحب نے یہ روحانی ہتھیار استعمال کیا۔ یعنی لیکھرام کی تباہی کی دعا کی اور لیکھرام کو بھی اپنی تباہی کی دعا کرنے کو کہا۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب کو دعا کے بعد جو انکشاف ہوا وہ سو فی صدی صحیح نکلا جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ دُنیوی اسباب کے علاوہ بھی کوئی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ جس کو مذہب نے آکر بتلایا ہے۔

لیکھرام کے قتل میں کسی مافوق ہستی کا ہاتھ تھا

اس پر بعض طلبہ نے یہ اعتراض کیا۔ کہ لیکھرام مرزا صاحب کی سازش سے قتل ہوا تھا جس کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے فرمایا۔ کہ ایک ایسے مشہور انسان کا قتل ہو جانا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ اور اگر یہ قتل مرزا صاحب کی سازش کا ہی نتیجہ تھا۔ تو اس کا کھوج نکال لینا کوئی مشکل امر نہ تھا۔ کیونکہ ایک تو یہ پیشگوئی پہلے سے مشتہر کی جاچکی تھی۔ جس سے نہ تو حکومت بے خبر تھی۔ اور نہ آریہ۔ پھر عجیب بات یہ ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے مخالف نہ صرف آریہ ہی تھے۔ بلکہ خود مسلمان بھی تھے۔ مگر ان جملہ مخالف واقعات کی موجودگی میں پیشگوئی کا صفائی سے پورا ہو جانا بتلاتا ہے۔ کہ اس میں کسی مافوق ہستی کا ہاتھ تھا۔

پیشگوئی اور فہم رسا

ایک اور سٹوڈنٹ نے پھر یہ اعتراض کیا۔ کہ چونکہ اس وقت آریوں کی گندہ دہنی سے مسلمان بھی تنگ آئے ہوئے تھے اور وہ مشتعل تھے۔ اس لئے مرزا صاحب نے صورت حالات کا اندازہ لگاتے ہوئے لیکھرام کے قتل کی پیشگوئی کر دی۔ جیسے گزشتہ سالوں میں راجپال کے کتاب لکھنے پر مسلمانوں میں جوش و اضطراب پیدا ہوا تھا۔ اور اگر اس وقت کوئی شخص پیشگوئی کرنا چاہتا۔ تو راجپال کے قتل کی پیشگوئی کر سکتا تھا۔ اس لئے یہ پیشگوئی کوئی بڑی اہم پیشگوئی نہیں ہے۔ بلکہ ہو سکتا ہے۔ کہ مرزا صاحب کے فہم رسا کا نتیجہ ہو۔ اس لئے پیشگوئی تو وہ ہونی چاہئے۔ جو ایسے وقت کی جائے جبکہ اس کے پورا ہونے کے بظاہر کوئی اسباب نہ ہوں۔ مثلاً حضرت عمرؓ نے ایک وقت خطبہ کے دوران میں کسی جرنیل کو اطلاع دی۔ کہ اُن کے عقب میں پہاڑ کے دوسری جانب مخالفین اسلام کی فوج بلا اطلاع آپہنچی ہے اور حملہ کرنا چاہتی ہے۔ چنانچہ بعد ازاں یہ پیشگوئی درست ثابت ہوئی۔

اس پر ڈاکٹر صاحب نے فرمایا۔ کہ اگر ایسی صاف پیشگوئی کو فہم رسا کا نتیجہ قرار دیا جائے۔ تو پھر عیسائیوں کے وہ اعتراضات بھی درست ماننے پڑتے ہیں۔ جن میں اُنہوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام کامیابی کو صرف ان کے فہم رسا اور قابلیت کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ حالانکہ واقعات گواہ ہیں۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عرب کے فتح ہو جانے کی پیشگوئی جس صفائی سے پوری ہوئی اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اس لئے اگر کوئی جھوٹا شخص بھی اپنی فہم رسا اور عقلمندی سے ایسی پیشگوئی کر سکتا ہے۔ جیسا کہ ایک سچا شخص خدا سے علم حاصل کرکے کرتا ہے۔ اور دونو پیشگوئیاں پوری ہوتی ہیں۔ تو پھر سچے شخص اور جھوٹے شخص میں کوئی امتیاز باقی نہیں رہتا۔

مغرب میں تبلیغ اسلام کے متعلق پیش گوئی

اس سلسلہ میں ڈاکٹر صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی ایک اور پیش گوئی بیان کی جو انگریزوں کے متعلق تھی۔ اور پھر مرزا صاحب ایک گاؤں کے رہنے والے تھے۔ علوم جدیدہ سے ناواقف تھے۔ کبھی اپنے صوبہ سے باہر قدم نہ رکھا تھا۔ اور اُن کے پاس کوئی مادی ذرائع تھے۔ یورپ والوں کے خیالات سے بے بہرہ تھے۔ ان حالات میں انہوں نے کشف میں دیکھا کہ "وہ لندن میں ایک ممبر پر کھڑے وعظ کر رہے ہیں۔ کہ اتنے میں سفید پرندے اُڑتے ہوئے آئے جنکو انہوں نے پکڑ لیا۔" پھر اس کی تشریح یوں فرمائی۔ کہ اُن کے مرید انگلستان جاکر انگریزوں کو مسلمان کریں گے۔ یہ پیشگوئی ایسے زمانہ میں کی گئی جبکہ کسی کے خواب و خیال میں بھی نہ آسکتا تھا۔ کہ انگریز قوم مسلمان ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اس حقیقت کو ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین صاحب بیرسٹر نے خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی وفات کے موقع پر جلسہ تعزیت میں بیان کیا تھا۔ کہ لندن میں جب انہوں نے خواجہ صاحب مرحوم کو دیکھا۔ اور معلوم کیا۔ کہ وہ تبلیغ اسلام کے لیے آئے ہیں۔

اخلاقِ حضرت مسیح موعودؑ

(از قلم مولوی مرتضیٰ خانصاحب بی۔ اے ماٹگر دل)

صداقت شعاری

بچہ کی ضد اور آپ کا سچ بات پہ اصرار

ایک دفعہ صاحبزادوں میں سے کوئی برف لینے کی ضد کر رہا تھا۔ برف تھی نہیں حضرت صاحب بچے کو بہلاتے مگر وہ مانتا نہیں تھا اور روئے جاتا تھا۔ گھر سے ایک نمک کی ڈلی بھیجی گئی کہ بچہ برف مانگتا ہے آپ اس کو یہ نمک کی ڈلی دیں اور کہیں کہ یہ برف ہے شاید اس طرح سے مان جائے۔ بچے کو منانے کے لئے نمک کو برف کہدینا ایک معمولی بات تھی لیکن حضرت صاحب نے اس کو بھی گوارا نہ فرمایا۔ بجائے اس کے کہ آپ فرماتے کہ یہ لو برف ہے آپ یہی فرماتے رہے کہ لو کبھی اسی کو برف سمجھ لو۔ اس سے آپ کی قلبی کیفیت کا پتہ ملتا ہے اور یہ امر آپ کی انتہائی صداقت شعاری اور راستی کی علامت ہے ورنہ بچوں کو بہلنے کے لئے اس قسم کی باتیں کہدینا کبھی کسی کے وہم میں بھی نہیں آتا کہ جھوٹ بولنے کے مترادف ہے۔

عدالت میں غلط بیان دینے سے انکار

لالہ دینا ناتھ جو بہت سی اردو اخبارات کے ایڈیٹر تھے، انہوں نے ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی بار لوگوں کے سامنے بیان کیا کہ اگرچہ مرزا صاحب سے انکا اختلاف تھا۔ لیکن وہ مرزا صاحب کو ایک بہت بڑا انسان سمجھتے تھے جس کی تفصیل وہ یوں بیان کیا کرتے تھے۔ کہ مولوی فضل الدین صاحب مرحوم ایڈوکیٹ نے ان سے ایک دفعہ بیان کیا کہ مرزا صاحب پر کوئی مقدمہ تھا میں ان کا وکیل تھا میں نے عدالت میں پیش کرنے کیلئے مرزا صاحب کی طرف سے ایک بیان تیار کیا۔ مرزا صاحب کو سنایا۔ آپ بہت برہم ہوئے اور فرمایا کہ یہ تو جھوٹ ہے میں جھوٹی بات پیش کرنا نہیں چاہتا۔ مولوی فضل الدین صاحب کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اس کے بغیر چارہ نہیں ورنہ آپ کے خلاف مقدمہ ہو جائیگا۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ کچھ پرواہ نہیں میں جھوٹ بول کر مقدمہ نہیں جیتنا چاہتا۔ میں سچا بیان دوں گا اور آپ دیکھیں گے کہ سچ میں وہ اثر ہوگا جو اس جھوٹ میں ہرگز نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپ نے اپنا بیان خود لکھوایا اور آپ کامیاب ہوئے۔ مولوی فضل الدین صاحب کہتے تھے کہ مدت العمر میں یہ پہلا واقعہ تھا کہ ہمیں موکل نے سچا بیان دینے پر مجبور کیا ہو۔ ورنہ لوگ سچ جھوٹ کی کبھی پرواہ نہیں کرتے، یہ خصوصیت ایک مرزا صاحب میں ہی دیکھی گئی۔

محکمہ ڈاک کا مقدمہ

ایک دفعہ آپ پر ڈاکخانہ کی طرف سے ایک مقدمہ بن گیا۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ آپ نے ایک کتاب کے اندر جو کسی شخص کو بھیجی گئی ایک خط بھی لکھ کر رکھدیا۔ ڈاکخانہ کے قواعد سے آپ واقف نہ تھے، معلوم ہونے پر آپ کے خلاف مقدمہ بنا یا گیا۔ لوگ مشورہ دیتے تھے کہ آپ یہ جواب دیں کہ فلاں مخالف نے میری ایذا دہی کیلئے یہ کیا ہے۔ غرض مختلف لوگ مختلف قسم کی ترکیبیں بتاتے لیکن آپ نے ایک نہ سنی اور فرمایا کہ جو امر واقعہ ہے وہی میں بیان کروں گا۔ چنانچہ آپ نے وہی بیان دیا جو امر واقعہ تھا۔ آپ نے اپنی غلطی کہا اور ڈاکخانہ کے قواعد سے عدم واقفیت کا اعتراف کیا اور آپ پر کوئی حرف نہ آسکا۔

دعویٰ سے قبل آپ کی راستبازانہ زندگی

دعویٰ سے قبل آپ کے والد بزرگوار آپ کو مقدمات کی پیروی کے لئے بھیجتے تھے۔ آپ ہمیشہ سچ بولتے۔ کبھی کوئی خلاف واقعہ امر بیان نہیں کیا خواہ اس میں کتنا ہی نقصان ہو۔

ایک دفعہ ایک مخالف کے متعلق ایک سنی ہوئی روایت کی بناء پر آپ نے کہیں لکھدیا کہ اس کا گذارہ اس طریق پر ہے مخالف نے اس پر اعتراض کیا کہ یہ خلاف واقعہ ہے۔ آپ نے اپنے بیان کو واپس لے لیا اور فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں تھا ورنہ میں ایسا نہ لکھتا۔ آپ پر عدالتوں میں سنگین سے سنگین مقدمات مثلاً قتل و خون کے دائر ہوتے رہے کسی دفعہ یہ نہیں دیکھا گیا کہ آپ نے کوئی امر خلاف واقعہ بیان کیا ہو۔ ورنہ ایسے مقدمات میں لوگ کیا کچھ نہیں کرتے۔ ان کے وہم میں بھی نہیں آتا کہ یہ امر سچ ہے یا جھوٹ۔ ہر مخالف کے خلاف رطب و یابس پیش کر دیا جاتا ہے لیکن حضرت کا یہ طریق نہیں تھا جو امر سچا ہوتا آپ وہی پیش کرتے۔

آپ حق بات میں کسی کی رعایت نہ فرماتے

سچی بات کہنے میں آپ کسی کی رو رعایت نہیں فرماتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ گھر میں جو مستورات آتی ہیں ان میں سے جو غریب ہوں ان کی تو چنداں پرواہ نہیں کیجاتی اور امراکی بہت عزت اور خاطر و مدارات کی جاتی ہے حالانکہ غریب لوگ زیادہ دلجوئی کے مستحق ہوتے ہیں۔ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دل میں امیر غریب کا امتیاز نہیں تھا۔ بلکہ غریب کیلئے جذبہ محبت زیادہ تھا۔ اور یہ بات تو ظاہر ہی ہے کہ اس امر کے بیان کرنے میں آپ نے گھر کے آدمیوں کا نقص ظاہر کرنے میں کوئی رعایت نہیں فرمائی۔ بلکہ صاف لفظوں میں جو نقص نظر آیا علیٰ رؤس الاشہاد بیان فرما دیا ورنہ پیر اور واعظ اپنے گھر کے آدمیوں کے زہد و تقوے کا بھی ساتھ ساتھ ڈھول پیٹتے رہتے ہیں۔

حق بات میں مخالف کی حمایت

امیر حبیب اللہ خان والی کابل کے ہاتھ سے جو صدمہ حضرت صاحب اور کل جماعت کو پہنچا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ انہی حضرت نے ہمارے نہایت ہی مکرم بھائی مولانا عبد اللطیف صاحب شہید کو سنگسار کیا تھا۔ یہ ایک ایسا دردناک واقعہ تھا جس سے حضرت صاحب کو اور ان کے متبعین کو سخت اذیت پہنچی۔ بایں ہمہ جب امیر حبیب اللہ خان ہندوستان تشریف لائے اور ملاں لوگوں نے ان پر آوازے کسے کہ انہوں نے فلاں مسجد میں جوتوں سمیت نماز پڑھی ہے تو حضرت نے فرمایا۔ امیر کا کچھ قصور نہیں ملاں لوگوں کا اعتراض بیجا ہے۔ جوتی کے ساتھ نماز پڑھی جا سکتی ہے

مولانا عبد الکریم صاحب کا ایک واقعہ

حضرت مولانا عبد الکریم صاحب مرحوم حضرت اقدس پر سو جان سے فدا تھے اور حضرت صاحب بھی ان کا بہت احترام فرماتے تھے۔ لیکن باوجود اس کے جب ایک دفعہ مولانا صاحب کے منہ سے اپنی بیوی کے متعلق یہ الفاظ نکلے کہ میں ان کو سخت ڈانٹ دونگا تو آپ نے فرمایا کہ پھر آپ کا اور ہمارا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ میں پسند نہیں کرتا کہ ازواج کے ساتھ اس سختی کا سلوک کیا جائے۔ ایک اور موقعہ پر مولانا صاحب نے ایک شخص پر اعتراض کیا۔ آپ نے فرمایا مجھے اس سے اتفاق نہیں ہے۔ غرضیکہ آپ ہمیشہ حق بات فرماتے اور اس معاملہ میں دوست و دشمن کی کوئی رعایت نہ رکھتے۔

صداقت شعاری کا ایک اور واقعہ

غالباً ۱۹۰۴ء یا ۱۹۰۵ء کا واقعہ ہے کہ آپ لاہور میں تشریف لائے اور آپ کا لیکچر "اسلام اور اس ملک کے دوسرے مذاہب" ہوا حضرت مولانا عبد الکریم صاحب نے یہ لیکچر ایک عظیم الشان مجمع کے اندر پڑھا میں انہی دنوں حضور سے مشرف بہ بیعت ہوا تھا۔ میرے سامنے کا واقعہ ہے کہ حضرت صاحب مفتی محمد صادق صاحب سے قادیان کے متعلق گفتگو فرما رہے تھے۔ کہ وہاں کس کو بھیجا جائے۔ مفتی صاحب نے حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کا نام تجویز فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں اگر وہ پسند کریں تو۔ اسی اثنا میں حضرت مولانا صاحب بھی وہاں تشریف لے آئے۔ مفتی صاحب نے مولانا صاحب کے گلے میں ہاتھ ڈالکر کہا کہ آپ قادیان تشریف لیجائیے حضرت نے فرمایا ہے۔ حضرت نے ٹوکا اور فرمایا میں نے تو ایسا نہیں کہا آپ خود ہی فرماتے تھے۔ میں نے تو یہ کہا ہے کہ اگر وہ پسند کریں تو۔

قرآن مجید سے عشق

مرزا سلطان احمد مرحوم کی شہادت

حضرت صاحب کو قرآن مجید سے بے انتہا عشق تھا۔ اس عشق کا آپ کے اشعار سے پتہ چلتا ہے۔ جس میں آپ نے قرآن مجید کی خوبیوں اور اس کے محاسن کے گیت گائے ہیں۔ یہ محض شاعرانہ باتیں نہیں ہیں۔ بلکہ عملاً بھی دیکھا گیا ہے کہ آپ کو قرآن شریف سے غایت درجہ کا عشق تھا۔ آپ کے سب سے بڑے صاحبزادہ مرزا سلطان احمد مرحوم نے ایک دفعہ ایک شخص سے بیان کیا کہ میرے پاس حضرۃ مرزا صاحب کی وہ حمائل ہے جو آپ نے دس ہزار دفعہ پڑھی ہے اور اس بیان کی صداقت میں کچھ شبہ نہیں کیونکہ دعویٰ سے قبل آپ کا شغل ہی قرآن مجید کا پڑھنا تھا اور اس کے بعد بھی آپ کا یہی طریق رہا کہ جب کوئی کتاب یا مضمون تحریر فرماتے آپ سارا قرآن شریف ایکدفعہ پڑھ جاتے غرضیکہ آپ کا عشق قرآن مجید سے ایک کھلی حقیقت ہے جس کا دوست دشمن سب کو اعتراف ہے

ڈاکٹر سر اقبال کی شہادت

خود ڈاکٹر سر اقبال نے ایک دفعہ کہا کہ رسول اللہ کے عاشق تو بہت گزرے۔ لیکن قرآن کا عاشق ایک مرزا صاحب کو ہی دیکھا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ حضرت صاحب وہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے قرآن کریم کی مدح میں اشعار لکھے ہیں یہی وجہ ہے کہ انجمن حمایت اسلام کی کتب کے مصنف کو جب حمد باری اور نعت کے بعد قرآن شریف کی مدح میں نظم کی ضرورت پڑی تو حضرت اقدس کی نظم کے سوائے کوئی نظم ان کو کہیں سے مل نہ سکی،

آپ کا عشق قرآن ایک مستقل مضمون ہے

آپ کا قرآن شریف سے عشق بذات خود ایک مستقل مضمون ہے جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں، اس موضوع پر حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنے ایک ٹریکٹ میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے اسکی نسبت یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ آپ نے دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ حضرت نے جو اشعار قرآن مجید کی مدح میں بالخصوص تحریر فرمائے ہیں اور جس بے نظیر انداز سے قرآن کی خوبیوں اور محاسن کو بیان فرمایا ہے اس میں آپ منفرد ہیں۔ کلام کی خوبی برجستگی اور اسکی قدرتی روانی آپ کی قلبی کیفیت اور دلی جذبات کو ظاہر کرتی ہے

قرآن کے ظاہری آداب کی پابندی

قرآن مجید کی ظاہری طور پر بھی آپ نہایت عزت کرتے تھے باوجودیکہ آپ بچوں کو مارنے کے سخت مخالف تھے تاہم جب ایک دفعہ صاحبزادہ مبارک احمد صاحب مرحوم سے بچپن کے عالم میں قرآن شریف نیچے گر گیا آپ نے ایک تھپڑ رکھا

خبرین

عالم اسلام

—— گذشتہ دنوں بعض یورپین خبر رساں ایجنسیوں نے مغربی اخبارات میں یہ خبر شائع کرائی تھی کہ حکومت ترکی نے ایک سو بارہ مساجد کو حکماً بند کر دیا ہے۔ مصر کے مشہور اخبار "البلاغ" نے اسکی پُرزور تردید کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ گذشتہ دنوں ترکی کے محکمہ آثار قدیمہ نے ایک سو بارہ بوسیدہ مساجد کو اپنی تحویل میں لیکر از سرنو تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس پر یورپین ایجنسیوں نے شور مچا دیا کہ حکومت ترکی نے مساجد کو حکماً بند کر دیا۔ حالانکہ یہ مساجد حکومت کے خرچ پر زیر تعمیر ہیں۔ اور ان پر کوئی قیود عائد نہیں کی گئیں۔

—— معاصر مذکور نے یہ بھی لکھا ہے کہ یورپین خبر رساں ایجنسیوں کا اصل مقصد یہ ہے کہ اسلامی دنیا کے قلوب میں ترکوں کیلئے جو عزت ہے وہ نفرت سے بدل جائے اور ترکی کی تمرانی ترقیاں یورپین سلطنتوں کے لئے ناسور کا درجہ رکھتی ہیں اسی لئے یہ مکروہ پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔

—— معاصر "ام القریٰ" اپنی تازہ اشاعت میں رقمطراز ہے کہ حبش کا ایک وفد جسکو شاہ حبشہ نے بھیجا ہے یمن کے راستے جدہ پہنچا ہے۔ وہاں حکومت حجاز کی طرف سے اس کا انتہائی اعزاز واکرام کے ساتھ خیر مقدم کیا گیا۔

—— سلطان ابن سعود کے ابن عم شیخ عبداللہ جلوی جو شروع ہی سے ہر کام میں سلطان موصوف کے دست راست رہے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

—— ترکی کی مردم شماری کے متعلق مزید تفصیلات موصول ہوئی ہیں۔ کل آبادی ۱۶۱۸۸۷۶۷ جس میں سے ۷۹۷۴۹۲۵ مرد اور ۸۲۱۳۸۴۲ عورتیں ہیں۔ ان دنوں قسطنطنیہ کی آبادی ۷۴۰۷۵۱ ہے اور انگورہ کی ۱۲۳۳۱۴ ہے۔

—— مکہ معظمہ کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ حجاز میں ہر طرح سے امن وامان ہے اطالیہ اور حبشہ کی لڑائی سے حجاز کے امن وامان پر مطلق کسی قسم کا اثر نہیں پڑا۔ بحری راستے حجاج کیلئے بالکل محفوظ ہیں۔ حکومت سعودیہ کے تعلقات تمام خارجی حکومتوں سے دوستانہ ہیں۔

—— قاہرہ ۲۳ نومبر۔ کل پھر بلوہ ہو گیا جس میں سات کانسٹیبل اور ایک بلوائی مجروح ہو گئے بلوائیوں نے بسوں، موٹر کاروں اور ٹراموں پر پتھر پھینکے پولیس نے اس سلسلہ میں پچاس آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ اور ہجوم کو مرعوب کرنے کیلئے تین مرتبہ ہوائی فائر کئے اور اس طریقے سے ہجوم بالکل منتشر ہو گیا۔

—— پیرس ۲۲ نومبر۔ غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی لے پالک بیٹی زہرہ جو لندن میں تعلیم حاصل کر رہی تھیں وطن جانے کیلئے لندن سے پیرس روانہ ہوئیں اور کسی نامعلوم وجہ سے چلتی ٹرین سے گر پڑیں۔ لاش لائن پر گری ہوئی ملی زخموں اور ضربوں کے بے شمار نشانات جسم پر موجود تھے۔ فی الفور ہسپتال پہنچایا گیا لیکن آپ جانبر نہ ہو سکیں۔ خیال کیا جاتا ہے زہرہ نے اپنی جان بچانے کے لئے بہت دیر تک ٹرین کو پکڑے رکھا۔

—— انگورہ ۲۲ نومبر۔ غازی مصطفےٰ کمال پاشا کو زہرہ کی دردناک موت سے عدد درجہ صدمہ ہوا۔ زہرہ ان کی لے پالک بیٹیوں میں ایک تھیں جنکے والد جنگ آزادی میں شہید ہو چکے تھے۔ غازی موصوف نے مرحومہ کی تعلیم وتربیت کا خاص اہتمام کیا تھا اور انکو بہت عزیز رکھتے تھے۔

—— فلسطین کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ یہودی اس ملک میں بکثرت زمین خرید رہے ہیں اور حکومت بھی انہیں ہر جگہ زمین دے رہی ہے جسقدر خالی زمین تھی وہ تقریباً تمام یہودیوں کے قبضے میں چلی گئی ہے جس میں وہ اراضیات بھی شامل ہیں جو عربوں کی آبادی کے وسط میں یا قریب واقع ہیں۔ ان نامناسب حالات کی وجہ سے عربوں میں شدید جوش پھیل رہا ہے۔

—— حکومت فلسطین نے تمام بنکوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی مفصل رپورٹ پیش کریں اور اس رپورٹ میں ان اثرات کو بھی دکھلائیں جو اٹلی وحبشہ کی جنگ سے پڑ رہے ہیں۔

ہندوستان

—— ناگپور ۲۴ نومبر۔ کمانڈران چیف نے ایک مراسلہ کے ذریعے ڈاکٹر مونجے کی اس تجویز کی پُرزور حمایت کی ہے کہ وہ ناسک میں طلبہ کو فوجی ٹریننگ دینے کیلئے ایک سکول کھولنا چاہتے ہیں اور خواہش ظاہر کی کہ ملک بھر میں ایسی اور درسگاہیں بھی کھلیں کمانڈر انچیف نے اس سکول کیلئے ڈاکٹر صاحب کو سو روپے کا عطیہ بھی بھیجا ہے۔

—— لاہور ۲۴ نومبر۔ کل اطلاع ملی کہ سکھ گوردوارہ شہید گنج میں کوٹھڑی کوٹ رہے ہیں اور کوئی عمارت بنانا چاہتے ہیں چنانچہ اس اطلاع کی بنا پر سٹی مجسٹریٹ فوراً گوردوارہ میں پہنچا تو متعدد سکھوں کو کوٹھڑی کوٹتے پایا۔ چنانچہ ان کو تنبیہ کے بعد حکماً بند کر دیا اور ہدایت کی کہ وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم امتناعی کی تعمیل میں تا فیصلہ مقدمہ کوئی عمارت تعمیر نہ کریں۔

—— لاہور ۲۴ نومبر۔ آج دو بجے بعد دوپہر باغ بیرون موچی دروازہ میں سید حبیب اور میاں فیروز الدین احمد نظر بندان تحریک شہید گنج کی رہائی پر مبارکباد دینے کیلئے ایک بارونق جلسہ منعقد ہوا۔ پیر جماعت علی شاہ صاحب صدر تھے متعدد اصحاب نے تقریریں کیں اور نظمیں پڑھیں۔ اور مختلف افراد اور جماعتوں کی طرف سے متعدد تحائف وسپاس نامے پیش کئے گئے۔

—— لاہور ۲۳ نومبر۔ آج مسٹر ٹیل مجسٹریٹ درجہ اوّل کی عدالت میں بیس سالہ مسلم نوجوان محمد حسین کے خلاف مقدمہ قتل کی سماعت شروع ہو گئی۔ ملزم کیخلاف الزام یہ ہے کہ اس نے متعدد ہندوؤں اور سکھوں پر کلہاڑی سے قاتلانہ حملہ کیا جس سے ایک سکھ موقع پر ہلاک ہو گیا ایک ہندو اور ایک سکھ مجروح ہوئے۔

—— لائلپور ۲۴ نومبر۔ ۱۹ نومبر کی رات کو پنجاب کونسل کے تین ارکان لاہور سے لائلپور جا رہے تھے کہ ان کی موٹر کار پر چند افراد نے جو پولیس کی وردی میں ملبوس تھے۔ حملہ کیا تھا اس سلسلہ میں محکمہ پولیس نے جڑانوالہ کے دو کانسٹیبلوں اور ایک ہیڈ کانسٹیبل کے خلاف تحقیقات شروع کر دی ہے۔

—— لاہور ۲۳ نومبر۔ کل پنجاب کونسل میں دو دن کی بحث کے بعد راؤ بہادر چودھری چھوٹو رام کی یہ تحریک کہ بل تحفظ مقروضین کی دفعات پر غور کیا جائے بعد رائے شماری پاس ہو گئی۔

—— ممبر خزانہ مسٹر بائید نے حکومت کا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے کہا کہ حکومت تحفظ مقروضین کے اصول کی تائید کرتی ہے لیکن اس حد تک کہ قرضخواہوں کے ساتھ بے انصافی نہ ہو اور صوبہ کی ساکھ پر بُرا اثر نہ پڑے جس سے خود مقروضین کی مشکلات میں بھی اضافہ ہو جائیگا ان اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت سوائے دو دفعات کے باقی دفعات کی حمایت کریگی۔ بشرطیکہ ان میں سے بعض کی حکومت کی منشار کے مطابق ترمیم کر دی جائے۔

—— وہ دفعات جو حکومت منظور نہیں کر سکتی دو امور کے متعلق ہیں ایک ساہوکاروں کو لائسنس کیلئے مجبور کرنے کے متعلق اور دوسرے یہ دفعہ کہ اگر کھڑی فصل کو قرضہ کے بالعوض نیلام کیا جائے تو مقروض اور اس کے خاندان کیلئے اسقدر حصہ چھوڑ دیا جائے جو انکے گذارہ کے لئے کافی ہو۔

—— حکومت ہند نے اعلان کیا ہے کہ حکومت حجاز نے خاکساروں کو حج کی کوئی دعوت نہیں دی ہے لہذا خاکساروں کے مرکز کا یہ اعلان قابل اعتماد نہیں کہ جو ایک ہزار مسلمان انکی طرف سے جماعت کی شکل میں حج کو جائینگے انہیں صرف جہاز کا کرایہ ایکسو اسی روپیہ دینا پڑیگا۔ جدہ اترنے کے بعد وہ حکومت سعودیہ کے مہمان ہونگے۔

—— لاہور ۲۵ نومبر۔ اخبار "سول ملٹری" لاہور کے تازہ سالنامہ میں ایک سکھ مصور کی توہین آمیز اور دل آزار تصویر شائع ہوئی ہے جس میں مکہ نوجہاں کو سکھوں کے چھٹے گورو ہرگوبند کے سامنے تعظیماً سربسجود دکھلایا گیا ہے اس تصویر کی اشاعت سے مسلمانوں میں زبردست ناراضگی پیدا ہو گئی ہے۔ انجمن حمایت اسلام نے بھی ایک خاص قرارداد کے ذریعے اس تصویر کی اشاعت کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے۔

ممالک خارجہ

—— لندن ۲۲ نومبر۔ برطانیہ کی نئی وزارت مسٹر بالڈون نے مرتب کر لی ہے مسٹر ریمزے میکڈانلڈ کے لئے کوئی جگہ نہیں نکل سکی۔

—— جینوا ۲۴ نومبر۔ حکومت اطالیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ ۲۵ نومبر کو منعقد ہونے والی لیگ کمیٹیوں میں اپنے مندوبین نہ بھیجے۔ اس امر سے حکومت اطالیہ کی اس خواہش کا پتہ چلتا ہے۔ کہ تعزیری احکام کے جاری رہنے تک لیگ کا بائیکاٹ کیا جائے۔

—— واشنگٹن ۲۴ نومبر۔ حکومت امریکہ کے وزیر امور داخلہ مسٹر اکس نے اپنے ملک کے تاجران روغن سے اپیل کی تھی کہ وہ رضا کارانہ طور پر اٹلی کو تیل بھیجنا بند کر دیں۔ لیکن اس کا تیل کی کمپنیوں پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

—— لندن ۲۳ نومبر۔ حکومت اٹلی نے ۱۱ نومبر کو لیگ کے ممبر ملکوں کو جو مراسلہ بھیجا تھا۔ جس میں تعزیری تدبیروں کے خلاف پروٹسٹ کیا تھا اس کا جواب برطانیہ، فرانس، روس اور سویٹزرلینڈ اور سویڈن نے دیدیا ہے۔ سویٹزرلینڈ، روس اور ڈنمارک کے جوابات بالکل دو ٹوک ہیں۔ فرانس اور برطانیہ کے جوابات ذرا نرم الفاظ میں ہیں۔

—— روما ۲۴ نومبر۔ اطالوی حلقوں میں حکومت برطانیہ کے ناساز جواب پر مایوسی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ حکومت اطالیہ نے برطانیہ کے اس جواب کو نہایت اضطراب سے پڑھا کہ حکومت انگلستان محض اپنی بین الاقوامی منڈیوں کا ریفا کر رہی ہے۔ حکومت اطالیہ کا اس پر یہ اعتراض ہے کہ برطانیہ جاپان کو کیوں اجازت دے رہا ہے کہ وہ چین کے حصے بخرے کر کے اسے ہضم کرتا جائے۔

—— ادیس ابابا ۲۲ نومبر۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ حکومت حبشہ کو ایک ایسا تریاق مل گیا ہے جو ہر حالت میں گیس کے اثر کو باطل کر دیتا ہے حکومت حبشہ اس تریاق کو سپاہ میں تقسیم کر رہی ہے۔ اس لئے اب حبشہ کی فوجیں اطالوی گیسوں سے نہیں ڈرتیں۔

—— ادیس ابابا ۲۲ نومبر۔ شاہ حبشہ نے جنوبی اور شمالی محاذ جنگ کا دورہ کرنے کے بعد ادیس ابابا واپس پہنچ کر ایک بیان شائع کیا ہے جس سے بہت سی اطالوی غلط بیانیوں کی تردید ہو گئی ہے۔ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اجادین گنجی جا اور دجابور پر ابھی تک حبشی افواج قابض ہیں۔

—— ادیس ابابا ۲۲ نومبر۔ حکومت حبشہ کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ اطالوی فوج ماکال سے شمال مغرب کی جانب بڑھ رہی تھی کہ حبشی فوجیں اپنی کمین گاہوں سے اچانک اس پر آن پڑیں دست بدست لڑائی ہوئی اطالوی کمانڈر اور کئی سپاہی مارے گئے۔ جو باقی بچے وہ نہایت انتشار کی حالت میں بھاگ گئے۔

—— اطالوی ذرائع سے اطلاع موصول ہوئی تھی کہ ولی عہد حبشہ ایک طیارے کے پاش پاش ہو جانے کی وجہ سے ہلاک ہو گیا ہے لیکن حکومت حبشہ نے اس خبر کو بے بنیاد قرار دیتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ ولی عہد بالکل خیریت سے ہے۔

—— حکومت حبشہ کا ایک اعلان مظہر ہے۔ کہ حبشی فوجوں نے ماکال کے شمال میں راس سیوم کی سرکردگی میں تین اطالوی بٹالین کو شکست فاش دی۔ اب حبشیوں کے حوصلے بڑھ رہے ہیں جنگ کا پانسہ پلٹ رہا ہے۔ شاہ حبشہ کے دورے کا افواج پر بہت اچھا اثر ہوا۔

—— ادیس ابابا ۲۴ نومبر۔ جورا ہائی پر قبضہ کے بعد اٹلی کی پیش قدمی رُک گئی ہے۔ کیونکہ اطالوی سمالی لینڈ میں شدید بارشوں کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ دریا طغیانی پر ہیں سارے علاقہ میں سیلاب آ گیا ہے۔

ہمراسلات

اسلامیہ کالج کی شاندار فتح

پنجاب یونین والی بال ٹورنامنٹ ۱۷ نومبر سے ۲۰ نومبر تک اچھرہ میں کھیلا گیا۔ جس میں مختلف اضلاع کی بیس ٹیموں نے حصہ لیا۔ فائنل میچ اسلامیہ کالج کی ٹیم نے جیتا۔ سید رؤف شاہ کیپٹن۔ علاء الدین اور سید کاظم شاہ نے بہت اچھی کھیل دکھائی۔ ٹیم کی فتح پر کالج کو ایک شاندار سنہری کپ دیا گیا کھلاڑیوں کو چھوٹے کپ دیئے گئے۔ سید رؤف شاہ اور علاؤالدین کو اپنی کھیل کی وجہ سے سپیشل میڈل بھی ملے ہیں اس کامیابی پر پرنسپل صاحب اسلامیہ کالج، اسپنے ان ہر دوستوں اور والی بال ٹیم کو مبارکباد عرض کرتا ہوں۔

گر قبول افتد

(محمد زاهد)

محکمہ صنعت وحرفت کی طرف سے رنگریزی کے تجربات کا انتظام

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

ایک مشہور مبصر کا یہ قول بالکل بجا ہے کہ پنجاب کے بافندوں کی اصلاح وبہبود کے سلسلہ میں سب سے پہلے انہیں رنگریزی کا فن سکھانا چاہیئے ایک زمانہ تھا کہ پنجاب کی صنعت پارچہ بافی اپنے خوشنما رنگوں کی وجہ سے مشہور تھی یہاں چھاپے دار کپڑے مثلاً ریشمی دریائی، اون کے کاڑھے ہوئے شال۔ ریشمی پھولکاری اور چھاپ دار پردے، بستر کی چادریں، تہ بند لنگیاں، کھیس۔ سوتی اور ریشمی کپڑے تیار کیئے جاتے تھے اور وہ نہ صرف پنجاب میں بلکہ اس سے باہر بھی کثیر مقدار میں بکتے تھے۔ لیکن یہ حقیقت افسوسناک ہے کہ کچھ مدت سے یہاں کی دستی کھڈیوں کی پیداوار اور چھاپے دار کپڑوں کی شہرت کچے رنگوں کی وجہ سے خراب ہو گئی ہے۔ یہ رنگ کپڑا گھسنے سے پہلے ماند پڑ جاتے ہیں یا اڑ جاتے ہیں۔ دیسی نباتاتی رنگوں کے نفیس چھاپے اور انہی رنگوں سے کپڑوں کو خوشنما بنانے کا فن ایک قصہ پارینہ ہو کر رہ گیا ہے اب ان کی جگہ غیر ملکوں کے کیمیاوی رنگ برتے جاتے ہیں بازار میں اعلےٰ درجہ کے کیمیاوی اور بلورین رنگین مرکب ملتے ہیں جو بیشمار اقسام کے علاوہ پختہ ہوتے ہیں لیکن بدقسمتی سے پنجاب کا رنگریز اور بافندہ جو اپنا سوت خود رنگتا ہے۔ ولایتی رنگوں کے استعمال کا طریقہ بخوبی نہیں جانتا۔ رنگریزی اور چھاپے کے سرکاری انسٹی ٹیوٹ شاہدرہ میں رنگریزی اور چھاپے کی سائنٹیفک تربیت کیلئے انتظام ہے جہاں تعلیمیافتہ نوجوانوں، موروثی بافندوں، رنگریزوں اور چھاپ والوں کے لئے علیحدہ علیحدہ جماعتیں کھولی گئی ہیں۔ انسٹی ٹیوٹ مذکور رنگریزوں اور چھاپ والوں کو نہ صرف فنی مشورہ دیتا ہے بلکہ وہاں ایسے رنگ اور کیمیاوی مرکبات برائے فروخت موجود رہتے ہیں۔ جو بازار میں بآسانی دستیاب نہیں ہو سکتے۔

خوشاب میں جو بافندگی کا ایک اہم مرکز ہے اور جہاں تین سو بافندے دستی کھڈیوں پر کام کرتے ہیں، محکمہ صنعت وحرفت نے پختہ رنگوں کے استعمال کے متعلق عملی تجربات دکھائے۔ یوں تو اس جگہ کے ریشم اور سوت کی لنگیاں، ریشمی دریائی اور سوتی کھیس صوبہ بھر میں مشہور ہیں۔ لیکن یہ دیکھا گیا کہ کچے رنگوں کے استعمال اور اس وجہ سے کہ یہاں کے بافندے پختہ رنگوں کے استعمال کا طریقہ نہیں جانتے، صنعت روبہ تنزل ہو رہی تھی۔ لہذا میں خوشاب میں رنگریزی کے عملی تجربے دکھائے گئے۔ مقامی رنگریز اور بافندے کافی تعداد میں جمع ہوئے۔ انہیں ان تجربات سے اور محکمہ کے عملہ ماہرین کے مشوروں سے بہت فائدہ حاصل ہؤا۔ اب یہ پارٹی نزدیک کے گاؤں شاہ دارودزہ میں کچھ دیر قیام کرے گی۔ جہاں کے رنگریزوں اور بافندوں نے انہیں آنے کی دعوت دی تھی۔ اگر صوبہ کے بافندگی کے اہم مراکز سے اس قسم کے عملی تجربات دیکھنے کے لئے درخواستیں موصول ہوئیں تو ان پر غور کیا جائے گا۔ اس مطلب کی جملہ درخواستیں ڈائرکٹر محکمہ صنعت وحرفت پنجاب کے نام آنی چاہئیں۔

لاہور ۲۲ نومبر ۱۹۳۵ء

اسلامی کتب کا بہترین ذخیرہ
تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی و اردو وغیرہ
بیان القرآن
یعنی
اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن
خصوصیات
ہر بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے۔ قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے۔ تشریح لغت مکمل طور پر دی گئی ہے۔ لغت کی مستند
کتب مفردات امام راغب، لسان العرب، تاج العروس کی بنا پر ترجمہ و تفسیر کیا گیا ہے۔ پرانی
تفاسیر کا خلاصہ معہ حوالجات دیئے گئے ہیں۔ ہر قسم کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ ہر
سورت کا آپس میں تعلق واضح کیا گیا ہے۔ موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر ہے ۲۹×۲۲ سائز کے دو ہزار
صفحات پر مشتمل ہے۔ اصل ہدیہ مکمل تفسیر ۲۵ روپے۔ رعایتی قیمت ۱۳ روپے
(محصول ڈاک علاوہ) غیر مجلد ۲۰ روپے
بیان القرآن کا مختصر ایڈیشن حمائل شریف مترجم کے نام سے شائع کیا گیا ہے
جس میں بہت مختصر نوٹ ہیں۔ غیر مجلد، مجلد
فضل الباری حصہ اول
یعنی
اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری
خصوصیات
بخاری شریف کی کتابوں، بابوں اور مضامین کو اس طریق سے رکھا گیا ہے کہ
حجم بہت کم ہو گیا ہے۔ ترجمہ بامحاورہ ہے۔ مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور
احادیث کو اس کے ماتحت رکھا گیا ہے۔ ہر قسم کے اعتراضات کو دور کیا گیا ہے۔ مسائل میں مختلف
راویوں میں سے جو معقول اور مدلل ہو اسے ترجیح دی گئی ہے۔ مکرر احادیث پر ترتیب وار نمبر دیئے گئے ہیں
اور الفاظ کی کمی بیشی کو نوٹوں میں واضح کیا گیا ہے۔ پہلی جلد ۲۹×۲۲ سائز کے ۸۵۰ صفحات پر مشتمل
ہے۔ جس میں قریباً چودہ پارے صحیح بخاری کے کتاب الانبیاء تک آ چکے ہیں۔
اصل قیمت جلد اول مجلد روپے۔ رعایتی قیمت روپے
بے جلد روپے
محصول ڈاک علاوہ
سیرت خیر البشر
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مفصل سوانح عمری جس میں
ہر قسم کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ قیمت مجلد، غیر مجلد
تاریخ خلافت راشدہ
خلفائے راشدہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی کے حالات زندگی دیئے گئے ہیں اور واضح
کیا گیا ہے کہ خلافت راشدہ کے چار مختلف زمانے مسلمانوں کو چار عظیم الشان سبق دیتے ہیں اور
یورپین مؤرخین نے خلفاء راشدہ کی زندگیوں پر جو اعتراضات کئے ہیں ان کا مفصل و مدلل جواب
دیا گیا ہے۔ چار الگ حصوں میں۔ قیمت مجلد، بے جلد
جمع قرآن
قرآن کریم کی جمع اور ترتیب کے متعلق تمام تاریخی واقعات اور غیر مسلموں
کے قرآن کریم پر اعتراضات اور ان کا مفصل اور
مدلل جواب دیا گیا ہے
قیمت مجلد، بے جلد ۱۲
مقام حدیث
قیمت مجلد، بے جلد
النبوت فی الاسلام
نبوت و رسالت، محدثیت اور مجددیت پر بحث، اور ثابت کیا ہے کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی ہے
مجلد، بے جلد
مقدمۃ القرآن حصہ اول
اس میں ہستی باری تعالیٰ پر دلائل قرآنی کو چار قسم پر تقسیم کر کے کل آیات قرآن کو جمع کیا گیا ہے
قیمت ۶
حقیقت المسیح
عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب از روئے قرآن کریم اور بائبل دیا گیا ہے۔
قیمت ۳
تصنیفات مختلف مصنفین
انوار القرآن
مؤلفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب
قیمت
انتخاب صحاح ستہ
کی احادیث کا انتخاب
بے جلد
کامران
اردو ترجمہ یجروید
ترجمہ از مولانا عبد الحق صاحب
قیمت
المسیح الدجال
قیمت ۴
الروح
ولادت مسیح
رسالہ نماز
قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت
روزہ
حج
زکوٰۃ
اکرام الحق
المشتہر: منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۵

تار کا پتہ: مسلمان لاہور

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ماہوار ایڈیشن

ٹیلیفون ۲۰۰۷

ایڈیٹر
میرزا مسعود بیگ
ایم اے

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ چار روپے
ششماہی دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۳ — لاہور یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۶ رمضان ۱۳۵۴ھ مطابق ۳ دسمبر ۱۹۳۵ء — نمبر ۷۷

تجلیات عشق

(حضرت مسیح موعودؑ)

بعد از خدا بعشقِ محمد مخمرم — گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

ہر تار و پودِ من بسراید بعشقِ او — از خود تہی و از غمِ آں دلستاں پرم

من در حریمِ قدس چراغِ صداقتم — دستش محافظ است ز ہر بادِ صرصرم

ہر دم فلک شہادتِ صدقم ہمی دہد — زینہم گواہ ہم کہ زمین گشت منکرم

واللہ کہ ہمچو کشتیٔ نوحم ز کردگار — بے دولت آنکہ دور بماند ز لنگرم

این آتشے کہ دارم آخر زماں بسوخت — از ہر غبار آتش بخدا نہر کوثرم

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب — ہاں ملہم استم و زخداوند منذرم

یارب بزاریم نظرے کن بلطف و فضل — جز دستِ رحمتِ تو دگر کیست یاورم

جانم فدا شود برہ دینِ مصطفیٰ
این است کامِ دل اگر آید میسرم

اخلاقِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(از قلم مولوی مرتضیٰ خان صاحب بی۔ اے مانگرہل)

(۲)

رسول اللہ صلعم سے عشق اور اتباع سنت

فنافی الرسولؐ

قرآن مجید کے ساتھ ساتھ آپ کو اپنے مطاع اور محسن سرور دوجہان علیہ افضل الصلوٰت تحیۃ السلام سے جو عشق تھا اس کو بیان کرنے سے الفاظ قاصر ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ آپ فنافی الرسول تھے عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے رگ و ریشہ میں پیوستہ ہو چکا تھا۔ اس عشق میں آپ سر سے پاؤں تک غرق تھے۔ خدا کی قسم ایسا عاشق رسولؐ اس زمانہ میں کوئی اور نہیں دیکھا گیا۔ صحابہؓ کے بعد وہ بزرگ نفوس جنہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کیا ان میں حضرت میرزا پیش پیش نظر آتے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ کسی کو اپنی بیوی کی بابت ایسی غیرت نہیں ہوتی جتنی اس شخص کو اپنے آقا اور مطاع محمد رسول اللہ کی غیرت اور عزت ہے اور فی الواقعہ اس میں ذرہ بھر مبالغہ نہیں۔ یہ جو ساری دنیا سے آپ برسرپیکار تھے۔ اور سب مصائب آپنے اپنے سر پر اٹھا لئے تھے یہ سب عشق محمدی ہونے کی وجہ سے تھا۔ آپ تو ایک جگہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔ ؎

تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمد
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے انتہائی غیرت

آپ کے پاس بیٹھنے والے بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلعم کا ذکر آتا آپ کا چہرہ سرخ ہو جاتا۔ آپ حضرت سرورکائنات کے متعلق نہایت غیور تھے۔ آپؐ کی توہین تو کیا ایک لفظ بھی آپؐ کے خلاف آپ کو ہرگز گوارا نہ ہوتا آپ اپنے اُن دوستوں سے سخت ناراض ہوگئے جو وچھو والی میں آریاؤں کے مخالفانہ لیکچر آنحضرتؐ کے خلاف سنتے رہے آپ بار بار فرماتے تھے کہ کیوں نہ تم ایسی مجلس سے فوراً چلے آئے تمہاری غیرت نے کیونکر قبول کیا کہ تم نے راستبازوں کے سردار کے خلاف ایسی ایسی باتیں سنیں۔ آپ بار بار اس قصہ کو بیان فرماتے اور آپ کا چہرہ ہر دفعہ سرخ ہو جاتا اور جب تک آپ نے مخالفین کے اعتراضات کا جواب شافی نہ لکھ لیا آپ نے صبر نہ کیا۔ یہی وہ جواب ہے جو "چشمہ معرفت" کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہوا ہے۔

آپ کی تصنیفات عشق رسولؐ سے لبریز ہیں

جب دنیا کی آنکھیں کھلیں گی۔ اور ضد اور تعصب کی گھٹائیں دور ہو جائیں گی تو محققین آپ کے کام کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ جائیں گے اور لاکھ لاکھ نفریں بھیجیں گے اُن لوگوں پر جنہوں نے ایسے عاشق رسولؐ کو کافر اور دجال کہا۔ کیا اردو کیا فارسی اور کیا عربی تمام کتابیں آپ کی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف سے بھری ہوئی ہیں۔ آپ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قدر مدح سرائی کی ہے۔ کہ عقل حیران ہو جاتی ہے ایک ہی موضوع پر اسقدر بسط اور تفصیل کے ساتھ لکھنا اور آنحضرتؐ کے فضائل در فضائل بیان کرتے جانا کسی دلی انسان کا کام نہیں۔ دراصل یہ مدح سرائی کسی تصنع یا بناوٹ پر مبنی نہ تھی، بلکہ یہ کیفیت تھی اُس دل کی جس میں عشق رسولؐ کا دریا موجزن تھا۔ بناوٹ سے کوئی کہاں تک لکھ سکتا ہے اور تصنع کب تک ساتھ دیتا ہے۔ یہ دراصل محبت کا چشمہ ہے۔ جو دل سے پھوٹا اور اپنی روانی میں بہتا چلا گیا۔ اور یہ ایسا امر واقعہ ہے جس کی تکذیب کوئی عقلمند انسان نہیں کر سکتا۔

رسول کریم صلعم کی مسیح موعود علیہ السلام سے محبت

آپ کی حیات طیبہ کا ایک ایک واقعہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت کی داستان ہے۔ اگر وعظ ہیں تو حضرت رسول کریم صلعم کی فضیلت پر اگر نثر ہے تو وہ آپ کے فضائل پر اور اگر نظمیں ہیں تو وہ آپ کی نعت میں۔ اگر دشمنوں سے مباحثات ہیں تو وہ حضرت رسول کریم صلعم کی صداقت پر۔ اگر اپنا انعام خدا سے ظاہر کیا ہے تو اس کی نسبت یہی صاف یہی لکھا کہ یہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل سے ہے۔ اگر کوئی اپنی فضیلت یا کسی امر متعلق اپنے نسب کا بیان کچھ کیا ہے تو اس کی نسبت بھی یہی ظاہر فرمایا کہ یہ سب کچھ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا نتیجہ ہے۔ ؎

آنچہ مارا وحی و ایمائے بود
آں نہ از خود از ہمہ جائے بود

غرض اس باب میں کہاں تک لکھا جائے۔ اور اس داستانِ عشق کا بیان کہاں تک کیا جائے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ مسیح موعود وہ انسان ہوگا جو رسول اللہ صلعم کو اپنی امت میں از روئے محبت سب سے زیادہ قریب ہوگا اور ... حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت حضرت مسیح موعود ... سب سے حضرت مسیح موعود کو آنحضرتؐ سے محبت تھی۔ اسی محبت کا اظہار تھا کہ آپ بار بار آنحضرتؐ کو کشوف میں ملاقات فرماتے اور قوم کے ... کی تسلی و تشفی دیتے کہ خدا کے بندوں پر ایسے وقت بھی آیا کرتے ہیں۔ گھبرانا نہیں چاہیئے۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح موعود کے ... قصیدہ کے متعلق جو آپ نے حضورؐ کی اور صحابہؓ کی تعریف میں لکھا تھا، عالم رؤیا میں نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ حضور صلعم آپ کی کتاب آئینہ کمالات اسلام ہاتھ میں لئے ہوئے تشریف لائے فرط انبساط سے ... کرتے تھے اور قصیدہ کی طرف انگشت سے اشارہ کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود سے مخاطب ہو کر فرماتے ھذا لی۔ پھر صحابہ کرامؓ کی تعریف میں جو قصیدہ تھا، اس پر انگشت مبارک رکھتے ہوئے فرماتے۔ ھذا لاصحابی۔

اتباع سنت

حضرت مسیح موعودؑ کا کوئی قول یا فعل سنت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہ تھا، کیا نشست و برخاست میں کیا لباس میں کیا کھانے میں کیا دوستوں سے حسن سلوک کے معاملہ میں کیا گھر میں اہل و عیال سے سب سے آپ مطابق سنتِ نبوی سلوک فرماتے اتباع سنت میں اس زمانہ میں آپ منفرد تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ حالت سفر میں آپ کیلئے ایک چھت پر سونے کا انتظام کیا گیا۔ آپ رات کے وقت سونے کیلئے چھت پر تشریف لے جاتے ہی واپس چلے آئے اور فرمایا چونکہ اس چھت کی منڈیر نہیں ہے لہٰذا میں یہاں نہیں سو سکتا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے۔

خورد و نوش میں بے تکلفی اور سادگی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح لباس اور خوراک کے معاملہ میں آپ نے کبھی تکلف سے کام نہیں لیا۔ جو ملا کھا لیا، اور جو ملا پہن لیا۔ ہاں کھانے پینے یا لباس میں خواہ مخواہ کی پابندیاں نہیں کرتے تھے۔ جیسا کہ آجکل کے پیر تکلف و تصنع سے کرتے ہیں۔ اگر اعلیٰ کھانا دیا گیا ہے تو وہ بھی کھا لیتے۔ اگر ادنیٰ مل گیا تو اس پر بھی اکتفا کرتے۔ کپڑا جیسا کسی نے بنوا دیا ویسا ہی پہن لیا۔ طبیعت میں تکلف بالکل نہیں تھا۔ آپ پسند نہیں فرماتے تھے کہ تکلیف اور تکلف سے آپ کے لئے کچھ مخصوص کھانے پکائے جائیں۔

ایک دفعہ جب آپ دہلی میں قیام پذیر تھے، آپ کے لئے پلاؤ طیار کرایا گیا، آپ نے منتظمین سے پوچھا کہ یہ خاص میرے لئے ہی طیار کروایا گیا ہے۔ یا سب مہمانوں کے لئے۔ عرض کیا گیا۔ کہ محض آپ کے لئے۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا، کہ یہ بات مجھے پسند نہیں۔ میرے لئے کسی خاص چیز کے طیار کروانے کی ضرورت نہیں، نہ ہی مجھے وہ جو دوسرے مہمانوں کو دیا جاتا ہے۔ بلکہ جو چیز مجھے پسند ہے وہ گوشت کی نیچے کی تلچھٹ ہے اور روٹی۔ چنانچہ جب تک آپ دہلی میں مقیم رہے یہی گوشت کی تلچھٹ اور نصف روٹی تنور کی دوپہر کے وقت اور نصف روٹی شام کے وقت آپ کی خوراک تھی، آپ معمولی اور کم خوراک کھاتے تھے

آپ کے روزے اور نمازیں

علاوہ رمضان شریف کے روزوں کے آپ دوسرے ایّام میں بھی روزہ رکھتے تھے، لیکن عموماً ظاہر نہیں فرماتے تھے۔ گھر سے کھانا آتا آپ محتاجوں میں تقسیم فرما دیتے۔ عبادات میں بھی آپ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری اتباع فرماتے تھے۔ مولوی عبداللہ صاحب مرحوم سنوری کہا کرتے تھے۔ کہ میں دعویٰ سے قبل حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ جب کبھی آپ نماز پڑھاتے مختصر پڑھاتے تھے۔ تاکہ مقتدیوں پر گراں نہ گذرے لیکن جو نماز آپ خلوت میں پڑھتے تھے وہ البتہ بہت طویل ہوتی تھی۔

نماز تہجد کا التزام

نماز میں دعائے اھدنا الصراط المستقیم کا آپ بار بار تکرار فرماتے تھے، بعض وقت سجدہ میں آپ تین تین گھنٹے گذار دیتے تھے نماز تہجد کا آپ نہایت پابندی سے اہتمام فرماتے تھے۔ یہ ضروری نہیں تھا کہ آپ نماز فجر سے کچھ عرصہ قبل بیدار ہوں، بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ تہجد اسی کا نام ہے کہ سو کر اٹھ جانا، اس لئے آپ تھوڑا سا سو کر بیدار ہو جاتے اور نماز فجر تک نوافل اور درود شریف استغفار و دعا میں مشغول رہتے آپ کے پاس رہنے والے آپ کے ملازم حامد علی تھے وہ کہا کرتے تھے کہ باوجود اس کے کہ میں حضرت کے پاس ہی ہوتا تھا، مجھے تہجد کے وقت آپ بیدار نہیں کرتے تھے تاکہ گراں نہ گذرے۔ میں خود ہی بیدار ہو جاتا ہاں صبح کی نماز میں مجھے مسجد میں ساتھ لے جاتے۔ اور میں کہتا ہوں، کہ یہی طریق میں نے حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا دیکھا ہے۔ میں سفر میں آپ کے ہمراہ رہا ہوں، آپ خواہ رات کو دیر سے ہی سوئیں لیکن تہجد کے وقت ضرور بیدار ہو جاتے تھے۔ میں پاس ہی ہوتا۔ لیکن مجھے بیدار نہیں کرتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور کثرت درود شریف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کا اس قدر گہرا نقش حضرت مسیح موعودؑ کے دل پر تھا، اور آپ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے عاشق زار تھے کہ نہایت باقاعدگی اور کثرت سے آپ درود شریف پڑھتے تھے اور دوسروں کو بھی درود شریف پڑھنے کی ہدایت فرماتے تھے، چنانچہ درود شریف کا پڑھنا آپ نے اپنی شرائط بیعت میں بھی داخل کیا ہے۔

آپ کے کثرت سے درود شریف پڑھنے کا ثبوت اس طرح سے بھی ملتا ہے، کہ ایک دفعہ آپ نے عالم رویا میں دیکھا کہ ملائکہ مشکیزوں میں دودھ کی مانند سفید چیز بھر کر لائے ہیں اور آپ کے گھر کے مشکوں اور گھڑوں میں ڈال رہے ہیں، آپ نے اُن سے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ ھذا ما صلیت علی نبیک یعنی یہ وہ ہے جو تو نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا۔

(باقی آئندہ)

میرے قبول احمدیت کی سرگذشت

صداقت مسیح موعودؑ پر عجیب و غریب دلائل

(از جناب ابو العطا حکیم مرزا خدا بخش صاحب)

مجھے تقلید سے نفرت تھی

مجھے والدہ کی گود میں ہی نماز اور ورد و ہزارہ سکھلایا گیا اور میری بڑی ہمشیرہ صاحبہ نے مجھے عملی طور پر نماز پڑھائی۔ جب میں نے کچھ ہوش سنبھالا تو مجھے ایک میاں جی کے پاس قرآن شریف پڑھنے کے لئے بٹھایا گیا اور میں نے بہت ہی تھوڑی مدت میں قرآن کریم ختم کر لیا۔ پھر مجھے سرکاری سکول میں داخل کیا گیا۔ خدا نے میری فطرت ابتدا سے ہی ایسی بنائی تھی کہ میں کسی کی تقلید کو پسند نہیں کرتا تھا۔ ہمارے خاندان میں شاہجہان کے زمانے سے آبائی پیر چلے آتے ہیں مگر بوجہ ہمشیرہ ہونے کے وہ ہمارے ہاں نہیں آتے۔ اس لئے میں نے ساری عمر میں اس دم تک ان کی شکل بھی نہیں دیکھی۔ ایک دفعہ میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ مجھے سبز لنگی بنوا دیجئے انہوں نے کہا کہ سبز کپڑا پہننا ہمارے پیروں کی طرف سے منع ہے۔ لیکن میں نے بہت اصرار کیا اور کہا کہ میں پیروں کو نہیں مانتا۔ بہرحال مجھے سبز لنگی بنا دی گئی اور میں پہننا رہا علاوہ ان آبائی پیروں کے میرے والد صاحب نے شورکوٹ میں ایک بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کر کے ان کو اپنا مرشد بنا لیا تھا وہ اکثر ہمارے مکان پر تشریف لایا کرتے تھے۔ میرے بھائی صاحب نے بھی ملتان میں ایک بزرگ کی بیعت کی تھی اور ایک یا دو دفعہ وہ بھی جھنگ میں تشریف لائے تھے۔ ان کی بڑی ضیافت کی گئی مگر میری طبیعت کسی ایک کی طرف بھی مائل نہ ہوئی کئی دفعہ مجھے کہا بھی گیا کہ میں بیعت کر لوں مگر میں یہی جواب دیتا رہا کہ اگر کسی میں طاقت ہے تو مجھے خود اپنی طرف کھینچے۔

بچپن میں الہام

میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ مجھے بچپن ہی سے نماز کی پابندی سکھلائی گئی تھی اور میں ہمیشہ مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے جبکہ میں آٹھ نو سال کا تھا۔ عشاء کی نماز میں امام کے پیچھے حسب معمول نماز پڑھ رہا تھا کہ رکوع کی حالت میں ایک عجیب قسم کی روشنی جو بہت ہی ٹھنڈی اور فرحت بخش معلوم ہوتی تھی۔ مجھے دکھائی دی اور ساتھ ہی یہ بلند آواز میرے کان میں آئی کہ "مقدمہ فتح"۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے وائیں اور بائیں طرف والوں سے پوچھا کہ یہ روشنی کیسی اور کہاں سے آئی اور یہ آواز کس نے دی کہ "مقدمہ فتح"۔ ان سب نے کہا کہ ہم نے تو کوئی روشنی نہیں دیکھی اور نہ کوئی آواز سنی ہے۔ امام صاحب ایک نیک مرد انسان تھے انہوں نے کہا کہ یہ خدا کی طرف سے الہام ہے۔ میں تو الہام وغیرہ کو جانتا ہی نہیں تھا اور نہ سمجھ سکتا تھا۔ آٹھ برس کی عمر میں ایسے بچے کو الہام کی خبر ہی کیا ہو سکتی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ والد صاحب اور بڑے بھائی صاحب تجارت کیا کرتے تھے والد صاحب تو ڈیرہ جات میں اور بھائی صاحب ملتان اور کراچی اور بالآخر ولایت سے تجارت کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ اپنا [illegible] کا مال اپنے آڑھتی کے پاس ملتان میں چھوڑ آئے لیکن [illegible] بے ایمانی سے سب مال بیچ کر خط لکھ دیا کہ تمہارا مال چوری ہو گیا ہے۔ بھائی صاحب نے ملتان جا کر مقدمہ دائر کر دیا۔ وہاں سے مقدمہ خارج ہو گیا چیفکورٹ میں اپیل کی گئی۔ وہاں سے مقدمہ پھر ملتان کی عدالت میں واپس آیا۔ اس وقت پہلا ڈپٹی کمشنر جس نے مقدمہ خارج کر دیا تھا تبدیل ہو چکا تھا اور نیا ڈپٹی کمشنر آ گیا تھا تحقیقات پر ثابت ہو گیا کہ مدعی حق بجانب ہے۔ اس نے بھی بھائی صاحب معہ تمام خرچہ ڈگری دیدی جس شب کو مجھے روشنی اور الہام خدا کی طرف سے ہوا اس کی دوسری صبح کو مقدمہ پیش ہوا تھا اور اسی دن بھائی صاحب نے تار میں لکھا کہ مقدمہ فتح ہو گیا ہے۔ گویا خدا تعالے نے پہلے بذریعہ الہام خبر کر دی حالانکہ مجھے نہ مقدمہ کی خبر تھی نہ مال کے چلے جانے کا احساس تھا۔ میں تو اس کو خدا کا فضل سمجھتا ہوں کہ میرے ساتھ ایسی چھوٹی عمر میں ایسا معاملہ کیا اور آئندہ ہمیشہ ہر اہم معاملہ میں بذریعہ الہام یا خواب پیشتر از وقت خبر دی جاتی ہے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق پہلی آواز

۱۸۸۰ء کے ابتدا میں غالباً مارچ یا اپریل کا مہینہ ہوگا کہ ایک صاحب جو امرتسر میں ملازم تھے۔ رخصت پر جھنگ آئے اور ایک مجمع میں جس میں کہ میں بھی شامل تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک بہت بڑے بزرگ قادیان میں پیدا ہوئے ہیں۔ لوگ بکثرت ان کی زیارت کے لئے جاتے ہیں وہ بزرگ عصر کے وقت باہر تشریف لاتے ہیں اور لوگ ان کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔ یہ پہلی آواز تھی جو میں نے حضرت مرزا صاحب کے متعلق سنی۔

ملاقات کی تحریک

دسمبر ۱۸۸۰ء میں جب انٹرنس کا امتحان دینے کے لئے میں اپنے ہم جماعتوں سمیت لاہور آیا اور امتحان سے فارغ ہونے کے بعد ہم سب سیر کو نکلے تو شاہی مسجد کے بڑے دروازے پر ایک اشتہار چسپاں پایا جس میں یہ نظم بھی درج تھی:۔

در دلم جوشد ثنائے سرورے ✽ آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے

آنکہ جانش عاشق یار ازل ✽ آنکہ روحش واصل آں دلبرے

اور نیچے راقم کا نام مرزا غلام احمد رئیس قادیان لکھا ہوا تھا۔ اس وقت میرے دل میں بھی یہ خیال آیا کہ کوئی موقعہ ملا تو ان کی زیارت کو جاؤں گا۔ یہ دوسری بات تھی جس نے میرے دل میں ان کی ملاقات کی تحریک پیدا کی۔

مذہبی دنگل اور مسلمانوں کی حالت

پھر ۱۸۸۱ء کے شروع میں امتحان میں پاس ہو جانے کے بعد میں گورنمنٹ کالج میں آ کر داخل ہوا۔ تو لاہور میں ان دنوں عجیب مظاہرے دیکھے کہیں عیسائیوں کا دنگل لگا ہوا ہے تو کہیں آریوں کا اور کہیں نیچریوں کا۔ سب اپنے خیال میں اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتے تھے اور ہر ایک دوسرے مذاہب پر اعتراض کرتا تھا بالخصوص آریہ و عیسائی اسلام پر نہایت دل آزار اعتراض کرتے تھے اور مسلمان خاموش ہو کر سنا کرتے تھے۔ کوئی جواب دینے کی طاقت نہ رکھتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ بہت سے نوجوان مسلمان آریہ خیال اور بہت سے برہمو سماج کے اور بہت سے عیسائی خیال اور بہت سے نیچری خیال کے ہو گئے ہیں اور صرف خیال تک ہی محدود نہیں بلکہ بہت سے اپنا مذہب بدل کر عیسائیت کا جامہ بھی پہن چکے تھے۔ ادھر مسجدوں میں جا کر دیکھا۔ تو مسلمان آپس میں جھگڑتے اور ایک دوسرے کی تکفیر و تکذیب کرتے اور گالی گلوچ دیتے تھے خاصکر حنفی وہابیوں کو ایسا نجس سمجھتے تھے کہ اگر کوئی خنزیر مسجد میں آ جائے تو مسجد پلید نہ ہوتی تھی۔ لیکن اگر کوئی وہابی آ جائے تو سخت پلید ہو جاتی تھی۔ یہ حالت دیکھکر طبیعت میں سخت قلق پیدا ہوتا تھا۔ غرض دو چار سال برابر آریوں اور برہمو سماجیوں کے ہفتہ وار جلسوں میں اور عیسائیوں کے لیکچروں میں شمولیت کرتا رہا۔ مگر میں اپنے اندر ان کے کسی اعتراض کے جواب دینے کی طاقت نہ پاتا تھا اور اپنے دل میں اندر ہی اندر کڑھتا اور غم میں مبتلا رہتا تھا اور زمانہ اسی طرح گذرتا گیا۔

رویا میں نبی کریم صلعم کی زیارت

غالباً ۱۸۸۳ء میں ایک دفعہ میں نے رویا دیکھا کہ ایک بڑا ہال ہے جس میں تمام انبیاء کرام کرسیوں پر بیٹھے ہیں اور اپنی اپنی امت کے فکر میں مغموم و اندوہناک معلوم ہوتے ہیں۔ میں حضور سرور کائنات و خلاصہ موجودات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور مجھ پر اس قدر رعب طاری تھا کہ میں نیچے آنکھ کئے ہوئے کھڑا تھا۔ آنحضرتؐ نے میرے دست راست کی ایک انگلی کو پکڑا اور اسی وقت مجھے تفہیم ہوئی کہ فرماتے ہیں "ہم تیری مدد کریں گے"، اور پھر فرمایا کہ جاؤ سب انبیاء سے ملاقات کرو۔ چنانچہ میں ہر ایک کے پاس جاتا اور مجھے خود بخود پتہ لگ جاتا کہ یہ فلاں نبی ہیں۔ ہر ایک نے میری وہی انگلی پکڑی جو حضرت رسول اکرمؐ نے پکڑی تھی اور یہی تفہیم ہوئی کہ "ہم تیری مدد کریں گے"۔ مجھے کسی نبی کا حلیہ یاد نہیں رہا۔ مگر حضرت عیسے علیہ السلام کا حلیہ ایسا یاد ہے کہ گویا اب بھی میرے سامنے کھڑے ہیں۔ میں حیران تھا کہ صرف حضرت عیسے علیہ السلام کا حلیہ مجھے یاد رہا ہے۔ باقیوں کا کیوں یاد نہیں رہا۔ لیکن خداوند تعالے جانتا تھا کہ ایک وقت مسیح کے متعلق جھگڑا پیدا ہوگا تو مجھے پہلے ہی سے ان کا حلیہ دکھلا دیا گیا۔ یہ تیسرا امر ہے جس نے مجھے حضرت مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے پر یقین دلایا۔

حضرت صاحب سے پہلی ملاقات

غالباً ۱۸۸۵ء کے شروع میں جبکہ میں بی۔ اے میں پڑھتا تھا مجھے خیال پیدا ہوا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی زیارت کر آئیں چنانچہ میں دو دوستوں کے ساتھ قادیان گیا۔ حضرت مرزا صاحب بڑی کشادہ پیشانی سے ملے۔ شام کے وقت اپنے ہاتھ سے ہی ایک خوان کھانے کا لائے جس میں پانچ چھ قسم کا کھانا تھا۔ مگر بہت ہی پر تکلف کھانا تھا۔ ہم نے کھانا شروع کیا اور ساتھ ہی آریوں کے اعتراضات کا ذکر کرنا شروع کیا کہ ہم ان کے اعتراضوں سے سخت پریشان ہو رہے ہیں۔ ہمیں اتنا علم نہیں کہ ہم ان کا جواب دے سکیں اور ہمارے مولویوں کو نہ اس کا خیال ہے اور نہ وہ جواب دینے کی طاقت رکھتے ہیں۔ میں نے دو تین بڑے بڑے اعتراض ان کی خدمت میں پیش کئے۔ آپ نے نہایت فصاحت و بلاغت سے ان کے جواب دینے شروع کئے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک دریا امنڈ آیا ہے اور بجلی کی طرح ہمارے دل پر اثر ہوتا جاتا تھا۔ جب وہ تقریر ختم کر چکے تو میں نے اپنے اندر ایک ایسی قوت محسوس کی اور ایسا بحر کھل گیا کہ گویا کسی دشمن اسلام کا رعب اب ہم پر اثر نہ کریگا۔ چنانچہ اس کے بعد جو آریہ لوگ اعتراض کرتے تھے ان کا میں ایسا دندان شکن جواب دیتا کہ وہ خاموش ہو جاتے اور ساتھ ہی مجھے علم کا اتنا شوق ہو گیا کہ اس کے حصول کے لئے میں شب و روز مستغرق رہنے لگا علاوہ کالج کی تعلیم کے شاہی مسجد کے امام مولانا غلام محمد صاحب سے شافیہ اور مولانا غلام حسین صاحب امام مسجد گنٹی سے کافیہ اور مولانا رحیم بخش صاحب امام مسجد چینیاں والی سے شرح ملا جامی اور

اسی طرح سبعہ معلقہ حماسہ دیوان متنبی وغیرہ قاضی ظفر دین صاحب سے اور قرآن شریف کا ترجمہ مولانا ابوسعید صاحب سے اور تفسیر جلالین خلیفہ حمید الدین صاحب قاضی القضاۃ ناہ سے پڑھتا تھا یہ چوتھا امر ہے جس نے حضرت مرزا صاحب کی عزت میرے دل میں بٹھائی۔

حضرت صاحب کا متبحر علمی اور سلطان القلم ہونا

اسی سال مجھے براہین احمدیہ ... دیکھنے کا اتفاق ہوا جس کو پڑھ کر حضرت مرزا صاحب کے سلطان القلم ہونے اور ان کے تبحر علمی کا دل پر بہت ہی اثر ہوا اور اسی دوران میں حضرت صاحب کے ایک مطبوعہ خط کے دیکھنے کا موقع ملا جو شاہان یورپ و وزرائے سلاطین و شہزادوں ولارڈ بشپوں اور مشاہیر پادریوں کے نام رجسٹری کرا کر بھیجا گیا تھا جس کے پڑھنے سے اس قدر حیرت و تعجب ہوا کہ ایک گاؤں کا رہنے والا گمنام آدمی اتنے بڑے بڑے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر خود نہ آسکیں تو اپنے معتمدین کو بھیجیں۔ ہم ان کو آسمانی نشانوں سے بھی اسلام کی صداقت ثابت کر دکھلائیں گے۔ ایسا آدمی بجز تائید الٰہی وحمایت ربانی کے ایسے الفاظ منہ سے نہیں نکال سکتا یہ پانچواں امر تھا جس نے میرے دل میں ان کی بہت بڑی عزت بٹھادی

حضرت اقدس کی روشنضمیری کا اثر

اس کے بعد ایک دفعہ غالباً ۱۸۸۵ء میں حضرت مرزا صاحب کی زیارت کے لئے قادیان گیا۔ ان دنوں میں لوگوں کی آمد و رفت بہت کم تھی۔ عصر کے بعد حسب معمول حضرت صاحب سیر کے لئے باہر تشریف لائے اور میں ان کے ساتھ ہو گیا۔ اتنا دور چلے گئے کہ نماز مغرب کا وقت ہو گیا۔ واپسی پر بڑی مسجد میں حضرت صاحب اور میں داخل ہوئے آپ مسجد کے شمال مغربی گوشے کی طرف کھڑے ہو گئے اور میری طرف پشت تھی۔ میں وضو کرنے لگا۔ جب میں وضو کر رہا تھا تو ایک سرخ کپڑا دکھائی دیا۔ میں نے ارادہ کیا کہ دیکھوں کون ہے۔ اسی وقت حضرت مرزا صاحب میری طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ آپ کو گھر سے نکلے ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے۔ میں مارے ندامت کے پانی پانی ہو گیا۔ کچھ عرصہ سے میں لاہور میں آن کر ایسی بری عادت میں مبتلا ہو گیا تھا کہ ادھر ادھر دیکھنے کی عادت پڑ گئی تھی۔ کسی بد ارادہ سے نہیں یونہی نظر اٹھا دیتا تھا۔ اس وقت بھی خطرہ یہی گذرا تھا کہ میں دیکھوں۔ یہ کون ہے۔ ابھی خطرہ ہی گذر رہا تھا اور میں سرخ کپڑے والی کو جو پانی بھرنے آئی تھی دیکھنے بھی نہ پایا تھا کہ حضرت مرزا صاحب کو میرے دلی خطرہ کا علم ہو گیا اس وقت سے میں ایسا تائب ہوا کہ پھر نظر اٹھا کر نہیں چلتا تھا۔ یہ چھٹی بات ہے جس نے میرے دل پر حضرت مرزا صاحب کی محبت ڈالدی اور واضح ہو گیا کہ خدا تعالیٰ نے انکو ایسی روشنضمیری عطا فرمائی ہے کہ انسان کے اندرونی جذبات سے مطلع ہو جاتے ہیں۔

ساتویں کرامت

جب کہ میں چیفکورٹ میں مترجم تھا تو حضرت صاحب نے مجھے خط لکھا کہ آپ ایک روز کے لئے قادیان آ جائیں اور ساتھ ہی مولوی نجف علی صاحب کو بھی لیتے آئیں۔ ان دنوں میں حضرت صاحب کی خط و کتابت امریکہ کے باشندہ الیگزینڈر رسل ویب کے ساتھ ہو رہی تھی۔ ہم دونوں اسی لئے بلایا تھا کہ جو چٹھی صاحب موصوف کو بھیجنی تھی اس کا ترجمہ کیا جائے چنانچہ اسی خط و کتابت کا بالآخر نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مسلمان ہو گیا اور لکھا کہ میں آٹھ سال سے تحقیق مذہب کر رہا تھا اور بہت مطالعہ مذاہب کیا مگر آخر آپ کے دلائل سے مجھ پر روشن ہو گیا کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے اور حضرت محمد رسول اللہ سچے نبی ہیں اور قرآن شریف ہی اس وقت واجب العمل ہے۔ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ میں قرآن شریف کا ترجمہ سننے کے لئے مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب کے پاس جایا کرتا تھا۔ درس صبح کی نماز کے بعد ہوتا تھا۔ مولوی نجف علی صاحب بھی اس میں شامل ہوتے تھے

میں نے حضرت مولانا صاحب سے ایک روز کی رخصت مانگی۔ آپ نے سبب پوچھا۔ میں نے کہا کہ حضرت مرزا صاحب نے مجھے اور مولوی نجف علی صاحب کو طلب فرمایا ہے۔ ان دنوں میں مولانا موصوف کا حضرت مرزا صاحب سے کچھ اختلاف ہو چکا تھا۔ آپ کہنے لگے کہ تم ان کی ہر ایک الہامی بات کو نہ ماننا۔ میں نے کہا کہ آپ ہمیشہ ان کی تعریف اور تائید کیا کرتے تھے اب کیوں ایسا فرماتے ہیں کیا آپ کو ان کے الہاموں پر شک ہے؟ کہا نہیں اس میں بعض حدیث النفس بھی شامل ہوتے ہیں خیر میں تو مولوی نجف علی صاحب سے وقت مقرر کر کے گھر چلا گیا اور اور مولانا صاحب مولوی نجف علی صاحب کو اپنے گھر لے گئے اور ان کو بہت کچھ حضرت صاحب کے خلاف سکھایا۔ حتےٰ کہ مولوی نجف علی صاحب نے کہدیا کہ میں ان کی کسی بات کو بھی نہیں مانوں گا۔ الغرض ہم وقت مقررہ پر اسٹیشن پر جا کر ٹکٹ لیکر سیدھے بٹالہ کو روانہ ہو گئے اور وہاں سے یکہ پر قادیان پہنچے۔ حضرت صاحب کو اطلاع کی گئی۔ آپ نے ہمارے آنے پر بڑی مسرت کا اظہار کیا اور فرمایا کہ آپ ذرا آرام کر لیں۔ ہم نے کہا کہ ہم آرام کرنے کیلئے نہیں آئے جو کام ہم نے کرنا ہے وہ دے دیجئے تاکہ اس کو ختم کر دیا جائے۔ انہوں نے اپنی تحریر جو ایلگزینڈر رسل ویب کے نام لکھی تھی ہمیں دیدی۔ میں ترجمہ کرتا گیا اور مولوی نجف علی صاحب ڈکٹیٹ کرتے گئے۔ عصر کی نماز سے پہلے پہلے ہم فارغ ہو گئے۔ نماز پڑھنے کے بعد ہم نے اجازت مانگی کہ ہم ذرا سیر کو جاتے ہیں۔ آپ نے کہلا بھیجا کہ ذرا ٹھہرو ہم بھی ساتھ چلیں گے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ تشریف لائے ہم ان کے ساتھ ہو لئے۔ رستہ میں فرمانے لگے کہ آج شب کو ہم نے ایک رویا دیکھا ہے جس کی تعبیر ابھی تک معلوم نہیں ہوئی اور ہمیں اس کے بیان کرنے سے شرم آتی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا میرے متعلق ہے فرمایا کہ نہیں مولوی نجف علی کے متعلق ہے۔ میں نے مولوی نجف علی صاحب کو آواز دی کہ آپ ایک رویا جو آپ کے متعلق ہے سُن لیں۔ اس نے حضرت صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ رویا بیان کریں۔ آپ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ مولوی نجف علی وضو کر رہے ہیں مگر مادرزاد برہنہ ہیں اور ہماری طرف پشت کی ہے۔ اتنے میں مولوی ابوسعید محمد حسین بھی سامنے آ گئے ہیں ہم کہتے ہیں کہ اولم تومن قال بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی۔ اس موقع پر میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ بھی موجود ہو گئے ہیں۔ بس یہ رویا ہے جس کی تعبیر ابھی تک ہمیں معلوم نہیں ہوئی۔ میں نے کہا کہ اس کی تعبیر تو صاف ہے۔ خود مولوی نجف علی صاحب بیان کر دیں گے۔ چنانچہ وہ بہت نادم ہوئے اور کہا کہ واقعی میں مولوی محمد حسین صاحب سے ان کی باتیں سنکر آپ کا سخت مخالف ہو گیا تھا اور میں نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ میں آپ کی کوئی بات قبول نہ کروں گا اور میرے سامنے مولانا ابوسعید نے کہا تھا کہ مجھے الہاموں پر چنداں شک نہیں الہام تو ان کو ہوتے ہیں مگر بعض وقت حدیث النفس شامل ہو جاتی ہے۔ غرض یہ رویا سن کر میرا ایمان اور ترقی کر گیا کہ خدا تعالیٰ نے فوراً ہی کل کی بات کو جو لاہور میں واقع ہوئی تھی آپ کے ضمیر پر روشن کر دیا۔ یہ ساتویں بات ہے جس نے حضرت صاحب کے قبول کرنے پر مجھے مائل کر دیا اور یقین ہو گیا کہ خدا تعالیٰ کا اس شخص سے کس قدر گہرا تعلق ہے۔ غالباً یہ واقعہ ۱۸۸۸ء کا ہے

بیعت کے واقعات

جب ۱۸۸۹ء میں حضرت صاحب لدھیانہ میں مقیم تھے اور بیعت لینے کا اعلان کیا تو میں ہائیکورٹ سے ہفتہ کے روز بعد چار بجے دفتر سے روانہ ہو کر سیدھا سٹیشن پر گیا اور ٹرین پر سوار ہو کر لدھیانہ قریب نصف شب کے پہنچ گیا۔ وہاں بہت سے احباب دور دور سے آئے ہوئے تھے۔ ان اصحاب میں حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب بھی تھے اور مولوی عبدالکریم صاحب بھی موجود تھے۔ مجھ سے دو روز پہلے بیعت لی جا چکی تھی اور سنا تھا کہ سب سے پہلے مولوی نورالدین صاحب نے بیعت کی ہے۔ اور مولانا عبدالکریم صاحب ابھی تک نیچری خیال کے تھے تو ان کی بیعت یوں لی گئی کہ ان کا ہاتھ مولانا نورالدین کے ہاتھ میں اور مولانا نورالدین کا ہاتھ حضرت صاحب کے ہاتھ میں رکھا گیا۔ میری بیعت اتوار کی صبح کو تنہائی میں لی گئی اور بیعت کے وقت مجھ پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ دنیا و مافیہا کا خیال تک بھی جاتا رہا اور میں نے بالکل اپنے آپ کو ایسا پایا کہ گویا میں مجذوب ہو چکا ہوں یہ امر بھی میرے لئے محبت بڑھانے کا موجب ہوا۔

حضرت مولانا نورالدین صاحب کا درس قرآن

۱۸۹۰ء میں جب میں چیف کورٹ سے وجوہ کے سلسلہ میں تخفیف میں آ گیا تو مجھے رویا میں دکھلایا گیا کہ میں ریاست میں ملازم ہو جاؤنگا۔ اس لئے میں جموں میں مولانا نورالدین صاحب کی خدمت میں جا کر حاضر ہوا۔ ان کے ہاں درس روزمرہ ہوتا تھا۔ درس قرآن شریف کو سن کر بہت مزہ آیا اور دل میں کہنے لگا کہ میں تو یہی سمجھ رہا تھا کہ اس زمانہ میں مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب سے بڑھ کر کوئی عالم نہ ہوگا۔ لیکن آج مولانا نورالدین صاحب کی قرآن دانی کو دیکھ کر سخت افسوس ہوا کہ میں نے اپنی عمر کا قیمتی حصہ ضائع کر دیا جو لطف مولانا نورالدین صاحب کے درس میں آیا۔ وہ کبھی مولانا ابوسعید صاحب کے درس میں نہ آیا تھا۔ صرف لفظی جھگڑے پر دارومدار تھا۔ اب دل میں یہی آیا کہ خدا ایسا موقع دے کہ مولانا نورالدین صاحب کی خدمت میں رہنے کا اتفاق ہو جائے تاکہ ان کے درس سے میں بھی فیضیاب ہو سکوں۔ مولانا صاحب نے مجھے ملازمت کے لئے فرمایا کہ میں خیال رکھونگا

مالیر کوٹلہ میں میری ملازمت

پھر اسی سال کے ماہ اگست میں مجھے ریاست مالیر کوٹلہ میں نواب محمد علیخاں و ذوالفقار علیخاں و یوسف علیخاں پسران نواب غلام محمد خاں کی اتالیقی کے لئے تین ماہ کیلئے بلایا گیا۔ رستہ میں حضرت مسیح موعود لدھیانہ میں تشریف فرما تھے ان سے مشرف بہ زیارت ہوا۔ آپ نے میرے مالیر کوٹلہ جانے پر خوشی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ نواب محمد علی خانصاحب سعید معلوم ہوتے ہیں۔ اگر وہ آپ کو رکھنا چاہیں تو رہ جانا۔ تین ماہ کے بعد میں فارغ ہو گیا تو نواب محمد علی خانصاحب نے باصرار کہا کہ آپ ہمارے پاس رہ جائیں چونکہ حضرت مسیح موعود کا ارشاد بھی تھا اس لئے وہاں رہنا میں نے قبول کر لیا۔ باوجودیکہ اسی دوران میں مجھے منصفی کے عہدہ پر پشاور بلایا گیا۔ لیکن میں نے حضرت مسیح موعود کے حکم کی بجا آوری کی خاطر سرکاری ملازمت کو قبول نہ کیا۔ دوران تعلیم میں نواب محمد علیخاں صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ آپ مرزا صاحب قادیانی کو جانتے ہیں۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ کہنے لگے کیسے آدمی ہیں۔ میں نے کہا عجائبات دنیا میں سے ہیں۔ بہت لوگ دور دور سے ان کی زیارت کیلئے جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا بھی ارادہ دیکھنے کا تھا مگر ہمارے مذہب میں ہے کہ تمام کمالات بارہ اماموں پر ختم ہو چکے ہیں اس لئے ہم نہیں جا سکتے۔ میں نے کہا۔ کہ ہندو مناتن دھرمی کہا کرتے ہیں کہ ہمارا مذہب کچے دھاگے کے بندھا ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ وہ بھی ان کی زیارت کو جاتے ہیں اور ان کا مذہب بھرشٹ نہیں ہوتا۔ اگر آپ کا مذہب کچے دھاگے سے بھی کمزور ہے تو میں یہی مشورہ دونگا کہ آپ وہاں ہرگز نہ جائیں۔

نواب محمد علی خانصاحب کا بیعت کرنا

اسی روز شام کے وقت مجھے نواب صاحب موصوف کا رقعہ ملا کہ کل آپ تیار رہیں، میں اور ذوالفقار علی خاں لدھیانہ جائیں گے اور چند اہلکاروں کے ہمراہ ہمارے ساتھ آپ کو بھی جانا ہوگا۔ الغرض ہم نواب علی محمد خاں جھجر والے کی کوٹھی پر اترے اور مجھے حضرت مرزا صاحب

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

الفروا خفافاً وثقالاً وجاھدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون ۔

رجب ۹ھ کا واقعہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحابؓ کو تبوک کی مہم پیش آئی۔ سلطنت روما ملک عرب پر حملہ کرنا چاہتی تھی اور اپنی عظیم الشان طاقت اور منظم افواج کے ذریعہ بیچارے عربوں کا خاتمہ کرنے کے درپے تھی۔ نبی کریم صلعم نے مسلمانوں کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔ لیکن اس وقت اس مہم کی تیاری کے لئے مسلمانوں کو بہت سی مشکلات کا سامنا تھا۔ اول تو قحط کے ایام تھے۔ دوسرے ملک شام کی حدود تک ایک بہت لمبا سفر درپیش تھا اور رستہ میں پانی اور رسد کی قلت تھی۔ تیسرے فصل بالکل پختہ اور کاٹنے کیلئے تیار تھی۔ چوتھے موسم سخت گرمی کا اور پانچویں مقابلہ ایک زبردست حکومت سے۔ مسلمان ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں کہ حکم الٰہی نازل ہوا "نکل پڑو خدا کی راہ میں ہلکے اور بوجھل یعنی جس حال میں بھی ہو نکل پڑو۔ اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم جانتے ہو۔"

زمانہ خواہ کس قدر بدل چکا ہو لیکن اللہ تعالےٰ کے احکام کی اطاعت ہر وقت لازم ہے۔ آج بھی ہمیں ایک زبردست مہم درپیش ہے۔ اور اسلام کی حفاظت کیلئے ایک جہاد شروع ہے۔ تلوار کے جہاد کی اگر ضرورت باقی نہیں رہی تو نہ سہی۔ جہاد بالقرآن کے لئے بھی تو کم قربانی بکار نہیں۔ اس کے لئے بھی بڑی بڑی صعوبتیں برداشت کرنی ہوں گی اور بڑے بڑے دکھ اٹھانے پڑیں گے۔ اور اس جہاد کیلئے بھی ہمیں اپنی پوری قوت صرف کرنی ہوگی۔ اس ماہ کے آخری ایام میں ہمیں آئندہ سال کے لئے اپنی فوجی طاقت کا جائزہ لینے اور نظم ونسق پر غور کرنے اور پیش آمدہ مہم کو سر کرنے کے لئے تدابیر سوچنے کی غرض سے جمع ہونا ہے۔ ایک طرف مالی مشکلات اور اقتصادی بدحالی کا زمانہ۔ دوسرے لمبے سفر اور مسافری کی تکلیف، تیسرے اپنے دنیوی فوائد کو قربان کرنا اور تمام مشاغل سے بے تعلق ہوکر خدا کے دین کی خاطر جمع ہونا۔ چوتھے سخت سردی کا موسم اور پانچویں ہمیں اپنی بے بضاعتی، بےکسی اور مخالفین اسلام کی عظیم الشان طاقتوں کا احساس یہ سب مشکلات بیشک موجود ہیں۔ لیکن خدا کا حکم یہی ہے۔ انفروا خفافاً وثقالاً "نکل پڑو خدا کی راہ میں ہلکے اور بوجھل جس حال میں بھی ہو نکل پڑو۔" اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کرو۔ اور یاد رکھو کہ خدا کے دین کی تائید کیلئے حرکت کرنا، زندگی، تکلیف اٹھانا، راحت اور ذلت اٹھانا عزت کا موجب ہے بشرطیکہ کوئی سمجھے۔ ان کنتم تعلمون

۲۴ر ۲۵ر اور ۲۶ر دسمبر کو ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے بشرط زندگی ایک مرتبہ پھر اس عظیم الشان اجتماع میں شریک ہوں گے جس کی بنیاد خدا کے مامور اور زمانہ کے امام نے اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھی۔ یہ وہ اجتماع ہے جس میں خدا کے دین کی خدمت کیلئے ہمارے اندر ایک نئی روح نفخ کی جاتی ہے اور بیشمار انوار و برکات سے ہمیں حصہ ملتا ہے۔ یہ وہ اجتماع ہے جس میں ہمیں دینی فوائد اٹھانے، معرفت میں ترقی اور معلومات وسیع کرنے، اپنے بھائیوں سے تعارف بڑھانے اور تعلقات اخوت کو مستحکم کرنے کا موقع نصیب ہوتا ہے۔ یہ وہ اجتماع ہے جس میں شریک ہونے سے ہمیں اسلام کی عظمت وحقانیت اور مامور من اللہ کی صداقت کے زندہ اور بین ثبوت نظر آتے ہیں۔ یہ وہ اجتماع ہے جس میں شمولیت ہمارے قلوب کو اسلام اور محمد رسول اللہ کی محبت سے لبریز کر دیتی ہے۔ یہ وہ اجتماع ہے جس میں شریک ہوکر ہم خدائی وعدوں کو پورا ہوتا دیکھتے ہیں۔ ایک طرف اپنی مٹھی بھر جماعت اور دوسری طرف اسکی بے نظیر خدمات اسلامی کا نظارہ ہمارے دلوں پر وجد طاری کرتا ہے اور ہماری زبانوں پر بیساختہ خدائی بشارت کے الفاظ جاری ہو جاتے ہیں۔ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ۔ یہی وہ اجتماع ہے جس میں مسیح موعودؑ کے مریدوں کا جمع ہوکر اپنے مرشد کے روحانی کمالات کا نظارہ کرتے ہیں اور خدائی وعدہ یاتیک من کل فج عمیق و یاتون من کل فج عمیق کو واقعات کے رنگ میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور یہی وہ اجتماع ہے جس میں ہمیں سال بھر کے بعد مل کر بارگاہ الٰہی میں جھکنے، اس کے انعامات کا شکر بجا لانے، اس کے آستانۂ رحمت پر گرنے، اپنے گناہوں سے معافی چاہنے، اس کے افضال کو طلب کرنے اور دست بدعا ہونیکا موقع نصیب ہوتا ہے۔ پس کون احمدی ہے جو اس عظیم القدر اجتماع میں شریک ہونے سے کوتاہی کریگا اور اپنے آپ کو اس قدر برکات و فیوض سے محروم رکھیگا؟

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ میں شمولیت کو بہت ضروری قرار دیا ہے اور آپ نے اپنے متبعین کو بڑی تاکید سے فرمایا ہے

"حتی الوسع والطاقت تاریخ مقررہ پر حاضر ہونے کے لئے اپنی آئندہ زندگی کے لئے عہد کرلیں اور بدل وجان پختہ عزم سے حاضر ہو جایا کریں۔ بجز ایسی صورت کے کہ ایسے موانع پیش آجائیں جن میں سفر کرنا اپنی حد اختیار سے باہر ہو۔"

پھر آپ نے جلسہ کی اغراض اور ضروریات بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

(۱) "بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کی معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالےٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔"

(۲) "اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھیگا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہونگے۔"

(۳) "اس جلسہ میں یہ ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔"

حضرت مسیح موعود کے ان صریح ارشادات کے بعد کچھ اور عرض کرنے کی حاجت نہیں اور ہمیں قوی امید ہے کہ ہماری جماعت کا کوئی دوست بھی جو سفر کے قابل ہو۔ اپنے مرشد کے حکم سے سرتابی نہ کرے گا۔ اور جلسہ سالانہ میں اپنے دوست واحباب اور اہل وعیال سمیت ضرور شامل ہوگا۔

جلسہ سالانہ میں شریک ہونیوالوں کیلئے ایک اور امر کا لحاظ رکھنا بھی بہت ضروری ہے اور وہ یہ کہ ہم پوری طرح تیار ہوکر اس اجتماع میں شریک ہوں جس طرح سپاہی پوری تیاری کے ساتھ میدان جنگ میں جاتا ہے اسی طرح ہم بھی اس دینی جہاد کے لئے مناسب سامان رسد اور تیاری کے ساتھ آئیں۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"اللہ جلشانہٗ نے قرآن کریم میں تدبیر اور انتظام کے لئے ہمیں حکم فرمایا ہے اور ہمیں مامور کیا ہے کہ جو احسن تدبیر اور انتظام خدمت اسلام کیلئے ہم قرین مصلحت سمجھیں اور دشمن پر غالب ہونے کے لئے مفید خیال کریں وہی بجا لاویں جیسا کہ وہ عزاسمہٗ فرماتا ہے۔ واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ یعنی دشمنوں کے لئے ہر ایک قسم کی تیاری جو کر سکتے ہو کرو اور اعلائے کلمۂ اسلام کیلئے جو قوت لگا سکتے ہو لگاؤ۔ اب دیکھو کہ یہ آیت کریمہ کس قدر بلند آواز سے ہدایت فرما رہی ہے کہ جو تدبیریں خدمت اسلام کے لئے کارگر ہوں، سب بجا لاؤ اور تمام قوت اپنے فکر کی اپنے بازو کی، اپنی مالی طاقت کی، اپنے حسن انتظام کی، اپنی تدبیر شائستہ کی اس راہ میں خرچ کرو، تا تم فتح پاؤ۔"

پس حکم قرآنی واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ہم سے چاہتا ہے کہ ہم سپاہیوں کی طرح آئیں اور دینی جنگ کا سامان ساتھ لائیں

حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد بھی موجود ہے اور اس کے بعد حضرت امیر قوم ایدہ اللہ بنصرہ نے بھی خاص طور پر تاکید فرمائی ہے کہ احباب اس چالیس روزہ مجاہدہ میں روزانہ کچھ وقت خدا کے دین کے لئے بھیک مانگنے میں صرف کریں، اور اس دینی جہاد کے لئے سامان جنگ فراہم کریں۔ ہم ایک مرتبہ پھر اپنے احباب کو یاد دہانی کراتے ہیں کہ وہ اپنے اس فرض کو خاص توجہ اخلاص اور تندہی سے سرانجام دیں اور جلسہ تک ایک معقول رقم فراہم کر کے اپنے ہمراہ لائیں۔

آئندہ جلسہ سالانہ میں امسال بہت سی خصوصیات ہیں۔ ایک طرف رمضان المبارک کا آخری عشرہ جو اپنی برکات کے لحاظ سے تمام مہینہ کا بہترین حصہ ہے۔ دوسری طرف ہمارے چالیس روزہ مجاہدہ کے آخری ایام۔ پس ان مبارک دنوں میں ہم سب کا جمع ہو کر بارگاہ الٰہی میں دعائیں کرنا۔ اور دین اسلام کی تائید و نصرت کے لئے آنسو بہانا اور اپنے پروردگار سے ہمت و توفیق چاہنا نورٌ علیٰ نور کا مصداق ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اجتماع کے اندر ایک زبردست قوت رکھی ہے۔ جو کام ہم علیحدہ علیحدہ نہیں کر سکتے۔ وہ ایک جگہ جمع ہو کر ہم بخوبی سرانجام دے سکتے ہیں۔ اسی طرح دعا بھی فرداً فرداً وہ تاثیر نہیں رکھتی جو ایک جماعت کی دعاؤں میں تاثیر ہے۔ جماعت کی دعائیں فضل الٰہی کو جلد جذب کر لیتی ہیں۔ اور خدا کی رحمت کے دروازے جماعت کی پکار سے فوراً کھل جاتے ہیں۔ پس ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ خدا کی راہ میں نکل پڑے اور اس بابرکت اجتماع میں شریک ہو کر مستفیض ہو۔ ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون ◆

ایک یورپین پروفیسر کی جہالت

مغربی ممالک میں اسلام کے خلاف بے بنیاد اور گمراہ کن مطبوعات اکثر شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اس خبر کو تمام اسلامی دنیا میں غم و غصہ کے انتہائی جذبات کے ساتھ سنا جائیگا کہ حال ہی میں نیو کالج آکسفورڈ کے وارڈن نے جن کا نام رائٹ آنریبل ایچ۔ اے فشر بیان کیا جاتا ہے "تاریخ یورپ" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے معلوم ہوا ہے اس میں ایک باب اسلام کے متعلق بھی ہے۔ اس باب میں انتہائی جہالت و خباثت کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ اول تو عربوں کے علمی کمالات، رواداری اور ان کے یورپ پر احسانات ہی انکار کیا ہے۔ خیر یہ جہالت تو قابل برداشت ہے اگر کوئی شخص جوش تعصب میں مسلمہ تاریخی حقائق کا انکار کرے تو اسے اپنے حال پر چھوڑ دینا چاہیئے۔ لیکن اس کتاب کے بدبخت مصنف نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں نہایت اشتعال انگیز فقرے لکھے ہیں اور حضورؐ کے نسب اور رجال علین پر ذلیل و بے بنیاد حملے کئے ہیں جن کو کوئی مسلمان سننا تک گوارا نہیں کر سکتا ہے۔

آکسفورڈ برطانیہ کا مشہور علمی مرکز ہے وہاں کے ایک ذمہ وار معلم کی طرف سے جہالت و تعصب کا یہ شرمناک مظاہرہ برٹش قوم کی انتہائی بدنامی کا باعث ہے۔ کروڑوں مسلمان برطانی رعایا میں شامل ہیں لیکن اس کے باوجود حکومت برطانیہ اسلامی جذبات سے اس قدر بے خبر ہے کہ ایسی لالعینی اور بیہودہ کتابوں کی اشاعت کی اجازت دے رہی ہے اور ان پر کوئی باز پرس نہیں کرتی۔ یہ طرز عمل اسلامی دنیا میں برطانیہ کی نیکنامی کا موجب نہیں ہو سکتا۔ اس میں فوری تبدیلی کی ضرورت ہے۔

اظہار بیزاری و احتجاج کے جو مناسب طریقے ہیں وہ تو ہر ایسی کتابوں کی اشاعت کے خلاف ضرور استعمال کرنے چاہئیں۔ لیکن اس مرض کا مستقل اور تسلی بخش علاج صرف یہ ہے کہ یورپ میں اسلامی لٹریچر کو وسیع پیمانے پر پھیلایا جائے، اسلام اور پیغمبر اسلام کی ذات اقدس کے خلاف جو غلط خیالات وہاں صدیوں سے پھیلائے جا رہے ہیں۔ ان کا ازالہ طویل و سرگرم جد و جہد کا طلبگار ہے۔ الحمد للہ جماعت احمدیہ کے مبلغ اور مشن سرزمین یورپ میں اس مقدس فرض کو پوری تندہی سے انجام دے رہے ہیں اور ان کے مفید نتائج کا اعتراف تمام حلقوں کی طرف سے کیا جا چکا ہے لیکن اس کام کو بہت ترقی دینے کی ضرورت ہے کاش مسلمانوں کو اس کا کچھ احساس ہو؟

"سیاسی مولوی"

آج کل علما اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو فراموش کر بیٹھے ہیں۔ نقصان رساں اور نفاق انگیز مشاغل میں مصروف ہیں۔ ان کا وجود قوم کی اصلاح و رہنمائی کی بجائے انتشار و گمراہی کا باعث بن رہا ہے۔ موجودہ زمانہ کا مولوی ایک اندھی طاقت کی مانند ہے وہ اپنے خیالات، رجحانات اور اغراض کی پیروی کرتا ہے۔ اس کے سامنے دلائل اور ضروریات ملی و قومی کوئی حقیقت نہیں رکھتیں، وہ ہر اس شخص کے متعلق بلا تکلف کفر کا فتوےٰ صادر فرما دیگا۔ جو اس کے خیالات و "ارشادات" سے ذرہ بھر بھی اختلاف کرے یا اس کے جائز و ناجائز ذرائع آمد پر اثر انداز ہو۔ آج سے چند سال قبل مولوی کی تمام نفاق انگیزیاں اور اغراض پرستیاں مذہبی دائرہ تک محدود تھیں۔ بیشک وہ اپنے آلات تقدس کی نمائش کرتا۔ فروعی عقائد پر جھگڑے برپا کر کے مسلمانوں کو لڑواتا، کلمہ گوؤں پر کفر کے فتوے دیتا لیکن سیاسیات کا میدان اس کی بے راہ رویوں سے آلودہ نہ ہوا تھا۔ بدقسمتی سے کچھ عرصہ سے اس طرف بھی اس نے توجہ فرمانی شروع کر دی ہے۔ سیاسی مولویوں کا ایک گروہ پیدا ہو چکا ہے جو اپنے مذاق و اغراض کے مطابق ایک ایسے سیاسی مسلک کا پیرو ہے جسے مسلمانوں کی عظیم . . . . اکثریت بہت نقصان رساں اور تباہ کن سمجھتی ہے۔ لیکن یہ سیاسی علماء بے محابا اس مسلک کی تائید و تبلیغ میں مصروف ہیں۔ جب کوئی مسلمان اُن سے جرأت اختلاف کرتا ہے یا ان پر مناسب نکتہ چینی کی جاتی ہے تو یہ لوگ فوراً اپنے تقدس کو سپر بنا کر اس پر کفر و فسق کا فتوےٰ صادر کر دیتے ہیں۔ دیوبند کے بعض علماء اور دہلی کی جمعیۃ العلماء کی یہی کیفیت ہے۔ یہ لوگ ایک بلند مذہبی منصب کے مدعی ہیں اور اس کے ساتھ ہی اس منصب کی تمام ذمہ واریوں کو پس پشت پھینک کر سیاسی امور میں دخل در معقولات دے رہے ہیں۔ لیکن سیاسیات کے کوچہ کی فضا کچھ اور ہے۔ یہاں اعتراضات و نکتہ چینیوں کا گرد و غبار ہر وقت اڑتا رہتا ہے۔ جب اس گرد و غبار سے سیاسی مولویوں کا عبا و عمامہ میلا ہوتا ہے تو وہ فوراً کمالات تکفیر و تفسیق کی نمائش شروع کر دیتے ہیں۔ یہ صورت بہت مضحکہ خیز اور ناقابل برداشت ہے۔ ہم سیاسی مولویوں کی خدمت میں نہایت ادب و دلسوزی سے عرض کریں گے کہ وہ اول تو سیاسیات کے کوچہ میں قدم نہ رکھیں اور اگر کسی وجہ سے اس کے لئے مجبور ہیں تو انہیں اپنے اندر اختلاف رائے کی برداشت پیدا کرنی چاہیئے ◆

ایک دل آزار تصویر

لاہور کے انگریزی روزنامہ "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کے تازہ سالنامہ میں ایک سکھ مصور کی تصویر شائع ہوئی ہے، جس میں دکھلایا گیا کہ سکھوں کے چھٹے گورو ہرگوبند ایک عالیشان مسند پر بیٹھے ہیں اور ملکہ نورجہاں بے نقاب اپنے ہاتھ سینے پر باندھے گورو کے سامنے سربسجود ہے۔ پاس ہی اشرفیاں بکھری پڑی ہیں جو مصور کے خیال کے مطابق ملکہ نے بطور نذر پیش کی تھیں ملکہ کی خواص بھی بے نقاب ہندوؤں اور سکھوں کے انداز میں گورو کو پرنام کر رہی ہے۔ تصویر کے نیچے کی انگریزی عبارت میں بتلایا گیا ہے:۔

"چھٹا گورو ہرگوبند نورجہاں کو شرف باریابی بخشتا ہے"

یہ تصویر تاریخی لحاظ سے بالکل بے اصل ہے۔ مسلمانوں کی دل آزاری کے سوا اس کا مصور اور کوئی دوسرا مقصد سمجھ میں نہیں آتا لیکن اس کے ساتھ ہی ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ "سول" کے عملہ ادارت نے اس لغو تصویر کو شائع کر کے اسلامی معاشرت و جذبات اور ہندوستان کی اسلامی تاریخ سے مجرمانہ لاعلمی کا ثبوت دیا ہے۔ اس تصویر کی اشاعت کی وجہ سے تمام اسلامی ہند میں ناراضگی پیدا ہو گئی ہے۔ ضرورت ہے کہ معاصر مذکور جلد از جلد اپنی اس غلطی کی تلافی کر دے اور آئندہ کیلئے محتاط رہے۔

"سول" کی حیثیت ایک نیم سرکاری اخبار کی ہے لہذا اس خیال کا عام طور پر اظہار کیا جاتا ہے کہ حکومت اس سے کوئی باز پرس نہیں کرے گی۔ یہ خیال حکومت کے مقاصد اور اس کی مصلحتوں کے لئے کافی حد تک غیر مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ اس لئے اسے اپنے عمل سے اس کی تردید کر دینی چاہیئے۔ جس کی نرم ترین صورت اس سالنامہ کی منبطی اور تنبیہ ہے ◆

مسٹر برلا کی اپیل!

ڈاکٹر امبیدکر نے ہندو مذہب کو ترک کرنے کا قطعی فیصلہ کر لیا ہے اس فیصلہ میں تبدیلی مشکل معلوم ہوتی ہے۔ چند روز ہوئے آپ نے ایک اخباری ملاقات میں فرمایا کہ اچھوت کانفرنس کا فیصلہ خواہ کچھ ہی ہو میں تو ہندو دھرم کو ضرور ترک کر دونگا۔ آپ سے سوال کیا گیا۔ کہ اگر اچھوت قوم ہندو دھرم کو ترک کرنے کیلئے تیار نہ ہو تو آپ کیا کرینگے؟ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا "تو اس صورت میں مجھے ان کا ساتھ چھوڑنا پڑے گا اور میں اپنی مرضی کے مطابق کوئی اور مذہب اختیار کروں گا"۔ یہ الفاظ ڈاکٹر صاحب کے عزم راسخ کے پوری طرح مظہر ہیں یہی وجہ ہے کہ اندرونی طور پر ہندو لیڈر بھی ان سے مایوس ہو چکے ہیں اور اب ہندو حلقوں میں یہ خیال ترقی کر رہا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو ان کے حال پر چھوڑ دینا ہی بہتر ہے۔

مسٹر برلا نے ۲۷ر نومبر کو دار دھا میں ہریجن بورڈنگ ہوس کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے جو تقریر کی وہ اس بات کا ایک زبردست ثبوت ہے۔ مسٹر برلا نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ فی الحال ہمیں ڈاکٹر امبیدکر کو بالکل فراموش کر کے ہندو سوسائٹی کے عیوب و نقائص کی اصلاح کی سرگرم کوشش کرنی چاہیئے۔ اس بارہ میں آپ نے چھوت چھات کے انسداد اور عقد بیوگان کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی۔ روشن خیال ہندوؤں نے اب تک جن اصلاحات کو ہندو سوسائٹی میں نافذ کرنے کی کوشش کی ہے وہ سب اسلام کی خوشہ چینی کا نتیجہ ہیں چھوت چھات کے انسداد کا خیال بھی اسلامی تعلیمات اور اسلامی تمدن کے اثر کا نتیجہ ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ چھوت چھات اور ذات پات کی تفریق کو دور کرنے کا ہندو مذہب اور ہندو سوسائٹی کے بنیادی عقائد و خصوصیات پر کیا اثر پڑیگا؟ ظاہر ہے کہ ہندوؤں کا مذہبی و تمدنی نظام انہی بنیادوں پر قائم ہے۔ اور یہ بنیادیں کسی اصلاح کی متحمل نہیں ہو سکتیں۔ کیا اس تفریق کو دور کرنے کے بعد ہندوؤں کے مایہ ناز مسئلہ تناسخ پر زبردست زد نہ پڑے گی۔ جس کی رو سے ذات پات کا امتیاز گذشتہ جنم کے اعمال کا نتیجہ ہے؟ اصلاح پسند ہندوؤں کے ان عزائم سے ہمیں دلی ہمدردی ہے لیکن ہندو مذہب کے دائرہ کے اندر رہتے ہوئے وہ اپنے پروگرام کو عمل میں نہیں لا سکتے۔ لہذا

[illegible]

رمضان کی غرض دلوں میں انقلاب پیدا کرنا ہے

تعلق باللہ سے خدائی طاقتوں کی جلوہ فرمائی

خطبہ جمعہ ۲۹ نومبر ۱۹۳۵ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ

شھر رمضان الذی انزل فیه القرآن ھدًی للناس .... لعلھم یرشدون (البقرہ ۱۸۵-۱۸۶)

ترجمہ:۔ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اتارا گیا لوگوں کے لئے ہدایت اور ہدایت کی کھلی دلیلیں اور حق و باطل کو الگ الگ کر دینے والی دلائل پس جو کوئی تم میں سے اس مہینہ کو پائے تو چاہئیے کہ اس کے روزے رکھے اور جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اور دنوں میں گنتی (پوری) کر لی جائے۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور تم گنتی کو پورا کرو اور اللہ کی بڑائی کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور تاکہ تم شکر کرو اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو بے شک میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنیوالے کی دعا کو جب وہ مجھے پکارتا ہے قبول کرتا ہوں۔ پس چاہئیے کہ میری فرمانبرداری کریں اور چاہئیے کہ مجھ پر ایمان لائیں تاکہ ہدایت پائیں۔

ماہ رمضان کی خصوصیت

ان آیات میں روزوں کے احکام کے علاوہ بتلایا گیا ہے کہ ماہ رمضان کو ایک بہت بڑی خصوصیت یہ حاصل ہے کہ اس میں قرآن جیسی عظیم الشان کتاب نازل ہوئی۔ اس زمانہ میں ان تحریکات کو بڑی قدر اور عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جن کا اثر عوام الناس تک پہنچ جائے۔ کیونکہ اس طرح عوام الناس کے قلوب میں ایک انقلاب پیدا ہو جاتا ہے لیکن یہ آسان بات نہیں اور بالکل انسان کی طاقت سے باہر ہے کیونکہ انسانوں کے قلوب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ بعض اوقات اچھی اچھی تحریکیں جاری ہوتی ہیں اور عام نہیں ہوتیں۔ ان کا اثر خاص لوگوں اور خاص حلقوں کے اندر ہی محدود رہتا ہے عوام الناس کو ان کی خبر بھی نہیں ہوتی

قرآن اور رمضان دلوں میں انقلاب پیدا کرتے ہیں

قرآن اور رمضان کا ذکر اس لئے بھی اکٹھا کیا گیا ہے کہ یہ دونوں چیزیں انسانوں کے اندر زبردست انقلاب پیدا کرنے والی ہیں تمہارا ایک عزیز سے عزیز دوست ہو جس کے دل میں تمہارا احترام بھی ہو لیکن اگر تم اس کو پچھلی رات جگانا چاہو اور یہ کہو کہ وہ سات آٹھ بجے جو چائے پیتا ہے اور گیارہ بجے جو کھانا کھاتا ہے وہ چند گھنٹے قبل صبح کے چار پانچ بجے کھا لیا کرے۔ تم اس کو اس بات پر آمادہ نہیں کر سکو گے۔ لیکن ماہ رمضان کے آتے ہی مسلمانوں میں ایک زبردست انقلاب پیدا ہو جاتا ہے مسلمان جہاں کہیں بھی ہوں، ہندوستان میں ہوں یا عرب افغانستان و ایران میں۔ ایشیائی ممالک میں ہوں یا یورپ و امریکہ میں یا ان جزائر اور غیر معروف علاقوں میں جن کا نام بھی ہمیں معلوم نہیں۔ غرضیکہ دنیا کے ہر ایک حصہ میں ماہ رمضان کا چاند نمودار ہونے کیساتھ ہی وہ اپنے اندر عظیم الشان انقلاب پیدا کر لیتے ہیں۔ وہ لوگ جو صبح آٹھ آٹھ اور نو نو بجے اٹھنے کے عادی ہیں تین تین چار چار بجے اٹھ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اپنے کھانے پینے کے اوقات کو تبدیل کر دیتے ہیں اور سارے دن کی بھوک پیاس کو برداشت کرنے لگتے ہیں۔

قرآن کا پیدا کردہ انقلاب

اسی انقلاب پیدا کرنیوالے مہینے میں قرآن کریم نازل ہوا۔ گویا ماہ رمضان قرآن کریم کی سالگرہ کا مہینہ ہے اور پھر قرآن کریم نے دنیا میں جو انقلاب پیدا کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس نے بےشمار قوموں اور ملکوں کے عقائد، طریق عبادت، خیالات، رسم و رواج، زبان، رسم الخط تمدن و معاشرت لباس اور خوراک کو تبدیل کر دیا اور یہ تبدیلی اسقدر عظیم الشان ہے جو انسانی طاقت سے قطعاً بعید ہے۔ اس کو پیدا کرنا یقیناً خدائی ہاتھ کا کام ہے۔ بیشک خدا نظر نہیں آتا۔ لیکن جب خدا کی صفات کا جلوہ نمودار ہوتا ہے تو وہ اس قدر نمایاں ہوتا ہے کہ آنکھوں والے تو ایک طرف رہے بغیر آنکھوں والے بھی اسے دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں

کائنات کی ہر شے میں خدا کا جلوہ ہے

ویسے تو خدا کی ہستی کا جلوہ کائنات کی ہر ایک چیز میں نظر آتا ہے۔ ایک ایک درخت اور اس کے ایک ایک پتے اور ہر ایک گھاس کے ریشہ میں گھاس کے ایک ایک تنکے میں خدا کی شان نظر آتی ہے۔ پھر پہاڑ ہیں سمندر اور دریا ہیں، ہماری یہ زمین ہے جس پر ہم بستے ہیں۔ پھر زمین کا ماں باپ ہے یعنی جہاں سے زمین نکلی ہے۔ کیونکہ سائنس نے ثابت کیا ہے کہ زمین سورج یا کسی ستارے کا ایک حصہ ہے۔ یہ ساری چیزیں خدا کی ہستی کی مظہر ہیں لیکن خدا کا سب سے زبردست جلوہ انسان کی ہستی کے اندر نمودار ہوتا ہے یہ کوئی عجیب بات یا فرضی بات نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے۔ جس طرح انسان کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات پر فضیلت دی ہے اسی طرح خدا کا وہ جلوہ جو اس کے اندر نمودار ہوتا ہے باقی سب جلووں سے زیادہ افضل اور زبردست ہوتا ہے۔ بے شک کائنات کی دوسری چیزوں میں پیدا ہونیوالی تبدیلیاں بھی بڑی زبردست ہوتی ہیں جن کی وجہ سے خدا کی ہستی کا یقین ہو جاتا ہے۔ زمین کے کسی ٹکڑے کا ہل جانا، دریاؤں اور سمندروں میں طوفان کا برپا ہو جانا۔ ہواؤں کی تیزی و تندی یہ سب خدا کے جلوے ہیں۔ لیکن جب انسان کے دل میں اللہ کی خشیت پیدا ہوتی ہے اور وہ دل اس کی وجہ سے ہلتا اور کانپتا ہے تو یہ خدائی صفات کا سب سے بڑا جلوہ ہوتا ہے۔

قرآن کی طاقت

انسان کا دل ایک کیا سینکڑوں پہاڑوں سے بھی زیادہ زبردست چیز ہے اور اس قرآن کے آگے ہر زمانہ میں ہزاروں اس قسم کے پہاڑ گرتے رہے ہیں اور گرتے رہیں گے اور اس زمانہ میں بھی گر رہے ہیں۔ قرآن کریم میں جو آتا ہے لو انزلنا ھذا القرآن علی جبل لرأیته خاشعاً متصدعاً من خشیة اللہ یعنی یہ قرآن اتنی بڑی عظیم الشان طاقت ہے کہ اگر ہم اسے پہاڑوں پر نازل کرتے تو وہ بھی خدا کے خوف سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ یہاں بھی پہاڑوں سے مراد انسانی دل ہی ہیں۔ اس زمانہ میں بھی جبکہ مادی ترقیات انتہا کو پہنچ گئی ہیں خدائی صفات قرآن کریم کی طاقت کی شکل میں اپنی شان دکھلائیں گی۔

خدائی طاقتوں کی جلوہ فرمائی کیلئے اس سے تعلق پیدا کرو

لیکن اس کے لئے ضرورت ہے کہ تم خدا کے ساتھ تعلق پیدا کر کے خدائی طاقتوں کو ظاہر کرنے کا موجب بنو۔ کیونکہ خدائی طاقتوں کو جلوہ فرما دیکھنے کا واحد ذریعہ تعلق باللہ ہے۔ جب انسان کے اندر خدائی جلوہ نمودار ہوتا ہے تو پھر اس کے آگے مادی طاقتیں خودبخود جھک جاتی ہیں

رمضان قرآن کی سالگرہ ہے

جیسا کہ میں ابھی کہہ چکا ہوں کہ رمضان کا مہینہ قرآن کریم کی گویا سالگرہ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم اس مہینہ میں ایک مجاہدہ کر کے خدائی طاقتوں کو ظاہر کرو۔ یہ بوجھ انسان پر اس لئے ڈالا گیا ہے کہ انسان کا تعلق خدا کے ساتھ بڑھے۔

خدا انسان کے بہت قریب ہے

خدا انسان کے بہت قریب ہے۔ انہی آیات میں جو میں نے ابھی تلاوت کی ہیں فرمایا گیا ہے۔ واذا سألك عبادی عنی فانی قریب (اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو بے شک میں قریب ہوں) یہ غلط ہے کہ خدا تعالیٰ انسان سے بہت دور ہے اور عرش پر ہی بیٹھا ہوا ہے بلکہ قرآن کریم میں تو بار بار یہ آتا ہے کہ خدا انسان سے بہت قریب ہے مثلاً ونحن اقرب الیه من حبل الورید (اور ہم اس سے اس کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں) انسان کا قرب جو اپنی جان سے ہے وہ بھی ہماری سمجھ میں نہیں آ سکتا ہے۔ مگر خدا فرماتا ہے کہ جس قدر تم اپنی جان سے قریب ہو اس سے بھی میں تم سے زیادہ قریب ہوں۔ ایک جگہ قرآن کریم میں آتا ہے فلولا اذا بلغت الحلقوم وانتم حینئذ تنظرون۔ ونحن اقرب الیه منکم ولکن لا تبصرون (سورہ الواقعہ) تو کیوں نہیں جب روح گلے میں آ پہنچتی ہے اور تم اس وقت دیکھ رہے ہوتے ہو اور ہم تمہاری نسبت اس سے قریب تر ہیں لیکن تم نہیں دیکھتے) یہاں فرمایا کہ میں تمہاری جان سے اس قدر قریب ہوں کہ تم بھی اتنے قریب نہیں۔ لیکن باوجود اس قدر قریب ہونے کے تم دیکھتے نہیں کیونکہ وہ عالم دوسرا ہے۔

خدا کے قرب سے کیا مراد ہے

تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب خدا ہر وقت اور ہمیشہ انسان کے قریب تر ہے تو پھر اس کے کیا معنی ہوئے کہ خدا کا قرب حاصل کرو۔ اس پر اس قدر زور کیوں دیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے دل پر جو حجابات ہیں ان کو دور کیا جائے۔ یہ باتیں روحانی عجائبات ہیں جن کو انسانی عقل نہیں سمجھ سکتی۔ بے شک خدا انسان کے بالکل قریب ہے لیکن انسان خود ہی اس سے دور پڑا ہوا ہے انسان کا خدا سے قرب حاصل کرنا یہی ہے کہ وہ حجاب جو اس کو خدا کے دیکھنے سے روکتے ہیں وہ دور ہوں، دل کے حجابات کو دور کرنا ہی اس کا قرب ہے

حجابات دور کرنیکے لئے مشقت اٹھاؤ

یہ حجابات کس طرح دور ہوتے ہیں اس کے کیا طریق ہیں؟ اس کے طریق یہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ بھوک پیاس برداشت کرو کچھ محنت مشقت اٹھاؤ۔ سارا قرآن اس بات سے بھرا پڑا ہے کہ آسائش کی زندگی انسان کو خدا سے دور کر دیتی ہے۔ احادیث سے بھی اس کا پتہ چلتا ہے۔ مثلاً غربا کا بہشت میں پہلے داخل ہونا۔ امیروں کی حالت دیکھ لو۔ ان کو بہت کم خدا کی یاد آتی ہے الا ماشاءاللہ۔ خدا کے راستہ میں مشقت برداشت کرنے کے معنی بھوک پیاس برداشت کرنا ہی نہیں۔ آج کل کے روزوں میں تو یہ میسر بھی نہیں آتا۔ شام کو جس وقت روزہ افطار کیا جاتا ہے تو معلوم نہیں ہوتا کہ روزہ رکھا تھا۔ لہذا ضرورت ہے کہ کسی اور ذریعے سے مشقت کو برداشت کیا جائے۔

راتوں کو اٹھنے کی مشقت اور اعضاء پر پابندی

اس لئے اللہ نے رات کا اٹھنا رکھ دیا۔ خیرات رکھ دی، آنکھ کان اور زبان پر پابندیاں لگا دی گئیں، جھوٹ اور فحش باتوں اور غیبت سے روکا گیا۔ جس کی زبان رک جائے وہ بہت امن میں ہو جاتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جو اپنی زبان کی ضمانت دے میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں

زبان روک کر مجاہدہ کرو

آؤ اسی زبان کو روک کر مجاہدہ کریں۔ انسان کو اپنی بڑائی کا بہت خیال ہوتا ہے اور وہ اپنے بھائی کے سامنے کسی بات میں دبنا نہیں چاہتا دوسروں کی عیب شماری اور نکتہ چینی اس کا شعار ہے۔ جو شخص ایک مہینے کے لئے اپنی زبان کو روک لیگا۔ اسے باقی گیارہ مہینوں کیلئے بھی اس پر قابو حاصل ہو جائے گا۔ زبان کو نہ صرف جھوٹ سے روکو۔ بلکہ غیبت اور فحش گوئی، دل آزاری اور عیب بیانی سے بھی روکو

مخالفین سلسلہ کے سامنے ایک تجویز

میرا خیال تھا کہ میں ان لوگوں کے سامنے ایک چھوٹی سی بات پیش کروں جنہوں نے ایک شخص کو گالیاں دینا اپنا شیوہ بنا لیا ہے ان کی کوئی مجلس، کوئی تحریک اور کوئی جلوس اس وقت تک بارونق اور کامیاب نہیں سمجھا جاتا۔ جب تک کہ وہ ایک شخص کو کافر دکذاب نہ کہہ لیں۔ اسے گالیاں نہ دے لیں۔ میں ان سے یہ کہنے کا ارادہ رکھتا تھا کہ وہ صرف ماہ رمضان کی خاطر تیس دن کے لئے اپنی زبانوں کو روک لیں۔ یہ لوگ خدا اور رسول کو مانتے ہیں۔ خدا اور رسول کے لئے ہی غور کریں کہ جس شخص کو اس قدر بڑا کاذب و کافر کہا جاتا ہے اس کا قصور کیا ہے، خدا کا رجسٹر تو یہ لوگ دیکھ نہیں آئے اور قیامت ابھی آئی نہیں کہ انہیں قطعی طور پر کچھ معلوم ہو جائے۔ آخر اس شخص نے کچھ نیک کام بھی کئے ہیں وہ کلمہ گو تھا۔ اسلام اور قرآن سے اسے عشق تھا۔ یہ محمد رسول اللہ صلعم پر مخالفین کے حملوں کا دفاع کرنے والا تھا۔ یہ نماز پڑھتا تھا، روزہ رکھتا تھا۔ دیگر احکام اسلامی بجا لاتا تھا۔ اسلام کی تبلیغ کرنیوالا تھا۔ کتنا ہی سخت دشمن ہو وہ بھی اس کے مسلمان ہونیکے کسی نہ کسی امکان کا تو ضرور قائل ہو گا۔ ان تمام باتوں پر غور کرو اس شخص کے کام کو دیکھو اور ایک رمضان میں ہی خدا سے ڈر کر ایسا نہ ہو ہم کسی مسلمان کو ہی، کسی صالح انسان کو ہی، کسی خدا رسیدہ کو ہی بُرا کہہ رہے ہوں، رمضان کی خاطر ہی اس سے بچ جاؤ

اگر زبان نہیں روک سکتے تو خدا سے دعا کریں

اگر یہ پہلو پسند نہیں تو پھر یہ کرو کہ خدا کے آگے گریہ وزاری کرو اور اس مبارک مہینہ میں ساری ساری رات دعائیں لگا دیں کہ اے خدا یہ شخص کافر و دجال ہے تو اس کی جماعت کو برباد کر دے اگر آٹھ کروڑ مسلمان تیس روز تک رو رو کر خدا سے دعا کریں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ خدا ایک ایسی جماعت کو جسے دشمن اسلام کہا جاتا ہے (بشرطیکہ وہ فی الحقیقت دشمن اسلام ہو) برباد نہ کر دے۔ میرا اس قسم کی تجویز پیش کرنے کا ارادہ تھا، لیکن وہاں تو یہ حالت ہے کہ ہماری معقول سے معقول بات کو سننے کے لئے تیار نہیں، حتیٰ کہ یہ لوگ خدا اور رسولؐ کے احکام کی بھی پرواہ نہیں کرتے

قادیانیوں کا غلط خیال

قادیان والے کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی مخالفت روز بروز بڑھتی گئی ہے اور منظم ہوتی گئی ہے شاید یہ بات اس لئے کہی گئی ہو کہ ہماری خدمت بڑی معلوم ہو۔ لیکن واقعات اس کے خلاف ہیں حقیقت یہ ہے کہ پہلے زیادہ مخالفت تھی۔ اب سمجھدار لوگ اندھی مخالفت کی بجائے غور و فکر کی طرف مائل ہو رہے ہیں حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر جن لوگوں نے مخالفین کی حرکات دیکھی ہیں، وہ اس بات کا صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ایسے وقت جبکہ کسی کی میت سامنے رکھی ہوئی ہو سنگدل سے سنگدل انسان بھی موم ہو جاتے ہیں۔ لیکن ایسے موقع پر ان لوگوں نے اینٹیں پھینکیں اور بدزبانی کی اور اس بات کو بالکل فراموش کر دیا کہ اسلام نے میت کا کس قدر احترام سکھلایا ہے۔

اسلام میں میت کا احترام

حضرت نبی کریم صلعم ایک دفعہ کسی جگہ تشریف فرما تھے کہ ایک یہودی کا جنازہ گذرا۔ آپ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ کسی نے کہا، یا رسول اللہ یہ یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا یہودی انسان نہ تھا؟ خدا جانے یہ لوگ جنہوں نے اس وقت میت کی بےعزتی کی خدا کو کیا جواب دیں گے؟ میرا مطلب یہ ہے کہ یہ صحیح نہیں کہ احمدیت کی مخالفت اب اس وقت سے زیادہ ہے جب سلسلہ کی بنیاد رکھی گئی اور اس وقت ایک اکیلا انسان اس مخالفت کا نشانہ تھا۔ تو اس وقت مخالفت میں کوئی کمی نہیں تھی۔ پھر اگر اس قدر مخالفت، اکیلے انسان کو برباد نہ کر سکی تو اب اتنی بڑی جماعت کو یہ کیا برباد کریں گے ابتدائی زمانہ میں جبکہ محض اکیلا شخص احمدیت کا پیغام لے کر اٹھا تو اس کے چاروں طرف مخالف ہی مخالف تھے۔ اس کو ہر طرح سے تکلیف دی اس کی بے انتہا مخالفت کی گئی۔ اس کی توہین و دل آزاری میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی گئی قتل کے سنگین مقدمات میں اسکو پھنسایا گیا لیکن ان ساری باتوں کے باوجود وہ کامیاب ہوا۔

اچھوتوں کا متفقہ فیصلہ اور ہمارا فرض

پھر اگر کوئی بات سننے کیلئے تیار نہیں تو ان کی مرضی لیکن ہمارے سامنے ایک عظیم الشان کام ہے۔ ہندوستان کے آٹھ کروڑ اچھوتوں کے نمائندوں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ ہندو مذہب کو ترک کر کے کسی ایسے مذہب کو اختیار کرینگے جو انہیں مساوات کا درجہ دے سکے اور وہ کسی حالت میں بھی ہندو نہیں رہینگے یہ فیصلہ اچھوت قوم کا قریب قریب متفقہ فیصلہ ہے مسلمانوں کیلئے یہ موقع تھا کہ وہ آپس کے فضول جھگڑوں کو چھوڑ کر اس کام کو ہاتھ میں لیتے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی توفیق دے لیکن ہمارا فرض ہے کہ کوئی اس طرف توجہ کرے یا نہ کرے ہم ہمت کر کے اس کام کو انجام دیں۔ خدا کے آگے رو دیں کہ اے اللہ ہمیں اس کام کو انجام دینے کی ہمت دے اور اس کے لئے سامان عطا فرما۔ تاکہ کل ہم تیرے حضور جائیں تو سرخرو جائیں اور ہمارے دلوں کو اطمینان ہو کہ ہم نے تیرے نام کو پھیلانے کا کچھ کام کیا ہے۔

جواہر ریزے

قرآن مجید

یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے اختلاف میں عقل والوں کے لئے نشان ہیں جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں فکر کرتے رہتے ہیں۔ ہمارے رب تو نے اسے بیفائدہ پیدا نہیں کیا۔ تو پاک ہے۔ پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا ہمارے رب جسے تو آگ میں داخل کرے۔ یقیناً تو نے اسے رسوا کیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ ہمارے رب بیشک ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا ہے جو ایمان کے لئے بلاتا ہے کہ تم اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ پس ہم ایمان لائے۔ ہمارے رب سو تو ہماری کمزوریوں کی حفاظت فرما اور ہماری برائیوں کو ہم سے دور کر دے اور ہم کو راستبازوں کے ساتھ وفات دے۔ ہمارے رب اور ہمیں عطا فرما جس کا وعدہ تو نے ہمیں اپنے رسولوں کے ذریعہ دیا ہے اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کرنا، بیشک تو وعدہ کا خلاف نہیں کرتا سو ان کے رب نے ان کی دعا کو قبول کیا کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنیوالے کے عمل کو ضائع نہ کرونگا، مرد ہو یا عورت، تم سب ایک دوسرے سے ہو۔ سو جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے میں ضرور ان کی تکلیفوں کو ان سے دور کر دونگا اور میں ضرور ان کو باغوں میں داخل کرونگا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے بدلہ ہے اور اللہ ہی کے پاس اچھا بدلہ ہے۔

جو کافر ہیں ان کا ملکوں میں تصرف تجھے دھوکہ میں نہ ڈالے تھوڑا سا سامان ہے پھر ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔ لیکن جنہوں نے اپنے رب کا تقویٰ کیا۔ ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ انہی میں رہیں گے۔ یہ اللہ کی طرف سے مہمانی ہے۔ اور جو اللہ کے پاس ہے وہ راستبازوں کیلئے بہت اچھا ہے

حدیث شریف

(۱) ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو تم سے ادنیٰ ہیں ان پر نظر ڈالو اور جو تم سے اعلیٰ ہیں۔ ان کو نہ دیکھو کیونکہ یہ زیادہ مناسب ہے کہ تم خدا کی نعمت کو جو تم پر ہے حقیر نہ جانو (متفق علیہ)

(۲) رسول اللہ صلعم سے نیکی اور گناہ کے بارہ میں سوال کیا گیا آپ نے فرمایا نیکی اچھی خصلت ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینہ میں کھٹکے اور تو اس بات کو پسند نہ کرے کہ لوگ اس سے آگاہ ہو جائیں۔ (مسلم)

(۳) ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ جب تم تین ہو تو ان میں سے دو آپس میں سرگوشی نہ کریں۔ یہاں تک کہ وہ اور لوگوں سے مل جائیں کیونکہ اس طرح وہ (تیسرا آدمی) غمگین ہو گا (متفق علیہ)

(۴) ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایک آدمی مجلس میں دوسرے کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود نہ بیٹھے۔ لیکن تم مجلس میں فراخ ہو کر اور کھل کر بیٹھو۔ (متفق علیہ)

(۵) رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ نیکی کی بات بھی صدقہ ہے (بخاری)

(۶) نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ نیکی کی کسی بات کو حقیر مت جانو اور جب تم اپنے بھائی سے ملو تو بشاش چہرہ سے ملو۔ (مسلم)

(۷) حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم شوربا پکاؤ تو اس کا پانی زیادہ کرو اور ہمسایہ کا خیال رکھو۔ (مسلم)

شانِ احمد صلعم

مولوی ثناءاللہ صاحب کی سخن فہمی!

(از قلم مولانا عمرالدین صاحب احمدی)

صحیح معرفت سے دوری اور تعصب

شان احمد راکہ داند جز خداوند کریم
آں چناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم

مولوی ثناءاللہ صاحب نے اہلحدیث مجریہ ۲۲ر نومبر ۳۵ء میں خان بہادر میاں غلام رسول صاحب کے مضمون "میں سلسلہ احمدیہ میں کیوں شامل ہوا؟" پر اعتراض کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کے عقیدہ توحید باری پر مندرجہ بالا شعر کی بنا پر اعتراض کیا ہے اور یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ میاں صاحب موصوف کا یہ فرمانا کہ احمدیت شرک سے پاک ہے درست نہیں۔ اور اس مضمون میں پہلے تو وہابی گروہ کو توحید خالص کے معتقد بتایا ہے۔ حالانکہ ان کے عقائد کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کئی ایک صفات شریک باری ثابت ہوتے ہیں۔ مگر مولوی صاحب کو اپنی آنکھ کا شہتیر تو نظر نہیں آتا اور تعصب کی وجہ سے احمدیت میں شرک ہی شرک نظر آتا ہے حالانکہ یہ سچ ہے کہ جو توحید خالص احمدیت میں ہے وہ اس وقت کسی دوسرے فرقہ اسلامی میں ہرگز موجود نہیں ہے۔ اور جو توحید کی حقیقت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان کی ہے وہ خشک وہابیت میں بھی جان ڈالکر ہزاروں وہابیوں کو زندہ کر چکی ہے جو آج احمدیت کی فتح و نصرت کو اپنی آنکھوں سے دیکھکر حضرت مسیح موعودؑ پر درود و سلام بھیج رہے ہیں۔ احمدیت کے مقابل کہ وہابیت ایک مردہ کی مانند ہے اور اسی مردگی کے باعث انہیں توحید خالص میں شرک کی بو آرہی ہے۔ اولیاء اللہ کی دشمنی کا یہی نتیجہ ہوا کرتا ہے۔ وہابی عام طور پر بزرگان دین کا ذکر خیر سنکر خوش نہیں ہوتے۔ اولیاء اللہ کا تذکرہ ہو تو ان کے دل تنگ ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ اولیاء اللہ خدا نمائی کا آئینہ ہوتے ہیں۔ مگر وہابیت میں اولیاء کرام کی عزت کی بجائے توہین ضرور ہوتی ہے۔ الا ماشاءاللہ۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کو اوپر کے شعر میں جو شرک کی لالش نظر آتی ہے اور وہ جو اسے بدعتیوں کے کلام کی مانند قرار دیتے ہیں اس کا اصل سبب یہی ہے کہ وہ خشک ملا ہیں اور انہیں اولیاء اللہ کی معرفت نصیب نہیں اور وہ دین کے مغز سے بالکل بےخبر ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اس وہابی گروہ نے احمدیت کو کفر قرار دیا۔ یہ سچ ہے

زبوئے نافہ عرفاں چوں محروم ازل بودند
نہادند نام کافر لاجرم عشاق ملت را

رسول اللہ صلعم کا مقام عالی

مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ شان احمد میں جو شعر مسیح موعودؑ نے لکھا ہے "ہم اس شعر سے بلکہ اس کے قایل سے بیزار ہیں"۔ کیوں بیزار ہیں اس لئے کہ مولوی صاحب کے خیال میں اس شعر کے دوسرے مصرعہ میں "احمد" کو "احد" کہا گیا۔ مولوی صاحب خدا تعالیٰ آپ کو ایمانی آنکھ بخشے۔ ذرا غور تو کیجئے۔ قائل نے کیا اچھا کہا ہے

شان احمد راکہ داند جز خداوند کریم

یعنی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو بجز خداوند کریم کوئی نہیں جان سکتا۔ یا کون جانتا ہے اس لئے کہ:۔

آں چناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم

حضرت احمدؐ نے اپنی ذات کو راہ حق میں ایسا مٹایا اور ذات الہٰی میں ایسے محو ہوئے اور عشق خدا کا رنگ اس قدر غالب آگیا اور دوئی کے تمام پردوں کو اس طرح چاک کر دیا اور توحید الہٰی کے سمندر میں آپ اتنے گہرے غوطہ زن ہوئے کہ

"دنا فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنٰی"

یعنی حضور پرنور قریب ہوئے اور اس قدر قرب محبوب حقیقی میں بڑھے کہ دو کمانوں کا ایک ہی وتر ہو گیا بلکہ اس سے بھی زیادہ مقام قرب پر پہنچے اور یہ وہ مقام ہے کہ جس پر نہ کوئی اولین میں سے پہنچا نہ آئندہ کوئی پہنچیگا۔ اور یہ سچ ہے کہ

"بمقامے کہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی"

یہی وجہ ہے کہ آپ کے مرتبہ عالی کی تہ تک بڑے سے بڑا غواص بھی نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ جتنا کوئی اور زیادہ آگے بڑھے حیرت کا مقام اور بڑھ جاتا ہے اور فیضان محمدی اس کی رہنمائی کے لئے اور آگے موجود ہوتا ہے۔ ہم اس مقام کو یوں بھی بیان کر سکتے ہیں کہ آپ تمام انبیاء اور اولیاء میں سے منفرد ہیں اپنے مرتبہ فنا فی اللہ میں۔ اور بجز خداوند کریم کوئی اس مرتبہ کو نہیں جانتا کیونکہ ادنٰے مقام والے اس ارفع اور اعلیٰ مقام کو کیونکر جان سکتے ہیں جہاں ان کا گذر ہی نہیں اور اس مقام کے لحاظ سے آپ خدا کی صفت توحید کے مظہر اعظم ہیں، کیونکہ آپ نے اپنے آپ کو تو بالکل فنا کر دیا کہ توحید خداوندی سے احمدیت کے رنگ میں یعنی عاشقانہ حمد الہٰی سے آپ اس قدر رنگین ہوئے کہ تمام مخلوقات سے واحد و یگانہ ہو گئے۔ دوسرے لفظوں میں احمد سے "احد" ہو گئے احمد کے معنی ہیں بہت تعریف کرنیوالا اور اس بہت حمد کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس کی تعریف کرتا تھا اس کی صفت احدیت کا وہ مظہر اتم ہو گیا۔ اس جیسا کوئی دوسرا نہیں ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ احمد سے احد ہو گیا اور یہی وہ مقام ہے کہ جس کے متعلق بعضوں نے یوں کہا ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

احمد اور احد

مولوی صاحب کو شرک کی بو اس لئے آرہی تھی کہ وہ احمد سے احد ہونے کی حقیقت سے بکلی ناآشنا تھے اور مقام احد کو ایک معمولی چیز سمجھتے تھے۔ اس لئے چاہیئے کہ مولوی صاحب اس نظم کو ذرا انصاف کی نگاہ سے پڑھیں تو زیر بحث شعر خود بخود حل ہو جائے گا اور ہمارے نزدیک تو پہلا مصرع دوسرے مصرع میں واقعہ ہونے والے شبہ کا جواب ہے اور ہمارا تو یہ ایمان ہے کہ تمام انبیاء میں سے حضرت احمد احد ہیں کیونکہ مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:۔

ہر حق داماں زغیر شس برفشاند
تا نئے او نیست در بحر و برے

یعنی تمام انبیاء کی مثل کوئی ہوا ہے نہ ہوگا۔ یہی آپ کی احدیت ہے ونہیں۔ اور اگر اس سے مولوی صاحب کو شرک کی بو آتی ہے تو وہ اپنے اندر کا علاج کریں کیونکہ یہ کسی اندرونی گند کی بو ہے۔ مسیح موعودؑ کے پاک کلام میں کوئی بو نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک ایک عاشق اپنے محبوب حقیقی کے عشق میں فنا ہو کر مجازاً وہی ہو جاتا ہے اور یہی وہ مقام ہے جس پر پہنچکر اگر کوئی انا الحق انا الحق کا نعرہ بلند کرے تو بیان ایسا ہی ہے جیسا کہ کہتے ہیں

دخلت النار حتی صرت النار

اسی حقیقت کا بیان احمد سے احد ہونے میں ہے چنانچہ اس شعر کے بعد دوسرا شعر اس بات پر گواہ صادق ہے جیسا کہ فرمایا:۔

زاں نمط شد محو دلبر کز کمال اتحاد
پیکر او شد سراسر صورت رب رحیم

بات تو صاف ہے لیکن خشک مولویوں کا دماغ اس حقیقت سے بےخبر ہے

مولانا اسمٰعیل شہید کا بیان

حضرت مولانا اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ جو وہابیوں کے مسلمہ بزرگ ہیں وہ بھی صراط مستقیم میں لکھتے ہیں کہ جب خدا کا کوئی ولی اس فنا کے مقام میں پہنچے اور وہ انا الحق کہے تو اس پر تعجب نہ کرو۔ اس کی حالت وہی ہے جیسے لوہا آگ میں پڑ کر آگ کی طرح ہو جاتا ہے اور زبان حال سے انا النار انا النار پکار اٹھتا ہے۔

مولانا روم اور حضرت معین الدینؒ کا ارشاد

پیر عارف ربانی حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اس مقام کے متعلق فرماتے ہیں:۔

روا باشد انا الحق از درختے
چرا نہ باشد چوں روا از نیک بختے

یعنی جب موسیٰ علیہ السلام کے سامنے تجلی ذات الہیہ ایک شجر سے انا الحق کہکر ظاہر ہوئی جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے تو شجرہ انسانی پر ہوکر اگر وہی تجلی انا الحق کہے تو کیا جائے اعتراض ہے؟ مگر افسوس ہے کہ مولوی صاحب کو اس میں شرک کی بو آرہی ہے شاید مولوی صاحب شیطان والی توحید کے قایل ہیں جس نے خلیفۃ اللہ آدم کو سجدہ کرنے سے اس لئے انکار کیا کہ وہ حقیقت آدمیہ سے جاہل تھا اور نہ جانتا تھا کہ آدم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پرتو حسن دکھانے کے لئے خلیفہ بنایا تھا اور ملائکہ میں وہ قابلیت نہ تھی کہ نور ازلی کے پرتو کو اس طرح پائے جس طرح مٹی سے پیدا ہونے والے آدم میں وہ قابلیت تھی کسی نے کیا خوب کہا کہ

پرتو حسنت نہ گنجد در زمین و آسماں
در حریم سینہ ام حیرانم کہ چوں جا کردہ

غالباً مولوی صاحب کے نزدیک یہ بھی گستاخی ہوگی اور وہ کفر کا فتوے ہی دیدینگے مگر وہ بھی معذور ہیں اور ان کے فتوے سے نہ ڈرنے والے بزرگ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

من نمے گویم انا الحق یار میگوید بگو
چوں نہ گویم چوں مرا دلدار میگوید بگو
آنچہ نتواں گفت اندر صومعہ با زاہداں
بے تحاشہ بر سر بازار میگوید بگو

کیا مولوی صاحب کے نزدیک یہ سب بدعتیوں کا کلام ہے؟

مولوی صاحب کا پیش کردہ شعر

مولوی صاحب نے بخیال خویش بدعتیوں کا ایک شعر بھی نقل کیا ہے۔ تاکہ ان کا شرک و بدعت ظاہر ہو۔ اور حضرت مرزا صاحب کے کلام کو بھی اسی مفہوم پر محمول کیا جائے۔ اور وہ شعر یہ ہے

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفےٰ ہو کر

مجھے تو اس کلام میں بھی وہ چیز نظر نہیں آتی جو مولوی ثناءاللہ صاحب کو نظر آرہی ہے۔ کیونکہ جس مسلمان نے یہ شعر کہا ہے وہ زیادہ سے زیادہ آنحضرت صلعم کی آمد کو مجازاً خدا کی آمد قرار دیتا ہے اور یہ وہ بات ہے کہ جو توریت و انجیل کی پیشگوئیوں میں بھی موجود ہے۔

ورنہ جو مسلمان خدا تعالیٰ کو ازلی ابدی اور دخول وحلول ،عروج و نزول اور تجسم سے حقیقتاً پاک اور مبرا جانتا ہے۔ وہ کیونکر کہہ سکتا ہے کہ نعوذ باللہ ذات الٰہی مجسم ہو کر آگئی۔ پس اس کے کلام کا منشا صرف یہی ہو سکتا ہے۔ کہ وہ آنحضرت صلعم کو مظہر ذات حق قرار دیتا ہے۔ اور یہ امر واقعہ ہے۔ مگر مولوی صاحب نیک پہلو کبھی اختیار کرنا چاہتے ہی نہیں۔ سچ ہے کہ :-

ہر چہ گیرد علتی علت شود

رسول اللہ صلعم کا بشر ہونا

مولوی صاحب نے قرآن مجید میں بھی علتی والی باتیں کہتے ہیں۔ اور اپنے مضمون میں حضرت مسیح موعود کے کلام کو شرک ٹھہرانے کے لئے آیت قرآنی قل انما انا بشر مثلکم (کہف) پیش کرتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ گویا ہم آنحضرت صلعم کو اپنی مثل بشر نہیں جانتے۔ مولانا سنئے! بلاشبہ آنحضرت صلعم ہماری طرح آپ بشر ہی ہیں مگر بشر کی حقیقت دراصل اتنی ہی نہیں۔ کہ وہ ایک معمولی انسان ہو حقیقت میں بشر وہ ہے۔ جو ہر شر و فساد سے نجات پا کر خدا کا محبوب ہو گیا ہو۔ جیسا کہ حضرت اقدس نے فرمایا ہے کہ :-

آں را بشر بدانم کز ہر شرے رہیدہ

پس آنحضرت صلعم بشر ہی ہیں۔ مگر ؎

"شدہ نگیں برنگ یار حسیں"

اس لئے اگر مجازاً اسے کسی آپ سے محبت رکھنے والے امتی نے یہ کہہ دیا۔ کہ ؎

جہاں میں تشکل احمد بن کے وہ خود نیچے آیا

تو آپ اس کو مجاز سے حقیقت پر محمول کر کے کفر کا فتوے نہ دیں۔ بلکہ محبت رسول کی آنکھوں سے اس کے ایسے معنی کریں۔ جو ایک مسلمان کی شان کے لائق ہیں۔ اور وہ یہی کہ خدا کے آنے سے مراد اس کے مظاہر کا آنا ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلعم سب سے بڑے مظہر ہیں۔ اس لئے محبانہ اگر انہیں کسی نے "نور تجسم" یا "احمد سے احمد ہو گیا" کہہ دیا۔ تو یہ کوئی بری بات نہیں ہے۔ کہ از علم خشک تو یہ ایسی بدعت ہی اچھی ہے جس سے خدا کے نبی کی محبت تو بڑھتی ہے۔

مولوی صاحب کی منطق اور حیات مسیح

علم منطق تو اس لئے ایجاد ہوا تھا۔ کہ اظہار خیالات آسانی سے اور صحیح طور پر کیا جا سکے۔ لیکن چودھویں صدی کے مولویوں نے اسے بھی دھوکہ بازی کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ اس کی ایک مثال مضمون زیر بحث میں موجود ہے۔

خان بہادر میاں غلام رسول صاحب نے اپنے مضمون میں وفات مسیح کا بھی ذکر کیا۔ کیونکہ ہر شخص جو احمدی ہوتا ہے اسے حیات عیسیٰ کا غلط خیال چھوڑنا ہی پڑتا ہے۔ اب مولوی صاحب یہ تو عذر کر سکیں اور نہ کر سکتے ہیں۔ کہ جب خدا نے موت دی ہے۔ [illegible] قرآن [illegible] فلما توفیتنی کے ہوتے ہوئے کسی طرح زندہ ثابت کر سکیں لیکن

خان بہادر صاحب کے مضمون پر بحث کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ جب مرزا صاحب مجدد ہوتے تو آپ نے حقیقۃ [illegible] [illegible] اور [illegible] میں حیات مسیح کا [illegible] کا قائل [illegible] [illegible] اس طرح کیا ہے۔

"علم منطق کا قانون ہے [illegible]
جمع ہو [illegible]"

[illegible]

مولوی صاحب کا [illegible] [illegible]

سے مولوی صاحب نے باطل کا ارادہ کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ جب حیات مسیح کا عقیدہ اور مجددیت ایک وجود میں جمع ہو سکتے ہیں۔ تو حیات عیسیٰ کا عقیدہ مشرکانہ عقیدہ نہیں ہو سکتا۔ مگر مولوی صاحب آپ کے اس قانون کو اگر وسعت دی جائے۔ تو یہ معنے ہو سکتے ہیں۔ کہ اگر کسی نبی یا رسول یا مامور و مجدد کو اپنے زمانہ ماموریت میں کسی غلطی کے غلطی ہونے کا علم نہ ہو۔ اور وہ نبی یا مامور اس غلطی کو درست سمجھ لے۔ تو آپ یہ کہیں گے۔ کہ چونکہ وہ غلطی اور ماموریت ایک مادہ میں جمع ہو گئے تھے۔ لہٰذا وہ غلطی غلطی ہی نہیں شاید اسی وجہ سے آپ نے عدالت میں یہ شہادت دی تھی۔ کہ جھوٹ بولنے والا بھی متقی ہی ہوتا ہے۔ اور اس سے آپ کی غرض یہی تھی۔ کہ جھوٹ اور اتقا متضاد نہیں۔ کیونکہ دونوں ایک وجود میں جمع ہو سکتے ہیں۔

مسیح ناصری کی آمد ختم نبوت کے خلاف ہے

خان بہادر میاں غلام رسول صاحب نے اپنے احمدی ہونے کے وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بیان کی تھی۔ کہ غیر احمدیوں کا یہ عقیدہ کہ مسیح ناصری جو صاحب انجیل نبی اللہ ہے وہ آنحضرت صلعم کے بعد دوبارہ تشریف لائیں گے۔ بالکل غلط ہے۔ ایسا اعتقاد ختم نبوت کے منافی ہے۔

اس صاف اور سیدھی بات کو تسلیم کرنے کی بجائے مولوی ثناء اللہ صاحب نے محض منطقی مغالطہ دینے کے لئے لکھ دیا ہے کہ جو دو مفہوم ایک مادہ میں جمع ہو جائیں۔ وہ ایک دوسرے کے متباین نہیں ہوتے۔ چونکہ حضرت مرزا صاحب اپنے زمانہ ماموریت میں عقیدہ ختم نبوت کے ساتھ مسیح ناصری کی آمد ثانی کا بھی عقیدہ رکھتے تھے۔ گویا ختم نبوت کا مفہوم اور مسیح ناصری کی آمد ثانی کا مفہوم ایک وجود میں جمع تھے اس لئے مسیح ناصری کی آمد ثانی کا مفہوم ختم نبوت کے مفہوم کے منافی نہیں ہے۔

مگر میں کہتا ہوں کہ اگر مولوی صاحب اس منطقی قاعدہ کو غلط عقائد کی صحت ثابت کرنے کے لئے استعمال کریں گے۔ تو اس طرح تو یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ اگر ایک مامور خلاف واقعہ نادانستہ کوئی بات کہہ دے۔ اور اس خلاف واقعہ بات کو خدا تعالیٰ رد کر دے تو مولوی صاحب منطقی طریق سے یہ کہہ دیں۔ کہ چونکہ خلاف واقعہ بیان زمانہ ماموریت کے اندر ہے۔ اس لئے خلاف واقعہ بیان کا مفہوم اور ماموریت کا مفہوم متباین نہیں۔ لہٰذا جو خلاف واقعہ بیان تھا وہ درست ہی ہے

مثال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عورت نے پوچھا۔ کہ یا رسول اللہ میرے شوہر نے مجھے "ماں" کہہ دیا ہے۔ اور اب وہ مجھے اپنی بیوی نہیں سمجھتا۔ اب میں کدھر جاؤں۔ آپ نے عرب کے رائج دستور کے مطابق فرمایا۔ کہ اے عورت تم پر طلاق پڑ چکی۔ وہ عورت آنحضرت صلعم سے جھگڑنے لگی۔ کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تب خدا تعالیٰ کی وحی نازل ہوئی۔ "ان امھاتھم الا الیٰ ولدنھم۔ انھم لیقولون منکراً من القول وزوراً"

یعنی ان کی مائیں وہی ہیں جنہوں نے انہیں جنا۔ ان کو ماں کہنے والے ناپسندیدہ اور جھوٹ بات کہتے ہیں۔

اس وحی الٰہی نے عرب کی رسم "ظہار" کا خاتمہ کر دیا۔ لیکن یہ تو ظاہر ہے۔ کہ بیوی ماں کسی طرح ہو نہیں سکتی۔ مگر پھر بھی ایک رسمی عقیدہ کے آنحضرت صلعم نے بلا نزول وحی الٰہی خلاف نہ کیا۔ اب اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کی منطقی دلیل سے کام لیا جائے۔ تو نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ ماں کا صحیح مفہوم جو ہر شخص جانتا ہے۔ اور غلط مفہوم جو رسم ظہار میں تھا۔ دونوں ایک مادہ میں جمع ہو گئے۔ اس لئے صحیح مفہوم اور غلط مفہوم میں تباین کی نسبت نہیں جو بالبداہت غلط ہے۔

منطقی اصول کی حقیقت

اصل بات یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب نے بیان کردہ قاعدہ بے محل استعمال کیا ہے۔ اور دو مفہوموں کے جمع کا محل درست نہیں ہے۔ ذہنی یا اعتقادی باتوں میں انسان متباین اور متضاد خیالات کو بہت دفعہ جمع کر لیتا ہے۔ اور نہیں جانتا۔ کہ وہ غلطی کر رہا ہے۔ البتہ نفس الامری چیزوں میں ایسا ہونا ناممکن ہے۔ مثلاً دو متضاد صفات کسی ایک جوہر میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے یہ کہہ دیا گیا کہ جو دو مفہوم ایک وجود میں جمع ہوں وہ متباین کی نسبت نہیں رکھ سکتے مگر ذہنی امور میں انسان غلطی سے دو متباین مفہوموں کو اکثر جمع کر لیتا ہے۔ کیونکہ وہاں کوئی حقیقی جمع تو ہے نہیں۔ اس لئے غلطی محسوس نہیں ہوتی لیکن جب انسان کو غلطی معلوم ہوتی ہے تو فوراً انسان اپنے عقیدہ میں تبدیلی کر لیتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود کو پہلے یہ علم نہ تھا۔ کہ ناصری مسیح کی آمد ثانی ختم نبوت کے خلاف ہے۔ اس لئے آپ ختم نبوت کے بھی قائل رہے۔ اور ساتھ ہی مسلمانوں کے رسمی عقیدہ آمد مسیح ناصری کے بھی قائل تھے۔ لیکن اس کے یہ معنے ہرگز نہیں۔ کہ دونوں باتیں متباین نہیں۔ بلکہ اس کے یہی معنی ہیں۔ کہ جب ایک عقیدہ کی غلطی خدا تعالیٰ نے ظاہر فرما دی۔ تو آپ نے فوراً اس کا اظہار کر دیا۔ تمام مامورین کے ساتھ یہی سنت اللہ ہے۔ پس مولوی صاحب کی منطق بے محل ہونے کی وجہ سے "عذر گناہ بدتر از گناہ" کا مصداق ہے۔ چاہیئے تو یہ کہ مولوی صاحب زور لگا کر یہ ثابت کریں۔ کہ وہ مسیح ناصری زندہ ہے۔ اور اس کا آخری نبی کے بعد بحیثیت نبی آنا ختم نبوت کے

آریہ اور ہندو اخبارات پر ایک نظر

(از شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری)

مشہور انگریزی ہفتہ وار "السٹریٹڈ ویکلی آف انڈیا" میں ایک ہندو فاضل ڈاکٹر پران ناتھ جی ودیا النکار پروفیسر ہندو یونیورسٹی بنارس کا ایک سلسلہ مضامین شائع ہو رہا ہے جس میں موصوف نے اس نظریہ کی زبردست تائید کی ہے کہ رگوید میں عراق کے شہروں کا ذکر ہے اور رگوید کی زبان خالص سنسکرت نہیں بلکہ عراقی، مصری اور اسیریا زبانوں سے مخلوط سنسکرت ہے۔ اس امر کے ثبوت میں آپ نے رگوید کے بہت سے منتر اور الفاظ بھی پیش کئے ہیں۔ یہ ایک ہندو فاضل کی آواز ہے جو ہندوؤں کے مقدس ترین شہر سے بلند ہوتی ہے۔ بنارس نہ صرف قدیم ہندو مذہب و تہذیب کا مرکز ہے بلکہ ہندو یونیورسٹی کے قیام کے بعد وہ اصلاح پسند اور روشن خیال ہندو علماء و طلبہ کا کعبۂ مقصود بھی بن گیا ہے اور خود مضمون نگار صاحب گروکل کانگڑی کے تعلیم یافتہ اور ہندوؤں کی اس سب سے بڑی جامعہ کے معلم ہیں۔ لہٰذا اس آواز کی اہمیت بالکل واضح ہے۔ یہ نظریہ ہندو اور آریہ دھرم پر ایک زبردست وار ہے۔ جدید علمی تحقیقات کی روشنی میں اس وار کی مدافعت قطعی ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندو اور آریہ اخبارات اس سلسلہ مضامین پر بہت پریشانی کا اظہار کر رہے ہیں۔

آج سے کچھ عرصہ قبل لاہور میں ایک آریہ فاضل پنڈت وشوبندھو جی نے جو آریہ سماج کی اس پارٹی کے بہت بڑے سکالر اور پرچارک ہیں نہایت صفائی سے اعلان کر دیا تھا کہ:۔

"سوامی دیانند جی نے ویدوں کے ترجمہ میں غلطیاں کی ہیں اور کوئی وِدوان (عالم) ان کے معنوں کو صحیح تسلیم نہیں کر سکتا۔ ویدوں کے متعلق سوامی دیانند جی کی یہ تھیوری کہ وید الہامی ہیں اور سرشٹی اُتپن ہوتے ہی (یعنی پیدائش عالم کے ساتھ ہی) چار رشیوں پر نازل ہوئے قطعی بے بنیاد اور فرضی ہے۔"

اس پر بھی آریہ سماجی حلقوں میں بہت شور برپا ہوا تھا۔ پنڈت وشوبندھو جی کو آریہ سماج کا واسطہ دیکر بہت سمجھایا گیا کہ اس صحیح رائے کا اظہار نہ کریں۔ منت سماجت کی گئی۔ مہاتما ہنسراج جی نے رو رو کر ان کے آگے ہاتھ جوڑے۔ آخر دھمکیاں دی گئیں۔ آریہ سماج کی ویدی ان پر بند کر دی گئی۔ پنڈت جی چونکہ ٹیلنٹی کالج کے پرنسپل تھے ان کو اس عہدے سے بھی علیحدہ کر دیا گیا۔ لیکن وہ اپنی بات پر مضبوطی سے ڈٹے رہے۔ اور آریہ سماجیوں کی تشویش اور رنج و غصہ بدستور موجود ہے کیونکہ پنڈت وشوبندھو جی کا اظہار آریہ اور ہندو دھرم کی بنیاد پر ایک زبردست حملہ ہے۔

اصل میں بات یہ ہے کہ موجودہ وید ہر لحاظ سے ایک مخلوط اور بہت بڑی حد تک ناقابل فہم کتاب ہے۔ اس کی زبان مردہ و متروک ہو چکی ہے اور بہت سے اوہام، جو اخلاقی لحاظ سے قابل اعتراض ہیں۔ آریہ سماج اس کو رب العالمین کی طرف سے الہامی کتاب کی حیثیت سے پیش کر رہا ہے اس پر اپنے دھرم کی بنیاد رکھتا ہے اور اس کو تمام علوم و فنون کا سرچشمہ اور خزانہ بتلاتا ہے۔ لیکن اگر وید کو جدید علمی تحقیقات کی روشنی میں محققانہ نظر سے دیکھا جائے تو یہ آریہ سماج کے دعوؤں سے بالکل مختلف چیز ثابت ہوتا ہے۔ دوسرے لوگ تو رہے ایک طرف، جب کوئی حق پسند ہندو یا آریہ فاضل بھی وید پر غور و فکر کرتا ہے تو اسے مجبوراً اپنے مذہب کے مسلمہ اور بنیادی عقائد سے بغاوت کرنی پڑتی ہے۔ پنڈت راجارام جی نے وید کے ایک حصہ کا ترجمہ کیا۔ اور باوجود کوشش کے وید کو آریہ سماج کے اصولوں سے تطبیق نہ دے سکے نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا ترجمہ مقبول ہونے کی بجائے مردود قرار دیا گیا۔ پنڈت بھگوت دت ریسرچ سکالر نے اپنی تحقیقات کے چند نتائج شائع کئے۔ آریہ سماج میں کھلبلی مچ گئی۔ لالہ مولراج اور پنڈت وشوبندھو نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ تمام سماجی حلقوں میں طوفان محشر بپا ہو گیا۔ اب ڈاکٹر پران ناتھ جی کی باری ہے۔

جس مذہب کی الہامی کتاب کی یہ کیفیت ہو وہ کس طرح عالمگیر اور قابل قبول ہو سکتا ہے؟ وید کے متعلق آریہ سماج کے دعاوی افسوسناک جسارت کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہیں۔ اب تک وہ اپنے وسیع ذرائع کے باوجود وید کا مکمل ترجمہ نہیں کر سکا۔ کیونکہ اگر صحیح ترجمہ کیا جائے تو اس کے نتائج آریہ سماج کے مقاصد کے بالکل برعکس ظاہر ہوں گے اور اگر اس میں تحریف و تبدیل سے کام لیا جائے تو سناتنی پنڈت اور خود بہت سے آریہ سماجی وِدوان اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کر دیں گے۔ نیز گذشتہ چند سال کے عرصہ میں ہندو اور آریہ سماجی حلقوں میں وید کے متعلق جو تحقیقات ہوئی ہے اس نے اس بات کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیا کہ یہ تھیوری بالکل غلط اور بعید از قیاس ہے کہ وید الہامی ہیں اور پیدائش عالم کے ساتھ ہی چار رشیوں پر نازل ہوئے تھے۔ اس تھیوری کا غلط ہونا گویا آریہ سماج اور ہندو دھرم کے ایک زبردست ستون کی شکست ہے۔

صوبہ سرحد کے محکمہ تعلیم نے ایک خاص سرکلر کے ذریعہ تمام جماعت سے اردو زبان کو ذریعہ تعلیم قرار دیا ہے اور تمام ایسے امدادی مدارس کو جن کا ذریعہ تعلیم پشتو یا ہندی اور گورمکھی ہے پانچ سال کی مہلت دی ہے کہ وہ اس عرصہ میں اردو زبان کو ذریعہ تعلیم بنا لیں ورنہ ان کو امداد سے محروم کر دیا جائیگا۔ حکومت سرحد کا یہ دانشمندانہ سرکلر ہندوستان کی متحدہ قومیت کے راستے پر ایک قابل تعریف قدم ہے جس کو ملک کے تمام اتحاد دوست اور دوراندیش لوگوں نے تشکر و قدردانی کی نظر سے دیکھا ہے لیکن آریہ سماجی اور مہاسبھائی حضرات اپنے جذبات تعصب و عناد سے مجبور ہو کر غوغا آرائی میں مصروف ہیں۔ سکھ بھی اپنی سادہ لوحی کی وجہ سے ان کے فریب کا شکار ہو گئے ہیں۔ ہندو اور آریوں نے اس سرکلر کو "ہندی گھاتک" قرار دیا ہے۔ اس کے خلاف دھڑا دھڑ مضامین لکھے جا رہے ہیں جو دلائل و معقولیت سے بالکل بیگانہ ہوتے ہیں۔ جلسے منعقد ہو رہے ہیں جن میں الٹی سیدھی تقریریں کی جاتی ہیں۔ احتجاج پر نہایت ناکمل اور مضحکہ خیز ہڑتال بھی کی گئی ہے۔

اس غوغا آرائی میں پنجاب کے آریہ سماجی اخبارات پیش پیش ہیں اور ان کی یہ سرگرمی اپنے اندر کافی سے زیادہ نامعقولیت رکھتی ہے یہ خود اردو زبان میں شائع ہوتے ہیں اور اپنا دفتری کاروبار اردو میں کرتے ہیں لیکن ان کا مطالبہ ہمیشہ یہ رہتا ہے کہ ہندی زبان کو ہندوستان کی قومی زبان قرار دیا جائے۔ دوسرے صوبے تو رہے ایک طرف پنجاب اور صوبہ سرحد پر بھی ہندی زبان کو فی الفور مسلط کر دیا جائے۔ جہاں اس کے سمجھنے اور استعمال کرنے والے عنقا ہیں۔ گویا یہ جس درخت کے سایہ میں آرام سے بیٹھے ہیں اسی کی جڑ پر کلہاڑا چلا رہے ہیں۔ احسان فراموشی کی اس سے بد تر مثال اور کیا ہو سکتی ہے؟ جہاں یہ غوغا آرائی بیحد قابل نفرت ہے وہاں یہ امر بھی باعث اطمینان ہے کہ عقلمند ہندو آریہ سماجیوں اور مہاسبھائیوں کے اس طرز عمل کو اچھی نظر سے نہیں دیکھ رہے ہیں۔ خود صوبہ سرحد کے ہندوؤں نے اس بے معنی ایجی ٹیشن کے خلاف آواز بلند کی ہے۔ پنجاب کے بعض ہندو حضرات بھی ان کے ہمنوا ہیں۔

جب سے اہل غرض نے اردو ہندی کا قضیہ شروع کیا ہے متعدد بلند پایہ ہندو قومی زبان کی حیثیت سے اردو کی حمایت کر چکے ہیں۔ ابھی حال ہی میں آنریبل ڈاکٹر سر تیج بہادر سپرو نے مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے جلسہ تقسیم اسناد کی صدارت کرتے ہوئے جو خطبہ پڑھا، اس میں اردو کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان ہم آہنگی کا ایک ذریعہ اُردو زبان ہے جو دونوں قوموں کے درمیان تبادلۂ خیالات کا ایک شائستہ ذریعہ ہے اور یہی زبان ہے۔ جو دو آریائی اور سامی قوموں کے اتحاد کی مظہر ہے اور جس کی موجودہ عظمت کے قیام میں ہندوؤں اور مسلمانوں نے مل کر حصّہ لیا ہے"

یہ کسی مسلمان کے الفاظ نہیں بلکہ ایک ذمہ دار ہندو فاضل کے بلند پایہ افکار ہیں۔ کاش آریہ سماجی اور مہاسبھائی ان سے کوئی سبق حاصل کریں۔

آریہ دھرم کے ایسے بہت سے عقائد و اصول ہیں جن کی آریہ سماجی تحریر و تقریر کے ذریعے پر زور حمایت کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ان پر عمل کی کبھی انہیں خواب میں بھی جرأت نہیں ہوئی۔ نیوگ آریہ سماج کا مایہ ناز مسئلہ ہے۔ اس پر وہ سناتنیوں اور دوسرے مذاہب والوں سے اکثر الجھتے رہتے ہیں۔ سوامی دیانند جی نے ستیارتھ پرکاش میں اس پر خاص زور دیا ہے۔ ان کے بعد کئی آریہ سماجیوں نے اس کی تائید میں کتابیں لکھیں، مضامین اور مناظروں کا تو کوئی شمار ہی نہیں۔ ماہ نومبر کے شروع میں آریہ سماج سلطان پور کے سالانہ جلسہ کے موقع پر آریوں کا سناتنیوں سے نیوگ کے موضوع پر مناظرہ ہوا جس کی کیفیت سکرٹری سماج مذکور کی طرف سے آریہ اخبارات میں نہایت طمطراق سے شائع ہوئی ہے۔ ذرا عنوان ملاحظہ ہو۔

"شہر سلطان پور میں پورانکوں کیساتھ نیوگ پر شاستر ارتھ (مناظرہ) پورانکوں کو شکست۔ آریہ سماج کی شاندار فتح"

عنوان کے بعد ذرا سکرٹری صاحب کی زبانی مناظرہ کی کیفیت بھی سنیئے:۔

"ہمارے پنڈت شریان پوجیہ کو کناتھ جی ترک واچسپتی نے نیوگ ۔ ۔ ۔ ۔ پر شاستر ارتھ کرنے کے لئے للکار للکار کر چیلنج دیا کہ اگر پورانکوں میں کچھ دم ہے یا کسی نے اپنی ماتا کا دودھ پیا ہے۔ تو آکر میرے ساتھ شاستر ارتھ کرے سب سے پہلے یہ مضمون (یعنی نیوگ کا موضوع) ان کے آگے رکھتا ہوں۔ لیکن پورانک دل میں تاب کہاں، ۱۲ر نومبر کو ہمارے پنڈال تک پہنچکر اندر آنے کی تاب نہ لاکر باہر ہی بیٹھ بیٹھ کر اور ڈینگیں مار مار کر واپس چلے گئے"

نیز ۱۳ر نومبر کو مناظرہ ہوا جس کا نتیجہ سکرٹری صاحب کے الفاظ میں یہ ہے:۔

"شری پنڈت پوران نتھ جی نے وید، منوسمرتی، مہابھارت

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

وغیرہ رتھوں سے نیوگ کو سدھ کر کے جنتا کے دلوں پر اپنی صداقت نقش کر دی۔"

چلئے یہ سب کچھ تسلیم کہ آریہ سماجی پنڈت نے نہایت بہادری سے چیلنج دیا۔ سناتنی پنڈتوں کو للکارا۔ سناتنی پنڈت مرعوب بھی ہوئے اور انہیں آریہ سماج کے پنڈال کے اندر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ مہر نومبر کو انہوں نے زچ ہو کر مناظرہ بھی کیا جس میں آریہ پنڈت کی شاندار فتح ہوئی۔ لیکن گزارش یہ ہے کہ خود آریہ سماجی عملاً نیوگ کو کیا سمجھتے ہیں؟ کسی کی توہین و دل آزاری قطعاً مدنظر نہیں محض اصولی سوال ہے حقیقت یہ ہے کہ آریہ سماجیوں نے کبھی بھی نیوگ پر عمل نہیں کیا۔ ان کے دل اور ضمیر اس مسئلہ کی کمزوری اور عریانی کو بخوبی محسوس کرتے ہیں۔ مناظرانہ ہٹ دھرمی ایک علیحدہ چیز ہے۔ لیکن ویسے تو شریف وغیور آریاؤں کی پیشانی محض نیوگ کے تصور ہی سے عرق انفعال کے قطروں سے گلنار ہو جاتے ہیں کیونکہ شرافت انسانی اس مسئلہ کی عریانی وبے حیائی کو کسی حالت میں بھی گوارا نہیں کر سکتی۔ مگر آریہ دھرم کی اسی قسم کی کمزوریاں ہی ہیں جن کی وجہ سے اس کو زندہ اور لائق عمل مذہب کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔

معاصرین کے افکار

ڈاکٹر امبیدکر کا قطعی فیصلہ

ہندو حیراند نے اعلان کیا تھا۔ کہ ڈاکٹر امبیدکر ہندو مذہب میں داخل رہنے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ اور وہ صرف اتنا چاہتے ہیں۔ کہ ہندو مہاسبھا کے آئندہ اجلاس میں ایک تجویز کے ذریعہ اعلان کر دیا جائے۔ کہ ہندو جاتی چھوت چھات کے حق میں نہیں ہے۔ ہم نے ابتدا ہی میں اس اعلان کا مطلب یہ اخذ کیا تھا۔ کہ یہ ایک مغالطہ ہے۔ اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ ہندو حیراند غلط پروپیگنڈا کرنے اور ان سے اپنے موافق نتائج حاصل کرنے میں ماہر ہیں۔ اس لئے ہمیں اس خیال کی تردید کرنے میں کوئی دقت نہیں پیش آئی۔ اور ہم نے صاف طور پر یہ لکھ دیا ہے کہ اس اعلان میں کسی قسم کی صداقت نہیں۔ اگر ڈاکٹر امبیدکر صرف ایک ریزولیوشن کے متمنی تھے۔ اور ایک تجویز چھوت چھات کا خاتمہ کرنے کے لئے کافی ہو سکتی تھی۔ تو اتنا بڑا ہنگامہ بپا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں نہ کسی کانفرنس کی ضرورت تھی اور نہ تبدیلیٔ مذہب کے لئے کوئی اعلان ضروری تھا۔ اگر وہ ویسے بھی ہندوؤں سے کہا جاتا۔ تو بسہولت ایک نہیں دس تجاویز پاس ہو جاتیں۔ کیونکہ ایک ترقی یافتہ طبقہ جس کی رہنمائی ڈاکٹر مونجے اور پرمانند جی کرتے ہیں۔ عرصہ سے چھوت چھات کے خلاف تجاویز پیش کر رہا ہے۔ مگر ان کا نتیجہ کچھ بھی برآمد نہیں ہوا۔

ناسک کی تازہ ڈاک سے ہندو حیراند نے جو خطوط شائع کئے ان سے ہمارے خیال کی تصدیق ہوتی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر امبیدکر نے اپنے دستخطوں سے ہزاروں اشتہار ملک کے اچھوتوں میں شائع کئے۔ ان اشتہاروں کی اشاعت کا وسیع سلسلہ جاری ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ایولہ کانفرنس کی تجویز تبدیلیٔ مذہب کی قطعی ضرورت اور ہندو مذہب کو تبدیل کر کے کسی دوسرے مذہب میں داخل ہونے کی اہمیت کو پیش کیا ہے۔ اور اپیل کی ہے کہ ہمیں ایک متحدہ قدم اٹھانا چاہیئے۔ کیونکہ بحالت موجودہ تمام دلائل ختم ہو چکے ہیں اور صرف ایک دلیل قابل قبول ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم اس مذہب کو قطعاً ترک کر دیں۔

یہ اشتہارات اس اعلان کی قطعی تردید کرتے ہیں۔ جو ہندو حیراند نے ڈاکٹر صاحب کی پیشکش کے عنوان سے اور خاص ان کے نام سے شائع کیا تھا۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارے انصاف پسند ہندو بھائی اب اپنے طرز عمل میں تبدیلی کر لیں گے چونکہ ہریجن لوگ مذہب کی تبدیلی کے حق میں ہیں۔ اس لئے ہندوؤں کے لئے یہی مناسب ہے۔ کہ وہ ایک ایسے مذہب کی حمایت کریں جس کو اس ملک سے وطنی اور تاریخی تعلق ہے۔ "مدینہ"

ایک سال کی عمر کی چالیس ہزار بیویاں

آل انڈیا ویمن کانفرنس سے ملحقہ انیٹی چائیلڈ میرج کمیٹی نے حال ہی میں ایک بلیٹن شائع کیا ہے جس میں شمار و اعداد دے کر ثابت کیا گیا ہے۔ کہ اس وقت ہندوستان میں چالیس ہزار ایسی شادی شدہ لڑکیاں ہیں جن کی عمر ایک سال کے اندر ہے۔ اور بیوہ لڑکیوں کی تعداد یہ ہے ایک سال کی عمر کے اندر کی لڑکیاں، ایک ہزار پانچ سو پندرہ۔ ایک سال سے دو سال کی عمر کی لڑکیاں ایک ہزار سات سو بیاسی۔ دو سے تین سال کی عمر کی لڑکیاں تین ہزار چار سو بیاسی۔ تین سال سے چار سال کی عمر کی لڑکیاں نو ہزار چھہتر چار سے پانچ سال کی عمر کی لڑکیاں پندرہ ہزار انیس۔ پانچ سے دس سال کی عمر کی لڑکیاں ایک لاکھ پانچ چار سو بیاسی۔ اور دس سال کی عمر سے پندرہ سال کی عمر کی لڑکیاں ایک لاکھ بیاسی ہزار تین سو انتیس یہ تعداد بیوہ لڑکیوں کی ہے۔ اور اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ جس ملک میں ایک سال کی دودھ پینے والی بچیاں شادی شدہ نہیں۔ بلکہ بیوہ بھی ہوں۔ تو اس ملک پر کتنی زیادہ آسانی بلائیں نازل ہونی چاہئیں

فرانس کے یتیم بچوں کا معیار

ہندوستان میں تو یتیم بچوں کو زیادہ سے زیادہ مذہبی یتیم خانوں میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ جہاں کہ ان کی زندگیاں صرف آٹا مانگنے اور ریلوے سٹیشنوں پر چندہ جمع کرنے کے لئے وقف ہوتی ہیں۔ مگر یورپ اور امریکہ میں یتیم بچے قوم کے بچے سمجھے جاتے ہیں چنانچہ پیرس کے ایک اخبار میں وہاں کے سرکاری یتیم خانے کے متعلق اطلاعات شائع ہوئی ہیں جن میں بتایا گیا ہے۔ کہ اس یتیم خانہ میں ہر سال دو ہزار نئے بچے داخل کئے جاتے ہیں۔ اس یتیم خانہ میں پرورش پانے والے بچوں میں سے دو اصحاب گورنمنٹ فرانس کی انتظامیہ کونسل کے ممبر ہیں۔ چار مختلف ممالک میں قونصل جنرل مقرر ہوتے ہیں۔ ایک انڈر سیکرٹری ہے۔ فوج میں دو جرنیل اور سات دیگر بڑے بڑے عہدوں پر ہیں اور محکمہ جہازرانی میں ایک کمانڈر انچیف اور سات کپتان ہیں۔ "ریاست"

احراری مولوی کی مضحکہ خیز حرکت

ایک احراری مولوی صاحب نے قادیاں میں تقریر کی جس کے دوران میں فرمایا۔

ہمارے رہنماؤں کو قادیاں آنے سے حکماً روک دیا گیا ہے۔ اس لئے حکومت کے اس غیر منصفانہ رویہ کے خلاف احتجاج کے طور پر آج جمعہ نہیں پڑھا جائیگا۔ "مجاہد"

سبحان اللہ۔ یہ خوب احتجاج ہے۔ کہ پرائی بدشگونی کے لئے اپنی ناک ہی کٹوا دی۔

ہمارے خیال میں احتجاج کے طور پر صرف جمعہ پڑھنے" سے انکار کر دینا کافی نہیں جب تک حکومت رہنمایان احرار کو قادیاں جانے کی اجازت نہ دے۔ نماز پنجگانہ بھی بطور احتجاج بند کر دینی چاہئے۔ بلکہ اگر اس وقت تک روزے بھی نہ رکھے جائیں۔ شائد حکومت پر زیادہ دباؤ پڑے۔ اور وہ جلد ہی پابندیاں اٹھا لے۔

یہ بالکل وہی ذہنیت ہے۔ جس کے ماتحت سلطان ابن سعود کے بعض مخالفین نے حج کے بائیکاٹ کی تحریک شروع کر دی تھی۔ (انقلاب)

اخبار احمدیہ

—— جلسہ سالانہ کے موقعہ پر احمدیہ کانفرنس میں احباب جو امور اور تجاویز پیش کرنا چاہیں ان سے مرکز کو جلد از جلد اطلاع دے دیں۔

—— جماعت احمدیہ لاہور بفضلہ تعالیٰ چالیس روزہ مجاہدہ کے پروگرام پر سرگرمی سے عمل پیرا ہے۔ اور ہمیں بیرونی جماعتہائے سے بھی یہی توقع ہے۔

—— گزشتہ نومبر میں ہمارے مکرم دوست خان غلام محمد خاں صاحب پنشنر ای۔ اے سی کے صاحبزادہ عبدالرؤف خاں صاحب نیازی کا عقد ہمارے دوست عبداللہ جان صاحب (خلف الرشید حضرت مولانا غلام حسن خاں صاحب) کی صاحبزادی سے پشاور میں ہوا۔ ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے باعث برکت و رحمت بنا دے۔ اس مبارک تقریب پر ہم اپنے محترم بزرگ حضرت مولانا غلام حسن خاں صاحب اور ان کے خاندان کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔

—— شیخ عبدالسلام صاحب آڑھتی منڈی جڑانوالہ کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے

—— اسی طرح میاں محمد اعظم صاحب زمیندار ڈیرہ غازی خاں کے ہاں بھی مولود مسعود تولد ہوا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دو بچوں کو درازیٔ عمر کے ساتھ نیک بختی عطا فرمائے۔ میاں محمد اعظم صاحب نے اس خوشی میں ایک روپیہ بمد اشاعت اسلام عطا فرمایا ہے شیخ عبدالسلام صاحب کے عطیہ کی ابھی تک اطلاع نہیں آئی۔

—— ہمارے دوست مستری یعقوب علی صاحب جموں میں دو بار رضہ لو اسیر بیمار ہیں۔ اور بہت تکلیف میں ہیں۔ مستری صاحب باوجود نقاہت و کمزوری کے ابھی تک نماز کے لئے مسجد میں ہی تشریف لاتے ہیں اور جماعت کے کاموں میں دلچسپی لیتے ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے توجہ سے دعا فرمائیں۔

—— قاضی محمد حسین صاحب علی پوری بھی بعارضہ بواسیر علیل ہیں۔

—— میاں غلام صدیق صاحب ہیڈ کلرک ڈیرہ غازی خاں بھی تاحال بیمار ہیں۔ ان اصحاب کے لئے بھی دعا فرمائی جائے۔

—— مرزا عزیز الرحمن صاحب کو اب بفضلہ آفاقہ ہے۔ آپ ہسپتال سے برلن ہی اپنی جائے رہائش پر واپس آگئے ہیں۔

—— یہ خبر بہت ہی رنج و قلق کا باعث ہے۔ کہ ہماری جماعت کے ایک نہایت نیک اور صالح نوجوان سید محمد اقبال صاحب سب انسپکٹر پولیس جو ہمارے مکرم دوست ڈاکٹر سید طفیل حسن صاحب کے برادر نسبتی تھے مختصر سی علالت کے بعد امرتسر میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے ایک خورد سال بچی اپنی یادگار چھوڑی ہے۔ ہمیں اس صدمہ میں مرحوم کی والدہ اور بھائی اور سید طفیل حسن شاہ صاحب سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے۔ گزشتہ جمعہ کے دن مرحوم کا جنازہ غائبانہ ادا کیا گیا۔

—— لاہور میں حال ہی میں جو فرقہ وارانہ فساد ہوا اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے تمام احباب بخیریت رہے۔ اور کسی قسم کا نقصان نہیں ہوا۔ اب صورت حالات تبدیل ہو چکی ہے اور شہر میں امن ہو رہا ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

نقد و تبصرہ

طلوع اسلام دہلی (ماہوار رسالہ)

مدیر سید نذیر نیازی حجم ۱۱۲ صفحات۔ (مستقل حجم ۱۰۴ صفحات ہوگا) تقطیع $\frac{20 \times 26}{8}$۔ قیمت پانچ روپے سالانہ فی پرچہ آٹھ آنے۔ لکھائی چھپائی۔ کاغذ سرورق عمدہ پتہ:۔ قرول باغ دہلی۔

جناب سید نذیر نیازی ایک ہونہار جامعی نوجوان ہیں۔ جو ملک کے اخباری و علمی حلقوں میں متعارف ہو چکے ہیں۔ انہوں نے یہ رسالہ جاری کیا ہے جس کا پہلا نمبر اس وقت پیش نظر ہے۔ آج کل نہایت کثرت سے اخبارات و رسائل جاری ہو رہے ہیں۔ اور ان میں سے اکثر کوئی مفید خدمات انجام دینے سے قاصر رہتے ہیں۔ یہ امر باعث مسرت ہے۔ کہ یہ رسالہ اس عام سطح سے بلند نظر آتا ہے۔ اس کے سامنے ایک خاص مقصد ہے۔ اس نے اپنے لئے موجودہ عام پست مذاق سے ایک علیحدہ روش منتخب کی ہے جس پر ہم اسے مبارکباد دیتے ہیں۔ "طلوع اسلام" اس خیال کا داعی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسلام کا مستقبل نہایت شاندار ہے۔ اس کا دل حزن و مایوسی سے مغلوب ہونے کی بجائے امیدوں اور امنگوں سے لبریز نظر آتا ہے۔ یہ مسلمانوں کی عام حالت میں ایک قابل قدر استثنا ہے۔ اور اس لحاظ سے ہم اس کو اپنا ہم خیال و ہمنوا پاتے ہیں۔ کیونکہ ہمارا بھی یقین ہے۔ کہ اسلام کا آئندہ دور نہایت شاندار ہوگا۔ اور وہ اپنی صداقت کی وجہ سے تمام دنیا پر غالب آجائیگا۔

اس نمبر میں علمی، ادبی، تاریخی اور سیاسی ہر قسم کے مضامین ہیں۔ فہرست مضامین سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس رسالہ کو متعدد مشہور اہل قلم کی اعانت حاصل ہے۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال کا تازہ اردو کلام بھی اس میں شایع ہوا ہے۔ فاضل مدیر کے قلم سے جو مضامین و شذرات وغیرہ نکلے ہیں۔ وہ ان کی وسعت نظر و مطالعہ اور حسن مذاق کا اچھا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ رسالہ کے سیاسی خیالات پر جامعی اکابر کے سیاسی مسلک کا اثر غالب ہے بحیثیت مجموعی رسالہ مفید ہے لیکن اس میں بعض ایسے مذہبی مضامین بھی شایع ہوتے ہیں جن کا انداز رسالہ کی عام پالیسی اور اس کے مقصد سے افسوسناک حد تک مختلف ہے۔ اس رسالہ کے صفحات پر اختلاف عقائد کی بحثیں کچھ غیر ضروری معلوم ہوتی ہیں۔ اگر اس چیز کو کسی وجہ سے ضروری ہی سمجھا جاتا ہے۔ تو ان کا انداز غیر منصفانہ نہ ہونا چاہیئے اور ثقاہت و متانت کو ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ ہماری دعا ہے اللہ تعالےٰ اس رسالہ کو اپنے نیک مقاصد میں کامیاب فرمائے۔ اور خدمت دین و ملت کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔

ہندوستانی ڈائرکٹری سنہ ۱۹۳۴ اور سنہ ۱۹۳۵ء

مرتبہ حکیم نذیر احمد صاحب۔ حجم تقریباً تین سو صفحات تقطیع $\frac{22 \times 18}{8}$ جلد۔ کاغذ کتابت و سیاہی طباعت عمدہ قیمت دو روپے۔ ملنے کا پتہ:۔ ملبیرز اقبال برادر پبلشرز لالے پیٹھ۔ مدراس

اردو زبان میں ڈائرکٹریوں کی اشاعت کا رواج بہت کم ہے۔ جو ایک افسوسناک کمی ہے۔ یہ ڈائرکٹری ہندوستان کے ایک ایسے صوبہ سے شایع ہوئی ہے۔ جہاں مسلمانوں کی آبادی اور اردو زبان کا رواج شمالی ہندوستان کی نسبت بہت کم ہے۔ اس لحاظ سے اس کے مرتب اور شایع کرنے والوں کی ہمت قابل داد اور مستحق قدردانی ہے۔ اس میں ہندوستان کے تمام صوبوں اور بڑی ریاستوں، حکومت ہند اور صوبجاتی حکومتوں کے حکام۔ والیان ریاست، ملک کے تمام ہائیکورٹوں اور چیف کورٹوں کے ججوں کے متعلق ضروری معلومات درج کی گئی ہیں۔ کونسل آف اسٹیٹ، سابق اور جدید اسمبلی اور صوبجاتی کونسلوں کے ممبروں اور وزرا کے نام و پتے بھی درج ہیں۔ ملک کے متعدد مشاہیر و حکام اور والیان ریاست کے مختصر حالات زندگی بھی دیے گئے ہیں۔ ہندوستان کے مشہور مقامات عمارتوں، کتب خانوں، اخبارات وغیرہ کے متعلق بھی اس ڈائرکٹری سے کئی باتیں معلوم ہو سکتی ہیں بعض خامیاں بھی رہ گئی ہیں۔ جو نہ ہونی چاہیئے تھیں۔ مثلاً اخبارات کی فہرست بے حد نامکمل ہے۔ حتےٰ کہ بہت سے ایسے مشہور اسلامی اخبارات کو بھی نظر انداز کر دیا گیا ہے جنہیں ایک عام اخبار بین شخص بھی بخوبی جانتا ہے۔ بعض مشہور مقامات کا نام غلط لکھا گیا ہے جس کی وجہ غالباً انگریزی سے ترجمہ ہے۔ لیکن بحیثیت مجموعی اس ڈائرکٹری کے مفید ہونے میں کلام نہیں مسلمان تاجروں کو ضرور خریدنا چاہیئے۔

دنیا کا ہادیؐ اور غیر مسلم دیویاں

مولفہ ملک فضل حسین صاحب قادیانی حجم ۹۸ صفحات۔ تقطیع جیبی۔ کاغذ۔ کتابت اور طباعت عمدہ قیمت صرف ایک آنہ ملنے کا پتہ:۔ بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان (پنجاب)

حضرت نبی کریم صلعم کی ذات اقدس کے متعلق غیر مسلم خواتین نے وقتاً فوقتاً جن پاکیزہ جذبات عقیدت کا اظہار کیا ہے ان میں سے بعض کو اس رسالہ میں جمع کر دیا گیا ہے۔ اس کے محدود و مختصر صفحات میں ہم مختلف ممالک و اقوام کی قدیم و جدید خواتین کو سرکار دو جہاں کے حضور نذر عقیدت پیش کرتے ہوئے پاتے ہیں تبلیغی اور ہندو مسلم اتحاد کے مقاصد کے لحاظ سے یہ رسالہ مفید ہے۔ ملک فضل حسین صاحب ایسے رسالوں کو مرتب و شایع کر کے ایک عمدہ خدمت انجام دے رہے ہیں۔

بخشی پاکٹ ڈائری سنہ ۱۹۳۶ء

حجم ۴۴ صفحات تقطیع جیبی قیمت ایک آنہ۔ پتہ:۔ ایس اے بی بخشی کمپنی گھڑی والی کوٹھی ۳۲ کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ

بخشی کمپنی کلکتہ کی ایک قدیم اسلامی فرم ہے جو ادویات اور گھڑیوں کی تجارت کرتی ہے اور تجارتی حلقوں میں نیک نام رکھتی ہے یہ ڈائری اسکی طرف سے شایع ہوتی ہے۔ اس سے عیسوی، ہجری، بنگلہ، فارسی وغیرہ سنوں کی تاریخیں معلوم ہو سکتی ہیں تجارتی اشتہارات کے علاوہ چند مضامین نظمیں اور تصویریں بھی درج ہیں۔

لاہور میں ہولناک فرقہ وارانہ فساد

۳۰ر نومبر و یکم دسمبر کو لاہور میں ہندو سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان فرقہ وارانہ فساد ہوگیا۔ اور اس وقت تک حالات سکون پذیر نہیں ہوئے۔ اس فساد کے اسباب کئی روز سے جمع ہو رہے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ چند روز ہوئے ہیرا منڈی لاہور میں ایک سکھ جیون سنگھ کا ایک طوائف سے کچھ تنازعہ ہوگیا جس نے خطرناک صورت اختیار کرلی۔ اور کسی شخص نے جیون سنگھ کو چاقو سے زخمی کردیا۔ ہیرا منڈی لاہور کا ایک بدنام محلہ ہے۔ جہاں بالخصوص رات کے وقت شرفا نہیں جاتے ہندوؤں اور سکھوں نے اس انفرادی واقعہ کو فرقہ وارانہ رنگ دیدیا۔ جیون سنگھ ۲۹ر نومبر کو ہسپتال میں مرگیا ۳۰ر نومبر کو سکھوں کے گرو تیغ بہادر کی برسی تھی۔ سکھوں نے امسال اس کا غیر معمولی اہتمام کیا۔ اور باہر سے کثیر تعداد میں جتھے منگوائے اور پوسٹروں اور اشتہاروں کے ذریعہ اپیل کی۔ کہ ہندو سکھ اس روز ہڑتال کریں ۳۰ر نومبر کو بعد دوپہر مجوزہ پروگرام کے مطابق گوردوارہ شہید گنج سے ہندوؤں اور سکھوں کا مشترکہ جلوس نکلا۔ جلوس سے کئی روز قبل گوردوارہ مذکور میں سکھوں کے دیوان منعقد ہوتے رہے جن میں مسلمانوں کے خلاف نہایت اشتعال انگیز تقریریں ہوتی رہیں۔ جلوس میں بھی جیون سنگھ کے قتل کو بہانہ بناکر نہایت اشتعال انگیز تقریریں کی گئیں۔ اور مسلمانوں کو مخاطب کرکے نہایت بیہودہ حرکات کی گئیں اور اخلاق سوز اور بازاری نعرے لگائے جنہیں بیان کرنا ہی مناسب ہے جلوس کرپانوں اور لاٹھیوں سے مسلح تھا۔ اور اس کے ہمراہ متعدد بینڈ اور اکھاڑے تھے جب یہ جلوس موچی دروازہ کے قریب پہنچا۔ تو اس نے بلا وجہ ایک مسلمان منظور رسا پر حملہ کرکے اسے کرپانوں اور لاٹھیوں سے شدید مجروح کردیا۔ اور قریب کی مسجد پر حملہ کردیا۔ پھر موچی دروازہ کے باغ میں چند مسلمانوں پر حملہ کردیا جس سے سولہ مسلمان مجروح ہوئے۔ چار کی حالت نازک بیان کی جاتی ہے۔ موچی دروازہ میں سکھ ہجوم نے مسلمانوں کی چند دکانیں بھی لوٹ لیں۔ اور خشت باری کی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس موقعہ پر دو پولیس افسران نے جن میں ایک سکھ اور ایک ہندو ہے مسلمانوں کی طرف رخ کرکے ہوائی فائر کئے جس سے سکھوں اور ہندوؤں کے حوصلے بڑھ گئے۔

معلوم ہوا ہے۔ کہ ہندو سکھ ہجوم کے حملوں اور خشت باری سے چند پولیس کانسٹیبل بھی زخمی ہوئے۔ ۳۰ر نومبر اور یکم دسمبر کی درمیانی شب بے چینی اور بے اطمینانی میں گزری۔ یکم دسمبر کی صبح کو بھاٹی دروازہ گوردوارہ چوبالہ کے قریب ہندو سکھ اور مسلمانوں کے درمیان شدید تصادم ہوگیا جس کی ابتدا سکھوں کی طرف سے ہوئی مسلمانوں نے ہرچند صبر و تحمل سے کام لیا۔ لیکن سکھوں کی اشتعال انگیزیاں بدستور جاری رہیں جس کا نتیجہ تصادم کی صورت میں رونما ہوا بھاٹی دروازہ سے فساد کی آگ تمام شہر میں پھیل گئی۔ شہر کے دروازوں کے باہر زیادہ شور رہا۔ وہیں زیادہ آدمی زخمی ہوئے۔ ڈام گلی کے علاقہ میں بھی وارداتیں ہوئیں۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کرشن نگر مال روڈ اور دیگر علاقوں میں بھی چند آدمی زخمی ہوئے مسلمانوں میں سے اور غیر ذمہ دار لوگوں اور لڑکوں نے فساد میں حصہ لیا۔ لیکن ہندوؤں اور سکھوں کے تعلیم یافتہ افراد بھی شریک تھے مسلمان شرفا نے انتہائی شرافت کا ثبوت دیا۔ اور ہندو اور سکھوں کی حفاظت اور بحالئے امن کی ہر ممکن کوشش کی مقتولین و مجروحین کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہوسکی سرکاری اعلان کے مطابق تین آدمی ہلاک اور تقریباً ستر زخمی ہوئے ہیں لیکن غیر سرکاری اندازہ اس سے زیادہ ہے۔ یکم دسمبر کی دوپہر کو کرفیو آرڈر اور دفعہ ۱۴۴ نافذ کردی گئی۔ اور اعلان کیا گیا۔ کہ جو شخص کسی پر حملہ کرے گا اسے گولی سے اڑا دیا جائیگا۔ رات کے نو بجے سے صبح چار بجے تک کوئی شخص گھر سے باہر نہیں نکل سکتا۔ دو ماہ تک جلسے اور جلوسوں کی ممانعت کردی گئی ہے۔ اور حکم دیا گیا ہے۔ کوئی شخص آتشیں اسلحہ۔ چاقو۔ تلوار۔ کرپان۔ لاٹھی اور دوسرے ہتھیاروں سے مسلح ہوکر باہر نہ نکلے۔ اس کی خلاف ورزی کی وجہ سے گرفتاریاں بھی عمل میں آئی ہیں۔ آج ۲ر دسمبر کو حالات بہت حد تک سکون پذیر ہوچکے ہیں۔ اور سڑکوں پر باقاعدہ آمد و رفت شروع ہوگئی ہے۔ حکام قیام امن کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ شہر اور سول لائن کے مختلف [illegible] میں کافی پولیس تعینات کردی گئی ہے۔ باہر سے بھی پولیس منگوائی گئی ہے۔

امن قائم ہوگیا

——— لاہور ۳ر دسمبر۔ لاہور میں صورت حالات پر قابو پالیا گیا ہے دفعہ ۱۴۴ اور کرفیو آرڈر کے نفاذ کا اچھا اثر ہوا ہے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے لاہور کے بعض حصے کرفیو آرڈر سے مستثنے قرار دئیے ہیں باہر سے آنیوالے لوگوں کو پانچ یا پانچ سے زیادہ کی پارٹی کی صورت میں شہر میں داخلے کی ممانعت کردی گئی ہے

——— لاہور ۲ر دسمبر کل شہر میں امن امان رہا صرف کہیں کہیں ہندوؤں کے مکانوں سے مسلمان دکانداروں اور راہگیروں پر اینٹیں اور پتھر پھینکنے کے متعلق شکایات موصول ہوئیں جن کا تدارک کردیا گیا۔ پولیس اور مجسٹریٹ تمام دن شہر کے مختلف حصوں میں گشت کرتے رہے۔

——— شہر کے ہندو مسلم سکھ معززین قیام امن میں حکام شہر کو قابل قدر امداد دے رہے ہیں لیکن کرپانوں کی ضبطی کے متعلق عجیب صورت پیدا ہوگئی ہے۔ اگرچہ سکھ عوام کو اس پر کوئی اعتراض نہیں لیکن بعض سکھ لیڈر ہنگامہ بپا کرنے کی فکر میں ہیں۔

——— لاہور ۳ر دسمبر پرسوں سارے شہر میں ہڑتال تھی لیکن کل اکثر بازار کھل گئے بعض ابھی تک بند ہیں۔ گرفتاریوں کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔

آئینہ غلو و اختلاف

قادیانی احمدیوں نے دن رات لوگوں میں یہ غلط پروپیگنڈا کرنا اپنا شیوہ بنالیا ہے۔ کہ لاہوری احمدی حضرت مسیح موعود کی تفسیروں سے اختلاف کرکے نعوذ باللہ آپ کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں اس کے جواب میں ضروری ہوا۔ کہ اصل حالات سے پبلک کو آگاہ کیا جائے اور بتایا جائے۔ کہ صحیح معنوں میں کون فریق مسیح موعود کی تفسیر اور عقائد سے تخالف کر رہا ہے۔ چنانچہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے اخبار "پیغام صلح" میں گزشتہ سال ایک سلسلہ مضامین سپرد قلم فرمایا تھا جس میں آپ نے اظہار حقیقت کرتے ہوئے بتلایا کہ یہ پروپیگنڈا بالکل غلط اور بے اصل ہے۔

بہت سے احباب کے اصرار پر اب وہ مضامین ایک رسالہ کی شکل میں شائع کئے گئے ہیں جس میں قادیانی گروہ کے غلو کا بھی ضمناً تھوڑا سا تذکرہ کردیا گیا ہے۔ اور دکھایا گیا ہے۔ کہ کس طرح انہوں نے غلط عقائد مسیح موعود کی طرف منسوب کرکے آپ کی پوزیشن کو خراب کیا ہے۔ یہ رسالہ "آئینہ غلو و اختلاف" چھپ کر تیار ہوگیا ہے۔ قیمت فی عدد ۲ر۔ ایک روپیہ میں دس۔ پچاس کاپی للعہ سو کاپی للعہ مع محصول ڈاک۔

تمام دوستوں اور جماعتوں کو یہ رسالہ منگوا کر تقسیم کرنا چاہئیے بالخصوص قادیانی دوستوں میں تھوڑی تعداد میں رسالہ باقی ہے۔

ملنے کا پتہ :- دفتر جائنٹ سیکرٹری۔
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

صحیح نقشہ اوقات سحری و افطاری
ماہ رمضان المبارک ۱۳۵۴ھ

ایام	رمضان المبارک ۱۳۵۴ھ	دسمبر ۱۹۳۵ء	ختم سحری		وقت افطاری	
			گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
منگل	۶	۳	۵	۴۷	۵	۳۹
بدھ	۷	۴	۵	۴۸	۵	۳۹
جمعرات	۸	۵	۵	۴۹	۵	۳۸
جمعہ	۹	۶	۵	۴۹	۵	۳۸
ہفتہ	۱۰	۷	۵	۵۰	۵	۳۸
اتوار	۱۱	۸	۵	۵۱	۵	۳۸
سوموار	۱۲	۹	۵	۵۱	۵	۳۸
منگل	۱۳	۱۰	۵	۵۲	۵	۳۸
بدھ	۱۴	۱۱	۵	۵۲	۵	۳۸
جمعرات	۱۵	۱۲	۵	۵۳	۵	۳۷

عیدالفطر کی خوشی میں صرف آٹھ روز بلا منافع کٹ پیس کی فروخت
کٹ پیس بلا منافع
۲ دسمبر ۱۹۳۵ء سے ۹ دسمبر ۱۹۳۵ء تک
بلا منافع
امیروں رئیسوں غریبوں چھوٹے بڑے دوکانداروں کے واسطے نادر موقع!!!
مکس عید بنڈل ؏ وزن ۲۰ پونڈ قیمت 27/8/-
فینسی مکس عید بنڈل ؏ وزن ۲۰ پونڈ قیمت 50/-
مکس عید بنڈل ؏ وزن ۴۰ پونڈ قیمت 55/-
مکس عید بنڈل ؏ وزن 80 پونڈ قیمت 110/-
فینسی مکس عید بنڈل وزن ۱۰ پونڈ قیمت 25/-
منیجر فٹ کوٹ کمپنی کراچی
FIT COAT Co Karachi

خبریں

عالم اسلام

—— یمن کے وزیر خارجہ قاضی راغب کے اخراج کی خبر پہلے درج ہو چکی ہے۔ بعد کی اطلاعات سے واضح ہوتا ہے۔ کہ قاضی مذکور کے علاوہ یمن کے بعض دیگر عہدہ داروں کو بھی ملک بدر کر دیا گیا ہے۔ یہ تمام لوگ یمن کی مشہور بندرگاہ حدیدہ کو اٹلی کے حوالے کرنے کی سازش میں شریک تھے ایک غیر مصدقہ خبر یہ بھی ہے۔ کہ قاضی راغب نے امام یمن کو زہر دینے کی کوشش کی تھی۔ اٹلی مدت سے حدیدہ کی بندرگاہ پر قبضہ جمانے اور اسے اپنا بحری مرکز بنانے کی کوشش کر رہا تھا۔

—— گزشتہ دنوں امیر سعود ولی عہد سلطان ابن سعود سیاحت یورپ کے دوران میں اٹلی گئے۔ تو مسولینی نے دوران ملاقات میں ان سے کہا۔ کہ اٹلی بندرگاہ حدیدہ پر قابض ہونا چاہتا ہے۔ اگر حکومت سعودیہ کے ساتھ اٹلی کا ایک معاہدہ ہو جائے۔ تو اچھا ہے جس کا مضمون یہ ہو۔ کہ اگر اٹلی یمن پر حملہ آور ہوگا۔ تو حکومت سعودیہ غیر جانبدار رہیگی۔ امیر سعود نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ صرف پیغام کو سلطان ابن سعود تک پہنچانے کا وعدہ کیا۔

—— جب سلطان ابن سعود تک یہ بات پہنچی۔ تو وہ سخت غضبناک ہوئے اور انہوں نے تمام امور کی اطلاع امام یمن کو دے دی۔ امام یمن نے سلطان کا شکریہ ادا کیا۔ اور حکومت سعودیہ و مملکت یمن کے مابین ایک معاہدہ ہو گیا ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ اگر اٹلی دونوں میں سے کسی پر حملہ آور ہوگا۔ تو دونوں حکومتیں متحد ہو کر اس کا مقابلہ کریں گی۔

—— مصر کا مشہور روزنامہ المقطم جو نسیم پاشا وزیر اعظم کی پارٹی کا اخبار ہے۔ رقمطراز ہے۔ کہ اگر حکومت برطانیہ نے دستور اساسی کے متعلق جلدی اپنے طرز عمل کی وضاحت نہ کی۔ تو اس صورت میں نسیم پاشا کو وزارت عظمیٰ سے مستعفی ہونا پڑیگا۔

—— قاہرہ کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بظاہر امن وامن وسکون ہے لیکن اندر ہی اندر بے چینی کی آگ سلگ رہی ہے۔

—— گزشتہ ماہ عراق میں امیر فیصل مرحوم کی برسی شاندار طریق پر منائی گئی۔ تمام سرکاری وغیر سرکاری اداروں میں چھٹی تھی۔ امیر غازی نے علماء وفقراء میں پارچات اور خیرات تقسیم کی۔

—— جدہ کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ حکومت اطالیہ نے حجاز سے دس لاکھ ریال (عربی سکہ) کے اونٹ خریدے ہیں۔ کیونکہ حبشہ کی زمین میں اطالوی موٹریں اور باربرداری کے دوسرے جدید ذرائع ناکام ثابت ہو رہے ہیں۔ ان اونٹوں کی نصف تعداد اریٹیریا جا چکی ہے لیکن باقی نصف کو سلطان ابن سعود نے روک لیا ہے۔

—— حکومت ایران نے ذی علم افراد کی ایک جماعت کو اقتصادی اور صنعتی تعلیم کے لئے جرمنی بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جو جرمنی کے غربی جنوبی علاقہ کے کارخانوں کا معائنہ کریں گے۔ اور جرمن انجینیروں کے ہمراہ دوسری صنعت گاہوں میں بھی جائینگے۔

—— حکومت عراق نے مزدور طبقہ کی فلاح وبہبود کی طرف خاص توجہ مبذول کر رکھی ہے۔ وزراء ایک قانون بنانے کی تیاری کر رہے ہیں جس میں عراقی مزدوروں کے حقوق کی حفاظت کا خاص انتظام ہوگا۔

—— مصر کی آبادی تقریباً ڈیڑھ کروڑ ہے۔ اور اس کے پاس صرف گیارہ ہزار فوج ہے جو بھی جدید قسم کے اسلحہ سے محروم۔ مصر کے قوم پرست اپنی اس کمزوری کو غیر معمولی طور پر محسوس کر رہے ہیں۔ امیر عمر طوسون نے حال ہی میں اس کے متعلق ایک بیان دیا ہے جس میں آپ فرماتے ہیں مصر کی فوج کسی لحاظ سے بھی فوج کہلانے کی مستحق نہیں ہے۔ اس کی حیثیت محض چند ادمیوں کی ہے جن کا کام صرف یہ ہوتا ہے کہ جب لوگوں پر قیام امن مشکل ہو جائے تو وہ ان کو امداد دیا کریں۔

ممالک خارجہ

—— حبشہ اور اٹلی کی جنگ بدستور جاری ہے۔ اب حبشہ کا پلّہ قدرے بھاری معلوم ہوتا ہے۔ گزشتہ ہفتہ جو خبریں آئی ہیں۔ ان سے اطالویوں کی تشویشناک حالت ظاہر ہو رہی ہے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس اطالویوں کو جس پھندے میں پھنسا کر شکست دینا چاہتے تھے۔ اطالوی اپنی طاقت کے زعم میں اس میں پھنس گئے ہیں۔

—— اسمارہ ۲۷ نومبر اس وقت اطالوی محاذ برطانوی اور مصری سوڈان سے اریٹریا تک پھیلا ہوا ہے۔ اس میں ڈیڑھ لاکھ فوجیں پڑی ہیں۔ اس لائن کا طول ایک سو میل کے قریب ہے۔

—— عدیس ابابا ۲۸ نومبر حکومت حبشہ کا ایک اعلان مظہر ہے کہ اطالویوں نے ماکال کو خالی کر دیا ہے۔ اور اب ادیجرات کی طرف پسپا ہو رہے ہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ ماکال اطالویوں نے بزور فتح نہیں کیا تھا بلکہ راس سیوم نے اطالویوں کے لئے جو راہ صاف کر دی۔ کہ وہ آگے بڑھ آئیں۔

—— چنانچہ یہ تدبیر کامیاب ہوئی۔ جب اطالوی فوج کا ایک حصہ ماکال میں داخل ہو گیا۔ اور دوسرا ابھی باہر تھا۔ کہ حبشیوں نے بیرونی فوج کو گھیر لیا۔ اطالوی سپاہ مشکل سے جان بچا کر بھاگی۔ اور ماکال کے اندر جو اطالوی فوج تھی وہ محصور ہو گئی۔ اور امید ہے۔ سامان رسد نہ ہونے کی وجہ سے جلد ہی اطاعت قبول کر لے گی۔

—— ہرار ۲۷ نومبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ وتاکیبل کے میدان میں بعض حبشی قبائل جمع ہو رہے ہیں۔ جنرل سانٹینی کی فوجیں ان کے قلع قمع کی تیاری کر رہی ہیں۔

—— روم ۲۷ نومبر اٹلی کے سرکاری حلقوں میں یہ خیال ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہ اٹلی میں پٹرول۔ کوئلہ اور دیگر اس نوعیت کی خام پیداوار کی درآمد پر پابندی فوجی نوعیت کے تعزیری اقدام کے مترادف ہوگی چنانچہ مسولینی نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ اٹلی بھی اس کے جواب فوجی نوعیت کا اقدام کرے گا۔

—— گزشتہ دنوں برازیل میں کمیونسٹوں نے بغاوت برپا کر دی تھی جس کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ حکومت مناسب تدابیر اختیار کر رہی ہے۔ مارشل لا نافذ کر دیا گیا ہے۔

—— لندن ۲۶ نومبر آج پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کا متحدہ اجلاس منعقد ہوا جس میں مروجہ رسوم کی ادائیگی کے بعد کیپٹن فلسٹرائے چوتھی دفعہ دارالعوام کے صدر منتخب ہوئے۔ کیپٹن موصوف نے تقریر کی۔ اس کے بعد ارکان سے حلف وفاداری لیا گیا۔

—— لندن ۲۷ نومبر عام انتخاب کے آخری نتیجہ کا کل اعلان ہو گیا دارالعوام میں اب پارٹیوں کی پوزیشن یہ ہے۔

حکومت:۔ کنسرویٹو ۳۸۷۔ لبرل نیشنل ۳۳ لیبر نیشنل ۸۔ میزان: ۴۲۸

مخالف:۔ لیبر ۱۵۴۔ لبرل ۱۶ متفرق ۵ میزان ۱۷۵

—— روما ۲۹ نومبر حکومت اطالیہ نے ممنوعہ اشیاء میں سے تیل اور پٹرول کے مقاطعہ کی توسیع سے متاثر ہو کر اپنی بعض فوجوں کی نقل وحرکت کے احکام جاری کر دئے ہیں۔ ایک خبر یہ ہے۔ کہ حکومت اطالیہ اپنی فوجوں کو مصری سرحد تک لے جانا چاہتی ہے۔

—— جاپان کے شمالی اضلاع میں شدید قحط رونما ہو گیا ہے جس کا اثر صرف دیہاتی آبادی پر ہی نہیں بلکہ شہری آبادی بھی اس سے بے حد متاثر ہو رہی ہے۔ دیہاتی آبادی کا تو یہ عالم ہے کہ وہ اپنی نوجوان لڑکیاں فروخت کر رہے ہیں۔ تاکہ روٹی کا ایک ٹکڑہ حاصل ہو سکے۔

ہندوستان

—— لاہور ۲۹ نومبر مزار کاکو شاہ کے انہدام کے مقدمہ کی سماعت شروع ہے۔ عدالت نے گوردوارہ شہید گنج کمیٹی پربندھک کمیٹی اور دیگر ستّرہ اکالی سکھوں کے خلاف (جن میں سے ایک مفرور ہے) فرد جرم عائد کر دی ہے۔ ملزمین جن میں سے ایک عورت بھی ہے ضمانت پر رہا ہیں۔

—— عدالت نے جملہ سولہ حاضر ملزمین کو دو علیحدہ علیحدہ مقدمات میں تقسیم کر دیا ہے۔ ایک مقدمہ ۹ جولائی کو مزار مسمار کرنے کے الزام میں جبکہ مسجد شہید گنج گرائی گئی تھی۔ دوسرا مقدمہ ۱۵، ۱۶ اگست کی درمیانی شب کو مزار کی بنیادیں کھودنے اور بیری کے درخت کاٹنے کے الزام میں ہر دو مقدمات میں ملزمین پر زیر دفعہ $\frac{۲۹۵، ۲۹۷}{۱۴۹}$ تعزیرات ہند فرد جرم عاید کی گئی ہے

—— نئی دہلی ۳۰ نومبر حکومت ہند کا ایک سرکاری گزٹ مظہر ہے کہ ملک معظم نے جنرل سر رابرٹ آرچیبلڈ کاسلز کو ہندوستانی افواج کا جدید کمانڈر انچیف مقرر کیا ہے۔ آج دوپہر کے وقت آپ نے اپنے عہدہ کا چارج لے لیا۔

—— بمبئی ۳ نومبر ایک اخباری ملاقات کے دوران میں ڈاکٹر امبیدکر نے فرمایا۔ کہ اچھوت کانفرنس کا فیصلہ خواہ کچھ ہو۔ میں تو ہندو دھرم ضرور ترک کر دوں گا۔

—— لاہور ۲۹ نومبر آج پنجاب کونسل میں ایک سکھ ممبر بشن سنگھ کی طرف سے جیون سنگھ پر قاتلانہ حملہ سے پیدا شدہ حالات پر غور کرنے کے لئے تحریک التوا پیش ہوئی جو منظور ہو گئی محرک نے مسلمانوں کے خلاف نہایت اشتعال انگیز تقریر کی لیکن مسلمان ممبران نے اس کا پوری متانت و معقولیت سے جواب دیا۔

—— لکھنؤ ۲۸ نومبر کل صبح وائسرائے اپنی بیگم صاحبہ کی معیت میں سرکاری طور پر اولین مرتبہ لکھنؤ تشریف لائے۔ پبلک اور سرکاری حلقوں کی طرف سے آپ کا پرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔ بلدیہ نے آپ کی خدمت میں سپاسنامہ خیر مقدم پیش کیا۔

—— بمبئی ۲۹ نومبر حکومت ہند پندرہ کروڑ روپیہ قرض لینے کا ارادہ کر رہی ہے۔ جسے عوام کی بہبودی و ترقی کے کاموں میں صرف کیا جائے گا۔

—— دہلی ۲۹ نومبر بیان کیا جاتا ہے۔ کہ نواب چھتاری یو۔ پی میں نئے آئین کے تابع منتخب ہونے والی صوبجاتی اسمبلی کے لئے ایک نئی پارٹی قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جو پنجاب کونسل کی زمیندارہ پارٹی کا نمونہ ہوگی۔ تمام زراعت پیشہ ممبر خواہ وہ کسی قوم کے ہوں اس پارٹی کے ممبر ہو سکیں گے۔

—— ڈاکٹر مونجے کا ہندو ملٹری کالج جولائی سنہ ۱۹۳۶ء میں جاری ہو جائیگا۔ اس پر فی الحال تین لاکھ روپے خرچ کئے جائینگے۔ ڈاکٹر موصوف سرمایہ فراہم کرنے میں مصروف ہیں۔

—— نئی دہلی ۲۸ نومبر پچاس ہزار روپے کی لاگت سے وائسرائے ہند کے لئے نئی دہلی کے ریلوے اسٹیشن پر سنگ مرمر کا ایک خاص پلیٹ فارم تیار کیا جا رہا ہے۔

—— ۲۸ و ۲۹ نومبر کی درمیانی شب کو آغا محمد صفدر صاحب بی اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ سیکرٹری [illegible] لاہور کا انتقال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون

—— لاہور ۲۹ نومبر آج شاہی [illegible] نماز جمعہ کے بعد ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں ملک لال خان [illegible] بقصوری نظر بندان تحریک مسجد شہید گنج کو ان کی رہائی پر مبارکباد دی گئی۔

انوار القرآن پر اخبار "مدینہ" کی مخالفانہ تنقید

ناقد صاحب کا متعصبانہ طرزِ عمل

یکم نومبر ۳۵ء کے اخبار "مدینہ" میں انوار القرآن پر ایک تنقیدی نوٹ نکلا ہے جس کو پڑھ کر ایک عقلمند انسان کو کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہتا کہ تنقید کرتے ہوئے ناقد صاحب کا قلب تعصب سے پاک نہ تھا۔ اگرچہ انہیں چار و ناچار یہ ماننا پڑا ہے کہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے بعض [illegible] معانی پیدا کئے ہیں۔ ربط آیات کا بھی اقرار کیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی قارئین کو اس کتاب کی قادیانی علم کلام کی گمراہیوں سے خبردار بھی کرتے جاتے ہیں۔ گو یہ نہیں بتلایا کہ اس کتاب میں وہ قادیانی علم کلام کی گمراہیاں کیا ہیں جن سے بچنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کیونکہ نہ اس کتاب میں حیات و ممات مسیح پر کوئی بحث ہے۔ نہ حضرت مرزا صاحب کے دعوے مجددیت و مسیحیت پر کوئی تبصرہ ہے۔ پھر وہ کیا باتیں ہیں جن سے ان کا دل ڈرتا ہے۔ کیا وہ حق اور حکمت تو نہیں جو اپنے اندر ہر ایک فطرت سلیم کے لئے کشش رکھتی ہے؟

تفسیر بالرائے کا بے بنیاد الزام

مگر مسلمانوں کو خبردار کرنے کیلئے فقط اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ تفسیر بالرائے کا بھی الزام جڑ دیا جو ملاّمش لوگوں کے لئے آخری جائے پناہ ہے یعنی جب کسی آیت کی تفسیر اپنی منشا کے خلاف سنی اور جواب نہ بن پڑا تو کہہ اٹھے کہ یہ تفسیر بالرائے ہے۔ حالانکہ تفسیر بالرائے وہ ہوتی ہے کہ ایک خیال اپنے ذہن میں جما کر آیات کے الفاظ کو توڑ مروڑ کر اس کے مطابق اپنی مطلب براری کرنا اور اس میں سے وہ معنی نکالنا جس کے الفاظ آیات لغت اور صرف و نحو متحمل نہیں ہو سکتے۔ انوار القرآن آج پبلک کے ہاتھوں میں ہے اسے پڑھ لو کسی آیت کا ترجمہ دانستہ لغت اور نحو کے خلاف نہیں کیا گیا۔ ہاں اس ترجمہ سے آگے نتائج نکالنے یہ ہر ایک مفسر کا حق ہے کہ وہ اپنی سمجھ کے مطابق نکالے۔ آج قرآن کریم کی تفاسیر کا ایک انبار شائع شدہ موجود ہے، ایک ایک آیت کی تفسیر میں ایک دوسرے سے مختلف روایتوں کا وہ طومار ہے اور اختلاف آرا کا وہ اژدحام ہے کہ تفاسیر پڑھنے والے کا دماغ مختل ہو جاتا ہے اور عقل حیران ہو جاتی ہے کہ کسے مانا جائے اور کسے چھوڑا جائے آخران مختلف آرا اور گوناگون تفاسیر میں سے کچھ صحیح ہوں گی اور بہت سی غلط ہوں گی۔ پھر کیا وہ سب بزرگ تفسیر بالرائے کے مجرم ٹھہریں گے؟

مولانا ابوالکلام اور جامعہ ملیہ کی تفاسیر

دور کیوں جاؤ آج مولانا ابوالکلام آزاد آیات قرآنی کی تفسیریں لکھتے ہیں اور متقدمین سے دل کھول کر اختلاف کرتے ہیں۔ پھر انہیں کیوں [illegible] اس لئے کہ وہ بہت بڑے مولانا [illegible]

[illegible]

زبان سے کتنی ہی معقول بات کیوں نہ نکلے۔ اس کی معقولیت کو رد کرنے کیلئے "تفسیر بالرائے" کا خرغاہ دیا جائے گا۔ کیونکہ یہی ایک ایسا حربہ ہے جس سے جان بچ سکتی ہے اور پبلک کو حق سے نفرت دلائی جا سکتی ہے۔

تعصب کا افسوسناک مظاہرہ

اس تنقید میں تعصب کا سب سے بڑا مظاہرہ جو جناب ناقد کی طرف سے ہوا ہے وہ ایک واقعہ کے متعلق ہے جو ڈاکٹر صاحب کے قلم سے نکلا ہے اور وہ یہ ہے کہ مولوی نور الدین صاحب کے زمانہ میں جنگ بلقان کے ختم ہونے کے بعد ایک جماعت پادریوں کی آئی تھی جنہوں نے لاہور میں لیکچر دیئے اور عیسائی قوموں کے عروج اور ان کی سلطنتوں کو عیسائیت کی صداقت میں پیش کیا۔ جس کے جواب میں حضرت مولانا نور الدین علیہ الرحمۃ نے چند احباب کو لاہور بھیجا اور ان کو پادریوں کے اس زہر کا تریاق انجیل سے یہ نکال کر دیا کہ جب یسوع کو شیطان چالیس دن جنگل بیابانوں میں لئے پھرا تو آخری دن ایک پہاڑ کی چوٹی سے تمام دنیا کی سلطنتیں یسوع کو دکھائیں اور کہا کہ اگر تو مجھے سجدہ کرے تو میں یہ تمام سلطنتیں تجھے دیدوں۔ یسوع نے کہا کہ اے شیطان دور ہو کیونکہ اگلے نوشتوں میں لکھا ہے کہ تو اپنے خداوند خدا کے سوا کسی کو سجدہ نہ کر چنانچہ شیطان یسوع کو چھوڑ کر چلا گیا۔" اس سے حضرت مولانا مرحوم نے یہ نتیجہ نکالا کہ یسوع نے تو شیطان کو سجدہ نہ کیا اس لئے سلطنت نہ پا سکے۔ مگر عیسائیوں نے یسوع کی اس غلطی سے سبق لیا اور شیطان کو سجدہ کر کے ساری دنیا کی سلطنتوں کے وارث بن بیٹھے پس بائبل کے رو سے تو عیسائیوں کا تمام دنیا کی سلطنتوں پر قابض ہونا شیطان کو سجدہ کرنے کی وجہ سے ثابت ہوتا ہے۔ اس زبردست زد کا کوئی جواب پادریوں سے نہ بن پڑا چنانچہ چند روز کے بعد وہ غائب و خاسر چلتے بنے۔ یہ ایک واقعہ ہے کوئی افسانہ نہیں۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب مرحوم کے زمانہ کا واقعہ ہے۔

معمولی سہو قلم پر افسانہ طرازی کا الزام

اس میں غلطی یہ ہوئی کہ انوار القرآن میں سہو قلم کی وجہ سے **جنگ بلقان کی جگہ جنگ عظیم لکھا گیا۔** بس پھر کیا تھا۔ ناقد صاحب کو موقع مل گیا۔ بڑی خوشی اور زور سے یہ لکھ مارا۔ کہ چونکہ ۱۹۱۲ء میں مولانا نور الدین صاحب کا انتقال ہو گیا اور جنگ عظیم ۱۹۱۴ء میں شروع ہوئی۔ اس لئے یہ افسانہ ہی بے سروپا ہے۔ لہذا اکثر اسی نہج کے بے سروپا افسانے اس کتاب کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ پھر اسے افسانہ قرار دینے کے شوق میں ایک قابل شرم تحریف کے ارتکاب سے بھی دریغ نہ کیا۔ اور وہ یہ کہ "ڈاکٹر صاحب کا بیان ہے کہ اس جواب کو سنکر پادری بستر گول کر گئے" اور پھر مضحکہ اڑایا کہ کیا ایسا ممکن ہے۔ کہ پادری جو تبلیغ کرنے کو آئے ہوں، وہ جواب سنتے ہی ایسی آسانی سے بستر گول کر جائیں۔

کیا یہ تنقید بھی افسانہ ہے

[illegible] اول تو یہ کہ یہ واقعہ سلام [illegible]

[illegible]

اور خوش ہوں گے اور غیر کے رستہ چلے جانے کی خوشی میں اپنی نعمتیں گنوانے کے لئے مضائقہ نہیں کریں گے۔

(۲) دوم یہ کہ اس واقعہ کے بیان کرنے میں کوئی تاریخی واقعہ بیان کرنا مدنظر نہ تھا کہ اس کی تاریخ اور سنہ میں غلطی ہو تو واقعہ ایک افسانہ بن جاتا۔ خود ناقد صاحب نے اپنی تنقید میں اس واقعہ کو حضرت مولانا نور الدین کے بعد کا واقعہ بتلاتے ہوئے ان کی وفات کا سنہ ۱۹۱۲ء لکھ گئے ہیں حالانکہ مولانا نور الدین علیہ الرحمۃ کی وفات ۱۹۱۴ء میں ہوئی تھی۔ تو کیا اب اس پر مذاق اڑایا جائے کہ اخبار کی ادارت کی کرسیوں پر بیٹھنے کے باوجود علم کا یہ حال ہے کہ ۱۹۱۴ء کے واقعات کو ۱۹۱۲ء کا واقعہ بتا رہے ہیں اور یہ ساری تنقید ہی ایک افسانہ ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر صاحب کے مدنظر فقط عیسائیت کی تردید میں ایک دلیل کا ذکر کرنا تھا جس کے متعلق ایک واقعہ بھی انہیں یاد تھا جسے ضمناً ذکر کر دیا۔ اس کی تاریخ کے تعین میں جو قلم سے جنگ بلقان کی جگہ جنگ عظیم لکھا گیا تو یہ ایک غلطی تھی جس سے اصل واقعہ افسانہ نہیں بن سکتا۔ جس پر خوش ہو ہو کر مذاق اڑانا اور پھر اس سے یہ فرضی اور لغو نتیجہ نکالنا کہ کتاب ہی اسی قسم کے بے سروپا افسانوں سے مزین ہے سوائے اس کے کہ تعصب اور عناد کا قابل افسوس مظاہرہ ہے اور کچھ نہیں۔ اس واقعہ کے گھڑنے کی کیا ضرورت تھی جبکہ آج بھی وہ دلیل اسی طرح مستحکم اور قائم ہے جس طرح اس وقت تھی۔ آج بھی کوئی پادری اگر سلطنتوں کے وارث ہونے کو عیسائیت کی صداقت میں پیش کرے۔ تو یہ دندان شکن دلیل اس وقت بھی اسی طرح باطل کا سر کچلنے کو موجود ہے دلیل کو افسانہ قرار دینا اور اس پر خوش ہونا دانائی نہیں کہلا سکتی۔

ناقد صاحب کی تحریف

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ تنقید کرتے ہوئے اپنی طرف سے اصل عبارت میں ایسی تحریف کر دینا جس سے مفہوم ہی بدل جائے اور پھر اسی محرف عبارت کے مفہوم پر غلط نتائج نکالنے اور مذاق اڑانا دیانتداری کے منافی ہے۔

اصل عبارت انوار القرآن میں یوں ہے:۔

"اس پیغام کا جواب پادریوں سے نہ بن پڑا اور چند روز کے اندر ہی وہ بستر گول کر گئے"

جسے تحریف کر کے ناقد صاحب یوں تحریر فرماتے ہیں:۔

"ڈاکٹر صاحب کا بیان ہے کہ اس جواب کو سنکر پادری بستر گول کر گئے"

اور پھر مذاق اڑایا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس تحریف سے عبارت کا مفہوم کس قدر بدل گیا۔ مطلب یہ بن گیا کہ پادریوں نے **جواب سنتے ہی بستر باندھ لئے** اور رخصت ہو گئے حالانکہ اصل عبارت کا یہ مفہوم قطعاً نہیں۔ وہاں تو صرف یہ بتایا گیا ہے کہ پادریوں سے جواب بن نہ پڑا اور اس کے چند روز کے بعد وہ رخصت ہو گئے۔ اور چند روز بعد وہ رخصت کیوں نہ ہو جاتے جبکہ لیکچر انہوں نے شروع کئے تھے اس کا اس سے بڑھ کر مسکت جواب ہو نہ سکتا تھا۔ اور یہ ایسا حربہ تھا جس کے آگے ان کے وہ لکچر ہباءً منثورا ہو گئے۔

جہاں احمدیت کا قدم پہنچتا ہے پادری بستر گول کر جاتے ہیں۔

ناقد صاحب! اس سے تعجب کیوں ہوا۔ خدا کا فضل ہے احمدی مبلغ جہاں پہنچتا ہے وہاں سے عیسائی پادری بستر گول کر جاتا ہے۔ حجروں میں بیٹھے ہوئے ناقد صاحب کی نگاہ میں یہ امر تعجب خیز ہو تو ہو لیکن جنہوں نے پنجاب اور انگلستان میں احمدیت اور عیسائیت کے یہ مقابلے اور پادریوں کے میدان مناظرہ و تبلیغ سے بستر گول کرنے کے نظارے دیکھے ہیں ان کیلئے یہ بات حیرت انگیز نہیں اور خدا نے چاہا تو جہاں جہاں احمدیت کا قدم پہنچیگا انشاء اللہ تعالیٰ وہاں وہاں سے عیسائیت کا بستر گول ہوتا جائیگا۔ افسوس تو یہ ہے کہ روپے [illegible] ہے۔ [illegible] قادیانی علم کلام جس کی گمراہیوں سے [illegible] ہے۔ [illegible] عیسائیت کا بستر گول کرنے کیلئے [illegible]

[illegible]

مراسلات

روئیداد جلسہ سالانہ سامانہ (ریاست پٹیالہ)

الحمد للہ والمنۃ کہ حسب پروگرام تاریخہا ۱۶ تا ۱۹ ماہ دسمبر ۱۹۳۵ء کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سامانہ کا سالانہ جلسہ نہایت ہی احسن طریق پر اور بڑی خیر و خوبی سے انجام پذیر ہوا۔ بزرگان سلسلہ میں سے مکرم جناب مولانا مولوی عمر الدین صاحب شملوی، جناب سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل، مکرم شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی رونق افروز ہوئے۔ ہر اجلاس میں سامعین کی تعداد خدا کے فضل سے بہت معقول ہوتی رہی اور برادران اسلام میں سے ہر خیال کے اصحاب نہایت اشتیاق اور دلچسپی سے شریک ہو کر جلسہ کو رونق بخشتے رہے اور سب نے اخوت اسلامی کا ایسا مظاہرہ کیا کہ کسی ایک فرد واحد نے بھی زمانہ حاضرہ کی فضا سے متاثر ہو کر کسی قسم کی نفرت کا اظہار نہیں کیا، بلکہ نہایت اطمینان قلب اور محبت بھرے دل سے بزرگان سلسلہ کی مختلف تقاریر اور مواعظ حسنہ کو سنتے رہے۔ دعا ہے کہ اللہ کریم ان سب احباب کو جزائے خیر مرحمت فرمائے اور بہتر سے بہتر نیکی کی توفیق عطا فرمائے جنہوں نے نہایت مسرت اور فراخ حوصلگی کے ساتھ ہم خادمان اسلام کے جلسہ کو رونق بخشی اور بزرگان سلسلہ کے مبارک اور پاک خیالات سے لطف اندوز ہوئے۔ آمین۔

ہمارے سلسلہ کے بزرگ محترم جناب محمد اکبر خاں صاحب رئیس گڑھی نظر اور [illegible] چوہدری قادر بخش صاحب بھی باوجود ضعیفی اور پیرانہ سالی کے شب و روز کے اجلاس میں اپنی اپنی جائے رہائش سے کافی مسافت طے کر کے شرکت فرماتے رہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

ہمارے جلسہ سے ایک ہفتہ قبل قادیانی جماعت کا بھی جلسہ ہوا تھا جس میں سوائے جماعت لاہور کو بدنام کرنے اور حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو نبی بنا کر غیر احمدیوں کو کافر بنانے کے مسلمانوں کی ترقی یا اتحاد اسلامی کا کوئی پہلو نہ تھا اور انہوں نے مولوی خادم گجراتی نے اپنی تقریروں میں [illegible] حضرت امیر مولینا محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ کے متعلق [illegible] اپنی گندی ذہنیت کا پورا ثبوت دیا۔

ہمارے جلسہ میں سید اختر حسین صاحب مولوی فاضل نے قادیان اور اہل قادیان کے متعلق اور نیز حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کی شان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقوال اور الہامات پڑھ کر پبلک پر واضح کر دیا کہ آج قادیانی جماعت کی موجودہ اخلاقی اور روحانی حالت نہایت ہی ناگفتہ بہ ہے۔ علاوہ ازیں ایک اور تقریر میں سید صاحب ممدوح نے موجودہ قادیانی مذہب کا فوٹو خوب وضاحت سے کھینچ کر دکھایا۔ پیرایہ چونکہ نہایت مہذب تھا۔ اس لئے پبلک نے بے حد پسند فرمایا۔ اور قادیانی مبلغین کی گندہ دہانی پر پبلک نے بہت افسوس کیا۔ تیسری تقریر میں سید صاحب ممدوح نے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام پر توہین انبیاء علیہم السلام کے الزامات کو اس خوبی سے صاف کیا۔ کہ انصاف پسند طبقہ کو یہ کہنا پڑا۔ کہ اس زمانہ میں اگر کسی نے واقعی انبیاء علیہم السلام کی عزت کو برقرار کیا ہے تو وہ صرف حضرت مرزا صاحب کی ذات اقدس ہے۔ ورنہ دیگر فرقہائے اسلامی نے کسی نہ کسی رنگ میں انبیاء علیہم السلام کو گنہگار ثابت کرنے کی ہی کوشش کی ہے۔

مولانا عمر الدین کی بھی متعدد تقاریر ہوئیں۔ ایک تقریر میں جناب ممدوح نے اسوۂ حسنہ پر ایک عالمانہ وعظ بیان فرمایا جو تصوف کے رنگ میں رنگین تھا۔ پبلک نے آپ کی اس تقریر کو بہت پسند فرمایا جس وقت مولینا ممدوح تقریر فرما رہے تھے۔ تو لوگوں پر ایک وجدانی کیفیت طاری تھی۔ ایک تقریر آپ نے [illegible] کے متعلق فرمائی اور جس خوبی سے آپ نے [illegible] بیان فرمایا۔ [illegible] کا حصہ تھا۔ [illegible] صاحب کی دروغ بافی [illegible] مرزا صاحب [illegible] کی صداقت لوگوں پر روز روشن کی طرح [illegible]

شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی نے ایک تقریر اسلامی مساوات پر فرمائی۔ جس میں ہندو دھرم شاستروں سے اچھوتوں کی ناگفتہ بہ حالت کا نقشہ پیش کر کے اخوت اور مساوات اسلامی کو متعدد مثالوں سے واضح فرمایا۔ اور ایک تقریر گرنتھی صاحب ممدوح نے "ضرورت مجدد" کے موضوع پر فرمائی جس میں ممدوح نے قرآن پاک کی آیات و حدیث شریف اور اقوال بزرگان سے مجدد کی ضرورت کو ثابت فرمایا۔ اور دور حاضرہ کے مجدد نے جن ضرورتوں کو پورا کیا۔ ان کا مفصل ذکر کیا۔

چوتھے روز مستورات کا جلسہ تھا۔ اس کا انتظام ہماری جماعت کے پریذیڈنٹ مرزا عزیز بیگ صاحب کے مکان پر کیا گیا۔ پردہ کا باقاعدہ انتظام تھا۔ عورتوں کے علاوہ مرد بھی کافی تعداد میں تھے۔ سلسلہ کے ہر سہ بزرگان نے مستورات کے حقوق اور اسلامی مساوات کو خوب وضاحت سے بیان فرمایا۔ اور مستورات کو خدمت دین کی امداد کے لئے بچت فنڈ تاکفنڈ تحریک دستکاری کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی۔

الغرض خدا کے فضل و کرم سے ہمارا جلسہ نہایت کامیابی اور امن و سلامتی سے انجام پذیر ہوا۔ بخلاف اس کے قادیانیوں کے جلسہ میں ان کے مبلغین نے صرف جماعت احمدیہ لاہور کی دل آزاری کی اور برادران اسلام کے دلوں کو زخمی کیا اور سردار دو جہاں سرور کائنات محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کو جاری کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین سے بھی یہ لوگ باز نہ آئے۔ حتیٰ کہ ایک روز آیات قرآنی کی غلط اور غیر معقول تفسیر بیان کرنے پر شیخ علی حسین صاحب پنشنر سب انسپکٹر پولیس کے قلب پر سخت ٹھیس لگی۔ اور وہ حضرت رسول مقبول صلعم کے متعلق توہین آمیز الفاظ کو برداشت نہ کر سکے۔ اور صاحب موصوف نے بر سر اجلاس قادیانی مبلغ کو متنبہ کیا۔ کہ وہ اس طرح قرآن کریم کی غلط تفسیر بیان کر کے مسلمانوں کے دلوں کو زخمی نہ کرے۔ دعا ہے کہ اللہ کریم اس موجودہ قادیانی قوم کو جلد ہدایت دے۔ آمین۔ والسلام۔

خاکسار

مرزا نذیر بیگ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سامانہ۔ ریاست پٹیالہ

آہ! محمد اقبال مرحوم

شاف مسلم ہائی سکول لاہور کا ایک جلسہ زیر صدارت جناب سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر منعقد کیا گیا اور ذیل کے ریزولیوشن پاس ہوئے۔

(۱) یہ جلسہ محمد اقبال صاحب سب انسپکٹر پولیس امرتسر کی ناگہانی وفات حسرت آیات پر اظہار افسوس کرتا ہے۔ مرحوم کا عین عالم جوانی میں خاندان کو داغ مفارقت دینا اور خصوصاً ان کے برادر محترم محمد اکبر اور ان کی بوڑھی والدہ کا بڑھاپے میں یہ صدمہ دیکھنا ناقابل برداشت غم ہے۔ شاف تمام اہل خاندان، ان کی والدہ ماجدہ اور ان کے برادر عزیز محمد اکبر کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتا ہے اور دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ ان کو اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرما دے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

نیز اس جلسہ کی ایک کاپی اخبار پیغام صلح اور دوسری کاپی ان کے برادر محترم محمد اکبر صاحب کو بھیجی جائے۔

مرزا خلیل الرحمٰن۔ سٹاف سیکرٹری

(بقیہ صفحہ ۴)

کے پاس برائے اطلاع بھیجا گیا۔ دوسری صبح کو ہم سب حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب بعد مصافحہ بیٹھ گئے اور نواب محمد علی خاں صاحب نے خمس کے متعلق سوال کیا۔ حضرت صاحب نے خمس وغیرہ کے بارے میں پوری وضاحت سے بیان کیا جس پر پانچ گھنٹے صرف ہو گئے۔ اتنے میں کھانا آ گیا کیونکہ حضرت صاحب نے ہی ان کے لئے کھانا تیار کروایا تھا۔ کھانا کھانے کے بعد ہم رخصت ہوئے۔ میں نے نواب صاحب کو کہا کہ آپ نے مجھے کہا تھا کہ تخلیہ میں کچھ باتیں کرنی ہیں۔ فرمائیں تو میں ان سے وقت مقرر کر کے آپ کو اطلاع دوں۔ کہنے لگے۔ جو کچھ میں نے پوچھنا تھا وہ سب مسائل آج کی تقریر سے حل ہو گئے ہیں اس لئے اب ضرورت نہیں رہی۔ اس پر ایک بوڑھا اہلکار نے جو ممونیاں سے ملنے والے تھے کہا کہ ربانی آدمیوں کی یہی تو پہچان ہے کہ وہ دل کی باتیں بتلا دیا کرتے ہیں۔ اس پر نواب ذوالفقار علیخاں کہنے لگے کہ جب ہم اپنے مجتہدوں کے پاس جاتے ہیں اور سوال کرتے ہیں تو بجائے تسلی کے اور بھی ہم تردد میں پڑ جاتے ہیں لیکن مرزا صاحب کی تقریر ایسی دلنشین ہوتی ہے کہ ہر ایک مسئلہ پر واضح طور پر روشنی ڈال دیتے ہیں اور کوئی شک نہیں رہتا۔ اس پر نواب محمد علیخاں صاحب نے بھی اتفاق رائے کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بالآخر محمد علیخاں صاحب بیعت میں داخل ہو گئے۔

مسیح موعود ہونے کا دعویٰ

۱۸۹۱ء میں جب حضرت مرزا صاحب نے رسالہ فتح اسلام لکھا اور چھپنے کے لئے لاہور کے کسی پریس میں بھیجا تو مولانا ابو سعید صاحب کسی نہ کسی طرح وہاں سے پروف اٹھا کر لے آئے اور آتے ہی مجھے گھر سے طلب کیا میں نے دل میں کہا صبح کے درس میں تو آپ نے مجھے کچھ نہ کہا تھا۔ اب کیا ضرورت پیش آ گئی ہے۔ غرض جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمانے لگے کہ آپ کے پیر و مرشد نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے تو کوئی خبر نہیں۔ کہنے لگے میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے ضرور دعویٰ کیا ہے اب تمہاری کیا رائے ہے۔ میں نے عرض کیا کہ نہ میں مولوی نہ قاضی نہ مفتی ہوں میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ کہنے لگے کہ آپ اہل الرائے میں آپ اپنی رائے ظاہر کریں۔ میں نے کہا۔ کہ آپ اگر مجھے اہل الرائے سمجھتے ہیں تو لیجئے میری رائے یہ ہے کہ سابقہ زندگی کے حالات حضرت مرزا صاحب کے آپ نے بیان فرما کر ہم پر روشن کر دیا ہے اور موجودہ زندگی کے حالات ہم نے خود ملاحظہ کر لئے ہیں۔ میں تو یہی کہوں گا کہ یہ منہ جھوٹ بولنے والا نہیں ہے۔ اگر انہوں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا ہے تو سچا ہی کیا ہوگا۔ اس پر مجھ سے بعض ہم نشین مولانا موصوف بگڑے اور انہوں نے کچھ میرے خلاف کہنا چاہا۔ مولانا موصوف نے ان کو جھڑکا اور کہا کہ مرزا صاحب یعنی خاکسار نے جو کچھ کہا ہے۔ انہوں نے اپنی ایمانی قوت کا ثبوت دیا ہے ان سے لڑنا بے فائدہ ہے۔ بلکہ مجھے شاباش کہی۔

حضرت صاحب کا فیض و برکت

انہی امور نے حضرت صاحب سے میرے تعلق میں اضافہ پر اضافہ کیا اور جوں جوں ان کی کتابیں چھپ کر نکلتی گئیں۔ ان کو پڑھ کر ایمان روز بروز ترقی کرتا گیا۔ خدا تعالےٰ نے میرے لئے خود بخود ہی قادیان میں رہنے کا سامان کر دیا۔ اسی عرصہ میں خدا تعالیٰ نے مولانا نور الدین کو بھی وہاں مستقل رہنے کے لئے بھیج دیا جن کے درس سے میں مستفید ہوتا رہا اور خدا تعالیٰ نے میری دلی مراد کو پورا کر دیا۔ ہاں دوران ملازمت میں مجھے حدیث پڑھنے کا شوق ہو گیا تھا۔ چنانچہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شاگرد حضرت مولانا مولوی نذیر حسین صاحب محدث دہلوی سے جو نیلے گنبد والی مسجد میں ہیڈ مولوی تھے باقاعدہ حدیث کا علم پڑھنا شروع کیا اور صحاح ستہ کی کل کتابیں ان سے پڑھیں غرض حضرت صاحب سے تعلق پیدا کرنے سے علمی عملی توفیق حاصل ہوئی اور انہی کی تحریک سے تہجد کی نماز کا شوق پیدا ہو گیا۔ ان کی صحبت میں رہ کر بہت سے نشانات بھی پورے ہوتے ہوئے دیکھے۔ مولویوں (ختم)

(بقیہ صفحہ ۴۳) کی تکذیب اور تکفیر کا ایک لمحہ کیلئے بھی خوف طاری نہیں ہوا۔ بلکہ تمام ہندوستان میں جا بجا جن مولویوں سے ملا اور ان سے مباحثے بھی کئے مجھ پر کسی کا رعب طاری نہ ہوتا تھا۔ بلکہ وہ میرے سامنے مرے ہوئے کیڑے سے بھی زیادہ وقعت نہ رکھتے تھے۔ جہاں کہیں میں گیا۔ خدا کے فضل سے کبھی مغلوب نہیں ہوا۔ بلکہ غالب ہوتا تھا۔ یہ صرف اس بندہ خدا کی صحبت کا اثر تھا جس کو مہدی اور مسیح اور مجدد صدی چہاردہم کر کے بھیجا گیا تھا۔ ورنہ میں کیا اور میری حقیقت کیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

محبّت الٰہی کیلئے معرفت کی ضرورت

پس جب عقیدہ کی تصحیح ہوجاوے تو دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ نیک صحبت میں رہ کر اس معرفت کو ترقی دیجاوے اور دعا کے ذریعہ بصیرت مانگی جاوے۔ جس جس قدر معرفت اور بصیرت بڑھتی جاوے گی اسی قدر محبت میں ترقی ہوتی جائیگی۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ محبت بدوں معرفت کے ترقی پذیر نہیں ہوسکتی۔ دیکھو انسان ٹین یا لوہے کیساتھ اس قدر محبت نہیں کرتا جسقدر تانبے کیساتھ کرتا ہے۔ پھر تانبے کو اس قدر عزیز نہیں رکھتا جتنا چاندی کو رکھتا ہے اور سونے کو اس سے بھی زیادہ محبوب رکھتا ہے اور ہیرے اور دیگر جواہرات کو اور بھی عزیز رکھتا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ یہی کہ اس کو ایک معرفت ان دھاتوں کی بابت ملتی ہے جو اس کی محبت کو بڑھاتی ہے پس اصل بات یہی ہے کہ محبت میں ترقی اور قدر و قیمت میں زیادتی کی وجہ معرفت ہی ہے۔ اس سے پیشتر کہ انسان سرور اور لذت کا خواہشمند ہو اس کو ضروری ہے کہ وہ معرفت حاصل کرے لیکن سب سے ضروری امر جس پر ان سب باتوں کی بنیاد رکھی جاتی ہے وہ صبر اور حسن ظن ہے جب تک ایک حیران کردینے والا صبر نہ ہو کچھ بھی نہیں ہوسکتا جب انسان محض حق جوئی کیلئے تھکا نہ دینے والے صبر کیساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں سعی اور مجاہدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کے موافق اس پر ہدایت کی راہ کھولدیتا ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنی جو لوگ ہم میں ہو کر سعی اور مجاہدہ کرتے ہیں آخر ہم ان کو اپنی راہوں کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔ ان پر دروازے کھولے جاتے ہیں۔ یہ سچی بات ہے کہ جو ڈھونڈتے ہیں وہ پاتے ہیں کسی نے خوب کہا۔ ع

اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

ہم تو یہ کہتے ہیں کہ جو شخص ہمارے پاس آتا ہے اور کھڑے کھڑے بات کرکے چل دیتا ہے وہ گویا خدا سے ہنسی کرتا ہے۔ یہ خدا جوئی کا طریق نہیں ہے اور نہ اللہ تعالےٰ نے اس قسم کا قانون مقرر کیا ہے بس اول شرط خدا جوئی کیلئے سچی طلب ہے۔ دوسری صبر کے ساتھ اس طلب میں لگے رہنا۔

(اخبار الحکم ۱۷ مارچ ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

—— سکرٹری صاحب اپنی جماعت کے تمام مبلغین کو ہدایت فرماتے ہیں کہ وہ اپنے مقرر شدہ علاقوں سے دستکاری کی اشیاء فراہم کرکے ۱۵ دسمبر سے پہلے پہلے لاہور بھجوا دیں۔

—— جماعتہائے بیرونی کے سکرٹری صاحبان بھی خاص کوشش فرمائیں اور تحریک دستکاری کیلئے تیار کردہ اشیاء اپنی اپنی جماعت سے فراہم کرکے مبلغ علاقہ کی معرفت یا براہ راست ۱۵ دسمبر سے قبل مرکز میں ارسال فرماکر عنداللہ ماجور ہوں۔ اس کے متعلق ایک اعلان سکرٹری صاحبہ انجمن خواتین کی طرف سے بھی شائع ہوا ہے جس پر توجہ سے عمل کیا جائے۔

—— شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی کے تبلیغی دورہ کا آئندہ پروگرام حسب ذیل ہوگا جماعتہائے متعلقہ نوٹ فرمالیں ۸، ۹ دسمبر بسی (پٹیالہ) ۱۰ دسمبر روپڑ۔ ۱۱ دسمبر لدھیانہ۔ ۱۲ تا ۱۵ دسمبر کپورتھلہ و مضافات۔ ۱۶ تا ۲۲ دسمبر ضلع فیروزپور۔

—— جلسہ سالانہ پر تشریف لاتے وقت جماعتوں کے سکرٹری صاحبان چندہ کے رجسٹر اور رسید بکیں ہمراہ لاویں تاکہ حساب پڑتال کیا جاسکے۔

—— قاضی محمد منیر صاحب مل پوری بواسیر کے مریض ہیں۔ احباب سے دعائے صحت کے خواستگار ہیں۔

—— جماعت کے دوسرے مریض اور ضرورتمند بھائی بھی احباب کی مخلصانہ دعاؤں کے محتاج ہیں۔

—— ہمارے ایک محترم دوست کو اپنی صاحبزادی کیلئے ایک استاد کی ضرورت ہے جو ایف۔ اے کے امتحان کیلئے انگریزی کی تیاری کرا سکے۔ ایم۔ اے انگریزی کو ترجیح دی جائے گی۔ خواہشمند حضرات سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے خط و کتابت یا ملاقات کے ذریعہ شرائط طے کرلیں۔ ماشاد کی اپریل ۱۹۳۶ء تک ضرورت ہوگی۔

مسئلہ اجرائے نبوت کی واقعات سے تردید

(از قلم شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹی)

یہ عقیدہ زمانہ حال کی ایجاد ہے

عقیدہ اجرائے نبوت انیسویں صدی کی ایجاد و اختراع ہے اور ایران کے بعد ہمارے ملک میں اس ایجاد کا سہرا قادیانی جماعت اور ان کے خلیفہ صاحب کے سر پر ہے اگرچہ اس سے پیشتر اسلام میں عیان نبوت پیدا ہوتے رہے۔ مگر انہوں نے یا ان کے پیروؤں نے کبھی عقیدے کے رنگ میں اس مسئلہ کو فروغ نہیں دیا۔ ان کے دعاوی سیاسی اغراض یا ذاتی تفوق کی بنا پر ہوتے تھے جو ان کی زندگی کے ساتھ ہی ختم ہو جاتے تھے۔ مگر ۱۹۱۴ء کے قریب عقیدے کی صورت میں یہ مسئلہ اختیار کیا گیا ہے اور اس کی ترویج و تبلیغ اور نشر و اشاعت میں مالی قالی اور حالی رنگ میں ایک منظم کوشش شروع کی گئی ہے۔ بالمقابل مخالفت کا ہونا بھی ضروری تھا۔

مخالفین عقیدہ کی روش

مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ علماء کی طرف سے تنقید کا کوئی سنجیدہ پہلو اختیار نہیں کیا گیا جس سے پبلک کسی عمدہ نتیجہ پر پہنچتی، اور اس طبقے کی سعی اور کوشش سے لوگوں کے ہاتھ معقولی اور منقولی دلائل کا ایسا ذخیرہ آ جاتا۔ جو وقت پر حریف کو ساکت اور صامت کرنے کیلئے ایک عمدہ حربے کا کام دیتا۔ بلکہ ان کے جارحانہ اور متشددانہ طرز عمل نے عوام کے جذبات کو الٹا مسموم کر دیا ہے اور دشنام دہی اور لفنگاپن میں یہاں تک مہارت کرائی گئی ہے کہ بڑی سے بڑی ہستی کی عزت اتارنے اور پگڑی اچھالنے میں کوئی باک نہیں رہا۔ اور یہ مشغلہ کچھ ایسا مرغوب سمجھا گیا ہے کہ خود سکھلانے والوں پر بھی اس کا استعمال بڑے زور و شور کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جہاں تک تہذیب و متانت کا اقتضاء تھا۔ اس حد تک ہمارے سلسلہ کے اکابرین نے بالخصوص حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس مسئلہ کی تردید میں علمی اور عقلی دلائل کا ایسا گرانمایہ لٹریچر پیدا کیا ہے کہ موجودہ اور آئندہ نسلیں اس پر جس قدر ناز کریں بجا ہے۔ اور یہ سلسلہ ہنوز ختم نہیں ہوا بلکہ علماء کے لئے بہت موقعہ ہے کہ وہ اس طرف متوجہ ہوں اور اپنے علم و فضل کی شان دکھائیں۔ ہر ایک معقول پسند اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ اختلاف سوز نعروں اور ناروا مظاہروں سے عقیدوں کی تردید نہیں ہوتی۔ بلکہ الٹا ثابت ہوتا ہے کہ ایسی حرکات کا مرتکب دلائل سے عاری ہے، جو ان اوچھے ہتھیاروں پر اتر آیا ہے۔ وقت ہے کہ ہم اس بڑھتے ہوئے طوفان بے تمیزی کو اپنی ذاتی اثر اور رسوخ سے روکیں جس نے قومی وقار کو بدنام کر دیا ہے۔ عوام کا مذاق اس درجہ تباہ کیا گیا ہے کہ وہ مخالف گروہ کے حق میں گندے سے گندے الفاظ کا استعمال ثواب سمجھتے ہیں۔

احرار تبلیغ کانفرنس

احرار نے اکتوبر ۳۴ء میں جب قادیان میں اپنا جلسہ کرنا تجویز کیا تو ہم نے خیال کیا کہ علماء کا یہ اجتماع جب قادیانیوں کے خاص مرکز میں ہونا قرار پایا ہے تو مسئلہ اجرائے نبوت وغیرہ کی تردید کے متعلق نہایت اچھوتے دلائل ہمارے ہاتھ آئیں گے مگر جب امیر شریعت کے خطبہ صدارت کو پڑھا تو ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کیونکہ معقولی اور منقولی دلائل کا تو اس دعوت میں ذکر ہی نہ تھا بلکہ ایک ایسا مقابلہ تجویز کیا گیا جس سے احقاق حق اور ابطال باطل کو دور کا بھی سروکار نہیں۔ صاحب صدر اپنے حریف کو مخاطب کر کے یوں فرماتے ہیں:-

"وہ نقاب اتارے۔ گھونگٹ کھولے، پردہ اٹھا کر باہر آئے۔ بینی پکڑے۔ مولا علی کے جوہر دیکھے کشتی لڑے غرض ہر ایک رنگ میں آ جائے۔ وہ موٹر میں آئے میں ننگے پیروں آؤں۔ وہ دیبا اور حریر پہن کر آئے میں گاندھی جی کی کھدی (کھدر) پہن کر آؤں وہ عنبر کھا کر آئے میں بھوکا آؤں۔ وہ زعفران کی چائے اور یاقوتی اور پلومر کی دکان کی ٹانک وائن اپنے ابا کی سنت میں پی کر آئے۔ میں اپنے نانا کی سنت میں پیٹ پر پتھر باندھ کر آؤں۔"

مزید ارشاد ہوتا ہے:-

"ڈپٹی کمشنر گورداسپور اور پولیس سب آئیں اور دیکھیں کہ پانچ منٹ میں معاملہ ختم ہو جاتا ہے یا نہیں۔ وہ باہر نکلے اور صرف اسی پر اکتفا نہ کرے کہ حکومت کو ہمارے سروں پر مسلط کر دے، حکومت پانچ منٹ کیلئے غیر جانبدار ہو پھر دیکھو نجاری کا رنگ"

ہمارا خیال ہے کہ شرافت اور تہذیب نے اس اعلان کے سامنے منہ چھپا لیا ہوگا۔ اہل علم ہمیشہ ایسی راہوں سے اجتناب کرتے ہیں اور یہ طریق تبلیغ یقیناً غلط اور غیر موزوں ہے۔ دنگہ اور فساد سے تبلیغ کرنا تو اپنی سلطنت میں بھی جائز نہیں، چہ جائیکہ غیر سلطنت میں یوں فتنہ و فساد برپا کیا جائے۔ اس لئے علماء پر واجب ہے کہ وہ جائز وسائل کے ساتھ اختلافی مسائل پر روشنی ڈالیں اور اگر اس سے پیشتر اس موضوع پر کسی نے حق کی حمایت میں قلم اٹھایا ہے تو اس کی محنت اور سعی کی داد دینی چاہیئے۔ ہمارے زمانے میں ایسے علماء بھی ہوئے ہیں جنہوں نے ایک فرقہ سے تعلق رکھنے کے باوجود دیگر اسلامی فرقوں کے علماء کی بہت بڑی تعریف و توصیف لکھی ہے۔ خدا ہمارے دیگر علمائے کرام کو بھی اس قدر وسعت قلبی کی توفیق دے۔ ہمارا درد دل ہمیں اصل موضوع سے دور لے گیا۔ ہم مسئلہ اجرائے نبوت کے متعلق اپنے خیالات عرض کرنا چاہتے ہیں

اختلاف سے پہلے جماعت کے عقائد

احمدی جماعت حضرت مرزا صاحب کی وفات سے چھ سال بعد تک آپس میں متحد اور متفق رہی ہے اور صاحبزادہ صاحب کے سریر آرائے خلافت ہونے پر یہ جماعت دو فریقوں میں منقسم ہوئی ہے ایک فریق نے مرزا صاحب کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کیا۔ اور دوسرے گروہ نے انہیں مجدد اور محدث مانا ہے۔ ظاہر ہے۔ اگر یہ اختلاف اس سے قبل ہوتا تو فرقہ بندی بھی پیشتر ہی ہوتی۔ خود صاحبزادہ صاحب نے آج تک حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کی کوئی صحیح تاریخ معین نہیں فرمائی۔ بلکہ ان کی تحریروں میں اس کے متعلق تضاد ہے چنانچہ القول الفصل صفحہ ۲۴ میں دعوئے نبوت کی تفہیم کا زمانہ ۱۹۰۲ء تحریر فرمایا اور اس کے بعد اپنی کتاب حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۱۲۱ پر تفہیم نبوت کا زمانہ ۱۹۰۱ء قرار دیا ہے۔ مگر اسی کتاب حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۲۲۸ پر یہ بھی ارشاد ہوتا ہے:-

"آپ نے تو اس وقت تک پہلے عقیدے کو منسوخ قرار نہیں دیا جب تک کہ حقیقۃ الوحی میں آپ پر اعتراض نہیں ہوا۔ تب بے شک آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی بارش کی طرح نازل ہونے والی وحی سے میں نے پہلا عقیدہ بدل دیا۔"

دعویٰ نبوت کی کوئی تاریخ مقرر نہیں کی جا سکتی

یہ اختلاف بیانی تو تفہیم دعویٰ نبوت کے متعلق ہے مگر سرے سے اس تاریخ کا پتہ بھی نہیں بتلایا جاتا جس تاریخ کو دعوئے نبوت کیا تھا۔ الفضل ۲۰ مارچ ۳۵ء میں میاں صاحب کا بیان ہے:-

"حضرت مرزا صاحب نے دعوئے نبوت سال ۱۹۰۰ء کے اخیر میں یا ۱۹۰۱ء کے شروع میں کیا"

غرض یہ تحریریں کسی صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچاتیں۔ پہلی تحریر میں تفہیم نبوت کا اعلان ۱۹۰۲ء میں فرمایا ہے اور دوسری تحریر میں ۱۹۰۱ء اور تیسری تحریر میں سال ۱۹۰۶ء میں عقیدہ بدلنا لکھا ہے مگر مجموعی طور پر اگر ان تحریروں کو پڑھا جائے تو تاریخ اور ماہ کا پھر بھی پتہ نہیں لگتا۔ اس سے زیادہ حیرت اور تعجب کی بات یہ ہے کہ دعوئے نبوت تو ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں کیا گیا مگر تفہیم دعوے سالہا سال بعد میں ہوئی۔ ہم نے اس فریق کے مستند علماء کے بیانات بھی سنے ہیں وہ بزرگ دعویٰ نبوت کا زمانہ سال ۱۸۸۲ء یا سال ۱۸۸۲ء یعنی تحریر براہین احمدیہ کے وقت سے بتلاتے ہیں۔ بہرحال ان باتوں کا ہنوز فیصلہ نہیں ہوا۔ اس کے لئے ابھی اور غور و خوض کی ضرورت ہے۔ اب ان سب تحریروں کو ایک طرف رکھ اور دوسری طرف صاحبزادہ صاحب کی اس تحریر کو پڑھو جو انہوں نے تشحیذ الاذہان بابت ماہ اپریل ۱۹۱۰ء میں اپنے قلم سے لکھی ہے تو یہ مسئلہ صاف روشنی میں آ جاتا ہے۔ اصل تحریر اس طرح پر ہے:-

تشحیذ الاذہان کی عبارت

"ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما۔

نہیں ہیں آنحضرت صلعم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ۔ لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں اور رسول بھی کیسے خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کا جاننے والا ہے اور کوئی ذرہ بھی اس کے علم سے باہر نہیں۔"

"اس آیت میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی شخص نہیں آئے گا کہ جس کو نبوت کے مقام پر کھڑا کیا جائے اور وہ آپ کی تعلیم کو منسوخ کر دے اور نئی شریعت جاری کرے بلکہ جس قدر اولیاء اللہ ہوں گے اور متقی اور پرہیزگار لوگ ہوں گے سب کو آپ کی غلامی میں ہی ملیگا جو کچھ کہ ملیگا۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے بتلا دیا کہ آپ کی نبوت نہ صرف اس زمانہ کے لئے ہے بلکہ آئندہ بھی کوئی نبی اور نہیں آئے گا بلکہ اب ہمیشہ کے لئے آپ ہی کی تعلیم جاری رہے گی اور یہی لوگوں کی ہدایت کا موجب ہوگی۔ جو اس سے باہر نکلیگا وہ درگاہ الٰہی میں نہیں پہنچ سکیگا

رسول اللہ کے بعد کوئی مدعی نبوت کامیاب نہیں ہوا

اس جگہ ایک نکتہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس آیت میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ کان اللہ بکل شیء علیما۔ بظاہر اس جگہ اس کا کوئی جوڑ معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس قدر باتیں بیان فرمائی ہیں وہ ظاہر ہیں۔ ان کے لئے یہ بتانا کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کا جاننے والا ہے کچھ ضروری نہ تھا۔ سو اصل بات یہ ہے کہ یہاں آپ کے خاتم النبیین ہونے کے متعلق ایک پیشگوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت سے پہلے دنیا میں سینکڑوں نبی گذرے ہیں جن کو ہم جانتے ہیں اور جنہوں نے بڑی بڑی کامیابیاں دیکھیں بلکہ کوئی صدی نہیں ہوتی کہ جس میں ایک نہ ایک

(باقی صفحہ ۸ پر)

پنڈت جواہر لال نہرو اور سر محمد اقبال

جماعت احمدیہ اور آغاخانیوں کے معتقدات

ڈاکٹر سر محمد اقبال کے بیان پر جس میں جماعت احمدیہ کے وجود کو انہوں نے اسلامی استحکام کے لئے خطرناک قرار دیتے ہوئے مسلمانوں سے علیحدہ کرنے کی سفارش کی ہے۔ مختلف اخبارات اور متعدد سیاست دان حضرات دلچسپ تبصرے کر چکے ہیں۔ چنانچہ پچھلے دنوں مشہور وطن پرست لیڈر پنڈت جواہر لال نہرو نے الموڑہ جیل میں دو مضامین ڈاکٹر صاحب کے بیان پر ناقدانہ رنگ میں سپرد قلم کئے جو رسالہ ماڈرن ریویو میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان مضامین میں پنڈت جواہر لال نے سر اقبال کے بیان پر نہایت معقول پیرایہ میں تنقید کرتے ہوئے آپ سے چند ضروری سوالات دریافت کئے ہیں۔ سر محمد اقبال کی طرف سے تاحال ان مضامین کا کوئی جواب شائع نہیں ہؤا۔ البتہ حال ہی میں ایک اعلان اخبارات میں کیا گیا ہے کہ وہ عنقریب پنڈت جی کے استفسارات کا جواب شائع کریں گے۔

اپنے پہلے مضمون میں پنڈت جواہر لال نے مجوسی اور یہودی تحریکات اور وطنیت و بین الملیت پر بحث کی ہے اور ڈاکٹر صاحب کے بعض اصول میں تضاد دکھایا ہے۔ دوسرے مضمون میں پنڈت جی نے ہز ہائنس سر آغاخاں اور ان کے مریدوں کے معتقدات کا جماعت احمدیہ کے عقائد سے مقابلہ کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ جب آغاخانی فرقہ اپنے عجیب غریب اور اسلام سے بیگانہ معتقدات کے باوجود مسلمانوں کا حصہ تصور کیا جاتا ہے اور انہیں اسلام سے خارج قرار نہیں دیا جاتا۔ بلکہ ان کے مرشد سر آغاخاں تمام ہندوستانی مسلمانوں کے متفقہ سیاسی رہنما ہیں تو قادیانیوں کو اسلام سے خارج کرنے کی تحریک ڈاکٹر صاحب کے نزدیک کیونکر حق بجانب ہو سکتی ہے؟

پنڈت نہرو آغاخانیوں کے عقائد اور ان کے پیشوا کے مشاغل کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سر آغاخاں ایک وسیع اور متمول جماعت کے امام اور مذہبی رہنما ہیں اور ان کے عقیدتمند ان کی طرف الہٰی صفات بھی منسوب کرتے ہیں۔ بعض انہیں اوتار اور خدائی صفات کا مظہر قرار دیتے ہیں۔ جنت و دوزخ کو سر آغاخاں کی سفارش سے وابستہ سمجھا جاتا ہے اور فرشتوں کے سردار جبریٔل کے نام سر آغاخاں کا اپنے پیرووں کیلئے تعارف نامہ لکھنے کی داستان بہت مشہور ہے۔ سر آغاخاں کے غسل کے پانی کو بہت مقدس خیال کیا جاتا ہے اور معتقدین میں تقسیم کیا جاتا ہے جس کی قیمت سر آغاخاں کے جسم سے مساوی الوزن سونے کی قیمت کے برابر ہوتی ہے۔ سر آغاخاں میں بیشمار متضاد اوصاف جمع ہیں۔ ایک طرف وہ ایک مذہبی رہنما کی حیثیت کے مالک اور دوسری طرف مغربی طریق و تمدن کے دلدادہ؛ غرضیکہ اسپ رانی کے شہزادہ اور لندن و پیرس کی سوسائٹیوں میں ایک ممتاز شخصیت، اور اپنے معتقدین کے عقیدہ کے مطابق خدائی یا نیم خدائی صفات سے متصف ہیں۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود ہز ہائنس دی آغاخاں مسلمانان ہند کے ایک سرکردہ رہنما سمجھے جاتے ہیں اور گورنمنٹ اسی حیثیت سے ان کی قدر و منزلت کرتی ہے۔ دوسرے مسلمان رہنما بھی جب تک اپنے آپ کو کسی مشکل یا تکلیف میں مبتلا پاتے ہیں تو انہی کے سایہ ہمایونی میں پناہ لیتے ہیں۔ سر محمد اقبال کے متعلق بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا قدم بھی سر آغاخاں کے لوائے سیاسی کے نیچے ہی اٹھتا ہے۔

چنانچہ یہ واضح اور بین مثال پیش کرنے کے بعد پنڈت نہرو نے سر اقبال سے دریافت کیا ہے کہ سر آغاخاں کی یہ باتیں ان کے استحکام اسلام کے نظریہ کے کہاں تک مطابق ہیں؟ اگر ان باتوں میں حرج نہیں کہ انہیں برداشت کیا جا سکتا ہے اور ان سے اسلامی استحکام کو کوئی ضعف نہیں پہنچتا تو پھر جماعت احمدیہ کے خلاف ڈاکٹر صاحب کا واویلا کیا حقیقت رکھتا ہے؟

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے ڈاکٹر اقبال کی طرف سے تاحال کوئی جواب شائع نہیں ہؤا۔ لیکن بعض دوسری اخبارات نے اس تنقید کا جواب دیا ہے۔ "احسان" مورخہ یکم دسمبر میں "پنڈت جواہر لال نہرو کے شبہات" کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا گیا ہے جس میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ "آغاخانی جماعت کے عقائد عام مسلمانوں کے عقائد سے بہت حد تک مختلف واقع ہوئے ہیں۔ ان کے بعض عقائد زرتشتی اور مانوی ادیان سے ماخوذ ہیں۔ آغاخاں کے متعلق ان کا جو عقیدہ ہے وہ اسلامی تعلیمات سے یکسر بیگانہ واقع ہؤا ہے"۔ لیکن "ان لوگوں میں اور قادیانیوں میں بڑا فرق یہ ہے کہ وہ نہ تو عام مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں۔ نہ انہوں نے مسلمانوں کا سیاسی یا معاشرتی مقاطعہ کر رکھا ہے"۔ علاوہ ازیں کہا گیا ہے کہ قادیانی آغاخانیوں سے بھی زیادہ سرکار پرست واقع ہوئے ہیں اور ان کا مقصد نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دوسرے اسلامی ممالک میں بھی اسلامی قوت کو فنا کر کے انگریزی اقتدار کو قائم کرنا ہے۔ اسی طرح انگریزی ہفتہ وار "دی ٹروتھ" لاہور نے ۸ دسمبر کی اشاعت میں اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے قادیانی عقائد تکفیر و نبوت کو اسلامی استحکام کے لئے خطرناک قرار دیا ہے۔ اور ان وجوہات کی بنا پر جماعت احمدیہ کے وجود کو مسلمانوں کیلئے مضر قرار دیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ "احسان" نے اپنے مقالہ میں زیادہ زور اسی بات پر صرف کیا ہے کہ قادیانیوں کو سرکار پرست، خوشامدی، انگریزی استعمار کے داعی اور اجتماعیت کے مخالف بتا کر پنڈت جواہر لال کے جذبہ آزادی وطن کو اپیل کرے اور انہیں احمدیت کے خلاف اکسایا جائے تاکہ وہ بھی احمدیوں کے وجود کو خطرناک تصور کرنے لگیں۔ اس کے سوا پنڈت نہرو کے استفسارات کا کوئی وزنی جواب نہیں دیا گیا۔

رہا نبوت اور تکفیر کا سوال تو یہ بھی محض باتیں ہی باتیں ہیں۔ ان لوگوں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ احمدیہ جماعت میں ایک گروہ ایسا بھی موجود ہے جو نہ کسی کلمہ گو کی تکفیر کرتا ہے اور نہ رسول اللہ صلعم کے بعد کسی نبی کی آمد کا قائل ہے بلکہ ان عقائد سے سخت بیزار ہے لیکن اس کے باوجود ہمارے مخالفین دونوں جماعتوں کو اسلام سے خارج اور استحکام اسلامی کیلئے یکساں مضر قرار دیتے ہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قادیانیوں کے عقائد تکفیر و نبوت کا عذر پیش کرنا محض ایک بہانہ ہے۔ علاوہ ازیں اگر یہی عقائد احمدیوں کو اسلام سے خارج قرار دینے کیلئے وجہ بنائے گئے ہیں تو پھر تو بہت سے اسلامی فرقوں کو بھی خارج از دائرہ اسلام کرنا پڑے گا کیونکہ یہ عقائد دوسرے مسلمانوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ لاکھوں اور کروڑوں مسلمان رسول اللہ صلعم کے بعد ایک صاحب شریعت نبی کی آمد کے منتظر اور عملاً ختم نبوت کے منکر ہیں۔ اسی طرح بیشمار فرقے ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہوئے اتحاد اسلامی کو پاش پاش کر رہے ہیں۔ کیا ان سب کا وجود استحکام اسلامی کے لئے مضر نہیں؟ اور ان سب کو اسلام سے خارج نہ کرنا چاہیئے؟

ختم نبوت بیشک اسلام کا اصولی اور بنیادی عقیدہ ہے لیکن توحید تو ختم نبوت سے بھی مقدم ہے۔ پھر عجیب بات ہے کہ آغاخانی گروہ کا وجود توحید اسلامی پر زد مارنے کے باوجود اسلامی استحکام کے لئے مضر نہیں لیکن جماعت احمدیہ محض ان اسباب کی بنا پر جو خود مسلمان علماء میں بھی موجود ہیں اسلامی اخوت کے لئے خطرناک اور مسلمانوں سے علیحدہ کر دینے کے قابل ہے۔ جہاں تک سیاسی یا معاشرتی مقاطعہ کا تعلق ہے اس کے متعلق بھی واقعات یہی بتاتے ہیں کہ آغاخانی عام مسلمانوں سے بالکل الگ تھلگ رہتے ہیں اور دوسرے مسلمانوں سے ان کا وہ برتاؤ نہیں جو اپنے فرقہ کے لوگوں سے ہے۔ پس دراصل یہ سب باتیں بے حقیقت اور محض عذر کی حیثیت رکھتی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ احمدیہ جماعت کے خلاف جس قدر طوفان مخالفت بپا کیا گیا ہے یہ محض سیاسی منچلوں کا اپنے ذاتی فوائد و اغراض کیلئے ایک ہتھیار ہے۔ سیاسی رقابت نے مذہبی رنگ اختیار کر لیا ہے۔ احمدیہ جماعت کو قائم ہوئے نصف صدی کے قریب عرصہ ہو گیا ہے اور اس کے عقائد تمام دنیا پر اظہر من الشمس ہیں۔ قادیانی جماعت کے عقائد نبوت و تکفیر کی تبلیغ بھی کوئی دو چار نہیں بلکہ اکیس برس سے ہو رہی ہے۔ وہ لوگ جو آج احمدیوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرانے کے درپے ہیں ہمیشہ ہر بات میں ان سے اتحاد کرتے رہے ہیں اور احمدیہ جماعت کے وجود کو کبھی استحکام اسلامی

کیلئے خطرناک نہیں سمجھا گیا۔ آج سے چند ہی سال قبل شملہ میں مسلمانوں کے بڑے بڑے لیڈروں نے جن میں سر محمد اقبال بھی شامل تھے مرزا محمود احمد صاحب کے عقائد کا علم ہونے کے باوجود تحریک کشمیر کی قیادت کے لئے ان کا نام تجویز کیا اور مسلمانوں کے کثیر حصہ نے اس انتخاب کو پسند کیا۔ کیا اس وقت سر اقبال اور ان کے ہمنواؤں کو احمدیوں کے مجوزہ یا نہ معتقدات کا علم نہ تھا؟ اور کیا اس وقت احمدیوں کا وجود استحکام اسلامی کیلئے خطرناک نہ تھا؟ وہ کونسا ایسا حیرت انگیز انکشاف ہوا ہے یا وہ کونسا ایسا نیا عقیدہ ہے جس نے احمدیوں کے وجود کو اسلام کیلئے مضر بنا دیا ہے؟ کیا یہ سب سیاسی قلابازیاں نہیں؟

تناسخ کا نیا ثبوت

تناسخ زمانہ لاعلمی کا ایک نظریہ ہے جو علم و تحقیق کی روشنی میں پوری طرح غلط ثابت ہو چکا ہے۔ نظریہ ارتقاء نے تو اس کی ایسی بری طرح دھجیاں اڑائی ہیں جن کا کوئی رفو ممکن ہی نہیں۔ ایسے آریہ مہاشوں اور سناتنی پنڈتوں کی ضد کہئیے یا سادہ لوحی کہ وہ تناسخ کا کوئی نہ کوئی مضحکہ خیز ثبوت مہیا فرما ہی لیتے ہیں اور اس پر یقین بھی کر لیتے ہیں۔ بات اصل میں یہ ہوتی ہے کہ بعض چالاک لوگ احمقوں سے پیسے بٹورنے کے لئے کوئی ڈھونگ رچا لیتے ہیں اور ہندو اور آریہ اخبارات اسے بے سوچے اڑتے ہیں اور بلا فیس اس چالاک شخص کا ڈھنڈورہ پیٹتے ہیں۔

آج کل دہلی میں ایک لڑکی کا بہت شہرہ ہے جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اسے اپنے پہلے جنم کے تمام حالات یاد ہیں۔ پہلے وہ متھرا کے ایک چوبے کی بیوی تھی۔ اس نے اپنے پہلے جنم کے شوہر اور بال بچوں کو پہچان لیا اور تمام واقعات من و عن بیان کر دیئے۔ بعض بنے ہوئے جوگی اور سنیاسی نوٹوں کو دگنا کر دینے اور سونا بنانے کا دعوے کیا کرتے ہیں اور بڑے بڑے سمجھدار لوگ ان کے دھوکے میں آ جاتے ہیں۔ لہذا ہمیں اس ڈھونگ پر تعجب نہ کرنا چاہئیے بلکہ اس وقت کا انتظار کرنا چاہئیے جب یہ بھانڈا دہلی یا متھرا کے کسی بہت بڑے چوراہے میں پھوٹیگا فی الحال آریہ سماجی دوستوں سے اس قدر گذارش ہے کہ سوامی دیانند جی کا ارشاد ہے کہ گذشتہ جنم کے واقعات آتما (روح) کو یاد نہیں رہتے تو پھر اس لڑکی کو کیوں یاد ہیں۔ حیرت ہے کہ سوامی دیانند کو یہ سعادت ملی نہ کسی اور دوسرے آریہ سماجی سوامی اور مہاتما کو۔ اور یہ لڑکی ان سب سے بازی لے گئی۔ آخر یہ کیا قصہ ہے؟ اگر لڑکی کا واقعہ ڈھونگ نہیں تو یقیناً سوامی دیانند جی کا ارشاد غلط ہے، فرمائیے کونسی بات پسند ہے؟

بورڈنگ ہوس کی تعمیر اور صدقہ جاریہ

چند ہی روز ہوئے میں نے یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ ہمارے احباب میں سے کوئی بزرگ بورڈنگ ہوس کے دو کمرے جن پر فی کمرہ ایک ہزار روپیہ خرچ ہوگا بنوا دیں تو ایک طرف بورڈنگ بن جائیگا اور دوسری طرف اس کا کرایہ بطور صدقہ جاریہ ان بزرگوں کی طرف سے تقسیم قرآن پر خرچ ہوتا رہیگا۔ الحمد للہ کہ میری اس آواز کو اللہ تعالی نے اپنے ایک بندے کے دل تک پہنچا دیا اور

خان بہادر میاں غلام رسول صاحب

نے ایک کمرے کی تعمیر کو اپنے ذمہ لیا جو ان کی دو بیویوں کی طرف سے تعمیر ہوگا جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اب صرف

ایک کمرے کا انتظام

باقی ہے میں امید کرتا ہوں کہ کوئی بزرگ اس ثواب کے لینے والے بھی لبیک کہکر اس بوجھ کو ہلکا کر دیں گے۔

محمد علی

دستکاری جلد بھیجئے

دسمبر کا پہلا ہفتہ گذر گیا ہے مگر دستکاری کی آمد کی رفتار بہت سست ہے اس لئے سب بہنوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ جلد از جلد اپنی اپنی دستکاری خاکسار کو بھیجکر سبکدوش ہوں، زنانہ جلسے نمائش دستکاری کی تاریخ ۲۲ دسمبر ۱۹۳۵ء بروز اتوار مقرر ہوئی ہے اس لئے تمام دستکاری ۱۵ دسمبر سے پہلے پہلے پہنچ جانی چاہئیے کیونکہ جلسے کے بعد دستکاری کا فروخت ہونا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ دستکاری بذریعہ ڈاک بھیجنے کے بجائے اگر کسی آنے والے کے ہاتھ بھیجدی جائے تو ڈاک کا خرچ بچ جاتا ہے مبلغ اکثر دورہ کرتے رہتے ہیں بہتر ہو کہ ان کو اپنی اپنی دستکاری دیدی جائے۔ دوسری ضروری گذارش یہ ہے کہ دستکاری پر جو خرچ آئے وہ ضرور لکھ کر لگا دیا جائے اس طرح قیمت مقرر کرنے میں آسانی رہتی ہے۔ آخر میں پھر عرض ہے کہ سب بہنوں کا فرض ہے کہ اگر وہ اشاعت اسلام کو ضروری سمجھتی ہیں، تو اس حقیر سی مدد سے دریغ نہ کریں (خاکسار) اہلیہ محمد علی آنریری سیکرٹری احمدیہ انجمن خواتین لاہور

لاہور میں فرقہ وارانہ فساد

۳۰ نومبر اور یکم دسمبر ۳۵ء کو لاہور میں جو ہنگامے ہوئے وہ ہر ایک ہندوستانی کے لئے باعث ندامت ہیں۔ انسانوں کا اپنے ہم جنسوں کو درندوں کی طرح زخمی کرنا، چیرنا اور نوچنا۔ بیگناہ راہ چلتوں مسافروں، بچوں، بوڑھوں اور عورتوں پر قاتلانہ حملے اور خشت باری مذاہب، معابد کی توہین اور لوگوں کی دل آزاری ایسے افعال ہیں جن پر انسانیت و شرافت صد ہزار نفرین کرتی ہے۔ افسوس لاہور میں یہ سب کچھ ہوا اور اس کے ہولناک نتائج بھی اب ہمارے سامنے ہیں۔ متعدد خونچکان لاشیں ہماری نظر سے گذر چکی ہیں۔ بہت سے زخمی ہسپتالوں میں پڑے کراہ رہے ہیں۔ دار و گیر کا سلسلہ شروع ہے فوج شہر میں ڈیرے ڈالے پڑی ہے۔ پولیس کے سپاہیوں کی لال پگڑیاں ہر کوچہ و بازار میں نظر آتی ہیں۔ بہت سے گھروں سے نالہ و شیون کی صدائیں متواتر بلند ہو رہی ہیں۔ دفعہ ۱۴۴ اور کرفیو آرڈر کا دور دورہ ہے اور اس خونیں ڈرامے کا سب سے زیادہ رنجدہ اور تاریک پہلو یہ ہے کہ یہ تمام مظالم اور سنگدلیاں مذہب کے نام پر ہوئی ہیں۔

اس وقت سب سے پہلی اور سب سے بڑی ضرورت قیام امن کی ہے۔ اس لئے ہم اس بحث سے اجتناب کرتے ہیں کہ اس فساد کی ذمہ داری کس قوم پر ہے اور پہل کس نے کی۔ ان باتوں کا جواب واقعات کے سرسری مطالعہ سے بھی مل سکتا ہے۔ اس شہید گنج ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں مسلمانوں کے دو تین عظیم الشان جلوس نکلے جن میں لاکھوں آدمی شریک ہوئے لیکن کسی ہندو یا سکھ کے نکسیر تک نہ آئی۔ اور ہمارے ہندو و سکھ دوستوں نے اس دوران میں پہلی مرتبہ جلوس نکالا۔ تو چاروں طرف ہنگامے، زخمیوں کی چیخ پکار اور بے گناہوں کی لاشیں نظر آئیں۔ خشت باری اور لوٹ مار ہوئی۔ فرقہ وارانہ فسادات ایسی بدنصیبی ہے جس میں ہم سب برابر کے شریک ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ ان کے اسباب کی ذمہ داری میں کوئی قوم کم یا بالکل شریک ہو لیکن اس کے نتائج سے کوئی محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اس لئے ہم تمام ابنائے وطن سے خدا اور انسانیت کے نام پر اپیل کرتے ہیں کہ وہ ہر ایک ایسے فعل سے اجتناب کریں جو کہ اس قسم کے فسادات کا باعث ہو سکتا ہو۔ یا ان کو تقویت دیتا ہو۔ اپنے مسلمان بھائیوں سے ہم بالخصوص درخواست کریں گے کہ وہ پوری طرح پرامن رہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ان کا دل زخمی ہے، بار بار ان کو دھمکایا اور اشتعال دلایا جا رہا ہے لیکن ان کے لئے صبر و ضبط ہر حالت میں بہتر اور مفید ہے۔ اللہ تعالی صبر کرنیوالوں کا حامی و ناصر ہوتا ہے اور فساد برپا کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا ۔

شذرات

اسلام کی بدنامی اور مسلمانوں کی بربادی کا سب سے بڑا باعث علماء سو ہیں۔ ان کا اسلام قرآن اور محمد رسول اللہ صلعم کے اسلام سے بالکل مختلف ہے اور مذہب کی ایک خوفناک تصویر پیش کرتا ہے جو لوگوں کے لئے باعث کشش ہونے بجائے موجب بیزاری ہے۔ ہندوستان میں ملا کا اقتدار تاحال بہت بڑی حد تک قائم ہے لیکن متعدد آزاد اسلامی ممالک میں یہ اقتدار بالکل ختم ہو چکا ہے یا ختم ہو رہا ہے۔ ٹرکی کے بعد ایران بھی اس خطرۂ ایمان گردہ سے نجات حاصل کر رہا ہے جو باعث مسرت ہے۔ ٹرکی و ایران میں جو اصلاحات نافذ ہوئی ہیں۔ ان میں سے بعض بیشک قابل اعتراض ناپسندیدہ ہیں۔ افراط و تفریط ہر حالت میں نقصان رساں ہوتی ہیں لیکن اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں۔ کہ ترک اور ایرانی ملا کے عہد اقتدار کی نسبت اب زیادہ پکے اور اچھے مسلمان ہیں۔ ان کے دماغ ملا کی غلامی سے آزاد ہونے کے بعد اسلام کی روح کو سمجھنے لگے ہیں ان کو معلوم ہو گیا ہے کہ اسلام ایک پاکیزہ ضابطہ زندگی کا نام ہے۔ اس کو تکفیر و تفسیق، فروعی اختلافات اور عقائد کی بے فائدہ بحثوں کے ذریعہ بازیچہ نہیں بنانا چاہیئے دور جدید کے متعدد ترک اکابر کے خیالات سے آپ قبل ازیں واقف ہو چکے ہیں۔ آج ہم حکومت ایران کے ایک معزز رکن کے افکار آپ کو سناتے ہیں:-

---

ہز ایکسیلنسی کاظمی وزیر خارجہ ایران آج کل ہندوستان میں قیام فرما ہیں۔ ۲۰ نومبر کو دہلی میں اخبار "ہمدم" کا نامہ نگار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تاکہ ایران میں مذہبی ہنگاموں کے متعلق گزشتہ دنوں جو خبریں آئی تھیں۔ ان کی حقیقت معلوم کرے۔ نامہ نگار مذکور کا بیان ہے۔ ہز ایکسیلنسی نے اسلامی اخلاق کا ثبوت دیا۔ اور خود سلام علیک میں سبقت کر کے نہایت سادگی و بے تکلفی سے گفتگو شروع کر دی۔ نامہ نگار کے مقصد سے آگاہ ہونے کے بعد موصوف نے فرمایا:-

"ایران میں اب کوئی مذہبی خلفشار نہیں۔ . . . اب ہم کو خدا نے چشم بصیرت دی ہے اور ہم نے اسلام کی اصل حقیقت معلوم کر لی۔ ہم کو یہ معلوم ہو گیا۔ کہ خدا نے ہم پر یہ احسان کیا۔ کہ ہماری تہذیب اخلاق کے لئے ایک نہایت پاکیزہ ضابطہ زندگی عطا فرمایا اور ہم نے کفران نعمت کی۔ کہ اس کو بازیچہ بنا دیا۔ خدا کا شکر ہے کہ اب رفتار زمانہ نے ہماری آنکھیں کھول دی ہیں۔ اور ہم اسلام کے سچے پیرو بن گئے ہیں اور یہی جذبہ ہے جو ہم کو مجبور کر رہا ہے۔ کہ تمام مسلمانوں کو اپنا بھائی سمجھیں، اور ان سے رشتہ اخوت جوڑیں"

ہز ایکسیلنسی کا یہ خیال ایک زبردست حقیقت کا اظہار ہے کہ اللہ تعالے نے اسلام کی نعمت دنیا کو اس لئے دی تھی۔ کہ لوگ اپنے اخلاق اعلیٰ و ارفع اور اپنی زندگی کو کامیاب و مفید بنائیں۔ لیکن ذرا آج کل کے علماء کے مشاغل دیکھیئے ان کے اختلاف عقائد کے ہنگامے اور "کمالات تکفیر" ملاحظہ فرمایئے تو پھر آپ کو اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں ہوگا۔ کہ انہوں نے مذہب کو ذریعہ پیکار اور بازیچہ اطفال بنا رکھا ہے۔ اور یہ یقیناً سب سے بڑی کفران نعمت ہے۔

ہز ایکسیلنسی موصوف نے ہندوستانی مسلمانوں کے متعلق سند ذیل پر حقیقت الفاظ ارشاد فرمائے:-

"مجھے معاف فرمایئے۔ اگر میں یہ کہوں۔ کہ ہندوستانی مسلمانوں کا مذہب۔ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ اسلام تو عمل کا نام ہے۔ خدا رب العالمین ہے تمام مخلوق پر مہربان ہے۔ جو عمل کرے اس کو اس کا پھل ملتا ہے۔ اسلام اتحاد و ترقی کی تعلیم دیتا ہے۔ مگر یہاں مجھے وہ چیز نظر نہیں آتی آپ چاہتے ہیں۔ کہ آپ خود بھی عمل نہ کریں۔ اور دوسروں کو بھی عمل نہ کرنے دیں۔ . . . کیا آپ چاہتے ہیں کہ دوسری قومیں بھی آپ کی طرح مذہب کا ڈھونگ رچائے بیٹھی تسبیح ہلایا یا ماتم کیا کریں۔ دنیا میں ہر شخص کے لئے کام کے لئے موقعہ ہے۔ آپ میں اگر باہم اتحاد نہ ہو۔ اور مذہب کے نام پر ایک دوسرے سے لڑا کریں تو اس کے یہ معنی تو نہیں کہ دوسری قوم بھی ترقی نہ کرے۔ ہندوستان کے مسلمان میرے خیال میں اپنے طرز عمل کو مذہب کو بدنام کر رہے ہیں"

ایک اسلامی سلطنت کے ذمہ دار رکن کی یہ ہمدردانہ و مخلصانہ تلخ نوائی و صاف بیانی اس قابل ہے۔ کہ اس پر ہندوستان کے تمام صاحب احساس مسلمان ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں کہ ہندوستانی مسلمان اپنے طرز عمل سے اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔ اگر ان کی عملی حالت کو کوئی ناواقف اسلامی تعلیمات کا عکس سمجھ لے۔ تو وہ یقیناً اسلام سے متنفر ہو جائے گا۔

ایرانی حکومت شیعہ عقیدہ رکھتی ہے لیکن اس کے باوجود اس نے تبرّہ، ماتم اور متعہ کی ممانعت کر دی ہے۔ اس پر ہندوستان کے شیعہ بہت پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔ مدرستہ الواعظین لکھنؤ کے علماء اور ان کے پیرو تو گویا اس کو اسلام پر ایک زبردست حملہ سمجھ رہے ہیں۔ نامہ نگار "ہمدم" نے جب ہز ایکسیلنسی سے تبرّہ کے متعلق سوال کیا۔ تو موصوف نے جواب میں فرمایا:-

"آپ پوچھتے ہیں۔ کہ ہم نے تبرّہ کی ممانعت کر دی ہے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ہم نے انسانی دل آزاری کی ممانعت کر دی ہے۔ ہمارے ہاں اگر کوئی ہندو یا عیسائی مذہب کو برا کہے۔ تو اسے بھی ویسی ہی سخت سزا دی جائے گی جیسی تبرّہ کرنے والوں کو۔ . . . ہم نے اسلام کی روح کو دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ لیا ہے"

ایران کے اس عالی قدر مدبر کے یہ خیالات کس قدر پاکیزہ اور اسلامی تعلیمات کے مطابق ہیں۔ اور ہندوستان کے بدنصیب مسلمان ان سے کس قدر دور پڑے ہوئے ہیں۔ اسلام شرک و بت پرستی کا سب سے بڑا دشمن ہے لیکن اس کے باوجود مسلمانوں کو حکم ہے کہ بتوں کو بھی برا نہ کہو۔ لیکن آج کل کے مسلمان اپنے ہی بھائیوں کے خلاف دشنام طرازی و تکفیر بازی کا بازار گرم کئے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالے ان کو ایران کے اس مدبر کے مذکورہ بالا خیالات سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔

ہندوستان میں خودکشی کی وارداتیں ہولناک تیزی سے بڑھ رہی ہیں۔ گزشتہ دنوں پنجاب کونسل میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے صوبہ پنجاب کے متعلق گزشتہ دس سال کے مندرجہ ذیل اعداد و شمار پیش کئے گئے۔

سنہ	تعداد	سنہ	تعداد
۱۹۲۵ء	۱۰۱	۱۹۳۰ء	۱۴۱
۱۹۲۶ء	۱۱۱	۱۹۳۱ء	۱۵۱
۱۹۲۷ء	۱۲۰	۱۹۳۲ء	۱۵۷
۱۹۲۸ء	۱۳۰	۱۹۳۳ء	۱۴۲
۱۹۲۹ء	۱۲۳	۱۹۳۴ء	۱۷۰

ساتھ ہی خودکشیوں میں ہولناک اضافہ کی وجہ بے روزگاری اور اقتصادی بدحالی بیان کی گئی ہے تعلیم یافتہ نوجوان اسکولوں اور کالجوں سے نکل کر ملازمت کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ زمانہ تعلیم میں انہوں نے ایک سنہری خواب دیکھا ہوا ہوتا ہے جب اس کی تعبیر ان کی توقعات، خواہشات کے برعکس نکلتی ہے۔ تو ان میں سے بعض عالم یاس و حسرت میں خودکشی کر لیتے ہیں۔

خودکشیوں میں اضافہ کی مذکورہ بالا وجہ بھی بہت بڑی حد تک صحیح ہے لیکن اس سے بڑی وجہ صحیح مذہبی تعلیم و تربیت کا فقدان ہے مغربی تعلیم نے ہمارے نوجوانوں کو مذہب و خدا سے دور کر کے لامذہبی و الحاد کے راستہ پر ڈال دیا ہے۔ یا کم از کم اس کی کوشش یہ ہے۔ ایک خدا پرست انسان کبھی بھی مایوسی سے مغلوب نہیں ہوتا بلکہ وہ مخالف حالات کا مردانہ وار مقابلہ کرتا ہے لیکن آج کل کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کے اعتقادات اور جسمانی و دماغی تربیت بے حد قابل اصلاح ہوتی ہے۔ وہ بار حوادث کے پہلے تصور تک ہی میں مغلوب ہو جاتے ہیں یہاں اس امر کی ضرورت ہے کہ نوجوانوں کو صنعتی تعلیم دی جائے۔ تاکہ وہ اپنا پیٹ پال سکیں۔ اور سکولوں اور کالجوں سے نکلنے کے بعد دفتروں کی محرریوں کی تلاش ہی میں سرگردان نہ رہیں۔ اس کے ساتھ ہی اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ ان کی جسمانی و دماغی تربیت کی طرف خاص طور پر توجہ دی جائے۔ اور انہیں لامذہبی و الحاد کی تاریکی و گمراہی سے بچایا جائے۔ یورپ و امریکہ کی اقتصادی حالت ہم سے کس قدر اچھی ہے لیکن وہاں کے متمول طبقہ ہی میں خودکشیوں کی کثرت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس مرض کا سب سے بڑا باعث مذہب اور خدا سے بیگانگی ہے۔

بمبئی میں "بائیکلا کلب" کے نام سے انگریزوں کا ایک اعلیٰ درجہ کا کلب گھر قائم ہے۔ جو اپنی مغربی رنگینیوں اور فیشن پرستیوں کی وجہ سے کافی شہرت رکھتا ہے۔ یہ کلب گھر صرف انگریزوں اور دیگر یورپینوں کے لئے مخصوص ہے۔ کسی ہندوستانی کو اس کا ممبر یا مہمان بننے کی اجازت نہیں۔ یہ نسلی امتیاز واقعی بے حد قابل اعتراض ہے۔ مشہور ہندو لیڈر سر چمن لال سیتلواڈ نے اس کے متعلق ہز ایکسیلنسی وائسرائے کو ایک مکتوب مفتوح لکھا جس میں اس پابندی کو دور کر دینے کی درخواست کی ہے۔ اس خط کی اشاعت کے ساتھ خطوط اور مضامین کی اشاعت کا طویل سلسلہ شروع ہو گیا۔ ہندو اخبارات میں بار بار لکھا جاتا ہے کہ سرزمین ہندوستان میں ہی ہندوستانیوں کی یہ توہین بے حد ناقابل برداشت ہے۔ اس کے جواب میں اینگلو انڈین اخبارات میں انگریزوں کی طرف سے بھی چند خطوط شائع ہوئے ہیں۔

انگریزوں کے ان خطوط میں سے وہ خط خاص طور پر قابل ذکر ہے جو بمبئی کے اخبار "ٹائمز آف انڈیا" نے شائع کیا ہے۔ اس میں دراصل سر چمن لال پر ایک پر معنی سوال کیا گیا ہے۔ سر موصوف کو مخاطب کر کے لکھا ہے۔ کہ ہندوستانیوں کے حقوق انسانیت و مساوات تسلیم بائیکلا کلب میں ضیافتیں کھانے اور یورپین خواتین کے پہلو بہ پہلو بیٹھنے اور صاحب لوگوں کے پہلو بہ پہلو کھڑے ہونے کی خواہش بھی درست لیکن، آپ یہ تو فرمایئے کہ آپ اپنے کروڑوں بھائیوں کو جن کو ہریجن یا اچھوت

تاریخ سلسلۂ احمدیہ

صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب شہید رح

مرحوم کی چند کرامات

صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب مرحوم کے اسم گرامی سے ہماری جماعت کا کثیر حصہ واقف ہوگا۔ مرحوم ہمارے سلسلہ کے ایک مقتدر بزرگ، نہایت ہی باخدا اور ولی اللہ انسان تھے۔ آپ خوست علاقہ سرحد کے باشندہ اور رئیس تھے۔ امیر حبیب اللہ خاں والیٔ کابل کے عہد میں سید صاحب مرحوم کو محض اس بناء پر کہ آپ نے حضرت مسیح موعود کو مامور من اللہ اور اپنے دعوے میں صادق جانتے ہوئے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کر لی تھی سنگسار کر دیا گیا۔ صاحبزادہ مرحوم امیر حبیب اللہ خاں کے استاذ ہونے کے سبب بڑی عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ امیر عبدالرحمان خاں کی وفات پر نماز جنازہ بھی صاحبزادہ صاحب نے ہی پڑھائی اور امیر حبیب اللہ خاں کی تخت نشینی کے موقع پر رسم دستار بندی بھی انہوں نے ادا کی۔ اور انہیں دربار کابل میں بہت اقتدار حاصل تھا۔ لیکن مرحوم کے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہونے کے باعث افغانستان کے علماء نے امیر حبیب اللہ خاں کو بہت بھڑکایا اور بالآخر امیر صاحب نے سید عبداللطیف صاحب مرحوم کی سنگساری کا حکم صادر کر دیا۔ سید صاحب مرحوم کی شہادت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور تمام جماعت احمدیہ کو شدید صدمہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے۔

سید صاحب شہید کے ایک ہم وطن اور مرید خاص سید عبدالستار صاحب نے ایک مرتبہ شہید کی زندگی کے کچھ واقعات اور آپ کی بعض کرامات کا تذکرہ ہمارے مکرم بزرگ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب سے کیا۔ اور ڈاکٹر صاحب موصوف نے ان واقعات کو قلمبند فرما لیا۔ ذیل میں ہم قارئین پیغام صلح کے روحانی استفادہ کیلئے ڈاکٹر صاحب موصوف کی ڈائری سے روایت کردہ واقعات نقل کرتے ہیں۔ (مدیر)

مرحوم کا مقام

سید عبدالستار صاحب فرماتے ہیں۔ میں نے مولوی سید عبداللطیف صاحب کو ان کی شہادت کے بعد (رویا میں) کئی مرتبہ دیکھا ہے کہ وہ بہت اچھی حالت میں ہیں۔ اور انہوں نے فرمایا۔ میں بہت خوش ہوں میں نے خدا کا دیدار کیا ہے۔ اور پھر فرمایا:-

"من از وادیٔ امان ہستم۔ آں چشمہ کہ باد عارفاں

می رسند من ہم آنجا رسیدم"۔

سید صاحب مرحوم اپنی زندگی میں فرمایا کرتے تھے:-

"او نے سخن من در آسمان شورے پیدا

می کند"

نور الٰہی کی تجلّی

ایک دفعہ مرحوم حضرت مسیح موعودؑ کے باغ کی طرف جا رہے تھے۔ راستہ میں مجھے اور عبدالجلیل کو کہا کہ میرے ماتھے کی طرف دیکھو کہ تم اس میں نگاہ کی طاقت رکھتے ہو۔ جب ہم نے دیکھا تو ایسا چمکتا تھا جیسے آفتاب۔ ہماری آنکھیں خیرہ ہو گئیں اور ہم نے نظر نیچی کر لی۔ اس پر سید صاحب نے فرمایا:-

"تجلی خدا با ختیار من است"

ایک مرتبہ رات کے وقت بھی ایسا واقعہ ہوا۔ آپ مہمانخانہ میں کوٹھڑی میں تشریف رکھتے تھے۔ اور یہ زمانہ بھی ان کے کمال عشق کی (مستی کی) حالت کا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے ماتھے کی طرف دیکھو۔ جب میں نے اور عبدالجلیل نے نظر کی تو ایک بہت بڑے روشن ستارہ کی طرح معلوم ہوا بلکہ اس سے بھی زیادہ اور تمام کمرہ میں اس کی روشنی ہو گئی۔ ہمارے ساتھ وزیر محمد بیٹھا تھا۔ اس نے کہا کہ مجھے نظر نہیں آیا۔ آپ نے فرمایا:-

"شما تقوےٰ نہ دارید"

آپ موت کے بعد بھی زندہ ہیں

جب آپ قادیان سے واپس خوست کو جا رہے تھے میں نے کہا کہ وہاں آپ کو قتل کر ڈالیں گے فرمایا "من نمے میرم" اور یہ بھی کہا:-

"موت بامن نہ آئید"

جب آپ شہید ہو گئے اور رویا میں مجھے زیارت ہوئی تو میں نے دریافت کیا کہ آپ تو کہتے تھے "موت بامن نہ آئید"۔ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ میں تو زندہ ہوں اور پھر فرمایا "کار ہائے خدا ازیں ہم عظیم است"۔ واقعہ سنگساری کے متعلق میں نے دریافت کیا کہ آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی۔ فرمایا مجھے کوئی دکھ نہیں ہوا اور میں نے کوئی تکلیف محسوس نہیں کی۔

حضرت صاحب کی وفات کے بعد جب آپ مجھے خواب میں نظر آئے تو میں نے انہیں پہلے سے بھی زیادہ خوش پایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت کی ملاقات کا نتیجہ ہے۔

آسمان کی سیر اور مسیح موعود کا مقام

زندگی میں مجھے فرمایا کرتے تھے کہ میں بارہا آسمان پر گیا ہوں۔ اور لوگ جو سات آسمان بتاتے ہیں اس سے کہیں زیادہ آسمان ہیں۔ میں نے حضرت مرزا صاحب کو آسمان میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر دیکھا مفتی محمد صادق کو بھی آسمان پر دیکھا پھر آپ نے فرمایا کہ میں جنت میں بہت دفعہ داخل ہوتا ہوں، میوے کھاتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ تمہارے واسطے بھی پھل لاؤں "می خواہم از جنت چیزہا برائے شما آوردم" مگر فرمایا، مجھے اجازت نہیں۔

بروز اولیاء

کئی مرتبہ فرماتے تھے کہ مجھے خدا کے اولیاء اور انبیاء کا بروز کہا گیا ہے اور مختلف اوقات میں اپنی مختلف شان دکھایا کرتے۔ اور فرمایا کرتے کہ حضرت مرزا صاحب کامل بروز ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

جواہر پارے

قرآن مجید

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ کرو جیسا کہ اس کے تقویٰ کا حق ہے اور تم نہ مرو سوائے اس حال کے کہ تم فرمانبردار ہو۔ اور سب کے سب اللہ کے عہد کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو۔ اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب تم باہم دشمن تھے۔ پھر اس نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تم کو اس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی باتیں کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ اور چاہیئے کہ تم میں سے ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونیوالے ہیں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ۔ جنہوں نے تفرقہ کیا اور اختلاف کیا۔ اس کے بعد کہ ان کے پاس کھلی باتیں آچکی تھیں اور انہی کے لئے بھاری عذاب ہے۔ جس دن کچھ منہ سفید ہوں گے اور (کچھ) منہ سیاہ ہوں گے۔ پس جن لوگوں کے منہ سیاہ ہوئے، کیا تم اپنے ایمان کے بعد کافر ہوئے؟ سو تم عذاب چکھو اس لئے کہ تم کفر کرتے تھے۔ اور جن کے منہ سفید ہوئے وہ اللہ کی رحمت میں ہیں وہ اسی میں رہیں گے۔ یہ اللہ کی باتیں ہیں جن کو ہم تجھ پر حق کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اللہ جہانوں کے لئے ظلم کا ارادہ نہیں کرتا۔ اور اللہ کیلئے ہی ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور اللہ کی طرف ہی سب کام لوٹائے جاتے ہیں تم سب سے اچھی امت ہو جو لوگوں (کی بھلائی) کیلئے ظاہر کی گئی ہو تم اچھے کاموں کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ (آل عمران)

حدیث شریف

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسم انسانی میں ایک چھوٹا سا گوشت کا ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہو جائے تو تمام جسم درست ہو گیا اور اگر وہ خراب ہو جائے تو تمام جسم خراب ہو گیا۔ اور خبردار! وہ دل ہے۔ (متفق علیہ)

(۲) سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلعم کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا۔ اے رسول خدا مجھے وہ کام بتائیے جس کے کرنے سے خدا بھی مجھے دوست رکھے اور لوگ بھی مجھے دوست رکھیں۔ آپ نے فرمایا دنیا میں پرہیزگاری اختیار کر تو اللہ تمہیں دوست رکھیگا اور پرہیزگاری اختیار کر لوگوں کے معاملات میں تو لوگ بھی تمہیں پسند کرینگے اور دوست رکھینگے۔ (ابن ماجہ)

(۳) سعد بن ابی وقاصؓ نے رسول اللہ صلعم سے سنا کہ بیشک اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے متقی پرہیزگار بندہ کو جو چھپا ہوا مالدار ہے (مسلم)

(۴) ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلعم نے فرمایا کہ عمدہ اسلام کسی شخص کا یہ ہے کہ وہ فضول اور لایعنی باتوں کو ترک کر دے۔ (ترمذی)

(۵) ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ تم اپنے آپ کو حسد سے بچاؤ کیونکہ حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

(۶) رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ پہلوان وہ نہیں جو کشتی میں سخت ہو بلکہ پہلوان اور طاقتور وہ ہے جس نے غصہ کی حالت میں اپنے آپ پر قابو پایا (متفق علیہ)

(۷) ابوایوبؓ نے رسول کریمؐ سے روایت کی کہ کسی مسلمان پر یہ حلال نہیں کہ اپنے بھائی سے ترک ملاقات کرے (یا) تین روز سے زیادہ علیحدہ رہے اور کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے ملتے بھی ہوں اور پھر باہم اعراض کریں۔ ان دونوں میں بہتر وہ شخص ہے جو خود سلام علیکم کہکر (صلح کی) ابتدا کرے۔ (متفق علیہ)

جلسہ سالانہ میں شمولیت کی دعوت

(از حضرت امیر قوم ایدہ اللہ بنصرہ)

برادر مکرم　　　　السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

سالانہ جلسہ کے لئے جس کی تاریخیں ۲۴-۲۵-۲۶ دسمبر مقرر کی گئی ہیں شمولیت کی دعوت دیتے ہوئے اس بات کو دہرا دینا کافی ہے۔ کہ اس سالانہ اجتماع کی بنیاد تو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے ہاتھ سے رکھی اور اسے برکات کا موجب قرار دیا۔ دو سال سے ہمارا جلسہ ایام رمضان میں ہوتا رہا ہے۔ اور یہ آخری سال ہے جس میں رمضان میں جلسہ ہوگا۔ اور یہ دن اور راتیں بھی۔

اجتماع کے لئے نہایت ہی مبارک ہیں

رمضان کا آخری عشرہ اور اس کے آخری دن ۲۷، ۲۸، ۲۹ رمضان ان مبارک ایام میں اتنی بڑی جماعت کا ایک جگہ جمع ہونا۔ اجتماع پر تو ویسے ہی برکات الٰہی نازل ہوتی ہیں۔ اور جب اس اجتماع کیلئے ایسے مبارک دن میسر آ جائیں۔ تو سبحان اللہ اور پھر رمضان کے آخری ایام ہونے کے علاوہ ہمارے چالیس روزہ مجاہدہ کے بھی یہ آخری ایام ہیں۔ ہم نے اپنی اپنی جگہ پر اکیلے اکیلے یا چھوٹی چھوٹی جماعتوں نے اسلام کی ترقی اور نصرت کے لئے دعائیں کی ہیں۔ اب ان تین ایام میں ہم سب کو اکٹھے ہو کر دعائیں کرنے کا موقعہ ملے گا۔ کیا عجب ہے کہ اس اجتماع کی آواز پر نصرت الٰہی کے دروازے کھل جائیں۔ اور اللہ تعالےٰ اپنا کوئی ایسا نشان ظاہر کر دے جس سے متکبروں کی گردنیں بھی جھک جائیں۔

ایک مظلوم جماعت

ایک اور بات بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ مظلوم کی آہ کو سنتا ہے ہماری جماعت اس وقت سب سے بڑھ کر مظلوم جماعت ہے۔ ہم کسی کا کچھ نہیں بگاڑتے ختم نبوّت کے بعد نبوت کے ماننے والے یا قادیانی یا دوسرے مسلمان۔ ایک دوسرے کو کافر کہنے والے بھی یہی دونوں گروہ۔ لیکن کمزور جماعت سمجھ کر احراریوں اور دوسرے لوگوں نے جس قدر ظلم ہم پر کیا ہے وہ قادیانیوں پر بھی نہیں ہوا۔ دو جگہ ہماری جماعت کی میت کو قبرستان میں دفن ہونے سے روکا گیا۔ اور جگہ جگہ جس قدر اس جماعت کو مظالم کا تختہ مشق بنایا گیا ہے۔ اس قدر جماعت قادیان کو بھی نہیں بنایا گیا۔ اس لئے کہ قادیان والے بالمقابل ڈنڈا لئے کھڑے ہیں۔ لیکن ہم یہ پسند نہیں کرتے کہ خواہ مخواہ جماعت کی طاقت کو ان باتوں پر ضائع کیا جائے۔ پھر دن رات ہم کو اخبارات میں گالیاں دی جاتی ہیں۔ حالانکہ ہم ان کو کچھ نہیں کہتے۔ ہم اپنی مجموعی طاقت صرف ایک ہی کام پر خرچ کر رہے ہیں۔ اعلائے کلمتہ اللہ یہ خدا کے کلام کو دنیا میں پہنچانے پر۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جماعت کا نام احمدیہ آنحضرت صلعم کے اسم احمد پر اسی وجہ پر رکھا کہ یہ مظلوم ہو کر تبلیغ کرنے کا زمانہ ہے۔ جس طرح آنحضرت صلعم نے مکہ میں تکلیفیں اٹھائیں اور ظلم برداشت کئے لیکن بالمقابل ہاتھ نہیں اٹھایا۔ اسی طرح ہمیں بھی یہی حکم دیا کہ ظلم اور تکلیف اٹھا کر تبلیغ کے کام میں لگے رہو۔ اس لئے تمہارا نام احمدی رکھا جاتا ہے۔

ہاں یہ ظلم۔ کوئی ظلم بھی ہمیشہ نہیں رہ سکتا۔ اور خدا کا یہ وعدہ بھی ہے کہ وہ مظلوم کی دعا کو سنتا ہے۔ تو آؤ رمضان کے ان آخری ایام میں اپنے [illegible] مجاہدہ کو اس اجتماع کی دعا پر ختم کریں۔ اور وہ بھی اس بات کو [illegible]
[illegible] سے زیادہ قوت سے اس کام کو کر سکیں سب میں ایک مظلوم جماعت
[illegible] دعوت ... ہیں
[illegible] کے لئے ہو

میں نہیں کہہ سکتا کہ میری آواز کس کس دوست تک پہنچے گی اور کس تک نہیں اور جس کو پہنچے گی وہ اسے قبول کرنے کے لئے کہاں تک تیار ہوگا۔ اور آیا فی الواقع کسی صحیح عذر کی وجہ سے وہ شمولیت سے رہ جائے گا۔ یا محض اس لئے کہ میری آواز میں کوئی اثر نہیں۔ میرا اور آپ کا تعلق محض للہی تعلق ہے۔ ہم سب کیوں اکٹھے ہوئے صرف اس لئے کہ ہم تو حضرت مسیح موعودؑ کے پاس خدا کی رضا کے لئے گئے تھے۔ اس لئے گئے تھے۔ کہ دنیا ہمیں جو چاہے کہے لیکن ہمارا خدا ہم سے یہ چاہتا ہے۔ کہ اس کے دین کو دنیا میں پھیلائیں پھر جب قادیان میں کلمہ گوؤں کی تکفیر کی بنیاد رکھی گئی۔ اور ختم نبوت کے بعد ایک نئی نبوت قائم کرنے کا تہیہ کر لیا گیا۔ تو ہم پھر وہاں سے محض رضائے الٰہی کے لئے الگ ہو گئے اس لئے کہ ہمارے ایمان کے مطابق نہ حضرت مسیح موعودؑ نے کلمہ گوؤں کو کافر کہا نہ دعوے نبوت کیا۔ اگر یہ سچ ہے۔ کہ ہم صرف رضائے الٰہی کو مدنظر رکھتے ہوئے لاہور میں اکٹھے ہوئے اور اس انجمن کی بنیاد رکھی۔ تو آج بھی اسی رضائے الٰہی کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ میری اس دعوت کو قبول فرمائیں۔ بلا شبہ پیری مریدی کے سلسلوں میں زیادہ کشش ہوتی ہے۔ اور بہت لوگ ہیں۔ جو پیر کی رضا کے حصول کے لئے ہر قسم کا دکھ اٹھا لینے کو تیار ہوتے ہیں لیکن میں آپ سے یہ کہوں گا۔ کہ خدا کے کلام کو سچا کر کے دکھا دیجئے۔ والذین اٰمنوا اشد حبًّا للہ؛

خدا کے دین کو پھیلانے کی تڑپ دلوں میں کس طرح پیدا ہو؟

حضرت مسیح موعودؑ سے جو چیز ہمیں ملی یا آپ نے دی وہ اصل میں ایک ہی ہے یعنی یہ کہ آپ کے پاس بیٹھ کر خدا کے دین کو پھیلانے کے لئے ایک تڑپ دلوں میں پیدا ہو گئی اور آپ کے منجانب اللہ ہونے کی اس سے زیادہ زبردست دلیل کوئی نہیں۔ جو تڑپ آپ کے دل میں تھی اسی کی ایک ایک چنگاری آپ کے پاس بیٹھنے والوں کے دلوں میں پڑتی گئی۔ کہیں اس چنگاری نے ایک زبردست شعلے کا رنگ اختیار کر لیا اور کہیں شاید اشغال دنیا کی راکھ کے نیچے دب بھی گئی۔ لیکن میرے دل پر جس بات کا بوجھ ہے وہ یہ ہے۔ کہ کئی احباب ایسے ہیں جن کے دلوں کے اندر محبت الٰہی کے زبردست شعلے پیدا ہوئے۔ مگر مرور زمانہ نے ان پر کچھ پانی ڈال دیا۔ اب مجھ میں وہ طاقت اور اثر تو کہاں سے آئے۔ جیسے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے مامور کو بھیجا تھا لیکن یہ تڑپ ضرور ہے کہ کسی طرح ہم سب کے دلوں میں وہی تڑپ پھر پیدا ہو جائے جس کے سامنے دنیا کی محبتیں ٹھنڈی پڑ جائیں۔ اسی کیلئے میں نے چالیس راتوں کا مجاہدہ تجویز کیا تھا۔ تاکہ ہم اپنے لئے اور اپنے دوستوں کے لئے تنہائی کے ان اوقات میں جب دل ہر ایک کدورت سے خالی ہوتا ہے۔ خدا سے دعا کریں۔ کہ وہ ہمارے دلوں کے اندر پھر وہی آگ پیدا کر دے۔ کہ ہم اس کے دین کو دیوانہ وار دنیا میں پھیلانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔ یہ تڑپ پیدا ہو جائے۔ تو اس کیلئے سامان بھی میسر آ جائیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کا یہ قانون ہے۔ کہ وہ انسان کے دل کے اندر جب تڑپ پیدا کرتا ہے تو اس کے پورا ہونے کے سامان بھی مہیا ہو جاتے ہیں۔ تو جلسہ پر آنے کے لئے ایک تیاری یہ کریں کہ خدا کے آگے گریہ و زاری کرتے ہوئے گرے رہیں۔ کہ وہ ہم سب کے دلوں میں اپنے دین کو دنیا میں پھیلانے کا ایسا زبردست عشق پیدا کر دے جس کو دنیا جنون سمجھ لے۔

دعا کے مجاہدہ میں کام کے مجاہدہ سے قوت پیدا ہوتی ہے

لیکن اللہ تعالےٰ کا یہ قانون ہے۔ کہ وہ دعا کے ساتھ ظاہری مجاہدہ بھی چاہتا ہے۔ کوئی دعا کارگر نہیں ہوتی جب تک کہ اس کے ساتھ زبردست کوشش نہ ہو۔ خود ہمارے نبی کریمؐ کیا کرتے تھے۔ اگر آدھی رات خدا کے آگے گرے رہتے تھے۔ تو سارا دن مخلوق خدا کے پیچھے پھرتے رہتے تھے۔ آپ کے عمل کو ہادی راہ بنانے کے بغیر ہم منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتے اسی سنت پر عمل پیرا ہونے کے لئے میں نے رات کی دعاؤں کے ساتھ دن کا کچھ وقت بھی مجاہدہ کے لئے مانگا تھا۔ پیروں کو خوش کرنے کے لئے بڑے بڑے معزز عہدیداروں نے چکیاں پیسی ہیں۔ ایندھن اکٹھا کیا ہے۔ اور ہر قسم کی عزت کی قربانی بھی کی ہے۔ لیکن کیا آپ وہ پرانا نمونہ پھر قائم کریں گے۔ کہ خدا کی رضا کے لئے ہر قسم کی ذلت اور تکلیف اٹھانے کے لئے تیار ہو جائیں۔ کسی کے دروازے پر جا کر وہاں سے ناکام آنا۔ کسی گالی کا سن لینا۔ دھکے کھانا۔ بلا شبہ یہ چیزیں انسان کے لئے بڑی تکلیف دہ ہیں۔ لیکن یہ یقین جانئے۔ کہ خدا کے رستے میں تکلیف اٹھا کر جو لذت دعا میں پیدا ہوتی ہے وہ اور کسی طرح ہو سکتی ہی نہیں خدا چاہتا تو وہ اپنے رسول کے لئے ہر قسم کے سامان یونہی مہیا کر دیتا۔ وہ آسمان سے اپنے فضلوں کی بارش برسانے پر قادر تھا۔ اب بھی ہے اور اس نے برسائی بھی مگر کب جب انسانوں کے دروازوں سے دھکے دلوا لئے۔ اور آخر یہ دھکے کھاتے کھاتے ایک پر درد دل سے یہ صدا اٹھی۔ اللھم الیک اشکو ضعف قوتی وقلۃ حیلتی وھوانی علی النّاس

یہ احساس اور اس کے ساتھ دل میں وہ درد پیدا نہیں ہو سکتا جب تک ہم لوگ بھی دوسروں کے دروازوں سے دھکے نہ کھا لیں۔

میں کیا چاہتا ہوں

میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ خدا کی راہ میں کام کرنے والوں میں اور نہ کرنے والوں میں فرق ہو جائے۔ سال گزشتہ تو بہت سے احباب نے سپاہیوں کے طور پر بھی نام لکھوا دیئے تھے لیکن کسی نے نام لکھوایا ہو یا نہ لکھوایا ہو۔ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ اس جماعت کے اندر شامل ہونے کی غرض یہ ہے۔ کہ ہم خدا کے دین کا کچھ کام کریں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ:-

۱۔ خدا کے دین کو قوت پہنچانے کے لئے کچھ گداگری کریں۔ یہ تبلیغ بھی ہے۔ اگر آپ کو کچھ ملے گا نہیں۔ تو آپ اپنی بات تو سنا آئیں گے میں نے تو دیکھا نہیں۔ کہ کسی بڑے سے بڑے آدمی کو چندہ مانگنے کی وجہ سے ذلیل سمجھا گیا ہو۔ بلکہ معزز آدمی جب اپنے نفس کے لئے نہیں۔ اپنی قوم یا خدا کے دین کے لئے کچھ کسی سے مانگنے جاتا ہے۔ تو اس کی عزت بڑھتی ہے لیکن اگر ذلت بھی ہو۔ تو خدا کے رستہ میں ذلیل ہونا عزت کا مقام ہے۔ یہ آپ کا اختیار ہے۔ کہ آپ اپنے دوست سے مانگیں۔ یا کسی عزیز رشتہ دار سے مانگیں یا کسی ناواقف سے مانگیں اپنے محلہ میں یا گاؤں میں یا شہر میں مانگیں۔ یا دوسرے محلہ میں دوسرے گاؤں میں دوسرے شہر میں جا کر مانگیں۔ خود جا کر مانگیں یا خط لکھ کر مانگیں لیکن میں چاہتا ہوں۔ کہ خواہ آپ جلسہ میں کسی وجہ سے نہ بھی آ سکتے ہوں تو بھی کچھ چندہ ضرور جمع کریں۔ کیا آپ ایک آنہ بھی نہیں لا سکتے؟ قومی خزانہ تو اس پانی کی طرح ہے۔ جو ایک ایک ناچیز قطرہ سے ایک زبردست دریا بن جاتا ہے۔ بس کوئی دوست اس سے خالی نہ رہے۔

۲۔ آپ یہ کوشش کریں۔ کہ ایک آدمی اپنے ساتھ ضرور جلسہ سالانہ پر لائیں۔ اگر آپ کو خرچ کر کے بھی لانا پڑے تو لائیں۔ آپ کا کوئی عزیز ہو یا رشتہ دار ہو۔ یا دوست ہو۔ یا کسی کو آپ نے تبلیغ کر کے تیار کیا ہو

حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد

"اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے۔ کہ تا

(بقیہ صفحہ ۳)

مدعی نبوت نظر نہ آتا ہو۔ چنانچہ کرشن اور رامچندر۔ بدھ۔ کنفیوشس زرتشت، موسیٰ، عیسیٰ تو ایسے ہیں کہ جن کے پیرو اب تک دنیا میں موجود ہیں اور بڑے زور سے اپنا کام کر رہے ہیں اور ہر ایک اپنی ہی سچائی کا دعوے پیش کر رہا ہے۔ مگر آنحضرت کے دعوے کے بعد تیرہ سو برس گزر گئے ہیں کسی نے آج تک نبوت کا دعویٰ کر کے کامیابی حاصل نہیں کی۔ آخر آپ سے پہلے بھی تو لوگ نبوت کا دعویٰ کرتے تھے اور ان میں سے بہت سے کامیاب ہوئے (جن کو ہم تو سچا ہی سمجھتے ہیں) مگر آپ کی بعثت کے بعد یہ سلسلہ کیوں بند ہو گیا۔ اب کیوں کوئی کامیاب نہیں ہوتا۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہی پیشگوئی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ اب ہم اسلام کے مخالفوں سے پوچھتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر کیا نشان ہو سکتا ہے؟ کہ آپ کے دعویٰ کے بعد کوئی شخص جو مدعی نبوت ہوا ہو کامیاب نہیں ہوا۔ لیکن اس طرف اشارہ تھا۔ کان اللہ بکل شیء علیما۔ یعنی ہم نے آپ کو خاتم النبیین بنایا ہے، اور ہم جانتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا اور کوئی جھوٹا آدمی بھی ایسا دعویٰ نہیں کریگا کہ ہم اس کو ہلاک نہ کر دیں۔ چنانچہ یہ ایک تاریخی پیشگوئی ہے کہ اس کا رد کسی سے ممکن نہیں۔ اگر ہے تو ہمارے سامنے پیش کرو۔ مگر اس طرح سے نہیں کہ دعویٰ کیا ہو اور لاکھ دو لاکھ آدمی اس کے پیرو ہو گئے ہوں بلکہ ایسا آدمی کہ جس نے آنحضرت یا اس سے پہلے نبیوں کی طرح کامیابی حاصل کی ہو۔ مگر کوئی نہیں جو ایسی نظیر پیش کر سکے۔

تشحیذ الاذہان کی عبارت عقیدہ نبوت کی زبردست تردید ہے

یہ تحریر اس امر کی شاہد ہے کہ سال ۱۹۱۰ء تک مصنف کے وہم و گمان میں بھی مسئلہ اجرائے نبوت کا خیال نہیں آیا ہے۔ اگر حالات اس کے برعکس تھے اور ۱۹۰۱ء میں حضرت مرزا صاحب دعوے نبوت کی تفہیم کی وجہ سے اپنا عقیدہ بدل چکے تھے تو باوجود تبدیلی عقیدہ کے پھر سال ۱۹۱۰ء میں ایسا مضمون تشحیذ الاذہان میں کیوں لکھا گیا جس سے مسئلہ اجرائے نبوت کی تردید ہو رہی ہے۔ اس مضمون نے جو سال ۱۹۱۰ء میں لکھا گیا اصل حقیقت کو بالکل طشت از بام کر دیا ہے اور واضح کر دیا ہے کہ مرزا صاحب کی طرف دعوئے نبوت منسوب کرنا غلط تھا بلکہ بعد کی ایجاد و اختراع ہے۔ اس واقعہ کے اندر ایک خاص اہمیت پائی جاتی ہے۔ اور اسے اس کو سرسری نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہیئے کہ اگر کسی وقت مرزا صاحب نے اعلان نبوت کیا تھا تو اس اعلان کے باوجود ممکن نہ تھا کہ صاحبزادہ صاحب اس کے خلاف آواز اٹھاتے۔ اس میں صریح طور پر قدرت کا ہاتھ دکھائی دیتا ہے۔ تا وہ اپنے مظلوم بندے کے دامن سے غلط اتہامات کو پاک صاف کرے

میر قاسم علی صاحب کی شہادت

ہاں اگر یہ ایک ہی شہادت ہوتی اور کوئی مزید ثبوت اس کی تائید کے لئے موجود نہ ہوتا تو شاید اس کو اتفاق پر محمول کر کے نظر انداز کر دیا جاتا مگر یہاں تو معتبر سے معتبر اور ثقہ سے ثقہ لوگوں کی شہادتیں اس امر کی تائید میں پیش کی جا سکتی ہیں کہ سال ۱۹۱۰ء اور گیارہ میں جماعت قادیان کا یہی مذہب تھا جو میاں صاحب نے تشحیذ الاذہان میں ظاہر فرمایا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی آمد کے قائل نہ تھے چنانچہ سال ۱۹۱۰ء میں میر قاسم علی صاحب نے ایک کتاب بنام دین الحق یا ہمارا مذہب تالیف فرمائی۔ اس کتاب میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی کتابوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ثابت کیا گیا ہے اور آئندہ کسی نئے یا پرانے نبی کی آمد کو جو [illegible] حضرت اقدس نے متعدد جگہ ... [illegible]

فرمایا ہے کہ میں نہ نبوت کا مدعی اور نہ معجزات اور ملائک وغیرہ کا منکر بلکہ یہاں تک بھی لکھا ہے کہ سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں صفحہ ۲۳۰، ۲۳۲ اور یہ بھی حوالہ ہے کہ میرے پر بھی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین کے بعد بکلی بند ہیں۔ اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی مفہوم کی رو سے اور نہ کوئی قدیم نبی آسکتا ہے۔ صفحہ ۵ پر یہ بھی لکھا ہے کہ اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہیئے تھا کیونکہ جس چیز کیلئے ایک آغاز ہے۔ اس کے لئے ایک انجام بھی ہے"

مفتی محمد صادق صاحب کی شہادت

دوسری شہادت مفتی محمد صادق صاحب اڈیٹر بدر کی ہے جو انہوں نے ہندوستان کے ایک مقتدر عالم کے سامنے دی چنانچہ اخبار بدر مؤرخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۱۰ء میں لکھا ہے:-

(شبلی نے) دریافت فرمایا کہ ہم لوگ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں میں نے عرض کی کہ ہمارا عقیدہ اس معاملہ میں دیگر مسلمانوں کی طرح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی آنیوالا نہیں نہ نیا اور نہ پرانا ہاں مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ برابر جاری ہے ..... چونکہ حضرت مرزا صاحب بھی الہام الٰہی سے مشرف ہوتے رہے اور الہام کے سلسلے میں آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بہت سی آئندہ کی خبریں بھی بطور پیشگوئی کے بتلائی جاتی تھیں جو پوری ہوتی رہیں اس واسطے مرزا صاحب ایک پیشگوئی کرنے والے تھے۔ اس کو عربی میں نبی کہتے ہیں اور حدیث میں بھی آنیوالے مسیح موعود کا نام نبی رکھا ہے۔ اس پر مولوی شبلی صاحب نے فرمایا کہ بیشک لغوی مفہوم کے لحاظ سے یہ ہو سکتا ہے اور عربی لغت میں اس لفظ کے یہی معنی ہیں۔ لیکن عوام اس مفہوم کو نہ جاننے کے سبب گھبراتے ہیں اور اعتراض کرتے ہیں میں نے عرض کی کہ نبوت کا مسئلہ ہمارے ہاں ایسا نہیں کہ شرائط بیعت میں داخل ہو یا بیعت کے وقت اس کا اقرار لیا جاتا ہو یا اس کا ہم وعظ کرتے پھرتے ہوں (لیکن اب اس کے خلاف عمل ہو رہا ہے)

مولوی سید سرور شاہ صاحب اور دوسرے بزرگوں کی شہادت

تیسری شہادت مولوی سید سرور شاہ صاحب سابق پرنسپل جامعہ قادیان کی ہے جو اخبار بدر ۱۶ فروری ۱۹۱۱ء سے اس جگہ نقل کی جاتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:-

" لفظ نبی کے معنی اپنے مصدروں کے لحاظ سے دو ہیں اول اپنے خدا سے اخبار غیب پانے والا۔ دوم عالی رتبہ شخص جس شخص کو اللہ تعالیٰ بکثرت شرف مکالمہ سے ممتاز کرے اور غیب کی خبروں پر مطلع کرے وہ نبی ہے اس رنگ میں میرے نزدیک تمام مجددین سابق مختلف مدارج کے انبیا گذرے ہیں"

علاوہ ازیں اور بھی کئی ایک بزرگان مثل شیخ یعقوب علی صاحب تراب اڈیٹر الحکم۔ قاضی ظہور الدین صاحب اکمل۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری وغیرہ حضرات کی تحریرات بطور شہادت پیش کی جا سکتی ہیں۔ ان سب بزرگواروں نے صاحبزادہ صاحب کی طرح اپنی اپنی تحریریں میں جو سال ۱۹۱۰ء اور گیارہ کی شائع شدہ ہیں ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی مفہوم کے ساتھ تسلیم کیا ہے کہ نیا ہو یا پرانا نبی کوئی بھی آنحضرت کے بعد نہیں آسکتا اور سابقہ مجددین پر یہ لوگ لفظ نبی اور رسول کا اطلاق جائز سمجھتے رہے۔ برعکس اس کے بعد میں ان لوگوں کا یہ انکشاف کہ مرزا صاحب نے فلاں سن میں نبوۃ کا اعلان کیا تھا۔ کہاں تک حق بجانب ہو سکتا ہے۔ اگر مرزا صاحب کی زندگی میں دعوے نبوت کا اظہار ہو چکا ہوتا اور یہ بزرگ اس پر ایمان لے آئے ہوتے تو ۱۹۱۰ء اور گیارہ میں۔ عقیدہ اجرائے نبوت کے خلاف اور ختم نبوت کی تائید میں اس

قسم کے بیانات کیوں دیتے مثلاً سال ۱۹۰۱ء میں باپ اپنی نبوت کا اعلان کرتا ہے اور بیٹا اسی گھر میں رہتے ہوئے اور اپنے باپ کی نبوت کو تسلیم کرتے ہوئے پھر سال ۱۹۱۰ء میں کس طرح کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ نہ سچا اور نہ جھوٹا یہی حال دیگر اکابران کی تحریروں کا ہے۔ اس تحقیق سے مسئلہ اجرائے نبوت کی حقیقت معلوم ہو سکتی ہے۔

دعویٰ نبوت کی کوئی تبلیغ نہیں کی گئی

اسی طرح قال دقیل سے پہلے واقعات کے ذریعے ایک اور طریق سے بھی اس مسئلہ کی اصلیت معلوم کی جا سکتی ہے۔ صاحبزادہ صاحب کے اسی بیان پر غور کرو جس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب سال ۱۹۰۱ء تک اپنے آپ کو مجدد اور محدث سمجھتے تھے۔ مگر سال ۱۹۰۱ء میں تفہیم ہوئی کہ آپ محدث نہیں بلکہ نبی ہیں۔ اگر فی الواقعہ کبھی ایسی صورت پیش آئی تھی تو یہ ایک بہت بڑا تغیر اور انقلاب تھا کہ ایک شخص امتی سے نبی بن جاتا ہے۔ ایسی حالت میں تو بالطبع اس کو کوئی واضح اعلان کرنا چاہیئے تھا۔ جس سے اس کی پوزیشن دنیا پر مشتبہ نہ رہتی۔ بلکہ واضح ہو جاتی۔ مگر کیا کوئی قادیانی دوست ثبوت دے سکتا ہے کہ ۱۹۰۱ء یا ۱۹۰۲ء میں جس وقت آپ پر یہ القاء ہوا کہ آپ امتی نہیں بلکہ نبی ہیں۔ تو آپ نے یہ عہدہ پا کر کونسا اعلان کیا تھا۔ کیا بڑے بڑے پوسٹر شائع ہوئے تھے۔ الحکم، بدر، اور ریویو آف ریلیجنز وغیرہ میں اس ترقی عہدہ کے متعلق کچھ لکھا گیا۔ خصوصیت سے کوئی جلسہ کر کے اور جماعت کو قادیان میں بلا کر اپنا یہ دعوے سنایا گیا؟ مختلف شہروں اور قصبات میں مبلغ بھیج کر لوگوں کو دعویٰ نبوت سے مطلع کیا گیا؟ اور کیا ایسا کرنا ضروری تھا یا نہیں۔ پس ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ اس قسم کا کوئی اعلان دکھایا جائے اور ہم اس قسم کا مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں۔ کیونکہ دعویٰ نبوت کوئی ایسی چیز نہیں کہ اس کو اپنی ہی ذات تک محدود رکھا جائے بلکہ ایسا دعوے تو دنیا وجہان کے سامنے پیش کرنے کے لئے ہوتا ہے کیونکہ اس کے انکار سے انسان کافر بن کر دوزخ کا مستحق ہو جاتا ہے مگر ہم اور ہمارے ساتھ ایسے تمام لوگ خواہ موافق ہوں یا مخالف اپنے ذاتی علم کی بنا پر شہادت دے سکتے ہیں کہ ایسا کوئی واقعہ حضرت کی زندگی میں نہیں گذرا۔ آپ کا معمول تھا کہ معمولی سے معمولی واقعات کے پیش آنے پر اشتہار شائع فرماتے۔ اپنے احباب کو خطوط کے ذریعے اطلاع دیتے یا کتابیں اور رسالے لکھتے اور حالات پیش آمدہ کا اظہار بذریعہ تحریر و تقریر فرماتے۔ مگر یہ کیا ہوا کہ اتنے بڑے واقعہ کے پیش آنے پر ان سب اسباب پر سکوت اور خاموشی کی مہر ہے اور کوئی صریح شہادت اتنے بڑے واقعہ کے متعلق پیش نہیں کی جاتی یہاں تک کہ آپ کی وفات سے چھ سال بعد تک مسئلہ اجرائے نبوت کو پبلک کے سامنے زیر بحث نہیں لایا گیا۔ کوئی صاحب بتلائیں کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب مرحوم و مغفور کے زمانے میں کوئی مبلغ قادیان سے کسی شہر میں مسئلہ اجرائے نبوت پر وعظ یا بحث کرنے کی خاطر بھیجا گیا ہو۔ اس بحث کو اگر لفظی موشگافیوں سے الگ رکھا جائے تو ہمارے مطالبے کے مطابق واقعات کی ایک شہادت بھی پیش نہیں کی جا سکتی۔ اس سے بھی مسئلہ اجرائے نبوت روشنی میں آجاتا ہے اور ظاہر ہو جاتا ہے کہ دعویٰ نبوت مرزا صاحب کی طرف منسوب کرنا محض زبردستی ہے۔ جو بعد کی بناوٹ ہے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ صفحہ

ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے۔ اور ان کے معلومات وسیع ہوں۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں۔ کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا۔ اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔ ماسوا اس کے اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے۔ کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔

اس جلسہ پر جو کئی بابرکات مصالح پر مشتمل ہے۔ ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لائیں۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنےٰ ادنےٰ روکوں کی پرواہ نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔ اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔

کشف الظنون عن المراق والجنون

اردو ٹریکٹ سیریز میں مندرجہ بالا ٹریکٹ سے ایک

اور اضافہ ہوا ہے۔ یہ ٹریکٹ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی تصنیف ہے۔ مخالفین سلسلہ حضرت مسیح موعودؑ پر ایک بے حقیقت اور ناپاک الزام لگاتے ہیں۔ کہ آپ کو مراق کا مرض تھا۔ اور آپ معاذ اللہ مجنون تھے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے نہایت ہی شرح و بسط کے ساتھ ان اعتراضات کا جواب دیا ہے۔ اور مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے اس مسئلہ کو صاف کیا ہے۔ یہ ٹریکٹ نہایت مفید اور قابل مطالعہ ہے۔

اس امر کی ضرورت ہے کہ ہماری جماعت کے احباب یہ ٹریکٹ خرید کر ازالہ غلط فہمی کی خاطر کثیر تعداد میں غیر از جماعت بھائیوں تک پہنچا دیں۔ اگر دوست خود منگوا کر تقسیم کرنا چاہیں۔ تو خود منگوا لیں ورنہ مناسب کے نام قیمت بھیج دیں۔ تو انجمن خود مناسب حلقوں میں اسے تقسیم کرا دے گی۔ قیمت فی ٹریکٹ ۱؍ معہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ:۔ دفتر جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ہمدردی بنی نوع کیلئے اپیل

(ناعلان از محکمہ اطلاعات پنجاب)

حال میں بہار اور کوئٹہ میں جو زلزلے آئے ان سے ہمیں اس امر کا احساس ہو گیا ہے کہ اگرچہ قدرت کے ایسے مظالم کو دور کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے تاہم باقاعدہ امدادی تدابیر سے ایسے لوگوں کی تکلیف اور مصیبت کو کم کرنے کیلئے فوری کارروائی کی جا سکتی ہے جو بدقسمتی سے ایسے حالات میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ گذشتہ زلزلہ کے دوران میں پنجاب ریڈ کراس سوسائٹی نے اس روز جبکہ یہ افسوسناک خبر موصول ہوئی ڈاکٹروں اور نرسوں اور فرسٹ ایڈ کا کام کرنیوالوں کا ایک جتھا روانہ کیا لیکن اس کے روانہ کرنے میں بہت دقت پیش آئی۔ کیونکہ ان لوگوں کو جو شامل ہونا چاہتے تھے ایک عام اپیل شائع کرنا ضروری تھا۔

مستقبل میں ایسے ہنگامی حالات (اگر کوئی ہوں) سے عہدہ برا ہونے کیلئے یہ مناسب خیال کیا جاتا ہے کہ سوسائٹی مذکور کو پہلے ہی سے ان لوگوں کے نام معلوم ہونے چاہئیں جنہیں ضرورت کے وقت بلایا جا سکے۔ پنجاب ریڈ کراس سوسائٹی اور سینٹ جان ایمبولینس ایسوسی ایشن ایسے ڈاکٹروں، لیڈی ڈاکٹروں، نرسوں، مرہم پٹی کرنیوالوں اور ٹرینڈ فرسٹ ایڈ کا کام

ص ۱۴۴

مسدس حالی

تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور نے ہزار ہا روپیہ صرف کر کے عکسی، رنگین، سنہری بلاکوں کے ساتھ بڑھیا قسم کے ولائتی آرٹ پیپر پر سات خوشنما رنگوں میں طبع کیا ہے۔

کتاب کے ظاہری محاسن کو اسکی باطنی خوبیوں کے ہم پلہ بنانے کیلئے نہایت خوبصورت تیار کیا ہے جو صرف دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی ہے اتنی خوبصورت کتاب آج تک دنیا بھر میں نہیں چھپ سکی۔

ایک جلد اس شرط پر منگوائیے کہ اگر ناپسند ہو تو واپس کر کے اپنے دام مع محصول ڈاک واپس لے لیں۔

قسم اول تین روپیہ ۔ قسم دوم دو روپیہ ۔ قسم سوم ڈیڑھ روپیہ

ملنے کا پتہ: تاج کمپنی لمیٹڈ برانڈرتھ روڈ لاہور

چک ۴/۶ (بی) اسلام آباد کے لئے مزارعین کی ضرورت

اپنی جماعت کے زمیندار دوستوں کی خدمت میں اطلاع دیجاتی ہے کہ انجمن اپنے چک کی زمین بٹائی پر کاشت کراتی ہے مزارعین میں بعض عیسائی اور سکھ ہیں جن کی جگہ انجمن احمدی اور غیر از جماعت مسلمانوں کو رکھنا چاہتی ہے جو دیانتدار اور محنتی ہوں۔ جماعت کے زمیندار دوستوں کو اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اس سال تقریباً پندرہ اشخاص کو جگہ دی جائیگی۔ چک کی زمین عمدہ اور پانی کافی ہے۔ باقی امور کیلئے مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

مینیجر چک ۴/۶ (بی) ڈاک خانہ اوکاڑہ ضلع منٹگمری

ریلوے میں امیدواروں کی ضرورت

مغلپورہ اور سکھر کے مکینکل ورکشاپوں میں مستری کا کام سیکھنے والوں کی اسامیوں کیلئے درخواستیں مطلوب ہیں اس وقت ساری ۵۸ اسامیاں خالی ہیں جن میں سے ۴۱ مغلپورہ کے ورکشاپوں اور ۱۷ سکھر کے ورکشاپوں میں ہیں۔ فرقہ وارانہ تناسب کو ملحوظ رکھتے ہوئے بشرطیکہ الیکشن بورڈ کے نزدیک امیدوار لازمی صفات سے متصف ہوں۔ ۲۵ اسامیاں مسلمانوں کے لئے وقف کی جائیں گی جن میں سے ۱۶ مغلپورہ اور ۹ سکھر کے لئے مخصوص ہوں گی ۱۲ اسامیوں کو دوسری اقلیتوں کیلئے جن میں سکھ پارسی اور ہندوستانی عیسائی بھی شامل ہیں وقف کیا جائے گا۔ ان اسامیوں میں سے دس اسامیاں مغلپورہ اور دو اسامیاں سکھر کیلئے مخصوص ہیں۔

۲۔ داخلہ کیلئے کم از کم اپر پرائمری تک کی تعلیم ضروری قرار دی گئی ہے عمر اور تعلیمی قابلیت کے متعلق اصلی سکول سرٹیفکیٹ درخواست کے ہمراہ آنے چاہئیں۔

۳۔ جن امیدواروں کی عمر یکم ... کو ۱۵ سال سے کم اور ۱۸ سال سے زیادہ ہوگی۔ انہیں تقرری کیلئے انتخاب نہیں کیا جائے گا

۴۔ کام سیکھنے کی پانچ سالہ مدت کے دوران میں کامیاب امیدواروں کو مندرجہ ذیل وظیفہ دیا جائیگا:۔

پہلا سال ۰—۴—۶ ۔ تیسرا سال ۰—۹—۰
دوسرا سال ۰—۷—۰ ۔ چوتھا سال ۰—۱۱—۶
پانچواں سال ۰—۱۳—۶

۵۔ جو امیدوار مغلپورہ کے ورکشاپوں میں کام کرنا چاہیں۔ انہیں چاہیئے۔ ذیل کے پتے پر ۲۵/۱۲ تک درخواستیں بھیجدیں اور جو امیدوار سکھر کے ورکشاپوں میں کام کرنا چاہیں وہ اپنی اپنی درخواستوں کو ۲۵/۱۲ تک براہ راست ورکس منیجر نارتھ ویسٹرن ریلوے سکھر شاپس کی خدمت میں ارسال کریں

(سپرنٹنڈنٹ مکینکل ورکشاپ لاہور)

خبریں

لاہور کے حالات

—— لاہور میں امن وامان قائم ہو گیا ہے۔ فوج اور پولیس کے انتظامات بدستور ہیں۔ گرفتاریاں عمل میں لائی جارہی ہیں۔ مقدمات کی سماعت بھی شروع ہو گئی ہے۔ گزشتہ تین چار روز میں تشویشناک افواہیں پھیلتی رہیں۔ لیکن تحقیقات کے بعد غلط ثابت ہوتی رہیں۔ ملزمین کے علاوہ پولیس اس وقت تک ساٹھ غنڈوں کو گرفتار کر چکی ہے۔

—— لاہور ۵ دسمبر پولیس نے گوردوارہ چومالہ کے گرنتھی بھائی نرائن سنگھ کو بھی زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری گرفتار کر لیا ہے۔ موچی اور دہلی دروازے کے تقریباً دو درجن مسلمان گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ شبہ کی بنا پر کل گرفتاریوں کی تعداد ساٹھ تک پہنچ چکی ہے۔ جن میں ہندو مسلم سکھ سبھی شامل ہیں۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ گوردوارہ شہید گنج کا گرنتھی سجان سنگھ بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔ گرفتار ہونے والوں میں سے اکثر ضمانت پر رہا ہو گئے ہیں۔

—— ہسپتال میں دو زخمی مسلمان شہید ہو گئے ہیں۔ ایک مسلمان۔ دو ہندو اور ایک سکھ مریض کی حالت نازک بیان کی جاتی ہے۔ باقی زخمی روبصحت ہیں۔

—— ہسپتال میں شہید ہونے والے مسلمانوں میں سے ایک نام رئیس احمد ہے۔ جو امروہہ ضلع مراد آباد کا رہنے والا تھا۔ اور بالکل نوجوان تھا۔ یکم دسمبر کو شاہ عالمی دروازہ کے باہر ہندوؤں اور سکھوں کی لاٹھیوں اور کرپانوں سے شدید زخمی ہو کر داخل ہسپتال ہوا تھا۔ ۴ دسمبر کو پوسٹ مارٹم کے بعد لاش رشتہ داروں کے سپرد کی گئی اور قبرستان میانی صاحب میں سپرد خاک کی گئی۔ قبرستان کے قرب وجوار میں پولیس کا غیر معمولی انتظام تھا۔

—— دوسرے شہید کا نام حاجی فتح دین تھا۔ یہ بھی شاہ عالمی دروازہ کے اندر ہندوؤں اور سکھوں کے ہاتھوں شدید زخمی ہوئے تھے۔ ان کے سر پر ضربات آئی تھیں جن کی وجہ سے دماغ خراب ہو گیا تھا۔ آپ معزز و معمر آدمی تھے۔ ٹھیکیداری کا کام کرتے تھے۔ آپ کی لاش ۵ دسمبر کو پوسٹ مارٹم کے بعد لواحقین کے سپرد کی گئی اور قبرستان میانی صاحب میں سپرد خاک ہوئی۔ اس روز بھی پولیس کا کافی انتظام تھا۔

—— ۲/۳ دسمبر کی درمیانی شب کو اکالی لیڈر ماسٹر تارا سنگھ امرتسر سے لاہور آرہے تھے۔ تو مغلپورہ کے ریلوے سٹیشن پر ایک پولیس آفیسر نے آپ سے کرپان مانگی۔ لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ لاہور سٹیشن پر جب آپ اترے تو پولیس آپ کو تھانہ نولکھا میں لے گئی۔ اور وہاں مسٹر سکاٹ نے آپ سے بزور کرپان لے لی۔

—— ماسٹر تارا سنگھ کا بیان ہے۔ کہ اس کشمکش میں آپ کی پگڑی گر گئی اور کرپان چھیننے کے بعد آپ کو دھکے دے کر نکال دیا۔ آپ نے اس توہین آمیزی کے خلاف اعلیٰ حکام کو تاریں دی ہیں۔ اور قانونی چارہ جوئی کا بھی ارادہ رکھتے ہیں۔

—— لاہور ۴ دسمبر آج بعد دوپہر مرزا محمد سلطان احمد کیف ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر روزنامہ "لاہور گزٹ" کو زیر دفعہ ۱۵۳/۳۰۲ تعزیرات ہند گرفتار کر لیا۔ آپ پر ترغیب قتل اور امن شکنی کے الزامات ہیں۔

—— لاہور ۵ دسمبر آج کیف صاحب کو سٹی مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ آپ کی درخواست ضمانت اس بنا پر نامنظور کر دی گئی کہ آپ کے خلاف سنگین الزامات ہیں۔

—— حکومت کے اعلان کے مطابق پولیس اس بات کی خاص طور پر نگرانی کر رہی ہے۔ کہ کوئی شخص کرپان تلوار یا لاٹھی وغیرہ لے کر باہر نہ نکلے سکھوں سے کرپانیں بھی چھینی جارہی ہیں سکھ لیڈروں اور انجمنوں نے اس کے خلاف احتجاجی قراردادیں منظور کی ہیں لیکن معلوم ہوا ہے کہ حکومت سکھوں کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک روا رکھنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ باہر سے آنے والے ساڈھو

ہندوستان

—— انڈین نیشنل کانگریس کو قائم ہوئے پورے پچاس سال ہو چکے ہیں۔ اس لئے ۲۸ دسمبر کو کانگریس کی گولڈن جوبلی منانے کا اعلان کیا گیا ہے۔ اصل تقریب تو بمبئی میں منائی جائے گی کیونکہ کانگریس کا پہلا اجلاس اسی شہر میں منعقد ہوا تھا۔ دیگر مقامات پر بھی کانگریسی جشن منانے کی تیاریاں کر رہے ہیں تجویز ہے۔ کہ اس روز چراغاں بھی کیا جائے۔

—— نئی دہلی ۵ دسمبر ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ قانون ترمیم ضابطہ فوجداری کا اطلاق صوبہ دہلی پر بھی کر دیا گیا ہے۔ اس قانون کے ماتحت مقامی حکام نے چند آدمیوں کو نوٹس بھی دئے ہیں۔

—— راولپنڈی ۴ دسمبر یہاں مسلم سکھ فساد ہوتے ہوتے رہ گیا۔ سکھ مسجد کے سامنے ڈھول بجا بجا کر ایک دیوان کے انعقاد کا اعلان کر رہے تھے مسلمانوں نے ڈھول بجانے پر اعتراض کیا جس سے کشیدگی بڑھ گئی۔ لیکن ایک مسلمان مجسٹریٹ کی کوشش سے معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ بطور احتیاط شہر کے مختلف حصوں میں پولیس کا پہرہ قائم کر دیا گیا ہے۔

—— دہلی ۵ دسمبر سیٹھ حاجی عبداللہ ہارون نے اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں اس مضمون کی قرارداد پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ کہ حکومت عراق ایسے قوانین کا نفاذ کرنے والی ہے۔ جو عراق سے ہندوستانی تاجروں کے اخراج پر منتج ہونگے۔ اس لئے ہندوستان میں رہنے والوں عراقیوں پر بھی پابندیاں عائد کی جائیں۔

—— امرتسر ۵ دسمبر نصف درجن احراری لیڈروں کو زیر دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت قادیاں یا اس کے چار میل تک داخل ہونے کی ممانعت کی گئی ہے۔ اور حکم دیا گیا ہے۔ کہ وہ آج سے تا حکم ثانی قادیاں میں داخل نہ ہوں اس نوٹس کی نقول دفتر احرار کے سامنے اور دوسرے اہم مقامات پر چسپاں کر دی گئی ہیں۔ یہ نوٹس احراری لیڈروں کے ۸ دسمبر کے مجوزہ داخلہ قادیاں کے سلسلہ میں ہے۔ آج صبح کی خبر ہے کہ اس حکم

—— حیدرآباد دکن۔ ۵ دسمبر اعلیٰ حضرت حضور نظام دکن۔ ماہ جنوری ۱۹۳۶ء میں شمالی ہندوستان کا دورہ کریں گے۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ آپ اس سلسلہ میں دہلی علی گڑھ، اجمیر، بنارس اور بڑودہ بھی تشریف لے جائیں گے۔ اور اپنی سلور جوبلی کی تقریب سے قبل حیدرآباد واپس مراجعت فرمائیں گے۔ تمام ممالک آصفیہ میں اعلیٰحضرت کی سلور جوبلی کی وسیع پیمانہ پر تیاریاں ہو رہی ہیں۔

—— سلور جوبلی کے بہت سے پروگرام حضور ممدوح کی خدمت میں پیش ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک آپ نے کسی کی منظوری نہیں بخشی منشائے مبارک یہ ہے۔ کہ جوبلی فنڈ کو ایسے امور پر صرف کیا جائے جس سے رعایا کو فائدہ پہنچے۔

—— ۸ دسمبر کو جو یوم شہید گنج منایا جانے والا تھا۔ وہ لاہور کے تازہ فسادات کی وجہ سے ملتوی کر دیا گیا۔

—— لاہور کے قریب شیخوپورہ میں بھی ہندو مسلم تعلقات کشیدہ ہو رہے ہیں۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ شیخوپورہ نے دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا ہے

—— منشی محمد دین صاحب ایڈیٹر اخبار "میونسپل گزٹ" کا ۲ دسمبر کو بعارضہ نمونیہ انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم پنجاب کے بہت پرانے اخبار نویس تھے۔

—— ناگپور ۴ دسمبر ایڈیشنل جوڈیشل کمشنر نے دیوان سنگھ مفتون ایڈیٹر اخبار "ریاست" دہلی کی اپیل کا فیصلہ سنا دیا۔ جرم بحال رکھا۔ لیکن سزا نو ماہ کی بجائے تین ماہ کر دی ہے۔

ممالک خارجہ

—— لندن ۴ دسمبر دارالامرا نے جدید انڈیا بل چیلی خوانگی کو منظور کر لیا ہے

—— لندن ۴ دسمبر ملک معظم کی ہمشیرہ شہزادی وکٹوریہ کا انتقال ہو گیا۔ اس وجہ سے ملک معظم بہ نفس نفیس پارلیمنٹ کا افتتاح نہیں فرما سکے

—— ایتھنز ۵ دسمبر آج صبح ہوائی فوج کے افسروں کی اقامت گاہ اور ایک اخبار کے دفتر کے سامنے بم پھٹنے کے تین واقعات ہوئے لیکن کسی انسانی جان کے اتلاف کی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ شاہ یونان بخیریت یہاں پہنچ گئے ہیں۔ آج چالیس ہزار آدمیوں نے بادشاہ کے حق میں عظیم الشان مظاہرہ کیا۔ حکومت ایران نے سیاسی مجرمین کے لئے عام معافی کا اعلان کر دیا ہے۔

—— لندن ۵ دسمبر مسٹر ریمزے میکڈانلڈ نے ایک اخباری ملاقات میں کہا۔ کہ یہ افواہ بالکل غلط ہے۔ کہ میں لارڈ کا خطاب قبول کر کے ایوان امراء میں جاؤنگا۔ اور اس طرح وزارت میں شریک ہو سکوں گا۔ بلکہ میرا ارادہ ابھی تک سیاسی میدان سے پیچھے ہٹنے کا نہیں۔ اور میں بدستور مقابلہ کروں گا۔

—— عدیس ابابا۔ ۴ دسمبر برطانوی سفیر متعینہ حبشہ نے ہندوستانیوں کو متنبہ کیا ہے۔ کہ انہیں حبشہ میں دوبارہ آنے کے لئے کسی قسم کی سہولتیں مہیا نہ کی جائینگی۔

—— گزشتہ ہفتہ جزائر برطانیہ میں بارش اور برف کا شدید طوفان آیا جس سے مختلف مقامات پر کافی نقصان ہوا۔

—— اٹلی وحبشہ کی جنگ بدستور شروع ہے۔ خبریں تاحال متضاد ہی آرہی ہیں۔ لیکن عام خیال یہ ہے۔ کہ اس وقت حبشہ کا پلہ بھاری ہے۔ مسولینی کے دم خم بظاہر ڈھیلے ہی ہیں۔

—— روما۔ ۴ دسمبر ایک تقریر کے دوران میں مسولینی نے کہا کہ تعزیری اقدامات اطالیہ پر کوئی برا اثر نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اطالیہ کے پاس مواد خام کا بہت بھاری ذخیرہ موجود ہے۔

—— لندن۔ ۴ دسمبر عدیس ابابا کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ اطالوی رسل و رسائل کو بڑا نقصان پہنچ رہا ہے۔ اور عدم تجربہ اور خلاف توقع موسم کی خرابی بے حد نقصان رساں اور تکلیف دہ ہے۔ شمالی محاذ میں اطالوی فوجوں کے اقدامات جدید کی کمانڈر انچیف کی آمد تک ملتوی ہو گئے ہیں۔ تاکہ جدید فتح شدہ علاقہ کی تنظیم کے انتظامات کئے جا سکیں۔

—— عدیس ابابا۔ ۵ دسمبر ہرار سے اطلاع موصول ہے۔ کہ حبشی فوج نے ترکی مشیر جنرل وہیب پاشا کی نگرانی میں دجابور سے برطانوی شمالی لینڈ اور ہرار سے جیجی جاتک ہنڈنبرگ لائن تعمیر کر لی ہے۔ اطالوی افواج کو کئی جگہ شکست فاش ہوئی ہے حبشیوں نے اطالوی فوج سے کثیر مقدار میں اسلحہ چھینا ہے۔ اب اطالوی حکام اپنی فوجوں کی از سر نو تنظیم کر رہے ہیں۔

—— عدیس ابابا۔ ۴ دسمبر حبشی افواج نے اطالویوں کے خلاف جارحانہ اقدام شروع کر دیا ہے۔ اور آج سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ اطالوی افواج نے جبرا ہائی اور اجرلوجوبی کے مقامات کو خالی کر دیا ہے۔

—— مصر میں برطانی اشیاء کے بائیکاٹ کی تحریک زوروں پر ہے۔ بیگم زاغلول پاشا نے اعلان کیا ہے۔ کہ وہ آئندہ کبھی انگریزی زبان بولنے اور لکھنے میں استعمال نہیں کریں گی۔

—— لندن ۵ دسمبر پیرس میں حبشہ واٹلی کے درمیان صلح کرانے کے متعلق برطانوی اور فرانسیسی ماہرین کی بحث جاری ہے۔ فرانس کی ایک تجویز ہے۔ کہ حبشہ اجادین کا علاقہ اٹلی کو دے دے۔

—— شمالی ٹرانسوال میں شدید قحط رونما ہو گیا ہے۔ سال بھر میں مطلق بارش نہیں ہوئی۔ زمیندار فاقہ کشی کر رہے ہیں اینکڑوں مویشی روزانہ مر رہے ہیں۔

مراسلات

مسئلہ جہاد پر گفتگو

اس اتوار یعنی یکم دسمبر کی صبح کو ڈاکٹر الٰہ بخش صاحب مسلم ہوسٹل میں تشریف لائے۔ پچھلے اتوار کو غیر از جماعت طلباء ہوسٹل نے مسئلہ جہاد کے متعلق اعتراض کیا تھا کہ حضرت مرزا صاحب نے جہاد کو منسوخ قرار دیا ہے۔ چونکہ اس روز کمی وقت کی وجہ سے اس پر گفتگو نہ ہو سکی۔ اس لئے آج ڈاکٹر صاحب نے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی۔ تقریر بزبان انگریزی ہوئی جس کے خاتمہ پر حسب معمول سوالات کا موقعہ دیا گیا۔ چنانچہ تمام تقریر و سوالات و جوابات کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ جہاد کے لغوی معنی جدوجہد اور سعی و کوشش ہیں اور اسلام میں جہاد کا مقصد تزکیہ نفس اور ارتقائے نسل انسانی کے لئے جدوجہد ہے۔ گویا جہاد کے دو پہلو ہیں۔ ایک پہلو تو یہ ہے کہ انسان ذاتی تزکیہ نفس کرے اور اپنے اندر اچھے اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کرے یہ جہاد کا مفہوم تقریباً اور مذاہب میں بھی پایا جاتا ہے اور وہاں تزکیہ نفس کے مختلف طریق ہیں۔ لیکن اسلام میں دوسرے پہلو کو بھی رکھا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جس نور سے ہم نے حصہ پایا ہے۔ اس نور کو دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کریں۔

اس موقع پر ڈاکٹر صاحب نے نبی اور مجدد کے فرق کو بتاتے ہوئے فرمایا کہ نبی اللہ تعالےٰ سے احکام پاتا ہے وہ کسی کا متبع نہیں ہوتا۔ بلکہ مطاع ہوتا ہے۔ مجدد صرف نبی کے دین کی تجدید کرنے کے سوا کچھ نہیں کرتا۔ وہ نبی ہی کی تعلیم اور اصول کو پیش کرتے ہوئے زمانہ کی ضروریات کا حل پیش کرتا ہے۔ اس صدی کے مجدد حضرت مسیح موعود نے بھی اپنی طرف سے کچھ نہیں کیا۔ بلکہ قرآن شریف سے ہی مسلمانوں کی موجودہ مشکلات کا حل پیش کیا ہے اور جیسا کہ آپ کی تحریرات سے ثابت ہوتا ہے۔ آپ نے دنیائے اسلام کو پہلا پیغام یہی دیا کہ ہر قسم کی دینی کتابوں پر خواہ وہ احادیث ہوں یا اقوال آئمہ ہوں۔ قرآن کریم کو ترجیح دی جائے اس کی تائید میں ڈاکٹر صاحب نے حضرت مسیح موعود کی ایک تحریر جو مولوی محمد حسین صاحب کے مابین مباحثہ میں ہوئی تھی پڑھ کر سنائی۔ اور پھر تقریر کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ جب آپ نے قرآن کریم کو ہر حالت میں اور ہر چیز پر مقدم کیا ہو تو یہ ممکن ہی نہیں ہو سکتا کہ جو شخص قرآن کریم کے ایک ایک لفظ کی عدیم المثال عزت و تکریم دل میں رکھتا ہو وہ قرآن کریم کے کسی حکم کو منسوخ کرے۔ لہٰذا یہ اعتراض کہ حضرت مرزا صاحب نے قرآنی حکم جہاد کو منسوخ کیا بر خود غلط ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے جہاد کے متعلق جو کچھ فرمایا وہ عین قرآن کریم کے مطابق فرمایا اور جیسا کہ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے۔ جہاد بالسیف کو ہی مسلمانوں کا مقصد واحد جہاد قرار نہیں دیتا۔ بلکہ مسلمانوں کا اصل مقصد تزکیہ نفس اور اشاعت نور اسلام ہے۔ اس ضمن میں سب سے ضروری چیز جو مسلمانوں کا ہتھیار قرار دی گئی ہے۔ وہ قوت برداشت اور استقلال ہے اور اگر تلوار کا کبھی استعمال کیا۔ تو صرف اس وقت جبکہ قرآنی نور کی اشاعت میں رکاوٹ پیدا ہو گئی اور کفار مذہبی آزادی میں مخل ہو گئے۔ گویا اسلام مذہبی رواداری کا علمبردار ہے اور اگر مسلمانوں نے کبھی تلوار بھی اٹھائی تو اسی اصول کو برقرار رکھنے کی خاطر۔ حضرت مرزا صاحب نے بھی یہی فرمایا کہ اسلام تلوار کے بل بوتے پر نہیں پھیل سکتا۔ بلکہ قرآن کریم میں بھی خدا تعالیٰ نے صاف فرمایا ہے۔ اذن للذین یقٰتلون بانھم ظلموا وان اللہ علیٰ نصرھم لقدیر۔ لڑائی کرنے کی اجازت ان کو دی گئی ہے جن سے جنگ کی جاتی ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں اور اللہ انہیں مدد دینے پر قادر ہے۔ سو جہاں مسلمانوں کا خاصہ آزادیٔ مذہب اور امن پسندی ہے وہاں کفار کا مذہب عبادتگاہوں کو گرانا اور مذہبی تشدد ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے حالات اس پر گواہ ہیں۔ مکہ میں مسلمانوں نے کمال صبر و برداشت سے کام لیا اور کفار کی سختیوں کے مقابلہ میں صرف ایک چیز کے خواہشمند رہے کہ انہیں مذہبی آزادی دی جائے۔ مگر کفار نے نہ مانا بالآخر ہجرت کرنی پڑی اور پھر مدینہ میں بھی کفار نے پہلے حملہ کیا۔ پھر اگر ان کی مدافعت نہ کی جاتی تو اس کا مطلب یہ تھا کہ مذہبی آزادی کے علمبرداروں کا نام و نشان مٹا دیا جاتا۔ مگر خدا تعالےٰ غیور رہے اس نے پھر مدافعانہ رنگ میں مسلمانوں کو مقابلہ کی اجازت دی پس ہم حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی میں ہی ایک نقشہ اشاعت اسلام کا دیکھتے ہیں۔ سورہ جمعہ میں آیت ھو الذی بعث فی الامیین رسولا.. .... یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکیھم میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اس زمانہ میں بھی حضرت رسول کریم کے ایک غلام یعنی مرزا صاحب نے اشاعت اسلام کا پروگرام دنیا کے سامنے رکھا۔ اس کے لئے تلوار کے استعمال کی ضرورت نہ سمجھی بلکہ خود ان کے گھر میں بھی لوگوں کو مسلمان بنانے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ اس لئے زمانہ کے حالات کے مطابق اشاعت اسلام کیلئے قابل عمل پروگرام سوائے اس پروگرام کے جو حضرت مرزا صاحب نے پیش کیا اور کچھ نہیں ہو سکتا تھا اور اگر مرزا صاحب نے یہ فرمایا کہ اس زمانہ میں جہاد بالسیف منع ہے تو اس کا مطلب ہے کہ حالات زمانہ اس کے متقاضی نہیں۔ یہاں ڈاکٹر صاحب نے بالخصوص اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ حضرت مرزا صاحب نے فقط اس جہاد کے نظریہ کو منسوخ قرار دیا ہے۔ جو عام ملا کے دماغ کی اختراع ہے یعنی ظالموں اور سفاکوں کی طرح ہاتھ میں تلوار لیکر اپنے دین کو منوانا، جو کہ قرآنی تعلیم لا اکراہ فی الدین کے بالکل مخالف ہے۔ اسلام تو اتنی رواداری سکھاتا ہے کہ مسلمان دیگر مذاہب کے عبادتخانوں کی ان کی جانوں اور مالوں کی حفاظت کریں۔ سورہ الحج میں مذکور ہے۔ الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور۔

مسلمانوں کی زندگیاں صرف اپنے دین کی اشاعت کیلئے ہی وقف نہیں ہونی چاہئیں بلکہ دوسرے لوگوں کے حقوق اور بہتری کیلئے بھی وقف ہونی چاہئیں اور یہ انتہائی مذہبی رواداری اور آزادی کا نشان ہے۔

اس وقت اگر ہم مسلمانوں کی حالت پر غور کریں تو سوائے خانہ جنگیوں کے اور کیا ہے۔ مسلمانوں میں اتفاق نہیں جرأت ہمدردی اور عمل بالکل مفقود ہے کیا ایسی حالت میں یہ لوگ اس قسم کے جہاد کے اہل ہو سکتے ہیں جس کی بعض علماء تعلیم دیتے ہیں۔ سب سے مقدم جہاد تو قرآن کریم کی اشاعت ہے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے وجاھدھم بہ جھادا کبیرا۔ جس میں بتایا ہے کہ اشاعت قرآن کریم سب سے بڑا جہاد ہے۔ جب اس قسم کا جہاد کرنے کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں تو جہاد بالسیف کی ضرورت کیسے ہوئی؟ مجدد وقت نے اس زمانہ کا بغور مطالعہ کیا۔ اس دہریت کے زمانہ میں فقط جہاد اشاعت قرآن کریم سے ہو سکتا تھا اور کسی چیز سے نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے اپنی ساری عمر اسی جدوجہد میں صرف کر دی۔

اعتراض:۔ ایک صاحب نے اعتراض کیا کہ تاریخ کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ قوم کی مذہبی روایات اور تہذیب کو برقرار رکھنے کیلئے سیاسی اقتدار کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ جذبہ غلامی میں سب باتیں مدغم ہو جاتی ہیں۔ اس لئے آپ کی جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور جو کہ اسلام کیلئے اتنا بڑا کام کر رہی ہے۔ اسے تو ضرور کوئی سیاسی اقتدار حاصل کرنے کیلئے کوئی پروگرام سامنے رکھنا چاہیئے۔

ڈاکٹر صاحب نے تسلیم کیا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ سیاسی اقتدار مذہبی روایات کے برقرار رکھنے میں ممد و معاون ہوتا ہے لیکن یہ کوئی ایسی چیز نہیں جس کے بغیر چارہ ہی نہیں۔ یہ صحیح ہے کہ دوسرے مذاہب کو سیاسی اقتدار کے بغیر پھلنا پھولنا نصیب نہیں ہوا۔ لیکن اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کی اشاعت کیلئے سیاسی قوت کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اس کے اصول اور تعلیم ہی ایسی ہے کہ جو دلوں کو مسخر کر لیتی ہے ابتدا اسلام کے آغاز سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کس طرح مایوسی کی حالت میں اٹھا اور کس قدر سرعت کیساتھ صفحہ ہستی پر پھیل گیا اور آج بھی بانی سلسلہ احمدیہ کو خدا تعالےٰ سے یہی پروگرام ملا ہے کہ اسلام کی دوبارہ کامیابی اسی راستہ سے ہو گی۔ جیسے کہ پہلے ہوئی۔ یعنی اسلام اپنی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے پھیلیگا اور دنیا نے دیکھ لیا کہ یہ پروگرام ہی موجودہ زمانہ میں قابل عمل اور مفید مطلب ہے اور جیسا کہ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے فرمایا تھا۔ اگر لارڈ ہیڈلے کی طرح چند اور لارڈ انگلستان میں مسلمان ہو جائیں تو ہندوستان کے مسلمانوں کی بہبودی کیا دنیاوی بہتری بھی پنہاں ہے پس حضرت مرزا صاحب کا پروگرام ایک ایسا پروگرام ہے کہ اس کے اندر سبھی باتیں آ جاتی ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے اس امر کی طرف بھی توجہ دلائی کہ آج مسلمانوں کے سامنے دو بہت وسیع میدان مجاہدے کیلئے پڑے ہیں۔ مغرب اسلام کا پیاسا ہے اور خود ہندوستان میں کروڑہا اچھوت مساوات بخشنے والے مذہب کے خواہاں ہیں اور وہ یقیناً اسلام کے علمبردار کو دیکھتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے مسلمان تو خاموش بیٹھے ہیں۔ لیکن وہ مذاہب جن میں اوروں کو اپنے اندر شامل کرنا جائز نہیں وہ بھی سیاسی اقتدار حاصل کرنے کیلئے اچھوتوں کو اپنے اندر شامل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن مسلمان جن کا بنیادی اصول ہی اشاعت اسلام تھا۔ اپنے موجودہ حصہ کو خارج کر رہے ہیں۔ مگر کس لئے محض جہاد کے اصل مفہوم کو نہ سمجھنے کے باعث۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اگر یہی اچھوت مسلمان ہو جائیں تو مسلمانوں کو سیاسی اقتدار خود بخود ہی حاصل ہو جائے گا۔ آپ نے اس امر کی طرف بھی توجہ دلائی کہ احمدیہ انجمن کے چند ہزار نفوس کے مجاہدے سے مغرب کے دلوں میں اسلام کے متعلق شکوک رفع ہو رہے ہیں۔ گو ابھی تھوڑا کام ہوا ہے لیکن جو زمین تیار ہو گئی ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ اگر ایسا جہاد کرنیوالے چند ہزار کی بجائے چند کروڑ ہوتے تو آج مغرب سارے کا سارا مسلمان ہوتا اور سب باتیں

اسلامی کتب کا بہترین ذخیرہ
تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی و اردو وغیرہ
بیان القرآن
یعنی اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن
خصوصیات ہر بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے۔ قرآن کریم کو ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے۔ تشریح لغت مکمل طور پر دی گئی ہے۔ لغت کی مستند کتب مفردات امام راغب، لسان العرب، تاج العروس کی بنا پر ترجمہ و تفسیر کیا گیا ہے۔ پرانی تفاسیر کا خلاصہ معہ حوالجات دیئے گئے ہیں۔ ہر قسم کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ ہر سورت کا آپس میں تعلق واضح کیا گیا ہے۔ موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر ہے
بیان القرآن کا مختصر ایڈیشن حمائل شریف مترجم کے نام سے شائع کیا گیا ہے
فضل الباری حصہ اول
یعنی اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری
خصوصیات بخاری شریف کی کتابوں، بابوں اور مضامین کو اس طریق سے رکھا گیا ہے کہ حجم بہت کم ہو گیا ہے۔ ترجمہ بامحاورہ ہے۔ مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور احادیث کو اس کے ماتحت رکھا گیا ہے۔ ہر قسم کے اعتراضات کو دور کیا گیا ہے۔ مسائل میں مختلف راویوں میں سے جو معقول اور مدلل ہوا سے ترجیح دی گئی ہے۔
اصل قیمت جلد اول مجلد للعہ روپے۔ رعایتی قیمت عتہ روپے
محصول ڈاک عہ علاوہ
سیرت خیر البشر
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مفصل سوانح عمری
تاریخ خلافت راشدہ
خلفائے راشدہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی کے حالات زندگی دیئے گئے ہیں
جمع قرآن
قرآن کریم کی جمع اور ترتیب کے متعلق تمام تاریخی واقعات اور غیر مسلموں کے قرآن کریم پر اعتراضات اور ان کا مفصل اور مدلل جواب دیا گیا ہے
قیمت مجلد عہ بے جلد ۱۲
مقام حدیث
اہل قرآن گروہ کا مدلل اور فیصلہ کن جواب ہے۔ ضرورت حدیث، تنقید حدیث اور جمع حدیث پر مفصل بحث
النبوت فی الاسلام
نبوت و رسالت، محدثیت اور مجددیت پر بحث
مقدمۃ القرآن حصہ اول
اس میں ہستی باری تعالیٰ پر دلائل قرآنی کو چار قسم پر تقسیم کر کے کل آیات قرآن کو جمع کیا گیا ہے
حقیقت المسیح
عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب از روئے قرآن کریم اور بائبل دیا گیا ہے
تصنیفات مختلف مصنفین
انوار القرآن
پارہ عم کی ایمان افروز تفسیر
مؤلفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب
گولڈن ڈیڈز آف اسلام
انتخاب صحاح ستہ
کامران
اردو ترجمہ یجر وید
المسیح الدجال
الروح
تناسخ
ولادت مسیح
رسالہ نماز
قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت
روزہ
حج
زکوٰۃ
اکرام الحق
المشتہر مینیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کامیابی کیلئے تقویٰ اور اعمال صالحہ کی ضرورت

مَیں اپنی جماعت کو مخاطب کرکے کہتا ہوں کہ ضرورت ہے اعمال صالحہ کی۔ خدا تعالیٰ کے حضور اگر کوئی چیز جا سکتی ہے تو وہ یہی اعمال صالحہ ہیں یصعد الیہ کلمۃ الطیب خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اس وقت ہمارے قلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواروں کے برابر ہیں لیکن فتح و نصرت اسی کو ملتی ہے جو متقی ہو۔ خدا تعالیٰ یہ وعدہ فرماتا ہے کان حقا علینا نصر المومنین۔ مومنوں کی نصرت ہمارے ذمہ ہے اور لن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا۔ اللہ مومنوں پر کافروں کو راہ نہیں دیتا اس لئے یاد رکھو کہ تمہاری فتح تقویٰ سے ہے ورنہ عرب تو نرے لیکچرار اور خطیب اور شاعر ہی تھے انہوں نے تقویٰ اختیار کیا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فرشتے ان کی امداد کے لئے نازل کئے۔ تاریخ کو اگر انسان پڑھے تو اسے نظر آجائیگا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جس قدر فتوحات کیں وہ انسانی طاقت اور سعی کا نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک بیس سال کے اندر ہی اندر اسلامی سلطنت عالمگیر ہوگئی۔ اب ہم کو کوئی بتاوے کہ انسان ایسا کر سکتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ متقی کے معنی ہیں ڈرنیوالا۔ ایک ترک شر ہوتا ہے اور ایک افاضہ خیر۔ متقی ترک شر کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے اور محسن افاضہ خیر کو چاہتا ہے میں نے اس کے متعلق ایک حکایت پڑھی ہے کہ ایک بزرگ نے کسی کی دعوت کی۔ اور اپنی طرف سے مہمان نوازی کا پورا اہتمام کیا اور حق ادا کیا۔ جب وہ کھانا کھا چکے۔ تو بزرگ نے بڑے انکسار سے کہا کہ مَیں آپ کے لائق خدمت نہیں کر سکا۔ مہمان نے کہا کہ آپ نے مجھ پر کوئی احسان نہیں کیا بلکہ مَیں نے احسان کیا ہے کیونکہ جس وقت تم مصروف تھے۔ میں تمہاری املاک کو آگ لگا دیتا تو کیا ہوتا۔ غرض متقی کا کام یہ ہے کہ برائیوں سے باز آوے۔ اس سے آگے دوسرا درجہ افاضہ خیر کا ہے۔ جس کو یہاں محسنون کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے کہ نیکیاں بھی کرے۔ پورا راستباز انسان تب ہوتا ہے کہ جب بدیوں سے پرہیز کرکے یہ مطالعہ کرے کہ نیکی کونسی کی ہے۔

(تقریر ۱۹ر جنوری ۱۸۹۸ء)

اخبار احمدیہ

— مرکز میں سالانہ جلسہ کے انتظامات شروع ہوگئے ہیں۔ تمام وابستگان سلسلہ کو بھی ابھی سے اس میں شمولیت کی تیاری کر لینی چاہیے اور جہاں تک ممکن ہو اپنے ارادہ شمولیت کی جلد از جلد اطلاع دیدیں۔

— زنانہ دستکاری کی نمائش کے متعلق قبل ازیں متعدد اعلانات ہوچکے ہیں۔ یہ کام بھی بہت ضروری ہے۔ تمام اشیاء جلد از جلد موصول ہو جانی چاہئیں۔ تاکہ ان کی قیمتوں کا تعین کر کے انہیں نمائش کے لئے مناسب ترتیب سے رکھا جاسکے مبلغین صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنے حلقوں سے دستکاری کی اشیاء فراہم کرکے ۱۵ دسمبر تک ارسال فرما دیں۔

— نیاز عرفانی صاحب جموں سے تحریر فرماتے ہیں کہ چودھری عبدالرحمان صاحب سپرنٹنڈنٹ محکمہ تعلیم جموں کے گھر اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے (مبارکباد)

— میاں عبدالحی صاحب بی اے۔ ایل ایل بی وکیل کو بھی خدا کے فضل سے یہ مسرت حاصل ہوئی ہے (مبارکباد) دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو صحت و مسرت کیساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے آمین ثم آمین۔

— جناب محمد رمضان صاحب منڈی بہاؤالدین سے تحریر فرماتے ہیں کہ کئی ماہ سے ان کی صحت خراب ہے۔

— جماعت کے ایک دوست مشکلات میں مبتلا اور احباب سلسلہ سے طالب دعا ہیں۔

— ایک غیر از جماعت دوست جو سلسلہ سے بہت حسن ظن رکھتے ہیں عرصہ سے بیمار ہیں اور دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

— جماعت کے دیگر مریض اور ضرورتمند بھائی بھی احباب کی دعاؤں کے محتاج ہیں۔ ان سب کیلئے دردِ دل سے دعا کی جائے

— انچارج صاحب نشر تبلیغ درخواست کرتے ہیں کہ آجکل متعدد مبلغین و محصلین مختلف علاقوں میں دورہ کر رہے ہیں احباب ان کی ہر ممکن امداد فرما کر ممنون فرمائیں

حضرت مسیح موعودؑ پر دعوئے نبوت کا غلط اور بے بنیاد اتہام

(از قلم شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹی)

(۲)

نبی اور رسول کے الفاظ کو آپکی تشریح کے مطابق سمجھنا چاہیئے

اب ہم دکھانا چاہتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے ہرگز ہرگز دعوئے نبوت نہیں کیا بلکہ آپ کا دعوئے محدث اور مجدد ہونے کا تھا۔ ہمارا یہ بیان ایک زبردست تحقیق پر مبنی ہوگا۔ ہمارے خیال میں آپ کے دعوئے کے سمجھنے میں مغالطے کی ایک بھاری وجہ یہ ہے کہ آپ کی بعض وضع کردہ اصطلاحات کو آپ کی تشریحات کے ساتھ حل کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ مثلاً لفظ نبی مرسل یا رسول آپ کی کسی عبارت میں پاکر پھر یہ نہیں دیکھا جاتا۔ کہ مصنف کی ان الفاظ کے استعمال کرنے سے کیا مراد ہے۔ بلکہ اس سے اپنا عقیدہ نکالنے کے لئے زور استدلال صرف کردیا جاتا ہے۔ ہم نے کبھی اس حقیقت کا انکار نہیں کیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے لفظ نبی یا رسول کا استعمال اپنے لئے نہیں کیا ہے۔ بلکہ ہماری گزارش یہ ہے۔ کہ جہاں جہاں آپ نے لفظ نبی اور رسول کا استعمال فرمایا ہے۔ وہاں ہمیشہ مکمل احتیاط کو ملحوظ رکھتے ہوئے ساتھ ہی ایسی تشریح بھی کردی ہیں۔ کہ ان تشریحات کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ ایک بے لاگ محقق کا دماغ کبھی اس طرف منتقل نہیں ہوسکتا۔ کہ ان الفاظ کے استعمال سے آپ کی مراد دعوئے نبوت ہے۔ پس ہماری بحث لفظ نبی اور رسول کے استعمال پر نہیں۔ بلکہ حسب تشریحات مصنف رسول اور نبی کے مفہوم پر ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے ہمارا الزام لفظ نبی اور رسول کا اطلاق اپنے لئے حقیقی اور اصلی معنوں میں کرتا ہے یا لغوی رنگ میں محض استعارہ اور مجاز کے طور پر۔ ہم حضور کی تصنیفات سے ان اصطلاحات اور تشریحات کو پیش کریں گے۔ جو قرینہ کے طور پر آپ نے اس غرض سے استعمال فرمائی ہیں۔ تا وہ اصطلاحات مقام نبوت اور آپ کے دعوے کی تشخیص کے لئے حد فاصل کا کام دیں۔

حضرت آدمؑ سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک جس قدر انبیاء علیہم السلام خدا تعالےٰ کی طرف سے مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ ان کو قرآن کریم اور احادیث میں صرف نبی اور رسول کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔ مگر مرزا صاحب جب اپنے اوپر ان الفاظ کا استعمال فرماتے ہیں۔ تو اس کے ساتھ کچھ اضافہ کرتے ہیں یعنے ظلی نبی بروزی نبی۔ امتی نبی۔ لغوی نبی۔ عکسی نبوت۔ مستعار نبوت وغیرہ اب ظاہر ہے کہ اگر آپ کی نیت میں محض دعوئے نبوت ہی مقصود خاطر تھا۔ تو پھر اس قدر غیر منقلہ خطابات کو اکٹھا کرنے اور اس قدر مزید اضافہ کی ضرورت ہی کیا تھی۔ یہ اصطلاحات دعوئے نبوت کے لئے اس قدر خطرناک ہیں۔ کہ ایک اصطلاح کے استعمال سے بھی دعوئے نبوت کالعدم ہوجاتا ہے۔ پھر ان اصطلاحات سے چڑنا اور ان کو دعوئے سمجھ لینا کس قدر غلطی ہے۔

ایک بڑی بھاری خصوصیت آپ کے کلام میں یہ بھی پائی جاتی ہے۔ کہ جس طرح پر بعض خاص فن کے مصنف اپنی تصنیف میں اصطلاحی الفاظ کا استعمال کرتے ہیں۔ تو ساتھ ہی وہ اپنی تصنیف میں ان کی تشریح بھی کردیتے ہیں۔ تاکہ مصنف کا منشا سمجھنے میں کسی قسم کی غلط فہمی واقعہ نہ ہو مثلاً طب یا تصوف کی کتابوں میں یا سرکاری قانون میں بعض اصطلاحی الفاظ کا استعمال ہوتا ہے جن کی تشریح علیحدہ کردی جاتی ہے۔ اب جہاں کہیں ایسے الفاظ کا استعمال ہوگا۔ کسی کو اپنی طرف سے معنے کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص ایسا کریگا۔ تو مصنف کی منشاء کے خلاف ہوگا۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتب میں لفظ نبی یا مرسل یا رسول وغیرہ کی تشریحات فرمادی ہیں۔ اب جو شخص ان تشریحات کی خلاف ورزی کرکے کچھ اور معنے کرتا ہے۔ وہ نتیجہ نکالنے میں کسی طرح حق بجانب نہیں ہوسکتا اور جو شخص ان تشریحات اور تعریفات کو نصب العین رکھے گا۔ وہ دیکھ لیگا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کو دعوئے نبوت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ ذیل میں ہم علیحدہ علیحدہ عنوانات قائم کرکے حوالجات نقل کریں گے جس سے یہ مضمون نہایت عمدگی کے ساتھ روشنی میں آجائیگا۔

نبی مرسل اور رسول کے استعمال میں اپنے متعلق تفریق و امتیاز

۱۔ بار بار کہتا ہوں۔ کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالےٰ کی طرف سے بے شک ہیں۔ لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں۔ اور جیسے یہ محمول نہیں ایسے ہی وہ نبی کرکے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے۔ وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وہ علم ہے جس نے سمجھنا ہو۔ سمجھ لے۔
(سراج منیر صفحہ ۳)

۲۔ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعوئے نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا۔ کہ اس میں دھوکا لگ جانے کا احتمال ہے۔ لیکن وہ مکالمات اور مخاطبات جو اللہ جل شانہٗ کی طرف سے مجھے ملے ہیں۔ جن میں یہ لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے۔ ان کو میں بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا۔ لیکن بار بار کہتا ہوں کہ الہامات میں جو لفظ مرسل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے۔ (ایسے الفاظ نہ اب نہیں بلکہ سولہ برس سے میرے الہامات میں درج ہیں۔ چنانچہ براہین احمدیہ میں پاؤ گے مخاطب میری نسبت پاؤگے) اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں (حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۲۷)

۳۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جیسا ہم نے ابھی بیان کیا ہے بعض اوقات خدا تعالےٰ کے الہام میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیا کی نسبت استعمال ہوجاتے ہیں وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے سارا جھگڑا یہ ہے۔ جسے نادان متعصب اور طرف کھینچ کیلے گئے ہیں۔ آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے۔ وہ انہیں مجازی معنوں کی رو سے ہے۔ جو صوفیا کرام کی کتابوں میں مسلّم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے ورنہ خاتم النبیین کے بعد نبی کیسا۔ (حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۲۸)

۴۔ تمام مسلمانوں کی خدمت میں گزارش ہے۔ کہ اس عاجز کے رسالہ فتح اسلام۔ توضیح مرام۔ ازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں۔ کہ محدث ایک معنے میں نبی ہوتا ہے۔ یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ نبوت ناقصہ ہے یہ تمام الفاظ اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کئے گئے ہیں۔ ورنہ حاشا وکلا مجھے ہرگز نبوت کا دعوے نہیں۔ (مجموعہ اشتہارات حصہ اول صفحہ ۹۷)

۵۔ یہ الفاظ بطور استعارہ ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ آیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جس کو خدا بھیجتا ہے وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے۔ اور فرستادے کو عربی میں رسول کہتے ہیں۔ اور جو غیب کی خبر خدا سے پاکر دیوے اس کو عربی میں نبی کہتے ہیں۔ اسلامی اصطلاح کے معنی اس جگہ نہیں۔ اس جگہ محض لغوی معنے مراد ہیں۔ (حاشیہ اربعین نمبر ۲ صفحہ ۱۸)

نوٹ: ان حوالجات میں حضرت مرزا صاحب لفظ نبی مرسل اور رسول کا استعمال اپنے اوپر بطور استعارہ اور مجاز اور لغوی رنگ میں فرماتے ہیں اور حقیقی معنوں اور اسلامی اصطلاح سے انکار فرماتے ہیں اس اصول کو اگر آپ کی تمام تحریرات میں مدنظر رکھا جائے تو دعوئے نبوت کسی صورت میں بھی آپ کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا۔

وحی نبوت اور نزول جبریل کو آنحضرت صلعم کی بعد ختم اور مسدود تسلیم کیا ہے

۱۔ اگر خدا تعالےٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے۔ اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے۔ کہ اب جبریل بعد وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔ (ازالہ اوہام۔ تقطیع کلاں صفحہ ۷۸۹)

۲۔ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبریل کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہوجائے اور ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو پیدا ہوجائے اور جو امر مستلزم محال ہو۔ وہ محال ہوتا ہے۔
(ازالہ اوہام تقطیع کلاں صفحہ ۷۹۱)

۳۔ کیونکر ممکن تھا۔ کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی اور نبی اسی مفہوم تام اور کامل کے ساتھ جو نبوت تامہ کی شرائط میں سے ہے۔ آسکتا۔ کیا یہ ضروری نہیں کہ ایسے نبی کی نبوت تامہ کے لوازم جو وحی اور جبریل ہے اس کے وجود کے ساتھ لازم ہونی چاہئے۔ کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین جبریل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں۔ لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔ کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائیگی۔
(ازالہ اوہام حصہ دوم تقطیع کلاں صفحہ ۷۹۶)

۴۔ اگر حضرت مسیح سچ مچ زمین پر اتریں گے۔ اور چالیس برس تک جبریل وحی نبوت لے کر ان پر نازل ہوتا رہے گا۔ تو کیا ایسے عقیدے سے دین اسلام باقی رہ جائیگا؟ اور آنحضرت کی ختم نبوت اور قرآن کی ختم وحی پر کوئی داغ نہیں لگیگا۔ (آئینہ کمالات اسلام)

(۵) اگر ہم اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کا جواز قبول کریں۔ تو گویا ہم نے وحی نبوت کا دروازہ کھول دیا۔ حالانکہ وہ بند ہوچکا۔ اور یہ امر خلاف ہے جیسے کہ مسلمانوں سے یہ امر مخفی نہیں اور ہمارے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کس طرح کوئی نبی آسکتا ہے جب کہ ان کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی اور اللہ تعالےٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کردیا ہے۔ (ترجمہ حمامۃ البشریٰ صفحہ ۲۰)

۶۔ اور تعجب کہ یہ علما ایمان رکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ مسیح پر چالیس سال تک وحی کرے گا۔ حالانکہ پیشتر ازیں ان کا اعتقاد تھا کہ وحی نبوت منقطع ہوچکی ہے۔ بس ہائے افسوس ان لوگوں پر کہ اپنے اعتقاد مضار کو جانتے ہیں اور چھوڑتے نہیں۔
(ترجمہ حاشیہ حمامۃ البشریٰ صفحہ ۲۳)

(باقی بر صفحہ ۸)

قومی مجاہدوں میں خواتین کا حصّہ

اسلام کے ابتدائی زمانہ میں اس کی عظیم الشان فتوحات اور بینظیر کامیابیوں کے اسباب تلاش کرنے پر معلوم ہوگا کہ تاریخ عالم کے اس عدیم المثال دور کی بنیاد ڈالنے میں مردوں کے ساتھ ساتھ ہی خواتین کی جدوجہد اور قربانیوں کو بھی بہت بڑا دخل تھا۔ اگر غازیوں کو میدان جنگ میں جانے کی ضرورت پیش آئی تو ان کی خواتین نے بھی ان کا ساتھ دیا۔ اگر قوم کی تربیت کے لئے اشاعت علوم، درس و تدریس اور تبلیغ دین کی ضرورت محسوس ہوئی تو مسلمان عورتوں میں بڑی بڑی عالمہ، زاہدہ اور فقیہہ پیدا ہوئیں۔ قومی تعمیر اور استحکام کیلئے اگر مدبر مردوں کی مساعی مفید ثابت ہوئیں تو ان کی ازواج کی خدمات بھی کچھ کم نہ تھیں۔ غرض یہ کہ اس طاز دالی مذہب تمدن اور تہذیب کی بنیادیں استوار کرنے میں مرد اور عورت نے یکساں حصہ لیا۔ اور اپنے فرائض کو دونوں نے بطریق احسن سرانجام دیا۔

قرآن کریم نے احکام کی پیروی کے لئے مرد اور عورت کو ایکساتھ مخاطب کیا ہے اور ان کی جدوجہد اور قربانیوں کو یکساں ضروری قرار دیتے ہوئے مقامات عالیہ کے حصول کیلئے بھی مرد اور عورت کو ہم پلہ بیان فرمایا ہے ان المسلمین والمسلمات والمومنین والمومنات...... اعد لھم مغفرۃ و اجراً عظیما۔ (الاحزاب)

احادیث میں بھی بکثرت روایات موجود ہیں کہ خدمت دین میں عورتوں نے مردوں کے برابر حصہ لیا۔ بخاری میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ غزوہ احد میں انہوں نے حضرت عائشہ اور اپنی والدہ اُم سلیم کو دیکھا کہ پانی کی مشکیں بھر بھر کر لاتیں اور زخمیوں کو پلاتی تھیں۔ بہت سی اور خواتین بھی زخمیوں کو پانی پلانے اور مرہم پٹی کرنے کی خدمات سرانجام دیتی رہیں۔ ایک خاتون ام عمارہ کے متعلق لکھا ہے کہ علاوہ اور خدمات کے دن جنگ میں نبی کریم صلعم سے دشمنوں کا دفاع بھی کرتی تھیں۔ شام اور ایران کی لڑائیوں میں بھی مسلم خواتین نے حصہ لیا۔ شام میں ایک موقع پر مسلم خواتین نے عیسائی افواج کے ایک دستہ کا بڑی جرأت و جانبازی سے مقابلہ کیا اور مشہور اسلامی مجاہد ضرار بن ازور کی ہمشیرہ خولہ نے کمال بہادری کا نمونہ دکھایا اور عیسائی فوج کو شکست دی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علم اور معرفت، حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا کا زہد و تقویٰ، زبیدہ خاتون کا فہم اور تدبر، اور اسی طرح بیشمار ایسی مثالیں تاریخ اسلام میں موجود ہیں جو آج بھی ہماری خواتین کیلئے مشعل راہ بن سکتی ہیں۔

ہماری جماعت کو اللہ تعالے نے محض اپنے فضل و کرم سے اس زمانہ میں دینی جہاد اور خدمت اسلام کیلئے انتخاب فرمایا ہے۔ پس اس وقت جہاں احمدی مردوں کا فرض ہے کہ وہ پورے خلوص اور جوش سے اس جہاد میں شریک ہو کر اس انتخاب کے اہل ثابت ہوں۔ وہاں ہماری خواتین کا بھی فرض ہے کہ مردوں کے دوش بدوش اس دینی ضرورت کو سرانجام دیں۔ اگر احمدی مرد آخرین منہم کے مصداق ہو سکتے ہیں تو احمدی مستورات بھی بفضل خدا قرون اولیٰ کی خواتین کے نقش قدم پر چل کر اس سعادت کو حاصل کر سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کو یکساں موقع دیا ہے اور وہ کسی کے عمل کو ضائع نہیں کرتا خواہ مرد ہو یا عورت۔

ہمارے سالانہ اجتماع کا وقت قریب آرہا ہے اور احباب جماعت خدمت دین کیلئے ہر ممکن کوشش اور قربانی میں مصروف ہیں ہمیں قوی امید ہے کہ ہماری محترم بہنیں بھی اپنے فرائض کو پہچانیں گی اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کی پابندی میں مردوں سے پیچھے نہ رہیں گی۔ اس وقت ایک تحریک کی طرف خاص طور پر ان کو توجہ دلانا ضروری ہے۔ تحریک دستکاری خدمت دین کا ایک نہایت ہی آسان مگر بیش قیمت ذریعہ ہے۔ جب تلوار کے جہاد کا زمانہ تھا تو مستورات کو میدان جنگ میں جانے کی ضرورت تھی لیکن اب وہ گھروں میں بیٹھے بٹھائے اپنے فارغ اوقات میں خدمت دین اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کوئی نہ کوئی کام کر سکتی ہیں اور اشاعت اسلام اور اس زمانہ کے جہاد میں شریک ہو سکتی ہیں۔ اس بات کو اچھی طرح ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ خواتین کو اپنی عاقبت سدھارنے کیلئے اور خدا کے حضور سرخرو ہونے کیلئے خود ہی جدوجہد کرنی ہوگی ان کے مردوں کے اعمال ان کے کام نہ آئیں گے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ جہاں وہ تمام وقت اس دنیا کے گھر کو آراستہ کرنے میں صرف کرتی ہیں کچھ وقت اپنے اس گھر کی تعمیر و آراستگی کیلئے بھی خرچ کریں۔ جہاں انہیں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے۔

مصر میں احمدیہ لٹریچر کا داخلہ

مخالفین احمدیت اس سلسلہ کی مخالفت میں دلائل سے تہیدست ہو چکے

ہیں اور ان کے نزدیک خدمت دین صرف گالیوں اور غلط الزامات کا نام ہے عجیب بے بنیاد افواہیں اڑائی جاتی ہیں اور نت نئے بہتان تراشے جاتے ہیں اور اپنی جگہ پر یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ بس احمدیت کا خاتمہ ہو گیا لیکن اللہ تعالیٰ کا دست قدرت ہر موقع پر اپنے عاجز بندوں کی تائید فرماتا ہے اور اس بیہودہ مخالفت سے بھی ہماری بہتری اور اپنے مامور کی صداقت کے نشان پیدا کرتا ہے۔

"مجاہد" مورخہ ۸ر دسمبر میں ایک صاحب خادم العلماء محمد عبد القدیر صمدانی بہاولپوری کا ایک مکتوب شائع ہوا ہے جس میں وہ مصر کے جریدہ "الفتح" کے کسی مضمون کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مصر میں مرزائی لٹریچر کا داخلہ قانوناً منع ہے لیکن پادری لوگ جو دشمن اسلام ہیں اس لٹریچر کو مصر میں داخل کرنے کے لئے بیتاب ہیں تاکہ اس لٹریچر کے ذریعہ مصری مسلمانوں کے عقائد کو خراب کر کے اسلام کو ضعف پہنچاویں۔ "الفتح" کا یہ مضمون ہماری نظروں سے نہیں گذرا۔ اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس میں کس حد تک صداقت ہے لیکن واقعات سے بہر حال اس کی تردید ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت بھی مصر میں ہمارا نمائندہ موجود ہے اور وہ بفضلہ تعالیٰ پوری آزادی سے ہمارے سلسلہ کی کتابیں مصر کے شہروں میں پھیلا رہا ہے۔ اس وقت تک ایک ہزار روپیہ سے زائد رقم کی کتب فروخت ہو چکی ہیں اور اب بھی ہو رہی ہیں۔ خدا جانے عبد القدیر صاحب خادم العلماء کس عالم کی باتیں کرتے ہیں

رہا یہ امر کہ ہمارا لٹریچر اسلام کا مخالف اور عیسائیت کا موید ہے تو اس کا بھی واقعات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ جس لٹریچر کے ذریعہ خدا کے فضل سے ہزاروں عیسائی حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہوں اور لاکھوں گم کردہ راہ مسلمان مذہب کی حقیقت سے آشنا ہو چکے ہوں اسے اسلام کیلئے مضر قرار دینا تعصب و جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔

کرپان اور سکھ

۲۰ر نومبر سے لاہور کی فرقہ وارانہ فضا پھر مکدر ہو رہی ہے۔ ۲۰ر نومبر کے ہندو سکھ جلوس اور یکم دسمبر کے ہولناک فساد کی تفصیلات اور اس کے بعد کے واقعات سے قارئین بخوبی واقف ہو چکے ہیں۔ آج کل لاہور کا امن تودۂ بارود کی مانند ہے اور معمولی سے معمولی واقعات اور بدگمانیوں سے خطرناک نتائج پیدا ہو جانے کا امکان موجود ہے ان حالات کے پیش نظر لوگوں کو غیر مسلح کیا جا رہا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ کوئی شخص لاٹھی، تلوار، کرپان اور کلہاڑی وغیرہ لیکر باہر نہ نکلے، جو لوگ اس کی خلاف ورزی کرتے ہیں ان سے اسلحہ چھین لیا جاتا ہے بعض افراد کا چالان بھی کیا گیا ہے۔ ہمارے خیال میں شہید گنج ایجی ٹیشن کے دوران میں مقامی حکام کی یہ پہلی دانشمندانہ کارروائی ہے جو بروقت عمل میں لائی گئی ہے اور کوئی امن پسند اس کی تائید کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

لیکن افسوس ہے بعض سکھ لیڈروں نے اس دانشمندانہ اور عاقلانہ حکم کے خلاف خواہ مخواہ طوفان محشر بپا کر رکھا ہے اور ہندو اپنی مخصوص اغراض کے ماتحت ان کی تائید کر رہے ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ کرپان سکھوں کا مذہبی نشان ہے لہذا اسے اس پابندی سے مستثنےٰ قرار دینا چاہیئے۔ ہم تھوڑی دیر کے لئے تسلیم کر لیتے ہیں کہ کرپان سکھوں کا مذہبی نشان ہے اور ہم اس نشان کا مناسب احترام کرنے میں بھی ہرج نہیں سمجھتے۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ سکھوں نے بیشمار مرتبہ انفرادی اور جماعتی رنگ میں کرپان کو آلہ قتل و حرب کے طور پر بے دریغ استعمال کیا ہے بہت سے بیگناہوں کو کرپان سے قتل و زخمی کیا ہے

ایسی نشانوں کی، جو دگی میں ان کا کرپان کے متعلق امتیازی سلوک کا مطالبہ اپنے اندر منطقاً کوئی وزن نہیں رکھتا۔ حکومت اور پبلک کے پاس اس امر کی کوئی ضمانت نہیں کہ سکھ موجودہ مکدر فضا میں کرپانوں کو ناجائز طور پر استعمال کرنے سے محترز رہیں گے۔ ایسی صورت میں دوسرے لوگوں کو نہتا کر کے سکھوں کو کرپانوں سے مسلح ہو جانے کی اجازت دینا معقولیت و دانشمندی سے قطعاً بعید ہے۔ اگر کسی مذہب کا مخصوص نشان قیام امن اور دوسرے فرقوں کی جان کے لئے خطرہ کا باعث ہو تو اس سے امتیازی سلوک ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔ امن پسند اور اتحاد دوست سکھوں سے ہماری درخواست ہے کہ وہ اپنی قوم کے ایسے عناصر کو راہ راست پر لانے کی کوشش کریں جو اپنے غیر معقول مطالبہ کی وجہ سے فضا کو اور زیادہ خراب کر رہے ہیں ؞

"ہز ہولی نس"

قادیانی جماعت کے اکثر دوست جناب میاں صاحب کے اسم گرامی کے ساتھ "ہز ہولی نس" کا لفظ استعمال کیا کرتے ہیں۔ قادیانی حلقوں میں ان کے اس فعل کو اچھی نظر سے دیکھا جاتا رہا ہے اور قادیانی بزرگوں کی طرف سے عملاً اس کی حوصلہ افزائی ہوتی رہی ہے۔ لیکن زیادہ معقول لوگوں نے اسے ہمیشہ ناپسند کیا۔ کیونکہ یہ ولایتی خطاب پاپائے روم اور بڑے بڑے پادریوں کیلئے مخصوص ہے اور ایک طرح اسے سرکاری حیثیت بھی حاصل ہے۔ جناب میاں صاحب کے نام کے ساتھ اس کا استعمال ایک بے جوڑ سی بات معلوم ہوتی ہے۔ یہ امر خوشی کا باعث ہے کہ اب میاں صاحب موصوف نے خود اس بات کو محسوس کر لیا ہے۔ ۲۶ر نومبر کو انہوں نے قادیانی نوجوانوں کے مجمع میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-

"ہمیشہ اسلامی اصطلاحات کو اندراج دینا چاہیئے کیونکہ دوسری اصطلاحات کو استعمال کرنے سے بعض دفعہ غلط فہمی ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے بعد میں آنیوالے لوگ یہی سمجھیں کہ ہمارا بھی یہی عقیدہ تھا جو اس غیر اسلامی اصطلاح استعمال کرنیوالوں کا اس اصطلاح کے متعلق تھا۔ ممکن ہے وہ ہمارے متعلق یہی سمجھیں کہ ہم ہز ہولی نس کا لفظ اسلامی عقیدہ کے مطابق ہی استعمال کرتے تھے"

(الفضل ۴ر دسمبر)

اس قسم کے خطابات و القابات دراصل نمائش و تکلف ہیں۔ بزرگان اسلام میں سے کسی نے بھی ان کو استعمال نہیں کیا۔ نبی کریم صلعم، آپ کے صحابہؓ اور حضرت مسیح موعودؑ کی مثال ہمارے سامنے موجود ہے۔ ارشاد خداوندی بھی یہی ہے کہ لاتزکوا انفسکم۔ اپنے آپ کو پاک نہ ٹھہراؤ۔ خطابات و القابات سے کسی کو حقیقی عزت نہیں مل سکتی۔ عزت دینے والا تو خدا ہے۔ بہرحال قادیانی نوجوانوں کو میاں صاحب کی یہ نصیحت قابل قدر ہے۔ ہم ان تفصیلات میں گئے بغیر کہ اس تبدیلی روش کی وجہ کیا ہے۔ اس کی تعریف کرتے ہیں ؞

ایک سکھ رئیس کی الوالعزمی

ڈاکٹر امبیدکر کے اعلان نے ہندوؤں کے دیگر فرقوں کی طرح سکھوں کو بھی اپنی طرف متوجہ کیا ہے ایک تازہ خبر ہے۔ کہ سردار امر سنگھ ایڈیٹر اخبار "شیر پنجاب" ڈاکٹر موصوف سے ملاقات اور ان کو سکھ مذہب کی دعوت دینے کے لئے بمبئی جا رہے ہیں۔ اور ایک سکھ رئیس نے اچھوتوں میں سکھ مذہب کی تبلیغ کے لئے ایک لاکھ کی رقم خطیر دینے کا وعدہ کیا ہے۔

سکھ کم از کم تمدنی اور معاشرتی لحاظ سے ہندوؤں ہی کی ایک شاخ ہیں اور سکھ اچھوتوں کی حالت ہندو اچھوتوں سے مختلف نہیں ہے۔ اس حقیقت کے پیش نظر اچھوتوں کو سکھوں کی دعوت، آریوں کی دعوت کی طرح مضحکہ خیز ہی معلوم ہوتی ہے۔ اور یقیناً دنیوی اغراض پر مبنی ہے۔ لیکن ایک لاکھ روپیہ دینے والے سکھ رئیس کی اولوالعزمی ضرور قابل تعریف ہے۔ مسلمانوں میں بھی بہت سے رئیس موجود ہیں۔ ان میں سے بھی کئی لاکھوں روپیہ دے سکتے ہیں۔ خدا جانے ان کے کانوں تک یہ خبر پہنچی ہے یا نہیں ؟ اسلام اچھوتوں کو مساوات کی دولت عطا کر سکتا ہے۔ مسلمان قوم ان کو نہایت آسانی سے اپنا اور جذب کر سکتی ہے۔ اس کے باوجود ہمارے علماء ذرہ سا حرکت نہیں کرتے۔ اور جن قوموں میں اچھوتوں کے لئے کوئی جگہ نہیں وہ اپنی تعداد بڑھانے کی خاطر نمائشی طور پر ان کو اپنے ساتھ ملانے کی سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں۔

قابل قدر ایثار

اللہ تعالےٰ کا محض فضل ہے کہ اس نے ہماری چھوٹی سی جماعت میں خدمت دین کیلئے بڑے بڑے باہمت لوگ اور دل گردہ کے انسان پیدا کئے ہیں۔ جو ہر قربانی کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ اور ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

حضرت امیر قوم ایدہ اللہ بنصرہ نے اچھوتوں میں تبلیغ کے لئے بعض احباب میں تحریک کی تھی۔ اور ان سے صرف پچیس ۲۵ روپے سالانہ کا مطالبہ کیا تھا۔ اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے ہمارے محترم بزرگ خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ وہ پچیس ۲۵ روپے سالانہ نہیں بلکہ پچیس ۲۵ روپے ماہوار پیش کریں گے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ احباب میاں صاحب موصوف کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان پر اپنے افضال کی بارش نازل فرمائے اور دوسروں کو ان کی تقلید کی توفیق بخشے۔

بورڈنگ ہوس کی تعمیر اور صدقہ جاریہ

اللہ کے فضل نے چھٹا ہزار بھی دے دیا

اللہ تعالیٰ کے افضال کو عاجز انسان کیا گن سکتا ہے۔ اس کی رحمتوں پر رحمتیں بے اختیار دل کو اس کے حمد سے لبریز کر رہی ہیں۔ ایک ایسی قوم کے اندر جس پر پہلے ہی چندوں کا بوجھ بڑا بھاری ہے چھ ماہ کے اندر بورڈنگ ہوس بنانے کا سامان بھی کر دیا اور ادھر بعض احباب کیلئے صدقہ جاریہ کا وہ سامان کر دیا کہ اس کی قربانیاں مدتوں تک پھل لاتی رہینگی۔ میں نے پچھلے پرچہ میں ہی ذکر کیا تھا کہ اب صرف ایک کمرہ کا خرچ باقی رہ گیا ہے۔ سو آج ایک اور دردمند دین

ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب (پشاور)

کا خط پہنچا کہ چھٹے کمرے کا خرچ ایک ہزار روپیہ وہ اپنے ذمے لیتے ہیں۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ میرے دل سے تو ان سب احباب کیلئے پھوٹ پھوٹ کر دعا نکلتی ہے مگر یہ خواہش ہے کہ وہ احباب جو چالیس روزہ مجاہدہ میں شامل ہیں، وہ سب بھی ان احباب کیلئے دعا کریں جنہوں نے ایسا اعلیٰ درجہ کا نمونہ ایثار دکھایا ہے۔ ان سب میں تقدم تو حاجی سعادت علی خاں صاحب رامپوری کو ہے جنہوں نے تین ہزار روپیہ دیا۔ پھر خان بہادر میاں غلام رسول صاحب اور ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب ہیں جنہوں نے ایک ایک ہزار روپیہ دیا۔ اور پھر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ہیں اور ڈاکٹر محمد یوسف مرحوم وزیرآبادی جنہوں نے پانچ پانچ سو روپیہ دیا ہوا تھا سو آج ان پانچ احباب کے ایثار سے موجودہ ضروریات کے لئے ایک مختصر سا بورڈنگ ہوس بن گیا۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک ؞

جلسہ خواتین ۲۳ر دسمبر کو ہوگا

احمدیہ انجمن خواتین لاہور کا دسواں سالانہ جلسہ اور دستکاری کی نمائش ۲۳ر دسمبر ۱۹۳۵ء بروز سوموار ہوگا۔ اپنی تمام احمدی بہنوں سے گذارش ہے کہ وہ اس اجتماع میں شامل ہونے کی ضرور کوشش کریں۔ ہماری جماعت کے خلاف جو مکروہ پروپگنڈا ہو رہا ہے اسکو دیکھتے ہوئے ہمارا اولین فرض یہ ہے کہ ہم اپنی تمام غفلت اور سستی کو چھوڑ کر اپنی متفقہ قوت اس اجتماع کو کامیاب بنانے پر صرف کریں جس قدر ہماری مخالفت ہو رہی ہے اسی قدر جوش سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ خواتین ۲۲ر کی شام تک تشریف لے آئیں تو بہتر ہوگا۔ اگر وہ اپنی تشریف آوری سے مجھے مطلع کریں تو ان کے اتارنے اور رہائش کا انتظام انشاء اللہ بخوبی کر دیا جائے گا ؞

خاکسار

بیگم محمد علی آنریری سکرٹری احمدیہ انجمن خواتین لاہور

بلند ہمت اور زندہ قوموں کا شعار

اچھوتوں میں تبلیغ اسلام کے متعلق ہمارے فرائض!

خطبہ جمعہ ۶ر دسمبر ۱۹۳۵ء - فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

(۱) اذا جاء نصر اللہ والفتح - ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا - (سورۃ النصر ۱۱۰)

ترجمہ:- جب اللہ کی مدد اور فتح آگئی اور تونے لوگوں کو اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے دیکھ لیا تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کر اور اس کی حفاظت مانگ وہ رجوع برحمت کرنیوالا ہے۔

(۲) الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً (المائدہ ۵ : ۴)

آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارا دین اسلام ہونے پر میں راضی ہوا۔

دو عظیم الشان خوشخبریاں

اس وقت میں نے ایک مختصر سی سورت اور ایک آیت آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ یہ دونوں حضرت نبی کریم صلعم پر حجۃ الوداع کے زمانہ میں نازل ہوئی تھیں الیوم اکملت لکم دینکم والی آیت تو عین حج کے دن میدان عرفات میں نازل ہوئی۔ اور دوسری سورت ایام تشریق میں۔ یہ دراصل دو عظیم الشان خوشخبریاں ہیں۔ ایک تو یہ کہ دین کامل کر دیا گیا اور دوسرے یہ کہ لوگ اس دین میں گروہ در گروہ شامل ہونے لگے۔ ممکن تھا کہ دین کامل ہو جاتا اور لوگ اس میں گروہ در گروہ داخل نہ ہوتے یا لوگ تو گروہ در گروہ داخل ہوں لیکن دین کامل نہ ہو۔ مگر آنحضرت صلعم کے لئے یہ دونوں نعمتیں اللہ تعالیٰ نے اکٹھی کر دیں

حضرت نبی کریم صلعم کی زبردست خصوصیت

جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ دونوں آیات حضرت نبی کریم صلعم کے آخری زمانہ کی ہیں اور یہ دونوں ایسی باتیں ہیں کہ ان میں کوئی ایک بھی کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئی۔ نہ تو اس سے پہلے کسی نبی کے ذریعہ دین کو کامل کیا گیا اور نہ ہی کسی نبی کو یہ موقع ملا۔ کہ وہ تمام ملک جس کے اندر وہ مبعوث ہوا۔ اس کی زندگی میں ہی ایمان لے آئے۔ ملک بھی ایسا جس میں خبر رسانی کے ذرائع بالکل مفقود تھے۔ لوگ ادھر ادھر صحراؤں میں قبیلوں کی شکل میں ایک دوسرے سے الگ تھلگ پڑے ہوئے تھے علم و تہذیب کا ان میں کوئی چرچا نہ تھا۔ نہایت خطرناک قسم کی جہالت میں وہ مبتلا تھے۔ لیکن بغیر لوگ کسی قسم کے لٹریچر کو پھیلانے اور بغیر مبلغوں کے بھیجنے کے سب کے سب حضرت نبی کریم کی زندگی میں مسلمان ہو گئے۔ تاریخ کو دیکھو تو معلوم ہوتا ہے کہ تمام قوموں اور قبیلوں کے لوگوں کے وفود حضرت نبی کریم صلعم کی خدمت میں آتے اور اسلام قبول کرتے جاتے تھے اور وہ واپس جاتے تو ساری قوم یا سارا قبیلہ ایمان لے آتا۔

جہاں تکذیب کی انتہا ہوتی ہے وہیں تصدیق کی انتہا ہوتی ہے

پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ دونوں آیتیں مکہ میں نازل ہوتی ہیں۔ یہ وہی جگہ تھی جہاں اس دین کی تبلیغ بھی کرنے نہیں دی جاتی تھی کوئی شخص آپ کی بات تک سننے کیلئے تیار نہ تھا۔ بے حد مخالفت کی جاتی تھی۔ طرح طرح کی اذیتیں دی جاتی تھیں اور کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آتا تھا۔ کہ ہم آج جس شخص کی اس قدر مخالفت کر رہے ہیں کل کو اسی کے قدموں پر گریں گے۔ مکہ میں ان کا نازل ہونا بتلاتا ہے کہ جس جگہ حق کی تکذیب کی انتہا ہوتی ہے اسی جگہ تصدیق کی بھی انتہا ہو جاتی ہے۔ فتح مکہ کے بعد سال ڈیڑھ سال کے عرصہ میں سارا عرب مسلمان ہو گیا۔ ملک کی ہر آبادی اور ہر ایک گوشے سے وفود مدینہ آئے اور اسلام قبول کرکے اور تعلیم اسلام سے واقف ہو کر اپنے اپنے علاقوں اور بستیوں میں چلے گئے۔

اسلام کی کوئی چیز محدود نہیں

جیسا کہ میں نے گذشتہ خطبہ میں بھی بیان کیا تھا۔ کہ اسلام کی کوئی بات اور کوئی چیز محدود نہیں رہتی وہ ہر ایک خاص و عام پر اثر کرتی ہے اسلام دین فطرت ہے اور اس کا تقاضا ہے کہ ہر ایک شخص کی فطرت کو اپیل کرے اور اس کو اپنی طرف کھینچے۔ مگر شروع میں اس کے رستے میں روکیں پیدا کر دی گئیں۔ اس کی بے حد مخالفت ہوئی۔ جب مخالفت کا زور ٹوٹا اور یہ روکیں دور ہوئیں تو اسلام دنوں میں سارے عرب پر چھا گیا اور لوگ گروہ در گروہ داخل ہونے لگے۔ اسلام کی یہ خصوصیت کچھ حضرت نبی کریم کے زمانے اور عرب کے ملک کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ اور بہت سے ممالک اور بہت سے زمانوں میں بھی ہمیں یدخلون فی دین اللہ افواجاً کے نظارے کثرت سے دکھائی دیتے ہیں۔ جب وقت آیا تو قبیلوں کے قبیلے اور قوموں کی قومیں اور صوبوں کے صوبے اسلام کے اندر داخل ہو گئے۔

ہندوستان میں یدخلون فی دین اللہ افواجاً کے نظارے

ہندوستان میں بھی یہی کیفیت نظر آتی ہے کئی مواقع پر یہاں بھی لوگ گروہ در گروہ داخل ہوئے گو ہمیں اپنی ظاہری آنکھوں سے نظر نہ آئے۔ لیکن درحقیقت ہندوستان میں ایک دفعہ پھر اسی نظارہ کے سامان ہو رہے ہیں۔ آٹھ کروڑ افراد کی ایک زبردست قوم نے اپنے موجودہ مذہب کو ترک کر دینے کا فیصلہ کر لیا ہے اور وہ کسی دوسرے مذہب کی تلاش میں ہے۔ اسلام کے متعلق خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ لیظھرہ علی الدین کلہ - یقیناً یہ وعدہ بھی اس زمانہ میں ہندوستان کے اندر پورا ہو کر رہیگا ہم میں سے جو لوگ اس نظارہ کے ظاہر ہونے کے وقت تک زندہ رہینگے ان کا ایمان اسلام پر اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی صداقت پر بہت ہی تازہ ہوگا۔

ہندوستان میں تکذیب و مخالفت اسلام کی انتہا

ہندوستان کو بھی بعض خصوصیات حاصل ہیں۔ جس قدر تکذیب اسلام کی ہندوستان میں کی گئی ہے اور جس قدر گالیاں حضرت نبی کریم کو ہندوستان میں دی گئی ہیں۔ اس کی نظیر کسی دوسرے ملک میں نہیں ملتی۔ گویا ہندوستان اسلام اور حضرت نبی کریم صلعم کی تکذیب کا ایک مرکز بن گیا۔ نہ صرف یہاں مختلف مغربی ممالک کے پادری آئے اور انہوں نے اسلام کی تردید و تکذیب اور حضرت نبی کریم صلعم اور صحابہ کرامؓ کو گالیاں دینا اپنا شیوہ بنا لیا۔ بلکہ اس ملک کے لوگوں کا ایک حصہ بھی جو صدیوں سے اسلام کی خوبیوں اور رواداری کو جانتے تھے اور اس سے فائدہ اٹھا رہے تھے اور انہیں معلوم تھا کہ اسلام کے اندر کس قدر نیک ہستیاں پیدا ہوئی ہیں اور خود یہ لوگ بھی ان بزرگان اسلام کے اقتدار روحانی کے ماتحت آ گئے تھے لیکن وقت آیا کہ انہی لوگوں یعنی ہندوؤں کے اندر ایک مخالفانہ حرکت پیدا ہو گئی۔ ان میں سے ایک گروہ اٹھا اور پادریوں کے نقش قدم پر چلنے لگا۔ غرضیکہ ہندوستان میں اسلام کی مخالفت اور حضرت نبی کریم صلعم کی تکذیب کی حد ہو گئی۔

حضرت مسیح موعودؑ کا کرشن ہونے کا الہام

اس لئے اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کو اس ملک میں بھیجا۔ تا کہ پھر اپنا نشان دکھلائے کہ جہاں تکذیب کی انتہا ہوتی ہے وہاں تصدیق کے سامان بھی جمع کر دیئے جاتے ہیں۔ مسیح موعودؑ کو جب کرشن ہونے کا الہام ہوا تھا تو اس وقت ان باتوں کی کس کو خبر تھی اور کون اس الہام کو مان سکتا تھا۔ لیکن اب ایسے آثار پیدا ہو گئے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہم کو اور آپ کو زندہ رکھا تو ہم اس مامور کا دوسرا کرشن ثابت ہونا بھی اپنی آنکھوں سے دیکھینگے۔

اچھوتوں کی بیداری نے ہمارے لئے ایک نیا کام پیدا کر دیا ہے

اچھوتوں میں جو بیداری پیدا ہوئی ہے اس نے ہمارے ذمہ جو پہلے کام ہے اس کے ساتھ ایک دوسرا نیا کام بھی لگا دیا ہے۔ وہ قوم بڑی کم ہمت ہوگی جو نئے کام کے آجانے پر پہلے کام کو کمزور کر دے یا چھوڑ دے اور دوسرے کام میں مصروف ہو جائے یہ کم ہمت قوموں کا شیوہ ہوتا ہے بلند ہمت اور زندہ قومیں نئے کام کے سامنے آجانے پر پہلے کام کو بھی پوری سرگرمی اور تندہی سے جاری رکھتی ہیں اور نئے کام کو بھی مزید جد و جہد اور قربانیوں سے انجام دیتی ہیں۔ ہمیں بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ یورپ میں جو تبلیغ اسلام کے کام کی بنیاد رکھی گئی وہ بھی حضرت مسیح موعود کے ہاتھ سے ہی رکھی گئی اور اب ہندوستان میں جو سامان پیدا ہوا ہے اس میں بھی آپ کے کام کو دخل ہے

مسلمانوں کا افسوسناک طرز عمل اور ہمارا فرض

ہمارے سامنے یہ جو نیا کام آیا ہے معلوم نہیں اس کو کتنا عرصہ لگیگا۔ یہ تو مسلمانوں کے طرز عمل پر منحصر ہے۔ افسوس ہمارے مسلمان بھائیوں نے اصل کام کو فراموش کر رکھا ہے اور ان کا وقت، ان کا مال اور ان کی تمام طاقت فضول جھگڑوں اور خانہ جنگی میں ضائع ہو رہی ہے انہوں اور خاندان اسلام کو برا کہنا اور ان کی مخالفت کرنا ان لوگوں نے اپنا پیشہ بنا رکھا ہے۔ آج اسلام کو کس خدمت کی ضرورت ہے اور آج کونسی کونسی طاقتیں اسلام کے مقابلے پر صف آرا ہیں ان کا مقابلہ اور مدافعت کس طرح کی جا سکتی ہے۔ اس طرف ان لوگوں کی مطلق توجہ نہیں۔ یہ حالت یقیناً نقصان دہ ہے لیکن ہماری جماعت اور ہماری قوم کو بہر حال یہ کام انجام دینا ہے اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک فرد اس میں حصہ لے

نمبرداری کا خیال چھوڑ دو

اس کے ساتھ ہی میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہم میں سے جتنے بھی کام کرنیوالے ہیں ان میں سے کسی کو بھی اس بات کا خیال اور شوق نہیں ہونا چاہیئے کہ انہیں اس کام کی وجہ سے کوئی نمبرداری مل جائے مسلمان قوم کو اسی نمبرداری کی حرص نے تباہ کیا۔ اور ان کا کوئی کام اسی وجہ سے کامیاب نہیں ہوتا۔ آج کل ہی دیکھ لو۔ ڈاکٹر امبیدکر نے ہندو مذہب ترک کرنے کا اعلان کیا۔ اور مسلمانوں کی تاریں اخبارات میں شائع ہونے لگی ہیں۔ شہرت طلب

لوگ اٹھتے ہیں۔ اور ایک تار دے کر اخبارات میں اعلان چھپوانا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ اچھوتوں کو تبلیغ نہیں ہو رہی۔ بلکہ اپنی نمبرداری کی بنیادیں رکھی جا رہی ہیں۔

خدمت دین کے لئے کمال درجہ کی بے نفسی بکار ہے

جو لوگ دین یا قوم کی خدمت کرنے والے ہوتے ہیں۔ ان کا راستہ اس شہرت طلبی سے بالکل علیحدہ ہوتا ہے۔ خدمت دین کے لئے کمال درجہ کی بے نفسی بکار ہے۔ ان کا تو نیکی کر اور دریا میں ڈال" والا معاملہ ہوتا ہے کسی کے بڑا بننے سے کوئی بڑا نہیں بنتا عزت اور بڑائی دینے والا تو خدا ہے۔ یہ کسی انسان کے ہاتھ میں نہیں۔

اچھوتوں میں تبلیغ کے لئے کیا کیا چیزیں درکار ہیں؟

ہماری جماعت کا کام یہ ہے۔ کہ اچھوتوں تک نہایت خاموشی اور استقلال سے پیغام اسلام پہنچائیں۔ اس کام کو انجام دینے کے لئے بڑی بڑی عزیز رقمیں ہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں مختلف زبانوں میں ٹریکٹ اور کتابیں چاہئیں پھر ان کتابوں کو لکھنا۔ ان کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کرنا۔ انہیں چھپوانا اور تقسیم کرنا اتنا وسیع اور عظیم الشان کام ہے جس کے لئے بے شمار روپیہ اور کارکن بکار ہیں۔

ہماری جماعت پر اللہ تعالےٰ کی نصرت

یا یوں کہیئے کہ کام کا ایک بہت بڑا پہاڑ ہمارے سامنے ہے۔ لیکن انسان کی ہمت کے سامنے پہاڑ بھی کوئی چیز نہیں۔ کچھ آپ ہمت کریں کچھ خدا نصرت دے گا۔ ہم نے اب تک جو کچھ کام کیا ہے۔ وہ بھی خدا کے فضل اور اس کی نصرت ہی کا نتیجہ ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اتنی چھوٹی سی جماعت اور اتنا بڑا کام۔ تو حیرت ہوتی ہے۔ باہر سے جو لوگ آتے ہیں بعض اوقات وہ بھی حیران رہ جاتے ہیں۔ کہ ان چند نفوس نے جو لاہور کے ایک چھوٹے سے گوشہ میں مقیم ہیں۔ کس طرح اتنا بڑا کام کیا ہے۔ اور کس طرح اتنا بھاری بوجھ اٹھایا ہوا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا کر دئے ہیں۔ اور ان شاء اللہ آئندہ بھی کرے گا۔

ذرا اپنی حالت پر غور کرو

خیر ہم اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کی غفلت اور عدم توجہ کا رونا پھر رو لیں گے پہلے ہمیں ذرا اپنی حالت پر غور کرنا چاہیئے۔ کیا ہم سب میں وہ فرض شناسی اور جدوجہد کا جذبہ موجود ہے جو کہ ہونا چاہیئے گزشتہ سال پانچ ہزار سپاہی کے متعلق تحریک کی گئی تھی ذرا سوچو تم میں سے کتنے آدمی سپاہی بنے؟

کامیابی کے لئے ہر فرد جماعت کا عملی حصہ لینا ضروری

خوب یاد رکھو ہم اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک ہم میں سے ہر ایک شخص کام کرنے والا نہ بنے اس وقت بھی دو کام میں نے آپ کے سامنے رکھے ہیں۔ اور دیکھنا چاہتا ہوں۔ کہ کتنے آدمی حقیقی سپاہی یعنی کام کرنے والے ہیں۔ اور کتنے محض تماشائی۔ خوب یاد رکھو فوج کام کرنے والوں سے کامیاب ہوتی ہے۔ تماشائیوں سے نہیں۔ بلکہ تماشائی تو فوج کو کمزور کرنے والے ہوتے ہیں۔ قوم کے تمام آدمی اسی وقت کام کرنے والے بن سکتے ہیں۔ کہ قوم کا کوئی فرد اس قدر حقیر اور چھوٹا نہ بنے کہ وہ سمجھے میں کوئی کام کرنے کے قابل ہی نہیں ہوں۔ اور نہ کوئی اپنے آپ کو اتنا بڑا سمجھے کہ بڑائی کا خیال اس کو کام کرنے سے روک دے۔ غرضیکہ قوم کے تمام چھوٹوں بڑوں کے دماغ سے چھوٹائی اور بڑائی کا خیال بالکل نکل جانا چاہیئے۔ اور سب کو یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ ہم خدا کے سپاہی ہیں۔ اور ہم میں سے ہر ایک کو عملی میدان میں حصہ لینا چاہیئے۔

۲۰ دسمبر کے جمعہ کو یاد رکھو

خدا کے رجسٹر میں تو کام کرنے والوں اور تماشائیوں کے نام الگ الگ موجود ہیں لیکن میں نہیں چاہتا۔ کہ یہاں بھی ان کے نام الگ کرنے پڑیں بلکہ ہر شخص کو اپنی فکر کرنا چاہیئے۔ وہ دین کی نصرت کی تلاش میں باہر نکلے خواہ چار پیسے ہی لائے میں اس کو بھی بڑی بات سمجھوں گا اور کچھ نہیں تو کچھ آدمیوں کو تبلیغ تو کر دے گا۔ اس وقت میں تمام دوستوں اور تمام جماعتوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ ذرا کمر ہمت باندھ کر باہر نکلیں آپ جو کچھ جمع کریں گے۔ وہ ۲۰ دسمبر کے جمعہ میں دے دیں۔ اس وقت یہ بھی دیکھا جائے گا۔ کہ کس دوست نے کتنا کام کیا ہے۔

احباب لاہور کے ذمہ ایک کام

دوسرا کام میں لاہور احباب کے ذمہ یہ لگانا چاہتا ہوں۔ کہ وہ جلسہ کے موقع پر باہر سے اپنے کسی دوست یا رشتہ دار کو بلوائیں اور اپنے پاس رکھیں۔ اور جلسہ میں اسے اپنے ساتھ لے کر آئیں۔ اگر وہ باہر سے کسی کو نہیں بلوا سکتے۔ تو لاہور ہی سے اپنے دوستوں کو ساتھ لے آئیں بلکہ کوشش کریں۔ کہ باہر سے بھی کسی کو بلوایا جائے۔ اور یہاں اس شہر سے بھی چند دوستوں کو ساتھ لایا جائے اس کام کے لئے کسی خاص جدوجہد کی ضرورت نہیں۔ صرف معمولی کوشش اور احساس کافی ہے ہمارے متعلق آج کل بے شمار غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان کی وجہ سے بھی بہت سے لوگ حق سے دور رہتے ہیں۔ جو لوگ ہمارے جلسہ میں شریک ہوں گے۔ وہ ہمارا کام اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں گے اور ہمارے عقائد و خیالات کو اپنے کانوں سن سکیں گے۔ اس طرح ان کی بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی۔ اور وہ حق سے قریب ہو جائیں گے۔

نمائش دستکاری کے متعلق ضروری اعلان

تیسری بات میں زنانہ دستکاری کی نمائش کے متعلق کہنا چاہتا ہوں کہ آئندہ جمعہ یعنی ۱۳ دسمبر تک تمام اشیاء موصول ہو جانی چاہئیں اور ہر ایک گھر سے کوئی نہ کوئی چیز ضرور آنی چاہیئے۔ اگر آپ نے اپنے گھروں میں اب تک نہیں کہا۔ یا اگر کہا ہے۔ اور آپ کے گھر میں اس کی تعمیل نہیں ہوئی۔ اور آپ کی خواتین کوئی چیز اب تک تیار نہیں کر سکیں تو پھر آپ کا فرض ہے۔ کہ اس غلطی کے لئے کچھ جرمانہ دیں۔ چار آنے سہی۔ آٹھ آنے سہی۔ یہ تمام باتیں تمہارے فائدہ کی ہیں۔ ان سے تمہاری قوم بنیگی اور قوم کے ساتھ تم بھی بن جاؤ گے۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ ان کے ذریعے خدا کا نام بلند ہوگا۔

جواہر ریزے

قرآن مجید

یقیناً اللہ نے مومنوں پر احسان کیا جب ان کے اندر انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا۔ جو ان پر اس کی آیات پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے گو وہ پہلے کھلی گمراہی میں تھے اور کیا جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچی جس کی دوچند ایسی تم پہنچا چکے ہو۔ تم نے کہا یہ کہاں سے ہے۔ کہو یہ تمہاری اپنی طرف ہی سے ہے بیشک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ اور جو کچھ تمہیں اس دن مصیبت پہنچی جب دو گروہ (جنگ میں) ملے، تو اللہ کے اذن سے تھا تاکہ وہ مومنوں کو جان لے اور تاکہ ان لوگوں کو جان لے جنہوں نے نفاق کیا اور ان کو کہا گیا۔ آؤ اللہ کی راہ میں لڑو یا مدافعت کرو۔ انہوں نے کہا اگر ہم لڑائی جانیں تو ضرور تمہارا ساتھ دیں، وہ آج کے دن ایمان کی نسبت کفر سے زیادہ نزدیک ہیں، اپنے مونہوں سے کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں جنہوں نے اپنے بھائیوں کے متعلق کہا اور خود بیٹھے رہے کہ اگر وہ ہماری اطاعت کرتے تو قتل نہ کئے جاتے، کہو، تو اپنی جانوں سے موت کو ہٹا رکھو۔ اگر تم سچے ہو اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے انہیں مردہ خیال مت کرو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں۔ اس سے خوش و خرم ہیں جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دیا اور ان کی وجہ سے (بھی) خوش ہوتے ہیں جو ان کے پیچھے سے انہیں نہیں ملے کہ ان کو کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے، اللہ کی نعمت اور فضل سے خوش ہوتے ہیں اور کہ اللہ مومنوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ وہ جنہوں نے اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کی، اس کے بعد جو انہوں نے زخم کھایا۔ جنہوں نے ان میں سے احسان کیا۔ اور تقویٰ کیا۔ ان کے لئے بڑا اجر ہے۔ وہ جن کو لوگوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے (مقابلے) کیلئے (لشکر) جمع کئے ہیں پس ان سے ڈرو تو اس بات نے ان کا ایمان بڑھایا اور انہوں نے کہا۔ اللہ ہمیں کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ (آل عمران)

حدیث شریف

(۱) رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ وہ چیز جس کا تم پر مجھے سب سے زیادہ ڈر ہے چھوٹا شرک ہے یعنی ریا یا دکھلاوا۔ (مسند احمد)

(۲) حضور صلعم نے فرمایا کہ منافق کی تین علامتیں ہیں۔ جب بولے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ (متفق علیہ)

(۳) ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے فرمایا بچاؤ اپنے آپ کو بد ظنی سے کیونکہ (بد) ظن بہت ہی جھوٹی بات ہے۔ (متفق علیہ)

(۴) معقل بن یسارؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ کہ جو شخص کسی رعیت کا محافظ بنایا گیا ہو وہ اگر اس حالت میں مرے کہ وہ اپنی رعیت کا خیانت کرنیوالا ہو تو اللہ تعالیٰ جنت کو اس پر حرام کریگا۔ (متفق علیہ)

(۵) ایک شخص نے رسول اللہ سے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ غصہ مت کرو۔ پھر اس کو بار بار آپؐ نے لوٹایا اور یہی نصیحت فرمائی کہ غصہ نہ کرو۔ (بخاری)

(۶) نبی کریمؐ نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسکو ذلیل کرے اور نہ اس کو حقیر جانے۔ تقویٰ کی جگہ یہ ہے، اور آپؐ نے اپنے سینہ کی طرف تین بار اشارہ کیا۔ ایک شخص کی بدبختی یہی بات کافی ہے کہ وہ اپنے بھائی مسلمان کو حقیر جانے مسلمانوں کا خون اور مال اور عزت ایک دوسرے پر حرام ہے۔ (مسلم)

تصویر کا دوسرا رُخ

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

برادران اسلام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کبھی آپ نے اس بات پر غور کیا کہ یہ جو عیسائی پادری اور ان کی کاسہ لیسی کرنیوالے آریہ سماجی مصنف اسلام سے لوگوں کو متنفر کرتے ہیں تو کس طرح کرتے ہیں کیا وہ کبھی اسلام کی توحید اور اس عظیم الشان اخوت کا ذکر کرتے ہیں جو اسلام نے دنیا میں قائم کی۔ کیا کبھی اس انقلاب عظیم کا ذکر کرتے ہیں کہ کس طرح ایک اکیلے شخص نے اٹھ کر نہ صرف عرب بلکہ روئے زمین کی تاریخ کو بدل دیا۔ ہزاروں سالوں کی بت پرستی اور توہم پرستی کو دور کرکے توحید اور علم کا جھنڈا بلند کر دیا۔ زنا کاری، شرابخوری، جوئے اور ہزارہا قسم کی بدکاریوں سے نکال کر ایک ملک کو نہیں کئی ملکوں کو تہذیب کے بلند سے بلند مقام پر پہنچا دیا۔ یہاں تک کہ آج انسکلو پیڈیا بریٹینیکا میں اس بات کا اعتراف کیا جاتا ہے کہ "دنیا کی تمام مذہبی شخصیتوں میں سب سے زیادہ کامیاب انسان محمد رسول اللہ صلعم ہیں"۔ مگر یہ تمام باتیں خود عیسائیوں کی آنکھوں سے اور ان کی کاسہ لیسی کرنے والوں سے پوشیدہ رہتی ہیں اس لئے کہ ان تنگ نظر انسانوں کو آپ کی ذات با برکات پر چند اعتراضات ہیں۔

میں بھی آپ کو ایک تصویر کا دوسرا رُخ دکھانا چاہتا ہوں ایک مدت ہوگئی ہے کہ آپ کے کانوں میں سوائے اس کے کوئی بات نہیں پڑتی ہوگی کہ مرزا کافر و دجال ہے اور اس کی جماعت بھی کافروں اور دجالوں کی ایک جماعت ہے۔ انتہا درجہ کا تنفر آپ کے دلوں میں پیدا کر دیا گیا ہے اور ہمارے لئے بدترین الفاظ کا استعمال بھی اب آپ کو برا نہیں لگتا۔ لیکن اس تصویر کا ایک دوسرا رخ بھی ہے۔ آخر اس جماعت نے خدا اور اس کے رسول کا نام دنیا میں پھیلایا ہے اور ان مقامات میں پھیلایا ہے۔ جہاں یہ آج تک پہنچا نہ تھا۔ کفرستانوں میں مسجدیں بنائی ہیں۔ جہاں آج تک اللہ اکبر کی آواز نہ سنی گئی تھی۔ وہاں یہ آواز بلند کی ہے۔ سینکڑوں نہیں ہزارہا لوگوں کو اسلام میں داخل کیا ہے۔ لارڈ ہیڈلے کو کس نے مسلمان کیا؟ سر عمر ہیوبرٹ رنکن کو کس نے مسلمان کیا؟ ڈاکٹر مارقوس کو کس نے مسلمان کیا؟ بیرن عمر ایہرنفلز کو کس نے مسلمان کیا؟ قرآن کریم سیرت نبوی، تعلیمات اسلامی کے پچیس مختلف زبانوں میں ترجمے کرکے دنیا میں انہیں کس نے پھیلایا؟ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ اس قدر تبلیغ اسلام کا کام اس چھوٹی سی جماعت کے ہاتھ سے ہو گیا۔ اور ان لوگوں کو جو ہمیں کافر و دجال قرار دیتے ہیں آج تک یہ توفیق نہ ملی کہ اس کا سواں حصہ ہی تبلیغ اسلام کا کام کرسکیں اور پھر یہ کام بھی اس جماعت نے اس حال میں کیا جبکہ چاروں طرف سے اس کی یہ حوصلہ افزائی ہوتی ہے کہ اسے کافر دجال پادری قرار دیا جاتا ہے۔ اس کی میتوں کو قبرستان میں دفن ہونے سے روکا جاتا ہے اس کے آدمیوں کو ملازمتوں سے نکالا جاتا ہے۔ دن رات اس پر لعن طعن ہوتی ہے مگر اپنے مسلمان بھائیوں سے یہ سب کچھ صلہ حاصل کرنے کے بعد بھی اس کے کام میں کوئی کمزوری واقع نہیں ہوئی بلکہ اللہ کے فضل سے یہ کام ترقی کر رہا ہے۔ اگر یہ کذابوں اور دجالوں کا گروہ تھا تو کیا تیرہ سو سال کی تاریخ اسلام میں کسی اور دجال اور کذاب کی بھی مثال ملتی ہے کہ اس نے اسلام کی ترقی کا اس قدر کام کیا ہو؟ کفرستانوں میں مسجدیں بنوائی ہوں۔ اللہ اکبر کی آواز تثلیث کے مرکزوں میں بلند کی ہو۔ قرآن شریف کو ترجمے کرکے دنیا میں پھیلایا ہو۔ اور ہزارہا کاپیاں مفت پہنچا دی ہوں ہزارہا انسانوں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنا دیا ہو اور اسلام کی عزت دنیا میں قائم کی ہو۔ یہاں تک کہ اس کے سب سے بڑے مخالف پادری یہ بول اٹھے ہوں۔ جیسا کہ احمدیت کے متعلق لکھا ہے:۔

> "یہاں ہم عیسائیت کے خلاف سنتے سے بیا
> اور نہایت جارحانہ پروپاگنڈا کرتے ہیں جو کبھی
> دنیا میں پیدا ہوا ہو اور یہاں سے ایک عالمگیر
> نظام بیرونی مشنوں کا قائم کیا گیا ہے"
> (انڈین اسلام ص ۲۲۹)

آخر آپ کے سینوں میں دل ہیں خدا کا خوف کرکے غور کیجئے کہ کیا یہ کام دجالوں کا ہے۔ اس امت میں کذاب اور دجال تو ہو چکے ہیں کیا کوئی ایسی مثال بھی کسی کذاب کی آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ تو اشاعت اسلام میں مصروف ہو اور سچے مومن گھروں میں بیٹھے ہوئے صرف اس کے کذاب اور دجال ہونے کا وظیفہ کر رہے ہوں مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی نے کن کن ملکوں میں اسلام کی تعلیم کو پھیلایا تھا؟ کن کن کفرستانوں میں مسجدیں بنوا کر اللہ اکبر و اشہد ان محمد رسول اللہ کی آواز بلند کی تھی؟ کتنے لوگوں کو پیغمبر اسلام کی غلامی میں داخل کیا تھا؟ اگر یہ باتیں درست ہیں تو للہ ہمارے مخالف سوچیں کہ ہم تو دن رات پادری اور کذاب اور دجال اور کافر کہلا کر بھی تبلیغ اسلام کے کام میں قدم آگے بڑھا رہے ہیں۔ اور انہیں نہایت سچے مسلمان ہو کر بھی کہیں خدا اور اس کے رسول کا نام پہنچانے کی توفیق نہیں ملتی۔ پہلے زمانہ میں تو مسلمان اعلائے کلمۃ اللہ کیا کرتے تھے اور دجال اور کافر اس کی مخالفت کیا کرتے تھے اور اب یہ زمانہ بدل گیا کہ دجال اور کذاب اور کافر اعلائے کلمۃ اللہ کا کام کرتے ہیں اور سچے مسلمان اس کام کو برباد کرنے کے درپے ہیں پھر اسی تصویر کا دوسرا رخ یہ بھی ہے کہ الزام تو ہم پر دیا جاتا ہے کہ ہم نے عقائد اہلسنت والجماعت کو چھوڑ دیا ہے اور حال یہ ہے کہ خود یہ لوگ جو ہماری مخالفت کرتے ہیں۔ ایک ایک عقیدہ اہل سنت والجماعت کا ترک کرتے جاتے ہیں

(۱) مجدد کے آنے کا عقیدہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے صحاح ستہ میں حدیث موجود ہے مگر اب ہمارے مخالف یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ہی قابل تسلیم نہیں۔ لیکن ان لوگوں کو کیا کہا جائے جنہوں نے اسی حدیث کے ماتحت مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ اسی ملک میں حضرت مجدد صاحب سرہندی اور حضرت شاہ ولی اللہ دو بزرگ گذرے ہیں جو لوگ حدیث مجدد کو جھوٹا کہتے ہیں انہوں نے حضرت مرزا صاحب کو تو کذاب و دجال کافر کہہ کر دل خوش کر لیا۔ لیکن وہ ان بزرگوں کے لئے کیا خطاب تجویز کرتے ہیں جنہوں نے اس حدیث کے ماتحت مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ کیا ایک صحیح حدیث کو جس کی صحت کے متعلق اکابر اہل سنت کا یہ قول ہے کہ حفاظ حدیث اس کی صحت پر متفق ہیں جھوٹا کہنا اہلسنت والجماعت کا مذہب ہے؟ اور اسے سچا کہنا کفر اور دجالیت ہے اور اگر یہ جھوٹی ہے تو حضرت مجدد صاحب سرہندی اور حضرت شاہ ولی اللہ کو کیا کہتے ہو اور اگر سچی ہے تو اس صدی کا کوئی اور مجدد بتاؤ۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا اس امت کے اولیاء کے ساتھ کلام کرنا اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے اور صحیح حدیث میں اس کی سند موجود ہے رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء۔ اس امت کے بزرگوں کے ساتھ مکالمہ ہوگا گو وہ نبی نہ ہونگے۔ بخاری میں موجود ہے۔ اور یہ سینکڑوں کی تعداد میں وہ اولیاء اللہ ہیں جنہوں نے خدا کے ساتھ ہمکلامی کی عزت پائی۔ لیکن آج خدا کے ساتھ ہمکلامی پر وہ استہزا کیا جاتا ہے ؛ الامان

(۳) مسیح کا اس امت میں آنا اہلسنت والجماعت کے عقائد میں لکھا ہوا موجود ہے مگر آج مخالفت کی انتہا اس بات پر ہوگئی ہے کہ اس عقیدہ کو بھی جواب دے رہے ہیں بلکہ اسے مجوسیوں کا خیال قرار دیا جا رہا ہے اور بعض صحیح بخاری اور صحاح ستہ کی ان سب احادیث کو جن کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ گئی ہے مجموعہ اباطیل قرار دے رہے ہیں مگر کوئی مسلمان ان سے پوچھتا نہیں کہ تم اہلسنت والجماعت کے مسلمہ عقیدہ سے کیوں انحراف کر رہے ہو۔ دو حالتوں سے خالی نہیں یا یہ مانا جائے کہ آنیوالا مسیح خود حضرت عیسیٰ نہیں بلکہ اس امت کا ایک مجدد ہوگا اور یا مسیح کے آنیکے عقیدہ کو باطل ٹھیرایا جائے کیونکہ اگر حضرت مسیح خود آجائیں تو ختم نبوت باطل ہوتی ہے اور آخری نبی رسول اللہ صلعم نہ رہے حضرت عیسیٰ ہوگئے اور اگر مسیح کے آنیکو باطل ٹھیرایا جائے تو اس کے ساتھ ہی حدیث کو جواب دینا پڑتا ہے لیکن اگر صحیح بات کو مان لیا جائے تو کوئی دقت باقی نہیں رہتی۔ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہوگئی مسیح کے اس امت میں آنیکا ذکر صحیح ترین احادیث میں موجود ہے مگر جہاں مسیح کے آنیکا ذکر ہے وہیں صاف فرما دیا:۔ امامکم منکم کہ وہ تمہارا امام تم میں سے ہوگا یعنی وہ مسیح بنی اسرائیلی نہ ہوگا جو نبی اللہ تھا بلکہ مسلمانوں میں سے ہی مسلمانوں کا ایک امام ہوگا۔ اور پھر صحیح بخاری میں جہاں مسیح بنی اسرائیلی کا حلیہ دیا ہے کہ سفید رنگ اور گھنگریالے بال ہیں اور آنیوالے مسیح کا حلیہ دیا ہے کہ گندم گوں رنگ اور سیدھے بال ہیں۔

میں بالآخر انصاف پسند احباب سے اپیل کرتا ہوں کہ ہمارا صرف یہ سال کا کام دیکھئے

۱۔ وسط یورپ میں ایک عالیشان مسجد کھڑی کر دی۔

۲۔ تین مشن یورپ میں قائم کئے۔ دو اور عنقریب قائم ہونیوالے ہیں۔

۳۔ یورپ کی تین زبانوں میں قرآن شریف کے ترجمے کئے۔

۴۔ پچیس زبانوں میں سیرت نبوی اور اسلامی لٹریچر پھیلایا۔

۵۔ دس ہزار کاپی ترجمہ قرآن شریف کی اور دس ہزار کاپی سیرت نبوی کی مفت تقسیم کی اور یورپ اور امریکہ کی لائبریریوں میں اسے پہنچایا۔

۶۔ لاکھوں کی تعداد میں ٹریکٹ مفت تقسیم کئے۔

۷۔ چار ہزار اچھوت پنجاب میں اور سینکڑوں یورپین داخل اسلام کئے۔ اور ڈاکٹر امبیدکار کے اعلان پر مبنی اور مدراس کے صوبوں میں تبلیغ اسلام کا کام شروع کرنیکا فیصلہ کر لیا ہے۔

۸۔ دو ہائی سکول مع بورڈنگ ہوس بنوائے۔

اور ہمارے عقائد دیکھئے:۔

۱۔ آنحضرت صلعم کے بعد ہم کسی نبی کے آنیکے قائل نہیں نہ نئے کے نہ پرانے کے

۲۔ تمام کلمہ گوؤں کو مسلمان سمجھتے ہیں اور کلمہ گو کی تکفیر کو بدترین گناہ۔

اس کام اور ان عقائد کے باوجود آپ خوشی سے ہمیں کافر و دجال کہیں لیکن ایک رنگ کو جو نہت ہو چکا اور جس نے لاکھوں سینوں میں اشاعت اسلام کی آگ لگا دی گالیاں دینے کا شیوہ ترک کر دیں۔ وہی گالیاں ہیں جو سالہا سال سے دی جا رہی ہیں آپ ان کو ختم کرکے تعمیر اسلام کے کسی کام میں لگ جائیں آپکے سامنے ڈاکٹر امبیدکر کا اعلان ہے۔ اچھوتوں میں اسلام کے پھیلانے کیلئے مسلمانوں کی ساری قوت بکار ہو اس طرف توجہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے انعاموں اور برکات کے مستحق ہوں اگر آپ اس کام میں اس رنگ میں توجہ کرنیکے قابل نہیں تو مسلمانوں کو خدا نے دعا کا ہتھیار بھی دیا ہے اور یہ رمضان کے مبارک دن ہیں دعا ہی میں لگ جائیں کہ اللہ تعالیٰ اس ملک میں اسلام کا بول بالا کرے۔ والسلام

خاکسار:۔ محمد علی

امیر جماعت احمدیہ لاہور:۔ احمدیہ بلڈنگس ۴ ردسمبر ۱۹۳۵ء

۷۔ پس یہ کس قدر جرأت و دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کرکے نصوص صریحہ قرآن کریم کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے کہ وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت کو جاری کر دیا جائے کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے۔ اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔ (ایام الصلح صفحہ ۱۴۶)

۸۔ ازاں جملہ ایک یہ ہے۔ کہ مسیح موعود جو آنے والا ہے اس کی علامت یہ لکھی ہے۔ کہ وہ نبی اللہ ہوگا۔ یعنے خدا تعالے سے وحی پانے والا۔ لیکن اس جگہ نبوت تامہ کاملہ مراد نہیں کیونکہ نبوت تامہ کاملہ پر مہر لگ چکی ہے۔ بلکہ وہ نبوت مراد ہے۔ جو محدثیت کے مفہوم تک محدود ہو (ازالہ اوہام حصہ دوم تقطیع کلاں صفحہ ۳۵۱)

۹۔ اگر یہ کہو کہ مسیح کو وحی کے ذریعہ سے صرف اتنا ہی کہا جائیگا۔ کہ تو قرآن پر عمل کر اور پھر وحی مدت العمر منقطع ہو جائیگی اور کبھی حضرت جبریل ان پر نازل نہیں ہوں گے۔ بلکہ وہ بکلی مسلوب النبوت ہو کر امتیوں کی طرح بن جائیں گے۔ تو یہ طفلانہ خیال ہنسی کے لائق ہے۔ ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبریل لائیں اور پھر چپ ہو جائیں۔ یہ امر بھی ختم نبوت کے منافی ہے کیونکہ جب ختمیت کی مہر ہی ٹوٹ گئی تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم تقطیع کلاں صفحہ ۲۸۹)

۱۰۔ قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ نیا ہو یا پرانا کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبریل ملتا ہے۔ اور باب نزول جبریل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے۔ کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم تقطیع کلاں صفحہ ۳۸۱)

۱۱۔ رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبریل حاصل کرے۔ اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا بہ قیامت منقطع ہے۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم تقطیع کلاں صفحہ ۳۰۷)

۱۲۔ اور یہ بات ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں۔ خاتم النبیین کے بعد مسیح ابن مریم رسول کا آنا فساد عظیم کا موجب ہے۔ اس سے یا تو یہ ماننا پڑے گا۔ کہ وحی نبوت کا سلسلہ پھر جاری ہو جائیگا اور یا یہ قبول کرنا پڑیگا۔ کہ خدا تعالے مسیح ابن مریم کو لوازم نبوت سے الگ کر کے اور محض ایک امتی بنا کر بھیجے گا۔ اور یہ دونوں صورتیں ممتنع ہیں۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۲۷۲)

۱۳۔ اور اللہ تعالے نے نبیوں کو ہمارے رسول کے ساتھ ختم کر دیا۔ اور وحی نبوت منقطع ہو گئی۔ (تحفہ بغداد صفحہ)

۱۴۔ پس جب قرآن کے بعد بھی ایک حقیقی نبی آگیا اور وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہوا۔ تو کہو ختم نبوت کیونکر اور کب ہوا۔ کیا نبی کی وحی وحی نبوت کہلائے گی یا کچھ اور؟ سراج منیر صفحہ

اپنی وحی کو وحی ولائت کہا ہے

۱۔ میں نے دیکھا۔ کہ اس وحی کے وقت جو برنگ وحی ولائت میرے پر نازل ہوتی ہے ایک خارجی اور شدید الاثر تصرف کا احساس ہوتا ہے۔ (برکات الدعا صفحہ ۲۱)

۲۔ کبھی دنیا میں یہ ہوا ہے کہ کاذب کی خدا تعالے نے ایسی مدد کی ہو۔ کہ وہ گیارہ برس سے خدا تعالے پر یہ افترا کر رہا ہو۔ کہ اس کی وحی ولائت اور وحی محدثیت میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اور خدا تعالے اس کی رگ جان نہ کاٹے۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۲۳)

۳۔ ان کا یہ کہنا صحیح نہیں۔ (مولوی غلام دستگیر کا) کہ میں نبوت کا مدعی ہوں۔ کہ تا نوزی عذاب نازل کروں ان پر واضح رہے۔ کہ ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں۔ اور آنحضرت کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور وحی نبوت نہیں۔ بلکہ وحی ولائت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب صلعم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں۔ اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاتا ہے وہ تقوے اور دیانت کو چھوڑتا ہے۔ غرض جب کہ نبوت کا دعوے اس طرف بھی نہیں بلکہ ولائت اور محدث کا ہے۔

(مجموعہ اشتہارات حصہ سوم صفحہ ۲۲۳)

۴۔ اور اگر کوئی اور نبی نیا یا پرانا آوے تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر خاتم الانبیاء رہیں۔ ہاں وحی ولایت اور مکالمات کا دروازہ بند نہیں۔ (ایام الصلح صفحہ ۷۴)

۵۔ یا ولی اللہ کنت لا اعرفک (الہام)

سراج منیر صفحہ بحوالہ براہین احمدیہ صفحہ ۵۲۱

۶۔ انت محدث اللہ فیک مادۃ فاروقیہ (الہام)

(ازالہ اوہام)

نوٹ:۔ پہلے چودہ حوالوں میں وحی نبوت اور نزول جبریل کو بہ پیرایہ وحی رسالت ختم تسلیم کیا ہے اور بعد کے حوالوں میں اپنی وحی کو صریح طور پر وحی ولایت کہا ہے کیا یہ ہر دو اصول اس بات پر دلالت نہیں کرتے۔ کہ آپ کا دعوے ہرگز ہرگز نبوت کا نہیں ہے۔ یہ دونوں اصول بحث کے وقت ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہیں۔

نبی کی تعریف

۱۔ حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین جبریل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں۔ لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔ کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائیگی۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم تقطیع کلاں صفحہ ۲۴۷)

۲۔ رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبریل حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا بقیامت منقطع ہے۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۳۰۷ تقطیع کلاں)

۳۔ قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبریل ملتا ہے۔ اور باب جبریل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔ اور یہ بات خود ممتنع ہے۔ کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم تقطیع کلاں صفحہ ۳۸۱)

۴۔ انبیاء اس لئے آتے ہیں۔ کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں۔ اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرائیں۔ اور بعض احکام کو منسوخ کریں۔ اور بعض نئے احکام لائیں لیکن اس جگہ تو ایسے انقلاب کا دعوے ہی نہیں (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۳۹)

(۵) جو شخص نبوت کا دعوے کرے گا۔ اس دعوے میں ضرور ہے۔ کہ وہ خدا تعالے کی ہستی کا اقرار کرے۔ اور نیز یہ کہے۔ کہ میرے پر خدا تعالے کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے۔ نیز خلق اللہ کو وہ کلام سناوے جو اس پر خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے اور ایک امت بناوے جو اس کو نبی سمجھے اور اس کی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہو۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۴)

۶۔ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں۔ کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت کو منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے۔ کہ اس جگہ بھی یہی معنے نہ سمجھ لیں۔

اخبار الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء

۷۔ صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے۔ وہ کامل طور پر . . . کسی دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ

یعنے ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا۔ کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم تقطیع کلاں صفحہ ۲۸۵)

۸۔ اس جگہ بڑے بڑے شبہات پیش آتے ہیں کہ جس حالت میں مسیح ابن مریم اپنے نزول کے وقت کامل طور پر امتی ہوگا تو پھر وہ باوجود امتی ہونے کے کسی طرح سے رسول نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ رسول اور امتی کا مفہوم متبائن ہے۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۲۸۸ تقطیع کلاں)

۹۔ ہم ابھی لکھ چکے ہیں۔ کہ خدا تعالے قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ کہ کوئی رسول دنیا میں مطیع اور محکوم ہو کر نہیں آتا۔ بلکہ وہ مطاع اور صرف اپنی اس وحی کا متبع ہوتا ہے۔ جو اس پر بذریعہ جبریل علیہ السلام نازل ہوتی ہے۔ (الشرح صدر)

نوٹ:۔ ان حوالجات میں نبی اور رسول کی تعریف میں حسب ذیل امورات فرماتے ہیں۔ رسول احکام اور عقاید اور دینی علوم جبریل سے سیکھتا ہے۔ مگر مرزا صاحب نے اپنے دنیوی استادوں سے یہ چیزیں حاصل کیں۔ جیسا کہ آپ کی سوانح عمری سے ظاہر ہوتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں۔ کہ انبیا ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کراتے بعض احکام کو منسوخ کرتے اور بعض نئے احکام لاتے ہیں۔ ان تینوں کاموں میں سے ایک کام بھی آپ نے نہیں کیا۔ اس لئے یہ تعریف بھی آپ پر صادق نہیں آ سکتی۔ یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ مدعی نبوت اپنی الہامی کتاب پیش کرتا ہے۔ مگر آپ نے اپنی کوئی الہامی کتاب بھی پیش نہیں کی۔ آگے نبی اور رسول کی یہ تعریف فرماتی ہے۔ کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں۔ یا بعض احکام شریعت کو منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا سے تعلق رکھتے ہیں۔ نئی شریعت لانے اور احکام شریعت زمانے کو منسوخ کرنے کے متعلق آپ کی کھلی کھلی تحریریں موجود ہیں۔ اور وہ جماعت جو آپکو نبی اور رسول مانتی ہے۔ وہ بھی یہ دونوں باتیں آپ کے متعلق تسلیم نہیں کرتی تیسری بات یہ فرماتی ہے۔ کہ مدعی نبوت۔ نبی سابق کی امت میں سے نہیں کہلاتا۔ مگر مرزا صاحب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے اپنے آپ کو شمار کرتے ہیں۔ چوتھی علامت یہ لکھی ہے کہ مدعی نبوت بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا سے تعلق رکھتا ہے۔ مگر مرزا صاحب دامن فیض صحبت آنحضرت صلعم سے ایک ذرہ بھی اپنے آپ کو علیحدہ تسلیم نہیں کرتے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں

سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا

اخیر یہ لکھا ہے۔ صاحب نبوۃ تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا۔ جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے۔ وہ دوسرے نبی کا مطیع اور امتی نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ فرماتے ہیں کہ امتی اور رسول کا مفہوم متبائن ہوتا ہے۔ یہ دس بارہ اصول ہیں جو آپ نے نبی کی تعریف کے لئے وضع

ڈاکٹر امبیدکار کا اعلان اور مسلمانوں کا فرض

(از جناب خانصاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب)

یولہ کے دس ہزار اچھوتوں کی کانفرنس میں جو علاقہ ناسک کے دو لاکھ اچھوتوں کی نمائندہ تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے اعلان کیا کہ وہ اور ان کے حاضرین آئندہ ہندو نہیں رہیں گے۔ اس اعلان کو ہوئے قریباً دو ماہ گزر چکے ہیں اس اعلان نے ہندوستان میں ایک زلزلہ پیدا کر دیا ہے۔ آئندہ جو ظاہر ہوگا وہ دیکھا جائیگا۔ فی الحال گاندھی جی مہاراج جو عمارات ہندو راج کی بنا رہے تھے وہ گرتی نظر آ رہی ہے۔ آٹھ کروڑ اچھوت جب ہندو نہ رہے تو پھر وہ میجارٹی جس کے ذریعے ہندوستان کی بادشاہت ملنے کی امید ہے کہاں باقی رہ گئی۔ پس یہ اچھوت اقوام جب ہندو نہ رہے تو بہر حال کوئی اور مذہب اختیار کریں گے۔ اس لئے اب کانگرس کو اور ہندو مہاسبھا کو عجیب مصیبت آجکل درپیش ہے حقیقت میں اس اعلان نے ان کے سارے ارادوں پر پانی پھیر دیا ہے اور جس طرح ایک شخص جو ڈوبتا ہو وہ تنکے کا سہارا پکڑتا ہے۔ ہندو حواس باختہ حرکات کر رہے ہیں۔ گاندھی جی کہتے ہیں کہ دیکھو ڈاکٹر صاحب ناراض نہ ہو۔ ہم تو آپ کی خاطر جان دینے کو تیار ہیں۔ آپ کی خاطر کل ہندو قوم کو ناراض کر لیا ہے۔ لاکھوں روپیہ آپ کی امداد کے لئے موجود ہے۔ آہستہ آہستہ سب چھوت چھات جاتی رہے گی۔ ایک کہتا ہے کہ جلدی نہ کریں۔ ہم آپ کے لئے نیا فرقہ بنا دیتے ہیں۔ سکھ بھائی کہتا ہے ہم میں شامل ہو جاؤ۔ تیسرا کہتا ہے تم پھر اگر ہندو رہنا نہیں چاہتے تو بدھ ہو جاؤ۔ اس سوال کے جواب کو جیسے پیر جماعت علی شاہ صاحب کی طرح ایک ہندو نے ڈاکٹر مونجے صاحب کو سنایا کہ ڈاکٹر امبیدکر بدھ ہو گئے۔ تو اخبار ٹائمز آف انڈیا میں لکھا ہے کہ He breathed a sigh of relief انہوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ ایک نے کہا کہ آپ آریہ ہو جاویں۔ لیکن جب سارے سوالات کا جواب ڈاکٹر صاحب نے یہ دیا کہ وہ ان مذاہب میں سے کسی کو اختیار نہیں کر سکتے کیونکہ یہ سب ہندوؤں کی شاخیں ہیں۔ تو شنکر اچاریہ صاحب جو کہ نہایت ہی صلح کل ہندو ہیں کے وفد نے کہا۔ اچھا تو پھر آپ سکھ ہی ہو جائیں۔ تو ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ ہم غور کریں گے۔ بس پھر کیا تھا۔ تاریں دوڑنے لگیں کہ بھاگو بھاگو سکھو۔ نیا اثر ڈاکٹر صاحب پر ڈالو۔ گویا کہ سکھ ہندو نہیں ہیں۔ گذشتہ چند سال ہوئے کہ ہندو مذہب کی تعریف جب بڑے بڑے عقلمند اور تعلیم یافتہ کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے تو آخر یہ تعریف نکالی کہ ہندو وہ مذہب ہے جس کے رشی ہندوستان میں پیدا ہو چکے ہوں . . . . . لیکن اب مطلب نکالنے کے لئے سکھوں کو جن سے کوئی چھوت چھات نہیں اور جن سے کہ ہندو رشتہ بھی کرتے ہیں۔ ہندوؤں سے علیحدہ کیا جاتا ہے۔ کیا ان میں مذہبی سکھ نہیں۔ الغرض بڑی گھبراہٹ اس وقت ہندو قوم میں موجود ہے عین اس وقت کہ سوراج آ رہا ہے۔ آٹھ کروڑ مخلوق کے علیحدہ ہو جانے سے سارے ہندو مہاجنوں پر وہی مثال صادق آتی ہے ؎

قسمت تو دیکھنا کہ کہاں ٹوٹی جا کمند
دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا

سب سے زیادہ بے چینی انہیں یہ ہے کہ یہ لوگ کہیں مسلمان نہ ہو جائیں کیونکہ اس سے مسلمانوں کی ہر جگہ میجارٹی ہو جائیگی اور سوراج بجائے ہندو راج کے مسلمان راج ہو جاویگا۔ اسی لئے تو ڈاکٹر مونجے صاحب نے جب سنا کہ وہ بدھ ہو جائینگے تو اطمینان کا سانس لیا۔ ڈاکٹر امبیدکار صاحب کے اس اعلان کے وقت سامعین میں سے ایک شخص نے سوال کیا کہ اگر ہم ہندو نہ رہیں گے تو پھر کیا ہم عیسائی ہو جائیں انہوں نے جواب دیا کہ ان میں بھی کالے گورے کا فرق ہے اور سوسائٹی کے امیر و غریب کا تفرقہ ہے۔ پھر اس نے کہا۔ کیا ہم مسلمان ہو جاویں تو آپ نے جواب دیا کہ اگر وہاں برادری اور مساوات تم کو ملتی ہے تو مسلمان ہو جاؤ۔ لیکن میں ابھی کوئی مشورہ نہیں دے سکتا جب تک قوم متفقہ فیصلہ نہ کرے۔ شنکر اچاریہ کے وفد کو آپ نے جواب میں کہا کہ میں کسی زندہ مذہب کو اختیار کرونگا۔ یہ اعلان کہ وہ مسلمان ہونگے بالکل قبل از وقت ہے۔ وہ سب سے پہلے آٹھ کروڑ انسانوں کو اس بات کیلئے تیار کرینگے کہ وہ ہندو نہ رہیں۔ تا وہ اس ذلیل قید سے نجات حاصل کریں جس میں وہ ہزارہا سال سے گرفتار ہیں۔ جب ان کے قلوب ہندو ازم کے پھندے سے آزاد ہو جاویں گے۔ پھر وہ کوئی مذہب جو زندہ ہو اور مساوات انسانی کا موید ہو۔ وہ اختیار کریں گے۔ ہندوؤں نے کہا کہ مسلمانوں میں بھی نقص ہیں وہ بھی ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں مسجدوں میں داخل نہیں ہونے دیتے۔ رشتہ نہیں کرتے ڈاکٹر صاحب نے کہا درست ہے لیکن ان میں برادری ہے۔ مساوات ہے جس کی مجھے ضرورت ہے۔

اب موجودہ حالت میں مسلمانوں کا کیا فرض ہے

اوّل:۔ اپنے منافقات اور فروعی جھگڑوں کا خاتمہ کریں اور اللہ کے حضور دعا کریں کہ وہ ان آٹھ کروڑ بت پرستوں کو اسلام میں داخل کر کے توحید پر قائم کر دے۔ یعنی بجائے مسلمانوں کو کافر بنانے کے کافروں کو دائرہ اسلام میں داخل کرنے کی طرف توجہ کریں اور آپس کے چھوٹے چھوٹے اختلافات کو بعض اس کام میں کامیابی کے لئے ختم کر دیں۔

دوئم:۔ سب سے اوّل ڈاکٹر امبیدکار کی امداد کریں کہ ان کی قوم ہندو نہ رہے کیونکہ مخلوق انسانی کو ذلت سے نکالنا ہر مسلمان کا فرض ہے من اسلم وجھہ للہ وھو محسن۔ اس کے بعد جہاں جہاں اچھوت اقوام ہیں۔ مسلمان ان کی دعوتیں کریں ان کو اپنے . . . . کا درجہ عطا کریں جس طرح حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دومن سے پرست عیسائیوں کے وفد کو مسجد نبوی میں عبادت کرنے کی اجازت دی تھی ان لوگوں کو جہاں مندروں میں داخل ہونے سے روکے جاتے ہیں اپنی مسجدوں میں عبادت الہٰی کرنے کی اجازت دیں۔ پھر ان کو صفائی اور پاکیزگی سکھا دیں اور ان کو اپنے کنوؤں سے پانی بھرنے کی اجازت دیں اور اسی طرح دیگر سوشل تعلقات بڑھا دیں۔

سوئم:۔ جن جن جگہ اچھوت اقوام موجود ہیں ان کی اپنی زبان میں اصل تعلیم اسلام سمجھا دیں اور ڈاکٹر صاحب اور ان کے لیڈروں کو اسلام کی دعوت دے کر ان پر ثابت کر دیں کہ اسلام زندہ مذہب ہے تا وہ فیصلہ کے وقت اسلام کی تائید میں رائے دے سکیں۔

چہارم:۔ آٹھ کروڑ آدمیوں کو اپنے بھائی بنانے اور ان کو جذب کرنے کے لئے ابھی سے تیاری کریں۔ جس کے لئے بڑے مضبوط فنڈز ہونے چاہئیں۔

خط و کتابت کے وقت چِٹ نمبر کا حوالہ دیں

لاہور کے حالات

— لاہور ۹ر دسمبر شہر کی مکدر فضا بہت کچھ بہتر ہو چلی تھی لیکن کل کے ایک پر اسرار واقعہ نے حالات کو پھر خراب کر دیا ہے۔ کل صبح دس بجے وزیر خان کی مسجد کے سامنے عین بازار میں ایک سکھ مسمی پورن سنگھ جو دہلی دروازہ کے اندر درزیوں کا کام کرتا تھا چلتے چلتے یکدم گر پڑا اور جان دے دی۔ پولیس فوراً موقع پر پہنچی دیکھنے پر معلوم ہوا کہ اس کی داہنی پسلی کے نیچے ایک گہرا زخم تھا جس کے متعلق خیال ہے کہ کسی نے اس پر چاقو سے حملہ کیا اور وہ ہلاک ہو گیا۔

— اس کے برعکس یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے پیٹ پر کوئی پھوڑا تھا۔ اور اس نے جراحت کرائی ہوئی تھی۔ اس کے ضعف کی وجہ سے وہ خود بخود گر پڑا۔ اور ہلاک ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد پولیس نے اپنے انتظامات از سر نو مستحکم کر دئے اور مسلح گاردیں سرگرمی سے شہر میں گشت کرنے لگیں۔ عام آبادی میں ایک دہشت و ہیجان پیدا ہو گیا۔

— لاہور ۹ر دسمبر۔ پورن سنگھ کی لاش کا پوسٹ مارٹم کیا گیا جس کی رپورٹ مظہر ہے کہ متوفی کے جسم پر کسی تیز دھار آلے کا زخم ہے جس کی وجہ سے اس کی موت واقعہ ہوئی ہے۔ پولیس مصروف تحقیقات ہے۔ ایک شخص کو اس سلسلہ میں زیر حراست کر لیا گیا ہے۔ لیکن ابھی تک کوئی باقاعدہ گرفتاری عمل میں نہیں آئی ہے۔

— بیان کیا جاتا ہے۔ کہ متوفی جب بازار میں گرا۔ تو اس نے کسی قسم کا شور نہیں کیا۔ اور نہ ہی کسی نے کسی کو اس پر حملہ کرتے دیکھا۔ جائے وقوعہ پر پولیس کا زبردست پہرہ ہے۔

— لاہور ۹ر دسمبر۔ لاہور میں غنڈوں کی گرفتاریوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر غنڈے لاہور چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ امید ہے کہ اس طرح فضا بہتر ہو جائیگی۔

— سکھوں کا ایک وفد کرپان پر پابندی کے سلسلہ میں گورنر پنجاب سے ملاقات کرے گا۔

— لاہور ۹ر دسمبر اخبار "ملاپ" اس خبر کا ذمہ وار ہے کہ مسٹر نرندر سنگھ سٹی مجسٹریٹ کو عنقریب لاہور سے تبدیل کر دیا جائیگا اور ان کی جگہ مسلمان سٹی مجسٹریٹ مقرر کیا جائے گا۔

— لاہور ۹ر دسمبر نیز رونہ ہوئے حاجی غلام جیلانی صدر مجلس اتحاد ملت اور حاجی امین الدین صحرائی کو بد امنی کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا۔ آج عدالت نے دونوں کو تا فیصلہ مقدمہ پانچ پانچ ہزار روپیہ کی ضمانت حاضری و نیک چلنی پر رہا کر دیا ہے۔

— فرقہ وارانہ فساد کے سلسلہ میں لاہور میں متعدد مقدمات زیر سماعت ہیں ۲۳ر اکتوبر لاہور میں ایک سکھ کو قتل کرنے اور تین سکھوں اور ایک ہندو پر قاتلانہ حملہ کرنے کے الزام میں موچی دروازہ کا ایک نوجوان گرفتار کیا گیا تھا جس کا مقدمہ زیر سماعت ہے۔ ۹ر دسمبر کو ملزم کے بیانات ہوئے جس میں اس نے کہا کہ مجھے سکھوں نے اشتعال دلایا تھا مجسٹریٹ نے مقدمہ سشن سپرد کر دیا ہے

باقی پوسٹ میں

خبریں

عالم اسلام

—— اخبار "ام القریٰ" کی تازہ اشاعت سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت حجاز نے مکہ معظمہ میں اعلیٰ درجہ کا نیا شفاخانہ قائم کیا ہے۔ جس میں مریضوں کے لئے جملہ انتظامات زمانہ حال کے مطابق کئے گئے ہیں۔ ایک ماہر ترکی ڈاکٹر کو اس شفاخانہ کا معالج اعلیٰ مقرر کیا ہے۔

—— معاصر مذکور رقمطراز ہے۔ کہ جس قدر زمانہ حج قریب آ رہا ہے اسی قدر اطراف عالم سے زائرین حجاز پہنچ رہے ہیں۔ اب تک ...حاجی حجاز پہنچے ہیں۔ وہ حکومت کے انتظامات سے مطمئن ہیں۔ امسال حکومت نے نہایت اعلیٰ انتظامات کئے ہیں اور حکام کو خاص طور پر ہدایت کر دی ہے۔ کہ عازمین حج کو ہر ممکن سہولت بہم پہنچائی جائے۔

—— حجاز کی ایک خبر مظہر ہے کہ حکومت افغانستان نے مصر میں اپنا جو سفارت خانہ قائم کیا تھا۔ اسے اٹھا لیا ہے۔ اور اپنی سفارت کو قاہرہ سے واپس بلا لیا ہے۔ اور مصر کی بجائے جدید سفارت حجاز میں قائم کی ہے ملا شور باز اور زیر مختار افغانستان قاہرہ سے جدہ پہنچ گئے ہیں۔ آپ کا مستقل قیام نہیں رہیگا

—— بیان کیا جاتا ہے۔ کہ حکومت افغانستان نے محض اسلامی تعلق و خلوص کو مدنظر رکھتے ہوئے مصر میں اپنا سفارت خانہ قائم کیا تھا۔ اور اسلامی روابط کو قائم رکھنے کے لئے سفارت کا عظیم خرچ برداشت کر رہی تھی لیکن حکومت مصر کا جوابی طرز عمل نہایت مایوس کن رہا۔ اس نے باوجود توجہ دلانے کے اپنا سفیر کابل نہیں بھیجا۔ بعض مصری جرائد نے بھی اس بارہ میں حکومت مصر پر سرد مہری کا الزام لگایا ہے۔ عام خیال یہ ہے۔ کہ حکومت مصر اس معاملہ میں غیر ملکی حکمت عملی کا شکار ہو گئی۔

—— آیندہ جنگ کے سلسلہ میں بلقان میں خاص تیاریاں ہو رہی ہیں۔ رومانیہ۔ یوگوسلاویہ اور یونان ترکی کی رہنمائی میں متحد ہیں۔ یوگوسلاویہ کے جدید وزیر اعظم بین الملی صورت حالات پر گفتگو کرنے اور ریاستہائے بلقان کے اتحاد کو زیادہ مستحکم کرنے کے خیال سے عنقریب انگورہ آنے والے ہیں

—— معلوم ہوتا ہے کہ یمن کو اٹلی کی طرف سے حملہ کا خطرہ ہے کیونکہ اٹلی بندرگاہ حدیدہ پر قبضہ کرنے کی عرصہ سے کوشش کر رہا ہے غالباً اسی وجہ سے حکومت یمن اپنے ساحلی علاقہ کی مورچہ بندی کر رہی ہے۔ ساحل کے ساتھ ساتھ خندقیں کھودی گئی ہیں اور خاردار تاروں کے جنگلے لگا دئے گئے ہیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حکومت یمن نے انگلستان سے پانچ ٹینک اور پانچ ہوائی جہاز خریدے ہیں۔ جو یمن پہنچ چکے ہیں۔ علاوہ ازیں جاپان سے ۲۰ ہزار فوجی وردیاں تیار کرائی ہیں۔

—— قاہرہ ۸ دسمبر گزشتہ چوبیس گھنٹوں کے عرصہ میں شورش و بلوہ دوبارہ برپا رہا۔ قاہرہ سے باہر غیزا یونیورسٹی میں چار ہزار طلبہ نے جمع ہو کر شہدا کی یادگار قائم کرنے کی کوشش کی اور پھر قاہرہ کی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔ ان کو روکنے کے لئے گورنر نے پل کو گرا دینے کا حکم دیا۔ اس کے بعد پولیس اور طلبہ میں شدید تصادم ہو گیا۔ طلبہ نے پولیس پر پتھر پھینکے جس کی وجہ سے ایک برطانوی افسر مجروح ہو گیا۔ پولیس نے ہوائی فائر کر کے مجمع کو منتشر کر دیا بعد کی ایک خبر ہے کہ ۹ دسمبر کو بھی طلبہ نے مظاہرے کئے۔ ٹریم کار (؟) کو آگ لگا دی۔ پولیس نے مجبور ہو کر چھرّوں کے فائر کئے۔ مصری یونیورسٹی کی تمام تعلیم گاہیں غیر معین عرصہ کے لئے بند کر دی گئی ہیں۔

ہندوستان

—— گورداسپور ۸ دسمبر کل مسٹر ڈزنی ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا مقدمہ پیش ہوا۔ آپ پر زیر دفعہ ۳ کریمنل لا امینڈمنٹ ایکٹ مقدمہ چلایا گیا ہے۔ کیونکہ آپ باوجود حکم امتناعی کے قادیان جا رہے تھے۔ عدالت نے آپ کو حکومت پنجاب کے نوٹس کی خلاف ورزی کرنے کے الزام میں چار ماہ قید بامشقت کی سزا دی۔ اور بی کلاس کی سفارش کی۔

—— راولپنڈی ۷ دسمبر کل پولیس نے شہید گنج ڈے کے سلسلہ میں خاص انتظامات کر رکھے تھے۔ شہر کے تمام اہم مراکز پر پولیس کا پہرہ تھا۔ اور سوار اور مسلح پولیس شہر میں گشت لگا رہی تھی۔ لیکن مسلمان بالکل پر امن رہے جامع مسجد کے میدان میں ان کا زبردست اجتماع ہوا جس میں سید حبیب اور میاں فیروز الدین نے تقریریں کیں

—— اعلیٰ حضرت حضور نظام نے ڈاکٹر ٹیگور کی یونیورسٹی وشوا بھارتی کو پانچ ہزار روپیہ کی رقم عنایت فرمائی ہے۔ اس سے قبل اعلیٰ حضرت ممدوح شانتی نکیتن میں اسلامی تعلیمات کے اجراء کے لئے ایک لاکھ روپیہ عطا فرما چکے ہیں۔ اور ۱۹ ہزار روپیہ حضور ممدوح نے اسلامی تعلیمات کے پروفیسر کے سکونتی مکان کی تعمیر کے لئے منظور فرمایا ہے۔

—— نئی دہلی۔ ۹ دسمبر ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ والیسرائے کا زلزلہ فنڈ ۱۳ دسمبر سے بند کر دیا جائیگا اس وقت تک چندہ کی میزان ۸۶۸۲۸۱ لم روپے ہے۔

—— معلوم ہوا ہے کہ دیوان سنگھ مفتون ایڈیٹر اخبار "ریاست" دہلی جن کو ہر ہائی نس نواب صاحب بھوپال کے خلاف ہتک آمیز مضامین شائع کرنے کے الزام میں تین ماہ قید کی سزا ہوئی ہے پریوی کونسل میں اپیل کریں گے۔ فی الحال ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہوشنگ آباد نے انہیں جیل میں بھجوا دیا ہے۔ اور اے کلاس میں رکھنے کی سفارش کی ہے۔

—— ضلع گورداسپور کے بعض علاقوں میں پلیگ کا مرض پھیل گیا ہے۔

—— پشاور۔ ۷ دسمبر سرحد مہمند پر بالکل امن و سکون ہے بیان کیا جاتا ہے بادشاہ گل ابھی تک کابل میں ہے وہ وطن کو کب آئے گا؟ اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

—— حاجیوں کو لے جانے والی جہاز ران کمپنی نے اعلان کیا ہے کہ جدہ کا بحری راستہ بالکل محفوظ ہے۔ حبشہ اور اٹلی کی جنگ کی وجہ سے اسے کوئی خطرہ نہیں۔

—— لاہور ۹ دسمبر معلوم ہوا ہے۔ سردار امر سنگھ ایڈیٹر اخبار "شیر پنجاب" ڈاکٹر امبیدکر سے ملاقات کے لئے بمبئی جا رہے ہیں جہاں آپ ان کو سکھ دھرم قبول کرنے کی دعوت دیں گے۔ ایک سکھ رئیس نے اس کام کے لئے ایک لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔

—— امرتسر ۹ دسمبر شنبہ کے دن پولیس نے دو مسلمانوں کو ایک ہندو نوجوان کو زخمی کرنے اور ڈاکہ ڈالنے کے الزام میں گرفتار کیا تھا۔ آج پولیس نے ان دونوں کو رہا کر دیا ہے کیونکہ تحقیقات کے بعد پولیس کو معلوم ہوا ہے۔ کہ اس ہندو نوجوان پر چند ہندوؤں نے ہی قاتلانہ حملہ کیا تھا۔

—— لاہور ۸ دسمبر کل مہاراجہ جانبہ کا بعمر چالیس سال سوا تین بجے صبح لاہور میں انتقال ہو گیا۔ نعش بذریعہ موٹر کار جنبہ لے جائی گئی ہے۔

ممالک خارجہ

—— حبشہ اور اٹلی کی جنگ بدستور جاری ہے۔ تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حبشہ میں اٹلی کی مشکلات روز بروز بڑھ رہی ہیں۔ حبشی افواج کی فتوحات اور پیش قدمی کی خبریں متواتر آ رہی ہیں

—— عدیس ابابا۔ ۷ دسمبر اطالیہ کے ۹ ہوائی جہازوں نے دسی کے مقام پر جہاں کہ آج کل شاہ حبشہ مقیم ہیں شدید بمباری کی کئی آدمی مجروح ہوئے لیکن شاہ بالکل محفوظ رہے۔ امید کی جاتی ہے کہ شاہ موصوف عنقریب شمالی محاذ جنگ کی طرف تشریف لے جائیں گے۔ ایک اطلاع سے معلوم ہوتا ہے کہ اطالویوں نے دسی کے شفاخانہ اور ولی عہد حبشہ کی قیام گاہ پر بمباری کی ولیعہد محفوظ رہے۔ لیکن چند مریض ہلاک ہو گئے۔

—— ایک خبر مظہر ہے۔ کہ حبشی سردار راس سیوم میکلی میل تک اطالوی علاقہ میں پیش قدمی کرتا ہوا چلا گیا۔

—— اطالوی حکام نے اپنے مقبوضہ علاقے کے تمام حبشی غیر مسلح کر دئے۔ قبائل کو بھی اسلحہ رکھنے کی ممانعت کر دی ہے۔

—— بیان کیا جاتا ہے کہ اطالیہ کی بحری و بری فوج کے پاس پٹرول کا اتنا ذخیرہ موجود ہے جس سے وہ یورپ اور مشرقی افریقہ میں اپنے عزائم کو پورا کر سکے۔

—— روما۔ ۷ دسمبر حکومت اطالیہ نے ملکی و غیر ملکی اخبارات کے نامہ نگاروں کو ہدایت کی ہے کہ وہ مشرقی افریقہ جانے والی اطالوی فوج کے متعلق کسی قسم کی اطلاعات نہ بھیجیں۔

—— اطالوی قونصل جنرل متعینہ قاہرہ نے مصر میں مقیم اطالویوں کے نام ہدایت جاری کی ہے۔ کہ وہ اپنا تمام روپیہ غیر ملکی بنکوں سے نکلوا کر قونصل خانہ کے خزانہ میں رکھ دیں۔ لیکن وہ لوگ اس حکم کو ماننے پر آمادہ نہیں۔ کیونکہ انہیں خطرہ ہے۔ کہ یہ روپیہ جنگ کے اخراجات کے لئے اٹلی نہ بھیج دیا جائے۔ اس لئے مصر کے اطالوی فرانس اور جرمنی کو جا رہے ہیں۔ بد اعتمادی روز بروز بڑھ رہی ہے

—— روما ۷ دسمبر شمالی محاذ جنگ پر اطالویوں اور حبشیوں کی چھیڑ میں روز افزوں ہیں۔ خیال ہے کہ حبشی افواج جمبیل تاما کی طرف بڑھنے کا ارادہ کر رہی ہیں۔ اطالویوں کی بمباری سے حبشی افواج میں شدید اشتعال پیدا ہو گیا ہے۔ اور ان کے دل میں آتش انتقام بھڑک اٹھی ہے۔ اور اب وہ نہایت بے جگری سے لڑ رہے ہیں۔ انہوں نے اطالویوں کو حبشہ سے نکال کر دم لینے کا عزم کر لیا ہے۔

—— لندن ۹ دسمبر اٹلی اور حبشہ کی جنگ کا خاتمہ کرنے کے لئے فرانس اور انگلستان کے مدبروں نے جو مصالحتی مسودہ تجویز کیا ہے اس کا مفاد یہ ہے۔ کہ اٹلی کو شہر اکسوم کے سوا سارا صوبہ تیجری دیا جائے۔ اور صوبہ اجادین اور صوبہ دناکیل کا اس قدر علاقہ اٹلی کو دینا تجویز کیا گیا ہے جس میں بندرہ لاکھ اطالوی آباد ہو سکیں اس کے بدلے حبشہ کو آساب کی بندرگاہ پیش کی جائیگی۔ اگر اٹلی یہ بندرگاہ دینے پر آمادہ نہ ہو۔ تو اس کے بدلے میں برطانیہ اپنے سمالی لینڈ کے علاقہ میں بندرگاہ زیلع حبشہ کو دے دے امید ہے کہ حکومت برطانیہ ان سفارشات پر یقیناً مہر تصدیق ثبت کر دیگی اور پھر یہ سفارشات روما اور ادیس ابابا بھیجی جائیں گی اور مسولینی سے درخواست کی جائیگی۔ کہ وہ ان سفارشات کے متعلق اپنا آخری جواب ۱۸ دسمبر سے پہلے پہلے دے۔

لندن۔ ۹ دسمبر اس خبر کی کامل وثوق ذرائع سے تصدیق ہو گئی ہے کہ ماکالی اطالویوں نے خالی کر دیا ہے۔

مصیبت زدگان زلزلہ کیلئے خاص رعایتیں

محکمہ تعلیم پنجاب کی کارروائی

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

صاحب ڈائرکٹر محکمہ تعلیم کی طرف سے تمام سرکاری تعلیمی اداروں کے افسران اعلیٰ کو اطلاع دی گئی ہے کہ ایسے بچوں کو سکول چھوڑنے پر مجبور نہ کیا جائے جو زلزلہ کی وجہ سے اپنی فیسیں ادا نہیں کر سکتے۔ انہیں ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ایسی تمام صورتوں میں جہاں زلزلہ کوئٹہ کے باعث فیسوں کے لئے فی الواقعہ روپیہ فراہم نہیں کیا جا سکتا متعلقہ صاحبان ڈپٹی کمشنر کو اطلاع دیں جن کی سفارش پر وائسرائے ریلیف فنڈ میں سے حقدار طلبہ کی سکول کی فیس ادا کی جائے گی۔ ڈپٹی کمشنر صاحبان کو شروع میں فنڈ مذکور میں سے بارہ ماہ کے عرصہ کے لئے فیس ادا کرنے کا اختیار ہے اگر اس بارہ ماہ کے عرصہ کو بڑھانا ضروری خیال کیا جائے تو ایسی صورت میں معاملہ صوبائی امدادی کمیٹی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ کالجوں کے ایسے ہی طلبہ کی صورت میں بھی ڈپٹی کمشنر صاحبان کو اطلاع دی جاتی ہے جو اپنی سفارشات کے ساتھ معاملہ کو فیصلہ کے لئے صوبائی امدادی کمیٹی کی وساطت سے" ارتھ کوئیک کمشنر" کے پاس بھیج دیتے ہیں محکمہ مذکور کی تجویز پر پنجاب یونیورسٹی نے ان لڑکوں کو جو کوئٹہ کے زلزلہ کی وجہ سے یتیم ہو گئے ہیں اور کوئٹہ کے پناہ گزینوں کے بچوں کے لئے حسب ذیل مراعات عطا کی ہیں:۔

(الف) اورینٹل کالج میں درسی فیس کی ادائگی سے انہیں مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے اور اگر وہ کسی قسم کی قابلیت ظاہر کریں تو ان کے لئے چھوٹے چھوٹے وظیفوں کی ایک محدود تعداد کا انتظام کیا گیا ہے۔

(ب) لا کالج اور ہیلی کالج آف کامرس میں ۱۹۳۵ء میں داخلہ کے لئے طالب علم کی صورت میں علیحدہ علیحدہ غور کیا جائے گا۔ جو طلبہ اس طرح داخل کئے جائیں گے انہیں ہیلی کالج آف کامرس میں تین سال اور لا کالج میں دو سال کے لئے مفت تعلیم دی جائے گی۔ ہیڈ ماسٹروں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ کوئٹہ سے آنے والے بچوں کو جو ان کے سکولوں میں داخل ہونا چاہیں ٹرانسفر سرٹیفکیٹ پیش کرنے پر اصرار نہ کریں۔ ایسے بچوں کو ایک ابتدائی آزمائش کے بعد ان جماعتوں میں داخل کر لیا جاتا ہے جن کے لئے وہ قابل ہوں۔

سکولوں کے ڈویژنل انسپکٹروں سے کہا گیا ہے کہ وہ گورنمنٹ یا بورڈ کی ملازمت میں موزوں خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے مصیبت زدگان زلزلہ کوئٹہ کے ناموں پر غور کریں۔ کوئٹہ میں ایس۔ وی کلاس کی ایک پیوپل ٹیچر کو عورتوں کے لئے ایس۔ وی سرٹیفکیٹ کے آئندہ امتحان میں بیٹھنے کی اجازت دی گئی ہے اور خاص رعایت کے طور پر اس کا سنٹر کراچی میں رکھا گیا ہے۔ کوئٹہ سے آنے والی لڑکیوں کے فائدہ کے لئے ہندوستانی لڑکیوں کو آئندہ مڈل کے امتحان میں شامل ہونے کے لئے کراچی میں خاص رعایت کے طور پر ایک سنٹر بنایا گیا ہے۔

(لاہور ۵۔ ستمبر ۱۹۳۵ء)

ٹیلیفون ۲۰۰۷

جلد ۲۳ — لاہور ـ یوم شنبہ مطبوعہ ۷ رمضان ۱۳۵۴ھ مطابق ۴ دسمبر ۱۹۳۵ء — نمبر ۸۰

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اہل تقویٰ پر خدا کی تجلّی

فرمایا۔ تقویٰ والے پر خدا کی ایک تجلّی ہوتی ہے۔ وہ خدا کے سایہ میں ہوتا ہے مگر چاہیئے کہ تقویٰ خالص ہو اور اس میں شیطان کا کچھ حصّہ نہ ہو۔ ورنہ شرک خدا کو پسند نہیں اگر کچھ حصّہ شیطان کا ہو تو خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ سب شیطان کا ہے۔ خدا کے پیاروں کو جو دکھ آتا ہے وہ مصلحت الٰہی سے آتا ہے ورنہ ساری دنیا کُشتی ہو جائے تو ان کو ایک ذرہ بھر بھی تکلیف نہیں دے سکتی۔ چونکہ وہ دنیا میں نمونہ قائم کرنے کیواسطے ہیں اس واسطے ضروری ہوتا ہے کہ خدا کی راہ میں تکالیف اٹھانیکا نمونہ بھی وہ لوگوں کو دکھائیں ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے کسی بات میں اس سے بڑھ کر تردّد نہیں ہوتا کہ اپنے ولی کی قبضِ روح کروں۔ خدا تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اُس کے ولی کو کوئی تکلیف آوے مگر ضرورت اور مصالح کیواسطے وہ دُکھ دیئے جاتے ہیں اور اس میں خود اُن کیلئے نیکی ہے کیونکہ اُن کے اخلاق ظاہر ہوتے ہیں۔ انبیاء اور اولیاء اللہ کیلئے تکلیف اس قسم کی نہیں ہوتی جیسی کہ یہود کو لعنت اور ذلت ہو رہی ہے جسمیں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی ناراضگی کا اظہار ہوتا ہے بلکہ انبیاء شجاعت کا ایک نمونہ قائم کرتے ہیں خدا تعالیٰ کو اسلام کیساتھ کوئی دشمنی نہ تھی۔ مگر دیکھو جنگ احد میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے رہ گئے۔ اس میں یہی بھید تھا کہ آنحضرتؐ کی شجاعت ظاہر ہو جبکہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار کے مقابلہ میں اکیلے کھڑے ہو گئے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ ایسا نمونہ دکھانیکا کسی نبی کو موقع نہیں ملا۔ ہم اپنی جماعت کو کہتے ہیں کہ صرف اتنے پر وہ مغرور نہ ہو جائے کہ ہم نماز، روزہ کرتے ہیں یا موٹے موٹے جرائم مثلاً زنا، چوری وغیرہ نہیں کرتے۔ ان خوبیوں میں تو اکثر غیر فرقہ کے لوگ مشرک وغیرہ تمہارے ساتھ شامل ہیں۔ تقویٰ کا مضمون باریک ہے۔ اس کو حاصل کرو۔ خدا کی عظمت دل میں بٹھاؤ جس کے اعمال میں کچھ بھی ریاکاری ہو خدا اس کے عمل کو واپس اُلٹا کر اس کے منہ پر مارتا ہے۔

(تقریر ۱۰ رجون ۱۹۰۱ء)

جواہر ریزے

قرآن مجید

جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر خریدا وہ اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے اور جو کفر کرتے ہیں وہ یہ خیال نہ کریں کہ ہم جو انہیں مہلت دیتے ہیں یہ ان کیلئے اچھا ہے۔ ہم انہیں مہلت دیتے ہیں آخر وہ گناہ میں بڑھ جاتے ہیں اور ان کیلئے ذلیل کرنیوالا عذاب ہے۔ اللہ ایسا نہیں کہ وہ مومنوں کو اس حالت پر چھوڑ دے جس پر تم ہو جبتک کہ ناپاک کو پاک سے الگ نہ کر دے اور اللہ کی شان نہیں کہ تمہیں غیب پر اطلاع دے لیکن اللہ اپنے رسولوں سے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے۔ پس اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اگر تم ایمان لاؤ اور تقویٰ اختیار کرو تو تمہیں بڑا اجر ملیگا۔ (آل عمران)

حدیث شریف

۱۔ سچ بولنا لازم پکڑو اس لئے کہ سچ بولنا نیکی اور بھلائی کیطرف ہدایت کرتا ہے اور بھلائی جنت کی طرف ہدایت کرتی ہے اور ہمیشہ آدمی سچ بولتا اور سچ کی تلاش میں رہتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا کے پاس وہ سچا لکھدیا جاتا ہے اور بچاؤ اپنے آپ کو جھوٹ سے کیونکہ جھوٹ گناہ کی طرف لیجاتا ہے اور گناہ دوزخ کی راہ دکھاتا ہے اور ہمیشہ آدمی جھوٹ بولتا اور جھوٹ تلاش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کے پاس وہ جھوٹا لکھا جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

۲۔ اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بہتری کا ارادہ فرمائے تو اُسے دین میں فقیہہ کر دیتا ہے۔ (متفق علیہ)

۳۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ترازو میں کوئی چیز خلق سے زیادہ وزنی نہیں ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اے لوگو رواج دو سلام کو اور صلہ رحمی کرو اور (لوگوں کو) کھانا کھلاؤ اور رات کے وقت نماز پڑھو اس حالت میں کہ لوگ سو رہے ہوں۔ تم داخل ہو جاؤ گے جنت میں سلامتی کیساتھ۔ (ترمذی)

تبلیغی مراسلات

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا"

اقصائے عالم میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں

(مرتبہ خانصاحب چودھری محمد منظور الہٰی صاحب آنریری جائنٹ سیکرٹری)

بلجیم

امیڈم پرلیسی صاحبہ لکھتی ہیں کہ قرآن کریم کی نہایت خوبصورت کاپی شاہ بلجیم کو نذر کرنے کے لئے وصول ہو گئی ہے۔ میں انشاء اللہ یہ قیمتی تحفہ اپنے ہاتھ سے بادشاہ سلامت کی خدمت میں پیش کروں گی۔ اس وقت میں باہر سفر کے لئے تیار ہوں واپسی پر یہ کام سرانجام دوں گی۔ کیونکہ اتنی جلدی ان سے ملاقات کا وقت مقرر نہیں ہو سکتا۔ جنوری میں واپس آکر یہ کام سرانجام دوں گی۔ سب بھائیوں کو سلام کہدیں۔ میں واپسی پر بادشاہ کے ملنے کے بعد کتب مرسلہ کے فرانسیسی تراجم شروع کر دوں گی۔

البانیا

مسٹر تونیانی لکھتے ہیں کہ مجھے اپنے مذہب سے خاص دلچسپی ہے اور میں سمجھ نہیں سکتا کہ میں کن الفاظ میں قرآن کریم کی ایک جلد بھیجنے کیلئے آپ کا شکریہ ادا کروں۔ بہرحال میں آپ کا تہ دل سے مشکور رہوں۔ میں نے آپ کے سب اصولوں کا مطالعہ کر لیا ہے اور مجھے ان سے پورا پورا اتفاق ہے میں ان پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ اور جو دوست کتب کا مطالعہ کر رہے ہیں وہ بھی ان پر عامل ہوں گے۔ عدم فرصت کے باعث جلد خط نہ لکھ سکا۔ مسٹر وہبی ہوجا لکھتے ہیں کہ مجھے لائٹ و ینگ اسلام ملا۔ ان کے مطالعہ سے مجھے بڑی مسرت حاصل ہوئی جس کے لئے میں آپ کا مشکور ہوں کتب مرسلہ اپنے دوستوں کو دکھاتا رہتا ہوں۔ وہ تمام آپ کی جماعت کی خدمات اسلامی کے معترف ہیں اور مزید لٹریچر کے خواہاں ہیں۔ میں کچھ روپیہ بطور محصول ڈاک بھیج رہا ہوں اسے قبول فرما دیں۔ آئندہ مجھے اخبارات و رسائل باقاعدہ بھیج دیا کریں۔

پولینڈ

پروفیسر یوتان لیون صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے آپ کے اسلامی لٹریچر سے گہری دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ جن میں سے میں نے بعض انگریزی و عربی کتب کا مطالعہ بھی کیا ہے۔ اس نے مجھے شوق دلایا ہے کہ میں قرآن کا عربی زبان میں مطالعہ کروں۔ مجھے عربی زبان آتی ہے۔ آپ مجھے اپنے رسائل انگریزی و جرمن بھیجدیا کریں۔ نیز وہ کتب خاص طور پر جو سلسلہ احمدیہ کے متعلق ہوں کیونکہ میں پولش زبان میں اسلام پر ایک کتاب لکھنا چاہتا ہوں جس میں آپ کے سلسلہ کی خدمات اسلامی کا اعتراف ہوگا۔ مزید لٹریچر بھیجدیں۔

شمالی امریکہ

مسٹر ایس۔ اے لکھتے ہیں کہ جب سے میں نے جماعت میں شامل ہو کر تبلیغ کا کام شروع کیا ہے۔ یہ میری پہلی رپورٹ ہے۔ میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس رپورٹ کے ساتھ میں چار شخصوں کے فارم بیعت بھیج رہا ہوں۔ گو یہ تعداد تھوڑی ہے لیکن کام کے آغاز میں اتنے آدمیوں کا خدمت اسلام کے لئے مل جانا میرے نزدیک کامیابی کا نشان ہے ابھی میں نے علانیہ طور پر تبلیغ کا کام شروع نہیں کیا کیونکہ مخالفین کی شرارتوں سے بچنے کے لئے ہمیں چند ابتدائی انتظامات طے کرنے ہیں۔ سب سے اول اس ملک میں جماعت کی شاخ کو رجسٹری کروانا ہے جس پر دس ڈالر خرچ ہوں گے اور یہ خرچ یہاں کی جماعت پورا کرے گی۔ اس کے بعد مفت تقسیم کے لئے کافی لٹریچر تیار رکھنا ضروری ہے تاکہ جب میں اخبارات کے ذریعہ سے پروپیگنڈا شروع کروں تو طالبان حق کے لئے رکاوٹ کی کوئی وجہ پیدا نہ ہو سکے۔ انشاء اللہ اگلی رپورٹ زیادہ ہمت افزا ہو گی جن لوگوں نے بیعت کی ہے ان کے پتے ارسال ہیں۔ براہ راست ان کو منظوری سے اطلاع دیں۔

علاقہ ہنریانامہ (وسطی امریکہ)

مسٹر عبداللہ ایم لکھتے ہیں کہ آپ کا خط و لٹریچر ملا جس کو پڑھ کر مجھے دلی مسرت حاصل ہوئی۔ اس خط کے ہمراہ فارم بیعت پر کر کے ارسال خدمت ہے میں انشاء اللہ اسلام کی ترقی کے لئے ہر ممکن کوشش کرونگا۔ کچھ مزید اسلامی لٹریچر بھی بھیجدیں۔ میری بیوی آپ کو السلام علیکم کہتی ہے۔

انگلینڈ

مسٹر ڈبلیو۔ جی آر لکھتے ہیں کہ مجھے آج قرآن کریم اور دیگر لٹریچر ملا۔ یہ ایک نہایت قیمتی تحفہ ہے اور میں اس کا نہایت غور سے مطالعہ کرونگا میرے دوست کو جو آپ نے قرآن بھیجدیا ہے اس کے لئے بھی میں مشکور ہوں۔ ایک اور دوست کا پتہ لکھتا ہوں جو مذہبی علوم کا دلدادہ ہے اس سے بھی خط وکتابت کریں اور لٹریچر بھیجدیں۔ میں لنینگراڈ کی ایرانی کانگرس صنعت وحرفت میں شمولیت کے لئے حال ہی میں گیا تھا۔ وہاں میں نے ایک مسجد دیکھی لیکن افسوس کہ وہاں کوئی نمازی نہ تھا اور وہ خالی پڑی تھی۔ آپ کی جماعت کا فرض ہے کہ وہاں اپنا کوئی آدمی بھیجکر اپنی تحریک اشاعت اسلام کو اس بے آباد مسجد میں بیٹھکر شروع کرے۔ اور یہ کوئی مشکل امر نہیں۔

نائیجیریا

مسٹر ایس کے پیرس لکھتے ہیں کہ میں آپ سے خدا کے نام پر التجا کرتا ہوں کہ آپ لوگ اس علاقہ میں آکر خدا کا کام کریں۔ ہمارے علاقہ کے لوگ اسلام قبول کرنے کیلئے بالکل تیار ہیں۔ کمی ہے تو ایک اسلامی مشن کی ہے جو یہاں روشنی پھیلا سکے۔

میں نے آپ کے سلسلہ میں شمولیت کے لئے بیعت کر لی ہے فارم پر کر کے ارسال ہے۔ بہت سے مشہور اور معروف لوگ جو عیسائی ہیں۔ اسلام قبول کرنے کو تیار ہیں۔ کیونکہ ان کا مذہب اس علاقہ میں بہت تنزل پذیر ہوتا جا رہا ہے۔ اسی لئے انہوں نے مجھ سے التجا کی کہ آپ کو لکھ کر ایک اسلامی مشن کا انتظام کیا جائے۔ یہ علاقہ نہایت پرامن ہے اور کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے۔ آپ ضرور اپنا مشن کھولنے کا انتظام کریں۔

ریاست لائبیریا (مغربی افریقہ)

مسٹر جمبو کیرو لکھتے ہیں۔ آپ کا خط ملا۔ میں آپ کی نصائح کیلئے مشکور ہوں جو آپ نے اسلام کی ترقی کے لئے میرے نام بھیجی ہیں۔ لیکن حق یہ ہے کہ یہاں کے مسلمان غریب اور کم علم ہیں۔ ان کو بیدار کر کے ہم کچھ کام کر سکتے ہیں۔ جس کے لئے خاص خدا کی مدد درکار ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ مجھے ضرور کامیاب کریگا۔ گورنمنٹ نے یہاں کے کالج کے ساتھ عربی کلاس کھولنے کے لئے مجھے حکم دیا تھا جس کے لئے مجھے آپ کے اسلامی لٹریچر کی سخت ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ سال آئندہ کے شروع میں یہاں کے نئے صدر کی تقرری کی تقریب عمل میں آنیوالی ہے جس میں ہماری جماعت کی نمائندگی ضروری ہے۔ آپ انجمن کے مشورہ سے مجھے اطلاع دیں کہ اس موقعہ پر ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ جواب واپسی ڈاک آنا چاہیئے۔ تاکہ موقعہ پر مجھے پہنچ سکے۔ تمام احباب سلسلہ کو السلام علیکم (نئے صدر کو قرآن کریم انگریزی۔ سیرت نبوی۔ ٹیچنگ آف اسلام۔ اسلام پیش کرنے کے لئے بھیجدی گئی ہیں)

مصر

پیر شمس الدین صاحب علاوہ کتب سلسلہ فروخت کرنے کے عربی مفت لٹریچر متعلقہ اسلام وسلسلہ مصر میں تقسیم کر رہے ہیں جس کا نہایت مفید نتیجہ پیدا ہو رہا ہے۔ حقیقۃ الدین الاسلام (عربی مسلم کٹیکزم) و البیان فی رجوع الی القرآن کا دوسرا ایڈیشن مفت تقسیم کے لئے چھپ چکا ہے۔ ان کے علاوہ القول الصحیح فی صلب المسیح عربی بھی چھپ گئی ہے مسلم کٹیکزم کا فرانسیسی ترجمہ مصر میں چھپ کر تقسیم ہو رہا ہے۔ تعلیم یافتہ طبقہ میں اچھا چرچا ہو رہا ہے۔ قاہرہ کے علاوہ اسکندریہ، سویز، منصورہ وغیرہ دیگر بڑے بڑے شہروں کا دورہ ختم کر کے پیر صاحب دسمبر کے شروع میں سوڈان چلے جائیں گے وہاں سے واپسی پر کچھ مصر میں کام کر کے فلسطین و شام جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

برادر محمد یوسف صاحب مصری لکھتے ہیں کہ قرآن کریم انگریزی کی جلد وصول کر کے مجھے دلی مسرت حاصل ہوئی اور اس نے مجھے جرأت دلائی کہ میں قرآن کریم کا مطالعہ کروں۔ اس سے پہلے گو میں خود مصری ہوں میری مادری زبان عربی ہے۔ لیکن عربی قرآن کا سمجھنا میرے لئے دشوار تھا۔ پھر عربی تفاسیر کا سمجھنا اس سے بھی مشکل۔ اور وہ ایسی عمدہ نہیں جیسی آپ کی تفسیر۔ حقیقت یہ ہے کہ تفاسیر میں ایسی فاش غلطیاں ہیں کہ ان کو پڑھ کر میں نے قرآن کا دیکھنا بھی چھوڑ دیا۔ اب میں خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جس نے مجھے ایسی عمدہ تفسیر مہیا کر دی جو عربی الفاظ کا صحیح صحیح مفہوم بیان کرتی ہے اور جس کی تلاش میں میں مدت سے لگا ہوا تھا۔ اور میں خدا سے امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے وفات نہ دیگا جب تک کہ میں آپ کے قرآن کریم و تفسیر و دیگر تالیفات کا مطالعہ نہ کر لوں۔ بہتر ہو کہ تازہ ایڈیشن میں سورتوں کے نام عربی میں بھی لکھ دیئے جائیں جن کیلئے کافی جگہ خالی ہے اور کم از کم پانچ رنگ جلد میں لگوائے جائیں تا کہ مطالعہ کنندگان کو آرام رہے۔ مجھے اس بات سے مسرت ہوئی کہ آپنے مجھے اپنی جماعت کا باقاعدہ ممبر بنا لیا ہے میں انشاء اللہ اسلام کی زیادہ خدمت کرنے کے قابل ثابت ہونگا۔

جنوبی افریقہ

مس ایچ اے۔ این صاحبہ لکھتی ہیں کہ آپ کے خط کے ہمراہ میرن صاحب و ہیرولس صاحب کے خطوط مل گئے۔ میں نے ان کو براہ راست جواب دیدیا ہے۔ کتب مرسلہ پہنچ گئی ہیں کیا آپ نے جنوبی افریقہ کی لائبریریوں کو بھی قرآن انگریزی بھیجدیا ہے۔ جو کاپی میرے پاس ہے وہ اکثر میرے دوستوں کے مطالعہ میں رہتی ہے۔ اگر ایک آدھ کاپی زائد ہو تو اس کے ذریعہ غیر مسلموں میں خوب کام ہو سکتا ہے۔

نیاسالینڈ

مسٹر آر۔ ایم صاحب لکھتے ہیں کہ اس ملک میں عیسائی مشنریوں نے چپہ چپہ پر ڈیرے جما کر اپنے مذہب کی تبلیغ شروع کر رکھی ہے پہلے تو صرف لامذہب دیسی باشندوں کو عیسائی بنایا جاتا تھا۔ اب ان کی توجہ دیسی مسلمانوں کی طرف ہو گئی ہے اور ان میں عیسائیوں نے تبلیغ شروع کر رکھی ہے اور باغ اسلام کو تباہ و برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ یہاں زیادہ تر ہندی مسلمان تاجر ہیں جو سب کے سب

(باقی صلا پر)

آٹھ کروڑ اسیروں کی رستگاری اور جماعت احمدیہ کا فرض

ڈاکٹر امبیدکر کے اعلان نے ہندوستان بھر میں ایک ہیجان پیدا کر دیا ہے۔ تمام مذاہب کے نمائندوں میں ایک غیر معمولی حرکت نظر آتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کو تاریں دی جا رہی ہیں۔ خطوط لکھے جاتے ہیں۔ اخبارات میں مضامین شائع ہو رہے ہیں اور ملاقاتوں کا سلسلہ جاری ہے۔ تمام قومیں اچھوتوں کو اپنے اندر جذب کرنے کی فکر میں ہیں کم و بیش ہر ایک قوم کو اس میں سیاسی فوائد نظر آتے ہیں اور سب لوگ اپنے جتھے کو مضبوط کرنے کے خواہشمند ہیں۔ مسلمان بھی اچھوتوں کو اپنا بھائی بنانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ لیکن ان کا مطمح نظر عام لوگوں کے مقاصد سے زیادہ بلند ہے۔ وہ اچھوتوں کو اپنے فائدہ کے لئے مسلمان نہیں بناتے بلکہ اچھوتوں کی بہبود کے لئے انہیں دعوت اسلام دیتے ہیں۔ اسلام قبول کرنے سے ایک قوم خود ممتاز ہو جاتی ہے دین محمدؐ کو قبول کرنا اپنے فطری قویٰ کو نشو و نما دینے اور دنیا میں سربلند ہونے کے مترادف ہے۔ اسی لئے سرور کونین علیہ التحیۃ والسلام بھی پیغام اسلام دیتے وقت یہی فرمایا کرتے تھے۔ اسلم تسلم اسلام قبول کرو تم سلامتی پا لو گے۔

نبوت و رسالت کی بڑی غرض یہی ہے کہ خدا کا مرسل و مامور ایک قوم کو انتہائی پستی اور قعر ذلت سے نکال کر بام عروج پر پہنچا دے اگر کوئی قوم فسق و فجور اور خواہش میں غرق ہو تو انہیں وہ اپنے پاک نمونہ اور قوت قدسی سے تمام آلائشوں سے پاک کرتا ہے۔ کوئی قوم رسم و رواج اور توہمات کی زنجیروں میں جکڑی ہو تو خدا کا مامور ان زنجیروں کو کاٹ کر انہیں اس قید سے آزاد کرتا ہے۔ جہالت کے پردے چاک کر دیئے جاتے ہیں اور خدائی نور سے لوگوں کے قلوب کو منور کیا جاتا ہے۔ اسلام کی تاریخ نے بارہا ان واقعات کو دہرایا ہے جس سرزمین میں اسلام کا پیغام پہنچا اور لوگوں نے اس پر عمل کیا۔ وہی سرزمین علم و حکمت، تہذیب و تمدن اور ترقیات کا مرکز بن گئی۔ جو بہائم تھے وہ انسان بن گئے اور شر الدواب نے

بہترین مخلوق کی شکل اختیار کر لی۔ جو محکوم تھے وہ حاکم ہو گئے۔ اور جو علم و حکمت اور عقل و فن سے بے بہرہ تھے وہ دنیا کے استاد قرار پائے غرض یہ کہ اسلام کو مذہب اور قرآن کو لائحہ عمل بنانے سے صدہا قوموں نے عروج و کمال کی بلند ترین منازل کو طے کیا ہے۔

اس وقت ہندوستان کی آبادی کا ایک چوتھائی حصہ پستی کے غار عمیق میں گرا ہوا ہے۔ بظاہر انہیں انسان لیکن حقیقت میں انہیں حیوانوں سے بدتر سمجھا جاتا ہے اور معمولی انسانی حقوق کے بھی ناقابل خیال کیا جاتا ہے۔ ان پر ترقی کی تمام راہیں مسدود ہیں اور وہ کسی رنگ میں بھی سر اٹھا سکنے کے قابل نہیں۔ وہ دینی، مذہبی، تمدنی اور معاشرتی غلامی کی مضبوط زنجیروں میں مقید ہیں اور مظلومیت و بیچارگی کی ایک تصویر ہیں۔ لیکن قدرت نے اب انہیں بیدار کر دیا ہے۔ وہ اپنے انسانی حقوق کے حصول کے لئے بیتاب ہو رہے ہیں۔ وہ اس قید و بند سے آزاد ہونا چاہتے ہیں اور کسی ایسے دستور زندگی کے متلاشی ہیں جو انہیں انسانیت کا جامہ پہنا سکے اور دنیا کی زندہ اور متمدن قوموں کی صف میں جگہ دے سکے۔

اکثر مذاہب میں تبلیغ جائز ہی نہیں اور وہ کسی غیر قوم کو اپنے اندر شامل نہیں کر سکتے۔ جن مذاہب میں تبلیغ کو روا رکھا گیا ہے وہ بوجہ تبلیغی مذاہب نہ ہونے کے باوجود تبلیغ میں مصروف ہیں۔ ان کے پاس اچھوتوں کی مشکلات کا کوئی حل موجود نہیں۔ عیسائیت اچھوتوں کو ان کے مصائب سے آزاد نہیں کر سکتی۔ ہندو مذہب کا تلخ تجربہ انہیں کسی بہتری کی امید نہیں دلا سکتا۔ بدھ مذہب میں بھی انہیں نجات نظر نہیں آتی۔ سکھ دھرم میں بھی اچھوت اور اعلیٰ طبقہ کی تفریق موجود ہے۔ آریہ سماج میں بھی ان کے درد کا علاج مفقود ہے۔ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اچھوت اقوام کو اس قعر مذلت سے نکال سکتا اور انہیں ان کے مطلوبہ حقوق دے سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلعم کو رحمۃ للعالمین بنا کر ما فات نبوت کو آپ پر ختم کر دیا ہے۔ آپ کا جاری کردہ چشمہ تمام عالم کو سیراب کر سکتا ہے اور وہ کام جو پہلے انبیا سرانجام دیا کرتے تھے۔ اب آپ کے نام لیوا دنیا میں انجام دیتے ہیں۔ محمد رسول اللہ کی امت خیر امۃ ہے جو دنیا کی بھلائی کے لئے پیدا کی گئی ہے اور ہر مصیبت زدہ کی امداد، ہر مظلوم کی حمایت اور ہر بیکس کی اعانت اب مسلمانوں کا فرض ہے۔ اس لئے آٹھ کروڑ اچھوتوں کی نجات بھی مسلمانوں کی سعی و ہمت سے ہی وابستہ ہے۔

مسلمانوں میں بھی ایک قوم بالخصوص اس کام کی اہل ہے اور وہ وہ قوم ہے جس نے اس زمانہ کے مامور اور محمد صلعم کے بروز کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کو اپنی زندگی کا مقصد وحید قرار دینے کا عہد کیا ہے۔ وہ قوم جس کی تبلیغی سرگرمیاں تمام دنیا کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ چکی ہیں۔ وہ قوم جسے اطراف عالم سے امداد کے لئے پکارا جاتا ہے اور جو تمام دنیا کو زندگی کا پیغام دے سکتی ہے۔ اسی اشاعت میں ہماری تبلیغی سرگرمیوں کا ایک خاکہ شائع ہو رہا ہے۔ اس میں یہی نظر آتا ہے کہ ہر ملک کے لوگ قیام مشن کے متمنی اور ہمارے پیدا کردہ لٹریچر کے پیاسے ہیں۔ دنیا کی نظریں اسی قوم پر لگی ہوئی ہیں اور یہی قوم اشاعت اسلام کے فریضہ کو کما حقہ ادا کر سکتی ہے۔ اسی قوم نے صوبہ پنجاب کے اندر چار ہزار اچھوتوں کو آغوش اسلام میں جگہ دیکر انسانیت کا جامہ پہنایا ہے اور یہی قوم آٹھ کروڑ اچھوتوں کی رستگاری کا موجب ہو سکتی ہے لیظھرہ علی الدین کلہ کا وعدہ اسی قوم کے ذریعہ پورا ہو گا۔ اور اسلام کی فتح کیلئے اسی قوم کی کوششیں بروئے کار آئیں گی۔

پس احمدی قوم کو چاہیئے کہ اپنے فرض کو اچھی طرح پہچانے مخلوق خدا کا ایک بہت بڑا گروہ انتہائی بیچارگی کی حالت میں ہے اور وہ آپ سے دادرسی کا طالب ہے۔ مظلوم کی حمایت کرنا آپ کا اخلاقی اور انسانی فرض ہے۔ اس لئے اس زبردست مہم کے لئے تیار ہو جاؤ اور اپنے قومی دربار میں جمع ہونے سے قبل اس بات کا پختہ عزم کر کے آؤ کہ ان آٹھ کروڑ انسانوں کو تم نے ہی آزاد کرانا ہے اور اس کام کو سوائے تمہارے کوئی اور سرانجام نہیں دے سکتا۔ اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

"پیغام اسلام" فجی!

اللہ تعالیٰ کے فضل اور ہمارے دو متین باہمت و پرجوش دوستوں کی مخلصانہ سعی سے فجی جیسے دور دراز جزیرے میں ایک طاقتور احمدی جماعت قائم ہو چکی ہے جس کی تعداد روز افزوں ہے۔ تقریباً ایک سال سے اس جماعت نے اپنا ایک ماہوار پرچہ "پیغام اسلام" کے نام سے جاری کر رکھا ہے جو شہر صووا سے سائیکلوسٹائل پریس پر شائع ہوتا ہے اردو انگریزی اور ہندی تینوں زبانوں کے مضامین اس میں ہوتے ہیں۔ اس پرچہ کے اجرا کی کہانی بھی نہایت دلچسپ اور سبق آموز ہے۔ ایک مخالف سلسلہ سے مناظرہ کی گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک اعلان چھپوانے کی فوری ضرورت پیش آگئی۔ اس روز سارے پریس بند تھے۔ مجبوراً "جاپانی قونصل" کے سائیکلوسٹائل پر وہ اعلان چھپوایا گیا۔ اس کے بعد جماعت کے کارکنوں نے اپنا سائیکلوسٹائل خرید کر یہ اخبار جاری کر دیا اس ہفتہ اس کا اکتوبر ۱۹۳۵ء کا نمبر موصول ہوا۔ اس سے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ اس ہونہار پرچہ نے اپنی زندگی کا پہلا سال بخیر و خوبی ختم کر کے دوسرے سال میں قدم رکھا ہے ہم معاصر عزیز کو اس کی پہلی

سالگرہ پر مبارکباد دیتے ہوئے اس کی ترقی کے لئے دست بدعا ہیں مجھ جیسے دور دراز جزیرہ میں جہاں کتابت و طباعت کی ناقابل حل مشکلات موجود ہیں ایسا پرچہ نکالنا اور اسے کامیابی و باقاعدگی سے جاری رکھنا بہت بڑی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے کارکنوں کی ہمت میں برکت دے۔

"کردار و گفتار"

مسلمان اپنے عہد عروج و اقبال میں پیکر عمل تھا۔ وہ باتیں کم اور کام زیادہ کرتا تھا اور پھر اس کے قول و عمل میں یکسانی و ہم آہنگی ہوتی تھی۔ اسی جذبہ عمل نے اس کو بام ترقی پر پہنچایا تھا لیکن موجودہ زمانہ کا مسلمان اس سے بالکل مختلف ہے۔ اس کی زبان مقراض کی طرح چلتی ہے لیکن سعادت عمل سے محروم ہے۔ اس کے قول و فعل میں زبردست تضاد ہوتا ہے۔ مسلمان قوم کی پستی و زوال کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے

آقائے کاظمی وزیر خارجہ ایران ہندوستان آتے ہوئے کابل میں بھی چند روز قیام فرما ہوئے تھے ایک مقامی اخبار کا نمائندہ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ایران و افغانستان کے موجودہ حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

"میری دعا ہے کہ دونوں قومیں (ایرانی و افغانی) جو عام طور پر مشرقیوں اور خاص کر عالم اسلام کے لئے موجب افتخار و نامدار ہیں۔ آسودگی اور سعادت سے بہرہ اندوز ہوں۔ میں نے ہر مجمع میں کہا اور آپ سے بھی کہتا ہوں کہ ہمیں اپنی مملکتوں کی ترقی اور دوسرے امور کیلئے گفتار کی بجائے کردار کی ضرورت ہے۔ ..... ہمیں باتوں سے زیادہ اپنے عمل کا ثبوت دینا چاہیئے"

وزیر موصوف نے بالکل صحیح فرمایا۔ دنیا میدان عمل ہے اس میں زبانی جمع خرچ کی کوئی قیمت نہیں۔ ہندوستانی مسلمانوں کو سب سے زیادہ یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے۔ کاش ہمارے ملک کے مولوی اور پیروں کو بھی کوئی یہ نکتہ سمجھا دے۔

مذہبی عمارتوں کے تحفظ کا بل

ذمہ دار حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ چند ماہ قبل جب اسمبلی کے مسلمان ممبروں نے مسئلہ شہید گنج کے سلسلہ میں ہز ایکسیلینسی وائسرائے سے ملاقات کی تھی تو دوران گفتگو میں حکومت ہند کی طرف سے اس امر پر آمادگی کا اظہار کیا گیا تھا کہ اسمبلی میں مسلمان ممبروں کی طرف سے ایک پرائیویٹ بل مساجد کے متعلق قبضہ یا ملکیت پر جھگڑا ہونے کی صورت میں ایکٹ میعاد میں ترمیم کے لئے پیش کر دیا جائے۔ بشرطیکہ اس بل پر حکومت ہند کے محکمہ قانون کے افسروں کو کوئی اعتراض نہ ہو۔ معلوم ہوا ہے کہ اس وعدے کے پیش نظر ایک بل کا مسودہ تیار کر لیا گیا ہے جو مسٹر خالد لطیف گابا کی طرف سے اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔ اس مسودہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسی مذہبی عمارات اور مسجدوں، مندروں، گوردواروں اور گرجاؤں پر جو بل کے نفاذ کے وقت اپنی اصلی شکل میں موجود ہوں کسی غیر شخص یا جماعت کا قبضہ مخالفانہ نہ ہو سکیگا اور اگر ایسی عمارتیں کسی غیر شخص یا جماعت کے قبضہ میں ہوں تو ان کی بازیابی کے دعوے پر ایکٹ میعاد اثر انداز نہ ہو سکیگا۔ نیز مقامی حکومت کو ایسی عمارات کی حفاظت کا اختیار اسی طرح حاصل ہوگا جس طرح کہ ایکٹ آثار قدیمہ کے ماتحت آثار قدیمہ کی حفاظت کا حاصل ہے۔

مذہبی عمارتوں کے تحفظ کے متعلق ایک قانون کی ضرورت عرصہ سے محسوس کی جا رہی ہے۔ قضیہ شہید گنج نے اس ضرورت کو بہت نمایاں کر دیا ہے۔ مسلمان قانون دان حضرات اور اسمبلی کے مسلم ممبروں کا فرض ہے کہ وہ اس بل کے مسودہ پر ہر پہلو سے غور و فکر کر لیں اور ضروری اصلاح و ترمیم کے بعد اس کو منظور کرانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ ارباب حکومت کو بھی اس پر ہمدردانہ غور کرنا چاہیئے۔ یہ قانون ہر ایک مذہب و ملت کی عبادتگاہوں اور مذہبی عمارات کے لئے مفید ہے۔ اس لئے اسمبلی کے غیر مسلم ممبروں سے بھی توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ اس کی حمایت کر کے اپنی رواداری اور دانشمندی کا ثبوت دیں گے۔

گورنر پنجاب کا انتباہ

۱۰ دسمبر کو لاہور میں ہندو اور مسلمانوں کے دو وفد علیحدہ علیحدہ سر ہربرٹ ایمرسن گورنر پنجاب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور لاہور کی موجودہ فضا کے متعلق اپنے اپنے نقطہ نگاہ اور شکایات کو پیش کیا۔ صاحب گورنر نے دونوں وفدوں کو یکساں جواب دیا۔ جس میں اشتعال انگیز کارروائیوں اور اکا دکا حملوں پر اظہار بیزاری کرتے ہوئے فرمایا کہ فسادات کو روکنے کے لئے جو احکامات صادر کئے گئے ہیں فی الحال ان میں تبدیلی ممکن نہیں اور ان پر سختی سے عمل کیا جائے گا۔ ایسی کرپان کی جو ہتھیار کے طور پر استعمال ہو سکے سردست اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اشتعال انگیز کارروائیوں کو روکنے کے لئے حکومت پریس ایکٹ کا بھی پورا استعمال کرے گی۔ اگر قتل و غارت اور اکا دکا حملوں کا یہ سلسلہ جاری رہا تو حکومت تمام پبلک یا کسی خاص فرقے کے خرچ پر جیسا کہ مناسب خیال کیا جائے گا۔ تعزیری پولیس کے تقرر پر غور کرے گی۔

کاش ہز ایکسیلینسی گورنر کو اس انتباہ کی ضرورت پیش نہ آتی کیونکہ یہ انتباہ ہندو، مسلمانوں اور سکھوں کی نالائقی، عدم رواداری اور اتحاد دشمنی کا ایک افسوسناک ثبوت مہیا کرتا ہے کم از کم اس انتباہ کے بعد ان عناصر کو جو اس کشمکش کے ذمہ دار ہیں اپنے رویہ میں اصلاح کر لینی چاہیئے۔ قتل و غارت اور اکا دکا حملے نہایت شرمناک اور انسانیت سوز فعل ہے۔ اس کی جس قدر مذمت کی جائے کم ہے۔ لیکن اشتعال انگیز حرکتیں ان سے بھی زیادہ قابل نفرت ہیں اور در اصل یہ حرکتیں ہی قتل و غارت کا باعث بنتی ہیں۔ یہ امر باعث اطمینان ہے کہ اکثر اسلامی اخبارات نے نہایت واضح الفاظ میں ان کی مذمت کی ہے لیکن ہندو اخبارات کا طرز عمل حوصلہ افزا نہیں، وہ بعض انفرادی واقعات کے لئے خواہ مخواہ ساری مسلمان قوم کو مجرم قرار دے رہے ہیں اور ہندو اور سکھوں کی اشتعال انگیز حرکتوں کی مذمت سے پہلو تہی کر رہے ہیں۔ بہر حال مسلمانوں کو اپنا فرض ادا کرنا چاہیئے اور حق گوئی، امن پسندی، صبر و تحمل کو اپنا شعار بنانا چاہیئے

اخلاقِ حضرت مسیح موعودؑ

عبادات۔ زہد و اتقا۔ خشیت اللہ

(از قلم مولوی مرتضیٰ خانصاحب بی۔ اے، مانگرول)

(بہ سلسلۂ گذشتہ)

آپ کا مقام عالی

ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قدرت نے قلب سلیم عطا فرمایا تھا۔ آپ میں وہ تمام صفات عالیہ وہ تمام اخلاق فاضلہ موجود تھے جو خاصان خدا کے لئے مخصوص ہوتے ہیں۔ معرفت الٰہیہ کے جس بلند مقام پر آپ فائز تھے وہ ہر کس و ناکس کو نصیب نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ انہی اولیائے عظام کا حصہ ہے۔ جو بوجہ اتم اظلال انبیائے کرام ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ اکابر اولیائے امت پر فضیلت رکھتے تھے گو آپ کا شمار صف انبیاء میں نہیں۔ لیکن بحکم علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کیا بلحاظ عبادات کے، کیا بلحاظ تقویٰ اور طہارت کے اور کیا بلحاظ خشیت اللہ اور معرفت الٰہیہ کے آپ انبیاء سے کم نہیں تھے، اور اسی حقیقت کا انکشاف آنحضور نے ان اشعار میں فرمایا ہے

آنچہ داد است ہر نبی را جام ؛ داد آں جام را مرا بہ تمام

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے ؛ من بعرفاں نہ کمترم ز کسے

حیٰوۃ طیبہ

حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کا ایک ایک ورق پبلک کے سامنے کھلا پڑا ہے۔ آپ ایک چھوٹے سے گاؤں میں پیدا ہوئے۔ جہاں باستثنا قلیل عرصہ آپ نے ساری عمر کاٹی۔ ایسے چھوٹے سے گاؤں میں چھوٹی سے چھوٹی بات بھی کہاں چھپ سکتی تھی۔ لیکن تمام دیہات کے لوگ بلا امتیاز مذہب گواہی دیتے ہیں کہ آپ بچپن سے ہی نہایت نیک نہاد، شریف النفس، پاکباز اور راست رو تھے اور ایسا ہونا ضروری تھا۔ کیونکہ آپ مشیت الٰہی میں ایک عظیم الشان روحانی پیشوا بننے والے تھے۔ آپ کے ہاتھ سے اسلام کے آخری زمانہ کی فتوحات مقدر تھیں اور آپ نے بروز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بن کر لاکھوں کروڑوں انسانوں کا ہادی بننا تھا۔ کیا بچپن کا زمانہ، کیا جوانی، کیا بڑھاپا کبھی کسی نے نہیں دیکھا کہ کوئی فعل آپ نے خلاف فرمودۂ خدا و رسول کیا ہو۔ بڑھاپے میں لوگ عموماً اعتدال پر آجاتے ہیں۔ لیکن قابل تعریف امر یہ ہے کہ جوانی کے زمانہ میں بھی کسی نے کوئی قابل اعتراض حرکت آپ سے سرزد ہوتے نہیں دیکھی۔ غرض خدا کے فضل و کرم سے آپ کا بچپن کا زمانہ بھی پاک و صاف، آپ کی جوانی بھی پاک اور آپ کی ساری زندگی لنحیینہ حیوٰۃً طیبۃً کا مصداق تھی۔ آپ نے دعویٰ کے بعد کھلے لفظوں میں چیلنج دیا تھا کہ لقد لبثت فیکم عمراً افلا تعقلون۔ اگر کوئی میرا فعل یا میرا قول تم نے خلاف شریعت دیکھا ہو۔ یا میں نے کبھی کوئی جھوٹ بولا ہو یا کوئی اور قابل اعتراض کام کیا ہو تو پیش کرو۔ اور یہی وہ چیلنج تھا جو خود خداوند کریم نے مخالفین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی طرف سے دیا تھا جیسا کہ عرب کے مخالف اس چیلنج کے سامنے عاجز رہے، اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کے مکفرین اور مکذبین اس چیلنج کے سامنے دم نہ مار سکے، فالحمد للہ علیٰ ذالک

بچپن کی زندگی

بچپن کا زمانہ تو کھیل کود کا زمانہ ہوتا ہے لیکن اس زمانہ میں بھی حضرت مسیح موعودؑ نے مسجد کا گوشہ نہ چھوڑا۔ خدا جانے ان کے دل میں کیا درد تھا کہ دوسرے لوگ تو اپنی اپنی نماز پڑھ کر گھر کے کام کاج میں مصروف ہو جاتے ہیں لیکن آپ ایک کونہ میں الگ بیٹھ جاتے ہیں اور گھنٹوں بیٹھے رہتے ہیں۔ دراصل قدرت آپ کو تیار کر رہی تھی اس عظیم الشان کام کیلئے جو عنقریب آپ کے سپرد ہونے والا تھا۔

حضرت خود فرمایا کرتے تھے کہ بچپن میں ہی دل سے آواز آیا کرتی تھی عیسائیوں سے لڑنا چاہیئے گویا کسر صلیب کا کام آپ کی فطرت میں ہی ودیعت کیا گیا تھا۔ اگرچہ آپ اس وقت اس آواز کی حقیقت کو نہیں سمجھتے تھے لیکن بعد کے واقعات نے ظاہر کر دیا کہ وہ آواز دراصل خدا کی آواز تھی۔ ایسے عظیم الشان کام کے لئے فی الواقعہ بہت بڑی روحانی طاقت کی ضرورت تھی اور یہ طاقت تبھی حاصل ہو سکتی تھی کہ آپ دعاؤں میں لگاتار لگے رہیں۔ اس میں شک نہیں کہ موہبت کے طور پر ہی آپ وہ طاقتیں لیکر آئے تھے جو ایسے مہتم بالشان کام کے لئے لازمی تھیں۔ لیکن دعاؤں کے ذریعہ ان طاقتوں کا نشو و نما ضروری تھا اور درحقیقت یہ بھی ایک موہبت ہی تھی کہ آپ کو ایسی دعاؤں کے لئے توفیق ملی اور عبادات و ریاضات مسنونہ کی طرف رغبت عنایت ہوئی ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

امور دنیا سے بے التفاتی

آپ کے والد بزرگوار کی بڑی خواہش تھی کہ کسی طرح آپ دنیوی امور کی طرف توجہ دیں اور خاندان کی سابقہ عظمت کے واپس لانے میں آپ کے مدد و معاون ہوں اور سرکار میں جو وجاہت آپ کے خاندان کو حاصل ہے وہ نہ صرف برقرار ہی رہے بلکہ اس میں بیش از بیش ترقی ہو۔ لیکن حضرت میرزا دنیا کیلئے پیدا نہیں ہوئے تھے۔ دنیا کی عزت و جاہ کی ذرہ بھر بھی آپ کے دل میں عظمت نہ تھی۔ دنیوی عزت اور دنیوی وجاہت کو وہ بمقابلہ روحانی عزت و عظمت کے ایک لعنت خیال کرتے تھے۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں:-

داغ لعنت ہے طلب کرنا زمیں کا عز و جاہ

جس کا دل چاہے کرے اس داغ سے وہ تن نگار

آپ کے والد کئی ایک دفعہ آپ کے متعلق مایوسی کا اظہار کرتے اور افسوس کرتے کہ ان کو کیوں امور دنیا سے لگاؤ نہیں۔ بعض اوقات جب کوئی شخص یا کوئی نووارد مہمان آپ سے پوچھتا کہ غلام احمد کہاں ہے اور کیا کرتا ہے تو آپ سرد آہ بھرتے اور فرماتے۔ اس کا کیا حال پوچھتے ہو بس مسجد ہے اور غلام احمد ہے۔ میری تو ساری امیدوں پر اس نے پانی پھیر دیا۔ لیکن ان کو کیا معلوم تھا کہ ان کا یہی بیٹا آسمان روحانیت پر آفتاب شہرت بن کر چمکیگا۔ اور ہزاروں لاکھوں تیرہ دل انسانوں کو نور بصیرت سے منور کر دیگا۔

جوں جوں آپ عمر میں ترقی کرتے گئے خدا تعالیٰ کی محبت کے وہ نقوش جو بچپن میں کسی قدر دھندلے تھے اب زیادہ چمکنے لگے۔ تبتل اور انقطاع الی اللہ کا جذبہ زیادہ مضبوط ہوتا گیا۔ عبادات میں زیادہ شغف ظاہر فرمانے لگے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت میرزا صاحب ایک سعادتمند فرزند تھے۔ والدین کی طاعت کو فرض عین سمجھتے تھے اس لئے آپ کے والد جو حکم دیتے اس سے سرتابی نہ فرماتے۔ مقدمات میں پیروی کے لئے جاتے۔ دوسرے ضروری کام کر دیتے اور بالآخر والد کے اشارہ پر آپ نے سیالکوٹ میں معمولی سی ملازمت بھی اختیار کی۔ لیکن دل کے اندر محبوب حقیقی کی لگن لگی رہتی تھی اور یہی خیال موجزن رہتا کہ کب ان دنیوی مخمصوں سے نجات حاصل ہو اور کب آپ کو اطمینان قلبی کے ساتھ گوشہ تنہائی میسر آئے چنانچہ آپ نے اپنے والد کو ایک خط لکھا جس میں اس پاک تمنا کا اظہار تھا اور بکمال حسرت لکھا کہ ؎

عمر بگذشت و نماند است جز ایامے چند

بہ کہ بہ یاد کسے صبح کنم شامے چند

عشق الٰہی میں فنا ہونا

دنیا اور دنیا کے ناز و نعم سے یہ انقطاع۔ خدائے بزرگ و برتر کی محبت کا یہ ولولہ۔ اپنی بہترین دنیوی امیدوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دینا اور نہایت خاموشی سے اپنی ساری زندگی یاد حق میں گزار دینے کا عزم بالجزم۔ یہ سب امور ایک سوچنے والے انسان کو کن نتائج کی طرف لیجاتے ہیں۔ یہی کہ آپ بفضلہ تقویٰ اور طہارت زہد و اتقا، خشیت اللہ اور عرفان الٰہیہ کے بلند مقام پر کھڑے تھے، خداوند تعالیٰ سے پورا پورا پیوند رکھتے تھے دنیا سے کوئی غرض نہیں تھی اور خدا تعالیٰ کی رضا کی باریک سے باریک راہوں پر چلنا، اور اس کے عشق میں گم ہو جانا آپ کی زندگی کا مقصد تھا۔ اسی مقصد کا اظہار اپنے کلام معجز نظام میں آپ نے فرمایا ہے ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

اے خالق ارض و سما بر من در رحمت کشا

دانی تو آں درد مرا کز دیگراں پنہاں کنم

از بس لطیفی دلبرا در ہر رگ و تارم درآ

تا چوں بخود یابم ترا دل خوشتر از بستاں کنم

در سرکشی اے پاک خو جاں بر کنم از ہجر تو

زانساں ہمی گریم کز و یک عالمے گریاں کنم

خواہی بقہرم کن جدا خواہی بلطفم رہ نما

خواہی بکش یا کن رہا کی ترک آں داماں کنم

ایک اور جگہ اسی انقطاع الی اللہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

سینہ مے باید تہی از غیر یار ؛ دل ہمی باید پر از یاد نگار

جاں ہمی باید براہ او فدا ؛ سر ہمی باید بپائے او نثار

ہیچ دانی چیست دین عاشقاں ؛ گویمت گر بشنوی عشاق وار

از ہمہ عالم فرو بستن نظر ؛ لوح دل شستن ز غیر دستدار

آپ کی پاکیزہ زندگی پر ایک شہادت

جب آپ سیالکوٹ میں ملازم تھے آپ کا جوانی کا عالم تھا۔ میرے حقیقی ماموں قبلہ مولوی سراج الدین احمد خانصاحب مرحوم بانی اخبار زمیندار ان دنوں میں سیالکوٹ میں ہی رہتے تھے۔ انہوں نے حضرت کو اس زمانہ میں خوب دیکھا ہے اور آپ کے متعلق چشم دید شہادت انہوں نے اپنی اخبار زمیندار میں درج کی ہے کہ میرزا صاحب جوانی میں ہی نہایت متقی اور پرہیزگار بزرگ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ گو وہ حضرت صاحب کے دعاوی کے مصدق نہیں تھے لیکن وہ آپ کو مفتری نہیں سمجھتے تھے بلکہ ایک بڑا بھاری مسلمان سمجھتے تھے اور اس امر کا اظہار انہوں نے اپنی اخبار زمیندار میں بھی کیا ہے

تردید مسیحیت کا جذبہ

اوقات ملازمت کے علاوہ آپ کا وقت بیشتر مطالعہ قرآن شریف و حدیث و مطالعہ کتب بزرگان سلف میں صرف ہوتا تھا۔ عوام الناس سے کم میل جول رکھتے تھے۔ لیکن جب موقعہ ملتا۔

تبلیغ ہدایت سے دریغ نہ فرماتے، عیسائیت کی تردید تو آپ کا لازمہ زندگی تھا اور اس کے لئے آپ ایک فطری مناسبت لیکر آئے تھے۔ ان دنوں میں سیالکوٹ میں ایک بہت بڑا عیسائی مشنری رہتا تھا۔ اس سے حضرت کی عموماً گفتگو ہوتی رہتی تھی، معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے علم و فضل، آپ کی نیکی اور پرہیزگاری اور آپ کے دلائل کی معقولیت اور پختگی کا پادری موصوف کے دل پر بہت بڑا اثر تھا اور شاید اس زمانہ کا یہ پہلا ہی موقعہ ہے کہ ایک مسلمان عالم ایک بہت بڑے عیسائی مشنری کو اپنا گرویدہ بنا لیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صحیح علم کے ساتھ اخلاص ہو اور خالصاً للہ اگر نصیحت کیجائے تو وہ اپنا پھل ضرور لاتی ہے۔ یہ اخلاص کا جوہر خدا نے حضرت میرزا صاحب کو ہی عنایت فرمایا تھا۔ پادری موصوف پر حضرت کے علم و اتقا کا اس قدر اثر تھا کہ وہ کہا کرتا تھا کہ میرزا صاحب بہت بڑے انسان ہیں۔ یہ ایک دن بہت بڑی باکمال ہستی بننے والے ہیں

گوشہ تنہائی اور عبادات میں استغراق

بالآخر سیالکوٹ کی ملازمت کو خیرباد کہہ کر آپ گھر چلے آتے ہیں اور گوشہ نشین ہو جاتے ہیں اور جب تک آپ کو خدا کا ہاتھ کھینچکر باہر نہیں لاتا۔ آپ اس گوشہ عزلت کو نہیں چھوڑتے۔ آپ خود ایک جگہ اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

ابتدا سے گوشہ خلوت رہا مجھ کو پسند،
شہرتوں سے مجھ کو نفرت تھی ہر اک عظمت سے عار
پر مجھے تونے ہی اپنے ہاتھ سے ظاہر کیا
میں نے کب مانگا تھا سب تیرا ہی ہے یہ برگ و بار

اس عزلت نشینی کے زمانہ کے متعلق بھی ہمیں منشی سراج الدین احمد خاں بانی اخبار "زمیندار" سے شہادت ملتی ہے، آپ نے اخبار میں تحریر فرمایا ہے کہ جب آپ کو سرکاری ملازمت کے سلسلہ میں ایک دفعہ قادیان جانے کا اتفاق ہوا تو ان دنوں میں حضرت میرزا صاحب اس قدر عبادات میں مستغرق اور اس کثرت سے وظائف میں مشغول رہتے تھے کہ آپ کو مہمانوں سے بھی ملاقات کی بہت کم فرصت ملتی تھی۔

(باقی آئندہ)

[illegible]

ضروری اعلان

مندرجہ ذیل ناظرین "پیغام صلح" کا چندہ ۵ دسمبر ۱۹۳۵ء تک واجب الوصول ہے۔ فرداً فرداً بھی اطلاع دی جا چکی ہے اب بذریعہ اخبار بھی التماس ہے۔ کہ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں یا جلد سالانہ پر ادا کردیں۔ وی پی کے اخراجات کی کفایت رہیگی۔ ورنہ وی پی جلسہ سالانہ کے بعد جنوری کے ابتدائی ہفتہ میں روانہ خدمت ہوں گے۔ منیجر

۳۰، ۳۲، ۴۷، ۱۸۹، ۲۱۱، ۲۱۶، ۲۴۹،

۳۰۲، ۳۵۴، ۳۰۸، ۲۸۱، ۱۳۴، ۷۴۸، ۷۷۲/ ۸۲/

[illegible]

صحیح نقشہ اوقات سحری و افطاری

ماہ رمضان المبارک ۱۳۵۴ھ

ایام	رمضان المبارک ۱۳۵۴ھ	دسمبر ۱۹۳۵ء	ختم سحری بجے	ختم سحری منٹ	وقت افطار بجے	وقت افطار منٹ
جمعہ	۱۶	۱۳	۵	۵۳	۵	۳۷
ہفتہ	۱۷	۱۴	۵	۵۴	۵	۳۷
اتوار	۱۸	۱۵	۵	۵۵	۵	۳۷
پیر	۱۹	۱۶	۵	۵۵	۵	۳۷
منگل	۲۰	۱۷	۵	۵۶	۵	۳۷
بدھ	۲۱	۱۸	۵	۵۶	۵	۳۷
جمعرات	۲۲	۱۹	۵	۵۷	۵	۳۷
جمعہ	۲۳	۲۰	۵	۵۷	۵	۳۷
ہفتہ	۲۴	۲۱	۵	۵۸	۵	۳۶
اتوار	۲۵	۲۲	۵	۵۸	۵	۳۶
پیر	۲۶	۲۳	۵	۵۹	۵	۳۶
منگل	۲۷	۲۴	۵	۶۰	۵	۳۶
بدھ	۲۸	۲۵	۶	۰	۵	۳۶
جمعرات	۲۹	۲۶	۶	۱	۵	۳۶
جمعہ	۳۰	۲۷	۶	۱	۵	۳۶

چک ۴/۶ ربی، اسلام آباد

کے لئے مزارعین کی ضرورت

اپنی جماعت کے زمیندار دوستوں کی خدمت میں اطلاع دیجاتی ہے کہ انجمن اپنے چک کی زمین بٹائی پر کاشت کراتی ہے مزارعین میں بعض عیسائی اور سکھ ہیں جن کی جگہ انجمن احمدی اور غیر از جماعت مسلمانوں کو رکھنا چاہتی ہے جو دیانتدار اور محنتی ہوں۔ جماعت کے زمیندار دوستوں کو اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اس سال تقریباً پندرہ اشخاص کو جگہ دی جائے گی۔ چک کی زمین عمدہ اور پانی کافی ہے۔ باقی امور کیلئے مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں:-

منیجر چک ۴/۶ ربی، ڈاکخانہ اوکاڑہ ضلع منٹگمری

پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے۔ جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے۔ (سراج منیر صفحہ ۳)

(۷) النبی محدث والمحدث نبی (توضیح مرام صفحہ ۹)

(۸) مقام التحدیث اشد تشبہا لمقام النبوۃ ولا فرق الا الذی فی القوۃ والفعل (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۱)

نوٹ:۔ آپ کے دعوے میں ایک بھاری وجہ مغالطے کی یہ بھی ہے۔ کہ آپ کے اس اصول کو مدنظر نہیں رکھا جاتا آپ ہمیشہ محدث پر نبی اور رسول کا اطلاق جائز سمجھتے ہیں۔ مگر مخالف اور موافق بحث کے وقت اس تعریف کو یاد نہیں رکھتے اور ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ اس لئے ہمیشہ گفتگو میں اس اصول کو سامنے رکھنا چاہیئے۔ اور موقعہ پر پیش کرنا چاہیئے۔

مسیح موعود کے متعلق حدیث میں لفظ نبی کی تشریح

(۱) ہاں یہ سچ ہے۔ کہ آنے والے مسیح کو نبی کر کے بھی بیان کیا گیا ہے۔ مگر اس کو امتی کر کے بھی تو بیان کیا گیا ہے۔ بلکہ خبر دی گئی ہے۔ کہ اے لوگو وہ تم میں سے ہی ہوگا۔ اور تمہارا امام ہوگا . . . . . . اب ان تمام اشارات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کی صفت سے متصف نہیں ہوگا۔ ہاں نبوت ناقصہ اس میں پائی جائے گی۔ جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم تقطیع کلاں صفحہ ۲۶۷)

(۲) یہ تو اجتماعی عقیدہ ہو چکا ہے۔ اور مسلم میں اس بارے میں حدیث بھی ہے۔ کہ مسیح نبی اللہ ہونے کی حالت میں آئیگا اب اگر مثال کے طور پر مسیح یا ابن مریم کے لفظ سے کوئی امتی شخص مراد ہو۔ جو محدث کا رتبہ رکھتا ہو۔ تو کوئی بھی خرابی لازم نہیں آتی کیونکہ محدث من وجہ نبی ہوتا ہے (ازالہ اوہام ۔ صفحہ ۲۹۳)

(۳) اور یہ بھی یاد رہے۔ کہ مسلم میں مسیح موعود کے حق میں نبی کا لفظ بھی آیا ہے یعنے بطور مجاز اور استعارہ کے (ایام الصلح صفحہ ۷۵)

(۴) آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے۔ وہ انہیں مجازی معنوں کی رو سے ہے جو صوفیا کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الہیہ کا ہے۔ ورنہ خاتم النبیین کے بعد نبی کیسا۔ (حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۲۸)

(۵) یہ الفاظ بطور استعارہ ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کے لئے لفظ نبی کا آیا ہے۔ ظاہر ہے جس کو خدا بھیجتا ہے۔ وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے۔ اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں اور جو غیب کی خبر خدا سے پاکر دیوے اس کو عربی میں نبی کہتے ہیں۔ اسلامی اصطلاح کے معنے الگ ہیں اس جگہ محض لغوی معنے مراد ہیں۔ (حاشیہ اربعین نمبر ۲ صفحہ ۱۸/۱۹)

(۶) بار بار کہتا ہوں۔ کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بے شک ہیں لیکن وہ اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں۔ ایسے ہی وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے جسے سمجھنا ہو سمجھ لے۔ (سراج منیر صفحہ ۲)

(۷) یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ کہ باوجود ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ پھر کسی وقت دوسرا نبی آجائے اور وحی نبوت شروع ہو جائے۔ کیا یہ سب امور حکم نہیں کرتے کہ اس حدیث کے معنے کرنے وقت ضرور ہے۔ کہ الفاظ کو ظاہر سے پھیرا جائے (ایام الصلح صفحہ ۱۴۶)

(۱۸) اور میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے۔ یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے۔ (حاشیہ اربعین نمبر ۲ صفحہ ۲۵)

(۹) ازاں جملہ ایک یہ ہے۔ کہ مسیح موعود جو آنے والا ہے اس کی علامت یہ لکھی ہے۔ کہ وہ نبی اللہ ہوگا۔ یعنے خدا سے وحی پانے والا لیکن اس جگہ نبوت تامہ کاملہ مراد نہیں۔ کیونکہ نبوت تامہ کاملہ پر مہر لگ چکی ہے۔ بلکہ وہ نبوت مراد ہے جو محدثیت کے مفہوم تک محدود ہے (ازالہ اوہام تقطیع کلاں صفحہ ۷۰۱/۳۵۱)

(۱۰) اب حاصل کلام یہ ہے۔ کہ دمشقی حدیث جو امام مسلم نے پیش کی ہے خود مسلم کی دوسری حدیث کی رو سے ساقط الاعتبار ٹھہرتی ہے۔ اور صریح ثابت ہوتا ہے کہ اس راوی نے اس حدیث کے بیان کرنے میں دھوکہ کھایا ہے۔

(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۹۹ تقطیع کلاں)

(۱۱) اس کے مقابل پر وہی مسلم کی ظنی حدیث پیش کی جاتی ہے جس پر صدہا شبہات چیونٹیوں کی طرح چمٹے ہوئے ہیں اور ظاہر الفاظ کی رو سے صریح قرآن شریف کے متناقض اور ضد پڑی ہوتی ہے . . . . کیا مسلم کی روایت کے لئے قرآن کو چھوڑ دے۔ اور ایک ذخیرہ دلائل کو ہاتھ سے پھینک دیں۔ کیا کریں۔ یہ بھی ہمارا مسلم پر احسان ہے۔ کہ ہم نے تاویل سے کام لے کر حدیث کو مان لیا ہے۔ ورنہ رفع متناقض کے لئے ہمارا حق تو یہ تھا۔ کہ اس حدیث کو موضوع ٹھہراتے۔ لیکن خوب غور اور سوچنے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ حدیث موضوع نہیں ہے ہاں استعارات سے پر ہے۔ (تحفہ گولڑویہ تقطیع کلاں صفحہ ۴۶/۴۷ خورد صفحہ ۱۴۵)

نوٹ:۔ بعض لوگ خصوصاً قادیانی دوست صحیح مسلم کی حدیث سے مسیح موعود کے لئے لفظ نبی پیش کرتے ہیں۔ ایسے تمام لوگوں کی آگاہی کے لئے یہ حوالجات نہایت ضروری ہیں۔ وہ دیکھیں کہ خود مدعی ان حوالوں میں لفظ نبی کی جو حدیث میں آیا ہے۔ کیا تشریح کرتا ہے:

ہر ایک نبی کتاب لاتا ہے

(۱) اور ہم ان تمام کتابوں پر ایمان لاتے ہیں۔ جو دنیا کے کل نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دی گئی تھیں۔

(چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۵)

(۲) واذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ۔ ترجمہ:۔ یاد کر جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا۔ کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دونگا اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئیگا۔ تو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا۔ اور تمہیں اس کی تصدیق کرنی ہوگی۔ (حقیقت الوحی صفحہ ۱۳۰)

(۳) وکذٰلک انزلنا الیک الکتاب فالذین اتینٰھم الکتٰب یؤمنون بہ ومن ھؤلاء من یؤمن بہ وما یجحد بایٰتنا الا الکافرون۔ ترجمہ:۔ اے پیغمبر جس طرح اگلے پیغمبروں پر ہم نے کتابیں اتاری ہیں اسی طرح تجھ پر یہ کتاب اتاری ہے۔ پس جن کو تجھ سے پہلے ہم نے کتاب دی ان کے سعید اور سعید لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں وغیرہ

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۵۳/۲۵۴)

(۴) پس میں اپنے مخالفوں کو یقیناً کہتا ہوں۔ کہ حضرت عیسےٰ ہرگز امتی نہیں ہیں۔ گو وہ بلکہ تمام انبیاء آنحضرت کی سچائی پر ایمان رکھتے تھے۔ مگر وہ ان ہدایتوں کے پیرو تھے۔ جو ان پر نازل ہوئی تھیں۔ اور براہ راست خدا نے ان پر تجلی فرمائی تھی۔ یہ ہرگز نہیں تھا۔ کہ آنحضرت کی پیروی اور آنحضرت کی روحانی تعلیم سے وہ نبی بنے تھے۔ تا وہ امتی کہلاتے . . . ان کو خدا نے الگ کتابیں دی تھیں۔ اور ان کو ہدایت تھی۔ کہ وہ ان کتابوں پر عمل کریں۔ اور کرائیں جیسا کہ قرآن شریف اس پر گواہ ہے۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۲)

(۵) جو شخص نبوت کا دعوےٰ کرے گا اس دعوے میں ضرور ہے کہ وہ خدا کی ہستی کا اقرار کرے۔ اور نیز یہ کہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اور نیز خلق اللہ کو وہ کلام سنا دے جو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے اس پر نازل ہوا ہے۔ اور ایک امت بنا دے جو اس کو نبی سمجھے اور اس کی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہو (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۴)

نوٹ:۔ ان حوالجات سے ظاہر ہے۔ کہ ہر ایک نبی منجانب اللہ ایک کتاب لاتا ہے۔ مگر مرزا صاحب پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ اس تعریف سے صاف پایا جاتا ہے۔ کہ آپ کا دعوےٰ نبوت کا نہیں ہے یہ ایک زبردست معیار ہے۔ جو آپ کی طرف دعوےٰ نبوت پیش کرنے والوں کو ساکت اور صامت کرتا ہے۔

اصلی نبوت سے انکار

(۱) میری نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ اصلی نبوت۔ (نوٹ حقیقت الوحی صفحہ ۱۵)

(۲) لیکن خدا تعالیٰ نے ابتدا سے ارادہ کیا تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات متعدیہ کے اظہار اور اثبات کے لئے کسی شخص کو آنجناب کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت مکالمات اور مخاطبات الہیہ بخشے کہ جو اس کے وجود میں عکسی طور پر نبوت کا رنگ پیدا کر دے۔ سو اس طور سے خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ یعنے نبوت محمدیہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہوگی۔ اور ظلی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا ہے۔ (نوٹ چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۴)

مستقل نبوت سے انکار

(۱) کوئی شخص اس جگہ نبی کے لفظ سے دھوکہ نہ کھاوے میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ یہ وہ نبوت نہیں ہے جو ایک مستقل نبوت کہلاتی ہے۔ کوئی مستقل نبی امتی نہیں کہلا سکتا۔ مگر میں امتی ہوں پس یہ صرف خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اعزازی نشان ہے۔ (حاشیہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۸)

(۲) اور میری کتابوں کے یہودیوں کی طرح معنے محرف مبدل کرکے اور بہت کچھ اپنی طرف سے ملا کر میرے پر صدہا اعتراض کئے گئے ہیں۔ کہ گویا میں ایک مستقل نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں۔ اور قرآن کو چھوڑتا ہوں . . . . . . سو یہ میری تمام شکایات خدا کی جناب میں ہیں۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۹)

(۳) ہم بار بار لکھ چکے ہیں۔ کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے۔ کہ ہمارے سید و مولےٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں اور نہ کوئی شریعت ہے۔ اگر کوئی ایسا دعوےٰ کرے . . . . تو بلاشبہ وہ بے دین اور مردود ہے۔ (نوٹ چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۴)

(۴) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص فخر دیا گیا ہے۔ کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں۔ کہ ایک تو تمام کمالات نبوت ان پر ختم ہیں اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ کوئی ایسا نبی ہے۔ جو ان کی امت سے باہر ہو۔ بلکہ ہر ایک کو جو شرف مکالمہ الہیہ ملتا ہے۔ وہ انہیں کے فیض اور انہیں کی وساطت سے ملتا ہے اور وہ امتی کہلاتا ہے نہ کوئی مستقل نبی۔ (لیکچر ملحقہ چشمہ معرفت صفحہ ۹)

نوٹ:۔ اوپر کے نوٹوں میں اصلی نبوت اور مستقل نبوت سے انکار موجود ہے۔ باوجود ان صریح بیانات کے پھر بھی جو شخص آپ پر نبوت کا الزام لگاتا ہے۔ اس کی محض زبردستی ہے چونکہ یہ حوالے بھی ایسے لوگوں کو خاموش کرنے کے لئے جو آپ کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کرتے ہیں

حضرت مسیح موعودؑ پر دعوائے نبوت کا غلط اور بے بنیاد اتہام

(از قلم شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹی)

(۴)

مسیح موعود اور مجدد کے دعوے میں کوئی فرق نہیں

۱- یہ یاد رکھنا چاہیئے - کہ مسیح موعود ہونے کا دعوے ملہم من اللہ اور مجدد من اللہ کے دعوے سے کچھ بڑا نہیں ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۱)

(۲) حکمت الٰہی کا اقتضاء یہی تھا - کہ وہ مجدد کو مسیح موعود کے نام سے موسوم کرے۔ (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۳)

(۳) اور یہ بھی اہلسنت جماعت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے۔ (حقیقت الوحی صفحہ ۱۹۳)

(۴) اگر درمیانی زمانے میں غلطیاں نہ پڑتیں تو پھر مسیح موعود کا آنا فضول اور انتظار کرنا بھی فضول تھا کیونکہ مسیح موعود مجدد ہے اور مجدد غلطیوں کی اصلاح کے لئے آیا کرتا ہے۔ (براہین حصہ پنجم صفحہ ۴۴)

(۵) ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا - کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئیگا - اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا (ضمیمہ براہین احمدیہ صفحہ ۱۸۸)

(۶) چودھویں صدی کے سر پر ایک مجدد موعود آنے والا تھا جس کی نسبت سے راستباز ملہموں نے پیشگوئی کی تھی - کہ وہ مسیح موعود ہوگا۔ (مجموعہ اشتہارات حصہ دوم صفحہ ۱۰۳)

(۷) اور یہ امام جو خدا تعالےٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے - وہ مجدد صدی بھی ہے - اور مجدد الف آخر بھی (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۴)

(۸) یہ بات جلد عقلمند اور منصف مزاج کو سمجھ آسکتی ہے کہ ہر ایک مجدد ان مفاسد کے دور کرنے کے لئے مبعوث ہوتا ہے - جو زمین پر سب سے زیادہ خطرناک اور سب سے زیادہ موجب ہلاکت نیز سب سے زیادہ کثرت میں ہوتے ہیں - اور انہیں خدمت کے مناسب حال اس مجدد کا نام آسمان پر ہوتا ہے اور جب کہ یہ بات واقعی اور صحیح ہے - تو صاف ظاہر ہے - کہ اس پُرآشوب زمانے میں جبکہ لوگ چاروں طرف عیسائیت کی پرزہر تعلیم سے ہلاک ہوتے جاتے ہیں - تو بڑا کام مجدد کا یہ ہونا چاہیئے کہ اہل اسلام کی ذریت کو اس زہر سے بچاتے اور صلیبی فتنوں پر اسلام کو فتح بخشے اور جبکہ اس صدی کے مجدد کا یہ کام ہو - تو بلاشبہ آسمان پر اس کا نام کاسر الصلیب ہوا - اور یوں بھی کہ سکتے ہیں - کہ جب چودھویں صدی کے مجدد کی یہ خدمت ہوئی - کہ وہ صلیب کو شکست دے تو اس سے یہ فیصلہ ہوا - کہ چودھویں کا مجدد مسیح موعود ہونا چاہیئے - کیونکہ یہی منصب مسیح موعود کا ہے اس لئے چودھویں صدی کا مجدد حق رکھتا ہے کہ اس کو مسیح موعود کہا جائے کیونکہ وہ اس زمانہ کا مجدد ہے۔ (تریاق القلوب صفحہ ۲۶۲)

نوٹ :- یہ ہے آپ کا دعوے جس کی تائید اور تصدیق ابتدائی اور آخری کتب ہائے کے حوالجات سے ہوتی ہے - اسی کی وضاحت مختلف عنوانوں کے ماتحت مزید حوالجات سے ہوگی۔

محدث کے ساتھ کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ ہوتا ہے

(۱) کبھی یہ ہمکلامی کا شرف بعض ایسے کامل لوگوں کو ملتا ہے کہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کے متبع ہیں - اور جو شخص کثرت سے شرف ہمکلامی کا پاتا ہے - اس کو محدث بولتے ہیں (ازالہ اوہام صفحہ ۹۱۵، ۹۱۴ تقطیع کلاں)

(۲) غرض قرآن شریف کی زبردست طاقتوں میں سے ایک یہ طاقت ہے کہ اس کی پیروی کرنے والے کو معجزات اور خوارق دیئے جاتے ہیں - اور وہ اس کثرت سے ہوتے ہیں - کہ دنیا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ (چشمۂ معرفت حصہ دوم صفحہ ۴۰، ۴۱)

(۳) تیسرے قسم کے لوگوں کی خوابیں نہایت صاف ہوتی ہیں اور ان کی پیشگوئیاں تمام دنیا سے بڑھ کر صحیح نکلتی ہیں اور وہ عظیم الشان امور کے متعلق ہوتی ہیں اور اس قدر ان کی کثرت ہوتی ہے - کہ گویا ایک سمندر ہے - ایسا ہی ان کے حقائق و معارف بھی کیفیت اور کمیت میں تمام بنی نوع سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔ (حقیقت الوحی صفحہ ۵)

(۴) ان لوگوں کے بیان میں جو خدا تعالےٰ سے اکمل اور اصفیٰ طور پر وحی پاتے ہیں اور کامل طور سے شرف مکالمہ و مخاطبہ ان کو حاصل ہے - اور خوابیں بھی ان کو فلق الصبح کی طرح سچی آتی ہیں اور خدا سے اکمل و اتم طور پر محبت کا تعلق رکھتے ہیں۔ (حقیقت الوحی صفحہ ۸)

(۵) لیکن وہ لوگ جو خدا کے نزدیک ملہم اور مکلم کہلاتے ہیں اور مکالمہ و مخاطبہ کا شرف رکھتے ہیں - اور دعوت خلق کے لئے مبعوث ہوتے ہیں - ان کی تائید میں خدا تعالےٰ کے نشان بارش کی طرح برستے ہیں دنیا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور فعل الٰہی اپنی کثرت کے ساتھ گواہی دیتا ہے کہ جو کلام وہ پیش کرتے ہیں وہ کلام الٰہی ہے۔ (تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۱۰۲)

(۶) لیکن وہ امور جو خاص طور پر غیب ہیں وہ خدا کے خاص بندوں سے مخصوص ہیں - وہ لوگ عام لوگوں کی خوابوں اور الہاموں سے چار طور کا امتیاز رکھتے ہیں - ایک یہ کہ اکثر ان کے مکاشفات نہایت صاف ہوتے ہیں - دوسرے یہ کہ عام لوگوں کی نسبت اس قدر کثیر الوقوع ہوتے ہیں - کہ اگر مقابلہ کیا جائے - تو وہ ایسا فرق رکھتا ہے کہ جب ایک بادشاہ اور گدا کے مال کا مقابلہ کیا جائے تیسرے ان سے عظیم الشان نشان ظاہر ہوتے ہیں (حقیقت الوحی صفحہ ۶۴)

(۷) خدا تعالےٰ نے مکالمہ مخاطبہ کا کامل تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا - جو فنا فی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے - اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا - اور امتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنے اتم اور اکمل درجہ پر ان میں پائے گئے - ایسے طور پر کہ ان کا وجود اپنا وجود اپنا وجود نہ رہا - بلکہ ان کی محویت کے آئینہ میں آنحضرت کا وجود منعکس ہوگیا اور دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ مخاطبہ نبیوں کی طرح ان کو نصیب ہوا (الوصیت صفحہ ۱۱، ۱۲)

(۸) ایسے لوگوں کو اصطلاح اسلام میں نبی اور رسول اور محدث کہتے ہیں - وہ خدا کے پاک کلمات اور مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں - اور خوارق ان کے ہاتھ سے ظاہر ہوتے ہیں اور اکثر دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں اور اپنی دعاؤں میں خدا تعالےٰ سے بکثرت جواب پاتے ہیں (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۰)

(۹) اور جب اس قسم کا کلام ان میں سے ایک کے ساتھ کثرت سے ہو - تو اس کا نام محدث رکھا جاتا ہے (حاشیہ تحفہ بغداد صفحہ ۲۱)

(۱۰) میں نے لوگوں سے سوائے اس کے جو میں نے اپنی کتابوں میں لکھا اور کچھ نہیں کہا - کہ میں محدث ہوں اور اللہ تعالےٰ محدثوں سے اسی طرح کلام کرتا ہے جس طرح محدثین سے کیا اور اللہ جانتا ہے کہ اس نے مجھے یہ مرتبہ عطا کیا ہے۔ (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۷۹)

(۱۱) اس میں کچھ شک نہیں - کہ محدثیت محض ایک موہبت ہے جو کسب سے ہرگز نہیں ملتی، جیسے کہ شان نبوت ہے - اور محدث اسی طرح اللہ سے ہمکلام ہوتے ہیں جس طرح نبی ہمکلام ہوتے ہیں اور محدث اسی طرح بھیجے جاتے ہیں جس طرح رسول بھیجے جاتے ہیں - اور محدث اسی چشمہ سے پیتے ہیں جس سے نبی پیتے ہیں (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۲)

(۱۲) صاحب وحی محدثیت اپنے نبی متبوع کا پورا ہمرنگ ہوتا ہے - اور تجدید احکام اور بغیر نبوت کے وہ سب باتیں اس کو دی جاتی ہیں - جو نبی کو دی جاتی ہیں۔ (برکات الدعا صفحہ ۱۲)

(۱۳) پھر جب خدا تعالےٰ اپنے رسولوں اور نبیوں اور محدثوں کو بھیجتا ہے - اور وہ بڑے بڑے پوشیدہ واقعات اور عالم مجازات اور غیب کی خبریں دیتے تو لوگوں کے دل میں یہ گمان گزرتا ہے - کہ شاید یہ جھوٹے ہیں۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۸)

(۱۴) منجملہ ان فرقوں کے ایک یہ ہے - کہ مسلمانوں کو سچی خوابیں بکثرت آتی ہیں - جیسا کہ اللہ جل شانہ نے آپ وعدہ دے رکھا ہے - اور فرمایا ہے :- (لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا) لیکن کفار اور منکرین اسلام کو اس کثرت سے سچی خوابیں نصیب نہیں ہوتیں۔ (براہین احمدیہ حاشیہ نمبر ۱ صفحہ ۲۵۴)

(۱۵) شیخ عبد القادر جیلانی اور مجدد الف ثانی کے مکتوبات اور دوسرے اولیاء اللہ کی کتابیں دیکھنی چاہئیں کہ کس طرح کثرت سے ان کے الہامات پائے جاتے ہیں (حاشیہ براہین احمدیہ صفحہ ۵۴۵)

(۱۶) احادیث صحیحہ کی رو سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے الہامات اور خوارق بکثرت پائے جاتے ہیں (براہین احمدیہ ایضاً)

نوٹ :- یہ حوالے اس لئے نقل کئے گئے ہیں - کہ قادیانی نکتہ نگاہ میں نبوت کی تعریف کثرت مکالمہ و مخاطبہ ہے - مگر مرزا صاحب کثرت مکالمہ و مخاطبہ کا مورد محدثین کو سمجھتے ہیں - جیسا کہ ان حوالجات سے ظاہر ہے - اس لئے اس تعریف کی رو سے مرزا صاحب کا دعوٰے محدث ثابت ہوتا ہے نہ نبی۔

محدث پر نبی اور رسول کا اطلاق

(۱) محدث کا حمل نبی پر جائز ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۳۸)

(۲) ایسا نبی جو مشکوۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا اس کو دوسرے لفظوں میں محدث کہتے ہیں۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۲۸۹ تقطیع کلاں)

(۳) محدث من وجہ نبی ہوتا ہے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۲۹۳)

(۴) مرسل ہونے میں نبی اور محدث ایک ہی منصب رکھتے ہیں - جیسا کہ خدا نے نبیوں کا نام مرسل رکھا ہے ایسا ہی محدثین کا نام مرسل رکھا ہے۔ (شہادۃ القرآن صفحہ ۲۸)

(۵) محدث بھی نبیوں اور رسولوں کی طرح خدا کے مرسلین میں داخل ہوتا ہے بخاری میں - ما ارسلنا من رسول ولا نبی ولا محدث کی قراۃ کو غور سے پڑھو۔ (ایام الصلح صفحہ ۷۵)

(۶) جھوٹے الزام مجھ پر مت لگاؤ کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعوٰے کیا ہے - کیا تم نے نہیں پڑھا - کہ محدث بھی ایک مرسل ہوتا ہے - کیا قرأت ولا محدث کی یاد نہیں رہی پھر یہ کیسی نکتہ چینی ہے - کہ مرسل ہونے کا دعوٰے کیا ہے - اے نادانو! بھلا بتلاؤ جو بھیجا گیا ہے - اس کو عربی میں مرسل یا رسول ہی کہوگے یا کچھ اور - بار بار کہتا ہوں - کہ یہ الفاظ نبی اور رسول اور مرسل کے میرے الہامات میں میری نسبت خدا تعالےٰ کی طرف سے بیشک ہیں - لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ایسے ہی وہ نبی کر کے پکارا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے - وہ بھی اپنے حقیقی معنوں

نقد و تبصرہ

"کشف الظنون عن المراق والجنون"

مصنفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب۔ حجم ۹۰ صفحات تقطیع $\frac{20\times30}{16}$ کاغذ، کتابت عمدہ قیمت ۱؎ فی کاپی معہ محصول ملنے کا پتہ:۔ دفتر جائنٹ سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

یہ رسالہ "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ٹریکٹ سیریز" کا دوسرا اور تیسرا نمبر ہے جو یکجا شائع ہوا ہے۔ آجکل مخالفین احمدیت کی طرف سے دیگر بے بنیاد اعتراضات کے علاوہ یہ اعتراض بھی بار بار کیا جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو جنون مراق کا عارضہ تھا۔ اس پر انہوں نے متعدد رسالے اور بیشمار مضامین لکھے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے زیر تبصرہ رسالہ میں مخالفین کے تمام اعتراضات کا نہایت شافی و مدلل جواب دیا ہے۔ سب سے پہلے بتلایا ہے کہ مخالفین حق نے ہر مامور من اللہ کو مجنوں کہا ہے اس کے ساتھ ہی مخالفین حق کی عناد اور سرکشی کو پوری وضاحت سے بیان کیا ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم کی طرف جنون منسوب کرنیوالوں کو جناب باری نے قرآن کریم میں جو جواب دیا ہے اس کی روشنی میں حضرت مرزا صاحب پر الزام جنون کی حقیقت واضح کی ہے۔ اسی ضمن میں حضرت مرزا صاحب کے شاندار اور انقلاب انگیز دینی و علمی کارناموں کو گنوا کر لوگوں کو غور و فکر کی دعوت دی ہے۔ اس کے بعد طبی کتب اور حضرت مرزا صاحب کی تحریرات سے لفظ "مراق" کی تشریح کر کے ثابت کیا ہے کہ از روئے طب مراق کسی مرض کا نام نہیں۔ بلکہ ایک علامت ہے جو کئی امراض میں پائی جاتی ہے۔ اس علامت کو جنون سمجھنا یا کہنا درست نہیں۔ آجکل حضرت مرزا صاحب کی غذا اور بعض استعمالی اشیاء پر بھی مخالفین بے سرو پا اعتراضات کر رہے ہیں۔ اس رسالہ کے آخری حصہ میں ان کا جواب بھی دیا گیا ہے اور اسی سلسلہ میں "ٹانک وائن" والا معاملہ بھی خوب اچھی طرح صاف ہو گیا ہے۔ دلائل کی پوری قوت کے ساتھ شگفتہ نگاری جو ڈاکٹر صاحب موصوف کی تحریروں کی نمایاں خصوصیت ہے اس رسالہ میں بھی بدرجہ اتم موجود ہے۔

آئینہ غلو و اختلاف

مصنفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب حجم ۱۱۲ صفحات۔ تقطیع $\frac{20\times30}{16}$ کاغذ، کتابت، طباعت درمیانی قیمت فی کاپی (دو آنے) دس کاپیاں (ایک روپیہ) پچاس کاپیاں (ساڑھے چار روپے) سو کاپی (آٹھ روپے) معہ محصولڈاک۔ ملنے کا پتہ:۔ دفتر آنریری جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

قادیانی احباب کی طرف سے یہ افسوسناک پروپیگنڈا عرصہ سے جاری ہے کہ جماعت لاہور حضرت مسیح موعود کی تفسیروں سے اختلاف کر کے نعوذ باللہ آپ کی توہین کی مرتکب ہو رہی ہے۔ اس رسالہ میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے اس الزام کو نہایت قابلیت سے دور کیا ہے اور ساتھ ہی جناب میاں صاحب اور ان کی جماعت نے حضرت مسیح موعود اور ان کی تحریروں سے جو بنیادی اختلافات کئے ہیں ان کو مناسب تشریح کے ساتھ بیان کیا ہے۔ "بالآخرۃ ھم یوقنون" کی تفسیر میں قادیانی حضرات نے حضرت مسیح موعود سے اختلاف کر کے وحی نبوت کو جاری کرنے کی جو خوفناک کوشش کی ہے، اس پر پوری طرح روشنی ڈالی ہے۔ اور قادیانی غلو کے کئی پہلوؤں کو نہایت کامیابی سے بے نقاب کیا ہے۔ یہ رسالہ ایک سلسلہ مضامین کی شکل میں گذشتہ سال پیغام صلح میں شائع ہو چکا ہے۔ اب بعض احباب کے اصرار پر اضافہ کے ساتھ رسالہ کی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔ قادیانی اور ان کے زیر اثر حلقوں میں اس کی اشاعت نہایت مفید ہو گی۔

میلادی جنتری یا سالنامہ "منادی" دہلی

مرتبہ حسین بن خواجہ حسن نظامی صاحب۔ حجم تین سو صفحات سے زائد تقطیع $\frac{20\times30}{8}$۔ کاغذ، کتابت، طباعت، جلد، تصاویر سب عمدہ اور دیدہ زیب۔ قیمت ایک روپیہ۔ ملنے کا پتہ:۔ منیجر اخبار "منادی" دہلی

یہ جنتری یا اخبار "منادی" کا سالنامہ خواجہ حسن نظامی صاحب کے صاحبزادے حسین نظامی نے مرتب کیا ہے۔ لیکن اس میں خواجہ صاحب کی تالیفات کی تمام خصوصیات موجود ہیں۔ مضامین بھی زیادہ تر انہی کے ہیں۔ خواجہ صاحب کی ہر بات میں جدت ہوا کرتی ہے۔ انہوں نے ایک "شمسی میلادی" سن جاری کیا ہے۔ جس کے دنوں اور مہینوں کے نام بھی نئے تجویز کئے ہیں۔ اسی سن کی ترویج کی خاطر انہوں نے یہ جنتری شائع کی ہے۔ اس جنتری سے خواجہ صاحب کے اپنے سن کے علاوہ، ہجری، عیسوی، فصلی حیدرآبادی اور افغانی سنوں کی تاریخیں بھی معلوم ہو سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں بہت چیزیں ہیں جن میں سے اکثر مفید اور دلچسپ ہیں۔ خواجہ صاحب نے ہندوستان کے سینکڑوں مشاہیر، والیان ریاست اور اپنے دوستوں اور مریدوں کے قلمی حلیے اور مختصر حالات اپنے مخصوص انداز میں لکھے ہیں۔ ان کا مطالعہ معلومات میں اضافہ کر سکتا ہے۔ مضامین کے علاوہ تقریباً دو سو اصحاب کی تصاویر بھی ہیں جن میں تمام طبقوں اور حلقوں کے لوگ شامل ہیں۔ اس سے خواجہ صاحب کے تعلقات کی وسعت اور پروپیگنڈے کی قابلیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ڈاک و تار کے قواعد، چند طبی نسخے، شیعہ اور سنی اصحاب کے لئے علیحدہ علیحدہ شرعی مسائل، اور بعض دیگر دلچسپ چیزیں بھی ہیں۔ بچوں کی دلچسپی کیلئے عجیب و غریب بحری و بری جانوروں اور پرندوں کی تصاویر بھی دی گئی ہیں۔ غرضیکہ یہ عام معلومات اور دلچسپی کی اچھی کتاب ہے۔

"پیام تعلیم" کا سالگرہ نمبر

ایڈیٹر محمد حسین صاحب حسان ندوی۔ حجم ۱۳۶ صفحات تقطیع $\frac{20\times30}{8}$ کاغذ، کتابت، طباعت، تصاویر نہایت عمدہ قیمت درج نہیں۔ ملنے کا پتہ:۔ دفتر رسالہ پیام تعلیم قرول باغ دہلی

"پیام تعلیم" بچوں کا رسالہ ہے جو جامعہ ملیہ دہلی کی زیر نگرانی آٹھ نو سال سے کامیابی سے جاری ہے اس میں بچوں کے لئے دلچسپ اور مفید مضامین شائع ہوتے ہیں۔ اس وقت اس کا سالگرہ نمبر پیش نظر ہے جو نہایت شاندار ہے۔ بچوں کے لئے اس میں ہر قسم کے پر از معلومات مضامین جمع کر دیئے گئے ہیں۔ تصاویر بھی بچوں کے مذاق کے مطابق دی گئی ہیں۔ مڈل اور ہائی کلاسوں کے طلباء کیلئے اس کا مطالعہ مفید ہو گا۔ ہم اس نمبر کی اشاعت پر کارکنان رسالہ کو مبارکباد دیتے ہیں۔

اخبار احمدیہ

—— کل صبح فرنٹیئر میل میں حضرت مولانا صدر الدین صاحب بمبئی سے واپس تشریف لائے۔ نماز جمعہ کے بعد آپ نے وہاں کے امید افزا حالات مقامی جماعت کے احباب کو سنائے اور کل شام ہی سیالکوٹ تشریف لیگئے۔

—— چالیس روزہ مجاہدہ کے صرف تیرہ روز باقی ہیں۔ کل خطبہ جمعہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ نے اس کے متعلق خاص طور پر تاکید فرمائی کہ آخری ایام میں بالخصوص احباب زیادہ سرگرمی سے کام لیں۔

—— افسوس ہے کہ ہمارے دوست چوہدری عبدالمجید صاحب بی۔ اے تھرڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول کا خورد سال بچہ پرسوں جمعرات کے روز بعارضہ نمونیا فوت ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے کہ اللہ تعالٰے چوہدری صاحب کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے۔

—— مولوی دوست محمد صاحب کے ایک نہایت قریبی عزیز غلام مصطفٰے صاحب حیرت بیمار ہیں۔

—— اہلیہ حکیم محمد مظہر صاحب کے والد بھی بیمار ہیں، ان دونوں اصحاب کیلئے احباب دعائے صحت فرماویں۔

—— حضرت امیر ایدہ اللہ کا ارشاد ہے کہ جن دوستوں نے تعمیر بورڈنگ ہوس کیلئے نہایت فراخدلی سے رقوم عطا کی ہیں ان کیلئے تمام احباب مجاہدہ کے ایام میں خاص طور پر دعا فرماویں کہ اللہ تعالٰی ان پر اور زیادہ افضال نازل کرے۔

خبریں

عالم اسلام

—— قاہرہ۔ ۱۱ دسمبر۔ مصر میں ابھی تک بے چینی موجود ہے کل قاہرہ کے اسکولوں کی طالبات نے حکومت مصر اور حکومت برطانیہ کے خلاف زبردست مظاہرہ کیا۔ سینٹ میری کے کلیسا کے نزدیک طالبات کا جلوس بالکل بے قابو ہو گیا۔ اور پولیس کو مجبور ہو کر لاٹھی چارج کرنا پڑا۔

—— طالبات کے شور و غل سے کان پھٹے جا رہے تھے بعض طالبات حکومت اور پولیس کو گالیاں دے رہی تھیں بعض وطن پرستانہ نعرے لگا رہی تھیں۔ بعض طالبات نے جوش و غضب سے دیوانہ ہو کر بجلی کے لیمپوں اور ٹرام کاروں کو توڑنا شروع کر دیا۔ بہت سے اسکولوں کی طالبات نے جماعتوں میں داخل ہونے سے انکار کر دیا۔ اس صورت سے متاثر ہو کر نسیم پاشا وزیر اعظم نے برطانوی ہائی کمشنر سے ملاقات کی جس کی تفصیلات معلوم نہیں ہو سکیں۔

—— قاہرہ ۱۲ دسمبر وفد پارٹی کے قائم کردہ متحدہ محاذ کی کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج کابینہ وزراء نے مصر نے متفقہ طور پر ۱۹۲۳ء کا پارلیمنٹری آئین نافذ کرنے کا فیصلہ صادر کر دیا۔ وزیر اعظم نسیم پاشا نے شاہ فواد سے ملاقات کی جنہوں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ایک شاہی فرمان کے ذریعہ ۱۹۲۳ء کا آئین نافذ کر دیا جائے۔

—— اس آئین کی رو سے سینٹ کے ارکان کی تعداد ایک سو ہوگی ان میں سے ساٹھ کا تقرر شاہ مصر کریں گے۔ اور چالیس بذریعہ انتخابات منتخب ہوں گے علاوہ ازیں ایک ایوان نائبین کی تشکیل بھی جائے گی اس میں منتخب ارکان کی تعداد ۲۱۴ ہوگی۔ فی الحال نسیم پاشا کی حکومت قائم ہے لیکن انتخابات کے بعد ان کی وزارت کے از سر نو قیام کی کوئی امید نہیں۔

—— عراق کی ایک خبر مظہر ہے کہ غیر ملکی باشندوں کی ملازمتوں کے متعلق جو بل عراقی پارلیمنٹ کے زیر غور تھا۔ وہ گزشتہ ہفتہ کے روز منظور ہو گیا۔ اب اسے آئینی حیثیت حاصل ہو جائیگی۔

—— انگورہ ۱۱ دسمبر حکومت ترکی نے ایک قانون منظور کیا ہے جس کی رو سے ساری مملکت میں وائرلیس اسٹیشن قائم کئے جائیں گے۔

—— قاہرہ ۱۱ دسمبر وفد پارٹی کے لیڈر اور مصر کے سابق وزیر اعظم نحاس پاشا نے ایک بیان شائع کرایا ہے جس میں انہوں نے ملک کی تمام سیاسی پارٹیوں اور انجمنوں کو دعوت دی ہے کہ ان کے نمائندے ایک وفد کی صورت میں شاہ فواد کے پاس جاکر یہ درخواست کریں کہ ملک میں بلا تاخیر علی الفور آئین نافذ کیا جائے۔ (مقصد پورا ہو گیا)

—— حکومت ایران نے شیراز میں مقروض زمینداروں اور غریب مزارعین کے لئے ایک بنک کھولا ہے جس کا سرمایہ دس لاکھ ریال ہے

—— ایران کے وزیر تعلیم نے بعض لوگوں کے پیہم اصرار کی بنا پر زنانہ سرکاری مدارس میں طالبات کے لئے ورزش گاہیں قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— حکومت ترکی نے ٹوکیو (جاپان) میں ایک سفارت خانہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ترکی پارلیمنٹ کے نائب صدر کو وہاں کا سفیر مقرر کیا جائیگا۔

—— تازہ عربی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ دمشق میں جو عظیم الشان عربی نمائش منعقد ہونے والی ہے۔ اس میں اس وقت تک فلسطین، شرق اردن، حجاز اور ایران نے شرکت قبول کر لی ہے۔ عراق اور مصر کی شرکت کی بھی پوری توقع ہے۔

—— حکومت ترکی نے حال ہی میں (علیحدہ) لاء کالج کی تین فارغ التحصیل لڑکیوں کو استنبول میں مجسٹریٹ مقرر کیا ہے۔

ہندوستان

—— اب لاہور میں بالکل امن و امان ہے۔ فوج چلی گئی ہے۔ پولیس کے انتظامات بدستور ہیں۔ پبلک بھی بدامنی اور فرقہ وارانہ کشیدگی کے نقصانات کو محسوس کرنے لگی ہے۔

—— لاہور ۱۱ دسمبر کل ایک مسلمانوں کا اور ایک ہندوؤں کا وفد علیحدہ علیحدہ ہز ایکسلینسی گورنر پنجاب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پہلے ہندوؤں کے وفد کو ملاقات کا موقع دیا گیا اور بعد میں مسلمانوں کے وفد کو۔ اسلامی وفد نے ہندوؤں اور سکھوں کی اشتعال انگیزیوں کی شکایت کی اور مسلمانوں پر ۱۰ نومبر کے مشہور سکھ جلوس کا خاص طور پر ذکر کیا گیا

—— گورنر ممدوح نے دونوں وفدوں کو ایک ہی جواب دیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ موجودہ فرقہ وارانہ کشیدگی کی ایک وجہ شہید گنج کا قضیہ ہے۔ اس کے متعلق حکومت کی پالیسی وہی ہے جو پہلے تھی۔ کہ اگر قوموں کی رضا مندی سے کوئی حل ہو سکے تو بہتر ورنہ بہر صورت عدالت کے فیصلوں کا احترام قائم رکھا جائیگا۔ گورنر موصوف نے گزشتہ چند ماہ کی ان اشتعال انگیز کارروائیوں کے خلاف جو تینوں قوموں کی طرف سے سرزد ہوتی رہی ہیں جن کا نتیجہ فساد و بدامنی کی صورت میں رونما ہوتا رہا ہے۔ خاص طور پر اظہار بیزاری کیا۔ اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ان کے انسداد کے متعلق جو کارروائی کی اس کی تائید کی۔

—— کرپانوں کے متعلق فرمایا کہ جب تک موجودہ کشیدگی موجود ہے کرپانوں پر بھی دیگر اسلحہ کی طرح پابندی عاید رہے گی۔ اور اس کا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو حق ہے۔

—— آپ نے اکا دکا حملوں پر خاص طور پر اظہار رنج کیا۔ اور فرمایا۔ کہ حکومت ان کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کرے گی لیکن اس کے لئے سب قوموں کی امداد کی ضرورت ہے۔ اس بارہ میں آپ نے مسلمانوں کو خاص طور پر متوجہ کیا۔ نیز آپ نے فرمایا۔ کہ اگر ایسے حملے بند نہ ہوئے تو تمام پبلک کے خرچ یا کسی خاص فرقے کے خرچ پر جیسا کہ مناسب سمجھا جائیگا۔ تعزیری پولیس کے تقرر پر غور کیا جائیگا۔ اور اس کے متعلق فیصلہ کرنے میں اس امر کا لحاظ رکھا جائے گا۔ کہ کسی فرقے کی طرف سے پولیس کی تفتیش یا مجرموں کی گرفتاری میں کس حد تک رکاوٹیں پیدا کی گئی ہیں

—— اب کے لاہور میں کرفیو آرڈر کی بہت ہی کم خلاف ورزی کی گئی ہے

—— معلوم ہوا ہے کہ نئے آئین کے مطابق پنجاب کونسل کے انتخابات جنوری ۱۹۳۷ء میں ہوں گے لیکن ایک دو کے علاوہ باقی صوبوں میں نومبر ۱۹۳۶ء ہی میں انتخابات ہو جائیں گے۔ اور جنوری ۱۹۳۷ء میں ہی کونسلیں اپنا کام شروع کر دینگی۔

—— مسٹر نرندر سنگھ ڈپٹی مجسٹریٹ لاہور کی تبدیلی کی خبر صحیح نہیں۔ واقعہ کا رصلعین میں اس کو قبل از وقت بیان کیا جاتا ہے۔

—— گزشتہ ہفتہ شملہ اور کوہ مری میں شدید برفباری ہوئی جس کی وجہ سے سردی بڑھ گئی ہے۔

—— اسمبلی کا آئندہ اجلاس ۳ فروری کو نئی دہلی میں شروع ہوگا۔

—— مزارشاہ دکھانو کے انہدام کے الزام میں سترہ سکھوں پر مقدمہ کی سماعت شروع ہے۔ آج کل گواہان استغاثہ پر دوبارہ جرح ہو رہی ہے۔ استغاثہ کے ایک سکھ گواہ نے عدالت میں بیان کیا۔ کہ اسے سکھوں کی طرف سے جان کا خطرہ ہے۔

—— گوردوارہ شہید گنج کے گرنتھی کے خلاف نقض امن کے الزام میں مقدمہ چل رہا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے سکھوں کو مسلمانوں کے خلاف فساد پر آمادہ کیا تھا۔

ممالک خارجہ

—— پیکن۔ ۱۱ دسمبر۔ وریچنگ اور ڈنگ ہو یونیورسٹیوں کے طلبہ کے دستے پیکن کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے شمالی چین کی جدید حکومت کے نظم و نسق کے خلاف شدید مظاہرے کر رہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ شمالی چین میں آزاد حکومت کا قیام اسے جاپان کے حوالہ کر دینے کے مترادف ہے۔ یہ طلبہ جاپان کے خلاف جنگ شروع کر دینے کا زبردست مطالبہ کر رہے ہیں۔

—— حکومت اٹلی نے اکثر برطانوی اخبارات کا داخلہ اٹلی میں بند کر دیا ہے۔

—— لنڈن ۱۱ دسمبر مسٹر بٹلر نائب وزیر ہند نے دارالعوام میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بیان کیا۔ کہ لاہور میں اب صورت حالات پر قابو پا لیا گیا ہے۔

—— عدیس ابابا۔ ۱۱ دسمبر غیر سرکاری ذرائع سے خبر ملی ہے۔ کہ جوما کی پر حبشی فوج قابض ہو چکی ہے۔ اور اطالوی سمالی لینڈ کے بعض حصوں میں ہیضہ پھوٹ پڑا ہے۔

—— اطالوی طیارے شمالی محاذ جنگ پر برابر بمباری کر رہے ہیں

—— روما۔ ۱۱ دسمبر ہور لاول فارمولا کی نقول روما میں متعین برطانی اور فرانسیسی سفیروں کو موصول ہو گئی ہیں۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ مسولینی اسے منظور کر لے گا۔

—— عدیس ابابا۔ ۱۱ دسمبر اس ہفتہ حبشی افواج کی سرگرمیوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ اطالوی افواج اکثر مقامات پر بری طرح پسپا ہو گئیں لیکن حبشی افواج میں رسد کی کمی ہو گئی ہے معاملہ تشویشناک صورت اختیار کر رہا ہے۔

—— سلطان لدھانہ نے اٹلی کو امداد دینے سے انکار کر دیا ہے۔

—— پیرس ۱۲ دسمبر شاہ حبشہ نے فرانس اور برطانیہ کا تیار کردہ مصالحتی فارمولا مسترد کر دیا ہے۔

—— جنیوا۔ ۱۱ دسمبر اطالیہ اور حبشہ کی موجودہ صورت حالات کے متعلق یہاں بہت تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے چھوٹی چھوٹی حکومتوں کے نمائندوں کے درمیان تبادلہ خیالات ہو رہا ہے۔ روس اور ترکی کے نمائندے اس مسئلہ میں خاص دلچسپی کا اظہار کر رہے ہیں۔ کل اٹھارہ ارکان کی کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوگا۔

—— ایک معتبر خبر مظہر ہے۔ کہ فرانس بھی اب برطانیہ کے اس نقطہ نظر کا حامی ہو گیا ہے کہ اگر قیام امن کی کوئی صورت باقی نہ رہی تو تیل پر پابندیاں عاید کرنے کے مسئلے پر ابھی سے گفت و شنید شروع کر دی جائے گی خواہ ان پابندیوں کے نفاذ کی تاریخ کو معرض التوا میں کیوں نہ ڈالنا پڑے

—— لنڈن ۱۲ دسمبر کل رات دوبارہ انگلستان میں شدت کا طوفان آیا جس کی رفتار ۷۰ میل فی گھنٹہ تھی۔ چوبیس گھنٹے کے لئے جہازوں کی آمد و رفت بند کرنی پڑی۔

—— شمالی جاپان میں ہولناک قحط نمودار ہو گیا ہے۔ لاکھوں افراد بھوکوں مر رہے ہیں۔ ان کے وفود طلب امداد کے لئے ٹوکیو آ رہے ہیں

—— لنڈن ۱۱ دسمبر اطالیہ اور حبشہ کا جھگڑا چکانے کے لئے برطانیہ اور فرانس نے جو تجاویز مرتب کی ہیں ان کے متعلق دارالعوام میں نہایت اضطراب پھیل رہا ہے چنانچہ آج دوران اجلاس میں وزیر اعظم پر سوالات کی زبردست بوچھاڑ ہوئی۔ وزیر اعظم نے جواب دیا۔ کہ اس بارہ میں جو اعلان شائع ہو چکا ہے۔ وہی ان تمام سوالات کا جواب ہو سکتا ہے۔

—— انٹرنیشنل لیبر کانفرنس کا آئندہ اجلاس جون ۱۹۳۶ء کے پہلے ہفتہ میں جنیوا میں منعقد ہوگا۔

(بقیہ صفحہ ۲)

کاٹھیاواڑی اور سورتی ہیں۔ زبان ان کی گجراتی ہے تبلیغ مذہب خدمت اسلام سے ان کو کوئی واسطہ نہیں۔ جن لوگوں میں کچھ اسلامی حرارت موجود ہے وہ ملازمت پیشہ ہیں اور کئی مجبوریوں کے ماتحت ہیں۔ مالدار مسلمان اپنے مال میں مست ہیں گجراتی اخباروں کے ذریعہ ان کو توجہ دلائی گئی لیکن ٹس سے مس نہیں ہوئے، اب فرمایئے کیا کیا جائے، آپ ہی کوئی نیک انسان بطور مبلغ اس علاقہ میں بھیجیں جو اسلام کی حفاظت کرے اور ان فرعون مسلمانوں سے زکوٰۃ وصول کرکے اسلامی مشن کی بنیاد رکھے۔ میں سوائے مالی خدمت کے اور ہر طرح کی مدد دینے کو تیار رہوں کیونکہ میری مالی حالت کمزور ہے۔ دوران گفتگو میں عیسائی صاف طور پر ہمیں کہہ دیتے ہیں کہ تم لوگ کیوں اسلامی مشن ہمارے درمیان قائم نہیں کرتے اور کیوں ہمیں اسلامی لٹریچر نہیں دیتے۔ لیکن افسوس ان میں سے ہمارے پاس کچھ بھی نہیں۔ یہاں کی عام زبان سواحلی ہے لیکن تعلیم یافتہ انگریزی بھی جانتے ہیں۔ اس لئے آپکا انگریزی لٹریچر مفید کام کرسکتا ہے۔ ہر قسم کی کتب اسلامی انگریزی زبان میں مفید ہونگی جلد بھیجدیں۔

عازمان حج کیلئے ایک ضروری ہدایت

سفر جہاز کے دوران میں کھانے پینے کے برتن اپنے ہمراہ لیجائیں

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

جو عازمان حج حاجیوں کے جہاز پر عرشہ یا سب سے نچلے درجہ کا ٹکٹ لیکر سفر کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں ان کی توجہ قواعد متعلقہ جہازان زائرین ہند کے قاعدہ ۸۶ کی طرف منعطف کیجاتی ہے جس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ

"سب سے نچلے درجہ والے زائر کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے لئے رکابیوں، پیالوں اور اس قسم کے ایسے دوسرے برتنوں کا انتظام خود کرے۔ جن میں دوران سفر میں اسے کھانا دیا جائے"۔

یہ امر "ہندوستانی حاجیوں کیلئے مفید ہدایات" میں بھی بیان کردیا گیا ہے جو عازمان حج کو مفت تقسیم کیا جاتا ہے لیکن ابھی تک ایسی مثالیں ہیں۔ جن میں اس قاعدہ پر عمل نہیں کیا جاتا۔ لہٰذا عازمان حج کو یاد رکھنا چاہئیے کہ اگر انہوں نے اس مفید قاعدہ پر عملدرآمد نہ کیا تو دوران سفر میں جہاں انکو خود تکلیف ہوگی۔ وہاں جہاز کے عملہ کو بھی مفت کی زحمت اٹھانا پڑے گی۔

مذاہب غیر

جنوبی ہند میں ناگ پوجا

سانپ دنیا کے بہت سے ممالک کے مذاہب او رمعاشرتی قصص میں اہم حیثیت رکھتا ہے مگر شاید مذہبی اعتبار سے اس کی اہم ترین حیثیت جنوبی ہند ہی میں ہے جہاں تامل تلیگو اور ملایالم زبانیں بولنے والے بستے ہیں۔ عموماً سب ناگ کی پوجا کرتے ہیں۔ سانپوں میں یہ سانپ پرستش کیلئے مخصوص کرلیا گیا ہے۔ جنوبی ہند کا ہر متمول ہندو اپنے گھر کے آنگن میں تھوڑی سی جگہ ناگ دیوتا کے لئے وقف کردیتا ہے۔ یہ جگہ ہمیشہ مکان کا جنوب مغربی گوشہ ہوتا ہے اس میں اشجار اور جھاڑیاں کثرت سے اگائی جاتی ہیں تاکہ ناگ دیوتا کی رہائش کے قابل گھنا جنگل پیدا ہوجائے۔ بچوں اور مویشی کو اس میں داخل ہونے سے روکنے کیلئے اس جگہ کے اردگرد ایک پستہ قد سنگین دیوار کھڑی کردیتے ہیں۔

اس مقدس جگہ میں ناگ پالے جاتے ہیں تاکہ ان کی موجودگی گھر اور خاندان کے سر پر سے آفات کو ٹالتی رہے۔ عام خیال یہ ہے کہ اگر ناگ دیوتا کی پرستش اور ان کی دیکھ بھال سے لاپرواہی برتی جائے۔ تو جذام کھجلی، اموات بچگان وغیرہ بلائیں گھر والوں کو ستاتی رہتی ہیں۔ ناگ دیوتا کی عدم موجودگی سے گھر کی عورتوں میں بانجھ پن بھی پیدا ہوتا ہے پوجا کرتے وقت ناگ دیوتا کو دودھ چاول اور سانڈے وغیرہ چڑھانے چاہئیں۔ اگر اس سے غفلت کی جائے یا سچے دل سے یہ چیزیں پیش نہ کی جائیں۔ تو ناگ دیوتا کا غصہ ضرور کسی نہ کسی بلا کی شکل لے کر نازل ہوگا۔ جب کسی بیماری یا سماوی آفت کا نزول ہوتا ہے فوراً ایک نجومی طلب کیا جاتا ہے۔ نجومی عموماً یہی بتاتا ہے کہ ان بلاؤں کا ظہور ناگ دیوتا کی ناراضگی کا نتیجہ ہے وہ تجویز کرتا ہے کہ ناگ دیوتا کو خوش کرنے کے لئے ایک اور ناگ استھان تعمیر کیا جائے اور آئندہ ان کی دیکھ بھال میں خاص توجہ سے کام لیا جائے۔ صرف اسی طرح ناگ دیوتا کا غصہ فرو ہونا ممکن ہے۔

ناگ دیوتا کے استھان میں سانپ کے سر کی شکل کا ایک پتھر لگایا جاتا ہے جو سنگ مرمر یا سنگ سیاہ کے ایک ٹکڑے کو تراش کر بنایا جاتا ہے اسے استھان میں نصب کرتے وقت بڑی دھوم دھام سے جشن منایا جاتا ہے۔ استھان کی چار دیواری کے اندر کی زمین پر اشجار اور جھاڑیاں وغیرہ یونہی چھوڑ دی جاتی ہیں۔ انہیں تراشا تک نہیں جاتا۔ یہ کہ لوگ ناگ دیوتا کو کتنی اہمیت دیتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جائداد کی تقسیم کے وقت ناگ دیوتا اور ان کے استھان بھی بطور جائداد تقسیم ہوتے ہیں۔ ایک جماعت ناگ دیوتا اور استھان کو قبول کرلیتی ہے۔ دوسری اپنے حصہ کے قطعہ پر ایک نیا استھان بناتی ہے۔

جب کبھی ایک ناگ کو ایک استھان سے دوسرے استھان تک لیجانا ہو تو لمبوردی برہمن کو بلایا جاتا ہے۔ اس برہمن کا اپنا گھر سیاہ ناگوں سے پر ہوتا ہے جو اس کے بال بچوں کو اور اس کو گزند نہیں پہنچاتے ناگ استھان میں درختوں اور جھاڑیوں وغیرہ کی اتنی کثرت ہوتی ہے کہ جب کبھی ناگ دیوتا کو ایک استھان سے دوسرے استھان تک لیجانا ہو تو ان کی طویل اور تکلیف دہ جستجو کرنی پڑتی ہے۔ درخت کاٹے جاتے ہیں جھاڑیاں صاف کی جاتی ہیں تب کہیں جا کے سانپ ملتا ہے یہ تمام لکڑیاں اور جھاڑیاں جن کا انبار استھان کے صاف کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ بہت مقدس خیال کی جاتی ہیں۔ اور کسی مقامی مندر میں ایندھن بطور جلائے جانے کیلئے دے دی جاتی ہیں۔

یہ حال کوچین وغیرہ علاقوں کا ہے۔ تامل علاقوں میں علیحدہ علیحدہ گھروں میں علیحدہ علیحدہ ناگ استھان نہیں بناتے بلکہ سارا فرقہ مشترکہ طور پر ایک بڑا ناگ استھان بنالیتا ہے۔ بے اولاد عورتیں ناگ دیوتا کے استھان پر نذریں چڑھانے چلی آتی ہیں۔ اور استھان کی ناگ مورتیوں کو دودھ کا غسل دیتی ہیں اور ان پر خوشبودار پھولوں کے ہار چڑھاتی ہیں۔ اگر وہ منت مانے کہ اولاد ہونے پر ناگ دیوتا کو پتھر کی ایک ناگ مورتی چڑھاوں گی تو تمنا بر آنے کی صورت میں وہ سنگین ناگوں کے اس مجمع میں ایک ناگ کا اور اضافہ کردیتی ہے جو ایک گوشہ میں پہلے سے لگا ہوتا ہے۔ یہ سب سنگین ناگ اس طرح رکھے جاتے ہیں کہ ان کا منہ مشرق کی سمت رہے۔

یہ سنگین ناگ وضع و تراش خراش میں ایک دوسرے سے بہت مختلف ہوتے ہیں جو سالم ایک ناگ کی شکل کے مماثل تراش دیئے گئے ہیں بالعموم یہ ایک ہی سر رکھتے ہیں مگر بعض میں پانچ پانچ سر بھی دکھا دیئے جاتے ہیں۔ بعض پتھر کے ٹکڑے اس طرح تراشے جاتے ہیں۔ کہ دو ناگ ایک دوسرے میں بل کھائے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ ان بلوں میں سے کسی ایک بل پر کسی اور دیوتا کی ایک چھوٹی سی مورتی بھی تراش دی جاتی ہے۔ بعض استھانوں کے چبوتروں پر ان سنگین ناگوں کے علاوہ جن کا ذکر اوپر ہوا ایسی ناگ مورتیاں بھی رکھی ہوتی ہیں جن میں ناگ کے پھن کے نیچے ایک دیوتا بیٹھا نظر آتا ہے۔

جنوبی ہند میں یہ پلیٹ فارم یا چبوترے جن پر ناگ دیوتا کی مورتیاں رکھی ہوتی ہیں۔ مندروں کی پشت پر واقع ہوتے ہیں شاید سوال ہو کہ برہمن اس منظر کو کیونکر برداشت کرلیتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ اسی چبوترے پر شوا اور گنیش کی مورتیاں رکھ کر گویا چبوترے کو پاک کرلیتے ہیں اس چبوترہ پر سایہ ڈالنے کیلئے اس کے قریب نیم یا پیپل کے درخت اگائے جاتے ہیں یا برہمن آپس میں ان درختوں کی اسی طرح شادیاں کرتے ہیں جس طرح انسانوں میں مرد عورت کی شادی ہوتی ہے۔ پیپل کو نسوانی درخت شمار کیا جاتا ہے

دکن میں ناگ مورتیوں کی بجائے زندہ سانپوں کی پرستش کو زیادہ اہمیت دیجاتی ہے ہر سال برسات کے موسم میں ایک زبردست ناگ لیلا (یعنی ناگ کا جشن) ہوتی ہے اس جشن کے موقع پر یا تو زندہ سانپوں کی پرستش کرتے ہیں یا ان کے بلوں کے قریب جاکر اظہار عقیدت کرتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ سانپ کا بل معلوم کرلینے کے بعد اس کے گرد لکڑیاں نصب کرتے ہیں اور ان لکڑیوں کے گرد ریشمی پارچے لپیٹتے ہیں۔ مرہٹوں کی سرزمین میں عورتیں گروہ بنا کر سانپ کے بل کے گرد ناچ ناچکر کاتتی ہیں اور گیت گاتی جاتی ہیں۔ یہ گردش اور گیت ختم کرکے وہ زمین پر دراز ہو جاتی ہیں۔ اس سے اظہار احترام مقصود ہوتا ہے اس کے بعد بل میں دودھ ڈالا جاتا ہے۔ پھولوں کے ہار اس کے گرد پھیلا دیئے جاتے ہیں اور آٹا اور کھانڈ زمین پر بکھیر دی جاتی ہے

بعض مقامات میں ایسے مندر بھی ہیں جو ناگ دیوتا کی پوجا کے لئے وقف ہیں۔ سی پی کے دو شہروں بلاس پور اور چھتیس گڑھ میں ناگ دیوتا کا ایک ایک مندر ہے ان دونوں شہروں کے مندر باعتبار تاریخ بہت قدیم ہیں۔ ناگ دیوتا کے مندروں میں قدیم ترین مندر کیپ کیمورن کے قریب ناگر کوئل میں ہے۔

(ماخوذ)

بے نظیر اسلامی لٹریچر
بیان القرآن
یعنی
اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن
(مؤلفہ:- حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل-بی)
ہر بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے۔ تشریح لغت مکمل طور پر دی گئی ہے۔ لغت کی مستند کتب مفردات امام راغب۔ لسان العرب۔ تاج العروس کی بنا پر ترجمہ و تفسیر کیا گیا ہے۔ پرانی تفاسیر کا خلاصہ معہ حوالجات دیئے گئے ہیں ہر قسم کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ ہر سورۃ کا آپس میں تعلق واضح کیا گیا ہے۔ موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر ہے
اصل ہدیہ مکمل تفسیر ... رعایتی قیمت ... روپے
(محصول ڈاک علاوہ)
حمائل شریف مترجم اردو
مع حواشی
مؤلفہ حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل-بی
یہ حمائل شریف حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ ترجمہ بین السطور اور حاشیہ پر مختصر تفسیری نوٹ درج کئے ہیں۔ حضرت مولانا کی تفسیر بیان القرآن اسقدر مقبول ہوئی کہ لوگوں نے اس کا ایک مختصر ایڈیشن نکالنے کی فرمائش کی تاکہ یہ ترجمہ ہر طبقہ کے آدمی تک پہنچ سکے۔ کاغذ اور لکھائی وغیرہ نہایت اعلیٰ
اصل قیمت قسم اول مجلد سفید کاغذ ... رعایتی قیمت قسم اول مجلد سفید کاغذ
قسم دوم ... قسم دوم
بیجلد حنائی کاغذ ... بیجلد حنائی کاغذ
حمائل شریف مطبوعہ جرمنی
یہ بے نظیر حمائل شریف جرمنی میں خاص اہتمام سے طبع کرائی گئی ہے۔ اب تک ایسی حمائل ہندوستان میں شائع نہیں ہوئی۔ جلد نہایت خوبصورت۔ قیمت ...
حمائل شریف (پاکٹ سائز)
جلد نہایت خوبصورت اور اعلیٰ
قیمت فی جلد ...
قرآن مجید (معرّا)
لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ۔ جلد پر سنہری ڈائی لگی ہوئی ہے۔
قیمت بیجلد ... مجلد ...
تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی
سیرت خیر البشر
تاریخ خلافت راشدہ
جمع قرآن
مقام حدیث
النبوۃ فی الاسلام
مقدمۃ القرآن حصہ اول
حقیقۃ المسیح
المسیح الدجال یاجوج ماجوج
محمد مصطفیٰ
احمد مجتبیٰ
خلافت اسلامیہ
اسلام اور دیگر مذاہب
حدوث مادہ
مسیح موعود
شناخت ماموریت
آیت اللہ
مرآۃ الحقیقت
حقیقت اختلاف
سیرت خیر البشر بزبان انگریزی
تاریخ خلافت راشدہ
ٹیچنگز آف اسلام
رسالہ تقدیر انگریزی
جمع قرآن (بزبان انگریزی)
انتخاب قرآن (بزبان انگریزی)
محمد اینڈ کرائسٹ
تصنیفات خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم بی-اے ایل ایل-بی
توحید فی الاسلام
سلک مروارید
ینابیع المسیحیت
راز حیات
ضرورت الہام
خطبات عربیہ
ہستی باری تعالیٰ
یسوع کی الوہیت
اسلام اور علوم جدیدہ
حیات بعد الموت
مکالمات طیبہ(?)
مطالعہ اسلام
اسلام میں کوئی فرقہ نہیں
لمعات انوار محمدیہ
تمدن اسلام حصہ اول
نبی کا ظہور اتم
مذہب محبت
ذرات عالم کا مذہب
ام الالسنہ
براہین نیرہ
پیام اسلام
سیرت نبوی
قرآن اور جنگ
موضوع القرآن
اسوۂ حسنہ
اسلامی نماز کا فلسفہ
عسل مصفّٰی ہر دو حصہ
یہ سلسلہ احمدیہ کا انسائیکلوپیڈیا ہے جس میں سلسلہ احمدیہ کے متعلق جملہ امور مثلاً وفات مسیح آمد مہدی۔ دجال یاجوج ماجوج علامات آمد مسیح موعود وغیرہ بے شمار احادیث و اقوال بزرگان اسلام سے استدلال کیا گیا ہے ہر احمدی کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ قیمت جلد اول ... دوم ...
کامران
مولفہ
جناب شیخ محمد دین جان صاحب بی۔ اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ لاہور
یہ انگریزی تصنیف کا ترجمہ ہے۔ اس میں زندگی کو کامیاب بنانے کے ذرائع درج ہیں۔ (۲۰۰) صفحہ کی کتاب ہے۔ خصوصاً نوجوانوں کے مطالعہ کے قابل ہے۔ قیمت ...
انوار القرآن
پارہ عم کی ایمان افروز تفسیر
مؤلفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب) جن لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کا درس سنا ہے وہ ڈاکٹر صاحب کے معارف و حقائق قرآنی کو خوب جانتے ہیں جملہ احباب کیلئے بیش بہا تحفہ ہے جسے ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے مخصوص دلنشیں مدلل انداز میں لکھا ہے۔ بہترین کتابت دیدہ زیب طباعت اعلیٰ۔ سفید ولایتی کاغذ۔ خوبصورت کپڑے کی جلد پر کتاب اور مصنف کا نام سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے۔ بعض مقتدر احباب کے اصرار پر جناب ڈاکٹر صاحب نے اس کی قیمت میں تخفیف بھی کر دی ہے یعنی اس وقت یہ دیدہ زیب کتاب صرف ... میں ملتی ہے احباب آج ہی فرمائش بھیج دیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت ...
الروح
تناسخ
ولادت مسیح
رسالہ نماز
قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت
روزہ
حج
زکوٰۃ
اکرام الحق
نوٹ:- محصول ڈاک علاوہ ہوگا۔ طلب کرنے پر فہرست مفت روانہ کیجاتی ہے
المشتہر: منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات

تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کیلئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق و شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے اور دعا کرنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی اور چونکہ ہر ایک کیلئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کیلئے آوے کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کیلئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے اوپر روا رکھ سکیں لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ ۲۷ دسمبر سے ۲۹ دسمبر تک قرار پائے یعنی آج کے دن کے بعد جو ۳۰ دسمبر ۱۸۹۱ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ دسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کو سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کیلئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہیگا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائیگی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلشانہ کوشش کی جائیگی اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہونگے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے اور کم مقدرت احباب کیلئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر کر رکھیں اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا توقف سرمایہ سفر میسر آجاوے گا گویا یہ سفر مفت میسر ہو جائے گا۔

(آسمانی فیصلہ)

پروگرام جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مؤرخہ ۲۴، ۲۵، ۲۶ر دسمبر ۱۹۳۵ء

واقع مسجد احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور

۲۴ر دسمبر بروز منگل

۲ بجے سے ۵ بجے تک

زیر صدارت جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تیمم۔ رئیس جھنگ

۲ تا ۲¼ — تلاوت قرآن مجید — ماسٹر فقیر اللہ صاحب
نعت — میاں غلام محمد صاحب

۲¼ تا ۳ — افتتاحی تقریر — حضرت امیر مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ایدہ اللہ

۳ تا ۳½ — کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعوئے نبوت کیا؟ — سید اختر حسین شاہ صاحب احمدی مولوی فاضل

۳½ تا ۴¼ — سوال و جواب — پانچ پانچ منٹ سوال و جواب کیلئے دیئے جائینگے آخری جواب کے لئے دس منٹ ہونگے

۴¼ تا ۵ — احمدیت کا مقام اسلام میں — حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب مسلم مشنری

۷½ بجے بمقام مسجد کی گیلری میں جنرل کونسل کا اجلاس ہوگا

۲۵ر دسمبر بروز بدھ

بعد از نماز فجر احمدیہ کانفرنس کا اجلاس مسجد میں ہوگا۔

پہلا اجلاس۔ ۱۰ بجے سے ایک بجے تک

زیر صدارت جناب شیخ میاں محمد صاحب پروپرائٹر پریمیئر فلور ملز لائل پور

۱۰ تا ۱۰¼ — تلاوت قرآن مجید — مولوی عبد المجید صاحب بدوملہی
نظم — خواجہ غلام نبی صاحب مہجور

۱۰¼ تا ۱۱ — اتحاد بین المسلمین — مولوی مصطفیٰ خانصاحب۔ بی۔ اے ایڈیٹر اسلامک ورلڈ

۱۱ تا ۱۲ — اسلام اور ہندو ازم کا پیغام اچھوتوں کے نام — مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی

۱۲ تا ۱ — تقریر — مولانا مولوی محمد یعقوب خانصاحب بی۔ اے۔ ایڈیٹر لائٹ

۱ سے ۲ بجے تک نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس۔ ۲ بجے سے ۵ بجے تک

زیر صدارت جناب شیخ نیاز احمد صاحب رئیس اعظم وزیر آباد

۲ تا ۲¼ — تلاوت قرآن مجید — خانصاحب ڈاکٹر سعید احمد خانصاحب
نعت — شیخ عبد العلیم صاحب پراچہ بی۔ اے

۲¼ تا ۲½ — مضمون — مرسلہ ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب امام برلن مسجد

۲½ تا ۳ — تقاریر انگریزی — وہیرن عمر رالف ایرنفلز آف آسٹریا، مسٹر شریف بترا صاحب البانوی، مسٹر محمود صاحب جاوی

۳ تا ۵ — ڈاکٹر امید کا رکا اعلان اور ہمارا فرض — حضرت امیر مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

رپورٹ سالانہ — سکرٹری صاحب

۵½ تا ۶½ — ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کانفرنس کا اجلاس

۷½ تا ۸ — درس قرآن مجید — ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

۲۶ر دسمبر بروز جمعرات

بعد از نماز فجر درس قرآن مجید — مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی

پہلا اجلاس ۱۰ بجے سے ایک بجے تک

زیر صدارت جناب خان غلام ربانی خانصاحب ایم۔ ایل سی مانسہرہ

۱۰ تا ۱۰¼ — تلاوت قرآن شریف — شیخ عبد العلیم صاحب پراچہ بی۔ اے
نعت — ماسٹر غلام محمد صاحب خادم بی۔ اے

۱۰¼ تا ۱۱ — حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں — مولوی عمر الدین صاحب شملوی

۱۱ تا ۱۱½ — حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نئے پیشگوئیاں — شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی

۱۱½ تا ۱۲ — کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اہل قبلہ کی تکفیر کی؟ — میر مدثر شاہ صاحب گیلانی پشاوری

۱۲ تا ۱ — حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بے بنیاد الزامات کی تردید — سید اختر حسین شاہ صاحب احمدی مولوی فاضل

۱ سے ۲ بجے تک نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس ۲ سے ۵ بجے تک

زیر صدارت جناب الحاج سعادت علی خاں صاحب رامپوری

۲ تا ۲¼ — تلاوت قرآن مجید — مولوی محمد صدیق صاحب بھیرہ
نعت — آغا سرفراز خانصاحب

۲¼ تا ۴¾ — تقاریر۔ جماعت کی ترقی و استحکام کے وسائل — خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تیمم، خانصاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب، مولانا مولوی صدر الدین صاحب، الحاج حافظ چوہدری محمد حسین صاحب چیمہ، مولانا مولوی محمد یعقوب خانصاحب، خان غلام ربانی خانصاحب، مرزا مسعود بیگ صاحب، ڈاکٹر الٰہ بخش صاحب

۴¾ تا ۵ — نصائح و دعا — حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

(نوٹ) احمدیہ انجمن خواتین کا سالانہ جلسہ ۲۳ر دسمبر ۱۹۳۵ء بروز سوموار بوقت ۱۰ بجے دن مسلم ہائی سکول کے صحن میں منعقد ہوگا۔ جلسہ کے بعد دستکاری کی نمائش ہوگی۔

ھدایات برائے مہمانان

(۱) جلسہ میں شریک ہونیوالے احباب اپنی تشریف آوری کی اطلاع ۲۰ر دسمبر تک سکرٹری صاحب کو بھیجدیں اور اس میں اپنے ہمراہیوں کی تعداد لکھدیں تاکہ حسب حال رہائش کا انتظام کیا جائے۔ مستورات اور بچوں کی تعداد علیحدہ دیں۔

(۲) جہاں انجمن کی مقامی شاخ ہے وہاں کے سکرٹری صاحب کا فرض ہے کہ اپنے مقام کے متعلق وہ تمام کوائف سکرٹری صاحب کو ۲۰ر دسمبر تک بھیجدیں جن کا ذکر ہدایت نمبر ایک میں ہے۔

(۳) جو احباب معہ عیال تشریف لانے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ اس امر کی اطلاع سکرٹری صاحب کو ۲۰ر دسمبر تک دیدیں۔ اور اس میں یہ تحریر فرمائیں کہ ان کے ہمراہ کتنے نفوس ہونگے تاکہ رہائش تجویز کرتے وقت اس کا لحاظ رکھا جائے۔

(۴) جو خواتین جلسہ میں اپنے طور پر آنے والی ہوں وہ بھی ہدایت ۳ پر عمل پیرا ہوں۔

(۵) سردیوں کا موسم ہے اس لئے مہمانوں کو چاہیئے کہ اپنے ہمراہ کافی گرم بستر لادیں۔ یہاں بستروں کا انتظام ہونا مشکل ہے

(۶) مہمانوں کے استقبال کے لئے ریلوے اسٹیشن پر رضاکاروں کا انتظام ہوگا۔ مہمان ان رضاکاروں کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں تو ان کو سہولت رہے گی۔ رضاکاروں کو ہدایت ہوگی کہ وہ مہمانوں کو خود تلاش کریں۔ گاڑی کے آنے پر دو چار منٹ میں کوئی نہ کوئی رضاکار ان کے پاس پہنچ جائے گا

(۷) چونکہ لاہور میں دفعہ ۱۴۴ اور کرفیو آرڈر کا نفاذ ہے اس لئے مہمان صاحبان ۹½ بجے رات کے بعد پہنچنے والی گاڑیوں سے حتی الوسع پرہیز کریں

(۸) یہاں پہنچکر مہمان براہ راست مسلم ہائی سکول میں تشریف لے آئیں جہاں سے انہیں معہ اسباب ان کی مقررہ جائے رہائش پر پہنچا دیا جائے گا۔

(۹) چونکہ لاہور میں جلسہ گاہ سے قریب رہائشی مکانات ملنے میں دقت ہوتی ہے۔ اس لئے مناسب ہوگا کہ مہمان حتی الوسع مسلم ہائی سکول کی عمارت میں قیام پسند کریں۔ البتہ مستورات اور ان احباب کیلئے جنہیں کوئی تکلیف ہو علیحدہ قیام گاہ تجویز کرنے کی کوشش کی جاوے گی۔ احباب سے استدعا ہے کہ حتی المقدور مسلم ہائی سکول میں رہائش قبول فرمائیں۔

(۱۰) احباب ریلوے کے رعایتی ٹکٹوں سے فائدہ اٹھائیں۔ سو میل سے زائد سفر کے لئے ½ کرایہ پر واپسی ٹکٹ مل جائیں گے جو ۴ر جنوری ۱۹۳۶ء تک کارآمد ہوں گے۔

(۱۱) احباب ضروریات کے لئے والنٹیروں یا انچارج جلسہ سے استمداد کریں۔

(۱۲) کھانا کھانے کے اوقات حسب ذیل ہوں گے۔ شام ۵½ تا ۷½۔ صبح (سحری) ۴ تا ۵½ بجے مہمان پابندی وقت کا خیال رکھیں تاکہ انہیں کھانا کھانے اور نمازوں کے لئے سہولت رہے اور والنٹیروں کو کھانا کھلانے میں دقت نہ ہو۔

(۱۳) کھانا کھانے کیلئے تجویز ہوا ہے کہ احباب اکٹھا ایک جگہ کھائیں یہ انتظام ان شاء اللہ ہر لحاظ سے مفید اور باعث سہولت ہوگا

(۱۴) مہمان اپنی نقدی اور سامان وغیرہ کی خصوصاً سوتے وقت احتیاط کر لیا کریں۔

آنریری جنرل سکرٹری مہتمم جلسہ سالانہ

لیالِ عشر

آخری عشرۂ رمضان اور اعتکاف فی المساجد

رمضان المبارک کا دو تہائی حصہ گزر چکا ہے اور اب آخری عشرہ باقی ہے۔ یوں تو یہ تمام کا تمام مہینہ ہی مسلمانوں کیلئے مجاہدہ کا مہینہ ہے لیکن اس کے آخری دس ایام کو مجاہدہ کے لئے اور بھی خاص کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت صحیح حدیث میں مذکور ہے۔ اذا دخل العشر شد مئزرہ واحیا لیلہ وایقظ اھلہ جب آخری عشرہ آتا تو نبی کریم صلعم اور بھی مستعد ہو جاتے۔ رات کو جاگتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے۔ یہ دس دن اور راتیں بہت ہی مبارک اور عبادت کے بہترین ایام ہیں۔ قرآن کریم میں انہیں لیالِ عشر کہہ کر پکارا گیا ہے اور ایام کی بجائے لیالی کا لفظ استعمال کرنے سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ رات کی عبادت ہی بہترین عبادت ہے۔ انہی دس راتوں میں لیلۃ القدر بھی آتی ہے جس میں قرآن پاک کا نزول ہوا اور جو نہایت ہی مبارک رات اور ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ نبی کریم صلعم ان راتوں میں کثرت سے عبادت کیا کرتے تھے اور یہی طرز عمل آپ کے اصحابؓ کا رہا۔

انہی دس ایام میں رسول کریم صلعم کا معمول تھا کہ آپ مسجد میں اعتکاف فرمایا کرتے۔ اعتکاف کے معنی اپنے آپ کو قید کر لینے، رک لینے ایک حد اور دائرہ کے اندر گھر جانے یا ایک جگہ مقیم ہو جانے کے ہیں۔ سوائے اشد بشری ضروریات کے چلنے پھرنے، کام کاج اور ہر طرح کے اشغال سے رک کر خدا کی عبادت کیلئے مسجد میں گوشہ نشین ہو جانے کا نام اعتکاف ہے۔ اسلام کی ہر ایک عبادت کا مقصد لوگوں کو بدی اور گناہ سے بچا کر نیکی کے بلند مقام پر کھڑا کرنا ہے۔ بدی اور گناہ ایک ایسی خطرناک مرض ہے جو ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے۔ اس کا مقابلہ کرنا اور اپنے آپ کو اس سے بچانا انسان کے اندر ایک زبردست قوت اور طاقت کو چاہتا ہے۔ قرآن مجید نے اس کے لئے مختلف قسم کی مشق کے طریق بیان فرمائے ہیں۔ رمضان سے پیشتر ہم اپنی مرضی سے کھاتے پیتے تھے۔ لیکن روزہ کے دن کھانا پینا کردہ معلوم ہوتا ہے۔ پہلے رات کو بے کھٹکے سویا کرتے تھے لیکن اب کچھ تو قرآن مجید سننے کا شوق اور کچھ رات کو جاگ کر نوافل کی ادائیگی اور سحری کی فکر ہے۔ رمضان نے ایک ایک کر کے ہماری بہت سی آزادیاں چھین لیں اور مختلف قسم کی پابندیاں عائد کر دیں۔ اب ان آخری دس ایام میں اس قید کو اور بھی سخت کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ اعتکاف تو خدا کے گھر میں کامل اسیری کا نام ہے۔

رمضان میں اپنی بیویوں کے پاس جانا جائز ٹھہرایا گیا تھا لیکن اعتکاف کی حالت میں اس کی بھی اجازت نہیں کیونکہ خدا کی خاطر قید و بند قبول کر کے اور صرف اسی سے دل لگا کر پھر کسی اور دنیاوی محبوب کا خیال کرنا قانون عشق کے خلاف ہے۔ روزہ اور اعتکاف کے ذریعہ جب ہم نے اپنی ہر چیز بلکہ جسم کے ہر عضو کو خدا کے سپرد کر دیا اور ہمارا ہر فعل خدا کے ارادہ اور حکم سے سرانجام ہونے لگ گیا تو اس سے بندہ کو جو مقام عالی نصیب ہوا۔ اس کا قرآن مجید نے یوں ذکر فرمایا ہے واذا سألک عبادی عنی فانی قریب "جب میرے بندے تجھ سے میری بابت پوچھیں تو بے شک میں قریب ہوں"۔ اور دوسری جگہ جہاں لیالِ عشر کا ذکر تھا۔ فرمایا:۔ یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ "اے اطمینان پانے والی جان اپنے رب کی طرف لوٹ آ۔ تو اس سے راضی۔ وہ تجھ سے راضی" اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کتنا بڑا مقام انسان کو بخشتی ہے کہ وہ خدا کے قریب ہو جاتا ہے۔ جو مانگے وہی ملتا ہے اور وہ خدا سے راضی اور خدا اس سے راضی ہو جاتا ہے۔ گویا پہلے جو خدا کا عاشق تھا اب خدا کا محبوب بن جاتا ہے وان اللہ یحب المحسنین اور بیشک اللہ احسان کرنے والوں اور نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے

روحانیت کے اس بلند مقام کو حاصل کرنے کے بعد اس سے نیچے اترنا صریحاً انسان کی بدبختی ہے۔ مگر یہ مقام تو ہمیں رمضان اور اعتکاف کی بدولت حاصل ہوا۔ اور رمضان و اعتکاف ہمیشہ میسر نہیں۔ پس اس عالی مقام پر ہمیشہ قائم رہنے کے لئے ضروری ہے کہ جو زبردست طاقت گناہ کے خلاف رمضان میں حاصل ہوئی ہے ضائع نہ ہونے دیا جائے اور رمضان کے بعد بھی پرہیزی کر کے اپنے بلند مقام کو کھویا نہ جائے۔ جب روزہ نے ہمیں یہ مشق ہوئی کہ ہم خدا کی رضا کی خاطر حلال چیزوں کو بھی ترک کر دیں تو حرام اور باطل کو ترک کرنا تو ہمارے لئے اور بھی آسان ہو جائے گا۔ اور بدی کے مقابلہ کے لئے ہمارے اندر ایک زبردست قوت پیدا ہو جائیگی۔

اگر رمضان اور اعتکاف کے ذریعہ کسی کو یہ چیز میسر آ گئی تو اس نے لیلۃ القدر کو بھی پا لیا اور اسے تمام نعمتیں اور برکات نصیب ہو گئیں۔ بدی کے خلاف اپنے اندر ایک طاقت پیدا کر لینا اور خدا کی رضا کے لئے ہر خواہش کو قربان کرنے پر آمادہ ہو جانا اور قرب الٰہی کو حاصل کرنا اور خدا تعالیٰ کا محبوب بن جانا ہی وہ بلند سے بلند مقام ہے۔ جہاں انسان پہنچ سکتا ہے جس نے مجاہدہ کر کے اس مقام کو حاصل کر لیا وہ کامیاب ہو گیا۔ اور اس نے سب برکات حاصل کر لیں۔ اس کا ہر روز روز عید اور ہر رات شب برات ہو گی۔ کیونکہ انسانی زندگی کی بہترین نعمت اسے مل گئی ہے ؎

اے شیخ چہ جوئی ز شب قدر نشانی
ہر شب شب قدر است اگر قدر بدانی

ویدک دھرم اور آریہ سماج

آریہ سماج ویدک دھرم اور ویدک تہذیب کا علمبردار ہے اور اس کی تبلیغ کا مدعی ہے لیکن وہ خود رفتہ رفتہ ویدک دھرم سے دور ہو رہا ہے اور بہت سے امور میں اپنے مسلمہ عقائد سے انحراف کر چکا ہے۔ ان صفحات میں اس کے متعلق بہت سی مثالیں پیش کی جا چکی ہیں۔ اس ہفتہ آریہ سماج کی گھاس پارٹی کے اخبار "پرکاش" نے اپنا شردھانند نمبر شائع کیا جس میں مہاشہ کرشن نے سوامی جی کی پرائیویٹ زندگی کے متعلق بھی ایک مضمون لکھا ہے۔ اس میں وہ فرماتے ہیں:۔

"(سوامی جی) ابھی تیس تینتیس برس کے تھے کہ ان کی دھرم پتنی (بیوی) کا دیہانت (انتقال) ہو گیا لیکن انہوں نے دوسرے وواہ کا نام بھی نہ لیا۔ حالانکہ ان دنوں دوسرا وواہ معیوب نہ سمجھا جاتا تھا۔ اور وہ کر لیتے تو ان پر کوئی حرف گیری نہ ہوتی لیکن ایک ہی پتی (شوہر) اور ایک ہی پتنی (بیوی) کا ویدک آدرش ان کی آنکھوں کے سامنے تھا اور وہ اس سے گرنا نہ چاہتے تھے"۔

ان سطور میں تسلیم کیا گیا ہے کہ ویدک دھرم کی رو سے مرد یا عورت کی صرف ایک مرتبہ شادی ہو سکتی ہے۔ لیکن آج اس ویدک آدرش پر کس حد تک عمل ہو رہا ہے۔ ہم افراد یا برادریوں کے طرز عمل سے بحث نہیں کرتے بلکہ بحیثیت مجموعی آریہ سماج کے عمل کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ آج آریہ سماج بدھوا وواہ کا پرجوش حامی ہے اور اس کے پروگرام کا ایک نمایاں عنصر عقد بیوگان کی ترویج و تبلیغ ہے اور خود سوامی جی آنجہانی اپنی زندگی میں بدھوا آشرم قائم کر چکے تھے۔ گویا آریہ سماج نے عملاً ویدک آدرش کو ٹھکرا دیا۔ ہم اس کے لئے آریہ سماج یا آریہ سماجیوں کو قابل الزام نہیں سمجھتے انہوں نے جو کچھ کیا بالکل صحیح کیا۔ البتہ ان کے طرز عمل سے ویدک آدرش کی ناکامی سورج کی طرح عیاں ہو جاتی ہے اور یہ ماننا پڑتا ہے کہ کم از کم اس زمانہ میں ویدک دھرم عملی مذہب نہیں رہا ہے۔

"ہندو قوم کی انتہائی پرواز"

چند روز ہوئے اونچی جاتیوں کے ترقی پسند اور آزاد خیال ہندوؤں کے ایک وفد نے ڈاکٹر امبیدکر سے ملاقات کر کے ان کے سامنے اپنی جماعت کی دو قراردادیں پیش کیں جن کا مفاد درج ذیل ہے:۔

(۱) پبلک مندروں، مذہبی اجتماعات کے پبلک مقامات اور تیرتھوں کا مسئلہ چونکہ ہمہ درجہ نازک اور متنازعہ فیہ ہے۔ اور ان مقامات میں اچھوتوں کے داخلے کی اجازت کا حصول سردست ناممکن نظر آتا ہے لہذا فی الحال یہی بہتر ہے۔ کہ اس مسئلے کے متعلق رائے عامہ میں تغیر پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔

(۲) مقولہ بالا مسئلہ کے متعلق رائے عامہ میں تغیر کی کوشش کے سوا اور کچھ نہ کیا جائے۔ لیکن ہریجنوں کے لئے غیر ہریجن ہندوؤں کے علاقوں میں رہنے کی آزادی، پبلک مقامات مثلاً کنوؤں، سکولوں و حرم سالوں اور ہوٹلوں میں چھوت چھات کے ازالہ کے لئے عملی اقدام کیا جائے۔ یہ ہندوؤں کے روشن خیال اور اصلاح پسند طبقے کی قراردادیں ہیں اور اس بلندی کی انتہائی حد پیش کرتی ہیں جہاں تک کہ ہندو قوم اچھوتوں کے حق میں جا سکتی ہے۔

ان قراردادوں میں اچھوتوں کو مذہبی مساوات سے تو کورا جواب دے دیا گیا۔ باقی رہی معاشرتی و مجلسی مساوات۔ سو اس کے لئے قدم آگے بڑھانے کا صرف وعدہ اور ارادہ ہی ہے۔ یہ اچھوتوں کے ساتھ مذاق نہیں تو اور کیا ہے؟ ایک طرف تو ہندو ان کو اپنا بھائی اور قوم کا حصہ بتلاتے ہیں۔ دوسری طرف مندروں اور تیرتھوں میں گھسنے کی بھی اجازت نہیں۔ پھر اصرار ہے کہ ہندو مذہب کو ترک نہ کرو۔

ڈاکٹر امبیدکر کا جواب

ڈاکٹر امبیدکر نے ہندوؤں کے اس وفد کو جو جواب دیا مناسب معلوم ہوتا ہے اس کا ضروری حصہ ان کے اپنے الفاظ میں ہی پیش کر دیا جائے آپ نے فرمایا کہ:۔

کسی مذہب کی روحانی بنیادیں خواہ کچھ ہوں۔ لیکن جن مذہبی اصولوں پر اخلاقی نظام اور پیروان مذہب کے معاشرتی معمولات مبنی ہیں۔ انہی اصولوں کو درحقیقت متعلقہ مذہب کے حقیقی عناصر قرار دینا چاہیئے۔ ہندو قوم کے معمولات بہ حیثیت مجموعی منوسمرتی کی تشریحات کے مطابق عدم مساوات پر مبنی ہیں . . . . ہندوؤں کے معاشرتی نظام کی بنیاد منوسمرتی ہے۔ جب حالت یہ ہے۔ تو ظاہر ہے کہ ہندو سوسائٹی میں سے عدم مساوات اس وقت تک دور نہیں ہو سکتی جب تک منوسمرتی پر مبنی مذہب کا خاتمہ نہ کیا جائے اور اس کی جگہ کسی بہتر بنیاد و اساس کا سنگ بنیاد نہ ہو جائے لیکن میں ہندو سوسائٹی سے مایوس ہو چکا ہوں اور مجھے امید نہیں کہ ہندو کسی بہتر بنیاد کی تعمیر و ترتیب پر آمادہ ہو سکیں گے۔

ڈاکٹر صاحب نے ہندو مذہب کی موجودہ حالت اور ہندوؤں کے معاشرتی نظام کے متعلق جو کچھ فرمایا وہ حرف بحرف صحیح ہے۔ ہندو مذہب اور ہندو قوم موجودہ حالت میں اچھوتوں کے لئے اپنے اندر کوئی جگہ پیدا نہیں کر سکتے اور نہ اپنے اندر کوئی بنیادی تبدیلی پیدا کر سکتے ہیں کیونکہ اس صورت میں ان کی ہیئت شکل اور خصوصیات بالکل تبدیل ہو جائیں گی۔

مسئلہ تبدیلی مذہب کے متعلق ڈاکٹر صاحب نے وفد مذکور سے کہا کہ:۔

میں خود تبدیلی مذہب کا قطعی فیصلہ کر چکا ہوں۔ میں آج یہ نہیں بتا سکتا۔ کہ کونسا مذہب اختیار کرونگا میں تبدیلی مذہب سے کوئی ذاتی فائدہ اٹھانے کا خواہاں نہیں۔ یہ شخصی و انفرادی معاملہ نہیں ہے۔ میں تمام اچھوتوں کو یا ان کی بہت بڑی اکثریت کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں۔ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اچھوت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ میری قوم کا مفاد اسی میں ہے کہ سب ایک طاقتور اور زندہ قوم میں شامل ہوں۔ میں مسئلہ تبدیلی مذہب کو ایک آل انڈیا فیصلہ بنانا چاہتا ہوں . . . . اگر میری قوم میرے ساتھ نہیں جائیگی تو میں تنہا مذہب تبدیل کرونگا۔"

ڈاکٹر صاحب کے مندرجہ بالا الفاظ ان کے عزم کی پختگی اور ہندو مذہب سے اچھوت اقوام کی مایوسی و بیزاری کا ایک اور زبردست ثبوت پیش کرتے ہیں۔ اچھوتوں کے خیالات و جذبات کی یہ رو ان کو تیزی کے ساتھ اسلام سے قریب لا رہی ہے اور اسی کے ساتھ مسلمانوں کے فرائض زیادہ نمایاں ہوتے جاتے ہیں لیکن افسوس وہ بدستور غافل ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں احساس و بیداری کی دولت عطا کرے۔

افسوسناک غلط بیانی

آج مختلف ہندو اور آریہ سماجی حلقوں کی طرف سے بار بار اچھوتوں کو یہ سنایا جا رہا ہے۔ کہ اسلام میں بھی اچھوت پن اور ذات پات کی تفریق موجود ہے۔ اور اسلام اچھوتوں کی مشکلات کے حل سے قاصر رہیگا لہذا اچھوتوں کو مسلمان نہیں ہونا چاہیئے کوئی حقیقت آشنا اور صداقت شعار آدمی ہندوؤں اور آریوں کی اس افسوسناک غلط بیانی پر جس کا ارتکاب انہوں نے یقیناً اچھوتوں کو فریب دینے کی غرض سے کیا ہے۔ اظہار ملامت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اسلام میں اچھوت پن کی لعنت اور ذات پات کی تفریق قطعاً موجود نہیں۔ اس صریح غلط الزام کی تردید کے لئے ہمیں اسلامی تعلیمات اور تاریخ کے صفحات کو بھی پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کا روزمرہ کا طرز عمل ہی اس کی تردید کے لئے کافی ہے آج بھی جبکہ مسلمانوں کی اسلامی و قومی خصائص بہت ہی کمزور ہو چکی ہیں ایک معمولی سے معمولی مسلمان شاہ افغانستان اور ابن سعود کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے یہ نظارہ دیکھنے والی لاتعداد آنکھیں موجود ہیں۔ دولت و وجاہت کے لحاظ سے امتیاز ایک علیحدہ چیز ہے۔ ورنہ اس زمانہ میں بھی ہر جگہ اسلامی حلقوں میں ایسی مثالیں بکثرت موجود ہیں۔ کہ معمولی درجہ اور خاندان کے آدمیوں نے ترقی کر کے اعلیٰ سے اعلیٰ خاندانوں میں رشتے کئے ہیں۔ ہندوستانی مسلمانوں کی عظیم اکثریت ہندوؤں سے مسلمان ہوئی ہے۔ بعض علاقوں میں ان پر ہندو تمدن کے اثرات کسی نہ کسی رنگ میں ہنوز باقی ہیں۔ ان تاریک گوشوں سے کوئی انفرادی داستان کی مثال ڈھونڈ نکالنا اور اسے مبالغہ آمیز رنگ میں پیش کر کے غلط بیانیاں شروع کر دینا یقیناً دیانتداری نہیں۔ کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے اچھوتوں کو اسلامی تعلیمات، مسلمانوں کی چودہ سو سالہ مساوات پر تاریخ اور مسلمانان ہند کی عظیم اکثریت کے روزمرہ کے طرز عمل کو دیکھنا چاہیئے اسلام مساوات انسانی کا علمبردار ہے۔ اور چھوت چھات اور ذات پات کی تفریق ہندو دھرم کا بنیادی اصول ہے ان دونوں باتوں میں جو فرق ہے۔ اسے کوئی بھی آنکھیں رکھنے والا شخص نظر انداز نہیں کر سکتا۔

ہندوؤں اور آریوں کی یہ غلط بیانیاں اخلاقی نقطۂ نگاہ سے سنگین جرائم کا درجہ رکھتی ہیں۔ لیکن ان سے ہندو اور آریہ دھرم کی ناکامی و عدم اہلیت کا فیصلہ کن ثبوت ضرور ملتا ہے کیونکہ ان میں اگر اچھوتوں کی اصلاح اور ان کو جذب کرنے کی ذرہ بھر بھی گنجائش ہوتی تو ان غلط بیانیوں کا سلسلہ ہرگز نہ شروع کیا جاتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کبڑی بڑھیا کی کمر کسی طرح بھی سیدھی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے وہ ساری دنیا کو کبڑا کہہ رہی ہے۔

حزب عقائد کا فتنہ

تنگ خیال کم علم اور خود غرض مولویوں نے حزب عقائد کا جو افسوسناک فتنہ برپا کر رکھا ہے وہ اب مسجدوں اور مدرسوں کی چار دیواریوں سے نکل کر مسلمانوں کے سیاسی امور پر بھی اپنا تباہ کن اثر ڈال رہا ہے۔ دوسری قومیں سرکاری ملازمتوں، میونسپل کمیٹیوں ڈسٹرکٹ بورڈوں اور کونسلوں وغیرہ میں اپنے بہترین آدمی بھیجتی ہیں جو لائق و تجربہ کار ہونے کے ساتھ ہی قوم پرور اور با اصول بھی ہوں لیکن مسلمانوں کو اس سے کچھ غرض نہیں۔ وہ ہر موقع پر اختلافات عقائد کا جھگڑا شروع کر دیتے ہیں چودھری سر ظفر اللہ خان کو وائسرائے کی کونسل کا ممبر نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ وہ قادیانی ہیں۔ اخبار "انقلاب" کو بائیکاٹ کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ اس کے ایڈیٹر حنفی نہیں وہابی ہیں۔ اس ذہنیت کا نتیجہ مسلمانوں کے حقوق کی پامالی اور بربادی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟

گزشتہ دنوں لکھنؤ میں میونسپل انتخابات ہو رہے تھے۔ تو ایک امیدوار سے مخالف پارٹی نے مندرجہ ذیل سوالات پوچھے:۔

(۱) آپ کے خیال میں "ارض پاک" پر ترکوں کے زمانے میں زیادہ امن و امان اور فارغ البالی و خوشحالی تھی یا شریف حسین کے دور میں یا سلطان ابن سعود کے زمانہ میں؟

(۲) آپ کے خیال میں انبیاء، اولیاء، شہداء اور صلحا کے مزاروں کا تحفظ و احترام ضروری ہے یا نہیں؟

(۳) آپ زندگی میں یا مرنے کے بعد اولیاء اللہ کی ارواح کے تصرفات کے قائل ہیں یا نہیں؟

(۴) عرس و فاتحہ، نذر و نیاز کو آپ ایصال ثواب کے لئے ضروری سمجھتے ہیں یا نہیں؟

میونسپل انتخابات کے موقع پر ان مضحکہ خیز سوالات کا دریافت کرنا مسلمانوں کی خانہ جنگی کا نہایت افسوسناک منظر پیش کرتا ہے۔ کیا ایک اچھے اور کامیاب میونسپل کمشنر کے لئے ضروری ہے کہ وہ سلطان ابن سعود کا مخالف اور عرس، فاتحہ اور نذر و نیاز کا قائل ہو۔ پختہ قبروں اور قبوں کی تعمیر کو ضروری خیال کرتا ہو۔ اگر اس قسم کی کسوٹیوں پر میونسپل کمشنروں، ڈسٹرکٹ بورڈوں اور کونسلوں کے ممبروں کو پرکھا جانے لگا۔ تو قوم کا خدا ہی حافظ ہے۔ یہ حرکتیں اس بات کا یقین دلاتی ہیں۔ کہ جب تک مسلمانوں کو ملانوں کے چنگل سے آزاد نہیں کرایا جاتا۔ ان میں اتحاد، یکجہتی اور معاملہ فہمی کی صفات کا پیدا ہونا بہت مشکل ہے۔

اشاعت اسلام کیلئے استقامت کی ضرورت

تبلیغ و تکفیر دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں

خطبہ جمعہ ۱۳ر دسمبر ۱۹۳۵ء۔ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فی الاخرۃ (حٰمٓ السجدہ ۴۱: ۳۰-۳۱)

ترجمہ:۔ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر سیدھی راہ پر لگے رہتے ہیں۔ ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ تم نہ ڈرو اور نہ غمگین ہو اور اس جنت کی خوشخبری لو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں تمہارے دلی ہیں۔

استقامت کی تعریف

خدا کو مان لینا بڑا آسان ہے اور اس پر استقامت دکھلانا یہ سب سے مشکل کام ہے۔ استقامت کیا ہوتی ہے کسی مقصد کے لئے مشکلات و مصائب کا مقابلہ کرنا اور اس سے نہ ہٹنا۔ اللہ کو ماننے میں بڑی بڑی مشکلات آتی ہیں۔ بعض اوقات جان۔ مال۔ عزت۔ گھر بار سب کچھ دے دینا پڑتا ہے۔ جب تک انسان اپنے قول کے مطابق یہ چیزیں پیش نہ کرے اور اس طرح استقامت نہ دکھائے۔ تب تک اس کا ایمان کامل نہیں ہوتا۔

ایمان باللہ پر استقامت دکھلانیوالوں کے لئے خوشخبری

ان آیات میں جو ابھی میں نے تلاوت کی ہیں بتلایا ہے کہ جو لوگ خدا کو مانتے ہیں اور اس پر استقامت دکھلاتے ہیں ان پر آخرت میں جنت کی اور اس دنیا میں کامیابی و امداد کی خوشخبری لیکر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔

حضرت نبی کریمؐ اور صحابہؓ کی زندگیوں میں ملائکہ کا نزول

حضرت نبی کریم صلعم اور صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں ہمیں واضح طور پر ملائکہ کا نزول دکھائی دیتا ہے۔ ظاہری حالات بہت ہی مخالف تھے۔ چاروں طرف دشمن ہی دشمن نظر آتے تھے۔ مشکلات کا ہجوم تھا ان حالات میں ایک ظاہر بین شخص کو کامیابی کی کوئی صورت نظر نہیں آسکتی ہے لیکن ان پاک لوگوں کے دل کو اللہ تعالےٰ نے ایسی سکینت سے بھر دیا تھا کہ انہیں کوئی مشکل نظر ہی نہ آتی تھی وہ مصائب اٹھاتے تھے ظلم برداشت کرتے تھے مگر خدا کے نام کو دنیا میں پھیلاتے تھے اور کوئی تکلیف ان کے لئے روک کا موجب نہ ہوئی۔

احمدی نام رکھنے کی وجہ

حضرت مسیح موعودؑ نے اس زمانہ میں ایک جماعت بنائی اور اس کا نام احمدی رکھا۔ اپنے نام پر نہیں بلکہ حضرت نبی کریم صلعم کے نام پر حضورؐ کے دو نام ہیں احمد اور محمد۔ احمد نام کا تعلق مکی زندگی یعنی مظلومیت کیساتھ ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت کا نام حضرت نبی کریم صلعم کے نام پر احمدی اس لئے رکھا کہ یہ جماعت تبلیغ اسلام کا کام اس حال میں کریگی کہ لوگ اس پر ظلم کر رہے ہوں اور اپنی زندگی میں اس کا نمونہ بھی دکھلا دیا

حضرت مسیح موعودؑ کا نمونہ

مسلمان، ہندو، عیسائی وغیرہ ساری قومیں آپ کی دشمن ہو گئیں طرح طرح کی تکالیف آپ کو دی گئیں۔ قسم قسم کی مشکلات میں آپ کو پھنسانا چاہا لیکن آپ اپنے کام میں بدستور مصروف رہے اور کسی مصیبت اور کسی تکلیف کو خاطر میں نہ لائے۔ آپ نے تبلیغ اسلام کے کام کو اپنی اور اپنی جماعت کی زندگی کا اصل مدعا قرار دیا ہے ہر کام میں استقامت کے لئے مشکلات پیش آتی ہیں۔

مسلمانوں کے تبلیغی کاموں کی حالت

تبلیغ اسلام کا کام بجائے خود مشکل ہے اور پھر اس میں استقامت درکار ہے گویا دوہری مشکلات ہیں، عام خیال ہے کہ احمدیوں کا تبلیغی کام کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ مسلمان ان کے خلاف ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں نے اگر کوئی تبلیغی کام شروع بھی کیا ہے تو وہ احمدیوں کے کام سے سو گنا زیادہ کس مپرسی کی حالت میں ہے۔

اخبار "انقلاب" کی حق گوئی

بات اصل میں یہ ہے کہ تبلیغ و تکفیر دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ مسلمان قوم سے تبلیغ کی قوت اسی لئے چھین لی گئی ہے کہ وہ تکفیر کی شیدا ہو گئی ہے۔ کل میں اخبار "انقلاب" پڑھ رہا تھا کہ میری زبان سے بے اختیار "انقلاب زندہ باد" نکلا۔ اس لئے کہ اس نے ایک ایسی بات کہی ہے جس کی جرأت بڑے بڑے آدمیوں کو نہیں۔ اول تو احرار اور قادیانی جماعت کی موجودہ کشمکش کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جس قدر زیادہ احمدیوں کی تکفیر پر اور انہیں علیحدہ اقلیت قرار دینے پر احرار نے زور دیا ہے اسی قدر وہ اس کی ترقی کا موجب ہوا ہے اس کے ساتھ لکھا ہے کہ قادیانیوں کو بھی خوش نہ ہونا چاہیئے کیونکہ کوئی قوم تکفیر کر کے کامیاب نہیں ہو سکتی، بالآخر یہی تکفیر ان کو لے ڈوبے گی۔ آخر پر اس اخبار نے ایک نہایت ہی اور سچی بات لکھی ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر کہنے والا قادیانی ہو یا غیر قادیانی۔ اسے اپنے مقصد میں عارضی طور پر کامیابی ہو جائے تو ہو جائے لیکن بالآخر وہ ناکام رہتا ہے اور تکفیر کا وبال اس پر ضرور پڑتا ہے[1]۔ مجھے اس پر خوشی ہوئی کہ اس اخبار نے ایک نہایت سچی بات صفائی سے کہہ دی۔

مسلمان اکابر کا سکوت عن الحق

آج تو یہ حالت ہے کہ بڑوں بڑوں کو کلمہ حق زبان سے نکالنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ کل ہی ایک صاحب سے جو مسلمانوں میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں میری گفتگو ہوئی بعض مسائل کے متعلق انہوں نے میری لائے دریافت کی اور پھر کہا کہ رائے تو میری بھی یہی ہے جو آپ کی ہے لیکن کچھ فضا ایسی ہو گئی ہے کہ سچی بات منہ سے نکالنا مشکل ہے لوگ پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ ان سے دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ کئی امور کا ذکر آیا، ہر ایک معاملہ میں ان کی تان اسی پر آکر ٹوٹتی تھی کہ کیا کیا جائے آجکل فضا بڑی خراب ہو گئی ہے بہت سے لوگ تکفیر کو برا سمجھتے ہیں لیکن ان میں اتنی جرأت نہیں کہ وہ ان مکفرین کو بند کریں یا ان کے خلاف آواز اٹھائیں۔

شیوہ تکفیر کا نتیجہ

مسلمانوں نے تکفیر کو شیوہ بنا لیا۔ ان سے تبلیغ کی قوت چھین گئی۔ قادیانیوں نے تکفیر کو شیوہ بنایا اس کا نتیجہ بھی یہی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو روح پھونکی تھی اس سے وہ محروم ہو رہے ہیں۔ ان کی توجہ تبلیغ اسلام کے کام سے ہٹتی جا رہی ہے وہ ہم سے طاقت عددی اور مالی قوت میں شاید پچاس گنا زیادہ ہیں۔ لیکن یہ طاقت اور قوت جتھہ بندی سیاسیات اور شخصی شان و شوکت پر خرچ ہو رہی ہے

جماعت سازی اور جتھہ بندی کا فرق

جماعت سازی تو اچھی چیز ہے لیکن جتھہ بندی اچھی نہیں۔ افسوس اس وقت دونوں فریق جتھہ بندی اور تکفیر میں مصروف ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف تنے کھڑے ہیں۔ اگر عطاء اللہ شاہ بخاری کیساتھ ہزاروں آدمی جا سکتے ہیں تو پھر قادیانی بھی ضرور اس قدر بلکہ اس سے بھی زیادہ آدمی معمولی گواہی کے موقع پر جمع کریں گے۔ ان کو جمعہ پڑھنے کے لئے قادیان کے سوائے اور کوئی جگہ نظر نہیں آتی۔ ادھر اجتماع کے مقابل پر اجتماع کیا جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ قوم کی طاقت فضول اور بیفائدہ باتوں میں ضائع ہو رہی ہے۔ دونوں جانتے ہیں کہ گورنمنٹ ان کو لڑنے کی کھلی اجازت نہیں دے گی۔ اگر یہ اجازت مل جاتی تو ان کی تیاریوں کا بھی کوئی فائدہ تھا۔ پھر دونوں فریق آپس میں دل کھول کر لڑ لیتے۔ لیکن یہاں تو درمیان میں پولیس کا ڈنڈا ہے وہ کبھی ایک فریق کے سر کو چھو دیتا ہے اور کبھی دوسرے کے۔ اس نے بہر حال اپنا کام کرنا ہے اسے کبھی کسی کے اعتراض کی پرواہ نہیں۔

اللہ تعالےٰ نے ہمیں اصول پر قائم رکھا

اللہ تعالےٰ کا ہم پر یہ خاص فضل و رحم ہے کہ اس نے ہمیں اس اصول پر قائم رکھا کہ کسی کلمہ گو کی تکفیر نہیں کرنی۔ اس اصول کے لئے ہمیں بڑی بڑی تکالیف اٹھانی پڑیں۔ اپنے بہت سے دوست کھونے پڑے بڑی بڑی امدادوں سے محروم ہونا پڑا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہم اس اصول پر مضبوطی سے قائم رہے اور قائم ہیں۔ ایک صاحب جن سے ہم کو ہزاروں روپیہ کا فائدہ پہنچا محض اس بات پر ناراض ہو گئے کہ ہم قادیانیوں کو کافر کیوں نہیں کہتے۔ ہم نے ان کی امداد اور دوستی سے محروم ہونا پسند کر لیا۔ لیکن اپنے اصول کو چھوڑنا گوارا نہ کیا حالانکہ ہمیں قادیانی جماعت سے کچھ لینا نہیں ان سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں۔ اگر موقع ملے تو وہ ہمارے ساتھ ہر ایک وہی زیادتی کرنے کو تیار ہیں۔ جو دوسرے کر رہے ہیں

مکفرین کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی وجہ

باقی رہا یہ سوال کہ ہم غیر از جماعت لوگوں کے پیچھے نمازیں کیوں نہیں پڑھتے۔ یہ صحیح نہیں۔ ہم صرف ان لوگوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے جو مسلمانوں کی تکفیر کو نہیں چھوڑتے۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ ہم انہیں مسلمان نہیں سمجھتے۔ امامت اسلام کے اندر بہت بڑی عزت ہے اور اس کا رتبہ بادشاہت کے برابر ہے۔ آج کل کے ائمہ مساجد کی حالت اسلامی نہیں اور ان پر امامت کو قیاس نہ کرنا چاہیئے۔ اسلام نے امامت کو بہت معزز بنایا ہے۔ حتیٰ کہ ایک عرصہ تک بادشاہت اور امامت اکٹھی رہیں۔ حضرت نبی کریم صلعم خود امام بھی تھے اور بادشاہ بھی پھر خلفائے راشدین اور دیگر صحابہؓ کا طرز عمل بھی یہی تھا یعنی جو شخص

---

[1] اخبار "انقلاب" کی اصل عبارت اس طرح ہے:۔

"جس طرح تکفیر نے عام مسلمانوں کے خلاف قادیانیوں کو تقویت دی اور روز بروز ان کا سلسلہ بڑھتا ہی چلا گیا اسی طرح یاد رکھو کہ "تکفیر مسلمین" ہی سے قادیانیوں کی مخالفت عام مسلمانوں میں تیز و تند ہو گئی ہے اور ہماری پیشگوئی یہ ہے کہ بالآخر جو چیز قادیانیوں کو لے ڈوبے گی وہ یہی ہو گی کہ وہ مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں۔ کلمہ گو اہل قبلہ کو کافر کہنے والا قادیانی ہو یا غیر قادیانی اپنے مقاصد میں چند روز کے لئے کامیاب ہو جائے تو ہو جائے ہمیشہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ تکفیر کا وبال اس پر ضرور پڑے گا۔" (انقلاب ۱۳ر دسمبر ۱۹۳۵ء)

جسمانی طور پر قوم کو خدمت دین اور مقابلہ کے لئے تیار کرتا وہی روحانی طور پر بھی تیار کرتا۔

حضرت عمرؓ کا قول

حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ میں اپنا لشکر نماز کے اندر تیار کرتا ہوں جس سے بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ اس سے مراد ہے کہ حضرت عمرؓ کو نماز کی حالت میں بھی فوجوں کی ترتیب دنیاری کا خیال ہی رہتا تھا۔ لیکن ان الفاظ کا یہ مطلب نہیں بلکہ یہ کہنے سے حضرت عمرؓ کا مقصد یہ تھا کہ نماز میں دعا کے ذریعے اپنے لشکر کو دشمن کے مقابلہ کے لئے تیار کرتا ہوں۔ اجتماع کی دعا ایک بہت بڑی طاقت اور قوت کا موجب ہوتی ہے غرضیکہ امامت ایک بہت بڑا عہدہ ہے ہم کسی ایسے شخص کو اس عہدہ کا اہل نہیں سمجھ سکتے جو کلمہ گوؤں کی تکفیر کرتا ہو

اپنے اصول کو کسی حالت میں بھی نہ چھوڑو

ہمارے مکفرین کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے بعض لوگ ہمیں منافق کہتے ہیں اس کی ہمیں پرواہ نہ کرنی چاہیئے۔ ہم تکفیر کے شدید مخالف ہیں اور کسی کلمہ گو کی تکفیر نہیں کرتے۔ ہماری تحریریں موجود ہیں۔ ہمارا عمل اس پر شاہد ہے۔ سب اسے جانتے ہیں کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ اس نے ہمکو کسی پرائیویٹ گفتگو میں تکفیر یا تکفیر کی حمایت . . . کرتے سنا ہو۔ لیکن اس کے باوجود یہ لوگ ہمیں منافق کہتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کو حق سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کا طریق دوسروں کو برا کہنا ہے۔ ان لوگوں کے پیچھے جو دن رات ہماری تکفیر کے شغل میں ہیں اگر ہم نمازیں پڑھنے جائیں گے تو پہلے سے بھی زیادہ منافق کہیں گے۔ خوب یاد رکھو اپنا اصول کسی حالت میں نہ چھوڑو اور دنیا کی ہرگز پرواہ نہ کرو۔

مسلمان علما و اکابر میں اخلاقی جرأت کا فقدان

اگر علما میں کوئی جرأت ہے تو وہ آگے آئیں اور اتنا کہدیں کہ ہم کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے اور سمجھتے۔ اسی بات پر سارا جھگڑا ختم ہو جاتا ہے۔ اس میں ہم بھی آجائیں گے۔ ہمارا پیشوا بھی آجائے گا۔ کیونکہ وہ بھی کلمہ گو تھے ہم بھی کلمہ گو ہیں۔ لیکن افسوس ان لوگوں میں یہ جرأت نہیں۔ وہ ہمیں اور ہمارے پیشوا کو گالیاں دیتے ہیں کافر و دجال کہتے ہیں۔ پھر ہم ان کے پیچھے نمازیں کیوں پڑھیں۔ اس وقت ہماری قلبی اور روحانی کیفیت کیا ہوگی۔ اگر ہم پر اعتراض کرنے والے تکفیر کو برا سمجھتے ہیں۔ تو وہ مکفرین کو برملا کیوں نہیں روکتے۔ افسوس ان لوگوں میں اخلاقی جرأت نہیں انہیں اپنی جھوٹی عزت اور اثر و رسوخ کا خیال ہے۔ وہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ مکفرین ان کے پیچھے پڑ جائیں گے اور انہیں مرزائی نواز مشہور کر دینگے کیونکہ اب "مرزائیوں" کے ساتھ ایک "مرزائی نواز" بن گئے ہیں۔ جو کوئی بھی بات کہدے اس کو فوراً "مرزائی نواز" کا خطاب مل جاتا ہے تاکہ لوگ ڈر کر کلمہ حق نہ کہہ سکیں

ہمارے کام ملائکہ کی امداد سے ہو رہے ہیں

ذرا اپنی حالت پر غور کرو۔ اتنی چھوٹی سی جماعت، اس قدر مقابلہ اور اتنا بڑا کام۔ اب تک جس قدر کام ہوا ہے۔ وہ ہماری طاقت سے نہیں ہوا بلکہ یہ ملائکہ کی امداد ہے اس لئے کہ آپ لوگوں نے تبلیغ اسلام کے معاملہ میں استقامت کو اختیار کیا۔ ذرا لاہور میں ہی اپنی حالت کو دیکھو کہ ہم کتنے آدمی ہیں۔ باہر کی حالت کو دیکھو تو وہاں بھی کوئی بڑی جمعیت اور قوت نظر نہیں آتی۔ لیکن کام کو دیکھو تو ایک طرف یورپ میں تبلیغ ہو رہی ہے وہاں مشن قائم کئے جا رہے ہیں پھر ذرا چھوٹوں میں حرکت ہوئی تو ان میں کام کرنے کے لئے یہ چھوٹی سی قوم تیار ہو جاتی ہے۔ حالانکہ موجودہ کاموں کا چلانا مشکل ہو رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس نئے کام میں ہاتھ ڈال لیتے ہیں یہ

استقامت کے خوشگوار نتائج

یہ سب کچھ استقامت ہی کا نتیجہ ہے اور استقامت ہی کی وجہ سے ملائکہ کی امداد بھی ہے۔ ہمارے سامنے بڑے بڑے ابتلا آئے بڑے بڑے پولیٹیکل انقلابات ہوئے۔ کئی سیاسی تحریکیں جاری ہوئیں۔ لیکن کوئی انقلاب یا کوئی سیاسی تحریک ہماری جماعت کی توجہ کو اپنے اصل مقصد سے ہٹا نہیں سکی۔ حالانکہ لاہور صوبہ کا صدر مقام ہے۔ ایک گاؤں میں ان تحریکات کا اس قدر اثر نہیں ہو سکتا جس قدر لاہور جیسے مرکز میں۔ لیکن لاہور کے رہنے والے اس سیاسی اثر سے محفوظ رہے جس میں گاؤں کے رہنے والے مبتلا ہو گئے۔ اللہ کے نام اور اس کے کلام کو پھیلانا ہمارا مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہم کو اس پاک مقصد سے ادھر ادھر نہ ہونے دیا۔ ہمارے سامنے مشکلات بھی بہت ہیں۔ ہماری مخالفت بھی بے اندازہ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ بعض اوقات ایسے غیبی سامان کر دیتا ہے۔ جن کا کوئی وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔

مسلم ہائی سکول کے بورڈنگ ہاؤس کی تعمیر کے لئے غیبی امداد

یہاں لاہور میں ہمارے سکول کا بورڈنگ ہاؤس اب تک کرایہ کے مکان میں تھا۔ موجودہ حالات میں ہمیں بورڈنگ ہاؤس کی عمارت کی تعمیر کا خیال بھی نہ آسکتا تھا کہ رامپور سے ایک شخص اٹھا یعنی حاجی سعادت علی خاں صاحب۔ اور انہوں نے تین ہزار روپیہ دیدیا کہ صدقہ جاریہ کے کسی کام پر لگا دیا جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک اور شخص ملک غلام احمد صاحب اوورسیر کو بھیج دیا۔ انہوں نے اس بات کا ذمہ لیا کہ میں یہ کام بہت کم خرچ یعنی ہمارے تخمینہ سے دو تہائی بلکہ نصف کے قریب قریب لاگت میں کرا دونگا اور وہ آج کل اس کام میں لگے ہوئے ہیں تین کمروں کے لئے تو یہ تین ہزار روپیہ ہو گیا۔ باقی رہ گئے تین کمرے ان میں سے ایک کا تو سامان پہلے تھا یعنی پانچ پانچ سو روپیہ کی دو رقمیں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور ڈاکٹر محمد یوسف صاحب مرحوم وزیرآبادی نے دے رکھی تھیں۔ دو کمروں کیلئے تحریک کی گئی۔ تو فوراً جھنگ سے میاں غلام رسول صاحب کا خط آگیا کہ ایک کمرہ میرے ذمہ۔ باقی ایک کیلئے اخبار میں لکھا گیا تو پشاور سے ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب کا خط آگیا

حاجی سعادت علیخانصاحب کی عظیم الشان مالی قربانی

اور اس کے فوراً بعد رامپور سے حاجی سعادت علیخاں صاحب کا خط ملا۔ کہ میں ایک ہزار اور دیتا ہوں۔ ادھر اوورسیر صاحب کہہ رہے تھے کہ ایک ساتویں کمرے کیلئے جگہ بچ گئی ہے۔ سو اللہ تعالیٰ نے خود بخود ساتویں کمرے کی تعمیر کا بندوبست بھی کر دیا۔ ایک غریب آدمی اٹھتا ہے اور چار ہزار روپے کی رقم دیدیتا ہے یہ ملائکہ کا نزول نہیں تو اور کیا ہے سچی بات تو یہ ہے کہ ہماری نظر تو جماعت کے امرا پر تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی نظر جماعت کے غربا کی طرف تھی۔ اللہ تعالیٰ ایک دروازہ بند کرتا ہے تو دوسرا کھول دیتا ہے انشاء اللہ ملائکہ کی یہ امداد تمہارے ساتھ رہے گی۔ بشرطیکہ تم اپنے اندر استقامت کی صفت پیدا کرو اور تمہاری نظر ایک نقطہ پر رہے۔

چالیس روزہ مجاہدہ کے باقی ایام

میں نے ایک چھوٹا سا مجاہدہ تجویز کیا تھا کہ چالیس روز کے لئے فجر اور مغرب کی نمازیں اکٹھے ہو کر ادا کی جائیں اور نماز تہجد کی پابندی کی جائے اس مسجد میں فجر کے وقت تو درست خاصی تعداد میں جمع ہو جاتے ہیں لیکن مغرب کے وقت بہت کم اجتماع ہوتا ہے۔ وجہ محض یہ ہے۔ کہ انہوں نے روزہ رکھا ہوا ہوتا ہے میں کسی گزشتہ خطبہ میں ڈاکٹر حسن علی صاحب کی مثال بتلائی تھی۔ یہ نماز مغرب کے لئے چار میل کا فاصلہ طے کر کے موضع ساندہ سے آتے ہیں۔ یہاں آکر روزہ افطار کرتے ہیں اور نماز سے فارغ ہو کر گھر جا کر کھانا کھاتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا اس سے ان کا کچھ نقصان ہوا ہو۔

اللہ کے ساتھ تعلق بہت بڑی طاقت ہے

خوب یاد رکھو جماعت کی دعائیں بڑی قوت اور طاقت ہوتی ہیں۔ خدا کے ساتھ تعلق بڑی چیز ہے۔ اس کو ایک معمولی اور فرضی چیز نہ سمجھو جس کا جی چاہے اس کا تجربہ کر کے دیکھ لے۔ میرا اندازہ ہے کہ اس مجاہدہ میں ایک چوتھائی سے زیادہ احباب شامل نہیں ہوئے ہوں گے لیکن انہیں ایک چوتھائی کی دعاؤں کا اثر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرتوں کی بارش ہو رہی ہے اگر سب دوست، جماعت کے تمام مرد عورت، بڈھے، جوان شامل ہو جائیں تو بہت بڑا کام ہو سکتا ہے۔ اس مجاہدہ کے اب صرف چودہ روز باقی رہ گئے ہیں جو دوست پہلے شامل نہیں ہوئے وہ انہیں چند ایام کے لئے شامل ہو جائیں۔

اجتماع کی دعا اور نماز تہجد کی اہمیت

میں ان سے پھر کہوں گا۔ کہ اجتماع کی دعائیں بڑی قوت اور طاقت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ نماز تہجد ہے۔ یہ بے شک نفل ہے لیکن اس کا اجر بڑا ہے۔ تہجد کا وقت خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے بہترین وقت ہے۔ قرآن شریف میں جو آتا ہے۔ ومن الیل فتھجد بہ نافلۃ لک عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا (اور رات کے کچھ حصہ میں اس کے ساتھ جاگتا رہ۔ یہ تیرے لئے نفل کے طور پر ہے۔ امید ہے کہ تیرا رب تجھے بڑی تعریف کے مقام پر کھڑا کرے گا یہ صرف حضرت نبی کریم صلعم کے لئے ہی نہیں بلکہ آپؐ کے ہر ایک متبع کے لئے ہے نماز تہجد ہے تو نفل مگر بہت بڑے بلند مقام پر پہنچانے والا نفل ہے۔ پھر رمضان کے مہینے میں اللہ تعالےٰ جس کو توفیق دے اعتکاف میں بھی بیٹھے چالیس روزہ مجاہدہ کے جس قدر دن باقی رہ گئے ہیں ان تھوڑے دنوں کے لئے نماز فجر و مغرب میں جمع ہونے اور نماز تہجد کو اپنے اوپر لازم کر لو۔

دن کے وقت جدوجہد بھی کرو

اس کے ساتھ دن کے وقت کچھ جدوجہد بھی کرو۔ جب تک دعا کے ساتھ زبردست کوشش شامل نہ ہو۔ تب تک مقصد میں پوری کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ حضرت نبی کریم صلعم کی طرف دیکھو دعا کرتے ہیں تو اتنی زبردست دعا ہوتی ہے۔ اور اس میں ایسے محو ہوتے ہیں۔ کہ معلوم ہو کہ اور کوئی کام ہی نہیں کرتے ہوں گے اور جب کام کرتے ہیں تو اتنا زبردست کام کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ صرف کام کے لئے ہی وقف ہو گئے ہیں سو میں پھر کہتا ہوں۔ کہ اپنے مقصد کے لئے استقامت دکھلاؤ اپنا دعا اور ان تھک کوشش کرو۔

حضرت مسیح موعود کا ایک شعر

فرض کر لو۔ کہ تم نے دعائیں کیں۔ اور کچھ نہ ملا خدا ہمارا آقا ہے نعوذ باللہ محکوم نہیں۔ اس کا جی چاہے دے اس کا جی چاہے نہ دے اس میں بھی کوئی حرج نہیں تمہیں اپنا فرض ادا کرنا ہے۔ وہ ادا کرو۔ اور اللہ تعالےٰ کی رضا پر راضی ہو۔ حضرت مسیح موعودؑ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

خواہی بقعرم کن جدا خواہی بلطم رونما
خواہی بکشتن پاکن ناہا کے ترک آں داماں کنم

افسوس ہمارے مخالفین اس شخص کو کافر اور دجال کہتے ہیں اور خدا سے ذرا نہیں ڈرتے۔

قومی جائیداد بنانے والوں کے لئے تاکید دعا

آخر میں میں بہ خاص طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ جن اصحاب نے

مکتوب بغداد

عرض حال

(از سید تصدق حسین صاحب احمدی)

بگو شیدا اے جوانان تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا
بجنت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمانست ایں بہر حالت شود پیدا
(مسیح موعود)

ماہ رواں کے وہ متبرک ایام یعنی ۲۴، ۲۵ اور ۲۶ دسمبر کے دن قریب آ رہے ہیں جن میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے فعال اور سرگرم مجاہدین اور اخلاص و عمل کے حقیقی مجسمے اور وہ مقدس ہستیاں جن کی بے لوث خدمات اسلامی دنیا میں آج آفتاب نصف النہار کی مانند چمک رہی ہیں۔ لاہور کے صدر مقام میں جمع ہو کر ماضی اور حال کے اعمال پر نظر ڈالیں گے اور مستقبل کے لئے نئی نئی تجاویز اور اسکیموں پر نہ صرف غور کریں گے۔ بلکہ انہیں عملی جامہ پہنانے کے لئے پوری کوشش فرمائیں گے۔

دل چاہتا ہے کہ اس مبارک موقعہ پر میں بھی ان سرفروش اور مخلصین باعمل احباب سلسلہ کی خدمت میں کچھ عرض حال کروں جن کے پاک دلوں میں خدمت اسلام کی ایک زبردست تڑپ موجود ہے اور جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد امام الزمانؑ مجدد اعظم کے بابرکت ہاتھ پر کیا ہوا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ جماعت احمدیہ لاہور کی زندگی کے اکیس سال بہت ہی شاندار اور کامیابی کے ساتھ گزرے ہیں۔ بیرون ہندوستان میں اس کی زمانہ ماضی کی عظیم الشان اسلامی خدمات بڑی قابل تعریف اور لائق صد تحسین ہیں اس نے جو بھی قدم اٹھایا ہے اور جس جگہ بھی اٹھایا ہے۔ وہ ہر ایک پہلو سے کامیاب۔ لندن و وکنگ مشن کی بنیاد قائم کرنے کا سہرا اسی جماعت کے ایک جانباز سپاہی حضرت خواجہ کمال الدین علیہ الرحمۃ کے سر رہا۔ جرمنی کے دار الخلافہ برلن کی وہ عظیم الشان جامع جو رہتی دنیا تک یادگار رہے گی۔ جاوا میں ایک نوجوان سر بکف شمع ہدایت لئے ہوئے یکہ و تنہا اور بے سر و سامان جاتا ہے آج اس کے اردگرد اشاعت اسلام کے جذبہ سے سرشار سینکڑوں پروانے نظر آ رہے ہیں۔ یہ اسی جماعت کے قیمتی اسلامی لٹریچر کی برکت ہے۔ کہ امریکہ کی مادہ پرست قوم کے بیسیوں نفوس کے قلوب اسلام کی صداقت سے مسخر ہو چکے ہیں۔ جزیرہ فجی کے شیر دل ساتھی کی تبلیغی سرگرمیاں نظر انداز کرنا بے انصافی ہوگی اس اسلامی پہلوان نے آریہ سماج کے مقابلہ میں دنیا کو پھر ایک بار

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

کا مدرج پر مد نظارہ دکھایا دیا۔ ٹرینیڈاڈ میں الحاج مولانا ابو علی جس علم و حکمت کے پانی سے لوگوں کو سیراب کر رہے ہیں وہ بھی قرآنی چشمۂ معرفت سے لیا ہوا ہے خود موصوف نے بھی اپنی پیاس یہیں بجھائی ہے۔

اندرون ہند کے گوشہ گوشہ میں اس کی خدمات اسلامیہ کا آوازہ مدت ہوئی پہنچ چکا ہے۔ ملکانہ راجپوت کے ہولناک ارتداد کے موقع پر بھی جماعت تو تنہی جو سینہ سپر کئے ہوئے اخیر تک کھڑی رہی اور ہزار ہا اشدہ گمراہوں کو پھر آغوش اسلام میں لا بٹھایا۔ اس حقیقت کا اعتراف اس موقع پر ہمارے مشہور معاند سلسلہ اخبار "زمیندار" کو بھی کرنا پڑا تھا۔ مگر باوجود اس کے ہمارے ابھی اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ اس کے لئے زبردست ایثار اور بڑی بڑی قربانیوں کی ضرورت ہے ایک طرف یورپ میں اسپین تمہارے استقبال کا منتظر ہے۔ دوسری طرف مشرق بعید میں جاپان تمہاری خدمات دینی کے جذبہ کا امتحان لینے کا فیصلہ کر رہا ہے۔ علاوہ ازیں ہندوستان میں ڈاکٹر امبیدکر کے نعرۂ حق نے تمہاری ذمہ داریوں میں ایک گونہ اضافہ کر دیا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اچھوت اقوام کی تشنگی کو بجھانے کے لئے تمہارے ہی آب زلال کی ضرورت ہے کیونکہ آج دنیا میں **ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر** کی مصداق یہی جماعت حقہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ بہت بڑا فضل ہے کہ اس نے ہمیں قائد بھی ایسا اولو العزم اور عدیم المثال دیا ہے جس کی نظیر دنیا میں ملنی مشکل ہے۔ اس کے ہاتھ میں مسیح محمدیؐ کا دیا ہوا قلم کام کر رہا ہے یہ ماموروقت کی شاخ میں داخل ہے۔ جن کی بلند پایہ تصانیف نے آج مذہبی دنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا ہے واللہ یہ پاک وجود حقیقی معنوں میں مسیح موعود کا جانشین ہے۔

پس بھائیو! اٹھو اور اس محبوب جلیل قائد اعظم کی قیادت میں آپ کی زیر ہدایت جہاد اکبر کے مقدس کام کے لئے سرگرم کار ہو کر دنیا کو بتلا دو۔ کہ ہم ایک زندہ اور خطرات سے نہ ڈرنے والی قوم ہیں۔ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی ہمارے عزم و ارادہ کو نہیں بدل سکتی ہمارا مقصد وحید صرف خدمت اسلام ہے اشاعت اسلام ہے۔ اور تبلیغ اسلام ہے۔ ہم یہ دیکھنے کے متمنی ہیں اور اس کے لئے ہر ایک قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کہ دین اسلام دیگر ادیان باطلہ پر غالب آ جائے۔ اگر یہ کام خدا ہمارے ہاتھوں سے لینا چاہتا ہے۔ تو دنیا بھر کی سخت سے سخت مخالفتیں ہمارا کچھ بگاڑ نہیں سکتیں اور ان شاء اللہ ہم ضرور کامیاب ہو کر رہیں گے۔ والسلام

خواتین کا جلسہ سالانہ

خواتین کے جلسہ کیلئے پہلے ۲۲ دسمبر تاریخ مقرر کی گئی تھی۔ لیکن چونکہ مردانہ جلسہ کی ابتدا ۲۴ دسمبر کو ہوگی اس لئے خواتین کا جلسہ ۲۳ دسمبر کو رکھا گیا ہے۔ تاکہ بیرونجات کے احباب کے اپنے اہل و عیال سمیت ایک روز قبل تشریف لے آنے سے ان کی خواتین ۲۳ دسمبر کو جلسہ خواتین میں شامل ہو سکیں

اخبار احمدیہ

—— جلسہ سالانہ کی تیاری بفضلہ تعالیٰ پوری سرگرمی سے ہو رہی ہے

—— جلسہ کے متعلق جو ہدایات شائع ہو رہی ہیں۔ احباب ان کا بغور مطالعہ فرمائیں۔ اور شمولیت جلسہ کے متعلق سیکرٹری صاحب کو فوراً اطلاع دے دیں۔ جو احباب اہل و عیال سمیت تشریف لا رہے ہوں انہیں ضرور خاص طور پر اطلاع دینی چاہیئے تاکہ منتظمین جلسہ ان کی رہائش وغیرہ کا مناسب انتظام کریں۔

—— ہمارے مکرم دوست ملک شیر محمد صاحب بی۔ اے۔ پرسنل اسسٹنٹ ڈپٹی کمشنر جموں کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

—— ہماری جماعت فجی خدا کے فضل سے بڑی سرگرمی سے تبلیغی کوششوں میں مصروف ہے اور جماعت کی توسیع کے لئے بھی خاص جد و جہد کی جا رہی ہے۔ فجی کے ایک طالب علم محمد طاہر دو تین سال سے بغرض حصول تعلیم یہاں آتے ہوئے ہیں مسلم ہائی سکول بدوملہی سے امتحان انٹرنس پاس کرنے کے بعد وہ ان دنوں اسلامیہ کالج میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ حال ہی میں ایک اور نوجوان طالب علم عبد الرحیم نامی جو ہمارے مخلص دوست ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب کے شاگرد ہیں بغرض حصول تعلیم لاہور آئے ہیں۔ اور ہر دو فرزند غالباً مسلم ہائی سکول لاہور میں داخل ہونگے۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان ہر دو طالب علموں کو اپنے مقاصد میں کامیابی عطا فرما دے۔ اور انہیں مسلمانان فجی کی خدمت کی بہترین توفیق دے۔

—— چونکہ جلسہ سالانہ قریب آ رہا ہے۔ اس لئے یہ پرچہ زیر نظر تاریخ اشاعت سے دو روز قبل شائع ہو رہا ہے۔ آئندہ پرچہ بھی ان شاء اللہ ۲۳ دسمبر کی بجائے ۲۱ دسمبر کو شائع ہو جائیگا

مسلم ہوسٹل لاہور میں دعوت افطاری

پرسوں بروز اتوار مورخہ ۱۵ دسمبر طلباء مسلم ہوسٹل لاہور نے حضرت امیر قوم ایدہ بنصرہ اور جماعت کے بعض اراکین کو افطاری پر مدعو کیا حضرت امیر قوم، ڈاکٹر غلام محمد صاحب خانصاحب محمد منظور الٰہی صاحب، سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب، شیخ محمد دین جان صاحب، ڈاکٹر اللہ بخش صاحب و دیگر بزرگوں نے شرکت فرمائی۔

روزہ افطار کرنے کے بعد تمام احباب نے نماز مغرب ادا کی اور اس کے بعد طلباء ہوسٹل نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا جس میں انجمن کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے اپنے مخلصانہ جذبات کا اظہار کیا۔ اور ہوسٹل میں بعض ضروریات مہیا کرنے کے لئے درخواست کی۔ حضرت ممدوح نے جواب میں طلباء کی دعوت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ہوسٹل کی ضروریات کو مستقبل قریب میں پورا کرنے کا وعدہ فرمایا۔ اور مسلمانوں کی تمام ذہنیت کا ذکر کرتے ہوئے طلباء کو بعض نہایت مفید اور قیمتی نصائح فرمائیں اور خصوصیت سے انہیں قرآن مجید کا عشق اپنے اندر پیدا کرنے کی تلقین فرمائی۔

اس کے بعد آپ نے اور دیگر بزرگان نے طلباء سے مصافحہ فرمایا اور تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد یہ پرلطف صحبت اختتام پذیر ہوئی

لاہور میں کرفیو آرڈر کا حکم منسوخ ہو گیا ہے

بیرونی احباب نوٹ کر لیں

تبلیغی عید کارڈ

برلن مسجد کی ایمان افروز دلکش تصویر

امسال انجمن نے نہایت اہتمام سے تبلیغی عید کارڈ تیار کرائے ہیں جن پر برلن مسجد کی خوبصورت تصویر دی گئی ہے تمام وابستگان سلسلہ کا فرض ہے کہ وہ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو عام مروجہ عید کارڈوں کی بجائے پرمفید تبلیغی عید کارڈ بھیجیں۔ جلسہ سالانہ پر احباب کو یہ عید کارڈ انشاء اللہ تیار ملیں گے فرمائشیں جلد ارسال کر دی جائیں۔ قیمت فی کارڈ ۲ (دو) پیسے۔ زیادہ کارڈ خریدنے والوں کو کمیشن بھی دیا جائیگا۔ اسسٹنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

کٹ پیس کی تجارت

موجودہ کساد بازاری میں نہایت ہی فائدہ مند اور آسان کام ہے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ آپکو تازہ اور خالص مال ملے کٹ پیس کی ہر ایک گانٹھ ولایت سے علیحدہ علیحدہ بند ہو کر آتی ہے اکثر کمپنیوں والے ملکی بڑھیا اقسام ملا کر اور بنڈل بنا کر آپکو بھیج دیتے ہیں جس سے آپکو فائدہ مند نہیں ہو سکتا اسی طرح خراب ٹکڑے بھی نکل پڑتے ہیں جو آپکا سارا منافع چٹ کر جاتے ہیں لیکن ہماری کمپنی کا سب سے پہلا اصول یہ ہے کہ جیسا مال ولایت سے آتا ہے بغیر کسی قسم کی گڑبڑ یا ملاوٹ کئے بیوپاریوں کو ارزاں نرخوں پر سپلائی کیا جاتا ہے ہمارے کٹ پیس میں ایک بھی خراب ٹکڑہ نہیں ہوتا مال نہایت صاف ستھرا اور تازہ ہوتا ہے۔ تھوک نرخنامہ مفت طلب کریں اور کمپنی کا پتہ ہمیشہ کے لئے نوٹ کر لیں۔

مینجر دی امپیریل یونائیٹڈ کمپنی نکل روڈ۔ کراچی

خواتین اسلام کا عظیم الشان اجتماع

(زیر صدارت محترمہ بیگم لطیفی صاحبہ)

احمدیہ انجمن خواتین اسلام لاہور کا **دسواں سالانہ جلسہ** ۲۳ دسمبر ۱۹۳۵ء بروز سوموار بوقت ۱۰ بجے صبح **مسلم ہائی سکول** براندرتھ روڈ لاہور احمدیہ بلڈنگس میں منعقد ہوگا۔ جس میں معزز و لائق خواتین تقریریں فرمائیں گی اور متعدد مفید و اہم تجاویز غور و خوض کے لئے پیش ہوں گی۔ اس کے علاوہ

دستکاری کی نمائش

ہو گی جس میں مختلف اشیا کا نادر ذخیرہ موجود ہوگا۔ اور سب چیزیں ہاتھ کی بنی ہوئی ہوں گی قیمتیں بالکل واجبی ہوں گی۔ علاوہ اور اشیاء کے بچوں کے اونی سوٹ۔ موزے، فراک، خوبصورت کشن ٹی کوزیاں دو پٹے کرتے ہوئے، میز پوش غلاف تکیہ لیڈیز رومال قطعے، کھلونے وغیرہ وغیرہ ہوں گے۔

اپنی معزز مسلمان بہنوں سے التماس ہے۔ کہ وہ اس جلسہ میں تشریف لا کر ثواب دارین حاصل کریں پروگرام جلسے میں تقسیم ہوگا۔ دن بہت چھوٹے ہیں۔ جلسہ وقت پر شروع ہوگا۔ پابندی وقت کا خیال رکھیئے گا۔

نوٹ:- ناسمجھ بچے چونکہ اکثر تکلیف کا موجب ہوتے ہیں۔ ان کو ہمراہ نہ لائیں۔ نمائش پر ٹکٹ ۱ آنہ کا ٹکٹ ہوگا۔

خاکسارہ بیگم محمد علی

آنریری سکرٹری احمدیہ انجمن خواتین اسلام لاہور

دسمبر کا پروگرام

ہر شہر میں سیرت کمیٹی کے قیام کی ضرورت

مرکزی سیرت کمیٹی پٹی نے دسمبر کا مہینہ جدید سیرت کمیٹیوں کے قیام اور تحریک سیرت کے ممبران عمومی کی بھرتی کے لئے مخصوص کیا ہے۔ جس شہر میں سترہ، قصبہ میں آٹھ اور گاؤں میں پانچ مسلمان تحریک سیرت کے ممبر بن جائیں وہاں سیرت کمیٹی قائم کی جاسکتی ہے۔ ممبر کے لئے شرط صرف یہ ہے کہ وہ اپنی مقامی سیرت کمیٹی کو چار آنے سالانہ فیس ممبری ادا کرے ممبری کے فارم پر دستخط کر دے اور تحریک کے حالات سے باخبر رہنے کی خاطر پندرھویں دن ایک آنہ ادا کر کے اخبار ایمان خرید لیا کرے قواعد و ضوابط اور ممبری کے فارم پتہ ذیل سے مفت طلب فرمائیں:-

سیکرٹری سیرت کمیٹی پٹی، ضلع لاہور

قرضہ بلاسود

بذریعہ

پیرامونٹ انوسٹمنٹ پالیسی

فی پالیسی پانصد روپیہ کی رقم یکمشت عرصہ تین سال کے لئے امریکن بنک میں جمع کرانے سے آپ کو کیا ملیگا؟

سات سو روپیہ نقد

یا

۲۵۰۰ روپیہ کی امداد بلاسود

مکمل قواعد صدر دفتر بنک یا لوکل ایجنٹ سے طلب کریں

دی امریکن بنک آف انڈیا لمیٹڈ میکلوڈ روڈ لاہور

"کاشتکار"

زمینداروں کا واحد ہفتہ وار اخبار ان کے سیاسی اقتصادی اور سوشل حقوق کا پرجوش حامی ہے۔

کاشتکار کی بے لاگ رائے اور غیر فرقہ وارانہ پالیسی سے آپ یقیناً خوش ہوں گے سالانہ چندہ ... تین روپے

مینیجر اخبار "کاشتکار" میلوے روڈ لاہور

مسدس حالی

تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور نے ہزارہا روپیہ صرف کر کے عکسی، رنگین، سنہری بلاکوں کے ساتھ بڑھیا قسم کے ولایتی آرٹ پیپر پر بات خوشنما رنگوں میں طبع کیا ہے۔

کتاب کے ظاہری محاسن کو اُسکی باطنی خوبیوں کے ہم پلہ بنانے کیلئے نہایت خوبصورت تیار کیا ہے جو صرف دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی ہے اتنی خوبصورت کتاب آج تک دُنیا بھر میں نہیں چھپ سکی۔

ایک جلد اس شرط پر منگوائیے کہ اگر ناپسند ہو تو واپس کر کے اپنے دام مع محصول ڈاک واپس لے لیں

قسم اوّل تین روپیہ — قسم دوم دو روپیہ — قسم سوم ڈیڑھ روپیہ

ملنے کا پتہ **تاج کمپنی لمیٹڈ براندرتھ روڈ لاہور**

"امرت دھارا"

بیماری کو تکلیف تشویش اور خرچ سے بچاتی ہے ہمیشہ پاس رکھو

نقالوں کے دھوکہ سے بچو۔ ہمیشہ پنڈت ٹھاکر دت شرما ویدکی اصلی امرت دھارا خریدو

قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنہ نصف شیشی ایک روپیہ چار آنہ۔ نمونہ صرف ۸ (آٹھ آنہ)

مفصل حالات جاننے کے لئے رسالہ امرت مفت منگاویں

خط و کتابت و تار کیلئے پتہ:- **امرت دھارا ۱۱۲ لاہور**

خبریں

عالم اسلام

—— قاہرہ ۱۳؍دسمبر ریذیڈنسی کی طرف سے نسیم پاشا وزیر اعظم کو مطلع کیا گیا ہے۔ کہ حکومت برطانیہ کو مصر میں ۱۹۲۳ء کے دستور کے نفاذ پر کوئی اعتراض نہیں۔

—— قاہرہ ۱۳؍دسمبر شاہ فواد نے مصر میں ۱۹۲۳ء کا آئین نافذ کرنے کے متعلق شاہی فرمان پر دستخط کر دئے ہیں۔

—— انتہا پسند وطن پرستوں کے سوا قومی محاذ کی باقی تمام جماعتوں کی طرف سے برٹش ریذیڈنسی کو ایک خط بھیجا جا رہا ہے۔ جس پر دستخط ہو رہے ہیں۔ اس خط میں اس معاہدے کی گفت و شنید کا ذکر ہے جو ۱۹۳۰ء میں بمقام لندن ہوا تھا۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اگر دستخط کنندگان کو معاہدے کے متعلق برطانیہ کی نیک نیتی کا یقین ہو جائے۔ تو وہ اس تجویز پر متفق ہو جائیں گے۔ کہ موجودہ بین الاقوامی ادبار کا دور گزر جانے تک اس معاہدہ کا نفاذ معرض التوا میں رکھا جائے۔

—— ایران کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ ملک میں ریلوے کے اجرا کے لئے شمال اور جنوب میں سرگرمی سے تعمیری کام ہو رہا ہے مختلف کمپنیاں اس کام کو کر رہی ہیں حال ہی میں حکومت ایران نے انجنیروں کی ایک جدید جماعت طلب کی ہے۔ جس کی آمد کے بعد تعمیری کام کی رفتار میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ یہ تمام انجنیر ڈنمارک سے طلب کئے گئے ہیں

—— حکومت ترکیہ نے بیس سال سے لے کر ۴۶ سال کی عمر کے لوگوں کے لئے فوجی تعلیم لازمی کر دی ہے

—— ترکی اور روس کے معاہدہ کی تجدید ۱۵ سال کے بعد گزشتہ ماہ انگورہ میں ہوئی۔ جدید معاہدہ ۱۰ سال کے لئے مرتب کیا گیا ہے جس پر قراخان روسی سفیر اور ترکی وزیر خارجہ توفیق رشدی نے دستخط ثبت کئے ہیں۔ معاہدہ کی تجدید کرتے ہوئے ترکی اور روس کے تعلقات پر دونوں ملکوں کے نمائندوں نے زبردست تقریریں کیں۔ اس سلسلہ میں معلوم ہوا ہے۔ کہ جنگ کی صورت میں دونوں ملک ایک دوسرے کی امداد کریں گے۔ بحری معاہدہ کی بھی تجدید کی گئی ہے۔

—— ام القریٰ کی تازہ اشاعت سے معلوم ہوا ہے کہ ماہ نومبر کے آخری ہفتہ میں سمندر کے راستے حجاز پہنچنے والے حاجیوں کی تعداد ۳۲۳۴ تک پہنچ چکی ہے۔

—— قاہرہ ۱۵؍دسمبر وفد پارٹی کے لیڈر نحاس پاشا نے ۱۳؍نومبر کے بعد جب کہ موجودہ بے چینی کا آغاز ہوا تھا۔ پہلی مرتبہ نسیم پاشا وزیر اعظم سے ملاقات کر کے انہیں ۱۹۲۳ء کے دستور اساسی کے دوبارہ نفاذ پر مبارکباد دی دی۔ ان دونوں نے ایک دوسرے سے معانقہ کیا۔ معلوم ہوا ہے کہ اس ملاقات میں نحاس پاشا نے انتخابات کے جلدی شروع کرنے پر زور دیا ہے۔ کہ کابینہ مصر عنقریب براہ راست انتخابات کے متعلق ایک ایسا قانون نافذ کرے گا۔ جو اس وقت اکثر ممالک میں نافذ ہے۔ مصری یونیورسٹی دسمبر کے آخری حصہ میں کھلنے والی ہے۔

—— مملکت سعودیہ اور حکومت یمن کے مابین طائف میں جو معاہدہ ہوا تھا اس کی دفعہ چہارم کا یہ مفاد تھا۔ کہ متنازعہ فیہ حدود کے تعین کے لئے کمیٹیاں مقرر کی جائیں۔ چنانچہ اس غرض سے دونوں حکومتوں کی طرف سے دو کمیٹیاں بنائی گئی ہیں ایک کمیٹی تہامہ میں حدود کا تعین کرے گی۔ دوسری کمیٹی حبالی کے مقام پر یہ کام انجام دے گی۔

—— شام کے بہت سے مسلمان نوجوانوں نے شاہ حبشہ سے درخواست کی ہے کہ انہیں حبشہ میں جہاد کی غرض سے بھرتی کیا جائے۔

—— شام کی فرانسیسی حکومت نے عراقی مال پر محصول زیادہ کر لیا ہے عراقی کونسل جنرل مقیم بیروت نے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔

ہندوستان

—— لاہور میں اب بالکل امن و امان ہے۔ پولیس کا انتظام بدستور ہے۔ عارضی پولیس کی چوکیوں کے لئے شہر کے مختلف دروازوں کے باہر باغ میں چھپر وغیرہ تیار ہو رہے ہیں۔ شہر کے ہندو، مسلمان، سکھ معززین مصالحت کی کوششوں میں مصروف ہیں گرفتاریوں کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ دفعہ ۱۴۴ بدستور نافذ ہے۔ کرفیو آرڈر منسوخ کر دیا گیا ہے

—— مزار کا کو شاہ کے مقدمہ انہدام میں استغاثہ کے گواہوں کی شہادت اور ان پر مکرر جرح ختم ہو چکی ہے۔ گواہان صفائی کے بیانات قلمبند کرنے کے لئے ۱۴، ۱۵ اور ۱۶ جنوری کی تاریخیں مقرر ہوئی ہیں۔

—— لاہور ۱۴؍دسمبر مرزا محمد سلطان کیف ایڈیٹر روزنامہ لاہور گزٹ کو پولیس نے ایک ہفتہ حوالات میں رکھنے کے بعد غیر مشروط طور پر رہا کر دیا اور ان کے خلاف مقدمہ واپس لے لیا گیا ہے آپ کو زیر دفعہ ۱۵۳ تعزیرات ہند گرفتار کیا گیا تھا۔

—— لاہور ۱۴؍دسمبر کل سہ پہر سکھوں کے ایک وفد نے سردار سندر سنگھ مجیٹھیا کی زیر سرکردگی گورنر پنجاب سے ملاقات کی اور لاہور کے فرقہ وارانہ فسادات، کرپان پر پابندی، پولیس میں مسلم عنصر کی مفروضہ کثرت اور مسلم اخبارات کے طرز عمل کے خلاف شکایات پیش کیں۔

—— گورنر موصوف نے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک وفد سے تبادلہ خیالات کیا۔ آپ نے کرپان سے پابندی دور کرنے کے متعلق معذوری کا اظہار کیا۔ پولیس کے خلاف شکایات کی تحقیقات کا وعدہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ کہ حال ہی میں جو ۶۰۰ رنگروٹ بھرتی کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ۵۰ فی صدی غیر مسلم ہیں۔ مسلم اخبارات کے متعلق فرمایا۔ کہ حکومت اس سلسلہ میں ضروری کارروائی کر چکی ہے جس کے نتیجہ کے طور پر تین اخبارات کی اشاعت بند ہو گئی ہے۔ آئندہ بھی حسب ضرورت مناسب کارروائی سے ہرگز گریز نہیں کیا جائیگا۔

—— آخر میں ہز ایکسیلنسی نے رواداری سے کام لینے اور امن و امان کے قیام کے لئے کوشش کرنے کا مشورہ دیا۔ ملاقات کے وقت حکومت کی طرف سے فنانس ممبر، ریونیو ممبر، چیف سیکرٹری حکومت پنجاب، کمشنر لاہور اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور بھی موجود تھے۔

—— پشاور ۱۵؍دسمبر ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ قانون تحفظ عامہ کی متعدد دفعات ۲۹؍دسمبر سے مزید ایک سال کے لئے نافذ رہیں گی اور پشاور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو مقامی حکومت کے اختیارات حاصل رہیں گے۔

—— ایک غیر مصدقہ خبر ہے۔ کہ کرنل کالون وزیر اعظم ریاست کشمیر جو چار ماہ کی رخصت پر گئے ہیں واپس نہ آئیں گے۔ بلکہ سر جوزف بھور جو وائسرائے کی انتظامیہ کونسل کے ممبر رہ چکے ہیں آپ کی جگہ وزیر اعظم مقرر کئے جائیں گے۔

—— کلکتہ ۱۵؍دسمبر کلکتہ کارپوریشن کے انیس مسلم کونسلروں میں سے چودہ کونسلروں نے غیر مسلم اکثریت کے غیر ہمدردانہ طرز عمل پر احتجاج کے طور پر اپنے استعفے پیش کر دئے ہیں۔

—— مسلم کونسلروں نے مستعفی ہونے کے متعلق میئر کو جو خط بھیجا ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ موجودہ کارپوریشن پر ایک سیاسی پارٹی نے غلبہ پا رکھا ہے۔ جو من مانی کارروائیاں کرتی ہے۔ مسلمانوں کے مفاد کو ہمیشہ نظر انداز کیا جاتا ہے اس لئے اس کارپوریشن میں ہماری رکنیت کا فائدہ ہی کیا کہ کارپوریشن جو جی چاہے کرے۔ ہم موجودہ صورت میں اس سے تعاون نہیں کر سکتے۔

—— پٹنہ ۱۳؍دسمبر گزشتہ شب سیتامڑھی میں زلزلے کا زبردست جھٹکا محسوس کیا گیا۔ کوئی نقصان نہیں ہوا۔

ممالک خارجہ

—— حبشہ کے ایک مسلمان عرب لیڈر نے کہا ہے۔ کہ ہم اپنے وطن کی مدافعت کے لئے آخری دم تک لڑیں گے۔

—— لنڈن ۱۵؍دسمبر سر سیموئل ہور وزیر اعظم امور خارجہ نے سفیر برطانیہ متعین عدیس ابابا کی معرفت شاہ حبشہ سے درخواست کی ہے کہ وہ مجوزہ شرائط پر غور و خوض کرنے کے بعد موزوں جواب دیں معمولی سوچ بچار کے بعد انہیں مسترد نہ کر دیں۔ اور اس توقع کا اظہار کیا ہے۔ کہ شاہ حبشہ پیدا شدہ موقع سے استفادہ کرنے کے متعلق اپنی سیاست دانی کا بہترین ثبوت بہم پہنچائیں گے۔

—— لنڈن ۱۵؍دسمبر جو مصالحتی تجاویز اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں معلوم ہوا ہے۔ وہ صداقت سے بعید نہیں۔ سفیر اٹلی متعینہ پیرس نے وزیر اعظم فرانس موسیو لاول سے کہہ دیا ہے کہ اگر تیل پر پابندی عائد کی گئی تو اٹلی کے نزدیک یہ اعلان جنگ کا مترادف ہوگا۔

—— قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ وزیر اعظم فرانس نے وزیر خارجہ برطانیہ سے صاف الفاظ میں کہہ دیا۔ کہ اٹلی میں تیل کی درآمد کے خلاف تعزیری اقدام اختیار کرنے میں فرانس برطانیہ کا ساتھ نہیں دے سکتا۔

—— اس کے ساتھ ہی وزیر اعظم موصوف نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ فرانس جنگ کی صورت میں اپنی بحری قوت دو ہفتوں کے اندر اندر فراہم نہیں کر سکتا۔ گویا اس صورت میں فرانس کی فوری امداد کے بغیر اٹلی کے خلاف برطانیہ کو جنگ کا سامنا کرنا پڑتا۔ اس لئے وزیر خارجہ برطانیہ نے موسیو لاول کی تیار کردہ تجاویز صلح کی ہمنوائی کو بہتر سمجھا

—— لنڈن ۱۵؍دسمبر یہاں کے ذمہ دار حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے کہ اگر لیگ ان تجاویز کو چند ترامیم کے ساتھ منظور کرنے کو تیار ہو گئی۔ تو کرسمس تک اٹلی و حبشہ کے درمیان عارضی صلح ہو جائیگی

—— جنیوا ۱۴؍دسمبر حبشہ نے لیگ کی اسمبلی سے اپیل کی تھی۔ کہ وہ فرانس و برطانیہ کے تیار کردہ فارمولا کے متعلق فیصلہ کرے۔ کہ آیا یہ حبشہ کے حق میں جائز اور مناسب ہے۔ اس اپیل کے مطابق اسمبلی اس امر کا فیصلہ خود کرے گی اور یہ معاملہ لیگ کی کونسل کے سامنے پیش ہوگا۔

—— برلن ۱۵؍دسمبر نازی پارٹی کے متعدد سرکردہ لیڈروں نے جرمن قوم کے نام ایک اپیل شائع کی ہے۔ کہ ہر ایک جرمن جوڑا کم از کم چار بچے پیدا کرے کیونکہ نیشنل سوشلسٹ اثر و رسوخ کو دوام دینے کے لئے یہ ضروری ہے۔

—— ماکال کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ اطالوی حکام حبشی سرداروں کو اپنے ساتھ ملانے کی از سر نو کوشش کر رہے ہیں اس بارہ میں وہ اب بہت زیادہ پر امید ہیں۔

—— حبشہ اور اٹلی کی جنگ میں ریڈیو سے نہایت اہم کام لیا جا رہا ہے۔ اطالوی فوجیں جب کسی مقام پر ڈیرہ ڈالتی ہیں تو سب سے پہلے ریڈیو لگایا جاتا ہے۔ ریڈیو ٹیلی فون کا تعلق براہ راست روما سے ہے۔

—— اطالوی کمانڈر انچیف ہر شام وقت مقررہ پر مسولینی سے گفتگو کرتا ہے۔ وہ مقام گفتگو کو بیان کئے بغیر دن بھر کے واقعات بیان کر دیتا ہے۔ اور آئندہ کے لئے ہدایات حاصل کر لیتا ہے۔ اپنے مقام کو وہ اس لئے اخفا میں رکھتا ہے۔ کہ مبادا کوئی حبشی ریڈیو ٹیلی فون لگا کر اس کے مقام سے آگاہ نہ ہو جائے۔ کیونکہ چند مرتبہ ایسا ہو چکا ہے۔

—— لنڈن ۱۴؍دسمبر توقع کی جاتی ہے کہ منگل کو لیبر پارٹی کی طرف سے ایوان عام میں ہور۔ لاول فارمولا کی مذمت کی قرارداد پیش کی جائے گی۔

حضرت مسیح موعودؑ پر دعوائے نبوت کا غلط اور بے بنیاد اتہام

(از قلم شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹی)

(۴)

امتی اور نبی اور اس کی تشریح

(۱) سو یہ بات کہ اس کو امتی بھی کہا گیا اور نبی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی۔ جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی اپنے اندر رکھتا ہے۔ غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اس لئے خدا تعالےٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔ (ازالہ اوہام تقطیع کلاں صـ۲۶۷)

(۲) اس جگہ بڑے بڑے شبہات پیش آتے ہیں کہ جس حالت میں مسیح ابن مریم اپنے نزول کے وقت کامل طور پر امتی ہوگا۔ تو پھر باوجود امتی ہونے کے کسی طرح رسول نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ رسول اور امتی کا مفہوم متبائن ہے نیز خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلعم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں وہ اس تحدید سے باہر ہے۔ (ازالہ اوہام تقطیع کلاں صـ۲۸۵)

(۳) صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا۔ جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے وہ کامل طور پر کسی دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا ہے۔ . . . . کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔ ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہوتا ہے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی۔ (ازالہ اوہام تقطیع کلاں صـ۲۸۵)

(۴) یہ تو اجماعی عقیدہ ہو چکا اور مسلم میں اس بارے میں حدیث بھی ہے کہ مسیح نبی اللہ ہونے کی حالت میں آئیگا۔ اب اگر مثالی طور پر مسیح یا ابن مریم کے لفظ سے کوئی امتی شخص مراد ہو، جو محدثیت کا مرتبہ رکھتا ہو تو کوئی بھی خرابی لازم نہیں آتی۔ کیونکہ محدث من وجہ نبی بھی ہوتا ہے۔ مگر وہ ایسا نبی ہے جو نبوت محمدیہ کے چراغ سے روشنی حاصل کرتا ہے۔

(ازالہ اوہام تقطیع کلاں صـ۲۹۳)

(۵) اور میں ایک معنی سے نبی ہوں اور ایک معنی سے امتی اور اسی طرح میرے معاملہ میں وارد ہوا کیا نہیں پڑھتے اوس میں جو ان کے پاس ہے کہ وہ تم میں سے ہے اور نبی ہے، کیا یہ دونوں صفتیں عیسےٰ میں پائی جاتی ہیں۔ (تذکرۃ الشہادتین صـ۵)

(۶)۔ اور میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی اور میری نبوت یعنی مکالمہ الٰہیہ آنحضرت صلعم کی نبوت کا ایک ظل ہے بجز اس کے میری نبوت کچھ بھی نہیں (تجلیات الٰہیہ صـ۲۴ و ۲۵)

(۷) وہ صرف نبی نہیں کہلاتا بلکہ نبی اور امتی بھی۔ مگر کسی ایسے نبی کا آنا جو امتی نہیں ہے۔ ختم نبوت کے منافی ہے۔ (چشمہ مسیحی صـ۱۷)

(۸) مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ نبوت کاملہ تامہ کی اس میں ہتک ہے۔ ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آ سکتے ہیں۔ . . . . . اس طرح پر بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی کا خطاب پایا۔ (الوصیت صـ۱)

(۹) سوچیے دین کا مفتی اگر خود نفس امارہ کے حجاب میں ہو تو خدا وند تعالیٰ کے کلام کو کون سکتا ہے۔ سو ایک امتی کو اس طرح کا نبی بنانا بیچے، دین کی ایک لازمی نشانی ہے۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صـ۳۹)

(۱۰) قولہ۔ احادیث میں نازل ہونے والے عیسےٰ کو نبی اللہ کے نام سے پکارا گیا ہے تو کیا قرآن اور حدیث سے ثابت ہو سکتا ہے کہ محدث کو بھی نبی کہا گیا ہے۔

اقول:۔ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے معنی صرف پیشگوئی کرنے والے کے ہیں جو خدا سے الہام پا کر پیشگوئی کرے۔ پس جبکہ قرآن شریف کی رو سے ایسی نبوت کا دروازہ بند نہیں ہے جو بتوسط فیض و اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انسان کو خدا تعالےٰ سے شرف مکالمہ مخاطبہ حاصل ہو اور وہ بذریعہ وحی الٰہی کے مخفی امور پر اطلاع پاوے۔ تو پھر ایسے نبی اس امت میں کیوں نہیں ہوں گے۔ . . . . . لیکن ایسا شخص جو ایک طرف اس کو خدا تعالیٰ کی وحی میں امتی بھی کہا گیا اور پھر دوسری طرف اس کا نام نبی بھی رکھتا ہے۔ یہ دعوےٰ قرآن شریف کے احکام کے خلاف نہیں (ضمیمہ براہین پنجم صـ۱۸۱)

(۱۱) پس ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا۔ (براہین پنجم صـ۱۳۸)

(۱۲) اگر نبی کے صرف یہ معنی کئے جائیں کہ اللہ جلشانہ اس سے مکالمہ مخاطبہ رکھتا ہے اور بعض اسرار غیب اس پر ظاہر کرتا ہے تو اگر ایک امتی ایسا نبی ہو جائے تو اس میں کیا حرج ہے خصوصاً جبکہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اکثر جگہ یہ امید دلائی ہے کہ ایک امتی شرف مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ سے مشرف ہو سکتا ہے اور خدا تعالےٰ کے اپنے دلیاؤں سے مکالمات اور مخاطبات ہوتے ہیں۔ (براہین پنجم صـ۱۳۹)

(۱۳) علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ اس حدیث میں ایک طرف علمائے ربانی کو امتی کہا اور دوسری طرف نبیوں سے مشابہت دی (ضمیمہ براہین پنجم صـ۱۸۴)

(۱۴) کوئی شخص اس جگہ نبی ہونے کے لفظ سے دھوکہ نہ کھائے۔ میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ یہ وہ نبوت نہیں ہے جو ایک مستقل نبوۃ کہلاتی ہے کوئی مستقل نبی امتی نہیں کہلا سکتا۔ مگر میں امتی ہوں۔ پس یہ صرف خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اعزازی نام ہے۔ (ضمیمہ براہین پنجم صـ۱۸۱)

(۱۵) اب جبکہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ آنیوالا عیسیٰ امتی ہے تو کلام الٰہی میں اس کا نام نبی رکھنا ان معنوں سے نہیں ہے جو ایک مستقل نبی کے لئے مستعمل ہوتے ہیں بلکہ اس جگہ صرف یہ مقصود ہے کہ خدا تعالیٰ اس سے مکالمہ مخاطبہ کرے گا اور غیب کی باتیں اس پر ظاہر کریگا اس لئے باوجود امتی ہونے کے نبی کہلائے گا۔ (ضمیمہ براہین پنجم صـ۱۸۲)

ظلی نبی اور اس کی تشریح

(۱)۔ افسوس کہ ایسے خیال پر جمنے والے خلیفہ کے لفظ کو بھی جو اتصالات سے مفہوم ہوتا ہے تدبر سے نہیں سوچتے۔ کیونکہ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔ (شہادت القرآن صـ۵۷)

(۲) محدثؑ ایسے لوگ گزرے ہیں جن میں حقیقت محمدیہ متحقق تھی اور عند اللہ ظلی طور پر ان کا نام محمد اور احمد تھا لیکن وہ نزول کسی خاص فرد میں محدود نہیں (آئینہ کمالات اسلام صـ۳۴۶)

(۳) فیکون النبی کالاصل والولی کالظل (کرامات الصادقین صـ۵)

(۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب صلعم کا وجود ہی تھا۔ (ایام الصلح صـ۳۵)

(۵) ۔ (۱۰ور آپ یعنی ابوبکر صدیق) کتاب نبوت کے اجمالی نسخہ تھے اور ارباب فضل و فتوت کے امام تھے اور نبیوں کی مٹی کا بقیہ تھے اور ہمارے اس قول کو کسی قسم کا مبالغہ نہ سمجھو بلکہ یہ وہ حقیقت ہے جو حضرت عزت کی طرف سے ظاہر ہوئی ہے۔ وہ ہمارے رسول اور سید صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے آداب میں ظلی کی مانند تھے۔ (سر الخلافہ صـ۳۲)

(۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ بہشت میں ایک مقام ہے جو مجھے ہی ملیگا۔ یہ سنکر ایک صحابی رو پڑا آپ نے پوچھا تو کیوں رو دیا ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ مجھے آپکے ساتھ محبت ہے جب آپ اس مقام میں ہوں گے تو میں کہاں ہونگا۔ فرمایا تو میرے ساتھ ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے اس کے وجود کو اپنے اندر لے لیا۔ غرض یقیناً یاد رکھو کہ کامل اتباع کے ثمرات کبھی ضائع نہیں ہوں گے یہ تصوف کا مسئلہ ہے اگر ظلی مرتبہ نہ ہوتا تو اولیاء امت تو مر ہی جاتے یہی کامل اتباع اور بروزی اور ظلی مرتبہ ہی تو تھا جس سے بایزید محمد کہلایا اور اس کہنے پر ستر مرتبہ کفر کا فتویٰ اس کے خلاف دیا گیا اور انہیں شہر بدر کیا گیا۔ (اخبار بدر ۲۸ ر اکتوبر ۱۹۰۵ء)

(۷) اہل دلہا برایں متفق آند کہ ولایت ظل نبوت است . . . ظل بذات خود چیزے نیست (لجنۃ النور صـ۳۷-۳۸)

(۸) انبیاء من حیث الظل باقی رکھے جاتے ہیں اور خدا تعالےٰ نے اپنے بندوں کو یہ دعا سکھائی ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم پس آیت سے کھلے کھلے طور پر ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ اس امت کو ظلی طور پر تمام انبیاء کا وارث ٹھہراتا ہے تا انبیاء کا وجود ظلی طور پر ہمیشہ باقی رہے اور دنیا ان کے وجود سے فارغ نہ ہو۔ (شہادت القرآن صـ۵۶)

(۹) نہ مجھے دعوےٰ نبوت و خروج از امت نہ میں منکر معجزات اور ملائک اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہوں اور آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کیلئے کوئی نبی نہیں آئیگا نیا ہو یا پرانا، اور قرآن شریف کا ایک شعشہ یا ایک نقطہ منسوخ نہیں ہوگا۔ ہاں محدث آئیںگے جو اللہ جلشانہ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور نبوت کے بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ (نشان آسمانی صـ۳۰)

(۱۰) پھر جو شخص اس نبی جامع کمالات کی پیروی کریگا وہ بھی ظلی طور پر وہ بھی جامع کمالات ہو۔ اس دعا میں جو سورہ فاتحہ میں ہے یہی راز ہے۔ (چشمہ مسیحی صـ۳۲)

(۱۱) نبی کا کمال یہ ہے کہ وہ دوسرے شخص کو ظلی طور پر نبوت کے کمالات سے متمتع کر دے اور روحانی امور میں اس کی پوری پرورش کر کے دکھلا دے اسی غرض کیلئے نبی آتے ہیں (چشمہ مسیحی صـ۳۵)

(۱۲) لیکن ایسا شخص جو ایک طرف اس کو خدا تعالیٰ اس کی وحی میں امتی بھی قرار دیتا ہے اور دوسری طرف اس کا نام نبی بھی رکھتا ہے یہ دعوےٰ قرآن شریف کے احکام کے خلاف نہیں کیونکہ یہ نبوت بباعث امتی ہونے کے دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ایک ظل ہے کوئی مستقل نبوت نہیں۔ (ضمیمہ براہین پنجم صـ۱۸۱)

(۱۳) سو اس طور سے خدا نے میرا نام نبی رکھا یعنی نبوت محمدیہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہو گئی اور ظلی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا (حاشیہ چشمہ معرفت صـ۳۲۴)

(۱۴) میں آدمؑ ہوں میں شیثؑ ہوں میں نوحؑ ہوں، میں ابراہیمؑ ہوں، میں اسحاقؑ ہوں میں اسمٰعیلؑ ہوں، میں یعقوبؑ ہوں میں یوسفؑ ہوں میں موسٰیؑ ہوں میں داؤدؑ ہوں میں عیسےٰؑ ہوں اور آنحضرت صلعم کے نام کا میں مظہر اتم یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔ (حاشیہ حقیقت الوحی صـ۷۲)

(۱۵) اور جب اس کی پیروی کمال کو پہنچتی ہے تو ایک ظلی نبوت اس کو عطا کرتا ہے یہ اس لئے کہ تا اسلام ایسے لوگوں کے وجود سے زندہ رہے اور تا اسلام ہمیشہ ایسے مخالفوں پر غالب آوے۔ (چشمہ معرفت صـ۳۲۵)

(۱۶) اور اسی وجہ سے مسلمان لوگ اپنی اولاد کے نام بطور تفاؤل عیسےٰ۔ داؤد۔ موسیٰ۔ یعقوب۔ محمد وغیرہ انبیاء علیہ السلام کے نام پر رکھتے ہیں کہ تا وہی اخلاق و برکات ظلی طور پر ان میں پیدا ہوں (مجموعہ اشتہارات صـ۳۱ حصہ اول)

(۱۷) اللہ تعالےٰ نے جو کمالات سلسلہ نبوت میں رکھے ہیں مجموعی طور پر وہ ہادی کامل پر ختم ہو چکے ہیں اب ظلی طور پر ہمیشہ کیلئے مجددین کے ذریعے دنیا پر پانی پہنچاتے رہیں گے اللہ تعالیٰ قیامت تک اس سلسلہ کو رکھیگا۔ (دین الحق صـ۴۷)

(۱۸) سب صوفی اس بات کے قائل ہیں۔ کہ وحی کا سلسلہ بند نہیں ہوتا۔ لیکن ظلی طور پر انسان نبی بن سکتا ہے۔ (الحکم ۱۴ اکتوبر ۱۹۰۶ء کلمات طیبات)

(۱۹) پس اگر اسلام میں بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایسے معلم نہیں آئے جن میں ظلی طور پر نور نبوت تھا۔ تو گویا خدا نے عمداً قرآن کو ضائع کیا۔
(شہادت القرآن صفحہ ۵۴)

(۲۰) نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں۔ مگر ایک کھڑکی سیرۃ صدیقی کی کھلی ہے۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے۔ اس پر ظلی طور پر وہ چادر پہنادی جاتی ہے۔ جو نبوت محمدیہ کی چادر ہے۔ (غلطی کا ازالہ)

نوٹ:۔ ظلی نبوت کے متعلق اوپر کی تشریحات کو دیکھو اور خوب غور کرو۔ کہ ان میں کہیں بھی حقیقی نبوت مستقل نبوت یا اصلی نبوت ظاہر ہوتی ہے اور کیا یہ صحیح نہیں۔ کہ ظلی نبوت کا مستحق نہ صرف اپنے آپ کو ہی قرار دیا گیا ہے بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر محدثین اور مجددین اور اولیاء اور صلحاء امت کو بھی اس کا مورد اور مصداق مانا ہے۔ جب یہ حالت ہے۔ تو ایک خدا ترس سکتا ہے۔ کہ پھر ان الفاظ پر ناراض ہونے اور ان کو نبوت کا دعوےٰ سمجھنے کی کیا وجہ ہے؟

بروزی نبوت

(۱) نزول کے اجمالی معنوں میں یہ گروہ اہلسنت کا سچا ہے۔ کیونکہ مسیح کا بروزی طور پر نزول ہونا ضروری تھا۔ ہاں نزول کی کیفیت بیان کرنے میں لوگوں نے غلطی کھائی ہے۔ نزول صفت بروزی تھا نہ حقیقی (ضرورت الامام صفحہ ۲۵)

(۲) اگر رجعت حقیقی ہو تو پھر سب میں حقیقی چاہیئے۔ نہ صرف حضرت عیسےٰ میں کیا وجہ کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی رجعت تو بروزی طور پر مہدی کے لباس میں ہو اور عیسےٰ کی رجعت حقیقی طور پر ہو (نزول المسیح صفحہ ۵)

(۳) ہمارے مخالف اپنی جہالت سے حضرت عیسےٰ کے نزول کا حقیقی طور پر انتظار کرتے ہیں۔ اور ہم بروزی طور پر جیسا کہ تمام متصوفین کا مذہب ہے
(حاشیہ کتاب البریہ صفحہ ۱۸۳)

(۴) **قولہ** - نبی کا مثیل نبی ہوتا ہے۔

اقول - تمام امت کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ غیر نبی بروز کے طور پر قائم مقام نبی ہو جاتا ہے۔ یہی معنے ہیں اس حدیث کے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنے میری امت کے علماء مثیل انبیاء ہیں۔ دیکھو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علماء کو مثیل انبیاء قرار دیا۔

(ایام الصلح صفحہ ۱۴۳ دیکھو ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۵۱، ۱۵۲)

(۵) اگر بروزی معنوں کی رو سے بھی کوئی شخص نبی اور رسول نہیں بن سکتا تو پھر اس کے کیا معنے ہیں۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم۔ (غلطی کا ازالہ)

(۶) گو آدم صفی اللہ کے کئی بروزات تھے۔ جن میں حضرت عیسےٰ بھی تھے۔ لیکن یہ آخری بروز اکمل اور اتم ہے۔ اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گزرے۔ کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت عیسےٰ پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے۔ جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ تمام اہل علم ومعرفت اس فضیلت کے قائل ہیں۔ (تریاق القلوب صفحہ ۱۵۷)

(۷) اگر ظلی مرتبہ نہ ہوتا۔ تو اولیاء امت تو مر ہی جاتے۔ یہی کامل اتباع اور بروزی اور ظلی مرتبہ ہی تو تھا جس سے بایزید محمد کہلایا۔ (اخبار بدر ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۵ء)

(۸) میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔ (تحفہ قیصریہ صفحہ ۲۱)

(۹) وجود بروزی کوئی الگ وجود نہیں۔ بروزی طور پر محمد یا احمد کہلانے سے دو محمد اور دو احمد نہیں ہو گئے۔ بروزی طور پر نبی یا رسول کہنے سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ خاتم النبیین کی مہر ٹوٹ گئی۔ تمام انبیاء کا دعوےٰ ہے کہ بروز میں دوئی نہیں ہوتی۔ مورد بروز حکم نفی وجود کا رکھتا ہے۔
(ایک غلطی کا ازالہ)

(۱۰) بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں۔ ایک غلطی کا ازالہ نزول المسیح صفحہ ۲

نوٹ:۔ بروز کی تعریف یہ فرمائی ہے۔ کہ غیر نبی بروز کے طور پر قائم مقام نبی ہو سکتا ہے۔ اس کی تائید اور تشریح حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل سے فرمائی ہے۔ دوسری بات یہ فرمائی ہے کہ غیر نبی کو نبی پر جزئی فضیلت ہو سکتی ہے اور تیسری بات یہ ہے کہ بروزی مرتبہ کی وجہ سے ہی حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ محمد کہلاتے اور چوتھی بات یہ ہے کہ مورد بروز حکم نفی وجود کا رکھتا ہے۔ ان تعریفات کی رو سے مرزا صاحب کو بروزی نبی ماننے ہوئے کیوں نہ ان کو غیر نبی بمطابق حدیث علماء امتی تسلیم کیا جائے اور ان کی فضیلت کے دعوے کو جزوی فضیلت پر محمول نہ کیا جائے۔ جبکہ وہ خود ہی حضرت بایزید علیہ الرحمۃ کے لئے بروزی مرتبہ تجویز فرما کر ان کو محمد کہتے ہیں اور اسی طرح اپنے آپ کو بروزی رنگ میں محمد اور احمد اور خاتم الانبیاء فرماتے ہیں۔ ان تشریحات کی موجودگی میں کسی مخالف یا موافق کا کوئی حق نہیں۔ کہ ان کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کرے۔

لغوی نبی

(۱) یہ الفاظ بطور استعارہ ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ آیا ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ جس کو خدا بھیجتا ہے وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے۔ اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں۔ اور جو غیب کی خبر خدا سے پاکر دے اس کو عربی میں نبی کہتے ہیں۔ اسلامی اصطلاح کے معنے الگ ہیں۔ اس جگہ محض لغوی معنے مراد ہیں۔

(حاشیہ اربعین نمبر ۲ صفحہ ۱۰)

(۲) اس عاجز کے رسالہ فتح اسلام، توضیح مرام، ازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں۔ کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے، یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں، بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کئے گئے ہیں۔ (اشتہار مطبوعہ ۲ فروری ۱۸۹۲ء)

(۳) میں صرف اس غرض سے نبی کہلاتا ہوں۔ کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنے ہیں۔ کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنے والا۔
(خط حضرت مسیح موعود علیہ مندرجہ اخبار عام مطبوعہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

(۴) جھوٹے الزام مت لگاؤ کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعوےٰ کیا ہے کیا تم نے نہیں پڑھا کہ محدث بھی ایک مرسل ہوتا ہے۔ کیا قرأۃ ولا محدث کی یاد نہیں رہی پھر یہ کیسی بے ہودہ نکتہ چینی ہے۔ کہ مرسل ہونے کا دعوےٰ کیا ہے اے نادانو! بھلا بتلاؤ۔ جو بھیجا گیا ہے اس کو عربی میں مرسل یا رسول کہیں گے یا کچھ اور۔ (سراج منیر صفحہ ۳)

(۵) رسالت لغت عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں اور نبوت یہ ہے کہ خدا سے علم پاکر پوشیدہ حقائق اور معارف کو بیان کرنا۔ سو اسی حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھ کر دل میں اس کے معنے کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں ہے۔ (الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء خط حضرت مسیح موعود)

(۶) صاحب حق طلب کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعوےٰ نہیں کیا۔ اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں۔ (حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۲۷)

(۷) عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے معنے صرف پیشگوئی کرنے والے کے ہیں جو خدا سے الہام پاکر پیشگوئی کرے۔ . . . . . .
. . تو پھر ایسے نبی اس امت میں کیوں نہیں ہونگے (ضمیمہ براہین پنجم صفحہ ۱۸۱)

(۸) نبا عربی میں ایک لفظ ہے۔ جس کے معنے خبر کے ہیں۔ جو شخص کوئی خبر خدا سے پاکر خلق پر ظاہر کرے گا۔ اس کو عربی میں نبی کہیں گے۔
(الحکم ۱۴ جولائی ۱۹۰۸ء از حضرت مسیح موعود)

(۹) اور نبی ایک لفظ ہے۔ جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اس لفظ کو نابی کہتے ہیں۔ اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے۔ جس کے معنے ہیں خدا کی طرف سے خبر پاکر پیشگوئی کرنے والا۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

(۱۰) یہ بھی یاد رہے۔ کہ نبی کے معنے لغت کی رو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف اطلاع پاکر غیب کی خبر دینے والا پس جہاں یہ معنے صادق آئیں گے۔ نبی کا لفظ بھی صادق آئیگا۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

نوٹ:۔ ان عبارتوں میں اصطلاحی معنوں کو الگ کرکے صاف طور پر لغوی نبوت کو اپنے حق میں استعمال فرمایا ہے پھر اس قدر صراحت کے ہوتے ہوئے منصب نبوت کو آپ کی طرف نسبت کرنا بے وجہ مخالفت نہیں تو اور کیا ہے۔

عکسی نبوت

(۱) آنحضرت کی جماعت نے اپنے رسول مقبول کی راہ میں ایسا اتحاد اور ایسی روحانی یگانگت پیدا کر لی تھی۔ کہ اسلامی اخوت کی رو سے سچ مچ عضو واحد کی طرح ہو گئے تھے اور ان کے روزانہ برتاؤ اور زندگی اور ظاہر و باطن میں انوار نبوت ایسے رچ گئے تھے۔ کہ گویا وہ سب آنحضرت کی عکسی تصویریں تھیں۔ (فتح اسلام صفحہ ۱۸،۱۷)

(۲) اور نبیوں اور رسولوں کے نزول کی قسموں میں سے ایک نزول ہے جو عکس کے رنگ میں ان لوگوں پر ہوتا ہے جو ان کی فطرت سے مشابہت رکھتے ہیں۔ (ترجمہ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۲۷)

(۳) فنصلی ونسلم علے ھذا النبی الامی الذی تنعکس انوارہ فی الصالحین والصالحات (حجۃ اللہ صفحہ ۱۷)

(۴) اور اس کا نام اسی طور سے مسیح رکھا۔ جیسا کہ پانی یا آئینہ میں ایک شخص کا جو عکس پڑتا ہے۔ اس عکس کو مجازاً کہہ سکتے ہیں۔ یہ فلاں شخص ہے۔ . . . . . سو میں وہی شخص ہوں جو روحانی شکل خو اور طبیعت پر بھیجا گیا ہوں۔ (ضمیمہ رسالہ جہاد صفحہ ۷)

(۵) یہی حال روحانی آفتاب کی تصویر کا ہوتا ہے کہ جب ایک قلب صافی اس سے ایک انعکاسی شکل قبول کر لیتا ہے۔ تو آفتاب کی طرح اس سے بھی شعاعیں نکل کر دوسری چیزوں کو منور کرتی ہیں گویا کہ تمام آفتاب اپنی پوری شکل کے ساتھ اس میں داخل ہو جاتا ہے۔
(حقیقت الوحی صفحہ ۲۵، ۲۴۳، ۲۴۴)

(۶) اس طور سے خدا نے میرا نام نبی رکھا یعنے نبوت محمدیہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہو گئی۔ اور ظلی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا
(چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۴)

مستعار نبوت

(۱) محمدی مسیح کا نام ابن مریم رکھا گیا۔ یہ ایسی خاتم الخلفا کا نام باعتبار ظہور میں صفات محمدیہ کے محمد اور احمد رکھا گیا اور مستعار طور پر رسول اور نبی کہا گیا۔ (حاشیہ نزول المسیح صفحہ ۵)

(۲) اس جگہ میری نسبت کلام الہٰی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے۔ کیونکہ جو شخص خدا سے براہ راست وحی پاتا ہے اور یقینی طور خدا اس سے مکالمہ کرتا ہے۔ جیسا کہ نبیوں سے کیا۔ اس پر رسول یا نبی کا لفظ بولنا غیر موزوں نہیں ہے۔ بلکہ یہ نہایت فصیح استعارہ ہے۔ اسی وجہ سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانیال اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آگیا ہے۔ اور دانیال نے میرا نام میکائیل رکھا ہے۔ اور عبرانی میں میکائیل کے معنے ہیں خدا کی مانند
(حاشیہ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۲)

(آخری قسط آئندہ)

بے نظیر اسلامی لٹریچر
بیان القرآن
یعنے
اُردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن
(مؤلفہ:- حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل۔بی)
ہر بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے۔ تشریح لغت مکمل طور پر دی گئی ہے۔ لغت کی مستند کتب مفردات امام راغب۔ لسان العرب۔ تاج العروس کی بنا پر ترجمہ و تفسیر کیا گیا ہے۔ پرانی تفاسیر کا خلاصہ معہ حوالجات دیئے گئے ہیں ہر قسم کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے ہر سورت کا آپس میں تعلق واضح کیا گیا ہے۔ موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر ہے ۲۲×۲۹ سائز کے دو ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ اصل ہدیہ مکمل تفسیر رعایتی قیمت روپے
(محصول ڈاک علاوہ) غیر مجلد
حمائل شریف مترجم اُردو
مع حواشی
مؤلفہ:- حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل۔بی
یہ حمائل شریف حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ ترجمہ بین السطور اور حاشیہ پر مختصر تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ حضرت مولانا کی تفسیر بیان القرآن اسقدر مقبول ہوئی کہ لوگوں نے اسکا ایک مختصر ایڈیشن نکالنے کی فرمائش کی تاکہ یہ ترجمہ ہر طبقہ کے آدمی تک پہنچ سکے۔ کاغذ اور لکھائی وغیرہ نہایت اعلیٰ۔
اصل قیمت قسم اول مجلد سفید کاغذ — رعایتی قیمت قسم اول مجلد سفید کاغذ
قسم دوم — قسم دوم
مجلد حنائی کاغذ — مجلد حنائی کاغذ
حمائل شریف مطبوعہ جرمنی
یہ بے نظیر حمائل شریف جرمنی میں خاص اہتمام سے طبع کرائی گئی ہے۔ ابتک ایسی حمائل ہندوستان میں شائع نہیں ہوئی۔ جلد نہایت خوبصورت۔ قیمت
حمائل شریف (پاکٹ سائز)
جلد نہایت خوبصورت اور اعلےٰ
قیمت فی جلد
قرآن مجید (معرّا)
لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ۔ جلد پر سنہری ڈائی لگی ہوئی ہے۔
قیمت مجلد — مجلد
تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی
سیرت خیر البشر مجلد، مجلد
تاریخ خلافت راشدہ
جمع قرآن
مقام حدیث
النبوت فی الاسلام
مقدمۃ القرآن حصہ اول
حقیقۃ المسیح
المسیح الدجال یاجوج ماجوج
محمد مصطفےٰ
احمد مجتبےٰ
خلافت اسلامیہ
اسلام اور دیگر مذاہب
حدوث مادہ
مسیح موعود مجلد، مجلد
شناخت مامورین
آیت اللہ
مرآۃ الحقیقت
حقیقت اختلاف
سیرت خیر البشر بزبان انگریزی
تاریخ خلافت راشدہ
ٹیچنگز آف اسلام مجلد، مجلد
رسالہ تقدیر انگریزی
جمع قرآن (بزبان انگریزی)
انتخاب قرآن (بزبان انگریزی)
محمد اینڈ کرائسٹ مجلد، مجلد
تصنیفات خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم بی۔اے ایل ایل۔بی
توحید فی الاسلام مجلد، مجلد
سلک مروارید
ینابیع المسیحیت
راز حیات
ضرورت الہام
خطبات غربیہ
ہستی باری تعالیٰ
یسوع کی الوہیت
اسلام اور علوم جدیدہ
حیات بعد الموت
مکالمات طیبہ
مطالعہ اسلام
اسلام میں کوئی فرقہ نہیں
معارف انوار محمدیہ مجلد، مجلد
تمدن اسلام حصہ اول
نبی کا ظہور اتم
مذہب محبت
ذرات عالم کا مذہب
ام الالسنہ مجلد، مجلد
براہین نیرہ
پیام اسلام
سیرت نبوی
قرآن اور جنگ
موضوع القرآن
اسوہ حسنہ
اسلامی نماز کا فلسفہ
عسل مصفےٰ ہر دو حصہ
یہ سلسلہ احمدیہ کا انسائیکلوپیڈیا ہے جس میں سلسلہ احمدیہ کے متعلق جملہ امور مثلاً وفات مسیح آمد مہدی۔ دجال یاجوج ماجوج علامات آمد مسیح موعود وغیرہ بے شمار احادیث واقوال بزرگان اسلام سے استدلال کیا گیا ہے ہر احمدی کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ قیمت جلد اول جلد دوم
کامران
مولفہ
جناب شیخ محمد دین جان صاحب بی۔اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ لاہور
یہ انگریزی تصنیف کا ترجمہ ہے۔ اس میں زندگی کو کامیاب بنانے کے ذرائع درج ہیں۔ (۲۰۰) صفحہ کی کتاب ہے۔ خصوصاً نوجوانوں کے مطالعہ کے قابل ہے۔ قیمت
انوار القرآن
پارہ عم کی ایمان افروز تفسیر
مؤلفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب) جن لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کا درس سنا ہے وہ ڈاکٹر صاحب کے معارف وحقائق قرآنی کو خوب جانتے ہیں۔ جملہ احباب کیلئے بیش بہا تحفہ ہے جسے ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے مخصوص دلنشیں مدلل انداز میں لکھا ہے۔ بہترین کتابت دیدہ زیب طباعت اعلیٰ۔ سفید ولایتی کاغذ۔ خوبصورت کپڑے کی جلد پر کتاب اور مصنف کا نام سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے بعض مقتدر احباب کے اصرار پر جناب ڈاکٹر صاحب نے اس کی قیمت میں تخفیف بھی کر دی ہے یعنی اس وقت یہ دیدہ زیب کتاب صرف (عار) میں ملتی ہے احباب آج ہی فرمائش بھیج دیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت
الروح | تناسخ | ولادت مسیح | رسالہ نماز | قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت | روزہ | حج | زکوٰۃ | اکرام الحق
نوٹ:- محصول ڈاک علاوہ ہوگا۔ طلب کرنے پر فہرست مفت روانہ کیجاتی ہے
المشتہر:- منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور
www.aaiil.org

اغراض جلسہ سالانہ

(از حضرت مسیح موعودؑ)

اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔ ماسوا اس کے اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کیلئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے طیار ہو رہے ہیں ... سو بھائیو یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت طیار ہونیوالی ہے۔ خدا تعالیٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائیگی۔ خدا تعالیٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے۔ سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زاد راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر و غیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ ہرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر ایک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلاء کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ اس مذہب میں نہ نیچریت کا نشان رہیگا نہ نیچر کی تفریط پسند اور اوہام پرست مخالفوں کا۔ نہ خوارق کے انکار کرنے والے باقی رہیں گے اور نہ ان میں بیہودہ اور بے اصل اور مخالف قرآن روایتوں کو ملانیوالے اور خدا تعالیٰ اس امت وسط کیلئے بین بین کی راہ زمین پر قائم کر دے گا۔ وہی راہ جس کو قرآن لایا تھا۔ وہی راہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھلائی تھی۔ وہی ہدایت جو ابتدا سے صدیق، شہید اور صلحا پاتے رہے۔ یہی ہوگا اور ضرور یہی ہوگا جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔ مبارک وہ لوگ جن پر سیدھی راہ کھولی جائے۔ بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر یک صاحب جو اس للہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرماوے اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دے۔ اور روز آخرت میں اپنے اُن بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا۔ اے ذو المجد و العطا اور رحیم اور مشکلکشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین ٭

(اشتہار ۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء)

ہمارا سالانہ جلسہ

قوم کی ترقی اور اتحاد

کی وہ تجویز ہے جس کی بنیاد

حضرت مسیح موعودؑ

نے اپنے دعوے کے ساتھ ہی رکھی اور آپ کی زندگی میں برابر یہ جلسہ ہر سال ہوتا رہا

سالانہ جلسہ کی اغراض

حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ تعلقات جماعت کا استحکام

۲۔ معرفت الٰہی میں ترقی

۳۔ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کیلئے تدابیر کا عملدرآمد میں لانا

جلسہ پر آنیوالے تمام احباب

غور کریں کہ کیا

خدا کے دین کو قوت پہنچانے کیلئے کچھ کیا ساتھ لا رہے ہیں؟

جلسہ پر نہ آنے والے احباب

غور کریں کہ جو

عذر

آپ دینی اجتماع میں نہ آنے کے لئے کیا کرتے ہیں

کیا اس عذر نے

کبھی آپ کو اپنے ضروری دنیوی کاموں سے بھی روکا ہے؟

خدا کے دین کی تائید کیلئے

حرکت کرنا تکلیف اٹھانا ذلت اٹھانا

زندگی راحت عزت

کا موجب ہے

کیا آپ ایک کو اختیار کر کے دوسری کو حاصل کریں گے؟

بزرگان قوم

سے التماس ہے کہ وہ اپنی حاضری سے نوجوانان قوم کے حوصلے بڑھائیں اور

نوجوانوں

سے درخواست ہے کہ وہ اپنے دینی جوش کے مظاہرے سے

بزرگان قوم

کی زندگیوں میں راحت پیدا کریں۔

(محمد علی)

ہماری قومی امانت

حضرت امیر ایدہ اللہ کا ایک ضروری ارشاد

بل الانسان علیٰ نفسہ بصیرۃ ولو القیٰ معاذیرہ

برادران مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اللہ تعالےٰ نے ایک بڑی بھاری امانت ہماری قوم کے سپرد کی ہے اور وہ ہے قرآن کریم کو دنیا کے کناروں تک پہنچانا۔ اسی کام کو قوت دینے کے لئے اور اس کے متعلق مختلف تدابیر سوچنے کے لئے اور ان پر عمل پیرا ہونے کے لئے ہماری قوم کا اجتماع ۲۴، ۲۵، ۲۶ دسمبر کو ہو رہا ہے۔ اس کے متعلق آپ کو دعوت بھی پہنچ چکی ہے اور آپ نے جو فیصلہ کرنا ہوگا وہ بھی کر چکے ہوں گے۔ اس لئے اس کے متعلق اس وقت کچھ کہنے کا چنداں فائدہ نہیں۔ اللہ تعالےٰ جو انسان کے دل کے اندرونی رازوں سے واقف ہے بلکہ ان سے بھی جن کو انسان خود نہیں جانتا فرماتا ہے کہ:۔

انسان اپنے آپ کو خوب سمجھتا ہے
عذر جس قدر چاہے کرتا رہے

پس آپ نے فیصلہ کر لیا ہوگا۔ یا ایک دن اور میں کر لیں گے کہ اس مبارک اجتماع میں جس کی مثل اجتماع ملنا پھر مشکل ہوگا۔ آپ شامل ہوں گے یا نہ میری تو صرف یہ دعا ہے کہ

اللہ تعالےٰ سب احباب کے دلوں میں اپنی رضا
کی راہوں پر چلنے کی وہ آندھی اٹھائے جو باطل
عذرات کے خس و خاشاک کو اڑا لے جائے

کیونکہ ایسے دن پھر نہ ملیں گے نہ بظاہر ایسا مبارک اجتماع پھر جلد میسر آئے گا اور جب آئے گا۔ تو اس وقت بہت سے احباب اپنے مولےٰ سے جا ملے ہوں گے۔

البتہ اس وقت میں ایک نہایت ضروری بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ۲۴ دسمبر کو ۲ بجے دن کے جلسہ کی ابتدا رکھی گئی ہے اور جلسہ کا افتتاح نماز سے اور دعا سے ہوگا۔ پس

جملہ احباب ۲۴ دسمبر کو ایک بجے سے پہلے

یہاں پہنچ جائیں تاکہ نماز میں اور دعا میں وہ شریک ہوں۔ میں تقریروں سے زیادہ اس کو ضروری سمجھتا ہوں۔ آؤ اور اکٹھے ہو کر اپنی آواز کو بارگاہ الٰہی تک پہنچاؤ تا خدا کی رحمتوں کے دروازے تم پر کھل جائیں۔

پیچھے اختیار ہے کہ جن احباب کو ضرورت ہو وہ اجازت لے کر جلد چلے جائیں۔ لیکن ابتدا میں سب کا اکٹھا ہو جانا ضروری ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے یہ دو یا تین دن صرف ذکر الٰہی کے لئے مخصوص ہوں۔ اعلائے کلمۃ اللہ کی تمام تجاویز بھی ذکر الٰہی میں شامل ہیں۔ اس لئے جو احباب تشریف لائیں وہ

نمازوں میں بالالتزام اکٹھے ہوں

لاہور کے رہنے والے بھی اور بیرونی احباب بھی۔ اس کے لئے میں پسند کرونگا کہ حتے الوسع بیرونجات کے احباب اپنا قیام احمدیہ بلڈنگس کے قریب رکھیں۔ تاکہ پانچوں نمازوں میں اور درس قرآن شریف میں شامل ہو سکیں اور جو ضرورتاً دور رہیں۔ وہ بھی پانچوں نمازوں میں یہاں پہنچنے کا انتظام کریں۔

ایک بات اور بھی ہے۔ عید انشاء اللہ ۲۷ یا ۲۸ کو ہوگی جو احباب واپس اپنے گھروں میں پہنچکر عید کرنا چاہیں۔ ان کے لئے واپس پہنچنے کا وقت کافی ہوگا۔ لیکن جو احباب ایسے مقامات پر رہتے ہیں کہ جہاں ایک ایک دو دو آدمی جماعت کے ہیں وہ بہتر ہے کہ نماز عید یہیں ادا کریں۔ والسلام۔

محمد علی

تبلیغی عید کارڈ

پڑھے لکھے مسلمانوں میں عید کارڈوں کا دواج اس قدر عام ہو گیا ہے کہ وہ تمدن کا ایک جزو بن گئے ہیں کم از کم اعلیٰ تعلیمیافتہ طبقے میں انہیں عید کی سویوں اور شیرات کے حلوے جیسی حیثیت حاصل ہوتی جا رہی ہے لیکن موجودہ صورت میں یہ اسراف کے ایک خوشنما اور فیشن ایبل ذریعہ کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہیں۔ قوم کو ان کے رواج کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ اکثر عید کارڈ جن پر سوقیانہ اشعار اور نیم عریاں تصاویر ہوتی ہیں سخت اخلاقی نقصان کا باعث ہوتے ہیں۔ اگر نقصان رساں رسم و رواجات کی بیخ کنی کی بجائے انہیں ایسی شکل دیدی جائے کہ وہ مفید بن جائیں۔ تو یہ اصلاحی نقطہ نگاہ سے زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ اسی خیال کے پیش نظر ہماری انجمن نے تبلیغی عید کارڈوں کا سلسلہ شروع کیا ہے گذشتہ سال سپین مشن عید کارڈ تیار کرائے گئے تھے۔ جو نہ صرف جماعت کے اندر بلکہ تمام سنجیدہ و بامذاق اسلامی حلقوں میں بھی ازحد پسند کئے گئے امسال برلن مشن عید کارڈ تیار ہوئے ہیں۔ جن پر نہایت خوبصورتی اور موزونیت سے برلن مسجد کی تصویر اور یورپ کا نقشہ چھاپا گیا ہے۔ یہ کارڈ تبلیغ کا آسان اور عمدہ ذریعہ ہونے کے ساتھ برلن مشن کی مالی امداد کا باعث ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ احباب انہیں بکثرت اپنے دوستوں، رشتہ داروں اور شناساؤں کو بھیجیں۔ اگر روشن خیال غیر از جماعت مسلمانوں کو توجہ دلائی جائے تو وہ باسانی مروجہ فضول عید کارڈوں کی بجائے ان تبلیغی کارڈوں کو خریدنے پر آمادہ ہو جائیں گے جلسہ سالانہ کے ایام میں انشاء اللہ عید کارڈ تیار ملیں گے۔

"پھبتیاں"

سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی گرفتاری و سزایابی پر معاصر "الفضل" نے لکھا تھا کہ حدیث میں آیا ہے کہ رمضان شریف میں شیطان کو قید کر دیا جاتا ہے اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری بھی رمضان میں ہی قید کئے گئے ہیں اس لئے یہ حدیث ان پر صادق آتی ہے اس کے جواب میں احرار کے ترجمان "مجاہد" نے لکھا کہ حدیث میں یہ بھی تو آیا ہے کہ رمضان میں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور چونکہ قادیان کے دروازے بھی احرار پر بند کر دیئے گئے ہیں اس لئے قادیان جہنم ٹھہرا۔ اس قسم کی پھبتیاں معقولیت و متانت سے کوئی مناسبت نہیں رکھتیں اور مدعیان مذہب اور ارباب صحافت کے شایان شان نہیں۔ اب ان پھبتیوں کے پیش نظر اگر کوئی "مجاہد" پر سوال کر دے کہ قادیان واقعی جہنم ہے تو احراری امیر شریعت اور ان کے دوسرے ہمنوا وہاں داخل ہونے کی جیتیا بانہ کوشش کیوں فرماتے ہیں۔ مولوی عطاء اللہ صاحب کے بعد احرار کے دو تین اور رہنما بھی گرفتار ہو چکے ہیں تو کیا ان سب کو جہنم میں داخل ہونے کا شوق تھا؟ پھر مولوی عنایت اللہ اور دوسرے احراری جو قادیان میں موجود ہیں ان کی نسبت کیا ارشاد ہے؟ ظاہر ہے کہ "مجاہد" اس کا کوئی معقول جواب نہیں دے سکتا۔ قادیان کو جہنم قرار دینا تو "تیلی تیرے سر پہ کولھو" والی بات ہے۔

پیغام صلح کا آئندہ پرچہ شروع جنوری میں شائع ہوگا

آریہ سماج کی امن سوزیاں!

یہ امر بے حد قابل افسوس ہے۔ کہ آریہ سماج اپنی امن سوز سرگرمیوں سے شمالی ہند کو فرقہ وارانہ کشیدگی کا جہنم بنا دینے کے بعد ملک کے ایسے علاقوں میں مصروف کار ہو جہاں ہمیشہ سے ہندو مسلمان تعلقات قابل رشک طور پر اچھے رہے ہیں۔ کچھ عرصہ سے حیدر آباد دکن کی اسلامی ریاست پر اس کی خاص طور پر توجہ ہے۔ وہاں بدامنی اور ہندو مسلم کشیدگی پیدا کرنے کے لئے آریہ سماجیوں نے کئی ڈھونگ رچائے۔ بے شمار غلط فہمیاں پھیلائیں لیکن تاجدار دکن کی رواداری اور رعایا پروری سے ہندو خوش اور مطمئن تھے اور یہ لئے ان اتحاد دشمن لوگوں کی کوششیں بار آور نہ ہو سکیں۔ اس طرف سے مایوس ہو کر انہوں نے مذہبی دل آزاری کا پرانا طریق اختیار کر لیا ہے۔ اس ہفتہ یہ افسوسناک خبر آئی ہے۔ کہ قصبہ مانک پور تعلقہ معین آباد ضلع گلبرگہ کے آریہ سماجیوں نے بلا اجازت جلوس نکالا۔ اور اس میں ایسے بھجن گائے گئے جن میں حضرت نبی کریم صلعم کی توہین کی گئی تھی۔ اور مسلمانوں کے احتجاج کے باوجود یہ سلسلہ جاری رکھا۔ آخر ہندو مسلمانوں کا تصادم ہو گیا۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ آریہ سماجیوں کو عقل دے اور وہ اس طرز عمل سے باز آ جائیں حکام ریاست کو چاہیے۔ کہ وہ ان امن سوز لیڈروں کا معتدبہ طریقوں سے قلع قمع کر دیں۔

عید اور مساجد

سال گذشتہ یہ تجویز کی گئی تھی کہ عید کے موقعہ پر عید فنڈ کے علاوہ تعمیر مساجد کے لئے بھی چندہ ہوا کرے سال گذشتہ تھوڑی سی رقم اس غرض کے لئے جمع ہوئی تھی۔ جس سے ایک مسجد اور اس کے ساتھ لائبریری ڈیرہ غازیخاں میں بن گئی ہے۔

مسجد کا بنوانا تو بہت ہی ثواب کا کام ہے جو خدا کے لئے مسجد بنواتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔ اور پھر جب آج ایک جماعت کا وجود اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے مخصوص ہو گیا ہے تو اس کی ترقی اور استحکام کے لئے ہر شہر میں اپنا مرکز ہونا ضروری ہے اور مسلمانوں کا مرکز مسجد ہی ہے پس ہماری ترقی اس کام کے ساتھ وابستہ ہے اور میں چاہتا ہوں کہ دو تین سال میں وہ تمام مقامات جن میں جماعت موجود ہے مگر جماعت کا مرکز موجود نہیں وہاں مساجد بن جائیں۔ اس لئے اس عید پر مساجد کے لئے خاص تحریک کی جائے۔ اور

عید فنڈ کے ایک روپے کے علاوہ

پانچ سو روپے ماہوار سے زیادہ آمد والے احباب سے پانچ روپے۔ دو سو سے پانچ سو تک دو روپے اور اس سے کم آمد والے احباب سے ایک روپیہ فی کس کم سے کم چندہ لیا جائے اور اس کے علاوہ بھی اپیل کی جائے کہ جو بزرگ اس میں خاص طور پر نمایاں حصہ لے سکتے ہیں وہ لیں اور مستورات سے بھی اپیل کی جائے کہ وہ اپنے زیورات سے اس تحریک میں امداد دیں۔

محمد علی

خریداران پیغام صلح

کی خدمت میں ضروری التماس

سال رواں آپکے قومی اخبار پیغام صلح کی زندگی میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اس سال انجمن نے احباب جماعت کی خواہشات کا احترام اور سلسلہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات کا احساس کرتے ہوئے اخبار کو ترقی دینے کیلئے ایک اولوالعزمانہ قدم اٹھایا ہے۔ صفحات اور عملہ میں اضافہ کیا گیا جس کی وجہ سے اخراجات ڈیوڑھے سے بھی زیادہ ہو گئے ہیں۔ احباب جماعت کا فرض ہے کہ وہ اپنے اخبار کی عملی حوصلہ افزائی کریں۔ جلسہ سالانہ اس کے لئے ایک بہترین موقع ہے لہذا تمام وابستگان سلسلہ کی خدمت میں مندرجہ ذیل معروضات پیش کی جاتی ہیں۔ اگر وہ ان پر توجہ فرمائیں تو اخبار کی مالی مشکلات بہت حد تک دور ہو جائینگی۔

(۱) جلسہ سالانہ پر اخبار کے تمام بقایا جات صاف کر دیئے جائیں جن خریدار صاحبان کا چندہ دسمبر ۱۹۳۵ء یا اس سے قبل ختم ہو چکا ہے یا ماہ جنوری ۱۹۳۶ء میں ختم ہوتا ہے وہ بالخصوص واجب الادا رقم ادا فرما دیں۔

(۲) اپنے اپنے حلقہ اثر سے جدید خریدار فراہم کرکے لائیں۔

(۳) تجارت پیشہ احباب اخبار کو اشتہارات کا آرڈر دیں۔

(نوٹ) اخبار کا دفتر حسب دستور سابق جلسہ گاہ کے قریب کسی نمایاں مقام پر ہوگا وہاں رقوم بافراغت ادا کر دیں۔ اگر دفتر محاسب میں ادا کریں تو تفصیل نہایت احتیاط سے نوٹ کرا دیں۔

(منیجر)

مفت تقسیم ترجمۃ القرآن انگریزی

اب جب کہ یورپ، امریکہ، جاپان و دیگر ممالک کی لائبریریوں کو قرآن کریم انگریزی کی کاپیاں تحفۃً مہیا کی جا چکی ہیں یہ امر نہایت ضروری ہے۔ کہ دنیا کی بڑی بڑی سلطنتوں کے وزراء ممبران پارلیمنٹ اور بادشاہوں کو قرآن تحفۃً دیا جائے۔ انگلستان کے ۲۳ بڑے بڑے وزراء کو قرآن کریم بھیج دیا گیا ہے۔ ضرورت ہے کہ دیگر وزرا ممبران ہوس آف لارڈز و ہوس آف کامنز کو بھی ایک ایک کاپی قرآن کریم انگریزی اور سیرۃ نبوی و رسالہ اصول اسلام کی مفت دی جائے اس مقصد کے لئے ایک ایک ہزار قرآن کریم انگریزی سیرۃ نبوی و رسالہ اصول اسلام درکار ہونگے یہ ایک نہایت مفید تجویز اسلام کو مقبول بنانے کی ہے۔ امید ہے کہ ہمارے بزرگان و ہمدردان قوم اس طرف توجہ فرمائیں گے۔

(محمد منظور الٰہی)

جلسہ

پر تشریف لانے والے احباب کی آگاہی کیلئے عرض ہے کہ گو لاہور میں کرفیو آرڈر کا حکم منسوخ ہو چکا ہے لیکن دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ بدستور ہے اس لئے کوئی صاحب اپنے ہمراہ کسی قسم کا ہتھیار یا چھڑی وغیرہ نہ لائیں۔

اخبار احمدیہ

— یہ خبر مسرت سے سنی جائے گی کہ ہمارے مکرم دوست ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب اسسٹنٹ سرجن نوہ کوٹ کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صاحب نصیب، عمر دراز اور خادم دین بنائے۔

ڈاکٹر صاحب نے اس خوشی میں پانچ روپیہ اشاعت اسلام کیلئے مرحمت فرمائے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

— خوشی کی بات ہے کہ ہمارے سکول کے ایک طالبعلم مسٹر عماد الدین نے جو امتحان انٹرنس میں اس سکول سے اول رہے ہے یونیورسٹی سکالرشپ حاصل کیا ہے ان کے والد بزرگوار شیخ احمد علی صاحب ریٹائرڈ اوورسیر اس خوشی میں مبلغ پانچ روپیہ اشاعت اسلام کے لئے عطا کرتے ہیں اور ہیڈ ماسٹر صاحب ہائی سکول کے بہت ممنون ہیں جن کا عملہ طلبہ کو اس قدر محنت اور دلچسپی سے تعلیم دیتا ہے۔

— قاضی عبد اللطیف صاحب محرر اول دفتر محاسب کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں۔

— شیخ عبد الواحد صاحب سب انسپکٹر پولیس کی صاحبزادی اور صاحبزادہ شیخ بشیر احمد صاحب بیمار رہیں احباب ان سب کیلئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد شفا دے۔

— خان غلام محمد سرینگر سے لکھتے ہیں کہ وہ امسال میٹریکولیشن کے امتحان میں شامل ہو رہے ہیں احباب ان کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں

— ہماری جماعت کے ایک ہمدرد اور معاون دوست حاجی سردار جان محمد خانصاحب رئیس علاقہ مظفر گڈھ گزشتہ ہفتہ بعارضہ نمونیا انتقال

آٹھ کروڑ اچھوت اور اسلام

ایک اچھوت لیڈر کے جذبات و خیالات

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائیگی

(از مسٹر جگن ناتھ پرشاد دھنیک بی۔اے۔ ایل ایل۔بی۔ ایڈوکیٹ۔ پریسیڈنٹ آل انڈیا ڈیپریسڈ کلاس ایسوسی ایشن و لیبر کانفرنس لکھنؤ)

یہ مطبوعہ بیان ہندی میں موصول ہوا ہے جس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے:-

صاحبان! تمام وہ اچھوت قوم جو ڈوم، مہتر، چمار، کوری، دھوبی، کھٹیک وغیرہ وغیرہ کہلاتے ہیں۔ وہ اس وقت ہوشیار ہو جائیں۔ اور کانگریسی ممبران اور سماج والے آریہ ہندو لیڈروں کی چالاکیوں کے شکار ہونے سے اپنے کو اور اپنی تمام آٹھ کروڑ وغیرہ باشندے یعنی اس ملک کی اصل رعایا یعنی اچھوت ڈیپریسڈ کلاس نیچ قوم کہلانے والوں کو بچائیں۔

بمبئی کے مشہور اچھوت لیڈر رہنما شری ڈاکٹر بھیم راؤ امبیدکر جی بیرسٹرایٹ لاء نے بمبئی اور ناسک کے اکثر عام مندروں میں دس سال سے جانے کی کوشش میں تمام ہندوؤں کی خوشامدیں کیں لیکن کسی نے توجہ نہ کی۔ جب ستیہ گرہ کر کے لیٹ کر درشن کرنے کیلئے مندر میں جانے کا عزم کیا تب بھی مہنتوں اور آریہ ہندو لیڈروں اور ان کے پیروؤں نے مندر کا دروازہ بند کر دیا۔

غریب وہ اچھوت جو سر پر چوٹی رکھتے۔ رام اور کرشن کو بھگوان مان کر نام جپتے اور اعلیٰ اقوام (آریہ ہندو پبلک) کی خدمت کرتے ہیں ان کی شکایت گورنمنٹ افسروں سے کی گئی کہ ہمارے مندر بھرشٹ (ناپاک) ہونے سے بچا کر ہمارے مذہب کا تحفظ کریں۔

اس پر گورنمنٹ کے افسران نے پولیس روانہ کی جو اعلیٰ اقوام سے تھی۔ لاٹھیوں سے مار مار کر غریب لیٹے ہوئے اچھوتوں کو ہٹایا گیا ان پر دفعہ ۱۴۴ لگا دی گئی اور ہندوؤں نے عدالت میں گواہی دے کر ان اچھوتوں کو سزائیں دلوا کر جیل بھجوا دی۔

گھروں کے جلانے پر گاندھی جی کا سکوت

گورنمنٹ کے انگریزی افسروں نے اچھوتوں کی تعلیم کا بندوبست کیا اس پر ماسٹروں کو غصہ آیا اور کچھ ایسی پالیسی اختیار کی جس سے اچھوت لڑکے بھاگ جائیں۔ بعد ازاں آریہ ہندو پبلک نے اچھوتوں کے جھونپڑے جلا ڈالے، کنوؤں میں مٹی کا تیل ڈال دیا تاکہ گاؤں چھوڑ کر جنگلات میں چلے جائیں۔

اس پر گاندھی جی نے نہ زبانی امداد فرمائی اور نہ آریہ ہندوؤں کو سمجھایا بلکہ ہر دن آجکل اچھوتوں میں اپنا کام کر نا دنیا کو بتاتے ہیں اور اس سلسلہ میں ان کو پبلک سے لاکھوں روپیہ چندہ ملا ہے جس سے ہریجن سیوا سنگھ (انجمن خدام اچھوت) نامی ایک سبھا قائم کی گئی ہے جو اچھوتوں کی آواز کو دبانے کے لئے ہے اور اس ایسوسی ایشن نے اعلیٰ ذات کے آریہ ہندوؤں کو جو کہ گاندھی جی کی شہرت کا ڈھول پیٹتے ہیں۔ ان کی شکم پری کے لئے یہ سبھا اچھوت سیوا (خدمت) کے نام پر کام کر رہی ہے۔ اس طرح آریہ سماج کی جانب سے دلت ادھار سبھا کے نام سے ایک ایسوسی ایشن ہے جو کہ پیدائشی اچھوت لیڈروں کو ہندو اخباروں میں بدنام کرنا اور ان کو اچھوتوں کا لیڈر تسلیم کرنا اس کا اولین فرض ہے یا تو اعلیٰ ذات کے آریہ ہندوؤں کی ہاں میں ہاں ملاؤ تو اچھوتوں کے لیڈر ورنہ اچھوت ہی سہی۔

بنارس میں اچھوتوں پر مہنتوں اور ہندوؤں کے مظالم

اس تیرتھ استھان (زیارت گاہ) میں پچھلے سال خود اچھوتوں نے اپنے جنم ہی کے اچھوت لیڈروں کے ساتھ بشوناتھ مندر کے درشن (زیارت) کے لئے کوششیں کیں تو تمام آریہ ہندو اور مہنتوں نے ضلع کلکٹر مجسٹریٹ صاحب سے فریاد کی کہ ان کو اس پبلک مندر میں نہ آنے دیا جائے پولیس کا انتظام ہوا، مندر کا دروازہ مہنتوں نے بند کر دیا اور اچھوت لیڈروں پر دفعہ ۱۴۴ عائد کر دی گئی۔ اس پر ٹاؤن ہال میں اچھوتوں نے ایک جلسہ منعقد کیا کہ مندروں کے علاوہ گنگا کے ان گھاٹوں پر اچھوت اشنان کرتے ہیں جو کہ مسلمانوں کے گھاٹ ہیں وہ سب میونسپلٹی کے ہیں

پنڈت مالوی جی کی یونیورسٹی اور اچھوت

پنڈت مدن موہن مالوی جی ۲۲ کروڑ ہندوؤں کے نام پر گورنمنٹ سے روپیہ لیکر ہندو یونیورسٹی چلا رہے ہیں جس میں ہندو تعلیم حاصل کر کے بڑے بڑے عہدے سرکار سے حاصل کرتے ہیں وکیل بن کر عدالتوں میں وکالت کر کے لاکھوں روپیہ پیدا کر رہے ہیں اور ان ۲۲ کروڑ میں وہ ہمارا بھی شمار کر لیتے ہیں۔ ہم کو اس کالج سکول، یونیورسٹی سے کوئی فائدہ نہیں، نہ ہمارا کوئی ماسٹر نہ پروفیسر اور نہ اُن کے ہاں سے کوئی وظیفہ اور نہ اُن کے بورڈنگ میں جگہ دی جاتی ہے۔

بنارس میں ۴۴۳ چھیتر (خیراتی باورچی خانہ) ہیں جن میں مفت کھانا ملتا ہے جن میں آریہ، ہندو، سادھو، دشید اور سوامی (سادھو) بنکر تمام ملک میں لیڈری کرتے ہیں۔ ان میں بھی اچھوت کا جانا تو درکنار دیکھ بھی نہیں سکتے۔

بنارس میں اچھوت لیڈروں کے سر پھٹے

اس سبھا میں آریہ ہندوؤں نے دنگا فساد کر دیا جو پبلک اور حکومت سے اپنی تکالیف کا حال بیان کرنے پر کئی اچھوت لیڈروں کے سر پھوڑ ڈالے گئے۔ آل انڈیا پاسی پنچایت سبھا کے لیڈر بابو رام سہائے جی زخمی ہو کر بیہوش ہو گئے تھے جن کو آٹھ کروڑ اچھوتوں کے دلی ہمدرد سائیں قدرت اللہ صدیقی کلچر گانند سنیاسی نے لیجا کر مسلمان ڈاکٹروں سے علاج معالجہ کرا کے صحتیاب کرایا اور اس طرح سے دیگر اکثر دیہاتی غریب اچھوت بھائیوں کو مسلمانوں نے آریہ ہندوؤں کے زدوکوب کرنے سے بچا کر اپنے محلہ میں پناہ دیکر ان کے گھروں تک بحفاظت پہنچانے میں امداد دی۔

اچھوتوں کا مذہب وحدۂ لاشریک لہ کا اقرار ہے

اچھوت نہ ہندو ہیں نہ آریہ۔ اچھوتوں کا دھرم سُنت مت جو کہ وحدۂ لاشریک لہ (توحید الٰہی) کی تعلیم دیتا ہے اور جس کے ہاں پنچایت برادری سسٹم اور بیوہ کی شادی ہمیشہ سے رائج ہے لیکن اس دھرم کا کوئی بادشاہ یا راجہ نہیں ہوا اور نہ کسی ملک میں سلطنت ہے جس سے یہ بہت کمزور ہیں جس طرح سے اسلامی مذہب کو سیاسی طاقت حاصل ہو ان کے اہل مذہب بادشاہ ہیں اور کئی حکومتیں اسلامی سلطنتیں کہلاتی ہیں جس کی وجہ سے

مسلمان ہر جگہ عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اور ان کے حقوق کا ہر جگہ خیال رکھا جاتا ہے۔ اچھوتوں کے پاس پولیٹیکل طاقت نہ ہونے سے وہ ڈاکو، غلام اور اچھوت (ڈیپریسڈ کلاس) وغیرہ شمار کئے جاتے ہیں۔

بھگوان اور ہندو دیوتاؤں کا حکم

آریہ ہندو اپنی مذہبی کتب سے مجبور ہیں۔ ان کے ویدوں میں پرارتھنا (دعا) اس قسم کی ہے کہ ہمیں اچھوتوں کو کمزور اور جانوروں سے بھی زیادہ بدتر سلوک کرنے کیلئے آریہ ہندوؤں کو ان کے بھگوان رام کرشن اور تمام دیوتاؤں اور اوتاروں نے حکم دیا ہے اگر مسلمان یا عیسائی کوئی چھوٹا جات پات نہ مانتا ہو تو وہ اپنے مذہب کے خلاف گناہ کا مرتکب ہوتا ہے جس کی اسکو سزا ملیگی۔ اور اگر آریہ ہندو اچھوت پر جس قدر مظالم توڑے اسی قدر اس سے پرماتما (خدا) خوش ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے مذہب کا فرض ادا کرتا ہے اگر آریہ ہندو اچھوت کو اپنے مذہب میں داخل کرے تو وہ اپنے دھرم کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوگا۔ اس لئے اچھوتوں کا مطالبہ ہے کہ اس کی کیا ضمانت ورگارنٹی ہے کہ اپنی مذہب کتب کی رو سے پھر وہی مظالم شروع نہ کر دیئے جائیں ......

مسلمان بادشاہوں کا اچھوتوں سے سلوک

اسی طرح سے کالستھ قوم جس کو برہمن پنڈت نیچ جاتی (ادنیٰ) اقوام کہتے ہیں مسلمان بادشاہوں کے عہد میں ان کو تعلیم دی گئی، وزیر بنا کر بادشاہوں نے اپنے پاس بٹھایا۔ خزانہ بھی ان کے ہاتھ میں دیا۔ اچھوتوں کو بھی شروع فتحیابی ہندوستان کے وقت صوبہ سندھ کے مسلمان گورنر کے ساتھ وزیر بنایا گیا اور فوج میں بھی اعلیٰ عہدوں پر مقرر کئے گئے جو بعد میں اچھوتوں سے رشتہ ناطہ ہونے کی وجہ سے رفتہ رفتہ ان کو علیحدہ کر دیا گیا۔ اور چونکہ مسلمانوں نے اچھوتوں کی امداد سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اس لئے خدا نے ان کے ہاتھ سے سلطنت چھین لی اور وہ انگریزوں کے سپرد کر دی گئی جنہوں نے اچھوتوں کی جانب اپنی توجہ مبذول کی تھی جس میں گاندھی جی سیاسی حکمت عملی کے ماتحت دھرم اور منو سمرتی جس سے منسوخ شدہ قانین دفع ہو کے جس کتاب کو اچھوتوں نے اپنے جلسوں میں جلا دیا۔ اور گنگا میں بہا دیا۔ اسی کے جھنڈے میں بغیر ان حصص کے نکالے ہوئے رکھنا چاہتے ہیں جس سے ہمارے آٹھ کروڑ اچھوت بھائی تباہ کئے گئے ہیں۔

گاندھی جی اور ہندو سیاسی لیڈر کیا کریں

اگر گاندھی جی اور تمام وہ پولیٹیکل لیڈر جو اچھوتوں کی اپنی امداد کا ہونا بتاتے ہیں۔ وہ مذہب اسلام کے مانند مسجد میں سب کے پہلو بہ پہلو نماز پڑھنا اور خورد و نوش ایک ساتھ ہو اور جو مہتر، نائی، دھوبی، کوری، چمار اور ڈوم وغیرہ مسلمان ہو کر قرآن شریف ان کی مذہبی کتاب کو پڑھتا ہے اور یاد کر لیتا ہے۔ وہ ان سے آگے اگر نماز پڑھاتا ہے کابلی، ترکی، ایرانی سب جگہ کے مسلمان اس کے ہاتھ پر بوسہ دیکر اپنا امام تسلیم کرتے ہیں۔

ہز اگزالٹڈ ہائینس نظام حیدرآباد جو سب سے بڑے نواب راجہ مہاراجہ ہیں وہ بھی اس کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں نہ کوئی چھوت ہے اور نہ اچھوت۔ اور جو عقلمند شخص مسلمان ہوا۔ وہ وائسرائے ہند و گورنر جنرل کی کونسل، اسمبلی میں مسلمانوں کا ممبر بن سکتا ہے۔ جیسے ہم سکے سٹر گایا بیرسٹرایٹ لاء مسلمان ہوتے تو ان کو سب حقوق حاصل ہو گئے اور سر میاں محمد شفیع مرحوم جو آرائیں (کنجڑے) قوم سے تھے۔ ان کو سب مسلمانوں نے مل کر وائسرائے کا وزیر تک بنا دیا اور مسلم لیگ کا صدر بنایا اس طرح دیگر مسلمانوں نے اپنے شودروں کو آزاد کر کے یہ ملک ہندوستان آریہ ہندوؤں سے چھین کر خاندان غلاماں کو سلطنت دے کر اپنے ملک کو واپس چلے گئے تھے اگر اسی طرح کانگریس ہندو سبھا حقوق بخش کر اپنے مذہب کی کتابوں میں یہ درج کرائیں تو ہم ضرور اپنے بھائی چارہ میں اچھوتوں کو لے سکتے ہیں۔ (زالامان)

جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں

(مرتبہ آنریری جائنٹ سکرٹری صاحب)

تبلیغ ہند

(نوٹ) بیرونی ممالک کے علاوہ خود ہندوستان میں بھی بذریعہ مبلغین ولٹریچر و خط و کتابت تبلیغ اسلام کا کام جاری ہے اور خدا کے فضل سے باوجود مخالفین کی مختلف قسم کی شرارتوں کے کثرت سے لوگ ہمارے کام و عقائد کے مداح بنتے جا رہے ہیں اور حسب توفیق جماعت میں خدمت اسلام کے لئے شمولیت اختیار کر رہے ہیں۔ ذیل کی خط و کتابت تبلیغ ہند کا پہلو لئے ہوئے شائع کی جاتی ہے:۔

صوبہ بنگال

مسٹر عبدالمطلب لکھتے ہیں:۔ چند یوم گذرے کہ آپ کی طرف سے کچھ کتب و رسالہ جات پہنچے تھے۔ بوجہ خانگی امور میں مصروفیت کے میں خط نہ لکھ سکا۔ میں اس تکلیف کے لئے مشکور رہوں۔ چونکہ میں یہاں کے روزانہ انگریزی اخبار کا خریدار ہوں۔ اس لئے میرے خانگی حالات مزید اخبارات خریدنے کی اجازت نہیں دیتے۔ تاہم میں انشاءاللہ آپ کو اس نیک کام میں بطور امداد وقتاً فوقتاً کچھ نہ کچھ نقد امداد دیتا رہوں گا۔

بمبئی

مسٹر آئی۔ ایم۔ ایس سورتی لکھتے ہیں کہ:۔ آپ کا خط ملنے سے بڑی خوشی حاصل ہوئی جس کے پڑھ لینے کے بعد میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے درمیان اتحاد پیدا کرے جیسا کہ تیرہ سو سال قبل ان میں یکجہتی تھی۔ میں کوشش کرونگا کہ سالانہ جلسہ میں شامل ہو سکوں۔ لیکن ممکن ہے کہ ماہ رمضان اور عید کے قرب کی وجہ سے اس ارادہ میں کامیاب نہ ہو سکوں۔ تمام احباب کی خدمت میں السلام علیکم عاپان کے لئے ایک سٹ کی قیمت بھیجی جا رہی ہے۔

محمد حیات خاں صاحب لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر امبیدکار کا اعلان آپنے مطالعہ کر لیا ہوگا۔ میں آپ کی انجمن کی توجہ اس ضروری کام کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ان سے ملاقات کرکے تعلیم اسلام سے آگاہ کریں اور انہیں انجمن کی تالیفات و قرآن کریم بطور ہدیہ دیں۔ میں اس کام کے لئے مبلغ دس روپے اپنی جیب سے دیتا ہوں ایسے تعلیمیافتہ آدمی کو مسلمان ہو جانا بہت غنیمت ہے۔ انہیں آپکا اخبار بھی باقاعدہ جانا چاہیئے۔

وسط ہند

مسٹر ... لکھتے ہیں کہ میں ایام طالب علمی سے ہی ان جراثیم ملاؤں کی حالت پر افسوس کیا کرتا ہوں۔ ان کی ظاہری حالت دیکھکر افسوس آتا ہے کہ یہ ملاں لوگ زاہد و متقی بنکر اپنی روپ ... سے غریب سادہ لوح مسلمانوں کو خوب لوٹتے ہیں۔ مکاری ریاکاری کا تسبیح ... اپنے آپ کو صوفی و صافی تصور کرتے ہیں۔ اور مختلف ... سے مسلمانوں کا خون چوستے ہیں۔ ... عزیز ... ان کے ... ہوئے ہیں۔ یہاں ایک خاندانی فقیر ... گداگری پر گزارہ ہے۔ ... احمق ... اپنی مقطع ریش ... دنیا ... مسلمانوں کو مسحور کر رکھا ہے۔ ماشاءاللہ چشم بددور آپ ... کی ... سے بھی روحانی پیشوا بنے ہوئے ہیں۔ تقدس کا بڑا دعوے ہے۔ لیکن چند روز پاس رہ کر دیکھو تو نہ قرآن آتا ہے اور نہ حدیث اور نہ دیگر علوم اسلامی۔ لیکن جاہل مسلمان ہیں کہ پیر صاحب پر فریفتہ ہیں۔

پیر صاحب کے علاوہ یہاں ایک معمولی لکھے پڑھے بزرگ پیشوائے ملت بنے ہوئے ہیں۔ ایک معمولی ملازمت کر رکھی ہے لیکن ناجائز کمائی سے کافی جائداد پیدا کی ہوئی ہے۔ عیش پرستی آپ کا شغل اور ہمیشہ کرزن فیشن رہتے ہیں۔ پھر لطف یہ کہ مسلمانوں کے امام بنے ہوئے ہیں ؎

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا است

کار طفلاں تمام خواہد شد

مدراس

مسٹر جعفر لکھتے ہیں کہ میں ہندو سے مسلمان ہوا ہوں اور میری دلی خواہش ہے کہ میں تعلیم اسلامی سے واقفیت حاصل کرکے دوسروں کو اسلام کی طرف لاؤں۔ آپ کی انجمن بھی اپنا بیش قیمت لٹریچر مفت دیکر اسلام کی بڑی خدمت کر رہی ہے اور اسی کے طفیل ہے کہ ہندوؤں کا تعلیمیافتہ طبقہ اسلام کی طرف آ رہا ہے۔

جناب اے۔ آر صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں پر میں بڑا ہوا ہوں یہ جگہ تبلیغ اسلام کے لئے بڑی موزون ہے۔ اور اگر مستقل کام کیا جائے تو ہزاروں غیر مسلم دائرہ اسلام کے اندر داخل ہو سکتے ہیں صرف کام کرنے والوں کی کمی ہے لیکن مسلمانوں میں کوئی تبلیغی نظام بھی موجود نہیں سوائے آپ کی جماعت کے۔ اور جو مسلمانوں کی طرف سے جو انعام پا رہی ہے ہمیں بخوبی معلوم ہے۔ وہ سارا زور اس کے مفید کام کو برباد کرنے پر صرف کر رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اُن پر رحم کرے نہ خود کام کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں نہ کسی کو کام کرنے دیتے ہیں۔

محمد شیر دل خانصاحب لکھتے ہیں کہ آپ کے رسالہ اچھوت اقوام سے اپیل کا ترجمہ کناڑی زبان میں شائع کر دیا گیا ہے اور سارے علاقہ میں مفت تقسیم کیا جا رہا ہے۔ کرناٹک کے سارے علاقہ میں اشاعت اسلام کا بڑا موقعہ ہے۔ عیسائی مشنریوں نے اسلام کے بارہ میں سخت غلط فہمیاں پھیلا رکھی ہیں اور ان کے مشن جگہ جگہ کام کر رہے ہیں۔ علاقہ کے مسلمان سخت غریب ہیں اس لئے وہ اسلامی لٹریچر خرید کر مفت تقسیم کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس لئے عرض ہے کہ آپ کی انجمن ہی ہماری لوکل زبان میں اسلامی لٹریچر شائع کرنے کا ذمہ لے۔ جو کتاب آپ فرمائیں گے ہم اس کا ترجمہ کر دیا کریں گے۔ ذیل کے مضامین پر مختلف ٹریکٹوں کی ضرورت ہے۔ مثلاً اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلا۔ یہ امن کا مذہب نہیں۔ یہ دنیا میں جھگڑا پیدا کرنے والا ہے۔ اس میں عورتوں کی کوئی حیثیت نہیں، یہ کافروں کا مال لوٹ لینے کی اجازت دیتا ہے۔ ان اعتراضات کو مشنریوں نے سارے علاقہ میں پھیلا رکھا ہے۔ آپ کی انجمن اس طرف توجہ دے اور اسلام کو اس علاقہ میں پہنچانے کا کام اپنے ذمہ لے۔

عبدالرحمٰن پربھوداس صاحب نومسلم لکھتے ہیں کہ مجھے آپ سے انگریزی و ہندی رسالہ جات مل گئے ہیں جن کے ذریعہ سے مجھے بہت فائدہ حاصل ہوا۔ میں کچھ روپیہ بھیج رہا ہوں تاکہ آپ اسے مفت اشاعت کتب میں صرف کریں۔ اگر آپ کے پاس ہندی قرآن ہو۔ تو اس کی ایک کاپی بھیجدیں اور بھی ایسا ہندی لٹریچر ہو تو سب کا وی پی بھیجدیں۔

محمد اسماعیل صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کا لٹریچر پہنچا۔ ینگ اسلام کے مطالعہ سے مجھے بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ مہربانی فرماکر حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے بارہ میں تفصیلاً اطلاع دیں۔ اگر ان کی سوانحعمری موجود ہو تو وی پی کرکے بھیجدیں مجھے آپ کے لٹریچر سے بڑی دلچسپی ہے

سعد اللہ صاحب لکھتے ہیں آپ کے سلسلہ کی خدمات اسلام کے ہم لوگ دل و جان سے معترف ہیں۔ مجھے عرصہ سے اسلامی کتب کے مطالعہ کا شوق تھا۔ کیونکہ ہم لوگوں کو صحیح تعلیم اسلامی سے بالکل ناواقفیت تھی اب آپ کا لٹریچر پڑھنے پر ہماری آنکھیں کھل گئی ہیں اور ہم نے ایک سوسائٹی مسلمان نوجوانوں کی قائم کر دی ہے جس میں آپ کا لٹریچر منگوایا جا رہا ہے۔ مجھ پر تو سلسلہ کی حقانیت ثابت ہوگئی ہے اس لئے مجھے اپنی جماعت میں شامل کرلیں اور مناسب ہدایات سے مطلع فرما دیں۔

مسٹر جونز ٹرادنکور سے لکھتے ہیں کہ مجھے اسلام کا مطالعہ کرنے کا بہت شوق ہے۔ ایک دوست نے آپ کا پتہ بتایا کہ آپ اسلامی لٹریچر مفت دیا کرتے ہیں۔ میں مشکور رہوں گا اگر آپ مجھے اپنا اسلامی لٹریچر جلد بھیجدیں۔ تاکہ میری پیاس بجھے۔

مسٹر حسین لکھتے ہیں۔ میں نہایت خوشی سے اطلاع دیتا ہوں کہ جس یورپین لیڈی ڈاکٹر نے تین سال ہوئے اسلام قبول کیا تھا۔ اس نے آپ کی کتب اسلامی کے ذریعہ سے بہت ترقی کر لی ہے وہ نماز باقاعدہ پڑھتی ہے۔ روزہ رکھتی ہے۔ میں نے اس سے درخواست کی تھی۔ کہ وہ عیسائی و دیگر غیر مسلم عورتوں میں تبلیغ اسلام کا کام کیا کرے۔ آپ نے اس کے نام اخبار لائٹ مفت جاری کرکے بڑا مفید کام خدمت اسلام کا کیا ہے اور اس کے مطالعہ سے وہ بہت فائدہ حاصل کرے گی۔ اور دوسروں تک پیغام حق پہنچا سکے گی۔

مسٹر رحمت اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ مختلف اسلامی اخبارات میں دیکھکر بڑی خوشی ہوئی کہ آپ کی انجمن ... میں اسلامی مشن کھولنا چاہتی ہے دعا ہے کہ آپ کے دوسرے مشنوں کی طرح یہ بھی کامیاب ہو اور آپ اسلام کو غالب کرنے میں پورے طور پر کامیاب ہوں۔ ہم ہر طرح مالی و جانی مدد دینے کو تیار رہیں اور آپ کی کامیابی کے لئے دعا گو ہیں۔

صدقۂ فطر کا نظام قائم کرنے کی ضرورت

آنحضرت صلعم کی سُنّت کی خلاف ورزی سے مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ کس طرح تباہ ہو رہا ہے؟

برادران اسلام کی خدمت میں التماس

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ)

بدقسمتی سے آج مسلمانوں کا ہر وہ کام اس نظام کی حالت کو چھوڑ چکا ہے جو نبی کریم صلعم نے ضروری ٹھہرایا تھا۔ اور مسلمانوں کی تمام قوت اور طاقت اور ان کا روپیہ اور مال محض نظام کے ماتحت نہ ہونے کی وجہ سے برباد ہو رہا ہے۔ یہی حال صدقہ فطر کا ہے۔

حدیث بخاری میں ہے۔ عن ابن عمر فرض النبی صلعم صدقۃ الفطر او قال رمضان علی الذکر والانثی والحر والمملوک صاعاً من تمر او صاعاً من شعیر یعنی نبی کریم صلعم نے صدقہ فطر یا صدقہ رمضان مرد اور عورت، اور آزاد و غلام سب پر فرض ٹھہرایا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جَو۔ اور بعض احادیث میں ایک صاع کشمش یا ایک صاع پنیر بھی آتا ہے۔ اور بخاری میں ہی ایک باب ہے صدقۃ الفطر علی الصغیر والکبیر صدقہ فطر چھوٹے اور بڑے سب پر ہے اور یہی عمل در آمد صحابہؓ کا تھا۔ کہ چھوٹے سے چھوٹے بچوں کی طرف سے بھی دیتے۔ صاع ایک حساب کے رو سے تقریباً چار سیر اور ایک حساب کی رو سے قریباً تین سیر بنتا ہے۔ مگر مختلف اشیاء کے وزن کے لحاظ سے قیمتیں مختلف ہوں گی۔ آج کل کے نرخ کے لحاظ سے جَو اور گندم کو ایک ہی حکم میں رکھکر اس کا اندازہ قریباً تین آنے فی کس ہوگا۔ اسی حدیث کے آخر پر ہے۔ کانوا یعطون لیجمع الا للفقراء صدقہ فطر صحابہ اکٹھا کرنے کے لئے دیتے تھے اپنے اپنے طور پر فقیروں کو نہ دیتے تھے۔ اور دوسری جگہ بخاری کی حدیث میں ہے کہ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ وکلنی رسول اللہ صلعم بحفظ زکوٰۃ رمضان رسول اللہ صلعم نے میرے سپرد یہ کام کیا تھا۔ کہ میں صدقہ رمضان کی حفاظت کروں جس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلعم خود بھی اسے جمع کرنے کا حکم دیتے تھے۔ اور سارا مال ایک جگہ جمع ہو کر پھر حسب ضرورت تقسیم کیا جاتا تھا۔

اور حدیث ابن عمر میں ہے۔ کانوا یعطون قبل الفطر بیوم او بیومین یعنی یہ صدقہ عید سے ایک یا دو دن پہلے ادا کر دیتے تھے ان تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ فطر کو رسول اللہ صلعم نے جمع کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور وہ اس طرح نہ دیا جاتا تھا جس طرح آج مسلمانوں کی بدنظمی کی وجہ سے ہر ایک شخص جہاں چاہے دے چھوڑتا ہے۔ اس طرح الگ الگ تقسیم کر دینے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ روپیہ ضائع ہو جاتا ہے کچھ بھیک مانگنے والوں کے ہاتھ میں چلا جاتا ہے۔ اگر سنت نبوی کی پیروی کی جائے تو صدقہ فطر کو ایک جگہ جمع کر کے اس میں سے حسب ضرورت خرچ کرنا چاہیئے۔

غور کیا جائے تو مسلمان صدقہ فطر کے اس نظام کو توڑ کر جو رسول اللہ صلعم نے قائم کیا تھا۔ اپنا روپیہ جو ان کی قوم کے لئے عظیم الشان قوت کا موجب ہو سکتا ہے برباد کر رہے ہیں۔ مثلاً لاہور کو ہی ہم لے لیں اگر ایک لاکھ آدمی بھی صدقہ فطر ادا کرتا ہو۔ تو اس کی کل میزان بیس ہزار روپے ہوتی ہے یہ بیس ہزار روپیہ اگر ایک جگہ آئے جیسا رسول اللہ صلعم کا ارشاد تھا۔ تو کس قدر قومی کام اس سے نکل سکتے ہیں کس قدر غرباء کی تعلیم کا انتظام ہو سکتا ہے لیکن ہم اپنے ہاتھوں سے اس روپے کو برباد کر رہے ہیں۔ اور اپنی قوم کو کمزور کر رہے ہیں صرف ایک پنجاب کو ہی لے لو مگر اس کی نصف آبادی نہ سہی ایک تہائی بھی صدقہ ادا کرنے والی ہو۔ اور یقیناً ہے تو ہر سال پنجاب کے مسلمان پندرہ سولہ لاکھ روپیہ برباد کر دیتے ہیں جس سے ایک یونیورسٹی بن سکتی ہے۔ یا قوم کی عامہ حالت سدھر سکتی ہے۔ اس وقت مسلمانوں میں کتنی انجمنیں موجود ہیں۔ اگر مسلمان بھائی اپنے صدقہ فطر کو بجائے ادھر ادھر پھینکنے کے اور رسول اللہ صلعم کے ارشاد کی خلاف ورزی کرنے کے ان انجمنوں کے سپرد کریں مثلاً انجمن حمایت اسلام یا انجمن اسلامیہ ہے۔ یا احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہے۔ یا اور کوئی انجمن ہو تو وہ ان انجمنوں کی قوت کو بڑھا کر اپنی قوم کو کس قدر طاقتور بنا سکتی ہے مگر موجودہ حالت میں کیا ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کی جیبوں سے روپیہ نکلتا بھی ہے۔ اور اپنی طرف سے وہ ایک فریضہ ادا بھی کرتے ہیں لیکن آدھا حکم مانتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کا روپیہ خرچ کیا اور حکم نبوی کی اصل غرض بھی پوری نہ ہوئی۔

میری درد دل سے سب مسلمان بھائیوں کی خدمت میں یہ درخواست ہے۔ کہ وہ اپنے مال کو جسے اللہ تعالےٰ نے قوم کی زندگی کا موجب بنایا ہے۔ ضائع ہونے سے بچائیں اور سنت نبوی کے مطابق اپنا روپیہ قومی ضروریات کے لئے کسی انجمن کے سپرد کر دیں۔

خاکسار:- محمد علی

(پریزیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

عید الفطر کے مسائل!

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۱) عید الفطر کے دن صبح اٹھ کر غسل کرنا۔ صاف کپڑے پہننا۔ خوشبو لگانا۔ عیدگاہ کو جانے سے قبل ناشتہ کرنا سنت ہے۔

(۲) عیدگاہ کو جاتے ہوئے تکبیر و تہلیل یا ذکر الٰہی کرتے جانا افضل ہے۔

(۳) عید کی نماز سے قبل صدقہ فطر ادا کر دینا چاہیئے۔ خواہ غلہ کی شکل میں ہو خواہ نقدی کی شکل میں۔ جو صدقہ عید کی نماز کے بعد ادا کیا جائیگا وہ معمولی صدقہ میں شمار ہوگا۔ اسے صدقہ عید الفطر نہیں کہا جا سکتا۔ حدیث شریف میں ہے۔ کہ صدقہ عید الفطر روزوں کے ایام میں بعض کمزوریوں کے سرزد ہونے کی تلافی کے لئے ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے۔ کہ غربا و مساکین کو اناج مل جاتا ہے جس سے وہ بھی اپنی عید منا سکتے ہیں۔ گویا ساری قوم کو عید میں شمولیت کا موقعہ مل جاتا ہے مساکین محروم نہیں رہتے۔ صدقہ عید الفطر ہر ایک فرد پر واجب ہے خواہ وہ عید کی صبح کو ہی پیدا ہوا ہے۔ عورتوں اور بچوں کا اور نوکر اور غلام کا صدقہ ان کے شوہروں والدین اور آقاؤں کے ذمہ ہے۔ جو ان کے رزق کے کفیل ہیں۔ صدقہ فی کس تقریباً ۲ سیر گیہوں یا اس کی برابر قیمت نقد۔ لاہور کی جماعت نے فی کس ۳ر مقرر کیا ہے۔

(۴) عید کی نماز دو رکعت ہوتی ہے۔ اس میں اذان و تکبیر اقامت کوئی نہیں پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ سے قبل سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ سے قبل پانچ تکبیریں ہیں تکبیروں کے درمیان ہاتھ کھلے چھوڑ دینے چاہئیں۔ قرأت جہری ہوتی ہے۔

(۵) نماز کے بعد خطبہ مسنون ہے۔ ہندوستان میں چونکہ یہاں کی زبان اردو ہے اس لئے قرآن کریم کی تلاوت کے بعد اردو میں مسائل و مہمات ضروریہ پر تقریر کرنی چاہیئے کاغذ کا ایک رول لے کر جو مولوی لوگ پرانا لکھا ہوا عربی کا خطبہ پڑھ دیتے ہیں۔ یہ نہایت لایعنی چیز ہے۔ اس لئے لوگ سنتے سناتے خاک نہیں آپس میں معانقہ کرنے اور سینہ سے سینہ رگڑنے اور عید مبارک کہنے میں مشغول رہتے ہیں بعض خطیب کے سامنے غلہ پھینکتے رہتے ہیں بعض اس کے سر پہ پگڑیاں باندھتے رہتے ہیں۔ یہ سب بدعت اور خطبہ کے آداب کے سخت خلاف ہے۔ خطبہ کو غور سے سننا اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اگر خطیب کو کچھ دینا ہے تو نماز سے قبل دے دو یا خطبہ کے بعد۔ صدقہ عید الفطر ہمیشہ نماز سے قبل دے دینا چاہیئے۔

(۶) عید کے خطبہ میں درمیان میں خطیب کو بیٹھنا نہیں چاہیئے جیسا کہ جمعہ کے خطبہ میں درمیان میں بیٹھا کرتے ہیں۔

(۷) خطبہ ختم ہونے کے بعد جماعت کی شکل میں چلنا افضل ہے کہ اسلام کی شوکت کا اظہار اس میں ہے اس لئے جس راستہ سے آتے ہیں اس رستہ کی بجائے کسی دوسرے رستہ سے واپس ہونا بھی مستحسن ہے

(۸) عید میں آپس میں ملنا جلنا اور ایک دوسرے کو ہدایا اور تحائف یا طعام میں شریک کرنا تمدن کے لئے نہایت مستحسن چیز ہے۔ عیدگاہ سے واپسی پر گھر میں گھس کر دن کاٹ دینا۔ یہ قومی مردگی کی علامت ہوتی ہے۔

(۹) چونکہ آج کل اسلام سے بڑھ کر کوئی غریب نہیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود کے زمانہ سے احمدی جماعت کے افراد صدقہ عید الفطر کا کل یا اکثر حصہ انجمن کے بیت المال میں بھیج دیتے ہیں اس لئے سب احباب کو اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ نماز عید سے قبل حسب سابق صدقہ ادا کر دیں۔

(۱۰) صدقہ عید الفطر کے علاوہ حضرت صاحب کے حکم سے ایک روپیہ فی کس عید فنڈ بھی مقرر ہے۔ آخر عید کے دن بچوں اور عزیزوں کو عیدی اور تحائف دیتے ہیں۔ اسی طرح اس خوشی کے دن میں اسلام کا بھی کچھ حق ہے۔ لہذا احباب خاص توجہ اس فنڈ کی طرف مبذول فرمائیں۔ اور عید فنڈ کے روپے جمع کر کے انجمن کے بیت المال میں بھیج دیں۔ یہ حضرت صاحب کا حکم ہے۔ اور ایک مالی جہاد ہے۔ اسے استخفاف کی نظر سے نہ دیکھیں

حضرت مسیح موعود پر دعوی نبوت کا غلط الزام

(از قلم شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹی)

(۵)

مجازی نبی

(۱) سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ

(حقیقۃ الوحی ص ۶۵)

(۲) لیکن آنے والے مسیح کو امتی کر کے پکارا ہے۔ جیسا کہ حدیث **امامکم منکم** سے ظاہر ہے۔ اور حدیث **علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل** میں اشارۃً مثیل مسیح کے آنے کی خبر دی ہے۔ چنانچہ اس کے مطابق آنے والا مسیح محدث ہونے کی وجہ سے مجازاً نبی ہی ہے۔ (ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۱۷۴ تقطیع کلاں)

(۳) جس حالت میں رویا صالحہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے تو محدثیت جو قرآن شریف میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے جس کے لئے صحیح بخاری میں حدیث بھی موجود ہے۔ اس کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے۔ تو کیا اس سے نبوت کا دعوےٰ لازم آگیا۔

(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۱۷۴ تقطیع کلاں)

(۴) ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کوئی نیا نبی آ سکتا ہے نہ کوئی پرانا قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے۔ مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے . . . عرب کے لوگ تو اب تک انسان کے فرستادے کو بھی رسول کہتے ہیں۔ پھر خدا پر کیوں یہ حرام ہو گیا۔ کہ مرسل کا لفظ مجازی معنوں پر بھی مرسل کا لفظ استعمال نہ کرے۔ (سراج منیر صفحہ ۳)

(۵) یاد رکھنا چاہیئے۔ جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے۔ بعض اوقات خدا تعالےٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کی رو سے ہیں۔

(حاشیہ انجام آتھم، صفحہ ۲۸)

(۶) اس جگہ میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے۔ کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے۔ یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے۔

(حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۴ حاشیہ اربعین نمبر ۲ صفحہ ۲۵)

(۷) ہم خادم دین اسلام ہیں۔ یہی ہمارے ظہور کی علت غائی ہے اور نبی اور رسول کے الفاظ استعارہ اور مجاز کے رنگ ہی ہیں۔

(خط حضرت مسیح موعود مندرجہ الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

جزئی نبوت

(۱) اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں۔ مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے . . . . . وہ ایک جزئی نبوت ہے۔ جو محدثیت کے اسم سے موسوم ہے۔ (توضیح مرام صفحہ ۱۰۹)

(۲) اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گزرے کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے۔ کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے تمام اہل علم اور معرفت اس فضیلت کے قائل ہیں۔ (تریاق القلوب صفحہ ۱۵۷)

(۳) و ہر کہ دعوےٰ نبوت کند و ایں اعتقاد ندارد کہ او از امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم است و ہرچہ یافت از فیضان او یافت واو یک ثمرہ ایست از باغ او و یک قطرہ از بارش او و سایہ تنک از روشنی او۔ (مواہب الرحمن صفحہ ۶۸، ۶۹)

کیا حضرت مسیح موعود نے دعوے کے بعد بھی اپنا عقیدہ تبدیل کیا

(۱) ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعوے اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں۔ جو سراسر واقعات کے خلاف ہوتا ہے۔ اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

(۲) مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

(۳) یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے۔ کہ گویا میں ایک ایسی نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا۔ اور جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں۔ کہ قرآن کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں۔ اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے باہر جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ایسا دعوےٰ نبوت میرے نزدیک کفر ہے۔ اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ میں یہی لکھتا آیا ہوں۔ کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعوےٰ نہیں اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے۔

(خط اخبار عام مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء)

ناظرین ہم نے مختلف عنوانات کے نیچے متعدد حوالجات نقل کر دئے ہیں۔ تا ایک محقق۔ مخالف اور موافق تاثرات سے علیحدہ رہ کر خود بخود صحیح نتیجہ پر پہنچ جائے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ بظاہر کوئی عبارت ان واضح عبارتوں کے خلاف بھی نظر آئے۔ مگر اس قدر ذخیرہ دلائل کی موجودگی میں طریق حق پسندی یہی ہے۔ کہ قلت کو کثرت کے ماتحت کر کے فیصلہ کیا جائے۔ خود مدعی نے بھی بحوالہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۰ و ۱۷۱ یہی معیار فیصلہ قرار دیا ہے۔

ایک بات یہ بھی سوچنے کے قابل ہے۔ کہ اگر فی الحقیقت حضرت مرزا صاحب نے اپنے لئے منصب نبوت ہی تجویز کیا تھا۔ یا خدا تعالےٰ نے ان کو نبی بنایا تھا۔ تو آپ نے اس منصب کے اظہار کے لئے اس قدر مبہم اور غیر واضح الفاظ کا استعمال کیوں فرمایا جس کی تفہیم میں اس قدر تشکک و التباس واقعہ ہو سکتا ہے کسی دعوےٰ کے دلائل بیان کرنے میں تو التباس ہو جانا ممکن ہے مگر سرے سے یہی سمجھ میں نہ آنا کہ اصل دعوےٰ کیا ہے عجیب بات ہے۔ ہم نے آپ کا دعوےٰ محدثیت کا دکھایا ہے۔ اور ساتھ ہی وہ الہام بھی نقل کیا ہے جو اس دعوے کے متعلق خدا تعالےٰ کی طرف سے ہوا ہے اور یہ بھی آپ کی کتابوں سے ثابت کیا ہے کہ آپ محدث کے ساتھ بکثرت مکالمہ اور مخاطبہ کے قائل ہیں۔ مسیح موعود اور مجدد کے دعوے میں کوئی فرق نہیں سمجھتے۔ اور جو تعریف آپ نے نبی کی فرمائی ہے۔ وہ تعریف آپ پر صادق نہیں آ سکتی الفاظ نبی، مرسل اور رسول کی تشریحات فرماتے ہوئے اپنے آپ کو صاف طور پر اس سے تفریق کر دی ہے حتےٰ کہ حدیث میں آنے والے مسیح کو جو نبی اللہ کہا گیا ہے۔ اس سے مراد محدث مجدد یا لغوی نبی بتلایا ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ اصلی اور مستقل اور حقیقی نبی سے صاف انکار فرمایا ہے۔ اور وحی نبوت اور نزول جبریل کو بہ پیرایہ وحی نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد مسدود اور ختم مانا ہے۔ اور اپنی وحی کو وحی ولایت کہا ہے۔ اور اپنے اوپر اس وقت نبی اور رسول کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جب پہلے اپنی کتابوں میں یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ محدث پر لفظ نبی اور رسول کا اطلاق جائز ہے۔ پھر آپ کی غیرت اور احتیاط کہ جس میں آنحضرت کی ختم نبوت کا احترام اور ادب اس درجہ ملحوظ ہے۔ کہ اپنے لئے صرف لفظ نبی کا استعمال نہیں فرمایا۔ بلکہ امتی اور نبی۔ ظلی نبی۔ لغوی نبی۔ بروزی نبی مجازی نبی۔ جزوی نبی۔ بلکہ محدثیت اور مستعار نبوت کے ناموں کا استعمال کیا ہے۔ کیا کوئی شخص بتلا سکتا ہے۔ کہ قرآن اور حدیث اور دیگر کتب ہائے منزلہ میں نبیوں کے نام کے ساتھ یہ صفات بھی پائی جاتی ہیں اگر نہیں ہیں اور یقیناً نہیں ہیں تو یہ سب قرائن اس بات کی دلیل ہیں کہ آپ کا دعوےٰ ہرگز ہرگز نبوت کا نہیں تھا۔ بلکہ محدثیت اور مجددیت کا دعوےٰ تھا۔ صوفیائے کرام نے غیر نبی کے لئے یہ اصطلاحات استعمال فرمائی ہیں نہ نبی کے لئے۔ ہمارے امام کی تالیفات میں بہت سے اعجاز ہیں مگر آج ان کا اعتراف کرنا معمولی انسان کا کام نہیں ہے بلکہ کسی جوانمرد آدمی کا کام ہے۔ علماء نے بدظنی۔ منافرت اور گالیوں کا جو وظیفہ لوگوں کو سکھایا ہے۔ اس پر سختی کے ساتھ عمل ہو رہا ہے۔ اس وقت ہمارے امام اور آپ کی جماعت کے ساتھ انتہائی ظلم سے کام لیا جا رہا ہے۔ دلائل کے مقابل میں جبر و تشدد کیا جاتا ہے۔ ہم لوگ اجرائے نبوت کے مخالف ہیں۔ تکفیر بین المسلمین کو گناہ عظیم سمجھتے ہیں تبلیغ اسلام ہمارا شغل ہے اس کے نتائج بھی واضح ہیں۔ اور یہ کام آج سے نہیں بلکہ اس وقت سے ہے جب کہ موجودہ انجمنوں کا نام و نشان نہیں تھا مسلمانوں کا تعلیم یافتہ طبقہ عملی طور پر ہمارے ساتھ شامل رہا ہے۔ جب یہ حالت ہے تو ہمارے مخالف ہم سے اور کیا چاہتے ہیں مسلمانوں کو اس خانہ جنگی نے بہت برباد کیا ہے۔ اب ان عادات کو ترک کر دینا چاہیئے۔ جب اصول سب کے ایک ہیں تو فروعات میں حد سے زیادہ الجھنا طریق حق پسندی نہیں ہے۔ ہم نے حضرت امام کی تالیفات سے بہت سے دلائل نقل کر دئے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے۔ کہ دعوےٰ نبوت آپ کی طرف منسوب کرنا محض تحکم اور زبردستی ہے امید ہے۔ کہ قادیانی دوست اور مسلمان بھائی ہماری اس محنت سے مزید مستفید ہوں گے

خبریں

عالم اسلام

—— حکومت یمن کے ایک رکن نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ یمنی طلبہ کی ایک جماعت کو حصول تعلیم کے لیئے یورپین یونیورسٹیوں میں بھیجا جائے لیکن والئے یمن نے اس تجویز کو نامنظور کردیا اور فیصلہ کیا کہ یمن کے طلبہ عراقی درسگاہوں میں داخل ہوکر جدید علوم حاصل کریں چنانچہ طلبہ کی ایک جماعت حصول تعلیم کے لئے عنقریب عراق جانے والی ہے۔

—— حکومت ترکی عراق کی دوستی حاصل کرکے اپنی ایک سرحد کو محفوظ بنانے کی کوشش کر رہی ہے اسی سلسلہ میں توفیق رشدی بہت جلد بغداد پہنچنے والے ہیں۔ ترکی کی خواہش یہ ہے کہ عراق کو بھی ایران و ترکی کے اتحاد کا ایک قابل اعتماد رکن بنا لیا جائے۔ علاوہ ازیں معلوم ہوا ہے کہ حکومت ترکی وحدت عربیہ کی تحریک کو بغور مطالعہ کر رہی ہے۔

—— تازہ ترکی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ چار لاکھ ترکی مہاجرین ریاستہائے بلقان سے استنبول پہنچنے والے ہیں ان کو ملک میں آباد کرنے کے لئے وسیع پیمانہ پر تدابیر اختیار کی جارہی ہیں ایک اطلاع مظہر ہے کہ ان مہاجرین کا ایک بڑا حصہ ترکی فوج میں داخل کیا جائے گا۔

—— ایک ذمہ دار ترکی اخبار رقمطراز ہے کہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا اس تجویز پر غور کر رہے ہیں کہ مختلف اسلامی ممالک و اقوام سے تجارتی و اقتصادی تعلقات قائم کرنے کے لئے ایک ترکی وفد روانہ کیا جائے۔ یہ وفد سب سے پہلے روسی مسلمانوں سے ملے گا۔

—— ایک اور تجویز یہ ہے کہ جدید ترکی کے علما و فضلا کا ایک وفد تمام ممالک اسلامیہ کے تعلیمی و علمی اداروں کا دورہ کرے تاکہ تبادلہ خیالات سے ترکی کے متعلق مذہبی نوعیت کی غلط فہمیاں دور ہو جائیں۔ مختلف اسلامی ممالک سے خط و کتابت ہو رہی ہے۔ اگر اس تجویز پر عمل ہوا تو امید ہے کہ یہ وفد ہندوستان بھی آئے گا۔

—— غازی امان اللہ خان سابق شاہ افغانستان کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ عنقریب جنیوا جانے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ بین الاقوامی سیاست کا مطالعہ کریں۔ امید ہے جنیوا میں وہ مختلف ممالک کے مدبرین و سفراء سے بھی تبادلۂ خیالات کریں گے۔

—— گزشتہ دنوں حکومت عراق و حجاز میں جو معاہدہ ہوا تھا اس کی تفصیلات اب موصول ہوئی ہیں۔ اہم دفعات حسب ذیل ہیں:۔ (۱) ملکی دفاع کے متعلق فوجی اتحاد (۲) غیر ممالک میں ایک دوسرے کی سفارت پر اعتماد (۳) دونوں ملکوں میں ایک ہی قسم کے سکول کی ترویج۔ (۴) باہمی تجارت کو فروغ دینے کے لئے جدید قوانین کا نفاذ (۵) دونوں ملکوں میں پاسپورٹ کی پابندیوں کا ازالہ (۶) عراق و حجاز کے مابین حج کے لئے جو سڑک تیار کی گئی ہے اس کو پختہ کرنے کے لئے دونوں حکومتوں کا اتفاق۔

—— شاہ عراق فنون لطیفہ سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ وہ عرب کی موسیقی کو مغربی موسیقی کے طرز پر منظم و منضبط کرا رہے ہیں۔

—— بغداد ۱۰ دسمبر۔ غیر ملکی افراد کی ملازمت کا مسودہ اس وقت ایوان عالی میں زیر بحث ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس مسودہ قانون کا مقصد یہ نہیں کہ غیر ملکی ملازموں کو یکقلم نکال دیا جائے بلکہ یہ مسودہ قانون حکومت کو مجاز قرار دیتا ہے کہ وہ غیر ملکی باشندوں کی ملازمت کے متعلق وقتاً فوقتاً موزوں اقدامات کرسکے۔ فی الحال حکومت عراق یہ چاہتی ہے کہ مہارت نہ رکھنے والے غیر ملکی مزدوروں پر پابندیاں عاید کی جائیں۔

—— البانیا کی نئی وزارت حسب ذیل اشخاص پر مبنی ہے:۔

وزیر اعظم و وزیر عدلیہ محمد فراشیری۔ وزیر خارجہ فواد اسلانی۔ جو البانیہ کی طرف سے سفیر انگلستان تھے۔ وزیر داخلہ ایم انعم ملوطو جو سنقوطری کے حاکم تھے۔ وزیر تعلیم ڈاکٹر مش مشتاطی۔ وزیر مال ایم روک جیبرا۔ وزیر پبلک ورکس انجینئر ڈائف نزاکی۔ وزیر معیشت اکانومی ایم دمیطری براتی۔

ہندوستان

—— لاہور میں ۱۶، ۱۷، ۱۸ جنوری کو محکمہ زراعت کے زیر اہتمام یونیورسٹی ہال میں پھلوں کی نمائش ہوگی۔

—— کوئٹہ ۱۸ دسمبر کل دو بجے شب یہاں زلزلے کا ایک شدید جھٹکا محسوس ہوا۔ گھروں کے دروازے کھڑکیاں اور چھتوں کے تڑخنے کی آوازیں آنے لگیں۔ لوگ نیند سے بیدار ہوگئے۔ نقصان جان بالکل نہیں ہوا۔

—— کوئٹہ ۱۹ دسمبر یہاں کھدائی کا کام نہایت سرعت کے ساتھ جاری ہے۔ تقریباً ۲۳ لاکھ روپے کا مال برآمد کرکے مالکوں کے حوالے کیا جاچکا ہے۔ کام کی موجودہ رفتار سے اندازہ لگایا گیا ہے کہ مئی ۱۹۳۶ء تک تمام کام ختم ہو جائیگا۔

—— ناسک کے نواح میں کئی دیہاتوں کے ہریجنوں نے ڈسٹرکٹ بورڈ کے ہندو سکولوں سے اپنے بچوں کو اٹھا کر عیسائی سکولوں میں داخل کردیا ہے۔ اور ہندوؤں سے اپنے تمام تعلقات منقطع کر رہے ہیں۔ کیونکہ اس نواح میں ہندو ہریجنوں پر شدید مظالم کر رہے ہیں۔

—— صوبہ سندھ کے اکثر علاقوں میں آج کل شدید سردی پڑ رہی ہے کراچی میں نمونیہ سے بکثرت اموات ہو رہی ہیں۔

—— بمبئی ۱۷ دسمبر ہندو حلقوں میں اس افواہ سے بڑا اضطراب پیدا ہو رہا ہے کہ عید کے روز ناسک کے ہزاروں اچھوتوں نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔

—— نئی دہلی ۱۷ دسمبر آج دوپہر خان بہادر حافظ ہدایت حسین صاحب آف کانپور ممبر اسمبلی و سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ دہلی یہاں حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال فرماگئے انا للہ وانا الیہ راجعون میت کانپور لے جائی گئی اور وہاں ۱۸ دسمبر کو تجہیز و تکفین عمل میں آئی آپ کے ماتم میں مسلمانوں کی تمام دکانیں اور مقامی عدالتیں و تعلیمی ادارے بند رہے

—— کلکتہ ۱۸ دسمبر کلکتہ کارپوریشن کے ۱۴ مسلم کونسلروں کے مستعفی ہونے کے بعد مسٹر فضل حق صاحب میئر کارپوریشن نے بھی استعفا دے دیا۔ کارپوریشن نے آپ کا استعفا نامنظور کرتے ہوئے اس پر دوبارہ غور کرنے کی درخواست کی ہے

—— لاہور ۱۰ دسمبر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے سلسلہ میں شیعہ حضرات کی طرف سے آج علم اور کل شبیہ ضریح نکلنے والا تھا جو مقامی حکام نے بند کردیا۔ اس کے خلاف شیعہ حلقوں میں سخت ناراضگی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

—— امرتسر ۱۷ دسمبر مقامی سکھ اخبار "خالصہ سیوک" اور اس کے پریس سے حکومت نے پانچ پانچ سو روپے کی ضمانتیں طلب کی ہیں۔

—— لاہور ۱۷ دسمبر کل بوائے سکاؤٹس کے سالانہ اجلاس کے موقع پر آنریبل چیف جسٹس سر ڈگلس ینگ نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ پھانسی اور قید کی سزاؤں نے جرائم کی تعداد میں کمی نہیں کی۔ اگر ان سزاؤں کا سلسلہ منقطع کرکے اگر پولیس کے تھانوں کو کلب ہاؤسوں میں تبدیل کردیا جائے۔ اور جگہ جگہ سکاؤٹوں کی انجمنیں قائم کردی جائیں تو اس سے بہتر نتائج حاصل ہوسکتے ہیں۔

—— لاہور ۱۹ دسمبر آج سشن جج نے ایک مسلم نوجوان کو ایک سکھ مسمی کرتار سنگھ کے قتل کے جرم میں پھانسی کی سزا دی جو قتل یکم دسمبر کو سکھ، ہندو، مسلم فساد کے دوران میں ہوا تھا۔

—— بمبئی ۱۹ دسمبر چاندی کا نرخ غیر معمولی طور پر گر گیا ہے صورت حالات بد سے بدتر ہو رہی ہے، اور مستقبل قریب میں اس میں کسی اصلاح کی امید نہیں۔

ممالک خارجہ

—— واشنگٹن ۱۷ دسمبر برطانیہ، فرانس، اطالیہ، زیکو سلوویا، پولینڈ، ہنگری اور رومانیہ نے حکومت امریکہ کو مطلع کیا ہے کہ وہ جنگی قرضوں کی قسط جو اس سوموار کو واجب الادا تھی ادا نہیں کریں گے۔

—— لندن ۱۸ دسمبر ملک معظم کرسمس کے دن کرسمس کے موضوع پر اپنی تقریر بذریعہ آلات نشر صوت تمام رعایا میں منتشر کرینگے۔ تقریر تین بجے شروع ہوگی

—— اٹلی و حبشہ کی جنگ بدستور شروع ہے برطانیہ و فرانس کا رویہ حبشہ کے حق میں تبدیل ہو رہا ہے۔ انہوں نے صلح کا جو فارمولا تجویز کیا تھا وہ کامیاب ہوتا نظر نہیں آرہا کیونکہ مسولینی کی توقعات اس سے بہت زیادہ ہیں اور شاہ حبشہ ان تجاویز کو ذلت خیز قرار دے چکے ہیں

—— عدیس ابابا ۱۷ دسمبر دارالسلطنت اور دیسی کے درمیان حبشہ کی پہلی ہوائی ڈاک جاری ہوگئی ہے۔ شاہ حبشہ نے ملکہ کو اس کے ذریعہ جو خط بھیجا ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ کام شاندار طریق پر ہو رہا ہے فکر کی ضرورت نہیں۔

—— روما ۱۸ دسمبر ایک تقریب افتتاح کے موقع پر مسولینی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ حکومت اطالیہ تعزیری احکام کا شدت سے مقابلہ کرے گی اور مشرقی افریقہ میں اپنے مقاصد کے حصول کے لئے انتہائی جدوجہد کرے گی ہمیں موجودہ لڑائی کو کامیابی حاصل کرنے کے بعد ختم کرنا چاہیے۔ اطالوی قوم اس لڑائی میں ضرور کامیاب ہوگی۔ اطالیہ اس وقت تک اپنے نوجوانوں کو اس وحشی علاقہ میں آباد ہونے کے لئے نہیں بھیجے گا۔ جب تک یہ علاقے اٹلی کے جھنڈے تلے نہ آجائیں۔

—— جنیوا ۱۸ دسمبر حبشہ کے سندوبین متعینہ انجمن اقوام نے حکومت حبشہ کی طرف سے ایک یادداشت پیش کی ہے جس میں فرانسیسی انگریزی تجاویز صلح کو منظور کرنے سے انکار کیا گیا ہے۔

—— لندن ۱۹ دسمبر کل صبح مجلس اقوام کے مختلف ڈیلیگیٹوں کے درمیان تجاویز صلح کے متعلق جو گفتگو ہوتی رہی ہے۔ اس کے پیش نظر خیال کیا جاتا ہے۔ کہ یہ تجاویز بالکل مرچکی ہیں۔

—— جنیوا ۱۸ دسمبر معلوم ہوا ہے جنوبی امریکہ کی بعض حکومتیں اٹلی کے لئے سامان جنگ کی ترسیل پر پابندی کی حامی ہوگئی ہیں۔

—— لندن ۱۹ دسمبر آج شام سر سیموئیل ہور وزیر خارجہ برطانیہ مستعفی ہوگئے ہیں۔ آپ چھ ماہ تک آرام کریں گے۔ آپ کے مستعفی ہونے کی ایک وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ لیبر پارٹی کی تحریک ملامت میں اہل رسوخ ایسی ترمیم کرنا چاہتے تھے جو سر موصوف کے خیال کے مطابق ان کے خلاف ملامت کا ووٹ تھی۔

—— خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اس استعفیٰ کے بعد جو تغیر و تبدیل ہوگا اس کا نتیجہ انگلستان میں نئی طرز کی حکومت قائم ہونے کی صورت میں برآمد ہوگا۔

—— قیاس کیا جاتا ہے۔ کہ مسٹر بالڈون وزارت عظمیٰ کے علاوہ وزارت خارجہ کا کام بھی سنبھال لیں گے۔ یا مسٹر نیول چیمبرلین وزیر خارجہ مقرر کئے جائیں گے۔

—— جنیوا ۱۹ دسمبر سر سیموئل ہور کے استعفے کی اطلاع یہاں نہایت افسوس و حیرت سے سنی گئی ہے۔ البتہ حبشہ کے مندوبین نے اس پر اظہار مسرت کیا۔

—— روما ۱۹ دسمبر سر سیموئل ہور کے استعفے نے روما کے سیاسی حلقوں میں مایوسی طاری کردی۔

ٹیلیفون ۳۳۵۷
سیونگ پالیسی

فی پالیسی تین سو زر بیمہ کی رقم ۵ روپے ماہوار کے حساب سے امریکن بنک میں جمع کراتے ہیئے آپکو کیا ملے گا؟

۱۔ ساڑھے چار سو روپے نقد
۲۔ یا تین ہزار روپیہ تک پیشگی مالی امداد
۳۔ یا پنشن ۵ روپیہ ماہوار برابر تیس سال
۴۔ یا پندرہ سو روپیہ کا بیمہ زندگی مفت

مکمل قواعد صدر دفتر بنک یا لوکل ایجنٹ سے مل سکتے ہیں
مینجنگ ایجنٹ
دی امریکن بنک آف انڈیا لمیٹڈ لاہور

تبلیغی عید کارڈ
برلن مسجد کی ایمان افروز دلکش تصویر

امسال انجمن نے نہایت اہتمام سے تبلیغی عید کارڈ تیار کرائے ہیں جن پر برلن مسجد کی خوبصورت تصویر دی گئی ہے تمام وابستگان سلسلہ کا فرض ہے کہ وہ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو عام مروجہ عید کارڈوں کی بجائے یہ مفید تبلیغی عید کارڈ بھیجیں۔ جلسہ سالانہ پر احباب کو یہ عید کارڈ انشاء اللہ تیار ملیں گے فرمائشیں جلد ارسال کر دی جائیں قیمت فی کارڈ ا؎ زیادہ کارڈ خریدنے والوں کو کمیشن بھی دیا جائیگا
(اسسٹنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

خواتین کا جلسہ سالانہ

خواتین کے جلسہ کیلئے پہلے ۲۲ر دسمبر تاریخ مقرر کی گئی تھی لیکن چونکہ مردانہ جلسہ کی ابتدا ۲۴ر دسمبر کو ہوگی اس لئے خواتین کا جلسہ ۲۳ر دسمبر کو رکھا گیا ہے تاکہ بیرونجات کے احباب کے اپنے اہل و عیال سمیت ایک روز قبل تشریف لے آنے سے ان کی خواتین ۲۳ر دسمبر کے جلسہ خواتین میں شامل ہو سکیں۔

اچھوت تبلیغ فنڈ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک اچھوت اقوام میں تبلیغ اسلام کے لئے ۲۵/- روپے سالانہ کی قربانی میں جماعت کے مندرجہ ذیل احباب نے حصہ لیا ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو جزاء خیر بخشے

(۱) چوہدری عبدالرحمان صاحب　۲۵ روپے سالانہ
(۲) ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی　۲۵ 〃 〃
(۳) ملک شیر محمد صاحب　۲۵ 〃 〃
(۴) میاں ناصر احمد صاحب عرفانی　۲۵ 〃 〃
(۵) مستری شہاب الدین صاحب　۱۲ روپے 〃 〃
(۶) مستری محمد یعقوب علی صاحب　۱۸
(۷) شیخ محمد عظمت اللہ صاحب　۱۲ روپے 〃 〃
(۸) مستری محمد عالم دین صاحب　۱۲ روپے 〃 〃

محکمہ ریلوے میں کلرکوں کی بھرتی

والٹن ٹریننگ سکول ریلوے میں داخلہ کے لئے سیکنڈ ڈویژن انٹرنس پاس کمرشل کلرکوں (پارسل۔ لگیج کلرک وغیرہ) کی ضرورت ہے کل تیس ۳۰ اسامیاں خالی ہیں جن میں سے اکیس ۲۱ مسلمانوں کے لئے ہونگی۔ امیدوار کی عمر فروری ۱۹۳۶ء کو ۱۸ سال سے کم اور ۲۱ سال سے زیادہ نہ ہونی چاہیئے۔ فارم درخواست ہر ایک بڑے اسٹیشن سے ایک روپیہ قیمت ادا کرنے پر مل سکتے ہیں۔ درخواستیں پر کر کے ۳۱ر جنوری ۱۹۳۶ء سے پہلے متعلقہ ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ

بقیہ صفحہ ۱۱

پاسپورٹ برطانی افسر کو دے دیں اور نصف پاسپورٹ جو آپ کو واپس ملے حفاظت سے اپنے پاس رکھ لیں۔ بندرگاہ سے باہر آتے ہی آپ کو معلموں کے وکیل ملیں گے۔ آپ جس معلم کا نام بتائیں گے۔ اسی کا وکیل آپ کو اپنی نگرانی میں لے لیگا۔ پھر آپ وکیل کے ساتھ چار روپیہ بارہ آنہ فیس تصدیق پاسپورٹ اور فیس داخلہ جدہ ادا کر کے مال گودام پر جا کر اپنا اسباب تسلیم کریں اور اسے لدوا کر اور محصول چنگی ادا کر کے جائے قیام پر چلے جائیں۔

جدہ اور حجاز کے ٹیکس اور کرائے

جدہ کی تمام فیسوں اور تمام ٹیکسوں کا مجموعہ ۵ روپیہ ۱۲ آنہ ہے۔ بعد کے کرایوں کا نقشہ درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام اخراجات	درجہ اول	درجہ دوم	سوم
۱	کرایہ اسباب تا قیام گاہ جدہ	ایک روپیہ	۸ر آنے	۴ر
۲	کرایہ جدہ تا مکہ	۲۵ روپیہ (موٹر)	۱۶ روپیہ ۴ر (لاری)	[illegible]
۳	کرایہ شتر برائے سامان تا مکہ	۱۶ ؍ ۱۲	۸ ؍ ۱۲ر	ـــ
۴	کرایہ گاڑی تا قیام گاہ مکہ	۳ ؍	۲ ؍	ـــ
۵	کرایہ قیام گاہ مکہ	۲۴ ؍	۱۸ ؍	۱۶ روپیہ [illegible]
۶	کرایہ خیمہ عرفات و منیٰ	۱۶ ؍	۸ ؍	ـــ
۷	کرایہ تا عرفات آمد و رفت	۴۴ ؍ ۱۲ر (موٹر)	۲۲ ؍ ۶ر آنہ	۷ روپیہ [illegible]
۸	کرایہ شتر برائے سامان عرفات آمد و رفت	۱۱ ؍ ۳ر آنہ	۵ ؍ ۹ر	ـــ
۹	کرایہ از مکہ تا مدینہ آمد و رفت	۱۲۵ ؍ ۱۱ر	۱۴۷ ؍ ۱۲ر آنہ	۸۳ روپیہ [illegible]
۱۰	مزدور اور کرایہ مکان مدینہ	۳۰ ؍	۲۰ ؍	۱۰ ؍
۱۱	معلم کا اکرام (مکہ واپسی پر)	۲ ؍ ۸ر	۲ ؍ ۸ر	۲ ؍ ۸ر
۱۲	مقامی ٹیکس مدینہ	۲ ؍	۲ ؍	۲ ؍

عازمان حج کے لئے مکمل اور فیصلہ کن معلومات

(از قاضی عبد الحمید صاحب قریشی سیکرٹری سیرت کمیٹی پٹی ضلع لاہور)

دیار حبیب کے مسافروں کے لئے مکمل ہدایت نامہ شائع کیا جاتا ہے اس پر عمل کرنے سے حاجیوں کی بہت سی غیر ضروری تکالیف کم ہو جائینگی علماء کرام یہ ورق جمعہ میں سنا دیں اور عازمان حج زیارت سے مشرف ہوں۔ تو براہ کرم راقم الحروف کو دعائے مغفرت سے محروم نہ رکھیں۔

۱۔ پاسپورٹ اور ٹیکہ کا سرٹیفکیٹ

آپ دو چیزوں کا انتظام گھر پر کریں ایک یہ کہ کسی سرکاری ڈاکٹر سے چیچک اور ہیضہ کا ٹیکہ لگوا کر ڈاکٹری سرٹیفکیٹ مفت حاصل کریں۔ اور اس پر لکھوا لیں کہ سفر کرنے والے کو کوئی متعدی بیماری نہیں ہے۔ اور صحت اچھی ہے اس کا فائدہ یہ ہوگا۔ کہ آپ بندرگاہ میں ٹیکہ لگانے۔ ڈاکٹری سرٹیفکیٹ لینے اور کامران یا بھیپارہ کے لئے اترنے کی تکلیف سے بچ جائیں گے مرکز ضلع میں رہنے والے دوسرا کام یہ کریں۔ کہ اپنے ڈپٹی کمشنر یا کلکٹر سے پاسپورٹ کے فارم پر درخواست دے کر مفت پاسپورٹ حاصل کریں۔ آپ بندرگاہ پر پہنچ کر بھی پاسپورٹ حاصل کر سکتے ہیں۔ مگر اس میں تکلیف کے علاوہ تین روپے زائد بھی دینے پڑینگی۔ آپ یاد رکھیں۔ کہ اگر سفر میں کسی جگہ آپ کا پاسپورٹ گم ہو جائے تو آپ تین روپے زائد فیس ادا کر کے بندرگاہ پر تو حج کمیٹی کے افسر سے اور جدہ میں برطانی افسر سے دوبارہ پاسپورٹ حاصل کر سکتے ہیں پاسپورٹ سے تین جگہ کام لیا جاتا ہے۔ (۱) بندرگاہ پر پہنچ کر اسے حج کمیٹی کے افسر کے پاس درج رجسٹر کرا دیں۔ (۲) پھر جب بھیپارہ اور ڈاکٹری معائنہ کے لئے جائیں تو پاسپورٹ اور ڈاکٹری سرٹیفکیٹ ساتھ لے جائیں (۳) جب ساحل جدہ پر کشتی سے اتریں تو اپنا پاسپورٹ اور جہاز کا واپسی ٹکٹ دونوں چیزیں برطانی افسر کو دے دیں۔ وہ آدھا پاسپورٹ آپ کو واپس کر دیگا۔ اسے حفاظت سے رکھیں اور جب آپ حج کر کے جدہ واپس آئیں گے تو یہی افسر آپ کا پاسپورٹ دیکھ کر آپ کا واپسی ٹکٹ (جہاز) آپ کو واپس کر دے گا۔

زادراہ اور روپیہ

آپ بہت زیادہ سامان اور اشیائے خوردنی ساتھ نہ لیں۔ جہاز میں خود کھانا پکانے کی اب کسی کو اجازت نہیں بندرگاہ اور عرب میں اچھی نرخ پر تمام ضروری چیزیں مل جاتی ہیں۔ البتہ قرآن شریف، بستر، پہننے کے کپڑے، جانماز، تین گز ململ اور سوا گز چوڑی احرام کی چادر، چادریں، موم بتیاں، یا بیٹری، دو چھوٹے مشکیزے، چھتری، چاقو، مسواک، استرا، صابن، لوٹا، گلاس، پتیلہ، رکابیاں، لیموں کا اچار، پنسل، پاکٹ بک، قفل، سوئی، دھاگہ اپنے ساتھ رکھ لیں۔ روپیہ کی حفاظت کے لئے بنیان کے نیچے مضبوط جیبیں لگا کر نوٹ ان میں محفوظ رکھیں۔ حجاز میں روپے، دونیاں، چونیاں اور پیسے ہرگز نہ لے جائیں۔ نقدی پونڈوں یا نوٹوں کی صورت میں ہونی چاہیئے حجاز کے اندر عام ضرورتوں میں روپے یا نوٹ نہیں چلتے اس واسطے ضروری ہے کہ آپ جدہ یا مکہ پہنچ کر نوٹوں کے تبادلہ میں پونڈ حاصل کر لیں اور عام ضروریات کیلئے وہاں ایک پونڈ ۔۱۰ قرش میری مل جاتے ہیں اور قرش ہی حجاز کے اندر سودا سلف خریدنے میں کام آتے ہیں مگر یاد رکھیئے کہ آپ کو جدہ یا مکہ معظمہ میں چودہ پندرہ روپیہ میں ایک پونڈ ملے گا۔ اور ہندوستان میں وہی پونڈ سوا بائیس روپیہ میں مل سکتا ہے۔ اس واسطے اگر ہندوستان کے بنکوں ہی سے روپیہ دے کر پونڈ لے جائیں گے تو درجہ سوم کے حاجیوں کو چالیس پچاس اور درجہ اول کو ڈیڑھ سو روپیہ کی کفایت ہو گی۔

جہاز کے تیسرے درجہ اور اونٹ کے مسافر حج اور زیارت کے لئے کیلئے پانچ ساڑھے پانچ سو روپیہ اور جہاز کے درجہ دوم اور لاری کے مسافر گیارہ بارہ سو اور درجہ اول کے مسافر سولہ سترہ سو روپیہ ساتھ لیں۔

۳۔ جہازوں کی تاریخیں

سفر شروع کرنے سے پہلے روانگی جہاز کی تاریخ ضرور معلوم کر لیں ورنہ بندرگاہ پر کئی کئی روز پڑے رہنے سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ ٹرنر مارلین نے اعلان کیا ہے۔ کہ بندرگاہ بمبئی سے ۲۱ نومبر کو ۱۲ دسمبر کو ۱۴ جنوری کو جہاز روانہ ہوں گے اسی طرح کراچی سے ۲۵ نومبر کو ۱۴ دسمبر کو اور ۱۴ جنوری کو اور کلکتہ سے ۳۰ جنوری کو ایک جہاز چلے گا۔ ان جہازوں کے بعد یا پہلے حسب ضرورت اور جہاز بھی روانہ ہو سکیں گے۔

۴۔ بندرگاہ کے ضروری کام

آپ گھر سے بندرگاہ کا ٹکٹ لیں زیادہ سامان ہو تو اسے بک کرا لیں تاکہ ریل میں کرایہ زیادہ نہ پڑ جائے آپ بمبئی میں مسافر خانہ حاجی دلیہ حاجی جمال جیل روڈ عمر کھاڑی میں یا مسافر خانہ حاجی محمد صالح صدیق کرافر مارکیٹ میں یا مسافر خانہ جعفر سلیمان وادی بندر میں ٹھہر سکتے ہیں۔ اسی طرح کراچی میں مسافر خانہ حاجی رحمت اللہ رامپارٹ روڈ کھوآدر میں یا مسافر خانہ حاجی اللہ مولو بندر روڈ میں یا مسافر خانہ ٹھارام ایلفنسٹن روڈ کھوآدر میں ٹھہر سکتے ہیں اگر آپ کے پاس ڈاکٹری سرٹیفکیٹ یا پاسپورٹ نہ ہو تو مسافر خانہ میں قیام کر کے آپ (۱) پاسپورٹ (۲) ڈاکٹری سرٹیفکیٹ (۳) جہاز کا ٹکٹ حاصل کریں۔

۵۔ جہاز کے ٹکٹوں کی خرید

ٹکٹ لیتے وقت دلالوں کے ہتھے میں ہرگز ہرگز نہ آئیں بہت سے چالاک آدمی اپنی امداد کا یقین دلا کر حاجیوں کو لوٹتے ہیں کئی آدمی نشہ دار چیزیں کھلا کر ان کا زر و مال ہتیا لیتے ہیں ایسے لوگوں سے محتاط رہنا چاہیئے ٹرنر مارلین کی شرح کرایہ جہاز یہ ہے :-

نام بندرگاہ	کرایہ جہاز درجہ اول — یکطرفہ	کرایہ جہاز درجہ اول — دوطرفہ	کرایہ جہاز درجہ دوم — یکطرفہ	کرایہ جہاز درجہ دوم — دوطرفہ	کرایہ جہاز درجہ سوم — یکطرفہ	کرایہ جہاز درجہ سوم — دوطرفہ
بمبئی سے	۴۱۲ روپیہ	۷۲۶ روپیہ	۲۸۷ روپیہ	۴۵۱ روپیہ	۱۱۸ روپیہ	۱۷۸ روپیہ
کراچی سے	۴۰۰ 〃	۶۶۲ 〃	۲۷۵ 〃	۴۲۷ 〃	۱۱۵ 〃	۱۷۲ 〃
کلکتہ سے	۳۹۴ 〃	۷۰۰ 〃	۳۲۳ 〃	۵۷۵ 〃	۱۲۷ 〃	۲۳۱ 〃

مذکورہ بالا کرایوں میں روٹی کا خرچ بھی شامل ہے جو جہاز والے دیں گے لیکن جدہ میں اسباب اتروانے کا خرچ یکطرفہ ایک روپیہ چار آنہ اور واپسی ٹکٹ پر دو روپے چار آنے ٹکٹ لیتے وقت الگ ادا کئے جائینگے واپسی ٹکٹ کی میعاد ۱۸ ماہ تک ہے۔ یکطرفہ ٹکٹ اس شرط پر ملتے ہیں کہ آپ واپسی ٹکٹ کے لئے بندرگاہ کے افسر حج کمیٹی کے پاس حسب ذیل رقوم جمع کرا دیں :-

نام بندرگاہ	دس یا دس برس سے زاید عمر کیلئے	دس برس سے کم عمر کے لئے
بمبئی میں	۶۱ روپیہ ۸ آنہ	۲۶ روپیہ ۸ آنہ
کراچی میں	۵۸ 〃 ۸ 〃	۲۵ 〃 ۸ 〃
کلکتہ میں	۸۵ 〃 ۸ 〃	۲۸ 〃 ۸ 〃

یہ رقوم جمع کرا دینے پر واپسی حج کے وقت جدہ میں آپ کو واپس آنے کے لئے جہاز کا ٹکٹ مل جائیگا۔ دس سال سے کم عمر کے بچوں سے صرف روٹی کا خرچ کم وصول کیا جاتا ہے مثلاً بمبئی میں درجہ اول اور دوم کے بچوں سے ۳۹ روپیہ کم اور درجہ سوم کے بچوں سے ۱۰ روپیہ کم۔ کراچی میں اول و دوم کے بچوں سے ۱۵ روپے کم اور درجہ سوم کے بچوں سے ۱۴ روپیہ کم۔ یکطرفہ ٹکٹ لینے کی صورت میں کٹوتی کی مقدار مذکورہ بالا رقوم کا نصف ہو گی۔

بھیپارہ اور روانگی

بھیپارہ کے اعلان پر آپ ڈاکٹری سرٹیفکیٹ، پاسپورٹ اور جہاز کا ٹکٹ لیکر بھیپارہ گھر پہنچ جائیں۔ اور کپڑوں کی جیبیں خالی کر کے بھیپارہ کیلئے دیدیں۔ بھیپارہ گھر میں گرم اور ریشمی کپڑے پہن کر نہ جائیں۔ بھیپارہ کے بعد ڈاکٹر، محافظ حج اور پولیس پاسپورٹ اور ڈاکٹری سرٹیفکیٹ دیکھتے ہیں جنہیں ٹیکہ نہ لگا ہوا ہو ٹیکہ لگاتے ہیں اور پھر جہاز پر چڑھنے کی اجازت مل جاتی ہے۔ اب آپ سامان کو مضبوط اور یکجا باندھ کر نام اور پتہ لکھ دیں۔ اور قلی کا نمبر لیکر اس کے سپرد کر دیں۔ اور خود جہاز کا ٹکٹ اور پروانہ راہداری لیکر گودی میں پہنچ جائیں۔ عرشہ جہاز پر ہر حاجی کے لئے ۱۸، ۸ مربع فٹ جگہ کے خانے بنے ہوتے ہیں جس خانے میں آپ اپنا اسباب رکھ دیں وہ جگہ آپ کیلئے وقف ہے۔ آپ ام سیر تختہ وزن اپنے ساتھ رکھ سکتے ہیں زیادہ وزنی اسباب مضبوط باندھ کر اپنا نام اور نمبر لکھ کر اور درج رجسٹر کرا کے سٹور میں رکھوا دیں۔ آپ روپیہ اور قیمتی چیزیں کپتان جہاز کے پاس امانت رکھ سکتے ہیں۔ ان کی رسید آپ محفوظ رکھیں اور جہاز سے اترتے وقت رسید دکھا کر اپنی امانت لے لیں۔

جہاز میں غذا، پانی اور دوا۔

غذا۔ آپ کو جہاز میں کھانا پکانے اور آگ جلانے کی اجازت نہیں مالک جہاز آپ کے کھانے کا خرچ ٹکٹ کے ساتھ وصول کر چکا ہے کھانا حسب ذیل ملے گا۔

۱۔ درجہ اول اور دوم کے مسافروں کو ہر روز (۱) صبح کی چائے (۲) ناشتہ (۳) دوپہر کا کھانا (۴) عصر کی چائے (۵) شام کا کھانا ملیں گے۔

۲۔ درجہ سوم کے مسافروں کو (۱) صبح ایک پیالی چائے اور دو بسکٹ یا ایک چپاتی (۲) دوپہر کو حسب ضرورت چاول یا چپاتی۔ دال اور کچومر اور ایک دن گوشت سبزی دال، اور کچومر کے ساتھ اور دوسرے دن صرف سبزی دال اور کچومر کے ساتھ (۳) عصر کو صرف چائے کی پیالی (۴) شام کے وقت حسب ضرورت چاول یا چپاتی، سبزی دال اور کچومر کے ساتھ ملیگی۔ درجہ سوم کے مسافر چائے اور کھانا اپنے برتنوں میں لیں گے

ٹکٹ خریدتے وقت آپ بتا دیں۔ کہ آپ دوپہر یا شام کو چپاتی کھائیں گے یا چاول اور سبزی لیں گے یا خشک مچھلی؟

مذکورہ بالا کھانوں کے علاوہ آپ جہاز ہی میں فی پلیٹ مرغ ۷، پلیٹ گوشت ۳، پلیٹ دال ۱، پلیٹ حلوہ ۳، لیموں کا گلاس ۲، ابلا ہوا انڈا ۱، خمیری روٹی ۱، رنگین سوڈا ۲، پیالی قہوہ ۱، سبز لیموں ۱، گرم پانی فی گیلن ۲، الگ قیمت دے کر خرید سکتے ہیں۔

پانی:۔ آپ جہاز سے روزانہ ½۱ گیلن پانی لے سکتے ہیں صبح ۵ سے ۷ بجے تک، پھر ۱۱ سے ۱۲ تک، پھر ۴ سے ۶ تک اور شام کو ۹ سے ۱۰ بجے تک، نہانے کی ضرورت ہو تو جہاز کے غسل خانے میں نہائیے۔

دوا:۔ آپ جہاز کے ہسپتال سے بغیر فیس کے علاج کرائیں اور مفت دوائیں عورتیں لیڈی ڈاکٹر سے علاج کرائیں غیر متعدی بیماریوں کے مریض اسی ہسپتال سے چٹائی کمبل تکیہ اور بستر کی چادریں بھی مفت لے سکتے ہیں بیماروں اور بچوں کے لئے دوا۔ اور غذا خود جنس دے کر جہاز کے باورچی خانے سے مفت پکوا سکتے ہیں جہاز کے انتظام سے آپکو کوئی شکایت ہو تو درخواست لکھ کر شکایتوں کے صندوق میں ڈال دیں خوراک کے متعلق انسپکٹر خوراک سے شکایت کریں۔

جدہ کے متعلق ہدایات

ساحل جدہ کے قریب پہنچ کر تمام سامان یکجا جمع کریں اور نہایت مضبوط باندھ کر اس پر اپنا نام لکھ دیں اور پوری پوری مستعدی کے ساتھ جہاز سے کشتی پر سوار ہوں۔ آپ کشتی کا کرایہ ٹکٹ کے ساتھ ادا کر چکے ہیں۔ اب ملاحوں کو کرایہ نہ دیں اور سامان کو اسی کشتی میں چھوڑ کر صرف ٹکٹ اور پاسپورٹ لے کر اتر جائیں مگر لیمونیڈ اور نوٹ احتیاط سے اپنے ساتھ رکھ لیں زیور عورتوں کو دے دیں۔ ورنہ زیور پر بھی چنگی کا محصول دینا پڑے گا۔ پلیٹ فارم پر ٹکٹ اور...

(باقی بر صفحہ ۱۰)

بے نظیر اسلامی لٹریچر
بیان القرآن
یعنی
اُردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن
(مؤلفہ: حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل۔بی)
ہر بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے۔ تشریح لغت مکمل طور پر دی گئی ہے۔ لغت کی مستند کتب مفردات امام راغب۔ لسان العرب۔ تاج العروس کی بنا پر ترجمہ و تفسیر کیا گیا ہے۔ پرانی تفاسیر کا خلاصہ معہ حوالجات دیئے گئے ہیں۔ ہر قسم کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے ہر سورۃ کا آپس میں تعلق واضح کیا گیا ہے۔ موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر ہے
حمائل شریف مترجم اُردو
مع حواشی
مؤلفہ: حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل۔بی
یہ حمائل شریف حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ ترجمہ بین السطور اور حاشیہ پر مختصر تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ حضرت مولانا کی تفسیر بیان القرآن اسقدر مقبول ہوئی کہ لوگوں نے اس کا ایک مختصر ایڈیشن نکالنے کی فرمائش کی تاکہ یہ ترجمہ ہر طبقہ کے آدمی تک پہنچ سکے۔ کاغذ اور لکھائی وغیرہ نہایت اعلیٰ
حمائل شریف مطبوعہ جرمنی
یہ بے نظیر حمائل شریف جرمنی میں خاص اہتمام سے طبع کرائی گئی ہے۔ ابتک ایسی حمائل ہندوستان میں شائع نہیں ہوئی۔ جلد نہایت خوبصورت۔ قیمت
حمائل شریف (پاکٹ سائز)
جلد نہایت خوبصورت اور اعلیٰ
قرآن مجید (معرّا)
لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ۔ جلد پر سنہری ڈائی لگی ہوئی ہے۔
تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی
سیرت خیر البشر
تاریخ خلافت راشدہ
جمع قرآن
مقام حدیث
النبوت فی الاسلام
مقدمۃ القرآن حصہ اول
حقیقۃ المسیح
المسیح الدجال و یاجوج ماجوج
محمد مصطفےٰ
احمد مجتبےٰ
خلافت اسلامیہ
اسلام اور دیگر مذاہب
حدوث مادہ
مسیح موعود
شناخت مامورین
آیت اللہ
مرآۃ الحقیقت
حقیقت اختلاف
سیرت خیر البشر بزبان انگریزی
تاریخ خلافت راشدہ
ٹیچنگز آف اسلام
رسالہ تقدیر انگریزی
جمع قرآن (بزبان انگریزی)
انتخاب قرآن (بزبان انگریزی)
محمد اینڈ کرائسٹ
تصنیفات خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم بی۔اے ایل ایل۔بی
توحید فی الاسلام
سلک مروارید
ینابیع المسیحیت
راز حیات
ضرورت الہام
خطبات عربیہ
ہستی باری تعالیٰ
یسوع کی الوہیت
اسلام اور علوم جدیدہ
حیات بعد الموت
مکالمات
مطالعہ اسلام
اسلام میں کوئی فرقہ نہیں ہے
لمعات انوار محمدیہ
تمدن اسلام حصہ اول
نبی کا ظہور اتم
مذہب محبت
ذرات عالم کا مذہب
ام الالسنہ
براہین نیرہ
پیام اسلام
سیرت نبوی
قرآن اور جنگ
موضوع القرآن
اسوہ حسنہ
اسلامی نماز کا فلسفہ
عسل مصفّٰی ہر دو حصہ
یہ سلسلہ احمدیہ کا انسائیکلوپیڈیا ہے جس میں سلسلہ احمدیہ کے متعلق جملہ امور مثلاً وفات مسیح آمد مہدی۔ دجال یاجوج ماجوج علامات آمد مسیح موعود وغیرہ بے شمار احادیث و اقوال بزرگان اسلام سے استدلال کیا گیا ہے ہر احمدی کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ قیمت جلد اول
کامران
مولفہ
جناب شیخ محمد دین جان صاحب بی۔اے ایل ایل بی ایڈوکیٹ
یہ انگریزی تصنیف کا ترجمہ ہے۔ اس میں زندگی کو کامیاب بنانے کے ذرائع درج کی کتاب ہے۔ خصوصاً نوجوانوں کے مطالعہ کے قابل ہے۔ قیمت
انوار القرآن
پارہ عم کی ایمان افروز تفسیر
مؤلفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب
الروح
تناسخ
ولادت مسیح
رسالہ نماز
قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت
روزہ
حج
زکوٰۃ
نوٹ: محصولڈاک علاوہ ہوگا
المشتہر: منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور